آواز

یکم سے ۱۵ فروری ۱۹۸۶ء
۱۲ سے ۲۶ ماگھ ۱۹۰۷ شاکا

اعت کا ۵۱ واں سال
ت ایک روپیہ

ا' نڈیا ریڈیو کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دل چسپ افسانے و منظومات



اس بار بمبئی سے غزلیں

شفیق عباس

شاخوں سے پھل پاؤگے اور ٹھنڈی چھاؤں میں سوؤگے
بنجر دھرتی میں بھی مجھے لے جاکے اگر بوؤگے

کال پڑے گا اک دن ایسا حرف نہ کوئی سوجھے گا
مجھ پر جملے کسنے والو نشتر کتنے چبھوؤگے

کب تک رکھوگے پوشیدہ خلوت کی سچائی کو
ٹھٹھا مار کے ہنسنے والو تنہائی میں روؤگے

دو اک کی تو بات نہیں ہے عصیاں کا انبار ہے ساتھ
اشکِ ندامت لاکھ سہی پر کتنے دھبّے دھوؤگے

لاحاصل ہے کوشش لیکن تم کو بچانے آیا ہوں
یہ تو پتہ ہے ڈوبنے والو مجھ کو تمھیں ڈبوؤگے

پل پل قتل ہوا ہے میرا لیکن یہ خاموشی ہے
اس لمحہ کی بشارت جب تم منہ کو چھپا کر روؤگے

بڑے جتن سے پانے والو ہاتھ نہیں میں آؤں گا
مٹھی میں وہ بند ہوا ہوں پل میں جسے تم کھوؤگے

ایک امڈتا دریا ہے دل اور غزل محدود بہت
کیسے ان اشعار میں اپنا سارا درد سموؤگے

جینے سے جی اوب گیا اور صرف کٹے ہیں چھتیس سال
کب تک اور شکستہ تن پر سانسیں اپنی ڈھوؤگے

اوروں کی تو بات نہیں ہے تم پہ شفیق بھروسہ تھا
کس کو خبر تھی اک دن تم بھی اپنے ہی دشمن ہوؤگے

عبداللہ کمال

کیا بچا ہے کہ جو اب اپنے مکاں لے جاؤں
سانس کی ڈور یہ سرمایۂ جاں لے جاؤں

حرفِ ایقان پسِ گردِ گماں لے جاؤں
فائدہ کیا ہے کہ فہرستِ زیاں لے جاؤں

توڑ آیا تو ہوں ہر رشتہ ترے شہر سے میں
تسمہ پا یادوں کی زنجیر کہاں لے جاؤں

ٹوٹ جاتی ہیں دشائیں ترے گھر تک جاکر
آگے جانا ہے تو اک سنگِ نشاں لے جاؤں

انتظار اب نہ چراغوں میں جلاؤں شب بھر
اس کے گھر جاؤں، ان آنکھوں کا دھواں لے جاؤں

تیز چمکیلی ہواؤں سے لکھوں قصۂ عشق
اپنے ہونے کا کوئی تازہ نشاں لے جاؤں

قہقہے پھر سے اگاؤں اسی کشتِ جاں میں
موسمِ درد سے کیا فصلِ فغاں لے جاؤں

میں تو تنہائی کے تاریک جہنم میں جلوں
جنتِ درد مگر تجھ کو کہاں لے جاؤں

منظور ندیم بالاپوری

درد کے کھیت میں مسکان اگانے والا
کتنا خوش ظرف ہے زخموں کو چھپانے والا

آگ کچھ اور گھروں کو بھی جلا ڈالے گی
سوچتا کاش مرے گھر کو جلانے والا

یاد آتا رہا تا دیر سفر میں مجھ کو
ہاتھ رہ رہ کے دریچے سے ہلانے والا

دل میں اخلاص، وفاؤں کی ہے گٹھری سر پہ
آدمی ہے یہ کسی اور زمانے والا

لوگ چہروں کو چھپائے ہوئے پھرتے ہیں ندیم
شہر میں آیا ہے آئینہ دکھانے والا

قیصرالجعفری

سوگیا تھا تو میری راہ نہ دیکھی ہوتی
قافلے والوں نے آواز تو دے لی ہوتی

تم جو ہوتے تو مری ناؤ نہ ڈوبی ہوتی
یہ مری سوچ تھی ممکن ہے غلط بھی ہوتی

اتنی چپ چاپ گذرتی نہ ترے ہجر کی رات
میرے سر پر کوئی دیوار ہی ٹوٹی ہوتی

بددعا دیں گے ہمیں بعد میں آنے والے
گھر نہ بنتا نہ سہی، نیو تو رکھ دی ہوتی

جا نکلتی کسی انسان کے دروازے پر
اس بڑے شہر میں اک ایسی گلی بھی ہوتی

جی لیے عشق میں ہم ورنہ یہ لَو ایسی تھی
خاک ہو جاتے مگر آگ نہ ٹھنڈی ہوتی

ہم نے جس طرح گزارے ہیں زمانے اپنے
عمر کیا اوروں سے تو اک رات نہ بیتی ہوتی

عبدالاحد ساز

نظر آسودۂ کام روشنی ہے
مرے آگے سرابِ آگہی ہے

زمانوں کو ملا ہے سوزِ اظہار
وہ ساعت! جب خموشی بول اٹھی ہے

پگھلتا جا رہا ہے سارا منظر
نظر تحلیل ہوئی جاتی رہی ہے

زمانے سرخ و سبز و زرد گزرے
زمیں لیکن وہی خاکستری ہے

دھندلکوں کو اندھیرے چاٹ لیں گے
کہ آگے عہدِ مرگِ روشنی ہے

ہنسی سی اک لبِ ذوقِ نظر پر!
شفق زارِ تاثر بن گئی ہے

میں دیکھوں تو دکھا دوں گا تمہیں بھی
ابھی میری بصیرت میں کمی ہے

مجھے پرکھوگے کس معیار پر ساز
مرا سب کچھ خلوصِ فکر ہی ہے

اردو شاعری میں شہر

پروفیسر آل احمد سرور

اُردو زبان شہری زبان ہے، گو اس کی جڑیں اس کے علاقے کے دیہات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ ایک تہذیب کی زبان ہے جو ہندوستان کی مشترک تہذیب کا گل سرسبد ہے۔ شہر اس آبادی کو کہتے ہیں جو قصبے سے بڑی ہو، عام طور پر شہر کے گرد ایک فصیل ہوتی تھی جو شہر پناہ کہلاتی تھی۔ باغ و بہار میں مذکور ہے کہ مسافر شام سے پہلے شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرتے تھے تاکہ شہر پناہ کا دروازہ بند نہ ہو جائے۔ ایک شہری کے لیے یہ بڑی سزا ہوتی تھی کہ اسے شہر بدر کر دیا جائے۔ شہر آشوب جہاں اس نظم کو کہتے تھے جس میں شہر اور زمانے کے مصائب کا بیان ہو، وہاں اس سے مراد وہ محبوب بھی تھا جو فتنے اور فساد کا باعث ہو۔ یعنی سب اس کے پیچھے دیوانے ہوں۔ شہر نا پرساں وہ شہر تھا جہاں کوئی کسی کو نہ پوچھتا ہو۔ شہر خبرا وہ تھا جو شہر بھر کی خبریں رکھتا ہو۔

اردو شاعری میں منظوم داستانوں کی تعداد خاصی ہے۔ ان منظوم داستانوں میں جو مثنوی کی صنف میں ہیں، شہروں کا بیان مفتہ ہے، مگر حقیقی شہروں کی جھلکیاں بھی مل جاتی ہیں۔ شہر پُر رونق ہیں، بازاروں میں کھوے سے کھوا چھل رہا ہے۔ دوکانیں سامانوں سے بھری ہوتیں، سڑکیں صاف ستھری، سواریوں میں گھوڑے، ہوادار، فینس، پالکی، لوگ میلے ٹھیلوں، عرسوں، تہواروں اور سیر و تفریح کے شوقین، اونچے طبقے کی عورتیں برقعے میں، نیچے طبقے کی عورتیں برقعے سے آزاد، مدرسوں میں استاد اور شاگرد، تکیوں پر سماع یا قوالی کی محفلیں۔ ان مرقعوں میں بیشتر مثالی تصویریں ہیں۔ مگر میرؔ اور نظیرؔ اور میر حسن نے شہر کی تنگ گلیوں، برسات میں کیچڑ اور مچھروں کی کثرت کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ شہر آجکل کے شہروں کی طرح عمدار نہ تھے۔ اس تہذیب کے تین مرکز تھے دربار، بازار اور خانقاہ۔ دربار میں بادشاہ اور اس کے اُمرا، بازار میں ہر طرح کے دوکاندار اور خانقاہوں میں صوفی اور ان کے مرید۔ شاعر ایک طرف دربار سے دوسری طرف خانقاہ سے، اور تیسری طرف بازار سے رشتہ رکھتا تھا۔ زندگی سخت تھی۔ شہر بستے تھے اور اُجڑ بھی جاتے تھے مگر شہریوں میں اپنے شہر سے ایک لگاؤ ضرور تھا۔ ورنہ ذوقؔ یہ نہ کہتے ؏ "کون جائے ذوقؔ پر دلی کی گلیاں چھوڑ کر"۔

اردو شاعری میں جن شہروں کا ذکر اکثر ملتا ہے وہ ہیں دلی، لکھنؤ، حیدرآباد، لاہور، کلکتہ، بمبئی، پٹنہ، الٰہ آباد، رام پور، بھوپال، فیض آباد، جونپور، بنارس، گورکھپور، کانپور، بدایوں، آگرہ، متھرا، سرینگر۔ اردو شاعری میں حب الوطنی کا جذبہ بہت گہرا ہے۔ آج سے سو سال پہلے وطن زیادہ تر اپنے شہر کا نام تھا۔ پورے ملک سے وابستگی کا جذبہ بعد میں پیدا ہوا۔ اردو کے شاعر کو اپنا وطن اسقدر عزیز تھا کہ تخلص کے ساتھ شہر بھی جڑا ہوا ہے۔ مثلاً سراجؔ اورنگ آبادی، داغؔ دہلوی، آتشؔ لکھنوی، فراقؔ گورکھپوری، یاسؔ عظیم آبادی، جگرؔ مرادآبادی، فانیؔ بدایونی، وغیرہ۔ ان میں سرفہرست دلی ہے جو ہندوستان کا دل ہے اور جس کے ساتھ ہندوستان کی ساری تاریخ کسی نہ کسی طرح جڑی ہوئی ہے۔ میرؔ کے یہاں دلی کی یہ تصویر دیکھئے ؎

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱ | شمارہ ۳

یکم فروری ۱۹۸۶ء مطابق ۱۲ ماگھ ۱۹۰۷ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلیفون ۳۸۲۲۲۹

ادارت
سراج احمد — ۳۸۲۲۵۴
ہر مہندر سنگھ ونج

اس شمارے میں

غزلیات

ادائیگی منی آرڈر، پوسٹل آرڈر، بینک ڈرافٹ، معرفت چیف ایڈیٹر آواز، آل انڈیا ریڈیو، آل انڈیا ریڈیو بلڈنگ، نئی دہلی

Telegram LISTENER' New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

دلی کے نہ تھے کوچے اوراقِ مصور تھے
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
اس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

اے صبا گر شہر کے لوگوں میں ہو تیرا گزار
کہیو ہم صحرا نوردوں کا تمامی حال زار

دلی میں جامع مسجد کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہ عبادت کی جگہ ہی تھی مرجع خلائق بھی اور تہذیب کا مرکز بھی۔ جب ہی تو میر نے لکھنؤ کے امیرزادوں کی فرمائش پر شعر سنانے سے یہ کہہ کر انکار کیا تھا کہ میرے اس شعر پہ ؎

عشق برے ہی خیال پڑا ہے چین گیا آرام گیا
جی کا جانا ٹھہر گیا ہے صبح گیا یا شام گیا

آپ فرمائیں گے کہ خیال کی یہی اظہار کرو۔ مگر میں کیا کروں جامع مسجد کی سیڑھیوں کی یہی زبان ہے۔ اسی دلی کی غدر میں بربادی کا ذکر حالی نے ایک دلدوز قطع میں کیا ہے ؎

"تذکرۂ دہلی مرحوم کا اے دوست نہ چھیڑ
نہ سنا جائے گا ہم سے یہ فسانہ ہرگز
چپے چپے پہ ہیں یاں گوہر یکتا تہ خاک
دفن ہوگا کہیں اتنا نہ خزانہ ہرگز

شروع میں دلی کے شعرا نے لکھنؤ کی مذمت کی مگر جب لکھنؤ کو ایک مرکزیت حاصل ہوگئی اور وہ ہماری مشترک تہذیب کا ایک شاندار مظہر بن گیا تو لکھنؤ کے شعرا نے فخریہ اس کا ذکر کیا۔ ایک شاعر تو یہاں تک کہہ گئے ؎

دعوئ سخن کا لکھنؤ والوں کے سامنے
اظہار بوئے مشک غزالوں کے سامنے

واجد علی شاہ کے زمانے میں شاعری ڈرامہ، رقص، موسیقی، سب کے لحاظ سے لکھنؤ کی شہرت تھی۔ ہماری تہذیب میں شامِ اودھ اور صبحِ بنارس اور سب مالوہ اپنے حسن کی وجہ سے مشہور ہیں۔ غالب نے تو بنارس پر فارسی میں ایک لاجواب مثنوی لکھی ہے۔ مگر یہ عشق کا شاعر بھی بنارس کا ذکر کرتا ہے۔ محبوبہ اپنے عاشق سے کہتی ہے ؎

مشورے ہو رہے ہیں آپس میں
بھیجتے ہیں مجھے بنارس میں

محسن کاکوری مشہور نعت گو شاعر ہیں۔ ان کے ایک قصیدے کی تشبیب یوں ہے ؎

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل
ڈوبنے جاتے ہیں گنگا میں بنارس والے
نوجوانوں کا سنیچر ہے یہ بڑھوا منگل

داغ نے عظیم آباد اور کلکتے کو ایک ہی شعر میں ساتھ رکھا ہے ؎

کوئی چھینٹا پڑے تو داغ کلکتے چلے جائیں
عظیم آباد میں ہم منتظر ساون کے بیٹھے ہیں

کلکتہ انیسویں صدی میں انگریزوں کی شان و شوکت کا مظہر اور مشرقی حسن کے علاوہ مغربی حسن کا بھی جلوہ گاہ تھا۔ دیکھئے غالب اسے کس طرح یاد کرتے ہیں۔

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں
اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے
وہ سبزہ زار ہائے مطرا کہ ہے غضب
وہ نازنیں بتان خود آرا کہ ہائے ہائے

دوسری شاعری میں صرف شہروں کی رعنائی اور حسن ہی کا ہی تذکرہ نہیں ہے حقیقت پسند شعرا نے شہر آشوب کے ذریعے سماجی حالات پر طنز بھی کیا ہے چنانچہ اس سلسلے میں سودا کا مخمس شہر آشوب اور قصیدہ شہر آشوب بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس ذیل میں کوتوال شہر سیدی حال کی ہجو بڑے مزے کی چیز ہے۔ ایک جگہ کوتوال سے کہتا ہے کہ تمہاری پگڑی کے بازار میں یہ دام مل رہے ہیں۔ تم کتنے میں مجھ سے نیے کرا سے بجاؤ گے۔

انیسویں صدی کے آخر میں جب سماجی تبدیلیاں شروع ہوئیں تو قومی کانفرنسیں مختلف شہروں میں ہونے لگیں۔ اس سلسلے میں صفی لکھنوی نے الہ آباد اور جونپور پر معرکۃ الآرا نظمیں لکھیں۔ اکبر نے الہ آباد کے زوال کا اس طرح ذکر کیا ؎

کہ الہ آباد میں ساماں نہیں بہبود کے
واں دھرا کیا ہے بجز اکبر کے اور امرود کے

ریاض خیرآبادی نے گورکھپور کو اس طرح سے یاد کیا ؎

ہم اسے خون تمنا سے سینچ آئے ہیں
حسین رنگ میں مرگ آرزو سے گورکھپور
وہ گلیاں یاد آتی ہیں جوانی جن میں کھوئی ہے
بڑی حسرت سے لب پر ذکر گورکھپور رہتا ہے

اور نظیر اکبرآبادی کی تو ساری شاعری آگرے کے گرد گھومتی ہے انھوں نے نہ صرف روضۂ تاج گنج پہ نظم لکھی بلکہ آگرے کے میلے ٹھیلوں، تہواروں، یہاں تک کہ آگرے کے قحط تک کا ذکر کیا ہے ؎

ملا کہو، دبیر کہو آگرے کا ہے
شاعر کہو نظیر کہو آگرے کا ہے

مجاز نے علی گڑھ میں اسے شہر طرب کہا ہے اور جاں نثار اختر نے لکھنوی تہذیب کے زوال کا اس طرح ماتم کیا ہے۔

نئی تہذیب کیسے لکھنؤ کو راس آئے گی
اجڑ جائے گا یہ شہر غزالاں ہم نہ کہتے تھے

موجودہ دور میں شہروں کی آبادی بڑھتی جا رہی ہے۔ ہر شہر کی جو انفرادیت تھی وہ کم ہوتی جا رہی ہے۔ شہروں کے دو حصے ہیں، ایک خوشحال لوگوں کا علاقہ۔ ایک نچلے متوسط طبقے اور مزدوروں کا علاقہ۔ زندگی پیچیدہ ہو رہی ہے۔ آبادی میں اضافے، فسادات اور بدامنی کی وجہ سے اب شہروں کا ذکر ہوتا ہے تو آج کا شاعر ان میں تنہائی فطرت سے دوری اور بے نیازی محسوس کرتا ہے۔ ناصر کاظمی کہتے ہیں ؎

شام سے سوچ رہا ہوں ناصر
چاند کس شہر میں اترا ہوگا

پہلے لوگ امیر ہوں یا غریب ایک رشتے میں بندھے ہوئے تھے اب سب اجنبی ہیں۔ ہجوم میں تنہا لوگ ٹولیوں میں بیٹھے ہیں۔ اس کیفیت کا اظہار شہریار نے یوں کیا ہے ؎

ماحول اپنے شہر کا گو پرسکوں نہ تھا
لیکن بٹا ہوا وہ قبیلوں میں یوں نہ تھا

علی گڑھ کے فسادات پر طنز کا یہ نشتر بھی ملاحظہ کیجئے ؎

آگ کے شعلوں سے سارا شہر روشن ہو گیا
ہو مبارک آرزوئے خار و خس پوری ہوئی (شہریار)

اہل نظر اور اہل دل کا خیال میرے اس شعر میں دیکھئے ؎

دشت میں پھول کھلاتے تو رہے اہل وفا
شہر خوباں میں اگر نام نہ کرنے پائے

اور

شہریاروں کی پذیرائی میں سب کام آگئے
اب نہیں ملتے گلوں کے ہار تیرے شہر میں

لیکن کچھ شہر اب بھی شعرا کے لیے روشنی اور امید کا ایک سمبل ہیں۔ فیض اپنی مشہور نظم "اے روشنیوں کے شہر" میں لاہور سے متعلق کہتے ہیں ؎

شب خوں سے منہ پھیر نہ جائے ارمانوں کی رو
خیر ہو تیری لیلاؤں کی ان سب سے کہہ دو
آج کی شب جب دیئے جلائیں اونچی رکھیں لو

اردو شاعری میں مقامیت بھی ہے، آفاقیت بھی اسلئے اردو کا شاعر مشرق اور مغرب کے شہروں کی سیر کرتا ہے مگر اپنے شہر کو یاد رکھتا ہے۔ اقبال نے کہا ہے ؎

سواد رومۃ الکبریٰ میں دلی یاد آتی ہے
وہی عبرت، وہی عظمت، وہی شان دلآویزی

(سری نگر سے نشر)

منیب الرحمٰن

میرے سفر کی آسانی کا پرچم ہونے والی
اے دریا وہ موج بھی نکلی برہم ہونے والی
تجھ پہ نہیں ہے ایسا چہرہ پھول سا کھلنے والا
مجھ پہ نہیں ہے ایسی نگہ بھی پیہم ہونے والی
قریۂ دل ہے بند فضا اے سبز شگفتہ جنگل
ایک ہوا تجھ سے آئی تھی موسم ہونے والی
حد نظر تک کا سناٹا پس منظر تو بدلے
تنہائی کی راہ کہیں تو ہو ختم ہونے والی
بس کر اب اے شمع کشتہ اپنی دھواں کہانی
صبح کے منظر کی آنکھیں ہیں پرنم ہونے والی

(سری نگر سے نشر)

فیض

اکبر علی خان عرشی زادہ

فیض جن کی تاریخ پیدائش ۱۳ فروری ۱۹۱۱ء ہے اپنی ابتدائی تعلیم مرے کالج سیال کوٹ سے مکمل کرکے اعلیٰ تعلیم کی غرض سے ۱۹۲۹ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ یہاں کی ادبی زندگی کا نقطۂ آغاز ہے۔ لاہور ہی میں انھوں نے اپنے ادبی مزاج کو نبایا او رسنوارا اور یہیں سے وہ باقاعدہ طور پر ادبی محفل میں داخل ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اردو کے مشہور رومانی شاعر اختر شیرانی کی نغمگی اردو کی ساری فضا میں بسی ہوئی تھی۔ قدرتی طور پر فیض جو خود بھی رومانی مزاج رکھتے تھے، اختر شیرانی کی اس نغمگی سے مسحور ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ ان کی اکثر ابتدائی نظمیں کسی نہ کسی طرح اپنے موضوع اور لہجے دونوں کے اعتبار سے اختر شیرانی کی صدائے بازگشت معلوم ہوتی ہیں۔ اختر شیرانی نے اردو میں سب سے پہلے اور شاید سب سے اچھے سانیٹ لکھے۔ فیض کی یہ نظمیں سانیٹ تو نہیں۔ البتہ سانیٹ کی ہیئت سے قریب تر ضرور ہیں۔ ان نظموں میں اختر شیرانی کے الفاظ ہی نہیں فضا بھی صاف دکھائی دیتی ہے۔ گو فیض نے خود کہیں یہ اعتراف نہیں کیا کہ وہ براہ راست اختر شیرانی سے متاثر ہیں۔ لیکن پڑھنے والوں کے لیے اس اعتراف کی چنداں ضرورت بھی نہیں۔ البتہ فیض نے کیٹس و شیلی اور انگریزی کے دوسرے رومانی شعراء سے متاثر ہونے کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فیض کی ابتدائی نظمیں اختر شیرانی اور انگریزی کے رومانوی ادب کے اثرات کا اعلان کرتی نظر آتی ہے۔

طالب علمی سے فراغت کے بعد ۱۹۳۵ء میں فیض امرتسر کے ایم اے او کالج میں انگریزی کے استاد ہو کر پہنچے تو یہاں ان کی ملاقاتیں رام پور کے صاحبزادہ محمود الظفر اور ان کی باذوق بیگم ڈاکٹر رشید جہاں سے ہوئیں۔ یہ دونوں ترقی پسند تحریک کے مبلغ تھے۔ چنانچہ جلد ہی انھوں نے فیض کو اپنے خیالات سے متاثر کر لیا اور فیض اس تحریک کے ایک سرگرم رکن بن گئے۔ آگے چل کر پنجاب میں اس تحریک کی رہنمائی فیض ہی نے کی۔

بگمان غالب فیض امرتسر آئے تو اس وقت تک اپنے عشق میں ناکام ہو چکے تھے۔ ڈاکٹر رشید جہاں نے فیض کی اس دردمندی کو محسوس کر لیا۔ اور ان کے دل میں غم عشق کی جگہ غم جہاں کا بیج بو دیا۔ اس بیج تخم ریزی نے فیض کو ایک نئے نشے سے آشنا کیا جو غم عشق کے ساتھ مل کر دو آتشہ ہو گیا۔ اور فیض کی شاعری کو ایک نیا موڑ دے گیا۔ اب فیض نے جو نظمیں لکھنا شروع کیں ان میں شعوری طور پر ترقی پسند خیالات اور عقاید کو بھی سمویا۔ وہ بنیادی طور پر رومانوی مزاج کے مالک تھے۔ چنانچہ غم جہاں کی بات کرتے ہوئے بھی ان کی شاعری پر محبوب ہی چھایا رہا۔ اس زمانے میں انھوں نے "مجھ سے پہلی سی محبت مرے محبوب نہ مانگ" "رقیب سے" اور "موضوع سخن" جیسی چونکا دینے والی نظمیں لکھیں۔ ان نظموں میں اگرچہ عشق جاناں سے دست برداری کا اعلان کیا گیا ہے لیکن فیض کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ واقعتاً وہ غم عشق سے دست بردار کبھی نہیں ہوئے۔ اور نہ کبھی اختر شیرانی کے اثرات سے باہر آئے۔ "اور بھی غم ہیں زمانے میں محبت کے سوا" جو فیض کی ایک مشہور نظم کا نہ صرف بنیادی خیال ہے بلکہ ایک مشہور مصرعہ بھی ہے۔ پڑھ کر اختر شیرانی کے مصرعے "اور بھی بخشیں ہیں مسجد میں عبادت کے سوا" کا یاد آجانا قدرتی بات ہے۔ اسی طرح فیض کی ایک اور بے حد اہم نظم میں "رقیب سے" ان کا دوستانہ رویہ بھی اختر شیرانی کی ایک مشہور نظم کے ان مصرعوں سے متاثر ہوئے بغیر ممکن نہیں ؎

ہم دونوں تھے جس کے پروانے
وہ شمع شبستاں کیسی ہے

یہ بات بھی کم اہم نہیں کہ بیس سے زیادہ غزلیں اور نظمیں فیض نے اسی بحر میں لکھی ہیں۔

نقش فریادی کے بعد دست صبا اور زنداں نامہ دونوں قید و بند کے تجربات پر مبنی ہونے کے باوجود رومان اور حقیقت کے سنگم کو پیش کرتی ہیں۔ دست صبا کی نظم "دو عشق" کو پڑھتے ہوئے اختر شیرانی کے یہ مصرعے ذہن میں گونجنے لگتے ہیں ؎

عشق و آزادی بہار زیست کا سامان ہے
عشق میری جان آزادی مرا ایمان ہے
عشق پر کر دوں فدا میں اپنی ساری زندگی
لیکن آزادی پہ میرا عشق بھی قربان ہے

فیض نے دست صبا اور زنداں نامہ ہی میں نہیں بعد کے کلام میں بھی خاص طور پر غزلوں میں صیاد قفس اور گلستاں وغیرہ کو سیاسی علامتوں کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اختر شیرانی اس سے بہت پہلے گلبانگ قفس کے عنوان سے ایک غزل لکھ چکے تھے جس کا زیادہ موزوں عنوان زنداں نامہ ہو سکتا تھا۔ اس کے آغاز و انجام کے دو شعر یہ ہیں ؎

مدت سے نہ آئی کوئی خبر یارا گلستاں کیسے ہیں
اے باد صبا اتنا تو بتا سرو و گل و ریحاں کیسے ہیں
گلبانگ قفس ہی بن جائے اے کاش نوائے آزادی
کیا کہیے کہ اختر سینے میں مچلے ہوئے ارماں کیسے ہیں

اختر شیرانی سے اس اثر پذیری نے فیض کو جو فوائد پہنچایا وہ تفصیلی مطالعہ کا موضوع ہے۔ مختصراً اختر شیرانی نہ ہوتے تو



فیض نہ ہوتے۔ اور فیض نہ ہوتے تو فیض کی یہ شاعری نہ ہوتی جسے تار حریر دو رنگ کا حسن نصیب ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ فیض جس تحریک سے وابستہ تھے۔ اس کے تحت جو ادب تخلیق ہوا ہے وہ نعروں سے بھرا ہوا ہے۔ اور باقاعدہ ایک یلغار کی سی کیفیت نظر آتی ہے۔ اس کے برخلاف فیض نے یہ سمجھ لیا تھا کہ شاعری یا ادب دیوار پر

لگے ہوئے پوسٹر اور ابیت سی تقریر سے مختلف چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کا غم اپنانے کے باوجود بھی وہ اپنے غمِ عشق کو کبھی نہ بھول سکے۔ اور اسی باعث اپنی شاعری کو بناوٹی، پرتصنع بے جان یا وقتی ہونے سے۔ بچا لے گئے۔

فیض کے پڑھنے والوں کو کبھی کبھی انداز بیان کی اجنبیت محسوس ہوتی ہے۔ شاید اجنبیت کا سبب فیض کا یہ حسن ظن ہے کہ وہ اردو قاری کو انگریزی شاعری سے اتنا ہی آشنا جانتے ہیں جتنے آشنا وہ خود تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فیض نے اردو شاعری کے کلاسیکی سرمائے سے بھی فیض حاصل کیا اور خاص طور پر اپنی غزلوں میں کلاسیکی لفظیات اور انداز بیان کو اس خوبصورتی سے استعمال کیا جس کی مثال بہت کم نظر آئے گی۔ اس استعمال نے ان کے لب و لہجے کو کچھ اور انفرادیت عطا کی۔ جس کی نقل کرنا بھی عہد جدید کے شاعروں کے لیے آسان کام نہیں۔

فیض ان گنے چنے شاعروں میں ہیں جن کے کلام کو اردو شاعری کے ہر انتخاب میں جگہ ملے گی۔ چاہے اس کا معیار کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو۔ اور ان کے شعر ہمیشہ ذوق و شوق سے پڑھے جائیں گے ان کے مرتبے کی بلندی کے لیے یہی بات کافی ہے۔

فیض پر لکھا گیا ادب

فیض کے کلام نے ۱۹۳۸ء سے اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ بھی عام قاری نہیں۔ فراق گورکھپوری اور میراجی جیسے نقادوں کو، چنانچہ ۱۹۳۹ء میں فراق نے عشقیہ شاعری پر اپنا مشہور مقالہ لکھا تو اس میں فیض کی ایک مشہور نظم "رقیب سے" کا خاص طور پر ذکر کیا۔ اور ان الفاظ میں داد دی کہ اس موضوع پر جو کچھ فیض نے اپنی نظم میں لکھا ہے۔ اس سے زیادہ کالی داس، سعدی، شیکسپیر ابھی کیا کہہ سکتے تھے۔ تقریباً اسی زمانے میں میراجی نے ماہنامہ ادبی دنیا میں جدید نظموں پر اپنی تنقید کا مشہور سلسلہ "اس نظم میں" کے عنوان سے شروع کیا تو انھوں نے بھی فیض کی نظم انتباہ کو انتخاب کیا۔

۱۹۴۱ء میں نقش فریادی شائع ہوا۔ اس مجموعے کی اشاعت کے ساتھ ہی فیض کی شہرت پر لگا کر اڑنے لگی۔ اس کے کچھ عرصے بعد ترقی پسند ادب پر عزیز احمد کی کتاب آئی تو اس میں فیض کو خاص اہمیت دی گئی تھی۔ دست صبا اور زنداں نامہ کی اشاعت کے بعد ترقی پسند ادب سے متعلق سردار جعفری اور خلیل الرحمن اعظمی کی کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ ان میں بھی فیض کے درجے کو تسلیم کیا گیا ہے گو سردار جعفری کی تحریریں اعتراف کا عنصر کم ہے۔ ان کتابوں کے علاوہ جدید ادب یا ترقی پسند ادب پر لکھنے والا کوئی شخص بھی فیض سے صرف نظر نہیں کر سکا اس فہرست میں رشید احمد صدیقی، مجنوں گورکھپوری، اختر انصاری اور آل احمد سرور جیسے اساتذہ اور نقاد بھی شامل ہیں۔

فیض پر سب سے پہلا مضمون عباسہ جمیلہ عبداللہ کا ہے جو جولائی ۱۹۴۵ء میں رسالہ "آج کل" نے شائع کیا تھا۔ فیض پر پہلا اور ضخیم خاص نمبر اس کے بیس برس بعد ۱۹۶۵ء میں سامنے آیا۔ یہ صہبا لکھنوی کے رسالہ افکار کا فیض نمبر ہے۔ جو ۶۷۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس خاص نمبر کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ فیض پر بعد میں شائع ہونے والے دو خاص نمبر "فن اور شخصیت" اور "شبستان" مرتب ہوئے تو ان کے مرتبین نے افکار سے بھی مضامین نقل کیے۔ ایک اور خاص نمبر رسالہ غالب کراچی کا بھی شائع ہوا تھا۔ بعد ازیں یہی نمبر "خون دل کی کشید" کے نام سے کتابی شکل میں سامنے آیا۔

فیض ان خوش قسمت اردو شاعروں میں سے ہیں جن کی شہرت و مقبولیت برصغیر کی جغرافیائی حدود کو توڑ چکی ہے۔ ان کی نظموں کے تراجم سب سے پہلے وی جی کیرنن نے انگریزی میں کیے تھے جو POEMS BY FAIZ کے نام سے کتابی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ یہ کیرنن وہی ہیں جنھوں نے اقبال کے مترجم کی حیثیت سے بھی شہرت پائی تھی۔ ان انگریزی تراجم کے ساتھ کلام فیض کے تراجم کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جو پہلے روسی اور چیک زبانوں میں اور پھر قصائد ملیحات کے نام سے عربی میں شائع ہوئے اور اب تو یہ صورت ہے کہ دنیا کی کئی اہم زبانوں کے پڑھنے والوں تک فیض کا کلام ان کی زبانوں میں پہنچ چکا ہے۔ جن میں چینی اور جاپانی بھی شامل ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان تراجم کے ساتھ ساتھ فیض کے فن اور شخصیت سے متعلق بھی ضرور کچھ نہ کچھ لکھا گیا ہوگا۔ جس سے ہم پوری طرح واقف نہیں۔

فیض تقریباً نصف صدی تک لکھتے رہے۔ متاثر ہوتے رہے اور متاثر کرتے رہے۔ اور ایک پر تسلسل کامیاب ادبی شخصیت بنے رہنے کے بعد اپنی انتہائی عروج کے زمانے میں ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء کو ہم سے رخصت ہوئے۔ ادیبوں اور شاعروں کی زندگی میں جہاں ان کے خیالات اور شخصیت کو سمجھنے کی کچھ سہولتیں ہوتی ہیں وہیں کچھ موانع بھی ہوتے ہیں لکھنے والے چاہے کتنے ہی بیباک کیوں نہ ہوں۔ کبھی کبھی دلداری کی خاطر یا دل آزاری کے خوف سے مکمل سچ نہیں لکھ پاتے۔ لیکن کسی فنکار کے بزم ہستی سے اٹھ جانے کے بعد جب اس بات کے تمام امکانات ختم ہو جاتے ہیں کہ اس کے انداز فکر یا انداز بیان میں اچھی یا بری کوئی تبدیلی آئے۔ اور جب دل آزاری اور دلداری کا معاملہ بھی اتنا زیادہ نازک نہیں رہتا جتنا کسی فنکار کی زندگی میں ہوتا ہے۔ تنقید کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ اب تجزیہ کرنے والوں کے سامنے شاعر کا کل سرمایہ ہوتا ہے اور نقاد بڑی حد تک آزادانہ اظہار خیال کر سکتا ہے۔ اس لیے امید کی جانی چاہئے کہ آج فیض کی شخصیت اور فن کے بارے میں لکھنے والوں کا معیار پہلے لکھنے والوں سے بلند ہوگا۔ پرکھ کی بنیاد بھی زیادہ مضبوط دلائل پر رکھی جائے گی۔

اس کے باوجود شاید ہی کوئی ادبی ذوق رکھنے والا اس بات سے انکار کر سکے کہ اردو ادب کی سب سے زیادہ متاثر کرنے والی اور سب سے زیادہ تنقید کا ہدف بننے والی ترقی پسند تحریک کے سیکڑوں ناموں میں سب سے روشن نام فیض ہی کا ہے۔ اور اس منصب پر وہ ہمیشہ فائز رہیں گے۔

فیض کی شخصیت

فیض کی شخصیت کچھ عجیب رنگ و آہنگ کا مجموعہ تھی وہ ایک انتہائی پرجوش ادبی و سیاسی تحریک سے صرف متاثر یا وابستہ ہی نہیں تھے۔ اس کی صف اول کی اہم ترین شخصیت بھی شمار ہوتے تھے۔ تحریک کا تقاضہ یہ تھا کہ ان کی آواز اور ان کی شاعری میں نعروں کا شور و غوغا ہوتا۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ فیض اپنے دھیمے اور نرم لہجے ہی کے لیے مشہور ہیں بات یہ ہے کہ فیض فطری طور پر خاموش طبع تھے۔ عشق جاناں اور پھر عشق وطن نے انھیں کچھ اور بھی باادب کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بالعموم ان سے ملنے والے جو ان سے کچھ سننے کو جایا کرتے تھے۔ یہ تصور لیکر واپس آتے تھے کہ وہ کسی بت سے مل آئے ہیں۔ فیض گفتگو کے دوران بولتے کم اور سنتے زیادہ بس ہوں، ہاں سے کام چلا لیا کرتے تھے۔ یہ خاموشی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔ عشق کی ناکامی اور عشق وطن کے رشتے سے قید و بند کی صعوبت جس کے دوران وہ دار و رسن کی آزمائش سے مردانہ وار گزرے انھیں صبر و ضبط کا سلیقہ سکھا گئے لیکن یہ ضبط بھی بیکار نہیں گیا۔ اس بھٹی میں تپ کر جب ان کے افکار صفحۂ قرطاس پر منتقل ہوتے تھے تو وہ دنیا کے ماروں کے دل کی دھڑکن بن جاتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاموشی کے حصار میں بیٹھے ہوئے فیض مسلسل غور و فکر میں لگے رہتے تھے۔ اظہار کے اسلوب اور انداز اور اپنے تجربات کو لفظ و بیاں کے سپرد کرنے کے نئے نئے طریقے۔ وطن کے سیاسی نشیب و فراز اور ان کے اثرات اور اس کے ساتھ ہی زخموں کا مداوا۔ یہ سب خاموش لمحوں کی مصروفیت معلوم ہوتے ہیں۔

فیض اپنی روزمرہ زندگی میں بھی اتنے ہی کھوئے ہوئے رہتے تھے۔ ان کا دوران سفر سامان گم کر دینا بیگم فیض کے لیے ایک متوقع صورت حال ہوا کرتی تھی۔ جس سے وہ اکثر دوچار ہوتی تھیں۔ ایک بار فیض اسپتال سے جیل لے جائے جا رہے تھے، راستے میں اتفاق سے ان کی بیٹی نے دیکھ لیا اور زور زور سے پکارنا شروع کیا لیکن فیض جن افکار میں کھوئے ہوئے تھے ان کی گرفت کو بیٹی کی آوازیں نہیں توڑ سکیں۔

فیض میں تنقید کو انگیز کرنے کی بھی غیر معمولی صلاحیت تھی۔ وہ غصہ جانتے ہی نہ تھے۔ نہ گھر میں نہ باہر۔ ان سے ملنے والے ہر شخص کا یہی تجربہ ہے کہ وہ مزاج کے بہت نرم تھے یہی نرمی ان کے کلام اور ان کے لہجے میں اپنی پوری صداقت کے ساتھ جلوہ گر ہے اور اس طرح کہ آئندہ نسلیں بھی اسے کم و بیش اسی طرح محسوس کر سکیں گی جیسے ہم آپ کرتے ہیں۔ ایسی ہم آہنگی فن کار کے لیے بڑے شرف کی بات ہے۔ یہ شرف معدودے چند کو نصیب ہوتا ہے اور فیض اسی مختصر گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اکبر علی خاں عرشی زادہ (رام پور سے نشر)
آفیشیٹنگ ڈائریکٹر رضا لائبریری رامپور

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات
کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی
تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

رضّو باجی

ابوالکلام قاسمی

قاضی عبدالستار اردو کے ان معدودے چند افسانہ نگاروں میں سے ایک ہیں جنھوں نے قصبات کی زندگی اور اس زندگی سے وابستہ اقدار کو اپنے فکشن میں زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ قاضی عبدالستار کے ناولوں میں 'پہلا اور آخری خط' اور 'شب گزیدہ' اور افسانوں میں 'پیتل کا گھنٹہ' اور 'رضو باجی' جاگیردارانہ معاشرہ اور قصبات کی مثبت اقدار کو زندہ جاوید بنانے کی بہترین مثالیں ہیں — قاضی صاحب کی افسانوی تکنیک 'استعارہ اور پیراڈوکس سے مسلح اسلوب بیان اور نادر تشبیہوں پر مبنی بامحاورہ زبان کی گوناگوں انفرادیت کے ساتھ ان کا امتیاز بعض ناقابل فراموش کرداروں کی تخلیق میں بھی مضمر ہے۔ موصوف کے تخلیق کردہ کرداروں میں ایک نمائندہ اور ناقابل فراموش کردار 'رضو باجی' کا بھی ہے۔ یہ کردار 'رضو باجی' کے ہی عنوان سے معنون افسانے کا مرکزی کردار ہے۔ رضو باجی نام کا افسانہ اردو کے ان افسانوں میں سے ایک ہے جنھیں صرف ایک کردار کا افسانہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس افسانے میں یوں تو ایک ہیرو بھی ہے، جو واحد متکلم کی تکنیک میں نمودار ہونے کی وجہ سے قاری کی توجہ اپنی طرف کھینچے بغیر نہیں رہتا، مگر ہیرو اور دو ایک دوسرے ضمنی کرداروں کی پیش کش کے باوجود یہ افسانہ حقیقی معنوں میں صرف ایک کردار 'رضو باجی' کے محور کے گرد گھومتا ہے — سردست چونکہ ہمارا سروکار صرف رضو باجی کے کردار سے ہے اس لیے اس نام کے افسانے کی مجموعی خوبیوں اور دوسری خصوصیات سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف یہ دیکھنے کی کوشش کی جائے گی کہ زیر بحث کردار ہمارے افسانوی ادب کا ایک نہ بھلایا جانے والا کردار کیونکر کہا جا سکتا ہے۔

کردار نگاروں کی بنیادی خصوصیات حقیقی معنوں میں کردار نگار کی مردم شناسی، کسی شخص کی نفسیات اور تہہ دار شخصیت کے باطن میں اتر جانے کی صلاحیت سے کسب فیض کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کردار نگاری کے اہم عناصر میں تہہ داری اور نفسیاتی گتھیوں کو سلجھانے کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ رضو باجی کا کردار نہ صرف یہ کہ نہایت تہہ دار، پُراسرار اور نفسیاتی گتھیوں سے بھرپور کردار ہے بلکہ ایک مخصوص معاشرے کی تہذیبی اقدار کی بھی مکمل نمائندگی کرتا ہے۔ یہ موخر الذکر خصوصیت جسے ہم نے تہذیبی اقدار کی نمائندگی سے موسوم کیا ہے، در اصل ایک کردار کو صرف ایک کردار تک محدود نہیں رکھتی بلکہ اسے ایک ایسا استعارہ بنا دیتی ہے جو کسی خاص معاشرے کے بہت سے انسانوں کی ترجمانی کرتا ہے۔ آج کی مادی زندگی جس طرح پرانے مسلمات اور اقدار سے برگشتہ ہے اور اخلاقی قدروں یا انسانی رشتوں کا تعین جس قدر مادی افادیت کے نقطۂ نظر سے کرتی ہے اس پس منظر میں ہماری اس طرز زندگی میں پرانی تہذیبی اقدار کی نمائندگی کرنے والے کردار کچھ اور بھی قابل توجہ اور اہم ہو جاتے ہیں۔

رضو باجی کی کہانی صرف اتنی ہے کہ ان کے اور ان کے ایک نسبتاً کم عمر عزیز کے درمیان ایک خاموش اور غیر واضح رشتۂ محبت استوار ہو جاتا ہے، دونوں ایک دوسرے کے ردعمل سے ناواقف ہیں مگر اپنی اپنی جگہ پر تمام حرکات و سکنات کو محبت کے اظہار پر محمول کرتے ہیں۔ کہانی کا ہیرو کوئی واضح ردعمل نہ پا کر زندگی کے میکانکی ارتقا کو اپنا مقدر سمجھ لیتا ہے اور نہایت مروج انداز میں بغیر کسی مزاحمت کے اس کو کسی اور لڑکی کے رشتۂ ازدواج سے منسلک کر دیا جاتا ہے۔ رضو باجی اپنے تمام حسن و جمال کے باوجود غیر شادی شدہ رہ جاتی ہے۔ شادی کی بات طے بھی ہوتی ہے مگر عین منگنی کے روز ان پر جنات آ جاتے ہیں۔ اور اس طرح بقول افسانہ نگار کے "رضو باجی کی ڈیوڑھی سے رشتے کے کاگا ہمیشہ کے لیے اڑ جاتے ہیں" — پھر کوئی دس سال بعد جب کہانی کے ہیرو راجن کی شادی کو ہوئے دس برس گزر چکے ہیں اور رضو باجی شادی کی عمر سے بہت آگے نکل چکی ہیں، دونوں کی ملاقات ہوتی ہے اور اس ملاقات میں رضو باجی کی خاموشی کے بند اس طرح ٹوٹتے ہیں کہ کسی طرح جذبات کے اظہار کا سیلاب رکنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ خاموش رضو باجی کی یہ بے محابا اور رسمی تکلفات سے ماورا گفتگو ان کی پُراسرار شخصیت کی ساری گتھیاں سلجھا دیتی اور سارے سربستہ رازوں سے پردے اٹھا دیتی ہے۔

اس مختصر سی کہانی میں نہ بہت سارے نشیب و فراز آتے ہیں، نہ دو سے زیادہ کرداروں سے ہم متعارف ہوتے ہیں اور یہ کہانی کی ظاہری سطح پر کوئی خاص پیچیدگی نظر آتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کہانی میں نشیب و فراز بھی ہیں اور پیچیدگی بھی۔ یہ نشیب و فراز اور پیچیدگی کہانی کی سطح کے بجائے کرداروں کی شخصیت کا داخلی حصہ ہیں۔ یہی وہ منزل ہے جہاں کردار نگاروں کا امتیاز کردار کے داخل ہو جاتا ہے اور کردار کی خارجی حرکات و سکنات کے پیچھے داخلی شخصیت کا نقشہ تیار کرنا پڑتا ہے۔ رضو باجی کے کردار کی یہی خصوصیت ہمارے لیے اس کردار کو قابل غور بھی بناتی ہے اور ناقابل فراموش بھی۔ اس افسانے میں رضو باجی کے حسن و جمال کی نہایت اور ان کے سراپا کا ایک طرف عام سا تعارف ملتا ہے تو دوسری طرف ان کی شخصیت کے دو ایسے رخ پیش کیے گئے ہیں جو ان کے جذباتی عروج و زوال کی داستان بیان کرتے ہیں۔ پہلا منظر سارنگ پور سے رضو باجی کے مع منگنے کی غرض سے اپنے خاندان کے لوگوں کے ساتھ آنے کا ہے۔ جس میں رضو باجی اپنے آپ سے نسبتاً کم عمر نوجوان عزیز کے ادھے پر سفر کرتی ہیں اور مختلف حیلوں سے دوسری سواریوں سے آگے ادھے کو نکال لے جانے کا اشارہ دیتی ہیں۔ اس سفر میں ایسے موقعے بھی آتے ہیں کہ ادھے کو ہنکانے والے راجن اور رضو باجی ایک دوسرے سے جسمانی اور جذباتی قربت محسوس کریں، اس کے باوجود ظاہری فاصلہ برقرار رہتا ہے۔ اس منظر کے ساتھ خواتین کے قافلے کے ساتھ جانے کے بجائے رضو باجی کا راجن کے ساتھ محرم دیکھنے کا وہ منظر بھی شامل ہے جس میں محرم دیکھنے سے زیادہ روایتی کنوئیں سے منت مانگنے اور امام باڑے کی ضریح میں بالوں کی لٹ باندھ کر دعائیں کرنے جیسے خاموش مطالبات چھپے ہوئے ہیں — مناظر کے اس سلسلے میں رضو باجی کا دیر کا بہانہ کر کے خواتین کے قافلے کے ساتھ محرم نہ دیکھنے، کسی انجانے خوف سے لرزتے رہنے اور معنی خیز جملے کہنے میں ناقابل اظہار محبت کے ایسے بہت سے اسرار و رموز چھپے ہوئے ہیں جو راجن کے بھرپور اور جرأت مندانہ ردعمل سے محروم رہنے کی وجہ سے رضو باجی کی پوری زندگی کے رائگاں چلے جانے کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں۔

اس پس منظر میں رضو باجی اور راجن کے کرداروں کا مطالعہ کیجیے تو پتہ چلتا ہے کہ راجن کا کردار خط مستقیم پر چلنے والا کردار ہے جو مروج طرز زندگی سے نہ صرف یہ کہ زندگی کے عام معاملات میں کوئی انحراف نہیں کرتا بلکہ محبت کے عمل اور اس کے اظہار کے معاملے میں بھی رسمی اور روایتی نظر آتا ہے۔ رسمی محبت کرتا ہے، کوئی جرأت مندانہ اقدام کرنے سے گریز کرتا ہے۔ وقت آنے پر والدین کی پسند سے شادی کر لیتا ہے اور شادی کے بعد رضو باجی کے لیے اپنے دل میں پائی جانے والی خلش کو اس طرح فراموش کر جاتا ہے گویا اس کی شادی تمام دکھ درد اور خلش کا مداوا بن گئی ہو — راجن کے کردار کے مقابلے میں رضو باجی اپنے آخری تجزیے میں جذباتی سہارے پر زندگی گزارنے کے لیے ایک ایسی لڑکی بن جاتی ہیں جو ان کہی محبت کی داستانوں کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ سمجھ لیتی ہے اگر محبوب حاصل نہ ہو سکا تو وہ اپنے آپ کو بھی کسی اور کی ملکیت بنانے سے گریز کرتی ہیں اور ایک خواب کی تعبیر نہ پا کر سارے خوابوں سے منحرف ہو جاتی ہیں۔ جناتوں کی کہانی گھڑتی ہیں، اپنی ذات کو ایک افسانہ

بنالیتی ہیں اور اس قسم کے ایسے سارے وسائل اختیار کرتی ہیں جن کی وجہ سے رسمی اور روائتی طرز زندگی سے اپنی ذات کو الگ رکھ سکیں ہیرو اور ہیروئن کے کرداروں کا فرق جاننا واضح ہے۔ ہیرو کا کردار داستانوں کے ان ٹائپ کرداروں سے مشابہ ہے جن میں کوئی تہ داری نہیں ہوتی، جن کے اعمال وافعال طے شدہ ہوتے ہیں، جو ایسے ذہن، اپنے مخصوص مزاج اور اپنی مخصوص انتاد طبع کا اظہار نہ گفتگو میں کرپاتے ہیں اور نہ اپنے رویوں میں۔ جبکہ ہیرو کے مقابلے میں ہیرو کا کردار انفرادی خصوصیات سے مملو ہے۔ اور شخصیت کی تہ داری کی عمدہ مثال ہے۔ اس میں خارج سے زیادہ داخل اور رد عمل ہے۔ یا دو ذہن اور نفسیات کارفرما دکھائی دیتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ کہانی کار نے اس کردار کی پرتیں کھولنے اور شخصی نہاخانوں کو کھنگالنے کی کوشش کی ہے۔ اسی کوشش کا نتیجہ ہے کہ ہیرو کا کردار خط مستقیم کا ایک عام سا کردار ہونے اور افہام و تفہیم کا کوئی مسئلہ نہ پیدا کرنے کے باوجود ہمارے لیے نہایت غیر اہم کردار ہے۔ ایک ایسا کردار جس کو رضو باجی کے کردار کی تشکیل اور اس کی بھرپور پیش کش کے لیے محض ایک معاون کردار کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ کردار دوسرے کردار کے لیے بنیاد تو ضرور بنتا ہے مگر اپنی الگ شناخت نہیں قائم کرپاتا۔ انہی اسباب کی بنا پر رضو باجی نام سے موسوم افسانے کو ابتدا میں ایک کردار کا افسانہ کہا گیا ہے۔ اس رضو باجی کا افسانہ جس کے تعارف اور مکالمے میں افسانہ نگار نے اپنی ساری تخلیقی قوت صرف کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض اقتباسات آپ بھی ملاحظہ کیجئے۔ "پھر رضو باجی کی عمر ایسا پیمانہ بن گئی جس کے قریب پہنچنے کے خوف سے سوکھی ہوئی کنواریاں لرز اٹھیں" ـــ یا وہ جملہ جو افسانے کے اختتام پر رضو باجی اجن سے کہتی ہیں ـــ "مجھے اس طرح کیا دیکھ رہے ہو؟ مجھ پر جو گزری وہ اگر پتھروں پر گزرتی تو چور چور ہو جاتے ـــ"
یہ وہ مرحلہ ہے جب اجن کی شادی کو ایک عرصہ گزر چکا ہے اور رضو باجی جوانی کی سرحدوں سے آگے نکل چکی ہیں۔ اس مرحلے پر جب رضو باجی کی خاموشی کے بند ٹوٹتے ہیں تو وہ کھل کر اعتراف کرتی ہیں کہ "بیاہ کی طرح بے حیائی کی بھی ایک عمر ہوتی ہے"

یہ اعتراف، اعتراف سے زیادہ زبان پر لگے قدغن کے خلاف علم بغاوت بلند کرتا ہے ـــ یہ جملہ جاگیردارانہ معاشرے کی اس ناقابل قبول قدر سے بھی انحراف کا اظہار ہے جو وقت پر کسی خاص جذبے کے اظہار تک پر پہرے بٹھا دیتی ہے۔ پھر آگے چل کر رضو باجی محبت کا واضح اظہار کرتی ہیں جو ان کے لیے بے حیائی کی ایک شکل ہے۔ "تم کو معلوم ہے مجھ پر جنات کب آئے؟ آج سے دس سال پہلے اور تم کو معلوم ہے تمہاری شادی کو کتنے برس ہوئے؟ دس سال" "تم کو ان دونوں باتوں میں کوئی رشتہ نہیں معلوم ہوتا ـــ"۔ اس مکالمے میں مصنوعی شرم وحیا کے سارے پردے ہٹ جاتے ہیں اور ایک IRONY یا طنز ملیح کے طور پر یہ کردار اپنے سارے کچلے ہوئے جذبات کا اظہار کر ملا کر گزرتا ہے۔ "تم اس بھیانک کنوئیں سے میرے سامنے کیا مانگنا چاہتے تھے، تم نے خواہی علم کو بوسہ دے کر مجھے کنکھیوں سے دیکھتے ہوئے کسے پانے کی آرزو کی تھی ـــ جاؤ! اپنے امام باڑے کی ضریح کو غور سے دیکھو۔ میرے بالوں کی سرخ لٹ آج بھی بندھی نظر آئے گی۔ اگر کھوٹی نہ ہوگئی ہو" ـــ
رضو باجی کی شخصیت کی علامتی حیثیت اور رضو باجی کے کردار میں تہذیبی وتمدنی اقدار کی نمائندگی کی جھلک اس جملے پر اگر اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ جاتی ہے جب وہ یہ کہتی ہیں کہ "تم نے رکھو میاں کی بیٹی سے وہ بات چاہی جو رکھو میاں کی طوائفوں سے بھی ممکن نہ تھی"۔ اس جملے میں جو کرب چھپا ہوا ہے اور اس مکالمے کے پس منظر میں جاگیردارانہ معاشرہ کی جو کلاسیکی اقدار نہایت توانا اور مستحکم وجود کے ساتھ نمودار ہوتی ہیں۔ ان کی ترجمانی کا فریضہ بطریق احسن ادا کرنے کا حق قاضی عبدالستار ہی کا ہے اس طرح رضو باجی صرف ایک لڑکی، ایک عورت یا ایک کردار نہیں رہتیں بلکہ ایک علامت، ایک تمثیل اور ایک تہذیب کا ایک آئینہ بن جاتی ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

ابوالکلام قاسمی
شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

انسانیت کے چراغ

جن لوگوں نے انسانیت کے چراغ جلائے ہیں، ان کی لوئیں تیز کی ہیں جنھوں نے محبت کے سرمدی گیت گائے ہیں، وہ اس راز کو پا جاتے ہیں کہ کسی کو معاف کر دینے میں کیا لطف ملتا ہے۔ دوست دشمن کا امتیاز ختم کر دینے پر آدمی کی بہیمانہ خصلتوں کے زہریلے ڈنک سے کس طرح خود بخود شہد کی بوندیں ٹپکنے لگتی ہیں؟ زہر کیسے تریاق بن جاتا ہے ـــ؟ اگر آپ یہ نسخۂ اکسیر جاننا چاہتے ہیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ نسخہ مجھے کشکول امیر خسرو سے ملا ہے۔ امیر کو یہ نسخہ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء کی 'چشم مست' کے فیضان سے ملا تھا۔ یہ بادشاہوں کے خزینہ کی چیز نہیں ہے۔ یہ درویشوں، صوفیوں، بھگتوں، عاشقوں اور چوٹ کھائے ہوئے دردمندوں کے سوز و ساز سے خود بخود پھوٹتی ہے۔ یہ دوریوں کو قرب میں بدلتی ہے، فاصلوں کو سمیٹ کر بے نام و نشان بنا دیتی ہے۔ انسانوں کی خلیجوں کو پاٹتی ہے۔ غیریت کو اپنائیت میں بدلتی ہے۔ دورنگی کو یک رنگی عطا کرتی ہے۔

خسرو رین سہاگ کی جاگی پی کے سنگ
تن میرو، من پیو کو، دوؤ بھئے یک رنگ

(خسرو میں نے سہاگ رات اپنے پی کے سنگ اس طرح گزاری کہ میرا من اور پی کا من ایک رنگ ہوگئے)

یاد کیجئے 'حوا بخسروی' کا۔ وہ ہمارے نزدیک اسلئے ... ہے کہ خواہ ... ادبی اور لسانی اعتبار سے بھی اگر ہم اس کا جائزہ لیں تو یہ اپنی معنویت میں اس طرح بھی پورا اترتا ہے کہ پہلا مصرعہ خالص کھڑی بولی کا ہے تو دوسرا مصرعہ برج بھاشا کا ہے۔ خسرو نے لسانی اعتبار سے بھی دو بولیوں کو اتنا قریب کر دیا تھا کہ دوئی کا احساس نہیں ہوتا ـــ امیر خسرو ایک عظیم ترین انسان تھے۔ ایک نابغہ تھے، ایسے ہمہ جہت اور متنوع کہ ان کی شخصیت سات رنگوں کی دھنک سے زیادہ بوقلموں تھی۔ اس طرح ان کے کارنامے ان کے خیالات، ان کے نظریات، ان کی کثیر اللسانی، ان کی شاعری ان کی نثر، ان کی راگ راگنیاں، ان کا تصوف، ان کی جلوت و خلوت، ان کی رزم و بزم کی کارگزاریاں، جو ایک کوہستانی سلسلہ کی طرح پھیلی ہوئی ہیں، انھیں دیکھ کر یہ حیرت ہوتی ہے کہ کسی ایک تنہا آدمی نے اتنے اہم کارنامے کیسے انجام دیئے؟ ان کے یہ کارنامے اپنی اثر خیزی میں علاقائی حیثیت کو توڑ کر آفاقی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ یہ کسی ایک انسان اور کسی ایک خطۂ زمین کے لیے

اجمل اجملی

آزار بہت، لذت آزار بہت ہے
دل دست ستم گر کا طلب گار بہت ہے

اقرار کی منزل بھی ضرور آئے گی اک دن
اس وقت تو بس جرأت انکار بہت ہے

یاران سفر کوئی دوا ڈھونڈھ کے لاؤ
انساں مرے، در کا بیمار بہت ہے

آؤ کہ کسی سولی پہ ٹانگ آئیں بدن ہم
کم بخت کو جان دینے پہ اصرار بہت ہے

ہاں دیکھیو عرفان بغاوت نہ جھلس جائے
اس کوچے کا ماحول شرر بار بہت ہے

کیا لوگ ہیں، یہ سوچ کے بیٹھے ہیں گھروں میں
بس ظلم سے بیزاری کا اظہار بہت ہے

ہم گھر کی پناہوں سے جو نکلے تو یہ جانا
ہنگامہ پس سایۂ دیوار بہت ہے

اس دل کی طہارت پہ فرشتے بھی تصدق
یہ جسم تو مانا کہ گنہگار بہت ہے

حالات زمانہ سے لرز جاتے ہیں اجملؔ
یوں ہے کہ زمانے سے ہمیں پیار بہت ہے

(اردو سروس سے نشر)

امیر خسرو

ڈاکٹر محسن ارزو

نہیں بلکہ دنیا سے انسانیت کی میراث بن چکے ہیں۔ امیر خسرو انسانیت کے اس بلند زینے پر موجود ملتے ہیں جہاں زمان و مکان کی گرد پہنچ نہیں پاتی۔ ان باتوں کے باوجود میں نے جب خسرو کے ذہنی سرچشموں کو عاشقانہ نگاہ سے دیکھا تو مجھ پر یہ عقدہ کھلا کہ خسرو نے صرف ایک کام کرنے کے علاوہ اپنی ساری زندگی میں کچھ نہیں کیا۔ اور وہ یہ ہے کہ انھوں نے صرف جوڑنے کا کام کیا، توڑنے کا نہیں سینے کا کام کیا کاٹنے کا نہیں۔ اور یہ بڑا عظیم کام ہے بھائی، دنیا کے تمام عظیم انسانوں نے صرف یہی ایک کام کیا ہے اور اپنی زندگی سے شاد رہے ہیں۔ ان کے دلوں کا سوز و گداز وسیع انسانی برادری کی دردمندی کے لیے وقف ہوتا ہے۔ کسی ایک فرقہ، ذات یا گروہ کے لیے نہیں، خدمت خلق کے لیے ہوتا ہے — خسرو کو یہی نسخہ محبوب اولیاء کے فیضان اثر سے ملا تھا۔ ایک موقع پران کے مرشد روحانی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو ان کے کسی مرید نے ایک قینچی نذر کی تھی: خلق کا دل رکھنے کے لیے صوفیائے کرام ان کا حقیر سے حقیر تحفہ بھی خندہ پیشانی سے قبول کر لیتے تھے، لیکن اس وقت حضرت کسی کیفیت میں تھے کہ قینچی دیکھتے ہی لرز اٹھے، کانپ گئے، کہنے لگے نہیں نہیں! مجھے قینچی نہ دو، مجھے قینچی نہیں چاہیے۔ میں کاٹنے کے لیے نہیں آیا ہوں۔ مجھے سوئی اور دھاگہ دو، میں سینے اور جوڑنے کے لیے آیا ہوں — خسرو اپنے روحانی گرو کی اس تعلیم کی ایک عظیم طاقت بن کر ابھرے اور جیسا کہ میں نے کہا ہے، وہ تمام زندگی یہی ایک کام کرتے رہے زندگی اور تہذیب کے تمام شعبوں میں جوڑنے اور سینے اور یک رنگی پیدا کرنے کا کام کرتے رہے۔ ردائے انسانیت پر غم محبوب کا پیوند چڑھاتے رہے۔ پیوند کاری کرتے رہے۔ جگر کاوی کرتے رہے۔

خسرو کی عظمت یہ ہے کہ قسام ازل نے انھیں تاریخ کے اس دور اور ملک کے اس خطے میں پیدا کیا جبکہ اس ملک کی تہذیبی زندگی کے دیگ میں ایک اُبال کی کیفیت تھی، خسرو نے پانی کی جگہ اپنا خون جگر چھڑک چھڑک کر نہ صرف اسے ٹھنڈا کیا بلکہ باہم شیر و شکر کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ وصال اور ملاپ محض دو تن کا نہیں ہوتا، دو من کا ہوتا ہے۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ دو تنوں کو یکجا کیا جائے یا کم از کم ان کی غیریت ختم کر دی جائے، مجھے کہنے دیجیے — خسرو نے دو زبانوں کے درمیان یہی کیا، دو بولیوں کے درمیان یہی کیا، دو دشمنوں کے درمیان یہی کیا، بچھڑے ہوئے باپ بیٹوں کے دو لشکروں کے درمیان یہی کیا، سنگیت کے دو دبستانوں کے درمیان یہی کیا، فن تاریخ اور فن شعر کے ساتھ بھی یہی کیا، لیلیٰ مجنوں کے ساتھ یہی کیا، خضر اور دولرانی کے ساتھ یہی کیا، دو بچھڑوں کے ساتھ یہی کیا، ہندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھ یہی کیا — یہی انسانیت کے اعلیٰ اقدار ہیں اور بس — اور جس نے یہ کر لیا اس نے کیا نہیں کیا — اگر امیر کے ایک قدر داں نے ان کی شاعری کی قدر کرتے ہوئے ہاتھی کے وزن برابر چاندی کے سکے نذر کیے — تو بھی کچھ نہ کیا — ایسے ہی انسانوں کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ؎

ہر دو عالم قیمت خود گفتی
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

خسرو نے مقامی زبان میں کہہ مکرنیاں، پہیلیاں اور گیت تک لکھے ہیں۔ ریختہ کہا ہے ہو سکتا ہے آج ان کی زبان وہ نہیں رہی ہو جس زبان میں یہ ہم تک پہنچے ہیں یا کچھ الحاق بھی ہوں لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ ان کے ان کلام میں کائنات کا چھوٹے سے چھوٹا درد یا دکھیے، چھوٹے سے چھوٹا درد بھی موجود ملتا ہے۔

مصرع: کاہے کو بیاہے بدیس، لکھیا بابل مورے

اور

مصرع: اماں میرے باوا کو بھیجو جی کہ ساون آیا

یا

؎ شبان ہجراں دراز چوں زلف و روز وصلت چوں عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں

خسرو کے والد امیر سیف الدین محمود سفید و سرخ رنگت کے ترک تھے۔ فتنۂ چنگیز خانی میں بلخ سے عہد التمش میں ہندوستان آئے۔ ان کی والدہ ہندوستانی نژاد سیاہ فام امیر عماد الملک کی بیٹی تھیں۔ خسرو کو ترکی و فارسی زبانیں باپ سے ورثہ میں ملیں تو ہندی زبان ہندی نژاد ماں دولت نانا سے ملی۔ چنانچہ خسرو کو اپنے ترک ہونے پر نہیں بلکہ ہندوستانی ترک ہونے پر ناز تھا، انھیں اپنے وطن کی ہر چیز پر ناز تھا۔

مصرع: ترک ہندوستانم من ہندوی گویم جواب

غرض قدرت نے جلال و جمال، صبح و شام، ملاحت و صباحت کو اس طرح ان کی گھٹی میں ڈال دیا تھا کہ جب وہ سن رشد کو پہنچے تو انھیں کسی انسان سے غیریت نہ رہی، کسی نسل سے غیریت نہ رہی، کسی رنگ سے غیریت نہ رہی، کسی زبان سے غیریت نہ رہی۔ یہ قرآن جو انھیں ورثہ سے ملا تھا ان کی بعد کی شخصیت کے لیے قرآن السعدین بن گیا، چنانچہ انہیں دکھی انسانیت کی دنیا میں جہاں بھی خلیجیں نظر آتیں وہ انھیں پاٹنے میں مصروف ہو جاتے۔

مورخین لکھتے ہیں کہ امیر خسرو ۶۵۱ ہجری میں مومن آباد، پٹیالی ضلع ایٹہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں امیر کو پڑھنے لکھنے سے زیادہ شعر گوئی سے کام رہتا، مولانا سعد الدین خطاط اپنے شاگرد کے شوق اصل کو بھانپ چکے تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا، اب وہ نانا عماد الملک کی سرپرستی میں آ گئے۔ یہاں استاد خواجہ علاء الدین نے ان کی شعر گوئی کی آبیاری بھی کی اور حوصلہ افزائی بھی۔ نانا کی وفات کے بعد امیر اس لائق ہو چکے تھے کہ وہ ملک چھجو کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ چنانچہ یہ چسکا ایسا پڑا کہ تمام عمر مختلف درباروں سے وابستگی میں گزار دی لیکن اس طرح کہ رشتہ بازاروں سے بھی قائم رکھا۔ مزدوروں، صنعت کاروں اور کسانوں کے مسائل سے بھی بے خبر نہ ہوتے۔ انھوں نے مختلف علوم و فنون پر دسترس حاصل کی۔ ان کے علم موسیقی کے بارے میں تو سبھی جانتے ہیں کہ انھوں نے ہندوستانی موسیقی کو کر اکر قوالی، خیال، ترانہ، رنگ، نقش و گل، دوہا کی راگ راگنیاں اور آلات موسیقی عطا کیے۔ چنانچہ وہ موسیقی کی دنیا میں نائک کہلائے۔ اور اس طرح انھوں نے عرب و عجم کی موسیقی کو ہندی موسیقی کے نہ صرف قریب کر دیا بلکہ ان میں ایسی پیوندکاری کی ۔۔۔ حسین امتزاج پیدا کر دیا کہ یہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے دلوں کا سوز بن گئی، صوفیوں کا وجد بن گئی، عاشقوں کا نعرۂ مستانہ بن گئی اور دکھی انسانیت کا مداوا بن گئی۔

خسرو جیسے ذہین انسان سے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ نجوم جیسے علم سے خود کو بیگانہ رکھ سکتے۔ اس بات پر ابھی کچھ ہی لوگوں کی نگاہ جاتی ہے کہ انھیں علم النجوم سے شغف ہی حاصل نہ تھا بلکہ اس علم پر انھیں دسترس حاصل تھی۔ ڈاکٹر وحید مرزا لکھتے ہیں:

> "علم نجوم میں جو انھیں دسترس حاصل تھی وہ ان کے کلام سے بخوبی ظاہر ہے، مختلف برجوں میں مختلف ستاروں اور سیاروں کی چال، وقوع کا مبارک یا منحوس اثر، قران، تثبیت، تسدیس یعنی نظرات وغیرہ رمل کی رو سے بارہ خانوں کے خواص غرض یہ کہ نجوم سے متعلق انھیں تمام اہم جزئیات سے واقفیت تھی — مثنوی نہ سپہر میں انھوں نے سلطان محمد کے بیٹے کی پیدائش ذکر کرتے ہوئے جو زائچہ اور فالنامہ لکھا ہے وہ ان کے اس کمال کی بہترین مثال ہے۔"

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ امیر خسرو کے مستند مرتب اور مشہور ترقی پسند نقاد اور جرنلسٹ ظ۔ انصاری — جب امیر کے احوال و آثار کو سمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ اقرار کرتے نظر آتے ہیں کہ:

> "پانچ کے عدد کو نہ جانے اُن سے کیا پُر اسرار نسبت ہے کہ
>
> ۷۲ برس کی پُر آشوب، ہنگامہ طلب اور مصروف زندگی میں وہ پانچ بادشاہوں کے درباری رہے۔ پانچ فرمائشوں پر انھوں نے ایسی پانچ تاریخی مثنویاں لکھیں کہ ان کا جواب آج تک نہ لکھا جا سکا۔ یکے بعد دیگرے پانچ دیوان مرتب کیے، ان سے پہلے فارسی کے کسی شاعر کو یہ توفیق عطا نہیں ہوئی۔ اخلاقی اور افسانوی مضامین کی پانچ مثنویوں کا خمسہ مکمل کیا۔
>
> انھوں نے بیک وقت پانچ زبانوں میں طبع آزمائی کی جن میں تنہا فارسی کے کم و بیش پانچ لاکھ شعر چھوڑے۔ نثر میں رسائل کے پانچ دفتر رسائل الاعجاز،

لکھ کر رکھی ہے جو آج بھی تہذیبی تاریخ کے لیے معلومات کا سرچشمہ ہیں۔

پانچ شہروں میں انھوں نے عمر کا بیشتر حصہ گزارا۔
کبھی خوشی سے اور کبھی ناخوشی سے۔
اور اپنے زمانے تک کے پانچ علوم وفنون کی تمام
ترقیوں سے آگاہی بلکہ معرفت حاصل ہے۔۔۔،،

اس سلسلے میں میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ علم جفر کی رو سے پانچ کے عدد کی نسبت ستارۂ عطارد سے ہوتی ہے اور یہ سبھی جانتے ہیں کہ نجومیوں کی اصطلاح میں اسے ہی دبیر فلک، کہتے ہیں۔ خسرو سے اس کی پراسرار نسبت نہ ہوتی تو وہ دبیرالملوک کیسے ہوتے ۔۔۔ اور میرے خیال میں ان کی بیرت وبصیرت کے لیے ظ انصاری کی یہ تلاش کسی طرح کم اہمیت کی حامل نہیں۔

بلاشبہ خسرو اپنے وقت کے عظیم ترین انسان تھے۔ شبلی نے غلط نہیں کہا ہے کہ ہندوستان میں چھ سو سال سے آج تک اس درجہ کا جامع کمالات پیدا نہیں ہوا۔ خسرو نے فنونِ لطیفہ اور تصوف کے میدان میں اتحاد ومصالحت اور انسان دوستی کی وہ کھیتی کی ہے جس نے انسانوں کی آئندہ نسلوں کو محبت اور یکجہتی سکھائی ہے۔ ہندوستانی کلچر کی صدرنگی میں یک رنگی کی نہریں جاری کی ہیں جن سے نہ صرف ہندوستان بلکہ ایران، افغانستان اور تاجیکستان کے دانشوروں کی آئندہ نسلوں نے صدیوں تک اپنی پیاس بجھائی ہے۔

خیال فرمائیے، انھوں نے اپنے زمانہ میں جاگیردارانہ دور میں اسلوسازی کی مذمت کی اور انسان دوستی اور خدمت خلق کا اسے طابع بنا کر رکھنا چاہتے تھے۔ وہ اپنے دشمن کی ہلاکت کو بھی جائز نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ توان انسانوں کے مداح تھے جو سانپ کو بھی دودھ پلایا کرتے ہیں۔ وہ 'آئینہ سکندری' میں لکھتے ہیں

سہ چو مارے بدست آور د مارگیر
نوازد چنیں خونی را بہ شیر

لیکن یہ سعادت آدمی کو عملی طور پر اس وقت تک نصیب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسے سوز دروں حاصل نہ ہو جائے۔ خسرو نے یہ آگ تو حسن دہلوی کی قربت سے حاصل کر لی تھی لیکن جب حضرت محبوب الٰہی کے چہیتے ہوئے تو ان کے سینے کی یہ آگ الاؤ بن گئی۔ یہاں تک کہ حضرت محبوب الٰہی فرمایا کرتے کہ الٰہی مجھے اس ترک اللہ (یعنی امیر خسرو) کے سینے کا سوز بخش دے۔ یہ کیسی چاہت تھی کہ آپ فرمایا کرتے کہ اگر شریعت ایک قبر میں دو لاشوں کو دفن کرنے کی اجازت دیتی میں وصیت کر جاتا کہ خسرو کو میری قبر میں دفن کرنا۔ حضرت محبوب الٰہی کا وصال ۱۸ ربیع الاوّل ۷۲۵ ہجری کو دہلی میں ہوا۔ امیر خسرو کو جب یہ خبر ملی تو جو کچھ زر ومال پاس تھا، راہ خدا میں لٹایا اور خاک پھانکتے دہلی پہنچے۔ سیاہ ماتمی لباس پہن کر مرشد کے مزار پر جا بیٹھے اور چھ ماہ بعد ٹھیک اسی تاریخ کو اپنے پیا کے دیس پہنچ گئے۔

گوری سووے سیج پہ مکھ پہ ڈارے کیس
چل خسرو سانجھ بھئی اپنے پیا کے دیس

(پٹنہ سے نشر)

قومی یکجہتی

ایس ایم ناصر فاخری

کل کیا ہوگا یہ کہنا تو مشکل ہے کل کیا ہونا چاہئے اس پر بڑی طویل گفتگو کی جا سکتی ہے لیکن گزرے ہوئے کل کے دامن میں کیا ہے اس پر وہی کہا جا سکتا ہے جو واقعتاً ہو چکا اور اب تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

سوال یہ ہے کہ آج ہمیں گزرے ہوئے کل کی یاد ہی کیوں آئی؟ اور اس کے دامن میں بے شمار واقعات میں سے کچھ ایسے ہی واقعات کیوں یاد آ رہے ہیں جو ایک ساتھ جینے اور ایک دوسرے کے لیے مر جانے کی روایتوں کی راہ میں سنگ میل کا درجہ رکھتے ہیں

جواب ہمارے سامنے انسانوں کی تڑپتی ہوئی وہ لاشیں ہیں جن کے خشک گلوں میں پانی کے چند قطرے ڈالنے والا نظر نہیں آتا کلکاریوں کی جگہ ننھے ننھے بچوں کی دل دہلا دینے والی چیخیں ہیں۔ اجڑی ہوئی مانگوں کا وہ سناٹا ہے جسے دیکھ کر اس پگڈنڈی کی یاد آ جاتی ہے جہاں سے کچھ دیر پہلے گاؤں سے کسی ہر دلعزیز کا جنازہ گزرا ہو۔ ماؤں کی سونی گودیں اور ان کی پتھرائی ہوئی وہ آنکھیں ہیں جو اب صرف سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہیں۔ اور بوڑھے کمزور انسانوں کی سوکھی ہوئی ہڈیاں ہیں جن کے چٹخنے کی آواز کچھ بے حس کانوں نے نہیں سنی تھیں اور وہ جلے اور اکڑے ہوئے انسانی جسم ہیں جن کی شناخت بھی اب نہیں ہو سکتی کہ وہ کس کے لال تھے، کس کے سہاگ تھے یا اب جن کے لیے بہنیں مستقل انتظار کریں گی لیکن وہ اب کبھی نہ آئیں گے۔

اس لیے گزرے ہوئے کل کے دامن میں سے دو پھول لے آئیں اور انھیں آج کے دامن میں لگا دیں تاکہ اس کی خوبصورتی اور ان کی خوشبو سے ہمارا وجود خوبصورت ہو اور جلے ہوئے گھر اور انسانی جسم کی بو سے پیدا شدہ فضا کو دور کر کے ایک معطر فضا پیدا ہو۔

یہ کل ہی کی تو بات ہے جس بابائے تحریک آزادی جنھیں خود چلنے کے لیے ایک لاٹھی کی ضرورت تھی لیکن جن کے پیچھے قومی یکجہتی کا وہ عظیم کارواں تھی جس نے صرف اپنے اتحاد کے بل پر برٹش سامراج کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ یعنی گاندھی کی آواز پر عدم تعاون تحریک کے سلسلے میں بے پناہ عالم، زبردست مقرر اور دائرہ شاہ اجمل الٰہ آباد کے سجادہ نشین حضرت مولانا راشد میاں فاخر نے خود کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ مولانا پہلے مسلمان تھے جو اس تحریک میں گرفتار کیے گئے۔

حضرت مولانا فاخر رحمتہ اللہ علیہ کی گرفتاری کے موقع پر ہندو، مسلمان کا ایک بہت بڑا مجمع دائرے میں شامل ہو گیا جس بگھی پر مولانا سوار ہوئے اسے درگاہ کے پھاٹک سے جیل کے دروازے تک ہزاروں ہندو، مسلمانوں نے خود کھینچ کر پہنچایا۔ موت اور ایک دوسرے کے ساتھ جینے مرنے والوں کے جلوس کی قیادت کر رہے تھے پنڈت موتی لال نہرو، سر تیج بہادر سپرو، پنڈت مدن موہن مالویہ، سر سندر لال جیسے عمائدین مل کر۔

اس بے پناہ روایت کا سلسلہ اور دراز ہوتا ہے ۱۹۲۰ء میں جیل آزادی کے متوالوں سے بھری تھی۔ انگریز حکومت کا حکم ہوا کہ جیل میں نماز جماعت سے نہیں پڑھی جائے گی۔ آنا سننا تھا کہ مادر وطن کے یہ جیالے سپوت بپھر اٹھے اور اس حکم کو کہ جماعت سے پڑھنے والوں کو گولی مار دی جائے گی، حقارت سے ٹھکرا دیا۔

اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہندو قیدیوں نے اپنی جانوں کی اور اپنے دھرم کی پرواہ نہ کی اور جماعت میں شامل ہو گئے نابغہ مجاہد کی اس انوکھی نماز کی قیادت کر رہے تھے جنگ آزادی کے نڈر مجاہد اور قومی یکجہتی کے بیباک ترجمان حضرت مولانا شاہد صاحب فاخری رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت مولانا فاخری کے صاحبزادے تھے اور بعد میں دائرہ شاہ اجمل کے سجادہ نشین ہوئے۔ اتحاد و یکجہتی کے اس منظر کو دیکھ کر ظالم حکمرانوں کی بندوقوں نے اپنے سر جھکا دیئے۔

گزرے ہوئے کل کی یہ یادیں جہاں ایک طرف یہ پیغام دیتی ہیں کہ اگر آج کی درندگی سے بچنا ہے تو ہمیں تازہ کرو۔ اگر بربریت، قتل وغارت گری سے نجات چاہتے ہو تو ہمیں تاریخ کے صفحات میں گم نہ ہو جانے دو، تو دوسری طرف پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ ایک روشن، خوشحال اور ترقی یافتہ ہندوستان کی تعمیر چاہتے ہو تو قومی یکجہتی کو طریقہ زندگی بنانا ہی ہوگا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ آنے والی نسلیں ہمارے ذکر پر شرمسار نہ ہوں اور اپنے بچوں کے لیے لہراتے ہوئے کھیتوں کا ہندوستان اناج سے بھرے ہوئے بھنڈاروں کا ہندوستان، پیداوار سے بھرپور چھوٹے بڑے کارخانوں کا ہندوستان چھوڑ جائیں جس کا بڑے سے بڑے خاندان یا قبیلہ کا گمان ہو تو پھر یقین جانیے کہ قومی یکجہتی کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں۔

(الہ آباد سے نشر)

ایس ایم ناصر فاخری
۲۰۲، دائرۂ شاہ اجمل۔ الہ آباد

میری تعریف کرو

رام لال نابھوی

یہ بات اس وقت کی ہے جب ہم بچے تھے۔ ویسے بچے تو ہم اب بھی ہیں لیکن اس وقت تو ہم حقیقتاً بچے تھے کہ ہمارے کانوں میں بھنک پڑی "تعریف اس خدا کی جس نے جہان بنایا" جیسے اور بہت باتیں ہم سن کر ان سنی کر دیتے ہیں۔ یہ بات بھی اسی لیبیٹ میں آگئی۔ اسکول پہنچے۔ ہر صبح باقاعدگی سے لائن حاضر ہوتے۔ ساتھی طلبا کے ساتھ ترنم سے اور لہک لہک کر ایک نظم ہر صبح پڑھتے، جس کا پہلا مصرعہ یہی ہوتا تھا۔ یقین جانئے ہمیں اس وقت کسی نے خدا کا مطلب نہیں بتایا اور نہ یہ تشریح کی کہ خدا کی تعریف کیوں کی جائے۔

ایک روز "کیا خدا کا کیا ہوا" کہ ہمارے تجسس نے زور پکڑا اور ہم اپنے استاد سے پوچھ بیٹھے کہ خدا کون ہے۔ کہاں رہتا ہے کیا کرتا ہے اور اس کی تعریف کیوں کی جائے۔ جو بھی جواب اس وقت استاد سے ملا اس سے ہمیں بخوبی اندازہ ہو گیا کہ ہمارے استاد خدا کو جانتے تک نہ تھے۔ نہ ان کی کبھی ملاقات ہوئی تھی۔ جو کچھ انھیں پتہ تھا وہ سب سن کر یا پڑھ کر ہی انھوں نے حاصل کیا تھا اور وہی انھوں نے ہمیں بتا دیا۔ ہم نے معاملہ کی چھان بین کی، اور بڑے بڑے ملاؤں اور پنڈتوں کے پاس پہنچے، تب پتہ چلا کہ یہ بات تو آسمانی صحیفوں میں کہی گئی ہے کہ خدا کی تعریف کی جائے یعنی خدا نے تو خود ہی اپنی تعریف کرانے کا سلسلہ بنایا۔ گہرائی میں جانے کے بعد معلوم ہوا کہ بہت لوگوں نے تو اپنی پوری زندگی خود خدا کی تعریف کرنے اور لوگوں سے تعریف کرانے میں گزار دی۔ انھوں نے اور کوئی کام ہی نہیں کیا۔

بڑے بڑے بادشاہ تخت پر بیٹھے۔ لوگ انھیں ظل اللہ کہتے، نعمت خداوندی بتاتے اور تعریف کے پل باندھتے۔ بادشاہ اپنی تعریف سن کر خوش ہوتے اور انعام دیتے۔ چنانچہ بادشاہ کی بڑھ چڑھ کر تعریف کی جاتی اور جو شخص تعریف کرنے میں سب سے بازی لے جاتا وہ بادشاہ کے نزدیک ہو جاتا، شعراء قصیدے کہتے لگے۔ جو شاعر سب سے عمدہ قصیدہ کہتا یا سب سے زیادہ بادشاہ کی تعریف کرتا وہ سب سے زیادہ انعام پاتا۔ دوسرے شعراء حسد کرنے لگ جاتے۔ اشعار میں خامیاں ڈھونڈتے اور بادشاہ کو بتاتے۔ مخالف کی مذمت کرتے اور اپنی تعریف کرتے۔ شاعروں کی آپس میں چھیڑ چھاڑ اور چپقلش شروع ہو گئیں، معرکے ہونے لگے۔ استادوں کی حمایت میں شاگرد میدان میں کود پڑتے، جلسے ہوتے، جلوس نکلتے۔ انشا و عظیم، انشا و قاتل، انشا و قتیل و انشا و راغب، جرأت و نور، ناسخ و آتش، سودا اور مرزا جان جاناں، سودا اور مرزا فاخر، سودا اور میر ضاحک، سودا اور مکیں، انیس و دبیر، نیر و ذوق، غالب اور ذوق وغیرہ کے ادبی معرکے کیا تھے۔ یہی نہ کہ اپنی تعریف کی جاتی، مخالف کو گرانے کی کوشش کی جاتی، چونکہ یہ لوگ صحیح معنوں میں شاعر ہوتے تھے اور زبان و بیان پر پوری گرفت ہوتی تھی اس لیے جب بھی کوئی عمدہ شعر اپنے مخالف کا سنتے تو خوب تعریف کرتے تھے۔ مصنف "آب حیات" رقمطراز ہیں کہ سید انشا نے ایک مشاعرہ میں ۵ اشعار کی ایک غزل پڑھی۔ اس کا ایک شعر تھا

لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا

جگر کی آگ بجھے جلد جس سے وہ شے لا

اس مشاعرے میں جرأت اور مصحفی تک سب موجود تھے۔ مگر سب نے غزلیں اپنے ہاتھ سے رکھ دیں کہ اب پڑھنا لا حاصل ہے۔

ادب میں دلچسپی بڑھی تو ہم نے دیکھا کہ بہت جگہ شعراء نے اپنی کتاب حمد کی مد سے شروع کی اور اس کے بعد اپنی تعریف پر آ گئے۔ بہت جگہ یہ عام دیکھا کہ خدا کا نام ہی نہیں یا اسے پس پشت ڈال دیا۔ جب ہماری نظر میر تقی میر کے اس شعر پر پہنچی کہ

ساری دنیا بر سوں میں عجب پایا ہوا

مستند ہے میرا فرمایا ہوا

تو ہمارے کان کھڑے ہو گئے۔ اور ہم نے یہ کان آج تک اپنی جگہ پر رہیں لوٹنے۔ ہم نے تو سنا تھا کہ اپنی تعریف، تعریف نہیں کہلاتی اور یہاں دوسری بات ہی نہیں تھی۔ چنانچہ بھاگم بھاگ پھر استاد کے پاس پہنچے۔ انھوں نے وضاحت فرمائی کہ اسے تعلی کہتے ہیں اور شعراء اور ادبا کو اس کی اجازت ہے۔ ہم نے سوال کیا یہ اجازت انھیں کس نے دی؟ اس کا جواب جو استاد نے دیا وہ بھی ان کا سنا سنایا تھا۔ آجکل ہم مختلف شعراء کے دیوان کھنگالنے میں لگے ہوتے ہیں تاکہ یہ دیکھیں کہ انھوں نے خدا کی تعریف میں کتنا کچھ کہا ہے، دوسروں کی تعریف میں کتنا لکھا ہے اور اپنی تعریف میں کتنا۔ ابھی تک تو جو کچھ ہمارے مطالعہ سے گزرا ہے، اس کے مطابق تعلی کا پلڑا بھاری ہے۔

آئیے آپ کو مشاعروں، مناظروں، سیمیناروں، جلسوں اور ادبی محفلوں کی دنیا میں لے چلیں۔ یہ بات پہلے ہی مشاعرہ کی ہے۔ ایسے شعراء تھے جو جدید شاعری کے متوالے تھے اور قدیم شاعری کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ ایسے بھی تھے جو قدامت پسند تھے اور جدید شاعری کے مخالف۔ ان میں وہ بھی تھے جو قدیم اور جدید دونوں کے امتزاج سے اپنے اشعار میں ندرت پیدا کرتے تھے۔ مشاعرہ کے شروع میں ہم نے دیکھا کہ بعض بہت عمدہ اشعار پر خوشی ہوتی اور بعض ناقص شعروں پر واہ واہ، "ہائے کیا شعر ہے" یہ آپ ہی کا حصہ ہے" کے نعرے بلند ہوتے۔ اب جو پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ جیسے دنگل میں پہلوان اپنے حریف کو داؤ پیچ سے شکست دیتے ہیں اسی طرح کچھ شاعر اپنے مداح اپنے ساتھ لاتے ہیں جو یہاں وہاں، ادھر ادھر محفل میں ایسے بیٹھتے ہیں کہ اپنے شاعر کی تحسین و آفرین کریں۔ مدیرین حیران رہتے ہیں لیکن کر کچھ بھی نہیں سکتے۔

آجکل تعریف کرانے کے لیے پانچ حربے زیادہ مستعمل ہیں۔

(۱) مشاعرہ بازی (۲) رسم اجراء (۳) جشن بازی (۴) رسالوں کے نمبر یا گوشے (۵) خاکہ نگاری۔

مشاعرہ بازی ایک فن ہے۔ کوئی چلتا پرزہ شاعر یا ادیب ایک انجمن بنا لیتا ہے۔ اچھے پیڈ، عمدہ لفافے لاتا ہے۔ اردو کے نام پر سرکاری اداروں سے رقمیں لیتا ہے۔ اشتہارات اکٹھے کرتا ہے۔ اور پھر ایک سووینئر شائع کرتا ہے۔ اس میں اپنی تعریف، اپنے دوستوں کی تعریف میں مضامین چھپواتا ہے۔ اور دوستوں میں ان کا ذکر آمادہ ہوتا ہے جو خود مشاعرے بازیں اور امداد باہمی کے اصول پر اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ نہایت عمدہ کاغذ پر فوٹو چھپتے ہیں۔ ناظم مشاعرہ اگر چاہے تو کسی معمولی شاعر کو کامیاب کرا دے اور چاہے تو کسی مستند شاعر کو ہوٹ کرا دے۔ اس لیے شعراء حضرات ناظم مشاعرہ کی طرف ملتجی نظروں سے دیکھتے رہتے ہیں۔

رسم اجراء کسی شاعر یا ادیب کی کسی کتاب کی رونمائی ہوتی ہے۔ اس میں مصنف بہت محنت سے شاعر اور ادیب اکٹھے کر کے لاتا ہے اور ان کا کام صرف تعریف کرنا ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ کام مشاعرہ بازوں، شعبدہ بازوں اور گرد و بازوں کو دیدیا جاتا ہے۔

جشن بازی ایک نیا فن ہے۔ یہ بدعت اب عام ہوتی جا رہی ہے۔

کچھ رسالوں اور پرچوں نے شعراء اور ادباء کے ضخیم نمبر نکالنے شروع کیے ہیں۔ اسی طرح بہت رسالے اور پرچے گوشے نکالتے ہیں۔ ان میں ایسے مضامین بھی ہوتے ہیں جو متعلقہ شاعر یا ادیب نے خود ہی لکھ کر دیئے ہوتے ہیں اور کسی اور کے نام سے چھپ جاتے ہیں۔ غرض ان کی بھی یہی ہوتی ہے کہ "میری تعریف کرو"۔

اگر کوئی شاعر یا ادیب صحیح معنوں میں تعریف کا حقدار ہے تو اس کا ذکر ہونا ضروری ہے اور فکر بھی۔ اس سے دوسروں کو انسپیریشن ملتی ہے۔

خاکہ نگاری بہت مشکل فن ہے۔ علماء نے لیے دوستوں کے خاکے لکھے ہیں۔ ان کی خوبیاں اور نقائص بتائی ہیں۔ ہر شاعر اور ادیب اپنی تعریف چاہتا ہے۔ اگر نہیں تو ذکر چاہتا ہے، فکر چاہتا ہے۔ چنانچہ ایسے شاعروں اور ادیبوں کو اگر کسی ایسے خاکہ نگار کا پتہ چل جاتا ہے جو تحریک میں خاکے لکھتا ہو تو وہ اس کی طرف لپکتے ہیں۔ پہلے اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اس کا ذکر ہر جگہ کرتے ہیں تاکہ خاکہ نگار ان کا خاکہ لکھے، ان کی تعریف کرے۔

قصہ مختصر یہ کہ ہر شخص ایسا حربہ استعمال کرنے کے چکر میں ہے کہ اس کی تعریف ہو یعنی "میری تعریف کرو" ہو سکے تو ابھی اور اسی وقت۔ سانس کا کیا پتہ ہے۔ پھر آتے نہ آتے۔

(اردو سروس سے نشر)

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

انور چغتائی

دردمندی انسانی فطرت کا ایک خاص وصف ہے اسی کے باعث انسانیت کا فروغ ہوا۔ اور انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا۔ تمام مذہبی رہنماؤں اور نیک طینت انسانوں نے خدمت خلق اور ہمدردی کو خدا کی عبادت کی طرح اہمیت دی۔ سوچنا یہ ہے کہ وہ انسان جس کی فطرت میں اچھائیاں اور بُرائیاں دونوں شامل ہیں، کس طرح صرف اچھائیوں پر اکتفا کرے۔ کسی کو راحت دینے کے لیے خود تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ آخر کس حد تک اپنا دل جلا کر دوسروں کے ہاتھ سینکنے کے لیے آگ فراہم کی جائے۔ مگر نیک بندے حتی الوسع نیکی کرتے ہیں اور عام انسانوں کو نیکی کی ترغیب دلاتے ہیں۔ شاعروں اور ادیبوں نے بھی ہمیشہ اس خیال کو بڑھاوا دیا ہے۔ اگر فارس کے شاعر نے کہا

ع دل بدست آور کہ حج اکبر ست

تو اپنی غزل میں حسین عورتوں سے باتیں کرتے ہوئے اردو کے شاعر نے بتایا کہ ع

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

یہ ایک ایسا صاف ستھرا، دودھ کا دھلا اور شیریں مصرعہ ہے کہ ہر سننے والا اسے شربت روح افزا کی طرح نوش جاں کرکے، چاہے سارے جہاں کا نہ سہی مگر کم از کم اپنے گھر اور بیوی بچوں کا درد ضرور محسوس کرتا ہے۔ مصرعہ کی کرامت یہ ہے کہ آدمی مخلصانہ طور پر ہر درد کا ازالہ کرنے کے لیے آمادہ ہوتا ہے۔

"لڑکے نے سائنس میتھمیٹک لے رکھی ہے۔ رات کو گیارہ بجے تک کاپی کتاب سے جوجھتا ہے مگر ٹیچر کہتے ہیں کہ اس کا میتھ کمزور ہے۔ ضرور اس کے لیے ٹیوٹر کا انتظام کروں گا تاکہ اسکی مشکلات دور ہوں۔"

"لڑکی کئی مہینے سے ایک آٹومیٹک گھڑی کی فرمائش کر رہی ہے اور میں ٹال دیتا ہوں۔ آخر میری بچی ہے اس کا دل رکھنا میرا فرض ہے۔"

"اور بیوی؟ بیوی میرے بچوں کی ماں ہے، میرے بچوں کی تربیت کی ذمہ دار ہے، میرے گھر کی محافظ ہے۔ بعض وقت میں اسے جھڑک دیتا ہوں، یہ نامناسب ہے۔ اس کا دل دکھتا ہوگا۔"

اپنی ذات پر تنقید کرتے کرتے انسان کی نظر گرد و پیش کے حالات کا جائزہ لیتی ہے۔ اسے ان لوگوں کا خیال آتا ہے جو دکھ سکھ میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں اور ان پر بھی نظر جاتی ہے جن کا شعار دل آزاری اور خود غرضی ہے۔ وہ یہ بھی سوچتا ہے کہ میری پریشانی میں فلاں شخص نے جب سہارا دیا تو کتنی راحت ملی اور فلاں وقت جب کسی نے دل آزاری کی تو کتنی تکلیف پہنچی۔ بالآخر اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ واقعی انسانوں کو ایک دوسرے کا ہمدرد ہونا چاہیے۔

عام طور سے انسان کے دل میں تین قسم کے درد ہوتے ہیں۔ دردِ محبت، درد زندگی اور درد آخرت۔ کسی انسان میں ان میں سے کسی ایک درد کو کما حقہ برداشت کرنے کی سکت نہیں۔ درد محبت کو تو کوئی اپنی ماں یا بیوی سے محبت کرکے تسکین دے لے مگر روٹی، کپڑے اور مکان کا مسئلہ؟ یہ درد زندگی تو بڑھاپے تک انسان کے گلے کا ہار بنا رہتا ہے۔ انسان اس

درد کی تسکین کے لیے کبھی کبھی ایسے نسخے استعمال کرتا ہے جو درد آخرت کو اور بھی بڑھا دیتے ہیں۔ کسی رئیس آدمی کے یہاں ڈاکہ ڈال دیا، کسی رشتہ دار کی جائیداد ہڑپ لی، کسی ہاتھ کو سہارا دیتے دیتے اس کا کنگن صاف کر دیا۔ اور پھر خود ہی درد آخرت کے خوف سے توبہ کرتا ہے اور خدا سے پناہ مانگتا ہے۔ اب آپ ہی سوچئے کہ ایک آدمی اپنی ان تمام الجھنوں سے عہدہ برآ ہو کر کس طرح دوسروں کی اسی قسم کی الجھنوں کو سلجھانے میں معاون اور مددگار ہو سکتا ہے۔

چونکہ موضوع بحث ایک بزرگ شاعر کا مصرعہ ہے۔ اس لیے یہاں حضرت غالب کا ذکر آجانا بے محل نہیں۔ یہ بھی بڑے حضرت تھے۔ آپ نے بھی سب کی دیکھا دیکھی یا اپنی افتاد طبع اور فطری میلان کے مطابق ہاتھ پیر بچا کر بغیر کسی مبالغہ کے ایک مطلع داغ دیا۔

دردِ دل، پاسِ وفا، جذبہ ایماں ہونا
آدمیت ہے یہی اور یہی انساں ہونا

بہت سچی بات کہی اور اس بات کی تصدیق کر دی کہ

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

مگر پتہ نہیں کیوں یا نہ جانے کونسا چور ان کے دل میں جاگا کہ تھوڑی دیر بعد کہنے لگے۔

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

غالب نے اپنی ذاتی دشواریوں کو آسان ہوتا نہ دیکھ کر صاف صاف کہہ دیا کہ آدمیت اور انسانیت کی عظمت مجھے تسلیم ہے۔ میں بھی آدمی ہوں اور انسان بننا چاہتا ہوں مگر مجھے وہ حالات میسر نہیں کہ اس منصب تک پہنچ سکوں۔

آج کا دور غالب کے دور سے مختلف ہے۔ آجکل لوگ "سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے" گنگنا کر، گا کر اور جتا کر ہمدردی کو بطور پیشہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ چور سے کہتے ہیں چوری کر، اور شاہ سے کہتے ہیں گھر کا دھیان رکھو۔ اگر چوری ہوگئی تو شاہ کے ساتھ جا کر پھولدار رپٹ لکھوا دی اور چور پکڑا گیا تو تھانیدار سے سودا کرکے اس کو چھڑوا دیا۔ دونوں کے ہمدرد۔ کسی کے اچھے خاصے مال میں دس خرابیاں نکال کر بکوا دیا اور کسی کو خراب سے خراب مال کی سو اچھائیاں بتا کر خریدوا دیا۔ دونوں طرف سے کمیشن۔ یعنی ہمدردی ان کے درد زندگی کا علاج بھی ہے اور ایک عوامی ہمدرد کی حیثیت سے مشہور ہونے کا ذریعہ بھی۔

انسان اچھا بننے سے زیادہ اچھا کہلانے کا شوقین ہے اور یہ شوق اس کے دل میں سچ مچ کے مخلص اور نیک نام انسانوں کے رشک نے پیدا کیا ہے۔ مگر زیادہ اچھا کہلانے کا شوق بھی ایک مصیبت ہے۔ بعض سادہ لوح دوسروں کی ہمدردی کے شوق میں خود اپنی اور اپنے متعلقین کی دل آزاری کا سبب بن جاتے ہیں۔ مالی اور جسمانی تکلیفیں اٹھا کر صرف ثواب کماتے ہیں۔ دنیا بہت شاطر ہے جو کام خود کر سکتی ہے وہ بھی ثواب کمانے والوں کو سونپ دیتی ہے اور ثواب کے بھوکے سارے جہاں کا بوجھ اپنے سر لادے گھن چکر بنے پھرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہمدردی یا دردمندی بھی اپنی تمام خوبیوں کے باوجود حد اعتدال سے نہیں بڑھنی چاہئے۔ دال میں نمک کی طرح رہے۔ اگر دال میں نمک کی مقدار بڑھ گئی تو دال کی طرح بے اعتدال ہمدردی کا سارا مزہ بھی کرکرا ہو جائے گا۔

(ماہپور سے نشر)

مرزا انور بیگ (انور چغتائی)
۶۷، مولا نگر، عزت نگر، بریلی

سماج میں عورت کا درجہ

قدسیہ ہاشمی

یہ عجیب بات ہے کہ دنیا کی پیدائش سے ابتک یہ عورت ہی ہے جس نے نبیوں، اوتاروں، رشیوں، اولیاء اللہ، بادشاہوں، سپہ سالاروں، ادیبوں، شاعروں، مفکروں اور سائنس دانوں کو جنم دیا۔ اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ عورت ہی کو مرد کی آرام و آسائشوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ اس کے باوجود ہندستانی سماج نے عام طور سے عورت کو وہ درجہ نہیں دیا جس کی وہ مستحق ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہندستان میں عورت کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب دنیا میں ظلم اور بے انصافی کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو شکتی یعنی طاقت عورت کا روپ دھار لیتی ہے اور وہ اس اندھیرے کو دور کرتی ہے۔ اسلام میں عورت کے متعلق کہا گیا ہے کہ "وہ تمہارا لباس ہے اور تم ان کے"۔ اور یہ کہ عورت اپنی محنت اور قابلیت سے جو روزی کمائے اس پر صرف اسی کا حق ہے، فرد کا نہیں۔ پیغمبر اسلام نے عورت کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ شیشے کی طرح ہیں، انھیں ٹھیس نہ لگنے پائے۔ پھر بھی ہندستانی سماج انھیں ٹھیس لگاتا ہی رہتا ہے اور انھیں مرد سے کمتر اس کا دست نگر اور اس کا ماتحت سمجھتا رہا ہے اور آج بھی سمجھتا ہے۔

موجودہ زمانے میں ہندستانی عورت کو مرد کے برابر درجہ دینے کی ضرورت پر سب سے زیادہ زور مہاتما گاندھی نے دیا۔ انھوں نے کہا اگر عورتوں کو مردوں کے برابر مواقع نہیں ملتے اور وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں مردوں کے برابر ساتھ ساتھ قدم نہیں ملاتیں تو نہ ہندستان کو آزادی مل سکے گی اور نہ اسے ترقی ہو سکے گی۔ گاندھی جی کی تحریک نے عورتوں کی عزت میں اضافہ اور مردوں میں ان کا درجہ بلند کیا۔ لڑکیاں تعلیم حاصل کرنے لگیں اور سرکاری دفتروں، بینکوں اور پرائیویٹ دفتروں، کمپنیوں میں اچھی نوکریاں بھی ملنے لگیں۔ مرکز اور ریاستوں میں، پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کے چناؤ ہوئے تو عورتوں کو چناؤ لڑنے کے لیے ٹکٹ دیے گئے اور وہ کامیاب ہوئیں۔ چناؤ کے بعد انھیں وزیر اور نائب وزیر بھی بنایا گیا۔ دوسرے بڑے عہدے بھی دیے گئے۔ آل انڈیا ملازمتوں کے امتحانوں میں بھی انھیں بیٹھنے کا موقع دیا گیا اور وہ پاس ہو کر ضلع مجسٹریٹ یا سکریٹری، اسپیشل سکریٹری وغیرہ کے عہدوں پر پہنچیں۔ پھر وہ وقت آیا جب تاریخ ہند میں پہلی مرتبہ ہندستان کی عظیم ترین خاتون اندرا گاندھی نے ہندستان ایسے بڑے ملک کے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا اور ڈھائی برس کی مدت چھوڑ کر تقریباً پندرہ برس تک ایسی قابلیت، حسن انتظام اور سوجھ بوجھ سے حکومت کا انتظام کیا اور دنیا کے تمام معاملات پر ایسی جچی تلی اور سوچی سمجھی رائے دی کہ سارے ملکوں نے انھیں دنیا کا ایک زبردست لیڈر اور رہنما تسلیم کر لیا اور ان کی صلاحیتوں کا دل کھول کر اعتراف کیا۔

یہ سب ہے لیکن عورت کو یہ درجہ اسے صرف ایک حلقے میں حاصل ہے۔ ہندستان بہت بڑا ملک ہے جس کی آبادی ستر کروڑ سے زائد ہے۔ اس لحاظ سے اگر ہندستانی سماج میں بحیثیت مجموعی عورت کے مرتبے کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہندستان کی ۸۵ فیصد آبادی میں اب بھی اسے بڑی کٹھنائیوں، بڑی پریشانیوں اور بڑی مصیبتوں میں زندگی بسر کرنا پڑتی ہے۔ ان مصیبتوں میں سب سے بڑی اور تکلیف دہ مصیبت جہیز کی ہے۔ آئے دن ہم اخبارات میں یہ خبریں پڑھتے رہتے ہیں کہ فلاں شادی شدہ لڑکی جل کر مرگئی۔ تحقیقات کی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ لڑکی کے ساس سسر یا شوہر نے اس کے کپڑوں پر مٹی کا تیل چھڑک کر اس لیے آگ لگا دی تھی کہ وہ جہیز کم لائی تھی۔ لڑکی کو اگر معقول جہیز ملتا ہے تب بھی شوہر اس سے آئے دن فرمائشیں کرتا رہتا ہے کہ اپنے باپ یا بھائی سے اسکوٹر کے دام لاؤ، یا ٹی وی مانگو وغیرہ۔ اور جب غریب باپ یا بھائی یہ فرمائشیں پوری نہیں کر پاتا تو پھر اس کے نتیجے میں غریب لڑکی کو جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اب اگر یہ راز کھل جاتا ہے کہ اس موت میں سسرال والوں کا ہاتھ ہے تو مہینوں تک مقدمہ چلتا رہتا ہے۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ مجرم کو سزا مل جائے۔ کسی نہ کسی خامی کے باعث مجرم چھوٹ بھی جاتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ ایسے واقعات صرف جاہل گھرانوں ہی میں نہیں ہوتے۔ پڑھے لکھے گھروں میں بھی یہ ہو رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ قصوروار کون ہیں؟ صرف وہ لوگ جنھوں نے لڑکی کو جلا کر مار ڈالا یا سماج؟ میں کہوں گی کہ دونوں۔ دونوں اس لیے کہ ایک نے تو جرم کیا اور دوسرے نے ایسا ماحول نہیں پیدا کیا کہ کوئی شخص لڑکی زندہ جلا دینے کا تصور بھی لا سکے۔ اگر ہمارا سماج اتنا حساس اور بیدار ہو جاتے کہ جہیز مانگنے یا شادی کے بعد فرمائشیں کرنے سے ضرور باز آجائیں گے۔ قانون کو بھی زیادہ سخت ہو جانا چاہئے اور جلا کر مار ڈالنے کے جرم میں نہ صرف یہ کہ سزا کافی سخت ہونا چاہئے بلکہ ان تمام لوگوں کو سزا ملنا چاہئے جو اس جرم میں تھوڑا بہت بھی شریک رہے ہوں۔

عورت کو آج جہیز ہی کی مصیبت کا شکار نہیں ہونا پڑتا ہے۔ اور بھی بہت سی پریشانیاں ہیں جن کا اسے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً شوہر کا حد سے زیادہ شرابی ہونا۔ جس طبقے کو چھوٹا طبقہ کہا جاتا ہے۔ اس کی عورتیں شوہر کی اس خراب عادت کا روز شکار ہوتی رہتی ہیں۔ اگر یہ شوہر شراب کا عادی ہے تو وہ روزانہ شام کو شراب پیتا ہے دن بھر میں جو کماتا ہے اس کا ایک بڑا حصہ پہلے وہ شراب کی نذر کر آتا ہے، پھر گھر میں داخل ہوتا ہے۔ حد سے زیادہ شراب پیتے ہونے کی وجہ سے اسے کوئی سدھ بدھ نہیں رہتی اور بجائے اس کے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت اسے کوئی شرمندگی ہو، وہ گھر میں پہنچتے ہی ڈانٹ پھٹکار شروع کر دیتا ہے اور بعض اوقات بیوی بچوں کو خاص کر بیوی کو مارتا پیٹتا بھی ہے۔ دن بھر کی کمائی تو شراب خانے میں پہنچ جاتی ہے مگر گھر پہنچتے ہی بیوی سے کھانے کی فرمائش ہوتی ہے۔ کھانا کہاں سے پکے جب بیوی کے ہاتھ میں پیسے ہی نہیں آتے؟ مگر شرابی شوہر کو اس کا احساس کہاں! کھانا نہ ملنے پر یا اپنی پسند کا کھانا نہ پانے پر بیوی کی شامت آجاتی ہے اور وہ بے چاری بے تحاشہ مار بھی کھاتی ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس غریب عورت کو بچانے والے بھی نہیں ملتے۔ لوگ یہ سوچ کر رہ جاتے ہیں کہ یہاں تو روز ہی یہ تماشہ ہوتا رہتا ہے۔ قانون بھی ایسے معاملات میں حرکت میں نہیں آتا۔ میں یہاں پر پھر یہ سوال کروں گی کہ قصور کس کا ہے؟ اس شرابی مرد کا یا سماج کا اور میں پھر یہی جواب دوں گی کہ دونوں کا۔ اگر شرابی شوہر اپنی عادت سے باز نہیں آتا تو یہ سماج کا یعنی محلے کے یا گاؤں کے رہنے والوں کا فرض ہے کہ وہ اس شرابی شوہر سے نمٹے۔ اور اگر سماج کچھ نہیں بولتا تو پھر یہ کہا جائے گا کہ اس عورت یا اس طرح کی ساری دوسری عورتوں کی تکلیف کی ذمہ داری سماج پر ہے۔

اور بھی کئی پریشانیاں ایسی ہیں جن کو آج کے سماج میں عورتوں کو جھیلنا پڑتا ہے۔ جیسے کم عمری کی شادیاں یا بے جوڑ شادیاں۔ کم عمری کی شادیوں کا رواج دیہات میں آج بھی بہت پایا جاتا ہے۔ ہندستان کی آبادی کا تین چوتھائی حصہ چونکہ دیہات میں رہتا ہے اس لیے اس اہم بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہوتا یہ ہے، اور یہ رواج سا ہو گیا ہے کہ ادھر لڑکی کی عمر نو دس برس کی ہوئی اور ادھر ماں باپ کو اس کی سگائی کی فکر پڑ گئی۔ ہونے کو تو ایک کم عمری میں شادی کرنے کا ایکٹ بھی ہے لیکن اس پر عملدرآمد اس طرح رکا ہوا ہے کہ غالباً بہتوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کم سنی کی شادی قانون کی رو سے ناجائز ہے۔ اس طرح کی شادیاں برابر ہو رہی ہیں اور نہ قانون حرکت کرتا ہے اور نہ سماج۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکیوں کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اکثر جلد مر جاتی ہیں اور آبادی میں کمزور بچوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ بے جوڑ شادیاں بھی بہت ہوتی رہتی ہیں لڑکی پندرہ برس کی اور شوہر پچاس برس کا۔ لڑکی غریب کے ساتھ یہ ظلم نہیں تو پھر کیا ہے؟ لیکن ان دونوں معاملات میں ذمہ داری سماج کی ہے۔ قانون سے زیادہ سماج کا فرض ہے کہ دونوں رواج ختم کیے جائیں۔ سماج کم سنی کی شادی ہونے دے نہ بے جوڑ۔

مختصر یہ کہ آج ہندستان میں عورت کو اگرچہ بہت سے حقوق حاصل ہیں اور اس کے لیے ترقی کے راستے کھلے ہوئے ہیں، اعلاترین درجات تک وہ پہنچ سکتی ہے اور پہنچ چکی ہے، پھر بھی سماج سے بعض بندھن ایسے ہوتے ہیں جو اسے اس دور میں بھی جکڑے ہوئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان بندھنوں سے اسے نجات دلائی جائے اور اس کا یہ بہترین طریقہ ہے کہ سماج کو سدھارا جائے، اسے اس کے فرائض کا احساس دلایا جائے اور اس میں اتنی بیداری پیدا کر دی جائے کہ کوئی مرد عورت کے ساتھ کسی طرح کی کوئی زیادتی نہ کر سکے۔ (آکاشوانی لکھنؤ سے)

قدسیہ ہاشمی بی-این گھوش لین - لال باغ - لکھنؤ

شبنم گرنے کا راز

ڈاکٹر پروین عباسی

گرمیوں کے دنوں میں خصوصاً جب ایک دو بارش ہو چکی ہوں، اور آپ کے ہاتھوں میں برف کا پانی یا شربت کا گلاس ہو تو ضرور سوچ میں پڑ گئے ہوں گے کہ گلاس کے باہر پانی کی بوندیں کہاں سے آ رہی ہیں۔ یہ اس راز سے بھرا ہوا معاملہ ہے جسے اوس کہتے ہیں۔ جاڑوں کی رات عموماً اوس کی رات ہوا کرتی ہے۔ اوس کی بوندیں پھول پتوں پر جمع ہو کر ایک خوبصورت سماں پیش کرتی ہیں۔ جسے شاعروں نے اپنے کلام میں، ادیبوں نے اپنے افسانوں میں، اور قدرتی معالج نے اپنے نسخوں میں خوب استعمال کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ اب سائنسدانوں نے بھی جا بجا اس کا استعمال اپنے تجربات میں شروع کر دیا ہے۔

ماحول میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ پانی بھاپ کی شکل میں موجود ہوتا ہے کتنا پانی بھاپ کی شکل میں ہوا کے ساتھ گھل سکتا ہے یہ ماحول کی حرارت پر منحصر ہے۔ اگر حرارت زیادہ ہے تو زیادہ پانی ہوا میں گھل جاتا ہے پھر ایک لمحہ ایسا آتا ہے کہ مزید بھاپ ہوا میں نہیں گھل پاتی بالکل اسی طرح جیسے آپ ٹھنڈے پانی میں شکر ملائیں تو بمقابلہ گرم پانی کے کم ہی شکر گھل پاتی ہے۔ اگر پانی کو گرم کرتے جائیں تو زیادہ سے زیادہ شکر گھلتی جاتی ہے۔ اس کے باوجود ایک ایسی اسٹیج آتی ہے جب شکر گھلنا بند ہو جاتی ہے۔ اس اسٹیج کو Saturation نقطہ کہتے ہیں۔ اب اگر آپ ایسے محلول کو ٹھنڈا کرنا شروع کر دیں تو دیکھیں گے کہ دیتے دیتے محلول شکر کو باہر کرتی جاتی ہے۔ بالکل یہی معاملہ ہوا میں موجود بھاپ کے ساتھ بھی ہے۔ جب ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے تو وہ اپنے اندر موجود بھاپ کو پانی کے قطروں کی شکل میں چھوڑ دیتی ہے یعنی برف کے پانی سے بھرے گلاس کے باہر گلاس سے لگی ہوئی ہوا ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور اس ہوا میں موجود بھاپ پانی کو باہر نکال دیتی ہے۔ جو گلاس پر باہر کی طرف بوندوں کی شکل میں جمع ہونے لگتی ہے۔ اسی کیفیت کو آپ روزانہ ماحول میں اس طرح محسوس کرتے ہیں کہ صبح اوس سے بھری ہوا کو نم کہتے ہیں اور دوپہر کی ہوا کو خشک کہتے ہیں جبکہ حقیقتاً دوپہر کی ہوا میں پانی کی مقدار بمقابلہ زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اوس یا کہرہ یا زمین کا پانی گرمی کی وجہ سے بھاپ بن کر ہوا کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اس طرح ماحول میں خشکی یا نمی کی جانکاری کرنا چاہئے کہ ہوا Saturation کے نقطے سے کتنے قریب یا کتنی دور ہے۔ قربت میں ہوا کو نم اور دوری میں ہوا کو خشک کہیں گے۔ ہوا کی اس مقابلہ والی نمی کو سائنسداں Relative humidity کہتے ہیں۔

اس طرح کسی حرارت پر ایک قطعی مقدار کی ہوا میں موجود پانی کی بھاپ کی [illegible] Saturation اور اسی حرارت پر اتنی ہی مقدار کی ہوا کو Saturation کرنے کے لئے ضروری بھاپ کی [illegible] کے منقسمے کو Relative humidity کہتے ہیں۔ Relative humidity کو عموماً فی صد میں لکھا جاتا ہے مثلاً اگر ایک ہی حرارت پر ہوا کے کسی ایک مقدار میں "الف" گرام بھاپ ہو اور اسی ہوا کو اسی حرارت پر Saturation کرنے کے لئے "ب" گرام بھاپ کی ضرورت ہو تو Relative humidity برابر ہوگی الف بٹا ب ضرب ۱۰۰ کے۔

زمین کے اوپر موجود ماحول سے کئی فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے پانی کے بھاپ بننے کے عمل پر روک کا اثر ہے [illegible] کہتے ہیں۔ [illegible] موجود نہ ہوتا تو ہمیں اس ماحول میں بتانا ہوتا جو ہمیشہ پانی کی بھاپ سے لدا پڑا ہوتا کیونکہ سمندری جھیل وغیرہ سے بھاپ بن کر نکلے پانی سے کرۂ ارض فوراً Saturate ہو جاتا اور ہمارے کپڑے گھر سامان وغیرہ کبھی نہ سوکھتے اور ہم لاتعداد بیماریوں میں گھر جاتے سطح آب پر موجود ہوا کی وجہ سے بھاپ بننا اتنا سست رہتا ہے کہ پانی بھاپ بن کر ہوا کو بھی تر بتر نہیں ہونے دیتی یہاں تک کہ اگر آپ جھیل یا تالاب کے قریب بھی رہتے ہوں تو دیکھیں گے کہ ہوا بھاپ سے کبھی نم نہیں ہونے پاتی۔

گرچہ ہوا میں کم ہی پانی کی بھاپ موجود ہو تب بھی حرارت کے گرنے سے ہوا کے اتنے ہی بھاپ کا Condensation انجماد ہونے لگتا ہے حرارت کے مزید گرنے پر یہی منجمد بھاپ اوس بادل یا کہرہ کی شکل میں اختیار کر لے گی۔ اوس یا بادل بننا اس بات پر منحصر ہے کہ کیسے اور کہاں حرارت گر رہی ہے۔

اب یہ دیکھا جائے کہ اوس یا پالا کیسے بنتا ہے۔ سورج غروب ہوتے ہی زمین پر دن بھر حرارت گرنے لگتا ہے اور ٹھنڈ بڑھنے لگتی ہے۔ حرارت کا گرنا ماحول میں اتنا تیز نہیں ہوتا جتنا کہ زمین پر اگتے پیڑ پودوں اور پتھر وغیرہ پر۔ اس طرح ٹھنڈی چیزوں سے لگی ہوا کی پرت بھی ٹھنڈی ہونے لگتی ہے اور اس عمل میں ہوا کی بھاپ Saturate ہو جاتی ہے جو ٹھنڈی چیزوں پتوں پھولوں پر پانی کی بوند کی شکل میں جمع ہو جاتی ہے۔ اسی کو اوس کہتے ہیں۔ مجموعی طور پر شربت کے گلاس کے باہر جو پانی کی بوندیں بننے لگتی ہیں وہی اوس بننے کا قدرتی عمل ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ اگر رات کے وقت آسمان بادلوں میں ہو تو اوس نہیں گرتی۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ زمین کے ٹھنڈا ہونے پر جو گرمی نکلتی ہے وہ فضا میں اوپر دور دور تک نہیں جا پاتی۔ بلکہ بادل سے ٹکرا کر نیچے ہی رہ جاتی ہے یعنی بادل کمبل کا کام کرتا ہے اور حرارت کو زمین کی اشیاء سے دور نکلنے نہیں دیتا۔

[illegible] ہوتے ہی یہ پیڑ پودوں کو کچھ [illegible] ہوتا ہے۔ اگر بھاپ کا دباؤ ان چیزوں پر ہو جو نقطہ انجماد [illegible] کی حرارت پر ہوں [illegible] چھوٹے چھوٹے برف کے [illegible] ہو جاتی ہے جسے پالا کہتے ہیں۔ اسی طرح اوس بننے [illegible] عمل بالکل اسی طرح کہرا اور بادل کا [illegible] بھی [illegible]۔

[illegible] ٹھنڈی راتوں میں [illegible] زمین کے اوپر موجود [illegible] کے ساتھ ساتھ ہوا بھی ٹھنڈی ہو جاتی ہے [illegible] بھاپ ہوا میں موجود [illegible] پر بھی جمع [illegible] تو اس کے [illegible] دیکھنا مشکل ہوتا ہے [illegible] ظاہر ہے کہ [illegible] زیادہ ہوگا جہاں ماحول میں [illegible] زیادہ ہو [illegible]۔

جب زمین کے قریب گرمی [illegible] ہوا اوپر کی جانب ایسے خطے میں اٹھتی ہے جہاں ہوا کا دباؤ کم ہوتا ہے تو [illegible] کا پھیلاؤ بڑھتا ہے اور یہ ہوتا ہے کہ درجہ حرارت گر جاتی ہے۔ اگر یہ حرارت اس حرارت سے بھی کم ہو جائے جس پر ہوا میں موجود بھاپ جمع ہونے لگتی ہے تب یہ بھاپ فوراً دھول کے ذروں پر جمع ہو کر بادل بنا دیتی ہے اس طرح دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کہرا اور بادل ایک چیزیں ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ کہرا زمین کی سطح کے قریب ہوتا ہے اور بادل زمین سے اوپر بنتا ہے۔ بہرحال طرح طرح کے بادل زمین سے الگ الگ اونچائی پر بنتے ہیں اگر ہوا کی حرارت بہت زیادہ گر جاتی ہے جس سے پانی کی بھاپ آزاد ہو جائے تو کثیف پانی کی بوندیں اور یہی بوندیں بدل جاتی ہیں جو بارش کی شکل میں زمین پر گرنے لگتی ہے اگر یہ بارش کی بوندیں ماحول کے ایسے حصوں سے گزریں جہاں درجہ حرارت برف بننے کی ڈگری سے بھی کم ہو تو یہ بوندیں برف میں تبدیل ہو کر گرتی ہیں جسے اولہ کہتے ہیں اگر بھاپ کی کثافت کا عمل بے حد کم درجہ حرارت پر ہو تو بجائے پانی کی بوندیں بن کر برف بننے کے یہ بھاپ سیدھے برف میں تبدیل ہونے لگتی ہے اور پھر روئی کے گالوں کی شکل اختیار کر کے زمین پر گرنے لگتی ہے جیسا کہ ہمارے ملک میں پہاڑوں پر یا سردی کے دنوں میں ہوتا ہے۔

اس بادل، کہرا، اولہ، اوس وغیرہ سے فائدہ نقصان کو سب ہی جانتے ہیں پھر بھی اوس سے ایک فائدہ بتاتے چلیں کہ اس سے ہلکی پھلکی سینچائی کا کام ہو جاتا ہے اور ریشے دینے والے پودوں سے ریشہ نکالنے کا کام بھی لیا جاتا ہے

(آگے ص ۲۱ پر)

ڈرامہ کی صلیب

سعید فرحت

(موسیقی کی آواز بلند ہو کر آہستہ آہستہ مدھم ہوتی جاتی ہے اور صرف ستار کی آواز باقی رہ کر آہستہ آہستہ دور ہوتی جاتی ہے)

سیٹھ الیاس: ادھر آجاؤ سلمیٰ ڈیئر ارے بھئی کہاں ہو، کیا رعنا کو آج دوا پلا دی۔ ڈاکٹر نے یہ نیا کیپسول دیا ہے۔ یہ دوا بھی شامل کر لینا۔ سن رہی ہو۔

سلمیٰ: (دور سے) ہاں ہاں سن رہی ہوں آپ چیخ کیوں رہے ہیں، کیا میں بہری ہوں۔ آپ کی لاڈلی کو دوا ہی دینے جا رہی تھی۔ اتنی بڑی ہو گئی مگر دوا کے نام سے بالکل بچوں کی طرح منہ بسورتی ہے۔

سیٹھ الیاس: (ٹھنڈی سانس لے کر) اس کا منہ بسورنا اور دوا سے گھبرانا بھی ٹھیک ہے۔ وہ ہے کہاں اس وقت۔

سلمیٰ: ہوتی کہاں اپنے کمرہ میں ہی ہے۔ صبح سے کینوس پر جھکی تصویریں بناتی رہی اور اب ستار لے کر بیٹھ گئی آواز نہیں سن رہے ہیں آپ ٹن ٹن کی۔

سیٹھ الیاس: ارے یہ رعنا ستار بجا رہی ہے ماشاءاللہ کتنا اچھا بجاتی ہے میں تو سمجھا تھا ریڈیو سے آواز آ رہی ہے۔

سلمیٰ: اسے اور شوق ہی کیا ہے، ستار، آرٹ اور کتابیں

سیٹھ الیاس: یہ سب ٹھیک ہے سلمیٰ۔ تم جانتی ہو وہ بیمار رہتی ہے۔ ڈاکٹر انجم کہتے ہیں اس کو خوش رکھا کرو۔ اگر تصویریں بنانے، ستار بجانے یا کتابیں پڑھنے سے اس کا جی بہلتا ہے تو اس میں برائی کیا ہے۔

سلمیٰ: آپ ٹھیک ہی کہتے ہیں، خدا جانے بیچاری کو کونسا روگ لگا ہے۔ دیکھنے میں بیمار بھی نہیں دکھتی۔

سیٹھ الیاس: کون سا روگ ہے بس یہ تو خدا یا ڈاکٹر ہی سمجھ سکتے ہیں، وہ تو یہی تاکید کرتے ہیں کہ رعنا کی دوا جاری رکھو۔

سلمیٰ: دوا تو جاری ہے لیکن کب تک۔ دوا نہیں ہوئی غذا ہو گئی۔ کیسی دھان پان سی تھی آخر یہ آپ کے دوست ڈاکٹر انجم کچھ تو بتلاتے ہوں گے اس کے مرض کے بارے میں

سیٹھ الیاس: ڈاکٹر انجم میرے فیملی ڈاکٹر ہے۔ اور میرے بچپن کے دوست ہیں جتنی فکر مجھے اور تمہیں رعنا کی ہے اس سے کہیں زیادہ وہ فکر کرتے ہیں۔

سلمیٰ: تو ان کی فکر اور دوا سے فائدہ کیا ہو رہا ہے۔ کچھ دن تو ٹھیک ہو جاتی ہے اور پھر اسی طرح مضمحل، پریشان کھوئی سی۔ پتہ نہیں خدا کو کیا منظور ہے۔ اللہ کا ہزار بار شکر ہے کہ اس نے دنیا کی ہر نعمت سے ہمیں نوازا ہے کارخانہ ہے، کاروبار ہے۔ مگر سب سے بڑا دکھ تو لڑکی کا روگ ہے۔

سیٹھ الیاس: ہاں سلمیٰ! یہی تو مجھے فکر رہتی ہے، ایک لڑکی وہ بھی بیمار۔ دوسرے ڈاکٹر بھی کہتے ہیں کہ بیماری سے اس کی توجہ ہٹانے کے لیے اس کو خوش رکھنے کا ذریعہ پیدا کیا جائے۔

سلمیٰ: خوش رکھنے کے ذریعہ سے مطلب رعنا کی شادی سے ہوگا

سیٹھ الیاس: نہیں۔ ڈاکٹر ابھی شادی کو بھی منع کرتے ہیں۔ جب تک مرض کا جڑ سے خاتمہ نہ ہو جائے۔

سلمیٰ: تو پھر کیا سوچا ہے آپ نے؟

سیٹھ الیاس: کچھ نہ کچھ تو سوچا ہوگا .... ارے ہاں میں تو بھول ہی گیا۔ ڈاکٹر انجم نے تمہیں، مجھے اور رعنا کو اپنے بنگلے پر بلایا ہے۔

سلمیٰ: کیوں؟

سیٹھ الیاس. ان کا لڑکا ہے نا، جاوید ڈاکٹری کے آخری سال میں۔

سلمیٰ: ہاں ہے تو کیا اس کے لیے رشتہ....

سیٹھ الیاس: (بات کاٹ کر) نہیں، رشتہ وشتہ کی بات تو نہیں۔ ابھی تو ڈاکٹر انجم اس کو ایم بی بی ایس کے بعد امریکہ بھیجنا چاہتے ہیں۔ کسی کرانیکل ڈیزیز پر ریسرچ کے لیے۔

سلمیٰ: ہائے کتنے خوش نصیب ہیں آپ کے دوست لڑکا بھی ہونہار ہے یونیورسٹی میں اوّل رہا ہے، جیسا خوبصورت ہے اس سے کہیں زیادہ معصوم۔

سیٹھ الیاس: اور تمہیں اس کی ایک دوسری کوالیفیکیشن کا تو پتہ ہی نہیں۔

سلمیٰ: وہ کون سی ہے؟

سیٹھ الیاس: وہ ڈرامہ کا بہت اچھا آرٹسٹ ہے۔ ابھی ڈراموں کے مقابلہ میں اس نے ٹاپ کیا ہے۔

(رعنا کی دور سے آتی ہوئی مدھر آواز سنائی دیتی ہے)

رعنا: جاوید صاحب کی بات کر رہے ہیں نا ڈیڈی سچ مچ ملک بھر میں نام پیدا کیا ہے سب سے بڑے اخبار میں ان کا فوٹو چھپا ہے۔ آج تو انہیں انعام ملا ہوگا۔

سیٹھ الیاس: ہاں بیٹی! آج ڈاکٹر انجم نے اس خوشی میں پارٹی دی ہے۔ چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ وہ ہم لوگوں کا انتظار ہی کر رہے ہوں گے۔

(ساز کی آواز سنائی دے کر ختم ہو جاتی ہے)

ڈاکٹر انجم: ثریا ابھی آیا نہیں تمہارا جاوید۔ کتنی دیر ہو گئی۔ الیاس بھائی بھی فیملی کے ساتھ آتے ہی ہوں گے۔

ثریا: آتا ہوگا۔ وہ ڈاکٹر انجم کا لڑکا ہے اور ڈاکٹر لوگ تو ہمیشہ دیر کر کے ہی آتے ہیں (ہلکا سا قہقہہ) کیوں ہے نا یہی بات؟

ڈاکٹر انجم: اونہہ، لڑکا حالی ڈاکٹر انجم کا تھوڑی ہے وہ جو آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والا ستارہ ہے نا ثریا، اسی ستارے کی ہمنام اس کی ماں بھی تو ہیں اور وہ تم ہو بالکل اپنے نام کی طرح۔

ثریا: اونہہ لگے نا چھیڑنے۔

ڈاکٹر انجم: شرمائیں ثریا، واقعی تم حسن و نزاکت کا شاہکار ہو، جب ہی تو جاوید کی خوبصورتی کی مثال دی جاتی ہے بالکل ماں پر گیا ہے۔ ماں پر...

ثریا: اور عقل اور سوجھ بوجھ میں تو بنا بنایا باپ ہے باپ (قہقہہ)

ڈاکٹر انجم: (قہقہہ لگا کر) شکر کرو ثریا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ تمہارا دماغ اور میرا حسن لے کر آتا...

ثریا: یوں آپ بھی کیا برے ہیں، بس ذرا رنگت ہی تو گندی ہے....

(دور سے سیٹی بجنے کی آواز آتی ہے)

ڈاکٹر انجم: لو آ گئے وہ لاڈلے لدے پھندے انعامات سے سیٹی بجاتے ہوئے....

(قدموں کی آواز کے ساتھ جاوید کا قہقہہ سنائی دیتا ہے)

جاوید: ممی پاپا دیکھئے تو۔ کتنے ڈھیر سارے انعام ملے ہیں مجھے (خوشی کا لہجہ) یہ کپ، یہ ٹرافی، یہ سرٹیفکیٹ اوّل آیا ہوں نا ڈرامہ کمپیٹیشن میں۔ منہ کھولئے بابا ممی آپ بھی۔ بتلائیے یہ مٹھائی کیسی ہے بتلائیے نا یہ میرے دوستوں نے دی ہے۔ ارے آپ لوگ مجھے دیدے پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہے ہیں کیا میک اپ اتارکر بھی میں کارٹون دکھائی دے رہا ہوں۔

ثریا اور انجم : کچھ نہیں، ہم دیکھ رہے ہیں (ایک آواز میں)

جاوید : کیا دیکھ رہے ہیں؟ (حیرت کا انداز)

ڈاکٹر انجم : تمہارا ایم بی بی ایس کا آخری سال ہے اور تم ڈراموں میں اتنی دلچسپی لیتے ہو۔ میں تمہیں ریسرچ کیلئے امریکہ بھیجنا چاہتا ہوں۔

جاوید : پاپا امریکہ تو میں ضرور جاؤں گا۔ آپ نے کلینک کا جو پودا لگایا ہے میں اسے سرسبز و شاداب رکھنا چاہتا ہوں۔ میں اس کو ایک بڑا سایہ دار پیڑ بنانا چاہتا ہوں۔

انجم : شاباش بیٹے۔ مجھے تم سے یہی توقع ہے (ذرا رک کر) ارے ارے ثریا تم ابھی کھڑی ہو، جاؤ تیاری کرو آج مہمان جو آرہے ہیں، جاؤ ثریا جلدی کرو۔ جاؤ بیٹے کو پھر دیکھ لینا۔

جاوید : کون سے مہمان آرہے ہیں؟

انجم : ابھی بتاتا ہوں اپنی ممی کو جانے دو (قدموں کی آواز دور ہوتی جاتی ہے) تم سے مجھے ایک خاص بات کرنی ہے۔ جو ایک باپ اپنے بیٹے سے ہرگز نہیں کرتا کیونکہ ہماری تہذیب اور ہمارا سماج اس کی اجازت نہیں دیتا لیکن یہ مجبوری ہے۔ ذرا اپنا کان میرے منہ کے قریب تو لاؤ۔

(تھوڑی دیر کو سرگوشی کی آواز سنائی دیتی ہے)

جاوید : ہونہہ ہونہہ سمجھ گیا، سمجھ گیا (ہلکا سا قہقہہ) آپ اطمینان رکھیں پاپا ایسا ہی ہوگا۔

(ساز کی آواز۔ . . . موٹر کی گڑگڑاہٹ اور ہارن کی آواز)

ملازم : صاحب! آپ کے دوست سیٹھ الیاس، ان کی بیگم اور رعنا آئی ہیں۔

انجم : بلالو انہیں . . . آخاہ آئیے۔ آداب بھابی جان! آئیے ہو بیٹی رعنا۔ جاوید بیٹا، اپنے انکل کو ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔

جاوید : آئیے آئیے۔ تشریف لائیے، آپ بھی تو آئیے۔

سیٹھ الیاس : ڈاکٹر صاحب! ہاں تو یہ صاحب ہیں آپ کے صاحبزادے، ڈرامہ آرٹسٹ، میڈیکل اسٹوڈنٹ۔ میں نے ان کا فوٹو اخبار میں دیکھا تھا۔

انجم : اُف! میں تو بھول ہی گیا آپ لوگوں کا تعارف کرانا۔ یہ ہیں میرے بچپن کے دوست سیٹھ الیاس، اور یہ ہیں ان کی شریکِ حیات، کیا نام ہے! اچھا چھوڑو نام سے کیا لینا ہے، اور یہ ہیں ان کی بیٹی رعنا، جو بیماری کے وہم میں ہیں، عادت خصلت میں جاوید بالکل تمہاری طرح ہیں۔ بس فرق یہ ہے کہ ان کو پینٹنگ کا شوق ہے، موسیقی سے بھی دلچسپی ہے اور ستار تو غضب کا بجاتی ہیں۔ اور باقی جیسی کچھ ہیں وہ تمہیں نظر آرہی ہوں گی۔

سیٹھ الیاس : اور تمہیں بیٹے کیا شوق ہے، ڈراموں کے علاوہ کوئی اور بھی ہابی رہی ہے؟

جاوید : انکل میری ہابی تو عشق ہے۔

سیٹھ الیاس : (چونک کر) عشق...... ؟

جاوید : (قہقہہ لگاکر) جی عشق، مگر اپنی تعلیم سے، اپنے کیریر سے، اور امریکہ جاکر کینسر پر ریسرچ تو میری منزل ہے۔

سیٹھ الیاس : (ہنس کر) تم نے تو مجھے حیرت میں ڈال دیا تھا، ہو نا ڈرامہ آرٹسٹ۔ کبھی ہمارے یہاں آؤ، بیٹی کی پینٹنگ دکھلائیں گے۔

جاوید : ضرور حاضر ہوں گا۔

انجم : ارے بیٹی رعنا تم گم سم سی کیا بیٹھی رہتی ہو کیا اب بھی کسی پورٹریٹ کا خاکہ ہے ذہن میں، ہنسا کرو، خوش رہا کرو، ذرا سا نزلہ زکام رہتا ہے، ٹھیک ہو جائے گا۔

رعنا : ڈاکٹر انکل! میں سوچتی ہوں کہ قدرت کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے ہر نعمت دی ہے لیکن صحت اور خوشی پتہ نہیں مجھ سے کیوں روٹھ گئی ہے۔ زندگی کے ہر لمحہ میں مجھے احساس ہوتا ہے جیسے مجھے کسی چیز کی تلاش ہو، ایک عجیب سی کمی محسوس ہوتی ہے جیسے میں بیمار ہوں میں۔

انجم : غلط قطعی غلط۔ تمہاری صحت بالکل ٹھیک ہے۔ تمہارا رنگ و روپ، قد و قامت۔ میں ڈاکٹر ہوں رعنا اور میں تمہیں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔

رعنا : تو پھر یہ ویرانیاں اور اداسی، یہ طبیعت کی بے چینی۔

انجم : صرف تمہارا وہم ہے، تم آرٹسٹ ہو، اور ہر آرٹسٹ جذباتی ہوتا ہے۔

جاوید : کریکٹ۔ سو فیصدی صحیح۔ بعض انسان فطری طور پر جذباتی ہوتے ہیں۔ ہمارے کالج میں بھی میڈیکل کے ایک اسٹوڈنٹ پر شبہ ہوتا ہے جیسے ابھی ہائے لیلیٰ ہائے لیلیٰ چیختے ہوئے ریگستان سے آئے ہیں۔

سیٹھ الیاس : لیکن بھئی ڈاکٹر صاحب ماشاء اللہ آپ کے فرزند ذہین بھی ہیں اور خوش اخلاق بھی اور پُرمذاق بھی۔ ہمارے یہاں ضرور ضرور آنا بھئی، تم سے باتیں کرنے کو جی چاہتا ہے۔

جاوید : ضرور حاضر ہوں گا

(ساز کی آواز)

سلمیٰ : دیکھو بیٹی کون آیا ہے . . . آؤ بیٹے تمہیں رعنا کی پینٹنگ دکھاؤں۔

(قدموں کی آواز کے ساتھ ستار کی ہلکی سی غمزدہ آواز سنائی دیتی ہے جو قریب آتی جاتی ہے)

جاوید : یہ ستار

سلمیٰ : ہاں ہاں یہ رعنا کا ہی شوق ہے۔ آؤ آؤ دکھاؤں تمہیں کیسی دیوداس بنی ستار کے ساز میں گم ہے۔

جاوید : میں اندر آسکتا ہوں؟

رعنا : جی ہاں تشریف لائیے۔ آج کیسے راستہ بھول گئے آپ؟

جاوید : اوہ تو یہ جنگل تھوڑی ہے جہاں راہ گیر راستے سے بھٹک جاتے ہیں۔ یہ تو ماشاء اللہ سے آپ کی کوٹھی ہے اور کوٹھی کا وہ ڈرائنگ روم جہاں میں دیکھ رہا ہوں خوبصورت پینٹنگ، اور سن رہا ہوں مدھر ستار کی وہ آواز جو اچھے بھلے انسان پر وجد کی کیفیت طاری کردے۔

رعنا : (کھلکھلاکر) بس بس زیادہ تعریف نہ کیجئے لگتا ہے آپ شاعری بھی کرتے ہیں۔

جاوید : بھلا اس میں شاعری کی کونسی بات ہوگئی۔ چاند کو چاند ہی کہیں گے اور سورج کو سورج ہی کہا جائے گا جس کی گرمی اور حرارت سے سارا نظامِ عالم منور ہے۔

رعنا : اور جناب کا چاند کے بارے میں کیا خیال ہے؟

جاوید : انتہائی عمدہ اس کی تسکین کرنوں سے رات کی تاریکی میں نور کی بارش ہوتی ہے۔ جو آپ کی اس پینٹنگ میں نظر آرہا ہے۔

رعنا : ارے ہاں میں نے آپ کو پینٹنگ تو دکھائی نہیں۔

جاوید : آپ نے نہیں دکھائی تو نہ سہی، میں نے خود دیکھ لی۔ ہر تصویر ایک شاہکار ہے۔ کنویس پر لگی ہوئی وہ تصویر جس میں ایک ناگن سی بل کھاتی پگڈنڈی درختوں کے جھنڈ میں کیسی مست خرامی سے گزر رہی ہے اور رنگوں کا امتزاج تو اپنا جواب آپ ہے۔

رعنا : چھوڑیئے آپ بنانے لگے مجھے میں تو بس یونہی آڑی ٹیڑھی لکیریں کھینچ لیتی ہوں جاوید صاحب! آپ تو صرف ستائش کر رہے ہیں لیکن میں محسوس کرتی ہوں کہ میری ہر تصویر میں ادھورا پن ہے (اداس لہجہ)

جاوید نہیں رعنا صاحبہ یہ صرف آپ کا خیال ہے۔

رعنا : ہوسکتا ہے لیکن جو تشنگی میں زندگی میں محسوس کرتی ہوں وہ ہر مقام پر سائے کی طرح میرا پیچھا کرتی ہے۔

جاوید : نہیں رعنا یہ بھی تمہارا وہم ہے۔

رعنا : تمہارا وہم۔ ذرا پھر سے کہئے۔

جاوید : اب ساری باتیں آج ہی کرلیں گی۔ کچھ آئندہ کیلئے بھی چھوڑ دیجئے۔ اسوقت مجھے کالج جانا ہے۔

رعنا : آپ جارہے ہیں؟

جاوید : جی!

رعنا : پھر آئیے گا نا۔

جاوید : کوشش کروں گا۔

رعنا : آپ میری باتوں سے ناراض تو نہیں ہوئے۔ کبھی کبھار میں یونہی اوٹ پٹانگ کرنے لگتی ہوں۔

جاوید : نہیں۔ آپ کی باتوں میں آپ کے ستار جیسا سوز و گداز ہے اور تصویروں جیسی رنگ آمیزی پھر ناراضگی کا سوال ہی کب ہے۔

(ساز کی آواز ــــ بریک کے بعد موٹر کی آواز بند ہوجاتی ہے)

ڈاکٹر انجم : آخاہ آیئے الیاس بھائی آپ کافی دنوں کے بعد تشریف لائے ہیں۔

سیٹھ الیاس : آپ کو مبارکباد دینے آیا ہوں آپ کا سائیکلوجی کا ٹریٹمنٹ اپنا رنگ دکھا رہا ہے۔

ڈاکٹر انجم : (قہقہہ مار کر) یہ بھی اچھی رہی۔ اچھا بتایئے رعنا بیٹی کی صحت کیسی ہے اب۔

سیٹھ الیاس : لگتا ہے جیسے کبھی بیمار نہ ہو چہرے پر تازگی اور چال ڈھال میں عمر کے مطابق مستی بات بات میں خوشی اور مسرت جیسے آپ نے کوئی نئی زندگی دی ہو۔

انجم : کیا دوا وغیرہ جاری ہے وہ ٹانک اور کیپسول جو

میں نے دیئے ہیں۔

سیٹھ الیاس : دوا اور ٹانک کس مرض کے لیے ہوتی ہے وہ تو کہتی ہے (رعنا کی آواز خوشی میں ڈوبی ہوتی ہے) میں بیمار نہیں ہوں پاپا، میں اب بالکل ٹھیک ہوں مجھے اب ممی کی ہدایتوں سے بھی چھٹی مل گئی ہے کہ حکم ہوتا ہے کہ یہ مت کھاؤ وہ مت پیو۔ ارے ارے کھڑکی کے پاس کیوں کھڑی ہو الگ جائے گی، ٹھنڈا پانی مت پیو اور جانے کیا کیا۔ بس بس بہت ہو چکا میں اب کوئی دوا نہیں لوں گی کوئی دوا نہیں۔ (آواز دور ہوتی جاتی ہے)

ڈاکٹر انجم : اور آپ نے اس کے کہنے سے ساری دوائیں بند کر دیں۔

سیٹھ الیاس : ہاں ڈاکٹر! ایک مدت ہو گئی دوا اور پرہیز کو۔ مریض بھی آخر کب تک دوا پیتا رہے گا۔

ڈاکٹر انجم : غضب کرتے ہو الیاس بھائی۔ رعنا کی دوا جاری رکھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ ذرا سی بد پرہیزی شدید غم اور بہت سی خوشی اس کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

سیٹھ الیاس : میں جانتا ہوں۔ مگر وہ تو بچوں کی طرح ضد کرتی ہے۔

ڈاکٹر انجم : اچھا میں سمجھا دوں گا۔ اب خاموش رہیئے۔ جاوید کی ممی آرہی ہیں۔

ثریا : ارے ابھی تک آپ لوگ باہر کیوں کھڑے ہیں۔ اندر آئیے نا۔ کیا اکیلے میں نوجوانی کی بھولی کی میٹھی یادیں اور باتیں ہو رہی ہیں۔

سیٹھ الیاس : (قہقہہ مار کر) واہ بھابی واہ، ڈاکٹر تمہیں شریک حیات بہت اچھی ملی ہیں۔

ثریا : ہاں ہاں بنایئے مت سیٹھ صاحب! بیتے دنوں کی ہر یاد صفحہ دل پر نقش ہو کر رہ جاتی ہے اور جب جب . . . . . .

ڈاکٹر انجم : کسی بچھڑے ساتھی کی یاد ستاتی ہے تو آنکھیں نم ہو ہی جاتی ہیں۔ کیوں ہے نا یہی بات یا کسی کی یادوں کی بات۔ میرا مطلب ہو کہ یہ تمہاری آپ بیتی تو نہیں ہے۔

ثریا : (چڑکر) لگے نا چڑانے تو بھلا مجھے کسی کی یاد کیوں ستانے لگی۔ الیاس بھائی دیکھ رہے ہیں آپ اپنے دوست کو انھوں نے کیا کہا آپ تو جانتے ہیں کہ جو گزر گیا کل تھا وہ یہی تھے جو آج ہیں وہ صرف یہی ہیں اور جو کل آنے والا ہے اس میں بھی صرف اور صرف یہی رہیں گے۔

سیٹھ الیاس : (قہقہہ مار کر) آپ لوگ تو ہمیشہ سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں آپ خواہ مخواہ چھیڑتی کیوں ہیں جو کہا ہے "زندگی زندہ دلی کا نام"... بس یونہی ہنستے کھلکھلاتے زندگی گزار دیجیے۔

ڈاکٹر انجم : (قہقہہ مار کر) مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں لیجیے میں نے آپ کا شعر مکمل کر دیا۔

(دور سے جاوید کی آواز) واہ، واہ، واہ مکرر مکرر ارشاد کیا شعر ہے۔

ڈاکٹر : ہش ہش الیاس بیٹھے ہیں اور تم . . . .

جاوید : (چونک کر) اوہ معاف کیجیے گا انکل! آداب عرض!

سیٹھ الیاس : جیتے رہو۔ ارے بھئی کہاں ہو تم کئی دن سے گھر نہیں آئے۔ کیا کوئی ڈرامہ وغیرہ کھیل رہے ہو؟

جاوید : ڈرامہ ہاں ہاں ہے تو لیکن یہ فالتو وقت کا کام ہے۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میں میڈیکل اسٹوڈنٹ ہوں اور یہ اداکاری دوسرا ہی شوق ہے۔

سیٹھ الیاس : جیتے رہو بیٹے تعلیم بہت ضروری ہے۔ وہ انسان کو اس کی منزل تک پہنچاتی ہے۔ اب رعنا کو ایم اے کرانے کے بعد میں نے لاکھ چاہا کہ وہ کچھ اور پڑھے مگر وہ تو اپنی پینٹنگ اور ستار میں ہی کھو گئی ہو۔

انجم : ایم اے تک تعلیم کافی ہے اور پھر اس کی صحت بھی تو . . .

جاوید : رعنا کی صحت اب ٹھیک ہے میں وہیں سے آرہا ہوں۔

سیٹھ الیاس : ہاں یہ سب ڈاکٹر صاحب کی توجہ اور خدا کی مہربانی ہے۔ لیجیے بھابی چائے لے آئیں . . . .

(ٹرے رکھنے کی آواز)

ثریا : ارے جاوید تم کب آئے؟

جاوید : میں گیا ہی کب تھا؟

ثریا : جھوٹا کہیں کا شام سے ہی روز غائب ہو جاتا ہے جانے کہاں کہاں جاتا ہے۔

سیٹھ الیاس : بھابی صاحبہ جاوید کہیں نہیں جاتا ہمارے گھر یا کالج۔ آپ کا لڑکا لاکھوں میں ایک ہے۔

ثریا : وہ تو میں دیکھ رہی ہوں، جب ہی تو بڑھ بڑھ کے باتیں کرنے لگا ہے۔

جاوید : تو کیا میں کسی پتھر کے بت کی طرح ہونٹ سئے آلتی پالتی مارے بیٹھا رہوں۔

سیٹھ : (قہقہہ مار کر) ابھی تو ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی میں ٹھن گئی تھی اور اب نیا رن جم گیا۔ بھئی ڈاکٹر ہم چلے۔

ثریا : ارے آپ ناراض ہو گئے ہم تو صرف اسی طرح باتیں کرتے ہیں۔

سیٹھ الیاس : نہیں بھابی! ناراض نہیں ہوں۔ مجھے اب گھر جانا ہے آفس سے سیدھا ادھر آگیا تھا . . . بھابی آپ گھر آئیے گا رعنا کی امی نے بلایا ہے۔

ثریا : آؤں گی ضرور آؤں گی۔ میرا آداب انھیں کہہ دیجیے گا۔

(ساز کی آواز)

رعنا : ارے ارے آپ کب آئے جاوید؟

جاوید : جب آپ نے دیکھا۔

رعنا : جھوٹ، بالکل جھوٹ۔ کیا آپ کو پتہ نہیں کہ اس طرح کسی کی تنہائی میں یوں دبے پاؤں چلے آنا جرم ہے۔

جاوید : اگر یہ جرم ہے تو میں اس جرم کی سزا کے لیے تیار ہوں

رعنا : پھر میں آپ کو سزا دوں گی۔ تیار رہیے۔

جاوید : سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

رعنا : آپ میری جانب گھور گھور کر کیا دیکھ رہے ہیں۔

جاوید : دیکھ رہا ہوں میں . . . نہیں کچھ نہیں۔ میں تو کینوس پر آپ کا نیا شاہکار دیکھ رہا ہوں۔ پہاڑ کی اس خوبصورت وادی کو جو بہار کے رنگوں میں نہائی نظر آرہی ہے۔

رعنا : آپ کو پسند ہے یہ تصویر؟

جاوید : اتنی خوبصورت دیکھ کر کوئی بدذوق ہی ہوگا جو داد نہ دے پائے۔ سچ کی تصویر کے رنگوں کی آمیزش سے گمان گزرتا ہے کہ ہم خود اس خوبصورت وادی میں گھوم رہے ہیں جہاں چاندنی رات میں جھرنے گنگناتے ہیں اور مست خنک ہوائیں اٹھکیلیاں کر کے دلوں کے تاروں میں جھنکار پیدا کرتی ہیں اور . . . .

رعنا : بس بس بس۔ آپ تو شاعری کرنے لگتے ہیں۔ اچھا اس تصویر کا عنوان تو بتلائیے۔

جاوید : کونسی تصویر کا۔ میرے سامنے کینوس پر ایک پہاڑی وادی کی بے جان تصویر ہے اور دوسرا قدرت کا ایک عظیم جیتا جاگتا شاہکار۔

رعنا : آپ پھر مذاق کرنے لگے بتلائیے نا پلیز۔ میری تصویر کا عنوان؟

جاوید : عنوان بتلاؤں۔ بتلاؤں عنوان۔ اس کا عنوان ہے "حسن"۔

رعنا : جاوید! لگتا ہے کہ تم نے اچانک دبے پاؤں آکر میری زندگی میں جانے کونسا انقلاب برپا کر دیا ہے کہ میرے دل میں جینے کی امنگ بڑھ گئی ہے۔

جاوید : ہاں رعنا! کبھی کبھی میں بھی محسوس کرتا ہوں کہ تم سے ملاقات سے پہلے میری زندگی ادھوری اور بے رنگ تھی۔

رعنا : تم یقین کرو جاوید۔ کبھی کبھی میں ایسے حسین خواب دیکھتی ہوں جس میں میرے آرٹ کے رنگ بکھرے ہوتے ہیں۔

جاوید : حسین خواب وہ بھی آرٹ کے رنگوں سے سجے بھلا بتاؤ تو سہی وہ خواب

رعنا : میں دیکھتی ہوں۔

جاوید : کیا دیکھتی ہوں؟

رعنا : اب بیچ میں مت بولو میں دیکھتی ہوں کہ میں اور تم ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ایک سرسبز اور شاداب وادی سے گزر رہے ہیں۔ دور دور تک قدرت کی رنگینیاں فرش پر بکھری ہیں۔ ہم آہستہ آہستہ ایک آبشار کے دامن میں پہنچ جاتے ہیں پھر ایک پتھر پر بیٹھ جاتے ہیں۔ میں اور تم اپنے پاؤں آبشار کے شفاف پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ ایک سنسنی سی میرے جسم میں دوڑ جاتی ہے۔ میری نظریں اس پہاڑی پر جا کر ٹک جاتی ہیں جس پہاڑی سے یہ آبشار گاتا گنگناتا ہوا وادیوں میں اترتا ہے۔

جاوید : پھر کیا ہوتا ہے؟

رعنا : پھر میں اس پتھر پر کھڑی ہو جاتی ہوں تم بھی میرے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے ہو۔ مجھے پوری فضا میں جل ترنگ کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ پیڑوں کی شاخیں ناچتی ہوئی ہم پر پھولوں کی بارش کرتی ہیں۔

جاوید : پھر کیا دیکھتی ہو تم؟

رعنا : پھر میں دیکھتی ہوں کہ تم پوری دنیا سے بے خبر ایک دم خاموش کھڑے ہو، کسی پتھر کی مورتی کی طرح

پھر تمہارے ہاتھ ایک دم اونچے ہوتے ہیں میری جانب بڑھتے ہیں۔

جاوید : پھر ؟

رعنا : (قہقہہ لگاکر) اور پھر تم ہواہیں لہراتے میری ساڑی کے آنچل کو تھام لیتے ہو۔

جاوید: پھر کیا ہوتا ہے بتلاؤ نا رعنا ؟

رعنا : اور پھر میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

جاوید : (ٹھنڈی سانس لےکر) رعنا تم خود بھی تصورات کی دنیا میں گم رہتی ہو اس لیے تمہارے فکر ذہن کا دائرہ تمہارے خوابوں میں بھی گھل مل جاتا ہے۔

رعنا : (جذباتی انداز میں) سوچتی ہوں کبھی ان خوابوں کی سرزمین کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ شاید جلد ہی اسی بہار میں ڈیڈی مجھے کشمیر لے جائیں گے۔ کیا تم چلوگے ہمارے ساتھ ؟

جاوید : ہاں رعنا ! میں چلوں گا تمہارے ساتھ .... اچھا اب چلوں، ممی انتظار کر رہی ہوں گی۔

(ساز کی آواز ....)

انجم : ثریا، لو وہ آگئے تمہارے صاحبزادے ذرا سی دیر ہوجاتی ہے تو گھبراتی ہو۔ ارے بھئی وہ اب بچہ تھوڑا ہی ہے۔

جاوید: شاید میرا ہی ذکر ہو رہا تھا۔

ثریا : ہاں اور کس کا ہوگا۔ تمہیں نا نواب تعلیم کی فکر ہے اور نہ کوئی اور....

انجم : (بات کاٹ کر) امتحان میں جاوید ضرور پاس ہوگا تم فکر مت کرو۔

ثریا : میں یہ کب کہتی ہوں کہ خدا نا کرے یہ امتحان میں ناکام ہوگیا۔

جاوید : میں زندگی کے کسی امتحان میں کبھی ناکام نہیں ہونگا آپ نے مجھ سے جو امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں وہ پوری ہوں گی میں امریکہ سے واپسی پر بڑا کلینک قائم کروں گا۔

انجم : سن لیا تم نے۔ آخر وہ میرا بیٹا ہے۔

ثریا : ہونہہ بڑے آئے باپ، میں ماں جو ہوں اس کی۔

جاوید: چلئے اب مسئلہ طے ہوگیا۔ اب میرا پروگرام بھی سن لیجئے۔

ثریا : کونسا پروگرام ؟

جاوید : میں ایکس انکل کے ساتھ کشمیر جا رہا ہوں۔

انجم : ہاں ہاں خوب یاد آیا میں نے ہی رعنا کے لیے تبدیلی آب و ہوا کا مشورہ دیا ہے۔ دیکھ نہیں رہی ہو اب رعنا کتنی تندرست ہوگئی ہے۔ اس کے چہرہ پر کہکشاں سی بکھری نظر آتی ہے۔

ثریا : یہ سب آپ کے علاج کا کرشمہ ہے آخر وہ سال سے وہ آپ کے زیر علاج ہے۔

انجم : ہاں ہاں لیکن میرے علاج کا اثر اب کچھ ظاہر ہوا ہے۔ ہاں تو تم کب جا رہے ہو جاوید؟

جاوید: پرسوں صبح کی گاڑی سے۔

انجم : ٹھیک ہے ذرا اپنی ممی سے پوچھ لو۔

ثریا : (طنزیہ لہجہ) اب مجھ سے کیا پوچھنا۔ جب پاپا نے اجازت دے دی۔

(ساز کی آواز ....)

(چڑیوں کی چہکار۔ پانی گرنے کا شور۔ ہوا کی سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں)

رعنا : (قہقہہ لگاکر) کتنی حسین جگہ ہے۔ بالکل میرے خوابوں کی سی۔ چنار کے یہ خوبصورت پیڑ، یہ ہریالی، یہ موسم اور گدگدی سی کرتی شیتل پون، یہ دور دور تک بکھرے ہوئے رنگ برنگے پھول۔ میں اس وادی میں ہمیشہ کے لیے کھو جانا چاہتی ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے یہاں اس ہریالی پر میں ایک ایسی گہری نیند میں سو جاؤں جس نیند سے جگانے والا کوئی نہ ہو۔

جاوید : رعنا ! ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کشمیر کی اس وادی نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ جانے کیوں مجھے بھی یہ فضا بہت حسین نظر آرہی ہے جیسے خوشبوؤں کی اس وادی میں تیرتا ہوا میں تمہارے ساتھ بہت دور نکل آیا ہوں۔ یہاں چاند کی کرنیں کتنی ٹھنڈی ہیں۔

رعنا : جاوید ! مجھے لگ رہا ہے کہ میں اپنی خیالی تصویروں کی دنیا میں اب نہیں ہوں۔ میری تصویروں میں جان پڑگئی ہے ان آبشاروں کے ترنم نے میرے ستار کے سنگیت کو ایک نیا گیت دیا ہے۔

جاوید: آؤ رعنا ! چنار کے سایہ میں بیٹھیں۔ کتنی دیر سے چاند ہمیں دیکھ کر شرما رہا ہے۔ دیکھو وہ پھر بدلی میں چھپ گیا۔

رعنا : نہیں جاوید، نہیں۔ میں کہیں بیٹھنا نہیں چاہتی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں سینڈل اتار کر اس ہریالی پر ننگے پاؤں تیزی سے بھاگتی ہوئی دور نکل جاؤں بہت دور افق کے اس پار۔

جاوید : نہیں نہیں رعنا ایسا غضب مت کرنا تمہاری نازک طبیعت گھاس کی اس ٹھنڈی اور نمی کو برداشت نہیں کرسکے گی۔

رعنا : جھوٹ۔ کیا میں موم کی ہوں۔ میں اب بیمار نہیں ہوں۔ میں نے کب سے دوا چھوڑ دی ہے۔

جاوید : تم بیمار تو نہیں ہو لیکن دوا بند نہیں کرنی چاہیئے۔

رعنا : لیکن کیوں؟

جاوید : پاپا کہتے ہیں جسم میں کمزوری باقی ہے۔

رعنا : میں تمہیں کمزور نظر آتی ہوں ؟

جاوید : نہیں رعنا ! بالکل نہیں۔ تمہارے رخساروں پر ناچتی ہوئی شفق، تمہارے بات چیت کرنے کے انداز میں جوشش۔ یہ کہیں بیمار لوگوں کی نشانی ہے۔

رعنا : جاوید ! آج آنے والے دنوں کے ایک بڑے ڈاکٹر نے مجھ سے کہا ہے کہ میں بالکل صحت مند ہوں۔ اگر کوئی دوسرا یہ بات کہتا تو میں ہرگز یقین نہیں کرتی۔

جاوید : اُف اتنا اعتماد اتنا بھروسہ ہے تمہیں مجھ پر ؟

رعنا : ہاں جاوید تم پر مجھے اتنا اعتماد ہے کہ شاید مجھے خود پر بھی نہیں ہے۔

جاوید. ایسا کیوں سوچا ہے تم نے رعنا ؟

رعنا : تم نے مجھے زندگی کی ان امنگوں سے سرشار کیا ہے جن کا تصور تک مجھ سے دور تھا۔

جاوید : ہاں رعنا یقین کرو کہ اگر زندگی میں میں نے کسی پہلے اور آخری ہمراہی کا تصور کیا ہے تو وہ تم ہو رعنا صرف تم۔

رعنا : سچ جاوید سچ کیا یہ جو تم کہہ رہے ہو حقیقت ہے!

جاوید : ہاں رعنا یہ حقیقت ہے اور یہ بھی کہ مجھے تم سے محبت ہے۔

رعنا : جاوید محبت بہت پاکیزہ جذبہ ہے۔

جاوید : میں جانتا ہوں۔

رعنا : کیا تم یہ بھی جانتے ہو کہ خیالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے وہ موسم کی طرح بدلتے رہتے ہیں۔

جاوید: یہ کیا فلسفیانہ باتیں کرنے لگیں۔

رعنا : پتا نہیں کیوں ہر خوشی کے لمحات میں مجھے غم کی تاریکی نظر آتی ہے۔

جاوید : ایسا کیوں سوچتی ہو تم!

رعنا : سوچتی نہیں، بس خیالات میں بہہ جاتی ہوں سوچتی ہوں راتیں ہمیشہ چاندنی نہیں ہوتیں، بہاریں خزاں بن جاتی ہیں۔

جاوید : رعنا یہ تو موسم کے نشیب و فراز ہیں دل کی وادیوں میں خزاں کا گزر نہیں ہوتا۔

رعنا : کیا تم ایسا ہی محسوس کرتے ہو جاوید ؟

جاوید : ہاں رعنا، میں نے ہمیشہ یہی محسوس کیا کہ محبت ایک ایسا ناقابل فراموش جذبہ ہے جس کی آنچ مدھم تو ہوسکتی ہے بجھ کبھی نہیں سکتی اور یہ خیال تم سے قریب آکر یقین میں بدل گیا۔

رعنا : میری بات پر یقین کروگے ؟

جاوید : میں نے کب تم پر یقین نہیں کیا ہے ؟

رعنا : تو پھر میں ایک راز تمہیں بتلاتی ہوں۔

جاوید : ہاں بتلاؤ رعنا میں یہاں صرف تم سے کچھ کہنے اور کچھ سننے کے لیے ہی آیا ہوں۔

رعنا : سچ

جاوید : ہاں رعنا

رعنا : تو سنو، میرا آرٹ، میرا سنگیت، میرے احساسات اور خیالات پر پتہ نہیں کب سے ہمیشہ ہی تلاش اور جستجو جاری رہی کہ کوئی مجھے ٹوٹ کر چاہے اور میں اس کو پھر چاہت کے اس جذبہ کو سینے سے لگائے میں موت کی گمنام وادیوں میں کھو جاؤں۔

جاوید : نہیں نہیں رعنا اتنا خوفناک نام نہ لو، تم موت کی گمنام وادیوں میں کبھی نہیں کھوسکتیں۔ میں تمہارے ساتھ ہر منزل طے کروں گا۔

رعنا : اگر یہ سچ ہے تو میں تمہاری تمنا میں تمام عمر گزار دوں گی۔

جاوید : تم مجھ پر آنکھیں بند کرکے یقین کرسکتی ہو۔ چلو اب چلیں۔ موسم اب ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ تمہارے ڈیڈی انتظار کر رہے ہوں گے اور پھر کل ہمیں واپس بھی جانا ہے۔

(ساز کی آواز۔۔۔)

ڈاکٹر انجم : کشمیر سے واپسی کے بعد میں نے رعنا کا چیک اپ کیا ہے۔

سیٹھ الیاس : اب کیا کنڈیشن ہے؟

ڈاکٹر انجم : وہی بلڈ پریشر پہلے جیسا ہے لگتا ہے مرض واپس ہو رہا ہے۔ آپ نے دوا چھوڑوا کر اچھا نہیں کیا۔

سیٹھ الیاس : (رکتے ہوئے لہجہ میں) میں کیا کروں جب وہ دوا پیتی ہی نہیں وہ کہتی ہے دوا بیمار لوگ پیتے ہیں میں تو اچھی بھلی ہوں۔ اور اب وہ چہرہ سے بیمار بھی کب دکھتی ہے۔

ڈاکٹر انجم : چہرہ کی رونق اندرونی کرب اور مرض کی عکاس تو نہیں ہوتی۔ اس کا علاج جاری رکھنا ضروری ہے۔

(سیٹی کی آواز دور سے سنائی دیتی ہے)

سیٹھ الیاس : بس خاموش ہو جاؤ وہ آ رہا ہے جاوید۔

جاوید : انکل آداب عرض ہے۔

سیٹھ الیاس : جیتے رہو بیٹے۔

جاوید : ارے بابا آپ یہاں کب آئے۔ (اچھا) رعنا کا میڈیکل چیک اپ کرنے آئے ہوں گے۔

انجم : تم نے ٹھیک سمجھا۔ لیکن کیا آج کالج نہیں گئے جو اس وقت۔

جاوید : کالج سے آ رہا ہوں۔ ہاف ڈے ہو گیا تھا سوچا تھا انکل سے باتیں کروں گا۔

انجم : انکل سے باتیں۔ اچھا بھئی ہم چلے۔

(قدموں کی آواز)

جاوید : رعنا کہاں ہیں؟

سیٹھ الیاس : ہوگی کہاں وہیں اپنے کمرہ میں ستار کی آواز نہیں سن رہے ہو۔

جاوید : ہاں ہاں سن رہا ہوں، انکل آج ہم پکچر جائیں گے رعنا کو لے کر۔

سیٹھ الیاس : کب؟

جاوید : فرسٹ شو میں۔

سیٹھ الیاس : چلے جانا، اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے۔ جاؤ رعنا سے کہدو۔ کئی دن سے اداس بھی ہے۔

(ستار کی آواز قریب آتی جاتی ہے۔ دروازہ کھلنے کی آواز)

جاوید : رعنا۔ (ستار کی آواز بند ہو جاتی ہے)

رعنا : آؤ جاوید۔ پتہ نہیں کیوں آج بے وقت میں سوچ رہی تھی کہ تم آؤ گے۔

جاوید : اور میں آ گیا۔ اچھا بتلاؤ کونسی دھن بجا رہی تھیں؟

رعنا : کوئی بھی نہیں بس یونہی وقت پاس کر رہی تھی۔

جاوید : شام کو پکچر چلیں گے فرسٹ شو میں بڑی اچھی فلم آئی ہے۔

رعنا : کون سے پکچر ہال میں؟

جاوید : پیراڈائز میں۔

رعنا : وہ تو بہت دور ہے۔

جاوید : تو کیا ہوا۔ پانچ بجے بابا کلینک سے آ جاتے ہیں ان کی کار لے کر چلیں گے۔ تم ہمارے یہاں آ جانا میں بھی شام کو جلدی پہنچوں گا۔

رعنا : آ جاؤں گی۔ لیکن چلے کہاں؟

جاوید : کالج جانا ہے وہاں پارٹی ہے۔۔۔

(ساز کی آواز۔۔۔)

رعنا : بابا آداب! آپ اچھے تو ہیں۔ آپ نے تو ساری عمر ڈاکٹر صاحب کی چوکیداری کرتے گزار دی اب آرام کیجئے۔

بابا : بیٹی آرام کرنے کہاں جاؤں گا۔ میرا کوئی اور تھوڑی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے گھر والے بھی مجھے اپنے ہی گھر کا آدمی سمجھتے ہیں۔

رعنا : کیا جاوید صاحب آ گئے کالج سے؟

بابا : نہیں بیٹی۔ چھوٹے صاحب ابھی نہیں آئے ہیں ڈاکٹر صاحب اور بیگم صاحبہ کمرہ میں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

رعنا : ٹھیک ہے تو میں اندر جا رہی ہوں۔ جاوید صاحب آ جائیں تو میرا بتلا دینا۔

بابا : بہت اچھا۔

رعنا : (غور سے باتیں کرنے کا انداز) میں کہتی دبے پاؤں جا کر ڈاکٹر انکل کی آنکھیں موند دوں گی وہ چونک کر مجھے دیکھیں گے اور کھلکھلا کر کہیں گے۔ ارے رعنا تم شریر کہیں کی۔ پھر مجھے ہدایتیں دیں گے، یہ مت کھاؤ وہ مت پیو۔ گولی صبح یہ کیپسول شام اور جانے کیا کیا۔

(قدموں کی آواز رک جاتی ہے)

ڈاکٹر انجم : (تیز آواز میں) تم یہ کیسی باتیں کر رہی ہو ثریا۔ رعنا سے جاوید کی شادی نہیں ہو سکتی۔

(ساز کی دھماکہ خیز آواز گونج کر ختم ہو جاتی ہے)

ثریا : میں پوچھتی ہوں، کیوں نہیں ہو سکتی۔ لڑکے میں کچھ کمی ہے۔ ہماری حیثیت سیٹھ صاحب سے کیا کم ہے اور پھر لڑکی بھی تو حسن و جمال میں اپنا جواب آپ ہے۔

انجم : یہ سب ٹھیک ہے لیکن یہ شادی نہیں ہو سکتی۔

ثریا : جب آپ یہ جانتے تھے تو پھر ان دونوں کو اتنی چھوٹ کیوں دے رکھی ہے۔ ساری دنیا کی انگلیاں اٹھنے لگی ہیں۔

انجم : مجھے دنیا کی پرواہ نہیں ہے۔

ثریا : آپ دنیا کی پرواہ کریں یا نہ کریں لیکن ہمارا معاشرہ ہمارا سماج کسی کنوارے لڑکی اور لڑکے کو اس طرح آزادانہ گھومنے پھرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ مجھے لڑکی بہت پسند ہے۔ میرا خیال ہے جاوید بھی لڑکی کو بے انتہا چاہتا ہے۔ کیا آپ کو پتہ نہیں ہے کہ وہ سارا دن کہاں گزارتا ہے؟

انجم : مجھے پتہ ہے لیکن کیا تم اپنے ہونہار لڑکے سے یہ تمنا کرو گی کہ وہ میری یا تمہاری مرضی کے بغیر کوئی قدم اٹھائے گا۔

ثریا : جاوید کی سوجھ بوجھ سے توقع تو نہیں لیکن جوانی تو خود ایک دہکتی ہوئی آگ ہے کیا اس آگ سے گزرنے والا اپنا دامن بچا سکتا ہے۔

انجم : بالکل بچ سکتا ہے۔

ثریا : آپ کی ڈاکٹری میں ایسا ہو تو ہو لیکن انسانی احساسات اور جذبات میں قطعی ناممکن ہے۔ میری بات مان لیجئے اور رعنا اور جاوید کی مسرتوں کی باتیں نہ تاخیر نہ کریں۔ رعنا کی والدہ کا بھی یہی خیال ہے۔

انجم : یہ تم عورتوں کو کون سمجھائے سوچتا ہی نہیں جہاں بڑے لڑکی جوان ہو گئے اور بس ان کے رشتے تلاش کرنے بیٹھ گئے کہہ دیا رعنا اور جاوید کی شادی نہیں ہو سکتی۔

ثریا : آپ بھی مجھے سماج کے پسماندہ خیال کے انسان نظر آنے لگے جن کو جوان بچوں پر پہرے لگانے کی عادت ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر ان دونوں کی شادی نہیں ہو سکی تو دونوں کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔

ڈاکٹر انجم : (قہقہہ لگا کر) یہ محبت اور جوانی کی بھول ہے ڈارلنگ تم جانتی ہو وہ دیر تک بیٹھا اور آرٹسٹ ہے اور یہیں سے رعنا کے نفسیاتی علاج کے لیے اس سے محبت کا یہ ڈرامہ خود دکھوایا ہے۔

(ساز کی دوسری دھماکہ جیسی آواز)

رعنا کو بلڈ کینسر ہے ثریا اور یہ شادی اس کے لیے بھی خطرناک ہوگی۔

رعنا : (روندھی آواز) یہ ڈرامہ تھا ڈرامہ اُف اتنا بڑا فریب تو جاوید مجھ سے اب تک ڈرامہ کھیلتا رہا ہے۔

(سانس تیز چلنے اور بھاگتے قدموں کی آواز۔۔)

بابا : کہاں چلیں بیٹی رعنا اتنی تیزی سے۔ ارے یہ تمہیں کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو بیٹی جاوید آتے ہی ہوں گے تمہاری طبیعت کیسی ہو گئی بیٹی۔

رعنا : کچھ نہیں بابا (سانس پھولی ہوئی) جاوید صاحب آ جائیں تو ان سے کہہ دینا مجھ سے ملنے کی کوشش نہ کریں (چیخ کر) ٹیکسی ٹیکسی۔۔۔۔ (کار رکنے کی آواز)

ٹیکسی ڈرائیور : کہاں چلنا ہے بی بی جی؟

رعنا : نیو کالونی چلو بہت تیز اور تیز۔۔۔

ٹیکسی ڈرائیور : کیا بات ہے بی بی جی آپ کی سانس تیز چل رہی ہے شفاخانہ لے چلوں۔

رعنا : نہیں۔ نیو کالونی لے چلو میرے گھر۔۔۔۔ بس بس روکو ٹیکسی۔ یہ لو کرایہ (بھاگنے کی آواز)

ٹیکسی ڈرائیور : ارے ارے یہ تو پچاس کا نوٹ ہے۔ باقی پیسے تو لے جائیے۔

رعنا : (دور سے) رکھ لو اپنے پاس۔۔۔ (دروازہ کھلنے کی آواز)

سلمی : ہائے میری بچی کیا ہوا رعنا چہرہ فق کیوں ہے

ابھی بھلی تو اچھی گئی تھی۔

رعنا : (غصہ سے) آپ کے [illegible] آپ کی لڑکی کو رونے دیا تھی (رونے کی آواز)

سلمیٰ : ہائے اللہ کیا ہوا جاوید سے [illegible] ڈیڈی کو (کمرہ کا دروازہ کھلنے کی آواز)

رعنا : (غصہ سے) یہ تصویریں [illegible] سب جھوٹ یہ سارا [illegible] بہت بڑا فریب ہے اتنا ٹوٹنے کی آواز [illegible] ڈرامہ ہے اور یہ تصویر [illegible]

جاوید : (گھبرائی ہوئی آواز) ہیں رعنا یہ کیا ہوا یہ [illegible] کمرہ کا کیا عالم بنا رکھا ہے تمہاری صحت تو ٹھیک ہے؟

رعنا : (غصہ سے) خبردار جو میرا نام لیا [illegible] آئے ہو میرے پاس چلے جاؤ، فریبی جھوٹے دغاباز (سانس تیز چلنے کی آواز)

جاوید : لیکن ہوا کیا [illegible] کیا ہے تمہارا؟

رعنا : (شفقت سے) یہ پوچھو کیا نہیں [illegible] تم نے مجھ سے کھیل ہے۔ محبت کا ناٹک رچایا ہے۔

جاوید : نہیں رعنا، تم نے غلط سمجھا ہے۔ [illegible] طبیعت کیسی ہے۔ نبض دکھاؤ۔

رعنا : [illegible] تم نے مجھے ہاتھ لگایا (سانس اور تیز چلنے کی آواز) میرے سامنے سے چلے جاؤ، چلے جاؤ [illegible]

جاوید : لیکن میری بات تو سنو [illegible] دیکھو، وہ گر رہی ہے۔ بے ہوش [illegible] رعنا میری محبت ڈرامہ نہیں ہے یہ حقیقت ہے تم [illegible] (آواز [illegible]) ارے یہ تو بے ہوش ہو گئی ... امی ابا کو فون کر کے بلا لیجئے جلدی بلائیے ... [illegible] رعنا بول رہی ہو تمہارے ہونٹوں پر [illegible] ہے کیا تم نے میری بات سن لی ہے۔ (چیخ کر جذباتی لہجہ میں)

میری محبت فریب نہیں ہے۔ میں نے تمہیں کوئی دھوکہ نہیں دیا ہے۔

ڈاکٹر انجم : جاوید۔

جاوید : دیکھئے پاپا اپنی مریضہ کو دیکھئے۔ [illegible] لیجئے پاپا، رعنا [illegible]

ڈاکٹر انجم : ہاں ہاں دیکھ لوں گا [illegible] مجھے اتنی ہی عزیز ہے جتنے میرے لیے [illegible] جاوید [illegible] ہو گئے [illegible] آنکھوں میں جھانکو [illegible] کھو گئے ہو۔

جاوید : نہیں پاپا میری [illegible] مجھے زندگی [illegible] ایک بات [illegible]

ڈاکٹر انجم : ہیں جاوید تم اب بھی غلط کہہ رہے ہو [illegible] اس دن ڈرامہ [illegible] تم اپنا [illegible]

جاوید : مجھے [illegible] پاپا [illegible] آپ اپنی مریضہ کو تو دیکھئے۔

سلمیٰ : (روہانسی آواز) ڈاکٹر [illegible] ہو گیا ہو۔

جاوید : پاپا آپ [illegible] مریضہ کے چہرہ کا رنگ پیلا پڑتا جا رہا ہے اس کو [illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible]

ڈاکٹر انجم : (شفقت سے) [illegible] تو اس ہونے جا رہے ہو [illegible] ڈرامہ کو حقیقت میں بدلنا چاہتے ہو۔

جاوید : ڈرامہ ہو نہ (تلخی سے) مجھے لگتا ہے پاپا اب خود ہی اس ڈرامہ کی صلیب پر لٹکا دیا گیا ہوتا ...

(ساز کی آواز کے ساتھ ختم)

(آکاشوانی رامپور سے نشر)

سعید فرحت نعمانہ جہانی۔ رامپور (یوپی)

ٹوٹے کھلونے

عام [illegible] عقیدہ یہ تھا کہ "شانتی کنج" [illegible] کا [illegible] ہے ... کچھ دیوانوں [illegible] کا خیال تھا کہ [illegible] حویلی کو [illegible] بنا رکھا ہے ... حویلی عالیشان و نفیس تھی، [illegible] طرح خوبصورت [illegible] صبح سویرے کوئی [illegible] "شانتی کنج" [illegible] اس کے مکینوں کا نام [illegible] اچھا بھلا [illegible]

شام اترتے ہی "شانتی کنج" پر سناٹے کا راج ہو جاتا ... بائیں باغ کے [illegible] شام کے دھندلکوں کو [illegible] اندھیروں میں بدل دیتے۔ کمروں میں جلتی ہوئی [illegible] کھڑکیاں بھی کھلی نہ رہتیں [illegible] کبھی کسی کے کھانسنے کی آواز ابھرتی تو کبھی سرِشام ہی کسی بلی کے رونے کی آواز سناٹے کے ماحول کو پرہول بنا ڈالتی۔ "شانتی کنج" کے واقف کار غروب آفتاب کے بعد "شانتی کنج" کے سامنے سے گزر کر نکل جانے کو نہیں چاہتا۔ بدروحوں سے بچا رہتے!

"شانتی کنج" کی اونچی دیواروں کے پیچھے اونچے لوگ تو تھے، لیکن ان کی امنگیں، ان کی آشائیں، اونچی نہ تھیں۔ وسیع و عریض کمروں، کشادہ بالوں سجے سنورے دالانوں میں رہنے، اٹھنے، بیٹھنے والے بھی اکثر گھٹن سی محسوس کرتے تھے۔ بائیں باغ سے آنے والے تازہ ہوا کے جھونکے بھی انہیں تازہ دم نہ کر پاتے۔ پھولوں سے لدی ڈالیاں پھلوں سے لدے درخت، ڈال ڈال اڑ رہے پرندے، پھول پھول منڈلا رہی تتلیاں، قدم قدم پر بکھرے نظارے ... سب کے سب "شانتی کنج" کے مکینوں کے لئے بے اثر تھے۔ ان کے لئے نہ کوئی خوشبو دلفریب تھی، نہ کوئی رنگ جاذبِ نظر تھا، نہ کوئی منظر دلکش تھا۔

اتل اور درشنا سونی اور سونی کے ساتھ اوپر کی منزل پر رہتے تھے۔ سمبر نیچے ہی رہتی تھی۔ ماں جی بھی نیچے

عروج زیدی

ازل سے اب تک عروج! یہ ہے ہماری عمرِ رواں کا حاصل
اک اور منزل، اک اور منزل، اک اور منزل، اک اور منزل

ہمارا عزمِ جواں سلامت، جو خضرِ منزل، دلیلِ منزل
کہ اس کے دم سے رہِ سفر میں، نہ کوہ حائل، نہ دشت حائل

نفس نفس احتیاط مانگے، قدم قدم اعتدال چاہے
جہاں میں رہنا بھی ایک فن ہے، نہ کار آساں، نہ کار مشکل

مآل کچھ ہو، مقابلہ کیا ستیزہ کاری و عافیت کا
ہماری دنیا ہجومِ طوفاں، تمہاری دنیا سکوتِ ساحل

مقامِ حیرت کا رہنے والا مری یہ باتیں سمجھ سکے گا
اگرچہ سرگرمِ سعی ہوں لیکن نہ کوئی جادہ، نہ کوئی منزل

نہ کوئی آوازِ سازِ دل تھی، نہ اس میں تھے شوق کے ترانے
مری حضوری سے پہلے کب تھی تمہاری محفل میں شانِ محفل

وہ جن کی آہٹ سے کانپتی ہے فضائے آلودگیِ دنیا
ان اہلِ دنیا کی شان یہ ہے، نہ اس سے باہر، نہ اس میں شامل

ہوائے منزل کی دوش پر ہوں، چراغِ منزل سے لو لگی ہے
مرے لیے مسئلہ نہیں ہے، شکستہ پائی، قریبِ منزل

وہ دور آیا ہے جس کا انساں کبھی تصور نہ کر سکا تھا
زمیں کی رفعتیں میسر، نہ آسماں کا وقار حاصل

عروج اپنا یہ تجربہ ہے اگر ترا ذوق مطمئن ہو
قدم قدم پر عمل بنے گا بہارِ جادہ، نشاطِ منزل

(رام پور سے نشر)

عظیم اقبال

ہی تھیں۔ کوئی اور مہمان تو آتا جاتا نہ تھا۔ کبھی کبھی سدھا آجاتی ،جیجا جی آجاتے ،تو ان کے قیام کا بندوبست بھی نیچے ہی کر دیا جاتا۔ سدھا جی اور جیجا جی ہی برابر کب آتے تھے پتا جی فالج زدہ ہو کر دس سالوں تک بستر پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرے تھے۔ تو ان کے کریہ کرم میں وہ آئے تھے۔ پھر دل کے سودے میں ہار کر سبھرا پر دل کا دورہ پڑا تھا، وہ تب آئے تھے۔ انل کار کے ایک حادثہ میں ہاتھ پاؤں تڑوا کر مہینوں صاحب فراش رہا تھا، وہ تب بھی آئے تھے۔ آج مشینی دور میں سات سمندر پار سے آنا جانا کوئی مرحلہ تو نہیں، لیکن زندگی کی ہما ہمی سے فرصت کے چند لمحے اپنے پرایوں کے لئے نکال پانا یقیناً ایک مسئلہ ہے!

انل کا کوئی مستقل ٹھکانہ نہ تھا۔ —— کبھی بھیا اور بھابھی کے ساتھ اوپر کی منزل پر قیام کرتا ،کبھی ماں اور بہن کے ساتھ نچلی منزل پر ہی پڑاؤ ڈال دیتا —— اسے کوئی کچھ کہتا نہ تھا۔ اس سے کچھ کہنے کے لئے دوسروں کو بھی اس کی طرح بے زبان بن جانا پڑتا۔ انل صرف اشاروں کی زبان سمجھتا تھا۔ گورے چٹے ،خوب رو انل کو دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ وہ پیدائشی گونگا ہے!

تھوڑے دنوں تک گونگوں کے اسکول میں تربیت پانے کی وجہ سے انل کچھ لکھ پڑھ لیتا تھا۔ اخبار الٹ پلٹ لیتا۔ باتصویر رسائل کی ورق گردانی کر لیتا۔ مصوری کا اسے شوق تھا۔ کاغذ پنسل لے بیٹھ جاتا اور کبھی گائے ،کبھی بکری کبھی مور ،کبھی مچھلی کے خاکے اتارتا۔ سینما دیکھنے کا بچپن سے چسکا لگا ہوا تھا۔ فلمی ایکٹروں ،ایکٹریسوں کی تصویریں ادھر ادھر سے جمع کرتا اور انہیں ادھر اُدھر دیواروں پر چسپاں کرتا پھرتا۔ سبھرا اس کی ان حرکتوں پر کڑھتی ،لیکن کچھ نہ کہتی۔ ہاں ،من ہی من مسکراتی۔ سوچتی کہ چلو ،کسی بہانے کسی نہ کسی چیز میں اس کا من بہلا ہوا تو ہے!

سبھرا بمشکل سے اپنی تعلیم مکمل کئے بغیر ہی لوٹ آئی تھی۔ پڑھائی کی طرف سے یکایک اس کا دل پھر گیا تھا۔ کتاب کھولتی تو سر میں درد ہو جاتا۔ پھر درد اتنا بڑھتا کہ آنکھیں حلقوں سے باہر نکلتی ہوئی سی جان پڑتیں۔ ڈاکٹروں نے اس کی آنکھوں پر چشمہ چڑھوا تو دیا تھا۔ لیکن سبھرا اپنی اچھی بھلی ،بڑی بڑی اور نشیلی آنکھوں کے حسن کو دبیز عینکوں کا نقاب دے کر انھیں رسوا کرنے کے حق میں ہرگز نہ تھی!

ستار کے تاروں کو چھیڑتے ہوئے انوپم نے بہت ہولے سے ہی سبھرا کے دل کے تاروں کو بھی چھیڑ دیا تھا ویسے انوپم کی اپنی مجبوریاں تھیں۔ سبھرا کو انوپم کی مجبوریوں کا احساس کرتے کرتے اتنی دیر ہو چکی تھی کہ وہ پیچھے مڑ کر دیکھنے کے لئے آمادہ ہی نہ ہوئی تھی۔ انوپم اسے آگے نہیں لے جا سکتا تھا، اس نے ٹھہرنے کا تہیہ کر لیا کہ جہاں تک وہ پہنچ سکتی ہے، وہ وہیں تھم جائے، رک جائے!

انوپم اس کی راہوں سے ہٹ چکا تھا، کہیں دور اس کے قدموں کے نشان ساہرا ہوں کے گرد و غبار میں گم بھی ہو چکے تھے۔ لیکن سبھرا تھی کہ انوپم کی ذات کا سحر بھی اپنے گرد ہمیشہ محسوس کرتی تھی۔ [illegible] تک ستار کے تاروں سے کھیلتی رہتی۔ ایسا کرتے ہوئے اکثر اس کی انگلیاں مجروح ہو ئی تھیں، اس کی آنکھوں سے تھرتھراتے ہوئے آنسوؤں پر تو سب کی نگاہ پڑتی لیکن اس کے دل کے ناسور سے ٹپکتے ہوئے ان دیکھے خون کے قطرے بھلا کسے نظر آتے ...!

تل کے دامن سے بندھی ہوئی درشنا نے جب سے "شانتی کنج" میں قدم رکھا تھا، وہ اس کے ملبوں میں خوشیاں بانٹتی چلی آ رہی تھی۔ اتل و [illegible] کا بتی ہی تھا، اس لئے پتی سیوا اس کا دھرم تھا۔ درشنا کو موقع ملتا تو وہ ساس کے پیر تو دبا تی ہی تھی، دیور کے سر میں مالش بھی کر دیتی۔ نند کی چوٹیاں بھی گوندھ دیتی۔

درشنا، انل کے سر میں مالش کر رہی ہوتی یا سبھرا کی چوٹیاں گوندھ رہی ہوتی تو اس کے چہرہ پر بے پناہ ممتا سمٹ آتی۔ اس کی آنکھیں عددرجہ چمکنے لگتیں، اس کے ہونٹ فرط جذبات سے کانپنے لگتے —— وہ دل ہی دل میں دعا کرتی۔

"ایشور! انل کو زبان دے دے! درشنا کو قرار دے دے!"

مونی پاؤں ،پاؤں چلنے لگی تھی —— سونی ابھی پاؤں ،پاؤں چل رہی تھی۔ مونی اور سونی گڑیوں جیسی تھیں۔ بڑی بڑی آنکھیں ،گول گول چہرہ —— ہنستیں تو کھلتے ہوئے پھولوں کا نقشہ کھنچ جاتا۔ اتل دونوں بیٹیوں کو اغل بغل لے کر سوتا۔ درشنا کے خالی خالی پہلوؤں کو سجانے کے لئے اتل نے کم سے کم ایک گڈا درشنا کو تحفتاً دینے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ اس نے تو اس کا ایک پیارا سا نام بھی سوچ رکھا تھا —— گولڈی! یہ نام درشنا کو بھی بھلا لگا تھا۔ تنہائی کی گھڑیوں میں اس کے کانوں میں کوئی چپکے سے آ کے سرگوشی کر جاتا —— گولڈی! وہ سر سے پیر تک سرشار ہو جاتی۔

اتل نے محسوس کیا تھا، ماں کو بھی پوتے کا ارمان تھا ماں [illegible] کھلی [illegible] جاتا ہے [illegible] ملتی تو سونی اور مونی سے لپٹ [illegible] انھیں گود میں [illegible] —— مونی اور سونی بھی کھل کھلا کر ہنستیں۔

مونی [illegible] منزل [illegible] [illegible] [illegible] جھوٹے [illegible] خیال [illegible] لیکن [illegible]

[illegible] مونی اور سونی کو [illegible] گھر [illegible] بعد اخفوں سے اتل کے تنگ [illegible] سب سے [illegible]

[illegible] اپنی سا [illegible] اپنی آسائشیں [illegible] جگر کے ٹکڑوں کو اس [illegible]

اس رات [illegible] کمرے میں اتل اور درشنا [illegible] [illegible] صرف دونوں کی سانسیں [illegible]

رات کے پچھلے پہر [illegible] اور [illegible] ساتھ کو نہیں تو آتل اور درشنا نے [illegible] میں سمٹتے ہوئے اتفاق رائے سے ایک فیصلہ کر لیا۔

پچھلی رات کے اسی فیصلہ کی رو سے کل صبح اتل اور درشنا نے ضروریات سے فارغ ہو کر [illegible] کی آرتی اتار کر، ماں کے چرنوں کو چھو کر "شانتی کنج" سے جب باہر قدم نکالے تو اپنی کار میں بیٹھ جانے کے بعد اتل نے مستحکم لہجہ میں ڈرائیور کو ہدایت دی۔

"فیملی ویلفیر سینٹر!" (شکریہ نشر)

عظیم اقبال گنج ۱، بتیا (بہار)

بقیہ: شبنم گرنے کا راز

ریشہ نکالنے کے عمل کو [illegible] کہتے ہیں۔ اس کی ذریعہ جو ریشے دستیاب کرائی ہیں کھیتوں میں کاٹ کر [illegible] دی جاتی ہیں۔ پھر اوس ان پر گرتی ہو جاتی ہے اور بیکٹیریا کا عمل شروع ہو جاتا ہے جو ریشوں کو لکڑی سے الگ کر دیتا ہے۔

(آ کا شوانی گورکھپور نشر)

ڈاکٹر پروین عباسی
نظام پور، گورکھپور

بے قصور

آنند لہر

سورج دھوپ بکھیر رہا تھا اور ٹھنڈی ہوا اپنے پروں کو پھیلا رہی تھی۔ دھان کے کھیت زیادہ ہی خوبصورت دکھائی دے رہے تھے اور بچے آنکھ مچولی میں مشغول تھے۔

اس نے اچانک دوڑنا شروع کر دیا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ سب سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو۔

اور آج جب وہ واپس آیا تو یوں لگا جیسے وہ تھک گیا ہو۔ ہار گیا ہو۔ اس کی آنکھوں میں چمک کی جگہ مایوسی نے لے لی اور معلوم ہوتا ہے جیسے زبردستی کسی نے بازو اس کے بدن کے ساتھ لگا دیئے ہوں وہ چل نہیں رہا ہے بلکہ اپنے آپ کو گھسیٹ رہا ہے۔

وہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔ برس بیتے مہینے بیتے مگر وہ دروازہ اس نے کھلا ہی رکھا۔ اس کے انتظار میں وہ پلک بھی نہ جھپکنا چاہتی تھی۔ نہ جانے اسے کیوں یہ ڈر تھا کہ وہ اپنے آپ کو کہیں چھپا دے گا۔

وہ خیالوں میں دروازہ بند بھی کرتی تھی اور کھولتی بھی تھی۔ کئی بار اس نے دروازہ زور سے بند کیا اور پھر آہستہ سے کھولا مگر دروازے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اسے یقین ہے کہ انتظار کی وجہ صرف دروازے ہیں، اگر دروازے نہ ہوتے تو انتظار نہ ہوتا۔ دل کے دروازے، گھر کے دروازے، پیار کے دروازے، نفرت کے دروازے جو عمر کے گھروں کی دیواروں میں نکالے جاتے ہیں اور جن سے خوابوں اور خواہشوں کے آنے جانے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اور اسے کچھ بھی یاد نہیں۔ یہاں تک کہ اپنے گھر کو بھی بھول چکا ہے۔ وہ دن، رات، صبح و شام سے بھی اپنا تعلق توڑ چکا ہے مگر اس کے پیروں کو اپنا گھر یاد ہے اور آنکھوں کے اندر آج بھی دروازے کی تصویر یاد ہے۔ اس کے پاؤں اسے گھر کی طرف لے گئے۔ سڑک کے دونوں طرف کھڑکیوں سے لہراتے ہوئے آنچلوں نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ ذہن نے کچھ یاد کرنے کی کوشش کی۔ ایک خواب کی دھند اسے دکھائی دی جس میں اس نے کسی کی زلفوں میں پھول ٹانکا تھا مگر دوسرے ہی لمحے میں اس کے بے قابو ہاتھوں نے کنکرا اٹھا کر اس طرح مارا کہ شیشہ چور چور ہو گیا، اور ہاتھوں نے کانچ اٹھانے سے بھی انکار کر دیا۔ پاؤں بھی اس کے بس میں نہیں ہے اس لیے وہ راستہ بھی نہیں بدل سکا۔ اس لیے لہولہان ہو گیا ہے اور بے بس بھی ہے اور مجبور بھی۔

اس نے زور سے کہا "موہن تم آ گئے" وہ رو پڑا مگر اسے پتہ نہ لگ سکا کہ وہ رو رہا ہے۔ اس کے منہ سے بے ساختہ نکل پڑا "میں موہن ہوں، میرا کوئی نام ہے؟"

اسے معلوم ہو گیا کہ جو پہلی چیز اس نے کھوئی تھی وہ اس کا وجود تھا، تو پھر نام اس کے پاس کیسے رہ سکتا تھا۔

اسے خیال آیا کہ جتنے بھی لوگ وہاں تھے ان سب کے نام تھے۔ وہ سب جو بغیر آگ کے جلائے گئے۔ جنھیں دفنانے کے لیے مٹی تک استعمال نہ کی گئی اور جن کے درد کی کراہیں سننے والا کوئی نہیں تھا۔ جو ایک دوسرے سے صرف لڑ رہے تھے۔ انھیں ایک دوسرے سے کوئی شکایت نہیں تھی۔ ان کی آپس میں کوئی دشمنی نہیں تھی۔ انھوں نے ایک دوسرے کے بچوں کو اغوا نہیں کیا تھا اور نہ ہی ایک دوسرے کی بیویوں پر بری نظر ڈالی تھی۔ وہ ایک دوسرے کے قرضدار بھی نہیں تھے مگر پھر بھی لڑ رہے تھے۔

اور لڑائی میں سب سے پہلے انھوں نے نام کھوئے۔ پھر رشتے کھوئے۔ وہ بھول گئے کہ ان میں سے ہر شخص کی ایک ماں تھی جسے بچے جنتے ہوئے درد ہوتا تھا۔ اور ان کے بچے اپنے آنگنوں میں پیار سے بیٹھنے کے لیے جگہ ضرور بناتے تھے تاکہ وہ ان کے کھیل دیکھ سکیں۔

اور پھر یہ بھولنا اس لیے بھی ضروری تھا کیونکہ ان میں سے اگر کسی کو یہ یاد رہتا کہ اس کی کوئی ماں ہے تو اسے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ دوسرا بھی کسی کا بیٹا ہے بس اسی بات پر لہو کا یہ کھیل ختم ہو جاتا اور آگ آنسوؤں سے بجھ جاتی۔

مگر اتنا اسے یاد آیا کہ وہ کھلے عام گھوما کرتا تھا۔ کنواریوں کے کاندھوں سے ان کے آنچل اڑایا کرتا تھا۔ ہر طرف دھان کے کھیتوں کو دیکھ کر اس کے دل میں نئی آرزوئیں کروٹ بدلتی تھیں بھوک مٹانے کی آرزوئیں، محبت کی آرزوئیں مگر آج اس کی آنکھیں غلام ہو گئیں ہیں جب تک کوئی اسے آگے یا پیچھے دیکھنے کا حکم نہ دے وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اسے ہر کام کو کرنے کے لیے کسی کے حکم کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔

اس کے دل میں وندھنا کو چومنے کی آرزو نے جنم لیا۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ لپٹ کر روئے اور کہے کہ جنگ میں کوئی نہیں جیتا۔ جنگ کا مطلب ہی ہار ہے۔ مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ کیا وہ بزدل ہو گیا ہے؟ ایسا بھی نہیں۔ وہ تو وہاں بہادروں کی طرح لڑا۔ آگے بڑھا۔ اس نے آگ کے اوپر سے چھلانگیں لگائی تھیں۔ بڑے بڑے اونچے پہاڑ پھاندے تھے۔ دریاؤں کو کود کر پار کیا تھا مگر آج وہ اس چیز کو نہیں کر رہا ہے جسے کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ بہت سی چیزیں اس نے ایسی کیں جسے وہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اسے یاد آیا کہ جنگ انسان کو کتنا بدل دیتی ہے۔ آنکھیں صرف توپ دیکھنا پسند کرتی ہیں اور کان صرف چیخیں سننا چاہتے ہیں۔ اسے قہقہوں سے نفرت ہو گئی ہے۔ وہ ساون کے موسم کو تیز دھوپ میں سکھا دینا چاہتا ہے۔ وہ کلیوں کو لوہے کے تیز دھار چاقو سے کاٹنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے آنگن میں اپنے ہی لگائے ہوئے پودوں کو تہس نہس کرنا چاہتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ سب کچھ غلط ہے۔ پاپ ہے۔ ظلم ہے۔ حالانکہ ان پودوں کو وندھنا ہر روز صبح پانی دیتی ہے اور اسے بھی یاد کرتی ہے۔

پھر وندھنا نے اس کے ہاتھ سے پوٹلی چھینی اور خود اس سے لپٹ گئی۔ وہ سوچنے لگا کہ وندھنا کو اپنے آپ سے الگ کر دے۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ وہ حیران ہو گیا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ وندھنا اس کے ساتھ مکمل طور پر لپٹ گئی۔

اس نے دل ہی دل میں جنگ چاہنے والوں کو پھانسی کا حکم سنایا اور اعلان کیا کہ اگلی جنگ میں لوگ نہیں لڑیں گے بلکہ جنگ چاہنے والے لڑیں گے۔ انھیں اپنی بیویوں سے بچھڑنا پڑے گا اپنے نام کھونے پڑیں گے۔ اور عام لوگ اپنے رشتوں کو دل کی جیبوں میں سنبھال کر رکھیں گے۔

پھر وہ زور سے چیخا، اس نے اعلان کیا کہ ہتھیار ڈھالنے والوں کو ہی ہتھیار چلانے کے لیے کہا جائے گا اور میز پر بیٹھ کر نقشے بدلنے والوں کو ہی سرحد پر بھیجا جائے گا اور عام لوگ اپنے بستروں پر لیٹ کر اپنے بچوں سے پیار کریں گے اور بیویوں کو گرم گرم چائے لانے کا حکم دیں گے۔

مگر اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اس کی آواز سننے والا بھی کوئی نہیں۔ کیونکہ ہتھیار بنانے والے اونچی دکانوں میں بیٹھ کر کھڑکیوں سے اپنی آواز کو نیچے پھینکتے ہیں۔

وندھنا نے پوچھا "پوٹلی میں کیا ہے؟" وہ چپ رہا۔ وندھنا نے پوٹلی چھین لی اور اسے کھولا "ارے اس میں تو ہڈیاں ہیں"

وندھنا نے کہا "یہ کس کی ہیں؟"

"دشمن کی!" موہن نے جواب دیا۔

"مگر یہ تو انسانوں کی دکھائی دیتی ہیں"۔ وندھنا یہ کہہ کر چپ ہو گئی۔

وندھنا نے کچھ کاغذ نکال کر پوچھا "یہ کیا ہے؟" اسکی آنکھوں میں چمک آئی۔ اس نے اشارے سے بتاتے ہوئے کہا۔ "یہ نقشہ ہے" اور پھر انگلی لگاتے ہوئے کہا "یہ وہ علاقہ ہے جو ہم نے دشمن سے چھینا ہے"۔

"لیکن یہ ہے کہاں؟"

"یہ دھرتی ہے اور اسے کوئی بھی اپنے ساتھ نہیں لاتا"۔

"یہ دھرتی ہے اور دھرتی وہیں پر رہتی ہے تو پھر جنگ کس بات کی ہے؟" وندھنا نے حیرانی سے پوچھا۔

یہ سن کر موہن خاموش ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے چمک غائب ہو گئی۔ اس کی آواز کو خاموشی نے اپنے اندر سمیٹ لیا۔

پھر وندھنا نے ایک کاغذ نکالا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ "پیارے نارائن سہاگ رات کے دن تم چلے آئے تھے۔ یہ چوڑیاں بھیج رہی ہوں تاکہ تمہیں یاد رہے کہ کوئی تمہارا انتظار کر رہا ہے"۔

"یہ آدمی کہاں ہے؟"

"دشمن تھا' مار دیا"۔ موہن نے جواب دیا۔

دشمن تھا' مار دیا"۔ وندھنا نے بات دہرائی اور اپنی چوڑیاں توڑ کر بھاگ گئی۔

موہن نے زور سے کہا" وندھنا میرا کوئی قصور نہیں ہے' مجھے سزا مت دو"۔

"مگر اس کا بھی کوئی قصور نہیں تھا"۔ وندھنا نے پھر کہا۔

"وندھنا" موہن چیخا مگر آواز ٹکرا کر واپس آ گئی۔

(جموں سے فنتر)

عمر قریشی

دیتا نہیں شراب تو زہر اب ڈال دے
ساقی ہے' کچھ نہ کچھ مرے ساغر میں ڈال دے
میری زباں سے حق کی صدا گر نہیں پسند
اچھا یہی ہے شہر سے مجھ کو نکال دے
یا کہنے دے مجھے کہ تو ہے پیکر ستم
یا مجھ کو اپنے حسن کرم کی مثال دے
ہم کیا کریں گے لے کے زمانے کی پستیاں
منظور ہے جو دنیا تو اوج کمال دے
لینا اگر ہے میری لیاقت کا امتحاں
جو کر دے لاجواب مجھے وہ سوال دے
تیرے عمر کی صرف ہے اتنی ہی آرزو
جس میں ہو تیرا ذکر وہ حسن خیال دے

(گورکھپور سے)

اور رنگ سویرا

شفق

وقت کا احساس فنا ہو گیا تھا۔

ہم جس جگہ تھے وہ سورج سے دور تھی۔ اندھیرا بھی نہیں تھا کوئی بلب بھی روشن نہیں تھا مگر ہم اتنے اطمینان سے گزر رہے تھے جیسے ہمارے سروں پر سورج ہو یا پھر تیز روشنی والا بلب۔

یہاں پر بھی ہمیں بھاری بوٹوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں مگر ہم اتنے مطمئن تھے جیسے چہل قدمی کے لیے نکلے ہوں۔ تربیت کے دوران ہمیں بتایا گیا تھا۔ خوف تمہاری کامیابی کی راہ کا سب سے بڑا پتھر ہے اور خوف کا احساس تب تک ہے جب تک تمہیں اپنے ہونے کا یقین ہے۔ اگر تم خود کو مقصد میں ضم کر دوگے تو یہ احساس فنا ہو جائے گا اور مقصد پر ایمان ہی تمہارا نصب العین ہونا چاہئے۔

میری سوچ میرے ہم سفر کے ذہن میں ٹرانسمٹ ہو رہی تھی اس نے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور میرے قدموں سے قدم ملا کر چلتے ہوئے کہنے لگا۔

پہلے تمہاری داہنی آنکھ کا گوشہ سرخ ہوا ہوگا پھر دھیرے دھیرے پوری آنکھ سرخ ہو گئی ہو گی' پھر تمہاری کتابوں کے حرفوں نے رنگ بدلا ہو گا پھر قلم سے سیاہی کے بجائے سرخ روشنائی ٹپکی ہو گی تو تم گھبرا کر ڈاکٹر کے پاس گئے ہو گے اور ڈاکٹر نے نسخہ لکھا ہو گا کہ ......

میں چپ رہا۔ اس نے بھی اپنا جملہ پورا کرنے کی ضرورت نہ سمجھی' کچھ دیر تک ہم خموشی سے چلتے رہے۔

میں کہاں جا رہا ہوں —؟ چڑھائی کی طرف بڑھتے ہوئے میں نے سوچا' زمین دوز راستہ ختم ہونے والا تھا۔ آگے ایک پُرخطر راستہ۔ کڑی دھوپ۔ جھلسا دینے والے ہوا کے جھونکے اور تعاقب کرتی ہوئی پرچھائیاں۔ سروں پر وزنی بوٹوں کی دھمک اور تم کسمسا میں نازک ریشموں کی سرسراہٹ۔

پرسوں جب نیلم سے ملاقات ہوئی تو نہ جانے کیوں اس کا چہرہ گلابی ہو رہا تھا' پلکیں جھکی ہوئی تھیں اور ہونٹ جلترنگ سا بجا رہے تھے۔

کیا بات ہے —؟ میں نے حیرت سے اسے دیکھا' تم کچھ کہنا چاہتی ہو—؟

م میں .... تم .... وہ ہکلا کر رہ گئی' دبیز سینڈل کی نوک سے گھاس کریدتی رہی پھر دھیرے سے بولی۔

تم جلدی سے کتابیں ختم کر لو۔

مم مگر .... اس اچانک بات پر میں گڑبڑا گیا' پھر سنبھل کر بولا' میری آنکھیں سرخ ہو گئی ہیں۔

سُرخ — اس کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔ یہ تم نے کیا کر دیا' مجھ سے کہا ہوتا' بتایا ہوتا۔ تم مجھے غدار سمجھو گے مگر میں امن پسند ہوں' چھوٹا سا گھر اور گھر کی خوشیاں ہی میرا نصب العین ہے اور میں نے کوئی خواب تمہارے بغیر نہیں دیکھا' مجھ سے وعدہ کرو کہ .....

میں چپ چاپ سلگتی آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا۔

تمہاری آنکھوں کا رنگ نہیں بدلا ہے' یہ سب موسم کا اثر ہے چلو یہاں سے دور بہت دور چلے جائیں' میں تمہیں موسموں سے بچاؤں گی اپنے آنچل میں چھپا لوں گی' وہ رونے لگی پھر نہ جانے کونسی رُت آئے۔ اگر تمہارے بعد بہار آئی بھی تو کیا فائدہ میرا مقدر تو تپتے ہوئے صحرا کی ریت پر ننگے پاؤں چلنا ہو گا۔ آج میں تم سے وعدہ لے کر ہی جاؤں گی۔

میں اس سے کیسے وعدہ کر لیتا کہ تبدیلی بتدریج ہوئی تھی' ختم کرنے کے لیے کتابیں کھولتا تو حرف ناچتے منہ چڑاتے اور عجیب عجیب شکلیں اختیار کر لیتے' کچھ لکھنا چاہتا تو جو کچھ لکھتا اسے پڑھ کر خود میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے' اتنی نفرت' اتنی آگ پھر میں اس سے کیسے وعدہ کرتا کہ میرے دوست شیر کا شکار کرتے اور میں بزدل بنا جھاڑیوں میں منہ چھپائے رہتا۔

ہماری دیرینہ آرزو تھی کہ ہمارا سب کچھ ہمارے لیے ہوتا مگر کہیں سے کوئی لہر ہی نہیں اٹھتی تھی' میرا ہم سفر زینے طے کرتے ہوئے کہہ رہا تھا' مگر اب اس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو ...؟

سیڑھیاں ختم ہو گئیں' دروازے کی کنڈی کھلی تو ہم وقت کی گرفت میں آ گئے۔ تیز چمکیلی دھوپ' گرم ریتیلی ہوا' کچن سے مچھلی تلنے کی مہک آ رہی تھی اور ایک نسوانی آواز کچھ گنگنا رہی تھی' پل بھر کے لئے کچن کے دروازے پر سرخ ساڑی بھی لہرائی اور ہم محتاط قدموں سے باہر نکلے' کیا وقت [illegible] ہمارا انتظار کر رہا تھا۔

ہمسفر اسکوٹر اسٹارٹ کرتے ہوئے نہ جانے کیا بڑبڑا رہا تھا۔ میں نے آہنی گیٹ کھولا اور اسکوٹر سڑک پر آ گیا۔

آفتاب نصف سفر کب کا طے کر کے کندھوں پر آ گیا تھا مگر ابھی تک جیسے چاروں طرف آگ برس رہی تھی۔ سڑکیں، دکانیں سنسان تھیں۔ لوگ ابھی تک گھروں میں چھپے ہوئے تھے مگر دو منزلہ عمارت کی بالکنی میں سبز ریشمی پیراہن والی دوشیزہ کے بال ہوا سے اڑ رہے تھے۔ اس نے گرل سے پیشانی ٹکا رکھی تھی۔ گلاب کی پنکھڑیوں جیسے لب ہنستے ہوئے کانپ رہے تھے اور شیشے سے چمکتی گہری نیلی آنکھیں سڑک پر جمی ہوئی تھیں۔

جی چاہا ہاتھ ہلا کر وِش کروں مگر ہمسفر کی غراہٹ سنائی دی۔

محتاط رہو کہ ہم انتہائی خطرناک مہم پر نکلے ہیں اور تمہارے چاروں طرف وردی بوٹوں کی چاپ تو کسی کو مصیبت میں ڈالو گے۔

میں اس وقت تک سبز پیراہن کو دیکھتا رہا جب تک سڑک سیدھی چلتی رہی، پھر میں نے سر جھٹک کر خود کو مہم سے ہم آہنگ کرنے کے لیے سوچا۔ یہ ہماری پہلی مہم ہے اگر ناکام ہو گئے تو؟

ناکامی کی صورت میں ہم تمہیں پہچاننے سے انکار کر دیں گے، ہدایت دینے والے نے کہا تھا، تمہیں ہر حالت میں کامیاب ہونا ہے۔ چاہے خود کو قربان ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

میں نے جیب ٹٹولی، گھڑی دیکھی اور مطمئن ہو گیا کہ ابھی ہم وقت کے اندر ہیں۔

اسکوٹر تیزی سے راستہ طے کرتا رہا۔ پوسٹ آفس، کچہری اور بینک، اسکول کی عمارت، چھٹی ہوئے دیر ہو چکی تھی کیونکہ چپراسی گیٹ بند کر رہا تھا، چلڈرن پارک، تیزی سے گزرتی ہوئی دکانیں، جانے پہچانے راستے، پھر اسکوٹر رک گیا۔

دروازہ کھلا تھا، اندر سے بچی کے تتلی تتلی اشعار گانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

ہم نے گہری نظروں سے اطراف کا جائزہ لیا، کوئی غیر فطری بات نہیں تھی، دوسرے ہی لمحے ہم برق رفتاری سے اندر گھستے چلے گئے، بچی ابھی تک اسکولی لباس میں تھی اور خاص انداز میں کھڑی گا رہی تھی اور چائے کی میز پر بیٹھا ہوا جوڑا ہنس رہا تھا۔

بچی ہمیں دیکھ کر چپ ہو گئی اور کھلے ہوئے منہ کھلے رہ گئے۔ ان کی خوفزدہ نظریں ہمارے ہاتھوں پر جمی ہوئی تھیں اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے گولیاں چلیں، دو چیخیں گونجیں، خون کا فوارہ چھوٹا اور وہ سینوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ٹیبل کی طرف جھکے پھر کرسیوں سے الٹ گئے۔

بچی ابھی تک اسی انداز میں ساکت تھی جیسے اسٹیچو ہو، کرسیوں کے پاس پڑے ہوئے جسم پھڑک رہے تھے، بے چین انگلیاں بچی کی طرف بڑھنا چاہتی تھیں۔

ایکشن ۔۔۔۔ ہم سفر نے جیب سے ہاتھ نکالا اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ چاقو کا پھل چمکنے لگا۔

ایکشن ۔۔۔۔ ہم سفر میری طرف دیکھ کر غرایا مگر میں جوں کا توں کھڑا رہا، میری نظریں بچی پر جمی ہوئی تھیں جس کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی مگر وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے زمین پر پڑی لاشوں کو دیکھ رہی تھی۔

جب ہم پلٹے تو بچی کی دلدوز چیخ سنائی دی، میں نے مڑ کر دیکھا، وہ ماں کی لاش پر جھکی ہوئی اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی ممی ممی، پاپا ۔۔۔۔

تم نے دوسرا عمل پورا نہیں کیا ــــ؟ ہم سفر نے اسکوٹر اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

اس کی ضرورت نہیں تھی۔ میں نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

ہمیں حکم کی تعمیل کرنی تھی، ضروری غیر ضروری کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

میں چپ رہا۔ ایک جیپ سائرن بجاتی ہوئی ہماری طرف آ رہی تھی میں نے مضبوطی سے ہم سفر کی کمر تھام لی، گھڑی بھر کے لیے اسکوٹر کے ہینڈل پر گرفت کمزور ہوئی، گاڑی لہرائی، جیپ گزر گئی۔ اسکوٹر سنبھل گیا اور ہم پلک جھپکتے اس علاقے سے دور نکل آئے۔

اسکوٹر روک دو۔ میں نے ہمسفر کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

مگر ہمیں رپورٹ کرنی ہے

سب کو معلوم ہو جائے گا۔

مگر ہمارا فرض ... ہمارا کامیاب مشن۔

تم چلے جاؤ، میری طبیعت خراب ہو رہی ہے۔ میں کچھ دیر چلڈرن پارک میں ٹہلوں گا۔

بے وقوف ... جانا ہے تو گھر چلے جاؤ، اس نے جھنجھلا کر اسکوٹر اسٹارٹ کیا اور پھر بھیڑ میں گم ہو گیا۔

میں خوش کیوں نہیں ہوں؟ اس کے جانے کے بعد میں نے پیدل چلتے ہوئے سوچا، مجھے خوش ہونا چاہیے کہ میں نے اپنی پہلی مہم کامیابی سے سر کر لی ہے اور اب میں فخر سے کہہ سکوں گا کہ قوم کی خدمت میں میرے قدم کسی سے پیچھے نہیں رہے۔

مگر میری نظروں کے سامنے وہ منظر کیوں منجمد ہو گیا ہے کان میں بچی کی چیخیں کیوں گونج رہی ہیں، ممی ممی، پاپا پاپا ۔۔۔ رات ہو گئی دکانیں جگمگانے لگیں اور رنگین آنچل سڑکوں پر لہرانے لگے مگر میں چلتا رہا بے مقصد چلتا رہا، یہاں تک کہ پیروں نے چلنے سے انکار کر دیا۔

میں نے بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کیں تو بچی کی چیخیں اور تیز ہو گئیں، وہ منظر اور زیادہ واضح ہو گیا، اسٹیچو بنی ہوئی بچی، کرسیوں کے پاس تڑپتے ہوئے جسم اور بہتا ہوا خون ــــ ماں کو اٹھانے کی کوشش کرتی ہوئی بچی اور بے نور آنکھیں ۔۔۔

میرے خدا یہی انتقام ہے، انہیں شیروں کا شکار کرنا ہے، جن کے ناخن بھی نہیں، دانت بھی نہیں، بھیانک جبڑا بھی نہیں، جن کی آنکھوں میں خوش آئند خواب ہے، بچی کا مستقبل ہے اور گھر کی جنت۔ ہمارے بڑوں کو ان سے خطرہ ہے، مگر کیسا خطرہ! کیا یہ فریب نہیں، سازش نہیں، میری آنکھوں کا رنگ بدل رہا تھا، یہ بچے اور بچیاں جو اسٹیچو بنی اپنی آنکھوں سے خونی ڈرامہ دیکھ رہی ہیں آنے والے دنوں میں ان کا جذبۂ انتقام آگ کا طوفان بن جائے گا پھر جنگ، مسلسل جنگ، انتقام اور مسلسل انتقام ۔۔

رات سسک سسک کر رو رہی تھی اور یہ احساس مجھے بے چین کیے ہوئے تھا کہ میں نے ایک جنت اجاڑی ہے ایک مستقبل تاریک کیا ہے۔ میں قاتل ہوں ۔۔۔ میں نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ لیے۔

صبح ہوئی تو میرے قدم دو منزلہ عمارت کی طرف بڑھ رہے تھے، شاید وہ تمام رات جاگتی اور روتی رہی تھی کیونکہ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، گالوں پر آنسوؤں کے داغ تھے اور بال بکھرے ہوئے۔ مجھے دیکھ کر پل بھر کے لیے اس کی آنکھوں میں چمک جاگی پھر اندھیرا چھا گیا۔

میں واپس آ گیا ہوں نیلو، باہر بہت تیز دھوپ ہے، میرا وجود جھلس گیا ہے، مجھے اپنے آنچل میں چھپا لو نیلو، مجھے پناہ دو، میرے جسم کو تسکین دو ــ میں نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

وہ چپ چاپ کھڑی دانتوں سے ہونٹ کاٹتی رہی پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی ــ میں کل شام دلہن بنی اپنے شیام کی منتظر تھی۔ مگر تم سے مل کر شیام مر گیا۔ میرا شیام مر گیا، میں بیوہ ہو گئی اور ... اس نے جلتی ہوئی نگاہیں میرے چہرے پر گاڑ دیں ــ تمہاری انگلیوں کی پوروں سے خون ٹپک رہا ہے، تمہاری آنکھوں سے شعلے نکل رہے ہیں، تمہارے وجود سے خون کی بو آ رہی ہے، چلے جاؤ یہاں سے میں تمہیں نہیں پہچانتی ۔۔ تم شیام نہیں ہو، تم شیام نہیں ہو، وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

اور میں تھکے قدموں باہر نکل آیا، ایک سڑک سے دوسری سڑک، تیسری سڑک ــ میں چلتا رہا، چلتا رہا پھر میرے قدم رکے اور میں پولیس انسپکٹر سے کہہ رہا تھا۔

میں اقبال جرم کرنے آیا ہوں۔

(پٹنہ سے نشر)

رونق نعیم

نورِ مہتاب میں طوفان سمندر میں نہ تھا
اُس سے بچھڑا تو میں پھر اپنے ہی محور میں نہ تھا
دل کی دہلیز پہ آہٹ بھی نہ تھی آخرِ شب
کوئی تارا بھی کہیں رات کی چادر میں نہ تھا
میں کہ آوارہ بھٹکتا تھا ہوا کی مانند
میری خاطر کوئی دروازہ کسی گھر میں نہ تھا
آستیں میں جو چھپاتا تھا کوئی شے وہ شخص
سچ تو یہ ہے مرے اغیار کے لشکر میں نہ تھا
لوگ کیوں پھینک رہے تھے انہیں شیشوں کی طرف
ناتراشیدہ صنم کب کسی پتھر میں نہ تھا
مجھ سے رونق مرے یاروں کو شکایت کیوں تھی
کوئی جادو مرے اشعار کے تیور میں نہ تھا

(کلکتہ سے نشر)

زراعت و سائنس
خصوصی صفحہ

تحریر و ترتیب : عزیز انصاری

ہر ایک خطے کی اپنی کچھ مخصوص فصلیں ہوتی ہیں۔ کہیں پیلوں تک دھان کے کھیت دکھائی دیتے ہیں تو کہیں دور دور تک گیہوں کی سنہری بالیاں زمین کے اندر کا سارا سونا اپنے آپ میں سموئے جھومتی نظر آتی ہیں۔ دسمبر ماہ میں غازی آباد، میرٹھ، مظفر نگر، سہارنپور وغیرہ اضلاع کے دیہاتوں میں گھومنے کا موقع ملا جہاں چاروں طرف گنے کی لہلہاتی ہوئی تندرست فصل نے میرا استقبال کیا۔ شکر ملوں کی چمنیوں نے دھواں اگلنا شروع کر دیا تھا۔ بہت سے کسانوں کے کھیتوں پر ہی شکر مل کا گماں ہوتا تھا جہاں موقع پر ہی کسان کو اس کی فصل کے مناسب دام مل رہے تھے اور وہ اپنی فصل کو شکر مل تک لے جانے، گھنٹوں قطار میں کھڑے رہنے اور اس کے بعد اپنی محنت سے پیدا کی ہوئی فصل کی قیمت پانے کے انتظار کی کوفت سے بچ گیا تھا۔

علاقے کے خوشحال اور ترقی یافتہ کسانوں کے کھیتوں پر گنے سے گڑ بنایا جا رہا تھا۔ سارے ماحول میں گنے، گڑ اور شکر کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ راستے میں جب گنے سے لدی بھینسا گاڑیاں، ٹرک، ٹریکٹر، ٹرالیاں بڑی تعداد میں دکھائی دیتے تو یہ اندازہ لگانا دشوار نہ ہوتا کہ کوئی چینی مل قریب ہے۔ ابھی ہم شاملی سے کافی دور ہی تھے کہ گنے سے لدی گاڑیوں کی طویل قطار نظر آنے لگی۔ شاملی پہنچے تو راستہ ملنا دشوار ہو گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ سارے ضلع کا گنا یہاں آگیا ہے۔ اسی طرح یہاں سے نکل کر ہم کیرانہ کی طرف چلے۔ گنے کے لہلہاتے کھیت برابر ہمارا ساتھ دے رہے تھے۔ دل میں یہ خیال تھا کہ اتنی بہترین فصل حاصل کرنے کا گر ان کسانوں کو کس نے سکھایا ہے۔ کیرانہ پہنچنے پر اس کا جواب بھی مل گیا۔ بجلی گھر کے پاس نوجوان کسان رویندر کمار گوئل کے کھیت پر تقریباً ہزار بارہ سو کسان اور کچھ ماہرین زراعت موجود تھے۔ ان میں غازی آباد، فرید آباد اور مظفر نگر کے زرعی سائنسدانوں کے علاوہ کرنال، نئی دہلی اور جالندھر کے گنا ماہرین بھی شامل تھے۔

کسانوں اور سائنسدانوں کی اس ملی جلی مجلس کی صدارت پنجاب زرعی یونیورسٹی کے ریکھا نو سندھانا کیندر، جالندھر کے ڈائرکٹر آر ایس کنور کر رہے تھے۔ اپر دو آب شوگر مل، شاملی کے ایک ڈائرکٹر کے پی لال نے مل کی جانب سے کسانوں کو دی جانے والی سہولیات کا ذکر کیا۔ سبھی ماہرین نے اپنے اپنے موضوعات کی جانکاری گنا کاشتکاروں کو دی اور کاشتکاروں نے اپنے مسائل ان کے سامنے رکھے۔ ڈاکٹر کنور نے گنے کی کچھ نئی اقسام کی جانکاری دی اور کسانوں سے انھیں اگانے کے لیے کہا۔

یہ سلسلہ جس کا آغاز صبح گیارہ بجے ہوا تھا شام پانچ بجے تک چلتا رہا۔ کسان اپنے مسائل ماہرین کے سامنے رکھتے رہے۔ زیادہ تر کاشتکاروں نے مالی اور انتظامیہ سے متعلق دشواریوں کا ذکر کیا۔

اس پروگرام میں مرکزی اور علاقائی انتظامیہ نے مکمل تعاون دیا۔

سویابین تیل

سویابین فصل ہمارے ملک میں زیادہ پرانی فصل نہیں ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے کسانوں میں اس کی دلچسپی پیدا ہوئی اور آہستہ آہستہ یہ فصل سارے ملک میں مقبول ہو گئی حالانکہ اس کی فروخت کے ذرائع محدود تھے لیکن جیسے جیسے اس کی تشہیر ہوتی گئی اور کسان اس فصل کے فوائد سے آگاہ ہوتے گئے۔ اس کی زراعت کا رقبہ بھی بڑھتا گیا۔

سویابین فصل کی پیداوار سرکار نے سیدھی کسانوں سے خریدی اس سے کسانوں کو اچھی آمدنی ہوئی اور اس کی کاشت میں بھی زیادہ خرچ اور محنت نہیں کرنا پڑی۔ اس سے جو تیل بنایا گیا اس کی مقدار ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۴۹۰۰۰ ٹن تھی۔ یہ مقدار ۸۵-۱۹۸۴ء میں بڑھ کر ۹۳۰۰۰ ٹن یعنی تقریباً دوگنا ہو گئی۔ اترپردیش، راجستھان اور مدھیہ پردیش میں اس فصل پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ مدھیہ پردیش کو تو سویابین اسٹیٹ کے نام سے یاد کیا جانے لگا ہے۔

راجستھان میں عالمی بینک کی مدد سے ۳۲ کروڑ ۸۹ لاکھ روپے کی ایک اسکیم شروع کی گئی ہے جس کے تحت سویابین سے تیل نکالنے کا پلانٹ اور کارخانہ شروع کیا جائیگا جس سے دو سو میٹرک ٹن تیل روزانہ اور ۸ ہزار میٹرک ٹن تیل ہر سال پیدا ہو سکے گا۔ اور تقریباً دو سو لوگوں کو روزگار بھی نصیب ہو سکے گا۔

آپ کی رائے

مکرمی : آداب

۱۵ دسمبر ۱۹۸۵ء کا ... آواز وقت سے وصول ہوا۔

آواز ریڈیو پروگرام کے تحت اردو کا وہ واحد رسالہ ہے جو اردو کے دوسرے رسالوں میں اپنا ایک الگ مقام رکھتا ہے۔ آواز مستحکم طریقہ سے اپنی منزل کی طرف گامزن ہے اس کے معیار میں بھی ہمیں کبھی کوئی کمی محسوس نہ ہوئی۔ آج بھی اس میں وہی کشش وہی شوخی، وہی بانکپن اور وہی سادگی موجود ہے جو کل کے آواز میں تھی اور مستقبل میں بھی انشاءاللہ رہے گی۔

بہرکیف! کسی کی زیادہ تعریف کرنا اس کے حق میں برا ہوتا ہے۔ کیونکہ

فرشتوں جیسا تقدس تھا جس کے چہرے پر
یقیں کیجئے وہ شخص بے وفا نکلا

اللہ نہ کرے ایسا ہو ___ آیئے خط کے دوسرے موڑ سے گزرا جائے جدھر جانے پر ایک مختصر سی فہرست ملے گی جس میں ان مضمون نگاروں، افسانہ نگاروں اور شاعروں کے کلام سے لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جن کے نام اس پر شائع ہیں۔ اور جن کے تصور سے ہی یہ پورا رسالہ مکمل ہوتا ہے۔ جو اپنے زور قلم سے دلچسپ اور مصلحت آمیز باتوں سے ہمیں نوازنے کی بھرپور کوشش میں کوشاں رہتے ہیں۔ جس طرح

میری زبان قلم سے کسی کا دل نہ دکھے
کسی سے شکوہ نہ ہو زیر آسماں مجھ پر

کی فکر انھیں برابر رہتی ہے تو سب سے پہلا مضمون جس پر ہماری نگاہ اور ذہن مرکوز ہے، وہ ڈاکٹر سلطان علی شیدا کا مضمون "علم فلسفہ کی ترقی میں ہندوستان کا حصہ" ہے۔ حالانکہ ان کا یہ مضمون ایک لحاظ سے کم ضرور ہے، پوری گفتگو نہ ہو سکی۔ جس کا اعتراف انھوں نے آخری پیراگراف میں خود کیا ہے

" اس گفتگو میں ہندوستانی فلسفہ کے
تمام شعبوں اور مکاتب کا ذکر مشکل ہی نہیں
ناممکن ہے ___"

ایسے مضمون کا معیار بلند ہے۔

شخصیات شعر و ادب سلسلہ سے ڈاکٹر محمود الٰہی صاحب کا مضمون "خلیل الرحمٰن اعظمی" بھی پسند آیا۔ دراصل کچھ انسان

دنیا سے گزر جانے کے بعد بھی اپنے بہترین نقوش کی وجہ سے زندہ وجاوید رہتے ہیں۔ اور خیر یہ تو ادبی فنکار ہونے کے ناطے بھی دلوں پر راج کریں گے۔ اس مضمون میں الٰہی صاحب نے ان سے منسلک چند گہری یادداشتوں کو سپرد قلم کیا ہے۔

شریف الدین احمد، ڈاکٹر طیب ابدالی وغیرہ کے مضمون بھی مزے کے رہے۔

" خدا بچائے شاعر شوہر سے" اور " خدا بچائے شاعرہ بیوی سے" کے تحت مزاحیہ اور سبق آموز مضمون آج کے شاعر اور شاعرہ کے لیے مفید ثابت ہوں گے۔ لیکن اس قیامت کے آثار کو حالی صاحب نے بہت پیشتر کہدیا تھا کہ

" جہنم کو بھر دیں گے شعراء ہمارے"

کتنے بھی مضمون لکھے جائیں شاعروں اور شاعرہ اس مہلک مرض سے بچ نہیں سکتے۔

اس بار افسانوں کی تعداد آپ نے مختصر در مختصر کر دی کہ صرف دو افسانوں پر ہی اکتفا کرنا پڑا جبکہ میں افسانوں کا بے حد رسیا ہوں۔ بلکہ افسانہ لکھنا بھی میرا شیوہ ہے۔ خیر دونوں ہی پسند آئے۔ ان کی کوششوں کے لیے انھیں مبارکباد پیش کر دیں۔

بعد! زاں گورکھپور سے نشر تمام غزلیں بھی پسند آئیں خاص کر شبنم گورکھپوری، شمس الآفاق شمسؔ اور احمر گورکھپوری کی غزل کے کچھ شعر اچھے لگے جس طرح شمسؔ کا شعر ہے

ہمت وعزم کی نظروں میں تو ہر ناممکن، ممکن ہے
مشکل سے ٹکرانے والا مشکل کو ٹھکراتا ہے

سید اختر حسن ماجدؔ
سوداگر محلہ۔ گورکھپور

محترم!

'آواز' کے یکم اکتوبر کے شمارے میں ایک افسانہ 'کڑی دھوپ کا سایہ' کے عنوان سے چھپا ہے جو لکھنؤ سے نشر کیا گیا تھا۔ یہ افسانہ ڈاکٹر صبیحہ انور کی حکیمانہ فکر کی بیباک اور جرأت مندانہ تخلیق ہے یہ اس شمارے کے ہزاروں قارئین کی نظروں سے گزرا ہوگا۔ اس شمارے کے بعد کے چار شماروں میں " آپ کی رائے" عنوان کے تحت میں دیکھتا رہا، اس امید سے کہ کسی نہ کسی قاری کے قلم سے اس پر تبصرہ نکلا ہوگا، کیونکہ یہ افسانہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور ہزاروں میں اس قماش کا افسانہ ملنا محال ہے۔ دراصل یہ افسانہ دس یا پندرہ منٹ میں کسی نشرگاہ سے سنا دینے کیلئے ہرگز موزوں نہیں۔ ریڈیو پر خواہ مخواہ اسے سننے والوں کے لیے افسانہ گرانیٔ طبع کا سبب تو بنا ہی ہوگا پر جب یہ سیاہ وسفید پر نمودار ہوا تو بھی کسی خاص توجہ کا باعث اس لیے نہ بن سکا کہ جذبات میں لپٹا ہوا اس کا انداز فکر صرف بوجھل ہی نہیں روایات شکن بھی ہے۔ یہ العاظ شلز اشکو اپنی گرفت میں لیے دکھائی دیتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر یہ مصنف کے دل کی عمیق ترین گہرائیوں سے ابھرتا ہوا آفاق میں پھیلتا اور عرش بریں سے ٹکراتا دکھائی دیتا ہے۔

ہوسکتا ہے افسانہ سے متعلق اس "انکشاف" کی بنا پر 'آواز' کے قارئین ایک بار پھر اس کو پڑھنے کی زحمت گوارہ

فرما کر مسکراتے ہوئے اس رائے پر پہنچیں کہ میرا اس افسانہ کو لگنا صرف بے حد مبالغہ آمیز ہی نہیں دور از کار، آورد تکلف و تصنع پر مبنی ہوتے ہوئے بے جا تاویل کا حامل بھی ہے۔ تاہم مجھے کامل یقین ہے کہ ہر ایک قاری کی یہ رائے نہیں ہوسکتی۔ اردو داں حضرات کا طبقہ بے حد وسیع ہے اور جن فلسفیانہ نکات کو افسانہ الم شرح کرنا چاہتا ہے وہ کسی نہ کسی پر روشن ہو کر رہیں گے۔

ایس عمر شریف
نمبر ۲۔ I مین روڈ
(نزد ڈرائیوراں تھیٹر)
نیوگرواپنا پلاتے۔ ٹراونکو پوسٹ
بنگلور ۵۶۰۰۸۱

محترمی!

" آواز" پچھلے کچھ دنوں سے دستیاب نہیں ہورہا ہے۔ بڑے افسوس کے ساتھ یہ لکھ رہا ہوں۔ ویسے تو میں ہمیشہ ہر مہینہ کی پہلی اور ۱۶ تاریخ سے انتظار کرتا ہوں، لیکن اب مجھے یہ انتظار ایک ایک ہفتہ تک کرنا پڑتا ہے۔ "آواز" میری پسندیدہ رسالوں میں سے ہے جس میں آج کے حالات۔ ادب۔ فن۔ اور شخصیات کے مضامین میری خاص دلچسپی کے ہیں۔ اس میں اسپورٹس (کھیل کود) کے مضامین شائع نہیں ہوتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ کھیل کود کے مضامین شائع کریں۔ اور ہوسکے تو " شریمتی اندرا گاندھی" یا "کانگریس کے صد سالہ جشن" پر کوئی خاص نمبر شائع کریں۔ اور ہوسکے تو 'آواز' کو باقاعدہ روانہ کریں۔

محمد طاہر لہری
روہیلی پورہ، عمر کھیڑ
ایوت محل ــ مہاراشٹر

محترمی!

گزارش یہ ہے کہ 'آواز' ادھر عرصہ سے پڑھتا رہا ہوں۔ اس میں 'اردو مجلس' جو آل انڈیا ریڈیو، شام ۴۵۔ ۷ میں پروگرام آتے ہیں اور شاعر کا کلام خود وہ بھی سناتے ہیں پسند آیا۔

اس بار ۴ر دسمبر بروز ہفتہ ۱۹۸۵ء کو اردو مجلس سے ۴۵۔ ۷ پر جناب کنور چندر پرتاپ سنگھ۔ نظر۔ بے وری

آواز کی قیمت

فی کاپی ـــــــ ایک روپیہ
سالانہ ـــــــ ۲۲ روپے
دو سال ـــــــ ۴۲ روپے

ترسیل زر کا پتہ

چیف ایڈیٹر آکاشوانی گروپ آف جرنلز آل انڈیا ریڈیو
۵ فلور پی ٹی آئی بلڈنگ سنسد مارگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

'بلند شہر' کا کلام سننے کو ملا۔ یوں تو تینوں غزلیں ہی بہترین رہی خاص کر یہ شعر پسند آئے۔

زندگی یوں نہ گزر پائے گی لمبا ہے سفر
سوچ لیجئے مری یادوں کی ضرورت ہوگی

دوسرا یہ شعر بھی قابل غور رہا ہے۔

میرا ایثار مری تلخ کلامی لے جا
غیر کے شہر میں اپنوں کی ضرورت ہوگی

ایک عرض جو خاص آپ سے ہے کہ آواز میں اردو مجلس سے کلام کو آپ اشاعت کے لیے ضرور رکھا کیجئے۔ پھر ضلع بلند شہر کے شعراء کے کلام جو اردو مجلس میں نشر ہوتے ہیں کیوں نہ موقع دیا جائے۔

'آواز' کی ترقی اور مقبولیت کی دعا کرتا ہوں

ایف۔ ایم قاضی
قصبہ بہاسو ضلع بلند شہر یوپی

محترمی!

یکم سے ۱۵ دسمبر کا شمارہ نظر سے گزرا 'آواز' کی تعریف کرنا میں فضول سمجھتا ہوں کیونکہ جب رسالہ اپنی روایتی جاذبیت اور دلکشی برقرار رکھے ہوئے ہے تب ہی لوگوں میں مقبول ہے۔

تخلیقات معیاری اور اثر انگیز ہیں۔ ڈاکٹر افغان اللہ خاں صاحب کا مقالہ "تعلیم پذیر معاشرے میں اساتذہ کا رول" سبق آموز ہے۔ خاص کر اساتذہ وطلبا کے لیے۔ کاش ان کہی باتوں پہ بے فکرے اساتذہ عمل کرنے لگیں تو ہمارا مستقبل بہت شاندار ہوگا۔

محترمہ نسرین تبسم کا 'ڈرامائی افسانہ تم میری زندگی ہو' میں جو کردار انھوں نے عرشی کا پیش کیا ہے وہ بہت ہی اہم ہے ہمارے معاشرے کی اگر لڑکیاں عرشی جیسی باہمت ہونے لگیں تو پھر وہ کسی کی محتاج نہ ہوں گی۔ اسی طرح ' آدھی ادھوری' میں جناب رحمان شاہی صاحب نے سندھیا کا کردار پیش کیا ہے۔ سندھیا خود کو حالات کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑتی ہے بلکہ حالات کا مقابلہ کرتی ہے۔ افسانہ 'چوتھی سمت' محترمہ سرور جہاں نے چوتھی سمت کے مسافر کو جس خوبصورتی سے پیش کیا ہے وہ قابل غور ہے اور میں اب تک اس پر غور کر رہا ہوں۔ عنوان 'بور' دیکھ کر سمجھا کہ اب یہ حضرت بور لکھ کر ہمیں بور کریں گے مگر ایسا نہیں ہوا حقیقتاً جناب احمد جمال پاشا نے وہی لکھا جو ہماری روزمرہ کی زندگیوں میں آئے دن پیش آتے رہتے ہیں۔ 'تاج محل' میں فرد آفرد آ لوگوں کے مراسلے پیش کر کے فرحت عزمی صاحب نے مضمون میں جان ڈال دی ہے۔

اس بار غزلیں بھی عمدہ عمدہ چھپی ہیں۔ جناب پرویز انجم کی غزل کا یہ شعر قابل تحسین ہے۔

بولی فنکار کے جب فن کی ہے بولی جاتی
گھٹ کے مرجاتا ہے جو اہل ہنر ہوتا ہے

سید اصغر امام
بڑی مسجد روڈ
ڈالٹن گنج پلاموں (بہار)

'آواز' میرے پسندیدہ رسالوں میں سے ایک ہے۔ ہر پرچے میں آپ معیاری تخلیقات جمع کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ نشر شدہ ہی ہوتی ہیں مگر ہر شخص کہاں ہر اسٹیشن سن پا سکتا ہے۔ آواز کے توسط سے وہ محفوظ بھی رکھ سکتا ہے۔ میں آواز کا پرانا قاری ہوں۔ کیا بات ہے بہت دن سے اورنگ آباد دکن کی کوئی تخلیق نظر نہیں آرہی ہے۔ لیکن یہ تو مجھے یہاں کے ارباب اقتدار سے پوچھنا چاہیئے۔ ویسے معیاری تخلیقات جو ملک گیر اہمیت کی حامل ہوں کم ہی سننے میں آرہی ہیں (یہ اورنگ آباد کی حد تک)۔

نئے سال کی مبارکباد قبول کیجئے۔ کیا اس سال کوئی خاص نمبر شائع کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ کوئی اعلان نہیں دیکھا۔

غیاث
امیر منزل شاہ بازار اورنگ آباد دکن

مکرمی! خلوص

کئی سال سے میں "آواز" کا پابندی سے مطالعہ کر رہا ہوں 'آواز' بہت کم قیمت میں قارئین کو بہترین ادب فراہم کرتا ہے۔ اس میں شامل نظم و نثر کی تخلیقات ادبی تسکین بخشتی ہیں۔ آپ واقعی لائق مبارکباد ہیں۔ اسوقت میرے سامنے یکم تا ۱۵ دسمبر کا شمارہ ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ اس بار آواز کا حصۂ نظم بہت کمزور ہے۔ کلکتہ ریڈیو اسٹیشن سے نشر ہونے والی جو غزلیں اس میں شائع ہوئی ہیں وہ بہت کمزور ہیں۔ بلکہ بیشتر غزلوں میں کمزوری کے علاوہ فنی خامیاں موجود ہیں۔ تعجب ہے کہ کلکتہ ریڈیو اسٹیشن کے ڈائریکٹر صاحب نے انھیں نشر ہونے کی اجازت کیسے دے دی۔ میں نے رامپور (یوپی) ریڈیو اسٹیشن پر دیکھا ہے کہ جو بھی شعری نشست وہاں منعقد کی جاتی ہے اس کے تحت تمام

شعرائے کرام کی غزلیں جناب محمد علی صاحب موج خود دیکھتے ہیں پرکھتے ہیں اور جس شعر میں کوئی خامی ہوتی ہے اسے فوراً قلمزد کر دیتے ہیں۔ اگر غزل میں زیادہ خامیاں ہوتی ہیں تو اسے پڑھنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ رامپور ریڈیو اسٹیشن کا ہر اردو پروگرام معیاری ہوتا ہے۔ البتہ ان غزلوں میں جناب نور پیکر کی غزل پسند آئی۔ محترمہ نسرین تبسم کا ناٹک "تم میری زندگی ہو" بھی ایک سبق آموز ناٹک ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ آپ غیر معیاری کلام شائع نہ کریں گے۔

مجموعی طور پر آواز کا ہر شمارہ خالص ادبی مواد پیش کرتا ہے۔ اور اس کے مداحوں کا اضافہ ہوتا ہی جا رہا ہے۔ خدا کرے آواز "آوازِ شعر و ادب" بن جائے۔

اخلاق سہسوانی
سہسوان ضلع بدایوں (یوپی)

نیشنل پروگرام

تیاگ راجا ارادھنا فیسٹیول

یکم فروری رات ساڑھے نو بجے

سنت رچنا کار تیاگ راجا کی یاد میں ہر سال تامل ناڈو میں تھیرووا بارو کے مقام پر پشیا بہولا پنچمی کے موقع پر تیاگ راجا ارادھنا فیسٹیول منایا جاتا ہے۔ اسی دن سنت تیاگ راج نے سمادھی پائی تھی۔ اس موقع پر ہر سال ملک کے دور دراز علاقوں سے آئے موسیقار ان کی سمادھی پر یکجا ہوتے ہیں اور اپنے فن کے مظاہرے کی صورت میں انھیں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اس سال جشن ۲۹ جنوری سے ۲ فروری ۱۹۸۶ء تک منایا جائے گا۔

یکم فروری کے موسیقی کے نیشنل پروگرام میں تیاگ راج کی سمادھی سے موسیقی کے پروگرام کا براہِ راست نشریہ پیش کیا جائے گا۔

پرکاش سنگیت کا گائن

۸ فروری رات ساڑھے نو بجے

پرکاش سنگیت نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے پتا سورگیہ پربھاکر راؤ سنگیت سے حاصل کی۔ ان کے فن کا موجودہ انداز نتیجہ ہے موسیقی کی اس سمجھ کا جو انکو ورثے میں ملی ہے اس کے علاوہ انہوں نے اپنی ذاتی کوششوں سے اپنا ایک انفرادی انداز پیدا کیا ہے۔ ان کی گائیکی میں راگ کی خوبصورتی نمایاں ہے اونچی تانوں کو درستگی کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔



پرکاش سنگیت

منگل شب کی محفلِ موسیقی

ہرونندر کمار شرما کا ستار وادن

۱۱ فروری رات دس بجے



ہرونندر کمار شرما

ہرونندر کمار شرما نے محض پانچ سال کی عمر میں ہی اپنے پتا میگھ راج شرما سے موسیقی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی تھی بعد میں انھوں نے استاد ولایت خاں کی شاگردی اختیار کی۔

اپنے فن کا پہلا عوامی مظاہرہ انھوں نے ۹ سال کی عمر میں کیا تھا تب سے اب تک وہ ملک کے کئی مقامات پر پروگرام پیش کر چکے ہیں۔

ستار وادن میں گائیکی انگ کا استعمال اور راگ کی جمالیاتی وضاحت ان کے فن کی انفرادی خصوصیات ہیں۔

ودھ بھارتی

سنگیت سریتا: صبح ۳۰-۷

یکم فروری راگ نند
فلمی گیت (ہیرا رانجھا) لتا
روی شنکر: ستار

۲ فروری راگ نند
فلمی گیت (ایمان) لتا
بمل مکرجی: ستار

۴ فروری راگ ہنس دھونی
فلمی گیت (ریہ یوار) لتا
استاد امیر خاں: گائن

۵ فروری راگ بھیردی
فلمی گیت (جاگتے رہو) لتا
عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

۶ فروری راگ بھیروی
فلمی گیت (بیجو باورا) لتا
پنڈت جسراج: گائن

۷ فروری راگ بھیروی
فلمی گیت (سنگیت سمراٹ تان سین) منا ڈے
بسم اللہ خاں: شہنائی

۸ فروری راگ اہیر بھیردی
فلمی گیت (میری صورت تیری آنکھیں) منا ڈے
غلام مصطفیٰ خاں: گائن

۱۰ فروری راگ اہیر بھیروی
فلمی گیت (لڑکی سہیادری کی)
علی اکبر خاں: سرود

۱۱ فروری راگ اہیر بھیروی
فلمی گیت (دیکھو کبیرا روبا) لتا
لکشمی شنکر: گائن

۱۲ فروری راگ نٹ بھیروی
فلمی گیت (میرے ہم سفر) لتا
روی شنکر: ستار

۱۳ فروری راگ جوگیا
فلمی گیت (دل ایک مندر) رفیع، سمن
استاد عبدالکریم خاں: گائن

۱۴ فروری راگ جوگیا
فلمی گیت (سنگیت سمراٹ تان سین) کمل بارود، مہندر کپور
روی شنکر: ستار

۱۵ فروری راگ جوگیا
فلمی گیت (سونے کی چڑیا) رفیع، آشا
رمیش ماڈکرنی: گائن

انورنجنی: دوپہر ۱۵-۳

یکم فروری عبدالحلیم جعفر خاں: ستار
بسم اللہ خاں: شہنائی

۳ فروری رئیس خاں: ستار پر تلک کامود
بشیر احمد خاں: طبلہ

۴ فروری سوریہ کانت کھاڈیلکر: سندری
جیوتن بھٹاچاریہ: سرود

۵ فروری ڈنکر کنکنی: گائن
گرجا دیوی: ٹھمری، ٹپہ

۶ فروری ظہوری احمد: وائلن
رگھوناتھ سیٹھ: بانسری

۷ فروری میرا بنرجی: بجے جے ونتی
ڈی وی پلسکر: راگ کامود

۸ فروری امرت حسین خاں: ستار پر راگ شری
نندلال گھوش: سرود

۱۰ فروری پنڈت کرشن راؤ شنکر: گائن
پروین سلطانہ: گائن

۱۱ فروری سریش راجندر کلکرنی: راگ چمپاکلی
حاتم علی قادری: طبلہ پر تین تال

۱۲ فروری سری کانت باکرے: گائن
شوبھا گرتو: گائن

۱۳ فروری زرین دارو والا: سرود
بسم اللہ خاں: شہنائی

۱۴ فروری استاد امیر خاں: گائن

۱۵ فروری بھونیشور مشرا: گائن
برج نارائن: سرود

ہوامحل: رات ۱۵-۹

یکم فروری 'سوئیٹر کے پھندے'
از پرکاش پروہت
پیش کش: جی پی ماتھر

۲ فروری 'اؤ آ۔ یو مسٹر چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ'
از دلیپ کمار نیما
پیش کش: جٹا شنکر شرما

۳ فروری 'گھر گھر ہم سب سون کہیں' (حصہ اول)
از مسعود ملک
پیش کش: بسنا کستی مترا

۴ فروری 'دولہا ساحر ادی'
از سریندر سیٹھی
پیش کش: گوپال سمسہ

۵ فروری 'جی کو نیلیں' از سلام بن رزاق
پیش کش: انوپ سیٹھی

۶ فروری 'اوتستس' اریوآرکسٹس
پیش کش: بنی دی دھاردیا

۷ فروری 'امر گھر اارم' از سلس سرنا
پیش کش: دیو دیو

۸ فروری 'ڈگنس سماں' از نسا سلام
پیش کش: ے دیو ترپاٹھی

۹ فروری 'پیار کا چکر' از نسانہ سیٹھ
پیش کش: سہدلال شرما

۱۰ فروری 'گھر گھر ہم سب سون کہیں' (حصہ دوم)

۱۱ فروری 'فساد کی جڑ' از اسوک ثمار
پیش کش: ایم ایس بیلا

۱۲ فروری 'رٹا شرمسٹ'
از سورن کمار دیپک
پیش کش: سشیل بنرجی

۱۳ فروری 'دولہا چلا سسرال'
از شمیم قیوم
پیش کش: جی پی ماتھر

۱۴ فروری 'شانتی سدن' کنٹر تحریر گود مرستور
ہندی عکس: جی پی آلہ کشی
پیش کش: انوپ سیٹھی

۱۵ فروری 'خلیفہ شدو نے علاج کر دیا'
از سراج انور
پیش کش: دینانا تھ

رس وہار: رات ۱۵-۸

۳ فروری 'ایک لڑکا اور ایک لڑکی'
از راجندر سنگھ
پیش کش: جی پی ماتھر

۱۰ فروری 'کھوٹ پڑھیاں' از راشٹہ یوار
پیش کش: ڈاکٹر ایم ایم مراٹھی

سنو کہانی: رات ۱۵-۸

۷ فروری 'دیپ' از ریہ کہانی
از پیتمو درامترا
ہندی عکس: پورنیما چندر رتھ

۱۴ فروری 'درشتی دوشن' از امر کانت



عبدالحلیم جعفر خاں کا ستار وادن
یکم فروری کو دوپہر ۱۵-۳ پر انورنجنی پروگرام میں اور ۵ فروری کو صبح ۳۰-۷ 'سنگیت سریتا' پروگرام میں سنا جاسکتا ہے۔

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸٫۷۴ میٹر (۶۱۵۵ کلو ہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۹۱٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۴۳ افتتاحی موسیقی اور اعلان
۵-۴۵ صبح گاہی
۶-۱۰ خبریں
۶-۲۵ سحر صبا
۷-۰۰ شمع فروزاں
۷-۰۵ سازِ طرب (سازینہ)
۷-۱۵ جو رشہائی دیلانے فلمی نغمے)
۷-۱۵ گزشتہ شب ۰۰-۱ کی دوبارہ نشریات
۷-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۰۰ آپ کی فرمائش
۸-۳۰ تاریخ ساز
۸-۳۵ آپ کی فرمائش (جاری)
۹-۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار)
جمعہ / اتوار : آؤ بچو
۹-۰۵ آپکی فرمائش (جاری)، بجز جمعہ اور اتوار) جمعہ و اتوار: آؤ بچو (جاری)
۹-۱۵ لوک گیت (بجز جمعہ اور اتوار)
جمعہ و اتوار : آؤ بچو (جاری)
۹-۳۰ خبروں کا خلاصہ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی: پیر/منگل/بدھ
ہلکی کلاسیکی موسیقی: جمعرات/ہفتہ
آپ کے خط آپ کے گیت: جمعہ
تکلف برطرف : اتوار
۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس

دوپہر

۱-۵۹ افتتاحی موسیقی اور اعلان
۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲-۰۲ خبروں کا خلاصہ
۲-۰۰ آپ کا خط ملا · اتوار
نغمہ وصدا (I) پیر
میری نظر میں (III-II) پیر
نگاہِ انتخاب (V III) پیر
(۳ بجے تک جاری)
بھگتی رس (غیر فلمی)، منگل
آہنگ : بدھ
ہم نوا · جمعرات
مشاعرہ (I)، جمعہ ۳ بجے تک
سات سوال (II - IV جمعہ)
گیت ہمارے شعر آپ کے
(V - III جمعہ)
ایک ہی فلم سے (V - III - I)، ہفتہ
سنو گجر کیا گائے (IV - II) ہفتہ
۲-۳۰ یک رنگ (VI - I)، اتوار
محفل (II)، اتوار
گیتوں بھری کہانی (III)، اتوار
غزلیں (غیر فلمی)، (IV)، اتوار
نغمہ وصدا (جاری)، (V)، پیر
نگاہِ انتخاب (جاری)، (V-III) پیر
ڈرامہ گزشتہ شب
کی مکرر نشریات (IV - II) پیر
میری پسند (IV - II)، منگل
نغمہ و ترنم (V III - I)، منگل
بزمِ خواتین بدھ
رنگ نو (I)، جمعرات
حرفِ غزل (V - IV - II جمعرات)
ڈرامہ (II جمعرات)
مشاعرہ (جاری)، (I جمعہ)
فیچر (V - III جمعہ)
فلمی دنیا (IV - II جمعہ)
بزمِ خواتین (ہفتہ)
۳-۰۰ فلمی قوالیاں (III - I)، اتوار
غیر فلمی قوالیاں (V - IV - II اتوار)
رس رنگ : (پیر)
نئی نسل نئی روشنی (منگل)
رنگا رنگ (V - I بدھ)
دھنک (IV - II بدھ)
ایک فنکار (III بدھ)
غیر فلمی قوالیاں (V - I جمعرات)
راگ رنگ (IV - II جمعرات)
ڈرامہ (جاری)، (III جمعرات)
کہکشاں (V - III - I جمعہ)
دھرتی کو آکاش پکارے
(IV - II جمعہ)
پھر سنیئے (اردو سروس کی مکرر نشریات
(ہفتہ)
۳-۳۰ آپکی پسند
۴-۰۰ جہاں نما (بجز اتوار و تعطیل)
اتوار و تعطیل · آپ کی پسند
(جاری)
۴-۱۰ آپکی پسند (جاری)
۴-۳۰ تبصرہ / ہفتہ بھر کی پارلیمانی کارروائی
۴-۳۵ آپکی پسند (جاری)
۴-۵۰ خبریں
۵-۰۰ اختتام

تیسری مجلس

شام

۷-۵۸ افتتاحی موسیقی اور اعلان
۸-۰۰ خبریں
۸-۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۱۵ گیت / نغمہ / نظم
۸-۲۰ جہاں نما (بجز اتوار و تعطیل)
منظر پس منظر (V - III - I اتوار)
اخباروں سے (IV - II اتوار)
سازوں پر موسیقی / فلمی دھنیں
(تعطیل، دوسرا ہفتہ)
۸-۳۰ حسنِ غزل
۸-۴۵ فلمی دوگانے
۹-۰۰ چھٹی کے موڈ میں (ادبی مزاحیہ
پروگرام (V - III - I اتوار)
مسائل و جرائد (IV اتوار)
اردو دنیا (V اتوار)
کلامِ شاعر (پیر)
تقریر (منگل)
شہر نامہ (III - I بدھ)
دلی ڈائری (IV - II بدھ)
شہ پارے (V بدھ)
کھیل کے میدان سے / اسپورٹس
راؤنڈ اپ، جمعرات
تقریر (جمعہ)
ریڈیو نیوز ریل (ہفتہ)
۹-۱۰ آبشار
۹-۳۰ کرن کرن سے (ہلکی کلاسیکی موسیقی)
(اتوار اور بدھ)
پنجابی نغمے (پیر)
دھرتی کے گیت (منگل)
ساز اور آواز (جمعرات)
ایک آگ کئی روپ
(V - III - I جمعہ)
لوک سنگیت کی (IV - II جمعہ)
نغمۂ وطن (ہفتہ)
۹-۴۵ خبریں
۹-۵۵ تبصرہ (مکرر نشریات)
۱۰-۰۰ ڈرامہ : (اتوار)
فیچر (I پیر)
اظہارِ خیال (II پیر)
دریچہ (IV پیر)
پیہم رواں ہے زندگی
(III پیر)

شکریے کے ساتھ (V پیر)
جواباً عرض ہے (I منگل)
سائنس میگزین (V - II منگل)
کھیل کھلاڑی (III منگل)
مشاعرہ (IV منگل)
افسانہ (III - I بدھ)
حفظانِ صحت (II بدھ)
ہم سے پوچھئے (IV بدھ)
صدائے رفتہ (V بدھ)
ادبی نشست (III - I جمعرات)

آئینہ (۳۳-۱۱ جمعرات)
ماضی کے دیار (۳۳ جمعرات)
روبرو (جمعہ)
نئی نسل نئی روشنی (ہفتہ)
۱۰-۱۵ خط کے لئے شکریہ (صرف بدھ)
۱۰-۳۰ تعمیل ارشاد (فرمائشی نغمے)
۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱-۰۵ تعمیل ارشاد (جاری)
۱۱-۲۵ شمع فروزاں (مکرر نشریات)
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ خبریں
۱۲-۰۵ بزم موسیقی (جاری)
۱۲-۳۰ قوالیاں
۱۲-۵۸ اگلے روز کے پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۰ اختتام

ہفتہ یکم فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
سندر پنڈھیر: انور مرزا، رضا امروہوی اور بشیر بدر کا کلام
راحت علی: عمر قریشی اور منیر انصاری کا کلام
۷-۰۵ ساز طرب
سدھو رام جادو: سندری پر دھن
۹-۳۲ افضل حسین: ٹھمری بھیروی اور دادرہ بھیروی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سندر پنڈھیر: مہیش چند نقش اور مشیر جھنجھانوی کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
امرناتھ: راگ شیام بھوپ
سدھو رام جادو: سندری پر راگ مالکونس اور دھن

اتوار ۲ رفروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
سیمانل سہگل: حسن نعیم فیض احمد فیض اور داغ کا کلام
جگدیش سہگل: غلام ربانی تاباں اور مشیر جھنجھانوی کا کلام
۷-۰۵ ساز طرب
پنا لال گھوش: بانسری وادن

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سیمانل سہگل، حسن کمال اور فیض احمد فیض کا کلام
۹-۳۰ گجرے کارے
بڑی موتی بائی
ٹھمری مشر کھماج
۱۰-۰۰ "جاگ سحر آئی ہے" ڈرامہ
تحریر: وارث خاں
پیش کش: پریم دہرہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ملک ارجن منصور: خیال نند
پنا لال گھوش: بانسری پر راگ پوریا کلیان

پیر ۳ رفروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
کمل ہنس پال: امیر قزلباش کا کلام
ولایت حسین ساگر: خمار بارہ بنکوی اور راجیش کمار اوج کا کلام
۷-۰۵ ساز طرب
برج بھوشن کابرا
گٹار پر راگ بلاول
۹-۳۲ مادھوری منٹو: خیال بھیرو بہار اور ٹھمری بھیروی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
کمل ہنس پال: شیر جنگ گرگ اور شاد فدائی کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر: کیلاش ماہر
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مادھوری منٹو: گائن
برج بھوشن لال کابرا
گٹار پر راگ ایمن

منگل ۴ رفروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
امرجیت: مومن، شکیل اور شاذ تمکنت کا کلام
مہندر پال چوپڑا: جاں نثار اختر کا کلام
۷-۰۵ ساز طرب
بھجن سوپوری
سنتور پر راگ بسنت مکھاری
۹-۳۲ شنو کھورانہ: خیال گجری توڑی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
امرجیت: مشیر جھنجھانوی اور شہریار کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
شنو کھورانہ: خیال موگ
بھجن سوپوری: سنتور پر راگ کروانی

بدھ ۵ رفروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
افروز بانو: پارسہ جے پوری اور جگر کا کلام
شنکر داس گپتا: شمیم جے پوری، عرش ملسیانی اور ساحر لدھیانوی کا کلام
۷-۰۵ ساز طرب
ہری سنگھ اور ہمنوا: شہنائی پر راگ بیراگی
۹-۳۲ سلوچنا برہسپتی: گائن

دوپہر

۳-۰۰ رنگا رنگ: "تلاش"
تحریر: سراج انور
پیش کش: پریم دہرہ

رات

۸-۳۰ حسن غزل
افروز بانو: بہادر شاہ ظفر اور غالب کا کلام
۹-۳۰ گجرے کارے
بھیم سین جوشی: ٹھمری بشر غارہ
۱۰-۰۰ افسانہ از کسنور سین
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سلوچنا برہسپتی: گائن
ہری سنگھ اور ہمنوا: شہنائی پر راگ مارو بیہاگ

جمعرات ۶ رفروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
بینا دیوی: جگر اور فیض احمد فیض کا کلام
ہریش بھاردواج: فراق گورکھپوری اور ساحر لدھیانوی کا کلام
۷-۰۵ ساز طرب
اوما شنکر مشرا: ستار پر راگ بھٹیار
۹-۳۲ گرجا دیوی: ٹھمری بھیروی دادرہ بھیروی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
بنا دیوی: سودا اور داغ کا کلام
۱۰-۰۰ ادبی نشست: کلام شاعر از منظور ہاشمی
افسانہ: ستیس بترہ
دیگر شرکاء: ڈاکٹر شریف احمد اور پروفیسر قمر رئیس
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مالویکا کانن: خیال نائیکی کانہڑہ
اوما شنکر مشرا: ستار پر راگ مارو بیہاگ

جمعہ ۷ رفروری

صبح

۶-۲۵ شمیمہ آزاد: شکیل بدایونی اور فیض احمد فیض کا کلام
شبیر حسین: رضا امروہوی
امیر قزلباش اور بشیر بدر کا کلام
۷-۰۵ ساز طرب
عبدالحلیم جعفر خاں: ستار پر راگ حجاز

رات

۸-۳۰ حسن غزل
شمیمہ آزاد: بی۔کے۔پوری اور بیخود کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
فرحت جہاں ببو
خیال بیہاگ اور ٹھمری
عبدالحلیم جعفر خاں: ستار پر راگ چمپاکلی (آلاپ، جوڑ اور جھالا)

ہفتہ ۸ رفروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
گلونا اختر: جگر اور حسن نعیم کا کلام
محمد یعقوب: مجاز اور حسرت موہانی

کا کلام
۵-۰۰ ساز طرب
اسد علی : بین
۹-۳۲ اُشرمن رائے چودھری
ٹھمری بھیروی، دادرہ بھیروی
رات
۸-۳۰ حسن غزل
محمد یعقوب: شکیل بدایونی اور
شمیم جے پوری کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد فیاض خاں: خیال زیلاف
اسد علی : بین

اتوار ۹ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
ستیش بتر : غزلیں
ششی لتا ورک: مخدوم اور
فراق گورکھپوری کا کلام
۵-۰۰ ساز طرب
آرکسٹرا پر کالنگڑہ اور جوگیہ
آرکسٹرل کمپوزیشن
از پنا لال گھوش
رات
۸-۳۰ حسن غزل
ستیش بترا: غزلیں
۹-۳۰ کھربن کا رسے
درگیش نندنی: ٹھمری تلنگ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
روشن آرا بیگم: خیال اد بہاگ



غلام مصطفیٰ خاں سے منگل ۱۱ر فروری کو صبح ۹-۳۲ پر کلاسیکی موسیقی کے پروگرام میں خیال توڑی اور رات ۱۱-۳۰ پر بزم موسیقی میں خیال بہاگ سنئے۔

ہری پرساد چورسیہ: بانسری وادن

پیر ۱۰ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
دیپا شری موہن: فیض احمد فیض
کا کلام
بشیر احمد: مجروح سلطان پوری
اقبال اور حسرت موہانی کا کلام
۵-۰۰ ساز طرب
چنتامنی جین: جلترنگ پر
راگ گوپی بسنت
۹-۳۲ گنگا پرساد پاٹھک
خیال اور ترانہ رام کلی
رات
۸-۳۰ حسن غزل
دیپا شری موہن: شوکت پردیسی
اور شہاب سرمدی کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر: ساحر ہوشیارپوری
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گنگا پرساد پاٹھک
خیال کیدار
چنتامنی جین، جل ترنگ پر
راگ ایمن اور مالکونس

منگل ۱۱ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
سدھا ملہوترہ: سدرشن فاخر
اور مصحفی کا کلام
او۔پی۔کپور: غالب اور داغ کا کلام
۵-۰۰ ساز طرب
پی۔ڈی۔سپت رشی
وائلن پر راگ بسنت
۹-۳۲ غلام مصطفیٰ خاں: خیال توڑی
رات
۸-۳۰ حسن غزل
او۔پی۔کپور: داغ اور
جگر مرادآبادی کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
غلام مصطفیٰ خاں
خیال بہاگ
پی۔ڈی۔سپت رشی
وائلن پر راگ درباری

بدھ ۱۲ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
سپرا بوس: میر تقی میر اور
فراق گورکھپوری کا کلام
چندن کمار داس: ساحر بھوپالی
اور امیر قزلباش کا کلام
۵-۰۰ ساز طرب
جگناتھ اور ساتھی: شہنائی پر
دھن راگ بھیروی
۹-۳۲ ہیرابائی بڑودیکر: خیال للت
رات
۸-۳۰ حسن غزل
چندن کمار داس: غزلیات
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ہیرابائی بڑودیکر
خیال پوریا کلیان
جگناتھ اور ساتھی
شہنائی پر راگ جوگ

جمعرات ۱۳ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
کرشنا کٹے: جگر مرادآبادی
اور امیر مینائی کا کلام
جمیل احمد: فیض احمد فیض کا کلام
۵-۰۰ ساز طرب
شرستہ سین: ستار پر دھن
۹-۳۲ الا بھوک: ٹھمری جوگیہ اور دادرہ
رات
۸-۳۰ حسن غزل
بشیر بدر کا کلام
۱۰-۰۰ آئینہ (ادبی میگزین) آزادی کے
بعد اردو ڈراموں کے میلانات
ایڈیٹر: وارث احمد خاں
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
امتیاز علی خاں، ریاض علی خاں
خیال مدھیہ کلیان
سرستہ سین: ستار پر راگ بہار

جمعہ ۱۴ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
چرنجیت کور: نقش لائل پوری کا
کلام
شری رام: خضر برنی اور
شمیم جے پوری کا کلام
۵-۰۰ ساز طرب
یعقوب علی خاں: سرود پر راگ جوگیہ
رات
۸-۳۰ حسن غزل
ظفر کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
جگدیش پرساد: خیال واچس پتی
یعقوب علی خاں
سرود پر راگ ہیمنت

ہفتہ ۱۵ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
پی۔ناز مسانی، شمیم جے پوری
اور ممتاز راشد کا کلام
سلیم اقبال: فیض اور امیر قزلباش
کا کلام
۵-۰۰ ساز طرب
احمد رضا: وچترو ینا پر راگ بسنت
۹-۳۲ ٹھمری بھیروی، دادرہ بھیروی
رات
۸-۳۰ حسن غزل
غالب اور مومن کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
کرشنا راؤ شنکر پنڈت
خیال مالکونس اور ٹپہ کافی
احمد رضا: وچتروینا پر
راگ کلاوتی



جگناتھ اور ان کے ساتھیوں سے بدھ ۱۲ر فروری کو صبح ۵-۰۰ بجے ساز طرب پروگرام میں شہنائی پر راگ بھیروی اور رات ۱۱-۳۰ پر بزم موسیقی پروگرام میں راگ جوگ سنئے۔

دہلی

میڈیم ویو
دہلی الف ۳۶۶ء۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۵ء۴۵۰ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج ۲۱۹ء۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۲۹۴ء۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو
صبح ۸-۰۰ تک ۱۵ء۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۴۸ء۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۸ء۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۴۸ء۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۶-۰۰ سے رات تک ۱۵ء۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دھلی الف

ہندی / انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۳-۰۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵
اور رات ۱۱-۰۵۔ سنسکرت: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ اردو مع تبصرہ رات ۹-۱۶
انگریزی: دوپہر ۱۲-۰۰ پنجابی: دوپہر ۱-۴۰ راجیو ں سے سماچار: شام ۵-۰
روزگار سماچار: شام ۷-۵۰ پرادیشک سماچار، شام ۷-۵

دھلی بی

انگریزی: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، ۲-۰۰، ۴-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰، اور
رات ۱۱-۰۰، پنجابی: صبح ۸-۳۰، شام ۷-۳۰ انتالی [illegible] ۷-۴

ھفتہ یکم فروری

دہلی الف
صبح
۱۰-۰۰ اور رات ۹-۰۰
دیاشنکر اور ساتھی: شہنائی
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
مدھپ مدگاٹے: گائن
۱۱-۳۰ گوسوامی رادھا کرشن: ستار

دہلی ب
صبح
۷-۳۰ جیتندر ابھی شیکی: گائن
۷-۵۰ گلیمپسز آف ورلڈ ہسٹری کا ہندی عکس

سہ پہر
۳-۳۰ دیاشنکر اور ساتھی: شہنائی

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
گوپال کرشن: وچتر وینا
۱۰-۰۰ سوم یتواری: گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۳۵
ایس تنکر تا سری: وشناوادل
۱۲-۱۵ 'افسر کا تبادلہ': جھلکی
تحریر: ونود رستوگی
۲-۳۰ برتی شودھ: سلسلہ وار ناٹک
تحریر: رام کمار ورما

دہلی ب
۱-۰۵ کلیڈ واسکوپ
شام
۶-۴۵ اور ۸-۴۵
آسا سنگھ مستانہ: گیت و بھجن
۱۰-۰۵ کنسرٹ ہال
سٹی آف برمنگھم سمفنی آرکسٹرا

اتوار ۲ فروری

دہلی الف
صبح
۷-۳۰ آج صبح

پیر ۳ فروری

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور شام ۴-۱۵ اور ۹-۰۰

تصیع احمد: گائن
۱۱-۰۵ الویم مہاجن: ستار
دوپہر
۱۲-۳۰ 'ڈاک لاؤ' ناول تک سماوی کا ہندی عکس
[illegible] سوامی
رات
۹-۱۵ [illegible]
[illegible] ساتھی
۱۰-۰۰ [illegible]
دہلی ب
صبح
۷-۳۲ [illegible] تنہائی
دوپہر
۲-۳ الویم مہاجن: ستار
شام
۶-۴۵ اور ۸-۱۵
[illegible]
[illegible]
۹-۳۰ [illegible]
[illegible]

منگل ۴ فروری

دہلی الف
صبح
۸-۱۵ [illegible] ۱۱-۳ [illegible] ۹
[illegible] دادا
۱۱-۵ لیلا [illegible]: بانسری
شام
۵-۰۰ وکیلاں سماچار: الیس ورت
۸-۱۵ ادیوگ منڈل
۹-۳۰ 'دوسرا تجربہ': ناٹک
کشمیری لال ذاکر

دہلی ب
۷-۳ سنگیت سوربھی
بلدیو کرشن: جلترنگ
دوپہر
۳-۳۰ کیلاش چندر شرما: بانسری
شام
۶-۴۵ اور ۸-۱۵
کرونا ابردل: بھجن اور غزلیں
۹-۳۰ تقاریر کا نیشنل پروگرام
'نوورڈز اے نیشنل ہیلتھ پالیسی'
انگریزی

بدھ ۵ فروری

دہلی الف
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا: تقریر
ڈاکٹر وی ری [illegible]
۱۱-۱۰ اور ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
[illegible] کاشی ایس سکینہ: بانسری
۱۱-۵ اور ۴-۵
[illegible]
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وکیلاں [illegible]
[illegible] کے شرما
رات
۸-۱۵ وگیان آلوک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا انٹرویو

دہلی ب
دوپہر
۳-۳۰ [illegible] گائن (ناٹکیہ)
شام
۶-۴۵ اور ۸-۴۵
[illegible] بھجن اور غزلیں
۹-۳ [illegible] آف انڈیا
انٹرویو

جمعرات ۶ فروری

دہلی الف
صبح
۸-۱ اور رات ۱۰-۱۱
نصیر احمد خاں: گائن
۱۱-۵ مسرت علی خاں: سرود
۱۱-۳۰ مالنی چاری: گائن
دوپہر
۱۲-۱۵ 'برسات کے بعد': ناٹک
تحریر: پرکاش ساتھی
۱۲-۳۰ گھر وگیان: پاکٹ کیلکولیٹر
تقریر: ڈاکٹر راجیو گپتا
رات
۱۰-۳۰ این۔ پی۔ راما سوامی: گائن
کمپوزیشن: شیاما شاستری

دہلی ب
صبح
۷-۳۲ مسرت علی خاں: سرود

دوپہر
۳-۳۰ رادھاکرشنا : سنگیت
کمپوزیشن : شیاما شاستری

شام
۶-۴۵ اور ۸-۴۵
ہیرانگم : گیت، بھجن اور غزلیں
۹-۳۰ ہندوستانی مضمون نگار
انگریزی زبان میں
انیتا ڈیسائی کی فریبر پ، تقریر

جمعہ ۷ ر فروری

دہلی الف
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا : اسکرپٹ
ڈاکٹر وی۔ سی۔ گپتا
۸-۱۰ اور رات ۱۱-۱۰
شانتی ہیرانند : ٹھمری دادرا
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
جگدیش بہرمن : بانسری
۱۱-۳۰ شوبھا مدگالے : گائن
رات
۹-۳۰ 'سرائے کے باہر' : ناٹک
تحریر : کرشن چندر
۱۰-۳۰ اندرا مورتی : گائن (کرناٹک)

دہلی ب
دوپہر
۳-۳۰ اندرا مورتی (کرناٹک) گائن
شام
۶-۴۵ اور ۸-۴۵
کاجل بنرجی : گیت، بھجن، غزلیں
۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین

ہفتہ ۸ ر فروری

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
غلام دستگیر خاں : ستار
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
اقبال احمد خاں : گائن
۱۱-۳۰ شفیع احمد : سرود

دہلی ب
دوپہر
۱-۰۵ ٹائم فار جاز
۲-۱۰ ریلیکس اینڈ لسن
۳-۳۰ غلام دستگیر خاں : ستار
رات
۹-۴۵ سولڈ راک

اتوار ۹ ر فروری

دہلی الف
صبح
۷-۳۰ آج صبح
۸-۱۰ کرشنا بشٹ : گائن
۱۰-۰۰ انیندر کمار موئترا : سرود
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۳۵
ایس۔ آر۔ چندرو
کرناٹک گائن

دوپہر
۱۲-۱۵ 'لڑائی لڑائی معاف کرو' : جھلکی
تحریر : سوم ناتھ ناگر
۲-۳۰ 'سرائے کے باہر' : ناٹک
تحریر : کرشن چندر

دہلی ب
صبح
۷-۳۰ ہری پرساد چورسیہ : بانسری
دوپہر
۳-۳۰ کرشنا بشٹ : گائن
شام
۶-۴۵ اور ۸-۴۵
صلاح الدین احمد : غزلیں

پیر ۱۰ ر فروری

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
اجیت سنگھ : وچتر وینا
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
مجاہد حسین خاں : گائن
۱۱-۳۰ سبط حسن : ستار وادن

دوپہر
۱۲-۳۰ 'دوسرا تجربہ' : ناٹک
تحریر : کشمیری لال ذاکر
۱-۱۰ پرانی فلموں سے
رات
۸-۱۵ 'برسات کے بعد' : ناٹک
تحریر : پرکاش ساتھی
۱۰-۰۰ سوہاسنی کوراٹیکر : گائن

دہلی ب
صبح
۷-۳۲ فیاض خاں : گائن
دوپہر
۲-۱۰ سلو ٹائم
۳-۴ اجیت سنگھ : وچتر وینا
شام
۶-۴۵ اور ۸-۴۵
گھنشیام داس
گیت اور غزلیں
۹-۳ 'سائنس پالیسی ان انڈیا'
تحریر : اشوک جین

منگل ۱۱ ر فروری

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
ایل۔ کے۔ پنڈت : گائن
۱۱-۰۵ بھگوان داس شرما : سنتور
شام
۵-۰۵ دی ہاؤس فیملی : تقریر
ترشن پال پاٹھک
۹-۳۰ 'لم سیما' : ناٹک
تحریر : کرشنا کشوری شریواستوا

دہلی ب
صبح
۷-۳۰ برکت علی خاں : گائن
دوپہر
۳-۳۰ بھگوان داس : سنتور
شام
۶-۴۵ اور ۸-۴۵
رویندر گرور
گیت، بھجن اور غزلیں
۹-۳۰ تقاریر کا نیشنل پروگرام
دی ماڈل اسکول کنسپٹ : بات چیت

بدھ ۱۲ ر فروری

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
اننت لال اور ساتھی : شہنائی
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
نواب خاں : گائن
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر دگیان : چینی مٹی

اسکرپٹ : ڈاکٹر وجے سیٹھ
رات
۸-۱۵ دگیان آلوک : کہانی کار لائن کی
تحریر : اشونی پراشر
پیشکش : رتنا مالی مترا
۱۰-۰۰ امر ناتھ : گائن

دہلی ب
صبح
۷-۳۰ عبدالکریم خاں : گائن
دوپہر
۳-۳۰ ایس سرسوتی (کرناٹک) گائن
شام
۶-۴۵ اور ۸-۴۵
شانتا سکینہ : گیت و بھجن
۹-۳۰ 'ہوپ سکپ اور جمپ'
فیچر (انگریزی)

جمعرات ۱۳ ر فروری

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
مادھوری مٹو : گائن
۱۱-۰۵ دھنیش کمار : بانسری
دوپہر
۱۲-۱۵ 'برسات کے بعد'
سلسلہ وار ناٹک
تحریر : پرکاش ساتھی
۱۲-۳۰ گھر دگیان : تقریر
تھینکا ماجیکب
رات
۱۰-۳۰ سرسوتی بالا سبرامنیم
کرناٹک گائن

دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
دنیش کمار : بانسری
دوپہر
۱-۰۵ میوزک بائی ہینڈل
۲-۱۰ میوزک ود ھاوٹ ورڈز
۳-۳۰ سرسوتی بالا سبرامنیم
کرناٹک گائن
شام
۶-۴۵ اور ۸-۴۵
کمل ہنس پال : گیت، بھجن

جمعہ ۱۴ر فروری

دہلی الف

صبح

۶—۴۵ وگیان چرچا
کلیکم نیوکلیرری بکٹر: تقریر
پروفیسر بی. پی. ترپاٹھی

۸—۱۰ اور ۳۰—۱۱ اور رات ۰۰—۹
مدن شنکر مشرا : ستار

۱۱—۰۵ اور شام ۴۰—۵
کنچن ورما : سرود

رات

۹—۳۰ رشتہ ورواد قسطوں میں: جھلکی
تحریر: آشا ورما

۱۰—۳۰ سبھدرا: راگ راج
وینا (کرناٹک)

دہلی ب

صبح

۷—۳۰ سنگیت سوربھی
امیر خاں : گائن

دوپہر

۲—۳۰ سبھدرا: راگ راج
وینا (کرناٹک)

شام

۶—۴۵ اور ۴۵—۸
سرینار رکور: گیت اور بھجن

ہفتہ ۱۵ر فروری

دہلی الف

صبح

۸—۱۰ اور رات ۰۰—۹
غلام تقی خاں

۱۱—۰۵ گوہر علی خاں : وائلن

۱۱—۳۰ بھیکو بھائی : گائن

دہلی ب

صبح

۷—۳۰ سنگیت سوربھی
سدیشوری دیوی : گائن

دوپہر

۲—۳۰ گوہر علی خاں : وائلن

رات

۹—۴۵ کنسرٹ ی روڈز

لکھنؤ

میڈیم ویو : لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۲۶-۲۰۱۴ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۴۳-۲۷ میٹر ۱۲۲۸ کلوہرٹز

شارٹ ویو : لکھنؤ 'ب'
صبح ۴۵-۷ تک ۹۲-۲۶۰ میٹر ۲۰۵-۳ کلوہرٹز
۰۰—۸ بجے کے بعد ۴۸-۲۴۲ میٹر ۶۱۰-۷ کلوہرٹز
دوپہر ۲۸-۴۱ میٹر ۲۵۰-۷ کلوہرٹز
شام اور رات ۹۳-۲۶۰ میٹر ۲۰۵-۳ کلوہرٹز

ہفتہ یکم فروری

صبح

۶—۱۵ استاد مشتاق حسین خاں : خیال

شام

۷—۳۰ وگیان سنگت
باتر اکتھا

اتوار ۲ر فروری

صبح

۹—۱۵ این راجم : وائلن

دوپہر

۱—۱۰ آج اتوار ہے : مزاحیہ
چھوٹی چھوٹی باتیں. از نسار احمد

شام

۴—۳۰ لکسمی شنکر : ٹھمری

۹—۳۰ میواڑ کیسری (نارمی ناٹک)
از سوریہ پرساد دو بدی

۱—۳۰ کشوری امونکر : خیال

پیر ۳ر فروری

صبح

۹—۱۵ موہن لال کنور : بانسری

شام

۴—۳۰ جگدیش پرساد : دادرا

۷—۴۵ پریوار کلیان پر شنوتری

منگل ۴ر فروری

صبح

۹—۱۵ جگناتھ اور ساتھی : شہنائی

شام

۴—۳۰ پرادیشک سنگیت

۷—۳۰ کھیل جگت

۸—۰۰ ہم ایک ہیں: فرقہ وارانہ اتحاد اور

(قومی یک جہتی پر ...) [illegible]

بدھ ۵ر فروری

صبح

۹—۱۵ اور شام ... [illegible]
[illegible]

شام

۷—۴۵ سنسکرت پروگرام

۱—۰۰ پنڈت ... [illegible]

جمعرات ۶ فروری

صبح

۹—۱۵ اور رات ۲—۱
شمس ... : سرود

دوپہر

۱—۱۰ آکمن ... [illegible]

شام

۷—۴۵ گیت منجری

جمعہ ۷ر فروری

صبح

۹—۱۵ استاد بڑے غلام علی خاں : خیال

دوپہر

۴—۳۰ آپ کا سوا ستھیہ

رات

۷—۲۵ نئے اکتشیج : فیچر
تعلیم بالغاں : ایس ایس نگم

۱۰—۳۰ للیتھ راؤ : خیال

ہفتہ ۸ر فروری

صبح

۹—۱۵ رئیس خاں : ستار

رات

۷—۳۰ وگیان جگت

۸—۰۰ کاوسہ پاٹھ

اتوار ۹ر فروری

صبح

۹—۱۵ اور رات ۳۰—۱۰
شرمد شنکر اوستھی : خیال

دوپہر

۱—۱۰ آج اتوار ہے : مزاحیہ
جو بہت بولتے ہیں
از کے. ن. سنگھ
پیش کش : ... [illegible]

رات

۷—۳۰ لوک گیت

پیر ۱۰ر فروری

صبح

۹—۱۵ اور رات ۳۰—۱
استوش کوسوامی : وائلن

شام

۱—۳۰ ... : ستار

۷—۴۵ پریوار کلیان پر شنوتری

منگل ۱۱ر فروری

صبح

۶—۱۵ استاد احمد جان تھرکوا : طبلہ

شام

۴—۳۰ پرادیشک سنگیت

رات

۷—۳۰ کھیل جگت

۸—۰۰ ہم ایک ہیں: فرقہ وارانہ اتحاد اور
قومی یک جہتی پر منی پروگرام

بدھ ۱۲ر فروری

صبح

۹—۱۵ اور رات ۳۰—۱۰
امت مکھرجی : خیال

دوپہر

۱—۱۰ آپ کی پسند: لوک گیت

رات

۱۰—۰۰ روپک: سابق چوڑی کرشن نام کی
از یوگیش پردین

(آگے ص ۳۵ پر)

گورکھپور

۳۳۰.۰ میٹر ۹۰۹ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵۵-۵ وندے ماترم
۰-۶ دعا
۳۰-۶ امرت وانی ریتش مندو
۳۵-۶ کھیتی کی باتیں
۴۵-۶ دھرتی کے گیت
۵-۷ پروگراموں کا خلاصہ
۵-۷ ماس گاؤں (اتوار سے سنیچر)
۱۵-۷ ریڈیو سماچار
۱-۷ علاقائی خبریں (ہندی)
۳-۷ ٹھرو کا (منگل، جمعرات اور جمعہ)
آج کل تک (اتوار، بدھ)/
گاؤں کی چرچا (جمعہ)
وگیان لوک (اتوار)
۴-۷ سنگیت پرچار (منگل کے سوا)/
سماچار ویشلیشن (منگل)
۳۵-۷ اس مہینے کا گیت (جمعہ)
۵-۸ فلمی سنگیت سر بہار (جمعہ)
۲۱-۸ گیت سنگیت (اتوار کے سوا)
اردو پروگرام
۱۵-۹ گھر آنگن (بدھ، جمعرات)/
فلمی محفل (بدھ)/
پھلواری (منگل اور جمعہ)/
فلمی قوالیاں (جمعہ)/
دیش گان (اتوار)
۲۵-۹ بال سنگھا (بچوں کا پروگرام) (صرف اتوار)

دوپہر

۵-۱۲ بھوجپوری فلمی گیتوں کا فرمائشی پروگرام (اتوار)/
پہاڑی سنگیت (جمعرات)/
چتر پٹ سے فلمی دھنیں
۱-۱۲ سامودایک گان شکشا (ہفتہ)/
فلمی سنگیت (بقیہ روز)
۳-۱۲ بیمانی پروگرام (ہفتہ سے منگل)
۱-۱ ادکاشن کے چھس (اتوار)/
گیتا نجلی (فرمائشی فلمی گیت) (بدھ)/
سوا سیتو چرچا (جمعرات)
مہیلا سبھا (منگل اور جمعہ)
۳-۱ آج کا سنگیت کار (منگل)
آج کا گیت کار (جمعرات)
آج کا کلاکار (جمعہ)
۲- کھیتی کسانی
۳-۲ لوک رنگ

شام

۵-۵ فلمی گیت
۱۵-۵ سنسکرت پروگرام (اتوار اور بدھ)
حاتا شکشا (جمعہ، اتوار کے علاوہ)
۳-۵ انوپ جاک شکشا (جمعہ)
۳۵-۵ روزگار سماچار پروگرام جھلک (اتوار، پیر اور منگل)
گاؤں کی اور (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱-۶ بال واڑی (جمعہ)
کھیتی باڑی
۳۰-۶ پروگراموں کا خلاصہ/
علاقائی خبریں/
گمشدہ لوگوں کے لیے اطلاعیں
۳۵-۶ دیش ہمارا (بھوجپوری پروگرام)
۱-۷ سکت سدھا
۲۰-۷ علاقائی خبریں (ہندی)
۳۰-۷ یووا جگت (نوجوانوں کیلئے پروگرام)
۵-۸ ہندی پروگرام (اتوار کے علاوہ)
پترالا (حقوق سے متعلق جوابات) (اتوار)
۱۵-۸ ریڈیو ڈائری (اتوار کے علاوہ)
۲۰-۸ دھان سنشا ایکسپریس (اتوار سے سنیچر)
۳۰-۸ سمیتیکشا (پیر سے سنیچر)
گیت سنگیت
(ساپتاہک سمیکشا - جمعہ)
۱۶-۹ ترقیاتی گفتگو (اتوار)
یونیورسٹی کے لیے (پیر)
کھیل کھلاڑی (منگل)
انگریزی بات چیت (بدھ)
سگم سنگیت (باقی روز)
۳-۹ ہم لوگ (اتوار I-III)
اردو پروگرام (منگل)
من بھاؤں
(لوک گیتوں کا فرمائشی پروگرام)
(بدھ I، IV)
لوک گیت (بدھ II، III)
ڈرامہ (جمعہ II، III)
۱- ایک دھن
(فلمی گیتوں کا فرمائشی پروگرام)
(صرف اتوار کو)
۳۰-۱ کلاسیکی موسیقی
(پیر اور بدھ)
سامعین کے روبرو موسیقی پروگرام
(منگل اور جمعرات)

بقیہ :- لکھنؤ

جمعرات ۱۳ فروری

صبح

۱۵-۹ برجو مہاراج : ٹھمری

دوپہر

۱۰-۱ آنگن باڑی

شام

۴۵-۷ گیت منجری

۳۰-۱۰ بسم اللہ خاں اور ساتھی : شہنائی

دوپہر

۳۰-۲ آپ کا سواستھیہ

رات

۴۵-۷ نئے اکشتج دیکھیے
رچکن کی صنعت : سرتیش بھارودواج

ہفتہ ۱۵ فروری

صبح

۱۵-۹ ہری پرساد چورسیا : بانسری

شام

۳۰-۷ وگیان جگت

۰۰-۸ کہانی

جمعہ ۱۴ فروری

صبح

۱۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
ونائک راؤ پٹوردھن : خیال

۳۳۶.۷ میٹر ۸۹۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی / انگریزی : صبح ۰۰-۶ (عالمی)

ہندی : صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، شام ۰۵-۶ اور رات ۴۵-۸

انگریزی : صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۲ اور رات ۰۰-۹

اردو : صبح ۵۰-۸ اور رات ۱۵-۹ سماچار پتر : صبح ۰۰-۹

ضلع کی چٹھی : صبح ۰۵-۹ پرادیشک : شام ۲۰-۷

ہفتہ یکم فروری

صبح

۳۰-۷ پنڈت روی شنکر : ستار وادن

۵۰-۷ طلعت محمود : گیت / غزل

دوپہر

۳۰-۱ جوانوں کے لئے

اتوار ۲ فروری

صبح

۳۰-۷ آج اتوار ہے

شام

۰۰-۸ شعری نشست : شرکاء
رونق بدایونی، شاد لکھنوی
جلال مراد آبادی، حسن عابدی
کیفی یزدانی، سعادت علی راہی
ضمیر درویش، انور چغتائی اور
نازش مراد آبادی

پیر ۳ فروری

صبح

۳۰-۷ پنڈت جسراج : گائن

۵۰-۷ نگیش : سگم سنگیت

۳۰-۱ استاد فیاض خاں : گائن

رات

۰۰-۸ طلعت عزیز : سگم سنگیت

منگل ۴ فروری

صبح

۳۰-۷ ہری پرساد چورسیہ : بانسری

دوپہر

۳۰-۱ امجد علی خاں : سرود وادن

بدھ ۵ فروری

صبح

۳۰-۷ فتح خاں : طبلہ وادن

دوپہر

۴۰-۱ اروند پاریکھ : ستار وادن

رات

۰۰-۸ بنکم اُدھاس : سگم سنگیت

جمعرات ۶ فروری

صبح

۰۰-۸ بزم قہقہہ : شرکاء : ظفر علی خاں
جمال، احمد نظامی، ذاکر حسین بی جوتی
اور اظہر نعمانی

دوپہر

۴۰-۱ علی اکبر خاں : سرود وادن

رات

۰۰-۸ متالی مکھرجی : غزلیں

جمعہ ۷ فروری

صبح

۳۰-۷ امیر خاں : گائن

۵۰-۷ مجدد نیازی : سگم سنگیت

۳۰-۸ 'ہمارا نیا تعلیمی منصوبہ' : مباحثہ
شرکاء : اکبر علی خاں، ارشی زادہ
برقی زیدی اور آفتاب شمسی

دوپہر

۳۰-۱ مالویکا کانن : گائن

شام

۸-۰۰ کمل سدھو · غزلیں

ہفتہ ۸ فروری

صبح

۷-۳۰ مانک ورما · گائن

رات

۸-۰۰ ہیمنت کمار : سگم سنگیت

اتوار ۹ فروری

صبح

۷-۳۰ آج اتوار ہے

رات

۸-۰۰ اردو کی نئی شائع شدہ کتابوں پر تبصرہ : از محمود مراد آبادی

پیر ۱۰ فروری

صبح

۷-۳۰ ستار حسین خاں : گائن

دوپہر

۱-۴۰ جی. ایس. سچدیو بانسری وادن

رات

۸-۰۰ منوہر سوروپ. سگم سنگیت

منگل ۱۱ فروری

صبح

۷-۵۰ کیلاش شرواستو: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ استاد مشتاق حسین خاں: گائن

بدھ ۱۲ فروری

صبح

۷-۳۰ گرجا دیوی : گائن

دوپہر

۱-۴۰ عبدالحلیم جان جعفر: ستار وادن

رات

۸-۰۰ سمن کلیان پور. سگم سنگیت

جمعرات ۱۳ فروری

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت کاریہ کرم

(آگے ص ۳۷ پر)

نجیب آباد

۳۱۴،۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

ہفتہ یکم فروری

صبح

۸-۲۰ لکشمی شنکر گنگولی
سدھ بھیروی

دوپہر

۱-۱۰ واسودیو دتس پانڈے
براندابنی سارنگ

اتوار ۲ فروری

دوپہر

۱-۳۰ عبدالوحید خاں
پٹ دیپ ملتانی

شام

۵-۰۵ یووا منچ : آکاش گنگا
رگھوبیر سنگھ : کویتا
'مہا کمبھ کا مہتو'، سرکھا سنگھ

پیر ۳ فروری

صبح

۸-۳۰ بسم اللہ خاں: شہنائی وادن

دوپہر

۱-۱۰ روی شنکر : ستار پر مدھوونتی

رات

۹-۱۶ منا ڈے : گیت

۱۰-۰۵ بسم اللہ خاں: شہنائی وادن

منگل ۴ فروری

صبح

۸-۳۰ صابری خاں: سارنگی پر
بلاس خانی توڑی

دوپہر

۱-۱۰ ہیرا بائی بڑودکر : ملتانی

بدھ ۵ فروری

صبح

۸-۳۰ پربھا اترے · ٹھمری بھیروی

نصیر احمد خاں : للت

شام

۵-۰۵ یووا منچ : پتر اُتر
فلمی گانے
'ویشنو پاپ' : کہانی
ساوتری شرما

۹-۱۶ طلعت محمود : گیت

جمعرات ۶ فروری

صبح

۸-۳۰ پرکاش وڈھیرا
بانسری بیراگی

دوپہر

۱-۱۰ رما کانت پاٹھک
پکھاوج وادن

شام

۹-۱۶ حسین بخش : گیت

جمعہ ۷ فروری

صبح

۸-۳۰ اوم کار ناتھ ٹھاکر: دیسی توڑی

دوپہر

۱-۱ غلام مصطفیٰ خاں: سرسوتی

شام

۵-۰۵ یووا منچ : "تامل کے بھگت کالین
کوی : "بتوڑ" انگونگے کینچن
درشن شرما
فلمی گیت :
سوریہ پوار : تقریر
از پردیپ کمار

ہفتہ ۸ فروری

صبح

۸-۳۰ سروجیت ستار پر اہیر بھیرو
رام بہاری دتہ : ستار

دوپہر

۱-۱۰ فتح حسین خاں پٹ دیپکا

اتوار ۹ فروری

دوپہر

۱-۱۰ لیاقت علی خاں : سارنگی پر
شدھ سارنگ

شام

۵-۰۵ یوا منچ : کوی گوشٹھی
شرکار : ڈاکٹر سریکھا سنگھ
ستیہ پال سنگھ، نیش پرکاش
اگروال، ہشما بنسل

۹-۱۶ مہدی حسن : غزلیں

پیر ۱۰ فروری

صبح

۸-۳۰ چندن رائے : سرود وادن

منگل ۱۱ فروری

صبح

۸-۳۰ مقصود حسین خاں
سارنگی پر توڑی

دوپہر

۱-۱۰ گسائی دت دانی : طبلہ وادن

شام

۵-۰۵ یووا منچ : سامانیہ گیان پرشنوتری
سنچالک ڈاکٹر سندیپ شرما

بدھ ۱۲ فروری

صبح

۸-۳۰ جگناتھ وسانتی : شہنائی پر
اہیری توڑی بھیروی

شام

۵-۰۵ یووا منچ : پتر اُتر
فلمی گیت

جمعرات ۱۳ فروری

صبح

۸-۳۰ دبیر خاں : بین پر اہیر للت

دوپہر

۱-۱۰ اندر لال : سارنگی

جمعہ ۱۴ر فروری

صبح

۸—۳ سندر لال گندھرو: بانسری

دوپہر

۱—۱ سندر لال گندھرو: بانسری

شام

۵—۰۰ یووا منچ: سنگیت سریتا
مدھو سنگور: کماونی لوک گیت
سادھنا شرما: بھجن
لیکھ راج گندھرو: بانسری وادن

ہفتہ ۱۵ر فروری

صبح

۸—۳ راجیندر سنگھ: دیبھاس

دوپہر

۱—۱ غلام صادق خاں: مدھوونتی

بقیہ:- رامپور

دوپہر

۱—۴ بھیم سین جوشی: گائن

جمعہ ۱۴ر فروری

صبح

۷—۵۰ جے شری گپتا: غزلیں

۸—۳ فسانۂ آزاد
پنڈت رتن ناتھ سرشار کے ناول کا ڈرامائی عکس

دوپہر

۱—۴ احمد رضا خاں: وچتر وینا وادن

رات

۸—۰۰ بیگم اختر: غزلیں

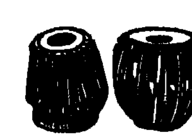
ہفتہ ۱۵ر فروری

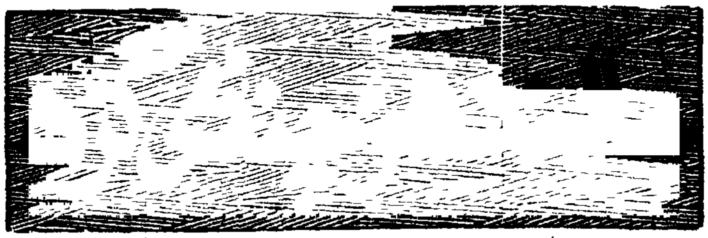
صبح

۷—۵۰ آشا بھونسلے: گیت

رات

۸—۰۰ سی. ایچ. آتما: گیت





جالندھر: میڈیم ویو: ۴۲۷.۳۳ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲۲۲.۲۲ میٹر ۱۲۵۰ کلو ہرٹز
۳۴۳.۲۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۲۰۹.۲۶ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸—۰۰ دوپہر ۱—۰۵، ۲—۱۰، ۲—۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶—۰۵ اور ۶—۲۰ (پرادیشک) رات ۸—۴۵، ۱۱—۰۵
پنجابی: صبح ۸—۳۰ دوپہر ۱—۴۰ شام ۶—۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷—۳۰
انگریزی: صبح ۸—۱۰ دوپہر ۱—۰۰ اور رات ۹—۰۰ ۱۱—۰۰
اردو: صبح ۸—۵۰ دوپہر ۱—۵۰ رات ۹—۱۵ (خبریں) ۹—۲۵ (تبصرہ)
روزگار سماچار: شام ۷—۴۰

ہفتہ یکم فروری

صبح

۷—۱۵ مختصر کہانی کا ڈرامائی روپ

۷—۴۵ محمد سلیم قوال اور ساتھی: کافی

۹—۰۵ باقر حسین: خیال دیبھاس

۹—۲۰ اور شام ۵—۴۵
برہم سروپ سنگھ
وچتر وینا پر سبدھ سنگیت

دوپہر

۱۲—۲۰ مالا کپور: شبد

شام

۴—۳۰ باقر حسین: خیال

۴—۴۵ ہر پریت سوہل: لوک گیت

اتوار ۲ر فروری

صبح

۹—۰۵ استاد عبدالکریم خاں: گائن

دوپہر

۱۲—۲۰ سنت سنگھ بندرا
لوک گیت

۲—۳۰ پورن سنگھ وڈھالی اور ساتھی
لوک گیت

شام

۴—۴۵ سوہن سنگھ شیل ڈھاڈی اور ساتھی: واراں

۱۰—۳۰ استاد امیر خاں: گائن

پیر ۳ر فروری

صبح

۸—۲۰ شوکت علی: لوک گیت

۹—۰۵ این راجن: وائلن وادن

دوپہر

۲—۳۰ کلدیپ مانک: لوک گیت

شام

۹—۳۰ 'احساس': پنجابی ڈرامہ
از نشا پرشانت

۱۰—۳۰ این راجن. وائلن پر
باگیشوری کونس

منگل ۴ر فروری

صبح

۹—۱۰ مالنی راجوکر: خیال جونپوری

دوپہر

۲—۳۰ سوداگر رام اور ساتھی
لوک گیت

شام

۴—۴۵ گوردیو سنگھ کومل
لوک گیت

بدھ ۵ر فروری

صبح

۸—۲۰ رچھپال سنگھ پال
پنجابی گیت

۸—۵۰ سورن باوا: لوک گیت

دوپہر

۱۲—۲۰ بھائی باوا سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

۲—۳۰ درشن سنگھ: لوک گیت

رات

۷—۴۵ رچھپال سنگھ پال: گیت (پنجابی)

۱۰—۳۰ بھگوان داس سینی
خیال بہاگ

۱۰—۴۵ 'ہریالی' آرکسٹرا
پنا لال گھوش

جمعرات ۶ر فروری

صبح

۷—۴۵ رتنکا تیواری: غزلیں

۸—۲ سبھاش گپتا پنجابی گیت

۹—۰۵ جوگندر ٹکمی
کلارنٹ پر بیراگی

دوپہر

۱۲—۲۰ رتنکا تیواڑی: غزلیں اور گیت

۲—۳۰ ہربنس اروڑہ: لوک گیت

شام

۴—۴۵ جسبیر سنگھ کملا: لوک گیت

۱۰—۳۰ جوگندر ٹکمی
کلارنٹ پر باگیشوری

جمعہ ۷ر فروری

صبح

۷—۳۰ سلیم اقبال: کافی

۷—۴۵ گیان وگیان: سائنسی تحقیقات اور ایجادات سے متعلق تقریر یا ملاقات

۹—۰۵ بلبیر سیٹھ
خیال بلاسکھانی ٹوڈی

۹—۲۰ سمل راجن، گٹار پر جوگیا

دوپہر

۱۲—۳۰ طفیل نیازی اور جاوید نیازی
لوک گیت

۲—۳۰ پرتی بالا: لوک گیت

شام

۴—۴۵ اجیت سنگھ رنگیلا جٹ
لوک گیت

۷—۴۵ سلیم اقبال: کافی

۹—۳۰ 'ملما ماں ناراض ہے'

ہندی ناٹک: از اندر جوشی
۳۰-۱۰ خیال ہمیر

ہفتہ ۸ر فروری

صبح
۴۵-۷ محمد تقی قوال اور ساتھی: کافی
۰۵-۹ غلام مصطفیٰ خاں
خیال رام کلی

دوپہر
۱۵-۱۲ پنجابی گیت

شام
۴۵-۴ سنتوش چندر: لوک گیت
۴۵-۷ غلام مصطفیٰ خاں: ٹھمری، پیلو

اتوار ۹ر فروری

صبح
۰۵-۹ استاد بڑے غلام علی خاں
گائن

دوپہر
۳۰-۱۲ سوندر سنگھ پردیسی
لوک گیت

رات
۳۰-۱۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال راگیشوری

پیر ۱۰ر فروری

صبح
۰۵-۹ رتناکر ویاس
سرود پر نٹ بھیرو

دوپہر
۳۰-۲ نرمل سنگھ کومل: لوک گیت

رات
۳۰-۹ دربار دارغ: پنجابی ناٹک
از جسونت سنگھ وردی
۳۰-۱۰ رتناکر ویاس
سرود پر راگ چندر نندن

منگل ۱۱ر فروری

صبح
۱۰-۹ محمد دلشاد خاں: خیال ٹوڈی

دوپہر
۳۰-۲ نریندر بیبا: لوک گیت

شام
۴۵-۶ جگجیت سنگھ زیروی
لوک گیت

۳-۹ پنجابی میں مذاکرہ

بدھ ۱۲ر فروری

صبح
۵۰-۸ جگموہن سہگل
ستار پر اہیر بھیرو

دوپہر
۳۰-۱۲ بھائی دلوبندر سنگھ راگی: شبد

رات
۴۵-۷ بھائی دلوبندر سنگھ راگی: شبد
۴۵-۱۰ مالوسکا کانن: ٹھمری

جمعرات ۱۳ر فروری

صبح
۳۰-۷ ایما گھر: پریوارک سیریل
۴۵-۷ سانتا سکسینہ
گیت اور لوک گیت
۰۵-۹ یتس پال: خیال بھیرو بہار

دوپہر
۳۰-۲ موہن سنگھ اور ساتھی
لوک گیت

شام
۳۰-۴ طبلے پر تین تال: کالے رام
۰۰-... تخلیق: اردو میں ادبی پروگرام
۳۰-۱۰ یتس پال: خیال سور کیدار

جمعہ ۱۴ر فروری

صبح
۳۰-۷ محمد شریف قوال اور ساتھی
قوالی
۵۰-۸ لوراں: لوک گیت

دوپہر
۳۰-۱۲ پورن شاہکوٹی: لوک سنگیت

رات
۳۰-۷ سریندر چھندا: لوک گیت
۴۵-۷ محمد شریف قوال اور ساتھی: کافی

۳۰-۹ وڈھما: ہندی ڈرامہ
ریڈیو روپانتر
مدن مترا، کہانی: اودھیری
۳۰-۱۰ راجن مترا ساجن مترا
خیال جوگ

(آگے ص ۴۶ پر)

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ــــــ ۲ر ۱۹۷ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلو ہرٹز
پربھنی ــــــ ۰ر ۲۲۹ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی خبریں: صبح ۰۰-۶، ۵۹-۷، دوپہر ۵-۱، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱
مراٹھی: صبح ۵۰-۷، ۳-۸، دوپہر ۳۰-۱، شام ۰۰-۷، رات ۰۵-۸
انگریزی: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۱۰-۲، رات ۸ (اسپورٹ)، ۹-۰۰، ۱۱
اردو: دوپہر ۱۰-۱، رات ۱۲-۹، سنسکرت، شام ۰۰-۶

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵۵-۵ وندے ماترم، درشنائی
۰۵-۶ سنسکرت پاٹھ
۱۰-۶ امرت دھارا
۰۵-۶ کسانوں کے لیے
مراٹھی میں پروگرام
۲۰-۶ سور انجلی
۴۵-۶ پروگرام کا خلاصہ
۳۰-۷ سب رنگ اردو پروگرام

شام
۳۰-۵ یوواوانی
نوجوانوں کیلئے مراٹھی میں پروگرام
۳۰-۶ دیہاتیوں کے لیے پروگرام (مراٹھی)
۱۰-۷ روزگار سماچار
۱۵-۷ بازار بھاؤ ــ گیان جیوتی
(صرف اتوار کو)
۳۰-۸ مدھو گندھ / سنند سمیکشا

ہفتہ یکم فروری

صبح
۳۰-۷ سب رنگ اردو پروگرام
سائنس کی دنیا
'ہم کو بھوک کیوں لگتی ہے'
از ڈاکٹر ایم سالک
نیرنگ خیال: 'وہ ستمگر میرے
مرنے پر بھی راضی نہ ہوا'
از جناب سعید زیدی
کا حصہ، تقریر از
ڈاکٹر سوریہ نرائن انسوبے

اتوار ۲ر فروری

صبح
۳۰-۷ سب رنگ، اردو پروگرام
کھلتی کلیاں، بچوں کے لئے پروگرام
پیش کش، گلشن اطفال ہائی
اسکول اورنگ آباد
۳۰-۹ تحریک آزادی میں ہندی زبان

پیر ۳ر فروری

صبح
۳۰-۷ سب رنگ اردو پروگرام
میرے تجربات
از جناب ذوالفقار حسین
کلام شاعر

دوپہر
۱۰-۲ ہندی پاٹھ

منگل ۴ر فروری

صبح
۳۰-۷ سب رنگ اردو پروگرام
یادرفتگاں: 'مصحفی'
از ڈاکٹر مظہر محی الدین

دوپہر
۱۰—۲ ہندی پاٹھ

بدھ ۵ رفروری

صبح
۳۰—۷ سب رنگ: اردو پروگرام
باتوں باتوں میں۔ سلسلہ وار
کھریلو موضوعی خاکہ
تحریر: حسبی جاوید

جمعرات ۶ رفروری

صبح
۳۰—۷ سب رنگ: اردو پروگرام
نئے چراغ
نوجوانوں کے لئے پروگرام
پیش کش: سید عبدالمجید

شام
۱۵—۸ تقریر از راجکمار کاملا

جمعہ ۷ رفروری

صبح
۳—۷ سب رنگ: اردو پروگرام
قومی اور ترقیاتی پروگراموں کا جائزہ
آپ اور ہم، سامعین کے خطوط کے جواب
از نور الحسین

دوپہر
۱۰—۲ ہندی پاٹھ

ہفتہ ۸ رفروری

صبح
۳۰—۷ سب رنگ: اردو پروگرام
کتابوں کی باتیں
از ڈاکٹر نصرت آرا

اتوار ۹ رفروری

صبح
۳۰—۷ سب رنگ: اردو پروگرام
بزم خواتین: مباحثہ
"توہم پرستی آج بھی کیوں باقی ہے"
شرکاء: محترمہ طاہرہ عالم
ممتاز رضوی اور نجم النساء
۳—۹ ہندی پروگرام
"آبادی نیاں نترن میں ہم کتنے

سپھل" مباحثہ
شرکاء: ڈاکٹر ..... ماتھرا
ڈاکٹر ..... پنڈت دیانند

شام
۱۵—۷ لوک جگار: انٹرویو
پردیپ گجرانی

پیر ۱۰ رفروری

صبح
۳۰—۷ سب رنگ: اردو پروگرام
[illegible]
[illegible]
[illegible]

منگل ۱۱ فروری

۳۰—۷ سب رنگ: اردو پروگرام
[illegible]
شرکاء: ..... علی بیگ
[illegible]
[illegible]
اور احمد [illegible]

بدھ ۱۲ فروری

صبح
۳۰—۷ سب رنگ: اردو پروگرام
سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ
باتوں باتوں میں
تحریر: حسبی جاوید

جمعرات ۱۳ فروری

صبح
۳۰—۷ سب رنگ: اردو پروگرام
نئے چراغ: نوجوانوں کے لئے پروگرام
کہانی: از سراج اختر
کلام: وحید کلیم

جمعہ ۱۴ فروری

صبح
۳۰—۷ سب رنگ: اردو پروگرام
قومی اور ترقیاتی پروگرام
آپ اور ہم: سامعین کے خطوط پر مبنی پروگرام
از نور الحسین

ناگپور

۵۱۲/۸ میٹر ۵۱۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۵۵—۵ [illegible] منگل بھولی
۶ [illegible]
۳—۶ آج کا [illegible]
۵—۶ [illegible]
۳—۶ [illegible] موسم کا حال
۲۵—۶ [illegible]
[illegible] (اتوار)
[illegible] (جمعہ)
۳—۷ برکات ساتھ
[illegible] (ہفتہ)
۲۵—۷ [illegible] تقریر [illegible]
[illegible]
۲۱—۸ [illegible]
۲۵—۸ [illegible]
۳—۸ [illegible] کا سماچار
[illegible]
[illegible]
[illegible]
۹ [illegible] کے لیے (اتوار)
۹ [illegible] ۲۵—۹ اسکول براڈکاسٹ
(اسکول کے دنوں میں)

دوپہر
۱۲—۳ خواتین کے لیے (اتوار، جمعرات)
۱—۳ اور ۵۰—۳ اسکول براڈکاسٹ
(اسکول کے دنوں میں)

شام
۳—۵ نوجوانوں کے لیے [illegible] کے لیے
(بدھ، ہفتہ)
۵۵—۵ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ اور موسم
۱۵—۶ [illegible]
گرامین کلا [illegible] (ہر چوتھے اتوار کو)
دیہاتی خواتین کے لیے (منگل، جمعہ)
بچوں کے لیے (بدھ)
۴۵—۶ بازار بھاؤ
صحت سے متعلق پروگرام (اتوار)
۷ تعلیم بالغاں / میگزین (اتوار)
دیہاتی بچوں کے لیے (ہفتہ)
۳—۷ دیہاتی سامعین کے لیے پروگرام
کسانوں کے لیے (منگل اور ہفتہ)
۲۵—۸ سماچار [illegible] (سوائے [illegible])
۳—۹ اردو پروگرام (بدھ)
۳۰—۱۰ اختتام

خصوصی اردو پروگرام "محفل"

بدھ ۵ رفروری

رات
۳—۹ ہمارے صوفی شاعر
"حضرت نیاز بریلوی"
تقریر از ڈاکٹر نازی امان اللہ
رنگ افسانہ: از نوشاد ناز
ساز و نغمہ

بدھ ۱۲ رفروری

رات
۳۰—۹ ہمارا ادبی سرمایہ
"رجب علی بیگ کا فسانۂ عجائب"
تقریر از ڈاکٹر اقبال احمد خاں
"بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے" مزاحیہ تقریر
از ڈاکٹر صلاح الدین خاں

ہفتہ ۱۵ رفروری

صبح
۳۰—۷ سب رنگ: اردو پروگرام
تاریخ کے اوراق سے۔ بی بی کا مقبرہ۔ تقریر از

ڈاکٹر ایس۔ رمضان
نیرنگ خیال
دل کا کیا رنگ کروں خون جگر ہونے تک
از ایم۔ اے۔ خالق

میڈیم ویو (الف) ۲۱ء۳۸۴ میٹر/ ۶۲۱ کلوہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۲ء۱۸۷ میٹر/ ۱۶۰۲ کلوہرٹز

خبریں

علاقائی: صبح ۳۰—۸ (راپنی سے پہلے) دوپہر ۱۰—۳، شام ۳۰—۷

اردو پروگرام
صبح ۴۰—۸ سے ۴۵—۹ کے درمیان

ہفتہ یکم فروری

صبح

۷—۳۰ گووردھن مشر: خیال
۸—۴۰ یہ محنت کش: محنت کشوں سے
ملاقاتوں پر مبنی پروگرام
از محمد حسین دیوانہ
تہذیبی میراث: گیا کا بودھ مندر
بات چیت: از حفیظ الدین احمد
پسند اپنی اپنی

اتوار ۲ فروری

صبح

۷—۳۰ اور رات ۲۰—۱۰
پرشانت کمار بھنج
ستار وادن
۸—۲۱ اور شام ۱۵—۶
سنگیت کمار ناہر
ہلکی موسیقی

۸—۴۰ محفل سخن: اسٹوڈیو مشاعرہ
شرکاء: صابر آروی
شاکر کریمی، جامی وارثی
شبیر مصطفیٰ نقوی، ظہیر صدیقی
آپ کے خطوط

شام

۷—۴۵ چکر اور چکر: مزاحیہ خاکہ
از نثار پاشا

پیر ۳ فروری

صبح

۷—۳۰ جیوتس بھٹاچاریہ: سرود وادن
۸—۲۱ اور شام ۱۵—۶
کم کم بھٹاچاریہ: ہلکی موسیقی
۸—۴۰ ڈاکٹر کی رائے: فائیلیریا اور
ہومیوپیتھی: بات چیت
از ڈاکٹر عالمگیر خاں
کلام شاعر: شمیم گوہر
کہانی: شبیر احمد
رنگ تغزل

رات

۱۰—۰۰ پی. کے. بنرجی: خیال
شمشیر بہادر سنگھ: طبلہ

منگل ۴ فروری

صبح

۷—۳۰ ہریندر دوبے: الیکٹرک وادن
۸—۲۱ اور شام ۱۵—۶
نندلال سنگھ: ہلکی موسیقی
۸—۴۰ گھرانوں کے لئے
مہمان: کبھی رحمت کبھی زحمت
مزاحیہ بات چیت
از احمد جمال پاشا
کلام شاعر: علامہ اسرار جامعی
کہانی: قیصر رضا
موسیقی

رات

۹—۳۰ لکشمن ریکھا: ڈرامہ

تحریر: اوشارانی مشر
۱۰—۰۰ ششی کانت گندلی
وائلن وادن

بدھ ۵ فروری

صبح

۷—۳۰ اور رات ۳۰—۱۰
بسنتی سانیال: خیال
نیش تریویدی: طبلہ
۸—۲۱ اور شام ۱۵—۶
بابلی بھٹاچاریہ: ہلکی موسیقی
۸—۴۰ سائنس میگزین پروگرام
کیمسٹری کی اہمیت: تقریر
از ایس ادریس نعمانی
سائنسی معلومات
از ڈاکٹر اکرام حق
بڑھتے قدم: نوجوانوں سے
ملاقات پر مبنی پروگرام
از ایس ایس فریدی
موسیقی

جمعرات ۶ فروری

صبح

۷—۳۰ اور رات ۳۰—۱۰
سابتیہ کمار ناہر: ستار وادن
۸—۲۱ اور شام ۱۵—۶
کمار آنند: ہلکی موسیقی
۸—۴۰ کہکشاں: ادبی میگزین پروگرام
ادبی تنقید کے نئے تقاضے
بات چیت: عبدالمغنی
کہانی: شوکت حیات
کلام شاعر: ذکی اورنگ آبادی
موسیقی

جمعہ ۷ فروری

صبح

۷—۳۰ اور رات ۳۰—۱۰
کرشنا رام چودھری اور ہمنوا
شہنائی وادن
۸—۲۱ اور شام ۱۵—۵
مایا شری واستو
ہلکی موسیقی
۸—۴۰ قندیل: اقوال زریں
مولانا معظم حسین قاسمی
روشنی کے مینار
حضرت مخدوم نوشہ توحید بلخی رح
بات چیت: شاہ قسیم الدین احمد
فردوسی
نعت: از اختر مدھوپوری
محفل سماع

دوپہر

۱—۱۰ مینڈولن وادن
عزیز اشرف

ہفتہ ۸ فروری

صبح

۷—۳۰ معین الدین خاں
سارنگی وادن
۸—۴۰ یہ محنت کش: محنت کشوں سے
ملاقاتوں پر مبنی
از محمد حسین دیوانہ
مذہبی میراث
درگاہ منیر شریف
بات چیت: از عتیق الرحمٰن
پسند اپنی اپنی

اتوار ۹ فروری

صبح

۷—۳۰ اور رات ۳۰—۱۰
وی. آر. اتھاولے: خیال
۸—۲۱ اور شام ۱۵—۶
سیما گپتا: ہلکی موسیقی
۸—۴۰ محفل سخن (اسٹوڈیو مشاعرہ)
شرکاء: مرتضیٰ اظہر رضوی
منیر فاروقی، محسن رضوی
ظفر سعید، شاکر خلیق
آپ کے خطوط

شام

۷—۴۵ لیشپا تاپ: ہندی میں مزاحیہ خاکہ
تحریر: گلاب چندر پرساد

پیر ۱۰ فروری

صبح

۷—۳۰ اما کانت پاٹھک: مرلی وادن
۸—۲۱ اور شام ۱۵—۶
سیتا رام سنگھ: ہلکی موسیقی
۸—۴۰ ڈاکٹر کی رائے: پیپٹک السر
ڈاکٹر اجیت سنگھ سے انٹرویو
کلام شاعر: قیصر جمال

ادا سیوں میں گھرا آدمی
کہانی : بحر شاد
رنگ تغزل

رات

۱۰—۰۰ سنگیت کمار ناہر : خیال
وجے کمار ٹھاکر • طبلہ

منگل ۱۱ فروری

صبح

۷—۳۰ آشیش کمار چٹرجی
ستار وادن

۸—۲۱ اور شام ۶—۱۵
راجیش کمار جیسوال
ہلکی موسیقی

۸—۴۰ گھرانوں کے لئے
تھری ناٹر کا سفر
مزاحیہ بات چیت
از اعجاز علی ارشد
کلام شاعر : ڈاکٹر کلیم احمد عاجز
سچ کا زہر • کہانی
از اکرام فرحت
موسیقی

رات

۹—۳۰ یہی راستہ • ڈرامہ
تحریر : وارث احمد خاں

۱۰—۰۰ ہرونِد کمار شرما : ستار وادن

بدھ ۱۲ فروری

صبح

۷—۳۰ اور رات ۱۰—۳۰
نارائن راؤ پٹ وردھن
خیال

۸—۲۱ اور شام ۶—۱۵
مہندر پرساد چودھری : ہلکی موسیقی

۸—۴۰ نئی نسل
اردو افسانہ اور ترقی پسند ادبی
تحریک : تقریر از سید شبیر احمد
کلام شاعر : ضیاء الرحمٰن ضیاؔ
بڑھتے قدم : نوجوانوں کی
مختلف سرگرمیوں پر مبنی پروگرام
پیش کش : ایس۔ ایس۔ فریدی
فلمی نغمے

جمعرات ۱۳ فروری

صبح

۷—۳۰ اور رات ۱۰—۳۰
ماٹھو مشر : سارنگی وادن

۸—۲۱ اور شام ۶—۱۵
رتن کمار چکلانویس
ہلکی موسیقی

۸—۴۰ ڈرامہ
تحریر : از رابن ساتیشپ
موڈرن قوالی

جمعہ ۱۴ فروری

صبح

۷—۳۰ اور رات ۱۰—۳۰
فہیم اللہ خاں • مرلی وادن

۸—۲۱ اور شام ۵—۱۵
بجرنگ لال گپتا : ہلکی موسیقی

۸—۴۰ قندیل • اقوالِ زریں پر مبنی مقالہ
از لطافت حسین شمسی
روشنی کے مینار
شہباز سعا گلپوری
بات چیت : از شاہ ارشاد حسین
(اچھن میاں)
نعت : از محمد اعظم شمسی
محفل سماع

رات

۹—۳۰ کالا باپ گورا باپ
ڈاکٹر مہیپ کی تخلیق پر مبنی
ہندی میں ریڈیو ڈرامہ
ریڈیائی عکس
از ستیہ پرکاش کرن

ہفتہ ۱۵ فروری

صبح

۷—۳۰ کریم احمد : خیال
۷—۴۰ یہ محنت کش
معاشی پسماندہ افراد سے ملاقاتوں
پر مبنی : از محمد حسین دیوانہ
تہذیبی میراث
کمہار کے کھنڈرات
تقریر از امتیاز احمد
پسند اپنی اپنی : فلمی نغمے

جے پور (الف) : ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلو ہرٹز
جے پور (ب) : ۲۳۶/۴ میٹر ۱۲۶۹ کلو ہرٹز
اجمیر : ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز

ہفتہ یکم فروری

صبح

۶—۳ کرساں ری بات

دوپہر

۱—۱۰ لوک گیت

شام

۵—۰۵ یووا وانی
۸—۱۵ انگریزی وارتا : ٹیکنالوجی فار
ڈویلپمنٹ : منوہر لال گپتا

اتوار ۲ فروری

صبح

۷—۵ اے کانن • خیال براگی
۷—۴۵ نیلما شرما : گیت، بھجن
۱۰—۰ سندھی کاریہ کرم
اُنیسویں صدی میں سماجک ریتی
رواج • از ڈاکٹر کلراج کیول
رامائن
سگم سنگیت : پرکاش سندھو

دوپہر

۱۲—۰۰ میلا جگت : 'گھر کمپوزر'
تقریر : ایم بھارگو

شام

۶—۳۰ نرنجن کمار : سگم سنگیت
۶—۴۵ لٹو گلفام و ساتھی : قوالی
۹—۳۰ کہکشاں : اردو کا ادبی پروگرام
افسانہ : از مہدی ٹونکی
کلامِ شاعر : یوسف عزیز
۱۰—۳۰ اے کانن : خیال نائیکی کانہڑا

پیر ۳ فروری

صبح

۷—۰۵ نیرا شرما : ستار پر راگ جونپوری
۷—۲۵ راجستھلی : 'چوکھو چاؤ'

پروڈیوسر : گمان مل جین
۷—۴۵ بابو لال بھاٹ سگم سنگیت
۹—۱۵ اجنتا چودھری : گیت
۹—۲۵ ودیالیہ پرسارن • ماسک سماچار
آج کل : مہیش چند مہوت

دوپہر

۱—۱۰ ہنومان پرساد • لوک گیت
۱—۳۰ کشوری امونکر : خیال بٹ بہاگ
اور ٹھمری بھیروی

شام

۵—۵ یووا وانی : مہمان کھلاڑی ماسٹر
چیلی رام : ار ریشما شرما
۶—۲۵ انجا چودھری • گیت
۱۰—۰ رام نیرا شرما : ستار پر کیدار
ہیرا دیوی • خیال چندر کونس
اور دادرا

منگل ۴ فروری

صبح

۷—۰۵ گنگو بائی ہنگل
خیال بلاس خانی توڑی
۷—۴۵ منالال بھٹ : سگم سنگیت
۸—۲۰ چھوٹو رام و ساتھی : لوک گیت
۹—۱۵ آنند سنگھ بینوار : سگم سنگیت
۹—۴۵ ودیالیہ پرسارن : جماعت ۸ ویں
کنگس کونسینس • (۱)

دوپہر

۱—۴۰ رام چندر اور ساتھی : لوک گیت

شام

۵—۰۵ یووا وانی • پری چرچا
سماج سے لیکھک کی پرتی بندھتا
۶—۲۵ آنند سنگھ بینوار : سگم سنگیت
۹—۲۰ سندھی کاریہ کرم
تو ابھی چھٹی ملی • بھگت سیتا رام
اور ساتھی

بدھ ۵ فروری

صبح

۷-۰۵ پی۔ وی۔ رنگھے: راگ للت
۸-۲۰ جمال الدین: لوک گیت
۹-۱۵ کاجل بنرجی: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۵ ریڈیو پرایوجک پری یوجنا کاریہ کرم: 'اونٹ'
۱-۱۰ تتھی و ساتھی: لوک گیت
۱-۳۰ ضیا معین الدین ڈاگر
رودرو ینا پر چندرکونس

شام

۵-۰۵ یووا وانی: کیوز جنرل نالج
۹-۱۶ غزل
۱۰-۳۰ پی۔ وی۔ رنگھے، راگ بسنت

جمعرات ۶ فروری

صبح

۷-۰۵ وکاس گپتا: ستار پر راگ توڑی
۷-۴۵ اور ۹-۱۵
بجرنگ کمار۔ سگم سنگیت
۸-۲۱ گھنشیام ڈانگی: لوک گیت
۹-۲۵ ودیالیہ پرسارن: سامروائک گائن کاریہ کرم

دوپہر

۱-۴۰ رام نوالی و ساتھی: لوک گیت

شام

۶-۳۰ سندھی کاریہ کرم
نئی روشنی نیا وچار
۱۰-۰۰ گیت گوبند: بھاگ ۳
۱۰-۳۰ وکاس گپتا
ستار پر راگ پوریا کلیان

جمعہ ۷ فروری

صبح

۷-۰۵ غلام صادق خاں: خیال بیراگی
۷-۲۵ راجستھلی کا ویہ پاٹھ: من موہنی
۸-۲۱ روپ نارائن و ساتھی، لوک گیت
۹-۱۵ جمیل احمد: سگم سنگیت
۹-۲۵ ودیالیہ پرسارن
سنگیت پاٹھ بھاگ ۲۰

دوپہر

۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوجک پری یوجنا
کاریہ کرم: 'جل چکر'
۱-۱۰ مہیش چندر شرما اور ساتھی
لوک گیت
۱-۳۰ دلی بلسارا دگیان پرکاش
پیانو و ہارمونیم پر یگلبندی
راگ چاروکیسی

شام

۵-۰۵ یووا وانی: لگھو روپک
'کرانتی ویر۔ مہارانی لکشمی بائی'
از بیج ناتھ گوتم: پیش کش
آنند کمار سیال
۹-۱۶ اپیکشا بیداکر: گیت
۱۰-۳۰ غلام صادق خاں
خیال آنندی کلیان اور دادرا

ہفتہ ۸ فروری

صبح

۷-۰۵ من دیوانہ: خیال راگ بھٹیار
۸-۲۱ رام چندر ریزا تالی و ساتھی
لوک گیت
۹-۱۵ مدن لال شرما: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوجک پری یوجنا
کاریہ کرم
۱-۱۰ بابو رام اہیر و ساتھی: لوک گیت
۱-۳۰ رام نارائن: سارنگی پر راگ سرسوتی

شام

۵-۰۵ یووا وانی: وشو دیالیہ پری سر سے
و وودت چلت واہنی: بات چیت
سیما اگروال، منوج اروڑا اور
او پی اپنیا
۶-۲۵ مدن لال شرما: سگم سنگیت
۷-۳۰ تن دیوانہ: خیال راگیشوری
۸-۱۵ انگریزی وارتا: دی ڈزائننگ
دی فیوچر: پولیٹیکل سسٹم
انگریزی تقریر: شبو چرن ماتھر

اتوار ۹ فروری

صبح

۷-۰۵ ایس۔ این پروہت، بانسری
پر راگ ہنڈول اور بھیروی
۷-۴۵ مدھو بھٹ: سگم سنگیت
۸-۲۵ 'بھارتیہ مرز سیننگ ایگرہ
ایک اولوکن'، تقریر از
ڈاکٹر سردار سنگھ ڈھاریا
۹-۱۵ منگل پریکر پر چکر: روپک
از ہیمندر بھٹناگر

شام

۶-۳۰ راجیشور: سگم سنگیت
۶-۳۰ کہکشاں: کارواں ادب
پریم چند رسطور ایک سماجی امتحان
ڈاکٹر مہرو راحمد
کلام شاعر: ڈ مدم ہوی
مزاحیہ ا ب حبیب
پڑوسی سے بچے، ابو نصر
۱۰-۰۰ عبداللطیف و ساتھی قوالی
۱۰-۳۰ ایس این پروہت
بانسری پر راگ چندر کونس

پیر ۱۰ فروری

صبح

۷-۰۵ گوبند پرساد جے پور والے
خیال گوجری اور تھیروں
۷-۲۵ راج استھلی ... ماہی
مارہٹ کی ... اخلی
۷-۴۵ سوہن سنگھ سگم سنگیت
۸-۱۵ وسودھا کل ... سگم سنگیت
۹-۲۵ ودیالیہ پرسارن وگیان روپک
کوشیکا سوں کوا گائی

دوپہر

۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوجک پری یوجنا
کاریہ کرم: 'پیڑ، رکش۔ ترو'
۱-۱۰ نریندر کمار شرما: لوک گیت
۱-۳۰ عشرت حسین، ستار پر گاوتی

شام

۵-۰۵ یووا وانی: آیئے ان سے ملیں
باسکٹ بال کھلاڑی: عرفان علی
۱۰-۰۰ گووند پرساد جے پور والے
خیال کوسی کانہڑا
ہری پرساد چورسیا
بانسری پر راگ جھنجھوٹی

منگل ۱۱ فروری

صبح

۷-۰۵ ایف ینوار: ٹھمری دادرا
۷-۲۵ شالنی کیلکر: سگم سنگیت
۸-۲۱ پوشپا کماری: لوک سنگیت
۹-۱۵ شمیم نعیم قوال و ساتھی
سگم سنگیت
۹-۲۵ ودیالیہ پرسارن گلشن ۸،
دی کنگس کو نیشینس ۲۰،

دوپہر

۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوجک پری یوجنا
کاریہ کرم: 'بنجر۔ تیلی'
۱-۴۰ موہن لال کویا و ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی۔ مایک درشن
روکا سمبندھی وارتا
ہنسئے ہنسایئے اور گنگنایئے

بدھ ۱۲ فروری

صبح

۷-۰۵ دویندر مترا: ستار پر راگ رام کلی
۸-۲۱ رمیشور پرساد ساہو: لوک گیت
۹-۱۵ بعانی کشن سنگھ راگی و ساتھی
سگم سنگیت
۹-۲۵ ودیالیہ پرسارن
۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوجک پری یوجنا
کاریہ کرم 'موسم کا پیٹرن'
۱-۱۰ کستوری دیوی: لوک گیت
۱-۳۰ پروین سلطانہ: خیال
۹-۱۶ ارملا کھرے: غزل
۱۰-۳۰ دویندر مترا: ستار پر
راگ مارو بیہاگ

جمعرات ۱۳ فروری

صبح

۷-۰۵ رو بند رائے
راگ خیال بلاس خانی توڑی
۷-۴۵ اور ۹-۱۵
سادھنا دکشت، رابندر سنگیت
۸-۲۱ چھوٹو لال: لوک گیت
۹-۲۵ ودیالیہ پرسارن
سامودائیک گائن پاٹھ
۱-۴۰ رام سنگھ جوگی و ساتھی: لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی: گیتوں بھری کہانی
پشنہ چکر
۶-۳۰ سندھی کاریہ کرم: مزاحیہ وارتا
بھو وہمان سکھاتے پان

(آگے ص ۴۵ پر)

سورت گڑھ

۳۲۵٫۷ میٹر ۹۱۸ کلو ہرٹز

ہفتہ یکم فروری

صبح

۶—۳۵ چنتن : آشا بھٹناگر

۶—۴۰ پربھاتی : بھکتی گیت

۷—۳۰ کھلا آکاش : ہندی اپنیاس ۱۹۸۵ء سمکش : از حقندر کور کا، پاٹھ ، مگوت تنزیہ جیرویدی

دوپہر

۱—۵۰ کھیت کھلیان: اس ماہ کے کرشی کاریہ

شام

۶—۱۵ چوپال ' سرسوں کی فصل کو چیپا کیڑوں سے بچائیں' از ڈاکٹر ایس۔ کے شرما

۸—۱۵ احمد حسین محمد حسین سگم سنگیت

اتوار ۲ر فروری

صبح

۷—۳۰ ہندی وارتا ' پرگتی کے چرن سواستھ چیتر میں ': ہندی تقریر ڈاکٹر جی۔ ایس۔ چیلوت

۹—۱۵ 'اتہاس کے پنّے' جے پرکاش دوبے

۹—۲۵ بال سبھا: کہانی از دینا شرما

شام

۸—۳۰ ایک ہی کلاکار طلعت عزیز

پیر ۳ر فروری

صبح

۷—۳۰ 'آج کے سندربھ میں' تقریر از یعقوب خاں

دوپہر

۱—۳۰ گووند پرساد جے پور والے راگ گجری ٹوڑی

شام

۶—۱۵ چوپال : دَنہ کی بیماری کی چکتسا اور اپائے' بات چیت از کرشن دت شرما

۱۰—۰۰ سنگیت کمار ناہر : گائن راگ جوگ ۔ مدن لال شرما راگ بمن

منگل ۴ر فروری

صبح

۶—۳۵ چنتن شری لرتن ن بھٹناگر

دوپہر

۱—۵۰ کھیت کھلیان : گیہوں کی فصل کو روگ سے کیسے بچائیں' از ٹی ڈی۔ اجمیرا

شام

۷—۴۵ مرد منگل : سینہ لتا

۸—۱۵ گیش، آشا بھوسلے سگم سنگیت

بدھ ۵ر فروری

صبح

۷—۳۰ 'راجستھان کے لوک دیوتا' تقریر : بابا رام دیو اور شنکر لال شرما

۷—۴۰ رمیش پرساد ورما (بانسری) راگ بھیروی

۱—۵۰ کھیت کھلیان : چارے کے لئے جے اور سا ئیلس کا مہتو جالیپا پرساد

شام

۹—۱۶ پنجابی گیت

جمعرات ۶ر فروری

صبح

۷—۳۰ گیان وگیان ' وگیان کی کہانی گن سوتروں کی زبانی' از اوناش راج ونشی

۸—۲۱ شیام لال رانا راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ مہیلا جگت : کہانی از مدھو گوتم ' انیمیا ، کارن اور بچاؤ از ڈاکٹر کے۔ کے۔ اروڑا

۱—۵۰ کھیت کھلیان ' سرسوں کی فصل میں لگنے والے روگ اور ان کی روک تھام ' از آر۔ پی۔ مہرسی

شام

۶—۱۵ چوپال 'پشوؤں میں جرم روگ اور اپچار' ڈاکٹر دلیپ کمار باغ لگانے کے لئے استھان کا چناؤ کلونت سنگھ کھوسا

۸—۱۵ راج کمار رضوی سگم سنگیت

جمعہ ۷ر فروری

صبح

۶—۳۵ چنتن : رامیشور دیال تیواری

۷—۳۰ ہندی وارتا' پرگتی میں بادھک بال وواہ': تقریر از سبھی رام بوہرا

۸—۲۱ رادھے شیام ہجارا راجستھانی لوک گیت

۱—۳۰ سفیم سین جوشی : گائن

۱—۵۰ کھیت کھلیان ' چنے کی فصل میں لگنے والے کیڑے ' از اشوک کمار پاریکھ

۲—۳۰ مرد منگل : البو بن تیحانی

شام

۶—۱۵ چوپال : سنہری کشتر میں پکنے کھانوں کی اپیوگیتا' از ایم۔ کے۔ مہشوری ' سہکاری سمیتوں سے رن کی پراپتی' : از وکرم سنگھ

۷—۲۵ سگم سنگیت سمن کلیان پور، رام داس راو

۱۰—۰۰ استاد امیر خاں : گائن

ہفتہ ۸ر فروری

صبح

۷—۳۰ کھلا آکاش 'چند فسانے یاد آئے' مزاحیہ تقریر از دین دیال شرما 'میری پریہ پستک' از جنک راج پاریک

۸—۲۱ گن پت لال ڈانگی راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۱—۵ کھیت کھلیان ' ربیع کی فصلوں میں جو ہا نسترل' از آر۔ ایس۔ سکسینہ

۲—۳۰ مرد منگل ، لکشمی نارائن

شام

۸—۱۵ میرا رائے و ابو گل بھار دواج سگم سنگیت

اتوار ۹ر فروری

صبح

۷—۳۰ ' پرگتی کے چرن ، راجستھان میں ادیوگ ' تقریر از جے۔ بے آر دوبے

۸—۲۱ مرد منگل ، سوہن سنگھ

۹—۲۵ بال سبھا : کیسے ہوا آوشکار ٹیلیفون کا ، از راجیندر نسل

۲—۳۰ مرد منگل ، سونا چندیل

پیر ۱۰ر فروری

صبح

۶—۳۵ چنتن ۔ لال چند شرما

۷—۳۰ ہندی وارتا ' بھارت کی ودیش نیتی' : تقریر از راکیش شرما

۸—۲۱ مرد منگل ، نارائن رام نایک

دوپہر

۱—۳۰ شیام داس مصر : گائن

۱—۵۰ کھیت کھلیان مکیوسٹ کھاد کیسے بنائیں' از نارائن تیرپاٹھی

۲—۳۰ مرد منگل : لیشولتا چودھری اور سرسوتی چودھری

شام

۶—۱۵ چوپال ' پریوار کلیان کتنا اپیوگی' کویتا پاٹھ : بھرتھری رائے

۱۰—۰۰ لیلاوتی از سونے
راگ شدھ کلیان اور بہاگڑہ

منگل ۱۱ر فروری

صبح

۸—۲۱ مردمنگل : سلوچنا کیمر

دوپہر

۱—۱۰ گھر آنگن : 'بچوں کو سوکھے روگ سے بچائیں'
از ڈاکٹر مدھو دھیمہ

۱—۵۰ کھیت کھلیان : 'ورشن بھر ہرا چارہ کیسے پراپت کریں'
از بابو سنگھ سویتا

۲—۲۰ مردمنگل ، علاؤالدین لنگا اور ساتھی

شام

۶—۱۵ چوپال : 'تلہنی فصلوں کی کٹائی کب کریں' ؛ او۔پی۔ شرما
سنگھاسن بتیسی بھاگ ۶

۸—۱۵ برجو مہاراج ، پورنیما پنڈت
سگم سنگیت

۹—۱۶ ان سے ملئے : دھرم پال گرگ

بدھ ۱۲ر فروری

صبح

۷—۳۰ '۲۱ویں صدی اور [illegible]'
تقریر از من پھول سنگھ

۷—۴۰ بسم اللہ خاں
شہنائی راگ بھیروی

شام

۶—۱۵ چوپال : 'جانکاری کی باتیں'
از بھاگیرتھ ریواڑ

۱۰—۰۰ این راجم : وائلن
راگ گورکھ کلیان

جمعرات ۱۳ر فروری

صبح

۶—۳۵ چنتن : ویریندر ملہوترا

۷—۳۰ گیان وگیان : 'کہانی گن سوترو کی زبانی' ، وگیان سماچار

دوپہر

۱—۱۰ مہیلا جگت : 'قانون کی نگاہ میں انتر جاتیہ وواہ'
از بھونیشوری کوچر
جھلکی : 'پریورتن'

۱—۵۰ کھیت کھلیان
'تربوز و خربوزے کی انت کھیتی'
از سیو کمار جوشی

۲—۲۰ مردمنگل : پورن رام مہرڑا

شام

۶—۱۵ چوپال : 'پشوؤں میں ٹگ بیور روگ اور اپچار'
از ڈاکٹر راجیندر ساڑی وال
'نمبو ورگیہ پودوں کو کب اور کیسے لگائیں'
از ہردیپ سنگھ

۸—۱۵ سگم سنگیت : اوشا ٹنڈن
لیتا ہنس ، سگم سنگیت

۱۰—۰۰ رمیش پرساد ورما (بانسری)

جمعہ ۱۴ر فروری

صبح

۷—۳۰ 'پرگتی کے دلش ۔ تسکری'
بنواری لال ورما

۸—۲۱ مردمنگل : کرشنا ویاس

۱—۳ فرید حسن ، طبلہ

۱—۵۰ 'چوبلاؤ گائیے منافع کمائیے'
از ایس۔پی۔ تومر

شام

۶—۱۵ چوپال : 'دن اور مانو جیون'
تقریر از مور دھوج سنگھ راٹھور

۷—۲۵ اندر نرائن و اومیش کمار منڈتی
سگم سنگیت

ہفتہ ۱۵ر فروری

صبح

۷—۳۰ کھلا آکاش
کویتا پاٹھ : جیالال چھابڑا

۸—۲۱ مردمنگل : اوم پرکاش و ساتھی

۱—۵۰ کھیت کھلیان
گیہوں کی فصل میں کنڈوا روگ
از آر۔ ڈی۔ سنگھ

۲—۲۰ مردمنگل
پورن چند کامڈ

شام

۶—۱۵ چوپال
'مچھلی پالن ایک لابھکاری ویوسائے'
از مدن لال چھیقا

۸—۱۵ سگم سنگیت
سمتا باجپائی و منہر

بھوپال

بھوپال (الف) ۲۰۲٫۲۰ میٹر ۱۴۸۵ کلوہرٹز بھوپال (ب) ۲۴۳٫۲ میٹر ۱۲۳۳ کلوہرٹز
شارٹ ویو:
صبح : ۵۔۴۵ سے ۷ تک ۵۰٫۴۰ میٹر ۲۳۱۵ کلوہرٹز ۸۔۰۰ کے بعد ۵۰٫۰۸ میٹر ۵۹۹۰ کلوہرٹز
دوپہر : ۴۱٫۸۷ میٹر ۷۱۸۰ کلوہرٹز شام اور رات ۹۰٫۵۰ میٹر ۳۳۱۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۸۔۰۰ ، ۹۔۰۵ (پرادیشک) دوپہر ۱۔۰۵ ، ۲۔۱۰ ، ۲۔۴۵ شام ۶۔۰۵
رات ۸۔۴۵ (۱۱۔۰۵ صرف ہفتہ کو)
انگریزی : صبح ۸۔۱۰ دوپہر ۱۔۰۰ شام ۶۔۰۰ رات ۹۔۰۰ (۱۱۔۰۰ صرف ہفتہ کو)

ہفتہ یکم فروری

صبح

۷—۱۰ "باتوں باتوں میں"
تحریر : کے سدھا ترما

۷—۴۵ کرشنا دیوی . پ تا ستریے
سنگیت

۸—۲۱ اور دوپہر ۲—
منجولا بچون : سگم سنگیت

دوپہر

۲—۳۰ بہاری لال رائے اور ساتھی
لوک گیت

رات

۸—۰۰ سوال جن سادھارن کے
جواب مکھیہ منتری کے

اتوار ۲ر فروری

صبح

۷—۱۰ کاویہ دھارا : جگدیش راودت

۹—۵۰ وی۔آر۔ شیلیکر : وائلن

دوپہر

۱—۱۰ آر۔ آنند کرشنن
سگم سنگیت

۲—۳۰ اپدیش پرشاد نرپاٹھی
لوک گیت

رات

۹—۳۰ وی۔آر۔ شیلیکر : وائلن

پیر ۳ر فروری

صبح

۷—۱۰ 'پینز مول یا نکن سمبندھوں کا اثر
اور ماکٹ کے بیچ'
تقریر از دیوی سرن

۸—۲۱ اور دوپہر ۲—
بلونت پورانک : سگم سنگیت

۸—۴۰ اور رات ۱۰—۳۰
ارمی داس گپتا : ٹھمری ۔ دادرا

دوپہر

۲—۳۰ پنا لال گنجیلے اور ساتھی
لوک گیت

منگل ۴ر فروری

صبح

۷—۱۰ ترنگ : 'بھوگا ہوا یتھارتھ'
جھلکی ، تحریر : انوکمار کھرے
پیش کش : کملا سکسینہ

۷—۳۰ ساکشات کار : شری نواس رتھ سے

۸—۲۱ اور دوپہر ۲—
پرس رام پٹیل : سگم سنگیت

۸—۳۰ آئینہ : اردو پروگرام : بزم سخن

دوپہر

۲—۳۰ جگدیش سنگھ ٹھاکر : لوک گیت

رات

۸—۰۰ "وقت کی آواز"

بدھ ۵ر فروری

صبح

۷—۱۰ مادھیم : کہانی از مالتی جوشی

۷—۴۵ اور دوپہر ۲—۳۰
لوک گیت
ساوتری دیوی رائیکوار و سہیلیاں

۸—۲۱ اور دوپہر ۰۰ — ۲
اے۔ جے۔ رضا: سگم سنگیت
۸—۳۰ اور رات ۳۰ — ۱۰
سدھ رام سوامی کوروار: خیال

جمعرات ۶ر فروری

صبح
۷—۴۵ اور دوپہر ۳۰ — ۲
برج کستور نائک۔ لوک گیت
۸—۲۱ اور دوپہر ۰۰ — ۲
ارچنا وکیل۔ سگم سنگیت
۸—۳۰ اور رات ۳۰ — ۱۰
ایس۔ کے۔ داس گپتا: سرود

جمعہ ۷ر فروری

صبح
۸—۳۰ اردو پروگرام
دوپہر
۲—۰۰ مالا ورما سگم سنگیت
۲—۳۰ چندر کلا سونی۔ لوک گیت

ہفتہ ۸ر فروری

صبح
۷—۱۰ "باتوں باتوں میں"
۷—۴۵ سعید خاں: ٹھمری بھیروی
دوپہر
۲—۰۰ اوما ورما۔ سگم سنگیت
۲—۳ وملا دیوی سکسینہ: لوک گیت
رات
۹—۳۰ سعید خاں: ٹھمری دیس

اتوار ۹ر فروری

صبح
۹—۵۰ حفیظ احمد خاں: گائن
۲—۰۰ بینا سکسینہ: سگم سنگیت
۲—۳۰ آنتادری گارگو اور سہیلیاں
لوک گیت
رات
۹—۳۰ کرشنا ہنگل: خیال چندر کونس
۱۰—۰۰ لال گڈری جیتے رامن
وائلن وادن

پیر ۱۰ر فروری

صبح
۷—۱۰ سنگیت: شاستریہ سنگیت

تقریر از ڈاکٹر سوشیل ترویدی
۸—۲۱ اور دوپہر ۰۰ — ۲
ہیما شرو وبکر: سگم سنگیت
۲—۳۰ وبھا شرما: لوک گیت
رات
۱۰—۰۰ ناٹک: "ترو تتی"
تحریر: دویک وکرم سیوسے
پیش کش: کملا سکسینہ
۱۰—۳۰ سنگنا کڈھالے: خیال چھایانٹ

منگل ۱۱ر فروری

صبح
۷—۱۰ ترنگ: "ٹی وی کا چکر": جھلکی
تحریر: گوپال شریواستو
پیش کش: مقبول حسن
۷—۳۰ ڈاکٹر شوبھا ناتھ پاٹھک سے
بات چیت
۷—۴۵ اور دوپہر ۳۰ — ۲
سروج راجاوت: لوک گیت
۸—۲۱ اور دوپہر ۰۰ — ۲
نسیم قریشی: سگم سنگیت
۸—۳۰ آئینہ: اردو پروگرام
"پنچ تنتر" ایک کہانی
از اقبال مجید
"علم کے خزانے ہیں" تحریر حدیقہ بیگم
رات
۸—۰۰ "وقت کی آواز"

بدھ ۱۲ر فروری

صبح
۷—۱۰ کاویہ پاٹھ: جگدیش شریواستو
۷—۴۵ اور دوپہر ۳ — ۲
راجندر کمار چورانک اور ساتھی
لوک گیت
۸—۲۱ اور دوپہر ۰۰ — ۲
منجو سکسینہ: سگم سنگیت
۸—۳۰ اور رات ۰۰ — ۱۰
آروند جوشی: ستار پر
رام کلی اور ستار پر راگیشوری
رات
۱۰—۳۰ پدماوتی شالیگرام
خیال نند

جمعرات ۱۳ر فروری

صبح
۷—۱۰ نئی رچنا: کہانی

از رادھے لال بجدھاؤنے
۷—۴۵ اور دوپہر ۳۰ — ۲
درگا پرشاد کشواہے و ساتھی
لوک گیت
۸—۲۱ اور دوپہر ۰۰ — ۲
شیش کمار گلشاہ: سگم سنگیت
۸—۳۰ شمتی مٹاٹکر: دھرپد دھمار
بھیروی، رام کلی
رات
۱۰—۳۰ اسد علی خاں: وینا پر ابھوگی

جمعہ ۱۴ر فروری

صبح
۸—۳۰ اردو پروگرام "کہکشاں"
"افسانہ" از اقبال جعفری
کلام شاعر: علیم اختر انصاری
گھر کے چراغ

دوپہر
۲—۰۰ وندنا شکلا: سگم سنگیت
۲—۳۰ اوما شکلا: لوک گیت
رات
۱۰—۳۰ ششی موہن بھٹ اور
وشو موہن بھٹ: ستار اور
گٹار یگل بندی

ہفتہ ۱۵ر فروری

صبح
۷—۱۰ "باتوں باتوں میں"
۷—۴۵ ہیرا دیوی مشرا: دادرہ
۸—۲۱ اور دوپہر ۰۰ — ۲
کلجیت سنگھ سینگر
سگم سنگیت
دوپہر
۲—۳۰ کرن دویدی اور سہیلیاں
لوک گیت

بقیہ: جے پور

تحریر: لکشمی سیبھانو
۱۰—۳۰ رویندر رائے: راگ راگیشری

جمعہ ۱۴ر فروری

صبح
۷—۰۵ کرشن رام چودھری
شہنائی پر اہیر بھیرو
۷—۲۵ راج استھلی: "وشو ساہتیہ نے راجستھانی رودیش بھکتی کاویہ"
از ڈاکٹر شمبھو سنگھ منوہر
۸—۲۱ سرسوتی دیوی: لوک گیت
۹—۱۵ صلاح الدین احمد: سگم سنگیت
۹—۲۵ دیالیہ پرسارن: سنگیت پاٹھ
بھاگ (۳)
۱—۱۰ رام کمار سونڈا: لوک گیت
۱—۳۰ نزاکت علی سلامت علی
خیال مدھوونتی اور ترانہ
شام
۵—۰۵ یو وادانی: "پرتشوں کے بیچ
وائس چانسلر ڈاج وشو ودیالیہ"
۹—۱۶ روپی چٹرجی: گیت
۱۰—۳۰ کرشن رام چودھری
شہنائی پر راگ جوگ
۹—۳۰ ناٹک: "پہیے"
تحریر: کیشو سوامی
پیش کش: ممتاز شکیب

ہفتہ ۱۵ر فروری

صبح
۷—۰۵ برج بھوشن بھٹ
وائلن پر راگ بیراگی
۸—۲۱ مندرا نیوگی۔ لوک گیت
۹—۲۵ ودیالیہ پرسارن۔ پرکشا مالا
اتہاس و ناگرک شاستر
پر ی چرچا
۱۲—۱۵ ریڈیو پرالوچک پری یوجنا
کاریہ کرم: گیت سکھانا
بیل گاڑی
۱—۱۰ اوم پرکاش اور ساتھی: لوک گیت
۱—۳۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر
خیال دیسی توڑی
شام
۵—۰۵ یو وادانی: ساہتیہ کی پتریکا
انکا ساہتیہ: ہزاری پرساد دویدی
ساہتیہ سدھا: کاویہ پاٹھ
مہندر سنگھ ڈگر رانہ: راجستھان
پرمانو بجلی گھر۔ پیشکش: اپنا دیشی
۶—۲۵ مندرا نیوگی: سگم سنگیت
۶—۳۰ برج بھوشن بھٹ: وائلن پر
راگ مدھوونتی
۸—۱۵ بیشا فزکس ان انگلش پوئٹری
انگریزی تقریر
ڈاکٹر بی۔ این۔ ورما

اندور

اندور (الف) : ۲۶۲٫۹ میٹر ۶۴۸ کلوہرٹز
اندور (ب) : ۱۸۹٫۳ میٹر ۱۵۸۴ کلوہرٹز

ہفتہ یکم فروری

صبح

۷—۳۰ کاویہ دھارا : راجندر مشر
۸—۲۱ الکاڈیو : سگم سنگیت
۱۲—۳۰ گرامین مہیلا یشپا شرما سے ملاقات
۲—۰۰ اور شام ۶—۲۰ سمترا دیوی بھٹ سگم سنگیت
۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰ نریندر سنگھ تومر: لوک گیت

شام

۵—۰۵ راجکیور ورما : کویتا
۷—۳۰ 'کیلے کی کھڑی فصل کی دیکھ بھال' تقریر از راماجی شرما

اتوار ۲ر فروری

صبح

۹—۱۵ 'اتہاسک استقل کی سیر مہیشور' تقریر از ستشی کانت بھٹ

دوپہر

۱۲—۰۰ 'اچاریہ اترے یا نچا دنود' تقریر از سدھا پو تجھرے
۱۲—۳۰ 'جیون کی کرتو یہ استھلی — پریوار' : تقریر از چندر شیکھر پاٹھک
۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰ بدری لال مالویہ لوک گیت

رات

۹—۳۰ 'جڑاؤ' : ناٹک تحریر: دیوبرت جوشی

پیر ۳ر فروری

صبح

۷—۳۰ 'اتہاس پردھر مالکویہ — ودیسیا' : تقریر از نرنجن زمیندار
۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰ شوبھا پاٹھک سگم سنگیت
۲—۳۰ 'چندا کا آنگن' سلسلہ وار روپک تحریر: سیش دوبے
۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰ رگھو راجہ رام : لوک گیت

شام

۵—۵۰ بھوپندر : سگم سنگیت
۶—۴۰ 'ادیوگوں میں شرمکوں کی بھاگیداری — سدبہ سنکھیا کا آدھار' ، تقریر از اے۔ کے اگروال
۷—۲۰ 'گرلشم کالین مونگ پھلی کی دیکھ بھال' از آر۔ کے۔ ترویدی

منگل ۴ر فروری

صبح

۷—۳۰ 'رتلام ریلوے منڈل میں پرلوار کلیان کاریہ کرم' : تقریر از بی۔ ایل اگروال
۸—۲۱ اور دوپہر ۲—۲۰ عبدالحسن مہتاب اور ساتھی سگم سنگیت

دوپہر

۱۲—۳۰ 'مفت قانونی صلاح' تقریر از رنجنا سکسینہ
۲—۳۰ سندر لال دشوکرما و ساتھی لوک گیت

شام

۵—۰۵ یشونت راؤ انگلے : طبلہ سنجے شنکر ترونکر
۶—۳۰ بھگوان گری گوسوامی سندھی گیت
۷—۲۰ 'گنا فصل کی ادھک پیداوار کیسے لیں' : تقریر از ایم ایس دیدھ
۸—۰۰ 'آشیرواد' ، جھلکی تحریر : کانتا درما

بدھ ۵ر فروری

صبح

۷—۲۰ 'مریلوں کی دنیا' ، تقریر از لتا بھٹا چاریہ
۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰ کندا دناٹک جوتی سگم سنگیت

دوپہر

۲—۳۰ اور شام ۶—۳ کشن لال مدھوکر اور ساتھی لوک گیت

شام

۶—۴ 'نئی بستی نئے لوگ' سلسلہ وار روپک تحریر: رام سنگھ یادو

جمعرات ۶ر فروری

صبح

۷—۳۰ 'رام چرت مانس میں سکت ودھان' ، تقریر از برہم جیت گوتم
۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰ کندا باکل: سگم سنگیت
۱۲—۳۰ 'گرہ وتی کے پرتی پریوار کے داتو' ، تقریر از کسم جے سنگھ

شام

۷—۲۰ 'پشوؤں کے گھاؤ کا گھریلو اپچار' تقریر از آر۔ اے۔ ایس۔ چوہان

جمعہ ۷ر فروری

صبح

۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰ بندو خاں: سگم سنگیت

شام

۶—۴۰ 'اسنگٹھت شرمک سمسیائیں اور نراکرن — سوید ھاؤں کا ابھاؤ' ، تقریر از این۔ پی۔ ورما
۷—۲۰ 'انیم میں پودھ سنرکشن'

ہفتہ ۸ر فروری

صبح

۷—۳۰ 'منتیہ یونی پھر ملی تو' ، مزاحیہ تقریر از رام نرائن اپادھیائے
۸—۲۱ محمد یعقوب: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲—۳۰ 'سویابین کے دشمن' : تقریر از لتا بھنڈاری
۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰ بھارت سنگھ بھیل و ساتھی لوک گیت

شام

۶—۲۰ اوشا پھاٹک : سگم سنگیت
۷—۲۰ 'بینگن کی بھرپور فصل کیسے لیں' ، تقریر از امر سنگھ پرمار

اتوار ۹ر فروری

صبح

۹—۱۵ 'انتر کشن کھوجتی وشال دور بینیں' ، تقریر از ایل ایل پی پہار

دوپہر

۱۲—۰۰ کونا : دسنت رشمی کر جیا گاندھی اور راپا کھاڈیلکر
۱۲—۳۰ 'پریوار اور اتحقت ستکار' ، تقریر از بھاگیرتھ دوبے گوتم

پیر ۱۰ر فروری

صبح

۷—۳۰ 'ہماری لوک سنسکرتی — مالوہ کے لوک ناٹیہ' ، تقریر از پورن کمار مشر
۸—۲۰ اور شام ۶—۲۰ سنجیو شرما: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲—۳۰ 'شیہ روگ — ندان اور بچاؤ' تقریر از گلاب چند بھاٹیہ
۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰ بالا رام راٹھور اور ساتھی لوک گیت

شام

۵—۰۵ انوپ جلوٹا : سگم سنگیت

۶-۴۰ 'شرم سنگٹھن اوران کا دا تتو' سا نسکرتک چھیتر میں'
تقریر از بھگوان داس گونڈانے

۷-۲۰ 'آلو کی فصل میں ضروری کام' تقریر از اے . جی دھے

منگل ۱۱ر فروری

صبح

۷-۲۰ '... ۲۰ پٹک سبھی کے لئے سواستھ سیوائیں': تقریر از بی این سہارا

۸-۲۱ اور شام ۶-۲۰
پرکاش پارنیکر
سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ رام کیلاشں اور منڈلی
لوک گیت

شام

۵-۰۵ اجے کمار سلکرنی : طبلہ
آشوتوش : ماؤتھ آرگن

۶-۴۰ 'شرک سنگٹھنوں کی نظر میں شرمک سھاگیداری ایکٹ'
تقریر از پی چوکسے

۷-۲۰ 'بھنڈی کی کھیتی' از یو بی سنگھ

۸-۰۰ 'بیمہ' : جھلکی
تحریر : سدھیر دیش پانڈے

بدھ ۱۲ر فروری

صبح

۸-۲۱ لکشمی شنکر : سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰
سینہہ لتا بھوڑرے : لوک گیت

شام

۵-۵۰ پرشوتم داس جلوٹا
سگم سنگیت

۶-۲۰ ارملا ناگر : سگم سنگیت

۶-۴۰ 'لڑکی پرایا دھن ہے' : تقریر از چندرکانتا تیواری

۷-۲۰ 'توچا کی رکشا' : تقریر از جی کے . ینما

جمعرات ۱۳ر فروری

صبح

۸-۲۱ اور شام ۶-۲۰
دسنت ڈی کھرے
سگم سنگیت

۱۲-۳۰ 'گربھ اوستھا میں پوشٹک بھوجن' : تقریر از سوسشیلا راوت

۲-۳۰ نارائن میں و ساتھی
لوک گیت

شام

۷-۲۰ 'پشوؤں کے سنکرامک روگ اور روک تھام' : تقریر از یدماکر سپیکر

۸-۰۰ کہانی : سدھیر دیشپانڈے
کویتا : مرلی دھر کملا کانت

جمعہ ۱۴ر فروری

صبح

۸-۲۱ اور شام ۶-۲۰
مدھو تیواری : سگم سنگیت

۱۲-۳۰ گھریلو اپچار : ی . ایل . گپتا

شام

۵-۵۰ طلعت عزیز : سگم سنگیت

۷-۲۰ 'کھاد تتھا دواؤں کا ملن سارنیا' تقریر از دی . پی . سنگھ

ہفتہ ۱۵ر فروری

صبح

۷-۳۰ کتھالوک : جے سنگھ

۸-۲۱ اور شام ۶-۲۰
لکشمی کانت جوشی
سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ 'مہیلاؤں میں پرورڑھ شکشا' چرچا، سدھا الونیا اور سیما ددبلے

۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
اشوک کھوسلہ : سگم سنگیت

۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰
امبارام مالویہ اور ساتھی
لوک گیت

شام

۶-۴۰ ادیوگک سماچار
پردیپ دکشت

۷-۲۰ 'گنّے کا بیج - بوائی اور کھاد کی ماترا' : تقریر از جی ایس بھدوریا

جموں (الف) : ۳۰۳۰۰۰ میٹر ۹۹۰ کلوہرٹز
جموں (ب) : ۲۷۵۱۴ میٹر ۱۰۸۹ کلوہرٹز

ہفتہ یکم فروری

صبح

۷-۴۵ مدھو ریما ، برج بھوشن لال
ڈوگری سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۰ 'ٹیکنالوجی ڈیزائننگ دی کلائمیٹ' سوسائٹی ، سشد ہندی پروگرام

شام

۳-۰۰ اس ماس کا گیت

۹-۰۰ ابردے ساس . انگوسٹک ایکسپلوررز : انگریزی تقریر

اتوار ۲ر فروری

صبح

۷-۴۵ کیلاشں مہرہ ، انل کمار
ڈوگری سنگیت

۸-۲۱ دریچے

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر والوں کے لئے

پیر ۳ر فروری

صبح

۷-۴۵ شیمہ دیو ، سدرشن کور کیرتی
ڈوگری سنگیت

۸-۲۱ اپنی نگری ہیں

دوپہر

۱۲-۴۵ لوک رنگ

منگل ۴ر فروری

صبح

۷-۴۵ انوپما شرما ، ست رام
ڈوگری سنگیت

۸-۲۱ آپ کی صحت

رات

۸-۰۰ 'مولیشوں کا گھراؤ'
ہندی پرچرچا

۱۰-۰۰ 'آتما کی آواز' ڈوگری ناٹک

بدھ ۵ر فروری

صبح

۷-۴۵ اجیت کور ، پرکاش شرما
ڈوگری سنگیت

۹-۰۵ 'سپرکمنس' : ہندی تقریر

دوپہر

۱۲ 'گدرونانگ' ، تقریر

رات

۸-۰۰ ڈنڈ ڈنڈ گیتے نی! ڈوگری میں مباحثہ

جمعرات ۶ر فروری

صبح

۷-۴۵ بلم ساہنی ، دلویندر سنگھ
ڈوگری سنگیت

۹-۰۵ لوگ کہتے ہیں

دوپہر

۱۲-۰۰ سائنس پروگرام

رات

۹-۲ علاقائی لوک و سگم سنگیت

جمعہ ۷ر فروری

صبح

۷-۴۵ لکشمی بائی راٹھور ، شواجی
ڈوگری سنگیت

دوپہر

۱۲ 'یوزفل پلانٹس اینڈ انیملز' ، سائنس پروگرام

رات

۸-۰۰ تریکتا : ڈوگری میں ادبی پروگرام

ہفتہ ۸ر فروری

صبح

۷-۴۵ سیما انل سہگل ، پردمن سنگھ اور کرشنا مورتی

ڈوگری سنگیت

دوپہر

۰۰—۱۲ 'چینجنگ فیس آف دی لینڈ'
سوشل اسٹڈیز پروگرام

رات

۰۰—۸ 'منرل ویلتھ': انگریزی تقریر

اتوار ۹ر فروری

صبح

۴۵—۷ نوین کمار، نرملا اروڑن
ڈوگری سنگیت

۰۵—۹ آج کی ہنستا

دوپہر

۰۰—۱۲ 'امپورٹنس آف کوکیری کلر ایکٹویٹیز': انگریزی تقریر

پیر ۱۰ر فروری

صبح

۴۵—۷ شام ساجن، انیتا سترا
ڈوگری سنگیت

دوپہر

۰۰—۱۲ 'بھاگڑہ باندھ': تقریر

۴۵—۱۲ لوک رنگ

رات

۰۰—۱۰ دھارا دھارا

منگل ۱۱ر فروری

صبح

۴۵—۷ لکشمی کانت جوتشی، گردھاری لال پنت اور و ملا دیوی
ڈوگری سنگیت

۲۱—۸ آپ کی صحت

دوپہر

۲۰—۱۲ منجرن

رات

۰۰—۱۰ 'شرویدنی': سنسکرت ناٹک

بدھ ۱۲ر فروری

صبح

۴۵—۷ کرشن لال پریمی جٹ اور سریندر کور: ڈوگری سنگیت

۲۱—۸ دریچے

دوپہر

۰۰—۱۲ 'مونا سیتی جگت': ہندی تقریر

رات

۰۰—۸ 'تنا تے پریشانیاں'
ڈوگری سنگیت

۰۰—۱۰ تندی چٹھی

جمعرات ۱۳ر فروری

صبح

۴۵—۷ اجیت کور، سریندر پال وردھی
ڈوگری سنگیت

۰۵—۹ جب ل میٹھے ہیں

رات

۳۰—۹ علاقائی وسگم سنگیت

جمعہ ۱۴ر فروری

صبح

۴۵—۷ بریجی جاولہ، آسا سنگھ مستانہ اور سریندر کور
ڈوگری سنگیت

رات

۰۰—۸ نرکتا: ڈوگری ا۔ بی پروگرام

ہفتہ ۱۵ر فروری

صبح

۴۵—۷ سرلا کپور، نریندر چنچل
ڈوگری سنگیت

رات

۰۰—۸ 'ایز دے سا اس سوشل ایکسپلورر': انگریزی تقریر

بقیہ:

جالندھر

ہفتہ ۱۵ر فروری

صبح

۳۰—۷ گوربچن سنگھ بچن: گیت

۴۵—۷ ہربھجن سنگھ ناہل اور ساتھی
لوک گیت

۰۵—۹ کیشو چندر: خیال للت

شام

۴۵—۴ گوردیو سنگھ بلوکی
لوک گیت

۴۵—۷ شو کمار شرما: سنتور وادن

۳۰—۹ ایم بالا مرلی کرشن: گائن

سرینگر

میڈیم ویو:
سرینگر (الف): ۸ر۲۶۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج): ۲۴۵ر۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
سرینگر (د): ۶ر۱۹۹ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز
شارٹ ویو: سرینگر (ب) ۱۰ر۴۹ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۵۰ر۹۱ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۳۰—۶ سے ۰۰—۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۳۰—۱۱ سے رات ۰۵—۱۱ تک
(اتوار کو صبح ۳۰—۰ سے رات ۰۵—۱۱)

خبریں

کشمیری: صبح ۴۵—۷، شام ۲۵—۶ اردو: صبح ۵۰—۰، دوپہر ۵۰—۱۱، رات ۱۵—۹
ہندی: صبح ۰۰—۹ سنسکرت: صبح ۰۰—۷
انگریزی: صبح ۱۰—۸، دوپہر ۰۰—۲، شام ۰۰—۶، رات ۰۰—۹ اور ۰۰—۱۱

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۲۰—۹، دوپہر ۳۰—۱۲ اور ۰۰—۴ (ادبی رفتار سے)، شام ۴۰—۷
کشمیری: صبح ۰۵—۹، دوپہر ۳۵—۱۲ اور شام ۳۰—۷

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۰۰—۷ صبح گاہی اور اس کے بعد روشنی اور گاستہ اچھ (روزانہ)

۳۰—۷ بجائی بندستز
کسانوں کے لئے والے جمعہ ہر روز
گاندھی کتھا (جمعہ)

۲۱—۸ گھرانوں کے لئے (ہر اتوار)
رنگ اور ریڈیو ڈائجسٹ
(ہر پیر)
بیٹھک عمر رسید لوگوں کے لئے پروگرام (پہلی منگل)،
سائنس میگزین
(دوسری اور چوتھی منگل)
ثقافت۔ کلچرل میگزین
(تیسری منگل)
کشمیر میں بات چیت (بدھ)
سب رنگ (جمعرات)
گھر بار خاطر (جمعہ)
زعفران زار (پہلا اور تیسرا ہفتہ)
ذات مترات
(دوسرا اور چوتھا ہفتہ)

۳۵—۸ ہیلتھ فورم (بدھ)
کاشر ناول (ہر ہفتہ)

۰۰—۹ سر ساگر (پہلا تیسرا اور پانچواں اتوار)
نیا ادب (ہندی)
(دوسرا اور چوتھا اتوار)
اردو میں بات چیت
(پیر)
نو ادب (کشمیری)
(منگل اور جمعرات)
نیا ادب (اردو) (بدھ)
ہندی میں بات چیت (جمعہ)
انگریزی میں بات چیت
(ہر ہفتہ)

۳۰—۹ زونہ ڈب (روزانہ سوائے ہفتہ)
ریڈیو نیوز ریل (ہفتہ)

۴۵—۹ تو ہنز فرمائش
(اتوار، منگل، جمعرات اور ہفتہ)
پھلیہ و ن (پیر، بدھ، جمعہ)

۱۰-۱۵ ہونہار۔ (بچوں کے لئے اردو میں پروگرام۔ (ہر اتوار)
۱۱-۰۰ نو بہ نو۔ (یووادانی سے انتخاب) (پہلا اور تیسرا اتوار)
کہکشاں: یووادانی سے انتخاب (دوسرا اتوار)
فلم میگزین۔ (چوتھا اتوار)

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: غیر نصابی تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے منگل اور جمعہ)
۱-۰۵ مغربی موسیقی۔ (اتوار)
۲-۳۰ ٹیچرس فورم (اتوار)
۱-۳۰ اور ۱۰-۳ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام (روزآنہ)
۴-۰۰ ہی مال۔ کشمیری میں خواتین کے لئے پروگرام (اتوار): مغربی موسیقی (روزآنہ سوائے اتوار)
۴-۳۰ پنجابی پروگرام (اتوار، منگل اور جمعہ)
کیاری۔ (جموں کشمیر اور لداخ کی موسیقی) (پیر)
پوشہ مال۔ (دیہی خواتین کے لئے۔ (ہر بدھ)
پہاڑی پروگرام۔ (جمعرات)
پھولونی ٹوری: کشمیری میں بچوں کے لئے پروگرام (ہفتہ)
۵-۰۰ گوجری پروگرام (جموں سے ریلے)
۵-۳۵ گوجری پروگرام (سرینگر سے برائے جموں ریلے)

شام

۶-۱۰ رنگ تصوف۔ (ہر پیر)
نونہال۔ (ننھے منے بچوں کے لئے پروگرام (منگل)
خوشحال گھر۔ ہوم سائنس پروگرام۔ (ہر بدھ)
کھیلوں پر تبصرہ (جمعرات)
چمن چمن اردو میں ننھوں منوں کے لئے پروگرام (ہر جمعہ)
سائنز لکھ باتھ
موسیقی کا پروگرام (پہلا، تیسرا اور پانچواں ہفتہ)
ابھرتے فنکار۔ (موسیقی کا پروگرام)

(دوسرا اور چوتھا ہفتہ)
۶-۴۰ مہینے کا نغمہ (ہر اتوار)
ضلع نامہ۔ (ہر پیر)
۶-۴۵ دیہاتی پروگرام (روزآنہ)
۸-۰۰ وادی کی آواز۔ (روزآنہ)
۸-۵۵ روزگار سماچار۔ (روزآنہ)

رات

۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل۔ (اتوار)
کشمیری۔ اردو میں کھیل (پیر)
دودھا۔ (ہندی ادبی پروگرام، پہلا منگل
سنگرمال کشمیری ادبی پروگرام، دوسرا اور چوتھا منگل
ہم قلم۔ اردو ادبی پروگرام تیسرا منگل
تصویر۔ (سماجی، کلچرل اور ترقیاتی سرگرمیاں) پہلا بدھ
سام۔ (بیس نکاتی اقتصادی پروگرام۔ (دوسرا بدھ)
رائے ترائے۔ گفتگو، چوتھا بدھ
علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام (پہلی جمعرات)
فیچروں کا نیشنل پروگرام (دوسری جمعرات)
میانی زندگی میون کار۔ (گفتگو) (تیسری جمعرات)
ڈراموں کا نیشنل پروگرام (چوتھی جمعرات)
محفل: اردو میں گفتگو کا پروگرام (پانچویں جمعرات)
کویز پروگرام۔ (جمعہ)
گفتگو، مباحثہ (پہلا ہفتہ)
بزم سامعین۔ (دوسرا ہفتہ)
بزم شعر۔ (مشاعرہ کشمیری) تیسرا ہفتہ
میں اور میری دھرتی چوتھا ہفتہ
مشاعرہ (اردو) پانچواں ہفتہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش (اتوار)
خط کے لئے شکریہ اور آپ کی فرمائش (بدھ)
میانی پسند۔ (پہلا منگل)
گاش رکھ۔ (تیسرا منگل)
داستان۔ (جمعہ)
توسنز چھٹی واڑتہ توہنز فرمائش

ہفتہ یکم فروری

صبح

۷-۴۰ اور ۵۵-۷
نسیم اختر: غزل
۱۱-۳ اور دوپہر ۳۰-۲
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ سنگھ بندھو: گائن

شام

۶-۱۰ سائنز لکھ باتھ
۶-۳۰ اکھ غزل: عبدالرحمن آزاد
گلوکار: درشن مہرہ
۸-۳۰ نسیم اختر: کشمیری موسیقی
۹-۳۰ گفتگو (اردو میں مباحثہ)

اتوار ۲ فروری

صبح

۷-۳۰ اور ۵۵-۷
جلال گیلانی۔ غزلیں

دوپہر

۲-۱۰ شاہد پرویز: ستار پر دھن
۴-۰ ہی مال: کشمیری میں خواتین کے لئے پروگرام

شام

۶-۱۰ ڈوگری سنگیت
۶-۴۰ مہینے کا نغمہ: کرن کول
۸-۳۰ جلال گیلانی: کشمیری موسیقی

پیر ۳ فروری

صبح

۷-۴۰ اور ۵۵-۷
کے۔کے۔ جالا: غزل
۹-۰۰ اردو میں بات چیت
۹-۳۰ زونہ ڈب
۹-۴۵ پھلیہ دن

دوپہر

۱-۰۵ کے۔کے۔ جالا: کشمیری موسیقی
۲-۱۰ نکھل بنرجی: ستار پر دھن
۴-۰۰ مغربی موسیقی

شام

۴-۳۰ کیاری۔ (جموں و کشمیر اور لداخ کی موسیقی
۶-۱۰ رنگ تصویر

۶-۴۰ ضلع نامہ
۸-۳۰ کے کے جالا: کشمیری موسیقی
۹-۳۰ اردو میں کھیل

منگل ۴ فروری

صبح

۷-۴۰ اور ۵۵-۷
علی احمد: غزل
۸-۲۱ بیٹھک۔ عمر رسیدہ بزرگوں کے لئے پروگرام
۹-۰۰ نوادب (کشمیری)
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ بھجن
۲-۱۰ بسم اللہ خاں: شہنائی وادن

شام

۴-۳۰ پہاڑی پروگرام
۶-۱۰ نونہال (ننھے منے بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام)
۶-۴۰ راہی آغا: ایک غزل
۸-۳۰ کشمیری موسیقی
۹-۳۰ دودھا: ہندی میں ایک ادبی پروگرام
۱۰-۰ میانی پسند
از جواہر لال سرور

بدھ ۵ فروری

صبح

۷-۴۰ اور ۵۵-۷
آرتی تکو: غزل
۹-۰۰ نیا ادب (اردو)

دوپہر

۱-۰۵ ایچ۔ این۔ توشخوانی اور او شا صنڈو: کشمیری موسیقی
۲-۱۰ پرکاش وڈیرا: بانسری وادن

شام

۴-۳۰ پوشہ مال۔ دیہی خواتین کے لئے کشمیری میں پروگرام
۶-۱۰ خوشحال گھر
۶-۴۰ یادگار
۸-۳۰ کشمیری موسیقی: آرتی تکو
۹-۳۰ تصویر

جمعرات ۶ر فروری

صبح

۷—۴۰ اور ۵۵ ۔۔

غلام محمد میر : غزل

۸—۲۱ سب رنگ : اردو پروگرام

۹—۰۰ نوادب : (کشمیری)

۱۱—۳۰ محمد عبداللہ سیناری اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲—۱۰ بربھا اترے ۔ گا تن

۲—۳۰ محمد عبداللہ سیناری اور ساتھی

لوک سنگیت

۴—۳۰ پہاڑی پروگرام

شام

۶—۱۰ کھیلوں پر تبصرہ

۶—۴۰ ایک غزل : کسم لتا

۸—۳۰ غلام محمد میر : کشمیری موسیقی

جمعہ ۷ر فروری

صبح

۷—۳۰ گاندھی کتھا

۷—۵۵ ریتا کول : غزل

۸—۲۱ گھر بار خاطر

۹—۳۰ رود ڈب

دوپہر

۱۲—۴۰ نعت اور منقبت

۱—۰۵ سی ایل ولی : غزلیں اردو

۲—۱۰ امجد علی خان : سرود وادن

۴—۳۰ پنجابی پروگرام

شام

۶—۱۰ چن من : اردو میں ننھے منوں کے لئے پروگرام

۶—۳۰ ریتا کول : ایک غزل

۸—۳۰ ریتا کول : کشمیری موسیقی

۹—۳۰ کیوزہ پروگرام

۱۰—۰۰ داستان

ہفتہ ۸ر فروری

صبح

۷—۴۰ اور ۵۵ ۔۔

نسیم اختر : غزل

۸—۲۱ ذات برات

۸—۲۵ کاشۂ اول

۹—۰۰ انگریزی بات چیت

۹—۳۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۱۱—۳۰ اور دوپہر ۲—۳۰

کمال بٹ اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲—۱۰ او. این. ٹھاکر : گا تن

۴—۲ بعلہ ژن ٹور ۔ کشمیری میں بچوں کے لئے پروگرام

شام

۶—۱۰ ابھرتے فنکار

۶—۳۰ اوشا بنڈو : ایک غزل

۸—۳۰ نسیم اختر : کشمیری موسیقی

۹—۳۰ بزم سامعین

اتوار ۹ر فروری

صبح

۷—۴۰ اور ۵۵ ۔۔

ششی چوپڑا : غزل

۸—۲۱ گھرالوں کے لئے

۹—۰۰ نیا ادب (ہندی)

۱۱—۰۰ کہکشاں

دوپہر

۲—۱۰ مدھو دن مکرجی : ستار وادن

۴—۳۰ [illegible] پروگرام

شام

۶—۱۰ ڈوگری سنگیت

۶—۳۰ میبے کا نغمہ : کرن کول

۸—۳۰ ششی چوپڑا : کشمیری موسیقی

۹—۳۰ سلسلہ وار کھیل

پیر ۱۰ر فروری

صبح

۷—۴۰ اور ۵۵ ۔۔

راج بیگم : غزل

۸—۲۱ رنگا رنگ (ڈائجسٹ پروگرام)

۹—۰۵ اردو بات چیت

۹—۴۵ بعلہ ون

دوپہر

۱—۰۵ راج بیگم، عبدالرحمان رشتی

کشمیری موسیقی

۲—۱۰ پنڈت جسراج : گا تن

۴—۳۰ کیاری (جموں کشمیر اور لداخ کی موسیقی)

شام

۶—۱۰ رنگ تصوف (موسیقی پروگرام)

۸—۳۰ راج بیگم : کشمیری موسیقی

۹—۳۰ کشمیری میں کھیل

منگل ۱۱ر فروری

صبح

۷—۴۰ اور ۵۵ ۔۔

آشا کول : غزل

۸—۲۱ سائنس میگزین (اردو)

۹—۰۰ نوادب (کشمیری)

۹—۳۰ رود ڈب

۱۱—۳۰ غلام محمد ساز [illegible] ساتھی

کشمیری موسیقی

۲—۴۰ بھجن

۲—۱ اسد خان : [illegible] وادن

۲—۳۰ غلام محمد ساز [illegible] ساتھی

صوفیانہ موسیقی

۴—۳۰ پہاڑی پروگرام

شام

۶—۱۰ "نونہال" اردو میں ننھے منوں کے لئے پروگرام

۶—۳۰ [illegible]

۸—۳۰ [illegible] موسیقی

بدھ ۱۲ر فروری

صبح

۷—۴۰ اور ۵۵ ۔۔

کرن کول : غزل

۸—۲۱ کشمیری [illegible]

۸—۲۵ [illegible]

۹—۰۰ نیا ادب (اردو)

۹—۳۰ رود ڈب

۱—۰۵ کرن کول ، اسد اللہ

کشمیری موسیقی

۲—۱۰ سلوچنا سرمیتی : گا تن

شام

۶—۱۰ خوشحال گھر

۶—۳۰ یادگار

۸—۳۰ غلام قادر درانی

کشمیری موسیقی

۹—۳۰ سامعین سکانی اقتصاد (پروگرام کے عملدرآمد پر ایک جائزہ)

جمعرات ۱۳ر فروری

صبح

۷—۴۰ اور ۵۵ ۔۔

ایم کے پنڈتا : غزل

۸—۲۱ سب رنگ (اردو پروگرام)

۹—۰۰ نوادب (کشمیری)

۱۱—۰۰ اور دوپہر ۲—۳۰

شیخ عبدالعزیز اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

۲—۱ امرت حسین خان : ستار وادن

۴—۳۰ پہاڑی پروگرام

شام

۶— [illegible] تبصرہ

۶—۴ غلام نبی شیخ : ایک غزل

۸—۳ ایم کے پنڈتا : کشمیری موسیقی

جمعہ ۱۴ر فروری

صبح

۷—۳ [illegible]

[illegible] کتھا

۵۵ [illegible] : غزل

۹— [illegible] بات چیت

۹—۳ رود ڈب

۱۲—۱ [illegible]ت اور منقبت

۱—۵ [illegible]

کشمیری موسیقی

۲—۱ [illegible] گا تن

۴—۳۰ [illegible] پروگرام

شام

۶—۲ [illegible]

۸—۳ [illegible] : کشمیری موسیقی

۹—۳ [illegible] پروگرام

۱۰— داستان

ہفتہ ۱۵ر فروری

صبح

۷—۴۰ اور ۵۵ ۔۔

غلام حسن صوفی : غزل

۸—۲۱ زعفران زار

۸—۲۵ کاشۂ اول

۹—۰۰ انگریزی بات چیت

۱۱—۳۰ محمد عبداللہ سیناری اور ساتھی

کشمیری موسیقی

۲—۱۰ ڈاکٹر این راجن : وائلن وادن

۲—۳۰ محمد عبداللہ سیناری اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

شام

۶—۱۰ سانی لکۂ ہاتھ

۶—۴۰ راج بیگم : ایک غزل

۸—۳۰ جی. ایچ. صوفی : کشمیری موسیقی

۹—۳۰ بزم شعر

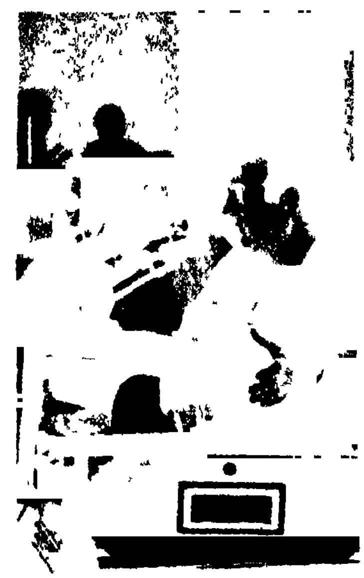




▲ کمل ہنس بال اور پشپا ہنس نے دوگانہ پیش کیا۔
◄ چندر کلا جوشی اور ششی لیکھا سنگھ لوک گیت پیش کرتے ہوئے۔



▲ چندر کلا جوشی لوک گیت پیش کرتے ہوئے۔



▲ چتر سین — غزل سرا

اکاشوانی الٰہ آباد

کی جانب سے گذشتہ دنوں "افکو" فیکٹری پھولپور الٰہ آباد میں لوک وسگم سنگیت کی محفل منعقد کی گئی پیش ہیں اس تقریب کی جھلکیاں۔



▲ کچھ فنکار کورس گیت پیش کرتے ہوئے۔

Regd No D-(C)39
RN No 14253/57

PRICE RUPEE 1.00

AWAZ
1st FEBRUARY 1986

Licensed (U-23) to post without prepayment at PSO New Delhi



▲ سری وی ار گیڈ گل در برا طلاعات ونشریات کا استقبال شری ڈی ٹی روپ وتے چیرمین
لوک کلا اکیڈمی بمبئی نے مدعو سامعین کے روبرو آکاشوانی تھیٹر میں منعقد ایک لوک کلا کی محفل میں کیا۔



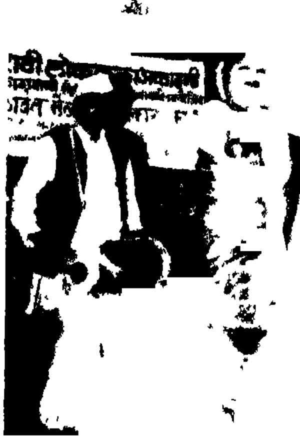
▲ کپل دیو ۔ کیپٹن بھارتی کرکٹ ٹیم (دائیں)
کے ساتھ عبید نیازی آکاشوانی ناگپور کے لیے انٹرویو کرتے ہوئے ۔





▲ آکاشوانی مقابلہ موسیقی ۸۵ کی تقسیم انعامات
کی تقریب منعقد کلکتہ میں وائلن نواز وی جی جوگ
اور دیگر ۔

شری اے آر شنڈے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل آل انڈیا
ریڈیو آکاشوانی نگر کوائل کے اسٹوڈیوز میں ۔





▲ ڈاکٹر ایم ایل نگم، ڈائریکٹر سالار جنگ میوزیم حیدر آباد کے ساتھ ڈاکٹر روی شنکر (بائیں) کی گفتگو ہندی پروگرام میں آکاشوانی حیدرآباد سے نشر ہوئی

▲ لکشمی بائی کولہاپورکر لاونی رقص پیش کرتے ہوئے ۔

Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals PTI Building II floor Sansad Marg New Delhi-110001 Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press Faridabad

آواز

۱۶ سے ۲۸ فروری ۱۹۸۶ء
۲۷ ماگھ سے ۹ پھاگن ۱۹۰۷ شاکا

اشاعت کا ۵۱ واں سال
قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات



امر سورتی

اندھیرے پھر ہیں اندھیرے فریب ہی دیں گے
نہ روشنی کبھی دی ہے نہ روشنی دیں گے

غلط کہ اہلِ حسد موقعِ خوشی دیں گے
غم ایک دور کریں گے تو غم کئی دیں گے

یہ پُر خلوص ہیں وعدے بہار آنے تک
کہاں کے پھول نہ یہ ایک پنکھڑی دیں گے

جو کہہ رہے ہیں بری بات ہے دغا دینا
پڑا جو وقت تو پہلے دغا یہی دیں گے

زمانہ اہلِ محبت کو کیا سمجھتا ہے
یہ وہ دیے ہیں جو بجھ کر بھی روشنی دیں گے

بڑا یقین ہے تمہیں جن کی جاں نثاری پر
کبھی لہو کی نہ وہ ایک بوند بھی دیں گے

دلوں میں جن کے نہ غم ہو نہ ہو سروں میں جنوں
وہ کیا جہاں کو پیامِ زندگی دیں گے

اگر رہے گا نہ یارائے ضبطِ غم باقی
تجھی کو دیں گے ہم آواز جب کبھی دیں گے

بہار ہو کہ خزاں ہو یہ زخم ہیں دل کے
ہر ایک فصل میں دادِ شگفتگی دیں گے

کچھ ایسے آئیں گے پرسانِ حال اے آمر
دلِ شکستہ کو چوٹیں نئی نئی دیں گے

خلیل دھنتیجوی

اب میں راشن کی قطاروں میں نظر آتا ہوں
اپنے کھیتوں سے بچھڑنے کی سزا پاتا ہوں

اتنی مہنگائی! جو بازار سے کچھ لاتا ہوں
اپنے بچوں میں اُسے بانٹتے شرماتا ہوں

ظلم بھی مجھ پہ ہوا مجھ پہ یہ تہمت بھی لگی
میں ہی دنیا میں فسادوں کا جنم داتا ہوں

مجھ کو ڈر ہے کہ ترا بھید نہ کھل جائے کہیں
میری عادت ہے کہ میں نیند میں چلاتا ہوں

زخمی نیندوں کا لہو پونچھنے کی کوشش میں
جاگتے جاگتے تھک جاتا ہوں سو جاتا ہوں

کتنی آنکھوں نے سمیٹا ہے مجھے چن چن کر
لفظ بن بن کے میں کاغذ پہ بکھر جاتا ہوں

خلش بڑودوی

لوگوں کو سیدھی راہ دکھانے لگے تھے ہم
بنجر زمیں میں پھول کھلانے لگے تھے ہم

کیا جانے کس نے پاؤں ہمارے پکڑ لیے
اس زندگی سے بھاگ کے جانے لگے تھے ہم

پھر اک نئی ہوائے جنوں سر میں بھر گئی
قابو کچھ اپنے آپ پہ پانے لگے تھے ہم

اچھا ہوا کہ فرض ہوا خواہشوں کا قتل
سر کس کس کے در پہ جھکانے لگے تھے ہم

یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایک بے وفا ہے یہ
دنیا سے رسم و راہ بڑھانے لگے تھے ہم

اک دن ہماری پیٹھ میں خنجر اتر گیا
ہر شخص کو گلے سے لگانے لگے تھے ہم

بیٹھے ہیں پاؤں توڑ کے اب گھر میں اے خلش
ہر اک کا بوجھ سر پہ اٹھانے لگے تھے ہم

معصوم بڑودوی

جو سنگ پھینکینگے ہم پر پلٹ کر آئے گا
جو شعلہ لپکیگا اپنا ہی گھر جلائے گا

بہار آئے گی ہر پھول مسکرائے گا
مسرتوں کا زمانہ کبھی تو آئے گا

بہایا جائے گا کب تک یہ خونِ انساں کا
نہ جانے کب یہ زمانے کو ہوش آئے گا

چلائی جائے گی کب تک یہ ناؤ کاغذ کی
سفینہ ظلم کا اک روز ڈوب جائے گا

وہ لے رہا ہے جفاؤں کا جائزہ اپنی
سنا ہے میری وفائیں وہ آزمائے گا

جو میرے جسم کے اندر صدائیں دیتا ہے
وہ میرے جسم کے باہر کبھی تو آئے گا

سنو یہ ظلم کا سورج کبھی تو ڈوبے گا
ستارہ امن کا اک روز مسکرائے گا

جہاں نے مجھ کو بھلا بھی دیا اگر معصوم
مرا خلوص زمانے کو یاد آئے گا

عاشق القادری

حرم اور دیر میں کیوں قید اپنی زندگی رکھے
بشر کو چاہیے، ہر سانس وقفِ بندگی رکھے

محبت میں کوئی خواہش اگر دیدار کی رکھے
نظر سے تا نظارہ ایک ربطِ باہمی رکھے

زمانے کو ملا یہ درس حالِ طورِ موسیٰ سے
جو رکھے شوقِ نظارہ وہ تابِ دید بھی رکھے

تجھے اے باغباں زیبا نہیں حد گلستاں میں
کسی سے دوستی رکھے، کسی سے دشمنی رکھے

عروج اللہ دے بھی تو یہی لازم ہے انساں کو
ہمیشہ دل میں اپنے انکسار و عاجزی رکھے

کسی سے دوستی کرنا تو آساں ہے، مگر پہلے
مقامِ دوستی سمجھے، خیالِ دوستی رکھے

سنا ہے شاعری پیغمبری کا جزو ہے عاشق
وہ شاعر ہے جو علمِ ظاہری باطنی رکھے

عزیز قادری

جاؤ اٹھ جاؤ میری بات کو مانو لوگو
میں بُرا ہوں تو میرے پاس نہ بیٹھو لوگو

مجھ کو بس یونہی دو کانوں پہ سجا رکھا ہے
کام کی چیز نہیں ہوں نہ خریدو لوگو

میں اسی شہر کی گلیوں میں پھرا کرتا ہوں
تم بھی کیسے ہو کہاں ڈھونڈ رہے ہو لوگو

خود کو طوفان کی موجوں کے حوالے کر دو
ڈوبنا ہو تو کنارے پہ نہ ڈوبو لوگو

آندھیاں شہر میں جنگل کی اتر آئی ہیں
بند کمروں میں رہو گھر سے نہ نکلو لوگو

میرے سینے میں بھی تم جیسا دھڑکتا دل ہے
آدمی ہوں مجھے پتھر تو نہ سمجھو لوگو

میں تو ذرہ ہوں بھلا میری حقیقت کیا ہے
کوئی چڑھتا ہوا سورج ہو تو پوجو لوگو

میرے چہرے کی لکیروں کو ٹٹولا برسوں
اپنا چہرہ بھی اب آئینے میں دیکھو لوگو

پیار سے دیکھ رہا ہے تمہیں مدت سے عزیز
تم بھی اب اُس کو حقارت سے نہ دیکھو لوگو

اس بار غزلیں احمد آباد سے

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱	شمارہ ۴

۱۶ فروری ۱۹۷۹ء مطابق ۲۷ ماگھ ۱۹۰۰ شاکا

جیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹
ادارت
سراج احمد — ۳۸۲۲۵۴
ہرنبد سنگھ وج

اس شمارے میں

غزلیات

[illegible] نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱
Telegram: 'LISTENER' New Delhi
(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)
اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

ادب میں کون اہم
فرد یا سماج

ڈاکٹر غلام رسول مکرانی

یہ مسئلہ کہ ادب میں فرد کی اہمیت ہوتی ہے یا سماج کی۔ درحقیقت کوئی مسئلہ نہیں اگر یہ امر ہم پر منکشف ہو کہ مہذب دنیا میں فرد اور سماج ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہوتے ہیں۔ ہم جسے سماج کہتے ہیں وہ افراد ہی کی اجتماعی زندگی کا ایک حصار ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ انسان کی زندگی کے دو رخ ہوتے ہیں ایک انفرادی اور دوسرا اجتماعی یا سماج لیکن یہ دونوں رخ ایک دوسرے کے متضاد ہونے کے بجائے ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں۔ اگر ایک طرف انفرادی زندگی سماجی حالات سے متعین ہوتی ہے تو دوسری طرف انسان کی انفرادیت سماج کی اجتماعیت پر اثر انداز ہوتی ہے اور اس کی تزئین و تحسین میں معاون ہوتی ہے۔ دراصل ہر فرد میں جماعت موجود ہوتی ہے اور ہر جماعت میں فرد پوشیدہ ہوتا ہے۔ علامہ اقبال نے اسی حقیقت کی نشاندہی کی تھی جب انھوں نے فرمایا تھا ؎

فرد تا اندر جماعت گم شود قطرۂ وسعت طلب قلزم شود

اب ان باتوں کو ادب کے آئینے میں پرکھیے۔ ادب کو زندگی کا ترجمان کہا جاتا ہے اور اس آئینہ میں انسان کی انفرادی اور سماجی دونوں طرح کی زندگی کی تصویریں ایک دوسرے میں مدغم نظر آتی ہیں۔ لیکن ادب بجائے خود کسی عمل سے دوچار ہوتا ہے اس پر بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ ادب اس وقت معرض وجود میں آیا ہے جب ایک فنکار حسن کاری کے تخلیقی عمل میں سرگرم ہوتا ہے۔ وہ پہلے اپنے تخیل اور وجدان میں مشاہدے اور تجربے کی پروردہ چند جذباتی اور تاثراتی کیفیات کی شیرازہ بندی کرلیتا ہے اور پھر لفظ اور استعارہ کی علامتوں کے ذریعہ حقیقت کو تخلیقی پیراہن میں ملبوس کر دیتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ تخلیقی عمل ایک فنکار کا ذاتی اور انفرادی عمل ہوتا ہے لیکن اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ اس نے جس حقیقت کی تخلیق کی ہے وہ محض ذاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فنکار کی تخلیق اس کے ذاتی کرب یا انفرادی ہیجان پر مبنی ہو مگر اس کا ایسا کوئی بھی فعل خارجی اور سماجی اسباب و علل سے مبرا نہیں ہو سکتا۔ کہنے کے لیے تو فرائڈ اور چند دوسرے ماہرین نفسیات نے فرد کی شخصیت کی تشکیل میں ذاتی اور نفسیاتی کیفیتوں کی بے پناہ اہمیت کو اجاگر کیا تھا اور لاشعور سے جھانکتے ہوئے چور کو فرد کی اصل شخصیت کا بہروپ قرار دیا تھا۔ لیکن کیا خود ایک فرد کی نفسیات خارجی آثار و کیفیات سے متعین نہیں ہو سکتی اور جسے ہم تخیل یا تصور کہتے ہیں کیا اس کا خارجی حقیقتوں سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک مفکر نے کہا تھا:

"Imagination is the reflection of the real"

یعنی تخیل بھی حقیقی دنیا کا ایک عکس ہوتا ہے۔ بہرحال اس بحث سے حاصل کلام یہ ہے کہ ادب کی تخلیق ایک فنکار کا ذاتی فعل سہی، مگر وہ خارجی اور سماجی آثار سے فطری طور پر مربوط ہوتا ہے۔

جیسا میں نے ابتدا میں عرض کیا کہ درحقیقت ایسا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ادب میں صرف فرد یا صرف سماج کی اہمیت ہوتی ہو۔ ادب کی تاریخ شاہد ہے کہ پرانے وقتوں میں جب ایسے مسائل کا کوئی نام تک نہیں جانتا تھا، فنکار اپنے فن کے آبگینے میں ہمیشہ انسانی زندگی کی سچی تصویروں کو اجاگر کر دیتا تھا، یہ زندگی ذاتی اور انفرادی احساسات سے معاشرتی کیفیات تک تمام حقائق کو محیط کرلیتی تھی۔ ذرا غور کیجیے کہ میرؔ اور غالبؔ کے ادوار میں کوئی اس طرح کا مسئلہ تھا؟ لیکن بہرحال ان شاعروں نے انسانی زندگی اور معاشرے کی رنگارنگ کیفیات کی آئینہ داری کی۔ میرؔ نے تو بہت پہلے ہی اپنی شاعری میں فرد اور معاشرے کی طنابیں ملا دی تھیں۔ انھوں نے اپنی شاعری میں دل اور دلی کے مرثیے لکھے تھے۔ اور یہاں دل اگر ان کی انفرادی ذات کا غماز تھا، تو دلی

ان کے معاشرے کی مظہر تھی۔ جب انھوں نے یہ شعر کہا تھا ؎

دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

تو یہاں دل اور دلی گویا ایک ہی حقیقت کے دو نام تھے۔ میر نے اپنی انفرادی ذات کے کرب کی تصویر کشی میں اگر اس طرح کے اشعار کہے ؎

میں کون ہوں اے ہم نفساں سوختہ جاں ہوں
اک آگ میرے دل میں ہے جو شعلہ فشاں ہوں
لایا ہے مرا شوق مجھے پردے کے باہر
میں ورنہ وہی خلوتی راز نہاں ہوں

تو دوسری طرف اپنے سامنے کے بوسیدہ معاشرے اور دلی کے مخصوص حالات کی ترجمانی میں اس طرح کے اشعار کہے ؎

دلی کے نہ تھے کوچے اوراق مصور تھے
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

غالب نے بھی کبھی اپنی انفرادی زندگی کے المیہ کی شناخت اس طرح کرائی ؎

نہ گل نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز
میں ہوں اپنی شکست کی آواز

تو کبھی فرد اور معاشرے کے مابین باہمی روابط پر بلیغ اشارے کیے۔ چنانچہ انھوں نے غم عشق اور غم روزگار دونوں کی سرحدیں آپس میں ملا دیں اور کہا ؎

غم اگرچہ جاں گسل ہے پہ بچیں کہاں کہ دل ہے
غم عشق گر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا

لیکن بہر حال یہ بھی حقیقت ہے کہ مختلف مدرسہ فکر کے متضاد تصورات جب ادب کے شعبہ میں در آئے تو ادب کے تصورات بھی مختلف نظریاتی خانوں میں تقسیم ہو گئے۔ چنانچہ کلاسیکی ادب، رومانوی ادب، ادب لطیف، ادب برائے ادب، ادب برائے زندگی اور پھر فلسفہ وجودیت کی پروردہ جدیدیت جیسے بے شمار زاویہ ہائے نظر سے مختلف ادیب شاعر اور نقاد آراستہ نظر آنے لگے۔ اگر غور کیا جائے تو نظریاتی معرکہ آرائیوں کا یہ سفر دراصل عمل اور رد عمل کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ کلاسیکیت کی راسخ اصول پرستی سے بغاوت کے طور پر رومانویت کی تحریک وجود میں آئی اور اس سلسلے میں پہلی آواز روسو کی تھی جب اس نے کہا تھا:

Man is born free, everywhere he is in chain

چنانچہ اس رومانوی انقلاب کے بعد فنکار نے کھلی ہوا میں سانس لینے کی آزادی حاصل کی۔ ملٹن اور شیکسپیئر کے کلاسیکی ادب طاق نسیاں کے نقش و نگار بن گئے تو رومانوی انقلاب نے شیلی، کیٹس اور ورڈس ورتھ جیسے ماہ پاروں سے ادبی افق کو پر نور کر دیا۔ اردو میں تو یہ تحریک بعد میں آئی اور وہ بھی محض مغربی اثرات کے زیر سایہ لیکن بہر حال سجاد حیدر یلدرم، مہدی افادی، ابو الکلام آزاد وغیرہ کے یہاں یہ رجحانات بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اسی طرح ادب لطیف اور ادب برائے ادب کے نظریات نے ادب کو بے مقصد اور غیر افادی سمجھتے ہوئے اسے صرف فرد کی ذہنی عیاشی اور ذاتی فرحت و مسرت کا وسیلہ قرار دیا۔ والٹر پیٹر، آسکر وائلڈ، سجاد انصاری، سجاد حیدر یلدرم، نیاز فتح پوری، اختر شیرانی اور حجاب امتیاز علی وغیرہ کے یہاں اس رنگ کے گہرے نقوش دیکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس تصور ادب کو زیادہ عمر نہیں ملتی تھی اور ظاہر ہے کہ جو ادب بغیر مقصد اور بغیر اخلاق کے ہو وہ آرٹ اور فن کی اصل فطرت سے منحرف ہوتا ہے۔ علامہ اقبال نے آرٹ اور فن کی اصل فطرت کی ترجمانی کی تھی جب انھوں نے کہا تھا ؎

شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ باد سحر کیا
بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا

جب ادب برائے ادب اور ادب لطیف کا نظریہ مجہولیت اور انفعالیت کی انتہا کو پہنچنے لگا۔ اور جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ سماج کے استحکام میں آلۂ کار بن گیا تو اس کے خلاف بھی شدید رد عمل ہوا۔ کارل مارکس کے اشتراکیت کے فلسفہ نے اس رد عمل پر مہمیز کا کام کیا چنانچہ پھر ادب اشتراکیت اور اجتماعیت کے فروغ میں چراغ راہ کا کام کرنے لگا۔ اب ادب صرف سماجی اقدار اور اشتراکی انقلاب کا ترجمان تھا۔ ادب کے ذریعہ نہ صرف موجودہ زندگی اور سماج کی بدصورتی اور بوسیدگی کو آئینہ دکھایا بلکہ مستقبل کی ایک حسین زندگی کی تعمیر میں بڑا وسیلۂ کار سمجھا گیا۔ اس نظریہ ادب میں انسان ایک فرد اور ایک انفرادی ذات کی حیثیت سے دور دور تک آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اسی نظریہ نے روس میں میکسم گورکی، چیخوف، مائیکل شولوخوف وغیرہ جیسے بڑے فنکار پیدا کیے۔ اردو ادب میں ترقی پسند تحریک نے اس نظریہ کو بے پناہ جلا بخشی۔ پریم چند، کرشن چندر، خواجہ احمد عباس، راجندر سنگھ بیدی کے ناول اور افسانے، فیض، مجاز، ساحر، سردار جعفری، کیفی، مجروح وغیرہ کی شاعری، اور مجنوں، احتشام حسین رضوی، اختر حسین رائے پوری، محمد حسن وغیرہ کی تنقیدیں خصوصیت کے ساتھ ترقی پسند خیالات و افکار کی ترجمان تھیں۔

اور پھر ظاہر ہے کہ وہی ہونا تھا جو اب تک ہوتا چلا آیا تھا یعنی اس نظریہ کی شدت کا بھی شدید رد عمل ہوا اور پھر وہ تصور ادب وجود میں آیا جسے ہم جدیدیت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جدیدیت کی شان نزول پر اگر غور کیا جائے تو یقیناً یہ واضح ہو جائیگا کہ شدید اجتماعیت کے خلاف ایک بغاوت کی تحریک بن کر ابھری۔ ایک بار پھر ادب میں فرد، اس کی ذات اس کا باطن اور اس کی نفسیات تخلیقی عمل یا تخلیقی کرب کا طرۂ امتیاز بن گئے۔ اس نئے ادب میں سماج کی سرحدیں دھندلی لکیروں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔ ادب صرف ایک فرد کی ذات، اس کے روحانی اقدار، اس کی شخصیت کی شکست و ریخت اور اس کے ذہنی انتشار اور کرب کا ترجمان ہوتا ہے۔ وہ فرد جو صنعتی اور مشینی دور کی میکانکی زندگی کے طفیل بھیڑ میں رہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو تنہا اور سماج میں رہتے ہوئے بھی اپنے آپکو اکیلا محسوس کرتا ہے۔

کہنے کو ایک شہر میں اپنا مکان تھا
نفرت کا رہگزار مگر درمیان تھا

ٹی ایس ایلیٹ، ازرا پاونڈ، ن م راشد اور میراجی وغیرہ جنھیں ترقی پسندوں نے فراریت اور مریضانہ انفرادیت کا ترجمان سمجھ کر ناقابل اعتنا سمجھا تھا اب صحیح تصور فن کے امام سمجھے جانے لگے۔ عمیق حنفی، عادل منصوری، شمس الرحمٰن فاروقی، شمیم حنفی، گوپال متل، گوپی چند نارنگ وغیرہ اردو میں جدیدیت کے علمبرداروں میں شامل ہیں۔

اس سارے مباحث کو پیش کرنے کا یہی مقصد تھا کہ ادب میں فرد اور جماعت کے تنازعہ کا مسئلہ صرف نظریاتی تضادات کا پروردہ تھا ورنہ حقیقت وہی ہے جسے ابتدائی سطروں میں واضح کر دیا گیا ہے۔ یعنی ادب انسانی زندگی کا اس کی تمام جہتوں کے ساتھ آئینہ دار ہوتا ہے۔ فرد اور سماج چونکہ ایک دوسرے کے جزو لاینفک ہوتے ہیں اس لیے دونوں میں ضد کے بجائے معاونت کا پہلو کارفرما ہوتا ہے۔ ادب کو بھرپور اور ہمہ گیر ہونے کے لیے دونوں کے صحت مندانہ امتزاج سے پیدا شدہ آفاقی اقدار کا گہوارہ ہونا چاہیئے۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

انور جیپوری

کچھ تشنگیٔ شوق کا منظر نظر تو آئے — خوابوں میں اپنے ایک سمندر نظر تو آئے
تجھ سا جہاں میں کوئی ستمگر نظر تو آئے — مجھ سا بھی جور کا خوگر نظر تو آئے
ہر بات کا جواب خموشی ہے یا نعتی — کچھ آپ کے خیال کا محور نظر تو آئے
سینے میں گر امنڈ رہا خون دل تو کیا — پلکوں پہ اپنے لعل سا گوہر نظر تو آئے
بدلی تری نگاہ تو احساں بھی کر گئی — کچھ پھول داغ نام کے دل پر نظر تو آئے
وہ اک تری نظر غلط انداز ہی سہی — کچھ لمحے تیرگی کے منور نظر تو آئے
اپنی اجاڑ آنکھوں میں کچھ کم کشش نہ تھی — ویرانی بہار کے منظر نظر تو آئے
طوفان اضطراب میں دیتا ہے کون ہاتھ — اس بحر کا کوئی بھی شناور نظر تو آئے
ابر بہاران تو برستے نہیں کبھی — ویسے بگولے باغ میں اکثر نظر تو آئے
اب کچھ ہٹی ہے خیرگی چشم حسن میں — پہلے تمام راہ میں پتھر نظر تو آئے

خوش فہمیوں کے پردے نگہ سے ہٹاؤ تو
بدلا ہوا زمانے کا تیور نظر تو آئے

جعفر زٹلی

ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط

اُردو میں طنزیہ و مزاحیہ شاعری کے خالق شمالی ہند کے بیباک شاعر مرزا محمد جعفر زٹلی (م ۱۱۲۵ھ / ۱۷۱۳ء) اردو ادب کی تاریخ میں جعفر زٹلی کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ ان کے حالات زندگی کا کوئی مکمل ماخذ آج تک دستیاب نہیں ہوا۔ ہاں! چیدہ چیدہ واقعات میر تقی میر کی نکات الشعراء، قائم چاندپوری کی مخزن نکات، لچھمی نرائن شفیق کی چمنستانِ شعراء، تذکرۂ شورش، تذکرۂ میر حسن اور میر قدرت اللہ قاسم کی مجموعہ نغز وغیرہ میں مل جاتے ہیں، جن سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ جعفر زٹلی کے نام سے مشہور تھے اور اپنی ہزل گوئی کی بنا پر 'زٹلی' کہلانے لگے تھے۔ وہ نہایت منہ پھٹ اور شوخ مزاج تھے۔ ان کا وطن نارنول تھا، شورش نے ان کا وطن شاہجہاں آباد بتایا ہے۔ 'روز روشن' میں البتہ یہ لکھا ہے کہ جعفر نے دہلی کو اپنا وطن ثانی بنا لیا تھا۔ جعفر زٹلی کے زمانے کے متعلق بھی اختلافات الآرا پائے جاتے ہیں۔ پھر بھی مختلف واقعات کے حامل ان کے کلیات کے اشعار اور قطعاتِ تاریخ سے ہم کسی حد تک ان کے دورِ حیات کا تعین کر سکتے ہیں۔

تذکروں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جعفر زٹلی کی ہجویہ شاعری اور فحش گوئی سے ان کے معاصر شعراء و شرفاء خوفزدہ رہتے تھے اور ان کی تیز و تند مزاجی، شوخ طینت اور راکژ فون طبیعت سے نالاں تھے، لیکن کارلائل نے ایک جگہ کہا ہے کہ ——

"شرح صدر کے ساتھ ایک بار بھی ہنسنے والا شخص بلا تردد بُرا نہیں کہلا سکتا کیونکہ مسرور دل بُرائی سے خالی ہوتے ہیں۔"

انگریز ادیب تھیکرے نے اپنی کتاب "HUMOUR AND HUMOURISTS" میں اس بات کو اور زیادہ واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

"ظریف آدمی کا دل شفقت و الفت اور رحم و کرم کے جذبات سے معمور ہوتا ہے۔ ایسے ادیب نہایت حساس اور دوسروں کے جذبات کے فہیم ہوتے ہیں۔"

جعفر زٹلی میں یہ تمام خوبیاں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ اس دعوے کی دلیل میں ان کا پورا کلیات پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہ ظریف بھی ہے اور حساس بھی۔ اس لیے ان کے قہقہے آنسوؤں میں بھیگے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ روبہ زوال معاشرے کی حالتِ زار دیکھ کر پیچ و تاب کھاتے ہیں اور اسی نفسیاتی کشیدگی کے زیر اثر زور زور سے قہقہے لگا کر اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں۔ اس واسطے ان کی شاعری میں خندۂ زیر لبی اور غنچۂ نیم شگفتہ کی تبسم ریزی تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ان کی شاعری تو قہقہہ نواز ہے، جو آدمی کو کھلکھلا کر ہنسنے پر مجبور کر دیتی ہے تاکہ اُس کی آنکھوں سے آنسو بہیں، جن میں ندامت بھی ہو اور تاسف بھی۔ ان کی ہنسی میں تڑپ ہے۔ وہ ہنساتے ہیں رُلانے کے لیے، اور رُلاتے ہیں تڑپانے کے لیے۔ اسی طرح زٹلی کی شاعری کو ہم الم انگیز طربیہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

عام طور پر اردو ادب کو مشرقی تہذیب کی میزان پر جانچنے والوں نے ظریفانہ شاعری کو کبھی قابل اعتنا نہیں سمجھا، پھر وہ زٹلی کی ہجو یہ نظمیں ہوں یا سودا یا میر اور ضاحک و مکین کا ضاحکانہ کلام، کیونکہ ہمارے یہاں ظرافت کو اعلیٰ شاعری کا ایک ضمنی پہلو تسلیم کیا گیا ہے، اسے مقصود اصلی نہیں بنایا گیا۔ لیکن یہ بات تمسخر و استہزاء اور رکاکت و پھکڑپن والی شاعری کی حد تک تو بجا کہی جا سکتی ہے کہ اس کا مقصد تضیع اوقات کے سوا کچھ ہے بھی نہیں، البتہ ظرافت میں کسی کے دل کے پھپھولوں کا حال پنہاں ہو، وہ دل سوزی اور جگر کاوی کا مرقع ہو، اس میں معاشرے کی عبرتناک داستان چھپی ہوئی ہو اور "عقل مند" احمقوں کی تذلیل کے بجائے اصلاح کا پہلو غالب ہو تو ایسی ظریفانہ شاعری کو قبول کر لینے میں تامل نہیں ہونا چاہیے۔ ایسی ہی ظرافت کے ذریعہ اسپین کے سروینٹیز نے "ڈان کوکزوٹ" لکھ کر یوروپ کے خدائی فوجداروں کی ہستی مٹا دی تھی۔ والٹیر نے 'پینگلے' اور 'ملٹر نوزیبے' جیسے کرداروں کے ذریعہ فلسفیوں کو نیچا دکھایا تھا اور ارسطو سے اختلاف رکھنے والوں کو تختۂ دار سے نیچے اتارا تھا۔

جعفر زٹلی کی ظریفانہ شاعری ایسے ہی انقلابی اور اصلاحی عناصر اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ وہ بگڑے ہوئے معاشرے کی زبوں حالی، ہلاکت خیزی، تہذیبی پستی، اخلاقی گراوٹ اور سنجیدہ روایات کی ناقدری سے ہونے والے ردعمل کا نتیجہ ہے۔ اسی لیے ان کے لہجے میں کھسیانے پن سے زیادہ جھنجھوڑنے کا احساس ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری سے مسخ شدہ معاشرے کو جھنجھوڑنے کا کام لیا ہے جس کی وجہ سے اس میں بتِ طناز کے لبوں کی شیرینی کے بجائے کسی حکیم حاذق کے نسخۂ کیمیا کی تلخی پائی جاتی ہے، جس کی کڑواہٹ سے ناک بھوں تو چڑھائی جا سکتی ہے مگر تیر بہدف علاج بھی یہی ہے۔ ان کی اسی سچائی، بیباکی، اکڑ فوں اور صاف گوئی نے آخرکار انھیں مقتل تک پہنچا دیا۔ فرخ سیر جیسے جابر و ظالم حکمراں کے نظامِ حکومت پر جب انھوں نے

سکہ زد بر گندم و موٹھ و مٹر
بادشاہِ تسمہ کش فرخ سیر

کہہ کر چوٹ کی تو بادشاہ نے انھیں ۱۷۱۳ء میں قتل کروا دیا۔

زٹلی کی شاعری جسے وہ خود "کوڑا کرکٹ" کہتے ہیں، ان کے دور کی نمائندہ اور تہذیب و معاشرت کی ترجمان ہے چنانچہ اس دور کی طرزِ معاشرت پر چوٹ کستے ہوئے وہ کہتے ہیں۔

گیا اخلاص عالم سے عجب یہ دور آیا ہے
ڈرے سب خلق ظالم سے عجب یہ دور آیا ہے
چغل کرتے پھریں چغلے، بھکل کرتے پھریں بھکلے
دغل کرتے پھریں دغلے عجب یہ دور آیا ہے
خصم کو جورو اللہ مارے، گریباں باپ کا پھاڑے
زنوں سے مرد بھی ہارے عجب یہ دور آیا ہے

"نوکری کے خبط" پر زٹلی کا یہ کرارا طنز بھی ملاحظہ کیجیے۔

ہم نام کو اسوار ہیں روزگار سوں بیزار ہیں
یار و ہمیشہ خوار ہیں یہ نوکری کا خبط ہے
نوکر فدائی خان کے محتاج آدھی نان کے
تابع ہیں بے ایمان کے یہ نوکری کا خبط ہے
دس بیس مجرے میں گئے دس بیس منشی نے لیے
دس بیس میں جھگڑے کیے یہ نوکری کا خبط ہے

جعفر زٹلی شہزادۂ دکن کام بخش کی فوج میں مورچل کے عہدے پر مامور تھے۔ اس کام سے تنگ آکر انھوں نے نوکری چھوڑ دی اور بادشاہ کی ہجو بھی لکھی، لیکن وہ مالی بدحالی میں گرفتار ہو گئے۔ اپنی بپتا سناتے ہوئے وہ خود سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

در بے کسی افتادئی با درد و غم آبادئی
مفلس شدی و دربدر کہہ جعفر اب کیسی بنی
از ہجو آں سلطان خود کردی پریشاں جان خود
درماندۂ بے بال و پر کہہ جعفر اب کیسی بنی
آں دیدنِ شہزادہ کوں آں ساقی و آں بادہ کوں
کردی خطا خود سربسر کہہ جعفر اب کیسی بنی
دل کوں ٹھکانے لاؤ اب کر صبر مت پچھتاؤ اب
ہرگز مگو بارِ دگر کہہ جعفر اب کیسی بنی

جعفر جس معاشرے میں پروان چڑھے تھے اس میں اکھاڑ پچھاڑ، شور و غوغا، لوٹ کھسوٹ، چیخ و پکار اور ہنگامہ آرائی کا بازار گرم تھا اور سنجیدگی فکر مفقود ہوگئی تھی۔ اس کی ابتری کی لفظی تصویر جعفر نے یوں کھینچی ہے۔

صدائے توپ و بندوق است ہر سو
بسر اسباب و صندوق است ہر سو
چھٹا چھٹ و پھٹا پھٹ است ہر سو
کٹا کٹ و لٹا لٹ است ہر سو
ہر جا مار مار و دھاڑ دھاڑ و است
اوچھل چال و تیر و خنجر کٹار است

بھلا ایسے معاشرے کی اصلاح کے لیے سنجیدہ روی اور شیریں کلام کارگر ہو سکتی تھی؟ ذہنوں کے زنگ آلود قفل نرم و نازک الفاظ کی چابیوں سے کھل سکتے تھے؟ وہاں تو دشنام طرازی، ہرزہ گوئی، سب و شتم، یا وہ گوئی اور ہزل و زٹل کے ہتھوڑے ہی موثر ثابت ہوتے۔ زٹل کی ہجویات میں ان کا برجستہ اور بے تکلفی کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اس میں جگہ جگہ طنز کے نشتر بھی ہیں، جن کے کرارے وار سے روح تڑپنے لگتی ہے، غیرت بلبلا اٹھتی ہے اور شرافت و ناموس پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جعفر کی گالیاں بے مزہ نہیں ہوتیں اور ان پر نفرین کے بجائے صدائے آفریں بلند ہوتی ہے۔ جعفر "پورکھسیانے" کا یہ کلام "کپٹ کھوٹ" اور ہوا و حرص سے خالی ہے اس لیے اس میں صداقت کا پہلو غالب ہے اور صداقت تو ہمیشہ کڑوی رہی ہے۔ اسی لیے جعفر کہتے ہیں ۔

جعفر زباں را بند کن | با راستی پیوند کن
دل خستہ را خورسند کن | زیں شیوہ را بہ گزار بہ

(ناگپور سے نشر)

ذاکٹر سید یحییٰ نشیط
کالی (دولت خان)
ضلع ایوت محل ۴۴۵۲۲۶

محفوظ اثر

ہاتھ جب بھی میرا پھولوں کی طرف جاتا ہے
جانے کیوں ببولوں کی طرف جاتا ہے

یوں کھنچے جاتے ہیں لوگ آج گناہوں کی طرف
جیسے بچہ کوئی جھولوں کی طرف جاتا ہے

کچھ تو ملتی تھیں ندامت کی سزائیں اس کو
ٹھوکریں کھا کے جو بھولوں کی طرف جاتا ہے

سوچتا یہ ہوں کہ انجام محبت کیا ہو
ایک دیوانہ بگولوں کی طرف جاتا ہے

پہلے جاتے تھے اصولوں کی طرف لوگ اثر
آج کل کون اصولوں کی طرف جاتا ہے

(ناگپور سے نشر)

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرہ آفاق تصنیفات، رزمیہ ڈراموں، ناولوں اور افسانوں کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی تقاریر کا سلسلہ جو فاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

کیتھی ایمس

سید غلام سمنانی

بیسویں صدی کی تیسری دہائی، امریکی ناول نگاری کی تاریخ میں اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس دوران میں حقیقت پسندی اور فطرت پسندی ہی کو ایک بدلتے ہوئے معاشرے کے اظہار کا فطری وسیلہ تصور کیا گیا، اس ضمن میں جان اشٹائن بک کا نام سرفہرست آتا ہے۔ یہی ایک ایسا ناول نگار ہے جس نے سنجیدہ فطرت پسندی کو بحد وافر وسیلہ اظہار بنایا، اس کی پشت پر کیلی فورنیا کی فطرت پسندی کی روایت ہے جو انسان کی یکی اور اولین فطرت کی حیاتیاتی وضاحت کی خواہش پر مشتمل ہے اور یہ روایت ایک حقیقت پسندانہ فلسفہ کی صورت میں منتج ہوتی ہے، اشٹائن بک کو ۱۹۶۲ء میں اپنی عظیم و جلیل ادبی خدمات کے صلے میں نوبل انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔

۱۹۵۲ء میں اشٹائن بک کا ناول "ایسٹ آف ایڈن" منظر عام پر آیا جو اس کے اسطوری فطرت پسندی کے تصور کا مظہر ہے۔ یہ داستان، کم و بیش انیسویں صدی کے وسط میں شمالی کیلی فورنیا کی سیلی ناس وادی میں جنم لیتی ہے، اس غیر آباد سرزمین نے انسانی زندگی کی ہمہ ہمی سے آشنا ہونا شروع کیا ہے اور یہاں انسانی تخیل و جہد دوبارہ تجربہ کی کسوٹی پر کسے جاتے ہیں، زندگی کے عملی پہلو کو اجاگر کیا جاتا ہے جو اکثر خواب و خیال کے دھندلکوں میں نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور خیر و شر کی باہمی کشاکش و ستیزہ کاری کے چہرے سے نقاب الٹ جاتی ہے ۔۔۔ اس طرح اسٹائن بک خالص حیرت و استعجاب کی کیفیت پیدا کرتا ہے اور اپنے قارئین کی رہنمائی اسطوری معیار و شوکت کی طرف کرتا ہے۔

اسٹائن بک کا یہ ناول "ایسٹ آف ایڈن" جالب توجہ کرداروں سے بھرپور ہے، اس ناول کا مرکزی کردار آدم ٹراسک ہے جو سیلی ناس وادی میں سکونت پذیر ہو جاتا ہے۔ سموئیل ہملٹن ایک عمل اور آزمودہ کار انسان ہے جو ایک پر مشقت زندگی بسر کرتا ہے اور آدم ٹراسک کے ارادوں کو بروئے کار لانے میں اس کی پوری مدد کرتا ہے، پھر اس کا چینی ملازم لی ہے جو ملازم سے زیادہ اس کا دوست اور مشیر ہے اور جو ہر موقعہ پر اپنے تدبر اور فہم و فراست کا ثبوت دیتا ہے لیکن ان میں جو کردار خیرہ کن حد تک، اپنی عجیب و غریب خصوصیات کی وجہ سے جاذب نظر ہے وہ کیتھی ایمس کا ہے جس کا تعارف اس ناول کے آٹھویں باب میں ایک عجیب الخلقت کردار کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم خود کیتھی کے بارے میں کوئی رائے قائم کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کے متعلق خود اشٹائن بک کے ردعمل سے بھی باخبر ہو جائیں جو اس کے تعلق سے چند تعارفی جملے کچھ اس انداز میں تحریر کرتا ہے :

"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ دوسروں سے بالکل مختلف ہے چنانچہ جب کبھی بھی اس سے کوئی ایسا عمل صادر ہوتا ہے جو اس کے جبلی میلانات سے بنا ہوا ہوتا ہے تو اس کی اپنی کائنات درہم برہم ہو جاتی ہے۔ ماضی میں کیتھی جیسی لڑکیوں کے بارے میں سوچا جاتا تھا کہ ان میں کوئی بدروح حلول کر گئی ہے اور پھر اس بدروح سے نجات پانے کیلئے اس پر کچھ عمل کیے جاتے تھے، اگر اس میں ناکامی ہوتی تھی تو انسانیت کی فلاح کے پیش نظر اس کو نذر آتش کر دیا جاتا تھا، لیکن کیتھی پر فطرت نے ایک نقاب ڈال رکھی ہے اس کے چہرے پہ بلا کی معصومیت ہے اسکے بال سنہرے اور خوبصورت ہیں، اس کی

> نیلی آنکھوں میں ایک سحر انگیز کشش ہے، وہ غنچہ دہنی کی جملہ صفات کی حامل ہے۔ حسن و نزاکت کی ان جملہ خصوصیات کے باوجود اس کا جسم مجموعی اعتبار سے ایک لڑکے کے جسم کا تاثر پیش کرتا ہے، اس کا وجود دیکھنے والوں میں ایک اضطراب انگیز کیفیت پیدا کر دیتا ہے لیکن بیزاری کی حد تک نہیں، وہ دیکھنے والوں کے اندر خواہش بار دگر پیدا کر دیتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مذکورہ اقتباس میں کیتھی سے متعلق خود اسٹائن بک کے تاثرات کو اجمالاً پیش کیا گیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس ناول میں کیتھی کے تعلق سے واقعات کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ مذکورہ تاثرات کی حرف بہ حرف تصدیق کرتی ہیں اور ہم خود کو شک و یقین کے دوراہے پر پانے لگتے ہیں، وہ اپنی ذہنی و روحانی ساخت اور جبلت کے اعتبار سے بدہیت اور کریہہ النظر ہے حسن ظاہر، حسن باطن کو مستلزم نہیں، اس کا انحصار اعضاء و جوارح کے تناسب و توازن اور خوبصورتی و رعنائی پر نہیں بلکہ وہ اپنی غذا ضمیر کی پاکیزگی اور تقدس سے حاصل کرتا ہے شفقت و مرحمت مدارات و تواضع، فکر صالح، عمل خیر، ہمدردی و دلسوزی ایسے عناصر ہیں جو حسن باطن کی تعمیر کرتے ہیں کیتھی کا کردار ان تمام اقدار سے بالکل محروم و عاری ہے اور اس کے یہاں ان کی تلافی کی کوشش و کاوش کا بھی فقدان ہے، اس کا اپنا فلسفہ و فکر اس کو کسی طرح کی اصلاح و تبدیلی کی اجازت نہیں دیتا، وہ اپنے نفس کی غلام ہے جو اس کو در بدر کوبہ کو اور شہر بہ شہر لیے پھرتا ہے۔

"ایسٹ آف ایڈن" میں اس کے کردار کے چار پہلوؤں کو ابھارا گیا ہے — ایک پہلو لڑکی کا ہے، دوسرا پہلو بیوی کا، تیسرا پہلو ماں کا اور چوتھا پہلو (اگر اس کو کردار کا کوئی مثبت پہلو کہا جا سکتا ہے) قحبہ کا — اول الذکر تینوں پہلو اس کو ایک نفرت انگیز شخصیت بنا دیتے ہیں، نہ وہ ایک اطاعت شعار لڑکی ہے، نہ وفادار بیوی اور نہ شفیق ماں۔ قحبہ گری، جنسی آوارگی اور ہوسناکی میں وہ یقیناً کامیاب رہی لیکن کیا یہ کوئی ایسی قابل تعریف بات ہے جس پر فخر کیا جائے؟ اس ناول میں آپ کے سامنے جو تلخ حقائق آتے ہیں ان کی روشنی میں آپ کیتھی کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟ اس کے کسی بھی عمل سے آپ کے دل کے کسی بھی گوشے میں اس کے لیے ہمدردی کی رمق پیدا ہوتی ہے؟ دراصل کیتھی جیسے کردار ایک بہت بڑا نفسیاتی مسئلہ ہوتے ہیں، ان کا پورا وجود شر اور تخریب کے عناصر سے ترکیب پاتا ہے، اُن کے ضمیر کی آواز ان کی ہوسناکی اور جرائم پیشگی کے غوغائے دستاخیز میں مدھم ہی نہیں بلکہ گم ہو جاتی ہے، ان کی قوت تمیزی جو ہر شخص میں قدرت کی طرف سے خیر و شر میں تفریق کرنے کی غرض سے ودیعت ہوتی ہے ان کے معصیت کوشانہ اعمال کی طاقت کے سامنے بے بس ہو کر دم توڑ دیتی ہے، وہ ہر اس چیز سے بغاوت کرنے پر تل جاتے ہیں جو ان کی راہ میں حائل ہوتی ہے چنانچہ کیتھی کے معاملہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے والدین کو بھی نہیں بخشتی اور پورے طور پر انھیں تباہ کر دیتی ہے۔

تاریخ کا کوئی دور اور معاشرہ انسانی کا کوئی گروہ بھی ایسے کرداروں سے خالی نہیں۔ اس اعتبار سے اسٹائن بک نے کیتھی کے کردار کو تخلیق کر کے چند ایسے مسائل کو ابھارا ہے جن کا حل اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ہر زمانہ میں ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش مختلف پیمانوں پر اور مختلف طریقوں سے کی گئی لیکن کوئی دور اور انسانی معاشرہ کا کوئی گروہ اس سلسلہ میں مجرد فوز و کامرانی کا دعویٰ کرنے سے قاصر ہے۔ تاریخ ایسی کوئی مثال پیش نہیں کرتی۔

مزید یہ کہ کوئی بھی عمل ہو ہم اس کا پس منظر تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی بنیادیں اس پس منظر میں ڈھونڈتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک درخت اصل سے محروم ہو کر نشو و نما حاصل کرے لیکن ہم یہ فراموش کر جاتے ہیں کہ کچھ اعمال ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا کوئی پس منظر نہیں ہوتا لیکن وہ صادر ہوتے ہیں اور رہیں ان کے صدور پر کوئی قدرت بھی حاصل نہیں ہوتی۔ کیتھی کے سلسلہ میں بھی ہمیں کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جسے ہم اس کے اعمال و افعال کے جواز کے طور پر پیش کریں۔ اس کی پرورش بھی ایسے ماحول میں نہیں ہوئی۔ پھر جس زمانے میں اس کا وجود ہوا وہ اخلاقی قدروں کی شکست و ریخت کا زمانہ بھی نہیں، اس دور میں تمدن و ثقافت اس منزل پر نہیں پہنچے تھے جس پر آج ہیں۔ ان تمام چیزوں کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا کردار خیر کے عنصر سے بالکل عاری ہے، نہ اس میں بیٹی جیسی اطاعت ہے، نہ بیوی جیسی وفاداری، نہ ماں جیسی شفقت اور نہ عام انسانوں جیسی ہمدردی و دلسوزی۔ لیکن آخر میں اس کی خودکشی اس کی شکست بن کر اس کی ساری سرگرمیوں اور سرگشتگیوں کا ازالہ کر دیتی ہے۔ وہ خود غرض بھی ہے اور اپنے اغراض و مقاصد کو حاصل کرنے کی خاطر ہر جائز و ناجائز طریقہ استعمال کرتی ہے، دولت و اقتدار کی ہوس نے اس کو جذبہ خیر و صلاح سے یکسر محروم کر دیا ہے۔ وہ اپنے قحبہ خانہ کے اراکین پر خواہ وہ مرد ہوں یا عورت بڑے آمرانہ انداز میں حکومت کرتی ہے اور ذرا سے اختلاف کو بھی برداشت نہیں کر پاتی۔ ایجل کا معاملہ اس کی اس فطرت کا واضح ثبوت ہے۔ خودکشی سے قبل وہ اپنے ملازم خاص جو کا بھی بندوبست کر جاتی ہے۔

ماں یا جذبۂ امومت کو عورت کی سب سے بڑی کمزوری قرار دیا گیا ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ سنگدل سے سنگدل عورت اس منزل میں آ کر موم کی طرح پگھل جاتی ہے، اس کا انداز فکر بدل جاتا ہے۔ اس کے میلانات و رجحانات تغیر پذیر ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی شخصیت کے بعض اہم پہلوؤں کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتی، وہ اپنی انفرادیت بھی کھو دیتی ہے، وہ اپنی کوکھ اور گود کے پلے ہوؤں کے لیے سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے — کیتھی اس معیار پر بھی پوری نہیں اترتی بلکہ بری طرح ناکام ہوتی ہے۔ اٹھارہ سال کا عرصہ گزر جاتا ہے اور اس میں ایک بار بھی اپنے بچوں سے ملنے یا ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی خواہش یا تمنا بیدار نہیں ہوتی۔ اسکا یہی رویہ ہے جس سے مجبور ہو کر اس کا اپنا لڑکا ہارون جس کو وہ اپنے بعد اپنی ساری املاک کا وارث قرار دیتی ہے، فوج میں بھرتی ہو کر اپنی جان دیدیتا ہے۔ اپنے شوہر آدم ٹراسک کی زندگی خراب کرنے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ —

آغاز سے لے کر انجام تک تفصیلی جائزہ لے ڈالئے۔ آپ کسی ایک موقعہ پر بھی کیتھی کے اندر اپنے افعال و اعمال کی طرف سے احساس شرمندگی و ندامت کا اظہار نہ پائیں گے۔ اس کے بالمقابل آدم ٹراسک اخلاقی اقدار کے اعتبار سے ہمیں ایک کوہ پیکر، قد آور اور بلند و بالا انسان نظر آتا ہے۔

کیا کیتھی کا کردار عجیب الخلقت نہیں؟ کیا اس کے رگ و ریشہ میں شیطنت نہیں بھری ہوئی ہے؟ کیا وہ کسی بدروح سے کسی اعتبار سے بھی کم ہے اور کیا وہ خلاصۂ شر نہیں؟

(اردو سروس نشر)

سید غلام سمنانی
شعبۂ انگریزی، ذاکر حسین کالج (ایوننگ)
اجمیری گیٹ - دہلی

مظفر حنفی

سانس کی ہر آمد و شد، نشتروں کی دھار جیسی
پھر وہی دن بیستوں سا، رات پھر تلوار جیسی

پھول تک آنے سے پہلے، خشک ہو جاتی ہے شبنم
صبح کی ٹھنڈی ہوا میں، ہر کلی بیمار جیسی

ایک ستارہ سا وہ ٹوٹا پھر کہیں سینے کے اندر
اور سرہانے کھڑی ہے چاندنی غمخوار جیسی

ہر طرف پھولوں کے پودے سر جھکائے ہیں ادب سے
سرو بالا بے ثمر ہے، تمکنت سردار جیسی

کچھ ہمارا ہاتھ بھی ہے انجمن کی دلکشی میں
ہے ہماری سربلندی تاج کے مینار جیسی

یاد بس اتنا رہا ہے، شہد جیسے چھن رہا ہو
ہونٹ جھلمل جگنوؤں سے، گفتگو جھنکار جیسی

دل کی آنکھوں سے مظفرؔ دیکھئے دلّی کی گلیاں
شہر بھر میں خستگی ہے میرؔ کے اشعار جیسی

عشرت کرتپوری

کیا ضروری ہے کہ ہر وقت سفر میں رہئے
کم سے کم رات میں تو اپنے ہی گھر میں رہئے

پیار اپنوں کا مٹا دیتا ہے انساں کا وجود
زندہ رہنا ہے تو غیروں کی نظر میں رہئے

دیکھ لیجئے کسی جیب میں پتھر تو نہیں
پھر بڑے شوق سے شیشے کے نگر میں رہئے

خشک آنکھوں کے حسیں خواب سے بہتر تو یہی
اشک بن جایئے اور دیدۂ تر میں رہئے

لوگ ہر بات کو جلدی سے بھلا دیتے ہیں
مصلحت یہ ہے کہ ہر وقت خبر میں رہئے

جانے کب کون سخی پیار کی دولت دے جائے
آس کی طرح کسی راہ گزر میں رہئے

عمر بھر کے لیے فرقت تو گوارا ہے مگر
اتنی خواہش ہے کہ بس میری نظر میں رہئے

(اُردو سروس سے)

رامائن کی مثالی خواتین

ڈاکٹر ماجدہ اسد

راماین ہندی ادب کے بھگتی دور کی ایک عظیم کتاب ہے۔ تلسی داس نے رام چرت مانس لکھا۔ یہی تصنیف آگے چل کر تلسی داس کی رامائن کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کہانی کو سنسکرت میں بالمیکی نے بھی لکھا تھا۔ اس کی رامائن بالمیکی رامائن کہلائی۔ علاقائی زبانوں میں بھی یہ کہانی لکھی گئی۔ آدھیاتم رامائن اور کرتواس رامائن وغیرہ کی بھی ایک لمبی روایت رہی ہے۔

تلسی داس نے اپنی اس رامائن کا مرکز رام چندر کی مشہور کہانی کو بنایا۔ رام چندر جی کی پیدائش ان کا بچپن، وشوامتر کے ساتھ تعلیم کے لیے جنگل جانا وہاں راکشسوں کو مارنا۔ راجہ جنک کی واٹکا میں پہنچنا۔ سیتا سے ملاقات، سیتا سوئمبر، دھنش توڑنا، سیتا سے شادی، اس کے بعد بن باس ہو جانا۔ چترکوٹ میں رہنا۔ وہاں ان سے ملنے بھرت اور دوسرے لوگوں کا آنا۔ راون کا سیتا کو چرا کرلے جانا۔ رام اور راون کی لڑائی، لڑائی میں رام کی فتح۔ راون کا مارا جانا۔ رام کے بن باس کا عرصہ پورا ہونا واپس لوٹ کر اجودھیا آنا۔ پھر سیتا کا امتحان وغیرہ سارے اہم واقعات کو تلسی داس نے بہت خوبصورتی کے ساتھ رامائن میں نظم کیا ہے۔

تلسی داس نے بڑے فن کے ساتھ کرداروں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے۔ تقریباً بتیس کردار ہیں جن میں سے کچھ کردار بہت اہم اور مثالی آدرش کردار ہیں۔ رام بھرت ہنومان، دشرتھ، وشوامتر وغیرہ اشخاص مثالی خصوصیات کے مالک ہیں۔ سیتا، کوشلیا، سمترا، مندودری، انوسویا، ارملا کیکئی، منتھرا وغیرہ نسائی کردار ہیں۔ ان میں سے کون سی خاتون مثالی ہے کون سی مثالی نہیں، یہ کہنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ ہر خاتون اپنے طبقہ کی نمائندگی اس طرح کرتی ہے کہ مثالی بن جاتی ہے اور ساتھ ہی اپنی ذاتی اور انفرادی خصوصیات بھی رکھتی ہے۔ مثال کے طور پر منتھرا اور کیکئی کو برے کرداروں میں گنا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی وجہ سے ہی رام چندر جی بن کو گئے اور راجہ دشرتھ نے صدمہ سے وفات پائی۔ لیکن اگر ذرا سی فراخدلی سے دیکھا جائے اور عورت کی فطرت کے ساتھ ان کی خصوصیات کو جوڑا جائے تو یہ کردار بھی بہت فطری لگنے لگتے ہیں۔ کیکئی راجہ دشرتھ کی فرمانبردار اور اطاعت شعار بیوی ہیں۔ اپنی ذہانت کی وجہ سے راجہ کے ساتھ میدان جنگ میں جاتی ہیں۔ اپنی عقلمندی سے راجہ کا دل جیت لیتی ہیں اور راجہ انھیں دو وچن دیدیتے ہیں۔ لیکن منتھرا کے بھڑکانے پر وہ کوپ بھون میں چلی جاتی ہیں اپنے دونوں وچن راجہ دشرتھ سے پورے کرا لیتی ہیں۔ رام چندر جی کو بن باس اور بھرت کو حکومت مل جاتی ہے۔

منتھرا کا کردار بہت اہم اس لیے ہے کہ اس کے کہنے کی وجہ سے کیکئی وچن مانگ بیٹھتی ہیں اور تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ جس کو تخت شاہی ملنا تھا، اسے چودہ سال جنگل میں بسر کرنے پڑتے ہیں۔ اور یہ صدمہ برداشت نہ کرنے کی وجہ سے دشرتھ کا انتقال ہو جاتا ہے۔ بھرت جو اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ حکومت کے مالک بن جاتے ہیں۔ اس طرح منتھرا کے کردار سے کئی کردار متاثر ہوتے ہیں اس کے کردار میں اپنے طبقہ کی زبردست نمائندگی ہے۔ نوکروں کی لگائی بجھائی سے خاندانوں میں تفرقہ اور پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ منتھرا یہ کام بڑی خوبی کے ساتھ کرتی ہے۔ ساتھ ہی وہ بے لوث وفادار خدمت گزار ہوشیار اور موقع شناس کنیز بھی ہے۔ کیکئی کو بہت خوبصورتی سے بھڑکاتی ہے اور ایسا بھرپور وار کرتی ہے کہ کیکئی ان کی بات ماننے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔

کو نرپ ہوئی ہم ہی کا ہانی
چیری چھانڈکن ہوب کہ رانی

اس طرح کہانی ایک نیا موڑ لے لیتی ہے۔ ہم چاہیں انھیں مثالی خواتین نہ کہیں، لیکن ان کی اہمیت سے انکار نہیں کرسکتے۔ رامائن میں سمترا اور کوشلیا دونوں مثالی خواتین ہیں، آدرش مائیں ہیں۔ وہ سب بچوں کا یکساں خیال رکھتی ہیں۔ کوشلیا نے بھرت سے ہمیشہ اسی طرح پیار کیا جس طرح وہ رام سے کرتی تھیں۔ یہی حال سمترا کا بھی تھا۔ وہ بھی بچوں سے بہت پیار کرتیں ساتھ ہی آپس میں ان کا برتاؤ ایک دوسرے کے ساتھ بہت اچھا تھا۔ وہ سوتنوں کی طرح کبھی آپس میں نہیں لڑیں۔

لکشمن کی بیوی ارملا بھی رامائن کی مثالی خاتون ہیں۔ انھوں نے لکشمن کی جدائی کے چودہ سال خاموشی سے گزار دیے اور ایک مثالی بہو کی طرح اپنی ساسوں کی خدمت کرتی رہیں۔ اپنی زبان پر ایک حرف شکایت بھی نہیں لائیں۔ نہ ہی انھوں نے سیتا کی طرح بن جانے کی ضد کی۔ اگر وہ چاہتیں تو وہ بھی رو دھو کر سیتا کی طرح ضد کر کے بن کو جا سکتی تھیں۔ لیکن وہ جانتی تھیں کہ اگر میں بن چلی گئی تو لکشمن، رام اور سیتا کی خدمت پوری توجہ خیال اور فرمانبرداری سے نہیں کرسکیں گے۔ اس لیے انھوں نے بہت ضبط و تحمل اور برداشت سے کام لیا۔ اور بن جانے کا نام تک نہیں لیا۔

انسویا کے کردار کو رامائن کا آدرش کردار مانا جاتا ہے۔ لیکن ان کا ذکر بہت کم آیا ہے اس لیے انھیں سب سے عظیم کردار نہیں کہا جا سکتا۔ یہی بات مندودری کے بارے میں بھی ہے۔ اس کا ذکر بھی آیا ہے لیکن زیادہ نہیں۔ یہ راون کی بیوی تھیں انھیں بھی مثالی خاتون کہا جا سکتا ہے۔

تلسی داس نے رامائن کے اور کرداروں میں جہاں جان ڈال دی ہے وہیں سیتا کے کردار کو بہت عقیدت اور جذبۂ محبت کے ساتھ ابھارا ہے۔ ان کے کردار کے بہت سے پہلو اجاگر کیے ہیں۔ رام چندر کو وہ اوتار کے ساتھ انسان کامل۔ مریادا پرشوتم مانتے تھے۔ یعنی مردوں میں سب سے اعلیٰ اور قابل عزت اور با اصول شخص۔ سیتا ان کی بیوی تھیں۔ اس لئے انکی ذات بھی بہت سی خصوصیات کی مالک تھی۔ ان میں اور رام چندر جی میں شادی سے پہلے جو کشش تھی اسے وہ 'پریت پراتن لکھئی نہ کوئی' یعنی پرانا پریم جنم جنم کا اور پہلے سے چلا آتا ہوا پریم مانتے ہیں۔ رام کو دیکھ کر یہ جذبۂ محبت اور بیدار ہو گیا تھا لیکن وہاں مسئلہ تھا۔ دھنش کے ٹوٹنے کا کبھی وہ رام کے دبلے نازک جسم کو دیکھتی تو کبھی دھنش کو اور انھیں افسوس ہوتا کہ انکے باپ نے ایسی ضد کیوں ٹھان لی۔ لیکن اس وقت بھی انھیں شرم و لحاظ پاس رہتا۔ کوئی ان کی آنکھ کے آنسوؤں کو نہ دیکھ لے۔ اس لیے سیتا جی اپنی آواز کو منہ میں اس طرح بند کر لیتی ہیں جیسے رات ہونے پر بھونرا کمل کے پھول میں بند ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے آنسوؤں کو اس طرح روک لیتی ہیں جیسے کوئی کنجوس آدمی اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سونے کو۔

اپنے ہاتھ میں جے مالا لیے ہوئے سیتا اپنی سہیلیوں کے بیچ اس طرح لگ رہی ہیں جیسے حسن کے درمیان حسنِ اعلیٰ و برتر ان کے کمل جیسے ہاتھ میں جے مالا ایسی لگ رہی ہے مانو حسن نے دنیا کو جیت لیا ہے۔

شادی کے بعد سیتا ایک فرمانبردار بہو کی طرح سسرال میں رہتی ہے خاندانی عظمت اور وقار کا خیال انھیں ہمیشہ رہتا ہے رام کے بن باس ملنے پر وہ اطاعت شعار بیوی کی طرح محلوں کے عیش و آرام کو چھوڑ کر رام کے ساتھ جانے پر اصرار کرتی ہیں۔ شوہر اور بیوی کے تعلقات ان کی نظر میں اس طرح ہیں

जिय बिनु देह
नदी बिनु वारी तैसिअ नाथ पुरुष बिन
नारी

سیتا کو رام سے اتنی عقیدت ہے کہ وہ ان کے پیروں کے نشان پر اپنے پیر نہیں رکھتیں بلکہ ان کو بچا کر بیچ بیچ میں پیر رکھ کر چلتی ہیں۔ رام کو وہ چکوری کی طرح دیکھ کر خوش ہوتی ہیں۔ وہ بن باسیوں میں بالکل گھل مل کر رہتی ہیں۔ لکشمن کا بیحد خیال رکھتی ہیں۔ چترکوٹ میں راجہ جنک کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں محبت سے آنسو آجاتے ہیں۔ اس وقت راجہ جنک کہتے ہیں۔

पुत्रि पकित किम कुल दोऊ

تم نے دونوں خاندانوں کو عزت بخشی۔ وہ بن میں بھی اپنے ماں باپ سے زیادہ ساس کی خدمت کا خیال رکھتی ہیں۔ اس فرمانبرداری سے سیتا کے ماں باپ دونوں بہت خوش ہوتے ہیں۔ راجہ دشرتھ بھی سیتا سے بہو کی طرح نہیں بلکہ بیٹی کی طرح محبت کرتے تھے سیتا رامائن کی مثالی خاتون ہیں اہم درجہ رکھتی ہیں اور گوناگوں خصوصیات کی مالک ہیں۔ (اردو سروس سے)

تعلیم بالغان

ڈاکٹر اشفاق احمد اعظمی

تعلیم بالغان کی اسکیم کا مقصد ایسے بالغ ناخواندہ افراد کو تعلیم دینا ہے جو بچپن میں اپنی غریبی لاپرواہی یا کسی دوسری وجہ سے پڑھ لکھ نہ سکے ہوں۔ ایسے ان پڑھ لوگوں کو بچوں کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنا اچھا نہیں معلوم ہوتا کیونکہ ان بچوں میں ان کے چھوٹے بھائی بھتیجے، لڑکے اور لڑکیاں بھی پڑھتے ہیں۔ انھیں ہر وقت یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں ان کے سامنے ان کی سبکی یا بے عزتی نہ ہو۔ کلاس میں کسی سوال کا جواب ان کے بچے دیدیں اور وہ نہ دے سکیں۔ حیات اللہ انصاری صاحب کے خیال میں پندرہ سال یا اس سے زیادہ عمر کے ان پڑھ افراد کو اس زمرے میں شامل کیا جا سکتا ہے، جن کو تعلیم دینا اس اسکیم کے تحت آتا ہے۔

ہندوستان میں تعلیم بالغان کی اسکیم بہت قدیم ہے۔ شروع میں اس کا تجربہ بہار میں جزوی طور پر کیا گیا۔ بہار میں ۱۹۲۸ء میں اس تعلیم کا تجربہ کیا گیا لیکن یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک نہیں چل سکا اس کے بعد پھر یہ اسکیم شروع کی گئی۔ سرکار نے دس کروڑ ان پڑھ بالغ افراد کو پڑھانے کا پروگرام بنایا اس کو ملکی سطح پر جاری رکھنے کی کوشش کی لیکن اس سے زیادہ بھرپور طریقے پر بعد میں سرکار نے اس اسکیم کو پھر جاری کیا اور اس پر کافی روپئے خرچ کر رہی ہے۔ ہمیشہ کے مقابلے میں یہ اسکیم ملکی سطح پر زیادہ کامیاب بھی ہے۔ اس مرتبہ اس بات کی پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ ملک میں کوئی بھی بالغ فرد ان پڑھ نہ رہ جائے۔ یہاں کے عوام میں خاص کر تعلیم یافتہ لوگوں میں اس کی اہمیت کا احساس کافی بیدار معلوم ہوتا ہے۔ یہی اس کی کامیابی کی علامت ہے۔ اسی لیے اس موقع پر مختصراً اس کی اہمیت سے بحث کی جا رہی ہے۔

تعلیم کی اہمیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ تعلیم سے سماج اور معاشرہ میں فرد کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ معاشرہ بھی قابل قدر بن جاتا ہے۔ تعلیم بالغان کی اہمیت اس لیے اہم ہے کہ بالغ ان پڑھ لوگوں کو خواندہ بنانے کی اتنی موثر کوئی دوسری تدبیر نہیں ہے، اس کے ذریعہ ملک کے عوام کو عزت، وقار دینے کا بڑے پیمانے پر انتظام کیا جا سکتا ہے اور یہاں کے معاشرہ میں تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد اس حد تک بڑھائی جا سکتی ہے کہ دنیا کی نظر میں یہ اہمیت حاصل کر سکے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی فرد مذہب میں دلچسپی رکھتا ہے تو تعلیم سے اس کے اندر صحیح مذہبی شعور پیدا کیا جا سکتا ہے تعلیم سے اس کے اندر اچھے اور خراب کی تمیز پیدا ہوتی ہے، وہ برائیوں سے بچ سکتا ہے اور اچھی چیزیں سیکھ سکتا ہے۔ اس طرح نیک بندہ بن کر خدا کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ شاید اسی لیے شیخ سعدیؒ نے علم کی تعریف میں کہا ہے ؎

پے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

تعلیم بالغان کی کامیاب تحریک کے ذریعہ ملک میں تعلیم یافتہ افراد کی تعداد میں غیر معمولی طور پر اضافہ کیا جا سکتا ہے بلکہ اگر لوگ اس پر پوری طرح کمر بستہ ہو جائیں تو پورا ملک صد فی صد تعلیم یافتہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں تعلیم یافتوں کی تعداد آج بھی افسوسناک حد تک کم ہے۔ جس سے دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کے سامنے ہمیں شرم محسوس ہوتی ہے اور ہمارے اندر ایک طرح کا احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے۔ ہماری خود اعتمادی متاثر ہوتی ہے۔ ہمارے ملک کے مقابلے میں سو فیصد خواندگی ہے۔ تعلیم بالغان ہی ایک ایسا وسیلہ ہے جس سے ملک کی اس جہالت کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ اور اپنے وطن عزیز کو بھی اس لائق بنایا جا سکتا ہے کہ دوسرے ملکوں کے سامنے اپنا سر اٹھا کر چل سکے۔

تعلیمی اسکیم کے ذریعہ ملک کے عوام کو اس قابل بنایا جا سکتا ہے کہ وہ ہندوستان کے جمہوری نظام کو کامیابی کے ساتھ چلانے میں معاون بن سکیں۔ پڑھ کر عوام اپنی ذمہ داریوں اور اپنے حقوق سے صحیح طور پر آگاہ ہو سکتے ہیں۔ اور جب تک ان کے اندر ان چیزوں کا صحیح شعور پیدا نہیں ہوتا جمہوریت کی برکتوں سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور نہ اس کی اہمیت کا انھیں صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ عوام کی جہالت جمہوریت کے لیے زہر کے مصداق ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بغیر ان چیزوں کے شعور کے عوام کے اندر اپنے ملک کی ترقی کے لیے جہد مسلسل کا صحیح شوق بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔

ان پڑھ عوام کے اندر ملک اور اپنے نجی مسائل کو سمجھنے کی صحیح صلاحیت بھی نہیں پیدا ہو سکتی ہے۔ تعلیم انھیں ان مسائل کو سمجھنے کے لائق بنا سکتی ہے وہ اپنے علم کی روشنی میں آسانی سے ان کے حل کی تلاش بھی کر سکتے ہیں۔ تعلیم بالغان کے ذریعہ ملک کی ایک بڑی آبادی کو اس لائق بنایا جا سکتا ہے کہ وہ ان مسائل پر غور و فکر کر سکے۔ اور اس قسم کی جو صلاحیتیں ان کے اندر موجود ہوتی ہیں اس میں نکھار آ سکے۔ ان پڑھ افراد میں بھی بہت سے لوگ اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہو سکتے ہیں۔ تعلیم نہ ہونے کے سبب وہ انھیں مناسب طور پر استعمال نہیں کر سکتے۔ اس اسکیم کے ذریعہ عوام میں بڑے پیمانے پر صلاحیتوں کو بیدار کیا جا سکتا ہے اور ان کو ایک مناسب سمت میں موڑا جا سکتا ہے۔ ملک میں جو بھی خرابیاں ہیں ان میں سے بیشتر کے سوتے اسی کے بطن سے پھوٹتے ہیں۔ اگر عوام صحیح طور پر اور بڑی تعداد میں پڑھ لکھ جائیں تو ان خرابیوں کی حقیقت ان پر واضح ہو سکتی ہے۔ اور ان کو دور کرنے کے وہ قابل بھی ہو سکتے ہیں جس سے ملک میں ترقی کی نئی راہیں کھل سکتی ہیں اور ملک پائیدار اور مضبوط بنیادوں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔

لیکن تعلیم بالغان کی اہمیت کو حاصل کرنے کے لیے اس کو جمہوری اور سیکولر انداز میں ملک کے اندر بڑے پیمانے پر چلانے کی ضرورت ہے۔ جب تک محنت اور دیانتداری سے اس کو نہیں چلایا جاتا اس سے پورا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بے ایمانی، دھوکہ، فریب، ہوس پرستی، خود غرضی تمام برائیاں مناسب تعلیم کی کمی اور جہالت کی پیداوار ہوتی ہیں۔ اس لیے اس اسکیم کے ذریعہ حرف شناسی کے ساتھ ساتھ ان پڑھ عوام کو آسان اور سلیس زبان میں ایسے سود مند اور مفید اصولوں اور طریقوں اور زندگی کے نظریوں کو بھی پڑھانے کی ضرورت ہے جو ان خرابیوں کی جڑوں کو کاٹ سکیں۔ تعلیم بالغان کا جو ملک میں تجربہ ہو رہا ہے اس کے لیے جو نصاب تیار کیا جا رہا ہے ان کو اسی روشنی میں تیار کرنا چاہیئے کہ جو بات کہی جا رہی ہو وہ واضح ہو اور اچھے مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکے۔ اس طرح اس اسکیم کے ذریعہ ملک کا سماج اور معاشرہ صالح بن سکتا ہے۔ اور اس سے ملک میں ترقی، پائیداری اور یکجہتی کو حاصل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ تعلیم بالغان کی اس اسکیم کو کامیاب بنائے بغیر ملک کے روشن مستقبل کی امید نہیں کی جا سکتی جو ہمارا نصب العین ہے، ہم اکیسویں صدی کی ابتدا تک اپنے وطن کو ترقی پذیر ملک کے بجائے ترقی یافتہ ملک کی منزل تک پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایک سنہرا خواب دیکھ رہے ہیں لیکن اس کی اتنی ہی خوبصورت تعبیر کے لیے ہمیں اس اسکیم کو کامیاب بنانے میں تن من دھن سے لگ جانا ہوگا۔ بغیر اس کے ہمارا یہ خواب اپنی مکمل صورت میں ظاہر نہ ہو سکے گا۔

اس اسکیم کی اصل اہمیت کا عوامی سطح پر احساس دلانے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے اخباروں اور رسالوں میں

برابر لکھا جانا چاہیے۔ اس کی اہمیت، اس کی رفتار، اس کے طور طریقے اور اس کی کامیابی اور ناکامیابی کے متعلق برابر خبریں شائع ہونی چاہیے۔ بحث و مباحثہ ہونا چاہئے اور مضامین لکھتے رہنا چاہئے۔ تاکہ اس کی مکمل تصویر ہمیشہ ہماری آنکھوں کے سامنے رہے۔ جیسا کہ کہا گیا کہ ملک میں عرصہ سے یہ اسکیم چل رہی ہے لیکن اس کا انداز اور بہتر ہونا چاہئے۔ اس کو اپنی ذاتی آمدنی، شہرت اور نام و نمود کے بجائے قومی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں ملک و قوم کی فلاح و بہبود کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ جہاں جہاں اس تعلیم کا سلسلہ قائم ہے اس کی برابر دیکھ بھال کرتے رہنا چاہئے اور بیچ بیچ میں سیمینار اور کانفرنس بھی کرتے رہنا چاہئے تاکہ اس کو انجام دینے والوں اور اس کو چلانے والوں کو نئے نئے طریقے بھی معلوم ہوتے رہیں اور ان کا شوق بھی کم ہونے کے بجائے بڑھتا رہے۔ یہ بہت بڑا کام ہے اور اس کے لیے بہت بڑی قربانی اور محنت اور جدوجہد کی ضرورت ہے، اس میں ایمانداری اور جفاکشی کے علاوہ اعلیٰ صلاحیتوں اور سائنسی طریقہ کار کو بھی کامیابی کے ساتھ برتنا چاہئے۔ اس سلسلے میں ہماری تمام کوششیں ملک اور قوم کی بھلائی کے لیے ہونی چاہئے بغیر اسکے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ اس سلسلے میں بہت سے اداروں اور حلقوں کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ ان مرکزوں میں ہندی اور اردو میں ایسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں کہ طالب علم بہت جلد پڑھنا لکھنا سیکھ جاتا ہے۔ مگر ایسی مثالیں ملک میں بڑے پیمانے پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر بہت سے تعلیمی مرکز اور ادارے اس ضمن میں ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں تو اس اسکیم کی کامیابی میں شک کی کوئی بھی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

اس طرح ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک کیلئے بالغوں کی تعلیم کی اہمیت اور ضرورت مسلمہ ہے۔ یہ وقت کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس کے ذریعہ ملک کے ہر طبقے اور فرقے کے ایک بڑے حصے کو خواندہ بنایا جاسکتا ہے۔ ملک میں جو پچھڑے ہوئے لوگ ہیں ان کو اس اسکیم سے دُہرا فائدہ ہے جس کی طرف ڈاکٹر عبدالمغنی نے اپنے مقالہ میں اشارہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک تو جو تعلیم وہ اپنی غریبی سے حاصل نہ کرسکے تھے اسے اس طرح آسانی سے حاصل کرسکیں گے۔ دوسرے یہ کہ تعلیم سے آراستہ ہوکر انہیں حکومت کی بہتیری فلاحی اسکیموں کی ضروری تفصیلات اور ان سے فائدہ اٹھانے کا علم ہوگا۔ پھر تعلیم یافتہ آبادی اپنے مسائل کے حل کرنے کے لیے زیادہ باشعور، منظم اور متحرک ہوسکتی ہے۔ دوسروں کے ارادوں کو سمجھ سکتی ہے اور اپنی باتیں موثر انداز میں انھیں سمجھا سکتی ہے۔ یہی ایک اسکیم جس کے ذریعہ ہندوستان کی ناخواندگی ہمیشہ کے لیے ختم کی جاسکتی ہے۔ ہمارا ملک دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہے اور سیکولر اصولوں پر قائم ہے۔ اس اسکیم کے ذریعہ اس میں اور بھی جان پیدا کی جاسکتی ہے اور اس کو اور بھی سنوارا اور نکھارا جاسکتا ہے۔

اس اسکیم سے علاقائی زبانوں کے علاوہ اردو زبان کو بھی فائدے حاصل ہوسکتے ہیں۔ اس طرح تعلیم بالغاں کے ذریعہ پورے ملک کو بیدار کیا جاسکتا ہے اور جدید اور ترقی یافتہ بنایا جاسکتا ہے۔ بغیر اس کے ملک میں مکمل ترقی نہیں ہوسکتی۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

ڈاکٹر اشفاق احمد اعظمی
لیکچرار اردو شبلی نیشنل پی جی کالج
اعظم گڑھ (یوپی)

ہائے پچھتائے بہت صدارت کرکے

رشید قریشی

جلسوں کی صدارت سے مجھے کیا سروکار۔ مجھے تو بس جلسوں میں شریک ہونے کا شوق ہے اور یہ بھی ملازمت سے سبکدوش ہو جانے کے بعد سے ہوا ہے۔ اسکا قصہ یہ ہے کہ وظیفہ لے کر گھر بیٹھ گیا تو دن تو ٹوٹ پوٹ میں گزر جاتا لیکن شام پتھر کی طرح سر پر دھری رہتی۔ ایک شام میں اپنے ایک ہم جماعت پروفیسر کی مزاج پرسی کے لیے گھر سے نکلا تو راستے میں "اردو کنج" کے معتمد صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ یہ "اردو کنج" ایک بہت بڑا ہال ہے، اور اس کی خصوصیات یہ ہے کہ یہاں شادیوں کی تقریبیں نہ ہوں تو تعزیتی جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ لیکن معتمد صاحب بہت کاروباری آدمی ہیں، انھیں نہ دولھا دلہن سے کوئی ہمدردی ہے نہ مرحومین سے واسطہ۔ ان کو صرف اپنے حلوہ مانڈے کی فکر رہتی ہے۔ معتمد صاحب نے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملایا اور کہنے لگے "جناب اردو کنج کا اپنے پڑوسی پر حق ہے۔ آپ اپنی شامیں ادھر ادھر کیوں ضائع کرتے ہیں، اردو کنج آجایئے، اپنے ہی جیسے پختہ ذہن حاضرین سے ملئے۔ شام دلچسپ گزرے گی۔ مستقبل روشن ہو جائے گا۔" میں نے اخلاقاً وعدہ کرلیا تو وہ پوچھ بیٹھے "اب آپ کے ارادے کہاں کے ہیں؟" میں نے جواب دیا "میں نے اپنے ایک ہم جماعت پروفیسر کی مزاج پرسی کے لیے جارہا ہوں۔ آئندہ کبھی یاد کرلیجئے۔ حاضر ہو جاؤں گا۔" انھوں نے ہاتھ پکڑ لیا "اجی آپ بھی غضب کرتے ہیں۔ ان کا تو انتقال ہوگیا۔ آج اردو کنج میں انہی کا تعزیتی جلسہ ہے۔ چلئے چلئے۔ کلیم کلامی صاحب صدارت کر رہے ہیں، اور اپنا تازہ تعزیتی کلام سنانے والے ہیں"۔ میں سناٹے میں آگیا۔ عمر کے کس حصہ میں آگئے کہ مزاج پرسی سے پہلے چل نکلنا پڑتا ہے۔ چلو مزاج پرسی نہ سہی اپنے ساتھی کی یاد کو آنسوؤں کا نذرانہ ہی دیدیں۔ اردو کنج میں میں نے معتمد صاحب کو دیکھا، اور معتمد صاحب نے مجھے . . . وہاں کوئی تیسرا تھا ہی نہیں۔ کچھ دیر بعد ہال میں ایک کھانسی داخل ہوئی۔ چھچھوندر نام کی ایک آتشبازی ہوتی ہے جس کو سلگا کر پھینک دیں تو وہ سُر سُر سُر چکر کھاتی پھرتی ہے۔ اس کھانسی کا رویہ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ کھانسی کا زور ٹوٹا تو صاحبِ کھانسی اندر آئے۔ ہانپتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گئے ارے یہ تو نامدار خاں وظیفہ یاب انجنیئر ہیں۔ ان سے بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ ایک ہاتھ میں لکڑی تھامے اور دوسرا ہاتھ ایک لڑکی کے کاندھے پر رکھے . . کون . . ؟ . . . بابر ہمایوں وظیفہ یاب تحصیلدار . . . آنکھیں جواب دے گئی ہیں لیکن ادبی معروفیتوں کا چسکا پڑگیا ہے۔ اسی اہتمام سے ہر جلسہ میں شریک ہوتے ہیں۔ جلسہ کا وقت ہوگیا تو معتمد صاحب میرے پاس آئے۔ "جناب جلسہ کا وقت ہوگیا ہے۔ جن کو آنا تھا وہ تو آگئے۔ بس ایک صدر صاحب کا انتظار ہے۔ شاعر آدمی ہیں، ان کا انتظار فضول ہے۔ اب آپ ہی زحمت کیجئے۔" معتمد صاحب کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ "میں سمجھا نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟" معتمد صاحب نے مجھے کرسی سے اٹھایا "جناب آپ کے مرحوم ہم جماعت کا تعزیتی جلسہ ہے۔ اس کی صدارت کے لیے آپ سے زیادہ موزوں کون ہوسکتا ہے؟" میں نے گھبراہٹ کے لہجہ میں کہا "معتمد صاحب میں نے آج تک کسی جلسہ کی صدارت نہیں کی اور یہ تو تعزیتی جلسہ ہے۔ مجھے نہیں معلوم صدر کو کیا کرنا ہوتا ہے۔" جواب ملا "صدر کو کچھ بھی کرنا نہیں پڑتا صرف صدارت کرنا پڑتی ہے بشر

نشیں پر۔ بیچوں و بیچ کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور آنکھیں بند کرلیں لیکن زیادہ دیر نہیں، ورنہ ایک جلسہ میں دو تعزیتوں کی گنجائش نکالنی پڑے گی۔ بس کچھ دیر آنکھیں بند۔ پھر آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں۔ معتمد کو اشارہ سے اپنے نزدیک بلایا اور سرگوشی میں اس سے پوچھ لیا۔ یہاں ایمرجنسی ٹائیلٹ زیادہ دور تو نہیں۔ معتمد کا جواب سن کر آپ ہلکے سے مسکرائے اور سامنے کی دیوار کو تکنے لگے۔ وہاں ایک کیلنڈر لگا ہے جس پر ایک دوشیزہ کی تصویر ہے جس کے سر پر گھڑا ہے۔ گھڑے میں سے پانی دوشیزہ کے جسم پر گر رہا ہے۔ آپ یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ گھڑا کس لیے پھوڑا۔ اور پتہ چلائیں گے کہ یہ دوشیزہ آخر کب تک اسی طرح بھیگتی کھڑی رہے گی۔ آپ اسی تحقیق میں مصروف رہیں گے... باقی سب میں دیکھ لوں گا...."

میں نے کہا "دیوار تو مجھے نظر آرہی ہے۔ لیکن کیلنڈر کہاں ہے؟" معتمد صاحب نے کہا "اب آپ پہلے کیلنڈر کو دریافت کریں گے اس کے بعد لڑکی کو اور پھر گھڑے کو... اور ظاہر ہے کہ اس اثنا میں جلسہ ختم ہوجائیگا۔" میں نے پوچھا۔ "صدر کو کچھ کہنا تو نہیں پڑے گا؟" معتمد صاحب نے ڈھارس بندھائی "کہنا تو چاہئے... اور آپ اگر تیار ہوں تو کچھ کہہ بھی ڈالئے۔" میں نے کہا "میں تو اس کے لیے بالکل خالی الذہن ہوں.." معتمد صاحب نے سمجھایا "یہ تو اور بھی اچھی بات ہے... تعزیتی جلسہ ہے، جب میں آپ کو مخاطب کروں گا.. تو کھڑے ہوکر دستی اپنی آنکھوں پر رکھ لیجئے اور پہلے آہستہ اور پھر دوڑتے ہوئے شہ نشیں کے اندرونی دروازے سے باہر نکل جائیے۔" میں نے معتمد صاحب کی بات مان لی... اور شہ نشیں پر کرسی صدارت سنبھال لی۔

معتمد صاحب نے جلسہ کی کارروائی شروع کی۔ پہلے نامدار خاں انجینئر کو پکارا اور ان کے بارے میں اتنا کچھ کہا کہ کوئی باہر والا سنے تو سمجھے وہی مرحوم ہیں۔ نامدار خاں کے بعد بابر ہمایوں کا نام ہونٹوں تک آیا ہی تھا کہ ایک صاحب دندناتے ہوئے اندر آئے اور میری کرسی کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ معتمد صاحب نے اعلان کیا "حاضرین کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اس جلسہ کے حقیقی صدر جناب کلیم کلامی صاحب تشریف لاچکے ہیں اور اب جلسہ کی کارروائی دوبارہ باقاعدہ طور پر شروع ہوگی۔" معتمد صاحب میرے پاس آئے.. "جناب خواہ مخواہ آپ کو تکلیف ہوئی، اب آپ اٹھ جائیے۔" میں اٹھنے لگا تو محسوس ہوا، نچلا دھڑ اوپر کے جسم سے علیحدہ ہوگیا ہے۔ اور اگرچہ میں اپنے اوپری حصہ جسم کے ساتھ کرسی سے اٹھ گیا ہوں... لیکن نچلا دھڑ بدستور کرسی صدارت ہی سے چپکا ہوا ہے۔ معتمد صاحب نے سہارا دے کر مجھے کرسی سے اٹھایا اور باہر لا چھوڑا۔

صدارت کے اس تلخ تجربہ کے بعد اصولاً تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ میں اس خیال سے ہمیشہ کے لیے روگرداں ہوجاتا لیکن تیر نیم کش کی طرح، ایک خلش دل میں پیوست ہوگئی کہ ایک صدارت تو ضرور انجام دوں گا۔ کہتے ہیں عمر کے آخری حصے میں تین آرزوئیں ضرور پوری کی جاتی ہیں، میرے حق میں یہ پہلی آرزو تھی اور یہ اس طرح پوری ہوئی۔ وہی اردو گنج کے معتمد صاحب میرے گھر آئے ادھر ادھر کی باتوں کے بعد کہنے لگے۔ "آپ کو کچھ خبر ہے، جناب قارون صاحب کا انتقال ہوگیا ہے..." میں نے پوچھا "یہ بزرگ کون تھے؟" جواب ملا "آپ بھی خوب ہیں آپ کے گھر سے میرا گھر انہی کا ہے محلے کے سارے مچھروں کے ماں باپ وہی مانے جاتے ہیں، اور آپ انھیں نہیں جانتے۔" میرا منہ کھل گیا تو انھوں نے سمجھایا "ان کا بھینسوں کا کاروبار تھا... اسقدر رحمدل اور محتاط بھینس پرور آدمی کہ کسی بھینس کو کبھی معلوم نہ ہوسکا کہ اس کے دودھ میں پانی ملایا جاتا ہے۔"

"ٹھیک ہے لیکن میں کیا کروں۔" معتمد صاحب صوفہ پر دراز ہوگئے۔ "اجی جناب آپ کو کرنا کچھ نہیں ہے۔ صرف مائکروفون کا کرایہ ادا کرنا ہے اور صدارت کرنا... جتنی دیر چاہے صدارت کرنا... اور اکیلے ہی اکیلے..." میں نے سوالیہ نظریں اٹھائیں تو انھوں نے تفصیلات بتائیں۔ "یہ جلسہ قارون خاں صاحب کا تعزیتی جلسہ ہے... صدارت آپ کی ہے۔ وہی اپنے نامدار خاں اور بابر ہمایوں تقریریں کریں گے.. اور آپ..." میں بگھر گیا "یعنی جناب، جس شخص سے میں واقف نہیں اس کے بارے میں میں تقریر نہیں کروں گا۔" معتمد صاحب نے ایک اور صورت نکالی "تو مت کیجئے تقریر، قرارداد تعزیت ہی پڑھ دیجئے۔" میں راضی ہوگیا۔ لیکن احتیاطاً دریافت کرلیا "یہ قرارداد تعزیت کون مرتب کرے گا؟" معتمد صاحب نے کہا "اس خدمت کے لیے بندہ حاضر ہے۔ نمونہ کی قرارداد موجود ہے۔ اس میں صرف نام بدلنا ہوگا..." میں نے یہ بھی پوچھ لیا "میکروفون کا کیا کرایہ ہوگا؟" معتمد صاحب نے کہا "زیادہ نہیں صرف دوسو روپے" میں مطمئن ہوگیا۔ یہ خیال بھی کوندکر رہ گیا کہ پھولوں کے ہاروں کی قیمت بھی پوچھ لی جائے لیکن یاد آگیا، ان پھولوں پر صدر کا نہیں مرحوم کا حق ہے۔ اِدھر اُدھر دیکھ کر معتمد صاحب نے دبی زبان میں کہا "اور میرا نذرانہ پانچ سو روپے۔" "یہ کیوں؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔ اس کا جواب تھا.. "مٹی سے کمہار برتن بناتا ہے تو اپنے ہنر کی قیمت مانگتا ہے۔" میں نے ہنستے ہنستے کہا "اگر میں نہ دوں تو..." معتمد صاحب نے دھمکی آمیز لہجہ میں جواب دیا "جو حق تلفی کرتا ہے وہ پچھتانے والا ہوتا ہے۔" یہ بات یہیں آئی گئی ہوگئی۔

جلسۂ تعزیت میں حسب دستور نامدار خاں اور بابر ہمایوں آگئے تو مجھے کرسی صدارت پر بٹھایا گیا۔ تعزیتی تقریریں شروع ہوگئیں اور میں کیلنڈر کو گھورنے لگ گیا۔ تقریریں ختم ہوئیں تو معتمد صاحب نے اعلان کیا "اب جناب صدر قرارداد تعزیت پڑھیں گے...."

میں کھڑا ہوگیا۔ قرارداد تعزیت کو ایک بار زیر لب پڑھ لینے کے بعد میں نے حاضرین پر نظر ڈالی تو وہاں نہ نامدار خاں تھے نہ بابر ہمایوں، نہ لڑکی نہ لڑکی۔ دو تین ہی لوگ بیٹھے نظر آئے۔ میں نے بہ آواز بلند کہا "حاضرین! اب میں قرارداد تعزیت پڑھتا ہوں، آپ لوگ احتراماً کھڑے ہوجائیں۔" ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے پکار کر کہا "ہم نہیں اٹھتے۔" میں نے درخواست کی معزز حاضرین آپ سے میری گذارش ہے کہ آپ قرارداد تعزیت کھڑے ہوکر سماعت کریں۔" تیز لہجہ میں جواب ملا۔ "ہم سماعت کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم میکروفون والے ہیں.. کرایہ کے لیے بیٹھے ہیں اور بیٹھے رہیں گے۔" میں قرارداد تعزیت پڑھنے لگا:

"یہ جلسہ قارون خاں مرحوم کی بے وقت موت پر اپنے دلی رنج و ملال کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم جب تک زندہ رہے، زندوں کی طرح زندہ رہے اور انتقال بھی ہوگیا تو محسوس ہوتا ہے وہ زندہ ہی ہیں کیونکہ بھینسوں کی غلاظت سے پیدا ہونے والے مچھر... روزانہ یاد دلاتے رہتے ہیں کہ وہ قارون خاں کو زندہ جاوید بنانے والے ہیں... کاش! مرحوم زندہ رہتے اور ان کے پسماندہ مچھر مرجاتے۔ یہ جلسہ مرحوم کی چوتھی بیوہ سے بھی اپنی پوری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور ان کے سوگ میں اس طرح شریک ہوتا ہے کہ صدر جلسہ خود یہ قرارداد تعزیت ان کی خدمت میں پیش کریں گے۔"

قرارداد تعزیت ختم کرکے میں نے میکروفون والوں کو رخصت کیا اور معتمد صاحب کو ڈھونڈنے لگا، وہ پوسٹ بکس کی آڑ میں کھڑے مل گئے۔ میں ان کے ساتھ قارون خاں مرحوم کے گھر پہنچا۔ ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی تو اندر بلایا گیا۔ معتمد صاحب کو دیکھتا ہوں تو وہ مجھے تنہا چھوڑ کر کہیں گھس گئے تھے۔ بار بار کے بلاوے پر میں گھر میں داخل ہوا، دالان میں ایک برقعہ پوش خاتون بیٹھی نظر آئیں۔ میں نے ان کے آگے سر جھکایا اور قرارداد تعزیت پڑھنے لگا۔ قرارداد تعزیت ختم ہوگئی تو میں نے عینک کے شیشے صاف کئے آنکھیں پونچھیں اور ایک لمبی ٹھنڈی سانس بھری۔ برقعہ کے اندر سے کھل کھل ہنسی اڑی۔ "جی میں وہ نہیں ہوں۔ بیوہ بیگم اندر ہیں۔ ٹھہریئے میں انھیں بھیجتی ہوں۔" کچھ دیر بعد ایک سوگوار بیگم صاحبہ آئیں... اور میرے سامنے سر جھکائے خاموش بیٹھ گئیں۔ میں نے دیکھا ان کے دونوں ہاتھوں میں سات سات سونے کی چوڑیاں تھیں اور آنکھوں میں کاجل کی موٹی لکیر... سوگ ان کی ایک ایک ادا سے ٹپکی پڑتی تھی میں پھر قرارداد تعزیت پڑھنے لگا۔ مچھروں کے ذکر پر وہ چیخ اٹھیں "ایسی کچھ نہ کہئے۔ وہی تو خاں صاحب کی نشانیاں ہیں وہ ڈستے ہیں تو خاں صاحب یاد آتے ہیں..." آنکھوں کے ساتھ ساتھ انھوں نے ناک بھی صاف کی... اور مجھے اندازہ ہوا کہ آنسوؤں کا ایک تازہ ریلا آنے کو ہے اور وہ میرے شانے کا سہارا چاہتی ہیں۔ مجھ پر بھی رقت طاری تھی، لیکن عاقبت کا خیال آیا تو میں نے دروازہ کا رخ کیا۔ دروازہ بند تھا۔ باہر سے.. یقیناً یہ معتمد صاحب کی کارستانی تھی۔ میں دروازہ پیٹنے لگا معتمد صاحب کو پکارنے لگا۔ لیکن دروازہ نہیں کھلا۔ بدحواس ہوکر میں اپنا سر دروازے سے ٹکرانے لگا.. ٹکرانے لگا اور ٹکراتے ٹکراتے بے ہوش ہوگیا۔ آج تک بے ہوش ہوں۔

(حیدرآباد سے نشر)

یادوں کی برات

اعزاز افضل

داستان نگاری جھوٹ کو سچ بنانے کا فن ہے۔ متقدمین اس فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی کی فضا اس فن کے لیے سازگار تھی۔ اردو کی جتنی داستانیں جس آب و ہوا میں پروان چڑھیں وہ بیسویں صدی کی آب و ہوا سے قطعی مختلف تھیں۔ سوانح نگاری بھی غالباً تاریخ نویسی ہی ہے۔ اور خود نوشت سوانح بھی۔ سچ بولو، سچے کہلاؤ، کے اصول پر بوں طرح ایمان نہیں رکھتے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ سچ بولنے سے یہ فن جھوٹا دکھائی دینے لگتا ہے۔ جھوٹ کی آمیزش کے بغیر یہ ایک ایسا سونا ہے جس کو زیور بننے کی سعادت نصیب نہ ہوئی۔ 'یادوں کی برات' جوش ملیح آبادی کی آپ بیتی ہے۔ آپ بیتی کو جگ بیتی بنانے کا ہنر کچھ جوش ہی کو آتا تھا۔ مگر میر نے اپنا وسیلۂ اظہار شعر کو ٹھہرایا تھا۔ جوش نے نثر کا سہارا لیا ہے۔ سچ نہ میر بولتے تھے نہ جوش۔ بولتے تو فن جھوٹا قرار پاتا۔ 'یادوں کی برات' کا مطالعہ کرتے وقت اس نکتے کو ملحوظ رکھنا چاہیئے "میں کبھی قوتِ حافظہ کا مالک نہیں رہا" جن حضرات نے جوش کو مشاعرہ پڑھتے دیکھا ہے انھیں مرحوم کے اس جملے کو سچ ماننے میں تامل ہوگا۔ حافظہ قوی نہ ہو تو سینکڑوں اشعار نوکِ زبان نہیں رہتے۔ خاکساری برتنا بھی ہماری تہذیب کا ایک حصہ ہے اور جوش کو ہماری تہذیب کی نمائندگی کا شرف حاصل رہا ہے۔ یہ نہ بھولنا چاہیئے۔

"چھہتر برس کی پہاڑی زندگی کا احاطہ کرنا بچوں کا کھیل نہیں" اس جملے کی صداقت سے کون انکار کرے گا؟

"میری زندگی کے چار بنیادی میلانات ہیں۔ شعر گوئی، عشق بازی، علم طلبی اور انسان دوستی" راوی کہتے ہیں کہ جوش کا یہ جملہ بھی مبنی بر صداقت ہے۔

"اور خوب کان کھول کر یہ بھی سن لیجئے کہ عشق کا عقاب اڑتا ہے قیس و فرہاد کے سروں پر اور محبتِ انسانی کا قرآن نازل ہوتا ہے رحمت اللعالمین کے دھڑکتے دل پر"

"جب کسی مفلس کے گھر کے چولھے میں آگ روشن نہیں ہوتی، میرے سینے سے دھواں اٹھنے لگتا ہے"

"جب کسی یتیم کی پسلیاں نکلی نظر آتی ہیں، میرے پہلو میں خود اپنی ہڈیاں چبھنے لگتی ہیں۔"

صوفی کثرت سے وحدت کی طرف جاتے ہیں۔ جوش وحدت سے کثرت کی طرف آتے ہیں۔ بڑا دشوار گزار سفر تھا جوش کا۔

"میرے خاندان میں بچوں کی تاریخ ولادت درج کرنے کا رواج ہی نہیں تھا۔ البتہ میری دادی جان نے، جو خاندان کی مورخ تھیں، مجھ سے میری ولادت کا جو سن بتایا تھا وہ سن عیسوی کے حساب سے ۱۸۹۶ء تھا یا ۱۸۹۸ء یہ بھی یاد نہیں رہا۔ بہرحال اپنی عمر کو دو برس بڑھا دینے میں نقصان ہی کیا ہے۔ اس لیے آپ یہ سمجھ لیں کہ میں ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوا تھا — (دو برس اور بوڑھا ہو گیا، ہو جانے دیجئے — جوتی کی نوک سے)۔"

جوش کا یہ بیان محقق حضرات کے لیے ایک چیلنج ہے۔

ع کون ہوتا ہے حریفِ مے مرد افگنِ عشق

"ارے میں اپنی بسم اللہ کا حال لکھنا تو بھول ہی گیا، اس سے پہلے ہی آنا چاہیئے تھا۔ خیر، اب سن لیجئے، ذرا سی بات تو ہے ہی — اس موقع پر کیا کیا رسمیں ہوئی تھیں بالتفصیل یاد نہیں ہیں۔ بس اسی قدر خیال ہے کہ کم عمری میں میری بسم اللہ ہوئی تھی۔ چاندی کی تھالی میں سونے کی دوات، سونے کے خول کا قلم، اور قرآن میرے سامنے رکھا گیا تھا۔ اور میرے والد کے معلم مولوی نیاز علی خاں نے مجھ سے کہا تھا میاں صاحبزادے کہئے "بسم اللہ"۔ اس کے بعد حاضرین کے گلوں میں ہار ڈالے گئے تھے اور مٹھائی تقسیم کی گئی تھی —"

چاندی کی تھالی اور سونے کی دوات نہ ہوتی تو جوش کیوں لکھتے یادوں کی برات۔ مرثیہ نثر میں بھی لکھا جاتا ہے اور جوش کی یہ آپ بیتی دراصل ایک طویل مرثیہ ہے اپنی شکستہ ذات اور اپنی گمشدہ کائنات کا۔

"جو اب تک مجھ کو مومن سمجھ رہا ہے، وہ اپنے حسنِ ظن سے دست بردار ہو جائے اور جس کے نزدیک میں خدا کا منکر، یعنی لفظ خدا کے لامحدود معنی کا منکر ہوں، وہ بھی اپنے سوئے ظن سے توبہ کر لے کہ میرا دین خیابانِ ذہنِ انسانی کی تمنا کے رنگ و بو، حصولِ علم و فقدانِ جہل کی آرزو، اور محرکِ اولین کی مسلسل جستجو کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔"

"اے ایمان والو! تمہارے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے، اور میرا گھر بھائیں بھائیں کر رہا ہے۔ مجھ کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھو، یہ موقع تو ہے ترس کھانے کا۔"

افسوس کہ اربابِ دین و دانش جوش پر ترس نہ کھا سکے۔ حفیظ جالندھری سے بھی ہم مشربی کا حق ادا نہ ہو سکا۔

"ان کا وجود ہندستان کا افتخار، ایشیا کا وقار اور عالمِ انسانیت کا اعتبار تھا، اور وہ اس عام اجسام کے ایک ذی حیات تاج محل تھے، جس کو شامِ اودھ کی ملاحت اور صبحِ بنارس کی صباحت نے الٰہ آباد کے معنی خیز سنگم پر گنگا جمنی چھینیوں سے تراش کر تعمیر کیا تھا۔"

یہ پنڈت جواہر لال نہرو کی تصویر ہے اب ذرا فراق کی صورت بھی دیکھتے چلئے۔

"جو شخص یہ تسلیم نہیں کرتا کہ فراق کی عظیم شخصیت ہندستان کے ماتھے کا ٹیکہ، اردو زبان کی آبرو، اور شاعری کی مانگ کا صندل ہے، وہ خدا کی قسم کورِ مادرزاد ہے۔"

زندہ باد فراق — پائندہ باد فراق

ڈاکٹر عبدالحق نے ایک بار لکھا تھا کہ جب میں زبان بھولنے لگتا ہوں تو باغ و بہار کا مطالعہ شروع کر دیتا ہوں۔ بابائے اردو کے یہ الفاظ باغ و بہار کی طرزِ تحریر پر ایک بھرپور تبصرے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ 'یادوں کی برات' بیسویں صدی کی باغ و بہار ہے۔ اس کی شانِ انشاء، سوانحی ادب میں ایک انفرادی حیثیت کی حامل ہے۔ لفظوں کی صحت اور ان کی جائے استعمال پر کوئی بحث 'یادوں کی برات' کا حوالہ دیئے بغیر نامکمل رہے گی۔ جوش کو زبان و بیان پر جو خلاقانہ قدرت حاصل تھی، 'یادوں کی برات' اس کی منہ بولتی تصویر ہے۔

'یادوں کی برات'، ایک داستان ہے۔ قہقہوں اور آنسوؤں کی، داستان گو خاموش ہو جائے گا۔ داستان بولتی رہے گی۔

کلکتہ سے نشر

اعزاز افضل
۹۸، لوور چیت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

کتابی بیوی

شین مظفرپوری

یہ حیرت انگیز نکتہ بہت کم شوہروں کے علم میں ہوگا کہ بیوی سے محبت کرنا بھی ایک فن ہے جسکا شمار فنون لطیفہ میں ہونا چاہیے۔ کسی پر دل آجائے تو اس سے محبت کرنے کے لیے محض زبان سے کام چل سکتا ہے کہ یہ معاملہ سیدھا سادا اور پارٹ ٹائم کا ہوتا ہے۔ اور اکثر حالات میں مفت کا بھی ہوتا ہے۔ لیکن بیوی چیزے دیگر ہوا کرتی ہے۔ کتابوں میں جس عورت کو اسرار و معانی کا گنجینہ قرار دیا گیا ہے وہ عورت بیوی ہی ہوتی ہے کوئی اور نہیں اور یہ اسرار و معانی والی عورت کو حسن و خوبی کے ساتھ برت لینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ یہ فن بڑی ریاضت اور مہارت چاہتا ہے۔ مثال کے طور پر میاں واجد اور بی بی سنجیدہ کی کہانی سے اس حقیقت پر کافی روشنی پڑتی ہے

میاں واجد کئی سال سے اپنی فنکارانہ محبت کا تجربہ کرنے میں مشغول تھے۔ مگر زرین تائی ـــ یعنی بعوض نان و نفقہ و سکۂ رائج الوقت ان کی منکوحہ بی بی سنجیدہ ان کی تجرباتی محنت سے بے خبر تھی۔ بلکہ اس نے اس تجربے کا نوٹس تک نہیں لیا تھا وہ تو محض قاعدے ضابطے کی ملازمت جیسی روایتی ازدواجی زندگی کی قائل تھی۔ بی بی سنجیدہ نے اس کے بارے میں کچھ تو گھریلو کتابوں میں پڑھ رکھا تھا اور کچھ اس نے اپنے نام کا اثر بھی قبول کیا تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے کبھی جوابی گرمجوشی کا اظہار نہیں کیا۔ میاں واجد بھی محبت کا اظہار زبان سے کرنا گویا محبت کی توہین سمجھتے تھے۔

کچھ ایسی سپاٹ اور میکانکی زندگی گزار رہی تھی کہ لوگوں کو میاں بیوی کے راضی خوشی ہونے میں بھی شک تھا۔ نہ کبھی جھگڑا تکرار نہ کسی رکاوٹ کے آثار۔ جیسے دو خودکار مشینوں کو میاں بیوی بنا دیا گیا ہو۔ اسی نرالی بات نے دونوں کو پڑوسیوں اور رشتہ داروں میں موضوع گفتگو بنا دیا تھا۔ عام تاثر یہی تھا کہ کسی نہ کسی وجہ سے دونوں کے تعلقات اندر ہی اندر کشیدہ ہیں۔ حالانکہ میاں واجد بزعم خود بیوی پر جان چھڑکتے تھے۔ خود بیوی سنجیدہ کے خیال میں بھی یہی تھا کہ میاں واجد محض شرعی اور سماجی خانہ پُری کر رہے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے ازدواجی کردار کو مثالی تصور کرتی تھی۔

یار دوستوں اور رشتہ داروں کو بس اس مبارک ساعت کا انتظار رہنے لگا کہ دونوں میں کوئی جھگڑا ہو تو کچھ بات بنے۔ کئی سال کے انتظار کے بعد آخر یہ مراد بر آئی۔ میاں واجد اور بی بی سنجیدہ میں ایک دن ایک چھوٹا موٹا جھگڑا ہو گیا تو گھر اور باہر خوشی کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ بدنامی کا ڈر نہ ہوتا تو اس جھگڑے کو لوگ اخباروں میں چھپوا دیتے۔ زندہ دل یاروں کو مسرت ہوئی کہ چلو کچھ ہوا تو سہی۔ ثابت تو ہوا کہ دونوں واقعی میاں بیوی ہیں۔ کیونکہ لڑائی جھگڑے کو بھی میاں بیوی ہونے کا ایک ثبوت مانا گیا ہے۔

جھگڑے کی بنا یوں پڑی کہ شادی کی ایک تقریب میں بہت سارے رشتہ داروں کا اجتماع ہو گیا۔ اس اجتماع میں بی بی سنجیدہ اور میاں واجد کی متعدد بھابیاں بھی تھیں۔ یہ بھابیاں بھی بعض اوقات بڑی فتنہ ثابت ہوتی آئی ہیں۔ ایک الگ تھلگ گوشے میں مہمان خواتین کی خوش گپیاں چل رہی تھیں۔ خوش گپیوں کا ایک موضوع واجد اور سنجیدہ کا پُراسرار معاملہ بھی تھا۔ بات سے بات نکلی تو بی بی سنجیدہ کی بھابی نے کہا ”دونوں کے تعلقات کچھ اچھے نہیں معلوم ہوتے “

میاں واجد کی بھابی سرد آہ بھر کر بولی ”اچھے بُرے کا کیا سوال ہے۔ سرے سے تعلقات ہی معلوم نہیں ہوتے۔“

عورتوں کے بے تحاشہ قہقہوں سے گھر گونج اٹھا۔ ایک اور تیز طبع خاتون نے بی بی سنجیدہ کے دونوں بچوں کی طرف اشارہ کر کے گرہ لگائی ”کم از کم سفارتی تعلقات سے کون انکار کر سکتا ہے۔ وہ رہے دونوں کے سفیر۔“

ایک اور فرمائشی قہقہہ لگا۔ قہقہوں کی آواز سن کر بی بی سنجیدہ بھی وہاں پہنچ گئی۔ قہقہہ اچانک رُک گیا اور عورتوں کی نگاہیں سنجیدہ کے چہرے پر اُٹھ گئیں۔ اس نے کچھ بھانپنے کی کوشش کی تو عورتیں ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگی۔ ہنسی کی پھلجھڑی پھر چھوٹ پڑی۔ بی بی سنجیدہ یونہی ذرا سا مسکرا کر رہ گئی۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو چڑ کر بولی ”بے حیاؤ!

تم سب کے سب [illegible] میں [illegible] داری کے قصیدے پڑھ رہے ہوں گے۔“

مگر ایک شاطر خاتون ـــ [illegible] ”چلو کیا ہوا ہمیں تو اپنے [illegible] نہیں ہے“ [illegible] پر چاروں طرف بے شمار گھنٹیاں [illegible] بی بی سنجیدہ [illegible] وہاں سے چل دی۔

ذرا سی دیر میں ”سفارتی تعلقات“ والا جملہ سارے مہمانوں اور میزبانوں میں [illegible] کچھ لوگ [illegible] لے لے کر تبصرہ کرنے لگے۔ یہ بات کانوں کان بی بی سنجیدہ تک بھی پہنچ گئی اور جب کوئی بات چار عورتوں میں ہوتی ہوئی پانچویں عورت تک پہنچتی ہے تو اصل بات کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا بلکہ صرف نمک مرچ رہ جاتا ہے۔ مثلاً اسی بات کو ایک جہاں دیدہ اور معمر خاتون نے بی بی سنجیدہ کے کانوں میں یوں ڈالا ”تمہارے میاں کہتے پھرتے ہیں کہ تمہارے ان کے تعلقات سفارتی ہیں۔ تم دونوں کی گفتگو بھی بذریعہ خط و کتابت ہوا کرتی ہے۔ اسی بات کا مذاق چل رہا تھا عورتوں میں۔ یہ بات سارے محلے میں اُڑ گئی ہے۔ بی بی تمہیں میاں کو سمجھانا چاہیئے۔ ایسی باتوں کا لوگ بتنگڑ بنا دیا کرتے ہیں۔“

اس بات سے پہلے جھگڑے کا تو بی بی سنجیدہ نے کچھ خاص بُرا نہیں مانا بلکہ زیر لب ذرا مسکرائی بھی۔ مگر ان معزز خاتون نے جب اس میں دو چار اضافے جوڑ کر نصیحت کی تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس نے بڑی شدت سے محسوس کیا کہ میاں واجد لوگوں میں اس کو ذلیل کرتے ہیں۔ وہ اس کی ہنسی اڑاتے پھرتے ہیں۔ اس نے اپنے دونوں بچوں کو باری باری آواز دے کر بلایا اور کہا ”آؤ چلیں یہاں سے۔“

بی بی سنجیدہ کا موڈ اچانک بگڑ گیا اور وہ برقعہ سنبھالتی ہوئی اچانک نکل پڑی۔ باہر جاتے ہوئے بغل میں مردانہ بھی ملتا تھا۔ وہاں ہنسی ٹھٹھول چل رہا تھا۔ چلتے چلتے ایک بات بی بی سنجیدہ کے کان میں بھی پڑ گئی۔ اور بات بھی ایسی جس نے کڑی سے کڑی ملا دی۔ کوئی صاحب ہنس ہنس کر پوچھ رہے تھے ”اچھا واجد بھائی خط و کتابت بذریعہ ڈاک ہوتی ہے یا اس ہاتھ لے اُس ہاتھ دے۔ اور کیا یہ بچے بھی بذریعہ خط و کتابت ہی.....“

میاں واجد بھی مزے میں آکر بولے مگر ہنسی کے شور میں ان کی بات گم ہو گئی۔ بی بی سنجیدہ دونوں بچوں کو لیے پیچ و تاب کھاتی ہوئی باہر نکل گئی۔ آج ہی اتفاق سے ایک اور بات بھی ہو گئی تھی۔ تقریب میں دونوں ساتھ نہیں پہنچے تھے بلکہ اپنے اپنے نمونہ منّا اور مُنّی کو انگلی پکڑائے الگ الگ آئے تھے۔ حالانکہ بی بی سنجیدہ نے ساتھ ہی آنا چاہا تھا مگر میاں واجد کو کہیں اور رہتے ہوئے تقریب میں پہنچنا تھا۔ یہ بات تو اس کو شاق گزری ہی تھی اس پر بھری محفل میں اس کا مذاق اُڑانے میں بھی ساتھ دیا جا رہا تھا۔ شریف اور مہذب لوگوں کو زیب نہیں دیتا کہ بیوی کی باتوں کا اشتہار کرتے پھریں۔

گھر پہنچ کر بی بی سنجیدہ کے چہرے پر ایک رنگ آتا ایک جاتا رہا۔ وہ کتنی ہی باتیں سوچتی رہیں۔ اس نے ہمیشہ

اپنے آپ کو ایک آئیڈیل بیوی ثابت کرنے کی کوشش کی مگر اس کی کوئی قدر نہ ہوئی۔ آج اس کو یہ بات بھی یاد آئی کہ ایک بار میاں واحد نے بھائی کے سامنے اس پر نپی تلی کتابی بیوی ہونے کا ریمارک کیا تھا۔ مگر تب وہ میاں واحد کا اصل مطلب نہیں سمجھ پائی تھی بلکہ اس کو اپنی تعریف سمجھ کر خوش ہوئی تھی۔ گرچہ دوسرے دن بھابی نے بھی یوں چٹکی لی تھی "پہچو کے ابّا سے ذرا اکڑ کے چل رہی ہے۔ کتاب دیکھ کر مجھے بھی سدھارنے کا کوئی نسخہ بتا دو۔"

بی بی سنجیدہ اس بات کو بھی تفریح طبع پر محمول کر کے رہ گئی تھی۔ آج کے سانحہ پر اس کو کیا کیا نہ یاد آنے لگا تھا۔ اپنی یادداشت کو کرید کرید کر اور کھرچ کھرچ کر ہر بھولی بسری بات کو وہ خوردبین سے دیکھ رہی تھی اور اس نتیجے پر پہنچی کہ میاں واحد نے اس کو نری بدھو جان کر شروع سے ہی اپنے تمسخر کا تختۂ مشق بنائے رکھا تھا — تو کیا واقعی وہ بدھو ہی تھی؟

یہ نازک سوال کب سے اس کو پریشان کیے ہوئے تھا۔ کہ میاں واحد تقریب سے واپس آگئے۔ شیشے میں جو بال آیا تھا اس کی خبر میاں واحد کے فرشتوں کو بھی نہ تھی۔ ادھر مزاج یار میں کھلبلی تھی ادھر میاں واحد پر تفریح کی ترنگ سوار تھی۔ انھوں نے یہ جاننے کی زحمت بھی نہ کی کہ وہ بچوں کو لے کر وہاں سے پہلے ہی کیوں نکل بھاگی تھی۔ ناگاہ اس کی نظر بیوی کے چہرے پر جو پڑی تو طبیعت دیگرگوں ہونے لگی۔ کچھ خطرے کی بو محسوس ہوئی۔ ایسا گمان گزرنے لگا کہ آج بی بی سنجیدہ نے کتابی قواعد و ضوابط سے بغاوت کی ٹھان رکھی ہے۔ وہ بدستور شان بے اعتنائی سے منہ پھلائے بیٹھی رہی۔

میاں واحد کو بھڑ کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہ ہوئی بچے ادھر ادھر ہو گئے تو موقع پا کر بڑے نیاز مندانہ اور شکست خوردہ انداز میں ایک رقعہ لکھ کر بی بی سنجیدہ کے سامنے رکھ دیا۔ اُسنے کھلی چیٹھی کو ہاتھ لگائے بغیر پڑھنا شروع کیا "جان کی امان پاؤں تو پوچھوں کہ آج چاند بدلی میں کیسے آ گیا۔ کوئی خطا غلام سے سرزد ہوئی یا اپنے آپ کوئی واردات دل پر گزر گئی ہے۔ حکم ہو تو دل نکال کر قدموں میں ڈال دوں۔ یا اجازت ہو تو مثنوی زہر عشق کے شہزادے کی طرح جان دے دوں۔"

بس اس سے آگے بی بی سنجیدہ سے پڑھا نہ گیا۔

تاؤ کھا کر رقعے کو پرزے پرزے کر دیا اور رو رو کر کہنے لگی۔ "کیا میں بیوی اچھی نہیں لگتی کہ مجھے معشوقہ بنایا جا رہا ہے۔ رقعہ بازی کر کے میرا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ٹھیک ہی تو کہتے ہیں لوگ کہ —" تقریب کی ساری باتیں تیز تیز آواز میں وہ کہہ گئی۔

میاں واحد کسی حجت کے بغیر ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ "بس اب میری گردن میں اپنے نام کا پٹہ ڈال دو۔ مگر خدا کیلئے رونا بند کرو۔ کہیں بچے آ جائیں گے۔ آواز باہر جا رہی ہوگی — خدا کے لیے سنجیدہ ......"

مگر بی بی سنجیدہ کی زبان تیز اور آواز اونچی ہوتی گئی۔ بچوں کے ساتھ بھابی بھی کمرے میں آ گئی۔ آج اس نے واقعی کتابوں سے بغاوت کر دی تھی — میاں واحد اس خوشی میں مسکراتے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔ (پٹنہ سے نشر)

ملک ترقی کی راہ پر گامزن

محمد ایمن انصاری

ہندستان کی ترقی کا جائزہ لینے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم ابتدا بیسویں صدی کے سماجی اور معاشی پس منظر پر ایک نظر ڈالیں۔ بیسویں صدی کا ابتدائی زمانہ ہندستان کی تاریخ کا انتہائی نازک دور تھا۔ ایک طرف عوام میں قومی بیداری کا جذبہ پیدا ہو رہا تھا تو دوسری طرف برٹش گورنمنٹ کی استحصالی پالیسی اپنے جبر و استبداد میں شدت پیدا کر رہی تھی۔ ان حالات میں ملک کی ترقی کے لیے سماجی مصلحین کی کوششیں شروع ہوئیں۔ ان کوششوں اور جدوجہد کی لہر نے ہندستان کے ہر طبقے کو متاثر کیا۔ بالخصوص متوسط اور ادنےٰ طبقہ ان تبدیلیوں سے زیادہ متاثر ہوا۔ مگر اقتصادی کمزوری سے انھیں اپنے کو نئے حالات کے مطابق ڈھالنے میں بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ہندستان کی اکثریت گاؤں میں رہتی تھی۔ جس کی معیشت کا انحصار زراعت پر تھا گاؤں کی سماجی اور معاشی زندگی پر زمینداروں، مذہب کے ٹھیکیداروں اور حکومت کے کارندوں کا پورا تسلط تھا اور یہ تینوں گروہ مل کر سماج کے کمزور طبقوں کا استحصال کرتے تھے۔

لیکن آزادی کے بعد ہندستان میں غیر معمولی ترقی ہوئی ۱۹۴۷ء کے بعد گاؤں کے کسانوں اور مزدوروں کی معاشی بدحالی دور کی گئیں۔ جن میں سب سے اہم اور مفید اجتماعی ترقی کی تحریک" تھی جو اکتوبر ۱۹۵۲ء کو شروع کی گئی تھی۔ جس کے تحت گاؤں کے کسانوں اور مزدوروں کو حکومت کی طرف سے مالی امداد اور تکنیکی آسانیاں فراہم کی گئیں جس سے زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ ہمارے ملک میں آج بھی زراعت کے میدان میں ترقی کا سلسلہ برقرار ہے۔ ہر سال چاول، گیہوں اور دیگر اشیاء کی پیداوار میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

ہندستان نے تعلیمی میدان میں بھی غیر معمولی ترقی کی ہے۔ ملک کی تعلیم کا ابتدائی بجٹ کبھی صرف پچپن کروڑ روپے ہوا کرتا تھا لیکن آج یہ رقم بڑھ کر ۵۱۸۶ کروڑ روپے ہو گئی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کا تمام طبقہ تعلیم کی اہمیت سے بخوبی روشناس ہو چکا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں سرکاری یونیورسٹیوں کی تعداد صرف سولہ تھی لیکن ۱۹۸۲ء میں ان کی تعداد ۱۳۴ ہو گئی ہے۔ آج ہمارے ملک میں چار لاکھ پنچانوے ہزار پرائمری اسکول، ایک لاکھ بیس ہزار مڈل اسکول ترپن ہزار سکنڈری اسکول کام کر رہے ہیں۔ اسکول کے ٹیچروں کی تعداد جو ۱۹۴۷ء میں چار لاکھ ستاسی ہزار ہوا کرتی تھی آج اکتیس لاکھ چون ہزار ہو گئی۔

ہمارے ملک نے سائنس اور ٹکنالوجی کی طرف بھی خاص طور سے توجہ کی ہے۔ اور ۱۹۷۱ء میں سائنس اور ٹکنالوجی کا ایک محکمہ قائم کیا جس کا مقصد سائنس او ٹکنالوجی سے متعلق پروگراموں پر عمل آوری کا جائزہ لینا تھا۔ اس محکمے نے ایک طرف سائنس دانوں کی مالی امداد اور مختلف ساز و سامان فراہم کر کے ان میں امید کی نئی کرن پیدا کی ہے تو دوسری طرف سائنس اور ٹکنالوجی کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ عام کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

حال ہی میں دوردرشن نے اپنے قیام کی سلور جوبلی منائی ہے۔ دوسرے ملکوں کے مقابلے میں ہمارے ملک کا ٹیلی ویژن تفریحی پروگراموں تک محدود نہیں بلکہ اس کے ذریعہ ملک کی ترقی کے لیے تعلیمی اور معلوماتی پروگراموں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعہ کسانوں کو نئی نئی تکنیکوں سے واقفیت بھی کرائی جاتی ہے۔ ہندستان نے نیوکلیائی میدان میں بھی مختصر سے عرصے میں ترقی کی ہے جو صرف ترقی یافتہ ملکوں کا ہی خاصہ ہے۔

آزادی کے بعد ہندستان میں جتنی تیزی کے ساتھ تبدیلی ہوئی ہے اور تعمیر و ترقی سے بھرپور نئی زندگی ابھری ہے اس کے خوشگوار نتائج ہر جگہ نظر آ رہے ہیں۔ آج ہمیں ہندستان کی ہمہ گیر ترقی اور نمایاں تبدیلی کے آثار زندگی کے ہر شعبہ میں واضح طور پر نظر آ رہے ہیں۔ صنعت و حرفت، زراعت اور تعلیم کی کامیابیاں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ہم ترقی کی صحیح سمت میں اپنی حقیقی منزل کی طرف قدم بڑھاتے جا رہے ہیں۔

لیکن ان ترقیات کے باوجود ہمیں اور اہم مسئلے پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ اور وہ مسئلہ ہے خاندانی منصوبہ بندی یعنی ہندستانی عوام میں اگر یہ شعور بیدار ہو جائے کہ ہمارا کنبہ مختصر ہو لیکن بہتر ہو تو ہمارے ملک کی ترقی کے لیے راستے اور بھی ہموار ہو جائیں گے۔ ہمیں اس پہلو پر بھی سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا ہے کہ اگر ہمارے گھر میں بچے کم ہیں اور ہم ان کی تعلیم و تربیت پر زیادہ توجہ دے کر اپنے ملک کے لیے ایک صحت مند معاشرے کی تکمیل میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ ملک کے لیے ہماری ایک بڑی خدمت ہوگی۔

ایک متوسط طبقے کے گھرانے میں اگر بچوں کی تعداد زیادہ

(آگے ص ۲۴ پر)

ملیریا۔ بیماری اور احتیاط

ڈاکٹر محمد اسلم

ملیریا ایک ایسا وبائی مرض ہے جو پلازموڈیم Plasmo-dium نام کے ایک خوردبینی کیڑے کی وجہ سے پھیلتا ہے جس کو ملیریل پاراسائٹ Malarial Prasite بھی کہتے ہیں۔ یہ مرض ایک آدمی سے دوسرے آدمی میں مادہ اینوفیلین مچھر کے کاٹنے سے پھیلتا ہے گویا مچھر اس مرض کے لیے ٹرانسپورٹ کا کام کرتا ہے۔ ملیریا کے مریض کا خون اگر تندرست آدمی میں داخل کر دیا جائے تب بھی یہ مرض اس میں داخل ہو سکتا ہے۔

یوں تو قدیم زمانے سے ہی لوگوں کو اس مرض کے مہلک اثرات کا پتہ تھا اور پرانی آیورویدک اور یونانی کتابوں میں اس مرض کا تذکرہ ملتا ہے مگر سائنٹفک عہد میں سب سے پہلے لیورن نے جو فرانسیسی فوج میں سرجن تھا ۱۸۸۰ء میں الجزائر میں Plasmo-dium کا پتہ لگایا اور ۱۸۹۷ء میں رونالڈ روس نے سکندرآباد میں پتہ لگایا کہ ملیریا کے مریض کو کاٹنے والے اینوفیلین مچھر کے پیٹ میں Malarial Parasite پلتا ہے۔ اور ایک سال بعد اس نے کلکتہ میں اپنی تحقیقات مکمل کیں۔ اس کے بعد سے آج تک Plasmodium کی کئی قسمیں دریافت ہو چکی ہیں۔ اور اس سلسلے میں مزید ریسرچ جاری ہے۔

اس مرض کے اثرات مچھر کے کاٹنے کے بعد عموماً ہفتہ سے دس دنوں کے بعد شروع ہوتے ہیں۔ مریض کو جاڑا دے کر بخار آتا ہے اور اس کے بعد خوب پسینہ چلتا ہے۔ بخار ایک سے ۱۲ گھنٹے تک رہتا ہے۔ عموماً بخار ایک دن ناغہ کرکے آتا ہے اور کسی میں دو دن ناغہ کرکے آتا ہے۔ مگر ملیریا کی کچھ قسمیں ایسی ہیں جن میں بخار روزانہ بھی آتا ہے اور کسی میں دو دن ناغہ کرکے آتا ہے۔ بخار کے وقت زوروں کا سر درد اور کبھی کبھی قے بھی ہو جاتی ہے۔ طویل مدت تک بخار رہنے سے مریض لاغر ہو جاتا ہے۔ اسے خون کی کمی ہو جاتی ہے اور جگر وطحال (تلی) بڑھ جاتے ہیں۔ مرض کی تصدیق اس کے خون کی جانچ کے بعد ہو جاتی ہے۔ ملیریا کی ایک اور خطرناک قسم جسے Cerecbral Malaria کہتے ہیں۔ اس میں مریض کا دماغی توازن بگڑ جاتا ہے اور وہ بیہوش ہو جاتا ہے۔ یہ صورت حال فوراً طبی امداد کی مستحق ہے۔ کبھی کبھی اس مرض میں مریض کا پیشاب لال یا کالا ہو جاتا ہے۔ ایسا خون کے سرخ خلیوں کے بھاری مقدار میں ٹوٹنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ حالت بھی فوری علاج کی متقاضی ہے۔

مرض کا شبہ ہونے پر فوراً ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے۔ اگر یہ سہولت مہیا نہ ہو تو کلوروکوئن کی گولیاں کھلانی چاہئیں۔ چار گولی ایک بار پھر ۶ گھنٹے کے بعد ۲ گولی اور اس کے بعد تین دنوں تک ایک گولی دن میں دو بار۔ اس طرح ۱۲ گولیوں کا ایک کورس بغیر کسی مضر اثر کے کھلایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مریض کو مناسب آرام اور کافی مقدار میں سادہ پانی یا گلوکوز ملا کر دینا چاہیئے۔ سر درد کے لیے اسپرین کی ٹکیاں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ اگر مریض کو زیادہ قے ہو تو ڈاکٹر کو ضرور دکھانا چاہیئے۔ ایسی صورت میں نسوں میں پانی چڑھانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اس کے علاوہ مرض کو پھیلنے سے روکنے کے لیے مزید احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

احتیاطی تدابیر جاننے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم کو یہ معلوم ہو کہ وہ کیا اسباب ہیں جو ملیریا کے پھیلنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) ہمارے ملک میں ملیریا موسم برشگال میں یعنی جولائی سے نومبر تک نقطۂ عروج پر ہوتا ہے۔ مرطوب اور سرد ہوا ملیریا کیلئے سازگار حالات ہیں۔

(۲) سمندر سے اونچی جگہوں پر یعنی پہاڑی علاقوں میں ملیریا کا مرض بہت کم پایا جاتا ہے۔

(۳) گندی نالیاں، گڈھے اور ایسے کنویں یا تالاب جن کا پانی استعمال میں نہیں آتا ہے ملیریا کے مچھروں کے لیے نہایت ہی سازگار ہیں۔ مچھر ان میں انڈے دیتے ہیں اور ان کی تعداد دن دونی اور رات چوگنی بڑھتی رہتی ہے۔

(۴) معاشی طور سے پچھڑے طبقوں میں جو گندے مکانوں میں رہتے ہیں اور جن میں سورج کی روشنی بھی مشکل سے پہنچتی ہے ملیریا کی بیماری زیادہ پائی جاتی ہے اس لیے کہ ایسی جگہیں مچھروں کی پرورش کے لیے آئیڈیل ہیں۔

احتیاطی تدابیر کے سلسلے میں سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے کہ اگر کسی کو ملیریا ہو جائے تو اس کے رشتہ داروں کو چاہئے کہ فوراً اسپتال میں یا نزدیک کے پرائمری ہیلتھ سینٹر میں اس کی اطلاع دیدیں۔ تاکہ اس کو وبائی شکل میں پھوٹ پڑنے سے روکنے کے لیے مناسب تدابیر اختیار کی جا سکیں۔ ہمارے ملک میں حکومت کی طرف سے ملیریا کنٹرول اور ملیریا ایریڈیکیشن کے پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔ جو اس بات پر خاص توجہ دیتے ہیں کہ مچھروں کی پیدائش کو روکا جائے اور اطلاع ملنے پر لوگوں کے خون کے جانچ سے اس مرض کی تصدیق کی جا سکے۔ ہیلتھ ڈپارٹمنٹ کی طرف سے وقتاً فوقتاً مچھر مار دواؤں کا چھڑکاؤ تو ہوتا ہی رہتا ہے مگر ہمیں ذاتی طور پر اس بات کی نگرانی رکھنی چاہئے کہ مچھروں کو بڑھنے سے روکا جائے۔ جو تدابیر ہم ذاتی طور پر یا محلے اور گاؤں کی کمیٹیوں کے ذریعے اختیار کر سکتے ہیں وہ ہم بیان کر رہے ہیں۔

مچھروں کے کنٹرول کے لیے جو تدابیر ہیں انھیں ہم تین حصوں میں بانٹ سکتے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جن کے ذریعے ہم مچھروں کے انڈوں، بچوں کا صفایا کر سکتے ہیں۔ دوسری طرح کی تدابیر وہ ہیں جن کے ذریعہ بڑے مچھروں کی آبادی کو کم کیا جا سکتا ہے۔ تیسرے گروپ کی تدابیر وہ ہیں جن سے مچھروں کے کاٹنے سے بچا جا سکتا ہے۔

آیئے اب ہم ان تدابیر کے بارے میں بات کریں جن سے انڈوں بچوں کی نسل کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ مچھر جن جگہوں پر انڈے دیتے ہیں ان گھروندوں کو ملیامیٹ کیا جائے یا پھر ان میں دوائیں ڈال دی جائیں۔ چھوٹے چھوٹے گڈھوں کو بھر دیا جائے۔ نالیوں کو صاف ستھرا رکھا جائے اور کوئی بھی ایسی جگہ نہ چھوڑی جائے جہاں زیادہ دیر تک پانی جمع ہو سکے۔ خود گھر میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر احتیاط دینے سے مچھروں کی پیدائش کو روکا جا سکتا ہے۔ ٹین کے خالی ڈبوں یا کنستروں کو چھت پر یا کھلی جگہوں پر نہیں چھوڑنا چاہئے ان میں برسات کا پانی جمع ہو کر مچھروں کے گھروں کا کام دیتا ہے۔

ان کو الٹ کر رکھنا چاہیئے تاکہ برسات کا پانی جمع نہیں ہو سکے۔ ٹیبل کے گلدان میں ہم خوشنما پھول تو روز روز بدلتے ہیں مگر پانی بدلنا بھول جاتے ہیں جبکہ اتنا ہی ضروری یہ بھی ہے ورنہ وہ مچھروں کا مہمان خانہ بن جاتا ہے۔ یہ اور اس طرح کی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن پر دھیان دینے سے ہم مچھروں کو اپنی ہی آستین میں پالنے سے بچ سکتے ہیں۔

گھر سے باہر گڈھوں اور نالیوں میں ہفتے میں ایک بار مٹی تیل کا چھڑکاؤ کرنا چاہیئے۔ اس سے مچھروں کے لاروا مر جاتے ہیں اور ان کی نسل ختم ہو جاتی ہے۔

آج کل انڈوں کو ختم کرنے کے لیے ایک اور تدبیر اختیار کی جا رہی ہے وہ یہ کہ بڑے بڑے تالابوں میں ایسی مچھلیوں

کی نسل پائی جاتی ہے جو مچھروں کے انڈوں بچوں کو نگل جاتی ہیں۔
مچھروں کی جوان نسل کو ختم کرنے کے لیے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے پانچ کیمیکل کمپاؤنڈس کی سفارش کی ہے۔

DDT I cldrin OMS 31 Malathion Lindane

ان میں DDT سے زیادہ مقبول ہے۔ اس کا مکان کی دیواروں اور چھتوں پر اور روشیوں کے اصطبل میں چھڑکاؤ کیا جانا چاہیئے۔ سال میں دو بار چھڑکاؤ مچھروں کو مارنے کے لیے کافی ہے۔ اس کے علاوہ بازار میں بھی اس کا چھڑکاؤ جس کو Space Spray کہتے ہیں مفید ہے۔

اب آخری تدابیر وہ ہیں جن کے ذریعے مچھروں کے کاٹنے سے خود کو بچایا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے پہلی چیز جو نہایت مفید ہے اور جسے سبھی جانتے ہیں وہ مچھر دانی کا استعمال ہے۔ ہر آدمی کو اس کا استعمال کرنا چاہیئے۔ مچھروں کو بھگانے کے لیے جسم پر لگانے والی دوائیں بھی ہیں جن کو مل کر سونے سے اس کی بو سے مچھر بھاگ جاتے ہیں۔ ان میں Di thyltoluamide سب سے زیادہ کارآمد ہے بازار میں بہت سارے ٹریڈ ناموں سے یہ ملتا ہے۔ مگر لوگوں میں یہ زیادہ مقبول نہیں ہے۔ زیادہ تر لوگوں کو اس کی بو پسند نہیں ہوتی ہے۔ مکان کے چاروں طرف تاروں کا جال لگانے سے بھی مچھروں کو داخل ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔ یہ طریقہ اگرچہ بہت مہنگا ہے مگر اس کے نتائج بہت بہترین رونما ہوتے ہیں۔

احتیاط کے طور پر بعض دوائیں جنھیں دی جا سکتی ہیں۔

۱۔ پہلی دوا تو وہی ہے جو علاج کے سلسلے میں میں نے بتائی ہے کلوروکوین کی دو ٹکیاں ہفتے میں ایک بار مرض کو روکنے کے لیے کافی ہیں۔

۲۔ Pyrimethamine ایک ٹکیہ ہفتے میں ایک بار

۳۔ Proguanil ایک ٹکیہ دن میں ایک بار

یہ خوراک بڑوں کے لیے ہے بچوں کے لیے ڈاکٹروں سے پوچھ کر اس کے مطابق ہی کھلایا جانا چاہیئے

اس سلسلے میں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ احتیاطی دوائیں اسی وقت کارآمد ہو سکتی ہیں جب ان کو صحیح مقدار میں اور باقاعدگی سے کھایا جائے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ کسی ایسے علاقے میں جہاں ملیریا پھیلا ہوا ہو داخل ہونے سے ایک ہفتہ پہلے یہ دوائیں شروع کر دینی چاہئیں۔ اور وہاں سے نکلنے کے بعد چار ہفتے تک مسلسل دواؤں کا استعمال کرنا چاہیئے۔ تبھی ملیریا کے وار سے بچا جا سکتا ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

ریڈیو ناٹک

ایک سراپا درد

نفیس صدیقی

پہلا منظر

(کلپنا تنہائی میں گنگنا رہی ہے)

پھر کوئی آیا دل زار
نہیں کوئی نہیں
راہرو ہوگا کہیں اور چلا جائے گا
اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفل کر لو
اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا

راجیش : (کمرے میں داخل ہوتے ہوئے) ہر وقت غم کے نغمے۔ زندگی کو زندہ مزار بنا رکھا ہے۔ ذرا ان کھڑکیوں کو کھول کر تو دیکھیے تازہ ہوا کے جھونکے آپ کے منتظر ہیں۔ لیجیے میں کھولے دیتا ہوں ان کھڑکیوں کو۔

(کھڑکیاں کھولتا ہے)

کلپنا : ان کھڑکیوں کو میں نے شیام کی موت کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے راجیش! اس لیے نہیں کہ مجھے تازہ ہوا سے نفرت ہے — بلکہ اس لیے کہ میں باہر کی دنیا سے ناطہ توڑ چکی ہوں۔

راجیش : لیکن تازہ ہوا کے یہ جھونکے آپ کے لیے بہت ضروری ہیں کلپنا۔

کلپنا : تم نے ابھی تازہ ہوا کی شوخیوں سے دل بہلایا ہے راجیش تم کیا جانو کہ ان مست جھونکوں میں زہر آلود نشتر بھی چھپے ہیں ان نشتروں کی لذت میرے گھائل دل سے پوچھو۔ ہر لوٹ ان کی چبھن میں آج بھی محسوس کرتی ہوں راج۔

راجیش : مجھے افسوس ہے کلپنا — میں نے آپ کے سوئے درد جگا دیئے۔ مسٹر شیام کی موت پر مجھے بھی دکھ ہے لیکن آپ یادوں کے سہارے تنہا زندہ بھی تو نہیں رہ سکتیں۔

کلپنا : عورت ہر حال میں زندہ رہ سکتی ہے راج۔ عورت کی قوت اس کے بازو میں نہیں — قوت برداشت میں ہوتی ہے۔ صرف اس لیے زندہ ہوں کہ ایک دن مرنا بھی ہے۔

راجیش : اس کا مطلب ہے کہ آپ نے ہر سائل کے لیے دروازے بند کر دیئے ہیں کلپنا۔ اب ہر سائل کو آپ کے در سے واپس جانا پڑے گا۔

کلپنا : میں کسی سائل کو کیا دے سکتی ہوں راجیش۔ لوگ پھولوں کی آرزو میں دامن پھیلاتے ہیں — لیکن کون جانتا ہے کہ اب اس پھلواری میں کانٹوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ صرف کانٹے ہیں راجیش۔ صرف کانٹے۔

راجیش : لیکن کانٹوں کو مرجھانے کا خوف نہیں۔ یہ پھول ہمیشہ مسکراتے رہیں گے۔

کلپنا : اب تم سے باتیں بھی کرنا آگئیں۔ چلو یہ بھی اچھا ہوا۔ ورنہ میڈیکل کے اسٹوڈنٹ تو بڑے بور ہوتے ہیں۔

راجیش : آپ کی صحبت کا اثر ہے۔ ورنہ میں تو گونگا ہی تھا۔

(دونوں ہنستے ہیں)

کلپنا : اچھا میں چائے لاتی ہوں۔ جب تک تم اس میگزین سے دل بہلاؤ۔

دوسرا منظر

(کلپنا اور راجیش ہوٹل میں بیٹھے ہیں۔ آرکسٹرا کی دھن پر رقص ہو رہا ہے)

راجیش : کلپنا!

کلپنا : (چونک کر) ہونہہ!

راجیش : کہاں کھو گئیں تھیں آپ۔ ان مدہوش تھرکتی ہوئی جوانیوں کو بھی دیکھیے۔ ایسی بے خودی بھی کیا کہ مجھے بھی بھلا دیا۔

کلپنا : آئی ایم سوری۔ میں تو بھول ہی گئی کہ ہم ہوٹل میں بیٹھے ہیں۔

راجیش : کیا سوچ رہی تھیں آپ؟

کلپنا : کچھ بھی نہیں۔ بس یونہی کھو گئی تھی۔ تم نے کافی نہیں پی؟

راجیش : جب پوچھو ادھر ادھر کی باتوں میں الجھا دیتی ہو۔ میڈیکل کالج میں لاشیں چیرتے پھاڑتے دماغ خراب ہو جاتا ہے چھٹیوں میں سوچا تھا کہ کچھ دن آپ کے ساتھ گزار دوں۔ وہ بھی آپ کو پسند نہیں۔

کلپنا : ہونہہ۔ میں نے ہی بلایا۔ تم کب آ رہے تھے۔

راجیش : اور بلا کر آپ میرے ساتھ یہ سلوک کر رہی ہیں۔ آپ تو مجھے انٹرٹین کرنے سے رہیں۔ مجھے ہی آپ کا دل بہلانا پڑ رہا ہے۔ ہوٹل میں اس لیے لایا تھا کہ رقص و سرود

میں دل بہل جائے گا۔ لیکن یہاں بھی . . .

کلپنا : جب زندگی کو قریب سے دیکھو گے تو تم بھی میری طرح خاموش ہو جاؤ گے۔ زیادہ گہرائی سے سوچنے کی عادت نہ ڈالو راج ورنہ مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔

راجیش : میں کہاں زندگی کی گہرائیاں ناپ رہا ہوں۔ لیجئے خاموش ہو گیا۔ چلو اب ہم بھی رقص میں شامل ہو جائیں۔ چند لمحے تو گزار دیں ان بے خود جوانیوں کے ساتھ۔

کلپنا : یہ راہیں میرے لیے انجان نہیں ہیں راج۔ میں ان راہوں پر چل چکی ہوں۔ ان نغموں میں کتنے درد چھپے ہیں یہ تم سمجھ نہیں پاؤ گے۔ میری زندگی کا درد انہی نغموں کا انجام ہے۔

راجیش : خوش رہنے کی عادت ڈالو کلپنا کھاؤ، پیو اور عیش کرو اور کیا رکھا ہے اس زندگی میں۔

کلپنا : اس بے جان فلسفے سے زندگی کے مسائل حل نہیں ہو سکتے راج۔ ہم سب کی روح گھائل ہے۔ ہم زخم خوردہ دل لیے ظاہری نمائش کے لیے ہنستے ہیں، مسکراتے ہیں، ان مسکراہٹوں میں نہ جانے کتنی ناکام آرزوئیں، سسکیاں اور درد چھپے ہیں۔ پھر بھی ہم زندہ ہیں۔

راجیش : اس خوشگوار ماحول میں دکھ کی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔ چلیئے

کلپنا : کہاں چلیں۔

راجیش : اس فلور پر جہاں زندگی ہمیں آواز دے رہی ہے۔

کلپنا : یہ کبھی نہیں ہو سکتا راج۔

راجیش : کیوں؟ کیا میرے ساتھ ڈانس کرنا پسند نہیں۔

کلپنا : نہیں۔ اگر ضد کرتے ہو تو سنو۔ ایک سال پہلے میں نے شیام کے ساتھ اسی ڈانس فلور پر ڈانس کیا تھا۔ ہم دونوں جی بھر کر ناچے تھے۔ یہی فضا تھی، یہی رت، یہی زمانہ تھا۔ یہیں سے ہم نے محبت کی ابتدا کی تھی جھنور غیب میں ننھی سی التجا کی تھی . . . مگر . . . مگر ہمارا پیار حوادث کی تاب لا نہ سکا۔ (روتی ہے) زندگی کی وہ شام آج بھی مجھے یاد ہے۔ آج بھی مجھے یاد ہے جب شیام پہلی بار مجھے ملا تھا ـــ

(فلیش بیک)

(ہوٹل کا ماحول۔ آرکسٹرا پر رقص جاری ہے۔ ایک ٹیبل پر کلپنا تنہا بیٹھی ہے۔ شیام آتا ہے)

شیام : کیا میں بیٹھ سکتا ہوں؟

کلپنا : تشریف رکھئے ـــ

شیام : میرا نام شیام شرما ہے۔

کلپنا : اور میں کلپنا ہوں۔ صرف کلپنا۔

شیام : کلپنا . . . . صرف کلپنا ہی کیوں؟

کلپنا : صرف کلپنا اس لیے کہ کسی ماں کی ناکام آرزو ہوں۔

شیام : کسی ماں کی ناکام آرزو . . . . . . میں سمجھا نہیں۔

کلپنا : میری ماں ـــ مجھے مریم کے قدموں میں رکھ کر کہیں چلی گئی تھی۔ دنیا کے خوف سے گھبرا کر اس نے خودکشی کر لی یہ بات مجھے فادر نے بتائی تھی۔ اس لیے میں صرف کلپنا ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ میرے ماں باپ کون ہیں۔

شیام : ویری سیڈ! تنہا جی رہی ہو۔

کلپنا : جی۔ تنہا ہوں کسی ویرانے میں کھلے پھول کی طرح ـــ بالکل تنہا۔

شیام : اور میں بھی تنہا ہوں کسی ویرانے میں بھٹکنے والے مسافر کی طرح۔

کلپنا : پھر تو ہم دونوں ـــ ؟

شیام : ساتھ جی سکیں گے ـــ اور

کلپنا : ساتھ مر سکیں گے۔

شیام : پھر آؤ ـــ فلور پہ چلتے ہیں۔ زندگی کی یہ شام رقص و سرور کے نام لکھ دیں۔

کلپنا : تھینک یو۔ آیئے۔

(آرکسٹرا کی آواز تیز ہوتی ہے)

شیام : شاید تمہیں پچھلے جنم میں دیکھا ہے۔ بہت قریب سے۔

کلپنا : میں بھی یہی سوچ رہی ہوں یہ آنکھیں ـــ شاید ان آنکھوں کی جھیل میں ـــ میں جی بھر کر نہائی ہوں میرا دل بری طرح دھڑک رہا ہے ایسا کیوں ہو رہا ہے شیام۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

شیام : تمہارے دل کی دھڑکن میں بھی اپنے دل میں محسوس کر رہا ہوں لگتا ہے ـــ ماضی کا سویا ہوا طوفان پھر کروٹ لے رہا ہے۔

کلپنا : پھر ہم کیا کریں شیام۔ بولو کیا کریں؟

شیام : باہر چلیں۔ میرے قدم کانپ رہے ہیں۔

کلپنا : آیئے . . . . .

(فلیش بیک ختم ہوتا ہے)

کلپنا : میں ہوا کے دوش پر سوار شیام کے ساتھ ناچتی رہی تھی کیسی مستی تھی اس رقص میں۔ ساری کائنات میرے ساتھ ناچ رہی تھی۔ ہم دونوں ہوٹل سے باہر آئے۔ خمار آلود نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ شیام نے میری زلفوں کا بوسہ لیا اور ہم دونوں اپنی اپنی راہوں پر بوجھل قدموں سے چل دیئے اور وہ رات ایک خواب آور نغمہ بن کر میری سیج پر بکھر گئی ـــ آہ . . . وہ رات کیا تھی، قیامت تھی۔ ایک طوفان تھا جو خوابوں کی وادی میں چھوڑ کر چلا گیا۔

راجیش : پھر کیا ہوا؟

کلپنا : بجھی ہوئی راکھ میں کیوں چنگاریاں ڈھونڈ رہے ہو راج۔ اب تو یادیں بھی جل کر راکھ کا ڈھیر بن چکی ہیں۔ صرف میں رہ گئی ہوں۔ ایک ادھوری داستان۔ ایک شمع جو اپنی آگ میں پوری طرح جل بھی نہ سکی۔ میں زندگی کے ان ہنگاموں سے اکتا چکی ہوں راج۔ اب میں سراپا درد بن چکی ہوں۔ ہر دکھی دھڑکن سے میرا رشتہ ہے۔ یہ درد ہی میرا پریوار ہے۔

راجیش : معاف کرنا ـــ میں آپ کو دکھ دیا۔ دراصل میں آپ کے درد کا سبب جاننا چاہتا ہوں۔ بولئے نا۔ پھر کیا ہوا؟

کلپنا : تم ڈاکٹر ہو راج۔ اس لیے درد کا سبب جاننا چاہتے ہو۔ سنو۔ شیام اور کلپنا ایک ہو گئے۔ شیام اور کلپنا کا جوڑا تمہیں بھی عجیب سا لگ رہا ہوگا ـــ اور تھا بھی عجیب ہی سا۔ شیام کا اچھا کاروبار تھا۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ خوشی میں گزرنے لگا۔ دنیا کے ہر غم سے بے نیاز ـــ ہم خوشیوں کے جھولے میں جھولتے رہے . . . . لیکن ـــ لیکن ہمیں زمانے کی نظر لگ گئی۔ ایک دن شیام گھبرایا ہوا گھر آیا ـــ

(فلیش بیک)

شیام : شاید اب برے دن آ گئے کلپنا۔

کلپنا : کیا ہوا شیام؟

شیام : مکھنڈ لال نے مجھے دھوکا دیا وہ فراڈ نکلا۔ کمپنی دیوالیہ ہو جائے گی۔ میں لٹ گیا کلپنا۔ دوسروں کا قرض میں کیسے چکاؤں گا۔

کلپنا : لیکن منندی نے ایسا کیوں کیا۔ وہ تو آپ کا پارٹنر تھا

شیام : ہاں وہ میرا پارٹنر تھا۔ میں نے کئی فرم سے قرض لے کر اسے سپلائی دی تھی۔ منندی امریکہ سے بھی فرار ہو چکا ہے۔

کلپنا : شیام کی حالت بگڑتی ہی چلی گئی۔ میں نے گھبرا کر یوگیش کو فون کیا صرف وہی شیام کا دوست تھا۔ یوگیش ڈاکٹر کو لایا۔ شیام کی حالت کافی سیریس ہو چکی تھی۔ ڈاکٹر نے دوا دی اور چلا گیا۔ میں اور یوگیش ساری رات جاگتے رہے۔ شیام خاموش سو رہا تھا۔ ایک انجانے خوف نے میرے ہوش و حواس چھین لیے تھے۔ صبح پانچ بجے . . . نہیں، پانچ بجکر دس منٹ پر شیام نے آنکھیں کھولیں۔

شیام : کلپنا!

کلپنا : جی! کیسی طبیعت ہے شیام؟

شیام : ٹھیک ہوں۔ یوگیش! قریب آؤ۔ ادھر۔ اور قریب۔

یوگیش : تم غم نہ کرو شیام۔ ابھی میں زندہ ہوں۔ بھگوان نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

شیام : آہ . . . سب ٹھیک ہو جائے گا ـــ یوگیش . . . (رونا ہے) کلپنا کا خیال رکھنا دوست۔ اس نے زندگی میں بہار نہ دیکھی مگر اپنے آنگن میں کھلتا ہوا کوئی پھول نہ دیکھ سکی۔ اس کا خیال رکھنا دوست۔ اس کا . . . .

یوگیش : تم کیسی باتیں کر رہے ہو شیام۔ بھول جاؤ نقصان کو میرا کارخانہ، بینک بیلنس، کوٹھی۔ سب تمہارے لیے ہے۔ میں سب کا قرض ادا کر دوں گا۔ تم . . . .

شیام : میں برباد ہو گیا یوگیش . . . . اوہ . . . . کلپنا۔ کلپنا

(مر جاتا ہے)

کلپنا : (چیخ مار کر) شیام . . . . (روتی ہے) سب لٹ گیا یوگیش۔ یوگیش سب لٹ گیا (روتی ہے)

(فلیش بیک ختم)

کلپنا : میں بیہوش ہو چکی تھی۔ یوگیش اپنے بنگلے میں لے آیا۔ کئی ہفتے بعد میں نارمل ہوئی۔ یوگیش نے مجھے نئی زندگی دی۔ اپنی فرم میں پبلک ریلیشن افسر کا عہدہ دیا۔ مجھے بزی رکھنے کے لیے جہانگیر تھی ہینڈی کیپ سینٹر کھولا۔ جہاں میں فرصت کے وقت بچوں سے دل بہلاتی ہوں۔

راجیش : اور یہ بابا کون ہے جو آپ کے فلیٹ میں رہتا ہے۔
کلپنا : وہ بیچارا ستار پلیئر ہے۔ نمونیہ سے فٹ پاتھ پر دم توڑ رہا تھا۔ میں اسے گھر لے آئی۔ اب وہ میرے ہی ساتھ رہتا ہے۔ کہاں جائے گا اس عمر میں۔
راجیش : آپ کو تکلیف تو ہوئی لیکن میرے دل کا بوجھ ضرور کم ہو گیا۔ میں نے آپ کو بڑا دکھ دیا
کلپنا : کوئی کسی کو دکھ نہیں دیتا۔ ہم خود ہی گھائل ہو جاتے ہیں راج۔ میں نہیں چاہتی کہ اپنے اداس چہرے سے دوسروں کی خوشیاں چھینوں۔ اسی لیے میں زندگی کے ہنگاموں سے دور ہو گئی ہوں راج۔ بس دوسروں کی خاطر خوش ہوں۔ اچھا اب چلیں۔ تمہاری مدد تھی سو پوری کر دی۔
راجیش : شکریہ! چلئے۔

ـــــ تیسرا منظر ـــــ

(کلپنا نینی تال سے لوٹ کر یوگیش سے ملنے جاتی ہے)
کلپنا : گڈ مارننگ سر!
یوگیش : اوہ کلپنا! کتنی بار کہوں کہ مجھے سر نہ کہا کرو۔ خیر! کیسا رہا ٹور۔ آج کل تو وہاں آٹم فیسٹول ہوگا۔ خوب انجوائے کیا نا؟
کلپنا : جی! اچھا موسم تھا۔ کافی رونق تھی۔ لیکن۔ ۔
یوگیش : کیا ہوا؟ تم پریشان کیوں ہو؟
کلپنا : جی.... وہ بات ایسی ہے۔ میں ایک ہفتہ لیٹ آئی۔ مجھے بڑی شرمندگی ہے یوگیش۔ آپ کو بھی....
یوگیش : نیور مائنڈ۔ میں نے مینجر سے کہدیا تھا۔ تم پریشان نہ ہو۔ تم تو مالک ہو فیکٹری کی۔ ڈونٹ وری کلپنا۔
کلپنا : شکریہ! لیکن مجھے شرمندگی ہے کہ میں نے غیر ذمہ داری سے کام لیا۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔
یوگیش : پھر وہی بات۔ تم سے کون کہتا ہے کہ نوکری کرو۔ آرام سے یہاں رہتیں۔ خیر تمہاری مرضی۔ اچھا..... راجیش تو ٹھیک ہے نا۔ تم نے اچھا ہی کیا کہ اس کے ساتھ ٹور پروگرام بنالیا۔ ورنہ وہ بھی بور ہوتا رہتا چھٹیوں میں۔
کلپنا : جی.... وہ بالکل ٹھیک ہے۔ میں بھی اسی کی خاطر چلی گئی۔ آپ تو ٹھیک ہیں نا۔
یوگیش : بہت دیر میں خیال آیا میرا۔ دیکھو نا ـــ ویسا ہی ہوں جیسا چھوڑ کر گئیں تھیں۔
کلپنا : یہ خالی خالی گھر ــ کچھ اچھا نہیں لگتا یوگیش۔ اب شادی کر لیجئے۔ آپ کو دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے۔
یوگیش : پھر وہی بات۔ ایک ٹور کیا کر لیا راجیش کے ساتھ کہ شادی کی یاد ستانے لگی۔
کلپنا : آپ کبھی سیریس بھی ہوں گے یوگیش۔ آپ سمجھتے کیوں نہیں کہ شادی بہت ضروری ہے۔
یوگیش : تاکہ لوگ یہ الزام نہ دیں کہ میں کلپنا سے شادی کر رہا ہوں۔ مجھے سب معلوم ہے کلپنا۔ لیکن تمہاری شادی کے بعد یہ لوگ خود خاموش ہو جائیں گے۔
کلپنا : لیکن راجیش کے فائنل میں ابھی ڈیڑھ سال باقی ہیں پلیز آپ شادی کر لیجئے۔
یوگیش : نہیں۔ جب تک تمہاری شادی نہیں ہوگی۔ میں شادی نہیں کروں گا اور پھر ڈیڑھ سال کی تو بات ہے۔ وہ بھی گزر جائے گا۔
کلپنا : تم ہمیشہ میرے لیے دیوتا بنے رہو گے کبھی بھی....
یوگیش : ارے پگلی ـــ میں دیوتا نہیں انسان ہوں ـــ صرف انسان جو درد کے رشتے نبا ہتا چلتا ہے۔ ارے۔ میں تو بھول ہی گیا۔ تم بھاگیرتھی سینٹر ہو آنا۔ بچے بہت یاد کرتے ہیں۔
کلپنا : مجھے بھی یاد آ رہے ہیں۔ میں آج ہی جاؤں گی راجیش کے ساتھ۔

(کلپنا اور راجیش بھاگیرتھی پیروی سینٹر آتے ہیں)
کلپنا : گڈ مارننگ بنٹی! ارے بولتی نہیں۔ ادھر دیکھو اوہ! ناراض ہیں بنٹی بیٹیا۔
بنٹی : ہم نہیں بولیں گے آپ سے۔ آپ کیوں گئی تھیں آتی دو۔ بولیے نا۔ آپ کیوں گئی تھیں۔
کلپنا : اب نہیں جاؤں گی۔ یہ دیکھو۔ میں کتنے ڈھیر سے کھلونے لائی ہوں تمہارے لیے۔ دیکھو دیکھو کتنی مزیدار ٹافیاں ہیں ـــ اور یہ فراک کتنی اچھی ہے۔
بنٹی : آپ بڑی سوئٹ ہیں دیدی۔
(بیساکھی کی کھٹ کھٹ کے ساتھ ڈبّو آتا ہے)
کلپنا : وہ دیکھو ڈبّو بھی آگئے۔ آؤ آؤ ڈبّو۔ دیکھو میں کیا کیا لائی ہوں ڈبّو بیٹے کے لیے۔
ڈبّو : جی نہیں! ہم نہیں لیں گے۔ ہم دیدی سے بولیں گے بھی نہیں۔ ہم سب بچوں سے منع کر آئے ہیں۔ کوئی آپ کے پاس نہیں آئے گا۔ کوئی آپ سے نہیں بولے گا۔ بولیے، آپ کیوں گئی تھیں۔
راجیش : بیٹا! تم اپنی دیدی سے اتنا ناراض نہ ہو۔ یہ کب جا رہی تھیں۔ میں لے گیا تھا انھیں۔
ڈبّو : آپ کون ہوتے ہیں لے جانے والے۔ اچھا.... میں سمجھ گیا۔ آپ کا نام راجیش تو نہیں۔
راجیش : تم نے ٹھیک کہا۔ میرا نام راجیش ہی ہے۔ لیکن تم...... تم کیسے جانتے ہو مجھے۔
ڈبّو : ہم سب جانتے ہیں۔ بابا کہہ رہے تھے ـــ آپ دیدی سے شادی کر کے کہیں دور لے جائیں گے بہت دور۔ ہم نہیں بولتے آپ سے۔
کلپنا : میں بیٹا! میں دور نہیں جاؤں گی ـــ یہ ٹوپیاں آہا... کتنی مزیدار ہیں۔ اور یہ سوئیٹر تو بہت ہی خوبصورت ہے۔
ڈبّو : اور آپ ان سے شادی بھی نہیں کریں گی؟
کلپنا : تم بہت شریر ہو۔ یہ راجیش انکل ہیں۔ اگلے سال ڈاکٹر بن کر اسی سینٹر میں آجائیں گے۔ ہم دونوں یہیں رہیں گے۔ اسی سینٹر میں۔
راجیش : ہاں بیٹا۔ ہم دونوں تمہارے پاس ہی رہیں گے۔
بنٹی : پھر تو بڑا مزہ آئے گا۔ بابا ستار بجائیں گے ـــ دیدی گائیں گی۔
ڈبّو : اور راجیش انکل تالیاں بجائیں گے۔
(قہقہے)
کلپنا : بہت شریر ہو تم۔
بنٹی : کیسا تھا نینی تال دیدی۔ وہاں اونچے اونچے پہاڑ ہیں نا۔ اور بہت بڑی جھیل۔
کلپنا : بہت اچھا تھا۔ میں سب بچوں کو لے جاؤں گی۔ کشتی میں بٹھا کر جھیل کی سیر کراؤں گی۔ گھوڑے پر بٹھاؤں گی۔
ڈبّو : پر دیدی ہم کیسے بیٹھیں گے۔ ہماری تو ٹانگ ہی خراب ہے۔
راجیش : نہیں بیٹا! یہ بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔
کلپنا : میں ضرور لے کر جاؤں گی تمہیں۔ یوگیش انکل نے باہر سے بہت اچھی اچھی مشینیں منگائی ہیں۔ کچھ دنوں بعد تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے (منہ چوم کر) اچھا اب تو ناراض نہیں ہو دیدی سے۔
ڈبّو : نہیں۔ بالکل نہیں ـــ اب میں سب بچوں کو بلاتا ہوں۔ (بیساکھی کی کھٹ کھٹ)
(راجیش خاموش۔ بیٹھا سوچ رہا ہے)
کلپنا : کیا سوچ رہے ہو راجیش؟
راجیش : میں سوچ رہا ہوں کہ اگر آپ مجھے بھی سہارا نہ دیتیں تو میں زندگی بھر کلرک بنا رہتا۔ کتنے درد چھپے ہیں آپ کی مسکراہٹوں میں۔ درد کے رشتے کتنے فاصلوں کو کم کر دیتے ہیں۔ کتنے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیتے ہیں۔ کتنا مقدس ہے وہ دیوتا جس کے چرنوں میں آپ انسانیت کی مالا ارپت کرتی ہیں۔
کلپنا : وہ دیوتا کوئی پتھر نہیں۔ وہ بھی ایک انسان ہے۔ یوگیش، جس نے میرا درد خرید کر مجھے دوسروں کے دکھ دور کرنے کا راستہ دکھایا۔ کاش! درد کے یہ رشتے بڑھتے ہی چلے جائیں اور ایک دن ایسا بھی آئے کہ ساری دنیا ایک خاندان بن کر دکھوں کو آپس میں بانٹ لے۔
راجیش : ایسا لگتا ہے کہ ہر انسان اپنی اپنی صلیت کاندھے پر اٹھائے گھوم رہا ہے۔ کاش میں آپ کی مدد کر سکتا۔
کلپنا : اگر تم ایسا کر سکو تو بہت اچھا ہوگا۔ تم ڈاکٹر بن کر ان اپاہج بچوں کو زندگی کی خوشیاں دے سکتے ہو۔ یہ زندہ تو ہیں لیکن ان کی زندگی میں خوشی نہیں۔ ان کو خوشی دے کر ہم اپنی روح کو تسکین دے سکتے ہیں۔
راجیش : حقیقی خوشی کی تلاش میں بیکار ہی یوگی ویرانوں میں بھٹکتے ہیں۔ جو دوسروں کی آتما کو سکھ نہیں دے سکتے۔ وہ خود اپنی روح کو تسکین کیسے دے سکیں گے۔
کلپنا : تم سچ کہتے ہو راج! تنہائی میں بیٹھ کر پوجا کرنا انسان کی خود فریبی اور خود غرضی کے سوا کچھ نہیں۔ جیو آتما کو سکھ دے کر ہی مکتی پائی جا سکتی ہے۔
راجیش : کیا زندگی ہے؟ کل تک نینی تال کے پر فضا موسم میں

آوارہ بادلوں کی طرح اُڑتے پھر رہے تھے اور آج...

کلپنا : یہی تو زندگی ہے راج۔ جب ہوا پھولوں کو چومتی ہے۔ تو خوشبو جنم لیتی ہے یہ خوشبو اگر ایک طرف کھلتی ہوئی کلیوں کی مسکراہٹ ہے تو دوسری طرف مرجھائے ہوئے پھولوں کا ماتم بھی ـــ اچھا اب سو جاؤ۔ بہت رات گزر چکی ہے۔ تمہیں صبح جانا بھی تو ہے۔ اچھا گڈ نائٹ۔

راجیش: گڈ نائٹ۔

یوگیش : کلپنا :

کلپنا : جی !

یوگیش : کیا بات ؟ اتنی اداس کیوں ہو؟ کیا راجیش کا خط نہیں آیا۔

کلپنا : آج ہی آیا ہے۔

یوگیش: بہت دن بعد آیا۔ وہ ٹھیک ہے نا۔

کلپنا : جی ٹھیک ہے۔ پڑھائی میں بزی تھا۔

یوگیش: پھر کیا بات ہے۔ اب تو آگیا نا خط۔ تم بے وجہ پریشان تھیں۔

کلپنا : بات یہ ہے کہ مجھے کچھ پیسوں کی ضرورت ہے۔

یوگیش: تمہیں...... یا راجیش کو ؟

کلپنا : یونہی سمجھ لیجئے۔ اس کا ٹور کشمیر جا رہا ہے۔ اس نے لکھا ہے یہ میرا آخری ٹور ہے۔ اس لیے میں بھی سوچ رہی ہوں ـــ اچھا ہے گھوم پھر آئے۔

یوگیش : تمہیں معلوم ہے کہ نو مہینے میں تم کتنا پیسہ لے چکی ہو۔

کلپنا : جی! شاید دس ہزار۔

یوگیش: اور سب روپیہ تم نے راجیش پر خرچ کیا ہے۔

کلپنا : آج آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں یوگیش ؟ پہلے کبھی...

یوگیش: ہاں! پہلے میں نے ایسی باتیں نہیں کیں۔ لیکن اب ضروری ہے کہ تمہیں بتاؤں۔

کلپنا : یہ قرض میں تنخواہ سے ادا کردوں گی یوگیش۔

یوگیش : یو آر ناٹ اے سرونٹ، مائنڈ اٹ۔ راجیش کا اب ہر خط میں پیسہ طلب کرنے کے علاوہ کچھ اور بھی لکھا ہوتا ہے۔ مجھے پیسے کی نہیں۔ تمہاری چنتا ہے ۔ راجیش اب بدلتا جا رہا ہے کلپنا۔ وہ اتنا بدل چکا ہے کہ شاید تم بھی نہ پہچان سکو۔ وہ اس فرم میں کلرک تھا۔ تم نے اسے ڈاکٹر بنانا چاہا۔ اس نے جھوٹی محبت کا سہارا لے کر تمہیں ورغلایا۔ وہ صرف تمہاری دولت اور میری سفارش کے ذریعہ ڈاکٹر بننا چاہتا تھا۔

کلپنا : یہ جھوٹ ہے۔

یوگیش: یہ سچ ہے کلپنا۔ تم نے ایک کلرک کو زمین سے اٹھا کر آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ اور آج وہ آسمان کی وسعتوں میں کھو کر اپنی حیثیت بھول چکا ہے نہ جانے کتنے ہی ایسی ہی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں سب ڈاکٹر تو نہیں بن جاتے۔ مرنے دیا ہوتا اسے۔

کلپنا : یہ آپ کہہ رہے ہیں یوگیش۔

یوگیش : ہاں میں ہی کہہ رہا ہوں۔ یوگیش کے علاوہ تم سے اور کون کہہ سکتا ہے۔

کلپنا : یہ آپ کا شک ہے یوگیش۔ اسے ضرورت ہوگی پیسوں کی۔

یوگیش: عورت کی محبت اُسے اندھا بنا دیتی ہے (الماری کھول کر بند کرتا ہے) یہ رہے روپیہ۔ جتنے سمجھو لے لو۔ تم میرے دوست کی نشانی ہو کلپنا! اسلئے میں نے اب تک راجیش کو برداشت کیا ہے۔

کلپنا : شکریہ !

(رات کی خاموشی میں کلپنا انتشار ذہنی میں مبتلا ہے۔ نیند کہیں دور چلی گئی ہے ـــ بار بار اسے یوگیش کی باتیں یاد آرہی ہیں۔ عالم بے خودی میں وہ گنگناتی ہے)

شام بھی ہوگئی دھندلا گئیں آنکھیں اپنی
بھولنے والے میں کب تک ترا راستہ دیکھوں

یک بیک یوگیش کی آواز کمرے میں گونجتی ہے ـــ

یوگیش : ایک کلرک کو زمین سے اٹھا کر آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ اور آج آسمان کی وسعتوں میں پہنچ کر وہ اپنی حیثیت بھول گیا۔

کلپنا : نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ الزام ہے یوگیش۔ الزام ہے۔

یوگیش: وہ اپنی حیثیت بھول گیا۔ بھول گیا۔

کلپنا: ہے بھگوان! دیا کر۔ مجھے راستہ دکھا۔ میں بہت تھک چکی ہوں بھگوان۔ منزل کے قریب لا کر ـــ مجھے ناامید نہ کر۔ زندگی کے کس موڑ پر مجھے چھوڑ رہے ہو راجیش ـــ جہاں کہ گھور اندھیرے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔

ایک آواز : یہ تیری بھول ہے پگلی! تو سانپ کو آستین میں پالتی رہی۔ یہ ناگ تجھے ڈس لے گا۔ اس کالے ناگ کا زہر تیرے جسم کو پانی پانی کر دے گا۔ باز آجا ـــ باز آجا اس کھیل سے۔

کلپنا : کون ہو تم۔ کون ہو ؟

آواز : میں وقت کی پکار ہوں۔ تیری آتما ہوں۔ میری رفتار سے قدم ملا کر چل۔ پیچھے مڑ کر نہ دیکھ۔ وہاں تیری بربادی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔

(رات کی تنہائی میں بابا کے ستار کی آواز ابھرتی ہے۔ ایک دردناک نغمہ بابا نے چھیڑ رکھا ہے۔ آواز سن کر کلپنا کے درد جاگ پڑتے ہیں۔ وہ دوڑ کر بابا کے پاس جاتی ہے۔)

کلپنا : بابا ! (روتی ہے) بابا! میں لٹ گئی بابا۔ برباد ہوگئی

بابا : تم ابھی تک جاگ رہی ہو بیٹا! کیا ودھاتا نے تیری آنکھوں سے بھی نیند چھین لی۔ میری آنکھوں کی طرح ـــ

کلپنا : (پھوٹ پھوٹ کر رو پڑتی ہے) بابا! میں کیا کروں بابا؟

بابا : میں جانتا ہوں بیٹی! تو بہت اداس ہے ـــ چندرما کی چاندنی کی طرح ـــ جو زمانے کے خوف سے سہم چکی ہے۔ ایک گھائل پنچھی کی طرح ـــ جب ٹکرائی

ٹوٹ گئے تو پرواز کیا کرے گی بیٹی ـــ آسمان کی ان بلندیوں کو دیکھ۔ ان فاصلوں کو وہی پار کر سکتا ہے جس کے بازو مضبوط ہوں اور دل میں چاند پر کمند ڈالنے کا حوصلہ ہو۔ شکستہ بازوؤں سے تو یہ فاصلہ طے نہیں کر سکتی بیٹی۔

کلپنا : بابا! (روتی ہے) میں اندر سے ٹوٹ چکی ہوں بابا (روتی ہے)

بابا : مت رو بیٹی! ہم بھی زندہ ہیں اس بڑھاپے میں۔ تو بھی زندہ رہ۔ دوسروں کو زندگی دینے والے اس طرح روتے نہیں۔ تیرا تو درد سے رشتہ ہے نا۔

کلپنا : ہاں بابا! صرف رشتہ ہی نہیں۔ میں مجسم درد بنتی جا رہی ہوں۔

بابا : ہم دونوں رشتہ دار ہیں۔ درد ہمارا ناطہ ہے۔ اس ستار کو دیکھ رہی ہے بیٹی !

کلپنا : ہاں بابا! دیکھ رہی ہوں۔

بابا : اس کے تار زندگی کی دھڑکن ہیں۔ اس کے تیور ہر زندگی کو برانگیختہ کر کے اسے دیوانہ بنا دیتے ہیں اور اس کے کومل سُر زندگی کو نیند کی آغوش میں سُلا دیتے ہیں۔ کبھی چیخیں، کبھی آہیں اور کبھی نالہ و فریاد، کبھی سسکیاں اور کبھی سرگوشیاں بن کر یہ تار جھنجھنا اُٹھتے ہیں۔

کلپنا : بابا !

بابا : اور یہ مضراب! ان بے جان تاروں میں زندگی پیدا کرتی ہے۔ زندگی کی مضراب یہ اپنے ہاتھ میں رکھ بیٹی! اگر یہ مضراب تو کسی کو دے دی تو زندگی بھر تڑپتی رہے گی۔ نہ خوشی سے جی سکے گی اور نہ اپنی خوشی سے مر سکے گی۔

کلپنا: آپ ٹھیک کہتے ہیں بابا۔ میں چاند کو پانے کی تمنا میں ریت کے ذرّوں میں کھو گئی۔ میرے ماتھے پر ہوا کی انگلیوں نے بے سر و سامانی لکھ دی ہے۔ میں کیا کروں بابا... میں کیا کروں ؟

بابا : چاہت کی راہوں میں یہ مقام بھی آتے ہیں بیٹی۔ رات کے پیاسے ہاتھوں سے جام کس نے لیا ہے۔ تو بھی زندگی کے خالی جام میں ایک بے وفا کی شراب الفت انڈیلتی رہی۔ یاد رکھ بیٹی ـ جب تک سارے سُر سچے نہ لگیں گلے میں نور نہیں اترتا۔ دل میں تڑپ پیدا نہیں ہوتی۔ سروں کو اور سچائی سے لگا یہی زندگی کا راز ہے اور ـــ یہی عشق کی معراج ہے۔

کلپنا : ہاں بابا! جینے کی تمنا میں موت کے خوفناک اژدہے سے ایک بار اور جنگ کروں گی۔ ایک انچ کی کسر رہ گئی ہے۔ وہ بھی پوری کر کے دیکھ لوں۔ شاید راجیش لوٹ آئے میری بے چین باہوں میں۔ اب میں چین سے سو سکوں گی بابا۔ چین سے سو سکوں گی۔

وہ بچپنے کی نیند تو اب خواب ہو گئی
کیا عمر تھی کہ رات ہوئی اور سو گئے

(ایک پارک کی تنہائی میں انجو کوئی فلمی گانا گنگناتی ہوئی آ رہی ہے۔ راجیش کافی دیر سے اس کا انتظار کر رہا ہے)

انجو : ہائے راجیش! مجھے دیر ہو گئی ڈارلنگ۔ میں بھی کیا کرتی۔ بس اسٹاپ پر وہ لکڑ بھگا مل گیا۔ دو بسیں نکل گئیں۔ پیچھا ہی نہیں چھوڑتا تھا پلیز فار گوڈ۔

راجیش : کون؟ اچھا! ستیش ہوگا۔

انجو : ہاں وہی۔ بندر کی اولاد۔ بڑے موڈ میں تھا۔ کہہ رہا تھا۔ "آج بڑا اداس ہوں شیلا نے میرا دل توڑ دیا۔ اپائنٹمنٹ مجھ سے کیا اور چلی گئی دلدار کے ساتھ۔ بس ایک پیگ پی لو پھر چلی جانا راجیش کے پاس۔

راجیش : وہ جانتا ہے تم مجھ سے ملنے آتی ہو۔

انجو : اور نہیں تو کیا! کیوں تمہیں بُرا لگا۔ کوئی پاپ کر رہی ہوں جو چھپاتی پھروں۔ آئی لو یو راج۔

راجیش : یہ کیا۔۔۔۔

انجو : واٹ؟ یہ کیا ہو گیا تم کو۔ یو آر سو سیریس۔ بڑی چارمنگ ہے تمہاری گمبھیرتا۔ ایسا لگتا ہے جیسے ایکٹ ویسٹ لینڈ میں بیٹھا اپنی محبوبہ کا انتظار کر رہا ہے۔

راجیش : آئی ایم رئیلی سیریس انجو۔ میں نہیں چاہتا کہ میری تمہاری چرچا ہر زبان پر ہو۔ یہ رسوائی میں برداشت نہیں کر سکتا۔

انجو : تم اپنا لو دوسروں سے چھپاتے ہو۔ تمہیں تو خوشی سے دیوانہ ہونا چاہیئے تھا۔ یو بروک مائی ہارٹ (روتی ہے)

راجیش : تم سمجھتی کیوں نہیں! انجو! ارے۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ تم رو رہی ہو۔

انجو : میں کچھ سمجھنا نہیں چاہتی۔

راجیش : آخر تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں۔

انجو : کیا سمجھوں۔ زندگی بھر تم سے چھپ چھپ کر ملتی رہوں۔ مجھے یہ پسند نہیں۔

راجیش : میں ایک ڈاکٹر ہوں انجو! عام لوگوں کی طرح میں تم سے محبت نہیں کر سکتا۔ کچھ دن بعد ہم شادی کریں گے۔ دیٹ فار دی ٹائم بینگ۔

انجو : آئی سی۔ یو آر رائٹ۔ کیا کلپنا نے پیسے بھیج دیئے۔

راجیش : ہاں آج ہی بھیجے ہیں۔

انجو : کتنے؟

راجیش : دو ہزار۔

انجو : لاؤ۔ مجھے بہت ضرورت تھی۔ سارے ڈریس پرانے ہو گئے۔

(ایکٹ نو)

(بابا ستار بجا رہا ہے۔ کلپنا اس کے پاس بیٹھی ہے۔ رات کے وقت اچانک کار رکنے کی آواز آتی ہے اور یوگیش داخل ہوتا ہے)

یوگیش : آپ بہت اچھا بجاتے ہیں بابا۔ کتنا درد ہے آپ کی ساز میں۔

بابا : من کی گہرائیوں سے نکلے سُر در و دیوار کو بھی رلا دیتے ہیں۔ تم تو پھر بھی انسان ہو۔

کلپنا : میں آپ سے کہتی تھی نا کہ کسی دن بابا کا ستار ضرور سننا۔

یوگیش : میں بابا کا تعارف باہر کی دنیا سے کراؤں گا۔ لوگ دیکھیں گے کہ کتنے مہان کلاکار زندہ ہیں اس دھرتی پر۔

بابا : بیٹا تم ان مردہ پرستوں کی بات کرتے ہو جنھوں نے مجھے مرنے کے لیے فٹ پاتھ پر چھوڑ دیا تھا۔ مجھے وہ دن آج بھی یاد ہے بیٹا۔۔۔ جب پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے میں نے اپنا ستار کوڑیوں میں بیچ دیا تھا۔ میں نے اپنے نغمے درد کے چرنوں میں ارپت کر دیئے ہیں بیٹا۔ اچھا بیٹا تم بیٹیا سے باتیں کرو۔ انہیں چائے پلاؤ۔ کتنے جاڑے میں آئے ہیں یہ۔

(قدموں کی آواز)

یوگیش : تم آفس سے جلدی چلی آئیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہاری طبیعت خراب ہے۔ کیا بات ہے کلپنا؟

کلپنا : ایک عجیب سے سونے پن کا احساس ہو رہا ہے یوگیش۔ ایسا لگتا ہے جیسے زندگی اندر سے کھوکھلی ہو گئی ہو۔

یوگیش : اس کا رزلٹ آئے ایک مہینہ گزر چکا ہے۔ وہ ابھی تک نہیں آیا۔ میں نے اس کے گارجین کو خط لکھا تھا۔

کلپنا : کوئی جواب آیا اُن کا؟

یوگیش : آج ہی جواب آیا۔ تم خود پڑھ لو۔

(خط دیتا ہے۔ کلپنا خط کھول کر پڑھتی ہے)

کلپنا : ڈیر یوگیش!

راجیش، انجو نام کی ایک آوارہ لڑکی کی محبت میں۔۔۔ اندھا ہو چکا ہے۔۔۔ (دل ہی دل میں کہتی ہے۔۔۔ نہیں) کلپنا کا پیسہ اس کے لیے برباد کر رہا ہے۔ گارجین کے ناطے میں نے اسے بہت سمجھایا۔ لیکن بیکار۔ کلپنا کی محبت اس کے دل میں بالکل نہیں (دل ہی دل میں اوہ!) ایسے احسان فراموش کو بھول جانا ہی بہتر ہے۔

انل مہروترہ

کلپنا : میں اپنے وجود کا عکس اس کی آنکھوں میں اترتا دیکھتی رہی ایک فنکار کی طرح اس ناتراشیدہ پتھر کو اپنے من مندر دیوتا کے پیکر میں تراشتی رہی۔۔۔ اور جب وہ شاہکار بن گیا تو اپنے خالق کو بھول گیا۔ ان چلتی پھرتی مورتوں کا کون اعتبار کرے۔

یوگیش : میں اس مورتی کو ٹھوکر مارنا بھی جانتا ہوں جو اپنے خالق کو بھول چکی ہو۔ تم نے اس کی پوجا کر کے اپنے وقار کو بھی ٹھیس پہنچائی۔۔۔ وہ احسان فراموش ایک آوارہ عورت کے پیچھے گھوم رہا ہے۔

کلپنا : کاش! شیام میری کوکھ میں ایک بچے کو جنم دے جاتا۔۔۔ تو میری ممتا در در ٹھوکریں نہیں کھاتی۔ میں مجبور ہوں پیار کرنے پر یوگیش۔ میں مجبور ہوں (روتی ہے)

یوگیش : لیکن میں مجبور نہیں۔ میں اسے پھر اسی گندگی میں ڈال دوں گا۔۔۔ جہاں اس نے جنم لیا تھا۔

کلپنا : بھگوان کے لیے ایسا نہ کیجئے۔ دینے والے۔۔۔ واپس نہیں لیتے یوگیش۔

یوگیش : نہیں۔ میں اس سے ضرور انتقام لوں گا۔ یہ دھوکہ اس نے تمہارے ساتھ نہیں۔۔۔ میرے ساتھ کیا ہے۔ میرے ایمان کو توڑا ہے۔ میرے عہد کو چکنا چور کر دیا ہے۔

کلپنا : مجھے صرف ایک بار اس سے ملنے کا موقع دیجئے۔ صرف آخری بار۔

یوگیش : محبت کی بھیک مانگنا مجھے پسند نہیں۔ اور وہ بھی راجیش سے جو ہمارے ٹکڑوں پر پلا ہو۔

کلپنا : یوگیش! یہ میری آخری خواہش ہے۔ مجھے ایک بار جانے دو۔

یوگیش : پتھروں پر سر ٹپکنے سے کیا حاصل کلپنا۔ تم میری مجبوری ہو اس لیے انکار نہیں کر سکتا۔ ٹھیک ہے جاؤ۔ یہ بھی کر کے دیکھ لو۔

(کلپنا، راجیش سے ملنے دلی جاتی ہے۔ راجیش اور انجو ایک پارک میں بیٹھے ہیں۔ کلپنا وہیں پہنچ جاتی ہے)

کلپنا : راجیش!

راجیش : (چونک کر) آپ! آپ نے آنے کی اطلاع نہیں دی۔ میں خود آ جاتا ریسیو کرنے۔۔۔۔ اوہ! معاف کرنا۔ میں تعارف کرانا بھول گیا۔ یہ مسز کلپنا ہیں انجو اور۔۔۔

کلپنا : اور یہ مس انجو ہیں۔ اسے پاپ سنگر ان اے ہوٹل۔۔۔ یور گرل فرینڈ۔ اب تو تمہیں انجو نے ڈانس کرنا خوب سکھا دیا ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری یہ معمولی سی خواہش بھی پوری نہیں کر سکی تھی۔

انجو : جی۔ ہم دونوں بہت اچھا ڈانس کرتے ہیں۔

کلپنا : اچھا ہی کیا تم نے راجیش کو ناچنا بھی سکھا دیا۔ انہیں بڑا شوق تھا۔

راجیش : آپ گھر چلئے نا۔ وہیں بیٹھ کر بات کریں گے

کلپنا : ہاسٹل تو تم چھوڑ چکے ہو۔ میں ابھی تمہارا کمرہ دیکھ کر آئی ہو۔ اب کیا کہیں اور گھر بسا لیا ہے تم نے؟

راجیش : جی!

کلپنا : میں بتاتی ہوں۔۔۔ تم انجو کے ساتھ آر۔ کے۔ پورم میں رہتے ہو۔ یہیں بیٹھو۔ بڑا خوشگوار موسم ہے۔۔۔ اب تم فائنل تو کر چکے ہو نا۔ میں نے پیپر میں رزلٹ دیکھا تھا۔

راجیش : جی! ہاؤس جاب اور کرنا ہے۔

کلپنا : اس کا انتظام یوگیش نے کانپور میں کرا دیا ہے۔

راجیش : لیکن میں دلی میں رہنا چاہتا ہوں۔ یہاں بڑے اسپتال ہیں۔

کلپنا : ٹھیک ہے۔ ویسے یوگیش تمہارے لیے کانپور میں کلینک بنوانا چاہتے ہیں۔

راجیش: کانپور میں....

کلپنا : ہاں! وہاں رہ کر تم لیپروسی سینٹر بھی دیکھ سکو گے تمہیں اپنا وعدہ تو یاد ہوگا نا۔

راجیش: وہ تو ٹھیک ہے لیکن دلّی میں ترقی کے چانس اچھے ہیں۔ میں یہیں رہنا چاہتا ہوں۔

کلپنا : ایک کلرک سے ڈاکٹر تو بن گئے۔ زیادہ بڑا بننے کی آرزو میں بگڑ بھی جاتے ہیں راجیش!

راجیش: آپ مجھے ذلیل کرنا چاہتی ہیں۔ آپ انجو کو یہ بتانا چاہتی ہیں کہ میں کبھی کلرک بھی تھا۔ کلرک ہونا کوئی بُری بات تو نہیں۔

کلپنا : کلرک بھی انسان ہیں۔ تمہیں نے کلرکی سے گھبرا کر ڈاکٹر بننے کی خواہش کی تھی۔

راجیش: آپ اپنے احسان کا بدلہ لینا چاہتی ہیں۔ آپ چاہتی ہیں کہ میں زندگی بھر آپ کی قید میں رہوں۔ کٹھ پتلی کی طرح آپ کے اشاروں پر ناچتا رہوں۔ میں بھی انسان ہوں میں بھی آرزوئیں پوری کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کی رقم واپس کر دوں گا۔

کلپنا : یہ تم بول رہے ہو راجیش! کل تک میں دیوی سمان تھی اور آج انجو کی صحبت میں سب کچھ بھلا بیٹھے۔ سبھی مورتیاں بے جان ہوتی ہیں راج۔ ہماری شردھا انہیں زندہ بنائے رکھتی ہے۔ اب تمہاری نظروں میں نہ میں دیوی ہوں اور نہ یوگیش دیوتا۔ اب تمہاری غرض پوری ہو چکی نا۔

راجیش : میں آج بھی آپ کو دیوی مانتا ہوں۔ لیکن میرا جوشِ جوانی — آپ کی صحبت میں سرد پڑ جاتا ہے۔ میری چاہت کا دھدھکتا ہوا لاوا برف کی شکل میں بدل جاتا ہے۔ میں دل میں مچلتی ہوئی آرزوؤں کی تکمیل آپ سے نہیں کر سکتا

کلپنا : تم ٹھیک کہتے ہو راجیش۔ میں تمہاری مچلتی آرزوؤں کو شبنم کے قطروں میں بدلتی رہی۔ پھولوں کی سندرتا پر مٹنے والے بھول جاتے ہیں کہ گلوں کا شباب شبنم ہی کا مرہونِ منت ہے — جنسی بھوک کو جوانی کی آرزوؤں کا نام نہ دو راجیش۔

راجیش : میں اپنی آرزوؤں کو جیون کی سمادھی بنانا نہیں چاہتا میں فٹ پاتھ پر دم توڑتے ہوئے کلاکاروں کو اپنے گھر میں پناہ دینا نہیں چاہتا۔ مجھے اپاہج بچوں کی سیوا میں جوانی کی رنگیں راتیں گزارنا اچھی نہیں لگتی۔

کلپنا : اور اسی رشتے سے تم نے فائدہ اٹھایا ہے راجیش! اگر مجھے تم پر رحم نہیں آتا تو تم ڈاکٹر نہیں ہوتے — مردہ جسموں کو چیرتے پھاڑتے — تمہارا ضمیر بھی مردہ ہو چکا ہے۔ دولت، شہرت، عورت، شراب — یہ سب تمہارے رشتہ دار ہیں۔ اب انسانوں کی بستی سے تمہارا کوئی تعلق نہیں —

راجیش : ہاں میرا آپ سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ کی لولی لنگڑی زندگی سے میرا کوئی ناطہ نہیں۔ آپ مجھے بیساکھی بنا کر اپنی مایوس زندگی گزارنا چاہتی ہیں۔ اب ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

کلپنا : میری دولت کی بیساکھی پر تم شہرت تک پہنچے ہو۔ یہ کیوں بھول رہے ہو؟

راجیش : آپ اپنی حیثیت بھولتی جا رہی ہیں کلپنا۔ مجھے زبان کھولنے پر مجبور نہ کرو۔

کلپنا : میں نے تمہاری مایوسی اور چاپلوسی دیکھی ہے۔ ان قدموں پر سر جھکتے دیکھا ہے۔ کھولو زبان۔ میں بھی دیکھوں کہ کتا اپنے مالک پر کیسے بھونکتا ہے۔

راجیش : اگر تم زبان کھلوانا چاہتی ہو تو سنو! یوگیش سے تعلق رکھنے والی بیوہ کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں — میں......

کلپنا : یو شٹ اپ سوائن (تھپڑ مارتی ہے) یوگیش نے ٹھیک ہی کہا تھا — کتے کو گھی ہضم نہیں ہوتا۔ تجھے جھوٹی ہڈیوں کو چچوڑتا چھوڑ دیتی — وہی تیری اصلی غذا تھی۔

(کلپنا ناکامِ محبت کے بعد لوٹتی ہے۔ شکست خوردہ ہو کر وہ زندگی سے ناامید ہو چکی ہے۔ راہ میں مندر سے بھجن کی آواز آتی ہے)

کلپنا : (اس آواز کو ٹھہر کر سنتی ہے اور خود ہی کہتی ہے) نہیں! یہ میری منزل نہیں۔ مجھے کہیں اور جانا ہے۔ ایسی جگہ جہاں سکون سے سو سکوں۔ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے۔ (کلپنا پھر آگے بڑھتی ہے۔ ایک مسجد سے آواز آتی ہے)

آواز : اللہ اکبر اللہ اکبر

کلپنا : (اس آواز کو سن کر دل ہی دل میں کہتی ہے) — اللہ بڑا ہے۔ اللہ بڑا ہے — وہ تو سب جگہ ہے۔ ہر دل میں ہے۔ اسے یہاں قید کیوں کر لیا۔ نہیں — یہ میری منزل نہیں۔ میری منزل نہیں — کہیں دور چل۔ (کلپنا بھاگیرتھی لیپروسی سینٹر پہنچتی ہے)

(لیپروسی سینٹر میں بچے کلپنا کو دیکھ کر دوڑے دوڑے آتے ہیں)

بنٹی : دیدی! دیدی! بولئے نا۔ کیا ہوا دیدی۔ آپ ہم سے غصہ ہیں؟ ارے .... آپ رو رہی ہیں — (آواز دیتی ہے) ڈبّو! دیدی آ گئیں۔ (بیساکھی پر چلتا ہوا آتا ہے۔ دور سے آواز دیتا ہے)

ڈبّو : آیا بنٹی! دیدی! آپ ۔۔ آپ رو رہی ہیں۔

کلپنا : (روتے ہوئے) میرے بچو!

ڈبّو : بابا! دیدی رو رہی ہیں۔

(بابا آتا ہے)

کلپنا : بابا! (چیخ مار کر روتی ہے)

بابا : بیٹی! تو بھی بازی ہار چکی۔

کلپنا : میں لٹ گئی بابا۔ راجیش نے دھوکہ دیا.... بابا ..... راجیش نے دھوکہ دیا۔

بابا : کوئی کسی کو دھوکہ نہیں دیتا بیٹی! یہ سب ہمارا فریبِ نظر ہے — ہم خود ہی دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اس انجیل مقدس کو دیکھ اور یسوع کی آواز سن — "اے محنت کرنے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو! میرے پاس آؤ — میں تمہیں سکون دوں گا۔"

کلپنا : یہ پیغام تو مجھے فادر نے بھی دیا تھا۔ لیکن یہ میری منزل نہیں بابا۔ ان عبادت گاہوں میں مجھے دل کی دھڑکن سنائی نہیں دیتی۔ میں قید میں رہنا نہیں چاہتی بابا۔ مجھے آزادی دو۔ مجھے آزادی دو۔

بابا : جب روح خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر کروٹ لیتی ہے تب ہمارے من کے بھیتر سویا ہوا اصلی انسان جاگ اٹھتا ہے۔ آج تو بھی زندگی کی حقیقت پا چکی ہے۔ تجھے اس منزل کی تلاش ہے نا جہاں رام، رحیم اور گاڈ آرام کرتے ہیں۔

کلپنا : ہاں بابا! مجھے ایسی ہی منزل کی تلاش ہے۔

بابا : تیری منزل یہی بھاگیرتھی سینٹر ہے — یہ لولے لنگڑے بچے تیری ممتا کے حقدار ہیں بیٹی! یہ اپاہج زندگیاں ہمارے دیوی دیوتا ہیں۔ یہی ہمارے مندر، مسجد اور گرجا گھر ہیں۔

کلپنا : بابا!

بابا : اپنی محبت کو فضاؤں میں خوشبو کی طرح پھیلا دے اپنے وجود کو ذروں کی شکل میں ساری کائنات میں بکھیر دے۔ اب تک تیری محبت خود غرضی کے حصار میں قید تھی — اب وہ حصار ٹوٹ چکا۔ ایک بحرِ بیکراں کی طرح محبت کی موجوں سے سب کو سرشار کر۔ اب تیرے ہر کنارے سے کوئی بھی تشنۂ محبت اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔ اس درد کو سینے سے لگا لے بیٹی! یہ زندگی کی دولت ہے۔ یہی روحِ مذہب ہے۔ یہی مقصدِ حیات ہے۔

کلپنا : بابا! میرے دل کو سکون سا آ رہا ہے۔ میں کائنات میں بدلتی جا رہی ہوں۔ میرا وجود پگھل رہا ہے بابا۔

بابا : یہ بنٹی۔ یہ ڈبو۔ یہ لالی۔ یہ سب ہمارے بچے ہیں۔ انہیں گلے سے لگا لے بیٹی۔ انہیں گلے سے لگا لے۔

کلپنا : آپ ٹھیک کہتے ہیں بابا۔ یہ درد کے رشتے ہی میری منزل ہیں۔ میں نے منزل کو پا لیا بابا۔ اب میں بہت خوش ہوں۔ بہت خوش ہوں۔ آ میری بیٹی۔ بنٹی (منہ چومتی ہے) ڈبو۔ میرے بیٹے۔ لالی میری بیٹی۔ آؤ گلے لگ جاؤ (منہ چومتی ہے) گلے لگ جاؤ۔ گلے لگ جاؤ۔

(ایک پرسکون نغمے سے اختتام)

(آکاشوانی رامپور سے نشر)

نفیس صدیقی
بازار نصر اسداللہ خاں
رامپور ۲۲۴۹۰۱

آہٹ

انور عظیم

کون ہو بھائی ؟ کوئی نہیں۔ پھر یہ قدموں کی چاپ کیسی۔ خیر میری بلا سے۔ کب سے چڑھ رہا ہوں شام کے زینے پر۔ پر اوپر منزل آتی ہی نہیں۔ نہیں یہ چاپ نہیں، یہ تو میری سانس ہے۔ اور تم ؟ تم کون ہو بھائی ؟ کوئی نہیں۔

سانس پھول رہی ہے جیسے جیسے اوپر چڑھتا ہوں گلے میں کانٹے پڑتے جاتے ہیں۔ کیا کروں بھائی۔ چڑھنا تو ہے ہی۔ اور نہیں تو رات مکڑی کے جالوں میں کاٹوں گا۔ ویسے مکڑی کی راتیں جالوں میں کٹ سکتی ہے تو میری کیوں نہیں کٹ سکتیں۔

اب دروازہ دور نہیں ہے۔ یہاں سے زینہ ختم ہوتا ہے اور رات کا دروازہ کھلتا ہے۔

دن بھر روشنی بند، ہوا بند، میں بند، آواز بند، نظر بند۔ تبھی تو میں دن کی تلاش میں باہر نکل جاتا ہوں۔ مگر وہاں بھی شہر میں اتنا ہی اندھیرا ہے۔ گلیاں بند، رفتار بند، خواب بند، ہونٹ بند، لمس بند۔ ایک تھکن ہے جو آزاد ہے۔ رسنے کے لیے زخم کی طرح، چبھنے کے لیے کانٹوں کی طرح۔

you are such a lousy bore ——

تمہارے قدموں کی چاپ بہت قریب آ گئی ہے۔ اور میرے جسم میں کپکپی سی دوڑ رہی ہے۔ ریڑھ کی ہڈی نہیں ہے۔ کپکپی تو ہے۔ سچی بات کہوں ؟ مجھے اس کی ہڈی کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔ میں نے کہا تھا ریڑھ کی ہڈی، ایک ہی بات ہے۔

موم بتی۔ موم بتی۔ رکھی تو یہیں تھی۔ کھڑکی پر۔ پھر کہاں گئی۔ او ہو۔ کہیں اور رکھ دی ہو گی۔ اب میں کتنی دیر کرسیوں، کتابوں، چوہے دان، بوٹ پالش کی ڈبیہ، فولڈنگ بیڈ وغیرہ سے ایک ایک کر کے ٹکراتا رہوں۔ یہ اندھیرا جانے کا ہے نہ یہ چیزیں اور موم بتی ملنے کی نہیں۔

اچھا چھوڑو۔ موم بتی بعد میں ڈھونڈتے رہیں گے۔ ابھی جوتے اتاروں جن کے تلوے گھس گئے ہیں۔ اور پاؤں میں پسینے سے بھیگے ہوئے موزے چپک رہے ہیں۔ اور سڑک کی دھول کرکرا رہی ہے۔ موزوں کے اتارتے ہی کمرے میں پسیجتے پیروں کی بو پھیل گئی ہے۔ سو تو ٹھیک ہے۔ مگر یہ چوہے — بھلا یہ کیا سمجھتے ہیں اپنے آپ کو۔ ڈھیٹ۔ چڑھ گئے پیروں پر۔ تھوڑی دیر میں یہ میرے تھیلے میں گھس جائیں گے اور روٹی کھائیں گے جو میں نہ جانے کتنی دور سے ادھار لایا ہوں۔ مل گئی، مل گئی۔ ماچس تو خیر سے پتلون کی جیب میں ہے۔ موم بتی کا اجالا بھی کیا چیز ہے کباڑ میں بھی کیسا رنگ بھر دیتی ہے۔

تھیلے سے نکالی ہوئی روٹی میں چمڑے کی بو بس گئی ہے۔ وہ تو بسنی ہی تھی۔ کاغذ میں لپیٹ کر رکھنا تھا۔ تنور والا لپیٹ رہا تھا پر وہ پان کی پیک جو نظر آ گئی کاغذ پر۔ سوکھی تھی تو کیا ہوا۔ کچھ تو ہائجین کا خیال ہونا چاہیئے۔ روٹی، ٹماٹر، پیاز کا ایک ٹکڑا اور چھوٹی سی ہری مرچ تیتا۔ مجھے یاد ہے شب برات میں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ وہ جو میرے ہاتھ میں پھٹ گیا تھا اور ہتھیلی کی کھال چھلکے کی طرح اتر گئی تھی۔ بچپن بھی کیا چیز ہے۔ نہ جانے کتنی کھالیں اتر جاتی ہیں مگر چند دن میں پھر تازہ کی تازہ۔ اور اب ایک زخم لگ جائے تو مہینوں جھک مارتے رہو۔ سو وہ تو اس وجہ سے کہ تم کو شکر آتی ہے۔ مگر تم ہو کون جو اتنی بے تکلفی دکھا رہے ہو۔ سچ پوچھو تو میں کوئی نہیں ہوں۔ میں نہ بھی ہوتا تو تم ہوتے۔ اور اب اگر میں ہوں تو بھی تم ہو۔ پھر فرق کیا پڑتا ہے۔ *you're raving* سو جاؤ۔ صبح ہو گی تو تم سب بھول جاؤ گے۔ میں کبھی کچھ نہیں بھولتا۔ میں یہ بھی نہیں بھولا کہ کل میں نے تم کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ تو تم کرتے ہی رہتے ہو۔ چوہے تھک کر کہیں چلے گئے۔ میں بھی کہیں چلا جانا چاہتا ہوں۔ ہاں ہاں!

اب کیا ہوا ؟ وقت تو گزرتا ہی ہے۔ نیند ابھی آئے گی نہیں۔ کھڑکی کی چٹخنی کھلتی نہیں۔ پچھلے ایک مہینے سے یہی ہو رہا ہے۔ وہ بلاتا ہے اپنے ایئرکنڈیشنڈ روم میں۔ پائپ جلاتا ہے۔ تھوڑی دیر مجھے دیکھتا رہتا ہے جیسے میں کوئی بلی کا بکرا ہوں۔ پھر سر ہلائے گا اور ہنسے گا۔ سونے کے دونوں دانت جھلکائے گا اور پوچھے گا — "آپ تو بالکل ہٹے کٹے ہیں۔ جانے یہ لوگ یونہی آ کر ایسی ویسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔" "کون لوگ صاحب ؟" میں سوکھے ہوئے گلے سے سوکھی ہوئی آواز میں پوچھوں گا اور ہونٹوں پر پپڑیاں جمنے لگیں گی۔ وہ جلے ہوئے پائپ کو پھر سے جلانے کی کوشش کرے گا۔ سونے کے دانتوں کی نمائش کریگا۔ اور کہے گا "آپ اپنی فائل وغیرہ تو نپٹا لیتے ہیں نا روز ؟" اور نہیں تو کیا۔ لیکن میں کچھ کہوں گا اور وہ اپنے چکنے ہونٹ چوسے گا اور پائپ سے مونچھوں پر تاؤ پھیرے گا اور "جائیے اپنا کام کیجئے۔ یہ لوگ بیکار ایک بوڑھے آدمی کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ ان کو کیا معلوم اس بوڑھے نے اپنی کمر کی ہڈی اس عمارت کی نیو میں گاڑ رکھی ہے۔ پکا ہوا آم جانے کب ٹپک جائے۔ پھر میں یہ گناہ اپنے سر کیوں مول لوں۔"

اور یہ سب اپنا قصور ہے۔ میں اٹھارہ برس کی عمر میں سرسوں کی کھیتوں سے بھاگتا اور نہ آج میں پھانسی کے پھندے میں لٹکتا۔ کب تختہ پاؤں کے نیچے سے نکل جائے کون جانے۔ پر میں بھاگتا نہ تو اور کیا کرتا۔ اور جب سے اب تک بھاگ ہی رہا ہوں۔ جانے اس کا کیا ہوا۔ بڑی جان لیوا تھی۔ اور جو میں اسکی آنکھوں سے نہ ڈرتا اور اس کا ہاتھ نہ چھوڑتا تو کیا وہ سچ مچ چیخ پڑتی۔ اماں چھوڑ دو۔ کون جنیتا ہے۔ کون ہاتھ چھوڑتا ہے۔ اور اب نہ سرسوں کے کھیت، نہ کوئل، نہ گھاس کو دھوتی ہوئی اوس، نہ منہ اندھیرے پیپل اور گولر کے پیڑوں پر چڑیوں کے گیت۔ دل میں بس ایک چڑیا ہے اور کبھی اس کے پر پھیل جاتے ہیں کبھی سمٹ جاتے ہیں۔ اور جب سے یہی ہو رہا ہے۔ کہیں نہ کہیں تو یہ سب ختم ہونا چاہیئے۔ میں تھک گیا ہوں۔ چلتے چلتے تلوے گھس گئے ہیں۔ اور موزوں میں میرے پورے وجود کا پسینہ رچ گیا ہے اور میں کل صبح پھر یہی موزے نہیں پہننا چاہتا۔ نہ اس کوٹھری سے باہر نکلنا چاہتا ہوں۔ جانے وہ پھر بلائے۔ پھر پائپ جلائے۔ پھر سونے کے دانت جھلکائے اور آخر میں وہ سنوں جو میں نہیں سننا چاہتا" دیکھئے آپ کا ہم پر بہت احسان ہے آپ یہاں جب آئے تھے جب پاپا زندہ تھے اور میں تب ایک کچا پودا تھا اور اب میں درخت بن چکا ہوں اور اب مجھے کچھ اور چاہیئے۔ آپ کی تھکن کے سوا اور کچھ ہے بھی تو نہیں آپ کے پاس۔" سو تو ٹھیک ہے پھر ؟ "اب میں کیا کہوں ؟" پھر اس کے سنہرے دانت جھلکیں اور وہ پھر پائپ کو دانتوں سے دبائے۔ کیا میں اس وقت کا انتظار کروں؟ نہیں نہیں۔

میں دھنسی ہوئی کرسی سے اٹھنا چاہ رہا ہوں۔ ٹھیک ہے میرے پاس نائٹ سوٹ نہیں ہے۔ لیکن میں ان کپڑوں میں تو نہیں سو سکتا۔ لیکن نیند کہاں ہے۔ چند قدم بھی چلتا ہوں تو اپنے ساتھ ساتھ قدموں کی آہٹ سنتا ہوں۔ مگر یا تو کوئی آ کر مجھے دبوچ لے۔ یا میرا پیچھا چھوڑ دے۔

دیکھو، جب ایسا ہو، کمرے میں موم بتی جھلملانے

لگے، جب چوہے بھی تھک کر سو جائیں، جب جھگادڑ بھی دیواروں سے ٹکرانا بند کر دیں اور اس اجنبی آہٹ کے سوا اور کوئی ساتھ نہ دے تو موم بتی کو وقت سے پہلے بجھا دینا چاہئے اور گیت گانا چاہئے۔ وہ جو ابھی تک گایا نہیں گیا۔

ایسا تو ہے نہیں کہ میں کچھ نہیں جانتا
کہاں سے آیا ہوں اور کہاں جاؤں گا
رات کا پچھلا پہر ہے، اتنی کٹی ہے
اور بھی کٹ جائے گی
جہاں افق پر آگ کی طرح
ایک جنگل سا اُگ رہا ہے، وہیں کہیں
میں کھو جاؤں گا اور وقت مجھے تلاش کرے گا
اور میں ہاتھ نہیں آؤں گا
وقت کو کب کس نے مٹھی میں بند کیا ہے
وقت کوئی تتلی تو نہیں
وقت کیا ہے
آہٹ کے سوا۔

اب میں نڈر تمہارے انتظار میں ہوں۔ میں نڈر انتظار میں ہوں۔ میری آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو رہی ہیں اور میرے ہونٹوں پر تمہاری گرم گرم آہٹ کا بوجھ پڑ رہا ہے۔ میری ٹانگیں بیساکھیوں کی طرح سخت ہو گئی ہیں۔ پھر آنکھیں کھل گئی ہیں اور موم بتی پگھل پگھل کر بوند بوند ٹپک رہی ہے۔ آنکھوں میں جہاں پتلیوں میں لویں بجھ رہی ہیں۔ اور سب کچھ کتنا اچھا لگ رہا ہے۔ مری ہوئی آہٹ کی طرح۔ شانت اور سک۔ جینے کے احساس سے گریزاں

(اردو سروس سے نشر)

احتشام اختر

پیار کی گرد اُڑاتے ہوئے چلنے والے
ہیں کہاں رنگ فضاؤں کا بدلنے والے
ہے تو بے جان مگر پیاس بجھائے گا میری
کہ اسی کوہ سے چشمے ہیں ابلنے والے
دل کے جنگل میں لگی آگ مگر بجھ بھی گئی
ورنہ کچھ یاد کے پتے بھی تھے جلنے والے
یہ الگ بات کہ سورج نہ اِدھر سے گزرا
ہم بھی تھے موم کی مانند پگھلنے والے
ٹھوکروں نے ہمیں یاروں کی سرفراز کیا
گیند کی طرح نہ تھے ہم تو اُچھلنے والے
شہر میں دل کے ہوا پھر نہ چراغاں اختر
ہم بھی پلکوں کی منڈیروں پہ تھے جلنے والے

(جے پور سے نشر)

جاگتی آنکھوں کا خواب

خورشید عالم

سونیتا کو لگا کہ سمیر آکر اس کے سرہانے کھڑا ہو گیا ہے۔ پھر اس نے جھک کر آہستہ سے اس کے بالوں کو ہاتھ لگایا ہے۔ سونیتا چونک کر اُٹھ بیٹھی، چاروں طرف گھپ اندھیرا تھا۔ اس نے کانپتی ہوئی آواز میں پکارا "سمیر!" تب اسے محسوس ہوا کہ وہ اپنے بستر پر ہے اور سمیر وہاں کہیں نہیں ہے۔ ہر جانب سناٹا ہے خوفناک خاموشی۔ اس نے کھڑکی کے پٹ کھول دیئے۔ باہر سے روشنی کی ایک کرن اس کے پیروں پر رینگنے لگی اور سونیتا کھڑکی کی ٹھنڈی سلاخوں کی ٹھنڈک کو محسوس کرتی ہوئی بغیر پلکیں جھپکائے باہر دیکھنے لگی۔

کچھ یادیں، کچھ خواب، کچھ بے معنی آوازیں۔ ایک محنتی طالب علم کی طرح سونیتا بار بار ان صفحات کو پلٹ کر دہراتی ہے۔ ان احساس کی دہلیز پر کھڑی ہو کر ماضی میں جھانکتی ہے۔ دل کی ویران گلیوں میں بھٹکا کرتی ہے — ہر جملہ، ہر ادا، اور ہر لمس کے بیشمار پیغام بکھرتی ہوئی ٹھہرتی ہوئی، خود میں سمٹی — وہ تنہا رہ جاتی ہے۔

"سمیر تم سمجھتے کیوں نہیں!" سونیتا نے دہرایا۔ سمیر اسے دیکھتا رہا، سونیتا کے زرد اور معصوم چہرے کو۔

"ہاں میں نہیں سمجھتا!" سمیر اچانک سخت ہو گیا۔ "تمہاری فضول دلیلیں، میں نہیں سمجھ پاؤں گا —" سونیتا بے بسی سے اسے دیکھتی رہ گئی پھر مرجھا کر اپنی ساڑی کی سلوٹیں دور کرنے لگی۔ اس میں سمیر کی طرف دیکھنے کی ہمت نہ تھی۔ اسی طرح بیٹھے بیٹھے اسے پچھلے دنوں کی باتیں یاد آگئیں۔ وہ شرمندگی، ذلت، کہیں منہ چھپا کر فرار حاصل کر لینے کی شدید خواہش — پرنسپل نے اسے بلا کر سارے حالات سے آگاہ کر دیا تھا۔ پرنسپل ایک معمر خاتون تھیں۔ سونیتا پر انہیں پورا اعتماد تھا۔ اسٹاف کے کئی لوگوں نے ان سے سونیتا کی شکایت کی تھی انہوں نے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ سونیتا کے بارے میں ایسا سن کر انہیں تکلیف ہوئی ہے اس لیے اچھا ہو کہ سونیتا خود استعفیٰ دیدے سونیتا یکایک کچھ نہ کہہ سکی اسے جیسے گہرے کنوئیں میں دھکیل دیا ہو۔ پرنسپل کی بات سن کر اس کے سامنے تیزی سے مختلف چہرے دوڑنے لگے — شادیوں کی تیاری میں مصروف اماں، چھوٹے بھائی بہن اور سمیر! وہ اسی طرح سر جھکائے کندھوں پر نہ جانے کتنا بوجھ لیے پرنسپل کے آفس سے باہر آگئی۔ باہر آکر وہ روئی نہیں بیٹھ کر وہ سونی دیوار کو تاکنے لگی — سب کچھ اتنی جلد ختم ہو جائے گا۔ اس کا تصور کیسے کرتی؟ ابھی دن ہی کتنے ہوئے تھے؟ ابھی تو کتنی ہی باتیں تھیں جو کہ سمیر سے نہ کہہ سکی تھی کتنی امنگیں اس کے دل میں بھیڑ لگائے کھڑی تھیں۔ ابھی کتنا کچھ اس کے آگے بکھرا پڑا تھا۔

"نہیں! میں روؤں گی نہیں!" سونیتا نے سرگوشی کی "میں روؤں گی نہیں۔ میں یہاں سے چلی جاؤں گی کہیں اور نوکری کر لوں گی لیکن سمیر کو اپنی زندگی سے دور کرنا میرے بس کی بات نہیں!" آنسو کا ایک قطرہ سونیتا کے گال پر پھسل گیا۔ اور سمیر تھا کہ ایک مظلوم بچے کی طرح بے بس نگاہوں سے دیکھے جا رہا تھا — خود کو دابو میں رکھ پانا کتنا مشکل تھا۔ اسے دیکھ کر سونیتا نے چاہا تھا کہ رو کر اس سے لپٹ جائے۔ اپنا بے جان جسم اس کی مضبوط باہوں کے حوالے کر دے اور کہے، "اب مجھے یہاں سے نکال کر لے چلو۔ یہ لوگ ہمیں ساتھ نہیں رہنے دیں گے۔" لیکن وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

"پرنسپل میرا استعفیٰ مانگ رہی ہیں۔"

"تم اتنی پریشان کیوں ہو؟ نوکری تو تمہیں چھوڑنی ہی تھی —" سمیر نے کہا۔

"کیوں، نوکری چھوڑ کر کیا کروں گی؟"

"تم سمجھتی ہو کہ شادی کے بعد میں تمہیں نوکری کرنے دوں گا۔"

"اوہ سمیر!" سونیتا کی آواز ایک زخمی کی آواز تھی۔

"کیوں؟"

"میں .... میں .... تم سے شادی نہیں کر سکتی، تم جانتے ہو سمیر!" سونیتا نے جھجکتے ہوئے کہا۔ سمیر کا چہرہ جیسے بے حس ہو گیا ہو۔ "پہلی بات یہ ہے سمیر کہ میری بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔ تم سے تو کچھ چھپا نہیں ہے۔ فالج زدہ باپ، ماں، دو بہنیں اور بھائی۔ سب مجھے ہی کرنا ہے ...."

سمیر نے اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا "وہ ذمہ داریاں میری بھی ہوں گی۔ سب کے لیے سب کچھ ویسے ہی ہوگا جیسے ہوتا آیا ہے۔"

"اور کبھی تم جذبات میں کیے گئے اس فیصلے پر پچھتائے

تو ؟" سوتیا نے کہا " ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے۔ میں تم سے عمر میں بھی تو کافی بڑی ہوں سمیر! ہماری شادی کبھی کامیاب نہ ہوگی مجھے ہمیشہ یہ احساس ڈستا رہے گا کہ کہیں کوئی بہت چھوٹی بہت خوبصورت لڑکی تمہیں مجھ سے چھین نہ لے۔"

"تم نے مجھے یہی پہچانا ہے ؟"

" نہیں سمیر نہیں ! " سوتیا نے مٹھیاں بند کرکے سینے سے بھینچ لیں۔ " یہ کالج ، یہ چار دیواری ہی میری منزل ہے۔ مجھے یہیں چھوڑ دو ! " سمیر کافی دیر تک خاموش رہا۔

" تو پھر میرے لیے کیا کہتی ہو ؟ تم چاہتی ہو کہ میں ساری زندگی اندھیروں میں بھٹکتا رہوں ؟ "

" تم جاؤ سمیر! تم پاس ہوتے ہو تو میں کوئی فیصلہ نہیں کر پاتی ہوں۔ تم قریب ہوتے ہو تو میرے سارے ارادے کانپنے لگتے ہیں۔ ۔ ۔ تم جاؤ۔ ۔ ۔ جاؤ۔ ۔ ۔ " کہتے کہتے اس کی آواز بھیگ گئی۔

اس دن کا گیا سمیر پھر کبھی نہیں لوٹا۔ کچھ دن کے بعد سوتیا نے پرنسپل سے جاکر کہدیا تھا کہ اگر انھیں سمیر کے کالج آنے پر اعتراض ہے تو نہیں آئے گا۔ ان سب کو سمیر کے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ "سمیر کو میں نے اپنی زندگی سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ وہ تو ایک پاگل پن تھا۔"

اس کی سہیلی مینو نے جھک کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا! " سوتیا تم کیا اکھڑی اکھڑی باتیں کر رہی ہو ؟ "

سوتیا اپنے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھنے لگی۔

" میں نے ٹھیک کیا نا مینو ! دیکھو سمیر نے کتنے دنوں سے کوئی خبر نہیں لی۔ اب تو سب کے دلوں میں ٹھنڈک پڑ گئی ہوگی! "

" تمہیں نے تو سمیر کو منع کر دیا ہے۔ میں انھیں فون کر دوں؟ " مینو نے پوچھا۔

" نہیں مینو ! " سوتیا خاموش ہوگئی۔

کالج کے لمبے کاریڈور سے گزرتے ہوئے سوتیا نے دیکھا کہ کالج کے گیٹ کے باہر سمیر کی کار کھڑی ہے اور وہ اندر بیٹھا سگریٹ پھونک رہا ہے۔ ایک طویل کش لے کر اس نے سگریٹ باہر پھینک دیا۔

" کیسے آئے ؟ " سوتیا نے قریب پہنچ کر قدرے سرگوشی کی۔ سمیر کچھ دیر تک اس کے چہرے پر کچھ ڈھونڈتا رہا پھر ملزموں کی طرح بولا۔

" بہت دن ہوگئے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ "

اس کا ادھورا جملہ کچھ دیر تک دونوں کے درمیان ٹنگا رہا۔ پھر سوتیا نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

" ہاں دن تو بہت ہوگئے تھے۔ تم اچھی طرح رہے ؟ "

سوتیا کو سمیر خواب میں دیکھی گئی کسی تصویر کی طرح لگ رہا تھا اس نے ہاتھ پھیلا کر اس کی باہوں کو اپنی گرفت میں لے لیا اور بولی " مجھے تو لگتا تھا کہ اب شاید تم کبھی نہ آؤ ! "

سمیر کی مسکراہٹ اس کی نم آنکھوں کے آگے کوندھ گئی۔

" تم ہی تو بار بار آنے کو منع کرتی ہو ! "

" کتنی باتیں تم نے میری مانی تھیں جو یہ مان گئے ؟ "

" غلطی ہوگئی، جو مان گیا۔ اب نہیں مانا کروں گا۔ لیکن مجھے الزام نہ دینا۔ آؤ۔ ۔ ۔ "

سوتیا گھوم کر آئی اور کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی سمیر نے کار ایک پرانے مقبرے کے پاس روک دی۔ وہ دونوں کار سے اتر کر ہری گھاس پر بیٹھ گئے۔ دونوں خاموش تھے۔

" مجھے اتنا کیوں ستاتی ہو سوتیا ؟ " سوتیا کوئی جواب نہ دے سکی۔

" میری طرف دیکھو سوتیا ! کبھی کبھی تم میرے پاس ہوتے ہوئے بھی مجھ سے بہت دور سی لگتی ہو۔ کچھ بولو۔ کچھ کہو۔ "

" کیا کہوں ؟ " سوتیا نے بے بس ہو کر کہا۔

" اب مجھ سے کہنے کو تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ؟ "

" ابھی تو کچھ کہہ ہی نہیں سکی تھی ! " بے بس سی ہنسی ہنس کر سوتیا نے کہا " وہ سب باتیں اب جانے دو سمیر، آؤ ہم باتیں کریں ادھر اُدھر کی، دنیاداری کی، تمہیں معلوم ہے مینو کی شادی طے ہوگئی۔ "

" سوتیا کیا میرے لیے کوئی امید نہیں؟ آخر تم میرے لیے اتنی سنگ دل کیوں ؟ "

وہ گھاس کے تنکے توڑنے لگی۔ وہ سمیر سے یہ نہ کہہ سکی کہ تم مجھے بھلا دینا، یا وقت سب کچھ بھلا دیتا ہے۔ ہمدردی کے ایسے بوسیدہ جملے اس کی ہونٹوں پر نہیں آئے۔

وہ جانتی تھی کہ کچھ لکیریں ایسی بھی ہوتی ہیں جنھیں وقت بھی نہیں مٹا سکتا، بھولنا کیا ہوتا ہے ؟ جی بہلانے کی باتیں بزدلوں کے بہانے۔ جو کچھ سمیر نے اسے دیا، یا جو کچھ وہ سمیر سے پا سکی اس نیا دے نے ان دونوں کو عام آدمی سے الگ کر دیا۔ الگ ہونے کے بعد رہنا۔ راکھ کے ڈھکے کوئیلوں پر چلنے جیسا ہوگا نہ جانے کون سا کوئلہ دہکتا رہ گیا ہو اور پاؤں کو جلا دے۔

سوتیا اور مینو تیار ہو کر بازار چلی آئیں۔ وہ دونوں کپڑے کی ایک بڑی دوکان پر چلی گئیں۔ مینو کپڑے دیکھنے لگی اور سوتیا ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ مینو آگے بڑھ گئی اور سوتیا دوکان کے ایک کونے میں کھڑی رہ گئی۔

" سویت ! " اپنا نام سن کر اس نے پلٹ کر دیکھا۔ اسے سمیر کی موسی کو پہچاننے میں دیر نہ لگی۔ اس کی نگاہیں آس پاس سمیر کو ڈھونڈنے لگیں۔

" آپ یہاں کب آئیں ؟ سوتیا نے پوچھا۔

" آج صبح ہی آئی ہوں "

" کسی وقت میرے گھر آیئے ! " انھیں لے کر سمیر کو تو آنا ہی پڑے گا۔

" میں تو کل چلی جاؤں گی۔ سمیر سے ملنے آئی تھی۔ وہ آج جا رہا ہے نا ! "

" کہاں ؟ "

" تمہیں نہیں معلوم ؟ وہ امریکہ جا رہا ہے۔ کمپنی اسے بھیج رہی ہے۔ آج رات کو فلائی کرے گا ! "

" کافی دن لگ جائیں گے کیا ؟ " اس نے پوچھا۔

" پتہ نہیں کتنے دن لگیں۔ سال دو سال کچھ ٹھیک نہیں! "

" ہاں ایک بار کوئی جاتا ہے تو سب کچھ دیکھ کر لوٹتا ہے۔ "

سوتیا کو اپنی آواز اپنی جیسی نہیں لگ رہی تھی۔ موسی اس سے رخصت ہو کر چلی گئیں اور سوتیا مینو کی طرف جانے لگی۔

" مینو ! ابھی سمیر کی موسی ملی تھیں۔ کہہ رہی تھیں کہ سمیر امریکہ جا رہا ہے آج رات کو ! "

مینو مڑ کر سوتیا کے چہرے کو دیکھتی رہ گئی۔ " چلو اب واپس چلیں۔ "

نوکرانی کے دروازہ کھولتے ہی سوتیا نے پوچھا۔

" کوئی آیا تھا ؟ "

نوکرانی نے نفی میں سر ہلا دیا۔

" کوئی فون بھی نہیں۔ "

" نہیں۔ ۔ ۔ "

مینو نے اس سے دریافت کیا: " تم ایرپورٹ جاؤگی؟ "

سوتیا نے کوئی جواب نہیں دیا وہ اپنے کام میں مصروف رہتے ہوئے بھی ایک لمحہ کے لیے یہ بھول نہ سکی کہ سمیر آج جا رہا ہے۔ رات ساڑھے نو بجے !

" مینو پلیز! کسی سے کہہ کر ایک ٹیکسی منگوا دو۔ "

سوتیا نے الماری کھول کر روپیے نکالے اور پرس میں ڈال لیے۔ اس کا جسم تپ رہا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھا کر اس نے لپ اسٹک لگائی اور اس کے ہونٹ ایک لال لکیر سے بن کر رہ گئے۔ گیٹ کے اندر آئی ٹیکسی دیکھ کر سوتیا نے اپنا پرس میز سے اٹھا لیا اور چند لمحوں تک بیقراری کے عالم میں پرس کو کھولتی اور بند کرتی رہی۔ پھر اچانک اس کی آنکھوں کی بے چینی ایک خاموش سنجیدگی میں بدل گئی۔ جیسے کوئی آندھی کا ریلا پاس سے گزر گیا ہو۔

" سوتیا ٹیکسی آگئی ! " مینو نے کہا تو وہ چونک گئی۔ وہ مینو کی آنکھوں میں بغیر پلکیں جھپکائے کچھ دیکھتی رہی۔ پھر اس نے پرس ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ اور بولی۔

" ٹیکسی واپس کر دو مینو ! میں ایرپورٹ نہیں جاؤنگی!! "

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

خورشید عالم

۶/۶۴ جمیع منزل۔ مالویہ روڈ۔ دیوریا ۲۷۴۰۰۱

بقیہ : ہندوستان ترقی کی راہ پر

زیادہ ہے تو صرف یہ کہ بچے تعلیم و تربیت سے محروم رہتے ہیں۔ بلکہ اس گھرانے کا معاشی نظام اتنا درہم برہم ہو جاتا ہے کہ بچوں کے علاوہ دیگر افراد بھی تنگ دستی کے شکار ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی اور اپنے خاندان کی صحت کے لیے مناسب علاج بھی نہیں کر پاتے اور ان کی صحت دن بدن گرنے لگتی ہے اس صورت میں ہم ملک کے لیے صحت مند سماج بنانے میں ناکام رہتے ہیں۔ اب ہندستانی عوام کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ چھوٹا خاندان بھی ملک کو مزید ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

محمد امین انصاری

دسہری باغ رسول پور (گورکھناتھ) گورکھپور ۲۷۳۰۰۱

مسیحائی

عشرت ظہیر

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میرا جسم تو یہاں، اس کمرے میں ایزی چیئر پر پڑا رہتا ہے، اور میں ان کھنڈروں میں بھٹکتا پھرتا ہوں، جہاں میرا ماضی ہے۔ اور سارا سارا دن پتھروں کی ان خاموش مورتیوں کے درمیان امیدوں، حوصلوں اور رواہموں کی عجیب عجیب شکلیں تراشتا اور بگاڑتا ہوا، میں اپنے دکھوں، خیالوں اور یادوں کی راکھ کو کریدتا رہتا ہوں ـــ اس عمل میں میرے ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں اور پیاس کی شدت سے اکثر گنگ ہو جاتے ہیں، اور میں اس کہانی کو بھی بھول جاتا ہوں، جس کی کوئی نہ کوئی کڑی، یہاں ان کھنڈروں میں دبی پڑی ہے۔

پھر اچانک ایسا ہوتا ہے کہ میں اس اندھیرے میں بھی تمہیں دیکھ لیتا ہوں۔

تمہاری شبیہ کو دیکھ کر مجھے لگتا ہے، گویا روشنی کی تہ بہ تہ تجسیم ہو گئی ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے وجود میں جذب نہ ہو جاؤں ـــ!

لوگ کہتے ہیں، میری ذات بے وجہ ہے، اور مجھے لگتا ہے، میرے سامنے بکھری پڑی یہ زندگی اور یہ دنیا ایک بے معنی سلسلہ ہے، جو کچھ ہے 'روشنی ہے'، ہاں روشنی ـــ جس کا آغاز ایک نقطۂ موہوم ہے اور جس کا انت کوئی نہیں۔

میری زندگی میں روشنی کے کئی نقطے ہیں اور ہر نقطہ لمحہ بہ لمحہ بنتا بگڑتا رہتا ہے ـــ حالانکہ میں انھیں اپنی گرفت میں نہیں لے پاتا ہوں، مگر ان کی جستجو میں میرے شب و روز کے سائے گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔

ہاسپٹل کے آنکھوں کے وارڈ میں آپریشن تھیٹر میں آپریشن کرنے کے لیے، جب میں پوری طرح تیار ہوتا ہوں تو مجھے لگتا ہے، میں ایک ننھا سا بچہ ہوں، اور جلنے بجھنے کی صفت رکھنے والے جگنو کے پیچھے بھاگ رہا ہوں اور جگنو میری دسترس سے کبھی نزدیک اور کبھی دور ہو جاتے ہیں، لیکن ہمیشہ میری یہ کوشش رہتی ہے کہ میرے ہاتھوں کے جگنو بڈ پر لیٹے ہوئے آدمی کی بے نور آنکھوں میں منتقل ہو جائیں ـــ

میری مٹھیوں میں جگنو بھرے ہیں۔
مگر میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیل رہا ہے۔

اپنی مٹھیوں کے جگنو سے میں دوسرے کی آنکھوں میں روشنی بھرتا ہوں، مگر میری اپنی روشنی کدھر کھو گئی ہے ـ؟

میڈیکل کالج میں، میرا روشنی سے جب پہلی دفعہ تعارف ہوا تو میں نے بظاہر کوئی نوٹس نہیں لیا، اور شاید روشنی نے بھی کوئی خاص بات محسوس نہ کی ہوگی۔ مگر دھیرے دھیرے اور غیر محسوس طور پر ہم اتنے قریب آ گئے .... اتنے قریب آ گئے کہ ہمارے درمیان ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے سامنے سجائے اور بنائے رکھنے کا فطری جذبہ ریزہ ریزہ ہو گیا، پھر ہماری زندگی اور خاندان کے تمام پہلو اور راز، اپنا پن اور قربت کی شکل میں ڈھلتے گئے ـــ ایسے میں ایک دوسرے کو سمجھتے اور جانتے ہوئے بھی اور ایک دوسرے پر فتح پانے کے پورے پورے اختیار کو محسوس کر کے بھی ہم نے جانے کیوں آپس میں، ایک رشتے میں بندھ جانے کی بات سامنے نہ رکھی اور نہ کبھی محسوس کی ـــ میڈیکل کالج میں اپنی تدریسی مشغولیات کے بعد روشنی کو کھنڈروں میں پتھروں کی مورتیوں کے درمیان بھٹکنا بہت پسند تھا۔ لیکن مجھے کار پر لمبی ڈرائیونگ کے لیے روشنی کے ساتھ نکل جانا بڑا پیارا اور دلنشیں معلوم ہوتا ـــ آپس میں ایک دوسرے کی پسند کا ہم اس طرح خیال رکھتے اور اسے نبھاتے کہ نہ مجھے کھنڈروں میں مورتیوں کے آس پاس کبھی وحشت محسوس ہوئی اور نہ ہی شاید روشنی نے لمبی ڈرائیونگ کے درمیان کبھی اکتاہٹ محسوس کی۔

ایسے خوشگوار اور دلفریب ایام اچانک ہمارے درمیان سے نکل گئے۔ بس ایک حادثہ ہو گیا، جس کا ذمہ دار نہ میں ہوں، نہ روشنی، نہ سماج ـــ!

میں نے تو سوچا بھی نہ تھا کہ روشنی کے بغیر میری زندگی میں اتنا گہرا اور بھیانک اندھیرا سیلاب کے پانی کی طرح در آئیگا ہر روز اپنی مٹھیوں کے جگنو کے سہارے دوسروں کی زندگی کو منور کرتا ہوں، مگر اپنے لیے میرے پاس کوئی جگنو نہیں ـ!

اس وقت میں یہاں، جس جگہ ہوں، یہاں سے ہزاروں میل دور سرحد سے دوسری طرف روشنی دوسرے کے دلوں کی چیر پھاڑ کرتی ہے، دلوں کی مسیحائی اور دلوں کے تاروں کو چھیڑنے والی روشنی جانے کیوں میرے دل کی آواز کو نہ سُن پائی ـــ! میں چاہتا ہوں، سرحد پار وہ دوسروں کے دل کا آپریشن کرنے کے باوجود اپنے دل کا کانٹا نہیں نکال پائے گی، کبھی نہیں ـــ!

اُف، ہم نے ایک دوسرے کے، ازدواجی رشتے میں بندھ جانے کی تجویز کیوں نہیں رکھی؟ یہ بھول کیسے ہو گئی؟ شاید تمہاری قربت نے کبھی ایسا سوچنے کا موقع ہی نہ دیا، جس کا لازمی نتیجہ اس حادثے کی شکل میں ظہور پذیر ہو گیا اور مجھے پہلی بار محسوس ہوا کہ دیش کا بٹوارہ ہو گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی انسان کی کم نصیبی اور کیا ہوگی کہ روشنی اس کی زندگی میں ظلمت و سیاہی کا لبادہ بن جائے ـــ!

مجھے اب بھی ایسا ہی لگتا ہے کہ میں روشنی کے ساتھ بھٹکتا پھرتا ہوں۔ پتھروں کی مورتیوں میں جانے لوگ دلوں کی دھڑکن کس طرح سنتے ہیں ـــ؟

روشنی ـــ

ہوں ـــ

چلو، اب یہاں سے چلیں، ان بے جان پتھروں کی مورتیوں کو اس ویرانے میں تن تنہا سر ٹکرانے دو، ان کی تنہائی کیوں برباد کرتی ہو ـــ!

چلو، شاید تم لمبی ڈرائیونگ پر نکلنے کے لیے بیتاب ہو۔ سڑک کی سیاہ چھاتی تمہاری کار کی منتظر ہوگی ـــ لیکن ـــ لیکن تم سڑک کی ویرانی کو کیوں برباد کرتے ہو؟ بیچارے کی ویرانی ـــ!

ویرانی ـــ!
تنہائی ـــ!
کون ہو تم ـــ؟

میری تنہائی کیوں برباد کرتی ہو، میری ویرانی کو کیوں رسوا کرتی ہو؟ اس دل کے دروازے کو بند ہوئے عرصہ ہوا یہ کس نے میرے نہاں خانۂ دل میں بڑے احتیاط کے ساتھ قدم رکھا، نہ کوئی دستک دی، نہ آواز دی ـــ کون ہے یہ؟

چپ چاپ، بے آواز ـــ گم سم، سامنے سب کچھ ہے، سارا ماضی بکھرا پڑا ہے، اور اگر سوچو تو کچھ بھی نہیں، اور محسوس کرو تو سب کچھ ـــ!

میں یہاں، اس تنہا کمرے میں ایزی چیئر پر پڑا ہوں، اور میرا سب کچھ رات کی تاریکیوں میں تحلیل ہو گیا ہے۔ میرا وجود بھی اور میرے خواب بھی ـــ! اور اب میں انھیں یکجا کرنے کی قوت خود بھی نہیں پاتا ہوں، کیونکہ مجھے لگتا ہے، میری روح بھی پیاسی ہے اور جسم بھی زندانی ـــ! اور لمحہ بہ لمحہ میں ماضی کے دلدل میں پھنستا چلا جا رہا ہوں اور اپنی مٹھیوں میں جگنو کی روشنی دبائے ان کی بقا کے لیے غیر شعوری طور پر آمادۂ پیکار ہوں۔ لیکن میں اپنی مٹھیوں کے جگنو کی روشنی اپنی آنکھوں میں خود سے منتقل نہیں کر سکتا، اس کے لیے دوسرے کی مسیحائی کی ضرورت ہے، میں کتنا بے بس اور مجبور ہوں۔

(پٹنہ سے نشر)

عشرت ظہیر
بنیا پوکھر، گیا ۸۲۳۰۰۱

ٹریکٹر ٹریننگ اور مرمت کا گشتی کارخانہ

ہریانہ صوبے میں زراعت نے جو ترقی کی ہے اس میں ہریانہ ایگریکلچر یونیورسٹی حصار کا اہم رول رہا ہے۔ اس یونیورسٹی نے نہ صرف تعلیم اور تحقیق میں ایک مقام حاصل کیا ہے بلکہ ایکسٹینشن کے ذریعے گاؤں گاؤں میں اپنے سائنسدانوں کو پہونچا کر کسانوں کو بھی اس لائق بنایا ہے کہ وہ مختلف فصلوں سے بہترین پیداوار حاصل کر سکیں۔

ہر ضلع میں ایسے مرکز قائم کیے ہیں جہاں سے زراعت سے متعلق ہر سوال کا جواب کسان کو با آسانی مل جاتا ہے۔ کھیتی کے نئے نئے طریقے کسانوں کو ان ہی مراکز سے سیکھنے کو ملتے ہیں۔ زراعت کی نئی نئی مشینوں کے بارے میں بھی بتایا اور سمجھایا جاتا ہے۔ ٹریکٹر نے پورے ملک میں بڑی مقبولیت حاصل کی ہے لیکن ہریانہ کے کسانوں نے اسے کچھ زیادہ ہی اہمیت دے رکھی ہے۔ ٹریکٹر میں کسانوں کی دلچسپی اور زراعت میں اس کے بے انتہا فوائد کو دیکھتے ہوئے یونیورسٹی نے اس انوکھی اسکیم کی شروعات کی کہ کسانوں کو ٹریکٹر کے رکھ رکھاؤ کی پوری جانکاری ہو اور اگر ان کے ٹریکٹر میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے تو اس کا سدھار ان کے گاؤں میں ہی کر دیا جائے۔ اس اسکیم کا آغاز ہوا ضلع گوڑگاؤں سے۔

۴ جنوری ۸۶ ۱۹ء سے مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۸۶ء تک ریپئر اور ٹریننگ کا کارخانہ مختلف گاؤں میں اپنے سارو سامان اور بہترین انجینئروں کو ساتھ لے کر گھومتا رہا۔ کسانوں نے بھی اس کارخانے سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ جب کارخانہ ایک گاؤں میں پہونچا تو نہ صرف اس گاؤں کے بلکہ آس پاس کے دیگر گاؤں کے بھی کسان اپنے ٹریکٹرس لے کر وہاں آموجود ہوئے۔ خود بھی ٹریکٹر کے مختلف حصوں کی باریکیوں کو سمجھا اور اپنی اولاد کو بھی اس تعلیم سے فیض یاب کیا۔

یہ کارخانہ دھرماپور، دھنی کوٹ، ماکرولا، کھنڈیولا، مانیسر، بلاس پور، پٹودی، اور تاؤڑو وغیرہ قریب ۱۵ گاؤں میں قیام پزیر ہوا۔ ایک دن میں دس سے پندرہ ٹریکٹرس سدھار دیئے جاتے تھے اور قریب بیس تیس کسانوں کو ڈرائیونگ سکھا کر اس کی باریکیاں بھی سمجھا دی جاتی تھیں۔ کوشش یہ کی جاتی تھی کہ کسان ٹریکٹر کے ہر اہم حصے کے بہترین استعمال سے واقف ہو جائے۔ اس پندرہ روزہ پروگرام میں قریب ۱۵۰ ٹریکٹر ریپیر کیے گیے اور قریب ۳۰۰ لوگوں کو ڈرائیونگ اور دیگر اہم باتوں کی ٹریننگ دی گئی۔

ٹریکٹرس میں زیادہ تر جو کام کیے گیے ان میں ہوا صاف کرنے والے پرزے کی جانچ، ڈیزل فلٹر کی جانچ، موبل آئل کب اور کس طرح بدلنا چاہیے، گیر باکس کے تیل کی جانچ، ٹایروں میں ہوا کے دباؤ کی جانچ، بیٹری کا مناسب استعمال اور گریسنگ آئلنگ کے اوقات وغیرہ کچھ ایسے کام تھے جن میں کسانوں نے بہت دلچسپی لی۔

کسانوں کے ٹریکٹرس میں اگر کوئی قیمتی پرزہ خراب ہو گیا تھا اور اس کا بدلا جانا ضروری تھا تب ہی اسے تبدیل کیا گیا اور اس کی مناسب قیمت کسان سے وصول کی گئی ورنہ ساری خدمات بغیر کسی قیمت کے کی گئیں۔ چار جنوری کو اس پروگرام کا آغاز ڈائیکٹر آف ایکسٹینشن ایجوکیشن جناب دہارا سنگھ بھٹی نے کیا۔ گوڑگاؤں کرشی وستار کیندر کے کرشی انجینئر جناب دیپک بھلہ کی کوششوں کا اس پروگرام کی کامیابی میں اہم رول رہا ہے۔ یونیورسٹی کے اسٹاف کے ساتھ ہی ایچ ایم ٹی کمپنی نے بھی اس پروگرام میں برابر حصہ لیا اور اپنے مارکیٹنگ منیجر جناب ایس کے سچدیو کے ساتھ ہی دیگر انجینئروں کو بھی اس خدمت کے لیے مہیا کیا۔ یونیورسٹی کے دیگر انجینئروں میں ایس سی ایل پریمی اور آر کے ملک صاحب کے نام نمایاں طور سے لیے جا سکتے ہیں۔

ٹریکٹر آج زراعت کی اہم ضرورت بن گیا ہے اس کے رکھ رکھاؤ اور استعمال کی تعلیم کسانوں کے لیے بے حد ضروری ہے۔ یونیورسٹی اور ایچ ایم ٹی نے مل کر پروگرام کا جو یہ سلسلہ شروع کیا ہے امید ہے یہ ہریانہ تک محدود نہ رہ کر تمام ملک میں بہت تیزی سے پھیلے گا۔



آپ کی رائے

محترم

۱۶ر دسمبر ۸۵ کا شمارہ قدرے تاخیر سے موصول ہوا مگر مطالعے کے بعد رسالہ دیر سے ملنے کی ساری شکایت جاتی رہی۔ "علم فلسفہ کی ترقی میں ہندستان کا حصہ" بے حد عمدہ اور قابل مطالعہ مضمون ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر قاری کو بہت سی نئی باتوں کا علم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمود الٰہی صاحب کا مضمون بھی گراں قدر ہے۔ خلیل الرحمان اعظمی مرحوم پر یوں تو بہت سارے ادیبوں نے لکھا ہے مگر ڈاکٹر محمود الٰہی صاحب کے مضمون سے خلیل الرحمان اعظمی کے مطالعے میں نئی جانکاری حاصل ہوئی ہے۔ اب خلیل صاحب کا مطالعہ بھی بالکل نئے انداز سے قارین ادب کو کرنا چاہیے سچ ہے آج بھی حضرت نظام الدین اولیاء ہندستان کے تاج بادشاہ ہیں۔ ایسے ہی بزرگان دین کی رحمت کی وجہ سے یہ عاصی دنیا ٹکی ہوئی ہے۔

خدا بچائے شوہر سے" اور خدا بچائے شاعرہ بیوی سے" پڑھ کر مزہ آگیا اور بے اختیار منہ سے واہ نکل گیا۔ آپ کے انتخاب کوئی بھی خوب ہے "اب خدا بچائے ایڈیٹر سے اور خدا بچائے قاری سے" شامل آواز کیجئے کشمیری لال صاحب ذاکر کا افسانہ یادوں کے دریچے واکرتا ہے اور بھولی بسری یادوں کی میٹھی کہانی سناتا ہے یہ افسانہ بڑا پُردرد ہے۔ اور وہاں زراعت کا صفحہ بھی خوب ہے ملیریا سے بچنے کے لیے مینڈک ضروری اور گھاس کی روک تھام گھاس سے۔ گو مختصر ہے مگر معلوماتی ہے اس بار آپ نے پہلے صفحہ پر غزلیں شائع کی ہیں مگر کسی شہر کا نام نہیں درج کیا گیا ہے۔ کیا یہ کاتب صاحب کی مہربانی ہے؟

نئے سال کی مبارک باد قبول فرمائیں۔ اور آواز کے عام اراکین کو میرا سلام عرض کریں۔ آپ کا بھائی

انوار انصاری

آڈٹ آفیسر اولڈ ہزاری باغ روڈ

رانچی ۹

مکرمی!

۱۶ر دسمبر کا شمارہ پڑھا مجھے بہت ہی پسند آیا خاص کر فہیم جالوری کا یہ شعر۔

شکوہ کسی سے ہے نہ شکایت کسی سے ہے
مجھ کو گلہ بشر کی بشر دشمنی سے ہے

اور دیگر مضامین بہت ہی پسند آئے۔ خاص کر "جنہ اور انسانی اقدار" ہماری طرف سے ڈاکٹر ماجدہ اسد صاحبہ کو دلی مبارک باد قبول ہو۔ اس رسالے کی تعریف میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے مہربانی کر کے آل انڈیا اردو سروس سے نشر ہونے والا پروگرام "تاریخ ساز" آپ آواز میں شائع کر دیا کریں عین کرم ہوگا۔

شفاعت صدیقی

کونکٹی ڈومریا گنج بستی (یوپی)

۱۶ر سے ۳۱ر دسمبر کا شمارہ موصول ہوا۔ ڈاکٹر محمود الٰہی اور کوثر بھگوت پوری کی تخلیقات شمارہ کی جان ہے "اردو شاعری میں راماین" دلدار نومی نے بڑی تحقیقات سے تحریر کی ہے۔ اختر عظیم آبادی اور جاوید اکرم کی غزلیں لاجواب ہیں۔ گورکھپور کے شعراء کی تخلیقات کافی معیاری ہیں۔ سرورق بے حد پسند آیا۔ اردو کے موجودہ رسالوں میں آواز کا مقابل کوئی بھی نہیں ہے۔ فقط

نثار اختر انصاری

ایڈیٹر ہمہ گیر مومن پورہ چوک

ناگپور ۱۸

جناب مدیر صاحب آداب!

آواز کا ۱۵واں سال "آواز" کے سبھی قارئین کو میری طرف سے نئے سال کی مبارک باد کے ساتھ قبول ہو۔

ارجنوری کا شمارہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ اس ناچیز کو "آپ کی رائے" کالم میں جگہ دی! میں آپ کا بڑا احسان مند ہوں۔

اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ رسالہ مجھے وقت کی پابندی کے ساتھ موصول ہو رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ رسالہ دہلی سے نہیں بلکہ پورن پور سے ہی مل رہا ہو۔ اس وقت کی پابندی کا بہت بہت شکریہ۔

اس بار "آواز" میں اردو سروس سے نشر کردہ ڈرامہ "چوکیداری" اور ہوش نظامی کا مضمون" ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب" دل و دماغ پر چھا سا گیا۔ ہوش نظامی کو میری طرف سے مبارک باد قبول ہو۔

اور سبھی مضموں اور افسانے پسند آئے۔

شریف اللہ صدیقی

محلہ چوک پورن پور

پیلی بھیت۔ یوپی

یکم جنوری کا رسالہ آواز معینہ وقت پر مل گیا۔ مسرت کی انتہا نہ رہی۔ رسالہ کے سرورق پر جھیل ڈم دار ستارہ کی عکاسی کی گئی ہے۔ جس سے کافی زیبائش بڑھ گئی ہے۔ جناب ایم۔ ریاض باری کی تخلیق کا مطالعہ کرتے وقت مجھ کو کیف سی طاری ہوگئی۔ بہرکیف جناب ڈاکٹر مطیع اللہ اور جناب یوسف ناظم کی بھی تخلیق خوب سے خوب تر لگی۔ ان لوگوں کو میرا سلام عرض کر دیں گے۔ ریڈیو ڈرامہ میں لطف نہ آیا۔ اس بار کی غزلیں دل و دماغ پر کافی اثر پزیر ہوئی۔ خاص کر علامہ جمیل مظہری۔ شاکر کریمی اور ڈاکٹر ایس ادیب کی غزلیں بے حد اثر پزیر تصوف، گہری معنویت کا حامل۔ رکھتی ہے اور علامہ جمیل مظہری کی غزل اور ان کی اعلیٰ شخصیت پر دو چار جملہ لکھنا تشفی بخش نہ ہوگا۔ اس لیے میں چند جملے سے گریز کرتا کرتا ہوں۔ امید واثق ہے۔ کہ اس سال بھی کثیر معلوماتی مضامین دلچسپ افسانے و منظومات سے قارئین کو نوازتے رہیں گے۔ اکثر قارئین شکایت کرتے ہیں میں بھی وہی شکایت کرتا ہوں۔ کہ آپ "خاص نمبر" انٹرویو۔ امراض کے متعلق مضامین پر کم توجہ دیتے ہیں۔ ایسا کیوں؟ ان پر کافی توجہ دیں۔

عین نوازش ہوگی مقطع کا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

رسالہ آواز کی مدح کیا کیا کرے مظفر
جس کے ہر ورق سے قارئین کو مل گئی شادابی

میر محمد مظفر جمال

محلہ چھوٹا تیغ پورہ سہسرام

محترمی —

"نیا سال" آپ تمام لوگوں کو مبارک ہو۔ خدا سے دعا ہے کہ "سال نو" آپ کی زندگی میں مسرتوں کا پیام لائے۔

آواز کا شمارہ یکم جنوری تا ۱۵ جنوری ۸۶ء پیش نظر ہے یہ شمارہ بھی اپنے تمام سابقہ شماروں کی طرح بے حد جاندار اور نہایت ہی شاندار ہے۔ "یوسف ناظم" صاحب کا مضمون سب سے پہلے پڑھا اور پڑھ کر بے حد مسرور ہوا۔ "اعلیٰ تعلیم کے فائدے" ہم جیسے طالب علموں کے لیے نہایت کارآمد مضموں ہے۔ ایسے مضامیں کی اشاعت اور ضروری ہے وکرم شیلا کی تاریخی اہمیت بھی اب اپنی جگہ مسلم ہو رہی ہے اس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں۔ "ذرا آواز دینا بی جالو کو" "اور گھر کیسے چلے جب بچے زیادہ ہوں" عمدہ تفریحی مضامین ہیں۔ مگر ان سے کچھ سبق بھی حاصل ہوتا ہے۔ میں نے ان مضامین کو اپنے کالج کے دوسرے طلباء کو بھی پڑھ کر

سناتے۔ چوکیداری ریڈیو ناٹک اچھا ہے [illegible] قانی اکتا سے لگتا ہے آپ نے علامہ نبیل نظم کی [illegible] کی [illegible] ، تابع فرما کر بہت بڑا احسان کیا ہے نبیل صاحب کی چیزیں اب تبرکات کا درجہ رکھتی ہے۔

آپ سے ایک شکایت ہے۔ بار بار لکھنے کے باوجود آپ ریڈیو سے نشر شدہ تخلیق کیوں نہیں منگاتے ہیں اور آواز میں اس کو جگہ دیتے ہیں۔ رانچی سے اردو پروگرام کم ہوتا ہے مگر وہ ہر لحاظ سے معیاری ہوتا ہے رشرت والیں کی اشاعت پر آپ کچھ دھیان دیں۔ آپ کا دوراقتادہ

محمد راشد انور
متعلم گاسنر کالج
حورسا نو منزل اولڈ ہزاری باغ روڈ
چونا بھٹہ کے پاس رانچی ۹

پرچہ آواز کے متعلق جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے مگر یہ بے تعریف تو ایک لفظ ہے جو کسی بھی انسان کے دل سے نکل کر قلم و کاغذ کی فضا پر کر سکتا ہے اور تعریف سچ بھی ہو سکتی ہے اور جھوٹ بھی جو محض اپنا نام چھپوانے کے لیے کسی بھی معیاری اور غیر معیاری پرچے کے سپرد کر دیا جائے لیکن ایک وہ تعریف جو دل کی گہرائی کی تمام دیواریں چکنا چور کر کے انسان کی زبان پر نازل ہوتی ہے اور جب تک وہ انسان اپنے فرائض منصبی سے پوری طرح سبکدوشی نہیں لے لیتا اس کو چین کا سانس لینے کا موقع نہیں ملتا یہی کیفیت آپ کے پرچے اور ہم قارئین کی ہے۔ قارئین کا احسان یہیں تک محدود نہیں ہوتا کہ کسی بھی شے سے مستفید ہو کر اس کو تہہ دل سے بھول جائے بلکہ اس کے لیے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ اس کے دل میں جو کھٹک ہے اس کھٹک کو دور کر کے ایک اچھے پرچے کا اچھا شیدائی بن جائے۔ فی الحال زیر نظر یکم تا ۱۵ جنوری کا شمارہ رات کے تارے کی طرح اپنے پورے شباب کے ساتھ ٹمٹما رہا ہے اور اپنی اچھائی کا ثبوت دے رہا ہے۔ اس شمارے میں پٹنہ سے نشر شدہ غزلیں بہت ہی خوب ہیں اور جناب ڈاکٹر مطیع اللہ صاحب کا مضمون بعنوان "اعلیٰ تعلیم کے فائدے" بالخصوص ہم طلباء کے لیے بہت ہی کام کی چیز ہے اور بالعموم تمام ہی بنی نوع انسان کے لیے ایک مشعل راہ ہے حقیقت میں اعلیٰ تعلیم کا سر وہیں بلند ہو سکتا ہے اور وہیں پنپ سکتی ہے جہاں اور جس سماج میں یہ گہرا احساس پایا جاتا ہو کہ ملک اور سماج کی بہبودی کے لیے اعلیٰ تعلیم میں زیادہ سے زیادہ مہارت حاصل کرنا ضروری ہے اور شخصیات شعر و ادب کا صفحہ بھی کافی معلوماتی ہے۔ اور ڈاکٹر آصف زمانی کا شکریہ ادا کرنا تو ہمارے لیے اشد ضروری ہے کیوں کہ یہ عالمگیری گفتگو ہے کہ "گھر کیسے چلے جب بچے زیادہ ہوں" کاش کہ آج کا انسان اور بالخصوص ہندوستانی اپنی اصلیت کو پہچانتے اور اپنے جوش میں ہوش نہ کھو کر انسانیت کا جیتا جاگتا ثبوت دیتے تو آج انسان غریبی اور مفلسی کا دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور نہ ہوتا اور ترقی و ملکی و قومی بہبودی شانہ بشانہ ہو کر قدم چومنے پر فخر محسوس کرتی اب بالآخر تمام ہی قلم کاروں کا میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اور "آواز" کی ترقی کے لیے دعاگو ہوں۔

محمد حمید اللہ
رانچوی ۳۳۰ امٹیا محل جامع مسجد
دہلی ۶

نیشنل پروگرام

اسد علی خاں کا بین وادن

[illegible]

[illegible]



ان کی فنکاری میں فنی بصیرت اور لطافت کے ساتھ ساز کے توسط سے ایک پرسکوت خوشگوار ماحول پیدا کرنے کی خصوصیات ملتی ہیں۔

آج کل آپ بطور ریڈر دہلی یونیورسٹی کے شعبہ موسیقی سے منسلک ہیں۔ سنگیت ناٹک اکیڈمی کے ایوارڈ یافتہ اسد علی خاں ملک اور بیرون ملک کی محفلوں میں اپنے فن کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔

رنگین شب کی محفل موسیقی

ودیادھر ویاس کا گائن

۲۱ فروری رات دس بجے

ودیادھر ویاس نے موسیقی کی تعلیم اپنے پتا پنڈت نارائن راؤ ویاس سے حاصل کی جنہوں نے

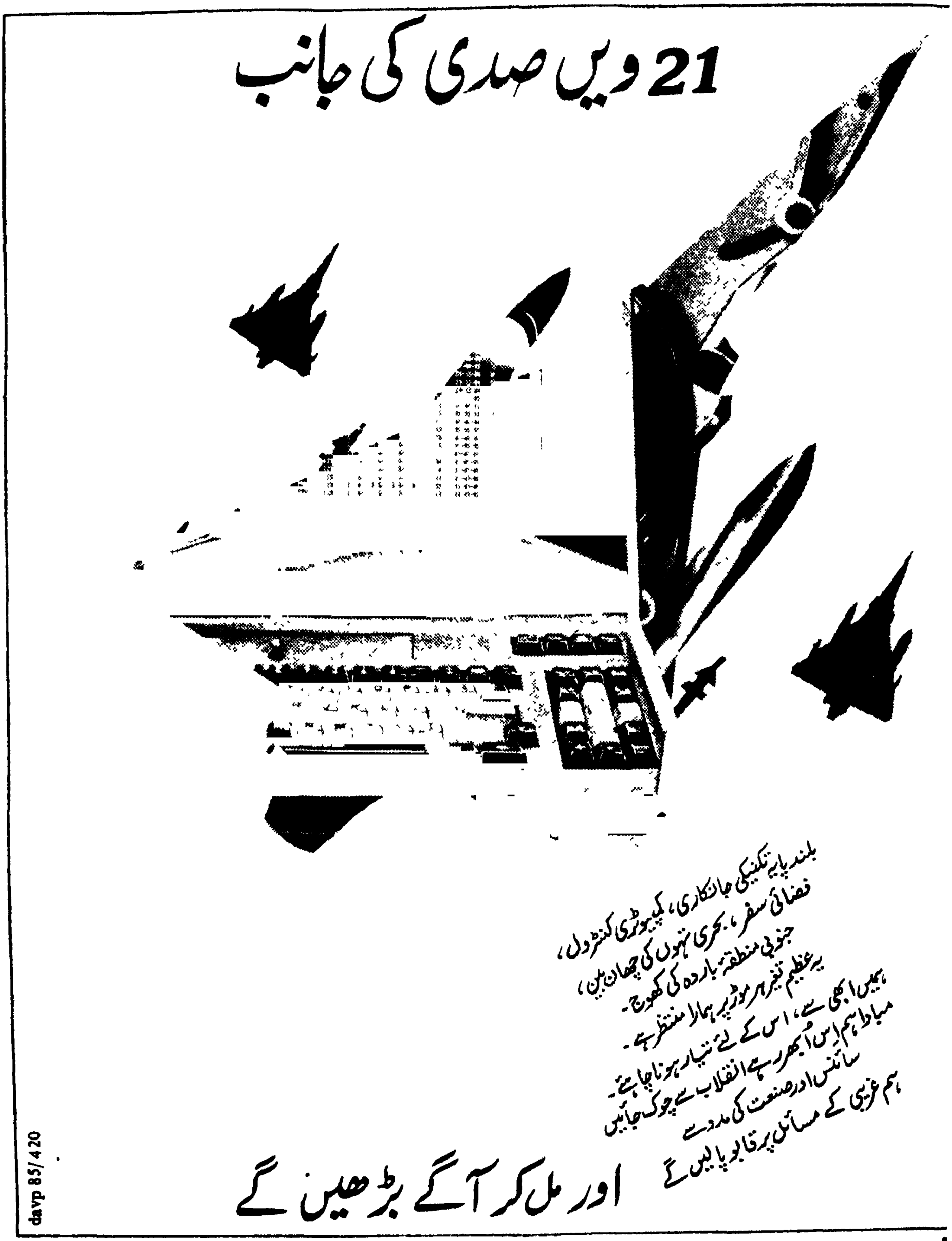


بیٹے کی تربیت گوالیار گھرانہ کی پلسکر روایات کی سخت بندشوں سے کی۔ شیریں آواز کے خداداد عطیے کو انہوں نے اپنے بے پناہ ریاض سے مزید جلا بخشی۔ خیال ترانہ اور بھجن گائیکی میں انہیں خصوصی ملکہ حاصل ہے۔

ریڈیو، ٹی وی اور محفلوں کے علاوہ ودیادھر ڈرامہ میوزیکل ڈرامہ اور مراٹھی اسٹیج کے بھی مقبول فنکار ہیں۔

آج کل آپ بمبئی یونیورسٹی کے شعبہ موسیقی کے صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

قلم کار حضرات !
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں۔
"آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔


21 ویں صدی کی جانب
بلند پایہ تکنیکی جانکاری، کمپیوٹری کنٹرول،
فضائی سفر، بحری تہوں کی چھان بین،
جنوبی منطقہ باردہ کی کھوج۔
یہ عظیم تغیر ہر موڑ پر ہمارا منتظر ہے۔
ہمیں ابھی سے، اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔
مبادا ہم اس اُبھر رہے انقلاب سے چوک جائیں
سائنس اور صنعت کی مدد سے
ہم غریبی کے مسائل پر قابو پالیں گے
اور مل کر آگے بڑھیں گے
davp 85/420

وودھ بھارتی

سنگیت سریتا صبح ۳۰ — ۔

۱۷ فروری راگ جوگیا
فلم (بیتیتا) طلعت محمود
بھولا ناتھ : شہنائی
۱۸ فروری راگ جوگیا
فلم (ملعب ماسٹر) ہمنت کمار
سرج سھوتن کابرہ ۔ گٹار
۱۹ فروری راگ کانگڑہ
فلم (رام لیلا) : منا ڈے
علی اکبر خاں سرود
۲۰ فروری راگ کنکلی
فلم (فری لو) ۔ لتا
پروین سلطانہ ۔ گائن
۲۱ فروری راگ للت
فلم (چاچا زندہ باد) لتا
معین الدین خاں ۔ سارنگی
۲۲ فروری راگ للت
فلم (لیڈر) لتا ، رفیع
بھیم سین جوشی ۔ گائن
۲۴ فروری راگ للت
فلم (کلپنا) رفیع ، منا ڈے
کارتک کمار : ستار
۲۵ فروری راگ دیسی
فلم (بجو باورہ) امیر خاں ،
ڈی ، وی ، پلسکر
شمیم احمد : ستار
۲۶ فروری راگ دیسی
این راجم : وائلن
بڑے غلام علی خاں گائن
۲۷ فروری راگ یمن
فلم (سندھیا) سلکشنا پنڈت
گریجا دیوی : گائن
۲۸ فروری راگ یمن
فلم (پرورش) مکیش
مکو بائی کردیکر : گائن

انورنجنی ۔ دوپہر ۱۵ — ۳

۱۷ فروری سمدھ پٹنائک
راگ کوسی کانہڑہ
پنڈت جسراج ۔ راگ کیدارہ
۱۸ فروری چندر شیکھر ناریگیکر ۔ ستار پر
للت ، راگیشوری اور جے
جے ونتی
سوریہ کانت کھاڈیلکر
سندری وادن
۱۹ فروری استاد بڑے غلام علی خاں ۔ راگیشوری
۲۰ فروری روی شنکر
ستار پر راگ الہیا بلاول
سامتا پرساد : طبلے پر تین تال
۲۱ فروری ہیرا بائی بڑودکر ، راگ ملتانی
سدھیشوری دیوی ۔ ٹھمری
۲۲ فروری دیے راگھوراؤ
بانسری پر میاں کی توڑی
رادھیکا موہن موئترا : سرود
۲۴ فروری مانک ورما : راگ بھٹیار
سلامت علی خاں ، نزاکت علی خاں
راگ پوربی
۲۵ فروری وی ۔ جی ۔ جوگ اور علی احمد حسین
وائلن و شہنائی پر
پوریا کلیان

دیب برت چودھری
ستار پر پیلو
۲۶ فروری لطافت حسین خاں : راگ باگیشوری
بیگم اختر : ٹھمری
۲۷ فروری روی شنکر ، علی اکبر خاں
ستار و سرود پر سدھ بھیروی
۲۸ فروری سوائے گندھرو : بھیروی
نرملا دیوی و لکشمی شنکر : ٹھمری

ہوا محل : رات ۱۵ — ۹

۱۶ فروری 'پولیس کا سوال'
از دیوی سرن واستو
پیش کش ۔ مقبول حسین
۱۷ فروری 'گھر گھر ہم سب سوں کہیں'
(حصہ III)
۱۸ فروری 'بکھرے موتی'
از بھانو پرتاپ سنگھ
پیش کش ۔ جے دیو شرما کمل
۱۹ فروری 'آستر واد' ، رکا نتا ورما
پیش کش ۔ جیا شنکر شرما
۲۰ فروری 'بے حط نسخہ'
از راجکمار داغ
پیش کش : سریندر موہن
۲۱ فروری 'سمسیا کو حل کرو'
از سوم ناتھ ناگر
پیش کش : کمل دت
۲۲ فروری 'خسرو فرہاد' : ڈاکٹر ایس حق
پیش کش : ایم ۔ ایس ۔ بیگ
۲۳ فروری 'ادور کی آخری گیند'
از کے ۔ پی سکسینہ
پیش کش : ممتاز شکیب

۲۴ فروری 'گھر گھر ہم سب سوں کہیں'
(حصہ IV)
۲۵ فروری 'جا بیٹے نہیں سینگے'
از کے ۔ پی سکسینہ
پیش کش : جے ۔ پی ۔ ماتھر
۲۶ فروری 'سمادھی بھائی رام سنگھ'
تحریر : بھیشم ساہنی
ڈرامائی عکس : سدھا نشو شیکھر
پیش کش : انوپ سیٹھی
۲۷ فروری 'تین ایکے' ، از شاکر سلطانپوری
پیش کش : جے دیو شرما کمل
۲۸ فروری 'تلاش کرائے کے مکان کی'
از ڈاکٹر روپ نارائن شرما

رس دھار : رات ۱۵ — ۸

۱۷ فروری 'کہانی' ، از ہریش دیکشت
پیش کش : جی ۔ پی ۔ ماتھر
۲۴ فروری 'تمنا' : از حامد اللہ
پیش کش : اچلا ناگر

ملن یامن : رات ۱۵ — ۸

۲۲ فروری 'جیون کے موڑ'
از سلام بن رزاق
پیش کش : جی پی ماتھر

سنو کہانی : رات ۱۵ — ۸

۲۸ فروری 'کاکن' : از سشیل کمار پھول

● ● ● ● ● ● ● ● ●



آل انڈیا ریڈیو کے مقابلہ موسیقی میں
تقسیم انعامات کے موقع پر
آکاشوانی بمبئی میں منعقد ایک
تقریب میں —
(دائیں سے)
لیلا باؤڈیکر ، اسٹیشن ڈائریکٹر ، بمبئی ۔
انیتا ششادری ، (دوسرا انعام یافتہ) ۔
انجلی بائی لولیکر ، مہمان خصوصی ۔
اور
سگونا چندرا مولی (اول انعام یافتہ)

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷٫۱۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۴۸٫۷۰ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)
دوسری مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷٫۱۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۳۱٫۱۱۰ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)
تیسری مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷٫۱۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۹۱٫۱۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

اتوار ۱۶ر فروری

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعتیہ قوالی
محمد حیات قوال اور ہمنوا

۶-۲۵ شہر صبا
جمیل احمد : فراق اور بشیر بدر
کا کلام
شوبھا جوشی : جگر اور فیض احمد فیض
کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
شیو کمار شرما
سنطور پر راگ بھٹیار

۹-۰۰ آدیچو : تقریر
عجیب و غریب دنیا۔ گفاؤں کی
از ڈاکٹر محفوظ الرحمان

رات

۹-۰۰ فرصت کے رات دن؛ تقریر
تحریر از مجیب صدیقی

۹-۳۰ گجر بن کارے
لکشمی شنکر : ٹھمری پہاڑی

۱۰-۰۰ 'بس کچھ دن اور' : ڈرامہ
تحریر؛ شریمتی الیس. کول
پیشکش؛ پریم ودہرہ
معاون؛ سرفراز احمد

۱۱-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال بجے جے دنتی
شوکمار شرما
سنطور پر راگ کوشک دھونی

پیر ۱۷ر فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
منظہر علی خاں : مومن اور
غالب کا کلام
انجلی بنرجی : فیض کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
پرکاش وڈھیرا
بانسری پر راگ منگل بھیرو

۹-۱۵ لوک گیت
کشمیری لوک گیت

۹-۲۲ راجن مشرا ساجن مشرا
خیال جون پوری

رات

۹-۰۰ کلام شاعر
کلام از مختار الرحمان راہی
(آل انڈیا ریڈیو جے پور)

۱۰-۰۰ پیہم رواں ہے زندگی
پیش کش؛ اقبال وارثی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
راجن مشرا ساجن مشرا؛ خیال

۱۲-۰۰ پرکاش وڈھیرہ
بانسری پر راگ جوگ کونس

منگل ۱۸ر فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
مینا کپور : جگر مرادآبادی اور
ٹی. سی. کوثر کا کلام
شبیر حسین : خمار بارہ بنکوی
اور شمیم جے پوری کا کلام

۷-۰۰ ساز طرب
این راجم : وائلن پر
راگ دیوگری بلاول

۹-۲۲ دیپالی ناگ : خیال للت

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
سماجی برائیوں کا تدارک
روایتی بندھنوں سے؛ تحریر
معصوم مرادآبادی
افسانہ از مامون اعظمی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
تبسم حسین : غالب کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
دیپالی ناگ : خیال بردا
این راجم : وائلن پر راگ بیہاگ

بدھ ۱۹ر فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
منور حسین جمالی : داغ اور
امیر مینائی کا کلام
پرینا بلبیر سنگھ : بی. کے. پوری
امیر قزلباش اور فراق گورکھپوری
کا کلام

۷-۰۰ ساز طرب
دیا شنکر اور ہمنوا
شہنائی پر راگ رام کلی

۹-۱۵ لوک گیت : پنجابی گیت

۹-۲۲ گنگو بائی ہنگل
خیال میاں کی توڑی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
دینا ناتھ : اقبال اور داغ
کا کلام

۹-۳۰ گجر بن کارے
بھیم سین جوشی : ٹھمری کھماج

۱۰-۰۰ افسانہ از عبدالصمد
(آل انڈیا ریڈیو پٹنہ)

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گنگو بائی ہنگل : خیال شنکرہ
دیا شنکر اور ہمنوا
شہنائی پر راگ شیام کلیان

جمعرات ۲۰ر فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
صلاح الدین احمد : شاد اور
ساحر کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
عبدالحلیم جعفر خاں؛ ستار

۹-۱۵ لوک گیت (راجستھانی گیت)

۹-۲۲ مہا دیو پرساد مشرا
ٹھمری بھیروں، دادرہ بھیروی

دوپہر

۲-۳۰ ڈرامہ : "بابل تیرا آنگن"
ڈرامہ نگار : کماری دھیر دین ڈیمپل

رات

۱۰-۰۰ ادبی نشست
"فلم کے اثرات اردو شاعری پر"
مباحثہ۔ شرکاء : ندا فاضلی
حسن نعیم، باقر مہدی، حسن کمال
(آل انڈیا ریڈیو بمبئی)

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گرجا دیوی : خیال نائیکی
عبدالحلیم جعفر خاں
ستار

جمعہ ۲۱ر فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
تاج احمد : غالب اور داغ کا
کلام
اُرملا ناگر : ساغر اور مجروح کا
کلام

۷-۰۵ ساز طرب



محمد حیات قوال و ہمنوا — ۱۶ر فروری کو صبح گاہی میں نعتیہ قوالی پیش کریں گے۔

شرن رانی: سرود

۹-۰۰ آؤ پڑھو: ہمارے صوفی سنت (حضرت بابا فرید شکر گنج) تقریر از نثار احمد فاروقی

دوپہر

۲-۳۰ "کمپیوٹر اور ہم": فیچر
اسکرپٹ۔ راجیس جین

رات

۸-۳۰ حسن غزل
تاج احمد: فردح اور مجاز کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
غلام مصطفیٰ خاں
خیال ۔ یمنی
شرن رانی: سرود پر راگ

ہفتہ ۲۲ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
اوشا ٹنڈن: میکل انساری
نسیم فاروقی اور جگر کا کلام
آسکرن شرما: مجاز اور داغ کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
گھاسی رام نرمل
جلترنگ

۹-۱۵ لوک گیت (گجراتی)

۹-۲۲ نرمل دیوی: ٹھمری بھیروی
دادرہ بھیروی

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
نسیم بانو: جگر، امیر مہدی اور مجروح کا کلام

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
بن بلائے مہمان: مزاحیہ تقریر
از عارف منیر

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گنگا پرساد پاٹھک
خیال، ہمیر
گھاسی رام نرمل
جلترنگ

اتوار ۲۳ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا



یونس ملک: داغ کا کلام

رات

۸-۳۰ حسن غزل
مہندر مال: جاں نثار اختر اور مخدوم محی الدین کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ہیرا بائی بڑودکر
خیال مالکونس

پیر ۲۴ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
حسین فتن: خمار بارہ بنکوی اور جگر کا کلام
انجلی بوس: ذوق اور مومن کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
راجندر پرسنا
بانسری پر راگ بھٹیار

۹-۱۵ لوک گیت (کشمیری گیت)

۹-۲۲ کرشنا بشت اور بھارتی چکرورتی
خیال

رات

۸-۳۰ حسن غزل
چندن کمار داس
حفیظ جالندھری اور اقبال کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر از کرشن موہن

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
کرشنا بشٹ اور بھارتی چکرورتی: خیال
راجندر پرسنا
بانسری پر راگ مالکونس

منگل ۲۵ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
بینا دیوی: امیر قزلباش اور جگر کا کلام

۷-۳۰ سازِ طرب
وی۔ جی۔ جوگ
وائلن پر راگ اہیر بھیرو

۹-۱۵ لوک گیت
(اترپردیش کے لوک گیت)

۹-۲۲ پنڈت جسراج: خیال جار بھیروی

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
نیشنل اسکول آف ڈرامہ پر فیچر

رات

۸-۳۰ حسن غزل
بینا دیوی: سودا اور غالب کا کلام

۱۰-۰۰ مشاعرہ۔ شرکا
ڈاکٹر عتیق اللہ، ڈاکٹر صادق
عزیز وارثی، عشرت کرتپوری
ڈاکٹر حنیف کیفی، کمال احمد صدیقی اور رفعت سروش

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پنڈت جسراج: خیال پوریا کلیان
وی۔ جی۔ جوگ
راگ جھنجھوٹی

بدھ ۲۶ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
سیما شرما: داغ اور غالب کا کلام

۷-۰۰ سازِ طرب
جگنا تھ اور ہمنوا
شہنائی پر راگ منگل بھیرو

۹-۱۵ لوک گیت (پنجابی گیت)

۹-۲۲ جیوتسنا بھولے خیال

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سیما شرما: جاں نثار اختر اور عمر انصاری کا کلام

۱۰-۰۰ ہم سے پوچھیے
تحریر از ایم۔ اے۔ عالم

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
جیوتسنا بھولے
خیال مارو بہاگ
جگنا تھ اور ہمنوا
شہنائی پر راگ چندر کونس

جمعرات ۲۷ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
افضل حسین نگینہ: مومن کا کلام
مدھو رانی: غالب کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
مدن شنکر مشرا: ستار

۹-۱۵ لوک گیت (پنجابی)

۹-۲۲ ریتا گنگولی: ٹھمری بھیروی
دادرہ بھیروی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
افضل حسین نگینہ
فراق گورکھپوری کا کلام

۱۰-۰۰ آئینہ (ادبی میگزین)
"گردوں بھرا آسمان"
ایک جائزہ
ادارت: شمس الحق عثمانی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
کشوری امونکر: خیال اور ترانہ راگ تلک کامود میں
مدن شنکر مشرا: ستار

جمعہ ۲۸ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
احمد حسین: ذوق، میر اور جگر کا کلام
بیلا ساور: غالب اور جگر کا کلام

۷-۰۵ امجد علی خاں: سرود

رات

۸-۳۰ حسن غزل
بیگم اختر: آنند نرائن ملا کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
کمار گندھرو: خیال جے جے ونتی
امجد علی خاں: سرود

آہنگ

میڈیم ویو: لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۴۰۱٫۲۶ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۳۴٫۰۰ میٹر ۱۲۷۸ کلو ہرٹز

شارٹ ویو: لکھنؤ (ب)
صبح ۴۵-۸ تک ۹۲٫۱۹ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز
۸ بجے کے بعد ۴۸٫۹۲ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۱٫۲۸ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز
شام اور رات ۹۳٫۶۰ میٹر ۳۱۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی/انگریزی: (دلی) صبح ۰۰-۶ پرادیشک سماچار (گورکھپور) صبح ۲۰-۷
ہندی (دلی) صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ اور شب ۴۵-۸ اور ۰۵-۱۱
انگریزی (دلی) صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱
سنسکرت (دلی) صبح ۰۰-۷ شام ۱۰-۶ اردو (دلی) صبح ۵۰-۷ شب ۱۶-۹
علاقائی (لکھنؤ) دوپہر ۳-۲ پرادیشک (لکھنؤ) شام ۲۰-۷ نیوز لیٹر ہندی (دلی) صبح ۶
ضلع کی ڈائری (لکھنؤ) صبح ۰۵-۹

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
- ۵۵-۵ [illegible]
- ۰۰-۶ [illegible] موسم کا حال
- ۲-۶ [illegible]
- ۲۵-۶ آوت
- ۰۰-۷ [illegible] موسم کا حال
- ۵-۷ [illegible]
- ۱۵-۷ روزگار سماچار
- ۲-۷ [illegible] لکھنؤ درشن (پیر)
- ۲۵ سگم سنگیت (جمعہ کے علاوہ) مادھوی چرچا (جمعہ)
- ۲-۸ لوک گیت
- ۲-۸ اردو پروگرام
- ۱۵-۸ شاستریہ سنگیت
- ۲-۹ سگم سنگیت (اتوار) [illegible] (اتوار کے علاوہ)
- ۲۵-۹ بال جگت (اتوار)
- ۲-۱۰ سامدائک گاؤں (اتوار)
- ۱۱ پھر بیٹھے (اتوار)

دوپہر
- ۱۲ مل بیٹھے ہیں (اتوار) سگم سنگیت (اتوار کے علاوہ)
- ۱-۱۲ ودیارتھیوں کے لئے (اتوار اور چھٹیوں کو چھوڑ کر)
- ۲-۱۲ ال بے کی بیٹھے (اتوار) چترپٹ سے (منگل، جمعرات، سنیچر) ملے جلے گانے (پیر، بدھ، جمعہ)
- ۴-۱۲ چترپٹ سے (اتوار)
- ۱-۱ آج اتوار ہے جھلکی (اتوار) گھر آنگن (پیر، سنیچر) گرہ لکشمی (منگل، جمعہ) آپ کی پسند (لوک گیت) (بدھ) آنگن باڑی (جمعرات)

- ۱-۰۵ [illegible]
- ۲-۱ نو لوک گیت
- ۲-۲ [illegible]
- ۲-۲۵ [illegible] موسم کا حال
- ۲-۴ چترپٹ سے [illegible] لوک گیت (بدھ) [illegible] (منگل) قوالی (بدھ) [illegible] (II جمعرات) [illegible] ([illegible]) (II جمعرات) [illegible] (جمعہ) چترپٹ سے (سنیچر)
- ۳ موسم کا حال ورا [illegible]

شام
- ۴-۳ شاستریہ سنگیت (اتوار، بدھ) پرادیشک سنگیت (منگل) [illegible] (جمعرات، جمعہ) چترپٹ سے (سنیچر)
- ۴-۲۵ لوک گیت (اتوار، پیر، منگل اور سنیچر) آؤ [illegible] (بدھ) [illegible] (جمعہ)
- ۵-۱۵ یووا وانی
- ۶ گم شدہ افراد سے متعلق اطلاعات سوچنائیں
- ۶-۱۵ مزدور منڈل
- ۶-۲۵ آج اور کل کے کاریہ کرم موسم کا حال
- ۵-۶ کسانوں کے لئے
- ۷-۳ لوک گیت (اتوار) سنسکرت شکشا (پیر، جمعرات) کھیل جگت (منگل) چترپٹ سے (بدھ)

- [illegible] (سنیچر) [illegible] (جمعہ) [illegible]
- ۴۵-۷ سلسلہ پروگرام [illegible]
- [illegible] (II، III، V جمعرات) [illegible]

شب
- ۹ [illegible] (اتوار، بدھ، جمعرات) سم ایک ہیں (منگل) سامدائک پرسنگ (جمعہ) [illegible] (سنیچر I) [illegible] (سنیچر II) کہانی (سنیچر III) [illegible] (سنیچر IV)
- ۱۵-۹ سگم سنگیت
- ۳-۹ سماچار درشن (اتوار) چترپٹ سے (اتوار کے علاوہ)
- ۳-۹ ناٹک (I اتوار) ساشکی (II اتوار) [illegible] (اتوار III) تقریروں کا قومی پروگرام (بدھ، پیر) تقریروں کا قومی پروگرام (انگریزی، منگل) [illegible] (بدھ) پرادیشک سنگیت کا قومی پروگرام (I جمعرات) [illegible] کا قومی پروگرام (II جمعرات) [illegible] کا قومی پروگرام (III جمعرات) ڈرامہ کا قومی پروگرام (IV جمعرات)

اتوار ۱۶ر فروری

صبح
- ۱۵-۹ [illegible]

دوپہر
- ۱-۰ [illegible]
- [illegible]

شام
- ۳-۲ [illegible]
- ۳-۹ [illegible]
- [illegible]
- ۳-۱۰ [illegible]

پیر ۱۷ر فروری

صبح
- ۱۵-۹ [illegible] ۳-۱۰ [illegible]

شام
- ۳-۲ [illegible]
- ۴۰-۹ [illegible]

منگل ۱۸ر فروری

صبح
- ۴۰-۹ [illegible]

دوپہر
- ۴-۲ [illegible]

رات
- ۳ [illegible]

بدھ ۱۹ر فروری

صبح
- ۱۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰ ہری موہن [illegible]

شام
- ۳۰-۴ گرجا دیوی، ٹھمری

جمعرات ۲۰ر فروری

صبح
- ۱۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰ کرشن کمار کپور؛ خیال

دوپہر
- ۱-۱۰ آنگن باڑی

رات

[illegible]

جمعہ ۲۱ر فروری

[illegible]

ہفتہ ۲۲ر فروری

صبح
- ۹ [illegible]

رات
- ۳ [illegible]
- ۱ [illegible]

اتوار ۲۳ر فروری

صبح
- ۱۰-۱ [illegible]
- ۰۰-۱۱ [illegible]
[illegible]

دوپہر
[illegible]

شام
- ۴-۳ [illegible]
- ۴-۵ [illegible]
- ۳-۱۰ [illegible]

پیر ۲۴ر فروری

صبح
- ۱۵-۹ اور رات ۳-۱۰ گنیش پرساد [illegible] ستار

شام
- ۳۰-۴ [illegible]
- ۲۵-۵ [illegible]

منگل ۲۵ر فروری

صبح
- ۱۵-۹ ویریندر کمار [illegible] ستار

دوپہر

۲-۴۰ سبھا بتیں گاؤں کی

رات

۸-۳۰ کھیل حکمت

بدھ ۲۶ فروری

صبح

۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰
جی سی پلسکر، خیال

دوپہر

۲-۴ قوالی

رات

۱۰-۳۰ وسندھرا کومکلی، خیال

جمعرات ۲۷ فروری

صبح

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
کمش بہاری مترا: سرود

دوپہر

۱-۱۰ آنگن باڑی

۲-۴۰ لوک گیت

رات

۸-۰۰ ہندی تقریر

جمعہ ۲۸ فروری

صبح

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳
وشوناتھ سری کھنڈے، خیال

دوپہر

۲-۴۰ آپ کا سوا سعید

رات

۷-۳۰ بچوں کے لئے دھیواد

۷-۴۵ نئے چہچے (فیچر پروگرام) پریوار کلیان سوبدھائیں گاؤں میں
ایس۔ ایس۔ نگم

۹-۳۰ آپ کی پسند
(فلم سنگیت پر مبنی)

رامپور

۳۳۶.۷ میٹر (۸۹۱ کلوہرٹز)

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)، ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰ رات ۹-۰۰ اردو: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵
سماچار پتر ہندی: صبح ۹-۰۰، ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵
پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰

اتوار ۱۶ فروری

صبح

۷-۳۰ آج اتوار ہے

شام

۸-۰۰ روہیل کھنڈ کے ثقافتی قصبے
سہسوان: طیب بخش
صدائے رفتہ
شاعر: نشور واحدی
گلوکار: شجاعت حسین خاں

پیر ۱۷ فروری

صبح

۷-۳۰ آشا بھونسلے: گیت

دوپہر

۱-۴۰ رام جی لال شرما: پکھاوج

رات

۸-۰۰ اسلم خاں: غزلیں

منگل ۱۸ فروری

صبح

۷-۳۰ مالنی راجورکر: گائن

۷-۵۰ آلوک گنگولی: سگم سنگیت

بدھ ۱۹ فروری

صبح

۷-۳۰ ذوالفقار حسین خاں: گائن

دوپہر

۱-۴۰ عشرت حسین خاں: ستار

شام

۸-۰۰ احمد حسین، محمد حسین: غزلیں

جمعرات ۲۰ فروری

صبح

۷-۳۰ سامتا پرساد: طبلہ

۸-۳ اسے ہم بھی جانے والے ہیں
سامان تو گیا
مزاحیہ: س۔ بشن عالم
افسانہ: ڈاکٹر نعیم ظفر

دوپہر

۱-۴۰ سدیپ کمار مترا: گٹار

شام

۸-۰۰ بیلا ساور: گیت

جمعہ ۲۱ فروری

صبح

۷-۳۰ استاد رجب علی خاں: گائن

۷-۵۰ بیگم اختر: غزلیں

۸-۳۰ یہ ہمارے لوگ (فیچر)
تحریر او پیشکش: محمد علی موج

شام

۸-۰۰ بیگم اختر: غزلیں

ہفتہ ۲۲ فروری

صبح

۷-۳۰ ہری پرساد چورسیہ: بانسری

۷-۵۰ کیلاش شری واستو
روپالی مکرجی: سگم سنگیت

شام

۸-۰۰ کملنی مہروترا: غزلیں

اتوار ۲۳ فروری

صبح

۷-۳۰ آج اتوار ہے

رات

۸-۰۰ گنگا کی آلودگی اور ہمارا منصوبہ
پروین اسرار

پیر ۲۴ فروری

صبح

۷-۳۰ اور رات ۸-۰۰
چندن داس: غزلیں

دوپہر

۱-۴۰ بڑے غلام علی خاں: گائن

منگل ۲۵ فروری

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۱-۴۰
بھیم سین جوشی: گائن

۷-۵۰ سمن کلیان پور
گیت، غزل

بدھ ۲۶ فروری

صبح

۷-۳۰ پنڈت روی شنکر: ستار

دوپہر

۱-۴۰ برج بھوشن کابرا: گٹار

رات

۸-۰۰ مہدی حسن: غزلیں

جمعرات ۲۷ فروری

صبح

۷-۳۰ دوپہر ۱-۴۰
نثار حسین خاں: گائن

شام

۸-۰۰ متالی مکرجی: سگم سنگیت

جمعہ ۲۸ فروری

صبح ۷-۳۰ اور دوپہر ۱-۴۰
بہادر خاں: سرود

۷-۵۰ اوشا نندن، راحت علی
سگم سنگیت

۸-۳۰ افسانۂ آزاد
پنڈت رتن ناتھ سرشار کے ناول کا قسط وار ریڈیو نشریہ

رات

۸-۰۰ سبھا چکرورتی: سگم سنگیت

گورکھپور

۳۳۰٫۰ میٹر ۹۰۹ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵ — ۵۵ وندے ماترم
۶ — ۵ وندنا
۶ — ۳ امرت وانی چیتی سدو
۶ — ۲۵ کھیتی کی باتیں
۶ — ۴۰ دھرتی گیت
۶ — ۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷ — ۵ ماس گان (انگلو سے ستر)
۷ — ۱۵ روزگار سماچار
۷ — ۲ علاقائی خبریں (ہندی)
۷ — ۳ گھروکا (منگل جمعرات اور ہفتہ)
آج تک (... بدھ)
گاندھی چرچا (جمعہ)
وگیان آلوک (اتوار)
۷ — ۳ سنگیت پرچا (منگل سے سوار)
سماچار درشن (منگل)
۷ — ۲۵ اس ہفتے کا گیت (جمعہ)
۷ — ۵ شمس سنگل سور دہن (جمعہ)
۸ — ۲ گیت سنگیت (اتوار کے سوا)
اردو پروگرام
۹ — ۱۵ گھر آنگن (پیر جمعہ سے)
ملی جلی (بدھ)
پھلواری (منگل اور جمعہ)
نغمی تو الیاں (جمعہ)
دیش گان (اتوار)
۹ — ۲۵ بال سنگما (بچوں کا پروگرام)
صرف (اتوار)

دوپہر
۱۲ — ۵ گورکھپوری لوک گیتوں کا فرمائشی پروگرام
(اتوار)

پرادیشک سنگیت (جمعرات)
چترپٹ کے ملی دھنیں
۱۲ — ۱ سامودایک گان شکشا (ہفتہ)
فلمی سنگیت (بقیہ روز)
۱۲ — ۳ بہار پروگرام (دہلی سے نشر)
۱ — ۱ ادکاشن کے ہمس (اتوار)
گیتا نجلی (ورائٹی فلمی گیت) (پیر)

سواستھ چرچا (جمعرات)
مہیلا سبھا (منگل اور جمعہ)
۱ — ۳ آج کا سنگیت کار (منگل)
آج کا گیت کار (جمعرات)
آج کا کلاکار (جمعہ)
۲ — ۲ کھیتی کسان
۲ — ۳ لوک رنگ

شام
۵ — ۵ ملی گیت
۵ — ۱۵ ... پروگرام اتوار اور بدھ
حاشا شکشا جمعہ اتوار کے علاوہ
۵ — ۳ انوپ چارک سکشا (ہفتہ)
۵ — ۳۵ روزگار سماچار پروگرام
(اتوار، پیر اور منگل)
گاؤں کی اور (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۶ — ۱ بال واڑی (ہفتہ)
کھیتی باڑی
۶ — ۳ پروگراموں کا خلاصہ
معاشی ہیں بار
گمشدہ لوگوں کے لیے اطلاعیں
۶ — ۳۵ دیش بچار (گورکھپوری پروگرام)
۷ — ۱ سنگیت سدھا

۷ — ۲ علاقائی خبریں (ہندی)
۷ — ۳ وڈا خگت (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۸ — ۵ سدی پروگرام (اتوار کے علاوہ)
پترکا (جمعرات کے علاوہ)
۸ — ۱۵ رند ڈائری (اتوار کے علاوہ)
۸ — ۲ دھاں سندھ سنسا (گورکھپور سے)
۸ — ۳ سمبد تیکشا (دہلی سے نشر)
گیت مدھوری
(... سمیکشا، بدھ)
۹ — ۱۶ ترقیاتی جھلکیاں (اتوار)
یوجنا سنگی کے پیٹے (پیر)
کھیل کھلاڑی (منگل)
انگریزی اتیت (بدھ)
نگر سنگیت (باقی دنوں میں)
۹ — ۳ ہم تا (اتوار I III)

اردو پروگرام (منگل)
من نے دن
(لوک گیتوں کا فرمائشی پروگرام
(بدھ I ...)
لوک گیت (بدھ II ...)
ڈرامہ (جمعہ II III)
۱۰ — اعلان

(فلمی گیتوں کا فرمائشی پروگرام)
(صرف اتوار کو)
۱۰ — ۳۰ کلاسیکی موسیقی
(پیر اور بدھ)
سامعین کے روبرو موسیقی پروگرام
(منگل اور جمعرات)

اتوار ۱۶ فروری

صبح
۶ — ۴۵ دھرتی گاتے: بھاری ریمی شریواستوا
۷ — ۴۰ سی۔آر۔ ویاس: خیال شیومت بھیرو
۲ — ۲۵ کہانی : ریکھا سوامی

دوپہر
۲ — ۲۰ انکو دو وارا کسان کے کھیت پر
پردرشن پراتھمکتا: تقریر از
شمس الدین قریشی
۲ — ۳۰ لوک گیت: ریمی شریواستوا

شام
۵ — ۲۵ انشچیت بھوش : تقریر از
دیپن بہاری پانڈے
۶ — ۱۰ کرشی کی سمسیائیں اور سمادھان
تقریر از محی الدین خاں

پیر ۱۷ فروری

صبح
۶ — ۴۵ دھرتی گاتے: شیفالی سنہا
۷ — ۴۰ مکھل بنرجی: ستار پر راگ بھٹیار
۹ — ۱۵ چھوٹے پریوار کا مہتو: تقریر
رمارانی رائے

دوپہر
۲ — ۲۰ جیوالوں کھاد: تقریر از
سی۔ ایس۔ چوپڑا
۲ — ۳۰ لوک گیت: کرشنا دویدی

شام
۵ — ۲۵ کہانی: کرشنا نند تیواری
۶ — ۱۰ پھلوں کی بنستیک سمبردھن
ودھیاں: تقریر از جی۔ این تیواری
جاڑے کی سبزیوں کی اچھی پیداواریاں

تقریر از خلد مبادکشت
۸ — ۰۵ کرشن دویدی: کادیہ پاٹھ
۸ — ۱۵ کرشنا دویدی: لوک گیت
۱۰ — ۳ استھانی ہندو سماج میں
اور تلک کا مود

منگل ۱۸ فروری

صبح
۸ — ۲۱ سودرا حلکرورتی: گیت

دوپہر
۱ — ۱۰ ایک نئی ریڈیو ساسیریز اور تینی
دیکھتی کی آسٹگیا اور ادا کاری سنگھ
عادت ایرشا کرنے کی: تقریر
ویجیا یادھیائے
۲ — ۲۰ سورج مکھی کی فصل میں آرورک
تقریر از آر۔ کے چودھری
۲ — ۳۰ لوک گیت: وجے کمار مشر

شام
۵ — ۲۵ کرشک منڈل سورکشا سمیتی
تقریر۔ اے۔ سی۔ ایس۔ استھانا
۶ — ۱۰ کرشی کی سمسیائیں اور سمادھان
تقریر: پرکاش نرائن سنگھ
۷ — ۱۰ سودرنا حلکرورتی: گیت
۸ — ۰۵ قانون کے دائرے میں بیلاؤں کو
بچہ گود لینے کا ادھیکار: تقریر
امر سنگھ شریواستوا
۸ — ۱۵ لوک گیت: وجے کمار مشر
۹ — ۱۶ ہاکی کے بدلتے پیٹرن اور ہمارے
کھلاڑی: مباحثہ
این۔ این گوڑ، نصیر اللہ خاں اور
ظہیر حسین
۹ — ۳۰ "حسرت موہانی: حیات اور کارنامے"
روپک: تحریر: احمر لاری

بدھ ۱۹ فروری

صبح
۶ — ۴۵ لوک گیت: محمد خلیل اور ساتھی
۷ — ۴۰ سوپربھات پال: سرود پر بھٹیار
۸ — ۲۱ تلیکا جھا: بھجن

دوپہر
۲ — ۳۰ لوک گیت: کوبیر یادو اور ساتھی

شام
۵ — ۲۵ کسٹ روگ سے بچا جا سکتا ہے
پریچرچا: گنگیشور پرساد پانڈے
واچسپتی ترگونایت

۶ — ۱۰ منڈی کی کھیتی: سدا شنکر تیو
۷ — ۱۰ سیرا گپتا: گیت
۸ — ۰۵ پیرسادت کا ورن رس
تقریر از رام للت سنگھ
۹ — ۱۵ لوک گیت: کوبیر یادو اور ساتھی
۹ — ۱۶ آن باؤنڈ گیسٹ: تقریر از
ایس۔ سی۔ لوس
۱۰ — ۳۰ نارگند ہرد: خیال تری کلیان
اور گوری بسنت

جمعرات ۲۰ فروری

صبح
۷ — ۴۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار پر
راگ آنند بھیرو
۸ — ۲۱ اور شام ۱۰ — ۷
یونس قریشی: غزل
۹ — ۱۵ گرامین چھیترمیں پرچلت ہست کلا
تقریر از شاردا ترپاٹھی

دوپہر
۱ — ۱۰ پیٹ کی بیماریاں، مباحثہ
شرکاء: آر کے گپتا اور ایس
کے اگروال
۲ — ۲۰ جاڑے کی فصلوں کا بیج شودھن
تقریر از رام نایک سنگھ
۲ — ۳۰ لوک گیت: کوشلیا دیوی گپتا

شام
۵ — ۲۵ سواستھ سمسیائیں اور سمادھان
تقریر: ایس۔ کے۔ پانڈے
۶ — ۱۰ بجفٹر پالن سمسیائیں اور سمادھان
تقریر از گریش چندر بہادر
۸ — ۰۵ کہانی: ششی بھوشن پرشانت
۸ — ۱۵ لوک گیت: کوشلیا دیوی گپتا
۹ — ۱۶ "منو جی": سلسلے وار لکھنؤ ناٹیکا
تحریر و پیشکش: حسن رضوی
۱۰ — ۳۰ شرافت حسین خاں
خیال راگ، کاموددنٹ

جمعہ ۲۱ فروری

صبح
۸ — ۲۱ رام سندر رائے: گیت
۸ — ۳۰ شاعر ہمارے: ایس۔ اے۔ بستر
مزاحیہ کلام: شاطر گورکھپوری

دوپہر
۱ — ۱۰ کہانی: آشا مشرا
بچوں کے لئے کھیل گیت

گیتا فلی پانڈے
کاویہ پاٹھ: ارچنا شریواستوا
۲—۲۰ پھل سور کشا: تقریر از
رام بیلاس سنگھ
۲—۳۰ لوک گیت: وجے ا ئن پانڈے

شام

۵—۲۵ ویدصوت ویدھا گے سمندھت
جانکاری: تقریر ... لال
۶—۱۰ کرشی کی سمسیائیں اور سمادھان
تقریر از لکشمی شنکر سنگھ
۷—۱۰ گیت: رام سندر رائے
۸—۰۵ ہم اور ہماری سمسیائیں۔ گاؤں کی
بستیاں اور اس کا سدھار: تقریر
برج موہن چتر ویدی
۸—۱۵ لوک گیت: وجے نارائن پانڈے
۱۰—۳۰ امجد علی خاں: سرود

ہفتہ ۲۲ فروری

صبح

۷—۲۵ بسم اللہ خاں: شہنائی
۸—۲۱ گیت: رینو شکلا

دوپہر

۲—۲ آؤ سر سو دھار کاو ...
تقریر از ڈی این سنگھ
۲—۳۰ لوک گیت: کلپنا ہر دونرا

شام

۵—۲۵ ابانی ... پاٹھی
۶—۱۰ بنکوں سے رمنڈ کا پراودھان
تقریر: ... سنگھ
۷—۱۰ گیت: رینو شکلا
۸—۰۵ ... پراسنگم
سیدنا لی: احمد سنگھ
۸—۱۵ لوک گیت: کلپنا مہرونرا

اتوار ۲۳ فروری

صبح

۹—۲۵ "سانپ۔ کتنے دوست کتنے
دشمن": تقریر از عزیز احمد

دوپہر

۲—۲۰ مٹی جب زہر اگلتی ہے: تقریر
گریش دت پانڈے
۲—۳۰ لوک گیت: لیلا داس

شام

۵—۲۵ دھرتی کا سوا
کہانی کار: دیاس منتری ترپاٹھی

۶—۱۰ کرشی کی سمسیائیں اور سمادھان
ایم۔ ایل۔ بھارگو
۷—۱ گیت: آلوک گانگولی

پیر ۲۴ فروری

صبح

۷—۴ فیض احمد: خیال توڑی
۷—۲۱ گیت: راجندر پردیسی
۹—۱۵ مہیلائیں نوکری کے چھیتر میں
... سنگھ

دوپہر

۲—۲ مرے جل کا ... بچاؤ
تقریر از ڈی پی شرما
۲—۳ اور رات ۱۵—۸
لوک گیت: وینود کمار شریواستوا

شام

۵—۲۵ دیہاس کے چرن گاؤں میں: مباحثہ
شرکاء: رام نیشی سنگھ اور
سی۔ پی۔ سنگھ
۶—۱۰ مکانے دیہودیہ: آئیوگ
تقریر از کلپا سنہا
۷—۱۰ گیت: راجندر پردیسی
۸—۵ کاویہ پاٹھ: وشونا تھ پانڈے
نے کٹھک مرزاپوری
۱۰—۲۰ پربھا آترے: راگ مارو بہاگ
اور کلاوتی

منگل ۲۵ فروری

صبح

۸—۲۱ اندر نارائن: بھجن

دوپہر

۱—۱۰ اپیوگتا کی درشٹی سے مہیلا
سنستھائیں: گورو درشن کور بخشی
نیتا رائے، ساوتری سہائے
سوندریہ رکشا: تقریر از
شربھتی سنن
۲—۳۰ اور رات ۱۵—۸
لوک گیت: لکشمی شری واستوا
اور ساتھی

شام

۵—۲۵ بچوں میں ملیریا روگ
تقریر: پی۔ کے سنہا
۶—۱۰ پھلدار درختوں کی سمسیا اور
سمادھان: تقریر از
رام دلارے رائے

۹—۱۶ اس ماہ کی کھیل سمکشا: یوراج سنگھ
۸—۳ غربت میں کفایت شعاری کا رول
تقریر: ادمیشور نارائن شریواستوا
کلام شاعر: اسلم احمد احسن
اردو افسانہ اور ہندوستانی سماج
عین الحق بلیاوی

بدھ ۲۶ فروری

صبح

۷—۲۰ مالو رکا کانس
خیال بیراگی بھیرو
۸—۲۱ رتنا بنرجی گیت اور بھجن
۸—۳۰ شعری نشست: اسد بدایونی
رونق رضا، سیدہ شان معراج

دوپہر

۲—۲۰ وہ بیں لگنے والے ہیانک روگ
تقریر: آر۔ پی۔ گپتا
۲—۳۰ اور رات ۱۵—۸
لوک گیت: لال بہاری سنگھ
اور ساتھی

شام

۵—۲۵ ضلع ادھیوگ کیندر بستی: تقریر
از آر۔ پی۔ ... ورما
۶—۱۰ ربیع فصل۔ بسنت کالین باگ
تقریر از راگھو سنگھ
۷—۱۰ رتنا بنرجی: بھجن
۸—۰۵ اکیسویں صدی کا بدلتا ہوا سماجک
سور کشا کے چھیتر میں
وارتا کار: گرجا شنکر رائے گرمیش
۹—۱۶ آ نسٹی ٹیوشن ان ماڈرن لائف: تقریر
کے۔ ایل۔ ایم۔ شریواستو
۱۰—۳۰ نزاکت علی، سلامت علی
خیال

جمعرات ۲۷ فروری

صبح

۷—۴ بھیم سین جوشی
خیال کومل رشبھ آساوری
۸—۲۱ شمیم بانو: غزل
۹—۱۵ کہانی: نیلما شری واستوا

دوپہر

۱—۱۰ مہیلاؤں میں اتیہ ادھک رکت
شراؤ: مباحثہ شرکاء: ایم۔
این۔ سیٹھ، سریتا کریم، پی۔
بنرجی

۲—۲۰ سرسوں پھول کے تہنوں میں روگ
ڈی۔ پی۔ سنگھ
۲—۳ اور رات ۱۵—۸
لوک گیت: للی ورما

شام

۶—۱۰ بسنت کالین گنا کی کھیتی
تقریر از ڈی۔ ایس۔ یادو
۷—۱۰ شمیم بانو: غزل
۸—۰۵ پستک سمیکشا
ڈاکٹر گریش رستوگی
۹—۱۶ "منوجی" دھارا وئک لکھنو
ناٹیکہ: تحریر اور پیشکش:
حسن رضوی
۱۰—۳۰ ڈی۔ وی۔ پلسکر: خیال کامود

جمعہ ۲۸ فروری

صبح

۶—۴۵ دھرتی گائے
رام کیلاش اور ساتھی
۸—۲۱ شردمنتری ترپاٹھی: بھجن
۸—۳۰ کنہ مندی آج کی ضرورت
مباحثہ: شرکاء: تسنیم جمال
شمیم محبوب، نشاط پرویز
اور سہیلا

دوپہر

۱—۱۰ گربھ وتی مہیلاؤں کی دیکھ بھال
تقریر از نیلا شرما
۲—۲ مٹی میں سوکھیم تتو کو بھی جانئے
تقریر از گھنشیام چترویدی
۲—۳۰ اور رات ۱۵—۸
لوک گیت: سریش یادو
اور ساتھی

شام

۶—۱۰ کرشی کی سمسیائیں اور سمادھان
تقریر از باگیشوری مشرا
۷—۱۰ شردترپاٹھی: بھجن
۸—۰۵ اکیسویں صدی کا پرواچل
وگیان کے چھیتر میں: تقریر
مہیشور سنگھ
۹—۳۰ "گلاب اور کلیاں": ناٹک
تحریر: اوشا شری واستوا
۱۰—۳۰ شیو کمار اور ساتھی
سنطور اور بانسری پر راگ جھنجھوٹی
اور مشر پیلو

الہ آباد

الہ آباد (الف) ۲۹۲٫۴ میٹر ۱۰۲۶ کلو ہرٹز
الہ آباد (ب) ۲۰۲٫۰ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز

اتوار ۱۶؍فروری

صبح

۳۰-۷ اور رات ۱۵-۸
شیو کمار شرما: سنتور وادن
۱۵-۹ بال سنگھ: سنو کہانی
از ہمنت کمار سریواستو
وارتا: سڑن کا رو مارگ، تقریر
از سکھ دیو پرساد

رات

۰۰-۸ 'بچوں کا صحیح لالن پالن کیسے پریوار میں ممکن ہو' : مباحثہ
شرکار: این اسلام
رچنا سہائے، ڈاکٹر حفیظ الرحمان

پیر ۱۷؍فروری

صبح

۱۵-۹ اور رات ۳۰-۸
ارون کمار، غزلیں
۴۵-۶ سوامی کرپاتری جی مہاراج کے وچار

دوپہر

۱۵-۱ اور رات ۱۵-۸ اور ۴۵-۹
لیلا کاردل: ٹھمری، دادرا

شام

۰۰-۸ 'لوک عدالتوں کا سدبھاو اور ان کی سپھلتا کی سمبھاونائیں'
بات چیت: شرکار: سوریہ ناتھ
اپادھیائے اور شیام کرشن پانڈے
۰۰-۱۰ ساہتکی: ریڈیو پتریکا
دریچے سے: کہانی: از
شائستہ فاروقی
کویتا پاٹھ از ڈاکٹر اکھلیش شکل
سم سامک ہندی آلوچنا
ایک درشٹی: تقریر از
ڈاکٹر تریوینی دت شکل
سمپادک: ڈاکٹر راجی پانڈے

منگل ۱۸؍فروری

صبح

۴۵-۶ راجا رادھیکا رمن پرساد سنگھ کے وچار
۳۰-۷ اور دوپہر ۱۵-۱ اور رات ۱۵-۸
کملا بوس: خیال
۱۵-۹ اور شام ۴۵-۷
دیپالی سرکار: غزلیں

شام

۳۰-۵ کھیل کھلاڑی: گلدستہ
غیر فلمی گیت اور غزلوں پر مشتمل پروگرام: پیشکش: منوج کمار
۳۰-۸ اور ۴۵-۹
آلوک گنگولی: سگم سنگت

بدھ ۱۹؍فروری

صبح

۴۵-۶ شریمتی اینی بیسینٹ کے وچار
۳۰-۷ اور رات ۰۰-۱۰
گیتا بنرجی: ٹھمری دادرہ
۰۵-۹ شیلندر کمار مشر
طبلہ وادن
۱۵-۹ اور رات ۳۰-۸
ریتمی سنہا: بھجن، گیت

شام

۳۰-۵ سوسمتا بسو: بھجن، گیت

جمعرات ۲۰؍فروری

صبح

۴۵-۶ سنت بابو دیال کے وچار
۱۵-۹ اور شام ۴۵-۷
نیلما سنگھ: غزلیں

شام

۳۰-۵ پرچرچا: 'کیسے بچیں شہر سے'
شرکار: سریندر کمار مشر
کلپنا مشر، انوپ کمار اور
سوسمتا ساہی: کاویہ پاٹھ
مایا پرساد تیواری
۱۵-۸ اروند راجندر وادکر
بانسری پر شیو رنجنی

جمعہ ۲۱؍فروری

صبح

۴۵-۶ بابو کی پرارتھنا
وچار اور پروچن
۳۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
راوندر ناتھ پانڈے
سنتور وادن
دھیپے کمار سریواستو: طبلہ
۱۵-۹ اور رات ۳۰-۸
راجندر کشواہا: بھجن، گیت

دوپہر

۳۰-۱۲ دلو د وارتا: 'تلاش جاری ہے'
سوٹ ہارٹ بابو کی، تقریر
از ہنسا پانڈے
آپ کی سمسیائیں ۔ ہمارے سجھاؤ: از ڈاکٹر رما مشر
۱۵-۱ اور رات ۱۵-۸
لچھمی شنکر: ٹھمری، بھیروی
اور دادرا

شام

۱۵-۵ ننھی دنیا: ایک کہانی ننھی سی
اسے لال
۳۰-۵ پرچرچا: 'سواستھ یوا، راشٹر کی مہان سمپتی': شرکار
انورادھا چٹرجی، راجندر کمار
کنوجیا اور انوپ کمار

ہفتہ ۲۲؍فروری

صبح

۴۵-۶ مہاکوی دلتوں کے وچار
۳۰-۷ اور رات ۱۵-۸
اجے شنکر پرسنا: بانسری وادن
۱۵-۹ اور شام ۴۵-۷
سارناتھ مشر: غزلیں

شام د

۳۰-۵ وارتا: مانا کستوربا ۔ ایک
ویکتتو: تقریر از راج کمار چوبے
۱۵-۶ 'بیتے دک کی روک تھام کیسے'
انٹرویو: ڈاکٹر پی ایس پنڈت
۳۰-۸ کسم بڑودکر: سگم سنگیت

اتوار ۲۳؍فروری

صبح

۴۵-۶ بودھ گرنتھ سے پاٹھ
۳۰-۷ اور رات ۱۵-۸
ام۔ آر۔ گوتم: خیال
۱۵-۹ بال سنگھ: ناٹک ۔
ودیاوتی درباری گلرس
انٹر کالج بچوں کی
پیش کش: ہم پوچھیں تم بتاؤ
معوگول سبندھی باتیں
از سنیہ دیورائے شرما

شام

۳۰-۵ سمستا کالیہ کا اُچت اپیوگ
تقریر از جی۔ این ویاس
۰۰-۸ پریوار کلیان سماچار
کیلاش چندر شرما
آپ کی صحت: تقریر
ڈاکٹر سنتوش سکسینا

پیر ۲۴؍فروری

صبح

۴۵-۶ ڈاکٹر ذاکر حسین کے وچار
۳۰-۷ اور رات ۱۵-۸، ۴۵-۹
سلوچنا ۔ ترپیتی
خیال، ٹھمری
۱۵-۹ اور رات ۳۰-۸
نرائن دت واجپائی
بھجن ۔ گیت

دوپہر

۳۰-۱۲ 'یوتھ شو: لڑکی دکھانے کا'
تقریر از ششی بالا شرما
کویتا پاٹھ: سومتر اکماری سنہا

شام

۳۰-۵ یووا وانی: ہماری منزل ہماری راہیں: انٹرویو
گوردمز وم دار: وائلن وادن
۳۰-۷ سنت روی داس جینتی
خصوصی پروگرام
۰۰-۸ 'بھارتی سنودھان اور پیرکھ آچار': بات چیت
پنڈت امباوت پنت اور
ناموَرتی پریم شنکر گپتا

منگل ۲۵؍فروری

صبح

۴۵-۶ چندر شیکھر ونکٹ رمن کے وچار

۷-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۵ رات ۸-۱۵
علی اکبر خاں : سرود وادن
۹-۱۵ اور رات ۷-۴۵
شاردا ویلنکر : سُگم سنگیت
شام
۸-۳۰ ترلوک کپور : غزلیں

بدھ ۲۶ فروری

صبح
۶-۴۵ البرٹ آئنسٹائن کے وچار
۷-۳۰ اور رات ۸-۱۵
مہیش چندر ویاس : ٹھمری
۹-۱۵ اور رات ۸-۳۰
ارچنا پاٹھک : بھجن اور گیت
شام
۵-۳۰ بہیشور دیال ، گائن ، بھجن اور گیت
شریمتی بیریتی اگروال : گٹار وادن
۱۰-۳۰ نکھل بنرجی : ستار وادان

جمعرات ۲۷ فروری

صبح
۶-۴۵ گورو دیو راوندر ناتھ ٹھاکر کے وچار
۹-۱۵ شام ۵-۴۵ اور ۸-۳۰
گریا شنکر تیواری
سُگم سنگیت
شام
۵-۳۰ گیتوں بھری کہانی : کاویہ پاٹھ
ستیش چندر شریواستو
۸-۱۵ گیان سر ناڈ : وائلن وادن

جمعہ ۲۸ فروری

صبح
۶-۳۵ باپو کی پرارتھنا ، وچار اور بھجن
۷-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۵
بسنت لال : ستار وادن
۹-۱۵ اور رات ۸-۳۰
اوشا ٹنڈن : غزلیں
دوپہر
۱۲-۳۰ بیتے دنوں کی یاد
از نرمن لتا ساہی
بچوں کو نیروگ رکھیں
تقریر : ڈاکٹر آر۔ کے کپور

نجیب آباد

۳۱۴۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

اتوار ۱۶ فروری

دوپہر
۱-۱۰ شیام گوپی رائے چودھری
سرود پر مدھونتی
شام
۵-۵ یووا منچ

پیر ۱۷ فروری

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۰
شمشیر سنگھ سرود وادان
رات
۹-۱۶ مہندر کپور : گیت

منگل ۱۸ فروری

صبح
۶-۳۵ وندنا
دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
شام
۵-۰۵ یووا منچ : ناٹک از سشما بنسل

بدھ ۱۹ فروری

صبح
۸-۳ اشوک رائے ، سرود
شام
۵-۵ یووا منچ
پتر اتر فلمی گیت
ہیمنت کمار ، گیت

جمعرات ۲۰ فروری

صبح
۸-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۰
ہری کرشن ساہ ، ستار
رات
۹-۱۶ پی نازمسانی ، غزلیں

جمعہ ۲۱ فروری

صبح
۸-۳۰ ہری پرساد چورسیا ، بانسری
دوپہر
۱-۱۰ سسر کنا دھر چودھری
وائلن پر راگ ملتانی
شام
۵-۰۵ یووا منچ
دو شود دیالیہ پریسروں میں ہنسا
اور توڑ پھوڑ ۔ دو شی کون مباحثہ
شرکاء : ڈاکٹر اروِن کمار تیاگی ،
ممتاز جہاں ، راجیو کمار ، دھیرج
اور طارق علی

ہفتہ ۲۲ فروری

صبح
۸-۳۰ ملک ارجن منصور ، گائن
دوپہر
۱۲-۳۰ سور لہری

اتوار ۲۳ فروری

دوپہر
۱-۱۰ پروین سلطانہ ، مدھو ونتی
شام
۵-۰۵ یووا منچ
دیہاتوں کے لئے روزگار کی
سمبھاونائیں ، بات چیت
شرکاء : سدیش چندر گپتا
انعام سیفی اور للت جیال
۹-۱۶ غلام علی : غزلیں

پیر ۲۴ فروری

صبح
۸-۳۰ ڈی ۔ ایل ۔ کامرہ
سرود پر الہیا بلاول
دوپہر
۱-۱۰ اشیش خاں : سارنگی
رات
۹-۱۶ اوما گرگ ، گیت

منگل ۲۵ فروری

صبح
۸-۳۰ گھاسی رام نرمل : جلترنگ
دوپہر
۱-۱۰ برکت علی خاں : گائن
شام
۵-۰۵ یووا منچ
'کاغذ کیسے بناتے ہیں' تقریر
آلوک کمار
'پستکیں پڑھنا ۔ ایک اچھا شوق'
تقریر از کماری ریکھا رانی

بدھ ۲۶ فروری

صبح
۸-۳۰ استاد امیر خاں : بلاسخانی توڑی
شام
۵-۵ یووا منچ
۹-۱۶ نتن مکیش ، گیت

جمعرات ۲۷ فروری

صبح
۸-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۰
گریجا دیوی : دیسی توڑی
دادرا ، ٹھمری
رات
۹-۱۶ سلمیٰ آغا ، غزلیں

جمعہ ۲۸ فروری

صبح
۸-۳۰ بھگوان داس مشرا
سارنگی پر بیراگی
دوپہر
۱-۱۰ سدھیشوری دیوی : ٹھمری
شام
۵-۰۵ یووا منچ
'کتابیں جو میں نے حال ہی میں پڑھیں' تقریر : گلزار جہاں
'ہر دوار میں کنبھ کیوں آیوجت ہوتا ہے'
تقریر : از راج بالا

• • • • • • • •

جالندھر، چنڈی گڑھ

جالندھر: میڈیم ویو: ۳/۴۲۷ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۳/۲۲۲ میٹر ۱۳۵۰ کلو ہرٹز
۶/۳۳۳ میٹر ۹۰۲ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۶/۲۰۹ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۰۰–۸ دوپہر ۰۵–۱، ۱۰–۲، ۴۵–۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵–۶ اور ۲۰–۶ (پرادیشک) رات ۴۵–۸، ۰۵–۱۱
پنجابی: صبح ۳۰–۸ دوپہر ۴۰–۱ شام ۱۰–۶ (پرادیشک) اور شام ۳۰–۷
انگریزی: صبح ۱۰–۸ دوپہر ۰۰–۱ اور رات ۰۰–۹، ۰۰–۱۱
اردو: صبح ۰۵–۸ دوپہر ۵۰–۱ رات ۱۵–۹ (خبریں) ۲۵–۹ (تبصرہ)
روزگار سماچار: شام ۴۰–۷

اتوار ۱۶ فروری

صبح
۰۵–۷ امرت بودھ
۱۵–۷ پنگھڑیاں: ادبی پروگرام
۴۵–۷ غزلانجلی: پنجابی غزلیں
۲۰–۸ مسیحی بھجن
۱۵–۹ بال جگت: بچوں کے لئے پروگرام
۰۰–۱۰ چانن رشماں
زراعتی میگزین پروگرام

دوپہر
۲۰–۱۲ منجیت کور: لوک گیت
۳۰–۲ رمیش رنگیلا اور ساتھی
لوک گیت

رات
۱۵–۸ پٹاری: رنگارنگ پروگرام
۲۰–۱۰ استاد علاؤالدین خاں
سرود پر پرج بسنت

پیر ۱۷ فروری

صبح
۱۵–۷ انتی دی راہ تے
۳۰–۷ جاگرت: پریوارک جھلکی
۲۰–۸ کلدیپ مانک: لوک گیت
۰۵–۹ تیغ پال سنگھ، سریندر سنگھ
خیال گن کلی

دوپہر
۳۰–۲ جگت رام جگا اور ساتھی
لوک گیت

شام
۳۰–۴ بالواڑی: دیہاتی
بچوں کے لئے پروگرام
۳۰–۹ اکھاں دیلے: جگن ناتھ کے
ڈرامے کا پنجابی ترجمہ
۱۵–۱۰ کلدیپ سنگھ پردیسی
لوک گیت



۳۰–۱۰ تیغ پال سنگھ، سریندر پال سنگھ
خیال شدھ کلیان

منگل ۱۸ فروری

صبح
۱۵–۷ پنجابی کویتا
۳۰–۷ محفل: ممتاز ہستیوں کے ساتھ
ملاقات
۱۰–۹ ہری پرساد چورسیہ
بانسری پر گجری

دوپہر
۳۰–۲ اور شام ۴۵–۴
ہردیو سنگھ خوشدل
لوک گیت

رات
۴۵–۷ نویں آکاش
۳۰–۹ وگیان جگت
۰۰–۱۰ وِدیادھر ویاس: گائن

بدھ ۱۹ فروری

صبح
۱۵–۷ قدم قدم پڑا بڑا
ترقیاتی پروگرام
۴۵–۷ جیون جوت: ملاقات
۵۰–۸ محمد شریف قوال اور ساتھی
کافیاں

دوپہر
۳۰–۲ ہربنس سنگھ رنگیلا اور ساتھی
لوک گیت

شام
۳۰–۴ پھلجھڑی: بچوں کے لئے پروگرام
۴۵–۷ بھائی گورمیل سنگھ راگی اور
ساتھی: شبد
۳۰–۹ تہاڈی فرمائش
۳۰–۱۰ دلباغ سنگھ گلباغ سنگھ
خیال جے جے ونتی
۴۵–۱۰ نکھل بنرجی: ستار

جمعرات ۲۰ فروری

صبح
۱۵–۷ جی آئیاں نوں: ملاقات
۳۰–۷ اپنا گھر: پریوارک جھلکی
۴۵–۷ سدھیر کوشل: پنجابی غزلیں
۲۰–۸ اور رات ۰۵–۷
بھائی اجیت سنگھ راگی اور
ساتھی: شبد

دوپہر
۱۵–۱۲ سدھیر کوشل: غزلیں
۳۰–۲ جیون سنگھ چندن اور ساتھی
لوک گیت

شام
۴۵–۶ کشمیر سنگھ: شمبھو لوک گیت
۰۰–۸ سرجنا پنجابی میں ادبی میگزین
۰۰–۱۰ ہرناتھ: خیال درباری

جمعہ ۲۱ فروری

صبح
۱۵–۷ اجل یاداں: ملاقات
۰۰–۸ اور دوپہر ۲۰–۱۲
گوربچن لال: غزلیں
۵۰–۸ لال چند یملا جٹ: لوک گیت
۰۵–۹ بلبیر سنگھ کلسی: خیال للت

دوپہر
۳۰–۲ رنگا سنگھ مان: لوک گیت

شام
۳۰–۴ بلبیر سنگھ کلسی: خیال ملتانی
۴۵–۴ جوگیندر سنگھ ساجن
لوک گیت
۳۰–۹ ڈرکا درپن: ہندی میں ڈرامہ
از سریش سیٹھو
۳۰–۱۰ ایہرن راتے چودھری
خیال بہاگ

ہفتہ ۲۲ فروری

صبح
۳۰–۷ کنورا قبال: گیت اور غزل
۲۰–۸ پریم پاٹھک: گیت
۰۵–۹ راجندر سنگھ گورنگ
بانسری پر گن کلی

دوپہر
۲۰–۱۲ پریم پاٹھک: گیت اور غزل
۳۰–۲ پردیشک سنگیت

شام
۴۵–۴ لوک گیت: گلزار بھٹی
۴۵–۷ شردیو کالیکر: گائن

اتوار ۲۳ فروری

صبح
۰۵–۷ امرت بودھ
۱۵–۷ پنگھڑیاں: ادبی پروگرام
۴۵–۷ غزلانجلی
۲۰–۸ مسیحی بھجن
۱۵–۹ بال جگت: بچوں کے لئے پروگرام
۳۰–۱۰ تہاڈی فرمائش

دوپہر
۳۰–۲ جوگا سنگھ جوگی اور ساتھی
کولیشری
۱۵–۸ پنجاب کے مختلف علاقوں کا
لوک گیت

میڈیم ویو : ۶ء۳۸۷ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۶-۳۰ کے بعد رات تک ۹ء۳۲ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۷-۴۵ کے بعد دوپہر ۳-۴۵ تک اور شام ۵-۰۰ کے بعد
۸۳ء۴۹ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

اتوار ۱۶ فروری

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
ستیہ اور اہنسا : گاندھی جی
۷-۱۰ بھولاناتھ : گائن
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۲-۳۰ بال گوپال
شام
۶-۵۵ اس ماس کا گیت

پیر ۱۷ فروری

صبح
۶-۳۵ قومی ترقی
مولانا آزاد کے وچار
۷-۱۰ بھیم سین شرما : گائن
شام
۷-۰۵ شنکر بن گلویا
سلسلہ وار ڈرامہ

منگل ۱۸ فروری

صبح
۶-۳۵ پریم کا سروپ
سوامی وویکانند کے وچار
۷-۱۰ ڈاکٹر این راجن : وائلن
۸-۲۱ اے آر ماتھر : سگم سنگیت

بدھ ۱۹ فروری

صبح
۶-۳۵ گیان وندو : بائیبل سے
۷-۱۰ تیاگ راج سوامی
کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی : جے شنکر پرساد
۸-۲۱ لکشمن داس سندھو : ٹھمری

جمعرات ۲۰ فروری

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
سنت گیانیشور کے وچار
۷-۱۰ سوتیا دیوی : گائن
۸-۲۱ پنجابی گیت

جمعہ ۲۱ فروری

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
اروند کے وچار
۸-۲۱ رتن لال شرما : سگم سنگیت
۱۲-۳۰ اسکول براڈکاسٹ
رات
۹-۱۶ بھارت اکیسویں صدی کی اور

ہفتہ ۲۲ فروری

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
رام چرت مانس سے
۷-۱۰ غلام صادق خاں : گائن
رات
۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام
اسد علی خاں : بین وادن

اتوار ۲۳ فروری

صبح
۶-۳۵ گیان وند : بودھ دھرم سے
۷-۱۰ گردا س رام : گائن
۱۱-۰۰ ترنجا تکم : سنسکرت ناٹک

پیر ۲۴ فروری

صبح

۱۰-۳۰ استاد مشتاق حسین خاں : گائن

پیر ۲۴ فروری

صبح
۷-۱۵ انتی دی راہ تے
۷-۴۵ بھجن (روی داس)
۹-۰۵ شری کانت باکرے
خیال اہیر للت
دوپہر
۲-۳۰ ہردیو سنگھ کنول کویشر وساتھی
کویشری روی داس
شام
۷-۴۵ شبد (روی داس)
۱۰-۱۵ جاگیر سنگھ طالب
لوک گیت
۱۰-۳۰ شری کانت باکرے
خیال درگا

منگل ۲۵ فروری

صبح
۷-۱۵ کاویہ دھارا : ہندی میں نظم خوانی
۹-۱۰ روی شنکر : ستار
دوپہر
۲-۳۰ سورن لتا : لوک گیت
رات
۷-۴۵ نویں آکاش : تعلیم بالغاں
۹-۳۰ ہندی میں مذاکرہ
۱۰-۰۰ پرتھا سارتھی چودھری
سرود وادن

بدھ ۲۶ فروری

صبح
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۳۰ اور رات ۷-۴۵
بھائی اقبال سنگھ راگی اور
ساتھی : شبد
۷-۴۵ جیون جوت
۸-۲۰ منموہن سنگھ : غزلیں
۸-۵۰ ہربجن سنگھ اور ساتھی
لوک گیت
۹-۰۵ مہندر سنگھ : ٹھمری اور دادرا
دوپہر
۱۲-۱۵ منموہن سنگھ : غزلیں
۲-۳۰ کرنیل سنگھ گل : لوک گیت
۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

۱۰-۳۰ مہندر سنگھ : ٹھمری اور دادرا

جمعرات ۲۷ فروری

صبح
۷-۱۵ پنڈ دی نہار
۷-۳۰ اپنا گھر
۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۱۵
ودیا ساگر رام پال : پنجابی گیت
غزلیں
۸-۲۰ اور رات ۷-۵۰
بھائی بلدیو سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۹-۰۵ وزیر چند چترا
ستار پر اہیر بھیرو
دوپہر
۲-۳۰ منشی رام : لوک گیت
شام
۴-۴۵ رویل سنگھ کابا : لوک گیت
۸-۰۰ پری مل : ہندی میں ادبی میگزین
۱۰-۳۰ وزیر چند چترا : ستار پر
مالکونس

جمعہ ۲۸ فروری

صبح
۷-۱۵ اجل یاداں
۷-۳۰ اور رات ۷-۴۵
محمد سلیم قوال اور ساتھی : کافی
۸-۰۰ محمد ور سنگھ امن اور ساتھی
کافیاں
۹-۰۵ سوہن سنگھ
خیال دیوگری بلاول
دوپہر
۲-۳۰ تیرتھ سنگھ : لوک گیت
شام
۴-۴۵ کرم چند : لوک گیت
۹-۳۰ دیواریں کیا کہیں گی
ہندی میں ڈرامہ
ٹی لال ترمان
۱۰-۳۰ سوہن سنگھ : خیال بسنت
اور ٹھمری

۶-۳۵ گرو کا ستان
صوفی سنتوں کی وانی
۷-۱۰ مرنال سین گپتا : گائن
۷-۴۰ جیون جیوتی : گوردوداس جی
۸-۲۱ راجندر سنگھ و ساتھی : شبد
رات
۹-۴۵ عزیز احمد خاں : سگم سنگیت

منگل ۲۵ فروری

صبح
۶-۳۵ ویش سیوا
گنیش شنکر ودیارتھی
۷-۱۰ للت اجمیٹر : گائن
۸-۲۱ لیکھ رام شرما : سگم سنگیت
رات
۹-۱۶ خاطرداری : جھلکی
از ڈاکٹر ایس پی سنگھ

بدھ ۲۶ فروری

صبح
۶-۳۵ گیان وندو : قرآن شریف سے
۷-۱۰ چھائی ودیہ ناتھن
کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی : دیوکی نندن کھتری
۸-۲۱ مہندر سنگھ : ٹھمری
رات
۸-۲۵ منوج کمار شرما : سگم سنگیت

جمعرات ۲۷ فروری

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
ڈاکٹر راجندر پرساد
۷-۱۰ مہندر شرما : گائن
۸-۲۱ گردیپ سنگھ : پنجابی گیت
رات
۸-۱۵ مدھو بالا چاولہ : غزلیں

جمعہ ۲۸ فروری

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
سوامی رام تیرتھ کے وچار
۸-۲۱ اور رات ۸-۴۵
شانتا بھاسکر : سگم سنگیت
رات
۹-۳۰ حبیب کترا : ہندی ڈرامہ
تحریر : سعادت حسن منٹو

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) : ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۲۳۶/۴ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

اتوار ۱۶ فروری

صبح
۷-۰۵ راگ بھٹیار
۷-۴۵ سگم سنگیت : آدتیہ بنرجی
۱۰-۰۰ سندھی کاریہ کرم : تقریر
السان جی دھرویر : "سامی جو ادب"
آشا درگاپوری : سگم سنگیت
میگھ راج کھتری
دوپہر
۱۲-۰۰ مہیلا جگت : آپ کے پالتو پشو کی
کی دیکھ ریکھ : بات چیت
ڈاکٹر رام چندانی
شام
۶-۳۰ سنیل کمار ورما : وائلن پر دھن
۶-۴۵ احمد نور قوال اور پارٹی : قوالی
۹-۳۰ کہکشاں : آزاد تقریریں
سماجی برائیوں سے نفرت
محمد عشرت خاں : کلام شاعر
عبد اللہ آرزو جے پوری
۱۰-۰۰ مہار : راجستھانی پتر یکا کاریہ کرم
دور دساور دیاترا ورت)
ڈاکٹر دھن راج چودھری
کاویہ پاٹھ : ستیہ پرکاش جوشی
بھینٹ وارتا : فیاض علی
۱۰-۳۰ مانک بائی : خیال بائگیشری

پیر ۱۷ فروری

صبح
۷-۰۵ رمضان خاں : سارنگی پر راگ بھیرو
طبلہ پر سنگت : رفیق محمد
۷-۳۵ راجستھلی : نوریں سکنیتی داس گر
روپ گھار : اندر نارائن مونفا
۷-۴۵ کے سرسوتی : سگم سنگیت

۹-۱۵ گرگاراج کمار : سگم سنگیت
۹-۲۵ ودیالیہ پرسارن : وگیان روپک
سور راجا : تحریر شیام لال سنہال
دوپہر
۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوجک پری یوجنا کاریہ کرم
چینی کی کہانی
۱-۱۰ سورج مل اور ساتھی : لوک گیت
۱-۳۰ کیسر بائی کیرکر : خیال للت توڑی
لکھہ بلاول، دیسی اور بھیرویں
شام
۶-۲۵ گری راج کمار : سگم سنگیت
۱۰-۰۰ تانترک سنگیت سبھا
رمضان خاں : سارنگی پر راگ چمپاکلی
اور پوریا کلیان : طبلہ پر سنگت
رفیق محمد

منگل ۱۸ فروری

صبح
۷-۵۰ کلیان دت : سگم سنگیت
۸-۲۱ بابولال گانگ اور ساتھی
لوک گیت
۹-۱۵ انورادھا ماتھر : سگم سنگیت
۹-۲۵ ودیالیہ پرسارن
انتا کشری کی پرتی یوگتا
دوپہر
۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوجک پری یوجنا کاریہ
کرم : "نمک کی کہانی"
شام
۵-۰۵ یووا وانی : پری سنواد : یووا پرگتی
کے بادھک تتو : انوشاسن ہینتا
۹-۳۰ سندھی پروگرام : "مہارانی"
ادبی میگزین : کہانی بھگوان تلکانی
کویتا کی : است رائے، گرگانت

تقریر : آج کا سندھی ادب
گوردھن بھارتی

بدھ ۱۹ فروری

صبح
۷-۰۵ ہیملتا ورما : خیال بلاس خانی توڑی
۸-۲۱ لوک گیت : وشوناتھ کھینچی
۹-۱۵ سگم سنگیت : ہریش بھاردواج
۹-۲۵ ودیالیہ پرسارن : پرشنوتر
ہندی ادچارن : سنچالن
راگھو پرکاش
دوپہر
۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوجک پری یوجنا
کاریہ کرم : جل چکر
۱-۱۰ لوک گیت : کیلاش چندر کوہلی
۱-۳۰ رئیس خاں : ستار پر راگ توڑی
بھیرو، مالکونس، کلاوتی
تلک کاموداور میاں ملہار
شام
۵-۰۵ یووا وانی : میرے یووا کال کے
روپک انوبھو
ورشٹ پترکار : چندر گپت
۹-۱۶ اندرا راماوت : غزل
۱۰-۳۰ ہیملتا ورما : خیال بہاگ

جمعرات ۲۰ فروری

صبح
۷-۰۵ جے کمار پنوار : وائلن پر راگ
جونپوری : طبلہ پر سنگت
ظفر محمد خاں
۷-۴۵ رام داس راؤ : سگم سنگیت
۸-۲۱ چندر لیکھا شرما : لوک گیت
۸-۵۰ اور ۹-۱۵
مومن خاں : سگم سنگیت
۹-۲۵ ودیالیہ پرسارن : ساموداک
گائن پاٹھ
دوپہر
۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوجک پری یوجنا
کاریہ کرم : کشتی منش کے سہایک ہیں
شام
۶-۳۰ سندھی کاریہ کرم
گلگن ری کلکاری
۱۰-۳۰ جے کمار پنوار : وائلن پر
راگ مدھوکونس
طبلہ پر سنگت : ظفر محمد خاں

جمعہ ۲۱ فروری

صبح

۷ — ۰۵ نذیر امین الدین خاں ڈاگر
الاپ دھرپد راگ اساوری

۷ — ۲۵ راج استعلی: چوکھو چاو؛ پرمگین
آتا رام سدا ما

۸ — ۲۱ رادھے شیام شکلا: لوک سنگیت

۹ — ۱۵ دائم علی: سگم سنگیت

۹ — ۲۵ ودیالیہ پرسارن: دیش دیش
کی لوک کتھائیں: لوبنے والی رضائی

دوپہر

۱۲ — ۱۵ ریڈیو پرایوجک یوجنا کاریہ کرم
پشپ سمن

۱ — ۱۰ لوک گیت، سنو بھا کھتری

۱ — ۳۰ کشوری اموتکر: خیال جونپوری

شام

۵ — ۰۵ یووا وانی: پرشنوسری
سا مانیہ گیان

۶ — ۳۰ گوربند، راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی کاریہ کرم

۹ — ۱۶ کامنی گپتا: گیت

۱۰ — ۳۰ نصیر امین الدین ڈاگر
الاپ دھمار راگ دیسی

ہفتہ ۲۲ فروری

صبح

۷ — ۰۵ راجندر ویشنو: خیال گوجری توڑی
منشی احمد : طبلہ

۷ — ۴۵ سمدھو سنگیت
ڈی۔ پی۔ گپتا: بانسری پر بھیرو
بکھل بنرجی، ستار پر غارلا

۸ — ۲۱ لوک گیت، اندر کمار شرما

۹ — ۱۵ سگم سنگیت، شکنتلا ماتھر

۹ — ۲۵ ودیالیہ پرسارن: پرکشا مالا
بھوگول پرکی چرچہ
پھول چند اگروال
بھاگیہ چند جین : سدھا گپتا

دوپہر

۱۲ — ۱۵ ریڈیو پرایوجک پرکی یوجنا
کاریہ کرم : گیت سکھانا

۱ — ۱۰ لوک گیت: بالمکند گرجر

۱ — ۳۰ غلام مصطفےٰ خاں: خیال بھوپال توڑی

شام

۵ — ۰۵ یووا وانی: وگیان سماچار
سنلن نیلما نگم

۶ — ۲۵ سگم سنگیت، شکنتلا ماتھر

۶ — ۳۰ راجندر ویشنو: خیال بمن
منشی احمد: طبلہ

۹ — ۳۰ اسد علی خاں، بین

اتوار ۲۳ فروری

صبح

۷ — ۰۵ نصیر احمد خاں خیال توڑی

۷ — ۲۵ ہندی تقریر
ڈاکٹر بی۔ پی۔ بکرے

۷ — ۴۵ راکھی ماتھر سگم سنگیت

۱۰ — ۰۰ سمدھی کاریہ کرم، ناٹک

شام

۶ — ۳۰ دیوی لال شرما، سگم سنگیت

۹ — ۳۰ کاروان ادب جدید شاعری
کی تحریک، ڈاکٹر مفضل امان
کلام شاعر، اعظم ریدی

۱۰ — ۳۰ نصیر احمد خاں، خیال جوگ کونس
اور ٹھمری مسرکر وانی

پیر ۲۴ فروری

صبح

۷ — ۵ روی موہن بھٹ: وائلن پر راگ برگی
حفیظ احمد خاں: طبلہ پر سنگت

۷ — ۲۵ راج استعلی: کادمبانھ
پریم جی پریتم

۷ — ۴۵ سگم سنگیت، بھمن ریداس

۹ — ۱۵ سگم سنگیت: ناظم حسین

۹ — ۲۵ ودیالیہ پرسارن: وگیان روپک
پرتھوی دوارا پودھو ویشو ویس میں
نسل سدھار، تحریر
موج موہن لال ماتھر

دوپہر

۱۲ — ۱۵ ریڈیو پرایوجک کاریہ کرم
گجرات

۱ — ۱۰ لوک گیت
کنہیا لال ہاڑا و ساتھی

۱ — ۳۰ ڈی۔ وی۔ پلسکر، خیال کاموو

شام

۵ — ۰۵ یووا وانی، مرادیوسائک جیون
یووا بیتر کار دنیش مرمل

۶ — ۲۵ سگم سنگیت: ناظم حسین

۱۰ — ۰۰ روی موہن بھٹ
وائلن پر راگ لست
حفیظ احمد خاں طبلہ پر سنگت

منگل ۲۵ فروری

صبح

۷ — ۰۵ پریم وبھو، طبلہ ترنیں مال اور
رو پک نال

۷ — ۴۵ سگم سنگیت
ذکی سلیم وارثی اور ساتھی

۸ — ۲۱ لوک گیت، نسیم بانو

۹ — ۱۵ سگم سنگیت، چندر پرکاش

۹ — ۲۵ ودیالیہ پرسارن: گکشا ۸
دلی کنلس کو تبیجز۔ ۳

دوپہر

۱۲ — ۱۵ ریڈیو پرایوجک پرکی یوجنا کاریہ کرم
ہریانہ

شام

۵ — ۰۵ یووا وانی: مارگ درشن
روزگار سمبندھی وارتا
ہنسئے ہنسائیے اور گنگنائیے

۶ — ۳۵ سندھی کاریہ کرم
تواہاجی لیسند

بدھ ۲۶ فروری

صبح

۷ — ۵ پدما دتی گوکھلے : خیال توڑی

۸ — ۲۱ لوک گیت : شیلا سکسینہ

۹ — ۱۵ سگم سنگیت، غلام حسین

۹ — ۲۵ ودیالیہ پرسارن

دوپہر

۱۲ — ۱۵ ریڈیو پرایوجک پرکی یوجنا کاریہ کرم
اینددھن

۱ — ۱۰ لوک گیت: پریم ادیش و ساتھی

۱ — ۳۰ ستیندر کنا دھرچودھری
وائلن پر راگ کوشک بھیرو ی

شام

۵ — ۰۵ یووا وانی: وشو ودیالیہ سے۔ او۔ بی



آکاشوانی بنگلور کی جانب سے منعقد ایک پروگرام میں اسکولی طالبات ایک میوزیکل آپیرا پیش کرتے ہوئے ۔

۹—۱۶ صادق حسین قریشی : غزل
۱۰—۳۰ پدماوتی گوکھلے : خیال کا مود

جمعرات ۲۷ فروری

صبح

۷—۰۵ پرتاپ سنگھ چوہان : ستار پر الہیا بلاول
۷—۴۵ سگم سنگیت : سجاتا ویشمبھو
۸—۲۱ لوک گیت : گووند سنگھ راٹھور
۹—۱۵ سجاتا ویشمبھو
۹—۲۵ ودیالیہ پرسارن
سامو دائک گائن پاٹھ

دوپہر

۱۲—۱۵ ریڈیو پرایوجک پرری یوجنا کاریہ کرم : اپکار سرا پکار

شام

۵—۰۵ یو وا وانی : گیتوں بھری کہانی
۶—۳۰ سندھی کاریہ کرم
پیشہ اخلاق : وکالت : تقریر
اتم بھی موٹوانی : لوک گیت
۱۰—۳۰ پرتاپ سنگھ چوہان
ستار پر راگ باگیشوری

جمعہ ۲۸ فروری

صبح

۵—۰۵ بی این شو ساگر خیال دیسی
۔—۳۵ راجستھلی : راجستھانی کہانی
شریمتی پرم لتا پاریک
۸—۲۱ لوک گیت : ینا رام بھویا وساتھی
۹—۱۵ سگم سنگیت : بیلا ساور
۹—۲۵ ودیالیہ پرسارن : یتروتر کاریہ کرم
سمواد

دوپہر

۱۲—۱۵ ریڈیو پرایوجک پرری یوجنا
کاریہ کرم : چینی کی کہانی
۱—۱۰ لوک گیت : لکشمی نارائن
۱—۳۰ بی۔ این پیشور دھن اور
نارائن راؤ ویاس : خیال مال گنجی

شام

۵—۰۵ یو وا وانی : لگھو روپک
اپنا دیش : کرناٹک
میخ ناتھ گوتم : پیشکش : آنند سیال
۶—۲۵ سگم سنگیت : بیلا ساور
۹—۱۶ گیت کمد کلکرنی
۱۰—۳۰ بی۔ این۔ شیو ساگر خیال

سورت گڑھ

۳۲۵٫۲۷ میٹر — ۹۱۸ کلو ہرٹز

اتوار ۱۶ فروری

صبح

۶—۳۵ چنتن : گوپال شرما
۷—۳۰ ہندی وارتا : اتیت کے جھروکوں سے : کمل ناگپال
۸—۲۱ مرو منگل (راجستھانی لوک گیتوں کا کاریہ کرم) : دیال پنوار
۹—۱۵ اتہاس کے پنّے
جے پرکاش دوبے
۹—۲۵ بال سبھا۔ بال کہانی
کماری للتا مصرا
بال پریچے : بال گیت

دوپہر

۱۲—۳۰ ریڈیو پہیلی
۱—۱۰ جے بھارتی (فوجی بھائیوں کے لئے فلمی گیتوں کا کاریہ کرم)
۲—۲۰ مرو منگل : ستیہ نارائن امن

شام

۵—۳۰ یو وا وانی : مجھے شکایت ہے (پتروتر کا کاریہ کرم)
۶—۱۵ گیتاں رو گجرو
۹—۱۶ آپ کا پتر ملا
۹—۳۰ راجستھانی لوک گیت
۱۰—۰۰ من بھاون — فرمائشی فلمی گیتوں کا کاریہ کرم

پیر ۱۷ فروری

صبح

۶—۲۵ چنتن : گوپال شرما
۷—۳۰ بھارتیہ ارتھ ویوستھا مہنگائی کے سندربھ میں : ہندی تقریر
سمپت کمار
۸—۲۱ مرو منگل : رادھے شیام و پارٹی

دوپہر

۱۲—۳۰ شیرنگ گیت
۱—۱۰ رنگ غزل : غیر فلمی غزلیں
۱—۳۰ گرجا دیوی : شاستریہ گائن

شام

۵—۳۰ یو وا وانی : میرا جیون (راؤ۔ بی)
۶—۱۵ چوپال : نشیلے پدارتھوں کا سیون اور ہمارا سواستھ
ڈاکٹر جے۔ بی۔ دھیبا
کہہ رے چکوا بات : جھلکی
ستیہ نارائن امس
۱۰—۰۰ سوموار یہ سنگیت سبھا
علی اکبر خاں اور روی شنکر
سرود و ستار یگل بندی

منگل ۱۸ فروری

صبح

۶—۲۵ چنتن : گوپال شرما
۸—۲۱ مرو منگل : نارائن رام نایک

دوپہر

۱۲—۳۰ چتر پٹ سنگیت : یگل گان
۱—۱۰ گھر آنگن : کیڑوں کے دھبوں کو کیسے چھڑائیں : پرجیت کور
شکسا سوں فائدو سماج رو وہی
فائدو : نرمل گدارا
۱—۵۰ کھیت کھلیان : ورسیم ورجکے کا بیج کیسے تیار کریں
ڈاکٹر آر۔ پی۔ دوبے
۲—۲۰ مرو منگل : نرملا ناگپال

شام

۶—۱۵ چوپال : پریاورن سنتولن میں دلوں کا مہتو : کے۔ آر۔ کالا
سنگھاسن بتیسی بھاگ ۔
۸—۱۵ سگم سنگیت
لتا منگیشکر اور غلام علی
۹—۱۶ ان سے ملئے : دی۔ کے۔ مصرا
۹—۳۰ گوربند : راجستھانی گیتوں کا فرمائشی کاریہ کرم

بدھ ۱۹ فروری

صبح

۶—۲۵ چنتن : برجموہن شرما بندھو
۷—۳۰ ضلع میں بیس سوتری کاریہ کرم
ہندی تقریر : رام لبھایا
۷—۴۰ پروین سلطانہ : گائن
راگ منگل بھیروی
۸—۲۱ مرو منگل : ہنومان دھارو

دوپہر

۱—۱۰ سامو دائک سنگیت پاٹھ
۱—۵۰ ڈیزل انجن اور اس کی دیکھ بھال : آر۔ اے۔ ال۔ مصرا

شام

۶—۱۵ چوپال : آپنی کھیتی اپنی بات
مدھا رام
۹—۱۶ پنجابی گیت
۱۰—۳۰ فلم سنگیت

جمعرات ۲۰ فروری

صبح

۶—۳۵ چنتن : برج موہن شرما بندھو
۷—۳۰ گیان وگیان
کیا ہے ایف۔ ام۔ پرنالی
ایس۔ کے۔ شاہ
وگیان سماچار
۸—۲۱ مرو منگل : رام وکش سونڈھی

دوپہر

۱—۱۰ مہیلا جگت : ابھیوکتی
کاویہ پاٹھ : شردھا بھارتیہ
کیسے کیسے لوگ سفر میں : مزاحیہ
شریمتی رکماونی سوامی
کستوربا گاندھی کا سوتنترتا اندولن میں یوگ دان
اندو سنا
۱—۵۰ چنے کی فصل کو کیڑوں سے بچائیں
از دیوی سہائے ورما
۲—۲۰ مرو منگل : پرتاپ سنگھ راٹھور

شام

۵—۳۰ یو وا وانی : کھٹے میٹھے انوبھو
بنک کرمچاریوں کے
ہری کشن مودی
۶—۱۵ چوپال : گاؤں گاؤں کی کہانی
۸—۱۵ سگم سنگیت : رادھا سلوجہ

۱۰—۰۰ سسرکنا دھر چودھری : وائلن
آشیش بندو پادھیائے
اسراج

جمعہ ۲۱ رفروری

صبح
۶—۲۵ چنتن : برجموہن شرما بندھو
۷—۳۰ راجستھانی لوک گیتوں میں
جن جیون : ہندی تقریر
کملا راٹھور
۷—۴۰ گاندھی گاتھا
۸—۲۱ مردمنگل : بھگت سبھی رام
دوپہر
۱—۳۰ شیوکمار شرما : سنطور
۱—۵۰ کھیت کھلیان : شماشرکی انت
قسیں اور ان کی بوائی
از ہری ہرسنگھ
۲—۲۰ مردمنگل : سشیل ماتھر
شام
۵—۳۰ یووادانی : مہک
(فرمائشی فلمی گیت)
۶—۱۵ گرامین چھیتروں میں سوراُجا
کتنی اپیوگی : سوم دیو بنسل
بھومی کی اُروراشکتی کیسے قائم
رکھیں : مدن لال جوشی
۷—۱۵ سگم سنگیت
انورادھا پوزوال وبھوپندر
۱۰—۰۰ ہیرا دیوی مِشرا : گائن

ہفتہ ۲۲ رفروری

صبح
۶—۲۵ چنتن : نارائن پرساد اپادھیائے
۷—۳۰ کلا آکاش
ساہتیہ سرجن اور پتر پتریکائیں
ہری دت شاستری
جگدیش پرساد اگنی ہوتری اور
شریف احمد
۸—۲۱ مردمنگل : کشن رام
دوپہر
۱—۵۰ کھیت کھلیان : گیہوں کی فصل
میں پودھ سنرکشن کاریہ
ارون کمار ججیلا
۲—۲۰ مردمنگل : شیلا مودی
شام
۵—۳۰ یووادانی : چلتے چلتے

۶—۱۵ چوپال : ٹابر ٹولی
(گرامین بچوں کا کاریہ کرم
(او۔ بی)
۸—۱۵ سگم سنگیت
سلمیٰ آغا و طلعت عزیز

اتوار ۲۳ رفروری

صبح
۶—۲۵ چنتن : شری نارائن پرساد اپادھیائے
۷—۳۰ اتیت کے جھروکوں سے
ہندی تقریر : انوپ گڑھ
رادھاکرشن شرما
۸—۲۱ مردمنگل : رچھپال ڈھاڑی
۹—۲۵ بال سبھا
کیسے آونسکار ہوا ہوائی جہاز کا
شریمتی سریش اروند
بال پرتیجے : سامودایک سنگیت
دوپہر
۱—۱۰ جے بھارتی
فوجی بھائیوں کے لئے فلمی گیتوں
کا کاریہ کرم
۲—۲۰ مردمنگل : رام پرساد شرما
شام
۵—۳۰ یووادانی : کام کی بات
۶—۱۵ چوپال : گیتاں رد گجرد
۹—۱۶ آپ کا پتر ملا
۹—۳۰ گوربند (راجستھانی گیتوں کا

فرمائشی کاریہ کرم)
۱۰—۰۰ من بھاون
(فلمی گیتوں کا کاریہ کرم)

پیر ۲۴ رفروری

صبح
۶—۲۵ چنتن : شری نارائن اپادھیائے
۷—۳۰ پرگتی کے چرن : راج نیتک
چھیتر میں : ہندی تقریر
ڈاکٹر درشن سنگھ
۸—۲۱ مردمنگل : کملا راٹھور
دوپہر
۱۲—۳۰ شیرشک گیت
۱—۱۰ رنگِ غزل
۱—۳۰ فرید حسین خاں : طبلہ
۱—۵۰ کھیت کھلیان : تھریسر کے
پریوگ میں ساودھانی
ہنومان سنگھ ڈھاکا
۲—۲۰ مردمنگل : کریم خاں
شام
۵—۳۰ یووادانی
روزگار سماچار، پتر وتر
۶—۱۵ ناک کان اور گلے کی سامانیہ
بیماریاں اور اپچار
ڈاکٹر او۔پی۔ گویل
سری گنگا نگر ضلع اور پرورھ
شکشا کاریہ کرم

سا گرمل ڈھلانیا
۱۰—۰۰ خان بندھو : گائن
امجد علی خاں : سرود

منگل ۲۵ رفروری

صبح
۶—۲۵ چنتن : آر۔ ایس۔ شرما
۸—۲۱ مردمنگل : کھنور مانگنیار
دوپہر
۱—۱۰ گھر آنگن : بات چیت
چرم روگ کے پرکار و نوارن
ڈاکٹر سوچترا جین
۱—۵۰ کھیت کھلیان : بھنڈی کی انت
کھیتی کیسے کریں
ایچ۔ پی۔ رائے زادہ
۲—۲۰ مردمنگل : اندو بالا ناتھ و پارٹی
شام
۵—۳۰ یووادانی : وگیان سماچار
بڑھتا پردوشن کتنا گھاتک
بھوپیش چندر لوہیہ
۶—۱۵ چوپال : بیعنٹ وارتاؤں پر
مبنی، پرستوتی بھاگیرتھ ریواڑ
۸—۱۵ سدھا سندھو : سانتا سکینہ
سگم سنگیت
۹—۱۶ ان سے ملیے : کے وی نارنگ

بدھ ۲۶ رفروری

صبح
۶—۲۵ چنتن : ایس۔ آر۔ شرما
۷—۳۰ راجستھان کی شاستریہ سنگیت
سادھنا : ہندی تقریر
پرمانند آنند
۷—۴۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر گائن
۸—۲۱ مردمنگل : گاندھی خاں و پارٹی
دوپہر
۱—۱۰ سامودایک سنگیت پاٹھ
۱—۵۰ کھیت کھلیان : موڑی کرما سے
ادھک اتپادن کیسے لیں
ام۔ ال۔ سکھیچہ
۲—۲۰ مردمنگل : ہندال خاں و ساتھی
شام
۵—۳۰ یووادانی : یووا پرتبھا شری
امید یادو سے بھینٹ
۶—۱۵ چوپال : جانکاری کی باتیں



رمیش بخشی ۔ نامور ہندی ادیب
ان کے ساتھ ڈاکٹر چندر اسین نوانی کا انٹرویو آکاشوانی احمد آباد کے ہندی پروگرام میں نشر ہوا۔

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ——— ۱۹۷٫۲ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلوہرٹز
پربھنی ——— ۲۲۹٫۰ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی خبریں: صبح ۶—۰۰، ۷—۵۹، دوپہر ۱—۰۵، شام ۶—۰۵، رات ۸—۴۵، ۱۱—۰۵
مراٹھی: صبح ۶—۵۰، ۸—۳۰، دوپہر ۱—۳۰، شام ۷—۰۰، رات ۸—۰۵
انگریزی: صبح ۸—۱۰، دوپہر ۱—۰۰، رات ۸—۰۰ (اسپورٹ)، ۹—۰۰، ۱۱—۰۰
اردو: دوپہر ۱—۵۰، رات ۹—۱۶ سنسکرت: شام ۶—۱۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵—۵۵ وندے ماترم اور شہنائی
۶—۰۵ سنسکرت پاٹھ
۶—۱۰ امرت دھارا
۶—۱۵ کسانوں کے لیے
مراٹھی میں پروگرام
۶—۳۰ سورانجلی
۶—۴۵ پروگرام کا خلاصہ
۷—۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام

شام

۵—۳۰ یووانی
نوجوانوں کیلئے مراٹھی میں پروگرام
۶—۳۰ دیہاتیوں کے لیے پروگرام (مراٹھی)
۷—۱۰ روزگار سماچار
۷—۱۵ بازار بھاؤ — گیان جیوتی
(صرف اتوار کو)
۸—۳۰ مدھوگندھ / سنسد سمیکشا

اتوار ۱۶ر فروری

صبح

۷—۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
"کھلتی کلیاں" بچوں کیلئے پروگرام
پیش کش: سجادی بیگم
۹—۰۵ بال سبھا
مراٹھی میں بچوں کے لئے پروگرام
۹—۴۰ سیوک آدرش۔ مہاتما پھلے
ہندی تقریر از ابنتا راوڑکر

شام

۵—۳۰ یووانی، نوجوانوں کے لئے
پروگرام: آدتی بھاوتی: سیریل فیچر
تحریر: سونالی مہاجن

پیر ۱۷ر فروری

صبح

۷—۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
آئینہ
تقریر از مصطفیٰ شریف
کلام شاعر: یونس حیدرآبادی

دوپہر

۱—۴۰ ہندی پاٹھ

شام

۵—۳۰ یووانی: خطوط کے جواب

منگل ۱۸ر فروری

صبح

۷—۳۰ سب رنگ: کہانی: رفعت نواز

دوپہر

۱۲—۱۵ بھگینی منڈل
بزم خواتین: مراٹھی

شام

۵—۳۰ یووانی: کتابوں کی باتیں

بدھ ۱۹ر فروری

صبح

۷—۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ
باتوں باتوں میں
تحریر: از حسینی جاوید

دوپہر

۱—۴۰ ہندی پاٹھ
۲—۰۰ تعلیمی نشریہ

جمعرات ۲۰ر فروری

صبح

۷—۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
نئے چراغ: نوجوانوں کے لئے
پروگرام: آپس کی باتیں: مباحثہ
موضوع: لسانی اور علاقائی
بھید قومی یکجہتی کے لئے مضر ہے *
شرکاء: ظفر جاوید، جوہانہ فلک
آسیہ انصاری

شام

۵—۳۰ یووانی
شیلجہ ریڈی سے ملاقات
۸—۱۵ لوک جاگر
مہاتما گاندھی جی کی تعلیمات

جمعہ ۲۱ر فروری

صبح

۷—۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
آپ اور ہم
سامعین کے خطوط
از نور الحسین

دوپہر

۱—۴۰ ہندی پاٹھ

شام

۵—۳۰ یووانی
مکند راج، تقریر از وجے انگولے

ہفتہ ۲۲ر فروری

صبح

۷—۳۰ سب رنگ: غبار خاطر
اسلوبیاتی مطالعہ: تقریر
از شاہ حسین نہری

اتوار ۲۳ر فروری

صبح

۷—۳۰ سب رنگ: بزم خواتین
بچوں کی اچھی تربیت کے لئے

۱۰—۰۰ استاد احمد جان تھرکوا اور
استاد امیر حسین خاں: طبلہ

جمعرات ۲۷ر فروری

صبح

۶—۳۵ چنتن: ایس۔ آر۔ شرما
۷—۳۰ گیان وگیان: وکاس یاترا فوکی
روپک: پیش کش: کماری للتا مطرا
۸—۲۱ مردمنگل: کالورام پرجاپتی
اور ساتھی

دوپہر

۱—۱۰ مہیلا جگت: کھیل کود اور مہیلائیں
شریمتی بھگوتی پروہت
۱—۵۰ کھیت کھلیان
کرشی وکاس میں بینکوں کی بھومیکا
اوم پرکاش بلودا
۲—۳۰ مردمنگل: سیتا سین

شام

۵—۳۰ یووانی: وے مرتے دم آزاد
رہیں: بھگوت پرساد شرما
ایک ابھنیہ: نیلہ کانت چھابڑا
۸—۱۵ اے۔ ہری ہرن، انیتا شرما
سگم سنگیت

جمعہ ۲۸ر فروری

صبح

۶—۳۵ چنتن: ایس۔ ایم۔ چودھری
۷—۳۰ ہندی تقریر: گووند سنگھ چودھا
۷—۴۰ گاندھی گاتھا
۸—۲۱ مردمنگل: سادھی خاں وساتھی

دوپہر

۱—۳۰ پنڈت جسراج: گائن
۱—۵۰ کھیت کھلیان: کرشی کاریہ
میں آنے والے نیترا اور انکا ہتو
دیویندر کمار
۲—۳۰ مردمنگل: روپ کرن ویاس

شام

۵—۳۰ یووانی: مہک
فرمائشی گیتوں کا کاریہ کرم
۶—۱۵ چوپال: بے روزگاروں کے
لئے روزگار کی یوجنائیں
از فرید خاں،
۷—۲۵ کملا جبریا، انوپ جلوٹا
سگم سنگیت
۱۰—۰۰ رمیش پرساد ورما: بانسری

خاندانی منصوبہ بندی
از ڈاکٹر اختر النساء بیگم
۹-۰۵ بال سبھا
بچوں کے لئے (مراٹھی)
۹-۴۰ دان: ہندی تقریر

شام
۷-۱۵ لوک جگار
ڈاکٹر انگلے سے ملاقات

پیر ۲۴ فروری

صبح
۷-۳۰ سب رنگ
کھیلوں کی دنیا۔ گلی ڈنڈا
تقریر از محمد ہارون پٹیل

دوپہر
۱-۴۰ ہندی پاٹھ

شام
۵-۳۰ یوواوانی
خطوط کے جواب
گفتار: از بلند وسیورکر
۸-۱۵ دھونی چتر

منگل ۲۵ فروری

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: بازگشت
وہ مجلس فضلی تمثیلی تقریر
از ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی

بدھ ۲۶ فروری

صبح
۷-۳۰ سب رنگ
سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ
باتوں باتوں میں
تحریر: حسینی جاوید

شام
۸-۱۵ انگریزی میں تقریر
از جے۔ ایس۔ سردار

جمعرات ۲۷ فروری

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: نئے چراغ
نوجوانوں کے لئے پروگرام
"ترقی کی راہ پر"
پیش کش: از عبدالمنان

شام
۸-۱۵ لوک جگار: کہانی
ابا صاحب واگھمارے

جمعہ ۲۸ فروری

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: آپ اور ہم
سامعین کے خطوط
پیش کش: نور الحسین

شام
۵-۳۰ یوواوانی

ناگپور

۵۱۲٫۸ میٹر ۵۸۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم، منگل دھول
۶-۰۵ بھکتی سنگیت
۶-۳ آج کا چنتن
۶-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۰ کرشی وانی۔ موسم کا حال
۶-۴۵ سگم سنگیت / شود میٹری
اس ماہ کا گیت (اتوار)
گاندھی سرلی (جمعہ)
۷-۳ پربھات سایئے
مراٹھی میں پروگرام (ہفتہ)
۷-۴۵ مراٹھی میں تقریر / سور بھارتی
(سنسکرت زبان اور ادب پرمبنی پروگرام)
۸-۲۱ کال چکر (مراٹھی میں مختصر تقریر)
۸-۲۵ ضلع خبرنامہ
۸-۳ موسم: روزگار سماچار
۸-۴۵ سرتی بمب۔ مراٹھی میں میل سریل (اتوار)
مراٹھی اسٹیج گیت (پیر، بدھ، جمعہ)
فلمی گیت (منگل، جمعرات اور ہفتہ)
۹-۰۰ بچوں کے لیے (اتوار)
۹-۰۰ اور ۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ
(اسکول کے دنوں میں)

دوپہر
۱۲-۳۰ خواتین کے لیے (اتوار، جمعرات)
۱-۴۰ اور ۲-۵۰ اسکول براڈ کاسٹ
(اسکول کے دنوں میں)

شام
۵-۳۰ نوجوانوں کے لیے / صنعتی ملازمین کے لیے
(بدھ، ہفتہ)
۵-۵۵ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ اور موسم
۶-۱۵ کیرتن
گرامین کلا کشیتر (صرف چوتھے اتوار کو)
دیہاتی خواتین کے لیے (پیر، جمعہ)
بچوں کے لیے (بدھ)
۶-۴۵ بازار بھاؤ /
صحت سے متعلق پروگرام (اتوار)
۷-۰۰ تعلیم بالغان / میگزین (اتوار) /
دیہاتی بچوں کے لیے (ہفتہ)
۷-۳۰ دیہاتی سامعین کے لیے پروگرام /
کسانوں کے لیے (منگل اور ہفتہ)
۸-۲۵ سماچار پتروں سے (سوائے پیر)
۹-۳۰ اردو پروگرام (بدھ)
۱۰-۳۰ اختتام

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

بدھ ۱۹ فروری

رات
۹-۳۰ انداز غزل — کلام فراق میں'
فیچر: تحریر: ڈاکٹر ارشد جمال
پیش کش: جلیل نیازی

بدھ ۲۶ فروری

رات
۹-۳۰ بزم سخن
شرکاء: ندرت دلی، جمشید اقبال
غنی اعجاز اور سید عشرت علی
ویلوزی



آکاشوانی بمبئی کے نونگان پروگرام کے لیے فروری ماس کا گیت ریکارڈ کراتے ہوئے سدھا ملہوترہ (درمیان)، میوزک کمپوزر کمل کانت اور گیت کار ایس وی شوجالا پورکر۔

ریڈیو پروگراموں کی جھلکیاں



نامور میوزک ڈائریکٹر کلیان جی (بائیں) جن کے ساتھ ایک انٹرویو گذشتہ دنوں آکاشوانی بمبئی سے نشر ہوا۔ کیرت باروت (دائیں) انٹرویو کرتے ہوئے۔



جسٹس کے بھاسکرن، آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جن کی ایک تقریر حال ہی میں آکاشوانی حیدرآباد سے نشر ہوئی۔



ارونا گوپی ناتھ (دائیں)
جنہیں جے پور میں منعقد آل انڈیا
این سی سی کیمپ کی بہترین
گلائیڈر پائیلٹ قرار دیا گیا۔ ان کے
ساتھ ایک انٹرویو گذشتہ دنوں
آکاشوانی بنگلور سے نشر کیا گیا۔



مشہور مراٹھی فلم اداکارہ
اُدشا نائیک (دائیں)
جن کے ساتھ ایک انٹرویو گذشتہ دنوں
آکاشوانی بمبئی سے نشر ہوا۔
آتم کامبلے (بائیں) انٹرویو کرتے ہوئے۔

Regd. No D-(C)39
R N No 14253/57

PRICE RUPEE 1.00

Awaz

16th. FEBRUARY 1986

Licensed (U 23) to post without prepayment at PSO New Delhi

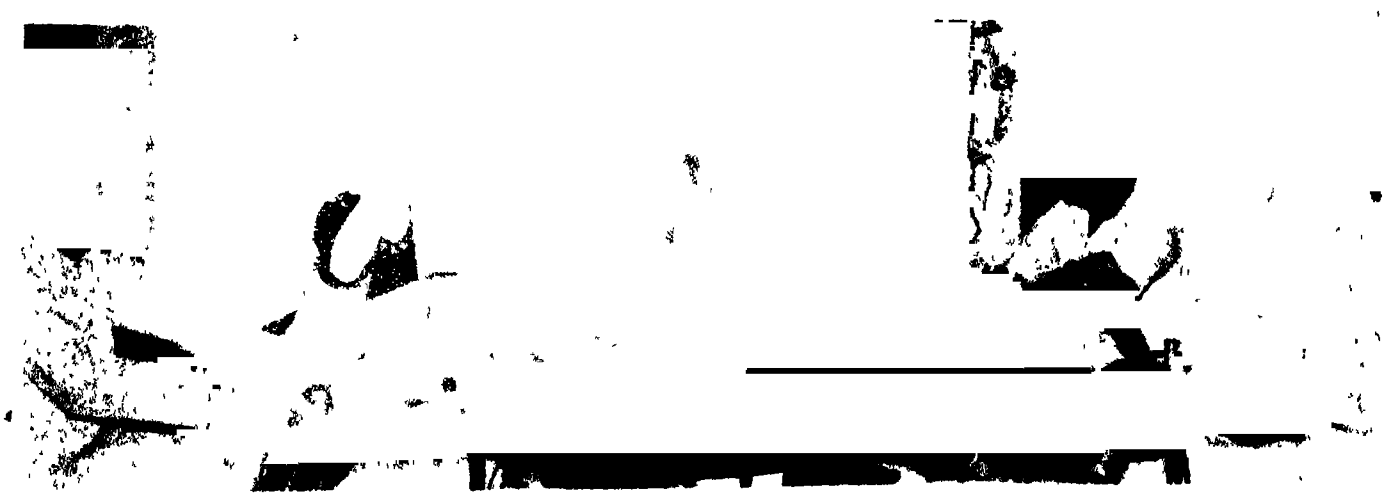


شوکمار شرما : ان کا سنطور وادن ۱۶ فروری کو آل انڈیا ریڈیو کی اردو سروس ... این جیوتی : ابھرتی ہوئی رقص فنکارہ کے ساتھ ایک انٹرویو
صبح ۵...۷ پر ساز طرب پروگرام میں اور رات ۳۰-۱۰ پر بزم موسیقی پروگرام میں سنا جا سکتا ... ستدنوں آکاشوانی بنگلور کے یووا وانی پروگرام میں نشر کیا گیا

ایمنی شنکر شاستری کا وینا وادن
مردنگم پر سنگت ایلاونکیشور راؤ
موسیقی کا یہ پروگرام حال ہی میں
آکاشوانی بمبئی سے
نشر کیا گیا



وندنا کھنڈیکر نے آکاشوانی بمبئی
کی جانب سے سامعین کے
روبرو حال ہی میں منعقدہ
موسیقی کی ایک
کنسرٹ میں
گائن پیش کیا



Published by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals, PTI Building, II floor, Sansad Marg, New Delhi-110001 Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press, Faridabad

آواز

یکم سے ۱۵ مارچ ۱۹۸۶ء
۱۰ سے ۲۴ پھاگن ۱۹۰۷ شاکا

اشاعت کا ۵۱ واں سال
قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دل چسپ افسانے و منظومات



اس بار طرحی غزلیں اردو سروس کی نئی نسل نئی روشنی سے

پرویز صدیقی

تم نے وہ ابھی حسن کا پیکر نہیں دیکھا
دریا تو بہت دیکھے سمندر نہیں دیکھا

مانا کہ قبیلہ ترا جاں باز بہت ہے
تو نے مری تلوار کا جوہر نہیں دیکھا

ہارا ہوں میں کیوں دوست مرا جان تو جاتا
اچھا ہوا سکے کو پلٹ کر نہیں دیکھا

یہ سوچ کے مہماں کی دستک نہ ہو شاید
مفلس نے یوں دروازے پہ آکر نہیں دیکھا

کچھ دن سے بہت سوچتا رہتا ہے وہ پاگل
اب ہاتھ میں اس کے کبھی پتھر نہیں دیکھا

پیپل تلے پنگھٹ وہ حسیناؤں کا جم گھٹ
میں جب سے نگر آیا وہ منظر نہیں دیکھا

میں کیسے سمجھ لوں کہ محبت ہے اسے بھی
پرویز کبھی اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا

انور حسین انور

ان دشت کے لوگوں نے سمندر نہیں دیکھا
لگتا ہے کہ اب تک تجھے پڑھ کر نہیں دیکھا

پھل جس میں ہے خوشبو ہے گھنے سائے ہیں جس میں
وہ پیڑ کبھی ہم نے تناور نہیں دیکھا

اے مجھ کو قناعت کے دیئے بخشنے والے
تو نے کسی شئے کو ابھی کھو کر نہیں دیکھا

وہ دل ہی نہیں جس میں نہ ہوں غم کے خزانے
وہ آئینہ کیا جس نے کہ پتھر نہیں دیکھا

ہر ذرے کو اک عمر سے تیری ہی طلب ہے
تو نے مری راہوں سے گزر کر نہیں دیکھا

جس شخص نے زیبائش دیں سب کے مکاں کو
تا عمر اسی نے ہی کبھی گھر نہیں دیکھا

کچھ دوستوں کو مجھ سے شکایت ہے یہ انور
ہم نے کسی لمحہ تمہیں گھر پر نہیں دیکھا

عرفان اعظمی

اشکوں نے اِن آنکھوں میں اتر کر نہیں دیکھا
معصوم مکینوں نے کبھی گھر نہیں دیکھا

آنکھیں بھی مری تشنہ ہیں اور روح بھی پیاسی
خوابوں میں بھی میں نے تو سمندر نہیں دیکھا

پھر کیسے مرا شیشۂ دل ہو گیا ٹکڑے
جب میں نے تری یاد کا پتھر نہیں دیکھا

جب مجھ سے محبت تھی تو پھر وقتِ جدائی
کیوں اس نے مری سمت پلٹ کر نہیں دیکھا

جس سے بھی ملا ہوں وہی افسردہ ملا ہے
اس شہر میں خوشیوں کا پیمبر نہیں دیکھا

کرن احساس

خوشبو سا بدن نور سا پیکر نہیں دیکھا
اک شخص میں اتنا حسیں منظر نہیں دیکھا

یہ کیسے کہوں اسکو کوئی غم ہی نہیں ہے
اس شخص کی آنکھوں کو کبھی تر نہیں دیکھا

پھولوں کی طرح ہے تمہیں ہنسنے کی تمنا
پھولوں کا مگر اس نے مقدر نہیں دیکھا

دھرتی کی طرح اس نے ہر اک ظلم سہے ہیں
شبنم کی طرح اشک بہا کر نہیں دیکھا

مجھ پر تو محبت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے
تو نے ہی کبھی مجھ کو پرکھ کر نہیں دیکھا

حالات نے اس شخص کو بھی توڑ دیا ہے
جس نے کبھی ٹوٹا ہو ساغر نہیں دیکھا

بس وہ بھی دکھاوے کی چمک کا تھا پرستار
اس نے میرے احساس کا زیور نہیں دیکھا

ناشر نقوی

چہروں کے خدوخال کا منظر نہیں دیکھا
تم نے کبھی آئینوں کے اندر نہیں دیکھا

اے دستِ طلب سر نہ انا کا کہیں جھک جائے
میں نے کبھی زرداروں کو مڑ کر نہیں دیکھا

کس طرح سے قاتل کہوں تہمت رکھوں ان پر
جن ہاتھوں میں میں نے کبھی خنجر نہیں دیکھا

لاتعلقی میں بھی تعلق کا ہے پہلو
کیوں جاتے ہوئے اس نے مڑ کر نہیں دیکھا

معصوم تبسم نے ترے توڑے ہیں پیکاں
تجھ جیسا مجاہد علی اصغر نہیں دیکھا

پانی کے ترنم میں تو مسحور ہیں سب لوگ
گرتے ہوئے جھرنے کو سمجھ کر نہیں دیکھا

ڈاکٹر گلشن بجنوری

ماضی کے ورق کو کبھی پلٹ کر نہیں دیکھا
نادان تھے ہم نے تمہیں پڑھ کر نہیں دیکھا

کہنے کو تو خوابوں کے جزیرے میں پلا ہوں
آنکھوں نے کبھی نیند کا بستر نہیں دیکھا

ہوتی ہے جہاں عظمتِ انسان کی پوجا
دولت کے پجاری نے وہ مندر نہیں دیکھا

ڈر یہ تھا کہ پتھر کے نہ ہو جائیں کہیں ہم
اس واسطے پیچھے کو پلٹ کر نہیں دیکھا

بٹتا ہے جہاں شام کو اشکوں کا تبرک
اس شہر کے لوگوں نے وہ ہی گھر نہیں دیکھا

حیرت سے مرے گھر کی طرف دیکھنے والو
کیا پہلے سلگتا ہوا منظر نہیں دیکھا

فٹ پاتھ پہ سوتے ہوئے انساں کو ہم نے
شیشے کی حویلی سے نکل کر نہیں دیکھا

یہ سچ ہے سمندر ہی نے بخشی ہے مجھے پیاس
پھر کیسے یہ کہہ دوں کہ سمندر نہیں دیکھا

یہ ٹھیک کہ ہے بدر کے شعروں میں تغزل
گلشن سا زمانے میں سخنور نہیں دیکھا

اعجاز الدین پاپولر

یہ کس نے کہا حسن کا منظر نہیں دیکھا
نیبو نہیں دیکھا کہ ٹماٹر نہیں دیکھا

شب اپنی بسر کرتا ہے جس پر نہیں دیکھا
ہم نے شکن آلودہ وہ بستر نہیں دیکھا

انسانوں کو جو حملے سے پہلے نہ صدا دے
بزدل کہیں ہم نے کوئی مچھر نہیں دیکھا

دیکھے تو ہیں کتنے ہی حسیں ہم نے جہاں میں
کوئی بھی حسیں آپ سے بہتر نہیں دیکھا

کیا اس کو خبر کیسی ہے دھڑکن میرے دل کی
ہاتھ اس نے میرے سینے پہ رکھ کر نہیں دیکھا

ہو جائے ملاقات اگر میرے صنم سے
ہرگز نہ کہے کوئی کہ پتھر نہیں دیکھا

تم کو بھی یہ دعویٰ ہے کہ نیتا ہوں وطن کا
میں نے تو کبھی جسم پہ کھدر نہیں دیکھا

کرتے ہیں پس پردہ وہ کیا، کیسے بتاؤں
افسوس کبھی جھانک کے اندر نہیں دیکھا

دل میں نہ جس شخص کے کرسی کی محبت
اس دور میں ایسا کوئی لیڈر نہیں دیکھا

آؤ میں تمہیں مچھوں کا مفہوم بتاؤں
لٹکا ہوا شاخوں میں چقندر نہیں دیکھا

ہے میری نگاہوں پہ عیاں سب کی حقیقت
رہزن نہیں دیکھا ہے کہ رہبر نہیں دیکھا

گرمی کی تپش ہے اسے سردی کی نہیں ہے
اپریل تو دیکھا ہے دسمبر نہیں دیکھا

اس ڈر سے کہ لگ جائے نہ خود اپنی نظر بھی
آئینہ کبھی اس نے سنور کر نہیں دیکھا

جو ٹھیس لگے اور نہ ہو جائے شکستہ
اے پاپولر ایسا کوئی ساغر نہیں دیکھا

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱	شمارہ ۵

یکم مارچ ۱۹۸۶ [illegible] ۱۰ پھاگن ۱۹۰۷ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلیفون ۳۸۲۲۴۹

ادارت
سراج احمد — ۳۸۲۲۵۴
ہر مہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

Telegram: 'LISTENER' New Delhi

صحافت کے فرائض

محمد عاصم واحدی

صحافت واقعہ نگاری کا نام ہے۔ واقعات جس طرح پیش آتے ہیں صحافت ان کو اپنی گرفت میں لے کر اور ان سے مطالب اخذ کر کے عوام کے سامنے رکھتی ہے۔ اس طرح صحافت کا عوام سے سیدھا رابطہ قائم ہوتا ہے۔ اس طرح عوام نہ صرف حالات سے باخبر ہوتے ہیں بلکہ ان کی ذہنی تربیت بھی ہوتی ہے اور ان کو سیدھا راستہ بھی نظر آتا ہے۔ لٹریچر یا ادب اور صحافت میں یہی فرق ہوتا ہے کہ صحافت براہ راست عوام کے لیے ہوتی ہے اور ادب زیادہ تر ادب نواز لوگوں کے لیے جن کی تعداد محدود ہوتی ہے۔

صحافت ہمیشہ کسی نہ کسی مقصد کی پابند ہوتی ہے، اسے عوام کی رہنمائی کرنی ہوتی ہے اسی لیے اس کی زبان وہ نہیں ہو سکتی جو ادب کی زبان ہوتی ہے۔ صحافت کی زبان عوام کی زبان ہوتی ہے عام فہم اور سریع الاثر۔ اگر یہی مشکل کر دی جائے تو صحافت جو پیغام دینا چاہتی ہے اس کا دائرہ محدود ہو جائے گا اور عوام میں اس کی پہونچ نہیں ہو سکے گی۔ اسی لیے صحافی اپنی زبان آسان اور ساتھ ہی ساتھ دلکش رکھتا ہے۔ وہ حالات حاضرہ پر تبصرہ کر کے مختلف مسائل کو ابھار کر اور سیاسی صورت حال کا تجزیہ کر کے اپنے قارئین کو تعلیم دینے کا فرض پورا کرتا ہے۔

صحافت عوام کے لیے صرف ذریعہ اطلاع ہی نہیں بلکہ ذریعہ تفریح بھی ہے۔ ایک طرف لوگ ادب کے فروغ، خاندانی بہبود، روزگار بخش تعلیم، سائنس، اقتصادیات، سیاست اور دوسرے شعبوں کی خبروں اور واقعات سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو دوسری طرف یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی تفنن طبع بھی ہوتی رہے اسی لیے بعض اوقات صحافت ان خبروں پر بھی توجہ کرتی ہے جو صرف تفریح کے سامان بہم پہنچاتے ہیں۔

موجودہ دور میں صحافت گویا عوام کی آنکھ ہے جس سے وہ دیکھ سکتے ہیں، عوام کا دماغ ہے جس سے وہ سوچتے ہیں۔ غرضیکہ صحافت اس دور کا ایسا شعبہ ہے جو عوام کی زندگی کے ہر شعبہ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ ان کی آرزوں اور امنگوں کی ترجمانی بھی کرتی ہے، ان کو واقعات کی جانکاری بھی دیتی ہے اور ان کی رہنمائی بھی کرتی ہے۔ اسی لیے صحافت کا مقصد ہمیشہ صحت مند اور ترقی پذیر ہونا چاہیئے۔

واقعات ہمیشہ تسلسل سے پیش آتے رہتے ہیں صحافت کو ان پر گہری نظر رکھنی چاہیئے۔ بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی ایک واقعہ سے عوام زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور صحافت ان کو پیش کرنے پر ہی اکتفا کر لیتی ہیں جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ زندگی فرد کی ہو یا قوم کی تسلسل سے چلتی ہے اگر ایک واقعہ پیش آتا ہے تو اس کی بہت سی توجیہات ہو سکتی ہیں۔ ضرورت اسباب کی ہوتی ہے کہ ان کی صحیح تصویر پیش کی جائے اور عوام کو سیاق و سباق سے باخبر رکھا جائے۔ مثال کے طور پر مسز اندرا گاندھی نے اپنے دور حکومت میں بینکوں کو قوم کی ملکیت میں لے لیا تھا یہ ایک اہم واقعہ تھا۔ صحافیوں نے اس کو خبر کے طور پر عوام کے سامنے پیش کیا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کا پس منظر، بینک کیوں قومیائے گئے اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے ان تمام باتوں کی جانکاری صحافت کے ذریعہ ملی اور عوام نے اپنے فائدہ کے پیش نظر اس اقدام کو پسند کیا۔

صحافت عوام کو گمراہ بھی کرسکتی ہے جس زمانہ میں تحریک آزادی زوروں پر تھی تب ایک ہی واقعہ کو الگ الگ نقطۂ نظر رکھنے والے الگ الگ طریقہ سے عوام کے سامنے پیش کرتے تھے جو انگریزوں کے طرفدار تھے وہ مجاہدین آزادی کی کوششوں کو اس طرح بیان کرتے تھے گویا یہ باغیانہ سرکشی کی حرکتیں تھیں لیکن اسی بات کو آزادی پسند لوگ اس طرح لکھتے تھے کہ لوگوں میں ولولہ اور آزادی کے لیے تڑپ پیدا ہوتی تھی۔ یہیں یہ فرق واضح ہو جاتا تھا کہ تمناؤں کی ترجمانی کون کرتا تھا' اور کہاں تک کرتا تھا جو صحافت کی صحیح عکاسی اور ان کی آرزوں کی ترجمانی کرسکے اسی کو بامقصد اور کامیاب کہا جائے گا۔

آج صحافت کے سامنے بہت سارے مسائل ہیں' جن پر بہت ثابت قدمی اور روشن خیالی سے قلم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ آزادی کے بعد ملک ترقی کی طرف گامزن ہے صحافت کا یہ مقصد ہونا چاہیئے کہ ملک تعمیر نو کے جن مراحل سے گزر رہا ہے ان سے عوام کو روشناس کرائے اور جس قدر ترقی ہوتی جائے ان کو پیش کرتا رہے۔ کسی ایک ناکامی یا حادثہ کو الگ لے کر اچھالنا یا واقعات کے تسلسل کو صحیح طور پر پیش نہ کرنا صحیح معیار صحافت نہیں ہے۔ ملک اور بنی نوع آدم کو جو دشواریاں لاحق ہیں صحافت کو نہایت ایمانداری سے ان پر روشنی ڈالنی چاہیئے۔ دنیا تباہی کے دہانے تک پہونچ چکی ہے۔ قیامت تو جب آئے گی تب آئے گی۔ آدمی نے خود کو اسقدر لیس کر لیا ہے کہ جب چاہے آن کی آن میں دنیا کا نام ونشان مٹا سکتا ہے صحافت اس مورچہ پر اپنا رول ادا کرسکتی ہے۔ وہ اس بھیانک صورت حال سے عوام کو باخبر کرنے کے علاوہ ایسی بیداری پیدا کرسکتی ہے کہ تباہی لانے والے ہتھیار ختم کیے جائیں۔

اندرون ملک کچھ طاقتیں افراتفری پیدا کرنے کی کوشاں ہیں۔ صحافت کا فرض ہے کہ ان طاقتوں کا پردہ چاک کرے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی کسی تحریک کو عوام کے سامنے غلط طریقے سے نہ پیش ہونے دے جس سے وہ کسی کی ہمدردی حاصل کرسکیں۔

موجودہ دور میں صحافت کے دو بڑے مقاصد ہیں اول یہ کہ قومی یک جہتی پر زیادہ سے زیادہ روشنی ڈالی جائے اور قوم کو ایک متحد اور مضبوط قوت بنایا جائے۔ سماج میں پائی جانے والی برائیوں جیسے فرقہ پرستی، صوبائی تعصب، نفرت، تشدد، سماجی بدعتوں، وطن دشمن حرکات، چھوت چھات' جہالت، تخریب کاری اور علاحدگی پسندی کے خلاف رائے عامہ بیدار کیا جائے اور دوسرے یہ کہ ترقیاتی سرگرمیوں کو عوام کے سامنے زیادہ سے زیادہ رکھا جائے۔ بدقسمتی سے صحافت ان دونوں پر بھرپور توجہ نہیں دے رہی ہے بلکہ علاحدہ واقعات زیادہ اہمیت حاصل کر جاتے ہیں۔

موجودہ اردو صحافت کی ذمہ داریاں کچھ زیادہ ہی ہیں اردو اقلیتی زبان ہے۔ کسی بھی ملک میں اقلیت ہمیشہ خوفزدہ رہتی ہے کہ اکثریت اسے دبا نہ لے۔ چنانچہ ہمارے ملک میں بھی ایسی ہی آوازیں سنائی دیتی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقلیت کو بہت سی شکایتیں ہیں' اردو اقلیت اور اکثریت کے بیچ کی کڑی ہے۔ اردو صحافت کو دونوں سمتوں کو برابر نظر رکھنی ہے۔ اقلیت کے حالات بیان کرنا اردو صحافت کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح ملک اور قوم کی جہت سے روشناس کرانا بھی اردو صحافت کی ذمہ داری ہے یہ اردو صحافت کا فرض ہے کہ اقلیتی آبادی میں کسی طرح کی بددلی یا شکایت کی چھان بین کر کے عوام کے سامنے پیش کرے۔

اس طرح اردو صحافت کا یہ بھی مقصد ہے کہ ملک وقوم کی کسی بھی ترقیاتی کارروائی کی صحیح تصویر اقلیت کے سامنے پیش کرے اور کسی غلط فہمی کو ابھرنے نہ دے۔ شکایتوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا اور جوش وخروش پیدا کرنا صحافت کا صحیح مقصد نہیں۔ بلکہ ہونا یہ چاہیئے کہ ٹھنڈے دل سے واقعات اور حالات کا جائزہ لے کر عوام کی رہنمائی کی جائے۔

صحافت کے فرائض میں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ملک کے اندر بسنے والے مختلف فرقوں اور مختلف مذاہب کے لوگوں میں اپنے پن کا احساس پیدا کیا جائے آج ہمارے ملک میں مختلف مذاہب کے ماننے والے بے اعتمادی کا شکار ہیں' یہی وجہ ہے کہ جا بجا مذہبی دنگے ہوا کرتے ہیں۔ جس سے ملک کی شہرت پر حرف تو آتا ہی ہے ملک کمزور بھی ہوتا ہے۔ صحافت کا فرض ہے کہ آپس کی بے اعتمادی کو دور کرے اور اپنے اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے عوام میں ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کی تحریک پیدا کرے۔

صحافت بعض اوقات حالات کا صحیح نقشہ پیش کرنے میں ناکام رہتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہمارا ملک آج ایک زبردست تعمیری جد وجہد میں لگا ہوا ہے لیکن اگر عوام کے سامنے صرف وہ واقعات پیش کیے جائیں جن میں کمیاں ہی کمیاں ہوں یا کچھ کمیوں کو بڑھا چڑھا کر رکھا جائے تو انحطاط طاری ہونے لگتا ہے۔ صحافت مایوسی کی فضا کو صاف کرتی ہے اور عوام میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ صحافت کو عوام کی ترجمان اور رہنما دونوں ہونا چاہیئے۔

اس دور میں صحافت کا مشن ملک کے اتحاد اور سالمیت کا تحفظ اور سماج میں محبت، میل جول، بھائی چارے سیکولرزم اور رواداری کے جذبات کو مستحکم بنانا ہونا چاہیئے۔ صحافت کے ذریعے اخلاقی اقدار کا فروغ اور اور قومی کردار کی تعمیر ضروری ہے۔ موجودہ حالات میں سنسنی خیز صحافت کے مضرات کو سمجھنا چاہیئے اور قلم کو بلیک میل کا ذریعہ بننے نہیں دینا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنا قلم کی طاقت کے ناجائز استعمال کے مترادف ہوگا۔

صحافت کے اعلیٰ مقاصد کے پیش نظر صحت مند صحافت کو فروغ دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہمیں امید ہے کہ اس دور کی صحافت اپنے فرائض کی انجام دہی میں کسی قسم کی کوتاہی سے کام نہیں لے گی۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

شخصیات شعر وادب

سلسلہ

شبلی

شبلی کا نام ذہن میں آتے ہی ان کی جو تصویر ابھرتی ہے وہ ایک تاریخ ساز شخصیت کے روپ میں۔ اس میں شک نہیں کہ شبلی جیسی جلیل القدر اور ہمہ گیر شخصیتیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ایک فرد نہ تھے' ایک جماعت تھے اور اس کے روشن ترین، قوائے علیہ کا جامع تھے۔ جس کی زندگی ہمیشہ علم سے ہی قائم رہی۔ شبلی مغربی تعلیم سے ناآشنا تھے، لیکن قوم کی فلاح و بہبود کے لیے مغربی تعلیم کی تحصیل فرض ولازم سمجھتے تھے۔ چنانچہ وہ جس طرح مشرقی علوم کی ترویج وترقی اور اس کی بقا کے لیے کوشاں تھے اسی اہتمام اور توجہ کے ساتھ مغربی علوم کی نشر واشاعت میں بھی ساعی تھے۔ دراصل شبلی مشرقی اور مغربی روایات کے درمیان ایسی ٹھوس بنیاد قائم کرنا چاہتے تھے جس پر قوم کے لیے ایک روشن اور بابرکت مستقبل کی تعمیر ہو سکے۔ جدید اردو ادب کے معماروں میں شبلی کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ انھوں نے قوم کے اندر مشرقی علوم وفنون کی تحصیل اور اس کی اہمیت کے ساتھ ساتھ مغربی علوم وفنون کی اہمیت ثابت کی اور اس کے حصول کا احساس پیدا کیا۔ غالباً تمام معاصرین میں یہ شبلی کا امتیاز ہے۔

شبلی انتہائی جینیس (نابغہ) تھے اور اپنے معاملات اور مذاق طبیعت میں اپنے زمانے سے بہت آگے تھے۔ ان کا ذوق بڑا متنوع تھا اور ان کے کارنامے بڑے گوناگوں ہیں۔ شبلی نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ انھوں نے خلفاء وسلاطین اور بزرگان اسلام کی سوانح عمریاں لکھیں اور ان کے عہد کے اجتماعی حالات وکوائف کی تاریخ قلمبند کی۔ انھوں نے علم کلام کے دقیق مسائل کی تشریح کی اور فارسی شاعری کی تاریخ اور اسکے نمائندہ شاعروں کے حالات لکھے۔ انھوں نے شعراء کے کلام پر ریویو اور ان کا باہمی موازنہ کیا۔ انھوں نے یونانی منطق کی غلطیاں نکالیں اردو میں عشقیہ خطوط لکھے۔ اردو اور فارسی میں شاعری کی تربیت کیے اور قومی، ملکی، تاریخی، سیاسی غرض ہر قسم کے مضامین اور مقالے لکھے۔ اور سب سے آخر میں رسول اکرمؐ کی حیات مقدس کو اپنا موضوع سخن بنایا۔ جہاں ایک طلق اللسان شاعر کی حیثیت

بحیثیت نثر نگار

شمیم فاروق بانسپاری

یہ پکار اٹھتا ہے:

آہستہ کہ رہ بردم تیغ است قلم را

شبلی نے ان تمام میدانوں میں اپنی غیر معمولی ذہانت، علمی بصیرت، جولانیٔ فکر اور جدت طبع کی بدولت اپنی انفرادیت قائم کی۔ اسلامیات اور اردو ادب و انشا کو غیر معمولی طور پر متاثر کیا۔ اور آئندہ کے لیے ایک ایسا ادب پیدا کر دیا جس کے سہارے اردو زبان دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں سے آنکھ ملانے کے قابل ہو گئی۔

شبلی ۳ر جون ۱۸۵۷ء کو ضلع اعظم گڑھ کے ایک مشہور و معروف گاؤں بندول جے راجپور کے ایک تعلیم یافتہ مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ خاندانی روایات کے مطابق شبلی نے آنکھ کھولتے ہی علماء کی جوتیاں سیدھی کیں۔ اور حتی المقدور مختلف اساتذۂ فن سے بھرپور استفادہ کیا اور کم عمری ہی میں وہ عربی ادب، منطق، فقہ، اصول اور حدیث کے میدانوں میں درجۂ کمال کو پہنچ گئے۔ نتیجتاً وہ مذہبی رنگ میں رنگ گئے اور غیر مقلدین سے مناظرہ اور ان کی تردید ان کا محبوب ترین مشغلہ بن گیا۔ بقول ڈاکٹر سید عبداللہ "شبلی کی ابتدا یہ تھی کہ انھیں دنیا میں وہابیوں کی تردید سے زیادہ کوئی مشغلہ دلچسپ نظر نہ آتا" چنانچہ شبلی کی تصنیفی زندگی کا آغاز "ظل الغمام فی مسئلۃ القرآن"، "خلف الامام" اور "اسکات المعتدی" جیسے مذہبی رسائل سے ہوا۔ جو احناف اور غیر مقلدین کے اختلافی مسائل سے متعلق ہیں۔

شبلی ۱۸۸۲ء میں بہ سلسلۂ ملازمت علی گڑھ گئے۔ اس وقت علی گڑھ علم و ادب کا مرکز بنا ہوا تھا اور وہاں ایک سے ایک بلند پایہ علمی و ادبی شخصیتیں موجود تھیں۔ بالخصوص سر سید اور پروفیسر آرنلڈ جیسی ممتاز شخصیتوں کی موجودگی نے وہاں ایک علمی و ادبی فضا پیدا کر دی تھی۔ علی گڑھ کی بصیرت افروز فضا اور سر سید اور پروفیسر آرنلڈ کی عالمانہ صحبت نے شبلی کو غیر معمولی طور پر متاثر کیا اور ان کے فکر و فن کو نئی جہت عطا کی۔ سر سید سے انھیں قومی تاریخ کی اہمیت کا احساس ہوا لیکن تو پروفیسر آرنلڈ نے انھیں جدید علوم و فنون سے روشناس کرایا۔ مشرقی اور مغربی علوم کے اس باہمی ربط سے شبلی کو بے حد فائدہ پہنچا۔ نتیجتاً ان کے افکار و خیالات میں ایک زبردست انقلاب آیا اور ان کی علمی صلاحیتوں اور تصنیفی سرگرمیوں کا محور بدل گیا۔ اسی زمانے میں شبلی کا ذہن تاریخ نگاری کی طرف مائل ہوا۔ اور ان کی تحریروں کا سلسلہ شروع ہوا جس نے "اردو ادب کو تاریخ اور سیرت نگاری، فلسفہ اور ادب، تنقید اور شاعری سے مالا مال کر دیا۔" اور خود انھیں بھی عالمگیر شہرت نصیب ہوئی۔

شبلی کی تصنیفی زندگی کا سفر ۱۸۸۷ء سے شروع ہو کر ۱۹۱۴ء میں ختم ہو جاتا ہے۔ اس تصنیفی سفر کو ہم تین ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا دور ۱۸۸۷ء تا ۱۸۹۸ء جو ان کے علی گڑھ میں قیام کا زمانہ ہے، ان کی تصنیف میں "مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم"، "الجزیہ"، "کتب خانہ اسکندریہ" اور "حقوق الذمیین" خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ تاریخ نگاری کے میدان میں شبلی کی پہلی کاوش "مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم" ہے۔ یہی وہ مطلع ہے جس سے علامہ شبلی کی شہرت کا آفتاب سب سے پہلی دفعہ طلوع ہوا، اور وہ علمی حلقوں میں ایک مورخ کی حیثیت سے متعارف ہوئے۔ اسلامی تاریخ کے چند پہلوؤں پر مقالات لکھنے کے بعد شبلی تاریخ پر مستقل کتابیں لکھنے کی طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے "المامون" (۱۸۸۹ء) اور "الفاروق" (۱۸۹۸ء) جیسی بلند پایہ تصانیف مرتب کیں، جو بیک وقت سوانح عمری بھی ہیں اور تاریخ بھی۔ "سیرۃ النعمان" (۱۸۹۱ء) بھی اسی دور کی یادگار ہیں۔

شبلی کی تصانیف و تالیف کا دوسرا دور ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۴ء کو محیط ہے۔ اس دور میں، جو ان کے حیدرآباد میں قیام کا زمانہ ہے۔ مقالے بھی لکھے، اور علم کلام بھی۔ علم الکلام، الغزالی، سوانح مولانا روم اور موازنۂ انیس و دبیر مرتب کی جو اپنے اپنے موضوع کے لحاظ سے اردو ادب میں شاہکار کا درجہ رکھتی ہیں۔

تیسرے اور آخری دور یعنی ۱۹۰۵ء تا ۱۹۱۴ء کے دوران شبلی نے کئی اہم مقالے لکھے، جن میں "اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر" کو زیادہ شہرت ملی۔ "شعر العجم" کی پانچ جلدیں مرتب کیں اور آخر میں اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "سیرت النبیؐ" لکھی، جو پیغمبر اسلام کی سوانح عمری ہونے کے ساتھ ساتھ دور جاہلیت اور عہد نبوی پر عرب کی تاریخ بھی ہے۔

شبلی کو ایک مورخ اور ایک نقاد کی حیثیت سے شہرت ملی۔ مگر ان کی نثر کا اصل جوہر ان کے خطوط میں کھلتا ہے۔ شبلی کی خطوط نگاری کا سلسلہ عزیزوں، احباب، شاگردوں اور زہرہ فیضی اور عطیہ فیضی کے نام لکھے گئے خطوط پر دراز ہے۔ جن کے تین مجموعے "مکاتیب شبلی" حصہ اول و حصہ دوم، اور "خطوط شبلی" کے نام سے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ گو یہ خطوط ایک ہی شخص کے لکھے ہوئے ہیں، مگر مخاطب اور تعلقات کی نوعیت کے اعتبار سے ان کے موضوع اور انداز بیان میں خاصا فرق پیدا کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان تمام خطوط پر شبلی کی شخصیت کی گہری چھاپ ہے جس نے ان کے خطوط کو گنجینۂ معنی کا ایسا طلسم بنا دیا ہے جس سے ہر شخص اپنے ذوق اور ظرف کے مطابق کسب فیض کر سکتا ہے۔ المختصر شبلی کے خطوط کی علمیت اور ادبیت اردو نثر میں ایک شاندار اضافہ اور مکتوب نگاری کی تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔

شبلی ایک باذوق انسان تھے۔ چنانچہ انتہائی سنجیدہ ہونے کے باوجود مزاح نگار واقع ہوئے تھے۔ ان کی جمالیاتی حس بھی بہت بیدار تھی۔ مزاج کی رومانیت اکثر ادیبوں کے لیے اعتدال سے تجاوز کا سبب بن جاتی ہے اور ان کی تحریریں بے اعتدالیوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ لیکن شبلی کی غیر معمولی ذہانت، علمیت اور بصیرت نے انھیں اس بے اعتدالی سے محفوظ رکھا ہے۔ اگر شبلی کی تحریروں کا خواہ وہ کسی موضوع پر ہوں، جائزہ لیا جائے تو وہ ان کی شخصیت کے انعکاس کی بہترین مثالیں فراہم کرتی ہیں۔ شبلی کے فکر کی جہتیں، ان کا طرز احساس ان کے مزاج کی شگفتگی ان کی تحریروں میں قدم قدم پر اپنا جلوہ دکھاتی ہیں، اور ان میں لطافت و نفاست اور شوخی و رنگینی کے باوجود ایک عالمانہ وقار بھی پایا جاتا ہے۔

شبلی اسلوب تحریر کی باریکیوں اور رمز آگہیوں پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنی تحریر کی بنیادی صفات اور اصل رنگ کو قائم رکھتے ہوئے موضوع و مواد اور موقع و محل کے مطابق اسلوب تحریر اختیار کرتے ہیں۔ اس لیے شبلی کی تصانیف کے موضوع اور اسلوب میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ شبلی نے اگر ایک طرف تاریخ، واقعات کے بیان میں شاعرانہ اور پرجوش انداز بیان سے کام لیا ہے، تو دوسری طرف فلسفیانہ اور مذہبی مباحث میں سادہ، سلیس اور توضیحی انداز بیان اپنایا ہے۔ ادبی اور تنقیدی تصانیف میں بوقت ضرورت سادہ، سلیس اور توضیحی طرز نگارش اور شاعرانہ اور پرجوش اسلوب تحریر دونوں ہی کی کارفرمائی ہے۔ "پڑھنے والے گویا موم کی گڑیا ہیں کہ لکھنے والے نے جب اور جدھر چاہا ان کی ناک موڑ دی اور انھیں پتہ بھی چلنے نہ پایا۔"

المختصر شبلی اردو کے سب سے پہلے نہ سہی، سب سے بڑے انشا پرداز ضرور ہیں۔ انھوں نے مغربی انداز نگارش کو اردو میں رواج دیا۔ خود اپنی تحریروں میں عظمت، علمیت، اور ادبی حسن پیدا کیا، اور آئندہ کے لیے بھی چراغ راہ ثابت ہوئے۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

نفیس غازی پوری

میری رہ گذر، میری ہم سفر، مرا شوق ہے مرا حوصلہ
مجھے خود بھی اب یہ پتہ نہیں کہاں ختم ہوگا یہ سلسلہ
بڑی دیر تک رہا رت جگا، بڑا جشن تھا، بڑی دھوم تھی
جو دیار دل میں اتر پڑا سر شام یادوں کا قافلہ
کوئی گل کھلا ہوا دیکھنا کسی دشت میں تو اے دوستو
یہ سمجھنا پھوٹ کے رو پڑا ہے مرے پاؤں کا کوئی آبلہ
مری پیاس کی نہیں انتہا تو سراب ہے ترا حسن بھی
یوں ہی ساتھ ساتھ چلیں گے ہم کبھی کم نہ ہوگا یہ فاصلہ
وہ جو آرزوؤں کا شہر تھا ہے فصیل اس کی شکستہ سی
کوئی آندھی آئی تھی اس جگہ کہ نفیس اٹھا تھا زلزلہ

(گورکھپور سے)

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات
کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی
تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

راسکولینکوف

جرم و سزا کا ایک کردار

اجمل اجملی

ہر ناول کی اپنی ایک دنیا ہوتی ہے، اپنی تمام رنگا رنگی اور حشر سامانی کے ساتھ۔ اگرچہ یہ دنیا محض خیالی اور فرضی ہوتی ہے لیکن چونکہ یہ دنیا ہماری اسی دنیا کی کوکھ سے ہی جنم لیتی ہے اس لیے اس کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک پل ہماری اپنی حقیقی اور اصلی دنیا کی پرچھائیں بن کر ابھرتا ہے جس طرح افراد ہماری حقیقی زندگی میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، اسی طرح داستانوں اور ناولوں کی دنیا کا کام بھی کرداروں کے بغیر نہیں چل پاتا۔ یہ ہماری روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات، بننے بگڑنے والے رشتے اور ان واقعات اور ان رشتوں کو وجود میں لانے والے افراد ہی ہوتے ہیں، جو ناول کی دنیا میں ایک نیا پیکر اور ایک نیا لباس لے کر ہمارے سامنے آتے ہیں اور ہماری اپنی ہی زندگی کے کسی خاص پہلو، کسی خاص نظریئے یا کسی خاص گوشے کو اس طرح درشاتے ہیں کہ ہمیں سکون بھی ملتا ہے، لطف بھی اور کسی نہ کسی حد تک اس دنیا اور اس زندگی سے ہماری واقفیت اور شناسائی میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔

لیکن عام انسانوں اور ناول کی دنیا میں سانس لینے والے کرداروں میں ایک بنیادی فرق بھی ہوتا ہے، یہ فرق وہی ہے جو بنیادی اور ذیلی تخلیق کے درمیان پایا جاتا ہے۔ جو اصلی اور ملاوٹی اشیاء میں نظر آتا ہے۔ ہماری دنیا کے انسانوں کو فطرت جنم دیتی ہے جس کے اپنے اصول او رقاعدے ہیں اور ناولوں کے کردار کو فطرت کے ہاتھوں جنم لینے والے انسان وجود میں لاتے ہیں اور اسی لیے یہ کردار شخصی وجود سے زیادہ علامتی وجود رکھتے ہیں۔ اسی لیے ناول کے کرداروں میں ہمیں عام طور پر ایسے وجود نظر آتے ہیں جن کی شخصیتیں اکہری نہیں ہوتیں کہ ان کا جنم دینے والا جب انہیں گھڑنے بیٹھتا ہے تو ان میں اپنے فنکارانہ تجربے کا خون بھی شامل کر دیتا ہے۔ اپنے مشاہدات کا رنگ بھی بھر دیتا ہے اور اپنے خیالات کی دودھیا روشنی میں شامل کر دیتا ہے۔ گویا کردار کا خمیر فنکار کے تجربے، مشاہدے اور خیال سے مل کر تیار ہوتا ہے اسی لیے ہماری دنیا میں رہنے بسنے والے مختلف افراد بسا اوقات

ناول کی دنیا میں کسی ایک کردار کا روپ لے کر ابھرتے ہیں۔ وہ مختلف خصوصیات، متضاد رجحانات اور کبھی کبھی متناقض میلانات کا مجموعہ بن جاتے ہیں۔ آج کی صحبت میں ہم ایک ایسے ہی کردار پر گفتگو کرنے جا رہے ہیں۔ یہ ہے شہرۂ آفاق ناول نگار دوستووسکی کے اتنے ہی مشہور ناول جرم و سزا کا بنیادی کردار راسکولینکوف۔

دوستووسکی اور راسکولینکوف کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ بات کس ملک اور کس دیس کی ہے۔ ہمارے شمال میں ہماری سرحدوں سے ذرا سا ہٹ کر ایک لق و دق ملک واقع ہے جسے آج سوویت یونین کہتے ہیں اور جس کا پرانا نام روس ہے۔ روس ایک زرعی ملک تھا، جاگیردارانہ نظام کا حامل جس میں امیر و غریب، چھوٹے اور بڑے، اہم اور معمولی کی تقسیم انسانوں کے درمیان بہت شدید تھی۔ روس کے جغرافیائی محل وقوع سے جو لوگ واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ دو براعظموں پر محیط ہے، یعنی ایشیا بعید سے لے کر وسط یوروپ تک پھیلا ہوا ہے یہ محض جغرافیائی حقیقت نہیں بلکہ اس کی وجہ سے اس کی تہذیب اور ثقافت، تمدن اور کلچر پر بھی گہرا اثر پڑا ہے۔ روس مغرب میں رہتے ہوئے بھی مغرب کا اس طرح حصہ نہیں بن پایا جیسے دوسرے



اجمل اجملی

مغربی ممالک۔ اسی طرح اسے خالصتاً ایشیا یا مشرق کا حصہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ یہاں کی زندگی ایشیا اور یوروپ، مغرب اور مشرق کا ایک ملا جلا روپ ہے۔ دوستووسکی اسی ملک میں پیدا ہوا، غریب اور بدحال خاندان میں جس کا شمار اشرافیہ میں نہ تھا اور اس نے جس سماج میں زندگی گزاری وہ بھی عجیب سا سماج تھا بقول ظ انصاری:

"جس ماحول میں دوستووسکی نے آنکھ کھولی وہ بندھے ٹکے ضابطوں کا، سنگین اور بدرنگ دیواروں کا، دکھ درد کے منظر کا، خانگی ناگواریوں اور سختیوں کا پابند یا عادی تھا۔ وقتاً فوقتاً تناؤ کی انتہائی کیفیت اس کی طبیعت میں سرایت کر گئی۔ خیر و شر، نفع و نقصان، آبادی و بربادی، خوف یا اضطراب اور اطمینان و آسائش کی انتہائی کیفیتوں میں اس کا دل و دماغ جاگ اٹھتا ہے۔"

اور اسی عالم میں اسے ایک پبلشر سے جس سے وہ ادھار لے کر کھا چکا تھا، یہ فرمائش موصول ہوتی ہے کہ ایک مجرم طالب علم کی زندگی پر وہ ایک ناول لکھ دے۔ اسے پیسے کی ضرورت ہے۔ گلے گلے قرض میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس درجہ کہ اسے قرض ملنے کی کوئی امید نہیں۔ قرض دینے والے اسے ہر طرح تنگ کر رہے ہیں، اس کی زندگی تلخ ہو چکی ہے۔ بھوک اور بدحالی نے پوری طرح اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اور پھر وہ ایک دن پبلشر کی فرمائش پوری کرنے کے لیے قلم اٹھاتا ہے۔ کس عالم میں جب اگست کے اوائل میں دوستووسکی کی محبوبہ سسلووا اس سے ملنے آتی ہے۔ وہ گھر سے دور ہے اور بالکل کنگال۔ بات چیت اور لڑائی کے بعد سسلووا اس کے "عشق بے زر" کو ٹھکرا کر چلی جاتی ہے اور اس عالم میں مایوسی کی شدت میں وہ جرم اور سزا لکھنے بیٹھ جاتا ہے۔ اس وقت اس کی مالی اور ذہنی کیفیت کیا ہے اس کا اظہار اس خط میں ہوتا ہے جو اس نے سسلووا کو دوسرے دن لکھا تھا:

"صبح کو مجھے بتایا گیا کہ نہ مجھے کھانا مل سکے گا نہ چائے، نہ کافی۔۔۔ اور اگرچہ آج تین دن سے کھائے پیئے بغیر صرف صبح اور شام کی چائے پر گزر کر رہا ہوں، نہ جانے کیوں مجھے بھوک نہیں محسوس ہو رہی ہے۔ البتہ تکلیف ہے تو صرف یہ اور غم ہے تو صرف اس کا کہ یہ لوگ مجھے شام کو موم بتی بھی نہیں دیتے کہ میں لکھنا جاری رکھ سکوں۔۔۔"

اور پھر اس ناول کی نوعیت کا اندازہ اس خط سے ہوتا ہے جو اس نے اپنے بھائی کو لکھا۔ ۹ر اکتوبر ۱۸۵۹ء کو یوں لکھا تھا:

"تمہیں یاد ہوگا، میں نے تم سے ذکر کیا تھا کہ میں ایک ناول اقبال جرم پر لکھنا چاہتا ہوں، اپنی زندگی پر۔ اب میں نے طے کر لیا ہے کہ یہ ناول شروع کر دوں گا۔ یہ ناول مرغوب کن بھی ہوگا اور مؤثر بھی۔ میں اپنے دل کا سارا خون اس میں بھر دوں گا۔ میں نے بہت پہلے جیل کی زندگی کے دوران ...

کے بستر پر پڑے پڑے اس کا خاکہ بنایا تھا
اس وقت جب زندگی بہت تلخ تھی۔ غم و الم
زندگی میں بھر گیا تھا جب ایسا لگتا تھا کہ دل و
دماغ کی دھجیاں اُڑ جائیں گی۔ ۔ ۔ یہ اقبالِ جرم
ادیب کی حیثیت سے مجھے لازوال بنا دے گا۔"

دوستووسکی کے بارے میں یہ تفصیلات جاننی اسلئے ضروری تھیں کہ اسے جانے بغیر راسکولینکوف کو سمجھا نہیں جاسکتا کہ بڑی حد تک راسکولینکوف دوستووسکی ہی کا ایک روپ ہے۔ دوستووسکی نے اسے اپنی زندگی سے ابھارا ہے۔ وہ ساری محرومیاں، تلخیاں، ذلتیں، مصیبتیں، اذیتیں جو مصنف زندگی بھر جھیلتا رہا راسکولینکوف کی زندگی کا بھی حصہ ہیں۔ وہ بھی دوستووسکی کی طرح قرض پر زندگی گزار رہا ہے۔ خاندان اور گھر سے اس کا رشتہ بھی ٹوٹ چکا ہے۔ محبوباؤں کے معاملے میں بھی وہ خوش قسمت نہیں، روندا کچلا ہوا انسان روندے کچلے ہوئے سماج کا نمائندہ، مگر اسے بات کا احساس کہ وہ اس پستہ حالی میں بھی ایک قیمتی شے ہے، اس کے دل و دماغ دوسروں سے مختلف ہیں۔ خودی ہزار کچلی جائے، ختم نہیں ہوتی، ایک جھلاہٹ اور بغاوت کا جذبہ پیدا کرتی ہے، ایسا ہے، مگر ایسا کیوں ہے؟ کیوں ایسا ہے کہ جن کے پاس عقل ہے، صلاحیت ہے، علم ہے، وہ تو بھوکے مرتے ہیں، قرض پر زندگی گزارتے ہیں۔ ایک ایک پیسے کے لیے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ مگر بے وقوف، احمق لوگ جن کے ذہن کھوکھلے ہیں، جن کی سماج اور معاشرے کو قطعی ضرورت نہیں، پیسوں میں کھیلتے ہیں۔ آخر ایسے لوگوں کو زندہ رہنے کا کیا حق ہے۔ اور پھر یہ طرزِ فکر احساس کی اس شدت تک جا پہنچتا ہے جہاں ذہین، ہونہار، قلمکار، دانشور طالب علم راسکولینکوف اس بوڑھی خاتون کا رشتۂ حیات منقطع کر دیتا ہے جس سے وہ برابر پیسے ادھار لیتا تھا۔

مگر راسکولینکوف مطمئن نہیں ہو پاتا۔ نراجیت دوستووسکی کے نزدیک مسائل کا حل نہیں اسی لیے قتل کے بعد جس خوشی اور جس راحت کا احساس ہونا چاہیئے تھا وہ اس کے کردار کو نہیں حاصل ہوتی اب ایک اور چیز اسے بے چین کر رہی ہے، اس کا ضمیر۔ یہ احساس کہ اس نے جو کچھ کیا ہے وہ صحیح نہیں۔ کہیں کچھ رہ گیا ہے، کہیں کچھ چوک ہو گئی ہے۔ اور ایسے میں جب ایک آوارہ گرد اور معمولی انسان حالات کی ستم ظریفی کے ہاتھوں اس قتل کا مجرم قرار پاتا ہے تو اسے تھوڑی سی راحت ملتی ہے یہ سوچ کر کہ چلو ایک اور فالتو انسان اس دنیا سے کم ہوا۔ وہ سمجھتا ہے کہ قدرت نے ایک قیمتی زندگی بچانے کے لیے جو بہ زعمِ خود اس کی اپنی زندگی

ہے ایک فالتو شے کو قربان کر دیا ہے۔ مگر یہاں اس کی محبوبہ آڑے آتی ہے اب ضمیر کی آواز کے ساتھ محبوبہ کی آواز بھی مل جاتی ہے۔

راسکولینکوف کی زندگی میں اس بوڑھی عورت کے قتل کے بعد سے پولیس کے سامنے جاکر اقبالِ جرم تک کی مدت بڑی حشرسامانیوں کی مدت ہے۔ وہ ساری دنیا سے کٹ کر اپنے کمرے میں بند ہو گیا ہے۔ رات دن تنہا پڑا ساری دنیا کی باتیں سوچتا ہے، کبھی خوش ہوتا ہے، اطمینان محسوس کرتا ہے کبھی گناہ کا احساس سر اٹھاتا ہے اور اس کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ کبھی محبوبہ ہوا کے خوشگوار جھونکوں کی طرح اس کمرے میں داخل ہوتی ہے۔ مگر دنیا کی سب سے ناگوار شے بن جاتی ہے کہ اسے یہ سمجھاتی ہے کہ ساری پریشانیوں کا حل صرف یہ ہے کہ پولیس کے سامنے جاکر اعتراف کر لے، اپنے جرم کا — وہ اس اعتراف پر اس لیے تیار نہیں کہ وہ اسے جرم نہیں سمجھتا۔ وہ اچھے لوگوں، سماج کے لیے مفید لوگوں کی زندگی کے لیے بیکار، بڑے فالتو، غیر ضروری اور سماج میں تغیرات کی راہ میں حائل لوگوں کو بلی کا بکرا سمجھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس نے بوڑھی کنجوس، خون چوسنے والی عورت کو راستے ہٹا کر قدرت کا منشا پورا کیا ہے۔

پھر تھک ہار کر اذیت سے نجات حاصل کرنے کے لیے ایک دن وہ خود کو پولیس کے حوالے کر دیتا ہے، اپنے جرم کا اقبال کرتا ہے کیونکہ اسے یقین ہے کہ جرم کی جو سزا اسے سماج، گھسے پٹے، زنگ خوردہ سماج کی طرف سے ملے گی، وہ اس سزا سے کہیں زیادہ بہتر ہوگی جو اسے اس کا ضمیر دے رہا ہے۔

راسکولینکوف اس طرح دُہری شخصیت کا حامل ہے ایک وہ جو قتل اس لیے کرتا ہے کہ اسے وہ قدرت کا منشا سمجھتا ہے اور دوسرا وہ جو اپنے ضمیر کی آواز پر دن رات بے چین رہتا ہے۔ راسکولینکوف کے قالب میں بیک وقت دو انسان سانس لے رہے ہیں، اور دونوں ایک دوسرے کی ضد ہی نہیں بلکہ یہ دونوں شخصیتیں مسلسل متصادم رہتی ہیں۔

دوستووسکی کا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے ان دونوں متصادم شخصیتوں کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو، ساری الجھنوں، پریشانیوں اور اذیتوں کو پورے خلوص اور پوری فنکاری کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر ابھار دیا ہے۔

سماج کو اور روسی سماج کو اس سوال کا جواب آگے چل کر ملا جب اجتماعی انقلاب کے ذریعے سماج میں تبدیلی لانے کا راستہ سامنے آیا اور اسے حقیقی روپ دیا گیا۔

ہماری دنیا میں دوستووسکی اور راسکولینکوف کی یہی معنویت ہے۔

(اُردو ہروس سے نشر)

اندر سروپ دت نادان

(نظم)

پنج تاروں سے دم دار ستارے تک

سالِ نو کو
خیر مقدم کہہ رہے تھے
پنج تارے
یعنی یہی ہیں بستیوں کی چھاتیوں پر مونگ دلتے عرش پارے
اور سگریٹ کا دھواں اوڑھے ہوئے ننگے بدن کو
منزلِ ہستی سمجھ کر
قلقلِ مینا کے ایما پر تھے رقصاں، جیسے بندر
پنج تاروں کے سکندر
اور سالِ نو کا دامن تھام کر یہ کہہ رہے تھے
اے مسرت کے پیمبر
مہرباں ہو کر بٹھالے ہم کو اپنے دل کے اندر
ختم کر دے اپنی فیاضی ہمیں پر
بس ہمیں حقدار ہیں تیرے کرم کے اس زمیں پر
گڑگڑاتا دیکھ کر ان غاصبوں کو
سالِ نو پہلو بدل کر مسکرایا
اور پُر اسرار مٹھی کو گھما کر
جانے اس نے کونسا جادو خلاؤں میں اچھالا
چھا گیا ہر سو اندھیرا
پھر ہوا ظاہر فلک پر وہ ستارا
جس کی دم پر موت کا کالا نشاں لہرا رہا تھا
مچ گئی بھگدڑ سی سالِ نو کے استقبالیوں میں
اور لہرائے ہوا کے دوش پر یہ لفظ گھبراہٹ پہن کر
ہم اکیلے ہی نہیں حقدار تیری بخششوں کے
ان کی حصہ دار ہیں وہ بستیاں بھی
ان کو نیچی بستیاں کہتی ہے دنیا!

(اُردو مجلس دہلی سے نشر)

لمحوں کی سرگم

محمود ہاشمی

یہ جو لمحوں کی سرگم ہے۔ جسے ہم کلینڈر کی تاریخ سے ماپتے ہیں اور جب ایک برس پورا ہو جاتا ہے تو اپنے گھر کو نئے برس کے نئے کلینڈر سے آراستہ کر لیتے ہیں — کبھی ہم نے سوچا کہ یہ سرگم — جو ہماری سانسوں سے جڑی ہے — اور جس میں موئے ہوئے ہیں، سینکڑوں رنگ اور موسم، اور فصلیں اور مہکتے ہوئے پھول اور یادوں کے گلدستے — آخر کیا ہے یہ سرگم۔ یہ زنجیر۔ کیا یہ آزادی کا گہنا ہے، یا مسلسل حرکت، سفر، ارتقا اور سوالوں کا گرداب؟ اس دھرتی پر وہ کون ہے جو اس سرگم سے ناآشنا ہے۔ جس نے ابدیت کا لباس پہن لیا ہے —؟ لیکن ابدیت کا احساس بھی ایک دائمی غلامی اور قید کا تصور ہے — شاید اسی لیے انسان، ابدیت کے چکرویوہ سے نکل کر یہ لباس مقدس دیوتاؤں کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔

پھر بھی یہ زنجیر، انسان اور اس کے ماحول اور اسکی آبادیوں، اور اس کے صبح و شام اور اس کے موسموں کے گرد لپٹی ہوئی ہے۔ اس زنجیر کے نام بدلتے ہیں، اور نیا دن طلوع ہوتا ہے، اس زنجیر کا ایک بڑا حلقہ چھوٹے چھوٹے حلقوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے — اور تب ایک برس بیت جاتا ہے — ایک نیا حلقہ ایک نئے برس کے نام سے اس زنجیر کے تواتر کو قائم رکھتا ہے — اور اس طرح زندگی کا تمام تحرک زندگی کا تمام خروش — زندگی کی تمام سفر، ایک زمانہ بن کر وقت کے پیکر میں، اپنا سفر جاری رکھتا ہے —

سفر، جو وقت ہے —
سفر، جو زمانہ ہے —
اور زمانہ جسے ہم نکارتے رہتے ہیں —
لیکن وقت اور زمانہ — نکارنے کے مستحق نہیں ہیں، یہ تو پیہم رواں اور جاوداں رہنے والے تحرک، رفتار، اور تبدیلیوں کا سلسلہ ہے — میراجی کی ایک نظم ہے "یگانگت" جس میں انھوں نے وقت اور زمانے اور تبدیلی کے تحرک کو، برائی اور بھلائی کی قیود سے ماورا بتایا ہے۔ میراجی کہتے ہیں :

زمانے میں کوئی بُرائی نہیں ہے
فقط اک تسلسل کا جھولا رواں ہے
یہ میں کہہ رہا ہوں
میں کوئی برائی نہیں ہوں، زمانہ نہیں ہوں، تسلسل کا جھولا نہیں ہوں
مجھے کیا خبر کیا برائی میں ہے، کیا زمانے میں ہے، اور پھر میں تو یہ بھی کہوں گا
کہ جو شے اکیلی رہے، اس کی منزل فنا ہی فنا ہے
برائی، بھلائی، زمانہ، تسلسل — یہ باتیں بقا کے گھرانے سے آئی ہوئی ہیں
مجھے تو کسی بھی گھرانے سے کوئی تعلق نہیں ہے —
میں ہوں ایک — اور میں اکیلا ہوں، اک اجنبی ہوں

میراجی کی اس نظم کا آخری بند بھی سُن لیجیے :—

یہ میں کہہ رہا ہوں
یہ بستی، یہ جنگل، یہ رستے، یہ دریا، یہ پربت، عمارت، مجاور، مسافر
ہوائیں، نباتات اور آسمان پر ادھر سے ادھر آتے جاتے ہوئے چند بادل
یہ سب کچھ، یہ ہر شے، مرے ہی گھرانے سے آئی ہوئی ہیں

بہار کا تصور، صرف خوشبودار رنگ برنگے پھولوں اور ہر طرف پھیلی ہوئی ہریالی سے نہیں ہے۔ بہار ایک تبدیلی ہے۔ جو خزاں زدہ انتظار کو ختم کر دیتی ہے۔ انتظار، انسانی فطرت میں سمویا ہوا سب سے طاقتور وسیلہ ہے۔ جو تبدیلیوں کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔ اور تبدیلی کا تصور صرف انقلاب نہیں ہے۔ وقت بھی تبدیل ہوتا ہے۔ کلینڈر کے صفحات بھی ہوتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ طلوع ہوتے ہیں نئے موسم — نئی کیفیات — نئے خواب — نئی تعبیریں، نئی لذتیں، اور ان سب کے بعد پھر تبدیلی کی خواہش — پھر بہار کا انتظار اور پھر خزاں زدہ یکسانیت سے نکلنے اور حوصلوں کے نئے میدانوں سے دوچار ہو جانے کا عزم — اس تمام کیفیت میں ہم وقت اور لمحہ کی زنجیر سے جڑے رہتے ہیں اور یہی زنجیر ہمیں آزادی اور غلامی کے احساس سے آشنا کرتی ہے۔ یہی زنجیر ہمیں انقلاب اور بغاوت اور تبدیلی کے لیے اکساتی ہے۔

اب یہی دیکھئے کہ نیا سال آتا ہے اور وقت کی تبدیلی یا ایک نئے عہد کے آغاز پر کس مسرت سے دوچار ہوتا ہے انسان — !

لیکن یکم جنوری سے ۳۱ر دسمبر تک کے کیلنڈر، اپنی تمامتر تمازت، تمامتر تحرک اور تبدیلیوں کے بعد ہمیں پھر ایک نئے برس کی آمد کا مژدہ سنا کر گزرے ہوئے وقت کی یکسانیت اور مسلسل تبدیلی کی خواہش کا احساس دلاتا ہے۔ امیر قزلباش نے اپنے ایک شعر میں یہی تو کہا ہے :

یکم جنوری ہے — نیا سال ہے
دسمبر میں پوچھوں گا کیا حال ہے

انتظار اور احوال کا یہ سلسلہ لمحوں کی زنجیر کا مزاج بھی ہے۔ اور معیار بھی — یہ زنجیر اپنے ہر ایک حلقے کا اعتراف چاہتی ہے "لمحہ موجود" جو سب سے نمایاں حلقہ ہے — اور جس کے لیے سلیم اختر نے کہا ہے :

وہ ایک لمحہ، جو "اب" نہیں ہے گزر چکا ہے
وہ ایک لمحہ جو "اب" نہیں ہے
ہے آنے والا
گزر چکا ہے، جو ایک لمحہ، وہ میں نہیں ہوں
ہے آنے والا جو ایک لمحہ، وہ تو نہیں ہے
کہ ایک لمحہ ہیں دونوں ہم تم
وہ ایک لمحہ جو صرف "اب" ہے
یہی ازل ہے، یہی ابد ہے

لمحہ موجود نیا بھی ہے، پرانا بھی، یہ شعلہ بھی ہے اور شبنم بھی، اس لمحہ موجود کی آبادی کے لیے ہم وقت کی پیشانی پر دنوں اور مہینوں کے نام لکھتے ہیں، اور ان سے اپنا رشتہ جوڑتے ہیں : لیکن لمحہ موجود بھی وقت کی ناتمام زنجیر کا ایک حصہ ہی تو ہے۔ مقدس صحیفہ میں لمحہ موجود کی آرزو، ایک مناجات بن کر سامنے آتی ہے :

اے یم
ہمیں سنہری باگوں والے لمحوں کا رتھ عطا کر
ہمیں رات کے اندھیرے غاروں سے نکال کر
روشنی اور زندگی کے بیکراں میدانوں میں پہنچا

اے یم
وقت کو نیا اور سنہرا روپ عطا کر

لمحہ موجود ہو، یا لمحوں کی زنجیر کا طویل سلسلہ — اس کائنات کی ہر شے، وقت کی ابدی اور لازوال قوتوں کی اسیر ہے۔ ہر نیا دن اپنی انتہا پر رات کی دہلیز تک پہنچتا ہے، اور نیا سال اپنے نقطہ عروج پر پہنچ کر موسموں کے ایک طویل سلسلے کو پرانے موسموں کے آغوش میں پہنچا دیتا ہے — وقت، ایک دلیل ہے — جسے عتیق حنفی نے اس نظم میں بہت سے تعبیر کیا: "دلیل کی ہیئت" میں عتیق حنفی کہتے ہیں :

دن بھر کا تھکا ہوا تھا سورج
پاؤں کے جنبے ہوئے گگن پر
مخمل کے دبیز سرخ گدّے
بس گر کے انہی میں دھنس گیا ہے
نیلی پیلی سنہری پریاں
پچھم کے افق پہ کھینچتی ہیں
کالے اودے دبیز پردے
گدوں پہ غلاف ڈھانپتی ہیں
سائے کہ امڈ رہے ہیں ہر سو
سورج کو مرا ہوا سمجھ کر
جامے میں نہیں سما رہے ہیں
کہتے ہیں خوشی مناؤ یا رو
سورج کا ہوا تمام حصّہ
اب اپنا زمانہ آگیا ہے
مبہوت کھڑا ہے سایہ سایہ
چپکے سے فلک پہ چاند آیا
سورج کی دلیل بن کے نکلا
سورج کا وکیل بن کے نکلا
چہرے پہ چمک رہا تھا سورج
ماتھے پہ دمک رہا تھا سورج
یہ دیکھ کے سائے سٹ پٹائے
چھجوں کے، چھتوں کے نیچے آئے
غاروں میں لپک کے سر چھپایا
پیڑوں کے تنوں سے جا کے چمٹے
دامن میں پہاڑیوں کے سمٹے

لمحوں کی سرگم اسی طرح آفتاب اور ماہتاب کے درمیان ہمارے شب و روز کو روشن اور تاریک بنائے رکھتی ہے، اس سرگم کا ایک سُر نیا سال بھی ہے، جس کی تابانی اور جس کی تاریکی میں انسانی زندگی، وقت اور ابدیت کے خوابوں اور تعبیروں سے وابستہ رہے گی، اور زندگی کا کارواں اس سرگم کے سہارے آگے بڑھتا رہے گا — یہاں تک کہ ایک صدی اور گزر جائے گی، اور ایک نئی صدی کا آغاز ہوگا۔

(اردو سروس سے)

راجندر بہادر موج

کیا لطف کہ بہکوں شراب پی کر ساقی
کچھ کم نہیں چشم کیف پرور ساقی
تو پانی بھی دے سُرور ہوگا اس میں
تو دیکھ تو چھا جائے نشہ مجھ پر ساقی

گو دور سے تکتے ہیں کبھی پاس نہیں
دوری کا بھی جن کو کوئی احساس نہیں
او دشمن محبت کا ہیں چاند اور چکور
ملتی ہے ملن کی بھی جنھیں آس نہیں

(اردو سروس سے)

اردو شاعری میں موسم بہار

ایم۔شہباز

انسان فطرت سے متاثر ہوتا رہا ہے اور فطرت اپنی آغاز سے انسانی ذہن و دل کو متاثر کرتی رہی ہے۔ جس کے اثرات نے انسان کو ارتقائے منازل سے ہمکنار کیا ہے۔ جب اس نے پہلی بار فطرت کی آغوش میں اپنی آنکھیں کھولیں تو فطرت کی کرشمہ سازیاں دیکھ کر آنکھیں جھپکانا بھول گیا۔ فلک بوس پہاڑوں کے سلسلے، بحر بیکراں کی غضبناک موجیں، خورشید کی تابانی اور اس کا نکلنا چھپنا، حد نظر تک بیشمار ستاروں کے بیچ چاند کی آنکھ مچولی، نیلے آسمان میں رقصاں، بادلوں کے جھنڈ نے اسے حیرت و استعجاب کے سمندر میں غوطہ لگانے پر مجبور کیا تو، اسی بادل کی گرج، دلوں کو دہلا دینے والی بجلی کی کڑک، قیامت خیز آندھی کا شور، سمندر کا طوفان اور دریا کے سیلاب نے فطرت کا غضب ناک چہرہ دکھا کر انسانی دلوں کو خوف و دہشت سے بھر دیا۔ اور اسے غاروں میں چھپنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن اس طوفان کے بعد جب چڑیوں کی مسرت بھری چہکار پہ اس نے اپنی سہمی سہمی نگاہوں سے فطرت کے خد و خال کا دوبارہ جائزہ لیا تو اس کے حسن نے اسے مسحور کر دیا۔ ہواؤں کی سرسراہٹ میں پائل کی جھنکار سنائی دی تو رقصاں مست آوارہ بادل، معشوق کی بکھری زلفیں اور اس کے بیچ سے آنکھ مچولی کھیلتا چاند، محبوبہ کا حسین چہرہ لگا۔ جس کے حسن کی تابانی نے اس کا دل چھین لیا۔ تو جوہی، چمبیلی، گل و نسرین کے آنچل اور اس کی پرکیف خوشبو نے اس کو مست کر دیا۔ نیلے آسمان میں اس نے ایک کشش محسوس کی اور شفق کی مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں پہ تبسم کے ستارے بکھیر دیئے۔

اس طرح جب دل مسرت کی فراوانی سے لبریز ہوا جذبات مچلے، تو ذہن نے اس کے لیے دلکش نغمے تراشے جو نغموں کے پیکر میں ڈھل کر پھڑکتے ہونٹوں سے پھوٹ پڑا اور فضا کو مترنم کر گیا۔ جسے صفحۂ قرطاس پہ محفوظ کیا گیا تو "ادب" وجود میں آیا۔ ادب اور فطرت میں اس طرح ایک گہرا اور باہمی تعلق قائم ہوا۔ جو آج ایک طویل سفر طے کرنے کے بعد نکھر اور سنور کر نئی آب و تاب کے ساتھ جلوہ فشانی کر رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر زبان کے ادب میں فطرت کی عکاسی واضح طور پر پائی جاتی ہے۔ قدیم مذاہب میں تو فطرت کی باضابطہ طور پر پرستش ہوتی رہی ہے۔ فطرت کے پل پل رنگ بدلتے مزاج نے شاعروں کے حساس دل کو خاص طور سے متاثر کیا ہے جس کی وجہ سے ہر زبان کی شاعری قدرتی مناظر اور خاص طور پر موسموں کے ذکر سے بھری ہوئی ہے۔ وہ چاہے قدیم عربی شاعری ہو، یا کلاسیکی فارسی۔ فارسی شاعری میں رومی، حافظ اور خیام کی رباعیاں ہوں یا اس سے بھی قدیم یونانی شاعر ہومر کی شاعری۔ اور دور جدید کے انگریزی شعرا میں آرنلڈ اور کیٹس کی شاعری ہو۔

اردو شاعری میں ہم اس کی روایت اس کے آغاز کے ساتھ ہی پاتے ہیں۔ اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر قلی قطب شاہ جس کے یہاں مناظر قدرت اور موسموں کا ذکر کثرت سے ملتا ہے یہ سلسلہ نظیر سے ہوتا ہوا جدید اردو شاعری تک برقرار ہے۔ ترانۂ اقبال کا یہ لافانی شعر ؂

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

لگتا ہے اقبال نے ہندوستان کے مناظر قدرت اور پل پل بدلتے موسموں سے ہی متاثر ہو کر یہ شعر کہا ہو۔ اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ قدرت کے دامن میں جتنی نیرنگیاں تھیں اس نے سب کچھ ہمارے ہندوستان پر نچھاور کر دیا۔ رنگ بدلتا موسم جب شدت اختیار کر لیتا ہے تو اس کا مداوا بھی فوراً کر دیتا ہے۔ اس طرح موسم کی خوشگوار تبدیلی میں کھو کر انسان اپنی تمام تکالیف بھول جاتا ہے۔

جب ہمیں جون کی آگ اگلتی گرمی جھلسا ڈالتی ہے تو اس کے فوراً بعد ہی امنڈتے گھمڑتے بادل مسرت کا پیغام لاتے ہیں جب دسمبر کا جاڑا اپنی برفیلی ہواؤں سے رگوں میں بہتا خون جما چکتا ہے تو اس سے نجات دلانے کے لیے موسموں کا شہنشاہ موسم بہار تشریف لاتا ہے۔ جس کی آمد کوئلوں کو کوکنے پر، مور کو ناچنے پر،

بھنوروں کو حسین پھولوں کے گرد منڈلاتے پر، اور چڑیوں کو چہچہانے پر بے خود کرتی ہے۔ پھر ایسے منظر کو دیکھ کر کیوں نہ انسانی دل و دماغ مسرت کی فراوانی سے بے کیف ہو کر جھوم اٹھے تو ایسے میں پاؤں متحرک اٹھتے ہیں، انگلیاں مضراب کے تاروں کو چھیڑنے لگتی ہیں اور ہونٹوں سے نغمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ مترنم فضا میں مدہوش کر دینے کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے ان شوخ ہواؤں میں شراب کی تاثیر گھل گئی ہو۔ آیئے دیکھیں بہار کے اثرات غالب پر جن کے جذبات و احساسات اس شعر میں کچھ یوں ڈھل پڑے ہیں ؎

پھر اس انداز سے بہار آئی
کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی
چشم نرگس کو دی ہے بینائی
ہے ہوا میں شراب کی تاثیر
بادہ نوشی ہے بادہ پیمائی

نظیر اکبر آبادی نے جہاں موسموں اور تیوہاروں کو اپنی نظم کا موضوع بنایا ہے وہیں بے نظیر شاہ کے یہاں ہم مناظرِ قدرت کی کامیاب عکاسی پاتے ہیں۔ ان کی منظر نگاری میں ایک شاعر کا حساس دل اور مصور کی تخیل یکساں کارفرما نظر آتی ہے۔ انہوں نے اپنی دوربین نگاہوں سے موسم بہار میں چمن کا مشاہدہ کیا اور وہاں کھلنے والے پھول اور پھلنے والے پھلوں کو نظم کے قالب میں یوں ڈھال دیا ہے ؎

بہار آئی نکھرے خیالِ چمن
چمکتی ہو چاندی کی جیسے کرن
نئی پتیاں وہ چمکنے لگیں
وہ کھِل کھِل کے کلیاں مہکنے لگیں
کھلے پھول بیلے کے وہ لاجواب
وہ پھولے ہزاروں طرح کے گلاب
وہ پھولی چنبیلی کھلا مونگرا
کھلی چاندنی باغ میں جا بجا
وہ گدرا کے پھل رنگ لانے لگے
انار اپنا جوبن دکھانے لگے
وہ انگور وہ رس بھری لیچیاں
لٹکتی ہیں آموں میں وہ کیریاں
وہ صحرا کی دیکھے کوئی اب بہار
کہ پھولوں سے ہر شاخ ہے شعلہ زار

موسم بہار جسے "بسنت" بھی کہتے ہیں اور یہ "ہولی" کا آغاز بھی ہے جس میں بسنتی رنگ عبیر اور گلال خاص اہمیت رکھتے ہیں بے نظیر شاہ اپنی اس نظم "بسنتی رنگ کی بہار" میں چمن پر چھائے "بسنت" کی عکاسی کتنی سلاست اور روانی سے کر رہے ہیں۔

وہ پھولا کسم غیرتِ زعفران
بنا رشکِ کشمیر ہندوستان
وہ پھولوں پہ ہر سمت چھایا بسنت
وہ بلبل بھی گاتے ہیں کیا کیا بسنت

گلابی سردیاں اور بسنتی گرمیاں جب ایک ساتھ آئیں تو موسم بسنتی ہوگیا جس سے متاثر ہو کر نیاز فتحپوری نے لفظوں کی گلکاری کرتے ہوئے نادر تشبیہات کو شعر کی لڑی میں اس کمال فن سے پرویا ہے کہ بہار کا رنگ دوبالا ہو گیا ؎

ہوئی پہلی کرن، سورج کی یوں رقصاں ہمالے میں
پجارن جیسے کوئی صبح دم آئے شوالے میں
گلابی سردیاں آئیں، ہوائیں نرمیاں آئیں
سنہری ساعتیں لے کر بسنتی گرمیاں آئیں

نظیر لدھیانوی نے بہار کی آمد پر اپنی نظم "بسنت" میں اپنی شادمانی اور مسرت کا اظہار بہت ہی سادگی اور پُرکاری سے یوں کیا ہے ؎

ہے کتنی خوشگوار ہوا کو ہسار کی
ہندوستان میں ہے یہی رُت بہار کی
ہر کوئی کہہ رہا ہے کہ جاڑا نکل گیا
موسم بدل گیا کہ زمانہ بدل گیا
آمد بہار کی ہے رہیں کیوں اداس ہم
پہنیں نہ کیسے شاد ہو کے بسنتی لباس ہم

یہی وہ موسم ہے جس میں آنکھیں رنگ برنگے گلوں کے نظارے سے خیرہ ہوتی ہیں تو دل و دماغ ہوا میں رچی ہوئی خوشبو سے معطر اور کانوں میں پپیہوں کی 'پی' اور کوئلوں کی 'کو' سنائی دیتی ہے۔

(اردو سروس سے نئی نسل نئی روشنی میں نشر)

مغیث الدین فریدی

ہوائے دہر ہوئی اس ادا سے شعلہ فگن
بہار آئی مگر بن گئی گلوں کا کفن
میں تیرے ہاتھ سے جس کو چھڑا کے لایا تھا
مہک رہا ہے ابھی تک وہ گوشۂ دامن
یقیں کی راہ میں دیوار بن گیا ہے گماں
مٹا گیا تری ہر بات کا ادھورا پن
ستارے توڑ کے لائے ہزار فکرِ رسا
بیان ہو نہ سکے گا ترا اچھوتا پن
مہک اٹھا ہے رہِ جستجو کا ہر کانٹا
بکھر گیا ہے مری آرزو کا پیراہن
کسی کو حوصلۂ ترکِ مدعا نہ ہوا
ہمیں اٹھے ہیں ترے در سے جھاڑ کر دامن
یہ اک قصور کہ میں ہوں معاف ہو نہ سکا
مرا وجود جبینِ حیات پر ہے شکن
کسی کے ہاتھ میں پتھر نہیں ہے مجمع میں
لہولہان یہ کیسے ہوا ہمارا بدن
تمہیں نہیں ہے مزاجِ جہاں کا اندازہ
کہاں چلے ہو فریدی جلا کے شمعِ سخن

(اردو سروس سے)

پینگوئن

پینگوئن اس دنیا کی ایک قدیم ترین مخلوق ہے۔ صدیوں قبل کچھ مہم بازوں نے جب اس عجیب و غریب پرندے کو جنوبی قطب کے علاقوں میں دیکھا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ وہ پرندہ کم اور ایک مسخرہ انسان زیادہ معلوم ہو رہا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ پینگوئن کی جسمانی ساخت، رہن سہن و عجیب و غریب عادات و اطوار اسے تمام پرندوں سے مختلف اور انفرادی خصوصیت کا حامل بناتے ہیں۔ پینگوئن کے پورے جسم پر چربی کی ایک دبیز تہ جمی ہوئی ہوتی ہے اور شاید اسی لیے اس کا نام ہسپانوی ملاحوں نے پینگوئن رکھا کیونکہ اسپینی زبان میں پینگوئن کے معنی چربی دار کے ہوتے ہیں۔ بعضوں کی یہ بھی رائے ہے کہ یہ لفظ "پن ونگ" کی تحریف ہے جس کے معنی پر کٹا کے ہوتے ہیں۔

پینگوئن کی پرواز کے متعلق بھی عجیب دلچسپ کہانی ہے ماہرین کے پاس یہ سوال اب تک ایک سوال ہی بنا ہوا ہے کہ کیا کبھی پینگوئن پرواز بھی کرتے تھے کیونکہ پینگوئن ایک ایسا پرندہ ہے جو پانی کے اندر پرواز کرتا ہے۔ تو کیا ان کے موجودہ بازو کبھی فضا میں بھی تحریک کا کام دیتے تھے؟ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ آج سے دسویں صدی قبل جبکہ جنوبی قطب کی آب و ہوا معتدل تھی اور یہاں پر گھنے جنگل تھے اس وقت یہ پرندہ یہاں پرواز کیا کرتا تھا۔ اس کے درخت اور سبزے فنا ہوتے چلے گئے تو پینگوئن ان تمام حوادث کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی مادر وطن سے چمٹے رہے اور پھر قدرتی طور پر پرواز نہ ہونے کی وجہ سے ان کے پنکھ کمزور ہوتے چلے گئے اور آخر میں ان کی قوتِ پرواز بالکل ختم ہو گئی۔ اس کے برعکس دوسرے ماہرین کے خیال میں پینگوئن کے بازو کبھی قوتِ پرواز کے حامل نہ تھے اس لیے اسے پرندہ نہیں کہا جا سکتا مگر بہتوں کے اس نظریے نے اس مسئلہ کا حل اس طرح نکالا ہے کہ پرواز جس طرح فضا میں ہوتی ہے اسی طرح پانی کے اندر بھی ہوتی ہے جو فضا میں تیرتا ہے وہ بھی پرندہ ہے اور جو پانی میں تیرتا ہے وہ بھی پرندہ ہے۔

مختلف مقامات پر کھدائی کے دوران اس پرندے کے جو ڈھانچے ملے ہیں وہ اس کی ارتقائی منزلوں کا تعین کرنے میں بڑی مدد [illegible]

قدیم وعجیب پرندہ

سید باقر رضا

ارجنٹینا اور آسٹریلیا میں پینگوئن کے جو فاسل (FOSSIL) ملے ہیں ان کی روشنی میں ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ پرندہ اس وقت بھی روئے زمین پر تھا جبکہ ہمالیہ پہاڑ بھی وجود میں نہیں آیا تھا۔

عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ پینگوئن صرف جنوبی قطب کے برف کے تودوں پر آشیانہ بناتے ہیں مگر اس میں کوئی صداقت نہیں۔ درحقیقت پینگوئن جنوبی قطب سے ملحقہ مقامات کے رہنے والے پرندے ہیں۔ عام طور پر پینگوئن کے اڈے جنوبی امریکہ اور جنوبی افریقہ کے ساحلی علاقوں میں اور آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور بحرالکاہل کے بہت سے جزائر میں پائے جاتے ہیں۔

جدید علم الطیور کے ماہرین کے خیال میں موجودہ پینگوئن کی مختلف چھ نسلیں ہیں جن میں امپرر سب سے زیادہ قوی ہیکل ہوتا ہے۔ بسا اوقات اس کی اونچائی چار فٹ تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک دفعہ جنوبی قطب میں ایک امپرر کو کچھ لوگوں نے پکڑا تھا جس کا وزن نوے پونڈ سے بھی زیادہ تھا۔ ایک دوسری قسم جانی کہلاتی ہے جس کی چونچ مونگے کی مانند سرخ، پیر نارنگی اور سر پر ننھی سی سفید ٹوپی ہوتی ہے۔ امپرر کے دونوں شانوں پر گردن کے قریب دو سنہری چکتیاں پائی جاتی ہیں۔ تیسری قسم ایڈلی جس کی آنکھوں کے چاروں طرف ہلکے سفید رنگ کے حلقے ہوتے ہیں۔ راک ہوپر کی دونوں آنکھوں سے کچھ اوپر ایک ایک زرد رنگ کا گچھا سا ملتا ہے۔ اس طرح پینگوئن کو ان کے سروں کے مختلف رنگوں سے پہچان سکتے ہیں۔ پینگوئن کو پہچاننے کا ایک ذریعہ ان کی آواز بھی ہے کنگ پینگوئن کی آواز سوتے ہوئے آدمی کے خراٹوں سے ملتی جلتی ہے۔ میگ لانک کی آواز گدھے جیسی ہوتی ہے۔

اگرچہ پینگوئن دوسرے پرندوں مثلاً بطخوں، گوریوں اور چوزوں سے بہت حد تک مختلف ہے مگر ایک مشترک بات ان میں یہ پائی جاتی ہے کہ سوتے میں پینگوئن بھی اپنے چونچ کو بازو کے بالائی حصے میں چھپا لیتی ہے۔

ایک امپرر پینگوئن کا جسمانی درجہ حرارت سرد ترین علاقے میں ۱۰۰ ڈگری فارن ہائٹ سے بھی زیادہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ خود کو ہلاکت خیز سردی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کے جسم کے اوپری حصے پر جمی ہوئی چربی کی تہ سردی سے بچنے میں کافی مددگار ثابت ہوتی ہے۔

موجودہ پانی میں بڑی سرعت سے پرواز کرتا ہے۔ یہی نہیں برف پر پھسلنے کے لیے اس کے بازو 'اسکی' (SKI) یا برف گاڑی کا کام دیتے ہیں۔ ایک امپرر پینگوئن پیٹ کے بل دس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پھسل سکتا ہے۔ پینگوئن کی بہت سی قسمیں کئی فٹ لمبی چھلانگ لگانے پر قادر ہوتی ہے۔ پینگوئن کی تمام قسموں میں امپرر کو اونچی چھلانگ لگانے میں فوقیت حاصل ہے۔ ایک عجیب وغریب عادت پینگوئن میں یہ ہے کہ پانی میں اپنا توازن درست رکھنے کے لیے یہ پتھروں کو نگل جاتے ہیں اور پانی سے باہر آکر پھر تمام پتھر باہر نکال دیتے ہیں۔

پینگوئن کی گزر اوقات عام طور سے مچھلیوں یا دیگر سمندری غذاؤں پر منحصر ہے لیکن عجیب وغریب بات یہ ہے کہ اپنی فطری رہائش گاہ سے دور ان کی خوراک کا مسئلہ سنگین ہوتا ہے کیونکہ گھر سے دور انھیں جب تک زبردستی کچھ نہ کھلایا جائے تو وہ خود سے ہرگز کوئی چیز نہیں کھاتا۔

پینگوئن کی زندگی ایک مثالی تنظیم کے اصولوں پر عمل کرتی ہے۔ یہ پرندے نکاح، طلاق، باہمی لڑائی، مصالحت اور دیگر مصروفیات میں انتہائی شعور اور بیداری کا ثبوت دیتے ہیں۔ وہیل مچھلیوں کے شکاریوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے ایلن ویلئر نے تحریر کیا ہے کہ جونہی وہیل کے شکاری ساحل سمندر پر پہنچے بہت سارے پینگوئن جلوس کی شکل میں چل کر ان سے کچھ فاصلے پر خاموش آکر کھڑے ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک لمبا تڑنگا پینگوئن اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قطار سے باہر نکلا اور شکاریوں کے بالکل قریب آکر رک گیا۔ اس نے قریب نصف منٹ تک اپنے سر کو خم کرکے اور اپنی چونچ کو اپنے بازوؤں میں داخل کرکے اپنے مہمان شکاریوں کی تعظیم کی۔ پھر سر کو اٹھایا اور قریب پانچ منٹ تک اپنی ناقابل فہم زبان میں استقبالیہ خطبہ دیتا رہا۔ تقریر ختم ہونے پر اس نے پارٹی کے کیپٹن پر ایک معنی خیز نظر ڈالی جیسے کہنا چاہتا ہو "تم میری بات سمجھ بھی رہے ہو یا نہیں"۔

اس پرندے پینگوئن میں شادی کے رسم ورواج ایسے ہیں جیسے کسی شائستہ قوم میں ہوتے ہیں۔ نر پینگوئن ایک چکنا سڈول پتھر کا ٹکڑا اپنی پسندیدہ مادہ کو اتنے اہتمام سے پیش کرتا ہے گویا وہ پتھر نہیں بلکہ کوئی قیمتی ہیرا ہے۔ اب اگر مادہ کو یہ پتھر قبول ہوتا ہے تو اسے قبول کرلیتی ہے اور اس کے بعد وہ ایک دوسرے کے ہو جاتے ہیں۔ مگر ان کی شادی کی میعاد صرف ایک موسم تک ہوتی ہے جس کے ختم ہونے پر دونوں پارٹنر اپنے ازدواجی تعلقات برقرار رکھنے یا اسے توڑ دینے میں مکمل طور پر خود مختار رہتے ہیں۔

نر اور مادہ پینگوئن اپنے اپنے فرائض بڑی پابندی سے نبھاتے ہیں۔ مادہ امپرر ایک پونڈ وزن کا انڈا دیتی ہے۔ نر یا مادہ امپرر انڈوں کو سردی سے محفوظ رکھنے کے لیے اسے اپنے پیروں پر رکھ کر سیتے ہیں۔ انڈے سینے کا یہی طریقہ کنگ پینگوئن میں بھی رائج ہے۔ ایک مشاہد کا کہنا ہے کہ مادہ امپرر صرف انڈے دے کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتی ہے اس کے پیچھے پورے دو ماہ تک نر امپرر بغیر کچھ کھائے پئے انڈے کو سیتا رہتا ہے اور ساٹھ دنوں کے بعد جب انڈے سے بچہ نکلنے کا وقت آتا ہے تو مادہ واپس آتی ہے اور پرورش کی ساری ذمہ داری خود سنبھال کر نر کو کھانے پینے اور ٹہلنے گھومنے کی مہلت دیدیتی ہے۔

پینگوئن کا گوشت کافی لذیذ ہوتا ہے اور اس کے انڈے بھی بطور غذا استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قطب جنوبی کے مسافروں کے سامنے غذا کا مسئلہ سنگین نہیں ہوتا چنانچہ سر فرانسس ڈریک نے اپنی ایک مہم میں تین ہزار پینگوئن کا شکار کیا تھا۔

پینگوئن کو انسانی ہاتھوں سے کافی نقصان پہنچا ہے۔ ایک وہ وقت بھی تھا جبکہ تیل حاصل کرنے کے مقصد سے ان کا شکار کیا جاتا تھا۔ ایک پرندے سے تقریباً ڈیڑھ پاؤ چربی حاصل ہوتی تھی جسے فروخت کرکے لوگ اچھے خاصے پیسے کما لیتے تھے۔

پینگوئن کی عمر کم وبیش ۲۵ سال ہوتی ہے۔ پیرو اور کچھ دوسرے مقامات پر پینگوئن پائے بھی جاتے ہیں۔ استوائی خطوں میں سکونت رکھنے کی وجہ سے گلاپوس پینگوئن بآسانی شکاریوں کے ہاتھ پڑ جاتے ہیں جن کی اس بدقسمتی میں چلی اور پیرو ملکوں کے ہمبولٹ اور جنوبی امریکہ کے میگ لانک پینگوئن بھی برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ دنیا کے اکثر چڑیا گھروں میں پینگوئن کی یہی تین قسمیں پائی جاتی ہیں۔

دریائی چیتے، وہیل مچھلیاں اور بحری باز یہ ایسے تین دشمن ہیں جو کالی اور ایڈلی پینگوئن کے لیے خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ بحری باز ان کے انڈوں اور بچوں پر برابر یلغار کرتا رہتا ہے۔ ایڈلی کو سب سے زیادہ خوف دریائی چیتے سے ہوتا ہے جو اچانک غوطہ لگا کر پانی کی گہرائیوں میں پہنچتا اور وہاں غذا کی تلاش میں بھٹکتے ہوئے ایڈلی کو اپنی غذا بنا لیتا ہے۔ وہیل مچھلی پینگوئن کے لیے انتہائی خطرناک ہوتی ہے۔ وہ برف کی چٹانوں کے کنارے کنارے ہر طرف گشت لگاتی رہتی ہے۔ پانی کے اندر غوطہ لگانے یا اس سے باہر نکلنے والے پینگوئن ہر وقت اس کی زد میں رہتے ہیں۔ کبھی کبھی وہیل مچھلیاں غول بنا کر پینگوئن کے جھنڈ پر حملہ آور ہوتیں اور انھیں چشم زدن میں نگل جاتی ہیں۔

موسم بہار یا موسم گرما میں جبکہ یہ پرندے اپنے آشیانوں میں آرام کر رہے ہوتے ہیں تو بسا اوقات برفانی طوفان ان کے انڈوں کو مکمل طور پر برف سے ڈھانک لیتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایڈلی پینگوئن مشفق والدین کی طرح اپنے انڈوں پر ہی بیٹھے رہتے ہیں۔ چاہے اس کے نتیجے میں وہ برف میں دفن ہی کیوں نہ ہو جائیں یہ تمام مصیبتیں ایڈلی ہنسی خوشی برداشت کرلیتا ہے کیونکہ ان کی برادری میں انڈا سینا عظمت کا نشان سمجھا جاتا ہے۔

یہ ساری باتیں اور ماہرین کے نظریے تخمین سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ ماہرین تحقیق میں لگے ہیں۔ ممکن ہے آئندہ اپنے نظریوں کی دلیل پیش کریں جس سے امید کی جاتی ہے کہ کوئی واضح دلیل منظر عام پر آسکے۔

(پٹنہ سے نشر)

سید باقر رضا۔ وقف ہاؤس
گلنار باغ۔ پٹنہ ۷

ادب کا مطالعہ

خواتین کے ذہن کو روشنی بخشتا ہے

بلقیس فاطمی

اس سے ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ادب کا مطالعہ خواتین کے ذہن کو روشنی بخشتا ہے۔ درحقیقت خواتین کے لیے ادب کا مطالعہ اس طرح ضروری ہے جس طرح کسی پودے کے نشو و نما کے لیے ہوا اور پانی۔ یقیناً ادب کا مطالعہ انسان کے ذہن کو اس طرح روشنی پہنچاتا ہے جیسے کوئی چراغ سے چراغ جلاتا چلا جائے .....

ادب کے مطالعہ سے زندگی میں یکسوئی، غلط باتوں کے دور کرنے کا احساس اور عمل کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ کردار سے برائیاں اس طرح دور ہو جاتی ہیں جس طرح شیشے پر جمی ہوئی گرد۔ بیشک دل و دماغ کو جلا دینے کا اہم کام ادب کے مطالعہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ ادب کا مطالعہ بھٹکے ہوئے ذہن کو راہ متعین کرنے کی تربیت دیتا ہے۔ خواتین جن کو اپنی ازدواجی اور گھریلو زندگی میں مردوں سے زیادہ مسائل اور مشکلوں کا سامنا کرتے ہوئے اپنے مسائل خود ہی سلجھانے پڑتے ہیں۔ ان کے لیے ادب کا مطالعہ اپنی راہ تلاش کرنے میں بے انتہا کارآمد ہو سکتا ہے۔ اس ترقی یافتہ تیزی سے بھاگتی ہوئی دنیا میں جہاں قدم قدم پر کشمکش حیات ہے، مقابلہ ہے، آگے نکلنے کی دوڑ ہے خواتین اگر ادب کے مطالعہ سے دور رہتی ہیں تو وقت کا بے حد تیز رفتار بڑھتا ہوا دھارا انھیں زندگی کی دوڑ میں بہت پیچھے چھوڑ جائیگا۔ ادب کا مطالعہ خواتین کے ذہن کو زندگی کی دشوار گزار راہ میں ایک ایسی جلا بخشتی ہے جس سے زندگی آسان ہی نہیں رنگا رنگ لطافتوں اور خوشیوں سے بھی معمور ہو جاتی ہے۔

آج کے تعلیم یافتہ دور میں بھی بہت سی خواتین ڈگریاں حاصل کرنے سے محروم رہ جاتی ہیں لیکن ان کے ذہن کو بھی مطالعہ کی پالش سے جلا حاصل ہو جاتا ہے تو سوچنے سمجھنے کیلئے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بخوبی استعمال کر سکتی ہیں اور ان کو خود بخود اپنی زندگی میں ایک انوکھا نیاپن محسوس ہونے لگتا ہے اور ان کے سامنے حقیقتیں اس طرح واضح ہو جاتی ہیں جیسے کسی آئینے پر بہت گرد و غبار کی تہہ جمی رہی ہو جس کو مطالعہ نے اس طرح صاف کر دیا ہو جیسے تیز ہوا بادلوں کو صاف کر دیتی ہے اور سورج کی کرنیں ہر تاریک گوشہ تک پہنچ جاتی ہیں۔

آج کا ادب زندگی کی پوری عکاسی بن گیا ہے زندگی کو وقت اور حالات کے تحت گزارنے کے لیے ادب کا مطالعہ زندگی کا ایک جز ہوتا جا رہا ہے خواتین بھی ادب کے مطالعہ کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتی جا رہی ہیں اس طرح ان کو دوسرے کے جذبات، محسوسات اور تجربات کو پڑھنے کا موقع بخوبی مل رہا ہے اور ان کی محدود معلومات کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے اور یہ معلومات کی روشنی ان کے زندگی گزارنے کے لیے نئی راہیں دکھاتی ہیں اور وہ تاریکیاں جو ادب کے مطالعہ سے پہلے ان کے ذہن و فکر پر چھائی ہوئی تھیں صاف ہو جاتی ہیں اور ان کا ذہن نئے راستے بنا لیتا ہے اور ادب کے آئینہ میں وہ اپنا ماحصل پہچان لیتی ہیں اور اس طرح ان کا مطالعہ ان کے لیے مشعل راہ بن جاتا ہے۔

ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ وہ خواتین جنکو ادب کے مطالعہ سے دلچسپی نہیں ہے وہ نہ تو تعمیری نقطۂ نظر رکھتی ہیں اور نہ ہی اپنی زندگی کے اہم مسائل اچھی طرح حل کر پاتی ہیں۔ اگر وہ ادب و فن کا مطالعہ کریں تو ان کو ان کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے مسئلوں کا حل آسانی سے مل جائے۔ زندگی کے بہت سارے پہلو قصہ و کہانیاں اور مقالات کی صورت میں سامنے آجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایسی ہزاروں باتیں ہم کو ادبی مطالعہ سے حاصل ہو جاتی ہیں جن کی معلومات ہم کو کسی اور صورت ہونا مشکل ہے۔ ہم اپنے چاروں طرف نگاہ دوڑا کر دیکھیں تو محسوس کریں گے کہ جو خواتین اپنا فالتو وقت مطالعہ میں صرف کرتی ہیں ان کی زندگی میں ٹھہراؤ اور سلیقہ زیادہ پایا جاتا ہے بہ نسبت ان کے جو اپنے قیمتی وقت کو فضول باتوں میں، دوسرے کی برائیوں میں، فیشن کے مقابلہ میں یا گھریلو جھگڑوں میں صرف کرتی ہیں۔

ادب انسان کے دلی جذبات محسوسات اور تجربوں کا نچوڑ ہوتا ہے ادب زندگی کی ایک مکمل عکاسی ہے۔ ایک زمانہ تھا جب فن و ادب صرف دل بہلانے کے ذریعہ سمجھے جاتے تھے مگر وقت کے ساتھ ساتھ زندگی کے مسائل اور تجربات بھی اوراق پر لائے گئے اور ادب ایک مکمل زندگی کا صحیح عکاس بن گیا۔ جو ادب برائے ادب تھا اب وہ ادب برائے زندگی مانا جانے لگا اور قلم نے زندگی کے پوشیدہ سے پوشیدہ گوشے بھی عریاں کر لئے اور اس طرح زندگی کو سیکھنے اور سمجھنے کا بھرپور موقع سامنے آگیا اور گھریلو خواتین نے ادب کے مطالعہ سے زیادہ فیض حاصل کیا کیونکہ انھیں وقت کی کمی نہ تھی سچ پوچھئے ادب کے مطالعہ سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کے مواقع خواتین کو کچھ زیادہ ہی میسر آتے رہے۔ ایک زمانہ تھا جب مردوں نے عورتوں کو تاریکی میں رکھ کر ایک دائرہ میں محدود کر دیا تھا۔ مدتوں بعد عورتوں کی زندگی میں ایک نیا موڑ آیا اور وہ تھا "تعلیم نسواں" خواتین نے تعلیم حاصل کی ادب کے مطالعہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا ذہن کو روشنی ملی اور دھیرے دھیرے انھیں یہ معلوم ہوتا گیا کہ دنیا میں وہ اپنا ایک مقام رکھتی ہیں اپنے حق کو ساری دنیا سے منوانے کے لیے وہ احتجاج کرتی رہیں اور آج انھیں اپنا صحیح مقام حاصل ہو گیا ہے۔

ادب کسی زبان میں نظم و نثر کی گئی تحریر ہی نہیں بلکہ ہر وہ تحریر ہے جو سائنس و ایجاد تاریخ و جغرافیہ سیاست اور مختلف موضوعات پر لکھی گئی ہو۔ آج کا ادب اپنے اندر ہر وہ شے لیے ہوئے ہے جو زمانہ دنیا اور کائنات میں واقع ہو رہا ہے آج کے دور میں ایٹمی تباہی اور خلائی جنگ ادب میں وہی مقام رکھتی ہے جو ماضی میں حسن و عشق کی داستانوں کو حاصل تھا۔ ادیب و فنکار اپنی تحریروں میں وقت کی آواز کو اجاگر کر رہے ہیں اور ان کا مطالعہ ہماری آنکھوں کو دن بہ دن کھولتا جا رہا ہے۔ ہمارے معلومات کا دائرہ روز بروز وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ ادب کا مطالعہ ان خواتین کے ذہن کو بھی کشادگی فرحت اور معلومات بخش رہا ہے جنھیں زیادہ تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا۔ خواتین اپنی گھریلو ذمہ داریوں کے بعد بھی فرصت کے اوقات میں مطالعہ کا ذوق پیدا کر کے اپنے ذہن کو وقت کی روشنی سے منور کر سکتی ہیں۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ آج سے کچھ دنوں پہلے لڑکیوں اور شریف گھرانے کی خواتین کا ناول پڑھنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ لڑکیاں رسالے اور میگزین پڑھنا تو درکنار چھو بھی نہیں سکتی تھیں۔ گرمی کی دوپہر میں گھر کی خواتین ایک کمرے میں جمع ہو کر شمیم انور، شوکت آرا، وغیرہ کی ناولیں گھر کے بزرگوں اور لڑکیوں سے چھپ کر پڑھا اور سنا کرتی تھیں۔ لیکن آج ناولیں اور رسالے تعلیم اور معلومات کا بہترین ذریعہ سمجھے جاتے ہیں۔ آج کا ادب صرف تفریح اور وقت گزاری کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ معلومات کا بہترین ذخیرہ ہے۔ زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالنے والا ادب گھریلو خواتین کے دل و دماغ کو بھی یقیناً منور کرتا ہے۔ سلائی، کڑھائی، کھانا پکانے سے لے کر بچوں کی تربیت صحت کے اصول، مہمان نوازی، رشتہ ناطوں کے برتاؤ غرض زندگی کے ہر چھوٹے بڑے شعبے کو ادب کے مطالعے سے روشنی ملتی ہے اور اس طرح خواتین اپنے گھر اپنے ماحول اور اپنی

تعلیم۔ روزگار کا وسیلہ

رسول احمد شیخ

قطع نظر اس بحث سے کہ تعلیم کا حصول ملازمت اور کاروبار کے لیے کس حد تک مفید ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ تعلیم بذات خود فائدہ مند ہے۔ زندگی کی مسرتوں سے لطف اندوز ہونے اور سماج کے لیے زیادہ سے زیادہ کارآمد بننے میں تعلیم جو رول ادا کرتی ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تعلیم یافتہ فرد کے سامنے زندگی کا ایک واضح نصب العین ہوتا ہے۔ اور زندگی کے حقائق پر اس کی گرفت مضبوط ہوتی ہے۔ پڑھے لکھے اور جاہل آدمی کے سوچنے سمجھنے اور کام کرنے کے انداز میں صاف اور نمایاں فرق ہوتا ہے۔ سیکھنے اور حاصل کرنے کی صلاحیت، سوجھ بوجھ، اپنی ذات پر اعتماد اور بھروسہ، روشن خیالی، تہذیب اور سلیقہ تعلیم کے بے شمار فائدوں میں سے صرف چند فائدے ہیں۔ تعلیم کا مقصد چاہیے مثالی انسان کی تکمیل ہو کھری، پر خلوص بے عیب اور پاک وصاف زندگی بسر کرنے کی صلاحیتیں پیدا کرنا ہو۔ کچھ بھی ہو والدین تو اپنے بچوں کو عموماً اسی لیے تعلیم دلاتے ہیں کہ وہ پڑھ لکھ کر کمانے کھانے کے قابل ہو جائیں۔ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں۔ تعلیم "برائے معاش" ہی ان کا بنیادی مقصد ہوتا ہے۔ پھر چاہے "تعلیم برائے تعلیم" کے حامی اس نظریے کی لاکھ مذمت کریں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ دور حاضر میں صرف "عام تعلیم" جو آج کل ہمارے مدرسوں میں رائج ہے حصول معاش کے لیے ناکافی ہے۔ وقت کا تقاضا تو یہ ہے کہ بچوں کو پیشہ ورانہ تعلیم دلائی جائے تاکہ وہ نہ صرف اپنے والدین کی توقعات کو پوری کر سکیں بلکہ اپنا مستقبل بھی سنوار سکیں۔

آج آپ کسی بھی اخبار کو اٹھایئے اور ملازمتوں کے تعلق سے جتنے بھی اشتہار ہوں۔ پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ ہر ملازمت کے لیے تعلیم کی کوئی نہ کوئی شرط لگی ہوئی ہوگی۔ کیوں کہ آج کل روزگار کے ہر میدان میں سخت مقابلہ ہے۔ لہٰذا مختلف پیشوں کے لیے مختلف سطح کی تعلیم ناگزیر ہے۔ آج سے پہلے تقریباً ہر قسم کا کام ہاتھ سے یا بہت سادہ آلات اور اوزاروں سے کیا جاتا تھا۔ جو ہاتھ ہی سے چلائے جاتے تھے ماہرین فن اپنے اپنے شاگردوں کو مختلف کاموں کی تعلیم دیتے تھے اور کافی مشق و محنت کے بعد وہی کام ان کا ذریعہ معاش بن جاتا تھا۔ انہیں نہ کسی مدرسے کی تعلیم درکار تھی اور نہ کسی فنی مہارت کی سند۔ ان کام کرنے والوں کو نہ اپنے کام کی اہمیت کا اندازہ تھا اور نہ ہی تمدنی زندگی میں اس کی اہمیت کا علم۔ وہ صرف کولہو کے بیل کی طرح اپنے محدود دائرۂ عمل میں ایک ضروری خدمت انجام دیا کرتے تھے اس وقت انسان کی ضروریات سادہ اور مختصر ہونے کے باعث اس قدر پیشے بھی نہیں تھے جتنے آج ہیں۔ اور تعلیم کو پیشے کے ساتھ جوڑا بھی نہیں جاتا تھا۔ لیکن آج حالات بالکل بدل گئے ہیں۔ آج تقریباً ہر قسم کا کام مشینوں کے ذریعے ہونے لگا ہے۔ آج صنعتی کاروبار میں سائنس کو بہت زیادہ دخل ہو گیا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس کی بنیاد ہی سائنس پر قائم ہے۔ اس وجہ سے پہلے کی نسبت اس میں علمی اور عقلی عنصر بہت بڑھ گیا ہے۔ یعنی اسے سمجھداری اور قابلیت سے انجام دینے کے لیے بہتر اور وسیع تر تعلیم کی ضرورت ہے۔

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ پیشوں کے رجحانات بھی بدل گئے ہیں۔ نئی نئی ایجادات، لوگوں کی نئی نئی عادتیں، بھاپ۔ پٹرول اور گیس کے استعمال سے موٹروں۔ ریلوں اور جہازوں کی آمد و رفت میں سہولت اور برقی قوت و اٹیمک انرجی سے صنعتوں وغیرہ میں آسانی، غرض یہ کہ ہمارے معاشرے میں رونما ہونے والی تبدیلیوں نے نئے پیشوں کو جنم دیا ہے۔ اور ان پیشوں کو حاصل کرنے کا واحد طریقہ ہے۔ پیشہ ورانہ تعلیم۔

پیشہ ورانہ تعلیم کا نام آتے ہی وہی قدیم بحث تازہ ہو جاتی ہے۔ کہ کیا عام تعلیم اور پیشے کی تعلیم ایک دوسرے سے متضاد ہیں یا ان میں کوئی ربط و تعلق ہے۔ ہمارے مدرسوں میں جو تعلیم بالعموم رائج ہے وہ عام تعلیم کہلاتی ہے۔ اور یہ طلبہ کو براہ راست کسی پیشے کے لیے تیار نہیں کرتی۔ شاید اسی لیے ہمارے سماج کا ایک بہت بڑا گروہ اسے غیر افادی تصور کرتا ہے۔ حالانکہ اسی تعلیم کے ذریعے آپ دوسروں کے جذبات کا احترام کرنا، ناگوار باتوں کو برداشت کرنا، دوسروں کے نقطۂ نظر کو صبر سے سننا اور غیر جانبداری سے ان پر غور کرنا سیکھتے ہیں۔ وقت کی پابندی اور احکام کی تکمیل نظم و ضبط اور احساس ذمہ داری یہ ساری صلاحیتیں عملی زندگی کی کامیابی کے لیے نہایت ضروری ہیں۔ برخلاف اس کے صنعتی مدارس میں جو تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ براہ راست طلبہ کو کسی خاص شغل یا پیشے کے لیے تیار کرتی ہے۔ اور عام طور پر ان لوگوں کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہے۔ جو جلد سے جلد روزی کمانا چاہتے ہیں۔ لیکن پیشے کی تعلیم کا صرف یہ مفہوم نہیں ہے کہ ہر شخص کو ایک خاص کام یا صنعت سکھا دی جائے۔ کیوں کہ اسے دنیا میں صرف یہی ایک کام کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے اور بھی بہت سے کام اور فرائض ہوتے ہیں۔ انسانی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو پیشہ ورانہ تعلیم کا مقصد یہ ہے۔ کہ انسان کو مختلف پیشوں اور فرائض کے لیے تیار کرے تاکہ وہ محض اقتصادی پیداوار کا ایک آلہ نہ بن جائیں بلکہ ایک مفید اور کارکن شہری اور ذمہ دار فرض شناس انسان ثابت ہوں۔

ان تمام باتوں کے بعد ہم اس نتیجے پر پہونچتے ہیں کہ آج روزگار کے حصول کے لیے تعلیم بے حد ضروری ہے۔ صرف سوال طریقہ تعلیم کا ہے۔ ظاہر ہے یہ ایک ایسا پیچیدہ مسئلہ ہے کہ اسے اس مختصر سی نشست میں زیر بحث نہیں لایا جاسکتا البتہ اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے۔ تعلیم کا نظام ایسا ہونا چاہیے جو "عام تعلیم" اور پیشے کی تعلیم کی دوئی کو ختم کر دے ہمارے مدرسے طلبہ کی موجودہ ضروریات کا خیال رکھیں اور مدرسے سے باہر تجربات کے ساتھ زیادہ مربوط اور ہم آہنگ ہو جائیں۔

(احمد آباد سے نشر)

زندگی نت نئے ڈھنگ سے سنوار سکتی ہیں۔ ادب کا مطالعہ ان کے ذہنوں کو ہی روشن نہیں کرتا، ان کی زندگی ان کی دنیا کو بھی جلا بخشتا ہے۔ جن کی روشنی میں وہ خوشیوں اور سکون کے پھول اپنے دامن میں سدا سمیٹتی رہ سکتی ہیں — روشن ذہن اور روشن دماغ وہ نور ہے جو اپنے اطراف کو دور دور تک منور کر دیتا ہے اور یہ روشن دماغ خواتین اپنے گھروں میں رہتے ہوئے بھی بڑی آسانی سے اچھے ادب کا مطالعہ کرکے اپنی زندگی کے ہر پہلو کو سنوار سکتی ہیں۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

بلقیس فاطمی
پیلی کوٹھی۔ جعفرا بازار۔ گورکھپور
یکم مارچ ۸۶ء ۱۹

برگ و شجر ۔ ہمارے محافظ

خورشید اکرم

سیلاب کے ذریعہ ہونے والے بے پناہ نقصانات کے بارے میں کون نہیں جانتا۔ سینکڑوں لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، لاکھوں لوگ بے گھر ہو جاتے ہیں، مویشیوں اور فصلوں کی بھی بربادی کم نہیں ہوتیں۔ گزشتہ چند برسوں سے ملک میں ایک عجیب بات سامنے آئی ہے ملک کے ایک علاقے میں سیلاب کی تباہ کاریاں مچی ہیں اور دوسرے علاقوں میں لوگ قحط کے شکار ہیں آخر اس کا سبب کیا ہے؟ سیلاب ایک پیچیدہ سوال ہے۔

سیلاب کی ایک بڑی وجہ جنگلوں کا خاتمہ ہے۔ ہمالیہ کی پہاڑیوں میں جنگلات کو گزشتہ چند برسوں میں بڑی بے دردی سے کاٹا گیا ہے۔ پہاڑوں پر کھڑا ہر برگ و شجر ہمارے وطن کا محافظ و نگہبان ہے۔ جنگلات ہمارے زندگی کا لازمی جز ہیں۔ ان سے ہمارا بڑا ہی دیرینہ رشتہ ہے۔ سرزمین چین کو دیکھئے اور پھر ہندوستان آیئے۔ "دکھوں کی ندی" CHINA'S SORROW کہی جانے والی ندی ہوانگ ہو (HOWANG - HO) آج وہاں کاشتکاری کا اہم ذریعہ بن گئی ہے۔ باڑھ کی تباہ کاریوں سے جس طرح ہم آج متاثر ہیں چین کے لوگ بھی اسی طرح ان بربادیوں کے شکار ہوتے تھے۔ لیکن ان لوگوں نے بے شمار درخت لگائے۔ جنگلات کا اضافہ کیا اور ان کی نشو و نما کو فروغ دیا۔ نتیجتاً انھیں سیلاب سے نجات ملی۔

آفتاب کی گرمی پاکر سمندر کا پانی بھاپ بن کر اور پیڑ پودوں سے TRANSPIRATION کے ذریعہ بھاپ کی شکل میں آسمان کی طرف جاتا ہے اور وہاں سرد ہو کر بارش کی شکل میں پھر زمین پر لوٹ آتا ہے۔ اگر فضا میں گرد کے ذرات زیادہ ہوں تو نیچے گرنے والی بوندیں اور بھی تیز رفتاری سے زمین پر گرنے لگتی ہیں جس سے موسلادھار بارش ہوتی ہے۔ بارش کا یہ پانی پہاڑوں کی مٹی کو بہا کر میدانوں میں لے آتا ہے جس سے باندھ وغیرہ کے رزروائرس اور ندیاں مٹی سے بھر جاتی ہیں۔ نتیجتاً پانی باندھ و ندیوں سے باہر آنے لگتا ہے۔ یہ سب دراصل کیوں ہوا؟ اس کی وجہ فضا میں دھول کے ذرات کی زیادتی ہے اور ان ذرات کی زیادتی دور کی جا سکتی ہے زمین پر جنگلات کا غلاف چڑھا کر۔ برگ و شجر بر خصوصی نگہداشت اور ان کی حفاظت کر کے ہم سیلاب پر قابو پا سکتے ہیں۔

پیڑ پودے نہ صرف موسلادھار بارش کو روکتے ہیں بلکہ زمین کی، پانی جذب کرنے کی صلاحیت کو بھی بڑھاتے ہیں۔ پیڑ پودوں کی پتیوں، جڑوں اور تنوں کے زمین میں ہی سڑنے گلنے سے ہیومس (HUMUS) بنتا ہے جو بہت زیادہ پانی جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ گرچہ ہیومس نرم ہوتا ہے مگر درختوں کی جڑیں اسے ایک بندھن میں رکھتی ہیں جس سے مٹی کا کٹاؤ نہیں ہو پاتا ساتھ ہی چھوٹے موٹے پیڑ پودے اپنے تنوں اور پتیوں کے ذریعہ پانی کے بہاؤ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں جس سے پانی کی رفتار میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور کٹاؤ بھی رک جاتا ہے۔ یہ بات افسوسناک ہے کہ ان حقائق سے واقفیت کے باوجود ہم نے گزشتہ چند برسوں میں جنگلات کی سالمیت و تحفظ کی طرف خاطر خواہ دھیان نہیں دیا۔

نیلسن نے ایک دفعہ کہا تھا "جب میں کسی ایسے درخت کو دیکھتا ہوں جو خوب پھلا پھولا، جس کی لمبی لمبی شاخیں ایک حسین منظر پیش کرتی ہیں، بے رحم ہاتھوں کے ذریعہ کاٹ دیا جاتا ہے تو مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔ ہم سبھوں میں برگ و شجر کے تحفظ کا سچا جذبہ ہونا چاہئے۔ اگر کوئی ایک درخت کاٹتا ہے تو پہلے اسے دو درخت لگانے چاہئیں۔

مویشیوں کے ذریعہ بھی ہمارے یہاں پیڑ پودوں کو کافی نقصان پہنچتا ہے۔ مویشیوں کے چر جانے کی وجہ سے پودے پنپ نہیں پاتے۔ اور ان کی جڑیں بھی زمین میں گہرائی تک نہیں پہنچ پاتیں۔ نتیجتاً زمین اچھی طرح بندھ نہیں پاتی جس سے کٹاؤ ہونے لگتا ہے۔ چراگاہوں پر مناسب کنٹرول کا نہ ہونا بھی سیلاب کے اسباب میں سے ایک ہے۔

ہمارے ملک کے تقریباً ساٹھ فیصد لوگ غیر تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے سیلاب کی روک تھام کی ترکیبوں سے نا آشنا ہونے کے ساتھ غریبی سے بھی دوچار ہیں۔ معاشی پریشانیوں کے باعث بھی کسان اپنے درخت فروخت کر دیتے ہیں یا انھیں کٹوا دیتے ہیں۔

صرف میدان میں بارش ہونے کی بنا پر سیلاب کبھی نہیں آتا۔ بلکہ سیلاب پہاڑ کی بلندیوں سے آتا ہے۔ ان بلندیوں پر پانی کی مناسب روک تھام نہیں ہونے سے پانی تیز رفتاری سے نیچے بہتا ہے ساتھ ہی اپنے ساتھ ریت، مٹی وغیرہ بھی بہا لاتا ہے۔ اس لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ پہاڑوں سے آنے والے پانی کو پہاڑوں کی بلندیوں پر ہی روکا جائے۔

سیلاب پر قابو پانے کے لیے یہ لازمی ہے کہ جنگلات میں اضافہ کیا جائے۔ کثیر تعداد میں پیڑ پودے لگا کر زمین پر ایک غلاف سا چڑھا دیا جائے۔ درختوں کی ایسی ذاتوں کو خصوصی فروغ دیا جائے جن کی جڑیں گہری ہوں اور جو زمین کے کٹاؤ کو زیادہ سے زیادہ روک سکیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ میدانوں میں بھی درخت لگائے جائیں۔ ریل کی پٹریوں کے دونوں طرف، سڑکوں کے کناروں پر، ندیوں اور نہروں کے کناروں پر زیادہ سے زیادہ پیڑ لگائے جائیں مگر خصوصی توجہ پہاڑوں کی سبزہ کاری پر دینے کی ضرورت ہے۔

جنگلات کی حفاظت اور سیلاب کی روک تھام کے لیے کئی طریقے بروئے کار لائے جا سکتے ہیں۔ آیئے انھیں دیکھیں۔ چراگاہوں میں مویشیوں کو زیادہ دیر تک نہیں چرایا جائے، پہاڑوں کے دامن میں بسنے والے لوگوں کو مویشی پالنے کے لیے کوئی متبادل مقام دیا جائے اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مویشیوں کی کثیر تعداد یکجا نہ ہو۔ اس سے پیڑ پودوں کو نقصان کم ہوگا۔

ایک دوسرا طریقہ یہ بھی ہے جس میں پہاڑوں کی ڈھلانوں پر بیلچے کے ذریعہ گہری کیاریاں بنائی جاتی ہیں جن میں درخت لگا کر پانی کے براہ راست بہاؤ کو روکا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے مٹی کا کٹاؤ نہیں ہوتا اور پانی دھیرے دھیرے نیچے کی جانب بہتا ہے۔

STRIP PLANTING بھی سیلاب روکنے کا ایک اہم طریقہ ہے۔ پہاڑ کی ڈھلان پر لمبی حیات والے (PERENNIAL) درخت لگا دیئے جاتے ہیں اور ان کے درمیان ANNUAL درخت لگائے جاتے ہیں۔ اس طرح سبزہ کاری کا ایک جال سا بچھ جاتا ہے جس سے پانی کے بہنے میں رکاوٹ ہوتی ہے اور کٹاؤ نہیں ہو پاتا۔

پہاڑوں پر مختلف فصلیں ایک ہی ساتھ اگا کر بھی کٹاؤ کے مسئلے کا حل نکالا جا سکتا ہے۔ مثلاً کپاس، ارہر، جوار، باجرہ وغیرہ کی فصلوں کو ایک ہی ساتھ اگا کر مٹی کے کٹاؤ سے بچایا جا سکتا ہے۔ ان کی جڑیں مٹی کو ایک ساتھ باندھ کر رکھتی ہیں۔ ساتھ ہی کھیت کے اندر پانی جذب کرنے کی صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے۔

پیڑ پودوں کو تیز و تند ہوا سے بچانے کے لیے درمیان میں اونچے درخت بھی لگائے جاتے ہیں تاکہ چھوٹے موٹے پیڑ پودے ضائع ہونے سے بچ سکیں۔ پہاڑوں پر یہ طریقہ بڑا ہی کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ ویسے میدانوں میں بھی یہ طریقہ بروئے کار لایا گیا ہے۔

اس طرح اس امر کی نشاندہی واضح طور پر ہو جاتی ہے کہ پیڑ پودے کن اہمیتوں کے حامل ہیں۔ ان کا فروغ اور جنگلات میں مزید اضافہ ہماری بہتری کے لیے نہایت اہم ہے۔ ان کا تحفظ ہمارا فریضہ ہے کیونکہ یہ ہماری حفاظت کرتے ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

خورشید اکرم
معرفت محمد اقبال صاحب انسپکٹر آف کسٹم
پنی سرائے روڈ، مظفر پور ۸۴۲۰۰۱

پانی کی آلودگی اور عام زندگی

ڈاکٹر مشرف علی صدیقی

خواہ آپ دوستوں کی محفل میں محوِ گپ شپ ہوں یا تنہائی میں اپنی کسی دیرینہ وہمساز کتاب سے مصروف راز ونیاز ہوں آپ کو پیاس شدت سے ستا سکتی ہے اور آپ پانی پینے کے لیے بیتاب ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح سے گرمی کی شدت کم کرنے کے لیے شربت لیا چاہتے ہیں تو جاڑوں میں بھی پیاس پیچھا نہیں چھوڑتی۔ دنیا کی ہر شے کو پانی کی ضرورت ہے خواہ انسان ہوں، نباتات ہوں یا حیوانات۔ پانی زندگی کے لیے بہت اہم ہے۔ اس کے بغیر جینا دشوار ہے۔ ہمارے جسم میں ستر فی صد پانی ہے خون میں ۹۸ فی صد اور ہڈیوں میں ۱۲ فی صد پانی موجود ہے۔

کبھی ہم نے یہ بھی سوچا کہ پانی کہاں سے آتا ہے۔ دنیا کا ¾ حصہ سمندری پانی سے معمور ہے۔ پینے کا پانی ندیوں سے تالابوں سے برفیلی پہاڑوں سے اور زمین کے اندر سے حاصل کیا جاتا ہے جسے صاف کرنے کے بعد استعمال کے قابل بنایا جاتا ہے۔

اتنا زیادہ پانی ہونے کے باوجود بھی لوگوں کو صاف پانی میسر نہیں ہے۔ ہمارے ہندوستان میں ۱۲ فی صد لوگ ایسے ہیں جو مشکل سے صاف پانی کا استعمال کرتے ہیں۔ باقی ۸۸ فی صد لوگ آلودہ پانی استعمال کرتے ہیں اور اس طرح مختلف بیماریوں کے شکار ہوتے رہتے ہیں۔

گاؤں میں لوگ وہاں سے گزرنے والی ندیوں کا پانی پیتے ہیں اور جانور بھی وہیں جاکر پیاس بجھاتے ہیں۔ کپڑے کی صفائی، برتن کی صفائی، نہانا دھونا وغیرہ بھی ندی کے کنارے ہی ہوتا ہے یہی نہیں گھر کا کوڑا کرکٹ بھی اسی ندی میں جھونک دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے ندی کا صاف پانی آلودہ ہو جاتا ہے۔

صنعتی اداروں کی ناکارہ اشیاء بھی ندیوں میں بہا دی جاتی ہیں اور پانی آلودہ ہو جاتا ہے جو کہ نہ صرف انسانی زندگی کے لیے خطرناک ہے بلکہ مچھلیوں اور پانی کے دوسرے جانوروں کے لیے بھی خطرہ بن جاتے ہیں۔ ڈی۔ ڈی۔ ٹی کا استعمال بھی بہت خطرناک ثابت ہوا ہے اس سے بھی پانی مسموم ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں اس وقت پانچ ہزار سے زائد چھوٹے اور بڑے صنعتی ادارے ہیں جو پانی کو مستقل مسموم اور مضر صحت کرتے چلے آرہے ہیں۔

Central Board for Prevention & Control of Water Pollution کے مطابق بمبئی نگری میں صنعتی فضلے سے ۱۲ فی صد پانی مسموم ہوتا ہے جبکہ کلکتہ میں ۹۰ فی صد گندگی گھروں سے نکلتی ہے جو پانی کو پینے کے لائق نہیں رکھتی ہے۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوشنو گرافی کے ایک جائزہ کے مطابق بمبئی شہر میں ۲۰ لاکھ کیوبک میٹر گندگی کو ہر سال سمندر میں ڈال دیا جاتا ہے۔

اسی طرح سے قریب قریب سبھی شہروں کے پانی میں آلودگی پائی جا رہی ہے جس کی ایک وجہ آبادی کا بڑھنا بھی ہے بڑے بڑے شہروں میں بھی کبھی کبھی نل کا پانی آلودہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کالرا، یرقان، ٹائیفائڈ جیسی خطرناک بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ بلیچنگ پاؤڈر کو پانی کے صاف کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس کی زیادتی بھی پھیپھڑوں کی مختلف بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ کلوروفارم اور CCl_4 نل کے پانی کے ساتھ آنے پر کینسر پیدا کر سکتے ہیں۔ عام طور پر پانی میں Mg, Ca, Fe, Mn, Silica, Flouride, PO_4, NO_3, SO_4 اور Chloride پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی کی بھی مقدار بڑھنے سے یہ تندرستی کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ کینسر کو جنم دے سکتے ہیں۔ Cd. گردوں کے لیے خطرناک ہے۔ Barium Carbonate دل کی بیماریوں کو بڑھاتا ہے۔ چاندی سے آلودہ پانی جگر اور پھیپھڑوں کو نقصان دیتا ہے۔ فلورائڈس کی پانی میں زیادتی دانتوں کو نقصان دیتی ہے۔ Mn جو کہ کنوئیں کی لال دوا میں موجود ہے کی زیادتی یادداشت کو کم کرتی ہے۔ ساتھ ہی آنکھوں کی بیماریوں کو پیدا کرتی ہے۔ مرکری یعنی پارے سے آلودہ پانی آنکھوں کی روشنی ختم کر دیتا ہے۔ ساتھ ہی سننے کی قوت پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔

اتر پردیش میں پینے کا پانی زیادہ تر گنگا جمنا، گومتی، گھاگھرا، بیتوا کن اور نینی تال لیک سے حاصل کرتے ہیں قریب قریب ان سبھی ندیوں اور تالابوں کا پانی کسی نہ کسی طرح آلودہ ہو چکا ہے۔

چمڑہ، بارود، سوتی کپڑوں کی صنعتوں اور دیگر صنعتوں سے پیدا شدہ آلودگیاں کانپور میں گنگا کے پانی کو آلودہ کر رہی ہیں اور پانی کو پینے کے لائق نہیں چھوڑتیں اس میں زیادہ تر Organic اور Inorganic کمپاؤنڈز موجود ہیں۔ اسی طرح سے دہلی کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ دہلی نواسی اپنی روزمرہ کی مصروفیات میں ۱۲ لاکھ کلو لیٹر پانی کا استعمال کرتے ہیں اور روزانہ تقریباً ۹٫۶ لاکھ کلو لیٹر آلودہ پانی بہا دیا جاتا ہے۔ اس کا صرف پچاس فی صد پانی صاف ہو پاتا ہے باقی پچاس فی صد آلودہ پانی جمنا ندی میں بہا دیا جاتا ہے۔

کتنی تعجب کی بات ہے کہ گنگا جو کہ بیشتر ہندوستانیوں کی نظر میں ایک متبرک مقام رکھتی ہے وہ اپنے پرستاروں کی لاپرواہی سے آلودگی کا شکار ہو رہی ہے۔ حال ہی میں گنگا کے پانی کو صاف کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس کو صاف کرنے کے لیے بیرونی سائنسدانوں کی ضرورت ہوگی۔ ندی کو صاف کرنے کے لیے ۵ کروڑ روپے کا خرچ آئے گا۔ ایگزیکیوٹو کونسلر جناب پریم سنگھ کے مطابق انسداد آلودگی کے منصوبے کے لیے تقریباً ۲۰۰ کروڑ روپیوں کی ضرورت ہوگی۔

ہمارے وزیر اعظم جناب راجیو گاندھی اس اہم مسئلہ پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں اور وہ مسئلہ جو مستقبل میں لاکھوں انسانوں کی زندگی اور موت کا سوال بن جاتا اس کی بروقت گرفت کرکے انسانیت کو خاص طور پر اپنے ہم وطنوں کی بے مثال خدمت کی ہے۔ ہم سب کا بھی یہ فرض ہے کہ ہم پانی کو آلودہ نہ ہونے دیں۔

مختصراً مستقبل قریب میں یہ امید کی جاتی ہے کہ آلودہ پانی کو زیادہ سے زیادہ مقدار میں صاف کیا جا سکے گا۔ جو کہ انسانی فلاح وبہبود کے لیے ناگزیر ہے۔

(رامپور سے نشر)

ڈاکٹر مشرف علی صدیقی
گیٹ سلامت خاں جیل روڈ۔ رامپور ۲۴۴۹۰۱

خواب افلاکی

گلشنِ جاں میں کلی کو خار ہوتے دیکھنا
خود کو اپنے آپ سے بیزار ہوتے دیکھنا۔
پیر صد سالہ سے سننا قصۂ آسودگی
اور اپنی زندگی دشوار ہوتے دیکھنا
آگہی کو دیکھنا محدود دِسر ہوتے ہوئے
وسعتوں کو دشت کی دیوار ہوتے دیکھنا
رکھنے والی ہے فشارِ دم سے نبض احتیاط
مجھ کو اب سرتا بہ پا انکار ہوتے دیکھنا
ہم پہ کیوں پابندیاں عائد ہیں کیسا قہر ہے
طائروں کو سرحدوں کے پار ہوتے دیکھنا
اتنی تحریریں ہیں وابستہ تو کیوں حیراں ہو خواب
پھر کسی تعمیر کو مسمار ہوتے دیکھنا۔

(رام پور سے)

ترکِ آرزو ہی تونگری ہے

جلیل بازید پوری

(منظر — رضوان احمد اسٹڈی روم میں ایک کرسی پر بیٹھ کر اخبار پڑھ رہا ہے۔ غزالہ (رضوان احمد کی بیوی) دوسری کرسی پر بیٹھ کر کتاب پڑھ رہی ہے۔ شکیل (رضوان احمد کا دوست) ایک کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا ہے۔ پس منظر سے پڑوسی کے ایک بچہ کے پڑھنے کی آواز آرہی ہے)

شکیل : بھائی! میں تو آپ دونوں کی غوطہ زنی سے بور ہو چکا ہوں۔ بھئی یہ گھر ہے کوئی لائبریری نہیں اور پھر میں تو آیا تھا کہ آپ دونوں سے دل کھول کر باتیں کرونگا۔

غزالہ : شکیل بھائی ایک بات کہوں آپ اسے غوطہ زنی کہہ لیجئے یا کچھ اور میں اگر کتابیں نہ پڑھوں تو گفتگو میں پھیکا پن محسوس کرتی ہوں۔

رضوان : ڈارلنگ! مگر آپ کے اس نشہ سے چولہا چکی میں جو بدمزگی آجائے گی اس کے بارے میں کبھی آپ نے سوچا ہے؟

غزالہ : کتاب میری روح کی پیاس بجھاتی ہے اور چولہا چکی تو ہم عورتوں کا کھلونا ہے، بڑھاپا تک کھیلتے رہیں گے۔ ویسے بڑھاپا آنے سے قبل میں آپ لوگوں کو چائے پلانے کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔

شکیل : کیوں بھائی آج کل آپ کو چائے پلانے کے بارے میں بھی سوچنے کی ضرورت پڑگئی ہے۔

غزالہ : شکیل بھائی حضرت علی کا قول ہے کہ ترکِ آرزو ہی تونگری ہے۔ اس دور میں ترکِ آرزو تو ناممکن ہے ہاں ضرورتوں کو کم کرنے کی کوشش ضرور کر رہی ہوں۔

رضوان : دیکھا شکیل میاں، اسے کہتے ہیں شوہر بیوی کی زندگی میں "ہم خیالی" کی گاڑی ہی کامیابی کی منزل تک لے جاتی ہے۔ یونانی دیومالا کی ایک کہانی ہے کہ اصل میں انسان کبھی عورت مرد دونوں سے مل کر بنا تھا پھر ایک ایسا زمانہ آیا کہ کسی دیوتا نے انسان کو دو جسموں میں بانٹ دیا اسی لیے یہ نصف حصہ جگ جگ ایک دوسرے کی تلاش میں رہتے ہیں اور جب کبھی اس شخص کے دو حصے الگ الگ آپس میں ملتے ہیں تو اپنے رشتہ پیار کا دونوں کو فوراً احساس ہو جاتا ہے یہ احساس بڑا شدید اور لذت بخش ہوتا ہے یہی محبت کی برق پاشی یا پہلی نظر پر دونوں کی یکجائی ہے۔

غزالہ : (چٹکی لیتے ہوئے) یونانی دیومالا کی اس کہانی کا حقیقت سے کیا واسطہ؟ شکیل بھائی! آپ کب ایک روح دو جسم بن رہے ہیں۔

شکیل : لوگ ایک ہانڈی بھی ٹھوک بجا کر خریدتے ہیں۔ بیوی تو زندگی کی گاڑی کا ایک پہیہ ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ گاڑی ایک پہیہ سے نہیں چلتی۔ میں بھی نصف حصے کی تلاش میں ہوں جس دن وہ جدا کیا ہوا آدھا حصہ مل گیا شادی کر لوں گا۔

رضوان : اس حصہ کی تلاش آج سے شروع کر دیجئے اور پھر دونوں کر زندگی کے ایک ایک لمحہ کو گنّے کی مانند چوسئے مزہ تو اس میں ہے کہ جب تک جیئو ذہنی زندگی جیئو اور پیار والی زندگی جیئو۔

غزالہ : خلوص، پیار کوئی بھاجی، مولی، پھل، پھول یا لوہے کی بنی ہوئی زنجیر تو نہیں ہے جسے آپ بازار دکان یا ہوٹل میں خریدیں گے کہیں غالب کے اس مصرعہ پر آپ عمل تو نہیں کر رہے ہیں ؎

"لے آئیں گے بازار سے جاکر دل و جاں اور"

رضوان : میں نے مانا کہ پیار بقول آپ کے کوئی بھاجی، مولی، پھل پھول یا لوہے کی بنی ہوئی زنجیر نہیں ہے اور نہ اسے دکان، بازار یا ہوٹل سے خریدا جا سکتا ہے۔ مگر یہ تو اپنی اپنی قسمت ہے مجھے تو پیار بازار، ہوٹل اور دکان سے ملا ہے میں نے اس کی کوئی قیمت بھی نہیں چکائی ہے بس شرط یہی ہے کہ آدمی سر سے پاؤں تک پیار ہی پیار بن جائے۔

شکیل : قصہ بڑا دلچسپ ہے ذرا میں بھی تو سنوں۔

رضوان : میں اس اجنبی شہر بمبئی میں پہلی بار آیا تو میری جیب بالکل ویران تھی جسم پہ پاجامہ قمیص کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا لوگ "بھیّا" سمجھتے تھے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ میں کسی دکان کے قریب سودا خریدنے کے لیے کھڑا ہی ہوا کہ دکاندار کی آواز کانوں میں گونجی — "معاف کرنا بھائی" جس رشتہ دار کے تعاون سے میں آیا وہ بھی مجھے ایک نوکر کے سوا کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ ایک مراٹھی بڑھیا نے سڑک کے کنارے لیموں، مرچ اور دھنیا کی دکان لگا رکھی تھی جب میں اس کے پاس جاتا وہ مجھ سے کہتی "بیٹا! چائے پی لے" میں کہتا نہیں ماں جی میں چائے نہیں پیتا۔

شکیل : واقعی رضوان بھائی! پیار دکان، بازار اور ہوٹل ہر جگہ ملتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ انسان پیارا ہو آپ جیسا۔

غزالہ : اب وہ آپ کی ماں جی کہاں ہیں —؟

رضوان : جب ایک بار وطن سے لوٹا تو لیمو خریدنے اس سڑک کے کنارے گیا جہاں دوسری کم عمر عورت بیٹھی ہوئی تھی میں نے پوچھا ماں جی کہاں ہے وہ کہنے لگی "وہ تو مر گئی" میرے آنسو نکل پڑے اور میں دس منٹ تک ٹکٹکی باندھ کر اس جگہ پر کھڑا دیکھتا رہا مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ماں جی کہہ رہی ہوں "بیٹا آج تو چائے پی لے"!۔

غزالہ : چلئے ماں جی کی یاد میں آپ دونوں کو چائے پلاتی ہوں۔

(غزالہ اٹھ کر باورچی خانہ جاتی ہے — چائے کی پیالیوں میں چمچوں کی آواز)

شکیل : بھابی! پیالیوں اور چمچوں کی آوازیں ہی سناتی رہیں گی یا چائے بھی پلائیں گی آپ۔

رضوان : ہاں بیگم! ہم لوگ جلد سے جلد چائے پینے کے موڈ میں ہیں ورنہ میری ماں کی آتما کو تکلیف پہنچے گی۔

غزالہ : لیجئے چائے حاضر ہے ہونٹوں سے پیالیوں کو لگائیے اور اپنی ماں کو یاد کیجئے۔ شکیل میاں آپ نہیں آپ اپنی ہونے والی بیوی کو یاد کیجئے۔

(رضوان اور غزالہ دونوں قہقہے لگاتے ہیں)

شکیل : لگا لیجئے خوب قہقہے لگا لیجئے۔

غزالہ : آج آپ کا موڈ خراب کیوں ہے۔

شکیل : ارے بھئی آپ بھی رضوان بھائی کی طرح بدھو کی بدھو رہ گئیں۔ میرا موڈ خراب کیوں ہونے لگا۔

رضوان : میں بمبئی میں بائیس سال سے ہوں، میں بدھو اور میری بیوی بدھو اور تم آج آئے اور اپنے آپ کو عقلمند سمجھنے لگے۔

غزالہ : چائے پیجئے ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی اور آپ کی ماں جی کی آتما کو تکلیف پہنچے گی۔

شکیل : آپ کے شوہر تو بڑے کام کے آدمی ہیں انہیں خلوص اور پیار بھی مفت میں ملتا ہے وہ بھی بمبئی جیسے شہر کی دکانوں، بازاروں اور ہوٹلوں میں۔

رضوان : آدمی اگر واقعی آدمی ہے اور اپنے پاس

ایک مچلتی ہوئی روح، تڑپتا ہوا دل رکھتا ہے تو اسے ہر جگہ خلوص اور پیار ملے گا وہ بھی مفت بمبئی کے چھوٹے ہوٹلوں کو لوگ بھٹیار خانہ کہتے ہیں، ایک بار میں چور بازار کے ایک بھٹیار خانے میں کھانا کھا رہا تھا میرے پاس ایک اٹھنی تھی اس اٹھنی میں دال کی گنجائش نہیں تھی میں نے دو روٹیاں سبزی اور منگوائی پھر زندہ چاول، زندہ صرف چاول اور مار کر تھوڑی سی دال کے ساتھ — میں نے چاول بھی منگوایا ایک حکیم صاحب وہیں میرے سامنے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے انھوں نے بیرا سے کہا "ان کیلئے دال لاؤ" اور دال کے پیسے انھوں نے دیئے۔

غزالہ : یہ کب کی بات ہے ؟

رضوان : بیس سال قبل کی بات ہے۔ آج کے دور میں اخلاق، خلوص کون دیکھتا ہے۔

شکیل : ہاں بھابی، ورنہ شاید آپ کے گھر والے ان سے آپ کا رشتہ ہی نہیں کرتے۔

غزالہ : لیکن مجھے آپ کے دل کا پتہ ہوتا تو آپ کے سامنے کھڑی ہونے والی ساری دیواروں کو ڈھا دیتی۔

شکیل : کیوں پیار کی شادی کا آپ بھی قائل ہیں۔

غزالہ : ہاں — لیکن جس پیار میں پاکیزگی ہو، ذات پات اور نوٹوں کے ترازو پر تولا جائے۔

شکیل : رضوان بھائی، آپ کی کہانی تو بڑی دلچسپ ہے یہ تو بتایئے کہ بمبئی میں آپ کو بھوکوں بھی مرنا پڑا ہے اور بھوکوں مر کر بھی آپ نے خلوص اور پیار کی دولت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

رضوان : چھ ماہ تک چار بجے شام کو صرف ایک ہی وقت کھانا کھاتا رہا ہوں، اور ایک بار تو ایسا ہوا کہ میری جیب میں صرف چونی تھی، بمبئی میں آج بھی سب سے سستا ناشتہ اوسل اور پاؤ ہے۔ میں نے اوسل پاؤ کھالیا چوبیس گھنٹے گزر گئے کچھ کھانے کو نہیں ملا، ڈرتے ڈرتے پان کی دکان کے مالک سے دس روپے ایڈوانس مانگے میں اس کے لڑکے کو ٹیوشن پڑھا رہا تھا، اس نے دس روپے دیئے تو میں بھرپیٹ کھانا کھا سکا۔

شکیل : اب تو آپ کے ساتھ ایسی نوبت نہیں آتی ہوگی۔

غزالہ : کبھی کبھی آج بھی ویسی نوبت آتی ہے۔

رضوان : ایسی نوبت آنے کی وجہ صرف ایک ہے، میری ایک بُری عادت ہے منہ پھٹ ہوں، اور صاف گو ہوں۔ میں باوقار زندگی کا قائل ہوں چاہے جیب خالی کیوں نہ ہو۔

شکیل : ظاہر ہے صاف گوئی آج کے دور کا مزاج اور روش نہیں۔

غزالہ : شکیل بھائی یہ تو بتایئے کہ آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں۔ میں آپ کا وعدہ پورا کرنے سے آج بھی قاصر ہوں۔

رضوان : کیوں خیریت تو ہے، کیسا وعدہ ؟

شکیل : بھابی کو میں جانتا ہوں وعدہ ضرور پورا کریں گی۔ سردست یہی کیا کم ہے کہ وعدہ کی خوشبو سونگھنے کو مل رہی ہے۔

غزالہ : شکیل صاحب آپ تو مجھے شرمندہ کر رہے ہیں اس دور میں صرف وعدے کی خوشبو سونگھ کر آپ کس طرح زندہ رہیں گے ؟

رضوان : ڈارلنگ آپ بھی کمال کرتی ہیں، کیسا دور، ابھی تو میں کیسے کیسے نیچے قصے سنا چکا ہوں، کیا یہ دور کوئی شیر ببر ہے جو ہمیں نگل جائے گا۔

شکیل : دور جیسا بھی آئے سمجھوتہ تو کرنا ہی پڑے گا۔

غزالہ : اچھا ہوا جو آپ نے سمجھوتے کی بات کی، آپ اپنی ہونے والی بیوی سے کب سمجھوتہ کر رہے ہیں ؟

شکیل : مذاق چھوڑیئے۔

رضوان : آپ مذاق کہہ کر ٹالئے نہیں میں دعوت اڑانے کی تیاری کر رہا ہوں۔

شکیل : چلئے آج ہی چلئے میں آپ دونوں کو بھٹیار خانہ میں کھانا کھلاؤں گا۔

غزالہ : کیا کہا، بھٹیار خانہ میں، اسی بھٹیار خانہ میں جہاں حکیم صاحب نے انھیں، دال کھلائی تھی۔

رضوان : اب نہ وہ بھٹیار خانہ رہا اور نہ حکیم صاحب رہے، صرف میں رہ گیا ہوں اور واقعات جس نے میرے ذہن کو گرفت میں لے رکھا ہے۔

غزالہ : شکیل بھائی ! آپ شادی کریں تو کھانے پینے کا ایک بہانہ مل جائے گا۔

رضوان : لیکن جناب دو یا تین بس کا خیال رکھئے گا۔

شکیل : بھابی ! اس موضوع پر پھر کبھی گفتگو کروں گا میرا وعدہ کا کیا ہوا ؟

غزالہ : مسائل کی ان گنت گدھیں سر پر منڈلا رہی تھیں اس لیے اس ہفتہ آپ کا وعدہ پورا نہ کر سکوں گی۔

شکیل : ضروریات تو ہمیشہ منہ کھولے کھڑی رہیں گی، آپ پہیلیاں کیوں بجھا رہی ہیں۔

رضوان : ہاں بھئی، ورا کھل کر کہئے نفسیاتی گرہیں کھولنے میں بھی تو سنوں۔

غزالہ : جناب وہ وعدہ وعدہ ہی کیسا جو فوراً پورا ہو جائے مزہ تو اس کے انتظار میں ہے۔ انتظار کے بعد پورا ہونے میں ہے۔ آپ ایسا کیجئے ایک ہفتہ اور میرے کئے ہوئے وعدے کو تھپتھپا کر سلا دیجئے۔

رضوان : واہ ڈارلنگ واہ ! آپ نے تو شکیل میاں کی اکلوتی خواہش کا گلا ہی گھونٹ دیا۔

شکیل : لفظ خواہش پر مجھے غالب مرحوم کے ایک شعر کا مصرعہ یاد آگیا ہے۔ کہئے تو مصرعہ سنا کر آپ لوگوں کے جمالیاتی ذوق کو گدگدا دوں۔

رضوان : ضرور گدگدایئے۔ اب جمالیاتی ذوق کے سوا میرے پاس رہ ہی کیا گیا ہے۔

غزالہ : ہاں تو وہ کون سا مصرعہ ہے ذرا میں بھی سنوں۔

شکیل : وہ مصرعہ مصرعہ نہیں، ہماری خواہشیں ہیں — آپ کی خواہشیں ہیں، اور ہم سب کی خواہشیں ہیں "ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے"

رضوان : واہ واہ کیا مصرعہ ہے آج کی زندگی ہے۔ آج لوگوں نے غیر ضروری مسائل بڑھا لیے ہیں، آرزوئیں کی اونچی اونچی پہاڑیوں پر کھڑے ہیں۔

غزالہ : آپ کی تو ایک ہی خواہش ہے۔

شکیل : آپ کے ہاتھ کا کاڑھا ہوا پھول میرے بستر کی چادر پر ہو۔

رضوان : جس کی خوشبو آپ میری غیر موجودگی میں سونگھتے رہیں —

غزالہ : کیوں آپ کی موجودگی میں کیوں نہیں ؟

شکیل : آپ لوگ بڑے کم سواد ہیں جو مجھے مصنوعی خوشبو سونگھنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ گارڈن کا راجہ ہوں، مجگاؤں گارڈن اور رانی باغ ہی تو میرا گھونسلہ ہے۔ جہاں چار گھنٹے اپنے آپ سے بھاگ جاتا ہوں۔

رضوان : مبارک ہو۔ مشغلہ بڑا پیارا ہے۔

شکیل : آپ کیوں نہیں اس مشغلہ کو اپنا لیتے ہیں۔

رضوان : میرے سامنے جال جو ہے۔

شکیل : سُنا بھابی ! انھوں نے آپ کو جال سے تشبیہ دی ہے۔

غزالہ : انھوں نے ٹھیک ہی کہا ہے گھر گرہستی بھی ایک جال ہے اور یہ جال نہ ہو تو جینا مشکل ہو جائے انسان اس جال کے بغیر زندگی سے اور موت سے بور ہو جائے۔

رضوان : آپ دونوں کیسی باتیں کر رہے ہیں، ایسی بات کیجئے جس میں زندگی ہو۔

شکیل : زندگی تو تنگ ہے، زندگی کی کیا بات کروں جتنی چادر ہے اتنا پاؤں پھیلانے کے بعد بھی زندگی تنگ محسوس ہوتی ہے۔

غزالہ : سماجی ذمہ داریاں نبھائے بغیر زندگی کی تنگی کا سہارا لے کر سماجی جیل سے آپ بھاگ رہے ہیں۔ زندگی سے اس قدر آپ خائف کیوں ہیں۔ زندگی کوئی ہمالیہ پہاڑ تو نہیں ہے۔

رضوان : زندگی رام کی بن باس ضرور ہے پھر بھی عوام سے رشتہ جوڑے بغیر چارہ نہیں، فرد سماج کے بغیر اور سماج فرد کے بغیر نامکمل ہے۔ اقبال نے کہا ہے —

موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

شکیل : ہاں یہ تو سچ ہے کہ ایک دوسرے کی دردمندی میں شریک ہوئے بغیر زندگی کا کوئی ذائقہ نہیں محسوس کر سکتے سماجی رشتے ہوں یا خونی رشتے خلوص کے بغیر سارے رشتے پھیکے ہیں۔

رضوان : میرے منہ سے یہ بات اچھی تو نہیں لگتی ہے

لیکن جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے بناوٹ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہر طرف دکھاوا ہی دکھاوا ہے۔ گرچہ میں نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور اس کی پینترے بازی سے بھی واقف ہوں اور دوستوں نے ساتھ بھی دیا ہے۔

شکیل : بعض فلموں کے مناظر میں پس منظر نگار فلم بین طبقہ کو بہلاتا ہے میں نے تو یہی محسوس کیا ہے کہ زندگی بھی اسی طرح بہلاتی رہی ہے۔

غزالہ : میں کوئی پس منظر نگار تھوڑے ہی ہوں میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ زندگی بھی ایک سسپنس کہانی ہے۔ آج نہیں تو کل سسپنس کھل کر رہے گا۔

رضوان : آج باتیں تو بہت زیادہ فلسفیانہ انداز میں آپ کر رہی ہیں، خیریت تو ہے ؟

غزالہ : مجھے بھی اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی عادت نہیں ہے پھر بھی پڑوس کی ایک المیہ کہانی سنا رہی ہوں کیونکہ اس کہانی سے شکیل بھائی آپ کے وعدے کا کچھ حد تک تعلق ہے۔

شکیل : وہ کیسے بھابی ؟

غزالہ : میرے پڑوس میں ایک موچی رہتا ہے وہ کمبخت کماتا تو کچھ بھی نہیں، دن رات نشے میں دھت رہتا ہے جبکہ اس کے گھر میں کبھی کبھی چولھا بھی نہیں جلتا ہے۔

رضوان : یہ ہم ہندوستانیوں کے لیے کونسی نئی بات ہے۔ چولھا جلے یا نہ جلے شراب کا چولھا تو جل رہا ہے۔ لیکن بیگم ! شکیل میاں کو کوئی جوتے چپل بنانے کی تھوڑے ہی جلدی ہے۔ موچی سے، اسکی کمائی سے اور اس کے نشہ سے بھلا وعدہ اور چادر کا کیا رشتہ ہے ؟

شکیل : ہاں بھابی یہ بات میری سمجھ سے بھی باہر ہے۔

غزالہ : آپ لوگ ذرا ذہن کو تھکائیے۔ بیچ میں ٹوک کر میرا موڈ خراب نہ کیجئے۔

رضوان : نفسیاتی گرہیں کھول رہی ہیں آپ یا موچی کی سماجی زندگی کا جائزہ لے رہی ہیں۔

غزالہ : ہمارا پڑوسی کوئی بھوکا سو جائے اور میں کھانا کھالوں یہ مجھ سے نہیں ہوگا اسلئے کہ ہم انسان ہیں۔

شکیل : اور انسان کے پاس جذبات اور احساسات ہوتے ہیں۔

رضوان : شاید آپ اسی لیے موچی کے بارے میں اسکے کردار کے بارے میں اور اُس کی کمائی کے بارے میں سوچ رہی ہیں۔

غزالہ : میں بھلا اس بے چارے کے بارے میں کیا سوچوں گی، آدمی آج اپنے جامے میں تنگ ہے پھر بھی سماجی ذمہ داریاں پورا کرنے پر ہم سب مجبور ہیں چاہے فاضل ہو یا نہ ہو۔ اس دن موچی کی بیوی روتی ہوئی آئی کہ کل رات تمام بچے بھوکے سو گئے باپ نشے میں دھت تھا، ایسی صورت میں کیا کرتی

اب تو غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

شکیل : بات سمجھ میں آگئی، بھوک کی اہمیت چادر سے کہیں زیادہ ہے۔

رضوان : کوئی بات نہیں چادر آپ کو آئندہ ہفتہ مل جائے گی۔ آنسو پونچھنے والی بات سے میں خوش ہوں۔

شکیل : واقعی بھابی اگر ہر عورت بھابی بن جائے تو یہ دنیا جنت بن جائے گی۔

غزالہ : ہر عورت اگر آپ کی بھابی بن گئی تو بیوی بننا کون پسند کرے گی۔ دونوں مل کر خوب بنا لیتے ہیں لیکن پھول کر کُپّا ہونے والی عورتوں میں سے میں نہیں ہوں۔

رضوان : ہاں شکیل صاحب کہ سے کم آپ کی بھابی میں یہ کمزوری نہیں ہے حالانکہ عورت کی سب سے بڑی کمزوری اُس کی تعریف ہے۔

شکیل : کوئی کمزوری ہو یا نہ ہو، بات بات پر آنسو بہانے کی کمزوری عورتوں میں ضرور ہے۔

رضوان : میاں تم نہیں جانتے ہو کنوارے ہو، شوہر کو نروس کرنے کا یہ ایک خوبصورت حربہ ہے۔

غزالہ : یہ کیا بے سر و پا باتیں کیے جا رہے ہیں آپ لوگ میں ہیر پھیر نہیں جانتی نہ کوئی حربہ استعمال کرنے کا گُر جانتی ہوں، دل کو تکلیف پہنچی آنسو نکل پڑے آپ اسے حربہ سمجھ لیں یا کمزوری اُس سے میری صحت پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں ہے۔

رضوان : یہ ساری باتیں ریشمی ساڑی کا سہارا لے کر تو آپ مجھے نہیں سنا رہی ہیں، نپی تلی آمدنی نہ ہوتی تو ایک کیا درجنوں ساڑیاں آجاتیں۔

شکیل : کبھی کبھی مجھے بھی دوستوں کے ساتھ ساڑیاں خریدنے کا اتفاق ہوا ہے۔ آپ کسی بھی دکان پر جائیے دام پوچھتے ہاتھ جل جائیں گے۔

رضوان : اب آپ ہی بتائیے میرے ہاتھ اگر دام پوچھ کر جل گئے تو اس میں میرا قصور کیا ہے۔ ایسی حالت میں انسان جئے تو کیسے جئے وہ بھی متوسط طبقہ اور بمبئی جیسے شہر میں جہاں پانی بھی دس پیسے گلاس بکتا ہے۔

شکیل : پانی کی بات کر رہے ہیں کالبا دیوی جو ایشیا کی گنجان ترین آبادی ہے وہاں مٹی تک بکتی ہے عورتیں سڑک کے کنارے مٹی بھری ٹوکریاں لے کر بیٹھتی ہیں۔

رضوان : کئی بار سوچا کہ اس پر اپنی اکلوتی بیوی کی اکلوتی خواہش پورا کر دوں گا لیکن قیمت آسمان کو چھو رہی تھی۔

غزالہ : اس پر بھی لوگ بمبئی ہی میں مرتے ہیں، کیا ادب کی خدمت کہیں اور رہ کر نہیں کی جاسکتی ہے لیکن فلمی دنیا کی چکا چوند سے کون بچ پایا ہے۔ لوگ یہاں اسکرپٹ رائٹر بننے آتے ہیں۔

شکیل : دھاراوی دنیا کا سب سے گندہ علاقہ ہے وہاں کے لوگ کہاں فلمی چکر والے ہیں پھر بھی گندگی

میں سانس لینے کے لیے مجبور ہیں۔

غزالہ : ابھی آپ اکیلے ہیں شادی ہوگی تو دال آٹے کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔

رضوان : اور جب بچے ہوں گے تو دودھ کی قیمت کا بھی اندازہ ہو جائے گا۔

شکیل : خدا کے لیے آپ لوگ مجھے بیوی اور بچوں سے دور ہی رکھئے اکیلا ہی اچھا ہوں ورنہ مجھے بھی۔ قبر بہتر ہے تنگ دستی سے پڑھنا ہوگا۔

رضوان : مزہ آگیا، کیا شعر ہے موزونیت کے لحاظ سے ہم میاں بیوی کا بھی یہی حال ہے کیا کریں جینا جو ہے۔

غزالہ : جب تب موت نہیں آتی زندگی پیچھا نہیں چھوڑے گی اور جب زندگی پیچھا چھوڑ دے گی تو موت پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ بقول ذوق :

مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

شکیل : واہ بھابی واہ ! کیا فلسفہ حیات اور رومانیت ہے کیا شاعرانہ انداز ہے۔ غالب نے بھی تو کہا ہے

موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

رضوان : آپ تو بمبئی کل آئے ہیں میں نے بیس سال سے اسی شہر کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے اور تکیہ بھی لیکن آج تک اپنے آپ پر بھی تکیہ نہیں کر سکا۔ حضور ایک مکان نہیں لے سکا، دوست کے فلیٹ میں رہتا ہوں اور زندگی کے ہر الجھے دھاگے کو سلجھانے کے چکر میں زندگی سے دور ہوتا جا رہا ہوں۔

شکیل : اسی لیے تو کہتا ہوں کہ چلئے کبھی کبھی اپنے آپ کو دھوکہ بھی دے دیں۔

غزالہ : کہاں چل کر اپنے آپ کو دھوکہ دیں گے کیا اس گھر میں رہ کر خود کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

رضوان : نہیں۔ شکیل میاں کا اشارہ پکچر ہوٹل اور پکنک کی طرف ہے۔

غزالہ : زندگی بھی ایک حقیقت ہے دھوکہ بھی ایک حقیقت ہے ہم دونوں سے کب تک بھاگتے رہیں گے۔

شکیل : خیر ابھی جانے دیجئے جب کبھی بھی اپنے آپ کو دھوکہ دینے کا آپ کا جی چاہے مجھ یتیم کو یاد کر لیجئے گا کم سے کم آپ دونوں کے صدقے میں میں بھی فلم دیکھ لوں گا، کھانا کھا لوں گا اور پکنک منا لوں گا۔

رضوان : میں کبھی اپنی ایک منہ بولی ماتا جی کے ساتھ فلیٹ میں رہا کرتا تھا جن کا نام پورن دیوی بھلہ تھا وہ ایک صحافی کی بیوی تھیں ۔۔ رات کو پتلون اور بش شرٹ دھونا پڑتا کیونکہ میرے پاس اکلوتی پینٹ اور اکلوتی بش شرٹ تھی۔ صبح بھیگی سی پینٹ اور بھیگی سی بش شرٹ پہن کر جد و جہد کرتا، ماتا جی فرماتیں" اپنی ضرورتوں کو کم کر دے بیٹا مگر کسی

کے سامنے ہاتھ پھیلانا بھیک سے بھی بدتر ہے۔

شکیل : عربی کا ایک قول ہے عورت کا شوہر اور مرد کا شوہر قرض۔ ماتاجی بجا فرماتی تھیں۔

غزالہ : حضرت لقمان نے بھی اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی اے بیٹے تو کسی سے قرض نہ لے یہ دن کی ذلت اور رات کی خفت ہے۔

رضوان : لیکن میرے سامنے ابراہم لنکن، لارڈ بائرن، والٹر اسکاٹ، اولیور گولڈ اسمتھ، پریم چند، غالب، رفیع احمد قدوائی اور مولانا آزاد کی روحیں بھی شرمندہ ہیں۔

شکیل : بقول غالب، قرض کی پیتے تھے مے اور سمجھتے تھے رنگ لائے گی فاقہ مستی ایک دن۔

رضوان : لیکن جناب میں قرض کی مے کہاں پیتا تھا قرض کا بوجھ اٹھاتا تھا اور قرض کی کتابیں خریدتا تھا — اپنے بیگانے سب کی آنکھوں کا کانٹا بن گیا لوگ گالیاں خطوط کی شکل میں بھیجتے تھے نیت صاف تھی مگر مجبور تھا اس لیے ذہنی کوفت سے بچنے کے لیے خطوط پڑھے بغیر پھاڑ دیتا یعنی گالیاں سنے بغیر بھاگ جاتا۔

غزالہ : گویا بقول غالب "گالیاں کھا کے بھی بے مزہ نہ ہوا"

رضوان : خدا نے مجھے ایسے ایسے دوست دیئے ہیں جن کے سامنے لذیذ سے لذیذ دسترخوان بھی پھیکا ہے دسترخوان تو وقتی طور سے بھوک مٹاتا ہے لذت بخشتا ہے لیکن میرے دوست میرے دائمی دسترخوان ہیں —

شکیل : اچھا میں چلوں۔

رضوان : پھر کب آپ آ رہے ہیں۔

شکیل : جب بھابی بلائیں گی یعنی جب چادر آ جائے گی۔

غزالہ : کیوں جناب میرے خلوص اور میری بھائی چارگی کو آپ کی چادر کھا گئی۔

رضوان : بھائی چارگی کو نہیں، بہن چارگی اور بھابی چارگی کو۔

شکیل : نہیں بھابی ایسی بات نہیں ہے، آنے کا کوئی بہانہ تو چاہیے۔ اچھا اب اجازت دیجئے یارِ زندہ صحبت باقی۔ آپ دونوں کے پیار کی خوشبو سونگھنے کے لیے پھر حاضر ہوں گا کیونکہ پیار ہی زندگی ہے اور زندگی ہی پیار ہے۔

غزالہ : اور چادر (سب ہنس کر قہقہے لگاتے ہیں)

(آکاشوانی بمبئی سے نشر)

> **تصحیح نامہ**
>
> [illegible]

پرائی

جوگندر پال

نی نی کڈھیریئے، میری اور کوئی نہیں سنتا، پر تو تو سن لے۔ تو بڑی کسمت والا ہے نی۔ تیری تراں بجو اپنی ہی جمین میں دھنس کر بیٹھا ہو وے، اسے اور کیا چاہیئے؟ اسے کوئی پھوڑ سے گا تو جمین کا کلیجا بھی پھوٹ سے گا نی۔ ایسی موت بڑے بھاگ والوں کو ملتی ہے کے اونوں کے ہوتے سوتے بھی اونوں کے ساتھ چلنے پر تیار ہو جائیں — ہاں، ساتھ تو کوئی نیں جاتا، پھر بھی موت کرنے والے جنازے کے پیچھے پیچھے ایسے لگتے ہیں جیسے آکاش تک ساتھ ہی جائیں گے۔

نیں ڈھیریئے، میرا ایدھر کون ہے؟ — میرا کھاوند؟ — نیں نی، اوس جالم کو تو میں دکھتی ہی نیں — نیں اندھا ہوتا تو اور سب کچھ اسے کیوں دکھتا! اسے ساری دنیا دکھتی ہے، اک میں ہی اسے نجر نیں آتی۔ کوئی کھیالاں میں ہووے، تو بند اکھیوں سے بھی جوں کا توں نجر آتا رہتا ہے — نیں نی، مجھ میں کوئی کھوبی ہووے، تو کسی کو نجر آؤں؟ میں اپنے کھاوند کے سامنے ہی کھڑی ہوتی ہوں پر وہ میری ترپھ دیکھے بگیر گجر جاتا ہے۔ سر پھیر میں ہی دیکھتی رہ جاتی ہوں۔ کل پرسوں وہ چلتے چلتے مجھ سے ٹکرا گیا، پھر بھی ویسے ہی گجر گیا۔ اسے پتہ بھی نہ چلا کے وہ ٹکرا گیا ہے — ہاں ٹکرائی تو سر پھیر میں تھی۔ کیا پھائدہ؟ — کیا پتہ، میں اپنی بجائے اپنا کوئی وہم ہوں؟ کیا پتہ، میں کوئی ہوں ہی نہیں اور کھامکھا ہوتی پھرتی ہوں — ہاں، ڈھیریئے، میرا نرک بھی یہی ہے میں کھامکھا ہوتی پھرتی ہوں۔

ڈھیریئے! — نی ڈھیریئے! اک تو ہی میری محرم ہے۔ کان منہ لپیٹ کے کیوں پڑی ہے؟ جرا سا کھول کر میری باتاں سن لے گی تو مجھے چین آ جائے گا — پاگل؟ — ہاں، میں پاگل تو ہوں ہی۔ جس کا کوئی اپنا ہو اسے ہوش سنبھال کے کیا کرنا ہے — جب میں نئی نئی سسرال آئی تھی تو اپنے ہوش گہنوں کے بکسے میں سنبھال کر لائی تھی — ہاں، بکسا چھوٹا سا تھا پر ہوش اور گہنے بھی تو اتنے ہی تھے۔ میں نے سوچا تھا اپنے ہی گھر جا رہی ہوں۔ میرے ہوش اور گہنے دونوں اپنے آپ ہی آپ بڑھتے جائیں گے۔ میں اتنا بڑا بکسا بنوا لوں گی کے کوئی اسے اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ سکے۔ اپنے گھر پہنچ گئی سو پہنچ گئی۔ مجھے اب کوئی بھٹکنا تھوڑا ہی ہے۔ مجھے کیا مالوم تھا میرے گھر کی دیواریں ہوں گی نہ دروازے اور میں باہر ہی باہر پڑی رہ جاؤں گی۔ تو ہی بتا ڈھیریئے، میں ایدھر ہوش سنبھالوں یا اپنا آپ؟

میرے سسرال والے کہتے ہیں مجھ جیسی گنوار اور ان پڑھ اورت ان کے گھر میں کیسے رچ بس سکتی ہے۔ اوروں کو چھوڑ، ڈھیریئے، میرا کھاوند تو ایسا نہ کہے۔ اپنے بدن کا کوئی انگ کھراب ہو دے تو سمجھدار آدمی اوس کی مرہم پٹی کر کے اسے ہیج سہج ٹھیک کر لیتا ہے، پر مجھے تو مور کھ نے کاٹ کے کوڑے میں پھینک دیا۔ مجھے یہی پھکر لگی رہتی ہے کے میرے بگیر لولا لنگڑا ہو کے جیون کیسے بتائے گا۔ جرا گور کر کے بتا میں کوئی گلت بات کر رہی ہوں؟ — نیں، تو تو سانس بھی اپنے اندر ہی اندر لیتی ہے۔ تو باہر والوں کی باتوں پر کیا گور کرے گی؟ گور تو اب مجھے آپ ہی کرنا پڑے گا — ہائے، میرا طرفدار باپو بھی میرے ویروں کی تراں دس جماتاں پاس کروا دیتا۔ پھر میں سارا گور کھندا آپ ہی کر لیتی — دس نہ سہی، آٹھ جماتوں کا سکول تو اپنے گاؤں میں ہی تھا میں رامائن مہابھارت پڑھنے کے کابل ہو جاتی تو میرے سسرال والوں کی سمجھ آپ ہی ٹھکانے آ جاتی۔ وہ میرے پھوہڑپنے کا دوش مجھ پر ڈالتے ہیں، میں کس پر ڈالوں؟ ان دنوں کون اپنی بیٹیوں کو سکول بھیجا کرتا تھا! میں نے کئی بار جد بھی کی، باپو! ماں! میں بھی اپنے ویروں کی تراں سکول جاؤں گی — باپو تو میری جد کو ہنس کر ٹال جاتا — میری بڑی سے بڑی گلتی کو بھی وہ ہمیشاں ہنس کر ٹال جاتا پر ماں میری مجھے بہت جھڑکا کرتی — نی کمساں نوں کھانیئے، کوٹھے کا کوٹھا نکل آئی ہے، اکل ابھی چھوٹی ہی ہیں — اکل کو کیا پڑی تھی کہ وہ مجھے ڈھونڈتی پھرتی۔ وہ تو گاؤں کے سناتن دھرم سکول میں بڑا جما کرتی تھی۔ جو بچہ اودھر پہنچ جاتا وہ اس کی ترپھ بڑھ کے اسے چھو لیتی اور اس کے چھوتے ہی بچہ ایک ہی وکھت ہندی اور انگریجی بولنے لگتا — سی اے ٹی کیٹ، کیٹ مانے بلی — ہاہاہا — نیں نی مجھے انگریجی کہاں آتی ہے! یہ تو میں نے اپنے ویروں سے سن سن کر سیکھ لیا —

ہم اوپر نیچے کے تین بھائی بہن تھے ڈھیریئے، میرا بڑا ویر، میں اور میرا چھوٹا ویر۔ میرے دونوں ویر پھٹ

پھٹ انگریجی بولا کرتے تھے — سی اے ٹی کیٹ، کیٹ مانے بلی — میں انوں کو چڑانے کو کہتی، نیں چوہا — نیں بلی — چوہا — نی کھسماں نوں کھانیئے، ویروں کو پڑھنے کیوں نیں دیتی؟ — ایدھر آ، میرے ساتھ بیٹھ کے برتن مانجھ — ماں روج سویرے سکول کے وکھت میرے ویروں کے بستوں میں مکھن کا ایک پراٹھا ٹھونس دیتی اور انوں کی بلائیں لے لے کر انوں کو باپو کی طرف بڑھا دیتی۔ باپو انوں کو اپنے دائیں بائیں انگلی تھما کر سکول کے ادھے راستے تک چھوڑنے کے لیے نکل پڑتا اور میں دروجے پر کھڑی انوں کو دیکھتی رہتی — ماں! ماں! میں بھی سکول جاؤں گی ماں! — نی کھسماں نوں کھانیئے تو سکول جائے گی تو گھر کا کام کون سیکھے گا؟ — تیرا باپو؟ — آ، ایدھر بیٹھ کے چاولاں سے کنکر چن — ساری جندگی میں جے ہی جتن کرتی رئی، کے کسی کے دانتوں میں کنکر نہ آجائیں۔ سسرال میں بھی ہمیشاں جے ہی کرتی آرئی ہوں، پر اب میری نجر بہوت کمجور پڑ گئی ہے۔ جب اپنی ترپھ سے چاولوں کو ساپھ کر لیتی ہوں تو پتہ چلتا ہے کے چاول تو میں نے پھینک دیئے ہیں اور کنکر تھالی میں جماں ہو گئے ہیں۔ بول ڈھیریئے، جے بھی بھلا کوئی جندگی ہے۔

ماں مجھے جھڑک جھڑک کر روہانسی سی ہو جاتی تھی — نی کھسماں نوں کھانیئے، تمہیں ہانڈی پکانی تو آتی نیں۔ اپنے گھر کس منہ سے جاؤ گی؟ — میرا جی چاہتا کے اپنی گردن کو اس کی ترپھ کھینچ کر جواب دوں، ایس منہ سے، ماں، پر میں شرما کر اس کے گلے میں اپنی باہیں ڈال دیتی، میں کدھر بھی نیں جاؤں گی ماں، سدا تمہارے سنگ رہوں گی ————

جب تمہاری ماں مر گئی تو تمہیں کون اپنے سنگ رکھے گا۔ کھسماں نوں کھانیئے؟ بیٹیاں تو پرایا دھن ہوتی ہیں۔

ہاں، ڈھیریئے، بیٹیاں نہ آپ اپنی ہوتی ہیں نہ اپنے ماں باپ کی۔ کن کان اگتی تو وہیں ہیں جدھر انوں کا بیج ہووے وہیں اپنی جگا پر لہرا لہرا کر وہ اونچی ہوتی جاتی ہیں، پھر جب وہ پک جاتی ہیں اور انوں میں سونا بھر جاتا ہے تو انوں کو ادھر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ پھر سونے کے ڈھیر جو بھی لے گیا سو لے گیا، ہمیں ماپیوں کے گھر سے اٹھوا لینے کے باد وہ ہمارے کو جان سے لگائے رکھے، چا پھینک دے، جے اس کی مرجی پہ ہے — ہماری مرجی؟ — نیں نی، بلکئے مرجی جانداروں کی ہوتی ہے، اور تیں تو چیجیں ہوتی ہیں — اری مورکھے، چیجوں کا متبل ہے، چیجیں، اور کیا؟ — لے تجھے سمجھاتی ہوں، جیسے مکھن سے لتھڑی ہوئی روٹی ہووے۔ اس کا ایک ہی لکمہ بنا کے چٹ کر جاؤ، ہجم ہو جاوے تو ٹھیک ہے نیں تو الٹی کر دو، کھتم بس — ہاں ڈھیریئے، میں اپنے کھاوند کی اگلی ہوئی کھوراک ہی تو ہوں — نیں، اس بے چارے کا بھی کیا دوش؟ میں اسی کابل ہی نیں۔ گنوار ہوں، ان پڑھ پھوہڑ ڈھیریئے! وہ کتنا پڑھا لکھا ہے، تمہارے ماں باپ نے اکھر کیا سوچ کر تمہیں پرائے گھر بھیج دیا تھا، اپنا نام تک تو لکھ نیں سکتی — اوس سے پوچھ ڈھیریئے، کیا وہ میرا لکھا ہوا نام پڑھ کے ہی مجھے پیار کر سکتا ہے؟ میں نہا دھو کر ہر وکھت اس کے سامنے ہاتھ باندھ کے کھڑی رہتی ہوں۔ وہ مجھے کیوں نیں پڑھتا؟ میرے ویروں نے تو دس ہی جماتاں پاس کیں، وہ تو انوں سے بھی بڑھ چڑھ کر پڑھا لکھا ہے۔ کالج پھیل ہے۔ اتنا بھی نہیں جانتا، آدم جات پوتھیوں سے سرل ہوتی ہے۔

ڈھیریئے، نی مٹی کی ڈھیریئے، اپنے بت میں سے نکل کے تو کدھر گئی ہوئی ہے۔ میری بیتا دھیان سے سن، نیں تو تجھے کھرچ کھرچ کر رولنا پھولنا شرو کر دوں گی — نی تو بھی گئی ہے تو بھی میری تراں اپنی رام کتھا سناتے سناتے ڈھیری ہو گئی تھی۔ نی میں بھی اب بندھنوں سے آجاد ہو جانا چاہتی ہوں — پر میرے کون سے بندھن ہیں؟ ماپے کب کے مر گئے۔ ویر دونوں لاٹ صاب بن گئے میری بھابیوں کی چاکری میں مست ہیں۔ ترموہیوں نے کبھی اتنا بھی نہیں پچھ بھیجا، جندہ ہو یا مر کھپ چکی ہو؟ بڑے پولس کے سپائی بنے پھرتے ہیں۔ کبھی آ کے میرے کھاوند کو جرا سا جھٹک ہی دیتے، کے ہماری بہنا کی کیا دشا بنا رکھی ہے — نی میرا کوئی ہے کون، جس واسطے میں اپنی کاٹھی کھڑی رکھوں؟ اب تو ڈھے کر میں بھی تیری تراں ڈھیری ہو جاؤں تو اچھا ہے۔ میرے کھاوند کو تو میرے عورت ہونے پر شک ہے — کہتا ہے اورت ہوتی تو ایک چوہا ہی جن کر دکھا دیتی — بس کبھی پیار کے دو بول ہی بول دے، پھر میں کرشن کنہیا نہ جن کر دکھاؤں تو میرا منہ کالا کر دے۔ تو ہی بتا، ڈھیریئے، رندی ہوئی راہ پر بھلا کیسر پھوٹتا ہے؟ میں بھی چاہتی ہوں، میرا مرد میرا نہ سہی، میرے کوئی بچہ ہی ہو جاتا۔ میں اسی کو پانی دے دے کر بوڑھی ہو جاتی، اسے اپنا سارے کا سارا آپ سونپ دیتی — نیں ڈھیریئے، میرا بھگوان بھی میرا نیں، سب سے نراش ہو کر میں اس کی شرن ڈھونڈتی پھرتی ہوں پر پنڈت کا رٹایا ہوا منتر بول بول کے اپنی ہی کھال کھولی آواج کانوں میں آتی ہے — کیا مجال، میری پکار سن کر بھگوان نے کبھی بلایا ہووے؟ — ہاں ڈھیریئے، میرے ماپے اسی کے پاس پہنچے ہوئے ہیں۔ اتنا ہی کر دیتے کہ ان کے کہنے سننے پر بھگوان مجھ پر ایک نجر ڈالنے کو چلا آتا۔ مجھے تو شک ہے ڈھیریئے، مرے ہووں کا کھون سپھید پڑ جاتا ہے۔

ہاں ڈھیریئے، میری ڈولی اٹھنے پر وہ دونوں رو دیئے تھے۔ آکھر میرے ماں باپ تھے۔ کیوں نہ رو دیتے؟ — باپو جی — باپو بڑا اپدیشک تھا۔ اور اس نے دو چار اتھرو بہا کے ساپھے سے اپنی اکھیاں پونچھ لی تھیں اور پھیکی سی ہنسی ہنس کر لگا تار روتی ہوئی ماں کا کندھا تھپتھپانے لگا تھا۔ لڑکیاں پرائی ہوتی ہیں بھی کی ماں۔ روؤ نیں۔ بھگوان کا شکر کرو۔ جیسے اوس نے یہ پاک پوتر جیو ہمارے گھر ڈالا تھا ہم اسے ویسے ہی ایس کے مالک کے ہاتھوں سونپ دئے ہیں۔ اس ناجک جمے داری کو پورا کئے بغیر ماں باپ کی گت نیں ہوتی۔ بھگوان کا شکر کرو بھی کی ماں، روؤ مت! — ماں کی ہچکیاں تھمنے میں نہ آئی تھیں باپو کا کہا سن کر اس نے سر ہلایا تھا، مانو اسے سمجھانا چاہتی ہووے، مجھے کیا بتا رہے ہو، بھی کے باپو؟ مجھے سب مالوم ہے، اور پھر وہ مجھے اپنے باجوؤں میں کس کر اور اونچی آواز سے رونے لگی تھی۔ میرا جی چاہا وہ مجھے روج کے ماپھک کوئی پھٹکار سنا دے اور میں جواب میں اپنی جبان نکال کر ہنس دوں۔ میرے بیاہ سے دو ایک دن پہلے سے ہی اوس کی اکھیوں میں کالے کالے بادل امنڈ رہے تھے اور بادلوں میں اس کی ڈانٹ ڈپٹ سے بار بار بجلی کے تار کوند جاتے تھے — کھبردار، کبھی اپنی ساسو سے کبھی کوئی جھگڑا کیا تو جبان کھینچ لوں گی — اور اگر میری ساسو نے کیا تو اوس کی بھی؟ — کھبردار، الٹے بول بولنے کی عادت چھوڑ دو — اپنے کھاوند کے گھر جی جان سے کام کرو گی تو جھاڑ پھونک کے بہانے اوس کے دل کے کواڑ تک راہ پا لو گی، نیں تو باہر ہی سر پٹکتی رہ جاؤ گی — اور پھر ایک دم پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اوس نے مجھے اپنی چھاتی پر دبا لیا اور باجا بجنا شرو ہو گیا — کن کاں پک جاتی ہے ڈھیریئے، تو انوں کو اپنی جڑوں سے اکھیڑتے ہوئے لوگ کھوشی سے ڈھول کیوں پیٹتے ہیں؟ کیا ایس واسطے، کے دھرتی رو رئی ہوتی ہے، یا ایس واسطے کے دھرتی کو رو رو کر کھشی ماسوس ہو رئی ہوتی ہے؟ — ہاں ڈھیریئے، نیں تو اپنی جمے داری پوری کیے بگیر دھرتی کی گتی کیسے ہووے؟

آج تو حد سے ود ہو گئی ڈھیریئے، میرا کھاوند مجھے اس وکھت تک پیٹتا رہا جب تک اوس کے ہاتھ پاؤں میں دکھن نہ ہونے لگی۔ میں سوچ رئی تھی کے جرا ٹھنڈا ہو جائے پھر میں اوس کا بدن داب دوں گی۔ پر اتنے میں ہی اوس نے مجھے دھکا دے کر آنگن میں گرا دیا اور اوپر سے لات مار کے بولا دپھا ہو جاؤ میرے گھر سے — کارن؟ — جب دل ہی نپھرت سے بھرا ہووے تو جھگڑے کے سو کارن نکل آتے ہیں۔ آج سویرے میں اپنی نند پھولاں رانی سے باتاں کر رئی تھی۔ وہ

اپنے کھاوند سے جھگڑا کر کے چھ مہینے سے ہمارے سنگ رہ رئی ہے۔ میرے منہ سے نکل گیا، نی پھولاں، نی بھاگ جلئے اپنے گھر واپس چلی جا، نیں تو ماملا بگڑ جائے گا۔ میری ساسو بیچ میں بول پڑی، ہماری پھولاں تو اپنے ہی گھر میں رہ رئی ہے۔ پرائی تم ہو، تم ہی کیوں نیں چلی جاتیں؟ — میں کدھر جاؤں بے بی؟ — میری ساسو بھڑک کر بولی، اپنے بھائیوں کے پاس، اور کدھر؟ کھاتی ایدھر ہے اور گن ان کے گاتی رہتی ہو — میرے منہ سے نکل گیا، میں ایدھر اپنے ہی گھر میں رہ رئی ہوں، تمہارے گھر میں نیں — بس پھر تو میری ساسو نے تو پھان مچا دیا — یہ گھر تمہارے باپ کا نیں ہمارا ہے — آلینے دو آج میرے بیٹے کو دیکھتی ہوں ایدھر کیسے رہتی ہو؟

میں کدھر جاؤں ڈھیریئے؟ مجھے مالوم ہے میں اپنی بھابیوں کی گلام بن کے بھی رہوں گی تو وہ مجھے اپنے سنگ نیں رہنے دیں گی — نی ایدھر آ ڈھیریئے۔ ایدھر آ میں تیرے گلے لگ کے اک بار برس جاواں۔

میرا گھر جے بھی سو وہ بھی نیں۔ میرا گھر کدھر ہے؟ — بھگوان کے پاس؟ — نیں ڈھیریئے اودھر بھی میرا گھر نیں۔ نیں تو بھگوان مجھے میرے ماپیوں کے حوالے کیوں کر دیتا — آ، ایدھر آ! ——

(اردو سروس سے نشر)

بھلامانس

ظہیر کیفی امروہوی

عجیب بات تھی کہ خاں صاحب علیم اللہ خاں جیسے ایماندار، نیک نفس اور ثابت قدم کھرے اور بے جوڑ آدمی کو پورے شہر کے لوگ پرلے درجہ کا بیوقوف اور گاؤدی سمجھتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ خاں صاحب حلیہ اور بشرے تک سے گھامڑ نظر آتے تھے۔ مزے کی بات یہ تھی کہ خاں صاحب پورے ساٹھ سال اور ساٹھ دن اور ساٹھ گھڑی اس دھرتی پر جینے کے بعد بھی ایک لمحہ کے لیے خود کو کبھی کم عقل اور مورکھ نہ سمجھے۔ ان کا سمجھنا بھی برحق تھا کیونکہ جو شخص محض دوسروں کی خدمت کرنے محنت اور ایمانداری سے جینے کے باوجود دو وقت بھرپیٹ روٹی نہ پاکر کبھی خدا سے شکوہ نہ کرے اور نہ اس کے بندوں کے جور و غضب اور لوٹ کھسوٹ کا شاکی رہا ہو، وہ بھلا کیوں کر خود کو چغد یا بیوقوف مانے۔ اگر خاں صاحب علیم اللہ خاں کوئی پڑھا لکھا اعلیٰ و ارفع خاندان کا جوان ہوتا تو کسی میں اتنی ہمت نہ ہوتی کہ برملا اسکے روبرو اسے احمق کہتے ہوئے نہ ہچکچاتا۔ لمحہ بھر کو ہی سہی خانصاحب کو بیوقوف کہنے والا یہ تو ضرور سوچتا اور سمجھتا کہ وہ خود پرلے درجہ کا نادان اور ناسمجھ ہے جو ایک نجیب اور شریف آدمی کو محض اس لئے اپنے سے کم رتبہ اور کم عقل سمجھ رہا ہے کہ وہ اس کی طرح گھاگ اور شاطر، بدنیت، بدطینت، بدمعاملہ، بدقماش اور بدمعاش نہیں ہے۔ خاں صاحب پورے تندرست و توانا مرد ذات ہونے کے باوصف ثابت نیت و قدم اپنی بھری پوری جوانی اور پوری زندگی تک رہے ان کے دامن پر ہی نہیں پورے کردار پر کسی بدکاری اور بے حیائی کا کوئی داغ دھبہ تک کسی نے بھی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن حیرت افزا بات تو یہ تھی کہ خانصاحب علیم اللہ خاں کو محض غریب اور سادہ لوح انسان جانتے ہوئے ہر کوئی انھیں احمق سمجھتا اور جو جی میں آتا بے نقط صلواتیں سنا ڈالتا۔ تعجب خیز یہ بات بھی تھی کہ خانصاحب کبھی کسی سے نہ تو الجھتے تھے نہ جھگڑتے تھے نہ غصہ ہوتے تھے نہ جھنجھلاتے تھے۔ خانصاحب ہوتے ہوئے بھی ان کے ضمیر و خمیر میں کوئی طنطنہ تھا نہ کوئی غرور و تکبر کہ وہ خانصاحب ہی نہیں ابن خانصاحب ہیں اور ان کا نسب نجیب الطرفین ذات اور خاندان سے ہے۔

خاں صاحب علیم اللہ خاں خالص پٹھان تھے مگر غربت اور جہالت کے سبب مفلوک الحال اور بے ننگ و نام تھے۔ ان کا بچپن باپ کی جہالت اور غربت کے سبب ساکت و جامد اور بے رنگ و بے نام رہا۔ جوانی آتے آتے خانصاحب محنت مزدوری کرکے اپنا پیٹ پالنے لگے۔ مکانوں کے اندر باہر قلعی سفیدی، رنگ و روغن کرتے پھرتے۔ لیکن ان کی جوانی کے کسی لمحے میں کبھی کسی دوشیزہ یا بھرپور عورت کی گدازیت اور گرمی نے ہلچل اور ہنگامہ تک نہ جگایا تھا۔ حالانکہ وہ ایسے بہت سے لمحات اور معاملات کے چشم دید تماشائی ضرور رہے تھے۔ جب انھوں نے زنان خانوں کی پردہ نشیں خواتین اور کنواری بیاہی عورتوں اور لڑکیوں کے معاشقے ڈھکے چھپے انداز میں پروان چڑھتے دیکھے تھے۔ مگر انھوں نے اندر کی بات کبھی باہر نہیں کہی۔ ہرچند کہ وہ جلسہ دار اور محفل و مجلس کے شوق سے بھی رغبت رکھتے تھے اور ان کے شناساؤں میں شاطر اور عیاش مردوں کا بھی اچھا خاصا حلقہ تھا رنگین مزاج نوجوانوں کا گروپ بھی ان کے گرد اگرد نظر آتا تھا۔ مگر انھوں نے کبھی بھی لب کشائی کی جرأت و جسارت نہیں کی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ شہر کے جج سلیم الدین کے زنان خانے سے لے کر میر کاظم علی کی حویلی تک کے رازوں سے واقف رہتے ہوئے بھی ان کو اپنے ذہن و جذبات کے نہاں خانوں میں پوشیدہ رکھے ہوئے تھے۔ وہ اپنی زبان پر خواتین کی خلوت کے راز و نیاز کو بھولے سے بھی کبھی نہ لاتے تھے۔ خاں صاحب خود بھی تو مجرد تھے اور اپنے جوان جذبات کو کسی طور پر بھی آسودہ نہ کر سکے تھے۔ روکھا سوکھا کھا کر زندگی کے شب و روز گزارے جا سکتے ہیں۔

خانصاحب علیم اللہ کوئی طاقتور حسین و جمیل شخص تو نہ تھے لیکن اپنے مٹیالے رنگ روپ دھان پان بدن اوسط قد و بت، نکیلی ڈاڑھی مونچھ کے چھدرے بالوں اور سر پر صوفیوں جیسے لمبے لمبے بالوں کی لٹیں لٹکائے اتنے بے تکے اور بے کشش بھی نہ تھے کہ کوئی عورت ان پر فریفتہ بھی نہ ہو سکتی۔ یا تنہائی اور تاریکی میں ان سے دوچار باتیں پیار و محبت کی بھی نہ کر سکتی۔ مگر خانصاحب ہمیشہ گناہ اور ثواب کی حدود تک اپنی بے رس اور بے رنگ زندگی کو قید کر رکھا تھا۔ یوں تو بے شمار خوبیاں تھیں اور وہ دنیا کمانے کا نہ سہی لیکن پیٹ بھرنے کا ہنر تو جانتے ہی تھے اور صلہ کی پروا کیے بغیر وہ اپنے کام پوری مستعدی اور چستی سے انجام دیتے تھے۔ شادی بیاہ کی محفلوں میں وہ متفرق اور چھوٹے بڑے سبھی فریضے عمدگی سے نباہتے تھے۔ لگتا تھا سارا محلہ ہی نہیں بلکہ پورا شہر ان کا کنبہ اور ان کا خاندان ہے اور وہ ہر خدمت بے غرض طور پر بغیر کچھ لیے دیئے کرتے تھے۔ گرمی، جاڑا، برسات ان کے لیے کوئی موسم راحت کا سبب نہ تھا وہ اسے مصیبت و کلفت بھی نہ سمجھتے تھے اپنے ٹوٹے پھوٹے گھر کو انھوں نے خیرآباد تو نہ کہا لیکن وہ کبھی اس میں راتیں نہ گزارتے تھے۔ محلے کی چوپالوں اور چبوتروں پر وہ اپنا بسیرا جما لیتے یا پھر بڑے بڑے مکانوں کی ڈیوڑھیوں میں پڑے رہتے تھے۔ میلوں ٹھیلوں، تیوہاروں، جلسے جلوسوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ان میں بھی خانصاحب کی حیثیت نہ تو تماشائی کی ہوتی نہ مولویوں کی۔ مگر وہ محرم کی چالیس مجلسوں میں حقہ تازی کرنے کے ساتھ ساتھ زنانہ سوز خوانی اور سینہ کوبی کے مناظر میں بھی خود کو ایک خدمت گزار کے طور پر شامل رہتے لیکن کسی بھی بالی بچی یا سہاگن کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے۔ الیکشن کے ہر امیدوار کے جلسوں کو پابندی سے اٹینڈ کرتے اور لوگوں کے ورغلانے پر خود کو بھی امیدوار تصور کر لینے میں مضائقہ نہ سمجھتے تھے۔ اگرچہ ان کی نحیف و نزار شخصیت اور بھی مضحکہ خیز بن جاتی تھی۔ اور تفریح باز قسم کے لوگ اور لونڈے ان سے خوب لطف لیتے مگر وہ کبھی نہ تو ہتک محسوس کرتے نہ ان کے مذاق اور طنز و تفریح کا برا ہی مانتے۔ خانصاحب اگر خود کو بیوقوف نہ سمجھتے تھے تو عقلمند بھی نہ جانتے تھے لیکن بعض موقعوں پر وہ اپنی بات پر اڑ جاتے تھے اور پھر کسی طرح بھی وہ اپنی ضد اور ناسمجھی کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے وہ یہ تمیز بھی نہ رکھتے تھے کہ اس میں ان کا بھلا ہے یا برا، نفع ہے یا نقصان۔ کوئی انھیں ان کی اجرت پر اگر دس پیسے بھی زیادہ دینا چاہتا تو وہ اس پر تکرار اور طویل تر جھگڑے کو ترجیح دیتے لیکن وہ اس امر پر کبھی راضی نہ ہوتے کہ انھیں ان کی محنت کے صلے میں ایک آنہ بھی زیادہ کیوں دے۔ خانصاحب ایسے موقعوں اور مناقشوں پر اپنا تکیہ کلام کوں اور بھائی صاحب ضرور استعمال کرتے۔ وہ کہتے "کوں بھائی صاحب میں زیادہ کوں لوں۔ میں تو ایک روپیہ ہی لوں گا کم زیادہ کوں لے لوں۔" ان کی تکرار اور ضد پر لوگ قہقہے بکھیرنے لگتے۔ لیکن وہ قطعی بھی محسوس نہ کرتے نہ جانتے کہ لوگ انھیں ستانے اور اپنے مذاق کا نشانہ بنانے کے لیے ایسا کر رہے ہیں گھنٹوں تک بڑے سے بڑا عاقل اور دانا، شاطر اور عیار، لڑاکو اور خونخوار قسم کا شخص بھی خانصاحب کو ان کی بات پر نہ تو قائل ہی کر سکتا تھا نہ سمجھا بجھا سکتا تھا نہ راضی اور خوش کر سکتا تھا البتہ ایسے موقعوں پر اپنے اونٹ جیسے چیلے اور ٹانگوں کو شخنے رہتے اور اپنی ڈاڑھی اور مونچھوں کے گنے چنے بالوں کو اپنی نکیلی انگلیوں سے مروڑتے رہتے۔ وہ بڑے سے بڑے مجمع کو بھی خاطر میں نہ لاتے اور کوں اور بھائی صاحب کی گردان گردانتے رہتے۔ ان کی ضد اور ہٹ کو ختم کرنے کے لیے بس ایک ہی ترکیب اور تدبیر کارگر ثابت ہوتی ان کی سب سے زیادہ دلچسپ بلکہ دکھتی

(آگے ص ۲۲ پر)

اخبار کی ایک سرخی

عبید قمر

چاپلوسی اور خوشامد اس کی سرشت میں نہ تھی چھوگیری کے فن سے وہ یکسر نابلد تھا۔ یا پھر یوں کہیے کہ انا کی کلہاڑی نے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے تھے۔ اور وہ ایک اچھی خاصی پرائیوٹ جاب کھو چکا تھا۔ پھر بھی اس دن اسے اپنا قد ذرا اونچا دکھائی دینے لگا تھا اور اس کی شخصیت کے اندر ہی اندر کوئی شے ٹوٹنے کے بجائے تن سی گئی تھی۔

اپنے وسیع حلقۂ احباب میں یار باشی کے لیے وہ خاصا مشہور تھا اور شاید اسی سبب مقبول بھی۔

روپیہ پس انداز کرنا اس نے جیسے سیکھا ہی نہیں تھا جب بھی ضرورت پڑتی دوست اس کے پاس بلا جھجک آ دھمکتے اور وہ اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر بھی ان کی اعانت میں کوئی کسر نہ اٹھا تا۔ وقتاً فوقتاً بنائے گئے پروگراموں کے علاوہ ماہ میں ایک بار وہ تمام احباب کو اپنے وہاں مدعو کیا کرتا تھا۔ ان دعوتوں کا اختتام ہمیشہ اسی قبیل کے جملوں پر ہوتا ——

"بھئی تمام دوستوں کے ساتھ مل بیٹھنے سے دل کی ساری کدورتیں دھل جاتی ہیں۔"

"زمانے کی ستم آلود فضا میں پلی ڈھکی چھپی تیزابی کیفیتوں کی اوور ہالنگ ہو جاتی ہے۔"

اور واقعی ہوتا بھی یہی تھا۔ آپس میں کسی طرح کی پرخاش اور چپقلش کیوں نہ ہو اس دعوت کے ساتھ ہی جھوٹے دسترخوان کی طرح جھاڑ دی جاتی۔ اور سارے احباب گلے شکوے کی دلدل سے نکل کر کھلی فضا میں سانس لینے لگتے۔ اس کی نوکری ختم ہو جانے کی اطلاع تمام احباب نے ایک دوسرے تک یوں پہنچائی جیسے کوئی مذہبی صحیفہ ناگہانی طور پر کسی کو مل جائے اور اس میں زکوٰۃ و خیرات کے ساتھ ساتھ اسے نقل کر کے بانٹنے کی تاکید ورد کے صفحہ پر فوری کسی آفت میں پھنس جانے کی نشاندہی کی گئی ہو۔

کئی دوست اس کے گھر آئے۔ کئی سرِ راہ مل گئے اور سبھوں نے اس کی برطرفی کا واقعہ یوں دریافت کیا جیسے اس پمفلٹ کی شانِ نزول استفسار کر رہے ہوں۔ ہمدردی، بھائی چارگی اور اخوت کے سارے الفاظ بڑی ہی عاجزی کے ساتھ اس کے لیے صرف کیے گئے۔ وہ بھی اس کے آگے سرِ تسلیم خم ہے۔ نوکری کی روداد رگوں میں دوڑتی حمیت کے سہارے باوقار انداز میں سناتا رہا۔

شہر میں وہ ایک کمرے کرایہ لے کر اکیلا ہی رہ رہا تھا۔ نوکری ختم ہونے کی اطلاع اس نے اپنے گاؤں نہیں بھیجی تھی۔ اس کی حساس طبیعت نے والدین کو ذہنی اذیت پہنچانے سے اسے باز رکھا تھا۔

ابھی ایک ماہ کا عرصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اس کی جیب کی ایک ایک پائی خرچ ہو گئی۔ اور اس نے محسوس کیا کہ وہ بالکل ہی قلاش بن چکا ہے لیکن لاکھ چاہنے پر بھی وہ کسی کے سامنے دستِ سوال نہ پھیلا سکا۔ اپنے آپ پر جبر کر کے بڑی بے بسی کے عالم میں اس نے ان احباب کو کچھ رقم کے لیے لکھ بھیجا جو اس کے مقروض تھے۔

دو ایک نے جلد ہی ملاقات کرنے کا وعدہ کیا۔ کئی نے کہلا بھیجا کہ میں پوری رقم بندوبست کرنے کے لیے کوشاں ہوں۔ جلد ہی آ کر ادا کر جاؤں گا۔ ان جوابات کے موصول ہونے پر وہ کرنٹ لگنے کی کیفیت سے دوچار ہوتا رہا۔ چند ہی دنوں میں آ

محسوس ہوا جیسے یہ خبر حلقۂ احباب میں گشت کرنے لگی ہے کہ وہ ایک سوالی بن چکا ہے۔ دوستوں نے اس کے یہاں آنا جانا تقریباً بند کر دیا۔ چند ایک سرِ راہ مل جاتے تو دور ہی سے صاحب سلامت ہوتی یا پھر ملتے ہی وہ اس کیفیت میں مبتلا ہو جاتے جیسے بڑی ہی عجلت میں ہوں کبھی کوئی اگر چائے وغیرہ کا آفر دیتا تو ضرورت سے زیادہ خندہ پیشانی سے ملتا اور اس کی ہر ادا میں تصنع نمایاں ہوتا۔ دوست نشست کے دوران یوں تیزی سے گفتگو کرتا جیسے اسے ایک لفظ بھی بولنے کا موقع نہ دینا چاہتا ہو۔ جیسے اس کے ذہن میں ہو کہ موقع ملتے ہی وہ سوال کر بیٹھے گا۔

اور وہ جو اندر ہی اندر ٹوٹ چکا تھا، بکھر چکا تھا۔ ان لمحوں میں سراسیمہ سا نچلی سا نظریں جھکائے بیکل سی لرزش کا شکار ہو جاتا۔

اور پھر یوں ہوتا کہ جب دوست بل ادا کرنے لگتا تو وہ منی پرس سے جیب کے اندر ہی ہاتھ ڈال کر ریزگاری یا ایک دو روپے کے نوٹ تلاش کرتا۔ یا اسے پرس نکالنا ہی پڑتا تو اس کی کوشش ہوتی کہ اندر رکھے نوٹ دکھائی نہ پڑیں۔ اور وہ بے چارہ اپنا گھائل وجود لیے مسکرانے اور سمٹنے لگتا۔ اور اس کی مجروح نگاہیں خفت سے زمین پر سمٹنے لگتیں۔

دن بھر وہ سروس کی تلاش میں مارا مارا پھرتا اور شام سے ہی اپنے کمرے میں مقید ہو جاتا۔

دو دنوں سے وہ بھوکا تھا۔ کئی بار اس کے قدم ایک خاص ہوٹل کے پاس جا کر رک گئے اور اسے واپس کمرے میں پہنچا آئے۔ رات کے دس بج رہے تھے اس نے کمرے کی لائٹ بجھا رکھی تھی۔ نقاہت نے اسے بستر پر گرا دیا تھا۔ مگر نگاہیں پھڑپھڑاتے کلنڈر پر مرکوز تھیں۔ جس پر ہوٹل کا ایک ماہ کا بل کمرے کا کرایہ اور دیگر اخراجات کی بقایا رقم درج تھیں۔ یکایک اسے محسوس ہوا جیسے دروازے پر کھڑا کوئی نوٹ گن رہا ہو۔ ساتھ ہی خفت بھری ہنسی اس کے لبوں پر پھیل گئی وہ بڑبڑانے لگا ——

"آہ، دوستوں کے روپے چھپانے کے انداز نے مجھے ذہنی مریض بنا دیا ہے۔" اس کی جوان آنکھیں بھیگ گئیں۔

رات بھر وہ نیم غنودگی کے عالم میں پڑا رہا۔ صبح اس نے غسل کیا، عطر لگایا، کنگھی کی اور لبوں پر تبسم کے دیئے جلائے۔ اس طرح اپنے آپ کو ایک نئے جذبے کے تحت ترو تازہ بنانے میں مصروف رکھا اور پھر اس کے ڈگمگاتے قدم جوان دلوں و دوستوں کی نظروں سے بچنے کے لیے گلی کوچوں سے راستے لے کیا کرتے تھے۔ صبح سویرے اسے شاہراہ پر لے آئے۔ اور وہ ایک ایک منظر کو آنکھوں میں بساتا بڑے اسپتال پہنچ گیا۔ شام میں ایک اخبار کا ایوننگ ایڈیشن لیے ایک ہاکر چلا رہا تھا۔

"ایک نوجوان نے خون بیچ کر زہر خریدا اور خودکشی کر لی!"

(پٹنہ سے نشر)

بقیہ: بھلامانس

رگ کو چھونے کے لیے ان کی بیوہ بھاوج کا ذکر بھی اگر کوئی کر دیتا تو وہ اپنی ساری تکرار کو بھول جاتے اور اس رنگین اور حسین دنیا میں پہنچ جاتے جس کو وہ پانے کے لیے عمر بھر خواب دیکھتے رہے تھے لیکن وہ اپنی پہلی اور آخری آرزو تک کو پورا نہ کر سکے تھے۔ ہر انسان کے اپنے سماج میں اس کے مطابق کوئی نہ کوئی عورت بامجبوریہ اس کی زندگی کا ماحصل اور محور ہوتی ہے لیکن خانصاحب اس سلسلے میں واقعی بے نصیب اور غریب انسان تھے کہ وہ اپنی ایک بنیادی اور فطری آرزو کو سیدھے اور سچے طور پر بھی پورا نہ کر سکے تھے۔

خانصاحب علیم اللہ خاں جاہل اور غریب ضرور تھے لیکن بدنیت بدطینت اور بدکردار ہرگز نہ تھے اور یہ وصف اس مرد خدا میں عجیب و غریب تھا کہ وہ دوسروں کی بہو اور بیٹیوں کو کبھی بد نگاہ سے نہ دیکھتا تھا وہ نہ تو دیندار تھا نہ دنیادار نہ نمازی تھا نہ پرہیزگار، نہ حاجی تھا نہ حافظ نہ فدائی فوجدار نہ بھولا اور دوہری شخصیت کا انسان —— اس لیے وہ اپنی پہلی اور آخری تمنا کو اپنے ساتھ لے کر ہی مر گیا۔ البتہ عمر کے آخری حصے میں وہ کلی صوفی اور ناجی قسم کا انسان بن کر جینا چاہتا تھا۔ لیکن اس پُر فریب اور ریاکار پیروں اور صوفیوں سے بھری پڑی درگاہوں میں بھی وہ کچھ نہ پا سکا جس کو پانے کے لیے اس نے کبھی کسی عقل مند کی طرح ہتھکنڈے استعمال نہ کیے۔ اسی لیے خانصاحب پوری طرح مورکھ اور بے عقل بلکہ احمق الذین بن کر اس ریاکار دنیا سے ہمیشہ کے لیے چلے گئے۔

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

شناخت

ظفر ہاشمی

میرپور ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر پل کے قریب ایک عورت کی لاش پڑی تھی۔ کسی شخص نے اس کے چہرے پر اپنا رومال ڈال دیا تھا۔ مسافروں کو پانی پلانے والی عورت لاش کے قریب بیٹھی ایک کالے کلوٹے نیم وحشی مریل بچے کو شیشی سے دودھ پلا رہی تھی۔ بچے کی عمر پندرہ بیس دن سے زیادہ نہ تھی۔ تماشائیوں کا ایک ہجوم وہاں اکٹھا ہوگیا تھا۔

"کون ہے یہ؟" صف اول میں اپنی جگہ بناتے ہوئے ایک شخص نے لاش کے بارے میں سوال کیا۔

اس کے قریب کھڑے دوسرے شخص نے جواب دیا — "فقیرنی لگتی ہے"

لیکن فوراً ہی تیسرا شخص بول پڑا — "مجھے تو بھکارن لگتی ہے۔"

ان دونوں کی باتیں سن کر ایک چوتھے شخص نے بھی اپنا خیال ظاہر کرنا ضروری سمجھا۔ اس نے کہا "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل یہ عورت بھوک اور بیماری سے مر گئی بے چاری — لاوارث ہوگی"

یہ سن کر ایک اور شخص جو ان سب کی باتیں غور سے سن رہا تھا، حیرت سے چوتھے کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اگر لاوارث ہوتی تو یہ بچہ کہاں سے آتا؟"

اس پر چوتھے شخص نے اسے تیز نگاہوں سے دیکھا اور تلخی سے بولا۔

"پتہ ہوتا اس بات کا ثبوت نہیں کہ اس عورت کا کوئی وارث بھی ہے"

"پھر کس بات کا ثبوت ہے" پانچواں بحث پر اتر آیا۔ اور اس سے پہلے کہ جو تھا یا کوئی اور بچے کی حالت نزول اور مقصد وجود پر مزید روشنی ڈالتا پہلے نے بڑھ کر اپنا سوال دہرایا۔

"لیکن میں پوچھتا ہوں کہ یہ عورت کون ہے؟"

"یہی تو ہم اندازہ لگا رہے ہیں —" دوسرا شخص جس نے عورت کو فقیرنی بوجھا تھا، بڑے فلسفیانہ انداز میں بولا —

"مگر اس طرح تو معلوم نہ ہو سکے گا کہ یہ ہے کون" پہلے نے شبہ ظاہر کیا۔

"تو کس طرح معلوم ہوگا" وہ شخص جس نے اس عورت کو بھکارن بوجھا تھا لپک کر پہلے کے قریب آگیا اور اس سے قبل کہ مسئلہ کا حل ہاتھ پاؤں کی حرکت سے ہونا شروع ہو جاتا ایک چھٹے شخص نے مداخلت کر دی۔

"بیکار بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب کوئی ثبوت نہیں، کوئی گواہ نہیں۔ واقعات کو کسی کو علم نہیں پھر فیصلہ کیونکر ہو"

"کوئی وکیل لگتا ہے —" کسی نے پیچھے سے آواز لگائی جس پر ایک زبردست قہقہہ پڑا۔ دودھ پلانے والی عورت کو اس شغل پر غصہ آگیا۔ اس نے ڈانٹ کر کہا۔

"آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ ایک لاش یہاں پڑی ہے اور آپ لوگوں کو دل لگی سوجھ رہی ہے۔"

یہ سن کر لوگ بظاہر شرمندہ ہو کر چپ ہوگئے اور ماحول پر خاموشی چھا گئی چند منٹوں بعد پہلا شخص پھر بڑبڑایا۔

"لیکن یہ ہے کون؟"

اس بار دودھ پلانے والی عورت نے اسے براہ راست جھڑکا۔

"اب آپ چپ رہیں تو اچھا ہو اور اگر زبان میں زیادہ کھجلی ہو رہی ہو تو یہاں سے چلے جایئے۔"

"یا گلے میں تختی لٹکا لیجئے جس پر لکھا ہو — یہ ہے کون" کسی اور نے لقمہ دے دیا۔ جس پر کچھ لوگ پھر ہنسے لیکن پہلا شخص بگڑ گیا اس نے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"آخر یہ تو معلوم ہی کرنا پڑے گا کہ یہ لاش کس کی ہے" اس کی خستہ حالت دیکھ کر بغل میں کھڑے ایک شخص نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور سمجھاتے ہوئے بولا —

"بھائی صاحب ابھی پولیس آجائے گی تو پتہ چل جائیگا۔ آپ اتنا پریشان کیوں ہیں؟"

اسی وقت دو سپاہی آہستہ آہستہ وہاں چلتے ہوئے آگئے۔ اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں ایک لال ٹوپی پہنے ہوئے تھا اور دوسرا لال پگڑی باندھے ہوئے تھا، دونوں نے بڑے غور سے لاش کے سراپا کو دیکھا پھر گوشت کے اس لوتھڑے کو دلچسپی سے دیکھا جو شیشی سے دھیرے دھیرے دودھ چوس رہا تھا۔ چند سیکنڈ بعد دونوں نے ایک ساتھ گردن ہلائی اور ایک ساتھ بولے —

"یہ ہے کون؟"

ان کے منہ سے اتنا نکلا کہ پہلا جوش میں آکر بولا۔

"یہی تو میں خود اتنی دیر سے پوچھ رہا ہوں"

پگڑی والے سپاہی نے پہلے تو اسے گھور کر دیکھا پھر گھڑک کر پوچھا۔

"کس سے پوچھ رہے ہیں اور آپ ہیں کون؟"

اس اچانک سوال پر پہلا گھبرا گیا اور ہڑبڑا کر بولا۔

"میں — میں بھی جا رہا ہوں"

"تو جایئے۔ یہاں کیا تماشہ لگا رکھا ہے" اس بار ٹوپی والے سپاہی نے للکارا — پھر وہ دوسروں سے مخاطب ہوا — "آپ سب لوگ جایئے۔ یہاں بھیڑ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کوئی کھیل تھوڑی ہو رہا ہے۔ معمولی سی بات ہے — ایک بھکارن مر گئی ہے — بس"

یہ سنتے ہی تیسرا جس نے مردہ عورت کو بھکارن بوجھا تھا، اچھل پڑا —

"دیکھا۔ میں کہتا تھا نہ کہ یہ بھکارن ہے"

پگڑی والے سپاہی نے اسے بھی غور سے دیکھا اور پوچھا۔ "آپ کی تعریف؟"

وہ بولا — "اے۔ پی۔ بندوق والا"

ٹوپی والے سپاہی نے اس کی کمر میں اپنا ڈنڈا چبھویا اور کہا۔

"مسٹری بندوق والا، آپ کہیں اور جا کر چھوٹئے — ایک لاوارث لاش کے پاس کیا کر رہے ہیں"

اس مذاق پر مجمع نے پھر ایک قہقہہ لگایا جس پر دونوں سپاہیوں نے اپنا ڈنڈا ہوا میں لہرا دیا اور گرج کر بولے —

"ہالٹ"

سب چپ ہوگئے۔ ویسے منہ پھیر کر کچھ لوگ اب بھی ہنس رہے تھے لیکن مجموعی طور پر خاموشی چھا گئی۔ تھوڑی دیر بعد چوتھے نے ٹوپی والے سپاہی سے بڑی عاجزی اور انکساری سے کہا۔

"حوالدار صاحب آپ نے صحیح اندازہ لگایا کہ یہ لاوارث ہے۔ میں نے اپنی رائے ظاہر کی تھی لیکن کوئی مانتا ہی نہیں۔"

پگڑی والے سپاہی نے انھیں شرارت سے دیکھا۔ بولا۔

"تو آپ کا کیا بگڑ گیا مہاراج۔ کیا آپ بھی لاوارث ہیں اور کس نے کہا تھا کہ آپ اپنی رائے بھی ظاہر کیجئے"۔

کھی کھی کی آوازیں پھر آنے لگیں اور چوتھا شرمندہ ہو گیا اس نے گردن جھکا لی۔

اس کے بعد کوئی کچھ نہ بولا چند منٹوں بعد پگڑی والا سپاہی اپنے ساتھی سے مخاطب ہوا۔

"پر یہ تو واقعی معلوم کرنا پڑے گا کہ یہ ہے کون"۔

"وہ تو ہے" ٹوپی والا فوراً متفق ہو گیا۔

ایسا کیا جائے کہ اس کے چہرے سے رومال ہٹا کر دیکھا جائے شاید کچھ اتہ پتہ چل جائے۔

"آئیڈیا" ٹوپی والا سپاہی پھر فوراً متفق ہو گیا اس پر پگڑی والے سپاہی نے اپنے ڈنڈے سے لاش کے چہرے پر پڑا رومال ہٹا دیا۔

پورے مجمع کی نگاہ لاش پر جم گئی۔

تیس بتیس سال کی عمر بے رونق پتھرائی آنکھیں سپاٹ چہرہ بے رنگ و نشان پیشانی۔

"شاید—"

پگڑی والے سپاہی نے کچھ کہنا چاہا لیکن ٹوپی والے نے بات کاٹ دی۔

"لیکن اس قسم کی عورت ایسی ہی ہو گی۔ نشان و نشان کہاں ہو گا—"

"گلے میں بھی کچھ دکھائی نہیں دیتا—" پگڑی والے نے ذرا قریب سے لاش کو دیکھا۔

"پاگل ہوئے ہو۔ کپڑے سے دانا چننے والی عورت کے گلے میں کیا ہو گا" ٹوپی والا بولا۔

اس پر پگڑی والے سپاہی نے ٹوپی والے سپاہی سے کہا— ذرا تم قریب سے دیکھو کوئی نشان کہیں دکھائی دے رہا ہے۔"

ٹوپی والا سپاہی لاش کے قریب آیا اس نے جھک کر اس کا بغور معائنہ کیا اور نفی میں گردن ہلا دی۔

پگڑی والے سپاہی کے چہرے پر الجھن اور مایوسی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"پھر کس کو سونپا جائے جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ یہ ہے کون یعنی ہندو ہے یا مسلمان یا کچھ اور" وہ بڑبڑایا۔

اس کی بڑبڑاہٹ سن کر وہ شخص جس نے سب سے پہلے پوچھا تھا کہ یہ ہے کون — جلدی سے بولا۔

"دراصل میرا بار بار پوچھنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ سب سے پہلے یہ پتہ لگایا جائے کہ یہ ہندو ہے یا مسلمان یا کچھ اور۔"

"ہاں یہی تو میں بھی جاننا چاہتا تھا" دوسرا بولا۔

"مجھے بھی یہی معلوم کرنا تھا" تیسرا بولا۔

"اور میرا دل بھی یہی سوال کر رہا تھا" چوتھا بولا پھر کئی لوگ ایک ساتھ بولے۔

"ہاں ہاں یہ چیز تو بہت ضروری ہے۔ پہلے یہ معلوم کرو کہ یہ کس ذات کی ہے—" اس کے بعد سب نے باتیں شروع کر دیں اور ایک بھنبھناہٹ لاش کے اردگرد منڈلانے لگی— بچہ آواز سے گھبرا گیا۔ اس نے دودھ پینا بند کر دیا۔ دودھ پلانے والی عورت نے بےبسی سے سب کو دیکھا اور پھر بچے کو اٹھا کر اپنی چھاتی سے لگا لیا۔

اسی وقت ایک شخص مجمع کو چیرتا ہوا سب سے آگے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی پوشاک، چال ڈھال اور انداز سے رعونت ٹپک رہی تھی۔ اس نے لاش پر ایک نظر ڈالی اور بہ آواز بلند اعلان کیا۔

"یہ مسلمان عورت کی لاش ہے"۔

سب نے ایک ساتھ اس شخص کو دیکھا۔ کچھ کو غصہ آیا۔ کچھ خوش ہوئے اور کچھ اس بھیڑ میں ایسے ناسمجھ اور غیر وابستہ بھی تھے جن کے پلے کچھ نہ پڑا اور وہ ہنسنے لگے۔

پگڑی والا سپاہی ان کے قریب گیا اور پوچھا۔

پہلے یہ بتائیے کہ آپ کون ہیں؟ اور آپ کو آتے ہی کیسے پتہ چل گیا کہ یہ مسلمان عورت کی لاش ہے"۔

اس شخص نے لاش کو دوبارہ دیکھا، گردن ہلائی اور بولا۔

"میرا نام احمد داؤد کارپوریٹر ہے۔ فلاح عامہ ٹرسٹ کا مینیجنگ ٹرسٹی ہوں۔ اس کے علاوہ کارپوریشن کی ہیلتھ اور پبلک ویلفیئر کمیٹی کا چیئرمین بھی ہوں"۔

دونوں سپاہی اپنی اپنی پوسٹ میں فوراً سمٹ گئے۔ انھوں نے الرٹ ہو کر احمد داؤد کو سلوٹ کیا۔ احمد داؤد مسکرائے اور مجمع پر فاتحانہ نظر ڈالتے ہوئے بولے۔

"دراصل ہوا یوں کہ کل شام یہ عورت میرے آفس میں آئی تھی اور اس نے اپنا نام امیرن بتایا تھا"۔

اتنا کہہ کر انھوں نے اس نیم جان بچے کو دیکھا جو پانی پلانے والی عورت کی چھاتی سے چمٹا ہوا تھا۔ پھر بولے۔

"یہ عورت چاہتی تھی کہ ہم اپنے یتیم خانہ میں اس بچے کو رکھ لیں۔ ہم نے جب بچے کے باپ کا نام پوچھا تو یہ عورت بڑی بےحیائی سے بولی— ایک ہو تو بتاؤں— اور چونکہ ناجائز بچوں کو ہم اپنے یتیم خانہ میں نہیں رکھتے اس لیے ہمیں انکار کرنا پڑا"۔

"لیکن یہ عورت یہاں آ کر مری کیسے؟" کسی شخص نے بیچ میں سوال کر دیا۔

احمد داؤد نے برا سا منہ بنایا۔ بولے۔

"اب ہمیں کیا معلوم۔ ہم نے موت کے فرشتے کو اس کے تعاقب میں لگا تو نہیں دیا تھا۔ البتہ یہ عورت بھوک سے بےحال تھی۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ کہیں کوئی کام مل جاتا تو دو وقت کی روٹی کا انتظام ہو جاتا۔ لیکن عورت بدچلن تھی۔ دیکھتے ہوئے مکھی کون کھاتا۔ ایسی صورت میں ہم کیا کرتے اور کرتے بھی تو کس طرح۔ نہ جانے ایسے کتنے لوگ منہ اٹھائے روز چلے آتے ہیں۔"

ان کا بیان سن کر پہلا شخص جس نے سب سے پہلے شناخت کا سوال اٹھایا تھا خوش ہو کر بولا۔

"تو ثابت یہ ہوا کہ یہ مسلمان عورت کی لاش ہے"۔

"الحمدللہ—" احمد داؤد نے حلق سے آواز نکالی— "اور اسی لیے اس کی تجہیز و تکفین کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے—"

اتنا کہہ کر وہ سپاہیوں سے مخاطب ہوئے۔

"آپ لوگ میرے ساتھ پولیس اسٹیشن چلیں وہاں کا غذات مکمل کر لیتے ہیں۔ ادارہ فلاح عامہ اس مردہ عورت کو اپنی تحویل میں لیتا ہے کہ یہ ہمارا فرض ہے"۔

احمد داؤد کے منہ سے ابھی پورا جملہ بھی نہ نکلا تھا کہ پانی پلانے والی عورت گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے بچے کو اپنی چھاتی سے الگ کرتے ہوئے پوچھا۔

"اور یہ زندہ بچہ"

احمد داؤد نے بڑی خفگی سے اسے دیکھا اور جھڑک کر بولے—

"اس امر پر ہم اپنا خیال پہلے ہی ظاہر کر چکے ہیں۔ کوئی گنجائش نہیں۔"

اتنا کہہ کر انھوں نے پولیس والوں کو ساتھ لیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے گیٹ سے باہر نکل گئے۔

اس کے فوراً بعد صابن کی جھاگ کی طرح پورا مجمع چھٹ گیا اور پانی پلانے والی عورت بچے کو سینے سے لگائے لاش کے پاس تنہا کھڑی رہ گئی۔

(احمد آباد سے نشر)

علقمہ شبلی

لہو کی بو ہے آج ہے چمن چمن بسا ہوا ہے داغ داغ پھول سا قدم قدم کھلا ہوا

لٹا لٹا ہے شہر جاں کبھی جو تھا بسا ہوا بہار میں بھی رنگ گل اڑا اڑا ہے کیا ہوا

ہے خواب خواب زندگی دھواں دھواں ہے روشنی نظر نظر بجھی ہوئی قدم قدم تھکا ہوا

کہاں کوئی قدم رکھے، کہاں چھپائے سر کوئی زمیں بھی ہے شرر فشاں فلک بھی ہے تپا ہوا

لہولہان چہرۂ یقیں بھی آج ہے یہاں لبوں پہ ہے گلاب کا چراغ بھی بجھا ہوا

ہزار عشوہ زندگی کی طرفگی نہ پوچھیے یہ ان کہی غزل بھی ہے یہ شعر بھی سنا ہوا

سنبھال کر پڑھو اسے حیات وہ کتاب ہے
کوئی ورق پھٹا ہوا کوئی ورق جلا ہوا

(کلکتہ سے نشر)

تحریر و ترتیب: عزیز انصاری

گندے پانی کا مسئلہ صاف ستھرا حل

ہمارے ملک میں صحت عامہ سے متعلق کئی مسائل ایسے ہیں جن پر توجہ بے حد ضروری ہے۔ ان ہی میں سے ایک مسئلہ ہے "گندے پانی کی نکاسی" کا۔ گاؤں ہو، قصبہ ہو یا پھر شہر ہو، ہر جگہ یہ مسئلہ روز بروز گمبھیر شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔

عام طور سے یہ گندہ پانی آبادی کے باہر کسی بڑے گڈھے یا تالاب میں بھرتا رہتا ہے یا پھر ندی یا تالابوں میں شامل ہو کر کئی طرح کی پریشانیاں پیدا کرتا رہتا ہے۔ مثلاً ماحول میں گندگی اور بدبو پیدا کرنا۔ لیکن اس پانی سے جو سب سے بڑا نقصان ہوتا ہے وہ مچھروں کی آبادی میں اضافہ ہے۔ مچھر صرف ہماری نیندیں ہی حرام نہیں کرتے بلکہ ملیریا جیسی کئی خطرناک بیماریوں کے جنم داتا بھی ہیں۔

مچھروں کو ختم کرنے کی کوشش ہمیشہ سے کی جاتی رہی ہے لیکن اس گندے پانی کی وجہ سے ان کی نئی نئی کالونیاں آباد ہوتی رہتی ہیں اور یہ عوام کا خون برابر چوستے رہتے ہیں۔ تمام آبادی کے گندے پانی کو ایک مقام پر جمع کرنا اور فلٹر پلانٹ کے ذریعے اس کی صفائی کرنا ہمارے لیے ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے حل کے لیے ایک بڑی رقم کی ضرورت ہوگی۔

گندے پانی کے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے سینٹرل سوائل سیلینٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کرنال کئی ماہ سے ایک اسکیم پر تحقیق کر رہی ہے اور اب اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ دوسرے ادارے اس سے رہنمائی حاصل کر کے اس پریشانی سے اپنے عوام کو چھٹکارا دلا سکیں۔

یہاں کے ایک سائنسداں اور اس مسئلہ کے خاص محقق ڈاکٹر چھابرا سے ہماری اس مسئلہ پر کافی طویل گفتگو ہوئی۔ ڈاکٹر چھابرا ہمیں ایک ایسے جنگل میں لے گئے جو جنگل کم اور باغ زیادہ نظر آ رہا تھا۔ یوکلپٹس (سفیدے) اور ببول کے درخت قاعدے سے برابر فاصلے پر لگائے گئے تھے جن میں زیادہ تر کافی تندرست اور توانا تھے۔ بیچ بیچ میں کہیں کہیں کوئی درخت کچھ کمزور سا ضرور دکھائی دے رہا تھا جس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اس درخت کے پودے کو بعد میں لگانے سے ایسا ہوا ہے۔ جب اس پاس کے پودے کچھ بڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے بیچ میں کوئی نیا اور چھوٹا پودا لگانا پڑتا ہے تو وہ پرانے پودے اسے اتنی خوراک حاصل کرنے نہیں دیتے کہ وہ بھی ان کے جیسا تندرست اور توانا ہو جائے وہ ان کے بیچ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو زندہ رکھ پاتا ہے۔ اس خوشنما مقام کے بارے میں جو دلچسپ بات بتائی گئی وہ یہ تھی کہ اس جنگل باغ کو روزانہ دیا جانے والا پانی کالونی کے مکانوں سے خارج ہونے والا گندہ پانی تھا جو انڈر گراؤنڈ نالیوں کے ذریعے یہاں تک لا کر ان پودوں کو دیا جا رہا تھا۔ پودوں کی قطاروں کے بیچ قریب ڈیڑھ میٹر کا فاصلہ تھا اور اسی فاصلے میں یہ پانی ڈالا جا رہا تھا جو رفتہ رفتہ زمین میں سما کر پودوں کی جڑوں کے ذریعے ان میں پہنچ رہا تھا۔ یہ پانی روزانہ دیا جا رہا تھا پھر بھی وہاں پانی بھرا ہوا سا نہیں لگ رہا تھا اور اسی لیے وہاں بدبو بھی بالکل نہیں تھی۔ بدبو وہیں آتی ہے جہاں یہ گندہ پانی بھرا رہے اور زمین اسے اپنے آپ میں جذب نہ کر پائے۔

ہر قطار میں اس گندے پانی سے سینچائی کی جا رہی تھی لیکن وہاں مچھر بھی کہیں دکھائی نہیں دیئے۔ ڈاکٹر چھابرا نے بتایا کہ یہاں آپ کو مچھر بھی نہیں ملیں گے حالانکہ یہاں ہر قطار میں وہی آبادی والا گندا پانی دیا جا رہا ہے۔ بدبو اور مچھر وہیں پیدا ہوتے ہیں جہاں یہ پانی سطح پر بھرا رہتا ہے۔ یہاں جو ہم پانی دیتے ہیں اور وہ دھیرے دھیرے ان درختوں کی باریک باریک بے شمار جڑوں کے ذریعے جذب کر لیا جاتا ہے اس لیے یہاں بدبو ہے اور نہ مچھر۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ پانی نیچے جا کر سطح زمین کے نیچے پائے جانے والے پانی کو گندا کر رہا ہو۔ یہ پانی اس صاف پانی پر بھی کسی طرح کا برا اثر نہیں چھوڑ رہا ہے کیونکہ یہ پانی وہاں تک پہنچ ہی نہیں پاتا۔ وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی درختوں کی جڑیں اسے جذب کر لیتی ہیں۔

کچھ مقامات پر اس گندے پانی کو فصلوں اور سبزیوں کے کھیتوں میں بطور سینچائی استعمال کیا گیا۔ یہ فصلیں صحت کے لیے مضر ثابت ہوئیں۔ ڈاکٹر چھابرا نے یہ بھی بتایا کہ اس گندے پانی کی سینچائی سے ایسی کوئی فصل نہیں اگانا چاہیے جس کا استعمال کھانے کے لیے کیا جاتا ہو۔ ہم صرف ان ہی درختوں پر اس پانی کا استعمال کر رہے ہیں جو بطور ایندھن استعمال ہوتے ہیں یا پھر جن سے فرنیچر یا کاغذ تیار کیا جاتا ہے ہمیں ایندھن کے لیے لکڑی کی ضرورت بھی بہت ہے۔ اسلئے اگر ایسے ادارے یا محکمے جن کا تعلق براہ راست عوام اور انکی صحت سے ہے اس پر توجہ دیں تو وہ نہ صرف ماحول کو صاف ستھرا اور خوشگوار بنا سکیں گے بلکہ عوام کے لیے ایندھن بھی مہیا کر سکیں گے۔

اس اسکیم پر ہونے والا خرچ بہ نسبت دوسری اسکیموں اور فلٹر پلانٹ کے بہت ہی کم ہے۔ درختوں سے اچھی خاصی آمدنی بھی ہوتی رہتی ہے جیسے جیسے درختوں کی عمر بڑھتی جاتی ہے ان میں ایندھن بڑھتا جاتا ہے اور اسی حساب سے آمدنی میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ گاؤں، قصبہ، شہر ہر جگہ گندا پانی نکلتا رہے گا اگر اس پانی کی نکاسی اور استعمال پر توجہ نہیں دی گئی تو عوام کی صحت کو ایک بڑے خطرے کا ہمیشہ سامنا کرنا ہوگا۔ سینٹرل سائل سیلینٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کرنال نے یہ جو اسکیم پیش کی ہے اس پر ان اداروں کی توجہ ہونا زیادہ ضروری ہے جن کا تعلق عوام اور عوام کی صحت سے ہے۔



آپ کی رائے

محترم! آداب!

میں آپ کے رسالہ کی نئی قارئین میں سے ہوں۔ آپ رسالہ کے ذریعہ سے اردو سروس نئی دلی کے اراکین اقبال وارثی، ایس ایم شفیق، انوار انجم، عذرا سہیل، طاہرہ نیازی نجمہ اور دیگر اراکین کا مع تصویروں کے تعارف کروائیں تاکہ ہم اپنے پیارے پیارے بھائیوں اور بہنوں سے رسالہ آواز کے ذریعے ملاقات کر سکیں۔ تو آپ کی نوازش ہوگی۔ امید ہے آپ اس طرف دھیان دیں گے۔

فرزانہ

۱۲۷ مولانا آزاد روڈ بالمقابل

سالویشن آرمی فسٹ فلور روم ۲۹ بمبئی ۴۰۰۰۰۸

"آواز" ۱۶ جنوری کا شمارہ اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ ۱۴ جنوری کو موصول ہوا۔ ویسے کبھی کبھی آواز کے آنے میں بہت دیر ہو جاتی ہے۔ اور کئی بار تو شمارے کو غائب بھی کر دیا جاتا ہے۔ اور ہم انتظار میں ہی رہ جاتے ہیں لیکن اب تو تائم سے دو یا تین دن پہلے ہی موصول ہو جاتا ہے۔

۱۶ جنوری کے شمارے میں کمال احمد کا ناٹک "پریم پتر" پڑھا، ناٹک میں کوئی خاص بات تو نہیں پھر بھی لیکن منورنجن سے بھرپور تھا۔ کمال احمد صاحب کو میری طرف سے مبارکباد اور امید ہے کہ آئندہ بھی ایسے ہی منورنجن سے بھرے ناٹک پیش کرتے رہیں گے۔

یکم فروری کے شمارے میں "ڈرامہ کی صلیب" پڑھا، بہت پسند آیا۔ سعید فرحت کو بہت بہت مبارکباد۔

اور اب بہت دنوں سے آپ نے آکاش وانی روہتک کے پروگرام آواز سے گول کر رکھے ہیں جب روہتک کے پروگرام آواز میں آتے ہیں تو رامپور یا نجیب آباد کے پروگرام اڑا دیئے جاتے ہیں۔

آواز میں شائع 'آپ کی رائے' میں سب کی شکایت اور تعریف شامل ہوتی ہے اسی لیے میں بھی تھوڑی شکایت اور تھوڑی تعریف لے کر حاضر ہوا ہوں کبھی کبھی ایک ہی کی شکایت اور تعریف کئی کئی بار لگاتار شائع ہوتی ہے جیسے رخسانہ الفت ہیں، ان کے 'آواز' میں بہت سے خط شامل ہوتے ہیں۔

سید احمد شاد

سی-۱ نیو برج پوری-دہلی ۱۱۰۰۵۱

آواز کا تازہ شمارہ یکم جنوری ۱۹۸۶ء نظر سے گزرا۔ میں آواز کا مطالعہ بہت دنوں سے کرتا ہوں۔ لیکن خط لکھنے کا یہ میرا پہلا موقع ہے۔ 'آواز' کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اس شمارے کے سبھی افسانے، غزلیں اور مضامین پسند آئے لیکن مجھے یوسف ناظم کا تحریر کردہ مضمون "نئے سال کی آمد پر" اور ڈاکٹر آصف زمانی کا "گھر کیسے چلے جب بچے زیادہ ہوں" بہت پسند آیا اور افسانہ "جو تھا نہیں ہے" بھی قابل تعریف ہے۔ اس کے علاوہ بھی سبھی مضامین معلوماتی ہیں۔

میں خدا سے دعاگو ہوں کہ اس پرچے کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی رہے۔

فیروز عالم (دار المسعود)

خلیل پورہ، پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵

مکرمی!

"آواز" ۱۶ جنوری ۱۹۸۶ء کا شمارہ میرے مطالعہ میں آچکا ہے۔ 'آواز' کا میں بہت پرانا قاری ہوں۔ آواز کا میں شدت سے انتظار کرتا رہتا ہوں لیکن رانچی میں آواز تقریباً سات آٹھ روز دیر سے پہنچتا ہے، خدارا کوئی حل ڈھونڈیئے پسندیدہ رسالہ کے لیے صبر کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

تازہ شمارے میں جتنی تخلیق شامل ہیں ان میں کچھ بہت زیادہ پسند آئی۔ مثلاً عتیق عالم صاحب کی تخلیق "جمہوریت کے تقاضے" سلسلہ شعر و ادب میں یگانہ چنگیزی پر بہت مختصر مضمون ہے تشنگی باقی رہ گئی۔ "بھلائے سے بھلنے" اردو سروس کے تقاریری سلسلہ میں فیتی روبن کا کردار واقعی کبھی نہ بھلانے والا کردار ہے۔ چار سو صفحہ کے ناول میں صرف دس صفحہ پر رہنے والا کردار پورے ناول کی جان ہے۔ ممتاز محل پر قیام صاحب کا مقالہ ایکدم ہلکا ہے ان کو کچھ گہرائی میں جانا چاہئے۔ شاہ جمال صاحب کا مضمون "ہمارا دستور اور سیکولرزم" یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ ہمارے آئین نے واقعی ہندستان کو سیکولر بنایا ہے۔ سید غوث صاحب نے "مرثیہ میں اخلاقی قدریں" ڈھونڈنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ حسن عباس کاظمی نے پیڑ پودے کی اہمیت کے بارے میں بہت اہم بات بتائی۔ شرف الدین ساحل صاحب کا مقالہ دور بھی کی تاریخی جھلکیاں کے تحت "عہد بھوسلہ" کی تاریخ نہایت اہم اور میرے لیے کسی انکشاف سے کم نہیں۔ ریڈیو ناٹک "پریم پتر" پسند آیا۔ رضوان احمد اور تبسم نشاط کے افسانے پسند آئے۔

زراعت و سائنس کے خصوصی صفحہ میں عزیز انصاری ندرت پر ہی زیادہ دھیان دیتے ہیں لیکن ان کی بات نہایت ہی کارآمد ہے کیونکہ ہندستان زراعت پر ہی منحصر ہے۔ ان کی باتیں لاکھوں کسانوں کے لیے بے حد فائدہ مند ہوتی ہیں۔

اب آخر میں آپ سے گزارش ہے کہ آپ کچھ سلسلہ اور شروع کریں مثلاً تاریخی شخصیت، تاریخی جگہیں، عمارتیں وغیرہ کا سلسلہ۔ اگر آپ ایسا کر سکیں تو زندگی بھر ممنون رہوں گا۔

خدا کرے آپ اور اراکین آواز بخیر و خوبی ہوں۔ سبھوں کو میری نیک تمنائیں۔

مسرور راجپوری

رنگساز مسجد چرچ روڈ رانچی

مکرمی تسلیم!

آواز یکم تا ۱۵ نومبر ۸۵ء کے شمارے میں میری کہانی "پوسٹر" شائع ہوئی تھی۔ اس کہانی نے مجھے امید سے زیادہ شہرت پہنچائی ہے۔ آواز کے حوالے سے کئی خطوط ملے جن میں کچھ لوگوں نے باضابطہ طور پر اس کا تجزیہ بھی پیش کیا ہے۔ براہ راست جن کے خطوط ملے، جواب دے چکا ہوں۔ میں آپ کی توجہ ۱۶ تا ۳۱ دسمبر اور یکم جنوری کے شمارے کی طرف خصوصی طور پر "آپ کی رائے" کالم پر مرکوز کرانا چاہتا ہوں۔ 'پوسٹر' کے سلسلے میں کئی طویل اور مختصر خطوط شامل کیے گئے ہیں۔ میں آفتاب عالم زخمی (صاحب گنج) شمیم رضا (بہار) اشرف خاں (اکولہ) سید اختر حسین ماجد (گورکھپوری) مرزا سلیم بیگ (یوپی) شریف اللہ صدیقی (بیل بھیت) اور ایم نظامی (صندل پور) صاحبان کے علاوہ رخسانہ الفت صاحبہ (دہرہ دون) کا بھی بے حد شکرگزار ہوں کہ اس کہانی نے انھیں ہر سطح پر متاثر کیا ہے۔ جملۂ معترضہ کے طور پر یہ بھی کہتا چلوں کہ اردو اور انگریزی میں یکساں طور پر مقبول نقاد و محقق ڈاکٹر تاراچرن رستوگی (گورکھپور) نے بھی اس افسانے کو اردو کے افسانوی ادب میں ایک اہم مقام کا حامل قرار دیا ہے۔ ان کے جملوں نے مجھے اور بھی کچھ اچھا کر گزرنے کے لیے اکسایا ہے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ "پوسٹر" جیسی اور بھی کہانیاں لکھوں۔ شرط ہے آپ کی محبتیں یوں ہی ساتھ رہیں۔

یکم جنوری ۱۹۸۶ء کے شمارے میں یوں تو ڈاکٹر اطہر ظہیر، ایم ریاض باری، زینت ساجدہ، انور صدیقی، یوسف ناظم، شفیع جاوید اور علی امام نے متاثر کیا لیکن اس میں جو غزلیں شامل ہیں انھیں ہم معیاری ادب کے زمرے میں رکھ سکتے ہیں۔ خصوصی طور پر پٹنہ سے نشر شدہ غزلوں کا انتخاب انتہائی خوبصورت ہے۔ مثلاً:-

وہ کافر ہوں کہ مومن ہوں مگر کچھ اہل دل واعظ
خدا سے ناز کرتے ہیں بتوں سے ناز اٹھاتے ہیں

——— جمیل مظہری

موسم روز و شب تمام بھی ہو
یہ طلسمات رنگ و بو کب تک

——— سلطان اختر

زندگی تو نے ہمیں اور بھی مقروض کیا
جب ہم لوگ ترا قرض چکانے نکلے

——— ناز قادری

غم کی دنیا کبھی نہیں بدلی
کتنے دنیا میں انقلاب آئے

——— ناوک حمزہ پوری

فیصلہ اپنی ذہنیت کا ہے ورنہ اچھا ہے اور برا کون
سطح شیشہ منحنی ہو اگر سارے چہرے منحنی چہرے

——— ظہیر صدیقی

قاسم خورشید

ایجوکیشنل ٹیلی ویژن

ایس۔سی۔ای۔آر۔ٹی محیندرو

پٹنہ ۸۰۰۰۰۴

آکاشوانی متھرا

سازندے درکار ہیں

اسٹیشن ڈائریکٹر آل انڈیا ریڈیو متھرا کو سازندوں کے درج ذیل زمروں میں، آل انڈیا ریڈیو متھرا میں بھرتی کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں۔

نمبر شمار	آسامی کا نام	آسامیوں کی تعداد
۱۔	ستار نواز	ایک
۲۔	وائلن نواز	ایک

کام کی نوعیت

ڈیوٹی چارٹ کے مطابق بطور اکمپنسٹ / انٹرومنٹلسٹ شفٹ ڈیوٹیز انجام دینا، ضرورت پڑنے پر بطور سولو آرٹسٹ پروگرام دینا۔ خصوصی مواقع کے لیے موسیقی کے خصوصی آئٹمز کی ریہرسل اور ریکارڈنگ۔ موسیقی کے پروگراموں میں ریہرسل اور بیلنسنگ میں مدد دینا۔ جب اور جہاں ضرورت ہو موسیقی کے سازوں کی دیکھ بھال کرنا۔ میوزیکل کمپوزیشنز کی علامات اور کتابوں کی سنبھال۔ موسیقی کے اسباق پیش کرنے میں تعاون دینا اور شرکت کرنا۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً سپرد کردہ فرائض کی انجام دہی۔

اہلیت، عمر اور فیس اسکیل وغیرہ سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں۔

اہلیت (لازمی)

(الف) امیدواروں کو آل انڈیا ریڈیو کے ایم پی اے نے کلاسیکی موسیقی کے مذکورہ بالا زمرے میں کم از کم بی ہائی گریڈ پرفارمنگ میوزک آرٹسٹ تسلیم کیا ہو۔

(ب) موسیقی میں باضابطہ اور باقاعدہ تربیت۔

(ج) موسیقی کے اجتماعی مظاہرے میں دیگر سازندوں کے ساتھ سنگت کرنے کی صلاحیت۔

(د) سنگت دینے / تنہا ساز بجانے کی صلاحیت۔

(ہ) ہندی یا انگریزی میں لکھنے پڑھنے کی صلاحیت (کسی مسلمہ اسکول میں کم از کم تیسری جماعت تک پڑھنے کا ثبوت پیش کرنا ہوگا۔)

پسندیدہ: تانپورہ بجانے کی صلاحیت اور دیگر سازندوں کو تانپورہ پر سنگت دینے کی صلاحیت۔

یکم جنوری ۱۹۸۶ء کو ۱۹ اور ۴۵ سال کے درمیان۔ شیڈولڈ کاسٹ / ٹرائب اور دیگر خصوصی زمروں کے امیدواروں کو مرکزی سرکار کی جانب سے وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات کے مطابق رعائت دی جائے گی۔

فیس اسکیل:

اے گریڈ فنکار کے لیے: ۶۵۰ — ۳۰ — ۷۴۰ — ۳۵ — ۸۱۰ — ای بی — ۳۵ — ۸۸۰ — ۴۰ — ۱۰۰۰ — ای بی — ۴۰ — ۱۲۰۰ روپے

بی ہائی گریڈ فنکار کے لیے: ۵۵۰ — ۲۵ — ۷۵۰ — ای بی — ۳۰ — ۹۰۰ روپے

(مذکورہ بالا فیس اسکیلوں کے ساتھ وہ بھتے بھی دیئے جائیں گے جو آرٹسٹوں کو وقتاً فوقتاً دیئے جاتے ہیں)

۵۔ سادہ کاغذ پر درخواست میں امیدوار درج ذیل تفصیلات مہیا کریں:۔

(i) امیدوار کا پورا نام

(ii) عمر تاریخ پیدائش کے ساتھ

(iii) کس اسامی کے لیے درخواست دی گئی

(iv) تعلیمی قابلیت (v) پیشہ ورانہ قابلیت

(vi) تجربہ (vii) موجودہ روزگار وغیرہ اور ساتھ میں اسناد کی مصدقہ نقول

آل انڈیا ریڈیو / دوردرشن اور وزارات اطلاعات ونشریات کے کسی اور شعبے میں ملازم رشتہ دار کی تفصیل۔ درخواستیں ۲۰ مارچ ۸۶ ۱۹ء تک اسٹیشن ڈائریکٹر آکاشوانی متھرا کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔

عام ھدایات:

۱۔ امیدواروں کو انٹرویو و ٹسٹ کے لیے آل انڈیا ریڈیو متھرا اپنے اخراجات پر پہنچنا ہوگا۔ انٹرویو کے لیے بلاتے وقت زیادہ تجربہ کار اور زیادہ قابل امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔

۲۔ سرکاری ملازم اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔ اور ان کی درخواستیں آخری تاریخ سے قبل پہنچ جانی چاہئیں۔

۳۔ منتخب امیدوار کا تبادلہ آل انڈیا ریڈیو کے کسی بھی اسٹیشن پر کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ تمام ضروری کارروائیوں کی تکمیل سے قبل منتخب امیدواروں کو ابتدا میں ماہانہ قابل تجدید معاہدے کی بنیاد پر تقرری دی جائے گی۔ بعد میں مناسب وقت پر ان کو سلیکشن بورڈ پانچسالہ معاہدے کے لیے قابل غور سمجھے گا۔

کسی بھی قسم کے اثر ورسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزونیت کا سبب ثابت ہوگی۔

درخواست کے ساتھ درج ذیل حلف نامہ داخل کریں۔

(i) اس درخواست میں مہیا تمام تفصیلات میرے علم و یقین کے مطابق قطعی اور درست ہیں۔

(ii) وہ اسناد جن کی مصدقہ نقول درخواست کے ساتھ منسلک ہیں میرے قبضے میں ہیں، اور طلب کیے جانے پر پیش کردوں گا۔

دستخط اسٹیشن ڈائریکٹر

محترمی آداب!

یکم دسمبر ۱۹۸۵ء کا شمارہ بہت تاخیر سے ملا۔ شاد عارفی پر مضمون پسند آیا۔ احمد جمال پاشا کا افسانہ "بور" پہلے بھی دوسری جگہ شائع ہوچکا ہے۔ نسرین تبسم کا ڈرامہ "تم میری زندگی ہو" متاثر کرتا ہے۔ مسرور جہاں کا افسانہ "چوتھی سمت" شمارے کی جان ہے۔ جو کہ ایک بہت جامع علامتی افسانہ ہے۔ غزلیں سبھی ٹھیک ہے۔ آپ کی رائے کالم کو فہرست میں شامل کیا کریں۔

خالد پرویز شمسی

چم چم گلی ۲۸/۴۵۷ آگرہ

ماہ جنوری ۱۹۸۶ء نیا سال کا نیا شمارہ "آواز" پڑھ کر امن میں بہت سارے خوبصورت افسانے، غزلیں اور معلوماتی مضامین دیکھنے ہمیں نظر نواز ہوا۔ پڑھ کر ہم لوگ کافی متاثر ہوئے۔ کم قیمت میں اتنے اچھے رسالے کی اشاعت پر ہم لوگوں کی جانب سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ اس دلکش شمارے میں اگر کسی چیز کی کمی کھٹکتی ہے تو وہ یہ ہے صرف سوال وجواب کا کالم۔ امید ہے اس طرف بھی دھیان دے کر مشکور کریں گے۔

خورشید عالم عبدالقیوم قریشی

ڈیری اون سون۔ بارہ پتھر مسجد روڈ

آواز کا عرصہ دراز سے مطالعہ کررہا ہوں، جو اب بہتر سے بہتر ہوتا جارہا ہے۔ یکم دسمبر ۱۹۸۵ء کا شمارہ چشم دید ہوا۔ چند ہی روز میں سارے مضامین و افسانے پڑھ ڈالے۔

احمد جمال پاشا کا مضمون "بور" بہت پسند آیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ نسرین تبسم کا ناٹک "تم میری زندگی ہو" جو حقیقت سے آشنا کرتا ہے۔ افسانوں میں "آدمی ادھوری" رحمان شاہی کا۔ مختصر افسانہ میں "پہلی اور آخری ضد" عائشہ صدیقی عباسی کا بہت پسند آیا اور معیاری بھی ہے۔ ڈاکٹر افغان اللہ خاں صاحب کا مضمون "تعلیم پذیر معاشرے میں اساتذہ کا رول" قابل توجہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ مقالہ لکھ کر اساتذۂ کرام کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔

خدا سے دعا ہے کہ آپ کے رسالے کی آواز ادبی دنیا میں گونجتی رہے اور دن دونی رات چوگنی ترقی کرے۔

سید طیب کوثر

رضا منزل بشیرت گنج لکھنؤ

نیشنل پروگرام

کرشن راؤ شنکر پنڈت کا گائن

ہفتہ یکم مارچ رات ساڑھے نو بجے

گوالیار گھرانے کے فنکار کرشن راؤ شنکر پنڈت کو گوالیار گھرانہ کی روایات موسیقی کا خزانہ ان کے پتا سوَرگیہ پنڈت شنکر راؤ پنڈت اور نثار حسین خاں سے ملا تھا۔ محض ۱۴ سال کی عمر میں کرشن راؤ نے عوام کے سامنے اپنے فن کا مظاہرہ کیا اور اپنے سامعین کو جیسے مسحور کر دیا اور یہ سحر ستر برس کی طویل مدت تک شائقین موسیقی پر طاری رہا۔ وہ ستارا (مہاراشٹر) کے دربار سے بحیثیت درباری موسیقار منسلک رہے۔

کرشن راؤ پنڈت خیال کی اشٹپ رنگ گائیکی میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں۔ خیال کے علاوہ انہیں اشٹ پدی ترانہ اور ٹپا گانے میں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

پدم بھوشن ایوارڈ یافتہ کرشن راؤ شنکر پنڈت کو سنگیت ناٹک اکیڈمی ایوارڈ کے علاوہ مزید کئی خطابات و اعزازات سے نوازا جا چکا ہے۔

ان کی ریکارڈنگز پر مبنی اس پروگرام کو ان کے بیٹے لکشمن راؤ پنڈت نے ترتیب دیا ہے اور وہی اسے پیش کریں گے۔

انہوں نے وینا بجانا شروع کر دیا تھا اور اس وقت سے اب تک وہ اپنے فن کا مظاہرہ نہ صرف ملک میں بلکہ ملک کے باہر بھی



کر چکی ہیں۔ تامل ناڈو حکومت کی جانب سے انہیں 'کلا امامنی' کے خطاب سے نوازا جا چکا ہے۔

شری سبرامنیم نے جو عام طور پر ولیا پتی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں ابتدا میں اپنے والد سے ناگا سورم وادن سیکھا لیکن بعد میں انہوں نے اظہار فن کے لیے تاویل کا انتخاب کیا اور خود ہی اس پر ریاض کیا۔ بعد میں اپنے بڑے بھائی

تال ناڈو کی ایسی جانی پہچانی شخصیت کا نام ہے جو فنون لطیفہ کی کئی اصناف پر عبور رکھتی ہے۔ وہ مسلسل چالیس برس تک آل انڈیا ریڈیو کے مختلف عہدوں پر خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

کیشو لکشمن گنڈے کا بانسری وادن

۱۵ مارچ رات ساڑھے نو بجے

کیشو لکشمن پانڈے کا شمار ہمارے ملک کے جواں سال فنکاروں میں ہوتا ہے۔ بانسری وادن میں ان کی دلچسپی



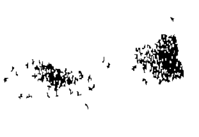
پی وی گنڈے اور شری راؤ کرکے سبب ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہری پرساد چورسیا اور دیویندر مردیشور سے بھی موسیقی کی اعلیٰ تربیت حاصل کی۔

منگل شب کی محفل موسیقی

گریش گوساوی کا گائن

۱۱ مارچ رات دس بجے

جواں سال فنکار گریش گوساوی نے دھرپد گائیکی فنکاروں کے ایک خاندان میں جنم لیا۔ موسیقی کی ابتدائی تربیت ترمبک بوا گوساوی اور بعد میں اتم راؤ اگنی ہوتری سے حاصل کی۔



گریش گوساوی کی گائیکی میں اپنی خاندانی روایات اور جدید گائیکوں کا خوبصورت امتزاج ملتا ہے ان کی تان اور سرگم میں تکنیکی مہارت جھلکتی ہے۔

آل انڈیا ریڈیو کے مقابلۂ موسیقی ۱۹۸۱ء میں انہیں خیال گائیکی میں دوسرا انعام حاصل ہوا تھا۔ سُر سنگار سنسد کی جانب سے بھی انہیں 'سُرمنی' کے خطاب سے نوازا جا چکا ہے۔

پلانی دل پلائے سے رہنمائی حاصل کی اور مشہور تاویل فنکار راجہ گوپال پلائے سے تربیت حاصل کی۔ ولیا پتی ملک کے تمام نامور ناگا سورم فنکاروں کے ساتھ سنگت کر چکے ہیں۔ تامل ناڈو حکومت کی جانب سے انہیں کلا امامنی کا خطاب اور سرکاری فنکار کا اعزاز دیا گیا ہے۔

علاقائی وسگم سنگیت کا پروگرام

تامل ناڈو کا بھگتی سنگیت

۶ مارچ رات ساڑھے نو بجے

علاقائی وسگم سنگیت کے نیشنل پروگرام میں اس بار تامل ناڈو کا بھگتی سنگیت پیش کیا جائے گا۔ اس پروگرام کو سی۔ پا۔ سوما سندرم نے پروڈیوس کیا ہے۔ شری سندرم

اے گائتری کا وینا وادن اور

ولیا پتی اے آر سبرامنیم کا تاویل وادن

۸ مارچ رات ساڑھے نو بجے

اے گائتری مشہور فلم موسیقار سوَرگیہ اے اسواتھاما اور وینا فنکار کملا اسواتھاما کی صاحبزادی ہیں۔ اور ہمارے ملک کے نو عمر فنکاروں میں ایک خصوصی مقام رکھتی ہیں۔ محض ۶ سال کی عمر میں ہی

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸٫۷۴ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۱۹٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۴۳ افتتاحی موسیقی اور اعلان
۵-۴۵ صبح گاہی
۶-۱۰ خبریں
۶-۲۵ شہر صبا
۷—۰۰ شمع فروزاں
۷—۰۵ سازِ طرب (سازینہ)
۷—۱۵ بھورِ شہانی (پرانے فلمی نغمے)
۷—۲۵ گزشتہ شب ۹—۰۰ کی دوبارہ نشریات
۷—۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۸—۰۰ آپ کی فرمائش
۸—۲۰ تاریخ ساز
۸—۲۵ آپ کی فرمائش (جاری)
۹—۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار)
جمعہ / اتوار : آؤ بچو
۹—۰۵ آپکی فرمائش (جاری) بجز جمعہ اور اتوار) جمعہ و اتوار : آؤ بچو (جاری)
۹—۱۵ لوک گیت (بجز جمعہ اور اتوار)
جمعہ و اتوار : اؤ بچو (جاری)
۹—۳۰ خبروں کا خلاصہ
۹—۳۲ کلاسیکی موسیقی / پیر / منگل / بدھ
ہلکی کلاسیکی موسیقی / جمعرات / ہفتہ
آپ کے خط آپ کے گیت : جمعہ
تکلف برطرف : اتوار
۱۰—۰۰ اختتام

دوسری مجلس

دوپہر

۱—۵۸ افتتاحی موسیقی اور اعلان
۲—۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲—۰۲ خبروں کا خلاصہ
۲—۰۷ آپ کا خط ملا : اتوار
نغمہ و صدا (I) پیر
میری نظر میں (III) پیر
نگاہِ انتخاب (II III) پیر
(۳ بجے تک جاری)
بھگتی رس (غیر فلمی) منگل
آہنگ : بدھ
ہم نوا : جمعرات
مشاعرہ (I) جمعہ ۳ بجے تک
سات سوال (II - III) جمعہ
گیت ہمارے شعر آپ کے
(IV - III جمعہ)
ایک ہی فلم سے (V - III - I) ہفتہ
سنو گجر کیا گائے (IV - II) ہفتہ
۲—۳۰ یک رنگ (V - I) اتوار
محفل (II) اتوار
گیتوں بھری کہانی (III) اتوار
غزلیں (غیر فلمی) (IV) اتوار
نغمہ و صدا (جاری) (I) پیر
نگاہِ انتخاب (جاری) (IV - III) پیر
ڈرامہ گزشتہ شب
کی مکرر نشریات (IV - II) پیر
میری پسند (V - IV) منگل
۴۳

نغمہ و تبسم (V - III - I) منگل
بزمِ خواتین : بدھ
رنگ نو (I)، جمعرات
حرفِ غزل (V - IV - II جمعرات)
ڈرامہ (III جمعرات)
مشاعرہ (جاری) (I جمعہ)
فیچر (V - III جمعہ)
فلمی دنیا (IV - II جمعہ)
بزمِ خواتین (ہفتہ)
۳—۰۰ فلمی قوالیاں (III - I) اتوار
غیر فلمی قوالیاں (V - IV - II اتوار)
رس رنگ : (پیر)
نئی نسل نئی روشنی (منگل)
رنگا رنگ (V - I بدھ)
دھنک (V - II بدھ)
ایک فنکار (III بدھ)
غیر فلمی قوالیاں (V - I جمعرات)
راگ رنگ (IV - II جمعرات)
ڈرامہ (جاری) (III جمعرات)
کہکشاں (V - III - I جمعہ)
دھرتی کو آکاش پکارے
(IV - II جمعہ)
پھر سنیئے (دوبدو) کی مکرر نشریات
(ہفتہ)
۳—۳۰ آپکی پسند
۴—۰۰ جہاں نما (بجز اتوار و تعطیل)
اتوار و تعطیل : آپ کی پسند
(جاری)
۴—۱۰ آپکی پسند (جاری)
۴—۲۰ تبصرہ / ہفتہ بھر کی پارلیمانی کارروائی
۴—۳۵ آپکی پسند (جاری)
۴—۵۰ خبریں
۵—۰۰ اختتام

تیسری مجلس

شام

۷—۵۸ افتتاحی موسیقی اور اعلان
۸—۰۰ خبریں
۸—۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸—۱۵ گیت / نغمہ / نظم
۸—۲۰ جہاں نما بجز اتوار و تعطیل)
منظر پس منظر (V - III - I اتوار)
اخباروں سے (IV - II اتوار)
سازوں پر موسیقی / فلمی دھنیں
(تعطیل و دوسرا ہفتہ)
۸—۳۰ حسنِ غزل
۸—۴۵ فلمی دوگانے
۹—۰۰ چھٹی کے موڈ میں (ادبی مزاحیہ پروگرام) (V - III - I اتوار)
رسائل و جرائد (IV اتوار)
اردو دنیا (II اتوار)
کلامِ شاعر (پیر)
تقریر (منگل)
شہر نامہ (III - I بدھ)
دلی ڈائری (IV, II بدھ)
شہ پارے (V بدھ)
کھیل کے میدان سے / اسپورٹس
راؤنڈ اپ، جمعرات
تقریر (جمعہ)
ریڈیو نیوز ریل (ہفتہ)
۹—۱۰ آبشار
۹—۳۰ کجرا بن کارے (ہلکی کلاسیکی موسیقی)
(اتوار اور بدھ)
پنجابی نغمے (پیر)
دھرتی کے گیت (منگل)
ساز اور آواز (جمعرات)
ایک راگ کئی روپ
(V - III - I جمعہ)
کہانی سنگیت کی (IV - II جمعہ)
نغمۂ وطن (ہفتہ)
۹—۴۵ خبریں
۹—۵۵ تبصرہ (مکرر نشریات)
۱۰—۰۰ ڈرامہ : (اتوار)
فیچر (I پیر)
اظہارِ خیال (II پیر)
دریچہ (IV پیر)
پیہم رواں ہے زندگی
(III پیر)

ٹکڑیے کے ساتھ (V پیر)
جواباً عرض ہے (I منگل)
سائنس میگزین (V - II منگل)
کھیل کھلاڑی (III منگل)
مشاعرہ (IV منگل)
افسانہ (III - I بدھ)
حفظانِ صحت (II بدھ)
ہم سے پوچھئے (IV بدھ)
صدائے رفتہ (V بدھ)
ادبی نشست (III - I جمعرات)

آئینہ (۱۲-۱۷ جمعرات)
ماضی کے دیار (۲۴ جمعرات)
روبرو (جمعہ)
نئی نسل نئی روشنی (ہفتہ)
۱۰-۱۵ خط کے لئے شکریہ (حرف بحرف)
۱۰-۳۰ تعمیل ارشاد (فرمائشی نغمے)
۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱-۰۵ تعمیل ارشاد (جاری)
۱۱-۲۵ شمع فروزاں (مکرر نشریات)
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ خبریں
۱۲-۰۵ بزم موسیقی (جاری)
۱۲-۳۰ قوالیاں
۱۲-۵۸ اگلے روز کے پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۰ اختتام

ہفتہ یکم مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
انیتا ملواڑ: شکیل بدایونی، شمیم جے پوری اور جگر مرادآبادی کا کلام
احمد حسین: جگر اور فیض احمد فیض کا کلام
۷-۰۵ ساز طرب
محی الدین خاں ڈاگر
وچتر وینا پر راگ توڑی
۹-۲۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
ٹھمری بھیروی اور دادرہ بھیروی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
انجلی بنرجی: فیض احمد فیض اقبال اور جگر کا کلام
۱۰-۰۰ بزم موسیقی
ملک ارجن منصور: خیال نند
ضیا محی الدین ڈاگر: وچتر وینا پر راگ مالکونس

اتوار ۲ مارچ

صبح

۸-۲۵ شہر صبا
بیگم اختر: آنند نرائن ملا کا کلام
۷-۰۵ راجندر پرسنا: بانسری پر راگ بیراگی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
بیگم اختر: کیفی اعظمی اور جگر کا کلام
۹-۳۰ گجرن کارے
ٹھمری پہاڑی
۱۰-۰۰ ڈرامہ: "منزل ہے کہاں تیری"
ڈرامہ نگار: دیویندر سنگھ
پیشکش: پریم ودہیرہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
رام چتر ملک: راگ بھوپالی میں آلاپ اور دھمار
راجندر پرسنا
بانسری پر راگ مالکونس

پیر ۳ مارچ

صبح

۶-۲۵ پنڈت حسن لال: ذوق اور حسرت موہانی کا کلام
۹-۱۵ راجندر کچرو: کشمیری لوک گیت
۹-۲۲ آپراجیتا گھوش: خیال دیسی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
مدھورانی: غالب کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر: القمر شبلی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
اپراجیتا گھوش: خیال مالکونس
شیو کمار شرما: سنتور پر راگ کوشک دھونی

منگل ۴ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
مجدد نیازی: شفیق اور ساحر بھوپالی کا کلام
مبارک بیگم: اقبال اور فیض کا کلام
۷-۰۵ پپوش پوار: سنتور
۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
عقیل احمد خاں: خیال توڑی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
مینو پرشوتم: فراق اور درد کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
عقیل احمد خاں
خیال پٹ بیہاگ
پپوش پوار: سنتور

بدھ ۵ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
مدھو بالا چاولا: جگر اور فیض کا کلام
نثار حسین بخش: ظفر اور امیر مینائی کا کلام
۷-۰۵ جگناتھ اور ہمنوا: شہنائی
۹-۲۲ امرناتھ: خیال کومل رشبھ آساوری

دوپہر

۲-۰۰ رنگا رنگ: دل لگی: ڈرامہ
ڈرامہ نگار: شمس تبریزی
پیش کش: پریم ودہیرہ

رات

۹-۳۰ گجرن کارے
مانک ورما: ٹھمری پیلو
۱۰-۰۰ افسانہ از دیویندر اسسر
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
امرناتھ: خیال راگیشوری
جگناتھ اور ساتھی
شہنائی

جمعرات ۶ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
نسیم بانو: سودا، درد اور میر تقی میر کا کلام
نصیر احمد: جگر، فراق اور داغ کا کلام
۷-۰۵ سروجیت کور: ستار پر راگ الہیا بلاول
۹-۲۲ آئرین رائے چودھری
ٹھمری دادرہ

رات

۸-۳۰ حسن غزل
پروین سلطانہ: شکیل کا کلام
۱۰-۰۰ ادبی نشست
نظم از شہریار
افسانہ از جوگیندر پال
دیگر شرکاء: ڈاکٹر خلیق انجم اور ڈاکٹر شارب ردولوی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
راجن مشرا ساجن مشرا
خیال جے جے ونتی
سروجیت کور: ستار پر راگ کھماج

جمعہ ۷ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
ریتا گنگولی: جاں نثار اختر اور امیر قزلباش کا کلام
۷-۰۵ یعقوب علی خاں: سرود

رات

۸-۳۰ حسن غزل
ریتا گنگولی: غلام ربانی تاباں اور مظہر امام کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
دیپالی ناگ: خیال چھایا نٹ
یعقوب علی خاں: سرود

ہفتہ ۸ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
رونا لیلیٰ: ظفر، فیض احمد فیض اور داغ کا کلام
سعادت بن اشرف: فیض کا کلام
۷-۰۵ این راجم: وائلن پر راگ دیوگری بلاول
۹-۲۲ آئرین رائے چودھری
ٹھمری بھیروی اور دادرہ بھیروی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سرلا کپور: سودا کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد فیاض خاں
خیال بڑا اور دھمار راگ کیدارہ میں
این راجم: وائلن

اتوار ۹ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
غالب اور داغ کا کلام
۷-۰۵ رمیش پریم

وچترویناپر اہیر بھیرو

رات

۸-۳۰ حسن غزل
شانتی ہیرانند: چکبست اور
جلیل مانک پوری کا کلام

۹-۳۰ گجرہن کارے
نثار حسین خاں: شعری دیش

۱۰-۰۰ ڈرامہ
ڈرامہ نگار: رضیہ منظور الامین

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گنگو بائی ہنگل: خیال کلاوتی
ریش پریم: وچترویناپر
کوسی کا نہڑہ

پیر ۱۰ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
تاج احمد: غالب اور داغ
کا کلام
ارملا ناگر: سیماب الہ آبادی
اور خمار بارہ بنکوی کا کلام

۷-۰۵ بھجن سوپوری: سنتور پر
راگ بسنت مکھاری

۹-۲۲ سنگھ بندھو: خیال

رات

۸-۳۰ حسن غزل
ارملا ناگر: فیض، ساغر اور
مجروح کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر از شمس الحق فاروقی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سنگھ بندھو: خیال
بھجن سوپوری: سنتور پر
راگ کروانی

منگل ۱۱ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
اوشا سندرن: فیروز نظامی
رضا الہ آبادی اور شفق کا کلام
ولایت حسین ساگر: راجیش کمار
اوج، عرش ملسیانی اور مجاز
لکھنوی کا کلام

۷-۰۵ چت دیو برمن: اسراج پر
بلاسس خانی توڑی

۹-۲۲ سرفراز حسین خاں: خیال

رات

۸-۳۰ حسن غزل
یونس بیگ: داغ کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سرفراز حسین خاں: خیال
چت دیو برمن: اسراج پر
راگ ابھوگی کا نہڑہ

بدھ ۱۲ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
محمد حسین: ساحر بھوپالی اور
کیفی اعظمی کا کلام

۷-۰۵ بسم اللہ خاں: شہنائی پر
راگ بھیرویں

۹-۲۲ سمتی مشاٹکر: خیال

رات

۸-۳۰ حسن غزل
محمد حسین: سراج لکھنوی اور
جگر مرادآبادی کا کلام

۹-۳۰ گجرہن کارے
کشوری امونکر
شعری یشرا دیش

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سمتی مشاٹکر: خیال
بسم اللہ خاں: شہنائی پر
راگ کیدار

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
صلاح الدین احمد: جاں نثار اختر
فیض احمد فیض اور میر کا کلام

۷-۰۵ محمود مرزا: ستار

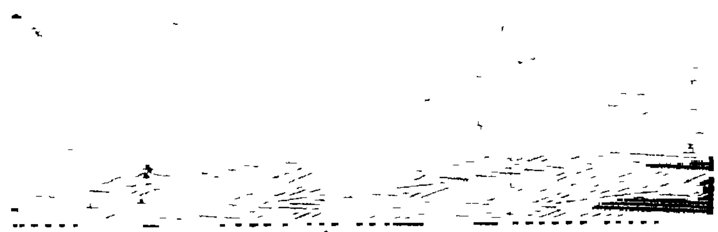
۹-۲۲ بینا پانی مشرا: ٹھمری بھیروی
اور دادرہ بھیروی

رات

۱۰-۰۰ آئینہ (ادبی میگزین)
اردو اسالیب نظم
ایڈیٹر: ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
غلام مصطفیٰ خاں: خیال مالکونس
محمود مرزا: ستار

(باقی صفحہ ۳۶ پر)



میڈیم ویو		شارٹ ویو
دہلی الف	۳۶۶٫۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز	صبح ۰۰-۸ تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
دہلی ب	۴۰۵٫۵ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز	صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دہلی ج	۲۱۹٫۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز	دوپہر ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دہلی د	۲۹۴٫۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز	شام ۴۵-۵ تک ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
		شام ۰۰-۱۱ سے رات تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف

ہندی / انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۰-۱، ۱۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸
اور رات ۰۵-۱۱۔ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱، اردو میں تبصرہ: رات ۱۶-۹
انگریزی: دوپہر ۰۰-۱۲، پنجابی: دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار: شام ۰۰-۵
روزگار سماچار: شام ۵۰-۷، پرادیشک سماچار: شام ۵۰-۷

دہلی بی

انگریزی: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، دوپہر ۰۰-۱، سہ پہر ۰۰-۴، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور
رات ۰۰-۱۱، پنجابی: صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، تجارتی (صرف ہندی) ۴۰-۷

ہفتہ یکم مارچ

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ شرافت حسین خاں: گائن

۱۱-۰۵ اور رات ۰۰-۹
ستیہ دیو پوار: وائلن

۱۱-۳۰ اور شام ۳۰-۵
ایرا مکرجی: گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ ستیہ دیو پوار: وائلن

ممبئی پروگرام

۱۱-۳۰ اور شام ۲۵-۵
جی۔ ایس۔ شری کرشنن
بانسری وادن (کرناٹک)

دوپہر

۱۲-۱۵ عورت اکیسویں صدی کی
تحریر: ڈاکٹر پریم سرن شرما

۲-۳۰ ا نکل: کشمیری ناٹک سے ماخوذ
فاروق مسعود
ترتیب دہندہ: علی محمد لون

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۹-۲۰ لوک رچی سماچار

اتوار ۲ مارچ

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
آشرن رائے چودھری: گائن

۱۰-۰۰ ہری سنگھ اور ساتھی: شہنائی

۱۱-۰۵ اپنی نگری: ریکارڈنگ پر

شام

۲-۳۰ آشرن رائے چودھری: گائن

۶-۲۵ اور ۴۵-۸
وذیا ناتھ سیٹھ: گیت بھجن
اور غزلیں

پیر ۳ مارچ

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹

عبدالسمیع خاں : سرود

۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵

بھوپیندر سنگھ سیتل : گائن

۱۱-۳۰ سنیل کانت سکسینہ : ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ آواز کے ہاتھ

تحریر : مدرا راکھشس

دہلی ب

صبح

۳۲-۷ سنگیت سوربھی

وسنت راؤ دیشپا

شام

۳۰-۲ عبدالسمیع خاں :

۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸

کلونت کور : گیت ، بھجن

۳۰-۹ سروجنی نائیڈو کو خراج عقیدت

منگل ۴ مارچ

دہلی الف

صبح

۳۰-۷ سورویلا : ڈاکٹر روبندر راگھو

کا کا دیہ پاٹھ

۴۰-۷ اپنے دیش کی بات

۱۰-۸ دوپہر ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹

للت بے راؤ : گائن

۱۱-۰۵ شکتی دیو : ستار

شام

۰۵-۵ وگیان سماچار : تقریر از

اوشا ورما

۳۰-۹ وبشت : تحریر از نرملا اگروال

شام

۳۰-۲ شکتی دیو : ستار

۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸

راجندر کمار کا چرد

گیت ، غزل

بدھ ۵ مارچ

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹

امرناتھ : بانسری

۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵

اے رمیش کمار : ٹھمری دادرا

دوپہر

۲-۰۵ گرامین بہنوں کا کاریہ کرم

گھر وگیان : اپیوگی کیلا تقریر

بہو تقریر : نریندر چھابڑا

رات

۸-۰۵ منل کا ین سندھرب گرنتھوں

کا مہتو : ہندی تقریر

۸-۱۵ وگیان آلوک : ریل کی پٹڑی

۱۰-۰۰ رحیم فہیم الدین ڈاگر : گائن

دہلی ب

صبح

کمار گندھرو : بھجن

شام

۳۰-۳ کے ، پدما : گائن

۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸

اندر نارائن : بھجن ، غزلیں

۳۰-۹ کنٹمپریری آرٹ ان انڈیا

تقریر (انگریزی)

جمعرات ۶ مارچ

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹

بلدیو راج ورما : گائن

۱۱-۰۵ وشنو پرسنا اور ساتھی : شہنائی

۱۱-۳۰ امرت حسین خاں : گائن

دوپہر

۳۰-۱۲ گھر وگیان : آپکی رسوئی

شام

۰۵-۸ سیوا سمر پت دبھوتیاں

چکرورتی راجگوپال آچاریہ

۳۰-۱۰ رتی رگھوپتی : کرناٹک سنگیت

۱۰-۱۱ وشنو پرسنا اور ساتھی : شہنائی

دہلی ب

صبح

۳۲-۷ سنگیت سوربھی

پروین سلطانہ : گائن

شام

۳۰-۲ رتی رگھوپتی : گائن

۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸

سنگیت سریتا صبح ۳۰-۷

یکم مارچ راگ یمن

فلم : لال قلعہ ، محمد رفیع

نیاز احمد فیاض احمد : گائن

۳ مارچ فلم 'بابر' : سدھا ملہوترہ

پنالال گھوش : بانسری

۴ مارچ فلم 'پالکی' : محمد رفیع ، سمن کلیانپور

گریجا دیوی : گائن

۵ مارچ فلم 'لال پتھر' : منا ڈے ، آشا بھونسلے

پنڈت رام نارائن : سارنگی

(راگ یمن کلیان)

۶ مارچ فلم 'بھابی کی چوڑیاں' : لتا

شری کانت باکرے : گائن

۷ مارچ فلم 'دارا سنگھ' : آشا بھونسلے

عبداللطیف خاں : سارنگی

۸ مارچ فلم 'سرسوتی چندر' : لتا

سنگھ بندھو : گائن

راگ بھوپالی

۱۰ مارچ فلم 'وشنو پران' : منا ڈے ،

اوشا بھشا چاریہ

دنکر راؤ دیشپانڈے : گائن

۱۱ مارچ فلم 'لو ان ٹوکیو' : لتا

فنانک راؤ تھوردھن : گائن

راگ شدھ کلیان

۱۲ مارچ فلم 'چوری چوری' : لتا

بھیم سین جوشی : گائن

راگ مارو بہاگ

۱۳ مارچ فلم 'دیوداس' : لتا

پربھا اترے : گائن

۱۴ مارچ فلم 'ایک رات' : کشور کمار

روی شنکر : ستار

راگ گوڑ

۱۵ مارچ فلم 'پردیسی' : لتا

ڈی وی پلسکر : گائن

انوبھوتی : دوپہر ۱۵-۳

یکم مارچ امرت حسین خاں : ستار پر راگ شری

نندلال گھوش : سرود پر راگ پیلو تلک

۳ مارچ پنڈت کرشن راؤ شنکر : گائن

پروین سلطانہ : گائن

۴ مارچ سریش راجیندر کلکرنی : دلربا پر راگ چھایا کلی

دائم علی قادری : طبلہ

۵ مارچ سری کانت باکرے : راگ بسنت مکھاری

شوبھا گرٹو : ٹھمری مشر تلنگ

۶ مارچ نیرین دارو والا : سرود

بسم اللہ خاں : شہنائی

۷ مارچ ایسے چکرورتی : نٹ بھیروی

روشن آرا بیگم : راگ کیدار

---

۸ مارچ بھونیشور مشرا : راگ گجری توڑی

برج نارائن : سرود

۱۰ مارچ سنندہ پٹنایک : راگ کیدارہ

برج نارائن : سرود

۱۱ مارچ چندر شیکھر : ستار

سوریہ کانت کاڈیلکر : سندری وادن

۱۲ مارچ استاد بڑے غلام علی خاں

راگ راگیشوری ، ٹھمری

۱۳ مارچ روی شنکر : ستار

سامتا پرساد : طبلہ

۱۴ مارچ ہیرابائی بڑوڈکر : راگ ملتانی

سدھیشوری دیوی : ٹھمری

۱۵ مارچ وجے راگھو راؤ

بانسری پر راگ میاں کی توڑی

ہوا محل : رات ۱۵-۹

یکم مارچ 'پریم پتر' از کمال الدین احمد

پیش کش : انیس رفیع

۲ مارچ 'ہائے پیسہ' از ڈاکٹر سشیل نندوال

پیش کش : جٹا شنکر شرما

۳ مارچ 'کچی چھت کا مکان' I

از پرتاپ سہگل

پیش کش : سشیل بنرجی

۴ مارچ 'میاں بیوی' از سلیمان خالد

پیش کش : اطہر افسر

۵ مارچ 'ٹیلی ویژن کا چکر' از راجندر کمار

پیش کش : مدھو سریواستو

۶ مارچ 'ڈیشنڈر کا چکر' از راجیشور ناتھ دھوکر

۷ مارچ 'منڈیروں کے چراغ' از کے ایل یادو

رینو سہدیوا: گیت، بھجن
۹—۳۰ انگریزی زبان کے انڈین رائٹرز

جمعہ ۷ مارچ

دہلی الف
صبح
۸—۱۰ اور ۱۰—۱۱
الابھوبک: ٹھمری دادرا
۱۱—۰۵ اور شام ۴۰—۵
چنی لال اندوریہ: سرود
۱۱—۳۰ بھیم سین شرما: گائن
شام
۵—۵۵ گڑھوالی سنگیت

پیش کش: جے دیو شرما کمل
۸ مارچ مہاشوراتری پر خصوصی پروگرام
۹ مارچ 'اکھاڑہ' تحریر و پیش کش: تکیشور مینن
۱۰ مارچ 'کچی چھت کا مکان' II
۱۱ مارچ 'کل کرے سو آج کر'
از ڈاکٹر نریندر سمادھیا
پیش کش: جٹا شنکر شرما
۱۲ مارچ 'میوزک ماسٹر بھولا شنکر'
تحریر و پیش کش: گنپت لال ڈونگی

۱۳ مارچ 'ہندی مٹھی لاکھ کی'
پیش کش: میناکشی مشرا
۱۴ مارچ 'دیت آدمی' از رادھاکرشن پرساد
پیش کش، گنگا پرساد ماتھر
۱۵ مارچ 'سیدھا آدمی' از شاہد بدایونی
پیش کش، ایف سی ماتھر

رس وہار: رات ۸—۱۵

---

۲ مارچ 'کہرو میں گھر پر نہیں' از کپل کمار
پیش کش: مدھوونتی مشرا

ملن یامنی: رات ۸—۱۵

یکم مارچ 'محل سرا' از احمد وصی
پیش کش، گنگا پرساد ماتھر
۸ مارچ 'الجھن' از سشمی شرما
پیش کش، گنگا پرساد ماتھر
۱۵ مارچ 'تیسرا' از لوچن
پیش کش، انوپ سیٹھی

۸—۱۵ گاندھی چرچا: گاندھی جی کے وچاروں اور پریہ بھجنوں پر مبنی پروگرام
۹—۰۰ استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
۹—۳۰ آج کی شکنتلا: ماخوذ
آدیہ رنگا چاریہ: ترتیب
بی۔آر۔ نارائن
۱۰—۳۰ شریمتی شانتی راؤ
دنیا وادن (کرناٹک)

دہلی ب
صبح
۷—۳۰ سنگیت سوربھی
استاد مشتاق حسین خاں: گائن
شام
۲—۳۰ شریمتی شانتی راؤ: وینا
۶—۴۵ اور رات ۴۵—۸
لکو ماتھر: گیت اور بھجن
۹—۳۰ اسپورٹس میگزین کا
نیشنل پروگرام: انگریزی

ہفتہ ۸ مارچ

دہلی الف
صبح
۸—۱۰ اور رات ۰۰—۹
پارتھا داس: ستار
۱۱—۰۵ اور شام ۴۰—۵
دھینتی بھٹاچاریہ: گائن
۱۱—۳۰ بلجیت سنگھ: اسراج
۹—۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

دہلی ب
صبح
۷—۳۰ استاد رجب علی خاں: گائن
شام
۲—۳۰ پارتھا داس: ستار
۶—۴۵ اور رات ۴۵—۸
پرساد گیت
۹—۳۰ آور گیسٹ ٹونائیٹ

اتوار ۹ مارچ

دہلی الف
صبح
۸—۱۰ اور رات ۰۰—۹
منی پرساد: گائن
۱۰—۰۰ پرکاش وڈھیرا: بانسری
۱۱—۰۵ اپنی نگری

۱۱—۳۰ اور شام ۴۵—۵
ٹی۔آر۔ سبرامنیم
گائن (کرناٹک)
دوپہر
۱۲—۱۵ لاٹری: تحریر: ایس۔این۔ نوٹیال
۲—۳۰ آج کی شکنتلا
تحریر: آدیہ رنگا چاریہ
ترتیب: بی۔آر۔ نارائن
رات
۸—۰۵ کرا اور کمرداتا
اپہارکر: تقریر
۹—۳۰ سنگیت پتریکا
۱۰—۰۰ چمن

دہلی ب
صبح
۷—۳۰ سنگیت سوربھی
۹—۲۰ لوک رچی سماچار
شام
۲—۳۰ منی پرساد: گائن
۶—۴۵ اور رات ۴۵—۸
جگدیش سہگل: گیت
بھجن اور غزلیں
۹—۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۱۰ مارچ

دہلی الف
صبح
۸—۱۰ اور رات ۰۰—۹
اشوک کمار رائے: سرود
۱۱—۰۵ اور شام ۴۰—۵
انیتا رائے: گائن
۱۱—۳۰ شیلندر کمار: بانسری
دوپہر
۱۲—۰۵ لوک بھارتی
۱۲—۳۰ دہشت: تحریر: نرملا اگروال
رات
۸—۱۵ سلسلہ وار ناٹک
۹—۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی تقریر
۱۰—۰۰ سنگیت سبھا
کرشنا لشٹ بھارتی چکرورتی: گائن

دہلی ب
صبح
۷—۲۲ سنگیت سوربھی
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر: گائن

شام
۲—۳۰ اشوک کمار رائے: سرود
۶—۴۵ اور رات ۴۵—۸
شری رام: غزلیں
۹—۳۰ انگریزی میں پروگرام

منگل ۱۱ مارچ

دہلی الف
صبح
۸—۱۰ اور ۳۰—۱۱

غلام حسین خاں: گائن
۱۱—۰۵ این۔این۔ گھوش: ستار
دوپہر
۱۲—۰۵ لوک بھارتی
رات
۸—۰۵ دائننک جیون میں کمپیوٹر کی بھاری بھومیکا: وگیان وارتا
۹—۰۰ منور علی خاں: گائن
۹—۳۰ چھ مہینے کی رات: ناٹک
تحریر: رمیش دت شرما
۱۰—۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
گریش گوساوی: گائن

دہلی ب
صبح
۷—۲۲ سنگیت سوربھی
شو بھٹناگر تو: گائن
شام
۲—۳۰ این۔این۔ گھوش: ستار
۶—۴۵ اور رات ۴۵—۸
چندر کانت گندھرو
بھجن اور غزلیں
۹—۳۰ نیشنل پروگرام: انگریزی تقریر

بدھ ۱۲ مارچ

دہلی الف
صبح
۸—۱۰ ۱۱—۳۰ اور رات ۰۰—۹
دیا شنکر اور ساتھی: شہنائی
۱۱—۰۵ اور شام ۴۰—۵
مبارک علی خاں: گائن
دوپہر
۱۲—۳۰ گھر دگیان
شام
۸—۰۵ جمنا پریشد کی سمسیا

۸-۱۵ دگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
ڈاگر بندھو : گائن

دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گریجا دیوی

شام
۳-۳۰ میتھلی نرسمن
گائن (کرناٹک)

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
ہر میت کور : گیت، بھجن
۹-۳۰ سوستارو یڈنگس

جمعرات ۱۳ مارچ

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ...
دیپالی ناگ : گائن
۱۱-۰۵ راکیش پرسنا : سرود
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان
شام
۵-۰۵ کنڑ شکشا کاریہ کرم
۸-۰۵ پچھڑے لوگوں کے لئے کلیان کاری کاریہ : تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر
۱۰-۳۰ ٹی۔ آر۔ کرشنن : گائن
۱۱-۱۰ اجیت سنگھ پینٹل : گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
روی شنکر : ستار
شام
۳-۳۰ ٹی۔ آر۔ کرشنن : گائن
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
حبیب پینٹر اور ساتھی : قوالی
۹-۳۰ ٹاکنگ اباوٹ بکس (انگریزی میں کتابوں پر تبصرہ)

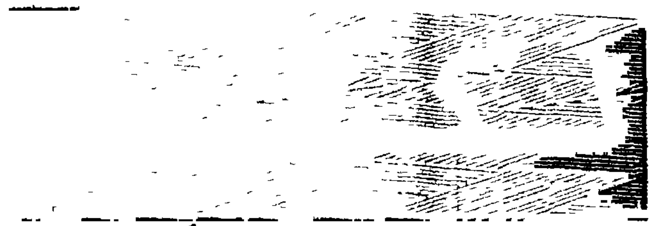
جمعہ ۱۴ مارچ

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور ۱۰-۱۱
بینظیر بیگم : ٹھمری دادرا
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۳۰
غلام وارث : ستار
۱۱-۳۰ مادھوری دانڈگے : گائن
شام
۸-۱۵ گاندھی چرچا
۹-۰۰ رادھے شیام : طبلہ
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۳۰ سماشا نتارام : گائن : کرناٹک
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ مادھوری دانڈگے : گائن
شام
۳-۳۰ سماشا نتارام : گائن
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
انجلی بنرجی : غزلیں
ان پرس پیکٹو

ہفتہ ۱۵ مارچ

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
اسد علی خاں : بین
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۳۰
سعید الدین ڈاگر : گائن
۱۱-۳۰ ولی محمد خاں : ستار
رات
۹-۰۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ بھیم سین جوشی : گائن
شام
۳-۳۰ اسد علی خاں : بین
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ آور گیسٹ ٹونائیٹ

خط و کتابت کرتے وقت اپنا
پتہ صاف و خوشخط
تحریر کیجئے۔



میڈیم ویو : لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۲۶۔۴۰۱ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۷۔۲۴۳ میٹر ۱۲۴۸ کلو ہرٹز

شارٹ ویو : لکھنؤ (ب)
صبح ۷-۴۵ تک ۹۲۔۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز
۸-۰۰ بجے کے بعد ۴۹۔۴۴ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۱۔۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز
شام اور رات ۹۳۔۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز

ہفتہ یکم مارچ

صبح
۷-۳۰ لکھنو درشن (فیچر)
۹-۱۵ ایم۔ ایس۔ گوپال کرشنن : وائلن
رات
۸-۰۰ یاترا : کہانی

اتوار ۲ مارچ

صبح
۹-۱۵ سمتی متاتکر : خیال
دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے : مزاحیہ
"بدھو" از امر بہادر سہائے امر
پیشکش : جے دیو شرما کمل
معاون : پرکاش سکسینہ
شام
۴-۳۰ منور علی خاں : ٹھمری
۷-۴۵ سنسکرت کاریہ کرم
بھارتیہ پراچین وگیانک
بھاسکرا چاریہ : ایودھیا پرساد شاستری
۹-۳۰ نوٹنکی : جہیز مار دوا
از شاردا پرساد بھشنڈ
پیش کش : جے دیو شرما کمل
معاون : پرکاش سکسینہ
۱۰-۰۰ نوٹنکی : جھولا : از شاردا پرساد بھشنڈ : پیش کش : جے دیو شرما کمل
معاون : پرکاش سکسینہ

پیر ۳ مارچ

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
کاشی ناتھ شنکر بوڈس
خیال
پریوار کلیان پر شلوتری

منگل ۴ مارچ

صبح
۹-۱۵ محمد اسماعیل خاں : ستار
دوپہر
۲-۳۰ سمسیائیں گاؤں کی

بدھ ۵ مارچ

صبح
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
رام شنکر داس پاگل داس
پکھاوج
شام
۴-۳۰ بدھ دتیہ مکرجی : ستار
۷-۴۵ سنسکرت کاریہ کرم
گنگا جل شودھم
ڈاکٹر اکھلیشور پرساد ترپاٹھی
۷-۴۵ کاویہ پاٹھ
ہری سرن الہ کاوت
۱۰-۰۰ سورج کبھی ڈوبتا نہیں
ڈرامہ : از : ہرچندر کمار

جمعرات ۶ مارچ

صبح
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
دھرم پال جڑپنگا
دھمار اور دھرپد
دوپہر
۱-۱۰ آنند ہاری
رات
۷-۴۵ گیت منجری

جمعہ ۷ مارچ

صبح

۹—۱۵ اور رات ۱۰—۳۰
شمشیر سنگھ : سرود

دوپہر

۲—۳۰ آپ کا سواستھ

رات

۷—۴۵ نئے اکشتج : بسکٹ کی صنعت، فیچر

ہفتہ ۸ مارچ

صبح

۷—۳۰ لکھنؤ درشن : فیچر
۹—۱۵ لکشمی شنکر : خیال

رات

۷—۳۰ وگیان جگت
۸—۰۰ کاویہ پاٹھ

اتوار ۹ مارچ

صبح

۹—۱۵ رئیس خاں : ستار

دوپہر

۱—۱۰ آج اتوار ہے : مزاحیہ
ہولی کی گجھیا، از ہردیال واستو
پیشکش، چندر پربھا بھٹناگر

شام

۴—۳۰ واجد حسین خاں : طبلہ
۷—۴۵ سنسکرت کاریہ کرم
نمو شوائے : روپک
ڈاکٹر واسو دیو کرشن چترویدی
پیش کش، ڈاکٹر آشا رام ترپاٹھی
۱۰—۳۰ ششیکرنا دھر چودھری
وائلن

پیر ۱۰ مارچ

صبح

۹—۱۵ اور شام ۴—۳۰
مدن موہن اپادھیائے : طبلہ
۷—۴۵ پریوار کلیان پر شنوتری

رات

۷—۳۰ این راجم : وائلن

منگل ۱۱ مارچ

صبح

۹—۱۵ نیر احمد خاں : خیال

دوپہر

۲—۳۰ سمسیائیں گاؤں کی

رات

۷—۳۰ کھیل جگت

بدھ ۱۲ مارچ

صبح

۹—۱۵ اور رات ۱۰—۳۰
جی، این، گوسوامی : وائلن

شام

۴—۳۰ استاد عبدالوحید خاں : خیال
۷—۴۰ سنسکرت کاریہ کرم
شاستر ارتھ : بھاگیم پھلتی سرودیو
کوشل کمار پانڈے، اسد میر ترپاٹھی
کماری رکمنی دمعیر

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح

۹—۱۵ ایم، آر، گوتم : خیال

دوپہر

۱—۱۰ آنند باڑی

رات

۷—۴۵ گیت منجری
۱۰—۳۰ کشوری امونکر : خیال

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح

۹—۱۵ اور رات ۱۰—۳۰
اشوک رائے : سرود

دوپہر

۲—۳۰ آپ کا سواستھ

رات

۷—۴۵ نئے اکشتج : کپڑا ملیں : فیچر
از کبیر شاہ

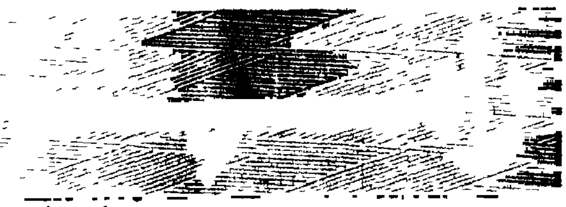
ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح

۷—۳۰ لکھنؤ درشن : روپک
۹—۱۵ پروین سلطانہ : خیال

رات

۷—۳۰ وگیان جگت
۸—۰۰ کہانی



۳۳۶.۷ میٹر   ۸۹۱ کلوہرٹز

[illegible]

ہندی / انگریزی : صبح ۶—۰۰ (عالمی)
ہندی : صبح ۸—۰۰، دوپہر ۱—۰۵، ۲—۱۰ شام ۶—۰۵ اور رات ۸—۴۵
انگریزی : صبح ۸—۱۰، دوپہر ۲—۰۰ اور رات ۹—۰۰
اردو : صبح ۸—۵۰ اور رات ۹—۱۵   سماچار پتر : صبح ۹—۰۰
ضلع کی چٹھی : صبح ۹—۰۵   پرادیشک : شام ۷—۲۰

ہفتہ یکم مارچ

صبح

۷—۳۰ شاہد پرویز : ستار
۷—۵۰ سمن کلیانپور گیت، غزل
۸—۲۱ نیامت علی : لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ سواستھ سندیش، جن سنکھیہ
نین ترن : ہماری پریوارک
انی واریتا : مباحثہ، شرکار
وشواوتار جین، پشپلتا سنگھل
اور ڈاکٹر پی۔ ایل۔ اروڑا
۲—۲۰ اوشا اگروال : لوک گیت

شام

۷—۳۰ ڈاک گھر کی بچت یوجنائیں

اتوار ۲ مارچ

رات

۸—۰۰ شعری نشست : گلزار عالم
قیس امروہوی، عشرت مرادآبادی
ڈاکٹر ماہر چاندپوری، طاہر نظامی
عشرت شاداں، نجمی بریلوی
طاہر فراز، سحر انصاری اور
حفیظ مرادآبادی

پیر ۳ مارچ

دوپہر

۱—۴۰ شجاعت حسین خاں گائن

رات

۸—۰۰ موتی بیگم : غزلیں

منگل ۴ مارچ

صبح

۷—۳۰ نثار حسین : طبلہ وادن
۷—۵۰ طلعت، محمد رفیع، جگ موہن
سگم سنگیت

دوپہر

۱—۴۰ مہدی حسن : ٹھمری، دادرا

بدھ ۵ مارچ

رات

۸—۰۰ جعفر حسین قوال   قوالی

جمعرات ۶ مارچ

صبح

۸—۳۰ مزاحیہ شعری نشست، شرکار
کرکس سہسوانی، دلکش بدایونی
استاد رامپوری، جھنجھٹ امروہوی
پرواز جعفری

جمعہ ۷ مارچ

صبح

۸—۳۰ فرسودہ رسم و رواج اور ہمارا
معاشرہ : مباحثہ، شرکار
صغیر ولی، شکیل الرحمان شمسی
ستیش ڈھینگرہ

دوپہر

شیو کمار شرما : سنتور

شام

۷—۳۰ لکھوا اور سیمانت کرشک اور
پشوپالن : وارتا

ہفتہ ۸ مارچ

صبح

۳۰-۷ نبی جان خاں : کلارینٹ

اتوار ۹ مارچ

دوپہر

۱۰-۱ پریوار جگت : پریوار کے لئے منورنجن سادھن اور سیمایئں ؛ مباحثہ : شرکاء ڈاکٹر بابا چندرا، سریندر سنگھ اور ستیش ڈھینگرا

رات

۰۰-۸ سائنس نامہ : سائنس میگزین جوالامکھی کیوں پھٹتے ہیں الکٹرانک میں بھارت کے بڑھتے قدم سائنس کی خبریں تحریر وادارت اسرار احمد

۳۰-۹ منجو خاں چہار بیت

پیر ۱۰ مارچ

صبح

۵۰-۷ یونس ملک : غزل

دوپہر

۴۰-۱ ذاکر خاں : سارنگی

منگل ۱۱ مارچ

صبح

۲۱-۸ شاردا سکینہ، گوری گھوش اور ساتھی : لوک گیت

دوپہر

۴۰-۱ پروین سلطانہ : گائن

۲۰-۲ سندھیا موریہ : لوک گیت

بدھ ۱۲ مارچ

دوپہر

۴۰-۱ این راجن : وائلن

رات

۰۰-۸ پنکج ملک : گیت اور بھجن

جمعرات ۱۳ مارچ

شام

۳۰-۷ راشٹریہ کرت بینک اور گرامین وکاس : تقریر

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح

۳۰-۷ روشن آرا بیگم : گائن

۳۰-۸ فسانہ آزاد

دوپہر

۴۰-۱ نرملا دیوی : ٹھمری ہوری اور کافی

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح

۲۱-۸ پرتبھا پی دوبے : لوک گیت

دوپہر

۲۰-۲ سشما جوشی : لوک گیت

بقیہ :- اردو سروس

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح

۲۵-۶ شہر صبا معین الدین، شکیل اور جگر کا کلام

۰۵-۷ امجد علی خاں : سرود پر راگ للت

رات

۳۰-۱۱ بزم موسیقی ہیرا بائی بڑودیکر خیال پوریا کلیان امجد علی خاں : سرود پر راگ تلک کامود

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح

۲۵-۶ شہر صبا حسین بخش : خمار بارہ بنکوی اور جگر کا کلام

۰۵-۷ وی۔جی۔جوگ وائلن پر راگ توڑی

۲۲-۹ کمل سنگھ ٹھمری بھیروی، دادرہ بھیری

رات

۳۰-۸ حسن غزل حسین بخش : حسرت موہانی اور شمیم جے پوری کا کلام

۳۰-۱۱ بزم موسیقی وی۔جی۔جوگ وائلن پر راگ جے جے ونتی



میڈیم ویو ۳۳۰۱۰ میٹر ۹۰۹ کلو ہرٹز

ہفتہ یکم مارچ

صبح

۴۵-۶ ادا ورما : دھرتی گائے

۴۰-۷ پربھاکر کریکر خیال راگ بیراگی

۲۱-۸ اور رات ۱۰-۷ نواب حسن : غزل

دوپہر

۲۰-۲ "نریندر دیو کرشی پر دو عولیگ دیشو ودیالیہ دووارا کرشی پرسار کاریہ" : تقریر از آر۔پی بسنگھ

۳۰-۲ لوک گیت : وجے شنکر رام

شام

۲۹-۵ بچوں کو روگ نہ ہونے پائے تقریر از ایس۔سی۔مشر

۱۰-۶ پیاز کی کھیتی سمسیائیں اور سمادھان تقریر از ٹی۔این۔ٹھاکر

۰۵-۸ میلا روگ ویشش کے بینٹ ڈاکٹر لکشمی ڈونگرا

۱۵-۸ وجے شنکر رام لوک گیت

اتوار ۲ مارچ

صبح

۴۵-۶ دھرتی گائے کنوار دیا دو اور ساتھی

۴۰-۷ پربھو دیو سردار : خیال

۲۱-۸ راج شری بنرجی : گیت

۲۵-۹ کہانی از کشور پرویز

دوپہر

۱۰-۱ "گھریلو ماجرے" : جھلکی تحریر : جی۔پی۔شریواستو

۲۰-۲ نریندر دیو کرشی وشو ودیالے کی اپلبدھیاں تقریر از کیرتی سنگھ

۳۰-۲ لوک گیت کنوار دیا دو اور ساتھی

شام

۲۵-۵ گورکھپور منڈل میں نربل ورگ اُتھان کاریہ : تقریر از ہری لال پاٹھک

۱۰-۶ کرشی کی سمسیائیں اور سمادھان تقریر : مہندر پرتاپ سنگھ

۱۰-۷ گیت : جے شری گپتا اور نیلم ساہنی

پیر ۳ مارچ

صبح

۴۰-۷ اور ۳۰-۱۰ موہن لال مشر : سارنگی

۲۱-۸ پونم شرما : غزل

۱۵-۹ تنج دووارا کلائمک کاریہ تقریر : انجو شری واستو

دوپہر

۲۰-۲ دھان کی فصل پر انوسندھان کاریہ : تقریر از آر۔کے بسنگھ

۳۰-۲ ویدیا دھر دوبے لوک گیت

شام

۲۵-۵ کہانی : دیوناتھ چترویدی

۱۰-۶ جاپان کے بچوں کی اپلبدھی پریم شنکر سکینہ

۱۰-۷ پونم شرما : گیت

۰۵-۸ کاویہ سدھا : گنگا پرساد بھٹ

۱۵-۸ لوک گیت : دیش دھر دوبے

منگل ۴ مارچ

صبح

۵۰-۷ انوپ جلوٹا : بھجن

۲۱-۸ روشن علی : غزل

۲۰-۲ کھیتی کی تیاری کے لئے ینتر تقریر از پی۔ایم بسنگھ

۳۰-۲ لوک گیت ورندا بن بہاری پاٹھک اور ساتھی

شام

۳۵-۵ کہانی : رام سنگھ انیل

۶-۱۰ کرشی کی سمسیاں اور سمادھان
تقریر : قمر علی
۷-۱۰ گیت : روشن علی
۸-۰۵ مکان کرایہ قانون
تقریر از شردچند دکشت
۸-۱۵ لوک گیت : وپن بہاری پاٹھک
اور ساتھی
۹-۳۰ شعری نشست : شرکاء
شکیل فراز، انورلارمی
جلال ساما نی اور قمر نوری

بدھ ۵ مارچ

صبح

۶-۴۵ مدن موہن برج واسی
دھرتی گائے
۷-۳۰ علی احمد حسین : شہنائی
شہنائی پسراگ بھٹیار
۱-۱۰ آنگن باڑی "پرسو کی تیاری"
تقریر : راکارانی سنگھ
۲-۲۰ کھیتی میں کلٹیویٹر کا پریوگ
تقریر : پی۔این۔ دیویدی
۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
لوک گیت : راگنی شریواستو

شام

۵-۲۵ دیوریا جنپد میں لوگوں کے لابھ
کی سوویدھا : بھینٹ وارتا
رام موہن دوبے اور
رام گوپال تیواری
۶-۱۰ سورج مکھی کی کھیتی : تقریر
آر۔ این۔ پانڈے
۷-۱۰ طلعت عزیز : غزل
۸-۰۵ مجھے یاد ہے وہ سب ذرا ذرا
تقریر از کرشن کمار باجپئی
۱۰-۳۰ کلکنا بنرجی : خیال

جمعرات ۶ مارچ

صبح

۷-۳۰ بدھادتیہ مکرجی : ستار
۸-۲۱ پشپا مگدھرے : بھجن
۹-۱۵ بچوں کی بارات : تقریر
سینتا رائے

دوپہر

۱-۱۰ فوٹوگرافی اور اس کی چکتسا : مباحثہ
شرکاء : کیو۔ایس۔ مشرا
آر۔اے۔ اگروال، بی۔ لی

۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
راج ناتھ یادو اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۲۵ کہانی : از اوما شنکر دوبے
۶-۱۰ مچھلی پالن : تقریر از
ایچ۔ ایم۔ گپتا
۷-۱۰ راحت علی اور اوشا ٹنڈن
غزلیں
۸-۰۵ ملاوٹ اور منافع خوری کے
ویرودھ سنگھرش
تقریر از ہری نارائن لال

جمعہ ۷ مارچ

صبح

۷-۲۵ اس ماس کا گیت
بیتالی چکرورتی
۸-۲۱ پرتی پال سنگھ دگل : بھجن
۸-۳۰ فلسفۂ وحدت الوجود اور
وحدت الشہود" : تقریر
صوفی وحید الحسن
کلام شاعر : ابوجاوید بزمی

دوپہر

۲-۲۰ ارہر گیتی : تقریر از پی۔این۔ رائے
۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
لوک گیت : رام لکھن سنگھ
اور ساتھی

شام

۶-۱۰ ندیوں کے کنارے دھان کی کھیتی
تقریر : چندر ریکھی مشر
۷-۱۰ پرتی پال سنگھ دگل
بھجن اور گیت
۸-۰۵ ہم اور ہماری سمسیائیں۔ کھاد
اپورتی کی سمسیا : تقریر از
رام سیوک سنگھ
۱۰-۳۰ جگدیش پرساد : خیال، دادرا، چیتی

ہفتہ ۸ مارچ

صبح

۶-۴۵ دھرتی گائے : سمن شریواستو
۷-۳۰ بسپرا بوس : ٹھمری
۸-۲۱ مہدی حسن : غزل

دوپہر

۲-۲۰ اوشدھیاں پودا : تقریر از
اوم پرکاش سنگھ

۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
لوک گیت : رام پھل اور ساتھی

شام

۵-۲۵ ہینڈبال کا کھیل : تقریر از
ایس۔ این۔ سنگھ
۶-۱۰ چھتر یہ گرامین بینک سے رن
سوویدھا : تقریر از جگرناتھ سنگھ
۷-۱۰ کیول کمار : گیت
۸-۰۵ شیوراتری کا سانسکرتی مہتو
تقریر : پرشوتم کوشک

اتوار ۹ مارچ

صبح

۷-۳۰ استاد امیر خاں : خیال للت
۸-۲۱ گیت سنگیت : اوما گرگ

دوپہر

۱-۱۰ "کہاں پھنسے" : جھلکی
تحریر اور پیش کش : حسن رضوی
۲-۲۰ جاید کی فصل میں بھومی اور جل
پربندھ : تقریر از ٹی۔پی۔ایس
کٹیار
۲-۳۰ لوک گیت : گومتی یادو

شام

۵-۲۵ ضلع پورتی ویبھاگ کے کریا کلاپ
تقریر از شمشاد علی خاں
شوریہ اور جاسے شکتی
تقریر : پدماکر ترپاٹھی
۶-۱۰ کرشی کی سمسیائیں اور سمادھان
تقریر : رگھوور سنگھ
۷-۱۰ غلام علی : غزل
۹-۳۰ بڑھتی جنسنکھیا پر نینترن کیسے ہو؟
مباحثہ : شرکاء : منوکیڈیا
بلرام سنگھ، یوگیش پال
شیل کماری سنگھ

پیر ۱۰ مارچ

صبح

۶-۴۵ دھرتی گائے : شیفالی سنہا
۷-۳۰ پنڈت روی شنکر : ستار پر
نٹ بھیرو
۸-۲۱ رینا بھٹاچاریہ : گیت
۹-۲۵ گرامین سماج میں پرچلت بولی
"نندا کرنا" مشتی کلا ترپاٹھی

دوپہر

۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
لوک گیت : دیپ چند
اور ساتھی

شام

۵-۲۵ آج کے گاؤں کا ماحول : تقریر
سریندر ناتھ سنگھ
۶-۱۰ گورکھپور میں جاپانی بخار دیتر ن
کاریہ : تقریر از رام برج لال
۷-۱۰ رینا بھٹاچاریہ : بھجن
۸-۰۵ کاویہ پاٹھ : مہیندر ناتھ پانڈے
۱۰-۳۰ برجو مہاراج : ٹھمری اور دادرا

منگل ۱۱ مارچ

صبح

۶-۴۵ جے رام دیویدی : لوک گیت
۷-۵۰ لتا منگیشکر : بھجن
۸-۲۱ پرکاش پاریکر : گیت

دوپہر

۲-۲۰ املیہ مٹی بھی خطرناک ہے
تقریر از انوج پرتاپ سنگھ
۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
پھول چند اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۲۵ بھوجپوری چھیتر میں پرچلت
کھان پان : تقریر از
وید پرکاش پانڈے
بھوجپوری چھیتر میں پرچلت
ابھیوادن : تقریر از
گھنشیام پانڈے
۷-۱۰ پیناج لسانی : غزل
۸-۰۵ ہمارے آس پاس "تنہا"
تقریر از شری کرشن شریواستو
۹-۳۰ کلیم الدین احمد کے تنقیدی نظریات
کا نفسیاتی تجزیہ : تقریر
ندیم صدیقی
کلام شاعر : اثر انصاری
مکاتب آزاد ان کی شخصیت
کے ترجمان : تقریر از ڈاکٹر مسلم

بدھ ۱۲ مارچ

صبح

۶-۴۵ دھرتی گائے : چندنا بھٹاچاریہ
۷-۳۰ خیال نٹ بھیرو : غلام تقی خاں
۸-۲۱ رویندر مشری ترپاٹھی : بھجن
۸-۳۰ جنگ آزادی میں اردو ادب

کا کارنامہ: تقریر
درشن لال ابھور

دوپہر
۱۰—۱ سورکشت پرسو
ڈاکٹر دھرمپال اور بھینٹ کرتا
۲۰—۱ دھیر جیعرش کمپتی: تقریر
بینا اگروال
۳۰—۲ اور رات ۱۵—۸
لوک گیت: دمینتی شریواستو

شام
۲۵—۵ بنسپتیوں سے تیل: تقریر از
شیام بہاری مشر
سوتنترتا سنگرام سیناتی
"ویر ساورکر": تقریر از
تیشوری پرساد
۱۰—۶ جاپان میں لوہا کا چارا: تقریر
من موہن پرساد
۱۰—۷ رویندر منتری ترپاٹھی: لوک گیت
۰۵—۸ ورمولیہ اور سماجک دھارا
تقریر: کیلاش سنگھ
۳۰—۱۰ پنڈت جسراج: خیال پوریا
اور شدھ نٹ

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح
۳۰—۷ علی اکبر خاں: سرود پر میاں کی توڑی
۲۱—۸ آشا بھونسلے: بھجن
۱۵—۹ کپڑوں پر سینٹنگ کا کام: تقریر
از پرتیبھا شریواستو
۱۰—۱ ایڈز اور اس سے بچاؤ: مباحثہ
شرکار: راجندر اگروال، ایس پی
سرین اور آر۔ ایس۔ مشرا
۲۰—۲ پانی کی جانچ: تقریر از رمیش سنگھ
۳۰—۲ اور رات ۱۵—۸
لوک گیت: راشنکر شکل
اور ساتھی

شام
۲۵—۵ گاؤں میں پریلت کہرو والوک
نیسترت: تقریر از
کربوری دت ترپاٹھی
۱۰—۶ جاپان میں ہرے چارے
تقریر از سی پی۔ ویشش
پھلوں باغ: تقریر ہری شنکر ترویدی
۱۰—۷ فاصلہ محمود: غزل
۳۰—۱۰ اشوینی دیش پانڈے: خیال بہار

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح
۲۱—۸ نندیتا چودھری: بھجن
۲۰—۸ گلاب کے مختلف استعمال
تقریر: پروین عباسی
کہانی: از آسیہ انجم

دوپہر
۲۰—۲ ترکاری والی پھلوں کی اچھی جاتیاں
تقریر از جے۔ پی۔ یادو
۳۰—۲ اور رات ۱۵—۸
لوک گیت: رام راؤ

شام
۲۵—۵ گاؤں کا وکاس گاؤں کی باتیں
مباحثہ: شرکار: لال جی سنگھ
باسدیو یادو، رام نریش سنگھ
۱۰—۶ سبزی کے لئے گوار پھلی
تقریر: آر۔ سی۔ جیسوال
۱۰—۷ نندیتا چودھری: گیت
۰۵—۸ اکیسویں صدی کا پروانچل
"کرشی کے چھیتر میں"
تقریر از بی۔ بی۔ شرما
۲۰—۹ "دیوار کے دونوں اور": ناٹک
تحریر: پرمانند شریواستو
پیش کش: حسن رضوی
۳۰—۱۰ راحت علی: ٹھمری اور دادرا

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح
۲۰—۷ راشنکر: شہنائی پرنٹ بھیرو
۲۱—۸ جگدیش ترپاٹھی: بھجن

دوپہر
۲۰—۲ کریلا میں کم بہت ہے: تقریر
تربھون سنگھ
۳۰—۲ اور رات ۱۵—۸
لوک گیت: رام ہرست اور ساتھی

شام
۲۵—۵ تقریر
ٹی۔ این۔ سنگھ
۱۰—۶ کرشی کے اننت پنتر
تقریر از جے۔ بی۔ سنگھ
بیک لیک ارجا کا وکاس
تقریر: اشونی سنہا
کاویہ پاٹھ: کرشن بہاری لال
۱۰—۷ جگدیش ترپاٹھی: بھجن

۳۱۴۱۴ میٹر ۹۵۴ کلوہرٹز

ہفتہ یکم مارچ

صبح
۳۰—۷ بھاشا پاٹھ: بنگلا

اتوار ۲ مارچ

صبح
۳۰—۷ گلدستہ رام کمار ورما نغمہ
دوپہر
۱۰—۱ مالویکا کانن: گائن
شام
۰۵—۵ یووا پنچ
'یوواؤں کے لئے روزگار
سمبھاونائیں': مباحثہ
شرکار: رچنا آریہ، محمد ہاشم
اور رینو جین
۰۰—۸ 'کالے دھن کی سمسیا اور
سمادھان': تقریر از
رام کمار ورما
۱۶—۹ کملا بشٹ: غزلیں

پیر ۳ مارچ

صبح
۳۰—۸ اور رات ۰۵—۱۰
ستیش چندر سریواستو ستار
دوپہر
۴۵—۱۲ سواستھ چرچا
'مہیلاؤں میں خون کی کمی سے
ہونے والے روگ کی روک
تھام': ڈاکٹر پشپا بھوگن
۲۰—۱ لطافت حسین خاں: ہٹ دیپکا
رات
۱۶—۹ سمن کلیانپور: گیت

منگل ۴ مارچ

صبح
۲۰—۸ رمیش لال اندھریا: گائن
دوپہر
۱۰—۱ واسدیو دیش پانڈے

برندابنی سارنگ

بدھ ۵ مارچ

صبح
۳۰—۷ 'پرکرتی کا چیتن: چندر کنور
ورتھوال'
ڈاکٹر نند کشور ڈھونڈیال
۳۰—۸ پرکاش وڈھیرا: بانسری وادن
دوپہر
۱۰—۱ جمیل شمسی، افضال اقبال
قوال
شام
۰۵—۵ یووا پنچ
۴۵—۷ 'سنت روی داس جینتی'
'سماج سدھارک سنت روی
داس': تقریر از انجم سیفی
۱۶—۹ آشا بھونسلے: گیت
۰۵—۱۰ ہندی پتریکا
کہانی از شیو نارائن چترویدی
کاویہ پاٹھ: نیلم پربھا ورما
پرسدھ کوی گمانی پنت
تقریر از آلوک پربھاکر

جمعرات ۶ مارچ

صبح
۳۰—۸ فیاض خاں، رجب علی خاں
جونپوری
دوپہر
۱۰—۱ برکت علی خاں: ٹھمری

جمعہ ۷ مارچ

صبح
۳۰—۶ گاندھی جی کے وچار
۳۰—۸ اشوک راستے: سرود
دوپہر
۱۰—۱ شام گوری رائے چودھری
شام
۰۵—۵ شنک بھوی کے لابھ

تقریر از ابھے کمار

ہفتہ ۸ مارچ

صبح

۸-۳۰ علی اکبر خاں : سرود

دوپہر

۱-۱۰ بھیم سین جوشی : گائن

شام

۵-۴۵ مہاشو راتری
مہارشی دیانند کا سندیش
تقریر از سبھاش چندر آریہ

اتوار ۹ مارچ

صبح

۷-۳۰ گلدستہ
جے کمار بھادک اُرن

دوپہر

۱-۱۰ صابر حسین خاں : طبلہ

شام

۵-۰۵ یووا منچ
آکاش گنگا
کاویہ پاٹھ : سدیش بھنڈاری
ہماچلی ساہتیہ کے جانے مانے
ساہتیہ کار
بردپال اسے سبھی : تقریر
'ہماچلی دھوم کیتو ہے کیا ؟'
تقریر

۸-۰۰ پستک سمیکشا
ڈاکٹر واچسپتی

پیر ۱۰ مارچ

صبح

۸-۱۰ دامودر لال کابرہ : سرود

دوپہر

۱-۱۰ سشیم کمار ملک
سرود پر شدھ سارنگ

منگل ۱۱ مارچ

صبح

۸-۲۱ واچسپتی دیال : لوک گیت

۸-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۰
سندر لال گندھرو : بانسری

شام

۵-۰۵ 'میرے من میں ادھیاپک کے
لئے کتنی شردھا ہے ۔ ؟'

مزاحیہ تقریر از کیلش شرما

۷-۴۵ 'راشٹر منڈل میں بھارت
کی آواز' : تقریر

بدھ ۱۲ مارچ

صبح

۷-۳۰ گھائل کی گتی ہم بھی جانیں
دیہیج کا گھائل عام آدمی'
تقریر از ڈاکٹر سروج مارکنڈے

۸-۳۰ دبیر خاں : بین پر اہیر للت

دوپہر

۱-۱۰ عزیز میاں و ساتھی : قوالی

شام

۵-۰۵ یووا منچ

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح

۸-۳۰ بہادر خاں : سارنگی

دوپہر

۱-۱۰ چندن رائے : سرود

رات

۹-۱۶ اقبال بانو : غزلیں

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح

۶-۳۰ مہاتما گاندھی کے وچار

۷-۳۰ کتھا کنج : سشما جگراں

۸-۳۰ ملک ارجن منصور : گائن

دوپہر

۱-۱۰ لکشمن داس سندھو : ٹھمری

شام

۵-۰۵ یووا منچ
'کیا ولاس کی وستوئیں سارجنک
پرتشٹھا کا پرتیک ہیں !
مباحثہ : سنچالک : ڈاکٹر
الوپ ڈھونڈیال

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح

۷-۳۰ بھاشا پاٹھ : بنگلہ

۸-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۰
روی شنکر : ستار

[illegible]

میڈیم ویو : ۲۶ ر ۳۸۷ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۱۰-۳۰ کے بعد رات تک ۹۲ر۹۰ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۷-۴۵ کے بعد دوپہر ۴-۴۵ تک اور شام ۵-۰۰ کے بعد
۸۳ر۴۹ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

ہفتہ یکم مارچ

صبح

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت : بملا رانا

۸-۲۱ پرادیشک سنگیت

۹-۱۵ تفرکن

شام

۸-۰۵ دھارا رے گیت : بشیر احمد

اتوار ۲ مارچ

صبح

۶-۲۵ من اور آتما

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ بھارت بھارتی

۷-۴۵ ملے جلے ہماچلی گیت

۸-۲۱ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش

۹-۳۰ نذرانہ : غزلوں پر مبنی پروگرام

شام

۷-۰۵ ایک رنگ : فلمی گیتوں پر مبنی
پروگرام

۸-۰۵ دھارا رے گیت : بیلی رام شرما

۹-۱۶ پھر سینئے

۹-۳۰ گیت پہاڑا رے : فرمائشی
پہاڑی گیتوں کا پروگرام

پیر ۳ مارچ

صبح

۶-۳۵ دیش سیوا : گنیش شنکر ودیارتھی

۷-۲۵ پہاڑی سنگیت لیلا بھنڈاری

شام

۸-۰۵ دھارا رے گیت
دلورام اور ساتھی

منگل ۴ مارچ

صبح

۶-۲۵ سیوا کا آدرش : گاندھی جی

۷-۲۵ پہاڑی سنگیت
دیارام اور شانتی دیوی

رات

۸-۰۵ دھارا رے گیت
جیت رام ٹھاکر

بدھ ۵ مارچ

صبح

۶-۲۵ دھرم اور ستیہ

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
رجنی اور لیکھ رام شرما

رات

۸-۰۵ دھارا رے گیت
دیورام اور ساتھی

جمعرات ۶ مارچ

صبح

۶-۲۵ برہم پراپتی کا مارگ

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت : ودیا دیوی
اور دھن دیو شرما

۸-۲۱ پنجابی گیت

رات

۸-۰۵ دھارا رے گیت : دھنی دیوی

جمعہ ۷ مارچ

صبح

۶-۲۵ سنکلپ

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت : مینا اور
دولت رام

رات

۸-۰۵ دھارا رے گیت : دھرم چند

۹-۱۶ اتہاس کے پنوں سے : تقریر

ہفتہ ۸ مارچ

صبح ۶-۳۵ گیان وندو

۷—۴۵ پہاڑی سنگیت
جیوتسنا اور بھوپ سنگھ
رات
۸—۰۵ دھارا رے گیت
دیالو رام اور ساتھی

اتوار ۹ مارچ
صبح
۶—۲۵ ماں باپ کی سیوا
رات
۸—۰۵ دھارا رے گیت
جے سنگھ ٹھاکر

پیر ۱۰ مارچ
صبح
۷—۴۵ پہاڑی سنگیت
ہیرالال بھاردواج
رات
۸—۰۵ دھارا رے گیت
ہیت رام
۹—۱۶ ہم ترنگنی: ہماچلی سنسکرتی میں تیشو

منگل ۱۱ مارچ
صبح
۶—۳۵ اروند کے وچار
۷—۴۰ پریوار کلیان پر مبنی کویتا پاٹھ
۷—۴۵ پہاڑی سنگیت: شکنتلا
۹—۱۵ رانگ چھایا: فلمی گیتوں پر مبنی پروگرام
دوپہر
۲—۴۰ ایک کلاکار
شام
۶—۵۵ سامائک چرچا
۷—۰۵ کھلا آکاش
۸—۰۵ دھارا رے گیت
ہما دیوی اور ساتھی
۹—۱۶ ہماری وکاس یاترا

بدھ ۱۲ مارچ
صبح
۶—۲۵ جین دھرم سے
۷—۱۰ کرناٹک سنگیت
۷—۴۵ پہاڑی سنگیت
بھوبیشوری اور الیشور داس شرما

دوپہر
۲—۴۰ سب رنگ
شام
۷—۰۵ کھلا آکاش
۸—۰۵ دھارا رے گیت
اندر پال چھابڑا

جمعرات ۱۳ مارچ
صبح
۶—۲۵ رام چرت مانس سے
۷—۴۰ اس ماس کا گیت
۷—۴۵ پہاڑی سنگیت
کملا بھاردواج اور سکھی کرشن سنگھ ٹھاکر
۹—۱۵ مسان: فلمی گیتوں پر مبنی پروگرام
دوپہر
۲—۴۰ ایک کلاکار
شام
۶—۵۵ وگیان چرچا
۸—۰۵ دھارا رے گیت: جتی رام شرما

جمعہ ۱۴ مارچ
صبح
۶—۲۵ بھگتی
۷—۱۰ پرارتھنا سبھا
۷—۴۵ پہاڑی سنگیت
لکشمی دھر شانڈل و پریم لتا
دوپہر
۲—۲۰ مہلا سمیلن
شام
۶—۵۵ سامائک چرچا
۸—۰۵ دھارا رے گیت
کندن لال اور پارٹی

ہفتہ ۱۵ مارچ
صبح
۶—۲۵ مہا بھارت سے
۷—۴۵ پہاڑی سنگیت
میرا بائی تومر اور پرتاپ چند شرما
دوپہر
۲—۴۰ ایک کلاکار
رات
۸—۰۵ دھارا رے گیت
لیلا دیوی

جالندھر: میڈیم ویو: ۲۳ء۴۲۷ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز ۲۲ء۲۲۲ میٹر ۱۳۵۰ کلوہرٹز
۳۴۲ء۳۶ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ میڈیم ویو: ۲۰۹ء۲۶ میٹر ۱۴۳۱ کلوہرٹز

خبریں
ہندی: صبح ۸—۰۰ دوپہر ۱—۰۵، ۲—۱۰، ۲—۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶—۰۵ اور ۶—۲۰ (پرادیشک) رات ۸—۴۵، ۱۱—۰۵
پنجابی: صبح ۸—۳۰ دوپہر ۱—۴۰ شام ۶—۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷—۳۰
انگریزی: صبح ۸—۱۰ دوپہر ۱—۰۰ اور رات ۹—۰۰ ۱۱—۰۰
اردو: صبح ۸—۵۰ دوپہر ۱—۵۰ رات ۹—۱۵ (خبریں) ۹—۲۵ (تبصرہ
روزگار سماچار: شام ۷—۴۰

جالندھر 'الف'
صبح
۴—۲۵ وندے ماترم
۴—۳۰ سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے
۶—۰۵ ارادھنا: بھگتی سنگیت
۶—۲۵ کھیتی باڑی: زراعتی پروگرام
۶—۴۵ مانس گان
۷—۰۵ امرت بودھ
دوپہر
۱—۰۵ سموہ گان
۱—۱۵ فوجی بھائیوں کے لئے
۲—۰۰ موسم کا حال اور اننت کھیتی
شام
۵—۰۰ سری دربار صاحب امرتسر
شبد کیرتن ریلے
۶—۰۰ مقامی اعلان اور پروگرام کا خلاصہ
۶—۳۰ دیہاتی پروگرام
۷—۴۰ روزگار سماچار

جالندھر 'ب'
صبح
۱۰—۱۶ اسکول براڈکاسٹ (ماسوا اتوار اور تعطیلات)
شام
۶—۰۰ یووادانی
نوجوانوں کے لئے پروگرام
۷—۰۰ دیس پنجاب

ہفتہ یکم مارچ
صبح
۷—۳۰ اور رات ۸—۱۰
یش پال: پنجابی گیت
۷—۴۵ محمد شریف اور ساتھی: کافی
۹—۲۰ اوپی کپور: ٹھمری
دوپہر
۱۲—۱۵ بلبیر سنگھ اور ساتھی: شبد
۲—۲۰ پرادیشک سنگیت
شام
۴—۳۰ امرجیت سنگھ بالی
وائلن پر پرت دیپ
۴—۴۵ لوک گیت: سریندر بھلہ
رات
۷—۴۵ اوپی کپور: ٹھمری اور دادرا

اتوار ۲ مارچ
صبح
۷—۰۵ امرت بودھ
۷—۱۵ پنگھڑیاں: ورشا سے متعلق میگزین پروگرام
۷—۴۵ غزلا بجلی: پنجابی غزلیں
۹—۰۵ بسم اللہ خان: شہنائی

دوپہر
۱۲-۲۰ لوک گیت: اجیت کور
۲-۳۰ لوک گیت: محمد صدیق
شام
۴-۴۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری
لوک گیت
۱۰-۳۰ گنیش رام چندر بھان
خیال اور ترانہ شدھ کلیان

پیر ۳ مارچ

صبح
۷-۱۵ انتی دی راہ تے
۸-۲۰ لوک گیت: چندر کانتا کپور
۹-۰۵ لچھمن داس سندھو
ٹھمری اور دادرا
دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت: پرمندر کور و ساتھی
رات
۹-۳۰ پل در پل: ڈوسٹوفسکی
کے ناول کے ریڈیو عکس
ماخوذ: نریندر شرما
۱۰-۴۵ این راجن: وائلن

منگل ۴ مارچ

صبح
۷-۱۵ کاویہ دھارا: پنجابی میں
نظم خوانی
۷-۳۰ مٹی دی مہک: سماجی رسوم
اور لوک دھارا پر مبنی
سنگیت روپک
۹-۱۰ شوکمار شرما: گجری توڑی
دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت: امریک سنگھ
غازی ننگل
شام
۴-۴۵ لوک گیت: پورن شاہ کوٹی
۹-۳۰ کھیڈ سنسار: اسپورٹس
میگزین پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
گائن

بدھ ۵ مارچ

صبح
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا: تقریر
۷-۴۵ جیون جوت: ملاقات

۸-۵۰ گوردیو سنگھ کویل
لوک گیت
۹-۰۵ پی۔این۔ چھبتر
ستار پر اہیر بھیرو
دوپہر
۱۲-۱۵ اور رات ۷-۴۵
بھائی بخشیش سنگھ راگی اور
ساتھی: شبد
۲-۳۰ لوک گیت: اندر سنگھ مشری
شام
۴-۳۰ 'پھلجھڑی': چھوٹے بچوں کے
لئے پروگرام
۱۰-۳۰ پی۔این۔ چھبتر: ستار پر
مالکونس
۱۰-۴۵ واسودیو دلیش پانڈے
خیال چندر کونس

جمعرات ۶ مارچ

صبح
۷-۱۵ جی آئیاں نوں
۷-۳۰ اپنا گھر: پریوارک سیریل
۸-۲۰ اور رات ۷-۵۰
بھائی سادھو سنگھ راگی اور
ساتھی: شبد
۹-۰۵ ہری دیو: خیال بھٹیار
دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت: بنارسی پھل
شام
۴-۳۰ ساستا پرشاد: طبلے پر تین تال
۴-۴۵ لوک گیت: گوپال سنگھ پال
۸-۰۰ سرجنا: پنجابی میں ادبی میگزین
۱۰-۰۰ ہری دیو: خیال کلیان

جمعہ ۷ مارچ

صبح
۷-۱۵ پنجابی میں ملاقات
۷-۳۰ ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
کافی
۷-۴۵ گیان وگیان: سائنس میں نئی
تحقیقات اور ایجادات
۸-۵۰ ہنس راج ہنس: لوک گیت
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
راوندر سنگھ: بانسری پر
راگ دیسی / یمن

دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت: امر سنگھ لکھن پوری
اور ساتھی
شام
۴-۴۵ لوک گیت: اکبر علی جودھاں
۹-۳۰ چار مزاحیہ ڈرامے: پرانا مرض
نیا علاج، بازار بھاؤ، نیتم
نہیں ہے، چندا شاستر
۱۰-۳۰ تیج پال سنگھ، گوبندر سنگھ
خیال شدھ کلیان

ہفتہ ۸ مارچ

صبح
۷-۱۵ لوک گیت: جسدیو بیلاجٹ
۹-۰۵ سویتا دیوی: ٹھمری جوگیہ
اور ٹپہ
دوپہر
۲-۳۰ پرادیشک سنگیت
شام
۴-۳۰ سویتا دیوی: دادرا
۴-۴۵ گردھاری لال اور ساتھی
بھیٹاں
۷-۴۵ سویتا دیوی: ٹھمری
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام
الف: گیاتری: وینا وادن
ونیا پٹی اے آر سبرامنیم: تاول

اتوار ۹ مارچ

صبح
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۱۵ پنکھڑیاں: میگزین پروگرام
۷-۴۵ عزلا بجلی: اردو غزلیں
۹-۰۵ روی شنکر: ستار وادن
۱۰-۰۰ زراعتی میگزین پروگرام
دوپہر
۱۲-۲۰ لوک گیت: جسبیر سنگھ خوشدل
۲-۳۰ لوک گیت: چرن سنگھ کنگن پوری
رات
۱۰-۳۰ استاد امیر خاں: خیال درباری

پیر ۱۰ مارچ

صبح
۷-۱۵ انتی دی راہ تے
۸-۲۰ اور رات ۱۰-۱۵
لوک گیت: ہردیو سنگھ خوشدل

۹-۰۵ ایل۔کے۔ پنڈت
خیال و بہاس
دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت: ہری سنگھ بھلّہ
رات
۹-۳۰ اچھراں: پنجابی میں ڈرامہ
از ڈاکٹر سی۔ایل۔ نارنگ
۱۰-۳۰ ایل۔کے۔ پنڈت: خیال
چھایانٹ اور ٹپہ کافی

منگل ۱۱ مارچ

صبح
۷-۱۵ ساڈا دیش ساڈی سبھیتا: فیچر
۹-۱۰ بھیم سین جوشی: خیال کومل
رشب آساوری
دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت: باغ سنگھ
شام
۴-۴۵ لوک گیت: جگت سنگھ جگا
۷-۴۵ نویں آکاش
تعلیم بالغاں: تقریر
۹-۳۰ پنجابی میں مذاکرہ
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
گائن

بدھ ۱۲ مارچ

صبح
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۴۵ جیون جوت: ایک ملاقات
۸-۵۰ کشمیر سنگھ شمبھو: لوک گیت
۹-۰۳ ہردند کمار شرما: ستار پر
بسنت مکھاری
دوپہر
۱۲-۲۰ رمیش شرما: غزلیں
۲-۳۰ لوک گیت: کرتار سنگھ رملا
رات
۷-۴۵ پرتھپال سنگھ کنگ: شبد
۱۰-۳۰ راوندر کمار شرما: ستار پر
شیام کلیان

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح
۷-۱۵ جی آئیاں نوں
۷-۳۰ اپنا گھر: پریوارک سیریل
۷-۴۵ ہربھجن لال: گیت اور غزل

۹-۰۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۴۵
سیا بہاری سرن : جلترنگ
پر بھیرو، ماروا، سوہنی

دوپہر
۱۲-۱۵ ہر بھجن لال : کافی
۲-۳۰ لوک گیت : بھان سنگھ ماہی

رات
۸-۰۰ تخلیق : اردو میں ادبی میگزین
۱۰-۳۰ سردھن جسوال : کھڑی اور
۱۰ادرا

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح
۷-۱۵ ابھل یاداں
۷-۳۰ اور رات ۷-۴۵
ایل۔کے۔پردیسی : غزلیں
۸-۲۰ ہر پریت سوہل : گیت
۹-۰۵ شیام لال : شہنائی پر
راگ بیراگی

دوپہر
۱۲-۳۰ لوک گیت : چمن لال
گورداسپوری اور ساتھی
۲-۳۰ لوک گیت : گیان سنگھ کومل

شام
۴-۳۰ یش پال : گائن
۴-۴۵ لوک گیت : منگل سنگھ
گھمان پوری اور ساتھی
۹-۳۰ ٹھہرا ہوا پانی : ہندی ڈرامہ
از کماری درگا مہر وترہ
۱۰-۱۵ لوک گیت : گوریت کور باوا
اور ساتھی
۱۰-۳۰ شیام لال : شہنائی پر بہاگ

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح
۷-۱۵ لوک گیت : کلدیپ سنگھ پردیسی
۸-۲۰ اور دوپہر ۱۲-۲۰
سوامی موہن داس : بھجن
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
پریم ناتھ ترکھا : خیال مدھوونتی

دوپہر
۲-۳۰ علاقائی سنگیت

شام
۴-۴۵ لوک گیت : مکھن سنگھ فرہاد

جے پور (الف) : ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۲۳۶/۰۴ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

ہفتہ یکم مارچ

صبح
۷-۰۵ اور شام ۶-۳۰
شکور خاں : خیال
۷-۴۵ نیاز خاں : راگ جونپوری
۸-۲۱ لوک گیت : بیلی دیوی
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
سگم سنگیت : اودھ بہاری ماتھر
۹-۲۵ طلبا کے لئے : پریکشا مالا

دوپہر
۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوگک یری یوجنا
بھاشا کھیل
۱-۱۰ لوک گیت : بابولال اندولیا
۱-۳۰ اشیش خاں
سرود پر راگ شدھ سارنگ

شام
۵-۰۵ یووادانی : پراچین بھارت میں
دیگیانک گیان : تقریر از
این کے تیواری
۸-۱۵ این شی اینٹ اِن سائٹ اینڈ
ماڈرن مین : انگریزی تقریر
از ڈی آر مہتہ

اتوار ۲ مارچ

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
استاد امیر خاں
خیال بسنت کھاری، درباری
۷-۲۵ راشٹریہ چیتنا کے پوشک
لالہ لاجپت رائے
ہندی تقریر : نیلم گپتا
۷-۴۵ سگم سنگیت : بالو رام ڈانگی

دوپہر
۱۲-۳۰ مفت ہوئے بدنام : جھلکی

تحریر : محمد علی زیدی
پیش کش : ممتاز شکیب

شام
۶-۳۰ سجن کمار : ستار پر دھن
۶-۴۵ قوالی : اکرم دلدار اور ساتھی
۱۰-۰۰ مر ودھرا : ادبی پروگرام
لوک گیتوں میں بھاواتمک ایکتا
تقریر : لکشمی کماری چونڈاوت
شبد چتر : ڈاکٹر جگدیش چند جوشی
کادیہ پاٹھ : بھگوان جورسیا

پیر ۳ مارچ

صبح
۷-۰۵ ششی بھیم کھولیا
ستار پر راگ اہیر بھیرو
۷-۲۵ راجستھلی : راجستھانی بات چیت
۷-۴۵ فیاض خاں : گیت اور بھجن
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
کملا گویل : غزل
۹-۲۵ طلبا کے لئے : آجکل

دوپہر
۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
نیر، جل - پانی
۱-۱۰ لوک گیت : کنہیا لال راتا
۱-۳۰ ششی بھیم کھولیا : ستار

شام
۶-۳۰ گوربند : راجستھانی فرمائشی
لوک گیتوں کا پروگرام
۱۰-۰۰ شاستریہ سنگیت سبھا
مشکور علی خاں : خیال بھوپالی
اور خیال راجیشوری

منگل ۴ مارچ

صبح
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت : اے۔آر

گجیندر گڈکر : بانسری پر راگ
اور گن کلی اور بھیروی
۷-۲۵ ساہتیک کادیہ پاٹھ
کرپا شنکر اچوک
۷-۴۵ منگلا چوہان : گیت اور بھجن
۸-۲۱ لوک سنگیت : اوم پرکاش مشرا
۹-۱۵ ارون ماتھر : غزل
۹-۲۵ طلبا کے لئے : انگریزی پاٹھ
درجہ ۸ کے لئے

دوپہر
۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
: بیج کرم
۱-۴۰ لوک گیت : مانگی بائی

شام
۶-۲۵ ارون کمار ماتھر : بھجن

بدھ ۵ مارچ

صبح
۷-۰۵ جی۔کے۔شرما : خیال الہیا بلاول
۸-۲۱ لوک گیت : نانک رام سین
۹-۱۵ کوشل کمار اور پشپا گپ دھرے
سگم سنگیت
۹-۲۵ طلبا کے لئے انگریزی پاٹھ
درجہ سات کے لئے
دی فارم اینی مل

دوپہر
۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
پورھوں سے آہار
۱-۱۰ لوک گیت : پسپی دیوانہ
۱-۲۰ امجد علی خاں : سرود

رات
۹-۱۴ احمد حسین : غزل
۱۰-۰۰ گیت گووند : ناٹک (حصہ ۵)
ریڈیو مکس اور پیش کش
راجیش ریڈی
۱۰-۳۰ جی۔کے۔شرما : خیال نارائنی

جمعرات ۶ مارچ

صبح
۷-۰۵ ایل۔ایم۔کلیتھ والے
خیال دیسی
۷-۲۵ گرنتھ گاتھا : شیام رسوراسا
۷-۴۵ سگم سنگیت : کملیش کشیپ
۸-۲۱ لوک گیت : چرنجی لال تور
۸-۵۰ کیلاش نارائن پروہت

گیت اور بھجن
۹—۲۵ طلبا کے لئے سامود ایک گاین پاٹھ
دوپہر
۱۲—۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
گیت کھلیان
۱—۴ لوک گیت: لوز محمد لنگا و ساتھی
رات
۱۰—۳۰ ایل۔ایم۔کلیتھ والے
خیال سرسوتی

جمعہ ۷ مارچ

صبح
۷—۰۵ آر۔ڈی۔ورما: ستار پر
بسنت مکھاری
۷—۲۵ راجستھلی تقریر
۷—۴۵ ساہتیہ سدھا: ڈاکٹر گوند شرما
۸—۲۱ لوک گیت: رام لال و ساتھی
۹—۱۵ مایا راوت: غزل
۹—۲۵ طلبا کے لئے کہانی اور گیت
دوپہر
۱—۱۰ لوک گیت: رام سوروپ ساتورا
۱—۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال گن کلی
شام
۶—۲۵ مایا اسرانی: گیت
۶—۳۰ گوربند: راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی پروگرام
۹—۱۶ مایا راوت: گیت
۱۰—۳۰ آر۔ڈی۔ورما: ستار

ہفتہ ۸ مارچ

صبح
۷—۰۵ ارون بھادڑی
۷—۴۵ رگھوبیر پرساد: راگ رام کلی
اور وبھاس
۸—۲۱ روی پرکاش ناگ: لوک گیت
۹—۱۵ راکیش کمار شرما: سگم سنگیت
۹—۲۵ طلبا کے لئے: پریکشا مالا
ہی کھاتا
دوپہر
۱۲—۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
آپ بھروسے
۱—۱۰ لوک گیت: گلاب دیوی
شام
۵—۰۵ یووا وانی: سائنس کوز

سنبھالن: مہاپال
۶—۲۵ راکیش کمار شرما: سگم سنگیت
۶—۳۰ ارون بھادڑی: خیال کیدار
۷—۲۰ بات چیت: سندیش بھیجنے کے
نئے سادھن
۸—۱۵ سوشل سسٹم انگریزی تقریر
ڈی۔این۔کے۔سندھی

اتوار ۹ مارچ

صبح
۷—۰۵ بیگم اختر: ٹھمری و دادرا
۷—۲۵ اکیسویں صدی میں وگیان
الیکٹرانکس: ہندی تقریر
۷—۴۵ رما کانت بوہرا: سگم سنگیت
۹—۱۵ مکل: ٹیلی سکوپ کی کہانی
شام
۶—۳۰ بابولال گپتا: ستار
۱۰—۰۰ قوالی: محمد سعید صابری و ساتھی
۱۰—۳۰ بیگم اختر: ٹھمری اور غزل

پیر ۱۰ مارچ

صبح
۷—۰۵ وشوموہن بھٹ
گیٹار پر چاودکیسی
۷—۲۵ راجستھلی: کاویہ پاٹھ
آشا دیوی: شرما
۷—۴۵ شبیر حسین: سگم سنگیت
۹—۱۵ اور شام ۶—۲۵
لفظ: سنتوش کور بھٹی
۹—۲۵ طلبا کے لئے وگیان روپک
دوپہر
۱۲—۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
لالچ بری بلا ہے
۱—۱۰ لوک گیت: بابولال ورما
۱—۳۰ پنڈت جسراج: شاستریہ سنگیت
شام
۱۰—۰۰ شاستریہ سنگیت سبھا
وشوموہن بھٹ: گیٹار

منگل ۱۱ مارچ

صبح
۷—۰۵ انجلی چودھری: خیال دیسی
اور ٹھمری بھیردی
۷—۲۵ ساہتکی: کہانی: سلطان سنگھ
۷—۴۵ راجیو بھٹ: سگم سنگیت

۸—۲۱ لوک سنگیت: بینا کماوت
۹—۱۵ سگدھا جی کل کرنی: سگم سنگیت
۹—۲۵ طلبا کے لئے: درجہ ۸ کے لئے
انگریزی کا سبق
دوپہر
۱۲—۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے
۱—۴۰ لوک گیت: بدری پرساد
کھرے نرنکار و ساتھی

بدھ ۱۲ مارچ

صبح
۷—۰۵ فیاض حسین: ٹھمری و دادرا
۸—۲۱ لوک گیت: مہیش دت شرما
۹—۱۵ ستیش نارائن ایس۔کے۔بھٹ
سگم سنگیت
۹—۲۵ طلبا کے لئے: درجہ ۷ کے لئے
انگریزی کا سبق
دوپہر
۱۲—۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
پروگرام: بیتا وقت
۱—۱۰ لوک گیت: کرشن گوپال ڈھنگی
۱—۳۰ امرت حسین خاں: شاستریہ سنگیت
رات
۹—۱۶ معین الدین خاں: غزل
۱۰—۳۰ فیاض حسین خاں: ٹھمری و دادرا

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح
۷—۰۵ راجن مشر اور ساجن مشر
خیال آکاش بھیرو
۷—۲۵ یہ بھی ایک کلا ہے: ادھار لینا
تقریر از سشیل آنند
۷—۴۵ سنیتا بنرجی: سگم سنگیت
۸—۲۱ امر سنگھ مہیاریا: لوک گیت
۸—۵۰ ترلوک کمار: بینڈولن پر دھن
۹—۲۵ طلبا کے لئے: سامود اتمک گاین
پاٹھ
دوپہر
۱۲—۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
دودھ کا دودھ
۱—۴۰ لوک گیت: پریم نارائن و ساتھی
رات
۱۰—۳۰ راجن مشر اور ساجن مشر
خیال مالکونس

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح
۷—۰۵ اروند پاریکھ
ستار پر راگ توڑی
۷—۴۵ ساہتیہ سدھا: پدماکر پرمت
پدوں کا سسور پاٹھ
گوری بھٹاچاریہ
۸—۲۱ لوک گیت: ستیہ نارائن ٹکھوٹیا
۹—۱۵ رینوکا، سیتارام سنگھ
اور شانتی ورما: سگم سنگیت
۹—۲۵ طلبا کے لئے: کہانی اور گیت
دوپہر
۱۲—۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
دودھ کا دودھ
۱—۱۰ لوک گیت: مرلی دھر تن پوروالا
۱—۳۰ لطافت حسین خاں خیال
رات
۹—۱۶ ساوتری سکسینہ: گیت
۹—۳۰ آکاشوانی وچار گوشٹھی
ہماری راشٹریہ ایکتا سمیئے کی
کسوٹی پر: راجیندر شنکر بھٹ
پروڈکشن: نیت رام شرما
۱۰—۰۰ "ذیدنا کے پھول": ناٹک
تحریر: مردلا بہاری
پیشکش: ممتاز شکیب
۱۰—۳۰ اروند پاریکھ
ستار پر راگ باگیشوری

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح
۷—۰۵ شاستریہ سنگیت: بجرنگ کمار
خیال بھوپال توڑی
۷—۴۵ رمضان خاں: سبدھ سنگیت
سارنگی پر راگ سندھو بھیروی
ڈی۔ایم۔ٹیگور: ترٹ وینا پر
بنگال بھیرو
۸—۲۱ لوک گیت: گردھر رائے رجاہت
۹—۱۵ سگم سنگیت: سکھو رام گجراتی
۹—۲۵ طلبا کے لئے: پریکشا مالا پر چرچا
دیا پار پڑھتی گیان
دوپہر
۱۲—۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا پروگرام
ہاتھی درزی
(باقی ص ۴۹ پر)

۳۲۵٬۷ میٹر ۹۱۸ کلو ہرٹز

ہفتہ یکم مارچ

صبح
۷—۳۰ کلا آکاش
ہندی میں ریڈنگ کمزور کیوں
از تولا رام سوامی
ہندی ریڈنگ ۱۹۸۵
از کے۔ کے۔ بھٹناگر
۸—۲۱ مرد منگل
لوک گیت: افروز بانو
دوپہر
۱—۵۰ کھیت کھلیان: اس ماہ کے
کرشی کاریہ از بھاگیرتھ ریوا نہ
شام
۵—۳۰ یوواوانی
مجھے شکایت ہے: تقریر
۶—۱۵ چوپال: کدو کل کی سبزیوں کی
انت فسلیں: از بلرام گوداڑا
۸—۱۵ سگم سنگیت: شنکر شمبھو قوال

اتوار ۲ مارچ

صبح
۷—۳۰ اتیت کے جھروکے سے: سنگریا
ہندی تقریر از پر دیپ شرما
۸—۲۱ فتح کماری دیاس
راجستھانی لوک گیت
۹—۲۵ بال سبھا: پریکشا کی تیاری کیسے کریں
از پربھا پرکاش
دوپہر
۱۲—۳۰ مدھو پہیلی: للتا مہرا و نیاش
شریواستو
۲—۲۰ اللہ جلائی بائی
راجستھانی لوک گیت
شام
۵—۲۰ یوواوانی
اس شام دروچک جانکاریاں
۷—۲۵ ساندھیہ گیت: وشنو مہرو ترا
اشوک کھوسلہ

پیر ۳ مارچ

صبح
۷—۳۰ آج کے سندر بول ہیں
گرو گرنتھ صاحب: ہندی تقریر
از ہربنس سنگھ عکس
۸—۲۱ دیال پنوار، راجستھانی لوک گیت
دوپہر
۱—۲۰ رمیش پرساد ورما: بانسری
۱—۵۰ کھیت کھلیان
۲—۲۰ ہنومان داس و پارٹی
راجستھانی لوک گیت
شام
۵—۳۰ یوواوانی: سوندریہ
وردان یا ابھشاپ: تقریر
غلام فرید خاں
۶—۱۵ چوپال
آنکھوں کی سامانیہ بیماریاں اور
نِدان: تقریر از ڈاکٹر جے۔ پی۔ سکینہ
کہانی: دنیش پالی وال
۷—۲۵ ساندھیہ گیت
نندنی شرن اور ہری اوم شرن
۱۰—۰۰ سوموار یہ سنگیت سبھا
نکھل بنرجی: ستار

منگل ۴ مارچ

صبح
۷—۳۰ کھیل جگت: کھیل سمیکشا
گتا ماہ کی راشٹریہ اور انتر
راشٹریہ گتی و دھیاں
پروفیسر بی۔ ساگر شرما
مہیلائیں اور ساہسک کھیل
از موہن جیت جو نیجہ
۸—۲۱ مرد منگل: امام الدین خاں
راجستھانی لوک گیت
دوپہر
۱—۱۰ گھر آنگن: مانسک پریشانیوں
سے ہونے والے روگ اور بچاؤ
از ڈاکٹر تیج شرما
ورت کے دن بنائیں پھل آہار
از شریمتی بینا چودھری
۱—۵۰ کھیت کھلیان
باغ لگانے کے طریقے
ڈاکٹر ایچ۔ او۔ گوتم
۲—۲۰ سونی دیوی
راجستھانی لوک گیت
شام
۵—۳۰ یوواوانی
کویتا پاٹھ: شیلجا چیلانا
۶—۱۵ چوپال: مرچ کی انت فسلیں
اور ان کی بوائی
از انوپ کمار شرما
سنگھاسن بتیسی بھاگ ۲
۸—۲۵ سوہن سنگھ و شانتا سکینہ
سگم سنگیت

بدھ ۵ مارچ

صبح
۷—۳۰ ہندی وارتا
راجستھان کے لوک دیوتا
"گوگا جی"۔ تقریر
کرشن کمار کوشک
۷—۴۰ بسم اللہ خاں
شہنائی پر راگ للت
۸—۲۱ نیلم ماتھر و پارٹی
راجستھانی لوک گیت
دوپہر
۱—۱۰ سامودائک سنگیت پاٹھ
۲—۲۰ رام لال میراثی
راجستھانی لوک گیت
شام
۵—۳۰ یوواوانی
کہانی: کماری جیوتی جاولہ
۶—۱۵ چوپال: اپنی کھیتی اپنی بات
۹—۱۶ پنجابی گیت
۱۰—۰۰ سسر کتا دھر چودھری
وائلن پر راگ درباری کانگڑا
گوپال مشر: طبلہ

جمعرات ۶ مارچ

صبح
۷—۳۰ گیان وگیان: مہان وگیانک
نیوٹن تقریر، سوریہ پرکاش گوڑ
۸—۲۱ غلام رسول
راجستھانی لوک گیت
دوپہر
۱—۱۰ مہیلا جگت
کہانی از نیل پربھا بھاردواج
سواستھ چرچا: گربھست
ششو ایوم ماں کی دیکھ بھال
ڈاکٹر ریتا اروڑا
۱—۵۰ کھیت کھلیان
چنے کی فصل میں پودھ سرکشن کاریہ
اے۔ پی۔ سنگھ
۲—۲۰ گوپال ڈانگی
راجستھانی لوک گیت
شام
۵—۳۰ یوواوانی
راشٹریہ ایکتا اور یوواونتو
مباحثہ شرکاء: سیل منجال
دیپک لال بھرت وال
جہانگیر خاں و کماری سمتا مہرا
۶—۱۵ چوپال: کرشی وکاس میں
پرچار پرسار کا مہتو
از رادھے شیام سینی
کرشی اپج منڈیوں سے
کسانوں کو لابھ از پرتھوی راج
۸—۱۵ سگم سنگیت
سمیت چکرورتی و زبیدہ اختر
۱۰—۰۰ ڈاکٹر این راجم: وائلن پر
راگ گورکھ کلیان

جمعہ ۷ مارچ

صبح
۷—۳۰ شیو ایک روپ انیک
ہندی تقریر از برجموہن شرما بندھو
۸—۲۱ مرد منگل: شیورام
دوپہر
۱۲—۳۰ محفل قوالی
۱—۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار
پر راگ ملتانی
۲—۲۰ مرد منگل: شکنتلا جوشی
شام
۵—۳۰ یوواوانی: مہک
(فرمائشی فلمی گیتوں کا کاریکرم)
۶—۱۵ چوپال: امرود کے پودے کب
اور کیسے لگائیں
از بھاگیرتھ ریوانہ

دیہی پرتھا: ایک سا مایک کلنک
از کے۔ این۔ سودی
۷-۲۵ سنگم سنگیت: سرلا کپور
اور بلونت بنسل
۱۰-۰۰ ہیرا بائی بڑودکر
شاستریہ گائن

ہفتہ ۸ مارچ

صبح
۷-۳۰ کھلا آکاش
بیسری رچنا: گوپال رام ورما
ونیگ: بڑے بے آبرو ہو کر
۸-۲۱ مردمنگل: سوشیل کمار ڈانگی
دوپہر
۱۲-۳۰ گل مہر: پرانی فلموں کے گیت
۱-۱۰ گیتوں بھری کہانی
۱-۵۰ کھیت کھلیان: موڈھی کماد
سے ادھک اتپادن کیسے
سلطانہ رام
۲-۲۰ مردمنگل: ہمت رام ڈانگی
شام
۵-۳۰ یووا وانی: منی کمتا: دوستی
۶-۱۵ چوپال: ٹماٹر بوٹی
دگرامین بچوں کا کاریہ کرم)
۸-۱۵ سنگم سنگیت: بھوپندر اور
حبیب ولی محمد

اتوار ۹ مارچ

صبح
۷-۳۰ پرگتی کے چرن: پریوار کلیان
ہندی تقریر: ڈاکٹر گوربکھو سنگھ
۸-۲۱ مردمنگل: بنارسی لال
۹-۲۵ بال سبھا: کیسے ہوا آدشکار
ہوائی جہاز کا از ڈی کے بسنتھا
دوپہر
۲-۲۰ مردمنگل: گووند سنگھ
شام
۵-۳۰ یووا وانی: روزگار کے سروت
میڈیکل ریپریزنٹیٹوز
از بھارت بھوشن شرما
۷-۲۵ ساندھیہ گیت: منا ڈے
آشا بھونسلے، وجیا چودھری

پیر ۱۰ مارچ

صبح
۷-۳۰ پرشن بھارتیتا کی بھاونا کا ہے

ہندی تقریر از رکماوتی سوامی
۸-۲۱ مردمنگل: کریم خاں کیھبڑلا
دوپہر
۱۲-۳۰ شیر شک گیت
۱-۱۰ رنگ غزل
۱-۳۰ پنڈت روی شنکر: ستار پر
مشر پیلو
۱-۵۰ کھیت کھلیان: ہرے چارے
کے لئے چانوزکی بوائی
از شکتی کمار شرما
۲-۲۰ مردمنگل: کیلاش ناراین پروہت
شام
۵-۳۰ یووا وانی: پتر وتر
روزگار سماچار
۶-۱۵ چوپال: پریوار کلیان کتنا اپیوگی
ڈاکٹر دی۔ پی۔ بنیوال
کر رہے چکوا بات
۱۰-۰۰ سوموار یہ سنگیت سبھا
امجد علی خاں: سرود

منگل ۱۱ مارچ

صبح
۷-۳۰ کھیل جگت: پولو کا اتہاس
تقریر از ہرمندر سنگھ
دشو کے مہان کھلاڑی (کرم،
بورس بیکر
۸-۲۱ مردمنگل: ناراین رام نایک
دوپہر
۱-۱۰ گھر آنگن: سامانیہ درگھٹنائیں
اور گھریلو اپچار
ڈاکٹر شریمتی نینا جین
۱-۵۰ کھیت کھلیان: ٹماٹر کی انت
قسمیں اور بوائی
از بلدیو سنگھ بیدھو
۲-۲۰ مردمنگل: لکشمی ناراین
شام
۵-۳۰ یووا وانی: ڈاکٹر سے ملئے
الرجی کیا اور کیسے؟
ڈاکٹر موہن لال شرما
۶-۱۵ چوپال: راشٹریہ سیمتی اور
ہمارا دائتو
از نریندر سنگھ راجاوت
سنگھاسن بتیسی (حصہ ۱۰)
۸-۲۵ سنگم سنگیت: منہر

بدھ ۱۲ مارچ

صبح
۷-۳۰ جادو ماتر کلا ہے: ہندی تقریر
از شنکر
۷-۴۰ بدھ دتیہ مکھرجی: ستار پر
راگ میاں کی توڑی
۸-۲۱ مردمنگل: گووند سنگھ کلا
دوپہر
۱-۵۰ کھیت کھلیان
پھل دار درختوں کو کب اور کیسے
لگائیں از ایچ۔ پی۔ رائے زادہ
۲-۲۰ مردمنگل: چندر شیکھر کلا
شام
۵-۳۰ یووا وانی
کہانی: دنیش کمار انشو
۶-۱۵ چوپال: کرشی سمبندھی جانکاری
از بھاگیرتھ ریواڑ
۱۰-۰۰ ارون بھادوڑی: شاستریہ گائن
راگ کیدار

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح
۷-۳۰ گیان وگیان: کہانی یون روگوں
کی زبانی: ایڈس
از ڈاکٹر وجے اروڑا
۸-۲۱ مردمنگل: کالو رام پرجاپتی
دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت: قانون کی نگاہ میں
(کرم، بال وواہ
از آشا بھٹناگر
پریورتن: جھلکی: محمد سلیم
۱-۵۰ کھیت کھلیان
تربوز وخربوز کی انت قسمیں
اور سنشیشتائیں
۲-۲۰ مردمنگل: بنواری دیوانہ
شام
۵-۳۰ یووا وانی: کھٹے میٹھے انوبھو
ٹیلی فون آپریٹر کے
از رامیشور لال مینا
۶-۱۵ چوپال: گنے کی انت قسمیں
اور سنشیشتائیں
۸-۱۵ سنگم سنگیت: آلوک گنگولی

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح
۷-۳۰ پرگتی کے ونش: کرچودی
ہندی تقریر از چمن لال شرما
۸-۲۱ مردمنگل: گلاب چند گوڑھ
دوپہر
۱-۳۰ بھیم سین جوشی: گائن
۱-۵۰ کھیت کھلیان: بھنڈی کی
انت قسمیں، وشیشتائیں اور
بوائی از پرتھوی راج ڈھاکہ
۲-۲۰ مردمنگل: شیر محمد سولنکیا
شام
۵-۳۰ یووا وانی: مہک
(فرمائشی گیتوں کا کاریہ کرم)
۶-۱۵ چوپال: باغ میں انار کے
پودے کب اور کیسے لگائیں
بھاگیرتھ ریواڑ
ڈیری وکاس کاریہ کرم اور
روزگار از ڈاکٹر پی۔ ڈی۔ ماتھر
۷-۲۵ سنگم سنگیت: جمیل احمد
۱۰-۰۰ ارجن ساناکود: شاستریہ گائن
راگ مالکونس

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح
۷-۳۰ کھلا آکاش: میری پریپسک
از جنک راج پاریک
کادیہ پاٹھ: منگت بادل
۸-۲۱ مردمنگل: حمید خاں
دوپہر
۱-۵۰ کھیت کھلیان
ہرے چارے کے لئے جوار کی
کھیتی کیسے کریں از برج بھوشن
۲-۲۰ مردمنگل: کملا بھٹاچاریہ
شام
۵-۳۰ یووا وانی: یووا پرتبھا
بھینٹ وارتا: ترلوک چند
۶-۱۵ چوپال: گاؤں میں اپلبدھ
پریوجن سوودھائیں اور
یوجنائیں از آر۔ این۔ ناگپال
۸-۲۵ سنگم سنگیت: ایس۔ کے۔ بھٹے

۳۱۵۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

رام پرتاپ سے ملاقات

از بلاقی شرما

ہفتہ یکم مارچ

صبح

۱۵ — ۹ اور دوپہر ۳۰-۱
فتح کماری ویاس : لوک سنگیت

شام

۰۵ — ۵ یووانی
۲۰ — ۷ کرشی لوک، گرامین جگت
(۱) گرامین پنچایتوں میں شاریہ وامیلہ بھومی کا سدھار
تقریر از پی۔ ڈی شرما
(۲) پچھمی راجستھان کو ہم ہرا بھرا کیسے بنائیں، انٹرویو ایس پی ماتھر
(۳) پنچایتوں دوارا چن چیتنا کاریہ
انٹرویو از جگل کشور شرما

اتوار ۲ مارچ

صبح

۲۱ — ۸ میری رچنا
شری بھگوتی لعل ویاس : کاویہ پاٹھ

شام

۰۵ — ۵ یووانی
(۱) نوترنگ : پریت پال سنگھ
(۲) روپک
۲۰ — ۷ بھیڑ بکریوں کی پرمکھ نسلیں اور ان کی وشیشتائیں - تقریر
از : ڈاکٹر موہن سنگھ سونی
(۲) بھینٹ وارتا
گرامین ساتھیہ سمسیائیں اور ان کا سادھان
انٹرویو از ڈاکٹر جگدیش سانکھلا

پیر ۳ مارچ

صبح

۱۵ — ۹ اور دوپہر ۳۰-۱
شریمتی فاطمہ : لوک سنگیت

شام

۰۵ — ۵ یووانی
(۱) کمپیئرنگ
(۲) کماری چندر کلا جین : کویتا پاٹھ
(۳) کہانی
(۴) سنگیت
۲۰ — ۷ (۱) بدلتے پریویش میں مہیلاؤں کی ذمہ داریاں - انٹرویو
از نین تارا میلانی
(۲) بال وکاس اور ماتائیں : تقریر
فل کماری راماوت
(۳) بھینٹ وارتا : گھر آنگن کی سوچھتا

منگل ۴ مارچ

صبح

۱۵ — ۹ اور دوپہر ۴۰-۱
بزاری دیوانہ : لوک سنگیت

شام

۰۵ — ۵ یووانی
۳۰ — ۶ مرو ستھلی
(۱) گرامین شیتر اور آنکھیاں ری بماریاں
از : ڈاکٹر ادم آچاریہ
(۲) کاویہ پاٹھ : دھنن جیہ ورما
۲۰ — ۷ (۱) سبزیوں کے بیج کیسے تیار کریں
تقریر از تیج سنگھ کالوی
(۲) سستا اور سلبھ نیایہ
تقریر از پونم چند گھر گاوت
۰۰ — ۱۰ انیتا سین : گائن

بدھ ۵ مارچ

صبح

۱۵ — ۹ اور دوپہر ۳۰-۱
نوری دیوی : لوک سنگیت

شام

۰۵ — ۵ یووانی
۲۰ — ۷ (۱) گیہوں فصل میں انتم سینچائی کا مہتو
تقریر از بے ڈی سنگھ
(۲) بھینٹ وارتا
ایک پرگتی شیل کسان چودھری
رام پرتاپ سے ملاقات

جمعرات ۶ مارچ

صبح

۱۵ — ۹ اور دوپہر ۳۰-۱
سرتا گوسوامی : لوک سنگیت

شام

۰۵ — ۵ یووانی
۲۰ — ۷ (۱) کھروںچ منہ پکا روگ کارن۔ لکشن اور اپچار،
ڈاکٹر یکے ویاس سے ملاقات
(۲) ایک پشو پالک کی سمسیائیں
علی خاں سے ملاقات

جمعہ ۷ مارچ

صبح

۲۱ — ۸ راجستھانی وارتا
شوراتری رو آنچلک مہتو
راجستھانی تقریر
از سوریہ شنکر پاریک
۱۵ — ۹ اور دوپہر ۳۰-۱
کالو ناتھ وساتھی : لوک سنگیت

شام

۰۵ — ۵ یووانی
۲۰ — ۷ بیروزگار یووکوں کو رن سوودھائیں
تقریر از آر ایل راٹھور
(۲) پولیو روگ، کارن، لکشن اور ندان
تقریر از ڈاکٹر ایس پی سکسینہ

ہفتہ ۸ مارچ

صبح

۱۵ — ۹ اور ۳۰-۱
نارائن رام نائک : لوک سنگیت

شام

۰۵ — ۵ یووانی
۲۰ — ۷ (۱) مہاشوراتری کا ہمارے جیون میں مہتو
تقریر از بابو لعل لکھارا
(۲) بے سہاروں کا سہارا۔ منگلن روپک - تحریر و پیش کش
شری بھوپ سنگھ
۳۰ — ۹ (۱) ای گائیتری : وینا
(۲) بالیہ پی اے آر سبرامنیم : طبلہ

اتوار ۹ مارچ

صبح

۲۱ — ۸ میری رچنا "ہڑتال" : کہانی

از بلاقی شرما

شام

۰۵ — ۵ یووانی
۲۰ — ۷ (۱) وارتا: گائیں خریدتے سمے پشو پالک کن کن باتوں کا خیال رکھیں
تقریر از ڈاکٹر بی ایس مہتا
(۲) بھینٹ وارتا: گاؤں میں سوائستھیہ پریکشن اور ٹیکا کارن
ڈاکٹر تلسی کرن اگروال سے ملاقات

پیر ۱۰ مارچ

صبح

۱۵ — ۹ اور ۳۰-۱
اللہ جلائی بائی : لوک سنگیت

شام

۰۵ — ۵ یووانی
۲۰ — ۷ نوکھا ہائر سیکنڈری اسکول کے بچوں کا

پیش کردہ رنگا رنگ پروگرام
پیش کردہ : بھوپ سنگھ سہایک
راجیندر ماتھر

منگل ۱۱ مارچ

صبح

۱۵ — ۹ اور دوپہر ۴۰-۱
امام الدین خاں : لوک سنگیت

شام

۰۵ — ۵ یووانی
۳۰ — ۶ مرو ستھلی
سماجک نیائے ری پہلی ضرورت
مفت قانون سہایتا
شری یکت گوپال آچاریہ
(۲) نوی سرجنا : کہانی
شری کمل رنگا
۲۰ — ۷ آنگن باڑی سے لابھ
موہنی دیوی سے ملاقات
کھانسی دست کارکن لکشن اور اپچار
تقریر از ڈاکٹر سریش ماتھر
۱۵ — ۸ سورن لتا شرما : سگم سنگیت
۰۰ — ۱۰ شری گریش گوسائی : گائن

بدھ ۱۲ مارچ

صبح

۱۵ — ۹ اور دوپہر ۳۰-۱
پشپا سینی : لوک سنگیت

شام

۷-۲۰ ایک گرامین مہیلا شریمتی نارائن دیوی سے ملاقات

جمعرات ۱۳ر مارچ

صبح

۷-۵۰ موتی لعل رنگا : سگم سنگیت

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰

رامیشور مہرا : لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ یووانی

(۱) گورو

(۲) وراگن لکشمی بائی

(۳) بھارت میں شکشا کا وکاس

۷-۲۰ (۱) بھیڑ بکریوں کا سمو چت چارا دانہ

تقریر از ڈاکٹر وائی کے شرما

(۲) پنچایتوں دوارا ساجک سدھار

ہری وشن جوشی سے ملاقات

جمعہ ۱۴ر مارچ

صبح

۸-۲۱ پریوار کلیان کاریہ کرم

'برس ری اپ لڑیاں' راجستھانی تقریر

از ڈاکٹر سی-ایل ہرشی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰

عبدالغنی : لوک سنگیت

۵-۰۵ یووانی

میرے وچار میں فلموں کا اثر

کتنا اصل کتنا نقلی : تقریر

۷-۲۰ (۱) وارتا : مرد شیترا اور ورکش روپن

تقریر از وی ایس بوہرا

(۲) بیکانیر میں چارے درشینہ آتمل

اور ان کا مہتو

تقریر از سٹری میگو سنگھ

ہفتہ ۱۵ر مارچ

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰

رام لال میراسی : لوک سنگیت

شام

۷-۲۰ (۱) اَن گڑھ تحصیل میں ۲۰ سوتریہ

راحت کاریہ ایوم

سامانیہ پرگتی : اشوک سنگھ سے ملاقات

(۲) ملیریا کی پہچان دوتی

ڈاکٹر پی این سوامی سے ملاقات

۹-۳۰ شری نسک ایل گندے : بانسری

جودھپور (الف) ۷ر۵۶۴ — ۵۳۱ کلو ہرٹز

جودھپور (ب) ۲۵.۰۲۶ — ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

ہفتہ یکم مارچ

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم : حبیب کیفی

۷-۳۰ رن جھن : موہن جھالا اور پارٹی

۷-۴۵ بات چیت کاریہ کرم مویان کن

ایم-آر- دوہرے

۸-۲۱ گیت گنجار : رام دیو گوڈ

دوپہر

۱-۱۰ پرانی فلموں کے گیت

۱-۵۰ کرشی جگت : گیہوں کی فصل

میں پودھ سن رکشن : تقریر

۳-۱۰ ایم-آر- گوتم : خیال رام کلی

شام

۵-۰۵ یووادانی : وگیان وارتا

پیس میکر : ڈاکٹر بی-کے- گپتا

کیسو نیتی گیت

۵-۳۵ سیماڑے ری گو بخ : گھر کا دید

تلسی سے فائدے

ڈاکٹر بنکٹ لال

۶-۳۰ کھیتی باڑی : وکاس چرن

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت

منی لال ڈانگی اور پارٹی

اتوار ۲ر مارچ

صبح

۷-۳۰ رن جھن . موتی لال بہرا

۸-۲۱ گیت گنجار : شنکر دمدمی

۸-۵۰ ودیکم بارہ : سلسلے وار پروگرام

پیش کش : پارتھا سارتھی تھپلیال

۹-۱۵ چمن من : ایکتا کی مالا میں ایکتا کے موتی .

ہمالیہ پردیس : وینا سرنا

دوپہر

۱۲-۰۵ گنگور : مہیلاؤں کا ستن

کینسر روگ کا کارن لکشن ور روک

تھام کے اپایہ

ڈاکٹر بینا مغل سے بھینٹ وارتا

۲-۲۰ لوک لہری : سوہنی دیوی

شام

۵-۰۵ یووادانی : میری پسند

۵-۳۵ جھم کو

۶-۳۰ کھیتی باڑی

داد ہونے کا کارن لکشن ور روک

تھام کے اپایہ : او-پی- جوشی

سے بھینٹ وارتا

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت

مونی رام لوہیا

پیر ۳ر مارچ

صبح

۷-۱۵ دھارا واہک : ہمارا بھی زمانہ ہے

پیشکش : قاضی انیس الحق

۷-۳۰ رن جھن : ہیپ خاں اور پارٹی

۷-۴۵ کریٹیو رائٹنگ اینڈ آئیڈیولوجی

انگریزی تقریر

ڈاکٹر ایس- ڈی- کپور

۸-۲۱ گیت گنجار : سنیتا بنرجی

دوپہر

۱-۱۰ ناری واٹیکا : واہ ہمارے

پرو تیوہار

مہا شیوراتری کا مہتو

شریمتی کسم لتا شرما

کہانی : سنتوش پریہار

۱-۵۰ کرشی جگت : دبھن پرکار کے

ادکوں کا پریوگ کو کب دیکھے

کریں : آلیکھ : کنہیا لال ماتھر

۳-۱۰ علی اکبر خاں : سرود

شام

۵-۰۵ یووادانی

نگم سنگیت : جگدیش ہرش

سنگیت : اوم پرکاش ڈانگی

اکیسویں صدی کا بھارت کیسا ہو

گرامین جیون : بھنور سنگھ جودھا

کہانی : ردی کانت پراشر

۵-۳۵ سیماڑے ری گو بخ - نیا آرتھک

بیس سوتری کاریہ کرم اور

بھومی وکاس بینک : بات چیت

پرم دت سنگھ دیوڑا اور شنکر لارام

۶-۳۰ کھیتی باڑی : نہر ویک کیندروں

سے کسانوں کو لابھ : تقریر

سریش چند کیات

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت

سوبھا رام دمادی

۱۰-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں : خیال

مالکونس

لکشمی شنکر و نرل دیوی : ٹھمری

منگل ۴ر مارچ

صبح

۷-۱۵ کھیل کھلاڑی : والی بال

کھلاڑی سے بھینٹ وارتا

موہن برتی

۷-۳۰ رن جھن : سنیتا سین

۷-۴۵ سنسکرت سمپدا : جالور

تقریر : بھگوتی لال شرما

۸-۲۱ گیت گنجار : سوبھا رام

۸-۵۰ سینے کا درد : کارن، پرکار

اور اپائے : بات چیت

دوپہر

۱-۱۰ بکرو ڈگ کاریہ کرم

شرکار : ڈاکٹر پی -کے- گپتا

اور ڈاکٹر آر- این- پروہت

۱-۵۰ کرشی جگت : ار بی کی کھیتی

تحریر : راجیش ماتھر

۳-۱۰ برج بھوشن کابرا : گیٹار

شام

۵-۰۵ یووادانی : آپکے پتر آپکے گیت

۵-۳۵ سیماڑے ری گو بخ

ڈنگل کا دیہ پاٹھ : اوم دت بٹھو

راجستھانی کہانی : گوند لال شری مالی

۶-۳۰ کھیتی باڑی : اونٹوں کو ہونے والی

بیماریاں اور روک تھام کے

اپائے : تقریر از ڈاکٹر دیش پروہت

۷-۴۵ سمندر خاں لنگا اور پارٹی

راجستھانی سنگیت

۹-۱۶ سنسکرت بھاشا کا پاٹھ

بدھ ۵ر مارچ

صبح

۷-۳۰ رن جھن : سیتا رام بھانڈ

۸-۵۰ دوائیم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پارتھا سارتی تھپلیان

دوپہر

۱-۱۰ گیتا نجلی

۱-۵۰ کرشی جگت: شار تپ
لونی اور ریتی بھومی کا سدھار
کیسے کریں، تقریر از ایس۔ ایچ۔ جوہری

۳-۱۰ سنگیہ بندھو: گاتن راگ سوہرائی

شام

۵-۰۵ یووا وانی: گرامین یواؤں کے لئے
ڈاکٹر بی۔ بی۔ ایل
چورسیا سے بھینٹ وارتا
راجستھانی لوک گیت
راجستھانی کہانی: جنگل دیشنو

۵-۲۵ سیماڑے ری گونج
سامپردایک ایکتا مانے دوم درشن
ری بھومیکا: راجستھانی میں
تقریر، ڈاکٹر موہن لال شرما
بچوں میں اپرادھ پرورتی میں
منو ویگیانک کارن ہنت کمار

۶-۳۰ کھیتی باڑی: آنگن باڑی کی
دیکھ بھال کے سمیہ دھیان دینے
یوگیہ باتیں: تقریر، منجولتا ماتھر

۷-۲۵ راجستھانی سنگیت
نارائن ڈاک

۹-۳۰ شانتی، جھلکی

۱۰-۳۰ جیا وشواس: ستار پر
راگ جے جے ونتی
نزاکت علی خاں: ٹھمری

جمعرات ۶ مارچ

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: مدن موہن پریہار

۷-۳۰ رن جھن: سانگھی دان دماسی

۷-۴۵ یہ بیچارے کات ہتوں کے مارے
مزاحیہ تقریر از راجیش مشرا

۸-۲۱ گیت گنجار: ابھے سنگھ گہلوت

دوپہر

۱-۱۰ فلمی گیت

۱-۵۰ کرشی جگت: گرمی کی سبزیاں
روگوں سے کیسے بچائیں
تقریر، ایس۔ کے۔ لوڈھا

۳-۱۰ اسد علی خاں: رودر وینا

شام

۵-۰۵ یووا وانی: یووا پسند

۵-۲۵ سیماڑے ری گونج: جن عدالت
اور غریبوں کو سستا نیایہ
مباحثہ شرکاء: لکشمن راج کلا
سی۔ ایس۔ گوئل اور
سندر لال کستور چند

۶-۳۰ کھیتی باڑی: کرشی کا لیکھا جوکھا
کیوں اور کیسے رکھیں
ایم۔ ایل۔ بوڑا سے بھینٹ وارتا

۷-۲۵ راجستھانی سنگیت
علاؤالدین خاں پیرزادہ اور
پارٹی

۹-۱۵ سنسکرت بھاشا پاٹھ

جمعہ ۷ مارچ

صبح

۷-۱۵ گاندھی چرچا: ستری شکشا اور
باپو کے وچار از ڈاکٹر سنتوش بھنڈاری

۷-۳۰ رن جھن: انور خاں اور پارٹی

۷-۴۵ مرد ستھلی

۸-۲۱ گیت گنجار

دوپہر

۱-۱۰ رن بھیری

۱-۵۰ کرشی جگت: گیہوں اور جو
کی فصل کو کیڑوں سے کیسے بچائیں
تقریر

۳-۱۰ منور علی: خیال گجری توڑی
اور ٹھمری بھیروی

شام

۵-۰۵ یووا وانی: سامانیہ گیان پرتی یوگیتا
سنچالن: راج پال سنگھ چوہان
شرکاء: گوپیش کمار گوئل
لکشمی چودھری اور گورو پرکاش

۵-۲۵ سیماڑے ری گونج: راجستھان کے
جین تیرتھ: ہندی تقریر
صاحب چندر دوبے
راجستھانی لوک لہری: پرمہری
راج: تقریر از نارائن سنگھ بھاٹی

۶-۳۰ کھیتی باڑی: بچوں کو پولیو روگ
نہ ہو اس کے لئے کیا کریں
تقریر از ڈاکٹر اروند ماتھر

۷-۲۵ راجستھانی سنگیت
بھنور لال اور پارٹی

۹-۳۰ ٹوٹتا: ناٹک: راجندر یادو کی
مول کہانی کا ریڈیو عکس
نردیشک: راجیش ریڈی

روپانترکار: پریم چند گوسوامی

ہفتہ ۸ مارچ

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: ایل۔ این۔ بھٹناگر

۷-۳۰ رن جھن: بنسی لال

۷-۴۵ نئی شکشا نیتی: روزگار
سنبھاونائیں: بات چیت
ارن گپتا سے

۸-۲۱ گیت گنجار: بھنور خاں اور پارٹی

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت
بیج کے لئے آلو کا چناؤ کب اور
کیسے کریں، تحریر: میگھ سنگھ

۳-۱۰ بسم اللہ خاں: شہنائی پر راگ گن کلی

شام

۵-۰۵ یووا وانی: ساؤنڈ اینڈ میوزک
شوراتری تقریر از ستیش ویاس
کمیونٹی گیت

۵-۲۵ سیماڑے ری گونج: مہا شوراتری
کا مہتو: راج: تقریر از
جے شنکر ویاس
گھر کا وید: دیسی علاج
تقریر از پرمانند ویاس

۶-۳۰ کھیتی باڑی: کرشکوں کو بینکوں
دوارا دی جانے والی رن
سویدھائیں: ایس۔ ایل۔ بھنڈاری
سے بھینٹ وارتا

۷-۲۵ راجستھانی سنگیت
بھوراج پروہت

اتوار ۹ مارچ

صبح

۷-۳۰ رن جھن: برجیش اور پارٹی

۸-۲۱ گیت گنجار: چندر شیکھر کلا

۹-۱۵ چن من: سنگیت و دھیا
گووند کلا۔ بال کلا کار رتی سانتل

دوپہر

۱۲-۰۵ گن گور کاریہ کرم: بچوں کو ہونے
والی مکھیہ بیماریوں کے کارن
لکشن اور روک تھام کے اپائے
تقریر از ڈاکٹر گریما مہتا

۱۲-۲۵ یہ کیا کہتے ہیں

۲-۲۰ لوک لہری: چنگا خاں

۵-۰۵ یووا وانی: میری پسند
کماری منجو پروہت
ساپتاہک سماچار

شام

۵-۲۵ سیماڑے ری گونج: جم کو

۶-۳۰ کھیتی باڑی: تھنیلس ہونے کے
کارن، لکشن، روک تھام
کے اپائے: ڈاکٹر ایل۔ ایس۔ چوہڑا
سے بھینٹ وارتا

۷-۲۵ راجستھانی سنگیت
چمنی خاں اور پارٹی

پیر ۱۰ مارچ

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: سلسلہ وار
پروگرام، پیش کش: قاضی
انیس الحق

۷-۳۰ رن جھن: غازی خاں اور پارٹی

۷-۴۵ مائی ریو آن دی سوشیل ری
کنسٹرکشن آف انڈیا، انگریزی
تقریر: ڈاکٹر ایس۔ کے۔ لال

۸-۲۱ گیت گنجار: چوکھا رام

دوپہر

۱-۱۰ ناری وانکا: مہیلا اتھان میں
سوئم سیوی سنستھاؤں کی
بھومیکا: تقریر: کانتا مہتا

۱-۵۰ کرشی جگت: انار کی کھیتی میں
دھیان دینے یوگیہ باتیں
تحریر: کرنی دان چارن

۳-۱۰ ہری پرساد چورسیا
بانسری پر راگ اہیر للت

شام

۵-۰۵ یووا وانی: کھیل جگت
بھارتیہ ٹیم کا آسٹریلیا کا دورا
انل کمار شکل: کاویہ پاٹھ
محمد اسحاق جنگی: گیت

۵-۲۵ سیماڑے ری گونج: وردھگتا میں
چوٹیں، پرکار اور پراتھمک
چکتسا: بھینٹ وارتا
ڈاکٹر دھرمیندر شرما
راجستھانی کاویہ پاٹھ
درگا رام آریہ

۶-۳۰ کھیتی باڑی: گوبر گیس سینٹر
سے ہونے والے لابھ
ایل۔ کے۔ کوٹھاری سے بھینٹ وارتا

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
چندر پرکاش پریہار
۹-۱۶ سماچار ترنگ
۱۰-۳۰ بھیم سین جوشی : گائن
نرملا دیوی : ٹھمری پہاڑی

منگل ۱۱ مارچ

صبح
۷-۱۵ کھیل کھلاڑی : نیشنل جمناسٹک
سوروپ سنگھ سے بھینٹ وارتا
۷-۳۰ رن جھن : دیوی داؤ اور پارٹی
۷-۴۵ دل کو سنبھالیے : تقریر از
ڈاکٹر اجیت کوٹھاری
۸-۲۱ گیت گنجار : دودے خاں
دوپہر
۱-۱۰ نروگ کاریہ کرم
ڈاکٹر کے سی پروہت سے بھینٹ وارتا
دنیش چندر شرما کی بھینٹ
ایکیمہ پینک کھر اور زخموں کا علاج
۱-۵۰ کرشی جگت : زیادہ پیداوار
کے لئے کون کون سے اپ کرن
کب اور کیسے کام میں لائیں
تحریر : دھیلندر سنگھ
۲-۱۰ وشنو پرستا : شہنائی پر راگ توڑی
شام
۵-۰۵ یوواوانی : بھرشٹاچار دور کرنے
میں یوا ورگ کی بھومیکا
مباحثہ شرکار : انول ملہوترا
کویتا ڈاگا، بینا گپتا
نیمن اشوک پاٹنی
۵-۲۵ سیماڑے ری گونج : اکال کے
سمادھان میں پترکاروں کی بھومیکا
پرم مہتہ
راجستھانی بات چیت بھیرا رام چودھری
۶-۳۰ کھیتی باڑی : گایوں اور بکریوں
کو ہونے والی بیماریاں
روک تھام کے اپائے
ڈاکٹر سجن لال ماتھر سے بھینٹ وارتا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
گوری دیوی راؤ اور پارٹی

بدھ ۱۲ مارچ

صبح
۷-۳۰ رن جھن : ہزاری لال اور پارٹی
۷-۴۵ مرد ستھلی

۸-۲۱ گیت گنجار : دھیرا سین
۸-۵۰ دوا ایکم بارہ : سلسلے وار پروگرام
پیش کش : پارتھا سارتھی چھیلیاں
دوپہر
۱-۱۰ گیتا بجلی
۱-۵۰ کرشی جگت : خربوزے کی اُنت
قسموں کی کھیتی میں دھیان دینے
یوگیہ باتیں : کیلاش نارائن ماتھر
۲-۱۰ بدھ دیو مکرجی : ستار پر
راگ یمن کلیان
شام
۵-۰۵ یوواوانی : سماچار دُرشٹی
فلموں کا گرتا استر اور ٹی وی
ایک چنوتی : تقریر از سید منور علی
کھیل سمیکشا : اشوک سنگھ
۵-۲۵ سیماڑے ری گونج : اکال
راحت اور بھومی وکاس بینک
وائی ۔ ڈی ۔ سونی سے بھینٹ وارتا
آفس سے چھٹکارا کیسے
ڈاکٹر بھیم راج ویاس
۶-۳۰ کھیتی باڑی : بینکوں سے پشو
پالکوں کو دی جانے والی رن
سویدھائیں : ایس ۔ ڈی
ہرکت سے بھینٹ وارتا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
ہزاری لال اور پارٹی
۹-۳۰ ٹیلیفون : جھلکی
تحریر : منگل گوسوامی
پیش کش : اروند ماتھر
۱۰-۰۰ گیت گنگا
۱۰-۳۰ یہودی مینن : وائلن
روی شنکر : ستار پر
پوریا کلیان
بیگم اختر : ٹھمری

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح
۷-۱۵ کاویہ لوک : پریم پرکاش شرما
۷-۳۰ رن جھن : ویدو خاں
۷-۴۵ وشو ساہتیہ کے امر لوک استمبھ
کی دشا : تقریر از جگدیش ملتے
۸-۲۱ گیت گنجار : اندو ناتھو و پارٹی
دوپہر
۱-۱۰ قوالیاں
۱-۵۰ کرشی جگت : تربوز کی کھیتی

تقریر از گیانیندر سنگھ کچھاوا
۲-۱۰ مانک ورما : خیال بھٹیار اور
ٹھمری بھیروی
شام
۵-۰۵ یوواوانی : آپ بھی سوچیے
۵-۲۵ سیماڑے ری گونج
گرام گوشٹھی : اکال راحت
ادھیکاری شرکاء : کے چودھری
منوہر سنگھ، بھنور لال
۶-۳۰ کھیتی باڑی : گاؤں کی جھانکی
پیش کش : اروند ماتھر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
شربتی بھینٹ بائی
۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح
۷-۱۵ گاندھی چرچہ : لوگوں کے سمبندھ
میں باپو کے وچار : دنیش مشرا
۷-۳۰ رن جھن : قاضی خاں
۷-۴۵ مرد ستھلی
۸-۲۱ گیت گنجار : کالورام پرجاپتی
دوپہر
۱-۱۰ رن بھیری
۱-۵۰ کرشی جگت : وبھن پرکار کے
جوہڑوں کی پہچان و فصلوں کو ان
سے بچانے کے اپائے
ڈاکٹر ایس ۔ پی ۔ جین سے
بھینٹ وارتا
۲-۱۰ جیا وشواس : ستار پر راگ پیلو
شام
۵-۰۵ یوواوانی : رنگا رنگ کاریہ کرم
انجینئرنگ کالج کے طلباء کی پیشکش
۵-۲۵ سیماڑے ری گونج : ان کا انوبھو
آپ کا لابھ : لادو رام مینا
وگیان کی باتیں : جیوتش ایک
وگیان : پریم شنکر سی شرما
۶-۳۰ کھیتی باڑی : بچوں کو سمیہ پر
ٹیکے لگا کر کن کن بیماریوں سے
بچایا جا سکتا ہے
ڈاکٹر آر ۔ پی ۔ سنگھ سے بھینٹ وارتا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
کھما رام اور پارٹی
۹-۳۰ ریٹائرمنٹ : ناٹک
تحریر : دلیپ پریہار

پیش کش : وشنو دت جوشی

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح
۷-۱۵ کتھا کرم : عادل اختر
۷-۳۰ رن جھن : للت کمار ویاس
۷-۴۵ بات چیت : نگر نیاس
مان سنگھ دیوڑا
۸-۲۱ گیت گنجار : کرشن دامی
دوپہر
۱-۱۰ پرانی فلموں کے گیت
۱-۵۰ کرشی جگت : گرمی کی سبزیوں
کی پودھ کیسے تیار کریں
تحریر : نول کشور ماتھر
۲-۱۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال لگن لگی
شام
۵-۰۵ یوواوانی : ساؤنڈ اینڈ میوزک
وگیان وارتا : درلبھ پکشی گوڈاون
مہندر کمار سولنکی : کمیونٹی گیت
۵-۲۵ سیماڑے ری گونج : رام دیو
راجستھانی میں تقریر
بچوں کے ٹیکے کیوں لگائیں
ڈاکٹر ایم ۔ کے ۔ جین سے
بھینٹ وارتا
۶-۳۰ کھیتی باڑی : وکاس چرن
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی
پیش کش : جے ۔ کے ۔ گپتا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
کرشن دامی

بقیہ ۔ جے پور

۱-۱۰ لوک گیت : صدیق و ساتھی
۱-۳۰ شاستریہ سنگیت : شیو کمار شرما
شام
۵-۰۵ یوواوانی : پراتھمک اپچار
ڈوبتے آدمی کی پراتھمک چکتسا
وارتا کار : ڈاکٹر منور مانکی وال
۶-۲۵ سگم سنگیت : سکھو رام گجراتی
۶-۳۰ شاستریہ سنگیت : بجرنگ کمار
خیال گلاوتی
۸-۱۵ انگریزی تقریر : دی بجٹ
اینالیسس
جی ۔ کے ۔ جوشی

اورنگ آباد ۔۔۔۔ ۲ر ۱۹۷ میٹر بینڈ ۱۵۲۱ کلو ہرٹز
پربھنی ۔۔۔۔ ۰ر ۲۲۹ میٹر بینڈ ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی خبریں : صبح ۶-۰۰، ۷-۵۹، دوپہر ۱-۰۵، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
مراٹھی : صبح ۶-۵۰، ۸-۳۰، دوپہر ۱-۳۰، شام ۷-۰۰، رات ۸-۰۵
انگریزی : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، رات ۸-۰۰ (اسپورٹ) ۹-۰۰، ۱۱-۰۰
اردو : دوپہر ۱-۰۵، رات ۹-۱۶ سنسکرت : شام ۶-۱۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم اور شہنائی
۶-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۶-۱۰ امرت دھارا
۶-۱۵ کسانوں کے لیے مراٹھی میں پروگرام
۶-۲۰ سورانجلی
۶-۴۵ پروگرام کا خلاصہ
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام

شام

۵-۳۰ یووادانی
نوجوانوں کیلئے مراٹھی میں پروگرام
۶-۳۰ دیہاتیوں کے لیے پروگرام (مراٹھی)
۷-۱۰ روزگار سماچار
۷-۱۵ بازار بھاؤ ۔ گیان جیوتی (صرف اتوار کو)
۸-۳۰ مدھوگندھ / سنسد سمیکشا

ہفتہ یکم مارچ

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
سائنس کی دنیا، سائنس نامہ

رات

۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر از ڈی آر کلکرنی
۸-۱۵ مراٹھی میں گفتگو
از کیشوراؤ ڈھونگے

اتوار ۲ مارچ

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
کھلتی کلیاں : بچوں کے لئے
پیش کش : معین العلوم ہائی اسکول
اورنگ آباد
۹-۳۰ مہاتما گاندھی : ہندی تقریر
ایل. ایس. ویدیہ

شام

۷-۱۵ آپ کی بیماریاں
ڈاکٹر جی. این. چیریکر

پیر ۳ مارچ

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
میرے تجربات
از ذوالفقار حسین
کلام شاعر : از سید عارف

شام

۵-۳۰ یووا وانی : خطوط کے جواب

منگل ۴ مارچ

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
یادرفتگاں : فیچر
انشاء اللہ خاں انشاء
تحریر : بشر نواز
پیش کش : انوار احمد

رات

۸-۱۵ آپ کی بیماریاں
از ڈاکٹر وینکٹیش کھابڑی
۹-۳۰ پراگ : مراٹھی میں ادبی پروگرام
کہانی : ایکناتھ ابوج
کلام : مدھوکرشنا
روی چندر

بدھ ۵ مارچ

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ

جمعرات ۶ مارچ

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : نئے چراغ
پیش کش : مولانا آزاد کالج
اورنگ آباد

رات

۸-۱۵ لوک جگار

جمعہ ۷ مارچ

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : سامعین کے خطوط کے جواب : آپ اور ہم
از نورالحسین

ہفتہ ۸ مارچ

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
کتابوں کی باتیں
از سید اختر

رات

۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر
از ایس. جی. جوشی

اتوار ۹ مارچ

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : بزم خواتین
۹-۳۰ ہندی پروگرام

شام

۷-۱۵ لوک جگار : تقریر از تارا موئے
۸-۱۵ مراٹھی تقریر
ولاس راؤ دیشمکھ

پیر ۱۰ مارچ

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
کھیلوں کی دنیا : باکسنگ
تقریر از سید قیصرالدین
تندرستی ہزار نعمت ہے [illegible]

شام

۵-۳۰ یووادانی : خطوط کے جواب

۸ر ۵۱۲ میٹر ۵۸۵ کلو ہرٹز

خصوصی ار[illegible] ام محفل

بدھ ۵ مارچ

رات

۹-۳۰ رنگ آفریں
مختصر کہانی از ثریا قاضی
ورق ورق : کتابوں پر تبصرہ
از ڈاکٹر فدا المرتضیٰ قدوسی
سازو نغمہ

[illegible] ۱۲ مارچ

رات

۹-۳۰ [illegible]

اندور (الف) : ۴۶۲٫۹ میٹر ۶۴۸ کلو ہرٹز
اندور (ب) : ۱۸۹٫۴ میٹر ۱۵۸۴ کلو ہرٹز

کے۔این۔ روالی

ہفتہ یکم مارچ

صبح
۷-۳۰ کادیہ دھارا : اسحاق اشک
۸-۲۱ چندر بالا چکرورتی
سگم سنگیت

دوپہر
۲-۰۰ عابد حسین منشی، سگم سنگیت
۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰
مدھولیکا بیس : لوک گیت

شام
۵-۰۵ جتیندر چوہان : کویتا
۷-۲۰ آلو کی کھدائی تتھا بھنڈارن
تقریر از ڈی۔ایس کٹارے

اتوار ۲ مارچ

دوپہر
۱۲-۰۰ 'پی ایل دیشا نڈے یانچادنود'
تقریر از شرد گمند صرد
۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰
سیتارام ورما : لوک گیت

شام
۷-۲۰ 'سمسیا اور سمجھاؤ' بات چیت
آر ڈی کاکڑے اور جوگندر سنگھ

پیر ۳ مارچ

صبح
۷-۲۰ عام آدمی اور قانون
'بال شرم ادھی نیم'، تقریر از
ڈی آر منڈلوئی
۸-۲۱ اور شام ۶-۳۰
سشیلا پنت، سگم سنگیت

دوپہر
۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰
مانگی لال سولنکی لوک گیت

شام
۷-۲۰ 'اپنے کھیت میں گیہوں بیج لینے
میں ساودھانی'، تقریر از

منگل ۴ مارچ

صبح
۸-۲۱ اور شام ۶-۳۰
راجندر کمار کا چرو : سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ سوستھ شریر، سوچھ من
تقریر از کملا شنڈن
۲-۳۰ صفدر جنگ رانا : لوک گیت

شام
۵-۰۵ سنتوش کمار پانڈے اور
پردیپ کمار پانڈے، کرشن کمار
پانڈے، دلیپ کمار پانڈے
سگم سنگیت
۶-۴۰ ادیوگ میں مانویہ سمبندھ اور
اس کے آدھار۔ مترتا پورن
دیوہار : تقریر از او پی بنسل

بدھ ۵ مارچ

صبح
۷-۲۰ 'نیتردان۔ کیوں اور کیسے؟'
تقریر از آر کے اگروال
۸-۲۰ اور شام ۶-۳۰
ریحانہ گیلے : سگم سنگیت

دوپہر
۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰
پرہلاد سنگھ ٹپانیا لوک گیت

شام
۷-۲۰ 'دانتوں کے روگ اور روک
تھام' : تقریر از یو کیکٹرا

جمعرات ۶ مارچ

صبح
۷-۲۰ 'ذلبہ درشن اور سوریہ'
تقریر از گیان شرما
۸-۲۱ اور شام ۶-۳۰
شوبھا چٹرجی : سگم سنگیت
۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰
ہری سنگھ بوریا : لوک گیت

شام
۵-۰۵ سماچار ڈائری
سندھیا تیواری
۷-۲۰ 'پشوؤں میں اپھارا اور ان سے
بچاؤ' : تقریر از ایس کے گوندل

جمعہ ۷ مارچ

صبح
۸-۲۱ اور شام ۶-۳۰
نیازی ناہر خاں و ساتھی
سگم سنگیت

شام
۵-۵۰ منا ڈے، سگم سنگیت
۷-۲۰ 'انیمی کی اپج۔ سمسیا اور سمادھان'
تقریر از کے بی نگم

ہفتہ ۸ مارچ

صبح
۷-۳۰ 'گر جوانی پھر ملی تو' : تقریر از
کیسری نندن مشر
۸-۲۱ شام ۶-۳۰ اور ۸-۱۵
پرکاش پارتیکر : سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ 'گرامین میلا میں اور لوگ سن'
تقریر از بی نگم
۲-۰۰ انوپ جلوٹا : سگم سنگیت
۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰
رام اوتار اکھنڈ و ساتھی
لوک گیت

شام
۵-۰۵ کہانی از ڈاکٹر چندر پوروال
۷-۲۰ 'کیلے سے ادھک پیداوار کیسے
لیں' : تقریر از آر کے مشرا

اتوار ۹ مارچ

دوپہر
۲-۰۰ کویتا : چندر کانت جوشی اور
گووندراؤ جھوکرکر
۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰
کانتا جوشی : لوک گیت

شام
۷-۲۰ 'گرامین وکاس میں پنچائتوں کا
یوگدان'، تقریر از
ایچ۔ سی دوبے

منگل ۱۱ مارچ

صبح
۷-۳۰ سب رنگ، شعری نشست

دوپہر
۱۲-۳۰ بزم خواتین

رات
۸-۱۵ آپلا اندگیہ
از ڈاکٹر ستیش راؤ

بدھ ۱۲ مارچ

صبح
۷-۳۰ سب رنگ، گھریلو موضوعی خاکہ
باتوں باتوں میں
تحریر : بلند اقبال

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح
۷-۳۰ سب رنگ : نئے چراغ
نوجوانوں کے لئے
کہانی : محمد تقی
کلام : سلیم محی الدین

شام
۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر از
پرتبھا

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح
۷-۳۰ سب رنگ
سامعین کے خطوط پر مبنی پروگرام
آپ اور ہم : از نور الحسین

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح
۷-۳۰ سب رنگ
تاریخ کے اوراق سے
از ڈاکٹر راناڈے

پیر ۱۰ مارچ

صبح

۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰ سدھا لکمری: سگم سنگیت

دوپہر

۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰ ہری رام چوہان: لوک گیت

شام

۵—۵۰ آشا بھونسلے: سگم سنگیت

۶—۴۰ 'شرم سنگٹھن اور ان کا ڈائیتو' شرکوں کے لئے سواستھ شکشا' تقریر از مہیش چتر ویدی

منگل ۱۱ مارچ

صبح

۷—۳۰ 'پیداوار نیوجن کے استفائی طریقے' تقریر از وینا مہتا

۸—۲۱ اور شام ۶—۳۰ اوما گرگ: سگم سنگیت

شام

۶—۴۰ شرم سنگٹھنوں کی نظر میں شرک بھاگیداری' تقریر از رام بھاؤ جوشی

۷—۲۰ 'محکمہ کے پرکھو کیٹ اور ان کی روک تھام' تقریر از آر۔ آر۔ دیش پانڈے

بدھ ۱۲ مارچ

صبح

۷—۳۰ 'دلچسپی سے دستر اور لوک تک' تقریر از اے ایس۔ شیخ

۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰ راجیشوری ویاس سگم سنگیت

دوپہر

۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰ گھوشی لال پاٹیدار و ساتھی لوک گیت

شام

۵—۵۰ رونا لیلیٰ: سگم سنگیت

۶—۳۰ 'یہ ہمارے مانیتا پتی سنتان الشوری دین' تقریر از پرتھا پنڈت

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح

۷—۳۰ ہماری لوک سنسکرتی۔ لوک چتر انکن' تقریر از آرسی بھاوسار

۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰ بدرالدین خاں جے پوری سگم سنگیت

دوپہر

۲—۲۰ اور شام ۶—۳۰ دھنالال پٹیل لوک گیت

شام

۷—۲۰ 'ساموہک دواہ تھا پنچایتیں' تقریر از بی ڈی بیراگی

۸—۰۰ کہانی از چندر سنگھ الو بیلا کویتا: پون کمار مشر

۹—۱۶ کویتا پاٹھ: حسنات قریشی اور گرویر سنگھ بھنور

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح

۸—۲۰ اور شام ۶—۲۰ امجد حسین: سگم سنگیت

شام

۵—۵۰ پنکج ادھاس: سگم سنگیت

۶—۴۰ 'اب یہ دیش میں ہی بنتے ہیں۔ اپ گریہہ' تقریر از آر ایس سرواستو

۷—۲۰ پشوپالک امبارام مکاتی سے بھینٹ

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح

۷—۳۰ کہانی از پرشوتم ستیہ پریمی

۸—۲۱ اور رات ۸—۱۵ وسندھرا کومکلی: سگم سنگیت

دوپہر

۲—۰۰ اور شام ۶—۲۰ تاجو گودریج: سگم سنگیت

۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰ گنگن بائی پنوار و ساتھی لوک گیت

شام

۶—۴۰ ادیولک سماچار و نود کھیبنری

جموں (الف): ۳۰۳٫۰ میٹر ۹۹۰ کلو ہرٹز
جموں (ب): ۲۷۵٫۴ میٹر ۱۰۸۹ کلو ہرٹز

ہفتہ یکم مارچ

صبح

۷—۴۵ پرکاش شرما، کلپنا کیسر ڈوگری سنگت

اتوار ۲ مارچ

صبح

۷—۴۵ انیل کمار، نرملا ارون ڈوگری سنگیت

رات

۹—۳۰ پنجابی پروگرام

پیر ۳ مارچ

صبح

۷—۴۵ دیویندر سنگھ، سدرشن کمار کیرتی ڈوگری سنگیت

منگل ۴ مارچ

صبح

۷—۴۵ نوین کمار، انیتا شرما ڈوگری سنگیت

۹—۰۵ یہ بستیاں یہ لوگ

بدھ ۵ مارچ

صبح

۷—۴۵ سریندر پال وردی جتندر کور: ڈوگری سنگیت

۹—۰۵ سائنس میگزین

جمعرات ۶ مارچ

صبح

۷—۴۵ لتا منگیشکر، مہندر کپور ڈوگری سنگیت

جمعہ ۷ مارچ

صبح

۷—۴۵ شام ساجن، انوپم شرما ڈوگری سنگیت

ہفتہ ۸ مارچ

صبح

۷—۴۵ محمد حسین، اسا سنگھ مستانہ اور سریندر کور: ڈوگری سنگیت

اتوار ۹ مارچ

صبح

۷—۴۵ تلک راج منگوترا، ساتھی لشٹ ڈوگری سنگیت

پیر ۱۰ مارچ

صبح

۷—۴۵ کرشن لال، پرمین جیت اور شیل بالا جی: ڈوگری سنگیت

منگل ۱۱ مارچ

صبح

۷—۴۵ رمیش بھاٹیہ، پشپا دیوی ڈوگری سنگیت

۹—۰۵ یہ بستیاں یہ لوگ

بدھ ۱۲ مارچ

صبح

۷—۴۵ جیون شرما، سیلا انیل سہگل ڈوگری سنگیت

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح

۷—۴۵ بھوپندر، نیلم ساہنی ڈوگری سنگیت

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح

۷—۴۵ لکشمی کانت جوشی، شبیر دیو ڈوگری سنگیت

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح

۷—۴۵ نریندر چنچل، بسنتی جاولہ ڈوگری سنگیت

میڈیم ویو:
سرینگر (الف): ۲۶۸٫۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵٫۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
سرینگر (د) ۱۹۹٫۶ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز
شارٹ ویو: سرینگر (ب) ۴۹٫۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱٫۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵
ہندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) شام ۷-۴۰
کشمیری: صبح ۹-۲۵، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۷-۰۵ صبح گاہی اور اس کے بعد روشنی اور گاشہ اچھر (روزآنہ)
۷-۳ بجائی بند ستر
کسانوں کے لئے: سوائے جمعہ ہر روز
گاندھی کتھا۔ (جمعہ)
۸-۲ گھرانوں کے لئے (ہر اتوار)
رنگ ا۔ (ریڈیو ڈائجسٹ (ہر پیر)
بیٹھک (عمر رسید لوگوں کے لئے پروگرام (پہلی منگل)
سائنس میگزین (دوسری اور چوتھی منگل)
ثقافت: کلچرل میگزین (تیسری منگل)
کشمیری میں بات چیت۔ (بدھ)
سب رنگ۔ (جمعرات)
گھر بار خاطر (جمعہ)
زعفران زار (پہلا اور تیسرا ہفتہ)
ذات الصرات
(دوسرا اور چوتھا ہفتہ)

۸-۳۵ ہیلتھ فورم۔ (بدھ)
کاشر ناول۔ (ہر ہفتہ)
۹-۰۰ سرساگر (پہلا، تیسرا اور پانچواں اتوار)
نیا ادب (ہندی)
(دوسرا اور چوتھا اتوار)
اردو میں بات چیت (پیر)
نو ادب (کشمیری)
(منگل اور جمعرات)
نیا ادب (اردو) (بدھ)
ہندی میں بات چیت (جمعہ)
انگریزی میں بات چیت (ہر ہفتہ)
۹-۳۰ زون ڈب (روزآنہ سوائے ہفتہ)
ریڈیو نیوز ریل (ہفتہ)
۹-۴۵ تو ہنز فرمائش
(اتوار، منگل، جمعرات اور ہفتہ)
پھلیہ ون (پیر، بدھ، جمعہ)

۱۰-۱۵ ہونہار۔ (بچوں کے لئے اردو میں پروگرام۔ (ہر اتوار)
۱۱-۰۰ نو بہ نو۔ (ولوداوانی سے انتخاب (پہلا اور تیسرا اتوار)
کہکشاں: یووا وانی سے انتخاب (دوسرا اتوار)
فلم میگزین۔ (چوتھا اتوار)

دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: غیر نصابی تعلیمی پروگرام (روزآنہ سوائے منگل اور جمعہ)
۱-۰۵ مغربی موسیقی۔ (اتوار)
۲-۳۰ ٹیچرس فورم (اتوار)
۱-۳۰ اور ۱۰-۳
فوجی بھائیوں کے لئے پروگرام (روزآنہ)
۴-۰۰ ہی مال۔ کشمیری میں خواتین کے لئے پروگرام (اتوار) مغربی موسیقی (روزآنہ سوائے اتوار)
۴-۳۰ پنجابی پروگرام (اتوار، منگل اور جمعہ)
کیاری۔ (جموں کشمیر اور لداخ کی موسیقی) (پیر)
پوشہ مال۔ (دیہی خواتین کے لئے۔ (ہر بدھ)
پہاڑی پروگرام۔ (جمعرات)
پھولوانی ٹوری: کشمیری میں بچوں کے لئے پروگرام (ہفتہ)
۵-۰۰ گوجری پروگرام (جموں سے ریلے)
۵-۲۵ گوجری پروگرام (سرینگر سے برائے جموں ریلے)

شام
۶-۱۰ رنگ تصوف۔ (ہر پیر)
نونہال۔ (ننھے منے بچوں کے لئے پروگرام (منگل)
خوشحال گھر، ہوم سائنس پروگرام۔ (ہر بدھ)
کھیلوں پر تبصرہ (جمعرات)
چمن تمن: اردو میں ننھوں منوں کے لئے پروگرام (ہر جمعہ)
ساتھ لکھ ہاتھ
موسیقی کا پروگرام (پہلا، تیسرا اور پانچواں ہفتہ)

(دوسرا اور چوتھا ہفتہ)
۶-۴۰ مہینے کا نغمہ۔ (ہر اتوار)
ضلع نامہ۔ (ہر پیر)
۶-۴۵ دیہاتی پروگرام (روزآنہ)
۸-۰۰ وادی کی آواز۔ (روزآنہ)
۷-۵۵ روزگار سماچار۔ (روزآنہ)

رات
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل۔ (اتوار)
کشمیری: اردو میں کھیل (پیر)
دور دعا۔ (ہندی ادبی پروگرام) پہلا منگل
سنگرمال کشمیری ادبی پروگرام، دوسرا اور چوتھا منگل
ہم قلم۔ اردو ادبی پروگرام تیسرا منگل
تصویر۔ (سماجی، کلچرل اور ترقیاتی سرگرمیاں) پہلا بدھ
سام۔ (بیس نکاتی اقتصادی پروگرام۔ (دوسرا بدھ)
رائے ترائے۔ (گفتگو) چوتھا بدھ
علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام (پہلی جمعرات)
فیچروں کا نیشنل پروگرام (دوسری جمعرات)
میانی زندگی میون کار۔ (گفتگو)
(تیسری جمعرات)
ڈراموں کا نیشنل پروگرام (چوتھی جمعرات)
محفل: اردو میں گفتگو کا پروگرام (پانچویں جمعرات)
کوینز پروگرام۔ (جمعہ)
گفتگو، مباحثہ (پہلا ہفتہ)
بزم سامعین۔ (دوسرا ہفتہ)
بزم شعر۔ (مشاعرہ کشمیری) تیسرا ہفتہ
میں اور میری دھرتی چوتھا ہفتہ
مشاعرہ (اردو) پانچواں ہفتہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش (اتوار)
خط کے لئے شکریہ اور آپ کی فرمائش (بدھ)
میانی پسند۔ (پہلا منگل)
گاش ِسکہ۔ (تیسرا منگل)
داستان۔ (جمعہ)

ہفتہ یکم مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
آرتی تکو : غزل

۷-۴۵ کاشر عز ناول
تحریر : پران کشور

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ ایم. ایل. بشنگلو : ستار

شام

۶-۴۰ آرتی تکو : ایک غزل

۸-۳۰ آرتی تکو : کشمیری موسیقی

اتوار ۲ مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
آرکے کاچرو : غزل

دوپہر

۲-۱۰ استاد عبدالوحید خاں : گاتن

شام

۸-۳۰ آرکے کاچرو
کشمیری موسیقی

پیر ۳ مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
آشا کول : غزل

۹-۰۰ اردو میں بات چیت

دوپہر

۱-۰۵ نرملا سپرو اور اسد اللہ غزلیں

۲-۱۰ امیر حسین خاں : طبلہ وادن

رات

۸-۳۰ آشا کول : کشمیری موسیقی

۹-۳۰ کشمیری میں کھیل
تحریر : ڈاکٹر آر. ایل. شانت

منگل ۴ مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
کیلاش مہرہ : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ علاؤ الدین خاں سرود وادن

رات

۸-۳۰ کیلاش مہرہ : کشمیری موسیقی

بدھ ۵ مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
غلام حسن صوفی : غزل

۹-۰۰ نیا ادب . انشائیہ
تحریر : ڈاکٹر محمد زماں آزردہ

دوپہر

۲-۱۰ بسم اللہ خاں : شہنائی وادن

رات

۸-۳۰ غلام حسن صوفی
کشمیری موسیقی

جمعرات ۶ مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
نرملا دیوی : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ ڈی. وی. پلسکر : گاتن

رات

۸-۳۰ نرملا دیوی : کشمیری موسیقی

جمعہ ۷ مارچ

صبح

۷-۵۵ راج بیگم : غزل

دوپہر

۱-۰۵ یونس ملک اور محمد یعقوب
غزلیں

۲-۱۰ حلیم جعفر خاں : ستار وادن

رات

۸-۳۰ راج بیگم : کشمیری موسیقی

ہفتہ ۸ مارچ

صبح

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ امرت حسین خاں : ستار وادن

رات

۸-۳۰ نسیم اختر : کشمیری موسیقی

اتوار ۹ مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
وی کے ملا : غزل

دوپہر

۲-۱۰ نرملا دیوی اور لکشمی نرائن
گاتن

شام

۴-۰۰ ہی مال : خواتین کے لئے
کشمیری پروگرام

۸-۳۰ وی. کے. ملاّ
کشمیری موسیقی

پیر ۱۰ مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
شمیمہ دیو : غزل

۹-۰۰ اردو میں بات چیت
از ڈاکٹر سلیم قدوائی

دوپہر

۱-۰۵ عبدالرحمان ریشی اور ریتا در
غزلیں

۲-۱۰ پی. این. چھٹو : ستار وادن

رات

۸-۳۰ شمیمہ دیو : کشمیری موسیقی

۹-۳۰ "ایک یدھ اور" : اردو کھیل
تحریر : وجے سوری

منگل ۱۱ مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
ریتا کول : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
مشتاق احمد اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ پرکاش وڈیرا : بانسری وادن

رات

۸-۳۰ ریتا کول : کشمیری موسیقی

بدھ ۱۲ مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
علی محمد : غزل

۹-۰۰ نیا ادب (اردو) تازہ نظم
آل احمد سرور

دوپہر

۱-۰۵ عبدالرحمان خاں اور
اوشا عنتڈو : غزلیں

۲-۱۰ غلام احمد خاں : ستار

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
ششی چوپڑا : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد یعقوب شیخ اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ پنڈت جسراج : گاتن

رات

۸-۳۰ ششی چوپڑا : کشمیری موسیقی

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح

۷-۵۵ کے. کے. جالا : غزل

دوپہر

۱-۰۵ کے. کے. جالا اور وی. پی. در
غزلیں

۲-۱۰ کمار گندھرو : گاتن

رات

۸-۳۰ کے. کے. جالا : کشمیری موسیقی

ہفتہ ۱۵ مارچ

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
غلام قادر روانی : غزل

۱۱-۳۰ غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ ہری پرساد چورسیہ : بانسری وادن

۲-۳۰ غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۳۰ نسیم اختر : کشمیری موسیقی



▲ نبی جان خاں — آپ کا کلارنٹ وادن گذشتہ دنوں نشر ہوا ۔



▲ ذاکر خاں — آپ نے سارنگی وادن پیش کیا ۔



▲ نثار حسین طبلہ وادن پیش کرتے ہوئے ۔



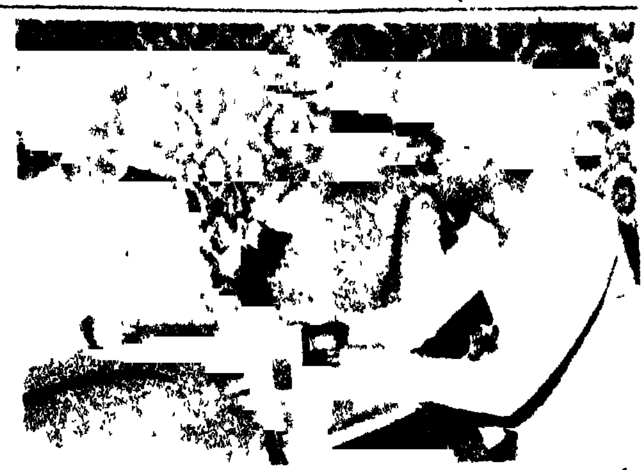
▲ جشن جمہوریہ کے سلسلے میں آکاشوانی رامپور کی جانب سے قومی گیتوں پر مبنی خصوصی پروگرام 'دیش وندنا' کی صدا بندی میں مصروف آکاشوانی رامپور کے کچھ فنکار ۔

Regd No D-(C)39
R N No 14253/57

PRICE RUPEE 1.00

AWAZ
1st MARCH 1986

Licensed (U 23) to post without prepayment at PSO New Delhi



▲ 'جرائم کی روک تھام اور عوام' کے موضوع پر آکاشوانی گلبرگہ کے اردو پروگرام 'نقش حیات' میں نشر گفتگو کے شرکا (دائیں سے) فہیم پیرزادہ، چودھری موتی رام اور بشیر عارف ۔



▲ مشہور پہلوان 'پدم شری گرو ہنومان (بائیں) کے ساتھ فن کشتی پر بات چیت کرتے ہوئے قمر احمد ۔ یہ پروگرام آکاشوانی اندور سے نشر ہوا ۔





▲ مولانا حکیم محمد زماں حسینی — جن کی ایک تقریر آکاشوانی کلکتہ سے نشر ہوئی ۔

▲ شہزاد خاں وارثی عرف چاند پسلی وساتھی آکاشوانی گورکھپور کی جانب سے منعقد ایک پروگرام میں بھوجپوری لوک گیت پیش کرتے ہوتے ۔



◄ 'کیا انتر جاتیہ وواہ جہیز روک سکتے ہیں' کے موضوع پر آکاشوانی بمبئی سے نشر مباحثے کے شرکا: تارا چند ملکسانے کیتن کاریا اور سنگیتا کاریا ۔

Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group [illegible]
Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press [illegible]

آواز

۱۶ سے ۳۱ مارچ ۱۹۸۶ء
۲۵ پھاگن سے ۱۰ چیت ۱۹۰۸ شاکا
اشاعت کا ۵۱ واں سال
قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام معلوماتی مضامین دلچسپ افسانے و منظومات



اس بار غزلیں رامپور سے

مشکور نقوی امروہوی

نہ زنجیروں سے وابستہ نہ زندانوں سے وابستہ
ہماری وحشتِ دل ہے بیابانوں سے وابستہ

ہمارے پاس کشکول توکل ہے یہ کیا کم ہے
نہ ہوں گے ہم کبھی دنیا کے احسانوں سے وابستہ

خرد والوں کی منزل مصلحت کی ظلمتوں تک ہے
جنوں کی جلوہ سامانی ہے دیوانوں سے وابستہ

ہمیشہ سے رہا ہے اور ہمیشہ تک ہی رہنا ہے
وقارِ دشت و صحرا چاک دامانوں سے وابستہ

جنھیں مشکورؔ ہوتی ہے میسر فقر کی دولت
نہیں ہوتے کبھی وہ لوگ ایوانوں سے وابستہ

خیال رامپوری

غنچۂ لب یوں کھلا حیران و ششدر ہو گئے
ہم اسے بت کہتے کہتے آپ پتھر ہو گئے

ہر نفس سے کچھ نئی مہکیں گلے ملتی رہیں
جب تک اس محفل سے ہم اٹھے معطر ہو گئے

مے کدے میں رات جب تک رہا دورِ شراب
سیکڑوں احسان اُن آنکھوں کے ہم پر ہو گئے

اب کوئی مرغوب شے ذرّے سے سورج تک نہیں
آپ ایسے سامنے آئے نظر بھر ہو گئے

اللہ اللہ یہ زبانِ دل کی پہلی گفتگو
اس کو جتنے پھول بھیجے میں نے زیور ہو گئے

غالباً راتوں نے حملہ کر دیا خورشید پر
اک قیامت رُخ پہ وہ گیسو بکھر کر ہو گئے

کٹ گیا کچھ وقت رو کر اور کچھ ہنس کر خیالؔ
آج کا غم اور خوشی دونوں برابر ہو گئے

مونس بریلوی

میں سنگ ہوں کوئی آزر بدن عطا کر دے
اور اس کے بعد خدا پیرہن عطا کر دے

یہ زہر ہوش خرد اب پیا نہیں جاتا
مرے خدا مجھے دیوانہ پن عطا کر دے

نہ جانے کب سے سوالی ہے شام تنہائی
بس ایک بار ہی انجمن عطا کر دے

یہ ایک شاخ چمن تو چُرا بھی سکتا ہوں
عطا تو یہ ہے کہ سارا چمن عطا کر دے

نہیں نصیب میں شبنم کا ایک قطرہ بھی
ترا کرم ہے کہ گنگ و جمن عطا کر دے

ہر اک در کا سوالی بنا دیا ہے اگر ؟
غریبِ شہر کو ضبطِ سخن عطا کر دے

صلیبِ فکر کی زینت بنا رہا مونسؔ
کبھی دعا نہیں مانگی کہ فن عطا کر دے

ساجد امروہوی

غم سے خوش کوئی دکھائی نہیں دیتا یارو
پھر بھی غم داغ جدائی نہیں دیتا یارو

شمع احساس بھی ہے تو اندھیرا ہے بہت
ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا یارو

بے سہاروں کی حمایت پہ جو اڑ جاتا تھا
آج وہ شخص دکھائی نہیں دیتا یارو

آج کے دور میں غیروں کا گلہ کیا کیجے
ساتھ اب بھائی بھائی کا نہیں دیتا یارو

تم ہو گرتی دیوار کے سائے کی طرح
پھر بھی میں تم کو بُرائی نہیں دیتا یارو

دل کی گہرائی سے محسوس کیا جاتا ہے
رشتۂ درد دکھائی نہیں دیتا یارو

اظہر نعمانی

کام تجھ سے بھی نہ اے گردشِ دوراں نکلا
مقصدِ زیست بنامِ غمِ جاناں نکلا

صرف پھولوں کے تبسم پہ نہیں ہے موقوف
جس کو ہنستا ہوا دیکھا وہ پریشاں نکلا

قابلِ دید تھا ہر اہلِ خرد کا دامن
میں تری بزم سے جب چاک گریباں نکلا

لوگ ناداں تو نہیں ہیں کہ نہ سمجھیں یہ ادا
وہ مرے پاس سے نکلا تو گریزاں نکلا

شکوۂ غم پہ ترے ان کا تبسم توبہ
ایک ارماں تو ترا اے دلِ ناداں نکلا

میری رنگینیٔ وحشت کا بھلا ہو اظہرؔ
میں چمن جس کو سمجھتا تھا بیاباں نکلا

اقبال ادیب کاشی پوری

مجھ کو یہی رہا ہے ارمان زندگی بھر
دل میں رہوں تمہارے مہمان زندگی بھر

آساں نہیں ہمیشہ بے لوث ساتھ دینا
غم کا رہا ہے مجھ پر احسان زندگی بھر

حیرت ہے دے رہا ہے ایماں کی دہائی
بیچا ہے جس بشر نے ایمان زندگی بھر

وہ مرحلہ بھی آخر دشوار ہو گیا ہے
جو مرحلہ لگا ہے آسان زندگی بھر

رکھے ہیں آنسوؤں کی صورت بچا بچا کر
اقبالؔ ہم نے اپنے ارمان زندگی بھر

حضرت علی کی شجاعت اور قناعت پسندی

ناصر زیدی

حضرت علیؓ کی ذات گرامی گو کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ لیکن لادینی کے دور میں نئی نسل کو جہاں مذہب کے افیون ہونے کا تخیل ذہن نشین کرایا جا رہا ہے۔ وہاں بانیان مذہب کی عظمت و جلالت کے واقعات سے بھی انہیں بے بہرہ بنایا جا رہا ہے۔ بلکہ ان کا تقابل "دنیاوی ناموروں" سے کر کے تنقیص و تحقیر کے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ پہلے علیؓ کا ایک اجمالی تعارف پیش کر دیا جائے اس کے بعد ان کی شجاعت و قناعت پسندی پر روشنی ڈالی جائے گی۔

عرب کی سرزمین پر قبیلہ قریش تیسری صدی عیسوی میں ابھرا۔ دوسرے قبائل کے مقابلے میں قریش نے ہمیشہ اپنے حسب نسب پر فخر کیا اور وہ عرب کے تمام قبیلوں سے زیادہ شریف اور اعلیٰ سمجھے گئے ——— قریش کی آٹھویں پشت میں ہاشم ہوئے جنہیں مکہ کی حکومت کے اہم امور سپرد کیے گئے۔ ۵۱۰ء میں ہاشم کا انتقال ہو گیا اور ان کی سرداری ان کے بیٹے عبدالمطلب کی طرف منتقل ہو گئی۔

عبدالمطلب کے تیرہ بیٹے اور کئی بیٹیاں تھیں۔ جن میں سب سے بڑے ابوطالب اور سب سے چھوٹے عبداللہ ایک ہی ماں کے بطن سے تھے۔ عبداللہ کے صرف ایک فرزند ہمارے پیغمبر سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اور ابوطالب کے فرزند امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام تھے۔ اس طرح خاتم النبیین، سید المرسلین اور مولائے کائنات امیرالمومنین دونوں حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔

امیرالمومنین کی والدہ فاطمہ عبدالمطلب کے حقیقی بھائی اسد کی بیٹی اور آنحضرتؐ کی رشتہ میں پھوپھی تھیں۔ اس طرح آنحضرتؐ کا حضرت علیؓ سے دوہرا نسبی رشتہ ہے اور روحانی رشتہ یہ تھا کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں "انا و علی من نور واحد" میں اور علی دونوں ایک ہی نور سے ہیں۔ یہ ایسا رشتہ ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ اس سے علیؓ کی فضیلت سمجھی جا سکتی ہے کہ آنحضرتؐ کا نور دو حصوں میں منقسم ہوا۔ اس کا ایک حصہ محمدؐ آنحضرتؐ اور دوسرا حصہ علیؓ ہیں۔

یہ نور [illegible] ہے جو آدمؑ، نوحؑ اور ابراہیمؑ و اسمعیلؑ کو سہارا دیتا ہوا ایک نسل سے دوسری نسل تک سب سے بلند مرتبہ زمین اور حرم الٰہی کے متولی [illegible] عبدالمطلب تک پہنچا۔ [illegible] حضرت آمنہ بنت وہب کی آغوش میں جلوہ گر ہوا تو دوسرا فاطمہ بنت اسد کے یہاں [illegible] ہوا۔

عرب کی [illegible] کے گھر سے برکت حاصل کرنے کے لیے خانہ کعبہ کی پشت [illegible]

مرسلِ اعظم ہمہ تن شوق بن کر خانۂ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے ادھر جمالِ محمدی کعبہ کے قریب پہنچا، ادھر پھر دیوارِ کعبہ مسکرا اٹھی اور مولودِ حرم کے باہر آنے کے لیے شق ہو گئی۔ فاطمہ بنت اسد اسداللہ کو گود میں لیے ہوئے خانۂ کعبہ سے باہر تشریف لائیں۔ سامنے رسالتمآبؐ موجود تھے۔ علیؑ کو اپنی آغوش میں لے لیا بچے نے ابھی تک آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔ جب نور سے نور ملا تو آنکھیں کھول دیں اور اس دنیا میں سب سے پہلے ختمی مرتبت کے رخِ انور پر نگاہیں پڑیں۔ رسول اللہؐ نے فرطِ محبت میں اپنی زبانِ مبارک علیؑ کے منہ میں ڈال دی اور کلیجے سے لگا لیا پھر فرمایا "یا علی انت منی وانا منک من احبک فقد احبنی ومن ابغضک فقد ابغضنی" اے علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ جس نے تم کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے تم سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

ایسی جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہستی کے صفات کا کیا کہنا۔ ان کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے لیے درسِ عمل ہے، ان کا ہر عمل خداوند قدوس کی مرضی کا مظہر ہے، ان کا ہر ارادہ تابع فرمانِ مرسلِ اعظم ہے اور ان کا ہر فعل عبادتِ الٰہی ہے۔

علی بن ابی طالب کی تربیت میں رسالتمآبؐ سبھوں پر مقدم تھے اور ساری زندگی آنحضرتؐ نے علیؑ کو اپنے قریب رکھا، جس کی بنا پر دونوں کے مزاج میں ایسی ہم آہنگی اور یکسانیت تھی کہ دونوں ایک دوسرے کے ارادے اور اقدام سے بغیر کسی افہام و تفہیم کے آگاہ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اس واقعہ سے تمام صاحبانِ بصیرت واقف ہیں کہ جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کا حکم ملا تو آپؐ فوراً آمادہ ہو گئے۔ آپؐ کے پاس مکہ والوں کی بہت سی امانتیں تھیں۔ وحیِ الٰہی کے بعد رکنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ اس لیے مکہ سے روانگی کے وقت تمام امانتیں علیؑ کو حوالے کر دیں اور فرمایا کہ جن لوگوں کی امانتیں ہیں انھیں دیدینا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علیؑ آنحضرتؐ کے شریکِ کار اور واقفِ اسرار تھے۔ آنحضرتؐ کو اس بات کی ضرورت نہیں پڑی کہ یہ بھی وضاحت فرماتے کہ کونسی امانت کس کی ہے؟ اور علیؑ نے انھیں لوگوں کو وہ امانتیں پہنچا دیں جن کی تھیں۔

ذاتِ حیدر کو کوئی کیا جانے
یا نبیؐ جانے یا خدا جانے

علیؑ انسانِ کامل کا ایک مظہر تھے۔ وہ تمام انسانی فضائل و خصوصیات کے حامل تھے۔ علم و حکمت، رحم و کرم، فداکاری و انکساری، تواضع و فروتنی، ادب و مہربانی، لطف و حلم، غربا پروری و دستگیری، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، شجاعت و قناعت پسندی، تمام صفاتِ حمیدہ علیؑ کی ذات میں موجود تھیں اور ان کی عملی زندگی بے مثل تھی۔ جس کی تصدیق کے لیے آنحضرتؐ کی یہ حدیث پیش کر دینا کافی ہے کہ "علی مع الحق والحق مع علی" علی حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ۔ یہ دونوں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس لیے علیؑ کا ہر عمل منشائے حق اور مشیتِ ایزدی کے مطابق تھا۔

ایسا عظیم المرتبت اور صاحب القدرت انسان دنیا کو تہ و بالا کر سکتا ہے۔ لیکن اس اقتدار کے باوجود اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا جو رضائے الٰہی اور مرضیِ معبود کے منافی ہو۔ اور شجاعت کا مقصد بھی "وَضْعُ الشَّیْءِ فِی مَحَلِّہٖ" ہے۔

شجاعت کا تعلق جذبات سے ہے۔ انسان اگر اپنے جذبات کا برمحل استعمال نہیں کرتا ہے تو وہ بزدل ہے۔ اسی طرح سے اگر وہ جذبات کو بے محل استعمال کرتا ہے تو اسکا یہ عمل غصہ کہلائے گا۔ البتہ جذبات کے برمحل استعمال کا نام شجاعت ہے۔ مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام اسی آخری صفت سے متصف تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک جنگ میں علی بن ابی طالب نے اپنے مدِ مقابل دشمن کو پچھاڑا اور سینہ کے قریب آگئے۔ اس نے آپ کی طرف تھوک پھینکا، علیؑ فوراً سینہ سے اتر آئے۔ لوگوں نے دریافت کیا، یا علی! قابو میں آئے ہوئے دشمن کو آپ نے اس طرح چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا جب تک مقابلہ کی بات تھی تو جو کچھ میں نے کیا، خدا کی خوشنودی کے لیے کیا، لیکن جب اس نے تھوک پھینکا تو میرے جذبات مشتعل ہوئے، میں فوراً ہٹ آیا تاکہ اس امر میں میرا نفس مجھ پر غالب نہ آجائے۔

ایسی شجاعت مرغن غذاؤں سے نہیں پیدا ہوتی ہے بلکہ اس کے پس پردہ ایمان اور روح کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ علی بن ابی طالب فرماتے ہیں اگر میں دو بوسیدہ لباس اور "جو" کی روٹیوں پر قناعت کرتا ہوں تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں اس بات کی قدرت نہیں رکھتا ہوں یا مجبور ہوں، بلکہ میرے پاس ایسے ذرائع موجود ہیں کہ میں خالص شہد، چھنے ہوئے گیہوں کا آٹا اور ریشمی کپڑے بھی حاصل کر سکتا ہوں۔ میری یہ کفایت شعاری اور معیارِ زندگی کو گھٹانا، مال و دولت نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ بات انسانیت، انصاف اور شجاعت کے خلاف ہے کہ خواہشاتِ نفس مجھ پر غالب آجائیں۔

گویا شجاعت میں ہی قناعت پسندی کا راز مضمر ہے۔ یہ صفت جتنی بلند و بالا ہوتی جائے گی اتنا ہی توکل اور قناعت کا وصف بھی بڑھتا جائے گا۔

علیؑ کی قناعت پسندی کا تذکرہ ہماری اور آپ کی تسکین کے لیے ہے۔ ورنہ منجملہ دیگر صفات کے علیؑ اس وصف کے بھی مظہر ہیں۔ آپ کی فیض رسانی سے دوسروں نے قناعت کی زندگی بسر کرنے کا سلیقہ سیکھا ہے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ بصرہ کے گورنر عثمان بن حنیف کو ایک ایسے جشن میں مدعو کیا گیا جس میں امراء، رؤساء اور شرفاء کو بلایا گیا مگر غرباء و فقراء کو محروم رکھا گیا۔ دعوت میں ضیافت کا پر تکلف انتظام تھا، گورنر نے اس میں شرکت کی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو اطلاع ملی تو فوراً عتاب نامہ ارسال فرمایا کہ اس قسم کی محفلوں میں گورنر کو نہیں شریک ہونا چاہئے۔ اس کے بعد مولائے کائنات فرماتے ہیں۔ ہر شخص کو اپنے امام اور رہبر کی پیروی کرنا چاہئے۔ ہر پیرو کے لیے ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اور اس کے علم سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد امیر المومنین نے فرمایا "میں جو کہ تمہارا امام ہوں، مال دنیا سے دو بوسیدہ لباس اور دو جَو کی روٹیوں پر قناعت کرتا ہوں۔ اگر تم اس طرح نہیں کر سکتے ہو تو کم از کم تقویٰ اور پرہیزگاری کا خیال رکھو۔"

اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جذبۂ قناعت پسندی اس وقت تک نہیں ابھر سکتا ہے جب تک انسان میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا نہ ہو۔ خدا کے نزدیک وہی بندہ سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور تقویٰ شعار ہے۔ اس منزل تک پہنچنا اسی وقت ممکن ہے جب ہماری نماز، ہمارے تمام اعمال، ہماری زندگی اور ہماری موت سب کچھ اللہ کے لیے ہو۔ علیؑ کی زندگی ایسی ہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مرسلِ اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص آدمؑ کو ان کے علم میں، نوحؑ کو ان کے تقویٰ میں، ابراہیمؑ کو ان کی حلت میں، موسیٰؑ کو ان کی ہیبت میں اور عیسیٰؑ کو ان کی عبادت میں دیکھنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ علی بن ابی طالب کی طرف نظر کرے۔"

(پٹنہ سے نشر)

روشن بستوی

حق تعالیٰ کے کرم سے رحمتِ عالم ملے
بن گئی تقدیرِ انساں محسنِ اعظم ملے

کوچۂ محبوب کی نسبت کا ہے یہ مرتبہ
گوہرِ نایاب بن جائے اگر شبنم ملے

گلشنِ ہستی میں آئی امن و [illegible] بہار
التجائے ابنِ مریم نازشِ آدم ملے

رحمتِ حق عاصیوں پر ہو گئی سایہ فگن
مصطفیٰ جب حشر میں رب سے بچشمِ نم ملے

کاش آجائے اجل اس وقت یا رب جس گھڑی
دل میں ہو یادِ نبیؐ سر ان کے در پر خم ملے

عاصیوں کو اپنی قسمت پر نہ کیوں کر ناز ہو
شافعِ روزِ جزا و رحمتِ عالم ملے

مژدۂ امن و سکوں ہے اس کو روزِ حشر تک
جس بشر کو الفتِ محبوبِ رب کا غم ملے

ان کے قدمِ ناز پر کر دے جو صدقے جان و دل
پھر تو روشن اس کو جینے کا مزہ پیہم ملے

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

رشید احمد صدیقی

غلام رضوی گردش

طنز ومزاح کی چوٹی پر ایک جھنڈا اور گاڑ دیا۔

دیکھنے والوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا ۔پطرس کی بغل میں رشید احمد صدیقی کھڑے تھے۔

جان ہتھیلی پر رکھ کر آگے بڑھے ، ہر قدم سنبھال کر رکھا فتح کامرانی نصیب ہوئی ۔ پھر دیکھنے والوں نے نیچے دیکھ ... جم غفیر تھا ۔شکست خوردہ ، منہ بسورے ... ہوئے ... چوٹی کو سر کرنے کی تمنا میں دوڑتے ہوئے آگے بڑھے ... کر ہانپ جانے والوں میں عظیم بیگ چغتائی اور شوکت تھانوی ... پیش تھے۔

پھر پطرس اور رشید صدیقی چوٹی سے نیچے آ ...

پطرس نے کوہ پیمائی کا سامان ہمیشہ کے لیے ایک طرف رکھ دیا لیکن رشید احمد آخری دم تک بار بار چوٹی پر چڑھا اور اترتے رہے یہ حوصلہ ، یہ ہمت ، یہ امنگ اس لیے تھی ... 'جینے کا سلیقہ' جانتے تھے۔ فرماتے ہیں :

" زندگی کو جس شخص پر اعتماد ہو جاتا ہے وہ اس شخص سے کبھی دغل فصل نہیں کرتی۔ اگر شخص زندگی کا احترام کرے اور اسے ایک قیمتی امانت اور آزمائش سمجھے تو وہ ایسا سلیقہ وضع کرے گا جو زندگی اور خود اس کے شایان شان ہوگا ...... وہ ساری کائنات جو ہم دریافت کر چکے ہیں یا جو ہماری دریافت سے باہر ہے ۔معلوم نہیں کس کے سلیقہ کے ترجمان ہیں۔ ممکن ہے یہ سب صرف ایک عظیم الشان اور ناقابل بیان سلیقہ ہی ہو جس کو ہم نے طرح طرح کے نام دے رکھے ہیں۔"

۲۴ دسمبر ۱۸۹۲ء کو جونپور ضلع کے قصبہ مڑیاہو میں پیدا ہوئے۔ غالب کی طرح پیشہ آبا سپہ گری تھا۔ والد عبد القدیر صاحب سب انسپکٹر پولیس تھے اور جونپور کے علاوہ بیا اور غازی پور میں تعینات رہے۔ رسم زمانہ کے مطابق رشید صاحب کی ابتدائی تعلیم مکتب میں ہوئی۔ ۱۹۱۴ء میں انٹرنس پاس کیا اور جونپور کی دیوانی عدالت میں کلرک ہوگئے۔ دیوانی کی گشتی عدالتوں میں کلرکی کرکے زندگی سے بہت کچھ سیکھا۔

حالات کے سامنے گھٹنے ٹیکنے نہیں جانتے تھے۔ زندگی ... کچھ کر گزرنے کی حسرت تھی۔ ۱۹۱۵ء میں ایم ۔ اے ۔ او کالج علی گڑھ میں داخلہ لے لیا اور کچی بارک (سید محمود کورٹ سر سید ہال) میں رہنے لگے۔ اس دوران والد کا انتقال ہوا۔ ... کی پیدائشی شکایت تھی۔ صحت ڈانواڈول رہنے لگی۔

علی گڑھ کالج میں ڈاکٹر ذاکر حسین ، اقبال سہیل اور شفیق الرحمٰن قدوائی حلقۂ احباب میں شامل ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں بی ۔ اے اور ۱۹۲۱ء میں ایم اے کیا۔ امتیازی شان رکھنے کی وجہ سے یونیورسٹی کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ 'ڈیوٹی سوسائٹی' کے سرگرم رکن ، طلبا کی یونین کے معتمد اعزازی ، ۱۹۱۸ ـ ۱۹ء سائنس سکریٹری اور علی گڑھ میگزین کے ایڈیٹر (۱۹۲۰ء تا ۱۹۲۲ء) رہے۔ ۲ جون ۲۱ء کو بطور اردو لکچرار عارضی طور پر تقرر ہوا۔ ۱۹۲۶ء میں ملازمت مستقل ہوگئی۔ ۳۵ء میں ریڈر اور ۱۹۵۲ء میں پروفیسر ہوئے۔ یکم مئی ۱۹۵۸ء کو ملازمت سے سبکدوش ہوگئے۔

رشید صاحب کے لیے علی گڑھ سب کچھ تھا۔ فرماتے ہیں :

" میرا خیال ایسا ہے کہ میری پسند و ناپسند ، رہن سہن ، گفتار و کردار اور فکر و نظر جیسے حیثیت مجموعی شخصیت کہہ سکتے ہیں ، سب کچھ علی گڑھ میں ڈھلیں ، اس میں شک نہیں کہ اپنی حیرت کی کیمیا تشکیل کے لیے بہت کچھ خام ... اپنے گھر اور اسکول سے لایا تھا لیکن اس کو ... ، رنگ و آہنگ ، لمس و لذت اور صورت و معنی علی گڑھ نے دیئے۔"

ابتدا میں رشید احمد صدیقی کچی بارک "پتر گل منزل" کے عنوان سے مضامین لکھے جو علی گڑھ ماہنامہ میں ستمبر ۱۹۱۷ء اکتوبر ۱۹۱۹ء تک قسط وار شائع ہوئے۔ رفتہ رفتہ اس عہد کے بیشتر معیاری رسالوں میں ان کے مضامین کے مجموعے "مضامین رشید" "خنداں" "طنزیات رشید" اور "گنج ہائے گراں مایہ" شائع ہوئے۔

رشید صاحب ایک دردمند انسان تھے ملازمت کے دوران انھوں نے ان گنت نادار اور غریب طلبا کی قدم قدم پر حوصلہ افزائی کی ۔ان کی دردمندی کی کہانی پروفیسر محمود الٰہی کی زبانی سنیئے

" میں اس حقیقت کا اعتراف کھل کر کرنا چاہتا ہوں کہ اگر پروفیسر رشید احمد صدیقی میری دستگیری نہ کرتے تو مجھے نہ تو زبان و ادب کی خدمت کا موقع ملتا اور نہ یہ مادی سہولتیں ہی نصیب ہوتیں میرے وسائل افسوسناک حد تک کم تھے اور میرے عزائم لامحدود ۔میں نے کسی رسمی تعارف کے بغیر ان کے سامنے اپنے مسائل رکھے۔ انھوں نے مجھے فوراً علی گڑھ بلالیا اور فیلوشپ دیدی۔ ان کے اس کرم نے میری دنیا بدل دی۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں اس معنی لفظ آدمیت کا شکریہ ادا کر سکوں۔"

زندگی کرنے کا اپنا ڈھب تھا ، اپنا انداز تھا چوڑی دار پاجامہ اور قمیص پہن کر ٹینس کھیلتے ۔طلبا کلاس میں تاخیر سے آتے اور حاضری کے لیے پریشان رہتے تو مسکرا کر پوچھتے " قضائے عمری چاہتے ہو!" بہت سی باتوں سے الرجی تھی۔ مثلاً فرماتے ہیں ؛

" ہم سفروں کی ہر بدتمیزی کسی نہ کسی مصلحت سے میں برداشت کر لیتا ہوں خواہ انھیں غسل خانہ استعمال کرنے کی بھی تمیز نہ ہو لیکن جو بات میں کبھی برداشت نہیں کر سکتا وہ یہ کہ کوئی شخص میری کتاب یا اخبار مانگ بیٹھے ..... فرض کیجیے آپ نے اپنے جوتے کسی پھیکے ہوئے کاغذ میں لپیٹ لیے ہوں اور جب فرض کرنا ہی ٹھہرا تو تھوڑی دیر کے لیے اتنا اور فرض کر لیجیے کہ آپ خود تا اسی کاغذ پر دہی بڑے بھی رکھ کر چاٹ رہے ہوں اور فارغ ہونے کے بعد اسی کاغذ کو آپ پڑھنا شروع کر دیں تو کوئی نہ کوئی ضرور ایسا مل جائے گا جو اس کاغذ کو غلط انگریزی بول کر آپ سے مانگ لے جائے گا اور آپ اسے صحیح اردو میں گالی دیدیں تب بھی وہ اپنی حرکت سے باز نہ آئے گا۔"

کل افشانی گفتار دیکھیے :

" میرے پاس مفت کی کتابیں اور رسالے کثرت سے آتے ہیں۔ ایڈیٹروں کے خطوط بھی جن میں فرمائش کی جاتی ہے کہ میں اسے رشحات

قلم سے چمنستان شعر و ادب کو سرسبز و شاداب کر دوں۔ خط کا مضمون اور لب و لہجہ ایسا ہوتا ہے جیسے بس یوں سمجھ لیجیے آنا تاج الملوک کا اور عاشق ہو جانا بکاولی پر۔ جس شخص کے بارے میں کنوران قوم کا یہ حسن ظن ہو اسے یہ پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ اس کے پاس تیر بہ ہدف ادویات اور یتیم خانے کے اشتہارات اور اور اپیلیں کیوں آتی رہتی ہے۔"

ستم ظریفی ایک خاتون ان کی کتاب مانگ لیں۔ صاحب طرح طرح کے وسوسوں میں گرفتار ہو گئے :—

"جب معمولی کتاب واپس نہ آئے گی اور نہ ان خاتون سے پھر کبھی ملاقات ہوگی اور اگر کبھی ہوئی تو وہ کتاب کے کھوئے جانے کا اظہار اسی طرح کریں گی جس طرح نور جہاں نے کبوتر کے ہاتھ سے نکل جانے کا اظہار کیا تھا۔ اتنا فرق ضرور رہ جائے گا کہ جہانگیر نور جہاں پر لٹو ہو گیا تھا۔ آپ صرف رو پڑیں گے یا کسی جلوس میں نعرہ لگانے لگیں گے۔"

ملازمت سے سبکدوشی کے بعد باغبانی خاص مشغلہ تھا۔ اپنے پسندیدہ گلاب آسٹریلیا اور انگلینڈ سے منگاتے۔ ہر سال پھولوں کی نمائش میں حصہ لیتے اور اول انعام پاتے۔ ایک دن شام کے وقت اپنے باغ میں بیٹھے کھرپی کر رہے تھے۔ عہد گزشتہ کے ایک عزیز طالب علم مسلم عباسی صاحب خدمت میں حاضر ہوئے اور گوشہ نشینی کی وجہ دریافت کی۔ گویا ہوئے :

"بھئی کل دو لڑکیوں کو سوئمنگ پول کے پاس باتیں کرتے دیکھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لڑکیاں نہیں لڑکے تھے۔ میں نے سوچا یہ زمانہ میرے باہر نکلنے کا نہیں رہا۔"

رشید صاحب کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں بھی بلا کی کاٹ ہوتی ہے :

"ہنس ہنس کے اور ہنسا ہنسا کے مار ڈالنا بہرحال فساد کرا کے مار ڈالنے سے بہتر اور بڑا کارنامہ ہے۔"

"آجکل اردو پر تنقید کا دورہ پڑا ہے۔ جہاں جایئے جس سے ملیے یا تو نقاد ہوگا یا نیتا۔ ایک ادب کا لاگو دوسرا آبرو کا۔"

"نوبت یہاں تک آئی کہ شاعر اور ادیب نہیں ملتے تو یہ نقاد آپس میں مزاج المومنین شروع کر دیتے ہیں۔"

لیجیے اردو کے نقادوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے :

"بعض نقاد ایسے بھی دیکھے گئے ہیں، جیسے گرہ باز کبوتر ہوتے ہیں بیٹھے بیٹھے یک بیک چھتری سے اڑے، فضا میں ایک آدھ چکر کاٹے، دو چار گرہیں لگائیں اور پھر چھتری پر لوٹ آئے۔ اور یاد خدا میں مصروف ہو گئے ! کچھ ایسے ہی ہیں

جن کو دیکھ کر ہندوستان کی افسانوی بازیگری یاد آ جاتی ہے۔ یعنی رسی فضا میں پھینکی وہ کھڑی ہو گئی۔ اس پر چڑھ کر نظروں سے غائب۔ تھوڑی دیر بعد پھر آ موجود ہوئے !"

رشید صاحب اردو نثر کے بنیادی اسلوب پر اظہار خیال کر رہے ہیں۔ لیکن بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی :—

"ایک باکمال باورچی نوکری کی تلاش میں کسی رئیس کے ہاں جا پہنچا جو کھانے کے بڑے شوقین بتائے جاتے تھے، رئیس نے دریافت کیا کہ کون کون سے کھانے پکا سکتے ہو۔ باورچی نے جواب دیا سرکار بس یہی قورمہ چپاتی پکا لیتا ہوں۔ رئیس نے کسی قدر تحقیر سے لیکن بظاہر خوش طبعی کے لہجے میں کہا بس یہی ! باورچی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا، حضور کھانا تو یہی ہے باقی رئیسوں کی حرمزدگی ہے۔ نثر کے بنیادی اسٹائل کا بھی کچھ اسی طرح کا حال ہے !"

اب لیجیے اردو رسم الخط کے بارے میں گل افشانی گفتار جاری ہے :—

"داعیان مذاکرہ کی نظر انتخاب کا معترف ہوں کہ انھوں نے اردو رسم الخط کے ترک یا قبول کی وکالت کے لیے مجھ جیسے خط شکست یا خط غبار کو منتخب فرمایا۔ ع آفریں باد بریں ہمت کردانہ تو۔ بہت دن ہوئے غالباً کسی مغربی دانشمند نے کہا تھا کہ گھوڑے پر سوار کوئی دریا پار کر رہے ہو تو منجدھار میں کبھی راہوار نہ بدلنا۔ اس مشورہ کے مطابق جس سیاسی دھارے میں آج ہم آپ کو اردو سماج، اردو زبان و ادب اور رسم الخط رواں دواں یا کشاں کشاں چلے جا رہے ہیں اس میں راہوار بدلنے کا سوال ہی نہیں بلکہ اس پر خوب جم کر بیٹھنا چاہیے یہاں تک کہ سفینہ کنارے پر آ لگے !"

رشید صاحب نے ۸۴ سال کی عمر میں ۱۵ جنوری ۱۹۷۷ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ یونیورسٹی قبرستان میں تجہیز و تکفین ہوئی۔ ان کے جملوں میں کوڑے کی لپک بھی ہے اور عزم و ہمت کا پیغام بھی :—

"آزمائش کا سامنا ہو تو سچے اور پکے لوگ خطرے کا مقابلہ کرتے ہیں منافع نہیں کماتے یہ تو سیاست کے دسترخوان پر ہوتا ہے جہاں حرام و حلال نہیں دیکھتے۔ شکم سیر ہونے، رہنے یا کچھ لے بھاگنے کی فکر کرتے ہیں۔ ادب، تہذیب اور اقدار کی حفاظت اور حمایت کا معرکہ ہو تو رخ کربلا کی طرف رکھتے ہیں، کوفے کی جانب نہیں۔"

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرہ آفاق تصنیفات زندہ ڈراموں، ناولوں اور افسانوں کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں

مادام دفارج

مادام دفارج کا کردار ڈکنس کے مشہور ناول A Tale Of Two Cities کا یادگار کردار ہے۔ یہ ناول انقلاب فرانس کے دور کی کہانی بیان کرتا ہے اور مادام دفارج اس کہانی کی مرکزی شخصیت ہے۔ وہ لوٹ مار، جبر و تشدد، استحصال اور ظلم کے شکار اس طبقے کی نمائندہ ہے جو چپ چاپ ستم سہنے پر ایک مدت تک مجبور تو رہتا ہے مگر اس کے دل میں نفرت اور انتقام کی آگ بھڑکتی رہتی ہے اور ایک دن جب یہ آتش فشاں پھوٹتا ہے تو پھر کسی کو معاف نہیں کرتا۔ انتقام کی ایسی بھرپور نمائندگی مادام دفارج سے بہتر شاید ہی کسی ناول میں ہوئی ہو۔

مادام دفارج کی کہانی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب وہ بخار میں مبتلا ہے اس کے ہاتھ ریشمی رومالوں سے بندھے ہوئے ہیں جن کے ایک کونے میں امیر وماں کے مارکوئی کا نشان کڑھا ہوا ہے۔ سرسامی حالت میں وہ اپنا سر دھن رہی ہے اور ہاتھ پاؤں پٹک رہی ہے اس کی زبان پر صرف یہی الفاظ ہیں — "ہائے میرا شوہر، ہائے میرا بھائی، ہائے میرے باپ، پھر وہ ایک، دو، تین سے لے کر بارہ تک گنتی گننے لگتی ہے اور پھر خاموش ہو جاتی ہے۔ اس گھر کے اصطبل میں ایک خوبصورت کسان لڑکا بھی زخمی پڑا ہوا ہے جو مادام کا چھوٹا بھائی ہے اسے تلوار کا کاری زخم لگا ہے اور مرتے مرتے وہ یہ داستان بیان کرتا ہے کہ ایک فرانسیسی امیر زادے نے اس کی بڑی بہن کے شوہر سے سخت محنت لے کر اس کی جان لے لی اور بہن کو لے کر بھاگ گیا۔ اس لڑکے نے چھوٹی بہن کو کسی محفوظ مقام پر لے جا کر چھپا دیا اور زخمی کرنے والے امیر زادے سے انتقام لینے کے لیے پیرس آیا ان میں سے ایک امیر زادے نے اسے زخمی کر دیا بھائی کے مرنے کے تھوڑی دیر بعد بڑی بہن نے بھی دم توڑ دیا۔

مرنے والی کی چھوٹی بہن مادام دفارج تھی جس نے اپنی بہن، بھائی اور باپ کا بدلہ لینے کی قسم کھائی تھی جو ایک

محمد حسن

شراب خانے کے کاؤنٹر کے پیچھے خاموشی سے بیٹھی سوئٹر بنتی رہتی تھی۔ مگر ہر نام اور ہر واقعہ اس کے ذہن پر نقش ہوتا جاتا ہے۔ وہ کبھی کچھ بھی فراموش نہیں کرتی کبھی کسی کو معاف نہیں کرتی اور پورا حساب [illegible] ہے پورے کرب اور اذیت کے [illegible]۔ پوری نفرت اور بے دردی کے ساتھ۔

اور آخر انتقام کا دن آتا ہے۔ انقلاب فرانس میں صرف بادشاہوں کے تاج و تخت ہی درہم برہم نہیں ہوتے بلکہ امیرزادوں کی جان و مال بھی خطرے میں آجاتے ہیں ان میں مایوز خاندان کے امیرزادے کا ایک لڑکا بھی ہے جو اپنے خاندان کے استحصال سے نفرت کر کے انگلستان چلا جاتا ہے اور وہاں اپنی محنت سے روزی کمانے لگتا ہے۔ انقلاب فرانس کے بعد وہ کسی ضرورت سے پیرس واپس آتا ہے اور یہاں مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔ ایک مقدمے سے بری ہو جانے پر مادام دفارج اور اس کے دوست اسے دوسرے مقدمے میں پھنسا دیتے ہیں جس میں اسے سزائے موت ہوتی ہے۔

مادام دفارج کے انتقام کی آگ اس پر بھی ٹھنڈی نہیں ہوتی وہ اس امیرزادے کے پورے خاندان کو تباہ کرنا چاہتی ہے وہ اس کی بیوی لیوسی کو بھی مقدمے میں پھنسا کر انتقام لینا چاہتی ہے اور پستول اور دھار دار خنجر سے لیس ہو کر اس کے گھر پہنچتی ہے۔ وہ ہر قیمت پر امیرزادے کی بیوی اور بچے کو قتل کر دینا چاہتی ہے۔ انقلاب فرانس کی سولیوں پر چڑھانا چاہتی ہے کہ ظلم و استحصال کا انتقام مکمل ہو جائے اور آخر کار لیوسی کا سراغ لگانے کی کوشش میں لیوسی کی وفادار ملازمہ سے پکڑ دھکڑ میں خود اپنے ہی پستول کے چل جانے سے زخمی ہوتی ہے اور دم توڑ دیتی ہے۔

دنیا کے افسانوی ادب میں انتقام کی ایسی بھرپور تصویریں نایاب ہیں۔ مادام دفارج بےشک بے رحم ہے یقیناً بے درد اور سفاک ہے لیکن اس بے دردی اور سفاکی کے پیچھے وہ بے دردی اور سفاکی ہے جو خود اس نے اور اس کے خاندان نے شاید صدیوں سے سہی ہے وہ ایک ہزار بے انصافیوں کا بدلہ چند بے انصافیوں سے لینا چاہتی ہے اپنے خاندان کی تباہی کا انتقام اور وہاں کے امیرزادے کے خاندان کو نیست و نابود کر کے لینا چاہتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کی شخصیت دوہری شخصیت ہے ایک طرف مظلومیت کی پہنائیاں ہیں تو دوسری طرف ظلم کی شعلہ باریاں۔

مادام کے کردار کی خوبی ہے اس کی ظاہری سکون اور متانت اس کی فولادی خاموشی کے پیچھے نفرت اور انتقام کے جہنم بھڑک رہے ہیں مگر اس کے ہونٹ چند بے مزہ جملوں کے سوا غیظ و غضب کے الفاظ سے آشنا نہیں اس کی نفرت اور انتقام کے شکار ایک لمحے کے لیے بھی اس کی یاد سے محو نہیں ہوتے۔ دفارج کا کہنا ہے۔

"میری بیوی بنتے وقت ہر نام دہراتی رہتی ہے۔ ہر نام اس کے ذہن کے تانے بانے میں بنا ہوا ہے۔ ہر نام اور ہر واقعہ اس کے دل پر نقش ہے۔"

اور اس کے باوجود نہ اس کی آنکھیں شعلہ بار ہوتی ہیں نہ اس کی باتوں میں تیزابیت ہے بلکہ ایسے موقعوں پر بھی جب اس کا شوہر ہمت ہار بیٹھتا ہے اور انتظار کرتے کرتے تھک جاتا ہے، مادام کا حوصلہ جواب نہیں دیتا وہ بڑی سنجیدگی اور اعتماد سے صرف کہتی ہے۔

"نہیں۔ وہ دن ضرور آئے گا۔ ہمیں صرف صبر سے انتظار کرنا ہے وہ دن آئے گا ضرور!"

اور وہ دن آیا۔ مادام دفارج نے انتقام لینے کی کوشش بھی کی لیکن اس قسم کے استحصال کے انتقام افراد یا خاندان سے نہیں پورے سماجی نظام سے لیے جاتے ہیں مادام دفارج کو اس کی خبر نہ تھی۔ اس کی شخصیت انسان کے اندر مظلومیت کے انتقام کی تصویر بن گئی۔ اس کی برائی اور سفاکی دراصل وہ زہر ہے جو اسے زندگی بھر پلایا گیا تھا اور آخرکار وہ اسے وہی زہر پلانے والوں کے چہرے پر نہ سہی زہر پلانے والوں کے خاندان والوں کے چہرے پر الٹ دیا۔

مادام دفارج کی شخصیت کے تین محور ہیں ایک نفرت ان سب سے جو اس کے نزدیک اس کے اور اس جیسے دوسرے انسانوں کے دکھ درد کے ذمہ دار ہیں۔ یہ نفرت اتنی شدید ہے کہ وہ صرف ظالموں ہی سے بدلہ نہیں لیتی۔ حتیٰ کہ ان لوگوں سے بھی بدلہ لیتی ہے جنھوں نے ظالموں کے خاندان میں جنم ضرور لیا تھا مگر ظلم کے پورے نظام کو رد کر دیا اور وراثت اور وراثتی استحصال کے بجائے اپنے خون پسینے کی کمائی پر قناعت کی۔ دوسرا محور ہے محبت — وہ ان تمام لوگوں سے محبت کرتی ہے جنھیں وہ مظلوموں کی فہرست میں شامل کرتی ہے اور ان کے لیے وہ ساری سختیاں برداشت کرنے کو تیار ہے۔ اسی صف میں موسیو دفارج بھی آتے ہیں اور ڈاکٹر مانٹ بھی جن کو انقلاب فرانس سے پہلے قید و بند کی مصیبتیں جھیلنی پڑی تھیں۔ تیسرا محور ہے بےتعلقی — اور وہ ان سب لوگوں سے جو ظالم اور مظلوم کی صف میں شامل نہیں ہیں۔ آخر میں ڈاکٹر مانٹ سے بھی وہ اسی طرح بےتعلق ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر سے اسے ہمدردی تھی تو صرف انقلاب فرانس سے پہلے ان پر گزرے مصائب کی بنا پر ہے مگر ڈاکٹر مانٹ سے وہ وفادار نہیں ہے۔ انہی ڈاکٹر مانٹ کی لڑکی لیوسی جب امیرزادے ایورماں سے شادی کر لیتی ہے تو مادام دفارج ڈاکٹر مانٹ سے بے نیاز ہو جاتی ہے اور امیرزادے کو پھانسی دلواتی ہے اور لیوسی اور لیوسی کے معصوم بچے تک کی جان لینے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اسے مانٹ کے دکھ درد سے کوئی ہمدردی نہیں۔

مادام دفارج افسانوی کرداروں میں بھی یادگار شخصیت ہے اور انسانی تجربے کی بھی ایک نئی جہت ہے۔ ظلم و استبداد کے شکار ہونے والوں کے دلوں میں پلنے والے ذلت، بے بسی اور مجبوری کے احساس کے زیر سایہ پروان چڑھنے والی نفرت اور انتقام کی علامت اور بے زبانیوں کے پیچھے پلنے والا بے درد جذبہ جو خاموش آتش فشانوں کی طرح پروان چڑھتا رہتا ہے اور جب یہ آتش فشاں پھٹتا ہے تو افراد اور خاندانوں ہی کو نہیں پورے نظام کو بہا لے جاتا ہے۔ اس اعتبار سے مادام کا کردار عالمی ادب کے کسی بھی طالب علم کے ذہن پر نقش ہو کر رہ جاتا ہے۔ ایک ایسا کردار جو بہت بے درد اور سفاک ہے مگر صرف اس لیے کہ اس نے زندگی بھر سفاکی اور بے دردی جھیلی ہے اور اس مظلومیت نے اسے ظالم بنا دیا ہے۔ واقعی انسان کتنا عجیب ہے اور اس کا سمجھنا کتنا دشوار!!

(اردو سروس سے نشر)

معین احسن جذبی

ہجوم شوق میں کب جان و تن کی یاد آئی
اٹھے چمن سے تو دشت و دمن کی یاد آئی

مقام دار و رسن سے گزر گیا جب عشق
تو کچھ ہوس کو بھی دار و رسن کی یاد آئی

چلی جو ساز سحر چھیڑتی نسیم سحر
کلی کو گل کی، گلوں کو چمن کی یاد آئی

ابھی پڑی تھی خم و پیچ زندگی پہ نظر
کہ ان کی زلف شکن در شکن کی یاد آئی

چمن کا گوشۂ راحت، قفس کا کنج عذاب
کہاں کہاں نہ تری انجمن کی یاد آئی

(اردو سروس سے)

ریڈیو پر میرا پہلا پروگرام

م۔م راجندر

ریڈیو پر بولنے کا شوق یوں تو آجکل بھی ہوگا، مگر جب ریڈیو تقریباً چالیس سال پہلے شروع ہوا تو ریڈیو پر بولنے کو کامیابی کی معراج سمجھا جاتا تھا۔ ٹیلی ویژن ابھی زمانے کے پردے پر نہیں تھا۔ فلموں تک رسائی بھی ممکن نہیں تھی اور نہ فلم والوں کو ادیبوں اور شاعروں کی ضرورت تھی۔ اب ادیبوں اور شاعروں کو شمار بھی انگلیوں پر کیا جا سکتا تھا جن کا کلام اور تحریریں بلند پایہ ادبی رسائل تک پہنچتی تھیں۔ مگر ادبی رسائل سے بلند تر سطح پر تھا آل انڈیا ریڈیو اور ہر ادیب اور شاعر کی دلی خواہش ہوتی کہ کسی طرح ریڈیو تک رسائی ہو جائے۔ اپنے پہلے پروگرام سے پہلے میں جب کبھی ریڈیو اسٹیشن کی بلڈنگ کے سامنے سے گزرتا تو دل ہی دل میں سوچتا کہ جانے یہ کون لوگ ہیں اور حیرت سے ان چند لوگوں کو دیکھتا جو ریڈیو اسٹیشن کے چوکیدار کو اپنا نام بتا کر اور شکل دکھا کر پھاٹک کے اندر چلے جاتے اور بار بار ان کو تکتا رہتا۔

ریڈیو پر بات کرنے کا چانس کیسے ملا، میں ادیبوں اور شاعروں کو پروگرام کے لیے کیسے چنا جاتا تھا انہیں سمجھنے کی کوشش کرتا اور سوچتا ہوں کہ اتفاق ہی تھا۔ پروگرام اسسٹنٹ اردو کے جلسوں میں ادیب اور شاعر ڈھونڈتے تھے۔ جیسے ریڈیو سے میری پہلی تقریر براڈکاسٹ ہوئی تو اعجاز بٹالوی اور ضیا جالندھری دلی ریڈیو پر تھے۔ یوں تو میں اردو کے ادبی رسائل میں ۱۹۴۴ء سے لکھ رہا تھا مگر صاحب ۴۴ء میں لکھنا شروع کر کے ۴۵ء میں ریڈیو پر بولنے کی آرزو کرنا ایک خام خیالی تھی مگر چونکہ میں دلی میں مقیم تھا میری اس طرف نگاہ رہی۔ اس معاملے میں قسمت نے یاوری کی۔ ان دنوں اجمیری گیٹ پر اینگلو عربک کالج میں حلقۂ ارباب ذوق کی ہر اتوار کو محفل ہوتی تھی اور میں بھی ان محفلوں میں شریک ہوتا تھا۔ تابش صدیقی اس کے سکریٹری ہوتے تھے۔ وہ میٹنگ شروع ہونے سے پہلے موجود ادیبوں اور شاعروں میں سے کسی کا نام بطور صدر کے تجویز کر دیتے تھے اور اس کی تائید کوئی نہ کوئی کر دیتا تھا۔ سوئے اتفاق ایک موقع پر ہم صرف چار پانچ ادیب ہی اکٹھے ہوئے اور وہ بھی زیادہ تر گمنام۔ تابش نے میرا نام بطور صدر کے تجویز کر دیا اور میں نے کرسی صدارت سنبھال لی۔ اب جو ادیب اور شاعر آنا شروع ہوئے تو خاصا اجتماع ہو گیا۔ بلی کے بھاگوں چھینکا یوں ٹوٹا کہ بمبئی کے کچھ مشہور ادیب اور شعراء جو اتفاق سے دلی آئے ہوئے تھے۔ اعجاز بٹالوی اور ضیا جالندھری کے ساتھ آ پہنچے۔

عام طور پر نئے آنے والے غور سے صدر کو دیکھتے ہیں۔ اور نہ پہچاننے کی صورت میں ایک دوسرے سے پوچھ لیتے ہیں کیونکہ صدر کو بولنے والے حضرات "صاحب صدر" کہہ کر مخاطب کرتے ہیں اور جب تک کوئی صاحب اس کا نام نہ لے دیں، اس کی شخصیت پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ بہرحال آنے والوں کو پتہ چل گیا کہ اس غیر معمولی طور پر بڑے جلسے کی صدارت م۔م۔ راجندر کر رہے ہیں۔ میری خوش نصیبی سے ایک مدد یہ ہوئی کہ میرا ایک مضمون دو تین دن پہلے "ہمایوں" میں چھپ گیا تھا۔ اور "ہمایوں" میں مضمون چھپنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ تیسری حکمت عملی ہم نے یہ کی کہ اعجاز بٹالوی اور ضیا جالندھری جب بولنے لگے میں نے بطور صدر کے ان کی رائے سے اتفاق کیا۔ محفل ختم ہوئی تو اعجاز بٹالوی میرے پاس آ گئے اور مجھے ایک طرف کو لے جا کر بولے۔

"آپ ریڈیو کے لیے بھی تو لکھیے۔ میں نے ایک نئی سیریز شروع کی ہے اور دو موضوعات یعنی انسان اور فن اور انسان اور ادب پر ابھی کسی کو ٹنک نہیں کیا۔ آپ انسان اور ادب پر لکھیے۔ میں کل کانٹریکٹ بھجوا دوں گا۔"

میری باچھیں کھل گئیں اگرچہ میں نے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں نے آسمان کو چھو لیا ہے۔ خوشی کے مارے رات بھر نیند نہیں آئی۔ اگلے دن کچھ گھبراہٹ سی بھی ہوئی کیونکہ ان دنوں لائیو براڈکاسٹ ہوتا تھا۔ یعنی نشر کے وقت خود بولنا پڑتا تھا۔ پھر پروگرام اسسٹنٹ معیار تحریر کے علاوہ ادائیگی اور صحت الفاظ اور تلفظ پر بڑا زور دیتا تھا اور آپ کو بار بار ٹوکتا اور روکتا تھا، دھیان رہے کہ ان معاملوں میں اس کو چیلنج کرنا نہ صرف آئندہ کے پروگرام بند کروانا تھا، بلکہ اس پروگرام کو بھی خطرے میں ڈالنا تھا۔ ویسے تلفظ کے معاملے میں پروگرام اسسٹنٹ آپ کے مقابلے میں بہتر پوزیشن میں ہوتا تھا کیونکہ وہ بڑے بڑے ادیبوں اور عالموں کو اسٹوڈیو میں بٹھا کر سنتا تھا اور اپنے مدتوں کے غلط تلفظ ٹھیک کر لیتا تھا۔ بہرحال کانٹریکٹ کوئی ایک ہفتے بعد پہنچا مگر تقریر ہم نے پہلے ہی لکھ لی تھی۔ بخدا کسی مضمون کے لکھنے میں اس سے زیادہ محنت کبھی نہیں کی تھی کیونکہ ریڈیو پر یہ میری پہلی تقریر تھی اور اس کی کامیابی پر آئندہ پروگراموں کا سلسلہ منحصر تھا۔ دوسرے اب تک کسی رسالے سے کوئی پیسہ اپنے افسانے یا مضمون کا نہیں ملا تھا اور یہ پہلی آمدنی ہونی تھی۔

جس روز ریہرسل تھی اس روز میں نے اپنے مسودے کو کوئی دس بار گھڑی سامنے رکھ کر پڑھا ہوگا۔ کبھی تقریر ایک منٹ پہلے ختم ہو جاتی اور کبھی ایک پیرا باقی رہ جاتا۔ حواس باختہ الگ ہو رہا تھا کیونکہ کسی بھی لمحے ریڈیو اسٹیشن سے کار آنے والی تھی۔ ایک بات جو کہنے کے قابل ہی تھی وہ یہ تھی کہ میرا خط اتنا باریک تھا کہ پندرہ منٹ کی تقریر کاپی کے چھوٹے کاغذ کے ایک ہی صفحے پر ختم ہو گئی تھی۔ بہرحال میں نے تقریر کو دوبارہ لکھا اور دو سطریں دوسرے ورق پر لانے میں کامیاب ہو گیا اور دونوں ورق پن سے نتھی کر دیئے۔

ریہرسل میں پسینے چھوٹ گئے حالانکہ اسٹوڈیو ایئرکنڈیشنڈ تھا۔ اعجاز بٹالوی نے مجھے اسٹوڈیو میں کرسی پر بٹھایا اور متعدد ہدایتیں دیں اور سرخ اور ہرے سگنل کا مطلب سمجھایا۔ گھڑی کی طرف توجہ دلائی۔ ہمارے ساتھ ایک مشکل یہ تھی کہ ہماری نظر بہت کمزور تھی مگر چشمے سے گریز تھا۔ لال سوئی کے پورے منٹ پر پہنچنے پر شروع اور ختم کرنا تھا۔ لیکن ہمیں لال سوئی کی ٹک ٹک تو سنائی دے رہی تھی مگر سوئی نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ بہرحال آنکھیں بھینچ کر دیکھا تو لال سوئی ہویدا ہو گئی۔ اگرچہ اسٹوڈیو میں گھسنے سے پہلے پانی پی لیا تھا مگر گلا بار بار خشک ہو رہا تھا۔ بشکر خدا کہ پانی کا گلاس میز پر پاس ہی رکھا تھا۔

ہم نے یہ تقریر کوئی سات بار پڑھی ہوگی اور اعجاز بٹالوی نے ہمیں چودہ بار ٹوکا ہوگا اور کوئی آدھ درجن دفعہ وہ اپنی شیشے کے پار والی نشست سے اٹھ کر اسٹوڈیو میں ایسے داخل ہوتے ہوں گے جیسے میں نے شاید کوئی ٹانگ توڑ دی ہو۔ ان کی شکایت کبھی تیز پڑھنے کی تھی اور کبھی آہستہ۔ کبھی میرے تیز سانس چلنے کی آواز انہیں سنائی دیتی اور کبھی کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ۔ انھوں نے دونوں اوراق کا پن نکال کر الگ رکھ دیا اور دونوں کاغذ ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیئے۔ مجھے بتا دیا کہ جب میں پہلے کاغذ کی آخری سطر پڑھنے لگوں تو نیچے کا کاغذ پرے سے اٹھائے بغیر ہاتھ سے دوسرے کاغذ کو اٹھا کر سامنے لے آؤں اور پہلے کاغذ کو پرے رکھ دوں۔ لیکن جب میں نے ایسا کیا تو ہاتھ مائک پر لگا اور اعجاز بٹالوی کو زور سے جھن جھن کی آواز سنائی دی اور وہ دوڑ کر اسٹوڈیو میں داخل ہوئے۔ ادھر میں نے دیکھ کر دوسرے کاغذ کو پکڑا تو جب تک آدھے منٹ کا وقفہ دونوں فقروں کے درمیان آ چکا تھا۔ خدا خدا کر کے ریہرسل ختم ہوئی اور ہم گھر واپس پہنچے۔

اگلے روز رات کو آٹھ بجے تقریر نشر ہونی تھی۔ ریڈیو اسٹیشن کی گاڑی سات بجے ہی آ گئی۔ تقریر کا مسودہ تو اعجاز بٹالوی نے ہی رکھ لیا تھا مگر میرے پاس ایک نقل تھی اور میں صبح سے دس پندرہ دفعہ ریہرسل کر چکا تھا۔ سوچتا تھا کہ اسٹوڈیو کی ریہرسل کے بعد حواس کچھ ٹھکانے آ جائیں گے۔ لیکن ایسا نہ ہوا تھا۔ کیونکہ اصل ڈرامہ تو اب شروع ہونا تھا۔ گھبرایا ہوا کار میں بیٹھا اور اپنی نقل کو نکال کر دل ہی دل میں راستے بھر پڑھتا

رہا ایک تسلی یہ تھی کہ اب اعجاز بٹالوی کا سامنا نہیں ہوگا۔ اور مجھے نروس ہونے کا خطرہ نہیں رہے گا۔ مگر ریڈیو اسٹیشن پہنچ کر میں ڈیوٹی روم میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اعجاز بٹالوی آ دھمکے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور میرا مسودہ پڑھ رہے ہیں۔ انھیں یہاں پا کر میں پھر نروس ہو گیا۔ اعجاز بٹالوی بولے

"آپ کی پہلی تقریر تھی میں نے سوچا خود آ جاؤں تاکہ آپ کی دل جمعی رہے گی۔ لیجیے ایک دفعہ اسکرپٹ پھر پڑھ لیجیے۔"

میں آٹھ بجنے میں پانچ منٹ پر اسٹوڈیو میں داخل ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ اعجاز بٹالوی بھی ساتھ اسٹوڈیو کا دروازہ بند کر کے کنٹرول روم میں واپس آ کر شیشے میں سے گھور رہے تھے۔ گھڑی کی ٹک ٹک گہرے سکوت میں [illegible] ہتھوڑے سے مار رہی تھی۔ پانی کا ایک لمبا گھونٹ پی کر گلاس کو میں نے اپنے ہاتھوں کی زد سے پرے سرکا دیا تھا۔ مبادا میرا ہاتھ لگ جائے اور گلاس میز پر یا فرش پر گر کر چکنا چور ہو جائے۔ پِن نکال کر دونوں ورقوں کو کھول دیئے اور یہ اطمینان کر لیا کہ دوسرا ورق الٹا تو نہیں ہے کیونکہ اس پر صرف دو سطریں تھیں۔ لمبے لمبے سانس بار بار لیے اور چھوڑ دیئے تاکہ اس کی نوبت پڑھنے کے دوران نہ آئے۔ آنکھوں کو بھینچ بھینچ کر گھڑی کی لال سوئی کو دیکھنے کی بھی متعدد بار ریہرسل کر لی کیونکہ کمبخت پورا منٹ اسی سے شروع اور ختم ہوتا تھا۔ اپنے ہاتھ کی گھڑی اگرچہ اسٹوڈیو کی گھڑی سے ملائی تھی مگر وہ ملانے کے بعد پانچ منٹ پیچھے ہو گئی تھی اور سکنڈ کی سوئی بھی اس [illegible] نہیں تھی۔ اعجاز بٹالوی صرف ایک منٹ پہلے اسٹوڈیو میں یہ کہنے کے لیے آئے کہ ہری روشنی پر پڑھنا شروع کر دیجیے بلکہ اناؤنسمنٹ سنئے اور جونہی آپ کا نام لیا جائے تو فوراً پڑھنا شروع کر دیجیے۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اعجاز بٹالوی کو یہ خیال آ گیا ورنہ میں تو واقعی جب تک ہری روشنی [illegible] تقریر شروع کرتا [illegible] اور اناؤنسر بیک وقت بولتے۔

میں سانس روکے بیٹھا تھا کہ آٹھ بجے اور ہری روشنی جلنے پر اناؤنسمنٹ شروع ہو گیا۔ میں نے یہ قسم کھا لی تھی کہ اعجاز بٹالوی کی طرف نہیں دیکھوں گا۔ اچانک گلے میں خشکی سی محسوس ہوئی اور میں نے فوراً آگے بڑھ کر گلاس اٹھایا اور پورا پی گیا۔ ادھر میرا نام بولا گیا اور میں نے تقریر شروع کر دی۔

میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں اس سے بہتر کبھی کسی میٹنگ میں بھی نہیں بولا تھا۔ بولتے ہی ساری گھبراہٹ کافور ہو گئی اور تقریر بڑی عمدگی اور دلجمعی سے پڑھی گئی۔ ہاں جب آخری پیرے پر تھا تو آنکھ بھینچ کر ایک دو دفعہ بولتے بولتے لال سوئی کی رفتار کو ضرور آنک لیا تھا۔ ہدایت کے مطابق سوا آٹھ بجنے میں تیس سیکنڈ پہلے میری تقریر ختم ہو گئی۔ اعجاز بٹالوی نے اسٹوڈیو میں آ کر میری عمدہ ادائیگی کی تعریف کی۔

اگرچہ ہم بڑی کامرانی اور شادمانی لیے گھر پہنچے اور کچھ ڈینگیں بھی ماریں مگر سچ تو یہ ہے کہ ریڈیو کا وہ پہلا پروگرام آج بھی بھلائے نہ بھولے کیونکہ ایسے حواس باختہ ہم کبھی نہیں ہوئے تھے۔

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

برا نہ مانو ہولی ہے

احمد جمال پاشا

آپ لاکھ کہتے "برا نہ مانو ہولی ہے!" مگر یہ ہمارا قاعدہ تھا کہ ادھر ہولی کی پچکاریاں چلنا شروع ہوئیں اور ہم گھنشیام ہی کے کمرے میں چھلانگ لگا کر اندر سے قلعہ بند ہو جاتے۔

اب آپ کہیں گے کہ یہ رنگوں کی بارش میں گھنشیام کا کمرہ کیوں چنا؟ تو گھنشیام ٹھہرے ہمارے پرانے لنگوٹیا کلاس فیلو اور پڑوسی بھی۔ ایسے کہ اگر کنکری ماریے تو ان کے گھر میں گرے۔ مگر کوئی ڈھیلا کیوں مارتا کوئی ان کے گھر میں بیری کا پیڑ تھوڑی تھا؟

بھائی گھنشیام جی کو ہم پیار سے کہتے "گھنشیام [illegible]" [illegible]

ہولی آئی تو ہم موقع پا کر گھنشیام کے کمرے میں گھس گئے۔ مگر کہہ تو دیا بڑی آسانی سے کہ گھس گئے۔ لیکن بڑی بڑی مشکلوں سے گھنشیام نے دروازہ کھولا۔ پہلے تو بولے نہیں۔ پھر نام پوچھا پھر زمین پر لیٹ کر دروازے کی چوکھٹ کے نیچے دیکھ کر بڑی مشکل سے پیر گنے تو فقط دو ٹانگیں نکلیں۔ کیونکہ اس زمانے میں بھی ہماری دو ہی ٹانگیں ہوا کرتی تھیں۔ آدمی مستقل مزاج ہیں اس لیے اب تک انھی پر قائم ہیں۔ پھر آواز پہچانی۔ اس کے بعد دیوار سے کان لگا کر سن گن لی۔ جب ہر طرح سے اطمینان ہو گیا کہ ہمارے علاوہ ہمارا بھوت تک یہاں موقعۂ واردات پر موجود نہیں ہے تو گھنشیام بابو نے گھونگٹ کے پٹ کی طرح دروازہ کھولا۔ اور دھیرے سے بولے جیسے کسی کو ناجائز اندر بلا رہے ہوں۔

"آ جاؤ اندر۔ کوئی نہیں ہے!" ہم چھلانگ لگا کر کمند سے پھیلتے ہوئے دشمن کی ٹینک کی طرح ان کے قلعہ میں گھس گئے۔ انھوں نے دروازہ اندر سے اچھی طرح بند کر لیا۔

دیکھا کہ گھنشیام بھائی ہیٹر پر کھچڑی پکا رہے ہیں۔ ہم نے حیرت سے پوچھا۔

"ہولی کی خوشی کے موقع پر اس ہیٹر پر کی کھچڑی کے کیا معنی؟"

آہستہ سے بولے "کھانے کے وقت رنگ چل رہا ہوگا۔ خواہ مخواہ میں فاقہ ہو جائے گا۔"

انھوں نے آہستہ سے کمرے کی کھڑکی کھولی۔ مینڈک کی طرح چھلانگ لگا کر دروازے میں باہر سے چٹخنی بند کر کے بڑا سا تالا لگا دیا۔ اور اوپر دوسری چھلانگ میں کمرے کے اندر اور کھڑکی اندر سے بند مگر پریشان پریشان۔ ہم نے پوچھا۔

"اب کیا پریشانی ہے؟"

بولے "یار جوتا تو باہر ہی رہ گیا۔"

"رہ گیا تو رہ گیا۔ چھوڑیے جوتے۔ کھچڑی کھائیے۔"

گھنشیام نے [illegible] کھچڑی کھانے کے [illegible]

ابھی ہم کھانے کے لیے بیٹھے ہی تھے کہ [illegible] گھنشیام [illegible] لیکن [illegible] لیے ہوئے تھے۔ آوازیں آ رہی تھیں۔

"بالکل ہے کمرے کے اندر۔ ہمیشہ جوتا باہر رکھ کر کمرے میں جاتا ہے۔"

جب خطرہ ہوا کہ دروازہ نہ ٹوٹ جائے تو گھنشیام نے مری ہوئی آواز میں کہا۔

"جوتے گھنشیام کے ہیں۔ مگر گھنشیام باہر گئے ہوئے ہیں کمرے میں کوئی نہیں ہے۔"

اس پر قہقہے پڑے۔ سیڑھی منگوائی گئی۔ شور بڑھتا گیا لوگ بڑھتے گئے۔ ابھی پہلا نوالہ منہ میں جانے کے راستے میں تھا کہ کمرے کے روشندان سے ایک بالٹی پانی سے ہم دونوں کو بھگا کر چوہا بنا دیا۔

"برا نہ مانو ہولی ہے!"

کے نعروں کے ساتھ رنگ کی پچکاریوں نے ہم دونوں کو رنگین کارٹون بنا دیا۔ اب چھپنا بیکار تھا۔ گھنشیام نے کھڑکی کھولی اور ہم دونوں ہولیاروں پر کود کر ہولی کی رنگین بھیڑ میں شامل ہو گئے۔

(پٹنہ سے نشر)

کفایت شعاری بشرط جاں سپاری

جالب نعمانی

عمل کفایت شعاری ایک فعل منفعت بخش ہی سہی پر ہے بہت جان جوکھم کا کام۔ جو بچا لئے وہ بھی پچھتائے اور جو لٹا پایا وہ بھی روئے۔ اگر اس کا خوشگوار یا ناگوار نتیجہ یہ ہو کہ آج سنبھال کر رکھو، کل کمی کمیلو خود اپنا پیٹ کاٹو اور صاحبوں کے پیٹ بھرو، اپنی کھٹیا کھڑی کرو اور دوستوں رشتہ داروں کو صوفوں پر بٹھاؤ اور سونے کے لیے گاؤ تکیہ عنایت کرو، پھر بھی عذور ہے، حضور وقصور کے لیے کچھ نہیں کیا۔ اگر قبول افتد زہے عز و شرف۔ تو ایسی کفایت شعاری سے خدا سب کو بچائے۔

شرافت کا یہ نمونہ ہم نے برسوں پیش کیا، اب پتہ چلا 'دریں چہ شک' کے مصداق کفایت تو غوب ہوئی پر فائدہ میاں کفایت علی کو پہنچا، ہم جہاں تھے وہیں رہے یعنی اب بھی چھت سے برسات پھٹ پڑتی ہے، ٹھنڈ میں اب بھی لرزتے خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور بے شرم گرمیوں میں جوگیوں کی طرح ننگ دھڑنگ گھومتے پھرتے ہیں، بانس کھپچیوں کا بنا بوسیدہ پنکھا اب ہماری کلائیوں کو دکھ زیادہ دیتا ہے۔ اس پر بھی پسینہ ہوا نہیں ہوتا۔

کفایت شعاری کی ایک اور ہوا بہت زوروں سے چلی ہے بلکہ آندھی بن گئی ہے۔ اور وہ ہے ہمارے گھر جمائیوں کی ہٹ دھرمی، سسرال والوں کی جمع پونجی وہ اپنے خزانے میں سنبھال کر کفایت شعاری کا اعلا نمونہ پیش کرتے ذرا نہیں ہچکچاتے کہ یہ ان کا ازلی حق ہے۔ ایک ایک پائی گرہ میں بندھی جب مالا کی صورت اختیار کر تی ہے، لاڈلی کے زرخرید نصف بہتر کے گلے میں جا جھولتی ہے اور ہم انگشت بدنداں منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ "کیا یہ وہی کفایت شعاری کی بیل ہے جو اس منڈھے کی منڈھ چڑھی ہے"۔ پر اب کیا ہوت ہے جب چڑیا چگ گئی کھیت جو انگلیاں کل تک چوڑی اٹھی اور دو پیوں کو گننے اور بچانے میں اچھلتی کودتی تھیں آج ہاتھ ملنے میں مصروف ہیں۔

آمدنی اٹھنی خرچہ روپیہ کے اس یگ میں "کفایت شعاری بشرط جاں سپاری" ہی ممکن ہے، اگر آپ نے ایک دن یہ چال ہے جسم ناتواں کے ایک حصے کا تھوڑا سا گوشت الگ کرکے رکھ چھوڑا کہ شاید افتاد میں پلاسٹک سرجری کے موقع پر پیوند کاری کے کام آئے۔ پر مخمل میں ٹاٹ یا ٹاٹ میں مخمل کی پیوند کاری میں یہ گوشت کا ٹکڑا خرچ ہو جاتا ہے تب کہیں پتہ چلتا ہے، ناک سیدھی اور ساکھ اونچی رکھنے میں پورا جسم ہی خرچ ہو گیا اور آپ دھڑام سے گرنے ہی والے ہوتے ہیں کہ اٹھا کر بیٹھا دیئے جاتے ہیں۔

جی نہیں! یہ کوئی حاکم وقت یا حضرت خواجہ خضر نہیں کہ جو گرتے کو سنبھالنے چلے آئے۔ بلکہ یہ حضرت بصورت خضر، لائف انشورنس کے ایجنٹ ہیں جو اس خبری کے ساتھ آئے ہیں کہ آپ کی پالیسی جوان ہو گئی یعنی Mature ہو گئی۔ یہ ایک ایسا نخلہ ہے جسے سونگھتے ہی آپ کے جسم ناتواں میں جان آجاتی ہے، اور ایجنٹ کے منہ میں پانی دس روپیہ ماہانہ کی کفایت شعاری، قارون کے خزانے میں تبدیل ہو کر اب بڑھاپے میں دس ہزار کی لال پری بن گئی ہے، رات بھر آپ کو نیند نہیں آئی، اتنی بڑی رقم کیونکر اور کیسے خرچ ہو گی، بچاری بیگم بار بار آپ کو اپنے پرانے وعدے یاد دلاتی ہیں جو آپ نے اس وقت کیے تھے جب آپ کندن تھے اور بیگم دہکتا موتی! اسے آپ دلاسا دیتے صبح کر دیتے ہیں کہ اچانک یاد پڑتا ہے۔ مالک مکان کا دس مہینوں کا کرایہ بحساب سو روپیہ ماہانہ یعنی پوری ایک ہزار کی رقم باقی ہے، اور اب ادا کرنا ضروری، ورنہ انخلا کی نوٹس تو بارہ مہینوں سے جاری ہے۔

کوئی بات نہیں، ایک ہزار گنوا کر بھی نو ہزار کی رقم آپ کے پرس میں تو بچے ہی گی۔ ایک ہزار گنوا کر بھی آپ مست و سرخوش ہیں کہ شام ہی سے میاں داماد مع آپ کی لاڈلی کے گھر پر دھرنا دیئے بیٹھے ہیں، ابا حضور سخت ضرورت آن پڑی ہے، منے کا بورڈنگ اسکول میں داخلہ نہایت ضروری ہے اور اس سے بھی ضروری ہے اسکول فنڈ میں روپیہ جمع کرنا ورنہ آپ کے ہونہار ناتی کا مستقبل ہی نہیں زندگی بھر کا غلامی کا پٹہ بھی کھٹائی میں پڑ سکتا ہے، بس دو ہزار سے کام چل جائے گا۔ لیجئے صاحب دو ہزار اور چلے گئے، پر آپ ہرگز دل گیر نہیں کہ اب بھی سات ہزار کی خطیر رقم آپ کے بٹوے میں کسمسا رہی۔ ۔۔۔ پر کچھ دن بعد ہی پتہ چلتا ہے، بٹوا نکما اور تہی دامن ہوا، آپ پھر collapse ہونے ہی والے ہوتے ہیں کہ آپ کا پرانا ڈاکیہ جس نے آپ کے ریٹائرمنٹ کی خوشخبری سنائی تھی، ایک اور خوش خبری سنانے آپ کے برآمدے میں در آتا ہے، آج آپ کا پی ایل آئی بھی جوان ہو کر آپ کی بیساکھی بن گیا ہے آپ نے اس کی صورت پورے پچیس سال بعد دیکھی ہے پھر بھی آپ اسے پہچان جاتے ہیں۔۔۔ شاید اس وقت آپ کڑیل جوان تھے جب یہ پی ایل آئی پالنے میں جھول رہا تھا گھر سے دفتر اور دفتر سے گھر تک پورے پچیس سال دوڑ رہی ہانپتا رہا تب کہیں یہ جوان ہوا۔ چلو بڑھاپے کا سہارا تو بنا۔

روپیہ جب ہاتھ میں ہوتا ہے، غلط سلط مشورے بھی اچھے لگتے ہیں، چند دوستوں کا مشورہ آپ کو بھی بہت سہایا، شہر سے دور پانی کیچڑ بھری زمین کا ایک ٹکڑا آپ کے ہاتھ لگا اور زمین کے مالک کے ہاتھ آپ کے پی ایل آئی کا سارا روپیہ، آپ کچھ فکرمند ہیں، مکان کب بنے گا، اور تعمیر کے لیے رقم کہاں سے آئے گی، آپ بیکار کی فکر کیوں کرتے ہیں، آپ نہیں پر آپ کی اولاد تو یقیناً زمیندار کہلائے گی، اپنوں کے بہتر مستقبل کے لیے اگر آپ ہی نے قربانی دی تو کون سا غضب ہو گیا، کفایت شعاری بشرط جاں سپاری اسی کو کہتے ہیں، حاتم طائی بہت پہلے کہہ چکے ہیں "نیکی کر دریا میں ڈال" آپ نے تو ابھی اس پر عمل شروع کیا ہے۔ افسوس بہت دیر کر دی، ورنہ آپ کا نام بھی حاتم کے ہم عصروں میں ہوتا۔

یہ تو رہا بڑھاپے میں کفایت شعاری کا نیک انجام۔ جوانی میں اس کا اور ہی لطف ہے۔ جوانی میں آپ کی ساری کفایت شعاری بیگم کی سلیقہ شعاری پر قربان ہوتی ہے، جنگل کے جنگل کٹ گئے، پر لکڑی مہنگی ہو گئی۔ اس لیے کوئلہ کفایت لگا، کوئلے کی کھان خالی ہونے کو آئی اس لیے مٹی تیل کا اسٹوو سستا پڑا، مٹی تیل عنقا ہوا، گیس کی خوشبو ارزاں لگی، آپ پہلے لکڑی کا گٹھر لاد کر لاتے تھے اب گیس کا سلنڈر آپ پر لد کر آتا ہے، گیس کی نیلی روشنی بھلی لگتی ہے اور پیسہ بھی کم پھنکتا ہے، پہلے تانبے کی پتیلیاں تھیں پر کفایت المونیم کی پتیلیوں میں چھپی تھی مگر اس کا کیا کیا جائے کہ نوکر سفید ہاتھی ہوئے، اس لیے جنم جنم کی نوکرانی چولہے چکی میں پسنے لگی۔ آپ نے سوچا بیگم سے تو ملاقات محال ہوئی، کوئی ایسا چارہ ہو کہ پہلو ہر وقت گرم رہے، اسی دن سوئے اتفاق ایک اشتہار نظر آیا "اپنی گھر گرہستنوں کو چولہے چکی سے بچائیے ان کا پیار ہتھیائیے" کیسے؟ کوکر خریدیئے، کفایت شعاری یہاں بھی کام آتی ہے، کوکر اب خوب زور سے کوک کرتا ہے، تب کہیں آپ کی بھوک جاگتی ہے۔ اور بھوک جاگنا صحت کی علامت ہے جو اسی کفایت شعاری سے نصیب ہوئی ہے۔

جالب نعمانی عسکر گنج گورکھپور (آکاشوانی گورکھپور سے)

گھر کیسے چلے

جب شوہر لاپرواہ اور فضول خرچ ہوں

ڈاکٹر آصفہ زمانی

عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اس کا اگر ایک پہیہ بھی ڈھیلا ہے تو گاڑی ہچکولے کھانے لگتی ہے یوں ہی گھر کے نظم و نسق کو برقرار رکھنے کے لیے میاں بیوی دونوں کا سلیقہ مند اور کفایت شعار ہونا انتہائی ضروری ہے لیکن صاحب قدرت کا بھی عجیب نظام ہے۔ ایسے نیچے تلے جوڑے بناتا ہے کہ بس۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں بیوی سگھڑ ہے وہاں مرد انتہائی لاپرواہ اور فضول خرچ ہوگا۔ اگر مرد سلیقہ مند ہو تو اس کی بیوی بے انتہا پھوہڑ ہوگی۔

میرے شوہر کے ایک دوست ہیں انتہائی باسلیقہ باتمیز، ہر چیز صاف ستھری اپنی جگہ پر رکھی ہوئی گھر سے نکلیں گے تو شیو بنا ہوا کپڑوں پر پریس کی ہوئی، پالش کئے ہوئے چمکتے جوتے صفائی کا اس قدر خیال کہ ایک جیب میں منہ صاف کرنے کا رومال ہے تو دوسری جیب میں جوتا صاف کرنے کا۔ ذرا گرد پڑی اور لگے وہیں رگڑنے۔ لیکن واہ ری قسمت شادی ہوئی تو بیوی ان تمام باتوں سے بے نیاز، اب دیکھئے تو گھر کسی کباڑی کی دوکان نظر آتا ہے اور آئے دن میاں بیوی دونوں میں کسی نہ کسی بات پر چخ چخ ہوتی رہتی ہے۔

لیکن ایسے سگھڑ شوہر انگلیوں پر ہی گنے جاسکتے ہیں کیونکہ لاپرواہی میں عموماً مردوں کا ہی پلڑا بھاری رہتا ہے اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ زیادہ تر شوہروں کی عادتیں اور خصلتیں لاپرواہی میں عموماً ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔ مثلاً آپ کو نوے فیصدی شوہر ایسے ملیں گے جو شیو بنا کر برش کبھی نہیں دھوئیں گے نہانے کے بعد بھیگی تولیہ کبھی نہیں پھیلائیں گے اور کھانا کھانے کے بعد رو ٹی کا ڈبہ کبھی بند نہیں کریں گے۔

یہی وہ شوہر ہوتے ہیں جو گھر کے باہر عموماً اپنا آدھا سامان ادھر ادھر ضرور چھوڑ آتے ہیں۔ گھر سے تو یوں سامان لیس ہو کر جائیں گے جیسے کہیں مہمان نہ جا کر کسی محاذ جنگ پر جانے کی تیاری کر رہے ہوں لیکن جب گھر واپس آئیں گے تو رومال، چشمہ، پین، موزے ٹائی اور کوٹ تک چھوڑ آنا معمولی بات ہے۔

اگر ایسے لاابالی اور بے پرواہ قسم کے شوہر پلے پڑ جائیں تو گھر کا تو بس اللہ ہی حافظ ہے ۔ میرے ایک عزیز ہیں ماشاءاللہ پڑھے لکھے سمجھدار ہوشمند لیکن حد سے زیادہ لاپرواہ زندگی میں شاید ہی کوئی کام انھوں نے وقت سے کیا ہو۔ بیوی نے کہا "میں ہانڈی بھون رہی ہوں ذرا لپک کر قریب کی دوکان سے دہی تو لادیجئے۔ انتہائی فرمانبردار شوہر کی طرح فوراً حکم کی تعمیل میں لپکے ۔ ایک گھنٹہ گزرا۔ دو گھنٹے گزرے، دھوپ ڈھلی شام ہونے کو آئی رات آٹھ بجے وارد ہوئے۔ آتے ہی بولے۔ بھئی میں جیسے ہی دروازے سے نکلا، جانتی ہیں بیگم آپ، وہ ... وہ احمد میاں ہیں نا، معلوم ہوا بیچارے بیمار ہیں میڈیکل کالج میں ایڈمٹ ہیں، اب آپ ہی بتائیے انھیں دیکھنے کیسے نہ جاتا۔ وہاں پہنچا تو بس پھنس کر رہ گیا۔ واپس ہوا تو دہی لیتا ہوا آیا۔ یہ لیجئے۔ سوچا آپ ہانڈی بھون رہی تھیں انتظار کر رہی ہونگی۔ بیگم نے ان کی حد سے زیادہ معصوم صورت پر قہر آلود نگاہیں ڈالیں اور خاموش ہوگئیں اب کچھ کہنے سے فائدہ بھی کیا تھا۔

میں دوسروں کو کیا کہوں اپنے اوپر بھی کچھ ایسی ہی بیتتی رہتی ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے اپنے شوہر نامدار آدمی تو ہیرا ہیں۔ بیحد سلجھی ہوئی طبیعت کے مالک لیکن کچھ ایسا مست مزاج لے کر پیدا ہوئے ہیں کہ مت پوچھئے فکر و پرواہ نام کے الفاظ تو ان کی لغت ہی میں نہیں ہیں۔

شاید ہی کوئی کام انھوں نے کبھی صحیح وقت پر کیا ہو کہیں لنچ پر جانا ہے تو ہمیشہ ڈنر کے وقت پہنچیں گے۔ ایڈوانس بکنگ کرانے کے باوجود بھی پکچر انٹرول کے بعد ہی دیکھنے کو ملے گی۔ خط پوسٹ کرنے کو دیجئے تو وہ ڈاک خانے تو نہیں پہنچے گا البتہ دھوبی کے یہاں سے دھل دھلا کر استری ہو کر ضرور واپس ہو جائے گا۔ گھر کی کسی چیز کی ریپیرنگ کرانی ہو تو اللہ جھوٹ نہ بلائے سال بھر سے پہلے تو ممکن ہی نہیں۔ کوئی چیز خراب لے آئیں گے تو اس کی واپسی تو بس ناممکن ہی سمجھئے۔ سفر کریں گے تو سامان پہنچ ہوتے ہی ادا ر اس بے فکری سے سوجائیں گے جیسے بیچ بیاہ کر سوتے ہوں۔ ان کی اس بے فکری کے نتیجہ میں اکثر ایسا ہوا ہے کہ وہ اسٹیشن سے گھر یا تو ننگے پیر آئے ہیں یا خالی ہاتھ لیکن پھر بھی ان کی صحت پر کوئی اثر نہیں ۔

ان کی اس بے فکری اور لاپرواہی پر مجھے کئی سال پہلے کا ایک واقعہ یاد آرہا ہے، زندگی کا دلچسپ ترین واقعہ۔ جنوری کا سرد ترین مہینہ تھا۔ ہم لوگوں کو علی گڑھ جانا تھا، میری گود میں چھ ماہ کی بچی تھی اتفاق سے ہمارا ریزرویشن نہیں تھا، بڑی مشکل سے لیڈیز کمپارٹمنٹ کی اوپری برتھ پر ہمیں تو معہ بچی اور سامان کے ٹھونس دیا اور راس بیڈ میں بغیر کچھ کہے آپ خود نہ جانے کہاں غائب ہوگئے۔ ٹرین علی گڑھ تقریباً چار ساڑھے چار بجے صبح پہنچتی تھی۔ بڑی رات تک تو میں اونگھتی رہی کچھ تو جگہ کی قلت کچھ یہ خوف کہ کہیں اسٹیشن نہ آجائے نیند نہ آئی لیکن کہاوت ہے نیند تو سولی پر بھی آجاتی ہے۔ نہ جانے کب آنکھ لگ گئی۔ ٹرین ایک جھٹکے کے ساتھ رکی تو میری آنکھ کھل گئی۔ نیند بھری کڑوی کڑوی آنکھوں سے کلائی پر بندھی گھڑی پر جو نظر پڑی تو چار بجنے کو تھے میں ہڑبڑا کر دھم سے نیچے کود پڑی۔ ڈبے کے تقریباً سبھی مسافر اونگھ رہے تھے۔ باہر بوندا باندی ہو رہی تھی، تمام اسٹیشن تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ سوچنے کا بالکل وقت نہ تھا کیونکہ علی گڑھ اسٹیشن پر تین چار منٹ سے زیادہ نہیں ٹھہرتی تھی۔ عافیت اسی میں سمجھی کہ اتر لیا جائے لہٰذا بچی کو گود میں دبا جلدی جلدی سامان اسٹیشن پر پھینک میں پلیٹ فارم پر آرہی۔ ان پر بڑی تیز جھنجھلاہٹ آرہی تھی سفر کے درمیان تو خبر لینا درکنار اس وقت بھی اب تک نہیں آئے۔ سوچا لگلے کسی ڈبے میں ہوں گے آرہے ہوں گے کہ اتنے میں ٹرین نے سیٹی دی اور چھک چھک کرتی رینگنے لگی۔ میرے تو ہاتھ پیر پھول گئے۔ کیونکہ ان کا ابتک پتہ نہ تھا۔ اتنے میں قریب سے ایک قلی ہاتھ میں ٹمٹماتی ہوئی لالٹین لیے گزرا میں نے جلدی سے پوچھا بھیا یہ کونسا اسٹیشن ہے، اس نے پوچھا آپ کو کہاں جانا ہے۔ میں نے کہا علی گڑھ بولا یہ تو ہاتھرس ہے، علی گڑھ تو اس کے بعد آئے گا۔ "کیا؟" میں تقریباً چیخ سی پڑی۔ چاہا کہ دوڑ کر گاڑی پر سوار ہو جاؤں۔ لیکن تیز ہوتی ہوئی گاڑی کا اب مجھے صرف آخری ڈبہ نظر آرہا تھا۔ میں حیران و پریشان کھڑی تھی ٹکٹ بھی انھیں کے پاس تھا میں نے اسٹیشن ماسٹر سے ساری روداد جا سنائی، وہ بولا آپ پریشان نہ ہوں، آدھ گھنٹہ بعد ایک دوسری ٹرین آیا ہی چاہتی ہے آپ اس سے جاسکتی ہیں۔ صاحب جیسے تیسے دوسری ٹرین پکڑی۔ اب اُدھر کی روداد سنئے ان کو کہیں پل کر کہیں جگہ مل گئی تھی ٹکتے ہی اونگھنے لگے یہ کہہ کے پاس والے مسافر سے کہدیا تھا کہ علی گڑھ میں جگا دینا۔ خیر صاحب ان کی ٹرین علی گڑھ پہنچی تو یہ لگے لیڈیز کمپارٹمنٹ کی اوپری سیٹ جھانکنے۔ مجھے نہ پاکر گھبرا کر نیچے برتھ والی بڑی بی سے پوچھا بہن جی وہ اوپر برتھ والی سیٹ کی سواری کہاں گئی۔ وہ بولی وہ تو پچھلے ہی اسٹیشن پر اتر گئیں۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ "ہاں ہاں ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں"۔ بڑی بی جھنجھلائیں "ساری رات تو خبر لی نا اب چلے آرہے ہیں پوچھنے کو، عورتوں کو لے کر ایسے ہی بے فکری سے سفر کیا جاوے ہے؟" بڑھیا نے آڑے ہاتھوں لیا۔ اب تو بیچارے بہت گھبرائے پریشان ہوئے اسی عالم میں بے چینی سے اسٹیشن پر ٹہلنے لگے کہ

میری ٹرین پہنچ گئی۔ انھوں نے مجھے ڈبے کے دروازے پر کھڑے دور ہی سے دیکھ لیا، تیزی سے بھاگتے ہوئے کمپارٹمنٹ کی طرف بڑھے۔ میں وہیں کھڑے کھڑے چیخی۔ آخر کوئی ایسی بے فکری سے سفر کرتا ہے بچ آپ کے جیسا لاپرواہ...... اتنے میں پیچھے سے آواز آئی اسٹیشن پر اتر کر ٹھنڈا کیجئے ورنہ اب آئندہ دلی ہی میں ملاقات ہوگی۔

اس کے علاوہ انھیں ایک چیز خدا نے اور بعید افراط سے ودیعت کی ہے وہ ہے ان کی شاہ خرچی۔ ہمیں ضرورت ایک چیز کی ہے اور ان سے ایک چیز تو کبھی خریدی ہی نہیں جاتی کسی بچے نے فرمائش کی "موزہ چاہئے" لیجئے صاحب ایک درجن موزے چلے آرہے ہیں۔ چھوٹے بیٹے بولے "ڈیڈی ہماری بنیائیں اونچی ہو گئی ہیں" شام کو دو درجن بنیائین آگئیں۔ اب آپ ہی تبلایئے قد بڑھتے ہوئے بچوں کی اتنی افراط میں یہ چیزیں لانا فضول خرچی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہی نہیں صبح سودا لینے جائیں گے تو ساری جنڈی اٹھا لائیں گے لاکھ کہو بھئی آپ کو معلوم ہے ہماری چھوٹی سی فیملی ہے اتنی سبزی گوشت آخر بیکار تو جائے گا؟ کہیں گے ارے خوب کھاؤ کھلاؤ یہی تو زندگی ہے۔ اب اتنا سامان فرج میں بھی رکھئے تو بھی وہ پندرہ دن نہیں چل سکتا۔ ہمیں پیسے کی اس بربادی پر انتہائی کوفت ہوتی ہے لیکن وہاں ڈھاک کے وہی تین پات۔

اللہ نظر بد سے بچائے، دعوتیں کرنے کا اسقدر شوق ہے اور اس کے لیے اسقدر اہتمام کرتے ہیں کہ نوابین اودھ کا دسترخوان مات ہے۔ عین وقت تک مینو بڑھتا ہی جاتا ہے۔ مرغ دھاہی، کباب و بریانی وغیرہ سب تیار ہے۔ مہمان آچکے ہیں۔ دیکھتے کیا ہیں آپ لدے پھندے بھاگے چلے آرہے ہیں۔ "بھئی تم نے مرغ مسلم تو بنایا ہی ہے یہ ایک مرغ ہم اور لے آئے ہیں اسے بھی میں بنا ڈالو، اور ہاں مچھلی کا قورمہ تو تیار ہی ہے یہ مچھلی لو اسے تو مسلم فرائی کر لو اور یہ باقی قتلے خشک فرائی کر لینا۔ شامی کباب تو تم نے بنائے ہی ہیں یہ قیمہ بہت عمدہ اور باریک ہے اس کے کوفتے بہت ذائقہ دار بنیں گے اور ہاں اگر مچھلی کے کباب بھی بنا لو تو مزہ ہی آجائے۔ میٹھے میں صرف فیرنی ہی بنائی ہے یہ لو کیلے لے آئے ہیں کسٹرڈ اور بنا ڈالو اور اگر شاہی توسٹ بھی ہو جائے تو کوئی مذائقہ تو نہ تھا۔ غرض مینو کی یہ فہرست اتنی بڑھتی جاتی ہے کہ آخر میں پتہ چلتا ہے کہ مہمانوں کی تعداد کم اور مینو زیادہ تھا۔ اب باقی بچا کھانا یا تو دس دن تک کھایا جاتے یا محلے میں بٹوا دیا جائے۔ مجھے کھانا کی اس بربادی پر ہا ہا افسوس ہوا ہے لیکن وہ اسی طرح مست اور بے پرواہ!

لوگ سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمیں شکر کرنا چاہئے کہ اتنا شاہ خرچ شوہر ملا، کنجوس ہوتا تو آٹھ آٹھ آنسو روتیں۔ میں کہتی ہوں ٹھیک ہے، تصویر کا ایک رخ تو واقعی انتہائی حسین ہے لیکن دوسرا رخ یعنی گھر کا بجٹ جو مہینے کے آخر میں صابن کی جھاگ کی طرح بیٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اس کا آخر کیا بنے؟

فی زمانہ میاں بیوی عموماً دونوں ہی نوکری پیشہ ہوتے ہیں ایسے میں اگر میاں بیوی دونوں ہی گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹائیں تو گھر سلیقہ سے چل سکتا ہے لیکن ہوتا کیا ہے کہ گھر کی ساری ذمہ داری بیچاری عورت ہی پر ہوتی ہے۔ عموماً شوہر گھر کے کاموں سے بے نیاز ہی نظر آتے ہیں۔ ایک رومال تک دھونا ہے تو صاحب بیوی ہی دھوئے کپڑے نکالنا ہے تو بیوی ہی نکالے، سر میں تیل لگانا ہے تو بیوی ہی لگائے بعض بعض شوہر تو یہاں تک دیکھنے کو ملے ہیں کہ بیوی اپنے ہاتھ سے چاول سان کر شوہر صاحب کے منہ میں دے تو وہ کھانا کھائیں گے۔

آپ پوچھیں گے پھر آخر خدا کی یہ مخلوق گھر میں کیا کام کرتی ہے؟ تو سنئے یہ شوہر حضرات گھر کی چیزیں ادھر ادھر پھیلانے میں بہت استاد ہوتے ہیں۔ آفس سے آئے دیکھا گھر والے اسوقت ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہیں، گھر میں گھستے ہی آپ بھی دندناتے وہیں پہنچ جائیں گے۔ قمیص اتاری صوفہ، ... دی، بنیائین ٹی وی پر انکا دی، بدبودار جرابیں ایک ادھر پھینکیں ایک ادھر۔ جوتے میز کے سامنے اتار پلتھی مار کر صوفہ سے کشن اٹھا موڑ کر کہنیوں کے نیچے دبا کر بیٹھ جائیں گے اور پھر وہیں سے بڑے پیار سے آواز دیں گے۔ "لاؤ بھئی چائے یہیں لے آؤ۔"

بیوی بیچاری جو جلدی جلدی صبح کو تمام چیزیں اپنی اپنی جگہ پر سلیقہ سے رکھ کر گئی تھی، دن بھر کی تھکی ہاری گھر میں داخل ہوئی تو گھر کا حلیہ جوں کا توں دگرگوں۔ خدارا اب آپ ہی فیصلہ کیجئے شوہر حضرات اگر اس قدر لاپرواہ ہوں تو گھر کیسے چلے۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

ڈاکٹر آصفہ زمانی
۱۰۔ ہیر جمیل گولہ گنج۔ لکھنؤ

نظم

آواز کا زخم

حسن عرفی

دور مغرب میں ہوا غرق وہ کرنوں کا سفیر
یک بیک چھین گئے شام کے اندھے سائے
دھندلی دھندلی نظر آتی ہے ہر اک راہ گزر
اک المناک اداسی ہے ہر اک شے پہ محیط
اک گمبھیر خموشی ہے فضا میں رقصاں
اور لہراتا ہے ہر سمت ابابیل کا جھنڈ
چیر کے سینہ فضاؤں کا بہت دور تلک
آئی ایک پاک کلیسا سے گجر کی آواز
یہ کلیسا جسے میں شام و سحر دیکھتا ہوں
جس کی آواز ہر روز سنا کرتا ہوں
آج لگتی ہے کچھ ایسی یہ گجر کی آواز
جیسے ایک چیخ ہے ایک درد میں ڈوبی ہوئی چیخ
جیسے پھر آج کسی سینے میں ٹھونکی گئی کیل
جیسے پھر کوئی ہوا زینت محراب صلیب

(کلکتہ)

چھوٹا کنبہ

غذا انسان کی سب سے پہلی ضرورت ہے۔ لیکن آج ہندستان کے تمام مسائل میں غذا کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ بن گیا ہے۔ موجودہ غذائی صورت حال پیدا کرنے میں یوں تو بہت سے اسباب کا ہاتھ ہے۔ لیکن ان میں سب سے اہم سبب ہماری بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔ ہندستان کی آبادی جتنی تیزی کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ دیگر وسائل اتنی تیزی کے ساتھ نہیں بڑھ رہے ہیں جس کے نتیجہ میں عوام کا معیار زندگی گرتا جا رہا ہے۔ لوگ پریشانیوں میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں۔

قدیم ہندستان کی آبادی بہت تھوڑی تھی۔ لوگ سادہ زندگی گزارتے تھے، سادہ غذا کھاتے تھے اور سادہ پوشاک پہنتے تھے۔ لیکن آج ہمارے رہن سہن کا طریقہ بدل گیا ہے۔ سادگی کی جگہ ظاہری شان و شوکت نے لے لی ہے۔ اُس وقت ہندستانی کنبے میں زیادہ سے زیادہ اولاد خدا کی رحمت سمجھی جاتی تھی لیکن اس دور جدید میں خاص کر تعلیم یافتہ کنبہ کثرت اولاد کو باعث زحمت سمجھتے ہیں۔

گزشتہ برسوں میں ملک میں غلے اور دیگر اشیائے خوردنی میں اضافہ ضرور ہوا ہے لیکن اس کے مقابلے میں آبادی اتنی بڑھ گئی ہے کہ سب آدمی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھا پا رہے ہیں۔ اگر اسی رفتار سے ہماری آبادی بڑھتی رہی تو اس صدی کے آخر تک یقیناً ایک ارب تک پہنچ جائے گی۔ حکومت کی ہر ممکن کوشش کے باوجود آبادی میں اضافہ کی وجہ سے عوام کو پوری غذا نہیں مل پا رہی ہے جس کے نتیجہ میں صحت کا معیار بھی گرتا جا رہا ہے۔ صحیح تعلیم اور رہائشی مکانات کی کمی ہے۔ بیروزگاری اور افلاس بڑھتا جا رہا ہے۔ بیروزگاری اور افلاس کی وجہ سے مختلف طرح کی اخلاقی اور سماجی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جرائم کا ایک بڑا سبب بیروزگاری اور مفلسی ہے۔

آج ملک کے تمام مسائل میں آبادی کا مسئلہ سب سے اہم مسئلہ ہے۔ ملک کی آبادی اتنی بڑھ چکی ہے کہ ملکی وسائل اب تمام لوگوں کی ضروریات زندگی پورا کرنے کے لیے کافی نہیں رہے۔ آبادی بڑھنے کا اثر ملک پر کئی طرح سے پڑتا ہے۔ لوگوں کا معیار زندگی اور رہن سہن کا طریقہ نیچا ہو جاتا ہے۔ آبادی جب

خوشحال کنبہ

رضوان رضوی

بڑھتی ہے تو معیار زندگی گرتے ہیں اور جب معیار زندگی گرتے ہیں تو آبادی بڑھ جاتی ہے۔ اور ملک کے ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ پڑتی ہے۔

ہندوستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کی ایک قدرتی وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ یہاں کی آب و ہوا افزائش نسل کے لیے بہت سازگار ہے۔ یہاں کے باشندے جسمانی طور پر وقت سے قبل ہی بالغ ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہاں کم عمری کی شادیوں کا رواج ہے۔ لیکن ہمارے ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کی سب سے بڑی وجہ شاید یہاں کے باشندوں کا اس اہم مسئلہ کی طرف سے غفلت ہے اور لوگ آبادی روکنے والے طریقوں سے لاعلم نظر آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت ہی کم لوگ آبادی کی روک تھام کی کوششوں میں سنجیدگی سے حصہ لیتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلہ کو صرف خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعہ ہی روکا جا سکتا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی سے مراد ہے خاندان منصوبہ بند اور چھوٹا ہو، جس کے بچے، والدین اور معاشرے پر بوجھ نہ بن جائیں۔ اس خاندانی منصوبہ بندی کو صرف رضاکارانہ طور پر عوامی تحریک کی شکل میں ہی فروغ دیا جا سکتا ہے۔ ایسی عوامی تحریک کی ضرورت ہے جس سے لوگ چھوٹے کنبے کے فوائد کو بہ آسانی سمجھ لیں۔

عموماً غریب طبقہ کے خاندانوں میں بچوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے ان کے یہاں راحت نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ ہر سال کے نئے کیلنڈر کی طرح ان کے یہاں ایک نئے مہمان کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ آمدنی بڑھتی نہیں ہے اور اخراجات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اولاد کی پرورش و پرداخت، تعلیم و تربیت، صحت اور مستقبل میں آنے والے مصائب کا سامنا کرنے کی صلاحیت وغیرہ درست کرنے کی ذمہ داریاں والدین کے سر ہوتی ہیں۔ کنبہ ایک ایسی تنظیم ہے جس کے اندر فرد کی نجی زندگی، محبت اور خلوص کے جذبات اور سماجی زندگی کے نشیب و فراز کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ ایسا کنبہ جہاں اولاد کی کثرت ہوتی ہے وہاں کسی پر بھی مناسب توجہ دینا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ وہاں دکھ، بیماری، جہالت اور افلاس کا بازار گرم رہتا ہے اور وہاں کے بچوں پر ان برائیوں اور پریشانیوں کا اثر ضرور پڑتا ہے۔ اس کے برخلاف ایک ایسا کنبہ جہاں بچوں کی تعداد بہت مختصر ہوتی ہے وہ خوشحال کنبہ ہوتا ہے اس لیے وہاں بچوں کے چال چلن کو درست کرنے میں، بچوں کے اندر اخلاقی ذمہ داریوں کو بیدار کرنے میں، ان کے اندر سماجی احساس پیدا کرنے میں، شہریت کے اصول کی پیروی، معاشی نظام کی پرکھ، مذہبی جذبات کی قدر، سیاسی اصولوں کی پرکھ اور خود انحصاری کے اصولوں کی خوبیاں پیدا کرنے میں والدین کو کافی سہولت ہوتی ہے۔ لیکن جس کنبہ میں زیادہ بچے ہوں اس سے ہم ایسی امید نہیں کر سکتے۔ کیونکہ آپ دس کیلو وزنی بوجھ لے کر تو دوڑ سکتے ہیں لیکن اگر بوجھ من بھر کا ہو جائے تو آپ دو قدم بھی نہیں چل سکتے۔ ٹھیک یہی حال بڑے کنبے کا ہے۔ دراصل ہمیں چھوٹے کنبہ کی خوبیوں کا احساس اور اس کا صحیح علم بہت کم ہے لیکن جو والدین تعلیم یافتہ ہیں اور جن کو چھوٹے کنبہ کی خوبیوں کا صحیح علم ہے وہ اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ افراد کی کثرت معیار زندگی پر اثرانداز ہوتی ہے اور اسی لیے وہ اپنے کنبہ کو محدود رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ ان کی اولاد کمتر زندگی بسر کرے۔ اس لیے جب دو یا تین بچے کے درمیان یہ سوال اٹھتا ہے کہ اگلا بچہ یا پھر کوئی عمدہ کام۔ تو وہ عمدہ کام کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ آٹھ دس جاہل، بھوک کے ستائے ہوئے، غیر مہذب اور بیمار بچوں سے صرف دو یا تین تعلیم یافتہ، پیٹ بھرے، مہذب اور تندرست بچے نہ صرف والدین یا کنبہ کے لیے باعث فخر ہوں گے۔ بلکہ قوم و ملک کا سرمایہ ہوں گے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا کنبہ خوشحال ہو، ہمارے بچے اچھے شہری بنیں اور ان کا مستقبل شاندار ہو تو ہمیں چھوٹا کنبہ کی اہمیت کو سمجھنا ہوگا۔ چھوٹا کنبہ اپنی اور ملک کی خوشحالی اور سماجی ترقی کے لیے ایک ضروری امر ہے۔ ایسا کنبہ جس میں اولاد کی تعداد زیادہ ہوتی ہے ان میں ہر بچہ پر مناسب توجہ دینا محال ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کنبہ کے کسی بھی بچہ کی تعلیم و تربیت، روحانی اور جسمانی ترقی نہیں ہو پاتی اور بچے ان پڑھ اور غیر مہذب ہو کر والدین اور ملک کے لیے سودمند ثابت نہیں ہوتے اور کثرت اولاد کی وجہ سے کنبہ کے اندر بھوک افلاس، غریبی، بیماری اور جھگڑا تکرار ہمیشہ رہتا ہے اور اس طرح کنبہ کی پُرسکون زندگی محال ہو جاتی ہے۔

دنیا کے تقریباً تمام ترقی یافتہ ملکوں نے آج فیملی پلاننگ چلا رکھا ہے۔ مغربی ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی بہت کامیاب ہے اور اس کے نتیجہ میں آبادی کے اضافہ کی رفتار بہت سست ہونے کی وجہ سے یہ ممالک معاشی بدحالی کے شکار نہیں ہیں۔ ہندوستان میں بھی خاندانی منصوبہ بندی کے اصول کے تحت چھوٹے کنبے کی ہمت افزائی کی جا رہی ہے۔ لیکن دکھ کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے ملک کے عوام نے اب تک خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت اور اہمیت کو اچھی طرح محسوس نہیں کیا ہے اور اسی لیے یہاں اس کی کامیابی کی رفتار سست ہے۔ منصوبہ کے پوری طرح کامیاب نہ ہونے کا ایک اہم سبب توہم پرستی بھی ہے۔ اسی لیے یہاں آبادی کا مسئلہ خطرے کے نشان سے بھی آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ آبادی روکنے کے لیے صرف حکومت کی کوشش ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس منصوبہ کی کامیابی کا انحصار عوام کے تعاون پر ہے۔ حکومت کی کوشش خواہ کسی نوعیت کی ہو اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ عوام کا بھرپور تعاون حاصل نہ ہو۔ اگر ہم نے یا قدرت نے خود اس بڑھتی ہوئی آبادی پر کنٹرول نہیں کیا تو ایک وقت ایسا آ سکتا ہے جب آبادی بہت زیادہ اور کھانا بہت کم ہو جائے گا۔ اس لیے ہم ہندوستانیوں کو آبادی روکنے کے طریقوں پر دل سے عمل کرنا ہوگا۔ خاندانی منصوبہ بندی کے لیے سب سے اچھا طریقہ نفس پر قابو حاصل کرنا ہے۔ یہ طریقہ مذہبی بھی ہے اور اس میں کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں سخت جدوجہد کرنا چاہئے تاکہ مزید آبادی نہ بڑھے اور ہمارا ملک دنیا کے سامنے سر اٹھا کر یہ کہہ سکے کہ ہمارے ملک میں کوئی بھوکا اور ننگا نہیں ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

رضوان رضوی
بہار موڈرن اسکول، بہار شریف (نالندہ)

۱۶؍ مارچ ۱۹۸۲ء

کثیر العیالی کا نوحہ

بیباک جوگی

یہ گڈو ہیں یہ راجو اور وہ کرتار بیٹھے ہیں
یہ سب اپنے ہی فرزندانِ خوش اطوار بیٹھے ہیں

ہمیں فرمائشوں کے گرد یوں گھیرا ہے ان سب نے
کہ جیسے ہم میانِ مجمعِ اغیار بیٹھے ہیں

بُرا ہو تنگدستی کا اک "پتلون" کی خاطر
پھلائے منہ کئی دن سے میاں ممتاز بیٹھے ہیں

نہ آئی تھی نہ آئی آج تک پپّو کی چپل بھی
وہ ننگے پاؤں زیرِ سایۂ اشجار بیٹھے ہیں

میاں ببلو کا "یونیفارم" بھی اب تک نہ بن پایا
لئے آنکھوں میں آنسو وہ پسِ دیوار بیٹھے ہیں

کتابیں آئیں منّو کی نہ مُنّو کی سلیٹ آئی
بچارے وہ تو پڑھنے کیلئے تیار بیٹھے ہیں

جو حق پوچھو تو کل ہی سے دوا منّی کی لانی ہے
مگر ہے جیب خالی اور ہم ناچار بیٹھے ہیں

ہمیں آتش نفس یوں کر دیا بچوں کی پرورش نے
کہ اب ہم ہر گھڑی آمادۂ پیکار بیٹھے ہیں

بھرے کنبے کا یہ بارِ گراں اور ناتواں کاندھا
تعجب کیا جو ہم رستے میں ہمت ہار بیٹھے ہیں

کھڑا ہے نے کے دروازے پہ "ٹھنڈا" کابلی والا
مثالِ دُزد ہم پابستہ و لاچار بیٹھے ہیں

نتیجہ ہے یہ سب بس کثرتِ اولاد کا جوگی
کہ اپنی زندگی سے آج ہم بیزار بیٹھے ہیں

بہو کی تلاش، ایک مصیبت؟

نجمہ بانو حسن

بہو کی تلاش اور مصیبت؟ جی ہاں! یہ ذرا چونکا دینے والی بات ہے کہ اتنے خوبصورت سے کام کو یا یوں کہئے کہ اتنے پیارے سے فرض کو ایک مصیبت بھلا کیسے کہا جا سکتا ہے؟ اس کو مسئلہ بنانے کے کیا معنی ہیں؟ مگر جناب واقعی یہ ایک مسئلہ ہے یعنی اس کے سامنے بین الاقوامی اور ملک گیر مسئلے بھی ماند پڑ گئے ہیں۔ بیشک یہ کوئی الجھن نہیں ہے مگر کچھ لوگوں کے معیار نے اس کو نہ صرف ان کے لیے بلکہ دوسروں کے لیے مصیبت ہی بنا دیا ہے۔

اب ہماری ہی ایک رشتہ دار کو لے لیجئے۔ ان کے صاحبزادے مڈل ایسٹ میں ملازمت کرتے ہیں، گویا لڑکیوں کی تلاش کچھ اور اونچے پیمانے پر ہونا چاہئے تھی۔ ہاں! تو بھئی شروع ہوئی لڑکیوں کی تلاش ملک گیر پیمانے پر۔ ایک دن بڑی اپنائیت سے بولیں اے بیٹا ابھی تک تو بھائی کی شادی کی رٹ لگا رکھی تھیں، اے اب اللہ رکھے وقت آیا ہے تو تم لوگ کان میں تیل ڈالے بیٹھی ہو۔ میں نے کہا ارے نہیں آپ کیسی باتیں کرتی ہیں مگر آپ کچھ بتائیں آپ کو کیسی لڑکی چاہیے، بھئی کوئی شرائط وغیرہ تو نہیں ہیں؟ اس پر بولیں، اور سنو، بھلا میری کیا شرائط ایسے ہی ٹھہری پرانے زمانے کی بوڑھی باڑھی میری کیا پسند اور کیا ناپسند تم لوگ آج کل کی لڑکیاں ہو تم ہی ڈھونڈو اپنی مرضی کی بھاوج۔ اس پر ذرا اطمینان ہوا کہ چلو ہم آزاد ہیں۔ مگر کہاں صاحب تھوڑے وقفے کے بعد بولیں مگر بٹیا ایک بات کا خیال رکھنا کہ لڑکی نجیب الطرفین ہو۔ جی! میں ہڑبڑا گئی۔ کیا مطلب؟ آپ تشریح کرتی ہوئی بولیں کہ بھئی مطلب یہ کہ خاندان بہت اچھا ہو۔ تم تو جانتی ہی ہو کہ ہمارے یہاں لڑکیاں بٹھانا تک اچھا سمجھتے ہیں بجائے اس کے کہ ایسے ویسے خاندان میں دیدیں اور پھر یہ معاملہ تو بہو کا ہے۔ بھلا ایسے ویسے خاندان کی لڑکی کا گزر ہمارے یہاں کہاں۔ پھر میں نے کہا اور کوئی شرط تو نہیں ہے۔ بولیں پھر تم نے وہی شرط کا چکر شروع کر دیا۔ بھلا میں کیا اور میری شرط کیا۔ مگر ہاں تمہارا بھائی بس یہ چاہتا ہے کہ اسے صورت کی ذرا اچھی ہو ماشاء اللہ میرا بیٹا بھی تو چاند جیسا ہے، اگر وہ خوبصورت لڑکی چاہتا ہے تو کون سی برائی ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ صورت کی کم اچھی لڑکی اس کے ساتھ بھلا کیسی لگے گی اور پھر جانتے بوجھتے تو کوئی بھی کالی کلوٹی لڑکی نہیں اٹھا لاتا۔ بس یہی ایک ذرا سی خواہش ہے اس کی اور لین دین کے تو وہ بالکل خلاف ہے۔ اے ہاں بٹیا! ہم کو تو بس لڑکی چاہئے۔ مگر خاندان میں ناک اونچی رہے اس کے لیے کچھ تھوڑا بہت تو ہونا چاہئے۔ پھر بولیں، اے اس کے زیادہ تر دوست تو انگریز ہی ہیں، اب باہر ہے تو انہی لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا ہے ایسی فر فر انگریزی بولتا ہے کہ منہ دیکھتے رہ جاؤ۔ ظاہر ہے کہ بھئی بیوی انگریزی بولنا جانتی ہو۔ اے اب یہ نگوڑ مارے انگریزی اسکولوں کی کونسی کمی ہے، اب تو سبھی شریف لوگ اپنی لڑکیوں کو انہی اسکولوں میں بھیجتے ہیں۔ پڑھی لکھی تو خیر بی اے، ایم اے سے کیا کم ہوگی۔ ہم نے کہا اس کا مطلب ہے کہ آپ کو کافی اسمارٹ اور تیز قسم کی لڑکی چاہئے۔ ارے نہ بابا نہ کیا بات کرتی ہو، وہ کانوں پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولیں۔ ہم لوگ تو پرانے خیال کے ہیں، اے تمہارا بھائی باہر چلا گیا مگر کوئی وہ اپنے گھر کی روایت تھوڑے ہی بھولا ہے۔ بیٹا اگر لڑکی نماز روزے کی پابند نہ ہو تو کس کام کی۔ آخر خدا کو منہ دکھانا ہے کہ نہیں۔ یہ ساری باتیں سن کر ہمارے تو اوسان ہی خطا ہو گئے۔ یعنی "ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے" والا معاملہ تھا۔ ہم نے سوچا کہ ہم تو ایسی پرفیکٹ لڑکی کبھی نہ تلاش کر پائیں گے۔ بہرحال اس وقت ان سے وعدہ کر لیا مگر اس وعدے کو وفا کرنے کی ہمت مجھ میں نہیں ہے۔ اس کا اندازہ بھی اچھی طرح کر لیا۔ اطلاعاً عرض ہے کہ ہمارے ان بچارے بھائی کے لیے آج ۳ سال سے ہنوز لڑکی کی تلاش جاری ہے۔

ہمارے پڑوس میں بھی ایک بہو اور بہو حسین بہو کی تلاش شروع ہوئی۔ پڑوسی ہونے کے ناطے مجھ کو بھی دعوت دی گئی کہ شام کو 'لڑکیاں' دیکھنے چلنا ہے۔ لفظ 'لڑکیاں' سن کر ذرا حیرت ہوئی مگر سوچا کہ شاید ایک ہی گھر میں دو چار لڑکیاں ہوں گی۔ ہمارے ساتھ یہ بڑی خوش قسمتی یا بدقسمتی کہئے کہ کبھی کوئی لڑکی دیکھنے جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اور بڑا ارمان تھا کہ ہم بھی کہیں لڑکی دیکھنے جائیں۔ چنانچہ جب یہ موقع ہاتھ لگا تو سوچا کہ اللہ نے میری سن لی ہے۔ گھر والوں کو کسی نہ کسی طرح راضی کر کے پڑوس کے گھر جا پہنچے مگر باہر سے لگا کہ شاید ہم کسی غلط جگہ آ گئے ہیں۔ کیونکہ وہاں تو کافی چہل پہل نظر آ رہی تھی، تمام بچے ادھر ادھر کھیل رہے تھے۔ خیر گھر کے اندر پہنچے۔ گھر میں کافی عورتیں زرق برق کپڑوں میں نظر آئیں۔ ہم نے صاحب خانہ سے پوچھا۔ خالہ! آج کوئی تقریب ہے کیا؟ وہ بولیں یہ سب بھی بہو دیکھنے جائیں گی۔ "جی کیا؟ یہ سب بھی" میں نے حیرت سے کہا۔ خالہ کیا منگنی وغیرہ کا ارادہ ہے۔ اے لو اور سنو، کیسی باتیں کرتی ہو، ابھی تو صرف لڑکی ہی دیکھنا ہے، منگنی کا ابھی کیا سوال۔ خیر صاحب پوری فوج روانہ ہوئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ لڑکی دیکھنے نہیں بلکہ بارات لے کے جا رہے ہوں۔ میں دل ہی دل میں بہت پچھتائی کہ برے پھنسے۔ خیر جناب لڑکی دیکھی مگر میرے خیال میں ان لوگوں نے لڑکی کم اور ناشتہ زیادہ دیکھا۔ خوب لمبے لمبے ہاتھ مارے، لڑکی کی پیٹھ پر بھی ایک آدھ ہاتھ بھولے بھٹکے پھیر دیا۔ میں سمجھی کہ شاید بات بن گئی۔ رخصت لے کر باہر نکلے تو جتنے منہ اتنی باتیں۔ کوئی کہتا کہ اسے صورت کی تو ٹھیک ہے مگر قد ذرا کم ہے۔ دوسری بولیں اے ہے ایسی پھیکی رنگت سے تو سانولی ہی بھلی۔ تیسری نے اعتراض جڑا۔ مغرور بہت ہے جھک کے ایک ایک کو سلام بھی نہیں کیا۔ اس بچاری پیاری سی لڑکی کی درگت بنتے دیکھ میں تو گھبرا گئی۔ ان لوگوں کا دھیان دوسری طرف موڑتے ہوئے کہا خالہ آپ تو کہہ رہی تھیں 'لڑکیاں' دیکھنا ہے، یہاں تو بس ایک ہی لڑکی تھی۔ فوراً چمک کے بولیں بٹیا چل تو رہے ہیں اور دیکھنے — تو جناب آپ یقین کریں یا نہ کریں ان صاحبہ

رونق بدایونی

مرے آغاز سے پوچھو مرا انجام کیا ہوگا
مگر خود ہی بتا دے گی کہ رنگ شام کیا ہوگا

مجھے بس اک نظر کافی ہے یہ زحمت نہ کر ساقی
اٹھا لے ساغر و مینا ہٹا لے جام کیا ہوگا

مآل کار کچھ بھی ہو سحر کا کیف کیوں کھو دیں
ابھی سے کس لیے سوچیں کہ رنگ شام کیا ہوگا

طلب صادق ہو جذبہ نیک ہو اور عزم مستحکم
تو کوئی رہرو راہ طلب ناکام کیا ہوگا

وہ جان آرزو ہے میں ہوں نظریں ہیں نظارے ہیں
اب ایسے میں خیال گردش ایام کیا ہوگا

مجھے تم پر بھروسہ ہے تمہیں اپنا سمجھتا ہوں
یہ کس منزل میں لے آیا خیال خام کیا ہوگا

جنون عشق لے آیا ہے مجھ کو ایسی منزل پر
جہاں یہ سوچنا بھی کفر ہے انجام کیا ہوگا

کسی کی زحمت چارہ گری کا شکریہ رونق
نہ ہو قسمت میں جب آرام تو آرام کیا ہوگا

(رام پور سے نشر)

نے اس دن کم از کم پانچ چھ گھروں میں لڑکیاں دیکھیں، اسی طرح پورے جوش وخروش کے ساتھ کھایا پیا، کہیں کہیں بچوں نے ایک دو پلیٹ اور گلاس بھی توڑے۔ غرض لڑکے والے ہونے کا پورا حق ادا کر دیا۔ لڑکی والے بچارے سب کچھ برداشت کرتے رہے کہ شاید کچھ بات بن جائے۔ اور تو اور ہر جگہ لڑکی والوں کو ایسا یقین دلایا کہ وہ انہی کی لڑکی سے رشتہ کریں گی، اور گھر سے نکلتے ہی لڑکی کی عیب جوئیاں شروع کر دیتیں کسی کا قد کم لگا، کسی نے کہا کہ چار انچ کم ہوتی تو اچھا تھا، کوئی دبلی ہے تو وہ ٹی بی کی مریض لگی۔ اور کوئی ذرا بھرے بدن کی ہے تو اسے بھینس کے لقب سے نواز گیا، کسی کا رنگ گورا ہے تو وہ پھیکا شلجم لگا اور سانولی بچاری کو کالی کلوٹی کا اعزاز بخشا گیا۔ میں یہ سب دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتی رہی اور اس وقت کو کوستی رہی جب ان لوگوں کے ساتھ چلی تھی۔ جب میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کا ارادہ ایک دو گھر دیکھنے کا اور ہے تو پھر میں نے کہا خالہ اتنی لڑکیاں تو دیکھ لیں انہی میں سے پسند کر لیں، اب یہ اچھا نہیں لگتا کہ آپ یوں گھر گھر لڑکیاں دیکھتی پھریں، بس صاحب، بگڑ گئیں۔ بولیں کہ "اوں بی بی آدمی دو پیسے کی مٹی کی پیالی خریدتا ہے تو ٹھونک بجا کر دیکھ لیتا ہے۔ پھر یہ تو ساری زندگی کا سوال ہے اور پھر یہ کیا کہ ایک جگہ لڑکی دیکھی اور ندیدوں کی طرح لٹو ہو گئے۔ لڑکی والے بھی سوچیں گے کہ نہ جانے ان کے لڑکے میں کونسی کمی ہے کہ یوں لڑکی دیکھتے ہی ریجھ گئیں۔ اسے شادی کرنا ہے کوئی بیگار تھوڑی ٹالنا ہے۔"

کہئے! ہے کوئی جواب ان دلیلوں کا آپ کے پاس؟

ایک اور صاحبہ کو بہو کی تلاش تھی۔ ہم لوگوں سے بھی پوچھا گیا کہ کوئی ڈھنگ کی لڑکی بتاؤ۔ میں تو اپنے پچھلے تلخ تجربے کی وجہ سے بالکل دم سادھے رہی۔ حالانکہ وہ بہت ہاتھ دھو کے پیچھے پڑیں تمام اگلے پچھلے مراسم یاد دلائے گئے۔ اپنائیت کی کوئی حد نہ رہی۔ ہماری ایک دوست، بچاری داؤں کھا ہی گئی۔ اس نے ان کو ایک پیاری سی لڑکی بتا دی۔ آپ نے دیکھی اور پسند بھی کی۔ مگر بولیں، بہن مجھے ایسی خوبصورت نہیں چاہئے کہ ان کے دماغ اپنے حسن کے نشے میں ہی چور رہیں۔ کل کو وہ بچو کو ہاتھ پکڑ کے نکالیں باہر اور میاں کے ساتھ مزے کریں! اے بھلا ان کو اپنی صورت ہی کا اتنا غرور ہوگا کہ وہ کسی کو کیا خاطر میں لائیں گی۔ نہ بیٹا ہم کو تو بس معمولی لڑکی ہی چاہئے۔ ہم لوگ منہ پھاڑے ان کی صورت ہی تکتے رہ گئے۔ اور سوچتے رہے کہ شاید ان لوگوں کے لیے اسپیشل ماڈل ہی اوپر سے بن کر آئیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ سب کو رونا ہی رہتا ہے کہ لڑکیاں دیکھتے دیکھتے پیر تھک گئے مگر کوئی ڈھنگ کی ملتی ہی نہیں اچھی لڑکیاں تو عنقا ہو گئیں۔ اسے ہم لوگوں کی کوئی دنیا سے اونچی شرائط بھی تو نہیں ہیں۔

یہ سب سن کر دل ہی دل میں خیال آتا ہے کہ
"اللہ کرے زور تلاش اور زیادہ"

(آگا شوانی لکھنؤ سے)

نجمہ بانو حسن
معرفت جناب نجم الحسن محمود منزل، گولہ گنج روڈ۔ لکھنؤ
مارچ ۸۷ء

ریڈیو ناٹک

اس رات کا قرض

زبیر رضوی

(تیز موسیقی کے ساتھ آغاز ـــ سنگیت دھیرے دھیرے کم ہو جاتا ہے اور اخبار کے ہاکر کی آواز ابھرتی ہے)

ہاکر : آج کی تازہ خبر! نواب آغا جان نے خودکشی کر لی۔ آج کی تازہ خبر! نواب آغا جان نے خودکشی کر لی۔ آج کی تازہ خبر۔ آج کی تازہ خبر!

ایک آواز : ابے کیا بکتا ہے۔

ہاکر : بکتا نہیں ہوں وکیل صاحب بالکل سچی خبر ہے۔

آواز : لا ذرا اخبار تو دے!

ہاکر : یہ لیجئے! (ہاکر کی دور ہوتی ہوئی آواز) ـــ آج کی تازہ خبر: نواب آغا جان نے خودکشی کر لی۔ آج کی تازہ خبر!

آواز : (اخبار پڑھتے ہوئے) سابق ریاست حسین گنج کے نواب آغا جان نے خودکشی کر لی۔ نواب آغا جان نے کشمیر کی ایک سیرگاہ کے ڈاک بنگلے میں خودکشی کر لی۔ نواب آغا جان برف باری کا لطف اٹھانے کی غرض سے ڈاک بنگلے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ پولیس کو نواب آغا جان کے ہاتھ کی لکھی یہ تحریر ملی ہے کہ وہ خود اپنی زندگی کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ ان کی موت کا کوئی اور ذمہ دار نہیں ہے۔

دوسری آواز : وکیل صاحب! یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ نواب آغا جان اور خودکشی۔

وکیل : ہاں تحصیلدار صاحب! یہ تو انہونی ہوئی ہے۔ نواب آغا جان تو بے حد خوش باش، ہنس مکھ اور زندہ دل انسان تھے شکار اور تفریح گاہوں کے بڑے رسیا تھے۔

تحصیلدار : ساری زندگی انہیں پہاڑوں اور وادیوں سے والہانہ عشق رہا۔

وکیل : حسن گنج اور ہم حسن گنج والوں سے انہیں بڑا پیار تھا۔ سب کے دکھ سکھ میں شریک رہتے تھے عزیزوں کی آنکھ میں آنسو ان سے کبھی نہ دیکھے گئے۔

تحصیلدار : ایسے کھلے ہاتھ کے نواب اب کہاں ملیں گے کس قدر شریف اور نیک سیرت تھے۔

وکیل : نا جانے یہ خبر سن کر ان کے بیٹے اور بیگم بہو پر کیا گزرے گی۔

تحصیلدار : خدا انہیں یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت عطا کرے آمین

ـــــــ ٥ ٥ ٥ ـــــــ

بہو بیگم : (روتے ہوئے) صاحب یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ میاں جان تو زندگی سے ٹوٹ کر پیار کرنے والوں میں سے تھے۔

آغا جان کا بیٹا : (روتے ہوئے) مجھے بھی یقین نہیں آتا کہ میاں جان نے خودکشی کر لی ان کی زندگی میں تو کوئی دکھ بھی نہیں۔

بہو بیگم : (روتے ہوئے) کس قدر خوش تھے وہ جاتے ہوئے برسوں بعد کشمیر جانے اور برف باری دیکھنے کا کتنا شوق تھا انہیں بالکل بچوں کی طرح۔

آغا جان کا بیٹا : کاش ہم ان کے ساتھ چلے جاتے (روتا ہے) میاں جان ہم آپ کے بغیر نہیں رہ سکیں گے میاں جان! آپ ہمیں کیوں چھوڑ کر چلے گئے۔ میاں جان ہائے میرے میاں جان۔

(بہو بیگم اور آغا جان کا بیٹا پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں اور سب کی آواز کے ساتھ منظر بدلتا ہے)

ـــــــ (موسیقی) ـــــــ

نواب : کیا نام ہے تمہارا؟

رحیمہ : رحیمہ!

نواب : یہیں کے رہنے والے ہو؟

رحیمہ: جی ہاں!
نواب: سامان سب رکھ دیا؟
رحیمہ: جی ہاں صاحب کوئی حکم
نواب: ذرا اچھی سی چائے بنا کر لاؤ
رحیمہ: قہوہ بنا دوں؟
نواب: نہیں، ہمیں چائے پسند ہے، چائے لے آؤ۔ اور ذرا یہ کھڑکیوں کے پردے بھی ہٹا دو، وہ دور این بھی ہمیں دے دو۔
رحیمہ: جی صاحب
نواب: کتنا کچھ بدل گیا ہے سوائے چنار کے ان بوڑھے پیڑوں کے اور ہاں نیچے کی آبادی میں اترتی ہوئی یہ ڈھلانیں ویسی ہی ہیں۔ مکان زیادہ ہو گئے ہیں، سرکاری ڈاک بنگلے ہوٹل اور دکانیں زیادہ دور تک پھیل گئی ہیں صورتیں ویسی ہی۔ حسن، کوہ قاف کی پریوں کی طرح سرخ چمکتے ہوئے رخسار، بونسے موسم کی طرح ہنستے ہوئے بادل! بہار کشمیر
رحیمہ: صاحب آغا
نواب: ارے واہ کانگڑی لائے ہو۔
رحیمہ: جی صاحب! یہ نہ ہو تو ہم کشمیری لوگ جاڑا سہہ نہیں سکتے۔ یہ بڑی غریب پرور ہے صاحب۔
نواب: جانتا ہوں مجھے بھی بڑی اچھی لگتی ہے گرم ہونا۔
رحیمہ: خوب گرم ہے صاحب کمبل پیروں پر ڈال لیجئے اور اس کے اندر رکھ لیجئے۔
نواب: جانتا ہوں جانتا ہوں۔ تم یہاں کب سے ہو؟
رحیمہ: بچپن سے۔
نواب: پہلے شاید یہاں ایک پرانا ڈاک بنگلہ تھا کسی حاجی کا بنایا ہوا۔
رحیمہ: ہاں صاحب یہ اسی کی جگہ سرکاری ڈاک بنگلہ بنا ہے۔
نواب: اس کے داہنی طرف وہ جو چنار کا بڑا پیڑ کھڑا ہے وہاں شاید پرانے ڈاک بنگلے میں کام کرنے والے نوکر رہتے تھے۔
رحیمہ: ہاں صاحب! ہم اب نوکر لوگ اُدھر.... وہ سامنے بنے ہوئے مکانوں میں رہتے ہیں۔

نواب: شادی کی
رحیمہ: نہیں صاحب
نواب: کیوں؟
رحیمہ: ادھر کوئی رہنے کا انتظام نہیں ہے۔
نواب: کیوں؟ ڈاک بنگلے کے ساتھ تمہارے رہنے کا انتظام تو ہے۔
رحیمہ: ہے صاحب پر ادھر ہم اپنی بیوی کو نہیں رکھےگا۔
نواب: کیوں؟
رحیمہ: اُدھر ہر طرف کا صاحب لوگ آتا ہے ہمیں اچھا نہیں لگتا۔

نواب: پھر شادی نہیں کرے گا۔
رحیمہ: کرے گا صاحب! جب کرے گا تو پھر صاحب گیری چھوڑ دے گا۔
نواب: کیا صاحب گیری اچھی نہیں لگتی۔
رحیمہ: کیا اچھا لگے گا صاحب مجبوری ہے غریبی ہے صاحب! آپ ادھر پہلے بھی آیا تھا۔
نواب: ہاں آیا تھا ۲۵-۲۶ برس پہلے تب یہ جگہ بڑی پُرسکون خالی۔ خالی اور بے حد حسین تھی۔
رحیمہ: صاحب آپ اکیلا آئے تھے۔
نواب: ہاں۔ مگر تم نے یہ کیوں پوچھا؟
رحیمہ: ویسے ہی ادھر صاحب لوگ میم صاحب کے ساتھ یا پھر لڑکی کے ساتھ آتا ہے۔
نواب: ہم ہمیشہ پہاڑوں پر اکیلے ہی جاتے ہیں ہمیں پہاڑی حسن سے پیار ہے۔ یہاں برف کب پڑی تھی؟
رحیمہ: ابھی نہیں پڑی۔ پڑنی چاہئے شاید رات ہی میں پڑنے لگے۔
نواب: ہمیں برف باری کا منظر بے حد پیارا لگتا ہے اگر رات میں برف پڑی تو ہم باہر گھومنے نکل جائیں گے۔ آج تو چاند بھی زیادہ روشن ہے۔
رحیمہ: یہاں سردی ہے صاحب آپ باہر نا نکلیں۔
نواب: ہم کافی گرم کپڑے ساتھ لائے ہیں تم فکر نہ کرو۔
رحیمہ: صاحب یہاں پر تو برف عذاب ہے عذاب۔ چھ مہینے تو ادھر سب کچھ مرا رہتا ہے۔ باہر کا ٹورسٹ بہت کم ہو جاتا ہے۔
نواب: اسی لیے تو ہم اس سیزن میں آئے ہیں لوگوں کی بھیڑ نہیں ہے۔
رحیمہ: آپ پہلے بھی اس موسم میں آیا تھا؟
نواب: ہاں مگر اس بار ہم یہاں کی پت جھڑ دیکھنے آئے تھے۔
رحیمہ: ادھر تو لوگ گرمی اور سردی میں گل مرگ دیکھنے آتے تھے۔
نواب: رحیمہ! کشمیر کی پت جھڑ بڑی خوبصورت ہوتی ہے موسم بہار سے بھی زیادہ حسین اُس بار جب ہم آئے تھے اور یہیں حاجی کے ڈاک بنگلے میں ٹھہرے تھے تو ایک عجیب بات ہوئی تھی۔
رحیمہ: کیا بات ہوئی تھی صاحب؟
نواب: اس سال پت جھڑ کا موسم آنے پر بھی پیڑوں کے بدن پتوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ نہ چنار کے پتے سرخ ہو کر زمین پر ٹوٹ کر گر رہے تھے اور نہ ہی ننگے پیڑوں کی شاخوں پر پرندوں نے پت جھڑ کے نوحے گائے تھے پت جھڑ کے روٹھ جانے کو یہاں کے لوگوں نے اپنے لیے عذاب تصور کیا تھا اور مسجدوں میں گناہوں کو معاف کرنے کے لیے خدا کے بندوں نے دعائیں مانگی تھیں اور پھر ایک صبح ہم سب نے دیکھا کہ وادی کے سب ہی پیڑ ننگے ہو گئے تھے اور نئے موسم کے منتظر پرندوں نے شاخ شاخ بیٹھ کر پت جھڑ کے نوحے گائے تھے اور تب چنار کی شاخوں سے ٹوٹ کر گرنے والے پتوں میں سے ایک سرخ پتہ ڈاک بنگلے کی کھڑکی سے میری گود میں آن گرا تھا مجھے اس سرخ پتے کے شاخ سے ٹوٹ کر گرنے کا کس قدر انتظار تھا۔
رحیمہ: صاحب ہمارے لیے تو چنار کے پتے آگ کا کام کرتے ہیں ان درختوں سے پتے نہ گریں تو کانگڑی میں آگ کیسے دہکے صاحب!
نواب: جانتا ہوں۔
رحیمہ: صاحب اس بار برف دیکھی تھی آپ نے۔
نواب: نہیں۔ اس سال ہم پت جھڑ کا موسم دیکھ کر ہی لوٹ گئے تھے ہم نے پھر اس سے خوبصورت پت جھڑ کبھی نہیں دیکھی اس بار ہم چنار، ناشپاتی اور خوبانی کے ننگے پیڑوں پر روئی کے گالوں کی طرح گری ہوئی برف کو دیکھنا چاہتے ہیں مکانوں، دکانوں اور ہوٹلوں کی چھتوں پر جم جانے والی برف اور پھر موٹے جھالر والی بن کر کھڑکیوں اور دروازوں پر لٹکی ہوئی برف ہمیں تو پاگل بنا دے گی۔
رحیمہ: صاحب ذرا باہر دیکھیے۔
نواب: ارے رحیمہ! یہ تو برف گرنے لگی۔
رحیمہ: موسم کی پہلی برف مبارک ہو۔
نواب: تمہیں بھی! لاؤ ہمارا اوورکوٹ جوتے موزے اور مفلر اور کیپ بھی۔
رحیمہ: آپ باہر جائیں گے۔
نواب: ہاں ذرا چھو کر تو دیکھیں موسم کی اس پہلی برف کے کنوارا پن کو۔ تم ہمارے لیے کھانا تیار کرو ہم ذرا گھوم کر آتے ہیں یہ لو اپنی کانگڑی۔
رحیمہ: اچھا صاحب۔
(نواب کے جانے کی آواز اور دروازہ کھول کر باہر نکلنے کی آواز)
رحیمہ: (خود سے باتیں کرتے ہوئے) عجیب ہے یہ صاحب بھی۔ اس صاحب کی باتیں اس صاحب سے کچھ ملتی جلتی ہیں یہ وہی تو نہیں۔ نہیں یہ وہ نہیں ہے شاید میں

غلط سوچ رہا ہوں ۲۵-۲۶ برس پہلے حاجی والا ڈاک بنگلہ پت جھڑ کا دیر سے آنے والا موسم بار بار باہر کے منظر کو دور ہی سے دیکھنا، چائے پینے کی عادت اور اکیلا ٹورسٹ شاید یہ وہی ہے مگر وہ یہاں دوبارہ کیوں آئے گا یہ وہ نہیں ہے۔ ارے میں بھی کیا سوچنے لگا، یہ بھی کوئی وقت ہے زخموں کی گنتی کا، صاحب آتے ہوں گے کھانا تیار کرکے رکھوں چلوں کھانا بناؤں۔

(منظر کی تبدیلی)

نواب : رحیمہ! اے رحیمہ

رحیمہ : (دور سے) آیا صاحب آیا (قریب سے) (ہنستے ہوئے) آپ باہر ہو آئے صاحب آپ تو ساری برف کمرے کے اندر لے آئے۔

نواب : (خوشی سے) ہاں! بہت مزہ آیا، آج ہی تمہارے کشمیر میں قدم رکھا اور آج ہی مہربان موسم نے ہاتھوں کو برف کی سوغات سے بھر دیا۔

رحیمہ : لائیے اوورکوٹ وغیرہ اتار دیجیے کمبل اوڑھ لیجیے اور اس کے اندر یہ کانگڑی رکھ لیجیے گرم ہو جائیں گے میں بخاری بھی تیار کرتا ہوں۔

نواب : پہلے ذرا یہ ہاتھ برف کے کنوارے پن سے کھیل لیں۔

رحیمہ : صاحب اس طرح برف سے تو ہمارے یہاں بچے کھیلتے ہیں۔

نواب : ارے ہم کیا بچوں سے کم ہیں (دونوں ہنستے ہیں)

رحیمہ : صاحب! کھانا لگاؤں؟

نواب : ہاں، مگر پہلے ہمارے بیگ میں سے بوتل نکالو۔

رحیمہ : بوتل

نواب : ہاں اس طرح تعجب سے کیوں دیکھتے ہو؟

رحیمہ : ہم کو لگا تھا آپ پینے والا صاحب نہیں ہے۔

نواب : ہم واقعی نہیں پیتے تھے مگر جب سے —

رحیمہ : کب سے؟

نواب : جب سے ہماری بیگم کا انتقال ہوا ہے۔

رحیمہ : بیگم کا انتقال کب ہوا تھا، کیا ہوا تھا انہیں؟

نواب : کئی برس ہوئے۔ سردی کی رات میں وہ اپنے بستر کے قریب ہیٹر لگا کر سو رہی تھی، ہیٹر فیوز ہوا اور اس کی چنگاری اڑ کر ان کے لحاف پر گری وہ بے خبر سو رہی تھی آگ میں جل کر خاک ہو گئی۔

رحیمہ : انا للہ! افسوس صاحب یہ تو بڑی دردناک موت ہوئی۔

نواب : ہاں بیگم کے مرنے کے بعد ہم اکیلے رہ گئے اور تب ہی سے غم غلط کرنے کے لیے ہم نے ہوٹل کا سہارا لیا، پہاڑوں کی سیرگاہوں میں بھٹکتے پھرے دولت جائداد سب کچھ ہے مگر اکیلا پن سائے کی طرح ساتھ چل رہا ہے۔ جب اپنے شہر کی آبادی سے جی اوبنے لگتا ہے تو پہاڑوں کے دامن میں پناہ لینے نکل پڑتے ہیں — (شراب انڈیلتا ہے)

رحیمہ! پہاڑوں پر دن تو گھومتے پھرنے میں گزر جاتا ہے مگر رات بستر پر کانٹے اگا دیتی ہے۔

رحیمہ : اچھا صاحب! باہر برف گر رہی ہے اور چاندنی بھی ہے آپ کو تو یہ سب پسند ہے۔

نواب : ہاں سب کچھ بہت اچھا لگتا ہے رحیمہ — مگر
ٹھنڈے موسم کا بدن آگ کا دریا مانگے
اور میں چاروں طرف برف کا صحرا دیکھوں

رحیمہ ایک بات کہوں۔

رحیمہ : کہئے صاحب

نواب : لیکن میں ڈرتا ہوں کہیں تو بُرا نہ مان جائے؟ (شراب انڈیلتا ہے)

رحیمہ : کہئے صاحب آپ کی ہر خدمت کرے گا۔

نواب : اب چھوڑو معلوم نہیں تو کیا سمجھے؟

رحیمہ : صاحب آپ حکم تو دو ہم کر سکا تو ضرور کرے گا۔

نواب : وہ جو داہنی طرف چنار کا پرانا پیڑ کھڑا ہے اس کے پاس جو نوکروں کے بنگلے ہیں وہاں سے ...

رحیمہ : وہاں سے کیا لاؤں صاحب؟

نواب : لڑکی۔

رحیمہ : صاحب یہ آپ کیسی بات کرتا ہے ہم یہ کام نہیں کرتا۔

نواب : ہم کب کہہ رہے ہیں تم یہ کام کرتے ہو۔ ہم تو صرف تم سے مدد مانگ رہے ہیں۔ تم چاہو تو ہم اپنے زخموں کو بھول سکتے ہیں یہ بات تمہیں اپنا دوست اپنا عزیز سمجھ کر کہہ رہے ہیں۔ ہمیں سمجھنے کی کوشش کرو تم ہماری مدد کرو گے تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔

رحیمہ : صاحب یہ دلالی ہے! یہ گندہ کام ہے۔ ہم عزت والا ہے ہم یہ ذلیل پیشہ نہیں کرتے۔ صاحب ہمیں ذلیل نا کیجئے۔

نواب : رحیمہ تو واقعی باعزت اور شریف ہے تب ہی تو تجھ پر اعتماد اور بھروسہ کرکے ہم اپنے دل کی بات کہہ دی۔ یقین کرو ہم بدکردار نہیں ہیں۔ ہمیں بستر پر لٹانے کے لیے ساتھ بٹھانے کے لیے خوبصورت لڑکی کی ضرورت ہے صرف اس سے بات کریں گے۔ یہ لو پرس جتنے نوٹ چاہو اس میں سے نکال لو۔

رحیمہ : صاحب ہم یہ نہیں کرتا ہمیں معاف کر دیجئے ہمیں ذلیل نہ کیجئے۔ ہم جا رہا ہے۔ ہم جا رہا ہے۔
(رحیمہ کے جانے اور زور سے دروازہ بند کرنے کی آواز)

(منظر کی تبدیلی)

رحیمہ : میرا دل کہتا ہے یہ وہی صاحب ہے۔ شراب دلالی اور لڑکی صرف دیکھنے اور باتیں کرنے کی بات، یہ وہی ہے — نہیں... شاید یہ وہ نہیں ہے۔ ایک جیسی عادت کے کئی لوگ ہو سکتے ہیں۔ یہ واقعی رحم کے قابل ہے۔ معلوم ہوتا ہے بیچارہ اکیلا۔ کس قدر منتیں، سماجت کر رہا تھا میری۔ ہزاروں روپے کا پرس سامنے ڈال دیا۔ زندگی کے دکھوں کو دور کرنے اور پل بھر میں خالی مٹھی کو نوٹوں سے بھر لینے کا کتنا آسان طریقہ ہے لڑکی کی دلالی... یہ میں کیا سوچنے لگا نہیں چلو گناہ کل میرے خون میں بھی شامل ہونا چاہتا ہے۔ نہیں نہیں۔ میرا دل کہتا ہے یہ وہی ہے گندہ ذلیل اور کمینہ! کل جس کی یاد آتے ہی میرا خون کھولنے لگتا ہے، میری مٹھیاں غصے میں بھینچنے لگتی ہیں اور میری انگلیوں میں چاقو کی تیز دھار کانپنے لگتی ہے۔ یہ وقت ہے جو آج کے روپ میں مجھے مل رہا ہے۔ کیوں نا اس گندے اور ذلیل کو ہمیشہ کے لیے اس مٹی میں دفن کردوں۔ میرا چاقو کہاں ہے۔ میرا چاقو کہاں ہے۔

(منظر کی تبدیلی)

(آہستہ۔ آہستہ۔ قدموں کے بڑھنے کی آواز)

نواب : رحیمہ! تم آگئے۔ ہمیں یقین تھا تم ضرور آؤ گے۔

رحیمہ : ہاں صاحب ہمیں واپس آنا پڑا۔

نواب : ہمیں خوشی ہے کہ تم نے ہماری بات رکھ لی۔

رحیمہ : اور میں بھی خوش ہوں کہ ایک ذلیل اور گندہ کل کی کہانی کا ایک کھویا ہوا کردار مجھے مل گیا۔

نواب : یہ تم کیا کر رہے ہم سمجھے نہیں۔

رحیمہ : نواب ہاشم خاں اب تم اپنی اصلیت کو نہیں چھپا سکتے۔

نواب : نواب ہاشم خاں نہیں ہیں ہم نواب آغا جان ہیں تمہیں کچھ دھوکا ہو رہا ہے۔ یہ تم اتنے خوفناک کیوں ہو رہے ہو؟

رحیمہ : کیا تم آج سے ۲۶-۲۵ برس پہلے حاجی کے ڈاک بنگلے میں نواب ہاشم خاں بن کر نہیں آئے تھے۔

نواب : نہیں بالکل نہیں۔ ہم ضرور آئے تھے اور تب بھی ہم نواب آغا جان ہی تھے۔

رحیمہ : حاجی کے ڈاک بنگلے کے سامنے والی کچی کوٹھری میں رہنے والی رضیہ اور ڈاک بنگلے کی چوکیداری کرنے والا اس کا شوہر غفران تو تمہیں یاد ہوگا۔

نواب : کون رضیہ؟ کون غفران، ہم نہیں جانتے! اس وقت حاجی کے ڈاک بنگلے میں کوئی چوکیدار نہیں تھا۔

رحیمہ : نواب آغا جان! اتنا سفید جھوٹ بول کر تم اپنے ذلیل اور گندہ کل پر پردہ نہیں ڈال سکتے۔

نواب : یقین کرو تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ہم بدچلن نہیں ہیں۔ ہم نے کبھی زندگی میں کوئی گناہ نہیں کیا۔ ہم ریاست حسن گنج کے باعزت نواب ہیں۔ ساری دنیا ہمیں جھک کر سلام کرتی ہے۔

رحیمہ : دن کے اجالے میں سفید پوش رہنے والے تم جیسے نواب رات کے اندھیرے میں اپنی عیاشیوں کو تہ خانہ میں دفن کر دیتے ہیں۔ اپنی عیاشیوں اور بدچلنیوں کو نیک نامی کا رنگ دینا تمہیں خوب آتا ہے۔

نواب : رحیمہ! تم حد سے بڑھ رہے ہو اپنی حیثیت

اور اوقات پر رہو ورنہ تم اس کا خمیازہ بھگت سکتے ہو۔

رحیمہ : (گرج کر) اگر اپنے بچاؤ کے لیے کوئی بھی چیز ہاتھ میں اٹھانے کی کوشش کی تو چاقو سینے میں ہوگا۔

نواب : تم مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو۔ مجھ پر جھوٹا الزام لگاکر مجھے لوٹنا چاہتے ہو۔ تمہیں شاید پیسہ چاہئے۔ پرس لے لو اس میں دس ہزار روپے ہیں۔ مجھے لڑکی نہیں چاہئے۔ میں اپنا مطالبہ واپس لیتا ہوں معاف کردو میرے پاس جو کچھ ہے سب لے جاؤ۔

رحیمہ : آج سودا اس طرح نہیں ہوگا۔ آج کی بازی میں تمہیں وہ چیز ہارنی ہوگی جسے تم دس ہزار روپے کے عوض بچانا چاہتے ہو۔

نواب : تم کیا چاہتے ہو؟

رحیمہ : تمہاری زندگی اور اپنے ذلیل اور گندے کل کی بے چیخ موت۔

نواب : تم بکواس کر رہے لگتا ہے تم پاگل ہوگئے ہو ہمیں ہمارا قصور تو بتاؤ۔

رحیمہ : ہاں میں پاگل ہو رہا ہوں قصور نہیں گھناؤنا اور شرمناک جرم کہو اور تمہیں اس جرم کا اقبال کرنا ہوگا۔

نواب : تم زبردستی مجھے مجرم بنا رہے ہو۔ میرے دامن پر کسی گناہ کا دھبہ نہیں۔

(نواب بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔)

رحیمہ : بھاگنے کی کوشش کی تو ایک ہی وار میں کام تمام کردوں گا۔ تم اقبال کرو کہ تم آج سے ۲۶-۲۵ برس پہلے نواب ہاشم خاں کے نام سے حاجی کے ڈاک بنگلے میں ٹھہرے تھے کہو 'ہاں' ورنہ.....

نواب : ہاں یہ سچ ہے۔

رحیمہ : بس پت جھڑ کا موسم تھا وہی پت جھڑ جس کی کہانی تم نے سنائی تھی۔ میری ہی طرح ڈاک بنگلے کے چوکیدار غفران نے تمہیں خوش آمدید کہا تھا۔ تم نے بیوی کے مرنے کی ایسی ہی کہانی اسے بھی سنائی تھی اور اپنی تنہائی اور اکیلے پن کا واسطہ دے کر تم نے انسانی ہمدردی کے نام پر غفران سے کہا تھا کہ وہ تمہیں بستر پر لٹانے کے لیے نہیں، ساتھ بٹھانے اور باتیں کرنے کے لیے کوئی خوبصورت لڑکی لاکر دے۔ تم نے اسے اور لڑکی کو ڈھیر سارے روپے دینے کا لالچ دیا تھا اور اس طرح تم نے منتوں سماجتوں کا ڈرامہ کرکے ایک تہجد گزار باپ کے ایک غریب اور ایماندار بیٹے کو ایک ہی رات میں دلال بنا دیا تھا وہ تین راتوں تک تمہارے لیے لڑکی لاتا تھا اور تم پو پھٹنے سے پہلے ہی اس کے اور لڑکی کے ہاتھ پر ڈھیر سارے روپے رکھ کر کہتے تھے — لڑکی سے پوچھ لو — میں صرف دیکھتا رہا ہوں اور کچھ نہیں کیا۔ لڑکی ڈھیر سارے روپے مٹھی میں دباکر ہنستی اور وہاں کہہ کر پو پھٹنے سے پہلے وادی میں بنے کسی کچے اور بوسیدہ مکان میں غائب ہو جاتی تھی۔ کہو یہ جھوٹ ہے۔

نواب : ہم نے ایسا نہیں کیا۔ یہ غلط ہے وہ ہم نہیں تھے۔

رحیمہ : آغا جان! میرے چاقو کی دھار بہت تیز ہے۔

کہو کہ وہ تم تھے نہیں تو.....

نواب : ہاں وہ ہم ہی تھے۔

رحیمہ : پھر صبح کی پہلی دوسری اور تیسری لڑکی کی جوانی تمہاری پاک بازی کا قصیدہ سن کر غفران تمہیں دیوتا سمجھنے لگا کہ تم واقعی شریف آدمی ہو اور تمہارا مقصد لڑکی کو بلاکر بستر گرم کرنا نہیں ہے تمہارے ہاتھ سے غفران نے تین دن میں اتنا کمالیا تھا جتنا اس نے ڈاک بنگلے کی برسوں چوکیداری میں نہیں کمایا تھا وہ اسے بخشش سمجھتا رہا اور ایک دریادل آدمی کی غریب پروری اور تب ہی غفران کے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ تمہارے ہاتھ پو پھٹنے سے پہلے دو ہاتھوں میں بٹنے والا روپیہ ایک ہی کیوں نہ رہ جائے۔ تیسری لڑکی جب رات بسر کرکے ڈاک بنگلے سے جا رہی تھی تو کوٹھری کی کھڑکی سے رضیہ نے اس لڑکی کو جاتے اور تمہارے ہاتھوں سے اسے اور غفران کو روپیہ دیتے ہوئے دیکھ لیا تھا غفران اس لڑکی کو نیچے وادی میں چھوڑ کر جب گھر لوٹا تو رضیہ نے اسے موٹی موٹی گالیاں دی تھیں۔

(فلیش بیک)

رضیہ : حرامزادہ! وہ لڑکی کون تھی جو نواب کے کمرے سے باہر نکلی تھی اور یہ نوٹ تیری جیب میں کیسے آئے؟

غفران : اے میری جان! تو خواہ مخواہ غصہ کر رہی ہے صبح صبح کیوں میری اور اپنی زبان گندی کرتی ہے ذرا ان سیب جیسے گالوں کی ایک ....

رضیہ : چل ہٹ بڑا آیا محبت جتانے والا۔ میں تین راتوں سے دیکھ رہی ہوں۔ تو اندھیرے میں اٹھ کر باہر جاتا ہے پھر آتا ہے اور کروٹیں بدلتا رہتا ہے پو پھٹنے سے پہلے جاتا ہے اور پھر آکے میرے پہلو میں سو جاتا ہے! کمینہ کہیں کا۔

غفران : تو غصہ تھوک پوری بات بتاؤں۔

رضیہ : بتا کیا بات ہے؟

غفران : ارے یہ اپنا نواب بڑا دیوتا ہے اس کی بیوی مرگئی ہے۔ بیچارہ بڑا اکیلا پن محسوس کرتا ہے رات میں کسی لڑکی کو بلا لیتا ہے۔ بس اسے کچھ دیر دیکھتا ہے اور سو جاتا ہے اور صبح ہی بس ڈھیر سارے روپے دے کر رخصت کر دیتا ہے۔ بہت ہی شریف ہے۔

رضیہ : یہ بتا اس کے لیے لڑکی کون لاتا ہے؟

غفران : ارے کوئی لاتا ہوگا۔ ہمیں کیا لینا دینا۔ راز چھپانے کے لیے وہ مجھے ہر صبح بخشش دیتا ہے۔ دیکھ تین دن میں اتنے روپے ہوگئے جتنے میں نے ساری زندگی میں نہیں کمائے اس بار وہ مصیبت جیسا برف کا موسم آرام سے کٹے گا تیرے لیے اونی فرن کمبل لحاف بناؤں گا میری جان اس بار تیرے میرے پیروں میں برف کے کانٹے نہیں چبھیں گے۔

رضیہ : مجھے مت سنا یہ باتیں کمینے تو دلالی بھی کرنے لگا تجھے شرم بھی نہیں تو کس باپ کا بیٹا ہے۔

غفران : ارے تو تو خواہ مخواہ غصہ کر رہی ہے سچ رضو اگر تو گالیاں دینا بند کر دے تو اس پوری وادی پر تیری جوڑ کی کوئی دوسری عورت نہیں۔ یاد ہے تجھے پانے کے لیے میں نے کیسے کیسے پاپڑ بیلے ہیں۔

رضیہ : بیلے ہوں گے۔ مجھے لگتا ہے اب تو میری بھی دلالی کرے گا۔

غفران : دیکھ رضو! وہ شریف آدمی ہے یقین کر وہ کچھ نہیں کرتا۔ میں تیری دلالی نہیں کروں گا اور دیکھ رضو اگر تو وہاں جائے بھی تو اس میں کیا حرج ہے کچھ بگڑے گا نہیں سارا روپیہ بھی ہمیں ہی ملے گا جو کہہ رہا تھا دس دن اور رہے گا، ذرا سوچ تو دس دن میں روپیوں سے وہ صندوق بھر جائے گا۔ بیاہ کے دن سے آج تک خالی پڑا ہے۔

رضیہ : (روتے ہوئے) اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو ایک دن میرے جسم کا سودا کرے گا تو میں کبھی تیرے پیار کے جال میں نہ پھنستی۔ مجھ سے بات مت کر تو ذلیل ہے مجھے بھی ذلیل بنا دینا چاہتا ہے۔ مجھے نہیں چاہئے روپیہ تو روپیہ لعنت ایسی کمائی پر۔ تو ڈر موسم کے عذاب سے۔

غفران : میری جان! غصہ مت کر سوچ لے آرام سے سوچ لے۔ میں بازار سے نواب صاحب کے لیے مرغا لے کر آتا ہوں۔

(منظر کی تبدیلی)

رضیہ : ارے اس طرح اوندھے منہ لیٹے کب تک پڑا رہے گا۔ کھانا تیار ہے جا نواب کو دے آ۔

غفران : میں نہیں جاتا۔ میں اس شریف کو کیا منہ دکھاؤنگا وہ پوچھے گا تو میں کیا جواب دوں گا۔

رضیہ : ارے کھانا تو لے جا۔

غفران : تو کیا تو ..... ؟

رضیہ : پہلے کھانا کھلا کے آ

غفران : جاتا ہوں جاتا ہوں تو تیار رہے نا

رضیہ : ارے جا نا پھر بات کرنا

(منظر کی تبدیلی)

رضیہ : نواب صاحب نے کھانا کھا لیا۔

غفران : نہیں۔ کہہ رہے تھے ابھی بھوک نہیں ہے۔ کھالیں گے۔

رضیہ : اتنی رات ہو گئی۔ کب کھانا کھائیں گے۔

غفران : اتنا ہی خیال ہے تو جا کے کھلا دے۔

رضیہ : کھلا دوں گی۔ مگر میری بھی ایک شرط سن لے۔

غفران : بول کیا شرط ہے۔

رضیہ : اگر اس نواب کے بچے نے مجھے ہاتھ لگایا یا کچھ کیا تو سمجھ لے میں تیرے لیے مر گئی۔ میں پھر لوٹ کر تیرے پاس نہیں آؤں گی۔

غفران : رضو تو سمجھتی کیوں نہیں۔ کچھ نہیں ہوگا۔ مجھے تیری شرط منظور ہے۔

رضیہ : لیکن یہ بھی سن لے اگر اس نے مجھے چھوا تو کلہاڑے سے اس کا بدن پھاڑ ڈالوں گی۔ چل مجھے چھوڑ آ لیکن وعدہ یاد رکھنا۔

غفران : چل مجھے وعدہ یاد ہے۔

(فلیش بیک ختم)

رحیمہ : نواب آغا جان! اس رات تم اپنی چال میں کامیاب ہو گئے تھے۔ تم نے رضیہ کو کچھ دیر اپنے سامنے بٹھا کر اسے حسب معمول سونے کے لیے دوسرے کمرے میں بھیج دیا تھا تم نے کھڑکی سے اندر آتی ہوئی چاندنی میں وسکی کی آدھی بوتل ختم کی تھی اور پھر تم نے رضیہ پر پے در پے کئی وحشیانہ حملے کیے تھے کئی بار اس کی آبرو لوٹی تھی اسے ادھ موا چھوڑ کر تم ڈاک بنگلے کے باہر کھڑے گھوڑے پر سوار ہو کر پو پھٹنے سے پہلے ہی فرار ہو گئے تھے اور غفران نے نیند سے ہڑ بڑا کر پو پھٹنے سے پہلے ڈاک بنگلے کا دروازہ کھولا تھا تو اس نے دیکھا تھا رضیہ کھلی ہوئی لپی ہوئی برہنہ حالت میں بے سدھ فرش پر پڑی تھی۔ غفران نے تمہیں نیچے وادی میں گھوڑا دوڑاتے اور فرار ہوتے دیکھا تھا وہ بے تحاشہ تم سے انتقام لینے کے لیے ڈاک بنگلے کی ڈھلانوں سے کودتا پھاندتا ایک کھڈ میں جا گرا تھا اور کچھ ہی دیر میں غفران کے اندر جاگے ہوئے عزت مند شوہر نے دم توڑ دیا تھا۔ کہو نواب آغا جان یہ سب جھوٹ ہے؟

نواب : نہیں۔ یہ سب سچ ہے۔

رحیمہ : جانتے ہو اس کے بعد کیا ہوا تھا؟

نواب : نہیں۔ میں تو اپنی ریاست حسین گنج آیا تھا۔

رحیمہ : تم نے اس رات رضیہ کی آبرو لوٹتے ہوئے کہا تھا کہ تم نے ڈاک بنگلے میں قدم رکھتے ہی جب دوربین سے وادی کے ہر منظر کا جائزہ لیا تھا تو تم نے کوٹھری کی کھڑکی میں کھڑی رضیہ کو دیکھا تھا اور تبھی تم نے یہ طے کر لیا تھا کہ تم رضیہ کے جسم سے کھیل کر رہو گے۔ تم نے تین راتوں تک اپنی پاک بازی کا ڈرامہ صرف اس لیے کھیلا تھا کہ تم غفران کی غربت اور ایمانداری کو روپے کا لالچ اور اپنے بھولے پن کی چمک دکھا کر اپنی عیاشیوں کا خواب پورا کر سکو۔ تمہیں پہاڑوں، وادیوں، پت جھڑ اور برف باری سے کوئی دلچسپی نہیں۔ تم صرف اپنی دولت اور اپنی چالاکیوں کے بل پر غریب معصوم دوشیزاؤں کی عصمتوں کا سودا کرتے رہے ہو۔

نواب : لیکن یہ سب تمہیں کیسے معلوم ہوا؟

رحیمہ : بتاتا ہوں۔ غفران کی موت کے بعد رضیہ اپنے جسم پر تمہاری عیاشیوں کے زخم لیے اپنی کوٹھری میں پہنچی اس نے ان نوٹوں کو کانگڑی میں رکھ کر کوئلہ بنا دیا تھا جو تم نے غفران کو دیئے تھے۔ رضیہ ڈاک بنگلے کی وہ کوٹھری چھوڑ کر ایک اجنبی گاؤں میں چلی آئی اور مزدوری کرنے لگی۔ نو ماہ بعد دھان کے کھیتوں پر اس نے ایک بچے کو جنم دیا۔ بیس برس تک وہ مزدوری کر کے اس بچے کو پالتی رہی اور ایک رات جب وہ کینسر کے موذی مرض کے ہاتھوں آخری سانس لے رہی تھی۔ تب اس نے اپنے جوان بیٹے کا گرم ہاتھ اپنے ڈوبتے ہوئے سینے پر رکھ کر وہ سب کچھ سنایا جو بیس برس پہلے حاجی کے ڈاک بنگلے میں اس کے ساتھ بیتا تھا۔

نواب : وہ لڑکا کہاں ہے؟

رحیمہ : وہ لڑکا جس نے تمہارے بدچلن کردار کی کوکھ سے جنم لیا تھا۔ تمہارے سامنے کھڑا ہے۔

نواب : تم رحیمہ؟

رحیمہ : ہاں میں۔ تمہاری اس رات کی ہوسناکی کا نتیجہ۔ ماں کو یقین تھا کہ تم ایک بار ضرور ان پہاڑوں کی طرف آؤ گے کیونکہ تمہیں پہاڑ کی غریب اور معصوم دوشیزاؤں کی عصمت دری کا چسکا پڑ چکا ہے۔ مجھے تمہارا انتظار تھا۔

نواب : (روتے ہوئے) مجھے معاف کر دو رحیمہ میں شرمندہ ہوں۔ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ میں تمہیں سینے سے لگانے کے لیے تیار ہوں۔ اپنی ساری جائداد تمہارے نام کر دوں گا مجھے معاف کر دو۔

رحیمہ : نواب آغا جان! اس رات کا قرض اس طرح نہیں چکایا جا سکتا تم میرے ناجائز باپ ہو میں تمہیں قتل نہیں کروں گا کیونکہ ماں نے مرتے وقت کہا تھا کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا۔ میں ماں سے کیے وعدہ کو توڑنا نہیں چاہتا کہ وہ مقدس اور پاکباز تھی۔ لیکن تمہیں زندہ رہنے کا حق بھی نہیں دوں گا میرے گندہ اور ذلیل کل کو بے جنج موت مارنا ہوگا۔

نواب : رحیمہ! مجھے معاف کر دو کاش مجھے موت آجاتی تم مجھے قتل کر دو۔

رحیمہ : نہیں تم قتل نہیں کیے جاؤ گے تمہیں اپنا قتل اپنے ہاتھوں سے کرنا ہوگا۔ اس کاغذ پر لکھو۔

نواب : (خوف بھری آواز سے) کیا لکھوں؟

رحیمہ : لکھو، میں اپنی زندگی کا خود خاتمہ کر رہا ہوں میری موت کا ذمہ دار کوئی دوسرا نہیں ہے۔

نواب : رحیمہ تم نے مجھے اس موڑ پر لا کر چھوڑ دیا ہے کہ اب میرے لیے زندہ رہنا بے معنی ہو گیا ہے میں دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہیں۔ نہ خدا کو نہ حسن گنج کو اور نہ اپنے بیٹے جاوید اور بہو بیگم کو۔

(آواز گونجتی ہے)

میں مرجانا چاہتا ہوں رحیمہ، میں مرجانا چاہتا ہوں، میں اپنی زندگی کا خاتمہ خود کر رہا ہوں اور میری موت کا ذمہ دار کوئی دوسرا نہیں ہے — نواب آغا جان

اپنے ہی ہاتھوں گلا گھونٹنے کی آواز — آ . . . آ....

آغ .... آ ....

ھاکر کی آواز : آج کی تازہ خبر۔ نواب آغا جان نے خودکشی کر لی۔

(رامپور سے نشر)

بدر شمسی بریلوی

زندگی کی دھوپ میں جوتے چٹانوں کی طرح — سیل غم میں بہہ گئے کچے مکانوں کی طرح

رات یادوں کے سفینے سوئے ماضی تھے رواں — کتنے چہرے کھل گئے تھے بادبانوں کی طرح

زندگی اکثر تجھے محسوس کرنے کے لیے — خود کو دہرانا پڑا ہے داستانوں کی طرح

اس کا آنچل اس کے گیسو اس کا غم اس کا خیال — زندگی کی دھوپ میں ہیں سائبانوں کی طرح

روز راتوں کو لہو دیتے ہیں تنہائی کے زخم — دل میں سناٹے بھی چیخے ہیں سناٹوں کی طرح

بدرؔ مجھ سے مانگتے ہیں میرا خون زندگی
میرے دل کے داغ پوشیدہ خزانوں کی طرح

(رامپور سے)

شوکیس کی گڑیا

خواجہ احمد

آج جب کہ آپ کو یہ کہانی سنا رہا ہوں۔ نہ ہی شوکیس باقی ہے، نہ ہی شوکیس کی گڑیا۔ اب تو صرف میں ہوں اور میری تنہائی! ۔۔۔۔۔۔

وہ ایک المناک سانحہ جو مجھ پر ہو گزرا، اس کی روداد کچھ اس طرح ہے۔

یوں ہوا کہ بہت بلندی سے، شاید ستاروں کے جہاں سے، نہیں! بلکہ عرشِ معلیٰ سے ایک پتھر میرے گھر میں رکھے شوکیس پر آ گرا۔ شوکیس کا خوبصورت شیشہ ایک دل دوز چیخ مار کر ریزہ ریزہ ہو کر سارے گھر میں یوں پھیل گیا کہ سب اہلِ خانہ لہولہان ہو گئے، اور شوکیس میں رکھی ہوئی میری گڑیا، اف! میری گڑیا! ۔۔۔ شدتِ غم سے میری زبان گنگ ہوئی جاتی ہے۔ مغلوب احساس کو کس نے زبان دی ہے جو میں دے سکوں گا۔ میں کیا بتاؤں کہ میری گڑیا کا کیا حشر ہوا! ۔۔۔۔۔

اب میری رہی سہی زندگی میری گڑیا کی یادوں کی بیساکھیوں کے سہارے اپنا سفر طے کر رہی ہے۔ یادوں کی بیساکھیوں کا سہارا بھی سفر کتنا طویل کر دیتا ہے۔

ان دنوں کی یاد آتی ہے جب میں نے اپنا گھر بسایا تھا۔ گھر بسنے کے بعد گھر میں کوئی گڑیا ہو تو گھر بھرا بھرا سا لگتا ہے۔ میں نے اور میری شریکِ حیات نے مل کر گھر کی دیوار میں ایک خوبصورت سا شوکیس گڑیا کے لئے بنا لیا۔ ان دنوں شہر میں "انٹرنیشنل ڈولس فیئر" لگا ہوا تھا۔ شوکیس کے لئے ہمیں ایک خوبصورت نازک سی گڑیا خریدنی تھی۔ ہم دونوں ڈولس فیئر میں پہنچے۔ ڈولس فیئر میں ایک ہجوم تھا کہ گڑیوں پر ٹوٹا پڑا جا رہا تھا۔ سب اپنی اپنی پسند کی گڑیاں خرید رہے تھے۔ کوئی سونے کی گڑیا تو کوئی چاندی کی گڑیا خرید رہا تھا، تو کوئی ریشم و کمخواب کی گڑیاں! ہم دونوں نے جو گڑیا پسند کی وہ نہ تو سونے چاندی کی تھی اور نہ ہی ریشم و کمخواب کی۔ وہ ایک عجیب سی گڑیا تھی۔ پتہ نہیں کس دھات کی بنی ہوئی تھی۔ ڈول سیلر بھی نہ بتا سکا۔ صرف اتنا کہ یہ ایک تاریخی گڑیا ہے اور جاپان کی راجکماری اس سے کھیلا کرتی تھی، سو تو وہ گڑیا ہم نے خرید لی۔ اس کے چہرے پر فرشتوں کی سی معصومیت تھی۔ عجیب سا تقدس تھا۔ بس یہی کیفیت ہمیں لبھا گئی تھی۔ ایک اجنبی نے ہمدردانہ لہجے میں مشورہ دیا۔ "ارے تم نے یہ کیا خرید لیا! اسے لوٹا دو مجھے گڑیوں کی پہچان ہے۔ یہ تو بہت نازک سی گڑیا ہے۔ معمولی کنکر کے بوجھ سے دبنے والی، ہتھیلیوں کی گرمی سے پگھلنے والی، اوس کی بوندوں سے بہہ جانے والی گڑیا خرید کر کیا کرو گے؟ گڑیا تو دل بہلانے کے لئے خریدی جاتی ہیں۔ دیکھو اسے نہ خریدو، تمہارا گھر ماتم کدہ بن جائے گا" ۔۔۔۔۔ اجنبی کی باتوں سے میری شریکِ حیات سہم گئی۔ میں نے اس کے خوف کو دور کرنے کے لئے کہا "ذرا اس گڑیا کے چہرے کو تو دیکھو۔ کیا فرشتوں جیسی معصومیت تمہارے دل کو خوش کرنے کے لئے کافی نہیں ہے؟"

ہم گڑیا کو لیکر گھر آئے تو سارا گھر سہم گیا! میرے کانوں نے خاموش آواز سنی۔

"ھٰذا شیءٌ عجیب" ۔۔۔۔۔ لیکن ہم کیا کرتے کہ یہ عجیب شے ہمیں بھا گئی تھی! دادی اماں نے کہا "تم نرے بدھو ہو، یہ کیسی گڑیا لے آئے! شاید تم بہو کی باتوں میں آ گئے۔" میں نے دادی اماں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ دیکھئے دادی اماں سونے چاندی کی گڑیاں تو اندھی اور بہری ہوتی ہیں۔ ذرا میری گڑیا کو اپنی گود میں لیکر تو دیکھئے، اس کے چہرے کا تقدس خدا کا نور ہے۔ ذرا اس کی آنکھیں تو دیکھئے۔ کتنی روشن ہیں! گھر کا اندھیرا دور ہو گیا ہے دادی ماں! آپ ذرا اسے آواز تو دیں۔ پھر دیکھئے کیسے ہمک ہمک کر آپ کے پاس آتی ہے" لیکن میں جانتا تھا کہ دادی اماں اسے آواز نہ دیں گی۔ دادی اماں کی آنکھیں بے نور ہوتی جا رہی ہیں۔ وہ میری گڑیا کے چہرے کا تقدس نہیں دیکھ سکیں گی۔

بہت سے عزیز گھر آتے گڑیا کو دیکھتے۔ پھر کہتے۔ گڑیا کیوں لے آئے؟ گڈا ہی لے آتے۔ تم تو آج کل کے ماحول سے بالکل ہی بے خبر ہو!"

سونے چاندی کی چادو نگری میں میرے جن عزیزوں کے ہوش گم ہیں، میں انہیں روحانی مسرت سے کس طرح روشناس کرا سکتا تھا۔!

میں اپنی گڑیا سے بہت خوش تھا۔ صبح کے پرنور اجالے میں جب میرے ہونٹوں سے حمد و ثنا کے میٹھے گیت پھوٹتے تو میری گڑیا جھومنے لگتی۔ اس پر وجد کی کیفیت طاری ہونے لگتی۔ پھر اس کی آنکھوں سے روشنی پھوٹنے لگتی یہ روشنی میرے دل کی ظلمتوں کو چاک کر دیتی۔ میں اپنے آپ کو اجالوں میں گھرا پاتا۔ میرے سارے دکھ دھواں دھواں ہو کر بکھر جاتے مجھے محسوس ہوتا کہ میں سبز و شاداب میدانوں میں محوِ سفر ہوں۔ صرف میں اکیلا تنہا اس دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ خوش قسمت ہوں۔۔۔۔

لیکن زندگی تو ایک طویل سفر ہے۔ زندگی کے اس طویل سفر میں جہاں سبز و شاداب میدان روح کو طرب انگیں بنا دیتے ہیں، اسی سفر میں سبز و شاداب میدانوں کا سلسلہ اچانک ختم ہو جاتا ہے اور بے آب و گیاہ کہساروں، خاردار جھاڑیوں سے بھرے ریگزاروں کا ایسا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے کہ زندگی العطش العطش پکارنے لگتی ہے۔

مجھے اپنے سفر کے ریگزاروں میں میری زندگی کا "العطش العطش" پکارنا یاد آتا ہے۔

گرما کے موسم کی تاروں بھری رات تھی، آسمان میں اکّا دکّا کالے بادل دوڑ کر چاند کو اپنی آغوش میں لیتے، اس کا چہرہ چومتے اور پھر چھوڑ دیتے۔ آنگن میں چارپائیاں ڈال کر گھر کے سب افراد رات کی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں میں مسرور، خوش گپیوں میں مشغول تھے۔ موسم کی کیفیت دلوں کو شاداب کر رہی تھی۔ دل کی شادابی نے میری گڑیا سے کھیلنے کی تمنا کی۔ میں اٹھا اور شوکیس کھولکر اپنی گڑیا کو اٹھا لایا۔ میں گڑیا کو آغوش میں لے کر محبت کے جذبات سے مغلوب ہو ہو کر اس کی پیشانی چوم چوم لیتا تھا میری گڑیا کا چہرہ بھی بار بار کھل اٹھتا۔ میری آغوش میں وہ مچلنے لگی تھی۔ محبت کے جذبات نے اتنا بے قابو کر دیا تھا کہ وہ میرے سر کے بالوں کو پکڑ کر میری گود میں اچھلنے لگتی تھی، اور اسے چارپائی سے نیچے گر جانے کا خوف تک نہ رہا تھا۔ پھر جب میں نے گیت گانا شروع کیا تھا تو مچلنا چھوڑ کر گیت سننے میں وہ محو ہو گئی تھی۔ اس پر سرور کی کیفیت طاری ہونے لگی تھی۔ اور پھر اس کی آنکھوں سے سفید سفید روشنی پھوٹ پھوٹ کر میرے اندھیرے سینے میں اجالا پھیلانے لگی تھی، میں مسرور و شاداں پھر مخمور سا ہو کر جانے کب سو گیا کہ اچانک گڑیا کی چیخ سے میری آنکھ کھل گئی۔ میری گڑیا تڑپ رہی تھی۔ اس کے منہ سے کف بہنے لگا تھا۔ اس کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔ ہونٹ سیاہ پڑ گئے تھے۔ اس کا چہرہ ٹیڑھا ٹیڑھا سا ہو رہا تھا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں جھٹکے کھا رہا تھا۔ میرے منہ سے ہلکی سی

چیخ نکل گئی۔ میری شریک حیات اور گھر کے سب افراد جاگ اٹھے تھے۔ میں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا تھا۔ ذرا دیکھو میری گڑیاں کو کیا ہوگیا ہے!؟ یہ شاید مرجائے گی! ارے ایمبولینس منگا دو۔ میری گڑیا کو اسپتال لے چلو۔ دیر نہ کرو، میری گڑیا مرجائے گی!"

اسپتال میں گڑیا ایڈمٹ کر لی گئی۔ ڈاکٹر نے اطلاع دی تمہاری گڑیا مرگی کا شکار ہوچکی ہے۔ اب اس کا دماغ ماؤف ہوچکا ہے اب نہ ہی اس کا دماغ بڑھ سکے گا اور نہ ہی باڈی ڈیلوپ ہوسکے گا۔ پھر بھی علاج جاری رکھیں تو حالت زیادہ خراب نہیں ہوگی۔"

...... آہ! ہزاروں خنجر میرے سینے میں آرے میری کنپٹیوں میں خون کی رگیں پھولنے لگیں۔ دام مغز کی ڈوری تنگ ہوکر ٹوٹنے لگی۔ اور پھر جیسے کوئی آسیب ہزاروں ہتھوڑے میرے سر پر مارنے لگا۔ مجھے ایسا لگا کہ ابھی کچھ دیر میں میرے سر کے پرخچے اڑجائیں گے...... میری آنکھوں کا دریا بہہ نکلا۔

میری گڑیا میرا درد بن گئی۔ میں اپنے درد کو شہر کے مشہور نیرولوجسٹ کے پاس لے گیا۔ لیکن بے سود۔ اور کوئی دوا کارگر نہیں! کسی عامل، کسی حکیم کے ہاتھ میں بھی شفا نہیں! جوں جوں دن بیتتے گئے، میری گڑیا زیادہ سے زیادہ مضمحل، زیادہ سے زیادہ درماندہ ہوتی گئی...... ذہن سے ماؤف میری گڑیا کا دل شاید زندہ تھا۔ میرے کرب بھرے گیتوں کو سن کر وہ بے تاب ہو اٹھتی تھی۔ اس کی آنکھوں کی اداسی، اس کے چہرے کا کرب مجھے جدائی کا پیغام دینے لگتا تھا۔ اس کے ہونٹوں سے کبھی کبھی عجیب سی آواز نکلتی جسے میں سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ شاید وہ کہہ رہی ہوتی کہ جس دور کی ترقی کی بنیاد ذہن کی سوچوں پر ہے۔ اس دور میں اب میرا کیا کام! مجھے جب یہ یقین ہوچلا کہ میری گڑیا اب زیادہ نہ جی سکے گی تو میں راتوں کو اٹھ اٹھ کر اسے اپنی آغوش میں لیکر اسے چومنے لگتا، پھر چپکے چپکے رونے لگتا اور پھر جانے کیوں ہنس بھی دیتا۔ میں نے سچ مچ محسوس کیا۔ غم بھی کبھی کبھی ہنسا دیتا ہے........ مجھے وہ رات بھی یاد آتی ہے نہ جانے کس جذبہ کے تحت تمام رات میری گڑیا قہقہے لگاتی رہی۔ اس کے قہقہوں نے مجھے رلا رلا دیا تھا۔ شاید زندگی نے اس کے ساتھ جو بے وفائی کی تھی، اس کا یوں جواب دے رہی تھی۔ پھر یوں ہوا کہ اس کے قہقہے اچانک بند ہوگئے۔ اس نے چپ سادھ لی۔ اس کا سارا جسم ہڈیوں کی مالا بن چکا تھا۔ صرف آنکھیں روشن تھیں۔ چہرہ کا تقدس اب بھی باقی تھا، شاید میری تسکین کے لئے!

اب وہ گڑیا نہیں تھی۔ شوکیس میں ایک نکیلا، ناپسندیدہ وزنی پتھر تھا۔ اتنا وزنی کہ گھر کے بیس افراد سے بھی اس کا بوجھ اٹھایا نہ جا سکا!...... ہلکی پھلکی گڑیا میں کتنا بڑا بوجھ تھا!......

(احمد آباد سے نشر)

افسانہ

جنت کی کنجی

عطیہ پروین

ان کے اندر کی عورت ان سے پوچھ رہی تھی۔

"زیب النساء تم کہاں جارہی ہو؟ کیا کرنے جارہی ہو؟" مگر وہ چپ تھیں۔ ان کے قدم تیزی سے گومتی کی طرف اٹھ رہے تھے۔ ہاں وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے جارہی تھیں۔ زندگی کے ان چالیس سالوں نے ان کو بے حد تھکا دیا تھا اور اب وہ گومتی کی گود میں ہمیشہ کے لیے سو جانے کے واسطے جارہی تھیں۔ تیزی سے چلی جارہی تھیں۔

ان کو ڈر تھا کوئی ان کو دیکھ نہ لے، روک نہ لے، ان سے یہ پوچھ نہ لے وہ کہاں جارہی ہے؟ اس بھری دوپہر میں اس تیز و تند دھوپ میں۔ اپنے گھر کی چہل پہل چھوڑ کر۔ قہقہے چھوڑ کر۔ اپنے پیارے بھائی اور ایک رات کی بیاہی بھاوج کو چھوڑ کر۔ اس دن کو چھوڑ کر جس کا انہیں برسوں سے انتظار تھا اور مہینوں پہلے سے جس کے لیے انھوں نے انتظامات کیے تھے۔ خالد کی دعوتِ ولیمہ تھی آج اور وہ مہمانوں سے چھلکتا گھر چھوڑ کر خاموشی سے باہر نکلی تھیں اور اب تیزی سے موت کی طرف بھاگ رہی تھیں۔ ان کے دل اور دماغ میں طوفان برپا تھا۔ وہ اسقدر روئی تھیں کہ اب آنسو خشک ہوچکے تھے۔ لیکن ان کے اندر اب بھی کوئی رو رہا تھا۔ کاش کہ انھوں نے خالد کی خوبصورت پیاری دلہن کے وہ الفاظ نہ سنے ہوتے، کاش وہ ادھر نہ گئی ہوتیں — مانا کہ خالد نے کچھ نہیں کہا تھا صرف اس کی دلہن نے کہا تھا خالد تو بہت ناراض تھا، بری طرح اپنی دلہن پر برس رہا تھا لیکن وہ اس طرح ہل کر رہ گئی تھیں جیسے کوئی عظیم الشان عمارت اپنی کھوکھلی بنیادوں کی بدولت ہلنے لگتی ہے اور کسی بھی لمحہ زمین بوس ہوجانے کا خوف رہتا ہے۔ زیب النساء نے بڑے بڑے صدمے جھیلے تھے بڑے بڑے مصائب کا سامنا کیا تھا، ابو کی موت، امی کی جدائی، بڑے بھائی کی وفات، گھر کی تباہی، لوگوں کی عزیزوں کی بے وفائی، بھری پری دنیا میں تنہائی، سب کچھ جھیل لیا تھا۔ انھوں نے نازک سی موہنی سی زیب النساء فولادی انسان بن گئی وہ بھول گئی کہ وہ ایک لڑکی ہے۔ اس کے سینے میں ایک ارمانوں بھرا دل ہے تمنائیں ہیں، خواب ہیں، اس کو تو بس یہ یاد رہا اس کو زندہ رہنا ہے ہر مشکل اور مصیبت کا ڈٹ کر مردانہ وار مقابلہ کرنا ہے۔ اپنے چھوٹے معصوم بھائی خالد کے لیے ماں باپ اور بڑے بھائی کے بعد وہ بے سہارا رہ گیا تھا، زیب النساء نے اس یتیم بچے کو اپنی آغوش میں چھپا لیا۔ اس کے لیے ماں بن گئی باپ بن گئی، اپنے آپ کو مٹا دیا اسی نے کچل دیا لیکن خالد کو ایک ننھے سے نازک پودے کی طرح سینچ سینچ کر ایک سایہ دار مضبوط درخت بنا دیا۔

آج خالد تعلیم پوری کرنے کے بعد ایک اعلیٰ باعزت آفیسر تھا اور اپنی بہن کو دیوانگی کی حد تک چاہتا تھا کہ اسی کی بدولت آج وہ اس لائق ہوا تھا۔ اس نے زیب النساء کو رات رات بھر سلائی کڑھائی کرتے دیکھا تھا، سردیوں میں لحاف اور گدوں میں دھاگے ڈالتے اور سوئٹر بنتے دیکھا تھا — اور ایک اسکول میں نوکری کرتے دیکھا تھا۔ وہ خالد کے لیے خالد کے مستقبل کے لیے کولھو کا بیل بن گئی تھیں۔ انھوں نے اپنے مستقبل کو تاریکی کے حوالے کردیا لیکن خالد کو ماہ کامل بنا دیا۔ جب تک وہ شادی کے قابل رہیں ان کے بڑے اچھے اچھے رشتے آئے۔ کیا کمی تھی ان میں صورت سیرت تعلیم۔ بس جہیز کی کمی تھی لیکن سمجھدار لوگوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ ایک ایسا تراشیدہ ہیرا ہیں جن کو کسی دولت کے سہارے حاصل نہیں کیا جا سکتا وہ خود انمول تھیں۔ قدردانوں نے ان کو حاصل کرنا چاہا لیکن انھوں نے خالد کی خاطر انکار کردیا — خالد اکثر کہتا بھی —

"آپا — میں آپکی شادی کرنا چاہتا ہوں!"

تو وہ زور سے اس کو ڈانٹ دیتیں۔

"چپ رہ! کل کا لڑکا اور میری شادی کرنے چلا ہے!"

پھر وہ اس کی پیشانی چوم کر کہتیں۔

"میرا چندا بھیا۔ تو کسی لائق ہو جا مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔"

زندگی کے ماہ و سال ان کے خوبصورت چہرے پر جھریاں ڈالنے لگے بالوں میں چاندی اتارنے لگے پھر بھی ان کو خیال نہ آیا — وہ اپنے ابو کے خریدے ہوئے دو کمروں والے پرانی وضع کے کھنڈے گھٹے سے مکان میں بڑے صبر و شکر کے ساتھ خالد کے

مستقبل کو چمکانے میں مصروف رہیں۔ پھر جب خالد نوکر ہوا اپنی ماہ بھر بھر مٹھی تنخواہ ان کے ہاتھ پر رکھی تو انھوں نے گھر بلو ضروریات کا سامان خریدنا شروع کیا۔ آخر اب ان کا بھائی ایک ایسی جگہ پر تھا کہ چار لوگ اس سے ملنے آتے تھے۔ دکھوں کے کانٹے نکل چکے تھے اب خوشیوں کا دور آیا تھا۔ کچھ ہی روز میں ان کے یہاں وہ سب کچھ آگیا جو ایک اچھے گھر میں ہوتا ہے۔ اب جب سامان بڑھا آنے والے بڑھے خالد کا عہدہ بڑھا تو نیا گھر چھوٹا لگنے لگا۔ اس نے زیب النساء کو بڑی خوشامد کے بعد راضی کیا اور سول لائن میں ایک خوبصورت کشادہ بنگلہ لے لیا۔ اپنے گھٹے گھٹے چھوٹے سے گھر کو چھوڑتے ہوئے زیب النساء کا دل بہت دکھا مگر وہ کرتیں کیا۔ خالد کی خواہش دیکھنی تھی۔

نئے بنگلے میں آکر انھوں نے سوچا اب اس پیارے سے گھر کو ایک پیاری سی بیگم کی ضرورت ہے انھوں نے دوڑ بھاگ شروع کر دی۔ محاورۃً نہیں حقیقتاً پاؤں میں سنیچر باندھ لیے چراغ لے کر تلاش کیا۔ اور آخر خالد کے لیے ایک خوبصورت پڑھی لکھی لڑکی کا انتخاب کر ہی لیا۔ شادی بھی اتنی دھوم دھام سے کی کہ لوگ عش عش کر اٹھے ہر طرف ان کی دھوم مچ گئی۔ بھئی بہن ہو تو ایسی۔

دلہن کی صورت دیکھ کر اس کی چاند سی پیشانی چوم کر انھوں نے اپنی کمر میں لگا ہوا چاندی کا چابیوں کا گچھا نکالا اور دلہن کے حنائی ہاتھوں میں تھما دیا۔

" لو اب سنبھالو اپنی گرہستی۔ میں تھک گئی ہوں اس بوجھ کو کر پر اٹھاتے اٹھاتے۔"

دلہن کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ اس نے جگمگاتی آنکھوں سے اپنی نند کو دیکھا اور سر جھکا لیا۔ چابیوں کا گچھا اس نے چپکے سے اپنی کمر میں لگا لیا تھا۔

رات گزر گئی۔

انھوں نے بڑے پیار سے دلہن کو ناشتہ کرایا۔ اس کو سجایا سنوارا اور دعوت ولیمہ کے انتظام میں لگ گئیں۔ پورا بنگلہ قہقہوں اور آوازوں سے گونج رہا تھا اور وہ خوشی سے پھولی نہ سما رہی تھیں۔ پھر ایک دم ان کو یاد آیا۔ امی کی چمپا کلی ان کے بکس میں اب بھی رکھی ہے۔ امی نے یہ چمپا کلی ان کے لیے بنوائی تھی مگر انھوں نے وہ وقت ہی نہ آنے دیا کہ چمپا کلی گلے میں ڈالتیں اور اب اس کا بہترین مصرف یہ تھا کہ خالد کی دلہن کے صراحی دار گلے میں چمکے۔ انھوں نے چمپا کلی کا ڈبہ لیا اور خالد کے کمرے کی طرف لپکیں۔ دروازہ بند تھا اندر سے خالد کی آواز آرہی تھی۔ وہ بڑے جذباتی اور غصیلے انداز میں بول رہا تھا۔

" تم نہیں جانتی میری آپا نے میرے لیے کیا کیا کیا ہے انھوں نے میرے لیے اپنی ہستی مٹا دی، آج مجھے اس قابل بنایا، اور تم یہ کہہ رہی ہو اس خوبصورت گھر میں ہم دونوں کی زندگی میں ان کی کیا ضرورت ہے۔"

" میں غلط تو نہیں کہہ رہی!" دلہن کی کٹیلی آواز سنائی دی " ہر لڑکی کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اپنے شوہر کے ساتھ اپنے گھر میں آزادی سے رہے۔ کوئی ایسا کانٹا اس کے ساتھ نہ ہو جو دن و رات اسے چبھتا رہے!"

" تو اس کا مطلب یہ ہوا آپا کانٹا ہیں!" خالد زور سے چیخا اور زیب النساء کا دل کانپ اٹھا۔ انھوں نے ادھر ادھر دیکھا کہیں کوئی سن نہ لے۔ وہ تو کہو گھر میں اتنا شور تھا گیتوں کی اتنی تیز آوازیں تھیں کہ خالد کی آواز دب گئی۔

" میں یہ تو نہیں کہہ رہی ہوں.... مگر... ان کے لیے وہ پرانا گھر کیا برا ہے آپ انھیں ہر ماہ رقم دیتے رہیے گا۔ ایک آدمی کا خرچ کیا ہے!"

" آپا میری رقم کی محتاج نہیں ہیں وہ خود بھی ایک باعزت سروس کرتی ہیں لیکن میں ان کا محتاج ہوں قدم قدم پر ان کا محتاج ان کے پیار کا، ان کی شفقت کا، ان کے مشوروں کا.... نہیں یہ ناممکن ہے۔ آپا مجھ سے الگ نہیں ہو سکتیں!" خالد نے کہا۔

" تو پھر میری کیا ضرورت ہے؟" دلہن رونے لگی تھی۔

" ہاں! اگر تمہارے یہی خیالات ہیں تو بیشک تمہاری ضرورت نہیں۔" خالد نے کرخت آواز میں کہا۔

بس اس کے آگے وہ کچھ نہ سن سکی تھیں۔ اپنے کمرے میں آکر پہلے تو خوب روئی تھیں بلک بلک کر روئی تھیں، یوں جیسے ابو آج ہی دنیا سے سدھارے ہوں۔ امی آج ہی اللہ کو پیاری ہوئی ہوں۔ بڑے بھیا کا سایہ آج ہی اٹھا ہو اور وہ بے سہارا رہ گئی ہوں۔ وہ سارے آنسو جو انھوں نے خالد سے چھپا کر رکھے تھے آج برسوں کے بعد بہہ نکلے تھے۔ پھر انھوں نے ایک فیصلہ کیا تھا — واقعی اب ان کا وجود ایک کانٹا تھا جو خالد اور اس کی دلہن کی زندگی میں کھٹکتا ہی رہتا۔ انھوں نے اس کانٹے کو نکالنے کا فیصلہ کیا۔ چپکے سے بنگلہ کے باہر آئیں کچھ دور تک رکشہ کیا۔ پھر اسے پیسہ دے کر رخصت کر دیا۔ اور اب وہ تیزی سے گومتی کی طرف بڑھ رہی تھیں اب ان کے لیے دنیا میں رہ ہی کیا گیا تھا — وہ خاموش تھیں لیکن ان کے اندر کی عورت رو رہی تھی بلبلا بلبلا کر پوچھ رہی تھی "تم کہاں جا رہی ہو زیب النساء؟ یہ تمہاری منزل نہیں ہے۔ تم تو بڑی باہمت تھیں، اپنی زندگی کو ختم کر کے تم کون سی عقلمندی کا ثبوت دوگی، یہ تو بزدلی ہوئی — زندگی سے فرار ہوا تم نے اس وقت بزدلی نہ دکھائی جس وقت تمہارا کوئی سہارا نہ تھا اور آج جبکہ تم ایک ایسے مقام پر آکھڑی ہوئی ہو کہ دوسروں کو سہارا دے سکتی ہو۔ ننھے ننھے سیکڑوں بچوں کا مستقبل تم سے وابستہ ہے۔ اوروں کا مستقبل تم سے وابستہ ہے۔ تم ہمت ہار رہی ہو۔ سوچو زیب النساء تم اپنے اسکول کی ایک ہر دلعزیز ٹیچر ہو بچے تم کو ماں کی طرح پیار کرتے ہیں، تمہارے ساتھی تمہاری پوجا کرتے ہیں لیکن تم ان سب کے دلوں کو توڑ رہی ہو۔ زیب النساء تم یہ بھی تو سوچو دنیا کیا کہے گی۔ تمہاری خودکشی بحث کا موضوع بن جائے گی۔ لوگ تمہارے بے داغ کردار پر کیچڑ اچھالیں گے۔ خالد یا اس کی دلہن کسی سے یہ کہنے نہ جائیں گے کہ تم نے خودکشی کیوں کی ہے..... زیب النساء تمہیں کیا کمی ہے کسی کی کیا ضرورت ہے۔ چھوڑ دو وہ بنگلہ۔ خالد کو سمجھا دو، ان دونوں کو آزاد کر دو اور اپنے اسی چھوٹے سے گھر میں، ٹھاٹ سے رہو جس کے در و دیوار میں ابو، امی اور بڑے بھیا کا لمس آج بھی موجود ہے۔

زیب النساء ابھی تمہاری عمر ایسی گئی گزری نہیں ہے کہ حشمت علی تم کو ٹھکرا دیں۔ یاد ہے نا تمہیں حشمت علی کس قدر پیار کرتے تھے۔ تمہاری راہوں میں پلکیں بچھاتے تھے تمہارے لیے برسوں وہ دوسرے رشتے ٹھکراتے رہے پھر آخر تمہاری طرف سے تھک ہار کر مایوس ہو کر انھوں نے شادی کر لی لیکن وہ تمہیں بھولے نہیں۔ تمہیں ہر عید پر کارڈ بھیجتے اور اب زیب النساء بیگم تم نے سنا ہوگا، ان کی بیوی کا کینسر کے عارضے میں انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے دو بچے معصوم بچے ماں کی محبت بھرے سایہ سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور ان کا گھر یوں بکھر گیا ہے جیسے کوئی خوبصورت آشیانہ تیز آندھیوں کی زد پر آکر بکھر جاتا ہے۔

زیب النساء، وقت اب بھی تمہاری مٹھی میں ہے، اسے بکھرنے نہ دو، اپنی ذمہ داری سے تم سبکدوش ہو چکی ہو، خالد کا مستقبل بن چکا ہے اب اپنے لیے سوچو۔ ان بچوں کے لیے سوچو۔ اس شخص کے لیے سوچو جس کے کمرے کے آتشدان پر آج بھی تمہاری تصویر سجی ہوئی ہے۔ زندگی گنوانے کے لیے نہیں ہوتی۔ زیب النساء اس کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہوتا ہے اس کی قیمت سمجھو۔ اس کی قیمت جانو اس کو اس طرح نہ گنواؤ۔

ان کے آندھی طوفان بنے ہوئے قدم پہلے سست پڑے پھر رک گئے۔ سڑک کے کنارے کھڑے انھوں نے دیر تک کچھ سوچا پھر ان کے اداس چہرے پر ہلکی سی چمک آئی۔ سوجی ہوئی آنکھوں میں کچھ پیارے پیارے رنگ ابھرے لبوں پر مسکراہٹ ابھری اور انھوں نے بڑی ہمت کے ساتھ بڑے اطمینان کے ساتھ اپنے اس گھر کی طرف قدم بڑھا دیے جس کی چابی انھوں نے خالد کی دلہن کے حوالے نہیں کی تھی۔ اور جو ان کے لیے جنت کی کنجی بن گئی تھی — جنت کی۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

عطیہ پروین
اندرون قلعہ رائے بریلی

قیصر الجعفری

تمہاری یاد نہ آئے، خیال بٹ جائے
دعا کرو یہ قیامت سی رات کٹ جائے
کتاب دل کو ذرا احتیاط سے پڑھیے
سنبھالیے، کہیں کوئی ورق نہ پھٹ جائے
ہمارا پیار لگا جب سے پھولنے پھلنے
تمام شہر کو ضد ہے یہ پیڑ کٹ جائے
سمندروں سے نہ بھاگو کہ یہ بھی ممکن ہے
ہماری ناؤ ڈبو کر ہوا پلٹ جائے
میں آئینہ ہوں دکھاؤں گا داغ چہروں کے
جسے خراب لگے سامنے سے ہٹ جائے

(بمبئی سے نشر)

مٹی کی جانچ کی گشتی لیب

تحریر و ترتیب: عزیز انصاری

ہندوستان میں بہت کم ادارے ایسے ہیں جہاں کھیتوں کی مٹی کی جانچ کرنے کی گشتی تجربہ گاہیں (لیبارٹیریز) مٹی کی جانچ کا کام کر رہی ہیں۔ صوبائی حکومت یا پھر زراعتی یونیورسٹی میں کہیں کہیں اس طرح کی تجربہ گاہیں دیکھنے کو مل جاتی ہیں۔

انڈین پوٹاشس لیمیٹڈ نے اس طرح کی گشتی تجربہ گاہیں شروع کرکے ایک نئی مثال قائم کی ہے۔ ۴ فروری ۱۹۸۶ء کو دن کے قریب ساڑھے بارہ بجے مرکزی حکومت کے زراعت اور گرام وکاس منسٹر جناب بوٹا سنگھ نے کرشی بھون نئی دہلی میں ان تجربہ گاہوں کا افتتاح کیا۔ افتتاح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا آج کل کسانوں کی خدمات انجام دینا بہت ضروری ہے خاص طور سے جدید سائنسی اور ٹیکنالوجی کا علم ان تک پہنچا کر ہم ان کی بہترین خدمت کر سکتے ہیں۔ یہ سائنس کا کمال ہے کہ آج ہم بھی پیٹ بھر روٹی کھا رہے ہیں اور دنیا کے کچھ دیگر ممالک کے لوگوں کی بھوک مٹانے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ ملک میں سبز انقلاب لانے والے یہ زراعت کے سائنسداں ہی ہیں۔ آج ہمارے پاس ہر قسم کا نیا علم موجود ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ یہ علم کسانوں تک نہیں پہنچ پا رہا ہے۔ آج ہم ۴۰۰ ملین ٹن اناج پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن ۱۵۰ سے لے کر ۲۰۰ ملین ٹن اناج ہی پیدا کر رہے ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں جیسے ہم کھاد خوب بنا لیتے ہیں تو ہمیں اس کھاد کو اٹھانے اور دوسرے مقامات تک پہنچانے کے لیے ریلیں نہیں ملتیں، فرٹیلائزر کا استعمال باقاعدہ نہیں ہوتا۔ زیادہ تر کسانوں کو علم نہیں ہوتا کہ وہ کونسی فصل کے لیے کونسا کھاد کتنی مقدار میں کھیتوں میں ڈالیں۔ انڈین پوٹاشس یہ علم انھیں ان کے کھیتوں کی مٹی کی جانچ وہیں ان کے گاؤں میں کرکے ان تک پہنچائے گا۔ اس طرح کی دوسری کمپنیوں کو بھی اسی طرح کسانوں کی خدمت کرنی چاہیئے۔ حال ہی میں فرٹیلائزر کی قیمت میں معمولی اضافہ ہوا ہے لیکن ہمارے کسان بھائیوں نے اس کا برا اس لیے نہیں مانا کہ انکی پیداوار کی قیمت بھی انھیں زیادہ دی جا رہی ہے۔

اس سے قبل انڈین پوٹاشس لیمیٹڈ کے جناب موہن سنگھ نے صاف ستھری اردو میں انڈین پوٹاشس لیمیٹڈ کی کی تاریخ بتائی۔ ساتھ ہی آپ نے یہ بھی بتایا کہ کس طرح اس کمپنی نے فرٹیلائزر کا استعمال اس ملک میں بڑھایا۔ آج قریب ۱۴ لاکھ ٹن پوٹاشس کا استعمال ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ اس استعمال میں قریب ایک لاکھ ٹن کا اضافہ ہر سال ہو رہا ہے۔ آپ نے کمپنی کے شیئر کے بارے میں جانکاری دیتے ہوئے کہا کہ اس کے ۵۶ فیصد حصص کو آپریٹو محکموں کے پاس ہیں۔ اس کے حصص بازار میں کبھی بھی منافع کی غرض سے نیچے نہیں جاتے۔ تین شاندار بڑی بسوں میں یہ شاندار لیبارٹیریز بنائی گئی ہیں۔ ایک لیبارٹیری یوپی میں، ایک چنڈی گڑھ کے علاقے میں اور ایک دہلی کے آس پاس کے علاقے میں اور گاؤں گاؤں گھوم کر کسانوں کے کھیتوں کی مٹی کی جانچ کرتی رہیں گی۔

ہر لیبارٹیری کے ساتھ ایک سوائل کیمسٹ ہوگا اور اس کی مدد کے لیے تین چار معاون جو سب کے سب تعلیم یافتہ اور اس فن کے ماہر ہوں گے۔ چند گھنٹوں میں کسانوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے کھیت کی زمین کتنی زرخیز ہے کسی خاص فصل کے لیے انھیں کون کون سا کھاد کتنی مقدار میں ڈالنا ہے — یہ تینوں تجربہ گاہیں سال میں قریب تین لاکھ کسانوں کے کھیتوں کی مٹی کی جانچ کر سکیں گی۔ رات اور دیگر فرصت کے اوقات میں ان سے سینما اور سلائڈ بھی دکھائی جا سکیں گی۔

اس موقع پر مشہور زراعتی سائنسداں ڈاکٹر این ایس رندھاوا نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے اس اچھے کام کے لیے آئی پی ایل کو مبارکباد دی اور اس بڑھتی ہوئی آبادی کے دور میں زمین سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ چیف سکریٹری محکمۂ زراعت جناب سیرامیم نے ایسی زمین کی سائنسدانوں کی توجہ دلائی جہاں سینچائی نہیں کی جاتی ہے۔ آپ نے کہا کہ دہلی، پنجاب اور یوپی میں ان لیبارٹیریز کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی مدھیہ پردیش، بہار اور راجستھان میں ہے آپ وہاں بھی اسی طرح کی تجربہ گاہیں جاری کیجئے۔ ان مقامات پر دلہن اور تلہن کی پیداوار بھی ہوتی ہے۔ اس سے اس میں بھی اضافہ ہوگا۔ آپ نے گرمی میں زیادہ فصلیں اگانے، چار فصلوں کی کاشت کرنے اور ملی جلی کھیتی کے فائدوں کا بھی ذکر کیا۔

اس پروگرام میں سائنسدانوں اور انسانوں نے بڑی تعداد میں حصہ لیا اور تینوں لیبارٹیریز کا معائنہ کیا۔





▲ جناب بوٹا سنگھ وزیر زراعت و دیہی ترقی —— لیب کا معائنہ فرماتے ہوئے۔
وزیر موصوف کے ہمراہ، عزیز انصاری، ڈاکٹر این ایس رندھاوا اور موہن سنگھ ◀

آپ کی رائے

یکم تا ۱۵ جنوری ۱۹۸۶ء کا آواز رسالہ نظر نواز ہوا۔ چونکہ میں آپ کے موقر رسالہ "آواز" کا بہت ہی قدیم اور مستقل قاری ہوں لہذا اس روشنی میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ ہر طرح سے توجہ کام کر رہا ہے۔ بلکہ ادھر اس کی دیدہ زیبی میں گوناگوں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ واضح رہے کہ اس خاص مدوں کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھلانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اس کے تمام شمارے ہی ادبی شہ پاروں سے مزین ہوتے ہیں۔

مذکورہ شمارہ میں جناب یوسف ناظم کا طربیہ "نئے سال کی آمد" اور ڈاکٹر اسعد زمانی کا "گھر کیسے چلے جب بچے زیادہ ہوں" بے حد پسند آیا۔ آر۔ کے۔ شرما کا ریڈیو ناٹک "چوکیداری" اچھا لگا۔ افسانے میں شفیع جاوید کا افسانہ "جوتا نہیں ہے" اور علی امام کا "گھمن" بہت خوب ہے۔ منظومات میں مجیب الرحمٰن اور قمر سنبھلی وغیرہ قابل تحسین ہیں۔

آپ جہاں "شخصیات شعر و ادب" کا سلسلہ اور زراعت و سائنس کا خصوصی صفحہ "آواز" کے قارئین کو محظوظ کیا۔ وہاں آپ نے "شمع فروزاں" کے تحت "آواز" کے قارئین کو اخلاقی باتوں کی روشنی سے کیوں محروم کر دیا۔

محمد امیر الدین شاذ

صیب پور۔ صاحب گنج، بہار ۸۱۶۱۰۹

یکم جنوری کا شمارہ ٹھیک وقت پر موصول ہوا امید ہے کہ نئے سال میں اسی طرح وقت کی پابندی کے ساتھ یہ جریدہ قارئین کے نظر نواز ہوتا رہے گا۔ اس سے قبل کہ اس رسالے میں شائع مواد پر کچھ تبصرہ کریں ہماری جانب سے تمام اراکین "آواز" اور قارئین کو نئے سال کی پرخلوص مبارکباد۔ خدا کرے یہ سال سارے عالم کے لیے امن و خوشی کا پیغامبر بن جائے (آمین)

سرورق پر ہیلی کے مدار ستارے کی تصویر حالانکہ کافی اہمیت کی حامل ہے لیکن کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ اگلے شمارے میں اسکو دیتے اور نئے سال پر سرورق کو کسی ایسی تصویر سے آراستہ کرتے جو انسانیت کی راہ سے بھٹکے اور تباہی کے متوالوں کے لیے ایک درس ہوتا۔

ڈاکٹر مطیع اللہ کا مضمون "اعلیٰ تعلیم کے فائدے" بہت پسند آیا۔ حقیقتاً وہی تعلیم اعلیٰ ہے جس کو حاصل کر کے معاشرے کی فرسودہ باتوں کو ترک کیا جائے اور بزرگوں کو بھی ایسی قدامت پرستی کے نقصانات مناسب طریقے سے بتائے جائیں کیونکہ معاشرے کی خامیاں دور اسی وقت ہو سکتی ہیں جب معاشرے کے قدیمی معمار (بزرگ) نئے انداز زندگی کو خوشی سے اپنائیں۔ آج ہمیں ایسے نوجوانوں کی تعداد ہمارے ملک میں زیادہ ہے جو سماج سے ڈرتے ہیں اور اس کی خرابیوں کو دور نہیں کر پاتے۔ ایسے نوجوانوں سے ہم تو کہیں گے کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا صرف کتابیں پڑھنا یا روزگار مل جانا ہی نہیں ہے بلکہ زندگی جینے کا سلیقہ بھی تعلیم سے سیکھنا چاہئے۔ معاشرہ انھیں پیدا کرتا ہے جینا سکھاتا ہے اور یہ معاشرہ کی تشکیل کرتے ہیں تو پھر ہم اور ہمارا سماج الگ کہاں ہوتے؟

نئے سال کی آمد پر یوسف ناظم کا مزاحیہ بےحد دلکش لگا اس کے علاوہ ڈاکٹر اسعد زمانی کی مزاحیہ تقریر "گھر کیسے چلے جب بچے زیادہ ہوں" بہت پُر لطف ہونے کے ساتھ ساتھ تنگ ذہن لوگوں کے لیے ایک سبق بھی تھا۔ شفیع جاوید صاحب کے افسانہ "جوتا نہیں ہے" نے ذہن و دل کو بےحد متاثر کیا۔ بڑے بابو کے کردار میں آج کے ہر اس شخص کا عکس دکھائی دیا جو موجودہ سماج کی روش کو دیکھ کر صرف ماتھے پر ابھری پسینے کی بوندیں خشک کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا بڑے بابو کی موت ہر اس آدرش وادی انسان کی موت ہے جو اس زمانے کے بدلتے اندازسے گھٹ گھٹ کر خود کو زندہ لاش تصور کرتا ہے۔ شفیع صاحب کو اس بہترین تخلیق پر مبارکباد۔ زراعت و سائنس بہت معلوماتی گوشہ ہے غزلیات میں ادیب صاحب کی غزل بہت پسند آئی۔ یہ شعر بہت خوب ہے ؎

بہ صلح و آشتی کے پیرہن نئے
ہیں جن کی آستیوں میں خنجر نئے نئے

روز تقی۔ شاہانہ نسرین

رامپور (یوپی)

یکم جنوری ۱۹۸۶ء کا "آواز" ہاتھ میں ہے۔ تاخیر سے ملنے کا ذکر کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ افسانوں میں اس بار شفیع جاوید کا افسانہ "جوتا نہیں ہے" بہت اپیل کرتا ہے۔ واقعات کی گرفت اتنی مضبوط ہے کہ قاری کو افسانہ آگے پڑھنے کے لیے تجسس مجبور کر دیتا ہے اور اختتام پر پہنچ کر قاری کے ذہن کو جھنجھوڑ دیتا ہے۔ اور اس کو کچھ دیر سوچنا پڑتا ہے — یہی افسانہ نگار کا حاصل ہے۔ اس کے علاوہ ایک دوسرا افسانہ علی امام کا "گھمن" جو ایک نفسیاتی اور طلاقی افسانہ ہے قابل داد ہے۔ برنارڈشا کا شاگرد شیطان کے لیے انور صدیقی

لائق تحسین ہے اس طرح کے کام کے لیے اردو ادب کو بہت ضرورت ہے۔

خالد پرویز شمسی

چھم چھم گلی۔ آگرہ ۳

"آواز" یکم جنوری موصول ہوا اس سے پہلے کہ آگے بڑھے میں نئے سال کی مبارکباد "آواز" کے تمام کارکن کو پیش کرتا ہوں قبول کریں گے۔ بعد ازاں "آواز" کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو بڑی خوش اسلوبی اور ثابت قدمی سے چلتے ہوئے اپنی اشاعت کے ۱۸ ویں سال میں قدم رکھ چکا ہے — امید ہے کہ اس کیلئے یہ سال ۸۶ء بڑا اطمینان بخش ثابت ہوگا۔ اور تمام تخلیق کار اپنے اپنے گرانقدر کارنامے سے ہمیں نوازتے رہیں گے۔

یقین پر دنیا کا سارا نظام ہی منحصر ہے۔ اس لیے ہمیں یقین ہے کہ امسال آپ اپنے رسالے میں کچھ اضافے ضرور کریں گے۔ اور ساتھ میں قارئین آواز کی پسند کا بھی خیال کریں گے — جیسا کہ ایک عرصہ دراز سے "آپ کی رائے" کے تحت اس بات کی طرف آپ کی نگاہ مبذول کرائی جا رہی ہے کہ آپ اردو سروس سے نشر پروگرام "شمع فروزاں" کیوں نہیں لیتے؟ یا کہ وہ خود آپ کے پاس نہیں بھیجتے — آخر کس بات کی قباحت ہے؟ دوسرے میں کہتا ہوں کہ وہ نہیں بھیجتے تو نہ سہی — مگر آپ قارئین کے ان سوالوں کا جواب کیوں نہیں دیتے — جس سے قارئین کو حقیقت کا اندازہ ہو سکے۔ جن سے وہ لاعلم ہیں — انشاءاللہ آپ اس بات کی طرف ضرور غور فرمائیں گے کیونکہ ؎

پھر مری یاد تجھے چین نہ لینے دے گی
پھر مری بزم میں میرے ہی فسانے نکلے

اس بار کے ادبی و اعلیٰ تمام مضامین پسند آئے افسانے بھی لحاظ اچھے لگے۔ حامی کر "فریب خواب اور حقیقت کا" افسانہ قابل قبول رہا۔ پٹنہ سے پیش کی گئیں غزلیں داد کے قابل ہیں۔

افسانے کے شوق کو بڑھتا دیکھ کر میں بھی آپ سے افسانہ نمبر نکالنے کی دوبارہ فرمائش کر رہا ہوں۔ اور پھر یہ نہ لے کی کوشش کریں کہ کب تک نکال رہے ہیں۔

سید اختر حسن ماجد

سوداگر محلہ گورکھپور (یوپی)

نوٹ: جی ہاں — شمع فروزاں اردو سروس سے ہمیں نہ مل پانے کے سبب شامل اشاعت نہیں ہو پاتا ہے — ایڈیٹر

یکم فروری ۱۹۸۶ء کا "آواز" دیکھا۔ پہلی نظر اس کے سرورق پر پڑی جس میں عورتیں اپنے سروں پر گھڑا رکھے ہوئے عجیب انداز میں رقصاں ہیں آخر یہ کس صوبہ کا رقص ہے۔ اس سے قبل بھی کئی پرچوں میں اسی انداز کی چند تصویریں "آواز" کے سرورق پر چھپی تھیں۔ بہر حال اس مرتبہ کا رسالہ اپنے اندر کافی مواد رکھتا ہے۔ بمبئی سے جو غزلیں نشر ہوئیں ہیں وہ بھی اپنی جگہوں پر ٹھیک ہیں۔ انور چغتائی کا مضمون "سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے" اور قدسیہ ہاشمی کا مقالہ "سماج میں عورت کا درجہ" کافی جاندار اور غور طلب ہے۔ یہ بھی لوگوں کے لیے عبرت ہے۔ میری طرف سے ان نامہ نگاروں کو مبارکباد پیش کر دیں۔

رسالہ "آواز" کی کتابت و طباعت نہایت صاف اور ستھری رہتی ہے جس سے قارئین کو پڑھنے میں دقت نہیں ہوتی ورنہ اور دوسرے پرچوں میں اتنی خوبی نہیں۔

ایس ایم۔ ناصر فاخری کا مضمون قومی یکجہتی بہت پسند آیا۔ ہندوستانی جمہوریت قومی یکجہتی کی رٹ تو لگاتے ہیں مگر عمل کے معاملے میں صفر ہیں۔ شیخ سعدی شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔ فارسی کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

مکن تا توانی دل خلق ریش
وگر می کنی می کنی بیخ خویش

اگر حکومت نے عوام کے ساتھ انصاف نہیں برتا اور اقلیت کے ساتھ ظلم ہوتا رہا تو ایک دن کف افسوس ملنا پڑے گا۔ سعدی کا دوسرا شعر یہ بھی ہے۔

رعیت چوں بیخ است و سلطاں درخت
درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

خدا لوگوں کو جمہوریت اور قومی یکجہتی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

عبدالحق انصاری رانچوی ہندپیڑھی

نزد مدینہ مسجد جی ای روڈ۔ رانچی

"آواز" یکم فروری سامنے ہے۔ دل کو چھو لینے والا افسانہ "بے قصور" (آنند لہر) پڑھا۔ ایسے دل کو چھو لینے والے اور آج اس زمانے میں جب ہر طرف جنگ ہی جنگ اور نفرت کی بو پھیل رہی ہے۔ انسان کو یہ جاننے کی کتنی ضرورت ہے کہ یہ دھرتی ہے اور دھرتی رہی ہے تو پھر جنگ کس بات کی — پھر آخری پیراگراف تو انسان کو انسانیت کے کتنا قریب لے جاتا ہے۔

سنتوکھ سنگھ

نسیم آباد۔ کانپور

یکم فروری کا دلچسپ رسالہ "آواز" دستیاب ہوا۔ جس میں سید فرحت کا شائع کردہ ڈرامہ "ڈرامہ کی صلیب" بہت اچھا لگا۔ اس کے علاوہ افسانہ عظیم اقبال کا تحریر کردہ "ٹوٹے کھلونے" جموں ریڈیو سے نشر آنند لہر کا تحریر کردہ افسانہ "بے قصور" اہم تھے۔ دل باغ باغ ہوا۔

اس کے علاوہ ماہ جنوری شمارہ نمبر ۲ دیر سے ملا۔ اور میرے زیر نظر ہے۔ کمال احمد کا "پریم پتر" اور ڈاکٹر عتیق عالم کا "جمہوریت کے تقاضے" اچھا لگا۔

الہ آباد سے نشر غزلیں بھی پسند آئیں — ڈاک کی گڑبڑی سے ہمارے بہت سے پرچے گول ہو جاتے ہیں۔ اور شدت انتظار کے بعد میں بک اسٹال سے خرید لاتا ہوں۔ کیلنڈر بھیجنے کا بہت بہت شکریہ۔ میری طرف سے آپ کو اور سبھی "آواز" کے قارئین بھائی بہنوں کو نئے سال کی پرخلوص مبارکباد "آواز" کی بلندی کا دعاگو ہوں۔

مرزا سلیم بیگ

ڈرین محلہ، قصبہ رہواں پوسٹ کروی ضلع باندہ

یوپی۔ پن کوڈ ۲۱۰۲۰۵

"آواز" کے ذریعہ (اس میں شائع شدہ ریڈیو پروگراموں سے قطع نظر) آپ ایک بہت ہی اہم خدمت انجام دے رہے ہیں "آواز" میں صرف وہی مضامین، افسانے وغیرہ شائع ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی نشرگاہ سے سنائے جاتے ہیں اور یہی مضامین وغیرہ سنانے کے لیے انتخاب کیے جاتے ہیں جو مفید معلومات سے مملو ہونے کے علاوہ بصیرت افروز اور دلچسپ ہوا کرتے ہیں۔ اس میں ایک اہم شرط وقت کی ہوا کرتی ہے مفید معلومات سے مملو، بصیرت افروز اور دلچسپ ہوتے ہوئے ضروری ہوتا ہے کم سے کم وقت (زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ) میں سنا دیئے جانے کے قابل ہوں۔ اکثر مضامین مختصر ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ میں مکمل ہوتے ہیں۔ دقیق اور غور طلب امور کی تشریح یا وضاحت کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ انہیں اس مختصر سے وقت میں سن کر ان سے کماحقہ فائدہ اٹھانا اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے مضامین تو مضامین کچھ افسانے بھی اس قدر معنی پیچیدہ اور غور طلب ہوتے ہیں (جیسے یکم اکتوبر ۸۵ء کے شمارے میں چھپا ڈاکٹر صبیحہ انور کا افسانہ "کڑی دھوپ کا سایہ") جنہیں بعجلت ایک بار سننے پر تو کیا کئی بار پڑھنے پر بھی ان میں بیان کردہ گتھیاں سلجھ نہیں پاتیں۔ ہاں جب یہ نشر شدہ مضامین یا اور افسانے سیاہ و سفید کا جامہ زیب تن کر کے سامنے آتے ہیں انھیں پڑھ کر، ان پر غور و خوض کر کے ان سے قرار واقعی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ حضرات بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں جو انھیں ریڈیو پر سن نہیں پائے ہوں۔ یہی وہ اہم خدمت ہے جو "آواز" اپنے ہزاروں قارئین کی بہبود کے لیے انجام دے رہا ہے، جس کے لیے ہم اس کے بےحد ممنون ہیں۔

ایس محمد شریف

نمبر ۲ — ا مین روڈ۔ (نزد ذریعہ ان تھیٹر)

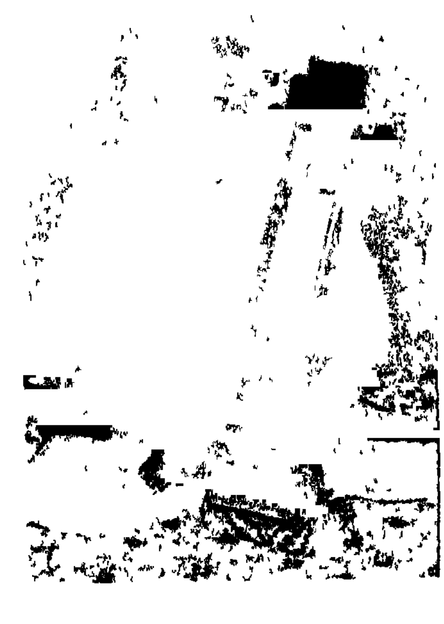
نیو گورو اپن پالیہ۔ تاوریکرے پوسٹ بنگلور

نیشنل پروگرام

محمد صغیر الدین خاں کا سارنگی وادن اور کشن مہاراج کا طبلہ وادن

هفتہ ۲۲ مارچ رات ساڑھے نو بجے

ملک کے مایہ ناز سارنگی نواز محمد صغیر الدین خاں نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد حاجی ٹنڈے خاں اور بڑے بھائی وزیر احمد خاں سے حاصل کی۔ بعد میں انہوں نے سارنگی کے بے مثال فنکار استاد بندو خاں سے بھی رہنمائی پائی۔



سارنگی میں گائیکی انگ کی دلکش پیش کش ان کے فن کی انفرادی خصوصیت ہے۔ آپ ۳۵ سال تک آکاشوانی کلکتہ سے بحیثیت ساز نواز منسلک رہے ہیں

ملک کے صف اول کے مقبول و بے مثال طبلہ نواز کشن مہاراج نے ابتدائے عمر میں ہی اپنے چچا پنڈت کنٹھے مہاراج سے طبلہ وادن سیکھنا شروع کر دیا تھا۔
کشن مہاراج ایک ایسے طبلہ فنکار ہیں جو بطور سنگت کار جتنے کامیاب ہیں اتنے ہی سولو آرٹسٹ کے طور پر کامیاب سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے صف اول کے کتھک رقاصوں کے ساتھ سنگت میں بے پناہ مقبولیت پائی ہے۔

پدم شری خطاب یافتہ کشن مہاراج نہ صرف ملک



کی اہم محافل موسیقی میں شرکت کر چکے ہیں بلکہ بیرون ملک بھی اپنے فن کے سبب بے پناہ شہرت و مقبولیت پائی ہے۔

جی ویدی کا گائن

هفتہ ۲۹ر مارچ رات ساڑھے نو بجے

جی ویدی کی شیریں آواز اور ان کے اندر چھپے عظیم فنکار کو ان کے والدین نے ان کے بچپن میں ہی پہچان لیا تھا۔ بعد میں ان کے چچا سری پی ایس راگھورا منتاسری نے موسیقی میں ان کو باقاعدہ اور باضابطہ تربیت حاصل کرنے میں بھرپور تعاون دیا۔



سنٹرل کالج آف کرناٹک میوزک میں انھوں نے عالم موسیقی کے نمایاں فنکاروں سورگیہ موری سبرامنیا ائیر ٹی این سوامی ناتھا پلائی اور شریمتی ٹی برندا سے موسیقی کی اعلیٰ تربیت پائی اور اسی کالج سے انھیں سنگیت ودوان کا خطاب دیا گیا۔

جی ویدی کو کلاسیکی اور ہلکی موسیقی دونوں میں یکساں مہارت حاصل ہے۔

رنگل شب کی محفل موسیقی

روبندر کشن جگیدگل کا ستار وادن

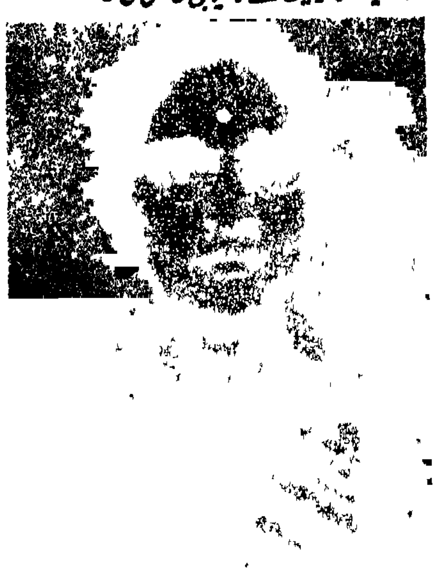


رات دس بجے ۱۸ر مارچ

سرلا بھڑے کا گائن

رات دس بجے ۲۵ر مارچ

بمبئی یونیورسٹی سے گریجویشن کے بعد سرلا بھڑے نے موسیقی میں ایم اے کی ڈگری ایس این ڈی ٹی یونیورسٹی بمبئی سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ انھوں نے سنگیت النکار اور سنگیت وشارد کے امتحانات میں امتیازی حیثیت سے کامیابی حاصل کی۔



موسیقی کی ابتدائی تعلیم پنڈت نارائن راؤ واتار سے پائی اور بعد میں بھارت سرکار کے وظیفے پر شریمتی مانک ورما سے تربیت پائی۔ اس کے علاوہ انھوں نے شوبھا گرتو سے بھی سگم سنگیت کی باریکیوں کا علم حاصل کیا۔
آج کل آپ موسیقی کے استاد کی حیثیت سے ایس این ڈی ٹی یونیورسٹی بمبئی سے منسلک ہیں۔

ار مارچ ۸۶ ۱۹ء

آکاشوانی منگلور

سازندے درکار ہیں

۱۹۹۰

اسٹیشن ڈائریکٹر آل انڈیا ریڈیو منگلور کو اسٹاف آرٹسٹوں کے زمرے میں انسٹرومینٹسٹ کی درج ذیل زمرے میں آل انڈیا ریڈیو منگلور میں بھرتی کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں۔

نمبر شمار	زمرہ	اسامیوں کی تعداد
۱۔	وائلن نواز (کرناٹک)	ایک
۲۔	وائلن نواز (ہندوستانی	ایک
۳۔	کلارنٹ نواز (ہندوستانی)	ایک
۴۔	بانسری نواز (کرناٹک)	ایک
۵۔	ستار نواز (ہندوستانی)	ایک

کام کی نوعیت: ڈیوٹی چارٹ کے مطابق بطور اکمپنسٹ / انسٹرومینٹلسٹ شفٹ ڈیوٹیز انجام دینا۔ ضرورت پڑنے پر بطور سولو آرٹسٹ پروگرام دینا۔ خصوصی مواقع کے لیے موسیقی کے خصوصی آئٹمز کی ریہرسل اور ریکارڈنگ۔ موسیقی کے پروگراموں میں ریہرسل اور بیلنسنگ میں مدد دینا۔ جب اور جہاں ضرورت ہو موسیقی کے سازوں کی دیکھ بھال کرنا۔ میوزیکل کمپوزیشنز کی علامات اور کتب کی سنبھال۔ موسیقی کے اسباق پیش کرنے میں تعاون اور شرکت کرنا اور اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً سپرد کردہ فرائض کی انجام دہی۔

اہلیت لازمی:۔

۱۔ امیدوار کو ایم اے بی نے کم از کم انسٹرومینٹلسٹ / بی ہائی گریڈ۔ پرفارمنگ میوزک آرٹسٹ تسلیم کیا ہو۔ (اسامی سے متعلقہ ساز بجانے میں)

۲۔ موسیقی میں باضابطہ اور باقاعدہ تربیت۔

۳۔ موسیقی کے اجتماعی مظاہرے میں دیگر سازندوں کے ساتھ سنگت دینے کی بخوبی صلاحیت۔

۴۔ سنگت دینے / تنہا ساز بجانے کی صلاحیت۔

۵۔ ہندی یا کنڑ میں لکھنے پڑھنے کی صلاحیت۔

(کسی مستند پرائمری اسکول سے تیسری جماعت تک پڑھنے کا ثبوت کے ساتھ۔)

پسندیدہ: تانپورہ بجانے کی صلاحیت اور دیگر سازندوں کو تانپورہ پر سنگت دینے کی اہلیت۔

(تانپورہ فنکاروں کے لیے مذکورہ بالا (۳) اور (۴) کی جگہ لازمی اہلیت سمجھی جائیگی)

عمر: یکم جولائی ۱۹۸۶ء کو ۱۹ اور ۴۵ برس کے درمیان (شیڈول کاسٹ / ٹرائب اور اس نوع کے دیگر زمروں سے تعلق رکھنے والے امیدواروں کو مرکزی حکومت کی جانب سے وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایت کے مطابق رعایت)

فیس اسکیل:

اے گریڈ فنکار کے لیے:

۶۵۰-۳۰-۷۴۰-۳۵-۸۱۰-ای بی-۳۵-۸۸۰-۴۰-۱۰۰۰-ای بی-۴۰-۱۲۰۰ روپے

بی ہائی گریڈ فنکار کے لیے:

۵۵۰-۲۵-۷۵۰-ای بی-۳۰-۹۰۰ روپے۔

(اور ساتھ میں وہ بھتے جو آل انڈیا ریڈیو کے اسٹاف آرٹسٹوں کو وقتاً فوقتاً دیے جاتے ہیں۔)

درخواست میں مندرج ذیل تفصیلات مہیا کریں۔

۱۔ امیدوار کا نام (جلی حرفوں میں)
۲۔ تاریخ پیدائش اسنادی ثبوت کے ساتھ۔
۳۔ والد کا نام
۴۔ خط و کتابت کا پتہ
۵۔ آیا امیدوار موسیقی (کلاسیکی یا ہلکی) کا آل انڈیا ریڈیو کا منظور شدہ اور گریڈ یافتہ فنکار ہے اگر ہاں تو وہ گریڈ لکھیں جس کے لیے فنکار منظور شدہ ہے۔ اور آل انڈیا ریڈیو کے اس اسٹیشن کا نام بھی لکھیں جہاں سے امیدوار منظور شدہ ہے۔
الف۔ کس طرح کی موسیقی میں (کلاسیکی / ہلکی وغیرہ)۔
ب۔ موجودہ گریڈ۔
ج۔ موسیقی میں تربیت کی تفصیلات۔
۶۔ اہلیت (تعلیمی اور پیشہ ورانہ)۔
۷۔ دیگر سازندوں کے ساتھ سنگت کرنے کا تجربہ۔
۸ آل انڈیا ریڈیو سے نشریات اور عوامی محفلوں کی تفصیلات۔
۹۔ آل انڈیا ریڈیو / ٹیلی ویژن یا وزارت اطلاعات ونشریات کے دیگر میڈیا یونٹوں میں
۱۰۔ ملازم رشتہ داروں کی تفصیل۔

اگر آل انڈیا ریڈیو میں اس سے قبل درخواست دی ہو تو اس کی تفصیل۔

درخواستیں سادہ کاغذ پر (مذکورہ بالا شکل میں) عمر، تجربہ وغیرہ سے متعلق اسناد کی مصدقہ نقول کے ساتھ

اسٹیشن انجینیر، آل انڈیا ریڈیو منگلور، قادری ہلز، منگلور ۵۷۵۰۰۴ کے پاس ۱۵؍ اپریل ۱۹۸۶ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

سرکاری ملازمین اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں تمام ضروری کاروائیوں کی تکمیل سے قبل منتخب امیدوار کو ابتدا میں عارضی ماہانہ قابل تجدید معاہدے کی بنیاد پر رکھا جائے گا۔ اس کے بعد مقررہ فیس اسکیل میں ان کو بطور اسٹاف آرٹسٹ تین سال کے معاہدے پر تقرری دی جائے گی۔ جس میں سے دو سال کی مدت آزمائشی شمار کی جائے گی۔

آزمائشی مدت کی کامیاب تکمیل پر، آل انڈیا ریڈیو کی شرائط وضوابط کے تحت، ایک وقت میں پانچ سال کا معاہدہ پیش کیا جائے گا۔ امیدوار کے موزوں اور مناسب پائے جانے پر امیدوار کے ساتھ پانچ پانچ سال کی مدت کے معاہدوں کا سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک امیدوار کی عمر ۶۰ سال نہیں ہو جاتی۔

منتخب امیدوار کا تبادلہ آل انڈیا ریڈیو کے کسی بھی اسٹیشن پر کیا جاسکتا ہے۔

ٹسٹ / انٹرویو کے لیے امیدوار کو اپنے اخراجات پر آکاشوانی منگلور پہنچنا ہوگا۔ ٹسٹ / انٹرویو کے لیے بلاتے وقت زیادہ قابلیت اور تجربہ رکھنے والے امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔ کسی بھی قسم کے اثر و رسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزونیت کا سبب ثابت ہوگی۔

انٹرویو کی تاریخ سے بعد میں مطلع کیا جائے گا

نامکمل اور مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی درخواستیں کسی بھی حالت میں قابل قبول نہ ہوگی۔ درخواست میں درج ذیل حلفیہ بیان بھی تحریر کریں۔

i ۔ اس درخواست میں دیئے گئے بیانات میرے علم و یقین کے مطابق قطعی اور درست ہیں۔

ii ۔ اس درخواست کے ساتھ منسلک اسناد کی نقول اصل میرے قبضے میں ہیں اور طلب کیے جانے پر پیش کروں گا۔

وودھ بھارتی

سنگیت سریتا: صبح ۳۰–۷

۱۷ مارچ راگ گوڑ سارنگ
فلم: ہم دونوں: لتا و ساتھی
کارنک کمار : ستار
۱۸ مارچ راگ چھایا نٹ
فلم کالا پانی : محمد رفیع
نثار حسین خاں : گائن
۱۹ مارچ راگ نند
فلم میرا سایہ : لتا
کمار گندھرو : گائن
۲۰ مارچ راگ کیدار
فلم تیل مالش: لتا، منا ڈے
پنڈت ڈی، وی پلسکر: گائن
۲۱ مارچ راگ کیدار
فلم نرسی بھگت
ہیمنت کمار، سدھا ملہوترہ، منا ڈے
دیبو چودھری : ستار
۲۲ مارچ راگ کا مود
فلم چتر لیکھا : لتا
شیام لال: شہنائی
۲۴ مارچ راگ کا مود
فلم نور جہاں : سمن کلیانپور
استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
۲۵ مارچ راگ ہمیر
فلم کوہ نور : محمد رفیع
پدم تلوالکر : گائن
۲۶ مارچ راگ شدھ سارنگ
فلم پرائیویٹ سکریٹری: لتا
بسم اللہ خاں و ساتھی: شہنائی
۲۷ مارچ راگ شدھ سارنگ
فلم چاندی کی دیوار: طلعت، آشا
پربھو دیو سردار : گائن
۲۸ مارچ راگ کافی
فلم گودان : رفیع و ساتھی
رگھوناتھ سیٹھ : بانسری
۲۹ مارچ راگ کافی
فلم چاچا زندہ باد : لتا
شو بھا گرتو: کافی ٹھمری
۳۰ مارچ راگ کافی
فلم دھول کا پھول: سدھا ملہوترہ
بدھو دتیہ مکرجی: ستار

انورنجنی : دوپہر ۱۵ — ۳

۱۷ مارچ مانک ورما: راگ بھٹیار
نزاکت علی خاں، سلامت علی خاں
راگ پوربی
۱۸ مارچ وی جی جوگ، علی احمد
وائلن اور شہنائی
جگل بندی میں راگ پوریا کلیان
دیب برت چودھری
ستار پر پیلو
۱۹ مارچ لطافت حسین خاں: راگ باگیشری
بیگم اختر : ٹھمری
۲۰ مارچ روی شنکر و علی اکبر خاں
راگ شدھ بھیرو ی
۲۱ مارچ سوائے گندھرو: میاں کی ملہار
بھیرو ی
نرملا دیوی، لکشمی شنکر، ٹھمری

پٹارہ: رات ۱۵–۸

۱۸ مارچ 'محبت کا امپورٹیڈ طریقہ'
مزاحیہ ناٹک
تحریر: دلیپ سنگھ
پیش کش: لوچن بخشی
۲۵ مارچ مزاحیہ کوی گوشٹھی اور
چٹکلا گوشٹھی : شرکاء
تبسم اور رام رکھ منکر
پیش کش: انورادھا شرما

ہوا محل : رات ۱۵–۹

۱۶ مارچ 'ایک ہزار ڈالر'
او ہنری کی کہانی پر مبنی
ترجمہ: رمیش اپادھیائے
پیش کش: مدھوپ شرما
۱۸ مارچ 'گلی کی تلاش'
از وی۔ ایم۔ آنند
پیشکش: لوچن بخشی
۱۹ مارچ 'واپسی' از ویدانتی مہارشی
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۰ مارچ 'اب کیا ہوگا' از انل سکسینہ
پیش کش: جے دیو شرما کمل
۲۱ مارچ 'ہنگامہ' از سیندر انند جوشی
پیش کش: میناکشی مشرا
۲۲ مارچ 'بکاؤ دولہا': سدھا چودھری
پیش کش: لتا گپتا
۲۳ مارچ 'شہید بھگت سنگھ'
تحریر و پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۴ مارچ 'کچی چھت کا مکان' (حصہ IV)
۲۵ مارچ ہولی پر خصوصی پروگرام
پیش کش: انوپ سیٹھی
۲۶ مارچ 'جیجا جی آئے'
از لکشمی کانت ورما
پیش کش: شانتی مہروترہ
۲۷ اور 'سن ری چڑیا۔ کہرے کا گا'
۲۸ مارچ تحریر و پیشکش: انوپ سیٹھی
۲۹ مارچ 'خلیفہ شدو'
تحریر: سراج انور
پیش کش: دینا ناتھ
۳۰ مارچ 'کتا کاٹنے کے بعد'
از وجے کیشو شرما
پیش کش: مقبول حسن
۳۱ مارچ 'کچی چھت کا مکان' (حصہ V)

رس دھار: رات ۱۵–۸

۱۷ مارچ 'ملن': از پربتی شرما
پیش کش: شبیہہ عباس اور
للیتا رمانن
۲۴ مارچ 'روٹھا ہوا چاند'
از برجیس دوست
پیش کش: مایا گووند
۳۱ مارچ 'ڈھلتے سائے'
از گنگا پرساد ماتھر
پیش کش: کبن مرزا

ملن یامنی : رات ۱۵–۸

۲۲ مارچ 'شادی ایک بیٹے کی'
از ابھیلاشس
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۹ مارچ 'پیار' از ابھیلاشس
پیش کش: انورادھا شرما

سنو کہانی: رات ۱۵–۸

۲۱ مارچ 'سفید بال' (حصہ اول)
از انجم جودھپوری
۲۸ مارچ سفید بال (حصہ دوم)

چتر شالہ: رات ۱۵–۸

۱۷ مارچ ہماری سنسکرتی
از امرناتھ دوبے
۱۸ مارچ 'مثالی' : تقریر
۱۹ مارچ کاویہ پاٹھ: دنیش دھر پانڈے
۲۰ مارچ ہمارا دیش، ہمارے پردیش
اڑیسہ ۔ رودم مشرا
۲۲ مارچ مزاحیہ تقریر از ستر نیک پرساد
۲۴ مارچ ہماری سنسکرتی
۲۵ مارچ 'انتر تسودھ'
از ڈاکٹر ایس آر نائیک
۲۶ مارچ کاویہ پاٹھ: از ور بندر مشرا
۲۷ مارچ 'ہمارے دیش ہمارے پردیش'
مہاراشٹر' : تقریر از
سدھا آپٹے
۲۹ مارچ مزاحیہ تقریر
از اندو چتر ویدی
۳۱ مارچ ہماری سنسکرتی
از پنڈت نریندر شرما



بسم اللہ خاں — سنگیت سریتا میں
۲۶ مارچ کو شہنائی پر راگ شدھ سارنگ پیش کریں گے۔

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو ۳۲۷٫۳ میٹر (۹۰۲ کلوہرٹز)، ۱۱ ۳۸ میٹر (۱۰۰۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۱۹٫۱۴ میٹر (۱۵۰۰۶ کلوہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو ۳۲۷٫۳۰ میٹر (۹۰۲ کلوہرٹز) ۱۱ ۳۸ میٹر (۱۰۰۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۳۱٫۱۰ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس
میڈیم ویو ۳۲۷٫۳ میٹر (۹۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۹۱٫۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

اتوار ۱۶ مارچ

صبح

۶—۲۵ شہرِ صبا
منیر خاتون بیگم : قدیر لکھنوی
سراج لکھنوی اور شکیل بدایونی
کا کلام
مجدد نیازی : جگر اور شفیق کا
کلام

۷—۰۵ شمعِ فروزاں ۔ رام کرشن پرم ہنس

۷—۰۵ بھجن سوپوری : سنتور پر
راگ توڑی

۹—۰۵ آؤ بچو 'عجیب و غریب دنیا
جنگلوں کی' : تقریر از
ڈاکٹر زینت رشید
گیت ؛ بچوں کی دنیا : بچوں کے خط

رات

۸—۳۰ حسنِ غزل
محمد یعقوب : اقبال کا کلام

۹—۳۰ گجر بن کا رے
اے کانن : ٹھمری تلنگ

۱۱—۳۰ بزمِ موسیقی
موجود حسین خاں
خیال جے جے ونتی
بھجن سوپوری ؛ سنتور پر
راگ کروانی

پیر ۱۷ مارچ

صبح

۶—۲۵ شہرِ صبا
مینو پرشوتم : فراق اور درد کا
کلام
ہلال احمد خاں : میر، سودا اور
غالب کا کلام

۷—۰۵ ہری پرساد چورسیہ : بانسری پر
راگ ٹھمری بھیروی

۹—۳۲ اجیت سنگھ پینٹل : خیال

رات

۸—۳۰ حسنِ غزل
برلیش بھاردواج . ناسخ
ذوق اور حالی کا کلام

۹—۰۵ کلامِ شاعر از غلام ربانی تاباں

۱۱—۳۰ بزمِ موسیقی
اجیت سنگھ پینٹل . خیال
ہری پرساد چورسیہ : بانسری

منگل ۱۸ مارچ

صبح

۶—۲۵ شہرِ صبا
بلونت بنسل : داغ، نوح ناروی
اور مجاز کا کلام
انجلی بنرجی . غالب اور جگر
کا کلام

۷—۰۵ ایم ۔ ایس گوپال کرشنن
وائلن پر راگ گجری توڑی

۹—۳۲ امرناتھ : خیال بھیرو بہار

دوپہر

۳—۰۰ نئی نسل نئی روشنی
افسانہ از ہرجیت کور
غزل تقریر : ایک مصیبت
بے جا خیر خواہی : از منور سلطان

رات

۸—۳۰ حسنِ غزل
البر کمار دیو : حسرت موہانی اور
شاہ حاتم کا کلام

۱۱—۳۰ بزمِ موسیقی
امرناتھ . خیال مالکونس
ایم ۔ ایس ۔ گوپال کرشنن
وائلن پر راگ ناگیشوری

بدھ ۱۹ مارچ

صبح

۶—۲۵ شہرِ صبا
بیگم اختر . سدرشن فاخر اور
جگر کا کلام

۷—۰۵ سازِ طرب
اننت لال : شہنائی پر راگ بھیرویں

۹—۳۲ کلاسیکی موسیقی
سلوچنا برہسپتی
خیال اہیر بھیرو

رات

۸—۲۵ حسنِ غزل
بیگم اختر : آنند نرائن ملا کا کلام

۹—۳۰ گجر بن کا رے
سپرا بوس : ہوری

۱۰—۰۰ افسانہ از رتن سنگھ

۱۱—۳۰ بزمِ موسیقی
سلوچنا برہسپتی . خیال بسنت
اننت لال : شہنائی پر
راگ ایمن

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح

۶—۲۵ شہرِ صبا
پریتا بلبیر سنگھ : غزلیں
مہیش چندر : غزلیں

۷—۰۵ سازِ طرب
امرت حسین خاں : ستار

۹—۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
نرملا اروڑن : ہوری، ٹھمری
دادرہ اور ٹپہ

دوپہر

۲—۳۰ 'تیسری آنکھ' : ڈرامہ
تحریر : اظہار اثر

رات

۸—۳۰ حسنِ غزل
پریتا بلبیر سنگھ : غزلیں

۱۰—۰۰ ادبی نشست : اردو کی اعلیٰ
تعلیم اور معاشرتی بنیادیں
مباحثہ : شرکاء : پروفیسر خواجہ
احمد فاروقی، پروفیسر رئیس احمد
پروفیسر محمد حسن اور پروفیسر
باقر مہدی

۱۱—۳۰ بزمِ موسیقی
ہیرا بائی بڑودیکر
خیال پوریا کلیان
امرت حسین خاں : ستار وادن

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح

۶—۲۵ شہرِ صبا
کاجل بنرجی : غالب، مجاز اور
جگر کا کلام
نذیرا احمد : رفعت سروش کا کلام

۷—۰۵ سازِ طرب (سازینہ)
فردوس احمد : سرود پر دھن

۹—۰۰ آؤ بچو 'ورلڈ فاریسٹری ڈے'

رات

۸—۳۰ حسنِ غزل
محمد ظفر : جاں نثار اختر اور
نذیر بنارسی کا کلام

۱۱—۳۰ بزمِ موسیقی
فردوس احمد : سرود پر
راگ آبھوگی

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح

۶—۲۵ شہرِ صبا
وندنا واچسپتی : غزلیں

۷—۰۵ سازِ طرب
رام نراین ، سارنگی پر راگ جوگیہ

۹—۰۰ آج کی بات : 'نسلی امتیاز کا خاتمہ'

۹—۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
رجیش کمار مبتو : ٹھمری بھیرویں

رات

۸—۳۰ حسنِ غزل
وندنا واچسپتی : غزل

۱۰—۰۰ نئی نسل نئی روشنی
کھیلوں کی دنیا : ہولی کا گیت
خلوص نامہ (خطوں کے جواب)

۱۱—۳۰ بزمِ موسیقی*
جگدیش پرساد : خیال واچس پتی
رام نراین ، سارنگی پر راگ مالا گا ونتی

اتوار ۲۳ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
نسیم بانو: سودا، میرؔ اور دردؔ کا کلام
وینا ناتھ: جگن ناتھ آزاد اور بشیر بدر کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
گوپال کرشنا: وچتر وینا پر راگ بھوپال توڑی

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
امراؤ بیگم: میر تقی میر اور جلال لکھنوی کا کلام

۹-۰۰ کجرا رے
اوما ڈے: ہوری

۱۰-۰۰ 'وہ شعلہ': فیچر
تحریر: ایف۔ سی۔ ماتھر

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
میرا بینرجی: خیال جے جے ونتی
گوپال کرشنا: وچتر وینا پر راگ مالکونس

پیر ۲۴ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
سریندر کمار: عزیز وارثی
خمار بارہ بنکوی اور شکیل بدایونی کا کلام
پشپا ہنس: تین سرکش اور اختر انصاری کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب (سازینہ)
راجندر پرسنا: بانسری پر بھٹیالی دھن

۹-۲۲ کلاسیکی ۔ ی
سیارام تیوار۔

دوپہر

۲-۳۰ "وہ شعلہ"، فیچر
مصنف: ایف۔ سی۔ ماتھر

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
بلکو ماتھر: فیض اور جاں نثار اختر کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر: از عتیق حنفی

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
سیارام تیواڑی
راگ دیسی میں دھمار
راجندر پرسنا: بانسری پر چندر کونس

منگل ۲۵ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
اقبال قریشی: شاذ تمکنت، داغ اور میر کا کلام
کنول سدھو: جگر اور خمار بارہ بنکوی کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
پی ڈی سپت رشی: وائلن پر راگ بسنت

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
نصیر احمد خاں: خیال

دوپہر

۲-۰۰ نئی نسل نئی روشنی: تقریر
'ہولی رنگ برنگی'
از شاہدہ پروین
ہولی گیت
افسانہ از راشدہ مجید

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
ارملا ڈھیرہ: شمیم جے پوری
اور سیماب اکبرآبادی کا کلام

۱۰-۰۰ مشاعرہ: شعراء: حیات لکھنوی
مخمور سعیدی، بشیر بدر
صغیر احمد صوفی، نیتر آثمی اور
کرشن مراری

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
نصیر احمد خاں: خیال کافی
پی۔ ڈی۔ سپت رشی
وائلن پر راگ پوریا کلیان

بدھ ۲۶ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
حضرت علی کے یوم پیدائش کے موقعہ پر منقبت

۶-۲۵ شہرِ صبا
ششی تاورک: ذوق
مصحفی اور فانی کا کلام
احمد حسین: ظفر، میر اور غالب کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
ہری پرساد چورسیہ: بانسری پر ٹھمری بھیروی

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
بیگم اختر: ہوری اور ٹھمری بھیروی

دوپہر

۲-۰۰ دھنک: گرجا دیوی
ہوری اور ٹھمری پیلو

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
صغیر احمد: فراق گورکھپوری اور حسرت موہانی کا کلام

۹-۳۰ کجرا رے
سدھیشوری دیوی: ہوری کافی

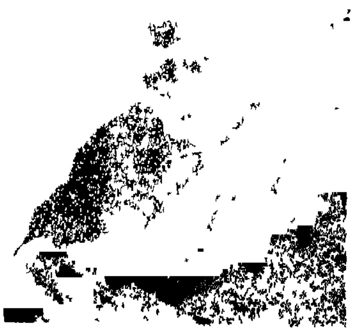
۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
استاد فیاض خاں: راگ دیس
آلاپ اور ہوری دھمار
ہری پرساد چورسیہ
بانسری وادن

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
پریتی چاولہ: غالب اور فیض کا کلام
اسد امانت علی خاں: ابن انشاء کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب



رئیس خاں: ستار پر راگ توڑی

۹-۲۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
پرمیلا پوری: ٹھمری ہوری

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
جاں نثار اختر اور شکیل بدایونی کا کلام

۱۰-۰۰ آئینہ: ادبی میگزین
اردو میں خاکہ نگاری کی روایت
ایڈیٹر: ڈاکٹر صلاح الدین

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
منور علی خاں: خیال کوشک دھونی
رئیس خاں: ستار پر راگ درباری

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
گڈ فرائی ڈے کے موقعہ پر خصوصی کورس

۶-۲۵ شہرِ صبا
برجو مہاراج: غالب، فیض اور میرؔ کا کلام
سیما شرما: داغ اور غالب کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
زرین دارووالا: سرود پر راگ شاردا

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
صلاح الدین احمد: اعجاز وارثی اور بشیر بدر کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
بڑے غلام علی خاں: ہوری دیس
زرین دارووالا: سرود پر راگ جوگ

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
شیلا دھر: مخدوم محی الدین فیض اور میر کا کلام
ولایت حسین ساگر: خمار بارہ بنکوی اور راجیش کمار اوج کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
احمد رضا: وچتر وینا

۹-۲۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
سپرا بوس: ہوری
کمل سنگھ: ٹھوری

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل

تسنیم سید مخدوم محی الدین اور غالب کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
احمد رضا: وچترو ینا

اتوار ۳۰ مارچ

صبح

۶-۲۵ سحر صبا
افروز بانو، تسیم بے پوری
داغ اور پارسا بے پوری کا کلام
محمد حسین: کیفی اعظمی اور سراج لکھنوی کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
شو کمار شرما، سنطور

رات

۸-۳۰ حسن غزل
مہندر پال، شاد فدائی اور بشیر بدر کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
شو کمار شرما: سنطور پر راگ کو تیک دھونی

پیر ۳۱ مارچ

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
معین الدین تسیم بے پوری
سدرشن فاخر اور فانی بدایونی کا کلام
اعلیٰ بوس: فیض اور شکیل بدایونی کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
جی ایس سچدیو، بانسری پر راگ الھیا بلاول

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
حفیظ احمد خاں: خیال

رات

۰-۳۰ حسن غزل
لچھمن داس سدھو: بشیر بدر اور بیدم شاہ وارثی کا کلام

۱۰-۰۰ شکریئے کے ساتھ
دو دوست: ڈرامہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
حفیظ احمد خاں: خیال
اے۔ دینکر راؤ: بانسری پر درباری اور ہنس دھونی

دلی

میڈیم ویو

دلی الف ۳۶۶٫۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دلی ب ۴۵۰٫۵ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دلی ج ۲۱۹٫۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دلی د ۲۹۴٫۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۸ تک ۱۵ء۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۰۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۸۹ء۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دھلی الف

ہندی / انگریزی۔ صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۵-۱، ۰۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸ اور رات ۰۵-۱۱۔ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو میں تبصرہ: رات ۱۶-۹
انگریزی: دوپہر ۰۰-۱۲ پنجابی: دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار: شام ۰۰-۵
روزگار سماچار۔ شام ۵۰-۷ براڈ کاسٹنگ سماچار: شام ۵۰-۷

دھلی بی

انگریزی: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، دوپہر ۰۰-۱، سہ پہر ۰۰-۴، شام ۰۰-۶، رات ۹۰ اور رات ۰۰-۱۱ پنجابی: صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، نجارتی (صرف بدھ) ۰۰-۷

اتوار ۱۶ مارچ

دلی الف

صبح

۷-۲۰ آج صبح

۸-۱۰ اور رات ۰-۱
مرالی دیتا پانڈے، گائن

۱۱-۳۰ اور شام ۲۵-۵
ٹی۔ ایس کرشنن، وائلن

دوپہر

۱۲-۱۵ میوزک ماسٹر بھولا شنکر
از گنپت لال ڈانگی

رات

۹-۳۰ سسر کنا دھر چودھری، وائلن

دلی ب

دوپہر

۳-۳۰ مرالی دیتیا مدے: گائن

شام

۶-۴۵ اور ۴۴-۸
یحییٰ ملک: غزلیں

پیر ۱۷ مارچ

دلی الف

صبح

۶-۲۵ سہایتا کرتے ایکرں
"ٹاپ رائٹر"، تقریر از یربھا چندر چندرا

۸-۱۰ اور ۰۵-۱۱ رات ۹-
سنیل مکرجی، سرود

۱-۳۰ اور شام ۴-۵
مدھپ مودگلیہ: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ "چھ مہینے کی رات"۔ ڈرامہ
از رمیش دت شرما

شام

۰-۰ سنگیت سبھا
سوہاسنی کورانکر، گائن

دلی ب

صبح

۶-۵۰ اور شام ۵۵-۶
ریلوے بلیٹین (روزانہ)

۷-۳۲ ڈی۔ وی پلسکر: بھجن

۷-۵۰ کلپسیز آف ورلڈ ہسٹری
پنڈت جواہر لال نہرو کی سوانح عمری پر مبنی پروگرام: ہندی (روزانہ)

دوپہر

۲-۳ راجیش سہگل، ستار

شام

۶-۴۵ اور ۴۴-۸
اندرا لمنی سکھ: بھجن اور غزلیں

منگل ۱۸ مارچ

دلی الف

صبح

۷-۴۵ دلی درشن

۸-۱۰ اور ۰۵-۱۱ رات ۰۰-۹
روما رانی بھٹاچاریہ: گائن

۱۰-۳۰ مصطفیٰ رضا: وچتر وینا

۱۱-۳۰ اوم پرکاش: الساج

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار، بی دت

۹-۳۰ جنتا تالیاں بجائے ڈرامہ
تحریر: ڈاکٹر مکند

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
رویندر گاڈگل: ستار

دلی ب

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
مصطفیٰ رضا: وینا

شام

۶-۴۵ اور ۴۴-۸
ارل وڈھیرا: گیت، بھجن اور غزلیں

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: والنیری انجنیئرز اینڈ پلاننڈ ڈویلپمنٹس
انگریزی میں مباحثہ

بدھ ۱۹ مارچ

دلی الف

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا: تقریر از ڈاکٹر اقبال ملک

۸-۱۰ اور ۰۵-۱۱ رات ۰۰-۹
نرنجن پرساد: بانسری

۱۰-۳۰ اور شام ۴۰-۵

پریما دیوی: ٹھمری اور دادرہ

دوپہر

۳۰—۱۲ گھر وگیان: 'نئے پرکار کے کرشی اپکرن'
از ڈاکٹر نریندر ورما

رات

۱۵—۸ وگیان آلوک
'کھگول وگیان کے کھیتر میں راجہ جے سنگھ کا یوگ دان'
تقریر از رگھبیر سنگھ

۰۰—۱۰ شفیع احمد: گائن

دہلی ب
صبح

۳۰—۷ بڑے غلام علی خاں: گائن

دوپہر

۳۰—۳ اشا لکشمی کرشنا سورتی: گائن (کرناٹک)

شام

۴۵—۶ اور رات ۴۴—۸
نریندر کور: گیت

جمعرات ۲۰ر مارچ

دہلی الف
صبح

۳۰—۱۰ اور ۰۵—۱۱ رات ۰۰—۱۰
مہندر شرما: گائن

۳۰—۱۱ اور رات ۰۰—۹

کیشو آر تلاگا ونکر: گٹار

۳۰—۱۱ ستیش پرکاش گکڑ: شہنائی

دوپہر

۳۰—۱۲ گھر وگیان: 'قدرتی غذا'
تقریر از سدھا اگروال

رات

۱۰—۱۱ چت دیو برمن: ایسراج

دہلی ب
صبح

۲۲—۷ ستیش پرکاش قمر: شہنائی

دوپہر

۳۰—۳ ستیا نرائن: گائن

شام

۴۵—۶ اور ۴۴—۸
راگنی شرما: گیت اور بھجن

جمعہ ۲۱ر مارچ

دہلی الف
صبح

۴۵—۶ وگیان چرچا
عالمی یوم جنگلات پر خصوصی تقریر از ستیش کمار جین

۱۰—۸ ۰۵—۱۱ اور رات ۰۰—۹
بلرام پاٹھک: ستار

۳۰—۱۰ اور ۱۰—۱۱
ریتا گنگولی: ٹھمری اور دادرا

۳۰—۱۱ اور شام ۴۰—۵

چندر ناتھ: راگ پردھان

رات

۱۵—۸ گاندھی چرچا

۳۰—۹ 'ڈاک گھر': رویندر ناتھ ٹیگور کے تحریر کردہ ناٹک کا ریڈیو عکس از کملا رتنم

۰۰—۱۰ ویداولی راماسوامی: وائلن

دہلی ب
دوپہر

۳۰—۳ پریما ملک ارجن: وینا

شام

۴۵—۶ اور رات ۴۴—۸
نیلم ساہنی: گیت، بھجن اور غزلیں

ہفتہ ۲۲ر مارچ

دہلی الف
صبح

۱۰—۹ اور شام ۴۰—۵
امرناتھ: گائن

۳۰—۱۰ اور شام ۲۰—۵
اندر لال: سارنگی

۰۵—۱۱ این۔ آر۔ شاہانے: گائن

۳۰—۱۱ جگدیش سنگھ: ستار

رات

۳۰—۹ موسیقی کا نیشنل پروگرام
صغیر الدین خاں: سارنگی

کشن مہاراج: طبلہ: سولو

دہلی ب
صبح

۳۰—۷ اندر لال: سارنگی

دوپہر

۳۰—۲ این۔ آر۔ شاہانے: گائن

رات

۳۰—۹ آور گیٹ ٹو نائیٹ

اتوار ۲۳ر مارچ

دہلی الف
صبح

۱۰—۹ اور رات ۰۰—۱
احمد رضا خاں: وچترو ینا

۰۰—۱۰ حفیظ احمد خاں: گائن

۳۰—۱۱ اور شام ۳۵—۵
لعل کرسنن: گائن

دہلی ب
دوپہر

۳۰—۲ احمد رضا خاں: وچترو ینا

شام

۴۵—۶ اور رات ۴۴—۸
پریم ناتھ: گیت اور غزلیں

۳۰—۹ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۴ر مارچ

دہلی الف
صبح

۴۵—۶ وگیان چرچا
'سہا تا کرتے اپکرن ٹیلیفون'
تقریر از ڈاکٹر سی۔ این۔ گرگ

۴۰—۷ اپنے دیش کی بات

۱۰—۸ شام ۴۰—۵ اور رات ۰۰—۹
سلوچنا برہسپتی: گائن

۳۰—۱۰ سعید ظفر خاں: ستار

۰۵—۱۱ رادھے راج: گائن

۳۰—۱۱ اور شام ۲۰—۵
پنا لال چورسیا: وائلن

دوپہر

۳۰—۱۲ جنتا تالیاں بجاتے: ناٹک
تحریر: ڈاکٹر مکند

رات

۱۵—۸ سلسلے وار ناٹک

۳۰—۹ نیشنل پروگرام: تقریر

۱۰—۱۱ سب رس: مزاحیہ پروگرام



شنہرن گپتا، سماجی کارکن اور سابق ممبر پارلیمنٹ کے ساتھ رفعت سروش (دائیں) اردو مجلس (دہلی) کے پروگرام 'یادگار زمانہ' میں گفتگو کرتے ہوئے۔

دہلی ب
صبح
۷-۳۲ سعید ظفر خاں: ستار
دوپہر
۳-۳۰ رادھے راج: گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
رشمی ماتھر: گیت اور بھجن

منگل ۲۵ مارچ

دہلی الف
صبح
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
سوتیا دیوی: گائن
۱۰-۳۰ اور شام ۵-۲۰
پی. ڈی. سپت رشی: وائلن
۱۱-۳۰ ہرش ورشن: بانسری
شام
۵-۰۵ گیان وگیان: تقریر از ڈاکٹر اے. آر. قاضی
۹-۳۰ 'جیون سے جڑا رنگ منچ' روپک: تحریر گوپال کرشن کول
۱۰-۰۰ کماری سرلا کھرے: گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ پی. ڈی. سپت رشی: وائلن
دوپہر
۳-۳۰ ہرش ورشن: بانسری
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
شومنارائن: گیت، بھجن اور غزلیں
۷-۳۰ پی. ڈی. سپت رشی: وائلن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: انگریزی تقریر

بدھ ۲۶ مارچ

دہلی الف
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا: 'ابرق' تحریر: پروفیسر جی. ایس. رندوال
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
جگن ناتھ اور ساتھی: شہنائی
۱۰-۳۰ اور شام ۵-۲۰
رام اوتار: گائن
۱۱-۲۰ اور شام ۵-۲۰
سدھیر گوتم: سنتور
۱۱-۳۰ چترا رائے: گائن
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان: 'ہولی کے رنگ رسائنک درشٹی کون' تحریر: نیشی شرما
رات
۸-۱۵ وگیان آلوک: 'ایکی سیوائیں کمپیوٹر پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف' تقریر: وی. ایس. سکسینہ
۱۰-۰۰ نصیر احمد خاں: گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ چترا رائے: گائن
دوپہر
۲-۳۰ پی. ایس. آر. ماگن اور ساتھی: ناگ سورم
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
ایرانگم: گیت

جمعرات ۲۷ مارچ

دہلی الف
صبح
۷-۳۰ بھارت بھارتی
۸-۱۰ اور رات ۱۱-۳۰
سنگھ بندھو: گائن
۱۱-۰۵ سوم تیواری: گائن
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان: 'ہیرا' تحریر: ڈاکٹر دیپ جھنگراس
شام
۵-۲۰ گھاسی رام نرمل: جل ترنگ
۹-۰۰ سوم تیواری: گائن
۱۰-۰۰ ڈاکٹر فاسٹس: ناٹک از کرسٹوفر مارلے ہندی ریڈیو ملکس: کے. پی. رنگا چاری
۱۰-۳۰ وی. جی. سبرامنیم: وینا
دہلی ب
صبح
۷-۳۲ گھاسی رام نرمل: جل ترنگ
دوپہر
۳-۳۰ گوسوامی شیوا رس: کرناٹک گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
روشن جمیل: غزلیں
۹-۳۰ انگریزی میں کتابوں پر تبصرہ

جمعہ ۲۸ مارچ

دہلی الف
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا: 'دور کلو زر' تقریر: ڈاکٹر اشا بھٹناگر
۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
سرشتھا سین: ستار
۱۰-۳۰ لچھمن داس سندھو ٹھمری۔ دادرا
۱۱-۲۰ اور شام ۵-۲۰
پربلا پوری: گائن
رات
۸-۱۵ گاندھی چرچا
۹-۳۰ بلیدان از گوردھا لال نولکھا
۱۰-۲۰ سریندر راجن: گائن
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
ستیش ببر: غزلیں

ہفتہ ۲۹ مارچ

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور ۹-۰۰
مادھوری مٹو: گائن
۱۰-۳۰ اپیندر کمار موئیترا: سرود
۱۱-۰۵ گائن
۱۱-۳۰ رویندر کمار ادیسرا: ستار
شام
۵-۲۰ رویندر کمار ادیسرا: ستار
۵-۴۰ مادھوری مٹو: گائن
دہلی ب
صبح
۷-۰۰ نیشنل پروگرام: فیچر انگریزی
۷-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
اپیندر کمار موئیترا: سرود
رات
۹-۳۰ آور گیسٹ ٹو نائیٹ

اتوار ۳۰ مارچ

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ دیوبرت چودھری: ستار
۱۰-۰۰ اتوار صبح کی محفل موسیقی
راجن مشرا ساجن مشرا: گائن
۱۱-۳۰ مادھوی منگلم رام چندرن: گائن
دوپہر
۱۲-۱۵ 'چوں چوں کا مربا' از ارمل کمار تیلی چارہ
۲-۳۰ بلیدان: تحریر گنما لال نولکھا
شام
۵-۴۵ مادھوی منگلم رام چندرن: گائن
۹-۰۰ دیوبرت چودھری: گائن
۹-۳۰ راجن مشرا ساجن مشرا: گائن
دہلی ب
دوپہر
۳-۳۰ دیوبرت چودھری: ستار
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
صابر احمد: غزلیں
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۳۱ مارچ

دہلی الف
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا
تقریر: ڈاکٹر سشیل کمار
۸-۱۰ اور ۱۱-۰۵
نینا دیوی: ٹھمری دادرا
۱۰-۳۰ صابری خاں: سارنگی
دوپہر
۱۲-۳۰ 'جیون سے جدا': ناٹک
تحریر: گوپال کرشن کول
شام
۵-۲۰ بسم اللہ خاں: شہنائی
۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
نینا دیوی: ٹھمری دادرا
۱۰-۰۰ گوپال داس: پکھاوج
۱۰-۲۰ اور ۱۱-۰۰
صابری خاں: سارنگی
دہلی ب
صبح
۷-۳۲ سنگیت سربھی
شام
۶-۴۵ کاجل بنرجی: گیت، بھجن

رامپور

۳۳۶٫۷ میٹر (۸۹۱ کلوہرٹز)

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)، ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵
اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰
رات ۹-۰۰ اردو: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵
سماچار پتر ہندی: صبح ۹-۰۰، ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵
پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰

اتوار ۱۶ مارچ

صبح
۸-۲۱ شاردا سکسینہ اور سکھیاں
لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ ’جن سنکھیا نینترن میں عورتوں کی بھومیکا‘
تقریر از سمن رانی
شام
۷-۳۰ لکھو اور سیمانت کرشکوں کو ضلع سہکاری بینک دوارا سویدھائیں: تقریر از ٹیکم سنگھ
۹-۳۰ صاحبزادہ وساتھی
چہار بیت

پیر ۱۷ مارچ

صبح
۷-۵۰ چندن داس: غزلیں
دوپہر
۱-۴۰ استاد فیاض خاں: گائن
شام
۷-۰۰ مویشیوں میں بانجھ پن روگ اور ندان: تقریر از ڈاکٹر ایل این پوروے
۸-۰۰ کرشنا کلے: گیت

منگل ۱۸ مارچ

صبح
۷-۳۰ روشن آرا بیگم: گائن
۷-۵۰ ہیمنت کمار: سگم سنگیت
۸-۲۱ اوشا اگروال: لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰ کمار گندھرو: گائن
شام
۷-۳۰ ’دلہن آپادن بیتو سویدھائیں‘
تقریر از ماسشنکر پاٹھک

بدھ ۱۹ مارچ

صبح
۷-۳۰ ذوالفقار حسین خاں: گائن
دوپہر
۱-۴۰ پنڈت روی شنکر: ستار
۸-۰۰ پنکج ملک: سگم سنگیت

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح
۷-۳۰ استاد عبدالکریم خاں: گائن
۸-۲۱ برج بھوشن: لوک گیت
۸-۳۰ ویس دیوار: ایک ہی خاندان کے افراد کے گلوکاروں پر مبنی فیچر
تحریر اور پیشکش: محمد علی موج
دوپہر
۱-۴۰ شوکمار شرما: سنتور
شام
۸-۰۰ رنجنا سکسینہ: گیت، بھجن
۸-۱۰ ’نئی شکشا نیتی اور اونچی شکشا‘
تقریر از ڈاکٹر آر۔ این۔ گپتا

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح ۷-۳۰ ریتا گنگولی: گائن
۷-۵۰ دانی بے رام: سگم سنگیت
۸-۳۰ یہ راہ کہاں کو جاتی ہے: فیچر
دوپہر
۱-۴۰ سیارام تیواری: گائن

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح
۷-۳۰ رسولن بائی: گائن
۷-۵۰ انوپ جلوٹا: سگم سنگیت
۸-۲۱ رمیش چند پانڈے: لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰ کاویہ گوشٹھی: پریوار کلیان پر
شرکا: رام اوتار کشیپ پنکج، وگیان مرادآبادی، برج بہادر سکسینہ شاہد اور بھوانی دت پنت
دیپا دھر

اتوار ۲۳ مارچ

صبح
۷-۳۰ پری ل: پتریکا
۷-۵۰ فدا حسین: سگم سنگیت
۸-۲۱ کورس: ہولی گیت
دوپہر
۱-۴۰ برج بھوشن کابرا: گٹار وادن

منگل ۲۵ مارچ

صبح
۷-۳۰ نثار حسین خاں: گائن
دوپہر
۱-۴۰ نیرملا دیوی: ٹھمری ہوری
کافی، گائن
شام
۷-۳۰ سوویت کرانتی اور سنسکر گاتھائیں
تقریر: ڈاکٹر شیلندر دیو تومر

بدھ ۲۶ مارچ

صبح
۷-۳۰ بسم اللہ خاں: شہنائی
ہری پرساد چورسیا: بانسری
۸-۲۱ وینا گھمسانہ: ہولی گیت
دوپہر
۱-۴۰ شوبھا گورتو: گائن
رات
۱۰-۰۰ ساہتک پتریکا
سمپادک: چندر پرکاش آریہ

جمعرات ۲۷ مارچ

دوپہر
۱-۴۰ وی جی جوگ: وائلن
شام
۷-۳۰ ’سہکارتا اور آداس‘ تقریر
گری راج سنگھ
۸-۰۰ محمد رفیع: گیت، غزل

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۱-۴۰
علی اکبر خاں: سرود
۸-۳۰ ’فسانۂ آزاد‘: فیچر
شام
۶-۲۵ پریچرچا: ’شیلی چیزوں کے پریوگ سے ہانیاں اور گواہیڑھی‘
شرکا: شیلیندر دودھیارتھی
پرمود جین اور الکا تیاگی

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۱-۴۰
اسد علی خاں: رودر وینا
۷-۵۰ شانتی مکھرجی: غزل
رات
۸-۰۰ کیش

اتوار ۳۰ مارچ

صبح
۸-۲۱ چندر سنگھ اور دینا تیواری
کمایونی لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰ وارتا: دل روگ، کارن اور بچاؤ: تقریر از ڈاکٹر اے کے جوہری
جن سنکھیا نینترن اور وکاس پروگرام: کیلاش شنکر گوئل

پیر ۳۱ مارچ

صبح
۷-۵۰ اور رات ۸-۰۰
بیگم اختر
دوپہر
۱-۴۰ این راجن: وائلن

نجیب آباد

۳۱۴،۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

اتوار ۱۶ مارچ

دوپہر
۱—۱۰ بیگم اختر : ٹھمری
شام
۵—۰۵ کویتا : یکیش نادان
۸—۰۰ ساتویں پنچ درشیہ یوجنا کے لکشیہ کرشی و سینچائی کے چھیتر میں
از کے پی سنگھ

پیر ۱۷ مارچ

صبح
۸—۳۰ گیانن راؤ جوشی : گائن
دوپہر
۱۲—۴۵ 'بچوں کا سواستھ، دیش کا بھوشیہ'
از جگموہن سنگھ راوت
۱—۱۰ اجیت سنگھ
وچتر دینا پر شدھ سارنگ
رات
۸—۰۰ 'بدری ناتھ، کیدار ناتھ کی پوجا اتہاسک پرشٹھ بھومی'
از رادھا کرشن ویشنو
۹—۱۶ آلوک گنگولی : گیت
۱۰—۰۵ امجد علی خاں : سرود

منگل ۱۸ مارچ

صبح
۸—۳۰ ایہ رنجن بنرجی
شاستریہ سنگیت
دوپہر
۱—۱۰ اشیش خاں : سرود

بدھ ۱۹ مارچ

صبح
۷—۳۰ 'گھائل کی گتی ہم بھی جانیں شراب کا گھائل'
از پارتھا سارتھی ڈبرال
۸—۳۰ پرشانت کمار بھانجا ستار

دوپہر
۱—۱۰ صابری برادرس سگم سنگیت
رات
۱۰—۰۵ کہانی از پشپا کھرانہ
کویتا : طلعت حسین صدیقی
مزاحیہ تقریر : مراری لال شرما

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح
۸—۳۰ اور دوپہر ۱—۱۰
پروین سلطانہ : گائن
رات
۹—۱۶ نسیم بانو چوپڑہ : غزلیں

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح
۸—۳۰ بالا صاحب پوچھوالے : گائن
دوپہر
۱—۱۰ حسین بخش : گائن
شام
۵—۰۵ 'دھن دیو ساؤں میں لگے پودا'
انٹرویوز پر مبنی
۷—۴۵ وشو وانیکا دوس
سماجک وانیکا کا ارتھ گڑھوال کے سندربھ میں'
از سندر لال بہوگنا

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح
۸—۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی
دوپہر
۱—۱۰ امرت حسین خاں : ستار
رات
۸—۰۰ 'پر دیتیہ چھیتریاں پھل ادیوگ'
از کیلاش جوشی

اتوار ۲۳ مارچ

صبح ۷—۳۰ گلدستہ

دوپہر
۱—۱۰ عبدالوحید خاں : گائن
شام
۵—۰۵ 'اتر پردیش میں دسمبر ۸۵ میں کھیلے گئے کھیلوں کی سمیکشا'
از مکل کمار شرما
پراچین بھارت کی ناریاں
۸—۰۰ 'گڑھوال کی دونگت دبوتیاں'

پیر ۲۴ مارچ

صبح
۸—۳۰ اوما شنکر مشر : ستار
دوپہر
۱—۱۰ شمشیر سنگھ : سرود
رات
۸—۰۰ 'اتر پردیش پر دتیہ چھیتر میں ہولی'
تقریر از دیا جوشی
۹—۱۶ محمد حسین احمد حسین : غزلیں
۱۰—۰۵ شمشیر سنگھ : سرود

منگل ۲۵ مارچ

صبح
۸—۳۰ اور دوپہر ۱—۱۰
رتن کمار سنہا : سرود

بدھ ۲۶ مارچ

صبح
۷—۳۰ گھائل کی گتی ہم جی جانیں
'بڑے پریوار درگ گھائل آدمی'
از ستیہ راج
۸—۳۰ صابری خاں : سارنگی
دوپہر
۱—۱۰ شنکر سمبھو : قوالی
رات
۹—۳۰ ہولی کے موقعہ پر مزاحیہ کوی گوشٹھی
شرکاء : گلبرٹ ہلال سیوہاردی
اور عزیز نجیب آبادی

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح
۸—۳۰ اور دوپہر ۱—۱۰
بڑے غلام علی خاں : خیال
رات
۸—۰۰ 'ہمارے گاؤں کا وکاس اور بلاک'

از ریش چندر پوکھریال

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح
۷—۳۰ کہانی از گنیش دت برت
۸—۳۰ میرا کھر واڑکر : خیال بھیتیار
دوپہر
۱—۱۰ رسولن بائی : ٹھمری
شام
۵—۰۵ 'میرا شہر کوٹ دوار'
از ونود کالا

ہفتہ ۲۹ مارچ

دوپہر
۱—۱۰ ہری کرشن ساہ : ستار
رات
۸—۰۰ 'گڑھوال منڈل میں پردڑھ شکشا اور وکاس کی سمبھاونا'
از سمپورن سنگھ راوت

اتوار ۳۰ مارچ

صبح
۷—۳۰ کاویہ پاٹھ
دوپہر
۱—۱۰ ہیرا بائی بڑودکر : ملتانی
شام
۵—۰۵ کوی گوشٹھی
شرکاء : شری روہت، فافر بجنوری
جسونت راوت اور
دواکر اگنی ہوتری
۸—۰۰ 'ہلی کا دھوم کیتو'، تقریر از
پرکاش چندر پانڈے
۹—۱۶ بھوپندر : غزلیں

پیر ۳۱ مارچ

صبح
۸—۳۰ اور رات ۱۰—۰۵
پدماکر نارائن برمے : گائن
دوپہر
۱۲—۳۰ جوتیکا رائے : بھجن
۱۲—۴۵ سواستھ چرچا
۱—۱۰ گوسائیں دت وانی
طبلہ وادن
رات
۹—۱۶ ہیمنت کمار : گیت

گورکھپور

۳۳۰٫۰ میٹر   ۹۰۹ کلو ہرٹز

اتوار ۱۶ر مارچ

صبح

۸—۲۱ چندر بھوشن اوپادھیائے
گیت

۹—۲۵ بال کہانی : از آبھا مشرا

دوپہر

۱—۱۰ 'اچھا جوڑا' : جھلکی
از مصطفیٰ کمال

۲—۲۰ 'سورج کے کیا ہیں اپکار'
تقریر از پدماکر ترپاٹھی

شام

۵—۳۵ کہانی : از پھول چندر رائے

۶—۱۰ 'کرشی کی سمسیائیں اور سمادھان'
از دیا شنکر لال

پیر ۱۷ر مارچ

صبح

۷—۴۰ شیو کمار شرما : سنطور پر
راگ اہیر بھیرو

۸—۲۱ اور شام ۱۰—۷
لکشمی سنگھ : گیت

۹—۱۵ 'شریر میں جو ئیں کس پرکار
بڑھتی ہیں'
از ششی پربھا شرما

دوپہر

۲—۲۰ 'سبزیوں کا بیج اگلے ورش کے
لئے کیسے رکھیں' : تقریر از
ایل ۔ بی ۔ اودستھی

۲—۳۰ ہریش ترپاٹھی : لوک گیت

شام

۵—۳۵ 'میلاؤں کو نئے ادھیکار'
از ارون کمار سنگھ

۶—۱۰ 'چنا کی کھیتی'
از رام مورتی سوری

۸—۰۵ کاویہ سدھا
بھال چند اوپادھیائے

۸—۱۵ ہریش ترپاٹھی : لوک گیت

۱۰—۳۰ بودھ دیو داس گپتا
سرود پر راگ کا مود

منگل ۱۸ر مارچ

صبح

۶—۲۵ محمد خلیل اور ساتھی
لوک گیت

۷—۵۰ لتیکا جھا : بھجن

۸—۲۱ احمد حسین محمد حسین : غزل

دوپہر

۱—۱۰ 'ایک ہی دیو سائے میں پتی پتنی'
لکشمی سکینہ اور ایس سکینہ
سے ملاقات
'مہورت کا چکر' : منجو سنگھ

۲—۲۰ 'ٹریکٹر کی دیکھ بھال'
آر پی تیواری

۲—۳۰ رام پرتاپ اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵—۳۵ کہانی : از کھیم رام پانڈے

۶—۱۰ 'کرشی کی سمسیا اور سمادھان'
وشوناتھ پرشاد شریواستوا

۸—۰۵ 'راشٹریہ سیوا یوجنا اور
گورکھپور وشوودیالیہ'
از پربھا شنکر پانڈے

۸—۱۵ رام پرساد اور ساتھی
لوک گیت

۹—۱۶ 'ماں کی جیسا میں نے دیکھا'
وی ۔ کے ۔ چوبے

۹—۳۰ 'کاروان غزل' : فیچر
از احمر لاری

بدھ ۱۹ر مارچ

صبح

۶—۴۵ دھرتی گائے
ہری کشن و ساتھی

۷—۴۰ روی شنکر اور علی اکبر خاں
ستار و سرود پر یگل بندی

۸—۲۱ اور شام ۱۰—۷
نالینی سنہا : بھجن

دوپہر

۲—۲۰ 'گھریلو چوہے اور ان سے نقصان'
از رام سنگھ

۲—۳۰ اور رات ۱۵—۸
رکشا یادو اور ساتھی
لوک گیت

رات

۵—۲۵ 'ایمانداری بہت ضروری ہے'
ستیش چندر پانڈے
'پنچایت ادیوگ' ، امبیکا سنگھ

۶—۱۰ 'جانوروں میں چارے کا فصل چکر'
از اے ۔ ایس ۔ وارثی

۸—۰۵ 'پریوار کلیان اور ہمارا اپوادرگ'
شیتل پانڈے

۱۰—۳۰ لکشمی شنکر ، جگدیش پرشاد
اور شو بھاگرتو : ٹھمری

جمعرات ۲۰ر مارچ

صبح

۷—۴۰ پنا لال گھوش : بانسری پر
راگ سارنگ اور شدھ بھیروی

۸—۲۱ سپرا گپتا : گیت اور بھجن

۹—۱۵ کہانی از للیتا سنگھ

دوپہر

۱—۱۰ 'گر بھپات اور اس سے اتپن
روگ' : ارمیلا چوہان اور
مدھو بالا شرما سے ملاقات

۲—۲۰ 'سبزیوں میں لگنے والے کیڑے'
از ہری موہن سنگھ

۲—۳۰ اور رات ۱۵—۸
سادھو شرن دوبے : لوک گیت

شام

۵—۳۵ 'پریوار میں دو بچوں کا چلن'
راج دیو سنگھ
'دانتوں میں روگ'
بے ۔ کے ۔ شرما اور ایس ۔ کے ۔ کچھن

۶—۱۰ 'سال بھر چارا' : ڈاکٹر ویشنیہ
'بکری پالن' : بی ۔ این رائے

۸—۰۵ کہانی : از برجندر کمار اور
شری واستو راہی

۱۰—۳۰ کشوری امونکر اور گنگا دھر
خیال

جمعہ ۲۱ر مارچ

صبح

۷—۴۵ اِس ماس کا گیت
مینا ئی چکرورتی

۸—۲۱ شوکت علی : غزل

۸—۳۰ 'سر سید اور اکبر الہ آبادی'
از مسلم عباسی
مزاحیہ کلام از طفیل احمد طفیل

دوپہر

۱—۱۰ 'مہنگائی کی مار اور گھر کا تنر نکار'
مباحثہ ، شرکاء : رتنا سنہا
سنتوش بھار گو اور اوشا رانی
'ناری کلیان میں مہیلا سدھار
گرہ کی بھومیکا'
از ایس ۔ پی شری واستوا اور اے ترپاٹھی

۲—۲۰ 'خربوزہ و تربوز کے کیڑے'
از آر ۔ اے ۔ سنگھ

۲—۳۰ اور رات ۱۵—۸
رشمی پاٹھک : لوک گیت

شام

۵—۳۵ گوبر گیس پلانٹ لگانے کی یوجنا

۶—۱۰ 'لوبیا ۔ چارے دانے اور پھل کے
لئے' : این ۔ سی ۔ گوتم

۸—۰۵ 'اکیسویں صدی کا پردا پھل سوا ستھ
کے چھیتر میں' : کے ۔ ایس ۔ پی سنگھ

۱۰—۳۰ رام نارائن : سارنگی پر
راگ مشر کھماج

ہفتہ ۲۲ر مارچ

صبح

۷—۴۰ سپرابوس : ٹھمری

دوپہر

۲—۲۰ 'کرشی رکشا دواؤں کا سواستھ
پر اثر' : ایس ۔ ایم ۔ اے ۔ رضوی

۲—۳۰ اور رات ۱۵—۸
رام گتی ٹھاکر اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵—۳۵ طرح طرح کی مچھلیاں
از اے ۔ کے ۔ سنگھ

۶—۱۰ 'بھارتی اردو کے نغمہ کسان کی

کھیت پر: نیتیانند رام
کرشی پربھنی ادیوگ
از ابھے کمل رائے
۸-۰۵ ان سے ملئے: آبھا دھلیا انجینئیری سے ملاقات

اتوار ۲۳ مارچ

صبح

۷-۴۰ رام شنکر داس پاگل داس
پکھاوج
۸-۲۱ نندیتا چودھری: بھجن

دوپہر

۱-۱۰ 'ٹیلیفون کا چکر': جھلکی
۲-۲۰ 'تربوز اور خربوزہ کی اچھی پرجاتیاں'
از راما کانت رائے
۲-۳۰ رام لکھن نشاد: لوک گیت

شام

۵-۳۵ کادیہ پاٹھ
از برہما چند شکل
رام آشرے سنگھ اور للن سنگھ للت
۶-۱۰ 'کرشی کی سمسیائیں اور سمادھان'
جے دیا ساگر تیواری

پیر ۲۴ مارچ

صبح

۷-۴۰ بھارت بھوشن گوسوامی: سارنگی پر راگ بیراگی بھیرو
۹-۱۵ کچھ ادھر کچھ ادھر کی: بات چیت
از آشا دویدی اور آبھا مشرا

دوپہر

۲-۲۰ 'ستواسو یابین کا'
از سی۔ پی۔ رائے
۲-۳۰ اور رات ۱۵-۸
رجب علی: لوک گیت

شام

۵-۳۵ کادیہ پاٹھ از کیدار رائے
۶-۱۰ 'شدھ بیج نیانا': اختر علی
۸-۰۵ کادیہ پاٹھ از دیریندر کمار ہمدم
۱۰-۳۰ برجو مہاراج: ٹھمری اور دادرا

منگل ۲۵ مارچ

صبح

۷-۵۰ لتا منگیشکر: بھجن
۸-۲۱ شاہد خاں: غزل

دوپہر

۱-۱۰ 'دیوایک سکھ کی بادھائیں': مباحثہ
شرکار: سی۔ کے۔ رستوگی اور رکم کم شری واستو
۲-۲۰ 'گھاس کیسے پیدا کیا جائے'
ایم۔ پی۔ پانڈے
۲-۳۰ رام جی گپتا: لوک گیت

شام

۵-۳۵ کہانی از کیلاش مشر
'لوک ساہتیہ میں لوک منگل'
از رام سکل مشر
۶-۱۰ ناج بھنڈارن
از گنیش پرساد چودھری
۷-۱۰ شاہد خاں: غزل
۹-۱۶ اس ماہ کی کھیل سمیکشا
از ستیش چندر مشر
۹-۲۰ 'کسانوں کی زندگی کو کیسے بلند کیا جائے' از اقبال احمد مسعودی
کلام شاعر: مجرم عابدی
'حضرت علی کا کردار'
از ایس۔ ایم۔ موسوی

بدھ ۲۶ مارچ

صبح

۷-۴۰ سوپربھات پال: سرود پر راگ بھٹیار
۸-۲۱ آلوک گنگولی: بھجن
۸-۳۰ شعری نشست: شرکار
سلام سندیلوی، سعید اختر
جوہر وارثی اور عمر قریشی

دوپہر

۱-۱۰ نوجات ششو کی دیکھ بھال
از کمپنی لتا پانڈے
۲-۲۰ اگوتی ارہر از ایچ۔ این۔ سنگھ
۲-۳۰ اور رات ۱۵-۸
بنواری سنگھ آزاد
لوک گیت

شام

۵-۳۵ کہانی از چندر دیو رائے
۶-۱۰ مہوے کی پوشٹکتا
از اے۔ بی۔ عابدی
۷-۱۰ اندرنارائن: بھجن
۸-۰۵ 'ہولی تیوہار کی پرشٹھ بھومی'
از راج بلی ترپاٹھی
۱۰-۳۰ گرجا دیوی: ٹھمری اور دادرا

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح

۷-۴۰ دیویندر مردیشور: بانسری پر راگ للت
۹-۱۵ 'آبھوشنوں کا موہ'
از کملا ترپاٹھی

دوپہر

۱-۱۰ 'کینسر روگ اور اس کی سرکشا'
مباحثہ شرکا: بی۔ این۔ بنرجی
بی ڈی ہربولا اور وجاہت کریم
۲-۳۰ اور رات ۱۵-۸
شری نواس اوجھا: لوک گیت

شام

۵-۳۵ پریوار نیوجن کے نعرے
از لکشمی شنکر چترویدی
چرچا منڈل کی بات
از ہری رام رائے
۶-۱۰ 'ریشہ والی فصلیں'
دیا شنکر شرما
۷-۱۰ غلام علی: غزل
۸-۰۵ رنگ منچ کا مہتو
از جیتر بھج نارائن
۱۰-۳۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر: گائن

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح

۷-۴۵ اس ماس کا گیت
از میتالی چکرورتی
۸-۲۱ چندر کانت گندھرو: گیت
۸-۳۰ عیسیٰ مسیح کا درس انسانیت
مباحثہ: شرکار: زبیر صدیقی
مطیع اللہ عباسی اور
ارشاد علی

دوپہر

۱-۱۰ 'گرامین مہیلائیں اور ان کا بدلتا سنسار' از ہیرا پانڈے
کادیہ پاٹھ: شیلا مشرا
کہانی از شاردا شری واستو
۲-۲۰ 'اوسر بھی سدھارنا ضروری ہے'
از پی۔ سی رام موریہ
۲-۳۰ پرشورام تیواری اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۳۵ 'لوگوں کو روزگار گاؤں سے'

واسنتی ورما
'وکاس کی نئی دشا'
سچیدانند ترپاٹھی
۶-۱۰ شمیم بانو: غزل
۸-۰۵ 'مجھے یاد ہے سب وہ ذرا ذرا'
از لکشمی ندھی کھرے
۸-۱۵ پرشورام تیواری اور ساتھی
لوک گیت
۹-۳۰ 'جاننا ضروری تھا': ناٹک
از ایم کوٹھیا دی راہی
۱۰-۳۰ نیرملا ارون: ٹھمری

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح



۷-۴۰ ایم۔ آر۔ گوتم
خیال راگ ہندول
۸-۲۱ منہر: گیت

دوپہر

۲-۲۰ 'کرشی میں پرسار سیوا کا مہتو'
رام گوپال سنگھ
۲-۳۰ سورو رام و ساتھی: لوک گیت

شام

۵-۳۵ 'لکڑی کے سامان بنانے کے اوزار'
رگھو بنش سنگھ
۶-۱۰ 'بھارتیہ راشٹریہ نگم'
از پی۔ این۔ سنہا
کادیہ پاٹھ: رام چندر پرساد انجان
۷-۱۰ رونا لیلیٰ: گیت
۸-۰۵ 'اوشدھی کا دراپیوگ'
وینود ترپاٹھی
۸-۱۵ سورو رام اور ساتھی

لوک گیت

اتوار ۳۰ مارچ

صبح

۶—۴۵ دھرتی گاتے
از رام نرائن سوریہ اور ساتھی
۷—۴۰ کرشنا چکرورتی : ستار پر
راگ بسنت مکھاری
۸—۲۱ نواب حسن : گیت
۹—۲۵ 'پیڑ پودھوں کی دنیا' : ڈاکٹر کمل

دوپہر

۱—۱۰ 'کیسرتی' ؛ جھلکی ۔ بلاس جوہر
۲—۲۰ 'چاند کے دھان' ؛ ایچ کے ناگر
۲—۳۰ رام نارائن سوریہ اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵—۳۵ 'بنا ڈاکٹر کی صلاح کے دوا نہ کھائیں'
کرشن چندر پانڈے
۷—۱۰ حسین بخش : غزل
۱۰—۳۰ این راجم : وائلن پر راگ جوگ

پیر ۳۱ مارچ

صبح

۷—۴۰ کنکنا بنرجی : خیال
۸—۲۱ سی ۔ ایچ ۔ آتما : گیت
۹—۱۵ 'کڑھائی بنائی کشیدہ کاری'
سروج رانی شری واستو

دوپہر

۲—۲۰ 'دلہنی فصلوں میں کیڑوں مکوڑوں
کی روک تھام'
وندھیاچل پانڈے

شام

۵—۳۵ ساروجنک وترن پرنالی
از نریندر رائے
۶—۱۰ گیہوں کی کھیتی از جی ۔ پی ۔ سنگھ
۷—۱۰ جمیل احمد : غزل
۸—۰۵ کادیہ پاٹھ
از سوجل شری واستو
۱۰—۳۰ پنڈت منی رام اور پنڈت
جسراج : خیال باگیشری

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ـــــ ۱۹۷.۲ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلو ہرٹز
پربھنی ـــــ ۲۲۹.۰ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی خبریں : صبح ۶—۰۰، ۷—۵۹، دوپہر ۱—۰۵، شام ۶—۰۵، رات ۸—۴۵، ۱۱—۰۵
مراٹھی : صبح ۶—۵۰، ۸—۳۰، دوپہر ۱—۳۰، شام ۷—۰۰، رات ۸—۰۵
انگریزی : صبح ۸—۱۰، دوپہر ۱—۰۰، رات ۸—۰۰ (اسپورٹ)، ۹—۰۰، ۱۱—۰۰
اردو : دوپہر ۱—۰۵، رات ۹—۱۶ سنسکرت : شام ۶—۱۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵—۵۵ وندے ماترم اور شہنائی
۶—۰۵ سنسکرت پاٹھ
۶—۱۰ امرت دھارا
۶—۱۵ کسانوں کے لیے
مراٹھی میں پروگرام
۶—۲۰ سورانجلی
۶—۴۵ پروگرام کا خلاصہ
۷—۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام

شام

۵—۳۰ یوا وانی
نوجوانوں کیلئے مراٹھی میں پروگرام
۶—۳۰ دیہاتیوں کے لیے پروگرام (مراٹھی)
۷—۱۰ روزگار سماچار
۷—۱۵ بازار بھاؤ ۔ گیان جیوتی
(صرف اتوار کو)
۸—۳۰ مدھوگندھ / سنسد سمیکشا

اتوار ۱۶ مارچ

صبح

۷—۰۰ پربھات کرنیں از چھایہ مہاجن
۷—۳۰ سب رنگ
کھلتی کلیاں (بچوں کے لئے)
پیش کش : ضیاء العلوم پرائمری اسکول
اورنگ آباد
نمبر ملنا : گفتگو : سید اقبال
کلام شاعر : صفر جالنوی

دوپہر

۱—۱۰ شری پد کلکرنی : بانسری

شام

۱۰—۳۰ مالویکا کانن : گائن

پیر ۱۷ مارچ

صبح

۷—۰۰ شری پد کلکرنی : بانسری
۷—۳۰ سب رنگ : آئینہ اجنتا کا غار

دوپہر

۱—۱۰ استاد علی اکبر خاں : سرود

رات

۷—۱۵ لوک جگار : آپلہ اردگیہ
۸—۱۵ گرامین جیون جیوتی
۱۰—۳۰ ملکا رجن منصور : گائن

منگل ۱۸ مارچ

صبح

۷—۰۰ سنندہ پٹنائک : گائن
۷—۳۰ سب رنگ : بازگشت
نفرتی کا علی نامہ : تقریر از
ڈاکٹر عصمت جاوید

شام

۸—۱۵ آپلے اروگیہ : ہرنیا
از ڈاکٹر گرلنس ساواجی
۹—۳۰ عالمی دن : فیچر از ۔ ایم ۔ آر کامبلے
آکاشوانی رتناگری کی پیش کش

بدھ ۱۹ مارچ

صبح

۷—۰۰ ویشالی : ستار
۷—۳۰ سب رنگ : باتوں باتوں میں
تحریر : بلند اقبال

دوپہر

۱—۱۰ سلامت علی اور نزاکت علی : گائن
۱—۴۰ ہندی پاٹھ

رات

۱۰—۳۰ امرت حسین خاں : ستار

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح

۷—۰۰ بھیم سین جوشی : گائن
۷—۳۰ سب رنگ : نئے چراغ
کیا آج کا نوجوان ناامیدی کا شکار
ہے ؛ سمپوزیم : شرکاء : سید
ریاض الدین ، نثار احمد خاں
۸—۴۰ بڑے غلام علی خاں : ٹھمری دادرا

رات

۱۰—۰۰ بسم اللہ خاں : شہنائی
۱۰—۳۰ بھیم سین جوشی : گائن

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح

۷—۰۰ رام مراٹھے : گائن
۷—۳۰ سب رنگ : سماجی شجرکاری
تقریر از مرتضیٰ علی خاں
آپ اور ہم : سامعین کے خطوط
پر مبنی پروگرام

دوپہر

۱—۴۰ ہندی پاٹھ

رات

۹—۳۰ امانش : ڈرامہ
پیش کش : بھگوان سوائی
۱۰—۰۰ عالمی یوم جنگلات : فیچر
پیش کش : آکاشوانی سانگلی
۱۰—۳۰ منور علی خاں : گائن

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : ڈرامہ
ڈاکٹر صفی الدین صدیقی

اتوار ۲۳ مارچ

صبح

۷—۰۰ جھروکہ : تحریر : چھایہ مہاجن

۷—۳۰ سب رنگ : بزم خواتین
انگھوری چندہ تجھے دہی دھندہ
تقریر از کینز فاطمہ

دوپہر

۱—۱۰ ستار

رات

۱۰—۰۰ ہولی پر فیچر از وشواس سونگنے

۱۰—۳۰ آپکی آواز

پیر ۲۴ مارچ

صبح

۷—۰۰ وائی۔این کشیر ساگر : گائن

۷—۳۰ سب رنگ : ہمارا آئین
مساوات کا حق : تقریر از
غلام قادر
کھیلوں کی دنیا۔ فٹ بال
از ڈاکٹر ایس فخرالدین

دوپہر

۱—۱۰ نثار حسین خاں۔ گائن

منگل ۲۵ مارچ

صبح

۷—۰۰ امجد علی خاں۔ سرود

۷—۳۰ سب رنگ : اردو شاعری میں ہولی
از ڈاکٹر ثاقب الوز

رات

۹—۳۰ اگنی پوجا : ڈرامہ
تحریر : بھارت سونے

بدھ ۲۶ مارچ

صبح

۷—۰۰ لطافت حسین خاں : گائن

۷—۳۰ سب رنگ : باتوں باتوں میں
تحریر : بلند اقبال

۱۰—۳۰ اور ۳۰—۱۱
رنگ پور کار نگا راؤ : پیش کش
بھگوان سوامی

دوپہر

۱—۱۰ شیو کمار شرما اور ہری پرساد چورسیہ

رات

۱۰—۳۰ پنالال گھوش : بانسری

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح

۷—۰۰ عاشق علی : گائن

۷—۳۰ سب رنگ : نئے چراغ
پیش کش : عابد حسین فرشوری

۸—۳۰ سرلا بھڑے : ٹھمری۔ دادرا

۱۰—۳۰ اور دوپہر ۳۰—۱۲
پھر آ کاشوانی بمبئی کی پیش کش

رات

۱۰—۰۰ این۔ راجم : وائلن

۱۰—۳۰ بسوراج راج گورو : گائن

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح

۷—۰۰ شروتی سادولیکر

دوپہر

۱—۱۰ مالنی راجوائر : گائن

رات

۹—۳۰ ڈرامہ : تحریر : ڈاکٹر اروں منڈا

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : اقبال کی نظم
مسجد قرطبہ۔ ایک تجزیاتی مطالعہ
از اختر الزماں ناصر

اتوار ۳۰ مارچ

صبح

۷—۰۰ جھروکہ از چھایہ مہاجن

۷—۳۰ سب رنگ : کھلتی کلیاں
پیش کش : گورمنٹ مڈل گرلس
اسکول اورنگ آباد

رات

۱۰—۳۰ زرین دارو والا : سرود

پیر ۳۱ مارچ

صبح

۷—۰۰ سبھانگی موگھے۔ گائن

۷—۳۰ میونسپل کارپوریشن : فیچر

دوپہر

۱—۱۰ وجے راگھو راؤ : بانسری

رات

۱۰—۰۰ بھروسہ : از ڈاکٹر وائی۔ ایم
پٹھان

شملہ

میڈیم ویو : ۲۰۶، ۳۸۷ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۳۰-۷ تک اور شام ۳۰-۸ کے بعد رات تک ۹۳٫۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۴۵-۷ کے بعد دوپہر ۴۵-۳ تک اور شام ۰۰-۵ کے بعد
۹۲٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

اتوار ۱۶ مارچ

صبح

۶—۲۵ بالمیکی رامائن سے

۸—۲۱ ہمیں کہیئے

دوپہر

۱۲—۳۰ بال گوپال

رات

۸—۰۵ موتھو رام : لوک گیت

۹—۱۴ قانون اور ونیکتی

پیر ۱۷ مارچ

صبح

۶—۳۵ آتھتی ست کار

۷—۴۵ پہاڑی سنگیت
سنتوش سنگھ رانا اور کملا دانی

۹—۱۵ پرانی فلموں سے

شام

۷—۰۵ کھلا آکاش : گرامین یووان کیلئے

۸—۰۵ دھارا رے گیت : ناٹھو رام

منگل ۱۸ مارچ

صبح

۶—۲۵ بودھ دھرم

۷—۴۵ پہاڑی سنگیت
رتی رام کنایک اور ساتھی

شام

۷—۰۵ کھلا آکاش

۸—۰۵ دھارا رے گیت : موہن لال شرما

۹—۱۴ ہماری وکاس یاترا

بدھ ۱۹ مارچ

صبح

۶—۲۵ شری رام کرشن پرم ہنس

۷—۴۵ پہاڑی سنگیت
پدم سنگھ اور پونم شرما

شام

۷—۰۵ کھلا آکاش

۸—۰۵ دھارا رے گیت، منوہر شرما

۹—۱۴ گھر آنگن

۱۰—۰۰ آپ کے آنور دو دھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح

۶—۲۵ شریمد بھگوت گیتا سے

۷—۳۰ اس ماس کا گیت

شام

۷—۰۵ دھارا رے گیت
نروتم رام اور ساتھی

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح

۶—۲۵ گورونانک دیو جی کے وچار

۷—۴۵ پہاڑی سنگیت
پریم داس شرما اور ادوتا شرما

دوپہر

۲—۳۰ مہیلا سملین

شام

۷—۰۵ کھلا آکاش

۸—۰۵ دھارا رے گیت
پرس رام چوہان

۹—۱۴ اکیسویں صدی کی اور بھارت،
ہندی تقریر

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح

۶—۲۵ پنڈت مدن موہن مالویہ

۷—۴۵ پہاڑی سنگیت

ودیا کانتی، جوالا پرشاد شرما

شام

۸-۰۵ دھارا رے گیت

پی۔ این۔ بھوگتا

۹-۱۶ ہم درشن: ہندی میں علاقائی

ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۲۳ مارچ

صبح

۶-۲۵ رابندر ناتھ کے وچار

۷-۴۵ لے چلے پہاڑی گیت

دوپہر

۲-۰۰ پریوار کلیان پر مبنی کوی گوشٹھی

رات

۸-۰۵ دھارا رے گیت

پرتھوی چند سرکیک

پیر ۲۴ مارچ

صبح

۶-۲۵ سوامی وویکانند

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

ششی گوتم اور پریم پرکاش

شام

۶-۵۵ ضلع کی چیٹھی

۷-۰۵ کھلا آکاش

۸-۰۵ دھارا رے گیت؛ پرس رام سونی

منگل ۲۵ مارچ

صبح

۶-۲۵ گاندھی جی کے وچار

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

سنتوش شرما

رات

۸-۰۵ دھارا رے گیت: رتی رام

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۶ مارچ

صبح

۶-۲۵ مولانا آزاد کے وچار

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

رندیپ سنگھ تومر اور پُشپا

۹-۱۵ ایک فلم کے گیت

شام

۸-۰۵ دھارا رے گیت؛ پرس رام

۹-۱۶ گھر آنگن

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح

۶-۲۵ سوامی وویکانند

۷-۳۰ اس ماس کا گیت

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

اوم پرکاش، شاردا بھاردواج

شام

۶-۵۵ وگیان چرچا

۸-۰۵ دھارا رے گیت

شیو شرن ٹھاکر

۹-۱۶ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح

۶-۲۵ آ جنم ، مکتشور

۷-۱۰ ترنگ: کویتا پاٹھ

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت؛ سینتا کپور

آشوفی چندیل

شام

۷-۰۵ کھلا آکاش

۸-۰۵ دھارا رے گیت؛ سیوک رام شرما

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح

۶-۲۵ اروند کے وچار

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

تریسم پال شرما، اُما جوشی

۹-۱۵ تھرکن

شام

۶-۵۵ ضلع کی چیٹھی

۷-۲۵ کرشی جگت

۸-۰۵ دھارا رے گیت

شاکت رام اور ساتھی

۹-۱۶ ہم درشن: ہندی میں علاقائی

ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام

اتوار ۳۰ مارچ

صبح

۶-۲۵ مہابھارت

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

(آگے ص ۴۰ پر)

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر: میڈیم ویو: ۴۲۷۰۲۳ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲۲۲۰۲ میٹر ۱۲۵۰ کلو ہرٹز

۳۴۲۰۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز

چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۲۰۹۰۶ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)

شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵

پنجابی: صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰ — ۱۱-۰۰

اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۱۵-۱ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ

روزگار سماچار: شام ۰۴۰-۰

اتوار ۱۶ مارچ

صبح

۹-۰۵ استاد بڑے غلام علی خاں: گائن

دوپہر

۱۲-۲۰ رچھپال سنگھ پال، لوک گیت

۲-۳۰ ملکھی رام: لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں: خیال

پیر ۱۷ مارچ

صبح

۸-۲۰ منموہن کور: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰

باگیشوری دیوی: ٹھمری، دادرا

دوپہر

۲-۳۰ پریتم سنگھ انجانا، لوک گیت

شام

۴-۳۰ بالواڑی: دیہاتی بچوں کے لئے

پروگرام

۹-۳۰ 'رشتیاں دا کی رکھنے ناں'

پنجابی ڈرامہ از ڈاکٹر آتم جیت

۱۰-۱۵ شوکت علی متوئی: لوک گیت

منگل ۱۸ مارچ

صبح

۹-۱۰ ہری پرساد چورسیا: بانسری وادن

دوپہر

۱۲-۳۰ تر نجن: دیہاتی مستورات کے

لئے پروگرام

۲-۳۰ سوندر سنگھ پردیسی

لوک گیت

شام

۴-۴۵ برکت سندھو: لوک گیت

۵-۳۰ وگیان جگت: سائنس میگزین

پروگرام

بدھ ۱۹ مارچ

صبح

۸-۲۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵

نروین گارلوی: غزلیں

۸-۵۰ کلدیپ مانک: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰

شرایو کا لیکر: خیال

دوپہر

۲-۲۰ بلوندر سنگھ کھمن والا: لوک گیت

رات

۴۵- بھائی ہرچند سنگھ راگی وساتھی شبد

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۱۵

گورنجن سنگھ : غزلیں
۸-۲۰ اور رات ۵۰-۰
رام جی داس، گیت
۹-۰۵ اور شام ۳۰-۴
یوگیش شرما : ستار

دوپہر
۲-۳۰ سعیدہ بانو : لوک گیت

شام
۴-۴۵ نریندر بیبا : لوک گیت
۱۰-۱۵ سعیدہ بانو : لوک گیت
۱۰-۳۰ گریش : خیال

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح
۷-۳۰ سلیم اقبال : کافی
۸-۵۰ ستیش چندر : لوک گیت
۹-۰۵ اور شام ۳۰-۴
رتن لال دیپک
خیال بھوپالی توڑی

دوپہر
۱۲-۳۰ سریندر رشند : لوک گیت
۲-۳۰ رنگا سنگھ مان : لوک گیت

شام
۴-۲۵ کیول کرشن بھوراں والیا
لوک گیت
۷-۴۵ کافی از سلیم اقبال
۹-۳۰ چکر دیو : ہندی میں ڈرامہ
شری بی۔ ڈی۔ لکھوترا
۱۰-۱۵ سورن بابا : لوک گیت
۱۰-۳۰ اُتریش رائے چودھری : خیال

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۱۵-۱۲
امرجیت سنگھ راگی و ساتھی
شبد
۸-۲۰ برہم سنگھ : گیت
۹-۰۵ وید پرکاش : کلارنٹ
پرجو پھوری
۹-۲۰ مانک ورما : خیال بھٹیار

شام
۴-۴۵ لوک گیت : سرجیت کور
۹-۳۰ موسیقی کا قومی پروگرام
صغیرالدین خاں : سارنگی وادن
کشن مہاراج : طبلہ وادن

اتوار ۲۳ مارچ

صبح
۹-۰۵ استاد عبدالکریم خاں : گائن

دوپہر
۲-۳۰ گورچرن سنگھ گوہواڑ ڈھاڈی
اور ساتھی : واراں

رات
۱۰-۳۰ استاد مشتاق حسین خاں : گائن

پیر ۲۴ مارچ

صبح
۸-۲۰ اور رات ۱۵-۱۰
ریحانہ : لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
اشوک رائے : سرود

منگل ۲۵ مارچ

صبح
۷-۱۵ کادیہ دھارا
ہندی میں نظم خوانی
۷-۳۰ ساڈا دیش ساڈی سبھیتا
فیچر پروگرام
۹-۱۰ رسک لال اندھریا : خیال

دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت : سریندر کور

شام
۴-۴۵ لوک گیت
پورن چند ڈاڈی اور ساتھی
۷-۴۵ نویں آکاش : تعلیم بالغاں
۱۰-۰۰ سُرلا بھیڈے
ہلکی کلاسیکی موسیقی

بدھ ۲۶ مارچ

صبح
۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
جیوتی متر : ستار وادن

دوپہر
۲-۳۰ ہنس راج اور ساتھی : بھیٹاں

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح
۷-۴۵ اور ۵۰-۷
ستیہ پال سنگھ : گیت
۹-۰۵ شری کانت باکرے : خیال

دوپہر
۲-۳۰ مولا سنگھ ڈھاڈی اور ساتھی
واراں

شام
۴-۴۵ سوہن سنگھ سیتل ڈھاڈی
اور ساتھی : واراں
۹-۳۰ عالمی تھیٹر ڈے پر کرسٹوفر مارلو
کے مشہور ڈرامہ
ڈاکٹر فاؤسٹ کا پنجابی روپانتر

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح
۷-۳۰ گرفرائی ڈے کے گیت
۷-۴۵ گیان وگیان : نئی تحقیقات
اور ایجادات
پنجابی میں تقریر یا ملاقات
۸-۵۰ محمد سلیم قوال اور ساتھی
صوفیانہ کلام
۹-۰۵ اور ۳۰-۱۰
رتناکر ویاس : سرود وادن

دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت : سوداگر رام اور
ساتھی

شام
۴-۳۰ لکشمی شنکر : ٹھمری
۴-۴۵ لوک گیت : تیرتھ سنگھ

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح
۷-۴۵ اور شام ۴۵-۴
لوک گیت : پریتی بالا
۹-۰۵ اور شام ۳۰-۴
سوہن سنگھ : خیال

دوپہر
۱۲-۱۵ اجیت کور : گیت اور غزل

اتوار ۳۰ مارچ

صبح
۹-۰۵ ڈی۔ وی۔ پلسکر : گائن

دوپہر
۱۲-۳۰ لوک گیت : ہربھجن سنگھ نابل
اور ساتھی
۲-۳۰ لوک گیت : رنجیت کور

رات
۱۰-۳۰ استاد علاؤالدین خاں
سرود وادن

پیر ۳۱ مارچ

صبح
۸-۲۰ لوک گیت : سنت سنگھ بندرا
۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
سلوچنا برہسپتی : خیال

دوپہر
۲-۳۰ نمدور سنگھ امن اور ساتھی
لوک گیت

رات
۹-۳۰ بندکرے : پنجابی ڈرامہ
از شری گورشرن سنگھ
۱۰-۱۵ جگجیت سنگھ زیروی : لوک گیت

بقیہ :- شملہ

۷-۲۵ پہاڑی سنگیت
ملے جلے پہاڑی گیت
۸-۲۱ آپ کی چھٹی آپ کی فرمائش
۹-۳۰ نذرانہ : غزلوں پر مبنی پروگرام

دوپہر
۱۲-۳۰ بال گوپال
۲-۴۰ ونیتا منڈل

شام
۶-۵۵ اس ماس کا گیت
۷-۰۵ پریوار کلیان پر مبنی بات چیت
۸-۰۵ دھارا رے گیت
بھادے رام پرمار

پیر ۳۱ مارچ

صبح
۶-۲۵ بائبل سے
۷-۱۰ پہاڑی سنگیت : کرشنا شرما
۹-۱۵ پرانی فلموں سے

شام
۶-۵۵ ضلع کی چھٹی
۷-۰۵ کھلا آکاش
۸-۰۵ دھارا رے گیت : ریتا شرما
۹-۱۶ مارچ آف سائنس
۹-۳۰ تقریبوں کا نیشنل پروگرام



بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال (الف) ۲۰۲٫۰ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز بھوپال (ب) ۲۲۳٫۴ میٹر ۱۳۴۳ کلو ہرٹز
شارٹ ویو:
صبح : ۷-۴۵ تک ۵۰٫۰۹ میٹر ۳۳۱۵ کلو ہرٹز ۸-۰۰ کے بعد ۵۰٫۰۸ میٹر ۵۹۹۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۱٫۸۷ میٹر ۷۱۸۰ کلو ہرٹز شام اور رات ۹۰٫۵۰ میٹر ۳۳۱۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، ۹-۰۵ (علاقائی) دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتہ کو)
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتہ کو)

اتوار ۱۶ مارچ

صبح
۷-۱۰ کاویہ دھارا: اوم پرکاش
۹-۵۰ اور رات ۱۰-۰۰
نظر حسین: سارنگی

دوپہر
۲-۰۰ بر ملارائے: سگم سنگیت
۲-۳۰ اشوک کمار شریواستو اور ساتھی
لوک گیت

رات
۹-۳۰ نیلا کر کرے: خیال راگیشری

پیر ۱۷ مارچ

صبح
۷-۱۰ پستک سمیکشا
از ڈاکٹر رمیش چندر شاہ
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
کے کسما: سگم سنگیت
۸-۳۰ اشت بینرجی: ستار

دوپہر
۲-۳۰ سشیلا شرما: لوک گیت

رات
۱۰-۰۰ ناٹک
۱۰-۳۰ گجانن راؤ جوشی: خیال

منگل ۱۸ مارچ

صبح
۷-۳۰ ڈاکٹر ونیے موہن شرما سے
بات چیت
۷-۴۵ ہری داس پینٹر: لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۵
دیپک پاٹھک: سگم سنگیت
۸-۳۰ آئینہ: اردو پروگرام
'کھڑک بارہ سنگھے کے بارے میں'
تقریر از حکیم قمر الحسن: کلام شاعر
قاضی سلیم 'شاعری کا فن'
از کے۔ کے۔ نائیر
غزل: عزیز احمد وارثی
'میری زندگی کا ایک صفحہ'
از تاج بھوپالی

دوپہر
۲-۳۰ ہری داس پینٹر: لوک گیت

بدھ ۱۹ مارچ

صبح
۷-۱۰ کویتا پاٹھ: بھگوت راوت
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۴۰
کرن مشرا: لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
روی شنکر پانڈے
سگم سنگیت
۸-۳۰ بدھ دیو داس گپتا
سرود پر بھیروی

رات
۱۰-۰۰ رام چتر ملک: دھمار

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح
۷-۱۰ کاویہ پاٹھ: اودیش نیما
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
منورما شریواستو: لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
مالا کلاونت: سگم سنگیت
۸-۳۰ رام مراٹھے: خیال

رات
۱۰-۳۰ ایس ایس گوپال کرشنن: وائلن

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام

دوپہر
۲-۰۰ بھونیشور ابلیا: سگم سنگیت
۲-۳۰ بینا سرائٹے: لوک گیت

رات
۱۰-۳۰ گرجا دیوی: اپ شاستریہ گائن

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح
۷-۱۰ باتوں باتوں میں
۷-۴۵ مالینی راجورکر: ٹپا
۸-۲۱ کانتا آنند: سگم سنگیت

دوپہر
۲-۳۰ شکنتلا تیواری: لوک گیت

رات
۹-۳۰ صغیر الدین خاں: سارنگی
کشن مہاراج: طبلہ

اتوار ۲۳ مارچ

صبح
۷-۱۰ کاویہ دھارا: مدن موہن چاندک
۹-۰۵ ڈی۔ ڈی۔ بردے: خیال

دوپہر
۲-۰۰ سپریہ داس گپتا: سگم سنگیت

رات
۱۰-۰۵ سندر لال سونی: ستار
راجیندر کمار مکرجی: طبلہ

پیر ۲۴ مارچ

صبح
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
رام کشن چندیشری: سگم سنگیت
۸-۳۰ سرسوتی رانے
خیال بھیروی توڑی

دوپہر
۲-۳۰ شانتی شرما اور سہیلیاں
لوک گیت

رات
۱۰-۳۰ سرسوتی رانے: خیال

منگل ۲۵ مارچ

صبح
۷-۱۰ ترنگ: لوک ناٹیہ
از امراؤ سنگھ سولنکی۔ جھابوا
۷-۳۰ بسینت وارتالاپ از ترببون یادو
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
قیصر جہاں: سگم سنگیت
۸-۳۰ آئینہ: بزم سخن

دوپہر
۲-۳۰ سدھا شرما: لوک گیت

بدھ ۲۶ مارچ

صبح
۷-۱۰ کہانی از شیو دھر مشرا
۷-۴۵ اندر سنگھ بھیل اور ساتھی
لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
جگدیش سنگھ ٹھاکر
سگم سنگیت
۸-۳۰ پورن سنگھ چوہان
بانسری پر رام کلی
چتریش چندر دشی: طبلہ

رات
۱۰-۳۰ نیاز احمد فیاض احمد: گائن

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح
۷-۱۰ نئی رچنا
کہانی از نشا دیاس
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
رام گوپال یادو اور ساتھی
لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
شکلا گپتا: سگم سنگیت
۸-۳۰ عبد اللطیف خاں: سارنگی

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح
۸-۳۰ کہکشاں: اردو پروگرام

دوپہر

۲-۰۰ اعزاز حسین: سگم سنگیت

۲-۳۰ سندھیا دوبے: لوک گیت

رات

۱۰-۰۵ دیوندر بھونیشور: بانسری

۱۰-۳۰ نثار حسین خاں: خیال مارو بہاگ

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح

۶-۱۰ باتوں باتوں میں

۶-۲۵ ہیرا بائی مشرا: ٹھمری بھیروی

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ ششر چندر کوشک سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ شری کانت پانڈے لوک گیت

رات

۹-۳۰ جی۔ ودیئے: گاتن

اتوار ۳۰ مارچ

صبح

۶-۱۰ کاویہ دھارا: ہریش ناوک

دوپہر

۲-۰۰ اوشا انعام دار: سگم سنگیت

۲-۳۰ رجنی بائی ورما اور سہیلیاں لوک گیت

رات

۹-۳۰ گوکل گوسوامی: وائلن وادن

۱۰-۰۰ عبداللطیف خاں: خیال

پیر ۳۱ مارچ

صبح

۶-۲۰ اور دوپہر ۲-۰۰ وجیئے لکشمی کمار: سگم سنگیت

۸-۳۰ بی شیام سندر نائڈو: ستار

دوپہر

۲-۳۰ پریم بائی کشواہا اور سہیلیاں لوک گیت

رات

۸-۳۰ امرانی دیولیا: خیال، درباری کانہڑا

۱۰-۰۰ 'سبھاونا': ناٹک تحریر: کے۔ ایس۔ مہتہ پیش کش: مینا کشی مشرا

۱۰-۳۰ امرانی دیولیا: خیال

اندور

اندور (الف): ۹ء۴۶۳ میٹر ۶۴۸ کلوہرٹز

اندور (ب): ۱۳ء۱۸۹ میٹر ۱۵۸۴ کلوہرٹز

اتوار ۱۶ مارچ

صبح

۹-۱۵ 'دور سنچار کے دو دھہ ساد ھن' تقریر از رام یادو کل شیشٹھ

دوپہر

۱۲-۰۰ فلم اداکارہ روہنی ہٹنگڑی سے ملاقات

۱۲-۳۰ پراکرتک چکتسا کے روپ: تقریر از بابو لال ورما

شام

۷-۲۰ 'سمسیا اور سجھاؤ - اپنے شرم قانون جانیں'، بات چیت شرکاء: رام دوبے، ایس ایل ایس گنگریڈے اور بال چند ھینورلال اپادھیائے

پیر ۱۷ مارچ

صبح

۷-۳۰ 'ہماری لوک سنسکرتی — لوک چتر انکن': تقریر از آر سی بھاوسار

۸-۲۱ اور شام ۶-۲۰ اوشا کلیانی: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ 'چندا کا آنگن' سلسلہ وار ریک تحریر: ستیش دوبے

۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰ فتح سنگھ پرمار راہی لوک گیت

شام

۵-۵۰ پرمیلا سنگھ: سگم سنگیت

۶-۴۰ کویتا پاٹھ: منگت رام مکیھیم

۷-۲۰ 'کھیتی کی نئی تکنیک سے لابھ' تقریر از کے۔ ڈی یادو

منگل ۱۸ مارچ

صبح

۸-۲۱ شام ۶-۲۰ اور ۸-۱۵ اشوک شرلواستو سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ 'گھریلو وستوؤں سے پوشٹک آہار': تقریر از نرمل جیت

شام

۵-۰۵ سنگیتا کیھر: گاتن

رگھو بیر سنگھ پریہار: طبلہ

۶-۴۰ 'ونی مارنی پریکریائیں اور سرکشا پریاس': تقریر از پی آر نابھے

۷-۲۰ 'لونیہ اور شاریہ مٹی میں سدھار' تقریر از ڈی۔ ڈی۔ دویلے

۸-۰۰ 'سردرد': جھلکی

بدھ ۱۹ مارچ

صبح

۷-۳۰ بھارتی وگیانک: جگدیش چندر بوس تقریر از ایس۔ سی۔ مہتہ

۸-۲۱ شالنی گوڈے: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لگھو ناٹکا: از مانک ملے

۲-۳۰ اور شام ۶-۲۰ بابو لال یادو: لوک گیت

شام

۶-۴۰ گلدستہ: راشٹریہ ایکتا پر مبنی از سیما تیواری

۷-۲۰ 'بڑھتے چرن ہمارے' از اجیت جوگی

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵ رجنی کرکرے: سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰ النو تیا بوریا: لوک گیت

شام

۵-۰۵ سماچار ڈائری: سندھیا تیواری

۷-۲۰ 'مالوہ اور نماڑ میں متیسہ پالن کی سنبھاونائیں' از این۔ پی دوبے

۸-۰۰ 'بدلتے جیون کی دشائیں آدھونک سندربھ میں' از اے ڈبلو فلپ

۹-۱۶ کہانی از رماکانت دوبے

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح

۸-۲۱ اور شام ۶-۲۰ شمیم خاں اور ساتھی سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ گھریلو اپچار: وی کے اجمیرا

شام

۶-۴۰ 'ادیادکتا وردھی کے آدھار، یوجنا اور کاریہ کی سمپورتی' از بی۔ آر۔ گلاٹی

۷-۲۰ 'یہاں کی مٹی، یہاں کے پیتر' از اے کے کھرچنیا

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح

۷-۳۰ 'نئی شکشا نیتی - بحث و مباحثہ کے گھیرے میں'، تقریر از بھنور سنگھ سسودیا

کویتا: دیکپی چتر ویدی

۸-۲۱ اور رات ۸-۱۵ روپالی مکرجی: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ 'وکرم سنتان، ملکی انسان'، تقریر از لیلا ٹلو

۲-۰۰ اور شام ۶-۲۰ ابراہیم تابش: سگم سنگیت

۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰ بہاری لال پرامک: لوک گیت

شام

۵-۰۵ کہانی از گیانن دیشپانڈے

۶-۴۰ 'یہ پرسکار آپ کے لئے ہے شرم بھوشن' انکے آر کشواہا

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) : ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۲۳۶/۴ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

اتوار ۱۶ مارچ

صبح
۷-۰۵ یلاوتی ادسلے : خیال
۷-۲۵ کیسا ہوگا : ہندی تقریر ڈاکٹر راج کماری کول
۷-۴۵ ودھیا پاریکھ : بھجن

دوپہر
۱۲-۰۰ میلا جگت : خلور اتنڈ اور سواستھ تقریر از ڈاکٹر لکشمی کماری چینگانی
۱۲-۳۰ اِسکٹ : مردانہ بھوتی پارلہ جھلکی تحریر : اے۔ جی۔ قریشی پیش کش : ممتاز شکیب

شام
۶-۳۰ جی۔ ایس۔ اپادھیائے منڈولن پر دھن
۱۰-۰۰ ناٹک سمارہ : "کستوری مرگ" ناٹک : تحریر : سیتندر پاریکھ پیش کش : لتا گپتا

شام
۶-۲۵ راکھی ماتھر : سگم سنگیت
۶-۳۰ گوربند - راجستھانی فرمائشی لوک گیتوں کا پروگرام
۱۰-۰۰ ناٹک سمارہ - سورنگری یا سندور : ناٹک تحریر : ایل۔ این۔ بھٹناگر پیش کش : گوکل گوسوامی

پیر ۱۷ مارچ

صبح
۷-۰۵ سیتندر شرما : وائلن
۷-۳۵ راجستھلی : تقریر از شریمتی آتما رام شرما
۷-۴۵ حمید خاں : غزل
۹-۱۵ راکھی ماتھر : گیت اور بھجن
۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ از محمد سلیم خاں

دوپہر
۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوگ پری یوجنا تین پیس
۱-۱۰ جنسی لال اور ساتھی لوک گیت
۱-۳۰ استاد امیر خاں : خیال

منگل ۱۸ مارچ

صبح
۷-۰۵ شنو کھرانہ : ٹھمری اور ٹپہ
۷-۲۵ ساہتکی - کاویہ پاٹھ رام ناتھ کملاکر
۷-۴۵ اور ۱۵-۹ تیج کرن راؤ : سگم سنگیت
۸-۲۱ اندرا نارائن ماتھر لوک سنگیت
۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ انگریزی کا سبق

دوپہر
۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوگ پری یوجنا پروگرام

شام
۶-۳۰ سوپن ادو۔ بی پر مبنی پروگرام
۱۰-۰۰ ناٹک سمارہ "آتما منتھن" ناٹک : تحریر : یادویندر چندر شرما پیش کش : لکشمی شنکر واجپئی

بدھ ۱۹ مارچ

صبح
۷-۰۵ خیال ہنڈول
۸-۲۱ روبی چیرجی اور ایس۔ کے۔ بھٹ لوک سنگیت
۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ : سوال جواب

۷-۲۰ 'بیرکے باغیچوں کی دیکھ بھال' از ایس ایل بھدوریا
۸-۰۰ 'لٹ گئے سارے بازار' جھلکی از سید علی رشی

۷-۲۰ 'کسم کی کتائی میں سادھاوانی اور بھنڈارن' : تقریر از اے۔ آر۔ ساونت
۸-۰۰ 'ڈرا پنگ برکس' از چندرا نائیڈو

اتوار ۲۳ مارچ

صبح
۹-۱۵ 'پریکشا کی تیاری کی ضروری باتیں' تقریر از ایم تر ویدی

دوپہر
۱۲-۳۰ 'پریوار میں ناری کے ہستی درشٹی کون' از کوشل کشور پانڈیا

پیر ۲۴ مارچ

صبح
۷-۳۰ 'رچنا، دھرمرتا اور ساہتیہ' از بدری پرساد ویرمال
۸-۲۱ اور شام ۲۰-۶ وسنت ڈی کھرے سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ 'پورو پراتھمی شکشا' از ستیشوری سکسینہ
۲-۳۰ اور شام ۳۰-۶ اوما شنکر پرمار : لوک گیت

شام
۶-۳۰ 'شیہ روگ، کارن اور اپچار' از ایس پی تیواری
۷-۲۰ 'شنڈے کی انت کاشت' از او۔ آر۔ مشرا

منگل ۲۵ مارچ

صبح
۷-۳۰ کہانی از رما کانت دوبے
۸-۲۱ اور شام ۳۰-۶ شجاعت حسین : سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ 'بچوں کی شکشا اور ضروریات' از پشپا شرما

شام
۵-۰۵ شوشنکر شرما : طبلہ
کسم نا شنشنے : گائن
۷-۳۰ 'وبھو چندر وسنکوں کے لئے روزگار یوجنا' اوپا مقل

بدھ ۲۶ مارچ

شام
۶-۴۰ 'پریوار کی سکھ شانتی کے لئے آمدنی اور خرچ میں تال میل' از شانتا دیکشت
۷-۲۰ 'کشٹ روگ تھا اس سے بچاؤ' از بی گبریل

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح
۸-۲۱ اور شام ۲۰-۶ اشونی رانگیکر : سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ 'ماتا و شِشو کے لئے صفائی کا مہتو' از منورما شرما
۲-۳۰ اور شام ۳۰-۶ شنکر لال پٹیل : لوک گیت

شام
۷-۲۰ 'مرغی پالن کی وگیانک ودھی' از ایم۔ این۔ قریشی

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح
۸-۲۱ اور شام ۲۰-۶ اقبال صدیقی : سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ گھریلو اپچار : بی کے اجمیرا

شام
۷-۲۰ 'بھومی سنرکشن۔ کیوں اور کیسے' از دی سنگھ

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح
۷-۳۰ پستک سمیکشا : کے کے دوبے
۸-۲۱ ریتا گنگولی : سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ کوی گوشٹھی : شرما، چندرکرن گپتا، راجشری نگم اور نرملا چوبے
۲-۳۰ اور شام ۳۰-۶ سیما چورے : لوک گیت
(صفحہ ۳۴ دیکھئے)

دوپہر

۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا

۱-۱۰ رگھو نندن شرما
لوک سنگیت

۱-۳۰ وجے راگھو راؤ : بانسری

شام

۶-۳۰ انڈسٹریل پروگرام

۹-۱۶ بھی پت رائے شرما : غزل

۱۰-۰۰ ناٹک سمارو ہ
"تم ضرور آنا"، ناٹک
تحریر اور پیش کش : جے پرکاش دیو

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح

۷-۰۵ خیال بھٹیار

۷-۳۵ گرشتہ کا تھا : تقریر از
ڈاکٹر جگدیش جوشی

۷-۴۵ اور رات ۱۵-۹
افضل حسین : سگم سنگیت

۸-۲۱ گنپت لال ڈانگی اور ساتھی
لوک سنگیت

۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ
سامو دایک گائن پاٹھ

دوپہر

۱-۳۰ گنپت لال ڈانگی اور ساتھی
لوک سنگیت

شام

۶-۳۰ سندھی پروگرام

۱۰-۰۰ ناٹک سمارو ہ : "ایک ٹکڑا
آکاش"، ناٹک
تحریر : راجیندر سکسینہ
پیش کش : پرکاش شریمالی

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح

۷-۰۵ نیاز احمد خاں، کلاسیکی موسیقی

۷-۲۵ راجستھلی : تقریر از
بشن سنگھ شیخاوت

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا : سوائی سنگھ دھمورا

۸-۲۱ اوم پرساد شرما
لوک سنگیت

۹-۱۵ شرد متھرا اور ارملا کھنہ
سگم سنگیت

۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ
کہانی اور گیت

دوپہر

۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
اندر دھنش

۱-۱۰ رام پرساد سین اور ساتھی
لوک سنگیت

۱-۳۰ خیال بھوپ

شام

۶-۳۰ گوربند : راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی پروگرام

۹-۱۶ گیت : سمن مہتہ

۱۰-۰۰ ناٹک سمارو ہ
"شیشے کا مکان"، ناٹک
تحریر : ممتاز شکیب
پیش کش : اسکھ دیو سنگھ کپور

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح

۷-۰۵ سوبنا دیوی : کلاسیکی موسیقی

۷-۳۵ خیال رام کلی

۸-۲۱ برج موہن ڈانگی
لوک سنگیت

۹-۱۵ سنیل کے جے پوری اور ساتھی
سگم سنگیت

۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ : پریکشا مالا

دوپہر

۱۲-۱۵ ریڈیو پرایوگک پری یوجنا
جھنڈے کا گیت سکھانا

۱-۱۰ نول کشور کھولیا : لوک سنگیت

۱-۳۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری

شام

۵-۰۵ یووا وانی
پیش کش : ترن نوشنی وال

۶-۳۰ سوبنا دیوی : کلاسیکی موسیقی

۸-۱۵ انگریزی تقریر
ایس۔ این۔ رتنا

اتوار ۲۳ مارچ

صبح

۷-۰۵ ستار پر بیراگی

۷-۳۵ ہندی تقریر از سیتارام شرما

۷-۴۵ وینا پانی رستوگی
سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ "ٹھاکر کا کنواں"، پریم چند
کی کہانی پر مبنی جھلکی

پیش کش : ممتاز شکیب

شام

۶-۳۰ راجہ منور : وائلن پردھن

۱۰-۳۰ جیوتسنا، چل کرن جی کر : ستار

پیر ۲۴ مارچ

صبح

۷-۰۵ راجیش کماری بتو : خیال

۷-۳۵ راجستھلی : تقریر
از شیو پت سنگھ

۷-۴۵ علاؤ الدین خاں : سگم سنگیت

۹-۱۵ اور شام ۲۵-۶
عبدالغنی : وائلن پردھن

۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ
تحریر : اوما کانت اوجھا

دوپہر

۱-۱۰ پشپا دیاس : لوک سنگیت

۱-۳۰ ستار

رات

۱۰-۰۰ خیال

منگل ۲۵ مارچ

صبح

۷-۰۵ بینا پانی مشرا : ہولی، ٹپہ، بھجن

۷-۲۵ ساہتیکی : کہانی : کیلاش کبیر

۷-۵۰ اور ۱۵-۹
ایم۔ ایل۔ نکرا : سگم سنگیت

۸-۲۱ چھیل بہاری ورما
لوک سنگیت

بدھ ۲۶ مارچ

صبح

۷-۰۵ سمیتا بدوالکر، وائلن

۸-۲۱ شوودت پروہت
لوک سنگیت

۹-۱۵ ارملا کھنہ اور وینا پانی رستوگی
ہولی گیت

دوپہر

۱-۱۰ کلیان لال سین اور ساتھی
لوک سنگیت

۱-۳۰ گرجا دیوی : کلاسیکی موسیقی

شام

۶-۳۰ انڈسٹریل پروگرام

۹-۱۶ محمد حسین : غزل

۱۰-۳۰ سمیتا بدوالکر : وائلن

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح

۷-۰۵ رگھو ویر پرساد
کلاسیکی موسیقی

۷-۳۵ یہ بھی ایک کلا ہے اپنے منہ میاں
مٹھو بننا : ہندی تقریر
کیلاش مشرا

۷-۴۵ اور ۱۵-۹
ایس۔ کے۔ بھٹ : سگم سنگیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۳۰-۱
ٹلکو بائی اور ساتھی
لوک گیت

۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ
سامو دایک گائن پاٹھ

رات

۱۰-۳۰ رگھو ویر پرساد، اللہ دیا خاں
شاستریہ سنگیت

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح

۷-۰۵ سرود

۷-۲۵ راجستھلی : راجستھانی کہانی
از ڈاکٹر نرپت سنگھ سودھا

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا : رام کرشن شرما

۸-۲۱ دینا ناتھ ڈانگی : لوک سنگیت

۹-۱۵ ایم ایچ ڈیوڈ : سگم سنگیت

۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ
سوال و جواب : پروگرام
سمواد

دوپہر

۱-۱۰ چھوٹو رام کٹک اور ساتھی
لوک سنگیت

۱-۳۰ بھیم سین جوشی : خیال

شام

۶-۳۰ گوربند : راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی پروگرام

۹-۱۶ شانتی ورما : گیت

۱۰-۳۰ سنیل مکھرجی : سرود

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح

۷-۰۵ خیال گند ھاری

۷-۴۵ خیال الہیہ بلاول

۸-۲۱ بابولال رانا اور ساتھی

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۴٫۱۷ - ۵۳۱ کلوہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰۱۶ - ۱۱۹۷ کلوہرٹز

لوک سنگیت
۹-۱۵ پاری خاں: رباب پردھن
۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ
پریکشا مالا

دوپہر
۱-۱۰ نندو دیوی: لوک سنگیت
۱-۳۰ علی اکبر خاں: سرود

شام
۵-۰۵ یووادانی: وگیان خبر
ایراگیتا
۶-۲۵ پاری خاں: رباب پردھن
۶-۳۰ یووا پریتبھا: الیس کے بھٹ
۸-۱۵ انگریزی تقریر از
ڈاکٹر راجیشور شرما

اتوار ۳۰ مارچ

صبح
۷-۰۵ لکشمن بھٹ تیلنگ، رتن لال
۷-۲۵ "کیسا ہوگا" جین سنگھ
ہندی تقریر: الیس۔ راٹھور
۷-۴۵ پدمن بنرجی: سگم سنگیت

شام
۶-۳۰ موہن ماتھر: ستار پردھن
۱۰-۳۰ لکشمی بھٹ تیلنگ
دھمار پر راگ درباری

پیر ۳۱ مارچ

صبح
۷-۰۵ ششی موہن بھٹ: ستار
۷-۲۵ راجستھلی: راجستھان بنتو
راجپوتانو' ڈاکٹر منوہر پربھاکر
۷-۴۵ عبدالسعید: سگم سنگیت
۹-۱۵ سادھنا دکشت: سگم سنگیت
۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ: 'آجکل' از شریمتی پشپ لتا چوہان

دوپہر
۱-۰۰ تارا اور ساتھی: لوک سنگیت
۱-۳۰ ششی موہن بھٹ: ستار پر راگ دھانی

شام
۶-۲۵ سادھنا دکشت: سگم سنگیت
۱۰-۰۰ ششی موہن بھٹ: ستار پر راگ ملہی
رنگ لال اندھریا
خیال مارد بہاگ

اتوار ۱۶ مارچ

صبح
۷-۱۵ رن جھن: مگن راج سورداس اور ساتھی
۷-۳۰ مرودھرا کے لابھ
۸-۲۱ گیت گنجار: موہن داس نمبارک
۸-۵۰ دوایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پارتھا سارتھی تھپلیال
۹-۱۵ چن من: آؤ چلیں گھومنے
اندرا گاندھی نہر: رگھو ویر

دوپہر
۱۲-۰۵ گن گو: ڈکیریا روگ کے لکشن کارن ورودھ تھام کے اپائے
ڈاکٹر دیپ لکشمی ویاس سے ملاقات
۱۲-۲۵ یہ کیا کہتے ہیں
۲-۲۰ لوک لہری: ملتان خاں

شام
۵-۰۵ یووادانی: میری پسند
۵-۲۵ جھنکو
۶-۳۰ سیما تھے ری گونج: ٹی بی روگ کے روک تھام کے لئے بچوں کو سمیہ سمیہ پر ٹیکے لگوانے سے لابھ
تقریر: ڈاکٹر الیس۔ کے۔ گپتا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
موہن داس نمبارک
۹-۱۶ آپ کا پتر

پیر ۱۷ مارچ

صبح
۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: پیش کش
قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: فیاض خاں
۷-۴۵ دی سائنٹفک اسٹریٹجی آف فوک لور: انگریزی تقریر
کومل کوٹھاری
۸-۲۱ گیت گنجار: گوری دیوی

دوپہر
۱-۱۰ ناری واٹیکا: ناری شکشا کی ضرورت: تقریر: ریکھا پنت
۲ م کی باتیں: خالی سمیہ میں بہنیں کیا کریں: شریمتی مدھو کوٹھاری
۱-۵۰ کرشی جگت: سبزیوں کی زیادہ پیداوار پراپت کرنے کے گن
تقریر از رمیش ماتھر

شام
۵-۳۱ سیما تھے ری گونج
راجستھانی کاویہ پاٹھ
بے رام داس
سہکاری اندولن اور گرامین وکاس: از اے۔ ڈی۔ دیپک
۶-۳۰ کھیتی باڑی: اس پکھواڑے میں کسان کیا کریں
کے۔ الیس۔ جھالا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: گوری دیوی
۹-۱۶ سماچار ترنگ
۱۰-۳۰ رگھوناتھ سیٹھ: بانسری
سلطان خاں: سارنگی، شوبھا گرٹو ٹھمری

منگل ۱۸ مارچ

صبح
۷-۳۰ رن جھن: نور محمد لنگا اور ساتھی
۷-۴۵ اتہاس کے پنوں میں۔ کوٹہ کا قلعہ
تقریر: انوپ سنگھ
۸-۲۱ گیت گنجار: گوپال لال بوہرا

دوپہر
۱-۱۰ نروگ کار سکرم: بچوں میں آنکھوں کی ساما نیہ بیماریاں اور اپچار: ڈاکٹر جی۔ بی۔ ماتھر سے دنیش شرما کی بھینٹ
۱-۵۰ کرشی جگت
دیہی پر کاس کے بھوس رکشن کاریوں کا مہتو: تقریر از
جی۔ الیس۔ سوکھیا
۲-۱۰ امیر خاں: راگ للیت

شام
۵-۲۵ سیما تھے ری گونج: اردو کاویہ پاٹھ، خورشید نگرانوی
ہندی تقریر: سوسری سلیکھاں
ہمت سنگھ
۶-۳۰ بھیڑوں اور بکریوں کو ہونے والے روگ کے روک تھام کے اپائے
ڈاکٹر گری راج کلا سے بھینٹ وارتا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
پرتاپ دامی
۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

بدھ ۱۹ مارچ

صبح
۷-۱۵ کھڑکی: جھلکی، تحریر از دیال پال
مالویا پیش کش: مدن شرما
۷-۳۰ رن جھن: پارس مل اور ساتھی
۸-۲۰ گیت گنجار: رام داس تیجی اور ساتھی
۸-۵۰ دوایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پارتھا سارتھی تھپلیال

دوپہر
۱-۵۰ گرمی کے لئے ہرے چارے کی انت قسمیں اور اس کی کھیتی
تقریر: ڈاکٹر بی۔ کے۔ پروہت
۲-۱۰ پروین سلطانہ: گائن

شام
۵-۲۵ سیما تھے ری گونج
راجستھانی تقریر: نرنارائن آسوپا
جالور ضلع میں روزگار
سوہن لال بھنڈاری
۶-۳۰ کھیتی باڑی
آنکھوں کی دھن بیماریاں و روک تھام کے اپائے
ڈاکٹر شانتی لال چوپڑا سے بھینٹ وارتا
۷-۴۵ گوند کلا، راجستھانی سنگیت
۱۰-۳۰ ریئس خاں: ستار
برج بھوشن کابرا: گٹار
نرملا دیوی: ٹھمری

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح
۷-۱۵ کاویہ لوک: میٹھا لال کھتری

۷-۳۰ رن جھن: رانے خاں وساتھی
۷-۴۵ ہندی ناٹک کے آدھار استمبھ جے شنکر پرساد: تقریر از ڈاکٹر مہیندر کمار جین
۸-۲۱ گیت گنجار: رام لال مشرا اور ساتھی

دوپہر
۱-۱۰ قوالیاں
۱-۵۰ کرشی جگت: ترکگڑی و کدو کی بوائی کب اور کیسے کریں
ڈاکٹر جی۔ این۔ بوہرا
۳-۱۰ استاد علاؤالدین خاں: سرود

شام
۵-۲۵ سیماڑے ری گونج
آپکے دانتوں کی سرکشا کیسے کریں
بات چیت: ڈاکٹر ایس۔ این سنگل
ڈاکٹر سی۔ سی۔ گپتا
۶-۲۰ گیہوں اور جو کی فصل کو روگوں سے کیسے بچائیں: تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
راجمال میراثی اور ساتھی
۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح
۷-۱۵ گاندھی وارتا: باپو اور راج نیتک وچار: تقریر: شانتی دیال
۷-۳۰ رن جھن: گلاب چند جین
۸-۲۱ گیت گنجار: رزاق احمد اور ساتھی

دوپہر
۱-۵۰ کرشی جگت
سبزیوں کو ہم کیڑوں سے کیسے بچائیں: تقریر: او۔ پی۔ بوہرا
۳-۱۰ بھانشو وشواس: بانسری

شام
۵-۲۵ سیماڑے ری گونج
آپنی ساماجک کرتیاں
راجستھانی تقریر از سوہن لال شرما
۶-۳۰ کھیتی باڑی: مدھو میہ روگ کارن، لکشن و روک تھام کے اپائے۔ ایم۔ ایل۔ نیپالیا سے بھینٹ وارتا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
گووندگر دھرکلا اور ساتھی

۹-۳۰ تیرتھ یاترا: ’’اکال‘‘
تحریر: پرکاش پرہت

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح
۷-۱۵ کتھا کرم: بین سنگھ پریہار
۷-۳۰ رن جھن: حمید خاں
۷-۴۵ ویوسایک پرشیکشن کاریہ کرم
بات چیت: این۔ کے۔ کوشک
۸-۲۱ گیت گنجار: سونا رام اور پارٹی

دوپہر
۱-۵۰ مونگ پھلی کی کھیتی میں دھیان دینے یوگیہ باتیں
تقریر از سی۔ آر۔ مہتہ
۳-۱۰ شمیم احمد: ستار

شام
۵-۲۵ سیماڑے ری گونج
راجستھانی میں تقریر
ڈاکٹر سی۔ بھاٹیا
۶-۳۰ کھیتی باڑی: [illegible] کی کھیتی میں پودھ سن رکشا
ایس۔ سی۔ مہتہ
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
سونا رام اور ساتھی

اتوار ۲۳ مارچ

صبح
۷-۱۵ رن جھن: ہمت سنگھ سانکھلی
۷-۳۰ مرودھرا: کے لال
۸-۲۱ گیت گنجار: صدیق خاں اور ساتھی
۸-۵۰ دوایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
از پارتھا سارتھی تھپلیاں
۹-۱۵ چمن من: داش اور نواسی پرما
تقریر: بھگوتی پرشاد
ہولی پرو کا مہتو از آر۔ پی۔ سنگھ
بال چترکار: بدھی گہلوت سے بھینٹ وارتا

دوپہر
۱۲-۰۵ گن گور: کالی کھانسی۔ روگ کے لکشن۔ کارن اور روک تھام کے اپائے
ڈاکٹر پرکاش۔ کے۔ کٹلے سے بھینٹ وارتا

شام
۶-۳۰ کھیتی باڑی: رکت چاپ ہونے کے کارن لکشن اور روک تھام کے اپائے
ڈاکٹر کے بینرجی سے بھینٹ وارتا
۷-۴۵ صدیق خاں اور ساتھی
راجستھانی گیت

پیر ۲۴ مارچ

صبح
۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے
پیشکش: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: ہریش پوری ناگا
۷-۴۵ دی کلچرل امپیکٹ آف ہولی
انگریزی کی تقریر: ڈاکٹر آر۔ پی۔ ترپاٹھی
۸-۲۱ گیت گنجار: سرجا رام کوکڑا اور ساتھی

ناری واٹکا: ہمارے پرو تیوہار
تقریر: شریمتی سنتوش رتنا
ہولی کے اوسر پر کیا کھائیں کیسا کھلائیں: شریمتی ساوتری شرما سے بھینٹ وارتا
۱-۵۰ کرشی جگت: پکشیوں سے دلہنی فصلوں کو بچانے کے اپائے
تقریر: دی۔ ڈی۔ رانا

شام
۵-۲۵ سیماڑے ری گونج
ٹھاکری تھوڑا راجستھانی تقریر
جلتی لال ترویدی
پیچش: کارن اور بچاؤ
تقریر: ڈاکٹر ایم۔ ایل۔ مہتہ
۶-۳۰ پھلوں کے باغیچوں میں دھیان دینے یوگیہ باتیں
تقریر از نارائن سنگھ بھاٹی
۷-۴۵ سرجا رام کوکڑا اور ساتھی
راجستھانی سنگیت
۱۰-۲۰ رسک لال اندھاریا
گوڑ کلیان
گرجا دیوی: ٹھمری

منگل ۲۵ مارچ

صبح
۷-۳۰ رن جھن: شینا رام ہرجن
۷-۴۵ ۲۱ ویں صدی میں کیسا ہوگا انترکش میں ہمارا کاریہ کرم
تقریر: ڈاکٹر ایل۔ پی۔ شنڈن
۸-۲۱ گیت گنجار: حکم خاں

دوپہر
۱-۱۰ نیروگ کاریہ کرم
آنت کی پرمکھ بیماریاں اور جٹلتائیں: مباحثہ: شرکاء
ڈاکٹر پی۔ کے۔ سی۔ شاہ
ڈاکٹر دی۔ سی۔ بوہرا
ڈاکٹر ایف۔ ایل۔ مہتہ
نیہ گن دنیش چندر شرما
۱-۵۰ گیہوں اور جو کی فصلوں کی کٹائی کب اور کیسے کریں
تقریر نرسنگھ دان

شام
۵-۰۵ حضرت علی جنم دوس
کماری نرگس ناں نعتیہ کلام
گیتوں بھری کہانی
وشنو دیال سکسینہ
۵-۲۵ سیماڑے ری گونج
اتہاس کے آئینے میں منڈور
تقریر: تیج راج اوجھار
راجستھانی تقریر: کماری دیاس
۶-۳۰ کھیتی باڑی: پشوؤں کو ان دنوں ہونے والے تکیہ روگ کے اپائے، تقریر از مہیندر سنگھ
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: ظہور خاں
۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

بدھ ۲۶ مارچ

صبح
۷-۱۵ جھلکی: تلاش
تحریر از مہیش چندر سروتریہ
۷-۳۰ رن جھن: تارا رام کلاوت
۸-۲۱ گیت گنجار: جوالا پرساد
۸-۵۰ دوایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
تحریر: پارتھا سارتھی تھپلیاں

دوپہر
۱-۵۰ دھن پرکار کے چوہے وگلہریوں سے فصلوں کو بچانے کے اپائے
ڈاکٹر ایشور پرکاش
۳-۱۰ اشیش بودھو اپادھیائے
شاستریہ سنگیت

شام
۵-۰۵ بھگوان بچائے ایسی ہولی سے
مزاحیہ تقریر: رمیش جوشی

چٹکلے و گیت

5-25 سیمارٹیے ری گونج: رکت پھاگ
ہولی پر خصوصی پروگرام

6-30 بیساکھی سونگ اُگا کر: زیادہ
پیداوار کیسے کریں
تقریر از کے۔جی۔جوشی

7-45 راجستھانی سنگیت
کریم خاں کھیجڑلا
گیت گنگا

10-00
10-30 عبدالوحید خاں: راگ درباری
ہیرا دیوی: ٹھمری

جمعرات ۱۳ مارچ

صبح

7-15 کاویہ لوک: بھانو بتر
7-30 رن جھن: لوگا رام آریہ و ساتھی
7-45 اُدھونِک کوی کمتی بودھ
تقریر از ڈاکٹر دکل
8-21 گیت گنجار: کمل نارائن جوشی

دوپہر

1-10 قوالیاں
1-50 مٹی و جل پریکشن کرتے سمے
دھیان دینے یوگیہ باتیں
رنویر سنگھ شیکھاوت
3-10 علی اکبر خاں: سرود

شام

5-25 سیماڑیے ری گونج
رنگ دو دن دھول ڑی
راجستھانی تقریر
شریمتی کلنا ہنوت
راجستھانی تقریر: پکھوراج آریہ
6-30 پھل دار پیڑ پودھوں کو کھاد
اور رک کب اور کتنا دیں
تقریر: امبا چند ماتھر
7-45 راجستھانی سنگیت
دردھا رام اور ساتھی

جمعہ ۱۴ مارچ

صبح

7-15 گاندھی چرچا: اسپرشیتہ نوارن
اور بابو: لگراج جین
7-30 رن جھن: کرشنا کماری ویاس
8-21 گیت گنجار: کیلاش نارائن پروہت

دوپہر

1-50 کرشی جگت: کرشی کا لیکھا جوکھا

بیکانیر

۲۱۵٫۰۵ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

اتوار ۱۶ مارچ

صبح

8-21 میری رچنا: شریمتی موہنی

دوپہر

12-00 مہیلا جگت: کیسر نگ
دوہری ذمہ داری: سورن سدن
سے بھینٹ وارتا
کہانی: منجو گپتا

شام

5-05 یووا وانی: نوترنگ
ریش کمار شرما: روپک
6-25 آج کی بات: رمیشور پرساد پانڈیہ
7-20 اچھی اون کی وشیشتائیں
تقریر از این۔ایس۔ماتھر
پوشٹک آہار کے لئے گاؤں
میں سویابین کا مہتو: تقریر از
شانتی دیوی پانڈیہ

پیر ۱۷ مارچ

صبح

9-15 اور دوپہر 1-10
علی محمد: لوک گیت

دوپہر

1-10 سنندہ پٹنایک: خیال

شام

5-05 یووا وانی: کویتا پاٹھ
برجیش کمار اوجھا
پستک پریچیہ: کاپی کا پریچیہ
کماری سیتا دوڈیال
ساہتیہ وارتا: سنگیت
6-25 آج کی بات: رام سوروپ جوشی
7-20 مہیلاؤں میں پرسوتی روگ کارن
اور ندان: تقریر از سروج تنور
راجستھان کے وینجن میٹھے اور نمکین
لکشمی دیوی سے بھینٹ وارتا
پشو پالن اور گرامین بہن
تقریر از تلسا سوٹھا

منگل ۱۸ مارچ

صبح

8-21 شانتی کی بھارتیہ پرمپرا
شریمتی اندرا گاندھی: ہندی تقریر
شمبھو پٹوا
9-15 اور دوپہر 1-40
لوک سنگیت: شانتی سکینہ

شام

5-05 یووا وانی
وگیان سماچار: کماری ششما شرما
وگیان وارتا: سواستھیہ کے شیتر
میں ویگیانک تکنکو
راکیش کمار یگ: سنگیت
6-25 آج کی بات: ڈاکٹر کملا بھنڈاری
6-30 مرد ستھلی
بیکانیر ری رتمت و خیال شیلی
رام سکھ پروہت
نوتن سرجنا: کاویہ پاٹھ
کشور کلپنا کانت
7-20 کرشی لوک
مرو شیتر میں پرگتی کے تین سوپان
تقریر رام سوروپ جوشی
ریکارڈنگ پر مبنی پروگرام

بدھ ۱۹ مارچ

صبح

9-15 اور دوپہر 1-30
لوک سنگیت: افروز بانو

دوپہر

1-10 استاد برکت علی خاں: ٹھمریاں

شام

5-05 یووا وانی: بوجھو تو جانیں
یووا پسند: آپ کی چٹھی ملی
6-25 آج کی بات
ڈاکٹر کملا بھنڈاری
7-20 کرشی لوک
ایک پرگتی شیل کسان
سینارام کا جل سے بھینٹ
آنکھ بنا سب سونا جگ میں
ڈاکٹر ایس۔پی۔کشیپ سے
بھینٹ وارتا

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح

جے مالا گوسوامی: سگم سنگیت
9-15 اور دوپہر 1-40
جگت نارائن گوسوامی
لوک سنگیت

دوپہر

1-10 کیسر نگ: دیہیج ورودھی قانون
تقریر از ویرجا شرما
غزل: کویتا: شار داپٹنا گر

شام

5-05 یووا وانی
کھیل کتی دیدھیاں
کماری جیہ شری بھاٹی
یووا کھلاڑی سے بھینٹ
اولمپک آیوجن اور بھارت
پشپیندر سنگھ چوہان
آج کے سنگیت کلاکار
تیغ راج سنگھ سوڈھا
7-20 کرشی لوک: اونٹوں میں ہونے
والے روگ اور ان کی روک
تھام: ڈاکٹر محمد ایوب
ریکارڈنگ پر مبنی پروگرام
8-15 جے مالا گوسوامی: سگم سنگیت
8-25 وی۔جی۔جوگ: وائلن پر جھنجھوٹی
10-00 بیکانیر میں کھیل کود وکاس کی
سمبھاونائیں: مباحثہ
شرکار: چندر جوشی، ڈاکٹر رام
ایل منی، ہیم راج آچاریہ اور
خوشحال چندر رنگا

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح

8-21 راجستھانی لوک چادیں رد کھ
ری پوجا
راجستھانی تقریر: سول دن دیپاوت
9-15 اور دوپہر 1-30
لوک گیت: نثار خاں ضمیری

دوپہر

1-10 منور علی خاں: راگ بہاگ

شام

۵-۰۵ یووا وانی: ہاسیہ پریہاس
روپک سماچار
سنگیت: چٹکلے

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
نتھو خاں مراثی: لوک سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ نزاکت علی سلامت علی خیال

شام

۵-۰۵ یووا وانی
سماچار سنکلن: کماری مدھو بھٹر

۶-۲۵ آج کی بات: رجن گوتم

۶-۳۰ آؤ اپنی ڈگر بنائیں
جیون بیما اور عام آدمی

۷-۲۰ کرشی لوک: آج کی پشکشا
اور ہمارا یووا ورگ: مباحثہ
شرکاء: سورجمل سنگھ
اچل سنگھ راجاوت، سینو جک
بھوپ سنگھ

اتوار ۲۳ مارچ

صبح

۸-۲۱ بیشنی کانت گوسوامی: کہانی

دوپہر

۱۲-۰۰ ہیلا جگت پکیرنگ
پستک پریچیہ: امن نہ بھئے دس
بیس: ڈاکٹر سدھ سونکی
سیمہ کا سدا اپیوگ بلائی کڑھائی
شریمتی سشیلا سنگھ

شام

۵-۰۵ یووا وانی
شہید بھگت سنگھ: روپک
لکشمی شنکر داچپائی
پرشن اوتری، وجیہ کار جینیا
سودیش راگھو، پرتھوی سنگھ راٹھور
ششی شکلا

۶-۲۵ آج کی بات: رجنی گوتم

۷-۲۰ کرشی لوک: راجستھانی علاقوں
میں سکھ و کاس یوجنا سے لابھ
تقریر: ڈاکٹر اوپی ماتھر
ریگستان کے زہریلے جنتو و سانپ
بچھو ان کی پہچان اور سادھانیاں

ڈاکٹر گیان پرکاش سے
بھینٹ وارتا

پیر ۲۴ مارچ

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
لوک سنگیت
جگ رام بھوپا اور ساتھی

دوپہر

۱۰-۱ روشن آرا بیگم: خیال بسنت

شام

۵-۰۵ یووا وانی: اے ساتھی
کماری عزالہ عراقی

۶-۲۵ آج کی بات: آشوتوش کٹھاری

۷-۲۰ کرشی لوک: گرامین درپن
گاؤں کی پرگتی پر مبنی روپک
پیش کش: بھوپ سنگھ

منگل ۲۵ مارچ

صبح

۷-۳۰ خورشید بھیان: شاستریہ سنگیت

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
گیانیشوری شرما: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی
نحز نکلس کے سمندر میں
محمد ابراہیم غازی

۶-۲۵ آج کی بات: آشوتوش کٹھاری

۶-۳۰ مرد ستھلی: ہولی رسماجک
اور سانسکرتک مہتو: تقریر از
سوم نارائن پر دہت
کہانی: بھگوان داس کراڑو

۷-۲۰ کرشی لوک: نئے باغ لگانے کی
تیاری اور ان کی روپ ریکھا
تقریر از اشوک ماتھر
بچوں کے لئے نصیحت کی کہانی
تقریر از جنیت نرمان

بدھ ۲۶ مارچ

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
جگدیش پرساد کتھک
لوک سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ ملکارجن منصور خیال

۶-۲۵ آج کی بات
ڈاکٹر مدن کیولیا

۷-۲۰ اتیاچار پر سداچار کی وجیہ
تقریر از ہیرا لال رنگا
نئی پیڑھی بے روزگار یووا وں
سے بھینٹ وارتا
ناتھو رام مودی اکاری بھونو تھرا
رجنیش بھاردواج

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح

۷-۳۰ ملاقات: کاویہ پاٹھ
دھنن جیہ ورما: ہاسیہ گیت
ہاسیہ کا مہتو: کماری سروج بھٹناگر

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
لوک سنگیت: امرچند پروہت

دوپہر

۱۰-۱ مہیلا جگت، کیرنگ: ہولی گیت
وگیا پنوں میں ناری: مباحثہ
شرکاء: سرلا اگروال لکشمی کلا
پرکاش وتی شرما، گوری شرما

شام

۵-۰۵ یووا وانی: گوتم بدھ: تقریر
بھارتیہ پرمپرا: پر دپکار
کماری انیتا دیکشت
آج کے سنگیت کلاکار
کماری پربھا لوتھرا

۷-۲۰ کرشی لوک: ریگستان میں
گدھوں کی پرجاتیاں اور انکی
وشیشتائیں: تقریر از
ڈاکٹر بی کے جوشی

۸-۲۵ برنج بھوشن کابرا: گٹار

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح

۸-۲۱ آؤ بھاں تہواراں نے
دگڈ فرائی ڈے پر راجستھانی
تقریر: اودیہ ناگوری

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
صدیق و ساتھی: لوک سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ کیسر بائی کیرکر: شاستریہ گائن

شام

۷-۲۰ کرشی لوک: گڈ فرائی ڈے
ہم کیوں مناتے ہیں
تقریر از: ایلی داس

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
عبدالکریم: لوک سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ دیپالی ناگ: خیال بے جھونتی

شام

۵-۰۵ یووا وانی: سماچار سنکلن
کماری سیما شرما
یووا ادھیکاری سے بھینٹ
آج کے سنگیت کلاکار
سنتوش کمار جوشی

۶-۲۵ آج کی بات: ڈاکٹر مدن کیولیا

۶-۳۰ آؤ اپنی ڈگر بنائیں: راجستھان
اندرا گاندھی نہر پری یوجنا

۷-۲۰ گرامین پرستھیتیوں میں ان کا مہتو
تقریر از ایس ایم اپادھیائے
اندرا گاندھی نہر پری یوجنا سے
مروستھل میں آرتھک سماجک
پریورتن: تقریر از اوپی بہاری

اتوار ۳۰ مارچ

صبح

۸-۲۱ میری رچنا: راجستھان دوس
پر دو راجستھان ابھیا
کاویہ پاٹھ: نیلم پانڈیہ

دوپہر

۱۲-۰۰ مہیلا جگت: شہری ہوئی گتی
روپک از لکشمی شنکر داچپائی

شام

۵-۰۵ یووا وانی: نوترنگ
کماری رچنا رستوگی: روپک

۶-۲۵ آج کی بات: رام سروپ جوشی

۷-۲۰ کرشی لوک: ہمارے چارے
کے لئے ورکش روپن: تقریر از
ڈاکٹر آر۔ ایس۔ راٹھور
گرامین وکاس میں پنچایتوں
کا مہتو: بھنور سنگھ گوجر سے
بھینٹ وارتا

پیر ۳۱ مارچ

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
لوک گیت: بھونگر خاں
(آگے ص ۵۱ پر)

سورت گڑھ

۲۲۵ء۱۷ میٹر ۹۱۸ کلو ہرٹز

اتوار ۱۶ مارچ

صبح

۷-۳۰ اتیت کے جھروکے سے: ہندی تقریر

۸-۲۱ مرومنگل: بسنتہ نارائن ابن

۹-۲۵ بال سبھا: بال کہانی: کرشنا بہل

دوپہر

۱۲-۳۰ ریڈیو پہیلی: ادناش سریواستو اور للتا مہرا

۲-۲۰ مرومنگل: الّوین شیزخانی

شام

۵-۳۰ یووا پرتبھا: ترلوک چند سے بھینٹ وارتا

۸-۳۰ ایک ہی کلاکار: نوشاد

پیر ۱۷ مارچ

صبح

۷-۲۰ سبھا پھوٹتی ہیں بہار جا ہے ڈاکٹر گجمعہ دیوسنہ: ہندی تقریر ویذ پرکاش سکسینہ

۸-۲۱ مرومنگل: پوزن چند کانٹر

دوپہر

۱-۲۰ معین الدین خاں: سارنگی

۱-۵۰ ککڑی ورگیہ سبزیوں کی انت قسمیں اور وشیشتائیں از رنگی رام شرما

۲-۲۰ مرومنگل: پورن رام مہرڑا

شام

۶-۱۵ پولیو روگ کے کارن لکشن اور اپچار: بات چیت از ڈاکٹر سنجیو جین

۷-۲۵ پشپا ہنس، سدھا ملہوترا سب اندھیہ گیت

منگل ۱۸ مارچ

صبح

۷-۳۰ کھیل جگت: ڈیوس کپ کی

کہانی: کھیل سمکشا

۸-۲۱ مرومنگل: شیر ملا ناگ پال

دوپہر

۱-۱۰ گھر آنگن کہانی: شریمتی مالتی داد بھیج رکت چاپ۔ کتنا گھاتک: بات چیت ڈاکٹر این۔ پی۔ اگروال

۱-۵۰ نیبو جات کے پودے کب اور کیسے لگائیں از رن بیر سنگھ

۲-۲۰ مرومنگل: جوری لال راول

شام

۵-۳۰ یووا وانی: میرا جیون

۶-۱۵ شرانشم یوجنا اور اس کا مہتو بات چیت از بھوپیندر سنگھ سلوجہ سنگما اس نقیبی

۸-۱۵ افضل حسین: سُگم سنگیت

۹-۱۶ ان سے ملئے: نریندر گپتا سے بھینٹ

بدھ ۱۹ مارچ

صبح

۷-۳۰ راجستھان کی کھنج سمپدا ہندی تقریر از فرید خاں

۷-۴۰ فرید حسین: طبلہ

۸-۲۱ مرومنگل: علی محمد

دوپہر

۱-۱۰ سامو دایک سنگیت پاٹھ

۱-۵۰ ارد کی انت کھیتی کیسے کریں از آر۔ بی۔ مہیشوری

۲-۲۰ مرومنگل: سدیش ماتھر

شام

۵-۳۰ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے: جھلکی

۶-۱۵ اپنی کھیتی اپنی بات: بھینٹ وارتا

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح

۷-۳۰ گیان وگیان: مانو کی ایک ادبھ

اپلبدھی — روبوٹ: تقریر از سری دھر شرما

۸-۲۱ مرومنگل: صدیق خاں

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا جگت: ابھو یکتی۔ کاویہ پاٹھ ونیگ وارتا۔ کیسے کیسے لوگ دفتر میں: از کلیش سنگھل ہولی پر وششٹ ویجن تقریر از شریمتی اندو سنہا

۱-۵۰ باڑنی کھیتی کی انت تکنیک از شنکر لال وشنوئی

۲-۲۰ مرومنگل: ادم پرکاش سرگرا

شام

۵-۳۰ یووا وانی: کھیل کود۔ کھیل سمکشا بلیک پرل پیلے: سین مہرا

۸-۱۵ پریم پہوا، انورادھا پوڑوال لتا منگیشکر: سُگم سنگیت

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح

۷-۳۰ ونوں کی سورکشا: ہندی تقریر از آر۔ سی۔ ایل۔ دیپنا

۸-۲۱ مرومنگل: از فاطمہ

دوپہر

۱-۳۰ شہنائی: بسم اللہ خاں

۱-۵۰ کھیت کھلیان: چارے کے لئے ہنکا و لوبیا کی بوائی کریں از پی۔ ایل۔ نہرا

۲-۲۰ مرومنگل: غلام رسول

شام

۶-۱۵ چوپال: پریاورن سنتولن میں ونوں کا مہتو: تقریر کے۔ آر۔ کالا سری گنگا نگر ضلع میں نکھو اد یوگ تقریر: جے۔ جے۔ آر۔ ددبے

۷-۲۵ افروز بانو: سُگم سنگیت

۱۰-۰۰ لیلاوتی اڑسولے: گائن

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح

۷-۳۰ کھلا آکاش سا ہتیک پتریکا سامپردایکتا: راشٹریہ ایکتا میں بادھک: مباحثہ شرکاء: ایل۔ آر۔ گپتا، کشن گوڑھ نند کشور گوئل و شریمتی وملا وتی

۸-۲۱ مرومنگل: پشپا مالی

دوپہر

۱-۵۰ بایو گیس سینٹر ہیتو وبھاگیہ سووِدھائیں: تقریر از کرشن شکیہ

۲-۲۰ مرومنگل: پنالال بوہرا و ساتھی

شام

۵-۳۰ وگیان کے نئے آوشکار۔ بھارت کے انترکش میں قدم کماری امتحا ہوجی

۸-۱۵ محمد یعقوب: سُگم سنگیت

اتوار ۲۳ مارچ

صبح

۷-۳۰ پرگتی کے چرن: ہندی تقریر آدا سیہ دیوستھا

۸-۲۱ مرومنگل: سوریہ پرکاش گوڑھ

۹-۲۵ بال سبھا: کیسے کھیلیں ہولی تقریر از ودہ بہاری جوہری

شام

۷-۲۵ انوپ جلوٹا، شانتی ناتھر، نریندر ناتھر: ساندھیہ گیت

پیر ۲۴ مارچ

صبح

۷-۳۰ آگے بڑھ رہا ہے تو لی میں: ہندی تقریر از [illegible]

۸-۲۱ مرومنگل: نیلم چندر و ساتھی

دوپہر

۱-۳۰ علی اکبر خاں: سرود راگ ملتانی

۱-۵۰ تعمیر کے اپیوگ میں رکھی جانے والی ساودھانیاں: تقریر از کے۔ پی۔ سنگھ

۲-۲۰ مرومنگل: بجلی دیوی

شام

۶-۱۵ چوپال: بات چیت گردے کی سامانیہ بیماریاں کارن اور بچاؤ از ڈاکٹر ٹی۔ ایس۔ اروڑا

۷-۲۵ وانی جے رام: ساندھیہ گیت

۱۰-۰۰ شیو کمار شرما: سنتور

منگل ۲۵ مارچ

صبح

۷-۳۰ کھیل جگت: کبڈی کا اتہاس

تقریر از شنکرلال پالیوال
گرامین کھیل کود
تقریر از سور بھ مشرا
۸-۲۱ مرومنگل : برنج لال وساتھی

دوپہر

۱-۱۰ گھر آنگن : رنگ روغن وار ہلی
از شریمتی رجنی سودی
دبھن بنانے کی ودھیاں
شریمتی کملا گوئل
۱-۵۰ کھیت کھلیان : جل پر بندھ
یوجنا اور اس کے لابھ
مہیش روپ رائے
۲-۲۰ مرومنگل : دھیرا سین

شام

۵-۳۰ یووا وانی : ہولی کے رنگ دیس
بکھرے انگ
بھوپیش چندر بلیجا
کویتا پاٹھ : راجندر بوہرہ
۶-۱۵ چوپال : سنگیت روپک
' ہولی ' : کرنی دان بار ہاٹ
۸-۱۵ حسین بخش : سگم سنگیت

بدھ ۲۶ مارچ

صبح

۷-۳۰ راجستھان لوک کلیان
ویش بدیش : ہندی تقریر
اوم پرکاش
۷-۴۰ ریش پرساد ورما : بانسری
۸-۲۱ مرومنگل : گن پت لال ڈانگی

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان : کمپوسٹ کھاد
اور بنانے کی ودھیاں
از وی.پی. چودھری
۲-۲۰ مرومنگل : مانگی بائی

شام

۵-۳۰ کہانی : اشونی کمار شرما
۱-۰۰ راجیش کماری تیو : گائن
راگ مارو بہاگ

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح

۷-۳۰ گیان وگیان : وچتر سنسار
نکشتروں کا : روپک
ہری موہن سکسینہ
۸-۲۱ مرومنگل : ستیہ نارائن امن

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا جگت : اچھوکتا اور ان کے
ادھیکار : تقریر
۱-۵۰ کھیت کھلیان : مونگ پھلی کی
انت قسمیں اور شیشتا میں
از ایس.کیو. اظہر
۲-۲۰ مرومنگل : ستیہ نارائن مشرا

شام

۶-۱۵ چوپال : بات چیت : گنے کی
بووائی کیسے کریں
ہنومان پرساد چودھری
بات چیت : پشوؤں میں چرم
روگ اور ان کا اپچار
ڈاکٹر بی.آر. ست سنگی
۸-۱۵ شانتی ورما ، حمید حسین
سگم سنگیت

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح

۸-۲۱ مرومنگل : رچھپال ڈھاڑی

دوپہر

۱-۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی پر
راگ مدھو مادسارنگ
۱-۵۰ کھیت کھلیان : گگڑی ورگیہ
سبزیوں میں پودھ سرکشن کاریہ
از کاشی رام پونیا
۲-۲۰ مرومنگل : لیشولتا چودھری

شام

۶-۱۵ چوپال : بات چیت
شرانتم یوجنا اور اس کے لابھ
اشوتوش بھارگو
بات چیت : کرشی وکاس میں
یووکوں کا دایتو : ایس گودارا
۷-۲۵ ایم.ایل. بکرہ : سگم سنگیت
۱۰-۰۰ جی.ایس. سیھدیوا : بانسری پر
راگ مارو بہاگ
ہمانشو وشواس : بانسری پر راگ درگا

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح

۷-۳۰ کھلا آکاش : سرجن پرکریا اور
سرجن موہن آلوک
۸-۲۱ مرومنگل : ہری اوم ورما

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان : فصل چکر اور
اس کے لابھ : ڈاکٹر دید سنگھ
۲-۲۰ مرومنگل : اندکماری پادھیائے

شام

۶-۱۵ چوپال : بات چیت : مٹی کی جانچ
کب اور کیسے کرائیں : مہندر سنگھ
۸-۱۵ اسلم خاں : سگم سنگیت

اتوار ۳۰ مارچ

صبح

۷-۳۰ پرگتی کے دشن - راشٹریتا کا
ابھاؤ : ہندی تقریر
کرشن سونی اوجھا
۸-۲۱ مرومنگل : مدنا دیوی بناوت
۹-۲۵ جھوٹ سچ : ناٹکا
نریش ودیارتھی

دوپہر

۲-۲۰ مرومنگل : صدیق خاں وساتھی

شام

۵-۳۰ یووا پرتبھا : وملا سونی
۷-۲۵ ڈی.وی. پلوسکر اتا منگیشکر
سمن کلیان پور

بقیہ :- جودھپور

کیوں اور کیسے رکھیں
تقریر از ڈاکٹر ایم.ایل. پروہت
۲-۱۰ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

شام

۵-۰۵ چلتے چلتے کیسا ہو جیون ساتھی
بھینٹ وارتا پر مبنی پروگرام
گڈ فرائیڈے : تقریر از
انجنا ڈسوجا
۵-۲۵ سیما ڑے ری گونج
جودھپور روبھاگ میں سینچائی
سبندھی
اکال راحت کاریہ : شوم دت
راج ولنس سے بھینٹ وارتا
پیشکش کارن اور بچاؤ : تقریر
ڈاکٹر ایل.این. مہتہ
۶-۳۰ کھیتی باڑی : کسان اپنا سامان
کرشی اپج منڈیوں میں ہی کیوں
رکھیں : کے.بی. شرما سے
بھینٹ وارتا
۷-۴۵ کھموں خاں : راجستھانی سنگیت
۹-۳۰ گڈ فرائیڈے پر روپک
تحریر اور پیشکش : انل کارام

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم : سید منور علی
۷-۳۰ رن جھن : دھابی اور ساتھی
۷-۴۵ دی کنگ : بات چیت
گوپال سنگھ راٹھور
۸-۲۱ گیت گنجار : کالورام پرجاپتی

دوپہر

۱-۵۰ مرو شیتروں میں چراگاہوں کا
وکاس کیوں اور کیسے : تقریر
از ایس.کے. شرما
۲-۱۰ امجد علی خاں : سرود

شام

۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک
سولو ایکٹنگ : رینو بھنڈاری
۵-۲۵ سیما ڑے ری گونج
خوشتر مکرانوی : نظم خوانی
جالور ضلع میں روزگار کی راہیں
سوہن راج بھنڈاری

اتوار ۳۰ مارچ

صبح

۷-۱۵ رن جھن : پرمانند پرمار
۷-۳۰ مرودھرا : کے لال
۸-۲۱ گیت گنجار : سریش ماتھر
۸-۵۰ دوایکم بارہ : سلسلے وار پروگرام
از پارتھا سارتھی تھپلیال
۹-۱۵ جن من : آپ کی شالا کا
سانسکرتک کاریہ کرم
سینیر ہائر سیکنڈری اسکول
تقریر از شریمتی ارچنا شرما

دوپہر

۱۲-۰۵ گنگلو کاریہ کرم : پولیو روگ
کی روک تھام کیسے کریں
ڈاکٹر لکشمی آسوپا سے بھینٹ وارتا
۲-۲۰ لوک لہری : عبدالکریم خاں

شام

۶-۳۰ کھیتی باڑی : کان کی دبھن
بیماریاں . لکشن اور کارن
ڈاکٹر ایس.کے. اگروال سے
بھینٹ وارتا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت

آنند گور بوہرا

پیر ۳۱ مارچ

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: سلسلے وار پروگرام؛ پیش کش قاضی انیس المتہ

۷-۲۰ ون جھن: دھیرا سین

۷-۲۵ ریزی آتہ ... دیپک گہلوت

۸-۲۱ گیت گنجار: چندر شیکھر کلا

دوپہر

۱-۱۰ ناری واٹیکا: پریتم میلا کاصونات: دالنتہ پتیر لیشن کو ڈا از شرمیتی پھول دنتی

۱-۵۰ اگلے ماہ کسان کیا کرے: تقریر

شام

۵-۲۵ سیہاڑے ری گونج باباراَم دیو: راجستھانی تقریر اچلا نند راجستھانی کا دیہ پاٹھ لکشمن سنگھ رسونت

۶-۳۰ ان دنوں کی سبزیوں میں پودھ سن رکشن کاریہ تحریر: کے۔ کے۔ جوشی

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت رام نارائن چیتن

۱۰-۰۰ بی۔ جی۔ جوگ: وائلن ہری پرساد چورسیہ بانسری

بقیہ:- بیکانیر

دوپہر

۱-۱۰ سندھیا مکھرجی: خیال شنکر

شام

۵-۰۵ یووادانی: کوی سمیلن سریش ہندوستانی دھرم پرکاش پرکاش چندر کھتری مہندر تواڑی، ... دت شرما مہندر کمار آچاریہ اور کماری روپا پاریک

۶-۲۵ آج کی بات: ڈاکٹر مدن کیولیا

۷-۲۰ کرشی لوک: لوک ساہتیہ کا مانو جیون پر پربھاؤ: مباحثہ شرکار: موہن سنگھ رتنو شنکر لال کوی ، امالال ماتھر

سرینگر

میڈیم ویو:

سرینگر (الف): ۲۶۸٫۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵٫۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

سرینگر (د) ۱۹۹٫۶ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز

شارٹ ویو: سرینگر (ب) ۴۹٫۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱٫۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز

پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک

(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵

ہندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰

انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) شام ۷-۴۰

کشمیری: صبح ۹-۲۵، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

اتوار ۱۶ مارچ

صبح

۷-۳۰ اور ۷-۵۵ غلام محمد راہ: غزل

۱۰-۱۵ کوئیز پروگرام (بچوں کے لئے) کوئیز ماسٹر بی۔ ایل ٹھسو

دوپہر

۲-۱۰ فیاض خاں: گائن

شام

۴-۰۰ ہی مال: خواتین کے لئے کشمیری پروگرام

۶-۱۰ وملا دیوی: ڈوگری سنگیت

۷-۳۰ ڈوگری لوک سنگیت قطب الدین اور ساتھی پنجابی لوک سنگیت رشید قریشی اور ساتھی

۸-۳۰ کیلاش مہرہ کشمیری موسیقی

پیر ۱۷ مارچ

صبح

۷-۳۰ اور ۷-۵۵ کیلاش مہرہ: غزل

دوپہر

۱-۰۵ سینتا کول اور غلام محی الدین دانی کشمیری موسیقی

۲-۱۰ می۔ ایس۔ سپھرو: بانسری

شام

منگل ۱۸ مارچ

صبح

۷-۳۰ اور ۷-۵۵ غلام محمد میر: غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ غلام مصطفٰے خاں: گائن

رات

۸-۳۰ غلام محمد میر: کشمیری موسیقی

بدھ ۱۹ مارچ

صبح

۷-۳۰ اور ۷-۵۵ راج بیگم: غزل

دوپہر

۱-۰۵ غلام نبی وگے اور ایچ۔ این توشخانی: کشمیری موسیقی

۲-۱۰ حلیم جعفر خاں: ستار

رات

۸-۳۰ راج بیگم: کشمیری موسیقی

جمعرات ۲۰ مارچ

صبح

۷-۳۰ اور ۷-۵۵ شمیمہ دیو: غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰ محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ ساوتری دیوی: گائن

رات

۸-۳۰ شمیمہ دیو: کشمیری موسیقی

جمعہ ۲۱ مارچ

صبح

۷-۵۵ نسیم اختر: غزل

دوپہر

۱-۰۵ جیا بھگت اور وی۔ کے۔ ملا غزلیں

۲-۱۰ برج کرشن کابرا: ستار

رات

۸-۳۰ نسیم اختر: کشمیری موسیقی

ہفتہ ۲۲ مارچ

صبح

۷-۳۰ اور ۷-۵۵ آر۔ کے۔ کاچرو: غزل

۹-۰۰ ایس ایل دربہار انگریزی میں بات چیت

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ جی۔ کے۔ چتک: گائن

رات

۸-۳۰ آر۔ کے۔ کاچرو کشمیری موسیقی

سرینگر

اتوار ۲۳ مارچ

صبح

۷ — ۳۰ اور ۵۵ — ۷
رحمت اللہ خاں : غزل
۱۰ — ۱۵ جو نہار : بچوں کے لئے اردو پروگرام

دوپہر

۲ — ۱۰ [illegible] : جل ترنگ

شام

۴ — ۰۰ [illegible] کے لئے کشمیری پروگرام
۹ — ۱۰ [illegible] اردو [illegible] سنگیت
۸ — ۳۰ رحمت اللہ خاں کشمیری موسیقی

پیر ۲۴ مارچ

صبح

۷ — ۳۰ اور ۵۵ — ۷
نرملا دیوی : غزل

دوپہر

۱ — ۰۵ ولیہ پنڈت اور محمد صدیق پانپوری کشمیری موسیقی
۲ — ۱۰ سری کانت باکرے : گائن

شام

۴ — ۳۰ کے۔ ایل۔ شرما [illegible] سنگیت
[illegible] اور ساتھی لوک سنگیت
۸ — ۳۰ نرملا دیوی : کشمیری موسیقی

منگل ۲۵ مارچ

صبح

۷ — ۳۰ اور ۵۵ — ۷
راج بیگم : غزل

۱۱ — ۳۰ اور دوپہر ۳۰ — ۲
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲ — ۱۰ این۔ شنراج : وائلن

رات

۸ — ۳۰ راج بیگم ۔ موسیقی

بدھ ۲۶ مارچ

صبح

۷ — ۳۰ اور ۵۵ — ۷
ایم۔ کے۔ پنڈتا : غزل

دوپہر

۱ — ۰۵ عبدالاحد پرے اور حمزہ داس کشمیری موسیقی
۲ — ۱۰ کموودنی کلدیو ۔ گائن

رات

۸ — ۳۰ ایم۔ کے۔ پنڈتا : موسیقی

جمعرات ۲۷ مارچ

صبح

۷ — ۳۰ اور ۵۵ — ۷
جلال گیلانی ۔ غزل
۱۱ — ۳۰ اور دوپہر ۳۰ — ۲
محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲ — ۱۰ ایس۔ این۔ سوپوری : ستار

رات

۸ — ۳۰ جلال گیلانی : موسیقی

جمعہ ۲۸ مارچ

صبح

۷ — ۵۵ نسیم اختر : غزل

دوپہر

۱ — ۰۵ سدھارتھ کول : موسیقی

رات

۸ — ۳۰ نسیم اختر ۔ موسیقی

ہفتہ ۲۹ مارچ

صبح

۷ — ۳۰ اور ۵۵ — ۷
ریتا کول : غزل
۹ — ۰۰ انگریزی میں بات چیت
۱۱ — ۳۰ اور دوپہر ۳۰ — ۲
غلام محمد قالین باف اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲ — ۱۰ اجیت سنگھ بنڈل اور ساتھی گائن

رات

۸ — ۳۰ ریتا کول ۔ موسیقی

اتوار ۳۰ مارچ

صبح

۷ — ۳۰ اور ۵۵ — ۷
آرتی ٹکو : غزل
۱۰ — ۱۵ ہونہار : بچوں کے لئے اردو پروگرام

دوپہر

۲ — ۱۰ پرکاش وڈیرا : بانسری

شام

۴ — ۰۰ مال : خواتین کے لئے کشمیری پروگرام
۶ — ۱۰ ڈوگری لوک گیت
۸ — ۳۰ آرتی ٹکو : موسیقی

پیر ۳۱ مارچ

دوپہر

۱ — ۰۵ اوین کول اور راہی آغا : غزل
۲ — ۱۰ پربھا اتری : گائن

شام

۴ — ۳۰ اجیت کور : گوجری لوک گیت
۸ — ۳۰ او۔ این۔ کول : موسیقی

بقیہ :- اندور

شام

۶ — ۳۰ بند کشور گندھرو : سگم سنگیت
۶ — ۴۰ کھیتوں میں تازہ اناج کی سنبھال : از سیندر شرما

اتوار ۳۰ مارچ

صبح

۹ — ۱۵ 'ابھیاس کرتے سمے کن کن باتوں کا دھیان رکھیں'

از اے۔ کے۔ جھا

دوپہر

۲ — ۳۰ بھیم لتا پادھیائے ۔ لوک گیت

شام

۶ — ۴۰ کوی گوشٹھی : شیر کا ر نگیندر شرما سرتاج اندوری اور دامودر پرساد

پیر ۳۱ مارچ

صبح

۶ — ۳۰ 'عام آدمی اور قانون ۔ دہیز درودگی سنشو دھت ادھی نیم'

از ایس کے کل شیشٹھ
۸ — ۲۱ اور شام ۳۰ — ۶
ایس کے اوجھا : سگم سنگیت

دوپہر

۱۲ — ۳۰ 'چندا کا آنگن' : از ستیش دوبے
۲ — ۳۰ اور شام ۳۰ — ۶
سکینہ نارائن بروٹ لوک گیت

شام

۷ — ۲۰ 'اناج کا اچت بھنڈارن' از کے۔ این کپور

دور[illegible]

دہلی

چینل : 4		تصویر :	62 25 MHz
بینڈ : 1		آواز :	67.75 MHz

مسوری

چینل : 10		تصویر :	210.25 MHz
بینڈ : 3		آواز :	215 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

شام

۶ — ۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶ — ۱۵ پروگراموں کا خلاصہ ، گمشدہ لوگوں کے بارے میں اعلانات (ہفتہ) پیر تا جمعہ ۰۵ — ۶ پر
۷ — ۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ، اور جمعہ)

نیشنل پروگرام روزانہ ۴۰ — ۸ سے ۱۵ — ۱۱ تک

۸ — ۴۰ سماچار (ہندی میں خبریں)
۹ — ۳۰ دی نیوز (انگریزی میں خبریں)
۱۱ — ۴۵ نیوز ہیڈلائنز (ہفتہ کو ۲۰ — ۱۲ بجے)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر

صبح

۹ — ۰۰ اور دوپہر ۳۵ — ۲
سائنس کا سبق (آٹھویں جماعت کے لیے)
۹ — ۴۰ اور سہ پہر ۱۵ — ۳
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت کے لیے)
۱۰ — ۱۵ اور شام ۰۰ — ۴
پرائمری ایجوکیشن
۱۱ — ۱۰ اور شام ۴۵ — ۴
حساب کا سبق (ساتویں جماعت کے لیے)

منگل

۹ — ۰۰ اور دوپہر ۳۵ — ۲
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت کے لیے)

دوردرشن

۹-۴۰ اور سہ پہر [illegible]
کمسٹری کا سبق (دسویں جماعت کے لیے)
۱۰-۱۱ اور شام ۴-۴۵
حساب کا سبق (ساتویں جماعت کے لیے)

بدھ

۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
حساب کا سبق آٹھویں جماعت کے لیے
۹-۴۰ اور سہ پہر ۲-۱۵
بیالوجی کا سبق دسویں جماعت کے لیے
۱۰-۱۱ اور شام ۴-۴۵
سائنس کا سبق ساتویں جماعت کے لیے

جمعرات

۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵
جغرافیہ کا سبق دسویں جماعت کے لیے
۱۰-۵۵ اور شام ۴-۰۰
پرائمری ایجوکیشن
۱۰-۱۱ اور شام ۴-۴۵
سائنس کا سبق چھٹی جماعت کے لیے

جمعہ

۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵
فزکس کا سبق دسویں جماعت کے لیے
۱۰-۱۱ اور شام ۴-۴۵
انگریزی کا سبق چھٹی جماعت کے لیے

یو۔جی۔سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴۰
ہائر ایجوکیشن پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

چینل - ۱

اتوار

صبح
۹-۳۰ کارٹون فلم
۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۲۵ ایک دو تین چار
۱۰-۵۰ [illegible]

۱۱-۵۰ اپنے آپ

دوپہر
۱۲-۰۵ رجنی (ہندی سیریل)
۱۲-۲۵ درپن (ہندی سیریل)
۱-۳۰ کہاں گئے وہ لوگ (ہندی سیریل)
۲-۰۰ علاقائی فلم (انعام یافتہ) اتوار I
علاقائی فیچر فلم اتوار II، III اور V
علاقائی ڈرامہ اتوار IV
۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹس
۵-۱۵ وکرم اور بیتال (ہندی سیریل)
۵-۴۵ اور
۷-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ یو اینڈ یور ہیلتھ
۹-۰۰ کوئیز ٹائم (انگریزی)
۱۰-۰۰ فوکس (انگریزی)
۱۰-۵۵ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام
۱۱-۱۵ شاستریہ سنگیت

پیر

شام
۶-۰۰ کارٹون فلم / ریپیٹ فلم / سرکس فلم
۶-۱۵ ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (پیر I-III اور V)
روایتی لوک کلا (پیر II اور IV)
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق پروگرام)
۷-۳۰ سمندسماچار / سنگیت
۷-۴۰ ہندی ڈرامہ
۹-۰۰ نکڑ (ہندی سیریل)
۹-۵۰ آروہی / سچ کی پرچھائیں / سگم سنگیت
۱۰-۲۰ کرم چند (ہندی سیریل)
۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / سپکٹرم (انگریزی میں میگزین پروگرام)

منگل

شام
۶-۰۰ وشو درشن
۶-۱۵ قانونی صلاح (منگل I، III اور V)
ہمارے کلاکار ہمارے ادھیوگ (منگل II اور IV)
۶-۳۵ کھیل کھلاڑی
۷-۳۰ سمندسماچار / سنگیت
۷-۴۰ پتریکا (ہندی میگزین پروگرام)
۸-۱۰ یوتھ فورم انگریزی (منگل I، III اور V)
یووا منچ ہندی (منگل II اور IV)
۹-۵۰ پینورامہ (منگل I، III، V)
جتوانی (منگل II، IV)
۱۰-۲۰ جیول ان دی کراؤن (انگریزی سیریل)
۱۰-۴۵ ٹوورڈز پروگریس / پیری درتن
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / گلوبل چینسز

بدھ

شام
۶-۰۰ وکاس کی اور (بیس نکاتی پروگرام)
۶-۱۵ بچوں کے لیے
۶-۲۵ مہلاؤں کے لیے
۷-۳۰ سمندسماچار / سنگیت
۷-۰۰ آپ اور ہم (خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ خاندان (ہندی سیریل)
۹-۵۰ نیوز لائن
۱۰-۲۰ عجوبے (ہندی سیریل)
۱۰-۴۰ پرنٹیز انسٹی ٹیوشنز آف انڈیا / گریٹ ماسٹرز
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / بزم (اردو میگزین پروگرام)

جمعرات

شام
۶-۰۰ گھریلو نسخے
۶-۱۵ دیہاتی بچوں / بیواؤں کے لیے
۶-۲۵ آزادی کے دیوانے
۷-۰۰ گھر بار
۷-۳۰ سمندسماچار / سنگیت
۷-۴۰ سگم سنگیت
۷-۵۰ انگریزی سیریل
۹-۰۰ ایک کہانی (ہندی سیریل)
۹-۵۰ پرشن منچ / کوئیٹ / اسپورٹس کوئز
۱۰-۲۰ تتلیاں (ہندی سیریل)
۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / آور گیسٹ / ان سے ملئے

جمعہ

شام
۶-۰۰ آپ کا پریوار
۶-۱۵ بچوں کے لیے (انگریزی)
۷-۳۰ گیان دیپ
۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ کتھا ساگر: ہدایت: شیام بینگل
۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس / اسٹیٹس آف دی یونین / ان دس آور لینڈ
۱۰-۴۵ ہاٹ ٹریک / مغربی موسیقی
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / مغربی موسیقی

ہفتہ

دوپہر
۱-۴۵ گھر بار
۲-۱۰ انگریزی میں پروگرام
۲-۲۵ یوتھ ٹائم
۳-۰۰ آبیل مجھے مار
۴-۰۰ کرشن اوتار

۰۰ — ۶ جان ہے جہاں ہے
۲۰ — ۶ بچوں کے لیے فلم (ہندی/انگریزی)
۱۰ — ۷ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / فاردی فورسس / سگم سنگیت کنسرٹ
۱۰ — ۸ سپتاہکی
۰۰ — ۹ جانِ عالم (ہندی سیریل)
۵۰ — ۹ سائنس پروگرام / اسٹرگل فار فریڈم / فلم ڈویژن کی فلم
۲۰ — ۱۰ فیچر فلم / مشاعرہ / کوی سمیلن

چینل — II

۳۰ — ۷ سماچار (روزانہ)

اتوار

شام

۳۰ — ۶ سگم سنگیت
۴۵ — ۶ ڈکیومنٹری فلم
۰۰ — ۷ شاستریہ سنگیت
۴۰ — ۷ اودشک جانکاری
۴۵ — ۷ بہو رنگ
۰۵ — ۸ مغربی موسیقی

پیر

شام

۳۰ — ۶ سگم سنگیت
۴۵ — ۶ انگریزی سیریل فلم
۱۵ — ۷ چہل پہل
۴۵ — ۷ مختصر فلم
۰۰ — ۸ شاستریہ سنگیت / ریجنل ڈسکشن (ہندی/انگریزی)

منگل

شام

۳۰ — ۶ سگم سنگیت (بھکتی سنگیت)
۴۵ — ۶ نرودیہ (اسکول کے بچوں کا پیش کردہ پروگرام)
۱۵ — ۷ یہ دلی ہے ؛ ناگرک سمسیا
۴۵ — ۷ سیریل ڈرامہ (ہندی)
۱۵ — ۸ پوپ میوزک

بدھ

شام

۳۰ — ۶ سگم سنگیت
۴۵ — ۶ یوواؤں کے لیے
۱۵ — ۷ یہ دلی ہے (کلا پری کرما)
۴۵ — ۷ لیونگ پلانٹ (انگریزی سیریل)

جمعرات

شام

۳۰ — ۶ سگم سنگیت
۴۵ — ۶ کویز پروگرام / سنئے سوچئے بولئے
۱۵ — ۷ سماچار ڈائری

۴۵ — ۷ پنجابی میں ملا جلا پروگرام

جمعہ

شام

۳۰ — ۶ قوالیاں
۴۵ — ۶ بزم (اردو میں میگزین پروگرام)
۱۵ — ۷ یہ دلی ہے (ناگرک سمسیا)
۴۵ — ۷ انگریزی ڈرامہ

ہفتہ

شام

۳۰ — ۶ اگلے ہفتے میں
۴۵ — ۶ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۱۵ — ۷ یہ دلی ہے (آئینہ)
۴۵ — ۷ کلاسیکل میوزک / ڈانس
۱۵ — ۸ باتیں اس زمانے کی (ماضی پر ایک نظر)

سرینگر

چینل	۴	تصویر	۶۲٫۲۵ MHz
بینڈ	۱	آواز	۶۷٫۷۵ HZ

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

دوپہر اور سہ پہر

۲۵ — ۱۲، ۰۰ — ۴ اردو میں تعلیمی پروگرام (پیر اور جمعہ)
۴۵ — ۱۲، ۴۵ — ۴ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (سوائے اتوار اور تعطیلات کے)
۵۰ — ۵ دیہی ناظرین کے لیے (پیر تا جمعرات)

شام

۲۵ — ۷ کشمیری میں خبریں
۳۰ — ۷ اردو میں خبریں
۴۰ — ۸ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

جالندھر —— امرتسر

چینل	9	تصویر	203 25 MHz
بینڈ	13	آواز	208 75 MHz

امرتسر

چینل	7	تصویر	189 25 MHz
بینڈ	3	آواز	194 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

صبح

۳۰ — ۸، شام ۴۵ — ۷، اور رات ۱۵ — ۱۱
پروگراموں کا خلاصہ (اتوار)

شام

۰۰ — ۵، ۴۵ — ۷، اور رات ۱۵ — ۱۱
پروگراموں کا خلاصہ (پیر تا جمعہ)
۰۰ — ۵، ۴۵ — ۷ اور دوپہر ۰۰ — ۱۲
پروگراموں کا خلاصہ (ہفتہ)

دوپہر

۴۵ — ۱۲ اور ۴۵ — ۱
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام
(روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

شام

۱۵ — ۵ پنجابی فیچر فلم (ہر آئے ہفتہ)
۳۰ — ۵ پنجابی میں مختصر خبریں (روزانہ سوائے اتوار)
۴۵ — ۵ اور ۵۵ — ۷
ہندی فیچر فلم (اتوار)
۰۰ — ۶ میرا پنڈ میرے کھیت (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)
۳۰ — ۷ پنجابی میں خبریں
۴۰ — ۷ رشمان (اتوار، پیر، بدھ اور جمعہ)
میل پتھر (منگل، جمعرات اور ہفتہ)
۴۵ — ۷ پنجابی ناٹک (پیر)
چترہار (منگل اور ہفتہ)
ہندی ناٹک (جمعہ)
۰۵ — ۸ چترہار (بدھ)
۴۰ — ۸ نیشنل پروگرام (دہلی سے)

لکھنؤ —— کانپور

لکھنؤ

چینل	4	تصویر	62 25 MHz
بینڈ	1	آواز	67.75 MHz

کانپور

چینل	5	تصویر	175 25 MHz
بینڈ	3	آواز	180 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

صبح

۴۵ — ۹ تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)
۴۵ — ۱۲ اور سہ پہر ۰۰ — ۴
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام

۳۰ — ۶ چوپال — کسانوں کے لیے
(روزانہ سوائے ہفتہ اور اتوار)
۳۰ — ۷ سماچار
۴۰ — ۷ آئندہ کل کے پروگراموں کا خلاصہ
۴۰ — ۸ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

ضرورت کے مطابق — پروگراموں میں تبدیلی کا امکان ہے۔











پرکاش جوشی، اسٹیشن ڈائریکٹر آکاشوانی رامپور
مدعو سامعین و شعرا کا استقبال کرتے ہوئے۔







آکاشوانی رامپور

'یووا کاویہ سندھیا'

مختلف مواقع پر آکاشوانی رامپور کی جانب سے مدعو سامعین کے رو بہ رو پروگرام پیش کیے جاتے رہے ہیں۔ اسی سلسلے کے تحت گذشتہ دنوں ۱۳ جنوری کو سوامی وویکانند جینتی کی قبل شب پر علاقائی کویوں، کوتریوں اور شعرا کو سامعین کے روبرو مدعو کیا گیا۔

پیش ہیں اسی 'یووا کاویہ سندھیا' کی کچھ تصویری جھلکیاں۔



جواں سال شعرا



مدعو سامعین

Regd. No. D-(C)89
R.N. No. 14253/87

PRICE : RUPEE 1.00

Awaz
16th. MARCH 1986

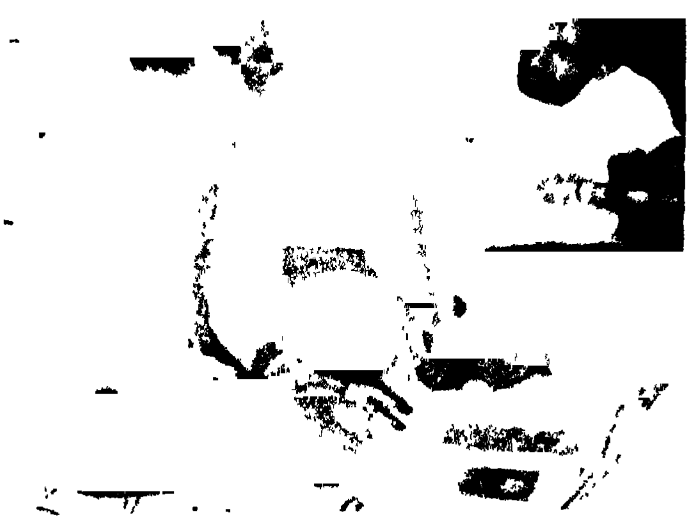
Licensed (U-23) to post without prepayment at PSO New Delhi



سید محمد عثمان عارف نقشبندی، گورنر اتر پردیش گذشتہ دنوں اپنے وطن بیکانیر تشریف لائے۔ بیکانیر میں ان کی آمد کے موقع پر
شرافت یار خاں، اے ایس ڈی آکاشوانی بیکانیر نے گورنر موصوف کے ساتھ انٹرویو کیا۔ یہ انٹرویو آکاشوانی بیکانیر سے نشر کیا گیا ۔



آکاشوانی سورت گڑھ سے نشر ایک گفتگو کے شرکا۔
سدھیر راکھیچہ، کرنی دان سنگھ راجپوت، راکیش شمی اور سمپت جین ۔



حالیہ قومی کھیلوں میں دوڑ کے مقابلے میں منتخب کھلاڑی مہابیر سینی کے ساتھ
آکاشوانی سورت گڑھ کے لیے انٹرویو کرتے ہوئے اے ایس راقم علی (بائیں)

Published by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, PTI Building, II floor, Sansad Marg, New Delhi-110001 Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press, Faridabad

1 APR 1986

آواز

یکم تا ۱۵ اپریل ۱۹۸۶

اشاعت کا [illegible] سال

قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین [illegible]



ایک اک قطرۂ شبنم کو اٹھانا چاہوں
پیاس چاہے نہ بجھے پھر بھی بجھانا چاہوں

مجھ کو الزامِ قدامت بسروچشم قبول
میں وہی اپنے بزرگوں کا زمانہ چاہوں

اس کے چپ رہنے سے غم اور بڑھے گا اس کا
میں کسی طرح اسے آج رُلانا چاہوں

ٹوٹے رشتوں کا امین میں ہی رہوں گا کب تک
اس کی ہر بات میں اب دل سے بھلانا چاہوں

میں جو کہتا تھا اسے آج بھی کہتا ہوں وہی
وہ جو کہتا ہے مجھے لب پہ نہ لانا چاہوں

ایک انسان کا دامن بھی فرشتوں جیسا
اپنے دامن پہ میں اب داغ لگانا چاہوں

میں نے یادوں کا سفر دھوپ میں کاٹا چل کر
اب تو پلکوں کی گھنی چھاؤں میں آنا چاہوں

لغزشیں دونوں سے ہوتی رہیں اب بھی ہوں گی
دونوں انساں ہیں میں دنیا کو بتانا چاہوں

زندگی چاہی رہتی ہے نفیتہ تسلّی
تیرے ہاتھوں سے میں اب ہاتھ چھڑانا چاہوں

[illegible]

[illegible]

اس بار غزلیں لکھتے

[illegible]

حدِ مستقبل و ماضی پہ پڑا تھا مقتول
حال کا آئینہ تھا، ٹوٹ گیا تھا مقتول

کس کے گھر سے کے خبر جائے صبا حیران تھی
جسم بے چہرہ تھا نام اور پتا تھا مقتول

جانے کیا بات تھی کہ دہشت سے کھلی تھیں آنکھیں
جانے کیا دیکھ کے دنیا سے اٹھا تھا مقتول

چند الفاظ جو چپکے تھے لبوں پر کیا تھے
کہہ کے کیا بھیڑ سے خاموش ہوا تھا مقتول

خاک پرتوں سے لکھ دی تھی کچھ اپنی روداد
کچھ کتابوں کے لیے چھوڑ گیا تھا مقتول

سب جو دنیا میں حسیں ہے وہ ملا سینے میں
کسی تہذیب کی مٹی سے بنا تھا مقتول

آدمی تھا کہ فرشتہ کہ خدا تھا قاتل
چپ تھا پر سب سے یہی پوچھ رہا تھا مقتول

وہ ایک شخص جو اپنے حصار میں گم ہے
مرا خیال ہے چھوٹے وفا میں گم ہے

بہت دنوں ہوئے جو نکل گیا تھا گھر سے کر
حیات اب بھی ہجوم سرار میں گم ہے

ابھی ابھی تو ہوبہو نہ ہو کے گزرا تھا
وہ قافلہ سنج سایہ دار میں گم ہے

برس رہا ہے ابھی آسماں سے نیلا رنگ
ابھی سکوں ہمارے دیار میں گم ہے

ستم تو یہ ہے کہ میرے شعور کی آواز
یقیں آج بھی صوت ہزار میں گم ہے

[illegible]

میں خود کو بھول گیا موجِ رنگ مستی میں
خبر نہیں تھی مجھے کتنے بل تھے رسی میں

لٹا کے رہ گیا ہر سمت خاکِ معتبری
یہی خزانہ وہ رکھے تھا اپنی مٹھی میں

بنا رہا تھا کئی زاویوں سے مجھ میں بھنور
ابھرتے ڈوبتے منظر کا جشن پانی میں

اسے کہیں کا نہ رکھا فریبِ سبز نگاہ
جو آ گیا ہے ترے دامِ ہوشیاری میں

میں کیا ہوں کیا نہیں اندر سے بے نقاب نہ کر
بس اک بھرم ہے نہاں میری خوش لباسی میں

جہاں جہاں سے اُڑا طائرِ نظر غائب
فضا کا رنگ تھا ہر پیکرِ خیالی میں

[illegible]

کس کے اندر خلوص و وفا، پیار ہے
حادثہ دیکھ کر کوئی رکتا نہیں

جان و دل کی یہاں کوئی قیمت نہیں
غیر محفوظ ہر شخص ہے آج کل

کون سمجھے تری آنکھ کی گفتگو

آج کا آدمی اک اداکار ہے
زندگی کس قدر تیز رفتار ہے

حسن کی شاہزادی کا دربار ہے
گرم ایسا فسادوں کا بازار ہے

اس میں اقرار ہے یا کہ انکار ہے

سارے عالم میں جس سے بلندی ملے
صرف آفاق وہ چیز کردار ہے

طنز و مزاح
بیسویں صدی کے اوائل میں

پروفیسر قمر رئیس

اُردو شاعری میں طنز و مزاح کی روایت قدیم زمانہ سے ملتی ہے۔ جعفر زٹلی، سودا، انشا، نظیر اکبرآبادی اور مرزا غالب کے کلام میں لطیف مزاحیہ اشعار کی کمی نہیں۔ جعفر زٹلی اور سودا کے اشعار میں تیکھے طنز کی تلخی اور گرمی بھی ہے۔ مرزا غالب نے جن کو حالی نے حیوان ظریف کہا ہے اپنی شاعری میں ظرافت کو نمایاں جگہ دی۔ ان کی خوش طبعی، شوخی اور ظرافت ان کی شاعری سے زیادہ ان کے خطوط میں ابھرتی ہے۔ یہاں مزاح کے ساتھ وہ طنز سے بھی کام لیتے ہیں۔ گرد و پیش کے حالات اور کبھی کبھی خود اپنی ذات کو وہ طنز و تضحیک کا نشانہ بناتے ہیں۔

انیسویں صدی کے آخر میں برطانوی تسلط کے ساتھ ساتھ انگریزی ادب کے اثرات بھی نمایاں ہونے لگے، لکھنؤ سے اودھ پنچ اور اودھ اخبار جیسے ظریفانہ رسالے جاری ہوئے جو دیکھتے ہی دیکھتے عوام میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ اودھ اخبار کی شہرت تو صرف رتن ناتھ سرشار کی وجہ سے ہوئی لیکن اودھ پنچ کے لکھنے والوں کا حلقہ زیادہ وسیع تھا، ان میں منشی سجاد حسین، احمد علی شوق، پنڈت تربھون ناتھ ہجر، نواب سید محمد آزاد، منشی جوالا پرشاد برق، احمد علی کسمنڈوی اور اکبر الہ آبادی کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اودھ پنچ کے طنز و تضحیک کا نشانہ عام طور پر برطانوی حکومت اور مغرب زدگی کا رجحان تھا۔ اس عہد کے بعض ادیب اور شاعر مثلاً منشی سجاد حسین اور اکبر الہ آبادی بیسویں صدی کے اوائل میں بھی لکھتے رہے۔

ریاض خیرآبادی نے گورکھپور سے اپنا ظریف اخبار فتنہ جاری کیا جو بعد میں فتنہ اور عطر فتنہ کہلایا۔ اودھ پنچ کی طرح اس نے بھی بڑی شہرت حاصل کی۔ دونوں نے برطانوی نظام اور سرسید تحریک کو تنقید کا ہدف بنایا۔ فتنہ کے مزاحیہ کالم خاص دلچسپی سے پڑھے جاتے تھے۔ جن میں سے بعض اس زمانہ کے ثقہ ادیب فرضی ناموں سے لکھتے تھے۔ ایک کالم "ہر ملکے و ہر رسمے" کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو:

" اظہار مسرت کے موقعوں پر جب باہم مدتوں کے بعد ملاقات ہوتی ہے بہت گرم جوشی کا اظہار کیا جاتا ہے .....
ملایا میں جب دو شخص ملتے ہیں تو باہم ناک رگڑتے ہیں' اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ناک گھسنے سے روح پر خاص اثر ہوتا ہے۔ اس لیے کہ یہ عضو سانس لینے کا آلہ ہے۔ جزیرہ انڈیمان میں ملاقات کے وقت شور و غل سے زمین سر پر اٹھالی جاتی ہے، شوہر جب سفر سے آتا ہے تو بیوی سے گلے میں باہیں ڈال کر دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیتا ہے اور بیوی بھی تبادلہ کرتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ان پر کوئی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ چند منٹ بعد قہقہے لگاتے ہیں۔ اسی طرح مسافر اپنے ہر عزیز سے ملتا ہے اور اس کو کئی دن اسی گریہ و زاری میں بسر کرنا پڑتے ہیں۔
افریقہ میں عورتیں اپنے خاوند کو دیکھتے ہی ریت اور بالو اٹھا اٹھا کر اپنے سروں پر ڈالنے لگتی ہیں۔ جب خوب بھبھوت مل لیتی ہیں تو شوہر صاحب متانت سے ان کو منع فرماتے ہیں۔
کانگوں کی عورتیں خاوند کو دیکھتے ہی کپڑے پھاڑ ڈالتی ہیں بال نوچنے لگتی ہیں۔ اور وحشیوں کی طرح اپنے جسم کو دانتوں سے نوچتی ہیں۔"

ملا رموزی نے ظرافت کی ایک نئی صورت نکالی جسے انھوں نے گلابی اردو کا نام دیا۔ قرآن پاک کے لفظی ترجموں کے ابتدائی دور میں عام طور پر مبتدا اور خبر اور قواعد کے دوسرے اصولوں کی پابندی نہیں کی جاتی تھی۔ ملا رموزی نے اپنی ظریفانہ تحریروں کے لیے اسی اسلوب کو اختیار کیا۔ اس قدیم اسلوب میں جدید خیالات عجیب مضحک صورت پیدا کر دیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ملا رموزی قومی اور بین الاقوامی حالات کی طرف طنزیہ اشارے بھی بڑی خوبی سے کرتے ہیں۔ اسی مصنوعی لیکن خندہ آفریں اسلوب میں انھوں نے دنیا کے ہر ملک و قوم کی عورت کو متعارف کرایا۔ جاپان کی سیاہ گلباری میں لکھتے ہیں:۔

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱	شمارہ ۷

یکم اپریل ۱۹۸۶ء [illegible] ۱۱ رچیت ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹
ادارت
سراج احمد — ۳۸۲۲۵۴
ہر مہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

غزلیات

اوا ایجل بدرید چیک ... آکاشوانی گروپ آف جرنلز آل انڈیا ریڈیو ... 110001
Telegram: 'LISTENER' New Delhi
(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

" اے ٹائمس آف انڈیا کے معمے حل کرنے والو!
البتہ تحقیق نہیں ہے یہ مشغلہ ہوا تمہارا مگر ملا ہوا اوپر
دو چیزوں کے یا ہو تم بے روزگار۔
اور روزی کے مارے ہوئے یا ہو تم بے کار۔
بہ سبب نہ ہونے شادی اپنی کے اور بہ سبب فراغت
دولت کے۔

بس پیچ ہر ایک چیز کے ہے نحوست واسطے تمہارے۔ مگر ہو تم بے خبر حشر اپنے سے کہ ہو گا وہ ساتھ دوسرے بے خبروں کے۔ پس ناگاہ دیکھا ہم نے بیوی چھوٹی اپنی کو مہربان زیادہ اوپر اپنے تو کہا ہم نے کہ کیا ہے سبب خوشنودی تیری کا۔ اے چھوٹی بیوی ہماری! درانحالیکہ یہ سبب بھڑکانے اور ڈرانے دشمنوں کے نہیں لکھتی ہے تو جواب خط ہمارے کا۔ پھر بھی رحمت خدا کی تیرے اوپر ہو جیو۔ بس بتا تو کہ کیا ہے سبب مہربانی تیری کا۔ تو قسم ہے بالوں خوبصورت اسی کے سر، ہے کہ مسکرائی وہ موافق حق مسکراہٹ اپنی کے اور کہا اس نے کہ البتہ تحقیق نہیں ہے سبب کچھ اور خوش رہنے کا طرف سے آپ کے مگر یہ کہ حیا فطری میری اور مصروفیت آپ کی بیچ مسئلہ جنگ چین، جاپان کے کہ کس طرح ساتھ بے دردی کے تباہ کیے جا رہے ہیں۔ انسان ملک چین کے مگر خاموش ہیں دوسرے تمام انسان موٹے موٹے یورپ امریکہ ایشیا کے"

بیسویں صدی کے آغاز میں طنز و مزاح کے میدان میں ایک اہم آواز خواجہ حسن نظامی کی ہے۔ انھوں نے جب اپنا پرچہ "منادی" نکالا تو اس میں سنجیدہ تحریروں کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے انشائیے اور فکاہیہ کالم بھی لکھنے لگے۔ اس کے علاوہ اخبار "خطیب" میں بھی انھوں نے گدگدیوں اور چٹکیوں کے عنوان سے بے شمار کالم لکھے روزمرہ کی سادہ زبان میں حسن نظامی کا مزاح بڑے لطیف اشاروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اپنی مزاح نگاری کے بارے میں ایک موقع پر لکھتے ہیں ———— اس احساس کے سبب کہ اردو میں مفید ظرافت کا رواج پڑے مجھے بھی شوق ہوا کہ اس میدان میں طبع آزمائی کروں لوگوں میں زندہ دلی اور لطیف نکتہ چینی کا ذوق پیدا کروں۔ میرے بعض نوشتے اوپر کی سطح پر سنجیدہ ہوتے ہیں مگر اثر دل پر ظرافت کا پڑتا ہے۔

نئے سال ۱۹۱۶ء کا استقبال کرتے ہوئے ایک مزاحیے میں لکھتے ہیں:

"ویل کم مائی ڈیر ۱۹۱۶ء اندر آیئے۔ کیک چکھئے۔ کم مٹھاس کی چائے پیجئے۔ انگیٹھی گرم ہے ہاتھ سینکئے۔ ناک کو سردی نہیں لگتی۔ خشکی معلوم ہو تو اس کو بھی گرما لیجئے۔ مگر وہاں آپ کی ناک ہے بھی یا نہیں۔ ۱۹۱۵ء کے تو نہ تھی۔ اہل جرمنی نے وعدہ خلافیاں، عہد شکنیاں کر کر کے بچارے کی ناک کاٹ لی تھی —— میری عادت خوشامد کرنے کی نہیں ہے پر آج تو میں تمہاری خوشامد کروں گا۔ اور کہو تو تمہارے بوٹ بھی صاف کرنے میں عذر نہیں ہو گا لیکن یہ وعدہ کرو کہ تم ۱۹۱۵ء اور ۱۹۱۶ء کی خونریزی کو بند کرا دو گے۔ میاں مجھے اس لڑائی سے تو کوئی تکلیف نہیں۔ دنیا میں کچھ بھی ہوا کرے مجھے اس سے کیا غرض۔ البتہ یہ بے آرامی ہے کہ سوئیاں اور رنگ بہت مہنگا ہو گیا ہے۔ جانتے ہو کہ میں دمڑی دھیلے کا آدمی ہوں۔ سوئیاں سستی تھیں تو اپنی گدڑی میں آسانی سے پیوند لگا لیتا تھا اب یہ دونوں اسقدر گراں ہو گئیں نہ سوئیاں خرید سکتا ہوں نہ رنگ۔ یونہی میلا کچیلا چیتھڑے لگائے پھرتا ہوں۔"

خواجہ حسن نظامی نے بڑے ہی نازک اور لطیف ڈھنگ سے ایک عام اور غریب انسان کی زندگی پر جنگ کے تباہ کن اثرات کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ برطانوی اقتدار کے زمانے میں سوئی اور رنگ جیسی معمولی اشیا بھی درآمد کی جاتی تھیں۔

امتیاز علی تاج حاجی لق لق کے فرضی نام سے مزاحیہ مضامین لکھتے تھے وہ انگریزی کی واقعاتی ظرافت سے بھی متاثر تھے۔ ان کے مزاح میں طنز کی ہلکی سی چاشنی مزہ دے جاتی ہے۔ اپنے ایک مزاحیے "لیڈر بن جاؤ" میں لکھتے ہیں:

اگر آپ کو دنیا میں کوئی کام نہیں ملتا تو لیڈر بن جاؤ۔ تجارت کرنے کے لیے سرمایہ کی ضرورت ہے کھیتی باڑی کرنے کے لیے محنت کی ضرورت ہے اور نوکری کی تو بات ہی چھوڑ دیجئے۔ پہلے تعلیم کی ضرورت ہے۔ پھر سفارش کی۔ سفارش کے بغیر چپڑاسی کی نوکری بھی نہیں ملتی، ہاں لیڈری سب سے آسان چیز ہے۔ نہ سرمایے کی ضرورت نہ محنت کی۔ نہ تعلیم کی نہ سفارش کی اور مزے ولایت پاس سے بھی زیادہ۔ جدھر جاؤ۔ عزت۔ زندہ باد کے نعرے۔ جلسے جلوس مرغ پلاؤ۔

ایک دفعہ ریل میں ایک لیڈر سے ہم سفری کا اتفاق ہوا تھا میں نے ان سے پوچھا کہ تقریر کرنے کا گر بتایئے۔ لیڈر صاحب نے جواب دیا کہ تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہ تصور کر لو کہ جتنے آدمی تقریر سننے کے لیے جمع ہیں سب کے سب الو اور گدھے ہیں۔ ان میں مجھ سے زیادہ لائق کوئی نہیں۔ اس تصور کے ساتھ جو جی میں آئے کہتے جاؤ۔

جہاں تک شاعری میں طنز و مزاح کا تعلق ہے بیسویں صدی کے اوائل میں کئی نام نمایاں طور پر سامنے آئے۔ جیسے عبدالغفور شہباز، انجم مانپوری، سید مقبول حسین ظریف لکھنوی، اور مولانا ظفر علی خاں۔ یہ سب اپنے زمانہ کے باکمال ادیب صحافی اور شاعر تھے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس میدان میں ۱۹۲۰ء تک اکبر الہ آبادی کا طوطی بولتا رہا۔ اور بیشتر شاعر ان کے پیرو تھے۔ اکبر الہ آبادی کی ظرافت اور طنز کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ سیاست، سماج، تہذیب مذہب اور ادب سب اس دائرے میں شامل تھے۔ وہ برطانوی اقتدار اور اس سے پیدا ہونے والے تہذیبی انتشار کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتے تھے۔ وہ بذلہ سنجی اور نکتہ آفرینی سے مغربی سامراج کے مقابلے میں ہندوستانیوں کو ذہنی طور پر بیدار کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ ان کا مغرب کے مقابلہ میں مشرق کی ہر شے کو سراہنا بیشک مبالغہ آمیز ہے لیکن اس مبالغہ سے وہ ایک حربہ کا کام لیتے ہیں۔ اور اس احساس کمتری کو تحلیل کرتے ہیں جو مشرق پر مغربی سامراج کے ظالمانہ اقتدار سے مسلط ہو گیا تھا۔ وہ سرسید اور ان کی تحریک کو بھی تنقید کا ہدف اس لیے بناتے ہیں کہ برطانوی اقتدار اور مغربی تہذیب کی حامی تھی۔ اکبر یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ مغربی تہذیب اور سائنسی تعلیم کے زیر اثر اخلاق اور مذہبی حیثیت فنا ہو رہی ہے اس کا انھیں دکھ تھا۔ یہ چند اشعار دیکھئے:—

نئی تہذیب میں بھی مذہبی تعلیم شامل ہے
مگر یونہی کہ گویا آب زمزم مے میں داخل ہے

کر گئی کام نگاہ بت پر فن کیسا
تج چلے دیر و حرم شیخ و برہمن کیسا

تمہاری پالسی کا حال تو کھلتا نہیں صاحب
ہماری پالسی تو صاف ہے ایماں فروشی کی

واہ کیا راہ دکھائی ہے ہمیں مرشد نے
کر دیا کعبے کو گم اور کلیسا نہ ملا

اس کا سینا ہے اور اس کے ہیں بچار
یورپ نے ایشیا کو انجن پہ رکھ لیا ہے

ہم کیا کہیں گے احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے ہوئے، نوکر ہوئے، پنشن ملی پھر مر گئے

ظریف لکھنوی اور انجم مانپوری کے کلام میں اکبر الہ آبادی کے ظریفانہ رنگ کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ ظریف سیاست سے زیادہ سماجی ناہمواریوں اور بوالعجبیوں کو طنز کا نشانہ بناتے تھے اور مشاعروں میں بے حد مقبول تھے۔ انجم مانپوری جو نثر نگار بھی تھے اور جن کا مزاحیہ مضمون 'میر کلو کی گواہی' اردو میں کلاسک کی حیثیت رکھتا ہے۔ اچھے مزاحیہ شاعر بھی تھے اور پیروڈی کہتے تھے۔ ظریف اور انجم کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:—

جب مسیحا سے نہ اچھے ہو سکے بیمار غم
ہو کے کھسیانے سبھی کو سنکھیا دینے لگے

زر کمانا ہو تو لکھ پڑھ کے پلیڈر بن جاؤ
جب وکالت نہ چلے قوم کے لیڈر بن جاؤ

واعظ کے تقدس کو بھلا کیا کہئے
گر دیکھئے صورت تو فرشتہ کہئے
دل ہے لیکن اسود کی طرح سخت و سیاہ
پھر کیوں نہ انھیں قبلہ و کعبہ کہئے

اوائل بیسویں صدی کے طنز و مزاح میں اگرچہ وہ جوش و خروش نہیں ہے جو انیسویں صدی کے آخر میں نظر آتا ہے لیکن اودھ پنچ کے ضطول اور پھکڑپن کے بجائے اس دور میں متانت اور شائستگی کا بیج ضرور ملتا ہے۔ اس عہد میں صرف صحافی ہی نہیں سنجیدہ ادیب بھی مزاح نگاری کی طرف مائل ہوئے اس سے بھی اردو طنز و مزاح میں وزن وقار کے آثار پیدا ہوئے جن کا فروغ تیسری دہائی کے بعد ہوا۔

(اردو سروس سے ماخوذ)

سلسلہ شخصیات شعر و ادب

عصمت چغتائی

ڈاکٹر زینت بشیر

عصمت چغتائی اردو افسانوی ادب میں ایک اہم شخصیت کا نام ہے۔ ان کا شمار جدید افسانے کے ان مشہور و معروف معماروں میں کیا جاتا ہے جنھوں نے فنِ افسانہ نگاری کو معراجِ کمال تک پہنچا دیا۔ جن میں منشی پریم چند، سدرشن، اعظم کریوی، علی عباس حسینی، سعادت حسن منٹو، راجندر سنگھ بیدی اور حیات اللہ انصاری وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

ترقی پسند تحریک اردو ادب میں سب سے بڑی، اہم اور موثر تحریک ہے۔ جس نے انسانی زندگی کو پورے طور پر فن میں سمو دیا۔ ادب کی بنیاد حقیقت نگاری، مقصدیت اور افادیت پر رکھی۔ اس تحریک کے زیرِ اثر اردو میں جتنے بھی افسانہ نگار پیدا ہوئے ان میں منشی پریم چند کا نام سرِفہرست آتا ہے۔ ان سے قبل اردو میں مختصر افسانے لکھنے کا کوئی باقاعدہ رواج نہ تھا۔

جدید اردو افسانے کی دنیا میں عصمت چغتائی کی آمد ایک دھماکے سے کچھ کم نہ رہی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ادب پر چھا گئیں۔ انھوں نے جدید افسانہ نگاری کا آغاز ۱۹۳۸ء سے کیا۔ ان کی پہلی افسانوی تحریر ساقی میں "فسادی" کے نام سے شائع ہوئی۔ اس کے بعد ان کے افسانوں کا سلسلہ چلتا رہا۔ جن میں "لحاف" "کافر" - "نفرت" - "خدمت" - ڈائن - جال - جوانی - جڑیں - بانجی - بچھو پھوپھی - بھول بھلیاں، چھوئی آپا - اُف یہ بچے، میرا بچہ - بچری میں سے اور پردے کے پیچھے سے وغیرہ لائقِ ذکر ہیں۔ اور ان کے افسانوں کا مجموعوں میں کلیاں - چوٹیں - ایک بات - چھوئی موئی اور دو ہاتھ وغیرہ مشہور ہیں۔

عصمت چغتائی نے اپنے افسانوں میں ان مسلم متوسط گھرانوں کی آئینہ داری کی ہے اور ان کے پول کھولے ہیں جو آزادی سے پہلے اور بعد کے حالات سے گزر رہا تھا۔ عصمت کی نظر اس طبقے کے گھرانوں کی زندگی پر بہت کڑی اور مشاہدہ بہت گہرا ہے۔ چونکہ عصمت کا تعلق بھی اسی طبقے سے ہے اس لیے وہ ان کی زندگی کے ہر پہلو سے گہری واقفیت رکھتی ہیں۔ ان کے افسانوں کو پڑھنے سے اس طبقے کے خاندانوں کی معاشی، اخلاقی اور ذہنی زندگی واضح طور پر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ ویسے عصمت اپنے افسانوں میں اونچی سوسائٹی کا ذکر بھی کرتی اور ان کی عیاری کا پردہ بھی فاش کرتی ہیں۔ لیکن اس میں اتنی رنگینی اور اپناپن نظر نہیں آتا جتنا کہ ان کی دیکھی بھالی، جانی بوجھی دنیا کا ذکر کرنے میں۔

عصمت نے مسلم گھرانوں کی عورتوں بالخصوص نوجوان لڑکیوں کی نفسیاتی اور جنسیاتی الجھنوں کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ نوجوان لڑکیوں کے جذبات و احساسات، ان کی تمناؤں، آرزوؤں، ان کی ذہنی کشمکش، ان کا عمل اور ردِعمل حتیٰ کہ جنسی گھٹن کے پردے کے پیچھے ان کے ناجائز تعلقات بننے کی مصوری بھی اتنے رنگین اور دلکش انداز میں کرتی ہیں کہ تصویر آنکھوں کے سامنے گھوم جاتی ہے۔ جو اردو ادب کی تاریخ میں بے مثال ہے۔

عصمت کے ابتدائی افسانوں میں جنسی نگاری اور عریاں نگاری کے پہلو واضح نظر آتے ہیں۔ چونکہ جنس کا مسئلہ بھی ہمارے اہم مسائل میں سے ایک ہے۔ جنسی ناآسودگی انفرادی مسئلہ ہی نہیں بلکہ اجتماعی بھی ہے جو ہمارے معاشرے اور قوم کے لیے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن عصمت کے یہاں جنسی نگاری میں بھی حقیقت نگاری اور اصلاح کے پہلو نمایاں ہیں۔ جس کو عصمت نے فن کے لحاف میں لپیٹ کر پیش کیا ہے۔ اس میں ہمیں ابہام اور اشاریت کا غلبہ نظر آتا ہے۔ جنسی افسانوں میں ان کا مشہور اور بدنام افسانہ "لحاف" قابلِ ذکر ہے۔ جس کا موضوع نازک ہی نہیں خطرناک بھی ہے۔ اس میں عصمت نے پہلی مرتبہ اپنی فنکارانہ سلیقہ مندی اور حقیقت نگاری کے امتزاج سے نسائی ہم جنسیت کو موضوع بنایا ہے۔ اس میں انھوں نے ایک مجبور عورت کی جنسی خواہش کی ناتمامی اور جنسی گھٹن کو پیش کیا ہے جو ہمارے معاشرے کی پستی کا سب سے بڑا سبب اور سماج پر ایک بدنما داغ ہے۔

جنس کے مسئلہ سے قطعِ نظر عصمت نے اپنے افسانوں میں جہالت، غربت، غلاظت، مشترکہ خاندان میں جانوروں کی طرح پلنے والے بچوں وغیرہ کی تصویر کشی بھی نہایت ہی ہنرمندی کے ساتھ کی ہے۔ اگرچہ عصمت کی دنیا محدود ہے تاہم وہ اپنے محدود دائرہ میں ہی اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کا لوہا منواتی ہیں۔

عصمت کو ہندوستانی عورتوں کی مغموم اور مایوس کن زندگی سے چڑھ کی حد تک نفرت رہی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ معاشرے سے بغاوت کر بیٹھیں۔ جرأت اور بیباکی ان کی شخصیت کے اہم پہلو بن کر رہ گئے۔ جس کی جھلک ان کے اکثر افسانوں اور ناولوں میں بآسانی محسوس کی جا سکتی ہے۔ عمر بھر وہ آزادیِ نسواں کی حامی رہیں۔ وہ عورتوں کو باندی، لونڈی یا مردوں کی نفسانی خواہشات کا آلہ تصور نہیں کرتیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ عورتیں بھی تعلیم حاصل کریں۔ معاشی طور پر مردوں کے دستِ نگر نہ رہیں۔ بلکہ وہ بھی زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے دوش بدوش رہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں عورت کی اس حیثیت کو منوانے کی ممکنہ حد تک کوشش کی ہے۔

ناجائز اولاد کو وہ حرام یا حلال کا بچہ ماننے کے حق میں ہرگز نہیں۔ اور ایسے بچوں کو ختم کرنا وہ قانونِ قدرت کے خلاف سمجھتی ہیں۔ جس کو ہم ان کا افسانہ "گیندا" میں دیکھ سکتے ہیں۔ عصمت جنسی آزادی کو مانتی ہیں۔ ان کے نزدیک مرد اور عورت کا ملاپ خواہ کسی بھی قوم یا کسی بھی مذہب کا کیوں نہ ہو اس کو وہ جائز ہی نہیں بلکہ حسین چیز بھی تصور کرتی ہیں۔

عصمت کی بے خوفی اور بیباکی حیرت انگیز حد تک ہے۔ ان کے افسانے سماج سے بغاوت، اس کے رسم و رواج، عام معاشرتی اقدار اور اعتقادات پر بھرپور طنز ہیں۔ جس کی آڑ میں وہ سماج کے ٹھیکیداروں پر طنز کے زہریلے نشتر چلاتی ہیں۔

عصمت کے افسانوں کے کردار فطری، حقیقی اور جاندار ہوتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں جو شگفتگی اور رنگینی ہے وہ ان کے اسلوب کی انفرادیت کا کرشمہ ہے اور اسلوب بھی ایسا کہ اس کی تقلید کسی کے بس کی بات نہیں۔ ان کا اندازِ بیان رواں دواں ہے۔ زبان کرداروں کی عمر، ماحول، مزاج، خیالات و رجحانات کی مناسبت سے فطری ہے۔ خاص طور پر عورتوں کی بول چال، محاورے، لب و لہجے، طعنے، کوسنے، دعائیں اور گالیوں وغیرہ کے ذکر میں وہ کسی قسم کی کسر اٹھا نہیں رکھتیں کرداروں کی زبانی فحش کلمات کہلوانے سے بھی وہ چوکتیں نہیں۔ تفصیل، جزئیات نگاری اور جذبات نگاری میں تو ان کو غیر معمولی قدرت حاصل ہے۔ واقعہ نگاری میں بلا کی جدت پائی جاتی ہے۔ اس قسم کے افسانوں میں "جوانی" ان کا عمدہ افسانہ ہے۔ اپنی افسانہ نگاری میں وہ حقیقت نگاری، صداقت، اپنائیت اور فن کے رکھ رکھاؤ کا دامن تھامے رہتی ہیں۔ اس کے بہترین نمونے ہمیں ان کے افسانے "بچھو پھوپھی" اور "دوزخی" میں ملتے ہیں۔

افسانہ کا کینوس بہت مختصر ہوتا ہے۔ اس میں وسعت اور پھیلاؤ کی گنجائش نہیں ہوتی۔ بلکہ اختصار سے کام لیا جاتا ہے لیکن عصمت کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے اپنے ایک افسانہ "نفرت" میں بچپن سے لے کر بڑھاپے اور پھر موت کے بعد جنت میں جانے تک کا ذکر کر کے دریا کو کوزے میں سمو دیا ہے۔ یہ چیز ہم کو اردو ادب کے کسی افسانے میں نہیں ملتی۔ یہ عصمت کی فنکاری کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

مختصر یہ کہ ان کے افسانے ایک مخصوص طبقے کی ترجمانی کرتے ہیں۔ جن میں حقیقت نگاری کا رنگ باقاعدہ جھلکتا ہے فنی نقطۂ نظر سے بھی ان کے افسانوں میں فن کے پورے پورے تقاضے ملتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی اردو ادب میں جدید افسانہ کی تعمیر و تشکیل میں عصمت کو اس کے معمار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ (آکاشوانی وجے واڑہ سے نشر)

ڈاکٹر زینت بشیر
مکان نمبر ۲۱/۳۸۷ جھنڈا گلی - نیلور ۵۲۴۰۰۱

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرہ آفاق تصنیفات، رزمیہ ڈراموں، ناولوں اور افسانوں کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

خوجی

ممتاز علیل

ہمارے کلاسیکی افسانوی سرمائے سے ماخوذ اگرچند قابل ذکر بلکہ ناقابل فراموش کرداروں کا نام لیا جائے تو یقیناً "خوجی" کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار نے چار ضخیم جلدوں پر مشتمل جو مزاحیہ قصہ "فسانۂ آزاد" کے نام سے لکھا ہے اور جس کا تمام تر LOCALE سرزمین اودھ یعنی قدیم لکھنؤ ہے۔ اس قصّے کا اصل ہیرو تو آزاد ہے لیکن قصے کو پڑھتے وقت جو کردار ہمہ وقت ہماری توجہ کا مرکز بنا رہتا ہے وہ آزاد نہیں بلکہ خوجی ہے۔

فسانۂ آزاد میں خوجی سے پہلی بار ہمارا تعارف ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لکھنؤ کے ایک نواب کے یہاں مصاحبین میں سے تھے۔ سچ یہ ہے کہ سرشار کا یہ قصہ اس وقت لکھا گیا جب اردو فکشن، دیومالا سے پورے طور پر خود کو آزاد نہ کرسکا تھا، معاشرتی شعور تقریباً ناپید تھا۔ کردار نگاری کا کوئی واضح تصور موجود نہ تھا، اس کے معنی یہ ہوئے کہ سرشار کو جس طرح کی افسانوی روایت دستیاب ہوئیں اس سے وہ کچھ زیادہ استفادہ نہ کرسکتے تھے۔ خصوصاً مزاحیہ اسلوب تو ہمارے یہاں سرے سے ناپید تھا۔ یہ اسلوب پہلی بار مغرب کی وساطت سے اردو میں داخل ہوا۔

فسانۂ آزاد ایک معاشرتی قصہ ہے اور "خوجی" جو اس قصے کا ایک زندہ جاوید مزاحیہ کردار ہے۔ دراصل وہ ایک خاص تہذیبی صورت حال کا نمائندہ ہے۔ ایک ایسی تہذیب جو اب ایک منتہا کو پہنچ کر قدرتی طور پر روبہ زوال ہے۔ خوجی کی قدر دراصل وہ ملک ہے جو اسے کبھی نہیں حاصل ہوتی۔ اس اعتبار سے زندگی کی تلخ کامیوں، نئے دور کی روشن اور تابناک حقیقتوں سے منہ پھیر کر فرار حاصل کرنے کا سب سے آسان طریقہ جو خوجی کو حاصل ہے وہ ہمہ وقت نشے کی ترنگ ہے۔ یہ نشہ وہ ہے جو خوجی کو زندہ رکھنے کے لیے اور اسکے وجود کو سلامت رکھنے کے لیے ازبس کہ ضروری ہے۔ یہ نشہ خوجی کی طاقت بھی ہے اور کمزوری بھی۔ جہاں تک میں سمجھ سکتی ہوں خوجی اس لیے ناقابل فراموش نہیں ہے کہ وہ نئی یا جدید اقدار اور اعمال کا نمائندہ ہے۔ وہ اس لیے ناقابل فراموش ہے کہ وہ ایک زوال آمادہ، کمزور اور فنا پذیر دور کا آخری سمبل ہوگیا ہے، اس کردار کی تخلیق محض ایک "اتفاقی" اور حادثاتی امر ہے ورنہ ظاہر ہے کہ سرشار غالباً اتنی جرأت کے ساتھ بالقصد ایسا کردار تخلیق نہیں کرسکتے تھے جو بہ تمام و کمال اپنے عہد اور زندگی کی ایک لازوال یادگار بن جائے۔ بلاشبہ رتن ناتھ سرشار نے پورے قصے کو جس قدر غیر جذباتی انداز میں لکھا ہے۔ اس سے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ بساط زیست کے الٹنے کے اندیشے سے ان کا دل مغموم ہے، اس کے برعکس اس وقتی اور ہنگامی سرمستی کو وہ خود اپنے لیے بھی غنیمت جانتے ہیں۔ خوجی اور آزاد کے توسط سے دراصل ہماری رسائی سرشار کی روح تک ہوتی ہے جو اپنے عہد کے مخصوص سماجی ماحول اور منقلب ہوتے ہوئے معاشرے میں حبس محسوس کرنے کے بجائے زندگی کے تماشوں میں برابر کی تماشائی ہے، مطمئن اور شادماں ہے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خوجی اودھ کی زوال آمادہ تہذیب کا ایک لافانی شاہکار ہے تو ہمارے سامنے اس کردار کی ارتقا پذیر شخصیت کے تمام خدوخال واضح ہوتے ہیں، یعنی خوجی جو آزاد کے ہمراہ روم جاکر روس اور ترکی کی جنگ کا تماشائی ہوتا ہے اور پھر اپنے دوست کے ہمراہ دوبارہ لکھنؤ پہنچ کر اس کی شادی کے جملہ انتظامات کا ذمہ دار ہوتا ہے، اس کی شخصیت کا ایک وصف جو اسے جاذب نظر بناتا ہے اس کا اپنا وجود ہے، تمام تر حماقتوں اور لغویتوں کے باوجود خوجی ہر انجمن کی جان ہے وہ تمسخر کا نشانہ ضرور بنتا ہے لیکن تنہا اسی کا وجود ہے جو پورے قصے کی انتہائی ساکت و جامد فضا میں ایک ارتعاش پیدا کرسکتا ہے۔ اس کے وجود سے قصے میں سکوت منہدم ہوتا ہے۔ خاموشیوں کے در ٹوٹتے ہیں، اسی کے وجود سے زندگی میں قہقہوں کا گزر ہے، وہ خود تو زندگی کے بار کو ڈھوتے ڈھوتے لہولہان ہوچکا ہے لیکن اس کی زندگی اس اعتبار سے قابل تقلید ہے کہ وہ ہزار بار مر کر بھی زندہ رہنے اور خوش رہنے کی تمنا اپنے دل میں بیدار رکھتا ہے، اور شاید اپنے انہیں اوصاف کی بدولت ایک حد تک اسے جدید زندگی اور جدید اقدار کا نمائندہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود بھی خوجی تمسخر کی علامت اور محض ہنسنے ہنسانے کی چیز ہے۔ اس کے اندر قوت ارادی تو ہے لیکن وہ اپنی عادتوں کا غلام ہے۔ وہ ہر معرکے اور ہر تصادم میں کامراں رہنے کی ہر کوشش کے باوجود پسپا ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ پسپائی اس کے عزائم کو شل نہیں کرپاتی، وہ ہر آن ایک نئی قوت کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لیے تیار رہتا ہے، تصادم اور کش مکش اس کی زندگی کا مستقل وظیفہ اور پسپائی اس کا مقدر ہے۔ ان حالات میں بھی خوجی نہ صرف جی لیتا ہے بلکہ نہ جانے کتنے لوگوں کے لیے جینے کا سامان فراہم کرتا ہے۔ خوجی کا ایک سب سے زیادہ ناگزیر وصف جو اسے زندگی کے ہر چیلنج کو قبول کر لینے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ وہ اس کی خود اعتمادی اور اس کا شاعرانہ تخیل ہے۔ خوجی کے کردار کی ارتقائی صورت حال کو دیکھتے ہوئے جو چیز مجھے شدت سے محسوس ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خوجی بلاشبہ زندگی کے سفر میں خود اعتمادی، حوصلہ اور سوجھ بوجھ کی دولت سے لیس ہوکر نکلتا ہے لیکن جو چیز اس کی ناکامی کا سبب بنتی ہے وہ مادی اور جسمانی ناطاقتی ہے، ہوس کی طغیانی اور نشے کی ارزانی ہے۔ آسودہ حال زندگی بسر کرنے کی تمنا ہے جو کسی خطرے کے صلے میں حاصل نہ ہوئی ہو۔ اس موقع پر خوجی کی وہ تقریر نہایت حسب حال ہوگی جہاں وہ اپنے دوست آزاد کو روم جاکر معرکۂ روس اور ترکی میں شرکت سے باز رہنے کی تلقین فرماتے ہیں:

خوجی افیمی آدمی، ترکی کا نام سنتے ہی ہکابکا ہوگئے۔ ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور بولے خدا ہی خیر کرے، بھئی ہم سمجھے تھے کہ دل لگی کرتے ہو، یہ کیا معلوم تھا کہ سچ مچ تنگ توڑا جڑا کر بھاگا ہی چاہتے ہو، میاں تم لاکھ عالم و فاضل سہی پھر لڑکے ہی تو ہو، ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش آپ کی اور داعیہ یہ کہ ترکی جاکر روسیوں سے لڑیں گے۔ اے تیری قدرت، میاں ہوش کی دوا کرو، عقل کے ناخن لو، سوجھی بھی تو کیا سوجھی بے تکی، یہ خیال خام پختہ مغزی کی دلیل نہیں ہے قبلہ ایک ذرا سی چنے کے برابر گولی پڑے گی تو ٹائیں سے مر جایئے گا۔ آپ کو کبھی مورچے پر جانے کا شاید اتفاق نہیں ہوا۔ ارے میاں خدا بھلا مانس کو نہ لے جائے۔ غضب کا سامنا ہوتا ہے، وہ گولی پڑی یہ مرگیا، قریب سپاہی کھڑا ہے اور ایک دفعہ ہی لوٹ گیا۔ توپ کا گولہ آیا اور اٹھارہ آدمیوں کو گرا دیا۔ گولہ چٹخا اور بہتر ٹکڑے۔ ایک ایک ٹکڑے نے دس دس آدمیوں کو دیکھتے ہی دیکھتے اڑا دیا گویا پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اور جو کہیں تلوار چلنے لگی تو اُف وہ اجل سامنے نظر آتی ہے بے موت جان جاتی ہے، کھٹا کھٹ تلوار چل رہی ہے اور ہزارہا آدمی گرتے جاتے ہیں۔ سو بھئی وہاں جانا کچھ خالہ جی کا گھر تھوڑا ہی ہے۔ خدا کے لیے ادھر کا قصد بھی کہیں نہ کرنا۔"

خوجی کی اس تقریر دلپذیر سے اس کے عزم و ہمت پر کافی روشنی پڑتی ہے اور ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بہ جانب ہوتے ہیں کہ خوجی مصیبتوں سے گھبراتا ہے۔ اب یہ الگ بات ہے کہ اس کے مزاج کا جوہر مصائب و آلام ہی میں کھلتا ہے، عام حالات میں تو وہ صرف افیون کی چسکیاں لگانے میں مصروف

رہتا ہے۔

فسانۂ آزاد کی تخلیق اور دو کرداروں کے وسیلے سے لکھنؤ کی قدیم تہذیب کی مرقع نگاری کے بارے میں ڈاکٹر خورشید الاسلام کا یہ تبصرہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سرشار پرانی تہذیب میں ڈوب کر ابھر آئے تھے، وہ پرانی تہذیب کی روح سے آشنا تھے جو ان کی ظرافت یا تفنن اور ان کی قوت متخیلہ کے زور سے خوجی کے پیکر میں منتقل ہوگئی، نئی حقیقت ان کے لیے ذہنی تھی اور دور کی چیز تھی، وہ ان کے لیے سنجیدہ تھی لیکن دور ہونے کے باعث وہ اس میں تناسب توازن دریافت نہ کرسکے۔ خوجی کی تصویر حقیقی ہے، وہ مبالغہ آمیز ہے۔ اس لیے کہ اس کی حقیقت میں مبالغہ تھا، آزاد کی تصویر بھی مبالغہ آمیز ہے لیکن اس میں اس حد تک وحدت نہیں ہے جس حد تک خوجی کی تصویر میں ہے۔

خوجی کی قدر و قیمت میں جہاں دوسرے عناصر کار فرما ہوسکتے ہیں یعنی خوجی ایک مدت سے ہمارے حافظے میں محفوظ ہے اور یقیناً آئندہ بھی محفوظ رہے گا اس کا سبب خوجی کے کردار کی فعالیت یا انفعالیت حرکت یا جمود، گولائی یا سپاٹ پن وغیرہ نہیں ہے جتنے کہ خوجی کے ڈائیلاگس ہیں۔ اور ظاہر ہے خوجی کی شخصیت ناتمام رہتی اگر سرشار کی گرفت زبان و بیان پر مضبوط نہ ہوتی، رتن ناتھ سرشار نے خوجی کے لیے جس خاص انداز کی زبان وضع کی وہ انہیں کا حصہ ہے۔ یہ زبان لکھنوی تہذیب کی پروردہ، مخصوص محاورے اور روز مرہ سے مزین ایک ترشی ترشائی موقع و محل کے اعتبار سے چست اور رواں زبان ہے جس کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے خوجی زبان کی ان تمام خوبیوں سے حسب ضرورت استفادہ کرتا ہے اور اپنی گفتگو اور تقریر کے خاص انداز سے بھی اپنی انفرادیت کو منوا لیتا ہے۔

خوجی دو زانو ہو کر بیٹھے اور بولے، "میاں ایک ایک اڈ یا کہو چومکھی لڑیں ہم اس میں بھی بند نہیں، میاں سنو یہاں عمر بھر رئیسوں، امیروں، نوابوں ہی کی صحبت میں رہے، تم لوگ ابھی کچھ دنوں سیکھو۔ ابھی بچے ہو۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش ابھی خدا جھوٹ نہ بلائے تو دودھ کے دانت بھی نہ ٹوٹے ہوں گے۔ آپ اور ہم پر منہ آئیں شان خدا۔"

خوجی کی طرز گفتگو کا ایک دوسرا نمونہ اس طرح ہے:

"دیکھو بھئی آزاد ہماری تمہاری حالت اب ایک ہے۔ تم معشوق صبیح، ہم معشوق ملیح کی مفارقت میں سر دھنتے ہیں، تمہیں حسن آرا بیگم ہمیں چنیا بیگم نے کہیں کا نہیں رکھا، دل بہلائیے دونوں کی کیفیت ایک ہے، اس وقت ذرا دل بہلاؤ، دو گھونٹ پانی پیو، کھانا کھاؤ۔"

خوجی ہر چند کہ ایک فنا پذیر تاریخ، اور کھنڈرات میں تبدیل ہوتی ہوئی تہذیب کا سمبل ہے، قدیم انداز نظر کا حامل ہے۔ جدید روشنی سے محروم ہے لیکن اپنی شخصیت کے بعض ان مٹ نقوش کے سبب ہماری افسانوی تاریخ کا یقیناً ایک بے مثل کردار ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

پیر جگجوت سید شہاب الدین

سید اطہر شیر

بہار صدیوں سے رشد و ہدایت کا مرکز رہا ہے۔ اسلام سے قبل مہابیر اور گوتم بدھ اسی سرزمین میں پیدا ہوئے اور دنیا کو صداقت، امن اور بھائی چارگی کا درس دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان سے باہر بھی ان کے پیرو ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اسلامی عہد میں بھی بزرگان دین نے علم و عرفان کی شمع روشن کی۔ ان بزرگوں نے اسلام کی مقدس تعلیمات کو پھیلا کر لاکھوں بھٹکے ہوئے انسانوں کو صحیح منزل دکھلائی۔ ان حضرات نے اپنی زندگی میں شمع عرفان کو روشن رکھا اور موت کے بعد بھی ان کا فیضان جاری رہا۔ آج بھی ان کے آستانوں پر خلق خدا کا مجمع لگا رہتا ہے۔ ان کا فیضان کسی مخصوص حلقہ کے لیے مختص نہیں بلکہ سارے عالم انسانیت کے لیے ہے۔ بلا قید مذہب و ملت ساری دنیا ان کے آستانوں سے فیض حاصل کر رہی ہے۔ سیکولرزم اور قومی یکجہتی کی آج باتیں کی جارہی ہیں لیکن درحقیقت اسکی بہترین مثال ہمیں ان ہی بزرگان دین کی تعلیمات سے ملتی ہے۔ ان کی زندگی کے کارناموں، ان کے طرز معاشرت اور ان کے اقوال و ملفوظات کا جب ہم بغور مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے صرف انسانیت کی فلاح و بہبود کے پیش نظر اتحاد و اتفاق کا درس دیا ساتھ ہی باہم مل جل کر زندگی گزارنے کی ہدایت بھی کی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے دنیا کا نقشہ ہی بدل دیا۔ ان کو ملکی سیاسی معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ان کی سرگرمیاں اور تمام جد و جہد صرف روحانی تصرفات سے متعلق تھیں لیکن ان کے اندر کچھ ایسی صفات موجود تھیں جن سے اس زمانے کی سیاست بھی متاثر ہوئی۔ ان کا فیض کسی فرقہ یا جماعت کے لیے مخصوص نہیں تھا۔ ان کی ہمدردیاں کسی خاص مذہب و ملت کے لیے وقف نہیں تھیں بلکہ وہ تمام بنی نوع انسان کے لیے رحمت بن کر آئے تھے۔ ان کے روحانی کمالات سے جہاں مسلم قوم مستفیض ہوئی وہاں غیر مسلم اقوام نے بھی برابر کا فائدہ اٹھایا۔

ان کی ان ہی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ بہت سارے دیگر مذاہب کے ماننے والے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

دل کی دنیا ایک ایسی دنیا ہے جس پر تیغ و تفنن کا زور نہیں چل سکتا اور نہ تلواروں کے ذریعہ ہی اسے مسخر کیا جاسکتا ہے بلکہ اس کے لیے اخلاق ستودہ اور صفات حمیدہ کی ضرورت ہے۔ یہ بزرگان دین اس دولت سے مالا مال تھے۔ اپنی اسی لازوال دولت کی وجہ سے ان بزرگوں نے غیر محدود حلقہ کو متاثر کیا اور ہندوستان، ملائشیا اور انڈونیشیا تک کے لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہے۔

ان ہی بزرگان دین میں حضرت سید شہاب الدین پیر جگجوت تھے۔ جگجوت ہندی کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں دنیا کی روشنی۔ آپ کی ذات بابرکات روحانیت سے بھرپور تھی جس کی بنا پر لوگوں نے آپ کو جگجوت کا خطاب عطا کیا۔ صوبہ بہار میں رشد و ہدایت اور علوم تصوف کی اشاعت آپ کی ذات سے ہوئی۔

بزرگان دین اور اولیاء اللہ کے مختلف سلسلے ہیں جن میں سے ایک سہروردیہ سلسلہ ہے۔ آپ کو حضرت سید شہاب الدین سہروردی سے غایت درجہ عقیدت اور ارادت تھی جس کی وجہ سے آپ کو خلافت ملی اور صوبۂ بہار میں سلسلہ سہروردیہ کی اشاعت سب سے پہلے آپ ہی کے ذریعہ ہوئی۔ آپ کا خاندان علم و عرفان کی حیثیت سے بہت ہی ممتاز ہے۔ آپ کی پیدائش ۵۷۰ھ میں کاشغر کے شاہی خاندان میں ہوئی۔ حضرت سید شہاب الدین پیر جگجوت بن سلطان سید شاہ محمد بن سید شاہ احمد بن سید شاہ ناصر الدین آپ کا نسب نامہ ہے یہ سلسلہ سیدنا امام حسین سے جا ملتا ہے۔

آپ کی چار بیٹیاں تھیں جو خود ولیہ کاملہ تھیں۔ آپ کی بڑی بیٹی حضرت بی بی رضیہ کی شادی حضرت تاج فقیہ کے پوتے

مخدوم شاہ یحییٰ منیری سے ہوئی جن سے چار بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ حضرت مخدوم شرف الدینؒ ان کے چار بیٹوں میں سے ایک ہیں۔ حضرت مخدوم جہاں کی حیثیت علم و تصوف کی دنیا میں محتاج تعارف نہیں۔ ان کی ذات اور علمی خدمات کے مختلف پہلوؤں پر معتد بہ تحقیقی کام ہو چکے ہیں اور اب بھی سلسلہ جاری ہے۔ دوسری بیٹی کی شادی مخدوم سید موسیٰ ہمدانی سے ہوئی جن سے مخدوم احمد چرم پوشؒ پیدا ہوئے جو محلہ انبیر بہار شریف میں آرام فرما ہیں۔ تیسری لڑکی حضرت بی بی کمال ہیں جن کی شادی حضرت امام تاج فقیہ کے دوسرے پوتے سلیمان لنگر زمین بن عبدالعزیز سے ہوئی جن سے ایک بیٹا مخدوم عطاء اللہ اور ایک بیٹی بی بی کمال والدہ کی ہم نام ہوئیں۔ آپ ہی کے صاحبزادے عزیب اللہ حسین دھکڑ پوش جلیل القدر سہروردی بزرگ ہیں۔ حضرت سلیمان لنگر زمین اور بی بی کمال کا مزار کاکو ضلع گیا میں مرجع خلائق ہے۔ آخری اور چھوٹی لڑکی حضرت بی بی جمال کی شادی حضرت مخدوم آدم چشتی کے صاحبزادے شیخ حمیدالدین سے ہوئی جو چھوٹی درگاہ جیٹھلی میں آرام فرما ہیں۔ حضرت صوفی چشتی فریدالدین شکر گنج کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضرت حمیدالدین کے صاحبزادے مخدوم یتیم اللہ سفید بازؒ کا مدفن بڑی درگاہ بہار شریف میں ہے۔

حضرت جگجوت زیادہ تر عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ آپ اخلاق و محبت کو عبادت سمجھتے تھے۔ ہمیشہ مرضی مولیٰ اور خلق خدا کا خیال رکھتے۔ کبھی بھی دل شکنی اور دل آزاری کو پسند نہیں کرتے۔ آپ ہمیشہ لوگوں کو عاجزی اور انکساری کی تعلیم دیتے۔ آپ کی تعلیم میں پابندی شریعت ضروری ہے۔ مختصراً یہ کہ حضرت پیر جگجوت نے رشد و ہدایت کو اپنا اصول زندگی بنایا۔ آپ کا آستانہ بلا فرق مذہب و ملت سب کے لیے کھلا ہوا ہے۔ کوئی ضرورتمند بلا کسب فیض واپس نہیں ہوا۔ آپ نے اپنی تمام لڑکیوں کی شادی اولیاء اللہ سے کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے دسترخوان پر بیک وقت بارہ اولیاء اللہ کھانا کھاتے تھے۔ یہ سب آپ کے خاندان کے افراد تھے۔

آپ نے موضع عالم پور جیٹھلی میں قیام فرمایا اور وہیں ۱۲ ذی قعدہ ۶۶۶ھ کی صبح کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ یہ مقام پٹنہ سے مشرق میں ۱۲ کیلومیٹر پر واقع ہے۔ آپ کا مزار خام دریا کے کنارے واقع ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ گنگا کی طغیانی اور جوش سے یہ مزار ہمیشہ محفوظ رہا ہے۔ آپ کی درگاہ جیٹھلی درگاہ کے نام سے مشہور ہے اور مرجع خلائق ہے۔ ہر سال ذی قعدہ کو عرس کے موقعے پر بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ جہاں عقیدت مند فاتحہ اور گلپوشی کرتے ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

جنگلی جانوروں کی حفاظت ضروری کیوں؟

محمد اسحٰق صدیقی

...نیا ساڑھے چار ارب سال پرانی ہے۔ ...ب سے لگ بھگ ساڑھے تین ارب سال پہلے سمندر کے پانی میں ننھے ننھے جانور پیدا ہوئے۔ ان میں سے بعض رینگ کر خشکی پر آئے۔ یہ جانور رفتہ رفتہ ترقی کرتے گئے یہاں تک کہ ان کی لاکھوں قسمیں پیدا ہو گئیں۔ تب سے یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

زمین پر اب سے اربوں کروڑوں سال پہلے جو جانور اور پیڑ پودے پائے جاتے تھے۔ وہ اب کہیں نہیں پائے جاتے ان میں سے بہتوں کے پتھرائے ہوئے ڈھانچے یا نشانات زمین کی چٹانوں میں دبے ہوئے ملتے ہیں۔ جانوروں اور پیڑ پودوں کی بیشمار قسمیں اتنے لمبے عرصے میں غائب ہو چکی ہیں اور ان کی جگہ لینے کے لیے ان سے بہترین قسمیں زمین کی بدلتی ہوئی آب و ہوا اور ماحول کے مطابق قدرت نے پیدا کر دی ہیں۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ موجودہ زمانے میں زمین پر تقریباً تین لاکھ چالیس ہزار قسم کے پیڑ پودے اور آٹھ لاکھ قسم کے چھوٹے بڑے جانور پائے جاتے ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ قسمیں کیڑے مکوڑوں کی ہیں۔ جانوروں کی تمام قسموں میں انسان سب سے نیا ہے جو چوپاؤں کے برخلاف دو پاؤں پر چلتا ہے۔ کھڑے ہو کر چلنے کی وجہ سے اس کے دونوں ہاتھ آزاد ہیں۔ ان ہاتھوں سے کام لے کر انسان نے دنیا کی صورت ہی بدل دی ہے۔

اب سے تقریباً بیس لاکھ سال پہلے ہماری زمین پر ایسے انسان ظاہر ہوئے جو موجودہ انسان سے زیادہ بن مانس سے ملتے جلتے تھے۔ اسی سے خیال پیدا ہوتا ہے اور اسے ماننے کے لیے کافی ثبوت موجود ہیں کہ انسان اور بن مانس جانوروں کے کسی بڑے خاندان کی دو شاخیں ہیں۔ شروع کے انسان بن مانس سے اس بات میں مختلف تھے کہ وہ عام طور پر کھڑے ہو کر چلتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے پتھر کے بھدے سے ہتھیار بنا کر دوسرے جانوروں کا شکار کر کے ان کا کچا گوشت کھاتے تھے۔ اب سے تقریباً چالیس ہزار سال پہلے موجودہ صورت والے انسان ظاہر ہوئے ہم لوگ انھیں کی اولادیں ہیں۔

لاکھوں سال تک انسان جانوروں کے شکار اور جنگلی پھلوں پر گزر بسر کرتا رہا۔ شکار کی تلاش میں وہ مارے پھرتا تھا غاروں میں رہتا تھا اور کھالیں پہنتا تھا۔ اب سے تقریباً دس ہزار سال پہلے انسان نے کھیتی کرنا سیکھا اور ندیوں کے کنارے آبادیاں بنا کر رہنے لگا۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ زمین پر انسان اور جانور ساتھ ساتھ رہتے چلے آتے ہیں اس لیے دونوں کو زمین پر رہنے کا برابر کا حق ہے۔ اگر یہ بات مان لی جائے کہ زمین پر رہنے کا حق زیادہ اس کا ہے جو پہلے سے آباد ہے تو فیصلہ جانوروں کے حق میں کرنا ہوگا۔ کیونکہ وہ ہم سے پہلے سے آباد ہیں۔ جب سے زمین پر زندگی کی ابتدا ہوئی اور طرح طرح کے جانور پیدا ہوئے۔ اس مدت کا مقابلہ جب ہم اس مدت سے کرتے ہیں جب سے انسان زمین پر ظاہر ہوا تو دونوں میں وہی نسبت پاتے ہیں جو چوبیس گھنٹے کے دن میں سیکنڈ کی ہوتی ہے۔ اتنی تھوڑی سی مدت میں، خاص کر پچھلی دو صدیوں میں انسان نے زمین کے تمام جانداروں کو بے حد نقصان پہنچایا۔ پہلے وہ جانوروں کا شکار پیٹ بھرنے کے لیے کرتا تھا، پھر شوقیہ کرنے لگا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ جہاں تک انسان کے جسم کی بناوٹ کا تعلق ہے وہ بہت کمزور ہے۔ ہاتھی، گینڈے، ایسے بھاری بھرکم جانوروں، اور شیر بھالو ایسے درندوں کے سامنے اگر وہ تنہا ہو تو اپنی جان بھی نہیں بچا سکتا۔ لیکن قدرت کی یہ کمزور مخلوق تمام جانداروں میں سب سے زبردست اور خطرناک ثابت ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جسم کے تناسب کے لحاظ سے اس کا دماغ بہت بڑا ہے اور اس دماغ سے کام لے کر انسان نے طرح طرح کے ہتھیار ایجاد کیے، پہلے پتھر کے، پھر دھات کے جیسے نیزا، تیر کمان، تلوار اور بندوق جن کی وجہ سے شکار کرنا بہت آسان ہو گیا۔ آگ کی دریافت، دھاتوں کی کھوج اور پہیے کی ایجاد کے بعد سے انسانی تہذیب بڑی تیزی سے ترقی کرنے لگی۔ جیسے جیسے انسانی تہذیب ترقی کرتی گئی انسان کے لیے زندگی بسر کرنا آسان ہوتا گیا لیکن جانوروں کا جینا مشکل ہو گیا۔ انسانی آبادی بڑھتی گئی نئے نئے گاؤں، قصبے اور شہر بنتے گئے۔ انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کھیت تیار کیے گئے، کارخانے کھولے گئے۔ سڑکیں، نہریں اور ڈیم بنائے گئے۔ لیکن اس کے لیے جنگلوں کو کاٹنا پڑا اور جنگلوں کے ساتھ جنگلی جانوروں کا بھی صفایا ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ جب جنگل ہی نہ ہوں گے تو جنگلی جانور رہیں گے کہاں۔ اب یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر انسانی آبادی کو بڑھنے سے روکا نہ گیا۔ اور جنگل اسی طرح کٹتے رہے تو جلد ہی زمین کے سارے جنگل اور ان کے ساتھ جنگلی جانور ختم ہو جائیں گے۔ جب جنگل نہ رہیں گے تو اس کا آب و ہوا پر برا اثر پڑے گا۔ موسم بدل



جائیں گے اور یہ ہری بھری زمین ایک بہت بڑے ریگستان میں تبدیل ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں خود انسان کے لیے جینا مشکل ہو جائے گا اور اس کی ہزاروں سال پرانی تہذیب ختم ہو جائے گی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہماری زمین پر زندگی کی جو چہل پہل ہے وہ کسی اور سیارے پر نہیں ہے۔ پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ چاند اور منگل سیارے پر ہم سے زیادہ ترقی یافتہ انسان آباد ہیں لیکن اب پتہ چلا ہے کہ وہاں زندگی کا نام و نشان نہیں ہے۔ اس لحاظ سے ہماری زمین سورج کے گرد چکر لگانے والے نو سیاروں میں ایک انوکھا سیارہ ہے۔ یہاں جیسے حیوانات اور نباتات پائے جاتے ہیں وہ کہیں اور نہیں پائے جاتے۔ اب ہمیں اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ زمین کی اس رنگارنگ زندگی کو تباہ کر دیں یا برقرار رکھیں۔ پہلے جانوروں کی زندگی اور موت قدرت کے اختیار میں تھی۔ اب انسان کے بس میں ہے۔ وہ جانوروں کی جس نسل کو چاہے برقرار رکھے۔ جس کو چاہے ختم کر دے جانوروں کی ہزاروں قسمیں پہلے ہی غائب ہو چکی ہیں اور ہزاروں قسمیں ایسی ہیں جن کے جلد ہی ناپید ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ ایسی حالت میں ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ جنگلی جانوروں کی حفاظت کیوں اور کیسے کی جائے۔

اس دنیا کی رونق بڑی حد تک حیوانات اور نباتات کی وجہ سے ہے۔ یہ ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ اس دنیا کی خوبصورتی کو قائم رکھیں تاکہ آنے والی نسلیں طرح طرح کے جانوروں [illegible]

اور پیڑ پودوں کو دیکھ کر اس طرح خوش ہوں جس طرح ہم خوش ہوتے ہیں۔

جب ہم جانوروں کی زندگی کا مقابلہ اپنی زندگی سے کرتے ہیں تو دونوں میں کافی یکسانیت پاتے ہیں مثلاً جینے کی تمنا، زندگی کی جدوجہد، اولاد سے محبت اور ان کے لیے قربانی، خوشی، غم، خوف، غصہ، حیرت ایسے جذبات اس لیے موقع ملنے پر ہر انسان جانوروں کو قریب سے دیکھتا ہے اور ان میں سے بعض کو شوقیہ پالتا ہے۔

انسان کو جانوروں میں شروع سے دلچسپی رہی ہے ہر انسان کے لیے جنگل میں جاکر جانوروں کو دیکھنا ممکن نہیں۔ لیکن زندہ اور مردہ عجائب گھروں میں دیکھنے والی کی بھیڑ جس میں بچے، جوان، بوڑھے، مرد، عورتیں سبھی شامل ہوتے ہیں انسان کی جانوروں میں دلچسپی کو ظاہر کرتے ہیں۔ جانوروں کے بارے میں فلم بھی بڑے شوق سے دیکھتے ہیں اور ان کے بارے میں کتابیں اور رسالے بھی خوب بکتے ہیں۔ خود ہمارے ملک میں جانوروں کو ان کے قدرتی ماحول میں دیکھنے کے لیے لوگ دوسرے ملکوں سے آتے ہیں اور کیمرے سے انکی تصویریں کھینچتے ہیں۔ ظاہر ہے اگر یہ جانور ختم ہو گئے تو اس دنیا میں ہماری دلچسپی اور خوشی کا ایک بڑا ذریعہ ختم ہو جائیگا اس لیے ہمیں "جیو اور جینے دو" کا اصول اپنانا پڑے گا۔

بعض عالموں نے جانوروں اور پیڑ پودوں کو سمجھنے کے لیے ساری زندگی ان کا مشاہدہ کیا ہے۔ ان کے مشاہدے نے دو علموں کو جنم دیا ہے جنھیں بوٹنی یعنی علم نباتات اور زولوجی یعنی علم حیوانات کہتے ہیں۔ مشاہدۂ قدرت سے ہمیں جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان سے نہ صرف ہمیں خوشی ہوتی ہے بلکہ قدرت کے بہت سے ایسے راز کھلتے ہیں جنھیں جان کر ہم حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ سائنسی تحقیقات کے لیے بھی جانوروں اور پیڑ پودوں کی ہر نسل کا باقی رکھنا نہایت ضروری ہے۔

جانوروں کا ان کے قدرتی ماحول سے کیا تعلق ہے، اسے سمجھنے کی کوششوں میں ایک نئی شاخ پیدا ہو گئی ہے جسے ECOLOGY کہتے ہیں۔ اس علم کی خاص دریافت یہ ہے کہ جاندار ایک دوسرے کو یا نباتات کھا کر زندہ رہتے ہیں اور ایک کے غائب ہونے کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ مثلاً جنگل سے اگر سارے شیر ختم کر دیے جائیں تو ہرنوں کی تعداد اتنی بڑھ جائے گی کہ خود ان کے کھانے کیلئے گھاس باقی نہ رہے گی اگر سانپ اور اُلو ختم کر دیے جائیں تو چوہوں کی تعداد اتنی بڑھ جائے گی کہ ہمارے لیے اناج کی حفاظت کرنا ناممکن ہو جائے گا اگر سارے مینڈک ختم کر دیے جائیں تو مچھروں کی تعداد اتنی بڑھ جائے گی کہ انسان کا ملیریا سے جان بچانا ناممکن ہو جائے گا۔ ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدرت کے کارخانے میں ہر جانور کی ایک خاص اہمیت ہے۔ اس لیے قدرت کے نظام میں خلل ڈالنا مناسب نہیں۔

نباتات اور حیوانات کی معاشی اہمیت بھی ہے۔ انسان اپنی زندگی کی ضرورت کی کتنی ہی چیزیں پیڑ پودوں اور جانوروں سے حاصل کرتا ہے۔ یہ سلسلہ بھی برقرار رہ سکتا ہے۔ جب تک حیوانات اور نباتات زمین پر قائم ہیں۔ اگر انھیں بربادی سے بچایا نہ گیا تو اس کا انجام بڑا بھیانک ہوگا۔ اس کی سزا ہمیں اور ہم سے کہیں زیادہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑے گی۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ دنیا کے ہر ملک کے سمجھدار لوگ جنگلوں اور جنگلی جانوروں کی حفاظت کے لیے کوششیں کر رہے ہیں۔ جنگلی جانوروں کے لیے ہر ملک میں کچھ جنگل محفوظ کر دیے گئے ہیں تاکہ وہ وہاں آزادی سے رہ سکیں اور اپنی نسل بڑھا سکیں۔ کمیاب جانوروں کے شکار پر روک بھی لگا دی گئی ہے۔ زندہ عجائب گھروں میں کمیاب جانوروں کی نسل بڑھانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ لیکن اب بھی شکار کے شوقین اور دولت کے بھوکے لوگ جنگلی جانوروں کا چوری چھپے شکار کرتے ہیں۔ گینڈے اپنے سینگ کے لیے، ہاتھی اپنے دانت کے لیے، شیر چیتے، تیندوا اپنی کھال کے لیے اور کستوری ہرن مشک کے لیے مارے جاتے ہیں۔ چیتے کا اپنے ملک میں اس قدر شکار کیا گیا کہ اس کی نسل ہی غائب ہو گئی اگر فیشن ایبل عورتیں جانوروں کی کھال سے بنے لباس پہننا چھوڑ دیں اور امیر لوگ جانوروں کی کھال، سینگ، دانت اور ہڈی کی بنی آرائشی چیزیں استعمال نہ کریں تو جنگلی جانوروں کے مارنے میں کافی کمی ہو جائے۔ لیکن ان سب سے زیادہ ضروری ہے انسانی آبادی کو بڑھنے سے روکنا تاکہ جنگل کاٹنے میں کمی ہو اور جو کمی ہو گئی ہے اُسے زیادہ پیڑ لگا کر پورا کیا جا سکے۔

(آکاش وانی لکھنؤ سے)

محمد اسحٰق صدیقی
۵۰۱ اے گوئن تالاب لکھنؤ ۲۲۶۰۱۸

اردو کے گجراتی شعراء

محی الدین بمبئی والا

سے گجرات تہذیب و تمدن کا مرکز اور علم و ادب صدیوں کا گہوارہ ہے۔ پیاری من بھاونی زبان گجری کی جنم بھومی ہے۔ رئیس المتغزلین ولی کا وطن ہے اردو زبان و ادب کی ترقی اور اشاعت میں دکن کے دوش بدوش گجرات کا بھی قابل فخر حصہ رہا ہے۔ اس خطۂ زمین میں پروان چڑھنے والی زبان کو زبان گجری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ اردو زبان کا قدیم ترین روپ ہے۔ گجری ادب کی تخلیق میں صوفیائے کرام کا گراں مایہ حصہ ہے۔ ایام انتشار و ابتری میں ان اصحاب فیوض و برکات نے عشق الٰہی میں ڈوبے ہوئے کلمات رشد و ہدایات سے عوام کے دلوں کو سینچا ہے۔ ان صوفیا حضرات میں شاہ علی جی گام دھنی، خوب محمد چشتی، قاضی محمود دریائی اور بہاء الدین باجن وغیرہ ایسے صاحب کمالات بزرگ گزرے ہیں جن کے کلام بامعنی کے مجموعے اور نغمات سرمدی کی بیاضیں قدیم اردو ادب کا گراں مایہ سرمایہ تصور کیے گئے ہیں۔ ان صوفیا حضرات کی قائم کردہ ادبی روایت مغلوں کی فتح گجرات تک پھلتی پھولتی رہیں یہاں تک کہ سترہویں صدی میں ولی افق گجرات پر نمودار ہوتا ہے۔ جن کے ادبی مقام اور فنی عظمت کی دنیائے ادب معترف رہی ہے۔ یہ ولی ہی تھے جن کی رس بھری غزلوں نے دلی کے لوگوں کو دیوانہ بنا رکھا تھا۔ انہی کے کلام کو سن کر خدائے سخن میر بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ ع

محبوب جو اپنا تھا باشندہ دکن کا تھا

ولی کی غزلوں کی کامیابی اور دلکشی کا راز زبان گجری کے سلوتے پن میں پنہاں ہے۔ اگرچہ ولی کے یہاں چند متروکات بھی نظر پڑ جاتے ہیں مگر جہاں فارسی اور بھاکھا کی گھلاوٹ سے کام لیا ہے وہاں ولی کا فن اور بھی دلفریب معلوم ہوتا ہے۔ غزل کے خواص میں سے ایک یہ بیان ہوا ہے کہ دل میں کھب جائے کلیات ولی میں متعدد ایسی غزلیں موجود ہیں جو دلنشیں ہو جاتی ہیں مثلاً

نکل اے دلربا گھر سوں کہ وقت بے حجابی ہے
چمن میں چل بہار نسترن ہے ماہتابی ہے

سرمے کا منہ سیاہ کہاں ان نے جگ منے
جس کے نین میں پیو کی خاک چرن گئی

ولی نے ایک اور جگہ بڑی شستگی کے ساتھ فارسی ہندی کی ترکیب استعمال کی ہے۔

گریباں صبر کا مت چاک کر اے خاطر مسکیں
سنے کا بات وہ شیریں بچن آہستہ آہستہ

خاطر مسکیں کو غزل میں باندھنے والا عظیم شاعر کیا شیریں سخن سے واقف نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا مگر یہ ولی کا مخصوص طرز بیان ہے۔ ولی کے ہمعصر اور متاخرین شعراء میں رضی اشرف اور راجہ رام بھی قابل ذکر ہیں۔ ان کا کلام دستیاب ہوتا ہے۔ ولی کا رنگ سخن ان تینوں پر نمایاں ہے۔

اٹھارویں صدی کے نصف اول میں سرزمین گجرات سے ابھرنے والے شعراء میں عبدالولی عزلت، شیخ محمد فاضل اور پیر محمد شاہ اقدس بھی خصوصی توجہ کے لائق ہیں۔ حضرت پیر محمد شاہ اپنے وقت کے جامع کمالات روحانی پیشوا تھے۔ آپ نے فارسی اور اردو زبانوں میں اپنا کلام یادگار چھوڑا ہے۔ پیر محمد شاہ اور فاضل دونوں کے کتب خانے ان کے علمی شوق کے بین ثبوت ہیں۔ عزلت کو شعر گوئی کے علاوہ فن موسیقی اور مصوری میں بھی قدرت حاصل تھی۔ اس کے ساتھ علم و فضل کے اعتبار سے بھی ایک خاص مقام رکھتے تھے ۱۷۷۵ء میں وفات پائی اور سورت میں سپرد خاک ہوئے۔

انیسویں صدی کا نصف آخر ایک طرح گجرات کی تاریخ میں بڑا اہم دور شمار ہوتا ہے۔ اس دور میں میاں داد خاں سیاح، غلام محمد سمجھو، میر ابراہیم علی خاں وفا، اور حکیم سید احمد حسن فدا جیسے سخن فہم پیدا ہوئے۔ وفا اور فدا کا تعلق بڑودہ سے تھا۔ دونوں مشہور زمانہ شاعر مرزا غالب کے شاگرد تھے۔ غالب کی روایت کو نبھاتے ہوئے دونوں نے دو دو تخلص وفا اور طالب اور فدا و حجابی اختیار کر رکھے تھے۔ اپنے وقت کے قادر الکلام شاعر تھے اور بڑودہ کی ادبی محفلوں کے روح رواں سمجھے جاتے تھے۔

اسی طرح میاں سمجھو جو کافی ذہین انسان تھے، شہنشاہ ہند اکبر شاہ ثانی کے بیٹے کے مصاحب بھی تھے۔ اپنے قیام دہلی کے دوران استادان سخن مومن اور ذوق سے مشورہ سخن بھی کیا کرتے تھے۔ ان کے کلام پر ان کی ذہانت کا پرتو صاف عیاں ہے مگر ان سب میں میاں داد خاں سیاح زیادہ شہرت کے مالک اور ہر دلعزیز تھے۔ نہ صرف غالب کے شاگرد تھے بلکہ باقاعدہ ان سے خط و کتابت رہتی تھی۔ غالب انھیں بہت پسند فرماتے تھے۔ سیاح کی شخصیت بھی پر کشش تھی جامہ زیب انسان تھے ملبوسات اور عطریات سے بے حد لگاؤ تھا۔ اپنے کپڑے خاص طور پر دہلی میں سلوایا کرتے تھے سیاحت کا بڑا شوق تھا۔ غالب کے علاوہ منشی نولکشور اور رجب علی بیگ سرور جیسے ارباب علم و فن کے ساتھ بھی گہرے مراسم تھے۔ سیاح نے نظم و نثر دونوں میں اظہار خیال کیا ہے۔ اور کلام بھی شائع ہو چکا ہے۔ برہان قاطع کے تنازعہ کے سلسلے میں سیاح نے ایک مختصر رسالہ 'لطائف غیبی' کے نام سے بھی سپرد قلم کیا۔ جو مرزا غالب کی حمایت میں تھا۔

اسی زمانے میں بھروچ کے متوطن اور شعرائے گجرات کا پہلا تذکرہ مخزن الشعراء کے مؤلف قاضی نور الدین فائق کو بھی شعر گوئی میں کمال حاصل تھا اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں ان کا کلام موجود ہے۔

بیسویں صدی کے آتے آتے اردو زبان و ادب کے چرچے گھر گھر تھے۔ اردو زبان کی بڑھتی ہوئی مقبولیت نے جوناگڈھ، مانگرولا، دھوراجی، پالن پور وغیرہ شہروں میں بھی بزم سخن سجادی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ "جلوہ یار" اور "پیام یار" نامی ادبی رسائل کا خوب چلن تھا اور ان میں کثرت سے گجرات کے اردو شعراء کا کلام شائع ہوا کرتا تھا جن میں خوشتر مانگرولی، سہیل سورتی، عزیز سورتی، افسر بڑودوی، کلیم احمد آبادی، احمد بنارسی، احمد شاہ گلفروش، اکبر پوسٹ مین، ملا محمد سخنور سدھپوری کی غزلیں دلچسپ ہیں۔ خوشتر مانگرولی کا دیوان بنگلہ دیش سے شائع ہو چکا ہے۔ سہیل سورتی اور عزیز سورتی اگرچہ سورت سے تعلق رکھتے تھے مگر احمد آباد میں سکونت اختیار کر لی تھی اور کئی نامور و گمنام شعراء کو ان سے تلمذ تھا۔ جناب کلیم احمد آبادی اور جناب فخر الدین فخر گجرات کا شمار اساتذہ میں ہوتا تھا۔ زبان و بیان اور رموز فن پر دونوں ہی قدرت رکھتے تھے۔ کلیم احمد آبادی کی جوبلی بڑی شان سے منائی گئی تھی۔ اردو کے کئی ممتاز دانشوروں نے شرکت کی جس میں استادان ادب ڈاکٹر محمد ابراہیم ڈار، پروفیسر نجیب اشرف ندوی اور ڈاکٹر مدنی کے نام سند رکھتے ہیں۔ کلیم احمد آبادی صوفی منش انسان تھے اور اخیر زندگی میں گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ ان کے کلام میں کلاسیکی پاسداری کے علاوہ خودداری اور انسانی عظمت کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً

کبھی قریب تھی منزل کبھی تھی کوسوں دور
یہ حادثے بھی سر راہ گزر رہے ہیں
جہاں کے خاک نشینوں کو جانتا ہوں میں
یہ اپنے وقت کے پروردگار گزرے ہیں

فخر گجرات اور افسر بڑودوی کی شعری خدمات بھی قابل لحاظ ہیں۔

آزادی کے بعد شعراء کی ایک نئی پود منظرِ عام پر آئی ہے۔ روایت پرست، رومانیت اور حسن و عشق کے رازو نیاز کے علاوہ ترقی پسند تحریک کے زیرِ اثر پروان چڑھنے والے میلانات بھی ان کے اشعار میں نظر آتے ہیں۔ جناب بشیر الدین زکی، جمیل کلیمی، حزیں قریشی، عامر سورتی، کامل احمد آبادی اور غلش بڑودوی اس روایت کے ترجمان رہے ہیں۔

ساتویں دہائی سے اردو ادب میں جدیدیت کے نام سے ایک نیا رجحان پیدا ہوا اور دیکھتے دیکھتے تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ دراصل جدیدیت ایک اسلوبِ حیات ہے ایک طرزِ فکر ہے۔ یہ نام ہے ذہنی بے چینی، بے یقینی، خوف تنہائی، احساسِ جرم، انتشار مادی خوشحالی کے ساتھ ساتھ ذہنی کھوکھلے پن اور روحانی بحران کا ـــ حسی سطح پر جدید شاعر اس کرب میں مبتلا رہتا ہے اور اس المیہ کی ترجمانی جدید شاعری میں مختلف ڈھنگ سے ملتی ہے۔ گجرات کے شعراء نے بھی اس رجحان کو صحت مند طریقے سے اپنایا۔ ان میں محمد علوی، عادل منصوری، سرشار بلند شہری، رحمت امروہوی، وقار واثقی، اور رشید افروز پیش پیش ہیں۔ شعر و ادب کی رفتار کا پتہ اس حقیقت سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلے چند برسوں میں منظرِ عام پر آنے والے گجرات کے اردو شعراء کے مجموعہ کلام تغزل کی لطافت اور شگفتگی کے حامل ہیں تو نظم میں جدیدیت کے فکری اسالیب کی ترجمانی کرتے ہیں۔ بعض سخنوروں نے محنت اور سرمایہ کی کشمکش کی اثر پذیر ترجمانی بھی کی ہے۔ ان مجموعات میں متاعِ کلیم، صدائے کامل کائنات، بہشتِ خیال، تیسری کتاب، آخری دن کی تلاش، لفظوں کا سفر، صوت و صدا، اضافہ، نفی، ایک آواز، خوشبو وغیرہ تسکینِ ذوق کا سامان رکھتے ہیں۔

(اردو مجلس احمد آباد سے نشر)

محی الدین بمبئی والا
گجرات ودیا پیٹھ آشرم روڈ۔ احمد آباد

ایم۔ اے۔ شہاب مرادآبادی

دی حادثوں نے راہ بیاباں سمٹ گئے
تم کیا ملے کہ فاصلے منزل کے گھٹ گئے

شاہد ہیں قید و بند صلیبیں گواہ ہیں
ہم وہ نہیں جو اپنے موقف سے ہٹ گئے

چھوڑی نہ میں نے تاج محل میں کوئی کمی
یہ اور بات ہے کہ مرے ہات کٹ گئے

دیوانگی میں یوں بھی ہوا بارہا کہ ہم
بجلی کو سمجھ کے سائے سے اپنے لپٹ گئے

تو بھی شہاب نقش بہ دیوار بن گیا
وہ تو جھلک دکھا کے دریچے سے ہٹ گئے

(رامپور سے نشر)

جب میرا پہلا مضمون چھپا

مجتبیٰ حسین

پہلا گناہ، پہلا عشق اور پہلا مضمون ہمیشہ یادگار ہوتے ہیں۔ ماہ و سال کی گردان پھیکے نہیں پاتی۔ زندگی میں بہت سے گناہ کیے لیکن پہلے گناہ کی یاد اور اس کی لذت کہ اب بھی تازہ ہے۔ اپنی پچیس سالہ ادبی زندگی میں ڈھیروں مضامین لکھے، داد پائی۔ نقادوں کے چونچلے سے ان کے مشورہ پر عمل کرنے کی کوشش میں بُرے مضامین بھی دیکھے، لیکن وہ پہلے مضمون کی بات کہیں نہ آئی۔ اسے لکھتے وقت ہمارے سامنے نہ تو ناقد تھا اور نہ ہی ناظرین۔ ہم تھے اور ہمارا مضمون۔ آج کی طرح نہیں کہ اب مضمون لکھنے بیٹھتے ہیں تو کبھی ناقد کو حاضر و ناظر جانتے ہیں اور کبھی ناظرین کو۔ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ ہمارا پہلا مضمون ہمارا آخری خالص مضمون بھی تھا۔ پچیس برس پہلے کی وہ سہانی شام ہمیں اب تک یاد ہے۔ ہمیں اس سہانی شام سے پہلے ہی پتہ ہی نہ تھا کہ ہم میں مضمون لکھنے کی صلاحیت موجود ہے۔ ہم اس شام کو حسبِ معمول آوارہ گردی کے لیے نکلے تھے۔ برسات ختم ہو چکی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ ایسا موسم آوارہ گردی کے لیے بہت موزوں ہوتا ہے۔ لیکن ابھی ہم تھوڑی دور بھی نہیں گئے تھے کہ اچانک ہمارے اندر کچھ گڑبڑ ہونے لگی۔ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ سوچا کہ کسی ڈاکٹر سے مشورہ کیا جائے۔ یہ ایک عجیب و غریب بے چینی تھی۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ سب "تخلیق کا کرب" تھا۔ ہم اس سہانے موسم کو چھوڑ کر گھر واپس آ گئے۔ قلم اٹھایا اور جو جی میں آیا لکھنے لگ گئے۔ چار گھنٹوں بعد پتہ چلا کہ ماشاءاللہ ہم بھی ادیب بن گئے ہیں۔ یہی وہ دن تھا جہاں سے ہماری زندگی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ مضمون سے پہلے کی زندگی اور مضمون کے بعد کی زندگی۔ ہم نے اپنے ادیب بن جانے کی خوشخبری کسی کو نہیں دی۔ مضمون کو اچھی طرح صاف کر کے اس کی دو کاپیاں بنائیں سوچا کہ جب ہم نے مضمون لکھ ہی لیا ہے تو کیوں نہ اسے کسی رسالہ میں شائع کرایا جائے۔ ہمیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ رسالوں میں مضامین کس طرح چھپوائے جاتے ہیں۔ تاہم بعض رسالوں میں ان کے مدیروں کے نام چھپنے والے ادیبوں کے خطوط کو دیکھ کر ہمیں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ ادیب کے لیے صرف اچھا مضمون لکھ دینا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اس میں یہ صلاحیت بھی ہونی چاہئے کہ وہ مضمون سے زیادہ اچھا خط رسالے کے مدیر کے نام لکھ سکے۔ اس دن تک کسی رسالے کے مدیر سے ہماری ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا ایک رسالے کے مدیر کے نام ایک اچھا سا خط لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ اصل مضمون تو ہم نے چار گھنٹوں میں لکھا تھا لیکن مدیر کے نام خط کا مسودہ تیار کرنے میں ہمیں پورے چار دن محنت کرنی پڑی۔ آمد اور آورد کس کو کہتے ہیں اس کا پتہ بھی اسی وقت چلا جب ہم نے مدیر محترم کے نام جو خط لکھا تھا اس میں انھیں انواع و اقسام کے القاب عطا کیے تھے۔ پیرِ ادب کے لیے ان کی گرانقدر خدمات کا تفصیلی اعتراف کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ اگر وہ یہ رسالہ شائع نہ کرتے تو ادب کا جغرافیہ اس طرح نہ ہوتا جیسا کہ اب ہے۔ ہم نے ان کی درازیٔ عمر کی دعا مانگنے کے بعد اس تمنا کا اظہار بھی کیا تھا کہ ہمارا مضمون ان کے رسالہ میں شائع ہو گیا تو یہ ہماری عین خوش نصیبی ہوگی۔ اگرچہ ہمیں بہت بعد میں پتہ چلا کہ مدیر موصوف تعلیم کے معاملہ میں خود ہم سے بہت پیچھے ہیں اور یہ کہ اگر وہ رسالہ نہ نکالتے تو کسی دفتر میں چپراسی کی نوکری بھی انھیں نہ ملتی۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ ایسے معاونوں سے جو کام کرواتے تھے اور اس خدمت کا سہرا اپنے سر باندھ لیتے تھے۔ بڑے بڑے ادیبوں کی پُرتکلف دعوتیں کرتے تھے اور ان کی تصویریں اپنے رسالے میں نہایت اہتمام سے شائع کرتے تھے۔ ادب کی پکی خدمت اسی کو تو کہتے ہیں۔ خیر ہمیں اس سے کیا لینا دینا تھا۔ ہمارا مقصد تو آم کھانا تھا پیڑ گننا نہیں۔ غرض ہم نے بڑے ارمانوں کے ساتھ خط سمیت اپنا مضمون مدیر موصوف کو روانہ کر دیا۔ مشہور تھا کہ مدیر موصوف نئے ادیبوں کے خطوں کا جواب نہیں دیتے۔ ان کے معاونوں کو مضمون پسند آ جائے تو صرف اسے چھاپ دیتے ہیں۔ نئے ادیبوں کی ہمت افزائی کی یہ ادا ان کی اپنی تھی۔ یہ بھی ایک اتفاق ہے کہ ہمارے مضمون بھیجنے کے بعد اس رسالہ کا جو شمارہ آیا اس میں مدیر محترم نے ایک درد انگیز اداریہ لکھا تھا۔ جس میں انھوں نے بتایا تھا کہ کس طرح وہ اپنی بیگم کے زیورات بیچ کر رسالہ کی اشاعت کا بندوبست کر رہے ہیں اداریہ

کہ اس رسالہ کی اشاعت سے پہلے وہ کروڑ پتی تھے اب صرف لکھ پتی رہ گئے ہیں۔ انھوں نے ادب دوستوں کی غیرت وغیرہ کو للکارنے کے بعد یہ دھمکی بھی دی تھی کہ اگر ان کے رسالہ کے نئے خریدار نہیں بنے اور انھیں اشتہار نہ ملے تو وہ رسالہ کو بند کر کے کوئی شریفانہ پیشہ اختیار کریں گے۔ اس اداریہ کو پڑھ کر ہم تشویش میں مبتلا ہو گئے ہم نے سوچا کہ اگر یہ رسالہ بند ہو گیا تو ہمارے مضمون کا کیا ہو گا ایک دوست سے اس الجھن کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ اس اداریہ سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مدیر محترم سال میں دو تین اداریے اس طرح کے ضرور لکھتے ہیں تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ وہ ادب کی بے لوث خدمت انجام دے رہے ہیں۔ پھر ہمارے دوست نے ہمیں مطمئن کرنے کے لیے یہ معقول دلیل بھی پیش کی کہ جب تک تمہارا مضمون شائع نہ ہو یہ رسالہ کیسے بند ہو سکتا ہے۔ رسالہ کو بند کرنے کی کوئی معقول وجہ بھی تو ہونی چاہیئے۔ لیکن اس تسلی کے باوجود ہمیں چین نہ آیا۔ ہم نے بھاگ دوڑ کر کے بشمول اپنے اس رسالہ کے دس خریدار بنوا لئے کہ یہ رسالہ کم از کم ہمارے مضمون کی اشاعت تک تو چھپتا رہے۔ ہم نے مدیر محترم کو اس اداریے کی روشنی میں ایک درد بھرا خط بھی لکھا۔ انھیں باور کرایا کہ اگر خدانخواستہ انھوں نے رسالہ بند کر دیا تو میرؔ، غالبؔ اقبالؔ وغیرہ وغیرہ کا کوئی نام لیوا تک نہ ہو گا۔ یہ جملہ لکھتے وقت ہمیں میرؔ اور غالبؔ کے نام سے کہیں زیادہ اپنے نام کی فکر تھی۔ غرض ہماری اس بے لوث خدمت کے نتیجہ میں رسالہ بند نہیں ہوا۔ اور اس کے شمارے آنے لگے۔ ہم ہر شمارے میں اپنے مضمون کو تلاش کرتے لیکن مضمون دکھائی نہ دیتا۔ ہم ادب سے ہمیشہ کے لیے مایوس ہونے ہی والے تھے کہ ایک دن گھر پہنچے تو اس رسالہ کا ایک شمارہ آیا رکھا تھا۔ ہر شمارہ ہم دھڑکتے دل کے ساتھ کھولتے تھے لیکن ہم نے سوچا کہ ہر شمارہ کی آمد پر اپنے دل کا دھڑکا اور جذبات کو بھڑکانا مناسب نہیں ہے۔ لہذا ہم نے بڑے اطمینان کے ساتھ رسالے کے لفافہ کو پھاڑا۔ شمارہ کو کھولا تو ہماری نظر اپنے نام پر پڑی۔ جس دل کو ہم نے دھڑکنے سے منع کیا تھا اس نے اچانک دھڑکنا شروع کر دیا۔ اپنی بینائی پر یقین نہ آتا تھا کہ کیا واقعی ہم اپنا نام پڑھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لیے رسالہ کو اپنے سے الگ رکھا۔ اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کی پھر اچانک رسالہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر گھر سے باہر نکل گئے۔ گھر والوں نے پوچھا بھی کہ ابھی آئے ہو پھر کہاں چلے۔ ہم نے کہا "ہمارا انتظار نہ کرنا ہم اب ادب میں آچکے ہیں جو آدمی ادب میں آجاتا ہے اس کے لیے گھر کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔" ہم نے اور نہ جانے کیا کیا کہا۔ یہ ہمیں یاد نہیں۔ ہم گھر سے سیدھے بک اسٹال پر پہنچے۔ بک اسٹال کے مالک سے کہا اس شمارے کی جتنی کاپیاں اس کے پاس ہوں وہ ہمیں فروخت کر دے۔ بک اسٹال کے مالک نے ہمیں اردو کا رسالہ خریدتے دیکھا تو بولا "کیا بات ہے آج آپ اردو کا رسالہ خرید رہے ہیں۔ مجھے تو اردو کا مستقبل کافی تابناک نظر آنے لگا ہے۔"

ہم نے شرماتے ہوئے کہا "بات دراصل یہ نہیں ہے اس رسالہ کی اتنی ساری کاپیاں اس لیے خریدی جا رہی ہیں کہ اس میں میرا مضمون چھپا ہے۔"

بک اسٹال کے مالک نے ہمیں گھورتے ہوئے کہا —

"کیا کہا؟ آپ کا مضمون اس رسالہ میں چھپا ہے میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ مجھے تو اردو کا مستقبل خاصا تاریک دکھائی دینے لگا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے رسالہ کی دس کاپیاں ہمارے حوالے کر دیں۔

ہم ان کاپیوں کو لے کر سیدھے کافی ہاؤس پہنچے۔ اس مضمون کو دس بار پڑھا یعنی ہر کاپی نکال کر مضمون کا مطالعہ کیا کہ کہیں کسی کاپی میں ہمارا مضمون ادھورا نہ رہ گیا ہو۔ جب اطمینان ہو گیا کہ ہمارا مضمون رسالہ کی ہر کاپی میں موجود ہے تو ہم کافی ہاؤس میں اپنے کسی ملاقاتی کی آمد کا انتظار کرنے لگے کہ وہ آئے تو اسے نہ صرف خوشخبری سنائی جائے بلکہ مضمون بھی اس سے پڑھوایا جائے مگر ہماری بدقسمتی دیکھئے کہ اس دن کافی ہاؤس میں کوئی ملاقاتی نہیں آیا۔ چار و ناچار بیرے کو بلایا، اسے بخشش ٹپ دی۔ جب اس سے مضمون پڑھنے کو کہا تو پتہ چلا کہ زبان یار ترکی ہے۔ انجام کار اسے سامنے بٹھا کر مضمون سنایا۔ مضمون سننے کے دوران میں وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہمیں دیکھتا رہا۔ جب مضمون ختم ہوا تو اس نے کہا "حضور! آج آپ کی طبیعت خاصی ناساز ہے۔ کسی اچھے ڈاکٹر سے دکھائیے۔" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ ہم رسالہ کی کاپیوں کا بنڈل اٹھائے کافی ہاؤس سے باہر آ گئے۔ ایک دوست کے گھر پہنچے تو ہماری خوشی اور حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ اس وقت وہ اسی رسالہ کے مطالعہ میں مصروف تھا اور یہ کہ اس کے سامنے رسالے کے تازہ شمارہ کی چار پانچ کاپیاں پڑی تھیں۔ ہم نے دل ہی دل میں سوچا دوست ہو تو ایسا ہو۔ بڑی گرمجوشی سے ملا۔ ہمارے ہاتھ میں رسالہ کے تازہ شمارے کی کاپیوں کو دیکھ کر بولا "مجھے یقین تھا کہ تم اس شمارہ کی کاپیاں ضرور خریدو گے کیونکہ تم میرے عزیز ترین دوست جو ٹھہرے۔"

ہم نے کہا "اچھا یہ بتاؤ۔ تمہیں میرا مضمون کیسا لگا؟"

دوست نے کہا "کونسا مضمون؟ کیسا مضمون؟ کیا اس رسالہ میں تمہارا کوئی مضمون شائع ہوا ہے۔ مجھے تو اس کا پتہ ہی نہیں میں نے اس رسالہ کی کاپیاں اس لیے خریدی ہیں کہ اس میں میری پہلی غزل شائع ہوئی ہے۔ دیکھو صفحہ نمبر ۲۳۔"

ہم نے کہا "مجھے کیا معلوم کہ اس شمارہ میں تمہاری غزل شائع ہوئی ہے۔ میں نے تو اس رسالے کو اس لیے خریدا ہے کہ اس میں میرا پہلا مضمون شائع ہوا ہے۔ دیکھو صفحہ نمبر ۶۲۔"

ہمیں اچانک محسوس ہوا کہ ہم ایک صحیح دوست کے پاس غلط وقت میں پہنچے ہیں۔ لہذا رسالے کی کاپیاں اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ خیر بعد میں ہمیں کئی ناظرین ملے۔ دوستوں کو پکڑ پکڑ کر اپنا مضمون پڑھوایا۔ دوستوں کو اس مضمون کے مطالعہ کا معاوضہ خاطر تواضع کی صورت میں ادا کیا۔ ہمیں یاد ہے کہ دو مہینوں تک یہ رسالہ ہماری ذات کا حصہ بنا رہا۔ ہم اسے اپنی ذات سے جدا نہیں ہونے دیتے تھے۔ بیت الخلاء وہ واحد جگہ تھی جہاں ہم اسے نہیں لے جاتے تھے۔ ورنہ یہ خلوت اور جلوت دونوں میں ہمارے ساتھ رہتا تھا۔ جیسے ہی کوئی نیا دوست ملتا تو ہم رسالہ اس کے ہاتھ میں تھما کر کہتے "دیکھو صفحہ ۶۲۔" ہمارے گھر والوں کا کہنا تھا کہ ہم نیند میں بھی "دیکھو صفحہ ۶۲" کا ورد کرتے رہتے ہیں — دوست احباب جب اس شمارہ سے گھبرا کر ہم سے دور بھاگنے لگے تو ہم نے چار و ناچار دوسرا مضمون لکھا۔ اب دوسرے مضمون کا ذکر سن کر آپ کیا کریں گے۔

اب ہم ایک ایسے ادیب ہیں جس کے سینکڑوں مضامین نہ جانے کہاں کہاں چھپ چکے ہیں ہمیں ان رسالوں کے نام بھی یاد نہیں ہیں۔ اب ہم اردو کے رسالے نہیں خریدتے کیونکہ رسالوں کے مدیر ہمارے پاس اعزازی کاپیاں روانہ کرتے ہیں۔ ہمیں لمبے چوڑے خط لکھتے ہیں۔ مضامین لکھ کر ہم اردو کی جو بے لوث خدمت انجام دے رہے ہیں اس کی تعریف کرتے ہیں۔ ہماری تصویریں بڑی اہتمام سے اپنے رسالوں میں چھاپتے ہیں لیکن انھیں کیا معلوم کہ جب ہمارا پہلا مضمون چھپا تھا تو ہم پر کیا بیتی تھی۔ اس کی یاد آتی ہے تو اپنے آپ پر ہنسی آتی ہے۔ پورے پچیس برس بیت گئے لیکن پہلے مضمون کی سوندھی سوندھی یاد اب بھی ذہن میں محفوظ ہے۔ کبھی کبھی ہمیں یوں لگتا ہے جیسے ہم نے پہلے مضمون کے سوائے کچھ لکھا ہی نہیں۔ انگریزی کے ایک ادیب نے کہیں لکھا تھا "پچاس برس تک لگاتار لکھنے کے بعد ایک دن میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مجھے لکھنا بالکل نہیں آتا لیکن مشکل یہ تھی کہ اس وقت تک ایک ادیب کی حیثیت سے میں نے عالمگیر شہرت حاصل کر لی تھی۔" ہمارا بھی یہی حال ہے پچیس برس تک لکھنے کے بعد ہمارا بھی یہی تجربہ ہے لیکن کیا کریں ادیب کی حیثیت سے مشہور جو ہو گئے ہیں۔ اب لوگ ہم سے زبردستی لکھواتے ہیں۔ سچ پوچھئے تو ہم نے ایک ہی مضمون لکھا تھا اور وہ تھا ہمارا پہلا مضمون —

(پٹنہ سے نشر)

لطف الرحمٰن

سلگتے ریت کا صحرا نواح جاں میں نہ رکھو — یہ برف پوش مسافت رہ رواں میں نہ رکھو
بکھر گیا تو سمٹنا محال ہے میرا — تو اس یقیں سے مجھ کو مرے گماں میں نہ رکھو
نفی کا شور ہوں میری انا کا نوحہ سن — کوئی حجاب سخن آج درمیاں میں نہ رکھو
میں اک شکست صدا ہوں اثر میں نہیں — میں حرف حرف زباں مجھ کو داستاں میں نہ رکھو
کسے نصیب ہے تیرے فراق کا سورج — میں داغ داغ اجالا ہوں رائیگاں میں نہ رکھو
ترے قریب رہوں سایہ بدن کی طرح — تو اس جہاں میں نہ رکھو مجھ کو اس جہاں میں نہ رکھو
رہ عدم میں یہ نقشوں کی ہم رکابی کیا — نہ دے وہ درد مجھے جو مرے میاں میں نہ رکھو
خود اپنی ذات کو اپنا ہدف نہ لکھو ہر پل — ہوس کا تیر ہمیشہ رگ کماں میں نہ رکھو

(پٹنہ سے نشر)

کچھ دانتوں کے بارے میں

ماجد حسین صدیقی

کچھ دانتوں کے بارے میں کہنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے کہ ہر شخص کے منہ میں دانت ہوتے ہیں اور بٹ میں آنت یا ادب میں بھی دانتوں کا وہی کام ہے جو کسی غذا ے سلسلے میں دانتوں کا ہوتا ہے کہ دانت جتنے اچھے ہوں گے اور غذا ر جتنا کچھ دبا پائیں گے اتنی ہی وہ جز و بدن بنے گی۔ ادب کو بھی ر چبا کر کھایا جائے تو وہ بڑا کار آمد ہوتا ہے۔ لیکن اس ادبی چبانے کے لیے جو دانت ہوتے ہیں وہ ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہوتے ہیں بانے کے اور، اور کھانے کے اور۔ یہ دانت ذہن میں ہوتے ہیں ا یہ ذہین قاری الفاظ ہی کو چبانے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ سارا اسارا ادب چبا جاتا ہے۔ دانتوں کی اہمیت کا شعور شاعر کو مت زیادہ ہوتا ہے اور خاص کر ترنم سے پڑھنے والے شاعر ر کہ اگر اس کے منہ میں دانت نہ ہوں تو مضمون ہی بدل جائے را ندازہ کیجیے ایسے بزرگ ترین، ترنم گو شاعر کا جو کہ ہزاروں ے مجمع میں ڈائس پر کھڑے ہیں، مشاعرہ جاری ہے، مائیک کو نوں نے یوں تھام رکھا ہے جیسے وہ حضرت موسیٰ کا عصا ہو اور ردان کو حتی الامکان بس میں کرتے ہوتے اپنے پوپلے منہ میں ہوا برتے ہوئے اپنے عشقیہ غزل کے الفاظ کو منہ سے نکالتے ہیں۔ سنا کچھ چاہتے ہیں نکل کچھ رہا ہے۔ لہٰذا ہوتا کیا ہے؟ یہ آپ بخوبی نور کر سکتے ہیں کہ جب وہ ہوٹنگ کی نذر ہو کر واپس آتے ہیں۔ ریڈیو کے ایک ایسے ہی مشاعرے میں ایک پیر سال خوردہ اعر کو ہمیں بھی سننے کا موقعہ ملا جن کے صرف ایک مصرعہ پر ودا دینی ہوٹنگ ہوئی کہ وہ آگے پڑھ ہی نہ پاتے۔ اپنی باری وہ یوں گویا ہوتے تھے ؎

یہ ریڈیو کا تفرآق، یہ ریڈیو کا غسال
(یہ ریڈیو کا تفرقی، یہ ریڈیو کا کسال)

اسی مصرعے کو انہوں نے جب دوبارہ پڑھا اور اس پر دہ ے دیے گی کہ محافظان مشاعرہ کو اسی میں عافیت نظر آئی بزرگوار کو واپس اپنی جگہ پہنچا دیتے ———— خیر یہ تو عر حضرات کا تعلق دانتوں سے ہوا کہ دونوں ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں مگر اس کے علاوہ بھی دانتوں کا یہ سفر مان اور دانتوں کے بیچ بڑا لمبا ہے کہ شروع میں دودھ کے دانت ہوتے ہیں پھر عقل کی داڑھیں ہوتی ہیں اور پھر تو عقل کے ساتھ انسان کی دانت کاٹی دوستی ہو جاتی ہے جس میں دانتوں سے انسان اس قدر کام لیتا ہے کہ عقل کو بھی کاٹ ڈالتا ہے۔ اردو ادب میں کچھ محاورے دانتوں کی اہمیت کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں مثلاً یہی "دانت کاٹی دوستی" کہ سنا ہے کہ زمانۂ قدیم میں دوستی کی محبت اس حد تک ہوا کرتی تھی کہ دو دوست ایک ہی روٹی کو اپنے اپنے دانتوں سے کاٹ کاٹ کر کھایا کرتے تھے۔ آج کے دور میں دانت کاٹی دوستی دراصل "دانت کاٹی جیب دوستی" بن گئی ہے کہ دوستی کی بنیاد ایک ہی جیب دو دوستوں کے دانتوں سے کاٹنا رہ گیا ہے۔ بہرحال دانت ہر جگہ کام آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ ہر اچھی چیز پر دانت لگائے بیٹھے رہتے ہیں چاہے صرف دانت ہی دانت ان کے حصے میں آئیں ————! اس دنیا میں "دانت ماہر" بھی عجیب چیز ہوتے ہیں کہ بعض تو اتنے ماہر دانت ہوتے ہیں کہ مار دں گھٹنا پھوٹے آنکھ کے مصداق ان دانتوں کو اکھاڑ دیتے ہیں اور اپنی جڑیں مضبوطی سے تھامے ہوئے ہوتے ہیں اور جن دانتوں کو اکھاڑ پھینکنا ہوتا ہے انہیں اپنی جگہ پر محفوظ چھوڑ دیتے ہیں۔ دندان ساز حضرات کے پاس جانے والے حضرات اکثر جانے انجانے، دانتوں میں بھی مہمان پال لیتے ہیں جو کبھی کبھی عمر بھر کے "پیئنگ گیسٹ" بن کر رہتے ہیں اور ہرگز نہیں نکلتے ہیں ———— لیکن جو خوبصورت چہروں پر بے خوبصورت دانت ہوتے ہیں وہ اشتہار کے کام آتے ہیں اور دانتوں کے منجنوں کے کمپنیوں کو منافع بخشتے ہیں۔ ایسے چہرے صرف دانت دکھانے کے کام میں آتے ہیں گویا یہاں بات بے بات دانت دکھانا معیوب بات نہ ہوئی۔ اردو میں دانت میں "الف" ہوتا ہے تو ہندی میں اس کا "الف" اکھڑ جاتا ہے اور یہ "دنت" بن جاتا ہے اور فارسی میں دندناتا ہوا "دندان" ———— اگر "ٹوتھ پیسٹ دانت" خوبصورتی اور دلکشی میں اپنا جواب نہیں رکھتے ہیں تو بعض دانت اپنی خوفناکی کے لئے بھی مشہور ہیں، ایسے ہی شہرہ آفاقی دانت ہیں "ڈریکولا کے دانت" ———— بلکہ ڈریکولا کا واحد دانت! ———— اسے اندھیری رات میں دیکھ کر اگر آپ کی "دنت کٹی" بیٹھ جائے اور آپ کے دانت کٹکٹانے لگیں تو کوئی عجب بات نہیں ایسے موقعوں پر دانت بجنے بھی لگتے ہیں۔!

کبھی کبھی ہمدردی جتانے کے لئے بھی دانت بہت کام آتے ہیں۔ مثلاً آپ کسی کو بہت عرصے بعد دیکھیں یا ملیں اور اسے ضعیفی میں ڈانا منظور ہو تو بے ساختہ کہئے کہ "ارے میاں! تمہارے تو دانت ہی دانت دکھائی دے رہے ہیں کیا بات ہے؟" بس آپ کے اس ایک جملۂ ہمدردی کے بعد ذرا اس کی حالت ملاحظہ کیجیے کہ وہ اپنے آپ کو کس قدر ناتواں محسوس کر رہا ہوگا ———— کہتے کہ خوبصورت مسکراہٹ کا اثر بھی سامنے والے پر خوب پڑتا ہے اور اس مسکراہٹ کے بیچ اگر چھوٹے چھوٹے دانت بھی جھانک رہے ہوں تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ لیکن خوش اخلاقی کی مسکراہٹ اور ہنسوڑ ہنسنے میں بڑا فرق ہے۔ کہ ہنسوڑ آدمی دانتوں کی زیادہ نمائش سے "دنتوڑ" ہو جاتا ہے ————

ہماری تہذیب میں بزرگوں کے سامنے دانت نکال کر کھی کھی کھی کرنا اور بتیسی نکالنا بھی انتہائی معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن فی زمانہ یا تو ایسے بزرگ ناپید ہو گئے ہیں یا بزرگوں کے سامنے دانت نکالنے والی کھی کھی ناپید ہو گئی ہے کہ نہ تو وہ کھی کھی دکھائی دیتی ہے اور نہ بزرگ! ———— ہمارے ایک کرم فرما دوست ہیں جن کو خدا بھلا کرے، عین عالم شباب میں ہی کسی حادثے کی وجہ سے بتیسی نے جواب دے دیا۔ ایک دندان ساز کا سہارا لے کر انہوں نے پورے بتیس ۳۲ دانتوں کی بتیسی بنوائی اور اسے اپنے دہانے کے اندر فٹ کر دایا۔ اب وہ جو بولتے ہیں تو خود ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا بول رہے ہیں یعنی وہی مثال ہو گئی کہ پاؤں رکھتے ہیں کہیں اور کہیں پڑتے ہیں قدم! کئی ثقیل الفاظ ان کے جبڑے کی زبان سے پھسل کر دانتوں کے پلیٹ فارم میں اٹک جاتے اور وہ بڑی مشکل سے سامنے والے کو اپنے الفاظ کا مفہوم سمجھا پاتے۔ ایک دن جلد بازی میں منہ ہاتھ دھونے کے لئے اپنے دانت نکال کر رکھے تھے سو بھول گئے اور بغیر دانتوں کے اپنا پوپلا منہ لے کر باہر نکل آئے۔ بس پھر کیا تھا۔ وہ تھے اور محلے کے شریر بچے۔ وہ غدر مچا کر توبہ ہی بھلی!

"دانتوں کے محاوروں کا برجستہ استعمال ہمارے یہاں بہادری دکھانے اور دشمنی دکھانے میں بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً "ایسا گھونسہ ماروں گا کہ دانت باہر آجائیں ———! بتیسی توڑ دوں گا" وغیرہ وغیرہ اور شجاعت کا مظاہرہ یا دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے! حیرت میں آکر لوگ انگشت بدنداں بھی رہ جاتے ہیں اور دانتوں تلے انگلیاں دبا لیتے ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ دانتوں کا اور انسان کا اور ادب کا یہ تال میل بڑا ہی دلچسپ و عجیب ہے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ دانتوں کے بارے میں گفتگو کرتے کرتے کہیں میں اس فلسفے کا "دلنتے" نہ سمجھا جانے لگوں اس لئے ؎

اے زباں تو بند ہو جا دانت کے جنگلے تلے

(بھوپال سے نشر)

ماجد حسین صدیقی
تلسی نگر (۲۵۰۰ اکوارٹرز) بھوپال ۴۶۲۰۰۳

کبڈّی۔ ایک مقبول کھیل

سید ریاست علی

ہندوستان کے مشہور ترین کھیلوں میں کبڈی کا شمار ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف بڑے بڑے شہروں، چھوٹے چھوٹے دیہاتوں بلکہ قصبوں میں بھی کھیلی جاتی ہے۔ کبڈی نہ صرف ایک کھیل ہے بلکہ اس کی حیثیت ایک مکمل ورزش کی بھی ہے۔ ایک طرف تو یہ کھیل بھی ہوتا رہتا ہے اور دوسری طرف جسم کے تمام اعضاء و جوارح متحرک رہتے ہیں۔ سانس کے چلنے اور ہاتھ پیروں کی حرکتوں سے پورا جسم کام کرتا رہتا ہے اسی لیے کبڈی کو کھیل کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزش کا درجہ بھی حاصل ہے۔

کبڈی کو ایک کھیل کی حیثیت کب حاصل ہوئی اس کا پتہ لگانا بہت مشکل ہے اس بارے میں تاریخی حوالے بھی خاموش ہیں۔ لیکن یہ ثبوت ضرور ملتے ہیں کہ ہندوستان میں قدیم دور سے کبڈی کھیلنے کا طریقہ رائج تھا۔ قدیم دور میں کبڈی کھیلنے کے لیے آج کی طرح کے طریقے نہیں اختیار کیے جاتے تھے اور نہ ہی موجودہ طریقہ کے میدان اور کھلاڑیوں کی تعداد کا خیال رکھا جاتا تھا بلکہ یہ ایک ایسا طریقہ تھا جس سے جانوروں کے حملے سے بچنے اور ان کو شکار کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

تاریخ کے پس منظر میں ایسے کئی حوالے ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جسے آج ہم کبڈی کہتے ہیں وہ پرانے زمانوں میں کئی ناموں سے یاد کی جاتی تھی۔ ہندوستان کے مختلف مقامات پر اس کھیل کے نام مختلف تھے۔ مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر میں یہ کھیل "ہو-تو-تو" کہلاتا تھا۔ مدراس میں اسے "چوڈو گڈو" کہا جاتا تھا۔ تامل ناڈو اور گجرات میں اسے "ونج کلی" اور "ہاڈو-ڈو-ڈو" کا نام کیرالا اور بنگال میں دیا گیا ہے۔ اور نارتھ انڈیا میں "کبڈی"۔ کالاکٹ کیرل "ونڈی"۔ کاٹھیاواڑ و کچھ "مانڈی-مانڈی" پنجاب کے اطراف "جابر گنگا" اور "سورچی کچی"۔

اس طرح مختلف علاقوں میں مختلف ناموں سے کھیلے جانے والا یہ کھیل آج کے دور میں کبڈی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور سارے ہندوستان میں اسی نام سے مقبول ہے۔

ہندوستان میں اس کھیل کی ابتدا اور اس کی پہلی حالت کے بارے میں جب ہم تحقیق کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانہ میں جبکہ انسان جنگلوں میں زندگی گزارتا تھا اور مختلف گروہوں کی شکل میں رہتا تھا، اپنی غذا کی تلاش میں وہ جانوروں پر گروہوں کی شکل میں حملہ کرتا تھا تاکہ منظم حملہ سے جانور بھی فوت ہو جائے اور جانور کے حملے کی صورت میں اس سے بھرپور مقابلہ بھی کیا جا سکے اس طرح جانور پر منظم حملے اور بچاؤ کی تدبیر کیے جو طریقہ اختیار کیے جاتے رہے وہ رفتہ رفتہ ترقی پاتے ہوئے ایک منظم شکل اختیار کر گئے۔ اور اب یہ طریقے جانوروں پر حملہ اور بچاؤ کے لیے نہیں بلکہ جسمانی قوت کو آزمانے کے لیے استعمال ہونے لگے۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جانے لگی کہ ایک آدمی ایک ہی وقت میں کئی آدمیوں کے حملے سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ ایسے کئی آدمیوں سے بچنے کی ترکیب اور طریقے آج کے دور میں "کبڈی" میں استعمال کیے جاتے ہیں اور کھیل کا رشتہ پرانے دور کے جنگل میں رہنے والے انسانوں کے حملہ آوری کے طریقوں سے جڑا ہوا ہے۔ ہندوستان میں اس کھیل کو تین مختلف اقسام سے کھیلا جاتا تھا جنھیں (۱) سرجیونی (۲) گیمنی (۳) اور امر کا نام دیا جاتا ہے۔

(۱) سرجیونی ایک ایسی قسم کی کبڈی کا کھیل ہے جسے کبڈی فیڈریشن آف انڈیا کے قوانین کے مطابق کھیلا جاتا ہے اور جو آجکل کھیلے جانے والے کبڈی کھیل کی نمائندگی کرتا ہے۔

(۲) کبڈی کی دوسری قسم ہے "گیمنی" اس کھیل میں ایک بار آؤٹ ہونے والا کھلاڑی پوری ٹیم کے آؤٹ ہونے تک دوبارہ کھیل کے میدان میں نہیں آسکتا جب پوری ٹیم پر "لونا" نہ ہو جائے اس کھیل کو ۱۲ منٹ کے حساب سے تین راؤنڈ میں کھیلتے ہیں۔

(۳) امر کبڈی میں جو کھلاڑی آؤٹ ہو گیا وہ کھیل کے میدان سے باہر نہیں جاتا بلکہ صرف آؤٹ ہونے کا نمبر نوٹ کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کھیل میں "لونا" کبھی بھی نہیں پاتا اور یہ کھیل ۲۰/۳۰ منٹ کے وقت سے کھیلا جاتا ہے۔ اس طریقہ کھیل کو ۱۹۲۱ء میں ستارہ، ہندو یہ جمخانہ، بڑودہ، دکن جمخانہ اور پونا میں کھیلے گئے۔ شروع میں اس کھیل کے قانون مرتب نہیں تھے۔ اس لیے بمبئی، ناگپور، امراوتی، ناسک میں یہ کھیل وہاں کے قوانین سے کھیلا جاتا تھا۔

شمالی ہند، پنجاب، ہریانہ، اترپردیش اور دہلی میں یہ کھیل ایک سرکل بنا کر کھیلا جاتا ہے اس لیے اس کھیل کو سرکل کبڈی کہتے ہیں۔ ایک اور کبڈی کا کھیل ہے جو بغیر حدود کے کھیلا جاتا ہے اس میں اچھی خاصی دو کھلاڑیوں میں جھٹاپٹ ہوتی ہے جس طرح دو پہلوان اکھاڑے میں کھیلتے ہیں اس کھیل کو "گونگی کبڈی" کہتے ہیں۔

۱۹۲۱ء میں ایک آل مہاراشٹر شاریرک شکشن کی جانب سے کانفرنس کی گئی اور اس میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے اس کھیل کے قانون مرتب کیے۔ اس کمیٹی نے اس قانون کا نفاذ ۱۹۳۱ء میں ضلع ناسک میں ہونے والے ٹورنامنٹ میں کیا اور ان ہی مرتب کردہ قوانین سے کھیلا گیا۔ ۱۹۳۴ء میں ہی ان قوانین کو کتابی شکل دی گئی جبکہ یہ نشست اکولہ میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۳۸ء میں ان قوانین میں کئی تبدیلیاں کی گئیں۔ ۱۹۳۸ء میں انڈین اولمپک ایسوسی ایشن نے اس کھیل کو منظوری دیدی اور ۱۹۴۴ء میں اسکے قانونی درجہ کو بھی تسلیم کرلیا۔ ۱۹۵۰ء میں کبڈی فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۵۷ء میں پہلا کبڈی فیڈریشن آف انڈیا چیمپئن شپ ناگپور میں منعقد کیا گیا اور پھر یہاں بھی کھیل اور وقت کے لحاظ سے قانون میں ترمیم کی گئی۔

۱۹۶۱ء میں انٹر یونیورسٹی اسپورٹس نے کبڈی کے کھیل کو شامل کیا اور پہلا انٹر یونیورسٹی ٹورنامنٹ ناگپور یونیورسٹی نے منعقد کیا۔ ۱۹۶۲ء میں آل انڈیا اسکول گیمس فیڈریشن نے لڑکوں کے لیے یہ کھیل شامل کیا اور ۱۹۷۵ء میں لڑکیوں کے لیے یہ کھیل شروع کیا گیا۔ اس طرح سے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسپورٹس پٹیالہ نے بھی اپنی ٹریننگ کورس میں شامل کیا۔

۱۹۷۲ء میں کبڈی فیڈریشن کے نام میں کچھ اضافہ کیا گیا اور پھر یہ نام امیچور کبڈی فیڈریشن آف انڈیا کی حیثیت حاصل کرلیا اور اب یہ فیڈریشن تمام ملک میں کبڈی کے کھیل کو ترقی دے رہا ہے۔

اس کھیل سے کھلاڑی میں ہنرمندی، طاقت، پھرتی، توجہ میں خود بخود اضافہ ہوتا ہے اور اس کھیل سے تین طرح کے فائدے ہوتے ہیں:-

(۱) سامنے والے کھلاڑی کو آؤٹ کرنا۔
(۲) اپنی ٹیم کا ایک کھلاڑی اٹھانا۔
(۳) اپنی ہی ٹیم کے لیے ایک پوائنٹ حاصل کرنا۔

اس لیے کبڈی میں کھلاڑی اپنا بچاؤ کرتے ہوئے سامنے والی ٹیم کے کھلاڑی پر جھپٹ کرتا ہے۔ ہندوستان کی مٹی سے ایجاد ہونے والے اس کھیل کو ۱۹۳۶ء کے برلن میں ہوئے اولمپک کھیلوں کے وقت امراوتی کی ہنومان ویایام شالا کے کھلاڑیوں نے نمائش کے طور پر پیش کیا وہاں اس کھیل کی کافی شہرت ہوئی اور اس کھیل کو دیکھنے کے لیے ایک لاکھ تماشائی موجود تھے۔ اسی طرح سے دہلی کے ایشین گیمز میں کبڈی کے کھیل کو دیگر ممالک کے کھلاڑیوں اور عوام کے سامنے بطور نمائش کھیل پیش کیا گیا۔ اور یہیں ایشین کبڈی فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا، جس کے ارکان ہیں پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال، ہندوستان

اور سری لنکا ۔

کبڈی کا میدان بنانے کے لیے مٹی، گوبر، اور لکڑی کا برادہ (بھوسا) استعمال کیا جاتا ہے۔ تب ہی یہ میدان نرم سطح کا ہوتا ہے کہ کھلاڑی کو گرنے پر کہیں بھی چوٹ نہ آئے۔ کبڈی کا یہ میدان مردوں کے لیے ۱۲٫۵ میٹر لمبا اور ۱۰ میٹر چوڑا ہوتا ہے اور جونیرس اور لیڈیز کے لیے اس میدان کی لمبائی ۱۱ گیارہ میٹر اور چوڑائی ۸ میٹر ہوتی ہے۔ میدان کے پیچھے نشستیں بنائی جاتی ہیں جس میں آؤٹ ہونے والے کھلاڑی بیٹھتے ہیں۔

میدان کے چاروں طرف جو لائن ایک دوسرے کو منقطع کرتی ہے میدان کی باؤنڈری لائن کہلاتی ہے۔ میدان کے دونوں بازوؤں سے ایک میٹر کی پٹی کھینچی جاتی ہے اس کو لابی کہتے ہیں۔ ۱۲٫۵۰ میٹر لمبے اور دس میٹر چوڑے میدان کو دو برابر حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس لائن کو مڈلائن کہتے ہیں اس طرح آمنے سامنے کھلاڑیوں کے لیے دو کورٹ بن جاتے ہیں ان کورٹ میں اور بھی ایک لائن مارک کی جاتی ہے جو بالک لائن کہلاتی ہے یہ مڈلائن سے مردوں کے لیے ۳٫۲۵ میٹر پر ہوتی ہے اور جونیرس اور لیڈیز کے لیے ۲٫۷۵ میٹر پر ہوتی ہے۔ جو کھلاڑی اپنے میدان سے کبڈی کا دم بھرتے ہوئے جاتا ہے CAUL کہتے ہیں اور اس کھلاڑی کو RAIDER کہا جاتا ہے۔ اور مخالفین کو ANTI RAIDER کہتے ہیں اور اپنا بچاؤ RAIDER سے کرتے ہیں۔ اس کھیل کو دلچسپ اور تیز کرنے کے لیے حال ہی میں بونس لائن لگائی گئی ہے جو بالک لائن سے ایک میٹر فاصلہ پر ہوتی ہے اس کی وجہ سے یہ کھیل برق رفتار اور دلچسپ ہو گیا ہے۔

کبڈی کی ٹیم میں ۱۲ کھلاڑی ہوتے ہیں، ان میں سے ۷ کھلاڑی میدان میں کھیلنے کے لیے جاتے ہیں بقیہ ۵ کھلاڑی ریزرو کھلاڑی ہوتے ہیں اس کھیل کے لیے ۲۰ منٹ، ۲۰ منٹ کا وقت درکار ہوتا ہے اور پہلے کھیل کے ۲۰ منٹ کے بعد ۵ منٹ کا وقفہ ہوتا ہے۔

جس وقت کھیل شروع کیا جاتا ہے ایک ٹیم کے کھلاڑی مڈلائن سے کبڈی کبڈی کہتے ہوئے سامنے والی ٹیم کے میدان میں داخل ہوتا ہے اور ان کو چھونے کی کوشش کرتا ہے یا وہ کسی کو ہاتھ یا پاؤں سے چھولے وہ کھلاڑی آؤٹ قرار دیا جاتا ہے۔ اور کبڈی کبڈی کہتا ہوا کھلاڑی پکڑا جائے اور وہ مڈ لائن کو چھو نہ سکے اور اس کا دم ٹوٹ جائے تو آؤٹ قرار دیتے ہیں۔ اس طرح آؤٹ ہونے پر ٹیم کو ایک پوائنٹ حاصل ہوتا ہے۔ اور ٹیم کا کھلاڑی جو بیٹھا ہوا ہو دوبارہ میدان میں آ جاتا ہے۔ اگر ایک ٹیم کے پورے کھلاڑی ہو جائیں تو سامنے والی ٹیم کو لونا مل جاتا ہے۔

۱۹۷۸ء میں نیشنل کبڈی چیمپئن شپ بھیلائی میں منعقد کیا گیا تھا اس چیمپئن شپ میں تمام ایشیائی ممالک کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اس کھیل کی ہنرمندی رفتار اور طریقہ کار سے واقف ہوں اور ایشین کبڈی فیڈریشن کو مضبوط کریں۔

ہندوستان کے علاوہ کبڈی کا کھیل انڈونیشیا، ملائیشیا، جاپان، تھائی لینڈ میں شہرت پا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ایشین کبڈی فیڈریشن نے تمام دنیا میں نمائشی کھیل دکھا کر اس کھیل کو شہرت دی ہے اور امکان ہے کہ مستقبل قریب میں یہ کھیل عالمی سطح پر مقبولیت حاصل کر لے اور اس کا شمار عالمی کھیلوں میں کیا جانے لگے۔ (اورنگ آباد سے نشر)

شکر کے بغیر مٹھاس

سید مرتضیٰ علی

آج کی نئی تہذیب کا قدیم ترین مرض ذیابیطس ہے۔ ۱۶۷۹ء میں ڈاکٹر ٹامس رولس نے بادشاہ چارلس دوئم کو تحریر کیا تھا کہ اس مرض میں مبتلا لوگ جتنا رقیق پیتے ہیں اس سے زیادہ پیشاب کرتے ہیں اور ان کا پیشاب حیرت انگیز طور پر میٹھا ہوتا ہوتا ہے گویا کہ اس میں شہد یا شکر کی آمیزش کر دی گئی ہو۔ آج صورت حال یہ ہے کہ شہری آبادی کا ایک بڑا حصہ اس موذی مرض کا شکار ہے۔ ہم جو کھاتے ہیں اس میں کاربوہائیڈریٹ یعنی شکر اور آٹے جیسی اشیاء کی بہتات ہوتی ہے۔ ہاضمہ کے بعد یہ غذا خون میں شامل ہو کر خون کے ساتھ گردش کرتی ہے تو جگر کے پاس موجود آئی لیٹ آف لنگرہنس شکر کو جذب کر لیتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگوں میں یہ شکر گردوں میں چھن کر پیشاب کے ساتھ باہر نکلنے لگتی ہے ایسے لوگ اگر شکر استعمال کرتے رہیں تو خون میں شکر کا توازن بگڑ جاتا ہے اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو ڈاکٹر بلا شکر والی غذا استعمال کرنے کا مشورہ دیتے ہیں چونکہ پیدائش کے وقت سے ہی مٹھاس ہماری غذا میں شامل ہوتی ہے اس لیے بغیر شکر والی غذا کا تصور ہی ہولناک معلوم ہوتا ہے۔ اس نفسیاتی پیچیدگی اور انسان کی مٹھاس پسندی کے پیش نظر ایسے مرکبات استعمال ہونے لگے ہیں جو مٹھاس تو دیتے ہیں لیکن اس میں حرارت نہیں ہوتی یا دوسرے لفظوں میں خون میں شکر کی مقدار نہیں بڑھاتے۔ ایسے مرکبات میں چند مرکبات مثلاً فرکٹوز، ساربیٹال، زائی لٹال میں تو غذائی توانائی موجود ہوتی ہے اور اسی لیے ذیابیطس کے مریضوں کو ان کی مقدار سوچ سمجھ کر دی جاتی ہے لیکن سکرین، سائیکلے میٹ اور ایسپارٹیم صرف میٹھے ہونے کی بنا پر ذیابیطس کے مریضوں کے لیے ایک نعمت ہیں۔ آئیے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں الگ الگ بات کریں :۔

فرکٹوز (FRUCTOSC) یہ ایک ایسا مانوسیکرائڈ ہے جو بہت سی سبزیوں اور پھلوں میں ملتا ہے یہ شکر کے مقابلہ ڈیڑھ گنا میٹھا ہے لیکن بارہ کلوری حرارت دیتا ہے۔

ساربیٹال (SORPITOL) گلوکوز پر ہائیڈروجن گزار کر بھی حاصل کیا جاتا ہے اور پھلوں میں بھی دستیاب ہے۔ شکر کے مقابلہ آدھا میٹھا ہوتا ہے اور چھتیس کلوری حرارت دیتا ہے۔

زائی لٹال (XYLITOL) بہت سے پھلوں مثلاً آلوچہ چیری وغیرہ میں ہوتا ہے۔ شکر کی بہ نسبت آدھا میٹھا ہے لیکن ایک چمچ اٹھارہ کلوری حرارت دیتا ہے۔ دست آور خصوصیات کا حامل ہے۔

یہ مرکبات عام طور سے ذیابیطس کے مریضوں کو استعمال نہیں کرائے جاتے ہیں۔

سائیکلے میٹ یہ ایک حیاتیاتی یعنی ORGANIC مرکب ہے اور سفید سفوف کی شکل میں دستیاب ہوتا ہے۔ شکر کے مقابلہ تیس گنا میٹھا ہوتا ہے اس میں کلوریائی حرارت بالکل نہیں ہوتی۔ استعمال کے بعد زبان پر ہلکا سا تلخ ذائقہ چھوڑ جاتا ہے۔ امریکہ اور ہندوستان میں اب اس کے استعمال پر پابندی ہے۔ کیونکہ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ یہ چوہوں کے مثانہ میں کینسر پیدا کرتا ہے حالانکہ ان تجربات کی تصدیق دوسرے تجربات سے نہیں ہو سکی۔

سکرین یہ نہایت مقبول شیریں مرکب ہے۔ اس میں شکر کی بہ نسبت تین سو گنا زائد مٹھاس ہوتی ہے۔ سکرین میں کلوریائی حرارت نہیں ہوتی۔ کینیڈا میں چند تجربات کے نتائج سے جانوروں میں کینسر پیدا ہونا معلوم ہوا ہے۔ لیکن انسانوں میں ابھی تک کوئی ایک بھی معاملہ سامنے نہیں آیا۔ بنا کلوری والی مٹھائیوں، سافٹ ڈرنکس وغیرہ میں خوب استعمال ہوتا ہے۔

ایسپرٹیم یہ مکمل طور پر مصنوعی مرکب ہے اور پروٹین سے بنایا جاتا ہے اس لیے یہ دوسرے ممالک میں NUTRA SWEET کے نام سے بکتا ہے۔ اس کے ایک چمچ میں دو کلوری حرارت ہوتی ہے اور چائے، کافی، مٹھائی وغیرہ میں محفوظ طریقہ پر استعمال ہوتا ہے۔ ایسپرٹیم ذیابیطس کے مریضوں کے لیے نہایت عمدہ بے حرارتی مٹھاس ہے۔

ان کیمیاوی مرکبات نے ذیابیطس اور فالتو چربی کے مریضوں کی روکھی پھیکی زندگی میں مٹھاس بھر دی ہے۔

(رام پور سے نشر)

سید مرتضیٰ علی زینہ عنایت خاں۔ رامپور (یوپی)

الٹی ہوگئیں سب تدبیریں

شمیم حنفی

(ابتدائی موسیقی۔ نشاطیہ اور مضحکہ خیز — فیڈ آؤٹ کے ساتھ ہی کتوں کے بھونکنے کی آواز — تانگے کے پہیوں کی چرمراہٹ۔ گھوڑے کی ٹاپیں اور گھونگھرو کی جھنکاریں)

(اچانک ڈھیر بچے ایک ساتھ رونے لگتے ہیں)

مرزا صاحب: (بگڑ کر) چپ! چپ! میں کہتا ہوں چپ ہو جاؤ۔

(بچے اور زور سے رونے لگتے ہیں)

مرزا: (زچ ہو کر) لاحول ولا قوۃ۔ میں کہتا ہوں بند کرو یہ ملہار۔ یہ کون سا وقت ہے راگ الاپنے کا۔

(رونے کی آواز تیز تر ہو جاتی ہے)

مرزا: (چیخ کر) چپ۔ چپ ہو جاؤ بدبختو! نہیں تو سارا محلہ جاگ جائے گا۔

شکیلہ بیگم: توبہ ہے۔ تم اس طرح چپ کراؤ گے تو منا اور منی کاہے کو چپ ہوں گے۔ بھلا یہ بھی کوئی طریقہ ہے روتے بچوں کو چپ کرانے کا۔ میں کہتی ہوں، منے او منے چپ ہو جاؤ بیٹے — او عالیہ! ذرا منی کو سنبھالے رکھو۔ دیکھو تو کیسی بے حال ہو رہی ہے۔

عالیہ: (چپ کرانے کے لیے چمکارتی ہے) چہ چہ چہ چہ۔ چہ چہ چہ چہ۔ چہ چہ چہ .....

(منی روتی ہے۔ ننھی سی سسکیاں)

(گھوڑا ہنہناتا ہے)

مرزا: مگر بھی تو اس اللہ کے بندے نے کہاں لے رکھا ہے؟ پورے تیس منٹ ہو چکے بس اڈے سے چلے ہوئے۔

شکیلہ: (چمک کر) میں نہ کہتی تھی کہ اللہ کا نام لے کر چپ چاپ گھر میں بیٹھو۔ مگر تمہیں تو رٹ لگی ہوئی تھی۔ بچوں کے امتحان ختم ہو چکے تھے تو کیا ہوا۔ چین سے اپنے گھر میں رہتے۔

مرزا: جی ہاں! بڑا چین تھا گھر میں! صبح سے شام تک نمک دال کا چکر۔ یہ لاؤ۔ وہ لاؤ۔ اسے نزلہ ہے۔ اسے زکام ہے۔ میں نے سوچا کچھ دن تو بے فکری سے گزر جائیں۔

شکیلہ: کیا کہنے ہیں اس بے فکری کے۔ لو، دھوپ میں دن بھر جھلستے رہے۔ صبح کے نکلے ہوئے ہیں گھر سے۔ پورے سوا سو روپیہ کرایہ پر اٹھ گئے۔ خدا کی پناہ۔ کس قیامت کا سفر تھا۔ بس کا انجن وہ تو کہو کہ خدا خدا کر کے گھنٹے بھر میں درست ہو گیا۔ نہیں تو ابھی بھٹک رہے ہوتے۔ لعنت ہے ایسے سفر پر۔

مرزا: تو گویا کہ میں نے ہاتھ جوڑے تھے! بنتی کی تھی تمہاری!! پاؤں پڑے تھے!!! ارے میں نے تو سوچ سمجھ کر رائے دی تھی۔ کچھ روز تمہارے دولہا بھائی کے یہاں مہمانی کر لی جائے۔ تم کہدیتیں کہ نہیں۔

شکیلہ: تو کیا میں نے روکا تھا۔

مرزا: (جھنجھلا کر) جی ہاں روکا تھا۔ مگر یہ نہ سوچا کہ پچھلے سال تمہاری آپا جان نے گرمیوں کے دو مہینے غریب خانے پر مع پانچ عدد بال بچوں کے ٹھاٹ سے گزارے تھے۔ ناشتے میں انڈے، پراٹھے، سوجی کا حلوہ، صبح و شام دونوں وقت کے کھانے پر کباب، قورمہ، مرغن ہفتے میں کم سے کم ایک روز پلاؤ اور فیرنی، کھاٹ کھڑی کر دی ہماری۔ لالہ کا حساب اس مہینے دوگنا ہو گیا۔ اوپر سے اس کا قرض۔

شکیلہ: غضب خدا کا۔ چار روز کسی کو دو نوالے کھلا دیئے تو اب اس کا حساب نکال رہے ہیں۔

مرزا: میں کہتا ہوں اے نیک بخت۔ آخر اس میں برائی کیا ہے۔ کیا حرج ہے بھلا۔ بس تمہاری آپا جان ہی کو مہمانی کا حق ہے۔ ہمیں نہیں ہے حق اس بات کا کھلایا ہے تو کھائیں گے بھی۔

شکیلہ: دو سیر کے جلوے مانڈے پر میری رال نہیں ٹپکتی میں تو پتلی روکھی سوکھی میں خوش رہتی ہوں۔ خدا کی پناہ آٹھ آٹھ نفر کا قافلہ وہاں پہنچے گا تو کیسا لگے گا؟

مرزا: اور وہ جو سات بیٹے ہمارے سر پر قہر بن کر ٹوٹے تھے۔

شکیلہ: تو اس کا بدلہ لے رہے ہو؟ بہنا؟

مرزا: ہاں ہاں بدلہ لے رہا ہوں، کیوں نہ لوں۔ اب بات آگے نہ بڑھاؤ۔ خدا کی قسم پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔ انتڑیاں قل ہو اللہ پڑھ رہی ہیں۔

شکیلہ: خدا کے لیے دولہا بھائی کے گھر پہنچ کر یہ نہ کہدینا۔ مجھے پتہ ہے کہ وہ لوگ مغرب بعد ہی کھاپی کر لیٹ جاتے ہیں۔

(گھوڑے کی ہنہناہٹ)

مرزا: تو کیا وہاں پہنچ کر بھی بھوکے رہیں گے؟

شکیلہ: میں تو کہدوں گی کہ راستے میں کھاپی چکے ہیں۔ اب تو صبح کو دیکھا جائے۔

مرزا: ہم میں تو صاف کہدوں گا کہ مجھے کھانا چاہیئے۔

(منا رونے لگتا ہے)

مرزا: چپ، چپ!

شکیلہ عزیب کو بھوک لگی ہوگی۔ ڈانٹ کیوں رہے ہو؟

مرزا: اور مجھ غریب کو بھوک نہیں لگی ہے کیا؟ اے میاں تانگے والے۔ دیکھو تو۔ وہ نیم کا پیڑ آیا کہ نہیں۔ بس اس کے آگے والا مکان ہے۔

(منا روتا ہے۔ تانگہ ٹھہر جاتا ہے — سب کے سب نیچے اترتے ہیں)

مرزا: اچھی طرح دیکھ لو! سب ہیں نا: منا، منی، عالیہ، نازیہ، کلیم، علیم۔

شکیلہ: توبہ ہے۔ تم تو لگتا ہے حاضری لے رہے ہو۔ میں اسباب اتروا تی ہوں۔ تم ذرا زنجیر کھٹکھٹاؤ۔

(مرزا صاحب دروازے کی طرف بڑھتے ہیں)

مرزا: (دور سے) ز زنجیر — ز زنجیر — بب بیگم — ارے بیگم۔

شکیلہ: (جھنجھلا کر) کیوں گلا پھاڑ رہے ہو۔ آتے ہیں۔ آتے ہیں۔

مرزا: یہاں تو قفل پڑا ہوا ہے۔

شکیلہ: کک کیا؟ ق قفل۔ ایں؟

(منا رونے لگتا ہے۔ کتے بھونکتے ہیں۔ مضحکہ خیز موسیقی کی ایک لہر)

(فیڈ آؤٹ)

(فیڈ ان)

(ملے جلے قدموں کی چاپ قریب آتی ہوئی)

شکیلہ: یا خدا۔ کمر تختہ ہو گئی۔ گھنٹے بھر سے دروازے پر بیٹھے ہیں۔

مرزا: (دھیرے سے) ذرا آہستہ بولو۔ شاید کوئی اور ہے۔

شکیلہ: (دھیرے سے) اور کون ہوگا؟ کیا میں گن نہیں سکتی ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات — کل سات نفر ہیں۔ وہی لوگ ہیں۔ آپا جان کا خاندان۔

(قدموں کی چاپ اور قریب آتی ہے)

مرزا: (گھبرا کر) کک — کون — کون صاحب ہیں؟

رحمن صاحب: خاکسار کو رحمن علی خاں کہتے ہیں معاف

سمجھئے گا۔ حکیم نبی بخش کا دولت کدہ یہی ہے نا ہمیں ہم غلط تو نہیں آگئے۔

شکیلہ: (آہ بھر کر) یا اللہ!

مرزا: (جلدی سے) جی جی ہاں! میرے ہم زلف ہیں حکیم نبی بخش صاحب۔ یہی مکان ہے۔۔۔ لل۔ لیکن آپ؟

رحمٰن: میں ان کا پرانا دوست ہوں۔۔۔ مگر۔ آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔

مرزا: (جھنجھلا کر) تو کیا قفل توڑ دوں۔ نقب لگاؤں۔ دیوار پھاند جاؤں۔

رحمٰن: (گھبرا کر) قفل؟ تو آپ کا مطلب ہے قفل۔ یعنی کہ تالا؟

مرزا: جی ہاں! تالا پڑا ہوا ہے۔ لل لیکن آپ؟

رحمٰن: (دھیرے سے) مرگئے (مرزا صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے) حضرت! آپ کچھ بتا سکتے ہیں کہ حکیم صاحب کب تک واپس آئیں گے؟

مرزا: ہم کیا پتہ۔ میں تو خود نووارد ہوں۔ مگر۔ آپ، آپ لوگ۔۔۔

رحمٰن: (جلدی سے) یہ میری اہلیہ ہیں حسنیٰ بیگم اور یہ میرا بڑا بیٹا ہے سہیل۔ بارہویں میں پڑھتا ہے۔ ماشاء اللہ بہت ذہین ہے۔ اول نمبر سے پاس ہوا تھا دسویں میں۔۔۔ اور یہ دوسرا بیٹا طفیل۔ اب کے نویں جماعت میں گیا ہے۔ کھلنڈرا ہے ذرا۔ میں کہتا ہوں کھیل کود سے زیادہ کام پڑھائی آئے گی۔ لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔ اور یہ تیسرا بیٹا۔ وکیل۔ خدا نے چاہا تو بیرسٹر بنے گا۔۔۔ بڑا قانونی مزاج پایا ہے اس نے۔ اور یہ۔۔۔

مرزا: (غصہ دبانے کی کوشش کرتے ہوئے) اُفوہ! آپ تو اپنے خاندان کی تاریخ بیان کرنے لگے۔۔۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ۔۔۔

رحمٰن: (جلدی سے) میں ضلع ہردوئی میں پیشکار ہوں۔ خدا کا دیا سب کچھ ہے گھر میں۔ زمین جائداد، آموں کا باغ۔ ابھی پچھلے برس آموں کی فصل۔۔۔

مرزا: (بات کاٹ کر) خدا کی پناہ۔ آپ پھر وہی تاریخ بیان کرنے لگے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس وقت آپ سب یہاں کیسے تشریف لائے۔ اس زحمت کا سبب۔۔۔

رحمٰن: ارے جناب زحمت کیا۔ اپنوں سے تکلف کیسا۔ حکیم صاحب کا قدیمی نیاز مند ہوں۔ گرمی کی تعطیلات تھیں۔ سوچا بچوں کو ذرا لکھنؤ کی سیر کرا دوں۔ اس شہر میں جب بھی آنا ہوتا ہے حکیم صاحب کی میزبانی کا لطف اٹھاتا ہوں۔ بڑے وضعدار بزرگ ہیں۔ بچپن کے دوست ہیں۔ کہیں اور جانے نہیں دیتے۔ مگر اس وقت یہ قفل۔۔۔

مرزا: (طنزاً) جی ہاں۔ اس وقت تو قفل پڑا ہوا ہے لیکن

قسمت پر یہ گھنٹہ بھر سے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ دن بھر کا سفر۔ اس پر یہ انتظار کی مصیبت۔

رحمٰن: تو کیا آپ لوگ بھی باہر سے تشریف لائے ہیں۔

مرزا: جی ہاں! خاکسار کا وطن فیض آباد ہے۔

رحمٰن: سبحان اللہ! کیا کہنے ہیں فیض آباد کے۔ وہاں کے امرودوں کا جواب نہیں۔ اور صاحب چوک کے بازار میں عیدو حلوائی کی دکان ابھی وہاں ہے تا! اسکے یہاں کیا نفیس بالائی ملتی ہے۔ اب بھی ملتی ہوگی۔ کیوں؟

مرزا: (طنزاً) جی ہاں ملتی ہے۔ کبھی فیض آباد تشریف لایئے تو کھلا دیجئے گا۔ لیکن اس وقت تو یہ قفل۔

رحمٰن: کیا قیامت ہے۔ ہمیں تو اسٹیشن سے یہاں تک پیدل آنا پڑا۔ کوئی یکہ تانگہ بھی نہیں ملا۔ اور اب یہ مصیبت۔۔۔

مرزا: جی ہاں عجیب مصیبت ہے۔ خدا جانے کہاں گئے ہوئے ہیں یہ لوگ۔

رحمٰن: میرا خیال ہے کسی تقریب میں گئے ہوں گے۔ کسی دعوت میں یا شادی بیاہ میں۔ اڑا رہے ہوں گے پلاؤ قورمہ۔ شاہی ٹکڑے۔ کباب۔ قلیہ، شیرمال۔ نان۔

(منا رونے لگتا ہے)

رحمٰن: میرا خیال ہے کہ صاحبزادہ بھوک سے نڈھال ہو رہا ہے۔

مرزا: بھوک سے تو اس کا باپ بھی نڈھال ہو رہا ہے پھر یہ کیوں نہ ہوگا۔

رحمٰن: تو کیا حکیم صاحب کو آپ کی آمد کا پتہ نہیں تھا۔

مرزا: جی نہیں۔ وہ میرے عزیز ہیں۔ انھیں اطلاع دے کر آنے کی کیا ضرورت تھی بھئی۔ لل لیکن آپ؟

رحمٰن: میں نے تو خط لکھ دیا تھا حکیم صاحب کو کوئی چار روز پہلے۔ حیرت ہے شاید خط نہیں ملا ورنہ اس وقت گھر پر ہوتے دعوت میں جانا ایسا ہی ضروری ہوتا تو ہماری آمد کے بعد ہمیں ساتھ لے کر جاتے۔ اڑا رہے ہوں گے مرغ، بریانی، کباب، قورمہ زردہ۔

مرزا: شاید آپ بھی بھوکے ہیں! ہیں نا؟ سفر میں۔

رحمٰن: جی ہاں۔ سفر میں برا حال ہو گیا ہے ہمارا۔ خیر اب انتظار کے سوا چارہ کیا ہے۔ یوں ہم نے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے بہت ڈٹ کر خاگینہ اور روغنی روٹی اور کباب اور آلو کی سبزی۔۔۔

مرزا: لعنت۔ آپ بہت بھوکے معلوم ہوتے ہیں۔

(منا رونے لگتا ہے۔ متفکر خیز موسیقی کی ایک لہر)

(فیڈ آؤٹ)

(فیڈ ان)

(پس منظر میں ریلوے اسٹیشن کا شور۔ انجن کی چھک چھک۔ قلیوں کی آوازیں)

حسنیٰ بیگم: (رعایت کے ساتھ) یا اللہ ہر حال میں تیرا شکر ہے۔ یہ عذاب بھی اپنی قسمت میں لکھا تھا۔

شکیلہ: اے بہن شکر کرو کہ کسی طرح فشم پشتم اسٹیشن

پہنچ گئے۔ یہاں کم سے کم آدمی زادوں کی صورت تو دکھائی دیتی ہے۔ اس ویرانے میں کب تک پڑے رہتے۔

حسنیٰ: ہاں اور نہیں تو کیا۔ دو گھنٹے حکیم صاحب کی ڈیوڑھی کے دربان بنے رہے۔ میں تو رحمٰن صاحب سے پہلے ہی کہتی تھی کہ اپنے گھر بیٹھیں۔ مگر انھیں تو سیر تفریح کی سوجھی تھی۔ دیکھ لیا اس کا انجام۔ بھر پایا اب ہمیشہ کے لیے کان پکڑتی ہوں۔ اور تم بھی مرزا صاحب سے کہو کہ آگے کے لیے توبہ کر لیں۔

شکیلہ: میرا خیال ہے کہ دولہا بھائی اور آپا جان کہیں باہر چلے گئے ہیں۔ ورنہ اب تک تو واپس آگئے ہوتے۔

حسنیٰ: لیکن ہمیں پاس پڑوس میں کسی سے پوچھ لینا چاہئے تھا۔

شکیلہ: پوچھتے کس سے۔ پڑوس میں جو صاحب تھے، انھیں کچھ اتا پتا نہیں تھا۔ پھر کیا کرتے۔ سوائے اسکے کہ تھک ہار کر اسٹیشن آگئے۔۔۔ آپ کو ہردوئی کی گاڑی کب ملے گی؟

حسنیٰ: سویرے پانچ بجے۔

شکیلہ: اور ہماری گاڑی چھ بجے آئے گی فیض آباد کے لیے۔

حسنیٰ: کب سے تمباکو کی طلب لگی ہوئی ہے۔ موئے یہ اسٹیشن کے پان والے چار آنے کی ایک گلوری دیتے ہیں۔ پان بھی ایسے جیسے بکری کا پتہ چبا رہے ہوں۔ خدا کی مار۔

رحمٰن: (دور سے) یہ کس پر خدا کی مار بھیج رہی ہو حسنیٰ بیگم۔

حسنیٰ: (خفا ہو کر) بس بس بیٹھے رہئے۔ آپ ہی کی ضد نے یہ دن دکھایا، نہیں تو اپنے گھر میں چین سے خراٹے لے رہے ہوتے۔ پھر۔ میں تو کہتی ہوں کہ کیا عجب ہمارے چلتے ہی حکیم صاحب آگئے ہوں۔

رحمٰن: تو کیا ڈگڈگی پٹواتا۔ شہر میں منادی کرواتا۔ پڑوس کو کچھ خبر نہیں تھی۔ کیا ضروری ہے کہ حکیم صاحب شہر ہی میں اعلان کرنے کے بعد کہیں گئے ہوں۔ کہیں آس پاس دعوت تقریب میں گئے ہوتے تو گیارہ بارہ بجے تک لوٹ آئے ہوتے۔

حسنیٰ: تو میں کب کہتی ہوں کہ وہ شہر میں ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہیں دیہات کے مزے لے رہے ہوں۔ بال بچوں سمیت کسی عزیز رشتہ دار کی طرف نکل گئے ہوں۔

شکیلہ: گئے برس تو وہ انہی دنوں ہمارے یہاں آئے تھے۔ بال بچوں سمیت۔ ابھی پچھلے ہفتے ان کا خط مرزا صاحب کے پاس آیا تھا۔ اس میں تو کہیں جانے کا ذکر نہیں تھا۔ شاید اچانک پروگرام بن گیا۔

مرزا: (دور سے) جہاں بھی ہوں گے چین سے ہوں گے ہماری جیسی حالت تھوڑی ہو رہی ہوگی۔ پلاؤ، قورمہ، کھا کر چین کی نیند سو رہے ہوں گے اس وقت اور ہم ہیں کہ اس نابکار ریلوے اسٹیشن پر ایک پہالی چائے بھی۔

رحمٰن : اجی مرزا صاحب لاحول بھیجئے اس چائے پر۔ حقے کا پانی معلوم ہوتی ہے۔ میرا تو منہ کا مزہ بگڑ گیا اس لیے تو میں نے آپ کو پیش نہیں کی۔ کہیئے تو۔

مرزا : معاف فرمایئے مجھے رحمٰن صاحب! میں نے تو وہ مٹر کی چاٹ کا دونا کوڑے دان میں پھینک دیا۔ بہت بدمزہ تھا۔ یوں اگر آپ کہیں تو۔

شکیلہ : (دور سے) ذرا سنئے۔

(قدموں کی چاپ)

مرزا : کیا بات ہے بیگم۔

شکیلہ : (سرگوشی میں) یہ آپ دونوں ہاتھوں سے لٹانے پر کیوں تلے ہیں۔ مان لیجئے کہ موئے رحمٰن صاحب 'ہاں' کر دیتے تو۔ پورے سات نفر ہیں۔ سات دونے منگوانے پڑتے۔

مرزا : (سرگوشی میں) بہت کائیاں ہیں حضرت۔ اکیلے اکیلے چائے پی لی۔

شکیلہ : کیوں نہ پیتے۔ آخر ہمارے ساتھ بھی تو فوج کی فوج ہے۔ منے اور منی کو چھوڑ دو جب بھی کم سے کم نصف درجن پیالیاں ان کے متھے جائیں۔

مرزا : تم ایسا کرو بیگم (رازدارانہ انداز میں) وہ جو مٹھائی کا ڈبہ آپا جان کے لیے لائی ہو مجھے دیدو۔ ایک آدھ لڈو اسی میں سے کھالوں۔ خدا کی قسم حالت خراب ہے۔

شکیلہ : ہرگز نہیں۔ میں یہ لاکھ برس نہیں ہونے دوں گی۔ رحمٰن صاحب کی نظر پڑ گئی تو پورا ڈبہ صاف ہو جائیگا ابھی ذرا دیر پہلے میں نے منے کو ایک لڈو دیا تو سب ندیدوں کی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔

مرزا : ... اچھا ٹھیک ہے۔ انھیں ہر دوئی کے لیے دفعان ہونے دو۔ اس کے بعد کھالیں گے۔

شکیلہ : ٹھیک ہے۔

(اسٹیشن کی گھنٹی بجتی ہے۔ گاڑی آتی ہے۔ پلیٹ فارم کا شور)

مرزا : رحمٰن صاحب۔ اجی او رحمٰن صاحب۔ حضرت آپ تو اونگھ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ آپ کی گاڑی ہے۔

رحمٰن : (جمائی لے کر) میری گاڑی۔ جی جی ہاں۔ حسنیٰ بیگم حسنیٰ بیگم۔

حسنیٰ : جی!

رحمٰن : (پکارتے ہوئے) سہیل۔ طفیل۔ وکیل... ا... ارے اٹھو تم سب گاڑی آگئی... چلو... جلدی کرو۔

(ملی جلی آوازیں۔ خوانچہ فروشوں کی آوازیں)

مرزا : اچھا بھائی رحمٰن صاحب۔ خدا حافظ!

رحمٰن : خدا حافظ

حسنیٰ : خدا حافظ شکیلہ بہن۔ کیسی مسافرت کی ملاقات رہی۔

شکیلہ : خدا حافظ حسنیٰ بیگم۔

(ریل گاڑی کی سیٹی بجتی ہے۔ انجن کی چھک چھک۔)

(فیڈ آؤٹ)

(معاً کسی عزیز موسیقی کی ایک لہر کے ساتھ کوے کی کائیں کائیں)

منا : (تتلاتے ہوئے) ابی جی کوا

مرزا : کیا بکتا ہے ناہنجار۔ باپ کا مذاق اڑاتا ہے۔ اپنی صورت دیکھی ہے آئینہ میں۔

شکیلہ : ہے ہے۔ تم تو اس غریب کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے۔ وہ کیا غلط کہہ رہا تھا۔

مرزا : (ڈپٹ کر) شکیلہ بیگم یہ ہنسی دل لگی کا وقت نہیں ہے مانا کہ میری رنگت بقول تمہارے الٹے توے جیسی ہے مگر خود تم کہاں کی حور پری ہو! ایں!

(عالیہ کی دبی دبی سی ہنسی)

شکیلہ : (فریادی لہجہ) یا خدا۔ رات اذیت میں کٹی — جیسے گئے تھے ویسے ہی الٹے پاؤں لوٹ آئے۔ اب گھر پہنچے ہیں تو یہ قیامت (اچانک چمک کر) اے میں کب کہتی ہوں کہ میں حور پری ہوں۔ لے آئے ہوتے کوئی ڈھونڈ کر۔ اشتہار چھپوایا ہوتا اخبار میں کہ اپنے جیسی حسین صورت ....

مرزا : (چیخ کر) بس بیگم۔ خدا کی قسم چپ ہو جاؤ نہیں تو — (کوا کائیں کائیں کرنے لگتا ہے، عالیہ دور سے ہنستی ہے)

مرزا : (بگڑ کر) کھی کھی کھی۔ کھی کھی کھی۔ بتیسی نکلی ہوئی ہے۔ سور کہیں کی۔

شکیلہ : (روہانسی ہو کر) عالیہ —

عالیہ : جی امی۔

شکیلہ : اری بدبخت ہوش میں آ نہیں تو یہ بھان کر رکھ دیں گے۔ ان کی زبان کو لگام نہیں۔ کہتے ہیں میں حور پری نہیں ہوں۔ نہ سہی۔ خود کون سے یوسف زماں ہیں غضب خدا کا۔ چوچو بچوں کے باپ اس پر یہ رنگ ڈھنگ یہ صلواتیں۔

مرزا : ہاں ہاں کہوں گا۔ سو دفعہ کہوں گا۔ اپنے چار برس کے لاڈلے سے کیوں نہیں کہتیں۔ بدتمیز کہیں کا کہتا ہے ابی جی کوا۔

(کوے کی کائیں کائیں کائیں)

شکیلہ : (اسی انداز میں) ارے تو کیا غلط کہتا تھا۔

مرزا : گویا کہ بس بیگم۔ اس لونڈے نے جو کہا تم سمجھتی ہو کہ صحیح کہا۔

شکیلہ : ہاں ہاں صحیح کہا۔ دنیا جہان سے پوچھ لو۔ یہ چھت کی منڈیر پر کوا نہیں تو کیا بلبل ترانے الاپ رہے ہیں۔ (کوے کی کائیں کائیں کائیں)

مرزا : (دھیرے سے) اوہ تو یہ کوے کو۔ گویا کہ اس منڈیر والے کوے کو۔

شکیلہ : (جلدی سے) اور نہیں تو کیا۔

مرزا : (بہلانے کے انداز میں) عالیہ بیٹی۔ میری بیٹی ذرا ایک کام کر۔

عالیہ : جی ابی!

مرزا : گھر میں کچھ گھی ہوگا؟

عالیہ : شاید ہے۔

مرزا : اور آٹا بھی ہے؟

عالیہ : شاید ہے۔

مرزا : (جھنجھلا کر) یہ شاید شاید کیا لگا رکھا ہے۔

شکیلہ : ہے ہے۔ تم کیسی انوکھی بات کرتے ہو۔ ماشاءاللہ سے آٹھ نفر کھانے والے — اگر تھوڑا بہت بھی بچا کھچا ہو تو غنیمت جانو۔

مرزا : تھوڑا بہت کیوں؟ ابھی ہفتہ بھر پہلے سیر بھر گھی میں خود لایا تھا۔ پندرہ سیر آٹا پسوایا تھا۔

شکیلہ : (سوالیہ لہجہ) تو؟

مرزا : تو کیا؟ وہ سب تم لوگ چٹ کر گئے ہفتہ بھر میں۔

شکیلہ : چٹ کریں میرے دشمن۔ میں تو صبح و شام بس ایک ایک چپاتی کی گنہگار ہوں۔

مرزا : تو کیا شیطان کھا گئے۔

شکیلہ : (غصہ میں) اب اپنے آپ کو جو چاہو نام دو۔

مرزا : (چیخ کر) تم مطلب؟ کیا مطلب ہے تمہارا؟

شکیلہ : خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہنا۔ سات دن صبح و شام تم نے پراٹھے اڑائے ہیں کہ نہیں۔ میں لاکھ کہتی تھی کہ گھر کا خرچہ بڑھا رہے ہو مگر سو بات کا ایک جواب۔

مرزا : کیا جواب۔ کیسا جواب؟

شکیلہ : یہی کہ دو ہفتے آپا جان کے گھر تر مال ملے گا — اپنے گھر پر کچھ بچانے کی ضرورت کیا ہے۔ حلق تک ٹھونس ٹھونس کر پراٹھے کھائے گئے۔ دو ہفتے جو مفت خوری کرنی تھی۔ دوسرے کی جیب پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔

مرزا : تو میں مفت خور ہوں۔ میں چور ہوں۔ اچکا ہوں مر بھکا ہوں۔

شکیلہ : تو میں غلط کہہ رہی ہوں؟ تم نہیں کہتے تھے کہ آپا جان کے یہاں مدارتیں ہوں گی۔ حلوے پراٹھے، پلاؤ، قورمہ، فیرنی، (طنز سے) ماشاءاللہ! خوب مل گیا۔

مرزا : (مصالحت کے انداز میں) پلاؤ، قورمہ، فیرنی، حلوے، پراٹھے۔ بیگم تمہاری باتیں سنتے ہی بھوک چمک اٹھی۔ ذرا جلدی سے انتظام کرو۔ رات بھر پیٹ میں چوہے دوڑتے رہے۔ انتڑیاں قل ھو اللہ پڑھتی رہیں۔

شکیلہ : ذرا دم تو لے لو۔ ابھی گھر میں قدم رکھا ہے۔

مرزا : کلیم او کلیم۔

کلیم : جی ابی۔

مرزا : (ٹھہر کر) یہ لے دس روپیہ نکڑ کی دکان سے اتر لے آ۔ اور پاؤ بھر گھی اور دو سیر آٹا — اور ہاں لالہ کی دکان پر اس وقت تراتر اتی ہوئی جلیبیاں اتر رہی ہوں گی۔ آدھ سیر جلیبیاں بھی لیتے آنا۔

منا : (بسورتے ہوئے) میں جلیبی کھاؤں گا!

مرزا : (ڈپٹ کر) کھا لینا کھا لینا، نیت کے ماہے

ندیدے۔ ابھی جلیبیاں آئی نہیں اور رال ٹپکنے لگی۔

(منّا روتا ہے)

شکیلہ : (چمکارتے ہوئے) چ چ چ۔ چپ ہو جاؤ بچے ابھی جلیبیاں منگوائی ہیں۔ سب سے زیادہ تم کو دوں گی۔

مرزا : کک کیا مطلب ! م میرے لیے۔

شکیلہ : (طنزاً) سچ کہنا ندیدا کون ہے ؟ تم کہ منّا !

مرزا : ہاں ہاں میں ہی ندیدا ہوں۔ ٹھیک ہے مم مگر جلیبیاں میں نے اپنے لیے منگوائی ہیں۔ بس ایک ایک جلیبی ہر بچے کو ملے گی۔

(منّا رونے لگتا ہے)

شکیلہ : (فریادی لہجہ) میرے لیے خدایا کیسی مصیبت ہو کر ٹوٹ گئی اس ہوتے سفر میں۔ گھر پہنچ کر بھی وہی چخ چخ۔ عالیہ ! بیٹی ذرا چولہے کی آگ جلا دے۔

عالیہ : جی امی !

مرزا : او کلیم !

کلیم : جی ابی۔

مرزا : یہ لو دس روپیہ۔ میں نے کیا کیا کہا تھا لانے کیلئے۔

کلیم : انڈے۔

مرزا : اور ؟

کلیم : اور گھی۔

مرزا : (رسیلے لہجے میں) اور ؟ اور ؟

کلیم : اور آٹا۔

مرزا : اور ؟ اور ؟

کلیم : جلیبیاں ! آدھ سیر جلیبیاں۔

مرزا : (خوش ہو کر) شاباشں۔ شاباشں۔ ہاں تو جلدی جا اور جلدی لوٹ آ۔ بیگم پراٹھے تم تلو گی۔ تمہارے ہاتھ میں جو مزہ ہے۔

شکیلہ : تہال کا خیال آیا اور زبان سے شیرو ٹپکنے لگا۔ زیادہ چونچلے مت بگھارو۔

مرزا : کلیم ! ارے کلیم۔ تو ابھی گیا نہیں چیزیں لانے کیلئے

کلیم : جاتا ہوں ابی جی !

(کلیم جاتا ہے)

مرزا : او عالیہ۔ او عالیہ ! بیٹی آگ جلا دے ذرا لپک کر۔

عالیہ : جلاتی ہوں۔

(عالیہ جاتی)

(وقفہ۔ مضحکہ خیز موسیقی کی ایک لہر)

مرزا : دس منٹ سے زیادہ گزر گئے۔ کلیم ابھی واپس نہیں آیا۔

شکیلہ : اب ایسی بھی کیا بے صبری۔ آ جائے گا۔ آ جائے گا۔

مرزا : (کچھ خیال انداز میں) ہاں آں آں۔ اصل میں لالہ کی دکان پر بھیڑ ہو گی۔ جلیبیوں کے شوقین بھیڑ لگا دیتے ہیں۔ اور خدا کی قسم کیسی سرخ سرخ گلابی گلابی، سوندھی سوندھی جلیبیاں تلتا ہے۔

منّا : (اسور کر) میں جلیبی کھاؤں گا۔

یکم اپریل ۱۹۸۰ء

شکیلہ : ابھی گھر میں جلیبیاں آئی نہیں اور کھانے کی رٹ لگ گئی۔

(بیرونی دروازے پر ہلکے چلتے قدموں کی چاپ — گھوڑے کی ٹاپیں — تانگہ رکنے کی آواز — گھونگھرو بجتے ہیں)

مرزا : (گھبرا کر) بب بیگم۔ بب بیگم۔

شکیلہ : (جل کر) کیا ہے ؟

مرزا : سس سن رہی ہو۔ سن رہی ہو نا ! شاید ہمارے دروازے پر کوئی تانگہ رکا ہے۔

شکیلہ : اونہہ۔ ہو گا کوئی پڑوس میں۔ تمہیں کاہے کی فکر لگی ہوئی ہے ؟

مرزا : (مطمئن ہو کر) تم شاید ٹھیک کہتی ہو۔ میں تو ڈر گیا تھا۔ بلا وجہ ڈر گیا تھا۔ میں نے سوچا یہ صبح صبح کون اٹھائی گیرا آن وارد ہوا۔

(بیرونی دروازہ کھلتا ہے — قدموں کی چاپ)

دولہا بھائی : (دور سے) ارے بھائی مرزا۔ یہ ہم ہیں۔ خوب سواگت کیا تم نے نہ سلام نہ دعا۔ کہہ رہے ہو یہ کون اٹھائی گیرا آن وارد ہوا۔

شکیلہ : (اچھل کر) دولہا بھائی۔

(پاس آتے ہوئے قدموں کی چاپ)

شکیلہ : اور آپا جان —! آداب۔

آپا جان : ہاں ہاں ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ مگر کس پر صلواتیں بھیجی جا رہی ہیں صبح صبح۔

منّا : (اچھل اچھل کر گاتے ہوئے) خالہ امی آ گئیں، خالہ امی آ گئیں۔ خالہ امی آ گئیں۔

عالیہ : آداب خالہ امی !

مرزا : (گھبرا کر) مم مگر۔ مگر آپ لوگ ؟

دولہا : ارے میاں مرزا۔ تم تو اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہو جیسے ہمارے سروں پر سینگ نکل آئے ہیں۔ خدا نہ کرے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری ؟

مرزا : ٹھٹ ٹھیک ہوں۔ ٹھیک ہوں۔ تو کیا آپ سب لوگ ؟

دولہا بھائی : ہاں ہاں سب ہیں — رشید، وحید، سعید، طاہرہ، ماہرہ، تمہاری آپا جان سب ہیں (ہنستے ہوئے) اماں تو کیا بچوں کو یتیم خانے میں چھوڑ کر آتے ؟

آپا جان : لو جاؤ شکیلہ جیسے ان بچوں کے امتحان ختم ہوئے ہیں۔ یہی رٹ لگی ہوئی تھی کہ خالہ جان خالو جان کے پاس چلو۔ بس ایک ہی رٹ کہ چلو چلو۔

دولہا بھائی : میاں ! مطب بند کرنے سے جو نقصان ہوتا ہے تم خود ہی سمجھ سکتے ہو۔ لیکن کیا کروں۔ بچوں کی ضد۔

آپا جان : ہاں اور نہیں تو کیا۔ بچوں کی ضد کے آگے ہم نے ہتھیار ڈال دیئے — یہ تو خیر ہفتہ بھر رک کر چلے جائیں گے سب بچے یہاں اپنی چھٹیاں گزاریں گے۔

شکیلہ : مم مگر آپا جان۔

آپا جان : اے ہے۔ ذرا اسکو کا سانس تو لینے دو۔ اس سفر نے ہلکان کر دیا۔

شکیلہ : سس سفر ؟

آپا جان : ہاں ہاں سفر جیسا سفر تھا ! رات جنگل میں بسر ہوئی۔

مرزا : بیچ جنگل ؟

دولہا بھائی : اماں سنو۔ ہم تو کل شام ہی یہاں پہنچ گئے ہوتے۔ سات آٹھ بجے تک۔ مگر وہ کمبخت لاری تھی کہ کھٹارا۔ بیچ جنگل میں انجن نے جواب دیدیا۔ صبح ہوتے ہوتے انجن کے لیے دوسرا پمپ شہر سے آیا تو ہم روانہ ہوئے۔ پوری رات آنکھوں میں کٹ گئی۔ تختے جیسی سیٹیں۔ میں تو کہتا ہوں ان لاری موٹر سے اپنی ریل بھلی — لل۔ لیکن (چونک کر) یہ تمہارا اسباب بندھا کیوں رکھا ہے۔ کیا کہیں جانے کی تیاری تھی ؟

مرزا : (نڈھال ہو کر) نہیں بھائی صاحب کہیں نہیں۔ یہ تو ہم واپس آئے ہیں۔

دولہا بھائی : واپس۔ کہاں سے واپس۔

مرزا : لکھنؤ سے۔

آپا جان : (چونک کر) لکھنؤ۔ یعنی کہ لکھنؤ۔

دولہا بھائی : (بناوٹی غصہ سے) کک کک کیا کہا لکھنؤ یعنی کہ ہمارا لکھنؤ ! بہت خوب ! بہت خوب !! جناب والا لکھنؤ کی سیر کر آئے اور ہمیں خبر نہ ہوئی ہاں ہاں ! ہم تو غیر ہیں۔ پرائے ہیں۔ اجنبی ہیں۔

(اچانک چپ ہو جاتے ہیں)

(کلیم اندر آتا ہے)

کلیم : خالہ امی آداب ! خالو ابا آداب !

دولہا بھائی : (لہک کر) اوہو۔ کلیم میاں ہیں۔ اور یہ دونے میں کیا ہے ؟

کلیم : (شرماتے ہوئے) جلیبیاں ہیں۔

دولہا بھائی : جلیبیاں۔ یعنی کہ تازہ تازہ گرم گرم سوندھی سوندھی جلیبیاں۔ سبحان اللہ۔ ذہین بچے ہیں۔ ماشاءاللہ۔ اما مرزا۔ تو تمہیں خبر ہو گئی تھی ہمارے آنے کی پہلے ہی سے۔ بھئی واہ۔

(منڈیر پر کوّے کی کائیں کائیں)

دولہا بھائی : (ہنس کر) اے میاں کوّے۔ تمہیں جن کا انتظار تھا وہ آ گئے۔ ہم آ گئے۔ (ہنستے ہیں) کیوں مرزا کیسا رہا یہ شگون۔

مرزا : کک کلیم بیٹے۔ ذرا پپ پانی لاؤ۔ پانی۔ گلا خشک ہو رہا ہے۔

(منڈیر پر کوّے کی مسلسل کائیں کائیں۔ اسی کائیں کائیں کی آواز پر مضحکہ خیز موسیقی کی ایک طویل لہر)

(اردو سروس سے)

بدلا ہوا منظر

صبیحہ انور

اس روز ایک عجیب سی کیفیت تھی جس کا لفظوں میں اظہار مشکل ہے۔ گھنی آبادی والے راستے سے نکل کر میرا رکشہ جیسے ہی دریا والی سڑک پر مڑا سامنے کا بدلا ہوا منظر دیکھ کر میں تقریباً چونک پڑی۔ سب کچھ وہی تھا مگر ویسا نہیں تھا جیسا کہ میں روز دیکھتی تھی۔ ایک بہت پرانا منظر اگر اچانک تبدیل ہو جائے تو ایک حیرت آمیز مسرت کا پیدا ہونا قدرتی تھا۔ سردیوں کی اس منجمد صبح کا اثر کہا یہ جب چاروں طرف چھائی ہوئی گھنی دھند تھی۔ جیسے کہرا نہیں بلکہ ایک دبیز سفید چادر ہو جس نے پورے ماحول کو اپنے اندر اس طرح لپیٹ لیا ہو کہ سڑک کے کنارے بجلی کے کھمبے اونچے اونچے درخت۔۔ اور چائے خانے سب چھپ گئے ہوں۔ آوازیں تو موجود تھیں مگر ان پر بھی غلاف چڑھے ہوئے تھے۔ منظر اتنا عجیب تھا کہ اس کی گمشدگی سے مجھے کچھ خوف سا آیا مگر خنکی کی فرحت اور آس پاس سے گزرتے ہوئے اکا دکا رکشوں کی سرسراہٹ نے ماحول میں موجود زندگی اور زندگی کی روانی کا احساس دلایا۔ میرا خیال تھا کہ فطرت کے ان مناظر سے منہ چرانا بدذوقی ہے اور ناشکرا پن بھی۔ بچوں کو اسکول بس سے روانہ کر کے جب میں کالج کے لیے روانہ ہوئی تھی تو مجھے اندازہ نہ تھا کہ نئی صورت حال گھر کے باہر میری منتظر ہے۔ ویسے بھی اپنے دن بھر کے پروگرام میں صبح کالج کے لیے رکشے کا مختصر سا سفر مجھے بے حد پسند ہے۔ جب صاف ستھرے بچے اسکول بس کے انتظار میں کھڑے ہوتے ہیں۔ صبح کے ضروری کاموں میں بھاگتے ہوئے مرد عورت۔ کام کے انتظار میں پھٹی پرانی چادروں میں لپٹے ہوئے مزدور مجھے زندگی کی رنگا رنگی کے ساتھ۔ دنیا کے کارخانے کا ایک اہم پرزہ ہونے کی یاد دلاتے ہیں۔ یہ مناظر میں برسوں سے دیکھ رہی ہوں۔ شاید اسی لیے دھند بھری وہ صبح میرے لیے خوشی اور تعجب کا باعث بن گئی کیونکہ تبدیلی اور نیرنگی بھی زندگی کی ایک ضرورت ہے۔ اور اس کی اہمیت ہمیں اس وقت معلوم ہوتی ہے جب وہ ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

میں نے اپنے بچپن کا ایک طویل زمانہ پہاڑوں پر گزارا ہے۔ بچپن کی وہ صبحیں میری یادوں میں آج بھی بڑی حسین اور پراسرار ہیں جب اونچی چوٹیوں اور وادی پر چھائی ہوئی دھند ایسی لگتی ہے جیسے ایک آبشار ہو جو بڑی دھیمی رفتار میں نیچے کی جانب رواں ہو۔ نظر آنے والا مگر لمس سے عاری۔ پھر نہ جانے کیسے سورج کسی جادوگر کی طرح اپنی سنہری چھڑی گھماتا سامنے آجاتا اور بڑی صفائی سے دیکھتے ہی دیکھتے سارا طلسم کھینچ کر اپنی گٹھری میں باندھ لیتا۔ نظروں کے آگے سے پردے اٹھ جاتے اور حقیقت اپنی پوری تابناکی کے ساتھ سامنے آجاتی۔۔ کہرے کا سفید اندھیرا ایک بے یقینی کا احساس دلاتا۔ کیا ہر منظر کے پیچھے ہمیشہ کوئی اور منظر چھپا رہتا ہے۔ جیسے اس کا بھی امکان ہو کہ کل جب منظر بدلے تو یہ نہ ہو بلکہ اس دھوئیں کے پیچھے سے کوئی اور کیفیت نمودار ہو۔

اکثر ایسا بھی ہوتا کہ اوس کی بوندیں دھند میں لپٹ کر درختوں کی پھنگوں پر دیر تک ٹکی رہتیں۔ بالکل روئی کے گالوں کی طرح اور ان پر جب سورج کی کرنیں پڑتیں تو دور تک سات رنگ کے مکڑی کے جالے سے تنے معلوم ہوتے۔ کہرے سے بھری سردیوں کی صبحوں میں عجیب سی سحرکاری تھی۔

اسی لیے جب میرا رکشہ دھوئیں کے ان سفید خوشگوار غولوں سے گزرا تو بے اختیار میرے اوپر بچپن کی وہ غیر یقینی کیفیت طاری ہونے لگی، وہ بچکانی سی کیفیت کہ جب دھوئیں کے یہ بادل چھٹیں گے تو منظر یقیناً خوشگوار ہوگا۔ بدلا ہوا ہوگا۔ کچھ چیزیں جو ہماری نظروں سے اوجھل ہیں جب یہ دھواں ہٹے گا تو اچانک سامنے آجائیں گے۔ حالانکہ وہ تمام مناظر میری آنکھوں کو اس طرح یاد تھے جیسے مکتب کے بچوں کو پہاڑے۔ پھر بھی پتہ نہیں کیوں تحیر آمیز خوشی میرے اوپر تھی بے اختیار میرا دل چاہا کہ کاش اس وقت کوئی میرے ساتھ ہوتا جسے میں اپنی اس کیفیت سے آگاہ کرتی۔ کیونکہ میں معلوم کرنا چاہ رہی تھی کہ اس کیفیت میں، میں بچپن کی یادوں کو دوہرا رہی ہوں یا یہ سب ہے ہی ایسی۔

دریا کے کنارے سے ہوتا ہوا جب میرا رکشہ پل پر پہنچا تو وہاں عالم ہی کچھ اور تھا۔ نہ سامنے کی سڑک تھی نہ دریا نہ دریا کے کنارے تھے، نہ مرعوب کن عمارتیں۔ کہرے کے سحر نے سب کو ختم کر دیا تھا۔

سامنے سے ایک اسکول بس گزری، پیٹھ پر بستہ ڈالے ایک کمزور سی بچی اس کے ساتھ ساتھ بھاگ رہی تھی۔ بستے کے بوجھ سے وہ تیزی سے دوڑ نہیں پا رہی تھی۔ اور موٹر ڈرائیور دھند کی وجہ سے اس کی چھوٹی منحنی سی آواز دیر تک سن نہیں پایا۔ تھوڑی دور جا کر بس دھیمی ہوئی اور پچھلا دروازہ کھلا اور لڑکی غڑاپ سے اندر چلی گئی۔ اسی وقت ایک ٹرک کے قریب سے گزرنے کا احساس ہوا، اس کی چمکتی ہوئی دونوں آنکھیں بے جان سی لگ رہی تھیں بالکل اسی طرح جیسے کبھی کبھی حقیقت سامنے ہو کر بھی اوجھل رہتی ہے۔

اس روز دن چڑھے تک سب کی زبان پر دھند کا ہی ذکر تھا۔ شام کو میں نے بچوں سے باتیں کرتے ہوئے پوچھا۔ "آج کی صبح تمہیں کیسی لگی؟" جیسے آج کی پر اسرار صبح بھی ریڈیو کا فرمائشی پروگرام ہو۔

"بہت مزہ آیا۔ جب بس دریا کے قریب سے گزری تو ایسا لگا جیسے ہم برف کے سفید پہاڑوں سے گزر رہے ہوں۔ آسمان تک برف کے اونچے پہاڑ۔ کچھ دکھ نہیں رہا تھا۔ بالکل نیا نیا لگ رہا تھا۔ کوئی چیز نئی ہو تو اچھی سب کو لگتی ہے نا۔" میرے بیٹے نے خود مجھ سے سوال کیا۔ "ہاں نئی چیز تو اچھی ہوتی ہے مگر وہ چیز کہاں وہ تو صرف دھواں تھا، چیزیں تو اپنی جگہ پر تھیں۔ تھوڑی دیر میں ہٹ گیا جو جہاں تھا سامنے آگیا۔" میں نے جواب دیا۔

"تو کیا ہوا۔ مزہ تو بہت آیا۔ کوئی چیز دکھ نہیں رہی تھی۔ نہ پیڑ پہاڑ۔ نہ بسیں۔ بس چلے جا رہے ہیں۔" میرے بیٹے کو اپنی بات پر اصرار تھا۔ "مزہ تو مجھے بھی آیا۔" میں نے صرف اتنا کہا کیونکہ حقیقت سے آنکھیں چرانا میرے خیال میں غلط ہے۔ میری بیٹی نے تقریباً اچھلتے ہوئے کہا۔ "اللہ کرے روز صبح ایسا ہی ہو۔ کسی ڈراؤنی فلم کی طرح سفید اندھیروں میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے میں تو آج اسکول کے صحن میں خوب گھومی۔ اتنا اچھا لگا کہ کیا بتائیں۔" "مگر کہرے میں بال سفید ہو جاتے ہیں۔" پڑوس کا ایک بچہ جو میرے بیٹے کا دوست تھا فوراً بول اٹھا۔ "میرے ایک انکل پہاڑوں پر رہتے ہیں ان کی کارخانے کی صبح کی ڈیوٹی ہوتی تھی ان کے سارے بال سفید ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کہرے کی وجہ سے سفید ہوئے ہیں۔"

میری بیٹی نے ڈر کر اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔ "کچھ بھی تو نہیں ہوا۔ سب لوگ ویسے ہی ڈراتے ہیں۔" اور پھر زور سے ہنستے ہوئے بولی۔ "ارے بدھو بال تو دھوپ میں سفید ہوتے ہیں۔"

"بال وال سفید نہیں ہوتے۔۔ ہاں سردی کے دن میں زکام ہو جائے گا۔ بخار آسکتا ہے۔" میں نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔ حالانکہ میرا دل چاہ رہا تھا کہ ہم پراسرار صبح کی باتیں کرتے رہیں۔ جب قدرت کے کچھ منتروں نے دنیا کی کایا پلٹ دی تھی۔ مگر بات بچوں کی سی تھی اس لیے چپ ہو گئی۔

کھانا پکانے والی ماما کا لڑکا بچوں کے پاس کھڑا تھا وہ اکثر شام کو جانے کے وقت اپنی ماں کی خیریت لینے آجاتا اور چائے پی کر واپس جاتا۔ دانت نکالتے ہنستے ہوئے بولا "کہرا

بہت بڑا ہوتا ہے کہ پیڑ اُگی۔ دھوئیں کے ساتھ بھبت اور بلائیں نکلتی ہیں، یہ اپنا دھواں پھیلا کر جو چیزیں چاہتی ہیں اٹھا لے جاتی ہیں، کوئی دیکھ نہیں پاتا۔ مجھے تو بہت ڈر لگتا ہے۔"

اس کی بات کاٹتے ہوئے میرے بیٹے کا دوست بولا "آنٹی پلین کریش ہونے کا بھی بہت ڈر رہتا ہے۔"

نہ جانے کیوں کہرے کے اتنے پُراسرار ہونے پر مجھے جھنجھلاہٹ ہونے لگی۔ جیسے میری کسی پسندیدہ چیز کا روغن اترتا جا رہا ہو۔ میں نے ہوا کے لڑکے پر ایک نظر ڈالی اس کے جسم پر قمیض کے علاوہ صرف ایک پرانا سوئٹر تھا۔ اسکا کمزور بدن کچھ تھرتھرا رہا تھا۔

مجھے اپنی جانب دیکھتا پاکر بولا "آج تو بس کی بھی ٹکر ضرور ہوئی ہوگی۔ ڈرائیور تاڑی پیے ہوتے ہیں نا۔ انکو تو ویسے ہی دکھائی نہیں دیتا ہے۔" اس لڑکے کی سفاکی پر مجھے تعجب تو ہوا مگر اس کا ٹرک ڈرائیور باپ ٹرک ایکسیڈنٹ میں ہی مرا تھا۔ اس لیے اس کی یہ سفاکی کسی حد تک درست بھی تھی۔

"میرے ایک چچا بھی صبح مارننگ واک کے لیے جاتے ہیں۔ ایک دفعہ کہرے کی وجہ سے سڑک پر رکھے بجلی کے تاروں کے گچھے میں الجھ گئے تھے۔ ان کے منہ پر بہت چوٹ آئی۔ ابھی تک بڑا سا نشان ہے۔" میری بیٹی کی سہیلی نے پہلی بار بات چیت میں حصہ لیا اور بات پوری کرتے ہی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ "شام ہو رہی ہے کہیں پھر کہرا نہ چھا جائے۔" اس کا گھر قریب ہی ہے مگر وہ بھاگتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

"آج رات کو ٹی۔وی پر خبروں میں ضرور کہرے کا ذکر ہوگا۔" میرے بیٹے نے قیاس آرائی کی۔ خبروں کے ذکر پر مجھے اخبار کا خیال آیا کہ آج صبح اخبار نہیں آیا۔ میں نے پڑوس میں معلوم کرایا، پتہ چلا کہ آج اخبار والا ہی نہیں آیا۔ خدا جانے کیوں مجھے خیال آیا کہ کہیں اخبار والے کے ساتھ کوئی حادثہ نہ ہو گیا ہو۔ بیچارہ بہت صبح آتا تھا۔ دبلا سا کمزور انسان مگر میں نے اپنا خدشہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔

صبح کا خوشگوار دھندلکا شام ہوتے ہوتے نہ جانے کیسے ایک ایک عفریت بن گیا۔ جو ہم سب کو اپنے جال میں پھانسنے کی تاک میں ہو۔

اسکول کے خیال سے میں نے بچوں سے جلد سو جانے کے لیے کہا مگر صبح کے نام سے مجھے خوف سا لگا۔

صبح کھڑکی کھولتے ہی میں نے آسمان پر نظر ڈالی۔ دھلے ہوئے نیلے آنچلے آسمان پر سورج دمک رہا تھا۔ اس کا سونا ہر طرف بکھرا پڑا تھا۔ مجھے ایسا لگا جیسے یہ منظر میں نے آج پہلی بار دیکھا ہو۔ بدلا ہوا خوشگوار منظر۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے براڈکاسٹ)

ڈاکٹر صبیحہ انور
نامی پریس بلڈنگ
نخاس۔ لکھنؤ ۳

تھکا ہوا یقین

رئیس نجمی امروہوی

رات کافی بیت چکی تھی۔ اور وہ جاگ رہا تھا۔ کیونکہ نیند اس کی آنکھوں سے کہیں دور بھاگ چکی تھی۔ اس وقت بھی اس کے خیالات کی وسعتوں میں بے غرض دوست مخلص احباب اور کتنے ہی رشتہ داروں کے چہروں کا ہجوم تھا اور اس ہجوم کے بیچ اس کی ایک شدید ضرورت تھی جو کئی دن سے اپنے حل کی تلاش میں سوالیہ نشان بنی ہوئی سرگرداں تھی۔

اور دن کی طرح آج بھی بہت سے جانے پہچانے اور شناسا چہروں کے پرند اس کی یادداشت کے دریچوں میں پھڑپھڑائے اور اڑ گئے۔ اور پھر وہی ہوا کہ کسی ایک فیصلہ کو اس کی نظر منتخب نہ کر سکی۔ اور وہ سوچتا ہی رہا اس کا یقین کبھی کسی کے بارے میں سوچ کر مطمئن ہو جاتا اور پھر ذرا دیر بعد ہی اس شخص سے بدگمان ہو جاتا۔ نہ جانے کس دوراندیشی کے سبب اس کی قوت فیصلہ اسکی قوت ارادی سے متوازن نہیں ہو رہی تھی۔ وقت جیسے جیسے گزر رہا تھا تھکن کا احساس اس کے سارے وجود پر اپنا تسلط جماتا جا رہا تھا۔

سوچتے سوچتے پھر یوں ہوا کہ نہ جانے کیسے نہ جانے کیوں کر چار چہرے اور ان چہروں کے چار نام اچانک اس کے اعتماد کے پنجرہ میں قید ہو گئے۔ اور ایسا ہوتے ہی مسکراہٹ اس کے خشک ہونٹوں پر پھیل گئی۔ تادیر وہ صرف اس کے بارے میں سوچتا رہا پھر ان سب کی عادت و اطوار اپنے برتاؤ کا موازنہ کیا تب اس کی جستجو میں یہ فیصلہ آخر کار بن کر رہ گیا کہ اب مزید کچھ اور سوچنا یا تلاش کرنا بیکار ہی ہوگا۔ یکلخت اس کی ان متلاشی سوچوں کا سلسلہ ساکت ہو گیا اور تب اپنے وجود کو اس نے کسی قدر ہلکا محسوس کیا۔

کافی وقت کشمکش اور بے چینی میں گزارنے کے بعد وہ کسی نتیجہ پر پہونچنے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔ منزل اب سامنے تھی۔ تشنہ صرف سفر کی تھی اور کامیابی کی طرف بڑھنے والے قدم ارادوں کی گرفت میں تھے۔ اس نے سوچا ——

"اگر ان میں سے کسی نے اس کی اس ضرورت کو حل نہیں کیا تو پھر وہ یقینی طور پر اپنے ایک رشتہ دار کے پاس جائے گا۔ ماضی میں کئی —— بار وہ بڑی بڑی رقوم اس کو قرض دے چکا ہے۔ لیکن اتفاق سے اگر رشتہ دار نے کسی مجبوری کے سبب اس کی معاونت نہیں کی تو پھر اس کا وہ پڑوسی جس کا اس سے لین دین چلتا رہتا ہے اس کی مدد ضرور کرے گا۔ اور اگر اتفاق سے اس نے بھی کسی مجبوری کے سبب انکار کر دیا تو پھر اس کا کوئی بھی دوست ہر حالت میں اس کی ضرورت کا حل تلاش کر دیگا ——"

اس کی وہ مالی ضرورت کوئی ایسا بڑا مسئلہ نہ تھا جس کا حل ان لوگوں کے لئے ناممکن تھا۔ کتنی ہی بار اس نے ان لوگوں کا ہر بڑی سے بڑی ضرورت کے وقت ساتھ دیا تھا اور آج یہ اتفاق ہی تھا کہ پہلی بار وہ کسی ضرورت کے بیچ گھرا ہوا ان کی مدد کا طالب تھا۔

اس نے پھر یہ بھی سوچا —— یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ اس کے احباب اس سے دامن بچا لیں یا اس کی اس پریشانی سے منہ موڑ لیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

یہ سوچتے ہی فکر کے بوجھ کا وہ بھاری پتھر جو کئی دن سے اس کے ذہن پر سوار ہو گیا تھا ایک دم ہٹتا ہوا محسوس ہوا۔

ذہنی انتشار اور شب بیداری کے سبب اور دن کے مقابلہ میں وہ کافی جلد بستر سے اٹھ گیا پہلے اس نے اپنے ان پرخلوص احباب کے محلے اور وہاں واقع ان کے مکانات اور پھر ان مکانات کے راستوں کو ذہن میں ترتیب سے سوچا اور پھر —— اس ترتیب کی ابتدا کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنے پڑوسی کے یہاں پہنچا، اس کے یہاں معلوم ہوا کہ وہ دو دن پہلے ہی کسی دوسرے شہر گیا ہے۔ اور کئی دن بعد واپس آئے گا۔ یہ سننے کے بعد کسی قدر مایوسی اس کے احساس پر غالب آگئی۔ اپنی کوشش کے پہلے ہی مرحلہ میں شکست اور ناکامی کے خیال سے وہ کسی قدر ہراساں ہو گیا۔ پھر بھی امید نے اس کے قدم ساکت نہیں ہونے دیئے۔ اس لئے وہاں سے وہ فوراً ہی اپنے ایک دکاندار دوست کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے دروازہ پر پہونچ کر جب اس نے دکاندار دوست کو آواز دی تو اس کی پہلی آواز کو سنتے ہی ایکدم دروازہ کھول کر وہ گھر سے باہر آگیا۔ سلام و دعا اور روایتی گفتگو کے بعد انتہائی پُراعتماد لہجہ میں مختصر طور پر اس نے آنے کا مقصد اور مدعا بیان کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے آج ہی تین ہزار روپیوں کی شدید ضرورت ہے کیونکہ گھر کے لئے زمین کا کل بیعنامہ مرتب کرانا ہے۔ بہت امید لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم مایوس نہ کروگے پوری روداد سن کر وہ دوست

پہلے بناوٹی انداز میں مسکرایا اور پھر کہنے لگا ۔

" مجھے انتہائی شرمندگی اور ندامت ہے کہ تم ایسے وقت میں میرے پاس آئے ہو کہ میں فوراً تین ہزار روپے کا بندوبست نہیں کر سکتا۔ چند دن پہلے ہی مال کی خریداری میں اپنی رقم کا ایک ایک پیسہ خرچ کر چکا ہوں۔ دوکانداری کے سیزن کا یہ وقت ہے کاش کچھ دن پہلے ہی آ گئے ہوتے تو میں مال کی خریداری کا ارادہ ملتوی کر دیتا اور سب سے پہلے تمہاری ضرورت کی تکمیل کرتا۔ انکار کرتے ہوئے مجھے بڑی شرمندگی ہو رہی ہے۔ پھر بھی کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مکان کی زمین کا بیعنامہ دو مہینہ بعد کرا لو تب تک میرا روپیہ خالی ہو جائے گا۔" یہ کہکر اس کا دوست خاموش ہو گیا۔

خلاف توقع یہ جواب سن کر اس کے ذہن کو پھر جھٹکا لگا جو پہلے جھٹکے سے زیادہ شدید تھا۔ اس نے دوست سے اجازت طلب کی اور پھر ایک قریبی رشتہ دار کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا مکان وہاں سے قریب ہی تھا۔ نہ جانے کیوں وہ ہمت اور حوصلہ کی وہ توانائی جو گھر سے چلتے وقت اس کے وجود کے اندر پیدا ہو گئی تھی۔ اب کسی قدر کم ہوتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ لیکن امید کا دامن اس کے ہاتھوں میں اب بھی تھا اور اس کا یہ عزم اس کے یقین کو پختہ کر رہا تھا کہ آج ہر حالت میں کسی نہ کسی طرح مطلوبہ رقم کو حاصل کرنا ہی ہے۔

وہ سوچتا رہا ـــــ اور اس کے قدم آگے اور آگے بڑھتے ہی رہے۔ اور پھر یوں ہوا کہ رشتہ دار کا گھر بھی آ گیا۔

دروازہ پر پہونچ کر جیسے ہی اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، جواب میں رشتہ دار نکل کر باہر آ گیا اور پھر اس کو ساتھ لے جا کر اپنے کمرہ میں بٹھا دیا۔ رشتہ دار نے ابتدائی گفتگو کے بعد جب اس وقت آنے کا مقصد دریافت کیا تو اس نے موقع کو غنیمت جان کر بغیر کسی تکلف کے اپنی اس ضرورت کا اظہار کر دیا اور وہی سب جملے دہرا دیئے جو کچھ ہی دیر پہلے دوست سے کہہ چکا تھا۔

اتنی رقم کا مطالبہ سن کر نہ جانے کیوں رشتہ دار چند لمحوں کے لئے کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا اور انتہائی مسکین صورت بنائے ہوئے بولا۔

" بھائی، قبر کا حال صرف مردہ جانتا ہے میرے حالات کا تمہیں علم نہیں اور علم بھی کیسے ہو؟ میری عادت کسی اپنے کے سامنے پریشانیوں کا دکھڑا رونے کی نہیں ہے۔ گذشتہ دو سال سے اب تک کئی ہزار کے نقصان میں ہوں اور کس طرح حالات کا مقابلہ کر رہا ہوں بتا نہیں سکتا۔ مجھے ندامت ہی نہیں بے حد ملال بھی ہے کہ تم پہلی بار کسی ضرورت کے لئے آئے اور میں مدد نہیں کر رہا ـــــ میرے بھائی اس سچائی کو کوئی بہانہ نہ سمجھ لینا۔ میری بیوی کا جو زیور تھا اس کو کسی کے پاس گروی رکھ کر میں نے دوبارہ کاروبار میں روح پھونکنے کی کوشش کی ہے اس کے علاوہ تم جیسے خیر خواہوں کا مقروض بھی ہوں۔ مجھ پر تمہارے کتنے احسانات ہیں یہ صرف میں جانتا ہوں یا پھر خدا بہتر جانتا ہے۔ تم جیسے رشتہ داروں نے جس نے ہر ضرورت اور ہر تکلیف میں ساتھ دیا ہے میری جان بھی حاضر ہے۔ یہ رقم کچھ بھی نہیں اگر حالات ٹھیک ہوتے۔ تو ـــــ تم تو تم ہو اگر کسی کتے کے گلے میں اتنی رقم کا لکھا ہوا پرچہ ڈال کر میرے پاس بھیج دیتے تو اس سے دوگنی رقم گھر پہونچ جاتی ـــــ!"

حالات کی تفصیل بتانے کے بعد جیسے ہی وہ خاموش ہوا اس کے چہرہ پر شرمندگی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ اس کے چہرہ کی ایسی کیفیت کو زیادہ دیر تک وہ برداشت نہ کر سکا اس لئے جلد ہی سلام کر کے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کمرہ سے باہر نکل کر سڑک پر آ گیا۔

دور تک وہ بغیر کسی سوچ و فکر کے قدم آگے بڑھاتا رہا پھر اچانک جیسے کچھ یاد آیا۔ ایک دوراہے کے قریب ٹھٹک کر وہ کھڑا ہو گیا اور سوچنے لگا کہ اب کسی اور دوست کے یہاں جائے یا نہ جائے اگر ان لوگوں کی طرح اس نے بھی ایسا ہی جواب دے دیا تو پھر اس آخری ناکامی کے بعد اس کے قدموں میں گھر واپس جانے کی سکت باقی نہیں رہے گی ـــــ وہ وہیں ڈھیر ہو جائے گا۔

اس کے ذہن میں خیال آیا۔ اب تک جو زندگی وہ گزارتا رہا وہ ایک خواب تھی حقیقت یہ ہے جو آج سامنے آئی ہے لیکن اس حقیقت کو خوبصورت نہیں کہا جا سکتا اور نہ اس حقیقت میں کوئی انفرادیت ہے۔ انفرادیت وہی ہے جو اس کے درد مند دل میں ہمیشہ سے پوشیدہ رہی ہے اس انفرادیت کو زندہ رکھنے کے لئے عمل میں سچائی کی ضرورت ہے۔ وہ ایسا کبھی نہیں سوچ سکتا جیسا اس کے احباب سوچتے ہیں ـــــ لیکن ہاں اب یہ یقین بیکار ہی ہے کہ اس کا کوئی دوست یا کوئی رشتہ دار اس کی مدد کر سکتا ہے۔ اور پھر اس خیال کو اس نے ذہن سے ہمیشہ کے لئے نکال دیا کہ اس طرح وہ ذاتی گھر کا مالک بن سکتا ہے اپنی اس دیرینہ آرزو کی تکمیل کے اس کو ابھی اور جد و جہد کرنی ہو گی، ابھی اور محنت کرنی ہو گی ابھی اور انتظار کرنا ہو گا۔ یہ سوچتے ہوئے اس کے قدم آگے بڑھے لیکن نہ جانے کیوں وہ پھر رک کر کھڑا ہو گیا۔

شاید اس نے ایک بار پھر فیصلہ کن انداز میں سوچنا چاہا۔ چند لمحوں تک سڑک پر ادھر ادھر آتے جاتے لوگوں کو وہ دیکھتا رہا اور سوچتا بھی رہا کہ آخر کیا کرے؟ اور کیا نہ کرے؟ اسی کشمکش میں جب وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکا تو پھر ایسا ہوا ـــــ کہ غیر ارادی طور پر اس کے قدم گھر کے راستہ کی طرف اٹھ گئے۔ وہ چل پڑا۔ ان لمحوں میں اس کو یہ بھی یاد نہیں تھا کہ وہ کس کس موڑ اور کس کس راستے سے ہو کر گھر کی طرف جا رہا ہے۔ ایک چوڑی سڑک کا راستہ طے کرنے کے بعد جب وہ اپنے محلہ کی گلی کے موڑ پر آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا وہ ٹھیکیدار دوست جس کے مکان پر جانے کا ارادہ اس نے گھر واپس آنے سے پہلے ملتوی کر دیا تھا اس کے دروازہ پر دستک دے رہا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے تو اس کو یقین ہی نہ آیا کہ اس وقت آنکھوں کے سامنے واقعی وہی شخص ہے جس کی اس کو تلاش تھی۔ ایک بار پھر اس کے ذہن میں ضرورت کا وہی سوالیہ نشان تیزی سے کلبلانے لگا تین ہزار روپے کی فراہمی اور زمین کے بیعنامہ کی تاریخ جو اقرار نامہ کی رو سے اگلے دن مرتب ہونا تھا۔ اس نے سوچا کبھی کبھی منزل بھی یوں مسافر کے قریب آ جاتی ہے ایسا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

اس کو نظروں کے سامنے دیکھ اور پھر اس کے بارے میں سوچ کر امید کی روشنی کی ایک تیز کرن پھر اس اندھیرے میں جگمگانے لگی۔ بھولور خوشیوں کے احساس سے وہ سرشار ہو گیا۔ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا جب وہ اس کے قریب پہونچ گیا تو انتہائی مشفقانہ انداز سے بے اختیار ہو کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ رسمی گفتگو کے اختتام پر اس نے ہمت کو یکجا کیا اور سوچنے لگا اس رقم کی ضرورت کے لئے گفتگو کا آغاز کس طرح کیا جائے؟ تاکہ کسی طرح اس دوست کے دل میں تو اس کی بات اتر جائے۔ کئی لمحے جب یوں ہی گزر گئے تو حیران حیران نظروں سے اس کے دوست نے اس کی طرف دیکھا اور ایک دم پوچھا ـــــ " کہاں کھو گئے؟"

خلاف توقع یہ سوال سن کر وہ ہڑبڑا گیا اور جواب دیتے ہوئے بولا ـــــ

کوئی بات نہیں ذہن اپنی کسی سوچ میں الجھ گیا تھا تم بتاؤ کہ آج صبح صبح میری یاد کیوں آ گئی؟

اتنا کہہ کر دوست کے سامنے وہ خود ہی ایک سوال بن گیا۔

جواب میں اس کا دوست انتہائی معصوم صورت بناتے ہوئے کہنے لگا۔

ایک ضرورت کے تحت تمہارے پاس آیا ہوں۔ کوئی انسان اپنی کمزوری اپنے کسی عزیز کے علاوہ کسی اور کے سامنے بیان نہیں کر سکتا چار ہزار روپے کی مجھے شدید ضرورت ہے اس رقم کی ادائیگی ہر حالت میں دو ماہ بعد ضرور کر دونگا بہت بھروسہ کر کے تمہارے پاس آیا ہوں۔ میری عزت کا معاملہ ہے۔" یہ کہتے کہتے وہ خاموش ہو گیا اور جواب کے انتظار میں اس کے چہرہ کو تکنے لگا۔

اس کے لئے یہ سوال قطعی طور پر خلاف امید تھا اس لئے یہ سنتے ہی اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ جواب میں وہ کیا کہتا۔ حال کا ہر خیال اور ہر سوچ ختم ہو گئی اور ذہن میں سناٹے جیسی کیفیت طاری ہو گئی۔ نہ کوئی جواب تھا اور نہ کوئی سوال۔ صرف سامنے اس کا دوست تھا، دوست کی ضرورت تھی اور اس کا دست سوال تھا۔ یا پھر ـــــ اس کا اپنا کردار تھا۔ یا پھر ماضی میں اس کے کردار کا بھرم ـــــ! بغیر کچھ اور سوچے ہوئے وہ سرعت کیساتھ مکان میں داخل ہوا۔ اور ذاتی گھر کے خواب کی تکمیل کے لئے برسوں سے جمع کی ہوئی رقم میں سے چار ہزار روپے گن کر باہر لے آیا۔ (آکاش وانی رامپور سے نشر)

رئیس نجمی امروہوی
آشیانہ۔ سرائے کہنہ امروہہ

پلین مرر میں اٹکی زندگی

خورشید حیات

چاروں طرف خاموشی اور سناٹے کا راج تھا — اور ادھر تنہائی میں ذہن کی تیزی اور بھی بڑھ گئی تھی۔ مگر اس کا حاصل کیا تھا۔ کیونکہ جب کچھ حاصل نہیں تھا تو ذہن کی طراری بھی بے سود لگ رہی تھی۔ پھر یوں ہوا کہ اچانک آوازیں آنے لگیں۔ یہ آوازیں کس سمت سے آ رہی تھیں اس کا بھی تعین نہیں ہو پایا تھا کہ آوازیں رک گئیں اور اسی اثنا میں آنکھوں نے تاریکی میں دیکھنا سیکھ لیا۔

کیسی تاریکی —؟

تاریکی جب لگاتار ہو تو زندگی کا معمول بن جاتی ہے۔ پھر تاریکی میں سب کچھ دکھائی دینے لگتا ہے اور سب کچھ یوں ہوتا ہے جیسے روشنی کی کوئی ضرورت ہی نہ ہو۔ تاریکی سب کچھ چھپا دیتی ہے۔ وہ چہرے جو دن کے اجالے میں کریہہ نظر آتے ہیں۔ رات کی تاریکی میں ان سے کوئی کراہیت ظاہر نہیں ہوتی۔ ایسے ایسے لوگ جو وقار کے ساتھ رہتے ہیں جو وقار کے لیے جیتے ہیں۔ وہ بھی تاریکی کو اس لیے پسند کرتے ہیں کہ ان کا وقار دنیا کی نظروں میں قائم رہ سکے۔

عامر عبداللہ موونگ چیئر پر بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے اور کمرے میں رکھی ساری چیزوں کا رنگ تبدیل ہو رہا تھا فرش پر نہایت خوبصورت بچھی ہوئی قالین کا، شیشے کی کھڑکیوں کا، ڈریسنگ ٹیبل کا، ٹی وی کا، موسیقی کا، رقص کا، پرچھائیوں کا، موونگ چیئر کا ......

موونگ چیئر

عامر عبداللہ

ڈریسنگ ٹیبل میں لگا ہوا چھ فٹ لمبا اور تین فٹ چوڑا پلین مرر

اور

پلین مرر کے ٹھیک سامنے والے دیوار پر لٹکا فریم...

......

......

پلین مرر

↓

موونگ چیئر

↓

دیوار پر لٹکا فریم

(فریم میں ہی ایک تصویر قید ہے)

عامر عبداللہ موونگ چیئر پر بیٹھے ہیں۔ ایش ٹرے سگریٹ کے ٹکڑوں سے بھرتا جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں پورا کمرہ دھوؤں سے بھر جاتا ہے۔ دھوئیں کی نکاسی کے لیے عامر عبداللہ جلدی جلدی کمرے کے سارے دروازے اور کھڑکیاں کھول دیتے ہیں۔

دھواں زائل ہو جاتا ہے۔ لیکن دھواں کے زائل ہوتے ہی چھ فٹ لمبے اور تین فٹ چوڑے سائز والے پلین مرر میں تصویر انلارج ہونے لگتی ہے اور پھر دھیرے دھیرے پورے پلین مرر میں سما جاتی ہے۔

عامر عبداللہ خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔

پلین مرر میں یہ تصویر انلارج کیسے ہو گئی؟

پلین مرر پر کسی کیمیکل کا استعمال بھی نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی ڈریسنگ ٹیبل میں کنکیو مرر (concave mirror) فٹ کیا گیا تھا کمرے میں کوئی آیا بھی نہ تھا تو پھر یہ تصویر انلارج کیسے ہو گئی... !؟

عامر عبداللہ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ پلین مرر سے ایک سایہ نکل کر دھیرے دھیرے ان کے قریب آنے لگا۔

سایہ نے آدمی کی صورت اختیار کر لی۔

عامر عبداللہ پیچھے کی طرف بھاگتے ہیں —

آواز آتی ہے —

"بیٹے عبداللہ تم نے مجھے پہچانا نہیں ؟"

"اوں ہونہہ...."

"ہاں کیسے پہچانو گے؟ کیونکہ تم اپنی بینائی گنوا بیٹھے ہو۔ میں تمہارا بابا ہوں !"

"بابا... با ...با... تم... ؟ لیکن تم تو دیوار کے اس پار..."

"ہاں، میں ! کیوں مجھے دیکھ کر تمہیں تعجب کیوں ہو رہا ہے؟"

"نہ... نہیں... مجھے تعجب نہیں ہو رہا ہے۔ لیکن تم میرے بابا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ تم میرے بابا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ تمہارے بال لاوارث کی طرح ادھر ادھر بکھرے ہوئے ہیں۔ تمہارا چہرہ جھلسا ہوا ہے... اور... اور... میرے بابا تمہارے جیسے بالکل نہیں تھے۔ تم بہت بڑے فراڈ لگتے ہو۔ گیٹ پر لگا نیم پلیٹ دیکھ کر گھس آئے ہو اور مجھے کسی جال میں پھنسانا چاہتے ہو۔"

"بیٹے ! کیا تم کو میری باتوں پر بھروسہ نہیں ہے۔ یہ الگ سی بات ہے کہ میرا اصلی چہرہ مجھ سے چھین لیا گیا۔ میرے سیاہ بال سفید ہو کر لاوارث کی طرح ادھر ادھر بکھر گئے ہیں۔ اسکا مطلب یہ تو نہیں ہوا کہ میں تمہارا بابا نہیں۔"

چلو اٹھو بیٹے، مجھ سے گلے مل جاؤ کہ تم سے ملنے کی تمنا پچیس برسوں سے مچل رہی تھیں اور آج جب حالات نے تمہارے قریب لا کھڑا کیا تو... تو ہوا یہ کہ میں اپنی شناخت کھو بیٹھا۔

— آؤ ہاتھ ملاؤ ! یہ تمہارے باپ کا ہاتھ ہے تم بھول گئے عبداللہ.. رشتہ ختم کر دیا تم نے... یہ تو سوچا ہوتا کہ مجھے تم سے علیحدہ کرنے والا کون تھا۔ نہ تم تھے اور نہ میں تھا۔ یہ وقت تھا میرے بیٹے ! جس نے مجھے تم سے علیحدہ کر دیا اور پھر میں اور تم ایک ایک حصہ کے وارث بن گئے۔ طاقت حاصل کرنے کے لیے حکومت حاصل کی جاتی ہے اور حکومت تو ایک یا چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جاتی ہے باقی لوگ تو جدا ہونے کا کرب ہی محسوس کر سکتے ہیں..."

"ایے بڈھے ! بہت لمبا لمبا بھاشن دیئے جا رہے ہو۔ چلو تھوڑی دیر کے لیے مان لیتے ہیں کہ تم میرے بابا ہو لیکن تمہارے پاس اس کا ثبوت ؟

ہاں ہے ! بہت بڑا ثبوت ہے۔ یہ... یہ... یہ دیکھو... یہ جو سیاہ نشان میرے بائیں بازو پر ہے۔ ایسا ہی ایک سیاہ نشان تمہارے بازو پہ ہو گا۔"

عامر عبداللہ جلدی سے آستین چڑھا کر اپنے بائیں بازو کو دیکھتے ہیں۔ ان کے حیرت و استعجاب میں اضافہ ہوا۔ بالکل ایک طرح کے نشان ! دھندلکے میں کچھ یاد آیا —

جب پانچ سال کا تھا تو ماں نے، م... ا... ں... نے کہا تھا — "تیرے بابا کے بائیں بازو پر سیاہ نشان ہے۔ اسی سیاہ نشان سے تو اپنے بابا کو پہچان لے گا —"

بابا جو دیوار کے اس پار چلے گئے تھے اور ماں...

"بابا ! اتنے طویل عرصہ میں تم نے دیوار کو کم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ ؟"

بیٹے میں نے جب جب دیوار کو کم کرنے کی کوشش کی تب

تب دیوار اور اونچی ہوتی چلی گئی... لیکن اب... دیواروں کا سلسلہ جو دور تک جاتا ہے ختم ہو چکا ہے... اب ہم پھر ایک ہو گئے ہیں۔ کوئی اب ہم دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتا۔

....

......

بابا....!

بابا... !!

..... !!!

...

.....

بابا نہ جانے کتنی دیر تک دوسری دنیا میں کھوئے رہے۔ صدیوں کا سفر طے کرتے ہوئے حال میں قدم رکھا اور ایک گہری سانس لی ہے۔ شاید انہیں 'میں' کی تلاش تھی جو دیوار کا نام و نشان مٹا دینا چاہتا تھا۔

"بابا... بابا... تم کہاں کھو گئے؟"

"آ... آں... کہیں نہیں! میں سوچ رہا تھا کہ آج تیری...."

بابا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگتے ہیں۔

"بابا! تم کیوں رو رہے ہو؟ دیکھو میں بوڑھوں کی طرح خاموش ہوں اور تم بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہے ہو۔ بیتے ہوئے لمحوں کو یاد کرنے سے کیا فائدہ؟"

"بیٹے! میں بیتے ہوئے لمحوں سے جنگ کر رہا ہوں۔ تمہارے دادا نے اپنے دادا سے جنگ کی ہوگی۔ یہ سلسلہ ازل سے جاری ہے کیونکہ جنگ ہی سے جنگ کا مداوا بھی ہوتا ہے۔ جنگ ہی سے امن بھی قائم ہوتا ہے اور جنگ ہی سے زندگی آگے بڑھتی ہے۔"

دھرتی ایک، دیواریں ان گنت... اور ہر دیوار پر ایک منحوس پرندہ بیٹھا ہے جس کی چونچ سے خون ٹپک رہا ہے اور آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں۔

دادا

دیواریں

جنگل

"بیٹے! میرے اندر بڑے بڑے سیکڑوں درخت اُگ آئے ہیں۔ ہر درخت کی جڑوں میں تمہارے پرکھوں کی روایت دفن ہے۔ تمہارے دادا، تمہاری دادی، تمہارے پرنانا، تمہاری پرنانی... سب انہیں جڑوں میں دفن ہیں میں نے جب جب ان جڑوں کو کریدنے کی کوشش کی تب تب دھرتی پھٹی اور میرا پورا وجود دھرتی میں سمانے لگا اور تب مجھے محسوس ہوا کہ میں درخت میں تبدیل ہو رہا ہوں۔"

"بابا! کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ جن جن لوگوں نے جڑوں کو کریدنے کی کوشش کی ان کا پورا وجود دھرتی میں سما گیا اور پھر وہ درخت میں تبدیل ہو گئے۔"

"ہاں! ایسا ہی ہوا... لیکن یہ جنگل کی بات کہاں سے نکل گئی۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ میرا وجود خطرہ میں نہ پڑ جائے اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا ہے۔"

اندھیرا
⋮
جنگل
⋮
سایہ

"ایک خوفناک سایہ میرے قریب آ رہا ہے بیٹے!"

"بابا! یہ تو تمہارا اپنا سایہ ہے۔"

"لیکن اندھیرے میں سایہ کا وجود کہاں؟"

"اب اندھیرا کہاں ہے بابا! درختوں کی جڑوں میں دفن زندہ لاشوں کی ہڈیوں کے فاسفورس سے روشنی پھوٹ رہی ہے۔"

"نہیں! نہیں!! یہ کوئی راکشش ہے۔ نادان متابؤ مجھے یہاں سے جلدی لے چلو۔ دیکھا تم نے، سایہ نے راکھشش کی صورت اختیار کر لی۔ دیکھو! وہ تیز تیز قدموں سے میری طرف بڑھا چلا آ رہا ہے ـــــ بیٹے! یہ... دیکھو... یہ... یہ میرا گلا دبانا چاہ رہا ہے۔"

"بابا مجھے تو کوئی ہاتھ، کوئی سایہ نظر نہیں آ رہا ہے۔"

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ زوردار دھماکہ ہوتا ہے فضا میں ایک چیخ لہراتی ہے اور سارے درخت زمین میں دفن ہونے لگتے ہیں۔

عامر عبداللہ کو اپنا وزن ہلکا ہوتا ہوا محسوس ہوا جیسے ان کے جسم میں ہائیڈروجن گیس بھر دی گئی ہو۔ وہ اوپر اٹھنے لگتے ہیں۔ لیکن چھت سے ٹکرا کر پلین مرر کے پاس گر پڑتے ہیں۔

پلین مرر چکنا چور ہو چکا تھا اور ٹوٹنے کا ارتعاش فضا میں تحلیل ہو رہا تھا۔

(پٹنہ سے نشر)

خورشید حیات
"الحیات"
نیو کریم گنج ۔ گیا ۸۲۳۰۰۱

ادارہ قیمت
فی کاپی ـــــ ایک روپیہ
سالانہ ـــــ ۲۲ روپے
دو سال ـــــ ۴۲ روپے

ترسیل زر کا پتہ

[illegible]
[illegible] نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

ایک انار سو بیمار

میں نے بڑے غور سے اسے دیکھا ـــ وہ بھی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا ـــ بی بی جی میں کوئی چور اُچکا نہیں ہوں ـــ سارا محلہ جانتا ہے ـــ اور میں جب تک یہ فیصلہ کروں کہ سچ مچ یہ چور اچکا ہے یا نہیں ـــ وہ پھر بول دیا ـــ لالہ جی سے پوچھ لو ـــ ساب جانتے ہیں ـــ آپ جاتے میں گھر چھوڑ آؤں گا ـــ پنڈت جی کے نام سے ـــ سب ہی جانتے ہیں ـــ اس کا ہاتھ اپنی بات کو وزنی کرنے کے لیے کبھی اوپر نیچے اور کبھی دائیں بائیں گھوم رہا تھا۔ اور میں اس کے بکھرے بکھرے شناختی ٹکڑوں کو جمع کر کے اس کے وجود میں جوڑنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی ـــ انسان اپنے وجود کے بارے میں کتنا مشکوک ہے ـــ کتنی جلدی اپنی پہچان کے آئینے کو نظروں کے سامنے اس طرح لپ لپانے لگتا ہے کہ دیکھنے والا بنا سوچے سمجھے آنکھیں بند کر لینے پر مجبور ہو جاتا ہے ـــ تو میں بھی جلدی جلدی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی تھی ـــ سامنے چکی میں آٹا پس رہا تھا ـــ کئی ڈبے، گٹھریاں اور تھیلے اِدھر اُدھر بھرے رکھے تھے ـــ بی بی جی یہ آپ کا پس جائے! پھر یہ تھیلا والا تھیلا پسوا کر میں پہنچا دوں گا ـــ آپ کے گھر ـــ وہ پھر اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے میرے یقین کو ٹٹولنے لگے ـــ بی بی جی ـــ میں تو آپ ہی کی طرف کا ہوں، وہ سلطان پور کے پاس مسافر خانہ بس اس سے لگا ہوا ہمارا گاؤں ہے ـــ میرے ذہن میں شبہ نے پھر سر ابھارا ـــ لو ـــ ہماری طرف کا تو بھی گیا ـــ اب تو ضرور ـــ ارے بی بی جی وہ جو ہیں نا وہ مرتضیٰ صاحب ان کے گھر کے تو سارے کام میں ہی کرتا ہوں ـــ مسلمان ہیں تو کیا ہوا ہیں تو اپنی طرف کے ـــ اور وہ آپ کے گھر کے پیچھے رہتا ہیں وہ بھی راۓ بریلی کے ہی ہیں ـــ

ڈاکٹر شمیم نکہت

پنڈت جی اپنے اعتبار کو مضبوط کرنے کے لیے جتنی کیلیں جڑ رہے تھے — ہر جھٹکے کے ساتھ میرا شک سر اٹھاتا جا رہا تھا — نہیں، چکی کا مزدور پہنچا دیتا ہے — میرا خشک سا جواب سن کے وہ کچھ ہراساں سا ہو گیا — کرتے کے بائیں طرف جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک ڈائری نکالی — آٹھ دس سال پرانی — میں تعجب سے دیکھ رہی تھی۔ پہننے کا اب کون سا پینترا بدلیں گے — ڈائری کھولی تو پیلے پتے حرف دور سے دکھائی دے رہے تھے — انگلی پر تھوک لگا لگا کر وہ ورق الٹنے لگے — اور ایک صفحہ کھول کر میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ C 11 مرتضیٰ صاحب اور نیچے چھوٹے بڑے سامان کی فہرست میں ابھی دیکھ ہی رہی تھی کہ بولے آپ کے رشتہ دار ہیں نا — وہ نہیں، ان کی مسز رشتہ دار ہیں — اور وہ جیسے کھل اٹھا — کئی بار سوچا کہ آپ کا نام بھی ڈائری پر لکھ لوں — پر بغیر اجازت کیسے لکھ لیتا —

ایک عورت چکی میں سے باہر نکلتے ہی پنڈت جی پر برس پڑی — واہ پنڈت جی — خوب لائے تیل — کل سے کارڈ لے گئے ہو — اور پنڈت جی جلدی بتلانے لگے بی بی جی کل کی لین بہت لمبی تھی پھر تیل بھی ختم ہو گیا — آج شام تک تیل پہنچ جائے گا — مزدور کل کے پھر کارڈ نمٹ گئے آج بس ۵ اور ہیں — آپ کا مٹی کا آٹا آ گیا ہے۔ گھر رکھوا آیا تھا — مل گیا؟ — ہوں کہتی ہوئی وہ عورت گیہوں دیکھنے لگی — اقتباس کی مدھم کرن میرے ذہن میں پھوٹ چکی تھی — لمبا سا بھرا بھرا سفید گھر کی دھلی دھوتی گرد سے اٹا ہوا کرتا۔ لمبے لمبے ستے مگر مضبوط ہاتھ پیر — گورا چٹا — نرم نرم جھریوں سے بھرا چہرہ — لمبی ناک — اور سوکھے سوکھے ہونٹ —

بیچارے کو کام کی ضرورت ہوگی — لیکن — لیکن یہ مزدوری کا کام — میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا — اگر بی بی جی آپ کا نام لکھ لوں — آٹا ابھی پہنچا دوں گا — اور جو کام کہو گی — سب شام تک روز ہو جایا کرے گا — آپ اب گھر جاؤ — میرا ذہن پھر شک سے دھندلا ہو گیا — کہاں پہنچاؤ گے پتہ معلوم ہے — ہاں کیوں نہیں وہ گردوارے کے نکڑ پر لال کوٹھی کا اگلا حصہ جہاں پھولوں کے بہت سے درخت ہیں — اور میرے ذہن کو پھر جھٹکا لگا — اتنا صحیح پتہ بلا وجہ کسی کو کیوں یاد ہونے لگا — ؟ ڈائری ابھی میرے ہاتھ میں تھی جس کے بہت سے ورق مختلف نمبروں اور نام کے ساتھ بھرے پڑے تھے — کام کچھ اس طرح تھے — کارڈ سے مٹی کا تیل . . . . . نوکر کی بات . . . . سادے پان کے پتے . . . کسی ورق پر کچھ سبزیوں کے نام۔ کسی پر چائے اور دالیں — جو جس نے بتایا نام اور نمبر کے نیچے درج تھا — میں نے ڈائری پکڑاتے ہوئے کہا ٹھیک ہے آپ گھر آ جائیے گا — بات کر لیں گے — آج تو یہ ڈبہ مزدور پہنچا دے گا — میں بات ختم بھی نہیں کرنے پائی تھی کہ پنڈت جی نے آٹے کا ڈبہ اٹھا کندھے پر لٹکا لیا — نیچے سے کندھے پر پڑی تولیہ اڑیس لی — آٹا جل رہا تھا — انھوں نے جھک کر دو تھیلے اور اٹھا لیے — ارے پنڈت جی یہ ہمارے نہیں ہیں — میں بول پڑی — نہیں بی بی جی یہ تو ڈی ۱۷، اور ایم ۳ والوں کے ہیں — جاؤ بی بی جی، آپ گھر جاؤ، میں ابھی آتا ہوں — پہلے ایم کی طرف ہو لوں — میری گھبراہٹ وہ تاڑ گئے تھے — پھر بولے بی بی جی — فکر نہ کرو — میں ابھی آتا ہوں۔ آپ کا نام تو ڈائری پر لکھ گیا۔ کہتے ہوئے وہ ایک طرف چل دیئے —

میں نے اپنی طرف سے یقین کرنے کو لالہ جی سے پوچھ لیا — لالہ جی — یہ پنڈت جی — آپ کی چکی پر — اور لالہ جی بیچ ہی میں بول پڑے — نوکر وو کر کسی کے نہیں — بس بھگت ہیں بھوت — ہر جگہ موجود رہتے ہیں۔ پھر تعجب سے پوچھا — کیا جی آپ انہیں نہیں جانتیں — لالہ کے پوچھنے کے انداز سے مجھے اپنی جنرل نالج اور محلے سے بے خبری پر واقعی افسوس ہوا — اجی صاحب کالونی میں شاید ہی کوئی ہو جو پنڈت جی کو نہ جانتا ہو — کہتے کہتے وہ ایک ہاتھ سے دھوتی کا لٹکتا ہوا کونا اٹھا کر دکان کے اندر — مجھے تھوڑی سی تسلی ہوئی —

بازار کے دوسرے کام کر کے جب میں گھر لوٹی تو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ پنڈت جی بڑے زور و شور سے میرے شوہر سے باتوں میں مشغول ہیں۔ میں نے سوچا تھا۔ خوب لمبی چوڑی مزدوری لے کر پنڈت جی جا چکے ہوں گے یا ابھی آئے ہی نہیں ہوں گے — لیکن یہاں تو اپنی طرف کی باتوں کا سمندر ابل رہا تھا — پنڈت جی کہہ رہے تھے — اپنی طرف کہیں شریف عورتیں بازار ہاٹ کرتی ہیں بابو جی! یہ تو سب دلی کا رنگ ہے۔ ارے آپ میاں لوگوں کے یہاں کہیں عورتیں ایسے پھرتی ہیں — عورت چلی جائے عزت — پھر یہاں کس کی کیا پہچان ہے —

پھر ہم سے جہاں تک ہو سکتی ہے ہم سیوا سے باہر نہیں — اچھا بابو جی! جے رام جی کی — اس نے دونوں ہاتھ اونچے کر کے ماتھے سے لگائے، کندھے کی تولیہ سے شانہ اور ہاتھ جھاڑتے ہوئے گیٹ سے باہر —

اور جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مزدوری کچھ بھی نہیں لے گیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب اس نے ڈائری میں نام لکھ لیا ہے۔ اور مہینہ کے حساب سے کام کرے گا — چلو ٹھیک ہے بہت سے جھنجھٹوں سے بچی — اور میرے ذہن میں ایک ہیولیٰ ابھر آیا۔ بڑا سا ہنڈولیم کا ڈبہ کندھے پر — دو بڑے بڑے تھیلے ہاتھوں میں ٹانگے — بھیچاتی آنکھوں سے مجھے گھورتا ہوا — بی بی جی میں چور اچکا نہیں ہوں — میں چور اچکا نہیں ہوں —

پنڈت جی نے مزدوری نہیں مانگی تھی — مجھے اپنی کم ظرفی پر شرمندگی تھی — کتنی بار میرے دل کے چور نے اس بیچارے شریف آدمی کو اپنے رنگ میں رنگ دیا تھا — میں نے اپنے آپ سے لڑنا چاہا — دو چار ڈائیلاگ کا لین دین بھی ہوا — اور پھر صلح صفائی بھی ہو گئی —

پھر دن گزرنے لگے اور ڈائری کے کئی ورق میرے کاموں کی فہرست سے بھی سیاہ ہو گئے۔ کبھی پیسوں کی بات پنڈت جی نے کھل کر بات نہ کی بلکہ یہ کہنا چاہئے کھلے پیسے نہیں لیے جب پیسے دیتے انھوں نے بند مٹھی میں لے کر کرتے کی جیب میں ڈال لیے۔ سب کے ساتھ مزدوری کا طے توڑ ایسا ہی تھا — کوئی پیسوں کی کھلی بات نہیں کر سکتا تھا — سودے کے معاملے میں حساب کوڑی کوڑی کا صاف کر جاتے — اپنی مزدوری کا بس علی اور دل میں حساب کرتے —

پنڈت جی سارے محلے میں بوند بوند بٹے تھے — ڈائری کے ورق ورق میں ان کا جی دھرا رہتا۔ تھیلوں، گٹھریوں اور ڈبوں کے ڈھیر کے ڈھیر — اِدھر سے اُدھر لڑھکتے رہتے مگر کیا مجال ہے جو گڑبڑ ہو جائے — اگر ڈائری میں کسی نمبر کے آگے دو دن خالی رہ جاتے تو پنڈت جی ایسی اداس آنکھوں سے دیکھتے — کیا سامان خراب آ گیا تھا؟ کیا مہنگا لگا تھا؟ قسم کے سوال کر ڈالتے — وہ روز ڈائری کے ہر نمبر پر کچھ نہ کچھ لکھا چاہتے تھے — سی ۱۴، ڈی ۱۲/۶، ایم ۴، جی ۱۷ سارے پتے پنڈت جی کو ازبر تھے — گرمی جاڑا برسات پنڈت جی کے لیے یکساں تھے —

پھر ایک دن کسی نمبر کے آگے کچھ نہیں لکھا گیا — دو دن، پھر تین دن پھر کئی دن گزر گئے — پنڈت جی غائب تھے۔ سب کو تشویش تھی — سی ۱۴ والے ایم ۴، ڈی ۱۲/۱۴ والے جی، ایس سب ایک دوسرے سے پوچھتے گھوم رہے تھے — پنڈت جی کا نمبر کسی گھر کے ایک سوکھے ورق پر بھی نہیں تھا — دل پر کیا ہوتا — ہر گھر کی کاغذی جھنکوں سے اٹک اٹک کر چل رہی تھی — اور پنڈت جی کی ڈائری ساری کالونی کے نمبر سینہ پر چھپا سکے نہ جانے کہاں گم ہو گئی تھی۔

(بزم خواتین بہن نشر)

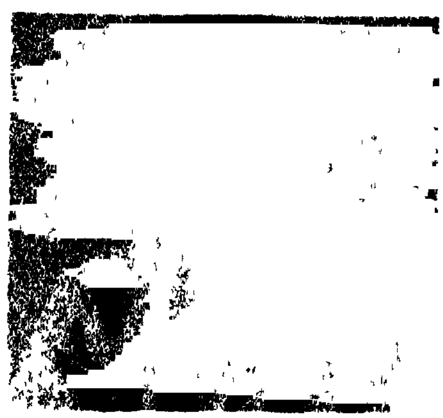
ڈاکٹر شمیم نکہت
ڈی ۵/۱۸ ماڈل ٹاؤن، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۹



تحریر وترتیب : عزیز انصاری

دنوں ہمارے درمیان سے ایک

گذشتہ ایسی شخصیت اٹھ گئی جو اپنے آپ میں ایک تاریخ تھی ایک ایسی عظیم شخصیت جو ملک وقوم کے لئے انتہائی بیش قیمت تھی۔ اس کا نام ہے ڈاکٹر مہندر سنگھ رندھاوا۔ انہوں نے انڈین سول سروس کا ایک رکن ہوتے ہوئے بھی خود کو محض دفتر اور فائلوں تک محدود نہیں رکھا تھا۔ امتیازی پوزیشن سے بوٹنی میں ایم۔ ایس سی پاس کرنے کے بعد آپ انڈین سول سروس میں منتخب کر لئے گئے۔ اس سروس میں وہ جس عہدے



پر بھی رہے۔ سائنس، آرٹ اور ادب کی برابر خدمت کرتے رہے۔ کئی شہروں میں باغ لگوا کر ان کی خوبصورتی میں اضافہ کیا۔ بھارت میں مقیم امریکی سفیر پروفیسر گلبرتھ نے ان کے بارے میں ٹھیک ہی کہا تھا، ”درحقیقت وہ ایک غیر معمولی انسان ہیں“

تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۹ میں انہیں مہاجرین کی بازآبادکاری کا کام سونپا گیا۔ ۱۹۵۱ تک انبالہ ڈویژن میں کمشنر رہے۔ کانگڑہ گھاٹی میں گھوم کر عظیم معوروں کی مصوری کی کھوج کی اور اس کو ساری دنیا میں مقبولیت دلائی۔ ۱۹۶۴ سے ۶۶ تک وزارت خوراک و زراعت میں خصوصی سکریٹری کے عہدے پر فائز رہے۔ سرکاری ملازمت سے ۱۹۶۸ میں سبکدوشی کے بعد آپ نے ۱۹۷۶ تک پنجاب کرشی وشو ودیالیہ کے وائس چانسلر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ چنڈی گڑھ کے پاس اپنا ایک فارم قائم کرکے آپ نے وہیں رہائش اختیار کر لی تھی۔ کسانوں کے لئے ان کے دل میں بے حد ہمدردی تھی۔

اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ انہوں نے کام میں بتایا۔ لگ بھگ ایک درجن کتابیں انہوں نے مصوری پر اور اتنی ہی زراعت پر تصنیف کیں۔

ڈاکٹر رندھاوا کے کام کا طریقہ سرکاری ملازمین کے طریقہ کار کی عام ڈگر سے ہٹ کر تھا۔ جس کام کی تکمیل کا وہ بیڑہ اٹھاتے اسے پورا کرکے ہی دم لیتے۔ کام کو ٹالنے کے لئے سرکاری قاعدے قانون کا سہارا لینے والے ماتحتوں سے ان کو سخت چڑ تھی۔ بلاشبہ کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر رندھاوا جیسی شخصیت صدیوں میں جنم لیتی ہے۔

جب ذکر شخصیات کا ہے تو آیئے ہم آپکو دو ایسی شخصیات سے متعارف کراتے ہیں زراعت کے میدان میں جن کی زندگی محنت وجفاکشی کی مثال ہے۔

ظہور عالم قصبہ کھتولی، ضلع مظفر نگر کے نزدیک واقع ایک چھوٹے سے گاؤں

'کھیڑی قریش' کے کسان ہیں۔ ان کی جدوجہد کی داستان نصف صدی پر پھیلی ہوئی ہے۔ ظہور عالم کو وراثت میں ۳۵ بیگھے ایسی ناہموار زمین ملی تھی جسمیں آبپاشی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اس کے باوجود ظہور صاحب نے ہمت نہ ہاری۔ وہ اور ان کی شریک حیات نے اپنی آئندہ نسل کے لئے خوشگوار اور مستقبل کا ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لئے دن رات انتھک محنت کا آغاز کر دیا۔ سرکار سے قرض لے کر ٹیوب ویل لگوایا۔ چھوٹے بچوں نے بھی والدین کا ہاتھ بٹایا۔ سینچائی ہوئی تو پیداوار میں اضافہ ہوا، آمدنی میں اضافہ ہوا تو قرض بھی اتر گیا۔

کچھ عرصہ بعد آپ نے سنٹرل بنک آف انڈیا سے قرض لے کر ٹریکٹر خریدا۔ جو نہ صرف ان کے کھیت پر کام کرتا بلکہ دوسروں کھیتوں سے بھی نقد آمدنی کا ذریعہ ثابت ہوا۔ ظہور صاحب کی آمدنی میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور یہ قرض بھی تین سال میں اتر گیا۔

ظہور صاحب کھیتوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کو کھیتوں کو بہتر سے بہتر بنانے پر اور آس پاس کی زمین خریدنے کے لئے استعمال کرتے رہے۔ اب ان کے پاس ستر بیگھے زمین ہے۔ ان دو بیٹے گریجویٹ ہونے کے باوجود کھیتی باڑی میں والدین کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔

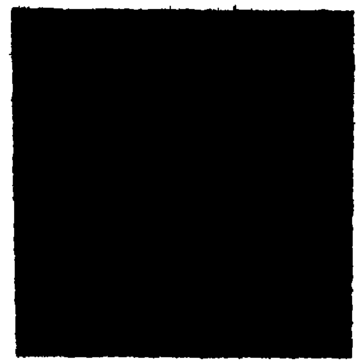
کھیتی کے نئے نئے سائنسی آلات خریدتے ہیں گنے کا رس نکالنے کے جدید کرشر اور بھٹی بھی ہیں۔ گنے کی مناسب قیمت نہ مل پانے پر آپ خود ہی گڑ بنا لیتے ہیں۔

ظہور صاحب ایک اچھے کسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے سوشل ورکر بھی ہیں، گاؤں سے کھیتوں تک ایک پکی سڑک بنانے میں آپ نے کسی طرح کی محنت اور تعاون سے گریز نہیں کیا۔ اور آج اس کا فائدہ سبھی گاؤں والوں کو مل رہا ہے حکمت کا فن جو انہیں اپنے والد سے ملا ہے وہ گاؤں کے لوگوں کے مفت علاج کی شکل میں کام آرہا ہے۔

جس جگہ کبھی ظہور صاحب اور انکی شریک حیات شمشاد بیگم نے اپنے ہاتھوں سے ایک جھونپڑی تعمیر کی تھی آج وہاں ان کا ایک پکا دو منزلہ مکان ہے جسمیں عام سہولیات مہیا ہیں۔ ظہور صاحب نے اپنی لگن اور محنت سے سب کچھ پا لیا ہے۔ انہوں نے بتایا، ”آج میں جو کچھ بھی ہوں وہ سب اپنے بچوں کی ماں کی لگن اور محنت سے ہوں جس نے اناج کا ایک دانہ بھی ضائع نہ ہونے دیا۔ دن رات محنت کی اور آج جب سکھ کے دن آئے تو وہ میرے ساتھ نہیں رہی کاش وہ آج زندہ ہوتی“ ظہور صاحب کی زندگی پورے گاؤں کے لئے ایک سبق ہے۔

سہارنپور کے کمپنی باغ میں جہاں باغوں سے متعلق تحقیق وتربیت کا ایک سرکاری مرکز قائم ہے ایک پستہ قد گول مول سے نوجوان کسان سے ملاقات ہوئی۔ جس کی شخصیت کسان کے ایک عام تصور سے قطعی مختلف تھی اس کسان کا نام ہے وجے کمار۔ وجے کمار جب ہمیں اپنے نرسری اور باغ میں لے گئے تو یقین آیا کہ مرکز کے سائنسدانوں نے وجے کمار کی تعریف میں مبالغے سے کام نہیں لیا تھا۔

دبے کمار کے ساتھ گفتگو ختم ہوتے ہم تھک گئے لیکن ان کے چہرے پر تازگی اور پھرتیلا پن باقی تھا۔ یکایک



درخت کی عمر اور خصوصیات، آلات کی خصوصیت انکو ازبر تھیں۔ دبے کمار کی عمر اب تقریباً ۵۲ برس ہے۔ یونین پبلک سروس کمیشن ... بی ایس سی ہیں۔ باغبانی کا شوق انہیں اپنے والد شری مکند لال گرگ سے ورثے میں ملا ہے۔ جنہوں نے ۱۹۰۲ میں نرسری قائم کی تھی۔ دبے کمار اپنے پرانے ہیڈ مالی بشیر احمد کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ جن سے انہوں نے باغبانی کی باریکیاں سیکھیں وہ اب غیر ممالک سے کتابیں منگاتے ہیں۔ تجربات کرتے ہیں۔ آم کی نمائشوں میں انہوں نے کئی انعامات حاصل کئے ہیں ان کے پاس آم کی کئی قسمیں ہیں۔ زرد آلو، سفید جوہری، سینڈ نایاب، رام کیلا، سپاشاہ، کنڈیل، کرشن بھوگ، امن بخاکا، رومانی، لب معشوق، حسن آرا، حسینی، نیلم، ہاتھی جھول، بہاری والا، راجہ والا، دسہری، لنگڑا، چوسا، مالدا وغیرہ بہترین قسم پوچھنے پر انہوں نے بتایا۔ تجارتی نظریئے سے دسہری بہترین ہے۔ آم کاٹ کر کھانے کے لئے رٹول کا جواب نہیں چوسنے کے لئے گلاس لاجواب ہے۔ ان کے پاس ڈھائی کلو کے وزن کا راجہ والا اور مختص پچاس گرام کا سندوریا جیسا آم بھی ہے۔ ڈیڑھ فٹ لمبے آم بھی ان کے باغ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

آم کے باغ کے لئے دوملٹ زمین جس میں کچھ ریت بھی ہو اچھی سمجھی جاتی ہے۔ گوبر کی پرانی سڑی ہوئی کھاد چلو ٹوکری ہر جوان پودے کو اس کے فیڈنگ زون میں ضرور دینا چاہیئے۔ اس کھاد کے ساتھ ساتھ دبے کمار اپنے درختوں اور پودوں پر ہارمون کا اسپرے بھی کرتے رہتے ہیں۔ آم کے باغ کو اچھا بزنس بتاتے ہیں پھر بھی آپ کی رائے ہے کہ باغ میں سنترا کینو وغیرہ درخت بھی ہونا چاہیئے تاکہ تمام سال پھل دستیاب ہوتے رہیں۔

گلاس ہاؤس دکانچ کی دیواروں اور چھت والا کو سٹ ہاؤس دجس میں ہر موسم میں من چاہی نمی قائم رکھی جا سکے) اور ٹشو کلچر جیسے طریقوں اور تازہ ترین سائنس کی ایجاد کا فائدہ اٹھا سکنے والے شری دبے کمار تمام ہندوستان کے علاوہ دوبئی، لندن، امریکہ اور کنیڈا تک اپنے پودے پہونچاتے ہیں۔

(بشکریہ یہ فارم اینڈ ہوم یونٹ، آکاشوانی دہلی)

نیشنل پروگرام

بمل مکرجی کا ستار وادن

ہفتہ ۵ر اپریل رات ساڑھے نو بجے

بمل مکرجی کا شمار ملک کے ماہر ستار فنکاروں میں کیا جاتا ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے پتا سورگیہ امولیہ چندر مکرجی سے حاصل کی اس کے علاوہ عابد حسین وین کار اور بڑودہ دربار کے استاد فیاض خاں سے علم موسیقی کی باریکیوں کا علم حاصل کیا۔



بمل مکرجی بہت سے پروگراموں کی نمائندگی کرتے ہیں اور اپنے ستار وادن میں گائیکی انگ خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں کئی محافل موسیقی میں شرکت کر چکے ہیں۔

کی۔ ان کی شیریں آواز سے انھوں نے کشمیری موسیقی کو ایک نیا انداز دیا ہے۔ آج کل آپ ریڈیو کشمیر سرینگر سے منسلک ہیں۔

غلام حسین صوفی کشمیری لوک موسیقی کے نامور فنکار ہیں۔ دلکش پائدار آواز کے مالک ہیں۔ انھوں نے مشہور شاعر مہجور پر بھی ایک کشمیری نظم میں ایک گیت گائے جس سے ان کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے۔

آج کل آپ وزارت اطلاعات و نشریات کے ڈرامہ ڈویژن میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بشپال کا گائن

جمعہ ۱۱ر اپریل رات ساڑھے ۹ بجے

آگرہ گھرانہ کے نمایاں و مقبول فنکار بشپال نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم پنڈت کستوری لال مسرا جالندھر والے سے حاصل کی اور بعد میں استاد ولایت حسین خاں اور یونس حسین خاں سے تربیت پائی۔



دلکش اور مسحورکن آواز کے مالک کی گائیکی میں انداز کی علامت کے ساتھ جمالیاتی کشش پائی جاتی ہے۔ موسیقی کی متعدد محفلوں اور کانفرنسوں میں اپنے فن کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔ آجکل آپ چنڈی گڑھ میں ایم سی ایم ڈی اینگلو ویدک کالج برائے خواتین کے شعبۂ موسیقی میں صدر کے عہدے پر فائز ہیں۔

علاقائی و سنگم سنگیت کا نیشنل پروگرام

راج بیگم اور غلام حسن صوفی، کشمیری موسیقی

۳ر اپریل رات ساڑھے نو بجے

راج بیگم نے موسیقی کی تعلیم نامور گائکوں جیسے خان



استاد محمد عبداللہ تبت بقال اور غلام محمد قالین باف سے حاصل

طبلہ فنکاروں سے متاثر کرتی ہے۔ وہ ملک کے نامور گائکوں



سازنوازوں کے ساتھ سنگت کر چکے ہیں۔

آج کل آپ بحیثیت طبلہ نواز آکاشوانی اورنگ آباد سے منسلک ہیں۔

مجاہد حسین خاں کا گائن

۵ر اپریل رات دس بجے

مجاہد حسین خاں کا تعلق خیال و ترانہ گائیکی کے سہسوان رامپور گھرانے سے ہے جو کہ موسیقار اعظم میاں تان سین کی روایات موسیقی کا امین سمجھا جاتا ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے دادا استاد نثار حسین خاں اور نانا استاد



رشید احمد خاں سے حاصل کی اور آجکل آپ اپنے والد سرفراز حسین خاں اور ماموں استاد حفیظ احمد خاں سے تربیت پا رہے ہیں۔ دلکش حیاسی اور شیریں آواز کے مالک مجاہد حسین خاں کی خیال گائیکی میں راگ کی منظم بڑھت، پیچیدہ سرگم، تانیں، بول تان پائے جاتے ہیں۔

مجاہد حسین خاں کو ٹھمری، دادرا، غزل، سمن اور گیت پر بھی مکمل عبور حاصل ہے۔

منگل شب کی محفل موسیقی

ڈی ایس سدھ رام کا کلارنٹ وادن

اور

رمیش سامنت کا طبلہ وادن

۸ر اپریل رات دس بجے

ڈی ایس سدھ رام کا تعلق موسیقاروں کے ایک گھرانے سے ہے۔ شری سدھ رام کو موسیقی اپنے پتا سے ورثے میں ملی ہے جو ہندوستانی اور کرناٹک موسیقی کے نامور فنکار تھے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم اپنے پتا سے اور بعد میں سرینواس آچاریہ کا کھنڈکر سے پائی۔ آج کل آپ دھاروار کے مشہور فنکار ارجن نانکڑ سے موسیقی کی اعلیٰ تعلیم پا رہے ہیں۔

رمیش سامنت بطور طبلہ فنکار عالمی شہرت کے مالک ہیں۔ طبلہ وادن کی ابتدائی تعلیم اپنے پتا گورو دا ہرجی ہیں سامنت سے اور بعد میں سامنتا پرساد سے پائی۔

موسیقی کے زیر و بم کا اعلیٰ شعور اور گہری تربیت ان کو ...

امراض سے تحفظ

اپنے بچّے کو بچایئے

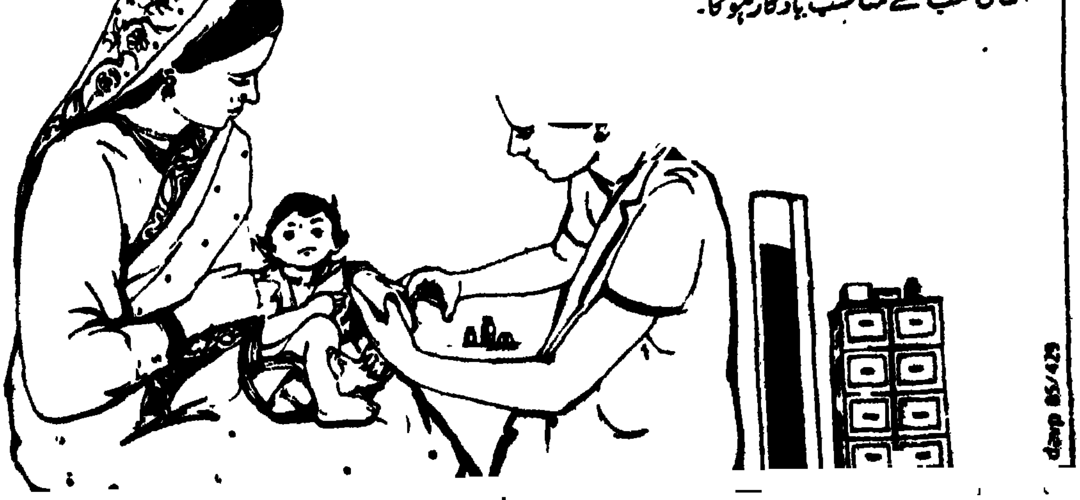
صحیح وقت پر اور صحیح عمر میں تحفظاتی ٹیکے وغیرہ لگوا کر آپ اپنے بچّے کو ڈپتھیریا، کالی کھانسی، ٹیٹنس، پولیو، سِل، دق اور خسرے جیسے خطرناک امراض سے محفوظ بنا سکتے ہیں تحفظاتی سہولیات آپ کے قریبی ابتدائی صحت مرکز، ڈسپنسری یا اسپتال سے بلا معاوضہ دستیاب ہیں۔

ٹیکہ کب لگوایا جاتا ہے؟

عمر	ویکسین		مرض
• حاملہ عورت 16–36 ہفتہ	ٹی ٹی (ماں اور بچے دونوں کو تحفظ دیتا ہے)	2	ٹیٹنس
• شیرخوار بچے 3–9 ماہ	ڈی پی ٹی	3	ڈپتھیریا، کالی کھانسی، ٹیٹنس۔
	پولیو	3	پولیو
	بی سی جی	1	تپ دق
9–12 ماہ	خسرہ	1	خسرہ
18–24 ماہ	ڈی پی ٹی	1 بوسٹر	
	پولیو	1 بوسٹر	

× ایک ڈوز اگر پیشتر ازاں ایک ڈوز دیا گیا ہو۔
دو ڈوزوں کے درمیان کم از کم ایک ماہ کا وقفہ ہونا چاہئے۔ معمولی زکام، کھانسی اور اسہال کے دوران بھی ٹیکہ دیدیا جاتا ہے۔

بچوں کو امراض سے تحفظ دینے کا ہمہ گیر پروگرام شریمتی اندرا گاندھی کے یوم پیدائش 19 دسمبر 1985ء کو شروع کیا گیا تھا۔ اس پروگرام پر کامیاب عمل درآمد ان کی سب سے مناسب یادگار ہوگا۔



سنگیت سریتا: صبح ۴۰-۷

راگ باگیشوری

یکم اپریل — فلم پرائیوٹ سکریٹری: منا ڈے
ایل کے پنڈت : ترانہ
۲؍اپریل — فلم: طوفان اور دیا: لتا منگیشکر
حبیب خاں، علاؤالدین خاں
وچتر وینا
۳؍اپریل — فلم راج مہندر : آشا بھونسلے
جگدیش پرساد : گائن
۴؍اپریل — فلم آزاد : لتا
این۔ راجم : وائلن
۵؍اپریل — فلم بلف ماسٹر : لتا
کشوری امونکر

راگ بہار

۷؍اپریل — فلم: جے ہنومان
پنڈت سوائے گندھرو: گائن
۸؍اپریل — فلم: شباب: رفیع، لتا
بسم اللہ خاں: شہنائی
۹؍اپریل — فلم: چھایا: لتا
پنڈت ڈی وی پلسکر: گائن

راگ بھیم پلاسی

۱۰؍اپریل — فلم چکرورتی وکرمادتیہ
رفیع، سمن کلیانپور
استاد عبدالکریم خاں: گائن
۱۱؍اپریل — فلم: راجہ راجیہ
روی شنکر: ستار

راگ پیلو

۱۲؍اپریل — فلم: ابھیمان: لتا
بیگم اختر: دادرا پیلو
۱۳؍اپریل — فلم پھاگن: آشا بھونسلے
علی اکبر خاں: سرود
۱۵؍اپریل — فلم ارپن کشور: لتا
ہری پرساد چورسیہ: بانسری

انوربھی: دوپہر ۱۵-۲

یکم اپریل — شرن رانی: سرود پر راگ جوگیا
پنالال گھوش: بانسری پر
راگ درباری
۲؍اپریل — مالنی راجورکر: راگ جونپوری
شوبھا گرٹو: ٹھمری تلنگ
۳؍اپریل — نکھل بنرجی: ستار پر راگ ہیمنت
اور دھن مشرکھاڑ
۴؍اپریل — پنڈت جسراج: راگ نٹ نارائن
مانک ورما: جوگ کونس
۵؍اپریل — رگھوناتھ سیٹھ
بانسری پر گورکھ کلیان
زرین دارووالا: سرود پر
بھٹیار اور دھناشری
۷؍اپریل — پروین سلطانہ: امیر بھیرو
استاد نزاکت علی سلامت علی
ٹھمری
۸؍اپریل — سوریہ کانت کھاڈیکر
سندری پرہنس وصونی
چتورویدی داس جوشی
راگ چندر کونس
۹؍اپریل — نیاز احمد خاں، فیاض احمد خاں
بیراگی بھیرو
بیگم اختر: ٹھمری، دادرا
۱۰؍اپریل — بسم اللہ خاں: شہنائی پر دیسی توڑی
ساستا پرساد: طبلہ پر

گھات روپک اور تین تال
۱۱؍اپریل — سرکانت باکرے: راگ للت
پورنیہ دھنا شری ابھوگی
رسولن بائی: ٹھمری بھیروی
۱۲؍اپریل — رئیس خاں: راگ مالکونس



رام نارائن: سارنگی پر سرسوتی
۱۳؍اپریل — استاد امیر خاں: راگ شاہانہ
گریجا دیوی: ٹھمری ملکونس
۱۵؍اپریل — برج بھوشن کابرہ
گٹار پر راگ الہیا بلاول
استاد احمد جان تھرکوا
طبلہ پر ایک تال

ہوا محل: رات ۱۵-۹

یکم اپریل — 'دستاروار' از کے وی راجپوت
پیشکش: ستوش جوشی
۲؍اپریل — 'ایک پیار اور سو انار'
از ایم۔ اے لطیف
پیش کش: مختار احمد
۳؍اپریل — 'کیا خوب ہیں ہم'
از قیصر شمیم

پیش کش: انیس رفیع
۵؍اپریل — 'مرزا جی' از ممتاز شکیب
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۶؍اپریل — ڈانڈی مارچ پر خصوصی پروگرام
پیش کش: انوپ سیٹھی
۸؍اپریل — 'نیم حکیم' از راجکمار روالٹر
۹؍اپریل — 'گیان کا سورج' I
از آنند کمار مشرا
پیش کش: گوپال سکسینہ
۱۱؍اپریل — 'کمپیوٹر رام'
از مدن موہن شرما
پیش کش: کمل دت
۱۲؍اپریل — 'رسید کا چکر'
از سورج کپور
پیش کش: ونود رستوگی
۱۳؍اپریل — 'کاٹھ کا اُلّو' از حامد عرشی
پیش کش: ممتاز شکیب
۱۴؍اپریل — 'نیا سویرا' I
از درشنا داس
پیش کش: کمل دت
۱۵؍اپریل — 'مجھے پیار دو'
از کمیش شری واستو
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر

رس دھارا: رات ۱۵-۸

۱۴؍اپریل — 'کھنڈر'
تحریر و پیش کش: پی دی دارو یکر

میرزیامنی: رات ۱۵-۸

۱۵؍اپریل — 'امتحان': ریڈیو روپ
گنگا پرساد ماتھر

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷،۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰،۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸،۴ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷،۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰،۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱،۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷،۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۱۹،۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵ — ۴۳ افتتاحی موسیقی اور اعلان
۵ — ۴۵ صبح گاہی
۶ — ۱۰ خبریں
۶ — ۲۵ شہر صبا
۷ — ۰۰ شمع فروزاں
۷ — ۰۵ سازِ طرب (سازینہ)
۷ — ۱۵ بھوپ شہانی (پرانے فلمی نغمے)
۷ — ۴۵ گزشتہ شب ۱۰—۰۰ کی دوبارہ نشریات
۷ — ۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۸ — ۰۰ آپ کی فرمائش
۸ — ۳۰ تاریخ ساز
۸ — ۳۵ آپ کی فرمائش (جاری)
۹ — ۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار) جمعہ / اتوار : آؤ بچو
۹ — ۰۵ آپکی فرمائش (جاری، بجز جمعہ اور اتوار) جمعہ و اتوار : آؤ بچو (جاری)
۹ — ۱۵ لوک گیت (بجز جمعہ اور اتوار) جمعہ و اتوار : آؤ بچو (جاری)
۹ — ۳۰ خبروں کا خلاصہ
۹ — ۳۲ کلاسیکی موسیقی : پیر / منگل / بدھ
ہلکی کلاسیکی موسیقی : جمعرات / ہفتہ
آپ کے خط آپ کے گیت : جمعہ
تکلف برطرف : اتوار
۱۰ — ۰۰ اختتام

دوسری مجلس

دوپہر

۱ — ۵۸ افتتاحی موسیقی، اور اعلان
۲ — ۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲ — ۰۲ خبروں کا خلاصہ
۲ — ۰۷ آپ کا خط ملا : اتوار
نغمہ وصدا (I)، پیر
میری نظریں (II-III)، پیر
نگاہِ انتخاب (IV-III) پیر (۳ بجے تک جاری)
بھگتی رس (غیر فلمی)، منگل
آہنگ : بدھ
ہم نوا : جمعرات
مشاعرہ (I)، جمعہ ۳ بجے تک
سات سوال (II-IV جمعہ)
گیت ہمارے شعر آپ کے (IV-III جمعہ)
ایک ہی فلم سے (V-III-I) ہفتہ
سنو گجر کیا گائے (II-IV) ہفتہ
۲ — ۳۰ یک رنگ (V-I)، اتوار
محفل (II)، اتوار
گیتوں بھری کہانی (III)، اتوار
غزلیں (غیر فلمی) (IV)، اتوار
نغمہ وصدا (جاری) (I)، پیر
نگاہِ انتخاب (جاری) (IV-III) پیر
ڈرامہ گزشتہ شب کی مکرر نشریات (II-IV)، پیر
میری پسند (IV-II)، منگل
نغمہ و تبسم (IV-III-I)، منگل
بزمِ خواتین : بدھ
رنگِ نو (I)، جمعرات
حرفِ غزل (V-IV-II) جمعرات
ڈرامہ (III جمعرات)
مشاعرہ (جاری) (I جمعہ)
فیچر (V-III جمعہ)
فلمی دنیا (IV-II جمعہ)
بزمِ خواتین (ہفتہ)
۳ — ۰۰ فلمی قوالیاں (III-I)، اتوار
غیر فلمی قوالیاں (V-IV-II اتوار)
رس رنگ : (پیر)
نئی نسل نئی روشنی (منگل)
رنگا رنگ (V-I بدھ)
دھنک (IV-II بدھ)
ایک فنکار (III بدھ)
غیر فلمی قوالیاں (V-I جمعرات)
راگ رنگ (IV-II جمعرات)
ڈرامہ (جاری)، (III جمعرات)
کہکشاں (V-III-I جمعہ)
دھرتی کو آکاش پکارے (IV-II جمعہ)
پھر سنئے (روبرو کی مکرر نشریات) (ہفتہ)
۳ — ۳۰ آپکی پسند
۴ — ۰۰ جہاں نما (بجز اتوار و تعطیل) اتوار و تعطیل : آپ کی پسند (جاری)
۴ — ۱۰ آپکی پسند (جاری)
۴ — ۳۰ تبصرہ / ہفتہ بھر کی پارلیمانی کارروائی
۴ — ۳۵ آپکی پسند (جاری)
۴ — ۵۰ خبریں
۵ — ۰۰ اختتام

تیسری مجلس

شام

۷ — ۵۸ افتتاحی موسیقی اور اعلان
۸ — ۰۰ خبریں
۸ — ۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸ — ۱۵ گیت / نغمہ / نظم
۸ — ۲۰ جہاں نما (بجز اتوار و تعطیل)
منظر پس منظر (V-III-I اتوار)
اخباروں سے (IV-II اتوار)
سازوں پر موسیقی / فلمی دھنیں (تعطیل و دوسرا ہفتہ)
۸ — ۳۰ حسنِ غزل
۸ — ۴۵ فلمی دوگانے
۹ — ۰۰ چھٹی کے موڈ میں (ادبی مزاحیہ پروگرام) (V-III-I اتوار)
رسائل و جرائد (II اتوار)
اردو دنیا (IV اتوار)
کلامِ شاعر (پیر)
تقریر (منگل)
شہر نامہ (III-I بدھ)
دلی ڈائری (IV، II بدھ)
شہ پارے (V بدھ)
کھیل کے میدان سے (اسپورٹس راؤنڈ اپ)، جمعرات
تقریر (جمعہ)
ریڈیو نیوز ریل (ہفتہ)
۹ — ۱۰ آبشار
۹ — ۳۰ گجر بن کارے (ہلکی کلاسیکی موسیقی) (اتوار اور بدھ)
پنجابی نغمے (پیر)
دھرتی کے گیت (منگل)
ساز اور آواز (جمعرات)
ایک راگ کئی روپ (V-III-I جمعہ)
کہانی سنگیت کی (IV-II جمعہ)
نغمۂ وطن (ہفتہ)
۹ — ۴۵ خبریں
۹ — ۵۵ تبصرہ (مکرر نشریات)
۱۰ — ۰۰ ڈرامہ : (اتوار)
فیچر (I پیر)
اظہارِ خیال (II پیر)
دریچہ (IV پیر)
پیہم رواں ہے زندگی (III پیر)
شکریہ کے ساتھ (V پیر)
جواباً عرض ہے (I منگل)
سائنس میگزین (IV-II منگل)
کھیل کھلاڑی (III منگل)
مشاعرہ (V منگل)
افسانہ (III-I بدھ)
شگفتانِ صحت (II بدھ)
ہم سے پوچھئے (IV بدھ)
صدائے رفتہ (V بدھ)
ادبی نشست (III-I جمعرات)

آئینہ (۲۶ ۔ ۲۷ جمعرات)
ماضی کے دیار (۲۷ جمعرات)
رو برو (جمعہ)
نئی نسل نئی روشنی (ہفتہ)
۱۰—۱۵ خط کے لئے شکریہ (صرف بدھ)
۱۰—۳۰ تعمیل ارشاد (فرمائشی نغمے)
۱۱—۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱—۰۵ تعمیل ارشاد (جاری)
۱۱—۲۵ شمع فروزاں (مکرر نشریات)
۱۱—۳۰ بزم موسیقی
۱۲—۰۰ خبریں
۱۲—۰۵ بزم موسیقی (جاری)
۱۲—۳۰ قوالیاں
۱۲—۵۸ اگلے روز کے پروگراموں کا خلاصہ
۱—۰۰ اختتام

منگل یکم اپریل

صبح

۶—۲۵ شہر صبا
وندنا واجپئی : بیخود دہلوی، داغ
اور جگر مرادآبادی کا کلام
جمیل احمد : حسرت موہانی اور داغ
کا کلام
۷—۰۵ ساز طرب
بھجن سوپوری : سنتور پر
راگ بسنت مکھاری
۹—۳۲ کلاسیکی موسیقی
استاد بڑے غلام علی خاں
خیال دیسی اور ٹھمری بھیروی

رات

۸—۳۰ حسن غزل
جمیل احمد : جاں نثار اختر اور
امیر قزلباش کا کلام
۱۱—۳۰ بزم موسیقی
استاد بڑے غلام علی خاں
خیال بسنت اور دادرہ پہاڑی
بھجن سوپاری : سنتور پر
راگ پوریا کلیان

بدھ ۲ اپریل

صبح

۶—۲۵ شہر صبا
مدھا گرگ : شکیل بدایونی
داغ دہلوی اور ظفر کا کلام

شری رام : رضا امروہوی اور
ساحر ہوشیارپوری کا کلام
۷—۰۵ ساز طرب
دیا شنکر اور ہمنوا
شہنائی پر دھن
۹—۳۲ کلاسیکی موسیقی
عنایت حسین نظامی
خیال جونپوری

رات

۸—۳۰ حسن غزل
شری رام : جگر مرادآبادی اور
داغ کا کلام
۹—۳۰ گجرہن کارنے
بھیم سین جوشی : ٹھمری خارہ
۱۰—۰۰ افسانہ از انور عظیم
۱۱—۳۰ بزم موسیقی
عنایت حسین نظامی
خیال پوریا کلیان
دیا شنکر اور ساتھی
شہنائی پر راگ شیام کلیان

جمعرات ۳ اپریل

صبح

۶—۲۵ شہر صبا
امرجیت : مشیر جھنجھانوی اور
شہریار کا کلام
ولایت حسین ساگر : خمار بارہ بنکوی
اور راجیش کمار اوج کا کلام
۷—۰۵ ساز طرب
شریشتہ سین : ستار پر دھن
۹—۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
بینا پانی مشرا : ٹھمری بھیروی
دادرہ بھیروی

رات

۸—۳۰ حسن غزل
ولایت حسین ساگر : عرش ملسیانی
اور مجاز لکھنوی کا کلام
۱۰—۰۰ ادبی نشست
تنقیدی افکار ۔ ایک جائزہ : مباحثہ
شرکاء : شمس الرحمان فاروقی
پروفیسر گوپی چند نارنگ
اسلوب احمد انصاری، رشید حسن خاں
۱۱—۳۰ بزم موسیقی
استاد فیاض خاں
راگ دیس اور ہوری

شریشتہ سین : ستار پر
راگ جھیر

جمعہ ۴ اپریل

صبح

۶—۲۵ شہر صبا
پریتا بلبیر سنگھ : فراق گورکھپوری
عرش ملسیانی اور شمیم جے پوری
کا کلام
صلاح الدین احمد : امیر قزلباش
اور خمار بارہ بنکوی کا کلام
۷—۰۵ ساز طرب
جوتن بھٹاچاریہ
سرود پر راگ جوگیہ

دوپہر

۲—۰۰ مشاعرہ
آل انڈیا ریڈیو رام پور کی پیشکش

رات

۸—۳۰ حسن غزل
پریتا بلبیر سنگھ : مظفر حنفی
اور آتش لکھنوی کا کلام
۱۱—۳۰ بزم موسیقی
گنیش رام چندر بہرہ بوا
خیال ملہار کیدار
جوتن بھٹاچاریہ : سرود پر
راگ درباری کا نڑہ

ہفتہ ۵ اپریل

صبح

۶—۲۵ شہر صبا
پپیہا ملک : مجروح سلطان پوری
مشیر جھنجھانوی اور جاں نثار اختر
کا کلام
صغیر احمد : حسرت موہانی اور مخدوم
کا کلام
۷—۰۵ ساز طرب
رمیش پریم : وینا پر راگ اہیر بھیرو
۹—۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی : بے نظیر بیگم
ٹھمری بھیروی ۔ دادرہ بھیروی

رات

۸—۳۰ حسن غزل
پپیہا ملک : شمیم جے پوری اور
فراق گورکھپوری کا کلام
۱۱—۳۰ بزم موسیقی
گنگا پرساد پاٹھک : خیال جھیر

رمیش پریم
وینا پر راگ راگیشوری

اتوار ۶ اپریل

صبح

۶—۲۵ شہر صبا
سپرا بوس : میر اور فراق گورکھپوری
کا کلام
اے ہری ہرن : بشیر بدر اور
شہریار کا کلام
۷—۰۵ ساز طرب
پرکاش وڈھیرہ
بانسری پر دھن

رات

۸—۳۰ حسن غزل
اے ہری ہرن : مومن اور
غالب کا کلام
۹—۳۰ گجرہن کارنے
گنگا پرساد پاٹھک : ہوری
۱۰—۰۰ 'اپنا دکھ مجھے دے دو' ڈرامہ
راجندر سنگھ بیدی کی کہانی پر مبنی
ریڈیو تشکیل : محمود ہاشمی
۱۱—۳۰ بزم موسیقی
ہلال احمد خاں اور نفیس احمد خاں
خیال درباری
پرکاش وڈھیرہ
بانسری پر راگ جوگ کونس

پیر ۷ اپریل

صبح

۶—۲۵ شہر صبا
انجنا چوپڑہ : جاں نثار اختر
بیخود دہلوی اور مخمور کا کلام
بیش چندر : جگر مرادآبادی
اور شکیل بدایونی کا کلام
۷—۰۵ ساز طرب
گھاسی رام نرمل : جل ترنگ پر
راگ بھوپالی
۹—۳۲ کلاسیکی موسیقی
آشرن راتے چودھری
خیال بھٹیار

رات

۸—۳۰ حسن غزل
انجنا چوپڑہ : فیض احمد فیض
اور نذیر اکبرآبادی کا کلام

۹-۰۰ کلامِ شاعر
اجمل اجملی
۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
اشوین رائے چودھری
خیال ابھوگی
گھاسی رام نرمل
جل ترنگ پر راگ ابھوگی

منگل ۸ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
شو بھنارادا: شمیم جے پوری
اور جاں نثار اختر کا کلام
منورنجن جمالی: مجاز، حسرت
اور بشیر بدر کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
این راجم: وائلن پر ٹھمری بھیرویں

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
جمیل خسرو: خیال بیراگی

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
شو بھنارادا: فراق گورکھپوری
شکیل کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
جمیل خسرو: خیال ہیم کلیان
این راجم: وائلن پر راگ بہاگ

بدھ ۹ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
سدھا ملہوترہ: سدرشن فاکر
مصحفی اور شکیل کا کلام
شبیر حسین: رضا امروہوی
اور امیر قزلباش کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
ستیش پرکاش قمر اور ساتھی
شہنائی پر راگ بیراگی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
جگدیش پرساد
خیال بھٹیار

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
شبیر حسین: بشیر بدر اور
امیر قزلباش کا کلام

۹-۳۰ گجرا بن کارے

غلام علی: ٹھمری پیلو

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
جگدیش پرساد: خیال … پتی
ستیش پرکاش قمر اور ساتھی
شہنائی پر راگ باگیشوری

جمعرات ۱۰ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
دیپاشری موہن: فیض اور
شوکت پردیسی کا کلام
پران ناتھ: محسن زیدی اور
ساحر ہوشیارپوری کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
کلیانی رائے: ستار پر
ٹھمری کافی ہوری

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
اِلا بھوبک: ٹھمری جوگیہ
دادرا جوگیہ

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
پران ناتھ: مخدوم اور فراق
گورکھپوری کا کلام

۱۰-۰۰ مشرق و مغرب کے نغمے از پران جی
'ایک جائزہ'
ترتیب: عبد المغنی

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
کرشنا راؤ شنکر پنڈت
خیال مالکونس اور ٹپہ کافی
کلیانی رائے: ستار پر
راگ مالکونس

جمعہ ۱۱ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
چرن جیت: مجاز کا کلام
غلام عباس: حسرت موہانی اور
داغ کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
نند لال گھوش
سرود پر راگ توڑی

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
چرن جیت کور: جگر اور
کیفی اعظمی کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
کمار گندھرو
خیال جے جے ونتی
نند لال گھوش
سرود پر راگ درباری

ہفتہ ۱۲ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
ششی تا ورک: مخمور دہلوی
اور فراق گورکھپوری کا کلام
چندن کمار داس: ساحر بھوپالی
اور امیر قزلباش کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
شری کرشنا شرما
گٹار پر راگ چارو کیشی

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
او۔ پی۔ کپور: ٹھمری بھیرویں
دادرہ بھیرویں

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
ششی تا ورک: خمار بارہ بنکوی
اور شفق لکھنوی کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
لطافت حسین خاں
خیال باگیشوری بہار
شری کرشنا شرما
گٹار پر راگ ایمن کلیان

اتوار ۱۳ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
سمن دیوگن: جگر، داغ
اور شکیل کا کلام
ستیش بترا: سردار انجم کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
پرکاش۔ این۔ سکسینہ
بانسری پر راگ دیوگری بلاول

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
ستیش بترا: خسرو، متین اور
خمار بارہ بنکوی کا کلام

۹-۳۰ گجرا بن کارے
سلوچنا برہسپتی: ٹھمری دیش

۱۰-۰۰ ڈرامہ از وارث احمد خاں

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
مشتاق حسین خاں
خیال جے جے ونتی اور
ٹھمری جھن جھوٹی
پرکاش این سکسینہ
بانسری پر راگ جوگ

پیر ۱۴ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
بیلا ساور: جگر اور داغ
کا کلام

۷-۰۵ سازِ طرب
شیو کمار شرما سنتور پر راگ بھٹیار

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
کرشنا بھشٹ اور بھارتی چکرورتی
خیال اہیر بھیرو

دوپہر

۲-۳۰ ڈرامہ از وارث احمد خاں

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
بیلا ساور: فیض اور شکیل بدایونی
کا کلام

۹-۰۰ کلامِ شاعر از کاوش بدری

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
کرشنا بھشٹ اور بھارتی چکرورتی
خیال ابھوگی
شیو کمار شرما: سنتور پر
راگ کوشک دھونی

منگل ۱۵ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
کرشنا کلے: جگر اور امیر مینائی
کا کلام
جمیل احمد: فیض کا کلام

۷-۰۵ شمس الدین ڈیسائی: رودرا وینا پر
راگ بھیرویں

۹-۳۲ محمد حسین سرآہنگ: خیال گن کلی

رات

۸-۳۰ جمیل احمد: بشیر بدر کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
محمد حسین سرآہنگ خیال
شمس الدین ڈیسائی فریدی کی
رودرا وینا پر راگ مالکونس

میڈیم ویو

دہلی الف	۳۶۶٫۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب	۴۵۰٫۵ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج	۲۱۹٫۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د	۲۹۴٫۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۸-۰۰ تک ۱۵٫۸۹ میٹر ۱۸۹۵۵ کلوہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۔۔۔ سے رات تک ۱۵٫۸۹ میٹر ۱۸۹۵۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف

ہندی / انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵ اور رات ۱۱-۰۵۔ سنسکرت: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ اردو مع تبصرہ: رات ۹-۱۶
انگریزی: دوپہر ۱۲-۰۰ پنجابی: دوپہر ۱-۴۰، راجیوں سے سماچار: شام ۵-۰۰
روزگار سماچار: شام ۷-۵۰ پرادیشک سماچار: شام ۷-۵۰

دہلی بی

انگریزی: صبح ۸-۰۱، ۱۰-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، سہ پہر ۳-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور رات ۱۱-۰۰، پنجابی: صبح ۸-۳۰، شام ۷-۳۰، تجارتی (صرف اردو): ۷-۳۰

منگل یکم اپریل

دہلی الف
صبح

۸-۱۰ اور ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
گوپال کرشن: وچتر وینا
۱۰-۳۰ مرنالنی کھانڈیکر: گائن
۱۱-۰۰ واسدیو دیش پانڈے: گائن

شام

۵-۰۵ گیان وگیان: وگیان سماچار
از پی۔ ایم۔ بھشرما
۹-۳۰ 'کھڑکی کھول دو'، ناٹک
تحریر: درشا داس
۱۰-۰۰ پرروپ چیٹرجی: گائن

دہلی ب
صبح

۷-۳۰ واسدیو دیش پانڈے: گائن

دوپہر

۳-۱۰ اور ۳-۰۵
لیلاوتی بھر: مراٹھی گیت
۳-۳۰ مرنالنی کھانڈیکر: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
بیما ائل سہگل
گیت، بھجن، غزلیں

بدھ ۲ اپریل

دہلی الف
صبح

۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
غلام تقی خاں: گائن
۱۰-۳۰ اور شام ۵-۴۰
مہادیو پرساد: بانسری
۱۱-۳۰ رفیع احمد: سرود
۱۱-۳۰ گرامین بہنوں کا کاریہ کرم
گھر وگیان: 'بچے کا لباس'،
وگیان درشٹی کون'
تقریر: ڈاکٹر الکا دھل

شام

۱۰-۰۰ راس بہاری دتہ: ستار

دہلی ب
صبح

۷-۳۰ گریجا دیوی: گائن

دوپہر

۳-۳۰ جانکی راماسین: کرناٹک گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
ہریش بھاردواج
گیت، بھجن، غزلیں

جمعرات ۳ اپریل

دہلی الف
صبح

۸-۱۰ اور ۱۱-۱۰
شنو کھرانہ: گائن
۱۰-۳۰ اور رات ۹-۰۰
جین کمار جین: سنطور
۱۱-۰۵ منورما آہوجا: گائن
۱۱-۳۰ پی۔ ڈی۔ جوشی: وائلن

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا کاریہ کرم: گھر وگیان
بجلی کا میٹر، تقریر: آر این گپتا

رات

۱۰-۳۰ این راما مورتی: گائن
(کرناٹک)

دہلی ب
صبح

۷-۳۰ جین کمار جین: سنطور

دوپہر

۳-۳۰ این راما مورتی: گائن (کرناٹک)

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
امینہ برنی: غزلیں

جمعہ ۴ اپریل

دہلی الف
صبح

۸-۱۰ اور رات ۱۱-۱۰
شانتی ہیرانند: گائن
۱۰-۳۰ اور شام ۵-۴۰
ابھے کمار سرکار: سرود
۱۱-۰۵ راماسینی: گائن
۱۱-۳۰ اوشا کرن: ستار

رات

۸-۱۵ گاندھی چرچا: گاندھی جی کے وچاروں اور پریہ بھجن پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ 'بند دروازے'، ناٹک
تحریر: امرتا پریتم
ترتیب: شری پال سنگھ
۱۰-۳۰ سرسوتی راجگوپالن: وینا
(کرناٹک)

دہلی ب
صبح

۷-۳۰ پروین سلطانہ: گائن

دوپہر

۳-۳۰ سرسوتی راجگوپالن: وینا
(کرناٹک)

ہفتہ ۵ اپریل

دہلی الف
صبح

۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
سرفراز حسین خاں: گائن
۱۰-۳۰ کیلاش چندر شرما: بانسری
۱۱-۳۰ برہم سروپ سنگھ: وچتر وینا

رات

۹-۳۰ بمل مکھرجی: ستار

دہلی ب
صبح

۷-۳۰ برہم سروپ سنگھ: وچتر وینا

دوپہر

۳-۳۰ کیلاش چندر شرما: بانسری

اتوار ۶ اپریل

دہلی الف
صبح

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
دنیش کمار پربھاکر: وائلن
۱۰-۰۰ ستی مٹھکر: گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۳۵
ٹی۔ کے۔ گووندہ راؤ
کرناٹک گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ دل لگی: جھلکی
تحریر: سریندر سیٹھی

دہلی ب
دوپہر
۳-۳۰ ونیش کمار پربھاکر : وائلن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
اسلم صابری قوال و ساتھی
قوالیاں

پیر ۷ر اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور ۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
شیلا دھر : گائن
۱۰-۳۰ شری کرشن شرما : وچترو ینا
۱۰-۳۰ دیویندر مردیشور : بانسری
دوپہر
۱۲-۰۵ لوک بھارتی
۱۲-۳۰ کھڑکی کھول دو : ناٹک
تحریر : ورشا داس
رات
۹-۰۰ نثار حسین خاں : گائن



۱۰-۰۰ منیر خاں : سارنگی
سردار خاں : طبلہ
دہلی ب
صبح
۷-۲۲ سدیشوری دیوی
ٹھمری دادرا
دوپہر
۳-۳۰ شری کرشن شرما : وچترو ینا
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
صلاح الدین احمد : غزلیں

منگل ۸ر اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
او۔ پی۔ کپور : گائن
۱۰-۳۰ کپھن ورما : سرود
۱۱-۳۰ محمود مرزا : ستار
رات
۱۰-۰۰ این۔ سدھو رام : کلارنٹ
رامیش سامنت : طبلہ
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ پنڈت حسن لال
دوپہر
۳-۳۰ کپھن ورما : سرود
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
شانتا سکسینہ
گیت۔ بھجن

بدھ ۹ر اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
غلام دستگیر خاں : ستار
۱۰-۳۰ اور شام ۵-۴۰
نواب خاں : گائن
۱۱-۳۰ مشتری بیگم : گائن
رات
۱۰-۰۰ کرشنا بشٹ : گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ مشتری بیگم : گائن
دوپہر
۳-۳۰ سرسوتی شیکھر : گائن
(کرناٹک)
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
سریندر کور : گیت، بھجن

جمعرات ۱۰ر اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۱۰-۰۰

ایل کے۔ پنڈت : گائن
۱۰-۳۰ اور رات ۹-۰۰
مرلی کرشن : ستار
۱۱-۳۰ کلیان مکھرجی : سرود
رات
۱۰-۳۰ سدھا کرشنا چاری : گائن
(کرناٹک)
دہلی ب
صبح
۷-۲۲ کلیان مکھرجی : سرود
دوپہر
۳-۳۰ سدھا کرشنا چاری : گائن
(کرناٹک)
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
رویندر گرور : گیت
بھجن اور غزلیں

جمعہ ۱۱ر اپریل

دہلی الف۔
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
اقبال احمد خاں : گائن
۱۰-۳۰ اور شام ۵-۴۰
جگدیش برمن : بانسری
۱۱-۰۵ شری کانت باکرے : گائن
۱۱-۳۰ انوپم مہاجن : ستار
رات
۹-۳۰ آپ کا بنٹی : ناٹک
منو بھنڈاری کے ناول سے ماخوذ
ترتیب : اجیت کمار
۱۰-۳۰ شریمتی درگا بالا سبھرامینم
گائن (کرناٹک)
۱۱-۱۰ شترو گھن شکلا : گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ انوپم مہاجن : ستار
دوپہر
۳-۳۰ شریمتی درگا بالا سبھرامینم
گائن (کرناٹک)
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
سرلا کپور : گیت، غزلیں

ہفتہ ۱۲ر اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
علاؤالدین خاں : اسراج
۱۰-۳۰ سابیری سین : گائن
۱۱-۰۵ گھنشیام داس پربھاکر
جلترنگ
۱۱-۳۰ پی۔ کے۔ کوہلی : گائن
رات
۹-۳۰ لیشن پال : گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ پی۔ کے۔ کوہلی : گائن
دوپہر
۳-۳۰ علاؤالدین خاں : اسراج

اتوار ۱۳ر اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
ڈاگر بندھو : گائن
۱۰-۰۰ فردوس احمد : سرود
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۳۵
گومتی راما سبھرامینم
کرناٹک سنگیت
دوپہر
۱۲-۱۵ 'انعام' : پنجابی جھلکی
تحریر : پرکاش ساتھی
۲-۳۰ آپ کا بنٹی : ناٹک
منو بھنڈاری کے ناول سے ماخوذ
دہلی ب
دوپہر
۳-۳۰ ڈاگر بندھو : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
آسا سنگھ مستانہ : گیت اور
پنجابی گیت

پیر ۱۴ر اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ ظفر احمد خاں : ستار

۱۰-۳۰ اور شام ۳۰-۰ ۵
کمل سہگل اور کویتا سہگل
گائن
۱۱-۰۵ ڈی۔ آر۔ پارو تیکر
دتہ تریہ وینا
۱۱-۳۰ دیپک کمار چیٹرجی : گائن
رات
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
منور علی خاں : گائن

دہلی ب
صبح
۷-۲۲ دیپک کمار چیٹرجی : گائن
دوپہر
۳-۳۰ ظفر احمد خاں : ستار
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
کمل ہنس پال : بھجن، غزلیں

منگل ۱۵ اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ مدھپ مدگالے : گائن
۱۰-۳۰ اور رات ۹-۰۰
شمس الدین فریدی ڈیساگی
وینا
۱۱-۰۵ مالتی گیلانی : گائن
۱۱-۳۰ سوامتا گھوش : وائلن
شام
۵-۰۵ گیان وگیان : وگیان سماچار
درگیش شرما
۹-۳۰ انتم پڑاؤ کا درد : ناٹک
تحریر : سریندر کمار
۱۰-۰۰ مجاہد حسین خاں : گائن

دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سوامتا گھوش : وائلن
دوپہر
۳-۳۰ مدھپ مدگالے : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
امیتابھ مشرا : گیت، بھجن
اور غزلیں



۳۱۴.۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

منگل یکم اپریل

صبح
۷-۴۵ لدھو داس، دیوان سنگھ دھنک
شیل سنگیت
۸-۳۰ راجندر سنگھ : وائلن
دوپہر
۱-۱۰ رماکانت پاٹھک
پکھاوج وادن

بدھ ۲ اپریل

صبح
۷-۴۵ کسم نتھانی، موہن ناتھ
شیل سنگیت
۸-۳۰ میرا کھروا ڈگر : خیال بھٹیار
دوپہر
۱-۱۰ صغیر حسن قوال، رانی شاہین
قوال
رات
۹-۱۶ کیشن : گیت

جمعرات ۳ اپریل

صبح
۷-۳۰ آپ کے لئے : پیش کش
ستیہ پرکاش ہندوان
۷-۴۵ لکشمی کھنڈوڑی، پورن چند آریہ
شیل سنگیت
۸-۳۰ بھگوان داس مشرا
سارنگی پر بیراگی
دوپہر
۱-۱۰ عبدالوحید خاں
ملتانی پٹ دیپ
رات
۸-۰۰ پچھلے تین دشکوں میں کماؤں کا
بدلتا روپ : تقریر از
اودے سنگھ
۹-۱۶ غلام علی : غزلیں

جمعہ ۴ اپریل

صبح
۷-۴۵ ریکھا انی پال، دیوان سنگھ ڈولیا
شیل سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۵
ستیش چندر سریواستو ستار
دوپہر
۱-۱۰ شیام گوپی رائے چودھری
سرود پر مدھوونتی

ہفتہ ۵ اپریل

صبح
۷-۴۵ نین سنگھ ٹھاکر وساتھی
شیل سنگیت
۸-۳۰ ش۔ ۔ ۔ : سرود پر
جو نپوری، جوگیا
دوپہر
۱-۱۰ غلام صادق خاں : مدھوونتی
رات
۸-۰۰ "گڑھوال میں ۱۸۵۷ کے بعد
کا سوتنترتا آندولن" تقریر از
ڈاکٹر راما نند میرولا

اتوار ۶ اپریل

صبح
۷-۴۵ چندر سنگھ راہی اور
گوپال بابو گوسوامی
شیل سنگیت
دوپہر
۱-۱۰ لیاقت علی خاں : پٹ دیپ
۲-۲۰ گوپال بابو گوسوامی
لوک گیت
رات
۹-۱۶ انوپ جلوٹا : غزلیں

پیر ۷ اپریل

صبح
۷-۴۵ رتن سنگھ کنورا شیل سنگیت
۸-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۰
لکشمن داس سندھو : گائن
۹-۱۵ مہا کمبھ پر خصوصی پروگرام

منگل ۸ اپریل

صبح
۷-۴۵ دیویندر پرساد چپولی
شیل سنگیت
۸-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۰
بھیم سین جوشی : گائن

بدھ ۹ اپریل

صبح
۷-۴۵ مایا کھڑاوی اور کرشن موہن
سنگھ بشٹ

شیل سنگیت
۸-۳۰ مقصود حسین خاں : گائن
رات
۱۰-۰۵ "گگو چوہان" : ناٹک
گڑھوال کی ایک لوک کتھا پر مبنی
تحریر : رنویر سنگھ چوہان
ہدایات : ستیہ پرکاش ہندوان

جمعرات ۱۰ اپریل

صبح
۷-۴۵ آپ کے لئے : جگت سنگھ پال
موہن سنگھ ڈولیا
۸-۳۰ بالا صاحب پوچھوالے
گوپیکا بسنت
دوپہر
۱-۱۰ مالویکا کانن : گائن
رات
۸-۰۰ "المواڑہ کا بیگاری آندولن"
تقریر از ڈاکٹر این۔ پی۔ جوشی
۹-۱۶ محمد حسین احمد حسین : غزلیں

جمعہ ۱۱ اپریل

صبح
۷-۴۵ جمنا دیوی، گریش چند ملکانی
شیل سنگیت

جالندھر: میڈیم ویو: ۲۳ر۴۲۷ میٹر ۷۰۲، کلوہرٹز ۲ ۲۴۲۴ میٹر ۱۲۵۰ کلوہرٹز
۲۲ر۲۶ ۲۲ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز

چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۲۰۹ر۲۶ میٹر ۱۴۳۲ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۱۰-۲، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵

پنجابی: صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰ ۱۱-۰۰

اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ)

روزگار سماچار: شام ۷-۴۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

جالندھر الف
صبح
۴-۲۵ وندے ماترم: منگل دھن
۴-۳۰ سری دربار صاحب امرتسر سے شبد کیرتن ریلے
۶-۰۵ ارادھنا: بھگتی سنگیت
۶-۳۵ کھیتی باڑی: زراعتی پروگرام
۶-۴۰ پروگرام کا خلاصہ
۶-۴۵ مانس گان
۷-۰۵ امرت بودھ
دوپہر
۱-۰۵ سمودہ گان
۱-۱۵ فوجی بھائیوں کے لئے
۲-۰۰ موسم کا حال اور انت کھیتی

شام
۵-۰۰ سری دربار صاحب امرتسر سے شبد کیرتن ریلے
۵-۳۰ گوربانی وچار
۶-۰۰ مقامی اعلان اور پروگرام کا خلاصہ
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۴۰ روزگار سماچار

جالندھر ب
صبح
۱۰-۱۰ اسکول براڈ کاسٹ (ماسوا اتوار اور تعطیلات)
شام
۶-۰۰ یووا وانی نوجوانوں کے لئے
۷-۰۰ دیس پنجاب

منگل یکم اپریل

صبح
۷-۱۵ کاویہ دھارا پنجابی میں نظم خوانی
۷-۳۰ مٹی دی مہک: سماجی رواجوں اور لوک دھاراؤں پر مبنی سنگیت روپک
۹-۱۰ محمد دلشاد خاں: خیال
دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت: امر سنگھ مکھن پوری
شام
۶-۴۵ لوک گیت جسد لوکمار بنلاجٹ
۹-۳۰ کھیڈ سنسار: اسپورٹس میگزین

بدھ ۲ اپریل

صبح
۸-۵۰ اجیت کور: لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ جوگندر تکھی: کلارنٹ
دوپہر
۱۲-۱۵ بھائی ورشن سنگھ: گیت
۲-۳۰ لوک گیت: دیال سنگھ سوڈھی
رات
۷-۴۵ بھائی دلویندر سنگھ راگی اور ساتھی: شبد

جمعرات ۳ اپریل

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۱۵ رتینکا نیواڑی گیت اور غزل
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ یش پال: خیال
دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت: بنارسی پھل
رات
۸-۰۰ سرجنا: پنجابی میں ادبی میگزین
۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام: غلام حسین صوفی اور راحت بیگم
پیش کار: بھجن لال سوپوری

جمعہ ۴ اپریل

صبح
۷-۱۵ ابھل یاداں: ناقابل فراموش یادیں ملاقات
۷-۳۰ اور رات ۷-۴۵ روی کانت: گیت
۸-۲۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵ چندر راؤ: گیت
۸-۵۰ چندر کانتا کپور: لوک گیت
۹-۰۵ پرشوتم داس مہتہ راگ جونپوری
دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت امریک سنگھ ہرگوبند پوری
شام
۴-۴۵ نریندر سنگھ بال اور ساتھی: لوک گیت
۹-۳۰ بانجھ: ہندی میں ڈرامہ
۱۰-۱۵ لوک گیت: اکبر علی جودھاں

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۵ چندن واسے: سرود

ہفتہ ۱۲ اپریل

صبح
۷-۲۵ رتن سنگھ جونساری اور شانتی دیوی سکوٹی شیل سنگیت
۸-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۰ رمیش چندر چھولی: گائن

اتوار ۱۳ اپریل

صبح
۷-۴۵ جگدیش پرساد شیل سنگیت
دوپہر
۱-۱۰ گوسائیں دت وانی طبلہ وادن
رات
۹-۱۶ پی نازمسانی: غزلیں

پیر ۱۴ اپریل

صبح
۷-۴۵ کیلاش چندر تھلیٹری اور دیوان سنگھ ڈولیا شیل سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۵ پروین سلطانہ: گائن
دوپہر
۱-۱۰ لطافت حسین خاں: گائن

منگل ۱۵ اپریل

صبح
۷-۴۵ چندر کلا جوشی اور شو پرساد پوکھریال شیل سنگیت
۸-۳۰ شروتی سڈولکر: گائن
دوپہر
۱-۱۰ میرا بائی بشرودکر: گائن

ہفتہ ۵/اپریل

صبح

۷-۴۵ لوک گیت
جگجیت سنگھ زیروی

۸-۲۰ سنت سنگھ سنت: شبد

۹-۰۵ اور شام ۳۰-۲
باقر حسین: خیال

دوپہر

۱۲-۱۵ پریم جگیاسو: غزلیں

شام

۴-۴۵ شنکر داس اور ساتھی: بھجن

اتوار ۶/اپریل

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ: ویدوں، گیتا اور رامائن کی تعلیمات پر مبنی پروگرام

۷-۱۵ پنگھڑیاں: سماجی اور ثقافتی ورثے سے متعلق بچوں کا پروگرام

۷-۴۵ غزل انجلی: پنجابی غزلیں

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۹-۰۵ استاد فیاض خاں: گائیکی

دوپہر

۱۲-۲۰ لوک گیت
ہردیو سنگھ خوشدل

۲-۳۰ گوربخش سنگھ کویشر اور ساتھی: کویشری

شام

۴-۴۵ گردھاری لال اور ساتھی: بھیٹاں

۱۰-۳۰ استاد فیاض خاں: خیال

پیر ۷/اپریل

صبح

۷-۱۵ انتی دی راہ تے

۸-۲۰ لوک گیت
بلدیو سنگھ اور ساتھی

۹-۰۵ این۔ راجم: وائلن

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت
مہندر جیت سیکھوں

رات

۹-۳۰ پریت: پنجابی ڈرامہ
از کماری نیتا ...

۱۰-۱۵ لوک گیت: جسونت راج جنی

منگل ۸/اپریل

صبح

۷-۱۵ کاویہ دھارا: ہندی میں نظم خوانی

۸-۲۰ ساڈا دیش ساڈی جیتنا: فیچر

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت
چرن سنگھ کنگن پوری

شام

۴-۴۵ لوک گیت: رنجنا

۹-۳۰ ہندی میں مذاکرہ

بدھ ۹/اپریل

صبح

۸-۲۰ اور شام ۴۵-۴
اندرجیت سنگھ: غزلیں

۸-۵۰ جاگیر سنگھ طالب: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
سریندر کمار دتہ: ستار

دوپہر

۱۲-۱۵ بھائی شمشیر سنگھ: شبد

۲-۳۰ نریندر بیرلی: لوک گیت

جمعرات ۱۰/اپریل

صبح

۷-۱۵ پنڈ دی بہار: پنجاب کے دیہات کی زندگی، تاریخی اور ثقافتی سرگرمیوں سے متعلق پروگرام

۷-۳۰ اپنا گھر

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۵-۱۲
نیرو راجکمار: گیت

۸-۲۰ گیان چند: پنجابی گیت

۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
اجیت سنگھ بیتل: خیال

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت: چمن لال گورداسپوری اور ساتھی

۴-۳۰ لچھمن سنگھ: طبلہ

۴-۴۵ لوک گیت: امریک سنگھ دت

۸-۰۰ تخلیق: اردو ادب کا پروگرام

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: فیچر

جمعہ ۱۱/اپریل

صبح

۷-۱۵ اجل یاداں: پنجابی میں ایک ملاقات

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۵-۱۲
محمد شریف قوال اور ساتھی
کافی، غزلیں

۹-۰۵ اور شام ۳۰-۴
بہاری لال: کلارینٹ

دوپہر

۲-۳۰ بھاگ سنگھ ماہیا: لوک گیت

شام

۴-۴۵ لوک گیت: ایم۔ ایس۔ تارا حرم

۹-۳۰ رام سینا: ہندی میں ڈرامہ
کرشن کشور سری واستو

۱۰-۱۵ برکت سدھو: لوک گیت

۱۰-۳۰ امرناتھ: خیال

ہفتہ ۱۲/اپریل

صبح

۷-۴۵ لوک گیت: کلدیپ سنگھ پردیسی

۹-۰۵ شام ۴۵-۴ اور رات ۴۵-۷
غلام مصطفیٰ خاں: گائیکی

دوپہر

۱۲-۳۰ چور آیا: ہندی میں مزاحیہ ڈرامچہ

شام

۴-۴۵ لوک گیت: رنگا سنگھ گریان

اتوار ۱۳/اپریل

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ: ویدوں، گیتا اور رامائن کی تعلیمات پر مبنی پروگرام

۷-۱۵ پنگھڑیاں: ثقافتی اور سماجی ورثے سے متعلق پروگرام

۷-۴۵ غزل انجلی

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۹-۱۵ بال جگت: بچوں کے لئے پروگرام

دوپہر

۱۲-۲۰ جوگا سنگھ جوگی اور ساتھی
کویشری: لوک گیت

۲-۳۰ سریندر سنگھ بھنگو ڈھاڈی اور ساتھی: واراں

رات

۸-۱۵ پنجاب کے مختلف علاقوں کا منتخب لوک گیت

۱۰-۳۰ استاد امیر خاں: خیال

پیر ۱۴/اپریل

صبح

۷-۱۵ انتی دی راہ تے: ۲۰ نکاتی پروگرام پر مبنی فیچر

۸-۲۰ جسبیر سنگھ خوشدل
لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
پرکاش وڈھیرا: بانسری

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت
موہن سنگھ جھنڈیر اور ساتھی

رات

۹-۳۰ اک راگ دو سر: پنجابی میں ڈرامہ
از آر۔ کے۔ شرما

منگل ۱۵/اپریل

صبح

۷-۱۵ کاویہ دھارا
پنجابی میں نظم خوانی

۷-۳۰ محفل

۹-۱۰ شیو کمار شرما: سنتور

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت: کشمیر سنگھ شمبھو

شام

۴-۴۵ لوک گیت: محمد صدیق

۹-۳۰ وگیان جگت

۱۰-۰۰ کمال حسین خاں: گائیکی

جے پور (الف) : ۲۰۳/۱۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۲۳۶/۴ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

منگل یکم اپریل

صبح

۷-۰۵ ایف. سی. پنوار
ٹھمری، بھیروی اور دادرا
۷-۲۵ کادیہ پاٹھ: بہاری لال بھارتی
۷-۴۵ کومد کلکرنی : سگم سنگیت
۸-۲۱ احمد خاں : لوک سنگیت
۹-۱۵ اور شام ۲۵-۶
بجرنگ کمہار: سگم سنگیت

شام

۵-۰۰ پرمپرائیں کتنی ساڈک کتنی باڈک
مباحثہ

بدھ ۲ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
امیر محمد خاں : خیال
۸-۲۱ لوک گیت : علاؤ الدین خاں
۹-۱۵ انورادھا ماتھر: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۲۰ بسم اللہ خاں اور ساتھی: شہنائی

شام

۵-۰۵ میری وہ یاترا: چیکوسلواکیہ
وارتا
۹-۱۶ رفیق حسین : غزل
۱۰-۰۰ "گرہ تیاگ": ناٹک سنسکرت
تحریر: کلاناتھ شاستری

جمعرات ۳ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
بابولال شرما: بانسری
۷-۳۵ کمبھ پرمپرا اور سانسکرتک ایکتا
تقریر

۷-۴۵ ارملا کھنا: سگم سنگیت
۸-۲۱ شمس الدین: لوک گیت
۸-۵۰ اور ۱۵-۹
احمد حسین: سگم سنگیت

شام

۶-۳ سندھی کاریہ کرم
نئی روشنی نوا وچار: مباحثہ
نوجوان طبقوں اپنے دینی نیتی کہانی

جمعہ ۴ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
مانک راڈرا چورگر: خیال
۷-۲۵ چھوا چھوت روگ علاج
انتر راجیہ دیواہ : تقریر
۷-۴۵ ساہت سدا مہک لاج دان
کویہ کرت میہانی مہیما سے
سور پاٹھ
۸-۲۱ رنجنا ماتھر: لوک گیت
۹-۱۵ اور شام ۲۵-۶
امرجیت کور: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بستی رام : لوک گیت
۱-۲۰ استاد بڑے غلام علی خاں: خیال

شام

۵-۰۵ نگورو یک کرانتی ویر
چندر شیکھر آزاد
تحریر: بھگوان گوتم اور پیشکش
آنند سیال
۹-۱۶ اودوھ بہاری ماتھر: گیت
۹-۳۰ 'پیڑ کے لئے دھوپ': ناٹک
تحریر: ڈاکٹر سریندر اپادھیہ
پیش کش: ممتاز شکیب

ہفتہ ۵ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور شام ۲۰-۶
نانیبی راجورکر: خیال
۷-۴۵ محبوب خاں: سارنگی
جیا بوس، ستار
۸-۲۱ نے سنگھ: لوک گیت
۹-۱۵ دھیرا سین: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بشیر خاں گویا: لوک گیت
۱-۳۰ نکھل بنرجی: ستار

شام

۵-۰۵ وگیان جگت میں یوا وگیانک
ڈاکٹر بدما کمہار سے ملاقات
۷-۲۰ سمندر میں عجائب گھر سمندر تل
کی دنیا: تقریر
۸-۱۵ ری ڈسٹرا تنگ دا فیوچر
ہیلتھ کیئر: انگریزی تقریر

اتوار ۶ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
راجندر وشنو: خیال
۷-۴۵ اجنتا چودھری: سگم سنگیت
۷-۲۵ بدلتے سماج کے پریویش میں
ناری: تقریر
۱۰-۰۰ ترقیہ کی راہ پر: سندھی تقریر
کملا کیسوانی : سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۰ ایڈس کا اکھیشاپ: تقریر
۱۲-۲۰ چمتکار کو نمسکار: جھلکی
تحریر: ہری رام آچاریہ
پیش کش : ممتاز شکیب

شام

۶-۳۰ وشو موہن بھٹ: گٹار
۶-۴۵ احمد نور قوال و ساتھی: قوالی
۱۰-۰۰ پرگتی شیل ساہت اور ڈاکٹر
رانگیہ راگو : تقریر

پیر ۷ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۰۰-۱۰
منی لال ناگ : ستار
۷-۲۵ آدترے تیم میں راجستھان رد
اڈیوگک نقشو، راجستھانی وارتا
۷-۴۵ ستیش نارائن: سگم سنگیت
۹-۱۵ اور شام ۲۵-۶
بھاونا الیس۔ لونکڑ: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ ڈبو بانو : لوک گیت
۱-۳۰ استاد عبدالوحید خاں: خیال

شام

۵-۰۵ کھیل نیم: فٹ بال: تقریر
۱۰-۰۰ ملیکا ارجن منصور : خیال

منگل ۸ اپریل

صبح

۷-۰۵ مالویکا کانن : خیال
۷-۲۵ روبی چیٹرجی: سگم سنگیت
۷-۳۵ کہانی: ونود سومانی ہنس
۸-۲۱ بنو بیگم: لوک سنگیت
۹-۱۵ رام چندر ورما: سگم سنگیت

شام

۵-۰۵ مارگ درشن: روزگار سمندی
تقریر: جئیے ہنسایئے اور گنگنایئے
۶-۲۵ رامچندر ورما: سگم سنگیت

بدھ ۹ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
سندر لال گندھرو: بانسری
۸-۲۱ بھوانی سنگھ کھیروڑ
لوک گیت
۹-۱۵ اے. آر. شاستری
سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ چوتھو رام اور ساتھی
لوک گیت
۱-۳۰ استاد مشتاق حسین خاں: خیال

رات

۹-۱۶ ریحانہ مرزا : غزلیں

جمعرات ۱۰ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
افضل حسین : ٹھمری
۷-۳۵ نئی شکشا نیتی، سروپ اور
سمسیائیں: تقریر
۷-۴۵ مدھر شوا: سگم سنگیت

صبح

۸-۲۱ سوشیل کمار ڈانگی
لوک گیت

۸-۵۰ اور ۹-۱۵
عبدالحمید: سگم سنگیت

شام

۶-۳۰ چیٹی چنڈا: تقریر
ویربھان جیسوانی: سگم سنگیت

جمعہ ۱۱ر اپریل

صبح

۷-۰۵ اور ۱۰-۳۰ رات
ہری ہر شرن: ستار

۷-۳۵ جاگی الکو آزادی رہی
بے پر ضلع میں: راجستھانی تقریر

۷-۴۵ مہاکوی منڈن بھٹ کرت
بھارت چرتر سے سورپاٹھ

۸-۲۱ درگا دیوی پروہت لوک گیت

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
جگدیش نارائن شرما
سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ دادو خاں: لوک گیت

۱-۳۰ جتندر ابھی شیکی: خیال

شام

۵-۰۵ پرشنوں کے بیچ۔ آیوکت آئیگر
دیبھاگ جے پور

۹-۱۶ مدھو بھٹ: گیت

ہفتہ ۱۲ر اپریل

صبح

۷-۰۵ اور شام ۶-۳۰
شبیر حسین: ٹھمری

۷-۴۵ گوبند پرساد جے پور والے
خیال

۸-۲۱ دشرتھ کمار: لوک گیت

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
موہن ساگر: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ گل حسن خاں: لوک گیت

۱-۳۰ پنالال گھوش: بانسری

شام

۵-۰۵ ادھین اور روزگار: الیکٹریکل
انجینئرنگ کے چھیتر میں

اتوار ۱۳ر اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
معین الدین خاں: سارنگی

۷-۳۵ دھاتو اور بانو سمپتی: تقریر

۷-۴۵ پربھا ماتھر: سگم سنگیت

۹-۱۵ روشنی جو دکھائی نہیں دیتی
بات چیت

دوپہر

۱۲-۳۰ "چوں چوں کا مربہ" جھلکی
از ارل کھیلیال

شام

۶-۳۰ آر۔ کے۔ شرما: سگم سنگیت

۱۰-۰۰ عبداللطیف اور ساتھی: قوالی

پیر ۱۴ر اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۰۰
مہندر شرما: خیال

۷-۳۵ راجستھانی کادیہ پاٹھ

۷-۴۵ رام داس رداو: سگم سنگیت

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
ریکھا ماتھر سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ ہزاری ناتھ: لوک گیت

۱-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

شام

۵-۰۵ آیئے ان سے ملیں: ہاکی کھلاڑی
درشا سوہنی سے ملاقات

۱۰-۰۰ امجد علی خاں: سرود

منگل ۱۵ر اپریل

صبح

۷-۰۵ سی بندو: خیال

۷-۴۵ شالینی کیکر: سگم سنگیت

۸-۲۱ گوبند سنگھ راٹھور
لوک سنگیت
ڈھولک پر سنگت بھنور لال

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
سودیش سکینہ: سگم سنگیت

شام

۵-۰۵ گھٹتا چکر، راشٹریہ آیوم انتر راشٹریہ گھٹنا فکا لیکھا جوکھا

۹-۳۰ مہران: سندھی کاریہ کرم
کہانی، کویتا، اجو سندھی ادب
ناٹک، تقریر

جودھپور

جودھپور "الف" ۵۶۴،۷ — ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور "ب" ۲۵،۰۲۶ — ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

منگل یکم اپریل

صبح

۷-۱۵ کھیل کھلاڑی: جمناسٹک کے بارے میں
جگدیش چندر وشنوئی

۷-۳۰ رن جھن: کپور چند

۷-۴۵ پچھمی راجستھان کی کھینپ سمپدا "سنگ مرمر" تقریر از
این۔ کے۔ شرما

۸-۲۱ گیت گنجار: علاؤالدین و ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت "اپریل مہینے میں کسان کیا کریں"
از ایل۔ ایل۔ جودھرن

کیسے کریں؟ از کے۔ ایل۔ پونیا

۲-۱۰ لطافت حسین خاں
راگ میاں کی توڑی

شام

۵-۰۵ یووا وانی۔ باسیہ وارتا "ویسپرمیکا اور سائی جی"
مزاحیہ تقریر: راجیندر سنگھ سولنکی
آپ کے پتر آپ کے گیت: اسٹاف

۶-۳۰ کھیتی باڑی: بھیڑوں اور بکریوں کو ہونے والے روگ لکشن و روک تھام کے اپائے
جے۔ پی۔ متل سے ملاقات

۷-۴۵ بانکارام بھیل: راجستھانی سنگیت

۱۰-۳۰ پردیپ چٹرجی: گائن

شام

۵-۰۵ "بسے پھنسے شہری بیوی سے" مزاحیہ تقریر از گھنشیام گوڑ
راجستھانی کہانی از بھنور لال یادو

۶-۳۰ "کرشی پرتنکشن کاریہ کرم اور کسان"
از ڈاکٹر کے۔ این۔ کے۔ چوہان

۷-۴۵ سروپا پریہار: راجستھانی سنگیت

۱۰-۳۰ پروین سلطانہ: گائن
رام نارائن: سارنگی پر پیلو اور ٹھمری

بدھ ۲ر اپریل

صبح

۷-۱۵ "پھسلتا پیچ" اشوک ویاس
پیش کش: گوکل گوسوامی

۷-۳۰ رن جھن: رمیلا گہلوت

۸-۲۱ گیت گنجار: بھونگر خاں

۸-۵۰ "دوا ایکم بارہ"
پیشکش: پارتھا سارتھی تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت "مونگ کی کھیتی"

جمعرات ۳ر اپریل

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: شیشلا موتھا

۷-۳۰ رن جھن: سنیتا سین و ساتھی

۷-۴۵ کچھ ہم بھی بول لیں: تقریر از
من موہن دیال شرما

۸-۲۱ گیت گنجار: چندر شیکھر کلّا

دوپہر

۱-۵۰ "جاید کی فصل میں بوائی کے بعد دھیان دینے یوگیہ باتیں"
تقریر از جے۔ کے۔ جین

۲-۱۰ علی اکبر خاں: سرود پر راگ بھیروی

شام

۶-۳۰ "گاؤں میں چلائے جا رہے کرشی پرسار کاریہ کرم"
جے۔ ڈی۔ کبیا سے ملاقات

۷-۴۵ مالارام: راجستھانی سنگیت

جمعہ ۴ر اپریل

صبح

۷-۱۵ گاندھی چرچہ: گاندھی جی

اور شرستی شپ'، تقریر از
ڈاکٹر جسونت چند
۷—۳۰ رن جھن : سینتا بنرجی
۸—۲۱ گیت گنجار : دھابی وساتھی
دوپہر
۱—۵۰ 'پشوؤں کیلئے گرمی کے دنوں میں چارا کیوں اور کیسے بوئیں'
از ایم۔ ایل۔ جالورا
۳—۱۰ علی احمد خاں اور ساتھی
شہنائی پر راگ بھٹیار
شام
۵—۰۵ 'سامانیہ گیان پرتی یوگیتا'
راج پال سنگھ چوہان
۶—۳۰ 'مروستھل میں ریتیلے ٹیلوں کا استھری کرن کیوں اور کیسے'،
از ایل۔ این۔ ہرشس
۷—۴۵ جے رام داس : راجستھانی سنگیت
۹—۳۰ 'ناٹک' ، تحریر : سوہن سوتھا

ہفتہ ۵ر اپریل

صبح
۷—۱۵ کتھا کرم : اعظم جودھپوری
۷—۳۰ رن جھن : تاراچند ڈانگی
۷—۴۵ 'یونانی چکتسا پدتی'،
از حکیم مہدی حسن
۸—۲۱ گیت گنجار : حمید خاں
دوپہر
۱—۵۰ 'بے شاکھی بھومی کی کھیتی کیوں اور کیسے کریں'، تقریر از
ایم۔ ایس۔ چنداوت
۳—۱۰ مشتاق حسین خاں : گائن
شام
۶—۳۰ 'شاریہ وکونی مٹی کا سدھار کیوں اور کیسے کریں'
از ڈاکٹر آر۔ پی۔ دھیر
۷—۴۵ مدن راج ویاس
راجستھانی سنگیت

اتوار ۶ر اپریل

صبح
۷—۱۵ رن جھن : الاجلائی بائی
۸—۲۱ گیت گنجار : چرنجی لال
۹—۱۵ چمن من کاریہ کرم : آؤ جانیں
کھیل : بیڈ بال : وشرنو مل مہتا
آؤ خود کو جانیں : ہمارے آنکھیں

ڈاکٹر امید سنگھ
دوپہر
۱۲—۰۵ 'بچوں کے جنم میں انتر کیوں اور کیسے'؛ از ڈاکٹر لکشمی آسوپا
۲—۲۰ لوک لہری : فتح کمار ویاس
شام
۵—۰۵ میری پسند : دیریندر کمار لاما
۶—۳۰ 'اندھتو سے کیسے بچیں'،
از ڈاکٹر ایم۔ آر۔ جین
۷—۴۵ راجستھانی سنگیت
سوہن لال وساتھی

پیر ۷ر اپریل

صبح
۷—۱۵ 'ہمارا بھی زمانہ ہے'،
از قاضی انیس الحق
۷—۳۰ رن جھن : ادیہ دان چارن
۷—۴۵ 'سپراسٹیشن اینڈ ہیلتھ'،
انگریزی تقریر
از ڈاکٹر آر۔ کے۔ بیرا
۸—۲۱ گیت گنجار : کریم خاں کھیمڑلا
دوپہر
۱—۱۰ 'ناری وانیکا : بچے نیندر کے ناری پاتر'؛ از ڈاکٹر رینو شاہ
'بچوں کا سواستھیہ ماں کے ہاتھ'،
ڈاکٹر کوشلیا مہیشوری سے ملاقات
۱—۵۰ 'خاید کی فصلوں میں پودھ سن رکشن کاریہ'، تقریر از
آر۔ ایل۔ پروہت
شام
۵—۰۵ سگم سنگیت : کماری اوشا دیاس
دگیان سماچار : پرشانت گلاٹی
کہانی : گگن بہاری دادیچ
۶—۳۰ 'گوبر گیس کا مہتو' : کے۔ پی۔ تھانوی سے ملاقات
'وشو ساہتیہ درس'؛ تقریر
از کے۔ بنرجی
۷—۴۵ راجیندر پریہار
راجستھانی سنگیت،
۱۰—۳۰ پنڈت جسراج : راگ گوڑ کلیا
شیو کمار شرما : سنطور

منگل ۸ر اپریل

صبح
۷—۱۵ کھیل کھلاڑی : بھارت میں

والی بال کی سنبھاونا'
از او۔ پی۔ شرما
۷—۳۰ رن جھن : بالاداس راماوت
۷—۴۵ 'پیسے کا مولیہ'؛ از ڈاکٹر پی۔ این۔ سکسینہ
۸—۲۱ گیت گنجار
موتی لال بوہرا اور ساتھی
دوپہر
۱—۱۰ 'دنیا کو سرسبز بنانے کا سپن'
مذاکرہ : از ڈاکٹر ہیرون سنگھ
ڈاکٹر مان راج مہتا اور ڈاکٹر کے بنرجی
۱—۵۰ 'گنے کی فصل میں پودھ سن رکشن کاریہ'
از کاک سنگھ
۳—۱۰ جیوتی بھٹاچاریہ : سرود
شام
۵—۰۵ '۲۱ ویں صدی کا سپنا کتنا پورا' کتنا ادھورا'؛ مذاکرہ؛ شرکاء
نوین چندر ماتھر، مینا ماتھر،
انمول سدھا شرما، محمد رفیق
سلیل مہتا اور رجنی شرما
۶—۳۰ 'مریضوں کو بیماریوں سے کیسے بچائیں'؛ ڈاکٹر مہندر سنگھ سے ملاقات
۷—۴۵ ایس۔ پی۔ راماوت
راجستھانی سنگیت
۱۰—۳۰ این بدرام اور رمیش سامنت
گائن

بدھ ۹ر اپریل

صبح
۷—۱۵ فضول خرچی : جھلکی
تحریر : لکشمن شرما
۷—۳۰ رن جھن : عبدالغفور لنگا وساتھی
۸—۲۱ گیت گنجار : نظیر خاں
۸—۵۰ ودا ایکم بارہ؛ تحریر اور پیش کش
پارتھو سارتھی تھپلیال
دوپہر
۱—۱۰ گیتانجلی
۱—۵۰ کرشی جگت : ان دنوں فصلوں کو چوہوں سے کیسے بچائیں
تقریر : ڈاکٹر اے۔ پی۔ جین
۳—۱۰ برج بھوشن کابرا
گیٹار پر راگ توڑی

شام'
۵—۰۵ 'جمناسٹک'؛ ہنونت سنگھ سے ملاقات
'روزگار سنبھاونائیں'
'جل وائے دبھاگ میں نیوکتیاں'
جی۔ بستی رام پروہت سے
بات چیت
۶—۳۰ 'کرشی انوسندھان کیندر'،
تقریر از پی۔ جوشی
۷—۴۵ منچھا رام دامی
راجستھانی سنگیت
۱۰—۳۰ علی اکبر خاں : سرود
بسم اللہ خاں : شہنائی

جمعرات ۱۰ر اپریل

صبح
۷—۱۵ کاویہ لوک : شیام شوتری
۷—۳۰ رن جھن : بچھراج پروہت
۷—۴۵ 'کہانی کار : راجیندر یادو'
از ڈاکٹر مدھودھر
۸—۲۱ گیت گنجار : رام لال مشرا وساتھی
دوپہر
۱—۱۰ قوالیاں
۱—۵۰ 'بیر کے باغیچوں میں پودھ سن رکشن کاریہ'،
از ایم۔ پی۔ بسنگھ
۳—۱۰ پنڈت جسراج : راگ درباری
شام
۶—۳۰ 'پچھمی راجستھان کے لئے کھیتی سے سمبندھت جانکاری کا مہتو'
از ایچ۔ ایس۔ بادیلے
۷—۴۵ ایس۔ کے۔ ویاس
راجستھانی سنگیت

جمعہ ۱۱ر اپریل

صبح
۷—۱۵ گاندھی چرچہ : استری شکشا اور گاندھی جی کے وچار
از ویلا شرما
۷—۳۰ رن جھن : چنچل کماری
دوپہر
۱—۵۰ شسک پوشک تتوؤں کا کرشی میں مہتو
تقریر : بی۔ ایم۔ ویاس
۳—۱۰ استاد امیر خاں : راگ توڑی

۱۳۹۵ کلو ہرٹز ۳۱۵۰۰ میٹر

منگل یکم اپریل

صبح

ایک سالگتا یدی میں جھگڑا لو بیوی کا پتی ہوتا ؛ مزاحیہ تقریر بھوانی شنکر ویاس " ونود "

۶—۱۵ اردو دوپہر ۰ ۳ — ۱ اسمد خاں : لوک سنگیت

شام

۵—۰۵ یوواوانی : کمپیرنگ
وگیان سماچار : سنگیتا بھارگو
وگیان وارتا : ' ہرے درکش ایندھنا بنیں گے ' ، از سنہبیرن
سنگیت

۷—۲۰ ' بیگن کیٹ اور ان کی روک تھام '
جل بیرسنگھ سے ملاقات
' سواستھیہ جیون کے لئے وٹامن کا مہتو ' از ڈاکٹر عزیز

بدھ ۲ر اپریل

صبح

۹—۱۵ اردو دوپہر ۳۰ — ۱
رام لال مراثی : لوک سنگیت

شام

۵—۰۵ یوواوانی
۷—۲۰ ' ربیع فصلوں کی کٹائی و مشائی کوسائی تھان میں ساؤدھانیاں '
از ایم ۔کے ۔ بھاردواج

جمعرات ۳ر اپریل

صبح

۷—۲۰ سا ہتکی : ' سا ٹھوتر ہندی کویتا '
تقریر : کادیہ پاٹھ

۱—۱۵ اردو دوپہر ۳۰ — ۱
سانجی دا ن وثانی لوک سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ کونیا پاٹھ : شیشلا اوجھا

شام

۵—۰۵ ' کھیل سمبندھی روچک باتیں '
از ابے کمار مہر
کھیل گتی ودھیاں
از وشنودت کھتری
گیت سنگیت

۷—۲۰ ' مرد شیتریں سویت کرانتی '
از ڈاکٹر آر این گوتم
' ملاوٹی وستوؤں کے سیون کے پرینام اور ان کا نیتنترن '
از ڈاکٹر جی ۔ ایل ۔ ہرشیں

جمعہ ۴ر اپریل

صبح

۹—۱۵ اردو دوپہر ۲۰ — ۱
گورا دیوی : لوک سنگیت

شام

۵—۰۵ یوواوانی
۷—۲۰ ' سہکاری آندولن ری دین ہمارے مرد شیتر کی '
از شانتی پرساد پشتا

ہفتہ ۵ر اپریل

صبح

۹—۱۵ اردو دوپہر ۳۰ — ۱
ابھیہ سنگھ گہلوت و ساتھی
لوک سنگیت

شام

۷—۲۰ ' گرمی میں ومپوسٹ بنانے کی ویگیانک ودھی '
از منی رام چودھری
' گرامین ویکاس میں پنچایتوں کی بھومیکا ' از پرشتم لال شرما

اتوار ۶ر اپریل

دوپہر

۱۲—۰۰ میلا جگت

شام

۶—۳۰ ' دلیش کے کرشی وکاس میں نوجوانوں کا کیا یوگ دان ہے ' ۔
بی ۔ ایل ۔ جوشی سے ملاقات

۷—۴۵ کشن سین : راجستھانی سنگیت

۹—۳۰ ' اندھی گلی کا سفر ' : ناٹک
تحریر : ڈاکٹر اوشا رانی ہیشوری
پیشکش : انل کمار رائے

۱۰—۰۰ بی ۔ شوشنکر : وائلن

ہفتہ ۱۲ر اپریل

صبح

۷—۱۵ کتھا کرم : حسن جمال چھیپا

۷—۳۰ رن جھن : چھوٹے خاں
۷—۴۵ ' ریڈیو راس ' از ڈاکٹر مہرا
۸—۲۱ گیت گنجار : سونا رام دمامی

دوپہر

۱—۵۰ ' گوبر کھاد بنانے کی انت ودھیاں '
تقریر : ایم ۔ ایس ۔ راٹھور
۳—۱۰ وجے راگھو راؤ : بانسری پر
راگ میاں کی توڑی

شام

۵—۰۵ روزگار سنبھاؤنائیں : آزادی کی کہانی ، راشٹریہ آندولنوں کا پرار نبھ ، سامودایک گائن پاٹھ
۶—۳۰ ' پون شکتی سے سینچائی کیوں اور کیسے کریں ' ؛ تقریر

اتوار ۱۳ر اپریل

صبح

۷—۱۵ رن جھن : راہی پرکاش تانگ
۷—۳۰ مرودھرا کے لال
۸—۲۱ گیت گنجار : پنڈت بشورام
۸—۵۰ دوایکم بارہ
۹—۱۵ چمن چمن : ہمارے راشٹر نایک
سوامی دیانند سرسوتی
از پی ۔ ڈی ۔ باڈیا
آیکی شالا کا سانسکرت کاریہ کرم
بال نکیتن سکول ، پیشکش

دوپہر

۱۲—۰۵ ' ... '
... از ڈاکٹر آر ۔ ...
۲—۲۰ لوک لہری : گودڑی ...

شام

۵—۰۵ میری پسند : کماری رنکو شرما
۶—۳۰ ' بخار ہونے کے کارن ، لکشن و سدک تھام کے اپائے '
از ڈاکٹر ایم ۔ ایل ۔ نیپالیا
۷—۴۵ کالو رام پرجاپتی ، موہن داس تھا دھیرا سین : راجستھانی سنگیت

پیر ۱۴ر اپریل

صبح

۷—۳۰ رن جھن : گووند سانکھلا
۷—۴۵ ' دی ہسٹوریکل اینڈ کلچرل امپیکٹ آف بیساکھی '
انگریزی تقریر : ایل ۔ ایس ۔ سنولیشی

۸—۲۱ گیت گنجار : ویر سین دمامی

دوپہر

۱—۱۰ ناری دا ٹیکا : ڈاکٹر ساوتری ڈاگا
کو تیائیں : ' بھارت کے مہیلا ورگ کو امبیدکر کی دین '
از ایچ ۔ آر ۔ جوشی
۱—۵۰ ' مٹی و جل پریکشن سے لابھ '
تقریر از آصف بیگ
۳—۱۰ بھیم سین جوشی
راگ پوریا کلیان

شام

۵—۰۵ یوڈیراک شیتل کھنہ سے ملاقات
۶—۳۰ ' جاید کی فصلوں کو روگوں سے بچائیں ' ؛ ایس ۔ کے ۔ لوڈھا سے ملاقات
۷—۴۵ مدن پوری : راجستھانی سنگیت
۱۰—۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی پر
راگ بہار
نرملا دیوی : پہاڑی ٹھمری

منگل ۱۵ر اپریل

صبح

۷—۱۵ کھیل کھلاڑی : ' بھارتیہ ٹیم میں گیند بازوں کا ابھاؤ '
از آر ۔ پی ۔ بوہرا
۷—۳۰ رن جھن : ظہور خاں
۷—۴۵ ' راجستھان کی پریم گاتھائیں '
مول چند مہندر : تقریر از

(آگے ص ۴۲ پر)

سوال آپ کے جواب ڈاکٹر بہن کے
ڈاکٹر سروج تنور
'کام کاجی مہیلائیں'
از کماری سروج بھٹناگر

شام
۵-۰۵ آج کے سنگیت کلاکار
کماری تامنی
۷-۲۰ 'اکال کے دنوں میں چھوٹے پشودھن (بھیڑ بکریاں) کی سرکشا
از ڈاکٹر منوہر سنگھ
بھیڑ پالک
شری گل محمد سے بھینٹ

پیر ۷ را پریل

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
فتح کماری دیاس: لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یووا وانی: کویتا پاٹھ
از سنجے یادو
پستک پریچیہ۔ سراج
ہما لشو جوشی، سریندر کمار اپادھیائے
۷-۲۰ 'بڑھتی مہنگائی کا بوجھ اور گرہنیاں'
سو شری دیلا نواری سے بات چیت
'گرامین بہنوں کے لئے پوشٹک آہار'
از ڈاکٹر سوشیلا گہلوت
'بال وکاس کی اچھی عادتیں بچانے سے'؛ از نرملا چھویلاوی
'گاؤں میں نیتر سرکشا ری خاص خاص باتیں'؛ از ڈاکٹر انیتا کھر

منگل ۸ را پریل

صبح
۸-۲۱ 'اکیسوی صدی کی چنوتیاں جن سنکھیا کے سندربھ میں'
از ڈاکٹر آچاریہ
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
بنواری دیوانہ: لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یووا وانی: پردشنوتری
دیال پرساد دیاس، نمشش گپتا
اتم بھٹناگر، شیام سنگھ
۷-۲۰ 'اندرا گاندھی نہر یوجنا شیتر میں مونگ پھلی کی بجائی سمبندھی'

خاص خاص باتیں'
از جگن ناتھ
۸-۱۵ رجب علی: سارنگی۔

بدھ ۹ را پریل

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر
بہاری لال
لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یووا وانی
۷-۲۰ 'سیمت شیتروں کے پاس وکاس کی سمبھاونائیں'
از رندھیر سنگھ

جمعرات ۱۰ را پریل

صبح
۷-۰۵ اور رات ۸-۱۵
انو راحمد شیخ: سگم سنگیت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
ہنومان داس اور ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت: کمپیرنگ
'سکھی گرہستی کے لئے: آپسی سمجھداری'؛ از پریم سکسینہ
بھجن
'کیا کریں آنکھ کان میں کچھ پڑ جانے پر'؛ از ڈاکٹر سادھنا جین

شام
۵-۰۵ یووا وانی
'رانی لکشمی بائی'؛ تقریر
بھارت میں شکشا کا وکاس
آج کے سنگیت کلاکار
نایب سنگھ گل
۷-۲۰ وارتا: گرمیوں میں تھار دھونے والے پشوؤں کا سمچت چارہ دانہ؛ ڈاکٹر سی۔ ایس ماتھر

جمعہ ۱۱ را پریل

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
غلام رسول: لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یووا وانی

۷-۲۰ 'کرشی پرشکشن سے کسانوں کو لابھ'
تقریر از دی۔ ایل پاریکھ

ہفتہ ۱۲ را پریل

صبح
۹ اور دوپہر ۱-۳۰
کھونگر خاں: لوک سنگیت
یووا وانی: سماچار سنکلن
پراشن کرم میں "پتر کاریتا" سمبندھ میں
شری شمبھو پٹوا سے ملاقات
۷-۲۰ 'بھوکشرن ہم کیسے روکیں؟'
از ایس این ورما
'دنیہ پرانیوں کے پرتی ہمارا درشٹی کون اور ذمہ داریاں'
از وی۔ کے پاٹھک

اتوار ۱۳ را پریل

دوپہر
۱۲-۰۰ مہیلا جگت
'سیمہ کا سداپیوگ فیبرک پینٹنگ'
از رینو ماتھر
کہانی: از اوشا تامرا

شام
۵-۰۵ یووا وانی
۷-۲۰ 'اکال بھرے دنوں میں بڑے پشودھن کی چارا دانہ پانی ویوستھا'
از ڈاکٹر ہی سی تھاپن
وارتا: 'الوپچارک شکشا کے مادھیم سے ہم نرکشرتا کو کیسے دور کریں'
از پریم پرکاش پرجاپت

پیر ۱۴ را پریل

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
نتھو خاں مراثی
لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یووا وانی
۷-۲۰ شری ڈونگر گڈھواچیہ مادھمک ودیالیہ کے بال کلاکاروں دوارا

پرستت دیدھ کاریہ کرم
پیش کش: سوپ سنگھ
سہاون: راجیندر

منگل ۱۵ را پریل

صبح
۸-۲۱ 'کیسا لگتا یدی میں ابھینیتا ہوتا'
مزاحیہ تقریر: مالی رام شرما
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۲۰
جیہ مالا گوسوامی: لوک گیت

شام
۵-۰۵ یووا وانی: 'کول اسٹرال اور سواستھیہ'؛ از دھرمیندر جین
۷-۲۰ بھینٹ وارتا: 'مرو شیتر میں نیمو ورگیہ پھل ورکشوں کی سمبھاونائیں'
از ایس گودارا
'بزرگوں کے پرتی ہماری ذمہ داریاں'
از سید جبار علی

بقیہ: جودھپور

برج ترن اوجھا
۸-۲۱ گیت گنجار: بنسی لال گہلوت

دوپہر
۱-۱۰ 'لیور کی بیماریاں'
از دنیش چندر شرما
۱-۵۰ 'الوکول فصل چکر اپنا کر فصلوں کی زیادہ پیداوار کیسے کریں'
تقریر از این کے ماتھر

شام
۶-۳۰ پشو پالن ویوسایہ میں دھیان دینے یوگیہ مکھیہ باتیں
راجو سنگھ بھاٹی سے ملاقات
۶-۴۵ بھنور ناتھ
راجستھانی سنگیت
۱۰-۰۰ زاہد حسین: گائن

اورنگ آباد ـــــ ۲ء ۱۹۷ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلوہرٹز
پربھنی ـــــ ۰ء ۲۲۹ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلوہرٹز

خـــبریں

ہندی خبریں : صبح ۶—۰۰، ۷—۵۹، دوپہر ۱—۰۵، شام ۶—۰۵، رات ۸—۴۵، ۱۱—۰۵
مراٹھی : صبح ۶—۵۰، ۸—۳۰، دوپہر ۱—۳۰، شام ۷—۰۰، رات ۸—۰۵
انگریزی : صبح ۸—۱۰، دوپہر ۱—۰۰، رات ۸—۰۰ (اسپورٹ) ۹—۰۰، ۱۱—۰۰
اردو : دوپہر ۱۲—۰۵، رات ۹—۱۶ سنسکرت : شام ۶—۱۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵—۵۵ وندے ماترم اور شہنائی
۶—۰۵ سنسکرت پاٹھ
۶—۱۰ امرت دھارا
۶—۱۵ سورانجلی
۶—۲۵ پروگرام کا خلاصہ
۷—۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام

شام

۵—۳۰ یووا وانی (مراٹھی میں نوجوانوں کے لئے پروگرام)
۶—۲۰ دیہاتیوں کے لئے پروگرام
۷—۱۰ روزگار سماچار
۷—۱۵ بازار بھاؤ، گیان جیوتی صرف اتوار
۸—۳۰ مدھوگندھ : سنسد سماچار

منگل یکم اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
حالی اور اردو تنقید : فیچر
تحریر : ڈاکٹر افضل خاں

دوپہر

۱۲—۱۵ عورتوں کے لئے مراٹھی میں پروگرام

بدھ ۲ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : گھریلو موضوعی خاکہ
باتوں باتوں میں
تحریر : نورالحسنین، صداکار
سید نثار علی رضوی، سریتا کلکرنی
نورالحسنین
۸—۴۰ راجہ کالے : سگم سنگیت

جمعرات ۳ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : نئے چراغ
نوجوانوں کے لئے پروگرام
ورائٹی پروگرام : پیش کش
محمود صدیق اور ساتھی

شام

۸—۱۵ میں بڑا ہو گیا : مراٹھی کہانی
از ابا صاحب واگھمارے

جمعہ ۴ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : خطوط کے جواب
آپ اور ہم : از نورالحسنین

شام

۶—۳۰ کامگار جگت
۹—۳۰ سنگھرچہ : مراٹھی میں ڈرامہ
تحریر : اجیت دڑدی

ہفتہ ۵ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : سائنس کی دنیا
دھرو ستارہ ہے کیا؟
تقریر : از ایم۔ اے۔ باسط
نیرنگ خیال : از شیام تیواری

اتوار ۶ اپریل

صبح

۷—۰۰ جھروکہ : گھریلو موضوعی خاکہ
تحریر : راؤ صاحب دھاولے
۷—۳۰ سب رنگ : کھلتی کلیاں
پیش کش : اتم الباری
۹—۰۵ بال سبھا : مراٹھی میں بچوں کے لئے پروگرام

پیر ۷ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : ورلڈ ہیلتھ ڈے
پیش کش : انوار احمد خاں

منگل ۸ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : یاد رفتگاں
انشاء اللہ خاں
تحریر : بشیر نواز

دوپہر

۱۲—۳۰ بھگنی منڈل : عورتوں کے لئے مراٹھی میں پروگرام

بدھ ۹ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : باتوں باتوں میں
سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ
تحریر : نورالحسنین
صداکار : سید نثار علی رضوی
سریتا کلکرنی، نورالحسنین
۸—۴۰ شری پد بھاوے : سگم سنگیت

دوپہر

۱—۴۰ ہندی پاٹھ

جمعرات ۱۰ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : نئے چراغ
میرا پسندیدہ افسانہ نگار
از مسرت فردوس

دوپہر

۱—۱۰ راجہ کالے : سگم سنگیت

جمعہ ۱۱ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
آپ اور ہم : خطوط کے جواب
از نورالحسنین

دوپہر

۱—۴۰ ہندی پاٹھ

شام

۶—۳۰ کامگار جگت : آپلہ پرپنچ
تحریر : ناگ ناتھ پٹھانے
۹—۳۰ شبرا امینو : ڈرامہ
تحریر و پیش کش : بھگوان سوانی

ہفتہ ۱۲ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : ریل کی کہانی
از ایم۔ بی۔ خان
نئی تعلیمی پالیسی پرائمری سطح پر
از لیاقت علی

اتوار ۱۳ اپریل

صبح

۷—۰۰ جھروکہ : سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ
تحریر : راؤ صاحب دھارے
۷—۳۰ سب رنگ : بزم خواتین سمپوزیم
موضوع : تعلیم ہمارے لئے کیوں ضروری ہے۔
شرکاء : لتا چندر سوہن
قدسیہ انعام دار، فرخ جمال
۹—۰۵ بال سبھا : مراٹھی میں بچوں کے لئے پروگرام

پیر ۱۴ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : امبیڈکر کی سماجی خدمات : تقریر : ایم۔ اے۔ وہاب
آئینہ : اجنتا کا غار نمبر ۱۱
از : شمیم ہاشمی

منگل ۱۵ اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : شعری نشست

دوپہر

۱۲—۱۵ بھگنی منڈل : مراٹھی

اندور (الف) : ۴۶۲ء۹ میٹر ۶۴۸ کلو ہرٹز
اندور (ب) : ۱۸۹ء۴۳ میٹر ۱۵۸۴ کلو ہرٹز

منگل یکم اپریل

صبح

۸—۲۱ اور رات ۸—۱۵
بندو خاں : سگم سنگیت

۹—۱۵ اور دوپہر ۲—۰۰ اور شام ۵—۵۰
استاد عبد الکریم خاں : گائن

دوپہر

۲—۳۰ شورتن : سگم سنگیت

شام

۶—۴۰ 'دستر ادیوگ۔ نیا سروپ
کتائی' تقریر از لال کرن

بدھ ۲ اپریل

صبح

۷—۳۰ 'نیم۔ایک بہوگنی ونسپتی'
از جگدیش جوشی ،

۸—۲۰ اور شام ۶—۲۰
شوبھا چترجی : سگم سنگیت

۸—۳۰ گنگنا بنرجی : گائن

۹—۱۵ اور دوپہر ۲—۰۰
اسد علی خاں : بین

دوپہر

۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰
سیتارام ورما : لوک گیت

شام

۵—۰۵ مدھو رییندر شرما : لوک گیت

۶—۴۰ 'ایک آنگن دیکاس نگر کا'
سلسلہ وار روپک
از چندر پرکاش گپتا
عام آدمی اور قانون — وایچ
ورودھی سنشودھت ادھی نیم'
تقریر از اشوک چھٹے

جمعرات ۳ اپریل

صبح

۷—۳۰ 'سواستھو سبندھی بھاونے
وگیاپن — کتنے گھاتک'
تقریر از کے۔ ڈی۔ بھارگو

۸—۲۰ اور شام ۶—۲۰
پرمود جاکھڑے : سگم سنگیت

۸—۳۰ اور دوپہر ۲—۰۰
رام آشریہ جھا : گائن

دوپہر

۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰
مدھوسدن بھاٹیہ : لوک گیت

شام

۵—۵۰ اور رات ۸—۳۰
وشوموہن بھٹ : گٹار

۸—۰۰ کرشنا سرل سے سدھاکر امرت
پھلے کی بھینٹ

جمعہ ۴ اپریل

صبح

۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰
راجندر کمار کا چرد : سگم سنگیت

۸—۱۰ گریش : گائن

۹—۱۵ اور دوپہر ۲—۰۰ اور رات ۸—۳۰
دیو برت چوہدری : ستار

دوپہر

۱۲—۲۰ گھریلو اپچار : پریم چند جین

شام

۵—۵۰ غلام علی : سگم سنگیت

۸—۱۵ ماکھن لال جی کے جیون کے کچھ
انوکھے پرسنگ : تقریر از
رام نارائن اپادھیائے

ہفتہ ۵ اپریل

صبح

۷—۳۰ کادمبنی دھارا : سرس پردھان

۸—۲۱ روپالی مکھرجی : سگم سنگیت

۹—۱۵ رویندر جگتاپ : گائن

دوپہر

۱—۱۰ بابو راؤ کرم : سگم سنگیت

شام

۶—۲۰ محمد منزاگی : سگم سنگیت

۶—۴۰ ادیوگک سماچار
گھنشیام اگروال
ادیوگ اور لگھو ادیوگ میں
استرھنا ؛ تقریر از
ستیہ نارائن بھاؤسار

۸—۳۰ نیاز احمد اور فیاض احمد : گائن

اتوار ۶ اپریل

صبح

۷—۱۰ اور رات ۱۰—۳۰
دیپالی ناگ : گائن

دوپہر

۱۲—۲۰ 'پریوار کے ارتھ سنتولن'
تقریر از انل کمار دوبے

۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰
کشن لال مدھوکر اور ساتھی
لوک گیت

پیر ۷ اپریل

صبح

۷—۰۵ اور دوپہر ۲—۰۰
پرشوتم راج دید : پکھاوج

۷—۲۰ 'مالوہ کا اتہاس اور سنسکرتی'
تقریر از للتا شنکر پنڈت

۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰
نیلما شنڈے : سگم سنگیت

۸—۳۰ اور رات ۱۰—۲۰
سدھاکر دیولے : گائن

دوپہر

۱۲—۳۰ 'آنگن سوا بھالی کا' سلسلہ وار
روپک : تحریر اے کے دوبے

۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰
چمپا لال پٹیل و ساتھی
لوک گیت

شام

۵—۵۰ طلعت عزیز : سگم سنگیت

۶—۴۰ 'ہمیں دکست کرتا ہے سودیشی
گیان وگیان' ؛ تقریر از
جی۔ بی۔ جکھوٹیا

منگل ۸ اپریل

صبح

۷—۳۰ 'پریوار سیمت کرنے کے طریقے'
تقریر از رینو تینبہ

۸—۲۱ اسرار احمد : سگم سنگیت

شام

۶—۴۰ 'ساروجنک وترن پرنالی'

بدھ ۹ اپریل

صبح

۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰
کندا مکشی : سگم سنگیت

۸—۳۰ اور رات ۱۰—۰۰
ملک ارجن منصور : گائن

دوپہر

۲—۰۰ سلیمان خاں : طبلہ

۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰
ستیہ نارائن پاٹھک : لوک گیت

شام

۵—۵۰ انورادھا پوڈوال سگم سنگیت

۶—۴۰ سوستھ اور سکھی پریوار کے لئے
بچوں کی شکشا ؛ تقریر از
سمن لتا گنگراڈے

جمعرات ۱۰ اپریل

صبح

۸—۲۰ اور دوپہر ۲—۳۰
انجنا چترجی : سگم سنگیت

۸—۳۰ اور رات ۱۰—۳۰
عبد اللطیف اور اوم پرکاش چوریسیہ
سارنگی اور سنطور

دوپہر

۲—۰۰ کرشن راؤ شنکر پنڈت : گائن

۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰
آنند بابو ساکھلا اور ساتھی
لوک گیت

رات

۹—۱۶ کویتا ؛ آنند راؤ دوبے اور
نریندر کمار وجے

جمعہ ۱۱ اپریل

صبح

۷—۰۵ شاردا سہائے : طبلہ

۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰
شریف احمد : سگم سنگیت

۸—۳۰ سیارام تیواری : گائن

دوپہر

۱۲—۳۰ گھریلو اپچار : پریم چند جین

شام

۵-۵۰ بیگم اختر: سگم سنگیت

۶-۴۰ 'نیہ پرسکار آپ کے لئے ہے' شرم شری از آر ڈی نرپاٹھی

ہفتہ ۱۲ر اپریل

صبح

۷-۰۵ ڈی وی پلسکر: گائن

۷-۲۰ 'کاش ہم بھی انتر کش یاتری ہوتے' تقریر از جی بسی بسپاہا

۸-۲۰ اور شام ۶-۲۰ ایس کے پاڈگل سگم سنگیت

۸-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۰ ہری پرساد چورسیہ: بانسری

دوپہر

۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵ کے۔ ایل۔ سہگل: سگم سنگیت

۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰ راجندر مراٹھے و ساتھی لوک گیت

اتوار ۱۳ر اپریل

صبح

۔-۰۵ اور رات ۱۰-۲۰ گجانن راؤ جوشی: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ 'مادھیامک جتن اور دگیانک پرگتی' تقریر از البشور چندر شرما

پیر ۱۴ر اپریل

صبح

۷-۲۰ 'انہاس پر سدھ مالویکائیں ___ اہلیہ بائی ہولکر' تقریر از ہیرا لال ورما

۸-۲۰ اور شام ۶-۲۰ مکند ویاس: سگم سنگیت

۸-۲۰ اور رات ۱۰-۳۰ محمد حسین خاں سرآہنگ: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ 'محنت کش مہیلاؤں کا بھوجن کیسا ہو' تقریر از وینا پٹنکر

۲-۰۰ شرن رانی: سرود

۲-۳۰ اور شام ۶-۳۰ گھاسی رام گوپال جی و ساتھی

لوک گیت

شام

۵-۵۰ سی۔ راجندر: سگم سنگیت

۶-۴۰ کویتا پاٹھ: ندرت رتلامی

۱۰-۰۰ عام آدمی کی سنویدنا سے جڑا ادب

'نمان' ۔ لگھو کتھا ساہتیہ، تقریر از ستیش راٹھی

کویتا: نرنجن شرد تیہ

منگل ۱۵ر اپریل

صبح

۷-۰۵ دوپہر ۲-۰۰ اور رات ۸-۳۰ وینا انترکر: گائن

۸-۲۱ اور شام ۶-۲۰ کیلاش دوبے: سگم سنگیت

جموں (الف): ۳۰۳٫۰ میٹر ۹۹۰ کلوہرٹز

جموں (ب): ۲۷۵٫۴ میٹر ۱۰۸۹ کلوہرٹز

منگل یکم اپریل

صبح

۴۵- کیول کرشن اور شیل بالاجلی ڈوگری سنگیت

۹-۰۵ پریورتن

بدھ ۲ر اپریل

صبح

۷-۴۵ موہن مشر و ملا دیوی ڈوگری سنگیت

رات

۱۰-۰۰ تندی جھٹی تے پسند

جمعرات ۳ر اپریل

صبح

۷-۴۵ انل کمار، انوپما شرما ڈوگری سنگیت

رات

۱۰-۳۰ سنگھو بندھو، راگ مدھوکونس

جمعہ ۴ر اپریل

صبح

۷-۴۵ پرکاش شرما، انیتا شرما ڈوگری سنگیت

رات

۸-۰۰ ترکتا: ڈوگری میں ادبی میگزین

ہفتہ ۵ر اپریل

صبح

۷-۴۵ شام ساجن، انیتا ڈسے ڈوگری سنگیت

۶-۰۵ پھر سنیئے

اتوار ۶ر اپریل

صبح

۷-۴۵ پردمن سنگھ، سریندر کور ڈوگری سنگیت

رات

۱۰-۰۰ سدا بہار: موسیقی کا پروگرام

پیر ۷ر اپریل

صبح

۷-۴۵ ست رام، کرشن کمار ڈوگری سنگیت

رات

۸-۰۰ اردو تقریر

منگل ۸ر اپریل

صبح

۷-۴۵ ملک راج ڈوگرا، وینا گپتا ڈوگری سنگیت

۹-۰۵ یہ بستیاں یہ لوگ انٹرویوز پر مبنی

بدھ ۹ر اپریل

صبح

۷-۴۵ گردھاری لال پنت، سرلا کپور ڈوگری سنگیت

۸-۲۱ دریچے

جمعرات ۱۰ر اپریل

صبح

۷-۴۵ پشپا دیوی، موہن پہاڑی ڈوگری سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۰ بہنیں آسطے (خواتین کے لئے)

جمعہ ۱۱ر اپریل

صبح

۷-۴۵ سیما شرما، بلبیر سنگھ ڈوگری سنگیت

۹-۰۵ بالیو نے کہا تھا

ہفتہ ۱۲ر اپریل

صبح

۷-۴۵ سدرشن کور کبری، غلام محمد ڈوگری سنگیت

رات

۸-۰۰ انگریزی میں تقریر

اتوار ۱۳ر اپریل

صبح

۷-۴۵ کیلاش مہرہ، للتمی کامت جوشی ڈوگری سنگیت

۸-۲۱ دریچے

پیر ۱۴ر اپریل

صبح

۷-۴۵ ایرا چکرورتی، انیتا شرما ڈوگری سنگیت

رات

۸-۰۰ اردو تقریر

منگل ۱۵ر اپریل

صبح

۷-۴۵ نرملا اروڑ، نوین کمار ڈوگری سنگیت

رات

۸-۰۰ ناٹک

میڈیم ویو:
سرینگر (الف): 268.8 میٹر 1116 کلوہرٹز سرینگر (ج) 245.11 میٹر 1224 کلوہرٹز
سرینگر (د) 199.7 میٹر 1530 کلوہرٹز
شارٹ ویو: سرینگر (ب) 49.10 میٹر 6110 کلوہرٹز 91.50 میٹر 3277 کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح 6-30 سے 10-00 تک، دوسری مجلس: دوپہر 11-30 سے رات 11-05 تک
(اتوار کو صبح 6-30 سے رات 11-05)

خبریں

کشمیری: صبح 7-45، شام 6-25 اردو: صبح 8-05، دوپہر 1-50، رات 9-15
ہندی: صبح 9-00 سنسکرت: صبح 7-00
انگریزی: صبح 8-10، دوپہر 2-00، شام 6-00، رات 9-00 اور 11-00

علاقائی خبریں

اردو: صبح 9-20، دوپہر 12-30 اور 4-00 (دھیمی رفتار سے) شام 7-40
کشمیری: صبح 9-35، دوپہر 12-45 اور شام 7-30

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

7-05 صبح گاہی اور اس کے بعد روشنی اور گاشہ اچھر (روزآنہ)

7-30 بھائی بندسنز
کسانوں کے لئے: سوائے جمعہ ہر روز
گاندھی کتھا۔ (جمعہ)

8-21 گھرانوں کے لئے (ہر اتوار)
رنگ ا۔ (ریڈیو ڈائجسٹ (ہر پیر)
بیٹھک ؛ عمر رسیدہ لوگوں کے لئے پروگرام (پہلی منگل)
سائنس میگزین (دوسری اور چوتھی منگل)
ثقافت: کلچرل میگزین (تیسری منگل)
کشمیر میں بات چیت۔ (بدھ)
سب رنگ۔ (جمعرات)
گھر بار خاطر۔ (جمعہ)
زعفران زار (پہلا اور تیسرا ہفتہ)
ذات بتزات (دوسرا اور چوتھا ہفتہ)

8-35 ہیلتھ فورم (بدھ)
کاشر ناول۔ (ہر ہفتہ)

9-00 سرساگر: (پہلا، تیسرا اور پانچواں اتوار)
نیا ادب (ہندی)
(دوسرا اور چوتھا اتوار)
اردو میں بات چیت (پیر)
نو ادب (کشمیری)
(منگل اور جمعرات)
نیا ادب (اردو) (بدھ)
ہندی میں بات چیت (ہر جمعہ)
انگریزی میں بات چیت (ہر ہفتہ)

9-30 زون ڈب (روزآنہ سوائے ہفتہ)
ریڈیو نیوز ریل (ہفتہ)

9-45 تو ہنر فرمائش
(اتوار، منگل، جمعرات اور ہفتہ)
پھلیہ ورن (پیر، بدھ، جمعہ)

10-00 ہونہار۔ (بچوں کے لئے اردو میں پروگرام۔ (ہر اتوار)

11-00 نو بہ نو۔ (یود وانی سے انتخاب) (پہلا اور تیسرا اتوار)
کہکشاں: یود وانی سے انتخاب (دوسرا اتوار)
فلم میگزین۔ (چوتھا اتوار)

دوپہر

12-40 پراگاش: غیر نصابی تعلیمی پروگرام (روزآنہ سوائے منگل اور جمعہ)

1-05 مغربی موسیقی۔ (اتوار)

2-30 ٹیچرس فورم (اتوار)

1-20 اور 3-10
فوجی بھائیوں کے لئے پروگرام (روزآنہ)

4-00 ہی مال۔ کشمیری میں خواتین کے لئے پروگرام (اتوار): مغربی موسیقی (روزآنہ سوائے اتوار)

4-30 پنجابی پروگرام (اتوار، منگل اور جمعہ)
کیاری۔ (جموں کشمیر اور لداخ کی موسیقی) (پیر)
پوشہ مال۔ (دیہی خواتین کے لئے۔ (ہر بدھ)
پہاڑی پروگرام۔ (جمعرات)
پھولوانی ٹوری: کشمیری میں بچوں کے لئے پروگرام (ہفتہ)

5-00 گوجری پروگرام (جموں سے ریلے)

5-35 گوجری پروگرام (سرینگر سے برائے جموں ریلے)

شام

6-10 رنگ تصوف۔ (ہر پیر)
نونہال۔ (ننھے منے بچوں کے لئے پروگرام (منگل)
خوشحال گھر: ہوم سائنس پروگرام۔ (ہر بدھ)
کھیلوں پر تبصرہ (جمعرات)
چمن تمن اردو میں ننھوں منوں کے لئے پروگرام (ہر جمعہ)
سائنز لکھ ہاتھ
موسیقی کا پروگرام (پہلا، تیسرا اور پانچواں ہفتہ)
ابھرتے فنکار۔ (موسیقی کا پروگرام)
(دوسرا اور چوتھا ہفتہ)

6-40 مہینے کا نغمہ۔ (ہر اتوار)
ضلع نامہ۔ (ہر پیر)

6-45 دیہاتی پروگرام (روزآنہ)

8-00 وادی کی آواز۔ (روزآنہ)

7-55 روزگار سماچار۔ (روزآنہ)

رات

9-30 سلسلہ وار کھیل۔ (اتوار)
کشمیری: اردو میں کھیل (پیر)
دو دعا۔ (ہندی ادبی پروگرام)
پہلا منگل
سنگرمال کشمیری ادبی پروگرام
دوسرا اور چوتھا منگل
ہم قلم۔ اردو ادبی پروگرام
تیسرا منگل
تصویر۔ (سماجی، کلچرل اور ترقیاتی سرگرمیاں) پہلا بدھ
سام۔ (بیس نکاتی اقتصادی پروگرام۔ (دوسرا بدھ)
رائے ترائے۔ (گفتگو) چوتھا بدھ
علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام (پہلی جمعرات)
فیچروں کا نیشنل پروگرام (دوسری جمعرات)
میانی زندگی میون کار۔ (گفتگو) (تیسری جمعرات)
ڈراموں کا نیشنل پروگرام (چوتھی جمعرات)
محفل: اردو میں گفتگو کا پروگرام (پانچویں جمعرات)
کوئز پروگرام۔ (جمعہ)
گفتگو، مباحثہ (پہلا ہفتہ)
بزم سامعین۔ (دوسرا ہفتہ)
بزم شعر (مشاعرہ کشمیری) تیسرا ہفتہ
میں اور میری دھرتی
چوتھا ہفتہ
مشاعرہ (اردو) پانچواں ہفتہ

10-00 آپ کی فرمائش (اتوار)
خط کے لئے شکریہ اور آپ کی فرمائش (بدھ)
میانی پسند۔ (پہلا منگل)
گاش رکھ۔ (تیسرا منگل)
داستان (جمعہ)
تو سنز چیٹھی وا اثرتہ تو ہنز فرمائش

منگل یکم اپریل

صبح

۷-۴۰ وی کے۔ ملا اور ساتھی
بہاریہ کورس

۷-۵۵ وی کے ملا : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ ایس چودھری : گائن

رات

۸-۳۰ سینتا کول اور ساتھی
بہاریہ کورس

۱۰-۰۰ میانی پسند : قیصر قلندر

بدھ ۲ اپریل

صبح

۷-۴۰ اور ۷-۵۵
آرتی تکو : غزل

دوپہر

۱-۰۵ علی محمد اور دلیپ لنگو : غزلیں

۲-۱۰ امجد علی خاں : سرود

رات

۸-۳۰ علی محمد : موسیقی

جمعرات ۳ اپریل

صبح

۷-۴۰ ۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
آشا کول : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ استاد رجب علی خاں : گائن

رات

۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام
شرکاء : غلام حسن صوفی اور
راج بیگم
پیش کش : بھجن سوپوری

جمعہ ۴ اپریل

صبح

۷-۵۵ ریتا کول : غزل

دوپہر

۱-۰۵ بی ایل جوشی اور یونس ملک
غزلیں

۲-۱۰ جی۔ ایس۔ سچدیو : بانسری

رات

۸-۳۰ نسیم اختر : موسیقی

ہفتہ ۵ اپریل

صبح

۷-۴۰ ۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
کے۔ کے جالا : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ استاد بڑے غلام علی خاں
ٹھمری

اتوار ۶ اپریل

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
شمیمہ دیو : غزل

دوپہر

۲-۱۰ بسم اللہ خاں : شہنائی

شام

۶-۱۰ سریش پونچھی
ڈوگری سنگیت

پیر ۷ اپریل

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
استاد امیر خاں : کلاسیکی گائن

۷-۵۵ جلال گیلانی : غزل

دوپہر

۱-۰۵ او۔ این۔ کول، ریتا دیوی : غزلیں

۲-۳۰ گیاری : ڈوگری لوک گیت
از کے کے جوشی

شام

۶-۱۰ اور رات ۸-۳۰
او۔ این۔ کول : موسیقی

منگل ۸ اپریل

صبح

۷-۱۵ اور ۷-۵۵
کیلاش مہرہ : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۳۰ راج بیگم : موسیقی

بدھ ۹ اپریل

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
بدھو دتہ مکرجی : ستار

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
غلام حسن صوفی : غزل

دوپہر

۱-۰۵ راہی آغا، نرملا سپرو
غزلیں

جمعرات ۱۰ اپریل

صبح

۷-۱۵ ۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
غلام نبی شیخ : غزل

۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ ناصر امین الدین خاں : گائن

جمعہ ۱۱ اپریل

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
آر۔ کے کاچرو : غزل

دوپہر

۱-۰۵ آر۔ کے کاچرو اور سی ایل ولی
غزلیں

۲-۱۰ وی۔ جی جوگ : گائن

ہفتہ ۱۲ اپریل

صبح

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ تبت بقال اور
ساتھی : صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ شاہد پرویز : ستار

اتوار ۱۳ اپریل

صبح

۷-۵۵ راج بیگم : غزل

دوپہر

۲-۱۰ ایم۔ بی بروڈکر : گائن

شام

۶-۱۰ قطب الدین اور ساتھی
ڈوگری سنگیت

۸-۳۰ غلام محمد راہ : موسیقی

پیر ۱۴ اپریل

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
بھجن سوپوری : سنتور

۷-۵۵ رحمت اللہ خاں : غزل

دوپہر

۱-۰۵ سینتا کول اور عبدالرحمان ریشی
غزلیں

۴-۳۰ کانتا شرما : ڈوگری سنگیت
محمد حسن مراثی
گوجری لوک گیت

شام

۶-۱۰ سینتا کول : موسیقی

۸-۳۰ رحمت اللہ خاں : موسیقی

منگل ۱۵ اپریل

صبح

۷-۱۵ اور ۷-۵۵
اندرا کاچرو : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ ایس۔ این۔ سوپوری : ستار

رات

۸-۳۰ غلام محمد میر : موسیقی

قلم کار حضرات ! اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں۔ آواز میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

دور درشن

دھلی

چینل : 4 تصویر: 62 25 MHz
بینڈ : 1 آواز: 67 75 MHz

مسوری

چینل : 10 تصویر: 210 25 MHz
بینڈ : 3 آواز: 215 75 MHz

دھلی

چینل : ۴ تصویر : ۶۲،۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ : ۱ آواز : ۶۷،۷۵ میگا ہرٹز

مسوری

چینل : ۱۰ تصویر : ۲۱۰،۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ : ۳ آواز : ۲۱۵،۷۵ میگا ہرٹز

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام

۶-۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶-۱۵ پروگراموں کا خلاصہ، گمشدہ لوگوں کے بارے میں اعلانات (ہفتہ) پیر تا جمعہ ۶-۵۰ پر
۷-۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام روزانہ رات ۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک

رات

۸-۴۰ سماچار (ہندی میں خبریں)
۹-۳۰ دی نیوز (انگریزی میں خبریں)
۱۱-۴۵ نیوز ہیڈ لائینز (ہفتہ کو ۱۲-۲۰ پر)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر: صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ سائنس کا سبق آٹھویں جماعت کے لیے صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ انگریزی کا سبق ساتویں جماعت کے لیے صبح ۱۰-۱۵ اور شام ۴-۰۰ پرائمری ایجوکیشن صبح ۱۱-۱۰ اور شام ۴-۴۵ حساب کا سبق ساتویں جماعت کے لیے

منگل صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ انگریزی کا سبق ساتویں جماعت کے لیے صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ کمسٹری کا سبق دسویں جماعت کے لیے صبح ۱۱-۱۰ اور شام ۴-۴۵ حساب کا سبق ساتویں جماعت کے لیے

بدھ
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ حساب کا سبق آٹھویں جماعت کے لیے صبح ۹-۴۰ سہ پہر ۳-۱۵ بیالوجی کا سبق دسویں جماعت کے لیے صبح ۱۱-۱۰ اور شام ۴-۴۵ سائنس کا سبق ساتویں جماعت کے لیے

جمعرات
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ جغرافیہ کا سبق دسویں جماعت کے لیے صبح ۱۰-۵۵ اور شام ۴-۰۰ پرائمری ایجوکیشن صبح ۱۱-۱۰ اور شام ۴-۴۵ سائنس کا سبق چھٹی جماعت کے لیے

جمعہ
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ فزکس کا سبق دسویں جماعت کے لیے صبح ۱۱-۱۰ اور شام ۴-۴۵ انگریزی کا سبق چھٹی جماعت کے لیے

یو-جی-سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴۰ ہائر ایجوکیشن پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

چینل : 1

اتوار

صبح ۹-۳۰ کارٹون فلم ۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۲۵ ایک دو تین چار (ہندی سیریل)
۱۰-۵۰ دی ایڈونچرز آف شیرلاک ہومز (انگریزی سیریل)
۱۱-۵۰ اپنے آپ
دوپہر ۱۱-۵۵ رجنی (ہندی سیریل ۱۲-۲۵ درپن (ہندی سیریل) ۱-۲۰ کہاں گئے وہ لوگ (ہندی سیریل)
۲-۰۰ علاقائی فلم (انعام یافتہ) اتوار I علاقائی فیچر فلم اتوار II، III اور V علاقائی ڈرامہ اتوار IV ۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹس ۵-۰۰ پنچ تنتر کی کہانی
۵-۱۵ وکرم اور بیتال دادا دادی کی کہانی (ہندی سیریل)
۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم ۷-۳۰ یوا اینڈ پلیس
۹-۰۰ کوئز ٹائم (انگریزی)
۱۰-۰۰ فوکس (انگریزی) ۱۰-۵۵ کوی اور کویتا/ثقافتی پروگرام
۱۱-۱۵ شاستریہ سنگیت

پیر

شام ۶-۰۰ کارٹون فلم/پپٹ فلم/سرکس فلم
۶-۱۵ ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (پیر I، III اور V) روایتی لوک کلا (پیر II اور IV)
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق پروگرام)
۷-۳۰ سنسد سماچار/سنگیت ۷-۴۰ ہندی ڈرامہ
۹-۰۰ نکڑ (ہندی سیریل) ۹-۵۰ اردھی/سچ کی پرچھائیں/سگم سنگیت ۱۰-۲۰ کرم چند (ہندی سیریل) ۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام بیلے ۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز/اسپکٹرم (انگریزی میں میگزین پروگرام)

منگل

شام ۶-۰۰ وشو درشن ۶-۱۵ قانونی صلاح (منگل I، III اور V) ہمارے کامگار ہمارے اُدھیوگ (منگل II اور IV) ۶-۳۵ کھیل کھلاڑی
۷-۳۰ سنسد سماچار/سنگیت ۷-۴۰ پتریکا (ہندی میگزین پروگرام) ۸-۱۰ یوتھ فورم انگریزی (منگل I، III اور V) یووا منچ ہندی (منگل II اور IV)
۹-۵۰ پینوراما (منگل I، III اور V) جن وانی (منگل II، IV) ۱۰-۲۰ میکنگ آف دی مین کائینڈ (انگریزی سیریل) ۱۰-۴۵ ٹوورڈز پروگریس/پری ورتن ۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز/گلوبل گلپسز۔

بدھ

شام ۶-۰۰ وکاس کی اور (بیس نکاتی پروگرام)
۶-۱۵ بچوں کے لیے ۶-۳۵ مہلاؤں کے لیے
۷-۰۰ آپ اور ہم (خطوں کے جواب)
۷-۳۰ سنسد سماچار/سنگیت ۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ خاندان (ہندی سیریل) ۹-۵۰ نیوز لائن
۱۰-۲۰ تجوریے (ہندی سیریل) ۱۰-۴۵ پریمیئر انسٹی ٹیوشنز آف انڈیا/گریٹ ماسٹرز ۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز/بزم (اردو میگزین پروگرام)

جمعرات

شام ۶-۰۰ گھریلو نسخے ۶-۱۵ دیہاتی بچوں/یوواؤں کے لیے ۶-۳۵ آزادی کے دیوانے ۷-۰۰ گھر باہر ۷-۳۰ سنسد سماچار/سنگیت ۷-۴۰ سگم سنگیت
۷-۵۰ انگریزی سیریل
۹-۰۰ ایک کہانی (ہندی سیریل)، ۹-۵۰ پرشن منچ

کویسٹ / اسپورٹس کوئز ۱۰-۲۰ تتلیاں (ہندی سیریل) ۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام
11-15 پارلیمنٹ نیوز / آور گیسٹ / اِن سے ملیے -

جمعہ

شام ۶-۰۰ آپ کا پریوار 6-15 بچوں کے لیے (انگریزی) ۷-۳۰ گیان دیپ ۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ ہندی سیریل ۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس اسٹیٹس آف دی یونین / ان دس آور لینڈ ۱۰-۴۵ ہاٹ ٹریک / مغربی موسیقی
11-15 پارلیمنٹ نیوز / مغربی موسیقی

ہفتہ

دوپہر ۱-۴۵ گھر باہر ۲-۱۰ انگریزی میں پروگرام
۲-۳۵ یوتھ ٹائم ۳-۲۵ کرشن اوتار
شام ۶-۰۰ جان ہے جہان ہے ۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی / انگریزی) ۷-۱۰ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / فارقی فورسس / سنگم سنگیت کنسرٹ
۸-۱۰ سپتاہکی -
۹-۰۰ جانِ عالم (ہندی سیریل) ۹-۵۰ سائنس پروگرام / اسٹرگل فار فریڈم / فلم ڈویژن کی فلم ۱۰-۲۰ فیچر فلم / مشاعرہ / کوی سمیلن

چینل : II

شام ۷-۳۰ سماچار (روزانہ)

اتوار

شام ۶-۳۰ سنگم سنگیت ۶-۴۵ ڈیکومنٹری فلم
۷-۰۰ شاستریہ سنگیت ۷-۴۰ آدھنک جانکاری
۷-۴۵ بھوزنگ ۸-۰۵ مغربی موسیقی

پیر

شام ۶-۳۰ سنگم سنگیت ۶-۴۵ انگریزی سیریل فلم
۷-۱۵ چہل پہل ۷-۴۵ مختصر فلم ۸-۰۰ شاستریہ سنگیت / پینل ڈسکشن (ہندی / انگریزی)

منگل

شام ۶-۳۰ سنگم سنگیت (بھگتی سنگیت) ۶-۴۵ نو دیہ (اسکول کے بچوں کا پیش کردہ پروگرام)
۷-۱۵ یہ دلی ہے : ناگرک سمسیا
۷-۴۵ سیریل ڈرامہ (ہندی) ۸-۱۵ پوپ میوزک

بدھ

شام ۶-۳۰ سنگم سنگیت ۶-۴۵ یوواؤں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے (کلا پری کرما)
۷-۴۵ لونگ پلانیٹ (انگریزی سیریل)

جمعرات

شام ۶-۳۰ سنگم سنگیت ۶-۴۵ کوئز پروگرام / سنیے سوچیے بولیے ۷-۱۵ سماچار ڈائری

۷-۴۵ پنجابی میں ملاجلا پروگرام

جمعہ

شام ۶-۳۰ قوالیاں ۶-۴۵ بزم (اردو میں میگزین پروگرام) ۷-۱۵ یہ دلی ہے (ناگرک سمسیا) ۷-۴۵ انگریزی ڈرامہ

ہفتہ

شام ۶-۳۰ اگلے ہفتے میں ۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ ۷-۱۵ یہ دلی ہے (آئینہ)
۷-۴۵ کلاسیکل میوزک / ڈانس ۸-۱۵ باتیں اُس زمانے کی (ماضی پر ایک نظر)

سرینگر

چینل	4	تصویر	62 25 MHz
بینڈ	1	آواز	17 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

دوپہر
۱۲-۲۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ اردو میں تعلیمی پروگرام (پیر اور جمعہ) دوپہر ۱۲-۴۵ اور سہ پہر ۴-۴۵ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام
(روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

شام
۵-۵۰ دیہی ناظرین کے لیے (پیر تا جمعرات)
۷-۲۵ کشمیری میں خبریں ۷-۳۰ اردو میں خبریں
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے)

جالندھر ـــــ امرتسر

چینل	9	تصویر	203.25 MHz
بینڈ	13	آواز	208 75 MHz

امرتسر

چینل	7	تصویر	189 25 MHz
بینڈ	3	آواز	194 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح
۸-۳۰، شام ۷-۴۵ اور رات 11-15 پروگراموں کا خلاصہ (اتوار)

شام
۵-۰۰، ۷-۴۵ اور رات 11-15 پروگراموں کا خلاصہ (پیر تا جمعہ)
۵-۰۰، ۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ (ہفتہ)

دوپہر
۱۲-۴۵ اور ۱-۴۵ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام
(روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

شام
۵-۱۵ پنجابی فیچر فلم (۲ ہفتہ) ۵-۳۰ پنجابی میں مختصر خبریں (روزانہ سوائے اتوار)
۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم (اتوار)
۶-۰۰ میرا پنڈ میرے کھیت (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)
۷-۳۰ پنجابی میں خبریں ۷-۴۰ رشماں (اتوار، پیر، بدھ اور جمعہ) میل پتھر (منگل، جمعرات اور ہفتہ)
۷-۴۵ پنجابی ناٹک (پیر) چترہار (منگل، ہفتہ) ہندی ناٹک (جمعہ) ۸-۰۵ چترہار (بدھ)
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے)

لکھنؤ ـــــ کانپور

لکھنؤ

چینل	4	تصویر	62 25 MHz
بینڈ	1	آواز	67 75 MHz

کانپور

چینل	5	تصویر	175 25 MHz
بینڈ	3	آواز	180 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

صبح
۹-۴۵ تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

دوپہر
۱۲-۴۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام
۶-۳۰ چوپال - کسانوں کیلئے (روزانہ سوائے اتوار اور ہفتہ)
۷-۳۰ سماچار ۷-۴۰ آئندہ کل کے پروگراموں کا خلاصہ
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

بمبئی ـــــ 1

چینل	:	۴	تصویر	:	62 25 MHz
بینڈ	:	۱	آواز	:	67 75 MHz

پونہ

چینل	:	۵	تصویر	:	175.25 MHz
بینڈ	:	۳	آواز	:	180.25 MHz

پناجی

چینل	:	۷	تصویر	:	189.25 MHz
بینڈ	:	۳	آواز	:	191.75 MHz

اتوار

صبح

۹-۰۰ پرتبھاان پرتیا (مراٹھی) ۹-۳۰ سپتاہکی
۱۰-۰۰ سے دوپہر ۱-۵۵ ایک اسپونسرڈ پروگرام
(دہلی سے ریلے) ۲-۰۰ علاقائی فیچر فلم ۴-۰۰ ورلڈ آف
اسپورٹ شام ۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ بات بیے (مراٹھی میں علاقائی خبریں — روزانہ)
رات ۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک نیشنل پروگرام

پیر

صبح ۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ اسکول ٹیلی ویژن
۱۲-۴۵ اور شام ۴-۰۰ یو جی سی ٹیلی کاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار) ۵-۴۵ ڈیکومنٹری (مراٹھی)
۶-۰۰ بچوں کے لیے (مراٹھی) ۶-۳۰ زرعی پروگرام
۷-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لیے ۷-۲۰ ایس او ایس
اعلانات / کیمونٹی گیت ۸-۲۸ کل کے پروگراموں کا خلا
(مراٹھی — روزانہ سوائے اتوار) ۷-۴۰ اسپورٹس پروگرام
(مراٹھی) ۸-۱۰ یوتھ پروگرام (مراٹھی)

منگل

شام ۵-۴۵ لوک سنگیت (مراٹھی) ۶-۰۰ گجراتی میں
پریوارک پروگرام (منگل I، III، V) ہندی میں
پریوارک پروگرام (منگل II، اور IV) ۶-۳۰ غیر نصابی
تعلیم کا پروگرام (مراٹھی) ۷-۰۰ مراٹھی فلموں کے رقص و
گیتوں پر مبنی پروگرام (منگل I، II، IV اور V)
ناٹیہ سنگیت (منگل III) ۷-۴۰ فلم اور اسٹیج کی
مشہور شخصیتوں سے متعلق پروگرام (مراٹھی — منگل I اور III)
گجراتی پروگرام (منگل II) مراٹھی میں ورائٹی پروگرام (منگل IV)
رنگارنگ ہندی پروگرام (منگل V)

بدھ

صبح ۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ اسکول ٹیلی ویژن
شام ۵-۴۵ سگم سنگیت (مراٹھی) (بدھ I، III، V)
سگم سنگیت (کونکنی / سلوانی) (بدھ II اور IV)
۶-۰۰ بچوں کے لیے (ہندی) (بدھ I، III، V)
بچوں کے لیے (انگریزی) (بدھ II اور IV)
۶-۳۰ زراعتی پروگرام ۶-۵۵ مراٹھی میں ادبی میگزین
(بدھ I اور III) سگم سنگیت — مراٹھی (بدھ II)

مراٹھی کوی سمیلن (بدھ IV) سلوانی پروگرام (بدھ V)
۷-۴۰ سے تعلیمی پروگرام (بدھ I) قانون اور عام آدمی (بدھ II)
گلکی وپکال ماٹے (بدھ III) ہندی میگزین پروگرام (بدھ IV)
سندھی پروگرام (بدھ V) ۸-۰۰ چترہار

جمعرات

۵-۴۵ سگم سنگیت (گجراتی) (جمعرات I، III، V)
سگم سنگیت (ہندی) (جمعرات II اور IV)
۶-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لیے (مراٹھی)
۶-۲۰ مراٹھی میں فیملی پروگرام ۶-۵۰ غیر نصابی تعلیمی پروگرام
(مراٹھی) ۷-۲۰ زراعتی پروگرام (مراٹھی) ۷-۴۰ مراٹھی میں ڈرامہ
(جمعرات I، III) ہندی ڈرامہ (جمعرات II) گجراتی ڈرامہ
(جمعرات IV) ناٹیہ والوکن: مراٹھی ڈراموں کا تنقیدی جائزہ
(جمعرات V) ۸-۰۰ کلاسیکی موسیقی — گائن (جمعرات
I، III) کلاسیکی رقص (جمعرات II، IV)
کلاسیکی ساز سنگیت (جمعرات V)

جمعہ

صبح ۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ اسکول ٹیلی ویژن
شام ۵-۴۵ ورت چتر (جمعہ I، III، V)
مراٹھی میں ڈیکومنٹری فلم (جمعہ II اور IV)
۶-۰۰ گجراتی میں بچوں کے لیے ۶-۳۰ زراعتی پروگرام
۷-۰۰ مراٹھی میں صحت سے متعلق پروگرام
۷-۴۰ کلاسیکی رقص (جمعہ I) امرت منتھن: سنسکرت
پروگرام (جمعہ II) کونکنی پروگرام (جمعہ III) کلاسیکی موسیقی
(جمعہ IV) کرنٹ افیئرز — مراٹھی (جمعہ V)
۸-۰۵ چھایا گیت (ہندی فلموں سے رقص اور گیت)

ہفتہ

صبح ۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲ اسکول ٹیلی ویژن
(اساتذہ کے لیے پروگرام — ہفتہ IV)
شام ۴-۴۵ ڈرامہ (مراٹھی / ہندی / گجراتی) (ہفتہ I)
مراٹھی فیچر فلم (ہفتہ II، III اور IV) گجراتی فیچر فلم (ہفتہ V)
۷-۰۰ سروایول (انگریزی سیریل) ۷-۴۰ پھول کھلے ہیں
گلشن گلشن (ہفتہ I، III) چترگیت (گجراتی فلموں
سے رقص اور گیت) (ہفتہ II) چکرویو یا کرنٹ افیئرز (مراٹھی)
(ہفتہ IV) مراٹھی پروگرام دوبارہ ٹیلی کاسٹ (ہفتہ V)
۸-۱۰ سپتاہکی

بمبئی — II

چینل : ۴ تصویر : 182.25 MHz
بینڈ : ۳ آواز : 187 75 MHz

اتوار

شام ۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی) ۷-۰۰ سندھی پروگرام
(اتوار I) ملیالم پروگرام (اتوار II) کنڑ پروگرام (اتوار III)
تمل پروگرام (اتوار IV) تیلگو پروگرام (اتوار V)
۷-۳۰ مغربی موسیقی / پوپ میوزک
۸-۰۰ شاستریہ سنگیت (گائن) (اتوار I، III)

شاستریہ ساز سنگیت (اتوار IV) شاستریہ نرتیہ (اتوار
II اور V) ۸-۲۸ کل کے پروگرام (روزانہ)

پیر

شام ۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی) ۷-۰۰ ہندی میگزین
(پیر I اور III) اردو میگزین (پیر II، IV اور V)
۷-۳۰ سواستھ چرچا (پیر I، III، V)
ہیلتھ فورم — انگریزی (پیر II، اور IV)
۸-۰۰ انگریزی سیریل فلم

منگل

شام ۶-۳۰ لوک کلائیں، لوک گیت اور گجرات کی روایتی کلائیں
(منگل I) شام غزل (منگل II) وگیان آلوک (منگل III، V)
آروہی (منگل IV) ۷-۰۰ مراٹھی سیریل ۷-۳۰ پارسی
کامیڈی (منگل I) کرنٹ افیئرز (مراٹھی) (منگل II)
پڑی جات گجراتی (منگل III) ڈانس (منگل V)
۸-۰۰ پورٹریٹ / ڈاؤن میموری لین

بدھ

شام ۶-۳۰ لوک سنگیت (مراٹھی) ۶-۴۵ آج چھے پہونے
۷-۰۰ یووا درشن (ہندی) (بدھ I، II اور V) / یووا
درشن (گجراتی) (بدھ II اور III) ۷-۳۰ سگم سنگیت
۷-۴۰ کنزیومر فورم (بدھ I، III اور V) کلچرل سین
(بدھ II اور IV) ۸-۰۰ ہندی سیریل

جمعرات

شام ۶-۳۰ مراٹھی میں ووکیشنل گائیڈنس پروگرام
۶-۵۰ فلم ڈویژن کی فلم ہندی ۷-۰۰ گیسٹ آف دی
ویک (ہندی / انگریزی) (جمعرات I، اور III)
آدرلا (انگریزی / ہندی) (جمعرات II اور IV)
ڈیکومنٹری فلم (انگریزی) جمعرات V)
۷-۲۰ ورندگان ۷-۴۳ لیٹ اس فیس اٹ (جمعرات
I اور III) ینگ ورلڈ (انگریزی) (جمعرات II اور IV)
ڈانس بیلے (جمعرات V)
۸-۰۰ پنجابی پروگرام (جمعرات I) اینوائرونمنٹل پرابلمز
پر مبنی پروگرام (جمعرات II اور IV) کپل اور کوسپن (جمعرات III)
لائف اسکیپ (جمعرات V)

جمعہ

شام ۶-۳۰ شہری مسائل (جمعرات I، III، V)
نوجوان بچوں کے لیے پروگرام (مراٹھی) جمعرات II اور IV)
۷-۰۰ واٹ از دی گڈ ورڈ (جمعرات I)
فوکس یا ہمانس رپورٹ (جمعرات II اور IV)
ہمارے آرکائیوز سے (جمعرات III اور V)
۷-۳۰ اسپونسرڈ پروگرام / دوسرے کیندروں سے
۸-۰۰ انگریزی سیریل

ہفتہ

۶-۳۰ ڈیکومنٹری فلم (انگریزی) (ہفتہ I، III اور V) /
ڈیکومنٹری فلم (مراٹھی) (ہفتہ II، IV)
۶-۴۵ لانگ سیریل / لانگ لی دی فلم ۷-۴۰ سپتاہکی
۸-۰۰ کرنٹس کراس کرنٹس (انگریزی)

ضرورت کے مطابق — پروگراموں میں تبدیلی کا امکان ہے۔



▲ اننت ناگ ــــ فلم اداکار
آل انڈیا ریڈیو بنگلور کی کمرشیل سروس سے خصوصی 'نندنا' پروگرام پیش کرتے ہوئے ۔



▲ روہنی ہٹنگڑی ــــ
ہندی مراٹھی فلم واسٹیج کی مقبول اداکارہ
آکاشوانی اندور کے
پروگرام 'ملاقات' میں ۔



▲ آکاشوانی رامپور سے
نشر ایک شعری نشست
کے چند شعراء ــــ
(دائیں سے) بلال مرادآبادی
سخاوت علی راہی
انور چغتائی
کیفی وجدانی، دانش مرادآبادی
شاد کلکرالوی، ضمیر درویش
رونق رضا اور
حسان آفندی ۔



▲ ریڈیو کشمیر جموں سے نشر
ایک مزاحیہ جھلکی کے فنکار صدابندی میں مصروف ۔



▲ آکاشوانی گلبرگہ کے ہفتہ وار اردو پروگرام 'نقش حیات' میں
سنگیشور مہیلا اور یووتی منڈل گلبرگہ کے فنکار ایک رنگارنگ پروگرام پیش کرتے ہوئے۔

Regd No D-(C)39
R N No 14253/57 PRICE RUPEE 1 00 1st APRIL 1986 Licensed (U 23) to post without prepayment at PSO New Delhi



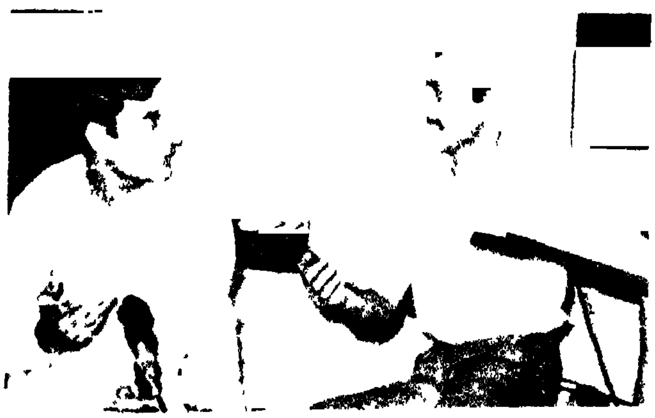




'پرانی دلی میں پانی کی نکاسی کا مسئلہ' کے موضوع پر اردو مجلس (دہلی سے نشر) گفتگو کے شرکاء۔ (دائیں سے) سید حامد حسن خضر میونسپل کونسلر، سعید دہلوی۔ سماجی کارکن، محمد تنغیض۔ پروگرام ایگزیکیٹو اور مہندر سنگھ ساتھی ۔ میٹر دہلی ۔

عبدالاحد فرہاد۔ جنکی کشمیری نظم نیشنل سمپوزیم آف پوئٹس میں شامل کی گئی۔

جناب سرجیت سنگھ برنالا — وزیر اعلیٰ پنجاب آکاشوانی جالندھر کے اسٹوڈیو میں اسٹیشن ڈائریکٹر شری ایل کول کے ہمراہ ۔



نوجوان شاعر عراق رضا زیدی (بائیں) کے ساتھ غیاث الرحمن (پروگرام ایگزیکیٹو) کی ایک ملاقات گذشتہ دنوں آکاشوانی گورکھپور کے اردو پروگرام میں نشر ہوئی ۔



گجراتی ادیب گجو بھائی بدھیکا کی کہانیوں پر مبنی مختصر ناٹک گذشتہ دنوں آکاشوانی بمبئی کی جانب سے مدعو سامعین کے روبرو اسٹیج کیے گئے ۔
تصویر میں ان ناٹکوں کے ننھے منے فنکاروں کو دیکھا جا سکتا ہے ۔

Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals, PTI Building, II floor Sansad Marg New Delhi-110001
Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press Faridabad

١٦ سے ٣٠ اپریل ١٩٨٦ء
٢٦ چیت سے ١٠ بیساکھ ١٩٠٨ شاکا

آواز

اشاعت کا ٥١ واں سال
قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ فسانے و منظومات



اُس پار جموں سے غزلیں

عرش صہبائی

نظام بحر و بر گو اس کے اختیار میں تھا
گھرا ہوا وہ مگر ذات کے حصار میں تھا
یہ آئینہ تھا مگر غم کی رہگزار میں تھا
اٹا ہوا مرا دل درد کے غبار میں تھا
مری بساط کہاں اس کی ہمسری کرتا
میں خشک پتوں کی مانند رہگزار میں تھا
قدم قدم پہ کئی رنگ کے تھے ہنگامے
عجیب لطف ستم ہائے روزگار میں تھا
نہ کر سکا میں فراموش اس کی کوئی بات
مرا خیال کہ یہ میرے اختیار میں تھا
سکوں نواز تھی کتنی فضا کی خاموشی
عجیب کرب مگر بحر بے کنار میں تھا
[illegible]
کہاں [illegible] میں نشہ جو انتظار میں تھا
کھلے ہوئے تھے [illegible] کے دروازے
مگر یہ ڈر تھا کہ ڈوبا ہوا تھا میں تھا
مجھے عجیب تو وہ تو نئی جھلک اس کی
[illegible] اس سنہ تعار میں تھا
کسے بتاؤں کہ یہ [illegible] برسوں
جو [illegible] رہگذار میں تھا
جنوں کے [illegible] بھٹک رہا تھا دل
مگر یہ [illegible] کے کارزار میں تھا
[illegible]
[illegible] جو لطف انتظار میں تھا
[illegible] زندگی میں تلاش
ہر ایک شخص خود اپنے ہی انتظار میں تھا

[illegible]

انسان سے قدرت کے کئی انداز چھپے ہیں
[illegible] کی گہرائی میں وہ راز چھپے ہیں
[illegible] زمیں چاند ستارے
انسان کی [illegible] میں ورنہ
[illegible] معصوم [illegible]
[illegible]

انفاس کے پردے میں مگر راز چھپے ہیں
[illegible] کے اندر کئی اعجاز چھپے ہیں
[illegible] کے سینے میں بھی راز چھپے ہیں
انسان کے سینے میں [illegible] راز چھپے ہیں
کیا دل میں چھپائے ہے کہیں راز چھپے ہیں
گلشن میں کئی [illegible] چھپے ہیں

انسان کی [illegible] ابھی [illegible]
روحوں کی حقیقت کے ابھی راز چھپے ہیں

[illegible]

[illegible] جائے گا
[illegible] زندگی [illegible] جائے گا
[illegible] ہیں سب [illegible] آدمی مگر
[illegible] جائے گا
[illegible]
[illegible] ہاتھوں [illegible] جائے گا
[illegible] زندگی
[illegible] جائے گا
[illegible]
[illegible] جائے گا
[illegible]
[illegible] جائے گا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

کیا دیکھتا ہے حال کے منظر ادھر بھی دیکھ
ماضی کے نقش پا کی دیوار پر بھی دیکھ
دیکھے ہیں [illegible] بھی دیکھ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

محمد یسین بیگ

مجھ کو وہ شخص یہاں آئینہ گر لگتا ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

راز مناوری

[illegible] جب بھی [illegible]
[illegible]
لیکن بھی بارش کا پانی [illegible]
گھاس جب تو [illegible]
شہر کے بازار کے رستوں سے میں واقف [illegible]
کس طرح معلوم ہو مجھ کو [illegible]
گاؤں بھر کے زخمی پاؤں مجھ سے واقف ہو گئے
صحن کے پیکر بڑھاتے اور کیا [illegible]
پختگی دیوار کی اس نے کبھی پرکھی نہ [illegible]
بار بار اپنے ہی گھر سے ناپتا تھا چھت [illegible]

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

لد ۵۱ | شمارہ ۸

اپریل ۱۹۸۶ء [illegible] ۲۶۰ چیت ۱۹۰۸ شا

یف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹
ارت سراج احمد — ۳۸۲۲۵۴
ہر مہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

Telegram: 'LISTENER' New Delhi

قدیم تاریخی تہوار

رام نومی

فضل الرحمٰن ہاشمی

رام نومی کا تعلق خلف دشرتھ شری رام سے ہے یعنی "رام نومی" تاریخ پیدائش شری رام ہے۔ رام کا نام عالمی پیمانے پر بڑی عزت اور احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے اور صرف توصیفی کلمات سے ہی اظہار کیے جاتے ہیں۔ دنیا بھر کے مختلف زبانوں کے ادیبوں نے رام کی با وقار عظمت کی تعریف کی ہے۔ اس کے اخلاق، کردار، راہ عمل آج بھی اس مذہبی انحطاط کے دور میں ہماری رہنمائی کے لیے کافی اور مشعل راہ ہے۔ عظیم المرتبت انسان عظیم ہی ہوا کرتا ہے۔ اس کا تعلق کسی خاص فرقہ، ملت یا گروہ سے نہیں ہوتا بلکہ اس کی معتبر ہستی اور پُر وقار وجود عوام الناس کے لیے ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رام کی عظیم الشان شخصیت نے شاعر مشرق علامہ اقبال کو بھی متاثر کیا اور وہ کہہ اٹھے ؎

لبریز ہے شراب حقیقت سے جام ہند — سب فلسفی ہیں خطۂ مغرب کے رام ہند
یہ ہندیوں کے فکر فلک رس کا ہے اثر — رفعت میں آسماں سے بھی اونچا ہے بام ہند
ہے رام کے وجود پر ہندوستاں کو ناز — اہل نظر سمجھتے ہیں ان کو امام ہند
تلوار کا دھنی تھا شجاعت میں فرد تھا — پاکیزگی میں جوش محبت میں فرد تھا

ایسے باشعور اور عظیم المرتبت شری رام کا جنم چیت شکل پکش کی ۹ تاریخ کو اجودھیا میں ہوا تھا۔ ہر سال اسی تاریخ کو رام نومی تہوار بہت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ شری رام کے والدین مہاراجہ دشرتھ اور مہارانی کوشلیا تھے۔ راجہ دشرتھ کو دو اور بیویاں کیکئی اور سمترا تھیں۔ رام کی پیدائش سے پورے اجودھیا میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اس کا ذکر رامائن میں اس طرح آیا ہے

नौमी तिथि मधुमास पुनीता।
शुकल पच्छ अभिजित हरि प्रीता॥
कौसल्या सुत जनम मुनि जाना।
आनंद ब्रह्मा भव समाना॥

۶ سال کی قلیل عمر ہی میں مذہبی رسم کی ادائیگی کے بعد چاروں شہزادوں کو حصول علم کے لیے خاندانی استاد وششٹ جی کے حوالہ کر دیا گیا۔ رام کے علاوہ دوسری ماؤں سے لکشمن، بھرت اور شتروگھن تھے۔ کیکئی کے لڑکے کا نام بھرت اور سمترا کے دو بیٹوں کے نام لکشمن اور شتروگھن تھے۔ کم مدت ہی میں چاروں بھائیوں نے دینی اور دنیاوی تعلیمات حاصل کر لیں اور گھر واپس آ گئے۔

مشہور و معروف مہاتما وشوامتر جنگل میں عبادت کیا کرتے تھے۔ عین عبادت اور دیگر مذہبی رسومات کے وقت ماریچ اور سباہو ناپاک چیزوں کو پھینک کر وشوامتر کو پریشان کیا کرتا تھا۔ ان دونوں راکشسوں کی ماں تاڑکا بھی کم شریر نہ تھی، کہا جاتا ہے کہ اس کا جسم پہاڑ سا تھا۔ تنگ آکر وشوامتر اجودھیا گئے اور اپنی و مذہب کی حفاظت کے لیے راجہ دشرتھ سے رام اور لکشمن مانگ لائے۔ رام کا شکار سب سے پہلے تاڑکا بنی۔ ماریچ کو تیر مار کر بارہ سو کیلو میٹر دور سمندر کے کنارے پھینک دیا اور سباہو کو جلا کر خاک کر دیا۔

انہیں دنوں میتھلا کے راجہ جنک نے اپنی بیٹی سیتا کے سوئمبر کا اہتمام کیا اور دھنش توڑنے کی لازمی شرط رکھی۔ دنیا بھر کے بہادر ناکام رہے مگر رام نے دھنش توڑ کر اپنی شجاعت کی ایک ہلکی مثال پیش کی اور سیتا سے شادی کر لی اور اجودھیا واپس آ گئے۔

زندگی عیش و مسرت کا ہی نام نہیں ہے، غم و الم بھی لازمی ہی ہے۔ غم وہ ہے جو انسان کی خودی کی آزمائش کرکے اسے منزل شہرت و کامرانی عطا کرتا ہے۔ راجہ دشرتھ رام کو اپنی جگہ راجہ بنانا چاہتے تھے جو بات رام کی سوتیلی ماں کیکئی کو پسند نہ آئی اور راجہ پرانا وعدہ یاد دلاکر انھوں نے رام کو ۱۴ سال بنواس اور بھرت کے تخت و تاج کے لیے دشرتھ کو راضی کر لیا۔ راجہ دشرتھ ایک جنگ کے موقع پر کیکئی کی عظیم کارگزاری کی وجہ سے زبان دے چکے تھے اور مجبور تھے۔ عہد بھی آخر بڑی چیز ہوتی ہے اور وہ تو انسان کی مخصوص شان ہے۔ بھرت اور شتروگھن ان دنوں ننیہال میں تھے۔ رام جنگل چلنے کو تیار ہوئے تو سیتا اور لکشمن نے بھی ساتھ نہ چھوڑا۔ جنگل میں بھی شری رام نے اپنے لیے وہ جگہ منتخب کی جہاں ایک طرف جنگلی کول اور بھیل تھے اور دوسری طرف مشہور مہاتما اتری۔ پسماندہ اقوام و افراد کے ساتھ شری رام کی یہ ہمدردی ہمارے لیے آج بھی مشعل راہ ہے۔

بیٹے کے غم نے راجہ دشرتھ کو سورگباشی بنایا۔ بیتعلا اور اجودھیا کے کافی لوگ انھیں واپس بلانے گئے مگر رام عہد پر اٹل رہے۔ بھرت نے مجبور ہو کر رام کی کھڑاؤں لے لی اور واپس آگئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ۱۴ سال تک بھرت تخت پر نہیں بیٹھے اور رام کی کھڑاؤں تخت پر رہی اور اس عرصہ میں غصہ سے انھوں نے اپنی ماں کیکئی سے بات تک نہ کی۔ اجودھیا والوں کو رام کی جگہ کا پتہ چل گیا تھا۔ اس لیے وہ جگہ چھوڑ کر چترکوٹ چلے گئے۔

ایک دن مشہور جابر شہنشاہ راون کی بہن شورپ نکھا گھومتی ہوئی وہاں پہنچ گئی۔ وہ رام یا لکشمن سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ دونوں کے انکار پر وہ سیتا کی جان لینے پر آمادہ ہوئی تو لکشمن نے اس کے ناک اور کان کاٹ لیے۔ شورپ نکھا روتی ہوئی اپنے ہمدرد کھر۔ دوشن کے پاس گئی اور وہ چودہ ہزار افواج لے کر رام کے مقابلہ کو آگیا۔ تنہا رام نے تمام شر پسندوں کو موت کا مزہ چکھایا۔

پھر وہ راون کے پاس 'لنکا' گئی اور مدد کی درخواست کی۔ راون نے ماریچ کی مدد سے سیتا کو چرا لیا اس وقت سیتا تنہا تھی، رام بشکل ہرن ماریچ کے تعاقب میں گئے تھے اور ماریچ بھی تشویش کی وجہ سے رام کو دیکھنے گئے تھے۔ راون نے سیتا کو لنکا لاکر اشوک واٹیکا میں مقید کر دیا اور سخت نگرانی کی۔ رام کو جٹایو، انگد، ہنومان وغیرہ سے سیتا کا پتہ لگ گیا اور بھالو اور بندروں کی فوج جمع کرکے لنکا پر حملہ کر دیا۔ یہاں ایک بات کی وضاحت لازمی ہے کہ راون نے برہما سے وردان یعنی دعا لے لی تھی کہ اسے انسان، بندر اور بھالو کے علاوہ کوئی نہیں مار سکے۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ راون کی نظروں میں یہ سب سے ضعیف، نحیف اور ناتواں تھے اور موت کی امید بھی نہ تھی۔ ایک اور ذکر لازمی ہے کہ رام نے حملہ سے قبل مصالحت کی بھی راون سے درخواست سفیر اور راون کے ہی بھائی وبھیشن کو بھیج کر کی۔ درخواست مسترد ہو جانے کے بعد حملہ کی نوبت آئی۔ یہ رام کی دور اندیشی اور امن پسندی کا زندہ و جاوید ثبوت ہے۔

رام کی فوج میں ہنومان، جاموتت، انگد، دیویباہو، نل، نیل، گواکش اور مینگ وغیرہ تھے۔ اور راون کے پاس سمندر کی طرح ٹھاٹیں مارتی ہوئی بیشمار افواج۔ بارہ دنوں تک خونریز جنگ ہوتی رہی۔ آخر راون ملک عدم کو پہنچا۔ رام نے لنکا کا بادشاہ اسی کے بھائی وبھیشن کو بنایا اور رام لکشمن و سیتا اجودھیا آگئے۔

پوری اجودھیا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ بھرت کا برسوں کا ارمان پورا ہوا۔ انھوں نے بھائی کو تخت و تاج سونپا پھر رام کی تاریخی حکومت ہوئی جو آج بھی دنیا کی زبان پر ہے۔

رام نومی کے دن رام کے معاون خاص ہنومان جی کی پوجا ہوتی ہے۔ ورت اور رجتی درگا کا بھی اہتمام ہوتا ہے جس میں کھیل کود، تماشے وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔

یہ قدیم تاریخی تہوار "رام نومی" ہمیں رام کی پروقار عظمت کو زندہ رکھ کر اس پر عمل کرنے کا خاموش پیغام دیتی رہتی ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

فضل الرحمٰن ہاشمی
فاطمہ لائبریری
ڈاک خانہ پاناپور، براستہ منجھول
بیگوسرائے ۸۵۱۱۲۷

شخصیات شعروادب

سلسلہ

اکبر الہ آبادی

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ایک شاعر یا ادیب ایک عام انسان سے زیادہ حساس ہوتا ہے ایک عام انسان بدلتے ہوئے ماحول کے ساتھ عموماً خود بھی بدلتا جاتا ہے لیکن ایک شاعر سماج کی تبدیلیوں کو نقادکی نگاہ سے دیکھتا ہے اور عوام کو ان تبدیلیوں سے منفی اور مثبت اثرات سے آگاہ کرتا ہے۔ ایک اچھا مزاح نگار اپنی اس سماجی ذمہ داری کو زیادہ بہتر طور پر انجام دیتا ہے کیونکہ وہ ہنسی ہنسی میں اپنی تمام باتیں نہ صرف کہہ جاتا ہے بلکہ عوام کے لیے قابل قبول بھی بنا دیتا ہے جو کسی وعظ یا نصیحت سے ممکن نہیں چنانچہ مزاح نگاری کسی حد تک شکر میں لپٹی ہوئی کونین کی گولی ہے جو اثر تو رکھتی ہے لیکن تلخ یا بدمزہ نہیں ہوتی۔

یوں تو اردو شاعری کے ابتدائی دور ہی سے مزاح کے خال خال نمونے دستیاب ہو جاتے ہیں۔ جعفر زٹلی، سودا، انشا، اور غالب کی ظرافت اور نشتریت سے انکار ممکن نہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ لسان العصر خان بہادر سید اکبر حسین رضوی اکبر الہ آبادی اردو کے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے مزاح کو اپنی شاعری کا مرکز و محور بنایا۔ انھوں نے مزاحیہ شاعری کو مشرقیت کے تحفظ اور مغربیت کے خلاف معرکہ آرائی کے لیے ایک طاقتور اسلحے کی شکل میں استعمال کیا۔

ایک مزاح نگار عموماً کسی فرد یا سماج کو نشانہ تمسخر بناتا ہے جو خط مستقیم سے ہٹ کر نسبتاً ٹیڑھی لکیر پہ گامزن ہوتا ہے۔ اکبر کا دور دو تہذیبوں کی باہمی کشاکش کا دور تھا نئی تہذیبی قدریں پرانی قدروں سے ٹکرا رہی تھیں۔ انگریزی تہذیب ہندوستانی تہذیب پر گہرے اثرات مرتب کر رہی تھی گویا ایک سیلاب تھا جو خس و خاشاک کو اپنے تیز دھارے میں بہائے چلا جا رہا تھا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں مغربی افکار نظریات کو سبقت حاصل ہو رہی تھی۔ پورا ہندوستان دو طبقوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ ایک طبقہ ان لوگوں کا تھا جو انگریزی تہذیب کو تمام ہندوستان اور خصوصاً مسلمانوں کے لیے باعث رحمت

رمز عظیم آبادی

زرد موسم بن کے آیا سبز منظر لے گیا
اپنی قسمت دے گیا میرا مقدر لے گیا

آگ کی حدت وہ شبنم میں چھپا کر لے گیا
اپنی چشم نم میں جلتے گھر کا منظر لے گیا

کانچ کے ٹکڑے بکھرتے کس طرح سے شہر میں
دست شیشہ گر ہنرمندی سے پتھر لے گیا

اب گھروں کے رت جگوں میں کیف ملتا ہی نہیں
وقت وہ جوتی کلش رنگوں کی گاگر لے گیا

کر رہا تھا دشت کی بے چارگی پر تبصرہ
اپنی آنکھوں میں چھپا کر وہ سمندر لے گیا

اب وہ ہنگامے ہیں آنگن میں نہ شناسوں کی بھیڑ
گھر کی ساری انجمنیں وہ اپنے دفتر لے گیا

کج تھی دستار فضیلت زندگی بھر کج رہی
خود فرازِ دار پہ رکھنے کو وہ سر لے گیا

کس نے شعلوں کی زباں سے گفتگو کی شہر میں
کون ہے جو بے کسوں کے سر سے چادر لے گیا

(پٹنہ سے نشر)

اور ان کی مزاحیہ شاعری

احمد بخش

اور ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔ اسی طبقے کا علم سرسید کے ہاتھوں میں تھا۔ دوسری جانب نسبتاً کمزور طبقہ تھا جو پرانی اخلاقی و تہذیبی قدروں سے لپٹا رہنا چاہتا تھا اور نئی تہذیب کے سیلاب کو ملک و قوم کے لیے تباہ کن خیال کرتا تھا۔ اکبر اسی طبقے کے نمائندہ شاعر تھے ان کی مزاحیہ شاعری محض تفریحی نہیں تھی بلکہ ملک و قوم کی اصلاح کا مقصد رکھتی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ انھوں نے مقصد کو کبھی فن پر غالب نہیں آنے دیا۔ اور اپنی پوری فنکاری کے ساتھ مشرق کو مغرب کی ذہنی غلامی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔

خواتین میں پردے کی پابندی مشرقی تہذیب کی خاص امتیازی شان ہے۔ لیکن مغربی تہذیب کے اثر سے خواتین میں پردے کا رواج کم ہوتا جا رہا تھا۔ چنانچہ اکبر نے اس تبدیلی پر ایک شدید فنکارانہ ضرب لگائی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ تھا کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

مشرقی تہذیب میں مذہب کو ایک اہم مقام حاصل ہے ایک مشرقی تہذیب کا پروردہ خواہ کسی فرقے کا ہو اپنے مذہبی عقاید اور رسومات سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ لیکن مغربی تہذیب میں مذہب کو وہ اہمیت حاصل نہیں۔ انھیں نہ تو خدا کا خوف ہوتا ہے اور نہ کسی بے راہ روی پر باز پرس کا ڈر — مغربی تہذیب نے کم و بیش یہی باتیں ہندوستانی معاشرے میں بھی داخل کرنی شروع کر دی تھیں۔ اکبر نے مذہب بیزاری کے اس رجحان کا کھل کر مذاق اڑایا ہے۔ ملاحظہ ہو ؎

مسجدیں چھوڑ کے جا بیٹھے ہیں مے خانوں میں
واہ کیا خوب ترقی ہے مسلمانوں میں
حرم والوں سے کیا نسبت بھلا ہم اہل ہوٹل کو
وہاں قرآن اترا ہے یہاں انگریز اترتے ہیں

اسلام کی رونق کا کیا حال کہیں تم سے
کونسل میں بہت سیّد مسجد میں فقط جمن

لیکن اس سے بڑا المیہ تو یہ تھا کہ مغرب کی اس اندھی تقلید اور مذہبی اور اخلاقی قدروں سے انحراف بھی عوام کو کوئی فائدہ نہ پہنچا تا تھا بلکہ وہ "صاحبانِ عالیشان" کی نگاہ التفات سے محروم اور ذلیل و خوار ہی رہتے تھے۔ صورتِ حال بذات خود مضحکہ خیز تھی جو اکبر کی نگاہوں سے بھی پوشیدہ نہیں تھی۔ فرماتے ہیں:

دین سے دور ہیں مسجد سے پھرے جاتے ہیں
پھر بھی اس بت کی نگاہوں سے گرے جاتے ہیں

گل پھینکے ہے یورپ کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے نیچرو سائنس بھلا کچھ تو ادھر بھی
اغیار تو رگ رگ سے ہماری ہوئے واقف
ہم وہ ہیں کہ پاتے نہیں اس بت کی کمر بھی

اکبر کو سرسید کے اغراض و مقاصد پر سخت اعتراض تھا سرسید نے محسوس کیا تھا کہ مسلمان بہت پستی کی حالت میں ہیں ان کے پاس نہ باقاعدہ تعلیم ہے اور نہ سیاسی شعور۔ لہذا ان کی خواہش تھی کہ مسلمان انگریزی تعلیم حاصل کریں انگریزوں کے اچھے طور طریقے اختیار کریں اور انھیں کی طرح ترقی یافتہ قوم کہلائیں۔ اسی مقصد سے انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی قائم کی تھی۔ اس یونیورسٹی کے قیام کے سلسلے میں وہ چندہ اکٹھا کیا کرتے تھے جس میں انھیں عوام کی حمایت بھی حاصل ہو رہی تھی۔ لیکن اکبر اس پورے مشن اور اس کی کامیابی کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان کا خیال تھا کہ یہ سارے اقدامات مسلمانوں کو اپنی تہذیب سے بیگانہ کر دیں گے۔ لہذا اکبر نے جگہ جگہ سرسید کے اس مشن کا مذاق اڑایا ہے۔ کہتے ہیں۔

بزرگان ملت نے کی ہے توجہ
کمی پر رہیں گے نہ عالم نہ عابد
ترقی دیں ہوگی اب روز افزوں
علی گڑھ کا کالج ہے لندن کی مسجد

گردن رفارمر کی ہر ایک سمت تن گئی
بگڑی جو قوم و ملک کی ان کی تو بن گئی

نغمۂ قومی کا مطرب آجکل ہے ہر سٹی
تال ہے ذکر ترقی سم ہے یونیورسٹی
دین کی الفت دلوں سے انکے یونہی گر گئی
مسلم اٹھ جائیں گے رہ جائے گی یونیورسٹی

ہے ضروری لیڈروں میں غیرت تقویٰ و دین
خود جو ان میں نقص ہو تو ہے یہ ان کے ایمان کی

اکبر کو مغربیت سے نفرت تھی چنانچہ وہ ہر اس چیز کو شک و شبہے کی نگاہ سے دیکھتے تھے جس کا مغربیت سے معمولی سا بھی تعلق ہو۔ انھیں مشرق سے والہانہ پیار تھا چنانچہ پرانی تعلیم کی جگہ نئے تعلیمی نظام کو بھی وہ قوم کی تباہی کا ذریعہ سمجھتے تھے لہذا نئی تعلیم کو خوب ہدف ملامت بناتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ؎

ان سے بی بی نے فقط اسکول ہی کی بات کی
یہ نہ بتلایا کہاں رکھی ہے روٹی رات کی

مسجدیں سنسان ہیں اور کالجوں میں دھوم ہے
مسئلہ قومی ترقی کا مجھے معلوم ہے
گزران کا ہو اک عالم اللہ اکبر میں
چلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

ہندوستانی عوام صرف افکار و نظریات ہی میں انگریزوں کی تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ رہن سہن خورد و نوش اور لباس میں بھی ان ہی کی نقل کرنے میں پیش پیش تھے لہذا اکبر نے اس رجحان کو بھی نشانۂ تمسخر بنایا۔ فرماتے ہیں۔

لیلیٰ نے سایہ پہنا مجنوں نے کوٹ پہنا
ٹوکا جو میں نے بولے بس بس خموش رہنا
حسن و جنوں بدستور اپنی جگہ ہیں لیکن
ہے لطف بجز ہستی فیشن کے ساتھ بہنا
مغرب نے سایہ ڈالا جوتوں پر اثر کے ساتھ
ساری بھی ان کی ہو گئی غائب کمر کے ساتھ

غرضیکہ اس دور کی معاشرتی اور بدلتے ہوئے افکار و نظریات کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس پر اکبر نے مزاح کے پردے میں تیر و نشتر کی بارش نہ کی ہو۔ اکثر وہ مشرقیت کی حمایت اور مغربیت سے نفرت میں انتہائی شدت بھی اختیار کر لیتے ہیں لیکن انھیں مشرقیت سے عشق تھا اور عشق اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے لہذا ان کے خلوص اور اصلاحی مقاصد پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

(گورکھپور سے نشر)

احمد بخش
اسمٰعیل پور (تکیہ) گورکھپور

شاطر گورکھپوری

شاعر مرحوم جب زیر مزار آجائے گا
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آجائے گا
اے دلِ بے تاب مت لے چل حریم ناز میں
مجھ سے ملتے ہی نظر ان کو بخار آجائے گا
شیخ صاحب دختِ رز کو منھ لگا کر دیکھئے
اس خزاں کے دور میں لطفِ بہار آجائے گا
کہہ دو ان سے بے تحاشا گالیاں مجھ کو نہ دیں
ورنہ سچ مچ اس ادا پر ان کی پیار آجائے گا
ان کو میکے بھیج تو دوں میں مگر مشکل یہ ہے
واپسی کا دوسرے ہی روز تار آجائے گا
خودکشی تو میں ابھی کر لوں مگر یہ پوچھ لو
کیا مرے مرنے کا ان کو اعتبار آجائے گا
مال پوا آپ کھائیں اور مجھ سے یہ کہیں
ساگ روٹی کھاؤ پہلے پھر اچار آجائے گا
اپنے دامن سے نہ جھاڑو اس طرح نفرت کی دھول
شیشۂ دل پہ ہمارے بھی غبار آجائے گا
خرچ جتنا کرتے ہیں شاطر گدھے شعرا پہ لوگ
اتنے میں تو ایک ہاتھی شاندار آجائے گا

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات
کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی
تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

شائلاک

ڈاکٹر فرحت اللہ خاں

سولھویں صدی کے عوامی تھیٹر میں شیکسپیئر بحیثیت ایک اداکار، ڈرامہ نویس اور کاروباری حصہ دار داخل ہوا۔ تاریخ کا ایک المیہ ہے کہ اس شہنشاہ المیہ کی ذاتی زندگی کی تفصیلات بہت کم دستیاب ہیں۔ اور اسی بنا پر مختلف قسم کی قیاس آرائیاں مختلف ادوار میں ہوتی رہی ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ فنی ارتقا کی جو منازل شیکسپیئر کی تحریروں میں واضح ہوتی ہیں وہ شخصی اور انفرادی بالیدگی کی تدریجی عکاسی کرتی ہیں۔ اس کے کشف و ادراک نے ان تمام اہم اور عام طور پر غیر اہم سمجھے جانے والے مسائل کا جو اس کے فن کو تقویت بخش سکتے تھے نہ صرف احاطہ کیا بلکہ اپنے ممتاز فن کے ان لافانی نقوش سے ایک ایسی متعدد المرکزیت عطا کی جو صرف شیکسپیئر کے ہی نوع کے اوصاف سے مختص ہے۔ اس نے ایک ایسے ڈرامہ کی تشکیل کی جس کی داد و تحسین سماج کے مختلف طبقات اپنے اپنے انداز میں کیا کرتے تھے۔ امرا اور عوام سے لے کر بعد کے عہدوں میں مفکرین و محققین، ادبا و فلاسفہ، مبصرین و ناقدین، اپنے اپنے کام کی چیزوں کو تلاش کر کے داد دیتے آئے ہیں۔

شیکسپیئر کے طربیہ ڈراموں میں 'مرچنٹ آف وینس' مختلف ادوار میں شہرت اور مقبولیت کے اعلیٰ درجات سے ہم دوش رہا ہے، غالباً اس کا سب سے اہم سبب اس ڈرامہ کی رنگا رنگی اور ذو معنویت ہے۔ شیکسپیئر کے دیگر طربیہ ڈراموں کا مرکزی موضوع عشق اور معاشقہ ہے لیکن 'مرچنٹ آف وینس' اس اسکیم سے کچھ باہر معلوم ہوتا ہے۔ عشاق یہاں بھی ہیں اور عشق کی سرگرمی بھی، لیکن یہاں پر ہیروئن پورشیا کی فتح میدان عشق سے زیادہ معرض عدلیہ میں نمایاں ہے۔ اور اس کا فتحیاب عاشق 'بسینیو' دوسرے درجہ کے کرداروں میں جگہ پاتا ہے۔ پورشیا اور بسینیو سے عشق کی داستان ایک 'سب پلاٹ' ہے۔ اور بانڈ کی کہانی ڈرامہ کا اہم جز معلوم ہوتی ہے۔ اسی کہانی کے وسیلے سے شیکسپیئر نے اس کردار کی تخلیق کی جو ناپسندیدہ ہوتے ہوئے بھی عظیم شہرت کا مالک ہے اور جس کا نام تجربات زندگی میں محاورہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور یہ کردار ہے شائلاک۔

کہانی کا بیشتر حصہ وینس سے متعلق ہے جو ایک خوشحال شہر ہے۔ اس شہر کے خوش باش اور خوش لباس ساکنوں کے درمیان ایک سود خور یہودی 'شائلاک' بھی رہتا ہے جو نہ صرف غیر ملکی اور غیر مذہب ہے بلکہ اپنے پیشہ کے اعتبار سے وینس کے آزاد خیال عیسائیوں میں انتہائی ناپسندیدہ ہے۔ وینس کا ایک امیر سوداگر 'انٹونیو' جو ایک کاروباری بحران سے دوچار ہے، اپنے ایک عزیز دوست بسینیو کو بلمنٹ کی ایک خاتون سے شادی کرنے کے منصوبہ میں مدد کرنے کی غرض سے اس یہودی سے قرض لیتا ہے اور طے شدہ مدت کے اختتام پر قرض کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں، یہودی کی شرط کے مطابق، اپنے جسم کا ایک پونڈ گوشت یہودی کو دینے کا عہدنامہ تحریر کر دیتا ہے۔ صورت حال سوداگر کے خلاف جاتی ہے اور یہودی اپنے حق کا مطالبہ قانون کی رو سے ڈیوک کی عدالت میں کرتا ہے۔ کہانی کا دوسرا حصہ بلمنٹ نامی ایک محل سے متعلق ہے جس کی مالک ایک حسین و جمیل، ذہین اور دولتمند خاتون پورشیا ہے اور جس سے انٹونیو کا دوست بسینیو شادی کرنے کے لیے اپنی قسمت آزمانے گیا ہے۔ پورشیا جو بسینیو کی بیوی بن چکی ہے حالات کا علم ہوتے ہی، خفیہ طور پر ایک وکیل کے لباس میں ڈیوک کی عدالت میں حاضر ہوتی ہے اور انٹونیو کو شائلاک کے مجرمانہ عزائم سے، قانونی موشگافی اور الفاظ کے الٹ پھیر کے ذریعہ بچا لیتی ہے۔

پانچ ابواب کے اس ڈرامہ میں بیس مناظر ہیں جو دو ہزار پانچ سو اسی سطور پر مشتمل ہیں۔ شیکسپیئر نے شائلاک کے کردار کی تخلیق میں ایک مختصر دائرۂ عمل یعنی صرف تین سو ساٹھ سطور پر اکتفا کیا ہے لیکن، مختصر دائرۂ عمل اپنے اندر ایک اضافی ڈرامہ کی وسعت پنہاں کیے ہوئے ہے۔ کہانی میں شائلاک کو نوبار شیطان کہا گیا ہے۔ عیسائی کردار اس کو ولین کا درجہ دیتے ہیں کیونکہ وہ اپنی نفرت اور انتقام کی آگ میں ایک عیسائی کی جان لینے پر مصر ہے۔ اس کو اصل رقم کا کئی گنا حصہ ادا کیے جانے کی پیشکش کی جاتی ہے لیکن وہ انکار کر دیتا ہے۔ شیکسپیئر نے شائلاک کے کردار کو اس طرح پیش کیا ہے کہ وہ اپنے افعال کا جواز اپنے نقطۂ نگاہ کے مطابق بخوبی پیش کر سکے۔ فنکار نے ایک ایسے سماج سے خارج فرد کی تخلیق کی ہے جو مصیبت زدہ ہے تو ہے لیکن یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ اس کی مصیبت زدگی اسے ولین بنانے کا باعث ہے یا اس کی شیطنیت اس کی مصیبت زدگی کا۔ عدالتی منظر کے بعد یہ طے ہو جاتا ہے کہ شائلاک کے عزائم شکست خوردہ ہو چکے ہیں۔ اس کو عیسائیت قبول کرنا پڑتی ہے اور یہ امر بھی اس کے خیال کے مطابق ایک سزا ہی ہے۔

شیکسپیئر کے کردار اپنے اوصاف و عزائم، اغراض و مقاصد، ظاہری و باطنی جد و جہد اور دیگر خصوصیات کے سبب مختلف توضیحات کے حامل ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ناقدین اور مبصرین انھیں اپنے اپنے انداز میں پرکھتے ہیں، اور الگ الگ ڈھنگ سے ان کی تشریح کرتے ہیں۔ نتیجتاً کوئی بھی ایک تشریح کسی ایک کردار پر مکمل تبصرہ نہیں سمجھی جا سکتی۔ اس میں کوئی پہلو بہت زیادہ واضح ہو جاتا ہے تو کوئی بالکل فراموش بھی ہو سکتا ہے۔ شائلاک کے کردار کے تجزیہ میں بھی مبصرین میں زبردست اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ طربیہ کے عام کردار سے لے کر 'ہیرو' تک کا درجہ اس کو دیا گیا ہے۔ اسٹیج کی تاریخ بھی اسی قسم کے اختلاف کی شاہد ہے۔ شائلاک کے کردار کو مختلف ادوار میں، مختلف حیثیتوں سے تھیٹر میں پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک کینہ جو اور بدخواہ، بدصورت اور بدطینت، ضعیف اور ذہنی بیمار، طربیہ کا ولین، ایک مزاحیہ اداکار، اور موجودہ صدی میں ناظرین کی ہمدردی کا مستحق وغیرہ وغیرہ۔

شیکسپیئر کے دیگر طربیہ ڈراموں کی طرح مرچنٹ آف وینس بھی خارجی ذرائع سے متاثر ہے۔ غیر انسانی، بدذات، ابلیسانہ عیاری کا مجسمہ، ایک سفاک یہودی جو ایک عیسائی کے خون کا پیاسا ہے، قرون وسطیٰ کی ایک قدیم داستان کا آدم خور کردار ہے — یہ کہانی کافی مشہور ہے۔ لیکن داستان اور ڈرامہ میں فرق ہے۔ داستان گو اسٹیج اور اداکاروں کی قیود سے بالاتر سامعین کے تخیل کو الفاظ کے وسیلہ سے متوجہ کرتا ہے جبکہ ڈرامہ نویس کو ایسے کردار وضع کرنے ہوتے ہیں جو اسٹیج پر ان خیالی خاکوں کو حقیقت سے مشابہ کر کے پیش کرتے ہیں۔ مرچنٹ آف وینس کا یہودی محض روایت نہیں تخلیق ہے۔ ایک عظیم فنکار اپنے فن کو تاریخی، روایتی یا عصری مسائل سے منسلک رکھتے ہوئے بھی ایک سماجی ڈائری یا دفتر تسبیل بنا کر پیش نہیں کرتا، وہ فنی مسائل سے بھی دوچار ہوتا ہے چنانچہ ایک تعمیری اور تخلیقی نقطۂ فکر، تخیل سے ہم آغوش ہو کر موضوعات کی تشریح و تشکیل نو انجام دیتا ہے۔ مبصرین اپنے تمام تر وسائل کا استعمال کر کے فن پاروں کا تجزیہ کرتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نقد و تبصرہ کی چہلیں فن کو جلا بخشتی ہے لیکن کبھی کبھی یہ تجزیے فن پاروں کو بنیادی نظام سے متجاوز بھی کر جاتے ہیں۔ فن کی روح فن پارہ میں ہی مقیم ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جس موضوع یا کردار کا مطالعہ کیا جائے، اس کی مکمل شخصیت کو سامنے رکھا جائے اور فن پارہ میں اس شخصیت کے ارتقا کا جو خاکہ فنکار نے پیش کیا ہے تبصرہ و تجزیہ کی بنیاد بنے۔

شائلاک کی شخصیت کے تین واضح پہلو ہیں۔ ایک کاروباری ہے جس کا پیشہ سود خوری ہے۔ ایک یہودی جو غیر ملکی اور غیر مذہب ہے اور ایک عمر رسیدہ باپ۔ بحیثیت ایک کاروباری وہ انٹونیو سے پیشہ ورانہ چشمک رکھتا ہے۔ اس کا قول ہے کہ اگر انٹونیو، وینس سے کہیں باہر چلا جاتا ہے تو اس کا سود خوری کا کاروبار اس کی مرضی کے عین مطابق چلے گا، سبب یہ ہے کہ انٹونیو بغیر سود کے لوگوں کو قرض دیتا ہے اور اس طرح شائلاک

کے کاروبار کو نقصان پہنچاتا ہے۔ بحیثیت ایک سود خور شائلاک اپنے پیشہ کی عیاری اور چالبازی کا ایک مجسم نمونہ اور ضرورت مندوں کی لاچاری کا فائدہ اٹھانے والا ایک سنگدل کاروباری ہے۔ بحیثیت ایک یہودی وہ انتھونیو سے نفرت کرتا ہے، کیونکہ انتھونیو عیسائی ہے وہ ایک موقع کی تلاش میں رہا ہے اور جب موقع اس کے ہاتھ آتا ہے تو وہ اسے کسی قیمت پر بھی ضائع ہونے دینا نہیں چاہتا۔ اس نفرت کے دو رخ ہیں انتھونیو اور اس کے ساتھی شائلاک کے ساتھ جو برتاؤ کرتے ہیں وہ کسی طرح بھی روا نہیں ہے اور شائلاک کی نفرت ایک رد عمل ہے مگر وہ اپنی نفرت میں مجرمانہ اور غیر انسانی حدود تک آگے بڑھ جاتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وینس کے آزاد خیال عیسائی باشندوں کا توہین آمیز برتاؤ شائلاک کی اذیت و نفرت کا باعث ہے یا اس کا اپنا مجرمانہ تعصب ؟

شائلاک عمر رسیدہ ہے اور اس کی ایک جوان الھڑ بیٹی ہے جو اپنے گھر کو جہنم کی مثل پا کر اپنے باپ کو چھوڑ کر عیسائی محبوب کے ساتھ شادی کرنے کی غرض سے بھاگ جاتی ہے۔ وہ اپنے ساتھ دولت اور ایک قیمتی انگوٹھی بھی لے جاتی ہے شائلاک کے لیے یہ خبر اپنی دولت کے نقصان کی وجہ سے نیا وہ اندوہناک ہے۔ شفقت اور محبت کے جذبات سے محروم وہ ایک کنجوس اور ناعاقبت اندیش باپ ہے۔ جو غیر سوداگروں کے ہاتھوں ہی نہیں خود اپنی داخلی زندگی میں اپنی ہی بیٹی کے ذریعہ ایک اور شکست سے دوچار ہوتا ہے۔ اس شکست میں جب وہ اپنی ذہنی شورش پر قابو پاتا ہے تو اس کی تمام تر قوت اپنے دشمن انتھونیو سے نفرت اور انتقام پر مرکوز ہو جاتی ہے۔

شیکسپیئر نے شائلاک کے کردار کو انسانی رنگ سے پیش کیا ہے اس کا غیر انسانی رویہ فطرت انسانی کی ایک پلید شکل تو قرار دیا جا سکتا ہے لیکن کلی طور پر اسے خارج از انسانیت یا شیطان نہیں کہا جا سکتا۔ اس کے ساتھ جب توہین آمیز رویہ سے کام لیا جاتا ہے وہ غیر انسانی رویہ سے اس کا انتقام لیتا ہے۔ لیکن اپنے ساتھ انسانی سلوک کیے جانے کا حق ہر لمحہ مانگتا رہتا ہے۔ اس کی زبان سے بولا ہوا ایک ایک لفظ اس کی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کا اپنا منفرد لب و لہجہ ہے۔ وہ مختصر اور جامع فقروں میں بات کرتا ہے۔ بہت غور و فکر سے الفاظ کا استعمال کرتا ہے بلکہ چند بولے ہوئے فقروں کی تکرار کو بھی کفایت کا ایک ذریعہ سمجھتا ہے۔

شائلاک ایک نہایت پیچیدہ کردار ہے وہ صرف پانچ مناظر میں موجود ہے۔ لیکن کہانی پر اس کا تسلط کسی نہ کسی زاویہ سے ہر جگہ نمایاں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی شخصیت مختلف العنوان توضیحات کی حامل ہے وہ کہیں مضحکہ خیز کہیں سفاک اور کہیں [illegible] نسل کا ترجمان نظر آتا ہے۔ یہ ذو معنویت شائلاک [illegible] ہی نہیں، دوسرے کرداروں میں بھی موجود ہے اور [illegible] کر پورے ڈرامہ کو اپنے آغوش میں لیے ہوئے ہے۔ [illegible] اس اتحاد کی نشاندہی کرتا ہے جن کے تحت ڈاکٹر جا[illegible]س کے الفاظ میں ایک شخص کی ہار دوسرے کی جیت کا سبب [illegible] ہے۔ چنانچہ یہ عظیم فنکار ناظرین کو ڈرامائی عمل کے بحران اور مضمون شعر میں محصور کر کے انسانی زندگی کے پیچیدہ ابہام پر دعوت فکر دیتا ہے۔ (اردو سروس سے نشر)

قلعہ احمد نگر

عشرت علی صدیقی

ہندستان کی جنگ آزادی میں کانگرس کا ۱۹۴۲ء والا رزولیوشن جس میں برطانی حکومت سے ہندستان چھوڑ دینے کا مطالبہ کیا گیا تھا، ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے بمبئی اجلاس میں اس رزولیوشن کی منظوری کے بعد کانگرس کے صدر مولانا ابو الکلام آزاد اور ان کی ورکنگ کمیٹی کے گیارہ ممبروں کو گرفتار کر کے احمد نگر کے قلعہ میں قید کر دیا گیا تھا۔ اور اس رزولیوشن کی طرح یہ قلعہ بھی ایک تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔

ہندستان کی جنگ آزادی کے سورماؤں سے پہلے بھی اسے قید خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا تھا جنوبی افریقہ کی جنگ بوئر کے زمانے میں جو قیدی ہندستان لائے گئے تھے ان کے ایک گروہ کو یہیں رکھا گیا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے وقت جو جرمن ہندستان میں موجود تھے ان کو اسی قلعہ میں نظر بند کیا گیا تھا اور دوسری جنگ عظیم میں جو اطالوی افسر مصر میں گرفتار ہوئے تھے ان کو بھی ہندستان لا کر اسی قلعے میں قید کیا گیا تھا۔

احمد نگر کے شہر اور اس کے قلعہ کی بنیاد ملک احمد نظام الملک نے پندرھویں صدی کے آخر میں اس وقت ڈالی تھی جب انھوں نے دکن کی بہمنی حکومت کے کمزور پڑ جانے پر اس کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اپنی آزاد سلطنت قائم کر لی تھی۔ اس شہر کی طرح اس قلعہ نے بھی بدیسی حکومت کے ہاتھوں تاراج ہونے سے پہلے بہت اچھے دن دیکھے تھے۔ مورخ فرشتہ نے جو مازندران سے یہاں آیا ہوا تھا لکھا ہے کہ چند برسوں کے اندر اس شہر نے وہ رونق و وسعت پیدا کر لی تھی کہ بغداد اور قاہرہ کا مقابلہ کرنے لگا تھا۔ یہ شہر جن واقعات کا شاہد اور مشاہد رہا ہے ان میں اورنگ زیب کی وفات بھی شامل ہے جو سلطنت مغلیہ کے زوال کا نقطہ آغاز بن گئی اور یہ ایک دلچسپ اتفاق ہے کہ یہاں قومی لیڈروں کے قید کیے جانے کے بعد ہی سے ہندستان میں برطانی حکومت کا زوال تیز تر ہو گیا۔

ملک احمد نے جو قلعہ بنوایا تھا اس کا حصار مٹی کا تھا اس کے بیٹے برہان نظام شاہ اوّل نے اس حصار کی جگہ پتھر کا حصار تعمیر کیا۔ اور پوتے حسین نظام شاہ نے اس کو اور زیادہ مستحکم بنا دیا۔ اس کے چاروں طرف ایک خندق بنائی گئی۔ جس کی بابت ابو الفضل کا بیان ہے کہ وہ چالیس گز چوڑی اور چودہ گز گہری تھی۔ خندق کی کھدائی سے جو مٹی نکلی وہ اس کے بیرونی کنارے پر اس طرح ڈھیر کر دی گئی تھی کہ قلعہ کی دیوار چھپ گئی تھی۔ انگریزوں نے اس پر پہلی بار ۱۸۰۳ء میں قبضہ کیا تھا اور اس وقت جنرل ویلزلی کی فوج نے قلعہ پر جو زبردست گولہ باری کی تھی اس سے پیدا ہونے والے شگاف کے آثار آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہی جنرل ویلزلی بعد میں ڈیوک آف ویلنگٹن بنا اور اس نے قلعہ کے محاصرے کے وقت املی کے جس پیڑ کے نیچے قیام کیا تھا وہ "ویلنگٹن ٹری" کے نام سے مشہور رہا۔

قلعہ کی مضبوطی کا غلغلہ ہندستان کے باہر تک پہنچ گیا تھا اور جنرل ویلزلی نے اس کا معائنہ کرنے کے بعد لکھا تھا کہ دکن کے تمام قلعوں میں صرف ایک ویلور کا قلعہ ایسا ہے جسے مضبوطی کے لحاظ سے احمد نگر کے قلعہ پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ اس کے در و دیوار ان لوگوں کو جو گوش ہوش اور چشم بینا رکھتے ہیں، عزم و شجاعت کی ان گنت داستانیں سناتے ہیں۔ مغلیہ دور کی یہ داستان آج بھی دلوں کو گرماتی ہے کہ احمد نگر کے معرکے میں جب عبدالرحیم خانخاناں کی فوج کو سہیل حبشی کی فوج کا سامنا ہوا اور احمد نگر کی مدد کے لیے بیجاپور اور گول کنڈہ کی فوجیں بھی آ گئیں تو صورت حال کی سنگینی دیکھ کر دولت خاں لودی نے خانخاناں سے پوچھا کہ اگر خدا نخواستہ کوئی حادثہ پیش آ جائے تو آپ کو کہاں تلاش کیا جائے۔ خانخاں کا

جواب تھا ـــــ زیر لاشہ۔ یعنی لاشوں کے نیچے۔

برہان نظام شاہ کی بہن چاند بی بی نے بھی اس جگہ داد شجاعت دی۔ اس کی قبر قلعہ کے باہر ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ اور مولانا آزاد نے احمد نگر کی قید میں جو خط اپنے دوست نواب حیدر یار جنگ، مولانا حبیب الرحمان خاں شیروانی کو لکھے ان میں انھوں نے چاند بی بی کے قلعہ دار کا ذکر کرکے ماضی کو حال سے جوڑ دیا ہے۔ اس حبشی قلعہ دار کا نام چیتا خاں تھا اور یہی نام مولانا نے قلعہ کے سپرنٹنڈنٹ میجر ایم ہینڈک کے لیے تجویز کر دیا۔ نیا نام ایسا چلا کہ نہ صرف قیدی بلکہ جیلر اور وارڈر سب انگریز سپرنٹنڈنٹ کو اسی ہندستانی نام سے پکارنے لگے۔

گاندھی جی اور کانگرس کے لیڈروں کو گرفتار اور قید کرنے کا فیصلہ برطانی حکومت نے بہت پہلے کر لیا تھا مگر کب اور کہاں پر، حکومت کے ذمہ داروں میں اختلاف رائے تھا۔ ایک رائے یہ تھی کہ ورکنگ کمیٹی میں ہندستان چھوڑ دو والا رزولیوشن منظور ہونے کے بعد ہی ان لوگوں کو گرفتار کرکے گاندھی جی کو عدن میں اور دوسرے بڑے لیڈروں کو افریقہ کے ملک نیاسالینڈ (موجودہ ملاوی) میں نظربند کر دیا جائے۔ پھر طے پایا کہ یہ کارروائی رزولیوشن کی آل انڈیا کانگرس کمیٹی میں توثیق کے بعد کی جائے۔ اور گاندھی جی کو پونا کے آغا خاں پیلس میں اور کانگرس کے صدر اور ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کو قلعہ احمد نگر میں محبوس رکھا جائے۔ ہندستان کے اندر ہی ان قید خانوں کا انتخاب بہ ظاہر کچھ تو ہندستانی اور عالمی رائے عامہ کے ڈر سے کیا گیا اور کچھ اس خیال سے کہ یہاں قید کے ساتھ بندشیں بھی زیادہ سخت رکھی جا سکیں گی۔

سختی کا عالم یہ تھا کہ احاطے کے شمالی رُخ پر جو پہلے کھلا تھا، دس فٹ اونچی دیوار اٹھا دی گئی اور احاطے کے مغربی رُخ پر جو کمرے لیڈروں کو رہنے کے لیے دیئے گئے تھے ان کی احاطے میں کھلنے والی کھڑکیاں چن دی گئیں اور روشندانوں کے شیشے تک بند کر دیئے گئے۔ حالانکہ ان کے کھلے رہنے پر بھی نگاہیں قلعے کے سنگی دیواروں سے ٹکرا کر واپس آجاتیں۔ مولانا آزاد نے لکھا ہے کہ دیواریں شاید ایک ہی دن پہلے چنی گئی تھیں اس لیے کہ جب وہ اور ان کے ساتھی قلعہ میں پہنچے تو دیواروں پر لگی سفیدی خشک نہیں ہوئی تھی۔

پہرے پر انگریز فوجی تعینات تھے اور جیلر اور وارڈر جو اپنے قیدیوں کی نگرانی کرنے کے لیے پونا سے لائے گئے تھے خود قیدی ہو گئے تھے۔ کوئی اپنے گھر خط نہیں لکھ سکتا تھا کہ کہیں لوگوں کو قیدیوں کی یہاں موجودگی کا پتہ نہ چل جائے۔ صرف جیلر اور سودا سلف لانے والے ایک وارڈر کو باہر جانے کی اجازت تھی وارڈر کو ہر بار برہنہ ہو کر جامہ تلاشی دینی پڑتی تھی اور جیلر کی پہلی بار آمد پر اس کی بھی جامہ تلاشی ہوئی تھی۔ باہر سے آنے والی ہر چیز خالی کر آنے اور شکر کو اچھی طرح چھان پھٹک کر کئی کئی بار دیکھا جاتا تھا کہ کہیں کوئی پرچہ پرزہ نہ آگیا ہو۔ اس سلسلہ میں مولانا آزاد نے ایک دلچسپ واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ جب تلاشی بسیار کے بعد ایک باورچی کہیں سے ساتھ بدو یہ ماہوار پر لایا گیا تو اسے حکام بالا کی منظوری ملنے تک قلعہ کے باہر روکے رکھنے کا فیصلہ ہوا۔ مگر اسے گھر واپس کرتے یا باہر اور آزاد رکھنے میں ڈر تھا کہ اس کے لائے جانے کا اصل سبب لوگوں کو معلوم ہو جائے گا۔ آخر اسے جیل بھیج دیا گیا۔ چوبیس گھنٹے کی قید نے اس کی حالت خراب کر دی اور قلعہ کے اندر لائے جانے پر اسے پتہ چلا کہ نوکری گویا بے مدت کی قید ہو گی۔ اس نے واپس جانے کی ضد کی اور جب چیتا خاں نے کہا کہ تم واپس نہیں جا سکتے تو اس نے رونا چیخنا شروع کر دیا۔ اسے اس قید سے رہائی اس وقت ملی جب مولانا نے چیتا خاں کو بتا دیا کہ ہم اس کا پکایا ہوا کھانا چھونے والے نہیں۔

راز داری کے سلسلے میں ایک اور دلچسپ واقعہ یہ ہے قیدیوں کے آتے ہی پانی کے نل بگڑ گئے۔ ان کی مرمت کے لیے ایک معمولی مستری کافی تھا مگر جب تک ایک انگریز فوجی انجنیئر انگریز کمانڈر افسر کا پروانہ راہ داری لے کر نہیں آیا نلوں کی مرمت نہیں ہو سکی۔

حکومت نے اپنے امکان بھر اس بات کا پورا بندوبست کر دیا تھا کہ ہندستانی قوم کو یہ پتہ نہ چلے کہ اس کے لیڈروں کو کہاں لے جایا گیا ہے اور شروع میں لیڈروں کو بھی ملک کے حالات سے بے خبر رکھا گیا۔ قید کے چوتھے دن گورنمنٹ کے احکام کا جو پرچہ قیدیوں کو دیا گیا اس میں درج تھا کہ کسی سے ملاقات نہیں کی جا سکتی، کسی سے خط و کتابت نہیں کی جا سکتی اور کوئی اخبار نہیں آسکتا۔ ان باتوں کے علاوہ اگر کسی اور بات کی شکایت ہو تو حکومت اس پر غور کر سکتی ہے۔ بعد میں انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات نے پیش کش کی کہ اگر آپ کتابیں یا کوئی اور سامان گھر سے منگوانا چاہیں تو ان کی فہرست دیدیجئے۔ گورنمنٹ اپنے طور پر منگوا کر ہی دے گی۔ اس وقت مولانا آزاد کے پاس دو کتابوں کے سوا جو انھوں نے بمبئی جاتے وقت سفر میں پڑھنے کے لیے رکھ لی تھیں، مطالعے کا کوئی سامان نہ تھا۔ انھوں نے سوچا کہ قید و بند کی فرصت سے فائدہ اٹھانے کے لیے کچھ کتابیں اور مسودے منگوا لیے جائیں۔ چنانچہ ایک پرچہ لکھ کر انسپکٹر جنرل کو دیدیا۔ مگر پھر خیال آیا کہ عزت نفس کا تقاضہ ہے کہ نہ تو کوئی آرزو کی جائے اور نہ کوئی توقع رکھی جائے۔ دوسرے دن انسپکٹر جنرل کو لکھ دیا کہ پہلا پرچہ واپس کر دیا جائے گوشے میں نفس کے لیے آرام بہت ہے۔ اسی طرح گرفتاری کے دو سال دو مہینے بعد جب ملاقات کی اجازت ملی تو سب قیدیوں نے اس سہولیت سے فائدہ اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اخباروں کی آمد پر سے بندشیں تین ہفتہ کے بعد اٹھالی گئی اور کتابیں منگوانے کی بھی اجازت دیدی گئی لیکن ان کو قیدیوں کے حوالے کرنے سے پہلے اس بات کی چھان بین کر لی جاتی تھی کہ کہیں کسی جگہ کسی کیمیاوی روشنائی سے کوئی خفیہ پیغام نہ لکھ دیا گیا ہو۔ اور مولانا کا پورٹیبل ریڈیو سیٹ جو کہ ان کے ساتھ آیا تھا مگر باہر روک لیا گیا تھا انھیں آخر تک نہیں ملا۔

حکومت جس معاملے کو راز میں رکھنا چاہتی تھی جب وہ راز نہیں رہ سکا تو قریبی رشتہ داروں سے خط و کتابت کی محدود اجازت دیدی گئی مگر جواہر لال نہرو کے بھیجے ہوئے اور ان کے نام آنے والے خط حکومت یوپی کی معرفت ہی آجا سکتے تھے اور اسی نے ان کی مراسلت پر اپنی روک لگائے رکھی۔ قیدیوں کی ڈاک ان کا پتہ پوشیدہ رکھے جانے کی وجہ سے بمبئی اور دہلی ہو کر اور سنسر کی چھلنی سے چھن کر آتی جاتی تھی اس لیے اس کے پہنچنے میں بہت دیر لگ جاتی تھی۔ چنانچہ مولانا کو ان کی اہلیہ کی خطرناک بیماری کی اطلاع بہت تاخیر سے ملی اور زلیخا بیگم کی حالت نازک ہونے کی سرکاری اطلاع کوڈ میں آئی۔ قلعہ احمد نگر کا سپرنٹنڈنٹ کوڈ کی خفیہ تحریر کو حل نہ کر سکا وہ اسے فوجی ہیڈ کوارٹر لے گیا۔ وہاں اتفاق سے کوئی واقف کار موجود نہ تھا۔ کوڈ کو حل کرنے کی کوشش کرنے میں سارا دن نکل گیا اور اس کی حل شدہ نقل مولانا کو رات میں مل سکی۔ دوسرے دن سپرنٹنڈنٹ نے ان سے آکر کہا کہ اگر وہ اس مسئلہ میں حکومت سے کچھ کہنا چاہیں تو ان کا پیغام فوراً بمبئی بھیج دیا جائے گا۔ یہ پیش کش حکومت بمبئی کی ایما سے کی گئی تھی۔ مطلب اور مقصد صاف تھا۔ اور مولانا کا جواب اس سے بھی زیادہ صاف تھا کہ "میں حکومت سے کوئی درخواست نہیں کرنا چاہتا"۔

مولانا آزاد کو قلعہ احمد نگر میں قید کے دوران رفیقۂ حیات کی دائمی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا، اور پنڈت نہرو کے بہنوئی رنجیت پنڈت کا انتقال بھی انہیں دنوں ہوا۔ ان صدموں اور قید کی بندشوں کے باوجود ان لیڈروں نے حکومت سے کوئی رعایت نہیں چاہی۔ مولانا نے قلعہ کی قید میں رہتے ہوئے جو خط اپنے دوست نواب صدر یار جنگ کو لکھے تھے وہ ان کی رہائی کے بعد ان کے ساتھ آئے اور کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ اور پنڈت نہرو ڈسکوری آف انڈیا کا نسخہ مکمل کرکے اپنے ساتھ لائے۔ ان دونوں کتابوں کو ایک طرح سے قوم کے لیے قلعہ احمد نگر کا بیش بہا تحفہ کہا جا سکتا ہے۔

قید کے دوران قلعہ احمد نگر انفرادی مشاغل کے علاوہ اجتماعی زندگی کی بھی ایک تجربہ گاہ بن گیا۔ قیدیوں کی ڈیوٹیاں بانٹ دی گئیں جو ہفتے ہفتے بدلتی رہیں، باورچی خانہ کو سلیقے سے چلایا گیا، بیماروں کی مناسب تیمارداری کا اہتمام کیا گیا، والی بال اور بیڈمنٹن کا انتظام ہوا۔ سب سے زیادہ توجہ باغبانی پر دی گئی جس میں پنڈت نہرو کا رول بہت نمایاں رہا۔ دوپہر میں ہیٹ اور بارش میں برساتی پہنے اور پھاوڑا کدال ہاتھ میں لیے وہ احاطے کے سنگلاخ میدان کو سبزہ زار اور گلزار بنانے میں لگے رہتے۔ ان کی کوششوں سے قید خانہ رنگ برنگے پھولوں اور بیلوں کا ایک لہلہاتا ہوا چمن بن گیا۔ جب قید کی مدت ختم ہونے کو آئی تو سردار [illegible] پھولوں کے بیج جمع کیے، جواہر لال نہرو نے [illegible] الگ پیکٹ بنائے اور انھیں ڈبوں میں رکھ [illegible] ایک ڈبہ پیش کیا۔ یہ تحفہ اس طرح سے اس بات کا [illegible] تھا کہ چمن ہند میں آزادی کی بہار آنے والی ہے۔ کو[illegible] دو سال بعد یہ خواب حقیقت بن گیا۔ (آکاشوانی لکھنؤ سے)

عشرت علی صدیقی

چیف ایڈیٹر۔ قومی آواز لکھنؤ

تحقیق اور متنی ترتیب

صدیق محی الدین

بیسویں صدی میں علوم کے مختلف شعبوں میں حیرت انگیز تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ اور مختلف علوم وفنون میں اختصاصی مطالعے کو اہمیت حاصل ہو رہی ہے۔ تحقیق نقطۂ نظر ادبیات سے قطع نظر مختلف علوم وفنون میں بھی در آیا ہے۔ آج ادبی تحقیق کی اہمیت وافادیت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے۔ ادبی تخلیقات کی تفہیم وتحسین میں تحقیق مختلف سطحوں پر ممد ومعاون ثابت ہوتی ہے۔ تحقیق حقائق کی بازیافت کا عمل ہے۔ قاضی عبدالودود کے الفاظ میں ــــ "کسی امر کو اس کی حقیقی شکل میں دیکھنے کی کوشش تحقیق ہے۔"

تحقیق نامعلوم حقائق کی دریافت کرتی ہے۔ اور معلوم شدہ حقائق کی بازیافت نئے سیاق وسباق میں بھی کرتی ہے۔ ادبی تحقیق، بسا اوقات تنقید کے لیے ناگزیر ہو جاتی ہے۔ تحقیق کی روشنی میں ہی نقاد متعلقہ فن پارے کو اس کے صحیح سیاق وسباق میں پیش کر سکتا ہے۔ اس طرح تخلیق تنقید اور تحقیق ایک دوسرے کے لیے ناگزیر ہو جاتے ہیں۔

متن کی ترتیب وتسوید کا عمل بھی تحقیق سے ہی وابستہ ہو جاتا ہے۔ متن کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ تحریری صورت میں ہو۔ یہ تحریر پتھر، چمڑے، ہاتھی دانت، اور پتے وغیرہ پر بھی ہو سکتی ہے۔ متن شعری اور نثری دونوں قسم کا ہو سکتا ہے۔ متن مطبوعہ بھی ہو سکتا ہے اور غیر مطبوعہ بھی۔ کسی متن کو ترتیب دینے کے لیے متنی نقاد کو مختلف النوع مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ متنی نقاد کو چاہئے کہ جس متن کو وہ ترتیب دینا چاہ رہا ہے اس کے مختلف نسخوں کو دریافت کر لے کیونکہ عدم تلاش کے نتیجے میں ترتیب شدہ متن معتبر نہیں ہو سکتا۔ اس کا امکان ہے کہ ترتیب کے بعد متعلقہ متن کا کوئی نسخہ مل جائے۔ اس لیے ابتدا ہی میں مختلف نسخوں کی تلاش کر لینی چاہیے۔ متعلقہ نسخے کے بارے میں مواد جمع کرنا بھی ایک اہم کام ہے۔ متنی نقاد کا دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ وہ جمع کیے گئے نسخوں میں سے کسی ایک نسخے کو بنیادی نسخہ قرار دے جسے وہ ترتیب دینا چاہ رہا ہو۔ یہ بنیادی نسخہ اگر مصنف یا شاعر کا اصلی نسخہ ہو تو بہت سی مشکلیں حل ہو جاتی ہیں۔

کبھی ایک ہی متن کے مختلف قلمی نسخے مختلف زمانوں میں اور مختلف مقامات پر نقل کیے جاتے ہیں۔ زمانی اور مکانی افتراق کی وجہ سے متن میں بہت سی تبدیلیاں ہونے کے امکانات قوی ہو جاتے ہیں۔ فنی نقاد کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مخطوطہ شناسی سے واقفیت رکھتا ہو۔ اس سلسلے میں مخطوطے کی تاریخ تصنیف، متن کا ماخذ، خط تحریر کاغذ روشنائی وغیرہ امور اہم ہیں۔ نقل در نقل ہونے کی وجہ سے بھی بنیادی متن میں رد وبدل ہو جاتا ہے۔ مخطوطے کی تاریخ تصنیف ترقیمے سے بھی اخذ کی جا سکتی ہے۔ ترقیمے میں تاریخ کتابت، مصنف کا نام، نقل کرنے کے اسباب ومحرکات وغیرہ امور درج ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بھی کوئی ضروری نہیں کہ کوئی کاتب ان تمام امور کا ذکر کرے۔

متنی نقاد کا ایک اہم کام مختلف نسخوں کا تقابل وموازنہ کرنا بھی ہے کیونکہ اس صورت میں ہی کسی نسخے کو بنیادی نسخہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ بہت سے نسخے مکمل اور نامکمل حالت میں بھی دستیاب ہوتے ہیں۔ کوئی نسخہ ناقص الاول ہوتا ہے جس کے ابتدائی صفحات غائب ہوتے ہیں، کوئی ناقص الآخر ہوتا ہے جس کے آخر کے صفحات پھٹ چکے ہوتے ہیں۔ کوئی نسخہ ناقص الاوسط یا مجہول المصنف ہوتا ہے۔ بعض نسخے کافی عرصہ گزرنے کی وجہ سے کرم خوردہ ہوتے ہیں۔ کچھ موسمی اثرات کی وجہ سے آب خوردہ ہوتے ہیں۔ کسی نسخے کو بنیادی نسخہ بنانے کے لیے متنی نقاد کو ان تمام امور کی طرف توجہ کرنی ضروری ہو جاتی ہے۔

مختلف نسخوں سے موازنے کے بعد متن کی تصحیح کرنی چاہیے۔ اور پھر اس کو ترتیب دینا چاہیے۔ قدیم متون نامکمل دستیاب ہونے کی صورت میں متنی نقاد کو قیاسی تصحیح بھی کرنا پڑتی ہے۔ قیاسی تصحیح کا عمل بھی کافی غور وفکر اور توجہ کا طالب ہوتا ہے۔ اس صورت میں ترتیب کار کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ ایک تو اس کو متن کے سیاق وسباق کو بھی سمجھنا ضروری ہو جاتا ہے اور متن کی قرأت کی مناسبت بھی دیکھنی پڑتی ہے علاوہ پھر متعلقہ متن میں جو لفظ موجود نہ ہو اس کو لکھ دینا ہوتا ہے

اس کے لیے اس عہد کی زبان اور لسانی رجحانات کو بھی ذہن میں رکھنا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ امر بھی معاون ہو سکتا ہے کہ شاعر یا مصنف کا پسندیدہ لفظ یا فقرہ کیا ہے۔ شعری متون کی قیاسی تصحیح کا عمل اور بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نامکمل شعر یا مصرعہ میں مناسب الفاظ شامل کرنے کے لیے شعر کی بحر اور وزن کا بھی خیال کرنا پڑتا ہے۔ نثری متون میں یہ دشواری نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں متنی نقاد کو کافی غور وفکر اور تحقیق حزم واحتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ ورنہ وہ صحیح متن کو پیش نہیں کر پائے گا۔ ترتیب کے دوران متنی نقاد کو تحشیہ نگاری کا مرحلہ بھی درپیش ہوتا ہے۔ قدیم متون میں صفحے کے درمیان میں (جسے جوفن کہا جاتا ہے) کوئی دوسرا متن لکھا جاتا ہے۔ اور حاشیے میں کبھی کوئی دوسری کتاب لکھی جاتی ہے۔ ترتیب کار کو اس طرف بھی توجہ دینا چاہئے۔ حواشی میں بنیادی متن سے متعلق امور درج ہوتے ہیں۔ آخر میں ترتیب کار کو کتابیات لکھنی ہوتی ہے۔ کتابیات حروف تہجی کی مناسبت سے ترتیب دیں۔ متن کے اشاریے میں اشخاص مقامات اور اہم واقعات کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ آخر میں مرتب متن کو ترتیب شدہ متن کا مقدمہ لکھنا ہوتا ہے۔ مقدمہ میں متن سے متعلق تفصیلات، مختلف نسخوں کی ماہیت وکیفیت، اساسی متن کا مختصراً تنقیدی جائزہ، شاعر یا مصنف کے سوانحی حالات، اس کی دیگر تصانیف، اس کی پسندیدہ صنف اور اس عہد کے ادبی رجحانات کا مختصر تذکرہ اور لسانی واسلوبی خصوصیات کا جائزہ لینا ہوتا ہے۔ لیکن پروفیسر گیان چند جین کے الفاظ میں ــــ "یہ مقدمہ، مقدمۂ شعر و شاعری کی طرح طویل نہیں ہونا چاہئے۔" اس طرح مرتب متن کو ان تمام مذکورہ امور کا بطور خاص خیال رکھنا ہوگا۔

تحقیق میں متنی ترتیب کے ان تمام امور کی غیر معمولی اہمیت ہے۔ ان امور سے قطع نظر کرنے کی صورت میں صحیح متن قاری کے سامنے نہیں آ سکتا۔ اور ناقص متن کی بنیاد پر جو تنقید کی جائے گی تو وہ بھی معتبر اور مستند تصور نہیں کی جا سکتی۔

(اورنگ آباد سے نشر)

نعیم اشفاق

وہ رنگ وبو مرے جذبوں میں اب ذرا بھی نہیں
یہی سبب ہے کہ خوابوں کا سلسلہ بھی نہیں
مری نگاہ کی پاکیزگی بنی ہے مثال
میں اپنی ذات سے بڑھ کر کوئی خدا بھی نہیں
میں اپنے سامنے پھیلا رہا ہوں اپنا ہاتھ
مری تباہی کا پہلا یہ تجربہ بھی نہیں
وہ زخم دے کے مجھے خوش تو ہو گیا لیکن
مجھے تعجب ہے اُسے اب سکون ذرا بھی نہیں
اسے یہ شوق کہ گھر میں بٹھا کے بات کروں
مجھے یہ فکر یہاں گھر میں بوریا بھی نہیں
اُسے قریب جو رکھوں تو سب کو نفرت ہو
اُسے میں چھوڑ سکوں ایسا راستہ بھی نہیں
بہت دنوں پہ ملا اور خفا خفا سا لگا
نعیم میں نے اسے کچھ کہا سنا بھی نہیں

پٹنہ (بہار)

بچوں کی تعلیم میں ماں کا حصہ

جمال عائشہ

کہتے ہیں کہ بچہ کی پہلی درس گاہ ماں کی آغوش ہے۔ اور یہ بالکل صحیح بھی ہے۔ کیونکہ بچہ کی تعلیم و تربیت دراصل ماں کی گود سے ہی شروع ہوجاتی ہے اسکول میں اس کا داخلہ چار پانچ سال کی عمر میں ہوتا ہے مگر زندگی کے ابتدائی تین چار سال جو سیکھنے کے لیے بہت اہمیت رکھتے ہیں وہ گھر میں ماں کے قریب رہ کر ہی گزرتے ہیں۔ تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بچہ عمر کے ابتدائی تین سال میں جتنا سیکھتا ہے اتنا زندگی میں کبھی نہیں سیکھتا۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بچہ کی شخصیت کی بنیاد اسکول میں داخلہ سے قبل ہی پڑ جاتی ہے۔ اور اس بنیاد کو ڈالنے والی ہوتی ہے "ماں"۔ یوں تو مشترکہ خاندان میں بچہ کے اردگرد گھر کے اور بھی افراد رہتے ہیں مگر بچہ کا زیادہ تر وقت صبح سے شام تک ماں کے ساتھ ہی گزرتا ہے۔ وہ اسے اپنے ہر کام میں خواہ کھانا ہو یا کھیلنا سونا ہو یا پڑھنا شریک رکھنا چاہتا ہے۔ اس لیے ماں کو ہی بچہ کو تعلیم دینے کا موقع زیادہ ملتا ہے اور وہ ان سب کاموں کے ذریعہ جانے انجانے بچہ کو بہت کچھ سکھاتی رہتی ہے۔ وہ بچہ کو مقررہ وقت پر دودھ پلا کر یا کھانا کھلا کر اس کو پابندیٔ وقت کی تعلیم دیتی ہے۔ روزانہ نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنا کر وقت سے سلا کر اس کو تندرستی کے اصولوں پر عمل کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔ اس کے علاوہ بچوں میں ضبط و نظم کی بنیاد ڈالتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو مائیں بچوں کا کام وقت مقررہ پر نہیں کرتی ہیں ان کے بچے بہت پریشان کرتے ہیں زیادہ تر روتے رہتے ہیں۔ ضدی اور نٹ کھٹ بن جاتے ہیں۔ مگر صحیح طریقے سے جن بچوں کی پرورش ہوتی ہے وہ کم ہی پریشانی کا باعث بنتے ہیں وقت پر سوتے ہیں وقت سے اٹھتے ہیں اور تندرست و خوش نظر آتے ہیں۔

جب بچہ بولنا سیکھتا ہے تو ماں اس کو اچھی باتیں بتا کر بولنے کی مشق کراتی ہے اگر وہ کہیں سے کوئی گندی بات سیکھ لیتا ہے تو وہ اس بات کی کوشش کرتی ہے کہ بچہ اسکو فوراً بھول جائے۔ غلط باتیں اس کی زبان پر نہ چڑھنے پائیں نیک سمجھدار مائیں بچوں کو سلاتے وقت ایسی کہانیاں سناتی ہے جن سے بچے کچھ سبق حاصل کریں۔ وہ انھیں کہانیوں کے ذریعہ بچوں کو بڑوں کا ادب و احترام کرنا سکھاتی ہے۔ اتحاد و اتفاق ایمانداری سچائی، وفاداری، فرمانبرداری، ہمت و حوصلہ، صبر و شکر، بہادری اور جوانمردی کا درس دیتی ہے۔

یوں تو بچوں کی تعلیم و تربیت والدین پر منحصر ہے مگر باپ چونکہ روزی کمانے کے چکر میں زیادہ وقت گھر کے باہر گزارتا ہے اس لیے بچوں کی تعلیم کا زیادہ انحصار ماں پر ہی ہوتا ہے۔ اب تو عورتوں نے بھی مردوں کے دوش بدوش چلنے کے لیے اور معاشی حالات کو سدھارنے کے لیے گھر سے باہر قدم نکال لیا ہے اور وہ بھی اسکول اور آفس وغیرہ میں نوکریاں کرنے لگی ہیں، اور مردوں کی طرح گھر سے باہر رہنے لگی ہیں۔ اس لیے ان کو بھی بچوں کے قریب رہنے کا موقع کم ملتا ہے مگر سمجھدار اور پڑھی لکھی مائیں اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھتی ہیں اور کم وقت میں بھی وہ بچوں کی تعلیم کی طرف سے غافل نہیں ہوتی ہیں۔ جتنا وقت ان کو بچوں کے ساتھ گزارنے کے لیے ملتا ہے اس میں وہ بچوں کو بہت سکھا دیتی ہیں۔ تاکہ ان کی گھر سے غیر حاضری کی وجہ سے بچوں پر برا اثر نہ پڑے۔ اگر وہ ایک باورچی خانہ کا کام دیکھتی ہیں تو دوسری طرف بچہ کو بٹھا کر اس کا ہوم ورک کراتی ہیں اس کی مدد کرتی ہیں۔ ٹائم ٹیبل کے حساب سے اس کی کتابیں تیار کرواتی ہیں روزانہ کا کام پورا کرنے کی تلقین کرتی ہیں۔ صاف ستھرے کپڑے پہنا کر ٹھیک سے تیار کر کے اسکول بھیجتی ہیں۔ اس طرح بچہ وقت پر خوش اسلوبی سے کام کرنے کا عادی بنتا جاتا ہے۔

ماں کی تعلیم کا اثر بچوں پر زیادہ اس لیے بھی ہوتا ہے کہ ماں بچہ کو ہر بات پیار سے سمجھاتی ہے ڈانٹ پھٹکار نہیں کرتی ہے۔ وہ یہی کوشش کرتی ہے کہ بچہ پیار سے سیکھ لے اس کے لیے ماں کو بہت صبر و ضبط کی ضرورت ہوتی ہے چونکہ عورت میں صبر و ضبط کا مادہ زیادہ ہوتا ہے وہ ممتا کی مورت ہوتی ہے اسی وجہ سے بچہ کو اچھی طرح سے تعلیم دیتی ہے۔ بچہ بھی ماں سے زیادہ مانوس ہونے کی وجہ سے اس کی بات کو آسانی سے سمجھتا اور سیکھتا ہے۔ باپ کا رعب اس پر زیادہ غالب رہتا ہے اس وجہ سے بھی بچہ کو باپ سے اتنی بے تکلفی بھی نہیں ہوتی ہے جتنی ماں سے ہوتی ہے وہ اپنے دل کی بات ماں سے آسانی سے بتا دیتا ہے۔ ماں کو اپنا زیادہ ہمدرد اور غمگسار سمجھتا ہے اسی وجہ سے پڑھائی کے سلسلے میں اور کچھ سیکھنے کے لیے وہ ماں سے زیادہ مدد حاصل کرتا ہے۔ عموماً مردوں کو غصہ جلدی آتا ہے وہ بچہ کی ذرا سی غلطی پر اس کو ڈانٹنے لگتے ہیں اس لیے بچہ ذرا سہما رہتا ہے ایسی حالت میں وہ کیا سیکھ سکتا ہے اور اس کی سمجھ میں کیا آ سکتا ہے۔ اسی لیے وہ باپ کی بہ نسبت ماں سے زیادہ نزدیک رہتا ہے اور اس سے بچہ کو زیادہ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

چونکہ بچوں کی تعلیم میں ماں کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ اس لیے ماں کا تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے۔ ایک تعلیم یافتہ ماں بچہ کی تعلیم و تربیت جس سلیقہ سے کر سکتی ہے جاہل ماں ہرگز نہیں کر سکتی ہے کیونکہ جاہل ماں کو بہت سی باتوں کی واقفیت خود ہی نہیں ہوتی ہے تو وہ بچوں کو کیا بتا سکتی ہے۔ بچہ کی فطرت ہوتی ہے ہر چیز کو جاننے کی اسی لیے وہ کیا ہے؟ کیوں ہے؟ کیسا ہے؟ غرضیکہ طرح طرح کے سوالات ہر وقت کرتا رہتا ہے اب اگر ماں سمجھدار اور پڑھی لکھی ہے تو وہ بچوں کے سوالات کے معقول جواب دیتی رہتی ہے اور اس طرح ان کے علم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن بیوقوف اور جاہل ماں بچہ کے ایک دو سوالوں کا جواب دینے کے بعد اس کو ڈانٹ کر خاموش کرا دیتی ہے۔ بچہ کے تجسس کو بیکار کی بکواس سے تعبیر کرتی ہے اس طرح بچہ کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے وہ سوچتا ہے کہ شاید میں اس طرح کے سوالات کرنے میں غلطی پر ہوں اور پھر اگر کسی چیز کے بارے میں وہ کچھ دریافت کرنا چاہتا ہے تو اس کو ہچکچاہٹ ہوتی ہے۔

آج کے بچے کل کے جوان ہوتے ہیں اور انھیں جوانوں پر کسی قوم یا ملک کی ترقی کا دارومدار ہوتا ہے اس لیے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اگر بچوں کو صحیح تعلیم نہ ملی تو وہ بڑھ کر ملک و قوم کی تباہی کا باعث بن جاتے ہیں۔ لہٰذا بچوں کی تعلیم کی طرف سے لاپرواہی برتنا اپنے ملک و قوم کی تباہی لانا ہے۔ چونکہ بچہ کی تعلیم کی زیادہ تر ذمہ داری ماں پر ہوتی ہے اس لیے ماں کو بہت سمجھداری سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ بچے اپنے بڑوں اور خاص طور سے اپنی ماں کی نقل و حرکت بات چیت اور طور طریقوں پر نظر رکھتے ہیں۔ اس لیے ماں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں بچوں کے سامنے اچھا نمونہ پیش کرے۔ اگر ماں بچہ کو زبانی طور پر اچھی اچھی باتوں کی تعلیم دیتی ہے مگر اس کا عمل اس کے برعکس ہوتا ہے تو بچہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ صحیح کیا ہے۔ 'وہ' جو ماں کہتی ہے۔ یا 'وہ' جو ماں کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ماں بچہ سے کہتی ہے کہ چوری کرنا بری بات ہے مگر بچہ کے سامنے وہ اس کے پاپا کے پرس سے چھپا کر روپیہ نکال لیتی ہے۔ یا وہ کہتی ہے کہ جھوٹ نہ بولنا چاہیئے مگر خود چھوٹی چھوٹی معمولی باتوں پر جھوٹ بول دیتی ہے تو بچہ ان سب باتوں کو نظر انداز نہیں کرتا وہ بہت غور کرتا ہے اور یہی

کیا ہم فیشن کے عادی ہوتے جا رہے ہیں

شکیل احمد خان

موضوع پر کہ "کیا ہم فیشن کے عادی بنتے جا رہے ہیں" اس پر کسی قسم کے اظہار خیال سے قبل میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم ان الفاظ کے معنی متعین کر لیں تاکہ بات واضح اور صاف طور پر آگے بڑھائی جا سکے۔ اور ساتھ ہی میں یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ میں اس موضوع پر صرف موجودہ نوجوان نسل کے حوالے سے ہی بات کروں گا۔

فیشن دراصل ایک سماجی نظریہ ہے۔ ہمعصر سماج میں مختلف قسم کی جدتوں کے باعث جو نئے رجحانات یا طرز ادا سامنے آتے ہیں انھیں ہم فیشن یا فیشن ایبل کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ اور جہاں تک عادی ہونے کا سوال ہے اسے ایسے سمجھا جا سکتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی چیز کا عادی ہونے لگتا ہے تو اس کے پاس عمل کا شعوری فقدان بھی شروع ہونے لگتا ہے اور اس کا عمل ایک لاشعوری اور مشینی عمل بن کر رہ جاتا ہے اور اس لیے میں کسی بھی چیز کے عادی ہونے کو مناسب نہیں سمجھتا — لیکن اس بات سے آپ یہ نتیجہ مت نکالیے کہ میں فیشن کی مخالفت کر رہا ہوں کیونکہ فیشن کو جن معنوں میں میں نے سمجھا ہے اور جیسی اس کی تعریف متعین کی ہے اس میں کسی بھی قسم کی قباحت نہیں ہے۔ تبدیلی، جدت پسندی، نیا پن زندگی و کائنات کا ایک اہم اصول ہے۔ اسی جدت پسندی، تبدیلی اور نئے پن کی خواہش کی بدولت دنیا ترقی کی موجودہ منزل تک پہنچ پائی ہے اور اسی جذبہ نے پتھر کے دور سے انسان کو خلا میں پہنچا دیا۔

بظاہر غیر متعلق معلوم ہونے والی ان باتوں سے ہٹ کر اب میں نفس موضوع کی طرف آتا ہوں اور موضوع کے سوالیہ لہجہ کے جواب میں صرف اثبات کا استعمال کرتا ہوں۔ اور نہ صرف اثبات کرتا ہوں بلکہ اس پر اپنی ہلکی سی ناراضگی کا اظہار بھی کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ بات مسلّم ہے کہ کسی اچھی اور جائز چیز کے بھی نامعقول اور انتہا پسندانہ استعمال سے ناگوار صورت حال پیدا ہو سکتی ہے۔ تبدیلی، نیا پن، جدت طرازی خوشگوار اور معقول ہونی چاہئے نہ کہ ہم فیشن کی اندھی تقلید میں خود کو مضحکہ خیز بنا لیں۔ لیکن جہاں تک میرے مشاہدے کا تعلق ہے، گزشتہ چند سالوں میں یہی بات ابھر کر سامنے آئی ہے۔ نوجوان نسل کی فیشن پرستی پر سنجیدگی سے غور کرنے پر جدت پسندی کے فطری جذبہ کے علاوہ ایک اور نفسیاتی محرک کی کارفرمائی محسوس کی جا سکتی ہے اور وہ ہے دوسروں کو اپنی طرف راغب کرنے کی فکر اور مقبول عام ہونے کا سودا۔ بنیادی طور پر اس میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے اور یہ بھی ایک فطری سی بات ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس بات پر بحث کی گنجائش ہے کہ اس کے حصول کی خاطر عجیب و غریب قسم کے فیشنوں کا استعمال کہاں تک مناسب ہے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ نئے نئے اور عجیب و غریب قسم کے فیشن عام طور پر سطحی، کم تعلیم یافتہ یا کم ذہنی صلاحیت کے نوجوانوں کے پاس زیادہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اور ایک ماہر نفسیات ان کے اس عمل کے پیچھے دور کہیں ہلکے سے احساس کمتری کے جذبہ کو تلاش کرنے میں بھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ برخلاف اس کے سنجیدہ، متین اور ذہین قسم کے نوجوان اپنے دور کے ان رجحانات سے ایک حد تک متاثر ہونے کے باوجود ایک اعتدال پسندی کا رویہ پیش کرتے ہیں۔ اس کے لیے شخصیت کے اندرونی ٹھوس پن اور خود اعتمادی کی ضرورت ہوتی ہے اور مجھے بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری نوجوان نسل کی بڑی بھاری اکثریت اس چیز سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی سیاسی و سماجی وجوہات پر بحث یہاں غیر متعلق ہوگی اس لیے میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہ چیز جیسا کہ میں نے پہلے بھی نشاندہی کی ہے عجیب و غریب قسم کے فیشن کے لیے راہ ہموار کرتی ہے۔ آج مشرق بالعموم اور مشرقی نوجوان بالخصوص مغربی تہذیب سے مرعوب ہے اور بے جھجک اس کے فیشن اور چیزوں کو اپنا لیتے ہیں۔ لیکن مشرق اور مغرب کے طرز فکر، نظریۂ حیات اور ذہنی ساخت میں بنیادی طور پر واضح فرق ہے جس کے باعث مختلف قسم کی سماجی پیچیدگیاں اور تضادات جنم لیتے ہیں۔ جیسے مغربی لڑکی مختصر لباس پہنتی ہیں اور مغربی طرز فکر لڑکے لڑکیوں کے آزادانہ اختلاط کو برا بھی تصور نہیں کرتا لیکن ہماری نوجوان فیشن ایبل لڑکیاں سلیولیس شرٹ اور چست جین کلوتلون تو پہن لیتی ہیں مگر اس جنسی بیباکی کے لیے تیار نہیں ہوتیں جو کہ مغربی لڑکی کا خاصہ ہے اور جس پر مخالف کہہ اٹھتا ہے کہ

سلیولیس شرٹ میں
گوری گوری لڑکیاں
دوپٹوں سے بے نیاز سینے
آنکھوں میں بے قراری
راہ میں تہذیب ہاری

ظاہر ہے یہ جذبات فرسٹریشن اور باغیانہ خیالات کی نشو و نما کرتے ہیں۔ بہرحال میں اس نکتہ پر اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ ہم واقعی بڑی حد تک فیشن کے عادی بنتے جا رہے ہیں جس پر توجہ کی ضرورت ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہوں گا کہ اگر ہم اپنی روایات، طرز فکر، مزاج اور جسمانی ساخت کو سامنے رکھتے ہوئے مناسب دائرے میں فیشن کریں تو اس میں کسی قسم کی ناگواری نہیں بلکہ نہ کریں تو قباحت ہے کیونکہ یکسانیت موت کا دوسرا نام ہے۔

(اورنگ آباد سے نشر)

چھوٹی چھوٹی باتیں اس کے دماغ میں گھر کر لیتی ہیں۔ اس لیے ماں کو بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے بچہ کو صحیح تعلیم دے سکے۔ دنیا میں جو بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں ان کی ترقی کا راز ان کی ماؤں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت میں ہی مضمر ہے۔

ہر چیز کے دو رخ ہوا کرتے ہیں۔ ایک روشن دوسرا تاریک۔ اسی طرح تعلیم نسواں نے جہاں عورتوں میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو زیادہ خوش اسلوبی سے انجام دینے کا احساس پیدا کیا وہاں کچھ عورتیں اپنے فرائض کی انجام دہی سے کوتاہی بھی برتنے لگیں۔ تعلیم حاصل کر کے گھر سے باہر قدم نکال کر گھر کی ذمہ داریوں کو اچھی طرح نہیں سنبھالتی ہیں۔ بچوں کی تعلیم کی طرف سے غافل ہو جاتی ہیں۔ بہانہ یہ ہوتا ہے کہ فرصت نہیں ملتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے ماں کے قرب اور پیار کو ترس جاتے ہیں، وہ طرح طرح کی غلط حرکتیں کرنے لگتے ہیں تاکہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوں پھر ان غلط حرکتوں کی وجہ سے ان کو ڈانٹ پڑتی ہے سزا دی جاتی ہے جس سے وہ ضدی اور باغی ہو جاتے ہیں۔

میں تو یہ کہوں گی کہ موجودہ دور میں نوجوانوں، جوانوں میں جو ضبط و نظم کی کمی دکھائی دیتی ہے اس کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ چند تعلیم یافتہ مائیں بچوں کی تعلیم کی طرف سے لاپرواہی برتتی ہیں۔ اسکول، کالج یا یونیورسٹی میں سب ہی طلبا بدنظمی، توڑ پھوڑ اور لڑائی جھگڑا پسند نہیں کرتے۔ چند گنے چنے بچے ایسے ہوتے ہیں اور یہ انہیں تعلیم یافتہ ماؤں کی دین ہیں جو گھر سے باہر قدم نکال کر بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف سے آنکھیں پھیر لیتی ہیں۔ (آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

شکیل شاہجہاں کامٹوی

کسی سمجھدار شخص نے شعر کی تعریف یوں کی ہے کہ "شعر شاعر کے جذبات واحساسات کا آئینہ ہوتا ہے۔" لیکن یہی شعر اگر زبردستی، اپنی طاقت، مرتبہ اور حیثیت وغیرہ کا استعمال کرکے سنایا جائے تو پھر وہ شعر، شعر نہ رہ کر جنگل کا شیر بن جاتا ہے ــــ ہمارے ایک دوست ہیں "فضول وارثی" انھوں نے کہیں سے سن رکھا ہے کہ جب تک اپنی باتوں میں اشعار کی آمیزش نہ کی جائے اثر پیدا نہیں ہوتا۔ اور اسی فارمولے پر عمل کرتے ہوئے انھوں نے چند مشہور شعراء کے اشعار بغیر معنی سمجھے حفظ کرلیے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنی باتوں میں اشعار کا جادو چلاتے رہتے ہیں۔ غالب نے تو شاید ضد میں یہ کہا تھا کہ

نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا
نہ سہی گر مرے اشعار میں معنی نہ سہی

لیکن ہمارے دوست معنی تو ایک طرف رسم دنیا موقع یا دستور کچھ بھی نہیں دیکھتے اور برابر گنے چنے اشعار جو اس سے پہلے سینکڑوں مرتبہ سنا چکے ہیں، سنا دیتے ہیں۔ اور ہم کو ان کے اشعار پر نہیں بلکہ ان کی کم مائیگی پر برجستہ داد دینی پڑتی ہے۔

ایک دن ہم بس پکڑنے کی غرض سے تیزی سے اسٹاپ کی طرف جا رہے تھے نہ جانے کہاں سے یہ صاحب موت کے فرشتے کی طرح وارد ہوگئے۔ دیکھتے ہی ہمارا خون سوکھ گیا۔ پھر بھی دوستی کے مقدس فرض کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے ان کی جانب مسکرا کر دیکھ لیا۔ انھوں نے قریب آتے ہی ہماری جانب ایک شعر اچھال دیا۔

منظر صبح کا دیکھ کے میں لوٹ رہا تھا
رستے میں میری بات مجھے پھر سے مل گئی

اس سے پہلے کہ وہ دو چار اشعار اور ہماری جانب پھینکتے ہم نے وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کہا "غالباً آپ نے یہ شعر اپنی بیگم صاحبہ کے متعلق کہا ہے۔" یہ سنتے ہی وہ ناراض ہوگئے۔ ان کا ناراض ہونا ہمارے لیے خوشی کا باعث بنا اور ہم کو فوراً نجات مل گئی۔

غالب کو شعروں کے انتخاب نے اس وقت رسوا کیا تھا جب ان کے چاہنے والوں نے ان سے فرمائش کی تھی کہ آپ اپنی پسند کے اشعار منتخب کرکے ایک دیوان مرتب کیجیے ــــ لیکن ہمارے ایک دوست کو شعروں کے انتخاب نے اس درجہ رسوا کیا کہ نہ وہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے ــــ ہوا یوں کہ ان کی آفس میں ایک نئے آفیسر کا تقرر ہوا۔ نئے آفیسر کے آمد کی خوشی میں تمام ورکرس نے مل کر ایک شاندار جلسۂ استقبالیہ کا اہتمام کیا۔ اپنے آفیسر کا دل جیتنے کے لیے انھوں نے جلسے میں چند مشہور وممتاز شعرا کے اچھے اشعار کی بوچھار کردی۔ نئے آفیسر کو پہلے سے ہی شعر وشاعری سے دلچسپی تھی، ان کے اشعار سن کر بہت خوش ہوا۔ پھر کیا تھا آفس کا کام ایک طرف دن بھر میں چھ سات اشعار اپنے آفیسر کو سناتے اور حاضری لگا کر گھر آجاتے۔ اس طرح ان کے ذہن کا گودام اشعار کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگیا۔ وہ صاحب اپنے اس نئے کام کی وجہ سے بہت خوش تھے اور جب بھی ملتے مسکراتے ہوئے ملتے ــــ لیکن ایک دن بہت اداس اور افسردہ نظر آئے ہم نے اداسی کی وجہ پوچھی تو انھوں نے نہایت گمبھیر لہجے میں کہا: "اس دن میں نے بڑے صاحب کو ایک شعر سنایا دوسرے دن ہی میرا تبادلہ ہوگیا اور وہ بھی ایسی جگہ جہاں میں اپنے بیوی بچوں کو بھی نہیں لے جاسکتا۔" ان کی اس پریشانی کو سن کر ہم کو افسوس ہوا پھر بھی ہمت کرکے ہم نے پوچھ ہی لیا "اس دن آپ نے اپنے آفیسر کو کون سا شعر سنایا تھا۔ تو انھوں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا "اکبر الہ آبادی کا شعر تھا

ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا
کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جاکر

شعر سنتے ہی ہمارے چہرے پر ایک معنی خیز مسکراہٹ بکھر گئی اور ہمارے منہ سے بے ساختہ نکل پڑا ؏

"شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے"

حضرات! یہ ضروری نہیں کہ پڑوس میں صرف حسین وجمیل چہرے ہی بستے ہوں، شاعروں اور ادیبوں کو بھی رہنے کا پورا پورا حق ہے۔ لیکن مصیبت کا پہاڑ اس وقت ٹوٹتا ہے جب شاعر یا ادیب پڑوسی کے علاوہ دوست بھی بن جائے ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں بغل والے پڑوسی صاحب کو شاعری کیے ہوئے۔ ایک صبح جب ہمارے مکان میں تشریف لائے تو خوشی سے چلا کر بولے "ایک بہترین ترانہ لکھا ہے۔" ہم نے ٹالنے کے انداز میں کہا "پھر کبھی سنا دینا"۔ انھوں نے کہا "نہیں جناب! نئی تخلیق ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ سنانے کی رسم آپ ہی سے شروع کی جائے۔" اور بغیر مزاج گرامی کو سمجھے اپنی جیب سے ایک ڈائری نکالی اور ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے پھٹے بانس کی طرح پھڑپھڑاتے ہوئے راگ میں گانا شروع کیا۔

"سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا"

ہم نے بیچ میں ٹوکتے ہوئے کہا "یہ تو علامہ اقبال کا مشہور ترانہ ہے۔" انھوں نے حیرت سے پوچھا "کیا اقبال صاحب بھی شاعری کرتے ہیں۔ کبھی مشاعرے وغیرہ میں نظر نہیں آئے۔" ہم نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا "علامہ اقبال دنیا کے مشہور ومقبول شاعر ہیں۔ لیکن اب وہ اس دنیا میں نہیں رہے۔" یہ سنتے ہی ان کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا پھر وہ سینہ تان کر بولے "علامہ اقبال کے خیالات سے میرے خیالات کتنے ملتے جلتے ہیں۔" ہم نے تمسخر آمیز لہجے میں کہا "شکر ہے آپ کے صرف خیالات ہی ملتے جلتے ہیں۔"

سامعین کرام! جس طرح نیم حکیم خطرۂ جان ہوتا ہے، نیم لیڈر خطرۂ سیاست ہوتا ہے نیم سوشل ورکر خطرۂ سماج ہوتا ہے۔ نیم ادیب خطرۂ ادب ہوتا ہے اسی طرح نیم شاعر خطرۂ شعروسخن ہوتا ہے۔ یہ بھی اتفاق ہے کہ ہمارے ایک دوست نیم شاعر ہیں جو خطرۂ شعروسخن کے علاوہ خطرۂ محفل بھی ہیں۔ جب کبھی وہ دوستوں کی محفل میں تشریف لاتے ہیں اپنے اشعار کی موسلادھار بارش کردیتے ہیں۔ ان کی اس حرکت سے دوستوں کو اپنے قیمتی وقت کے ضائع ہونے کا احساس ہوتا ہے اور نتیجے کے طور پر محفل برخواست کرنی پڑتی ہے۔

ایک دن شہر میں آل انڈیا مشاعرہ انعقاد کرنے والی کمیٹی کو ایک انٹر ول شاعر کی ضرورت پیش آئی تو کسی پختہ ذہن شخص نے ان کے نام کو تجویز کیا۔ اتفاق رائے سے منظور ہونے کے بعد ان کو بھی مشاعرے میں بطور شاعر تشریف آوری کا دعوت نامہ مل گیا۔ پھر کیا تھا۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ ان صاحب کے دن ہی نہیں راتیں بھی پھر گئیں۔ نہ جانے کتنے دنوں سے ان کے دل میں یہ خواہش کروٹ لے رہی تھی کہ ان کو بھی آل انڈیا مشاعرے میں اپنے کلام دل سوز سنانے کی دعوت مل جائے۔ دل کی مرادیں بر آئیں اس لیے پھولے نہیں سماتے تھے۔ جس کسی سے ملتے آل انڈیا مشاعرے کا ذکر کرتے۔ پھر دعوت نامہ بتا کر جیب سے ایک میلی کچیلی موٹی سی ڈائری نکالتے اور مشورہ طلب کرتے کہ مشاعرے میں ان میں سے کونسی غزل یا اشعار پڑھوں؟ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت۔ ہر ملنے والا اپنی پسند کی غزل اور اشعار پر نشان لگا دیتا۔ اب ان کے سامنے یہ مسئلہ تھا کہ اپنے سارے اشعار اور غزلیں ایک وقت میں کس طرح پڑھی جائیں۔ خیر وہ وقت بھی آیا جب ان کو اسٹیج پر

(باقی ص ۱۴ پر)

جان بچی تو لاکھوں پائے

نثار پاشا

ایسی اہلیہ پر میرا غصہ ہونا واجب تھا۔ یہ بھی کوئی بات ہوئی!؟ گو بیوی تو ہوئی ہیں اردو انگریزی پڑھ کر اور دعویٰ ہے علم ریاضی کے ماہر ہونے کا۔ اگر کوئی شخص پانچ بار امتحان دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ پانچ بار ہی فیل ہوگا! اس دور میں جب لاکھوں اور کروڑوں کی بات لوگ فخریہ بیان کرتے ہیں تو میرے "پانچ" کی حقیقت ہی کیا ہے؟ اس پر بھی اہلیہ مصر تھیں کہ نتیجہ نمبر پانچ نہیں بلکہ چھ ہے۔

تنگ آکر آخر میں نے کہہ ہی دیا "بھئی! تمہیں گننے میں اگر دقت ہوتی ہے تو لاؤ سلیٹ پنسل اور کر لو حساب"۔ تب کہیں جاکر خاموش ہوئی ہیں۔

میم صاحب اور بیگم صاحبہ قسم کی بیویوں کو قائل کرنے کے لیے، ہو سکتا ہے کوئی اور ترکیب ہو، مگر گھریلو بیوی ہوتے ہی بیوی کو قائل کرنے کے لیے اس سے بہتر اور کیا ترکیب ہو سکتی تھی؟ .... بہرکیف!! اب کے جو میٹرک کے امتحان میں فیل ہوا تو اہلیہ کا اسٹینڈنگ آرڈر صادر ہوا کہ بغیر چون و چرا کے اب مجھے ڈاکٹری کا پیشہ اختیار کر لینا چاہئے۔

بیشک! آپ کا یہ مسکرانا، آپ کا ذاتی اور اختیاری فعل ہے۔ مگر میری روداد بھی سن لیجئے کہ یہ قصہ دردناک بھی ہے اور عبرت ناک بھی....!

ہاں تو، محترمہ کے اس نادرانہ مشورے پر میں سخت الجھن میں پڑ گیا۔ دبی زبان سے عرض کیا "محترمہ! آپ کا مشورہ سر آنکھوں پر ہی نہیں بلکہ قلب و جگر اور رگ و ریشہ پر بھی.... مگر میں تو میٹرک بھی......"

اہلیہ نے حسب دستور میری بات کو یہ کہہ کر کاٹ دیا کہ "اگر مگر کی گنجائش نہیں ہے، میں جو کہتی ہوں وہی کرنا ہے۔ باقی رہا اس کے لیے علم اور تجربہ، تو اس میں علم سے زیادہ دخل تجربہ کو ہے جو دو چار برسوں میں حاصل ہو ہی جاتا ہے.... اور آپ ماشاء اللہ کو لہو کے بیل تو ہیں نہیں!؟"

میں نے ذرا کھلتے ہوئے کہا "ذرہ نوازی ہے آپ کی.... ورنہ میں...."

انھوں نے میری باتوں کو پھر کاٹ کر دیا "اپنی شاعری رہنے دیجئے۔ تیاری شروع کیجئے اور کسی دیہات میں جاکر جم جائیے۔"

"مگر دیہات میں کیوں! شہر میں کیوں نہیں؟" میں نے مری ہوئی آواز میں وضاحت چاہی۔

"اس لیے کہ شہر میں لوگ ڈگریاں دیکھتے ہیں... اور آپ کے پاس تو...." اتنا کہہ کر اہلیہ زیر لب مسکرانے لگی تھیں — مسکرانے تو میں بھی لگا تھا، مگر اپنے مسکرانے کی وجہ آج تک سمجھ میں نہیں آئی۔ خیر صاحب!!

حسب معمول، حسب دستور، حسب قاعدہ اور حسب عادت میں نے سر تسلیم خم کر دیا کہ راہ نجات اسی میں تھی۔

تلاش بسیار کے بعد سرس نام کا ایک گاؤں نظر میں سما گیا۔ چنانچہ اللہ کی ذات، اہلیہ کا حکم اور اپنی قابلیت کے بھروسے پر اسی گاؤں میں جم جانے کی ٹھان لی۔ جب گاؤں کی چوھدری کو ذہن نشین کر رہا تھا کہ وقت ضرورت رات کی سیاہی میں کیسے صحیح و سالم ہی نکلوں گا کہ ماسٹر ظہور عرف چھید و خلیفہ سے ملاقات ہو گئی۔

اب آپ پوچھیں گے کہ چھید و خلیفہ کون؟

ٹھہرئیے بتاتا ہوں۔ اور یہ اس لیے بھی کہ خلیفہ جی کے تعارف کے بغیر میری یہ آپ بیتی ادھوری رہ جاتی ہے۔

ہاں! تو خلیفہ جی یعنی ماسٹر ظہور جب ساتویں کلاس میں فیل ہو گئے تو جاکر اس ٹرین میں بیٹھ گئے جو کلکتہ پہنچ کر ہی خالی ہوتی ہے۔ چنانچہ خلیفہ جی کو بھی تھر اجبرا اترنا پڑا ورنہ انھوں نے طے کر لیا تھا کہ بس چلتے رہو جب تک چلتی رہے۔ یوں تو بیساکھ کے موسم میں کبھی کبھی آجایا کرتے تھے۔ مگر ان دنوں مستقل طور پر گاؤں میں آکر جم گئے تھے۔

ایسے مست اور زندہ دل آدمی کم ہی ملتے ہیں۔ وہ جس وقت کہتے "جب میں کلکتہ میں رہتا رہا" تو ایسا معلوم ہوتا جیسے آرم اسٹرانگ کہہ رہا ہو "جب میں چاند پر ٹہل رہا تھا"۔

خیر صاحب اللہ کا دیا گھر میں سب کچھ تھا۔ اگر کمی تھی تو صرف پڑھے لکھے لوگوں کی سوسائٹی کی۔ اب جو میرے ایسے پڑھے لکھے آدمی سے ملنے کی امید بندھی تو پہلے ہی دن کے ناشتے میں انھوں نے بھینس کے اصلی گھی میں پراٹھے بنوائے۔ اور ایک بوسیدہ سا کمرہ عنایت فرما دیا۔

معاف کیجئے گا.... اب یہاں پر خلیفہ جی کو چھوڑ دیتا ہوں..... ورنہ اندیشہ ہے کہ اس کہانی کے ہیرو خلیفہ جی بن جائیں گے اور میں سائڈ ہیرو یا ویلن بن جاؤں گا۔ وہاں سے ٹھیا ٹھونک گھر پہنچا اور کمرہ مل جانے کی خبر سے اہلیہ کو مسرور کیا۔

بغل والے گاؤں کے ایک ڈاکٹر، جو ساتویں مرتبہ میں دواؤٹ انگلش میٹرک پاس کر گئے تھے اور اللہ کے فضل سے بیک وقت ڈاکٹر، حکیم، وید اور پیر صاحب تھے، ان سے کافی مدد ملی انھوں نے تحفتاً ایک تھرمامیٹر عنایت فرمایا جس کا پارہ اتفاق سے نہ نیچے آتا تھا اور نہ اوپر جاتا تھا۔ لہٰذا ذاتی تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مریض کی پیشانی اور ہاتھوں کو چھو کر بخار کی صحیح پوزیشن بتا دیتا تھا۔ اس کے بعد کچھ عام قسم کی دوائیاں لے کر دوا فروشی کی مدد سے مختلف مرض اور اس سے متعلق علاج کی ایک نوٹ بک تیار کر لی۔

چند شیشیوں اور بوتلوں میں مختلف قسم کے رنگ گھول کر رکھ دیئے گئے۔ موٹی موٹی کتابوں کو قرینے سے سجا دیا کہ ڈاکٹری کی اصلی کتابیں معلوم ہوں۔ انسانی ڈھانچوں کی بڑی بڑی تصویریں دیوار سے لٹکا دی گئیں۔ ایک نہایت کارآمد کتاب "گھر بیٹھے ڈاکٹر بنئے" جو میرا ہاتھ پاؤں تھی، اس کو پردے کے پیچھے رکھ دیا۔ وہ اس لیے کہ پیچیدہ مرض آجانے پر کسی بہانے پردے کے پیچھے چلا گیا، ورق گردانی کی اور دوا تجویز کر دی۔ اب آگے کا کام خدا کے دائرۂ اختیار کی چیز ہے.... چلئے صاحب! ڈسپنسری کھل گئی۔ اور مہینوں کھلی رہنے کے بعد ایک دن خلیفہ جی اور بھیدن بھائی اپنے پوتوں پرنس، پپی اور نکی کو لے کر آئے اور یہ کہہ کر وہ لوگ چلے گئے کہ ان بچوں کو قاعدہ بغدادی اور انگریزی پڑھا دوں۔ جی میں تو آیا کہ کہہ دوں "حضور خلیفہ جی! میری انگریزی دانی بس فیور، ٹمپریچر، مکسچر اور کیپسول تک ہی محدود ہے۔ مگر مصلحتاً میں خاموش رہا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ میں ڈاکٹر اور مولوی صاحب زیادہ ہو گیا۔ البتہ اس سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ تعویذوں اور گنڈوں کا کام چل نکلا۔

مگر جب ایک مدت کے بعد بھی نہ بیٹا ہوا اور نہ کند ذہن لڑکا پانچویں کلاس پاس کر سکا اور نہ ہی شوہر بیوی میں پھوٹ پڑا تو تعویذوں اور گنڈوں کا کام بھی ٹھپ پڑ گیا۔ مگر صحیح معنوں میں بیکاری کا دور اس دن سے شروع ہوا، جس دن خلیفہ جی اور بھیدن بھائی اپنی فوج کو یہ کہہ کر لے گئے کہ "صاحب! یہ بچے تو فیور، ٹمپریچر، مکسچر اور کیپسول بولنے کے علاوہ اور کچھ تو جانتے ہی نہیں"۔ میرا جی پھر چاہا کہ کہہ دوں "قبلہ چھید و خلیفہ جی! میں خود اس کے علاوہ جب کچھ نہیں جانتا ہوں تو بھلا یہ بچے کیسے جان سکتے ہیں؟... صبر کیجئے...

اللہ نے چاہا تو دھیرے دھیرے یہ بچے ٹائیفائڈ اور کینسر ہی نہیں بلکہ ڈبل نمونیہ تک بولنے لگیں گے۔"

مگر میں کچھ کہہ نہ سکا اور خلیفہ جی پھر کبھی نہ آنے کیلئے چلے گئے۔ خیر صاحب! صبر کا پھل میٹھا ہو یا کڑوا مگر ملتا ضرور ہے۔ سو اس طرح ملا کہ مریض اب آنے لگے تھے۔ مگر ایک بات عجیب یہ ہوئی تھی کہ کوئی مریض دوبارہ نہیں آتا تھا۔ ویسے کبھی کبھی یہ ضرور گمان ہوا کہ جب خدا نے شفا دیدی تو دوبارہ وہ کیوں آئے..... مگر ایک دن بزازے نے جب پچیس روپے دیئے یہ انکشاف کیا کہ پانچ سات برس پہلے جو ڈاکٹر رہتے تھے، انہیں ہی وہ پچیس روپے ماہانہ دیا کرتا تھا اور بقول اس کے، ہم لوگوں کے ہی فیض سے اس کے لیئے کی بکری عروج پر تھی۔ تب مریض کے دوبارہ نہ آنے کی وجہ سمجھ میں آگئی۔

میں بھی کم کائیاں نہیں ہوں۔ اب جبکہ اگر دیل فرینڈ ہو تو انسان کیا کچھ نہ کرلے۔ چنانچہ کسی طرح ساز باز کر کے گورکن سے بھی ایک معقول رقم طے کروالی۔ اور دال روٹی چلنے لگی۔ اسے اتفاق کہئے کہ ایک روز ایک بڑی بی جو مدتوں سے مجموعۃ الامراض تھیں، تشریف لائیں۔ چند منٹوں تک غور سے انہیں دیکھتا رہا۔ مگر دماغ اس وقت ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ ویسے بدخواہوں نے یہ افواہ پھیلا دی ہے کہ "جس چیز کا وجود ہے ہی نہیں تو پھر اس کے ساتھ دینے کا کیا سوال ہے!؟"..... بہرکیف! آخری سہارے کا سہارا لیتے ہوئے میں پردے کے پیچھے چلا گیا اور "گھر بیٹھے ڈاکٹر بنئے" کی ورق گردانی کرنے۔ مگر پلے کچھ بھی نہیں پڑا۔ آخر میرے دل نے یہی فیصلہ کیا کہ ایک عجائب الجدید قسم کا مکسچر بنا کر بڑی بی کو پلا دوں۔ چنانچہ اپنے پاس موجود ساری دوائیوں سے ایک ایک چٹکی لے کر مکسچر بنا دیا کہ پتہ نہیں کس دوا میں اللہ نے شفا چھپا دی ہے۔

قصہ مختصر! میں نے آنکھیں بند کر کے وہ دوا بڑی بی کے حلق میں انڈیل دی۔ اور اپنی آنکھیں بند کیے انکی شفا کے لیے دعائیں کر رہا تھا کہ چند لوگوں نے اعلان کر دیا کہ بڑی بی کی روح پرواز کر گئی..... مگر پتہ نہیں، روح کی کیسی پرواز تھی کہ سارے گاؤں والوں کو بلا کر لے آئی۔ اور پھر ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا لوگوں نے۔ میں نے قسمیں کھا کھا کر ان کے ایمان کو تازہ کرنا چاہا کہ موت برحق ہے... موت و حیات اللہ کے ہاتھ میں ہے..... جو کچھ ہوتا ہے وہ من جانب اللہ ہوتا ہے۔ مگر میری سننے کو کوئی تیار ہی نہیں تھا آخر میں لوگوں نے یہی طے کیا کہ ان مرحومہ کی قبر پوری کی پوری میں کھودوں۔ چنانچہ میں کدال لے کر کھودنا شروع کیا۔ چند منٹوں ہی کے بعد پسینے میں شرابور ہو گیا اور دونوں ہتھیلیوں میں چھالے پڑ گئے۔ مگر انہیں ترس نہ آنا تھا نہ آیا۔

گویا پانچ بجے شام سے رات کے گیارہ بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اب اس کے بعد میرا وہاں رہنا کسی طرح بھی مناسب نہیں تھا۔ اس لیے مجبوراً صبح ہونے کے قبل بیل گاڑی پر سارے سامانوں کو لاد کر نئے سفر پر روانہ ہو گیا..... صبح ہوتے ہوتے اس گاؤں کی سرحد سے بہت دور نکل کر ایک دوسرے گاؤں میں پہنچا۔ فجر کی اذان سن کر ایمان تازہ ہو گیا اور جان بچنے اور لاکھوں پانے کی خوشی میں دو رکعت شکرانہ کی نماز ادا کی۔

صبح ہی صبح ایک نئے آدمی کو اس گاؤں والوں نے دیکھا تو نام اور حال اور احوال پوچھا۔ جواباً عرض کیا "سرسس سے اس لیے ارادہ سفر کا کیا کہ کسی بڑے شہر میں جا کر پریکٹس کروں تاکہ ایک بڑی آبادی کو فیض پہنچے"۔ حالانکہ میں دل میں طے کر چکا تھا کہ ڈاکٹری کرنے کی اب کبھی نہیں سوچوں گا چاہے مجھے پیٹ کے لیے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔

اب جو اس گاؤں کے لوگوں نے میرے کمال فن کو سُنا تو اڑ گئے کہ میں اسی گاؤں میں رہ کر پریکٹس کروں۔ طرح طرح کی سہولتیں دینے کے وعدے کیے گئے۔ مگر میں اپنے فیصلہ پر اٹل رہا کیونکہ بھوکے رہنا قبریں کھودنے سے بہتر ہے.... جب ان لوگوں کا اصرار حد سے زیادہ تجاوز کر گیا تو میں نے عاجز آ کر کہدیا۔

"دیکھیئے صاحب! جب آپ لوگ اس شدت سے مصر ہیں تو ایک بات بتا دیتا ہوں، رہنے کے لیے تو یہاں رہ جاؤں گا، مگر مرنے والوں کی قبریں میں نہیں کھودونگا"

نہ جانے میرے منہ سے کیا طلسماتی جملہ نکل گیا کہ کچھ لوگ ہنستا اور کچھ لوگ بکتا ہو کر رہ گئے اور ان لوگوں کو اسی حالت میں چھوڑ کر میری بیل گاڑی آگے بڑھ گئی تاکہ اہلیہ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی ڈاکٹری کا قصہ کہہ سناؤں۔ اب آگے کیا ہوتا ہے، انشاءاللہ وہ بھی ایک دن سُن لیجئے گا۔ (پٹنہ سے نشر)

نثار پاشا ویٹرینری ڈسپنسری
ڈاکخانہ بہپورہ، براستہ بہٹہ ضلع پٹنہ

بقیہ: شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

اپنا کلام سنانے کا موقع ملا۔ یکے بعد دیگرے وہ اشعار اور غزلیں سناتے گئے۔ سامعین اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر واپس آتے گئے۔ بہت سے اشعار اور غزلیں سننے کے بعد بھی جب ان کے کلام کے اختتام کا کوئی کنارہ نظر نہیں آیا تو سامعین میں سے ایک صاحب اٹھے اور ہوا میں ڈنڈا لہراتے ہوئے اسٹیج کے سامنے ٹہلنے لگے۔ ٹہلنے کے دوران کبھی کبھی مشاعرہ کمیٹی کے لوگوں کو بھی گھور کر دیکھتے۔ کچھ دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر اچانک شاعر صاحب کی نظر ڈنڈے والے شخص پر پڑی تو گھبراتے ہوئے مخاطب ہوئے بس جناب دو تین اشعار اور ہیں۔ ڈنڈے والے شخص نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ "نہیں جناب! آپ تو ہمارے مہمان ہیں آپ سنائیے جتنی دیر تک بھی چاہے آپ سناتے رہیئے۔ میں تو اس شخص کو ڈھونڈ رہا ہوں جس نے آپ کو اس مشاعرے میں بلایا ہے۔" (ناگپور سے نشر)

شکیل شاہ جہاں کامٹی، وارث پورہ۔ کامٹی ضلع ناگپور

شراب نوشی

آئے دن آپ اخبارات میں زہریلی شراب پینے سے مرنے کی خبریں پڑھتے رہتے ہیں۔ شراب چاہے کیسی بھی ہو زہریلی ہوتی ہے یعنی انسانی صحت اور زندگی کی دشمن۔ کچھ کے پیتے ہی فوری طور پر موت واقع ہو جاتی ہے اور کچھ انسان کو اندر سے کھوکھلا کر کے مار دیتی ہیں..... شراب نوشی کے مضر اثرات کے بارے میں ہر شخص کچھ نہ کچھ معلومات ضرور رکھتا ہے۔ شراب نوشی انسان کی صحت کی بھی دشمن ہے اور اس کی سماجی زندگی کو بھی برباد کر دیتی ہے..... شراب کے ظاہری نقصانات سے تو ہر شخص واقف ہے لیکن شراب انسان کو اندر سے کیا نقصان پہنچاتی ہے اس کے بارے میں بھی جاننا ضروری ہے.....

شراب جب انسان کے معدے میں پہنچتی ہے تو پہلے معدے اور آنتوں کی اندرونی سطح MUCOSA کو برباد کرتی ہے۔ جس کے سبب گیسٹائٹس GASTITIS ہو جاتا ہے جس میں بھوک نہ لگنا، متلی آنا اور سینے پر جلن وغیرہ کی شکایت رہتی ہے..... جب شراب دوران خون کے ذریعے جسم کے تمام عضلات میں پہنچتی ہے تو اس کے زہریلے اثر کو ختم کرنے کا کام یا DETOXIFICATION جگر کرتا ہے اور اس عمل میں جگر کو کافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور رفتہ رفتہ جگر سروسس (CIRRIOSIS) کا شکار ہو جاتا ہے اس کے خلیوں میں سوجن آ جاتی ہے اور وہ اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں۔ اور شرابی کو بھوک نہ لگنا، متلی کا بڑھ جانا اور پیٹ کی سوجن کی شکایت ہو جاتی ہے۔ مریض HEPATIC COMA میں آ جاتا ہے اور نوبت پورٹل HYPERTATENSION تک پہنچتی ہے جس میں خون کی نسیں پھٹ جانے پر منہ سے خون آنے لگتا

دشمن صحت

اسرار احمد

ہے اور شرابی کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

شراب کا دماغ پر بھی برا اثر پڑتا ہے اس کے اثر سے دماغ میں جسمانی کنٹرول کے تمام مراکز اپنی قوت کھو دیتے ہیں۔ جن کا پہلا اثر شرابی کی یادداشت پر پڑتا ہے وہ ہر بات کو بھول جاتا ہے۔ اس کی قوت فیصلہ کمزور پڑ جاتی ہے۔ اس کے دل اور دماغ پر مایوسی کا غلبہ طاری ہو جاتا ہے۔ تمام اعضا میں باہمی ربط کمزور پڑ جاتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے سبب اس کا چلنا کمزور ہونا یا کسی چیز کو اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہاتھ پیروں میں رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔ الکحل کا مہلک اثر دماغی نسوں کو بیکار کر دیتا ہے اور اس ALCHOHOLIC NEURITIS کی وجہ سے انکھوں کی OPTIC NERVE سوج جاتی ہے اور بینائی رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہے۔

آپ نے اکثر شراب پینے والوں کے چہروں پر سرخی دیکھی ہوگی۔ یہ صحت مندی کی علامت نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ دراصل یہ بھی ایک قسم کی بیماری ہے۔ الکحل کے اثر سے عروق کی شریانیں پھیل جاتی ہیں اور ان کے اندر کے خون کی سرخی جھلکنے لگتی ہے۔

ان سب باتوں کے علاوہ شراب جسم کی قوت مدافعت کو کم کر دیتی ہے اور ہر قسم کی بیماریاں اثر کرنے لگتی ہیں۔ خاص طور پر پھیپھڑوں کی بیماریاں جیسے دمہ، نمونیا، بلغمی کھانسی وغیرہ اور آخر میں ٹی۔بی موت کا پیغام بن کر آجاتی ہے۔

(راہبر سے نشر)

اسرار احمد (پرنسپل)
گورنمنٹ حامد انٹر کالج۔ رامپور

ریڈیو ناٹک

ڈاکٹر جراثیم

شبنم قیوم

(سڑک پر دوڑتے، ہانپنے اور جھٹ سے دروازہ کھولنے پھر دھک سے دروازہ بند کرنے کی آواز۔ . . . . ڈاکٹر بلدیو زور زور سے ہانپ رہے ہیں . . . .)

لکشمی : (حیرانگی سے) ارے۔ یہ . . . . یہ تم کیا کر رہے ہو — تم کو ہوا کیا ؟

(ڈاکٹر بلدیو بدستور ہانپ رہا ہے)

لکشمی : کیا بات ہے بتاتے کیوں نہیں — اس طرح دروازے کے ساتھ لگے کیا کر رہے ہو۔

ڈاکٹر : (ہانپتے ہوئے) ہائے میں . . . . میں مر گیا۔

لکشمی : مریں تمہارے دشمن — تمہیں ہوا کیا (لہجہ بدل کر) آخر ہوا کیا —

ڈاکٹر : ارے لکشمی ! پوچھو کیا نہیں ہوا۔

لکشمی : میں بھی تو جانوں — ڈاکٹر بلدیو کو ہوا کیا۔

ڈاکٹر : کیا بتاؤں، میرے تو جوڑ جوڑ میں درد ہو رہا ہے۔

لکشمی : کیسے — ؟ (لہجہ بدل کر) یہ لو کپڑا پسینہ پونچھ لو — (وقفہ) — باہر کون ہے، تم نے دروازہ پر پہرہ سا کیوں لگا دیا، ایسی بات ہے تو چٹخنی چڑھا دو۔

ڈاکٹر : او، ہاں — یہ تو میں بھول ہی گیا۔

(چٹخنی چڑھانے کا تاثر)

لکشمی : بات کیا ہے۔ تم بتاتے کیوں نہیں۔

ڈاکٹر : ہونا کیا تھا — تمہارا ڈاکٹر بلدیو مر گیا (لہجہ بدل کر) بڑی چوٹ آئی — او مائی گاڈ۔

لکشمی : کیسے — تم گرے کیسے — ؟

ڈاکٹر : (فرش پر گرنے کی آواز) ایسے ۔

لکشمی : اوہو — یہ کیا ہوا تمہیں — تم نے یہ کیا کر دیا —

ڈاکٹر : (روتی سی آواز میں) تم نے پوچھا میں نے دکھایا۔ ہائے میں مر گیا۔ لکشمی ! بڑی درد ہو رہی ہے۔

لکشمی : میں تو بار بار کہتی ہوں، راستہ دیکھ کر چلا کرو مگر تم میرا کب مانتے۔ چار بچوں کے باپ ہو کر بھی تم بچوں کی طرح پھسل جاتے ہو۔

ڈاکٹر : لکشمی — میں درد سے مر رہا ہوں اور تم مجھے ڈانٹ رہی ہو۔

لکشمی : کیا کروں — (لہجہ نرم کر کے) کہاں پر لگی ہے چوٹ میں بھی تو دیکھوں۔

ڈاکٹر : میرا تو سارا بدن دکھ رہا ہے تم دیکھو گی کیا لکشمی !

لکشمی : تم کہاں پر پھسل کر گر گئے۔

ڈاکٹر : سامنے والی گلی کی نکڑ پر۔

لکشمی : کیسے — ؟ (بڑی بے صبری سے) ارے ارے یہ کیا تم اپنے آپ کو گرانے لگے۔

ڈاکٹر : تم کو دکھانے کے لیے — کیا بتاؤں میں ڈسپنسری بند کر کے آ رہا تھا کہ وہ . . . وہ مجھ کو دیکھتے ہی میرے پیچھے پیچھے آنے لگی۔

لکشمی : اچھا — یہ بات ہے — کون تھی وہ کلموہی۔

ڈاکٹر : کیا بتاؤں — میں اس سے چھٹکارا پا کر جانے لگا کہ وہ میرے ساتھ ساتھ آنے لگی۔

لکشمی : ہونہہ — بے حیا بے شرم

ڈاکٹر : لکشمی — جب وہ مجھ سے چمٹنے لگی تو میں ایسا بھاگا۔ ایسا بھاگا کہ ایک دم تو آ گیا سے گر گیا۔

لکشمی : تم نے اس بے حیا کو کچھ بھی نہیں کہا — ؟

ڈاکٹر : میں اسے جھڑکتا رہا وہ مجھ سے چمٹی رہی۔

لکشمی : اور وہ بھی سرِ راہ — ہائے مرے بھگوان کیسا بے شرمی کا زمانہ آگیا ہے۔

ڈاکٹر : لکشمی — کیا بتاؤں میں دوڑتے بھاگتے یہاں تک آگیا لیکن اس نے پھر بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑا۔

لکشمی : (غصیلی آواز میں) اچھا وہ تمہارے ساتھ یہاں تک بھی آگئی۔

ڈاکٹر : ہاں — آگئی

لکشمی : پھر کہاں گئی — ؟

ڈاکٹر : میں دروازہ جھٹ سے بند نہیں کرتا شاید وہ اندر آجاتی۔ میرا اندازہ ہے وہ اب بھی دروازے کے ساتھ لگی ہوگی۔

لکشمی : تم دروازہ کھول دو — میں اس سے نپٹ لیتی ہوں۔

ڈاکٹر : (بے صبری سے) نہیں — نہیں — لکشمی! تم دروازہ مت کھولو۔

(دروازہ کے ساتھ چھیڑنے کی آوازیں)

لکشمی : کیوں — ؟

ڈاکٹر : تم نے دروازہ کھول دیا تو وہ اندر آجائے گی

لکشمی : میں بھی دیکھتی ہوں وہ کیسے اندر آتی ہے۔ تم مجھے دروازہ کھولنے دو۔

ڈاکٹر : نہیں — نہیں بھگوان کے لیے دروازہ نہ کھولو۔

لکشمی : آخر کیوں ؟

ڈاکٹر : وہ اندر آئے گی

لکشمی : میں بھی دیکھتی ہوں وہ کیسے اندر آتی ہے میں اس کی ٹانگیں توڑ کر نہ رکھ دوں تو میں مسز ڈاکٹر بلدیو نہیں۔

ڈاکٹر : لکشمی ضد نہ کرو وہ اندر آگئی تو مجھ سے ضرور چمٹ جائے گی۔

لکشمی : میں بھی دیکھتی ہوں کون میری سوتن ہے جو میرے سامنے تمہارے ساتھ چمٹتی ہے۔

ڈاکٹر : لکشمی — تم .... میں .... میرا خیال ہے

لکشمی : کیا ہے بتاؤ۔

ڈاکٹر : تم شاید غلط سمجھ رہی ہو۔

لکشمی : کیا غلط سمجھ رہی ہوں۔

ڈاکٹر : وہ کوئی عورت نہیں ہے۔

لکشمی : پھر .... پھر کون ہے ؟

ڈاکٹر : ایک مکھی۔

لکشمی : کیا کہا — مکھی

ڈاکٹر : ہاں — ایک مکھی

لکشمی : دھت تیرے کی — مجھ کو خواہ مخواہ پریشان کیا۔

ڈاکٹر : لکشمی — اس نے تو میرا برا حال کر دیا۔

لکشمی : اور یہاں آکر تم نے میرا حال بُرا کر دیا۔

ڈاکٹر : میں تو ڈسپنسری بند کر کے آرہا تھا کہ گلی کے نکڑ پر کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر بہت ساری مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں۔

لکشمی : وہاں پر تو ایسا ہوتا ہی ہے۔

ڈاکٹر : کیا بتاؤں۔ جونہی میں وہاں سے گزرا ایک مکھی اڑ کر آئی اور میرے ساتھ چمٹنے لگی۔

لکشمی : (ہنستے ہوئے) اس کو تم پر پیار آگیا ہوگا۔

ڈاکٹر : دیکھو تم ہنس رہی ہو۔ تم نہیں جانتی ایسی مکھیاں کتنی خطرناک اور زہریلی ہوتی ہیں۔

لکشمی : تم تو ایک ڈاکٹر ہو اور وہ بھی بغیر ٹریننگ کے۔ تم سے زیادہ کون جان سکتا ہے۔

ڈاکٹر : کیا تم تو ایم۔ پی کو ٹریننگ نہیں مانتی

لکشمی : چلو مان لی۔

ڈاکٹر : لکشمی : ڈاکٹری اصولوں کے مطابق مکھیوں پر لاکھوں اور کروڑوں جراثیم ہوتے ہیں اور جب مکھی کسی آدمی کے بدن پر بیٹھ جاتی ہے تو ....

لکشمی : (بات کاٹ کر) دیکھئے جب سے میری تمہارے ساتھ شادی ہوئی ہے تب سے میں تمہاری زبان سے صرف جراثیم کی باتیں سنتی آئی ہوں۔

ڈاکٹر : اب میں تمہیں کیسے سمجھاؤں کہ یہ جراثیم کیسے خطرناک ہوتے ہیں۔ تم یقین کر لو اگر وہ مکھی میرے بدن پر بیٹھ کر جراثیم چھوڑ جاتی ہے تو میں ضرور بیمار ہو جاتا۔

لکشمی : بیمار ہوتے تمہارے دشمن۔ کیسی منحوس باتیں زبان سے نکالتے ہو۔

ڈاکٹر : لکشمی ! جراثیم دشمن اور دوست کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔

(اسی وقت دروازہ کھٹکھٹانے کی آوازیں آتی ہیں)

لکشمی : کون ہے؟

شوبھا : (اونچی آواز میں ذرا دور سے) دروازہ کھولئے میں شوبھا ہوں۔

ڈاکٹر : کون شوبھا۔

شوبھا : تمہاری پڑوسن۔ میرا بچہ بیمار ہے ڈاکٹر سے ملنے آئی ہوں۔

ڈاکٹر : (آہستہ سے) اوہو یہ کون مصیبت اسوقت آن پڑی۔

لکشمی : (آہستہ سے) کیا ہوا تمہیں — یہ کیا کہہ رہے ہو۔

ڈاکٹر : لکشمی! تم اسے کہدو ڈاکٹر یہاں نہیں ہے۔

لکشمی : کیوں — میں جھوٹ کیوں بولوں؟

ڈاکٹر : تم سمجھتی کیوں نہیں دروازہ کھل گیا تو وہ اندر آئے گی۔

لکشمی : آنے دو میری سوتن کو — میں بھی دیکھتی ہوں۔

ڈاکٹر : تم سمجھتی کیوں نہیں وہ تو بڑی خطرناک مکھی ہے اس کے بدن پر جراثیم .....

لکشمی : پھر وہی جراثیم — کیا مصیبت ہے۔

(دروازہ کھٹکھٹانے کی آوازیں پھر آرہی ہیں)

شوبھا : (اونچی آواز میں) ڈاکٹر صاحب دروازہ کھولئے میرا بچہ سخت بیمار ہے۔

لکشمی : ٹھہرو — میں آئی۔

ڈاکٹر : لکشمی تم یہ کیا کر رہی ہو۔

لکشمی : میرے سامنے سے ہٹ جاؤ — میں دروازہ کھولوں گی۔

(دروازہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی آوازیں)

ڈاکٹر : (چلاتے ہوئے) ارے ارے دیکھو لکشمی دیکھو وہ اندر آرہی ہے۔

شوبھا : ڈاکٹر صاحب آپ ناراض کیوں ہوگئے — میرا بچہ بیمار ہے۔

ڈاکٹر : (بے صبری سے) لکشمی — اسے بھگا دو — یہ اندر آگئی ہے۔

شوبھا : ڈاکٹر صاحب میں نے کون سا قصور کیا آپ مجھے۔

لکشمی : (بات کاٹ کر) شوبھا ! یہ تم کو نہیں کہہ رہے انہیں غلط نہ سمجھو۔

شوبھا : پھر کس کو کہہ رہے — اندر تو میں آگئی۔

ڈاکٹر : وہ مکھی دیکھو جو دیوار پر بیٹھ گئی۔ بڑی خطرناک ہے — اب کیا ہوگا۔

لکشمی : تم شوبھا کے ساتھ اس کے گھر جاؤ میں اس خطرناک مکھی کو ابھی مارتی ہوں۔

ڈاکٹر : ہاں ہاں تم اسے مارو (لہجہ بدل کر) مگر — مگر نہیں۔

لکشمی : کیوں۔ کیا ہوا۔

ڈاکٹر : اگر یہ مرگئی تو جراثیم دیوار پر رہ جائیں گے چلتے چلتے وہ سارے گھر میں پھیل جائیں گے۔ بے چارے بچے ان جراثیم کے حملوں کا شکار ہو جائیں گے۔ دیکھتے ہی دیکھتے انہیں بخار آجائے گا۔

لکشمی : اوہو۔ کیا مصیبت ہے۔

ڈاکٹر : لکشمی۔ تم اس مصیبت کو کسی طرح بھگا دو۔

شوبھا : ڈاکٹر صاحب۔ میرا بچہ سخت بیمار ہے۔ آپ میرے ساتھ آئیے نا۔

ڈاکٹر : صبر کرو۔ دیکھتی نہیں یہاں کون سی مصیبت آن پڑی ہے۔

لکشمی : تم نے خواہ مخواہ رائی کا پہاڑ بنا دیا۔ بے چاری شوبھا پریشان ہے تم جاؤ نا اسکے ساتھ۔

ڈاکٹر : تمہارے بچے کو کیا بیماری ہے۔

شوبھا : آپ خود دیکھ لیجئے نا۔ چند روز سے بخار میں مبتلا ہے ذرا بھی بخار نہیں اترتا۔

ڈاکٹر : اچھا تو اسے بخار ہے۔

شوبھا : بخار سے تو اس وقت وہ جھلس رہا ہے۔ اس کے بدن پر چھوٹے چھوٹے دانے بھی نکلے ہیں۔

ڈاکٹر : دانے سرخ ہیں یا سفید۔

شوبھا : پہلے سرخ تھے پر اب سفید سے ہونے لگے ہیں

ڈاکٹر : سن لیا لکشمی۔ میں نہیں کہہ رہا تھا سفید دانے جراثیم کی نشانی ہیں۔

لکشمی : ہوگی سمجھ گیا۔

ڈاکٹر : دیکھو شوبھا۔ تم شیشے کی ایک سلائیڈ لے آؤ اس کو اچھی طرح سے صاف کرکے اس پر ایک دانے کا رس سوئی سے اٹھا کر رکھ دو۔ تم اس سلائیڈ پر ایک شیشے کی کورسلیپ رکھ دو پھر تم شیشے کی یہ سلائیڈ مائیکرواسکوپ یعنی خوردبین پر رکھ دو اور دیکھو تمہیں ہزاروں اور لاکھوں جراثیم دکھائی دیں گے۔

لکشمی : اوہو — تمہاری عقل ماری تو نہیں گئی۔ شوبھا تمہارے جراثیم پر یہاں ریسرچ کرنے نہیں آئی ہے اس کا بچہ بیمار ہے۔

ڈاکٹر : اس کی بیماری جراثیم کی وجہ سے ہوئی ہے۔

شوبھا : وجہ کوئی بھی ہو وہ آپ دیکھ لیجئے نا اور اسکا علاج بتا دیجئے۔

ڈاکٹر : وہ تو میں دیکھ لوں گا لیکن پہلے تم یہ بتاؤ۔

شوبھا : کیا — ؟

ڈاکٹر : "تمہارے گھر کے آس پاس کوڑا کرکٹ تو نہیں ہے۔

شوبھا : کوڑا کرکٹ کوئی زیادہ نہیں ہے۔ البتہ پاس ہی ایک ڈھیر گوبر کا ہے۔

ڈاکٹر : او مائی گاڈ — گوبر کی مکھیاں — دیکھو تم بچے کو یہیں لے آؤ۔

شوبھا : ڈاکٹر صاحب۔ اس میں یہاں تک آنے کی سکت نہیں۔

ڈاکٹر : تم اسے اپنی گود میں اٹھا کر.... مگر نہیں اس طرح اس کے جراثیم تمہارے بدن پر بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔

شوبھا : مجھے کچھ بھی ہو جائے۔ آپ اس کی فکر نہ کیجئے میرے بیٹے کو کسی طرح بچا لیجئے۔

لکشمی : دیکھو شوبھا — تم بُرا نہ مانو تو کسی اور ڈاکٹر کے پاس چلی جاؤ یہ صرف باتیں کریں گے۔ میں تو تنگ آئی ہوں ان کے جراثیم سے۔

ڈاکٹر : اگر تم سمجھتی نہیں کہ جراثیم کتنے خطرناک اور زہریلے ہوتے ہیں تو تم.....

لکشمی : (بات کاٹ کر) میں سب سمجھتی ہوں۔ تم اسکے ساتھ جاؤ گے کہ نہیں —

شوبھا : رہنے دو میں کسی اور ڈاکٹر کو لے آتی ہوں۔ ابھی ڈاکٹروں کا کال نہیں پڑا ہے۔

(قدموں کی چاپ — وقفہ)

لکشمی : دیکھ لیا بے چاری نامراد واپس چلی گئی۔ پڑوس میں میری ناک کٹوا کے رکھ دی۔

ڈاکٹر : اب میں تمہیں کیسے سمجھاؤں (ایک دم چلا کر) لکشمی — لکشمی — بھاگو۔

لکشمی : (بے صبری سے) کیوں — کیا ہوا۔

ڈاکٹر : ارے دیکھتی نہیں۔ مکھی دیوار پر سے اڑ کر فلائی کر رہی ہے۔

لکشمی : اوہو — تم تو ایسے چلا کر بھاگنے لگے گویا کوئی جہاز بمباری کے لیے فلائی کر رہا ہے۔

ڈاکٹر : لکشمی — اگر تم نے سائنس پڑھی ہوتی تو تم جان لیتیں بمباری سے بھی جراثیم پھیلتے ہیں۔ ہیروشیما اور ناگاساکی میں بمباری کے بعد جراثیم پائے گئے۔ انھوں نے دور دور تک پھیل کر بہت ساری انسانی جانیں تباہ و برباد کر دیں۔

لکشمی : پھر وہی جراثیم — ناک میں دم کر رکھا ہے ان جراثیم نے میرا۔

ڈاکٹر : تم خواہ مخواہ پریشان ہو جاتی ہو۔

لکشمی : تم پریشانی کہتے ہو۔ تم نے تو میرا جینا مشکل کر دیا۔

ڈاکٹر : لکشمی! تم مجھ کو سمجھتی کیوں نہیں۔

لکشمی : کاش تم ڈاکٹر نہ ہوتے۔ تمہاری ڈاکٹری بھی کیا مصیبت ہے۔

ڈاکٹر : دیکھو تم ناراض ہو گئی۔

لکشمی : میں نے تمہیں بار بار کہہ دیا ہے کہ تم اس طرح گھر میں بات بات پر جراثیم کا ذکر مت کیا کرو لیکن تم کو یاد نہیں رہتا — میں کیا کروں۔

ڈاکٹر : اچھا میں کان پکڑتا ہوں اب کبھی ان کا ذکر نہیں کروں گا لیکن ایک آر۔ ایم۔ پی ڈاکٹر کی بیوی کے ناطے تم پر بھی فرض عائد ہوتا ہے۔

لکشمی : کون سا؟

ڈاکٹر : تم جو کوئی بھی چیز مجھے کھانے کو دو گی، خود کھاؤ گی یا بچوں کو کھلاؤ گی پہلے اسے صاف اور گرم پانی سے دھویا کرو گی۔

لکشمی : یہ کون سی بڑی بات ہے — میں ایسا ہی کروں گی۔

ڈاکٹر : ویری گڈ۔ تم نے ایسا کیا تو اس گھر کی طرف بیماری کبھی دیکھے گی بھی نہیں۔ تم نہیں جانتی کوئی بھی چیز صاف اور گرم پانی سے دھونے سے جراثیم مر جاتے ہیں۔

لکشمی : دیکھئے — پھر وہی جراثیم۔

ڈاکٹر : او معاف کرنا — بھول ہو گئی

(ٹپ، ٹپ چلنے کی آوازیں)

ڈاکٹر : دیکھو۔ میرے لیے کھانا لانا — مجھے دیر ہو رہی ہے۔

(خاموشی کا وقفہ)

ڈاکٹر : (آہستہ سے) دیکھو میں اب بھی کہتا ہوں تم سیدھے راستے سے چلی جاؤ ورنہ میں تمہارا کچومر نکالوں گا۔ میں جانتا ہوں تم بڑی چالاک ہو اور تم جانتی ہو میں جراثیم پھیلنے کے ڈر سے تمہیں یہاں مار نہیں سکتا لیکن یاد رکھو اگر تم نے مجھے غصہ دلایا تو میں تمہیں زندہ جانے نہیں دوں گا چاہے کتنے جراثیم....

بھوشن : (چلتے چلتے) پتا جی آپ یہ کس کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر : ارے تم بھوشن بیٹے۔ تم یہاں کیوں آئے کیا کرنے آئے۔ جانتے نہیں یہاں کون ہے۔

بھوشن : کون ہے — مجھے تو کوئی دکھائی نہیں دیتا

ڈاکٹر : تم یہ مکھی نہیں دیکھ رہے ہو۔

بھوشن : یہاں تو کئی مکھیاں دیکھ رہا ہوں۔

ڈاکٹر : لیکن یہ ایک مکھی بڑی خطرناک ہے — تم یہاں سے فوراً چلے جاؤ نہیں تو...

بھوشن : پتا جی — آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر : میں بکتا ہوں — تم جلدی سے اندر چلے جاؤ میں اس کو بھگاتا ہوں۔

بھوشن : اس بے چاری نے کونسا قصور کیا ہے۔

ڈاکٹر : یہ گندگی کے ڈھیر پر بیٹھی تھی۔

بھوشن : آپ نے اس پر کوئی نشان لگا رکھا ہے کیا

ڈاکٹر : ارے نا سمجھ میں کیا اسے پہچان بھی نہیں سکتا ان مکھیوں کا گندگی پر بسیرا ہوتا ہے۔

لکشمی : (چلتے چلتے) یہ لو تمہارے لیے کھانا آ گیا — ہاتھ دھو لو۔

(برتن رکھنے کی آوازیں)

(خاموشی وقفہ)

ڈاکٹر : لکشمی۔ یہ سالن تم نے آج کیسا بنایا ہے۔ اور یہ پھلکے گیلے کیوں ہیں۔

لکشمی : ان کو میں نے صاف پانی سے دھویا ہے۔

ڈاکٹر : کیا کہا — تم نے سالن اور پھلکے صاف پانی سے دھوئے۔

لکشمی : تم ہی نے جو کہا کھانے پینے کی کوئی بھی چیز ہو اسے صاف پانی سے دھونا چاہئے۔

ڈاکٹر : اری کمبخت۔ سالن اور پھلکے تھوڑے ہی دھولئے جاتے ہیں۔

بھوشن : پتا جی۔ یہ جو پانی آپ کے پینے کے لیے رکھا گیا ہے یہ پانی بھی صاف پانی سے دھویا گیا ہے۔

ڈاکٹر : اوہو، تمہارا ستیہ ناس۔

بھوشن : (ایک دم چلاتے ہوئے) پتا جی۔ پتا جی۔ دیکھو دیکھو کون آ رہی ہے۔

ڈاکٹر : (بڑی بے صبری سے) مکھی آ گئی — لکشمی — کھانا.... کھانا اٹھاؤ۔

(برتنوں کے فرش کے ساتھ ٹکرانے کی آوازیں)

(بھوشن اور لکشمی ہنس رہے ہیں....)

(آکاشوانی رامپور سے نشر)

شبنم قیوم
۱۹۰۔ بھوارہ، ڈل گیٹ
سرینگر۔

شہر خموشاں

سید احمد قادری

صبح کا اخبار دیکھتے ہی میں چونک پڑا۔ میری آنکھوں تلے اندھیرا چھانے لگا، میری زبان سے بے اختیار نکلا —" یہ کیا ؟" کل ہی تو ایک ہفتہ گزار کر میں اس شہر سے لوٹا ہوں، وہاں ایسے تو کوئی آثار نہیں تھے۔ وہاں زندگی کی پوری چہل پہل جگمگاہٹیں برقرار تھیں۔ پھر یہ کیسے ہو گیا .... ؟

میرا وجود فضا میں اڑتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ لگ رہا تھا جیسے میرا جسم میرا وجود خال ہو چکا ہے۔ بے حد نقاہت اور بوجھل پن کا احساس ہو رہا تھا میں جس تازگی اور شگفتگی کے ساتھ نیند سے بیدار ہوا تھا وہ کافور ہو چکی تھی۔ میں بستر پر دراز ہو گیا۔ یہ کیا ہوا؟ یہ کیسے ہوا؟ اب..... اب کیا ہوگا؟ طرح طرح کے سوال میرے دل و دماغ میں ابھر رہے تھے۔

اس شہر میں میرا ایک ہفتہ کیسے گزرا، اس کا مجھے کوئی احساس ہی نہ ہو سکا۔ دو ماہ قبل نسرین سے ملنے گیا تھا۔ پہلے تو وہ خوب خفا ہوئی۔ روٹھی۔ لیکن جب میں نے اسے اپنی مجبوریاں بتائیں تو وہ مان گئی اور کہنے لگی —" ٹھیک ہے لیکن اتنے دن تم مجھ سے دور رہو، یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔" اور .... اور پھر وہ میرے گلے لگ گئی تھی۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اگلے ماہ پورے ایک ماہ کی چھٹی لے کر آؤں گا، اسی دوران ہماری شادی ہو گی پھر ہم دونوں ہنی مون منانے کشمیر جائیں گے۔ اور .... اور پھر تو ہم دونوں نے مل کر پروگرام اور وعدے کی ایک لمبی فہرست تیار کر لی تھی۔

نسرین کے والد ایک طرف اس بات سے بے حد خوش تھے کہ نسرین کے لیے لڑکا تلاش کرنے میں دشواریاں نہ اٹھانا پڑیں اور پھر جہیز وغیرہ کا کوئی مطالبہ بھی نہیں۔ لیکن دوسری جانب نسرین سے چھوٹی بہن کی شادی ایک معرہ بنی ہوئی تھی اس کے لیے انور سے بات طے ہو چکی تھی۔ لیکن بات جہیز اور کیش کے مطالبہ پر اٹک گئی تھی۔ میں نے انہیں سمجھایا تھا، آپ زیادہ فکر نہ کریں، انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

ایک دن میں نسرین کے ساتھ بازار گھومنے نکل گیا، راستے میں طرح طرح کے لوگ ان کی حرکتیں دیکھنے کو ملے۔ ہم دونوں کبھی خوش ہوتے اور کبھی افسردہ ہو جاتے۔

نسرین بڑی جذباتی لڑکی ہے۔ وہ ذرا بھی کسی کے ساتھ ظلم دیکھتی تو پریشان ہو جاتی بلکہ کبھی کبھی تو وہ رو دیتی — اسی دن بازار جاتے ہوئے جب اس نے دیکھا کہ لوگ ایک معصوم لڑکے کو بے تحاشہ پیٹ رہے ہیں اور لڑکا بار بار روتے اور بلکتے ہوئے کہے جا رہا تھا میں چور نہیں ہوں، میری ماں بیمار ہے، اس کا میرے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ کسی نے دوا کے لیے پیسے نہیں دیئے تو .... تو میں نے یہ چوری کی .... نسرین آگے بڑھ گئی اور اسے لوگوں سے چھڑا لیا اور ان پر بگڑنے لگی —" شرم نہیں آتی، اس معصوم بچے کو پیٹتے ہوئے۔ بڑے ہمت والے مرد ہیں تو جایئے انھیں پیٹیئے جو لوگوں کے خون چوس چوس کر آج لکھ پتی اور کروڑ پتی بنے ہوئے ہیں، بلیک مارکیٹنگ کر رہے ہیں، ذخیرہ اندوزی کر رہے ہیں۔ ہماری اور آپ کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔ ان کے آگے آپ کی ہمت جواب دے جاتی ہے؟ ....."

وہ پوری طرح بپھر گئی تھی، میں نے آہستہ سے اس کا ہاتھ پکڑا اور بھیڑ سے باہر لے آیا۔ "کہاں کہاں تقریر کرو گی، کہاں کہاں لوگوں کو سمجھاؤ گی، یہ آج پورے سماج کا ڈھانچہ ہی سڑ رہا ہے گل رہا ہے۔ لوگ کمزوروں پر ہی ہاتھ اٹھا سکتے ہیں۔"

نسرین کو لیے ہوئے ابھی میں اسٹیشن کی جانب جانے والی سڑک پر مڑا ہی تھا کہ اچانک بچاؤ .... بچاؤ .... بچاؤ .... کی چیخیں سنائی دیں اور ایک کار فراٹے بھرتی ہوئی سامنے ہی سے نکل گئی۔ معلوم ہوا کہ ایک خوبصورت اور بھولی بھالی سی لڑکی اسکول سے گھر واپس جا رہی تھی کہ چار غنڈے کار سے اترے اور اسے اغوا کر کے لے گئے — میں نے دیکھا — نسرین کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔

میں نسرین کا ہاتھ ہاتھوں میں لیے آگے بڑھتا گیا۔ ہم دونوں دل ہی دل میں آج کی بڑھتی ہوئی لاقانونیت پر کڑھ رہے تھے۔ کیا ہو گیا ہے لوگوں کو ..... اچانک ہم دونوں کی نظر ایک جلتی ہوئی دکان پر پڑی، دکان سے شعلے بڑی تیزی سے اٹھ رہے تھے اور فائر بریگیڈ والے اس پر قابو پانے کی کوشش کر رہے تھے، ایک آدمی نے بتایا کہ اس دکان کے مالک کے لڑکے کا ایک شخص سے جھگڑا ہو گیا اور معمولی سی بات پر اس کا خون کر دیا، جس کے غصے میں لوگوں نے اس کی دکان کو آگ لگا دی۔

میں ایک بار پھر بھیڑ کو چیرتا ہوا نسرین کو لیے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ نسرین سے پوچھا، یہ بتاؤ اس شہر میں ایسی بھی کوئی جگہ ہے جہاں بھیڑ نہ ہو۔ میں تو پریشان ہو گیا ہوں، یہ بھیڑ یہ حادثے دیکھ دیکھ کر۔ چلو کسی ایسی جگہ چلتے ہیں جہاں دو پل سکون سے سانس لی جا سکے — نسرین کے سوکھے ہوئے ہونٹوں پر ایک پھیکی سی مسکراہٹ ابھری اور بغیر کچھ کہے وہ پارک کی جانب مڑ گئی —

پارک پہنچ کر میں نے ایک لمبی ٹھنڈی سانس لی اور ہم دونوں نرم نرم ہری گھاس پر بیٹھ گئے — ابھی چند ہی لمحے گزر رہے تھے کہ دو چھوٹے چھوٹے بچے اپنے ہاتھ پھیلائے سامنے آکھڑے ہوئے " بابو، اللہ کے واسطے، ماں جی، اللہ کے واسطے — کچھ دیدو، صبح سے بھوکا ہوں" میں نے پاکٹ سے پچاس پیسے کا ایک سکہ نکال کر ان کی جانب اچھال دیا، اور وہ آگے بڑھ گئے۔

نسرین کو دیکھا، وہ پارک کی بائیں جانب متوجہ ہے۔ میں نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا تو دیکھا ایک مرد ایک عورت اور ایک بچہ طرح طرح کے کرتب دکھا رہے تھے، کبھی بچہ رسی پر چلنے لگتا، مرد، ڈنڈوں میں اپنے دونوں پاؤں باندھ کر اس کے سہارے کھڑے ہو کر چل رہا تھا اور وہ عورت کبھی ڈگڈگی بجاتی اور کبھی اپنی کمر ہلا ہلا کر لوگوں کو متوجہ کرا رہی تھی۔

نسرین ان کی کرتب بازیوں میں محو تھی، میں نے اسے دیکھا اور کہا —" دیکھ رہی ہو نہ نسرین، انسان پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے کیا کیا کرتا ہے —"

ابھی میں نے بات ختم بھی نہیں کی تھی کہ اچانک پارک کے ایک پیڑ کے پیچھے سے کسی لڑکی کے رونے کی آواز آنے لگی۔ ہم دونوں اس جانب متوجہ ہو گئے۔ دیکھا، ایک توند والا بوڑھا سوٹ ٹائی میں ملبوس ایک نوجوان لڑکی کے گالوں پر تھپڑیں رسید کر رہا تھا اور کہہ رہا ہے —" سالی جھوٹ بولتی ہے، سو روپیہ حرام کا سمجھا تھا کیا جو تو نے لے لیے اور رات میں وعدہ کر کے نہیں آئی —"

نسرین کے چہرے پر بیزاری کے آثار تھے، میں نے اسے یہاں سے اٹھنے کے لیے کہا اور پھر قریب کے ایک ہوٹل میں بیٹھ کر کافی کا مزہ لینے لگے۔ اور ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول ہو گئے۔ نسرین کے چہرے کا تناؤ کچھ کم ہو چکا تھا — لیکن تھوڑی ہی دیر بعد میں نے محسوس کیا کہ نسرین کی توجہ بازو والے کیبن سے آنے والی آواز پر ہے، میں نے پوچھا "کیوں کیا بات ہے؟" اس نے انگلی کے اشارے سے خاموش رہنے اور بازو کے کیبن سے آنے والی آواز سننے کو کہا۔ میں بھی نسرین کے اشارے پر اس جانب متوجہ ہو گیا۔ پہلے تو سسکیاں سنائی دیں یہ کسی لڑکی کی سسکیاں تھیں اور سسکیوں کے درمیان وہ کہہ رہی تھی —" میں نے اس سے تمام لوگوں کے خبردار کیے جانے کے باوجود پیار کیا، دل کی گہرائیوں سے اسے چاہا، اس پر بھروسہ کیا لیکن .... لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ اتنا جھوٹا اور بے وفا نکلے گا — اور اب .... اب تو میں کسی دوسرے کے

لائق بھی نہیں رہی ۔"

میں نے پوری بات سنے بغیر میز پر ہاتھ مارا۔" وحشت ترے کی، کیا مصیبت ہے ہر جگہ بس یہی سب ہے کہیں نجات نہیں، سکون اور اطمینان نہیں، کیسا عجیب شہر ہے یہ ۔"

"صرف یہ شہر عجیب نہیں ہے راشد صاحب بلکہ ہر شہر میں ایسی ذلیل، گھٹیا، گھناؤنی باتیں ہیں۔ کونسا شہر ایسا ہے جہاں یہ سب نہیں ہے۔ شاید شہر کا مطلب ہی یہی ہے۔ جھوٹ، فریب، دھوکہ، جبر، ظلم، استحصال، اذیت، درد، کرب۔ کہاں نجات ہے ان سے۔ خوشیاں شہر سے رخصت ہو چکی ہیں۔ اگر کہیں ہیں بھی تو بس دکھاوے کا، جھوٹا، کھوکھلا۔"

میں نے کہا تھا۔" آخر یہ سب کیوں ہوتا ہے، کیوں ہو رہا ہے، انسان کے اندر انسانیت، بھائی چارگی اور دوستی کا جذبہ ختم کیوں ہو رہا ہے۔ انسان وحشی کیوں ہوا جا رہا ہے؟"

"شاید اسی کا نام زندگی ہے راشد، لوگ کہتے ہیں ہم نے بہت ترقی کر لی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ترقی نہیں ہے تنزلی ہے ہم لوگ ماڈرن ایج میں نہیں بلکہ اسٹون ایج میں پہنچ گئے ہیں، جہاں انسان کو انسان کی پہچان نہیں ۔"

ٹرن ... ٹرن .... ٹرن .... اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی نے مجھے چونکا دیا، میں اس شہر سے واپس اس کمرے میں آگیا جہاں تپائی پر رکھا اخبار ذہنی جھٹکے لگا رہا تھا ـــ اس کی سرخیاں ناقابل یقین کہانیاں سنا رہی تھیں ـــ زندگی کی چکا چوند شب میں ڈوبے شہر میں زہریلی گیس نے صور اسرافیل پھونک دی اور پورا شہر راتوں رات شہر خموشاں میں تبدیل ہو گیا ـــ

میرا دل ڈوبتا جا رہا تھا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا ۔

(پٹنہ سے نشر)

سید احمد قادری
شبستان ـــ نیو کریم گنج۔ گیا

عتیق الہ آبادی

وہ کتنی مشکلوں میں مجھے چھوڑ کے گیا
جو اپنے ساتھ قافلہ یادوں کا لے گیا
پیلے ہوئے جو گاؤں کی کچھ گوریوں کے ہاتھ
ہولی بھی کھیلنے کا مزا ہاتھ سے گیا
لوگوں نے میرے سامنے کچھ خار رکھ دیے
میں شرح زندگی جو کبھی پوچھنے گیا
کتنا کرم نواز تھا میدان جنگ میں
وہ میرے خالی ہاتھ میں تلوار دے گیا
موجیں خود اس کے پاؤں سے آکر لپٹ گئیں
ساحل پہ جب ہواؤں کا رخ دیکھنے گیا
دنگا فساد فرقہ پرستی زباں سے بیر
انسانیت کے چہرے پہ اک داغ دے گیا
ہر شخص کے لبوں پہ تھے تالے پڑے عتیق
میں جب مزاج اہل زباں پوچھنے گیا

وہ ایک شخص

ڈاکٹر بنشیش پردیپ

انجمن کے سکریٹری نے اپنے سرکلر خط میں صاف لکھ دیا تھا کہ کانفرنس میں شرکت کے لیے آپ اپنا پورا بستر ساتھ لیتے آئیں۔ اس لیے بغیر مکمل بستر کے وہاں پہنچ جانے کے بعد، ان سے بستر کے نیچے بچھانے کے لیے گدا لینے کے واسطے جھگڑا نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن اسٹور انچارج نے ہماری ہی طرح بغیر مکمل بستر کے آئے اس شخص کو گدا دیدیا تھا اور وہ بھی ہمارے ہی سامنے، جبکہ وہ شخص ہمارے بعد وہاں پہنچا تھا اور ہمارے بعد اپنی ضروریات کی پرچی دی تھی۔ اور یہ بات مجھے کھل رہی تھی۔

ہم انجمن کی سالانہ کانفرنس میں بطور مندوبین شرکت کے لیے آئے تھے۔ میں اور میری بیوی نلنی اسٹیشن پر گاڑی صبح آٹھ بجے پہنچی تھی، اپنے وقت سے ایک گھنٹہ لیٹ اور دسمبر کے شروع دنوں کی سردی کو دیکھتے ہوئی گاڑی کا صبح دیر سے پہنچنا ہمیں اچھا لگا تھا۔

انجمن کے کارکنان نے اسٹیشن پر استقبالیہ کاؤنٹر بنا رکھا تھا۔ گاڑی کے پلیٹ فارم پر رکتے ہی مندوبین کے لیے مائیک سے اس کاؤنٹر پر پہنچنے کے لیے اعلان کیا جا رہا تھا۔ کانفرنس کے منتظمین نے ہاؤسنگ بورڈ سے کچھ ایسے مکانات مانگ لیے تھے جو بن کر تیار تو ہو چکے تھے لیکن ابھی کسی کو الاٹ نہیں کیے گئے تھے۔ انہی مکانوں کے کمروں میں مندوبین کو ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ ہمیں منی بس کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچا دیا گیا۔ وہاں انکوائری دفتر سے نمبر لے کر ہم بڑی آسانی سے اپنے کمرے تک پہنچ گئے۔ ہمارے کمرے کے اندر چار تخت بچھے تھے اور دو ریک رکھے تھے۔ اس کمرے میں دو جوڑوں کو ٹھہرایا گیا تھا۔ ہمیں سکریٹری نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ آپ کو ڈارمیٹری قسم کی جگہ دے سکیں گے اور ہم نے اپنی منظوری بھی دیدی تھی۔ کمرے کے اندر دو تختوں پر بستر بچھے تھے اور ایک ریک پر کچھ سامان رکھا تھا یعنی اس کمرے میں ٹھہرنے والا دوسرا جوڑا آچکا تھا۔ کمرے کے باہر لگے کارڈ سے پتہ چلا کوئی مسٹر اور مسز رحمان ہیں۔ ہم اپنا سامان کھول ہی رہے تھے کہ وہ دونوں آگئے۔ ہماری طرح ادھیڑ عمر کا ایک جوڑا۔ ان کے اپنے آپ کو متعارف کے انداز سے پتہ چل گیا کہ دونوں کافی خوش مزاج ہیں۔ انکی صحبت میں وقت اچھا کٹے گا۔

"مسٹر دت! آپ تو نیچے بچھانے کے لیے گدے نہیں لائے شاید۔"

ہمارے ہلکے پھلکے بستروں کو دیکھ کر مسٹر رحمان نے کہا۔

"اوپر اوڑھنے کے لیے تو کمبل کافی ہے لیکن نیچے گدا نہیں ہوگا تو ٹھنڈک لگے گی۔ سردی بھی کچھ بڑھ گئی ہے۔" مسٹر رحمان کی یہ بات سن کر ہم دونوں کی نگاہیں ان ننگے تختوں کی طرف اٹھ گئیں۔ مجھے محسوس ہوا میری طرح نلنی کو بھی ٹھنڈک کے احساس سے جھرجھری آگئی تھی۔

"چلیے، سب سے پہلے اسٹور انچارج کے پاس چلتے ہیں، ہو سکتا ہے کوئی گدا مل جائے۔"

"ہاں، اگر ایک گدا بھی مل جائے تو کام بن جائے گا۔ ایک تخت پر دو کمبل جوڑ کر بچھا دیں گے اور دوسرے پر گدا ـــ دراصل ہم چار کمبل لائے تھے۔ راستے میں گاڑی پر دو کمبل نیچے بچھانے کے لیے اور دو کمبل اوپر اوڑھنے کے لیے۔ خیال تھا ایسا ہی کانفرنس میں کر لیں گے تھوڑی سی یہ بھی امید تھی کہ شاید نیچے بچھانے کے لیے گدے مل جائیں۔"

"ہاں دیکھتے ہیں اسٹور میں ضرور ہوں گے۔ ہم نے بھی تو ایک گدا اسٹور سے لیا ہے۔"

نلنی کو اپنا سامان لگانے کے لیے کہہ کر میں اور مسٹر رحمان اسٹور کی طرف چل دیے۔ اسٹور انچارج نے صاف منع کر دیا بولا ـــ" دیکھیے صاحب۔ ہم نے اپنے خط میں صاف لکھ دیا تھا کہ آپ اپنا مکمل بستر ساتھ لائیں۔ ٹارچ اور جگ بھی۔ ہم آپکو ایک بالٹی دیں گے، ایک صراحی اور ایک لالٹین۔ بس یہی تین چیزیں ہیں ـــ"

"لیکن جناب آپ کے اسٹور میں تو ابھی کچھ گدے پڑے ہیں۔" مسٹر رحمان نے میری مدد کرنا چاہی۔

"ہاں پڑے ہیں۔ لیکن بہت تھوڑے سے صرف ایمرجنسی کے لیے جیسے کوئی بیمار پڑ جائے تو ......"

"واہ یعنی گدا لینے کے لیے پہلے ہمیں بیمار پڑنا ہوگا" میں نے ہلکا سا تلخی آمیز قہقہہ لگایا۔ لیکن اسٹور انچارج ہمارے پیچھے کھڑے ایک دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہو گیا تھا ڈھیلے ڈھالے لباس میں ملبوس اس شخص کو مسٹر رحمان نے بھی سلام کیا اس شخص نے اپنی ضروریات کی پرچی اسٹور انچارج کو تھمادی۔ اور اسٹور انچارج ہم لوگوں کو بالکل نظر انداز کر کے اس کا سامان

دینے لگا۔ اس وقت تو میرے تن بدن میں آگ ہی لگ گئی۔ جب اس نے دوسرے سامان کے ساتھ اسے ایک اچھا خاصا موٹا گدا بھی دیدیا۔ اور پاس کھڑے ایک کارکن سے کہہ دیا۔

"یہ سامان کمرہ نمبر ۱۵ میں پہنچا دو۔"

میرے بغیر سلام کیے اس شخص نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور سر ہلا دیا جیسے اپنا تعارف دے رہا ہو۔ وہ جانے کے لیے مڑا تو میں نے مسٹر رحمان سے پوچھا "یہ کون صاحب ہیں؟"

"ارے ارے ہاں، آپ تو پہلی بار آئے ہیں۔ آپ انھیں نہیں جانتے یہ مسٹر نندا ہیں انھیں یہاں کا وی۔آئی۔پی سمجھیے۔" مسٹر رحمان نے ذرا آہستہ سے جواب دیا۔ مسٹر رحمان کے منہ سے اس شخص کی تعریف مجھے اچھی نہیں لگی۔ میں نے اسٹور انچارج سے کہا۔

"آپ نے انھیں تو گدا دیدیا۔ جبکہ وہ ہمارے بعد آئے ہیں۔" میرے منہ سے یہ الفاظ ذرا اونچی آواز میں نکلے۔ کیونکہ نندا چلتے چلتے رُک گئے تھے اور انھوں نے مڑ کر ہماری طرف دیکھا تھا۔ مجھے اچھا لگا کہ مسٹر نندا نے میری بات سن لی تھی۔

"پہلے یا بعد میں آنے سے کیا ہوتا ہے جناب۔" اسٹور انچارج نے مقابلتاً دھیمے سے جواب دیا۔

"کیوں نہیں ہوتا۔ سب کا حق برابر کا ہونا چاہیے۔" میں نے اسی لہجے میں بات کی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ نندا صاحب نے سُنا، یا نہیں۔ کیونکہ وہ چند قدم آگے بڑھ گئے تھے حالانکہ ان کی مدھم ہوتی چال سے اندازہ ہو رہا تھا کہ میری یہ بات بھی انھوں نے سن لی تھی۔

بالش، صراحی، اور لالٹین لے کر میں اپنے کمرے کی طرف واپس آرہا تھا تو میں نے پھر نندا کو دوسرے شخص کے ساتھ بات کرتے دیکھا۔ نندا بھی میری طرف دیکھ رہا تھا، دیکھتا رہا۔ جب تک کہ میں اپنے کمرے میں داخل نہیں ہوگیا۔

مسٹر رحمان نے بتایا کہ مسٹر نندا ریٹائرڈ کمشنر ہیں۔ بڑے ایماندار افسر مشہور رہے تھے۔ اور آدمی بھی بڑھیا ہیں۔

میں نے رحمان سے کہا۔ "خاک بڑھیا آدمی ہیں، دوسروں کا حق مارتے ہیں۔" نلنی نے بھی میری ہاں میں ہاں ملادی۔

ایک ایک کمبل نیچے بچھا کر ہم نے دونوں بستر لگا دیے۔ رحمان کے مقابلے میں اپنے بستر بہت ہلکے لگے۔ اور مجھے کچھ شرم سی بھی محسوس ہوئی۔ میں نے چلتے وقت نلنی سے کہا تھا۔ سردی کا موسم ہے دو کمبل بستر سے چلتے ہیں۔ لیکن نلنی بولی ابھی اتنی سردی کہاں ہے۔ جنھوں نے انجمن کے پچھلے جلسوں میں شرکت کی ہے وہ بتاتے ہیں کہ گدوں کا وہ لوگ انتظام کر دیتے ہیں، پھر دور سے آنے والوں کو کچھ تو ترجیح دیتے ہوں گے۔

بستر بچھا کر ہم دونوں ناشتے کے لیے باہر نکلنے ہی والے تھے کہ ایک چپراسی ایک گدا اٹھائے ہوئے آیا اور بولا "لیجیے صاحب! آپ کے گدے کا انتظام ہوگیا ہے۔" اس گدے کو دیکھ کر جیسے ہماری جان میں جان آگئی۔ "ارے واہ! اب کام بن گیا۔ ایک تخت پر دو کمبل بچھا دیں گے دوہرے کر کے اور اس پر میں اپنی گرم شال بھی بچھا دوں گا۔ آپ اپنے نیچے گدا بچھا لیجیے گا۔"

مسٹر رحمان اور مسز رحمان بھی خوش نظر آنے لگے۔ ہمارے ہلکے بستر دیکھ کر انھیں بھی بہت عجیب لگ رہا تھا۔ اور وہ ہماری مدد بھی نہیں کر پا رہے تھے۔ پھر سے بستر لگانے میں مسٹر رحمان نے میری اور مسز رحمان نے نلنی کی مدد کی۔ اور ہم لوگ ناشتہ کے لیے باہر آ گئے۔

باہر نکلے تو سامنے ایک کمرے پر ہومیو پیتھک ڈسپنسری کا بورڈ لگا دیکھا۔ کمرے کے اندر مسٹر نندا بیٹھے تھے۔ انھیں دیکھ کر رحمان بولے۔

"یہ نندا صاحب بہت اچھے ہومیو پیتھ بھی ہیں۔ ملازمت کے دوران بھی صبح و شام مریضوں کو دیکھتے تھے اور ہومیو پیتھک دوائیاں دیتے تھے۔ ہاتھ میں بھی شفا ہے۔ دوا کا کچھ نہیں لیتے تھے کہتے — میری اچھی خاصی تنخواہ ہے۔ بھگوان کا دیا سب کچھ ہے۔ مجھے مزید پیسے کی ضرورت نہیں۔ مریض تو پہلے ہی مصیبت کا مارا ہوتا ہے —"

میری طرف سے اسے مدد سمجھیے۔ اور اب ریٹائر ہوگئے ہیں تو کہتے ہیں۔ بھئی میں تو اپنی اس ہومیو پیتھی کو ریٹائرمنٹ کے بعد بھی آمدنی کا ذریعہ نہیں بنا سکا۔ مہنگائی اتنی بڑھ گئی ہے کہ مریض کے لیے علاج کرانا ہی مشکل ہوگیا ہے۔ میری پنشن کافی ہے اور جائداد سے کرائے کی آمدنی بھی ہے، میں اس پر ہومیو پیتھی سے کما کر کیا کروں گا۔ پھر اب میں مریض کو مفت دوا بالکل نہیں دیتا۔ دس پیسے ضرور لے لیتا ہوں۔ یہ جو ایک نوکر رکھ چھوڑا ہے ڈسپنسری کے لیے۔ اس کا کچھ خرچ نکل آتا ہے۔

کانفرنس کے تین دن کے اجلاس کے دوران مسٹر نندا مجھے کئی بار ملے ہیں اور ہر بار انھوں نے مسکرا کر اور ہلکا سا سر جھکا کر مجھے سلام کیا۔ مجھے بھی ان کے سلام کا جواب دینا پڑا۔ مجھے ان کی مسکراہٹ میں ایک طنز سا دکھائی دیتا۔ "کیوں جی کیسے گزر رہی ہے گدے کے بغیر؟" اور میں ہر بار انھیں بتانا چاہتا کہ مجھے بھی گدا مل گیا ہے۔ لیکن بتا نہ پاتا۔ میں نے ایک بار دیکھا وہ کچھ لوگوں میں رسالے اور کتابیں بانٹ رہے تھے۔ مسٹر رحمان نے بتایا۔ "نندا صاحب ہمیشہ اپنے ساتھ پندرہ بیس کتابیں اور رسالے رکھتے ہیں۔ ہندی، انگریزی اردو تینوں زبانوں کے۔ اگر کسی کو تنہا اور اداس گھومتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اسے ایک کتاب یا رسالہ تھما دیتے ہیں — یہ لیجیے پڑھیے آپ کا وقت اچھا گزر جائے گا۔ پڑھنے کے بعد کمرہ نمبر فلاں میں لوٹا دیجیے گا — ان کی کئی کتابیں اور رسالے گم بھی ہو جاتے ہیں لیکن انھیں اس کی کوئی پروا نہیں۔ کہتے ہیں "میری ہابی ہے۔ اور ہابی پر کچھ تو خرچ کرنا ہی پڑتا ہے۔" مسٹر رحمان کے پاس نندا کے لیے تعریف ہی تعریف تھی لیکن مجھے ان کی تعریف ایک آنکھ نہ بھاتی۔

لباس سے کافی حد تک بے پروا یہ شخص شاید اپنے آپ کو ہر دلعزیز بنانے کے طریقے سوچتا رہتا ہے۔

اگرچہ نندا والنٹیر نہ تھے لیکن کانفرنس کے مختلف اجلاس میں وہ بطور والنٹیر کام کرتے رہتے۔ ہمیشہ ایک مخصوص جگہ پر بیٹھ جاتے۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس طرف بیٹھے ڈیلیگیٹس کو کانفرنس کا لٹریچر بانٹنے میں مدد کرتے۔ انھیں کرسیوں پر بٹھانے میں مدد دیتے۔ اور کبھی کبھی اپنی کرسی بھی خالی کر دیتے اور خود ایک کنارے کھڑے ہو جاتے۔

کانفرنس کے اجلاس کے بعد جب لوگ شہر میں گھومنے کے لیے نکل جاتے وہ ڈسپنسری میں کانفرنس کا آخری اجلاس تھا۔ اسٹیج سے اعلان کیا گیا کہ جو لوگ کچھ عطیہ دینا چاہتے ہیں وہ ایک مخصوص فارم بھر کر کاؤنٹر پر اپنا عطیہ جمع کرا دیں۔ اور اگر کوئی سجھاؤ دینا چاہتے تو اپنا سجھاؤ بھی لکھ کر دیدے تاکہ اگلے سال کے اجلاس میں اس کا خیال رکھا جائے — میں نے نلنی سے کہا۔

"نلنی! میں اپنا ڈونیشن دو گدوں کا ایک ہفتہ کے کرایہ جتنا دینا چاہتا ہوں۔" نلنی مسکرا دی۔

"یہ ضروری تو نہیں کہ آپ کی دی ہوئی رقم صرف گدوں کے کرایہ پر خرچ ہوگی۔ کتنی ہی چیزیں ہیں جو کرایہ پر منگوائی جاتی ہیں۔"

"لیکن میں اپنا سجھاؤ بھی تو ساتھ دے رہا ہوں۔"

میں نے ایک کاغذ پر لکھا — آئندہ اجلاس میں کافی گدے کرایہ پر منگوائے جائیں تاکہ اگر کوئی مانگے تو اسے انکار نہ سُننا پڑے۔

آخری دن شام پانچ بجے کی گاڑی سے ہمارا ریزرویشن تھا۔ اس لیے آخری اجلاس میں شرکت سے پہلے ہم نے اپنا سامان پیک کر لیا۔ اور اسٹور کا سامان واپس کرنے کے لیے چل دیے۔ میں نے جیب میں عطیہ کا فارم روپے اور سجھاؤ والا کاغذ بھی رکھ لیا۔

اسٹور انچارج نے میرے نام کے آگے لکھی فہرست سے لوٹانے والے سامان کو ملایا تو بولا۔

"ارے! یہ گدا آپ کہاں سے لائے؟ آپ کو تو کوئی گدا دیا نہیں گیا تھا۔"

میں حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ نلنی بھی حیران ہوگئی —

"آپ ہی نے تو بھجوایا تھا۔"

"میں نے؟ نہیں تو۔" اور وہ گدے کو الٹ پلٹ کر گدے کے ایک کونے میں لکھا نمبر دیکھنے لگا۔ نمبر ۱۲ اور پھر رجسٹر میں چیک کرنے لگا کہ گدا نمبر ۱۲ کس کو دیا گیا تھا۔

"ارے جناب یہ ۱۲ نمبر کا گدا تو نندہ صاحب کو دیا گیا تھا۔ یہ آپ کے پاس کہاں سے آگیا؟"

"ہمیں تو ایک چپراسی دے گیا تھا۔"

"کمال ہے! یہ نندہ صاحب بھی عجیب آدمی ہیں۔"

وہ گدا ایک طرف رکھ کر رجسٹر میں نندہ صاحب کے نام کے سامنے سے گدا نمبر ۱۲ کاٹ رہا تھا اور میرے ہاتھ میں سجھاؤ والا کاغذ مڑ کر ایک چھوٹے سے گولے کی شکل میں تبدیل ہو رہا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد جب میں اپنا عطیہ جمع کرنے کو کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا تو مجھے اپنا عطیہ نہایت حقیر معلوم ہو رہا تھا۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

ڈاکٹر بشیشر پردیپ اے ۵۵۵ اندرا نگر۔ لکھنؤ

شیشوں کا مسیحا

عشرت ظہیر

سیما نے اپنی آنکھوں کو کھول کر چپکے سے کھلی کھڑکی کی طرف دیکھا، کھڑکی کے باہر کھلے آسمان پر تنہا چاند محوِ سفر تھا۔ اچانک اس کے اندر یاسیت کی ایک نامعلوم سی لہر ماضی کے گرد و غبار کے ساتھ اٹھی اور اس کی آنکھوں کو گدلا کر گئی۔ اس کے دل پر کسی انجانی بوجھی، دیکھی بھالی اور بیتی ہوئی کہانی کا بوجھ محسوس ہوا۔ وہ بستر پر سے اٹھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کھڑکی کے سامنے کھڑی ہو گئی، اس نے کھڑکی کی سلاخوں کو، جو اندر اور باہر کے نظاروں کی حد کا تعین کرتی ہیں، دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور زیرِ لب بڑبڑائی ـــــ

" میں تمہیں نہیں بھول سکتی، میں تمہیں پہچانتی ہوں، لیکن میرے اردگرد پھیلی ہوئی یہ دنیا اور آسمان کی بے پناہ وسعتوں میں اکیلا چاند اپنی رعنائیوں کو کیوں کھو چکا ہے؟ وہ حسن، وہ آزادی اور گیت کے وہ بول، انھیں کس نے محکوم کیا؟

ریاض ـــــ!

وہ دھیرے سے بڑبڑائی۔

اس نے اپنے دل کو ٹٹولا۔ بھولی بسری یاد اور زخم آج کیوں ہرے ہو رہے ہیں؟ وہ کسے بھولنا چاہتی ہے؟ وہ کس لیے افسردہ ہے؟ اس ریاض کے لیے جس کے انتقال کی خبر اس نے آج رات کی خبروں میں ریڈیو سے سنی، یا اس ریاض کے لیے جس نے اس کی ہتھیلیوں کو حنا کے عوض لہو رنگ بنا ڈالا ـــــ اور اس کی زندگی میں نفرتوں کے خس و خار کا رنگ بھر دیا۔ لیکن آج اسے ہو کیا ہے؟ اپنے بھیگے ہوئے دامن اور دکھتے ہوئے رگوں کی داستان وہ کسے سنانا چاہتی ہے کسے؟ دراصل وہ اپنی کہانی کے مانگے ہوئے حصار سے خود ہی نکل جانا چاہتی ہے، مگر یہ کہانی خود اس کے سامنے بار بار آ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔

اس کہانی کی الجھی ڈور اتنی الجھ گئی ہے کہ اس کے آخری سرے کو ڈھونڈ نکالنا، اس کے بس میں نہیں ـــــ اور اس کہانی کی شروعات؟ یہ شروعات تو آج بھی اس کے سامنے ہے، بالکل ترو تازہ شبنم سے دھلی ہوئی اور بادِ صبا سے نکھری ہوئی صبح کی طرح۔

وہ ایک قاتل دوپہر تھی ـــ

لائبریری کی طرف جاتے ہوئے اس نے دیکھا۔ کامن روم میں چند لڑکے بظاہر سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے بیٹھے ہیں۔ اور ایک خوش پوش نوجوان ریاض کی نظم "مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ"۔ ایک خاص انداز اور ترنم کے ساتھ سنا رہا ہے، نظم کے اختتام پر فرمائشی تالیوں کی گونج نے تحفۂ ستائش سے نوازا ـــ

"مگر یار ـــ اپنی نظم سناتے تو زیادہ مزہ آتا" ایک لڑکے نے کہا۔

" اپنی نظم؟ اور یہ کس کی نظم تھی؟"

" ریاض کی ـــ" لڑکے نے جواب دیا۔

" اور ریاض کو تم نے دیکھا ہے، بھلا ـــ؟"

" نہیں ـــ"

" تو دیکھ لو، میں ہی ریاض ہوں" اس نے اپنی ہی طرف اشارہ کیا۔

ایک ہلکا سا قہقہہ گونجا۔

اور سیما مسکرا کر وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

لیکن سیما وہاں سے اس جگہ سے آگے بڑھتے بڑھتے اس اجنبی نوجوان کی شبیہ، شیشۂ دل کے نہاں خانے میں اتارنے لگی۔ یہ شبیہ دھیرے دھیرے اور بھی پختہ اور خوش رنگ ہوتی گئی۔ جب اس نے اس اجنبی نوجوان کو مشاعروں اور ادبی محفلوں میں ریاض کی نظمیں اور غزلیں پڑھتے دیکھا۔ پھر جب اس نوجوان سے اس کا تعارف ہوا تو اس نے جانا یہ کھلنڈری طبیعت کا نوجوان ہے، بشاشت اور خوش مزاجی اس کا حصہ ہے اس کا نام ریاض ہے اور ریاض اس کا پسندیدہ شاعر ہے۔

" ہماری پسند میں کتنی یکسانیت ہے!" سیما نے سوچا۔ پھر وہ دھیرے دھیرے ریاض کی باتوں، شاعری اور صبح و شام کی ملاقاتوں کے سہارے اتنی دور نکل آئی کہ اس کی زندگی میں ہر طرف رنگ ہی رنگ بکھر گیا اور خوشبوؤں نے گویا اسے اپنے حصار میں لے لیا۔ اور ان خوشبوؤں اور رنگا رنگ ملاقاتوں نے روایتی عہد و پیمان کی ساری مسافتیں جلد ہی طے کر لیں۔ پورے چاند کی راتوں میں ان کی ملاقاتیں، اور چاند کی طرح دھیرے دھیرے دور تک ویرانے میں نکل آنا کتنا سہانا لگتا تھا ـــ

" ریاض ـــ یہ چاند اور چاند کی یہ دھلی دھلائی پاکیزہ روشنی کتنی فرحت بخش ہے۔"

" کیوں نہ ہو کہ تیرا ہی عکس ہے ان اجنبی بہاروں میں ـــ"

" ہوں ـــ تم میرا مذاق کیوں اڑاتے ہو ـــ۔ خیر جانے دو، ان باتوں کو، آؤ کچھ سنجیدہ باتیں کریں، زندگی کے بارے میں، ہماری اپنی زندگی کے بارے میں کل کے بارے میں اور کل کو سجانے اور سنوارنے کے بارے میں ـــ"

" کون سی باتیں؟ یہ باتیں تو میں ہر لمحہ کرتا ہوں جب تنہا ہوتا ہوں اور حالات یہ کہتے ہیں کہ اپنے بنے خواب کواڑوں کو مقفل کر لو۔ اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا، مگر میں حالات سے سمجھوتہ کرنا نہیں چاہتا، میں تمہاری یاد لیئے اپنے دن رات سجانے لگتا ہوں، اور ـــ"

" ریاض ـــ تم تو ہر لمحہ بس وہی باتیں کرتے ہو، خوابوں اور خیالوں کی باتیں ـــ میں پوچھ رہی ہوں تمہارے کمپٹیشن کا رزلٹ کب آ رہا ہے کیونکہ اب مجھ میں زیادہ انتظار کی تاب نہیں ـــ میں انتظار نہیں کر سکتی ـــ"

" سیما، تم بالکل بچوں کی سی باتیں کرنے لگتی ہو۔ چار چھ ماہ کی مدت کوئی مدت ہے؟ اور پھر اس میں انتظار کی کیا بات ہے، ہم روز ملتے ہیں کیا تمہیں یہ سوچ کر لطف نہیں آتا کہ میں آئی۔ اے۔ ایس ہونے ہی والا ہوں۔ اس کے بعد ہم ہمیشہ کے لیے ایک ہو جائیں گے اور یہ فاصلہ ختم ہو جائے گا ـــ مگر ـــ

مگر ـــ ریاض جب آئی۔ اے۔ ایس ہوتے ہی یہ فاصلہ اور بھی بڑھ گیا۔ کیونکہ ریاض کے والدین نے سوچا، آئی۔ اے۔ ایس لڑکے کیلئے سیما کسی طور پر مناسب نہیں ہے اور شاید ریاض نے بھی سوچا ہو کہ طبقاتی کشمکش سے زندگیاں دراڑیں پڑ جاتی ہیں، اور ـــ اور زندگی کے شب و روز بے رنگ اور بے مزہ ہو جاتے ہیں۔ کہاں آئی۔ اے۔ ایس اور کہاں سیما ـــ!

اور جب سیما نے یہ سنا تو اسے یقین نہ آیا، لیکن زندگی کی ہر حقیقت کی شانِ نزول یہی ہے۔ سچائیاں تو اپنی جگہ

قائم رہتی ہیں۔

اور پھر بفتوں زندگی کے دوراہوں پر، درد و غم کی سوغات لیے وہ بجھی بجھی سی کھڑی رہی، جیسے کسی کا انتظار ہو۔ اور اس کا دل کہتا — پھر کوئی آیا، دل زار نہیں کوئی نہیں —

اور ٹھیک اس دن جب ریاض کی شادی تھی، وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی، اپنی اداس آنکھوں کو دیکھ رہی تھی، اچانک اسے محسوس ہوا جیسے ریاض کہہ رہا ہے، بالکل اس کے پاس آکر کہہ رہا ہے، وہ کوئی جا رہا ہے شب غم گزار کر۔۔

اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا —

کون — ؟ اس نے زور سے پکارا۔

کون — ؟ اسے اپنی آواز لوٹتی اور ٹوٹتی ہوئی سی محسوس ہوئی۔

اچانک اس کی آنکھوں میں غم و غصہ کی لہریں امنڈ آئیں۔ اور دل میں طوفان — دل تو — ہر لحظہ بدلتے عکس کا آئینہ ہے۔۔۔ کبھی انتقام، کبھی صبر، کبھی بے چارگی، کبھی عزم۔ عجیب کیفیت، اور صورت حال میں گھر گئی تھی، وہ — ! پھر اس نے فیصلہ کیا۔ میں بھی آئی اے ایس کے مقابلہ میں بیٹھوں گی۔

"ممی — مجھے کچھ اور مہلت دیجئے، مجھے بھی ہر حال میں آئی اے ایس بننا ہے۔ پھر آپ جہاں چاہیں میری شادی کر دیجئے — "

جب وہ کمپٹیشن کی تیاری میں لگی ہوتی بلکہ تیاری سے زیادہ اپنے عزم اور تقدیر سے لڑ رہی ہوتی تو ایسے لمحے میں بھی اسے لگتا، وہ کسی کا انتظار کر رہی ہے، اور وہ حیرت سے اپنی کیفیت کو سمجھنے کی کوشش کرتی۔ بھلا سب کچھ لٹ جانے کے بعد اس کا دل یہ کیوں سوچتا ہے کہ کھوئی ہوئی جنت کی بازیافت ہو جائے گی۔۔۔ گرچہ واقف ہیں نگاہیں کہ یہ سب دھوکا ہے۔۔۔ پھر ایسا کیوں ہوتا ہے کہ۔۔۔ سانس تھامے ہیں نگاہیں کہ نہ جانے کس دم۔۔۔ تم پلٹ آؤ، گزر جاؤ کہ مڑ کر دیکھو۔۔۔

اور یوں لڑتے لڑتے وہ ایک دن آئی۔ اے۔ ایس کے مقابلہ میں آگئی۔ اور اس دن وہ تکیہ میں منہ چھپا کر خوب پھوٹ پھوٹ کر روئی، جیسے آج وہ اپنا سب کچھ ہار بیٹھی ہے۔

وہ تو ہار ہی چکی تھی، مگر اس کی ممی ہار ماننے پر تیار نہیں تھیں، وہ مسلسل اس کی شادی کی کوشش کر رہی تھیں۔ اور اسے لگتا، جب یادوں کے زخم بھرنے لگتے ہیں، اس کی ممی اس کی شادی کا ذکر چھیڑ کر زخموں کو اسی حالت میں لے آتی ہیں —

مگر زخموں کی خلش کی وہ دھیرے دھیرے عادی ہونے لگی، اور آج شام اس نے ممی کو کہہ دیا تھا کہ وہ چاہیں تو وسیم کے ساتھ رشتہ پکا کر سکتی ہیں — اس نے کہنے کو تو کہہ دیا تھا مگر اس کے اندر ایک طوفان مچا ہوا تھا، اور اس سے لڑنے کی وہ تیاری کر ہی رہی تھی کہ ریاض احمد ریاض کے انتقال کی خبر ریڈیو سے سنی، مگر اس کا اپنا ریاض تو برسوں ہوئے اس کی دنیا سے نکل چکا ہے، اگر وہ زندگی کی دوڑ میں یہ کمزور سا سرا کب تک تھامے رہے گی؟۔۔۔ یہاں کوئی موڑ، کوئی دشت، کوئی گھاٹ نہیں۔۔۔ جس کے پردے میں میرا ماہ رواں ڈوب سکے۔۔۔ ہاں اب بچا ہی کیا ہے۔۔۔ تم نے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو کوئی بات نہیں —

کھڑکی کی سلاخیں تھامے تھامے وہ جانے کہاں کہاں بھٹکتی رہی۔ اچانک خیال آیا، ابھی تو آدھی رات باقی ہے — اچھا سونے کی کوشش کرتی ہوں۔ اس نے اپنے آپ سے کہا اور بستر پر آکر لیٹ گئی۔

دوسرے دن دو اہم کام تھے۔ ایک سرکاری میٹنگ اٹینڈ کرنی تھی۔ اور گھر پر آنے والے مہمانوں کو انٹرٹین کرنا تھا۔

وہ اپنے ذہن پر ایک بوجھ سا لئے جب میٹنگ ہال میں داخل ہوئی تو اسے کافی دیر ہو چکی تھی اور میٹنگ شروع ہو چکی تھی۔ کرسی پر بیٹھتے بیٹھتے اس نے دیکھا دوسرے کنارے پر ریاض بیٹھا اسے دیکھ رہا ہے۔ اسے لگا جیسے وہ کہہ رہا ہو۔۔۔ گر کہیں تم سے ہم آغوش ہوئی پھر سے نظر۔۔۔ پھوٹ نکلے گی وہاں اور کوئی راہ گزر۔۔۔ سیما کے دل میں ایک ہوک سی اٹھی اور اس نے سوچا — ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی ملاقاتوں کے بعد۔۔۔ پھر بنیں گے آشنا کتنی مداراتوں کے بعد۔۔۔ اس کے بعد یہاں وہاں دھواں ہی دھواں تھا۔۔۔ اور اندھیرا بڑھنے اور پھیلنے لگا —

میٹنگ کب ختم ہوئی اور وہ گھر تک کیسے پہنچی اسے نہیں معلوم — گھر میں داخل ہوتے ہوتے اسے یہ ضرور محسوس ہوا کہ گھر میں چہل پہل ہے — جب وہ اوپر اپنے کمرے میں جا رہی تھی تو ممی نے آواز دے کر کہا۔

"بیٹی! ذرا جلدی تیار ہو کر آجاؤ — سبھی لوگ آچکے ہیں۔ وسیم بھی ہیں۔"

اس نے اچانک اپنے دل میں ایک غبار سا اٹھتا محسوس کیا۔۔۔ دیرے منزل دل میں کوئی آیا نہ گیا۔۔۔ یہاں تو ویرانی ہے۔۔۔ ایسے ویرانے میں کسی کو آنے کی وہ کیسے اجازت دے؟

اچانک اس نے کہا — "پلیز ممی — یہ تماشہ بند کرو۔" اس کی آواز میں ایک عجیب سی کڑواہٹ، بے چارگی اور درد تھا۔ پھر وہ تیزی سے اپنے کمرے میں آکر بستر پر اوندھے منہ گر گئی۔

اور اس کے دل نے دھیرے سے پکارا۔

ریاض — !

ریاض — !

اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی —

(پٹنہ سے نشر)

عشرت ظہیر
بنیاد پور
گیا ۸۲۳۰۰۱

شبنم گرنے کی

مجھکو سکندر اور پورس کی جنگ کا منظر یاد آنے لگا جس میں سکندر کی فتح ہوئی تھی اور راجہ پورس ہار گیا تھا — آج بھی کچھ دیر پہلے میرے گھر میں بھی ایک جنگ ہو چکی ہے جہاں کوئی نہ جیت سکا۔ دراصل دونوں کی شکست ہو گئی — اور کئی گھنٹوں کی لڑائی کا انجام یہ ہوا کہ بیوی گھر چھوڑ کر چلی گئی۔ وہ کہاں گئی ہوگی ؟! — کس کے پاس پناہ لی ہوگی ؟! — ایسا کیوں ہوا ؟ اور ایسے ہی نہ جانے کتنے سوالات میرے ذہن میں گونجنے لگے اور جیسے اب مجھے ساری خطائیں اپنی لگنے لگیں اور بیوی کے گھر سے چلے جانے کا غم اور گہرا ہونے لگا —

وہ بھی تو نہیں ہے، میری بیٹی، منی، جس کے میٹھے میٹھے پیار کی گرمی سے ابھی تک میرے گال تمتما رہے ہیں جس کی تتلی اور معصوم باتوں میں کس درجہ محبت ظاہر ہوتی ہے مگر افسوس کہ وہ بھی تو اپنی ماں کے ساتھ نہ چاہتے ہوئے بھی چلی گئی، اور میں پھر سے اکیلا رہ گیا۔

دروازے اور کھڑکیاں بند تھیں، کمرے کے اندر ہو کا سا سناٹا تھا اور میرا اکیلا وجود اپنے آپ سے لپٹا ہوا نہ جانے کیا کیا یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا —

یہ ادھوری زندگی کیا میں گزار سکوں گا ؟! — اپنی بیوی کے بغیر میں زندگی میں کوئی رمق محسوس کر سکوں گا ؟! — اور اپنی چھوٹی سی بیٹی منی جس کے وجود نے ہم دونوں ہی کی زندگی میں رس گھول دیا ہے، اس کی جدائی کیسے برداشت ہوگی اس کی جدائی — ابھی کچھ ہی دنوں پہلے تو اس نے اپنی اٹپٹی زبان میں فرمائشیں شروع کی تھیں۔ اس کی مانگیں پوری کرتے میں کیسی لذت محسوس ہوتی تھی مجھے — جب سے میری زندگی میں منی آئی ہے جیسے تمام رشتوں کی محبت اس میں جذب ہو گئی ہے یہاں تک کہ میری بیوی کو بھی اکثر یہی شکایت رہتی تھی کہ میں اسے ہی چاہتا — شاید میں بیوی کے بغیر کچھ دن رہ بھی لیتا مگر میری بیٹی — اس کے بغیر تو ایک پل بھی گزارنا جیسے دشوار ہو رہا ہے۔ اس وقت دماغ صرف سوچ کی مشین بن چکا ہے۔ نہ جانے کیسے اوٹ پٹانگ خیالات ذہن کو بوجھل کئے دے رہے ہیں — میں اپنے آپ سے باتیں کرتے کرتے تھک سا جاتا ہوں۔ ایک سگریٹ سلگاتا ہوں اور پڑھنے کی میز پر آکر بیٹھ جاتا ہوں: لکھنا، میری کمزوری رہی ہے، پہلے ہی میں کوئی بہت بڑا

آواز

ڈاکٹر مناز انور

رائیٹر نہیں، مگر نہ جانے کیوں قلم کا غذ کے باہمی ربط سے مجھے ایک لذت سی ملتی ہے اور اسی لذت کی خاطر میں کاغذ اور قلم کے وصل کی خاطر آج بھی میز پر بیٹھ گیا ہوں ——

میری اچھی بیوی! میں کیا کروں؟! میں لکھنے کے لیے مجبور ہوں۔ بھلے ہی بیوی یہ تحریر تم تک نہ پہنچے مگر میں لکھوں گا! اور لکھتا رہوں گا تب تک، جب تک کہ میرا دماغ پھٹ نہ جائے، میرا سارا بدن لہو لہان نہ ہو جائے، میرے ہاتھ پیر شل نہ ہو جائیں میری بہت پیاری بیوی! میں اگر زندہ ہوں تو محض اسلئے کہ تمہارے ماتھے پر سہاگ کا ٹیکہ دیکھ سکوں تمہیں بیوہ ہوتا ہوا میں کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتا —— تم کسی طرح کا بھی دکھ اٹھاؤ یہ میں سوچ بھی نہیں سکتا —— پھر آخر یہ جھگڑا کیسا؟ اس غم کا سبب میں کس سے جاکر پوچھوں؟ —— شاید ہم دونوں کی معاشی زندگی؟! اخراجات کی زیادتی اور آمدنی کی کمی؟! —— ٹھہرو! کچھ دن اور —— میں تمہیں بہت ہی خوبصورت زندگی دوں گا — ساری آسائشیں تمہاری قدموں میں بکھیر دوں گا۔ مگر تمہیں ہمت سے کام لینا ہوگا — تم صرف اتنا وعدہ کرو کہ میری منی کو آرام سے رکھوگی!

یہ جھگڑا آج کا نہیں بہت پرانا ہے کہ میں بندھی ٹکی تنخواہ لاتا اور اپنی بیوی کو تھما دیتا — گھر کے سارے اخراجات پورے کرنا اسی کی ذمہ داری تھی۔ اسے مجھ سے یہی شکایت رہتی کہ اس کا بجٹ میرے غیر ضروری اخراجات سے ڈگمگانے لگتا ہے — میں بھی کیا کرتا، خرچ اچانک دبے پاؤں نمودار ہو جاتے —— اے کاش وہ میری مجبوریاں سمجھ پاتی میرے دفتر کے خرچے اس کی سمجھ میں آجاتے تو سارے جھگڑے ہی ختم ہو جاتے اور یہ دن کبھی نہیں آتا کہ محض پیسہ کی وجہ سے اسے گھر چھوڑنا پڑتا — گھر جو صرف اسی کا ہے اُسنے تنکا تنکا جوڑ کر یہ آشیانہ بنایا ہے۔ آج اس کے دل پر ایسی ہی چوٹ لگی ہوگی جو اس نے گھر چھوڑ کر مجھے بھی چھوڑ کر چلا جانا مناسب سمجھا۔ جھگڑوں کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ جھگڑے اپنے آپ ہوا کرتے ہیں — ورنہ یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ مجھے پچاس روپے چاہیئے تھے اپنے آفس کینٹین میں دینے کے لیے —— یہ روپیہ تو وہ ہر ماہ دیا کرتی تھی۔ مگر نہ جانے کیوں آج جیسے ہی کیس سیکشن لانے والے لڑکے سے پچاس روپے واپس لیکے میں نے پھینک کر وہ روپیہ تھوڑے لئے۔ بس اسی بات پر اسے غصہ آگیا اور ایک طوفان برپا ہو گیا میں نے گھبرا کر وہ روپے بھی اس کے سامنے پھینک دیئے اور اس طرح سکندر و پورس سے بھی زیادہ شدید جنگ گھر میں چھڑ گئی —— گھر کی ساری پریشانیوں کا سبب وہ صرف مجھی پر ڈالنے لگی اور وہ زبردست طوفان اٹھا کہ منی بیچاری گھر کے ایک کونے میں سہمی ہوئی سارا تماشہ خاموش دیکھتی رہی — اور انجام یہ ہوا کہ میری بیوی نے اپنا سوٹ کیس بھی تیار کر لیا اور گھر چھوڑ کر جانے کی دھمکی دینے لگی ——

مجھے غصہ تھا تو صرف اس بات کا کہ گھر تمہارا ہے پھر اسے چھوڑ کر جانے کے کیا معنی؟ —— کیا ایسی لڑائیاں پہلے کبھی نہیں ہوئیں؟ پھر آج گھر سے جانے کا کیا مطلب؟ مجھے ویسے بھی غصہ میں گھر سے عورت کا نکلنا پسند نہیں۔ میں بھی خاموش بیٹھا سارا تماشہ دیکھتا رہا اور روکنے کی کوشش بھی نہ کی —— میں نے غصہ میں ایک سگریٹ سلگا لیا۔ اسے میرا سگریٹ پینا سخت ناپسند تھا —— سگریٹ کے کش پورے کمرے میں دھواں پھیلا رہے تھے اور وہ غصہ میں اور بھی آگ بگولہ ہوتی جا رہی تھی —— مگر اب زبانیں بند ہو چکی تھیں —— شکوہ شکایت طعنے تشنے ختم ہو چکے تھے — گھن گرج اور طوفان کے بعد اب مکمل سکوت تھا مگر اندر ہی اندر ایک ایسا لاوہ پھوٹ رہا تھا جو کسی اور طوفان کا پیش خیمہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کی تیاری پوری ہو چکی تھی — ایک ہاتھ میں سوٹ کیس اور دوسرے ہاتھ سے وہ منی کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر نکل گئی اور ٹیکسی میں بیٹھ کر نہ جانے کہاں چلی گئی —— میں یہ سارا منظر خاموش دیکھتا رہا —— اور جب ٹیکسی بھی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی تو دل سمندر کی بے پناہ گہرائیوں میں ڈوبنے لگا اور میں زور زور سے سانسیں لینے لگا۔

وہ کہاں جا سکتی ہے؟ اپنے ماں باپ کے پاس کیا وہ یہ سب کچھ کہدے گی؟ —— مگر نہیں، وہ خود کہا کرتی تھی کہ اپنا گھر چھوڑنے کے بعد ہر جگہ اپنی ہوتی ہے۔ اسے کوئی بھی سہارا نہیں دے سکتا یہاں تک کہ اپنے ماں باپ بھی —— اگر انھیں یہ پتہ چل جائے کہ بیٹی ان کے گھر دن کاٹنے آئی ہے تو وہ بھی ذلت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

میری گھبراہٹ بڑھنے لگی — منی کیا کر رہی ہوگی — اب تو شام ہو گئی ہے۔ یہ منی کے سونے کا وقت ہے۔ وہ تو بڑے آرام سے پہلے پہلے صاف ستھرے بستر پر خوب کروٹیں لے کر سوتی ہے —— میں سوچتے سوچتے جیسے پریشان سا ہو جاتا ہوں اور اپنی جگہ سے اٹھ کر گھر سے نکلنا چاہتا ہوں مگر میرے پیر برف کی طرح جم چکے ہوتے ہیں۔ میری نگاہیں دیوار پر لٹکے ہوئے فریم میں لگی ہوئی تصویر پر جم جاتی ہیں جس میں میری اور میری بیوی کی مسکراتی ہوئی تصویر ہے اور ہم دونوں کے درمیان منی کا مسکراتا ہوا چہرہ ہے۔ یہ خوشی، یہ اطمینان اور یہ راحت —— کاش! میری زندگی بھی اس تصویر کی طرح خوشیوں کی جھرمٹ میں مگن ہوتی —— میں پھر پریشان ہونے لگتا ہوں اور بیوی سے کہیں زیادہ اپنی بچی کی یاد مجھے ستانے لگتی ہے۔ ہم دونوں لڑیں جھگڑیں روٹھیں بگڑیں مگر اس بیچاری چھوٹی سی جان کو کیوں پریشان کرتے ہیں۔ ہم دونوں کے چہروں پر مسکراہٹیں دیکھ کر منی کا چہرہ بھی کھل اٹھتا اور جب کبھی ہم دونوں میں سے کسی کو بھی وہ اداس دیکھتی تو وہ بھی افسردہ ہو جاتی۔ اور جب کبھی غصہ اور لڑائی کا ماحول ہوتا تو وہ بے تحاشہ رونے لگتی۔ سوچتے سوچتے پھر ذہن ان لوگوں کے بارے میں سوچنے لگتا۔ اتنے خراب موڈ میں وہ کہاں گئی ہو گی —؟ اسے جاکر تلاش بھی کریں تو کہاں؟ —— میرا دل پھر ڈوبنے لگا اور اپنے بیوی اور بچوں کو یاد کر کرکے اور بھی اختلاج ہونے لگا — مجھے لگا کہ جیسے ساری خطا میری تھی — مجھے وہ پچاس روپے اپنی بیوی سے مانگ کر لینے چاہئیں تھے۔ وہ اگر روپیہ پیسہ پر روک لگاتی ہے تو اپنے گھر کے فائدہ ہی کے لیے تو ایسا کرتی ہے۔ سوچ کر ایک اونچا پہاڑ میرے گرد اٹھنے لگا اور میں جیسے اس میں دھنستا چلا جا رہا تھا کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی اور میرے خیالات منتشر ہونے لگے —— میں اپنی جگہ سے پھر بھی نہ ہلا۔ میں نے تو اس کے جانے کے بعد سے اب تک دروازہ بھی بند نہیں کیا تھا۔ جو ہوگا اپنے آپ اندر آجائے گا — اتنے میں میرے ایک دوست جاوید مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے میں نے بھی زبردستی مسکراتے ہوئے ہاتھ ملایا۔ جاوید نے میرا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر میری خیریت پوچھی۔ میں نے بھی دبی ہوئی آواز میں کہدیا ہاں کچھ طبیعت کچھ ٹھیک نہیں، منی اور اس کی ممی بھی ذرا باہر گئی ہوئی ہیں —— کچھ دیر تک جاوید ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے اور پھر خود ہی اٹھ کر ٹی وی کھولدی —— امریکہ میں ہونے والے فیسٹول آف انڈیا کی رپورٹ دکھائی جا رہی تھی۔ جاوید مجھ سے بے نیاز ہو کر ٹی وی کے مناظر میں مست ہو گئے ——

مجھے پھر منی یاد آنے لگی —— اس پروگرام کو وہ کتنے شوق سے دیکھتی تھی اور کتنے سوال کرتی تھی — میں جتنا اسے سمجھاتا تھا اتنے ہی اس کے سوالات بڑھتے جاتے تھے — مجھے اس کی ماں سے زیادہ منی یاد آنے لگی۔ نہ جانے وہ اس وقت کہاں ہو؟ کس حال میں ہو؟ ایسا نہ ہو کہ بہت دنوں تک نہ دیکھ پانے کی وجہ سے وہ مجھے بھول جائے۔ اور جب دیکھے تو پہچان بھی نہ سکے —— یہ سوچتے سوچتے میری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے — مجھے اپنی بیوی پر غصہ کے ساتھ ساتھ پیار بھی آنے لگا اور پھر کبھی نہ جھگڑنے کی قسم کھانے لگا۔

سڑک کا شور اپنی جگہ تھا۔ سواریاں اسی طرح آجا رہی تھیں۔ ایک ٹیکسی کے ہارن کی آواز مجھے قریب سے آتی سنائی دی۔ پل بھر کو مجھے ایسا لگا جیسے میری آنکھوں سے ٹپکے ہوئے آنسو شبنمی قطروں میں بدل گئے ہوں اور ایک کھنک کے ساتھ ان کی آواز سنائی دینے لگی۔ میرے پیروں میں اب حرکت سی ہونے لگی: ہارن پھر بجا اور جیسے مجھے وہ آواز منی کی لگنے لگی —— میں تیزی سے اٹھ کر کھڑکی کے پردے کھول دیتا ہوں اور مجھے صاف نظر آرہا تھا کہ نیچے سڑک پر وہی ٹیکسی رکی ہوئی ہے جس میں میری بیوی اور بچی مجھے بے سہارا چھوڑ کر چلے گئے تھے منی ٹیکسی سے اتر چکی تھی اور میری بیوی پرس کھولے میٹر کے پیسے دے رہی تھی۔ یہ وہی پچاس روپے تھے جن کا سارا جھگڑا اٹھا تھا۔ دونوں کی نظریں ٹکرائیں ندامت اور شرمندگی آمیز مسکراہٹ دونوں کے چہروں پر پھیل گئی۔ اور ایسا لگا جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

(بزم خواتین سے نشر)

ڈاکٹر مناز انور
۵۷ - بیر سرائے نئی دہلی ۱۱۰۰۱۶

سائنس و زراعت

خصوصی صفحہ

تحریر و ترتیب: عزیز انصاری

زراعت کے لیے آج بھی خریف اور ربیع یہ دو موسم ہی اہم سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی آمد سے ڈیڑھ دو ماہ قبل ہی ان کے استقبال کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ کسان فصلوں کے بہترین بیج اور عمدہ کھاد کی تیاری میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ادارے کسانوں کو یہ بتانا شروع کر دیتے ہیں کہ ان بیجوں سے زیادہ سے زیادہ پیداوار کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے کسانوں تک یہ جانکاری پہنچانے کے کئی طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے انھیں بار بار مطلع کیا جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بک لیٹ اور ہینڈ بل چھپا کر تقسیم کیے جاتے ہیں۔ فیلڈ میں کام کرنے والے سائنسداں اور گرام سیوک گاؤں گاؤں اور کھیت کھیت گھوم کر یہ جانکاری کسانوں تک پہنچاتے اور سمجھاتے ہیں۔

ایک طریقہ اور استعمال کیا جاتا ہے اور وہ ہے سیمینار اور نمائشوں کا انعقاد۔ زراعت سے متعلق ہر ادارہ دونوں موسم سے قبل اس طرح کے پروگرام انجام دیتا ہے۔ ان میں کچھ پروگرام ایسے ہوتے ہیں جن میں بلاک اور ضلع کے کسان حصہ لیتے ہیں۔ کچھ پروگرام ایسے ہوتے ہیں جن میں پورے صوبے کے کسان حصہ لیتے ہیں اور بہت کم پروگرام ایسے ہوتے ہیں جن میں تمام ملک کے کسان حصہ لےکر فیضیاب ہوتے ہیں۔

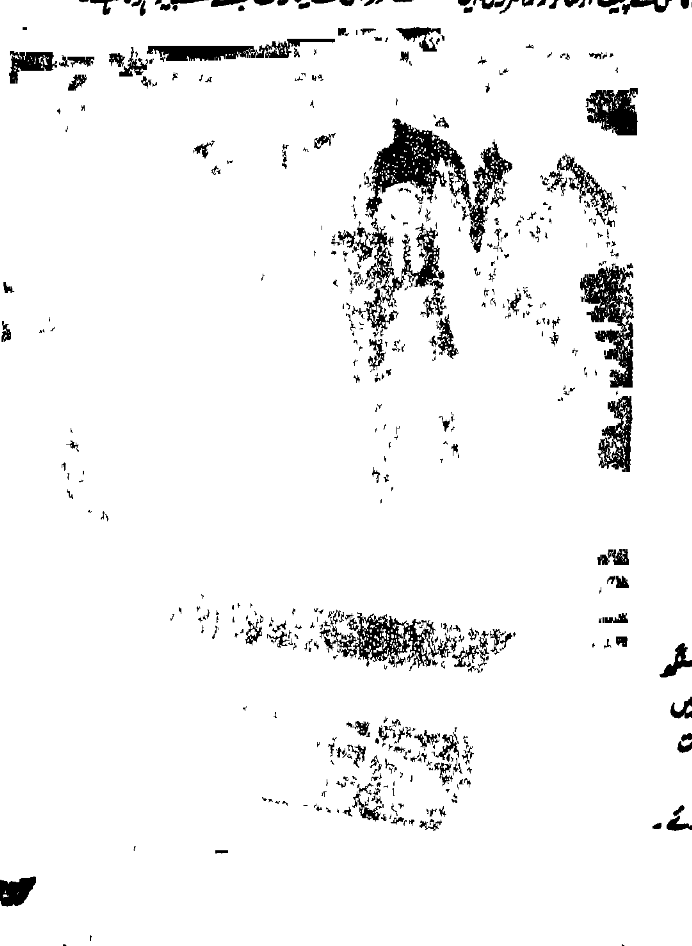
انڈین ایگریکلچر ریسرچ انڈین انسٹی ٹیوٹ دہلی (پوسا) نے ۱۲۔۱۳۔ اور ۱۴ مارچ ۱۹۸۹ء کو ایک ایسی ہی نمائش کا اہتمام کیا جس میں جموں کشمیر، گوا، مدھیہ پردیش، راجستھان، اترپردیش، بہار، آندھرا پردیش، تامل ناڈو، کیرل اور ہریانہ کے قریب دو ہزار کسانوں نے شرکت کی۔ زراعت سے متعلق ہر طرح کی نئی ایجاد کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور سمجھا۔ سائنسدانوں کی باتیں سنیں اور اپنی مشکلات ان کے سامنے رکھیں۔ ان سے بحث مباحثہ کیا۔ کھیتوں پر جاکر نئی قسموں کی کھیتی اور فصلوں کو دیکھا۔ زراعت کے کام میں آنے والی جدید ترین مشینوں کا معائنہ کیا۔ سولر کوکر اور سولر انرجی سے چلنے والے آلات اور دیگر کئی چیزوں کو دیکھا اور سمجھا۔ اپنے کھیتوں سے لائی گئی مٹی اور پانی کی فری جانچ کروائی۔ کسی پودے میں اگر کوئی بیماری یا کوئی کیڑا کسانوں کی سمجھ میں نہ آسکا تو اس کا بھی نمونہ کسان اپنے ساتھ لائے اور سائنسدانوں سے اس کے اور اس کی روک تھام کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ فصلوں کی نئی قسموں کے بیج خریدے وغیرہ وغیرہ کئی اہم کام وہ صرف اس نمائش میں گھومتے پھرتے ہی انجام دینے میں کامیاب ہو گئے۔

۱۲ مارچ ۸۹ کو اس نمائش کا آغاز کرتے ہوئے سردار بوٹا سنگھ وزیر زراعت اور گرام وکاس حکومت ہند نے کہا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے زراعت میں کافی ترقی کی ہے۔ کسی زمانے میں ہم غیر ممالک سے اناج اپنی بھوک مٹانے کے لیے حاصل کیا کرتے تھے لیکن آج دنیا کے کئی دیگر ممالک کو ان کی بھوک مٹانے کے لیے اناج مہیا کر رہے ہیں۔ یہ پیداوار اور زیادہ ہو سکتی ہے اگر ہم اپنے ذرائع کا بھرپور استعمال کریں۔ یونیورسٹی اور دیگر اداروں کے کھیتوں پر تو فصل کی پیداوار ۲۵۔ ۲۷ کوئنٹل آتی ہے لیکن کسان کے کھیت پر اسی فصل کی پیداوار ۷۔ ۸ کوئنٹل رہ جاتی ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ہمیں کسانوں کے کھیت سے بھی اتنی پیداوار حاصل ہونا چاہیے۔ خشک زمین میں اچھی کھیتی کے سائنس کا پھیلاؤ کرنا چاہیے تب ہی ہم دلہن اور تلہن کی فصلوں سے زیادہ پیداوار حاصل کر سکیں گے۔

اس نمائش کا اہم مقصد بھی دلہن اور تلہن فصلوں سے زیادہ پیداوار حاصل کرنا تھا۔ اس نمائش کے چیف آرگنائزر ڈاکٹر ایس۔ ایل سنگھ نے بتایا کہ ۱۹۶۵ء سے اس طرح کی نمائشوں کا انعقاد یہاں پوسا میں کیا جا رہا ہے۔ ہر نمائش کا اپنا ایک خاص مقصد ہوتا ہے۔ کبھی نئے بیج اور ان سے زیادہ پیداوار حاصل کرنا، کبھی کیڑے مکوڑوں پر کنٹرول، کبھی سینچائی کے پانی کا انتظام، کبھی زراعت میں استعمال ہونے والی جدید مشینیں وغیرہ کئی اہم مقاصد کو لےکر اس نمائش کا انعقاد ماضی میں کیا جا چکا ہے۔ اس سال ہم دلہن اور تلہن کی پیداوار بڑھانے میں مصروف ہیں اور کسانوں کی بھی ساری توجہ ہم اسی طرف مرکوز کرنا چاہتے ہیں۔ ملک کے کئی صوبوں سے کسان یہاں آئے ہیں۔ ان کے ساتھ فیلڈ آفیسرس اور گرام سیوک بھی ہیں سبھی دیکھ اور سمجھ رہے ہیں۔ یہ ساری جانکاری ان کے اپنے گاؤں کے دیگر کسانوں تک بھی پہنچے گی۔ اس لیے ہمیں امید ہے کہ تلہن دلہن کی فصلوں کی پیداوار میں ضرور اضافہ ہوگا۔

پانچ ایکڑ کے میدان میں پھیلے رنگ برنگے شامیانوں اور دوکانوں میں طرح طرح کی نئی چیزوں سے سجی اس نمائش میں گاؤں کی عورتوں نے بھی حصہ لیا۔ ان کے پروگراموں میں عورتوں کی کوئز اور ڈیبیٹ "کیا نوکری ہی سکشا کا آدرش ہے" اہم پروگرام تھے۔ ان میں کامیاب عورتوں اور لڑکیوں کو سلمہ آغا کے ہاتھوں سے انعام دلوائے گئے۔

۱۴ مارچ کو تقریباً ۷۰ ممبران پارلیمنٹ بھی انھیں نمائش کو دیکھنے اور نئی تکنیک کو سمجھنے پوسا پہنچے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس طرح کی نمائشوں سے زراعت کی پیداوار بڑھانے میں مدد ملتی ہے۔ لیکن ایک اور اہم فائدہ ملک کو ہوتا ہے اور وہ ہے ایکتا اور اتفاق باہمی کا جذبہ جو ایک دوسرے سے ملنے اور ان کے خیالات سمجھنے سے پیدا ہوتا ہے۔



شری بوٹا سنگھ نمائش میں زرعی آلات کا معائنہ کرتے ہوئے۔

آپ کی رائے

محترمی! آداب

"آواز" کے ۱۶ فروری ۱۹۸۶ء کے شمارے میں ایک مضمون "ادب میں کون اہم — فرد یا سماج" کے عنوان سے چھپا ہے۔ یہ قابل مصنف ڈاکٹر غلام رسول مکرانی کی فکر بلیغ کا گراں قدر عطیہ ہے۔ بلا شبہ قابل مصنف نے ایک وسیع اور غور طلب موضوع پر اختصار کے ساتھ ایک سیر حاصل بحث کی ہے۔ تاہم مضمون اور پھر نفس مضمون کو بغور پڑھنے کے بعد جو بات قاری کے من میں کھٹکتی ہے وہ ہے عنوان کا نفس مضمون کی صحیح نشاندہی نہ کرنا۔ خاص کر ادب اور فرد کا جو مفہوم عنوان کی تثلیث (ادب۔ فرد۔ سماج) سے قاری کے ذہن نشین ہوتا ہے۔ وہ نفس مضمون میں انہیں الفاظ پر صادق نہیں آتا۔

ادب، تصنیف، تالیف یا تنقید کی ایک ایسی تخلیق ہے جس کی دلکشی اور عظمت اس کی حسن ہئیت اور جذباتی تاثر میں مضمر ہوتی ہے۔ اور فرد، کسی بھی ایک آدمی کو کہا جاتا ہے۔ مضمون کی ابتداء میں فرد اور سماج کا جو تعلق "مہذب دنیا" میں یا "انسانی زندگی" میں بتلایا گیا ہے وہ ہر اعتبار سے صاف اور صحیح ہے لیکن اس کو جب "ادب کے آئینہ" میں پرکھنے کی باری آتی ہے تو ادب، ادب کا پس منظر اور فرد، ادب کا تخلیق کار یا ادیب سمجھا جانے لگتا ہے۔ یعنی اب موضوع بحث یہ رہ جاتا ہے کہ ایک ادبی تخلیق کس کے رنگ سے زیادہ نکھر اٹھتی ہے فنکار کے یا سماج کے۔ بالفاظ دیگر ادب کی تشکیل و آراستگی میں کون زیادہ سریع التاثیر ہے۔ فنکار اپنی داخلی (جبلی) صلاحیتوں، نفسیات، تخیل، وجدان، مشاہدوں اور تجربوں سے یا سماج (دوسری خارجی آثار سے قطع نظر) اپنے پشتہا پشت سے چلے آ رہے یا موجودہ ماحول کے زیر اثر خود ساختہ انداز فکر طور طریقہ اور رسم و رواج اور مستحکم قدامت پسندی سے مسلح۔

اور قابل مصنف کے اپنے الفاظ میں اس بحث سے حاصل کلام یہ ہے کہ ادب کی تخلیق ایک فنکار کا ذاتی عمل سہی، مگر وہ خارجی اور سماجی آثار سے فطری طور پر مربوط ہوتا ہے۔"

یس عمر شریف

نمبر ۲۔ ۵ مین روڈ۔ (نزد کوراپکوان تھیٹر)
نیو گورو د اپن پالیہ۔ تا ورکیرے پوسٹ۔ بنگلور

مکرمی۔ آداب و نیاز!

رسالہ آواز ماہ فروری نظر نواز ہو کر کاشف احوال ہوا۔ اس بار احمد آباد سے جو غزلیں نشر ہوئی ہیں وہ نہایت ہی پُر درد اور معنی خیز ہیں۔ تمام شعراء نے اپنے جذبات کا اظہار اپنی غزلوں میں کیا ہے۔ رسالہ آواز میں جو غزلیں ہوتی ہیں وہ کافی معیاری اور پر معنی ہوتی ہیں۔ اس بار مجھے افسانے اچھے نہیں لگے۔ اس پرچہ کی جان غزلیات ہیں۔

اس سے پہلے بزرگان دین اور اولیاء کے حالات زندگی اور کارنامے آواز میں پڑھنے کو ملتے تھے مگر اس بار نظر نہیں آئے۔ آپ سے میری گزارش ہے کہ اقوال زریں اور بزرگوں کے حالات سے بذریعہ آواز ہماری تشنگی بجھائیں۔

عبدالحق انصاری راینچوی
ہنڈیڑی نزد مدینہ مسجد جی ٹی روڈ۔ رانچی

۱۴ رفروری کا شمارہ جس کا سرورق کلاسیکل رقاصوں کی قلمی تصویر سے مزین ہے کچھ کچھ اچھا لگا۔ اس پر خاص توجہ دیں۔

احمد آباد سے لی گئی غزلوں میں عاشق القادری صاحب کی غزل بے حد اچھی لگی۔ تمام تحریریں سنجیدہ مطالعہ کی مستحق ہیں۔

شعر و ادب کے ساتھ سائنسی مضامین کو بھی ترجیح دیں اس لیے کہ اکثر آواز میں سائنسی مضمون بہت کم پڑھنے کو ملتے ہیں۔ "شخصیات و شعر و ادب" (سلسلہ) "بھلائے نہ بنے" کافی دلچسپ اور شمارہ کی جان ہوتے ہیں۔ انھیں برقرار رکھئے۔ ایسی تحریریں کسی اور رسالہ یا پرچے میں نہیں ملتیں۔

آواز میں جگہ پانے والے ڈرامے بھی کافی دلچسپ و دل موہ لینے والے ہوتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کبھی کبھی اتنے بور ڈرامے بھی شائع ہوتے ہیں کہ جن کے پڑھنے کے بعد کسی اور ڈرامے کو پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔ اس مرتبہ نفیس صدیقی کا تحریر کردہ ڈرامہ "ایک سراپا درد" بے حد متاثر کر گیا۔ اس سے قبل بھی ان کا ایک ڈرامہ یکم اگست ۱۹۸۵ء کے شمارہ میں بعنوان "ہلچل کے اس پار" پڑھا تھا جو اچھی طرح آج بھی میرے ذہن پر نقش ہے۔ ان کے ڈراموں میں ناکام حسرتوں، ادھوری آرزوؤں، دل شکستہ ارمانوں کے باوجود بلند حوصلہ لئے زندہ رہنے والے کردار بے حد متاثر کن ہوتے ہیں۔ خدا کرے زور قلم اور زیادہ! اچھے ڈرامے تخلیق کرنے پر میں انھیں آواز کے ذریعہ مبارکباد دیتا ہوں۔ قبول فرمائیں اور آپ کو بھی اس لیے کہ اتنی اچھی تحریروں کا آواز میں انتخاب آپ ہی کی کاوشوں کا تو ثمرہ ہے۔

سال ۱۹۸۶ء کا کیلنڈر موصول ہوا۔ عنایت کے لیے شاکر ہوں۔ آواز کی اشاعت میں تاخیر نہ ہو تو مستقل پڑھنے والوں پر نوازش ہوگی۔

صادق کرمانی
روضۂ شیخ۔ گلبرگہ (کرناٹک)

"آواز" یکم مارچ کا شمارہ موصول ہوا۔ گٹ اپ جاذب نظر ہے جہاں مختلف رنگوں کے نقوش رنگیں میں وہی تصویریں بنائی گئی ہیں جن میں ہمارے ہندوستانی کلچر، یہاں کے لوگ، ان کے پیشے اور ان کے ذوق لطیف کی سندر ترجمانی کی گئی ہے۔

افسانوں میں 'اخبار کی ایک سرخی' اور 'شناخت' نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ اس لیے ان کے فنکاروں کو میں مبارکباد پیش نہ کروں تو بڑی ناانصافی ہوگی۔ واقعی عبید عمر صاحب نے 'انا' کے مفہوم کو انانیت کی روشنی میں پیش کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ انا پسند لوگ کتنے غیرت مند ہوتے جو اپنی انانیت اور انفرادیت کو مجروح و سرنگوں کبھی ہونے نہیں دیتے۔ لہذا یہ افسانہ عصری حقیقت کا بھی ترجمان ہے۔ افسانہ "شناخت" بھی اپنے اندر بڑی حقیقت رکھتا ہے اور جو پڑھنے کے بعد خاصے غور و فکر کی ہمیں دعوت دیتا ہے۔ جہاں ظفر ہاشمی صاحب نے زمانے کی ایک تلخ حقیقت کو بڑے ہی موثر انداز میں پیش کیا ہے اور افسانے کے اختتام پر ایک المناک سوالیہ نشان چھوڑ گئے ہیں! — وہ یہ کہ ایک عورت جو قسمت کی ماری ہوتی ہے لوگوں کی بوالہوسیاں اس کی کوکھ میں ایک بچہ ڈال دیتی ہیں۔ پھر وہ بچے کو جنم دے کر فوت کر جاتی ہے اور وہ معصوم بے گناہ لاوارث ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پانی پلانے والی عورت پوچھتی ہے "اور یہ زندہ بچہ" لیکن احمد داؤد گری ہوئی اور ذلیل نظروں سے اسے گھورتا ہے اور اپنے یتیم خانہ میں اس بچہ کو رکھنے سے صاف انکار کر دیتا ہے: "اس امر پر ہم اپنا خیال پہلے ہی ظاہر کر چکے ہیں۔ کوئی گنجائش نہیں۔" بس اسلئے کہ وہ بچہ مخلوط نطفہ کا گوشت پوست ہے! لیکن ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ مخلوط نطفہ آئے کہاں سے! دین کس کی ہے — دراصل یہی وہ مقام ہے جہاں قاری پوری طرح متاثر ہوتا ہے۔ اور قارئین کے آگے ظفر ہاشمی صاحب ایک سوالیہ نشان چھوڑ جاتے ہیں!؟

اس بار اردو سروس سے طرحی غزلیں ہمیں بہت پسند آئیں۔ خاص طور سے پرویز صدیقی صاحب، انور حسین انور صاحب، ڈاکٹر گلشن بجنوری صاحب اور کرن احساس صاحب نے ہمیں پوری طرح محظوظ کیا ہے۔ ان لوگوں کے شاعرانہ رکھ رکھاؤ میں ایک نیا حسن اور انتخاب لفظیات میں ایک خاص التزام دیکھنے کو ملے ہیں۔ لہذا میں ان اشعار کو درج کرنا چاہوں گا جو ہماری ڈائری کی زینت بنے ہیں۔

یہ سوچ کے مہماں کی دستک نہ ہو شاید
مفلس نے یوں دروازے پہ آکر نہیں دیکھا

پرویز صدیقی

اے مجھ کو قناعت کے دیئے بخشنے والے
تو نے کسی سے کو ابھی کھو کر نہیں دیکھا

انور حسین انور

بٹتا ہے جہاں شام کو اشکوں کا تبرک
اس شہر کے لوگوں نے وہ ہی گھر نہیں دیکھا

ڈاکٹر گلشن بجنوری

۱۶ر اپریل ۱۹۸۶ء

دھرتی کی طرح اس کے ہر اک ظلم سہے ہیں
شبنم کی طرح اشک بہا کر نہیں دیکھا
کرن احساس

"سلسلہ شخصیات شعر و ادب" میں مولانا شبلی نعمانی بحیثیت نثر نگار اپنی نوعیت کا اچھا مقالہ ہے جو ہماری معلومات میں مزید اضافہ کے لیے معاون ہے۔ ایم شہباز صاحب نے "اردو شاعری میں موسم بہار" کا ذکر حسین پیرائے میں کیا ہے۔ جسے پڑھ کر ہم اس وقت کی رنگینیوں اور سرمستیوں سے ہم آغوش ہو لیتے ہیں۔

آفتاب عالم زکی (بی۔ اے)
شاہی خانہ، کے بی روڈ، صاحب گنج (بہار)

۱۹۸۶ء کا کلینڈر موصول ہوا بےحد شکریہ۔ "آواز" یکم مارچ تھوڑی دیر سے ملا شاید ڈاک کی گڑبڑی رہی ہوگی۔ اس شمارے میں شاعری کا گوشہ پسند آیا۔ اردو سروس کے "نئی نسل نئی روشنی" پروگرام کی نشر شدہ غزلیات میں ہر طرح کا رنگ موجود ملا۔ سنجیدہ اشعار میں مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مثلاً کرن احساس صاحب کا شعر ؎

پھولوں کی طرح ہے تمہیں ہنسنے کی تمنا
پھولوں کا مگر اس نے مقدر نہیں دیکھا

تو دوسری جانب ناشر نقوی صاحب کے ایک شعر نے بہت متاثر کیا۔

معصوم تبسم نے ترے توڑے ہیں پیکان
تجھ جیسا مجاہد علی اصغر نہیں دیکھا

اور ساتھ ہی پاپولر کے مزاج میں ڈوبے ہوئے حقیقت پسندانہ اشعار میں سنجیدگی کی ادا بہت خوب ہے۔

ہے میری نگاہوں پہ عیاں سب کی حقیقت
رہزن نہیں دیکھا ہے کہ رہبر نہیں دیکھا

نثر میں مضامین خوب سے خوب تر تھے۔ "صحافت کے فرائض" ہمیں بہت زیادہ پسند آیا۔ صحافت کے فرائض بہت طویل ہوتے ہیں اور موجودہ دور میں عوام پر ہر طرح کے خیالات (اچھے یا برے) صحافیوں کی نظر عنایت پر منحصر ہو گئے ہیں اس لئے ایمانداری (جو عنقا ہوتی جا رہی ہے) سے اپنے واقعات و حالات کو اخبار یا رسالے میں شائع کرنا چاہتے ہیں جس سے اعلیٰ اقدار میں اضافہ ہو اور کسی کی دلآزاری نہیں ہو۔ بعض صحافی اپنے رسالوں میں محض کسی سے مروت اور تعلقات کی بنا پر اس طرح کا مواد شائع کر دیتے ہیں جس سے کسی خاص طبقہ یا کسی جگہ کے عوام کی غلط عکاسی ہو جاتی ہے اور پھر جب غلط باتوں کی تردید یا تصحیح کی جاتی ہے تو وہ اخبار یا رسالہ اس کو کہیں جگہ نہیں دیتا کیونکہ وہ اپنے تعلقات غلط بیانی کرنے والے شخص سے خراب نہیں کرنا چاہتے۔ اس طرح کی صحافت معاشرہ کو خراب کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ سنوارنے میں نہیں۔ عاصم واحدی صاحب کو بہت بہت مبارکباد۔

"لمحوں کی سرگم" محمود ہاشمی صاحب کا یہ نئے سال پر سامعین کے لیے بہترین تحفہ تھا اب خود ہم نے پڑھا تو ایک ایک لفظ علامتی افسانہ نگار۔ ہاشمی بھیا تو کلید ادب ہیں جن کے یہاں گنجینۂ اردو ادب موجود ہے۔ ہم سامعین اور قارئین دونوں حیثیتوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ پینگوئن پرندے کے متعلق پُر لطف معلومات ملیں۔ "ادب کا مطالعہ خواتین کو روشنی بخشتا ہے" اچھا تھا تاہم موصوفہ نے چند مثالیں بھی ایسی خواتین کی پیش کی ہوتیں جنھوں نے معاشرہ کو اپنی علم کی روشنی میں بدل دیا ہے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ آج روشنی کی تیز کرن میں جہیز کی لعنت کو اکھاڑ پھینکنا عورت کے ادبی مطالعہ سے بخشی ہوئی روشنی میں نیک قدم ہوگا۔ افسانوں میں "اخبار کی ایک سرخی" بہترین افسانہ ہے۔ انسانیت کا خون کس طرح کیا جا رہا ہے، بہت خوب پیش کیا ہے۔

شاہانہ نسرین درود تقی
رامپور (یوپی)

یکم مارچ ۱۹۸۶ء کا شمارہ نگاہ سے گزرا۔ میں ادھر چند مہینوں سے آواز کا ہر شمارہ ضرور پڑھتا ہوں خاص طور سے وہ شمارہ جس میں صحت و بیماری کے متعلق جو مضامین ہوا کرتے ہیں۔ اس بار ڈاکٹر مشرف علی صدیقی صاحب کا تحریر کردہ مضمون "پانی کی آلودگی اور عام زندگی" اور عزیز انصاری صاحب کا "گندے پانی کا مسئلہ صاف ستھرا حل" بےحد پسند آیا۔ ان دونوں صاحبان کو میری طرف سے مبارکباد۔ اور امید کہ اسی طرح کا پروگرام دیتے رہیں گے۔

اور آپ سے گزارش ہے کہ ایسے مضامین کی اشاعت ضرور کیا کریں گے تاکہ عوام الناس بھی خواص کے ساتھ بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔ خداوند قدوس سے دعا ہے کہ آپ کا رسالہ "آواز" اور زیادہ سے زیادہ مقبول خاص عام ہو۔

حکیم محمد مجاہد قاسمی
یونانی شفاخانہ پھلواری شریف پٹنہ

"آواز" کا مطالعہ پچھلے پانچ برس سے کر رہا ہوں۔ یہ میرے پسندیدہ رسائل میں سے ایک ہے۔ اس میں شائع شدہ زیادہ تر تخلیقات کافی معیاری ہوتی ہیں۔ میرے خیال میں 'آواز' واحد رسالہ ہے جو اپنے قارئین کو زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے خوشی کی بات یہ ہے کہ 'آواز' کے ہر دوسرے یا تیسرے شمارے میں اردو ادب کے درخشندہ ستاروں کی تخلیقات پڑھنے کو مل جاتی ہیں۔

اس وقت 'آواز' یکم مارچ کا شمارہ میرے سامنے ہے۔ اس میں برصغیر کے نامور ادیب جناب جوگیندر پال کا افسانہ "پرائی" شامل ہے جو کہ ایک اچھوتا انداز لئے ہوئے ہے۔ میں نے یہ افسانہ موصوف کی آواز میں ریڈیو پر بھی سنا تھا۔ اب اسے خود پڑھ کر مزید لطف آیا۔

میں ایم اے اردو کا طالب علم ہوں۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ "آواز" میں زیادہ تر تحقیقاتی مضامین شائع کیا کریں جو طلبا کے لیے مفید ثابت ہوں۔ مثلاً مذکورہ بالا شمارے کے مضامین "صحافت کے فرائض" "اور شبلی بحیثیت نثر نگار" وغیرہ۔

آخر میں فرزانہ صاحبہ (بمبئی) کی رائے سے اتفاق کرتا ہوا آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اردو سروس نئی دہلی کے اراکین کا تعارف مع تصویروں کے کرائیں کیونکہ "آواز" کے بہت سے قارئین اس کے خواہشمند ہیں۔

ایم۔ انوار انجم
برابیڑہ سٹریٹ، منڈی گیٹ مالیر کوٹلہ ۱۴۸۰۲۳ (پنجاب)

یکم سے ۱۵ مارچ کا شمارہ پڑھا، بےحد پسند آیا۔ رسمی طور پر میں "آواز" کی تعریف کا قائل نہیں لیکن حقدار کو حق نہیں دینا سراسر ناانصافی ہوگی۔ اس بار اردو سروس سے طرحی غزلیں دیکھنے کو ملیں اور ایک ہی نشست میں پڑھ گیا۔ خاص طور پر اعجاز الدین پاپولر صاحب کے دو شعر بہت پسند آئے۔

دل میں نہ جس شخص کے کرسی کی محبت
اس دور میں ایسا کوئی لیڈر نہیں دیکھا
آؤ تمہیں پھولوں کا مفہوم بتاؤں
لٹکا ہوا شاخوں میں چقندر نہیں دیکھا

اس شمارے میں شامل یوں تو تمام تخلیقات ہی معیاری ہیں لیکن مجھے سب سے زیادہ ظفر ہاشمی صاحب کا افسانہ "شناخت" دل کو چھو گیا۔ نیز اور بھی مضامین قابل ستائش ہیں۔

ایم صابر سرگم
روشن ڈریسیز، درگاہ روڈ، صاحب گنج (بہار)

آپ کا موقر رسالہ پندرہ روزہ آواز ایجنٹ کے توسط سے پابندی وقت کے ساتھ مل رہا ہے اور ہمیشہ زیر مطالعہ رہتا ہے۔

میں چونکہ آواز کا قدیم قاری ہوں اس لیے اس کے نقائص و محاسن ایک قاری کی حیثیت سے واشگاف کرنا میرے لیے ضروری ہے۔

آواز واقعی اردو داں طبقہ کی آواز ہے اور جن معنوی و صوری تزئین سے ایک رسالہ کا مزین ہونا ضروری ہے ان تمام سے آواز آراستہ ہو کر اپنے قارئین کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ ٹائیٹل بھی دیدہ زیب، اندرونی صفحات کی کتابت و طباعت بھی نہایت خوب، اخلاقی و ادبی اور فسانوی مضامین کی عمدہ ترتیب۔ یہ تمام امور آواز کی ترقی کی نشاندہی کرتے ہیں۔

میں مختصر انداز میں بطور مشورہ چند ضروری باتیں سپرد قرطاس کرتا ہوں امید کہ آپ ان پر پوری توجہ مرکوز فرمائیں گے۔

(۱) چونکہ آواز ایک ادبی رسالہ ہے اور رسالہ میں ادارتی نوٹ کا ہونا ضروری ہوتا ہے اس لیے آپ بھی آئندہ سے آواز میں اداریہ لکھیں۔

(۲) سرورق (ٹائیٹل) پر کارٹون وغیرہ سے پرہیز کریں۔ ہمیں ان سے دلی نفرت ہے اس کی جگہ اگر جنگ آزادی کے مشہور مجاہدین کی تصاویر شائع کریں تو کچھ فائدہ بھی ہوگا۔

(۳) اگر آپ پندرہ یوم کی اہم اہم خبروں کا انتخاب کر کے آواز میں شائع کریں تو یہ قارئین کے لیے بہت ہی دلچسپی کا باعث ہوگا۔

(۴) تخلیقات کے ساتھ تخلیق نگار کی تصاویر بھی شائع کریں۔

خدا سے دعا گو ہوں کہ آواز دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا جائے اور اکیاون سال کا یہ لگایا ہوا پودا خوب پھل لائے۔

ظفر عالم القاسمی
استاد مدرسہ تعلیم اردو
نزد جامع مسجد شریف الدین پور رمنا
پٹنہ (بہار)

نیشنل پروگرام

چتور جی وینکٹیشن کا بانسری وادن

۱۹ر اپریل رات ساڑھے نو بجے

شری وینکٹیشن، مشہور وائلن فنکار چتور گوپالا کرشنن کے صاحبزادے اور سورگیہ چتور ایس ویدا چلم ایر کے پوتے ہیں۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ موسیقی انہیں ورثے میں ملی ہے۔ ان کے آباؤ اجداد تنجور کے مہاراجا سانڈوجی کے کے استھاناودوان تھے۔ شری چتور۔جی وینکٹیشن



نے بانسری ولون کی تعلیم مشہور بانسری فنکار کے کے۔آر۔گنپتی سے حاصل کی۔ وہ اپنے فن کا مظاہرہ ملک بھر میں منعقد عوامی محفلوں، سبھاؤں اور اداروں میں کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی غیر ممالک کا دورہ بھی کیا ہے۔

آج کل آپ آکاشوانی مدراس سے بحیثیت بانسری نواز منسلک ہیں۔

ایم ایس گوپالا کرشنن کا وائلن وادن

۲۶ر اپریل رات ساڑھے نو بجے

ملک کے صف اول کے وائلن نواز ایم ایس گوپالا کرشنن وہ واحد فنکار ہیں جو سولو وائلن ہندوستانی اور کرناٹک دونوں اصناف میں پیش کرتے ہیں۔ موسیقی کی تعلیم اپنے پتا مشہور وائلن نواز، پاریور اے۔ سندرم ایر سے پائی۔ شری سندرم شمالی اور جنوبی ہند کی موسیقی کے اپنے دور کے ماہر مانے جاتے تھے۔



شری گوپال کرشنن، بطور سولو آرٹسٹ بھی اتنے ہی کامیاب ہیں جتنے سنگت کار کی حیثیت سے انہیں مقبولیت حاصل ہے۔ ان کے وائلن وادن میں گائیکی انداز اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ ملتا ہے۔ ان کی فنی عظمت کے اعتراف میں انہیں متعدد اعزازات وانعامات سے نوازا جاچکا ہے۔ ان میں پدم شری نمایاں ہے۔ اس کے علاوہ تامل ناڈو ناٹک اکیڈمی کی جانب سے "کلا امانی" کا خطاب بھی قابل ذکر ہے۔ اپنے فن کا مظاہرہ وہ غیر ممالک میں بھی کر چکے ہیں۔

منگل شب کی محفل موسیقی

رشید حسین خاں کا گائن

۲۹ر اپریل رات دس بجے

رشید حسین خاں کلاسیکی موسیقی کے نامور فنکار ہیں۔ آج کل آپ سہسوان رامپور گھرانہ کے نامور استاد نثار حسین خاں



سے تعلیم پا رہے ہیں۔ رشید حسین خاں کے الاپ میں تخیل کی بلند پروازی پائی جاتی ہے جس کو وہ انتہائی مہارت اور جذباتی کشش کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ رشید حسین خاں کی گائیکی میں ان کے فن کی تمام تر خوبیاں نمایاں نظر آتی ہیں۔

دور درشن

دہلی
چینل 4 تصویر 62.25 MHz
بینڈ 1 آواز 67.75 MHz

مسوری
چینل 10 تصویر 210.25 MHz
بینڈ 3 آواز 215.75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام

۶-۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)

۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)

۷-۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات

۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)

۹-۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)

۱۱-۴۵ نیوز ہیڈلائن (ہفتہ کو ۱۲-۲۰ بجے)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر

صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ سائنس (آٹھویں جماعت)

۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)

۱۰-۱۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے

۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل

صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)

۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)

۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ

صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ حساب (آٹھویں جماعت)

۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ بائیولوجی (دسویں جماعت)

۱۰-۱۱ اور شام ۴-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات

صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ جغرافیہ (دسویں جماعت)

۱۰-۵۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے

۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ

صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ فزکس (دسویں جماعت)

۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ انگریزی کا سبق (چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴۰ اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

دہلی I

اتوار

صبح

۹-۳۰ سرب سانجھی گوربانی / کارٹون فلم

۹-۴۵ یوگ اور سواستھ

۱۰-۰۰ مکی اینڈ ڈونالڈ
والٹ ڈزنی کی کارٹون فلم

۱۰-۲۵ ایک، دو، تین، چار (ہندی سیریل)

۱۰-۵۰ ایڈونچرز آف شرلاک ہومز
انگریزی ادیب آرتھر کانن ڈائل کے نامور جاسوسی کردار شرلاک ہومز کے کارناموں پر مبنی انگریزی سیریل

۱۱-۴۰ اپنے آپ

۱۱-۵۵ رجنی / لینا دینا (ہندی سیریل)

دوپہر

۱۲-۳۵ درپن (ہندی سیریل)

۱-۲۰ کہاں گئے وہ لوگ (ہندی سیریل)

۲-۰۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم (II، III اور V اتوار)

۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ

شام

۵-۰۰ آزادی کی کہانی

۵-۱۵ دادا، دادی کی کہانی / وکرم اور بیتال

۵-۴۵ ہندی فیچر فلم

۷-۳۰ 'یو اینڈ یور پیٹس'
گھریلو پالتو جانوروں کی تربیت پر انگریزی پروگرام

۹-۰۰ کوئیز ٹائم

۱۰-۰۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام

10.55 کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر

شام ۶-۰۰ کارٹون / پپٹ / سرکس فلم

۶-۱۵ ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (I، III اور V پیر)
روایتی لوک کلا (II اور IV پیر)

۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)

۷-۳۰ سنند سماچار / سنگیت

۷-۴۰ ہندی ناٹک

۹-۰۰ نکڑ (ہندی سیریل)

۹-۵۰ چترمالا: علاقائی فلموں سے گیت و رقص

۱۰-۲۰ چھپتے چھپتے (ہندی سیریل)

۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

منگل

شام

۶-۰۰ وشو درشن

۶-۱۵ قانونی صلاح

(I III اور V منگل)
ہمارے کامگار، ہمارے ادیوگ
(II اور IV منگل)
۶-۲۵ کھیل اور کھلاڑی
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / بزم (اردو ادبی میگزین)
۸-۱۰ یوتھ فورم (I III اور V منگل)
یووا منچ (II اور IV منگل)

۹-۰۰ ہندی سیریل
۹-۵۰ پنورراما (I III اور V منگل)
جن وانی (II اور IV منگل)
۱۰-۳۰ 'دی میکنگ آف مین کائینڈ' (انگریزی سیریل)

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / گلوبل گلمپسز

بدھ

شام
۶-۰۰ وکاس کی اور (۲۰ نکاتی پروگرام)
۶-۱۵ نٹ کھٹ دنیا / بچوں کے لیے
۶-۳۵ مہیلاؤں کے لیے
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)

۹-۰۰ ہندی سیریل
۹-۵۰ نیوز لائن
۱۰-۲۰ عجوبے (ہندی سیریل)

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعرات

شام
۶-۰۰ گھریلو نسخے
۶-۱۵ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۳۵ آزادی کے دیوانے
مجاہدینِ آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ ٹیلی فن
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگیت
۸-۲۵ انگریزی سیریل

۹-۰۰ ایک کہانی (ہندی سیریل)
۹-۵۰ پرشن منچ / اسپورٹس کوئیز

۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ

شام
۶-۰۰ آپ کا پریوار
۶-۱۵ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۴۵ سگم سنگیت
۷-۳۰ سنسد سماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار

۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)
۹-۵۰ رشتے ناطے (ہندی سیریل)
۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس اوینٹس / ان دس آور لینڈ / اسٹیٹس آف دی یونین

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر
۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۰ فریگل راک
۲-۳۵ یوتھ فورم
۳-۰۰ ویسٹرن میوزک
۳-۲۵ کرشن اوتار

شام
۶-۰۰ جان ہے جہان ہے
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی / انگریزی)
۷-۱۰ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / فارڈی فورسس / سگم سنگیت
۷-۴۰ سگم سنگیت
۸-۱۰ سپتاہیکی

۹-۰۰ ہندی سیریل
۹-۵۰ سائنس پروگرام / اسٹرگل فار فریڈم / فلم ڈویژن کی فلم

دہلی II

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)

۷-۴۰ آوشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ڈکیومنٹری فلم
۷-۰۰ شاستریہ سنگیت (ساز)
۷-۴۵ بھور نگ
۸-۰۵ مغربی موسیقی

پیر

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ انگریزی سیریل فلم
۷-۱۵ چہل پہل (ثقافتی سرگرمیوں کا جائزہ
۷-۴۵ مختصر فلم / ڈکیومنٹری
۸-۰۰ شاستریہ سنگیت / پینل ڈسکشن (ہندی / انگریزی)

منگل

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ نوودیہ
اسکول کے بچوں کا پیش کردہ پروگرام
۷-۱۵ یہ دلی ہے : ناگرک سمسیا
۷-۴۵ سیریل ڈرامہ (ہندی)
۸-۱۵ پوپ میوزک

بدھ

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ یووواؤں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے (کلاپری کرما)
۷-۴۵ لیونگ پلانٹ (انگریزی سیریل)

جمعرات

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ کوئیز پروگرام / سنیے سوچیے بولیے
۷-۱۵ سماچار ڈائری
۷-۴۵ پنجابی درپن : پنجابی میں ملاجلا پروگرام

جمعہ

شام
۶-۳۰ قوالیاں
۶-۴۵ بزم (اردو ادبی میگزین پروگرام
۷-۱۵ یہ دلی ہے (ناگرک سمسیا)
۷-۴۵ انگریزی ڈرامہ

ہفتہ

شام
۶-۳۰ اگلے ہفتے میں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ یہ دلی ہے (آئینہ)
۷-۴۵ کلاسیکل میوزک / ڈانس
۸-۱۵ باتیں اس زمانے کی (ماضی پر ایک نظر)

ضرورت کے مطابق — پروگراموں میں تبدیلی کا امکان

سرینگر

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 17 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

دوپہر اور سہ پہر
۱۲-۲۵ ، ۰۰-۴ اردو میں تعلیمی پروگرام (پیر اور جمعہ)
۱۲-۴۵ ، ۴-۴۵ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام
(سوائے اتوار اور تعطیلات کے)
۵-۵۰ دیہی ناظرین کے لیے (پیر تا جمعرات)

شام
۷-۲۵ کشمیری میں خبریں
۷-۳۰ اردو میں خبریں
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

جالندھر

چینل 9 تصویر 203 25 MHz
بینڈ 13 آواز 208 75 MHz

امرتسر

چینل 7 تصویر 189 ?? MHz
بینڈ 3 آواز 194 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح
۸-۳۰ ، شام ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (اتوار)

شام
۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (پیر تا جمعہ)
۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
پروگراموں کا خلاصہ (ہفتہ)

دوپہر
۱۲-۴۵ اور ۱-۴۵
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام
(روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

شام
۵-۱۵ پنجابی فیچر فلم (IV ہفتہ)
۵-۳۰ پنجابی میں مختصر خبریں (روزانہ سوائے اتوار)
۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم (اتوار)
۶-۰۰ میرا پنڈ میرے کھیت (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)
۷-۳۰ پنجابی میں خبریں
۷-۴۰ رشماں (اتوار، پیر، بدھ اور جمعہ)
میل پتھر (منگل، جمعرات اور ہفتہ)
۷-۴۵ پنجابی ناٹک (پیر)
چترہار (منگل اور ہفتہ)
ہندی ناٹک (جمعہ)
۸-۰۵ چترہار (بدھ)
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے)

لکھنؤ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

کانپور

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح
۹-۴۵ تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)
۱۲-۴۵ اور سہ پہر ۴-۰۰
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام
۶-۳۰ چوپال ــ کسانوں کے لیے
(روزانہ سوائے ہفتہ اور اتوار)
۷-۳۰ سماچار
۷-۴۰ آئندہ کل کے پروگراموں کا خلاصہ
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

بمبئی

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

پونہ

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 25 MHz

پناجی

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 191 75 MHz

بمبئی I

اتوار

صبح
۹-۰۰ پرتبھانی پرتیما (مراٹھی)
۹-۳۰ سپتاہکی
۱۰-۰۰ سے دوپہر ۱-۵۵ تک
اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے)
۲-۰۰ علاقائی فیچر فلم
۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ بات میے (مراٹھی میں علاقائی خبریں روزانہ)

رات
۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک نیشنل پروگرام

پیر

صبح
۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن
۱۲-۴۵ اور شام ۴-۰۰ یوجی سی ٹیلی کاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار)

شام
۵-۴۵ ڈاکومنٹری (مراٹھی)
۶-۰۰ بچوں کے لیے (مراٹھی)
۶-۳۰ زرعی پروگرام
۷-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لیے
۷-۲۰ گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات / کمیونٹی گیت
۷-۲۸ کل کے پروگراموں کا خلاصہ (مراٹھی)
(روزانہ سوائے اتوار)
۷-۴۰ اسپورٹس پروگرام (مراٹھی)
۸-۱۰ یوتھ پروگرام (مراٹھی)

منگل

شام
۵-۴۵ مراٹھی لوک سنگیت
۶-۰۰ گجراتی میں گھریلو
پروگرام (I ، III ، V)
ہندی میں گھریلو پروگرام (II اور IV)
۶-۳۰ مراٹھی غیر نصابی تعلیم کا پروگرام
۷-۰۰ مراٹھی فلموں کے رقص و گیتوں پر مبنی
پروگرام (I ، II ، IV اور V)
ناٹیہ سنگیت (III)
۷-۴۰ فلم اور اسٹیج کی مشہور شخصیتوں سے
متعلق مراٹھی پروگرام (I اور III)
گجراتی پروگرام (II)
مراٹھی میں وراثتی پروگرام (IV)
رنگارنگ ہندی پروگرام (V)

بدھ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ سگم سنگیت (مراٹھی) (I ، III ، V) سگم سنگیت (کونکنی / ملوانی) (II ، IV)

۶-۰۰ بچوں کے لیے (ہندی) (I ، III ، V) بچوں کے لیے (انگریزی) (II اور IV)

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۶-۵۵ مراٹھی میں ادبی میگزین (I اور III) سگم سنگیت مراٹھی (II) مراٹھی کوی سمیلن (IV) ملوانی پروگرام (V)

۷-۴۰ تعلیمی پروگرام (I) قانون اور عام آدمی (II) ملکھی ویگالی ملنئے (III) ہندی میگزین (IV) سندھی پروگرام (V)

۸-۰۰ چترہار

جمعرات

شام

۵-۴۵ گجراتی سگم سنگیت (I ، III ، V) ہندی سگم سنگیت (II ، IV)

۶-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لئے : مراٹھی

۶-۲۰ مراٹھی میں گھریلو پروگرام

۶-۵۰ مراٹھی میں غیر نصابی تعلیم

۷-۲۰ مراٹھی میں زراعتی پروگرام

۷-۴۰ مراٹھی ڈرامہ (I ، III) ہندی ڈرامہ (II) گجراتی ڈرامہ (IV) ناٹیہ دالوکن : مراٹھی ڈراموں کا تنقیدی جائزہ (V)

۸-۰۰ کلاسیکی گائن ( ) کلاسیکی رقص (II ، IV) کلاسیکی ساز سنگیت (V)

جمعہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ وست چترد (I ، III ، V) مراٹھی میں ڈکیومنٹری فلم (II ، IV)

۶-۰۰ گجراتی میں بچوں کے لئے

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۷-۰۰ مراٹھی میں صحت سے متعلق پروگرام

۷-۴۰ کلاسیکی رقص (I) امرت منتھن

سنسکرت پروگرام (II) کونکنی پروگرام (III) کلاسیکی موسیقی (IV) کرنٹ افیئرز - مراٹھی (V)

۸-۰۵ چھایا گیت (ہندی فلموں سے رقص اور گیت)

ہفتہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ اسکول ٹیلی ویژن (اساتذہ کے لئے پروگرام (IV)

شام

۴-۴۵ طویل ڈرامہ (مراٹھی / ہندی / گجراتی) (I) مراٹھی فیچر فلم (II ، III ، IV) گجراتی فیچر فلم (V)

۷-۰۰ سروا تول (انگریزی سیریل)

۷-۴۰ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن (I ، III) چترگیت (گجراتی فلموں سے رقص اور گیت) (II) چکرویو / کرنٹ افیئرز (مراٹھی) (IV) مراٹھی پروگرام دوبارہ ٹیلی کاسٹ (V)

۸-۱۰ سپتاہکی

بمبئی II

اتوار

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی)

۷-۰۰ سندھی پروگرام (I) ملیالم پروگرام (II) کنڑ پروگرام (III) تمل پروگرام (IV) تیلگو پروگرام (V)

۷-۳۰ مغربی موسیقی / پوپ میوزک

۸-۰۰ شاستریہ گائن (I ، III) شاستریہ سنگیت (IV) شاستریہ نرتیہ (II ، V)

۸-۲۸ کل کے پروگرام (روزانہ)

پیر

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی)

۷-۰۰ ہندی میگزین (I ، III) اردو میگزین (II ، IV ، V)

۷-۳۰ سواستھ پر چرچا (I ، III ، V) ہیلتھ فورم (انگریزی) (II ، IV)

۸-۰۰ انگریزی سیریل / فلم

منگل

شام

۶-۳۰ لوک کلائیں / لوک گیت اور گجرات کی روایتی کلائیں (I) شام غزل (II) وگیان لوک (III ، V) آمدنی (IV)

۷-۰۰ مراٹھی سیریل

۷-۳۰ پارسی کامیڈی (I) کرنٹ افیئرز (مراٹھی) (II) پری جات گجراتی (III) ڈانس ڈرامہ منگل (V)

۸-۰۰ پورٹریٹ / ڈاؤن میموری لین

بدھ

شام

۶-۳۰ مراٹھی لوک سنگیت

۶-۴۵ آج کے بچے

۷-۰۰ یوواورشن (ہندی) (I ، III ، V) یوواورشن (گجراتی) (II ، IV)

۷-۳۰ سگم سنگیت

۷-۴۰ کنزیومر فورم (I ، III ، V) کلچرل سین (II ، IV)

۸-۰۰ ہندی سیریل

جمعرات

شام

۶-۳۰ مراٹھی میں ووکیشنل گائیڈنس پروگرام

۶-۵۰ فلم ڈویژن کی فلم ہندی

۷-۰۰ گیسٹ آف دی ویک (ہندی / انگریزی) (I ، III) آورلا (ہندی / انگریزی) (II ، IV) ڈکیومنٹری فلم (انگریزی) (V)

۷-۲۰ ورندگان

۷-۴۲ لیٹ اس فیس اٹ (I ، III) ینگ ورلڈ (انگریزی) (II ، IV) ڈانس بیلے (V)

۸-۰۰ پنجابی پروگرام (I) ماحولیاتی مسائل پر مبنی پروگرام (II ، IV) کیل اور کوسچن (III) لائف اسکیپ (V)

جمعہ

شام

۶-۳۰ شہری مسائل (I ، III ، V) نوجوان بچوں کیلئے مراٹھی پروگرام (II ، IV)

۷-۰۰ واٹ از دی گڈ ورڈ ( ) فوکس یا سائنس رپورٹ (II اور IV) ہمارے آرکائیوز سے (III ، V)

۷-۳۰ اسپونسرڈ پروگرام / دوسرے کیندروں سے

۸-۰۰ انگریزی سیریل

ہفتہ

شام

۶-۳۰ انگریزی ڈکیومنٹری فلم (I ، III ، V) مراٹھی ڈکیومنٹری فلم (II ، IV)

۶-۴۵ لانگ سیریل / لانگ ٹی وی فلم

۷-۴۰ سپتاہکی

۸-۰۰ کرغشں کرانس کرغشں (انگریزی)

وودھ بھارتی

سنگیت سریتا: صبح ۷-۳۰

راگ پیلو

۱۶ اپریل — ظلم، اگنی ریکھا: لتا
استاد برکت علی خاں: ٹھمری
۱۷ اپریل — دل دیا درد لیا: آشا
نندلال گھوش: سرود
۱۸ اپریل — دلہن ایک رات کی: لتا
استاد امانت علی، فتح علی: ٹھمری

راگ برندابنی سارنگ

۱۹ اپریل — رانی روپ متی
نارائن راؤ ویاس: گائن
۲۰ اپریل — دل دیا درد لیا
بھیم سین جوشی: گائن
۲۲ اپریل — رانی روپ متی
دیویندر مردیشور: بانسری

راگ مدھ ماد سارنگ

۲۳ اپریل — اجنبی، کشور، لتا
بسر کنادھر چودھری: وائلن

راگ پٹ دیپ

۲۴ اپریل — شرمیلی، لتا
ونائیک وو ہرا: نارشہنائی
۲۵ اپریل — ساز اور آواز، محمد رفیع
ہیرا بائی بڑودکر: گائن

راگ میگھ

۲۶ اپریل — بوند جو بن گئی موتی
سمن کلیانپور
نکھل بنرجی: ستار
۲۸ اپریل — بھرا باورا: استاد امیر خاں
پروین سلطانہ: گائن
۲۹ اپریل — چشم بددور
یسوداس بھانتی شکلا
استاد امیر خاں: گائن

راگ میور ملہار

۳۰ اپریل — لڑکی سیاہ دری کی: آشا

امجد علی خاں: سرود

انور رنجنی: سہ پہر ۳-۱۵

۱۶ اپریل — نارائن راؤ ویاس، راگ چھیک
باگیشری کا نہڑہ
کشوری امونکر: راگ پٹ بہاگ
۱۷ اپریل — روی شنکر اور علی اکبر خاں
ستار اور سرود
راگ شری، دھن منج کھماج
۱۸ اپریل — روشن آرا بیگم: راگ شنکرا
استاد مشتاق حسین خاں
دیسی ترانہ اور ٹپہ
۱۹ اپریل — ہری پرساد چوراسیا: بانسری
راگ چندر کونس
لطیف احمد: طبلہ، تین تال
۲۱ اپریل — پنڈت اونکارناتھ ٹھاکر
راگ دیسی توڑی
استاد برکت علی خاں
ٹھمری کھماج
۲۲ اپریل — شوکمار شرما: سنتور
راگ مدھوونتی
علی حسین اور ساتھی: شہنائی
راگ جونپوری
۲۳ اپریل — استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
دراگ سوشی دھنی، ٹھمری
۲۴ اپریل — امجد علی خاں: سرود
راگ شہانا
دیے راگھوراؤ: بانسری
راگ چاندنی کیدار

۲۵ اپریل — ملکارجن منصور: گائن
راگ میاں کی توڑی، بہاگڑہ
سدھیشوری دیوی: ٹھمری
۲۶ اپریل — بھونیشور مشر: وائلن
راگ بہاگ
عبدالحلیم جعفر خاں: ستار
راگ ارج
۲۸ اپریل — استاد امانت علی خاں اور
فتح علی خاں: راگ شدھ کلیان
۲۹ اپریل — وی۔ جی۔ جوگ اور محمد حسین
وائلن اور شہنائی پر
جگلبندی: راگ نند
الیاس بابت: سنتور
راگ ساگر
۳۰ اپریل — پنڈت ڈی وی پلسکر
راگ شری
گنگو بائی ہنگل: راگ جے
جے ونتی اور دیوگری

رس دہار: رات ۸-۱۵

۲۱ اپریل — بھکتی پورن رچنائیں
تحریر: کلانند کامتی
پیش کش: وجے چودھری
۲۸ اپریل — ایک بوند ساگر
تحریر: ابھیلاش
پیش کش: ڈاکٹر مدھونتی اور
میرا شی

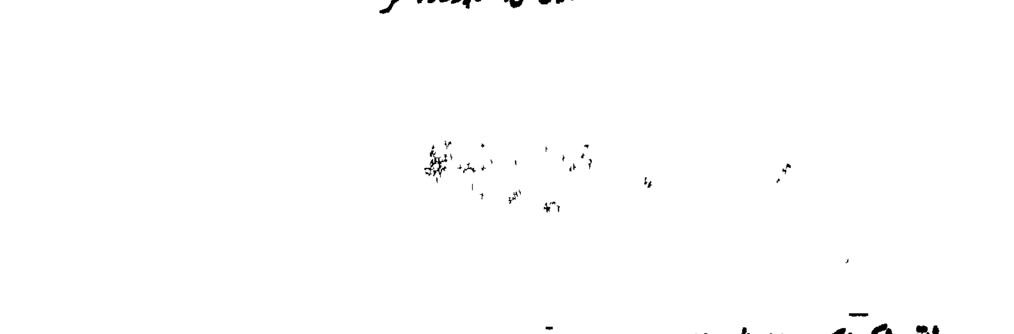
ملن یامنی: رات ۸-۱۵

۱۹ اپریل — بیکار کی بات: تحریر اور
پیش کش: یوگیندر شرما
۲۶ اپریل — کل اور آج
تحریر: بھنور شیخاوت
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر

ہوا محل: رات ۹-۱۵

۱۶ اپریل — وسارجن
تحریر: شانتی چترویدی 'نیرجا'
پیش کش: جے دیو شرما 'کمل'
۱۸ اپریل — روم روم میں رام
تحریر: سرسوتی کمار 'دیپک'
پیش کش: پی۔ وی۔ داروھکر
۱۹ اپریل — ہنگامہ بپا
تحریر: انشو سو گھرے
پیش کش: جے دیو شرما 'کمل'
۲۰ اپریل — علاج ہر مرض کا
تحریر: راجندر تیواری
پیش کش: ونود رستوگی
۲۱ اپریل — نیا سویرا (حصہ II)
تحریر: ورشا داس
پیش کش: کمل دت
۲۳ اپریل — کمسنی کی شادی: تحریر اور
پیش کش: اظہر افسان
۲۴ اپریل — پینگ گیسٹ
تحریر: محمد علی زیدی
پیش کش: ممتاز شکیب
۲۵ اپریل — ہمدردی کا ثبوت
تحریر: دلیپ سنگھ
پیش کش: گوپال سکسینہ

۲۶ اپریل — بخار: تحریر: وریندر کیشپ
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۸ اپریل — نیا سویرا (حصہ III)
تحریر: ورشا داس
پیش کش: کمل دت
۲۹ اپریل — بکاؤ دلہا
تحریر: سدھا جوہری
پیش کش: سوشیل بنرجی



استاد اکیلکر — آکاشوانی بمبئی کی جانب سے منعقد ایک محفل موسیقی میں سنگیت پیش کرتے ہوئے۔

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۷۱۴۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰۱۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸۱۴۰ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۷۱۴۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰۱۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱۱۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۷۱۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۹۱۱۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

بدھ ۱۶؍ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
چاند رانے : داغ دہلوی اور
بہادر شاہ ظفر کا کلام
نسیم بانو : فانی بدایونی اور
خمار بارہ بنکوی کا کلام

۷-۰۵ اننت لال اور ہمنوا
شہنائی پر راگ نٹ بھیرو

۹-۳۲ گنگو بائی ہنگل
خیال میاں کی ٹوڑی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
جمیل احمد : داغ دہلوی اور
فراق گورکھپوری کا کلام

۹-۳۰ گجر بن کارے
سلوچنا برہسپتی : ٹھمری دیش

۱۰-۰۰ افسانہ از انیس رفیع (کلکتہ)

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گنگو بائی ہنگل : خیال شنکرہ
اننت لال اور ساتھی
شہنائی پر راگ امین

جمعرات ۱۷؍ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
پنڈت حسن لال : ذوق اور
حسرت موہانی کا کلام
ککو ماتھر : بہادر شاہ ظفر اور
جگر مراد آبادی کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
گربیراج : ستار پر
اہیر بھیرو

۹-۳۲ شتروگھن شکلا : ٹھمری بھیروی
دادرہ بھیروی

دوپہر

۲-۳۰ "امتحان" : ڈرامہ
ٹی۔ این۔ گوپی ناتھن کے ملیالم
ڈرامے پریکشا کا اردو ترجمہ

رات

۸-۳۰ حسن غزل
بشیر احمد : زبیر رضوی اور
سلام مچھلی شہری کا کلام
نیلم ساہنی : مبارک ابرو کا کلام

۱۰-۰۰ ادبی نشست
کلام شاعر از پروفیسر ظہیر احمد صدیقی
افسانہ از قاضی عبدالستار
دیگر شرکاء :
پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی
اور پروفیسر قمر رئیس

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گرجا دیوی : خیال نائیکی
گربیراج : ستار پر راگ مالکونس

جمعہ ۱۸؍ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
ریتا گنگولی : غلام ربانی تاباں
اور مظہر امام کا کلام
اندر نرائن : فیض احمد اور
کمال احمد صدیقی کا کلام

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سعادت بن اشرف : فیض
اور میر درد کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ہیرا بائی بڑودیکر
خیال مالکونس

ہفتہ ۱۹؍ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
سرلا کپور : شکیل بدایونی اور
ساحر بھوپالی کا کلام
مجدد نیازی : شوکت پردیسی
کا کلام

۹-۳۲ بیگم اختر : ٹھمری اور دادرہ

رات

۸-۳۰ حسن غزل
ششی لتا ورک
نیر آتشی کا کلام

اتوار ۲۰؍ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
بتن دیوانہ : جگر مراد آبادی
اور داغ دہلوی کا کلام
بیگم اختر : امیر قزلباش کا
کلام

رات

۸-۳۰ حسن غزل
مدن بالا سندھو : رفعت سروش
اور فنا کانپوری کا کلام

۹-۳۰ گجر بن کارے
بڑی موتی بائی : ٹھمری مشرا کھماج

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پنڈت جسراج : خیال پوریا کلیان

پیر ۲۱؍ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
شمیم آزاد : بی۔ کے۔ پوری
اور بیخود دہلوی کا کلام
صلاح الدین احمد : چکبست
اختر شیرانی اور جاں نثار اختر
کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
دیویندر مردیشور : بانسری پر
راگ بسنت مکھاری

۹-۳۲ جیوتسنا بھوسلے : خیال اہیر بھیرو

رات

۸-۳۰ حسن غزل
مینا کپور : فیض اور
ترلوک چند کوثر کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر : رام پرکاش راہی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
جیوتسنا بھوسلے
خیال مارو بیہاگ
پنا لال گھوش : بانسری پر
پوریا کلیان

منگل ۲۲؍ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
رمیش کمار : مرزا غالب
بہادر شاہ ظفر اور داغ دہلوی
کا کلام
امرجیت : فانی بدایونی اور
مومن کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
وی۔ جی۔ جوگ : بانسری پر
راگ اہیر بھیرو

رات

۸-۳۰ حسن غزل
محمد ابراہیم : مرزا غالب اور
جاں نثار اختر کا کلام

۱۰-۰۰ مشاعرہ : شرکاء
شمس فرخ آبادی، ڈاکٹر حسن رضوی
عرفان لکھنوی، عزیز بانو داراب وفا
کوثر چاندپوری

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
جگدیش پرساد : خیال
وی۔ جی۔ جوگ : وائلن پر
راگ جھن جھوٹی

بدھ ۲۳؍ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
مہندر چوپڑہ : جاں نثار اختر
سدرشن فاخر اور ساغر نظامی
کا کلام
جمیل احمد : قمر جلال آبادی اور
بشیر بدر کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
بسم اللہ خاں اور ہمنوا

شہنائی پر راگ توڑی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
اسٹینلے والز: تکیل بدایونی اور
نیر آتش کا کلام

۹-۳۰ گجرن کارے
بھیم سین جوشی: ٹھمری غارہ

۱۰-۰۰ آئینہ: ادبی میگزین
اردو نثر میں طنز و مزاح
ایڈیٹر: مجتبیٰ حسین

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بسم اللہ خاں: شہنائی پر
راگ سر ملہار۔

جمعرات ۲۴ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
امینہ برنی: مخدوم اور
جگر مراد آبادی اور آتش
کا کلام
صفدر حسین: فیض احمد فیض
اور سیماب اکبر آبادی کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
سروجیت کپور: ستار پر
راگ اہیر بھیرو

۹-۲۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
گریجا دیوی: ٹھمری بھیروی
دادرہ بھیروی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
مقبول حسین: میر اور سودا کا
کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
کشوری امونکر: خیال اور
ترانہ راگ تلک کا مود
سروجیت کور: ستار پر
راگ ابھوگی

جمعہ ۲۵ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
برجو مہاراج: شفیق لکھنوی
شمیم جے پوری اور عرش ملسیانی
کا کلام
افروز بانو: پارسا جے پوری
اور جگر مراد آبادی کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
امجد علی خاں: سرود پر راگ للت

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سیتارام سنگھ: شمیم فاروقی
اور فیض احمد فیض کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
کرشنا اور شنکر پنڈت
خیال مالکونس اور ٹپہ کافی
امجد علی خاں: سرود پر
راگ تلک کا مود

ہفتہ ۲۶ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
گھنشیام داس: بشیر بدر اور
خمار بارہ بنکوی کا کلام
شانتی ہیرانند: مرزا غالب اور
شکیل بدایونی کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
احمد رضا: وچتر وینا پر راگ جوگیہ

۹-۲۲ آئیرن رائے چودھری
ٹھمری بھیروی، دادرہ بھیروی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
ایتا بھومشرا: جاں نثار اختر اور
بشیر بدر کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
لکشمی شنکر: خیال ماروبہاگ
احمد رضا: وچتر وینا پر
راگ کلاوتی

اتوار ۲۷ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
رویندر گروور: ساحر بھوپالی
شمیم جے پوری اور مومن خاں مومن
کا کلام
پشپا ہنس: داغ دہلوی اور
ناسخ دہلوی کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
شیو کمار شرما: سنتور پر
راگ بھٹیار

رات

۸-۳۰ حسن غزل
شنکر داس گپتا: شمیم جے پوری
اور عرش ملسیانی کا کلام

۹-۳۰ گجرن کارے
کمل سنگھ: ٹھمری پیلو

۱۰-۰۰ "پر کٹی اڑان": ڈرامہ
تحریر: یوگ راج ٹنڈن

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
لطافت حسین خاں
خیال شاہانہ
شو کمار شرما: سنتور پر
راگ کوشک دھونی

پیر ۲۸ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
نسیم بانو: جاں نثار اختر
شاد عارفی اور حسرت موہانی کا کلام
غلام نبی شیخ: داغ دہلوی اور
مومن خاں مومن کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
امرناتھ: بانسری پر راگ گجری توڑی

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
مہادیو راؤ اڈیکر: خیال للت

دوپہر

۲-۳۰ "پر کٹی اڑان": ڈرامہ
تحریر و پیشکش: یوگ راج ٹنڈن

رات

۸-۳۰ حسن غزل
پورنیما داس: عزیز وارثی اور
مرزا غالب کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر: کمال احمد صدیقی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مہادیو راؤ اڈیکر: خیال جے جے ونتی
امرناتھ: بانسری پر
راگ چندر کونس

منگل ۲۹ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
ملکہ پکھراج: داغ دہلوی
احمد فراز اور قیصر رتنہ کا کلام
ایم ایل ناگرہ: خالد سحر اور
عاشق ٹونکی کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
وی سی راناڈے
وائلن پر راگ نٹ بھیرو

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
استاد مشتاق حسین خاں
خیال بیراگی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
پی ناز مسانی: فیض اور ابراہیم
اشک کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مشتاق حسین خاں: خیال چندر کونس
وی سی راناڈے
وائلن پر راگ جوگ

بدھ ۳۰ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
انجلی بینرجی: شمیم جے پوری
آتش اور میر تقی میر کا کلام
او۔ پی۔ کپور: مرزا غالب اور
داغ دہلوی کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
سکندر حسین
شہنائی پر راگ رام کلی

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
مانک ورما: خیال اہیر بھیرو

دوپہر

۲-۳۰ "رنگا رنگ": نیا ہیرو: ڈرامہ
از وی ایم۔ آنند

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سبینہ یاسمین: بہادر شاہ ظفر
اور مرزا غالب کا کلام

۹-۰۰ شہ پارے: سسی پنو
ترتیب: دیویندر سنگھ۔

۹-۳۰ گجرن کارے
کشوری امونکر
ٹھمری مشرا دیش

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مانک ورما: خیال شدھ کلیان
سکندر حسین اور ساتھی
شہنائی

دہلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶٫۳ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز
دہلی ب ۵۰۵٫۵ میٹر ۶۶۶ کلو ہرٹز
دہلی ج ۲۱۹٫۳ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز
دہلی د ۲۹۴٫۹ میٹر ۱۰۱۷ کلو ہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۸ تک ۱۵٫۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۸٫۳۷ میٹر ۶۱۹۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلو ہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۸٫۳۷ میٹر ۶۱۹۰ کلو ہرٹز
شام ... کے بعد تک ۱۵٫۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز

خبریں

دہلی الف

ہندی / انگریزی : صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی : صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸
اور رات ۰۵-۱۱ - سنسکرت : صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو : صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو مع تبصرہ : رات ۱۶-۹
انگریزی : دوپہر ۰۰-۱۲ پنجابی : دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار : شام ۰۰-۵
روزگار سماچار : شام ۵۰-۷ پرادیشک سماچار : شام ۵۰-۷

دہلی بی

انگریزی : صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، دوپہر ۰۰-۱، سہ پہر ۰۰-۳، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور
رات ۰۰-۱۱، پنجابی : صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، تجارتی (صرف بدھ) ۴۰-۷

بدھ ۱۶ اپریل

دہلی الف

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا : 'ہیوری واٹر'
تقریر : ڈاکٹر ڈی. پی. اگروال

۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
پرکاش نارائن سکسینہ : بانسری

۱۰-۳۰ اور شام ۴۰-۵
عقیل احمد خاں : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر وگیان : 'لیڈی فنگر'
تقریر : ڈاکٹر للتا سہگل

شام

۵-۰۰ گرید ھوالی سنگیت

۱۰-۰۰ للت جے راؤ : گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
استاد امیر خاں

سہ پہر

۳-۳۰ وتیدھی راماچندرن
کرناٹک گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
ترلوک کپور : گیت، بھجن
اور غزلیں

جمعرات ۱۷ اپریل

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور ۱۰-۱۱
رحیم فہیم الدین ڈاگر : گائن

۱-۳۰ شرافت خاں : ستار

۱۱-۰۵ اور رات ۰۰-۹
غلام صادق اور غلام سراج خاں
گائن

۱۱-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰
عبدالسمیع خاں : سرود

دوپہر

۱۲-۱۵ 'دوشی کون؟' سلسلہ وار ناٹک
تحریر : کانتی دیو

رات

۱۰-۳۰ شانتا چکرورتی
کرناٹک گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
برکت علی خاں

دوپہر

۳-۳۰ شانتا چکرورتی : کرناٹک گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
اوشا سیٹھ : گیت، بھجن
اور غزلیں

جمعہ ۱۸ اپریل

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
ہری سنگھ اور ساتھی : شہنائی

۱۰-۳۰ اور شام ۴۰-۵
غلام حسین خاں : گائن

۱۱-۳۰ پنڈت جسراج : گائن

رات

۸-۱۵ گاندھی چرچا

۹-۳۰ 'راس' ناٹک : بنگالی کہانی
سے ماخوذ
مصنف : نریندر ناتھ مترا
ریڈیو عکس : سوریہ سرکار

۱۰-۳۰ ٹی. ایس. وشوناتھن
کرناٹک سنگیت
ہدایت : شری راما
زندہ حسن : شمری دادرا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ پنڈت جسراج : گائن

دوپہر

۳-۳۰ ٹی. ایس. وشوناتھن : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
مہندر پال : بھجن

ہفتہ ۱۹ اپریل

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
آئرن رائے چودھری : گائن

۱۰-۳۰ اور شام ۴۰-۵
بلونت رائے ورما : ستار

۱۱-۲۰ جگدیش موہن : جلترنگ

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
جگدیش موہن : جلترنگ

دوپہر

۳-۳۰ آئرن رائے چودھری : گائن

اتوار ۲۰ اپریل

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
اسد علی خاں : رودر وینا

۱۰-۰۰ آکاشوانی پرشاستریہ سنگیت

۱۱-۳۰ اور شام ۳۵-۵
کے کرشنا سوامی : گائن
(کرناٹک)

دوپہر

۱۲-۱۵ 'لکھنے والا لکھ گیا' جھلکی
تحریر : کرشنا دت اور
بدری چند

۲-۳۰ 'راس' بنگالی کہانی سے ماخوذ
تحریر : نریندر ناتھ مترا
ریڈیو عکس : سوریہ سرکار

رات

۹-۰۰ بیگم اختر : گائن

دہلی ب

صبح

۳-۳۰ اسد علی خاں : ردر وینا

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
دی. اپیکا. ساگر : غزلیں

پیر ۲۱ اپریل

دہلی الف

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا

۸-۱۰ شام ۴۰-۵ اور رات ۰۰-۹
امرناتھ : گائن

۱۰-۳۰ درشن سنگھ : کلارینٹ

۱۱-۰۵ بیتری مو جمدار : گاتن
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۲۰
آر۔ ایس گمبوج : وچتر وینا

دوپہر
۱۲-۳۰ اُتم پرو کادرد : ناٹک
تحریر : سدھندر کمار

رات
۸-۱۵ 'دوشی کون' سلسلہ وار ناٹک
تحریر : کانتی دیو
۹-۳۰* تقریروں کا اکھل بھارتیہ
کاریہ کرم : بھارتیہ سنسکرتی
کے شاشوت تتو : تقریر
ڈاکٹر پربھاکر ماچوا
۱۰-۰۰ ظہیر احمد خاں : وائلن

دہلی ب
صبح
۷-۲۲ سنگیت سوربھی
شو بھاکر تو : گاتن

دوپہر
۲-۳۰ درشن سنگھ : کلارینٹ

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
انجنا چوپڑا : غزلیں

منگل ۲۲ر اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
منی پرساد : گاتن
۱۰-۳۰ اور شام ۵-۲۰
سعید خاں : ستار
۱۱-۰۵ دنکر کیکنی : گاتن
۱۱-۳۰ وجے کمار : بانسری

شام
۵-۰۵ گیان وگیان : موٹر گاڑی کی کہانی
تقریر : ششی بھوشن شلبھ
۹-۳۰ 'اہنسا کی جیوتی'
تحریر : گوپال کرشن کول
۱۰-۰۰ جے دیپ گھوش : سرود

دہلی ب
صبح
۷-۳۰ وجے کمار : بانسری

دوپہر
۲-۳۰ منی پرساد : گاتن

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
منوہن پہاڑی : بھجن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
ڈولپمنٹ انرجی کلچرل
انرجی ایفشنسی ان انڈسٹریز
اینڈ ٹرانسپورٹ
انگریزی میں تقریر

بدھ ۲۳ر اپریل

دہلی الف
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا
ڈاکٹر وجے شاردا
۸-۱۰ اور شام ۵-۲۰
اندر لال : سارنگی
۱۰-۳۰ اور شام ۵-۴۰
اے۔ رمیش کمار : ٹھمری، دادرا
۱۱-۰۵ ڈی۔ آر۔ پاروتیکر : وچتر وینا
۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
استاد بڑے غلام علی خاں : گاتن

دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان : پنیر ، اسکریٹ
ڈاکٹر ششی جین

رات
۸-۱۵ وگیان آلوک
ان کی سیوا میں کمپیوٹر
'انڈین ایرلائنز'
انٹرویو : اجیت ایس گوپال
۱۰-۰۰ رانی بھٹاچاریہ : گاتن

دہلی ب
صبح
۷-۳۰ بڑے غلام علی خاں : گاتن

دوپہر
۲-۳۰ آر۔ جے شری نوینا : کرناٹک

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
اوما گرگ : گیت ، بھجن

جمعرات ۲۴ر اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور ۱۱-۱۰
شفیع احمد : گاتن
۱۰-۳۰ اور شام ۵-۴۰
احمد علی خاں : ستار

۱۱-۰۵ مادھوا مولیکر : گاتن

دوپہر
۱۲-۱۵ 'دوشی کون' سلسلہ وار ناٹک

رات
۹-۰۰ گوہر علی خاں : وائلن
۹-۳۰ ناٹکوں کا اکھل بھارتیہ کاریہ کرم
گنگا چیلنی کا پنکھ

آسامی ناٹک پر مبنی
ڈاکٹر لکشمی نندن بوس
ریڈیو عکس : بی۔ ایس۔ بھٹناگر
۱۰-۳۰ آر۔ کلپکم اور آر سرسوتی
گائن دوویٹ

دہلی ب
صبح
۷-۲۲ سنگیت سوربھی
گوہر علی : وائلن

دوپہر
۲-۳۰ آر۔ کلپکم اور آر سرسوتی
گائن : ڈوویٹ

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
دیپتی بھلہ : گیت ، بھجن

جمعہ ۲۵ر اپریل

دہلی الف
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا
۸-۱۰ اور ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
شرن رانی : سرود
۱۰-۳۰ شام ۵-۴۰
وجینتی بھٹاچاریہ : گاتن
۱۱-۳۰ کشوری امونکر : گاتن

رات
۸-۱۵ گاندھی چرچا : مہاستی سرسوتی
کنڑ ناٹک سے ماخوذ
تحریر : ڈاکٹر شوورام کرنت
ریڈیو عکس : ایچ۔ این۔ پترو
۱۰-۳۰ یشودھرا شری نواسن
کرناٹک گاتن
۱۱-۱۰ پربھا دیوی : ٹھمری دادرا

دہلی ب
صبح
۷-۳۰ کشن امونکر : گاتن

دوپہر
۲-۳۰ یشودھرا شری نواسن
کرناٹک گاتن

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
کمل شریواستوا : گیت ، بھجن

ہفتہ ۲۶ر اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
سلوچنا برہسپتی : گاتن
۱۰-۳۰ دنیش کمار : بانسری
۱۱-۰۵ ایم۔ آر۔ گوتم : گاتن
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۲۰
اجیت سنگھ : وچتر وینا

شام
۸-۰۵ آج کی اتھتی
۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام
ایم۔ ایس۔ گوپال کرشنا : وائلن

دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
اجیت سنگھ : وچتر وینا

دوپہر
۲-۳۰ دنیش کمار : بانسری

اتوار ۲۷ر اپریل

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۳۰
دیوبرت چودھری : ستار
۱۰-۰۰ سنگھ بندھو : گاتن
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۲۵
شری رنگم آر کانن : گاتن

دوپہر
۱۲-۱۵ 'جاگتے رہو' : جھلکی
سریندر کوشک
۲-۳۰ مہاستی سرسوتی : کنڑ ناٹک
سے ماخوذ
تحریر : ڈاکٹر شیورام کارنت
ہدایت : بسنت کابلی
مترجم : ایچ۔ این۔ پاترو

رات
۹-۰۰ حسین بخش : گاتن
دہلی ب

صبح
۳۰-۳ دیوبرت چودھری: ستار
شام
۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸
رجنی دوبے: گیت: بھجن

پیر ۲۸ر اپریل

دہلی الف
صبح
۱۰-۸ اور شام ۴۰-۵ رات ۰۰-۹
مادھوری منٹو: گائن
۳۰-۱۰ بسواجیت رائے چودھری: سرود
۰۵-۱۱ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر: گائن
۳۰-۱۱ بھگوان داس شرما: سنطور
دوپہر
۳۰-۱۲ 'آہنسا کی جیوتی'
تحریر: گوپال کرشن کول
رات
۱۵-۸ 'دشمن کون؟'
سلسلہ وار ناٹک
۰۰-۱۰ اننت لال اور ساتھی: شہنائی
دہلی ب
صبح
۳۲-۷ بھگوان داس شرما: سنطور
دوپہر
۳۰-۳ بسواجیت رائے چودھری: سرود
شام
۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸
ودھیا بھٹا چاریہ: گیت

منگل ۲۹ر اپریل

دہلی الف
صبح
۱۰-۸ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
احمد رضا خاں: وچتر وینا
۳۰-۱۰ بھوپیندر سیتل: گائن
۳۰-۱۱ بلدیو راج ورما: گائن
شام
۰۵-۵ گیان وگیان: بتاؤ تو جانیں
۳۰-۹ بسنت کی واپسی: ناٹک
تحریر: اندو جین
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی
رشید خاں: گائن
دہلی ب
صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
بھیم سین جوشی: گائن
دوپہر
۳۰-۲ بھوپیندر سیتل: گائن
شام
۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸
کرونا ابرول: گیت، بھجن
اور غزلیں

بدھ ۳۰ر اپریل

دہلی الف
صبح
۴۵-۶ وگیان چرچا: تقریر
مادھوری سہائے
۱۰-۸ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
راجن مشرا ساجن مشرا: گائن
۳۰-۱۰ اور شام ۴۰-۵
چندن رائے: سرود
۳۰-۱۱ اوم پرکاش: اسراج
دوپہر
۳۰-۱۲ گھر وگیان: دیمن پرکار کی کھاد
تقریر: ڈاکٹر نریندر ورما
رات
۱۵-۸ وگیان آلوک: وی لائن فیملی
ڈاکٹر کے۔ کے۔ گپتا
پیش کش: ظہیر احمد زیدی
۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
اوما شنکر مشرا: ستار
دہلی ب
صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
گریجا دیوی: گائن
دوپہر
۳۰-۲ کے جینتی: کرناٹک گائن
شام
۴۵-۶ اور ۴۵-۸
محمود نظامی اور ساتھی
قوالیاں اور غزلیں

ترسیل زر کا پتہ
چیف ایڈیٹر
آکاشوانی گروپ آف جرنلز، آل انڈیا ریڈیو
۱۱ فلور، پی ٹی آئی بلڈنگ، سنسد مارگ، نئی دہلی ۱

لکھنؤ

میڈیم ویو: لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۴۰۱٫۶۴ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۳۴٫۲۷ میٹر ۱۲۷۸ کلو ہرٹز

شارٹ ویو: لکھنؤ 'ب'
صبح ۴۵-۷ تک ۹۳٫۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز
۰۰-۸ بجے کے بعد ۴۸٫۴۳ میٹر ۶۱۷۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۱٫۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز
شام اور رات ۹۳٫۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی/انگریزی: (دلّی) صبح ۰۰-۶ پرادیشک سماچار (گورکھپور) صبح ۲۰-۷
ہندی (دلّی) صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ اور شب ۴۵-۸ اور ۰۵-۱۱
انگریزی (دلّی) صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱
سنسکرت (دلّی) صبح ۰۰-۷ شام ۰-۶ اردو (دلّی) صبح ۵۰-۸ شب ۱۶-۹
علاقائی (لکھنؤ) دوپہر ۳۰-۲ پرادیشک (لکھنؤ) شام ۲۰-۷ نیوز لیٹر ہندی (دلّی) صبح ۰۰-۹
ضلع کی چٹھی (لکھنؤ) صبح ۰۵-۹

بدھ ۱۶ر اپریل

صبح
۳۰-۷ آرائش محفل، قصہ حاتم طائی
سلسلے وار پروگرام
۱۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
دھرم ناتھ مشر کھٹری

جمعرات ۱۷ر اپریل

صبح
۱۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
الیاس خاں: ستار
رات
۴۵-۷ گیت منجری

جمعہ ۱۸ر اپریل

صبح
۱۵-۹ اور دوپہر ۱۱ساڑھے ۳۰-۱۰
سریندر شنکر اوستھی: خیال
رات
۴۵-۷ نئے چیلنج: فیچر پروگرام

ہفتہ ۱۹ر اپریل

صبح
۱۵-۹ بمل بنرجی: ستار

اتوار ۲۰ر اپریل

صبح
۳۰-۷ گوسوامی تلسی داس کرت
"کویتاولی" کا سلسلے وار نشریہ
۱۵-۹ اے۔ کے۔ فوگرزے: خیال
دوپہر
۱۰-۱ آج اتوار ہے (مزاحیہ خاکہ)
کچی چھت کا مکان (حصہ II)
سلسلے وار مزاحیہ خاکہ
تحریر: پرتاپ سہگل
پیش کش: سشیل بنرجی
شام
۳۰-۴ کنور راجندر سنگھ: وائلن
۳۰-۹ پتنگ: بات چیت پر مبنی فیچر
پیش کش: پرکاش سکسینہ
۰۰-۱۰ غم دل اگر نہ ہوتا: ناٹک
تحریر: شوکت عمر
پیش کش: جے۔ دیو شرما کمل
۳۰-۱۰ استاد امیر خاں: خیال

پیر ۲۱ر اپریل

صبح
۱۵-۹ اور شام ۳۰-۴
ہردیال ملگوترا: خیال

طبلہ پرسنگیت : مہیش کمار شرما

دوپہر

۱۲—۱۰ اور رات ۹—۴۵
مانک بنرجی : سرود

رات

۱۰—۳۰ نرطا ارن : ٹھمری اور دادرا

منگل ۲۲ ر اپریل

صبح

۷—۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی امرکرت
"پدماوت" کا سلسلہ وار نشریہ

۹—۱۵ اور دوپہر ۱۲—۱۰
سبھاش مشر : وائلن
طبلہ پر سنگیت
کیشو کمار ترویدی

بدھ ۲۳ ر اپریل

صبح

۷—۳۰ آرائشِ محفل، قصہ حاتم طائی
(سلسلے وار پروگرام)

۹—۱۵ اور شام ۴—۳۰
چندر پرکاش مشر : خیال

رات

۱۰—۰۰ سورج کبھی ڈوبتا نہیں : ناٹک
تحریر : وجیندر کمار
پیش کش : جے. دیو. شرما کمل

۱۰—۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں
(یوم وفات) بھینٹ وارتاؤں
پر مبنی خصوصی پروگرام

جمعرات ۲۴ ر اپریل

صبح

۹—۱۵ اور رات ۱۰—۳۰
سکندر حسین شہنائی

جمعہ ۲۵ ر اپریل

صبح

۹—۱۵ اور رات ۱۰—۳۰
ولا کول : خیال

دوپہر

۲—۴۰ آپ کی صحت (آپکا سواستھیہ)

ہفتہ ۲۶ ر اپریل

صبح

۹—۱۵ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

رات ۳۰— وگیان جگت

اتوار ۲۷ ر اپریل

صبح

۷—۳۰ گوسوامی تلسی داس کرت
"کویتاولی" کا سلسلے وار
نشریہ

۹—۱۵ بھیم سین جوشی : خیال

۱۱—۰۰ صرف تمہارے لئے : ناٹک
تحریر : گوپال اپادھیائے
پیش کش : جے دیو شرما "کمل"

دوپہر

۱—۱۰ آج اتوار ہے : "مزاحیہ خاکہ"
اکسمات، تحریر : اینتانگم

شام

۴—۳۰ دیویندر مردیشو : بانسری

۱۰—۳۰ دیوبرت چودھری : ستار

پیر ۲۸ ر اپریل

صبح

۹—۱۵ شام ۴—۳۰ رات ۱۰—۳۰
معبود حسین : کلارینٹ

رات

۷—۴۵ پریوار کلیان پر شنوتری

منگل ۲۹ ر اپریل

صبح

۷—۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی امرکرت

"پدماوت" کا سلسلے وار نشریہ

۹—۱۵ رسک لال اندھاریا : خیال

رات

۷—۳۰ کھیل جگت

۸—۰۰ ہم ایک ہیں : قومی یکجہتی پر مباحثہ

بدھ ۳۰ ر اپریل

صبح

۷—۳۰ آرائشِ محفل "قصہ حاتم طائی"
سلسلے وار پروگرام

۹—۱۵ اور شام ۴—۳۰
گوپال چکرورتی : ستار
طبلہ پر سنگیت : مدھوناتھ مشر

رات

۱۰—۰۰ بھگت یوجنا : نوٹنکی
تحریر : بدری پرساد گپتا "آریہ"

۱۰—۳۰ بسوراج راجگرو : خیال

نجیب آباد

۳۱۴،۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

بدھ ۱۶ ر اپریل

صبح

۷—۴۵ بنسی لال : شیل سنگیت

۸—۲۱ مدھو والا گپتا : لوک گیت

۸—۳۰ وِمل مکھرجی : ستار پر نٹ بھیرو

۹—۱۵ مہادیوشن کینوپر خصوصی پروگرام

رات

۹—۱۶ نتن مکیش : گیت

جمعرات ۱۷ ر اپریل

صبح

۸—۳۰ بصیر احمد : کلارنٹ پر بیراگی

دوپہر

۱—۱۰ سندر لال گندھرو
بانسری پر سارنگ
عطا حسین خاں : طبلہ سنگیت

جمعہ ۱۸ ر اپریل

صبح

۷—۴۵ شو پرساد وجل وان اور
نندن سنگھ مہرہ
شیل سنگیت

۸—۳۰ اور دوپہر ۱—۱۰
روی شنکر : ستار

شام

۵—۳۰ گرام جگت
کفو چوہان کی داستان
از دیپک بشٹ

۱۰—۰۵ این راجم : وائلن پر گورکھ کلیان

ہفتہ ۱۹ ر اپریل

صبح

۷—۴۵ مادھوری برتھوال
شیل سنگیت

۸—۳۰ مانک ورما : ٹھمری بھیروی
کنکنا بنرجی : دادرا

دوپہر

۱—۱۰ لیاقت علی خاں : سارنگی پر
پٹ دیپ

اتوار ۲۰ ر اپریل

صبح

۷—۴۵ ادے رام وساتھی : شیل سنگیت

رات

۹—۱۶ رونا لیلیٰ : غزلیں

پیر ۲۱ ر اپریل

صبح

۷—۴۵ امی چند بنکج : شیل سنگیت

۸—۳۰ اور دوپہر ۱—۱۰
این۔ جی۔ موگھے
شاستریہ سنگیت

شام

۵—۳۰ گرام جگت
کماؤں منڈل کے وکاس کاریہ

منگل ۲۲ ر اپریل

صبح

۷—۴۵ ہری سنگھ بشٹ، جگدیش پرساد
شیل سنگیت

۸—۳۰ استاد امیر خاں : خیال

بدھ ۲۳ ر اپریل

صبح

۷—۴۵ مان سنگھ نیگی : شیل سنگیت

۸—۳۰ مینا کشی داس : نٹ بھیرو

جمعرات ۲۴ ر اپریل

صبح

۸—۳۰ اور رات ۱۰—۳۰
ہری پرساد چورسیا : بانسری

شباہ

میڈیم ویو : ۶ر۳۸۷ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۱۱-۳۰ کے بعد رات تک ۹۳ر۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۷-۴۵ کے بعد دوپہر ۳-۴۵ تک اور شام ۵-۰۰ کے بعد ۴۹ر۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

بدھ ۱۶ر اپریل

صبح
۷-۴۵ ودیا دیوی اور پرس رام تومر
پہاڑی سنگیت
۸-۲۱ ہمیں لکھئے
شام
۸-۰۵ دھارا رے گیت : رام داس اور ساتھی
۸-۳۰ شانتی ہیرانند : سگم سنگیت
۱۰-۰۰ فرمائشی فلمی گانے

جمعرات ۱۷ر اپریل

صبح
۷-۱۰ شری کانت باکرے
کلاسیکی موسیقی
وجے بھنڈاری اور مینا
پہاڑی سنگیت
۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۸-۲۵ پنجابی گیت : گرمیت کور بابا
شام
۸-۰۵ دھارا رے گیت
منگت رام گپتا
۸-۳۰ ارملا ناگر : سگم سنگیت
۹-۳۰ اسپورٹس میگزین کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۱۸ر اپریل

صبح
۷-۲۵ اس باس کا گیت
۷-۴۵ مجو نیشوری اور لائق رام
پہاڑی سنگیت
رات
۸-۳۰ وشو موہن : سگم سنگیت
۹-۱۶ بھارت اکیسویں صدی کی اور

ہفتہ ۱۹ر اپریل

صبح
۷-۱۰ اشوک رائے : سرود
۷-۴۵ ٹھکم رام شرما اور گرشرن چوہان
پہاڑی سنگیت
۸-۲۵ کشمیری گیت
رات
۸-۰۵ دھارا رے گیت
ششما رانی

اتوار ۲۰ر اپریل

صبح
۷-۱۰ تیج پال سنگھ : کلاسیکی موسیقی
۷-۴۵ ست رام ٹھاکر اور کملا رانی
پہاڑی سنگیت
۸-۲۵ سیتا کوہلی : غزلیں
۹-۳۰ اس باس کا گیت
رات
۸-۰۵ دھارا رے گیت : ششی شرما

پیر ۲۱ر اپریل

صبح
۷-۱۰ پارتھ داس : ستار
۷-۴۵ بسنتی دیوی، سندر رام اور ساتھی
پہاڑی گیت
۸-۲۱ اردو نظم خوانی
۸-۲۵ بالاجی راجندر سنگھ اور ساتھی
شبد
شام
۸-۰۵ دھارا رے گیت
۸-۳۰ گھنشیام داس : سگم سنگیت
۹-۴۵ بی۔ آر۔ آ ٹھوال
کلاسیکی موسیقی
۱۰-۰۰ آنت لوک کا تھاؤں پر مبنی

منگل ۲۲ر اپریل

صبح
۷-۱۰ سوتیا دیوی : کلاسیکی موسیقی
۷-۴۵ بملا دیوی اور دھن دیو شرما
پہاڑی سنگیت
رات
۸-۰۵ دھارا رے گیت
تاپے رام ساتھی
۹-۱۶ ہندی تقریر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
جگدیپ گھوش : سرود

بدھ ۲۳ر اپریل

صبح
۷-۴۵ گوپال شرن ٹھاکر اور سیتا دیوی
پہاڑی سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم کے گیت
رات
۸-۰۵ دھارا رے گیت
پشپ لتا اور ودیا کانتی
۸-۲۵ مکند لال : سگم سنگیت
۹-۱۶ گھر آنگن : سلسلہ وار ناٹک
۱۰-۰۰ آپ کے آنو بر ودھ پر

جمعرات ۲۴ر اپریل

صبح
۷-۱۰ سریندر شنکر اوستھی
کلاسیکی موسیقی
۷-۴۵ پریم لتا، پریم پرکاش نہالٹا
پہاڑی سنگیت
۸-۳۵ نریندر کور : پنجابی گیت
رات
۸-۰۵ دھارا رے گیت
سورت رام اور ساتھی
۸-۲۵ مینا کپور : سگم سنگیت
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۲۵ر اپریل

صبح
۷-۴۵ اماغر ما اور شکیل قریشی
پہاڑی سنگیت
دوپہر
۲-۳۰ مہیلا سمیلن

جمعہ ۲۵ر اپریل

صبح
۷-۴۵ کھوتری دیوی : شیل سنگیت
۸-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

ہفتہ ۲۶ر اپریل

صبح
۷-۴۵ شو پرساد پوکھریال
شیل سنگیت
۸-۳۰ سیتا شرن سنگھ
خیال و بھاس
شام
۵-۳۰ گرام جگت

اتوار ۲۷ر اپریل

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰
گوپال بالو گوسوامی : شیل سنگیت

پیر ۲۸ر اپریل

صبح
۷-۴۵ ستیشور پرساد نارجوشی
شیل سنگیت
دوپہر
۲-۲۰ ستیشور پرساد : لوک گیت

منگل ۲۹ر اپریل

صبح
۷-۴۵ چندر کلا جوشی : شیل سنگیت
۸-۳۰ کمار گندھرو : گائن

بدھ ۳۰ر اپریل

صبح
۷-۴۵ مانو رام سکوٹی : شیل سنگیت
۸-۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی
دوپہر
۱-۱۰ ہیا بسواس : ستار
شام
۵-۳۰ گرام جگت



رات

۸-۰۵ لائق رام شرما
دھارا سے گیت

۹-۱۶ گھر پریوار کے بیچ
ونود کے کشن

هفته ۲۶ اپریل

صبح

۷-۱۰ سیا بہاری شرن
کلاسیکی موسیقی

۷-۴۵ راجندر کمار اور کرشنا شرما
پہاڑی سنگیت

۸-۳۵ راجیندر سنگیت

رات

۸-۰۵ دھارا سے گیت
ٹھاکر دت شرما

۸-۳۵ لچھمی رام سلیم: سگم سنگیت

۹-۱۶ ہم درشن: علاقائی ریڈیو
نیوز ریل

اتوار ۲۷ اپریل

صبح

۷-۱۰ بسنت راؤ دیشی پانڈے
کلاسیکی موسیقی

۹-۳۰ اس ماس کا گیت

۱۱-۰۰ ہندی ناٹک

دوپہر

۱۲-۳۰ بال گوپال

رات

۸-۰۵ رودی کانت سود
دھارا سے گیت

۹-۱۶ قانون اور ویکتی: ہندی تقریر

۹-۲۵ گیت پہاڑاں دے: فرمائشی
پہاڑی گیت

پیر ۲۸ اپریل

صبح

۷-۱۰ شوررام: کلاسیکی موسیقی

۷-۴۵ لیلا بھنڈاری اور ہیرالال بھاردواج
پہاڑی سنگیت

۸-۳۵ سنگھ بندھو: شبد

رات

۸-۰۵ کملا بھاردواج اور ساتھی
دھارا سے گیت

۸-۳۰ مدھر شرما: سگم سنگیت

۴۰

۱۰-۰۰ شوررام: کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۹ اپریل

صبح

۷-۱۰ ساجن مشرا اور راجن مشرا

۷-۴۵ ہست رام تنوار اور مینا دیوی
پہاڑی سنگیت

۸-۳۵ رام رتن: سگم سنگیت

رات

۸-۰۵ موہن راٹھور: دھارا سے گیت

۸-۳۵ رام رتن: سگم سنگیت

۹-۱۶ کیا یہ سچ ہے۔ پیڑ پودے سن
سکتے ہیں: ہندی تقریر

۹-۴۵ بھگتی سنگیت

بدھ ۳۰ اپریل

صبح

۷-۴۵ کرشنا کپور اور رتن سنگھ چوہان
پہاڑی سنگیت

۸-۳۵ رسولن بائی: سگم سنگیت

رات

۸-۰۵ لجیا شرما: دھارا سے گیت

۸-۳۵ لیکھ رام شرما: سگم سنگیت

۹-۱۶ گھر آنگن: سلسلہ وار ڈرامہ

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ آپ کے آنو رود ھو پر

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر: میڈیم ویو: ۴۲۷.۳ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲۲۲.۲ میٹر ۱۳۵۰ کلو ہرٹز
۳۴۳.۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز

چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۲۰۹.۶ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵

پنجابی: صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰ ۱۱-۰۰

اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ)

روزگار سماچار: شام ۷-۴۰

بدھ ۱۶ اپریل

صبح

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا: ملاقات

۷-۴۵ جیون جوت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
مہندر سنگھ: ٹھمری اور دادرا

دوپہر

۱۲-۱۵ اور رات ۷-۴۵
بھائی بخشیش سنگھ راگی اور
ساتھی: شبد

۲-۳۰ موہن سنگھ جھنڈیر اور ساتھی
لوک گیت

شام

۴-۳۰ پھلجھڑی: چھوٹے بچوں کے لئے

جمعرات ۱۷ اپریل

صبح

۷-۱۵ جی آئیاں نوں

۷-۳۰ اپنا گھر

۷-۴۵ راجکمار: کافی

۸-۲۰ اور رات ۷-۵۰
امریک سنگھ: شبد

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
وزیر چند رچترا: ستار

دوپہر

۲-۳۰ سیدہ بانو اور ساتھی
لوک گیت

شام

۴-۳۰ پون کمار ورما: طبلہ

۴-۴۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری
لوک گیت

۸-۰۰ سرجنا: پنجابی میں ادبی میگزین

جمعہ ۱۸ اپریل

صبح

۷-۱۵ اجل یاداں

۷-۳۰ بھجن
(بھگوان رام کی ثنا میں)

۸-۵۰ اور رات ۱۰-۱۵
امریک سنگھ غازی نگر
لوک گیت

۹-۱۵ سیارام تیواری: الاپ اور
دھرپد راگ الھیا بلاول اور
بھجن

دوپہر

۲-۳۰ ستیش چند: لوک گیت

رات

۹-۳۰ الفاف: ہندی میں ڈرامہ
از سدرشن فاخر

هفته ۱۹ اپریل

بقیہ: جالندھر

بدھ ۳۰ اپریل

صبح

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا

۷-۴۵ جیون جوت

۸-۲۰ پیارے لال: گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
سوہن سنگھ: خیال

دوپہر

۱۲-۱۵ بھائی ہربنس سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

۲-۳۰ پرکاش چند چمن: لوک گیت

شام

۴-۳۰ پھلجھڑی: چھوٹے بچوں کے لئے
پروگرام

۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

صبح

۶-۳۰ ودیا ساگر رام پال
گیت اور غزل

۷-۴۵ محمد تقی قوال اور ساتھی : کافی

۸-۲۰ اور رات ۱۰-۸
بھائی اونکار سنگھ : شبد

۹-۳۰ اور شام ۳۰-۴
رام لبھایا : کلارنٹ

دوپہر

۲-۳۰ پراڈیشنل سنگیت

شام

۴-۴۵ بلبیر سنگھ : لوک گیت

اتوار ۲۰ اپریل

صبح

۶-۰۵ امرت بودھ : ویدانگیتا اور
راماتن کی تعلیمات پر مبنی پروگرام

۷-۱۵ پنکھڑیاں : ثقافتی اور سماجی
ورثے پر مبنی پروگرام

۷-۴۵ غزلاں جلی : پنجابی غزلیں

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۹-۰۵ استاد عبدالکریم خاں : گائن

۹-۱۵ چانن رشماں : زراعتی میگزین
پروگرام

۱۰-۳۰ تہاڈی فرمائش

دوپہر

۱۲-۳۰ لوک گیت
پورن چند وڈالی اور ساتھی

۲-۳۰ نوراں : لوک گیت

شام

۴-۴۵ سوہن سنگھ سیتل ڈھاڈی
اور ساتھی : واراں

۸-۱۵ پٹاری : رنگا رنگ پروگرام

پیر ۲۱ اپریل

صبح

۸-۳ سوندر سنگھ پردیسی
لوک گیت

۹-۰۰ اور رات ۳۰-۱۰
تیج پال سنگھ سریندر سنگھ : خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
پنجابی گیتوں کا فرمائشی پروگرام

۲-۳۰ اجیت سنگھ پردیسی
لوک گیت

شام

۴-۳۰ بالواڑی : دیہاتی بچوں کے
لئے پروگرام

۹-۳۰ ترش وچ اگیارکو
پنجابی ڈرامہ

۱۰-۱۵ جگت سنگھ جگا : لوک گیت

منگل ۲۲ اپریل

صبح

۷-۱۵ کاویہ دھارا : ہندی میں نظم خوانی

۷-۳۰ ساڈا دیش ساڈی سبھیتا : فیچر

۹-۱۰ بسم اللہ خاں : شہنائی

دوپہر

۱۲-۳۰ ترنجن : دیہاتی مستورات کے لئے

۲-۳۰ سوداگر مل کومل اور ساتھی : شبد

شام

۴-۴۵ لال چند یملا جٹ اور ساتھی
لوک گیت

۱۰-۰۰ بے دیپ گھوش : سرود

بدھ ۲۳ اپریل

صبح

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۵-۱۲ رات ۴۵-۷
بھائی ہر چند سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

۸-۵۰ شوکت علی : لوک گیت

۹-۰۵ یاد پیا کی آئے : استاد بڑے
غلام علی خاں کی یاد میں خصوصی
پروگرام
پیش کش : بلبیر سنگھ کلسی

دوپہر

۲-۳۰ پیارا سنگھ پنچھی : لوک گیت

شام

۱۰-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال

جمعرات ۲۴ اپریل

صبح

۷-۱۵ پنڈ دی نہار : پنجاب کی دیہاتی
زندگی تاریخ اور ثقافت سے
متعلق پروگرام

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۵-۱۲
ہربھجن لال : گیت اور غزل

۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
ادم پرکاش : سیکسوفون

دوپہر

۲-۳۰ سورن لتا : لوک گیت

شام

۴-۴۵ گوربچن کور باوا اور ساتھی
لوک گیت

۷-۵۰ ہربھجن لال : کافی

۸-۰۰ پریمل : ہندی ادبی میگزین

۹-۳۰ گنگا چیلتی کے پنکھ
ڈاکٹر لکشمی نندن بورا کے ناول
کا ریڈیو روپانتر
از ایس۔ ایس بھٹناگر

۱۰-۱۵ پریتی بالا : لوک گیت

جمعہ ۲۵ اپریل

صبح

۷-۳۰ اور ۴۵-۷
ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
کافی

۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
شرایو کالیکر : خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ اور رات ۱۵-۱۰
طفیل نیازی اور جاوید طفیل
لوک گیت

۲-۳۰ جسبیر سنگھ خوشدل : لوک گیت

شام

۴-۳۰ لچھمن داس سندھو
ٹھمری اور دادرا

۴-۴۵ سریندر شندا اور ساتھی
لوک گیت

۹-۳۰ تھیٹر والے : ہندی ڈرامہ
ڈاکٹر وی۔ ڈی شرما

ہفتہ ۲۶ اپریل

صبح

۷-۴۵ ہنس راج اور ساتھی : بھیٹاں

۸-۲۰ کرتار سندھو : گیت

۹-۰۵ اور شام ۳۰-۴
بلدیو کرشن شرما : ستار

۹-۲۰ اور رات ۴۵-۷
او۔ پی۔ کپور : ٹھمری

دوپہر

۲-۳۰ پراڈیشنل سنگیت

اتوار ۲۷ اپریل

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ

۷-۱۵ پنکھڑیاں

۷-۴۵ غزلیں (اردو)

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۹-۱۵ اور رات ۳۰-۱۰
ڈی۔ وی۔ پلسکر : گائن

۹-۰۵ بال جگت

۱۰-۰۰ چانن رشماں
زراعتی میگزین پروگرام

دوپہر

۱۲-۳۰ منموہن کور : لوک گیت

۲-۳۰ کلدیپ مانک : لوک گیت

رات

۸-۱۵ پنجاب کے مختلف حصوں کا
لوک سنگیت

پیر ۲۸ اپریل

صبح

۷-۱۵ اتی دی راھکے

۸-۲۰ اور رات ۱۵-۱۰
پورن شاہکوٹی : لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
رتناکر ویاس : سرود

دوپہر

۲-۳۰ مانغ سنگھ : لوک گیت

شام

۴-۳۰ بالواڑی : چھوٹے بچوں کے لئے
پروگرام

منگل ۲۹ اپریل

صبح

۷-۱۵ کاویہ دھارا : پنجابی میں نظم خوانی

۹-۰۵ بکھل بنرجی : ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ ترنجن : دیہاتی مستورات کے
لئے پروگرام

۲-۳۰ سوداگر رام اور ساتھی
لوک گیت

شام

۴-۲۵ گورودیو سنگھ کومل : لوک گیت

۱۰-۰۰ رشید خاں : گائن

(آگے ص ۴۰ پر)

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ــــــ ۲۰ر۱۹۷ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلو ہرٹز
پربھنی ــــــ ۲۲۹٫۰ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی خبریں : صبح ۶—۰۰، ۷—۵۹، دوپہر ۱—۰۵، شام ۶—۰۵، رات ۸—۴۵، ۱۱—۰۵
مراٹھی : صبح ۶—۵۰، ۸—۳۰، دوپہر ۱—۳۰، شام ۷—۰۰، رات ۸—۰۵
انگریزی : صبح ۸—۱۰، دوپہر ۱—۰۰، رات ۸—۰۰ (اسپورٹ)، ۹—۰۰، ۱۱—۰۰
اردو : دوپہر ۱—۰۵، رات ۹—۱۶ سنسکرت : شام ۶—۱۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵—۵۵ وندے ماترم اور شہنائی
۶—۰۵ سنسکرت پاٹھ
۶—۱۰ امرت دھارا
۶—۱۵ کسانوں کے لیے
مراٹھی میں پروگرام
۶—۲۰ سودا علی
۶—۴۵ پروگرام کا خلاصہ
۷—۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام

شام

۵—۳۰ یووا وانی
نوجوانوں کیلئے مراٹھی میں پروگرام
۶—۳۰ دیہاتیوں کے لیے پروگرام (مراٹھی)
۷—۱۰ روزگار سماچار
۷—۱۵ بازار بھاؤ — گیان جیوتی
(صرف اتوار کو)
۸—۳۰ مدھو گندھ / سنسد سمیکشا

بدھ ۱۶ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : باتوں باتوں میں
سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ
تحریر : نورالمبین
صداکار : سید نثار علی رضوی
سریتا کلکرنی، نورالمبین
۸—۴۰ سگم سنگیت / پرکاش سکھیت

جمعرات ۱۷ر اپریل

دوپہر

۱—۱۰ سگم سنگیت

جمعہ ۱۸ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : آپ اور ہم
خطوط کے جواب : نورالمبین

ہفتہ ۱۹ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : سائنس کی دنیا
سائنس نیوز : ڈاکٹر قمر شریف
نیرنگِ خیال : عبدالعلیم عابد

اتوار ۲۰ر اپریل

صبح

۷—۰۰ جھروکہ : سلسلہ وار گھریلو موضوعی
خاکہ : تحریر : راؤ صاحب دھاڑے
۹—۰۵ سب رنگ
بچوں کے لئے پروگرام : کھلتی کلیاں
۹—۴۰ بال سبھا : بچوں کے لئے مراٹھی میں
پروگرام : ہندی پروگرام

رات

۱۰—۰۰ جیوت : انٹرویوز پر مبنی پروگرام
پیش کش : بھگوان سورتی

پیر ۲۱ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ
موسم گرماں کی اہم بیماریاں
تقریر از ڈاکٹر شیر محمد
کتابوں کی باتیں
از سید تراب علی

منگل ۲۲ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ
کہانی : از جوگندر پال
کلام : قاضی سلیم

دوپہر

۱۲—۱۵ بھگنی منڈل : خواتین کے لئے
مراٹھی میں پروگرام

رات

۱۰—۰۰ کلاسیکی موسیقی

بدھ ۲۳ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ
سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ
باتوں باتوں میں
تحریر : نورالمبین
صداکار : نثار علی رضوی
سریتا کلکرنی، نورالمبین
۸—۴۰ آشا لتا واگیکر : سگم سنگیت

جمعرات ۲۴ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : نئے چراغ

دوپہر

۱—۱۰ چترا دیشپانڈے : سگم سنگیت

جمعہ ۲۵ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : آپ اور ہم
خطوط کے جواب از نورالمبین

دوپہر

۱—۴۰ ہندی پاٹھ

شام

۶—۳۰ دیہاتیوں کے لئے
تحریر : ناگناتھ پٹھالے

ہفتہ ۲۶ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : نئی تعلیمی پالیسی
پرائمری سطح پر : رئیس احمد
معلومات : ایم۔ اے۔ ایچ درانی

اتوار ۲۷ر اپریل

صبح

۷—۰۰ جھروکہ : سلسلہ وار گھریلو موضوعی
خاکہ : تحریر : راؤ صاحب دھاڑے
۷—۳۰ سب رنگ : بزم خواتین
اقبال کی شاعری میں اقبال کا تصور
از نورجہاں عزیز
شاعرہ کا کلام : اختر ناز
۹—۰۵ بال سبھا
مراٹھی میں بچوں کے لئے پروگرام
۹—۴۰ ہندی پروگرام

شام

۶—۱۲ کرتن
۷—۱۵ لوک جاگر

پیر ۲۸ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ
ہمارا آئین حق رائے دہی
از خواجہ منظور الدین
کھیلوں کی دنیا۔ ہاکی : احمد حسین

دوپہر

۱—۴۰ ہندی پاٹھ

منگل ۲۹ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ
بازگشت : پھول بن
ڈاکٹر عصمت جاوید

دوپہر

۲—۱۵ بھگنی منڈل : عورتوں کے لئے
مراٹھی میں پروگرام

بدھ ۳۰ر اپریل

صبح

۷—۳۰ سب رنگ : سلسلہ وار گھریلو
موضوعی خاکہ : باتوں باتوں میں
(آگے ص ۴۳ پر)

ناگپور

۵۱۲٫۸ میٹر ۵۸۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم ، منگل دھونی

۶-۰۵ بھکتی سنگیت

۶-۳۰ آج کا چنتن

۶-۳۵ پروگراموں کا خلاصہ

۶-۴۰ کرشی وانی : موسم کا حال

۶-۴۵ سگم سنگیت / شد سنگیت
اس ماہ کا گیت (اتوار)
گاندھی سرتی (جمعہ)

۷-۳۰ پربھات سائیے
مراٹھی میں پروگرام (ہفتہ)

۷-۴۵ مراٹھی میں تقریر / سد بھارتی
(سنسکرت زبان اور ادب پرمبنی پروگرام)

۸-۲۱ کال چکر (مراٹھی میں مختصر تقریر)

۸-۲۵ ضلع خبرنامہ

۸-۴۰ موسم ، روزگار سماچار

۸-۴۵ پرتی بمب : مراٹھی میں فلمی سیریل (اتوار)
مراٹھی اسٹیج گیت (پیر ، بدھ ، جمعہ)
فلمی گیت (منگل ، جمعرات اور ہفتہ)

۹-۰۰ بچوں کے لیے (اتوار)

۹-۰۰ اور ۹-۲۵ اسکول براڈکاسٹ
(اسکول کے دنوں میں)

دوپہر

۱۲-۳۰ خواتین کیلیے (اتوار ، جمعرات)

۱-۴۰ اور ۲-۵۰ اسکول براڈکاسٹ
(اسکول کے دنوں میں)

شام

۵-۳۰ نوجوانوں کیلیے / صنعتی ملازمین کیلیے
(بدھ ، ہفتہ)

۵-۵۵ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ اور موسم

۶-۱۵ کیرتن
گرامین کاشتکار (صرف چھٹے اتوار کو)
دیہاتی خواتین کیلیے (پیر ، جمعہ)
بچوں کیلیے (بدھ)

۶-۴۵ بازار بھاؤ /
صحت سے متعلق پروگرام (اتوار)

۷-۰۰ تعلیم بالغان / میگزین (اتوار) /
دیہاتی بچوں کیلیے (ہفتہ)

۷-۳۰ دیہاتی سامعین کیلیے پروگرام /
کسانوں کیلیے (منگل اور ہفتہ)

۸-۲۵ سماچار پتروں سے (سوائے پیر)

۹-۳۰ اردو پروگرام (بدھ)

۱۰-۳۰ اختتام

خصوصی اردو پروگرام "محفل"

بدھ ۱۶ اپریل

رات

۹-۳۰ ترقی کی راہ پر گامزن ہندوستان فیچر
تقریر از عبداللہ مفت
قانونی امداد ، تقریر از فہیم الدین

بدھ ۲۳ اپریل

رات

۹-۳۰ آئی ایس زگوپے
ہلکی مزاحیہ تقریر
از شکیل اعجاز
ندیدوطن
نظم خوانی از کیفی اسماعیل

بدھ ۳۰ اپریل

رات

۹-۳۰ بزم سبحان
شرکاء : خدار المصطفیٰ قدوی
خواجہ معین الدین مخلص
محبوب راہی ، عبدالرب عرفان
شہزاد اسد

بقیہ : اورنگ آباد

تحریر : نورالحسین
صداکار : نثار علی رضوی
سریتا کلکرنی

۸-۴۰ کرونا دیشپانڈے
سگم سنگیت

جے پور ، اجمیر

جے پور (الف) : ۲۰۳٫۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۲۳۶٫۴ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷٫۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

بدھ ۱۶ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
برج بھوشن بھٹ : وائلن

۸-۲۱ اندر کمار ویاس : لوک گیت

۹-۱۵ میرالبا : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بابولال بھاٹ : لوک گیت

۱-۳۰ بھیم سین جوشی : خیال

شام

۵-۰۵ چلتے پھرتے : آواسن سنشا

۹-۱۶ چرنجی لال تنور : غزل

۱۰-۰۰ "سرتیا" : ناٹک
تحریر : مہندری لوٹکی
پیش کش : ممتاز شکیب

جمعرات ۱۷ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
رفیق حسین : ٹھمری

۷-۲۵ شکشا میں سنسکرت کی اپادیتا
ہندی تقریر

۸-۲۱ لوک گیت : چھوٹی بانو

۸-۵۰ اور ۹-۱۵
بھنواری لال : سگم سنگیت

شام

۶-۳۰ کہانی (سندھی)
آزاد بینر جی لڑانی
سندھی تقریر
بال گیت (سندھی)
دوانہ - روچو خوانی

جمعہ ۱۸ اپریل

صبح

۷-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
دیویندر مشرا : ستار

۷-۳۵ نوی سدی دو بھارت
از رام روآدرش ، راجستھانی تقریر

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا : سنت بھیکا صاحب
رچت بھیکا صاحب باوری
سے بیرو پاٹھو

۸-۲۱ ایشور سنگھ کچھپی : لوک گیت

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
نرجن کمار : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ مدن لال رائے : لوک گیت

شام

۵-۰۵ ساہتیہ سمبندھی ہرش اتری

۶-۳۰ گوربند : راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی پروگرام

۹-۱۶ ارنا شرما : گیت

۹-۳۰ "واپسی" : ناٹک
تحریر : پریم چند گوسوامی
پیش کش : ممتاز شکیب

ہفتہ ۱۹ اپریل

صبح

۸-۲۱ جیون لال نیپالیہ
لوک گیت

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
وینا میتی : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ جیوتی بھارگو : لوک گیت

شام

۵-۰۵ گرامین بھارت میں وگیان اور
پودوں کا دائیتہ : مذاکرہ

۸-۱۵ دالیسیج آف مہادیر
انگریزی تقریر

اتوار ۲۰ر اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
بین دیوانہ : خیال

۷-۳۵ نئے سنکلپ نئے سوپان
بھومی بینز کو بھومی : ہندی تقریر

۱۰-۰۰ احسان جی امانت، شاہ جواد ب
سندھی تقریر

دوپہر

۱۲-۰۰ نارائن منگنانی: سگم سنگیت

شام

۶-۳۰ نیند کیوں نہیں آتی: بات چیت
گوپال لال بوہرہ: سگم سنگیت

۶-۴۵ شمیم قوال و ساتھی : قوالی

۱۰-۰۰ مجھر : راجستھانی پتریکا کاریہ
کرم : راجستھانی کاویہ پاٹھ
پستک سمشا، ساون پھاگن

پیر ۲۱ر اپریل

صبح

۷-۰۵ اور دوپہر ۱-۳۰
سورج نارائن پروہت: بازی

۷-۳۵ راجستھانی کہانی

۷-۴۵ کپور چند گندھرو: سگم سنگیت

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
کے سرسوتی: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ منالال بھاٹ: لوک گیت

شام

۵-۰۵ مہان کھلاڑی
اناتولی کارپوہ (شطرنج)
تقریر

منگل ۲۲ر اپریل

صبح

۷-۴۵ مانگی لال پنوار: سگم سنگیت

۸-۲۱ گوپال لال ڈانگی و ساتھی
لوک سنگیت

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
کامنی گپتا: سگم سنگیت

شام

۵-۰۵ مارگ درشن
روزگار سمبندھی: تقریر
ہنسیے ہنسائیے اور گنگنائیے

۹-۳۰ سندھی کاریہ کرم
توضع پسند

بدھ ۲۳ر اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
اے آر شاستری: خیال

۸-۲۱ جگن ناتھ سوتی: لوک گیت

۹-۱۵ اور رات ۹-۱۶
محمد حسین : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ نلنی گپتا : لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ شکنتلا : ناٹک: حصہ I
کالیداس کے تحریر کردہ ناٹک کا
ریڈیو عکس: راجیش ریڈی

جمعرات ۲۴ر اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱-۳۰
پرتاپ سنگھ چوہان: ستار

۷-۲۵ انتر راشٹریہ شیتیج پر بھارت
اپدھوگی کرند اور ہندی تقریر

۷-۴۵ سیہ لتا شرما: سگم سنگیت

۸-۲۱ پربھو دیال ڈانگی: لوک گیت

۸-۵۰ اور ۹-۱۵
ایم ۔ ایل ۔ نکرا: سگم سنگیت

شام

۶-۳۰ سندھی کاریہ کرم
پیشوائے اخلاق: سندھی تقریر

جمعہ ۲۵ر اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
مانک بائی : خیال

۷-۳۵ کیوترا قصہ: چھٹے دیکھے بھری
برات بیٹھے ناچے ساری رات
راجستھانی تقریر

۸-۲۱ جسراج چالوریا: لوک گیت

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
بشیر حسین : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ سگھارام راؤ: لوک گیت

(آگے ص ۴۸ پر)

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۴ء۷۶ - ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰ء۱۶ - ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

بدھ ۱۶ر اپریل

صبح

۷-۱۵ 'آتم ہتیا کے پہلے' جھلکی
از اروند بھٹ

۷-۳۰ رن جھن: کملا بھٹ چاریہ

۷-۴۵ مردستعلی

۸-۲۱ گیت گنجار: بابو خاں اور ساتھی

۸-۵۰ دوائیم بارہ سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پارتھ سارتھی تھپلیال

دوپہر

۱-۱۰ گیتا نجلی

۱-۵۰ گریشم کالین سبزیوں کی انت
کھیتی کیسے کریں
بی۔ بی۔ وششٹ

۳-۱۰ اشیش خاں: سرود راگ بیراگی

شام

۵-۰۵ گرامین یواؤں کے لئے: راجستھانی
کاویہ پاٹھ
گھنشیام کا بینا: راجستھانی کہانی
سرون سنگھ راٹھور
سہکاری سنستھاؤں کا گرامین وکاس میں
یوگ دان: شریش چند اوجھا

۵-۳۵ سیما ڑے ری گونج

۶-۳۰ کھیتی باڑی : شور اور جا کا
کرشی شیتر میں یوگ دان
ملاقات: جے ۔ پی ۔ گپتا

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
گنگا رام دامی

۱۰-۳۰ رئیس خاں : ستار
برج بھوشن کابرا: ستار
لکشمی شنکر اور نرملا دیوی
ٹھمری

جمعرات ۱۷ر اپریل

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: سردار احمد سردار

۷-۳۰ رن جھن: مول چند گامیتی

۷-۴۵ مگرمچھ کے آنسو: مزاحیہ تقریر
ڈاکٹر کرشنا منوت

۸-۲۱ گیت گنجار: دھیرا سین

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں

۱-۵۰ جاید کی سبزیوں میں پودھ رکشن کاریہ
تقریر: این الیس سکینہ

۳-۱۰ ہری پرساد چورسیہ : بانسری

شام

۵-۰۵ یووا پسند

۵-۲۵ سیما ڑے ری گونج

۶-۳۰ کھیتی باڑی
کاجری دوارا کیے جارہے ذہین تم
انوسندھان کاریہ
ڈاکٹر کے۔ اے شنکر نارائن

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
بھیکا رام اور ساتھی

۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

جمعہ ۱۸ر اپریل

صبح

۷-۱۵ گاندھی چرچا
گاندھی جی اور پنچایت راج
تقریر از کرشن کمار پروہت

۷-۳۰ رن جھن : مانک چند بھارگو

۸-۲۱ گیت گنجار: گوری دیوی

دوپہر

۱-۵۰ لونیہ و شاریہ بھومی کا سدھار
کیسے کریں : تقریر از
الیس۔ این۔ جیرا ہٹی

۳-۱۰ پنڈت روی شنکر : ستار

شام

۵-۰۵ سنگیت سندھیا
مقبول حسین اور رام بھجن

۵-۲۵ سیما ڑے ری گونج

۶-۳۰ کھیتی باڑی: گھاسوں کی زیادہ
پیداوار دینے والی قسمیں اور

ان کی کھیتی: کے. سی. تھانوی

۸-۴۵ راجستھانی سنگیت
امراؤ خاں لنگا اور ساتھی

۹-۱۶ سنگیت ناٹک پرتگیہ: ناٹک
تحریر: بی. ایل. ماتھر
پیش کردہ: مانک آریہ

۱۰-۰۰ گوپال ناتھ اور ساتھی
سیکسوفون کنسرٹ

ہفتہ ۱۹ر اپریل

صبح

۷-۱۵ کتھاکرم: رگھونندن ترویدی

۷-۳۰ رن جھن
مہرالدین لنگا اور ساتھی

۷-۴۵ بات چیت: الپ بچت
ایم. ایم. سانکلیچا

۸-۲۱ گیت گنجار: حسن خاں جیسلمیری

دوپہر

۱-۱۰ پرانی فلموں کے گیت

۱-۵۰ کرشی جگت: دبھن پرکار کے
اورک وانکی وشیشتائیں
تقریر: ایم. ایس. ماتھر

۲-۱۰ مانک ورما: راگ بھٹیار

شام

۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک
آزادی کی کہانی: راشٹریتا اور
راجہ رام موہن رائے
سامودایک گاتن

۵-۳۵ سیما ڑے ری گونج

۶-۳۰ کھیتی باڑی: وَن چارہ گاہ
وکاس کا مہتو: ایس. کے.
شرما سے ملاقات

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
اومارام اور ساتھی

۸-۱۵ سوریہ چکر

اتوار ۲۰ر اپریل

صبح

۷-۱۵ رن جھن: ہیرا رام رائیکا

۷-۳۰ مرودھرا: کے لال

۸-۲۱ گیت گنجار: علاؤالدین خاں

۸-۵۰ دوایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کردہ: پارتھو سارتھی تھپلیال

۹-۱۵ چمن من: بھارت پیارا دیش ہمارا
گوردا. پانڈے چمرکا

شیلا پانڈے
ان کی بھی کہانی ہے. کچرے کی کہانی
جی. ڈی. دیوبکر

دوپہر

۱۲-۰۵ گن گور: سوچھ گھر اور داتا ور
تقریر: سدھا شرما

۱۲-۳۵ یہ کیا کہتے ہیں

۱-۱۰ گلشن

۲-۲۰ لوک لہری: بندو خاں

شام

۵-۰۵ میری پسند: کماری مونیکا ماتھر

۵-۳۵ جھنکو

۶-۳۰ بچوں کو پولیو ہونے کے کارن
لکشن ورروک تھام کے اپائے
تقریر: ڈاکٹر اروند ماتھر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
غازی خاں

۹-۱۶ آپ کا پتر

۱۰-۰۰ من بھاون

پیر ۲۱ر اپریل

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: سلسلہ وار
پروگرام
پیش کردہ: قاضی انیس الحق

۷-۳۰ رن جھن: پشپا پروہت

۷-۴۵ انگریزی وارتا: دی فیسی لٹی
آف لٹریچر
پروفیسر جے. این. شرما

۸-۲۱ گیت گنجار: کریم خاں لنگا

دوپہر

۱-۱۰ ناری وائیکا: راشٹریہ وکاس
اور مہیلائیں
تقریر از منجوتا پٹریا
عورتوں کو بھگوان مہاویر کا
سندیش: تقریر

۱-۵۰ کرشی جگت: نئے جن فاسفورس
ویوٹاس یکت ساروں کا مہتو
تقریر از رگھوناتھ سنگھ

۲-۱۰ سامودائک گاتن پاٹھو

شام

۵-۰۵ نکھل وڈوالکر: سگم سنگیت
وگیان سماچار: ونیت شرما
کہانی: چندر سنگھ

۵-۳۵ سیما ڑے ری گونج

۶-۳۰ کھیتی باڑی
جاید کی فصلوں کو کیڑوں سے
کیسے بچائیں: آلیکھ
ایس. سی. مہتہ

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
شیو لال ویاس

۹-۱۶ سماچار ترنگ

۱۰-۳۰ رسک لال اندھریا: راگ
گورکھ کلیان
وی. جی. جوگ: وائلن

منگل ۲۲ر اپریل

صبح

۷-۱۵ کھیل کھلاڑی

ارجن پرسکار وجیتا کشن سنگھ
بھاٹی سے ملاقات

۷-۳۰ رن جھن: پرمانند پرمار

۷-۴۵ ۲۱ ویں صدی میں کیسا ہوگا
اور جاسادھنوں کا سوروپ
تقریر: ڈاکٹر جے. پی. گپتا

۸-۲۱ گیت گنجار: موہن داس نمبارک

۸-۵۰ سوربھ

دوپہر

۱-۱۰ نیروگ کاریہ کرم: عورتوں کی
بیماریوں میں الٹراسونوگرافی کا مہتو
مباحثہ: شرکار: ڈاکٹر جگ موہن ماتھر
ڈاکٹر شیلا شرما، نیہہ سن
دنیش چندر شرما

۱-۵۰ نینو ورگیہ پودھوں میں دھیان
دینے یوگیہ باتیں: تقریر از
بی. ڈی. یادو

۲-۱۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

شام

۵-۰۵ گیتوں بھری کہانی
ایم. ریاض خاں
پرمانو بنتر کے نیچے مہاویر کی
امرت وانی: تقریر از
پریوگ درشنی پاٹنی

۵-۳۵ سیما ڑے ری گونج

۶-۳۰ اونٹوں کو ہونے والی وبھن
بیماریاں وروک تھام کے اپایہ
تقریر: جے. ایل. ماتھر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
بابو لال کالاوت

۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

۱۰-۰۰ جے دیپ گرو ور: سرود

بدھ ۲۳ر اپریل

صبح

۷-۱۵ جھلکی: دفتر کی تیاری
تحریر: رنجن گوتم
پیش کردہ: ادل کمار

۸-۲۱ گیت گنجار: روپ کرن ویاس

۸-۵۰ دوایکم بارہ سلسلے وار پروگرام
پیش کردہ: پارتھو سارتھی تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ گرمی میں بوئی جانے والی چارے
کی اُنّت قسموں کی کھیتی کیسے کریں.
تقریر: بی. کے. پروہت

۲-۱۰ وشنو پرستا: شہنائی

شام

۵-۰۵ ۲۱ ویں صدی کی بیوی
مزاحیہ تقریر: اشوک پروہت
چٹکلے اور گیت - ہاسیہ کویتائیں
رمیش جوشی

۵-۳۵ سیما ڑے ری گونج

۶-۳۰ مرچ ٹماٹر کی زیادہ پیداوار کیسے
حاصل کریں: تقریر از
بی. ایس. بھاٹی

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
مراد خاں

۱۰-۰۰ گیت گنگا

۱۰-۳۰ راجیندر پرستا: بانسری
پروین سلطانہ: گاتن

جمعرات ۲۴ر اپریل

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: رام نواس سونی

۷-۳۰ رن جھن: جس راج

۷-۴۵ وشو ساہتہ کے آلوک استمبھ
کالی داس
تقریر از ڈاکٹر رما سنگھ

۸-۲۱ گیت گنجار: رانا لال گہلوت

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں

۱-۵۰ رسایہ لک اُروَرکوں کا پریوگ
کیوں اور کیسے کریں
تقریر از راجیندر سنگھ

۲-۱۰ بھٹادیتہ مکرجی

راگ اہیر بھیروی

شام

۵-۰۵ یووا وانی: آپ بھی سوچیئے

۶-۳۰ دیہی پرکار کے بجو سرکشن کاریہ تقریر از آر. سی. گرگ

۶-۴۵ راجستھانی سنگیت آچار خاں اور ساتھی

۹-۱۲ سنسکرت بھاشا پاٹھ

جمعہ ۲۵ اپریل

صبح

۷-۱۵ گاندھی چرچا گاندھی جی اسپرش بیتا تقریر از بی. ایل. پگھاوا

۷-۳۰ رن جھن: پردیپ راٹھور

۸-۲۱ گیت گنجار: کرشن دماحی

دوپہر

۱-۵۰ بھنڈی کی فصل پود وسن رکشن کاریہ تقریر از ڈاکٹر ڈی. آر. پر یہار

۲-۱۰ شاستریہ سنگیت سیمہ بندھو راگ

شام

۵-۰۵ چلتے چلتے۔ بے روزگار یواؤں کا درد: روزگار کاریہ لیہ تقریر: لکشمن سنگھ بندھو

۶-۳۰ دیہی پرکار کی نوین تم کیٹ ناشک دوائیاں تحریر: کے. کے. جوشی

۶-۴۵ راجستھانی سنگیت کیلاش بھارگو

۹-۳۰ ایک سفر چھوٹا سا: ناٹک تحریر: منڈل دت

۱۰-۰۰ رادھیکا راج نارائن: وینا

ہفتہ ۲۶ اپریل

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: مدن موہن سوروپ ماتھر

۷-۳۰ رن جھن: ریشما خاں اور ساتھی

۷-۴۵ جالور ضلع کی پرمکھ سبھا مناعیں بات چیت: جے پرکاش شرما

۸-۲۱ گیت گنجار: حاجی خاں

دوپہر

۱-۵۰ انّت کرشی منتری کی دیکھ بھال کیسے کریں: تقریر: جی. کے. جیس

۲-۱۰ بے پسواس: ستار

۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک

۶-۳۰ ہری کھاد کیوں اور کیسے پراپت کریں: تحریر: رام کمار سکسینہ

۶-۴۵ راجستھانی سنگیت

انوار ۲۷ اپریل

صبح

۷-۱۵ رن جھن: انور خاں
اندا بھیل: بنارسی لال

۸-۵۰ دوا ایکم بارہ، سلسلے وار پروگرام پیش کردہ پی. ایس. بھیلیال

۹-۱۵ چمن من: ہمارے جیو جنتو
بے پوان: دیجے دوشی
ایکی شالا کا رنگا رنگ کاریہ کرم گیتا بجلی اسکول

دوپہر

۱۲-۰۵ گن گور کاریہ کرم: آپ اور آپ کا بچہ: ڈاکٹر تارا جین

۲-۱۰ آدی واسیوں کیلئے کاریہ کرم

شام

۵-۰۵ میری پسند: کاری سرلا چودھری

۶-۳۰ ڈپ تھیریا روگ ہونے کے کارن لکشن اور روک تھام کے اپایہ تقریر: ڈاکٹر پی. ایس. بھنڈاری

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت

پیر ۲۸ اپریل

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے سلسلے وار پروگرام: از قاضی انیس الحق

۷-۳۰ رن جھن: حکیم خاں

۷-۴۵ دی ٹیمپر اینڈ دی ٹاٹ: سلم پکیٹنگ انگریزی تقریر از وی. وی. جان

۸-۲۱ گیت گنجار: سریش ماتھر

دوپہر

۱-۱۰ ناری واٹیکا: ہیلا داکس یس بادھک: ایرشا کی بھاونا شریمتی ایس. ڈی. کپور بیرک کی ادیہ میں پریم بھتنا شریمتی سروج گپھا واہ

۱-۵۰ انّت فصل چکر سے ہونے والے لابھ تقریر: آر. پی. جانگیر

۲-۱۰ سامو دایک گاتن پاٹھ

شام

۵-۰۵ رکت اور رکت دان: تقریر از ڈاکٹر نریندر جینگانی
کہانی: منوہرانی راٹھور
تیج بہادر جینتی: تقریر از پریم جیت سنگھ

۶-۳۰ گھاسوں کی زیادہ پیداوار پراپت کرنے کے گن
ایم. ایس. یادو سے ملاقات

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت دلیپ چندر چوہان

۹-۱۲ سماچار ترنگ

۱۰-۳۰ رام نارائن: سارنگی۔ راگ سوہنی
شو کمار شرما: سنتور

منگل ۲۹ اپریل

صبح

۷-۱۵ کھیل کھلاڑی بھارتیہ کرکٹ ٹیم کی تازہ استنفی راج چودھری سے ملاقات

۷-۳۰ رن جھن: راہل جوشی

۷-۴۵ بیتھری روگ: تقریر از ڈاکٹر نریندر بھنڈاری

۸-۲۱ گیت گنجار: بنارسی لال

دوپہر

۱-۱۰ نیروگ کاریہ کرم پشچمی راجستھان میں فلوروسس بیماریاں: ڈاکٹر وی. کے. گپتا سے دنیش چندر شرما کی بات چیت

۱-۵۰ بریج وشاتری فصل میں پود رکشن کاریہ: تقریر از جی کے گپتا

۲-۱۰ عبدالوحید خاں: راگ درباری

شام

۵-۰۵ آپ کے پتر آپ کے گیت

۶-۳۰ گرمی کے دنوں میں پشوؤں کو ہونے والے روگ اور روک تھام کے اپایہ: تقریر از اندر جیت جوشی

۶-۴۵ راجستھانی سنگیت پکھراج وشنو اور ساتھی

۹-۱۲ سنسکرت بھاشا پاٹھ

۱۰-۰۰ رشید خاں: گاتن

بدھ ۳۰ اپریل

صبح

۷-۱۵ جھلکی

۷-۳۰ رن جھن: بخشو خاں

۸-۲۱ گیت گنجار: چندر شیکھر کلا

۸-۵۰ دوا ایکم بارہ: تحریر پیش کردہ پی. ایس. بھیلیال

دوپہر

۱-۵۰ دیہی پرکار کے بجو سن رکشن کاریوں کا مہتو تقریر از جے. این. پر یہار

۲-۱۰ منور علی خاں: ٹھمری

شام

۵-۰۵ آمنے سامنے: سپرنٹنڈنٹ ایم جی. اسپتال ڈاکٹر کے. بنرجی سے ملاقات

۶-۳۰ چھایا دار پیڑوں کی انّت قسمیں اور ان کی وششتائیں تقریر: کے. آر. سولنکی

۶-۴۵ راجستھانی سنگیت کالو رام بیراٹھی اور ساتھی

۱۰-۳۰ پنڈت روی شنکر: ستار
شوبھا گرٹو: ٹھمری

بیکانیر

۳۱۵،۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

بدھ ۱۶ اپریل

صبح

۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۳۰
کالوناتھ اور ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ استاد امیر خاں؛ خیال للت

شام

۷—۲۰ کرشی لوک اور گرامین جگت
(روزانہ)
مونگ پھلی کی کھیتی سینچت شیتروں میں
تقریر: عبدالوحید خاں
ایک شودھ کاریہ کرتا سے ملاقات
پنچایتی دوارا ورکش روپن
تقریر: گوپال دیاس

جمعرات ۱۷ اپریل

صبح

۷—۳۰ وگیان پتریکا، دکھن گنگوتری میں
بھارتیہ دیگیانک ابھیان، تقریر
نورا ورجا؛ تقریر ڈاکٹر سریندر پروہت

۷—۳۰ اور رات ۸—۱۵
سانور لال رنگا؛ سگم سنگیت

۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۴۰
غفور خاں؛ لوک سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ مہیلا جگت: جھلکی: گیت
رام پیا سے تا سے ہما لوں سے
طنزیہ مزاحیہ تقریر: اندو بالا گوڑ

شام

۵—۰۵ سنگیت کلاکار؛ پرم جیت کور
۷—۲۰ پشوؤں کے روگ نہ ہونے کے
لئے ٹیکہ کرن؛ تقریر از
ڈاکٹر ایس۔ این۔ شرما
۲۰ سوتری کاریہ کرم ہکا ور لیشیہ
تقریر: لوک ناتھ سونی

۱۰—۱۵ بجے رات بشو کمار شرما؛ ستار پر
راگ ہنس دھونی

جمعہ ۱۸ اپریل

صبح

۸—۲۱ یگ یگ ما آدرش بھگوان شری رام
راجستھانی تقریر؛ شانتی پرساد وشا

۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۳۰
ہنومان رانا؛ لوک سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ گریجا دیوی؛ خیال دیسی توڑی

شام

۷—۲۰ ہرے چارے کے لئے چراگاہ وکاس
ایوم ورکش روپن
تقریر: ایس ایس ٹھاکر
ایک پرگتی شیل کسان گائے
پالک: پرہلاد سے ملاقات

ہفتہ ۱۹ اپریل

صبح

۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۳۰
صدیق خاں اور ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ عبدالکریم خاں؛ شاستریہ گائن

شام

۵—۰۵ سماچار سنکلن
کماری ندھی شکلا
۷—۲۰ بسنت وارتا: بھارتیہ کلا کو ہم
کیسے جیوت رکھیں
کے راج سے ملاقات
۲۰ سوتری کاریہ کرم سے گاؤں
والوں کو لابھ
شیو رانی سے ملاقات

اتوار ۲۰ اپریل

صبح

۸—۲۱ منصور چودھری؛ میری رچنا

دوپہر

۱۲—۵۰ مہیلا جگت
بڑھتے قدم منزل کی اور؛ گھر کے باہر
ساہتیہ؛ ڈاکٹر سورن لتا اگروال
گیت
گرمی میں توچا کی دیکھ بھال
تقریر از مدھو سندھو

شام

۵—۰۵ سنگیت کلاکار
کماری کلپن جیت اروڑا
۷—۲۰ پشوؤں کے بھوجن میں کیول
کانٹے چلے جانے کے پربھاؤ اور
بچاؤ؛ تقریر از جی۔ ڈی۔ شرما

پیر ۲۱ اپریل

صبح

۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۳
گیانیشوری شرما؛ لوک سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ امجد علی خاں؛ سرود پر راگ درباری

شام

۵—۰۵ یووا وانی: کویتا پاٹھ
کماری کویتا سہگل
نرالا اور ان کی کویتا: تقریر از
مدھو بالا دھوانی
۷—۲۰ بسنت وارتا: گرمی کے پے گھر
بیٹھے بنائیں
کنچن چکھوت سے ملاقات
استری بندھن کا لاجپ؛ اوشا گپتا
سے ملاقات
کام کاجی مہیلاؤں کا بھوجن کیسا
ہونا چاہیئے: تقریر از
ڈاکٹر نیلو بھاردواج
آج کے پرگتی شیل سماج میں
دہیج لوایک کلہ
کسم دوبے سے ملاقات

منگل ۲۲ اپریل

صبح

۷—۳۰ اللہ جلائی بائی؛ شاستریہ سنگیت
۸—۲۱ اکیسویں صدی کی چنوتیاں
شکشا کے شیتر میں
تقریر: سیتا نارائن سوامی
۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۳
کلاوتی گوسوامی اور ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ سب رس

شام

۵—۰۵ پرشنوتری: شرکار
اوم پرکاش دوبے
مہاویر پرساد ڈاگر
۶—۳۰ مرد ستقلی: آج ری دنیا اور
بھگوان مہاویر رو اپدیش
تقریر: سورج رام جین
نوی سرجنا: کہانی
مول چند پرانیش
۷—۲۰ گرمیوں کی سبزیوں میں سماجک
کرشی کریائیں
تقریر از سوہن لال ورما
بھگوان مہاویر کی شکشائیں
آج کے سندربھ میں
تقریر: مانگی لال شرما

بدھ ۲۳ اپریل

صبح

۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۳۰
گنیش داس؛ لوک سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ ڈی۔ وی۔ پلسکر؛ خیال کامود

شام

۷—۲۰ انتہ سرکشا ابھیان: کیڑے
مکوڑے اور چوہوں کے لئے
سہدیو تنور سے ملاقات
نئی پیڑھی سے بھینٹ
شانتی دوارا سماجک سدھار
شرکار: بجرنگ بھوسترا
شانتی سودی

جمعرات ۲۴ اپریل

صبح

۷—۳۰ مسکان کے پل؛ مزاحیہ پروگرام
۷—۵۰ ایشن کمار مہندی رتا
سگم سنگیت
۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۴۰
اسماعیل؛ لوک سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ مہیلا جگت
سامپردایک سدبھاؤ۔ مہیلاؤں
کی بھومیکا: مذاکرہ

[illegible] شرما، پشپاوتی پونچ
ششی کلا پانڈے، انیتا ٹھور [illegible]

شام

۵-۰۵ [illegible] وانی [illegible]
[illegible]
[illegible]

۷-۲۰ [illegible]
[illegible]
[illegible]

۸-۱۵ [illegible]
[illegible] سنگیت
[illegible]
[illegible]

جمعہ ۲۵ اپریل

صبح

۸-۲۱ [illegible] ملاقات
[illegible]

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
[illegible] لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ [illegible] خیال [illegible]
[illegible]

شام

۵-۰۵ [illegible]
[illegible]
[illegible] سنگھ [illegible]

[illegible] صاحب ویکاس بھومی
[illegible]
[illegible] جگدیش چند پانڈیہ

ہفتہ ۲۶ اپریل

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
دھیرا سین، لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ پروین سلطانہ: خیال
کوسومی کلیان

شام

۵-۰۵ پرامرش کرشی میں پرچار پرسار جکمیہ
پولو ٹیکنک کالج بیکانیر سے
بھینٹ وارتا

۷-۲۰ گاؤں میں چھوٹے ادھیوگ
دھندے پھیلاؤں کے دوارا
تقریر: ڈاکٹر جی۔ کے سنگھ

ایک کرامین مرد: کمہار رام سے
ملاقات

اتوار ۲۷ اپریل

صبح

۸-۲۱ میری رچنا: کہانی: بنسی منوالا

دوپہر

۱۲-۰۰ مہیلا جگت: کہانی
شکنتلا بھارگو: گیت
دکھوں کی ساری بھو پر سوتاری
ڈاکٹر پروین راجونشی

شام

۵-۰۵ سنگیت کلاکار
روزی ارانی شری واستو

۷-۲۰ لکھوادھیوگ دھندھوں میں
مرغی پالن کا استھان
تقریر: جیٹھا رام
جن سنکھیا وسفوٹ پر سجاؤ
اور بچاؤ: مذاکرہ: سترکار
ڈاکٹر گوپال آچاریہ
آر کے جھا، سرسوتی منوت

پیر ۲۸ اپریل

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
افروز بانو: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بسنت راؤ دیشپانڈے
خیال: مدھوکوس بھیم پلاسی اور
ٹھمری

منگل ۲۹ اپریل

صبح

۸-۲۱ ذرا ان کے بارے میں بھی سوچئے
ذات پات: تقریر از
کیلاش راجستھانی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
مصری لال کلاونت
لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ سب رس

شام

۶-۳۰ مرد مستقلی
کھیل کود سے ویکاس میں
پرشکشن: شوبیر اروہتو

تقریر: رام نواس گپتا
نوی سرجنا: کویتا پاٹھ
شیو پانڈے بیکانیری

۷-۲۰ پھل ورکشوں کے کیٹ ایوم
ان کی روک تھام
آر۔ سوامی ناتھن سے ملاقات
مانسک روگ: کارن اور اپائے
ڈاکٹر ڈی آر چھلانی سے ملاقات

بدھ ۳۰ اپریل

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
فاطمہ: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ نکھل بنرجی: ستار پر
ملہوا کلیان اور مشر کافی

شام

۷-۲۰ اکال کے دنوں میں سویم سیوی
سمسیاؤں کا یوگدان
سوامی گوندھری سے ملاقات
گرمی کے دنوں میں ہیضہ ایوم پیٹ
کے روگوں سے بچاؤ
تقریر: عبدالحلیم خاں

بقیہ: جے پور

شام

۵-۰۵ اپنا دیش: کیرل: لگمورپک
۹-۱۶ ارشاد کشت: گیت

ہفتہ ۲۶ اپریل

صبح

۸-۲۱ کانا رام و ساتھی: لوک گیت
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
دینو ماتھر: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ امرا ؤ مل گو سائیوال، لوک گیت

شام

۶-۳۰ رفیق محمد: طبلہ
۸-۱۵ دو اسٹوڈنس دیٹ اسپیک
انگریزی تقریر

اتوار ۲۷ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰

بے کمار پنوار: وائلن

۷-۲۵ مانوچیتنا کا وکاس: وگیان کے
درشٹی کون سے: تقریر

۷-۴۵ این رابادت: سگم سنگیت
۹-۱۵ کیسے بنتی ہے: بجلی
پن بجلی گھر: تقریر

دوپہر

۱۲-۳۰ "کھرے کھوٹے": جھلکی
تحریر: حمید اللہ
پیش کش: ممتاز شکیب

شام

۶-۳۰ رچنا چودھری: سگم سنگیت

پیر ۲۸ اپریل

صبح

۷-۲۵ راج محلاں میں تُلسی سنتانی امیرا
راجستھانی تقریر
۷-۴۵ پورن پرکاش: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ کملا دیوی ماتھر: لوک گیت

شام

۵-۰۵ کھیل کے میدان سے

منگل ۲۹ اپریل

صبح

۸-۲۱ شیو نارائن ڈگا: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا پیڑھی میں نیتر تو کشمتا کس کتنی
اپیوگی: مباحثہ
۹-۳۰ سندھی پروگرام: کوی گوشٹی

بدھ ۳۰ اپریل

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ستیہ نارائن شرما: وائلن
۸-۲۱ کیلاش کمار: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ کیلاش چندر شرما
لوک گیت

شام

۵-۰۵ میرے یووا کال کے روچک انوبھو
گوپال داس: تقریر
۱۰-۰۰ "شکنتلا": ناٹک بھاگ II
ریڈیو کلس: راجیش ریڈی

کلکتہ

کلکتہ 'اے' ۴۵۶٫۶ میٹر ۶۵۷ کلوہرٹز — کلکتہ 'بی' ۲۹۷٫۶ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرٹز
کلکتہ 'سی' ۲۲۶٫۷ میٹر ۱۳۲۳ کلوہرٹز — کلکتہ 'ڈی' ۲۴۵٫۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

بدھ ۱۶ / اپریل

اے
صبح

۶—۴۰ کالیداس گوا : لوک گیت
۷—۴۰ اینکشی چٹرجی : رابندر سنگیت
۸—۱۵ شیواجی چٹرجی : ادھونک
۸—۳۰ پرنب کمار مکھرجی : بانسری
۹—۰۰ پاپیا بنرجی : نذرل گیتی

دوپہر

۱۲—۲۰ جنتوش داس : ادھونک
۱—۴۰ سولینا داس گپتا : لوک گیت
۱—۴۵ موہن چند گوسوامی : ادھونک
۲—۵۵ نوپور مکھرجی : رابندر سنگیت

شام

۳—۰۰ بیرن موئی سرکار : خیال
۸—۱۵ اوشا شنکر بنرجی
شیام سنگیت
۸—۴۰ مایا گھوشال : ادھونک
۹—۰۰ لطافت حسین خاں : خیال
۹—۲۰ لطافت حسین خاں : خیال

دوپہر

۲—۴۰ جنتوش داس : لوک گیت
۲—۵۰ مایا گھوشال : شیام سنگیت
۲—۵۵ پاپیا بنرجی : نذرل گیتی

شام

۶—۲۰ دیبندر چودھری : لوک گیت
۶—۲۵ اینا کشی چٹرجی : رابندر سنگیت
۸—۱۰ رتنا سانیال : نذرل گیتی
۸—۲۵ کالیداس گوا : لوک گیت
۹—۴۰ نیلیما بنرجی : شیام سنگیت
۹—۵۰ سو بینوئے رائے : رابندر سنگیت
۱۱—۱۰ بیرن موئی سرکار : خیال
۱۱—۳۰ پرنب کمار مکھرجی : بانسری

جمعرات ۱۷ / اپریل

اے
صبح

۶—۴۰ کانا بھدرا : لوک گیت
۷—۴۰ میکھا بوس : رابندر سنگیت
۸—۳۰ شپرا بوس : خیال
۹—۰۰ پربھات بھوش : نذرل گیتی
۹—۲۵ دیپکا چکرورتی : ادھونک

دوپہر

۱۲—۲۰ بانی بنرجی : ادھونک
۱—۰۰ پرتیما چودھری : ستار
۱—۴۰ محمد صغیر الدین : ٹھمری
۱—۵۰ سنتا نوسین گپتا : ادھونک
۲—۵۵ بابولال گھٹک : نذرل گیتی
۳—۰۰ محمد صغیر الدین : سارنگی
۳—۲۰ نیتا گھوشال : شیام سنگیت

شام

۵—۳۰ ایلورا مترا : خیال
۸—۴۰ سیکھا بوس
اتول پرساد سنگیت
۸—۴۵ ارون بنرجی : شیام سنگیت
۹—۰۰ ٹلکو چٹرجی : ستار
۹—۰۰ نیلیما بنرجی : کرتن
۱۰—۳۰ دیبندر چودھری : لوک گیت
۱۰—۴۰ سہاتا سرکار : نذرل گیتی
۱۰—۵۰ سو بینوئے رائے : رابندر سنگیت

بی
صبح

۶—۲۵ نوپور مکھرجی : رابندر سنگیت
۶—۳۵ موہن چند گوسوامی : نذرل گیتی
۶—۴۵ مایا گھوشال : رجنی کانت سنگیت
۶—۵۰ نیلیما بنرجی : شیام سنگیت
۷—۰۵ پرنب کمار مکھرجی : بانسری
۷—۴۰ سولینا داس گپتا
لوک گیت
۷—۵۰ رتنا سانیال : نذرل گیتی
۸—۳۰ اوما شنکر بنرجی
رام پرساد سنگیت
۸—۵۰ سہاتا سرکار : ادھونک
۹—۱۵ کالیداس گوا : لوک گیت

۱۰—۰۰ مادھوری پریا : کرتن
۱۰—۱۵ پریمل بھٹاچاریہ : نذرل گیتی
۱۰—۳۰ ریکھا رائے : لوک گیت
۱۰—۴۰ پربھات بھوش : رابندر سنگیت
۱۰—۵۰ شپرا بوس : ادھونک

بی
صبح

۶—۲۵ بانی بنرجی : رابندر سنگیت
۶—۳۵ بابولا گھٹک : نذرل گیتی
۶—۴۵ نندیتا گھوشال
اتول پرساد سنگیت
۶—۵۰ مادھوری پریا : بھجن
۷—۰۵ ایلورا مترا : خیال
۷—۴۰ کلیان گھوش : لوک گیت
۷—۵۰ نیتا مکھرجی : ادھونک
۸—۴۱ دیا موئی بنرجی : شیام سنگیت
۸—۵۰ سنتا ناسین گپتا : ادھونک
۹—۱۵ کانا بھدرا : لوک گیت
۹—۳۰ ٹلکو چٹرجی : ستار

دوپہر

۲—۴۰ ارون بنرجی : شیام سنگیت
۲—۵۰ نیتا مکھرجی : ادھونک
۲—۵۵ کلیان گھوش : لوک گیت

شام

۶—۲۰ کانا بھدرا : لوک گیت
۶—۲۵ دیا موئی بنرجی : بھگتی گیت
۸—۱۰ نیتا مکھرجی : ادھونک
۹—۳۰ مادھوری پریا : بھجن
۹—۴۰ ارون بنرجی : شیام سنگیت
۹—۵۰ دیپکا چکرورتی : ادھونک
۱۱—۱۰ ایلورا مترا : خیال
۱۱—۳۰ محمد صغیر الدین : سارنگی

جمعہ ۱۸ / اپریل

اے
صبح سو بودھ گنگولی : لوک گیت

۶—۴۰
۷—۴۰ روپو بورال : رابندر سنگیت
۸—۱۵ پرسنتا بھٹاچاریہ : ادھونک
۸—۳۰ سوہن کمار گھوش : ستار
۹—۲۵ بانی بھٹاچاریہ : نذرل گیتی

دوپہر

۱۲—۲۰ گوری بھٹاچاریہ : لوک گیت
۱—۴۰ اے۔ بی۔ کار۔ چودھری : ٹھمری
۲—۵۵ گوپی ناتھ بھٹاچاریہ : دلربا

۳—۰۰ ارون کمار ٹھاکر : شیام سنگیت
۳—۱۰ سربانی چٹرجی : نذرل گیتی
۳—۱۵ گیتا بجلی ودیا مندر : لوک گیت
۳—۲۰ سیولی رائے : بھگتی گیت

شام

۵—۳۰ فضل حسین : سارنگی
۹—۰۰ کمار مکھرجی : خیال
۱۰—۰۰ سورن کمار مجمدار : لوک گیت
۱۰—۰۵ روپو بورال : نذرل گیتی
۱۰—۱۰ اے۔ بی۔ کار۔ چودھری
راگ پردھان سنگیت

بی
صبح

۶—۵۰ گوپی ناتھ بھٹاچاریہ : دلربا
۷—۰۵ فضل حسین : سارنگی
۷—۴۰ گیتا بجلی ودیا مندر : لوک گیت
۷—۵۰ سیولی رائے : ادھونک
۸—۲۱ گوپی ناتھ بھٹاچاریہ : دلربا
۸—۳۰ کرشنا ودادار : بھجن
۸—۵۰ پرسنتا بھٹاچاریہ : ادھونک
۹—۱۵ گوری بھٹاچاریہ : لوک گیت
۹—۳۰ کمار مکھرجی : خیال

دوپہر

۲—۴۰ فضل حسین : سارنگی
۲—۵۰ بانی بھٹاچاریہ
اتول پرساد سنگیت
۲—۵۵ پرسنتا بھٹاچاریہ : ادھونک

شام

۶—۲۰ گوری بھٹاچاریہ : لوک گیت
۶—۲۵ سو بودھ گنگولی : بھگتی گیت
۸—۱۰ گوپی ناتھ بھٹاچاریہ : دلربا
۹—۳۰ سورن کمار مجمدار : لوک گیت
۹—۳۵ سیولی رائے : شیام سنگیت
۹—۴۵ سو بودھ گنگولی : ادھونک
۱۱—۱۰ اے۔ بی۔ کار۔ چودھری
خیال
۱۱—۳۰ سوہن کمار گھوش : سیتار

ہفتہ ۱۹ / اپریل

اے
صبح

۶—۴۰ چارو چکرا : لوک گیت
۷—۴۰ سیرو کاش چاکی
رابندر سنگیت
۸—۱۵ سنگھا مترا چٹرجی : ادھونک

۸-۳۰ پراکرتی موہن مجمدار : خیال

دوپہر

۱-۰۰ اوشا رنجن مکھرجی : خیال
۱-۲۰ نرمل مکھرجی : شیام سنگیت

شام

۵-۳۰ پربھیوتی دتا : ستار
۸-۲۰ گنیش چندر چٹرجی : لوک گیت
۸-۲۵ نمیتا مکھرجی : نذرل گیتی
۸-۴۰ سپرو کاشن چاکی : ادھونک

بی

صبح

۶-۲۵ دیپتی لسواس : رابندر سنگیت
۶-۳۵ نمیتا مکھرجی : نذرل گیتی
۶-۴۵ سنگھامترا چٹرجی
اتول پرساد سنگیت
۷-۱۰ اوشا رنجن مکھرجی : خیال
۷-۴۰ سورمندولی : لوک گیت
۷-۵۰ ریتا رائے : شیام سنگیت
۸-۲۰ مدھوسدن کرماکر : گیٹار

دوپہر

۲-۴۰ سوما چٹرجی : رابندر سنگیت
۲-۵۰ سورمندوتی : لوک گیت
۲-۵۵ ریتا رائے : شیام سنگیت

شام

۶-۲۰ چارو چکرا : لوک گیت
۶-۲۵ سوما چٹرجی : رابندر سنگیت
۶-۳۰ نرمل مکھرجی : شیام سنگیت
۶-۴۰ اوشا رنجن مکھرجی : ٹھمری
۶-۵۵ مدھوسدن کرماکر : گیٹار
۸-۲۵ ریتا رائے : شیام سنگیت

اتوار ۲۰ اپریل

اے

صبح

۶-۴۰ آئیوی برمن : لوک گیت
۷-۴۰ بیوا سین گپتا : رابندر سنگیت
۸-۴۰ شیامل کمار چٹرجی : ستار
۹-۲۵ کرشنا مجمدار : اتول پرساد سنگیت

شام

۵-۳۰ ممتا چکرورتی : ٹھمری اور دادرا
۸-۱۵ اندرا : اندرا دیبی کے گیت
۸-۴۰ دلیپ کمار مکھرجی : بھجن
۸-۴۵ گیتا چکرورتی : ادھونک
۹-۰۰ ارون بھادری : خیال
۱۰-۰۰ سوکمار مترا : راگ پردھان سنگیت

۱۰-۲۵ سوبودھ رائے : لوک گیت
۱۰-۴۰ گیتا بلیتن : رابندر سنگیت
۱۰-۵۰ کرشنا مجمدار : نذرل گیتی

بی

صبح

۶-۲۵ اندرا : رابندر سنگیت
۶-۳۵ سوکمار مترا : نذرل گیتی
۶-۴۵ کرشنا مجمدار : اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ دلیپ رائے : وائلن
۷-۰۵ شیامل کمار چٹرجی : ستار
۷-۴۰ سنیل کمار بیرا اور ساتھی
لوک گیت
۷-۵۰ سکھدیو سین گپتا : ادھونک
۸-۳۰ دلیپ کمار مکھرجی : بھجن
۸-۵۰ گیتا چکرورتی : ادھونک
۹-۱۵ سوبودھ رائے : لوک گیت
۹-۵۰ ارون بھادوری : خیال

دوپہر

۲-۴۰ سکھدیو سین گپتا : ادھونک
۲-۵۰ سنیل کمار بوس اور ساتھی
لوک گیت
۲-۵۵ دلیپ رائے : وائلن

شام

۶-۲۰ سوبودھ رائے : لوک گیت
۶-۳۰ دلیپ کمار مکھرجی : بھجن
۶-۳۵ شیامل کمار چٹرجی : ستار
۶-۵۰ آئیوی برمن : ادھونک
۶-۵۵ دلیپ رائے : وائلن
۷-۳۰ بیوا سین گپتا : رابندر سنگیت

پیر ۲۱ اپریل

اے

صبح

۶-۴۰ دورلو چندر سردھار : لوک گیت
۷-۴۰ سونندا باسک : رابندر سنگیت
۸-۱۵ نرملا مشرا : ادھونک
۸-۳۰ بیلی بوس : وائلن

دوپہر

۱۲-۲۰ دیپتی چٹرجی : ادھونک

شام

۵-۳۰ گوپال بنرجی : ستار
۸-۱۵ سرت چٹرجی : گیٹار
۸-۲۰ منجوشری بھٹا چاریہ : بھگتی گیت
۸-۴۰ نیتیش دتا رائے : نذرل گیتی
۹-۰۰ پوربی مکھرجی : خیال

۱۰-۰۰ دیبرتی شوم : رابندر سنگیت
۱۰-۱۵ آریہ چودھری : لوک گیت
۱۰-۳۰ سونندا باسک : ادھونک
۱۰-۴۰ سیتن کنڈو : شیام سنگیت
۱۰-۵۰ نرملا مشرا : راگ پردھان سنگیت

بی

صبح

۶-۲۵ سیتن کنڈو : رابندر سنگیت
۶-۳۵ دیپیکا پاؤل : نذرل گیتی
۶-۴۵ نیتیش دتا رائے
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ سرت چٹرجی : گیٹار
۷-۰۵ منجوشری بھٹا چاریہ : خیال
۷-۴۰ ریتا سنگھ رائے
لوک گیت
۷-۵۰ شرمشتھا مکھرجی : ادھونک
۸-۲۱ گوپال بنرجی : ستار
۸-۵۰ دیپتی چٹرجی : ادھونک
۹-۱۵ آریہ چودھری : لوک گیت
۹-۲۰ پوربی مکھرجی : خیال

دوپہر

۲-۲۰ رتن لال باردتی : لوک گیت
۲-۵۰ دوئی جیداس گھوش : گیٹار
۲-۵۵ شرمشٹھا مکھرجی : رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ دور لوچندر سترادھر : لوک گیت
۶-۲۵ نرملا مشرا : بھجن
۶-۳۰ دوئی جیداس گھوش : گیٹار
۶-۴۰ بینا مکھرجی : رابندر سنگیت
۶-۵۵ ریتا سنگھو رائے : لوک گیت
۸-۱۰ رتن لال باردل : لوک گیت
۸-۲۵ شرمشتھا مکھرجی : رابندر سنگیت
۹-۴۰ کرشنا چٹرجی : بھجن
۹-۵۰ سرت چٹرجی : گیٹار
۱۱-۱۰ پوربی مکھرجی : خیال
۱۱-۳۰ بیلی بوس : وائلن

منگل ۲۲ اپریل

اے

صبح

۶-۴۰ ہیمانی سین : لوک گیت
۷-۴۰ ایشا مترا : رابندر سنگیت
۸-۱۵ سوپن کمار : ادھونک
۸-۳۰ سنیل بوس : خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ نیتیش چندر رائے : لوک گیت
۱-۰۰ ریبا موہوری : ٹھمری
۱-۱۵ سوشمیتا گوسوامی
راگ پردھان سنگیت
۱-۲۰ سوپرنا چودھری
رابندر سنگیت
۲-۰۰ پریہ لال چودھری : ٹھمری
۲-۱۵ سوبھا مترا بھٹا چاریہ
ادھونک
۲-۵۵ سوراو رجھنکار : لوک گیت
۳-۰۰ میرا چٹرجی : ستار

شام

۵-۳۰ منجوشری رائے چودھری : خیال
۸-۲۰ تندرا بوس : ادھونک
۸-۴۵ رنجیت کمار چکرورتی
لوک گیت
۸-۵۰ کرشنا نیوگی : نذرل گیتی
۹-۰۰ بیسیر بندو بھوک
رابندر سنگیت
۹-۱۵ بانی داس گپتا : کرتن

بی

صبح

۶-۲۵ سوپرنا چودھری : رابندر سنگیت
۶-۳۵ کرشنا نیوگی : نذرل گیتی
۶-۴۵ سوشمیتا گوسوامی : ڈی ایل رائے
۶-۵۰ دلیپ کمار داس : گیٹار
۷-۰۵ سورین پال : ادھونک
۸-۲۱ پریہ لال چودھری : ترسانائی
۸-۳۰ بانی داس گپتا : پولاتنی
۸-۵۰ تندرا بوس : ادھونک
۹-۱۵ نیتیش چندر رائے : لوک گیت
۹-۳۰ میرا چٹرجی : ستار

دوپہر

۲-۴۰ ہیمانی سین : لوک گیت
۲-۵۰ دلیپ کمار داس : گیٹار
۲-۵۵ تندرا بوس : ادھونک

شام

۶-۲۰ رنجیت کمار چکرورتی
لوک گیت
۶-۲۵ سوبھا مترا بھٹا چاریہ : ادھونک
۶-۳۰ دلیپ کمار داس : گیٹار
۶-۳۵ سنیل بوس : خیال
۸-۱۰ ہیمانی سین : لوک گیت
۹-۲۵ پریہ لال چودھری : ترسانائی
۹-۵۰ سوپرنا چودھری : رابندر سنگیت

بدھ ۲۳ اپریل

اے
صبح

۶-۴۰ گوری سرکار : لوک گیت
۷-۴۰ بیتا نک : رابندر سنگیت
۸-۱۵ بسنتی سین گپتا : ادھونک
۸-۱۰ سرت شلپی : ستار
۹-۰۰ منجو بوس : نذرل گیتی

دوپہر

۱۲-۲۰ میناتی گوسوامی : لوک گیت
۱۲-۲۵ جھنٹو کمار رائے چودھری : بانسری
۱-۴۰ سوکمار گھوش : ادھونک
۱-۴۵ لیکھا مترا : شیام سنگیت
۲-۵۵ دیپ جانی دیپ ناتھ
ڈی - ایل - رائے
۳-۰۰ سونا مکھرجی : خیال
۳-۲۰ سندھیا چکرورتی : ادھونک

شام

۸-۱۵ اجیت کمار بنرجی : ادھونک
۸-۴۰ سوپر ودا سرکار : بھگتی گیت
۸-۵۰ کمل گنگولی : بھجن
۹-۰۰ سری کانت باکرے : خیال
۱۰-۰۰ ارون کرشنا گھوش
شیام سنگیت
۱۰-۳۰ بانی ٹیگور : رابندر سنگیت
۱۰-۴۰ پریما نند داس : لوک گیت
۱۰-۵۰ سوپر ودا سرکار : نذرل گیتی

بی
صبح

۶-۲۵ بانی ٹیگور : رابندر سنگیت
۶-۳۵ دیپ جانی دیپ ناتھ
نذرل گیتی
۶-۴۵ سندھیا چکرورتی
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ ارون کرشنا گھوش : بھجن
۷-۰۵ سونا مکھرجی : خیال
۷-۴۰ میناتی گوسوامی : لوک گیت
۷-۵۰ سوکمار گھوش : ادھونک
۸-۲۱ جھنٹو کمار رائے چودھری
بانسری
۸-۳۰ لیکھا مترا : شیام سنگیت
۸-۵۰ اجیت کمار بنرجی : ادھونک
۹-۱۵ گوری سرکار : لوک گیت
۹-۳۰ سری کانت باکرے : خیال
۲-۴۰ جھنٹو کمار رائے چودھری : بانسری
۲-۵۰ سوکمار گھوش : ادھونک
۲-۵۵ گوری سرکار : لوک گیت

شام

۶-۲۰ پریما نند داس : لوک گیت
۶-۲۵ لیکھا مترا : شیام سنگیت
۹-۴۰ ارون کرشنا گھوش : بھجن
۹-۵۰ منجو بوس : نذرل گیتی
۱۱-۱۰ سونا مکھرجی : خیال
۱۱-۳۰ سرت شلپی : ستار

جمعرات ۲۴ اپریل

اے
صبح

۶-۴۰ مدال : لوک گیت
۷-۴۰ سوپریا رائے چودھری
رابندر سنگیت
۸-۳۰ سیجن داس متیال
خیال اور ٹھمری
۹-۰۰ انورادھا چٹرجی : رابندر سنگیت
۹-۲۵ گورچندر باسک : ادھونک

دوپہر

۱-۰۰ سنگھا مترا کار : خیال
۱-۴۰ بھولی کمار سین : دلربا
۱-۵۰ جے شری داس گپتا
رابندر سنگیت
۲-۲۵ سمر کمار چٹرجی : اسراج
۳-۰۰ بھارتی بھٹاچاریہ : رابندر سنگیت
۳-۱۵ نرمل بسواس : لوک گیت
۳-۲۰ ساکھی بنرجی : بھجن

شام

۵-۳۰ سکتی پدا ناگ : بانسری
۵-۴۰ بانی بھٹاچاریہ
راگ پردھان سنگیت
۸-۴۰ منورنجن ساہا : ادھونک
۸-۴۵ بینودے : لوک گیت
۹-۰۰ اما لینندو چودھری : ستار
۱۰-۳۰ سپنا دے : نذرل گیتی
۱۰-۴۰ کبی مجمدار : رابندر سنگیت
۱۰-۵۰ شانتی چٹرجی : شیام سنگیت

بی
صبح

۶-۲۵ کبی مجمدار : رابندر سنگیت
۶-۳۵ شانتی چٹرجی : نذرل گیتی
۶-۵۰ سپنا دے : شیام سنگیت
۷-۰۵ بانی بھٹاچاریہ
راگ پردھان سنگیت
۷-۱۵ سکتی پدا ناگ : بانسری
۷-۴۰ نرمل بسواس : لوک گیت
۷-۵۰ ساکھی بنرجی : گیت
۸-۲۱ بھولی کمار سین : دلربا
۸-۵۰ منورنجن ساہا : ادھونک
۹-۱۵ مینودے : لوک گیت
۹-۳۰ اما لیندو چودھری : ستار

دوپہر

۲-۴۵ گورچند باسک : لوک گیت
۲-۵۰ بھولی کمار سین : دلربا
۲-۵۵ جے شری داس گپتا : رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ مدال : لوک گیت
۶-۲۵ سپنا دے : شیام سنگیت
۹-۳۰ سپریا رائے چودھری
رابندر سنگیت
۹-۳۵ گورچند باسک : کیرتن
۹-۵۰ شانتی چٹرجی : بھگتی گیت
۱۱-۱۰ سیجن داس مستی لال : خیال
۱۱-۳۰ سمر کمار چٹرجی : اسراج

جمعہ ۲۵ اپریل

اے
صبح

۶-۴۰ تپن گنگولی : لوک گیت
۷-۴۰ ارون دتا : رابندر سنگیت
۸-۱۵ گوراچاند مکھرجی : ادھونک
۸-۳۰ وجے دینکر جادو : خیال

دوپہر

۱-۴۰ سیتا بنرجی : لوک گیت
۲-۳۵ سیما بھٹاچاریہ : نذرل گیتی
۲-۵۰ نیمائی چند بورال : الاپ اور دھمار
۳-۰۰ سوپن کمار گھوش : گیتار
۳-۰۵ بندنا داس گپتا : اتول پرساد سنگیت
۳-۱۰ جھنکار شلپی گومتی : بھگتی گیت
۳-۲۰ الپنا ساہا : رابندر سنگیت

شام

۵-۳۰ سوریش مشرا : ستار
۹-۰۰ نیمائی چند بورال
الاپ اور دھرو پد
۱۰-۰۰ گوراچاند مکھرجی : شیام سنگیت
۱۰-۰۵ کلیانی بسواس : لوک گیت
۱۰-۱۰ ارون دتہ : ادھونک

بی
صبح

۶-۲۵ الپنا ساہا : رابندر سنگیت
۶-۲۵ سیما بھٹاچاریہ : نذرل گیتی
۶-۴۵ وندنا داس گپتا : اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ کلیانی بسواس : لوک گیت
۷-۰۵ نیمائی چند بورال
الاپ اور دھرو پد
۷-۴۰ کرشنا گوہا : لوک گیت
۷-۵۰ جھنکار شلپی گومتی : بھگتی گیت
۸-۲۱ سوپن کمار گھوش : گیتار
۸-۳۰ وندنا داس گپتا : اتول پرساد سنگیت
۸-۵۰ ارون دتہ : ادھونک
۹-۱۵ کلیانی بسواس : لوک گیت
۹-۳۰ سوریش مشرا : ستار

دوپہر

۲-۴۰ تپن گنگولی : لوک گیت
۲-۵۰ کرشنا گوہا : رابندر سنگیت
۲-۵۵ گوراچاند مکھرجی : شیام سنگیت

شام

۶-۰۰ تپن گنگولی : لوک گیت
۶-۲۵ جھنکر شلپی گومتی : بھگتی گیت

ہفتہ ۲۶ اپریل

اے
صبح

۶-۴۰ کلیانی مجمدار : لوک گیت
۷-۴۰ یتمالی گوہا : رابندر سنگیت
۸-۱۵ للیتا گھوش : ادھونک
۸-۳۰ اشوک کمار بنرجی : ستار

دوپہر

۱-۰۰ ذکان خاں : سارنگی

شام

۵-۴۰ اے ۔ داؤد : خیال
۸-۲۰ سوبھرا بوس : ادھونک
۸-۲۵ بمل سرکار : لوک گیت
۸-۴۰ پوشپیتا چٹرجی : نذرل گیتی

بی
صبح

۶-۲۵ چیتالی داس : رابندر سنگیت
۶-۳۵ الوک چکرورتی : نذرل گیتی
۶-۴۵ نانی شرما : اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ نمیتا رنجن داس : گیتار
۷-۱۰ کلیانی مجمدار : راگ پردھان سنگیت
۷-۴۰ راما چٹرجی : لوک گیت

۷—۵۰ نیمائی رنجن داس : گیتار
۸—۵۰ پوشپیتا چٹرجی : ادھونک
۹—۱۵ بمل سرکار : لوک گیت
۹—۳۰ اے داؤد : خیال
دوپہر
۲—۴۰ نانائی شرما : اتول پرساد سنگیت
۲—۵۰ ردما چٹرجی : لوک گیت
۲—۵۵ الوک چکرورتی : نذرل گیتی
شام
۶—۲۰ بمل سرکار : لوک گیت
۶—۲۵ کلیانی مجمدار : بھجن
۶—۳۰ دکان خاں : سارنگی
۶—۵۰ چیتالی داس : رابندر سنگیت
۶—۵۵ نمائی رنجن داس : گیتار

اتوار ۲۷ اپریل

اے
صبح
۶—۴۰ دلیپ رائے چودھری
لوک گیت
۷—۴۰ راما رائے چودھری : رابندر سنگیت
۸—۴۰ جنن پرکاش گھوش : ہارمونیم
۹—۲۵ شیاملی سین : اتول پرساد سنگیت
۱۰—۳۰ بینو چٹرجی : بانسری
۱۱—۰۰ سکتی موئے پال : خیال
۱۱—۳۰ سنیل کمار چکرورتی : ستار
دوپہر
۱—۵۰ لکشمی کانت گنگولی : گیتار
شام
۵—۳۰ سنیل کمار چکرورتی : ستار
۸—۱۵ جینتی سین : ادھونک
۸—۳۰ سوپن کمار مجمدار : لوک گیت
۸—۴۵ شیاملی سین : ڈی۔ ایل۔ رائے
۹—۰۰ روی کمار کچلو : خیال
۱۰—۰۰ اوربنتی سین گپتا : رابندر سنگیت
۱۰—۲۵ شنکر لال مکھرجی : نذرل گیتی
۱۰—۴۰ مادھوری چکرورتی
راگ پردھان سنگیت
بی
صبح
۶—۲۵ راما چودھری : رابندر سنگیت
۶—۳۵ لال مکھرجی : نذرل گیتی
۶—۴۵ شیاملی سین : اتول پرساد سنگیت
۶—۵۰ ساون کمار مجمدار : لوک گیت
۷—۰۵ روی کمار کچلو : خیال

۷—۴۰ گیتا میتی اور ساتھی : لوک گیت
۷—۵۰ شیاملی سین : بھکتی گیت
۸—۲۰ سمیر داس : شیام سنگیت
۸—۵۰ جینتی سین : ادھونک
۹—۱۵ دلیپ رائے چودھری
لوک گیت
۹—۳۰ روی کمار کچلو : خیال
دوپہر
۲—۴۰ مادھوری چکرورتی : بھکتی گیت
۲—۵۰ لکشمی کانت گنگولی : گیتار
۲—۵۵ گیتا میتی اور ساتھی : لوک گیت
شام
۶—۲۰ دلیپ رائے چودھری : لوک گیت
۶—۲۵ جینتی سین : شیام سنگیت
۶—۳۰ بینو چٹرجی : بانسری
۶—۵۰ راما رائے چودھری
رابندر سنگیت
۶—۵۵ شنکر لال مکھرجی : ادھونک
۷—۳۰ لکشمی کانت گنگولی : گیتار

پیر ۲۸ اپریل

اے
صبح
۶—۳۰ نارائن پال : لوک گیت
۷—۴۰ سربلا سین : رابندر سنگیت
۸—۱۵ بلبل چکرورتی : ادھونک
۸—۳۰ مشکور علی خاں : خیال
دوپہر
۱۲—۲۰ مینو سین گپتا : ادھونک
۱—۳۰ منجو داس : لوک گیت
۲—۵۵ انیل بنرجی : دلربا
شام
۵—۳۰ باکل چٹرجی : خیال
۸—۱۵ ریبا چٹرجی : شیام سنگیت
۸—۴۰ انجلی بوس : گیت اور بھجن
۹—۰۰ سمریندر ناتھ میکدر : سرود
۱۰—۰۰ گوری مترا اور ساتھی : کرتن
۱۰—۱۵ چندر شیکھر رائے : لوک گیت
۱۰—۳۰ بسنتی ودیا بیتھی : نذرل گیتی
۱۰—۴۰ چترا رائے : رابندر سنگیت
۱۰—۵۰ ستی ناتھ مکھرجی : ادھونک
بی
صبح
۶—۲۵ سربلا سین : رابندر سنگیت
۶—۳۵ شمبھو ناتھ چکرورتی : نذرل گیتی

۶—۴۵ بسنتی ودیا بیتھی :
اتول پرساد سنگیت
۶—۵۰ مینو سین گپتا : اتول پرساد سنگیت
۷—۰۵ بوکل چٹرجی : خیال
۷—۴۰ امل بنرجی : دلربا
۸—۲۱ انجلی بوس : غزل
۸—۵۰ ستی ناتھ مکھرجی : ادھونک
۹—۱۵ منجو داس : لوک گیت
۹—۳۰ سمریندر ناتھ میکدر : سرود
دوپہر
۲—۴۰ ریبا چٹرجی : شیام سنگیت
۲—۵۰ امل بھٹاچاریہ : لوک گیت
۲—۵۵ انجلی بوس : گیت
شام
۶—۲۰ نارین پال : لوک گیت
۶—۲۵ گوری مترا اور ساتھی : کرتن
۶—۴۰ انیل برجی : دلربا
۶—۵۰ شمبھو ناتھ چکرورتی
شیام سنگیت
۶—۵۵ بلبل چکرورتی : ادھونک
۸—۱۰ سربلا سین : رابندر سنگیت
۸—۲۵ منجو داس : لوک گیت
۹—۴۰ چترا رائے : رابندر سنگیت
۹—۵۰ شیب ناتھ مکھرجی : بھجن
۱۱—۱۰ مشکور علی خاں : خیال
۱۱—۳۰ گورگو سوامی : بانسری

منگل ۲۹ اپریل

اے
صبح
۶—۳۰ باکل بھٹاچاریہ : لوک گیت
۷—۴۰ اشیش کمار بھٹاچاریہ
رابندر سنگیت
۸—۱۵ اشیما مکھرجی : ادھونک
۸—۳۰ پرسنا کمار بھا : ستار
دوپہر
۱۲—۲۰ گوپال پٹرا : رابندر سنگیت
۱۲—۲۵ تپن کمار چکرورتی : گیتار
۱—۰۰ راجا رائے : ستار
۲—۵۵ جینت مکھرجی : بانسری
۳—۰۰ وجے کمار کچلو : خیال
شام
۵—۳۰ سوپربا دتہ : خیال
۸—۴۰ منجو شری بوس : شیام سنگیت
۸—۴۵ سنیل کمار ہیرا : لوک گیت

۸—۵۰ انیتا دے : نذرل گیتی
۹—۰۰ مایا سین : رابندر سنگیت
۹—۱۵ سدھن سرکار : ادھونک
بی
صبح
۶—۲۵ گوپال پٹرا : رابندر سنگیت
۶—۳۵ انیتا دے : نذرل گیتی
۶—۴۵ منجو شری دیوی
رجنی کانت سنگیت
۶—۵۰ تپن کمار چکرورتی : گیتار
۷—۰۵ راجا رائے : ستار
۷—۴۰ دیب جانی بھٹاچاریہ
لوک گیت
۷—۵۰ پرنب چودھری : رابندر سنگیت
۸—۲۱ جینت مکھرجی : بانسری
۸—۳۰ منجو شری بوس : شیام سنگیت
۸—۵۰ سودھین سرکار : ادھونک
۹—۱۵ باکل بھٹاچاریہ : لوک گیت
۹—۳۰ وجے کمار کچلو : خیال
دوپہر
۲—۴۰ پرنب چودھری : رابندر سنگیت
۲—۵۰ تپن کمار چکرورتی : گیتار
۲—۵۵ دیب جانی بھٹاچاریہ : لوک گیت
شام
۶—۲۰ سنیل کمار ہیرا : لوک گیت
۶—۲۵ انیتا دے : اتول پرساد سنگیت
۶—۳۰ سوپریا دے : خیال
۸—۱۰ باکل بھٹاچاریہ : لوک گیت
۸—۲۵ مایا سین : رابندر سنگیت
۹—۴۵ انیتا مکھرجی : بھجن
۹—۵۰ گوپال پٹرا : رابندر سنگیت

بدھ ۳۰ اپریل

اے
صبح
۶—۴۰ گیانری چٹرجی : لوک گیت
۷—۴۰ رابندر بھارتی : رابندر سنگیت
۸—۱۵ بھارتی کار چودھری : ادھونک
۸—۳۰ اتپل سرکار : خیال
۹—۰۰ ریبا سین گپتا : نذرل گیتی
دوپہر
۱—۴۰ شیفالی مکھرجی : غزل
۲—۵۵ دیپا بوس : رابندر سنگیت
۳—۰۰ ساسن گیان : لوک گیت
۳—۱۵ اشیم کمار رائے : اتول پرساد سنگیت

سرینگر

میڈیم ویو:
سرینگر (الف): ۲۶۸.۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵.۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
سرینگر (د) ۱۹۹.۶ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز
شارٹ ویو: سرینگر (ب) ۴۹.۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱.۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۳۰-۶ سے ۰۰-۱۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۳۰-۱۱ سے رات ۰۵-۱۱ تک
(اتوار کو صبح ۳۰-۶ سے رات ۰۵-۱۱)

خبریں

کشمیری: صبح ۴۵-۷، شام ۲۵-۶ اردو: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱، رات ۱۵-۹
ہندی: صبح ۰۰-۹ سنسکرت: صبح ۰۰-۷
انگریزی: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۲، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۲۰-۹، دوپہر ۳۰-۱۲ اور ۰۰-۴ (دھیمی رفتار سے) شام ۴۰-۷
کشمیری: صبح ۳۵-۹، دوپہر ۳۵-۱۲ اور شام ۳۰-۷

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۳۰-۶ صبح گاہی: بھگتی سنگیت
(روزانہ)
روشنی / گاشر اچھر (روزانہ)
۰۵-۷ کاشتکارن ہند خاطر (روزانہ)
۱۵-۷ ایگیسٹ اِن دی ہیپی ویلی I)
ہمارے اتیتھی (ہندی) II)
مہمان (اردو) (اتوار III)
ایک تخلیق (موسیقی کا پروگرام)
(اتوار IV)
۳۰-۷ زونہ ڈب (فیملی سیریل)
(روزانہ سوائے ہفتہ)
۲۱-۸ گھرانوں کے لئے (اتوار)
رنگ بادڈا ئجسٹ پروگرام)
(پیر)
بیٹھک (عمر رسیدہ لوگوں کے لئے
پروگرام) (منگل I)
سائنس میگزین (اردو کشمیری)
(منگل II، IV)
ثقافت (کلچرل پروگرام)
(منگل III)
تقریر (کشمیری) (بدھ)
سب رنگ (اردو پروگرام)
(جمعرات)
گھرہ بارہ خاطرہ (جمعہ)
زعفران زار (مزاحیہ پروگرام)
(ہفتہ I، III)
ذات بترات (ہفتہ II، IV)
۳۰-۸ ہیلتھ فورم (بدھ)
کاشُر ناول (ہفتہ)
۰۰-۹ سرساگر (موسیقی کا پروگرام
(اتوار I، III، V)
نیا ادب (ہندی) II، IV)
اردو تقریر (پیر)
نو ادب (کشمیری)
(منگل اور جمعرات)
نیا ادب (اردو) (بدھ)
ہندی تقریر (جمعہ)
انگریزی تقریر (ہفتہ)
۱۵-۹ آج کی بات (روزانہ)
۳۰-۹ تو ہنز فرمائش (منگل، جمعرات
ہفتہ اور اتوار)

پھلیہ تان (پیر، بدھ اور جمعہ)
۰۵-۱۰ ریڈیو نیوز ریل (اتوار)
۱۵-۱۰ ہونہار بچوں کے لئے (اتوار)
۰۰-۱۱ نو بہ نو (ریڈیو وادی پروگراموں
کا انتخاب کشمیری
(اتوار I، III)
کہکشاں (ریڈیو وادی پروگراموں
کا انتخاب (اردو)
فلم میگزین [illegible] II)

دوپہر

۰۵-۱۲ اسکول براڈ کاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار اور
تعطیلات)
۴۰-۱۲ [illegible] (روزانہ سوائے
منگل اور جمعہ)
۰۰-۱ مغربی موسیقی [illegible]
۰۰-۴ مغربی موسیقی (روزانہ سوائے
اتوار)
۳۰-۱ اور ۱۰-۳
فوجی بھائیوں کے
(روزانہ)

شام

۰۰-۴ ہی مال (خواتین کے لئے)
(اتوار)
۳۰-۴ پنجابی پروگرام
(اتوار، منگل اور جمعہ)
پوشہ حال (دیہی خواتین کے لئے)
(بدھ)
پہاڑی پروگرام (جمعرات)
پھولوں نوری (بچوں کے لئے)
(ہفتہ)
۰۰-۵ اور ۳۵-۵
گوجری پروگرام (روزانہ)
۱۰-۶ ڈوگری سنگیت (اتوار)
نونہال (ننھے منے بچوں کے
لئے کشمیری پروگرام)
(منگل)
خوشحالی گھر (ہوم سائنس) (بدھ)
کھیلوں پر تبصرہ (جمعرات)
چمن من (ننھے منے بچوں
کے لئے اردو پروگرام) (جمعہ)
ساتنی لوکہ [illegible] (ہفتہ)
۴۰-۶ ضلع نامہ (پیر)
یادگار (بدھ)
۴۵-۶ گامی بھائن ہندہ خاطرہ (روزانہ)

۰۰-۸ وادی کی آواز (روزانہ)
۳۰-۱ سلسلہ وار کھیل (اتوار)
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
گفتگو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مشاعرہ [illegible]
۰۰-۱۰ آپ کی فرمائش (اتوار)
گاشُر [illegible]
خط کے لئے [illegible]
آپ کی فرمائش [illegible]
میانی پسند (منگل II)
میں اور میری [illegible]
(منگل III)
محفل مشاعرہ (منگل IV)
داستان (جمعہ)
تو ہنز [illegible] اور تو ہنز
فرمائش (ہفتہ)
۳۰-۱۰ ریڈیو ڈائری (روزانہ
سوائے اتوار)

بدھ ۱۶ر اپریل

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
ششی چوپڑا : غزل

دوپہر

۱-۰۵ ششی چوپڑا اور عبدالرحمان خاں
کشمیری موسیقی

۲-۱۰ استاد وحید خاں : گائن

جمعرات ۱۷ر اپریل

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
غلام قادر دانی : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ ایم۔ ایل بشنگلو : ستار

جمعہ ۱۸ر اپریل

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
نسیم اختر : غزل

دوپہر

۱-۰۵ جے بھگت اور دھنن جی کول
غزلیں (اردو)

۲-۱۰ استاد امیر خاں : گائن

ہفتہ ۱۹ر اپریل

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
غلام نبی شیخ : غزل

۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ ڈاکٹر ٹی۔ این۔ کرشنن
وائلن

اتوار ۲۰ر اپریل

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
ایم کے پنڈتا : غزل

دوپہر

۲-۱۰ بھیم سین جوشی : وائلن

شام

۶-۱۰ سدرشن کور اور ساتھی
ڈوگری سنگیت

پیر ۲۱ر اپریل

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
بلرام پاٹھک : ستار

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
آرتی تکو : غزل

دوپہر

۱-۰۵ عبدالاحد برے اور اسداللہ
موسیقی

شام

۶-۱۰ موسیقی

منگل ۲۲ر اپریل

صبح

۷-۱۵ اور رات ۸-۳۰
کشمیری موسیقی

شمیم دیو : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
کمال بٹ اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ نصیر محی الدین اور نصیر امین الدین ڈاگر
گائن

بدھ ۲۳ر اپریل

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
پی۔ این۔ چھبّو : ستار

۷-۵۵ کسم لتا : غزل

دوپہر

۱-۰۵ کسم لتا اور عبدالصمد صوفی
موسیقی

رات

۸-۳۰ اسداللہ : موسیقی

جمعرات ۲۴ر اپریل

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
علی محمد : غزل

۱۱-۳۰ استاد رمضان جو اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ اسکار ناتھ ٹھاکر : گائن

جمعہ ۲۵ر اپریل

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
جلال گیلانی : غزل

دوپہر

۱-۰۵ غزلیں (اردو)

۲-۱۰ پرکاش وڈھیرا : بانسری

ہفتہ ۲۶ر اپریل

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
راج بیگم : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
عبدالخالق اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ پربھا آرتی : گائن

اتوار ۲۷ر اپریل

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
ریتا کول : غزل

دوپہر

۲-۱۰ پنا لال گھوش : بانسری

شام

۶-۱۰ سریش پوچھی : ڈوگری سنگیت

پیر ۲۸ر اپریل

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
غلام احمد خاں : ستار

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
نسیم اختر : غزل

دوپہر

۱-۰۵ حمزہ داس اور غلام نبی وگے
موسیقی

۲-۳۰ ڈوگری سنگیت

منگل ۲۹ر اپریل

صبح

۷-۱۵ اور رات ۸-۳۰ موسیقی

۷-۵۵ کرن کول : غزل

دوپہر

۱-۳۰ غلام محمد قالین باف اور ساتھی
موسیقی

۲-۱۰ شرن رینہ : گائن

۲-۳۰ غلام محمد قالین باف اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

بدھ ۳۰ر اپریل

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
وی۔ جی۔ جوگ : وائلن

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
کیلاش مہرہ : غزل

دوپہر

۱-۰۵ محمد صدیق پانپوری اور ایچ این
توشخانی : موسیقی

بقیہ: کلکتہ

رات

۱۰-۰۰ ہیمکا داس گپتا : بھجن

۱۰-۳۰ گیتا سین : رابندر سنگیت

۱۰-۴۰ چتر بھن مترا : لوک گیت

۱۰-۵۰ بھارتی کار چودھری
راگ پردھان سنگیت

بی

صبح

۶-۲۵ دیبا بوس : رابندر سنگیت

۶-۳۵ اشیم کمار رائے : نذر ل گیتی

۶-۴۵ شیبانی سرادھیکاری
اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ رابندر بھارتی : لوک گیت

۷-۰۵ میتولی سرکار : خیال

۸-۳۰ ہیمیکا داس گپتا : بھجن

۸-۵۰ شیفالی مکھرجی : ادھونک

۹-۱۵ ساسن گیان : لوک گیت

۹-۳۰ مشتاق علی خاں : ستار

دوپہر

۲-۴۰ گیاتری چٹرجی : لوک گیت

رات

۹-۴۰ گیتا سین : اتول پرساد سنگیت

۹-۵۰ رابندر بھارتی : لوک گیت

۱۱-۱۰ اتپل سرکار : خیال

۱۱-۳۰ مشتاق علی خاں : ستار

آکاشوانی رامپور کی جھلکیاں





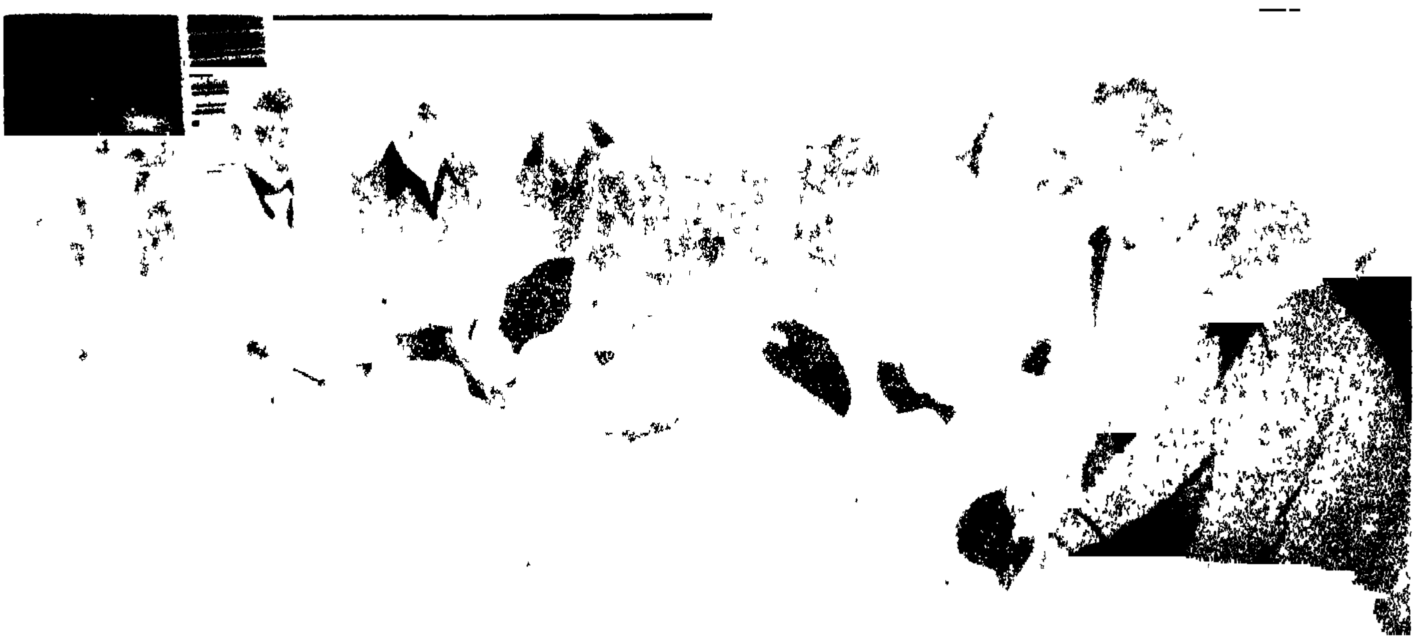
(اوپر) اردو پروگرام 'آھنگ' میں نثر مباحثے کے شرکا (دائیں سے) خان امان کمال (مدیر الدانش)، محمد اعظم خاں، ایم ایل اے، اور نوجوان سماجی کارکن منصور عثمانی۔

(اوپر بائیں) 'کھیل کود کی اھمیت' کے زیر عنوان نثر مقالہ پیش کرتے ہوئے بی پی سنگھل، ڈائریکٹر سول ڈیفنس مرکزی سرکار۔



(بائیں)

'بے لسی کی موت' کے زیر عنوان نثر ناٹک کے شرکا فنکار (دائیں سے) سنبل بہادر نرلواستو محمد عارف خاں، مسرت ابراہیم منظور شمسی محمد احمد، نیر حجابت الیاس شریواستو، باگیشوری پاٹھک اور مائک کے ہدایت کار رام کمار سکسینہ۔



اُردو پروگرام 'آھنگ' میں نشر 'بزم قہقہہ' کے فنکار۔

Regd No D-(C)39
R.N No 14253/57
PRICE RUPEE 1.0
16th APRIL 1984



▲ جے بی موسس کو کنی زبان میں ساہتیہ کے لئے سن ۱۹۸۵ کا
ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ ملا۔ آپکے ساتھ ایک انٹرویو آکاشوانی سے نشر ہوا۔



▲ ڈی بی جوشی کلاسیکی گائیک ـــــ
آکاشوانی میں ... کرتے ہوئے ۔



▲ نصیر ... کے ساتھ ... آکاشوانی کو رکھیو ... اردو پروگرام میں ...



▲ ڈاکٹر ... پدم بھوشن ایوارڈ یافتہ کے ساتھ
... آکاشوانی حیدرآباد کیلئے انٹرویو کرتے ہوئے ۔



▲ ڈاکٹر سوبتا امبیڈکر ـــــ بیوہ ڈاکٹر بی آر امبیڈکر
آپکے ساتھ ایک انٹرویو آکاشوانی اندور سے نشر ہوا ۔



▲ بھارتی بسنتانی ـــــ للت کلا اکیڈمی کی انعام یافتہ طبلہ فنکار جن کے ساتھ
ڈاکٹر ... نوائی کا انٹرویو آکاشوانی احمد آباد سے نشر کیا گیا ۔

Published by the ...
Printed at ...

یکم سے ۱۵ مئی ۱۹۸۶ء
اا سے ۲۵ ویساکھ ۱۹۰۸ شاکا

آواز

اشاعت کا ۵۱ واں سال
قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات



اس بار غزلیں ناگپور سے

محفوظ اثر

نئے نئے ستم ایجاد کر رہے ہیں لوگ
ہمارے شہر کو برباد کر رہے ہیں لوگ

کوا کس کا ہے اس کی خبر نہیں لیکن
عبث کھڑے ہوئے فریاد کر رہے ہیں لوگ

جو بستی راکھ ہوئی تھی فساد میں جل کر
اسے سلیقے سے آباد کر رہے ہیں لوگ

اسے تو قید ہی رکھا تھا عمر بھر جس کو
چڑھا کے دار پہ آزاد کر رہے ہیں لوگ

چلو کہ لوٹ چلیں اب تو وطن اپنے
سنا ہے ہم کو بہت یاد کر رہے ہیں لوگ

لطیف یاور

جو سوزِ غم نہیں رکھتا وہ ساز ہی کیا ہے
جو چھو سکے نہ دلوں کو وہ نغمگی کیا ہے

میں چل پڑا ہوں تو منزل پہ جا کے دم لوں گا
مجھے تو گردِ سرِ راہ روکتی کیا ہے

طلسمِ سامری توڑا ہے میری وحشت نے
یہ میرے پاؤں کی زنجیرِ آہنی کیا ہے

حسد کی آگ میں کرتا ہے خود کو خاکستر
اک انتقام کا پیکر ہے آدمی کیا ہے

ہر ایک لمحہ ابھرتی ہیں کرب کی لہریں
عذاب و قہر کا دریا ہے زندگی کیا ہے

میں آفتاب کی گرمی کا نچوڑ لایا ہوں
نہ پوچھ میری رگوں میں یہ آگ سی کیا ہے

حصارِ ذات سے باہر نکل کے دیکھ ذرا
جو کائنات کی جاں ہے وہ آگہی کیا ہے

نفس نفس میں رچی ہے وفاؤں کی خوشبو
میرے خلوص سے دنیا تو کھیلتی کیا ہے

نہ پوچھ شدتِ تشنہ لبی میری یاور
میں خشک کر دوں سمندر کو یہ ندی کیا ہے

انعام داور

عکس ٹکرا کے عود کر آئے
آئینہ آئینے سے کیا پائے
آپ گلدان کو سجا رکھئے
میرے سینے میں پھول مرجھائے
میں صلیبِ الم سے اٹھتا ہوں
میرا ہم شکل کوئی آ جائے
ڈھونڈ دو یا ہیں برق کا چہرہ
قمقمہ تو نظر کو بھاتا ہے
آرزو ہے پھر ایسا دن آئے
گولیاں کوئی مجھ پہ برسائے
اور میرے لہو کا ہر قطرہ
شہر میں آشتی بڑھا جائے
سالمیت کے کام آ جائے
عصبیت کی فضا مٹا جائے

ڈاکٹر محمد منشاء الرحمن خاں منشا

جب بھی ڈالی سے گل ترٹوٹا
دل مرا کانپ کے تھر تھر ٹوٹا
جہاں دیکھا کسی انساں کو ملول
کوہِ غم سارے کا سر پر ٹوٹا
جھنجھناتی ہوئی آواز آئی
کیا کسی کا دلِ مضطر ٹوٹا
صرف آواز سے کیا ہنگامہ
آہنی توٹا کہ پتھر ٹوٹا
یہ تو انصاف نہیں ہے ساقی
مرے حصے کا ہی ساغر ٹوٹا
منشا دھرتی کے حسیں ذروں پے
سب غرورِ مہ و اختر ٹوٹا

حفیظ مومن

وہ خود نمائی پہ کیسا یقین رکھتا ہے
نہیں ہے ہاتھ مگر آستین رکھتا ہے

ضرور سر پہ کوئی آسمان بھی ہوگا
وہ اپنے پاؤں کے نیچے زمین رکھتا ہے

نکل سکا نہ کبوتر نگاہ کی حد سے
عقاب آنکھ نہیں دوربین رکھتا ہے

سبھی کو حسن ملا ہے خدا کی جانب سے
کوئی نظر کوئی جبہ و جبین رکھتا ہے

ہمارے پاس ہے مومن کی ایک ہی تعریف
زمانہ آنکھ میں، سینے میں دین رکھتا ہے

جلیل ساز

دوستو! اس میں کوئی رمزِ سیاست تو نہیں
ورنہ ہم درخورِ الطاف و عنایت تو نہیں

بے سبب شام و سحر یورشِ کلفت تو نہیں
زندگی اپنے لیے جبرِ مشیت تو نہیں

محترم کیسے ہوئے محتسب و مولانا
ان کی پیشانی پہ قرآں کی عبارت تو نہیں

سونے چاندی میں شرافت کو نہ تولا جائے
صرف دولت ہی شرافت کی دلالت تو نہیں

ہے غنیمت کہ فقط اہلِ نظر ہیں ہم لوگ
دل بینا تو نہیں، چشمِ بصیرت تو نہیں

اور بھی کام ہیں خوشنودیِ یزداں کے لیے
سر جھکانا ہی فقط عینِ عبادت تو نہیں

اپنا رُخ شمس و قمر موڑ لیں گاؤں کی طرف
آج شہروں میں اجالوں کی ضرورت تو نہیں

گن بظاہر مرے اخلاق کے گاتے والو!
تم کو درپردہ کوئی مجھ سے شکایت تو نہیں

آؤ کچھ وا نہیں غم کے، دل آزاری کے
زندگی صرف مسرت ہی مسرت تو نہیں

کون لے آیا مجھے کوئے گنہگاراں میں
کسی چہرے پہ بھی احساسِ ندامت تو نہیں

یہ سیہ رات یہ بے نور ستاروں کا ہجوم
اک نئی صبحِ درخشاں کی علامت تو نہیں

شہریاروں کی جبینوں پہ یہ کیسی شکنیں
میرا اظہارِ وفا ساز بغاوت تو نہیں

زندگی اپنے جبرِ مشیت تو نہیں

ڈاکٹر مدحت الاختر

کہتے نہیں کسی سے کہ ناکردہ کار ہیں
ہم ورنہ اپنے دل سے بہت شرمسار ہیں

کرتے ہیں آج ہم بھی سرِ راہ انتظار
پہلے یہ زعم تھا کہ بہت وضعدار ہیں

کرتے نہیں کسی کے گناہوں پہ تبصرہ
ہم اس معاملے میں بہت ہوشیار ہیں

یہ زندگی تنی ہوئی رسی کا کھیل ہے
نیچے نہ جال ہے نہ بچانے کو یار ہیں

ہم بھی ملے ہیں مدحت بے نام و ننگ سے
کچھ لوگ ابھی متاعِ غنیمت شمار ہیں

منظور ندیم بالاسوری

یاد کر کے مجھ سے تیرے اُڑ کے اکثر رات کو
میرے آنگن میں اترتا تھا کبوتر رات کو

اب بھی سناٹے میں کچھ سرگوشیاں محفوظ ہیں
اب بھی شانے پر مجھے لگتا ہے وہ سر رات کو

چاک مت کرنا لفافہ دن کے ہنگاموں میں تم
پھاڑ دینا میرا خط چپکے سے پڑھ کر رات کو

دن ڈھلے تک ڈھونڈیے اچھی سی کوئی نوکری
اوڑھ کر سو جایئے وعدوں کی چادر رات کو

اب بھی سو لیتے ہیں لیکن اب کہاں پہلی سی بات؟
اپنی قسمت میں کبھی ہوتا تھا بستر رات کو

صبح ہوتے ہی ترس جاتا ہوں قطرے کیلئے
میری باہوں میں مچلتا ہے سمندر رات کو

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱ | شمارہ ۹

یکم مئی ۱۹۸۶ء مطابق ۱۱ بیساکھ ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹

ادارت
سراج احمد — ۳۸۲۲۵۴
ہرمہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

ماہ صیام

محمد عبدالخالد صدیقی

صیام کے لغوی معنی بند رہنے، رک جانے، ٹھہر جانے، باز رہنے، گناہوں کے ترک کرنے جیسے سورج نکل رہا ٹھہر جائے ہوا چل رہی ہے بند ہو جائے اسی طرح اس ماہ مبارک میں انسان کی وہ تمام ضروریات جو کھانے پینے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے، سونے جگنے، بولنے چالنے کی تمام تر عادتیں جسم کے سارے اعضاء کے فعل و عمل کے جو جائز و صحیح ہونے کے باوجود اللہ کے حکم کی تعمیل میں ایک ماہ تک رُک جانے کا نام صیام، لوگوں کے دل اور جسم گناہوں سے پاک کرنے کا نام رمضان یعنی روزہ ہے۔ اللہ کی مرضی کی تعمیل میں کھانے پینے سے گریز کیا جائے، جھوٹ بولنے، دوسروں کی برائی کرنے فحش سے بچا جائے سیر و تفریح سے احتیاط کیا جائے، دل و دماغ میں خالص اللہ کا خیال قائم رکھا جائے، اسی کی مرضی کی بات عمل میں لائی جائے غرضیکہ ہر حال میں پورے ایک ماہ تک اللہ کی یاد میں عبادت کرے قرآن کی تلاوت، ذکر و فکر رکوع و سجدہ میں، تراویح و تسابیح میں گزارا جائے اس کا نام روزہ ہے۔ روزہ ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ہاں اسلام کے فرض کیے گئے روزوں کی شرط اور طریقہ بالکل مکمل جامع اور سب سے الگ مستقلاً ایک اصول و ضابطہ کے تحت مقید اور اہتمام سے پابند کیا گیا ہے۔ اسلام نے روزوں کو زندگی کا اعلیٰ ترین فرض و انسانی کردار کا معراج بتلایا ہے کہ بھوک و پیاس کی شدت سے آشنا ہو کر دوسروں کی مدد و خدمت اپنی ضرورتوں کو چھوڑ کر دوسروں کی ضرورتوں کا مقدم رکھنا ایثار و جذبہ قربانی کو فوقیت و اولیت بخشی ہے یہودیوں پر ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو کفارہ کا روزہ رکھنا واجب تھا، عیسائی یہ روزہ رکھتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چالیس روزہ کوہ طور پر رکھا۔ حضرت دانیال نے تین ہفتے کے روزے رکھے۔ حضرت الیاسؑ نے کوہ حوائب پر دن رات کے چالیس روزے رکھے۔ حضرت عیسیٰؑ نے جنگل میں دن رات کے چالیس روزے رکھے۔ ہندوؤں کے یہاں کبھی صرف پھل کی پابندی پر روزہ رکھا گیا کبھی صرف پانی کا استعمال جائز رکھا گیا کبھی غلہ و اناج کی پابندی کو ضروری قرار دیا گیا۔ غرضیکہ ہر مذہب میں کسی نہ کسی طریقہ پر اس کو مذہبی طور پر عمل میں لایا گیا۔ یورپ کا ایک فوجی افسر مسولینی بھی اسے ضروری سمجھتا اور اسلام کے روزوں کی تعریف میں کہتا ہے کہ " میں روزہ کے احکام کی قدر کرتا ہوں کیونکہ اس سے روحانیت بڑھتی ہے اور یہ ماحول کے زہریلے اثرات سے بچانے جاتا ہے۔ ہماری روزہ مرہ کی زندگی کے رقبے کے باہر بلند خیالات کے دروازے ہم پر کھلتے ہیں اور عام انسانی زندگی کی پستیوں سے یہ روزہ ہمیں بلند پروازی کی طرف مائل کرتا ہے ۔" اسلام نے ان سارے قواعد کو آج سے تقریباً چودہ سو برس پہلے اتنی انتہائی قرآنی فصاحت سے صرف ایک لفظ تقویٰ سے تعلیم دے چکا ہے یعنی خوبیوں اور فائدے کے لحاظ سے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ سورج نکلنے کے سوا گھنٹہ پہلے سے سورج کے ڈوبنے کے وقت تک روزہ کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔ کھانے پینے کو بند کرنے کے وقت کو سحری اور کھانے پینے کو شروع کرنے کے وقت کو افطار کا نام دیا گیا ہے۔

ساری دنیا کو ہدایت و شانتی کا پیغام و حکم دینے والے رہبر اعظم فلاسفر اعظم رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ عظمت و برکت والا مہینہ ہے جس میں ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس کے علاوہ روزہ اگلی امتوں کی طرح اللہ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس مہینہ میں نیکی و نفل کا ثواب اور مہینوں کے فرض کے برابر ہے اور فرائض دوسرے مہینوں کے ستر فرض کے برابر ہے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ مہینہ مواسات کا ہے اس میں مومن کا رزق دونا کر دیا جاتا ہے۔ جو اس مہینے میں روزہ دار کو افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کی مغفرت ہے اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جاتی ہے اس کو روزہ دار کو افطار کرانے والے کو وہی ثواب ہے جو روزہ دار کو چاہے ایک گھونٹ پانی یا ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ حوض کوثر سے ایسا پانی پلائیگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے۔

یہ وہ مہینہ ہے جس میں اول رحمت اوسط مغفرت اور آخر جہنم سے آزادی ہے۔ اسی مہینے میں قرآن نازل کیا گیا ہے اس میں جنت

کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان کے لیے آراستہ کر دی جاتی ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اس میں سے ایک دروازہ کا نام ریان ہے اس میں صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جو روزہ دار ہوں گے۔ روزہ اور قرآن دونوں روزہ دار کے لیے شفاعت کریں گے روزہ کہے گا میں نے کھانے پینے سے اور دوسری ضرورتوں اور باتوں سے روک دیا ہے اور قرآن کہے گا کہ میں نے راتوں کو کھانے پینے کی آزادی کے باوجود تراویح، تلاوت القرآن اور تسبیحات کے ذریعہ سونے نہیں دیا، تو دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔ آدمی کے ہر نیکی کا بدلہ دس سے سات گنا تک دیا جاتا ہے مگر اللہ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اس کا بدلہ میں ہوں گا۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک وغیرہ سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت دوسرا اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ روزہ سپر ہے۔ گناہوں سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے۔ ہر شے کی زکوٰۃ ہے۔ بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے اس کے برابر کوئی عمل و نیکی نہیں۔ اللہ تعالیٰ روزہ دار کو جہنم کے درمیان اتنی دوری کر دے گا جتنا کہ آسمان و زمین کے درمیان دوری ہے دوزخ اس سے سو برس کی راہ دور ہوگا۔ جب رمضان کی پہلی تاریخ آتی ہے تو اللہ اپنے بندوں کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور جب اللہ کسی پر نظر کرم فرماتا ہے تو اسے کبھی عذاب نہیں دے گا۔ ہر روز دس لاکھ جہنم سے آزاد فرماتا ہے جب انتیس راتیں گزر جاتی ہیں تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے ہیں اس کے مجموعہ کے برابر اس کے ایک رات میں آزاد فرماتا ہے جو عید الفطر کی رات ہوتی ہے اس میں ملائکہ خوشی کرتے ہیں اللہ اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے۔ جو ایمان و ثواب کے لیے روزہ رکھے گا راتوں کو قیام یعنی تراویح و تسابیح و نوافل ادا کرے گا اور آخری عشرہ میں راتوں کو اعتکاف کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ اعتکاف کرنے والے کو دو حج اور دو عمرہ کا ثواب ملے گا۔

چونکہ ہمارے آقا و مولیٰ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کو ہدایت بخشنے کے لیے تشریف لائے ہیں لہٰذا ان کے ہر ہر فرمان و ادا میں سینکڑوں خوبیاں، نکات، راز و فلسفے چھپے ہیں۔ روزہ کی تعلیم خدا کے حکم سے دے کر تراویح و تسابیح ختم القرآن کی تلقین فرما کر صرف مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کو بے مثال تعلیم دی ہے کہ جب تک کوئی بھوکا و پیاسا ہوگا وقت و مشقت نہ اٹھائے گا، وہ دوسروں کے بھوک و پیاس کی، محنت و مشقت کا، زحمت و عسرت کا، رنج و غم کا، آزار و انکار کا احساس نہیں کر سکتا۔ جب احساس نہیں کر سکتا تو کسی کی مدد و معاونت بھی نہیں کر سکتا۔ ایثار و قربانی کا جذبہ بھی نہیں پیدا ہو سکتا۔ لہٰذا عالمگیر پیغمبر آخر الزماں نے اخوت و مساوات کی تعلیم ساری دنیا کو دے کر بدنی عبادت کے ساتھ مالی عبادت کا بھی طریقہ سکھلایا کہ روزوں کے نقص و خامی و خرابی کو دور کرنے کے لیے اپنے اور اپنے بچوں کی طرف سے غرباء و مساکین یتیم و اسیر کو صدقۂ عید الفطر سے پہلے ادا کرو ورنہ روزے زمین و آسمان کے بیچ معلق رہیں گے۔ تاکہ تم روزوں کی خوشی میں سرشار ہو غرباء و مساکین صدقۂ فطر پاکر وہ بھی خوش ہو کر تمہارے ساتھ ساتھ عید کے دن جو اللہ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے انعام و فضل کا دن ہے خوش ہو کر تمہارے ساتھ عید منائیں۔ جو بے حد و پایاں جشن مسرت کا اظہار ہے۔ عید صرف یہ نہیں ہے کہ عمدہ لباس پہن لیا جائے عمدہ کھانا کھایا جائے بلکہ عید اور وعید کا اصلی مدعا یہ ہے کہ ہر عضو سے اللہ کی عبادت کی جائے ہر عضو کو اللہ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچایا جائے۔ جنھوں نے پوری پوری پابندی کی، تقویٰ کا لباس پہنا جنت کی طرف چلے حق کے ساتھ ہر حال میں راضی و شاکر رہے۔ خدا کی ذات کا اعتراف و یقین کرتے ہوئے سجدۂ دوگانہ گھر سے باہر میدان یا عیدگاہ میں بطور تحفۂ شکرانہ پیش و ادا کیا دراصل عید ان کی ہے جو علی الاعلان تمام عالم کو محبت و اخوت مساوات و یگانگت کی تعلیم و پیغام عام دیتا ہے۔

کچھ بھوک بھی ہے کچھ پیاس بھی ہے کچھ ضعف ہے طاری اعضا پر
یہ حال ہے روزہ داروں کا کہتے ہیں مگر اللہ اللہ
ہے وردِ زباں اللہ اللہ ہر سانس ہے وقفِ یادِ خدا
یوں صاحبِ ایماں کرتے ہیں لمحات بسر اللہ اللہ

(الہ آباد سے نشر)

محمد عبد الخالد صدیقی

ملدن خورد۔ رامپور۔ کرچھنا ضلع الہ آباد

شہود عالم فاروقی

قرآن بتا رہا ہے فضیلت صیام کی
اللہ رے یہ شان یہ عظمت صیام کی
سمجھو اسے نصیب ہے معراج منزلت
جس دل کو مل گئی ہے محبت صیام کی
کیا خشک ہوگئی گرمیِ محشر سے وہ زباں
حاصل ہے جس زباں کو حلاوت صیام کی
تقویٰ کی چاندنی میں نہاتی ہے زندگی
صائم پہ ہے یہ خاص عنایت صیام کی
دل صاف ہوگیا ہے گناہوں کی گرد سے
افشاء ہوئی ہے جب سے حقیقت صیام کی
محشر کے روز ہوگا سرفراز و سرخرو
جب آدمی کے دل میں ہے چاہت صیام کی
رحمت لٹا رہی ہے زمانے میں ہر طرف
یہ فیض یہ کرم یہ سخاوت صیام کی
فرعون غرق ہوگیا دریائے نیل میں
دیکھے کوئی ذرا یہ کرامت صیام کی
گزریں گے پل صراط کی ظلمت سے جب شہود
کام آئے گی ضیائے عبادت صیام کی

(کلکتہ سے نشر)

شخصیات شعر و ادب

سلسلہ

ڈاکٹر ذاکر حسین

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

چرخ نیلوں رواق کی گردشیں زندگی کے اوراق کو بڑی سرعت سے الٹتی رہتی ہیں۔ آج جو دیکھا کل وہ ایک افسانہ بن گیا۔ حافظے کے گوشوں میں "یاد" بن کر محفوظ ہوگیا۔ کبھی کبھی آپ ایسا محسوس کریں گے کہ "کل" کی بات ہے مگر جب انگلیوں پر شمار کرنے بیٹھیں گے تو معلوم ہوگا کہ سال دو سال نہیں بلکہ جگ کے جگ بیت گئے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کی یاد اور ملاقات کا شمار کروں تو صرف اڑتالیس سال پہلے کی بات ہوگی۔ میں یونیورسٹی اسکول سے فارغ ہو کر یونیورسٹی میں داخل ہو چکا تھا اور ۷ انمبر ایس ایس ایسٹ میں رہتا تھا۔ اردو ڈپارٹمنٹ میں بیٹھا تھا کہ ڈاکٹر صاحب دہلی سے کسی میٹنگ کے سلسلے میں علی گڑھ تشریف لائے۔ محترم استاد رشید احمد صدیقی صاحب نے میرا تعارف ڈاکٹر صاحب سے کرایا۔ یوں تو میں ڈاکٹر صاحب کے نام سے پہلے سے واقف تھا مگر حصول نیاز سے محروم تھا۔ تصویریں دیکھی تھیں اب بہ نفس نفیس دیکھ رہا تھا۔ اردو ڈپارٹمنٹ میں دو وکٹوریہ چیئر، چند کرسیاں، ایک میز اور ایک الماری ہوتی۔ رشید احمد صاحب، آل احمد سرور صاحب، فانی بدایونی اور ابو اللیث صدیقی بیٹھے ہوتے۔ رشید صاحب اپنے کمرے ہی میں اکثر درس دیتے۔ وہیں آنے جانے والے آتے جاتے مگر کام ہوتا رہتا۔ علی گڑھ یونیورسٹی میں درس و تدریس ٹھوس، منفعت بخش، محبت و شفقت اور پڑھنے والوں پر منفرد توجہ سے دی جاتی۔ استاد کی شفقت شاگرد کا ادب و تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے بے تکلفانہ برتاؤ ایک پرکیف مظاہرہ ہوتا۔ علی گڑھ اور دوسری یونیورسٹیوں میں بڑا فرق یہی تھا کہ تعلیم نہ تو "بوجھ" تھی نہ "جبریہ" اساتذہ کی صحبت کے لیے تڑپ ہوتی۔ ان کے پاس بیٹھنے میں لطف آتا پھر بھی پیاس باقی رہتی۔ اس دور میں اب یہ باتیں صرف داستانوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔

علی جید روارتی

دیکھئے سامنے وکٹوریہ کرسی پر ایک صاحب بڑے پُروقار انداز سے بیٹھے ہیں۔ کھادی کی خط دار شیروانی، اسی کپڑے کی ٹوپی، علی گڑھ کٹ کا پائجامہ، پیروں میں موزہ اور سیاہ پمپ، آنکھوں پر سیاہ چشمہ، گورا رنگ، چمکدار چہرہ، چوڑی صاف و روشن پیشانی۔

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

باتوں میں شیرینی، مزاح کی چاشنی، انداز بیان میں سنجیدگی اور متانت، فکر میں ذہانت، چال میں تمکنت، سامنے بیٹھ جائیے تو اٹھنے کو جی نہ چاہے اٹھ جائیے تو مل بیٹھنے کو من ترسائے۔ یہ قرول باغ سے آنے والے ڈاکٹر ذاکر حسین سامنے بیٹھے ہیں جنگ آزادی کا سپہ سالار، خادم کعبہ، پاسبان خلافت، صدر کانگرس، علی گڑھ کا سپوت قوم کا محبوب مولانا محمد علی جوہر کی ذہین جامعہ ملیہ کا بوجھ کاندھوں پر اٹھائے تعلیم و تربیت میں نئے اضافے ساتھ ساتھ ترقی پسندیت کے کنگورے لگائے، پڑھنے پڑھانے والوں میں جذبہ تعاون، نوجوانوں میں خود اعتمادی، اخلاقیات سازی صالح معاشرے اور صحت مند فضا کا قیام تعمیر کردار۔ ایام تعلیم کو حصول تعلیم میں گزارنے کا حوصلہ یہ تھے وہ نکتے جن کو جامعہ ملیہ میں بروئے کار لاکر بانی جامعہ ملیہ کی روح سے فیوض و برکات حاصل کرنے میں معلم و مربی شیخ الجامعہ ڈاکٹر ذاکر حسین مصروف تھے۔

تخلیق کا یہ معجزہ ہے کہ نہ صرف ہر انسان منفرد ہے بلکہ اس کی ہر ادا، ہر خوبی اچھوتی اور ہر خیال نادر ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب اچھوتی خوبیاں، انگنت نادر خیالات، ندرت فکر، متوازن مزاجی، پاکیزگی فہم و ادراک، افہام و تفہیم کا سحر، علم و معلومات کی دولت ایک ہی شخص میں اور اس کی اپنی شخصیت میں اکٹھا ہو جاتے ہیں تو اسے ہم بلاشبہ اپنی محبوب شخصیت بنا لیتے ہیں اور تب ہی ان جانے طور پر دل اس کی طرف کھنچنے لگتا ہے، آنکھیں اسے ڈھونڈھنے لگتی ہیں۔ اس کا قرب باعث حظ، اس کی جدائی

اندوہگیں۔ ڈاکٹر ذاکر حسین ایک ایسی ہی محبوب ہمہ گیر شخصیت کا نام ہے۔

ساری عمر ڈاکٹر صاحب آزادی کی جنگ میں مشغول پیکار رہے۔ ایک ایسا شخص جو بیک وقت مفکر ہو، مصلح ہو، نظریات کے گوشے پیش کرے، قلم و قرطاس پر خیالات بکھیرے ساتھ ہی ساتھ نوجوانوں کو درس و تدریس بھی دے۔ سماجی اور سیاسی کارکنوں کے لیے غذائے فکر کا سامان مہیا کرے، دوست و احباب کے لیے وجہ تسکین و تمکین بنے، اپنے اہل و عیال کا نگہبان، جویائے امداد کا معاون اور ملک و ملت کا پاسبان کہلائے، گاندھی جی کا محبوب ہو تو جواہر لال نہرو اور ڈاکٹر محمود کا حبیب، وار دھا اسکیم کا مصنف، پاک طینت، نیک سیرت، طبعاً غیور، دردمند قوم و ملت اور علم پرور اور حریت پسند ابھرے تب ہم ان صفات سے موصوف کو ڈاکٹر ذاکر حسین کہہ کر پکار سکتے ہیں۔

کبھی کبھی فلک کی ستم ظریفی کی داد دینے پر انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ جب ہوائے تند و تیز بہنے لگے اور امتیاز من و تو کی حدیں ٹوٹنے لگیں اس وقت کسی مقصد کے پورا ہونے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب بہت کچھ جو وہ چاہتے تھے حالات کے سازگار نہ ہونے کی وجہ سے تکمیل تک پہنچنے میں دقت ہوتی پھر بھی دل و دماغ پرسکون اور اپنے کام کے لگن میں مشغول رہنے والے ایسے انسان کو عام آدمیوں سے علیحدہ ملنے پر دل مجبور ہو جاتا ہے۔ عام ڈگر پر چلنے والے مسافروں سے ڈاکٹر ذاکر حسین نمایاں طور پر ایک علیحدہ شخصیت کے مالک تھے۔

ملک و قوم کی تاریخوں کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ہر ملک پہ کبھی نہ کبھی کوئی سنگین وقت پڑا ہے اور وہ حادثات زمانہ سے دوچار ہوا ہے۔ برصغیر ہند پر بھی ایسے المناک اوقات گزرے ہیں۔ نادر شاہ کا حملہ، دہلی کی بربادی، غدر کی تباہی کل کی بات معلوم ہوتی ہے۔

ان آنکھوں نے زندگی کے نت نئے مد و جزر دیکھے ہیں۔ نوابوں کو بگڑتے دیکھا، بگڑوں کو بنتے دیکھا۔ صبح دیکھی شام دیکھی، شب کی سیاہی، صبح کی تابانی دیکھی۔ غلامی کے دن دیکھے آزادی کا لطف دیکھا۔ خزاں و بہار کے موسم آئے اور چلے گئے۔ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا کی تصدیق ہوئی۔ پرانی مثل ہے کہ قسمت پتے کے پیچھے ہوتی ہے وقت آجاتا ہے تو ہوا کا جھونکا پتہ کو اڑا دیتا ہے۔ قسمت نکل آتی ہے۔ کل کی بات ہے کہ تانگے میں علی گڑھ اسٹیشن سے آنے والا مسافر وکٹوریہ چیئر پر بیٹھنے والا مہمان چار گھوڑوں کی سنہری گاڑی، مرصع و مزین چمکدار بھالوں والے اسپ سواری کے جلو میں عظیم آباد کے گورنمنٹ ہاؤس سے بہار اسمبلی تک کس کروفر کے ساتھ سیاہ شیروانی چوڑیدار پاجامے میں ملبوس آرہا تھا۔ آپ نے پہچانا یہ کون تھے؟ یہ تھے ڈاکٹر ذاکر حسین۔

نقیب زندگی نے آواز دی کہ ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں۔ ہندوستان کے ایوان قانون ساز کی کرسی صدارت پکارنے لگی۔ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے۔ قانون بنانے اور اس کی موشگافیوں میں مصروف تھے کہ کاتب تقدیر نے کہا اے بام بلندی کے نو زینے ابھی طے کرنے باقی ہیں۔ ایوان صدر کے دروازے تمہارے لیے کھل چکے ہیں۔ جس محل میں کل انگریز ان کی بقا کے لیے لاکھوں دستخط کیا کرتے تھے آج اسی محل سے تمہاری مہر کے فرمان جاری ہوں گے۔ دیکھنے والوں کی آنکھوں نے دیکھا کہ سامنے سے ایک شاہی جلوس آرہا تھا۔ بڑے کروفر کے ساتھ، اسپ بار، چمکتی تلواریں، عربی گھوڑوں کی ٹاپ کی آوازیں۔ صاف و شفاف آفتاب کی روشنی میں بلند و برتر گنگا جمنی چھتری کے سایہ میں لے ترتیب سی کے گھیروں کے درمیان محافظ دستہ کی حفاظت میں ایوان صدر جس کے بلند مینار کے کنگوروں کو زیارت سعادت سے آمدند والسمس والعص رائحتہم سلام ہے۔ کون آرہا تھا آپ نے دیکھا۔ یہ کس جلالت الملک کا جلوس تھا۔ کون جلوہ فگن تھا۔ انداز بارعب نشست پر وقار سر پر سایہ سبحانی چہرہ نورانی، شرافت کی نشانی شکل جانی پہچانی حامل فراست یزدانی، حریت کی نشانی سابق صدر مملکت ہند عزت مآب ڈاکٹر ذاکر حسین۔

جو نکتہ دعوت فکر دیتا ہے وہ یہ ہے کہ شعبہ دو علی گڑھ سے تا بہ ایوان صدر زندگی نے کس کس مقام کی سیر کی ہوگی۔ عام مزاج کے مطابق کیا کچھ انقلاب نہیں آسکتا ہے حقیقت یہ ہے آدمی بدل جاتا ہے مگر یہاں یہ ہے کہ مرحوم رشید صاحب کے پیر و مرشد جیسے کل تھے ویسے ہی آج۔ وہی منکسر مزاجی وہی پرسش حال کا انداز اپنوں کے ساتھ پیار و محبت ملک کی فلاح و بہبودی کی فکر۔ کوئی تبدیلی نہیں جیسے کوئی کہہ رہا ہو یہ جاہ و جلال یہ انعام و اکرام یہ بلند مرتبے انسان کے قابو میں ہیں، انسان ان کے قابو میں نہیں۔ ان ہی اوصاف حمیدہ کے حامل کا نام ڈاکٹر ذاکر حسین ہے۔

آج ہم اور آپ سب کے دلوں میں ان کی یاد تازہ ہے یاد کی ابدیت کا انحصار اس بات پر ہے کہ آنے والی پیڑھیاں ان کے نقش قدم پہ چلیں، ان کے اوصاف کا نمونہ حاصل بنائیں تاکہ ان کی ہمہ گیر شخصیت اور اخلاقیات کی تابانی سے مستقبل کی نسلوں کے دماغ روشن ہوں، جلن ساز حرص اور اس کے نتیجے میں موجودہ کھٹن اور تاریکی دور ہو سکے۔ بس یہی ایک طریقہ ہے ایسے محب ملک، ملت کو خراج عقیدت پیش کرنے کا

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

ہمارا تو یہ حال ہے کہ داغ مفارقت دینے والے کیا ہم زندوں ہی کو بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ جو قوم اپنے رہبروں کو بھول جاتی ہے اسے زندہ قوم کہلانے کا کوئی حق نہیں۔ زندہ قومیں اپنے مردوں کو زندہ رکھتی ہیں مردہ قومیں اپنے زندوں کو بھی مردہ تصور کرتی ہیں۔ آج جبکہ قدروں کے تصورات بدل چکے ہیں، سماج میں گراوٹ پھیل چکی ہے کاش وہ آج ہمارے درمیان ہوتے۔ آخر میں، میں حافظ شیرازی کے اس شعر کو پیش کرتے ہوئے آپ کی زحمتوں کا معذرت خواہ ہوں۔

کشتی شکستہ گانیم اے آب شرطہ برخیز
باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را

عجیب بات ہے کہ ایک بچہ جسے اسکول کے نام سے چڑھ ہوتی تھی، آج ہمارے دیس کے تمام بچے اس کی لکھی ہوئی نظمیں، گیت، کہانیاں، ناول اور ناٹک پڑھتے ہیں۔ دنیا بھر میں اسے گورودیو کے کیسی نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ کلکتے کی ایک بھری پری سڑک سے ملی ہوئی ایک گلی کے خاتمے پر ایک بہت پرانا شاندار حویلی نما مکان ہے۔ وہ بچہ اسی گھر میں رہتا تھا۔ جو خاندان اس گھر میں آباد تھا اسے سماج میں بڑی عزت حاصل تھی۔ یہ خاندان دولت مند بھی تھا اور علم کی دنیا میں بھی اس کا ڈنکا بجتا تھا۔ کئی عالم اس خاندان میں پیدا ہوئے۔ علم اور خوشحالی کی دولت کے ساتھ ساتھ اس خاندان کو نیکی، سادگی، پاکیزگی کی دولت بھی حاصل تھی۔ اسی لیے اس خاندان کے لوگ مہارشی کہلائے۔ اس گھر کی زندگی میں دکھاوا، فضول خرچی اور شیخی بازی نام کو نہ تھی۔ اس بچے کو بھی معمولی کپڑے پہنائے جاتے تھے۔ کھانا پینا بھی بہت سادا۔ اسے بچپن سے کہانیاں سننے کا بہت شوق تھا۔ رشتے کی ایک بوڑھی نانی تھیں۔ ہر رات وہی اسے کہانیاں سناتیں۔



شمیم حنفی

ایک روز اس بچے نے اپنے بھائی کے ساتھ اسکول جانے کی ضد کی۔ پہلے تو اسے چمکارا گیا کہ نام جب لکھا دیا جائے تب اسکول جانا۔ مگر جب وہ نہ مانا تو مار بھی کھانی پڑی۔ جھنجھلا کر کسی نے کہا: "ایک دن ایسا آئے گا کہ تم اسکول کے نام سے پناہ مانگو گے" — اور وہی ہوا۔ اسکول میں نام لکھا دیا گیا تو اب اسکول کے نام سے چڑھ ہو گئی۔ جہاں بھاگنے کا موقع ملتا یہ بچہ رفو چکر ہو جاتا۔ آخر اسے اسکول کی پڑھائی چھڑا دی گئی ——— مگر ایسا نہیں کہ اسے پڑھنا لکھنا پسند نہ رہا ہو۔ بس اسکول سے اس کا جی گھبراتا تھا۔ گھر پر وہ بہت دل لگا کر پڑھتا۔ کشتی سیکھنا۔ بنگلہ، سنسکرت، تاریخ، جغرافیہ، سائنس، موسیقی، مصوری، انگریزی سبھی کچھ بہت شوق سے سیکھتا اور پڑھتا۔ گیارہ برس کی عمر میں اس بچے نے ایک ڈرامہ لکھ ڈالا "پرتھوی راج کی ہار"۔

اس کے پتاجی سادھو سنت آدمی تھے۔ ہمالیہ کی یاترا کو گئے تو یہ بچہ بھی ساتھ ہو لیا۔ اسے سیر سپاٹا بھی پسند تھا اور جنگلوں، ندیوں، پرندوں، پیڑوں اور پہاڑوں سے بھی بڑی محبت تھی۔ وہ اس محبت کا بیان ننھی منی نظموں اور گیتوں میں کرنے لگا۔

پندرہ برس کی عمر میں اس نے ایک لمبی کویتا کہانی لکھی: بن پھول۔ ماں کی اچانک موت نے اس کا دل بہت دکھی کر دیا تھا۔ گھنٹوں وہ سوچ میں ڈوبا رہتا۔ پھر جو کچھ سوچتا اسے گیتوں میں ڈھالنے کے جتن کرتا۔

اسے ڈراموں میں کام کرنے کا بھی بہت شوق تھا۔ کچھ دنوں بعد جب وہ خود ڈرامے لکھنے لگا تو انھیں اسٹیج بھی کرتا اور کوئی نہ کوئی رول ادا کرتا۔ آواز بہت میٹھی اور سریلی تھی۔ پہلے دوسروں کے گیت اور بھجن گاتا تھا۔ اب اپنے ہی لکھے ہوئے گیت گانے لگا۔

سترہ برس کی عمر ہوئی تو گھر والوں نے اسے انگلستان بھیج دیا۔ مگر وہاں بھی اس نے اسکول یا کالج کی پڑھائی میں زیادہ دلچسپی نہ لی۔ مجبوراً واپس بلا لیا گیا۔ دوسرے سال پھر یہ کوشش کی گئی کہ وہ انگلستان جائے اور وہاں سے کوئی اعلیٰ ڈگری لائے مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔ اب گیت، کہانیاں اور ناٹک لکھنا اس کا دن رات کا مشغلہ تھا۔

اسے اپنے دیس سے محبت تھی۔ تین چار برسوں میں اس نے سارا دیس دیکھ ڈالا۔ بائیس برس کی عمر میں اس کا بیاہ کر دیا گیا۔ بیاہ کے بعد وہ انگلستان چلا گیا اور دھیرے دھیرے لوگ اس کے نام اور کام سے واقف ہونے لگے۔

آگے چل کر جب اس نے ایک اسکول شانتی نکیتن کی بنیاد ڈالی تو اس کا ماحول ایک دم گاؤں جیسا رکھا۔ بچے پیڑوں کی جھاڑیوں میں بیٹھتے تھے اور جھونپڑیوں میں رہتے تھے۔ اب اس کو لوگ احترام سے گورودیو کہنے لگے تھے۔

گورودیو ٹیگور نے تعلیمی اور سماجی کاموں کے ساتھ ساتھ اپنا ادبی کام بھی جاری رکھا۔ گیتانجلی کی مشہور نظمیں کہیں۔ جن گن من جیسا شاندار، سریلا اور مدھر گیت لکھا جو آج ہمارا قومی گیت ہے۔ گیتانجلی کی نظموں پر گورودیو کو نوبل پرائز ملا جو دنیا میں سب سے بڑا اعزاز سمجھا جاتا ہے۔

۱۹۱۵ء میں گاندھی جی شانتی نکیتن آئے۔ گورودیو سے ان کی خوب دوستی ہو گئی۔ اسی سال انگریزی حکومت نے گورودیو کو سر کا خطاب دیا۔ مگر ۱۹۱۹ء میں جلیان والا باغ کے دردناک واقعے سے متاثر ہو کر انھوں نے سر کا خطاب واپس کر دیا۔ انھوں نے سوچا کہ جب تک دیس انگریزوں کی غلامی سے آزاد نہیں ہو جاتا، ہمیں سچا سکھ نہیں مل سکے گا۔

گورودیو نے کل ملا کر گیارہ بار بدیس کے سفر کیے۔ اب دنیا بھر میں ان کے چاہنے والے اور ان کی عزت کرنے والے پیدا ہو گئے تھے۔ ۱۹۲۱ء میں شانتی نکیتن ایک باقاعدہ یونیورسٹی بن گیا تھا اور اب اسے ساری دنیا میں وشو بھارتی کے نام سے جانا جانے لگا تھا۔ وشو بھارتی کا موٹو یہ ہے ——— جہاں ساری دنیا کے لوگ ایک ہی نشیمن میں بسیرا کرتے ہیں۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ علم، ادب، رقص، موسیقی، مصوری کے شیدائی دنیا کے کونے کونے سے وہاں جاتے ہیں، اور اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

گورودیو ستر برس کے ہوئے تو ان کے دل میں ایک نیا شوق پیدا ہوا، تصویریں بنانے کا۔ اور دیکھتے دیکھتے وہ دنیا کے ایک نامی گرامی چترکار بن گئے۔ انھوں نے جس کام کا بیڑا اٹھایا اسے کمال تک پہنچایا۔

۷ ر اگست ۱۹۴۱ء کو اسی برس کی عمر میں کلکتے کے اسی گھر میں جہاں انھوں نے آنکھیں کھولی تھیں، انھوں نے ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔ کیسے دکھ کی بات ہے کہ وہ اس گھڑی کو نہ دیکھ سکے جو بس آٹھ دن بعد آئی اور اپنے ساتھ آزادی کا پیغام لائی۔

گورودیو نے اپنے خیال، عمل، لفظوں، لکیروں اور رنگوں سے حسن کی تخلیق کی۔ وہ خود بھی حسن کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ لمبا قد، دلکش چہرہ، سڈول جسم، نرم نرم آنکھیں، گہری سریلی میٹھی آواز، خوبصورت لمبے گھونگھر والے سفید بال اور لہراتی ہوئی داڑھی۔ ان کی تصویر دیکھیے تو لگتا ہے کہ ہم اپنے دیس کو دیکھ رہے ہیں ——— وہی عظمت، وہی پاکیزگی، وہی نرمی، وہی حسن!

اپنے دیس کے لیے انھوں نے دعا کا ایک گیت لکھا تھا:

جہاں ذہن ڈر سے پاک ہو اور سر اونچا رہے
جہاں علم آزاد ہو
جہاں دنیا چھوٹی چھوٹی چار دیواریوں میں بٹی نہ ہو
جہاں شبد سچائی کی تہہ سے نکلتے ہوں
جہاں لگاتار جتن کامرانی تک لے جائے
جہاں عقل کی شفاف نہر بیکار رسموں اور عادتوں کے
ریگستان میں کھو کر نہ رہ جائے
جہاں ہمارا ذہن تیرے فیض سے فکر اور عمل کی راہ میں
بڑھتا جائے
آزادی کی اس جنت میں
اے میرے مالک!
میرے دیس کی آنکھ کھلے

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرہ آفاق تصنیفات، رزمیہ ڈراموں، ناولوں اور افسانوں کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

ژاں وال ژاں

ڈاکٹر انیس الرحمٰن

کہا جاتا ہے کہ وکٹر ہیوگو نے جب انسانی مقدر کا لافانی رزمیہ لامیزریبلز . . . [illegible])

لکھا تو خدا نے خود اس کے شانوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور جب اس نے اوپر کی جانب نظریں اٹھائیں تو آسمان سے بازگشت ابھری ــ "تم پیغمبر ہو" (زمین نے اسے شاعر کہا تھا لیکن سچ ہے کہ انسانی مقدر اور حیات و کائنات کی اس بلند پایہ اور طویل تر کہانی کے خالق کو پیغمبر ہی کہنا چاہیئے) خدا ہفت رنگ آسمانوں پر بیٹھا ہے۔ زمین کے گرد غم کے ہالے پڑے ہوئے ہیں۔ انسان درد کے ابدی پیرہن میں ملبوس ہے۔ مختلف دور میں مختلف رنگ کے آپ اپنی ہی شکل و شباہت لیے زمین کے مکین زمین پر قائم ہیں اور ان کے سروں پہ درد و غم کی وہی ردا پھیلی ہوئی ہے۔ زمانہ ستم ایجاد ہے۔ انسان زمانے کے نشان پہ قائم ہے۔ وہ اس کا شکار بھی ہوتا ہے اور پھر نئے عزم اور نئے ولولوں سے جینے کا سامان کرتا ہے۔ اسی جہد مسلسل سے زندگی عبارت ہے۔ اور یہی جہد مسلسل زندگی کو نئے طور عطا کرتا ہے اور حیات و کائنات کے نازک رشتے میں نیرنگی کا سامان فراہم کرتا ہے۔ حیات و کائنات کے اس تجربے سے گزرنے کا عمل جانکاہ تو ہے لیکن زندگی کا عرفان رکھنے والوں کی خاطر یہی ان کا سرمایہ بن جاتا ہے۔ شاید قدرت بھی اس کے لیے ہر کس و ناکس کا انتخاب نہیں کرتی۔ وکٹر ہیوگو جس نے انیسویں صدی کے فرانسیسی فکشن پر اپنا ایک ابدی نقش قائم کیا ہے اور عالمی ادب میں ایک مخصوص مقام حاصل کر چکا ہے حیات و کائنات کے اسی تجربے سے گزرنے کے بعد Les Misérables کو تخلیق کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ کہتے ہیں کہ وکٹر ہیوگو اس زمانے میں خود ایک ازمائشوں بھری زندگی جی رہا تھا اور اپنے ہی تجربے کی بنیاد پر ہی اس نے Les Misérables کے لافانی کردار 'ژاں وال ژاں' کی تخلیق کی۔ ہیوگو کی طرح ژاں وال ژاں کے پیش نظر بھی اچھائیوں اور برائیوں سے بھری ایک مکمل دنیا آباد ہے۔ وہ اس کا شکار ہوتا ہے اور خود بھی اس کا شکار کرتا ہے اور اس کی جہد مسلسل زندگی کے آخری لمحے تک قائم رہتی ہے۔ ژاں وال ژاں کسی ایک کردار کا نام نہیں ہے۔ وہ ایک علامیہ ہے۔ انسان کی محرومیوں اور نارسایوں کا علامیہ اور زمانے کے ستم کے خلاف جہد و پیکار کا علامیہ۔ وہ کسی ایک عہد یا کسی مخصوص زمانے کا کردار نہیں، وہ ابدی حقیقت کا ایک پرتو ہے جس کی پرچھائیاں زمانوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ژاں وال ژاں اپنی دکھ بھری زندگی کے ایک مرحلے سے گزر کر دوسرے مرحلے میں داخل ہوتا ہے اور اس کی ذات میں تبدیلیاں بھی آتی ہیں لیکن زمانہ اسی انداز پر قائم ہے۔ وہ اپنے دکھوں کا احاطہ خود کرتا ہے اور اپنے روز و شب میں تبدیلیاں کرتا ہے لیکن زمانہ اسے مجرم جانتا ہے۔ وہ ایک بے نام و نشان انسان ہے۔ وہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں اس کی منزل ہے خود اسے اس کی کوئی خبر نہیں۔ وہ ماہ و سال سے گزرتا جاتا ہے لیکن اسے کہیں پناہ نہیں ملتی۔ شاید اسے اپنی منزل کی تلاش بھی نہیں کہ منزل کا تصور محض ایک واہمہ ہے۔ وہ زمانے کے ستم برداشت کرتا اور انسانی ہمدردی اور محبت کی گرمی سے لمحہ دو لمحہ سرشار بھی ہوتا ہے۔ کیا سارے رشتے ختم ہونے کے لیے ہی وجود میں آتے ہیں۔ ژاں وال ژاں اس اداس اور تنہا انسان کی مثال ہے جسے معاشرے نے کوئی مقام نہیں دیا۔ اس کے جذبات اس کے سینے میں گھٹ کر رہ جاتے ہیں۔ وہ اپنا مکمل اظہار کہیں بھی اور کسی سے بھی نہیں کر پاتا۔ اس نے اپنی زندگی کے انیس برس سمندری جہاز پر قیدی کی طرح کاٹے ہیں۔ پانچ برس کی قید کی مدت چودہ برس اور بڑھادی جاتی ہے کہ وہ اپنی اس قید سے رہائی کی خاطر کئی بار وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرتا ہے اور ناکام رہتا ہے۔ دراصل اس کی مکمل زندگی ہی اس کے لیے قید ہے اور اس سے فرار ممکن نہیں اگر لمحاتی فرار حاصل بھی ہوتا ہے تو وہ دوسرے حالات کا قیدی بن جاتا ہے۔ ایک قید خانے سے دوسرے قید خانے تک کا سفر ہی اس کی زندگی کی لمبی اداس کہانی ہے۔ اس بھری دنیا میں محض چند افراد اسے ایسے ملتے ہیں جن کی محبت اس کے دل کو منور رکھتی ہے۔ وہ پادری جس کے گھر سے وہ چوری کر کے نکلا اور جس نے اسے دعائیں دیں اس کی زندگی کا رخ موڑنے میں ایک اہم رول ادا کرتا ہے لیکن باہر کی دنیا ژاں وال ژاں سے اپنا بدلہ لینا چاہتی ہے۔ اسی دنیا میں اسے فینٹائن جیسی رحمدل اور محبت کرنے والی خاتون ملتی ہے۔ میریس جیسا شریف نوجوان ملتا ہے اور یہیں وہ کوسٹ جیسی پیار کرنے والی نازک لڑکی سے ملتا ہے جو اسے باپ کا درجہ دیتی ہے۔ ژاں وال ژاں کے سینے میں ہزار کہانیاں، ہزارہا راز دفن ہیں لیکن وہ آخری لمحے میں یہ بتاتا ہے کہ کوسیٹ کوئی اور نہیں فینٹائن کی اپنی بیٹی ہے۔ چنانچہ کوسیٹ سے محبت کر کے وہ فینٹائن کا قرض ادا کر رہا ہے اور اسی صورت سے وہ خود اپنی تکمیل کر رہا ہے۔ محبت کرنے والے انہیں لوگوں کے برعکس ایک وہ شخص بھی ہے جس کا نام جیوٹ ہے اور جو اس کے خون کا پیاسا ہے۔ جیوٹ کے لیے قانون کی حفاظت سب سے اہم فریضہ ہے اور اس کی کوششیں ژاں وال ژاں کو چین نہیں لینے دیتیں۔ ژاں وال ژاں اپنے تمام تر گناہوں اور غلطیوں کے باوجود ایک پاکیزہ روح کی مثال ہے۔ وہ خود سے سوال پوچھتا ہے اور اپنی کارکردگیوں پر فکر کرتا ہے۔ وہ خود کو کوئی مثالی شخص تصور نہیں کرتا اور نہ ہی اسے دوسرے لمحے پر اختیار ہے کہ وہ جیسا بننا چاہے وہی بن کر دکھائے۔ دنیا اس کے لیے ایک بڑے تجربہ گاہ کی مانند ہے وہ نت نئے تجربے کرتا ہے اور اپنی تمام تر پریشانیوں کے لیے خود ذمہ دار ہے ــــ Les Misérables کی کہانی بہت طویل ہے۔ یہ ایک پورے عہد کا قصہ ہے اور اس میں ژاں وال ژاں ہماری نظروں کے سامنے آتا ہے اور پھر اوجھل ہو جاتا ہے۔ جیسے ایک زمانے میں زندہ رہنے والے سارے لوگ ہمہ وقت ایک ساتھ نہیں رہتے۔ ویسے ہی ژاں وال ژاں ہمارے ساتھ نہیں رہتا۔ وہ بار بار سامنے آتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کی ذات میں تبدیلیاں آتی جاتی ہیں۔ جیسے جیسے اس کی عمر گزرتی جاتی ہے اس کے دل میں ترحم اور محبت کی موجیں اور بھی جوان ہو جاتی ہیں۔ موت کئی بار اس کے قریب سے ہو کر گزر جاتی ہے۔ وہ کفن میں ڈال دیا جاتا ہے اور پیرس کے زمین دوز نالوں سے ہو کر گزرتا ہے لیکن اس کی سانس اب بھی چلتی رہتی ہے۔ بار بار حادثات سے گزر کر وہ تہیہ کرتا ہے کہ اب وہ اپنی اصل شناخت چھپائے گا تاکہ مشکلات سے بچا رہے، اپنی زندگی کو اچھے راستوں پر لگائے گا اور اپنے باقیماندہ دن خدا کی یاد میں گزارے گا۔ اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہو پاتی کہ زمانہ ہمیشہ اس کی تاک میں ہے۔ اور اس کا اپنے گزرے ہوئے عمل سے رشتہ باقی ہے۔ وہ اپنی اصل شناخت چھپاتا ہے تو کبھی کہیں دربان بن جاتا ہے اور کبھی کہیں کوئی بزرگ سمجھا جاتا ہے۔ اس بدلے ہوئے حال میں بھی جیوٹ اسے پہچان لیتا ہے لیکن اس سخت دل انسان کے دل میں بھی ہمدردی کا جذبہ امڈ آتا ہے اور وہ اسے اس وقت گرفتار نہیں کرتا ــ ژاں وال ژاں بھی سخت جان ہے۔ ایک کے بعد دوسری مصیبت اس کے لیے منتظر رہتی ہے اور وہ ساری سخت سست راہوں سے ایک ہی انداز میں گزرتا جاتا ہے۔ اس کی لمبی کہانی جب ختم ہونے پہ آتی ہے تو اسے اپنے اظہار کا ایک لمحہ میسر آتا ہے

(آگے ص ۹ پر)

اردو کے ادبی رسالوں کا مستقبل

ڈاکٹر افغان اللہ خان

کوئی بھی ادب خلا میں پرورش نہیں پاتا۔ بلکہ اس کے کچھ محرکات بھی ہوا کرتے ہیں۔ ہر ادب کے پس منظر میں اس کا عہد سانسیں لیتا ہے اور اس عہد کی پوری سماجی اور تہذیبی تاریخ پنہاں ہوتی ہے۔ اس لیے ایک ہی عہد میں اور خاص طور پر ایک زبان میں ترتیب دیا ہوا ادب خواہ کسی صنف میں کیوں نہ ہو یکساں ہوا کرتا ہے کیونکہ اشیاء کو دیکھنے اور پرکھنے کا میزان زمانہ ہی مقرر کرتا ہے۔ زمانہ جو ماضی بھی ہے — حال بھی اور مستقبل بھی — لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کا سلسلہ روز و شب میں نہ تو ماضی کچھ ہے اور نہ مستقبل کی کوئی حقیقت ہے۔ اگر کچھ ہے تو یہی 'حال' ہے۔ ماضی گزرے ہوئے حال کے سوا کیا ہے۔ اور مستقبل — موجودہ گزرا ہوا حال۔ یہی اگر خوبصورت رہتا ہے تو مستقبل بھی صحت مند اور خوبصورت ہوگا۔ حال ہی پر مستقبل کی عظیم عمارتیں تعمیر ہوتی ہیں۔ یہ عمارتیں تہذیب کی بھی ہو سکتی ہیں اور زبان و ادب کی بھی۔ ویسے بھی یہ تینوں اکائیاں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہیں۔ تہذیب ہی اپنے اظہار کے لیے ادب کو زبان دیتی ہے۔ اسی لیے ہر عہد کا اپنا مزاج اور اپنی زبان ہوتی ہے۔ ایک نقاد نے اس سلسلے میں بڑی اچھی بات کہی ہے کہ ہر عہد اپنا نعرہ ساتھ لے کر آتا ہے۔ یہی نعرہ عہد کی ضرورت بھی ہوتا ہے اور تقاضہ بھی۔ یہی عصری تقاضے ادب کے پیکر میں ڈھلتے رہتے ہیں۔ میں اپنی بات ایک بار پھر دہراؤں گا کہ ادب — عہد — تہذیب اور اس کے تقاضوں کے اظہار کے سوا — اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ معاشرے اور تہذیب کی اچھی بری تصویر ادب کے پردے پر منعکس ہوتی رہتی ہے۔ یہیں ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ زوال معاشرے کا ہوا کرتا ہے زبان کا نہیں — اس کی بہترین مثال آج کا وہ معاشرہ ہے جس کے اظہار کا ذریعہ اردو زبان ہے۔ اردو جس کا تعلق عوام سے تھا اور عوام سے ہے اور عوام سے رہے گا۔

اسی اردو کی اب یہ حالت ہے کہ وہ سمٹتے سمٹتے ایک خاص طبقے تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ تعلیمی سطح پر بھی صورت حال ابتر ہے۔ ادبی سطح پر بھی کبھی ایک سناٹا سا طاری نظر آتا ہے۔ ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس کی زبان میں تخلیقی سلسلہ منقطع سا ہو کر رہ گیا ہے۔ بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی ایسا ہے؟ — اور اگر کسی حد تک یہ ضرورت ہے بھی تو کیوں ہے۔ اس دوسرے سوال کا سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ نئی نسل پرانی نسل کے ذریعہ پیدا کردہ خلا کو پر کرتی رہتی ہے۔ پچھلی صف اگلی صف میں آکھڑی ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ برقرار رہتا ہے لیکن جب کوئی پچھلی صف ایسی نہیں ہوتی جو اگلی صف کی جگہ لے سکے تو ادب کا تخلیقی کارواں ایک منزل پر ٹھہرا سا محسوس ہوتا ہے۔ نئی نسل اپنے اظہار کے لیے زبان چاہتی ہے اور بقول ایک نقاد کے اس نئی نسل کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس کے پاس اپنی زبان نہیں۔ اسی لیے اظہار کے سطح پر بھی سناٹا طاری ہے اور اس کے مطالعے کی سطح پر بھی — لیکن وہی بنیادی سوال پھر اٹھتا ہے کہ کیا تخلیقی عمل بالکل رک سا گیا ہے؟ میرا خیال ہے کہ نہیں۔ صورت حال خراب ضرور ہے مگر ایسا بھی نہیں کہ ہم جمود کا نام دیں۔ یہ صحیح ہے کہ تعلیمی سطح پر مختلف وجہوں سے اردو پڑھنے والوں کی تعداد کم سے کمتر ہوتی گئی ہے۔ پچھلی دہائیوں نے زبان کو وہ نہ تو ادیب و شاعر ہی دیا ہے اور نہ اس کا قاری — اور جو نئی نسل تخلیق کاروں کی ہم تک پہنچی ہے اس کو اپنے اظہار کے لیے وسائل نہیں مل پا رہے ہیں۔ موجودہ اور تخلیقی عمل کے اظہار کا سب سے بڑا ذریعہ ادبی رسالے ہیں اور ادبی رسائل کا حال آج بالکل وہی ہے جو اردو زبان کا۔ زبان کا قاری باقی نہیں رہ جائے گا تو زبان کے علامتی اظہار یا ادب کا قاری کہاں سے دستیاب ہوگا۔

آج کے ادبی رسائل کا سب سے بڑا مسئلہ قاری ہے۔ عام آدمی ادب نہیں جانتا اور نہ ادب سے اسے دلچسپی ہے تو آخر وہ ادبی رسالوں کا مطالعہ کیوں کرے؟ اور اگر عام قاری ان ادبی رسالوں کے قریب نہیں جائے گا تو یہ پرچے زندہ کیسے رہیں گے۔ اس کیسے کا جواب آسان بھی ہے اور دشوار بھی — ادب کا قاری اسی وقت دستیاب ہوگا، جب زبان جاننے والوں کی ایک بڑی تعداد ابھر کر سامنے آئے گی، اسی تعداد میں تخلیق کار بھی ہوگا — اور اس کا قاری بھی۔

موجودہ عہد میں قاری ہی مسئلہ نہیں رہ گیا ہے بلکہ تخلیق کار بھی بذات خود ایک مسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔ وہ عام قاری کو بالکل بھول کر رہ گیا ہے۔ وہ صرف ادب کے لیے ادب تخلیق کرتا ہے یا یوں کہیے کہ ادب کے نقادوں کے لیے ادب ترتیب دیتا ہے۔ اس لیے اگر ادیب کو اپنا قاری چاہیے تو اس کا تعلق ادب کے نقادوں سے نہیں بلکہ زندگی اور عوام سے پیدا کرنا ہوگا۔

آج صورت حال یہ ہے کہ ادبی رسائل کے خریدار صرف وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو کسی نہ کسی طرح سے ادب سے دلچسپی ہوتی ہے، یعنی وہ ادب کا طالب علم ہوتا ہے — یا استاد شاعر و ادیب ہوتا ہے یا نقاد — یعنی خود ہی تخلیق کار بھی ہوتا ہے اور خود ہی اس کا قاری بھی — سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کل ملا کر ان کی کیا تعداد بنتی ہے۔ اور جو تعداد بنتی ہے اس میں ان ادبی پرچوں کے خریدار کتنے ہوتے ہیں۔ ادبی رسالے صرف یونیورسٹی اور کالج کی لائبریریوں کے بل پر چل سکتے ہیں۔ نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ادب کو ادیب کو خود اپنا قاری تیار کرنا ہوگا اور قاری اسی وقت دستیاب ہوگا جب ایک نسل زبان داں ہوگی ورنہ ادبی رسائل اسی طرح منظر عام پر آتے رہیں گے اور دم توڑتے رہیں گے۔ ایک ادبی رسالے کے ایڈیٹر نے ادبی پرچوں کے بند ہونے کی وجہوں سے بحث کرتے ہوئے لکھا تھا کہ — یہ پرچے اس لیے بند ہوتے ہیں کہ یہ سیاسی نہیں ہوتے اس لیے انھیں کسی طرح کی مدد دستیاب نہیں ہوتی۔ اور نہ انھیں وہ اشتہارات ہی دستیاب ہوتے ہیں جو نیم ادبی — فلمی — یا تفریحی ڈائجسٹوں کو مل جاتے ہیں۔ کیونکہ اشتہارات دینے والے یہ خوب جانتے ہیں کہ ان ادبی رسائل کے قاری کی تعداد بہت محدود ہے۔ سرکاری اشتہارات اور امداد بھی ادبی رسائل کو کم ہی ملتی ہے۔ جبکہ روزنامے، ہفتہ وار اور پندرہ روزہ اخبار کو ان کے مقابلے میں زیادہ امداد اور آسانیاں میسر ہیں۔ اسی لیے وہ اپنے لکھنے والوں کو معاوضہ بھی دیتے ہیں جبکہ ادبی رسائل میں چھپنے والے شاعر ادیب اور افسانہ نگاروں کا سب سے بڑا معاوضہ وہ اعزازی کاپی ہوتی ہے جس میں تخلیق کار کی اپنی تخلیق ہوتی ہے۔ جب تک یہ صورت حال باقی ہے تب تک اردو ادبی رسالوں کا مستقبل تابناک نہیں کہا جا سکتا اور یہ صورت حال تب تک باقی رہے گی جب تک اردو کی تعلیم کا معقول انتظام نہیں ہوتا۔ ہمیں اس سلسلے پر تھوڑی سی زحمت اور قربانی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ یعنی اگر اسکول

کالجوں میں اردو کی تعلیم کا معقول انتظام نہیں ہے تو ہمیں کوئی ذریعہ ایسا نکالنا ہوگا کہ ہم اپنے بعد آنے والی نسل کو اس کی زبان دے سکیں، اور اگر ہوا تو — ادبی پرچے اسطرح بند نہیں ہوں گے — جیسے آج ہو رہے ہیں۔ اور نہ ایڈیٹروں کو اپنے پرچوں میں اس طرح کی اپیل شائع کرنے کی ضرورت ہوگی کہ کروڑوں اردو جاننے والوں میں اس ادبی پرچے کے چند ہزار خریدار نہیں بن سکتے؟

موجودہ صورت حال میں میرا اپنا خیال یہ ہے کہ یونیورسٹی، کالج، اسکول اور مدرسوں کی سطح پر پچھلی دہائیوں کے مقابلے میں اردو جاننے والوں کی تعداد بڑھی ہے اردو کا قاری بڑھا ہے۔ ادب کا قاری بڑھا ہے۔ اس لیے ادبی پرچوں کا مستقبل روشن ہے۔

(آہنگ شوال گورکھپور سے نشر)

ڈاکٹر افغان اللہ خاں
لکچرار شعبۂ اردو
گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور

بقیہ ژاں وال ژاں

جب وہ سارے دکھ درد ایک غم وخفتے کے عالم میں بیان کر دیتا ہے۔ وہ کسی کا نہیں ہے اور کوئی اس کا نہیں ہے۔ ایک بہن تھی اور اس کے غریب بچے تھے جس کی کہانی کس انجام کو پہنچی اسے خبر نہیں۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا۔ ایک معصوم بچی جس سے اس نے محبت کی، اب اس کی شادی ہو چکی ہے اور وہ اپنے گھر میں خوش ہے سو اب اس سے بھی اس کا کوئی تعلق نہیں۔ خموشی اس کا مقدر تھی لیکن اظہار کا یہ لمحہ اس کی زندگی کا ایک اہم ترین لمحہ ہے جس میں وہ اپنی تلاش کا سفر شاید مکمل کر لیتا ہے۔ اس لمحے میں وہ اپنے عمل اور پاداشِ عمل کا سارا قصہ کہہ جاتا ہے۔ قید و بند کی مشقتوں، لمحاتی رفاقتوں کے سارے قصے اب اس کے لیے گزرے ہوئے زمانوں کے خواب کی طرح ابھرتے ہیں۔ موت اب اس کے قریب آچکی ہے۔ اسے اس کا عرفان حاصل ہو چکا ہے۔ موت کے وقت کو سیتے اور میریس اس کے قریب ہیں، وہ انھیں خوش دیکھتا ہے اور ابدی نیند سو جاتا ہے۔ اس کی لمبی کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا لوحِ مزار خالی ہے۔ اس پر کوئی کتبہ نہیں۔ کوئی نام ونشان نہیں۔ وہ بے ننگ ونام زندہ رہا اور یوں ہی موت سے ہمکنار ہوا۔ ایک عرصے کے بعد کسی نے اس کے لوحِ مزار پر کوئی عبارت لکھ دی تھی لیکن اس پر بھی زمانے کی گرد جم چکی ہے۔ اور عبارت پڑھی نہیں جاتی۔ یہ ہے اس کردار کا آغاز اور انجام جو دراصل نہ آغاز ہے نہ انجام اور جو خود دراصل نہ کوئی کردار ہے۔ وہ تو ایک علامیہ ہے جو ہر عہد میں نئے معنی پہن کر ابھرتا آیا ہے۔ ژاں وال ژاں آج بھی زندہ ہے۔ آج بھی اس سے ملاقات ہو جاتی ہے

(اردو سروس سے نشر)

سیوا گرام آشرم

سلطانہ حیات

مہاتما گاندھی جی نے انفرادی ستیہ گرہ کا نعرہ
باپو دیدیا تھا۔ اکا دکا گرفتاریاں بھی ہو چکی تھیں۔
تھا کیا؟ وہ یہ کہ ایک آدمی کلکٹر کو اطلاع دے گا کہ وہ فلاں جگہ فلاں طریقہ پر ستیہ گرہ کرے گا۔ اور خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دے گا۔ بہت سے لوگ ہنس پڑے عزیز ترین اپنے بھی۔ کیونکہ ادھر تو جنگِ عظیم کا زمانہ تھا۔ ہٹلر کی فوجیں میدان پر میدان سر کر رہی تھیں۔ دنیا میں تہلکہ تھا۔ آج یہاں بمباری ہوئی آج وہاں ہوئی۔ یہ جہاز ڈوبا۔ ہوائی جہازوں کی ٹولی کی ٹولی ختم کر دی گئی۔ دنیا دیوانہ وار لڑ رہی تھی۔ انگریزوں نے جو اس وقت ہندوستان کی قسمت کے مالک تھے، انھوں نے بغیر ہندستانیوں سے دریافت کیے یہ اعلان کر دیا تھا کہ ہندوستان بھی اس جنگ میں شامل ہے۔ ہندوستانی فوجیں بھی اس لڑائی میں شریک تھیں۔ ہندوستان کی دولت اس جنگ میں لٹائی جا رہی تھی۔ اس کا مقابلہ ہندوستانیوں کو کرنا تھا۔ اور انڈین نیشنل کانگریس پر اسکی ذمہ داری تھی۔ فیصلہ کیا ہوا؟ فیصلہ یہ تھا کہ ایک شخص جائے گا کلکٹر کو اطلاع دے کر اور پھر وہ گرفتار کر لیا جائے گا۔ یہ جواب تھا توپ، بندوق اور مشین گنوں کا! انگریزوں کی تو اسوقت جان پر بنی تھی۔ ان کی شہنشاہیت جا رہی تھی۔ کوئی بھی قدم اٹھایا جاتا وہ بھون کر رکھ دیا جاتا۔ مگر ایک شخص کی کلکٹری کے احاطہ میں ستیہ گرہ کرنے سے کون سا بم پھٹے گا؟ بے ضرر سی چیز معلوم ہوتی تھی۔

میں اس وقت سیوا گرام آشرم میں تھی اور اس مسئلہ پر ہر وقت باتیں ہوتی تھیں۔ حکومت برطانیہ کا کروفر دیکھا تھا۔ فوجیں ریلوں میں بھر بھر کر جا رہی تھیں۔ فضاؤں میں جنگ کی گرما گرمی تھی اور یہاں سیوا گرام کی جھونپڑیوں میں جو بندوق اور توپ کو تو جانے دیجئے دو لاٹھیوں کی ضرب بھی برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ سلطنت برطانیہ کے قدم جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے منصوبے بنائے جا رہے تھے۔ سیوا گرام آشرم کی خاموش مگر سرگرم عمل فضا میں اس مسئلہ پر ایسی ہی گرمی تھی جیسے دبی ہوئی آگ کی گرمی اوپر سے پڑی ہوئی ٹھنڈی راکھ میں ہوتی ہے۔ اور اب اس آگ کی کوئی کوئی چنگاری راکھ کی ٹھنڈک کو پھاڑ کر باہر نکلنے لگی تھی۔ یہ اکا دکا چنگاریاں جوالا مکھی یا آتش فشاں بن جائیں گی یہ کسی عام ذہن میں بھی نہیں تھا۔

میں باپو کی کٹیا میں جا رہی تھی کہ پیارے لال بھائی کٹیا سے نکلے اور بھاگتے ہوئے جا رہے تھے۔ ان کا سفید چہرہ لال پڑا ہوا تھا۔ وہ اتنی تیزی میں تھے کہ میں پوچھ بھی نہیں سکی کہ کیا ہوا۔ اتنے میں بہن امت السلام کٹیا سے نکلیں کوئی چیز ان کے ہاتھ میں تھی۔ باپو سے متعلق کوئی چیز۔ انکو باپو کی خدمت سے ہی چین ملتا تھا۔ ایسی ہی مخلص ہستیاں اس سیوا گرام میں تھیں۔ انھوں نے آہستہ مگر جوش سے بھرے لہجے میں کہا "باپو نے پیارے لال بھائی کو ستیہ گرہ کرنے کی اجازت دیدی ہے"

میں کٹیا میں داخل ہوئی جہاں باپو کے علاوہ سردار پٹیل صاحب، مشرو والا جی، پربھا بہن، جے پرکاش نرائن جی کی پتنی یعنی اہلیہ، صادق بھائی وغیرہ تھے۔ پیارے لال بھائی جو کام کر رہے تھے اور ان کو ختم کرنا ابھی باقی تھا۔ اس پر گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ کب جائیں گے کیسے جائیں گے وغیرہ یعنی ایک ایک تفصیل طے ہو رہی تھی۔ کپڑے اور کھانے تک کی باتیں تھیں اور اس تفصیل کا فیصلہ باپو کر رہے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی باپو کے لیے اہم تھیں اور پھر منٹ منٹ پر خبریں باپو کی کٹیا سے نکل کر سیوا آشرم اور پھر سارے ہندوستان میں پھیل رہی تھیں۔ مثلاً

پیارے لال بھائی نے کلکٹر کو خط لکھ دیا۔
خط باپو کو سنا دیا گیا۔
باپو نے منظوری دیدی۔
خط کو کوئی لے کر کلکٹر کے پاس جا رہا ہے۔
خط گیا۔
سب نے اطمینان کا سانس لیا۔

پیارے لال بھائی رات دن کام کر رہے تھے۔ بمشکل کھانے کا وقت نکلتا تھا۔ یہ خالی انھیں پر منحصر نہیں تھا کم ازکم دس پندرہ آدمی خطوط اور تاروں کا جواب دینے میں لگے ہوئے تھے۔

کل صبح پیارے لال بھائی سیواگرام آشرم سے روانہ ہوں گے توشام کے قریب پتہ چلا کہ باپو یاد فرما رہے ہیں۔ میں بھاگتی ہوئی ان کی کٹیا میں پہنچ گئی۔ دیکھا کہ پیارے لال بھائی اور باپو بیٹھے ہیں۔ پیارے لال جی کے سامنے اردو میں لکھا ہوا فائل ہے اور میرا تذکرہ تھا۔ باپو زمین پر اپنے گدے پر بیٹھے تھے میں ان کے سامنے ادب سے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔

"تجھے اردو آتی ہے؟"

"جی ہاں آتی ہے"

فرمایا۔ یہ پیارے لال بھائی نے سرحد کے متعلق ایک کتاب اردو میں لکھی ہے۔ کچھ ترجمہ ہے۔ یہ خبر خان صاحب کو جلدی جانی چاہئے۔ کل پیارے لال ستیہ گرہ پر جارہے ہیں۔ یہ کتاب پوری ہو کر جانی چاہئے۔ پتہ چلا پیارے لال بھائی نے لکھ تولی ہے مگر وہ چاہتے ہیں کہ کوئی اردو جاننے والا اس کو دیکھ لے۔ اگر رات بھر پڑھی گئی تو شاید ختم ہو جائے۔ یہ سچے ستیہ گرہی تھے۔ پچاس ساٹھ گھنٹہ مسلسل کام کرنے کے بعد بھی تازہ دم تھے اور تازہ دم اس لیے تھے کہ انہیں ملک کی خدمت کا موقع مل رہا تھا۔ ایسا جوش تھا جس کو الفاظ میں ادا نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اوپر سے ٹھنڈی اور اندر سے گرم آگ سے اب چنگاریاں بلند ہو رہی تھیں۔ باپو کے پاس ہندوستان کے ہر کونے بلکہ باہری ممالک سے بھی خط آرہے تھے کہ انہیں ستیہ گرہ کرنے کی اجازت دیدی جائے۔ ایک دن میں باپو کی کٹیا میں گئی۔ باپو کام ختم کر چکے تھے۔ پربھا بہن کاغذات سمیٹ رہی تھیں کہ باپو نے کہا۔ لے تیرے میرٹھ سے بھی ستیہ گرہ کرنے کی درخواستیں آئی ہیں۔ قاضی صاحب کی عمر کیا ہوگی؟ وہ ستیہ گرہ کرنے کو ہیں۔ واقعہ یہ تھا کہ قاضی نجم الدین احمد صاحب شروع سے لے کر ۱۹۳۲ء ۳۳ ۱۹ء تک کبھی شہر کانگرس کمیٹی اور کبھی ضلع کانگرس کمیٹی کے صدر رہے۔ ۳ بار جیل جا چکے تھے اور ان کے گھر (جو پہلے اندر کوٹ اور اب محلہ عثمان باغ کہلاتا ہے) کانگرس کا آفس وہاں کانگرس کا دفتر کب سے اس گھر میں قائم ہے یہ تو مجھے نہیں معلوم، مگر ایک قصہ بچپن میں سیکڑوں بار سنا ہے وہ یہ کہ جب شہروں شہروں کانگرس کمیٹی کی شاخیں قائم ہو رہی تھیں دفتر بنائے جارہے تھے۔ تو میرٹھ کے انگریز کلکٹر نے میرٹھ کے سب رئیسوں کو بلایا اور چائے کی دعوت کے بعد تقریر کرتے ہوئے کہا:

"ہندوستان میں جگہ جگہ کانگرس کمیٹی کی شاخیں قائم کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ سنا ہے کہ میرٹھ میں بھی کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ کرایہ کا مکان لے کر کانگرس کا دفتر قائم کر دیں۔ مناسب یہ ہے کہ کسی کو اپنا مکان کرایہ پر نہیں دینا چاہئے۔" سب بزرگوں نے کسی نہ کسی طرح وعدہ کر لیا کہ وہ اپنا مکان کانگرس کو کرایہ پر نہیں دیں گے۔ کلکٹر کی نظر خاص قاضی نجم الدین احمد صاحب پر خاص طور پر تھیں کیونکہ ۱۸۵۷ء میں ان کے دادا کی وجہ سے بخت خاں انگریزوں کے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ خاں صاحب تو ہاتھ نہیں آئے مگر قاضی صاحب کا گھر انگریزوں نے کھدوا دیا تھا۔ کلکٹر نے کہا قاضی صاحب آپ نے کچھ فیصلہ کیا؟

اب قاضی صاحب کی باری آئی۔ بولے

"آپ نے ٹھیک کہا ہے۔ ہم آپ کا حکم مانتے ہیں کانگرس کو اپنا مکان کرایہ پر نہیں دیں گے بلکہ مفت دیدیں گے۔" چنانچہ قاضی صاحب کے گھر پر ہی کھادی بورڈ بنا جس کو میرٹھ میں اچاریہ کرپلانی جی وغیرہ بھی چلاتے رہے تھے اور کانگرس آفس تو ۳۰۔۱۹۳۲ء تک رہا۔

باپو نے اپنے سوال کو پھر دہرایا کہ قاضی صاحب کی عمر کیا ہوگی۔ میں نے کہا کہ اندازاً ۷۴۔۷۵ سال کے درمیان ہوگی۔ باپو انھیں ستیہ گرہ کرنے کی اجازت دے دیجئے۔

"نہیں قاضی صاحب بہت کام کر چکے ہیں۔"

یہ تھا عوام کا جوش کہ عمر، کمزوری، مصروفیت غرضیکہ کوئی رکاوٹ ایسی نہیں تھی جو کہ ذہنی طور پر ہندوستانی عوام نے طے نہ کر لی ہو۔ صرف باپو کے حکم کی ضرورت تھی۔ باپو نے سیاست کی شطرنج بچھا دی تھی۔ حکومت برطانیہ گولیوں کی بوچھار کر سکتی تھی۔ سمندر کی تہہ میں ڈائنا مائیٹ کے جال بچھا رہی تھی مگر سیواگرام کے اس عظیم لیڈر کی چال کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ آسمان سے گرتی ہوئی بوندوں کی طرح ٹھنڈی راکھ سے چنگاریوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ باپو ایک ماہر کی طرح اپنی فوج کے ہر گوشے کی جانچ کر رہے تھے۔ یہ چنگاریاں بڑھتے بڑھتے شعلہ اور پھر بھڑکتی ہوئی آگ بن گئے اور باپو نے "بھارت چھوڑو" کا نعرہ دیدیا۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے)

بیگم سلطانہ حیات

بی ۲/۴ ریور بنک کالونی۔ لکھنؤ

نور پیکر

کون کہتا ہے کہ تو بخت سکندر دیدے
میرا دشمن ہی مرے قد کے برابر دیدے
میری آوارگی اتنا تو کرم کر مجھ پر
ایک مدت سے بھٹکتا ہوں مرا گھر دیدے
کاش وہ ایک جھٹکے سے مجھے توڑ سکے
مجھ کو آئینہ بنا دے اسے پتھر دیدے
میرے حلقوم پہ بھی آ کے کوئی تیر لگے
تشنگی دی ہے تو اب عظمت اصغر دیدے
حاکم وقت نے کچھ سوچ کے لکھا ہوگا
موت برحق ہے مرے نام کا محضر دیدے
اس کے انصاف کی میزان غلط ہے کہ نہیں
نور پیکر یہ گواہی سر منبر دیدے

(کلکتہ سے نشر)

ایکتا سب سے

جب بھی ہم اور آپ سڑک پر نکلیں اور اپنے ارد گرد نظر ڈالیں تو ہمیں مختلف رنگ و روپ اور پوشاک میں مختلف ڈیل ڈول کے مختلف زبان بولتے لوگ نظر آئیں گے جن میں سے کوئی ہمارے بائیں سے جارہا ہوگا تو کوئی داہنے سے۔ بظاہر ان میں بہت اختلاف نظر آرہا ہے لیکن درحقیقت کہئے تو کوئی اختلاف ہے ہی نہیں۔ غور سے جائزہ لیا جائے تو سب میں پنہاں ملے گا ایک ربط، ایک تسلسل، ایک ضابطہ، ایک رواں دواں مربوط زندگی اس مربوط اور پرسکون زندگی کا دار و مدار جذبات اور نفسیات کی "ایکتا" پر ہی ہے ایکتا کا جذبہ جب تک صحیح و سلامت ہے ہماری دنیا پرکشش ہے جہاں اس کا دامن ہاتھ سے جاتا رہا وہاں جنم لے گی افراتفری، بے چینی، انتشار، اور زندگی سے بیزاری۔ ڈارون کا مشہور بہترین بقا کا اصول۔ SURVIVAL OF THE FITTEST۔ اب پرانا پڑ گیا ہے اور انسانی زندگی کے لیے غیر موزوں قرار دیدیا گیا ہے کیونکہ اس میں تصادم، حسد اور جلن کا جذبہ کارفرما ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نٹشے کے مطابق ساری کائنات میں "مخالفت" کے جذبے کے چھائے ہونے کی بات بھی ٹھکرا دی گئی ہے کیونکہ یہ تمام خیالات حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔

درحقیقت بقائے عالم کے لیے باہمی تعاون اور ایکتا کا جذبہ لازمی ہے۔ اس کی موجودگی سے ہی ہماری کائنات قائم ہے جس میں رہنے کو ہمارا جی چاہتا ہے اور ہم موت کو یعنی اس دنیا کو چھوڑنے کے خیال کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہیں۔ جدید سائنسی اصول خاص کر حیاتیات کے اصول یہ بتاتے ہیں کہ ایکتا اور تعاون کی قوت کہیں زیادہ طاقت ور ہوتی ہے اسی لیے چرندے پرندے حتیٰ کہ نباتات تک میں تعاون اور ایکتا کا جذبہ کارفرما ملتا ہے۔ مدبر ارنیس مدرن کا خیال ہے کہ دیمک اور چیونٹیاں باہمی تعاون کے ساتھ بیس کروڑ

بڑا ہتھیار ہے

ڈاکٹر علی حیدر خاں

سالوں سے زندہ اور ترقی پذیر ہیں۔ دوسرے مدبر بایری بوگر ڈس کا خیال ہے کہ آدمی کے ساتھ ساتھ جانوروں اور کیڑے مکوڑوں میں بھی جذبۂ تعاون پایا جاتا ہے۔ ایلی کا کہنا ہے کہ زہریلے پانی میں رہنے والے سبھی جاندار تھوڑا تھوڑا زہر کا استعمال کر لیتے ہیں تاکہ ان سبھی کا زندہ رہنا ممکن ہو سکے۔ یہ سبھی باتیں اس نتیجہ پر پہنچاتی ہیں کہ زندگی کے چلتے رہنے کے لیے جذبۂ اتحاد اور باہمی تعاون سے کام لینا پڑتا ہے۔ یہ فطری امر ہے اور یہ لازمی شے ہے۔ ایک دوسرے مدبر کراپیکن کا خیال ہے کہ ملنساری کے جذبے کا اصول ویسا ہی ہے جیسا کہ باہمی جدوجہد کا اصول۔ ان کی رائے میں چیونٹیاں باہمی تعاون کے جذبے سے ہی انڈا سیتی ہیں اور بچوں کو پالتی ہیں۔

ہر جاندار میں ایکتا اور باہمی تعاون کا جذبہ کار فرما رہتا ہے۔ اسی کو جب فروغ ملتا ہے تو انسان ترقی کرتا ہے اور خوشحال پرکشش عالم وجود میں آتا ہے۔ لہٰذا جدید دانشوروں کے مطابق آدمی میں خود غرضی اور مقابلے کے جذبے سے بڑھ چڑھ کر باہمی تعاون کا جذبہ زیادہ متحرک ہوتا ہے۔ اس لیے انسانی سماج کی ترقی کے لیے اب اس بات پر زور دیا جاتا ہے۔ ایکتا اور باہمی تعاون تخلیق کا ایک لافانی اسلوب ہے۔ ترقی کی راہوں پر گامزن ہونے کے لیے خود کفالت کی جانب ایک تعمیری قدم ہے اور ایک اعلیٰ نصب العین ہے جو انسانی زندگی میں گلا کاٹ مقابلے اور جلن، و حسد کے تحت فرقوں میں تصادم کے جذبے کو بدل کر ہم سب میں مشترک بھلائی کے لیے دوستانہ جذبہ کو پیدا کر دیتا ہے۔ اس لیے قدیم اور جدید دونوں ہی فلسفیوں نے اپنی اہمیت میں اسے اہم درجہ عطا کیا ہے۔

آج ہم جب یکتا کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب کثرت اور اختلاف کو جھٹلانا نہیں ہوتا بلکہ یہ کثرت میں وحدت کی بات، اختلاف میں اتفاق کی بات، یعنی یک جہتی، یگانگت، اتحاد اور اتفاق کی بات۔ ہمارا ملک بہت بڑا ملک ہے اور ایک عظیم ملک بھی ہے کیونکہ ہم نے انسان کو ملک کی سرحدوں سے بالاتر کر کے دیکھا ہے۔ اسی لیے ہمارے رشیوں، منیوں نے ساری مخلوق کو برادرانہ جذبہ کے تحت دیکھا اور سارے عالم کو ایک کنبے سے تعبیر کیا۔ ملک کے کئی دانشور "جے جگت" یعنی ساری کائنات کی سلامتی کی دعاؤں میں یقین کرتے ہیں۔ یہ خیال دراصل افضل ہے اور ہماری منزل یہیں پہنچنے کی ہے۔ چاہے اس میں جتنا بھی وقت لگے۔

لیکن ہمارے اندرون سرحد کے مسائل ایسے ہیں جن سے چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ انھیں مسائل سے ہم دوچار ہیں اور ان کے حل پر ہمارا وجود، ہماری بقا اور ہماری ترقی اور کامرانی کا دار و مدار ہے۔ ہمارا ہندوستان دراصل ایک بڑا عظم ہے جس میں مختلف قسم کے مختلف عادات و اطوار کے مختلف عقائد و مذاہب کے، مختلف زبان بولنے والے مختلف رنگ و روپ کے لوگ بستے ہیں لیکن ان میں ایک مشترک جذبہ ہے کہ وہ ہندوستانی ہیں۔ ہندوستان کے ہیں اور ہندوستان ان کا ہے۔ ان میں محبت کا ایک جذبہ بھی کارفرما ہے۔ اسی کو ہم قومی یک جہتی کا جذبہ سمجھتے ہیں۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی کے خیال میں قومی یک جہتی محبت کی طرح ایک نفسیاتی رجحان ہے نہ کہ ایک دستوری ضابطہ اور قانون۔ اس لیے یہ یک جہتی قواعد و ضوابط کی تشکیل سے پیدا نہیں ہوتی۔ اگرچہ اس کو مدد ضرور ملتی ہے بلکہ یہ ایک ایسی فضا کے پیدا ہونے سے ظہور میں آتی ہے۔ جس میں رہنے والے سب لوگ افکار و خیالات میں اختلاف کے باوجود اپنے آپ کو باہم دگر ایسا ہی مربوط اور متحد و متفق محسوس کریں جیسا کہ ایک گھر یا ایک خاندان کے افراد اپنے شخصی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ اس درجہ متحد اور مربوط ہوتے ہیں کہ گھر یا خاندان کی عزت و حرمت، اس کی بقا اور تحفظ اور اس کی ترقی ہر ایک مطمح نظر ہوتا ہے۔ اور اس راہ میں سعی و کوشش کا قدم کسی سے پیچھے نہیں ہوتا۔ یہ فضا اس وقت تک ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی جب تک ملک کا ہر فرقہ اور ہر گروہ خود اپنے دل اور ذہن میں تبدیلی پیدا کر کے دوسرے ابنائے وطن کے دل و دماغ کو بدلنے کی کوشش نہیں کرے گا۔

قومی یک جہتی کے سلسلے میں ملک کے تمام باشندوں اور خاص کر ہندوؤں اور مسلمانوں کے بیچ یک جہتی کی بات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ [illegible] مسلمانوں پر شکوک و شبہات کیے جاتے [illegible] اعتراضات بھی کیے جاتے ہیں اور یہ تاثر دیا جاتا [illegible] یک جہتی کی راہ میں مانع [illegible] ہے۔ لفظ مسلم کے معنی [illegible]

[illegible]

آدم کی اولاد ہو۔ ظاہر ہے آدم کی اولاد ہونے کے ناطے سبھی آپس میں بھائی بھائی یا بھائی بہن ہیں۔ ارشاد نبوی ہے کہ ہر قوم کے بڑے شخص کی تکریم کرو۔ عدل و انصاف کی بابت قرآن میں ہے کہ "اے ایمان والو! تم سے کوئی کیسا ہی بغض و عداوت رکھے لیکن جب ان کا تم سے کوئی معاملہ پڑے تو تم بہرحال ان کے ساتھ انصاف ہی کرو" ایک اور آیت میں ہے کہ "اے ایمان والو! تم ہر حالت میں عدل و انصاف سے کام لو اور اس کی پرواہ ہرگز مت کرو کہ تمہارا انصاف تمہاری اپنی ذات، تمہارے والدین اور تمہاری اولاد اور اعزہ اور اقربا کے مفاد کے خلاف جاتا ہے۔ اگر جاتا ہے تو جانے دو تم عدل و انصاف کی راہ میں ثابت قدم اور بے خوف و خطر رہو" باہم میل ملاپ کے متعلق حضرت محمدؐ کی تعلیم ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ہاں ہدیہ بھیجا کرو تاکہ باہم دگر محبت بڑھے۔ اسی طرح بیمار کی عیادت کرنے اور بغیر امتیاز مذہب و ملت غریبوں اور ضرورت مندوں کی فیاضانہ مدد کرنے اور ان کے ساتھ حسن خلق، احسان، جود و کرم، ہمدردی، غمگساری اور خیر اندیشی و منفعت رسانی کا معاملہ کرنے کا حکم بار بار اور بڑی تاکید سے دیا گیا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان یقیناً ملک کے دیگر باشندوں کے ساتھ مل جل کر ایک بہترین ہمسایہ کے طور پر رہے گا۔

ان تمام باتوں کے بعد یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قومی یکجہتی کا جذبہ ہمارے تمام شہریوں کے اندر اس قدر نہیں ہے جتنا کہ چاہیے۔ کئی چیزیں حائل راہ ہیں جیسے فرقہ پرستی، زبان پرستی، علاقہ پرستی، ذات پات، چھوا چھات اور اونچ نیچ کا جذبہ وغیرہ۔ ملک کے مختلف فرقے کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی بات پر لڑنا شروع کر دیتے ہیں اور بات فرقہ وارانہ فسادات اور لوٹ مار تک پہنچ جاتی ہے۔ اس سے شبہ، خوف اور نفرت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ سماج دشمن عناصر فرقہ وارانہ فسادات کی آگ میں اور بھی بھڑک دیتے ہیں۔ اسی طرح ملک کے مختلف زبانوں کے بیچ یا قومی زبان ہندی اور دوسری علاقائی زبانوں کے بیچ تصادم کی صورت پیدا کر دی جاتی ہے۔ علاقائیت کا جذبہ بھی کبھی اتنا شدت اختیار کرنے لگتا ہے کہ ایک ہی ملک کے علاقے ایسا برتاؤ کرتے ہیں جیسے دو دشمن ممالک آمادہ جنگ ہوں۔ ذات پات اور چھوا چھوت کا جذبہ بھی انسان اور انسان کے بیچ حائل راہ ہوتا ہے اور لوگ ایک دوسرے سے دور ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ یک جہتی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کی خاطر سارے ملک میں وسیع النظری کا جذبہ پیدا کیا جائے تاکہ کسی فرقے، کسی زبان، کسی علاقہ، کسی ریاست یا مرکز، کسی ذات پات یا کسی اونچ نیچ کو بیجا [illegible] سب متضاد جذبہ [illegible] امن اور رفاقت کے ساتھ بسر ہونی ممکن ہو سکے۔ جذبۂ ایکتا کی سب سے بڑی کامیابی اسی میں ہے۔

(آکاشوانی گورکھپور نشر)

چچا نے تصویر کھنچوائی

ہاشم عظیم آبادی

"میر صاحب اماں او میر صاحب سنتے ہو یار ـــ" ہینگن مرزا نے چچا کو جھنجھوڑا جن پر غنودگی کا غلبہ ہو چلا تھا۔ چچا چونک کر بولے "مرزا ہو یار۔ تم نے تو اس قدر شور مچایا کہ آتے ہوئے سرور پر پانی پھر گیا۔ تمہاری اس حرکت سے میری انتڑی جلتی ہے.... خیر کہو کیا بات۔ کون ایسی مصیبت آپڑی ہے تم پر۔"

"جانے بھی دو تب" ہینگن مرزا بولے۔ "میں کچھ نہیں کہتا۔"

"کہو گے کیوں نہیں۔ کہنا ہی پڑے گا تم کو" چچا قرض خواہوں کی طرح سر پر سوار ہو گئے۔

"بات یہ ہے میر صاحب" ہینگن مرزا بولے "کل رات گاندھی میدان کی طرف ٹہلنے نکل گیا تھا۔ واپسی پر کو آپریٹو بنک کے پاس فٹ پاتھ پر تصویر کھینچنے والے نظر آئے۔ سوچا لاؤ رہے ایک فوٹو۔ تو وہیں ایک تصویر میں نے کھنچوا لی۔"

چچا ہینگن مرزا کی تصویر ہاتھ میں لے کر بولے "واللہ! کیا صاف تصویر آئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہینگن مرزا کو مٹھی میں لئے ہوئے ہوں ـــ بالکل وہی ناک، وہی نقشہ، وہی چوڑی پیشانی اور وہی منحوس صورت۔"

منحوس کا لفظ سن کر ہینگن مرزا نے اپنی تصویر جھپٹ لینی چاہی لیکن چچا اچک کر حویلی میں گھس گئے۔

چچی باورچی خانہ سے نکل کر ذرا کمر سیدھی کرنے لیٹی ہی تھیں کہ چچا نے چچی کو جگایا۔ "اجی بنو کی اماں دیکھو، یہ کیا چیز لایا ہوں تمہارے لیے۔"

چچی نے سمجھا کہ چچا کو کوئی گڑا ہوا خزانہ مل گیا ہے۔ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھیں۔ لیکن ہینگن مرزا کی تصویر پر نظر پڑتے ہی چچی کا دل جل گیا۔ چچا کے ہاتھ سے تصویر لے کر دو ٹکڑے کر کے زمین پر پھینکتے ہوئے بولیں "اسی جھاڑو مارے کی تصویر دکھلانے کے لیے آئے تھے جس کی صورت سے مجھے نفرت ہے۔"

چچا نڈھال ہو کر چچی کے قریب بیٹھ کر بولے ـــ "ارے یہ کیا غضب کیا تم نے۔ اب میں ہینگن مرزا کو جا کر کیا جواب دوں۔ پھٹی ہوئی تصویر دیکھ کر اس کو کس قدر صدمہ ہوگا۔ غریب کا ہارٹ فیل ہو جائے تو کیا تعجب۔"

"یہ ہارٹ فیل کیا ہوتا ہے" چچی نے پوچھا۔

"وہی دم نکلنا۔ جیسے اس وقت میرا دم نکلتا ہوا دیکھ رہی ہو۔" چچا نے تازہ گھٹے ہوئے سر کو کھکھوڑتے جواب دیا۔

چچی کو احساس ہوا کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ بولیں "اچھا، بنو کے ابا جو ہوا سو ہوا۔ میں آپ کو پیسے دیتی ہوں ہینگن مرزا سے کہئے کہ تصویر کھنچوانے میں جو خرچ ہوا ہے وہ لے لیں اور اس کے بعد اگر پیسے بچ جائیں تو آپ بھی اپنی ایک تصویر کھنچوا لیں۔"

چچا کے دماغ میں تصویر کھنچوانے کا سودا سما گیا۔ ہینگن مرزا کی پھٹی ہوئی تصویر چچا نے صندوقچی میں بند کر دی اور اکڑتے ہوئے باہر نکلے۔

کلن مرزا نے پوچھا "بھابی کو تصویر دکھلا آئے یار"

"ہاں بھائی" چچا نے جواب دیا "لیکن مرزا اگر میں جانتا کہ تمہاری تصویر بنو کی اماں کو اس قدر پسند آئے گی تو میں ہرگز نہ دکھلاتا۔ بہت مانگنے پر بھی انھوں نے تصویر واپس نہ کی۔"

اپنی تعریف سن کر ہینگن مرزا بولے "میر صاحب بھابی سے کہہ دیجئے کہ اس گئے گزرے دن کی تصویر جب اس قدر پسند آئی، تو شاید جوانی کی تصویر دیکھ کر عش عش کرتیں کہ اللہ غنی۔ ایسا گٹھیلا اور خوبرو جوان!"

"لیکن مرزا" چچا بولے ـــ "اپنی تصویر تم نے بڑے شوق سے کھنچوائی تھی، جسے تمہاری بھابی نے زبردستی چھین لی۔ لہٰذا یہ پیسے دے رہا ہوں، دوسری تصویر کھنچوا لو۔ اور یہ بھی سن لو کہ بیگم کی فرمائش ہے کہ میں بھی اپنی ایک تصویر کھنچوا کر ان کو دوں۔"

کلن مرزا ہنسنے لگے "میر صاحب تم خود ہی سولہ آنہ موجود ہو تو تمہاری تصویر کا اچار ڈالا جائے گا۔"

"اچار ڈالا جائے گا تمہاری منحوس صورت تصویر کا۔" چچا جل بھن کر بولے۔

جب تصویر کھنچوانے کی بات پکی ہو چکی تو سوال یہ پیدا ہوا کہ چچا کس لباس میں تصویر کھنچوائیں کہ بالکل نوجوان معلوم ہوں یا کم از کم تصویر ایسی آئے کہ جو دیکھے وہ تعریف کرے۔

کلن مرزا نے مشورہ دیا "میر صاحب۔ اس قدر جھنجھٹ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جس لباس میں ہو اسی میں تصویر کھنچوالو۔ یہ دکھاوا میں تھوڑا ہی جانا ہے کہ اس کے لیے اہتمام کیا جائے۔"

چھٹن مرزا نے بھی چسکی لگاتے ہوئے اس کی تائید کی تو چچا منہ بسور کر بولے "اگر تم احمقوں کے کہنے کے مطابق میں معمولی کپڑوں میں تصویر کھنچوا لوں تو تصویر دیکھ میری آئندہ نسل کیا کہے گی۔ یہی نا کہ لاحول ولا، یہی میر صاحب تھے۔ اس کے علاوہ تصویر ہی تو ہے۔ کیا معلوم کس کس کے ہاتھ میں پڑتی ہو۔ اس لیے میں نے سوچا ہے کہ اپنے کپڑوں کا پلپلا لے کر سامنے والے درزی کی دکان پر چلا چلوں اور وہیں سبھوں کی رائے سے جو بات طے پائے اسی پر عمل کیا جائے۔"

چچا اپنے دوستوں کے ہمراہ درزی کی دکان پر کیا پہنچے کہ بھیڑ لگ گئی۔ اور اب ہر شخص اپنی اپنی رائے دینے لگا۔ چچا بار بار قد آدم آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی صورت دیکھتے اور خود ہی کہتے۔ "یہ لباس بھی ٹھیک نہیں ہے۔ میں بالکل بوڑھا معلوم ہوتا ہوں، لباس ایسا ہو کہ دیکھنے والا کہے کہ ہائے کیا جوانی پھوٹ پڑی ہے۔" اسی بھیڑ میں ایک خلیفہ جی بھی تھے۔ انھوں نے آگے بڑھ کر کہا "میر صاحب میری مانیں تو ایک بات عرض کروں۔"

"ارے کہو نا بھائی" چچا بولے "تمہارے ہی ایسے ہمدرد کی تو اس وقت ضرورت ہے۔ تمہاری بات نہ مانوں گا تو اور کس کی.... تم ٹھہرے اس محلے کے خلیفہ۔"

"تو میری رائے یہ ہے میر صاحب" خلیفہ جی بولے "کل تصویر کھنچوانے کے قبل اسی دکان پر تشریف لے آئیں۔ پرسوں ہی میرے بڑے لڑکے کا عقد ہوا ہے۔ اسی کے شاہانہ کپڑے آپ کو پہنا دوں گا۔ اور ساتھ ہی سہرا بھی باندھ دونگا۔ تاکہ تصویر دیکھ کر آپ کی عمر کا اندازہ نہ ہو سکے۔"

چچا کو یہ تجویز پسند آئی۔ خلیفہ جی کو گلے لگا کر چچا بولے "بڑی مصیبت اور الجھن کے وقت کام آئے خلیفہ جی۔ آپ کا یہ احسان تا عمر فراموش نہ کروں گا۔" دوسرے روز درزی کی دکان پر چچا سویرے ہی پہنچ گئے۔ خلیفہ جی نے چچا کو اپنے بیٹے کے عقد کے کپڑے پہنا کر سہرا بھی باندھ دیا۔ اور چچا منہ پر رومال رکھ کر رکشہ پر سوار ہو گئے۔ بغل میں خلیفہ جی بیٹھے۔ دوسرے رکشہ پر ہینگن، کلن اور چھٹن تھے۔ یہ برات کو آپریٹو بنک کے پاس پہنچی۔ چچا رکشہ سے اترنے لگے تو سہرے کی لڑی میں الجھ کر بیچ سڑک پر لڑھک گئے۔

چچا کو کرسی پر بٹھایا گیا تو فوراً اٹھ کھڑے ہو گئے اور بولے "میں اتر منہ نہیں بیٹھ سکتا۔ جب بھی بیٹھوں گا تو پچھم کی طرف رخ کر کے۔"

فوٹو گرافر نے حکم کی تعمیل کی۔ لیکن وہ غریب حیران تھا کہ یہ کیسے آدمی سے پالا پڑا ہے۔

سڑک پر لوگوں کا ہجوم بڑھتا ہی جا رہا تھا یہاں تک کہ ٹریفک چلنی دشوار ہو گئی۔ اس قدر ہجوم کی خاص وجہ یہ تھی کہ سامنے ہی بی۔ این کالج ہے۔ وہاں کے بہت سارے طالب علم تماشہ دیکھنے کے لیے دوڑ پڑے۔

وہاں پر ٹنگی ہوئی تصویریں دیکھ کر چچا نے ایک بھڑ پسند

کیا۔ یعنی چچا ہاتھ میں ڈنڈا لے کر اس طرح کھڑے ہوں جیسے کسی پر حملہ کرنے والے ہیں۔ لیکن سہرے کی لڑیاں چہرے پر بکھری ہیں۔

چچا ڈنڈا لے کر کھڑے ہو گئے۔ فوٹوگرافر نے چچا کو ہدایت کی۔ "دیکھئے حضور۔ جب میں ایک دو تین کہوں تو بالکل تیار ہو جائیں۔"

چچا بولے ۔ "اماں مجھے سکھانے کی ضرورت نہیں۔ میری عمر ہی تصویر کھینچنے اور کھنچوانے میں گزری ہے۔ سکھاؤ اسے جو نرا جاہل ہو۔"

لوگ تالیاں بجانے لگے۔ چچا بہت خوش ہوئے اور ڈنڈے کی گرفت مضبوط کر کے تن گئے۔ فوٹوگرافر کے تین کہنے پر چچا نے ایک بھرپور ہاتھ جو مارا تو فوٹوگرافر کا سامان دور جا پڑا۔ فوٹوگرافر بگڑ کر بولا "یہ کیا حرکت ہے صاحب آپ کی۔ ابھی میرا سر پھٹتے پھٹتے بچا۔"

"لیکن" چچا بولے "تم ہی نے تو کہا تھا کہ جب ایک دو تین کہوں تو تیار ہو جانا۔ اب تم ہی اتنے سارے لوگوں کے سامنے بتاؤ کہ تیاری کے کیا معنی ہو سکتے ہیں جب کہ میرے ہاتھ میں ڈنڈا ہے۔"

بہت کہنے سننے پر فوٹوگرافر دوبارہ تصویر کھینچنے کو تیار ہوا لیکن اس شرط پر کہ چچا ڈنڈا لے کر نہ کھڑے ہوں۔ مگر چچا کو ضد تھی کہ تصویر کھنچوائیں گے تو اسی پوز میں۔ آخر وہاں پر موجود ایک بڑے میاں نے چچا کو سمجھایا کہ حضور آپ ڈنڈا لے کر بیٹھ پھیر کر کھڑے ہوں۔ اس طرح آپ کے حملہ آور ہونے پر فوٹوگرافر کو اپنا سر پھٹنے کا احتمال نہ رہے گا۔

چچا پہلے تو انکار کرتے رہے۔ لیکن کالج کے لڑکوں نے جب بہت شور مچایا تو چچا راضی ہو گئے۔ اور اسی پوز میں تصویر کھینچ لی گئی۔

تصویر صاف ہو کر جب چچا کے ہاتھ میں آئی تو چچا بھڑکے۔ "یہ تصویر کھینچی ہے تم نے یا میرا مذاق اڑایا ہے۔ کہو تو بھلا کوئی میری خالی پیٹھ دیکھ کر کیا کرے گا۔ تصویر میں تو صورت دیکھی جاتی ہے۔"

فوٹوگرافر بگڑ کر بولا "خدا جانے آج کس منحوس کی صورت دیکھ کر گھر سے نکلا تھا کہ سر پھٹتے پھٹتے بچا۔ اس پر بھی ابھی تک چھٹکارا نہیں۔"

چچا نے سمجھا کہ فوٹوگرافر انہیں منحوس کہہ رہا ہے۔ مارے غصے کے تھر تھر کانپنے لگے۔ ڈنڈا تو ہاتھ میں تھا ہی۔ چلا دیا چچا نے فوٹوگرافر پر۔ لیکن چچا نے جس پر وار کیا تھا وہ تو بال بال بچ گیا اور وہ ڈنڈا پڑا خلیفہ جی کے سر پر جو چچا کو دولہا بنا کر تصویر کھنچوانے لائے تھے۔

چچا کا ڈنڈا ایسا بھرپور پڑا کہ خلیفہ جی کا سر کھل گیا۔ لوگوں نے دوڑ کر پٹی باندھی۔ بینگن، کلن اور چھٹن نے انہیں رکشہ پر سوار کیا۔ چچا بغل میں بیٹھے ۔ چچا ابھی تک سہرا باندھے ہوئے تھے اور خلیفہ جی کے سر پر پٹی بندھی تھی۔ دور سے دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک رکشہ پر دو دولہا سوار ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

سی شی عالم

قدرت نے اپنے حسن وجمال کے پرتو سے خوبصورت چیزیں بنا کر دعوت نظارگی دی ہے، وہیں عجیب و غریب چیزیں پیدا کر کے عقل انسانی کو حیرت میں بھی ڈال دیا ہے۔ اگر عجائبات عالم پر نظر ڈالیں تو ہر چیز باعث عبرت و نصیحت ہے۔ انسان خدا کی ایک ایسی تخلیق ہے جس پر خالق نے ناز کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض بعض صورتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں ایک نظر دیکھ لیا تو تاحیات وہ ہمارا پیچھا ہی کرتی رہتی ہیں۔ اگر جدا کرنا چاہیں تو جدا نہیں کر سکتے اور اگر بھلانا چاہیں تو بھولنا ناممکن۔ اگر زندگی داغ مفارقت دے جائے تو بھی یادوں کی بارات بجا تی کہیں نہ کہیں سے ذہن میں چلی آتی ہیں۔ ایسی ہی ہستیوں میں ہمارے "چچا جھلن" بھی ہیں۔ گو کہ وہ ابھی بقید حیات ہیں جبکہ ہر شب برات کو سب لوگ مل کر یہی سوچتے ہیں کہ اس رات تو ضرور چچا کی زندگی کا پتا شجر حیات سے سوکھ کر گر جائے گا لیکن واہ رے قدرت! چچا کی موت کا حساب لگانے والے بہت سے لوگ رخصت ہو گئے مگر چچا آج بھی زندہ ہیں۔

اگر کوئی چچا سے مذاق میں پوچھتا ۔ "چچا کب جاؤ گے؟" تو چچا جھلن ہنس کر کہتے ۔ "ارے بیٹے! اب ہمارا کیا بھروسہ۔ پیر رحمت عمر کب چلتے چلتے بیٹھ جائے۔ اب رہ بھی کیا گیا ہے۔" یہ کہہ کر چچا اپنے گھٹنے دباتے جن میں مستقل درد رہنے لگا تھا اور پھر بڑی مسکین صورت بنا کر پورا منہ کھول کر دانت دکھاتے اور زوردار قہقہہ لگا کر کہتے ۔

"اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا۔"

چچا کی پرلطف باتیں عہد پیری میں بھی عہد شباب کے قہقہے ہم لوگوں کو سوچنے پر مجبور کر دیتے۔ اگر چچا کی عمر کا حساب لگاؤ تو اسی سے ایک دن بھی کم نہ ہو گی۔ بیوی کو پہلے ہی مار چکے ہیں۔ ایک لڑکا تھا وہ دس سال پہلے عرب چلا گیا۔ ہر سال یہ کہلا کر بھیج دیتا کہ اس سال میں تمہیں حج پر بلاؤں گا۔ ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھیج دوں گا۔ اور آج تک چچا بیچارے حج بیت اللہ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ ایک دن ہوائی جہاز آ کر انہیں لے جائے گا۔ بلکہ یوں کہئے کہ چچا کو یقین ہے کہ بغیر حج کئے وہ دنیا سے نہیں جائیں گے۔

چچا کا گھر تو اپنا ہے لیکن وہ محلے کے ہر مکان کو اپنا گھر سمجھتے ہیں۔ ہر گھر کی مالکن ان کی بہو یا بیٹی ہے۔ جب چاہتے جس وقت چاہتے ہر دروازہ ان کے لیے کھلا ملتا۔ جس گھر میں چاہتے چلے جاتے اور سیدھا باورچی خانے میں پہنچتے اور پیڑھی کھینچ کر بیٹھ جاتے۔ جس کھانے کی خوشبو انہیں آتی فوراً بول اٹھتے ۔ "بہو! شاید کڑھی پکائی ہے تو نے! وہ کڑھی بھی کیا چیز ہوتی ہے۔ ہماری اماں تو مٹی کی کوری ہانڈی میں رات کو پکنے رکھ دیتیں۔ اپلوں کی دھیمی دھیمی آنچ میں پکاتی تھیں اور بہو! ۔۔۔ اس وقت تک چمچہ چلاتی رہتی تھیں جب تک کہ وہ لال نہ ہو جائے۔" بہو سمجھ جاتی کہ چچا جھلن کھائے بغیر مانیں گے نہیں۔ وہ کہتی ۔ "جھلن چچا! ابھی ذرا کچی ہے۔ تھوڑی دیر ٹھہر جائیے۔" "ہاں بیٹی یہ تو نے ٹھیک ہی کہا۔ لا جب تک دو چار پھلکیاں ہی دے دے۔"

غرض کہ جب تک کڑھی تیار ہوتی، چچا جھلن دس بارہ پھلکیاں صاف کر جاتے اور پھر کڑھی کے دو چار پیالے پی کر کہتے "ذرا اچھن کی دلہن کے پاس بھی ہو آؤں۔ بڑے پیار سے بلایا تھا اس نے۔ آج پائے پکائے ہیں۔"

چچا کو دیکھ کر لوگوں کو حیرت ہوتی تھی۔ اور پھر چچا کی باتیں بھی چچا کی عمر کی طرح پرانی اور دراز تھیں۔ جب کبھی چچا اپنے بچپن اور جوانی کا ذکر کرتے تو ہم لوگ حیرت سے انہیں دیکھتے۔ روپیہ کا دو سیر دیسی گھی، ایک ہی گڑ اس طرح کھا لینا جیسے ہم نے کبھی نانی کھائی ہو۔"

چچا کو شکایت تھی تو اپنے ایک دانت سے، جو ڈاکٹر کے مشورے سے نکال دیا گیا تھا۔ اکثر وہ دانت دکھا کر لوگوں سے کہتے ۔ "بھئی! اب زندگی میں کچھ نہیں رہا۔ دیکھو نا ایک ایک کر کے سب سامان جا رہا ہے۔ آج یہ دانت گیا، کل دوسرا چلا جائے گا۔ جو کھلانا ہے کھلا دو۔ بس اب جانے ہی والا ہوں۔" ہم شرارت سے پوچھتے ۔ "چچا! یہ ایک دانت کس عمر میں گیا؟" چچا فوراً انگلیوں پر حساب لگاتے ۔ "خالی کے چاند میں پیدا ہوا تھا۔ خواجہ صاحب کے مہینے میں بسم اللہ ہوئی۔ اس وقت میری عمر تین سال کی تھی۔ اور میرے ابا حضور انگریزوں کی پلٹن میں

ولایت لڑنے گئے تھے۔ اس حساب سے میرا دانت ۷۰ سال کی عمر میں گرا تھا۔" چچا کا یہ جواب سن کر ہم پوچھتے — "چچا! اگر پہلا دانت ۷۰ سال کی عمر میں گرا تھا تو باقی ۳۱ دانت گرنے میں ابھی سینکڑوں سال باقی ہے۔ پھر آپ کیوں فکر کرتے ہیں؟"

یہ سن کر چچا خوش ہو کر کہتے — "ہاں بیٹا! یہ بات تو صحیح ہے لیکن اب جینا دوبھر ہو گیا ہے۔ یہ ولایتی گھی میری صحت خراب کر دے گا۔ بس اب معاملہ چل چلاؤ پر ہے۔"

اگر سچ پوچھئے تو چچا کی باتیں تھیں غور طلب۔ ہر وقت مرنے کا خوف اور ہر لمحہ یہ آرزو کہ جو کچھ بھی ملے پیٹ میں بھر لیں۔ دنیا میں زندہ رہنا اور خوب کھانا بس یہی چچا کی تمنا تھی۔

اگر پاس پڑوس کے حالات پر غور کیجئے تو صرف چچا ہی نہیں، نہ جانے اور کتنے چچا اور چچیاں ہوں گی جو جانے سے پہلے اس جہانِ فانی کی ہر نعمت کو پیٹ میں بھر لینا چاہتی ہوں گی۔ قریب ہی کے ایک محلے میں ایک بڑی بی رہتی ہیں۔ نام تو ان کا کچھ اور ہے لیکن سب لوگ انھیں بی ہپّو کہتے ہیں۔ نہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت۔ حال ایسا بیرنگ کہ جب چاہیں بغیر ٹکٹ خدا کے گھر پہنچ جائیں۔ صبح ہوتی بھی نہیں کہ پلنگ پر بیٹھے بیٹھے آواز لگاتیں۔ "بہو! جلدی اٹھو — صبح ہو گئی۔" بہو ان کی عادت سمجھ گئی تھی۔ اس لیے چپ چاپ پڑی رہتی۔ بی ہپّو کو چین نہیں آتا تو وہ اٹھ کر باورچی خانے میں آتیں اور دودھ کی پتیلی پر سے بالائی صاف کر جاتیں۔

شروع شروع میں تو یہ معمہ ہی بنا رہا۔ لاکھوں باتیں دودھ والے کو سننے کو ملیں کہ کم بخت اتنا پتلا دودھ لاتا ہے کہ بالائی بھی نہیں جمتی۔ بی ہپّو کے پوتے ناشتے میں بالائی نہ ملنے سے الگ ناراض ہوتے لیکن ایک دن بی ہپّو کا گھپلا پکڑا گیا۔ پوتیوں نے تو معاف کر دیا لیکن پوتے دادی کے سر ہو گئے۔ جب دادی پریشان ہو گئیں تو بولیں — "ارے بیٹے، کیوں جھگڑا کرتا ہے۔ اور دو چار دن کی مہمان ہوں۔ سب کچھ تو چلا گیا۔ کسی نہ کسی دن میں بھی چلی جاؤں گی۔" بی ہپّو کی جب کبھی طبیعت خراب ہوتی تو ڈر کے مارے ڈاکٹر کے پاس نہیں جاتیں کہ کھانا بند کر دیگا۔ اصلی والے میاں پر بڑا عقیدہ تھا۔ انھیں سے جھاڑ پھونک اور تعویذ کے ذریعہ علاج کراتیں۔ سوا سیر جلیبیوں پر فاتحہ پڑھواتی۔ کچھ میاں کو کھلاتیں اور باقی بچوں میں تقسیم کرنے کے لیے واپس لے آتیں لیکن گھر آتے آتے سب صفاچٹ۔ تعویذوں کو پانی میں گھول کر پیتیں اور خدا جانے کیا ہوتا کہ بی ہپّو دو چار دن بعد ٹھیک بھی ہو جاتیں۔ جب کبھی بی ہپّو کو کوئی کھانے سے منع کرتا تو کہتیں — "بس جانے ہی والی ہوں۔ اتنا کھا لو کہ حلق تک آ جائے۔ رہا سوال پانی کا تو وہ خود اپنی جگہ بنا لے گا اور سانسوں کی تو فکر نہ کرو۔ وہ تو اللہ کے اختیار میں ہے۔" یقین کیجیے کہ اگر کسی کو خدا پر بھروسہ نہیں تو وہ بی ہپّو کو دیکھ لے فوراً یقین آ جائے گا۔ ہم نے بچپن سے سنا ہے کہ سلمان سو برس کا پل کی خبر نہیں۔ اور ہم اسی پر عمل کرتے دیکھا تو بی ہپّو کو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہیں لیکن ان کے سامنے سو برس کا سامان بھی کم پڑ گیا —

محلے کے ایک بزرگ کے بارے میں ہمارا گمان تھا کہ شاید اللہ کو پیارے ہو گئے۔ کافی عرصہ ہو گیا تھا دیکھے ہوئے۔ ایک دن شدو بھائی کی بیٹھک میں ملاقات ہوئی۔ ہم نے پوچھا — "بابا آپ خیریت سے تو ہیں نا؟" — وہ بولے "ہاں بیٹا! اللہ کا شکر ہے دن گن رہے ہیں۔ دیکھو کب رقہ نہ ملتا ہے۔" ہم نے کہا "نہیں بابا، ابھی تو آپ کافی عرصہ زندہ رہیں گے انشاء اللہ۔" انھوں نے لیکن ٹھنڈی آہ بھری اور کہا "برخوردار! اب زندگی میں کیا رہا ہے۔ ایک بیٹا گاندھی جی کی تحریک میں شہید ہو گیا۔ ایک پارٹیشن کے وقت کام آ گیا۔ دو اب پڑوسی ملک میں ہیں۔ مکان پر کسٹوڈین والوں نے قبضہ کر لیا۔ زمینداری ختم ہو گئی۔ تمہاری دادی نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ انھیں کے ساتھ ساتھ جینے کا حوصلہ اور خواہشات بھی ختم ہو گئیں۔ اب کیا باقی بچا۔ ہم رہ گئے ہیں میاں — ہم بھی چلے جائیں گے۔ باقی رہے گا اللہ کا نام۔"

ہاں تو بات چل رہی تھی بھاتن چچا کی — جب تک چچا حیات ہیں، ان کی بات بھول بھی کون سکتا ہے۔

چچا کو کبھی ملک و قوم کی حالت سے سروکار نہ رہا۔ اگر کہیں جنگ چھڑ جاتی اور ریڈیو سے اعلان ہوتا کہ اتنے لوگ مارے گئے تو چچا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے — "واہ بھئی! یہ بھی کوئی بات ہوئی۔ ہمارے بچپن میں تو ہزاروں لوگ ہاتھا پائی کر کے مارے جاتے تھے۔" پھر لمبی سانس لے کر کہتے — "ہمارے ابا حضور بتلاتے تھے کہ جب ہم نے پہلی جنگ لڑی تھی تو ۱۹۱۴ سے ۱۹۱۹ تک بس لڑتے ہی رہے تھے لاکھوں آدمی مارے گئے لیکن جب اس جنگ میں مزہ نہیں آیا تو ہم نے دوسری جنگ لڑی اور ایسی لڑی کہ مسلسل سات سال تک لڑتے ہی رہے جب تک کہ زمین سرخ نہ ہو گئی اور سمندر لاشوں سے بھر نہیں گئے اس وقت تک جنگ بند نہ کی۔ بھلا آج کی بھی کوئی لڑائی ہے۔ کوئی بڑا فوجی نہیں مرتا۔ مرتے ہیں تو غریب پیدل فوج والے۔ ہمارے زمانے میں پہلے افسر مرتا تھا اور اگر کوئی زندہ بچا تو وہ غیرت سے ہٹلر کی طرح اپنے ہی گولی مار لیا کرتا تھا۔"

چچا ہمارے لئے سراپا حیرت تھے۔ بات چیت، عمر اور صحت کے لحاظ سے بھی وہ حیرت ناک تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ انھیں اس دور کی ہر چیز میں برائی نظر آتی ہے۔ سینما چچا نے کبھی نہیں دیکھا انھیں تو اپنی جوانی کی نوٹنکی پسند تھی۔ ایک بار کہنے لگے "بیٹا ہمارے زمانے میں تو ہیرو اصلی لڑائی لڑتا تھا۔ اپنی آنکھوں سے رونا تھا۔" جب کبھی برسات ہوتی چچا بارش میں نہانا شروع کر دیتے۔ خوب خوش ہوتے۔ وہ دوسروں کی دعوت دیتے۔ "بیٹے بیٹھے کیا دیکھ رہے ہو۔ اللہ کی رحمت ہے خوب نہاؤ —"

چچا کی ان حرکتوں پر مجھے بے ساختہ یہ شعر یاد آ جاتا ہے —

> غافل جہاں کی دید کو وقفِ نظر سمجھ
> پھر دیکھنا نہیں ہے اس عالم کو خواب میں

ایک دن چچا ہمارے باورچی خانے میں بیٹھے کچوریاں کھا رہے تھے۔ تازہ تازہ گرم گرم کچوریاں کھاتے کھاتے بولے "یہ لو دلہن!" ہم نے دیکھا چچا کے ہاتھ میں ایک دانت تھا۔ سب سب ہنسنے لگے تو بولے — "بس اب جانے والے ہیں دلہن۔ یہ دیکھو ایک ایک کر کے سامان رخصت ہو رہا ہے۔ جو کھانا ہے بیٹی، وہ کھلا دو!" یہ کہہ کر چچا بے تحاشہ کھانے پر پل پڑے ایسا لگتا تھا کہ وہ دانت کا غصہ کچوریوں پر اتار رہے ہیں — انھیں اس طرح بے تحاشہ کھاتے دیکھ کر میں نے کہا — "چچا! کھانے پر غصہ کیوں اتار رہے ہو! اس بیچارے کا کیا قصور ہے!"

یہ سن کر چچا بولے — "اور کس کا قصور ہے میاں! زندگی بھر اسی سے محبت کی ہے اور اب یہ کمبخت میرے دانت توڑ کر بدلہ لینا چاہتا ہے۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔" یہ کہہ کر چچا اور تیزی سے کھانے لگے۔ میں نے مذاق میں پوچھا — "چچا آپ کے زمانے میں دیسی گھی کا کیا بھاؤ تھا؟" بولے — "ایک روپیہ کا دو سیر۔" میں نے کہا — "چچا اب تو چالیس روپے کلو ہے۔ آپ لوگوں نے تو اتنا کھا لیا کہ ہمارے لیے چھوڑا ہی نہیں۔" چچا ہنس کر کہنے لگے — "بیٹا سب اپنے مقدر کا کھاتے ہیں۔ دانے دانے پر لکھا ہے کھانے والے کا نام۔ دیکھتے نہیں دو دانت ٹوٹ گئے۔ قسطوں میں روانگی ہو رہی ہے اپنی۔"

لیکن چچا آج بھی زندہ ہیں۔ نہ جانے کتنے چھوٹوں کو قبرستان میں دبا آئے لیکن آج نوے سال کی عمر میں بھی جینے کی وہی امنگ ہے۔ حالانکہ بینائی کافی کمزور ہو چکی ہے، دانت بھی تقریباً سبھی رخصت ہو چکے ہیں، بالوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا، کچھ اونچا بھی سننے لگے ہیں۔ نہ وہ پہلے جیسا جوش نہ طاقت۔ لیکن حوصلہ قائم ہے۔ ویسے کہتے اب بھی ہیں — میاں! — اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان ہو گیا۔

(رامپور سے نشر)

س۔ رشس۔ عالم
گورنمنٹ ٹریننگ کالج بڈھن پور، مراد آباد

[illegible] نجیب آبادی

کو بہ کو بانٹتے نکلا تھا اجالا کوئی
اپنی ہی آہٹیں ہر گام پہ دیتی ہیں فریب
دیکھ کرتے ہوئے بالوں سے الجھتی ہوئی دھوپ
پھر بھٹکنے کے لیے اڑ گئے خوابوں کے طیور
بھیگ جائے گی یہ صندل کی چلتی ڈالی
کچے دھاگوں سے بھی نازک تھے وفا کے رشتے
مجھ سے کہتی ہیں کئی روز کی جاگی آنکھیں

کھل گیا اس کا اندھیروں سے تعلق [illegible]
مڑ کے مت دیکھ نہیں [illegible] کوئی
ڈھونڈ اس دشت میں [illegible]
پھر فصیلِ شب [illegible]
لوٹ آ کر [illegible]
مڑ کے دیکھا تو [illegible] کوئی
"ڈھونڈ تنہائی میں رونے کا بہانہ کوئی"

جن بے نام سی چیزیں تھیں انھیں نام نہ دے
رات اوڑھتے بڑے شہر کی [illegible] ہو گا کوئی

(نجیب آباد سے)

بھولی بسری کتابیں

شاکرہ بیگم

دلی کے آغا حیدر حسن نے حیدرآباد دکن کو اپنا وطن تو بنا لیا مگر زبان وہی دلی کی بیگماتی بولتے لکھتے اور سکھاتے رہے۔ انھیں کی بیگم بدرالنساء میاں کے الفاظ میں ایک کتاب کے دیباچہ میں لکھتی ہیں ــ " یہ کچھ چپ چپ سے تھے۔ کھانے کے وقت اکثر خوط میں چلے جاتے۔ میں نے پوچھا کہاں ہیں؟ کہنے لگے بسمل صاحب کے ملیدے متور رہا ہوں۔ بے چارے دیر ہورہے سے یہاں تک آتے ہیں کئی خط لکھے چاہتے ہیں کہ ان کے تذکرہ کا دیباچہ لکھوں وہ بھی ہو تو عورتوں کی بولی میں۔ انھوں نے کتنی کچھ محنت نہ کی ہوگی جب یہ جھیاں پردہ نشین خواتین کے حالات جمع کیے ہماری معاشرت اور تمدن ایسا ہے اور غیرت اتنی ناک پر دھری ہے کہ انہی مستورات کے حالات تو کہاں ان کے نام تک کے چار دیواری سے باہر جانے کے روادار نہیں اور حیدرآباد میں تو ان گھریلو قیدی والوں کا ذکر بھی کریں گے مذکر و افعال میں مذکر کے صیغے استعمال کر کے ان کو پگڑی کی اوٹ میں سنبھالیں گے۔ دن رات ان کے دیباچے کی ادھیڑبن میں رہتا ہوں۔ لیکن ان کی محبت اور بات کی گراں سل میرے ارادوں کے پودے کو پھیلنے نہیں دیتی اور میری ذکاوت کی ٹہنیاں اس بوجھ تلے دبی جاتی ہیں اور تخیل کی کونپلیں مرجھا کر رہ جاتی ہیں۔ کامیابی کا پھل لگے تو کیونکر۔ مضامین اتنے گوناگوں چاروں کھونٹ کی بولیاں۔ ہندوستان کا کوئی کونہ نہ چھٹا جس کی کوئی کلو تی رہ گئی ہو۔ کان کان سے کھرچ کر کے حال نکالے گیا سرگزشتیں پیرا پیرا کر کے الجھے جاتے ہیں۔"

یہ کتاب جس کا دیباچہ بدرالنساء بیگم نے اپنے میاں کے الفاظ میں لکھا ہے حیدرآباد کے ایک مشہور ادیب عبدالرزاق بسمل، ایڈیٹر شہاب و مہا پیدر کی مرتب کردہ "تذکرہ جمیل" ہے جو حیدرآباد سے ۱۹۲۹ء میں آج سے چھپن سال پہلے شائع ہوئی اس زمانے کے حیدرآباد و ہندوستان کی خواتین کے نام بھی بقول آغا حیدر حسن کے میاں کی پگڑی کی اوٹ میں چھپے ہوتے تھے۔ خواتین کے ایک مستند تذکرہ کی ترتیب و اشاعت واقعی ایک کارنامہ تھا جرأت رندانہ سے کام لے کر بسمل صاحب نے پہلے پہل تعلیم یافتہ ادیب خواتین کے نام اور کام کو محفوظ کر دیا مگر بسمل صاحب ان کی کتاب اور اخبار و رسائل ہماری یادوں سے یوں باہر ہوئے جاتے ہیں کہ نہ تو اس کتاب کا تکملہ لکھا گیا نہ اس نہج پر موجودہ خواتین کے تذکرہ مرتب کیے گئے۔ نہ خود بسمل صاحب کے حالات پر کوئی تفصیلی مقالہ قلمبند کیا گیا۔ ویسے انھیں اپنی کاوش کا صلہ مل گیا کیونکہ ان کی خواہش تھی کہ یہ تذکرہ خواتین کی جدوجہد میں وجہ افزائش ثابت ہو، چنانچہ ان کی ہمت افزائی سے لکھنے والی کئی خواتین آسمان ادب پر مثل مہر و کہکشاں بن کر روشن ہوئیں۔

یہ کتاب تذکرہ جمیل نورالنساء بیگم بڑی صاحبزادی کے نام سے معنون کی گئی ہے۔ جو جدید حیدرآباد کے معمار سالار جنگ اول کی بڑی صاحبزادی تھیں اور اسی لقب سے عوام میں جانی جاتی تھیں۔ انھوں نے حیدرآباد میں سب سے اول زنانہ مجلس قائم کی جس میں خانوادہ انیس کے چشم و چراغ نفیس کی صاحبزادی ہر سال اپنے لکھے مرثیے سنایا کرتی تھیں۔ نورالنساء بیگم نے اپنی ڈیوڑھی میں حیدرآباد کے پہلے زنانہ مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس میں تعلیم کے ساتھ تربیت کا بھی خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ وہ دسترخوان پر اسکول کی تمام لڑکیوں کو ساتھ لے کر خاصہ نوش فرماتی تھیں اور اس طرح بچیوں کی تربیت کرتیں اور آداب محفل سکھاتیں۔

میں تذکرہ جمیل کے ورق الٹتی ہوں۔ حیدرآباد کی تین ناول نگار خواتین کے حالات کے ساتھ ان کے لکھے ناولوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ وہ ناول ہیں 'سرگزشت ہاجرہ' 'انوری بیگم' اور 'زہرہ'۔

سرگزشت ہاجرہ صغریٰ ہمایوں مرزا کی تصنیف ہے۔ اس میں خود مصنفہ کی زندگی کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ اور ان کے عزائم کا اظہار ہوتا ہے۔ اعلیٰ خاندان کی بے ماں کی کم سن مگر تعلیم یافتہ بیٹی شادی کے بندھن میں باندھ دی جاتی ہے۔ خود سسرال میں بھی کوئی بڑا بوڑھا موجود نہیں۔ ذرا سی ٹھوکر سے زندگی کی گاڑی الٹ سکتی تھی مگر اس نے حوصلے سے کام لیا اور کامیاب و کامراں زندگی گزاری۔ ناول میں تعلیم اور جدید علوم کی اہمیت، اصلاح معاشرہ اور مختلف قوموں میں اتحاد و اتفاق کا پیام دیا گیا ہے۔ صغریٰ بیگم نے حیدرآبادی خواتین کی معاشی، معاشرتی اور علمی ترقی کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔

دوسرا ناول طیبہ بیگم خدیو جنگ کی لکھی "انوری بیگم" مصنفہ نے اس ناول میں ابھرتے ہوئے حیدرآباد کی تصویر پیش کی ہے۔ غیر ضروری رسم و رواج اور توہمات کی خرابیاں جہالت کے نقصانات، علم کے فوائد، ساتھ ساتھ مذہب کی اہمیت و افادیت اور جدید علم و فن کی ضرورت کہانی کے روپ میں پیش کی گئی ہے۔ حیدرآبادی بول چال اور طرز زندگی کی جھلکیوں نے کتاب کو دلچسپ بنا دیا ہے۔ ناول میں ہنستی کھیلتی زندگی کے ساتھ فراق اور موت کے سایوں نے اس کو حقیقت سے قریب کر دیا ہے۔ طیبہ بیگم کا نام آج کا حیدرآباد جانتا ہے۔ انوری بیگم درسگاہوں میں زاید مطالعہ میں شریک کی جاسکتی ہیں۔

عباسی بیگم کا ناول 'زہرہ بیگم' ایک دلدوز داستان ہے خوبصورت، خوب سیرت تعلیم یافتہ زہرہ جو چراغ خانہ بھی ہے اور رونق محفل بھی غلط شادی یا سنگ کی قربان گاہ پر چڑھا دی جاتی ہے اور شمع کی طرح جل جل کر گھل گھل کر ختم ہو جاتی ہے۔ زہرہ کے ساتھ آج کی بہت ساری زہرہ جبینوں کی یاد آجاتی ہے جو آج آزادی اور مساوات کے دور میں بھی بے جوڑ شادی کا شکار بن جاتی ہیں اور شمع کی طرح جلنے کے بجائے کیروسین کے شعلوں میں بھسم ہو جانے کو ترجیح دیتی ہیں کہ ظلم کی مار ان پر بڑی سخت ہوتی ہے۔ آزادی سے پہلے بنگال کی بیٹیوں نے بھی یہی کچھ کیا تھا اور یہ ہمارے بھولے بسرے ادیب اور قلمکار تھے جنھوں نے صدیوں سے جہالت میں جکڑے معاشرے کو آزاد کرایا تھا۔ اردو کی خاتون ادیبوں نے بھی اس لڑائی میں برابر کا حصہ لیا تھا۔ زہرہ بیگم، انوری بیگم، اور سرگزشت ہاجرہ سماج کی اصلاح کے حربے تھے اور آزادی نسواں کی جنگ میں موثر رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دستور ہند میں ہندوستانی عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق ملے۔ آج بھی شعلوں کی لپیٹ سے ہندوستان کی بیٹی اس قلمی جہاد کی مانگ کر رہی ہے۔

ہمارے تذکرے اور ناول اور اخبار و رسائل تعلیم کی اہمیت اور اصلاح معاشرت کی تعلیم دیتے۔ ساتھ ہی کئی لکھنے والوں نے خانہ داری اور گھریلو مسائل پر عملی کتابیں تیار کیں۔ زیادہ تر یہ کتابیں عملی ہدایات کا مجموعہ ہیں مگر کچھ کتابیں ایسی بھی لکھی گئیں جن میں ادب کی مٹھاس اور معلومات کی چاشنی شامل کی گئی ہے۔ ایسی ہی ایک کتاب "گھر گرہستی" کافی عرصہ پیشتر لکھی گئی۔ مرکزی کردار رضیہ بیگم کا ہے۔ جو نہ تو بڑی چھوہڑ ہیں نہ بہت انتہا ذہین بس معمولی سے گھرانے کی معمولی پڑھی لکھی بیٹی ہیں۔ خوبی بس اتنی ہے کہ ہر بات کو سوچنے سمجھنے اور کچھ سیکھنے کی صلاحیت قدرت سے ملی ہے۔ رضیہ بیگم کوئی فوق الانسانی کارنامہ انجام نہیں دیتیں صرف اچھی بیٹی، اچھی بیوی، اچھی بہو، اچھی ماں، اچھی ساس، اچھی سمدھن اور اچھی پڑوسن بنتی ہیں۔ ان کے دور کے ہندوستان کی بیوی کی تصویر حالی نے اپنی نظم 'چپ کی داد' میں کھینچی ہے۔ اس ماحول میں رضیہ بیگم اپنی سمجھ سے کام لے کر اپنی شخصیت کو منواتی ہیں مگر صرف اپنے حلقہ اثر میں۔ کتاب میں گھر کی تعمیر سے لے کر اس کی آرائش لباس کی تراش خراش سے لے کر رنگوں کے تناسب تک، حفظان صحت سے لے کر آرائش جمال تک اور پڑھنے لکھنے سے لے کر

آداب محفل تک غرض گھرداری کی جملہ ذمہ داریوں سے نمٹنے کی عملی تعلیم ہے اور کام کی باتیں ساری کتاب میں بکھری ہوئی ہیں۔ باتوں باتوں میں ذیلی قصے کہانیوں سے کام لے کر رفیعہ بیگم سماجی مسائل کو حل کرتی ہیں اور بگڑے گھروں اور بگڑی زندگیوں کو بناتی ہیں۔ آج بھی یہ کتاب پڑھنے والوں کو کچھ سوچنے سمجھنے پر آمادہ کرسکتی ہے۔ لیکن اس بھولی بسری کتاب کا ذکر نہ تو ادبی تاریخوں میں ملتا ہے اور نہ کتب خانوں اور کتابوں کی فہرستوں میں۔

ایسی ہی ایک اور کتاب سلسلہ سلطانیہ کے نام سے کئی مختصر جلدوں میں مختلف جماعتوں کی طالبات کے لیے لکھی اور شائع کی گئیں۔

جدید طرز سے تعلیم و تربیت حاصل کیے ہوئے اوسط طبقے کے میاں بیوی جو مشرقی ادب اور مغربی تہذیب دونوں سے واقف ہیں۔ ان کے گھر میں میز کرسی اور چارپائی دونوں باموقع سجائی گئی ہیں۔ گھرداری میں جدید و قدیم کی یکساں آمیزش اور مشرقی و مغربی ساز و سامان کا یکساں استعمال صحت مند اور زندہ دل مناسب تعداد میں بچے۔ کبھی ماں، کبھی باپ کے اور کبھی دونوں کے ساتھ۔ کبھی باغبانی کرتے ہوئے پودوں میں زندگی کی کھوج نباتاتی اصول پر کرتے ملتے ہیں۔ کبھی چائے قہوہ اور کوکو کی تیاری میں زرعی و صنعتی درآمد' برآمد کی معلومات حاصل کرتے ہیں۔ عیدوں اور سال نو پر تحفہ تیار کرتے ہوئے آداب محفل سیکھتے ہیں تو کبھی باغیچہ کی دیکھ بھال اور آرائش کے ساتھ پینٹنگ اور ڈرائنگ کے سبق لیتے دکھائی دیتے ہیں۔ سوئی دھاگے کے استعمال کے ساتھ کپڑوں کی قسمیں' ان کی بنائی اور تیاری کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کبھی سب مل کر سفر پر جاتے ہیں ریل سے ساتھ چلتے ہوئے ہرے بھرے درختوں، کھلے میدانوں اونچے پہاڑوں، اچھلتی کودتی ندیوں کو دیکھ کر جغرافیہ اور زراعت کے سبق سیکھتے ہیں۔ بیچ بیچ میں دلچسپ قصے کہانیاں ہندوستانی بھی اور دوسرے ملکوں کی بھی جن سے تاریخ، جغرافیہ، خانہ داری، فزکس، کیمسٹری، باٹنی، زولوجی کے ابتدائی اور بنیادی معلومات دلکش و دلنشین پیرایہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتابیں گھر گرہستی سے پہلے بیگم صاحبہ بھوپال کی سرپرستی میں لکھی گئی ہیں اور انھیں کے نام سے معنون ہوئی ہیں۔

ایک کتاب کو یاد رکھنے کا ایک اچھا طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کو مناسب طریقے سے اصل مصنف کے نام سے ترتیب جدید کے ساتھ نئے پڑھنے والوں کی ضروریات کے مطابق شائع کیا جاتا ہے۔ اصل مصنف کا نام عنوان میں شامل کردیا جاتا ہے اور نیچے جدید مصنف کا نام دیا جاتا ہے۔ میڈسن کی گریس اناٹومی اور لائبریری سائنس میں براون کی مینول آف لائبریری سائنس اس کی مثالیں ہیں۔ بھولی بسری کتابوں کو اس طرح تازہ بتازہ کرنے کا یہ ایک اچھا طریقہ ہے۔ بڑی صاحبزادی نورالنساء بیگم صاحبہ بھوپال، دوسری ادیب خواتین کے ناموں اور کاموں کو تذکرہ جمیل میں محفوظ کیا گیا ہے۔ اس کی تازہ ترتیب جس میں جدید ادبی خواتین کا بھی ذکر ہو۔ بھولے بسرے مصنفین اور کتابوں کو ادبی حیات نو عطا کرسکتی ہیں۔

(حیدرآباد سے نشر)

خون کا تحفظ کیسے

اسرار احمد

طریقۂ علاج میں محفوظ شدہ خون کا استعمال

جلید ان مریضوں کو دینے میں کیا جاتا ہے جن میں کسی حادثے کی وجہ سے خون کی کمی واقع ہو جائے یا کسی بیماری کی وجہ سے خون میں خرابی آجائے۔ عموماً آپریشن کے دوران بھی مریض کو خون دیا جاتا ہے . . . . ہم خون کو کس طرح محفوظ رکھیں تاکہ وہ وقت ضرورت کام آسکے اور اس کے جدید طریقے کیا ہیں . . . یہ سمجھنے سے پہلے ہم کو خون کے بنیادی اجزا کا علم ہونا ضروری ہے۔

دراصل خون ایک رقیق نسیج ہے جس میں خاص جز رقیق پلازما ہوتا ہے جس کا رنگ ہلکا پیلا ہوتا ہے۔ اس میں ٹھوس خلئے جیسے لال اور سفید کاپسلیس - BLOOD PLATLETS وغیرہ ہوتے ہیں۔ پلازما میں پروٹینس کاربوہائیڈریٹس - لپڈس - امینو ایسڈس - حیاتین' ہارمونس اور لوہا، تانبہ، [illegible] کیلشیم - پوٹاشیم اور سوڈیم وغیرہ کے سالٹس [illegible] رہتے ہیں۔ خون کی تمامتر بناوٹ جان لینے کے بعد بھی ہم اس کو تجربہ گاہ میں بنانے میں ناکام ہیں اور [illegible] انسانی جسم ہی اس کا [illegible] ذریعہ ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ انسانی خون کو کیمیاوی طور پر محفوظ رکھا جائے تاکہ وقت ضرورت اس کا استعمال ہوسکے . . . . عام حالات میں خون جسم سے نکلنے کے چند منٹ بعد ہی جم جاتا ہے اس کا سبب خون میں کیلشیم آئن ہیں۔ ابتدا میں کیلشیم آئنس کو الگ کرنے کے لیے پوٹاشیم اور امونیم کے OXALATES کا استعمال کیا گیا اس کے بعد ETHYLENE DIAMINE TETRA ACETIE ACID اور HEPARIN کا استعمال شروع ہوا اس طرح خون کو محفوظ رکھنے کی مشکل کچھ حد تک آسان تو ہوگئی لیکن اس خون کا استعمال صرف کیمیاوی تجربات کے لیے ہی کیا جاسکتا تھا کیونکہ یہ تمام غیر انجمادی اشیا یا ANTICOAGULANTS خون کو آلودہ کردیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ خون کی کیمیاوی بناوٹ میں بھی خفیف سی تبدیلی [illegible] ۱۹۱۴ء میں ڈی بیکے - یوسن [illegible] وین اور رچرڈ لیوسن نے الگ الگ تجربات کی بنیاد پر سوڈیم سائٹریٹ کی دریافت کی اور ۱۹۱۵ء میں پہلی بار لیوسن نے بائیس آدمیوں میں ایسا خون کامیابی سے منتقل کیا۔ اس طرح خون میں شامل سوڈیم سائٹریٹ جسمانی نظام سے جلد ہی خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن اس طرح محفوظ کیے ہوئے خون میں بھی دو تین دن کے بعد کیمیاوی تبدیلی آجاتی تھی اور وہ قابل استعمال نہیں رہتا [illegible] اس مشکل کو [illegible] اور رنر نے سائٹریٹ کے محلول میں ڈیکسٹروز ملاکر حل کردیا۔ ۱۹۴۳ء میں لاؤلٹ نے اپنے تجربات سے ثابت کردیا کہ اگر غیر انجمادی محلول کی تیزابیت بڑھادی جائے تو خون کی کیمیاوی بناوٹ میں کافی دن تک کوئی تبدیلی نہیں آتی - لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ اس مدت کو کس طرح بڑھایا جائے - ۱۹۵۷ء میں گبسن نے مروجہ محلول کی تیزابیت کو تھوڑا بڑھاکر اس میں سوڈیم بائی فاسفیٹ شامل کر دیا اور اس طرح سائٹریٹ فاسفیٹ ڈیکسٹروز محلول جس کی تیزابیت ۶٫۸ ہوتی ہے۔ خون کو قریب ۲۵ دن تک قابل استعمال رکھنے میں کامیاب ہے۔

لیکن خون کو بڑی مقدار میں اور لمبے عرصے تک محفوظ رکھنے کی جدوجہد جاری رہی اور آخر تجربات نے ثابت کردیا کہ پلازما 80°C - پر پاؤڈر کی شکل میں [illegible] تک محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور تازہ لال خلئے یا R.B.C. 100°C پر چند سال تک [illegible] رکھے جاسکتے ہیں۔

موجودہ دور میں اسی طریقہ کار کو اپنایا جارہا ہے اور انسانی زندگی کے تحفظ کے لیے جدوجہد جاری ہے۔

(رامپور سے نشر)

اسرار احمد
پرنسپل گورنمنٹ حامد انٹر کالج رامپور

نیل منی

شمیم صادقہ

کبھی ایک چھوٹا سا واقعہ بہت بڑی حقیقت بن جاتا ہے۔ اور اس حقیقت کے سامنے خود اس کے اپنے احساسات، اس کے لیے مضحک آئینے ثابت ہوتے ہیں۔ محبت بھی اور نفرت بھی —! لیکن اس سے پہلے شاید اس کی انا اسے فرصت ہی نہیں دیتی کہ وہ جان سکے، آخر کسی سے خواہ مخواہ کی نفرت کیوں؟ — اس "کیوں؟" سے منہ موڑ کر وہ بس "اہم" کے دائرہ میں گھرا ہوا اس نفرت کو مضبوط تر کرتا چلا جاتا ہے — ان دنوں میں بھی اس گھیرے میں مقید تھی بلکہ یہ کہ اس احساس نے مجھے بُری طرح جکڑ ڈالا تھا —

میں نے کبھی سوچا بھی نہیں کہ آخر مجھے نیل منی سے خواہ مخواہ کی نفرت کیوں تھی — محلے کے آخری سرے پر اس کا مکان تھا۔ ویسے تو وہ کہیں ٹائپسٹ تھی، مگر اصل شہرت اس کے سوشل ورکر ہونے کی وجہ سے تھی۔ اس کے ساتھ اس کے گھر میں صرف ایک بوڑھی چاچی کم آیا رہتی تھی۔ تیس پینتیس سال کی نیل منی یوں گھٹا گھٹ زندگی کی سڑک پار کیے جا رہی تھی جیسے گھڑا اون پہننے والا سادھو، جو گھٹ سے اترنے کے بعد دندناتا ہوا، اپنے گیان اور اپنی محرومی کا چولا پھینک کر چل پڑتا ہے — نیل منی کو بھی اس کی قطعی پروا نہ تھی کہ اس کے پیچھے محلے کے لوگ اور خصوصاً عزت دار عورتیں اسے کیا کہتی ہیں۔ وہ دس بجے کے قریب دفتر جانے کے لیے ہمارے سامنے کی سڑک سے گزرتی۔ سفید یا ہلکے رنگ کی بارڈر والی ساڑی، جسم کو عریاں کرنے کے بجائے ڈھکنے والا بلاؤز، بالوں کو پیٹ کر، ذرا اوپر کر کے شکستہ ٹائپ کا جوڑا۔ ایک ہاتھ میں کالا لیڈیز چھاتا — دوسرے کاندھے پر لٹکا ہوا جھولا نما پرس! —

ظاہر ہے، اس کے حلیے میں کوئی ریمارکیبل بات نہ تھی جو پاؤس وائوز کے تبصرے کا سبب بنتی، پھر بھی عورتیں اسے دیکھ کر بھنوئیں ضرور سکیڑ لیتیں — چار یا پانچ بجے وہ اسی طرح تیز تیز چلتی ہوئی واپس ہوتی — اس معمول اور اصول میں کبھی کوئی فرق نہ ہوتا — جیسے وقت، موسم اور احساس کے اوپر سے تقدیر کا بلڈوزر بے حسی کے ساتھ گزر جاتا ہو۔ ویسے ہی نیل منی سڑک سے گزرا کرتی ہے —

بس کبھی کبھار جب سماج سیوا کا سیزن آتا تو اس کے یہاں اس جیسی کئی عورتیں اکٹھی ہوتیں — باتیں ہوتیں — اور پھر ہفتے کے دن یہ لوگ قریب کی مفلوک الحال بستیوں کا دورہ کرتیں — اس وقت ان کا ڈور ٹو ڈور کلیکشن کا مشن بھی شروع ہو جاتا — اور تب نیل منی ہمارے ہاں بھی آتی —

"اماں! — کچھ پرانے کپڑے — ساریاں، فراکیں۔ پینٹ۔ بوریا۔ جو آپ کے کام کا نہ ہو . . . ."

اور اگر غلطی سے میں جا پڑتی تو بڑی نرمی سے کہتی۔

"بہن جی — کچھ پرانی کتابیں، کچھ اخبار — کچھ غیر ضروری چپلیں . . . ."

اور میں ہمیشہ ہی اس کی بات پوری سنے بغیر لوٹ آتی کہ میں اپنی سوفیسٹیکیٹڈ وے آف تھنکنگ پر بہت نازاں ہوا کرتی تھی اس لیے اس کے پاس دو منٹ ٹک کر اس کی بات پوری طرح سن لینا مجھے کبھی گوارا نہ ہوا — بس جلدی جلدی دو چار پرانے رسائل، اور اخبار جو شو نگے بنانے کے کام آ سکیں، اور دو ایک جوڑی پرانی چپل کسی کے ہاتھ بھیج دیا کرتی۔ کبھی اگر راستے میں آمنا سامنا ہو جاتا تو اس کی مسکراہٹ کے بدلے جوابی مسکراہٹ کی بجائے کچھ ایسا ایکسپریشن دیتی جیسے میرے منہ میں کوئی کسیلی شے آ گئی ہو۔

پتہ نہیں کیوں مجھے یہ نیل منی سخت ناپسند تھی —

حالانکہ نہ اس کے حلیے میں کوئی سستا پن تھا — نہ اور سوشل ورکرز کی طرح، اس کے منافی کوئی افواہ میں نے سنی تھی — بلکہ میں اچھی طرح جانتی بھی تھی کہ وہ صحیح معنوں میں غریبوں کی مدد کرتی ہے۔ خصوصاً برسات کے دنوں میں اس کی کارگزاری بہت بڑھ جاتی — جب گندی بستیوں میں کالرا — ملیریا — گندے گندے زخم یا ایسی کوئی اور بیماری پھیلتی تو وہ دن رات ایک کر دیتی — اور سرکاری محکمے کو مجبور کر دیتی کہ ان کو صحیح ڈاکٹری مدد مل سکے — پھر بھی میں اس کے لیے کبھی پازیٹو ویوز نہ بنا سکی — شاید اس لیے بھی کہ اگر آئینہ بہت شفاف ہو تو لوگ اسے بیچ دیا کرتے ہیں — کیا پتہ میرے ساتھ بھی یہی بات ہو۔ شاید کچھ کر سکنے کی ریس میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے یا شاید پیچھے والوں سے دامن چھڑانے کی وجہ سے — اور اکثر غیر ارادی طور پر میں انسانی قدروں کو بھی روند جایا کرتی تھی —

وہ برسات کی ہی ایک شام تھی — صبح سے ہی جھڑی لگی تھی — اس لیے روزمرہ کے معمولات میں تھوڑی سی افراتفری تھی — میں چپ چاپ برآمدے میں بیٹھی، اس بھیگتی ہوئی بھاگتی زندگی کو دیکھ رہی تھی کہ نیل منی کی آیا آئی —

"نیلو کو صبح سے کئی بار الٹی ہوئی ہے۔ اب الٹی تو رک گئی ہے مگر پیٹ میں اینٹھن ہے — دوا خانہ بند ہے — کوئی دوا — یا وہ پانی میں گھول کر پینے والا سوڈا — . . . . —"

سامنے ہی کمرے میں فروٹ سالٹ کی شیشی رکھی تھی — پھر بھی میں نے رکھائی کے ساتھ کہا اور اسے وہیں سے چلتا کر دیا —

"یہاں کوئی بار بار بیمار نہیں پڑتا — اس لیے ہم لوگ دوا کا اسٹاک نہیں رکھتے —"

وہ متحیر سی میرا منہ دیکھتی ہوئی واپس چلی گئی — اس کے بعد میرا موڈ کچھ اس طرح تلخ ہو گیا کہ میں اندر آ کر لیٹ گئی —

لیکن اس حادثے نے مجھے کچھ عجیب طرح سے جھنجھوڑ ڈالا — اور میں جیسے مضحک آئینے کے سامنے خود سے بھی پناہ مانگنے پر مجبور ہو گئی — ہوا یہ کہ ایک شادی میں جانے کے لیے مجھے لاکر سے دو ایک چیزیں نکلوانی تھیں۔ اسی لیے میرے بھائی نے دفتر جاتے وقت مجھے جیپ سے بینک کے سامنے ڈراپ کر دیا تھا۔ مئی کا مہینہ تھا۔ میں نے اطمینان سے اندر جا کر اپنے مطلوبہ زیورات نکلوائے۔ تقریباً دو گھنٹے بعد جب میں ایئرکنڈیشنڈ بینک سے باہر نکلی تو چلچلاتی دھوپ نے آنکھیں چندھیا دیں۔ دور دور تک رکشے کا نام و نشان نہ تھا — کبھی کبھار ٹھسا ٹھس بھری ہوئی بسیں گزر جاتیں اور میں دھول سے بچنے کے لیے ذرا کنارے آ جاتی — پھر آگے بڑھ کر ادھر ادھر نظریں دوڑاتی، پھر کوئی بالکل بھرا ہوا آٹو تیزی سے گزر جاتا۔ پھر میں آگے بڑھ کر ادھر ادھر دیکھتی — اس عجیب سچویشن نے مجھے آہستہ آہستہ نروس کرنا شروع کر دیا — اور تیز تیز ادھر ادھر بڑھ کر دیکھنے لگی — جب پندرہ بیس منٹ گزر گئے — تو آس پاس کے چائے خانوں میں بیٹھے ہوئے سڑک چھاپ اٹھائی گیرے فقرے بازی کرنے لگے — ان کا موضوع میرا پرس بھی تھا اور میری پریشانی بھی — اور اندر جیسے میری جان نکلی جا رہی تھی — کیونکہ میرے سوا بھیمان پر حملہ ہو یہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی — دھوپ کی تمازت الگ بڑھتی ہی جا رہی

تھی۔ جب ہی مجھے دور سے ایک رکشہ آتا دکھائی دیا ۔۔ تو لگا جیسے خدا نے میری سُن لی ہو، مگر فوراً ہی میری امید ٹوٹ سی گئی کہ جب رکشہ کی دوری کچھ کم ہوئی تو لگا اس پر تو کوئی بیٹھا ہوا ہے ۔۔ جب دوری اور کم ہوئی تو وہ نیل منی تھی ۔۔ میں نے خجالت چھپانے کے لیے چہرا دوسری طرف موڑ لیا ۔۔ مگر نیل منی کا رکشہ ٹھیک میرے سامنے آکے رُک گیا۔

"آپ رکشہ دیکھ رہی ہیں۔ مگر آج تو رکشہ کا اسٹرائک ہے ۔۔ یہ ایک تو سپاہی کے ڈانٹنے پر تیار ہوا ہے ۔۔ آپ تو گھر جائیں گی ؟"۔۔

اس نے اتنے عام بے تکلف لہجے میں پوچھا جیسے میری اس سے خاصی دوستی ہو۔ مگر میری تو جیسے زبان گونگی ہو گئی تھی ۔۔ بہ مشکل کہہ سکی ۔۔

"ہاں !" ۔۔

"تو جائیے ! ۔۔" پھر رکشے والے سے مخاطب ہوئی ۔۔ "دیکھو، ان کو گھر پہنچا دو"! اور یہ کہہ کر وہ رکشے سے اتر گئی ۔۔

"اور آپ ؟" ۔۔

"یہ اس روڈ کے بعد والے روڈ کے دوسرے کنارے پر تو میرا آفس ہے ۔۔ فرلانگ بھر تو رہ گیا ہے آپ چلی جائیے" ۔۔

اور وہ میرے جواب کا انتظار کیے بغیر پیدل چلنے لگی ۔۔ میں ہچکچاتی ہوئی رکشہ پر بیٹھ گئی اور رکشہ چل پڑا ۔۔ اور میں دور تک، اس تیز چمکیلی، اجلی دھوپ میں اکیلی جاتی ہوئی نیل منی کو دیکھتی رہی، جس کی سفید ساڑی اجلے پن کی وجہ سے دھوپ کا ایک حصہ لگ رہی تھی اور اس کے ساتھ حرکت کرتے ہوئے نیلے کنارے، جیسے میرے ذہن پر ہتھوڑے برساتے ہوئے مجھ سے کہہ رہے ہوں کہ وہ جو جا رہی ہے وہ نیل منی ہے ۔۔ صرف نیل منی !!

(پٹنہ سے نشر)

افتخار امام

لمحہ پس لمحہ مری سانسیں کیا ہیں
منظر پس منظر مری آنکھیں کیا ہیں
مجھ کو مری آواز سنائی نہیں دیتی
کیسا یہ مرے جسم میں اک شور مچا ہے
خوشیاں مرے اندر ہیں شور کی زد میں
عذاب جاں ہوئے جلتے ہیں دکھ بصیرت کے
دل کی گھٹن غزل میں تو کیسے سمائے گی
مرتی ہوئی صدی کا کوئی مرثیہ لکھوں
ہزار کوششیں کر لیں وہ بو لتا ہی نہیں
خوشیوں کا یہ کیسا جہاں سر پہ ہے

(بمبئی سے)

فریاد

قدیر زماں

آدھی رات گزر چکی تھی اور آدھی رات باقی تھی۔ میں اس چوراہے پر کھڑا تھا جس پر سے ہر روز صبح و شام میرا گزر ہوا کرتا تھا۔ چاروں اور سناٹا تھا۔ ایسے میں کسی نے سرگوشی کی۔ مجھے لگا جیسے چوراہا کچھ کہہ رہا ہو۔

"آدھی رات کے وقت تم یہاں کیا کرنے آئے ہو۔ اس طرح پیدل چل کر تم میرے پاس سے کبھی نہیں گزرے۔ کیا تم مجھے کوئی سندیسہ دینا چاہتے ہو۔"

تھوڑی دیر کے لیے میں سٹپٹایا۔ گم سم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چوراہے کو تکتا رہا۔ پھر میں چوراہے سے یوں گویا ہوا۔

"میں تمہیں کوئی سندیسہ دینے کے لیے نہیں آیا۔ میرے پاس تمہارے لیے کچھ ہے بھی تو نہیں کہ دے سکوں۔ ہاں البتہ تم سے ایک راز جاننا چاہتا ہوں۔ جانے کتنی پیڑھیاں تمہارے سامنے گزر گئیں تم بہت کچھ دیکھ چکے ہو۔ بہت کچھ جانتے ہو۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ بہت ہی حقیر اور کم مایہ ہے۔ ایک بات جاننے کے لیے چند برسوں سے میں بے چین ہوں۔ تم میرے بہت ہی قدیم ساتھی ہو۔ میں نے تمہیں ہمیشہ توقیر کی نظروں سے دیکھا ہے۔ مجھے ایک بات کا تجسس ہے۔ تم میری مدد کرو۔"

یہ سُن کر چوراہے نے کہا۔ "یہ سچ ہے کہ تم نے مجھے کبھی کوئی گزند نہیں پہنچائی ہے۔ ان تمام لوگوں میں جو اس راستے سے اب تک گزر چکے ہیں تم ہی بہت بھلے اور پیارے آدمی لگتے ہو۔ میں مقدور بھر کوشش کروں گا کہ تمہاری مدد کروں۔"

میری بے چینی ناقابل اظہار تھی۔ وہ منظر میری آنکھوں میں نقش ہو چکا تھا۔ زخمی آدمی بھاگتے ہوئے چوراہے تک پہنچا اور زمین پر لڑھک کر گر گیا۔ اس کے منہ سے خون بہنے لگا تھا۔ تازہ خون کی تھوڑی سی مقدار اس کے ہونٹوں پر ٹھہر رہی تھی۔ اس کے جبڑے اس طرح حرکت کرنے لگے تھے جیسے خون چبا رہا ہو۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں اس کا جسم ساکت ہو چکا تھا۔ یہ دیکھنے کے بعد میں وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔ اسی منظر نے مجھ سے بار بار چاہا کہ میں بھی ایک بار موت کے تجربے سے گزروں۔ میں نے چوراہے سے خواہش کی۔

"میں موت کو ایک بار چکھ لینا چاہتا ہوں۔ اس تجربے سے گزرنا چاہتا ہوں۔"

میں یہ سوال چوراہے سے کر رہا تھا اور عین اسی وقت شب کی تاریکی میں مجھے محسوس ہوا کہ کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے بھاگ رہا ہے اور چیختی جا رہی ہے "مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔" اس کی یہ چیخ اتنی اونچی تھی کہ سارے شہر کو جاگ جانا چاہئے تھا لیکن وہاں میرے سوا کسی دوسری سانس کی آواز تک نہ تھی۔ پھر پتہ نہیں کتنی دیر تک فضا خاموش تھی۔ حواس بجا ہوئے تو میں نے چوراہے سے اپنا سوال دہرایا۔

"میں موت کو ایک بار چکھ لینا چاہتا ہوں۔ اس کے تجربے سے گزر جانا چاہتا ہوں۔"

چوراہا کہنے لگا۔ "اس سوال کے جواب کے لیے تمہیں میرے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے لیے تو تمہارے ہم جنس ہی تو ایک دوسرے کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ وہ جب بھی کسی کو اس کا مزہ چکھانا چاہتے ہیں، بے دریغ چکھا دیتے ہیں۔ اور اس معاملے میں تو تمہیں کسی اور سے رجوع ہونے کی ضرورت صرف اس وقت ہو گی جب تم خودکشی کرنا چاہو گے۔ ویسے یہ بات تو اٹل ہے کہ تم اس تجربہ کا فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔ عقلمند لوگ اوروں کی زندگی سے عبرت حاصل کرتے رہے ہیں اور یہ تجربہ تو ایسا ہے کہ ایک بار تم اس تجربے سے گزر جاؤ تو ہمیشہ کے لیے گزر ہی جاؤ گے ۔۔ لیکن ٹھہرو! شاید تم اس کا بہانہ کر رہے ہو۔ تمہیں اگر سچ مچ مرنا ہی ہوتا تو اتنی خاموش فضا میں مجھ تک آنے کی زحمت نہ کرتے۔ تم یا تو ایسے وقت یہاں سے گزرتے جب لوگ ایک دوسرے سے نظریں بچا کر نکل جاتے ہیں یا پھر ایسا وقت کہ ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوتی ہو اور سب کے سب پاؤں سر پر رکھ کر بھاگنے لگتے ہیں۔ تمہارا اس وقت یہاں آنا اس بات کی دلیل ہے کہ تم بڑے سکون میں ہو۔"

مجھے ایسا لگتا تھا کہ چوراہے نے میری بات ٹھیک سے نہیں سمجھی۔ میں نے کہا۔

"میں نے تم سے کب کہا کہ میں مرنا چاہتا ہوں۔ میں تو صرف اس تجربے سے گزرنا چاہتا ہوں۔ وہ تجربہ جو مرنے سے چند لمحے قبل اور مرتے ہوئے لمحات میں انسان حاصل کرتا ہے۔"

"جھوٹ !" چوراہے کا لہجہ قدرے درشت تھا۔ "تم صریحاً جھوٹ کہہ رہے ہو۔ تم اتنا تو جانتے ہو کہ مرتے ہوئے لمحات کا تجربہ صرف دم توڑتے وقت ہی ہو سکتا ہے۔ ایسا بھی نہیں کہ تم میں عقل کی کمی ہے۔ پھر کیوں مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ تم نے ابھی ابھی میری توقیر کا دم بھرا ہے۔"

چوراہے کا یہ جواب سن کر میں نے اپنے ہاتھ جوڑ لیے

اور منت سے کہا۔

"نہیں میرے بزرگ دوست! میں تو مذاق کسی سے نہیں کرتا۔ یہ جرأت میں تمہارے ساتھ کیسے کر سکتا ہوں۔ مجھے اور میرے سوال کو سمجھنے کی کوشش کرو۔"

یہ سن کر چوراہے نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"تم لوگوں کی حرکتوں سے میں واقف ہوں لیکن کبھی کبھی اسقدر بھیانک ہو جاتے ہو کہ کوئی پیشن گوئی نہیں کر سکتا۔ خیر! میں اتنا کہے دیتا ہوں کہ موت کے تجربے کو حاصل کرنے کے بعد تم ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہوگے۔ اس تجربے کے خیال سے باز آ ؤ۔"

"نہیں۔ میرے قابل احترام دوست۔ یہ سوال میرے سر پر اس دن سے سوار ہے جس دن سے میں نے تمہاری بانہوں میں اس آدمی کو تڑپتے دیکھا ہے۔ اس کے جسم پر زخم نظر نہیں آ رہے تھے لیکن اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا اور میں اسے دم توڑتے ہوئے دیکھ کر یہاں سے بھاگ نکلا تھا۔ اگر تم میرے اس دُکھ کو دور نہ کر سکو تو پھر اس دنیا میں دوسرا کوئی ایسا نہیں جو میرے لیے کچھ کر سکے۔ میں تم سے بنتی کرتا ہوں۔ تم مجھے اس عذاب سے نکال لو۔"

اس پر چوراہے نے کہا۔

"مجھے یہ سوچ کر ہنسی آتی ہے کہ تم اس غیر اہم تجربے سے گزرنا چاہتے ہو۔ غیر اہم اس لیے کہ یہ تجربہ ہر انسان کا مقدر ہے اور وقت آنے پر وہی تمہارا بھی مقدر ہوگا۔ میرے اچھے دوست تجربہ تو زندگی کا ہے۔ جیتے رہنے کا لمحہ لمحہ ایک نیا تجربہ۔ تم تو اپنے جنم پتر سے واقف ہو۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ میں کب سے یہاں پڑا ہوں۔ مجھے تو اپنے وجود کا علم اس وقت ہوا جب پہلی بار یہاں سے تم ہی جیسا ایک آدمی گزرا تھا۔ اس کے قدم جوں ہی پڑے ایک جھرجھری کے ساتھ پہلی بار میں نے اپنے وجود کو محسوس کیا تھا۔ ابھی رات بہت باقی ہے۔ میں چند ہی لفظوں میں اپنی کہانی بیان کرتا ہوں۔ شاید تمہیں اس سے حوصلہ مل جائے اور تم اس سوال سے دستبردار ہو جاؤ اور پو پھٹنے سے قبل یہاں سے نکل پڑو۔ لو سنو۔ میں اس وقت کوئی چوراہا نہیں تھا۔ میرے چوراہا بننے میں کئی صدیاں بیت گئیں۔ پہلے یہاں ایک بستی بنی۔ مجھ پر سے گزرنے کا ایک ہی راستہ تھا۔ پھر لوگ اس بستی کو چھوڑ کر چلے گئے جب لوٹ کر آئے تو تم جہاں کھڑے ہو وہاں ان کے جانور باندھے جانے لگے۔ کئی صدیاں اور گزر گئیں۔ اس دوران میں کیا کیا ہوا اس تفصیل میں مجھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جب ایک دن یہاں شہر بنا تو آہستہ آہستہ میرا وجود مکمل ہوا۔ پھر کئی بار اس پر قسم قسم کی سڑکیں بنیں اور تمہارے اس دور میں تو مجھے کئی کئی بار روندا گیا۔ میرے اوپر کبھی مثلث، کبھی دائرہ، کبھی مخروطا اور کبھی مربع طرح طرح کی شکلیں بنائی گئیں۔ کبھی انچ انچ کھودا گیا اور کبھی فٹوں اور گزوں کی گہرائی میں۔ جس نے جیسے چاہا ویسے بنایا۔ ایک شکل ٹوٹتی تو دوسری بنتی پھر توڑی جاتی۔"

میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔

"میرے دوست تم کیوں نہیں سوچتے کہ میری مختصر سی زندگی میں ایسا ہی سب کچھ میرے ساتھ بھی ہوا۔"

"نہیں۔" چوراہے نے مجھے مزید کہنے سے روکتے ہوئے کہا۔ "تم نے زندگی میں وہ عذاب نہیں جھیلے جو میں نے جھیلے ہیں۔ تم لوگ اپنے ہی غم کو زیادہ اہمیت دیتے ہو۔ دوسروں کے غم اور ان کے سوالوں کو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ تم لوگوں کو اپنے تجربوں سے فرصت بھی نہیں ــ میرا وجود تو پارہ پارہ کر دیا گیا لیکن میں پھر بھی زندہ ہوں۔ پہلے یہاں طرح طرح کے پوسٹرس لگائے جاتے تھے۔ کبھی کوئی پوسٹر مستقل نہیں تھا۔ لیکن اب تو تم لوگوں نے یہاں ایک مجسمہ بٹھانے کی بھی سازش کی ہے۔ اتنا بھی نہیں سوچا کہ اس سے میری شخصیت مسخ ہو جائے گی۔ میرا وجود تو رہ جائے گا لیکن میری شناخت ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد لوگ مجھے مجسمے کے توسط سے پہچاننے لگیں گے اور یہ شناخت بھی چند برسوں بعد ختم ہو جائے گی۔ لیکن تم لوگ کتنے غافل ہو۔ صدیوں کا کوئی حساب نہیں ہے۔ یہ مجسمہ تو ایک دن ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑے گا یا شاید ریزہ ریزہ ہو کر ہی ہوا میں تحلیل ہو جائیگا میں تو تب بھی زندہ رہوں گا۔ اور شاید وہ دن بھی دور نہیں ہوگا۔ جب میں بھی کسی نہ کسی طرح تڑخ جاؤں گا شاید بہت پڑوں گا اور ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاؤں گا۔ لیکن یہ ابھی ہونے والا نہیں ہے۔ ابھی تو یہاں ایک مجسمہ بیٹھے گا اور وہ بھی بے جان ہوگا۔ اب تم ہی بتاؤ میرے زندہ رہنے کا کیا جواز ہے لیکن میں پھر بھی مرنا نہیں چاہوں گا۔ میں تو تم سب کا مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ تم سب کے سب قیامت تک کے برتاؤ سے واقف ہونا چاہتا ہوں۔"

چوراہے نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے ایک لمبی سانس کھینچی۔ میں بھی سانس روکے ابھی تک اس کی باتیں سن رہا تھا۔ ایک بات سجھائی دی اور میں نے کہا۔

"تم میں اور مجھ میں بہت فرق ہے۔ میں ایک انسان ہوں اور تم چوراہے ہو۔"

چوراہے نے جواب دیا۔ "تم کس طرح سے مجھ پر فوقیت جتاتے ہو۔ چند ہی منٹ پہلے تم نے ایک آواز سنی تھی۔ کوئی کہہ رہا تھا ــ 'مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ' ــ تم اپنی جگہ اسی طرح کھڑے رہے جس طرح میں اپنی جگہ پر جما ہوا ہوں۔ اس کی کسی دلدوز چیخ نے تمہارے دل پر ذرا بھی اثر نہیں کیا تھا۔ تمہیں تو اپنے سوال کا جواب پانے کی دھن تھی ــ مہمل سوال کا جواب!! تم لوگ ایسے کتنے ہی مہمل سوالات لے کر اپنی اپنی ذات میں جیتے رہتے ہو۔ تم لوگ دراصل مہمل سوالات کا پلندہ ہو۔ پھر بڑی حماقت سے اپنی فوقیت جتاتے ہو۔"

اس جواب پر میں چوراہے سے ہار ماننے والا نہ تھا۔ میں نے پلٹ کر کہا۔

"میں تو ایک خاص کام سے تمہارے پاس آیا تھا۔ ان دردناک چیخوں کی گونج سے تم واقف ہو۔ اس پر تو سارے شہر کو جاگ پڑنا چاہیے تھا لیکن اتنی دیر بعد بھی کسی قدموں کی چاپ سنائی نہیں دیتی۔ کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ 'بچاؤ۔ بچاؤ' کہتے ہوئے ہی گھر سے نکل پڑتا۔"

اتنا سننا تھا کہ چوراہے کے تیور بدل گئے۔ اس نے غصہ ہو کر کہا۔

"واہ میرے دوست واہ! تمہارے بارے میں تو میری بڑی اچھی رائے تھی۔ ہر شخص یہی سوچتا ہے کہ وہ کوئی ایسا خاص کام انجام دے رہا ہے جسے دوسرا انجام نہیں دے سکتا تم بھی دوسروں ہی کی طرح اپنے ہی خیال میں گم تھے۔ چیخیں دردناک تھیں۔ تمہارے پاس سے گزر رہی تھیں، اسقدر قریب سے کہ روشنی ہوتی تو اس پر تمہارا سایہ پڑتا۔ تب بھی تم اسے بچانے کے لیے اپنی جگہ سے ہلے تک نہیں۔ پھر تم چاہتے ہو کہ تمہیں اپنے تجربات سے گزرنے کے لیے میری مدد چاہیے۔ وہ آدمی جو چند برس قبل زخمی ہو کر میری بانہوں میں دم توڑ چکا تھا اور جس کا ذکر ذرا قبل تم نے کیا ہے وہ بھی اسی طرح 'بچاؤ۔ بچاؤ' کہتا ہوا میری طرف بھاگ کر آیا تھا یہاں سے آگے بڑھنے کی اس میں طاقت نہ تھی...... ذرا ٹھہرو! ..... اب یاد آیا میں کوئی چشم دید گواہ تو نہیں ــ لیکن تھوڑی دیر بعد شاید وہ تم ہی تھے جو یہاں سے بھاگ نکلے تھے۔ اب تو مجھے تمہارے بارے میں شبہ ہونے لگا ہے۔ بڑے اونچے اونچے آدرش لیے پھرتے ہو سچ بتاؤ اس شخص کے مجھ تک پہنچنے سے پہلے تم نے اس پر خنجر کا وار کیا ہوگا اور تم اس کو خون چباتے اور دم توڑتے دیکھنا چاہتے تھے۔ اور اس کے بعد تم یہاں سے بھاگ نکلے تھے۔ تم نے خنجر کا وار کیا۔ وہ چیختا رہا اور سارا کا سارا شہر سوتا رہا۔ تم سب کے سب قاتل ہو۔"

میرے وہم و گمان میں نہ تھا کہ چوراہے کا انداز یوں بدلے گا۔ میرے قدموں میں جنبش ہونے لگی۔ میرا ایک قدم زمین سے اٹھنے ہی والا تھا کہ چوراہے نے چیخ کر کہا۔

"خبردار جو ایک قدم بھی اٹھایا ــ"

اس کے ساتھ ہی میں نے دیکھا کہ کوئی شبیہ ہاتھ میں خنجر لیے میری طرف بڑھ رہی ہے۔ گھبرا کر میں نے چیخنا شروع کیا ــ "مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔" میں نے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی لیکن چوراہے نے اپنے چاروں راستے بند کر دیئے۔ چاروں طرف سے اسی طرح کی شبیہیں میری طرف بڑھ رہی تھیں۔ چیخ چیخ کر میرا حلق سوکھ رہا تھا جس رُخ مڑتا اسی رُخ سے خنجر میری طرف آگے بڑھتا۔ "مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔" کی چیخیں سارے شہر میں گونجتی رہیں۔ لیکن ہر چیخ کے بعد ایک گہرا سناٹا چھایا رہا۔ کہیں سے روشنی کی کوئی ہلکی سی کرن بھی نظر نہ آئی اور نہ ہی امداد کی کوئی صدا سنائی دی۔ اب وہ شبیہیں چاروں طرف سے میری جانب آگے بڑھ رہی تھیں۔ میری بوکھلاہٹ انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ میں نے آخری بار چیخ کر کہا "چوراہے تم بہت غدار نکلے۔" میں نے آخری بار سنا چوراہا کہہ رہا تھا۔

"میں غدار نہیں ہوں۔ تم ایک سوال لے کر میرے پاس آئے تھے۔ تم نے مجھ سے جواب کی خواہش کی تھی۔ میں اب بھی ایک اچھے دوست کا فرض ادا کر رہا ہوں.... میں تمہاری غریبا دسن رہا ہوں ...."

اس کے ساتھ ہی چاروں طرف سے میرے جسم میں خنجر گھونپ دیے گئے اور میں زمین پر آ رہا۔

میں نے آخری بار محسوس کیا کہ وہ چاروں خنجر میرے جسم میں پیوست ہیں۔ میرے منہ سے خون بہہ رہا ہے اور میں اپنا ہی خون چبا رہا ہوں۔

(حیدرآباد سے نشر)

شہر پناہ

ابو اللیث جاوید

ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لیتے ۔

حصار پناہ گاہیں پانیوں کے قبضہ میں تھیں اور سورج طنزیہ ہنسی ہنس رہا تھا ۔ ممکن تھا وہ سوا نیزے پر بھی آجاتا اور پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہواؤں میں اڑنے لگتے ۔ مگر ایسا ہوا نہیں ابھی زمین لوگوں پر تنگ نہیں ہوئی تھی کہ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ادھر ادھر بڑی معصومیت سے دیکھا ۔ تا حد نظر پانی ہی پانی تھا ۔ اس کا سر چکرانے لگا ۔

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے اندر کوئی بول رہا تھا ۔ اس نے کروٹ بدلی ۔ اسے کوہ قاف کی گپھاؤں تک کوئی پہنچا دیتا مگر ۔ ۔ ۔ ۔ مگر ۔ ۔ ۔ ۔ شاید موت کی ساعت ٹلنے سے رہتی ۔ عزازیلی ہاتھ وہاں بھی بڑھتے اور ۔ ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ ۔

اس نے گھبرا کر اپنے چاروں طرف دیکھا ۔ موت کا سا سناٹا تھا صرف دور سے پانی کے زوروں سے بہنے کی جگر خراش سی آواز رات کا سینہ چیرتی ہوئی صاف سنائی دے رہی تھی ۔ اس آواز سے اور بھی دحشت ہو رہی تھی ۔ اس نے اندھیرے میں سرہانے رکھی ہوئی میز کو ٹٹولا ۔ وہ اپنی جگہ پر نہیں تھی ۔ اس نے بیڈ سوئچ دبایا مگر بجلی غائب تھی وہ بڑبڑا کر اٹھی اور پلنگ سے نیچے اتر گئی ۔

پورے کمرے میں پانی بھرا ہوا تھا ۔ اس کی پنڈلیاں پانی میں ڈوب گئی اسی پانی کے چرچے گزشتہ چار دنوں سے کالونی میں عام تھے ۔ ہر آدمی ہراساں تھا مگر آج اس کا زور کچھ زیادہ ہی تھا ۔

دھیرے دھیرے کمرے میں رکھی ہوئی تمام چیزیں پانی میں تیرنے لگیں ۔ باہر بھی لوگوں کی چیخیں بلند ہو رہی تھیں ۔

”بچاؤ ـــــ بچاؤ ـــــ“

مگر سب پانی کے حصار میں تھے ۔ سب اپنا اپنا بچاؤ کرنے میں مصروف تھے ۔ نفسی نفسی کا عالم تھا ۔ اس نے گھبرا کر اپنی بغل میں پڑی پلنگ کو ٹٹولا جس پر اس کے دو معصوم بچے پڑے خراٹے لے رہے تھے ۔ کتنی گہری نیند کا غلبہ تھا ان پر ۔ ان پر اس سیلاب کا کوئی بھی اثر نہیں تھا ۔ ان کے احساسات کا ابھی لڑکپن تھا ۔ وہ تو صرف ماں کی قربت کے کھلونے چاہتے تھے اور انھیں کچھ بھی نہیں چاہیے ۔

اسے اپنی ماں یاد آ گئی ۔ انھیں وہ کب سے اپنے پاس بلا رہی ہے مگر وہ گھر کے کام میں ایسا الجھی ہیں کہ انھیں کہیں آنے جانے کی فرصت تک نصیب نہیں ہوتی ۔ وہ بار بار انھیں خط لکھتی ہے ـــــ ”کچھ دنوں کے لیے آجائیے ۔“ اور ہر بار وہ اپنی عدیم الفرصتی کا رونا روتی ہیں ۔ ”یہ کرنا ہے ۔ وہ کرنا ہے ۔“ یہی سب کرتے ہوئے آدمی کا انت ہو جاتا ہے مگر اس کے کرنے سے فرصت نہیں ملتی ۔ کبھی کبھی اسے بڑا ہی غصہ آتا ہے اپنی ماں پر ۔ انھیں دیکھے ہوئے پورے ڈیڑھ سال بیت چکے ہیں ۔

وہ اندھیرے میں کھڑی چونکی ۔ کمرے میں پانی اس کی کمر تک آچکا تھا ۔ دونوں پلنگ پانی میں ڈوب چکی تھی اور بچے کچی نیند سے اٹھ کر پلنگ پر کھڑے شور مچا رہے تھے ۔ ان کا شور پانی کے شور میں ضم ہوتا جا رہا تھا ۔ اسے احساس ہوا ۔ پانی تیزی سے بڑھ رہا ہے ۔ ابھی ابھی پنڈلیوں تک تھا اور فوراً ہی کمر تک آگیا تھا ۔ جس رفتار سے پانی بڑھ رہا تھا پورا کمرہ ڈوبنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا ۔

اس نے اندھیرے میں ٹٹول کر کھڑکیوں کو کھولا تاکہ پانی باہر نکل جائے اور کمرے میں کچھ راحت ہو مگر یہ کیا ؟ باہر سے پانی کا ایک زبردست ریلا آیا اور کمرے میں اور پانی بھر گیا وہ کمرہ کھول کر باہر نکل جانا چاہتی تھی مگر کمرہ کا دروازہ بند تھا ۔ اس نے سونے سے قبل اندر سے تالا بھر دیا تھا کہ رات میں کوئی چور اچکا نہ گھس آئے ۔ وہ اپنے شوہر کے ٹور پر جانے کے بعد اکثر ایسا ہی کرتی تھی ۔ وہ جب گھر پر ہوتے تو اسے کوئی فکر نہیں ہوتی تھی ۔ وہ بڑے آرام سے بے فکر ہو کر سویا کرتی تھی ۔

آج وہ بھی نہیں تھے ۔ دو دنوں کا ٹور تھا مگر آج چوتھا دن تھا اس کے جاتے ہی کالونی میں پانی بھر آیا تھا ۔ اس بے چارے کو تو یہاں کے حالات کی کوئی خبر بھی نہ تھی ۔

کالونی کے چاروں طرف مضبوط بند بنائے گئے تھے کہ پاس میں بہنے والے دریا کا پانی اسے نقصان نہ پہنچائے مگر برا ہو ان بے ایمان انجینئروں کا جنھوں نے اس بند میں لگے ٹھیکیداروں سے سانٹھ گانٹھ کر کے منصوبہ کی آدھی سے زیادہ رقم ہضم کر گئے اور بند کو بے حد کمزور کر دیا ۔ جب یہ بند بن کر تیار ہوا تھا تو بڑا ہی شاندار افتتاحی جلسہ بھی ہوا تھا ۔ منسٹر نے لمبی لمبی تقریریں جھاڑی تھیں اور شہر کو ترقی کے راستہ پر گامزن بتایا تھا ۔ لوگوں نے زوردار تالیاں بھی بجائی تھیں ۔

کالونی والوں نے واقعی اس دن اپنے کو دریا سے بالکل محفوظ سمجھا تھا ۔ کالونی کے چاروں طرف کا حصار انھیں اپنا محافظ لگا تھا مگر آج تقریروں کے الفاظ کا طلسم ٹوٹ چکا تھا اور حقیقت کا ننگا جسم ان کی آنکھوں کے سامنے تھا الفاظ کے گھیرے ٹوٹ چکے تھے اور فریب کا پانی کمر تک پہنچ چکا تھا ۔

کمر تک پانی میں وہ بالکل غیر محفوظ تھی ۔ اس نے کمرہ میں لگے تالا کو کھولنا چاہا مگر چابی ۔ ۔ ۔ ۔ اس نے پلنگ کی طرف ہاتھ بڑھایا جو پانی میں ڈوب چکی تھی ۔ تکیہ ، لحاف ، سب کچھ بھیگ چکے تھے ۔ اس نے تکیہ نے اٹھا کر چابی لینی چاہی ۔ مگر وہاں چابی نہیں تھی ۔ اس کا دل دھک سے کر گیا ۔

”یا اللہ ! چابی کیا ہوئی ـــــ بھلا کمرہ کا دروازہ کیسے کھلے گا !“ وہ پریشان کمرے میں ادھر ادھر دوڑتی رہی جس میں پانی لحظہ بہ لحظہ بڑھتا جا رہا تھا ۔ کمرے میں اسکے باوجود اس کا سارا بدن لرز رہا تھا ۔ ابھی تک تو اطمینان تھا کہ کالونی کے سبھی لوگ پانی کا مقابلہ کر رہے تھے مگر اب تو سوال کمرہ سے باہر نکل جانے کا تھا ۔ اس نے سوچا ۔ اگر چابی پلنگ سے نیچے گر گئی ہو گی تو اسے ڈھونڈنا کتنا دشوار ہو گا ۔ اس کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی ۔ دونوں بچے روتے روتے چپ ہو گئے تھے اور الماری کے سرے پر چڑھ کر آہستہ آہستہ ہچکیاں لے رہے تھے ۔

وہ کمر کمر پانی میں جھک جھک کر چابی تلاش کرتی رہی مگر لاحاصل پانی آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا ۔ پانی اب گلے گلے آچکا تھا ۔ وہ دونوں بچوں کی طرح طرح کے دلاسے دے رہی تھی مگر چابی کے لیے بے حد پریشان تھی ۔

پانی گلا سے اوپر کی جانب سرکنے لگا تھا ۔ اس نے پلنگ پر چڑھ جانے میں ہی عافیت سمجھی مگر تھوڑی ہی دیر میں پانی کہاں سے کہاں چلنے لگا تھا ۔

وہ بچوں کی طرف اندھیرے میں بڑھی اور الماری کے سرے سے سر لگا کر آہستہ آہستہ سسکیاں لینے لگی ـــــ یا ربا ـــــ یا ربا ـــــ

(پٹنہ سے نشر)

مقدمہ

معین شاہد

رمیش کے گھر میں تو اس کی گھر والی کو آئے ہوئے ۲۵ سال ہو گیے تھے۔ لیکن اب تک اس کے سسر سورگیہ دامودر بابو کی طرف سے دیے گیے مکان پر اس کا قبضہ نہیں ہو سکا تھا۔ اور عدالت میں سالے سے مقدمہ چل رہا تھا۔ سالا اپنے سورگیہ پتا کی طرف سے لکھے ہوئے وثیقہ کو جعلی قرار دینے پر تلا ہوا تھا اور اس بات کا ثبوت فراہم کر رہا تھا کہ اس کے پتا نے اس کے بہنوئی کو یہ مکان لکھا ہی نہیں ہے۔ اس وثیقہ پر جتنی گواہیاں ہوئی ہیں اور دستخط ہوئے ہیں، وہ سب فرضی ہیں اس طرح یہ رجسٹری ہی باطل ہے۔ اُدھر رمیش اس بات کے شواہد عدالت میں پیش کر چکا تھا کہ اس کے سسر سورگیہ دامودر بابو کے پاس چار مکانات تھے۔ ان میں سے ایک مکان اس کی شادی کے وقت ہی اس کے سسر نے اس کے نام لکھ دیا تھا۔ اور یہ بات حقیقت بھی تھی۔ دامودر بابو کے مرنے کے بعد سالے کی نیت خراب ہو گئی۔ اس نے اس مکان پر اپنے بہنوئی کو چڑھنے ہی صرف نہیں دیا بلکہ فوج داری کے کئی جعلی مقدمات میں رمیش کو ملوث کر دیا سالا پیسہ اور رسوخ والا تھا۔ اس لیے وہ ہر طرح سے رمیش سے زیادہ مضبوط تھا۔ مکان کا کرایہ بھی اب تک اس کا سالا ہی وصول کر رہا تھا۔

رمیش ایک سرکاری آفس میں معمولی کلرک تھا آمدنی بھی کم تھی اور ذرائع بھی محدود تھے اسی کلرکی کے پیسے میں نشٹم پشٹم گھر کا سارا خرچ چلانا پڑتا تھا۔ لڑکوں کی پڑھائی لکھائی، ان کی خورش پورش، کپڑا لتا، بر بیماری، سارے جھمیلے اسی کلرکی قلیل تنخواہ میں جھیلنے پڑتے تھے۔ مکان کا کرایہ الگ دینا پڑتا تھا۔ ۲۵ سالوں کے اندر اس کا پریوار بھی کافی بڑا ہو گیا تھا۔ چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹی کی شادی وہ بڑی مشکل سے کر پایا تھا۔ ادھر چھ ماہ سے بڑا بیٹا خیر سے بی۔ اے تک پڑھ کر ایک مڈل اسکول میں ٹیچر ہو گیا تھا۔ ایک بیٹی گھر میں کنواری بیٹھی تھی جس کی شادی کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی۔ مقدمہ کے خرچ نے اس کی کمر توڑ دی تھی لیکن چونکہ مقدمہ میں ہر تاریخ پہ تھوڑا تھوڑا خرچ ہوتا تھا۔ اس لیے پتہ نہیں چلتا تھا کہ اب تک کتنا خرچ ہو چکا ہے۔

ویسے رمیش نے ایک روز اس مقدمہ میں ہونے والے خرچ کو جوڑا تھا تو ۲۵ سالوں کے اندر اتنا تو خرچ ہو ہی چکا تھا کہ اگر ان پیسوں کو بچا کر رکھا جاتا تو ایک نیا مکان بنوا ہی لیتا۔ لیکن ایک کلرک کے بس کی بات یہ تھوڑی ہی ہے کہ وہ اپنی تنخواہ میں سے اتنا بچا پائے کہ وہ رہنے کے لیے ایک مکان خرید لے یا آفس آنے جانے کے لیے ایک اسکوٹر لے سکے۔ وہ تو اتنے پیسوں میں سہانے خواب بھی نہیں دیکھ سکتا۔ پہلی ہی تاریخ کو اس کے سہانے خوابوں کا تاج محل چور چور ہو جاتا ہے۔ یہ تو "آ بیل تو مجھ کو مار" والا قصہ ہو گیا تھا کہ اس کے سالا نے مقدمہ میں پھنسا دیا تھا اور وہ مجبوراً مقدمہ لڑ رہا تھا۔ ورنہ مقدمہ لڑنا اور کچہری کی پیروی کرنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ رمیش یہ سوچ کر بھی مقدمہ لڑ رہا تھا۔ کہ اگر وہ مقدمہ جیت گیا تو اس مکان کو بیچنے پر کم از کم ایک لاکھ روپے تو مل ہی جائیں گے۔ مکان اچھا خاصا تھا۔ اور بیچ بازار میں تھا۔ بہت سارے سیٹھ ساہوکار اس مکان پر نظر لگائے ہوئے تھے کہ کب اس مکان کا فیصلہ ہو اور کب وہ اسے خریدیں۔ بوند بوند بھر ساگر بھرتا ہے سو باپ بیٹے کی اب تنخواہ کی جستہ جستہ رقم اس مکان کو حاصل کرنے کے لیے مقدمہ میں خرچ ہو رہی تھی اور ایک طرح سے مکان کی شکل میں جمع ہو رہی تھی۔ رمیش اور اس کے گھر والے اس مقدمہ کو جیتنے کے لیے زمانے کی مصیبتیں سہہ رہے تھے۔ اور دکھ درد کا جیون بسر کر رہے تھے۔

وہ دن رمیش اور اس کے گھر والوں کے لیے دیوالی کا دن تھا جب رمیش نے کچہری سے آکر یہ خوش خبری سنائی کہ مقدمہ کا فیصلہ اس کے حق میں ہوا ہے۔ اور اب وہ مکان بلا شرکت غیرے اس کا ہے۔ بڑے بیٹے نے، جو مڈل اسکول میں ماسٹر تھا۔ اس نے جب یہ سنا تو وہ خوشی سے بولا۔ "اب تو میری موٹر سائیکل خرید ہی جائے گی۔ اسکول دو میل پر ہے۔ آنے جانے میں ایک تو وقت لگتا ہے۔ اور دوسرے کافی تھک جاتا ہوں۔

بڑی بیٹی جو اسی روز سسرال سے اپنے بچوں اور شوہر کے ساتھ آئی تھی، یہ مژدہ جانفزا سن کر اپنے پتا سے بولی۔ "آپ نے جہیز میں شادی کے وقت جو کٹوتی کی تھی وہ اب پورا کر دیں۔ کم از کم ہاتھوں کے کنگن تو ضرور بن جانا چاہیے۔" اتنا ہی کیوں۔ جہیز کا پورا سامان حسب وعدہ تمہارے پتا نے تو دیا تھا نہیں۔ اس وقت صرف ہاتھ جوڑ کر اور آئندہ دینے کا وعدہ کر کے اپنی گلو خلاصی کر لی تھی۔ اب تو وقت آگیا ہے۔ سب سامان دینے ہوں گے۔" داماد مچل کر بولا۔ "پرانی باتوں کو بھول جاؤ۔" رمیش نے ملتجانہ اپنے داماد سے کہا۔

"آپ جب ۲۵ سالوں کے بعد اپنے مرنے والے سسر کی طرف سے دیے گیے مکان کو کورٹ سے حاصل کر سکتے ہیں اور اسے بھول نہیں سکتے تو میں کیوں بھول جاؤں اور جہیز کا سامان چھوڑ دوں۔" داماد نے رمیش کی دکھتی ہوئی رگ پر گویا انگلی رکھ دی۔ "آپ نے بھی تو اپنے سسر سے لیا ہے تو میں اپنے سسر سے کیوں نہ لوں۔"

داماد نے اس وقت ایسی بات کہہ دی کہ مقدمہ جیتنے کی ساری خوشی ہوا ہو گئی۔

بات جھگڑے کی شروع ہو گئی۔ یہ سب باتیں رمیش کی گھر والی چپ چاپ سن رہی تھی۔ حالانکہ اسے بھی اس وقت بڑی خوشی ہوئی تھی جس وقت رمیش نے مقدمہ جیتنے کی خوشی خبری سنائی تھی۔ اس نے اس وقت محسوس کیا تھا کہ وہ صحیح معنوں میں اب گھر والی ہو گئی ہے یہ گھر تو اس کے پتا نے گویا جہیز میں اس کے شوہر کو دیا تھا وہ گھر تو اسی کا ہوا۔ رمیش تو گھر والا تھا نہیں۔ گھر والی تو وہ تھی۔ جو گھر والی ہے اور جو گھر کی مالکن ہے اس سے نہ تو بیٹا کوئی بات پوچھ رہا ہے اور نہ داماد۔ یہ کیسا کلجگ ہے

رمیش کی گھر والی کچھ بولنے ہی والی تھی کہ دوسرا لڑکا جو کالج میں پڑھ رہا تھا، بولا۔ "اب تک میں ٹیوشن کر کے اپنے کپڑے سلوا تا رہا ہوں۔ ہولی اب آنے والی ہے۔ اب کے تو اچھی قسم کی دھوتی اور کرتا لوں گا۔ اور ہاں کالج کی ٹیم ایک ٹور پر بمبئی جا رہی ہے اس کا خرچ بھی ملنا چاہیے۔ اور کتابیں بہت ساری خریدنی ہیں۔ دوسرے لڑکے نے ایک لمبی چوڑی فہرست سنا دی۔

رمیش کی گھر والی، جو چپ تھی اور گم سم بنی سبھوں کی باتیں سن رہی تھی، کے جذبات کا بندھ جیسے ٹوٹ گیا وہ چیخی "ابھی تو مقدمہ جیتا گیا ہے۔ ابھی بہت سارے بکھیڑے باقی ہیں۔ اس پر قبضہ ہو گا تب تو۔ کرایہ دار مکان خالی کرے گا تب تو اس کی اچھی قیمت ملے گی۔ تم لوگ کیوں اس طرح بوکھلا گیے ہو۔ مکان میرے باپ کا دیا ہوا ہے۔ میں جو چاہوں گی۔ کروں گی۔"

داماد پھر بیچ میں مخل ہوا۔ "ماتا جی! آپ کو جہیز کا باقی سامان دینا ہی ہو گا۔ میں لے کر رہوں گا ورنہ . . . . ."

داماد کچھ بدشگونی کے الفاظ زبان سے نکالنا ہی چاہ رہا ہے کہ رمیش اور اس کی گھر والی، دونوں بیک زبان بول اٹھے اور کوئی بری بات زبان سے نہ نکالو۔ ہم سب دیدیں گے دیدیں گے۔" تب کہیں جا کر داماد کچھ دھیما ہوا۔

رمیش کی گھر والی فکر اور تردد کے اتھاہ سمندر میں ڈوب گئی۔ کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ وہ بیس ہزار روپے کی

مقروض ہے۔ بڑی میاں کے بیاہ اور گونا کے وقت اس نے لالہ گردھاری لال سے جو سود پر روپے قرض لیے تھے وہ اب تک ادا نہیں ہو سکے تھے۔ اور قرض کا سود بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ مکان کا کرایہ چھ ماہ سے باقی تھا۔ گودام کا بنیا روزانہ الگ تقاضا کر رہا تھا۔

مکان کا مقدمہ ابھی جیتا گیا تھا۔ اور مکان ابھی فرخت نہیں ہوا تھا کہ زندگی کی تمام ضرورتوں، دسوسوں اور ہنگاموں نے انہیں اپنے حصار میں لے لیا۔ اور ایک عذاب مسلسل میں مبتلا کر دیا۔ ایک ایک کر کے تمام قرض یاد آنے ضرورتیں سر ابھارنے لگیں۔ دبی ہوئی تمنائیں حرف مدعا بن کر معصوم زبانوں پر مچلنے لگیں۔ اور مستقبل کے سپنے ان کی آنکھوں کی نیندیں چرا کر لے گیئں۔

ابھی ان کے سامنے دو زبردست مرحلے تھے۔ ایک تو یہ کہ مکان کو کرایہ دار سے خالی کرایا جائے۔ مکان کے اندرونی حصہ میں ایک بدمعاش قسم کا انسان کرایہ دار تھا اور مکان کے باہر چار دکانیں تھی۔ جن کے کرایہ دار بہت پرانے تھے۔ ان سے مکان خالی کرانا آسان نہ تھا۔ اس لیے ایک الگ مقدمہ ۲۵ سال تک لڑنا پڑے گا اور جب تک کرایہ دار سے مکان خالی نہیں کرایا جائے، کوئی گاہک اس کا زیادہ دام نہیں دے گا۔ اسی مکان کی منہ مانگی قیمت ملتی ہے جو کرایہ دار سے خالی ہو اور ہر طرح کے جھنجھٹ سے پاک ہو۔ اس مکان کی یہ بدنصیبی تھی کہ اس میں سب ہی کرایہ دار تھے۔ مکان کے گاہک تو آنے لگے تھے۔ لیکن کرایہ دار بھگا دیتے اور ساتھ میں دھمکی بھی دیتے کہ مکان کبھی خالی نہ ہوگا۔

دوسرا مرحلہ تھا کنواری بیٹی کی شادی کا۔ رمیش اس کی شادی کے لیے بہت ہی متفکر تھا۔ وہ تین سالوں سے اپنے بھائی بندوں کے یہاں دوڑ رہا تھا اور ان کی منت سماجت کر رہا تھا۔ گزشتہ جیٹھ میں رمیش ایک جگہ لڑکا پسند کر کے آیا تھا۔ لیکن وہ نقد تلک کے ۵۰ ہزار روپے مانگ رہا تھا۔ اور اتنی رقم رمیش کے پاس تھی کہ تلک کے اتنے روپے دے کر اپنی آخری بیٹی کی شادی کر دیتا۔ اب جب کہ پورے سماج میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی تھی کہ رمیش نے مکان کا مقدمہ جیت لیا ہے، تو رشتے بھی آنے لگے تھے۔ رمیش نے جہاں گزشتہ جیٹھ میں لڑکا پسند کیا تھا، ایک روز اس لڑکے کا باپ اس کے پاس آیا اور بولا۔ "رمیش جی! اب تو آپ کے اچھے دن آ گیے اب یہ رشتہ پختہ کریں۔ اور ہریلا پور والے پنڈت جی کو بلا کر پترا دکھلوالیں اور بیاہ کا دن مقرر کریں۔"

لڑکا اچھا تھا۔ گھر بھی اچھا تھا۔ اور گھر کا سکھی تھا لڑکے نے انجنیئرنگ کا کورس مکمل کر لیا تھا۔ رمیش نے سوچا چلو لڑکا معقول ہے۔ گھر لنا اچھا ہے۔ اسے اچھی سروس بھی مل جائے گی۔ سو اس نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ میں یک دم تیار ہوں۔ تلک کے جو روپے آپ نے اس وقت کہے تھے، دینے کو تیار ہوں۔"

ڈیڑھ آنکھیں

ابوالکلام عزیزی

شادی کا ہنگامہ ختم ہو چکا تھا۔ دلہن رخصت ہو کر گھر آ گئی تھی۔

عرفان کا منہ لٹکا ہوا تھا۔ اس کا تو جی چاہ رہا تھا کہ ماں کو خوب سنائے مگر مہمان کے سامنے مناسب نہیں سمجھا۔ کل جب رونمائی ہوئی تھی تو کتنا خوش تھا وہ۔ ماں نے تو تعریفوں کے پل باندھ دئے تھے۔ اور تھی بھی وہ اتنی ہی خوبصورت۔ عرفان کے دوستوں نے جب دلہن کا چہرہ دیکھا تو رال ٹپکنے لگی۔ اور عرفان تو جیسے خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔ ساجد نے کہا تھا "خوب یار تم نے تو سب سے بازی مار لی ایسا لگتا ہے جیسے دھرتی پر چاند اتر آیا ہے۔ ذرا دلہن کو آنکھیں کھولنے کو تو کہو" اس نے فریدہ سے کہا جو اس کی بغل میں گھس کر بیٹھی ہوئی تھی۔ فریدہ نے اپنی دلہن بھابی کو خوب گدگدی کی، وہ ذرا کسمسائی اور پھر گھٹنوں میں چہرہ چھپا لیا، مگر آنکھیں نہیں کھولیں۔ ذکیہ بیگم نے ڈانٹ دیا "کیوں پریشان کر رہی ہو بے چاری کو۔ ابھی نئی نئی ہے جب آنا جانا شروع ہوگا تو پھر کھل کر تم لوگوں سے باتیں کرے گی!"

ذکیہ کا دل باغ باغ ہو رہا تھا اور وہ خدا کا شکر ادا کر رہی تھیں کہ محنت کام آ گئی اور دلہن سب کو پسند آ گئی۔ وہ تو اپنے بیٹے سے عاجز آ چکی تھیں۔ کتنے ہی رشتے آئے مگر کوئی نہ کوئی نقص نکل ہی آتا۔ آخر تھک ہار کر انھوں نے عرفان کے آگے سپر ڈال دی تھی اور کہہ دیا تھا کہ باز آئی تمہاری دلہن ڈھونڈنے سے۔ بھلا ساری خوبیاں ایک ہی لڑکی میں کیسے سما سکتی ہیں۔ مگر عرفان اپنے فیصلے پر اٹل تھا۔ وہ تو ایسی بیوی چاہتا تھا جو اس کے تمام دوستوں کی بیویوں پر ہر اعتبار سے فائق ہو جائے۔ پھر نہ جانے کیا دھن سوار ہوئی کہ ذکیہ بیگم دوبارہ لڑکی کی تلاش میں بھاگ دوڑ کرنے لگیں اور محلے کی ایک مشاطہ کو پکڑا۔ کافی تگ و دو کے بعد فضل کریم صاحب کی صاحبزادی مہ پارہ کا رشتہ ذکیہ بیگم کے سامنے پیش کیا۔ مہ پارہ کو دیکھ کر ذکیہ بیگم تو لہالوٹ ہو گئیں۔ واقعی وہ چاند کا ٹکڑا تھی، خاندان بھی اچھا تھا اس لیے نہ کہنے کا سوال ہی نہیں تھا۔ عرفان کے سامنے اس کی اتنی تعریف کرتیں کہ وہ بھی خوشی سے پھول جاتا۔ یہ رشتہ ذکیہ بیگم فیضان کے لیے زیادہ مناسب سمجھتی تھیں جو عرفان سے بڑا تھا مگر اس کا ڈاکٹری کا آخری سال تھا اور اس کے بعد اسے ایم۔ ایس بھی کرنا تھا اس لیے انتظار کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ بڑی مشکلوں سے تو عرفان شادی کرنے کے لیے رضامند ہوا تھا اگر یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل جاتا تو پھر وہ بہو کے لیے جھک مارتی رہ جاتی۔

عرفان اپنی قسمت پر نازاں تھا اور اپنی ماں کے انتخاب پر اسے فخر تھا لیکن جب اس نے سہاگ رات دلہن کی آنکھیں کھلی دیکھیں تو ساری خوشیوں پر پانی پھر گیا۔ تب اسے اپنی ماں پر بہت غصہ آیا مگر ضبط کر گیا اور دلہن کی دلجوئی کے لیے خوب خوب تعریف کی۔ مگر اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔ کیا ماں کو اسکی آنکھیں سجھائی نہیں دی تھیں۔ اس کی یہ ڈیڑھ آنکھیں اُف! یہ کوئی معمولی نقص تو نہیں، وہ تو چاند پر معمولی سا دھبہ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ عرفان کا دماغ سنسنانے لگا اور طبیعت کی خرابی کا بہانہ بنا کر پلنگ پر دراز ہو گیا۔ بجلی بجھا دی کہیں

"لیکن۔ لیکن۔ [illegible] تو رمیش بابو۔ اس میں کچھ تبدیلی آ گئی ہے۔ اور [illegible] آپ کی بھلائی کے لیے ہی ہے"

"وہ کیا ہے" رمیش نے حیرت و استعجاب سے اپنے ہونے والے سمدھی سے پوچھا۔

"وہ یہ کہ۔ آپ اپنے داماد کو وہ سسرال والا مکان لکھ دیں۔ جو آپ نے مقدمہ لڑ کر بڑی مشکلوں سے اپنے سالے سے حاصل کیا ہے۔ میں کرایہ دار سے خالی کرا لوں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ کرایہ داروں سے مکان خالی کرانا آپ کے بس کی بات ہے بھی نہیں۔

یہ سنتے ہی رمیش کا سر چکرانے لگا اس نے محسوس کیا کہ وہ مقدمہ جیت کر بھی ہار گیا ہے۔ وہ ابھی تک مکان کا مقدمہ جیتا نہیں ہے۔ بلکہ یہ مقدمہ اب نسل در نسل چلتا رہے گا۔ یہ مقدمہ اس کا داماد لڑے گا۔ پھر اس کا داماد۔ اور پھر اس کا داماد۔ ابھی تو یہ مقدمہ گویا شروع ہوا ہے۔ بھگوان جانے اس کا انت کہاں ہوگا

(پٹنہ سے نشر)

معین شاہد ایڈیٹر
ہفتہ وار آدرش بنیادگنج۔ گیا ۸۲۲۰۰۳

اس کے چہرے کے تاثرات دلہن نہ دیکھ لے۔ وہ آنکھیں بند کیے پڑا رہا اور ان گزری باتوں پر غور کرتا رہا جو اس کی ماں نے دلہن کے بارے میں بتائی تھیں۔ کہا تھا لڑکی تو ایسی شرم و حیا کی پتلی ہے کہ عزیزوں کے آگے آنکھیں نہیں کھولتی۔ ماں اگر ڈھنڈورا پیٹ کر لڑکی کو دیکھنے نہ جاتیں تو اسے عام حالت میں دیکھ سکتی تھیں مگر انھوں نے تو پہلے ہی لڑکی والوں کو خبر کر دی تھی۔ پھر تو اسے خوب بنا سجا کر پیش کیا گیا اور چہرہ دیکھ کر تو ایسا لٹو ہوگئیں کہ تعریف کرتے نہیں تھکتی تھیں۔

صبح کو جب ذکیہ بیگم نے عرفان کا اترا ہوا چہرہ دیکھا تو دل دھک سے رہ گیا۔ انھیں بھی دلہن کی آنکھیں دیکھ کر اپنی اس چوک کا احساس ہو چکا تھا۔ مگر اب تو سب کچھ ہو چکا تھا۔ ان کے خاندانی عزت و شرافت کا دور دور تک شہرہ تھا۔ فضل کریم صاحب بھی ایک خاندانی وضعدار آدمی تھے۔ اگر عرفان نے . . . نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ذکیہ بیگم نے ان خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا۔ پھر عرفان کو دوسرے کمرے میں لے گئیں اور آہستہ سے پوچھا۔

"بیٹا تمہیں دلہن پسند آئی ؟"

عرفان تو جیسے بھرا پڑا تھا۔ ماں کے اس سوال پر برس پڑا۔

"ماں۔ کس جنم کا بدلہ تم نے مجھ سے لیا ہے ؟ کیا تم نے اس کی آنکھیں نہیں دیکھیں ؟؟ میں زندگی بھر اس اذیت کا لبادہ نہیں اوڑھ سکتا مجھے اس کے لیے کوئی قدم اٹھانا پڑے گا۔"

ذکیہ بیگم نے عرفان کے منہ پر انگلی رکھ دی اور خاموش رہنے کو کہا۔ انھوں نے اپنی صفائی میں بہت سی باتیں کہیں مگر عرفان نے ایک نہیں چلنے دی اور ذکیہ بیگم کو ایسا محسوس ہوا جیسے آنے والا طوفان اس خاندان کی عزت و شرافت کو خس و خاشاک کی طرح اڑا لے جائے گا۔ وہ کانپ گئیں اور رونے لگیں۔

چھٹیاں ختم ہو چکی تھیں، عرفان اپنی ملازمت پر دلی جانے کی تیاری کر رہا تھا وہ تو اور پہلے ہی جانا چاہ رہا تھا۔ اس کرب سے تھوڑی نجات دور ہی رہ کر ہو سکتی تھی۔ اسے اپنی بیوی سے بس رسمی سا تعلق تھا۔ ذکیہ بیگم کو کچھ سکون ہو چلا تھا بلکہ یہ خوش فہمی ہی تھی کہ عرفان دھیرے دھیرے اپنی حالت پر آ رہا ہے۔ انھیں کیا پتہ کہ عرفان کے سینے میں جو چنگاری سلگ رہی ہے وہ کسی بھی لمحہ شعلہ میں بدل سکتی ہے۔

—— اور پھر ایک دن بجلی گر پڑی۔

عرفان نے دلی سے بذریعہ رجسٹری دلہن [illegible] ڈرافٹ اور طلاق نامہ بھیج دیا تھا۔ ذکیہ بیگم پر تو قیامت ٹوٹ پڑی وہ کیا منہ لے کر دلہن کے پاس جاتیں۔ اس عرصے میں اپنی بہو سے انھیں کافی محبت ہو چکی تھی۔ صرف ایک معمولی جسمانی نقص کے علاوہ تمام خوبیاں اس کے اندر موجود تھیں۔ ذکیہ بیگم تو اس پر جان چھڑکتی تھیں۔ انھوں نے رو رو کر اپنا برا حال کر دیا تھا فریدہ کو تو اپنی بھابی سے اس قدر انسیت ہو گئی تھی کہ اس کے بغیر ایک پل بھی دور رہنا مشکل تھا۔ اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں، وہ تو خیر تھا کہ بھابی میکے میں تھیں ورنہ ان کا کیا حال ہوتا۔ کاش بھابی مر جاتیں تو سکون ہو جاتا۔ مرنے کے بعد جدائی پر صبر ہو جاتا ہے مگر جیتے جی جدائی کا غم بھلانا کتنا اذیتناک ہے۔

دن بھر دونوں نے کچھ نہیں کھایا۔ یہ خبر کون لے کر جاتے فیضان بھی شہر میں نہ تھا۔ پھر ذکیہ بیگم نے فیصلہ کیا کہ اسے کچھ دنوں تک راز ہی رکھا جائے اور کسی مناسب موقع پر دلہن کو اس کی خبر دی جائے۔

عرفان طلاق نامہ بھیج کر خود بھی سخت پریشان تھا۔ اسے گھر جانے کے نام سے نفرت ہو گئی تھی۔ وہ ایک عرصے سے ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب جانے کا خواہشمند تھا۔ اس واقعہ کے بعد اس نے اور بھی دوڑ دھوپ شروع کر دی۔ مختلف ٹراول ایجنسیوں سے رابطہ قائم کیا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو گیا۔ وہ سعودی عرب چلا گیا اور گھر پر کسی کو اطلاع بھی نہیں دی۔ ایک عرصے تک جب کوئی خط وغیرہ نہیں آیا تو ذکیہ بیگم کا ماتھا ٹھنکا۔ کئی خطوط لکھے مگر جواب نہیں آیا۔ پھر ٹیلی گرام کیا گیا پھر بھی کوئی جواب نہ آیا تو فیضان کو خیریت معلوم کرنے کے لیے دلی بھیجا گیا۔ وہاں جانے پر پتہ چلا کہ عرفان تو چھ ماہ سے سعودی عرب میں ہے لیکن وہاں کا اتہ پتہ نہیں مل سکا۔

فیضان کی زبانی جب ذکیہ بیگم کو اس کی خبر ملی تو سر پیٹ کر رہ گئیں۔ اب ان کے لیے کوئی چارہ نہیں گیا تھا کہ بہو کو اس کی اطلاع کے ساتھ ہی طلاق کی بھی خبر کر دیں۔ چار و ناچار اس کی خبر بہو کو کرا دی گئی۔ دونوں طرف ہاہاکار مچ گئی تھی۔ ان کی خاندانی عزت و شرافت کو نہ جانے کس کی نظر کھا گئی۔ ذکیہ بیگم پر پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

پورے ڈیڑھ سال بعد اچانک عرفان کا خط آیا۔ فریدہ دوڑتی ہوئی اپنی ماں کے پاس آئی۔ ذکیہ بیگم چاول چن رہی تھیں۔ فریدہ کے ہاتھ میں عرفان کا خط دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ فرط مسرت سے ان کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ پلو سے آنکھیں پونچھتے ہوئے لفافہ چاک کیا۔ فریدہ نے بیتابی سے ماں کے ہاتھ سے خط چھیننا چاہا مگر انھوں نے ہاتھ جھٹک دیا۔ "کیوں باؤلی ہوئی جاتی ہو۔ میں پہلے پڑھ لوں تم بعد میں پڑھ لینا۔" عرفان نے اپنی حرکت پر معذرت طلب کی تھی اور چھ ماہ بعد ہندوستان آنے کو لکھا تھا۔ فریدہ کا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ ذکیہ بیگم دل مسوس کر رہ گئیں۔ کاش عرفان نے اگر پہلے خط لکھا ہوتا تو فیضان کی شادی ٹال دی جاتی۔ مگر وہ ایسا غائب ہوا کہ کوئی خیر خبر ہی نہیں مل سکی۔ انھوں نے اپنے سینے پر صبر کی سل رکھ لی اور پھر فیضان کو شادی کے لیے آمادہ کر لیا تھا۔

دوسرے دن جب فیضان شہر سے آیا تو ذکیہ بیگم نے اسے خوشخبری سنائی۔ فیضان فرط خوشی سے اپنی ماں سے لپٹ گیا۔ پھر الگ ہٹتے ہوئے کہنے لگا۔ "آنے دو اسے۔ ایسا استقبال کروں گا کہ وہ بھی کیا یاد کرے گا۔" ذکیہ بیگم کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ انھوں نے فیضان کو سمجھاتے ہوئے کہا "پچھلی باتوں کو بھول جانا چاہیے۔ ایک مدت بعد اس [illegible] خوشیوں کے [illegible] ہوئے ہیں۔ خدا نے اس خاندان کی عزت بچالی۔" فیضان نے [illegible] لفظوں سے اپنی ماں کو دیکھا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

ذکیہ بیگم نے انگلیوں پر دن گننے شروع کر دیئے تھے انھیں عرفان کی آمد کا بے چینی سے انتظار تھا۔ ڈاکیے کی آواز پر ان کے کان کھڑے ہو جاتے اور وہ دروازے کی طرف لپکتیں مگر مایوسی ہوتی۔ ایک ایک لمحے کا انتظار ان کے لیے بڑا عذاب جان تھا۔ وہ اپنے آپ کو مصروف رکھتیں مگر دھیان ہمیشہ اسی طرف لگا رہتا۔

آخر خدا خدا کر کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ عرفان کا ٹیلی گرام ملا کہ فلاں دن دلی آئے گا اور دوسرے روز صبح کی فلائیٹ سے گھر پہنچے گا۔ ٹیلی گرام ملتے ہی پورا گھر خوشیوں کا گہوارہ بن گیا۔ سبھی کے چہرے کھلے ہوئے تھے۔ عرفان کے استقبال کے لیے پورا خاندان منتظر تھا۔

آج عرفان آنے والا تھا۔ فیضان اپنے پورے کنبے کے ساتھ ایرپورٹ پہنچ چکا تھا۔ مائک پر فلائٹ کے آنے کا اعلان ہوا تو سبھی لوگ وزیٹرز گیلری پر کھڑے ہو گئے جہاز اپنے وقت پر لینڈ کر گیا۔ سبھوں کی بے چین نظریں عرفان کی تلاش میں تھیں۔ زینہ جہاز کے گیٹ سے جا لگا۔ ایک ایک کر کے مسافر جہاز سے اتر رہے تھے۔ عرفان جہاز سے نکل کر بیتابی سے وزیٹرز گیلری کی جانب دیکھنے لگا۔ فریدہ دیر سے پیشانی پر ہاتھ کا سائبان کیے عرفان کو تلاش کر رہی تھی جب اس پر نظر پڑی تو چیخ اٹھی اور انگلی سے اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ رہے بھائی جان !" عرفان ہاتھ ہلا ہلا کر وزیٹرز گیلری کی جانب بڑھنے لگا۔ فریدہ دوڑ کر بھائی سے لپٹ گئی پھر ماں نے بلائیں لیں۔ عرفان کی نظریں کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ پھر اچانک فیضان پر نظر پڑی تو وہ بغل گیر ہو گیا۔ "بھائی جان بھابی کیوں نہیں آئیں ؟" عرفان نے اس سے پوچھا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میری شادی ہو گئی۔" فیضان نے تعجب سے پوچھا۔

"فریدہ نے اپنے خط میں اس کا ذکر کر دیا تھا"

"اچھا اس شیطان کی یہ حرکت ہے۔ ہاں تو مل لو ان سے۔ وہ بھی یہیں ہیں۔ وہ ہیں ہال میں۔"

عرفان لپکتا ہوا وہاں پہنچا اور اسے دیکھ کر بھونچکا رہ گیا۔ ایک جانا پہچانا چہرہ —— اس کی مطلقہ بیوی —— مگر صحیح و سالم۔

"یہ کیسے ہوا ؟" اس کی سوالیہ نظریں فیضان کی جانب اٹھ گئیں۔ تب ہی ذکیہ بیگم کو موقع مل گیا اور انھوں نے تقریر شروع کر دی۔

"بیٹا ! تم نے جس نگینے کو ناقص سمجھ کر اپنی انگوٹھی سے نکال پھینکا تھا اسے میں نے فیضان کی انگوٹھی میں جڑوا دیا۔ وہ ایک جوہری تھا اس کی قدر و قیمت پہچانتا تھا۔ اس نے اس نقص کو دور کر کے اس نگینے کو ہمیشہ کے لیے اپنا لیا۔ تم نے بہت عجلت سے کام لیا۔ ڈیڑھ آنکھیں کوئی ایسا نقص نہیں جسے آپریشن کے ذریعہ درست نہ کیا جا سکے۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ چلو اب گھر چلیں ——"

عرفان ایک مجسمے کی طرح ساکت تھا۔

تحریر و ترتیب : عزیز انصاری

ریڈیو پر طرح طرح کے پروگرام ہوتے ہیں لیکن ان میں کچھ مخصوص پروگرام جیسے "فارم اسکول آن ایر" بھی کبھی کبھی نشر ہوتے ہیں۔ اس پروگرام کا مقصد کسی ایک مضمون کی پوری جانکاری اپنے سننے والوں کو دینا ہوتا ہے۔ سننے والوں کی فہرست پہلے سے مرتب کرلی جاتی ہے۔ بیچ بیچ میں ان کی مشکلات کا حل بھی نشر کیا جاتا رہتا ہے۔ اس طرح ایک طے شدہ وقفے میں اس مضمون کی پوری جانکاری ماہرین کے ذریعے سننے والوں تک پہنچا دی جاتی ہے۔

پروگرام پوری طرح سے نشر ہوجانے کے بعد سوالات سننے والوں کو بذریعہ ڈاک بھیج دیے جاتے ہیں اور ان کے جوابات بھی بذریعہ ڈاک واپس وصول کرلیے جاتے ہیں۔ جوابات غور سے پڑھنے کے بعد پاس ہونے یا فیل ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ پاس ہونے والوں کے نام ریڈیو سے نشر کیے جاتے ہیں اور کچھ اچھے نمبر حاصل کرنے والوں کو انعامات بھی تقسیم کیے جاتے ہیں۔

اس طرح کے پروگرام میں ریڈیو کے ساتھ ہی مضمون سے متعلق دیگر محکمات سے بھی تعاون حاصل کیا جاتا ہے۔ کسی ایک فصل کو لے کر اس کی پوری جانکاری کسانوں کو دینا مرغی پالن، سفید انقلاب وغیرہ کچھ ایسے مضامین ہیں جن پر کئی مراکز نے اس طرح کے پروگرام نشر کیے ہیں۔

۸ رنومبر ۱۹۸۴ء سے یکم اگست ۱۹۸۵ء تک ریڈیو ترچور (کیرالہ) نے ایک پروگرام امداد باہمی پر نشر کیا۔ اس میں اسٹیٹ کوآپریٹو یونین، کوآپریٹو بینک، کوآپریٹو ڈپارٹمنٹ آکرالہ ایگریکلچر یونی ورسٹی اور اپیکس کوآپریٹو فیڈریشن کا مکمل تعاون حاصل ہوا۔

قریب ۵۰۰۰ لوگوں نے اپنے آپ کو اس پروگرام کا سامع بنا منظور کیا اور ہر ہفتہ نشر ہونے والے پروگرام پر اپنی رائے سے ریڈیو کو آگاہ کرتے رہے۔ اسی رائے اور سننے والوں کے پیار کو بنیاد مان کر اس پروگرام کا نتیجہ نکالا گیا۔ ۴۷ لوگوں کو معیار کے حساب سے منتخب کیا گیا جن میں ۸ عورتیں بھی شامل تھیں۔

ان تمام سننے والوں کے لیے ایک کل ہند دورے کا اہتمام کیا گیا جس میں ۱۴ صوبوں کے خاص خاص کوآپریٹو مرکز دیکھنا اور سمجھنا بھی شامل تھا۔ ایک آرام دہ بس میں یہ قافلہ ۳ رمارچ ۱۹۸۶ء کو ترچور سے روانہ ہوا۔ کنڑ گڈ (منگلور)، پنجی (گوا) پونا بمبئی، سورت، آنند، گاندھی نگر، جے پور ہوتے ہوئے ۱۲ رمارچ ۱۹۸۶ء کو دہلی پہنچا۔ ۱۴ رمارچ ۱۹۸۶ء کو ریڈیو کے ڈائریکٹر جنرل جناب ...... ماتھر صاحب اور نشریات کے وزیر جناب .... گاڈگل صاحب سے ملاقات کی۔ دہلی سے آگرہ، بھوپال، سیواگرام، حیدرآباد، بنگلور، میسور، اوٹی، کوامبٹور ہوتے ہوئے مورخہ ۲۵ رمارچ کو واپس ترچور پہنچا۔

ریڈیو ترچور کے فارم ریڈیو آفیسر جناب کے کے کرین اور کوآپریٹو کالج ترچور کے پرنسپل جناب پی۔ ایس بالن اخیر تک اس ٹور میں شریک رہے۔ ان کی رہنمائی اور کوششوں کی وجہ سے نہ صرف یہ ٹور بلکہ پورا پروگرام بحسن وخوبی انجام پایا۔

(فارم اینڈ ہوم یونٹ، آکاشوانی نئی دہلی)

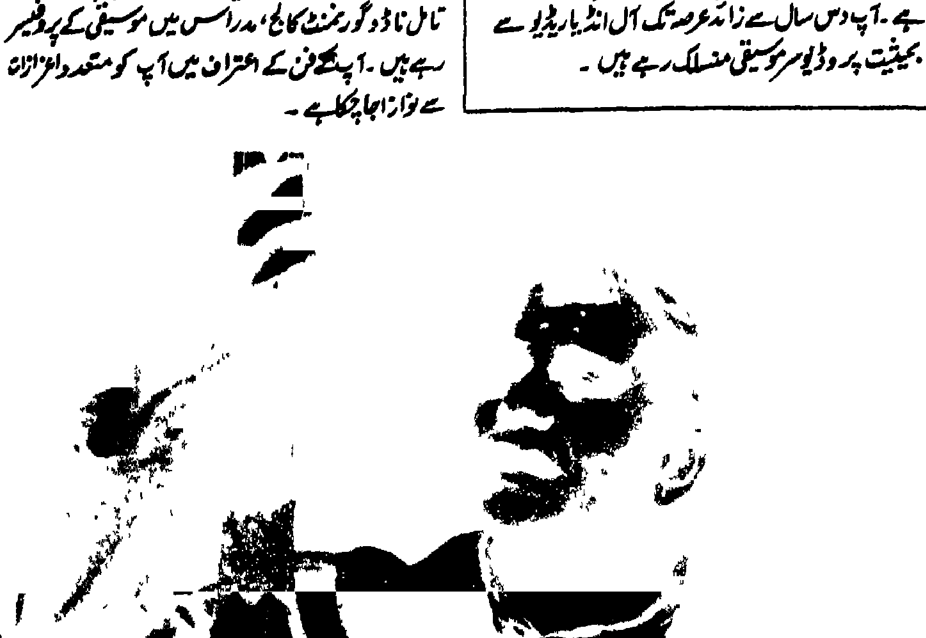
نیشنل پروگرام

پرکاش وڈھیرہ کا بانسری وادن
ہفتہ ۳ رمئی رات ساڑھے نو بجے

ملک کے مقبول و نامور بانسری نواز پرکاش وڈھیرہ نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم ہرنے چند رہڈگابہ اور بعد میں علی اکبر خاں سے پائی۔ پنڈت روی شنکر اور سورگیہ پنّالال گھوش کی طویل رفاقت نے ان کے انداز کو بڑی حد تک متاثر کیا ہے۔ جمالیات کے لطیف شعور کے ساتھ گائیکی انگ کی پیش کش ان کے بانسری وادن کی انفرادی خصوصیت ہے۔ آپ دس سال سے زائد عرصہ تک آل انڈیا ریڈیو سے بحیثیت پروڈیوسر موسیقی منسلک رہے ہیں۔

پالگھاٹ کے وی نارائنا سوامی کا گائن
۱۰ رمئی رات ساڑھے نو بجے

شری پالگھاٹ کرناٹک موسیقی کے صف اول کے فنکاروں میں شمار کیے جاتے ہیں آپ کا تعلق کیرل کے موسیقاروں کے ایک گھرانے سے ہے۔ موسیقی کی تعلیم اپنے دادا اور پتا سے حاصل کی اور بعد میں سورگیہ آریاکڈی راماننج آینگر سے "گروکلا" میں تربیت حاصل کی۔ شری پالگھاٹ تامل ناڈو گورنمنٹ کالج، مدراس میں موسیقی کے پروفیسر رہے ہیں۔ آپ کے فن کے اعتراف میں آپ کو متعدد اعزازات سے نوازا جا چکا ہے۔





آپ کی رائے

اس بار یکم مارچ ۸۶ء کا رسالہ "آواز" بہت دیر سے موصول ہوا۔ جس کے لیے مجھے کافی انتظار کرنا پڑا۔ چونکہ یہ سب یہاں کے ایجنٹ حضرات کی مہربانی ہے ورنہ رسالہ وقت سے موصول ہونے میں کبھی دقت نہیں ہوئی۔ بہرکیف! ـــ آواز اس وقت ہماری انگلیوں کی گرفت میں ہے۔ ـــ ورق گردانی کرتے ہوئے ہماری نگاہ اولاً محمد عاصم واحدی کا مضمون ـــ "صحافت کے فرائض" پر مرکوز ہوئی جو دورِ حاضر کے صحافیوں کے لیے بہت مفید ہوں گے ـــ عاصم صاحب نے بحیثیت خود آپ بچے صحافی ہونے کے اپنے اس مضمون سے ان صحافیوں کو بھی صحیح اور مستحکم طور پر صحافت کے فرائض سے روشناس کرانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ جو حضرات صحافی ہوجانے کے بعد صحافت کے فرض کو سرانجام دینا نہیں جانتے۔ صحافی کو ہر قوم ہر مذہب اور ہر فرقے کے دلوں کی دھڑکن کا خیال رکھنا چاہیے۔ ہندوستان جیسے سیکولر ملک میں تو اس بات کا برابر خیال رکھا جائے ـــ جیسا کہ عاصم صاحب فرماتے ہیں کہ ـــ

"... صحافت کے فرائض میں یہ اور بھی قابل لحاظ ہے کہ ملک کے اندر بسنے والے مختلف فرقوں اور مختلف مذاہب کے لوگوں میں اپنے پن کا احساس پیدا کیا جائے ...."

خیر! ـــ شخصیات شعر و ادب پر شمیم فاروقی صاحب کا مضمون بھی پسند آیا۔ حالانکہ مضمون نہایت مختصر ہے مگر جامع ہے۔ شبلی، سرسید، حالی، آزاد، نذیر پر تو جتنا بھی طبع آزمائی کی جائے کم ہے۔ یہ اردو ادب کے مضبوط ستون ہیں جن کے دم سے اردو کا لٹریچر پرورش پا رہا ہے ـــ جنھیں مہدی افادی جیسے نقاد نے پانچ عناصرِ خمسہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ جن میں سے ایک ایک کی الگ الگ صفات ہیں جو اردو ادب میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے ہیں۔

سہلاتے نہ بنے کالم میں اجمل اجملی صاحب نے راسکولینکوف کا بہترین کردار پیش کیا ہے ـــ محترمہ بلقیس فاطمی نے اپنی مشرقی بہنوں کو ادب کے متعلق اچھا سجھاؤ پیش کیا ہے۔ مضمون کا معیار بھی کافی بلند ہے۔

افسانوں کی اس بار بہار تھی یعنی کہ تعداد میں چار تھے اور سب ایک دوسرے پر گراں تھے۔ سبھی کا مطالعہ کر چکا ہوں ـــ اچھے ہیں۔ میری طرف سے ان افسانہ نگاروں کو بہت بہت مبارکباد اور دعاگو ہوں کہ ان کے قلم سے برابر ایسے معیار کا افسانہ منظرِ عام پر آئے۔

رسول احمد شیخ صاحب جنھوں نے اپنے مضمون سے زبردست محظوظ کیا ہے خواہ وہ کوئی نوجوان ہو اس کے لیے تعلیم اور روزگار دو بڑے مسئلہ ہیں جنھیں وہ بڑی مسافرت کے بعد طے کر پاتا ہے۔

غزلیں اس بار اردو سروس سے نشر ہوتیں۔ اور وہ بھی طرحی ـــ خیر چند معزز شاعروں کی غزلیں پسند آئیں جن میں کچھ شعر بہت پسند آئے جس طرح پرویز صدیقی کا شعر ـــ

میں کیسے سمجھ لوں کہ محبت ہے اسے بھی
پرویز کبھی اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا

پھر کرن احساس ـــ

پھولوں کی طرح ہے تمھیں ہنسنے کی تمنا
پھولوں کا مگر اس نے مقدر نہیں دیکھا

انور حسین انور کا یہ شعر بہت پسند آیا ـــ

ہر ذرّے کو اک عمر سے تیری ہی طلب ہے
تو نے مری راہوں سے گزر کر نہیں دیکھا

ڈاکٹر گلشن بجنوری کا پہلا شعر ـــ

ماضی کے ورق کو کبھی یکسر نہیں دیکھا
نادان تھے، ہم نے تمھیں پڑھ کر نہیں دیکھا

ان شاعروں کو مبارکباد پیش کر دیں ـــ شکریہ

سید اختر حسن ماجد
سوداگر محلہ، گورکھپور

آواز کا برابر مطالعہ کر رہا ہوں اس کی روز افزوں ترقی پر خوشی کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتا اس شمارہ کے سبھی افسانے مضامین اور خاص کر جلیل بازید پوری کا ڈرامہ ترک آزدہی تونگری ہے بہت پسند آیا اس مرتبہ اردو سروس سے طرحی غزلیں بھی خوب ہیں افسانوں کا انتخاب بہتر ہے سید باقر رضا صاحب کا۔ پینگوئن قدیم عجیب پرندہ: قدرت کا عجیب و غریب پرندہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس شمارے کے مضامین کافی معلوماتی ہیں۔ صرف شمع فروزاں کی کمی کھٹکتی ہے شخصیات میں مولانا شبلی نعمانی بحیثیت نثر نگار ایک کارآمد اور معلوماتی مضمون ہے بہرحال آواز ان دنوں ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے آواز میں فنکاروں کی تصویر بھی شائع کرنے کی کوشش کریں امید ہے مزاج گرامی بخیر ہو گا۔

سید زین العابدین راہی

محترم چیف ایڈیٹر صاحب آداب و نیاز!

عرض یہ ہے کہ میں آپ کے رسالہ آواز کا نیا قاری ہوں اور پچھلے کچھ دنوں سے یہ رسالہ میں بہت ہی پابندی سے پڑھ رہا ہوں۔ اور انشاء اللہ پڑھتا رہوں گا۔ ۱۶ مارچ کے رسالہ میں دوردرشن کے پروگراموں کا خلاصہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی مبارکباد قبول کیجئے۔

کالم دوردرشن میں اگر آپ اتوار کی فیچر فلم کا نام بھی دیا کریں تو کیا ہی اچھا ہو۔

ساتھ ہی اظہر نعمانی کی غزل اور زبیر رضوی کا ریڈیو ناٹک (اس رات کا قرض) بھی پڑھا۔ جو کہ بہت ہی خوبصورت و معیاری لگے۔ (مبارکباد قبول کیجئے)

مجھے آپ سے امید ہے کہ آپ اتوار کی فیچر فلم کا نام رسالہ میں دینے کی طرف ضرور توجہ فرمائیں گے۔ شکریہ

محمد اسلم انصاری
کنوری گنج گلی انصاریان
علی گڑھ یو۔ پی پن ۲۰۲۰۰۱

اس سلسلے میں ہماری کوشش ہے کہ آپ کو نہ صرف فیچر فلم کا نام بلکہ زیادہ سے زیادہ معلومات مہیا کرائی جائیں۔

منگل شب کی محفلِ موسیقی

منجو مہتہ کا ستار وادن

۶ر مئی رات دس بجے

منجو مہتہ کا تعلق جے پور کے بھٹ خاندان سے ہے۔ موسیقی کی تعلیم اپنے بڑے بھائی ششی موہن سے حاصل کی ریاستی اور مرکزی سرکار کی جانب سے انہیں اسکالرشپ ملا اور دامودر لال کابرہ سے بھی تربیت پائی۔ آل انڈیا ریڈیو کے ٹیلنٹ سرچ کمپٹیشن میں انعام یافتہ منجو مہتہ نے ایم اے (موسیقی) امتیازی پوزیشن سے پاس کیا ہے۔

آپ اپنے فن کا مظاہرہ نہ صرف ملک بلکہ بیرونِ ملک بھی کئی محفلوں میں بڑی کامیابی سے کر چکی ہیں۔ آج کل آپ احمدآباد کے سپتک اسکول آف میوزک میں موسیقی کی استاد اور ٹرسٹی ہیں۔

شروتی سڈولکر کا گائن

۱۳ر مئی رات دس بجے

شریمتی سڈولکر نے بچپن سے ہی موسیقی کی تعلیم اپنے پتا پنڈت وامن راؤ سڈولکر سے حاصل کرنا شروع کر دی تھی جو بذات خود جے پور، اترولی گھرانہ کے فنکار استاد اللہ دیا خاں کے شاگرد تھے۔ اس کے علاوہ شریمتی سڈولکر نے بارہ سال تک استاد گلا بھائی جبدن والے سے بھی موسیقی کی تعلیم حاصل کی۔

بمبئی یونیورسٹی سے گریجویشن کے ساتھ ساتھ انھوں نے ایس این ڈی ٹی یونیورسٹی بمبئی سے موسیقی میں ایم اے کی ڈگری پائی ہے اور اکھل بھارتیہ گندھرو مہاودیالیہ منڈل سے سنگیت وشارد بھی کیا ہے۔

۱۶ر مارچ کا شمارہ اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ رونق افروز ہوا سب سے پہلے میں جناب ناصر زیدی صاحب کو مبارک باد پیش کرتی ہوں جنھوں نے چند لفظوں میں حضرت علیؑ کی ذات گرامی و شجاعت اور قناعت پسندی سے روشناس کرایا تحریر کی ابتداء انہوں نے اتنے اچھے اور خوبصورت ڈھنگ سے کی ہے کہ قاری پہلی سطر پڑھ کر پورا مضمون ختم کرنا چاہے گا۔

رشید احمد صدیقی کی شخصیت پہ جو روشنی جناب غلام رضوی گردش صاحب نے ڈالی ہے وہ کوئی وزن نہیں رکھتی کیونکہ گردش صاحب نے شخصیت سے ہٹ کر انہیں کی کہی باتوں کو زیادہ پیش کیا ہے زیبہ رضوی صاحب نے ڈرامہ "اس رات کا قرض" کی ابتدا اچھی کی ہے لیکن نواب آغا جان کا انجام خود اپنے ہاتھوں اپنا گلا گھونٹنا بچوں سی باتیں معلوم پڑتی ہیں ہاں خود اپنے آپ کو خنجر مار کر ہلاک کر لینا ممکن ہے، لیکن اپنا گلا اپنے ہاتھوں سے گھونٹنا ممکن نہیں۔

افسانہ "شوکیس کی گڑیا" کوئی نقش نہیں چھوڑتی کیونکہ اس میں صرف الفاظ کے ذخیرے ملتے ہیں خواجہ احمد صاحب افسانہ لکھنے سے قبل کردار، پلاٹ منظر مرتب کر لیا کریں تو زیادہ بہتر ہوگا محترمہ عطیہ پروین صاحبہ کے اب تک جتنے بھی ناول افسانہ ہمیں پڑھنے کا موقع ملا ان سبھوں میں ایک ہی چیز بار بار پڑھتی رہی ہوں وہ ہے ہر ناول افسانہ میں پلاٹ، کردار، منظر نگاری گھر کے اردگرد گھومتا رہا۔ جنت کی کنجی، قاری کو کسی طرح سے متاثر نہیں کرتی "مادام دفارج" جیسا کہ سرورق پر لکھا تھا۔

بلاشبہ ویسا ہی پایا" مادم دفارج" کا کردار واقعی قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑتا ہے میں دل سے نجمہ بانو حسن صاحبہ کو مبارک باد پیش کرتی ہوں جنھوں نے بلاشبہ مزاحیہ مضمون "بہو کی تلاش ایک مصیبت لکھا ہے" لیکن صحیح معنوں میں ہمارے معاشرے کو عریاں کر دیا ہے۔ ہمارا معاشرہ جو لڑکے کو ایک پونجی اور لڑکی کو ایک بوجھ سمجھ بیٹھا ہے۔ یہ سارے کے سارے خرافات لڑکے کی نہیں بلکہ ہمارے والدین کی ہوا کرتی ہے کاش کہ لڑکے کے نام پہ فرمائشی شرائط بند کر دیں تو کوئی بھی لڑکی کسی والدین کے لیے بوجھ نہ ہوگی۔ اس بار سارے کے سارے غزل قابل تحسین ہیں ۔ بدر قیصی بریلوی کی غزل میں مطلع کے شعر میں کتابت کی غلطی ہوئی ہے شعر ملاحظہ ہو۔

زندگی کی دھوپ میں جوتے چٹانوں کی طرح
سیل غم میں بہہ گئے کچے مکانوں کی طرح

کچے کی جگہ بچے لکھا گیا ہے۔
پھر خود بدر قیصی صاحب غلطی کرتے ہیں ایک شعر انھوں نے قافیہ سے پلٹ کر لکھا ہے شعر ملاحظہ فرمائیے

روز راتوں کو لہو دیتے ہیں تنہائی کے زخم
دل میں سناٹے بھی چیختے ہیں سنانوں کی طرح

جب کہ غزل قافیہ، چٹانوں، مکانوں، داستانوں وغیرہ وغیرہ ہے پھر کب تک طنز و مزاح یا افسانہ نمبر نکال رہے ہیں۔

روشن آرا
چوک بازار چھوٹی مسجد روڈ
ڈالٹن گنج پلاموں۔ بہار

۱۶ر مارچ کا شمارہ باصرہ نظر نواز ہوا ویسے طالب علموں کے لیے تو یہ ایک اہم معلوماتی مضامین کا ذخیرہ ثابت ہوتا ہے۔ لیکن سائنسی مضامین کی کمی ہمیشہ محسوس ہوتی ہے جب کہ ہر شمارہ میں ایک سائنسی مضمون ضرور شامل ہونا چاہیے تاکہ ادب برائے ادب تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اس سائنسی دور میں سائنس لینے والے تمام طلباء سائنسی مضامین پڑھ کر ایک اعلیٰ سائنسی مزاج پیدا کریں۔

اس شمارے کی دیگر خصوصیات کے علاوہ زیبہ رضوی کا ریڈیو ناٹک "اس رات کا قرض" اور عطیہ پروین کا افسانہ "جنت کی کنجی" بے حد پسند آیا۔ ایک چھوٹی سی شکایت ہے کہ آکاشوانی رانچی بھاگلپور اور دربھنگہ کا پروگرام شائع نہیں کیا جاتا کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان اسٹیشنوں سے پروگرام ارسال نہیں کیا جاتا مہربانی کر کے اس طرف بھی توجہ فرمائیں آپ کا ممنون رہوں گا۔

ایم شاکر حسین شاکر
معرفت:۔ محمد سلیمان قاتیرمین
منظر ٹولہ، صاحب گنج ۸۱۶۱۰۹ (بہار)

میں یہ کہنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ آواز اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ منظر عام پر ہمیشہ ضرور آتا رہا ہے مگر ایک کمی یہ ہے عظیم شاعروں اور قلم کاروں کی ہمت افزائی ہوتی رہتی ہے اور جو بے چارہ اپنے اندر اپنی قابلیت کو محسوس کرتا اور اپنے تاثرات کو زبان قلم سے ادا کر کے آواز میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اس کے تاثرات کو زبردست ٹھیس پہنچائی جاتی ہے اور اشاعت نہ ہونے کی صورت میں ایک آہ لیکر ہمیشہ گمنامی کے غار میں سانس لیتا نظر آتا ہے۔ برائے مہربانی کوئی خیال واضح کریں تاکہ ہمارے شعراء کرام یا مقالہ نگار اپنی ہمت کا داد پاسکیں۔

نوازش و کرم ہوگی
وسیم الحق اصغر الندوی
محلہ خانقاہ بہار شریف ۸۰۳۱۰۱

آواز ریڈیو کا جریدہ ہے۔ آواز میں اشاعت کے لیے کسی بھی تخلیق کو نشریے کے مرحلے سے گذرنا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں نزدیکی ریڈیو اسٹیشن سے رابطہ قائم کیجیے۔

محترمی

یکم تا پندرہ اپریل کے آواز کے شمارے میں آپ کی رائے کالم نہ دیکھ کر تشویش ہوئی اگر اتفاقاً ایسا ہو گیا ہے تو کوئی بات نہیں اور اگر آپ نے اسے مستقل طور پر بند کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو یہ بات باعث فکر ہے کیوں کہ یہ کالم قارئین اور آپ کے درمیان ایک اچھا رابطہ ہے اس کے ذریعے ہم اور آپ گفتگو کر لیتے ہیں۔ برائے کرم اس طرف غور کی زحمت فرمائیں۔

۱۶ تا ۳۱ر مارچ کے شمارے میں رامپور آکاشوانی میں سامعین کے روبرو منعقد شعری نشست کی تصاویر دیکھیں اگر اس میں شرکت کرنے والے نوجوان فنکاروں کی تخلیقات بھی اس شمارے میں شامل کر دی جاتیں تو بہتر ہوتا۔

محمد اکرام جنرل مرچنٹ
قصبہ میر گنج - بریلی

یکم اپریل کے شمارے میں 'آپ کی رائے' کالم اچھے خطوط موصول نہ ہونے کے سبب شامل نہیں ہو سکا۔

یکم اپریل کا شمارہ دستیاب ہوا۔ ہر شمارے کی طرح اس بار بھی رنگا رنگ مضامین، بہترین افسانے اور پیاری غزلیں پڑھنے کو ملیں۔ حقیقت جانئے اس کے باقاعدہ مطالعے سے ہمیں تو ایسا محسوس ہونے لگا جیسے میری دھڑکن کا یہ ہمدم بن گیا ہے اور واقعی یہ ہر بار اپنے آنچل میں بہترین فنکاروں کی بہترین نگارشات لیے ہوتا ہے۔

اس بار صبیحہ انور صاحبہ کا افسانہ "بدلا ہوا منظر" مضائیہ رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ اسلوب بیان افسانے کی روح کو موثر بنا گئے "تھکا ہوا تعاقب" افسانہ بہت پسند آیا۔ رئیس نجمی امروہوی صاحب نے جس مقصد کے [illegible] اس افسانے کی تخلیق کی ہے وہ بالکل عیاں ہے۔ واقعی آج کے لوگ ایسے ہی شیوہ پسند ہیں جیسے کہ مذکورہ افسانے میں پیش کیے گئے۔ افسانہ "ایک انار سو بیمار" ڈاکٹر شمیم نکہت صاحبہ کی ایک اچھی تخلیق ہے۔ پنڈت جی جو ہمیشہ ہر کام کے لیے حاضر خدمت ہوتے، ان کی ڈائری کے ورق ورق پر لوگوں کے کاموں کے نام اور ان کے پتے درج ہوتے لیکن "پنڈت جی کا نمبر کسی گھر کے ایک سوکھے ورق پر بھی نہیں تھا۔ اسی مقام پر مصنف نے قاری کو متاثر کیا ہے۔ اور بالآخر انکی گمشدگی لوگوں کے لیے ایک المیہ بن کر رہ جاتی ہے۔

"طنز و مزاح بیسویں صدی کے اوائل میں" ادب کی نامور اور معتبر شخصیت ڈاکٹر جناب قمر رئیس صاحب کے نوک قلم سے تحریر کردہ مقالہ پڑھ کر علمی استعداد میں اضافے ہوئے۔ "شخصیات شعر و ادب" میں افسانوی ادب کا فخریہ نام محترمہ عصمت چغتائی صاحبہ پر ڈاکٹر زینت بشیر صاحبہ نے جو مضمون تحریر کیا ہے ان سے بھرپور استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ عصمت کے گوناگوں فنی پہلوؤں اور ان کے آرٹ کے مقاصد پر زینت بشیر نے مختصر طور پر ایک انوکھا تجزیہ پیش کیا ہے۔ لکھنوی کی غزلوں میں تسنیم فاروقی اور آفاق فاخری صاحبان کو میری جانب سے مبارکباد پہونچے تسنیم صاحب کا یہ خوبصورت سا شعر جس نے بیساختہ مجھے عش عش پر مجبور کر دیا۔

عکس حسیں پہ نقابیں یہ نگاہوں کے چراغ
کیا سلیقہ ہے کہ پردہ بھی ہے جلوہ بھی ہے

اور آفاق فاخری صاحب کا آج کے زمانے کے آدمیوں پر گہرا طنز کرتا ہوا یہ مطلع کا شعر۔

کس کے اندر خلوص و وفا، پیار ہے ۔
آج کا آدمی اک ادا کار ہے

بہت بہت پسند آئے۔

آفتاب عالم نجمی (بی اے)
شاہی خانہ، کے۔ بی۔ روڈ صاحب گنج ۸۱۶۱۰۹

دوردرشن

دہلی — چینل 4 تصویر 62.25 MHz / بینڈ 1 آواز 67.75 MHz

مسوری — چینل 10 تصویر 210.25 MHz / بینڈ 3 آواز 215.75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام

۶-۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)

۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)

۷-۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات

۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)

۹-۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)

۱۱-۱۵ نیوز ہیڈلائن (ہفتہ کو ۱۲-۲۰ پر)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر

صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ سائنس (آٹھویں جماعت)

۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)

۱۰-۱۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے

۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل

صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)

۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)

۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ

صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ حساب (آٹھویں جماعت)

۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ بائیلوجی (دسویں جماعت)

۱۰-۱۱ اور شام ۴-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات

صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ جغرافیہ (دسویں جماعت)

۱۰-۵۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے

۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ

صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ فزکس (دسویں جماعت)

۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ انگریزی کا سبق (چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۳۰ اور شام ۴-۴۰

اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

دہلی سے I

اتوار

صبح ۹-۳۰ سرب سانجھی گوربانی / کارٹون فلم

۹-۴۵ یوگ اور سواستھ

۱۰-۰۰ مکی اینڈ ڈونالڈ والٹ ڈزنی کی کارٹون فلم

۱۰-۲۵ ایک، دو، تین، چار (ہندی سیریل)

۱۰-۵۰ ایڈونچر آف شرلاک ہومز انگریزی: دیب آرتھر کانن ڈائل کے نامور جاسوسی کردار شرلاک ہومز کے کارناموں پر مبنی انگریزی سیریل

۱۱-۴۰ اپنے آپ

۱۱-۵۵ جنی / لینادینہ (ہندی سیریل)

دوپہر

۱۲-۳۵ درپن (ہندی سیریل)

۱-۲۰ کہاں گئے وہ لوگ (ہندی سیریل)

۲-۰۰ علاقائی [illegible] فیچر فلم

علاقائی زبان [illegible]

[illegible]

شام

۵-۰۰ آزادی کی کہانی

۵-۱۵ [illegible]

۵-۴۵ ہندی فیچر فلم

۷-۳۰ دیوالیٹیڈ یڈ [illegible] گھریلو پالتو جانوروں کی تربیت پر انگریزی پروگرام

۹-۰۰ کوئیز ٹائم

۱۰-۰۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام

۱۰-۵۵ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر

شام ۶-۰۰ [illegible] فلم

[illegible] اور

کرتویہ (۱۱ اور ۷ بجے)

روایتی [illegible] (۱۱ اور ۱۷ بجے)

۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)

۷-۳۰ سندھ سماچار / سنگیت

۷-۴۰ ہندی ناٹک

۹-۰۰ نکڑ (ہندی سیریل)

۹-۵۰ چترمالا: علاقائی فلموں سے گیت و رقص

۱۰-۲۰ چھپتے چھپتے (ہندی سیریل)

۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ [illegible]

منگل

شام

۶-۰۰ وگیان درشن

۶-۱۵ قانونی صلاح

(I اور III اور V منگل)
ہمارے کام گار ، ہمارے ادیوگ
(II اور IV منگل)
۷-۰۰ کھیل اور کھلاڑی
۷-۳۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / بزم (اردو ادبی میگزین)
۸-۱۰ یوتھ فورم (I اور III اور V منگل)
یووا منچ (II اور IV منگل)

۹-۰۰ ہندی سیریل

۹-۵۰ پنوراما (I اور III اور V منگل)

جن وانی (II اور IV منگل)

۱۰-۳۰ 'دی میکنگ آف مین کائینڈ'

(انگریزی سیریل)

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / گلوبل گلمپسز

بدھ

شام
۶-۰۰ وکاس کی اور (۲۰ نکاتی پروگرام)
۶-۱۵ نٹ کھٹ دنیا / بچوں کے لیے
۶-۳۵ مہیلاؤں کے لیے
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)

۹-۰۰ چھوٹے بڑے (ہندی سیریل)

۹-۵۰ نیوز لائن

۱۰-۲۰ عجوبے (ہندی سیریل)

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعرات

شام
۶-۰۰ گھریلو نسخے
۶-۱۵ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۴۵ آزادی کے دیوانے
مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ ٹیلی کوئز
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگم سنگیت
۸-۲۵ انگریزی سیریل

۹-۰۰ ایک کہانی (ہندی سیریل)

۹-۵۰ پرشن منچ / اسپورٹس کوئیز

۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ

شام
۶-۰۰ آپ کا پریوار
۶-۱۵ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۴۵ سنگم سنگیت
۷-۳۰ سندھ سماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار

۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)

۹-۵۰ رشتے ناطے (ہندی سیریل)

۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس نوٹس / ان دس آور لینڈ / اسٹیٹس آف دی یونین

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر
۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۰ فریگل راک
۲-۳۵ یوتھ فورم / یووا منچ
۳-۰۰ ویسٹرن میوزک
۳-۲۵ چین آئیے (انگریزی سیریل)

شام
۶-۰۰ جان ہے جہان ہے
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی / انگریزی)
۷-۱۰ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / فارمی فورسس / سنگم سنگیت
۷-۴۰ سنگم سنگیت
۸-۱۰ سپتاہکی

۹-۰۰ ہندی سیریل

۹-۵۰ سائنس پروگرام / اسٹرگل فار فریڈم / فلم ڈویژن کی فلم

دہلی II

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)

۷-۴۰ اوشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام
۶-۳۰ سنگم سنگیت
۶-۴۵ ڈاکیومنٹری فلم / ہندی پتریکا

۷-۱۵ بہورنگ
۷-۴۵ انگریزی سیریل

پیر

شام
۶-۳۰ سنگم سنگیت
۶-۴۵ انگریزی سیریل / فلم
۷-۰۰ مختصر فلم / ڈاکیومنٹری
۷-۴۵ چہل پہل
۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ

منگل

شام
۶-۳۰ سنگم سنگیت
۶-۴۵ نو ودیہ
اسکول کے بچوں کا پیش کردہ پروگرام
۷-۱۵ یہ دلی ہے : ناگرک سمسیا
۷-۴۵ او لڈ فاکس (انگریزی سیریل)

بدھ

شام
۶-۳۰ سنگم سنگیت
۶-۴۵ فلم میگزین (انگریزی)
۷-۰۰ یوروواؤں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے (کلا پری کرما)
۷-۴۵ پنجابی درپن

جمعرات

شام
۶-۳۰ آپ کا باغیچہ
۶-۴۵ کوئیز پروگرام / ننھے منوں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے
۷-۴۵ پوپ میوزک

جمعہ

شام
۶-۳۰ قوالیاں / بھجن
۶-۴۵ بزم (اردو ادبی میگزین پروگرام)
۷-۴۵ کلا پریکرما

۷-۴۵ انگریزی ڈرامہ / ہندی ڈرامہ

ہفتہ

شام
۶-۳۰ اگلے ہفتے میں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ یہ دلی ہے (آئینہ)
۷-۴۵ باتیں اس زمانے کی (ماضی پر ایک نظر)
۸-۰۰ کلاسیکل میوزک / ڈانس

ضرورت کے مطابق پروگراموں میں تبدیلی کا امکان ہے۔

سرینگر

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 17 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

دوپہر اور سہ پہر

۱۲-۲۵ ، ۴-۰۰ اردو میں تعلیمی پروگرام (پیر اور جمعہ)
۱۲-۴۵ ، ۴-۴۵ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (سوائے اتوار اور تعطیلات کے)
۵-۵۰ دیہی ناظرین کے لیے (پیر تا جمعرات)

شام

۷-۲۵ کشمیری میں خبریں
۷-۳۰ اردو میں خبریں
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

جالندھر

چینل 9 تصویر 203 25 MHz
بینڈ 13 آواز 208 75 MHz

امرتسر

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 194 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح

۸-۳۰ ، شام ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (اتوار)

شام

۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (پیر تا جمعہ)
۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
پروگراموں کا خلاصہ (ہفتہ)

دوپہر

۱۲-۴۵ اور ۱-۴۵
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام
(روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

شام

۵-۱۵ پنجابی فیچر فلم (ہفتہ IV)
۵-۳۰ پنجابی میں مختصر خبریں (روزانہ سوائے اتوار)
۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم (اتوار)
۶-۰۰ میرا پنڈ میرے کھیت (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)
۷-۳۰ پنجابی میں خبریں
۷-۴۰ رشماں (اتوار، پیر، بدھ اور جمعہ)
میل پتھر (منگل، جمعرات اور ہفتہ)
۷-۴۵ پنجابی ناٹک (پیر)
چترہار (منگل اور ہفتہ)
ہندی ناٹک (جمعہ)
۸-۰۵ چترہار (بدھ)
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے)

لکھنؤ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

کانپور

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح

۹-۴۵ تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)
۱۲-۴۵ اور سہ پہر ۴-۰۰
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام

۶-۳۰ چوپال — کسانوں کے لیے
(روزانہ سوائے ہفتہ اور اتوار)
۷-۳۰ سماچار
۷-۴۰ آئندہ کل کے پروگراموں کا خلاصہ
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

بمبئی

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

پونہ

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 25 MHz

پناجی

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 191 75 MHz

بمبئی I

اتوار

صبح

۹-۰۰ پرتبھانی پرتیبھا (مراٹھی)
۹-۳۰ سپتا ہکی
۱۰-۰۰ سے دوپہر ۱-۵۵ تک
اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے)
۲-۰۰ علاقائی فیچر فلم
۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ بات میے (مراٹھی میں علاقائی خبریں روزانہ)

رات

۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک نیشنل پروگرام

پیر

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن
۱۲-۴۵ اور شام ۴-۰۰ یو جی سی ٹیلی کاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار)

شام

۵-۴۵ ڈکومنٹری (مراٹھی)
۶-۰۰ بچوں کے لیے (مراٹھی)
۶-۳۰ زرعی پروگرام
۷-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لیے
۷-۳۰ گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات / کمیونٹی گیت
۷-۲۸ کل کے پروگراموں کا خلاصہ (مراٹھی)
(روزانہ سوائے اتوار)
۷-۴۰ اسپورٹس پروگرام (مراٹھی)
۸-۱۰ یوتھ پروگرام (مراٹھی)

منگل

شام

۵-۴۵ مراٹھی لوک سنگیت
۶-۰۰ گجراتی میں گھریلو
پروگرام (I، III، V)
ہندی میں گھریلو پروگرام (II اور IV)
۶-۳۰ مراٹھی غیر نصابی تعلیم کا پروگرام
۷-۰۰ مراٹھی فلموں کے رقص و گیتوں پر مبنی
پروگرام (I، II، IV اور V)
ناٹیہ سنگیت (III)
۷-۴۰ فلم اور اسٹیج کی مشہور شخصیتوں سے
متعلق مراٹھی پروگرام (I اور III)
گجراتی پروگرام (II)
مراٹھی میں وراثتی پروگرام (IV)
رنگارنگ ہندی پروگرام (V)

بدھ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰

اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ سُگم سنگیت (مراٹھی)

(I، III، V)

سُگم سنگیت (کونکنی / ملوانی)

(II، IV)

۶-۰۰ بچوں کے لیے (ہندی)

(I، III، V)

بچوں کے لیے (انگریزی)

(II اور IV)

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۶-۵۵ مراٹھی میں ادبی مباحثہ (I اور III)

سُگم سنگیت مراٹھی (II)

مراٹھی کوی سمیلن (IV)

ملوانی پروگرام (V)

۷-۴۰ تعلیمی پروگرام (I)

قانون اور عام آدمی (II)

ملکھی دیکھالی ملنے (III)

ہندی میگزین (IV)

سندھی پروگرام (V)

۸-۰۰ چترہار

جمعرات

شام

۵-۴۵ گجراتی سُگم سنگیت

(III، V)

ہندی [illegible] (II، IV)

۶-۰۰ [illegible] کے لئے (مراٹھی)

۶-۲ مراٹھی [illegible] پروگرام

۶-۵ مراٹھی [illegible]

۷-۲۰ مراٹھی میں [illegible] پروگرام

۷-۴۰ مراٹھی ڈرامہ (I، III)

ہندی ڈرامہ (II)، گجراتی ڈرامہ (IV)

ناٹیہ درشن۔ مراٹھی ڈراموں کا تنقیدی جائزہ

(V)

۸-۰۰ کلاسیکی گائن (I) کلاسیکی رقص

(II، IV) کلاسیکی سازسنگیت (V)

جمعہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰

اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ درت چترا (I، III، V) مراٹھی میں ڈاکومنٹری

فلم (II، IV)

۶-۰۰ گجراتی میں بچوں کے لئے

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۷-۰۰ مراٹھی میں صحت سے متعلق پروگرام

۷-۴۰ کلاسیکی رقص (I) امرت منتھن

سنسکرت پروگرام (II) کونکنی پروگرام

(III) کلاسیکی موسیقی (IV)

کرنٹ افیئرز۔ مراٹھی (V)

۸-۰۰ چھایا گیت ہندی فلموں سے رقص اور گیت

ہفتہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر

اسکول ٹیلی ویژن [illegible]

[illegible] پروگرام (IV)

شام

۲-۴۵ طویل ڈرامہ (مراٹھی، ہندی / گجراتی) (I)

[illegible] (II، III، IV)

گجراتی فیچر فلم (V)

۶-۰۰ سروا مول (انگریزی سیریل)

۷-۴۰ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن (I، III)

[illegible] گیت (گجراتی) فلموں سے رقص اور گیت

(II) جگر دیو کرنٹ افیئرز (مراٹھی)

(IV) مراٹھی پروگرام دوبارہ ٹیلی کاسٹ

(V)

۸-۱۰ سپتاہکی

بمبئی II

اتوار

شام

۱-۳۰ [illegible]

ملیالم پروگرام (II) کنڑ [illegible]

تمل پروگرام (IV) تیلگو پروگرام (V)

۷-۳۰ مغربی موسیقی یوتھ میوزک

۸-۰۰ شاستریہ گائن (I، III) شاستریہ سازسنگیت (IV)

شاستریہ [illegible] (II، V)

۱-۲۰ کل [illegible] پروگرام (روزانہ)

پیر

شام

۶-۳ [illegible]

۷-۰۰ ہندی میگزین (I، III)

اردو میگزین (II، IV، V)

۷-۳۰ سواستھیہ [illegible] (I، III، V) [illegible]

(انگریزی) (II، IV)

۸-۰۰ انگریزی سیریل فلم

منگل

شام

۶-۳۰ لوک کلا میں [illegible]

اور گجرات کی [illegible] (I)

شام غزل (II) وینائی آلوپ (III، V)

آروہی (IV)

۰۰-۰ مراٹھی سیریل

۳۰-۰ پارسی کامیڈی (I) کرنٹ افیئرز مراٹھی

(II) پری جات گجراتی (III) ڈانس

ومنگل (V)

۸-۰۰ پورٹریٹ / ڈاؤن میموری لین

بدھ

شام

[illegible] لوک سنگیت

[illegible] آج کے پھول

۰۰-۰ [illegible] ہندی (I، III، V)

[illegible] گجراتی (II، IV)

سُگم سنگیت

۴۰-۰ کنزیومر فورم (I، III، V) [illegible]

(II، IV)

۸-۰۰ [illegible]

جمعرات

شام

۶-۳۰ مراٹھی [illegible]

[illegible]

۶-۵۰ فلم ڈویژن کی فلم ہندی

۷-۰۰ گیسٹ [illegible] ہندی انگریزی

(I، III) [illegible]

(II، IV) ڈاکومنٹری فلم (انگریزی)

(V)

۰۰-۰ ورندگان

۴۲-۰ لیٹ [illegible] فیس [illegible] (I، III)

ملک ورلڈ (انگریزی) (II، IV)

ڈانس جیلے (V)

۸-۰۰ پنجابی پروگرام (I) [illegible]

[illegible] پروگرام (II، IV) [illegible]

کوسچن (III) لائف اسکیپ [illegible]

جمعہ

شام

۶-۳۰ شہری مسائل (I)

[illegible]

مراٹھی پروگرام (II، IV)

۰۰-۰ وات انڈی گڈ ورلڈ [illegible]

ماس رپورٹ (II اور IV) [illegible]

آرکائیوز سے (III، V)

۰۰-۰ اسپانسرڈ پروگرام / دوسرے لینڈ [illegible]

۰۰-۰ انگریزی سیریل

ہفتہ

شام

۶-۳۰ انگ [illegible]

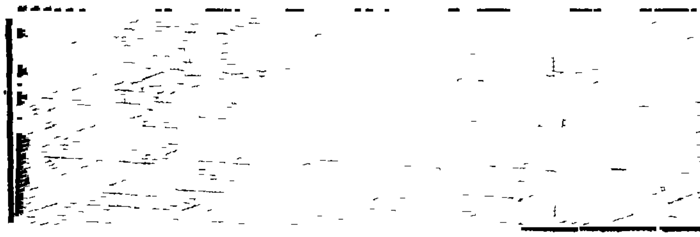
(I، III، V) [illegible]

فلم (II، IV)

۶-۲۵ لانگ سیریل [illegible] فلم

۷-۴۰ سپتاہکی

۸-۰۰ کرنشس کراس کرنشس (انگریزی)



سور سدھا: شام ۴-۴۵

یکم مئی راگ ملتانی
ہے گردھر گوپال، فلم شباب
امیر خاں
بھیم سین جوشی : گائن
رانی شانیکر : ستار
۲ر مئی راگ مدھوکونس
سنالی مکرجی : غزل
لکشمی شنکر : گائن
روی شنکر : ستار
۳ر مئی راگ راگیشری
کون آیا میرے، فلم: دیکھ کبیرا رویا
منا ڈے
ستگھو بندھو : گائن
امرت حسین خاں : ستار
۴ر مئی راگ ہمنت
بلما اناڑی : فلم، بہورانی: لتا
استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
شرن رانی : سرود
۵ر مئی راگ جے جے ونتی
بیرن ہوگی
فلم: دیکھ کبیرا رویا: منا ڈے
سنندا پٹنائیک : گائن
جیا بسواس : ستار
۶ر مئی راگ اڈانا
سانورے متی جا
فلم: میرا شیام: لتا
ڈی۔ بی گورنے : وائلن
نزاکت علی خاں سلامت علی خاں
گائن
۷ر مئی راگ کروانی
یاد نہ جائے
فلم: دل ایک مندر: محمد رفیع
لکشمی شنکر : گائن
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار
۸ر مئی راگ نند
میرا سایہ: فلم: میرا سایہ: لتا
پدماوتی گوکھلے : گائن
روی شنکر : ستار
۹ر مئی راگ سوہنی
جھومتی چلے ہوا
فلم: سنگیت سمراٹ تان سین
مکیش
ولایت حسین خاں : گائن
بسم اللہ خاں اور ساتھی: شہنائی
۱۰ر مئی راگ درگا
گیت گایا پتھروں نے
فلم: گیت گایا پتھروں نے
آشا اور مہندر کپور
نارائن راؤ ویاس : گائن
علی اکبر خاں : سرود
۱۱ر مئی راگ گور کھ کلیان
پھر مجھے : غزل : لتا
پنڈت جسراج : گائن
نزاکت علی اور سلامت علی خاں
گائن
۱۲ر مئی راگ مشر شورنجی
میرے نینا: فلم: ودیاپتی : لتا
سندھیا مکرجی : گائن
بھبنیشور مشر : وائلن
۱۳ر مئی راگ مالکونس
پگ گھنگرو : فلم: دیوکنیا
آشا اور مہندر کپور
ڈی وی پلسکر : گائن
زرین دار ووالا : سرود
۱۴ر مئی راگ پوریا : دھناشری
پریم لگن : فلم: صورت اور سیرت
آشا اور کورس
نرملا دیوی : گائن
روی شنکر : ستار
۱۵ر مئی راگ شدھ کلیان
جہاں دل : فلم: سکندر اعظم: رفیع
بھیم سین جوشی : گائن
بسم اللہ خاں اور ساتھی: شہنائی

سنگیت سریتا: صبح ۷-۴۰

میاں کی ملہار
یکم مئی ناچے میرے سیور
فلم: تیرے دوار کھڑا بھگوان
منا ڈے
سرسوتی رانے : گائن
۲ر مئی نین سے نین
فلم: جھنک جھنک پائل باجے
لتا اور ہیمنت کمار
وی این پنڈت اور این آٹھیاس
وڈکل ڈویٹ: راگ مالکبھی
۳ر مئی راگ راگیشری
شبھ دن آیو
فلم مغل اعظم
استاد بڑے غلام علی خاں
امرت حسین خاں : ستار
۵ر مئی مو سے چھیڑ ونہ
فلم آج اور کل: آشا بھونسلے
۶ر مئی کون آیا : فلم: دیکھ کبیرا رویا
منا ڈے
چندر شیکھر نارنگریکر : ستار
راگ شاہانہ
۷ر مئی چھم چھن: فلم: امرت منتھن
آشا بھونسلے اور کورس
امیر خاں : گائن
راگ چندر کونس
۸ر مئی سن سناسن
فلم: سمپورن نارائن : لتا
بسم اللہ خاں اور وی جی جوگ
شہنائی اور وائلن پر جگلبندی
۹ر مئی توہی تو ہے فلم سنہری ناگن: لتا
کنکنا بنرجی : گائن
راگ بلاول ٹھاٹ
۱۰ر مئی سارے کے سارے
فلم: پریچے
کشور کمار، آشا بھونسلے اور کورس
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار
راگ الہیہ بلاول
۱۲ر مئی بھور بھئے گی
فلم: باورچی
منا ڈے، لکشمی شنکر اور نرملا دیوی
ڈی کے داتار : وائلن
راگ دلیشکار
۱۳ر مئی جیوتی کلش چھلکے
فلم: بھابی کی چوڑیاں
بسم اللہ خاں اور ساتھی: شہنائی
راگ یمنی بلاول
۱۴ر مئی اچک رانا
فلم شری ۴۲۰
لتا اور کورس
روی شنکر: ستار
راگ بہاگ۔ بلاول ٹھاٹ
۱۵ر مئی فلم: گونج اٹھی شہنائی : لتا
شری کانت باکرے : گائن

انورنجنی: دوپہر ۳-۱۵

یکم مئی جیا بسواس اور ہمانشو بسواس
ستار اور بانسری پر راگ دیش
سریش راجندر کلکرنی
راگ چھایا کلی
۲ر مئی جگدیش پرشاد : راگ گوری توڑی
کنکنا بنرجی : راگ چندر کونس
ترانہ
۳ر مئی دیبی پرشاد چیٹرجی : ستار
۵ر مئی بھیم سین جوشی
راگ گوڑ سارنگ
۶ر مئی زرین دار ووالا : سرود پر
راگ کروانی، جوگ کونس
چندر شیکھر نارنگریکر ستار
۷ر مئی لکشمی شنکر۔ راگ مدھوکونس
کرشن راؤ شنکر پنڈت
راگ بہاگ، بسنت۔ ٹپہ اور
کیدار
۸ر مئی پنا لال گھوش : بانسری پر
راگ شری
علی اکبر خاں: سرود پر راگ چلاکافی
۹ر مئی سی آر ویاس : راگ پوریا
استاد عبدالکریم خاں : راگ بلاول
ٹھمری تیلنگ، پیلو، بھیرو
۱۰ر مئی ظہور احمد : وائلن پر
راگ اہیر بھیرو، بھیم پلاسی
ٹھمری، ہمنت
شمیم احمد: ستار پر راگ بھیم
۱۲ر مئی وناٹیک راؤ پٹوردھن
راگ آنندی کیدار

گرجا دیوی : ٹھمری

۱۳؍مئی الیاس باپت
سنطور پر راگ ابھر بھیرو
وجے شنکر چٹرجی
اسراج پر راگ جوگ

۱۴؍مئی سیارام تیواری : دھرپد
راگ الہیہ بلاول، جے جے ونتی
اور درباری
پنڈت دنکار ناتھ ٹھاکر
راگ مالکونس

۱۵؍مئی عبدالحلیم جعفر خاں
ستار پر راگ بھیم پلاسی
ہمانشو بسواس : بانسری پر
راگ ہنڈول

ہوا محل : رات ۱۵–۹

یکم مئی جانوروں کی سبھا
تحریر : بھگوتی شرن سنگھ
پیش کش : شکنتلا درما

۲؍مئی پھسلتا سچ ؛ تحریر : اشوک دیال
پیش کش : گوکل گوسوامی

۳؍مئی مینو کارڈ
تحریر : اوہنری
ریڈیو عکس : مرلی منوہر پروہت
پیش کش : مختار احمد

۴؍مئی دایتے کے چکر میں
تحریر : شوڈ وطے
پیش کش : جٹا شنکر شرما

۵؍مئی نیا سویرا (۱۷)
تحریر : وشاداس
پیش کش : کمل دت

۶؍مئی ریزلٹ کا چکر
تحریر : ہریش دکشت
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر

۷؍مئی سنکلپ کی سادھنا
تحریر و پیش کش
ہنس چندر کشتریا

۸؍مئی خیال کی دولت
تحریر : رابندر ناتھ ٹیگور
ریڈیو روپانتر : ستیندر شرت

۹؍مئی ۱۸۵۷ء؛ تحریر و پیش کش : اظہر افسر

۱۰؍مئی ایک ادھ ماتری
تحریر : راجیش نگم

پیش کش : جے دیو شرما کمل

۱۱؍مئی جالی ساکشی ہے
تحریر : سری نواس جوشی
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر

۱۲؍مئی نیا سویرا
تحریر : وشاداس
پیش کش : کمل دت

۱۳؍مئی چھوٹی چھوٹی باتیں
تحریر : نثار احمد
پیش کش : پرکاش سکسینہ

۱۴؍مئی کیا خوب ہیں ہم
بنگالی کہانی کا ریڈیو عکس
تحریر : قیصر شمیم
پیش کش : انیس رفیع

۱۵؍مئی پرانا ہاتھ نیا ہاتھ
تحریر : راجکمار داغ
پیش کش : گوپال سکسینہ

رس وہار : رات ۱۵–۸

۵؍مئی استعفیٰ ؛ تحریر : ڈاکٹر اجلا اگر
پیش کش : ڈاکٹر ایم ایم میرانی

۱۲؍مئی وہ صبح کبھی تو آئے گی
تحریر : کسم اچاریہ
پیش کش : مکل گوسوامی

ملن یامنی : رات ۱۵–۸

۳؍مئی اداس شام کے اداس لمحے
تحریر : رانا سحری
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر

۱۰؍مئی یادوں کے درخت
تحریر : مکل گوسوامی
پیش کش : اروند ماتھر

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸٫۷۴ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۱۹٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

جمعرات یکم مئی

صبح

۶–۲۵ شہر صبا
شانتا سکسینہ، عرش ملسیانی
ساحر بھوپالی اور غالب کا کلام
صلاح الدین احمد، میر تقی میر
اور شاد عظیم آبادی کا کلام

۷–۰۵ سازِ طرب
اسد علی خاں : بین پر راگ گن کلی

۹–۳۲ او۔پی۔کپور : ٹھمری

رات

۸–۳۰ حسنِ غزل
وشا ٹنڈن : سلام مچھلی شہری
اور غلام ربانی تاباں کا کلام

۱۲–۰۵ اسد علی خاں : بین راگ بیہاگ

جمعہ ۲؍مئی

صبح

۶–۲۵ شہر صبا
اوشا ٹنڈن، جگر، فیروز نظامی
اور راز الہ آبادی کا کلام
مہندر پال : جاں نثار اختر اور
مخدوم محی الدین کا کلام

۷–۰۵ سازِ طرب
زرین دارو والا
سرود پر راگ شاردا

رات

۸–۳۰ حسنِ غزل
امینہ برنی : جگر اور فانی کا
کلام

۹–۰۰ ڈاکٹر ذاکر حسین؛ تقریر
از انور صدیقی

۱۲–۰۵ کماری زرین دارو والا
سرود پر راگ جوگ

ہفتہ ۳؍مئی

صبح

۶–۲۵ شہر صبا
پریتی چادلہ : فیض اور غالب
کا کلام
لچھمن داس سندھو، سکندر علی
وجد اور ساغر صدیقی کا کلام

۷–۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی پر
راگ توڑی

رات

۸–۳۰ حسنِ غزل
ملکہ پکھراج : غالب اور اقبال
کا کلام

۱۰–۰۰ نئی نسل نئی روشنی : دشوار
بھی ہے آسان بھی ہے
معاشرے میں اپنا مقام پیدا کرنا
مباحثہ؛ شرکاء : انیس احمد خاں
مناظر عمران ملک، رجینت کور
سریتا ٹھکر

۱۲–۰۵ بسم اللہ اور ہمنوا
شہنائی پر راگ کیدار

اتوار ۴ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
احمد حسین: فانی، امیر اور
بہادر شاہ ظفر کا کلام
کمل سدھو: ڈاکٹر اقبال اور
داغ دہلوی کا کلام

۷-۳۰ ساز طرب
سامتا پرساد: طبلہ وادن

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سدیش سنہا: شکیل بدایونی
اور نیر آسی کا کلام

۹-۳۰ گجر بن کارے
بٹری موتی بائی

۱۲-۰۵ سامتا پرساد: طبلے پر تین تال

پیر ۵ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
جمیل احمد: مرزا غالب اور
حکیم مصطفےٰ سہارن پوری کا کلام
نینا دیوی: امیر قزلباش، جگر
اور سودا کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
راجندر پرسنا: بانسری پر راگ للت

۹-۳۲ امر ناتھ: خیال

رات

۸-۳۰ حسن غزل
ایم۔ایل۔ناکرہ: مجروح اور
اختر شیرانی کا کلام

۱۱-۳۰ امر ناتھ: خیال
راجندر پرسنا: بانسری پر

منگل ۶ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
ہلال احمد: حسن نعیم، مخدوم محی الدین
اور فیض کا کلام
سیما شرما: جاں نثار اختر اور
عمر انصاری کا کلام

۷-۳۰ ساز طرب
امرت حسین خاں: میاں کی توڑی

۹-۱۵ اتر پردیش کے لوک گیت

۹-۳۲ اپراجیتا گھوش: خیال دیسی

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
"نہ انکی دوستی اچھی نہ دشمنی اچھی"
پڑوسی کی": مزاحیہ تقریر
از عارف منیر
افسانہ از راشدہ مجید

رات

۸-۳۰ حسن غزل
اقبال بانو: داغ دہلوی کا کلام

۱۱-۳۰ اپراجیتا گھوش: خیال مالکونس
امرت حسین خاں: ستار پر
راگ درباری کانہڑہ

بدھ ۷ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
نیلم ساہنی: جاں نثار اختر
رفعت سروش اور سیماب اکبرآبادی
کا کلام
محمد یعقوب: پارسا جے پوری
اور خمار بارہ بنکوی کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
جگناتھ اور ہمنوا: شہنائی

۹-۳۲ اسکرن شرما: خیال رام کلی

دوپہر

۲-۰۰ رنگارنگ: ڈرامہ
از سریندر کوشک

رات

۸-۳۰ حسن غزل
شوبھنا راؤ: فیض اور ذوق کا
کلام

۹-۳۰ گجر بن کارے
لچھمن داس سندھو: ملتانی کافی

۱۱-۳۰ اسکرن شرما: خیال میاں کی ملہار
جگناتھ اور ساتھی
شہنائی وادن

جمعرات ۸ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
چندن داس: بشیر بدر
حفیظ جالندھری اور اقبال
کا کلام
پشپا رانی جسرت موہانی اور
فانی بدایونی کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
شرن رانی: سرود وادن

۹-۳۲ گرجا دیوی: ٹھمری بھیرویں
دادرہ بھیرویں

رات

۸-۳۰ حسن غزل
شانتا سکینہ: جگر اور
شکیل بدایونی کا کلام

۱۱-۳۰ امجد علی خاں: سرود وادن
شرن رانی: سرود وادن

جمعہ ۹ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
قمر جہاں: جاں نثار اختر
شاذ تمکنت اور امیر خسرو کا کلام
اسکرن شرما: مجاز اور داغ کا
کلام

۷-۰۵ ساز طرب
رام نرائن: سارنگی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
ارملا ناگر: رام کشن مضطر اور
عزیز وارثی کا کلام

۱۲-۰۵ رام نارائن: سارنگی

ہفتہ ۱۰ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
ولایت حسین ساگر: غزلیں
شوبھا گلواڑی: ہری رام اچاریہ
اور فراق گورکھپوری کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
پتر دیو داس جوشی: وائلن پر
راگ بیراگی

رات

۸-۲۰ حسن غزل
ولایت حسین ساگر: غزلیں

۱۲-۰۵ پتر دیو داس جوشی: وائلن پر
راگ چندر کونس

اتوار ۱۱ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
سرلا کپور: غزلیں
حسین بخش: خمار بارہ بنکوی
اور جگر کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
پرکاش سکینہ: بانسری پر
راگ دیوگری بلاول

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سرلا کپور: غزلیں

۹-۳۰ گجر بن کارے
الکا دیو: ٹھمری مشر پہاڑی

۱۰-۰۰ "رہائی کے بعد" ڈرامہ

۱۲-۰۵ پرکاش سکینہ
بانسری پر راگ مالکونس

پیر ۱۲ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
شری رام: غزلیں
پربھا چاولہ: خمار بارہ بنکوی
سدرشن فاخر اور جگر کا کلام

۹-۳۲ آئی سی کے۔ پنڈت: خیال

دوپہر

۲-۳۰ * "رہائی کے بعد": ڈرامہ

رات

۸-۳۰ حسن غزل
شری رام: غزلیں

۱۲-۰۵ ایل سی کے۔ پنڈت: خیال

منگل ۱۳ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
معین الدین: شکیل اور جگر کا کلام
انجلی بوس: فیض اور شکیل بدایونی
کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب
دیب برت چودھری: ستار

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
ہم بھی چاہتے ہیں مساوات کے
مواقع: تقریر
از مسرت انیس
غزل: خلوص نامہ
(خطوں کے جواب) از عشرت نعیم۔

رات

۸—۳۰ حسن غزل
بیگم بانو: داغ دہلوی اور
راز الہ آبادی کا کلام

۱۰—۰۰ سائنس میگزین: جنگلات اور
فطری توانائی: پروفیسر رضا سے
انٹرویو
ڈاکٹر ایم. اسلم پروفیسر کی گفتگو
سائنس اور روزمرہ کی زندگی
تقریر از زیڈ. ایچ. زیدی

۱۱—۳۰ دیب برت چودھری: ستار

بدھ ۱۴ رمئی

صبح

۶—۲۵ شہر صبا
ارملا ڈھیرہ: رام کشن مضطر
اور غالب کا کلام
ترلوک کپور: بشیر بدر اور دل
لکھنوی کا کلام

۹—۳۲ عقیل احمد خاں: بہادری توڑی

رات

۸—۳۰ حسن غزل
اوشا سیٹھ: خمار بارہ بنکوی
اور اصغر گونڈوی کا کلام

۱۰—۰۰ حفظانِ صحت
اینڈی سائنس کے موضوع پر
ڈاکٹر لنکا شیواجی سے بات چیت

۱۲—۰۵ عقیل احمد خاں
خیال پٹ بیہاگ

جمعرات ۱۵ رمئی

صبح

۶—۲۵ شہر صبا

تاج احمد: مجروح سلطانپوری
مجاز اور غالب کا کلام

۹—۳۲ اللہ جلائی بائی: ٹھمری بھیروی
دادرہ بھیروی

دوپہر

۲—۳۰ "تنہائی کا زہر": ڈرامہ
از عصمت چغتائی

رات

۸—۳۰ حسن غزل
شبیر حسین: خمار بارہ بنکوی
اور شمیم جے پوری کا کلام

دہلی

شارٹ ویو

صبح ۰۰—۸ تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۱۵—۸ کے بعد ۲۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۲۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۴۵—۵ تک ۲۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۰۰—۶ سے رات تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

میڈیم ویو

دہلی الف ۳ر۳۶۶ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۵ر۵۰۴ میٹر ۶۶۴ کلوہرٹز
دہلی ج ۳ر۲۱۹ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۹ر۲۹۳ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف

ہندی/انگریزی: صبح ۰۰—۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰—۸، ۰۰—۱۱، دوپہر ۰۵—۱، ۰۱—۲، شام ۰۵—۶، رات ۴۵—۸ اور رات ۰۵—۱۱۔ سنسکرت: صبح ۰۰—۷، شام ۱۰—۶
اردو: صبح ۵۰—۸ دوپہر ۵۰—۱ اردو مع تبصرہ: رات ۱۶—۹
انگریزی: دوپہر ۰۰—۱۲ پنجابی: دوپہر ۴۰—۱، راجیوں سے سماچار: شام ۰۰—۵
روزگار سماچار: شام ۵۰—۷ پرادیشک سماچار: شام ۵۰—۷

دہلی بی

انگریزی: صبح ۱۰—۸، ۰۰—۱۰، دوپہر ۰۰—۱، سہ پہر ۰۰—۴، شام ۰۰—۶، رات ۰۰—۹ اور رات ۰۰—۱۱، پنجابی: صبح ۳۰—۸، شام ۳۰—۷، تجارتی (صرف بدھ) ۳۰—۷

جمعرات یکم مئی

دہلی الف
صبح

۸—۱۰ ۰۵—۱۱ اور رات ۰۰—۹
میرا. پی. دلیش پانڈے: گائن

۱۰—۳۵ گوسوامی رادھا کرشن: ستار

دوپہر

۱۲—۱۵ دوشی کون؟: سلسلہ وار ناٹک
تحریر: کانتی دیو

۱۲—۳۰ مہیلا کاریہ کرم: گھر وگیان
ڈاکٹر دی. کے. پال

شام

۵—۲۰ حسین بخش: گائن

۱۰—۲۰ جی. این. بالاسبرامنیم: گائن

۱۱—۱۰ یعقوب علی خاں: سرود

دہلی ب
صبح

۷—۲۲ یعقوب علی خاں: سرود

دوپہر

۳—۳۰ جمبو کماری: کرناٹک گائن

شام

۶—۴۵ اور رات ۴۵—۸
سمن دیوگن: غزلیں

جمعہ ۲ رمئی

دہلی الف
صبح

۸—۱۰ اور ۱۰—۱۱
بیگم اختر: ٹھمری، دادرا

۱۰—۳۵ اور شام ۴۰—۵
مصطفیٰ رضا: وچتر وینا

۱۱—۰۵ شانتی شرما: گائن

شام

۵—۵۵ گڑھوالی سنگیت

۹—۳۰ رات بیتی ہے: ناٹک
بنگلہ ناٹک سے ماخوذ
ڈاکٹر مہیش گنگوپادھیائے

ہندی عکس: نارتن الو

۱۰—۳۰ او. وی. سبرامنیم
کرناٹک گائن

دہلی ب
صبح

۷—۳۰ مصطفیٰ رضا: وچتر وینا

دوپہر

۳—۳۰ او. وی. سبرامنیم: گائن

شام

۶—۴۵ اور رات ۴۵—۸
اندرنا راتن: بھجن، غزلیں

ہفتہ ۳ رمئی

دہلی الف
صبح

۸—۱۰ اور ۰۰—۹
نصیر احمد خاں: گائن

۱۰—۲۵ اور شام ۴۰—۵
حفیظ اللہ خاں: سارنگی

۱۱—۰۵ وشنو ناتھ: گائن

۱۱—۳۰ نریندر پال: کلارینٹ

رات

۹—۳۰ پرکاش وڈھیرا: بانسری

دہلی ب
صبح

۷—۳۰ نریندر پال: کلارینٹ

دوپہر

۳—۳۰ نصیر احمد خاں: گائن

اتوار ۴ رمئی

دہلی الف
صبح

۸—۱۰ اور رات ۰۰—۹
ستیہ دیو پوار: وائلن

۱۰—۰۰ نینا دیوی: ٹھمری دادرا

۱۱—۳۰ اور شام ۳۵—۵
سیتا راجن: گائن

دوپہر

۱۲—۱۵ وہ آئے ہمارے گھر
تحریر: سوم ناتھ ناگر

۲—۳۰ گنگا چیلنی کے پنکھ
لکشمی نندن کے آسامی ناٹک سے
ماخوذ
پیش کردہ این. ایس. بھٹناگر

دہلی ب
دوپہر
۲-۳۰ ستیہ دیو پوار : وائلن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
چترسین : گیت، بھجن، غزلیں

پیر ۵ رمئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور شام ۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
دیپالی ناگ : گائن
۱۰-۳۵ وشنو پرسنا اور ساتھی : شہنائی
۱۱-۰۵ مالنی چاری : گائن
۱۱-۳۰ سبط حسن : ستار
دوپہر
۱۲-۳۰ 'بسنت کی واپسی'
تحریر : اندوجین
شام
۵-۲۰ گوپال کرشن : وچتر وینا
۸-۱۵ دوشی کون؟ : سلسلہ وار ناٹک
۱۰-۰۰ گوپال کرشن : وچتر وینا
دہلی ب
صبح
۷-۳۲ اور دوپہر ۳-۳۰
وشنو پرسنا اور ساتھی : شہنائی
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
پشپا رانی : گیت، بھجن اور غزلیں

منگل ۶ رمئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
سوتیا دیوی : گائن
۱۰-۳۵ چنی لال اندوریہ : سرود
۱۱-۳۰ سدھیر گوتم : سنتور
شام
۵-۰۵ وگیان سماچار، دیریندر اگروال
۹-۳۰ 'بھروسہ یا ہنوں کا' : ناٹک
ڈوشنکی، تحریر : ونود رستوگی
۱۰-۰۰ منجو مہتہ : ستار
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سدھیر گوتم : سنتور
دوپہر
۲-۳۰ سویتا دیوی : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
'پریتا بلبیر سنگھ : گیت، غزلیں

بدھ ۷ رمئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
راجندر پرسنا : بانسری
۱۰-۳۵ اور شام ۵-۲۰
رام اوتار : گائن
۱۱-۳۰ انیتا رائے : گائن
شام
۵-۴۰ دائم علی قادری : طبلہ
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ وگیان ترنگنی
پیش کردہ : ظہیر انور زیدی
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ ملک ارجن منصور : گائن
دوپہر
۲-۳۰ پریمار اجہ شیکھر : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
گکوماتھر : بھجن، غزلیں

جمعرات ۸ رمئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
مہندر شرما : گائن
۱۰-۳۵ مختار احمد : سرود
۱۱-۳۰ منجو گنشی : ستار
دوپہر
۱۲-۱۵ دوشی کون؟ : سلسلہ وار ناٹک
۱۲-۳۰ گھر وگیان : ریڈ کراس ڈے
تقریر از : ریتا بھٹناگر
رات
۱۰-۳۰ کے۔ آر۔ جے راما آئیر
کرناٹک گائن
دہلی ب
دوپہر
۲-۳۰ کے۔ آر۔ جے راما آئیر
کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
سدلیشن سنہا : بھجن، غزلیں

جمعہ ۹ رمئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۱۱-۱۰
الابھومک : ٹھمری دادرا
۱۰-۳۵ اور شام ۵-۴۰
مہندر بھٹ : وائلن
۱۱-۰۵ بال کرشن سندھو : گائن
۱۱-۳۰ پاسی رام نرمل : جلترنگ
شام
۵-۰۵ گڑھوالی سنگیت
۹-۳۰ 'شیاما'، رابندر ناتھ ٹیگور کی
کویتا سے ماخوذ
مترجم : بھوانی پرساد مشر
۱۰-۳۰ سی۔ کانتی مالتی : کرناٹک وینا
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پاسی رام نرمل : جلترنگ
دوپہر
۲-۳۰ سی۔ کانتی مالتی : کرناٹک وینا
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵

انجلی بنرجی : غزلیں

ہفتہ ۱۰ رمئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ جگن ناتھ اور ساتھی : شہنائی
۱۰-۲۵ این۔ آر۔ شانا نے : گائن
۱۱-۰۵ شام ۵-۲۰
اشتیاق حسین خاں : سارنگی
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۴۰
اجیت سنگھ پینٹل : گائن
رات
۹-۰۰ جگن ناتھ اور ساتھی : شہنائی
۹-۳۰ کے۔ وی۔ نارائن سوامی : گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
این۔ آر۔ شانا نے : گائن
دوپہر
۲-۳۰ جگن ناتھ اور ساتھی : شہنائی

اتوار ۱۱ رمئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰

غلام صادق خاں : گائن
۱۰-۰۰ مسرت علی خاں : سرود
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۳۵
لکشمی راما سوامی : کرناٹک گائن
دوپہر
۱۲-۱۵ 'ہم نے بھی چھٹی منائی' : جھلکی
تحریر : شری مدن موہن کھنہ
۲-۳۰ 'شیاما'، رابندر ناتھ ٹیگور
کی کویتا سے ماخوذ
تحریر : بھوانی پرساد مشرا
دہلی ب
دوپہر
۲-۳۰ غلام صادق خاں : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
اندرا ملنی سکھ : بھجن، غزلیں

پیر ۱۲ رمئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
پارتھا داس : ستار
۱۰-۳۵ سبھا مدگالے : گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۴۰
مادھوری ڈنڈگے : گائن
دوپہر
۱۲-۳۰ 'بھروسہ باہوں کا' : ناٹک
تحریر : ونود رستوگی
شام
۵-۲۰ سردار خاں : طبلہ

۸—۱۵ دوشی کون ؟ سلسلہ وار ناٹک
۱۰—۰۰ ایل ۔ کے۔ پنڈت : گائن

دہلی ب
صبح
۷—۳۲ سنگیت سوربھی
دوپہر
۳—۳۰ بھیم سنگھ : کلارینٹ
شام
۶—۴۵ اور رات ۸—۴۵
جمیل احمد : غزلیں

منگل ۱۳ مئی

دہلی الف
صبح
۸—۱۰ اور رات ۹—۰۰
جگدیش پرساد : گائن
سورمنڈل

دوپہر
۱۲—۳۰ گھر و گیان
ڈاکٹر ایس ۔ بی ۔ اس

۱۰—۳۰ ایس ۔ دی ۔ رمنی : گائن
۱۱—۱۰ اندرا رانی چکرورتی : ستار

دہلی ب
صبح
۷—۳۲ ہرش وردھن : بانسری
دوپہر
۳—۳۰ ایس ۔ دی ۔ رمنی : گائن
شام
۶—۴۵ اور رات ۸—۴۵
اپرانگم : بھجن ، غزلیں
رینا گنگولی : ٹھمری دادرا
۱۰—۳۵ این ۔ این ۔ گھوس : ستار ۔
۱۱—۰۰ وسندھرا ماترا : گائن
۱۱—۳۰ اور شام ۷—۰۰
پنالال باجپئی : وائلن
شب
۹—۳۰ چمبک : ناٹک

تحریر : اوپندر ناتھ اشک

دہلی ب
صبح
۷—۳۰ این ۔ این ۔ گھوش : ستار
دوپہر
۳—۳۰ رینا گنگولی : ٹھمری دادرا
شام
۶—۴۵ اور رات ۸—۴۵
دیناناتھ : بھجن ، غزلیں

بدھ ۱۴ مئی

دہلی الف
صبح
۸—۱۰ ۱۱—۰۵ اور رات ۹—۰۰
اتیندر کمار موئترا : سرود
۱۰—۲۵ چندر ناتھ : راگ پردھان گائن
۱۱—۳۰ رادھے راج : گائن
شام
۵—۳۰ رادھے راج : گائن
۸—۰۴ دگیان نرنگنی
پیش کردہ : رتنا بائی متر
۱۰—۰۰ ڈاگر بندھو : گائن

دہلی ب
صبح
۷—۲۰ چندر ناتھ : گائن
دوپہر
۳—۳۰ کے ۔ پدما : کرناٹک گائن
شام
۶—۴۵ اور رات ۸—۴۵
پورنیما داس گپتا : بھجن

جمعرات ۱۵ مئی

دہلی الف
صبح
۸—۱۰ اور ۱۱—۰۵ اور رات
سوم تیواری : گائن
۱۰—۲۵ ہرش وردھن : بانسری
۱۱—۳۰ ڈی ۔ آر ۔ پردتیکر

قلمکار حضرات ! اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کے لیے
بھیجا کریں۔ آواز میں صرف وہی تخلیقات شائع
ہوتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے حاصل ہوتی ہیں

میڈیم ویو : لکھنؤ الف اور ج
لکھنؤ الف ۲۶ ۴۰۱ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
لکھنؤ ج ۲۲۳٫۲۷ میٹر ۱۲۴۸ کلوہرٹز

جمعرات یکم مئی

دوپہر
۱۲—۰۰ اور شب ۸—۱۵
انجنا چٹرجی : گیت ، بھجن

جمعہ ۲ مئی

صبح
۸—۳۰ اردو پروگرام : میگزین پروگرام
افسانہ از رتن سنگھ
ادبی تراشے
دوپہر
۱۲—۰۰ اور شب ۸—۱۵
مالنی اوستھی ، گیت ، بھجن
غزلیں

ہفتہ ۳ مئی

صبح
۸—۳۰ اردو پروگرام : خواتین کے لئے
ذاکر صاحب : تقریر از
بیگم حامدہ حبیب اللہ
کلام : عزیز بانو داراب وفا
دوپہر
۱۲—۰۰ اور شب ۸—۱۵
دینا چٹرجی : بھجن ، غزلیں

اتوار ۴ مئی

صبح
۷—۳۰ گوسوامی تلسی داس رچت
"کویتاولی" کا سلسلہ وار نشریہ
۸—۳۰ اردو پروگرام : راجیندر سنگھ بیدی
"بانی" : فن اور شخصیت : فیچر
تحریر : شہنشاہ مرزا
پیش کش : اما چکبست

شارٹ ویو : لکھنؤ ب
صبح ۴۵—۷ تک ۹۲٫۹۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
۸—۰۰ بجے کے بعد ۴۸٫۴۲ میٹر ۶۱۷۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۱٫۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلوہرٹز
شام اور رات ۹۳٫۹۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز

۹—۳۰ منور حسین جمالی ۔ غزلیں
دوپہر
۱—۱۵ کچی چھت کا مکان
سلسلہ وار مزاحیہ ڈرامہ
تحریر : پرتاپ سہگل
پیش کش : اسٹیل بنرجی
شب
۸—۱۵ کومودی منشی : بھجن

پیر ۵ مئی

صبح
۸—۳۰ اردو پروگرام ، ہماری فلمیں اور
عام زندگی پر ان کے اثرات ،
مذاکرہ
دوپہر
۱۲—۰۰ اور شب ۸—۱۵
شنکر دیوراج : گیت ، بھجن

منگل ۶ مئی

صبح
۷—۳۰ پدماوت گان : مہاکوی ملک
محمد جائسی کی امر کرتی پدماوت
کا سلسلہ وار نشریہ
۸—۳۰ اردو پروگرام : میگزین پروگرام
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں
ترستی ہیں : ایمن سلونوی
تقریر از صباح الدین عمر
کلام شاعر : معراج فیض آبادی
دوپہر
۱۲—۰۰ اور شب ۸—۱۵
وینا پانڈے : غزلیں

بدھ ۷ مئی

صبح

۳۰-۷ "آرائش محفل" قصہ حاتم طائی،
سلسلہ وار پروگرام

دوپہر

۰۰-۱۲ اور شب ۱۵-۸
اگن قوال وساتھی: قوالی

شب

۰۰-۱۰ سوتر پات: ناٹک
تحریر: رگھوراج دیکشت 'منجو'

جمعرات ۸ رمئی

صبح

۳۰-۸ اردو پروگرام: رابندر ناتھ ٹیگور
فیچر: تحریر: پروین شکیل
پیش کش: اما چکبست

دوپہر

۰۰-۱۲ اور شب ۱۵-۸
نرملا سکینہ: گیت، بھجن

جمعہ ۹ رمئی

صبح

۳۰-۸ اردو پروگرام (میگزین)
'ہماری خوراک'،
از حکیم سلمان ظفر لاری
ادبی تراشے

دوپہر

۰۰-۱۲ اور شب ۱۵-۸
مینا لوس: بھجن

ہفتہ ۱۰ رمئی

صبح

۳۰-۸ اردو پروگرام، شعری نشست
شرکاء: کیف احمد صدیقی
شکیب رضوی، اظہار عابد
نقی کاظمی

دوپہر

۰۰-۱۲ اور شب ۱۵-۸
ارمل وڈھیرا: بھجن

اتوار ۱۱ رمئی

صبح

۳۰-۷ گوسوامی تلسی داس رچیت
'کویتاولی' کا سلسلہ وار نشریہ

۳۰-۸ اردو پروگرام (بچوں کے لئے)
'ننھیں کھیل مٹی میں' بات چیت
از ناہید خان: لوک کہانی

از اما چکبست

۳۰-۹ پشپا چھابا: بھجن

دوپہر

۱۰-۱ 'دقیانوس': مزاحیہ خاکہ
از شریمتی مینا آنند

شب

۱۵-۸ محمد یعقوب: غزلیں

پیر ۱۲ رمئی

صبح

۳۰-۸ اردو پروگرام: رمضان کا محور
اور مقصد: فیچر
تحریر اور پیش کش: شفاعت علی

دوپہر

۰۰-۱۲ اور شب ۱۵-۸
علی وارث اور ساتھی

منگل ۱۳ رمئی

صبح

۳۰-۷ پدماوت گان: مہاکوی ملک
محمد جائسی کی امر کرتی 'پدماوت'
سلسلہ وار نشریہ

۳۰-۸ اردو پروگرام، میگزین
'حسرت کی حب الوطنی'، تقریر
از نثار اعظمی

دوپہر

۰۰-۱۲ اور شب ۱۵-۸
میرا لوٹے: گیت، بھجن، غزلیں

بدھ ۱۴ رمئی

صبح

۳۰-۷ 'آرائش محفل' قصہ حاتم طائی،
سلسلہ وار پروگرام

دوپہر

۰۰-۱۲ اور شب ۱۵-۸
بھگونت سنگھ: سگم سنگیت

شب

۰۰-۱۰ گنگا روپک: اگری مدھو سریواستو

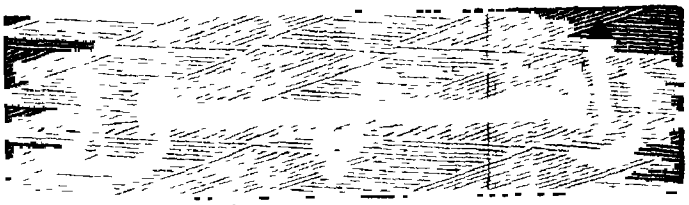
جمعرات ۱۵ رمئی

صبح

۳۰-۸ اردو پروگرام: خدا کے لئے شکریہ

دوپہر

۰۰-۱۲ اور شب ۱۵-۸
لالما چٹرجی: غزلیں



۳۳۶٫۷ میٹر ۸۹۱ کلوہرٹز

خبریں

ہندی / انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲ شام ۰۵-۶ اور رات ۴۵-۸
انگریزی: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۲ اور رات ۰۰-۹
اردو: صبح ۵۰-۸ اور رات ۱۵-۹ سماچار تپر: صبح ۰۰-۹
ضلع کی چٹھی: صبح ۰۵-۹ پرادیشک: شام ۲۰-۷

جمعرات یکم مئی

صبح

۳۰-۸ "بزم قہقہہ": شرکاء: ناصر علی خاں
اختر علی خاں، رئیس نجمی اور
کلیم مراد آبادی

دوپہر

۴۰-۱ بیگم اختر: ٹھمری دادرا

شام

۳۰-۷ "ان کی رائے میں"
پریوار کلیان پر مبنی ملاقات

۰۰-۸ بیگم اختر: غزلیں

جمعہ ۲ رمئی

صبح

۳۰-۷ اور دوپہر ۴۰-۱
بھیم سین جوشی: گائن

۳۰-۸ کیا سیر وسیاحت ذریعہ ابلاغ
بھی ہے؟ مباحثہ: شرکاء:
شاہد محمود، شریف الرحمٰن خاں
اور کملیش کمار

شام

۰۵-۷ خاندانی منصوبہ بندی پر گفتگو
۰۰-۸ نتن مکیش: سگم سنگیت

ہفتہ ۳ رمئی

صبح

۳۰-۷ استاد مشتاق حسین خاں: گائن

۵۰-۷ اور رات ۰۰-۸
احمد حسین، محمد حسین: غزلیں

دوپہر

۱۰-۱ پیغام صحت (سواستھ سندیش)

اتوار ۴ رمئی

صبح

۲۱-۸ نعمت علی: لوک گیت

رات

۰۰-۸ شعری نشست: شرکاء
یوسف امروہوی، سمن لتا شرما
سعید قریشی، آباد جعفری
خورشید خاور، افتخار مجاہد
طرب ضیائی، مسلم آفاقی اور
اخلاق سہسوانی

پیر ۵ رمئی

دوپہر

۱۰-۱ بندیا: شہری عورتوں کے لئے
۴۰-۱ پنڈت روی شنکر: ستار

شام

۳۰-۷ ان سے ملئے: پریوار کلیان پر مبنی
۰۰-۸ آشا بھونسلے: گیت

منگل ۶ رمئی

صبح

۵۰-۷ انوپ جلوٹا: غزلیں

دوپہر

۴۰-۱ مانک ورما: گائن

شام

۰۵-۷ قانونی سہایتا
۰۰-۸ گیت

بدھ ۷ مئی
صبح
۷—۳۰ درپن: سندیش گیتا نجلی
دوپہر
۱—۴۰ امجد علی خاں: سرود
رات
۸—۰۰ ہیمنت کمار: گیت

جمعرات ۸ مئی
دوپہر
۱—۴۰ دیوی رام آریا: ستار
شام
۷—۳۰ ان کی راتے میں: پریوار کلیان پر مبنی ملاقات
۸—۰۰ طلعت محمود: سنگم سنگیت

جمعہ ۹ مئی
صبح
۷—۵۰ مہدی حسن: غزلیں
۸—۳۰ فسانۂ آزاد: پنڈت رتن ناتھ سرشار کے ناول کا ریڈیو عکس
دوپہر
۱۲—۳۰ جعفر حسین قوال و ساتھی: قوالی
۱—۴۰ احمد رضا خاں: وچتر وینا
شام
۷—۰۵ پریوار کلیان
۸—۰۰ جمیل احمد: غزلیں

ہفتہ ۱۰ مئی
صبح
۷—۳۰ نثار حسین خاں: گائن
۷—۵۰ ونود کمار شرما: سنگم سنگیت
دوپہر
۱—۱۰ سواستھ سندیش
۱—۴۰ نثار حسین خاں: گائن
رات
۸—۰۰ بیلا سادیر: غزلیں

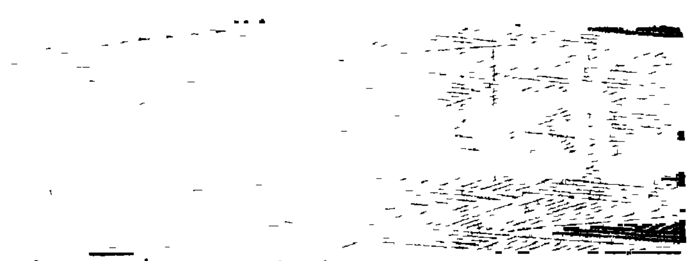
اتوار ۱۱ مئی
صبح
۸—۲۱ رمیش چندر پانڈے لوک گیت
دوپہر
۱—۱۰ پریوار جگت
رات
۸—۰۰ اردو کی نئی شائع شدہ کتابوں پر تبصرہ: از نعیم احمد

پیر ۱۲ مئی
دوپہر
۱—۱۰ بندیا: شہری خواتین کے لئے
۱—۴۰ استاد امیر خاں: گائن
شام
۷—۳۰ ان سے ملئے (پریوار کلیان پر مبنی
۸—۰۰ شجاعت حسین خاں سنگم سنگیت

منگل ۱۳ مئی
صبح
۷—۵۰ نتالی مکھرجی: سنگم سنگیت
شام
۷—۰۵ قانونی سہایتا
۸—۰۰ گیت

بدھ ۱۴ مئی
صبح
۷—۳۰ درپن: ناٹیکا: پریوار کلیان پر مبنی
دوپہر
۱—۴۰ گرجا دیوی: گائن
رات
۸—۰۰ مہندر کپور: غزلیں

جمعرات ۱۵ مئی
صبح
۷—۳۰ ذرا آہستہ چل کاروانِ کیف و مستی کو مزاحیہ تقریر: رمیش منظر
۸—۰۰ افسانہ از سرفراز عثمانی
دوپہر
۱—۴۰ رگھوناتھ سیٹھ: بانسری
شام
۷—۳۰ انکی راتے میں: پریوار کلیان پر مبنی ملاقات
۸—۰۰ شوبھا ماتھر: سنگم سنگیت



جالندھر: میڈیم ویو: ۴۲۷٫۳۴ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲۲۲٫۲۲ میٹر ۱۳۵۰ کلو ہرٹز
۳۴۳٫۶۲ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۲۰۹٫۶۴ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸—۰۰ دوپہر ۱—۰۵، ۲—۱۰، ۲—۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶—۰۵ اور ۶—۲۰ (پرادیشک) رات ۸—۴۵، ۱۱—۰۵
پنجابی: صبح ۸—۳۰ دوپہر ۱—۴۰ شام ۶—۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷—۳۰
انگریزی: صبح ۸—۱۰ دوپہر ۱—۰۰ اور رات ۹—۰۰، ۱۱—۰۰
اردو: صبح ۸—۵۰ دوپہر ۱—۵۰ رات ۹—۱۵ (خبریں) ۹—۲۵ (تبصرہ
روزگار سماچار: شام ۷—۴۰

جمعرات یکم مئی
صبح
۴—۳۰ اور شام ۵—۰۰ سری دربار صاحب امرتسر سے شبد کیرتن ریلے (روزانہ)
۶—۰۵ ارادھنا: بھگتی گیت (روزانہ)
۶—۳۵ کھیتی باڑی: زراعتی پروگرام (روزانہ)
۶—۴۵ مالسن گان (روزانہ سوائے اتوار)
۷—۱۵ جی آئیاں نوں: ملاقات پر مبنی پروگرام
۷—۴۵ اور شام ۷—۰۵ مہندر پال سنگھ نگینہ: گیت
۹—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰ شیام لال: شہنائی
دوپہر
۲—۳۰ لوک گیت: راجندر سنگھ
شام
۴—۳۰ لچھمن سنگھ: طبلہ
۸—۰۰ سرجنا: پنجابی میں ادبی میگزین
۹—۳۰ سوراشٹر کا سنگیت

جمعہ ۲ مئی
صبح
۷—۳۰ اور دوپہر ۱۲—۲۰ سلیم اقبال: پنجابی غزلیں
۸—۵۰ رنجیت کور: لوک گیت
۹—۰۵ اور شام ۴—۳۰ ہری دیو: خیال
دوپہر
۱—۱۵ فوجی بھائیوں کے لئے (روزانہ)
۲—۳۰ لوک گیت: رنگا سنگھ مان
شام
۶—۳۰ دیہاتی پروگرام (روزانہ)
۷—۴۵ سلیم اقبال: کافی
۹—۳۰ پوسٹ مارٹم: ہندی ڈرامہ سریش شرما
۱۰—۳۰ پنڈت جسراج: خیال

ہفتہ ۳ مئی
صبح
۷—۳۰ اور رات ۸—۱۰ رچھپال کور: پنجابی گیت
۷—۴۵ محمد شریف قوال اور ساتھی کافی
۸—۳۰ اور دوپہر ۱۲—۱۵ ڈاکٹر جاگیر سنگھ اور ساتھی: شبد
۹—۰۵ اور شام ۴—۳۰ جگموہن سہگل: ستار
شام
۴—۴۵ لوک گیت: سورن لتا
۷—۴۵ لچھمن داس سندھو: سکھری داوا دا

اتوار ۴ مئی

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ : وید، گیتا اور راماتن کی تعلیمات پر مبنی

۷-۱۵ پنگھڑیاں : ثقافتی اور سماجی میگزین پروگرام

۷-۴۵ غزلانجلی : پنجابی غزلیں

۹-۱۵ بال جگت : بچوں کے لئے پروگرام

۱۰-۰۰ چانن رشماں : زراعتی میگزین

۳-۳۰ تہاڈی فرمائش

دوپہر

۱۲-۲۰ لوک گیت : کلدیپ مانک

۱۲-۳۰ ناری سنسار

۲-۳۰ لوک گیت : سنت سنگھ نیلا

شام

۴-۴۵ واراں

۸-۱۵ پٹاری : رنگارنگ پروگرام

۱۰-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں : خیال

پیر ۵ مئی

صبح

۷-۱۵ انتی دی راہ : فیچر

۸-۲۰ اور رات ۱۰-۱۵ لوک گیت : رنجنا

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ ایل۔کے۔ پنڈت : خیال

دوپہر

۱۲-۰۵ پنجابی گیتوں کی فرمائش

۲-۳۰ لوک گیت : بلکار سنگھ ماہی

شام

۴-۳۰ بال واڑی

۹-۳۰ ظفر نامہ : پنجابی میں ڈرامہ ڈاکٹر ہرچرن سنگھ

منگل ۶ مئی

صبح

۷-۳۰ مٹی دی مہک : سنگیت روپک

دوپہر

۱۲-۳۰ ترنجن : دیہاتی مستورات کیلئے

۲-۳۰ لوک گیت : سریش کپور

شام

۴-۴۵ لوک گیت : حاکم صوفی

۸-۱۵ کاویہ دھارا : پنجابی میں نظم خوانی

بدھ ۷ مئی

صبح

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا ترقیاتی پروگرام

۷-۴۵ پھرسنو

۸-۲۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵ منموہن سنگھ : غزلیں

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ بھگوان داس سینی : خیال

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت شنگھارا سنگھ شونکی

شام

۷-۴۵ بھائی گوردیال سنگھ راگی اور ساتھی : شبد

۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

جمعرات ۸ مئی

صبح

۷-۱۵ پنڈ دی نہار

۷-۴۵ اجیت کور : پنجابی گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ ہرونند کمار شرما : ستار

دوپہر

۱۲-۱۵ اجیت کور : غزلیں

۲-۳۰ محمد صدیق : لوک گیت

شام

۴-۳۰ کمار گندھرو : گائن

۴-۴۵ لوک گیت

۸-۰۰ تخلیق : اردو میں ادبی پروگرام

۹-۳۰ نیشنل پروگرام فیچر

جمعہ ۹ مئی

صبح

۷-۱۵ ابجل یاداں : ملاقات

۷-۳۰ محمد انور خاں : غزلیں

۸-۲۰ تارا چکرورتی : گیت

۸-۵۰ اور رات ۱۰-۱۵ جگت سنگھ جگا : لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۲۰ یش پال : خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ جسدیو کمار بملا جٹ لوک گیت

شام

۴-۴۵ لوک گیت : سعیدہ بانو

۹-۳۰ چھ مہینے کی رات : ہندی ڈرامہ رمیش دت شرما

ہفتہ ۱۰ مئی

صبح

۷-۴۵ لوک گیت : کلدیپ مانک

۷-۵۰ ساڈی صحت

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰ کے۔ ایل سود : جلترنگ

دوپہر

۲-۳۰ پرادیشک سنگیت

شام

۴-۴۵ جگجیت سنگھ زیروی لوک گیت

۷-۴۵ علی احمد حسین : شہنائی

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۱ مئی

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ : وید، گیتا اور راماتن کی تعلیمات پر مبنی

۷-۱۵ پنکھڑیاں : ثقافتی اور سماجی میگزین پروگرام

۷-۴۵ غزلانجلی : اردو غزلیں

۹-۱۵ بال جگت : بچوں کے لئے

دوپہر

۲-۳۰ جگت رام ملکا اور ساتھی لوک گیت

رات

۸-۱۵ گیت ساڈے پسند تہاڈی فلمی گیتوں کی فرمائش

۱۰-۳۰ استاد فیاض خاں : خیال

پیر ۱۲ مئی

صبح

۷-۱۵ انتی دی راہ تے : ۲۰ نکاتی پروگرام پر مبنی فیچر

۸-۲۰ نوراں : لوک گیت

دوپہر

۲-۳۰ عجائب سنگھ رلتے لوک گیت

شام

۴-۳۰ بالواڑی : بچوں کے لئے

۹-۳۰ نان وچ کی اے : پنجابی ڈرامہ جے ایس وردی

۱۰-۳۰ پرکاش وڈھیل : بانسری

منگل ۱۳ مئی

صبح

۷-۳۰ ساڈا دیش ساڈی سبھیتا : فیچر

دوپہر

۱۲-۳۰ ترنجن : دیہاتی مستورات کیلئے

۲-۳۰ گوپال سنگھ پال لوک گیت

شام

۴-۴۵ سرجیپال سنگھ پال : لوک گیت

۸-۱۵ کاویہ دھارا ہندی میں نظم خوانی

۹-۳۰ پنجابی میں مذاکرہ

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۴ مئی

صبح

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا : ملاقات

۸-۵۰ ہنس راج ہنس : لوک گیت

۹-۰۵ اور دوپہر ۱۲-۱۵ رات ۷-۴۵

اور ۱۰-۳۰ بھائی دیویندر سنگھ راگی اور ساتھی : شبد

شام

۴-۳۰ پھلجھڑی : چھوٹے بچوں کے لئے

۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

جمعرات ۱۵ مئی

صبح

۷-۱۵ جی آئیاں نوں : ملاقات پر مبنی

۷-۳۰ اپنا گھر : پریوارک سیریل

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰ بلبیر سیٹھ : خیال

دوپہر

۱۲-۱۵ پرمود جین : غزلیں

شام

۴-۴۵ لوک گیت : موہن مستانہ

۸-۰۰ سرحتا : پنجابی میں میگزین پروگرام

۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین

۱۰-۳۰ رتناکر ویاس : سرود

میڈیم ویو : ۲۸۷ء۲۶ میٹر ۱۰۴۷ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۳۰—۷ تک اور شام ۳۰—۱۱ کے بعد رات تک ۹۳ء۹۰ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۴۵—۷ کے بعد دوپہر ۴۵—۴ تک اور شام ۰۰—۵ کے بعد
۸۳ء۴۹ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

جمعرات یکم مئی

صبح

۱۰—۷ مہندر شرما، کلاسیکی موسیقی
۲۱—۸ ریڈیو ڈاکٹر
۳۵—۸ پنجابی گیت سلکھن سنگھ نرالا

دوپہر

۳۰—۱۲ میری کہانی: پنڈت نہرو

رات

۳۰—۸ اوشا سیٹھ؛ سگم سنگیت
۱۶—۹ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۲ر مئی

صبح

۲۱—۸ ہمیں لکھئے
۳۵—۸ اور رات ۳۰—۸
آرتی چیٹرجی؛ سگم سنگیت

دوپہر

۴۰—۲ مہلا سملین

رات

۱۶—۹ بھارتیہ بانگ مئے میں رام کتھا
ہندی تقریر
۰۰—۱۰ من بھاون پرانی فلموں سے
فرمائشی گیت

ہفتہ ۳ر مئی

صبح

۱۰—۷ سنیل مکھرجی؛ سرود
۳۵—۸ علاقائی سنگیت

رات

۳۵—۸ جعفر حسین قوال اور ساتھی
سگم سنگیت
۱۶—۹ ہم وطن؛ ہندی میں علاقائی
ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۴ر مئی

صبح

۲۰—۶ پرکاش کرن
۱۰—۷ سندھیا مکھرجی
کلاسیکی موسیقی
۳۵—۸ اجیت کور؛ سگم سنگیت

دوپہر

۳۰—۱۲ بال گوپال
۲۰—۲ سنہری کرنیں

شام

۱۵—۷ نیا سویرا
پریوار کلیان پر مبنی ناٹک

پیر ۵ر مئی

صبح

۱۰—۷ پرکاش وڈھیرا؛ بانسری
۲۱—۸ ساہتیہ ویلا: ہندی کو بتایا گو
۳۵—۸ شبد

شام

۰۰—۶ لوک درپن
۳۰—۸ مدھورما؛ سگم سنگیت
۴۵—۹ بیگم اختر؛ ٹھمری، دادرا

منگل ۶ر مئی

صبح

۱۰—۷ ودیا دھر ویاس
کلاسیکی موسیقی
۳۵—۸ اور رات ۳۰—۸
جے پرکاش کنڈرا سگم سنگیت

رات

۱۶—۹ پنڈت موتی لال نہرو اور سودھیا
اندولن: ہندی تقریر
۰۰—۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی
منجو مہتہ: ستار

بدھ ۷ر مئی

صبح

۳۵—۸ نرملا ارون؛ کلاسیکی موسیقی

رات

۳۵—۸ ترلوک کپور؛ سگم سنگیت
۱۶—۹ گھر آنگن؛ سلسلہ وار ڈرامہ
۳۰—۹ چرچا کا وشیہ ہے
۰۰—۱۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۸ر مئی

صبح

۱۰—۷ پنڈت جسراج : گائن
۳۵—۸ ریشما؛ پنجابی گیت

رات

۳۵—۸ ارملا ناگر؛ سگم سنگیت
۱۶—۹ آپ کا پتر ملا؛ خطوط کے جواب
۰۰—۱۰ دھارا رے گیت

جمعہ ۹ر مئی

صبح

۲۱—۸ ہمیں لکھئے
۳۵—۸ اور رات ۳۰—۸
کرشنا بھیم سین؛ سگم سنگیت

دوپہر

۴۰—۲ مہلا سملین

رات

۱۶—۹ راشٹریہ یوگ دان
گوپال کرشن گوکھلے

ہفتہ ۱۰ر مئی

صبح

۱۰—۷ سریش گوسوامی؛ وائلن

رات

۳۰—۸ محمد حیات قوال اور ساتھی
سگم سنگیت
۱۶—۹ ہم وطن؛ علاقائی ریڈیو
نیوز ریل
۳۵—۹ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۱ر مئی

صبح

۵—۱۱ پھر مہینے رک جاؤ۔
ہندی ناٹک

رات

۳۰—۸ آپ کا پتر ملا
۳۰—۹ گیت بہاڑا سے؛ ہماچلی لوک
گیتوں کا فرمائشی پروگرام

پیر ۱۲ر مئی

صبح

۱۰—۷ اور رات ۰۰—۱۰
مرنال سین گپتا؛ گائن
۳۵—۸ بھائی ترلوچن سنگھ اور ساتھی
شبد

دوپہر

۴۰—۲ مہلا سملین

رات

۴۵—۹ نینا دیوی؛ کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۳ر مئی

صبح

۱۰—۷ اسد علی خاں؛ کلاسیکی موسیقی
۳۵—۸ اور رات ۳۰—۸
لکشمی بہل؛ سگم سنگیت

رات

۱۶—۹ ہماچل کے آنچل؛ ضلع کنّور
۰۰—۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۴ر مئی

صبح

۳۵—۸ سیاحوں کے لئے

رات

۳۰—۸ کاجل بنرجی اور قوال احمد صدیقی
سگم سنگیت
۱۶—۹ گھر آنگن؛ سلسلہ وار ڈرامہ
۰۰—۱۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۱۵ر مئی

صبح

۱۰—۷ بھیم سین جوشی، گائن
۲۱—۸ ریڈیو ڈاکٹر
۳۵—۸ پرکاش کور اور آسا سنگھ مستانہ
پنجابی سنگیت
۱۵—۹ مسکان

رات

۳۵—۸ مدھوبالا چاولہ؛ سگم سنگیت
۱۶—۹ آپ کا پتر ملا

جے پور (الف) : ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۴۴/۲۳۶ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

جمعرات یکم مئی

صبح

۷—۰۵ راجیش کماری بترا: خیال بھٹیار
۷—۴۵ تیج کرن راؤ: سگم سنگیت
۸—۲۱ نندو دیوی: لوک گیت
۸—۵۰ اور ۱۵—۹
مایا راوت: سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ کتھا کنج

شام

۶—۳۰ سندھی کہانی: دوگا نا، گردداس
مل اے ڈھولن راہی

جمعہ ۲ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۳۰—۱۰
ونشی گوپال: جلترنگ وادن
۸—۲۱ کسم اوجھا: لوک گیت
۹—۱۵ اور شام ۲۵—۶
حامد حسین: سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ سرتالال کلاونت: لوک گیت
۱—۳۰ استاد امیر خاں: خیال

رات

۹—۱۶ شانتی ورما: گیت
۹—۳۰ "بندو": ناٹک
پیش کش: ممتاز شکیب

ھفتہ ۳ مئی

صبح

۷—۰۵ اور شام ۳۰—۶
ڈی۔وی۔ پلسکر
۷—۴۵ زرین دارو والا: سرود وادن
۸—۲۱ مالناتھ و ساتھی: لوک گیت

۹—۱۵ اور شام ۲۵—۶
انوپم سرکار: سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ لوک گیت: ملن سنگھ یادو
۱—۳۰ کیسر بائی کیرکر: خیال

شام

۵—۰۵ ادھین اور روزگار: سول انجینئرنگ کے بارے میں بات چیت

اتوار ۴ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۳۰—۱۰ لیلاوتی
اڑسلے: خیال
۷—۴۵ سادھنا دکشت: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲—۰۰ 'بڑی عدالت بہوؤں کی'
مزاحیہ تقریر
۱۲—۳۰ 'جرمانہ': جھلکی: تحریر از
جے سنگھ ایس راٹھور
پیش کش: ممتاز شکیب

شام

۶—۳۰ سجاتا وشم پاہن: سگم سنگیت
۶—۴۵ ذکی حلیم وارثی و ساتھی: قوالی
۹—۳۰ افسانہ از عائشہ اسحاق
کلام شاعر: ہے کشن اجمیری

پیر ۵ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۰۰—۱۰
ششی موہن بھٹ: ستار
۷—۴۵ الوزادعا پرکاش: سگم سنگیت
۹—۱۵ اور شام ۲۵—۶
چندر پرکاش تنور: سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ مادھوری تھاپر: لوک گیت

۱—۳۰ منور علی خاں: خیال

منگل ۶ مئی

صبح

۷—۰۵ اے کانن: خیال
۷—۴۵ اور شام ۲۵—۶
سگم سنگیت
۸—۲۱ چھوٹو رام اور ساتھی
لوک سنگیت
۹—۱۵ اشفاق حسین: سگم سنگیت

رات

۹—۳۰ سندھی بھگت: کالو رام اور ساتھی

بدھ ۷ مئی

صبح

۷—۰۵ اور دوپہر ۳۰—۱
آر۔ایم مسلگاؤنکر: خیال
۸—۲۱ منجو کوٹھاری: لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ نزاکت بیگم: لوک گیت

رات

۱۰—۰۰ شکنتلا: ناٹک
۱۰—۳۰ ارجن ساناکود: خیال

جمعرات ۸ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۳۰—۱۰
نصیر ظہیرالدین خاں ڈاگر: دھرپد
۷—۴۵ آدیتہ بنرجی: سگم سنگیت
۸—۲۱ لوک گیت: پوترا کماری
۸—۵۰ اور ۱۵—۹
غلام حسین: سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ مہیلا جگت: "کیا لڑکی کے لئے سسرال ہی جنت ہے؟"
مباحثہ

جمعہ ۹ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۳۰—۱۰
ارون بھادری: خیال
۷—۳۵ راجستھانی کہانی
۸—۲۱ مینا چودھری اور ساتھی

۹—۱۵ اور شام ۲۵—۶
آنند سنگھ پنوار: سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ پریم ناتھ گائک: لوک گیت
۱—۳۰ علی اکبر خاں: سرود

رات

۹—۱۶ کلیانی دت: گیت

ھفتہ ۱۰ مئی

صبح

۷—۰۵ اور شام ۳۰—۶
نیاز احمد خاں: ستار
۷—۴۵ سبدھ سنگیت
۸—۲۱ پنا لال بوہرا اور ساتھی
لوک گیت
۹—۱۵ اور شام ۲۵—۶
اپرنا رائے: سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ پربھات کماری چوہان
لوک گیت
۱—۳۰ کستوری امونکر: خیال

شام

۵—۰۵ یووا دیگیانک: ڈاکٹر یوگیش ویح سے بات چیت
۸—۱۵ 'ری ڈیزائننگ دی فیوچر' تقریر

اتوار ۱۱ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۳۰—۱۰
پی۔وی رنگے: خیال
۷—۲۵ 'اپلاد سدھان میں کمپیوٹر' تقریر
۹—۱۵ بجلی کیسے بنتی ہے: کہانی
از ایکا بھنے

شام

۶—۳۰ بابولال بھاٹ: سگم سنگیت
۹—۳۰ کاروان ادب۔ اردو میں مختصر افسانے کی روایت اور اس کی مقبولیت کے اسباب
۱۰—۰۰ محمد سعید صابری اور ساتھی
قوالی

پیر ۱۲ مئی

صبح

۷—۰۵ سدیشوری دیوی: خیال

۷-۴۵ نیلما شرما: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ پرمیلا کا سلی وال: لوک گیت

۱-۳۰ رام نارائن: سارنگی

رات

۱۰-۰۰ شکور علی خاں: خیال

منگل ۱۳ مئی

صبح

۷-۰۵ شنکر کنا دھر چودھری: واٹلن

۷-۴۵ رام گوپال مسر: سگم سنگیت

۸-۲۱ چھیل بہاری ورما
لوک سنگیت

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
عبدالعزیز: سگم سنگیت

رات

۹-۳۰ سندھی جھلکی

بدھ ۱۴ مئی

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰

نیرا شرما: ستار

۸-۲۱ رضیہ بانو: لوک گیت

۹-۱۵ اختر بیگم: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ آر۔ کے۔ دیاس: لوک گیت

۱-۳۰ پروین سلطانہ: خیال

جمعرات ۱۵ مئی

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شنو کھرانہ: ٹھمری

۷-۴۵ آرتی چکرورتی: سگم سنگیت

۸-۲۱ رادھے شیام شرما: لوک گیت

۸-۵۰ اور ۹-۱۵
دیوی لال شرما: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ 'ہماری وراثت نئی پیڑھی کو'
تقریر: کادیہ منجوشا

شام

۶-۳۰ آزادی۔ اے۔ جی کہانی
سندھی دارتا: بال کہانی

جودھپور (الف) ۵۶۴۴.۷ — ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور (ب) ۲۵.۲۶ — ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

جمعرات یکم مئی

صبح

۷-۱۵ کادیہ لوک: ایم۔ وائی۔ رئیس

۷-۳۰ رن جھن: بیلا رام اور ساتھی

۷-۴۵ ہمیں شکایت ہے: ادھیایک
کو وِدیارتھی سے: مزاحیہ تقریر
از ایل۔ کے۔ پاٹھک

۸-۲۱ گیت گنجار: گوپال رام بہل

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت: ادورکوں کا
سنتلت پریوگ کیوں اور
کیسے کریں: تقریر بی ڈی دیال

۲-۱۰ اسد علی خاں: بین

شام

۵-۲۵ سیما ڑسے ری گونج
راجستھانی کادیہ گوشٹی
لکشمن سنگھ رسونت
کانداں کلپت اور اچلیشور آنند

۶-۳۰ وبھن سہکاری سنستھائیں
تقریر: چنی لال پاریک

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
مدن لال بھانڈ

جمعہ ۲ مئی

صبح

۷-۱۵ گاندھی چرچا: گاندھی جی کے
سپنوں کا سوراجیہ کیا گاریکیہ

۷-۳۰ رن جھن: سریتا مشرا

۷-۴۵ مرو ستھلی: راجستھان رو بھگتی
ساہتیہ: ڈاکٹر جگموہن سنگھ
پرسہار

۸-۲۱ گیت گنجار: کانو رام پرجاپتی

دوپہر

۱-۵۰ ٹماٹر و بینگن کی فصل میں۔ پودھ
سن رکشن کاریہ: تقریر
ایس کے۔ شرما

۲-۱۰ راجیندر پرسنا: بانسری

شام

۵-۰۵ سامانیہ گیان پرتی یوگتا: فی مین
کاری سنجیو کلپنا کول، آنند سنگھ
ہریش دھونیہ، پی این چٹرجی
شانت شرن، چاند سنگھ راٹھور
راجیش شرما، مہیندر پرکاش
برج موہن

۵-۲۵ گرام گوشٹی: بھوانی سنگھ راوت
مہیپال مدیرنا، پرتاپ سنگھ
تلودن، جبراور سنگھ کاگ مالا

۶-۳۰ بینکوں سے کسانوں و پشو پالکوں
کو دی جانے والی رن سویدھائیں
تقریر از ایس۔ ایل جھنجھوری

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
ارجن گکھنڈا اور ساتھی

۹-۳۰ گنوجی: ناٹک
تحریر: بی۔ ایل۔ ماتھر

ہفتہ ۳ مئی

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: جناردن پنّا

۷-۳۰ رن جھن: ارونا ایڈوانی

۷-۴۵ بات چیت: گرامین بینک
او۔ پی۔ شرما

۸-۲۱ گیت گنجار: ممتا ڈاکلیا

دوپہر

۱-۵۰ ربیع کی فصلوں کو کٹائی کے بعد
کسان کیا کریں۔
تحریر: ریشی لال ماتھر

شام

۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک: آزادی
کی کہانی کا وِردودھی آندولن

۵-۲۵ سیما ڑسے ری گونج: سماج کے
نیتک مولیہ اور پترکارتا
تقریر از سوکمار ورما
یاری جانکاری گوڈ نامون
بخشش ناموں چتر بیج اور ڈا
سے ملاقات

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
للت کمار دیاس

۸-۱۵ سوریہ چکر

۹-۱۶ موتی لال نہرو جینتی
تحریر: انل کمار داغ دلشی

اتوار ۴ مئی

صبح

۷-۱۵ رن جھن: الشر جلانی باقی

۷-۳۰ مرودھرا کے لال

۸-۲۱ گیت گنجار: بھنور رمیا رام

۸-۵۰ دوائیم بارہ
پیش کردہ: پی۔ ایس تھیلیال

۹-۱۵ جن من: ہمارا راشٹر کا تن
نیتاجی سبھاش چندر بوس
تقریر از جی۔ ایل۔ سونگرا

دوپہر

۱۲-۰۵ گنگور: مہیلاؤں کے گر بھودھا
کی پہچان: وجے لکشمی دیاس

۲-۲۰ لوک لہری
پیش کردہ: شیو رام

شام

۵-۰۵ میری پسند: راجے سنگھ

۶-۳۰ بے روزگار سنا تکوں کو
ادھیوگ لگانے کے لئے بینکوں
دوارا دی جانے والی سویدھائیں
تقریر: ایم۔ ڈی۔ ہرکٹ

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
چرنجی لال

پیر ۵ مئی

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: سلسلے وار
پروگرام: پیش کردہ
قاضی انیس الحق

۷-۳۰ رن جھن: امشر لال

۷-۴۵ دی انفلوئنس آف سنیما آن
دی سوشیل بیہیویئر
انگریزی تقریر: ایم ایل مہیشوری

۸-۲۱ گیت گنجار: کنی لال ڈانگی

دوپہر

۱-۱۰ ناری دا تیکا: راشٹر کی گورو
درگا بائی دیس مکھ تقریر از
شریمتی کسم لتا شرما

۱-۵۰ کرشی جگت: اکرتوا مرچ

بنجلوں کے روگ اور روک تھام
کے اپائے : تقریر از
ڈی۔ ایس۔ راج پروہت

شام

۵-۰۵ کماری اوشا ویاس: سگم سنگیت
وگیان وارتا: ڈی۔ این۔ اے
کا رہسیہ: مہیندر سندھی
کہانی: اشوک کمار جین

۵-۳۵ سیماڑے ری گونج
گھر کا ویدیہ: سوامتہ چرچا
رگھو ویر سنگھ راجاوت
وکاس کی کہانی: پردھان کی زبانی
ناتھو سنگھ پردھان

۶-۳۰ کھیتی باڑی: مرغیوں کو بیماری
سے کیسے بچائیں۔
ڈاکٹر مہیندر سنگھ

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
پریا رام پرجاپتی

۱۰-۳۰ یہودی مینن: وائلن
پنڈت روی شنکر: ستار
بیگم اختر: گائن، ٹھمری

منگل ۶ مئی

صبح

۷-۱۵ کھیل کھلاڑی: والی بال کھلاڑی
محمد خان سے ملاقات

۷-۳۰ رن جھن: رام نارائن چیتن

۷-۴۵ پیڑ پودوں کا دچتر سن رکشن
ڈاکٹر ڈی۔ این۔ سین

۸-۲۱ گیت گنجار: رام چندر گوئل

دوپہر

۱-۱۰ نروگ کاریہ کرم: ششو کی
سوا ستھیہ سمسیائیں
ڈاکٹر ڈی۔ آر۔ ڈھابی کیساتھ
دیپتی شرما کی بات چیت

۱-۵۰ کرشی جگت: مئی ماہ میں
کسان کیا کریں: نریندر جین

۳-۱۰ مشتاق حسین خاں: گائن

شام

۵-۳۵ سیماڑے ری گونج
[illegible]
اکال راحت کی کہانی ضلع کلیکٹر کی
زبانی [illegible]

۶-۳۰ کھیتی باڑی: [illegible]
کہاں [illegible] لگائیں

این۔ کے۔ کوٹھاری سے ملاقات

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
شریمتی سودن لتا ویاس

بدھ ۷ مئی

صبح

۷-۱۵ چندے کا پھندا: جھلکی
تحریر: ساکیت جین
پیش کردہ: انیل کمار رزم

۷-۳۰ رن جھن: ستیش ویاس

۷-۴۵ مرد ستھلی: راجستھان کا دیا پٹھ
آئی دان سنگھ بھاٹی

۸-۲۱ گیت گنجار: سانگی دان داسی

۸-۵۰ دو ایکم بارہ سلسلے وار پروگرام
پیش کردہ: پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت: خربوزہ و تربوز
کی فصلوں کے کھیت نین ترن
تقریر: گیانیندر سنگھ کچھاوا

۳-۱۰ ہیرا بائی بڑودکر: گائن

شام

۵-۳۵ سیماڑے ری گونج
گرام گوشٹی: شیودان سنگھ
بھیرو سنگھ، ظالم سنگھ
منگلا رام

۶-۳۰ کھیتی باڑی: سہکاری بازار
سے ہونے والے لابھ
ایل۔ راکھی سے ملاقات

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
آنند کور بہیرا

۹-۱۶ رویندر ناتھ ٹیگور جینتی تقریر
ڈاکٹر ڈی۔ بی۔ سیرساگر

۱۰-۳۰ کارتک کمار: ستار

جمعرات ۸ مئی

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: للی بھنڈاری

۷-۳۰ رن جھن: بھنور لال و ساتھی

۷-۴۵ نیدمانی کہانی کار: کرشن چندر
تقریر: [illegible] جوشی

۸-۲۱ گیت گنجار: [illegible] خاں و ساتھی

۸-۵۰ ریکارڈس: تقریر

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں

۱-۵۰ کرشی جگت: سپر کھوسٹ

کچھ بنائیں: داولال ماتھر

۳-۱۰ مشتاق حسین خاں: گائن

شام

۵-۰۵ آپ بھی سوچئے۔ رویندر ناتھ
ٹیگور اور ان کی کرتی گیتانجلی

۵-۳۵ سیماڑے ری گونج
کوی رویندر ناتھ ٹیگور
ہندی تقریر: شیلا ویاس
کھادی گھوڑ: راجستھانی تقریر
وی۔ کے۔ ترویدی

۶-۳۰ پروڈ شکشا کیندروں کا کرشی
وکاس میں یوگدان
اکشیہ سنگھ کچھاوا سے ملاقات

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: چوکا رام

۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

جمعہ ۹ مئی

صبح

۷-۱۵ گاندھی چرچا: گاندھی جی اور
سامپردایک سدبھاؤ
نیمی چند جین بھاوک

۷-۳۰ رن جھن: دھوسے خاں

۷-۴۵ مرد ستھلی: "یاں ہی جڑوں رے
پان دی پیے": راجستھان
سو ہن گڑھ جالور: رامیشور ماتھر

۸-۲۱ گیت گنجار: شکور خاں

دوپہر

۱-۵۰ چارے کی فصل میں کیٹ نینترن
تحریر: بی۔ ایم۔ کلا

۳-۱۰ جی۔ ایس۔ سپھریو
بانسری پر راگ جوگ

شام

۵-۰۵ رنگارنگ کاریہ کرم (راجستھانی)
پنّا لال ترلولی اور ساتھی
واویہ وادن۔ ارن ترپاٹھی
اور ساتھی

۵-۳۵ سیماڑے ری گونج
گوپال کرشن گوکھلے
ہندی تقریر از جیون لال ماتھر
رمضان شریف: روزہ کی اہمیت
تقریر از امام اہل حدیث

۶-۳۰ کھیتی باڑی: ان دنوں کسان
کھیتوں میں کیا کریں

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
گوپی مراوی

۹-۱۶ گوپال کرشن گوکھلے جینتی تقریر
چندر بھان

۹-۳۰ کھنڈر: ناٹک
تحریر: ایل۔ این۔ بھٹناگر

ہفتہ ۱۰ مئی

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: کیرتی کھنہ

۷-۳۰ رن جھن: جوہری لال راول

۷-۴۵ سوکھی کھیتی: بات چیت
ایچ۔ ایچ۔ ڈاڈسلے

۸-۲۱ گیت گنجار
چنی داس اور ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ بیج اپچار کر کے پرمکھ فصلوں
کو روگوں سے کیسے بچائیں
تقریر: بھگوتی لال ماتھر

۳-۱۰ استاد بڑے غلام علی خاں: گائن

شام

۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک
آزادی کی کہانی اندولن
کمیونٹی گیت

۵-۳۵ سیماڑے ری گونج: چھتر پتی
شیواجی: راجستھانی تقریر
فاروق آفریدی: آدی وش
منجو را رو سے ملاقات
اشرف فوجدار

۶-۳۰ وکاس چرن: بھینٹ
وارتاؤں پر مبنی

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
شیلا، بسا

۹-۱۶ رمضان: تقریر از عبدالحی

اتوار ۱۱ مئی

صبح

۷-۱۵ رن جھن: فتح کماری

۸-۲۱ گیت گنجار روی پرکاش ناگ

۹-۱۵ چن من: بھارت پیارا دیش
ہمارا: تری پُرا
آپ کی شان کے چھاتروں دوارا
پرستت کاریہ کرم
شریمتی گرو ور، شاستریہ کلا منڈل

دوپہر

۱۲-۰۵ گن گور کاریہ کرم: گربھ کالین
گمبھیر واسمانیہ جٹل تائیں

ڈاکٹر پربھا سنگھ سے ملاقات
۲-۴۰ لوک لہری : مانگی لال

شام

۵-۰۵ میری پسند : بھرت جوشی
تقریر : یگ پرش شیواجی
کماری رینو دیشنو
۶-۳۰ کھیتی باڑی : کرشی اُپج منڈیوں سے کسان کیسے فائدہ اٹھائیں : بی۔ ایل۔ شرما
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
گوری دیوی

پیر ۱۲ مئی

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے : سلسلے وار پروگرام
پیش کردہ : قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن : راما راؤ سرگرا اور ساتھی
۷-۴۵ اِنٹر پریٹنگ اِنوائرمنٹ
انگریزی تقریر : ڈاکٹر ایم۔ ایم۔ مہنود
۸-۲۱ گیت گنجار : برکت علی خاں

دوپہر

۱-۱۰ ناری واٹیکا : ہمارے پَرو تہوار : اکشیہ ترتیا اور رمضان
کھان پان کی باتیں : جیم جیلی کیسے بنائیں : کیسے سرکشت رکھیں
شریمتی ارملا ماتھر
۱-۵۰ گنے کی کھڑی فصل میں کے چلنے والے آدشیک کاریہ
تحریر : ایل۔ ایس۔ چودھری

شام

۵-۰۵ سیمار ڑے ری گونج
اسلدکا کا دیہ پاٹھ

خوشتر مکرانوی
وہ بھی تھا زمانہ وہ بھی تھے
سنس مرن آتمک دارتا
بھگوت سوروپ
۶-۳۰ شکر نسل کے بچھڑے بچھڑیوں کا پالن کیسے کریں : بھینٹ وارتا
اوم دت سانکھلا سے ملاقات
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : لیلا بھائی
۱۰-۳۰ بھیم سین جوشی : گائن
ہری پرساد چورسیا : بانسری

منگل ۱۳ مئی

صبح

۷-۱۵ کھیل کھلاڑی
۷-۳۰ رن جھن : ہیرا رام ڈاگا
۷-۴۵ راجستھان کی پریم گاتھائیں
جیٹھو اں اجلی : تقریر از آنند کنور شیکھاوت
۸-۲۱ گیت گنجار
مصری خاں اور ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ ٹیومر روگ کے بارے میں جانکاری
ڈاکٹر ایچ۔ سی۔ لوڈھا سے دنیش چندر شرما کی بات چیت
۱-۵۰ بارانی کھیتی میں کھادوں و اُدورکوں کا پریوگ کیوں اور کیسے کریں : جی۔ ایس۔ سوکھیاں
۳-۱۰ علی اکبر خاں : سرود

شام

۵-۰۵ پری چرچا
۵-۳۵ سیمار ڑے ری گونج
بینکوں دوارا دیتے جانے والے دھن رن اور پراپت کرنے کا طریقہ
مہیش چندر دیاس
راجستھانی کاویہ پاٹھ
سنیل دیاس
۶-۳۰ سور اور چھا کا مہوتو
وی۔ جی۔ رمنا راؤ سے ملاقات
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
غفور خاں مہدی
۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

بدھ ۱۴ مئی

صبح

۷-۱۵ ایک کپ چائے : جھلکی
تحریر و پیش کردہ : انل کمار رام
۷-۳۰ رن جھن : بھنور لال ڈانگی
۷-۴۵ مرو ستھلی : راجستھانی جون ماتے :
راجستھانی تقریر
بھیرو سنگھ راٹھور
۸-۲۱ گیت گنجار : ہیرا رام راٹھیکا
۸-۵۰ دو ایکم بارہ : سلسلے وار پروگرام

(باقی ص ۴۵ پر)

۳۱۵۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

جمعرات یکم مئی

دوپہر

۱-۱۰ کویتا پاٹھ
از جیہ شری شرما شیتل
ناری وکاس میں ناری کتنی بادھک کتنی سادھک ،
مذاکرہ
شرکاء : اسنیہ لتا شرما ، بھگوان سولنکی
کسم شرما ، پشپا وتی چوہان

شام

۵-۰۵ یووا وانی
' کھیل گتی ویدھیاں '
از پون منبدی رتہ
یووا کھلاڑی رتن سنگھ سے
بھینٹ : آج کے سنگیت کلاکار
دنیش کمار شرما
۷-۲۰ پشوؤں کے دودھ سے نوجیون کو بیماریاں اور سادھانیاں
تقریر از ڈاکٹر این کے کوتک
' اکال کے دنوں میں پشودھن وکاس کا یوگدان : تقریر از
دی۔ پی۔ بھاوے

جمعہ ۲ مئی

شام

۷-۲۰ راجستھان کے سنت مرو شیتر میں دلہن وکلہن کا وکاس : تقریر از
پی۔ ایس۔ شرما
' بال وکاس میں بادھک آج کا دوشت واتاورن ' تقریر از
بی۔ ایس۔ سکینہ

ہفتہ ۳ مئی

شام

۵-۰۵ سماچار سنکلن : این سنگھ دشٹ
' آتم وشواس کا مہتو ' تقریر
از جیوراج سنگھ

۷-۲۰ ' گوبر گیس سینٹر کی وشیشتائیں اور اس کا پریوگ '
تقریر از دی۔ پی۔ آریہ
' ایک اونٹ پالک '
منظور خاں سے ملاقات

اتوار ۴ مئی

صبح

۸-۱۱ میری رچنا : عزیز آزاد

دوپہر

۱۲-۰۰ سوال آپ کے ، جواب ڈاکٹر بہن کے : ڈاکٹر سادھنا جوشی
' بھاو آتمک ایکتا کے پرتیک ۔ رحیم '
تقریر از ارملا تاوری

شام

۵-۰۵ یووا وانی
سنگیت کلاکار : مہندر کمار دوجاری
۷-۲۰ بھیڑ بکری پالن مرو شیتر کو ایک آدسیکتا : ڈاکٹر دی کے سونی وال سے گفتگو
' پنچایتوں دوارا سماجک سدھار '
تقریر از لکشمن رام

پیر ۵ مئی

شام

۵-۰۵ کویتا : کویتا دیاس
کہانی : راجو قادری
۷-۲۰ ' پرورڑھ شکشا سے گرامین بہنوں کو لابھ ' : تقریر
از کرشنا موڈی
' دھنجن : راجستھان کے میٹھے اور نمکین ' : از کویتا مہتا
' ہمارے سماج میں دہیج پرتھا کے پربھاؤ اور سجھاؤ ' تقریر از
چندر پربھا پاٹھک
' میلاؤں میں جن ہیتنا منوسائک ایوم قانونی طور پر مینا آچھوجا '

منگل ۶ مئی

شام

۵-۰۵ یووادانی
دگیان سماچار ؛ گوپی رام شرما
دگیان وارتا ؛ کمپیوٹر کا اپیوگ
کماری شاردا گوسوامی

۶-۳۰ وارتا : راجستھانی ری دیونگت
رچناکار : جے شنکر دیو
شنکر شرما ، ڈاکٹر ستیہ نارائن سوامی
نوئی سرجنا ۔ کہانی
از نرماہی ویاس

۷-۲۰ ' پھل درکشوں کے روگ اور ان
کا نیترن ' از جی۔ جی دکیلا

' مرد شیتر میں گجور دکاس کی سمبھاونائیں '
از ایل۔ جی بھٹناگر

بدھ ۷ مئی

شام

۷-۲۰ ' اچھے بیجوں کا رکھ رکھاؤ چناؤ
اور ساودھانیاں '
از ایس کے مہتا
' مدھومیہ ، کارن ، لکشن اور
اس کا نیترن ایوم ساودھانیاں '
ڈاکٹر تلسی داس اگروال سے
ملاقات

جمعرات ۸ مئی

دوپہر

۱-۱۰ ' رام بچائے بھالوں سے '
از اندوبالا گوڑ

شام

۵-۰۵ ' گوتم بدھ ' از آشوتوش شرما
' گپت کالین بھارت '
از کیلاش دان رتنو
سنگیت کلاکار
جیہ شنکر اوجھا
' پشوؤں کا تھنا اور پیٹ کے
روگ ۔ کارن ۔ لکشن علاج
ایوم ٹیکاکرن '
از ڈاکٹر یو۔ کے ویاس
' پرکار نیرجن ایک وشلیشن کاریہ '
از گوپال گوسوامی

جمعہ ۹ مئی

شام

۵-۰۵ میرے وچار میں ۔ بھرشٹاچار
کیسے مٹے (سامعین کے خطوط پر مبنی)

۷-۲۰ ' کھیتی میں لگاتار رسا نیک
اُروَرکوں کے پربھاؤ اور سجھاؤ '
از ڈاکٹر جی ۔ ایف ۔ ماتھر
' مرغیوں کے سنکرامک روگ
اور ان میں ٹیکاکرن '
از آر ۔ ایل ۔ لکھوٹیا
' گرمی میں لو سے کیسے بچیں '
از ڈاکٹر دلپت سنگھ دیول

ہفتہ ۱۰ مئی

شام

۷-۲۰ ' گرمی کے دنوں میں مرغیوں کے
پرکمھ روگ اور ان کا بچاؤ '
از ڈاکٹر جی کے پاریکھ
' بال دیکاس پر فلموں کا پربھاؤ '
تقریر از مالتی شرما

اتوار ۱۱ مئی

صبح

۸-۲۱ کہانی از شری یوگیندر پرساد یوگد

دوپہر

۱۲-۰۰ ' گرمی کے موسم میں بچوں کی عام
بیماریاں ' از ڈاکٹر رشمی تمور

کہانی از شیلا مکتا

شام

۷-۲۰ ' پشوؤں کی لو سے سرکشا '
از ڈاکٹر سریش گوسوامی
' آنکھوں کے سنکرامک روگ
کارن اور اپچار '
از ڈاکٹر یو ۔ کے ست سنگی

پیر ۱۲ مئی

شام

۵-۰۵ پستک
پریچے
از چند
کویتا پاٹھ

منگل ۱۳ مئی

شام

۵-۰۵ پرشن اوتری
شرکار : راج کمار آرودڑا
وملیندو پانڈیہ ، کماری پورنیما
موہن پرسیار : پرشن کرتا

۶-۲۰ ' آدرش سماج سیوا '
وید سوامی کیول رام اور
وید ٹھاکر پرساد شرما کی گفتگو
کویتا پاٹھ : مانک تواڑی دبھنو ،

۷-۲۰ ' پھل دار پودھوں میں سوکشم
تتووں کا مہتو ' از مرلی منوہر ماتھر
' انیک روگوں سے بچنے کے لئے

ٹیکاکرن ' از ڈاکٹر او ۔ پی سودھا

بدھ ۱۴ مئی

شام

۷-۲۰ ' نوئی پیڑھی سے بھینٹ
یوواشکتی کے ارچیتا پر پرشن
چنو : آنند کمار پروہت
سوشری وجیہ کماری

جمعرات ۱۵ مئی

۱- کویتا پاٹھ : شاردا گوڑ

۵ کھیل گتی ویدھیاں ایکش پالی
شطرنج کی کہانی
از راج نارائن ویاس

۷-۲۰ ' ان اُپیوگی ایوم لاوارث
پشوؤں کی ویوستھا '
از ڈاکٹر اننت رام
' پنچایتوں دوارا سواستھیہ
سوچھتا ایوم درکش روپن '
از شری گوردھن سنگھ

خط و کتابت کرتے وقت اپنا
پتہ صاف و خوشخط
تحریر کیجئے ۔

بقیہ : جودھپور

تحریر و پیشکش ، پی ۔ ایس ۔ تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ ' دبھن پرکار کے نیر جنیے دنوس
پھوٹک ارورک وانکا مہتو
ڈاکٹر این ۔ ایل ۔ جوشی

۳-۱۰ برج بھوشن کا برا گیتار

۵-۲۵ سیماشے ری گونج ، دکاس
اور اکال راحت کی کہانی
ضلع کلیکٹر کی زبانی
للت کے ۔ پنوار سے ملاقات
چھوٹے کسان اور گرامین بینک
گیت سنگھ کھینچی

۶-۳۰ مروستھل میں پائی جانے والی
مکھیہ اوشدھیاں ، تقریر از

ایس ۔ کے بسکینہ

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت بنسی لال گویل

۱۰-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں : گائن
نرملا دیوی ؛ گائن ، ٹھمری پہاڑی

جمعرات ۱۵ مئی

صبح

۷-۱۵ کا دیہ لوک : تارالکشمن گہلوت

۷-۳۰ رن جھن ، بھیراram چودھری

۷-۴۵ ہمیں شکایت ہے : ودیارتھی
کو ادھیاپک سے ؛ مزاحیہ تقریر

۸-۲۱ گیت گنبھار ؛ ملتان خاں و ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں

۱-۵۰ امرود و نارنگی کو نقصان
پہونچانے والے کیڑے و انکی

پیوک تھام کے لئے اپائے
تحریر : سنتوش نارائن ماتھر

شام

۵-۰۵ یووادانی : یووا پسند

۵-۲۵ سیماڑے ری گونج : قومی ایکتا
کے کوی رس خان : تقریر از
ادریس احمد
برج کویتا پاٹھ : گوکلیش پانڈے

۶-۳۰ کیٹ ناشک دوائیوں کا پریوگ
کرتے سمے ان باتوں کا دھیان
رکھیں : ڈاکٹر ڈی ۔ آر ۔ پرہار
سے ملاقات

۷-۲۵ راجستھانی سنگیت
سوہن لال اور ساتھی

۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

کلکتہ

کلکتہ 'اے' ۳۷۰۔۵۱۶ میٹر ۵۷۰ کلوہرٹز کلکتہ 'بی' ۲۹۸۔۶۹ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرٹز
کلکتہ 'سی' ۲۲۶۔۷۰ میٹر ۱۳۲۳ کلوہرٹز کلکتہ 'ڈی' ۲۴۵۔۱۹ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

جمعرات یکم مئی

کلکتہ اے

صبح

۶—۴۰ آنند لاہری : لوک گیت
۷—۴۰ انوراد ھا مصطفیٰ : رابندر سنگیت
۸—۳۰ سنجوکتا گھوش : خیال
۹—۰۰ منابندر مکھرجی : نذرل گیتی
۹—۲۵ ینتھیکا پال : ادھونک

دوپہر

۱—۰۰ ہمالیندو بنرجی : ستار
۱—۳۰ سبترا چکرورتی : نذرل گیتی
۱—۵۰ لینا چکرورتی : بھجن
۲—۳۵ مریدولا رائے : ادھونک
۲—۴۵ نربلیندو پرہانک : شیام سنگیت
۲—۵۵ کرشنا گھوش : رابندر سنگیت
۳—۰۰ رشید خاں : خیال
۳—۰۵ سولیکھا گپتا : خیال

رات

۸—۰۰ رکتا کرجی : بنگلہ ڈرامہ
مصنف : رابندر ناتھ ٹیگور
۹—۱۰ بدھو دیب داس گپتا : سرود
۱۰—۳۰ اجیت پانڈے : لوک گیت
۱۰—۴۰ سری نندا مکھرجی : رابندر سنگیت
۱۰—۵۰ منا بیندر مکھرجی : ادھونک

کلکتہ بی

صبح

۶—۲۵ کرشنا گھوش : رابندر سنگیت
۶—۳۵ سبترا مکھرجی : نذرل گیتی
۶—۴۵ نربلیندو پرہانک
رجنی کانت سنگیت
۹—۵۰ اور رات ۹—۰۰
لینا چکرورتی : بھجن
۷—۰۵ اور رات ۱۰—۱۱
رشید خاں : خیال
۷—۴۰ شمبھو پال : لوک گیت
۷—۵۰ گیتکا سین گپتا : گیت

۸—۲۱ پرنب کمار کنڈو : گیٹار
۸—۴۵ گویا لوک : انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۵۰ مریدولا رائے : ادھونک
۹—۱۵ آنند لاہری : لوک گیت
۹—۳۰ اور رات ۳۰—۱۱
بدھو دیب داس گپتا : سرود

دوپہر

۲—۴۰ گیتکا سین گپتا : ادھونک
۲—۵۰ پرنب کمار کنڈو : گیٹار
۲—۵۵ شمبھو پال : شیام سنگیت

شام

۶—۲۰ اجیت پانڈے : لوک گیت
۶—۲۵ سری نندا مکھرجی
رابندر سنگیت
۶—۳۰ گیتانجلی : رابندر ناتھ ٹیگور
پر مبنی کونسرٹ پروگرام
۸—۱۰ آنند لاہری : لوک گیت
۹—۳۰ کرشنا گھوش : رابندر سنگیت
۹—۵۰ نربلیندو پرہانک
شیام سنگیت

جمعہ ۲ مئی

کلکتہ اے

صبح

۶—۴۰ لوک شلپی چکرا : لوک گیت
۷—۴۰ کے یا مجمدار : رابندر سنگیت
۸—۱۵ بانی چٹرجی : ادھونک
۸—۳۰ کمل ملک : سرود
۹—۴۵ سورج کمار رائے : بھکتی گیت

دوپہر

۱۲—۴۰ سورا کنول : لوک گیت
۱—۴۰ جگن ناتھ مکھرجی
شیام سنگیت
۲—۵۵ گوپال مہاپترا : رابندر سنگیت
۳—۰۰ اتاپورن بوس : لوک گیت
۳—۰۵ پرماتا گھوش : ادھونک

۲—۱۵ رنجیت رائے : داکمن
۲—۲۰ اما لیندو پال : بھجن

شام

۵—۳۰ سمیر کمار دتا : الاپ اور دھرپد
۸—۰۰ بیکنٹھیر کتھا : بنگلہ ڈرامہ
ڈرامہ نگار : رابندر ناتھ ٹیگور
۹—۰۰ مالبی مکھرجی : خیال
۱۰—۰۰ مدھوسدن چٹرجی : لوک گیت
۱۰—۰۵ انجو مکھرجی
اتول پرساد سنگیت
۱۰—۱۰ سورج کمار رائے : ادھونک

کلکتہ بی

صبح

۶—۲۵ گوپال مہاپترا : رابندر سنگیت
۶—۳۵ کے یا مجمدار : نذرل گیتی
۶—۴۵ انجو مکھرجی : اتول پرساد سنگیت

۶—۵۰ مدھوسدن چٹرجی : لوک گیت
۷—۰۵ سمیر کمار دتہ : الاپ اور دھرپد
۷—۴۰ اتاپورن بوس : لوک گیت
۷—۵۰ پرمتا چکرورتی : ادھونک
۸—۲۱ رنجیت رائے : داکمن
۸—۳۰ اما لیندو پال : بھجن
۸—۴۵ گویا لوک : انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۵۰ سورج کمار رائے : ادھونک
۹—۱۵ لوک شلپی چکرا : لوک گیت
۹—۳۰ مالبی مکھرجی : خیال

دوپہر

۲—۴۰ رنجیت رائے : داکمن
۲—۵۰ جگن ناتھ مکھرجی : بھکتی گیت
۲—۵۵ سورا کنول : لوک گیت

شام

۹—۲۰ لوک شلپی چکرا : لوک گیت
۹—۲۵ انجو مکھرجی : شیام سنگیت
۸—۱۵ کلام ٹیگور کے معنوات
انگریزی میں بات چیت
سوچیتا رائے
۹—۳۰ بانی چٹرجی : ادھونک
۹—۴۰ جگن ناتھ مکھرجی
شیام سنگیت
۹—۵۵ کے یا مجمدار : اتول پرساد سنگیت
۱۱—۱۰ سمیر کمار دتہ : الاپ اور
دھرپد
۱۱—۳۰ کمل ملک : سرود

ہفتہ ۳ مئی

کلکتہ اے

صبح

۶—۴۰ ریکھا بوس : لوک گیت
۷—۴۰ سواستیکا مکھرجی
رابندر سنگیت
۸—۱۵ دلیپ کرپاکر : ادھونک
۸—۳۰ پرتیما چٹرجی : خیال

دوپہر

۱—۰۰ ریکھا ادی : راگ پردھان
۱—۱۵ دیپین باتو : گیٹار

شام

۵—۳۰ شیو کمار چٹرجی : خیال
۶—۱۵ ٹیگور کی نظم "پوراتن بھرتیا" کا تعرف سنتھالی زبان میں
۸—۰۰ "راتیر راشی" : بنگلہ ڈرامہ
ڈرامہ نگار : رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۲۰ امرناتھ گنگولی : ادھونک
۸—۲۵ نیتا پاٹھک : نذرل گیتی
۸—۳۰ دلیپ کمار برہما : لوک گیت
۸—۴۵ کلیانی گھوش : رابندر سنگیت

کلکتہ بی

صبح

۶—۲۵ کلیانی گھوش : رابندر سنگیت
۶—۳۵ نیتا پاٹھک : نذرل گیتی
۶—۵۰ امرناتھ گنگولی : ادھونک
۱۵ دوپن بلو : گیٹار
۷—۴۰ بھولا ناتھ چودھری
لوک گیت
۷—۵۰ بادل رانی چکرورتی : بھجن
۸—۲۱ کرونا بنرجی : گیتا
۸—۴۵ "گویا لوک" : انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۵۰ کلیانی گھوش : ادھونک
۹—۱۵ گوپال داس برمن : لوک گیت
۹—۳۰ شیو کمار چٹرجی : خیال

دوپہر

۲—۴۰ بادل رام چکرورتی : ادھونک
۲—۵۰ بھولا ناتھ چودھری : لوک گیت
۲—۵۵ کدروں بنرجی : گیٹار

شام

۶—۲۰ دلیپ کمار برہما : لوک گیت
۶—۲۵ ریکھا بوس : بھجن

۶-۳ امرناتھ گنگولی: نذرل گیتی
۶-۳۵ سواستیکا مکھرجی: ڈی ایل رائے
۶-۴۰ دلیپ کرمالکر: خیال

اتوار ۴ مئی

کلکتہ اے

صبح

۶-۴۰ منندر داس: لوک گیت
۷-۴۰ کم کم چٹرجی: رابندر سنگیت
۸-۴۰ امریش چندر چودھری: خیال
۹-۲۵ پوربی دتہ: ادھونک
۱۰-۰۰ شیشو محل: "آول جدی متی تہاتیا"
بنگلہ ڈرامہ: ڈرامہ نگار
رابندر ناتھ ٹیگور

دوپہر

۱-۵۰ پریتوش سیل: وائلن

شام

۵-۳۰ پرنا بنگشو مکھرجی: سرود
۸-۰۰ "اروپ رتن" بنگلہ ڈرامہ
ڈرامہ نویس: رابندر ناتھ ٹیگور
۸-۱۵ انجنا چٹرجی: رجنی کانت سنگیت
۸-۴۰ مہتاب حسین: غزل
۸-۵۵ منجو بھٹاچاریہ: ادھونک
۹-۰۰ رنجنا چکرورتی: خیال
۱۰-۰۰ پرہلاد برہمچاری: لوک گیت
۱۰-۲۵ تیمیر گھوش: پوراتنی
۱۰-۴۰ پوربی دتہ: نذرل گیتی
۱۰-۵۰ شانتی دیب گھوش
رابندر سنگیت

کلکتہ بی

صبح

۶-۲۵ الپنا بھدرا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ انیل کمار سور: نذرل گیتی
۶-۴۵ انجنا چٹرجی: اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ تیمیر گھوش: پوراتنی
۷-۰۵ رنجنا چکرورتی: خیال
۷-۴۰ جتیندر مجمدار: لوک گیت
۷-۵۰ انجنا چٹرجی: رجنی کانت سنگیت
۸-۳۰ تیمیر گھوش: پوراتنی
۸-۴۵ گویا لوک: انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸-۵۰ اور دوپہر ۲-۴۰
منجو بھٹاچاریہ: ادھونک
۹-۱۵ منندر داس: لوک گیت
۹-۳۰ پرنا بنگشو مکھرجی: سرود

دوپہر

۲-۵۰ جتیندر مجمدار: لوک گیت
۲-۵۵ الپنا بھدرا: رابندر سنگیت
۶-۲۰ منندر داس: لوک گیت
۶-۲۵ پوربی دتہ: بھجن
۶-۳۵ پریتوش سیل: وائلن
۶-۴۵ انیل کمار سور: ادھونک
۶-۵۰ مہتاب حسین: قوالی
۶-۵۵ شانتی دیب گھوش
رابندر سنگیت
۷-۳۰ کم کم چٹرجی: ادھونک

پیر ۵ مئی

کلکتہ اے

صبح

۶-۴۰ کیشب چندر بنرجی
لوک گیت
۷-۴۰ گیتا بیتان: رابندر سنگیت
۸-۱۵ دھننجوئے بھٹاچاریہ
ادھونک
۸-۳۰ کلیانی سکدر: خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ انوپم مکھرجی: شیام سنگیت
۱-۴۰ پریتا بوس: ٹھمری
۱-۵۰ مہیلا محل: سماجوں کا سماج
عورت اور رابندر ناتھ ٹیگور
بنگلہ میں مباحثہ
۲-۵۵ پردیپ کمار ناتھ: گیٹار

شام

۵-۳۰ نرمل گوہا ٹھاکرتہ: ستار
۸-۰۰ "سے": بنگلہ ڈرامہ
ڈرامہ نگار: رابندر ناتھ ٹیگور
۸-۴۵ شیامل دتہ: نذرل گیتی
۹-۰۰ میرا بنرجی: خیال اور ٹھمری
۱۰-۰۰ منجو بنرجی: رابندر سنگیت
۱۰-۱۵ نیسیتھو سادھو
رجنی کانت سنگیت
۱۰-۳۰ راجکمار سامنت: ادھونک
۱۰-۴۰ آگامنی: لوک گیت
۱۰-۵۰ دھننجوئے بھٹاچاریہ
شیام سنگیت

کلکتہ بی

صبح

۶-۲۵ بیتالی گھوش: رابندر سنگیت
۶-۳۵ شیامل دتہ: نذرل گیتی
۶-۴۵ نیسیتھو سادھو
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ آگامنی: لوک گیت
۷-۰۵ میرا بنرجی: خیال
۷-۴۰ پوتل رائے: لوک گیت
۷-۵۰ بسواناتھ سور: بھجن
۸-۲۱ پردیپ کمار ناتھ: گیٹار
۸-۴۵ "گویا لوک": انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸-۵۰ راجکمار سامنت: ادھونک
۹-۱۵ آگامنی: لوک گیت
۹-۳۰ نرمل گوہا ٹھاکرتہ: ستار

دوپہر

۲-۴۵ بیتالی گھوش: رابندر سنگیت
۲-۵۰ بسواناتھ سور: بھجن

شام

۶-۲۰ کیشب چندر بنرجی: لوک گیت
۶-۲۵ منجو بنرجی: رابندر سنگیت
۶-۳۰ نیسیتھو سادھو
اتول پرساد سنگیت
۶-۳۵ کلیانی سکدر: بھجن
۶-۴۵ انوپم مکھرجی: شیام سنگیت
۶-۵۰ پردیپ کمار ناتھ: گیٹار
۶-۵۵ پوتل رائے: لوک گیت
۸-۱۰ گیتا بیتان: رابندر سنگیت
۸-۲۵ نیسیتھو سادھو: ادھونک
۹-۴۰ انوپم مکھرجی: ادھونک
۹-۵۰ پریتا بوس: راگ پردھان
۱۱-۱۰ میرا بنرجی: خیال
۱۱-۳۰ نرمل گوہا ٹھاکریہ: ستار

منگل ۶ مئی

کلکتہ اے

صبح

۶-۴۰ سنتوش کمار گھوش
لوک گیت
۷-۴۰ ایناکشی چٹرجی: رابندر سنگیت
۸-۱۵ دینکر چٹرجی: ادھونک
۸-۳۰ گوپال کرشن لال: خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ پردواس چودھری: وائلن
۱-۰۰ سوہن لال مشرا: خیال
۱-۴۰ سری تما گوپ: رابندر سنگیت
۱-۵۰ پریمل رائے چودھری
اتول پرساد سنگیت
۲-۰۰ انیتا مترا: ادھونک
۲-۱۵ سدھیر داس باؤل: لوک گیت
۲-۵۵ منجو لیکا داس: بھجن
۳-۰۰ رندھیر رائے: اسراج

شام

۵-۳۰ چھایا چٹرجی: راگ پردھان
۵-۴۰ دیپتی پرکاش مجمدار: بھجن
۶-۲۸ گرامن ساہتیہ سبھا: رابندر ناتھ
۸-۰۰ "بانسری": بنگلہ ڈرامہ
ڈرامہ نگار: رابندر ناتھ ٹیگور
۸-۴۵ سوما مترا: ادھونک
۸-۵۰ شیتل مکھرجی: نذرل گیتی

کلکتہ بی

صبح

۶-۲۵ سری تما گوپ: رابندر سنگیت
۶-۳۵ شیتل مکھرجی: نذرل گیتی
۶-۴۵ انیتا مترا: اتول پرساد سنگیت
۷-۰۵ سوہن لال مشرا: خیال
۷-۴۰ پردیوت سنگھا رائے
لوک گیت
۷-۵۰ منجو لیکا داس: بھجن
۸-۲۱ پردواس چودھری: وائلن
۸-۳۰ دیپتی پرکاش مجمدار: بھجن اور
گیت
۸-۴۵ گویا لوک: انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸-۵۰ سوما مترا: ادھونک
۹-۱۵ سدھیر داس باؤل: لوک گیت
۹-۳۰ رندھیر رائے: اسراج

دوپہر

۲-۴۰ دیپتی پرکاش مجمدار: ادھونک
۲-۵۰ چھایا چٹرجی: راگ پردھان
۲-۵۵ پردیوت سنگھا رائے
لوک گیت

شام

۶-۲۰ پریمل رائے چودھری
لوک گیت
۶-۱۵ منجو لیکا داس: بھجن
۶-۳۰ پردواس چودھری: وائلن
۶-۴۰ انیتا مترا: ادھونک
۶-۵۰ سدھیر داس باؤل: لوک گیت
۶-۵۵ ایناکشی چٹرجی: رابندر سنگیت
۸-۱۰ ٹیگور کا نظریۂ تعلیم
جے بھٹاچاریہ سے انگریزی میں
بات چیت

۹—۲۵ دیپنکر چٹرجی: گیت اور بھجن

بدھ ۷ رمئی

کلکتہ اے

صبح

۶—۴۰ شیبانی سنہا: لوک گیت
۷—۴۰ گوراسر بدھیکاری
رابندر سنگیت
۸—۱۵ مادھوری چٹرجی: ادھونک
۸—۳۰ ہمنگشو بواس: سنتور
۹—۰۰ انیتا مجمدار: نذرل گیتی

دوپہر

۱۲—۲۰ سمن مکھرجی: گیٹار
۱۲—۲۵ چندریما بوس: نذرل گیتی
۱—۳۰ مہیلا محل: بنگلہ فیچر
پیشکش: سنتنا چودھری
۱—۴۰ شیلندر مکھرجی: ادھونک
۱—۴۵ دیپیکا رائے: شیام سنگیت
۲—۰۰ ڈولی مکھرجی: وینا

رات

۸—۰۰ "تپاتی" (حصہ ا)، بنگلہ ڈرامہ
ڈرامہ نویس: رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۴۰ سمیر سین گپتا
اتول پرساد سنگیت
۸—۵۰ انیتا مجمدار: ادھونک
۹—۰۰ غلام اکبر خاں: خیال
۱۰—۰۰ چترلیکھا دتہ: رابندر سنگیت
۱۰—۳۰ بانی کمار چٹرجی: پوراتنی
۱۰—۴۰ باکل گیتی سنگھا: لوک گیت
۱۰—۵۰ مادھوری چٹرجی: نذرل گیتی

کلکتہ بی

صبح

۶—۲۵ سمیر کمار مکھرجی: رابندر سنگیت
۶—۳۵ چندریما بوس: نذرل گیتی
۶—۴۵ سمیر سین گپتا
اتول پرساد سنگیت
۶—۵۰ بھارتی مکھرجی: بھجن
۷—۰۵ ڈولی مکھرجی: وینا
۷—۴۰ سونیتا گھوش: لوک گیت
۷—۵۰ نرمل کمار سین گپتا
رجنی کانت سنگیت
۸—۲۱ سمن مکھرجی: گیٹار
۸—۳۰ بانی کمار چٹرجی: پوراتنی
۸—۴۵ کویالوک: انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۵۰ سیلیندر مکھرجی: ادھونک
۹—۱۵ شیبانی سنہا: لوک گیت
۹—۳۰ غلام اکبر خاں: خیال

دوپہر

۲—۴۰ بھارتی مکھرجی: بھجن
۲—۵۰ نرمل کمار سین گپتا
رابندر سنگیت
۲—۵۵ سونیتا گھوش: لوک گیت

شام

۶—۲۰ شیبانی سنہا: لوک گیت
۶—۲۵ نرمل کمار سین گپتا
راجنی کانت سنگیت
۸—۱۰ گوراسر بدھیکاری
رابندر سنگیت
۹—۴۰ سمن مکھرجی: گیٹار
۹—۵۰ دیپیکا رائے: شیام سنگیت
۱۱—۱۰ انیتا مجمدار: خیال
۱۱—۳۰ ہمنگشو بواس: سنتور

جمعرات ۸ رمئی

کلکتہ اے

صبح

۶—۴۰ سپنا چکرورتی: لوک گیت
۷—۳۰ سونندا باسک
رابندر سنگیت
۸—۳۰ تینما ٹھاکر: خیال اور ٹھمری
۹—۰۰ بمل بھوشن: نذرل گیتی
۹—۲۵ منجوشری رائے
رجنی کانت سنگیت

دوپہر

۱۲—۲۰ سنتنا مکھرجی: ادھونک
۱—۰۰ سنگھمترا سین: خیال
۱—۴۰ تاپس مجمدار: گیٹار
۱—۵۰ آرتی دتہ: راگ پردھان
۲—۵۵ جینتی گھوش: گیٹار
۳—۰۰ سمن گھوش: خیال اور ٹھمری
۳—۰۵ کالیپداداس: خیال

شام

۶—۱۵ رابندر ناتھ اور شانتی نکیتن
سنتھال میں بات چیت
۸—۰۰ "تپاتی" (حصہ ۲) بنگلہ ڈرامہ
ڈرامہ نویس: رابندر ناتھ ٹیگور
۹—۰۰ وی۔ جی۔ جوگ، وائلن
۱۰—۰۰ رابندر سنگیت سے اقتباس

کلکتہ بی

صبح

۶—۲۵ آرتی دتہ: رابندر سنگیت
۶—۲۵ سنتنا مکھرجی: نذرل گیتی
۶—۴۵ سمترا رائے: اتول پرساد سنگیت
۶—۵۰ جینتی گھوش: گیٹار
۷—۰۵ کالیپداداس: خیال
۷—۴۰ جوبلی بوس: لوک گیت
۷—۵۰ سوشانت کمار سانیال: بھجن
۸—۲۱ تاپس مجمدار: گیٹار
۸—۴۵ کویالوک: انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۵۰ پرتاپ رائے: ادھونک
۹—۱۵ سپنا چکرورتی: لوک گیت
۹—۳۰ وی۔ جی۔ جوگ، وائلن

دوپہر

۲—۴۰ سوشانت کمار سانیال: بھجن
۲—۵۰ تاپس مجمدار: گیٹار
۲—۵۵ جوبلی بوس: لوک گیت

شام

۶—۲۰ سپنا چکرورتی: لوک گیت
۶—۲۵ جینتی گھوش: گیٹار
۶—۳۰ کیشا لے: گیتی تینتا بالمیکا پرتبھا"
پیش کش: سپ تاپن
۸—۱۰ تاپس مجمدار: گیٹار
۹—۳۰ منجوشری رائے
رجنی کانت سنگیت
۹—۵۰ آرتی دتہ: ادھونک
۱۱—۱۰ تینما ٹھاکر: خیال
۱۱—۳۰ وی۔ جی۔ جوگ: وائلن

جمعہ ۹ رمئی

کلکتہ اے

صبح

۵—۰۰ تقریبات ٹیگور پر مخصوص پروگرام
۶—۰ سوبھاسیتا: ٹیگور کی نظم پڑھی جائے گی۔
۶—۴۰ بالائی چکرورتی: لوک گیت
۷—۴۰ سوچترا مترا: رابندر سنگیت
۸—۰۰ کبی کنتھا: ٹیگور کی آواز
۸—۱۵ سکتی ٹھاکر: ادھونک
۸—۳۰ بمل مکھرجی: ستار
۹—۲۵ بسوا بنرجی اینڈ ادرساتھی
اتول پرساد سنگیت

دوپہر

۱—۴۰ کبی کنتھا
۲—۲۵ بسوا بنرجی اینڈ پارٹی
لوک گیت
۲—۵۰ منندر لاہیری: بھجن
۳—۰۰ دلیپ مکھرجی: ادھونک
۳—۰۵ برون کمار پال: گیٹار
۳—۱۰ شیام پرساد بنرجی
شیام سنگیت
۳—۲۰ سلیل کمار مترا: وائلن

شام

۵—۳۰ برون کمار پال: گیٹار
۶—۴۰ "مانی": بنگلہ ڈرامہ
ڈرامہ نگار: رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۰۰ گرامن اور نیا نے رابندر پربھاب
مباحثہ
۹—۰۰ مالویکا کانن: خیال اور ٹھمری
۹—۳۰ ستیہ جیت رائے کا فیچر ٹیگور پر
۱۰—۰۰ گرامن گیتی سنگھا: لوک گیت
۱۰—۰۵ ہیمنتی شکلا: ادھونک
۱۰—۳۵ دھیریندر چندر مترا: نذرل گیتی
۱۰—۴۵ سوچترا مترا: رابندر سنگیت

کلکتہ بی

صبح

۶—۲۵ دلیپ مکھرجی: رابندر سنگیت
۶—۲۵ ہیمنتی شکلا: نذرل گیتی
۶—۴۵ شیام پرساد بنرجی
اتول پرساد سنگیت
۶—۵۰ دیپین ملک: گیٹار
۷—۰۵ مالویکا کانن: خیال
۷—۴۰ کیشب لال بواس: لوک گیت
۷—۵۰ دیپین ملک: گیٹار
۸—۲۱ سلیل کمار مترا: وائلن
۸—۳۰ منندر لاہیری: غزل
۸—۴۵ کویالوک: انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۵۰ ہیمنتی شکلا: ادھونک
۹—۱۵ بالائی چکرورتی: لوک گیت
۹—۳۰ دھیریندر چندر مترا: خیال

دوپہر

۲—۴۰ سلیل کمار مترا: وائلن
۲—۵۰ کیشب لال بواس: لوک گیت
۲—۵۵ دیپین ملک: گیٹار

شام

۶—۲۰ بالائی چکرورتی: لوک گیت
۶—۲۵ منندر لاہیری: بھجن

۶—۲۰ آج اور ٹیگور: ہندی میں مباحثہ
۸—۱۰ سیوا بنرجی اینڈ اور ساتھی
اتول پرساد سنگیت
۸—۱۵ ٹیگور کا تصور قومیت
انگریزی میں مباحثہ
۹—۲۰ شکتی ٹھاکر: ادھونک
۹—۴۰ گرامین گیتی سنگتھا: لوک گیت
۹—۵۰ دھیریندر چندر مترا
راگ پردھان
۱۱—۱۰ مالویکا کانن: خیال
۱۱—۳۰ بمل مکھرجی: ستار

ہفتہ ۱۰ مئی

کلکتہ اے
صبح
۶—۴۰ تنکاری داس باول
لوک گیت
۷—۴۰ چترلیکھا چودھری: رابندر سنگیت
۸—۱۵ پریتھویش کمار رائے چودھری
ادھونک
۸—۳۰ ریتا رائے: خیال
دوپہر
۱—۰۰ دیپک چکرورتی: ستار
۱—۲۰ گیتا بسواس: ٹھمری
۳—۳۰ رابندر ناتھ ٹیگور کے غیر ملکوں کے بارے میں احساسات
شام
۵—۳۰ سورین چکرورتی اور ساتھی
لوک گیت
۵—۴۰ اشوک کمار سانترا: نذرل گیتی
۶—۴۰ رابندر ناتھ ٹیگور کے دیہی احساسات
بنگلہ میں بات چیت
رادھارمن گوسوامی
۸—۰۰ ٹیگور پر بنگلہ میں فیچر
پروڈیوسر: کے. داس گپتا
۸—۴۰ سوبھرا گھوش: ادھونک
۸—۴۵ گوتم مترا: رابندر سنگیت
۹—۰۰ شاعروں کے بارے میں کچھ خیالات
بنگلہ فیچر: پروڈیوسر
پردیپ بھرا
کلکتہ بی
صبح
۶—۲۵ گوتم مترا: رابندر سنگیت
۶—۳۵ گیا تری دتہ: نذرل گیتی
۶—۴۵ اشوک کمار
اتول پرساد سنگیت
۶—۵۰ میتری چودھری
شیام سنگیت
۷—۱۵ نوتو مکھرجی: ٹھمری
۷—۴۰ لوک چھندام: لوک گیت
۷—۵۰ سوپن کمار داس: ادھونک
۸—۰۰ ٹیگور کے ادب میں آفاقیت
۸—۲۱ امولیا چندر کرماکر: گیٹار
۸—۴۵ کویا لوک: انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۵۰ سوبھرا گھوش: ادھونک
۹—۱۵ سورین چکرورتی اور ساتھی
لوک گیت
۹—۳۰ دیپک چکرورتی: ستار
دوپہر
۲—۴۰ سوپن کمار داس: ادھونک
۲—۵ گیا تری دتہ: نذرل گیتی
۲—۵۵ لوک چھندام: لوک گیت
شام
۶—۲۰ تنکاری داس باول: لوک گیت
۶—۲۵ میتری چودھری: کیرتن
۶—۳۵ نوتو مکھرجی: دادرا
۶—۴۵ امولیا چندر کرماکر: گیٹار
۶—۵۰ پریتھویش کمار رائے چودھری
ادھونک
۶—۵۵ چترلیکھا چودھری
رابندر سنگیت

اتوار ۱۱ مئی

کلکتہ اے
صبح
۶—۰۰ رابندر ناتھ ٹیگور کی نظم
"سوبھاسیتا"
۶—۴۰ پورن چندر داس اور ساتھی
لوک گیت
۷—۴۰ پنکج کمار ملک: رابندر سنگیت
۸—۴۰ سجاد حسین اور ساتھی: شہنائی
۹—۲۵ سنت کمار سنہا: ادھونک
۱۰—۰۰ شیشو محل: امر چھیلبیلا
دوپہر
۱—۵۰ باتک نندی: گیٹار
۲—۳۰ انداز گفتگو: امیہ ٹیگور کے ساتھ انٹرویو
شام
۵—۳۰ پریتیش بھٹاچاریہ: خیال
۸—۰۰ آشرم اور رابندر ناتھ
بنگلہ فیچر: سوبھاس داس
۸—۱۵ مالا مکھرجی: نذرل گیتی
۸—۳۰ دلیپ کمار چکرورتی
ادھونک
۸—۴۵ بیتو سماجپتی: اتول پرساد سنگیت
۹—۰۰ اجیت مکھرجی: وائلن
۱۰—۰۰ کابیری بوس: کیرتن
۱۰—۳۵ سنت کمار سنہا: لوک گیت
۱۰—۴۵ کنیکا بنرجی: رابندر سنگیت
کلکتہ بی
صبح
۶—۲۵ منجولا دتہ: رابندر سنگیت
۶—۳۵ کابیری بوس: نذرل گیتی
۶—۴۵ بیتو سماجپتی: اتول پرساد سنگیت
۶—۵۰ باتوک نندی: گیٹار
۷—۰۵ اجے مکھرجی: وینا
۷—۴۰ مکتی رائے: لوک گیت
۷—۵۰ امالیندو گھوش: گیٹار
۸—۳۰ نولپود رائے: رجنی کانت سنگیت
۸—۴۵ کویا لوک: انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۵۰ سنت کمار سنہا: ادھونک
۹—۱۵ بیتو سماجپتی: لوک گیت
۹—۳۰ پریتیش بھٹاچاریہ: خیال
دوپہر
۲—۴۰ امالیندو گھوش: گیٹار
۲—۵۰ سنت کمار سنہا: شیام سنگیت
۲—۵۵ منجولا دتہ: رابندر سنگیت
شام
۶—۲۰ پورن چندر داس اور ساتھی
لوک گیت
۶—۲۵ مالا مکھرجی: بھجن
۶—۳۰ دلیپ کمار چکرورتی
ادھونک
۶—۴۵ کابیری بوس: نذرل گیتی
۶—۵۰ باتک نندی: گیٹار
۶—۵۵ مکتی رائے: لوک گیت
۷—۳۰ کنیکا بنرجی: رابندر سنگیت

پیر ۱۲ مئی

کلکتہ اے
صبح
۶—۴۰ دوتی جن گھوش: لوک گیت
۷—۴۰ ریتا گھوش: رابندر سنگیت
۸—۱۵ سوبھرا سین: ادھونک
۸—۳۰ نبرتی بواسر ناتھ: خیال
دوپہر
۱۲—۲۰ شیام چندر سین: وائلن
۱۲—۲۵ ربن نندی: نذرل گیتی
۱—۴۰ پربھاتی مکھرجی: بھجن
۲—۵۵ دیبا شیس بوس: ڈی. ایل. رائے
شام
۵—۳۰ بینا بنرجی: خیال
۸—۰۰ سوچی: بنگلہ فیچر
۸—۱۵ روما بوس: بھجن
۸—۲۰ منی لال گھوش: شیام سنگیت
۸—۴۰ سیکھا بنرجی: نذرل گیتی
۹—۰۰ مایا مترا: ستار
۱۰—۰۰ "چترن گدا": گیتی نتیہ
پیشکش: سورنگاما
۱۰—۴۵ سوپن رائے: لوک گیت
۱۰—۵۰ پربھاتی مکھرجی: ادھونک
کلکتہ بی
صبح
۶—۲۵ راما بوس: رابندر سنگیت
۶—۳۵ منی لال گھوش: نذرل گیتی
۶—۴۵ دیبا شیس بوس: ڈی. ایل. رائے
۶—۵۰ سیکھا بنرجی: بھجن
۷—۰۵ بینا بنرجی: خیال
۷—۴۰ ایرا چٹرجی: لوک گیت
۷—۵۰ ربن نندی: ادھونک
۸—۲۱ شیام چندر سین: وائلن
۸—۴۵ کویا لوک: انشاد نظم
رابندر ناتھ ٹیگور
۸—۵۰ پربھاتی مکھرجی: ادھونک
۹—۱۵ دوتی جن گھوش: لوک گیت
۹—۳۰ مایا مترا: وینا
دوپہر
۲—۴۰ سوبھاس چندر چودھری
شیام سنگیت
۲—۵۰ ایرا چٹرجی: رابندر سنگیت
۲—۵۵ ربن نندی: ادھونک
شام
۶—۲۰ سوپن رائے: لوک گیت
۶—۲۵ سوبھرا سین: بھجن
۶—۳۰ ڈیبا شیس بوس
ڈی. ایل. رائے
۶—۴۵ ریتا گھوش: رابندر سنگیت
۶—۵۵ سوبھاس چندر چودھری

شیام سنگیت

۸—۱۰ دوئی جن گھوش: لوک گیت

۹—۴۰ شیام چندسین: وائلن

۹—۵۰ راما بوس: بھجن

۱۱—۱۰ نبرو تی لواسرنائک: خیال

۱۱—۳۰ مایامترا: ستار

منگل ۱۳ رمئی

کلکتہ اے

صبح

۶—۴۰ سندھیا چندا: لوک گیت

۷—۴۰ اربند بواس: رابندرسنگیت

۸—۱۵ سندھیا گوسوامی: ادھونک

۸—۳۰ رجنی کانت چیتر دیدی: ستار

دوپہر

۱۲—۲۰ انجوشری چودھری: ادھونک

۱—۰۰ آرتی باگچی: خیال

۱—۴۰ منجوشری گپتا: اتول پرساد سنگیت

۱—۵۵ ہری داس ادھیکاری: لوک گیت

۲—۲۵ سوجاتا مکھرجی: رابندرسنگیت

۲—۴۰ سوہن کمار برمن: دوتارا

۲—۵۰ مالا بھٹاچاریہ: ادھونک

۳—۰۰ پرسون کمار بنرجی: خیال

شام

۵—۳۰ بریندرناتھ بنرجی: سرود

۸—۰۰ رابندرناتھ ٹیگور پر کوئیز پروگرام

۸—۴۰ سومترا دتا: نذرل گیتی

۸—۴۵ اپرنا گوسوامی: شیام سنگیت

۸—۵۰ آنند دیب مکھرجی ادھونک

۹—۰۰ منجاری لال: رابندرسنگیت

۹—۱۵ بدھادیپ رائے اور پارٹی لوک گیت

۹—۳۰ ابھیج نان: رابندرناتھ ٹیگور

کلکتہ بی

صبح

۶—۲۵ سوجاتا مکھرجی: رابندرسنگیت

۶—۳۵ سومترا دتہ: نذرل گیتی

۶—۴۵ منجوشری گپتا اتول پرساد سنگیت

۶—۵۰ سوہن کمار برمن: دوتارا

۷—۰۵ بریندرناتھ بنرجی: سرود

۷—۴۰ ہری داس ادھیکاری لوک گیت

۷—۵۰ مالا بھٹاچاریہ: ادھونک

۸—۲۱ سوہن کمار برمن: دوتارا

۸—۳۰ اپرنا گوسوامی: شیام سنگیت

۸—۴۵ کویالوک: انشاد نظم رابندرناتھ ٹیگور

۸—۵۰ آنند دیب مکھرجی ادھونک

۹—۱۵ سندھیا چندا: لوک گیت

۹—۳۰ پرسون کمار بنرجی: خیال

دوپہر

۲—۴۰ انجوشری چودھری: ادھونک

۲—۵۵ منجوری لال: رابندرسنگیت

شام

۶—۲۰ سندھیا چندا: لوک گیت

۶—۲۵ اربند بواس: رابندرسنگیت

۶—۴۰ بیریندرناتھ بنرجی: سرود

۶—۵۰ اپرنا گوسوامی: شیام سنگیت

۸—۱۰ سندھیا گوسوامی: ادھونک

۹—۴۵ پرسون کمار بنرجی راگ پردھان

بدھ ۱۴ رمئی

کلکتہ اے

صبح

۶—۴۰ بینا چودھری: لوک گیت

۷—۴۰ اشوک تارو بنرجی رابندرسنگیت

۸—۱۵ ایلا بوس: ادھونک

۸—۳۰ پھالگونی مترا: دھرو پد

۹—۱۵ چترینا داس گپتا: نذرل گیتی

سینتا بنرجی: رام پرساد سنگیت

لینا ساہا: نذرل گیتی

ماکھن سرکار اور ساتھی لوک گیت

امیت کمار دستی دار: گیٹار

رام کرشنا گھوش: ادھونک

بیبھوتی بھوشن چیٹرجی: ستار

رات

۸—۰۰ ناری: بنگلہ فیچر

۸—۱۵ چترینا داس گپتا: ڈی-ایل رائے

۸—۴۰ سوہن کمار سرکار: ادھونک

۸—۴۵ چندرا چیٹرجی: نذرل گیتی

۹—۰۰ سنتوش کمار بنرجی: ستار

۱۰—۰۰ رومارائے چودھری رابندرسنگیت

۱—۳۰ بشنو پدا داس: لوک گیت

۱—۴۰ چھبی بنرجی: کیرتن

کلکتہ بی

صبح

۶—۲۵ سومترا بنرجی: رابندرسنگیت

۶—۳۵ لینا ساہا: نذرل گیتی

۶—۴۵ چندرا چیٹرجی: اتول پرساد سنگیت

۶—۵۰ سنتا بنرجی: رام پرساد سنگیت

۷—۰۵ سلیل کمار داس: خیال

۷—۴۰ ماکھن سرکار اور ساتھی لوک گیت

۷—۵۰ رام کرشنا گھوش: ادھونک

۸—۲۱ امیت کمار دستی دار: گیٹار

۸—۳۰ چھبی بنرجی: بھگتی گیت

۸—۴۵ کویالوک: انشاد نظم رابندرناتھ ٹیگور

۸—۵۰ سوہن کمار سکندر: ادھونک

۹—۱۵ مینا چودھری: لوک گیت

۹—۳۰ بھبوتی بھوشن چیٹرجی: ستار

دوپہر

۲—۴۰ لینا ساہا: ادھونک

۲—۵۰ سوہن کمار سکندر: شیام سنگیت

۲—۵۵ سومترا بنرجی: رابندرسنگیت

شام

۶—۲۰ بشنو پدا داس: لوک گیت

۶—۲۵ ایلا بوس: بھجن

۹—۳۰ امیت کمار دستی دار: گیٹار

۹—۵۰ مینا چودھری: لوک گیت

۹—۵۵ اشوک تارو بنرجی رابندرسنگیت

۱۱—۱۰ فالگونی مترا: دھرو پد

۱۱—۳۰ سنتوش کمار بنرجی: سر بہار

جمعرات ۱۵ رمئی

کلکتہ اے

صبح

۶—۴۰ سیکھا گھوش: لوک گیت

۷—۴۰ چنموئے چیٹرجی: رابندرسنگیت

۸—۳۰ اوما دے: خیال

۹—۰۰ اپرجیت گھوش: نذرل گیتی

۹—۲۵ ستیہ چودھری: راگ پردھان

دوپہر

۱۲—۲۰ شیامل کمار چودھری: گیٹار

۱—۰۰ امرت لال بنرجی: ستار

۱—۴۰ رامن بھٹاچاریہ: ادھونک

۱—۴۵ میری رائے: نذرل گیتی

۱—۵۰ ماکھن چکرورتی: ادھونک

۲—۵۵ میرا چیٹرجی: رابندرسنگیت

۳—۰۰ سارتھی چیٹرجی: ٹھمری

۳—۱۵ چندر کانت نندی: بانسری

شام

۵—۳۰ ذوالفقار حسین خاں: خیال

۸—۰۰ ٹیج نانی رابندرناتھ (فیچر)

۸—۴۰ چمپا دام: لوک گیت

۸—۴۵ ستیہ چودھری: نذرل گیتی

۸—۵۰ اپرجیت گھوش: ادھونک

۹—۰۰ سب سے پہلے جو گیت لکھا

۱۰—۰۰ ہندی سمپوزیم سے اقتباس ٹیگور ہندی اور ہندوستان کی دوسری زبانوں کے ادب میں۔

کلکتہ بی

صبح

۶—۲۵ میرا چیٹرجی: رابندرسنگیت

۶—۳۵ میری رائے: نذرل گیتی

۶—۴۵ انا سو بنرجی: رجنی کانت سنگیت

۷—۰۵ اپراجیت گھوش: خیال

۷—۴۰ رامن بھٹاچاریہ: لوک گیت

۷—۵۰ دیپالی دتہ: ادھونک

۸—۲۱ شیامل کمار چودھری: گیٹار

۸—۵۰ ماکھن چکرورتی: ادھونک

۹—۱۵ سیکھا گھوش: لوک گیت

۹—۳۰ کلیانی رائے: ستار

دوپہر

۲—۴۰ دیپالی دتہ: شیام سنگیت

۲—۵۰ شیامل کمار چودھری: گیٹار

۲—۵۵ انسوا بنرجی: رابندرسنگیت

شام

۶—۲۰ چمپا دام: لوک گیت

۶—۲۵ چنموئے چیٹرجی: رابندرسنگیت

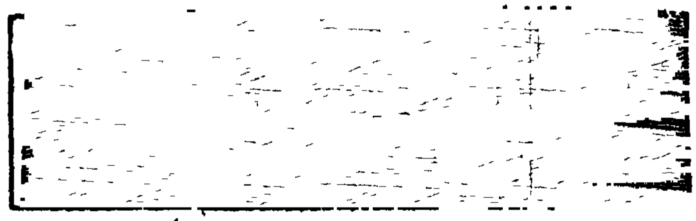
۹—۳۰ سارتھی چیٹرجی: ٹھمری

۹—۴۵ سیکھا گھوش: لوک گیت

۹—۵۰ ستیہ چودھری: کیرتن

۱۱—۱۰ اوما دے: خیال

۱۱—۳۰ کلیانی رائے: ستار



اندور (الف) : ۹ء۴۶۲ میٹر ۶۴۸ کلو ہرٹز
اندور (ب) : ۱۸۹ء۴۳ میٹر ۱۵۸۴ کلو ہرٹز

جمعرات یکم مئی

صبح

۸—۲۱ اور شام ۲۰—۶ لکشمن ڈی وانکلو سُگم سنگیت

دوپہر

۳۰—۱۲ لو سے بچاؤ: تقریر از سیوم پرکاش شرما

۳۰—۲ اور شام ۳۰—۶ نریندر سنگھ تومار لوک سنگیت

شام

۲۰—۷ گرمی میں پشوؤں سے ادھک دودھ لینے کے اپائے اور انت پشو پالک روبندر ٹھاکر سے بھینٹ وارتا

۹—۱۶ میرا گھر میرا سورگ: مباحثہ شرکاء: ایم۔ ایل پرمار اور دلیپ چودھری

جمعہ ۲ مئی

صبح

۸—۲۱ اور شام ۲۰—۶ اوشا منڈن اور راحت علی سُگم سنگیت

دوپہر

۳۰—۱۲ پادم پارک اپچار ودھی ہومیوپیتھی: از ڈاکٹر واسودیو شرما

۳۰—۲ باگڑی لوک گیت

شام

۳۰—۶ ادھیوگ میں ادھکتی کرن ایک نئی سنسکرتی اتپاد کتا میں ودھی: تقریر از جی۔ پی۔ مالویہ

۲۰—۷ سینتھاٹی منتر کے اپیوگ میں

ساودھانی: تقریر

ہفتہ ۳ مئی

صبح

۸—۲۱ اور شام ۲۰—۶ رات ۱۵—۸ پدماکر کلکرنی: سُگم سنگیت

دوپہر

۳۰—۱۲ چھوٹا پریوار اور مہیلائیں مباحثہ: شرکاء: بھاگیہ وتی لکھار اور کملا شریواستو

۰۰—۲ گیتا ڈانڈیکر: سُگم سنگیت

۳۰—۲ اور شام ۳۰—۶ ایم۔ ایل راوت: لوک گیت

شام

۰۵—۵ پنکھے منوچا: نظم

۲۰—۷ چھوٹا پریوار کیوں اور کیسے تقریر از ایس ایس ٹھاکر

اتوار ۴ مئی

صبح

۱۵—۹ دیش میں تاربھوتکی کا وکاس تقریر از رام

دوپہر

۰۰—۱۲ تقریر از راہول بارپتے

۳۰—۱۲ پرم پرائیں۔ نئے سندھربوں میں تقریر از سداشو جوشی

۳۰—۲ اور شام ۳۰—۶ بدری لال مالویہ: لوک گیت

پیر ۵ مئی

صبح

۳۰—۷ علم انسو: تقریر از شری رام ٹھاکر

۸—۲۱ اور شام ۲۰—۶ سنیلا دھنیشور: سُگم سنگیت

دوپہر

۳۰—۱۲ آنگن شو بھا بھابی کا

سلسلہ وار فیچر انکے کے دوبے

۳۰—۲ اور شام ۳۰—۶ بابا ناتھ رگھوناتھ: لوک گیت

شام

۴۰—۶ ہمیں وکست کرنا ہے سودیشی پرادھیوگکی: تقریر از بی۔ ڈی۔ جکھیٹیہ

۱۵—۷ سنکر کپاس کی کاشت کے لئے پرابھک تیاریاں اور ساودھانیاں تقریر از ایس۔ کے۔ نگم

منگل ۶ مئی

صبح

۳۰—۷ بچوں کو روگوں سے بچاویں ٹیکہ لگواویں: تقریر از لیلا بھلوٹ

۲۰—۸ اور شام ۲۰—۶ معین الدین: سُگم سنگیت

دوپہر

۳۰—۱۲ آچار، پاپڑ و ڑیاں بنانے کی اتم ودھی: کلاوتی راکا

۳۰—۲ ونداھیا واسنی دیوی لوک گیت

شام

۲۰—۶ معین الدین: سُگم سنگیت

۴—۶ وستار ادھیوگ: نیا سروپ بنائیں: از جینتی لال بھنڈاری

۲۰—۷ انت کسان شری کرن سنگھ پنوار سے ملاقات

بدھ ۷ مئی

صبح

۲۰—۷ بھارتیہ وگیانک ہومی جے بھابھا تقریر از ڈاکٹر بی۔ کے۔ نلوسے

۲۰—۸ اور شام ۲۰—۶ چندربالا راول: سُگم سنگیت

دوپہر

۳۰—۱۲ مختصر ناٹک از وملا بارپتے

۲۰—۲ اور شام ۳۰—۶ بلونت سنگھ سولنکی اور ساتھی لوک گیت

شام

۴۰—۶ ایک آنگن وکاس نگر کا سلسلے وار فیچر از سی پی گپتا

۲۰—۷ لو سے بچاؤ کے طریقے

تقریر از زیڈ۔ اے۔ خاں

جمعرات ۸ مئی

صبح

۲۰—۸ اور شام ۲۰—۶ سیتارام سنگھ: سُگم سنگیت

دوپہر

۲۰—۱۲ موسم کے انوسار ٹیکہ کرن: تقریر از ڈاکٹر وجیا گودھا

۳۰—۲ اور شام ۳۰—۶ بھتولال پنچال لوک گیت

شام

۲۰—۷ مچھلی پالک کے لئے "تالاب کی تیاری اور داپکرن: تقریر از آر۔ کے۔ شکلا

جمعہ ۹ مئی

صبح

۸—۲۱ اور شام ۲۰—۶ رمیش کمار بھارتیہ اور ساتھی سُگم سنگیت

دوپہر

۲۰—۱۲ گھریلو اچار از گوکل داس ہیتاوت

شام

۴۰—۶ یہ پرسکار آپ کے لئے ہے "شرم ویر شری ابھیکادت مشر"

۲۰—۷ مٹی کو پہچان جانا کیوں ضروری ہے: تقریر

ہفتہ ۱۰ مئی

صبح

۳۰—۷ کاش ہم بھی افسر ہوتے: تقریر کنج بہاری پانڈے

۲۰—۸ اور شام ۲۰—۶ راج کمار رضوی: سُگم سنگیت

دوپہر

۳۰—۱۲ آج کی بہو کل کی ساس: مباحثہ شرکاء: عزیز عمر، وجے لکشمی ویاس اور بینا نگم

۰۰—۲ اور رات ۱۵—۸ سونالی جلوٹا: سُگم سنگیت

شام

۰۵—۵ نظم: ودھی سرن

۴۰—۶ ادھیوگک سورکشا ہماری جواب داری: مباحثہ

شرکا: ایس کے مشرا، ایس وششٹ
اور جے۔ پی۔ ورما
۷—۲ بجی ادھان روپنی ایک ادھیوگ
مباحثہ
شرکا: ایس۔ کے۔ پاٹھک
اور گوردھن لال کھٹکھوریہ
۸—۰۰ ہینر رڈز آف سٹی لائیف
انگریزی تقریر
از آر۔ کے۔ شرما

اتوار ۱۱ مئی

صبح

۹—۱۵ گیاکھایش سوستھ رہیں: تقریر
از ڈاکٹر پریم لتا پاریکھ

دوپہر

۱۲—۳۰ پریوارک سینہہ سوتر: تقریر
از رام نارائن تیواری
۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰
پرہلاد سنگھ تپانیہ و ساتھی
لوک گیت

پیر ۱۲ مئی

صبح

۷—۳۰ اکو پنچر سے اپچار: تقریر از
ڈاکٹر بنسی لال منگل
۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰
کوینتا پنتا مبیکر: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲—۳۰ سوریہ اور والیو اُرجا۔ گاؤں
کے لئے وردان: تقریر از
رگھوراج پٹیل
۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰
رجنی ماتھر: لوک گیت

شام

۶—۴۰ ادھیوگک در گھٹنائیں کارن
اور روک تھام۔ مالویہ
ابھا پیں: ایس۔ کے۔ بھم
۷—۲۰ زائد فصلوں کی سورکشا
تقریر از ایس۔ کے۔ کامرا
۱۰—۰۰ کہانی از دنیتا جین
کوینتا از دید بھانشو

منگل ۱۳ مئی

صبح

۷—۳۰ کوینتا از جیون جوشی اور
رمیش سونی
۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰
شوبھا پاٹھک
سگم سنگیت

دوپہر

۱۲—۳۰ گرمی میں سواستھ رکشا اور
جیون پیے تیار کرنے کے طریقے
تقریر از ایس سریواستو

شام

۶—۳۰ سرو جنک وترن پرنالی۔ ادلیش
اور لکش: اوشک وستوں کی
سبھی اپلبدھیاں: تقریر از
ستیہ نارائن بھاو سار
۷—۲۰ کپاس: بیج اتپادن: تیاری
اور ساودھانی: تقریر از
کے بی۔ منڈلوی

بدھ ۱۴ مئی

صبح

۷—۳۰ کھادیہ پدارتھوں میں ملاوٹ
اور پہچان: تقریر از
سوریہ کانت ناگر
۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰
اقبال صدیقی: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲—۳۰ مختصر ناٹک از وملا پار پتے
۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰
رامیشوریادو اور ساتھی
لوک گیت

شام

۶—۴۰ گرمجاری راجیہ بیما یوجنا کے لابھ
مہلاؤں کے لئے: تقریر از
کے۔ کے۔ پانڈے

جمعرات ۱۵ مئی

صبح

۸—۲۱ اور شام ۶—۲۰
شاما جتار: سگم سنگیت

دوپہر

۲—۳۰ اور شام ۶—۳۰
ہیرالال بھولاجی اور ساتھی
لوک گیت

شام

۷—۲۰ ورشا سے پور ولشتوں میں ٹیکہ
کرن: تقریر از پی۔ این۔ پاٹھک

سرینگر

میڈیم ویو:
سرینگر (الف): ۲۶۸٫۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵٫۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
سرینگر (د) ۱۹۶٫۶ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز
شارٹ ویو: سرینگر (ب) ۴۹٫۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱٫۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵
ہندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) شام ۷-۴۰
کشمیری: صبح ۹-۲۵، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶—۳۰ صبح گاہی (روزانہ)
۷—۰۵ کاشتکارن ہند خاطر
(کاشتکار بھائیوں کے لئے)
(روزانہ)
۷—۱۵ لسے گیسٹ ان دی ہیپی ولی
پہلی اتوار
ہماری اینتھی (دوسری اتوار)
مہمان (تیسری اتوار)
ایک تخلیق (چوتھی اتوار)
۷—۳۰ زونہ ڈب (روزانہ سوائے
سنیچر وار
سنت صوفی شعرا کا کلام
(ہفتہ)
۸—۲۱ گھرانوں کے لئے (اتوار)
رنگ (سوموار)
بیٹھک: بزرگوں کے لئے پروگرام
(یکم منگلوار)
سائنس میگزین (دوسری اور
چوتھی منگلوار)
ثقافت: کلچرل پروگرام
(تیسری منگلوار)
کشمیری میں بات چیت
(بدھوار)
سب رنگ (جمعرات)
گھر بار خاطر (جمعہ)
زعفران زار (یکم اور تیسری
سنیچر وار)
ذات بزات (دوسری اور
چوتھی ہفتہ)
۸—۳۵ ہیلتھ فورم (بدھوار)
قالینہ ناول (ہفتہ)
۹—۰۰ سرساگر (یکم، تیسری اور
پانچویں اتوار)
نیا ادب (ہندی)
(دوسری اور چوتھی اتوار)
اردو میں بات چیت
(پیر)
نو ادب (کشمیری)
(منگلوار اور جمعرات)
نیا ادب (اردو) بدھوار
ہندی میں بات چیت (جمعہ)

انگریزی میں بات چیت (ہفتہ)

۹-۱۵ آج کی بات (روزانہ)

۹-۳۰ تو ہنر فرمائش (منگلوار، جمعرات، ہفتہ، اتوار) پھلیہ وان (پیر، بدھوار اور جمعہ)

۱۰-۰۵ ریڈیو نیوز ریل (اتوار)

۱۰-۱۵ ہونہار: بچوں کا پروگرام (اتوار)

۱۱-۰۰ نو بہ نو: یوواوانی سے کشمیر میں منتخب پروگرام (یکم اور تیسری اتوار)

کہکشاں: اردو میں یوواوانی سے منتخب پروگرام (دوسری اتوار)

فلم میگزین (چوتھی اتوار)

دوپہر

۱۲-۵۰ سکول براڈکاسٹ (روزانہ بغیر اتوار اور عام تعطیلات کے بغیر)

۱-۳۰ فوجی بھائیوں کے لئے (روزانہ)

۲-۱۰ کلاسیکی سنگیت (روزانہ)

شام

۴-۰۰ ہی مال: خواتین کے لئے پروگرام (اتوار)

مغربی موسیقی (روزانہ بغیر اتوار)

۴-۳۰ پنجابی پروگرام (اتوار، منگلوار اور جمعہ)

گیاری: جموں وکشمیر اور لداخ کی موسیقی (پیر)

پوشہ مال: دیہی خواتین کے لئے پروگرام (بدھوار)

پہاڑی پروگرام (جمعرات)

پھولوں نوری: بچوں کے لئے پروگرام (ہفتہ)

۵-۰۰ اور ۵-۲۵

گوجری پروگرام (روزانہ)

۶-۱۰ ڈوگری موسیقی (اتوار)

نونہال: کشمیری میں ننھے منوں کے لئے پروگرام (منگلوار)

خوشحال گھر: ہوم سائنس (بدھوار)

کھیلوں پر تبصرہ (جمعرات)

چمن من: اردو میں ننھے منوں کے لئے پروگرام (جمعہ)

سازلوکر باتھ (ہفتہ)

۶-۴۰ ضلع خبرنامہ (پیر)

یادگار (بدھوار)

۶-۴۵ گامی بھاین ہندخاطر دیہاتی بھائیوں کے لئے (روزانہ)

۸-۰۰ وادی کی آواز

پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں سننے والوں کے لئے پروگرام (روزانہ)

۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل

اردو، کشمیری میں کھیل (پیر)

دودھا: ہندی میں ادبی پروگرام (یکم منگلوار)

سنگرمال: کشمیری میں ادبی پروگرام (دوسری اور چوتھی منگلوار)

ہمقلم: اردو میں ادبی پروگرام (تیسری منگلوار)

تصویر: ترقیاتی موضوعات پر پروگرام (یکم بدھوار)

سام: بیس نکاتی اقتصادی پروگرام (دوم بدھ)

رائے ترائے: مختلف موضوعات پر کشمیری میں مباحثہ

علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام (یکم جمعرات)

پھیروں کا نیشنل پروگرام (دوسری جمعرات)

میانی زندگی میون کار (تیسری جمعرات)

کھیلوں کا نیشنل پروگرام (چوتھی جمعرات)

محفل: اردو میں مباحثہ کا پروگرام (پانچویں جمعرات)

پھر سنیئے (جمعہ)

گفتگو: اردو میں مباحثہ

بزم سامعین (دوسرا ہفتہ)

بزم شعر (تیسرا ہفتہ)

سپورٹس میگزین (چوتھا ہفتہ)

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش (اتوار)

ملک کے لئے شکریہ: سامعین کے خطوں کے جواب اور آپ کی فرمائش (بدھوار)

گانشہ تارکو (یکم منگلوار)

میانی پسند (دوسری منگلوار)

یس اور میری دھرتی (تیسری منگلوار)

محفل مشاعرہ (چوتھی منگلوار)

تو ہنر چٹھی واتھ: سامعین کے خطوں کے جواب اور تو ہنر فرمائش (ہفتہ)

۱۰-۳۰ ریڈیو ڈائری (روزانہ بغیر اتوار کے)

جمعرات یکم مئی

صبح

۷-۱۵ اور رات ۸-۳۰

راج بیگم: کشمیری موسیقی

۷-۵۵ راج بیگم: غزل

۸-۲۱ سب رنگ (اردو)

۹-۰۰ لو و ادب

۹-۳۰ تو ہنر فرمائش

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰

غلام محمد سازنواز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ پراگاش "سائنس قدرتی"

وسیلہ کہس "کشیری میں گفتگو" شیخ غلام احمد اور ایم کے پارمو

۲-۳۰ عبدالوحید خاں: گائن

شام

۶-۳۰ الکہ غزل

۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۲ مئی

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا

موختلر: بھگتی سنگیت

گاندھی چھپے زمان

۷-۵۵ اور دوپہر ۱-۰۵

کے۔ کے۔ جالا اور یونس ملک

غزل

۹-۰۰ ہندی میں بات چیت از ڈاکٹر بی۔ ایل۔ کول

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈکاسٹ

زمین پر زندگی کا آغاز

نویں جماعت کے طلباء کے لئے

اردو میں بات چیت

رات

۸-۳۰ کے۔ کے۔ جالا: موسیقی

ہفتہ ۳ مئی

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

علی محمد: غزل

۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت از جی۔ ایم۔ ربانی

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰

شیخ عبدالعزیز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈکاسٹ

لوئیس پاسچر: انگریزی میں فیچر نویں جماعت کے طلباء کے لئے

تحریر: اشونی واگنو

پیش کش: ایم۔ کے۔ پارمو

۱۲-۳۰ پراگاش: معلوماتی کتھ برج لال کول اور ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ آچاریہ علاؤالدین خاں: سرود

اتوار ۴ مئی

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

نسیم اختر: غزل

دوپہر

۱۲-۳۰ پراگاش: انسان سنز کتھ ایم کے در اور ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ علاؤالدین خاں: گائن

پیر ۵ مئی

صبح

۷-۵۵ اور دوپہر ۱-۲

امجد علی خاں: سرود

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
غلام قادر وانی : غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ اسکول براڈ کاسٹ
چوتھی جماعت کے طلبا کے لئے
اردو میں بات چیت

۱۲-۴۰ پراگاش
ڈاکٹر وینا رینہ سے گفتگو

۱-۰۵ غلام قادر وانی اور ریتا در
موسیقی

منگل ۶ مئی

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
رحمت اللہ خاں : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
انگلش بائی ریڈیو : چھٹی اور
ساتویں جماعت کے طلبا کے لئے
ترتیب و پیشکش : سی، آئی، ای
ایف ایل حیدرآباد اور موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ برکت علی خاں : گائن

رات

۹-۳۰ کوی گوشٹھی (ددددعا)
شرکا شعرا : ڈاکٹر ایوب پریمی
آر ایل شانت، مہاراج شنتوشی
پروفیسر ششی شیکھر توشخانی
پیشکش : رفیق مسعودی

بدھ ۷ مئی

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
بسم اللہ خاں : شہنائی

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
ریتا کول : غزل

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
ملک کے بدلتے موسم
آٹھویں جماعت کے طلبا کے
لئے بات چیت اور موسیقی

۱۲-۴۰ پراگاش : سائنس کتھ

راج ترنگنی (راج ترنگنی
سے سلسلہ وار کہانی)
آر کے گرتو اور ایم کے پارمو
کے درمیان گفتگو

۱-۰۵ غلام محی الدین وانی اور
اوشا ہنڈو : موسیقی

جمعرات ۸ مئی

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
جلال گیلانی : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
کاربن کے مرکبات : پیٹرولیم
آٹھویں جماعت کے طلبا کے
لئے اردو میں بات چیت

۱۲-۴۰ پراگاش : کلو کٹھ : یمبرزل
محمد یوسف خاں اور ایم کے
پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ بھیم سین جوشی : گائن

جمعہ ۹ مئی

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
آر کے۔ کاچرو : غزل

۹-۰۰ "قانون کی نظر میں ریتوڈ ند"
ڈپٹی رجسٹرار جموں اینڈ کشمیر
ہائیکورٹ جناب نذیر فدا سے
انٹرویو : رفیق مسعودی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
نویں جماعت کے طلبا کے لئے
اردو میں بات چیت

۱-۰۵ ایم ایل ولی اور آر کے کاچرو
غزلیں (اردو)

۲-۱۰ ایس این سوپوری : ستار

ہفتہ ۱۰ مئی

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
راج بیگم : غزل

۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت
از ڈاکٹر ایم۔ کے رینہ

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
نویں جماعت کے طلبا کے
لئے انگریزی میں بات چیت
اور موسیقی

۱۲-۴۰ پراگاش
پروفیسر موہن لال رینہ اور
ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ بڑے غلام علی خاں : گائن

۲-۳۰ عبدالخالق اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

اتوار ۱۱ مئی

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
شمیمہ دیو : غزل

۹-۰۰ نیا ادب

۱۰-۱۵ ہونہار : بچوں کے لئے ا[illegible]
پروگرام

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش : کارکسب
سیرہ نیا دیہ
غلام محمد میشاہ اور ایم کے پارمو
کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ تھیمز فورم اور موسیقی

پیر ۱۲ مئی

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
احمد جان تھرکوا : طبلہ

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
آرتی تکو : غزل

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ : "پانی"
چوتھی اور پانچویں جماعت
کے طلبا کے لئے اردو میں
بات چیت اور موسیقی

۱۲-۴۰ پراگاش

منگل ۱۳ مئی

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
نسیم اختر : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز بزاز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
انگلش بائی ریڈیو
ترتیب و پیشکش : سی، آئی
ای ایف ایل حیدرآباد

۲-۱۰ ڈی۔ وی پلسکر : گائن

بدھ ۱۴ مئی

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
جی۔ ایس۔ سچدیو : بانسری

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
آشا کول : غزل

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
آٹھویں جماعت کے طلبا کے
لئے اردو میں بات چیت

۱۲-۴۰ پراگاش : سائنس کتھ
راج ترنگنی (راج ترنگنی سے
سلسلہ وار کہانی) پروفیسر
ایم ایل ککلو اور ایم کے پارمو
کے درمیان گفتگو

جمعرات ۱۵ مئی

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
سینا کول : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
آٹھویں جماعت کے طلبا کے
لئے اردو میں بات چیت

۱۲-۴۰ پراگاش : شخصیت کتھ و تو
ڈاکٹر عبدالغنی مدہوش اور
ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ غلام مصطفیٰ خان : گائن





▲ ڈی این سائل ۔ پولس سپرنٹنڈنٹ، رامپور ۔ آپ کے ساتھ
'پولس ہفتہ' کے موقع پر سنشا شریواستو کا انٹرویو آکاشوانی رامیو، سے نشر ہوا۔
► ابھا دھولیہ ۔ فلم اداکارہ' ان کا انٹرویو آکاشوانی گورکھپور سے نشر ہوا۔



شریمتی سمی کوشل ◄
ماہر رقص
آپ کے ساتھ اندرا شرما (بائیں)
نے ایک انٹرویو
آکاشوانی حیدر۲باد کی کمرشل سروس میں
نشر کیا۔

► 'داتا چھایا' کے عنوان سے
آکاشوانی احمد آباد سے
نشر ناٹک کے
شرکا فنکار ۔
(دائیں سے)
ہریش کاکوانی (پروڈیوسر)
ہمانی شاہ، بھاؤنا یاگنک
وینا پرساد، سوجھا مودی
جینتی مکوانہ، حیدر مہتہ
جاسوکوی اور
اے جی پاٹھک۔



Regd No D-(C)39
RN No. 14253/57

PRICE RUPEE 1.00

AWAZ
1st MAY 1986

Licensed (U-23) to post without prepayment at PSO New Delhi.





▲ رئیس نجمی امروہوی ۔ افسانہ نگار
آپ کا ایک افسانہ
آکاشوانی رامپور کے اردو پروگرام میں نشر ہوا ۔

رفیعہ منظور الامین ۔ اردو افسانہ نگار
آپ کے ساتھ حسنین صدیقی (بائیں) کا انٹرویو آکاشوانی احمد آباد کی اردو مجلس میں نشر ہوا۔









(اوپر)
محمد سعید صابری و ہمنوا (جے پور)
آکاشوانی لکھنؤ کی جانب سے منعقد
قوالی کی ایک محفل میں ۔

(اوپر بائیں)
چھیرنگ موگیپ
لداخ اسکاؤٹ سے حوالدار
جنہیں اس سال اشوک چکر دیا گیا ۔
آپ کے ساتھ تھپتان چھیوانگ (دائیں)
کا انٹرویو ریڈیو کشمیر لیہہ سے نشر ہوا ۔

(بائیں)
فلم اداکارہ میناکشی شیشادری
کے ساتھ
آکاشوانی بمبئی کے یوا وانی پروگرام (انگریزی) کے لیے کے رویندرن انٹرویو کرتے ہوئے ۔

Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals PTI Building II floor Sansad Marg New Delhi 110001
Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press Faridabad

۱۶ر سے ۳۱ر مئی ۱۹۸۶ء
۲۶ر بیساکھ سے ۱۰ر جیشٹھ ۱۹۰۸ شاکا

آواز

اشاعت کا ۵۱ واں سال
قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات



اندازِ تسلی کا یہ کیا ہے خدا جانے ۔۔۔ رونے لگے دیوانے خود ہی جو آئے تھے سمجھانے
یہ آج کا ہر لمحہ کٹنا ہوا گذرا ہے ۔۔۔ رکھا نہ کہیں کا بھی اندیشۂ فردا نے
زنجیر بھی پگھل جاتیں زنداں لرز اٹھتا ۔۔۔ آہوں سے اگر لیتے کچھ کام یہ دیوانے
پیاسا جو پلٹتا ہے تم اس کے قدم چومو ۔۔۔ موجوں سے گذارش کی جتنے ہوئے دریا نے
روٹھی ہوئی خوشیوں کو سینہ سے لگا لیتا ۔۔۔ اتنی بھی نہ دی مہلت مجھ کو غمِ دنیا نے
پیغامِ رہائی تو پیغامِ مسرت ہے ۔۔۔ زنجیر پہ سر رکھ کر کیوں رو تا ہے دیوانے
دیکھے نہ کہیں کوئی دامن مرے قاتل کا ۔۔۔ اللہ اسے کوئی محشر میں نہ پہچانے
خود اپنے نشیمن کو میں آگ لگا دیتا ۔۔۔ یہ سوچتا ہوں کہیں بجلی نہ برا مانے
لو شمع کی مدھم ہو یا تیز ہو کیا پروا ۔۔۔ ہر حال میں جلنے کو آجاتے ہیں پروانے

تنقیدِ زمانہ کی کیا فکر سعد اس کو
ہیں سب سے الگ جس کے احساس کے پیمانے

• اشکوں میں جب سلوک مرے ڈولنے لگے
بے اختیار زخم مرے بولنے لگے
حالات جب صحیفۂ دل کھولنے لگے
غزلوں کا روپ دھار کے غم بولنے لگے
انساں جب اپنی سوچ میں خاموش ہوگیا
گھبرا کے پتھروں کے صنم بولنے لگے
اس دور کے عروج کا عالم تو دیکھئے
میزانِ زر میں لوگ وفا تولنے لگے
یوں درد سے وجود مرا ڈگمگائے ہے
طوفان میں جیسے ناؤ کوئی ڈولنے لگے
لفظوں میں عرضِ غم کی ضرورت نہیں رہی
چہرے دلوں کے راز کو اب کھولنے لگے
یہ وقت کا عجیب کرشمہ ہے اے شکیل
کل تک جو لوگ گونگے تھے وہ اب بولنے لگے

مرا نہیں ہے مگر ویسے مر گیا ہے وہ
خود اپنی ذات کے اندر اتر گیا ہے وہ
چمن چمن اسے ڈھونڈا کیا کہیں نہ ملا
بہار بن کے اٹھا تھا کدھر گیا ہے وہ
بہت دنوں سے وہ آیا نہ اسکا خط آیا
نہ جانے کیسا ہے، یوں جو بسر گیا ہے وہ
عجیب شخص ہے ہنستا ہے اور نہ روتا ہے
جو نام لے کے بلایا تو ڈر گیا ہے وہ
نگاہ و دل میں اسے میں بسا چکا تھا شوق
مجھی سے آنکھ بچا کر گزر گیا ہے وہ

اک پیار جیسی اپنایت
غزلیں

علی احمد جلیلی

زندگی کرب ہے یہ سزا دیکھ کر ۔۔۔ اب دعا کو اٹھیں ہاتھ کیا دیکھ کر
تیری راہوں میں ہم بھی ہیں بیٹھے ہوئے ۔۔۔ گردشِ وقت چل راستا دیکھ کر
کون دل کے خرابے میں رکھتا قدم ۔۔۔ حادثے آگئے در کھلا دیکھ کر
بدلیاں تو کسی اور سمت اڑ گئیں ۔۔۔ آندھیاں رک گئیں گھر مرا دیکھ کر
جانے آتی ہے کیوں خون کی بو مجھے ۔۔۔ زندگی تیری رنگیں قبا دیکھ کر
میری بیداریوں کو سکوں آگیا ۔۔۔ تیری آنکھوں میں بھی رتجگا دیکھ کر
دھوپ کا اور احساس کچھ بڑھ گیا ۔۔۔ تپتی راہوں میں سایہ گھنا دیکھ کر

آگئے کتنی آنکھوں میں آنسو علیؔ
میرے ہاتھوں میں ساغر بھرا دیکھ کر

وہ نری ہمسائگی تھی، میں نہ تھا ۔۔۔ اک ندی تھی تشنگی تھی، میں نہ تھا
میں نے تجھ کو چھو کے دیکھا تو نہ تھی ۔۔۔ جانے تو کیا کہہ رہی تھی، میں نہ تھا
تو نہیں تھی حسن کا سایہ تھا وہ ۔۔۔ آنکھ کی دیوار سی تھی، میں نہ تھا
رات بے بس رات بستر پر مرے ۔۔۔ کروٹیں لیتی رہی تھی، میں نہ تھا
لے گئی مجھ کو کہاں شامِ فراق ۔۔۔ وصل کی شب آگئی تھی، میں نہ تھا
آگ سی اک آگ تھی میرا وجود ۔۔۔ روشنی ہی روشنی تھی، میں نہ تھا

آئینے میں ہنس رہا تھا میرا عکس
میز پر تصویر بھی تھی، میں نہ تھا

حوصلہ کی بات ہے ہر حادثہ منزل بنا ۔۔۔ ڈوب کر ابھری جہاں کشتی وہیں ساحل بنا
جس لیا جب دل نوا ان کی رونقِ محفل بنا ۔۔۔ جو کسی قابل نہیں تھا وہ کسی قابل بنا
ہوگئیں آسان راہِ عشق کی دشواریاں ۔۔۔ ہر قدم پر آپ کا نقشِ قدم منزل بنا
زیست کے تاریک گوشوں کو ملے کچھ روشنی ۔۔۔ شمع کی مانند جو جلتا رہے وہ دل بنا
بھٹکے بھٹکے سے قدم ہیں رہبروں کے آجکل ۔۔۔ خود نیا جادہ بنا تو خود نئی منزل بنا
ہائے یہ قسمت کی خوبی وائے یہ میرا نصیب ۔۔۔ جس پہ تکیہ تھا مجھے کل تک وہی قاتل بنا

مدتوں کی آہ و زاری کام آ نہ آگئی
آخری سب نالۂ دل زیست کا حاصل بنا

پچھلے موسم کے پرندے اس برس آ پائیں گے ۔۔۔ گھونسلے یونہی لٹک کر پیڑ سے گر جائیں گے
ڈوبتا سورج سوادِ سم زباں سے جلائے گا ۔۔۔ اور پھر تارے بساطِ آسماں پھیلائیں گے
جاتے جاتے نقش میرا جا رہا ہے ناں ہیں ۔۔۔ دیکھنا ہے اپنے احباب سفر کیا پائیں گے
اک فقط دل کا بھرم تھا وہ بھی اب جاتا رہا ۔۔۔ ہم جہاں میں کس طرح اب معتبر کہلائیں گے

محفلوں میں جب کبھی ذکرِ غزل چھڑ جائے گا
اک ہمیں ہوں گے تمہیں بے ساختہ یاد آئیں گے

آنے والی صدی کے لیے نئے ہندوستان کا مورخ

عثمان غنی

مورخ عموماً ماضی کے ماہر ہوتے ہیں۔ مستقبل میں جھانکنا ان کے فرائض علمی و تعلیمی میں داخل نہیں۔ یہ کام عموماً منجم کیا کرتے ہیں۔ ہاں صاحبان علم و بصیرت بسا اوقات ماضی کا مطالعہ کرکے اصول اور نظریے مرتب کرتے ہیں اور حال کے رُخ و رجحان کو دیکھ کر مستقبل کے بارے میں اٹکلیں لگاتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے تو خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں اور کچھ مستقبل سے بالکل مایوس نظر آتے ہیں لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی مرد اولوالعزم نمودار ہوتا ہے اور بنی نوع انسان کو نہ صرف اچھے مستقبل کی بشارت دیتا ہے بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ مستقبل تابناک بنانے کے لیے فرد اور قوم کو کیا کرنا چاہیے اور کونسا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ آپ چاہیں تو ایسے افراد کو مستقبل کا مورخ کہہ لیں۔ پیغمبران اولوالعزم بنی نوع انسان کو مستقبل ہی کی نہیں آخرت تک کی خبر دیتے ہیں، اور خبر ہی نہیں دیتے "وعید" بھی دیتے ہیں لیکن یہ بتا کر کہ آج حال میں کیسے زندگی گزارے کہ آخرت بخیر ہو اور صرف بتاتے ہی نہیں، کرکے بھی دکھاتے ہیں کہ زندگی کیسے گزاریے۔

پیغمبران اولوالعزم کی بات دیگر ہے لیکن دنیا میں ایسے بھی افراد گزرے ہیں جو بہ پیغمبری پر فائز نہ ہوتے ہوئے بھی آگہی اور ایسی بصیرت رکھتے ہیں کہ مستقبل کی خبر دے سکیں۔ ان آخرالذکر زمرے کے افراد کو مستقبل کا مورخ کہا جا سکتا ہے۔ یہ لوگ عموماً صاحبان عمل ہوتے ہیں لیکن خواب بھی دیکھتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کے خوابوں کو رویائے صادقہ کہا جا سکتا ہے۔

مستقبل شناسی بڑا دشوار کام ہے۔ کسی کے پاس جام جمشید نہیں ہوتا اور جن کے پاس ہوتا ہے لوگ اس کی آسانی سے سنتے ہیں۔ ہاں ایسے لوگ مقبول ہوتے ہیں جو آج اور ابھی دنیا کو جنت بنا دینے کی ترکیب جاننے کے دعویدار ہوتے ہیں اور یہ ترکیب بتانے کی قیمت وصول کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ آنے والی صدی کے لیے نئے ہندوستان کا مورخ کیسا ہوگا اور وہ کیا بتائے گا۔ کیا وہ یہ بتائے گا کہ ہندوستان آنے والی صدی میں اپنی منصوبہ بند معیشت کی بنیاد پر معاشی خوشحالی کی منزل تک پہنچ جائے گا اور غربت کے مسئلہ کا حل پا لے گا، کیا وہ یہ بتائے گا کہ ہندوستان آنے والی صدی میں جمہوریت، سیکولرزم، مساوات اور سوشلزم کے ان آدرشوں کو حقیقتاً عملی شکل دے لے گا جو اس کے آئین کی روح ہیں۔ کیا آنے والی صدی کا مورخ یہ بتائے گا کہ سائنس کی ترقی کے بل پر بنی نوع انسان اور اس کے ساتھ ہندوستان میں ہاتھ پیر کی محنت کی ضرورت کم سے کم تر ہو جائے گی اور کمپیوٹر اور روبوٹ انسان کی جگہ لے لیں گے۔ یا آنے والی صدی کا مورخ یہ لکھے گا کہ ہندوستان کی آبادی باقی دنیا کی آبادی کی طرح اتنی بڑھ جائے گی کہ روزگار، رہائش اور خوراک سنگین طرح کے مسئلے بن جائیں گے۔ آلودگی اور ماحول کی بربادی باقی دنیا کی طرح ہندوستان کو بھی ریگستان میں تبدیل کر دے گی جس میں بہت سی دوسری اقوام کی طرح قوم انسان کا زندہ رہنا بھی دشوار ہو جائے گا۔ کیا آئندہ صدی کے ہندوستان کے مورخ کو یہ لکھتے ہوئے فخر محسوس ہوگا کہ اس صدی میں ہندوستان علاقائی، مذہبی، لسانی تعصبات سے بلند ہو کر ایک متحدہ اور یک جہت قوم بن گیا اور اس کے افراد کی انفرادی شخصیت کا اس کی اجتماعی شخصیت سے ٹکراؤ ماضی کے سرد خانوں تک محدود ہو گیا یا وہ یہ لکھنے پر مجبور ہوگا کہ اس صدی میں ہندوستان میں ان تعصبات نے ہندوستان کو اتنا کمزور کر دیا کہ اس کی شخصیت اور اس کی ہندوستانیت مجروح ہو گئی اور وہ باوجود معاشی اور مادی ترقی کے کمزور اور بے بس ہو گیا۔ آنے والی صدی کا مورخ یہ دونوں باتیں لکھ سکتا ہے لیکن وہ کیا لکھے گا اس کا دار و مدار مورخ پر نہیں آج کے انسان پر ہوگا۔

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱ | شمارہ ۱۰

۱۶ مئی ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۶ بیساکھ ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹

ادارت: سراج احمد، ہرمہندر سنگھ وج — ۳۸۲۲۵۴

اس شمارے میں

غزلیات

قیمت

فی کاپی — ایک روپیہ

سالانہ — ۲۲ روپے

دو سال — ۴۲ روپے

ادائیگی منی آرڈر، پوسٹل آرڈر یا بینک ڈرافٹ بنام چیف ایڈیٹر آواز ...

Tel. LISTENER' New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

جواہرلال نہرو ایک ایسی ہی اولوالعزم شخصیت تھے جیسی شخصیتوں کا ذکر ابھی کیا جاچکا ہے۔ ان میں ایک بڑی خوبی اور خصوصیت یہ تھی کہ وہ خواب دیکھ سکتے تھے۔ ۱۴ر فروری ۱۹۳۵ء کو ڈسٹرکٹ جیل، الموڑہ میں انھوں نے اپنی خود نوشت سوانح حیات کا آخری باب لکھا۔ آخری باب میں انھوں نے ایک بڑے پتے کا جملہ یہ لکھا کہ مستقبل کے بارے میں اسی وقت لکھا جاسکتا ہے جب مستقبل میں جی لیا جائے۔ نہرو جی اپنے خوابوں کے ذریعہ "مستقبل میں جی لینے" کی صلاحیت رکھتے تھے انھوں نے اپنے تصورات کے ذریعہ بین اقوامی صورت حال سے ہندستان کی صورت حال کا رشتہ جوڑنے کی صلاحیت کے بل پر اس صدی نے ہندستان کی جو اں کا مستقبل تھا، تاریخ لکھی۔

لیکن اسی سوانح حیات کے اسی آخری باب کے شروع میں انھوں نے تالمود کا ایک اقتباس بھی نقل کیا ہے جس کا اردو ترجمہ کچھ یوں ہوگا "ہم کو عمل مسلسل کا حکم ہے لیکن یہ ہمارا مقسوم نہیں کہ ہمارے عمل پایاں کار تک پہنچیں۔" یہ ایک بلیغ جملہ جس کے معنی یہ بھی ہیں "مستقبل سازی ایک کار مسلسل ہے"۔ جواہرلال نہرو کا کار مسلسل آج بھی جاری ہے۔ اور وہ اس طرح کہ انھوں نے بیسویں صدی کے آخری نصف کے لیے جس کام کا آغاز اس صدی کے اولین نصف میں کیا تھا وہ ابھی مکمل نہیں ہوا ہے۔ انھوں نے منصوبہ بندی کمیٹی بنائی، آج منصوبہ بندی کمیشن کام کررہا ہے۔ انھوں نے نئے ہندستان کے لیے سائنسی اداروں کی بنیاد ڈالی۔ آج ہندستان کے اپنے مصنوعی سیارے خلا میں گردش کررہے ہیں اور اس کا ایک خلا باز خلا نوردی کرچکا ہے۔ انھوں نے جمہوری اداروں پر اصرار کیا اور آج ہندستان تیسری دنیا کے ان گنے چنے ملکوں میں ہے جہاں جمہوریت برقرار ہے۔ جہاں اصولاً مذہب، علاقے اور ذات پات کی بنیاد پر کوئی امتیاز روا نہیں ہے۔ انھوں نے ناوابستگی کا تصور پیش کیا۔ آج ناوابستہ تحریک دنیا میں امن اور توازن اور آزادیٔ رائے کی سب سے بڑی تحریک ہے۔ یہ کار مسلسل ہے۔ ۲۷ر مئی ۱۹۶۴ء کو ان کی وفات کے ساتھ بند نہیں ہوا اور نہ بند ہوسکتا ہے۔

لیکن جواہرلال نہرو، جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے، خواب دیکھا کرتے تھے۔ اتنا سب کرنے کے بعد اور اس کے باوجود اپنی زندگی کے آخری چند برسوں میں کچھ اندیشے تھے غالباً اسی لیے تیسرے پنج سالہ منصوبہ کے آغاز کے وقت اس منصوبہ کے دیباچہ میں انھوں نے اسے قوم کے سامنے پیش کرتے ہوئے اور اس کی مختلف ترجیحی سرمایہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا کہ سب سے اہم سرمایہ کاری وہ ہے جو انسان میں کی جائے۔ یہ وہ سرمایہ ہے جو آنے والی صدی کے ہندستان کا مورخ بھی پوچھے گا کیونکہ اسی سرمایہ کاری پر ہی اس بات کا انحصار ہے کہ آئندہ صدی کا مورخ کیا لکھے گا۔ اس پر دارومدار اس بات کا ہے کہ وہ یہ لکھ سکے کہ ہندستان آئندہ صدی میں خوشحال اور اپنے باشندوں کے لیے قابل فخر ملک بنا، یا نہیں۔

ہندستان بدل رہا ہے۔ معاشی ترقی کی رفتار تیز سے تیز تر ہو رہی ہے۔ ہم اس منزل میں ہیں جس کو ٹیک آف کی منزل کہا جاتا ہے۔ ہم کیا بنیں گے اس کا انحصار کسی حکومت پر نہیں، ہم پر ہے۔

ان معنوں میں جواہرلال نہرو آئندہ صدی کے ایک بڑے مورخ تھے۔ ان سے پہلے مستقبل کے جو مورخ گزرے انھوں نے آزادیٔ ہند کا خواب دیکھا۔ یہ خواب ایک صدی پہلے دیکھا گیا تھا۔ ایلن ہیوم کی مختصر سی تنظیم کو سیکڑوں ہزاروں ہندستانیوں نے اپنی امنگوں کے بدل کا ذریعہ جانا۔ دادا بھائی نوروجی، تلک، گوکھلے، گاندھی جی اور مولانا آزاد۔ ایک طویل فہرست ان لوگوں کی ہے جنھوں نے مستقبل کی تاریخ لکھی۔ جواہرلال نہرو نے اس میں معاشی آزادی کے خواب کا اضافہ کیا۔ اس طرح مستقبل کی تاریخ مسلسل لکھی جارہی ہے لیکن اس طویل تاریخ میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ ہر مرحلہ اور ہر منزل پر، اور خصوصاً گاندھی جی کے عہد میں انسان میں سرمایہ کاری ہوتی رہی۔ اب ہمیشہ کی طرح یہ سوال پھر ہے کہ آئندہ صدی کا مورخ کیا لکھے گا سو اس کا انحصار اس پر ہے کہ آج انسان میں کتنی سرمایہ کاری ہوتی ہے۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

عثمان غنی
جوائنٹ ایڈیٹر قومی آواز۔ لکھنؤ

رفیق الزماں

گلی گلی کوئی صحرا، سراب رکھتا جا
اجاڑ دے میری بستی، عذاب رکھتا جا

یہ اور بات کہ مانگے نہ خوں بہا کوئی
ہمارے خون کا لیکن حساب رکھتا جا

تری خدائی یہیں تک ہے میری دنیا میں
ہیں تیرے بس میں جہاں تک عتاب رکھتا جا

بلا سے آنکھیں ہماری کچھ اور ویراں ہوں
ہماری آنکھوں میں کچھ اور خواب رکھتا جا

اڑا دے آندھیاں ایسی تو آب کے موسم میں
جلا کے شہر کے سارے گلاب رکھتا جا

میں تجھ سے ہار نہ مانوں یہ اور بات رفیق
تو اپنے آپ کو بس کامیاب رکھتا جا

(لکھنؤ سے)

شخصیات شعر و ادب
سلسلہ

حالی

مولانا الطاف حسین حالی رفقائے سرسید میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ انھوں نے نظم و نثر دونوں ہی میں اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کا اظہار کیا ہے۔ بحیثیت نثر نگار حالی جدید اردو ادب کے ان معماروں میں ہیں جنھوں نے سرسید اور علی گڑھ تحریک کے خیالات و رجحانات کو فروغ دینے اور استحکام بخشنے میں نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ حالی نے اپنے عہد کے تقاضوں کے پیش نظر ادب کو تخیل کی دنیا سے نکال کر اسے زندگی سے ہم آہنگ کیا اور اپنی ادبی زندگی کے چالیس سال کے دوران اردو نثر کے سرمایے میں متنوع اور وقیع تصانیف اور مقالات کے ذریعہ گراں قدر اضافے کیے۔

حالی کی نثر کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے۔ ابتدا میں انھوں نے مناظرانہ اور درسی نوعیت کی کتابیں لکھیں۔ حالی کی پہلی تصنیف غالباً "مولود شریف" ہے۔ جسے انھوں نے ۱۸۶۴ء اور ۱۸۷۰ء کے درمیان لکھا۔ حالی کی دوسری تصنیف "تریاق مسموم" (۱۸۶۷ء) ایک مناظرانہ نوعیت کی کتاب ہے۔ جو انھوں نے پادری عماد الدین کی "تحقیق الایمان" کے جواب میں لکھی۔ یہ کتاب اب ناپید ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے عربی زبان سے علم الارض کی ایک کتاب "طباق الارض" کا (جو خود ایک فرانسیسی کتاب کا ترجمہ ہے) اردو میں ترجمہ کیا (۱۸۶۸ء) اور فارسی زبان کی قواعد پر "اصول فارسی" (۱۸۶۸ء) کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ پادری عماد الدین نے جب ۱۸۷۲ء میں آنحضرت کی سوانح کے متعلق ایک گمراہ کن کتاب "تاریخ محمدی" کے عنوان سے لکھی تو حالی نے "تاریخ محمدی پر منصفانہ رائے" (۱۸۷۲ء) کے نام سے لکھا۔ جس میں الہام اور وحی کی ضرورت پر عقلی دلائل کی روشنی میں اظہار خیال کیا گیا ہے۔ حالی کی ابتدائی نثری تصانیف میں "مجالس النساء" (۱۸۷۴ء) کو خصوصی اہمیت حاصل ہے جسے انھوں نے لڑکیوں کی تعلیم کے لیے ناول کے پیرائے میں لکھا تھا۔ اس سے عورتوں کے متعلق حالی کے خیالات کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

شمیم فاروق

سرسید سے ملاقات کے بعد حالی کی قلمی نگارشات کا محور بالکل بدل گیا۔ اب ان کی علمی و ادبی صلاحیتیں اور تصنیفی سرگرمیاں علی گڑھ تحریک کے لیے وقف ہوگئیں۔ ادب کے متعلق سرسید کے جو خیالات تھے ان کو تصنیف وتالیف کے ذریعہ پیش کرنے والوں میں حالی کا نام سب سے نمایاں ہے۔ بقول "ڈاکٹر عبدالقیوم " سرسید تحریک کی اصلاحات سے زندگی کے جو شعبے متاثر ہوئے ان میں ادب کو خصوصیت حاصل ہے۔ اور اس کے روح رواں حالی تھے۔" (ڈاکٹر عبدالقیوم۔ حالی کی اردو نثر نگاری، ص ۵۸) علی گڑھ تحریک سے متاثر ہونے کے بعد حالی کی نثر نگاری کا دور شروع ہوتا ہے، جس میں "حیات سعدی" (۱۸۸۶ء) "یادگار غالب" (۱۸۹۷ء) اور "حیات جاوید" (۱۹۰۱ء) جیسی بلند پایہ سوانح عمریاں اور "مقدمہ شعروشاعری" (۱۸۹۳ء) جیسی شاہکار تنقیدی تصنیف عالم وجود میں آئیں۔

سوانح نگاری کی حیثیت سے اپنے ہم عصروں میں حالی کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ ان کی پہلی سوانحی تصنیف "حیات سعدی" ہے۔ کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں فارس اور شیراز کے اجمالی ذکر کے بعد سعدی کے بچپن سے لے کر آخر عمر تک کے حالات درج ہیں۔ دوسرے حصے میں ان کی شاعری اور نثر پر سیر حاصل تبصرہ ہے۔ حالی نے تذکروں کے تقابلی مطالعہ اور کلام سعدی کی مدد سے حتی الامکان شیخ کی ایک مستند سوانح حیات پیش کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے سعدی کے علمی و ادبی کارناموں کا تفصیل سے جائزہ لیتے ہوئے ان کی ادبی عظمت اور شاعرانہ کمال کو بھی اجاگر کیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ "حیات سعدی" اردو میں جدید سوانح نگاری کا پہلا نقش ہی نہیں بلکہ تحقیقی اور تنقیدی دونوں ہی اعتبار سے ایک کامیاب نمونہ ہے۔

"یادگار غالب" حالی کی دوسری اہم سوانحی تصنیف ہے۔ اس کے پہلے حصے میں (جو کتاب کا ایک تہائی ہے) حالی نے صرف ۹۸ صفحات میں غالب کی ولادت سے وفات تک کے حالات اور ان کے اخلاق و کردار کا خاکہ پیش کیا ہے۔ اسلئے اسے مکمل اور بھرپور سوانح عمری نہیں کہا جاسکتا۔ ان کی اس تصنیف میں غالب کی زندگی کے بہت سے پہلو واضح طور پر سامنے نہیں آسکے۔ اسی لیے "یادگار غالب" کو پڑھنے کے بعد ایک تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ "یادگار غالب" غالب کی پہلی باقاعدہ سوانح عمری ہے، جس میں ان کی شخصیت اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

"یادگار غالب" کے دوسرے حصے میں، جو اس کتاب کا اہم ترین حصہ ہے۔ حالی نے غالب کی اردو اور فارسی نظم ونثر کا جائزہ لیا ہے۔ حالی نے ہی سب سے پہلے غالب کی شاعری میں جدت طرازی اور ان کے اشعار کی پہلوداری کی نشاندہی کی۔ غالب کی مشکل نگاری اور دقت پسندی کی وجہ سے ان کے اشعار کی معنویت عام لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل تھی۔ حالی نے ان کے منتخب اشعار کی تشریح کرکے ان کی نفسیاتی ژرف بینی اور حکیمانہ نکتہ سنجی کو واضح کیا۔ اسی طرح انھوں نے غالب کے اردو خطوط کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا اور ان کی اہم خصوصیات کی وضاحت کی۔ حالی نے غالب کی فارسی نظم ونثر کا بھی بڑی تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔ مختصر یہ کہ "یادگار غالب" غالبیات کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے اور صحیح معنوں میں اسی سے اردو میں غالب شناسی کا آغاز ہوتا ہے۔

حالی کی تیسری اہم تصنیف "حیات جاوید" دور جدید کے معلم اول سرسید کی ہمہ گیر و متنوع شخصیت کی تفسیر حیات ہے اس میں سرسید کے حالات زندگی اور ان کے غیر معمولی کارناموں کو کم و بیش ایک ہزار صفحات میں بڑے حسن و خوبی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں حالی نے سرسید کی "سیرت فریدیہ" ان کے خطوط اور ایک انگریز مصنف کی تصنیف " لائف اینڈ ورکس آف سرسید احمد خاں " سے استفادہ کیا ہے، لیکن اس کا بیشتر حصہ ان کی ذاتی معلومات پر مبنی ہے اور اسی چیز نے اسے وزن و وقار عطا کیا ہے۔

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں سرسید کے خاندانی کوائف، نجی حالات اور عادات و اطوار کو اجمالی طور پر پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں سرسید کے سیاسی، سماجی، مذہبی اور ادبی کارناموں کا تفصیلی جائزہ ان کے عہد کے حالات اور تقاضوں کی روشنی میں لیا گیا ہے۔ جس میں انکی مکمل تصویر ہماری نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ حالی نے کہیں کہیں مصلحت اندیشی اور تاویلات سے بھی کام لیا ہے مگر بحیثیت مجموعی انھوں نے دیانتداری کو ہر قدم پر ملحوظ رکھا ہے۔ حالی نے سرسید کی جو تصویر بنائی ہے، اس میں ان کی خوبیوں اور خامیوں دونوں ہی کو اجاگر کیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ خوبیوں کا پلڑا بھاری ہے۔ ان امور کے پیش نظر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ "حیات جاوید" میں حالی سوانح نگاری کے فرائض سے بڑی کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہوتے ہیں۔ اور چند خامیوں کے باوجود یہ اردو کی بہترین سوانح عمری ہے۔

حالی کا "مقدمہ شعروشاعری" تنقید کے بنیادی اصول، نظریات پر اردو میں پہلی تصنیف ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حالی سے [illegible] میں تنقیدی [illegible] تنقید کو [illegible] ہوتی ہیں [illegible] حالی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ [illegible] ہی سے ہیں، انھوں نے فلسفۂ تنقید میں [illegible] کی جو حیثیت ہے کم و بیش وہی حیثیت اردو تنقید میں "مقدمہ شعروشاعری" کو حاصل ہے۔

حالی نے علمی، ادبی، اخلاقی، اور قومی موضوعات پر خاصی تعداد میں مقالے لکھے ہیں اور کتابوں پر تبصرے بھی کیے ہیں۔ ان مقالات کا بیشتر حصہ علی گڑھ تحریک کے اغراض و مقاصد کے تحت لکھا گیا ہے۔ حالی کے ادبی مقالات اور تبصرے ان کے ادبی نظریے اور تنقیدی صلاحیت کے آئینہ دار ہیں۔ حالی کے خطوط نہایت سادہ اور بے تکلف انداز میں لکھے گئے ہیں۔ ان میں دردمندی و دلسوزی، شفقت و محبت اور انسان دوستی کی کیفیت نمایاں ہے۔

حالی کی ابتدائی تصانیف میں بیشتر مذہبی مباحث کو مناظرانہ رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کے اسلوب تحریر پر بڑی حد تک قدیم رنگ کی چھاپ ہے۔ البتہ ان میں مبالغہ، بیجا آرائش اور عبارت آرائی نہیں ملتی۔ حالی کے اسلوب کا اصل جوہر ان کی سوانحی و تنقیدی تصانیف اور مقالات و مکاتیب میں کھلتا ہے۔ حالی کا ذہن ارتقاپذیر رہا ہے اس لیے ان کے اسلوب تحریر میں بھی ایک ارتقائی کیفیت ملتی ہے۔ چنانچہ "حیات سعدی" کے مقابلے میں "یادگار غالب" اور "مقدمہ شعروشاعری" اور ان دونوں کتابوں کے مقابلے میں "حیات جاوید" کا اسلوب تحریر زیادہ پختہ، صاف سلیس اور رواں و دلکش ہے۔

حالی کی نثر کے اس اجمالی جائزے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انھوں نے جدید اردو نثر کے سرمایہ میں ـــ بالخصوص سوانح نگاری اور تنقید کی اصناف میں گرانقدر اضافے ہی نہیں کیے بلکہ اردو نثر کو ایک ایسا اسلوب بھی عطا کیا جو آئندہ کے لیے مشعل راہ ثابت ہوا۔ بقول پروفیسر مجنوں گورکھپوری " حالی نے اردو نثر میں وہی تحریک شروع کی جو انگریزی میں بیکن سے ہوئی۔ " (مجنوں گورکھپوری، ادب اور زندگی ص ۳۴۹)۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

شاھد جمیل

سب کچھ چراغ مہربان خود ہی سنائیں گے
ہم صرف اپنے گھر میں دھواں چھوڑ جائیں گے
گھل مل گئے ہیں یوں بھی بہت اپنے آپ سے
جائیں جہاں کہیں بھی، یہیں لوٹ آئیں گے
پلکوں پہ نیند ہوگی نہ آنکھوں میں کوئی خواب
موسم کبھی کبھار کچھ ایسے بھی آئیں گے
سیلاب لے کے آئے گا موسم شباب کا
کاغذ کی کشتیوں میں تجھے ڈھونڈ لائیں گے
شاہد بکھرتے رہنے کو کچھ ہونا چاہئے
قصے دو چار دشمنوں میں چھوڑ جائیں گے

(آکاشوانی گورکھپور سے)

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات
کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی
تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

سوگندھی

کمار پاشی

طوائف کی زندگی پر کتنے افسانہ نگاروں نے کہانیاں لکھی ہیں اور یوں طوائف کی روح تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ سعادت حسن منٹو نے اپنی متعدد کہانیوں میں طوائف کے کردار کو مختلف شکلوں میں پیش کیا ہے اور ایک کربناک صورت حال میں محصور اس بدنام اور بدبخت کردار کی روح کے اندھیروں میں چھپی روشنی کی شعاعوں کو ڈھونڈ نکالنے کی کوشش کی ہے۔

منٹو کی کہانی ہتک کا کردار بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ سوگندھی اپنے طور پر یہ سمجھتی ہے کہ وہ ایک تیز طرار اور چالاک عورت ہے اور گاہکوں کو رام کرنے کے گر اسے خوب آتے ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ سوگندھی فطری طور پر ایک سیدھی سادی اور حد درجہ جذباتی عورت ہے اور اکثر جذبات کی رو میں بہہ جاتی ہے۔ اس کے سینے میں ایک بے جان پتھر نہیں بلکہ نرم و نازک سا دھڑکتا ہوا دل ہے جو کسی کے جھوٹ موٹ کے ہی سہی میٹھے بول سن کر پسیج جاتا ہے اور اگر ذرا سی بھی ٹھیس لگے تو آبگینے کی طرح ٹوٹ بھی جاتا ہے۔

مثلاً ایک روز رات گئے رام لال دلال اس کی کھولی میں آکر اسے نیچے سڑک تک لے آتا ہے جہاں ایک سیٹھ کار میں بیٹھا ہے۔ اندھیرے میں وہ بیٹری کی روشنی ایک لمحے کے لیے سوگندھی پر پھینکتا ہے اور "اونہہ" کہہ کر کار اسٹارٹ کر دیتا ہے اور فراٹے سے کار دور نکل جاتی ہے۔ سیٹھ کی "اونہہ" کا لفظ سوگندھی کے منہ پر طمانچے کی طرح پڑتا ہے اور وہ سر سے پاؤں تک لرز جاتی ہے۔ 'اونہہ' کا مطلب ہے سیٹھ نے اسے پسند نہیں کیا۔ سوگندھی خود سے مخاطب ہے:

" مجھے بھی تو کئی آدمیوں کی شکل پسند نہیں آتی
وہ جو اماوس کی رات کو آیا تھا کتنی بگڑی
صورت تھی اس کی۔ کیا میں نے ناک بھوں نہیں
چڑھائی تھی؟ جب وہ میرے ساتھ سونے لگا
تھا تو مجھے گھن نہیں آئی تھی؟ کیا مجھے اُبکائی
آتے آتے نہیں رک گئی تھی؟ ٹھیک ہے' پر
سوگندھی! تو نے اسے دھتکارا نہیں تھا' تو
نے اسے ٹھکرایا نہیں تھا۔ اس موٹر والے سیٹھ
نے تو تیرے منہ پر تھوکا ہے۔ اونہہ...."

سوگندھی نے اپنی زندگی میں واقعی کسی کو ناپسند نہیں کیا:

" ہر روز رات کو اس کا پرانا یا نیا ملاقاتی
اس سے کہا کرتا تھا۔ سوگندھی میں تم سے
پریم کرتا ہوں۔ اور یہ جان بوجھ کر کہ وہ جھوٹ
بول رہا ہے بس موم ہو جاتی تھی اور ایسا
محسوس کرتی تھی جیسے سچ مچ اس سے پریم
کیا جا رہا ہے۔"

یہی جھوٹے بول اور جھوٹے سپنے تو سوگندھی کا اندوختہ تھے لیکن اس سیٹھ کی ایک "اونہہ" نے اس کے سارے سپنے چکنا چور کر دیے اور سوگندھی کے پاؤں تلے بچھا دیئے میلوں تک بنجر ویرانے ... جہاں کوئی نہیں سوائے 'اونہہ' کے بھل بھل کرتے شعلوں میں گھری سوگندھی کے۔ سوگندھی چاہتی ہے:

" ایسا ایک بار پھر ہو، صرف ایک بار، وہ
ہولے ہولے موٹر کی طرف بڑھے۔ موٹر کے اندر
سے ایک ہاتھ بیٹری نکالے اور اس کے
چہرے پر روشنی پھینکے 'اونہہ' کی آواز آئے
اور وہ — سوگندھی اندھا دھند اپنے دونوں
پنجوں سے اس کا منہ نوچنا شروع کر دے۔
وحشی بلی کی طرح جھپٹے اور — اور اپنی
انگلیوں کے سارے ناخن اس سیٹھ کے
گالوں میں گاڑ دے بالوں سے پکڑ کر اسے باہر
گھسیٹ لے، وردھڑا دھڑ مکے مارنا شروع
کر دے اور جب تھک جائے تو رونا شروع
کر دے۔"

انتقام کی آگ میں سوگندھی یوں کبھی نہ سلگی تھی۔ اس سیٹھ کے نفرت آگیں ایک لفظ نے سوگندھی کو کیا سے کیا کر دیا۔ ایسا جذبہ تو اس کے دل میں کبھی پیدا نہ ہوا تھا۔ وہ خود کو چالاک ضرور سمجھتی تھی اور "بار بار تہیہ کرنے پر بھی کہ وہ ان مردوں کی کوئی ایسی ویسی بات نہیں مانے گی اور ان کے ساتھ روکھے پن سے پیش آئے گی ہمیشہ اپنے جذبات کے دھارے میں بہہ جایا کرتی تھی" اور کسی کے پیار بھرے بول سن کر" فقط ایک پیاسی عورت رہ جایا کرتی تھی۔"

سوگندھی ایک طوائف ضرور ہے کہ اپنے جسم کا کاروبار کرتی ہے لیکن مکار نہیں۔ اس کی روح میں ویسی ہی روشنی ہے جو کسی آدرش ہندوستانی عورت کی آتما میں ہوتی ہے۔ دراصل سوگندھی ایک مجبور اور بے بس عورت ہے۔ ایک مظلوم عورت جو سب کچھ برداشت کر لیتی ہے۔ کبھی اس نے بھی چاہا تھا کہ اسکے جسم کا ذرہ ذرہ ماں بن جائے۔ وہ ماں بن کر دھرتی کی ہر شے کو اپنی گود میں لینے کے لیے بیقرار تھی۔

سوگندھی اپنی روح میں بسے اجالوں سے اچھی طرح واقف ہے' وہ جانتی ہے کہ اس کا جسم اس سے اور اس کی آتما سے بالکل الگ شے ہے جسے وہ دام لیے بغیر بھی کسی کو دے سکتی ہے لیکن جو کچھ وہ ہے' جو کچھ اس کے اندر ہے' اسے کون خرید سکتا ہے؟ کہ وہ تو بیش قیمت ہے۔

سوگندھی واقعی ایک کمزور عورت ہے اگر وہ کمزور نہ ہوتی یا خود کو کمزور، بے بس، مجبور اور مظلوم نہ سمجھتی تو یہ نہ کہتی کہ وہ "سیٹھ کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ لے اور دھڑا دھڑ مکے مارنا شروع کر دے اور جب تھک جائے تو رونا شروع کر دے۔"

سوگندھی جانتی ہے کہ اگر وہ سیٹھ کا منہ نوچ بھی لے اور اس طرح اپنی ہتک کا اس سے انتقام لے بھی لے تب بھی کیا ہوگا۔ تب بھی وہ ایک کمزور، اور بے بس رہے گی۔ تب بھی وہ اس صورت حال میں مقید رہے گی۔ یہی جھوٹی زندگی جینے پر مجبور رہے گی شاید اسی لیے وہ خود کو سمجھاتی ہے کہ وہ سیٹھ کی 'اونہہ' کو بھول جائے۔ لعنت بھیجے اس پر اور اس کی موٹر پر لیکن وہ اپنے ذہن سے یہ سب نکال نہیں پاتی۔

سوگندھی کی زندگی میں حال ہی میں ایک شخص آیا ہے "مادھو" جو اس سے جھوٹ موٹ کا پیار جتاتا ہے۔ سوگندھی جانتی ہے کہ وہ فریبی ہے اس کا پیار، اس کی محبت ایک دھوکہ ہے لیکن وہ خود بھی تو ایک جھوٹ بھری زندگی جی رہی ہے۔ یہی سوچ کر وہ مادھو کے پیار کو سچ مان لیتی ہے۔ آخر جینے کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ تو چاہیے ہی۔

لیکن آج اس سیٹھ کی ایک اونہہ نے سوگندھی کی زندگی پر چڑھا ہوا سارا ملمع اتار پھینکا ہے اور وہ سر سے پاؤں تک

ننگی ہو گئی ہے۔ انتقام کی آگ میں جلتی، سلگتی سوگندھی کو انسانیت اور انسان سے نفرت ہو گئی ہے۔ مادھو بھی اسی معاشرے، اسی سوسائٹی کا ایک مرد ہے جو اس پر خواہ مخواہ کا حق اور اس سے جھوٹ موٹ کی محبت جتا کر اس کا جسم نوچتا رہتا ہے لیکن سوگندھی نے آج اپنی زندگی پر سے سارے کا سارا ملمع اتار پھینکا ہے۔ مادھو کا پیار بھی تو ایک ملمع ہے۔ سوگندھی اسے بھی اپنی زندگی سے اتار پھینکتی ہے۔ اسے ذلیل کر کے اپنی کھولی سے باہر کر دیتی ہے انسان بیزار سوگندھی اب اپنی کھولی میں تنہا ہے۔ ایسی ہولناک تنہائی اور ایسے سائیں سائیں کرتے سناٹے سے وہ پہلے کبھی دوچار نہیں ہوئی تھی۔ "اسے لگا کہ ہر شے خالی ہے، جیسے مسافروں سے لدی ہوئی ریل گاڑی سب اسٹیشنوں پر مسافر اتار کر اب لوہے کے شیڈ میں بالکل اکیلی کھڑی ہے۔" سوگندھی کے لیے اس کی کھولی بھی اب لوہے کا ایک ایسا ہی شیڈ ہے۔ بنجر، ویران، اور موت کے سے سناٹے سے بھرا ہوا، قبر کی طرح چپ اور تاریک ۔ جہاں کسی آواز کا، روشنی کی کسی کرن کے آنے کا کوئی امکان نہیں۔

میرے خیال میں انسان بیزار سوگندھی کی کہانی اور اس کی کربناک زندگی یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر سوگندھی کا اپنا جی پرچانے کے بارے میں سوچنا بالکل بے معنی سا لگتا ہے لہذا اس صورت حال میں اسکا اپنے خارش زدہ کتے کو اٹھانا اور پلنگ پر اسے پہلو میں لٹا کر سو جانا اس کے انسان بیزاری کے جذبے کو ذرا سی تقویت تو ضرور پہنچاتا ہے لیکن اس کے اس عمل کا کوئی معقول جواز پیدا نہیں کرتا۔

سوگندھی کا کردار عورت کی ازلی بے بسی کو پیش کرتا ہے، ایک ایسی عورت کی بے بسی جو معاشرے کے بعض افراد کی جنسی بھوک مٹانے کے لیے جسم کا کاروبار کرنے پر مامور کر دی گئی ہے۔ ایک مقام پر پہنچ کر وہ ساری انسانی برادری سے بیزار ہو جاتی ہے اور اس سے اپنے تمام رشتے منقطع کر لیتی ہے۔ اس سوسائٹی سے اس کا یہ انتقام بے وجہ نہیں بلکہ برحق ہے اور سعادت حسن منٹو کے ہم عصر افسانہ نگار دیوندر ستیارتھی کا سوگندھی کے بارے میں یہ کہنا کتنا صحیح اور مناسب ہے کہ خدا نے منٹو کو صرف بیالیس برس آٹھ مہینے سات دن ادھار دیے تھے۔ منٹو نے تو سوگندھی کو صدیاں دی ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

کما رپاشی

۱/۳۳۲، دہلی گیٹ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

آنند بھون

جمیل مہدی

ہندوستان کی جنگ آزادی جب شروع ہوئی تو جہاں بہت سے مجاہدین آزادی پیدا ہوئے وہیں جدوجہد آزادی کے متعدد مرکز بھی قائم ہوئے۔ ان مرکزوں میں ہماری آزادی کے سورما خواب بھی دیکھتے تھے۔ اور ان خوابوں کو عملی پیکروں میں ڈھالنے کے جتن بھی سوچتے تھے۔ ہار جیت کے پہلوؤں پر غور ہوتا تھا اور جنگ کے نئے نقشے بھی مرتب ہوتے تھے۔ تحریک جوں جوں آگے بڑھی، اس طرح کے بیشمار مراکز سارے ہندوستان میں قائم ہوتے چلے گئے۔ لیکن ملک گیر شہرت ان میں سے چند ہی کے حصے میں آئی۔ بالکل ایسے ہی جیسے کہ ہندوستان میں قلعہ بہت ہیں لیکن سنگ سرخ کے لال قلعے اور مٹی کے جھانسی کے قلعہ کا نام آتے ہی انگریزی حکومت کے تسلط کے خلاف ہندوستان کی آخری مسلح جدوجہد کے نہ معلوم کتنے مناظر ذہن کے سامنے سے گزرنے لگتے ہیں۔ اور جھانسی کی شمشیر بکف رانی لکشمی بائی سے لے کر بوڑھے بہادر شاہ ظفر کے جوان شہزادوں کے سروں سے ٹپکتے ہوئے خون تک کی تصویریں آنکھوں میں پھرنے لگتی ہیں۔ یہی کیفیت اسوقت ہوتی ہے جب ہم خلافت ہاؤس کا نام سنتے ہیں، یا ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی کا ذکر آتا ہے۔ یا دہلی کے بلی ماروں کے محلے کی شریف منزل یا پٹنہ کے صداقت آشرم کی بات چھڑتی ہے، یا الٰہ آباد کے آنند بھون کا تذکرہ چھڑتا ہے جو ہماری آج کی گفتگو کا موضوع ہے۔

جس میں نہ صرف آزادی کی جدوجہد کے زمانے کی سینکڑوں داستانیں خوابیدہ ہیں بلکہ اس کی آغوش میں ہندوستان کے ایسے عظیم الشان رہنماؤں کے عہد طفلی کی یادگاریں بھی محفوظ ہیں جن کا ثانی پھر کوئی ہندوستان بھر میں پیدا نہیں ہو سکا۔

آنند بھون کی ایک خصوصیت اور بھی ہے، یہ خصوصیت اس حقیقت کو دیکھ کر خود بخود نمایاں ہوتی جاتی ہے کہ اسکے مکینوں کے متعلقین نے اس مکان کی قومی عظمت بحال رکھنے کی بڑی سنجیدہ کوششیں کیں۔ اور اسے ایک قومی ورثہ کی حیثیت دینے میں بڑا کام کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی کا محض نام رہ گیا، وجود باقی نہ رہا۔ یا شریف منزل ایک ویرانے محلے میں تبدیل ہو کر رہ گئی، وہاں آنند بھون کی عظمتوں میں دن دونا اضافہ ہوتا رہا۔ اور آج الٰہ آباد کا یہ مکان ہندوستان کی جدوجہد آزادی کی ولولہ انگیز تاریخ کا جزو لاینفک بن گیا ہے۔

آنند بھون کے سلسلے میں نہرو خاندان کی کئی شخصیتوں کا تذکرہ ناگزیر ہے۔ لیکن سب سے پہلے تو نہرو کی وجہ تسمیہ ہی اتنی خیال انگیز ہے کہ اس کا ذکر کیے بغیر آگے بڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ کہا جاتا ہے کہ کشمیری پنڈتوں کا ایک خاندان دہلی میں نہر سعادت حسین خاں کے کنارے مکان بنا کر بس گیا۔ جو شاہ عالم کے زمانے میں نہر کی نسبت سے نہرو کہلانے لگا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ وادی کشمیر کے بیچ بہا رہ گا نہ کے لوگ، نہرو خاندان کی اس نسبت سے واقف نہیں جبکہ ہندوستانی کے لوگوں کو موتی لال نہرو، اور جواہر لال نہرو کا نام موتی لال کول، اور جواہر لال کول بتایا جائے تو لوگ اسے ماننے پر ہی تیار نہ ہوں گے۔

بہرحال اس نہرو خاندان کا عروج موتی لال نہرو سے شروع ہوتا ہے جو ہندوستانی سیاستدانوں کے مغل کہلاتے تھے۔

وکالت کے میدان میں انھوں نے وہ نام کمایا کہ ان سے زیادہ آمدنی خواہ اس زمانہ کے کسی وکیل کی ہو، ان کے برابر شہرت بہت کم لوگوں کی تھی۔ وکالت کے اسی سلسلے میں الٰہ آباد منتقل ہو کر انھوں نے مکان بنایا تو اس کا نام آنند بھون رکھا۔ اس بات سے بے خبر کہ آنے والے زمانہ میں اس مکان میں آنند اور سکون کے بجائے طوفان کا بسیرا ہوگا، وہ کانگریس کی سفید پوش قیادت میں بھی فیشن کے مطابق شامل ہو گئے جو اس زمانہ میں ان کے ہی ہم رتبہ اور ہم مذاق لوگوں کی قومی سرگرمیوں کا ایک تفریحی مرکز سمجھی جاتی تھی، اور ملک معظم کی وفادار اپوزیشن کے القاب، اس سے متعلق لوگ بڑے فخر کے

قلم کار حضرات!
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں۔
"آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

ساتھ استعمال کرتے تھے۔ سر پنڈت ناتھ بنرجی، سر فیروز شاہ مہتہ، مسٹر دنشا واچا، اور دادا بھائی نوروجی کی شہرت اس زمانہ میں سیاسی لیڈروں سے زیادہ انگریزی کے بے مثال خطیبوں کی حیثیت سے تھی، اس لیے موتی لال نہرو جیسے زبردست خطیب کیلئے بھی اس سے موزوں اور مناسب دوسری کوئی مجلس نہیں ہو سکتی تھی۔

یہ صورت حال بدلی تو اس وقت جبکہ گاندھی جی جنوبی افریقہ سے آکر کانگرس میں شامل ہوئے اور انھوں نے کانگرس کو تیزی کے ساتھ ایک انقلابی، عوامی، سیاسی تنظیم میں تبدیل کرنا شروع کیا، تو ان کی باغیانہ فطرت، عوامی مزاج اور تحریکی رجحانات کی بدولت پرانی اعتدال پسند قیادت میں ایسی ہلچل مچی کہ سر فیروز شاہ مہتہ جیسے لوگ تو الگ رہے، گوپال کرشن گوکھلے اور بال گنگادھر تلک تک گاندھی جی کی برق رفتاری کا ساتھ دینے سے مجبور دکھائی دینے لگے۔

یہ وقت تھا کہ موتی لال نہرو نے اعتدال پسند قیادت سے اپنا دامن چھڑا کر انقلابی سیاست سے اپنا رشتہ جوڑا اور اسی کی وجہ سے گاندھی جی کے ساتھ ان کا ایک ایسا تعلق قائم ہوا جس میں زمانے کی تبدیلیوں کے ساتھ استحکام تو پیدا ہوا۔ کمزوری کبھی نہیں آئی، اس زمانہ میں بھی نہیں، جبکہ موتی لال نہرو کانگرس کی کونسل کی بائیکاٹ کی پالیسی سے اختلاف کی صورت میں، پہلے کانگرس کے نوچینجرس گروپ کے لیڈر بنے اور پھر انھوں نے الگ سوراجیہ پارٹی قائم کرکے کونسل کے انتخاب میں حصہ لینے کیلئے الکشن کی مہم سارے ملک میں چلائی، یہی وقت تھا کہ آنند بھون ملک بھر کی سیاسی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز اور برطانوی اقتدار کے مخالفوں کا سب سے بڑا اسکن بنا۔ اور یہی وقت تھا کہ موتی لال نہرو نے بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے والے اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے بیرسٹری کے پیشے کے بجائے سیاسی میدان کو ترجیح دی اور انھیں خطوں کے ذریعہ اس نئے مستقبل کیلئے تیار کرنا شروع کیا۔

مولانا آزاد کی کوششوں سے کانگرس کے اندر چینجرس اور نو چینجرس کا تنازعہ ختم ہوا تو آنند بھون، موتی لال نہرو اور گاندھی جی کی رفاقت کا ایک ایسا نشان بن گیا کہ اس کے نقوش اور اس کی گہری چھاپ میں ملک کی سیاست پر فیصلہ کن اثرات مرتب کیے۔ اگر علی برادران کی گاندھی جی کی رفاقت کے بعد آنند بھون کے موتی لال نہرو کا اعتماد اور غیر مشروط تعاون گاندھی جی کو نہ مل جاتا تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ آج ہندوستان کی آزادی کی تاریخ کس عنوان سے لکھی گئی ہوتی۔ اسی آنند بھون میں موتی لال نہرو کی کانگرس صدارت کا تلاطم خیز دور شروع ہوا۔ اسی آنند بھون میں وہ نہرو رپورٹ مکمل ہوئی جس میں ہندوستان کی سیاست کو زیر و زبر کرکے نئے رخ سے روشناس کیا گیا اسی آنند بھون میں جواہر لال نہرو کی لندن سے واپسی کے بعد وہ چہل پہل دیکھنے میں آئی کہ بوڑھوں سے لے کر بچوں تک اور عورتوں سے لے کر جوانوں تک گھر سے انقلابی رنگ میں رنگے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ یہیں کملا نہرو بیاہ کر دہلی سے لائی گئیں، جنھیں ایک وزیر اعظم شوہر اور ایک وزیر اعظم بیٹی کا فخر تاریخ سے حاصل کرنا تھا۔

اسی زمانہ کا آنند بھون چھوٹے پیمانے پر پورے ہندوستان کا نقشہ پیش کرنے لگا۔ جواہر لال نہرو، وجے لکشمی پنڈت، رامیشوری نہرو، آصف علی، ڈاکٹر کنور محمد اشرف، سید سجاد ظہیر، ڈاکٹر زیڈ احمد، لال بہادر شاستری، اماشنکر دکشت، ایک طرف گاندھی جی، مولانا آزاد، سبھاش چندر بوس، پٹابھی سیتارمیہ، اسی آنند بھون میں کانگرس کی صدارت باپ سے بیٹے کی طرف منتقل ہونے کا فیصلہ ہوا۔ اسی آنند بھون میں جواہر لال نہرو نے موتی لال نہرو سے قومی قیادت کا چارج لے کر مکمل آزادی کی تجویز لاہور کے دریائے راوی کے کنارے پہنچکر منظور کی۔ اور نہرو رپورٹ کو اسی دریائے راوی میں بہا دیا۔ اسی آنند بھون کے ایک کمرے میں ایک بچی پیدا ہوئی جس نے بچوں کی بانر سینا بنا کر اپنے سیاسی کردار کا آغاز کیا، جو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کی طاقتور ترین سربراہ بننے کی منزل پر پہنچ کر ختم ہوا۔ اسی آنند بھون کے ایک کمرے میں موتی لال نہرو کے ساتھ طویل مشوروں کے بعد گاندھی جی نے جواہر لال نہرو کو اپنا سیاسی جانشین بنانے کا وہ اعلان کیا جو کانگرس کے علاوہ ملک کی تقدیر کے لیے بھی فیصلہ کن ثابت ہوا۔

یہ جتنی باتیں مختصر طور پر اشاراتی زبان میں کہی گئی ہیں انھیں پھیلا دیا جائے تو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ایک کتاب تیار ہو جائے گی۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

جمیل مہدی
ایڈیٹر عزائم۔ ایوان حیدر
امین الدولہ پارک۔ لکھنؤ

وحید کلیم

تواضع کا اگر سامان رکھتا
تجھے دل میں سدا مہمان رکھتا
کسے فرصت ہے اپنے ہی دکھوں سے
کہاں کوئی کسی کا دھیان رکھتا
پرایا درد سینے میں چھپا کر
کہاں تک آج کا انسان رکھتا
لہو اپنا ہی بہہ کر رہ گیا ہے
کہاں قاتل کوئی پہچان رکھتا
خداؤں کی نہیں تعداد کوئی
میں کس کی بات پر ایمان رکھتا
نہ خود کو ڈھونڈھتا میں آئینوں میں
اگر اپنی کوئی پہچان رکھتا
جہاں آباد کرکے میں تمہارا
خود اپنی زندگی ویران رکھتا
بکھر کر رہ گئے ہیں خواب سارے
کلیم اب دل میں کیا ارمان رکھتا
(اورنگ آباد سے)

موتی لال

دلّی کے ایک معزز، کائستھ گھرانے کے چشم و چراغ ۔ موتی لال ۔ ایک ایسے عظیم فنکار تھے جن پر ہماری صنعت فلم سازی ہی نہیں بلکہ پورا ملک جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔ شاہجہاں آباد یعنی پرانی دلی کے علاقہ نئی سڑک کے قرب و جوار میں، زمانۂ قدیم سے متعدد کائستھ گھرانے آباد ہیں موتی لال بھی یہیں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے۔ بچپن ہی سے مزاج میں ایک کھلنڈرا اور لا ابالی پن تھا اس لیے ان کی طبیعت اعلیٰ تعلیم کی طرف چنداں مائل نہ ہو سکی۔ البتہ اداکاری کا شوق انھیں بمبئی لے گیا، جہاں فلمی دنیا میں سالہا سال تک، اپنے فن کا مظاہرہ کرکے اپنا سکہ جمایا، اور ایسا جمایا کہ چار سو ان کے نام کی دھوم مچ گئی۔ ایک لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو فلمی دنیا بڑی ظالم اور بے رحم دنیا ہے۔ یہاں ہر شخص بزعم خویش اپنے میدان کا شہسوار ہے اور سامنے کسی دوسرے کو خاطر میں نہیں لاتا۔ بقول جگر ؎

یہ مے خانہ ہے، بزم جم نہیں ہے
یہاں کوئی کسی سے کم نہیں ہے

ایسے ماحول میں دوسرے سے اپنا لوہا منوانا کوئی ہنسی کھیل نہیں۔ یہ بڑے ریاض اور دل گردے کا کام ہے۔ بقول حفیظ جالندھری ؎

حفیظ اہل زباں کب مانتے تھے
بڑے زوروں سے منوایا گیا ہوں

موتی لال کی عظمت بھی ایسے ہی تسلیم نہیں کرلی گئی۔ فلم ساز و فلم بیں حضرات اور ناقدوں نے جب ان کے فن کو دیکھا، جانچا، پرکھا تو اس عظیم فنکار کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔

موتی لال کا فلمی دنیا میں کیا مقام ہے اس کا اندازہ آپ کو ایک چھوٹے سے واقعے سے ہو جائے گا۔ کئی سال پہلے کی بات ہے، بمبئی میں فلم "لال کنور" کی شوٹنگ چل رہی تھی جس میں مجھے، ثریا، ناصر خان، اور دادا صاحب پھالکر ایوارڈ پانے والے

ایک ناقابل فراموش فنکار

کلدیپ اختر

نامور فنکار، درگا کھوٹے اور جے راج کے ساتھ کام کرنے کا فخر حاصل تھا۔ جیسا کہ قاعدہ ہے، اسٹوڈیو میں شوٹنگ کے دوران خالی لمحات میں اِدھر اُدھر کی گپ بازی ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ پرانی فلموں کی باتیں چل رہی تھیں، کہ جے راج نے فرمایا کہ جب وہ فلمی دنیا میں داخل ہوئے تو موتی لال کے نام کا ڈنکا بج رہا تھا۔ اس زمانے میں وہ اپنی بائیسکل پر اسٹوڈیو تشریف لاتے اور انداز یہ تھا کہ دور ہی سے بائیسکل کی گھنٹی بجاتے ہوئے بڑی تیز رفتاری میں آتے اور گھنٹی کی آواز سنتے ہی اسٹوڈیو کے گیٹ پر تعینات پٹھان چوکیدار سلام کر کے ایک طرف ہو جاتا اور تمام اسٹوڈیو میں شور مچ جاتا کہ ہیرو آگیا، ہیرو آگیا۔ ہم رشک کی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھتے اور بھگوان سے پرارتھنا کرتے کہ کبھی ہمیں بھی ایسا دن نصیب ہوگا۔ جبکہ ہم بھی اپنی بائیسکل پر سوار گھنٹی بجاتے ہوئے اسٹوڈیو میں داخل ہوں گے اور لوگ اسی طرح ہمارا بھی استقبال کریں گے۔

موتی لال نے اتنی فلموں میں کام کیا ہے کہ اگر میں نام گنوانے لگوں تو سارا وقت اسی میں صرف ہو جائے بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی فلموں کے نام گنواتے چلے جانا ان کی فنکارانہ عظمت کے شایانِ شان نہیں۔ اس لیے میں اس سے گریز کر کے، ان کی شخصیت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے زمانۂ طالب علمی سے موتی لال کی فلمیں دیکھتا چلا آرہا ہوں اور دل ہی دل میں ان کا ہمیشہ مداح رہا ہوں اس کے ساتھ ہی ساتھ انھیں بہ نفسِ نفیس دیکھنے کی تمنا بھی میرے دل میں پلتی رہی جو کئی سال کے بعد جاکر پوری ہوئی اور اس کی داستان بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

ایک زمانے میں فلم ایکٹر موتی ساگر اور میں آل انڈیا ریڈیو دلی میں اکٹھے کام کرتے تھے۔ یہ غالباً ۱۹۴۳ء کی بات ہے جبکہ وہ اپنے نام کے ساتھ تو کلے ہی لکھتے تھے۔ موتی ساگر تو کلے بعد میں وہ بمبئی کی فلمی دنیا میں چلے گئے جہاں مکیش کی فلم ملہار میں بھولا نام کے ایک ملازم کا رول کیا جو اس قدر مقبول ہوا کہ ان کا نام بھولا ہی مشہور ہوگیا، اور بعد کی فلموں میں یہ اسی نام سے پیش ہوتے رہے۔ ان کی دختر نیک اختر پریتی ساگر نے بھی بطور پلے بیک سنگر بہت نام کمایا ہے۔

یہ موتی لال کے بہت قریبی رشتے میں بھائی لگتے ہیں، اور انہیں کی وساطت سے مجھے موتی لال سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس روز ان کے ہاں کوئی تقریب تھی جس میں معدودے چند خاص احباب شریک تھے جن میں مجھے بھی یہ موقع ملا۔ پرانی وضع کے خالص ہندوستانی طرز کے مکان کی کھلی چھت پر، برساتی نما ایک نہایت سادہ چھوٹا سا کمرہ تھا، جس میں سفید چاندنی کا فرش بچھا تھا اور دو ایک گاؤ تکیے لگے تھے۔ ایک جانب دیوار کے ساتھ دو ایک کرسیاں بھی تھیں۔ آرائش وغیرہ کا کوئی سامان نہیں تھا، لیکن پورے کمرے کا ماحول نہایت صاف ستھرا، اجلا اجلا سا اور ایک عجیب دل پسند، بے ترتیبی لیے ہوئے تھا۔ موتی لال صاف شفاف کرتے پاجامے میں ملبوس ایک ہلکی سی نفیس شال کندھوں پر ڈالے چاندنی کے فرش پر آلتی پالتی مارے تشریف فرما تھے پاس ہی سگریٹ کا ڈبہ، ماچس اور ایش ٹرے رکھی تھی اس وقت وہ اپنے سامنے بیٹھے کنہیا لال، کرن دیوان اور شوراج سے مصروفِ گفتگو تھے کہ اتنے میں مجھے اور راج بلدیو کو ساتھ لیے، موتی ساگر کمرے میں داخل ہوئے اور ہم دونوں کا تعارف کروایا۔ انھوں نے ایک ایسی مسکراہٹ سے جو خاص انھیں کا حصہ تھی، ہماری طرف دیکھا اور اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چند رسمی جملوں میں ہماری خیر و عافیت دریافت کی، اور ہمیں سگریٹ پیش کیے۔ ہمارے انکار کرنے پر وہ پھر ہماری طرف دیکھ کر مسکرائے۔ جب وہ مسکراتے تو ان کی آنکھوں میں بہ یک وقت کسی شرارتی بچے کی سی چمک پیدا ہو جاتی، اور لبوں پر اسی بچے کی معصومیت کھیلنے لگتی۔ یہ ایک ایسا خوبصورت امتزاج تھا، جو صرف دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا۔ الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے ایک سگریٹ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر دو انگلیوں کے بیچ میں رکھ لیا، اور داہنے ہاتھ سے بائیں کلائی کی پشت پر، ایک ہلکا سا تھپڑ، اس طرح رسید کیا کہ سگریٹ اچھل کر ان کے منہ میں آرہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دیاسلائی داہنے ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ سے ماچس کی ڈبیہ ہوا میں کچھ اس انداز سے اچھالا کہ واپس آتے ہوئے ان کی ماچس داہنے والی دیاسلائی سے ہوا ہی میں کچھ اس طرح ٹکرائی کہ دیاسلائی جل اٹھی اور انھوں نے سگریٹ سلگا لیا۔ یہ سب کچھ دو تین سیکنڈ میں ہوگیا اور سرکس کے اس کرتب کو دیکھ کر میں دنگ رہ گیا۔ میری حیرانی کو بھانپ کر وہ پھر مسکرائے اور فرمایا۔ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ تھوڑی سی پریکٹس سے سیکھ جاؤ گے۔ یہ اور بات ہے کہ میں نے گھر آکر بہت پریکٹس کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ کچھ عرصہ بات چیت کرنے کے بعد موتی ساگر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ان لوگوں کا باتوں ہی سے پیٹ بھروگے یا کچھ کھلاؤ پلاؤ گے۔

موتی لال میں ایک خاص بات یہ تھی کہ وہ پہلی ہی ملاقات میں آپ کو اپنے اتنا قریب لے آتے کہ آپ کو کسی فاصلے کا احساس ہی نہ ہونے دیتے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ کیونکہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ کسی بھی عظیم شخصیت کے سامنے اس کی تمام شفقت اور خلوص کے باوجود اس کی عظمت کی وجہ سے کچھ ایسی حدود ہمیشہ قائم رہتی ہیں جنھیں آپ کبھی پار نہیں کر سکتے۔ لیکن موتی لال ان تمام حدود کو توڑ کر خود کو آپ کی سطح پر لے آتے تاکہ آپ کو کسی طرح ایک لمحے کے لیے بھی ان کی عظمت کا بوجھ نہ محسوس ہو۔ وہ مستحق اور ضرورت مند انسان کی مدد کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے۔ فلمی دنیا میں بھی متعدد افراد اپنی کامیابی کے لیے ان کے مرہونِ منت ہیں۔ کرکٹ کا بہت شوق تھا اور حتی الامکان کرکٹ کے ٹسٹ میچ ضرور دیکھتے اور جب یہ ممکن نہ ہوتا تو ریڈیو پر کمنٹری سننے پر اکتفا کرتے۔

ہالی وڈ کی ایک فلم تھی LOST WEEKEND جس میں Ray Milland نامی ایکٹر نے ایک ایسے شرابی کا رول کیا تھا جو شراب کی عادت کا مریض ہو چکا ہے، جسے انگریزی میں Alcoholic کہتے ہیں۔ اس شاندار اداکاری کے لیے اسے Oscar Award بھی ملا تھا۔ ادھر ہمارے ہاں راج کپور کی فلم جاگتے رہو میں موتی لال نے ایک متوالے شرابی کا رول کیا ہے جو اکثر ہر شب کو طوائف کے کوٹھے پر مجرا سننے کیلئے جاتا ہے اور نشہ میں چور گھر لوٹتا ہے۔ اس رول میں جس اعلیٰ معیار کی اداکاری موتی لال نے دکھائی ہے، وہ ہماری صنعتِ فلمسازی کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گی۔ فلم چھوٹی چھوٹی باتیں موتی لال کی اپنی فلم تھی جس میں انھوں نے ایک عام درمیانے درجہ کے گھرانے کی روزمرہ کی گھر گرہستی میں ہونے والی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑی خوبصورتی سے اجاگر کیا تھا۔

راج کپور ہی کی فلم اب دلی دور نہیں، میں مجھے بھی موتی لال کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل ہوا اور اب آپ خود ہی انصاف فرمائیں کہ میں کیوں نہ اس امر پر بجا طور پر فخر کروں۔

(اردو سروس سے نشر)

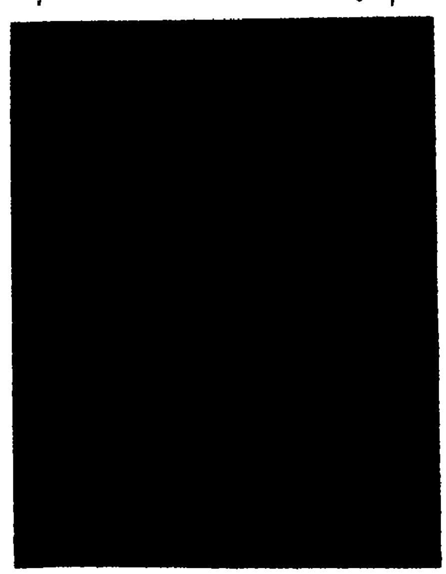
کلدیپ اختر
۱۶۲/A ۲ ء جنک پوری
نئی دہلی ۵۸-۱۱۰۰

ہیلی کا دمدار ستارا

ڈاکٹر جمیل الرحمٰن قدوائی

انسان کی یادداشت میں پہلے ۲۹ بار ظاہر ہونے والا دم دار ستارہ جو Halleys comet کے نام سے جانا جاتا ہے اس سال کے آغاز میں پھر ظاہر ہوا اور وسط اپریل تک دیکھا جا سکے گا۔ اس بار سائنسداں اس دُمدار ستارے کا انتظار برسوں سے کر رہے تھے اور اس کے استقبال کی تیاریاں بہت زور شور سے ہو رہی تھیں۔ اس سے پہلے جب مئی ۱۹۱۰ء میں زمین، دمدار ستارے کی آٹھ کروڑ میٹر لمبی دم کے قریب سے گزری تھی تو رات کو آسمان پر اس کا ایک عجیب اور غریب منظر تھا۔ جس کی یاد عمر رسیدہ بزرگوں کے ذہنوں میں شاید آج بھی محفوظ ہو۔ یہ چمکتی ہوئی جھاڑو کی شکل کی چیز آسمان کے دسویں حصے میں پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن ۷۶ سال قبل اس کا صرف نظارہ ہی کیا جا سکا اور اس کی کچھ تصویروں پر ہی اکتفا کرنا پڑا تھا۔

افسوس کہ اس بار ہم اس انتہائی دلکش منظر سے محروم رہے کیونکہ دُمدار ستارے کی شکل، اور اس کی چمک



۱۹۱۰ء میں لیا گیا ہیلی دمدار ستارے کا پہلا فوٹو

اس چیز پر منحصر ہے کہ سورج، زمین اور دُمدار ستارا ایک دوسرے کے مقابلے میں کس مقام پر ہیں۔ اس بار دمدار ستارا ہم لوگوں کے لیے سورج کے پیچھے پڑا۔ اس لیے ہم اس کے ۱۹۱۰ء والے منظر سے محروم رہے۔

۱۹۱۰ء میں جب دُمدار ستارا نمودار ہوا تھا تو لوگ بے حد خوفزدہ تھے وجہ یہ تھی کہ سائنسدانوں کی اس دریافت سے کہ اس دُمدار ستارہ میں cyanogen نام کی ایک زہریلی گیس موجود ہے۔ یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ اس گیس کے اثر سے کرۂ ارض کی ساری نائٹروجن نائٹرس آکسائڈ گیس میں بدل جائیگی جو ہنسانے والی گیس یا Laughing Gas کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ اس کے سونگھنے سے انسان پر ہنسی کا دورہ پڑتا ہے۔ لوگوں کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا دنیا کی ساری آبادی ہنستے ہنستے دم توڑ دے گی۔ موجودہ دور میں ایٹم بم کے خطرات کے مدنظر میرے خیال میں دنیا کی آبادی کے خاتمے کا اس سے اچھا تصور نہیں ہو سکتا۔

دوسری افواہ یہ مشہور ہوئی تھی کہ دمدار ستارے کی وجہ سے قطب شمالی سے کچھ ایسی برقی لہریں دوڑیں گی جو دنیا سے زندگی کے وجود کو ختم کر دیں گی۔ سائنسدانوں کی طرف سے ان افواہوں کی تردید کے باوجود دُمدار ستارے کو لوگ ایک آسمانی بلا ہی سمجھتے رہے اور سب نے اطمینان کا سانس تب ہی لیا جب یہ ناخواندہ آسمانی مہمان رخصت ہو گیا۔

ہیلی کے دُمدار ستارے کا سراغ ہمیں اب سے تیئس سو سال پہلے سے ملتا ہے، اور یہ ۷۶ سال بعد واپس آنے پر اکثر دیکھا جاتا رہا۔ لیکن اس وقت تک یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ ستارہ ایک ہی ہے۔ ۱۶۹۵ء میں EDMOND ایڈمنڈ ہیلی نے نیوٹن کے دریافت کیے ہوئے قوانین کشش اور حرکت کی مدد سے دُمدار ستارے کی گردش اور اس کے مدار کا صحیح حساب لگا کر یہ ثابت کر دیا کہ ۱۵۳۰ء، ۱۶۰۷ء، اور ۱۶۸۲ء میں دیکھا جانے والا دُمدار ستارہ دراصل ایک ہی تھا۔ ہیلی کی پیشگوئی کے عین مطابق ۱۷۵۸ء میں یہ دُمدار ستارہ پھر نمودار ہوا اور تب ہی اس کا نام ایڈمنڈ ہیلی کے نام پر Halley s Comet رکھ دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی انسانی دماغ سے کافی حد تک یہ وہم بھی دور ہو گیا کہ دُمدار ستارے کوئی منحوس آسمانی بلا ہے جو دنیا کی طرف تباہی و بربادی کے لیے آتے ہیں۔ کیونکہ ہیلی نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ ہر چیز کی طرح دمدار ستارے بھی قوانین قدرت کے تابع ہیں۔ اور مقررہ مدار پر سورج کے گرد گردش کرتے رہتے ہیں۔

زیادہ تر دُمدار ستارے ایسے ہیں جن کے مدار سے ناواقفیت کی وجہ سے ان کے بارے میں ہماری معلومات محدود ہیں۔ لیکن ہیلی کے دُمدار ستارے کے مدار سے ہم واقف ہیں اور خوش قسمتی سے یہ اس زمانے میں نمودار ہو رہا ہے جب ہماری سائنس اور ٹکنالوجی اس کو خوش آمدید کہنے کے لیے بالکل تیار ہے۔ اگر یہ موقع ہاتھ سے نکل جاتا تو ۲۰۶۲ء تک ہمیں انتظار کرنا پڑتا۔

موجودہ نظریہ کے مطابق دُمدار ستارے نظام شمسی کے بیرونی دائرے میں اس زمانے میں بنے تھے جب دوسرے سیاروں کی تخلیق ہو رہی تھی۔ اور خود نظام شمسی وجود میں آیا تھا پھر ایسا ہوا کہ نظام شمسی کے باہری دائرے میں موجود ستاروں کا تخلیقی مادہ کسی نامعلوم طاقت کی وجہ سے بکھر گیا اور سورج کے گرد اس کے باہری دائرے میں بادل کی طرح چھا گیا۔ یہ نظریہ جان ایچ اورٹ کا ہے اور اسی لیے سورج کے گرد گردش کرتے ہوئے اس مادہ کو Oorts cloud کا نام دیدیا گیا۔ جب کوئی ستارہ کبھی گردش کرتا ہوا ان بادلوں کے پاس سے گزرتا ہے تو اس کی کشش کی وجہ سے کچھ مادہ آزاد ہو کر اپنا ایک نیا مدار بنا لیتا ہے اور اس مدار پر سورج کے گرد گردش کرتا رہتا ہے۔ یہی دُمدار ستارہ کہلاتا ہے چونکہ Oorts cloud کا مادہ سورج سے بہت زیادہ دوری پر ہے اس لیے نہ تو سورج کی گرمی کا اس پر کوئی زیادہ اثر پڑ سکا اور نہ کسی اور بیرونی چیز کا جس سے اس مادہ کی ابتدائی حالت میں زیادہ فرق پڑا ہے اسلئے سائنسدانوں کا خیال ہے کہ دُمدار ستاروں میں وہ تمام مادہ

ایڈمنڈ ہیلی (۱۶۵۶ — ۱۷۴۲)

اپنی ابتدائی حالت میں موجود ہے۔ اسی لیے دُمدار ستاروں کے مطالعے سے ہمیں ان حالات کو سمجھنے میں بہت مدد ملے گی جو نظام شمسی کے ابتدائی دور میں تھے۔ اور ساڑھے چار ارب سال سے اسی حالت میں دمدار ستارے میں موجود ہیں۔ گویا دمدار ستارے نظام شمسی کی تاریخ کی کتابیں ہیں جو خلا میں اربوں سال سے تیر رہی ہیں اور اسی مارچ کے مہینے سے انسان نے ان کا باقاعدہ مطالعہ شروع کیا ہے۔

دُمدار ستارے کو ہم تین حصوں میں بانٹ سکتے ہیں۔ پہلا اس کے سر کے بیچ کا سرد اور منجمد حصہ نیوکلیس، دوسرا نیوکلیس کے گرد ملی جلی گیسوں اور گرد کا ایک غلاف یا coma اور تیسرا حصہ دُم۔ نیوکلیس بہت سرد اور منجمد بہت سی گیسوں اور گرد کا ایک گیند ہے جسکو کچھ سائنسداں "گندے برف کا گیند" بھی کہتے ہیں گیسوں میں Methane Amonia اور carbon oxide خاص ہیں۔ اسی گردش کے دوران سورج کے قریب آنے پر گرمی سے نیوکلیس کی گیس ان کے چاروں طرف چھا جاتی ہیں اور یہ حصہ coma کہلاتا ہے۔ سورج کی طرف بڑھنے کی وجہ سے سورج کی شعاؤں کے دباؤ سے یہ گیس سورج کے مخالف سمت پھیلتی چلی جاتی ہے۔ اور یہی دُمدار ستارے کی دم ہے۔ ہیلی کے دمدار ستارے میں یہ دم تقریباً ۸ کروڑ میٹر لمبی ہو جاتی ہے۔ اس دُمدار ستارے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے جو خلائی طیارے روانہ کیے گئے ان میں یوروپین اسپیس ایجنسی کا خلائی طیارہ گورٹو خاص طور پر کافی اہمیت رکھتا ہے اس لیے سائنسدانوں کو اس سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ گورٹو شروع مارچ میں ہیلی ستارے کے قریب پہنچ گیا اور اس کے منجمد سر یا نیوکلیس سے صرف ۵۴۲ کلو میٹر کی دوری سے گزرا۔ ۱۳ مارچ کو گورٹو نے ہیلی ستارے کے نیوکلیس کی تصویریں صرف ۵۶۰ کلو میٹر کے فاصلے سے لی تھی اور زمین کو بھیجی تھیں۔ سائنسداں گورٹو کی کامیابی سے بہت مطمئن ہیں بہترین تصویریں جس سے بہت سے پوشیدہ حقائق سے پردہ اٹھے گا۔ ابھی زیر تحقیقات ہیں۔ اور زیادہ نزدیک سے تصویریں اس لیے نہیں لی جاسکیں گی کہ برق رفتار گورٹو کے کیمرے سے دُمدار ستارے کے ذرات ٹکرا گئے جس سے کیمرہ ٹوٹ گیا اور ۲۵ منٹ تک گورٹو سے زمین کا رابطہ بھی منقطع ہو گیا تھا —— جاپان کا خلائی طیارہ پلانیٹ اے ۰ اور روس کے دو خلائی طیارے ویگا I اور ویگا II بھی اپنے اپنے مشن میں مشغول ہیں۔ ہندوستان بھی اپنے محدود ذرائع کے باوجود بہت اہم تحقیقات میں مشغول ہے۔ اس بڑے کام سے کئی چھوٹے بڑے ملک ایک ہو گئے ہیں اور جو بھی معلومات حاصل ہوں گی اس پر مل کر غور ہو گا۔ اب دیکھنا ہے کہ کیا کیا نئے نظریے اور حقائق سامنے آتے ہیں اور نظام شمسی کے ابتدائی دور کے کن کن رازوں سے پردہ اٹھتا ہے۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

ڈاکٹر جلیل الرحمٰن قدوائی
۴/۱۲ آفیسرس کالونی "مہرباغ۔ لکھنؤ

جوالا مکھی کیوں پھٹتے ہیں

اسرار احمد

کرۂ ارض کی سطح پر ہونے والی کوئی بھی تبدیلی یا حادثہ اتنا تباہ کن اور خوفناک منظر پیش نہیں کرتا جتنا کہ جوالا مکھی کا پھٹنا ۔۔۔۔۔ اچانک جب یہ پھٹتے ہیں تو قیامت کا منظر ہوتا ہے اور ہزاروں انسانی جانیں اور املاک جو کچھ انکی زد میں آتا ہے راکھ ہو جاتا ہے۔ ۱۸۸۳ء میں انڈونیشیا کے "کراکاٹوا" آتش فشاں کا دھماکہ اتنا قیامت خیز تھا کہ جزیرے کا بیشتر حصہ اس کے ساتھ اُڑ گیا۔ اور اس کی جگہ تقریباً ۳۰۰ میٹر گہرا سمندر بن گیا۔ دھماکے کی آواز ۳۱۳۰ کلو میٹر دور آسٹریلیا تک سنی گئی۔ آسمان میں ۳۲ کلو میٹر اونچائی تک راکھ کا بادل چھا گیا۔ سمندر میں ۱۵ میٹر اونچی لہریں اٹھنے لگیں اور چھتیس ہزار انسانی جانیں ضائع ہو گئیں ۔۔۔۔۔ اسی طرح ۱۸۱۵ء میں "تام بورا" آتش فشاں کے پھٹنے پر اس کی راکھ ۳۲۰ کلو میٹر دور جزیرۂ جاوا میں چھا گئی اور بے پناہ جانی و مالی نقصان ہوا۔۔۔ اور حال ہی میں افریقہ میں جوالا مکھی کے پھٹنے سے ہوئی تباہ کاری کے بارے میں تو آپ نے سنا ہو گا۔۔۔۔

جوالا مکھی کیوں پھٹتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے سے قبل پہلے ہم آپ کو اس کی بناوٹ کے بارے میں بتاتے ہیں۔ عام طور پر جوالا مکھی زمین کی سطح پر ایک سوراخ کی مانند ہوتا ہے۔ جس کا تعلق زمین کے قلب سے بہت گہرائی میں رہتا ہے۔ اس سوراخ کو آتش فشاں کا دہانہ کہتے ہیں جو کئی سو میٹر تک چوڑا ہو سکتا ہے۔ اور ایک پائپ کی شکل میں زمین کے قلب تک پہنچتا ہے ۔۔۔ زمین کا مرکزی یا قلبی حصہ نہایت گرم اور اونچے درجۂ حرارت کا ہونے کے سبب اندر پگھلے ہوئے پتھر گرم گیس اور پانی کی بھاپ وغیرہ رہتی ہے جو کبھی کبھی اچانک اس کے دہانے سے باہر نکلنے لگتی ہے جس کو لاوا کہتے ہیں۔ یہ لاوا دہانے کے چاروں طرف ٹھنڈا ہو کر جمع ہوتا جاتا ہے اور اس طرح ایک اونچا ٹیلہ یا کبھی کبھی پہاڑ بن جاتا ہے جس کو جوالا مکھی کہتے ہیں۔ کچھ جوالا مکھی ہر وقت آتش دہاں رہتے ہیں اور ان کے دہانے سے دہکتا ہوا لاوا، پتھر، راکھ، پانی کی بھاپ، سلفر ڈائی آکسائیڈ، ہائیڈرو کلورک ایسڈ اور دیگر جلتی ہوئی گیس نکلتی رہتی ہے۔ اس کی مثال سسلی کے "ایٹنا" اور ماؤنٹ "اسٹرامبولی" ہیں۔ کچھ جوالا مکھی کافی لمبے عرصے تک خاموش رہنے کے بعد اچانک پھٹ جاتے ہیں اور زبردست نقصان کا باعث ہوتے ہیں۔ جیسے اٹلی کا "ماؤنٹ وسووِیس" جس نے پامپئی اور ہرکولینیم جیسی قدیم تہذیبوں کو نیست و نابود کر دیا۔ لیکن کچھ جوالا مکھی نہایت خاموش طبیعت ہوتے ہیں، اور ان کے پھٹنے کا اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جیسے برما کا "پوپا" اور ایران کا "کوہ سلطان" ۔۔۔۔۔ آیئے اب ان کے پھٹنے کے مختلف اسباب پر غور کریں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ زمین کے قلب میں درجۂ حرارت بہت زیادہ ہے اور اوپر کا حصہ ٹھنڈا اور سخت پپڑی کی مانند ہے۔ کسی جگہ پر یہ پپڑی کمزور ہونے اور سطحی تبدیلیوں کے باعث اس میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور ان سے ہو کر پانی اندرونی گرم حصے تک پہنچ جاتا ہے اور بھاپ میں تبدیل ہو کر انتہائی تیز رفتار اور دباؤ کے ساتھ اوپری سطح کو ایک دھماکے سے پھاڑ کر باہر آنے لگتا ہے اس کے ساتھ لاوا اور گرم گیس بھی دہانے سے نکلنے لگتی ہیں۔ دوسرے زمین کے اندر کبھی کبھی کیمیاوی تبدیلی کی وجہ سے درجۂ حرارت میں اچانک اضافہ ہو جاتا ہے جس کے سبب اندرونی دباؤ بڑھ جاتا ہے اور اندر کا پگھلا ہوا لاوا اوپری کمزور سطح توڑ کر باہر آنے لگتا ہے۔ تیسری وجہ بارش کا پانی ہے جو کبھی کبھی زمین کی اوپری سطحوں سے ہو کر اندر پگھلے ہوئے میگما یا لاوے تک پہنچ جاتا ہے اور وہاں دیگر گیسوں کے ساتھ مل کر دھماکہ خیز شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چوتھی وجہ سائنسی تجزیہ کی بنیاد پر ہے۔ سائنسدانوں کے مطابق زمین کے اندر تابکار یا ریڈیو ایکٹیو عناصر موجود ہیں جن میں جوہری تبدیل کے باعث زبردست حرارت پیدا ہوتی ہے اسی کی وجہ سے گاڑھا لاوا پگھل کر پتلا ہو جاتا ہے اور اس کا اندرونی دباؤ بے حد بڑھ جانے کے سبب وہ زمین کو توڑ کر باہر آ جاتا ہے۔ یوں تو جوالا مکھی تمام کرۂ ارض پر پھیلے ہوتے ہیں مگر ان کی زیادہ تعداد سمندر کے قریب یا جزائر میں پائی جاتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین کی کمزور سطح اور پانی سے ان کا خاص تعلق ہے۔ جوالا مکھی جہاں خطرناک اور تباہ کن ہیں وہاں نوع انسانی کے لیے مفید اور کارآمد بھی ہیں۔ ان کا لاوا زرخیز ہوتا ہے اور ان کے آس پاس گندھک۔ بورک ایسڈ، ہیومس وغیرہ ملتے ہیں۔ کئی ممالک میں ان کو حرارتی توانائی حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اور مستقبل میں شاید ان کو اور کارآمد بنایا جائے گا۔

(رامپور سے نشر)

اسرار احمد مشتاق لاج زینہ عنایت خاں، رامپور

زیب نہیں دیتا ہمّت ہارنا

جی ایل لابرو

پیدائش، بچپن کی شوخیاں، جوانی کی رنگینیاں، اور بڑھاپے کے غار کی طرف آہستہ روی سے بڑھتے ہوئے قدم — یہ ہے زندگی کا سفر اور اس سفر کا ماحصل ؟! چنانچہ جو لوگ زندگی کو شعوری طور جیتے ہیں وہ کم و بیش اس کے پیچ و خم سے آشنا ہوتے ہیں اور اسی لیے کچھ کر دکھانے اور کچھ پانے کی تمنا ہر ذی حس کے دل میں انگڑائیاں لیتی رہتی ہے۔ لیکن کچھ ایسا بھی ہے جو کھو کر پانا پڑتا ہے اور پا کر کھو دینا پڑتا ہے۔ جب آپ کے مشاہدے اور تجربے کی آنکھ یہ دیکھے کہ ہر اگلی منزل، ہر اگلا پڑاؤ دریا کے اُس پار ہے تو کوشش یہ رہتی ہے کہ دریا کی لہروں کے اوپر ہمت اور استقلال کا ایک باندھ باندھیں اور منزل کو پالیں۔ یہ کام آسان نہیں لیکن اس سے منہ موڑنا یا دامن چھڑانا انسانی عادت اور فطرت سے گریز کی دلیل ہے — "زیب نہیں دیتا ہمت ہارنا۔"

یہاں مجھے اعتراف کرنے دیجئے کہ میں کوئی ہمت والا نہیں۔ غالبًا آپ ہی طرح زمانے کا ستایا ہوا ہوں۔ بچپن تو خیر بیت ہی جاتا ہے، جوانی ایک خوشگوار جھونکا تھا گزر گیا۔ اب ضعیف العمری تو نہیں لیکن پیری کے دن مزدور ہیں۔ زندگی ہمیں آزما رہی ہے اور ہم زندگی کو آزما رہے ہیں۔ بقول شاعر ؎

زخم جب بھی کوئی ذہن و دل پہ لگا
زندگی کی طرف ایک دریچہ کھلا
گویا ہم بھی کسی ساز کے تار تھے
چوٹ کھاتے رہے گنگناتے رہے

اصل میں چوٹ کھا کر گنگنانا ہی ہمت کا کام ہے اور زیب نہیں دیتا ہمت ہارنا۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں یہ کیا پہیلیاں بجھوا رہا ہوں اور . . . اور کیا تمہید باندھے جا رہا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں جس موضوع کی گرفت میں آ گیا ہوں اس سے بچ نکلنے کے لیے ہمت سے کہیں زیادہ عیاری درکار ہے۔ اس لیے جو باتیں ہیں کچھ اصل ہے کچھ نقل ہے اور کچھ طرز بیان ہے۔ صحیح معنوں میں زیب کیا دیتا ہے میں اس کا فیصلہ کرنے کے اہل نہیں ؟ زیبائی، زیبائش یا دیدہ دلیری ان سب کا مجھ سے اور میری ذات سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ محض ایک کارٹون ہوں نمایاں نوکیلی ناک، پیٹ، ایک غبارہ سا اور . . . اور عمر کے گہرے نقوش میری خارجی ساخت میں عیاں بھی ہیں اور نمایاں بھی کیسے کہوں کہ زیب کیا دیتا ہے اور کیا نہیں ؟

اب ٹھہرا میری ہمت کا سوال، ہمت سے مراد ہے عزم ارادہ، دلیری، شجاعت اور عالی ظرفی۔ تو عرض ہے کہ عہد شباب میں جب ایک شام کے سرمئی اندھیرے میں آسمان پر روشنی کے نقطوں کی ایک قطار دیکھی تو فوراً یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ سب دشمن کے بے شمار جنگی جہاز ہوں گے یا خلا سے کوئی حملہ آور . . . . اس شام سے اگلی صبح تک میں نے بار بار اس کوٹھری کا رُخ کیا جسے انگریزی میں واٹر کلازیٹ کہتے ہیں۔ آپ جان گئے ہوں گے کہ وہ سب گولے ہوائی اڈے سے چھوڑے جانے والے FLARES تھے۔ ہائے ہائے رے میری کم علمی اور پست ہمتی کہ میں کئی بار ٹائیلیٹ کی پکار کا شکار رہا۔ اب اس عمر میں یہ کیسے ثابت کروں کہ زیب نہیں دیتا ہمت ہارنا۔

یوں تو ہمارے بزرگوں نے بلند و بالا لہجے میں کہہ ڈالا ہے کہ ہمت مرداں اور مدد خدا — لیکن جہاں تک خدا کی مدد کا سوال ہے تو یہ عقیدت کی بات ہے اور اس سے میں فی الحال خاموشی سے کام لوں گا۔ تاہم ہمت مرداں ایک بحث طلب ترکیب ہے۔ مرد کون ہے ؟ آج کے دور میں مردانگی کا پیکر غالبًا وہ ہے جو اپنی عیال میں حادثاتی ہی سہی اضافہ کرنے کا اہل ہے یعنی "مردانگی بہ عیال کثیر است"۔ ہمت مرداں پر میرا ایک اعتراض ہے کہ عورتوں کو اس کے فیض سے محروم رکھا گیا ہے یہ کیوں نہ کہا جائے "ہمت نسواں مدد خدا" ؟!

ہمت ہارنا اور ہمت سے کام لینا انسانی فطرت کے جز ہیں۔ ہمت وہ گہنا ہے جس سے انسانی کوششوں میں ایک نکھار پیدا ہوتا ہے۔ میرا مطلب قطعًا کسی آرائش جمال سے نہیں کہ جیسے چہرے پر پاؤڈر لگا لیا، ہونٹوں پر لپ اسٹک لگائی گلے میں ہار ڈال دیا۔ یا ڈرائنگ روم میں گلدان سجا لیا —

ہمت ایک اندرونی کیفیت ہے ایک احساس ہے جس کو آپ عمل کا ابندھن تصور کر سکتے ہیں۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمت کے اعتبار سے لوگ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ جیسی شخصیت ویسی ہمت، جیسا کام کاج ویسے طور طریقے۔ باوجود اس کے آج کل کے نابالغ آسودہ حال ہیں، یہ قدیم مقولہ صحیح لگتا ہے کہ "ہمت نانبائی نیم نان سوختہ۔"

ہمت کے دو اہم پہلو ہیں۔ ایک جسمانی جو انسان کو سکت جسامت اور طاقت کے بل پر حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ایسی ہمت سے کہیں زیادہ برتر ہے اخلاقی جرأت۔ اور جو دونوں ہی خوش قسمتی سے میسر ہوں تو سونے پر سہاگہ۔ یعنی سکون بھی اور اطمینان بھی۔

آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ آج کی دنیا تضادات کا ایک پلندہ ہے۔ سماج پر وہ عناصر قابض ہوتے جا رہے ہیں جو کردار اور عمل کے اعتبار سے قابل مذمت بھی ہیں اور ناقابل اعتبار بھی۔

بیروزگاری سے نوجوان طبقے کا حوصلہ پست ہے۔ زندگی کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی ہے۔ ستم ہائے روزگار، بچوں کے مستقبل کی پریشانی، امراض قلب اور کینسر کا پھیلتا ہوا روگ، آئے دن کا تشدد اور جنگ کا خوف — ٹریفک، مشینوں اور برقی ذرائع ابلاغ کا شور، ان سب چیزوں سے تناؤ اور گھبراہٹ کی ایسی فضا پیدا ہوئی ہے کہ ہر شخص کہیں نہ کہیں کبھی نہ کبھی ہمت اور حوصلے کا دامن کھو بیٹھتا ہے۔ سائنسی اور مادی ترقی کے باوجود آج فرد تنہا ہے بے بس اور لاچار ہے۔

ہم سب اگر ایسی صورت حال کو منفی طور پر اپنے اوپر غالب ہونے دیں تو واقعی زیب نہیں دیتا۔ دنیا سنگدل ہے سماج کھوکھلا ہے، سیاست داغدار ہے۔ رشتے ناطے سطحی ہیں۔ غرضیکہ جینا دشوار ہے۔ بایں ہمہ ہمارے مسائل کا جواب فرار میں نہیں بلکہ میدان کارزار میں ہے اور یہ جنگ گالی گلوچ سے نہیں یو کلیائی اور خلائی ہتھیاروں سے نہیں، بلکہ اخلاقی سطح پر اور اصولوں کی بنیاد پر لڑی جائے گی ہم جس عالم خواب کو آنکھوں میں سجائے اور دل میں بسائے سرگرم عمل ہونا چاہتے ہیں۔ اس کے کچھ نقوش بیان کرنا ہوں گے، ایک نئی آئین اور ایک لائحہ عمل کو تشکیل دینا ہوگا۔ جی ہاں ہمیں . . .

۱۔ زندگی چاہیے ! اور زندگی کا سکھ چاہیے
۲۔ روزی روٹی چاہیے ! مقوی اور متوازن غذا چاہیے
۳۔ امن چاہیے۔ اور ذہنی سکون چاہیے
۴۔ ہمیں انصاف چاہیے ! ہر ظلم اور زیادتی سے نجات چاہیے ! وغیرہ

خدارا یہ الزام نہ دیں کہ میں دور حاضر کا کوئی UTOPIAN ہوں یا پھر شیخ چلی ہوں، مجھے عرض کرنے دیجئے کہ خواب دیکھنا دشوار سہی، خواب دیکھنا ضروری ہے۔ بخدا میں تصویر کا صرف ایک رُخ دیکھنے کا قائل نہیں، میں جانتا ہوں کہ بہت سارے اہم معاملات میں ماضی حال سے بدرجہا بہتر ہے ہاں مگر ہے۔ میرا اس بات پر بھی بھروسہ ہے کہ ہم اگر خود پر بھروسہ کرنا سیکھیں اور خالق کائنات پر بھی، تو وقت اور حالات کی تیز آندھی بھی عزم صمیم کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتی۔ افسر

(آگے ص ۱۴۰ پر)

زندگی کا چلن احساس جمال

فاطمہ عالم علی

زندگی کا بھی عجیب چلن ہے جب دیکھو اپنے لئے ناہموار راستے ہی تلاش کرتی ہے۔ ایسے راستے اختیار کرنا اس کی عادت سی بن گئی ہے۔ نت نئے مسائل کھڑے کرنا اس کا مزاج بن چکا ہے۔ ہر وقت مشکلات اور الجھنوں میں الجھے رہنا گویا زندگی کا محبوب مشغلہ بن کر رہ گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ باوجود ان تمام نشیب و فراز کے زندگی سے اتنا پیار کیوں ہے؟ یوں تو اس سوال کے بہت سے جواب ہو سکتے ہیں۔ لیکن مجھ سے پوچھا جائے تو میں کہوں گی زندگی کا حسن یعنی احساس جمال جو کائنات میں قرینہ، توازن، تناسب اور اعتدال پیدا کرتا ہے۔ اسی کی تفسیر اقبال نے کچھ یوں کی ہے۔ کہتے ہیں

من آنم کہ از سنگ آئینہ سازم
من آنم کہ از زہر نوشینہ سازم

یعنی میں پتھر سے آئینہ بناتا ہوں اور زہر سے آب حیات بناتا ہوں۔ یہی وہ چیز ہے جس سے انسان کے جذبۂ تخلیق کو تسکین ملتی ہے اور زندگی پر پیار آنے لگتا ہے۔

کائنات کے ہر شعبہ میں جمالیاتی پہلو موجود ہے جو زندگی کو بکھرنے سے باز رکھتا ہے۔ احساس جمال ضد ہے بھونڈے پن کی اور یہی بھونڈا پن جب زندگی میں داخل ہو جاتا ہے تو زندگی کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور کئی زندگیاں اس کی لپیٹ میں آجاتی ہیں۔ زندگی میں توازن برقرار رکھنے کے لیے احساس جمال ایک نعمت و برکت ہے۔

جس طرح عورت بنا گھر کا تصور نہیں کیا جا سکتا اسی طرح احساس جمال سے محروم عورت کا وجود بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

یوں تو ذوق جمال اللہ تعالیٰ نے ہر ذی روح کو عطا فرمایا ہے لیکن انسان کو اس کے ساتھ عقل دے کر اس کا صحیح مصرف بھی واضح کر دیا ہے اور عورت نے تو اس جوہر کو بڑی فیاضی اور چابکدستی سے برت کر زندگی کے چلن کو حسن بخشا ہے۔

اکثر لوگ جب احساس جمال کی بات کرتے ہیں تو ان کی گفتگو سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دولت کا سہارا لیے بغیر ذوق جمال کی تسکین ہو ہی نہیں سکتی جبکہ سچ تو یہ ہے کہ دولت کو سلیقے سے استعمال کرنے کے لیے احساس جمال کی ضرورت پڑتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں دولت ذوق جمال کی محتاج ہے! روپے پیسے کے بل بوتے پر گھر قیمتی اور بیش بہا سامانوں سے تو بھرا جا سکتا ہے نمود و نمائش کا ذریعہ بھی بنایا جا سکتا ہے لیکن جس کو تسکین نظر کہتے ہیں وہ نہیں مل سکتی۔

اتفاق سے میں نے ایسے گھر بھی دیکھے ہیں جہاں آمدنی کا حساب یہ ہے کہ روز کنواں کھودو اور پانی پیو لیکن ایسے گھروں میں جو قرینہ اور سلیقہ نظر آتا ہے وہ بد ذوق دولت مندوں کو نصیب نہیں۔

بچپن میں سنی ہوئی ایک کہانی یاد آگئی اگر یہاں دوہرا دوں تو غالباً بے موقع نہ ہوگی۔ کہانی یوں ہے کہ ایک صاحب تھکے ہارے گھر پہنچتے تو بیوی کو دیکھ کر کہتے بیوی ذرا بن کر بیٹھو بیوی غریب ہر روز میاں کے آنے سے پہلے سولہ سنگار کیے میاں کی منتظر رہتی لیکن میاں کا تقاضہ کہ بیوی بن کر بیٹھو جوں کا توں رہا۔ آخر ایک دن بیوی نے پڑوسن کو صورت حال بتا کر حل دریافت کیا۔ پڑوسن سمجھدار اور جہاندیدہ معلوم ہوتی تھی اس نے مشورہ دیا کہ اب تم خود سنگار کرنے کے بجائے ذرا گھر کی طرف توجہ کرو۔ اس کو سجا بنا کر رکھو پھر دیکھو میاں کیا کہتے ہیں۔

بیوی بیچاری نے سوچا چلو یہ بھی کر دیکھوں۔ چنانچہ سارا دن کی محنت سے گھر کو صاف کیا سلیقے سے سجایا اور خود صاف مگر ہلکے پھلکے کپڑے پہن کر میاں کا انتظار کرنے لگی۔ گھر میں قدم رکھتے ہی میاں نے جو گھر کا رنگ دیکھا تو بے اختیار بیوی کی بلائیں لے لیں اور بولے ہاں آج تم بن کر بیٹھیں اسی لیے بہت حسین لگ رہی ہو۔

جانتی ہیں؟ میاں کو یوں بے ساختہ داد دینے پر مجبور کرنے والا جوہر بیوی کے اندر جاگا ہوا یہی احساس جمال کارفرما تھا۔

احساس جمال کوئی لے کر پیدا ہوتا ہے یعنی خداداد عطیہ ہوتا ہے کوئی دوسروں کو دیکھ کر حاصل کرتا ہے اور کسی کو سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تھوڑی سی محنت سے اندر کے چھپے ہوئے ذوق کو پہچانا جا سکتا ہے۔ جو زندگی کو حسین سے حسین تر بنانے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

عورت کا ذوق جمال گھر کی چار دیواری سے شروع ہوتا ہے کیونکہ ہر عورت کے تصور میں اس کا اپنا ایک گھر ہوتا ہے اور اس تصور کے ساتھ ہی ذہن میں اس کی آرائش کا ایک خاکہ تیار ہونے لگتا ہے یہ عورت کا فطری جذبہ ہے۔

گھر بہرحال گھر ہوتا ہے چاہے وہ جھونپڑی ہو یا محل اگر فرق ہے تو اس کے رکھ رکھاؤ میں! کسی گھر کی بے ترتیبی اور گندگی طبیعت کو مکدر کر دیتی ہے اور کبھی کبھی ایک کٹیا سلیقے اور نفاست کی وجہ سے سامان مسرت مہیا کر دیتی ہے۔ کیونکہ اس میں ذوق نظر کا سامان ملتا ہے یہ سادگی اور پرکاری ہی کا طفیل ہے جو گھر کو جنت بنا دیتی ہے۔

زندگی کے چلن میں شادی بیاہ، رسم و رواج اور آپسی میل جول یعنی سماجی زندگی کا بڑا دخل ہے۔ شادی ہی کو لیجئے ایسے موقعے پر دھوم دھڑکے اور نمود و نمائش کی بھرمار ہوتی صاحب حیثیت تو شاید اس شادی سے خوش ہو لیتے ہیں لیکن متوسط طبقہ لاکھوں کی شادی رچا کر وقتی مسرت کا سامان تو کر لیتا ہے لیکن قرض کی ادائیگی کا بوجھ اور دوسری ذمہ داریوں کی فکر وقتی مسرت کو دائمی عذاب میں بدل دیتی ہے۔ حالانکہ شادی جیسے متبرک فرائض میں اگر توازن اور اعتدال کو ملحوظ رکھا جائے تو خوشی کا وہ احساس جو جینے کا حوصلہ عطا کرتا ہے کبھی ماند نہ پڑے سامان کم قیمت ہی سہی اگر وہ نفاست اور ذوق نظر کا مظہر ہے تو زیادہ پرکشش اور دلکش ثابت ہو سکتا ہے۔

یوں تو رسومات بجائے تفریح طبع کے فرض کی شکل اختیار کر لیں تو اپنا حسن کھو دیتی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ بھونڈی رسم چھٹی چھلا ہے جس میں نہ ماں کو لطف آتا ہے نہ بچے کو۔ ذرا غور تو کیجئے۔ ننھی سی نازک جان کو لچکے گوٹے کے کپڑوں میں جکڑ کر پھولوں کے گجروں میں لپیٹ دیا جائے تو اس پر کیا گزرے گی۔ رو رو کر بچہ ہلکان ہو جاتا ہے لیکن گھر کے بزرگوں کا یہ شوق اور آرزوؤں، ارمانوں کا ہجوم یہ سوچنے کا موقع ہی نہیں دیتا کہ بچہ پر کیا گزر رہی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ رسم ادا نہ کی گئی تو خدا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے! ایک طرف بچہ بلک بلک کر رو رہا ہو تو ماں کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔ ایسی صورت میں تسکین دل اور ذوق نظر کہاں باقی رہا۔

قرینہ ہو یا بھونڈا پن اس معاملے میں بچے سب سے زیادہ چغل خور ہوتے ہیں وہ زبان سے چغلی نہیں کھاتے بلکہ ان کا حلیہ اور عادات و اطوار بتا دیتے ہیں کہ بچے کا ماحول کیا ہوگا قرینہ اور بے ڈھنگا پن صاف نظر آنے والی چیزیں ہیں۔

احساس جمال زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے۔ ملنا جلنا ہو یا سماجی زندگی ہم آہنگی اور مناسبت کی ضرورت ہوتی ہے ہم آہنگی اور مناسبت سے حسن میں چار چاند لگ جاتے ہیں ساز اور آواز کی ہم آہنگی دل کی گہرائیوں کو چھو لیتی ہے۔ راگ وقت اور موسم کی مناسبت سے الاپا جائے تو وجد کی کیفیت

پیدا ہوتی ہے۔ یہی اصول زندگی کے چلن میں برتا جائے تو احساس جمال کہلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گھر کی بناوٹ اور سجاوٹ ہو یا لباس کی تراش اور رنگوں کا انتخاب ہو یا چیزوں کے برتنے اور رکھنے کی بات ہو وقت اور موسم کی ہم آہنگی اور مناسبت پیش نظر رہتی ہے۔ ہر موسم اپنا ایک مزاج رکھتا ہے اور انسان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اپنے اپنے ذوق اور احساس جمال کے مطابق موسموں کے اتار چڑھاؤ سے لطف اندوز ہوتا ہے اور زندگی کی تلخ حقیقتوں سے کچھ دیر کو فرار کا ذریعہ ڈھونڈ نکالتا ہے۔

ہر شخص اپنا ایک نظریۂ حیات رکھتا ہے کسی کے نزدیک زندگی نام ہے مر مر کے جیئے جانے کا، اور کسی کے نزدیک زندگی زندہ دلی کا نام ہے میرے نزدیک زندگی نام ہے قرینے کا۔ توازن کا بھرپور زندگی گزارنے اور پورے حواس کو جگانے کے لئے احساس جمال چاہئے۔ اللہ پاک نے زندگی عطا کی جینے کے قابل بنانے کو عقل بھی دی اور اختیار بھی پھر گلہ کیسا! بقول اقبال " تو شب افریدی چراغ افریدم " یعنی تو نے رات بنائی اور میں نے چراغ بنا دیا۔ احساس جمال زندگی کا چراغ ہی تو ہے۔

•

احساس جمال اپنے میں اتنی وسعت رکھتا ہے کہ چند صفحوں میں اس کا بیان کرنا ناممکن ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب ادبیات کی اعلیٰ تعلیم میں جمالیات کو بھی داخل نصاب کیا گیا ہے جو ایک اچھا قدم ہے خوش نصیب ہوں گے وہ طالب علم جو زندگی کے صحیح راستے تلاش کرنے میں اس شعبہ سے پورا پورا استفادہ کریں گے اور انفرادی اور اجتماعی زندگی میں رنگ بھر کر ایک حسین دنیا آباد کرنے میں اہم کردار ادا کریں گے۔

(حیدرآباد سے نشر)

بقیہ، زیب نہیں دیتا

کی مونچھیں ہوں یا افسر کے ہاتھ میں چابک، اخلاقی پستی ہو یا سیاسی تجارت، مکروفریب کے لمبے ہاتھ ہوں یا لالچ کا گرم بازار، آنکھ والے کو اور دیدۂ بینا کو، نہ تو خاموشی کے دریا میں دھکیل سکتے ہیں اور نہ پست ہمتی کے گہرے غار میں جھونک سکتے ہیں، اور پھر قانون قدرت بھی تو کوئی چیز ہے۔

تو صاحب ہم دل برداشتہ کیوں ہوں اور کس لیے ہمت ہار بیٹھیں۔ صحیح عمل کا راستہ کیوں نہ اختیار کر لیں۔ وہ عمل جس میں ہمارے خوابوں نے جوش بھر دیا ہو جسے ہماری امنگوں نے متحرک کیا ہو، اور جس کی شاہراہ پر امن اور ایمان کے چراغ روشن ہوں۔ خدارا یہ نہ سمجھیں کہ میں کوئی مبلغ یا محدث ہوں، یا بڑی بڑی باتوں سے آپ کا دل بہلانا چاہتا ہوں۔ میں جو چاہتا ہوں، سو اتنا ہے کہ نعرہ ہائے دل کو غنیمت جان کر صراط مستقیم کا راستہ اختیار کریں اور ہمت کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں اس لیے کہ بقول شاعر

بے صدا ہو جائے گا یہ ساز ہستی ایک دن

(مرہٹی سے نشر)

ہم نے کرکٹ کھیلی

یوسف ناظم

ہم نے بھی کرکٹ کھیلی ہے اور اس وقت کھیلی ہے جب کھیلنا واقعی مشکل تھا۔ اب تو کرکٹ کھلاڑی میدان میں اترتا ہے تو وہ کھلاڑی نہیں، سپاہی دکھائی دیتا ہے بس یوں سمجھئے ایک مشین گن اس کے ہاتھ میں نہیں ہوتی ورنہ وہ چاروں طرف سے مسلح ہوتا ہے اور اگر کمنٹیٹر اس کے نام کا اعلان نہ کرے یا آسمان کو چھونے والے اسکور بورڈ پر اس کے نام کے آگے سرخ بتی دکھائی نہ دے تو کسی کو پتہ ہی نہ چلے کہ یہ تقریباً برقعہ پوش کھلاڑی ہے کون۔ آج کے بلے باز کے سر پر ایک خود رہتی ہے بالکل ویسی ہی جیسی کہ نپولین بوناپارٹ کے سپاہیوں کو فراہم کی جاتی تھی اور جسے اپنے سر پر رکھ کر وہ میدان جنگ کا رخ کرتے تھے۔ ہاتھوں میں نہایت نرم اور دبیز چمڑے کے دستانے چڑھے ہوتے ہیں۔ ان دستانوں اور مکہ بازوں کے دستانوں میں تھوڑا فرق ضرور ہوتا ہے لیکن یہ فرق صرف پہننے والا محسوس کر سکتا ہے دیکھنے والا نہیں۔ کہنیوں تک گدیلی پٹیاں بندھی ہوتی ہیں۔ کوئی انجان آدمی دیکھے تو پوچھ بیٹھے کہ یہ زخمی شخص جس کے دونوں ہاتھوں میں پلاسٹر چڑھا ہوا ہے کرکٹ کھیلنے کی کیوں کوشش کر رہا ہے۔ بلے بازوں کے دونوں پاؤں گھٹنوں بلکہ رانوں تک سفید براق چمکدار موٹے موٹے حفاظتی پیر دانوں میں بندھے ہوتے ہیں۔ پتلون اور شرٹ کے اندر بھی معلوم نہیں وہ کیا کیا پہنے رہتا ہے۔ اور یہ ساری تیاری اس لیے ہوتی ہے کہ وہ میچ شروع ہونے کے۔ امنٹ کے اندر اندر واپس آ جائے۔ یا تو اس کا شانہ زخمی ہو جاتا ہے یا وہ تین لکڑیاں جن کی حفاظت کے لیے وہ برسوں محنت کرتا ہے، تینوں کی تینوں یا کم سے کم ایک زمین سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہے۔ اسے کرکٹ کی زبان میں آؤٹ ہونا کہا جاتا ہے کبھی کبھی اس بلے باز کو میدان سے اٹھا کر بھی لانا پڑتا ہے۔

اور وہ بالکل پرزنر آف وار (جنگی قیدی) معلوم ہوتا ہے۔ صورت حال زیادہ نازک ہو تو اسے اسٹریچر کے ذریعے میدان کے باہر لایا جاتا ہے اور ایمبولنس کے ذریعے قریب ترین اسپتال میں منتقل کیا جاتا ہے اور اسپتال کی پوری مشینری حرکت میں آ جاتی ہے۔ یہ بھی کوئی کرکٹ ہے۔ ہم نے تو اس زمانے میں کرکٹ سے شوق فرمایا تھا جب یہ ایک کھیل تھا۔ میدان میں ایک بوریا بچھا دیا جاتا تھا اور دونوں بلے باز اسی بوریے پر مخالف سمتوں میں دوڑا کرتے تھے۔ اس بوریے پر گیند آسانی سے گھومتی بھی تھی اور اچھلتی بھی تھی۔ اس زمانے میں ہر کام سہولت سے انجام پاتا تھا۔ یہ نہیں کہ گیند انداز طوفان میل کی رفتار سے بھاگا چلا آ رہا ہے۔ ایک گیند ہی تو پھینکنی ہے۔ اطمینان سے پھینکو اور اسی میں کوئی کمال دکھاؤ۔ ایسی گیند پھینکنے سے فائدہ کیا ہے جو کسی کو نظر ہی نہ آئے۔ یہ تو جادو کا کھیل ہوا۔ ہمارے زمانے میں کرکٹ کھلاڑی خواہ وہ ایک دوسرے کی مخالف ٹیم کے کیوں نہ ہوں، دوست احباب کی طرح گھل مل کر کرکٹ کھیلتے تھے بلکہ ایک ہی ٹیم کے کھلاڑی معلوم ہوتے تھے اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو غنیم ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ سہراب اور رستم میں بھی جنگ ہوئی تھی لیکن اتنی خطرناک جنگ نہیں ہوئی تھی جتنی آج کرکٹ کے میدان میں ہوتی ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ مخالف ٹیم کے کھلاڑی کو آؤٹ کرنے کے بعد میدان میں جتنے بھی کھلاڑی ہوتے تھے سب ایک ایک کرکے اس بلے باز سے اس کے آؤٹ ہونے کی واردات پر تعزیتی کلمات کہتے تھے۔ اب کوئی مخالف ٹیم کا کھلاڑی آؤٹ ہوتا ہے تو دوسری ٹیم کے کھلاڑی میدان پر جشن مناتے ہیں۔ ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ ایسے جیسے عید مل رہے ہوں۔ وہ زمانہ ہی کچھ اور تھا۔ دونوں مخالف ٹیموں میں برادرانہ تعلقات ہوا کرتے تھے۔ کیا مجال کہ کسی کی گیند بلے باز کو چھولے

اکثر بلے باز تو پاؤں پر پیڈ بھی نہیں باندھتے تھے ۔ کہتے تھے تیز دوڑنا ہے اور واقعی تیز دوڑتے تھے ۔ دو رنوں کی جگہ تین رن بنالیتے تھے ۔ اگر اتفاق سے کوئی گیند پنڈلی پر لگ بھی گئی تو خود گیند انداز آکر دو چار منٹ ان کی پنڈلی کو سہلا دیتا تھا اور ساتھ ہی ساتھ معافی کا خواستگار بھی ہوتا تھا ۔ معذرت کرتا تھا بلکہ مخالف ٹیم کا کپتان بھی اکو اپنے گیند انداز کی گستاخی پر اظہار افسوس کرتا تھا آج تو گیند انداز کسی کا سر پھوڑ کر یوں خوش ہوتا ہے جیسے اسنے فرہاد کا ادھورا کام پورا کردیا ہو اور شیریں کے محل تک دودھ کی نہر پہنچادی ہو ۔

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ جب ہم نے پہلی مرتبہ بیٹ پکڑا تھا اور اپنی طرف آتی ہوئی گیند کا نشانہ باندھ کر بیٹ ہوا میں گھمایا تھا تو گیند چکر دے کر بیٹ کے نیچے سے نکل گئی تھی اور ہمارا ایک اسٹمپ ، زمین بوس ہوگیا تھا لیکن مخالف ٹیم کے کپتان نے خود آگے بڑھ کر کہا کہ نہیں کچھ نہیں ہوا آپ ایک مرتبہ اور کوشش کیجئے ۔ اس کے اخلاق سے ہم بہت متاثر ہوئے تھے اور اس کا حسن سلوک آج بھی ہمارے دل پر نقش ہے ۔ اس میں شک نہیں اس مخالف ٹیم کے کپتان کی فراخدلی کے باوجود ہم صرف پانچ منٹ اور کھیلنے کی کوشش کرتے رہے اور ہماری ساری مساعی جمیلہ ہمارے ذاتی اسکور کو صفر کے آگے نہیں بڑھا سکیں لیکن جب ہم میدان سے رخصت ہوئے تو مخالف ٹیم کے کھلاڑی دور تک ہمیں چھوڑنے آئے اور ہمیں یوں خدا حافظ کیا جیسے ہم کسی لمبے سفر پر جارہے ہوں ۔

ہم بلے باز تو اتنے اچھے نہیں تھے لیکن اپنی ٹیم کے وکٹ کیپر تھے لیکن ایسے وکٹ کیپر نہیں کہ وکٹ کے اوپر جھکے جارہے ہیں اور ہاتھ وکٹ کی سرحد کے اندر ہیں ۔ یہ بھی کوئی کھڑے ہونا ہوا ۔ آج کل کے وکٹ کیپر کو دیکھو تو ایسا معلوم ہوتا ہے ایک کے پیچھے دوسرا بلے باز کھڑا ہے ۔ ہم وکٹ سے ہمیشہ ۔ اگز دور کھڑے رہا کرتے تھے لیکن پھر بھی وکٹ کیپر ہی کہلاتے تھے ۔ ہمیں وکٹ کیپر اس لیے بنایا گیا تھا کہ ٹیم کا کوئی بھی کھلاڑی وکٹ کے اتنے قریب کھڑے رہنے پر راضی نہیں ہوتا تھا ۔ وکٹ کیپر بننا ہمیں اس لیے بھی پسند تھا کہ اس میں بھاگنا نہیں پڑتا ۔ ایک ہی جگہ مزے سے کھڑے رہو ۔ اس میں شک نہیں وکٹ کیپر کو جھک کر بڑے ادب سے کھڑے ہونا پڑتا ہے اور اس کے کھڑے رہنے کے انداز سے شبہ ہوتا ہے کہ اب یہ شخص زمین پر منہ کے بل گرنے ہی والا ہے لیکن رفتہ رفتہ اس کی بھی عادت ہوجاتی ہے اور وکٹ کیپر پھر اپنی روزمرہ زندگی میں بھی ہمیشہ جھکا ہی رہتا اور بہت بااخلاق شخص نظر آتا ہے ۔ اس کے علاوہ وکٹ کیپر کی شان ہی نرالی ہوتی ہے ۔ میدان میں ادھر ادھر پھیلے ہوئے کھلاڑی صورت شکل سے فیلڈر دکھائی دیتے ہیں لیکن وکٹ کیپر ان سے علیحدہ نظر آتا ہے اس کے پیروں پر چڑھے ہوئے لگ گارڈ اور ہاتھوں پر منڈھے ہوئے دستانے بتاتے ہیں کہ یہ شخص منفرد ہے ۔ لوگ عملی زندگی میں منفرد بننے کی کتنی کوشش کرتے ہیں ۔ وکٹ کیپر فوراً بن جاتا ہے ۔ اس لیے ہم ہمیشہ سے اس بات کے قائل رہے ہیں کہ منفرد بننے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ کرکٹ ٹیم میں وکٹ کیپر بنا جائے ۔ لیکن اب حالات بدل گئے ہیں ۔ وکٹ کیپر بھی بلے باز کی طرح موت کے منہ میں کھڑا رہتا ہے اور صرف زخمی ہوکر ہی منفرد بن سکتا ہے ۔ ہم نے آج کے وکٹ کیپر کو ایک معمولی گیند پکڑانے کے لیے کئی قلابازیاں کھاتے اور زمین پر لوٹ پوٹ ہوتے دیکھا ہے کتنے افسوس کا مقام ہے ۔

اب کرکٹ کے میدان پر جانے کو جی نہیں چاہتا ۔ کرکٹ کا کوئی بڑا مقابلہ ہوتا ہے تو میدان کے گرد خاردار تار لگا دیے جاتے ہیں ۔ پولیس کا اور کبھی کبھی فوج کا پہرہ رہتا ہے ۔ کھلاڑیوں کو پوشیدہ طریقے سے میدان میں پہنچایا جاتا ہے ۔ کھیل کے میدان پر دو چار ڈاکٹر ہمیشہ موجود رہتے ہیں ۔ کیا تعجب بلڈ بینک کے کارکن بھی مختلف گروپ کے خون کی بوتلیں لئے حاضر رہتے ہوں ۔ میچ دیکھنے کے لیے ہفتوں اور مہینوں پہلے ٹکٹ خریدنے پڑتے ہیں اور اگر روزانہ کا ٹکٹ لینا ہو تو ایک رات پہلے میدان کے قریب پہنچ کر بستر لگانا پڑتا ہے ۔ لوگ میچ دیکھتے وقت اپنی اپنی جیب میں پٹاخے اور آئینے رکھتے ہیں ۔ کوئی بلے باز بہت زیادہ رن بنانے لگتا ہے تو اس کے منہ پر آئینہ چمکاتے ہیں ۔ ایک چوا یا چھکا ہوتا ہے تو مولوٹوف پٹاخہ چھوڑا جاتا ہے ۔ کوئی وکٹ گرتا ہے تو سیٹیاں بجائی جاتی ہیں ۔ کسی فیلڈر سے گیند چھوٹ جاتی ہے تو اس پر سنترے کے چھلکے پھینکے جاتے ہیں ۔ کھلاڑیوں کی بس جان پر بنی رہتی ہے اسی لیے ہم نے کرکٹ کھیلنا کب کا چھوڑ دیا ۔ ہمیں فرسٹ کلاس کرکٹ سے ریٹائر ہوئے نصف صدی ہوگئی ہے ۔ یہی ہمارا سب سے بڑا اسکور ہے ۔

آج کل کے کھیل کو کرکٹ تو صرف اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اس کھیل کا اصلی نام ہے ۔ دوسرا نام سمجھ میں نہیں آتا یہ ایسا ہے ہی جیسے آج کل کے آدمی کو آدمی کہا جاتا ہے ورنہ وہ کتنا آدمی ہے آپ سب جانتے ہیں ۔

(بمبئی سے نشر)

آل انڈیا ریڈیو کا مقابلہ موسیقی ۸۶ء

ہر سال کی مانند اس سال بھی میدان موسیقی میں نئی صلاحیتوں اور فنکاروں کی کھوج کے لیے اور ابھرتے ہوئے فنکاروں کی حوصلہ افزائی کے مقصد سے آل انڈیا ریڈیو کی جانب سے مقابلہ موسیقی منعقد کیا جارہا ہے ۔ مقابلہ دو مرحلوں میں عمل پذیر ہوگا ۔

پہلے مرحلے میں 'ابتدائی مقابلہ' ہوگا جو کہ ہر ایک ریڈیو اسٹیشن پر منعقد ہوگا ۔ اس مرحلے میں کامیاب امیدوار دوسرے مرحلے یعنی فائنل مقابلے میں شرکت کریں گے یہ فائنل مقابلہ ہندوستانی موسیقی کے لیے دہلی میں اور کرناٹک موسیقی کے لیے مدراس میں منعقد ہوگا ۔

اس مقابلے میں مندرجہ ذیل خواہش مند حصہ لے سکتے ہیں

۱ ۔ وہ جن کی عمر ۳۰ ر جون ۱۹۸۶ء کو ۱۶ اور ۲۴ برس کے درمیان ہے ۔

۱۱ ۔ وہ امیدوار جو آل انڈیا ریڈیو کے منظور شدہ پرفارمنگ میوزک آرٹسٹ نہیں ہیں ۔ اور مقابلے کی آخری تاریخ تک جن کو آل انڈیا ریڈیو کے کسی بھی اسٹیشن کے آڈیشن بورڈ ایل اے سی / ایم اے بی نے منظور شدہ اور گریڈ یافتہ قرار نہیں دیا ہے ۔

اس مقابلے میں موسیقی کے درج ذیل زمرے شامل ہیں

(۱) گائن (کلاسیکی ، ہلکی کلاسیکی اور سگم)

(۱۱) ساز سنگیت (کلاسیکی اور ہلکی کلاسیکی)

(۱۱۱) ورندگان (کورس)

ابتدائی مقابلے ۳۰ ر جون اور ۱۲ ر جولائی ۱۹۸۶ء کے درمیان منعقد ہوں گے ۔ ابتدائی مقابلے میں کامیاب امیدواروں کو فائنل مقابلے کے لیے ریکارڈ کیا جائے گا ۔

اس مقابلے میں شرکت کے خواہش مند فنکار درخواست فارم حاصل کرنے کے لیے اپنے نزدیک ترین ریڈیو اسٹیشن کے اسٹیشن ڈائریکٹر / اسسٹنٹ اسٹیشن ڈائریکٹر کو لکھیں ۔

مقررہ فارم پر درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ ۳۱ ر مئی ۱۹۸۶ء ہے ۔

چھوٹی سی کرن

شفیع مشہدی

پر تیس پینتیس بچوں کی لاشیں قطار سے رکھی
زمین سوں ماؤں کو دادِ شجاعت دے رہی تھیں۔

دونوں جانب رائفلوں پر سنگینیں چڑھائے سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ کوئی بیس گز دور جلے ہوئے برگد کے نیچے دس پندرہ مزدور جلدی جلدی گڈھا کھود رہے تھے اور کچھ باوردی افسر بار بار مزدوروں کو جلدی کرنے کی ہدایت دے رہے تھے۔ افسر نے مزدوروں کو پھر ڈانٹا۔ "جلدی کرو۔ گڈھا کم از کم چھ فٹ ہونا چاہیے۔ اس کی چوڑائی بھی بڑھاؤ۔ ساری لاشیں اسی میں دفن ہونی ہیں" گڑھا کھودنے والے مزدوروں میں سے کسی نے کوئی توجہ نہیں دی۔ ان میں سے کئی مزدوروں کے ماتھے اور بانہوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں جن سے سرخ خون چھلک رہا تھا شاید وہ بھی اسی گاؤں کے رہنے والے تھے جو زخمی تو ہوئے تھے لیکن مر نہیں سکے تھے اور اب ان سے لاشوں کو دفن کرنے کے لیے گڈھا کھودنے کا کام لیا جا رہا تھا۔ وہ سب میکانیکی انداز میں اس طرح مٹی کھود رہے تھے جیسے وہ انسان نہ ہوں بلکہ مشین ہوں۔ ان کے چہروں پر کوئی تاثر نہیں تھا ایسا لگتا تھا جیسے وہ بھی مر چکے تھے اور اب اپنے لیے ہی قبریں کھود رہے تھے۔

ایک افسر نے دوسرے سے کہا "ہمیں جلدی کرنی چاہئے۔ اگر وہ لوگ آگئے تو مشکل ہوگی" اس نے پھر مزدوروں کو ڈانٹا۔ "جلدی کرو"۔

مزدوروں میں سے ایک بوڑھے سے شخص نے اپنی کدال زمین پر رکھ دی اور کچھ اس انداز سے ڈانٹنے والے افسر کی طرف دیکھا کہ اُسے جھرجھری آگئی۔ اور اس نے نگاہیں نیچی کر لیں دوسرے افسر نے کہا۔ ان لاشوں میں اس کا بھی ایک بچہ ہے اور مڑ کر شاہراہ کی طرف دیکھنے لگا جدھر سے غبار اڑاتی ہوئی ایک جیپ آ رہی تھی "ویری بیڈ، ویری بیڈ" افسر بڑبڑایا "اب کیا ہوگا۔ صاحب بہت ناراض ہوں گے" دوسرے نے کہا ہم کیا کر سکتے ہیں گڑھا کھودنے میں وقت لگتا ہے ہمارے پاس بل ڈوزر بھی تھوڑا ہی ہیں۔ جیپ پاس آ کر رکی اور دھما دھم پانچ چھ آدمی کیمرے لیے ہوئے کود پڑے سنگین لیے ہوئے سپاہی نے انہیں 'ہالٹ' کہہ کر آگے بڑھنے سے روک دیا مگر پے درپے کیمرے کے فلیش چمکتے گئے اور دونوں افسران ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ ایک رپورٹر نے اپنا تعارفی کارڈ افسر کو دکھاتے ہوئے نزدیک آنے کی اجازت چاہی اجازت مل گئی۔

لاشوں کے نزدیک آ کر کیمرہ مین مختلف زاویوں سے بے شمار تصویریں لینے لگے۔ وہ ایک دوسرے کو مشورے بھی دے رہے تھے۔ ادھر سے فوٹو لو۔ اس بچے کی تصویر لو جس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ اس زاویے سے لو کہ اس کے چہرے کی اذیت تصویر میں آسکے ـــ یس ویری گڈ ـــ ویل ڈن۔ دفعتاً ایک کیمرہ مین سنتری کی طرف مخاطب ہوا ـــ ذرا اس لاش کو گھما کر سامنے کر دیجئے میں اس کی پوری تصویر لینا چاہتا ہوں۔ سنتری نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کیمرہ مین لاش ہٹانے کے لیے آگے بڑھا تو سنتری نے سنگین تان دی۔ "ہالٹ" "پیچھے ہٹ جاؤ ـــ تم اسے چھو نہیں سکتے۔

کیوں ـــ ؟ یہی حکم ہے"

لیکن ـــ

ہٹ جاؤ میرا کام ان کی حفاظت کرنا ہے تم انہیں چھو نہیں سکتے۔

حفاظت ـــ ایک رپورٹر مسکرایا۔ مرنے کے بعد حفاظت ؟

سنتری کچھ نہیں بولا۔ سپاٹ چہرے کے ساتھ سامنے دیکھتا رہا سامنے جلے ہوئے مکانات اور جلے ہوئے درختوں کا ایک سلسلہ تھا۔ جلے ہوئے گوشت اور سڑتی ہوئی لاشوں کے تعفن نے پوری فضا کو ہولناک بنا دیا تھا۔ رپورٹرس اپنی ناک پر رومال رکھے میدان میں کھڑے ہوئے تھے اچانک سامنے سے ایک سنتری ایک بچے کو ہاتھوں میں اٹھائے آتا ہوا نظر آیا۔ سارے لوگ اسی کی طرف دوڑ پڑے۔ صاحب یہ ادھر جنگل میں پڑا ہوا تھا۔ زندہ ہے پھولتی ہوئی سانسوں کے درمیان سنتری نے افسر سے کہا اور بچے کو زمین پر بٹھا دیا۔ بچہ زخمی تھا اس کے کپڑوں پر خون کی تہیں جمی ہوئی تھیں۔ خوف سے اسے سکتہ لگا ہوا تھا۔ خالی خالی نظروں سے وہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ فلیش چمکنے لگے۔ رپورٹروں نے اسے گھیر لیا۔ افسروں اور سپاہیوں نے انہیں دور رکھنے کی کوشش کی لیکن وہ رکے نہیں۔ ہم اس کا انٹرویو لیں گے آپ ہمیں نہیں روک سکتے" یہ پریس کی آزادی کا سوال ہے ـــ ایک رپورٹر نے افسر کو دھمکی دی ـــ افسر بڑبڑاتا ہوا ہٹ گیا۔ سب کو آزادی چاہیے ـــ انجام سامنے ہے"

سارے لوگوں نے بچے کو گھیر رکھا تھا اور وہ گھبرائی گھبرائی نظروں ـــ سے چاروں طرف کھڑے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ مہذب لوگوں کا حلقہ اس کے گرد گھنا ہو گیا تھا۔

"کون ہے یہ ؟" ایک نے پوچھا ـــ

اس کے ماں باپ کہاں ہیں ـــ دوسرے نے پوچھا

اس کا رنگ روپ دیکھو ـــ شاید ہریجن ہے

نہیں نہیں یہ مسلمان لگتا ہے ـــ نہیں ہندو ہے۔

'یہ بچہ ہے اور بچے کا نہ کوئی مذہب ہوتا ہے نہ ذات۔ ایک فلسفی قسم کے صحافی نے کہا جو کیمرے کے لینس سے بچے کو مختلف زاویوں سے دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فلیش کی چمک سے بچے کی آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ وہ بوکھلائی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھ لیتا تھا It is a wonderful story ـــ میں اسے فرنٹ پیج کے باکس میں دوں گا۔ ایک رپورٹر بولا "لیکن تمہیں اس کے بارے میں کچھ بھی تو نہیں معلوم ہے" دوسرا بولا۔

ہمیں سب معلوم ہے ـــ یہ ہمارے سماج کے اتیاچاروں کا سمبل ہے میں اس ہریجن بچے کی پوری کہانی کہوں گا۔

لیکن کیسے ـــ ؟ ابھی تو اس کی کہانی ہمیں معلوم ہی نہیں ہوئی ہے کہانی معلوم نہیں ہوتی۔ کہانی کہی جاتی ہے۔ وہ گمبھیر آواز میں بولا۔

بچہ ان باتوں کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ سنتری نے مقامی زبان میں بچے سے اس کا نام پوچھا۔ کئی بار سوال دوہرائے جانے پر اس نے تتلاتی لڑکھڑاتی زبان میں کہا "چھوٹو" اور چپ ہو گیا۔ اس سے زیادہ بولنے کی صلاحیت شاید اس میں تھی بھی نہیں۔

چھوٹو ـــ چھوٹو ـــ کئی آوازیں ابھریں۔

اس نام سے تو کچھ بھی پتہ نہیں چلتا۔ نہ ذات نہ دھرم۔

اتنا چھوٹا بچہ ہے۔ یہ کہاں جائے گا۔ لگتا ہے ماں باپ میں سے کوئی نہیں بچا ایک سپاہی رازدارانہ لہجے میں بولا۔ پس منظر میں گڑھا کھودنے کی آواز آ رہی تھی گڑھا کھودنے والے اس منظر سے قطعی بے نیاز تھے جیسے یہ بچہ بھی ان لاشوں میں سے ایک تھا جو مدفن کے انتظار میں سو کھ رہی تھیں فوٹو گرافر نے کر لوگ بچے سے الگ ہو چکے تھے۔

بچہ اب بلک بلک کر رونے لگا تھا۔ جیسے اس ہولناک ماحول پر ماتم کرنے کی ساری ذمہ داری صرف اسی کی تھی۔ باقی سارے لوگ ٹریجڈی کا تجزیہ کرنے میں مصروف تھے۔ سناٹے کو بچے کے رونے کی آواز منتشر کر رہی تھی مگر کوئی بھی اس غلیظ اور زخمی بچے کو سنبھالنے کو تیار نہیں تھا دور کھڑی ایک قومی اخبار کی اسپیشل کرسپونڈنٹ مس پانڈے خاموش اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے ایک گہری سانس لی اور ہلکے قدموں سے چلتی ہوئی بچے کے پاس آئی۔ تھوڑی دیر تک روتے ہوئے بچے کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے اس گندے بچے کو گود میں اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا۔

مس پانڈے ـــ مس پانڈے ـــ کئی آوازیں اس کی طرف لپکیں۔

یہ بچہ میرا ہے ـــ میں اس کی ماں ہوں۔ وہ آہستہ سے بولی۔ ہاں میں اس کی ماں ہوں میں نے اسے جنا ہے۔ یہ میری کوکھ سے پیدا ہوا ہے۔ مس پانڈے ہسٹیریائی انداز میں بول رہی تھی اور سارے لوگ دم بخود تھے۔ اس کی شفاف ساری بچے کے خون اور گندے کپڑوں سے داغدار ہو گئی تھی وہ بچے کو گود میں لیے اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی اور موٹر گرد اڑاتی ہوئی نگاہوں سے اوجھل ہونے لگی۔ گڑھا کھودنے کی آواز اب بھی سناٹے کو منتشر کر رہی تھی مگر کدال کی آواز میں ایک ہلکا سا ترنم پیدا ہو گیا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے تاریکی میں ایک چھوٹی سی کرن بکھر گئی ہو۔

(پٹنہ سے نشر)

ڈیک پر ایک شام

قمر احسن

سورج کا لال گولہ دھیرے دھیرے نیچے کی طرف بیٹھتا جا رہا تھا۔ اور ایک بے چین کر دینے والی سرخی سمندر کی سیاہی میں مل کر نامانوس سی الجھنیں پیدا کر رہی تھی۔

آس پاس ٹوٹے پھوٹے پتھر۔ کچروں کا ڈھیر۔ پچکے ہوئے تیل کے پیپے اور لوہے کی جالیوں کے ٹکڑے ایک بدنما دھبہ کی صورت میں پہلے سے محسوس ہو رہے تھے۔

یہ ایک ٹوٹا ہوا ڈیک تھا۔ شاید جنگ کے زمانے کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر اس کی تعمیر ہوئی تھی۔ بعد میں نہ جانے کب سے یونہی پڑا تھا۔ کبھی کبھی تھکے ہارے ملاح کچھ دیر دم لینے کے لیے یہاں رُک جاتے تھے۔ جگہ جگہ آگ جلانے کے نشانات بڑے عجیب سے معلوم ہو رہے تھے۔

وہ دراصل سکون کی تلاش میں ادھر نکل آئی تھی۔ لیکن اس منظر نے اسے بری طرح ڈسٹرب کیا تھا۔ ارد گرد کا ماحول لامحالہ فلسفی بنا دینے والا تھا — نہ جانے وہ کونسی جگہ ہو گی جہاں مکمل سکون ہوگا۔ کون سی شے ہے جو یوں ہنسنے سے روک دیتی ہے۔ گلا پکڑ لیتی ہے۔ اور پھر سانس رکنے لگتا ہے۔ بس ایسے ہی صرف رونے کو جی چاہتا ہے۔ خوب دل کھول کر رولیں۔ لیکن یہ بے چینی رونے بھی تو نہیں دیتی۔

وہ دھندلائی آنکھوں سے دور سمندر کی طرف دیکھتی ہوئی آہستہ آہستہ ٹوٹے ہوئے ڈیک کے کنارے کی طرف بڑھتی رہی۔

ایسے میں اگر کوئی پوچھے کہ غم ہے کیا —؟ اُداسی کاہے کی ہے —؟ تو جواب مشکل ہو جائے۔ نہ جانے کہاں کیا کچھ ہو چکا ہے کہ دل مسلسل ڈوبے ہی چلا جا رہا ہے۔ کیا ہوا ہے؟ کہاں ہوا ہے؟ کچھ معلوم نہیں۔ بس سرخ اداسی سیاہ سمندر میں مل کر پھیلتی جا رہی ہے۔ اس پار سے اس پار تک۔ سمندر اور گہرا ہوتا جا رہا ہے — اور گہرا سیاہ۔

اوپر آسمان پہ کچھ لمبی چونچ والے پرندے اڑتے ہوئے ساحل کی طرف گئے — وہ انہیں دیکھتی رہی اور دیکھتے ہی دیکھتے اچانک رو پڑی۔ پرندے سر پر سے گزر کر کہیں دور نکل گئے۔ لیکن وہ بیٹھی روتی رہی۔ اچانک اس کے ذہن میں ہلکا سا بادل اٹھا۔ ارے آخر کیوں رو رہی ہوں؟ ذہن نے چاروں طرف بھٹک کر بہت سی وجہیں تلاش کرنی چاہی — پھر مایوس ہو کر وہ اور زور سے رو پڑی۔

رو لینے کے بعد اسے لگا جیسے اب اس کا جسم اور اس کی روح دونوں سامنے کے منظر سے ہم آہنگ ہوتے جا رہے ہوں سناٹا — اور کچھ بھی نہیں — اداسی — ہلکی سی سرخی اور بہت سی سیاہی — اس میں شامل ہلکا سا نیلا پن اور مچھلیوں کی بساند — ارے نہیں مچھلیوں کی بساند تو سمندر کی کائیوں سے آ رہی ہے۔ لاحول ولاقوۃ۔ ایک ہلکی سی طمانیت کے بعد اس نے ذرا سا آنکھیں کھولیں — سیاہی پوری طرح پھیل چکی تھی۔ سرخی کی صرف ایک آدھ لکیر رہ گئی تھی — سارا ڈیک سنسان پڑا تھا — بساند ملی ہوائیں ذرا تیز ہونے لگی تھیں۔

اس کے ذہن میں ہلکا سا خوف اٹھا — ارے سارا ڈیک سنسان ہے۔ کوئی ادھر آ ہی جائے تو — کوئی آدمی۔ سانپ۔ بڑا والا کیکڑا — بچھو — یا مگرمچھ۔ اس نے اُٹھ جانا چاہا تو لگا کہ سارا جسم جکڑ کر رہ گیا ہے۔ دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ سارے احساسات ختم سے ہو گئے تھے۔ ان کی جگہ ایک سرد سے خوف نے لے لی تھی۔ اس کا جسم آہستہ آہستہ نم ہونے لگا۔ لیکن اٹھ جانے کی ہمت اب بھی نہیں تھی۔ بلکہ یہ محسوس ہوا کہ اب اس میں آنکھیں کھول کر آس پاس دیکھنے کی بھی سکت نہیں رہ گئی ہے۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ سارا جسم پسینہ میں شرابور ہو کر ایک دھمک بنتا جا رہا تھا۔

وہ یہ بھی محسوس کر رہی تھی کہ جیسے جیسے شام گہری ہوتی جا رہی ہے ویسے ویسے اکیلا پن خطرناک ہوتا جا رہا ہے لیکن وہ ذہنی سناٹا —؟ جہاں پورا وجود صرف پرواز کرتا محسوس ہو رہا تھا۔ سمندر کی زناہٹ بھی کہیں دور پس منظر کی آواز لگ رہی تھی۔

اس نے کوشش کر کے ٹوٹے ہوئے ڈیک پر ایک کروٹ لینی چاہی۔ داہنے پیر کو ذرا سا موڑ کر داہنے حصہ پر دباؤ ڈال کر جب اس نے بائیں حصہ کو گھما کر کروٹ لی اور کھلی ہوئی بائیں پنڈلی جیسے ہی اکڑی ہوئی زمین پر لگی — تو اس کے جسم پر پھریری سی آگئی۔ وہ پھریری ایک لمحہ باقی رہی کہ وہ چیخ اٹھی — بائیں پنڈلی کے نیچے لمبے پیروں والی کوئی شے کلبلا رہی تھی۔ وہ گھبرا کر اٹھنے لگی — لیکن توازن نہ رہ سکا — ٹوٹے ہوئے ڈیک کا وہ حصہ سمٹ سا گیا اور وہ کئی فٹ نیچے پانی میں گر گئی۔ گرتے گرتے بھی اس کے ذہن میں کسی قسم کے خوف یا حادثہ کا احساس نہ تھا — سناٹا اب بھی نہ ٹوٹا تھا۔

پانی پر گرتے ہوئے بھی اسے لگا جیسے حقیقت میں یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ شاید خواب ہے یا کچھ اور — جب اس نے گھبرا کر کسی سہارے کی تلاش کی اور ہاتھ صرف لہرا کر رہ گیا تو وہ چیخ پڑی۔ لیکن چیختے ہی وہ پانی میں ڈوبتی گئی۔ سمندر کی سطح پر دائرے بننے بگڑنے لگے۔ نیچے اچھل کر اس نے سانس لینا چاہی تو پانی ناک اور حلق میں بھر گیا۔ اس نے سانس روکی تو پانی نے اسے پھر اوپر اچھال دیا۔

اوپر آتے ہی اس نے جلدی سے ایک نظر میں ہی ارد گرد کا جائزہ لے ڈالا — کوئی سہارا ممکن نہیں۔ ڈیک بھی دور ہو چکا تھا۔

پانی میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔ لڑکی کا جسم پھر اوپر ابھرا۔ چھوٹی چھوٹی مچھلیاں تیرتی ہوئی تیزی سے اس سے کترا کر بھاگ رہی تھیں۔ اس نے حسرت سے اوپر ٹوٹے ہوئے ڈیک کو دیکھا۔ اور جلدی جلدی پانی پر ہاتھ پاؤں مارنے لگی۔ ایک لمحہ کے لیے پانی نے اس کے جسم کو سہارا دیا۔ پھر دوسرے ہی لمحہ اس کا جسم نیچے بیٹھنے لگا — سارے جسم میں دہشت ناک تشنج اُچھلا تھا۔ پانی — سانس — موت — ساری نسیں دماغ میں اکٹھا ہو گئی تھیں۔ اور آنکھیں باہر نکل آئی تھیں۔ سیاہی سیاہ سے زرد ہوتا جا رہا تھا۔ ساری سوچ ختم ہو چکی تھی۔ صرف سانس کا تصور تھا — لیکن سانس بھی کہاں؟ اس نے ایک آخری نظر میں ساری کائنات — کو سمیٹ لینا چاہا۔ آسمان، چاند — ڈوبتے ڈوبتے ایک ہلکا سا تصور تھا ستاروں کا — اس نے مایوس ہو کر ہاتھ پاؤں ڈال دیئے۔ سانس — اب کہیں نہیں ہے۔ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ پانی کی جکڑن لمحہ بہ لمحہ سخت ہوتی جا رہی تھی — اب اسے صرف ایک بھاری دباؤ کا احساس ہو رہا تھا۔ چاروں طرف کثیف اندھیرا، گہرا، دباؤ والا۔ پھر یہ احساس ہوا کہ وہ اس زرد اندھیرے میں گھلتی اور پگھلتی جا رہی ہے۔ نیچے نیچے اور اس کا جسم بکھر کر پھیلتا جا رہا ہوں۔ ریزہ ریزہ۔

ایک بار جسم نے حرکت کی۔ ایک ہلکی سی پھڑپھڑاہٹ ہوئی۔ سر میں کچھ ریزے سے اور ٹوٹے۔ اوپر پانی پر ہلکے ہلکے بلبلے ابھر ابھر کر ٹوٹ گئے۔

(اردو سروس سے)

فیصلہ

ڈاکٹر نسیم الظفر

اور پھر یوں ہوا کہ ایک ہولناک گرج اور چمک کے ساتھ آسمان کے مغربی گوشے سے ایک ستارے کا سفر شروع ہوا زمین کے عین قلب میں واقع بستی کی طرف۔ ایک مخصوص سمت اور یقینی منزل کے تعین سے بھرا سفر۔ بستی کے جوانوں کے دلوں کی دھڑکنیں ابھرنے ڈوبنے لگیں۔ امید و بیم سے لرزتے ہوئے دل۔ ستارہ جہاں سے آگے نکل جاتا اس گلی اس محلے میں نوجوانوں کے دل شدت یاس و غم سے گونگے ہو جاتے اور سفر کی سمت میں واقع گھروں کے نوجوانوں کے دل امید و یاس کے طوفان میں شاخ سے کسی بھی لمحہ ٹوٹ پڑنے کو بیقرار پتے کی مانند لرز رہے تھے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ نغمہ و نور میں ڈوبا تھا۔ ہواؤں کی سرگوشیاں ترنم ریز اور دلوں کی دھڑکنوں کی موسیقی اپنے فراز پہ پہنچ کر کسی بھی تار کے ٹوٹ جانے کی منتظر تھی اور پھر اچانک ایک دھماکہ ہوا، کوئی تار ٹوٹا، ہزاروں دل ایک ساتھ ڈوبے اور خاموشی کے سینے سے ایک نئی موسیقی پھوٹ نکلی۔ کائنات کے زیر و بم جیسی حسین، اچھوتی مقدس لَے جو دونوں عالم میں یکساں گونج پیدا کر رہی تھی۔ ستارہ ایک دروازے پر جھک کر سجدہ کر رہا تھا۔ شہزادی کونین نے آنسوؤں سے بھرا چہرہ بارگاہ رب العزت میں جھکا دیا۔ ایک اطمینان اور تشکر سے بھرا چہرہ۔ رشتے آسمان پر طے ہوتے ہیں۔

دروازہ ایک دھماکے سے بند ہوا گھر کی فضا میں ایک عجیب سا سکوت چھا گیا۔ دھڑکتا اور سانسیں لیتا ہوا سکوت۔ خان احتشام الدولہ کی بیٹی تمکین بیگم کے لیے ایک ہم کفو رشتہ مل ہی گیا تھا۔ خان صاحب بند دروازے سے لگے بیٹا کے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔ سناٹا اور انتظار دونوں مل کر کنپٹیوں میں دھڑک رہے تھے۔ گھر بھر سانس روکے اندر سے آنے والے جواب کا منتظر تھا۔ کتنی منتوں مرادوں نے یہ دن دکھایا تھا جس کے انتظار نے تمکین بیگم کے بالوں میں چاندی اور خان احتشام الدولہ کے ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دینے والے مزاج میں مزید چڑچڑاپن گھول دیا تھا۔ اس زمانے میں اچھے لڑکے ملتے کہاں ہیں؟ کسی کے پاس تعلیم و تہذیب نہیں تو کسی کا حسب نسب نہیں۔ اور کس و ناکس کو یہ مجال کہاں کہ وہ تمکین بیگم کے لیے خواستگاری کر سکے۔ شروع شروع میں چند ایک رشتے آئے بھی تو جواب اس سختی سے ملا کہ اب تو تمکین بیگم نیند کے تصور سے ہی خائف رہنے لگی تھیں۔ کہیں کوئی میٹھا سہانا خواب آنکھوں میں آکر دو چار دن کی اذیتیں دامن میں نہ ڈال جائے۔

نانی بوا کی کہانی فقیر شہزادی کے پانچوں بھائیوں نے شہزادی کے خلاف بادشاہ کے کان اس قدر بھرے کہ اس کو دیس نکالا مل گیا۔ جنگل میں رہتے رہتے ہوا یوں کہ ایک پرستان کا شہزادہ بھول کر ادھر آ نکلا اور اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے ساتھ چلنے کو شہزادی خوشی خوشی راضی ہو گئی۔ اس نے مرد دیکھے ہی کہاں تھے اور مرد اس قدر نرم خو اور خلیق بھی ہوتے ہیں اس کے گمان میں بھی نہ تھا۔ پھر بھی اس مانوس جنگل کو چھوڑتے ہوئے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ شہزادے نے کہا۔ تمہارا یہ جنگل خوبصورت ہے مگر باہر کی دنیا اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ شہزادی کا دل ٹوٹ گیا۔ اچھا! تو یہ حضرت مجھ پر احسان کر رہے ہیں مجھے اپنے ساتھ لے جا کر۔ اس نے شہزادے کا ہاتھ جھٹک دیا۔ اسے اپنا جنگل بہر حال عزیز تھا۔

تمکین بیگم لاکھ بھی شاہزادی حسن ہوں، وہ کوئی پرستان کا شہزادہ نہیں تھا۔ بالکل ایک عام سا آدمی۔ مگر اس کی آنکھوں میں کس قدر اپنائیت اور خلوص تھا اور باتوں میں کتنی نرمی اور ہمدردی ہوتی تھی۔ گھر بھر اس کی قدر کرتا تھا۔ اور خود ابا حضور بھی تو اس کا لحاظ کرتے تھے۔ باپ اور بھائیوں کے ہوتے ہوئے بھی ان کی محبتوں کو ترسی ہوئی تمکین بیگم ایسی ٹوٹ کر گریں کہ ننھی سی پہاڑی ندی محبتوں کا اتھاہ سمندر بن گئی۔ شفقت، محبت اور اطاعت، محبتوں کے سارے پہلو یکجا ہوئے تو ایک نام بن گیا تمکین بیگم۔ ابا حضور اور بھائیوں سے جو کچھ نہ ملا اس سب کی امیدیں وہ اس سے لگا بیٹھیں۔ جو ارمان ان کے دل میں تھے وہ سب اس پر نچھاور کر ڈالے۔ وہ خود بھی تو کتنا شائق تھا تمکین بیگم کے آس پاس منڈلانے کا۔ بات بے بات شکوہ بہانے بہانے جھگڑا، نئی سے نئی چھیڑ چھاڑ۔ اور پھر خوشامدیں اور معافیاں۔ تمکین بیگم سے بظاہر اس کی کبھی نہیں بنی۔ انھیں چھیڑے بغیر شاید اسے چین ہی نہیں آتا تھا۔ ایک دن بہ چپکے سے ان کے سر سے ایک سفید بال اکھاڑ کر چلتا بنا تھا۔ دھک سے رہ گئی تھیں تمکین بیگم۔ کتنا روئی تھیں اور پھر کتنی خوشامد اور منت سماجت کی تھی اس نے۔ جب تمکین بیگم نے ڈبڈبائی آنکھوں سے آئینے میں اپنے سر کے سفید بال ڈھونڈنا شروع کر دیئے۔ مگر دھند میں آئینہ لرزنے لگا۔ آنسو پونچھ کر انھوں نے پھر سفید بال چننا شروع کر دیئے۔ ایک لٹ کی شکل میں۔ انھیں علم تھا کہ بند دروازے کے باہر انتظار ٹکٹکی باندھے کھڑا ہے۔ ابا حضور، سارا گھر، چھوٹے بھائی جان بھی جنھوں نے اس سے کچھ تلخی ہو جانے کے بعد گھر میں اس کی آمد پر اعتراض کیا تھا۔ گھر میں جوان لڑکی ہو تو غیر مرد کا گھر میں آنا دوسروں کی نگاہ میں قابل اعتراض ہوتا ہی ہے۔ دنیا دلوں کا حال کیا جانے! تمکین بیگم کو کیسا دھچکہ لگا تھا۔ دھچکہ تو شاید اسے بھی لگا تھا ورنہ وہ تمکین بیگم سے براہ راست یوں خواستگاری کرتا۔ ابا حضور اور پانچوں بھائی جان کو ملا کر جو شخصیت تعمیر ہوئی تھی وہ نہ جانے کدھر گئی۔ ایک اجنبی سامنے کھڑا تھا۔ لیکن اس کی قربت کے لیے اس کے علاوہ اور کون سا معقول جواز ہو سکتا تھا! انھوں نے دھیرے سے کہا "ابا حضور سے بات کیجئے" اور ابا حضور کو تو جیسے خوشی سے سکتہ ہو گیا تھا۔ بہت دیر بعد تمکین بیگم سے کہہ پائے "بٹیا! تم ایک باوقار خاندان کی بیٹی ہو۔ تمہیں اس گھر اس خاندان سے محبت ہے۔ مگر لڑکی کو ایک نہ ایک دن تو والدین کو چھوڑنا ہی پڑتا ہے۔ تمہاری پسند ہماری نظروں میں ہے۔ تمہاری عمر بھی اب ....."

ایک زوردار دھماکہ تمکین بیگم کو اپنے اندر محسوس ہوا۔ وجود کی ساری اذیت ناکیوں کا اچانک انکشاف کتنا جان لیوا ہوتا ہے۔ جینے ہونے کا احساس ہی اگر تکلیف دہ ہونے لگے تو فرار کے تمام راستے کتنے پیچیدار ہو جاتے ہیں۔ انھوں نے دوڑ کر اپنے کمرے کی پناہ لی۔ دروازہ ایک دھماکے کے ساتھ بند ہوا۔ کائنات ایک دھماکے کے ساتھ عالم وجود میں آئی تھی۔ کن فیکون اور ایک دھماکے کے ساتھ فنا ہو جائے گی جب چاند سورج ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی مانند اڑنے لگیں گے۔

تمکین بیگم نے لرزتی ہوئی انگلیوں سے اپنے سفید بالوں کی لٹ کو گوندھنا شروع کر دیا۔ ان کی پور پور تھکے اور احساس ذلت سے جل رہی تھی۔ "میری پسند... میرے سفید ہوتے ہوئے بالوں پر یہ احسان..." انھوں نے آخری بار آئینے پر نگاہ ڈالی۔ آنکھوں کو دوپٹے سے مل کر خشک کیا اور باہر نکل آئیں۔ گھر کا سناٹا اور بھی دبیز ہو گیا۔ سوالی آنکھوں کی برچھیاں سناٹے میں نہا کر اور بھی آبدار ہو گئیں۔ ایک تمکنت کے ساتھ انھوں نے براہ راست خان احتشام الدولہ کی آنکھوں میں دیکھا اور بمشکل تمام لرزتی ہوئی انگلی میں اپنی لٹ کو لپیٹتے ہوئے دھیمے سے کہا "ابا حضور! مجھے یہ رشتہ نامنظور ہے۔" پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی مانند اڑ رہے تھے۔

کائنات کے ذرے ذرے سے ابلنے والی موسیقی ایک سوگوار الوداعی دھن میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔ زمین و آسمان میں چھایا ہوا نور آنکھوں میں اتری سفیدی کی مانند گہرا ہو رہا تھا۔ ستارہ سفر واپسیں کی منزلوں میں تھا آسمان کے مغربی گوشے کی جانب چونکہ رشتے آسمان پر طے ہوتے ہیں۔ اور تمکین بیگم ایک بار پھر آئینے کے سامنے کھڑی آنسوؤں بھری آنکھوں سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر سفید بالوں کی لٹ کو واپس سیاہ بالوں کی تہہ میں دفن کر رہی تھیں۔

(راجپور سے نشتہ)

مہنگا بہت مہنگا

شین مظفر پوری

میں کھلبلی مچ گئی۔

گاؤں کیا ہوا؟ ـــــ کیا ہوا؟۔

"رام سروپ نے بودھن کو مار مار کر ادھ مرا کر دیا۔"

"بودھن کو ہسپتال لے گیے ہیں۔ تھانے بھی جائیگا۔"

اس سے پہلے بھی رام سروپ بودھن کو کئی بار پیٹ چکا تھا۔ مگر رام سروپ کی بدمعاشیوں کا گاؤں میں بہت رعب تھا۔ کبھی کسی کی زبان نہ ہلی۔ بودھن بھی ہر بار صبر کر گیا رام سروپ ذرا خوشحال تھا۔ ہتھ چھٹ اور منھ زور بھی تھا۔ دو چار نشے باز مشٹنڈوں کو میل میں رکھتا تھا۔ مکھیا اور سرپنچ بھی اس سے دبتے تھے۔

لیکن اس بار بودھن کی غیرت کو جوش آگیا۔ اس نے رام سروپ پر فوجداری مقدمہ دائر کر دیا۔ رام سروپ کی بودھن سے پرانی عداوت چلی آتی تھی۔ بودھن کے گھر کے پچھواڑے والی زمین اور اس کی جوان بیٹی پر رام سروپ کی بری نظر تھی۔ زمین کا یہ چھوٹا سا قطعہ دونوں کے مکان کے درمیان واقع تھا۔ رام سروپ منہ مانگی قیمت یا بدلے میں دوسری زمین دے کر اس کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ انھیں دو باتوں کو لے کر کبھی کبھی جھگڑا ہوتا رہتا۔ اور ہر بار بودھن مار کھا کر گالیاں سن کر دب جایا کرتا۔

مقدمہ تو بودھن نے کر دیا مگر قانون کے سیے بھی رام سروپ نرم چارہ نہ تھا۔ وہ مقدمات کے گورکھ دھندوں کا ماہر تھا۔ اس نے بھی ساز باز کر کے جوابی مقدمہ کر دیا۔ مگر کبھی کبھی قدرت کا عجوبہ بھی رونما ہوجاتا ہے۔ ماہر فن رام سروپ کا مقدمہ پہلی ہی پیشی میں خارج ہوگیا اور سادہ لوح بودھن کا مقدمہ چل گیا۔

مقدمہ تو چل پڑا اور تین چار پیشیوں تک بودھن کا حوصلہ بھی بلند رہا مگر اس کے بعد چہرے پر فکر کے آثار نظر آنے لگے اس نے کورٹ کچہری کو بھی چٹ منگنی پٹ بیاہ والی گرام پنچایت جیسی چیز سمجھ رکھا تھا۔ جب کہ پانچویں پیشی آتے آتے چھ ماہ گزر چکے تھے۔ سودا کچھ مہنگا پڑ رہا تھا۔ اس کی اوقات ہی کیا تھی۔ تین پیشیوں تک تو اس نے مقدمہ کے جائز و ناجائز اخراجات کسی نہ کسی طرح گھر سے پورے کیے مگر اس کے بعد پیٹ کاٹنے کی نوبت آگئی۔ گھر میں بیمار بیوی، جوان بیٹی، کم سن لڑکے کے علاوہ بوڑھی ماں بھی تھی۔ آراضی تو کچھ خاص تھی نہیں۔ کل دس بارہ کٹھے کی کاشت تھی۔ اتنے سے تو کام چلتا نہیں تھا اس لیے فرصت کے دنوں میں مزدوری بھی کرنی پڑتی تھی۔ بیٹی کی شادی کی فکر الگ تھی۔ مگر مرحلہ ایسا آن پڑا تھا کہ اس نے سب کچھ داؤں پر لگا دیا تھا۔ مقدمہ بازی کے چکر میں دوسری پریشانیوں کے علاوہ کام پر بھی اثر پڑتا تھا گواہوں کی خوشامد اور ناز برداری الگ رہی۔ اس پر بھی کبھی ایسا ہوتا کہ کبھی حاکم اجلاس نہیں کرتا تو کبھی وقت نہ ملنے پر سماعت کے بغیر ہی اگلی پیشی کی تاریخ پڑ جاتی۔ یعنی ساری پریشانی اور سارا خرچ لاحاصل۔

آٹھ نو پیشیوں کے بعد بودھن کی حالت پتلی ہوگئی۔ اس نے بیوی سے کہا۔ "اب تو قرض بھی نہیں ملتا۔ جن سے لے رکھا ہے وہ بھی تنگ کر رہے ہیں۔ اگلی پیشی کو بھی تین ہی دن رہ گیے ہیں۔"

"میں کہتی ہوں لوگ کہتے ہیں تو صلح کیوں نہیں کر لیتے؟"

"یہ تو تبھی ہوگا جب ہم گاؤں چھوڑ کر کہیں چلے جائیں۔"

بیوی چپ ہوگئی۔ وہ بھی کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

بیوی نے پھر کہا "کچھ چولھے چکی کی بھی خبر ہے۔ ماں جی سے بھوک برداشت نہیں ہوتی۔"

بودھن کے پیٹ میں بھی اینٹھن محسوس ہوئی۔ وہ بھی رات سے بھوکا تھا۔ مہینوں سے آدھا پیٹ کھاتے کھاتے اس کے کس بل ڈھیلے پڑ چکے تھے۔ اب آدھے پیٹ کا بھی چارہ نظر نہیں آرہا تھا۔ ماں بھی قریب المرگ تھی۔ اس کا مرنا بھی کچھ کم جان لیوا نہ ہوگا۔ وہ بیوی کو یوں ہی غور سے دیکھتا رہا۔

"اچھا کچھ کرتا ہوں" کہہ کر وہ کہیں چل دیا۔

اور پھر انہیں دنوں میں بودھن پر یہ حادثہ بھی گزرا کہ رام سروپ نے اپنے ایک آدمی کے ذریعہ بودھن کو چوری کے جھوٹے مقدمے میں پھنسا دیا۔ بودھن بے چارہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ پھر بھی قانون تو اندھا ہوتا ہے مگر انصاف کی آنکھ روشن ہوتی ہے۔ تھانے سے کچہری تک بڑے بڑے پاپڑ بیلنے کے بعد بودھن اس پھانس سے نکل سکا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ چار کٹھے زمین بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔

بودھن کا مقدمہ چلتا رہا۔ اس کو یقین تھا کہ وہ مقدمہ ضرور جیت جائے گا۔ مقدمہ کے دوران ہی اس کی ماں بھی چل بسی۔ ماں کی موت بھی دو کٹھے زمین لے گئی۔ مگر بودھن نے ہمت نہ ہاری۔ مکھیا اور سرپنچ کے بیچ بچاؤ کو بھی اس نے ٹھکرا دیا۔ یہ لوگ تو کبھی پنچایت میں انصاف دے نہ سکے اب ملزم قانون کی گرفت میں آچکا تھا تو اس کو یہاں سے بھی چھڑا لینا چاہتے تھے۔ بودھن نے ایک نہ سنی۔ اب تو وہ لنگوٹی پر پھاگ کھیل چکا تھا۔

مگر مصیبت کبھی تنہا نہیں آتی۔ جہاں لڑکی کی شادی لگی ہوئی تھی وہاں سے بھی بار بار دباؤ پڑتا رہا۔ ان لوگوں کو بہت جلدی تھی۔ مگر بودھن اپنی مجبوری بتا بتا کر ٹالتا گیا آخر تنگ آکر لڑکے والوں نے منگنی توڑ دی۔ لڑکے کی شادی کہیں اور کر دی۔ اس سانحہ نے بودھن کو اور بھی راکھ کا ڈھیر کر دیا۔ لیکن اس خاکستر کے اندر بھی ظالم رام سروپ کے خلاف انتقام کی چنگاری دہکتی رہی۔

بالآخر ڈھائی سال کے بعد کچھوے کی رفتار سے قانون اپنی منزل پر پہونچ گیا۔ وہ مبارک ساعت آگئی جب بودھن کی پہنائیوں میں قہقہہ گونج اٹھا۔ خوشی کے مارے اس کی آنکھوں میں آنسو آگیے۔ اس کے زرد چہرے میں پورے جسم کا بچا ہوا خون سمٹ آیا۔ قانون نے اپنا فرض پورا کر دیا رام سروپ کو قید سخت کی سزا سنا دی گئی۔ بودھن کے چہرے پر شادی کی رات بھی یہ رونق نہیں آئی ہوگی۔

بودھن نے کورٹ سے نکل کر اپنے لوگوں میں مٹھائی تقسیم کی۔ اور تھوڑی سی مٹھائی بال بچوں کے لیے بھی لے کر گھر لوٹا۔ گاؤں میں حیرت اور سراسیمگی کی فضا چھاگئی۔

ـــــ اور دوسری صبح راکھ کے ڈھیر کی آخری چنگاری بھی سرد ہو چکی تھی۔ اب راکھ ہی راکھ باقی تھی۔

قلاش بودھن گھر سے باہر ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھا تھا کبھی آسمان اور کبھی زمین پر حسرت کی نظر ڈال رہا تھا بیوی کی کھوں کھوں کی آواز اندر سے آرہی تھی۔ بیٹی کے چہرے پر کنوارپن کا سوگ برس رہا تھا۔ اور بچے کی آنکھوں سے فاقے کا خوف جھانک رہا تھا۔ ساری زمین بک چکی تھی۔ مویشی بک چکے تھے۔ اور وہ پچھواڑے والی زمین بھی بھاری رہن تلے دب چکی تھی۔ بیٹی کے لیے دو تین زیور جوڑ رکھے تھے وہ بھی نہیں رہے۔

دھرتی سے آکاش تک دھواں دھواں فضا میں وہ تحلیل ہوا جا رہا ہے۔ (پٹنہ سے نشر)

شین مظفر پوری

مراد پور پٹنہ ـ ۴

اِن کاونٹر

قطب اللہ

لکھنؤ سے آنے والی ٹرین آج ٹھیک وقت پر آگئی تھی سردیوں سے اکڑی صبح اور فضا ہلکے ہلکے کہرے بوجھل ہو رہی تھی۔ پربھاکر نے جلدی سے اپنا سامان سنبھالا اور ایک جھٹکے میں کود کر پلیٹ فارم پر آگیا کیونکہ انجن دوسری سیٹی دے کر حرکت میں آگیا تھا۔

اس نے اسٹیشن اور اس کے اطراف کا جائزہ لیا تو خود کو کسی اجاڑ اور غیر آباد جگہ کھڑا پایا، دو کمروں پر مشتمل چھوٹا سا اسٹیشن، پلیٹ فارم اور اطراف میں بڑے بڑے سنتا ور درخت اسے سوال کرتے نظر آتے، کہئے .... یہاں کہاں ...... ؟ کس گاؤں کا ارادہ ہے ؟

وہ جلدی سے اسٹیشن سے باہر آگیا۔ لیکن یہ کیا ؟ یہاں تو کوئی سواری ہی نہیں تھی۔ اکا دکا مسافر جو اترے وہ پگڈنڈی تھام کر اپنی منزل کی جانب روانہ ہوگئے۔ پربھاکر نے ایک سگریٹ سلگائی اور سوچنے لگا کہ اب کیا کیا جائے۔ یہ علاقہ اس کے لیے بالکل نیا تھا۔ اس نے دور دراز علاقوں اور چمبل کے بیہڑوں میں بھی سفر کیا تھا۔ وہاں خطرناک ڈاکوؤں سے ملا تھا۔ اخبار کے لیے حیرت انگیز اسٹوریاں لے کر آیا تھا۔ لیکن اتنی وحشت اسے وہاں بھی نہیں ہوئی تھی۔ جتنی یہاں اسے ہو رہی تھی۔ "یہ تو عجیب جگہ ہے"

اخبار کے ایڈیٹر باسو دادا نے ضلع مجسٹریٹ کو ایک تار بھیج دیا تھا کہ ہمارا خصوصی نمائندہ سنگا رجوت قتل کے واقعہ کی رپورٹ لینے اور موقع کا معائنہ کرنے جا رہا ہے۔ براہ کرم آپ ان سے تعاون کریں۔ لیکن اس تار کا شاید ڈی۔ ایم صاحب پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اگر وہ دلچسپی لیتے تو کچھ نہیں حلقے کا داروغہ ہی کوئی سواری لے کر آجاتا۔

پربھاکر کو کسی کے قدموں کی چاپ سنائی پڑی پلٹ کر دیکھا تو ایک ادھیڑ عمر کا شخص سردی میں ٹھٹھرتا ہاتھوں میں ہری اور سرخ رنگ کی جھنڈیاں لیے پاس آچکا تھا۔

"بابوجی نمستے !"

"نمسکار بھائی"

"کہاں جانا ہے حضور ؟"

"سنگا رجوت !"

"سنگا رجوت ؟" اس آدمی نے حیرت سے پربھاکر کو دیکھا پھر چپ ہوگیا۔

"کہو.... کیا بات ہے چپ کیوں ہوگئے ؟"

"ک ک ک۔ کوئی بات نہیں سرکار، بس بس آج سردی بہت ہے۔"

"وہ تو ہے ہی لیکن تم کچھ ....."

"کچھ نہیں مالک میں یوں ہی پوچھ لیا تھا وہاں اصل میں کچھ واقعہ ہوا تھا۔ سنا تھا سی آئی ڈی والے آنے والے ہیں۔ لیکن آپ تو اکیلے ....."

"نہیں بھائی، میں سی آئی ڈی نہیں، اخبار والا ہوں۔"

"ارے کوئی بات نہیں... بابو آپ لوگوں کا تو پیشہ ہی ہے کہ خود کو ظاہر نہ کیا جائے اچھا.... "

یہ کہہ کر وہ ایک طرف کو چلنے لگا۔

"ارے بھئی سنو تو یہ تو بتاتے جاؤ سنگا رجوت کیلئے کوئی سواری ملے گی ؟"

"ہاں کیوں نہیں...." اس نے پلٹ کر جواب دیا۔ "لیکن سنگا رجوت تک سڑک نہیں ہے نہر تک یکہ جائے گا۔ آگے پیدل چلنا ہوگا۔"

پربھاکر کو یکہ نے نہر کے کنارے اتار دیا۔ سورج اب کافی اوپر آچکا تھا۔ جنوری کی نرم لیکن گرم دھوپ اسے راحت بخش رہی تھی۔ نہر سے کوئی نصف کیلومیٹر دور آنے کے بعد بوڑھی راپتی ندی کا کچھار شروع ہوگیا۔ پگڈنڈی اب پتاور، سرپنج اور جنگلی بیری کی جھاڑیوں سے ہو کر گزر رہی تھی۔

سنگا رجوت اپنے نام کے برخلاف نہایت ہی بے ترتیب اور بیس پچیس کچے مکانات پر مشتمل تھا۔ پربھاکر جب موضع میں داخل ہوا تو اسے ہر شخص کتراتا نظر آیا بات کرنے پر کوئی تیار نہیں تھا۔ عورتیں سامنے پڑتے ہی اجنبی کو دیکھ کر لپک جھپک گھونگھٹ کاڑھ لیتی۔ گاؤں کے کچھ بزرگوں سے ملا تو انھوں نے بھی رمضانی اور اس کے بھائی بفاتی کے قتل کے سلسلے میں زبان نہیں کھولی۔ سب کو شک تھا کہ اگر یہ خفیہ پولیس والا نہیں ہے تو اخبار والا بھی نہیں ہے اس کا تعلق ہو نہ ہو انھیں لوگوں سے ہے جو رات میں موٹر سائیکل پر سوار ہو کر آئے تھے اور گاؤں میں قیامت برپا کر کے چلے گئے تھے۔

پربھاکر اب تنہا رمضانی کے گھر کے سامنے کھڑا تھا گھر جلا دیئے جانے کی وجہ سے دیواریں ننگی کھڑی تھیں اور دھوپ میں اس وقت کسی مرگھٹ کی نیم جلی ہوئی اور جھلسی لاش کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ سامنے ایک کونے پر چند بانس رکھ کر اوپر سے مونج ڈال دی گئی تھی۔ جس کے نیچے اب بفاتی کی بیوی اور اس کے دو کمسن بچے سردی سے خود کو محفوظ رکھنے کی کوششیں کر رہے تھے۔

اس وقت رمضانی کی بیوی دھوپ میں بیٹھی زمین کو انگوٹھے سے کھودے جا رہی تھی۔ پربھاکر نے بہت سمجھایا بجھایا لیکن وہ کچھ نہیں بولی۔

اچھا ہو علاقے کے ایک نوجوان سیاسی لیڈر کا کہ ان کی سائیکل سنگا رجوت میں داخل ہوئی۔ انھوں نے پربھاکر کو بتایا۔

"صاحب سنگا رجوت کی پوری آبادی مزدوروں اور بے زمین کسانوں پر مشتمل ہے۔ ابھی حال میں سرکار نے انھیں کچھ زمینیں پٹے پر دی تھیں، زمین تو گاؤں سماج کی تھی لیکن زرخیز ہونے کے ناطے پرس پور کے چودھری کا برسوں سے اس پر قبضہ تھا۔ وہ کسی طرح یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کل تک جو ان کے ہلواہے تھے وہ زمین کے مالک بنیں اور اس زمین کے جس پر ان کی پوتی ہے اس پر مزدوروں کے ہل چلیں۔"

"قتل سے ۱۰ دن قبل جب پرس پور والوں کے ٹریکٹر ان کھیتوں کی طرف بڑھے تو سنگا رجوت کے بچے بچے نے رمضانی کی قیادت میں دھرنا دیا تھا۔ سب کھیتوں میں جا کر لیٹ گئے تھے اور چودھریوں کو ناکام واپس جانا پڑا۔ وہ بہت برہم تھے اور رمضانی ان کے نشانہ پر تھا۔"

"ہونہ ..... سالا ..... کل تک جو ہمارا جوٹھا کھاتا تھا، ہماری ہلواہی کرتے سات پشت ہوگئی اس کی یہ مجال ! باپ رے باپ۔ ہمارے برتن چاٹ کر جوان ہونے والا ہمیں کو آنکھیں دکھا رہا ہے۔ بھول گیا سسرا بڑے بابو نے ایک بار دروازے پر اس کے باپ کو بلا کر گھڑکی لگائی تھی تو دھوتی میں ہی پیشاب خطا ہوگیا تھا۔ اب اس گستاخی کی سزا اس کتے کو ملے گی اور ضرور ملے گی۔"

موٹر سائیکل والے دو موٹے تگڑے جوان تھے۔ رات میں گاؤں آگئے اور دروازے پر آکر رمضانی کو آواز دی تھی۔ کہ باہر آؤ داروغہ جی آئے ہیں۔ رمضانی باہر آگیا لیکن وہ پاس آبھی نہیں پایا تھا کہ اسے گولی مار دی گئی۔ دھماکے کی آواز سن کر اس کا جوان کڑیل بھائی جو پہلوانی کرتا تھا جھپٹ پڑا اور بنا موقع دیئے

ان میں سے ایک کو دبوچ لیا، دھرپتی میں موٹرسائیکل گر پڑی تھی لیکن زیادہ وقت نہیں لگا ہوگا کہ دوسرا دھماکہ ہوا اور رمضانی بھی تڑپتا کر زمین پر گرا اور ٹھنڈا ہوگیا۔

گاؤں میں کہرام مچ گیا، شور ہوا، گہار لگی لیکن فائرنگ کا جو سلسلہ شروع ہوا تو سب اپنے اپنے گھروں میں چھپ گئے اس کے بعد اطمینان سے رمضانی کے گھر میں آگ لگا کر موٹرسائیکل پتاور سے دھکی پگڈنڈی پر رینگ گئی۔

"آگے کیا ہوا؟"

"اب کیا ہوگا بابو، مثل نہیں سنی ہے کہ "مار کے پچھاسون" تھانہ پولیس سب بیکار، کپتان کلکٹر آئے رمضانی کی بیوہ کو نقد پیسہ دیا اور بدمعاشوں کو گرفتار کرنے کا وعدہ کرکے چلے گئے۔"

"تھانہ اب کیا کر رہا ہے؟"

"کچھ نہیں، درو گا جی کل بھی آئے تھے وہ کہہ رہے تھے موٹرسائیکل والوں کا نام بتاؤ۔ جب پرس پور کے چودھریوں کا نام لیا جاتا ہے تو کسی خاص آدمی کا نام پوچھتے ہیں جس سے رمضانی کی پرانی رنجش رہی تھی۔ اب۔۔۔۔ اب بھلا کون کس کا نام بتائے۔ رمضانی کی کسی سے کوئی رنجش ہی نہیں تھی۔"

نیتا جی نے پربھاکر کو بتایا کہ خطا چودھریوں کی نہیں ہے صاحب اصل میں اس کی پشت پر حکمراں جماعت کے کچھ لیڈروں کا ہاتھ ہے۔ آپ اخبار میں صاف کیوں نہیں لکھتے کہ یہ سب سرکار کرا رہی ہے۔

پربھاکر جب پرس پور پہنچا تو وہاں کا رنگ ڈھنگ اور لوگوں سے مل کر اور پریشانی میں پڑ گیا۔ ان سب کا تعلق اس برادری سے تھا جس کے اخبار کے اڈیٹر باسو دا تھے۔ اس معاملے میں باسو دا بہت ہی سخت آدمی تھے وہ اپنی برادری کی برائی یا اپنر نکتہ چینی اخبار کے کالموں میں چھاپنا تو درکنار وہ سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔

اس واقعہ کی سچی رپٹ اب اسے اخبار میں چھپتی نظر نہیں آ رہی تھی۔ پربھاکر کی حیثیت ایک فری لانسر کی تھی ابھی وہ اخبار کا مستقل ملازم نہیں ہوا تھا جتنی رپٹ دیتا تھا اس کا معاوضہ ملتا تھا۔ ایڈیٹر نے مستقبل میں باقاعدہ ملازمت میں لینے کا وعدہ کیا تھا۔

پربھاکر عجیب الجھن میں پھنس گیا تھا، اس ماہ بہت کم رپٹیں چھپی ہیں پورے مہینے کا خرچ کیسے نکلے گا۔ اس رپٹ کا چھپنا بہت ضروری تھا، اسے حاصل کرنے کے لیے اتنی دور کا سفر کیا ہے اچھا خاصا پیسہ برباد کیا ہے۔ بیوی کی فرمائش اور بچوں کی اس ماہ کی فیس کا کیا ہوگا۔۔۔۔ نہیں نہیں یہ رپٹ ضرور چھپنی چاہیے۔

وقت بہت کم تھا شام ہونے سے پہلے اسے ابھی تھانے پر پہنچنا تھا اس کے بعد لکھنؤ واپس جانے کے لیے رات میں ۸ بجے والی ٹرین بھی پکڑنی تھی۔

پربھاکر تھانے پر پہنچا تو نائب داروغہ سے ہی ملاقات ہوئی تھانہ انچارج کہیں دورے پر تھے۔ بات چیت خوشگوار ماحول میں شروع ہوئی لیکن سنگار جوت والے معاملے پر تھانہ والوں نے

(آگے ص ۲۲ پر)

اجالا

انجم جمالی

نہ کوئی طوفان آیا، نہ کوئی آندھی چلی اور وہ مشعل بجھ گئی ہے جو اس ملک کے روشن مستقبل کی ضمانت تھی۔ ایک بار پھر بھروسے کا مضبوط چٹان ٹوٹ کے پاش پاش ہوا تھا۔ وشواس رسوا ہو کے رو پڑا تھا جو کچھ میں نے سنا تھا سن کے میری عقل حیران ہو اٹھی تھی، دل حقیقت کو ماننے پر رضامند نہ تھا اور جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں میری آنکھیں احساس شرم سے بند ہوتی جا رہی ہیں، میرا وجود پگھل کے پانی پانی ہوتا جا رہا ہے۔ میں سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ انسان بن جانے کا جو دعویٰ ہم کرنے لگے تھے وہ ہمارا دعویٰ کتنا کھوکھلا تھا، کتنا جھوٹا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم ایسا دعویٰ کر ہی نہیں سکتے، اس وقت تک نہیں کر سکتے ہیں جب تک کہ ہمارے درمیان، ہمارے چہروں میں چھپا ایک بھی حیوان جیتا اور رہتا ہے۔

بہت پہلے ہماری دھرتی پر ایک آدمی نے جنم لیا تھا جو ٹخنوں تک تنگ دھوتی پہنتا تھا۔ ننگا بدن رہ کے بھی سچ بولتا تھا۔ سچ بولنے کا تلقین کرتا تھا۔ عوام کی نگاہوں میں وہ مہاتما کا درجہ پا کے بڑا مقبول ہوا تھا۔ نام تھا اس کا کرم چند گاندھی۔ اس کی سوجھ بوجھ، اس کے دل میں پلتا ہوا انسانیت کا درد اور دنیا کے تمام انسانوں سے اس کی یکساں چاہت نے ساری دنیا میں اس کو باپو کے نام سے اجاگر کر دیا تھا۔ اس باپو کو اسی دھرتی کے ایک کپوت بیٹے نے اپنے جنونی کی گولیوں سے مار ڈالا تھا، اس وقت بھی اس دھرتی پر اسی طرح کا سناٹا چاروں طرف چھایا تھا، آنکھیں بھیگی تھیں، دل رو رہا تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ اس وقت ہمارے چہروں کے درمیان صرف ایک چہرہ حیوان کا ابھرا تھا۔ اور اس وقت ہمارے درمیان چند چہرے حیوان بن کے سامنے ابھر آئے ہیں۔ کیا یہ منحوس چہرے ہماری دھرتی پہ سے کبھی غائب نہ ہوں گے قومی یکجہتی کی روشنی سے ملک میں اجالا پھیلانے کی خاطر ایک قیمتی جان نے جو اپنی قربانی دی ہے کیا وہ قربانی بے اثر ہوگی؟

"ہونی ہو کے رہتی ہے۔" آواز میرے کانوں میں سما گئی۔ میں نے چونک کر پلٹ کے دیکھا۔ سامنے میری بیوی کھڑی تھی، وہ میرے دکھ درد کی ساتھی تھی، میرے دل کے تاثرات کو اچھی طرح سمجھتی اور جانتی تھی۔ انتہائی نرمی سے وہ پھر بولی۔

"تم دکھی ہو، یہ میں جانتی ہوں، لیکن دکھ میں ڈوبے رہنے سے تمہاری ذمے داریاں تو ختم نہیں ہو جائیں گی، کتنی پریشانیاں اٹھا کے تم چمپا کے بیاہ کی بات طے کرنے میں کامیاب ہوئے ہو، ایک ہزار نقد دینے کا تم انھیں وچن بھی دے آئے ہو، اب اگر تم سامان نہ کرو گے تو رشتہ تو ٹوٹے گا ہی۔ تمہاری بیٹی چمپا کے دل پر کیا گزرے گی یہ بھی سوچو۔"

بات بالکل درست تھی، چمپا کے بیاہ کی خاطر میں کہاں کہاں نہیں گیا تھا۔ کہیں میری عزت کو رشتے نے کا نام تھا تو کہیں میں رشتہ جوڑنے کے قابل ہی سمجھا نہیں گیا تھا طبقاتی نظام کے اصول بھی بڑے نرالے ہوتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں، پہلے کے لوگ شرافت اور خاندان کے آئینے میں آدمی کو دیکھتے پرکھتے تھے، اب سکوں کے آئینے میں آدمی دیکھا جاتا ہے، یہ بدلتے ہوئے طریقے، سوچنے کا بدلتا ہوا ڈھنگ، کیا یہ انسانی تہذیب کی گراوٹ ہے یا معراج؟ ہم آدمی سے انسان بننے کا سنہرا خواب دیکھتے چلے آ رہے ہیں اور ہم اپنی آدمیت تک بھلاتے جا رہے ہیں، واہ رے ہم، ہماری تہذیب اور ہماری انسانیت کی قدریں۔

"پھر کچھ سوچنے لگے تم۔" بیوی نے مجھے ٹھوکا دیتے ہوئے کہا۔ سچ مچ میں سوچ کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا تھا۔ میں خاموشی سے اٹھا، وچن دے چکا تھا۔ ہر حال میں پورا کرنا تھا۔ میں نے سوچ رکھا تھا کہ ٹھیکیدار صاحب سے ایک ہزار قرض لے لوں گا اور فصل کے کٹتے ہی سب سے پہلے اُن کا قرض چکا دوں گا۔ اپنے سوچے ہوئے فیصلے کے تحت جب میں ٹھیکیدار صاحب کے بنگلے کے احاطے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ان کے سائبان میں سوٹ بوٹ والے بابوؤں کے قہقہے گونج رہے ہیں، میں اپنے وجود کو سمیٹ کے احاطے کے اندر ایک کنارے چپ چاپ کھڑا ہو کے محفل کے ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ وہاں جب دلوں کے پیمانے شراب سے بھر گئے "تو دماغوں میں سرور چڑھ کے ناچنے لگا، پھبتے سکڑتے ہوئے ہونٹوں سے

طرح طرح کی باتیں اُبل پڑیں، اور مجھے یکایک ایسا لگا کہ میرے آگے کوہِ آتش فشاں پھٹ پڑا ہو، ہر طرف لاوا ہی لاوا پھیل گیا ہو اور اس کی تمازت کی زد میں آکے وہ تمام چہرے جھلس کے سیاہ ہوگئے ہوں۔ اپنے کارناموں کو بیان کرکے وہ انتہائی خوش تھے اور میں انتہائی افسردہ کیونکہ میں ان کے متعلق جو باتیں جان چکا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں کیا، کوئی بھی سوچ نہیں سکتا تھا کہ ان خوبصورت چہروں کے اندر اتنے گھناؤنے ہیں وہ لوگ۔ جی میں آیا کہ میں چپکے سے وہاں سے نکل بھاگوں، پر یکایک چمپا کے بیاہ اور اپنے وچن کے خیال نے میرے قدموں کو وہاں سے اُٹھنے نہ دیا۔ کچھ دیر بعد محفل برخاست ہوئی سارے مہمان جب اٹھ اٹھ کے چلے گئے تو موقع پاتے ہی ٹھیکیدار صاحب کے حضور میں حاضر ہو کر میں نے اپنا مدعا ظاہر کر دیا۔ چند سکنڈ تک وہ کچھ سوچتے رہے پھر وہ محبت جتاتے ہوئے بولے۔

تمہاری بیٹی، میری بھی بیٹی ہے پر ابھی میں انتہائی مجبور ہوں، ٹنڈر جمع کر چکا ہوں اور اس کو حاصل کرنے میں بہت خرچ ہے، کیا پتہ کب کتنے روپیوں کی ضرورت پڑ جائے لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ ٹنڈر کھلتے ہی تمہاری مدد ضرور کروں گا۔"

"اور ٹنڈر کب کھلے گا ٹھیکیدار صاحب؟" امید کی ہلکی سی روشنی میرے دل میں اب بھی باقی تھی۔

"اس کا کیا ٹھیک، کبھی وہ اعلان شدہ تاریخ پر کھل جاتا ہے اور کبھی ایک دو مہینے بعد۔"

میرے دل میں بچی بچائی امید کی روشنی پوری طرح بجھ گئی، چمپا کے بیاہ اور اپنے وچن کے نباہ کے لیے اب میرے آگے ایک ہی راستہ باقی رہ گیا تھا کہ اپنے کھیت کا کچھ حصہ گروی کر دوں یا بیچ ڈالوں، خواہ آگے جو ہو، مروں یا جیوں، بھوک اکثر سہن کر چکا تھا، پھر کر لوں گا۔ وچن دے کر کبھی توڑا نہ تھا، ایسا سوچنا بھی میرے آگے پاپ تھا۔ میں اپنے ہی خیالوں میں الجھا الجھا، کھویا کھویا سا جب ٹھیکیدار صاحب کے بنگلے کے احاطے سے باہر نکلا تو اپنے ہی گاؤں کے رحمو میاں مل گئے۔ نہ جانے وہ کب آئے تھے، کہاں آئے تھے، کیوں آئے تھے، میں نہیں جانتا تھا۔ مجھے غور سے دیکھتے ہوئے وہ بولے۔

"چلو میرے ساتھ، چائے پی کر اپنے گھر چلے جانا۔"

خواہش نہ تھی پھر بھی میں انکار نہ کر سکا، نہ جانے کیا بات تھی۔ پیار کا یہ جادو تھا یا اپنائیت کا کوئی کرشمہ تھا۔ میں سر جھکائے خاموش ان کے گھر پہنچ کے ایک تپائی پر بیٹھ گیا رحمو میاں تھوڑی ہی دیر میں چائے کی پیالیاں لیے باہر آئے۔ اور ان کے ہاتھ سے ایک پیالی لے کر جونہی میں چسکیاں لینے لگا ان کی بیوی مٹی کا ایک چھوٹا سا گھڑا اپنے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے آئیں اور گھڑے سے ان گنت سکوں کو میرے قدموں کے آگے انڈیلتی ہوئی بڑے پیار سے بولی۔

"پیٹ کاٹ کاٹ کے حج کرنے کے ارادے سے جمع کیا تھا۔ ایسی بیمار پڑی کہ اب اس سال جانے کے قابل ہی نہیں رہی ہوں، ان روپیوں سے تم چمپا کا بیاہ کر دو۔ اگلے سال مجھے حج کرا دینا۔"

سکتے کے عالم میں آکے میں اپنی زبان سے کچھ بھی نہ کہہ سکا، چائے کی پیالی زمین پر رکھ کے میں نے اپنے ہاتھوں سے ان کے پاؤں کی دھول اُٹھا کے اپنی پیشانی پر مل لیا۔ اس دھول میں انسانیت کے نور کا پھیلا ہوا اُجالا مجھے صاف نظر آ رہا تھا۔

(پٹنہ سے نشر)

تشکیک، عذابِ جاں

نعیم اشفاق

مرے گھر کے آنگن میں سرسوں کا پودا
علامت ہے افسردگی اور غم کی
مرے گھر کی چھت پر وہ مٹی کے ٹب میں
گلاب اور بیلے کی کلیاں
علامت ہیں عشرت بھری زندگی کی
لبوں پر خوشی اور پلکوں پہ نمناکیاں
تعیش تفکر کا اظہار بن کر
مرے جسم و جاں کو جِلا بخشتی ہیں
مگر میں

اداسی کے رنگوں میں لپٹی ہوئی
اپنے ہاتھوں کی بے جان لکیروں کو پڑھ پڑھ کے
تھک سا گیا ہوں

مرا واہمہ ہے
جو سانسوں کو محکوم کر کے
مجھے لمحہ لمحہ رلاتا رہے
طلسم بدن کو المناکیوں سے جلاتا رہے

(کلکتہ سے نشر)

بقیہ:- ان کاؤنٹر

جھڑپ ہو گئی۔ پربھاکر نے بھی سخت سخت سنائی اس پر نائب داروغہ نے کہا۔۔۔۔ بہت دیکھے ایسے پتر کار، جائیے جو کرتے بنے کر لیجئے گا۔

پربھاکر نے لکھنؤ آکر باسودا کو جو رپٹ اور فوٹو گراف پیش کیا اسے دیکھ کر وہ اچھل پڑے بولے۔

شاباش پربھاکر۔۔۔۔ بہت دنوں بعد تم نے ایک اچھی اور کھوج پورنہ رپٹ تیار کی ہے جس میں سرکاری ادھیکاری ننگے ہو گئے ہیں۔ اب منتری جی سے نپٹ لوں گا۔ میرا ایک کام بہت دنوں سے ٹال رہے ہیں۔ پوچھوں گا مہودے کیا اب پولیس والے اسی طرح بے زمین کسانوں کو ماریں گے؟

(آکاش وانی لکھنؤ سے نشر)

آپ کی رائے

محترم! تسلیمات عرض ہے۔

خوبصورت سرورق سے مزین مارچ ۱۶ تک کا شمارہ رانچی کے بک اسٹال پر دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ بڑی جانفشانی اور تگ و دو کے بعد ایک شمارہ ہاتھ لگا۔ آپ نے اس شمارے کو بڑی محنت سے ترتیب دیا ہے۔ رامپور سے نشر غزلیں بھی بہترین ہیں۔ مجھے خیال رامپوری کا یہ مقطع بیحد پسند آیا ؎

کٹ گیا کچھ وقت رو کر اور کچھ ہنس کر خیالؔ
آج کا غم اور خوشی دونوں برابر ہو گئے

جناب نعمانی اور ڈاکٹر آصف زمانی کا مضمون بہت ہی شاندار اور دلکش ہے۔ اور ہاں نجمہ بانو حسن کا "بہو کی تلاش ایک مصیبت" خاصا کامیاب اور حقیقت پر مبنی مضمون ہے۔ اس مصیبت سے ہم لوگوں کے گھر والے بھی حال ہی میں دو چار ہوئے ہیں۔ زبیر رضوی کا ڈرامہ بے حد اچھا معلوم ہوا، یہ ڈرامہ اپنے تاثر اور مکالمے کے لحاظ سے اردو کے بہترین ایک بابی ڈرامہ میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ احمد جمال پاشا صاحب کا مزاحیہ کچھ اچھا نہیں لگا، پاشا صاحب کے فن میں اب گراوٹ آ رہی ہے۔

"مٹی کی جانچ کی گشتی لیب" کسان بھائیوں کے لیے ایک عمدہ مضمون ہے۔

دور درشن کیندر سے نشر چیزیں کیا آواز میں شائع نہیں کی جا سکتی ہیں۔ رانچی سے نشر شدہ تخلیقات آپ آواز میں کیوں نہیں شامل کرتے ہیں؟

محمد راشد انور
اولڈ ہزاری باغ روڈ، نزد چونا بھٹہ
رانچی ۹

"آواز" کا ۱۶ر مارچ کا نیا شمارہ خریدا۔ دلچسپ اور معلوماتی مضامین کا اسے مرقع کہوں تو کوئی مبالغہ آرائی نہیں۔ ویسے "آواز" خود انفرادی طور پر اپنی نوعیت کا بیش حسین جریدہ ہے جس میں آئے دن نت نئے معلوماتی تحقیقاتی مضامین اور ایسی چیزیں پڑھنے کو ملتی ہیں جو ہماری زندگی میں روشن مینار کی طرح کارگر ہیں۔ "کفایت شعاری بشرط جاں سپاری ہے"۔ گھر کیسے چلے جب شوہر لاپروا اور فضول خرچ ہو۔ اور چھوٹا کنبہ خوشحال کنبہ" سچ مچ فکر انگیز خیالات

کی بہترین پیش کش ہیں جن کی روشنیوں میں ہم اپنی ازدواجی زندگی خوشحال اور مسرور آگیں بنا سکتے ہیں۔ "بہو کی تلاش ایک مصیبت" کے نام سے نجمہ بانو حسن صاحبہ نے جو مضمون تحریر کیا ہے آج کے معاشرے کی صداقت کا وہ بھرپور آئینہ ہے۔ جنھیں پڑھ کر ہمیں ایسے لوگوں سے نفرت اور بیزاری کا احساس ہوتا ہے جو لڑکی کم اور دسترخوان زیادہ دیکھتے ہیں۔

افسانوں میں "جنت کی کنجی" بہت پسند آیا۔ زیب النساء کس طرح اپنے چھوٹے بھائی خالد کو اپنی محبت و شفقت سے سینچ سینچ کر پروان چڑھاتی ہے اور اس لایق بناتی ہے کہ ایک دن اعلیٰ عزت افسر کے عہدے پر وہ فائز ہوا ...... لیکن مصنفہ عطیہ پروین صاحبہ کی حقیقت کبھی جھٹلائی نہیں جا سکتی جو انھوں نے پیش کی ہے۔ جب زیب النساء کا وجود کرچیوں میں ٹوٹ ٹوٹ کر اسے نشتر دے رہا تھا اور وہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔ فقط اس لیے کہ زیب النساء کے برسوں کے سپنے اور خوابوں کے شیش محل دفعتاً چور چور ہو کر ڈھ گئے۔ کیونکہ خالد کی نئی نویلی دلہن کا ایک ایک بول سنگ گراں کے چوٹ سے کم نہیں تھا۔ پیار، محبت، شفقت کی دیوی زیب النساء کو اس نے آتے ہی ایک خار تصور کر لیا۔ ایسی صورت میں وہ دیوانہ وار جس انداز میں اپنی زندگی کا نقش مٹانے کو تیزی سے گومتی کی طرف بھاگی جاتی ہے ان ہی ساعتوں میں ان کے اندر کی عورت انھیں جس انداز میں جینے کا حوصلہ دیتی ہے وہ کم تاثر انگیز نہیں۔ اور آخر میں مصنفہ نے جس نکتے پر افسانے کا خاتمہ کیا ہے وہ ہمیں بہت پسند آیا۔ لہٰذا اس افسانے میں مصنفہ نے آج کی ایسی کم فہم، ناشائستہ اور خلفشار ذہن کی لڑکیوں پر بھرپور طنز کیا ہے۔ اس کے لیے عطیہ پروین صاحبہ کو میری دلی مبارکباد قبول ہو۔ غلام رسول گردش صاحب نے رشید احمد صدیقی صاحب پر جو مقالہ لکھا ہے اس کی توسط سے ہم رشید صاحب کے بعض اہم گوشوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ غزلوں میں قیصر الجعفری صاحب کا یہ شعر مجھے پسند آیا ؎

کتاب دل کو ذرا احتیاط سے پڑھیے
سنبھالیے کہیں کوئی ورق نہ پھٹ جائے

آفتاب عالم زخمی ایں۔ اے،
شاہی خانہ۔ کے بی روڈ
صاحب گنج ۸۱۶۱۰۹ (بہار)

"آواز" ۱۶ مارچ کا شمارہ پیش نظر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آواز کے ذریعے اجالے بڑھتے جاتے ہیں اور اندھیرا دور ہوتا جاتا ہے۔ یہ عمدہ رسالہ ہر پندرہ روز بعد نئی آن بان اور سج دھج کر قاری کے سامنے آتا ہے اور قاری کا دل موہ لیتا ہے۔ یوں تو میرے گھر میں آواز باقاعدگی سے آتا تھا مگر مجھے پڑھنے کا اتفاق کم ہی ہوتا تھا۔ میں تو اسکول کی ایک طالبہ ہوں اس لئے زیادہ وقت اپنی پڑھائی پر صرف کرتی ہوں مگر ۱۶ مارچ کا شمارہ پڑھ کر دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ کفایت شعاری پر مضمون پڑھا اور بہت سی نئی باتوں کا علم ہوا۔ "چھوٹا کنبہ خوشحال کنبہ" بھی پڑھا۔
۱۴ مئی ۱۹۸۶ء

واقعی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ میرے گھر میں ہر وقت تو تو میں میں کیوں مچی رہتی ہے؟ میرے گھر میں بچوں کی فوج ہے اس لئے سکون تو غائب ہی رہتا ہے۔ سچ ہے کہ چھوٹے کنبہ سے یکسوئی ضرور ملتی ہے اور راحت بھی ملتی ہے۔ "بہو کی تلاش بھی ایک مصیبت ہے" سچ ہے۔ پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔ ہمارے محلے میں بھی ایسی مصیبت پیش آ چکی ہے۔ عطیہ پروین صاحبہ کی کہانی بڑی عمدہ ہے۔ انھیں مبارکباد پہنچائیے۔

آپ سے گزارش ہے کہ آپ اسکول کی طالبات کیلئے کچھ خاص مضامین ضرور شامل کریں۔ آپ کے آواز کے ذریعے بہت سے گھروں میں تربیت کا اچھا کام ہو سکتا ہے۔

ریحانہ تبسم
حور بانو منزل۔ اولڈ ایچ بی روڈ رانچی

یکم سے ۱۵ر اپریل ۸۶ء ۱۹ کا آواز وقت سے موصول ہوا آپ کا رسالہ یہاں ادبی حلقوں میں کافی مقبول ہے۔ آواز کا افسانہ نمبر کب شائع کر رہے ہیں۔

اردو میں اچھے ڈراموں کی کمی ہے۔ اس اعتبار سے جناب شمیم حنفی کا ریڈیائی ڈرامہ "الٹی ہو گئیں سب تدبیریں" کافی اہمیت کا حامل ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ ہر شمارہ میں ایک گوشہ ڈرامہ کے لیے مخصوص رکھیں۔ کیونکہ اس صنف کی طرف ابھی تک خاطر خواہ توجہ نہیں دی جا سکی ہے۔

ڈاکٹر صبیحہ انور اور خورشید حیات کے افسانوں نے متاثر کیا۔ جدید تر نسل کے افسانہ نگاروں میں (جو آٹھویں دہائی کے اواخر میں ابھر کر سامنے آئے ہیں) نمایاں شناخت قائم کرنے والوں میں سے ایک اہم ترین نام خورشید حیات کا بھی ہے۔ جن کے یہاں انفرادیت کی تلاش زبردست فنکارانہ عرق ریزی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا واضح ثبوت ان کا یہ افسانہ "پلین مرر میں الٹی زندگی" ہے۔ جہاں واضح طور سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کا ہر قدم نئے تخلیقی امکانات کو روشن کرتا چلا گیا ہے۔ عامر عبداللہ اس افسانہ کا اہم کردار ہے۔ "لفظوں کی موت" "طوفان سے پہلے اور طوفان کے بعد" "خود ساختہ جہنم" کے بعد خورشید حیات نے افسانوی دنیا کو ایک اچھا افسانہ دیا ہے۔ میں اس قلمکار کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں!

بدلا ہوا منظر (ڈاکٹر صبیحہ انور) پڑھتے وقت میں شروع سے آخر تک ۱۸۷۵ء رہا۔ افسانہ اپنے انداز بیان سے متاثر کرتا ہے۔ منفرد لب و لہجہ کے شاعر جناب لطف الرحمٰن کا یہ شعر خاص طور سے پسند آیا ؎

کسے نصیب ہے تیرے فراق کا سورج
میں داغ داغ اجالا ہوں رائیگاں میں نہ رکھ

غیاث الدین غیاث
کھنڈسار کہنہ، رامپور

"آواز" کا تازہ شمارہ مقامی بک اسٹال سے خرید کر پڑھا۔ پسند آیا۔ پروفیسر قمر رئیس کا مضمون "طنز و مزاح بیسویں صدی کے اوائل میں" اہمیت کا حامل ہے۔ خوشی ہوئی کہ انھوں نے انجم مانپوری کو نظر انداز نہیں کیا۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ قمر رئیس صوبائی عصبیت کا شکار نہیں ہیں۔ ورنہ بیشتر ناقدین ادب کا جو حال ہے اس سے اردو کا ہر قاری واقف ہے۔ عصبیت تنقید کے لیے زہر ہلاہل ہے اور اس سے قمر رئیس کا قلم پاک ہے۔

افسانوی حصہ اس مرتبہ معیاری ہے۔ ڈاکٹر شمیم نکہت، خورشید حیات اور ڈاکٹر صبیحہ انور کے افسانوں نے متاثر کیا۔

سلام بن رزاق، شوکت حیات، شفق، ساجد رشید، علی امام نقوی وغیرہ کے بعد جو نسل ابھر کر سامنے آئی ہے، اور جن افسانہ نگاروں نے بہت جلد اپنی ایک پہچان بنائی ہے۔ ان میں رفیع حیدر انجم، سید احمد قادری، اختر واصف، طارق چھتاری، خورشید حیات، قاسم خورشید، مشرف عالم ذوقی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آپ نے افسانہ نگاروں کی اس پیڑھی کو بھی "آواز" میں جگہ دی۔

اس بار لکھنؤ سے نشر ہونے والی تمام غزلیں معیاری ہیں۔ خاص طور سے انیس اشفاق، تسنیم فاروقی، اور نامی انصاری نے متاثر کیا۔

ارشد جمال
لیک فیکٹری روڈ، ہنڈپیڑھی، رانچی (بہار)

یکم اپریل ۱۹۸۶ء کا شمارہ جب ۵ راپریل تک موصول نہیں ہوا۔ کل اتفاق سے سرکار بک ڈپو پر جانے کا اتفاق ہوا ہم نے ان سے اردو کا ایک تازہ رسالہ مانگا تو انھوں نے "آواز" یکم اپریل ۱۹۸۶ء ہم کو دیدیا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ان کو آواز کی ایجنسی مل گئی ہے۔

ڈاکٹر زینت بشیر کا مضمون عصمت چغتائی جامع ہے۔ ماجد حسین رضوی نے دانتوں کو خوب بنایا ہے۔ اس بار افسانوں میں رئیس نجمی امروہی کا "تھکا ہوا یقین" کا پلڑا بھاری ہے۔ افسانے کا مواد حقیقت کو چھوتا ہے۔ غزلیں بےجان ہیں۔ برائے مہربانی مشاعروں کی رپورٹ بھی نشر کیا کریں۔ آپ صرف اردو پروگرام کا اوقات نامہ ہی آواز میں شائع کیا کریں۔

خالد پرویز شمسی
۲۸/۷۵ آگرہ۔۲

میرے سامنے "آواز" کا یکم اپریل کا شمارہ ہے اور اس کی تحریریں مجھے پھر کچھ لکھنے کو اکسا رہی ہیں۔ تو سب سے پہلے سرورق پر جو کہ رنگا رنگ پھولوں کے گلدستے پیش کیے ہیں ہم قارئین کیلئے میری نظر میں ان کی اہمیت کچھ اور بڑھ جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ جب میں نے ان رنگارنگ پھولوں کو دیکھا تو مجھے اپنے وطن کا گلشن نظر آیا ان پھولوں میں جو چھپے ہوئے ہیں۔ ہمارا ہندوستان بھی ایک گلدستہ ہے اور اس میں مختلف مذاہب اور مختلف زبانوں کے پھول ایک ساتھ مل کر اور سج کر بین الاقوامی سطح پر ابھرا ہے اور سارے جہان کو اپنی خوشبوؤں سے معطر کر رہا ہے۔ لکھنؤ سے اس بار غزلیں بس یونہی سی ہیں۔

احتشام انجم
بہار سوپ کمپنی، کاجی ہاؤس روڈ
کنڈ محلہ۔ ڈالٹن گنج

نیشنل پروگرام

منگل شب کی محفل موسیقی

کنکنا بنرجی کا گائن

۱۷ رمئی رات ساڑھے نو بجے

ککنا بنرجی کو علم موسیقی ورثے میں ملا ہے۔ موسیقی کی تعلیم انہوں نے نہایت کم عمری میں ہی اپنی ماں سے حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ شیریں اور پائدار آواز کی مالک ککنا بنرجی کی گائیکی میں اندور گھرانہ کی پیچیدہ دشوار تانوں کی گہرائی



ملتی ہے جو فیضان ہے استاد امیر خاں کی شاگردی کے سبب سے۔ استاد امیر خاں نے ککنا بنرجی کی تربیت کے دوران یہ خاص طور پر خیال رکھا کہ ان کی صلاحیتوں کی صحیح سمت رہنمائی کی جائے تاکہ وہ کو ہندوستانی کلاسکی موسیقی کے میدان میں اپنا مقام حاصل کر سکیں۔ اس کے علاوہ ککنا بنرجی نے میواتی گھرانے کے مشہور فنکار پنڈت پرتاپ نارائن سے بھی اسباق موسیقی لیے۔

ہنومان پرساد مشرا کا سارنگی وادن اور رام شنکر داس پاگل داس کا پکھاوج وادن

۲۴ رمئی رات ساڑھے نو بجے

ہنومان پرساد مشرا ملک کے بزرگ ترین سارنگی نواز ہیں۔ ان کا جنم ۱۹۱۵ء میں موسیقاروں کے ایک خاندان میں ہوا۔ انھوں نے محض پانچ سال کی عمر میں ہی اپنے پتا پنڈت سرسہائے مشرا سے سارنگی وادن کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔

راگوں کی موثر اور پرکشش پیش کش ان کے سارنگی وادن کی انفرادی خصوصیت ہے۔ وہ بطور سنگت کار بھی اتنے ہی مقبول ہیں جتنے سولو فنکار کی حیثیت سے ان کی قدر ہے۔

رام شنکر داس پاگل داس کا شمار ملک کے نمایاں پکھاوج فنکاروں میں کیا جاتا ہے۔ ان کا تعلق کودا‌ؤ سنگھ روایت سے ہے اور وہ اودھی گھرانہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔



انھوں نے گائن اور طبلہ وادن کی تعلیم نیپال سنگھ اور سنت شرن مست سے حاصل کی۔ بعد میں ان کو پکھاوج سے شغف ہوا اور انھوں نے سوامی بھگوان داس بابا ٹھاکر داس اور رام موہنی شرن سے پکھاوج وادن سیکھا۔

لمبی مہارت اور لگن کی مدد سے انھوں نے خود اپنے انداز کے ایک نئے پہلو کو اجاگر کیا ہے۔

مختلف پیچیدہ زیر و بم کی پیش کش اور پکھاوج کے دونوں اطراف میں توازن ان کے فن کی بنیادی خصوصیات ہیں۔

نوکا ڈوبی' ناٹک

جمعرات ۲۲ رمئی رات ساڑھے نو بجے

گرودیو رابندر ناتھ ٹیگور کے ۱۲۵ ویں یوم پیدائش کے موقع پر ان کے مشہور بنگالی ناول 'نوکا ڈوبی' کا ریڈیو ڈرامائی روپ ناٹکوں کے نیشنل پروگرام میں نشر کیا جا رہا ہے۔ اس ناٹک کو آل انڈیا ریڈیو کے سبھی اسٹیشن متعلقہ علاقائی زبانوں میں نشر کریں گے۔ ہندی عکس سشیل گپتا نے اور ڈرامائی روپ مہرین نے تیار کیا ہے۔

۱۹۰۶ میں لکھے گئے اس ناول میں سماجی تبدیلیوں اور انسانی تعلقات کی مسلسل تبدیلیوں کی عکاسی کی گئی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ انسانی زندگی میں قسمت اور اتفاقات ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

کلکتہ میں وکالت کے طالب علم رمیش اور ہیم نلنی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ رمیش کو اپنے باپ کی جانب سے خط ملنے پر اچانک کلکتہ جانا پڑ جاتا ہے۔ جہاں اس کی شادی دوسرے گاؤں کی ایک لڑکی سے کر دی جاتی ہے۔ واپسی میں ندی میں طوفان آتا ہے۔ اور ناؤ ڈوب جاتی ہے۔ ہوش آنے پر رمیش دیکھتا ہے کہ اس سے کچھ فاصلے پر ریت پر ایک نئی نویلی دلہن بیہوش پڑی ہے۔ وہ اسے اپنے ساتھ لے آتا ہے۔ جلد ہی اسے پتہ لگتا ہے کہ یہ اس کی بیوی سوشیلا نہیں بلکہ کسی اور آدمی کی بیوی کملا ہے۔ یہ بات کسی اور کو بتائے بغیر رمیش کملا کو کلکتے لے آتا ہے اور اس کے شوہر کی تلاش شروع کر دیتا ہے۔

ادھر رمیش کی طویل غیر حاضری اور رویے میں تبدیلی دیکھ کر ہیم نلنی کا بھائی جوگیں اپنے دوست اکشے کی مدد سے اس راز سے پردہ اٹھانا شروع کرتا ہے اور یہ جان جاتا ہے کہ رمیش کسی اور لڑکی کے ساتھ رہ رہا ہے۔ رمیش کو دھمکی دی جاتی ہے کہ وہ آئندہ ہیم نلنی سے ملنے کی کوشش نہ کرے۔ لیکن ہیم نلنی اس کہانی پر یقین نہیں کرتی کیونکہ اسے اپنے رمیش پر پورا بھروسہ ہے۔

قسمت ایک اور کھیل کھیلتی ہے۔ ہیم نلنی کو لکھے گئے ایک خط سے کملا کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ رمیش کی پتنی نہیں ہے۔ اس کے پتی کا نام ڈاکٹر نلنا کش ہے۔ وہ فوراً رمیش کے گھر سے نکل جاتی ہے۔

کیا کملا اور اس کے پتی کا ملن ہونا ہے؟ کیا رمیش ہیم نلنی کو حقیقت سے آگاہ کر کے اس کے گھر والوں کے شبہات دور کر دیتا ہے؟

بنگلہ زبان ہی نہیں، دنیا کے کسی بھی بڑے ادب میں رابندر ناتھ ٹیگور کا نام محتاج تعارف نہیں ہے۔ ۱۹۱۳ میں آپ کو ادب میں 'نوبل پرائز' دیا گیا۔

اس ناول کے روپانترکار مہرسین بنگلہ زبان کے مشہور ڈرامہ نگار ہیں۔ آپ نے ریڈیو، ٹی وی، ناٹکوں کے ساتھ فلموں کے لیے بھی لکھا ہے۔

'گنگا کی صفائی' فیچر

جمعہ ۲۳ رمئی رات ساڑھے نو بجے

یہ نہایت تعجب خیز امر ہے کہ وہ دریائے گنگا جس کو مقدس ترین دریا سمجھا جاتا ہے، جس کا چھو جانا آدمی کے جسم اور روح دونوں کو پاک و صاف کر دیتا ہے آج خود اسے صاف کیے جانے کی ضرورت ہے۔

ایل کے ملہوترہ کے تحریر کردہ اس فیچر میں تاریخ گنگا کے اس نئے باب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ گو کہ گنگا کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود ہندوستان کی تہذیب۔ لیکن آج گنگا کی صفائی کی جتنی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے وہ پہلے کبھی نہیں محسوس کی گئی تھی۔

جے کمار پنوار کا وائلن وادن

۲۰ رمئی دس بجے

جے کمار نے محض دس برس کی عمر میں ہی اپنے پتا مہاراج پنوار سے وائلن وادن کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ اس کے علاوہ انہوں نے رام لال ماتھر سے گائن کی تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ مشہور وائلن نواز ستیہ دیو پنوار سے بھی رہنمائی حاصل کرنے کا انہیں شرف حاصل رہا ہے۔

وائلن پر جودا اور الاپ میں ماہر جے کمار آکاشوانی جے پور کے اسٹاف میں شامل ہیں۔

سنتوش ماتھر کا گائن

۲۷ رمئی دس بجے

سنتوش ماتھر نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم ونستھلی ودیاپیٹھ (راجستھان) کے لکشمن بھٹ تلنگ سے پائی۔ اس



کے بعد دہلی یونیورسٹی سے موسیقی میں ایم اے کیا۔ سنتوش ماتھر کو جواں سال گائیکوں کی نسل میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ انہوں نے گائن کی باریکیوں کا علم پنڈت جسراج سے حاصل کیا ہے۔



فنکار میں سان کا جنم ۱۹۱۵ء میں موسیقاروں کے ایک خاندان

دوردرشن

دہلی
چینل 4 تصویر 62.25 MHz
بینڈ 1 آواز 67.75 MHz

مسوری
چینل 10 تصویر 210.25 MHz
بینڈ 3 آواز 215.75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام
۶-۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)
۷-۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات
۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
۹-۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۱۱-۴۵ نیوز ہیڈلائن (ہفتہ کو ۱۲-۳۰ پر)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
سائنس (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہپہر ۳-۱۵
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۰-۱۵ اور سہپہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۰-۱۱ اور سہپہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح
۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہپہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور سہپہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ
صبح
۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
حساب (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہپہر ۳-۱۵ بائیلوجی (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور شام ۴-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات
صبح
۹-۴۰ اور سہپہر ۳-۱۵
جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱۰-۵۵ اور سہپہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۰-۱۱ اور سہپہر ۴-۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ
صبح
۹-۴۰ اور سہپہر ۳-۱۵
فزکس (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور سہپہر ۴-۴۵ انگریزی کا سبق
(چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴۰
اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

دہلی I

اتوار
صبح
۹-۳۰ سرب سانجھی گوربانی / کارٹون فلم / پدبھائی
۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۰۰ مکی اینڈ ڈونالڈ
والٹ ڈزنی کی کارٹون فلم
۱۰-۲۵ ایک، دو، تین، چار (ہندی سیریل)
۱۰-۵۰ ایڈونچرز آف شرلاک ہومز
انگریزی ادیب آرتھر کانن ڈائل کے نامور جاسوسی کردار شرلاک ہومز کے کارناموں پر مبنی انگریزی سیریل
۱۱-۴۰ پنکھوں سے پنجوں تک
ہندی سیریل
۱۲-۰۵ رجنی / لینا دینا (ہندی سیریل)
دوپہر
۱۲-۳۵ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)
۱-۰۰ خزانہ (ہندی سیریل)
۱-۳۰ کہاں گئے وہ لوگ (ہندی سیریل)
۲-۰۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)

علاقائی زبان کی فیچر فلم
(II III اور V اتوار)
۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
شام
۵-۰۰ آزادی کی کہانی
۵-۱۵ دادا، دادی کی کہانی / وکرم اور بیتال
۵-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ اندھی گلیاں
نشیلی ادویات کے استعمال پر پروگرام

۹-۰۰ **اسپانسرڈ پروگرام**

۱۰-۰۰ **فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام**

۱۰-۵۵ **کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام**

پیر
شام ۶-۰۰ کارٹون / پپٹ / سائنس / سرکس فلم
۶-۱۵ ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (I III اور V پیر)
مہلاؤں کے لیے (II اور IV پیر)
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۷-۳۰ سندھ سماچار / سنگیت
۷-۴۰ ہندی ناٹک

۹-۰۰ **نکڑ (ہندی سیریل)**

۹-۵۰ **چتر مالا: علاقائی فلموں سے گیت و رقص**

۱۰-۲۰ **چھپتے چھپتے** (ہندی سیریل)

۱۰-۴۵ **رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے**

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

منگل
شام
۶-۰۰ وستو درشن
۶-۱۵ قانونی صلاح

۱۰ر مئی ۱۹۸۶ء

(I III اور V منگل)
ہمارے کلاکار، ہمارے ادیوگ
(II اور IV منگل)
۶-۲۵ کھیل اور کھلاڑی
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / بزم (اردو ادبی میگزین)
۸-۱۰ یوتھ فورم (I III اور V منگل)
یووامنچ (II اور IV منگل)

۹-۰۰ بنیاد : ہندی سیریل

۹-۵۰ پنورامار (I III اور V منگل)

جن وانی (II اور IV منگل)

۱۰-۳۰ 'دی میکنگ آف مین کائینڈ' (انگریزی سیریل)

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / گلوبل گلمپسز

بدھ

شام
۶-۰۰ وکاس کی اور (۲۰ نکاتی پروگرام)
۶-۱۵ نٹ کھٹ دنیا / بچوں کے لیے
۶-۳۵ مہیلاؤں کے لیے
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)

۹-۰۰ ہندی سیریل

۹-۵۰ رونگ آئی

۱۰-۲۰ گجوبے (ہندی سیریل)

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعرات

شام
۶-۰۰ گھریلو نسخے
۶-۱۵ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۴۵ آزادی کے دیوانے
مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ کھیل فن
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگیت
۸-۲۵ انگریزی سیریل

۹-۰۰ ستیہ جیت رے کی پیش کش (ہندی سیریل)

۹-۵۰ پرشن منچ / اسپورٹس کوئیز

۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ

شام
۶-۰۰ آپ کا پریوار
۶-۱۵ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۴۵ سگم سنگیت
۷-۳۰ سندیش سماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار

۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)

۹-۵۰ رشتے ناطے (ہندی سیریل)

۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس / ان دس آور لینڈ / اسٹیٹس آف دی یونین

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر
۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۰ فریگل راک
۲-۳۵ یوتھ فورم
۳-۰۰ ویسٹرن میوزک
۳-۲۵ کرشن اوتار

شام
۶-۰۰ جان ہے جہان ہے
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی / انگریزی)
۷-۱۰ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / فاردی فورسس / سگم سنگیت
۷-۴۰ سگم سنگیت
۸-۱۰ سپتاہکی

۹-۰۰ بنیاد : ہندی سیریل

۹-۵۰ سائنس پروگرام / اسٹرگل فار فریڈم / فلم ڈویژن کی فلم

دہلی II

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)
۷-۴۰ اوشیکشا جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ڈاکیومنٹری فلم
۷-۰۰ شاستریہ سنگیت (ساز)
۷-۴۵ بھورنگ
۸-۰۵ مغربی موسیقی

پیر

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ انگریزی سیریل فلم
۷-۱۵ چہل پہل (ثقافتی سرگرمیوں کا جائزہ)
۷-۴۵ مختصر فلم / ڈاکیومنٹری
۸-۰۰ شاستریہ سنگیت / پینل ڈسکشن (ہندی / انگریزی)

منگل

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ نوودیہ
اسکول کے بچوں کا پیش کردہ پروگرام
۷-۱۵ یہ دلی ہے : ناگرک سمسیا
۷-۴۵ سیریل ڈرامہ (ہندی)
۸-۱۵ پوپ میوزک

بدھ

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ پروڈاؤں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے (کلا پری کرما)
۷-۴۵ لیونگ پلانٹ (انگریزی سیریل)

جمعرات

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ کوئیز پروگرام / سنیے سوچیے بولیے
۷-۱۵ سماچار ڈائری
۷-۴۵ پنجابی مہین : پنجابی میں ملا جلا پروگرام

جمعہ

شام
۶-۳۰ قوالیاں
۶-۴۵ بزم (اردو ادبی میگزین پروگرام)
۷-۱۵ یہ دلی ہے (ناگرک سمسیا)
۷-۴۵ انگریزی ڈرامہ

ہفتہ

شام
۶-۳۰ اگلے ہفتے میں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ یہ دلی ہے (آئینہ)
۷-۴۵ کلاسیکل میوزک / ڈانس
۸-۱۵ باتیں اس زمانے کی (ماضی پر ایک نظر)

ضرورت کے مطابق سے پروگراموں میں تبدیلی کا امکان ہے۔

سرینگر

چینل ۴ تصویر 62.25 MHz
بینڈ 1 آواز 17.75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

دوپہر اور سہ پہر

۱۲-۲۵ ، ۰۰-۴ اردو میں تعلیمی پروگرام (پیر اور جمعہ)

۱۲-۴۵ ، ۴-۴۵ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (سوائے اتوار اور تعطیلات کے)

۵-۵۰ دیہی ناظرین کے لیے (پیر تا جمعرات)

شام

۷-۲۵ کشمیری میں خبریں

۷-۳۰ اردو میں خبریں

۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

جالندھر

چینل ۹ تصویر 203 25 MHz
بینڈ 13 آواز 208.75 MHz

امرتسر

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 194 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح

۸-۳۰ ، شام ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (اتوار)

شام

۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (پیر تا جمعہ)

۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
پروگراموں کا خلاصہ (ہفتہ)

دوپہر

۱۲-۴۵ اور ۱-۴۵
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

شام

۵-۱۵ پنجابی فیچر فلم (IV ہفتہ)

۵-۳۰ پنجابی میں مختصر خبریں (روزانہ سوائے اتوار)

۵-۴۵ اور ۷-۲۵ ، ہندی فیچر فلم (اتوار)

۶-۰۰ میرا پنڈ میرے کھیت (پیر منگل بدھ اور جمعہ)

۷-۳۰ پنجابی میں خبریں

۷-۴۰ رشماں (اتوار، پیر، بدھ اور جمعہ)
میل پتھر (منگل، جمعرات اور ہفتہ)

۷-۴۵ پنجابی ناٹک (پیر)
چترہار (منگل اور ہفتہ)
ہندی ناٹک (جمعہ)

۸-۰۵ چترہار (بدھ)

۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے)

لکھنؤ

چینل ۴ تصویر 62 25 MHz
بینڈ ۱ آواز 67 75 MHz

کانپور

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح

۹-۴۵ تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

۱۲-۴۵ اور سہ پہر ۴-۰۰
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام

۶-۳۰ چوپال ــ کسانوں کے لیے
(روزانہ سوائے ہفتہ اور اتوار)

۷-۳۰ سماچار

۷-۴۰ آئندہ کل کے پروگراموں کا خلاصہ

۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

بمبئی

چینل ۴ تصویر 62.25 MHz
بینڈ ۱ آواز 67.75 MHz

پونہ

چینل ۶ تصویر 175.25 MHz
بینڈ 3 آواز 180.25 MHz

پناجی

چینل 7 تصویر 189.25 MHz
بینڈ 3 آواز 191.75 MHz

بمبئی I

اتوار

صبح

۹-۰۰ پرتبھا اور پرتیما (مراٹھی)

۹-۳۰ سپتا ہکی

۱۰-۰۰ سے دوپہر ۱-۵۵ تک
اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے)

۲-۰۰ علاقائی فیچر فلم

۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ

۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم

۷-۳۰ بات میے (مراٹھی میں علاقائی خبریں روزانہ)

رات

۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک نیشنل پروگرام

پیر

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن

۱۲-۴۵ اور شام ۴-۰۰ یو جی سی ٹیلی کاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار)

شام

۵-۴۵ ڈاکومنٹری (مراٹھی)

۶-۰۰ بچوں کے لیے (مراٹھی)

۶-۳۰ زرعی پروگرام

۷-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لیے

۷-۲۰ گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات / کمیونٹی گیت

۷-۲۸ کل کے پروگراموں کا خلاصہ (مراٹھی)
(روزانہ سوائے اتوار)

۷-۴۰ اسپورٹس پروگرام (مراٹھی)

۸-۱۰ یوتھ پروگرام (مراٹھی)

منگل

شام

۵-۴۵ مراٹھی لوک سنگیت

۶-۰۰ گجراتی میں گھریلو پروگرام (I، III، V)
ہندی میں گھریلو پروگرام (II اور IV)

۶-۳۰ مراٹھی غیر نصابی تعلیم کا پروگرام

۷-۰۰ مراٹھی فلموں کے رقص و گیتوں پر مبنی پروگرام (I، II، IV اور V)
ناٹیہ سنگیت (III)

۷-۴۰ فلم اور اسٹیج کی مشہور شخصیتوں سے متعلق مراٹھی پروگرام (I اور III)
گجراتی پروگرام (II)
مراٹھی میں وراثتی پروگرام (IV)
رنگارنگ ہندی پروگرام (V)

صبح

بدھ

۴۰۔۱۰ اور دوپہر ۰۰۔۲
اسکول ٹیلی ویژن

۴۵۔۵ سگم سنگیت (مراٹھی) (I، III، V)
سگم سنگیت (کوکنی / ملوانی) (II، IV)

۰۰۔۶ بچوں کے لیے (ہندی) (I، III، V)
بچوں کے لیے (انگریزی) (II اور IV)

۳۰۔۶ زراعتی پروگرام

۵۵۔۶ مراٹھی میں ادبی میگزین (I اور III)
سگم سنگیت مراٹھی (II)
مراٹھی کوی سمیلن (IV)
ملوانی پروگرام (V)

۴۰۔۷ تعلیمی پروگرام (I)
قانون اور عام آدمی (II)
ملکھی ویگالی ملنسے (III)
ہندی میگزین (IV)
سندھی پروگرام (V)

۰۰۔۸ چترہار

شام

جمعرات

۴۵۔۵ گجراتی سگم سنگیت (I، III، V)
ہندی سگم سنگیت (II، IV)

۰۰۔۶ صنعتی مزدوروں کے لئے (مراٹھی)

۲۰۔۶ مراٹھی میں گھریلو پروگرام

۵۰۔۶ مراٹھی میں غیر نصابی تعلیم

۲۰۔۷ مراٹھی میں زراعتی پروگرام

۴۰۔۷ مراٹھی ڈرامہ (I، III)
ہندی ڈرامہ (II) گجراتی ڈرامہ (IV)
ناٹیہ داوکن: مراٹھی ڈراموں کا تنقیدی جائزہ (V)

۰۰۔۸ کلاسیکی گاین (I) کلاسیکی رقص (III)
(II، IV) کلاسیکی ساز سنگیت (V)

صبح

جمعہ

۴۰۔۱۰ اور دوپہر ۰۰۔۲
اسکول ٹیلی ویژن

۴۵۔۵ درشت چترد (I، III، V) مراٹھی میں ڈکیومنٹری فلم (II، IV)

۰۰۔۶ گجراتی میں بچوں کے لئے

۲۰۔۶ زراعتی پروگرام

۰۰۔۷ مراٹھی میں صحت سے متعلق پروگرام

۴۰۔۷ کلاسیکی رقص (I) امرت منتھن

سنسکرت پروگرام (II) کوکنی پروگرام (III) کلاسیکی موسیقی (IV)
کرنٹ افیئرز۔ مراٹھی (V)

۰۵۔۸ چھایاگیت (ہندی فلموں سے رقص اور گیت)

صبح

ہفتہ

۴۰۔۱۰ اور دوپہر ۰۰۔۲
اسکول ٹیلی ویژن (اساتذہ کے لئے پروگرام (IV)

شام

۴۵۔۴ طویل ڈرامہ (مراٹھی/ہندی/گجراتی) (I)
مراٹھی فیچر فلم (II، III، IV)
گجراتی فیچر فلم (V)

۰۰۔۷ سروا تول (انگریزی سیریل)

۴۰۔۷ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن (I، III)
چترگیت (گجراتی فلموں سے رقص اور گیت) (II) چکرویو/کرنٹ افیئرز (مراٹھی) (IV) مراٹھی پروگرام دوبارہ ٹیلی کاسٹ (V)

۱۰۔۸ سپتاہکی

بمبئی II

شام

اتوار

۳۰۔۶ سگم سنگیت (مراٹھی)

۰۰۔۷ سندھی پروگرام (I)
ملیالم پروگرام (II) کنڑ پروگرام (III)
تمل پروگرام (IV) تیلگو پروگرام (V)

۳۰۔۷ مغربی موسیقی / پوپ میوزک

۰۰۔۸ شاستریہ گاین (I، III) شاستریہ سنگیت (IV)
شاستریہ نرتیہ (II، V)

۲۸۔۸ کل کے پروگرام (روزانہ)

شام

پیر

۳۰۔۶ سگم سنگیت (مراٹھی)

۰۰۔۷ ہندی میگزین (I، III)
اردو میگزین (II، IV، V)

۳۰۔۷ سواستھ چرچا (I، III، V) ہیلتھ فورم (انگریزی) (II، IV)

۰۰۔۸ انگریزی سیریل فلم

شام

منگل

۳۰۔۶ لوک کلائیں / لوک گیت اور گجرات کی روایتی کلائیں (I)
شام غزل (II) وگیان لوک (III، V)
آروگیہ (IV)

۰۰۔۷ مراٹھی سیریل

۳۰۔۷ پارسی کامیڈی (I) کرنٹ افیئرز (مراٹھی)
(II) پری جات گجراتی (III) ڈانس ڈرامہ منگل (V)

۰۰۔۸ پورٹریٹ / ڈاؤن میموری لین

شام

بدھ

۳۰۔۶ مراٹھی لوک سنگیت

۴۵۔۶ آج چے پھولے

۰۰۔۷ یووادرشن (ہندی) (I، III، V)
یووادرشن (گجراتی) (II، IV)

۳۰۔۷ سگم سنگیت

۴۰۔۷ کنزیومر فورم (I، III، V) کھیل اسپین (II، IV)

۰۰۔۸ ہندی سیریل

شام

جمعرات

۳۰۔۶ مراٹھی میں ووکیشنل گائیڈنس پروگرام

۵۰۔۶ فلم ڈویژن کی فلم ہندی

۰۰۔۷ گیسٹ آف دی ویک (ہندی/انگریزی) (I، III) آورلا (ہندی/انگریزی) (II، IV) ڈکیومنٹری فلم (انگریزی) (V)

۲۰۔۷ ورندگان

۴۲۔۷ لیٹ اس فیس اٹ (I، III)
ینگ ورلڈ (انگریزی) (II، IV)
ڈانس بیلے (V)

۰۰۔۸ پنجابی پروگرام (I) ماحولیاتی مسائل پر مبنی پروگرام (II، IV) کھیل اور کوسچن (III) لائف اسکیپ (V)

شام

جمعہ

۳۰۔۶ شہری مسائل (I، III، V) نوجوان بچوں کیلئے
مراٹھی پروگرام (II، IV)

۰۰۔۷ واٹ از دی گڈ ورڈ ( ) فوکس یا سائنس رپورٹ (II اور IV) جھاسے آرکائیوز سے (III، V)

۳۰۔۷ اسپونسرڈ پروگرام / دوسرے کیندروں سے

۰۰۔۸ انگریزی سیریل

شام

ہفتہ

۳۰۔۶ انگریزی ڈکیومنٹری فلم (I، III، V) مراٹھی ڈکیومنٹری فلم (II، IV)

۴۵۔۶ لانگ سیریل / لانگ فیچر فلم

۴۰۔۷ سپتاہکی

۰۰۔۸ کرنٹس کراس کرنٹس (انگریزی)

وودھ بھارتی

سور سدھا : شام ۶.۴۵

راگ پہاڑی

۱۶ رمئی لتا، کشور اور کورس
فلم سلسلہ
بڑے غلام علی خاں : گائن
روی شنکر : ستار

راگ مالگنجی

۱۷ رمئی لتا : فلم چھوٹے نواب
ستیش بھوٹانی : بھجن
ونائیک راؤ پٹوردھن اور
نارائن راؤ ویاس : گائن

راگ شنکرا

۱۸ رمئی لتا : فلم عاشق
مالتی پانڈے : گائن
ششیر کنا دھر چودھری : وائلن

راگ برنداہنی سارنگ

۱۹ رمئی فلم : رانی روپ متی
لطافت حسین خاں : گائن
گجانن راؤ جوشی : وائلن

راگ للت

۲۰ رمئی منا ڈے : لتا
فلم چاچا زندہ باد
سنالو بندھو : گائن
نکھل بنرجی : ستار

راگ ویلشکار

۲۱ رمئی فلم : رضیہ سلطان
ہیرا بائی بڑودیکر : گائن
بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی

راگ بھاس

۲۲ رمئی سریش واڈیکر : فلم آنسو
ایم بی سرنائیک : گائن
کارتک کمار : ستار

راگ بھیروی

۲۳ رمئی آشا : فلم آنکھیں
شوبھا گرٹو : گائن

روی شنکر اور علی اکبر خاں
ستار اور سرود

راگ بیراگی

۲۴ رمئی آشا اور بھوپیندر فلم اوتار
نیاز احمد فیاض احمد خاں : گائن
بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی

راگ کلاونتی

۲۵ رمئی لتا : فلم الجھن
پربھا اترے : گائن
شوکمار شرما : سنتور

راگ جھنجھوٹی

۲۶ رمئی لتا : فلم چتر لیکھا
حفیظ احمد خاں : گائن
امجد علی خاں : سرود

راگ مشر مانڈ

۲۷ رمئی لتا : فلم : ہیر رانجھا
برج بھوشن کابرہ : گیٹار
روی شنکر : ستار

راگ ہنس دھونی

۲۸ رمئی لتا : منا ڈے : فلم پریوار
سندھیا مکرجی : گائن
بھونیشور مشر : وائلن

راگ کامود

۲۹ رمئی سمن کلیانپور : فلم : نورجہاں
ڈی وی پلسکر : گائن
شیام لال : شہنائی

راگ مارروا

۳۰ رمئی لتا : فلم : ابھلاشا
جیتندر ابھلاشی : گائن
ہری پرساد چورسیا : بانسری

راگ جوگ کونس

۳۱ رمئی لتا : غزل
سرسوتی رائے : گائن
سری دھر پرسیکر : وائلن

سنگیت سریتا
صبح ۷.۳۰

راگ درگا

۱۶ رمئی فلم : گیت گایا پتھروں نے
کشوری امونکر اور کورس
امجد علی خاں : سرود

راگ ہنس دھونی

۱۷ رمئی فلم : پریوار : لتا منگیشکر
پردیپ چٹرجی : گائن

راگ پہاڑی

۱۹ رمئی فلم : دوستی : محمد رفیع
استاد نزاکت علی اور
سلامت علی خاں : گائن
۲۰ رمئی فلم : آرادھنا : کشور کمار اور
آشا بھونسلے
استاد بڑے غلام علی خاں
پہاڑی ٹھمری
۲۱ رمئی فلم : آخری خط : لتا
ہری پرساد چورسیا : بانسری
۲۲ رمئی فلم : پریم پربت : لتا
شوکمار شرما : سنتور پر
پہاڑی دھن
۲۳ رمئی فلم : چودھویں کا چاند
محمد رفیع
آپا جلگا ؤنکر : ہارمونیم پر
پہاڑی دھن
۲۴ رمئی فلم : تاج محل : رفیع اور لتا
نرملا ارون : پہاڑی ٹھمری

راگ مانڈ

۲۶ رمئی فلم : ہیر رانجھا : لتا
ڈی ایل کابرہ : سرود
۲۷ رمئی فلم : ابھیمان : لتا

راگ بہاگ

۲۸ رمئی فلم : میرے محبوب : لتا
بھونیشور مشر : وائلن
۲۹ رمئی کے ایل سہگل
پنڈت جسراج

راگ کھماج

۳۰ رمئی فلم : امر پریم
سدھیشوری دیوی : ٹھمری
۳۱ رمئی فلم : رشتے ناطے : لتا
پنا لال گھوش : بانسری پر
ٹھمری کھماج

انورنجنی
سہ پہر ۳.۱۵

۱۶ رمئی راگ باگیشری : کمار گندھرو
راگ دیوگری اور جے جے ونتی
گنگو بائی ہنگل
۱۷ رمئی راگ بھیروی
اشش خاں : سرود
راگ مارو بہاگ
برج بھوشن کابرہ : گیٹار
۱۹ رمئی راگ للت، رامکلی، نٹ بہاگ
اور دادرا
استاد فیاض خاں
ٹھمری پیلو
استاد برکت علی خاں
۲۰ رمئی راگ پٹ دیپ
ونائیک وو ہرا : تار شہنائی
راگ مشر پیلو
جے پرکاش گھوش، ادی بلسارا
ہارمونیم اور پیانو
۲۱ رمئی راگ کوشی بھیرو
سنندا پٹنائیک
راگ مالکونس
پنڈت یسونت پروہت
۲۲ رمئی راگ سوہنی : ٹھمری مشر کافی
نکھل بنرجی : ستار
۲۳ رمئی راگ راگیشری
استاد بڑے غلام علی خاں
راگ گن کلی، یمن، امرناتھ
۲۴ رمئی راگ جھنجھوٹی : شوکمار شرما



اوربری پرساد چورسیا
سنطور اور بانسری جگلبندی
طبلے پر سنگیت
کاشی ناتھ مشر
ارجن شہجیوال: پکھاوج
۲۶رمئی راگ للت
استاد امیر خاں : گائن
رسولن بائی : ٹھمری
۲۷رمئی راگ بھیروی
رئیس خاں اور برج بھوشن کابرہ
ستار اور گیٹار پر جگلبندی
راگ برندابنی سارنگ، دیس
دیویندر مردیشور
۲۸رمئی راگ درباری کانہڑہ
نصیر محی الدین خاں ڈاگر اور
نصیر امیر الدین خاں ڈاگر دھمار
راگ سورٹھ
منور علی خاں : گائن
۲۹رمئی راگ کامود
بدھو دیوداس گپتا : سرود
راگ کلاوتی
ششانک کٹی: ستار
۳۰رمئی راگ گجری توڑی، بھیروی
رمیش ندکرنی
راگ نٹ بھیروی
سنگھو بندھو
۳۱رمئی راگ بلاول، اہیر بھیرو
کے دانار : وائلن
راگ کلاورنجنی: کارتک کمار

ہوا محل
رات ۹-۱۵

۱۶رمئی نکلنا خلد سے

تحریر: لطیف فامش
پیش کش: ممتاز شکیب
۱۸رمئی جرمانہ : تحریر: جے سنگھ ویس اٹھور
پیش کش : ممتاز شکیب
۱۹رمئی نیا سویرا (حصہ II)
تحریر: ورشا داس
پیش کش: کمل دت
۲۰رمئی بیروانی: تحریر: ابھیلاشش
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۱رمئی برے پھنسے
تحریر: اجے جوشی
پیش کش: جٹا شنکر شرما
۲۳رمئی بدھو وانی
تحریر: پرتبھا سنگھ
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۴رمئی پرکھو: تحریر: عابد خاں
پیش کش: ممتاز شکیب
۲۵رمئی دھرنے کا ڈراما
تحریر: ابراہیم اشک
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۶رمئی بالی ڈے موڈ
تحریر: راجیش بھدورپ
پیش کش: پرکاش سکسینہ
۲۷رمئی پنڈت نہرو کا انتر دوا ندا
تحریر: وشوناتھ سچدیو
پیش کش: انوپ سیٹھی
۲۸رمئی سوتیلی ماں (حصہ I سے III)
سے ۳۱رمئی تحریر: کشمب راؤ : ریڈیو
عکس : آننت
پیش کش: مختار احمد

رس وہار
رات ۸-۱۵

۱۹رمئی شیشے کی دیوار
تحریر: ریکھا دیش پانڈے
پیش کش: اچلا ناگر

ملن یامنی
رات ۸-۱۵

۱۷رمئی شرارت
تحریر: سلام بن رزاق
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۴رمئی بے مثال
تحریر: سنتوش ورما
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷،۱۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)، ۲۸۰،۱۱ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو ۴۸،۷ میٹر (۶۱۵۵ کلو ہرٹز)
دوسری مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷،۱۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰،۱۱ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو ۳۱،۱۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)
تیسری مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷،۱۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو ۹۱،۵ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

جمعہ ۱۶رمئی

صبح
۶-۰۵ شہر صبا
کمل ہنس پال: فراق گورکھپوری
فانی بدایونی اور ساحر لدھیانوی
کا کلام
مہندر سنگھ: پورن سنگھ ہوش
ترلوک چند کوثر اور راج بہادر
راج کا کلام
۷-۳۰ سنیل مکرجی: سرود پر
راگ بسنت مکھاری
۹-۰۰ آؤ بچو: ہمارے صوفی سنت
"حضرت بابا فرید گنج شکر" تقریر از
ڈاکٹر نثار احمد فاروقی
گیت: بچوں کی دنیا۔ بچوں
کے خط

دوپہر
۲-۳۰ "پیہم رواں ہے زندگی" فیچر
رات
۸-۳۰ حسن غزل
مدھو رانی: غالب کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بھیم سین جوشی
خیال پوریا کلیان
سنیل مکرجی
سرود پر راگ بہاگ

ہفتہ ۱۷رمئی

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
کرونا ابرول: آتش، ظفر
اور عرش ملسیانی کا کلام
اندرہ نرائن: جگر مرادآبادی
اور زبیر رضوی کا کلام
۷-۰۵ رمیش پریم: وچترو ینا پر
اہیر بھیرو
۸-۳۰ حسن غزل
مدھو بالا چاولہ: جگر اور
فیض کا کلام
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
"آپ کے شب و روز" فیچر
ترتیب: ناشر نقوی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد بڑے غلام علی خاں خیال
رمیش پریم: وچترو ینا

اتوار ۱۸رمئی

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
مینو پرشوتم: فراق اور
میر کا کلام
۷-۰۵ ساز طرب
اننت لال وساتھی
شہنائی پر راگ دیسی

رات
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ڈی وی پلسکر
خیال جے جے ونتی
اننت لال اور ساتھی
شہنائی پر راگ بہاگ

پیر ۱۹رمئی

صبح
۷-۰۵ ساز طرب

دیویندر مردیشور؛ بانسری پر
راگ بسنت مکھاری
۹-۴۲ دیپالی ناگ؛ خیال للت

رات
۹-۰۰ کلام شاعر: آزاد گلاٹی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
دیپالی ناگ؛ خیال بروا
دیویندر مردیشور: بانسری پر
راگ ابھوگی کانہڑہ

منگل ۲۰ مئی

صبح
۷-۰۵ سازطرب
ایم۔ ایس۔ گوپال کرشنن
وائلن پر راگ توڑی
۷-۲۳ عنایت حسین نظامی
خیال جون پوری

دوپہر
۲-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
اکیسویں صدی کی دہلیز پر
سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان
میں پیش رفت؛ تقریر از
معصوم مراد آبادی
گیت؛ اسپورٹس نیوز

رات
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
عنایت حسین نظامی
خیال پوریا کلیان
ایم۔ ایس۔ گوپال کرشنن
وائلن پر راگ باگیشوری

بدھ ۲۱ مئی

صبح
۷-۰۵ سازطرب
پپوش پوار
سنطور پر راگ پرابھ بھیرو
۹-۴۲ استاد فیاض خاں
خیال زیلاف

رات
۱۰-۰۰ افسانہ از رتن سنگھ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد فیاض خاں
خیال درباری
پپوش پوار؛ سنطور
راگ رگیشوری

جمعرات ۲۲ مئی

صبح
۷-۰۵ سازطرب
احمد علی خاں: سرود پر راگ للت

دوپہر
۲-۳۰ حرف غزل
تحریر: عشرت جہاں ہاشمی

رات
۱۰-۰۰ آئینہ (ادبی میگزین)
"پیروڈی نمبر"
ایڈیٹر: کے۔ کے۔ کھلر
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گنگو بائی ہنگل: خیال کلاوتی
امجد علی خاں: سرود پر
راگ تلک کامود

جمعہ ۲۳ مئی

صبح
۷-۰۵ سازطرب
سدھو رام جادھو اور ہمنوا
سندری پر دھن

رات
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گنگو بائی ہنگل خیال کیدار
سدھو رام جادھو اور ہمنوا
سندری پر راگ مالکونس
اور دھن

ہفتہ ۲۴ مئی

صبح
۷-۰۵ سازطرب
رام نارائن
سارنگی پر راگ بھیروی

رات
۲-۲۵ نئی نسل نئی روشنی
فلم کوئز
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
غلام مصطفیٰ خاں خیال
رام نرائن؛ سارنگی پر
راگ پوریا کلیان

اتوار ۲۵ مئی

صبح
۷-۰۵ سازطرب
برج بھوشن کابرا
گیٹار پر راگ بلاول

رات
"سپنا کھلتے پھولوں کا" ڈرامہ
تحریر: ڈاکٹر گووند چاتک
پیشکش: پریم دوہرہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ہیرا بائی بڑودیکر
خیال پوریا کلیان
برج بھوشن کابرا
گٹار پر راگ ایمن

پیر ۲۶ مئی

صبح
۷-۰۵ سازطرب
جگناتھ اور ساتھی
شہنائی پر راگ دیسی
۹-۴۲ کلاسیکی موسیقی
پنڈت حسن لال: خیال بیراگی

دوپہر
۲-۳۰ "سپنا کھلتے پھولوں کا" ڈرامہ
دوبارہ نشریہ

رات
۹-۰۰ کلام شاعر: عرش صہبائی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پنڈت حسن لال
خیال جوگ کونس
جگناتھ اور ساتھی
شہنائی پر راگ چندر پربھا

منگل ۲۷ مئی

صبح
۷-۰۵ سازطرب
عبدالحلیم جعفر خاں: ستار پر
راگ دیوگری بلاول
۹-۴۲ کلاسیکی موسیقی
حفیظ احمد خاں
خیال بھوپالی توڑی

دوپہر
۲-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
"اکیسویں صدی کی دہلیز پر"
تقریر از ایم شہباز
افسانہ از راشد ناظری

رات
۱۰-۰۰ مشاعرہ: شرکا شعرا
اسعد بدایونی، ساجدہ زیدی
مزاج کومل، مشتر جھنجھانوی
ابرار کرت پوری اور
قاضی سعید الدین
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
حفیظ احمد خاں؛ خیال راگیشوری
عبدالحلیم جعفر خاں
ستار پر شیام کیدار

بدھ ۲۸ مئی

صبح
۷-۰۵ سازطرب
چنتامنی جین: جلترنگ پر
گورپیکا بسنت
۹-۴۲ امتیاز علی خاں اور ریاض علی خاں
راگ میاں کی توڑی میں خیال
اور ترانہ

رات
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
امتیاز علی خاں اور ریاض علی خاں
خیال کلاوتی
چنتامنی جین: جلترنگ پر
راگ مالکونس

جمعرات ۲۹ مئی

صبح
۷-۰۵ سازطرب
پی۔ ڈی۔ سپت رشی: وائلن

دوپہر
۲-۳۰ حرف غزل
تحریر از قیصر شمیم

رات
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
آئیرین رائے چودھری
خیال ابھوگی
پی۔ ڈی۔ سپت رشی
وائلن پر راگ درباری

جمعہ ۳۰ مئی

صبح
۷-۰۵ سازطرب
چت دیو برمن: اسراج پر
بلاس خانی توڑی

دوپہر
۲-۳۰ "سرکس کی دنیا": فیچر

تحریر: اقبال مجید

رات

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پنڈت جسراج
خیال پوریا کلیان
چت دیو برمن: اسراج پر
راگ درباری

ہفتہ ۱۳ رمئی

صبح

۷-۰۵ سازِ طرب
شو کمار شرما: سنتور پر
راگ بھٹیار

رات

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
لکھنؤ کے نوجوانوں کی طرف
سے پیش کردہ ایک ورائٹی
پروگرام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
جگدیش پرساد
خیال واچس پتی
شو کمار شرما: سنتور پر
راگ کوشک دھونی

بقیہ: کلکتہ

۸-۳۰ محمود خاں: سارنگی

کلکتہ "بی"

دوپہر

۲-۴۰ پولی چٹرجی: ادھونک

رات

۱۱-۱۰ رابندر سنگیت تنہائی اور محفل میں

ہفتہ ۱۳ رمئی

کلکتہ "اے"

صبح

۷-۴۰ الپنا سین گپتا: رابندر سنگیت
۸-۱۵ پردیپ چٹرجی: ادھونک
۸-۳۰ ایرا سرکار: ستار

ترسیل و کتابت
چیف ایڈیٹر
آکاشوانی گروپ آف جرنلز، آل انڈیا ریڈیو
فلور، پی ٹی آئی بلڈنگ، سنسد مارگ، نئی دہلی ۱

دہلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶٫۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۴۵۰٫۵ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج ۲۱۹٫۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۲۹۴٫۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۸ تک ۸۹٫۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۸۹٫۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف

ہندی/انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۵-۱، ۰۲-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸ اور رات ۰۵-۱۱۔ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو مع تبصرہ: رات ۱۶-۹
انگریزی: دوپہر ۰۰-۱۲ پنجابی: دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار: شام ۰۰-۵
روزگار سماچار: شام ۵۰-۷ پرادیشک سماچار: شام ۵۰-۷

دہلی بی

انگریزی: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، دوپہر ۰۰-۱، سہ پہر ۰۰-۴، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور رات ۰۰-۱۱، پنجابی: صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، تجارتی (صرف بدھ) ۴۰-۷

جمعہ ۱۶ رمئی

دہلی الف

صبح

۶-۴۵ نیوکلیئر دنٹر: تقریر
پروفیسر سی۔ ایس۔ کوٹھاری
۸-۱۰ اور ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
دیا شنکر اور ساتھی: شہنائی
۱۰-۳۵ گنگو بائی ہنگل: گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۴۰-۵
مجاہد حسین خاں: گائن
۸-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۹-۳۰ راگ مال کونس: ناٹک
تحریر: دیویندر سنگھ
۱۰-۳۰ اے۔ این۔ شنکر شرما: گائن
۱۱-۱۰ برجو مہاراج: ٹھمری اور دادرا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ برجو مہاراج: ٹھمری، دادرا

دوپہر

۳-۳۰ اے۔ این۔ شنکر شرما: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
کاجل بنرجی: بھجن، غزلیں

ہفتہ ۱۷ رمئی

دہلی الف

صبح

۷-۳۰ 'صبح کی چائے'۔ جھلکی
تحریر: انل کپور
۸-۱۰ شام ۴۰-۵ اور رات ۰۰-۹
علاؤالدین خاں: اسراج
۱۰-۳۵ کشوری امونکر: گائن
۱۱-۰۵ سنیل کانت سکسینہ: ستار
۱۱-۳۰ واسو دیو دیش پانڈے: گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ کشوری امونکر: گائن

دوپہر

۲-۳۰ واسو دیو دیش پانڈے: گائن

اتوار ۱۸ رمئی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور ۰۰-۹
غلام تقی خاں: گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۳۵-۵
ایمنی شنکر شاستری
وینا کرناٹک

دوپہر

۱۲-۱۵ 'میاں مراد علی': جھلکی
تحریر: اسودیش کمار
۲-۳۰ 'راگ مال کونس': ناٹک
تحریر: دیویندر سنگھ

دہلی ب

صبح

۳-۳۰ غلام تقی خاں: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
شری رام: غزلیں

پیر ۱۹ رمئی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ شام ۴۰-۵ اور رات ۰۰-۹
نرنجن پرساد: بانسری
۱۰-۳۵ پی۔ کے۔ کوہلی: گائن
۱۱-۳۰ پرمیلا پوری: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ 'چمبک': ناٹک
تحریر: ایندر ناتھ اشک

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ پرمیلا پوری: گائن

دوپہر

۳-۳۰ پی۔ کے۔ کوہلی: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
محمد حیات خاں اور ساتھی
قوالیاں

منگل ۲۰ رمئی

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ اور ۰۰-۹
چترا پانڈے : گائن
۱۰-۳۵ مطلوب حسین : ستار
۱۱-۰۵ بھیم سین جوشی : گائن
۱۱-۳۰ [illegible] : سرود
شام
۵-۰۵ وگیان سماچار [illegible]
۹-۳۰ دکبیر درحیم، سنسکرت ناٹک
تحریر : سریش پنت
۱۰-۰۰ جے کمار پنوار : وائلن
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
بجن لال : سرود
دوپہر
۳-۳۰ مطلوب حسین خاں : ستار
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
ودیا ناتھ سیٹھ : بھجن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
انگریزی تقریر

بدھ ۲۱ مئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ ۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
شنو کھورانہ : گائن
۱۱-۳۰ شام ۴۰-۵
مہادیو پرساد : بانسری
رات
۱۰-۰۰ صابری خاں : سارنگی
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ برکت علی خاں : ٹھمری دادرا
دوپہر
۳-۳۰ اے اگن ناتھن : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
امرجیت : گیت، بھجن اور غزلیں

جمعرات ۲۲ مئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ ۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
سنیل مکھرجی : سرود
۱۰-۳۵ امرت حسین خاں : گائن
۱۱-۳۰ نواب خاں : گائن
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان : 'ریفری جریٹر کی جانکاری'
از اشوک سور
رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک
'لو کا ڈوبی'
از رویندر ناتھ ٹھاکر
ترتیب : میہر سین
۱۰-۳۰ اندرا وینکٹا رتنم : گائن
۱۱-۱۰ مرنالنی کھانڈیکر : گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ نواب خاں : گائن
دوپہر
۳-۳۰ اندرا وینکٹا رتنم : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
نیلم ساہنی : بھجن، گیت اور غزلیں

جمعہ ۲۳ مئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ ۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
سرفراز حسین خاں : گائن
۱۰-۳۰ ستیش پرکاش قمر : شہنائی
۱۱-۳۰ اور شام ۴۰-۵
رویندر کمار اڈیسرا : ستار
رات
۹-۳۰ 'تت نرنجنا کا'
وجے کمار مشرا کے اڑیہ ناٹک
سے ماخوذ ہندی ترجمہ
ویراگی چرن مشر
۱۰-۳۰ للتا ناگراجن
گائن (کرناٹک)
۱۱-۱۰ مشتری بیگم : ٹھمری، دادرا
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ ستیش پرکاش قمر : شہنائی
دوپہر
۲-۳۰ للتا ناگ راجن : گائن (کرناٹک)
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
ارملا ناگر : بھجن

ہفتہ ۲۴ مئی

دہلی الف
صبح
۷-۳۰ 'صبح کی چائے'
تحریر : انل کپور
۸-۱۰ شام ۴۰-۵ اور رات ۰۰-۹
رحیم فہیم الدین ڈاگر : گائن
۱۰-۳۰ ابھیک کمار سرکار : سرود
۱۱-۰۵ جنگ راج شرما : گائن
۱۱-۳۰ شیلندر کمار : بانسری
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شیلندر کمار : بانسری
دوپہر
۳-۳۰ ابھیک کمار سرکار : سرود

اتوار ۲۵ مئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور ۰۰-۹
مدن شنکر مشر : ستار
۱۰-۰۰ سنگھ بندھو : گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۴۰-۵
کے. راکیش : گائن (کرناٹک)
دوپہر
۱۲-۱۵ 'برگ گل الارم' : جھلکی
تحریر : ستیش شرما
۲-۳۰ 'تت نرنجنا کا'
اڑیہ ناٹک سے ماخوذ
رات
۹-۲۰ سنگھ بندھو : گائن
دہلی ب
دوپہر
۳-۳۰ مدن شنکر مشر : ستار
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
راجندر کمار کا چرو
گیت، غزلیں

پیر ۲۶ مئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ شام ۴۰-۵ اور رات ۰۰-۹
لکشمن داس سندھو
ٹھمری، دادرا
۱۰-۳۵ سامتا پرساد : طبلہ
۱۱-۰۵ رسولن بائی : ٹھمری، دادرا
۱۱-۳۰ فردوس احمد : سرود
دوپہر
۱۲-۳۰ دکبیر درحیم، سنسکرت ناٹک
تحریر : سریش پنت
رات
۹-۴۰ نہرو جی میری سدھیوں میں
خصوصی پروگرام
۱۰-۰۰ احمد رضا خاں : وچتر وینا
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ استاد فیاض خاں : گائن
دوپہر
۳-۳۰ فردوس احمد : سرود
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
چندر منی چودھری : غزلیں

منگل ۲۷ مئی

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ ۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
اوما شنکر مشر : ستار
۱۰-۳۵ یشپال : گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۲۰-۵
مادھوری مٹو : گائن
شام
۵-۰۵ گیان وگیان
'چاچا نہرو کا وگیان سے لگن'
تقریر از ڈاکٹر سیتا رام شرما
۹-۳۰ کلام کھکشی نہرو : روپک
تحریر : فاطمہ مرچنٹ
۱۰-۰۰ سنتوش ماتھر
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ مادھوری مٹو : گائن
دوپہر

۳-۳۰ یشن پال : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
ارمل وڈھیرا : بھجن

بدھ ۲۸ مئی

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
راجن مشرا اور ساجن مشرا گائن
۱۰-۴۵ اور شام ۴۰-۵
جوتے شریواستو : وائلن
۱۱-۳۰ محمود مرزا : ستار
رات
۱۰-۰۰ اننت لال اور ساتھی
شہنائی

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ اونکارناتھ ٹھاکر : گائن
دوپہر
۳-۳۰ سرسوتی راما ناتھن
گائن ۔ کرناٹک
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
چربجیت کور : غزلیں

جمعرات ۲۹ مئی

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
اسد علی خاں : رودروینا
۱۱-۳۰ اوما ڈے : گائن
رات
۱۰-۰۰ ڈی ۔ کے ۔ پٹامل
کرناٹک گائن
مردنگم : پال گھاٹ ٹی ۔ ایس
منی آئیر
۱۱-۱۰ کمل سہگل کویتا سہگل : گائن

دہلی ب

صبح
۷-۳۲ بھیم سین جوشی : گائن
دوپہر
۲-۳۰ این ۔ کیسی : بانسری کرناٹک
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
پپیہا ملک : گیت ، بھجن

جمعہ ۳۰ مئی

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
امرناتھ : گائن
۱۰-۳۰ شکتی ڈے : ستار
شام
۵-۴۰ رام جی لال : پکھاوج
۹-۳۰ 'گورو' : ناٹک
تحریر : رمیش پوار
ترتیب : مدن نگوریہ
۱۰-۳۰ پی سندر راجن : وائلن
۱۱-۱۰ شتردگھن شکلا
ٹھمری ، دادرا

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شکتی ڈے : گائن
دوپہر
۳-۳۰ پی سندر راجن : وائلن
کرناٹک
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
ہریش بھاردواج
بھجن ، غزلیں

ہفتہ ۳۱ مئی

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ اور ۰۰-۹
دیوورت چودھری : ستار
۱۰-۲۵ پنڈت منی رام : گائن
۱۱-۰۵ بلجیت سنگھ : اسراج
۱۱-۳۰ اور شام ۴۰-۵
للت جے راؤ : گائن

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ للت جے راؤ : گائن
دوپہر
۲-۳۰ دیوبرت چودھری : ستار
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
رینو سچدیو : گیت ، بھجن

راپور

(۸۹۱ کلوہرٹز) ۳۳۶،۷ میٹر

خبریں

ہندی/انگریزی : صبح ۰۰-۶ (عالمی) ، ہندی : صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱
اور ۱۰-۲ شام ۰۵-۶ رات ۴۵-۸ انگریزی : صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۲
رات ۰۰-۹ اردو : صبح ۵۰-۸ اور رات ۱۵-۹
سماچار پتر ہندی : صبح ۰۰-۹ ، ضلع کی چٹھی : صبح ۰۵-۹
پرادیشک سماچار : شام ۲۰-۷

جمعہ ۱۶ مئی

صبح
۸-۳۰ "دانشور رنگ"
اردو مثنویات پر مبنی : فیچر
تحریر : سعید فرحت
پیش کش : محمد علی موج
دوپہر
۱-۴۰ اروند پارکھ : ستار
رات
۷-۳۰ جیوک کھادوں اور زمین کی
بناوٹ ۔ تقریر از
ڈاکٹر رام پال سنگھ

ہفتہ ۱۷ مئی

صبح
۷-۳۰ گرجا دیوی : گائن
شام
۷-۳۰ پریوار کا سنتولت وکاس اور
اس کا آکار : تقریر

اتوار ۱۸ مئی

دوپہر
۱-۱۰ پریوار جگت : کام کاجی خواتین
اور بچوں کی دیکھ بھال
رات
۸-۰۰ اردو کے ڈرامہ نگار
آغا حشر کاشمیری : تقریر از
ڈاکٹر لطیف حسین ادیب

پیر ۱۹ مئی

صبح
۷-۵۰ آشا بھونسلے اور غلام علی : گائن
دوپہر
۱-۴۰ ارجن شیجزوال : پکھاوج

منگل ۲۰ مئی

دوپہر
۱-۴۰ منور علی خاں : گائن
شام
۷-۳۰ دن سمپدا کی حفاظت : تقریر
ایل ۔ پی ۔ کرے

بدھ ۲۱ مئی

دوپہر
۱-۴۰ علی اکبر خاں : سرود

جمعرات ۲۲ مئی

دوپہر
۱-۴۰ پروین سلطانہ : گائن
شام
۷-۳۰ انکی رائے میں : پریوار کلیان
پر مبنی ملاقات
۸-۳۰ دلراج کور : غزلیں

جمعہ ۲۳ مئی

صبح
۷-۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی
۸-۳۰ فسانہ آزاد

پنڈت رتن ناتھ سرشار کے
ناول کا ریڈیو عکس قسط ۲۲
صداکار: رئیس رام پوری
جاوید رضا، شوق اثری

دوپہر
۱-۴۰ اسد علی خاں: رودر دینا
شام
۶-۲۵ بڑھتی ہوئی آبادی اور پولوامالس
مذاکرہ
۷-۰۵ پریوار کلیان پر شلوتری

ہفتہ ۲۴ مئی

صبح
۷-۳۰ سنگھ بندھو: خیال
دوپہر
۱-۱۰ سواستھ سندیش
شام
۷-۳۰ بڑھتی ہوئی آبادی کا فصلی
زمین پر دباؤ: تقریر
۸-۰۰ نیہما: غزلیں

اتوار ۲۵ مئی

رات
۸-۰۰ گنگا کی آلودگی اور عام زندگی
تقریر: حسن عباسی کاظمی
۹-۳۰ چہار بیت ببو خاں اور ساتھی

پیر ۲۶ مئی

صبح
۷-۳۰ توانائی کے ذرائع: تقریر از
جناب ایس۔ ڈی۔ تیاگی
دوپہر
۱-۴۰ برج بھوشن کابرا: گیٹار
شام
۸-۰۰ طلعت عزیز: غزلیں

منگل ۲۷ مئی

صبح
۷-۳۰ ہری پرساد چورسیہ: بانسری
دوپہر
۱-۴۰ کنکنا بنرجی: خیال

بدھ ۲۸ مئی

صبح
۷-۲۰ ناٹیکا

دوپہر
۱-۴۰ ہمانشو دشواس: سنطور
رات
۸-۰۰ شبیر کمار: غزلیں

جمعرات ۲۹ مئی

صبح
۸-۳۰ سائنس نامہ: سائنس میگزین
بیکٹریا فائدہ مند یا نقصاندہ
پالتو کتے سے احتیاط کیوں ضروری
ہماری غذا: تجزیہ

سائنس کی خبریں: تحریر اور
ادارت
ڈاکٹر اشرف علی صدیقی

دوپہر
۱-۴۰ سنندا پٹنائیک: خیال
شام
۷-۳۰ دھان کی ترقی پزیر اقسام
تقریر برزنجہ کے اگروال نان کی رائے
میں: ملاقات

جمعہ ۳۰ مئی

صبح
۷-۳۰ مالویکا کانن: گائن
۷-۵۰ بیگم اختر: غزلیں
۸-۳۰ سہ ماہی میں شائع ہونے والے
اردو کے ادبی رسالوں کا جائزہ
شرکاء: حسیب سوز، شمس بدایونی
نفیس صدیقی
شام
۶-۲۵ شادی کی عمر اور یو داورگ تقریر

ہفتہ ۳۱ مئی

صبح
۷-۳۰ پنڈت روی شنکر: ستار
دوپہر
۱-۱۰ سواستھ سندیش: پرتی بمب
فیچر: پیش کش، کرشن گوپال سنہا
شام
۷-۳۰ آبادی کی دلاری بال وواہ کی شکار
کیوں: تقریر
۸-۰۰ سبھاتا چکرورتی

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر میڈیم ویو: ۳۷۳ء۴۲۷ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲۲ء۲۲۲ میٹر ۱۳۵۰ کلو ہرٹز
۳۴۲ء۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ میڈیم ویو: ۲۰۹ء۶ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
پنجابی: صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰ ۱۱-۰۰
اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ
روزگار سماچار: شام ۷-۴۰

جمعہ ۱۶ مئی

صبح
۴-۳۰ اور شام ۵-۰۰
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے
۶-۳۰ ارادھنا بھگتی سنگیت
۶-۳۵ کھیتی باڑی: زراعتی پروگرام
۶-۴۵ مانس گان
۸-۲۰ اور دوپہر ۱۲-۲۰
سوہن سنگھ اور ساتھی: شبد
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
کشوری لال: وائلن
دوپہر
۲-۳۰ سریندر کور: لوک گیت
شام
۴-۳۰ علی محمد حسین: شہنائی
۴-۴۵ ہردیو سنگھ خوشدل
لوک گیت
۷-۲۵ جاوید رحمت قوال اور ساتھی
کافی
۹-۳۰ "کلا کا کلنک": ہندی ڈرامہ
از تی لال نرمان
۱۰-۱۵ طفیل نیازی اور جاوید طفیل
لوک گیت

ہفتہ ۱۷ مئی

صبح
۷-۲۵ محمد سلیم قوال اور ساتھی: کافی
۸-۲۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
راجندر سنگھ ادا: غزلیں
۹-۰۵ اور شام ۴-۲۰
موہن ملسیانی: خیال
شام
۴-۴۵ بچن سنگھ مانک پوری
لوک گیت
۷-۴۵ منور علی خاں: خیال

اتوار ۱۸ مئی

صبح
۹-۰۵ استاد عبدالکریم خاں: گائن
دوپہر
۱۲-۲۰ شوکت علی متقی
لوک گیت
۲-۴۰ پرتی بالا: لوک گیت
شام
۴-۴۵ سوہن سنگھ سیتل ڈھاڈی
اور ساتھی: واراں

پیر ۱۹ مئی

صبح

٨-٢٠ سوندر پال سنگھ پردیسی
لوک گیت
٩-٠٥ اور رات ١٠-٣٠
تیج پال سنگھ اور
سرندر پال سنگھ؛ خیال

دوپہر
٢-٣٠ پرو ملاپی؛ لوک گیت

رات
٩-٣٠ 'نویں راہ نویں موڑ'
پنجابی ڈرامہ
از برج بھوشن ابھوشن
١٠-١٥ سرب جیت؛ لوک گیت

منگل ٢٠ رمئی

صبح
٩-٠٥ بسم اللہ خاں : شہنائی

دوپہر
٣٠ - اور شام ٤-٤٥
تیر تھ سنگھ اور پورن شاہکوٹی
لوک گیت

شام
٨-١٥ ماد یہ دھارا : پنجابی نظم
خوانی

بدھ ٢١ رمئی

صبح
٤-٣٠ اور شام ٥-٠٠
دربار صاحب امرتسر سے شبد کیرتن
ریلے
٦-٠٥ ارادھنا : بھگتی سنگیت
٦-٢٥ کھیتی باڑی
زراعتی مشورے
٦-٤٥ مانس گان
٧-٠٥ قدم قدم پڑا پڑا
ترقیاتی پروگرام
٩-٠٥ اور ١٠-٣٠
بلبیر سنگھ کلسی : خیال

دوپہر
١٢-١٥ اور شام ٧-٤٥
بھائی نیتش سنگھ راگی اور
ساتھی؛ شبد
٢-٣٠ سورن سنگھ ریٹا
لوک گیت

شام
٤-٣٠ پھلجھڑی : چھوٹے بچوں کے لئے
پروگرام
٦-٣٠ دیہاتی پروگرام
٩-٣٠ تہاڈی فرمائش
١٠-٤٥ شوکمار شرما؛ سنتور

جمعرات ٢٢ رمئی

صبح
٤-٣٠ اور شام ٥-٠٠
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے
٦-٠٥ ارادھنا : بھگتی سنگیت
٦-٢٥ کھیتی باڑی؛ زراعتی مشورے
٦-٤٥ مانس گان
٧-١٥ پنڈ دی بہار
٧-٣٠ اپنا گھر : سیریل
٨-٣٠ اندر جیت سنگھ راگی؛
٩-٠٥ اور دوپہر ١٢-٣٠ اور شام ٤-٣٠
راجندر سنگھ گورنگ؛ بانسری

دوپہر
٢-٣٠ سورن لتا؛ لوک گیت

شام
٦-٣٠ دیہاتی پروگرام
٨-٠٠ پھری مل : میگزین پروگرام
٩-٣٠ نو کا ڈوبی : ہندی ڈرامہ
از سریش

جمعہ ٢٣ رمئی

صبح
٨-٥٠ اور رات ١٠-١٥
لال چند یملا جٹ اور ساتھی
لوک گیت
٩-٠٥ دوپہر ٢-٣٠ اور شام ٤-٣٠
جسبیر سنگھ خوشدل
لوک گیت

شام
٤-٤٥ گردھاری لال اور ساتھی
بھیٹاں
٩-٣٠ 'چتر لیکھا' : ہندی ڈرامہ
از اندر سین جوشی (پہلی قسط)

ہفتہ ٢٤ رمئی

صبح
٧-١٥ کتھالوک
٩-٢٠ مانک ورما : خیال

شام
٤-١٥ ستیش چندر؛ لوک گیت
٩-٣٠ ہنومان پرشاد مشرا؛ سارنگی

اتوار ٢٥ رمئی

صبح
٩-٠٥ ڈی۔وی۔پلسکر : گائن
٩-١٥ بال جگت : بچوں کے لئے
پروگرام
١٠-٠٠ چانن رشماں
زراعتی میگزین پروگرام

دوپہر
١-٣٠ ہنس راج ہنس : لوک گیت

رات
٩-٣٠ روشنی دے مینار : پرانے
شاہکاروں پر مبنی پروگرام
١٠-٣٠ ڈی وی پلسکر؛ خیال

پیر ٢٦ رمئی

صبح
٩-٠٥ شری کانت بکرے ، خیال

دوپہر
٢-٣٠ ہردیال سنگھ پردانہ
لوک گیت

رات
٩-٢٠ لوک ازادی دی : فیچر
١٠-١٥ شری کانت باکرے؛ خیال

منگل ٢٧ رمئی

صبح
٩-١٠ علی اکبر خاں؛ سرود

دوپہر
٢-٣٠ غمدور سنگھ امن اور ساتھی
لوک گیت

شام
٤-٤٥ برکت سدھو؛ لوک گیت
٥-١٥ کادیہ دھارا
ہندی میں نظم خوانی
١٠-٠٠ یاداں دی خوشبو؛ فیچر

بدھ ٢٨ رمئی

صبح
٩-٠٥ اور رات ١٠-٣٠
بھائی ہرچند سنگھ راگی اور
ساتھی : شبد

دوپہر
٢-٣٠ سچا سنگھ مائے پوری
لوک گیت

جمعرات ٢٩ رمئی

صبح
٩-٠٥ اور رات ١٠-٣٠
بدھادتیہ مکرجی؛ ستار

دوپہر
١٢-٢٠ ہربجن لال؛ غزلیں

شام
٦-٣٠ دیہاتی پروگرام

جمعہ ٣٠ رمئی

صبح
٩-٠٥ اور رات ١٠-٣٠
موہن سنگھ : خیال

دوپہر
١٢-٢٠ اور رات ٧-٤٥
ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
غزلیں اور کافی
٢-٣٠ چندر کانتا کپور
لوک گیت

شام
٤-٤٥ پورن چند اور ساتھی
لوک گیت
٩-٣٠ چترلیکھا : ہندی ڈرامہ
از اندر جوشی
(دوسری قسط)
١٠-١٥ منموہن کورہ لوک گیت

ہفتہ ٣١ رمئی

صبح
٧-٣٠ اور دوپہر ١٢-١٥
بھائی گیان سنگھ جوگی اور
ساتھی : شبد

شام
٤-٤٥ گوردیو سنگھ کوئل
لوک گیت
٩-٢٠ ایس راویندرن؛ وینا وادن

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ــــــ ۲ر ۱۹۷ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلوہرٹز
پربھنی ــــــ ۰ر ۲۲۹ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی خبریں : صبح ۰۰—۶، ۵۹—۷، دوپہر ۰۵—۱، شام ۰۵—۶، رات ۴۵—۸، ۰۵—۱۱
مراٹھی : صبح ۵۰—۶، ۳۰—۸، دوپہر ۳۰—۱، شام ۰۰—۷، رات ۰۵—۸
انگریزی : صبح ۱۰—۸، دوپہر ۰۰—۱، رات ۰۰—۸ (اسپورٹ) ۰۰—۹، ۰۰—۱۱
اردو : دوپہر ۰۵—۱، رات ۱۶—۹ سنسکرت : شام ۱۰—۶

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵۵—۵ وندے ماترم اور شہنائی
۰۵—۶ سنسکرت پاٹھ
۱۰—۶ امرت دھارا
۱۵—۶ کسانوں کے لیے مراٹھی میں پروگرام
۲۰—۶ سورانجلی
۴۵—۶ پروگرام کا خلاصہ
۳۰—۷ سب رنگ: اردو پروگرام

شام

۳۰—۵ یووادانی
نوجوانوں کیلئے مراٹھی میں پروگرام
۳۰—۶ دیہاتیوں کے لیے پروگرام (مراٹھی)
۱۰—۷ روزگار سماچار
۱۵—۷ بازار بھاؤ — گیان جیوتی (صرف اتوار کو)
۳۰—۸ مدھوگندھ / سنسد سمیکشا

جمعہ ۱۶ر مئی

صبح

۳۰—۷ سب رنگ: آپ اور ہم
سامعین کے خطوط

شام

۳۰—۶ انٹرویو: مدھر بھاج
۳۰—۹ شرون کھالا: ڈرامہ

ہفتہ ۱۷ر مئی

صبح

۱۵—۸ مراٹھی میں تقریر
از گنگا پرساد اگروال

اتوار ۱۸ر مئی

صبح

۰۰—۷ جھروکہ: گھریلو موضوعی خاکہ
تحریر: ریکھا کاپڑیا
۳۰—۷ کھلتی کلیاں
بچوں کے لئے پروگرام
۴۰—۹ ہندی پروگرام
کہانی: سدھا تیوریا

شام

۱۵—۷ لوک جگار
۱۵—۸ پدما پانی: مراٹھی میں تقریر
از پگاریہ

پیر ۱۹ر مئی

دوپہر

۴۰—۱ ہندی پاٹھ
۰۰—۳ دسانتک کاریہ کرم
۳۰—۳ تبصرہ

منگل ۲۰ر مئی

صبح

۱۰—۹ دسنت کاریہ کرم

دوپہر

۱۵—۲ بھگینی منڈل

رات

۱۵—۸ کتابوں پر تبصرہ

بدھ ۲۱ر مئی

صبح

۳۰—۷ باتوں باتوں میں
گھریلو موضوعی خاکہ
تحریر: ڈاکٹر آفاق خاں

جمعرات ۲۲ر مئی

صبح

۳۰—۷ نئے چراغ
نوجوانوں کے لئے پروگرام

رات

۰۵—۸ لوک جگار
۳۰—۱ نیشنل پروگرام: ڈرامہ

جمعہ ۲۳ر مئی

صبح

۳۰—۷ آپ اور ہم
سامعین کے خطوط

رات

۳۰—۹ پری وراجہ: ڈرامہ
تحریر: ایف-ایم-شندے
پیش کش: بھگوان سوائی

ہفتہ ۲۴ر مئی

صبح

۱۵—۸ مراٹھی میں تقریر
از گیانیشور شاستری

اتوار ۲۵ر مئی

صبح

۳۰—۷ بزم خواتین
۳۰—۹ مراٹھی میں بچوں کے لئے پروگرام
۴۰—۹ شانتی دوت نہرو: تقریر
از منور ماشرما

شام

۱۵—۷ لوک جگار
گرام ادھیوگ: تقریر از
وی-ایم-تاینڈے

پیر ۲۶ر مئی

دوپہر

۴۰—۱ ہندی پاٹھ

منگل ۲۷ر مئی

دوپہر

۱۵—۱۲ بھگینی منڈل

رات

۱۵—۸ پنڈت نہرو کی آخری خواہش
تقریر از سدھاکر ڈووی
۲۰—۹ مراٹھی میں مباحثہ

بدھ ۲۸ر مئی

صبح

۳۰—۷ باتوں باتوں میں
(سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ)
تحریر: ڈاکٹر آفاق خاں

دوپہر

۴۰—۱ ہندی پاٹھ

جمعرات ۲۹ر مئی

صبح

۳۰—۷ نئے چراغ
نوجوانوں کے لئے پروگرام

رات

۱۵—۸ تقریر از پرنیھا ستری

جمعہ ۳۰ر مئی

صبح

۳۰—۷ آپ اور ہم: سامعین کے خطوط

شام

۳۰—۶ سڈکو کامگار کلیان کیندر: فیچر
۳۰—۹ ڈرامہ
تحریر از گرجیش شاستری

ہفتہ ۳۱ر مئی

رات

۱۵—۸ مراٹھی میں تقریر

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) : ۲۰۳٫۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۲۳۶٫۴ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷٫۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

جمعہ ۱۶ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۲۰
سنیل مکرجی : سرود
۷—۲۵ بھولوں نہ ایک گھڑی
راجستھانی تقریر
۸—۲۱ رامیشور پرساد : لوک گیت
۹—۱۵ اور شام ۶—۲۵
شکنتلا ماتھر؛ سگم سنگیت

دوپہر

۱—۳۰ نزاکت علی سلامت علی: خیال

رات

۹—۱۶ سوہن سنگھ : گیت
۹—۳۰ بخت خاں : ناٹک
از ڈاکٹر فضل امام

ہفتہ ۱۷ مئی

صبح

۷—۰۵ اور شام ۶—۳۰
آر۔ ڈی۔ ورما : ستار
۷—۴۵ گووند پرساد جے پور والے
خیال
۸—۲۱ رام لال : لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ رادھے شام بنجارا: لوک گیت
۱—۳۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر: خیال

شام

۵—۰۵ روزگار، مکینیکل انجینئرنگ کے
دائرہ میں : بات چیت
۸—۱۵ ”ٹیلی کمیونکیشن ٹریڈ ٹو مارو“

اتوار ۱۸ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
لکشمن بھٹ تیلنگ
پکھاوج پرسنگت: رام کشور داس
۷—۴۵ شرد تیلنگ: سگم سنگیت
۹—۱۵ نارنگی راج کماری : ناٹک
از ارون جسونت
۱۰—۰۰ ”گیتو جو فلسفو“ سندھی تقریر
گرو داس مل، سگم سنگیت

دوپہر

۱۲—۰۰ کھانا بنایئے
۱۲—۳۰ ”چور“! جھلکی
اے۔ جی۔ قریشی

شام

۶—۴۵ ٹمو گمام و ساتھی؛ قوالی
۹—۳۰ کہکشاں: آزاد تحریریں
”تقدیر کو سنوارنے میں تدبیر کا
کردار“: کلام شاعر

پیر ۱۹ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۰۰
وشو موہن بھٹ : گیٹار
مانگی لال پنوار: طبلہ سنگت
۷—۴۵ کیسری لال گندھرو، سگم سنگیت
۹—۱۵ اور شام ۶—۲۵
سکندر انیوگی: راجندر سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ رمضان خاں : لوک گیت

منگل ۲۰ مئی

صبح

۷—۰۵ سیارام تیواڑی
دھرپد
۷—۴۵ اور رات ۹—۱۵
منا لال بھٹ: سگم سنگیت
۸—۲۱ اور دوپہر ۱—۴۰
گنپت لال ڈانگی اور ساتھی

رات

۹—۳۰ سندھی کہانی، سندھی وارتا
اور سندھی کویتا
۱۰—۰۰ جے کمار پنوار : وائلن

بدھ ۲۱ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
رگھوبیر پرساد : ستار
۸—۲۱ رام سنگھ اور ساتھی؛ لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ رمیش اور ساتھی
لوک گیت
۱—۳۰ ڈی۔ وی۔ پلسکر: خیال

رات

۹—۱۷ فیاض حسین : غزل
۱۰—۰۰ ”شکنتلا“ : ناٹک

جمعرات ۲۲ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
رام نرائن : سارنگی
۷—۴۵ سگم سنگیت
۸—۵۰ اور ۹—۱۵
ایم۔ ایل۔ بکرا سگم سنگیت

دوپہر

۱—۴۰ رنجنا چودھری؛ لوک گیت

جمعہ ۲۳ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
ہیم لتا ورما : خیال
۸—۲۱ رام کنور سانورا لوک گیت
۹—۱۵ ناظم حسین: سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ رام گوپال لہر لوک گیت
۱—۳۰ نیاز احمد خاں، فیاض احمد خاں
خیال

رات

۹—۱۶ رجنی پانڈے : گیت

ہفتہ ۲۴ مئی

صبح

۷—۰۵ اور شام ۶—۳۰
ششی بھیع مجولیا، ستار
۷—۴۵ میناکشی داس : خیال
۸—۲۱ رام چندر کلا کار، لوک گیت
۹—۱۵ میناکشی سندرم، سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ شنو لال اور ساتھی، لوک گیت
۱—۳۰ استاد فیاض خاں : خیال

شام

۵—۰۵ بس ایک گلشا
از پروفیسر ارپنا دیش

اتوار ۲۵ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
رمضان خاں : سارنگی
۷—۴۵ کسم شرما : سگم سنگیت
۹—۱۵ ”آواز جو سنائی نہیں دیتی“
چاچا نہرو تمہیں پرنام
بدری پرشاد پنچولی اور
پروفیسر سنتوش شرما

دوپہر

۱۲—۰۰ ”ڈائیٹنگ پر ہوں“
مزاحیہ تقریر
۱۲—۳۰ ’صاحب کا نزیکشن‘: جھلکی
از سدھا جوہری
پیشکش : ممتاز شکیب

شام

۶—۳۰ احمد حسین : سگم سنگیت
۹—۳۰ ”دہیز ایک سماجک مسئلہ“
مباحثہ

پیر ۲۶ مئی

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۰۰
برہما نند گوسوامی : خیال
۷—۴۵ اوشا پتی دار : سگم سنگیت
۹—۱۵ اور شام ۶—۲۵
صادق حسین قریشی
سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ سمترا گوسوامی : لوک گیت

منگل ۲۷ مئی

صبح

۷—۰۵ لطیف احمد خاں

طبلے پر تین تال
۷—۴۵ انیتا بنسل، سگم سنگیت
۸—۲۱ گھنشیام ڈانگی : لوک گیت
دوپہر
۱—۴۰ گھنشیام ڈانگی، لوک گیت

بدھ ۲۸ مئی

صبح
۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
ڈی کے داتار : وائلن
۸—۲۱ شیام لال، لوک گیت
۹—۱۵ محمد حسین : سگم سنگیت
دوپہر
۱—۱۰ شونند : لوک گیت
۱—۳۰ لکشمی شنکر : خیال
رات
۹—۱۶ محمد حسین : غزل
۱۰—۰۰ ناٹک "شکنتلا"

جمعرات ۲۹ مئی

صبح
۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
سمتا بڈوالکر : وائلن
۷—۴۵ راسی ماتھر : سگم سنگیت
۸—۲۱ موہن لال : لوک گیت
۸—۵۰ اور ۹—۱۵
جگنا تھ ڈانگی
بانسری پر دھن
دوپہر
۱—۱۰ جھلکی : گھر کا بجٹ : پورن شرما
شام
۶—۳۰ سماجک بدلاؤ اور ناگرک
سندھی پری چرچا
کشن کمار قائل : سگم سنگیت

جمعہ ۳۰ مئی

صبح
۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
عبدالحمید بھٹی
۷—۳۵ "کیوت راقعہ"
راجستھانی تقریر
۸—۲۱ شیام سنگھ راجپوت
لوک گیت

(آگے ص ۴۴ پر)

بیکانیر

۳۱۵،۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

جمعہ ۱۶ مئی

صبح
۷—۳۰ دیپالی ناگ خیال میاں کی توڑی
۸—۲۱ گاؤں میں پرورڈھ شکشا را
برمھتا چرن
راجستھانی تقریر : گووند جوشی
۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۳۰
صدیق خاں اور ساتھی
لوک سنگیت
دوپہر
۱—۱۰ نزاکت علی سلامت علی
خیال پوربی
شام
۵—۰۵ یووا وانی
اس پر یہاس : چٹکلا گوشٹھی
کشال چند لکھوٹیا
منجو کھتری : رن بیر سنگھ ستارہ
سویتا ونک : کماری گیان منی سکینا
۷—۲۰ بینکوں کی وبھنیو جنائیں اور
گرامینوں کو ان سے لابھ
تقریر : خورشید احمد
اَن اوپچارک شکشا کو اور
پربھاؤ شالی کیسے بنائیں
(لابھ سبت)
تقریر از کیدار ناتھ منہوردی
۱۰—۳۰ دیپالی ناگ : خیال چھایا نٹ

ہفتہ ۱۷ مئی

صبح
۷—۳۰ ہیرا بائی بڑودکر : خیال للت
۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۳۰
شیر محمد سلکھنیا : لوک گیت
دوپہر
۱—۱۰ روشن آرا بیگم : خیال بسنت
شام
۵—۰۵ سماچار سنکلن : ارن بھٹر
یووا ادھیکاری
کنچن راجپوت سے بھینٹ
سفلتا کا رہسیہ : کماری مدھو مودی
۶—۲۵ آج کی بات : ایشری پرساد پاٹھک
۷—۲۰ شبد چتر : رانی واپس نہیں لوٹی
بات چیت : شکنتلا بھائی
پشو پالک · رتن لال سے ملاقات
۹—۳۰ کنکنا بنرجی : گائن

اتوار ۱۸ مئی

صبح
۷—۳۰ ساموداک گائن شکشا
لطیف احمد : طبلے پر روپک تال
۸—۲۱ میری رچنا : کاویہ پاٹھ
شام
۵—۰۵ نوترنگ
سنگیت کلاکار : احمد بشر
۶—۲۵ آج کی بات
ایشوری پرساد پاٹھک
۷—۲۰ گرامین شیتروں میں ادھیوگ
وکاس کو سنبھاؤنائیں
تقریر : یونس جوئیا

پیر ۱۹ مئی

صبح
۷—۳۰ منی لال ناگ : ستار پر
راگ اہیر للت
دوپہر
۱—۳۰ ہنومان رانا : لوک سنگیت
۱—۱۰ شوبھا گرو : چیتی، دادرا، کجری
شام
۵—۰۵ کویتا پاٹھ : روچی سکینا
پستک پرچیہ "سایہ میں دھوپ"
(دشینت کمار) بیکس ویاس
۷—۲۰ راشٹر کی پرگتی میں بادھک سمسیائیں
اور ان کے سمادھان کے اپائے
تقریر : ششی بالا دوبے
گرہ بانکا کی شوبھا : سبزی پھول
اور پھلوں سے
پھول کماری راجاوت سے ملاقات
شبد چتر : گوبر گیس سینٹر کی اپیوگتا
سوکشا رانی
۱۰—۰۰ سوموار یہ راتری کالین سنگیت سبھا
منی لال ناگ : ستار پر راگ باگیشری
غلام مصطفےٰ خاں : خیال درباری

منگل ۲۰ مئی

صبح
۷—۳۰ امام الدین خاں : شاستریہ سنگیت
۸—۲۱ کیسے لگتا : یدی میں ایک اوچہ
ادھیکاری کا پتا ہوتا
تقریر : آر کے ویاس
۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۳۰
شاردا بھٹناگر : لوک سنگیت
شام
۵—۰۵ وگیان سماچار : دھنش دھاری گوتم
وگیان وارتا : فلورائیڈ کا مہتو
چندر پرکاش ترویدی
۶—۲۰ مرو ستھلی : آنا مشرت آلیکھ
لوک سرجنا : کہانی : جبار علی سید
۷—۲۰ پنچایتیں اور ورکشا روپن
تقریر : گوپال داس
۸—۱۵ میرا رلئے : سگم سنگیت

بدھ ۲۱ مئی

صبح
۷—۲۰ عبدالحلیم جعفر خاں
ستار پر راگ سکل بلاول
۹—۱۵ اور دوپہر ۱—۳۰
گیانیشوری شرما
لوک سنگیت
دوپہر
۱—۱۰ لطافت حسین خاں
خیال پٹ دیپ
شام
۵—۰۵ یووا وانی
بوجھو تو جانیں
یووا پسند
آپ کی چٹھی ملی
۷—۲۰ کھیتی میں لگاتار اورکوں کے
پریوگ کے پربھاؤ اور سجھاؤ
تقریر : ڈاکٹر ایس کے ماتھر

پنجابیوں دیا ما اکال راحت کا تہ
بھنور لال پنوار سے ملاقات
۱۰—۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

جمعرات ۲۲ مئی

صبح
۷—۳۰ مستان کے بیل
۷—۵۰ اور رات ۱۵—۸
لکشمی نارائن سونی
سُگم سنگیت
۹—۱۵ اور دوپہر ۴۰—۱
مہندر کور: لوک سنگیت

شام
۵—۰۵ اپنی کمائی: روپک
انل کمار شرما
۷—۲۰ دودھ دینے والے پشوؤں کو
پٹیلا روگ سے کیسے بچائیں
ڈاکٹر ایس۔ کے جیٹرجی
نشاین کا جو ہوا شکار اجڑا اس
کا در پہ لوار
تقریر: ڈاکٹر سربش ماتھر

جمعہ ۲۳ مئی

صبح
۷—۳۰ موہن لال مشرا: خیال بگرن توڑہ
۸—۲۱ آج رو دھوا ور بھگوان بدھورا
ایڈیشن: راجستھانی تقریر
گرجا شنکر شرما
۹—۱۵ اور دوپہر ۳۰—۱
بھونگر خاں: لوک گیت

دوپہر
۱—۳۰ حفیظ احمد خاں
خیال بسنت مکھاری، ٹھمری بھیروی

شام
۵—۰۵ کیا یووا ڈاکٹر گاؤں جانے سے
کتراتے ہیں: مذاکرہ: شرکا:
ڈاکٹر کے سی۔ ماتھر، وسودا بھومِلی
سادھنا جوشی، پنکج رائے گوئن
۷—۲۰ مہاتما بدھ کے اپدیش آج کے
سندربھ میں جن کلیان کرتھ
تقریر: بابولال لکھارا
۱۰—۳۰ موہن لال مشرا: خیال مارد بہاگ

ہفتہ ۲۴ مئی

صبح
۴۰

۷—۳۰ بشنو دھر چودھری
وامن پر راگ دیوگری بلاول
۹—۱۵ اور دوپہر ۴۰—۱
گنیش ناتھ: لوک سنگیت

دوپہر
۱—۱۰ ونایک راؤ پٹوردھن
خیال ہمیر

شام
۵—۵ سماچار سنکلن
پرامرش کرم میں کمینٹ وارتا
۷—۲۰ پیاس: لگھو ناٹیکا
تحریر اور پیش کش: موکل گوسوامی
۹—۳۰ نیشنل پروگرام
ہنومان پرساد مصرا: سارنگی
رام شنکر داس پاگل داس
پکھاوج

اتوار ۲۵ مئی

صبح
۷—۲۰ ساموداِیک ہاتھ شاکشا
مشر، بیگم: دادرا
۸—۱۱ میرن رچنا۔ کہانی
شام
۷—۱۰ ادنٹ کا سورہ روگ نکشن
اور اپچار: تقریر از
ڈاکٹر محمد ایوب
اکال راحت کاریہ
شری منپھول سنگھ بھادو سے
ملاقات

پیر ۲۶ مئی

صبح
۷—۳۰ لکشمن پرساد جے پور والے
خیال گن کلی
۱—۱۵ اور دوپہر ۳۰—۱
بہاری لال کتھک
لوک سنگیت

دوپہر
۱—۱۰ نیاز احمد، فیاض احمد
خیال بیراگی بھیرو

شام
۷—۲۰ گرامین درپن۔ گاؤں: روپک
پیش کش: بھوپ سنگھ
سہایک: راجیندر ماتھر
۱۰—۰۰ سوموار یہ راتری کالین

تیلیف سبھا
دیویندر مردیشور۔ بانسری پر
راگ درباری کا نہڑہ
لکشمن پرساد جے پور والے
خیال جیت

منگل ۲۷ مئی

صبح
۷—۳۰ نذر محمد: ٹھمری، دادرہ
۸—۲۱ ذرا ان کے بارے میں بھی
سوچیے ہندی تقریر
۹—۱۵ اور دوپہر ۴۰—۱
سراج الدین۔ تحرا سر لوک گیت

شام
۵—۰۵ یزیسمریں۔ شرکا
رمال پرساد داس
لکشمن سنگھ، تسلیم احمد قادری
مُدسلیم
۶—۲ سردستعلی، گورِ جول گلاب رد
تقریر ماسکی لال ماتھر
نوی مرحنا: کویتا پاٹھ
موہن سنگھ راٹھوڑ
۷—۲۰ یعلی درلستوں کے رد کے اوراں
کا نسنرن تقریر از
سی۔ ایس دلیلا
۸—۱۵ فیاض خاں، سُگم سنگیت

بدھ ۲۸ مئی

صبح
۷—۳۰ امرناتھ، خیال بیراگی
۹—۱۵ اور دوپہر ۳۰—۱
نھو خاں مراثی: لوک گیت

دوپہر
۱—۱۰ استاد فیاض خاں، خیال دلیتی
شام
۷—۲۰ بواتی سے یور ولمٹی ریلیشن
ادتیہ کردائیں، تقریر از
ڈاکٹر ایس ایس لیتا بھوکر
۱۰—۲۰ دیوبرت چودھری
ستار پر راگ کیدار

جمعرات ۲۹ مئی

صبح
۷—۲۰ سواستھیہ پتریکا
نشیلے پدارتھ کتنے ہانی کار

ڈاکٹر پرمود بھاردواج
گرمی میں لو سے بچاؤ
ڈاکٹر ایم۔ سی ماتھر
۷—۵۰ اور ۱۵—۸
منشی خاں: ستار پر دھن
۹—۱۵ اور دوپہر ۴۰—۱
سلطان خاں اور ساتھی
لوک گیت

شام
۷—۲۰ مرغیوں کا پوسنک آہار
تقریر: ڈاکٹر بی۔ ایس مہتہ

جمعہ ۳۰ مئی

صبح
۷—۳۰ نندلال بھوشن: سرود پر
راگ اہیر بھیرو
۸—۲۱ پریوار کلیان روسوتر
سنتی چکتسا ہومیو پیتھک
راجستھانی تقریر: ڈاکٹر جتن لال شرما
۹—۱۵، دوپہر ۳۰—۱۰
رجب علی: لوک گیت

دوپہر
۱—۱۰ کشوری امونکر: خیال پربہاگ
ٹھمری، بھیروی

شام
۷—۲۰ جیرا گاہ وکاس پنچایتوں کی
بھومیکا: تقریر: پورنا رام
۱۰—۲۰ دامودر لال کابرا: سرود پر
راگ رام داسی ملہار

ہفتہ ۳۱ مئی

صبح
۷—۳۰ بینا پانی مشرا: خیال بلاس خانی
توڑی، ترانہ
۹—۱۵ اور دوپہر ۳۰—۱
کرشنا ویاس: لوک سنگیت

دوپہر
۱—۱۰ سرلا دیوی، لکشمی شنکر: ٹھمریاں
شام
۷—۲۰ جیئو اور جینے دو
ونیہ پرانی سرکشا پر آدھارت
تقریر: شو رام سنگھ
۹—۲۰ نیشنل پروگرام
ایس رویندرن، وینا پلیٹ
رادھو، مردنگ

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۴٫۷ - ۵۳۱ کلوہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵٫۰۱۶ - ۱۱۹۷ کلوہرٹز

جمعہ ۱۶ رمئی

صبح

۷-۱۵ گاندھی چرچا: گاندھی جی اور ستیہ آہنسا اندولن - واسودیو
۷-۳۰ رن جھن - شیر خاں
۸-۲۵ مروستھلی
راجستھان راشٹر پروانی میں اتہاس
نرپت سنگھ سایلا
۸-۲۱ گیت گنجار: انور خاں اور ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ رن بھیری
۱-۵۰ کرشی جگت: جوار کی انت فسیں اگاکر ہرے چارے کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں
بات چیت: جی - ایل - سون گرا
۳-۱۰ پنڈت روی شنکر: ستار پر راگ نٹ بھیرو

شام

۵-۰۵ سنگیت سندھیا
سنجیہ بہرا: بانسری
کماری آرتی گرگ کرن اینر یندر سمن بینجو پر دھنیں
۵-۲۵ سیما رے ری گونج: کینسر روگ اور آیرویدک علاج: مذاکرہ
شرکا: جنار دن بھاردواج نند کشور ترپاٹھی، چتربھج سنگھ، تم رگھونندن شرما
۶-۲۰ ہری کھاد کیوں اور کیسے تیار کریں
تقریر: آلنکھ دڈاکٹر رام کمار سکینہ
۷-۲۵ راجستھانی سنگیت
کیول داس اور ساتھی
۹-۳۰ اشو پروش: ناٹک
تحریر: گوکل گوسوامی
پیش کش: مہندر مودی
۱۰-۰۰ شاستریہ سنگیت: تال لکشمی لکشمن، وردکل

ہفتہ ۱۷ رمئی

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: مایا دیوی چارن
۷-۳۰ رن جھن
شوچیرن بنتا دت
۷-۴۵ مغربی راجستھان میں تیل کی تلاش: بات چیت
شری چھالیہ
۸-۲۱ گیت گنجار: لال پر یہار

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت: کیٹ نینزن کی انت ودھیاں: اد - پی - بہرا
۳-۱۰ رسک لال آندھریا
راگ للت

شام

۵-۰۵ یووا وانی: ساونڈ اینڈ میوزک
آزادی کی کہانی
سول سروس آندولن
سامودایک گان
۵-۲۵ سیما رے ری گونج
راجستھانی کادیہ گوشٹی
شیام سندر شری پت
ستیش جوشی، لال داس راکیش
لکشمن دان کادیہ
۶-۳۰ ہردے روگ کے کارن لکشن ورد ک تھام کے اپایہ
تقریر: ڈاکٹر کے بیزجی
۷-۲۵ راجستھانی سنگیت
موہن لال ویشاوری
۹-۱۶ وشودور سنہار دوس
بات چیت: مہندر کمار

اتوار ۱۸ رمئی

صبح

۷-۱۵ رن جھن: موہن لال و ساتھی
۷-۳۰ مرودھرا کے لعل
۸-۲۱ گیت گنجار: ماتنگی دیوی
۸-۵۰ دوایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کردہ: پی - ایس تھپلیال
۹-۱۵ چن من: آؤ کھیلیں کھیل
کرکیٹ: سدھیر اگروال
ان کی بھی کہانی ہے - ہوائی جہاز کی کہانی: پی - کے - جین
ننھے بال کلاکار: ناتا نیکا سنگھ

دوپہر

۱۲-۰۵ گنگور: بال آبار کیسا ہو
بات چیت: ڈاکٹر راجیندر گپتا
ٹٹ نیس روگ کے کارن لکشن اور اپائے
ایم - ڈی - چتورا سے ملاقات
۲-۲۰ لوک لہری: پیش کردہ: شورام

شام

۵-۰۵ میری پسند: نارائن دان چارن
۵-۲۵ سیما رے ری گونج: تجم کو راجستھانی لوک گیتوں کا فرمائشی کاریہ کرم
۶-۳۰ سوکر ترم روگ و بچاؤ کے اپائے: جی - کے - گپتا
۷-۲۵ راجستھانی سنگیت
اجیہ سنگھ گہلوت
۹-۱۵ آپ کا پتر

پیر ۱۹ رمئی

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے
سلسلے وار پروگرام
پیش کردہ: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: سریتا مشرا
۷-۴۵ بدھا ز کنٹری بیوشن ٹوانڈین فلاسفی: انگریزی تقریر
ڈاکٹر ڈی - این - بھارگو
۸-۲۱ گیت گنجار: امردان اور ساتھی
۸-۵۰ آچاریہ ہزاری پرساد تردیدی "پنہ تحقی": ہندی تقریر
مادھو ہانڈا

دوپہر

۱-۱۰ نارک داھیکا: آچاریہ ہزاری پرساد تردیدی کتھا ساہتیہ کی استری: اداکار
ڈاکٹر سینہہ آنند
کویتائیں: سرسوتی سنگھ
۱-۵۰ کرشی جگت: باغیچوں میں سینچائی کا انتظام کیوں اور کیسے کریں: بات چیت
امباچند ماتھر
۳-۱۰ شمیم احمد: ستار پر راگ اہیر بھیرو

شام

۵-۰۵ یووا وانی: ستار وادن
کماری ارن ماتھر - ابھی ویکت
محمد انیس اجمیری: کہانی
گایتری
۵-۲۵ سیما رے ری گونج
راجستھانی کہانی: اے - کے خان
پسند ڈاک ٹکٹوں کی
ہندی بات چیت
لیاقت اللہ خان
۶-۱ کھیتی باڑی: کم قیمت میں پشوؤں کا بانٹا کیسے بنائیں
ڈاکٹر شیام سندر ہرش
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
منی لال کچھاواہ
۹-۱۵ سماچار ترنگ
۱۰-۳۰ بدھ صتیہ مکرجی: ستار پر راگ پوریا
لکشمی شنکر: ٹھمری

منگل ۲۰ رمئی

صبح

۷-۱۵ کھیل کھلاڑی: بھارتیہ
بھارتیہ مہیلاؤں میں کھیلوں کے پرتی جاگ روکتا کیسے بڑھے
نوپر چٹرجی
۷-۳۰ رن جھن: عبداللہ لنگا غفور اور ساتھی
۷-۴۵ ہندی بات چیت: اکیسویں صدی میں کیا ہوگا اور درکوں کا سوروپ
ڈاکٹر ڈی - ڈی - اوجھا
۸-۲۱ گیت گنجار: رانے خاں

دوپہر

۱-۱۰ بنروگ: پری چرچا
گرامین انچل کی سواستھیہ سمسیائیں اور ان کا ہومیوپیتھک علاج

ڈاکٹر ڈی۔ پی۔ دھیر
ڈاکٹر پی۔ پروہت
ڈاکٹر ایم۔ ایم شرما، نیمن
دنیش چند شرما

۱-۵۰ کرشی جگت: وبھن پرکار کے پھل پیڑوں میں سینچائی کا انتظام
کیلاش ناتھ ماتھر

۳-۱۰ مانک ورما: راگ بھٹیار گاتی

شام

۵-۰۵ آپ کے پتر آپ کے گیت
وگیان وارتا: رہسیہ بھرے ستارے
یو۔ ایس اور ییپ چہون
بھنو سنگھ جودھا

۵-۳۵ سیماڑے ری گونج
غریبوں کا سستا نیا یہ
سی۔ ایم۔ گوئل تحویل سنگھوی
لکشمن راج کلا، لکشمن سنگھ

۶-۳۰ کھیتی باڑی: بھوسن رکشن
کاریوں سے کسانوں کو لابھ
جی۔ ایس۔ سوکھیا سے ملاقات

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
بھنی رام اور ساتھی

۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

۱۰-۰۰ جے کمار پنوار: دائمن

بدھ ۲۱ مئی

صبح

۷-۱۵ آستھا: جھلکی
تحریر: چیتنا سدرشن
پیش کش: اروند ماتھر

۷-۳۰ رن جھن: چھنور لال گہلوت اور ساتھی

۷-۴۵ مروستھلی: راجستھان را رن
گیت: رجستھانی تقریر
ڈاکٹر سوبھاگ ماتھر

۸-۲۱ گیت گنجار: اختر بیگم

۸-۵۰ دوا ایکم بارہ سلسلے وار پروگرام
پیش کردہ: پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت: بیج وبھومی
ابھار کیوں اور کیسے کریں
تقریر: آ لیکھ: ایم۔ سی۔ ماتھر

۳-۱۰ بھیم سین جوشی: شاستریہ گائن

شام

۵-۰۵ یووادانی: گرامین یواؤں کے

لئے۔ گاؤں میں کیسے دور ہو
بھرشٹاچار: دھرمیندر سوامی
راجستھانی کہانی
اشونی کمار دوبے
شور اور جاگا گاؤں میں مہتو
کماری شیلا ایئر

۵-۳۵ سیماڑے ری گونج
ان کا انو بھو آپ کا لابھ
پرگتی شیل کسان سے بات چیت
شنکر لال مالی
رکت چاپ کیوں اور کیسے
بات چیت: ڈاکٹر جے۔ کے۔ جین

۶-۳۰ کھیتی باڑی: ان دنوں سبزیوں کی کھیتی میں دھیان دینے کے قابل باتیں: بات چیت
پی۔ بی۔ دشنشٹ

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
دین محمد ڈاگا اور ساتھی

۹-۱۶ ہندی بات چیت
راجا رام موہن رائے جینتی کے سلسلے میں
از بھیر و سنگھ سودھا

۱۰-۳۰ رسک لال اندھاریا
راگ گورکھ کلیان

جمعرات ۲۲ مئی

صبح

۷-۱۵ کادیہ لوک: شو بہیمی

۷-۳۰ رن جھن۔ گلاب چند گوڑ

۷-۴۵ ہندی بات چیت
جن چیتنا کے کوی
دھومل۔ ڈاکٹر رام کشن

۸-۲۱ گیت گنجار۔ مٹھاں خاں

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں

۱-۵۰ کرشی جگت: شاریرو لوبنہ
بھومی کا سدھار کیسے کریں
تقریر: وجیندر سنگھ

شام

۵-۰۵ یووادانی: آپ بھی سوچیے
راجہ رام موہن رائے اور آج کا یووا ورگ
از راجکمار پرمانی

۵-۳۵ سیماڑے ری گونج
سماج سدھارک

راجہ موہن رائے: ہندی بات چیت
اے۔ ڈی۔ دیپک
جالور ضلع وکاس
سمسیائیں اور سمادھان
رگھوناتھ وشنوئی سے ملاقات

۶-۳۰ راجہ رام موہن رائے جینتی
تقریر: جگت پرکاش ماتھر
مکا کی انت تسبھی اور ان کی کھیتی۔ تقریر: پی۔ ایم۔ ویاس

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
بدال خاں اور ساتھی

۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

جمعہ ۲۳ مئی

صبح

۷-۱۵ گاندھی چرچا
گاندھی جی کے سدھانت اور مہتو۔ رمیش پاریکھ

۷-۳۰ رن جھن: مالو بیگم سیکر والی

۷-۴۵ مروستھلی: راجستھانی کادیہ میں آزادی ردسور
راجستھانی تقریر: کرشنا مہوت

۸-۲۱ گیت گنجار: غفور خاں

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت: گھاسوں کی زیادہ پیداوار کر لے کے گن
ایم۔ ایس۔ یادو

۳-۱۰ حفیظ احمد خاں: شاستریہ گائن

شام

۵-۰۵ یووادانی: چلتے چلتے
ہماری شکشا نیتی
از رمیش اوتانی اور
کماری شیرین گاندھی کے درمیان بات چیت

۶-۳۰ کھیتی باڑی: سبزی کی کھیتی میں ان دنوں دھیان دینے کے قابل باتیں: تقریر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
لکشمن داس کلا

۹-۱۶ ہندی بات چیت
بدھ پورنیما: پریتی چودھری

۹-۳۰ بارود کی سیڑھیاں: ناٹک
تحریر اور پیش کردہ: مدن شرما

۱۰-۰۰ وی۔ پرکاش: بانسری

ہفتہ ۲۴ مئی

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: ڈاکٹر دیش گویل

۷-۳۰ رن جھن: امام الدین

۷-۴۵ بات چیت: سیما پر ہری کا ایک دن: وی۔ این۔ گوڑ

۸-۲۱ گیت گنجار۔ دل داس اور ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت
کچھ نئی کیٹ ناشک دوائیاں اور ان کے استعمال کا طریقہ
تقریر: ایم۔ ایل۔ جوشی

۳-۱۰ بسم اللہ خاں: شہنائی پر راگ گن کلی

شام

۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک
آزادی کی کہانی
راشٹریہ آندولنوں میں کسان
کمیونٹی گیت

۵-۳۵ سیماڑے ری گونج
ٹھاڈی ٹھور: راجستھانی تقریر
مول سنگھ بھاٹی
راجستھانی کادیہ پاٹھ
نین مل جین

۶-۳۰ کھیتی باڑی: کوپوشن سے ہونے والی بیماریاں، کارن لکشن و روک تھام کے طریقے
ڈاکٹر ایس۔ ایل۔ چوپڑہ سے ملاقات

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
منی رام لشیادی

۹-۱۶ نذر السلام جینتی کے سلسلے میں ہندی تقریر
پروفیسر لکشمن سوروپ ترپاٹھی

اتوار ۲۵ مئی

صبح

۷-۱۵ رن جھن: چنگا خاں اور ساتھی

۷-۳۰ مرودھرا کے لعل

۸-۲۱ گیت گنجار
سونا رام اور ساتھی

۸-۵۰ دوا ایکم بارہ سلسلے وار پروگرام
پیش کردہ: پی۔ ایس۔ تھپلیال

۹-۱۵ چن من : ہمارے جیو جنتو
گریلا : ڈاکٹر رام سیوک
ہمارے راشٹریہ نائیک
شہید بھگت سنگھ : تقریر
راج کمل ڈوں گاوت
ننھی پرتی بھا سے سورجیت
کویتا پاٹھ
منانی اگروال

دوپہر

۱۲-۰۵ گن گور : ششو کا درگھٹناؤں سے بچاؤ : ڈاکٹر پرکاش کے برکے سے ملاقات
۲-۲۰ لوک لہری : بھیم راؤ اور ساتھی

شام

۵-۲۵ جھمکو : راجستھانی لوک گیتوں کا فرمائشی پروگرام
۶-۳۰ کھیتی باڑی : الپ بچت یوجنا سے فائدے : ڈاکٹر آر کے مہتا سے ملاقات
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
مہر والدین لنگا

پیر ۲۶ مئی

صبح

۷-۱۵ دھارا وابک : ہمارا بھی زمانہ ہے
سلسلے وار پروگرام
پیش کردہ : قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھنجھ : سوامی ہنومان داس
۷-۴۵ وزنری نہرو : انگریزی تقریر
از ایس . ایس ویاس
۸-۲۱ گیت گنجار : ظفر حسین خاں

دوپہر

۱-۱۰ ناری واٹیکا : پنڈت نہرو کی نظر میں ہندوستانی عورتوں کی تصویر : تقریر از نرملا چنگولانی
۱-۵۰ کرشی جگت : مغربی راجستھان میں گھاسوں کی کھیتی کی اہمیت
تقریر : کے . سی . سنگھ
۳-۱۰ پنڈت رام نارائن
سارنگی پر راگ سرسوتی

شام

۵-۰۵ انتر کش درگھٹناؤں کا اتہاس
وبھوشیہ : تقریر
ونیش ہمانی
وگیان وارتا

ڈاکٹر ہرگوند کھرانا
رگھو بیر سنگھ آشیہ
کاویہ پاٹھ : کماری چترا مشرا
۵-۳۵ سیمار ڑے ری گونج
ٹھاڈی کٹھور : راجستھانی تقریر
رام چندر سنگھ دیا
ان کا انوبھو آپ کا لابھ
پرگتی شیل کسان : عجب سنگھ چوہا
۶-۳۰ کھیتی باڑی
جانوروں کو ہونے والے چھوت کے روگ : لکشن
کارن وروک تھام کے اپایہ
گوپی کشن پروہت سے ملاقات
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
رام داس تیجی اور ساتھی
۹-۱۶ سماچار ترنگ
۱۰-۳۰ شوبھا گرٹو ، گرجا دیوی
لکشمی شنکر ، نرملا دیوی
ٹھمریاں
پنڈت رام نارائن : سارنگی

منگل ۲۷ مئی

صبح

۷-۱۵ کھیل کھلاڑی : فٹ بال میں بھارت کا استھان
لوین پروہت
۷-۳۰ رن جھن
صدیق خاں اور ساتھی
۷-۴۵ ہندی بات چیت
بھوگر لو شاشتر کی اپیوگیتا
بی . بی . ایل شرما
۸-۲۱ گیت گنجار : بسری خاں

دوپہر

۱-۱۰ نروگ : گرمی مہینوں کی خاص بیماریاں اور ان کا گھریلو علاج
ڈاکٹر سمپت راج مہتہ سے
ونیش چندر شرما کی بات چیت
۱-۵۰ کرشی جگت : ہری کھاد کب کیوں اور کیسے حاصل کریں
تحریر : آر کے . کچھاواہ
۳-۱۰ بدھادتیہ مکھرجی : ستار پر
راگ اہیر بھیروی

شام

۵-۰۵ یو وادانی : گیتوں بھری کہانی
عقیل احمد خاں

جواہر لال نہرو کا وگیانک
چن تن : تقریر از اس پاوا
۵-۳۵ سیمار ڑے ری گونج
نو بھارت کے سوپن درشٹا
پنڈت جواہر لال نہرو کے
پرتی سردھا سمن
کاویہ گوشٹی : شرکار :
جناب شین کاف نظام ایم . اے
غفار رآذ
ریوت دان چارن : درگا رام آریہ
۶-۳۰ پنڈت جواہر لال نہرو پنیہ تتھی
جے . این . شرما
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
تنیا رام ہر بھجن اور ساتھی
۹-۱۶ پنڈت جواہر لال نہرو کی ۲۲ ویں
پنیہ تتھی کے موقع پر ہندی تقریر
ڈاکٹر پی . ایس . بھاٹی
۱۰-۰۰ سنتوش ماتھر : گائن

بدھ ۲۸ مئی

صبح

۷-۱۵ جھلکی
۷-۳۰ رن جھن
اوجھا رام راؤ اور ساتھی
۷-۴۵ مردستھلی : لوک لہری را پرلہری : راجستھانی میں تقریر
کومل کوٹھاری
۸-۲۱ گیت گنجار : چنی داس
۸-۵۰ دوائیم بارہ : سلسلے وار پروگرام
پیش کردہ : پی . ایس . تھپلیال

دوپہر

۱-۱۰ گیتا بجلی
۱-۵۰ کرشی جگت : خریف کی فصلوں کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے طریقے : تقریر از نر سنگھ داں
۳-۱۰ نزاکت علی خاں سلامت علی خاں
شاستریہ گائن

شام

۵-۰۵ یو وادانی : ہاسیہ پتریکا
ہنسے ہنساتے
کیسے ہوں گے اکیسویں صدی کے پریمی پریمیکا : مزاحیہ تقریر
کماری ریچا دھر
چٹکلے اور گیت
ویرساور کر : جگدیش چندر پانڈے

۵-۳۵ سیمار ڑے ری گونج
گرام گوشٹی : دلیپ سنگھ بھاٹا
موہن لال ، بھیرا رام چودھری
کندن سنگھ راٹھوڑ
۶-۳۰ کھیتی باڑی : بارانی کھیتی میں جل سن رکشن کا مہتو
ایچ . پی . سنگھ سے ملاقات
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
مردہ دان چارن
۱۰-۳۰ پنا لال گھوش
بانسری پر راگ یمن
بیگم اختر : ٹھمری

جمعرات ۲۹ مئی

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک : ایمن جودھپوری
۷-۳۰ رن جھن : سوناںلال
۷-۴۵ وشو ساہتیہ کے آلوک استمبھ
جارج برنارڈ شاہ : ہندی تقریر
ڈاکٹر بنسی دھر
۸-۲۱ گیت گنجار : پکھراج رانا

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت : آم باغیچوں میں ان دنوں کئے جانے والے کھیتی کے کام : تقریر
روشن لال ماتھر
۳-۱۰ ششیر کنا دھر چودھری
وائلن

شام

۵-۰۵ یو وا پسند ، موتیا بند اور روک تھام
ڈاکٹر سنجیو ویساتی سے ملاقات
۵-۳۵ سیمار ڑے ری گونج
آپ کے دانتوں کی حفاظت کیسے : مذاکرہ : شرکار
ڈاکٹر ایس . این . سنگھل
ڈاکٹر ڈی . ڈی گپتا اور
ڈاکٹر کے . ایل . ماتھر
۶-۳۰ کھیتی باڑی
کیٹ ناشک دوائیاں اور استعمال کے طریقے : تقریر
ایم . پی . سنگھ
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
بھنور لال ڈانگی
۹-۱۶ سنسکرت بھاشا پاٹھ

جمعہ ۳۰ مئی

صبح

۷-۱۵ گاندھی چرچا
گاندھی جی کا رچناتمک کاریہ
کرم : پدما مشرا

۷-۳۰ رن جھن : غفور خاں سوامی

۸-۲۱ گیت گنجار : پرتاپ رام دماما

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت : باجرہ کی کھیتی
کے لئے ضروری ہدایت
بی۔ آر۔ مہتہ

۲-۱۰ ہری پرساد
اہیر للت سندھیا بھیرو ی

شام

۵-۰۵ یووا وانی : سامانیہ گیان مقابلہ
شرکا : بسیع ایمن، اجے گپتا
آشوتوش کھنڈیل وال
کماری بھی جین، دین دیال گرگ
فرقان علی، بھوانی سنگھ
انل کمار ترویدی
ہرش وردھن بھاٹی
انوپما شیکھاوت، مہیش بھنڈاری

۵-۳۵ سیماڑے رسی گونج وکاس اور
اکال راحت کی کہانی : ضلع کلیکٹر
کی زبانی : ٹی۔ آر۔ ورما سے
ملاقات
ادبات کیتی ادہیتی کیتی بھینتی : بٹیا
ہرک دکھا دیے مرن دیش رے کاج
راجستھانی تقریر : ظہور خاں مہر

۶-۳۰ کھیتی باڑی : خریف میں بوئی
جانے والی تلہنی فصلوں کی انت
قسمیں اور انکی کھیتی
ٹی۔ کے۔ بھاٹی

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
منی بائی اور ساتھی

۹-۳۰ ریت کا گھر، ناٹک
تحریر : گوکل گوسوامی
پیش کردہ : اروند ماتھر

۱۰-۰۰ بھو نیشوری ناتھک
شاستریہ گائن

ہفتہ ۳۱ مئی

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم : مستا چوہان

۷-۳۰ رن جھن : پونم چند

۷-۴۵ بات چیت : باڑمیر اور سیاح
نارائن سنگھ پیتھل

۸-۲۱ گیت گنجار : نیما دیوی

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت : اگلے ماہ کسان کیا
کریں : تقریر

شام

۵-۰۵ یووا وانی : آزادی کی کہانی
انڈین نیشنل کانگریس کا جنم
ساونڈ اینڈ میوزک
ڈاکٹر سبودھ نگم
سامو ایک گان

۵-۳۵ سیماڑے رسی گونج
اندھاپن را کارن
اور نوارن : مذاکرہ
شرکاء : ڈاکٹر ڈی۔ ایس ملہوترہ
جی۔ بی۔ ماتھر، گھنشیام سنگھ

۶-۳۰ بچوں کو گرمی کے دنوں میں ہونے
والے روگ لکشن کارن و
روک تھام کے اپایے
ڈاکٹر پرمود مہتہ سے ملاقات

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
سوبھالال اور ساتھی

بقیہ : جے پور

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت

۱-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

رات

۹-۱۶ راکیش کمار شرما : گیت

۹-۳۰ راجستھانی کوی گوشٹھی

ہفتہ ۳۱ مئی

صبح

۶-۰۵ اور شام ۶-۳۰
موہن بھٹ : وائلن

۷-۴۵ راجیش کماری بھٹو : خیال

۸-۲۱ شکھا مکرجی : لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ ششی شرما : لوک گیت

۱-۳۰ کمار گندھرو : خیال

میڈیم ویو : ۶ء۳۸۷ میٹر ۷۷۵ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۳۰-۱۰ کے بعد رات تک ۹ء۳۲ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۷-۴۵ کے بعد دوپہر ۴-۴۵ تک اور شام ۵-۰۰ کے بعد
۸۳ء۴۹ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

جمعہ ۱۶ مئی

صبح

۸-۲۵ اور رات ۸-۲۰
نیل کمل سود : سگم سنگیت

رات

۹-۳۰ 'آئینے میں کھڑا ادمی' : ڈرامہ

ہفتہ ۱۷ مئی

صبح

۷-۱۰ پارتھ داس : ستار

۸-۲۱ 'بھارتیہ درشن میں وشو کی اتپتی
اور سنسار' : ہندی تقریر

۸-۲۵ ناگالینڈ کے گیت

رات

۸-۳۰ بھوشن مہتہ : سگم سنگیت

اتوار ۱۸ مئی

صبح

۷-۱۰ مشتاق حسین خاں : گائن

۸-۳۵ سیما شرما : سگم سنگیت

۱۱-۰۰ 'اپنے دیپ کے قیدی'
ہندی ڈرامہ

پیر ۱۹ مئی

صبح

۷-۱۰ شوکمار شرما اور برج بھوشن کابرا
سنتور اور گٹار

۸-۳۵ بھائی بخشیش سنگھ اور ساتھی
شبد

منگل ۲۰ مئی

صبح

۸-۲۵ اور رات ۸-۳۰
شانتا ارسنگھ : سگم سنگیت

رات

۱۰-۰۵ راج کمار پوار : وائلن

بدھ ۲۱ مئی

صبح

۷-۱۰ گائتری : وینا

رات

۸-۳۰ دیویندر سنگھ : سگم سنگیت

جمعرات ۲۲ مئی

صبح

۷-۱۰ امجد علی خاں : سرود

۸-۳۵ غلام علی : پنجابی گیت

رات

۸-۳۰ لکشمی بائی راٹھور : سگم سنگیت

جمعہ ۲۳ مئی

صبح

۷-۴۵ اور رات ۸-۳۰
کمار سنگھ : سگم سنگیت

ہفتہ ۲۴ مئی

صبح

۷-۱۰ پربھو دیو سردار : گائن

۸-۳۵ بہار کے لوک گیت

رات

۸-۳۰ افروز بانو : سگم سنگیت

اتوار ۲۵ مئی

صبح

۷-۱۰ ہری پرساد چورسیہ : بانسری

۸-۳۵ کمل ہنس پال : سگم سنگیت

۱۱-۰۰ 'پریم ہے جہاں ایشور ہے وہاں'
ہندی ڈرامہ

پیر ۲۶ مئی

بھیم سین شرما : گائن
بھائی گوپال سنگھ اور ساتھی
شبد

'نیام'، ہندی ڈرامہ
لکشمی شنکر : گائن

منگل ۲۷ مئی

سرکنا دھر چودھری اور
گنگو بائی ہنگل: کلاسیکی موسیقی
اور رات ۸-۳۰
کرشنا کماری: سگم سنگیت

بدھ ۲۸ مئی

شیلا دھر: سگم سنگیت
گھر آنگن: سلسلہ وار ڈرامہ

جمعرات ۲۹ مئی

ایم۔ آر۔ گوتم : گائن
بلبیر سنگھ : پنجابی گیت

مہندر چوپڑا : سگم سنگیت

جمعہ ۳۰ مئی

پرینا اودک: سگم سنگیت

کرشنا والیا اور شکنتلا
سگم سنگیت
'ہماچل کرشی دشو دیالیہ' فیچر

ہفتہ ۳۱ مئی

سریش گوپال شری کھنڈے: گائن
' ہریانے کے لوک گیت

سلیم اقبال: سگم سنگیت

کلکتہ

کلکتہ 'اے' ۳۴۵ء۱۶ میٹر ۶۵۷ کلو ہرٹز — کلکتہ 'بی' ۲۹۷ء۶ میٹر ۱۰۰۸ کلو ہرٹز
کلکتہ 'سی' ۲۲۶ء۷ میٹر ۱۳۲۳ کلو ہرٹز — کلکتہ 'ڈی' ۲۴۵ء۱۱ میٹر ۱۲۲۴ کلو ہرٹز

جمعہ ۱۶ مئی

کلکتہ اے

صبح
۶-۴۰ آہن کمار گھوش، لوک گیت
۷-۴۰ پوربی مکھرجی
رابندر سنگیت
۸-۱۵ شنکر ناتھ گھوشال: ادھونک
۸-۳۰ سومناتھ بھٹاچاریہ: خیال
۹-۲۵ کرشنا چٹرجی
اتول پرساد سنگیت

دوپہر
۱۲-۲۰ سچندر ناتھ ملک: گیٹار
۱-۴۰ شیاملی سین: نذرل گیتی
۱-۵۰ 'عورتوں پہ ظلم کرنا سماجی جرم ہے'، مباحثہ: شرکاء
۳-۰۰ تاپس چٹرجی: ستار

شام
۷-۳۰ دیپتی مکھرجی: خیال
۸-۰۲ بنگلہ ڈرامہ "خورشید تو پاسن"
کہانی کار: رابندر ناتھ
پیش کش: اجیت مکھرجی
۹-۰۰ مشتاق علی خاں: ستار
۱۰-۰۰ اینما داس گپتا: ادھونک
۱۰-۰۵ امرناتھ مکھرجی: لوک گیت

کلکتہ بی

صبح
۶-۲۵ اینما داس گپتا
رابندر سنگیت
۶-۳۵ شنکر ناتھ گھوشال نذرل گیتی
۶-۵۰ امرناتھ مکھرجی: ادھونک
۷-۰۵ دیپتی مکھرجی: خیال
۷-۴۰ کارتک چندر بسواس
لوک گیت
۷-۵۰ کرشنا پدا داس: ادھونک
۸-۲۱ سچندر ناتھ ملک: گیٹار

۹-۱۵ امرناتھ مکھرجی: لوک گیت
۹-۳۰ مشتاق علی خاں: ستار

دوپہر
۲-۴۰ کرشنا پدا داس: ادھونک
۲-۵۰ سچندر ناتھ ملک: گیٹار
۲-۵۵ کارتک چندر بسواس: لوک گیت

شام
۶-۲۰ آہن کمار گھوش: لوک گیت
۶-۲۵ پوربی مکھرجی: رابندر سنگیت
۹-۳۰ کرشنا چٹرجی
رجنی کانت سنگیت
۹-۴۵ شنکر ناتھ گھوشال
شیاما سنگیت
۹-۵۰ رانی گیسرالہ: غزل
۹-۵۵ شیاملی سین: نذرل گیتی
۱۱-۱۰ سومناتھ بھٹاچاریہ: خیال
۱۱-۳۰ مشتاق علی خاں: ستار

ہفتہ ۱۷ مئی

کلکتہ اے

صبح
۶-۴۰ گوری رانی گھوش: لوک گیت
۷-۴۰ پوربا دام: رابندر سنگیت
۸-۱۵ جتلیشور مکھرجی: ادھونک
۸-۳۰ مرنیموئے دھر: وائلن

دوپہر
۱-۰۰ رشی کیش مکھرجی: خیال
۱-۴۰ اشوک کمار بنرجی: اسراج

شام
۵-۲۰ نارائن راؤ جوشی: خیال
۸-۲۰ کانتی مترا: ادھونک
۸-۲۵ کم کم رائے: نذرل سنگیت
۸-۴۰ بھرو مارا: لوک گیت
۸-۴۵ سپریتی گھوش: رابندر سنگیت

کلکتہ بی

صبح
۶-۲۵ سپریتی گھوش: رابندر سنگیت
۶-۳۵ کم کم رائے: نذرل سنگیت
۶-۴۵ سمترا بنرجی
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ اشوک کمار بنرجی: اسراج
۷-۱۰ نارائن راؤ جوشی: ٹھمری
۷-۴۰ پوسپتی پرساد مہاتو
لوک گیت
۸-۲۱ اشوک کمار بنرجی: اسراج
۸-۵۰ کانتی مترا: ادھونک
۹-۱۵ گوری رانی گھوش
لوک گیت
۹-۳۰ نارائن راؤ جوشی: خیال

دوپہر
۲-۴۰ سومترا بنرجی
اتول پرساد سنگیت
۲-۵۰ پاسوپتی پرساد مہاتو
لوک گیت
۲-۵۵ اشوک کمار بنرجی: اسراج

شام
۶-۲۰ بھرو مارا: لوک گیت
۶-۲۵ کانتی مترا: شیاما سنگیت
۶-۳۰ گوری رانی گھوش: ادھونک
۶-۳۵ رشی کیش مکھرجی: خیال
۶-۵۵ پوربا دام: رابندر سنگیت
۸-۱۰ کل کے لئے آمد و رفت کی سہولتیں: انگریزی میں بات چیت
جے شری چودھری

۹-۳۰ "انجمن": اردو پروگرام
"خیال برلمبونا" ٹیگور کے ڈرامہ کا اردو ترجمہ

اتوار ۱۸ مئی

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ نارائن چندر شرما
لوک گیت
۷-۴۰ ریتو گوہا: رابندر سنگیت
۸-۳۰ راما گھوش: خیال
۹-۲۵ انوپ کمار گھوشال
ادھونک
۹-۳۰ شیشو محل: موازنہ
اندر لوپو: مزاحیہ گیت
رابندر ناتھ

پیش کش: سپرا بوس
۱۰-۰۰ موسیقی کا سبق: رابندر سنگیت
پیش کش: اشوک تارو بنرجی

دوپہر

۱-۵۰ تپن کمار دے : گیٹار
۲-۴۵ بنگلہ ڈرامہ: "ملیادان"
کہانی کار: رابندر ناتھ
پروڈیوسر: بانی کمار

شام

۵-۳۰ ریبا داس : خیال
۸-۱۵ اندرانی چکرورتی
اتول پرساد سنگیت
۸-۲۰ ساسنکا موہن سنہا
لوک گیت
۸-۴۰ پراگتی مکھرجی: ادھونک
۹-۰۰ ہیمندر نارائن مجمدار: سرود
۱۰-۰۰ جگ موہن: گیت اور بھجن
۱۰-۳۵ انوپ کمار گھوشال
نذرل سنگیت
۱۰-۴۵ سومترا سین: رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ ریتو گھوش: رابندر سنگیت
۶-۳۵ اندرانی چکرورتی
نذرل سنگیت
۶-۴۵ مادھوری رائے
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ تپن کمار دے : گیٹار
۷-۰۵ راما گھوش : خیال
۷-۳۰ پنچلی بوس : لوک گیت
۷-۵۰ مادھوری رائے
نذرل سنگیت
۸-۳۰ جگموہن : بھجن
۸-۵۰ پراگتی مکھرجی : ادھونک
۹-۱۵ نارائن چندر مشرا: لوک گیت
۹-۳۰ ہیمندر نارائن شرما : سرود

دوپہر

۲-۴۰ اندرانی چکرورتی
دوجیندر سنگیت
۲-۵۰ تپن کمار دے : گیٹار
۲-۵۵ پنچلی بوس: لوک گیت

شام

۶-۲۰ انوپ کمار گھوشال: لوک گیت
۶-۲۵ مادھوری رائے
رابندر سنگیت

۶-۳۰ نارائن چندر مشرا: ادھونک
۶-۳۵ ریبا داس : خیال
۶-۵۵ پراگتی مکھرجی : بھجن
۷-۳۰ تپن کمار دے : گیٹار
۷-۳۵ ریتو گوہا : رابندر سنگیت

پیر ۱۹ مئی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۲۰ مندرا داس اور ساتھی
لوک گیت
۶-۴۰ دوئی جندر مکھرجی
رابندر سنگیت
۸-۱۵ جے شری گپتا : ادھونک
۸-۳۰ منی لال ناگ : ستار
سورج کمار بھٹا چاریہ
طبلہ پر سنگت

دوپہر

۱-۴۰ اودے کمار سرکار
لوک گیت
۲-۳۵ مہیر دتا : بھجن
۲-۴۰ چندر چٹرجی : ادھونک
۲-۴۵ بھوانی پرساد چٹرجی
شیام سنگیت
۲-۵۵ سہانا سنہا: رابندر سنگیت

شام

۵-۳۰ سیتا رکشت : خیال
۸-۲۰ دیبیکا بھٹا چاریہ
اتول پرساد سنگیت
۸-۴۰ ہری موہن داس
لوک گیت
۸-۴۵ چھندیتا دتا : نذرل سنگیت
۱۰-۰۰ چندریکا گیت نیتہ
پیش کش: ربی ترتھا
۱۰-۴۵ جے شری گپتا : غزل
۱۰-۵۰ دوئی جن مکھرجی
ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سادھنا سنہا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ چھندیتا دتا: نذرل سنگیت
۶-۴۵ دیبیکا بھٹا چاریہ
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ باسو دیب چٹرجی
شیام سنگیت

۷-۰۵ سیتا رکشت : خیال
۷-۳۰ آتشی چٹرجی: لوک گیت
۷-۵۰ مہیر دتا : ادھونک
۸-۲۱ سنورا مادیبی
نذرل سنگیت
۸-۵۰ چندر چٹرجی: ادھونک
۹-۱۵ مندرا داس اور ساتھی
لوک گیت
۹-۳۰ کمل بوس: خیال

دوپہر

۲-۴۰ وینا بندھو گنگولی
رام پرساد گیت
۲-۵۰ آتشی چٹرجی: لوک گیت
۲-۵۵ مہیر دتا : ادھونک

شام

۶-۲۰ وینا بندھو گنگولی: لوک گیت
۶-۲۵ دیبیکا بھٹا چاریہ
نذرل سنگیت
۶-۳۰ چندر چٹرجی : ادھونک
۶-۵۰ اودے کمار سرکار
لوک گیت
۹-۴۰ بھوانی پرساد چٹرجی
شیام سنگیت
۹-۴۵ مندرا داس اور ساتھی
لوک گیت
۹-۵۰ جے شری گپتا : گیت
۱۱-۱۰ سیتا رکشت : خیال
۱۱-۳۰ منی لال ناگ : ستار

منگل ۲۰ مئی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سمر سرکار: لوک گیت
۷-۴۰ سیلن داس: رابندر سنگیت
۸-۱۵ شیام سری رائے بنرجی
ادھونک
۸-۳۰ نثار حسین خاں : خیال
مہا پرش مشرا: طبلہ پر سنگت

دوپہر

۱-۰۰ گوپا سانیال : خیال
۱-۴۰ شیفالی گھوش
راگ پردھان
۱-۵۰ سنیل رنجن بوس : گیٹار
۲-۰۰ سادھو چرن داس
لوک گیت

۲-۱۵ شرمیلا گھوش: رابندر سنگیت
۲-۳۵ سرجیت دے : بھجن
۲-۵۰ مدھو چندا داس: ادھونک
۳-۰۰ اصغر حسین اور ساتھی: شہنائی

شام

۵-۳۰ نثار حسین خاں : خیال
۸-۳۰ راما چٹرجی : نذرل گیتی
۸-۴۵ ربی بنرجی : لوک گیت
۸-۵۰ ساوتری گھوش
راگ پردھان
۹-۳۰ رابندر ناتھ کا چترکلا

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سونیتا گھوش: رابندر سنگیت
۶-۳۵ مدھو چندا داس
نذرل سنگیت
۶-۴۵ آرتی باسک: اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ راما چٹرجی: شیام سنگیت
۷-۰۵ دیپک کمار چٹرجی
لوک گیت
۷-۴۰ پوربی چکرورتی: لوک گیت
۷-۵۰ پریہ رنجن چکرورتی: شیام سنگیت
۸-۲۱ سنیل رنجن بوس : وائلن
۸-۳۰ ساوتری گھوش : بھجن
۸-۵۰ راما چٹرجی : ادھونک
۹-۱۵ ربی بنرجی : لوک گیت
۹-۳۰ اصغر حسین اور ساتھی
شہنائی

دوپہر

۲-۴۰ آرتی باسک
اتول پرساد سنگیت
۲-۵۰ پریہ رنجن چکرورتی
شیام سنگیت
۲-۵۵ پوربی چکرورتی : لوک گیت

شام

۶-۲۰ سمر سرکار : لوک گیت
۶-۲۵ سونیتا گھوش : رابندر سنگیت
۶-۳۵ سرجیت دے : بھجن
۶-۵۰ سنیل رنجن بوس : گیٹار
۶-۵۵ پریہ رنجن چکرورتی
شیام سنگیت
۹-۴۵ شیفالی گھوش : کیرتن
۹-۵۵ سیلن داس: رابندر سنگیت

بدھ ۲۱ مئی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ بینا گھوش : لوک گیت
۷-۴۰ سو بینا رائے : رابندر سنگیت
۸-۰۰ رابندر ناتھ کی مختصر گفتگو بنگالی میں مباحثہ
۸-۱۵ منجو بنرجی : ادھونک
۸-۳۰ نصیر امین الدین ڈاگر الاپ اور دھرو پد
۹-۰۰ سروج کمار دتا نذرل سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ شیلی نالکرار : راگ پردھان
۱-۵۰ مہیلا محل : موازنہ بی مکھرجی
۲-۲۵ چھایا ساہا : خیال
۳-۰۰ کاشی ناتھ مکھرجی : ستار

رات

۸-۱۵ اشیش کمار داس : اسراج
۸-۲۰ سمبھو مکھرجی : ادھونک
۸-۴۰ چھندا داس گپتا رابندر سنگیت
۹-۰۰ ستانل ناتھ : سرود
۱۰-۰۰ سرسوتی داس : کرتن
۱۰-۲۰ سیجھیتا : نذرل سنگیت
۱۰-۴۰ ممتا چکرورتی رجنی کانت سنگیت
۱۰-۵۰ امر پال : لوک گیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سنچیتا : نذرل سنگیت
۶-۴۵ ممتا چکرورتی رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ امر پاول : شیام سنگیت
۷-۰۵ چھایا ساہا : خیال
۷-۴۰ انیل کمار داس : لوک گیت
۷-۵۰ ممتا چکرورتی رجنی کانت سنگیت
۸-۲۱ اشیش کمار داس : لوک گیت
۸-۳۰ سرسوتی داس : کرتن
۸-۴۰ شمبھو مکھرجی : ادھونک
۹-۱۵ بینا گھوش : لوک گیت
۹-۳۰ ستیال ناتھ : سرود

دوپہر

۲-۴۰ اشیش کمار داس : اسراج
۲-۵۰ انیل کمار داس : لوک گیت
۲-۵۵ ممتا چکرورتی رجنی کانت سنگیت

شام

۶-۲۰ منجو بنرجی : لوک گیت
۶-۲۵ سروج کمار دتہ : بھکتی گیت
۹-۴۰ بینا گھوش : لوک گیت
۹-۴۵ سو بینوئے رائے رابندر سنگیت
۱۱-۱۰ نصیر امین الدین ڈاگر الاپ اور دھرو پد
۱۱-۳۰ کاشی ناتھ مکھرجی : ستار

جمعرات ۲۲ مئی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ دیب داس بنرجی : لوک گیت
۷-۴۰ سپنا گھوشال : رابندر سنگیت
۸-۳۰ محمد صغیر الدین : سارنگی
۹-۰۰ ادھیر باگچی : نذرل سنگیت
۹-۲۵ بیتالی سین گپتا : ادھونک

دوپہر

۱-۰۰ اضغا شبلی : ستار
۱-۴۰ اشیم چودھری شیام سنگیت
۱-۵۰ جگن ناتھ دھر : گیتار
۲-۲۵ شکلا مکھرجی : بھجن
۲-۴۵ محمد صغیر الدین : ٹھمری
۲-۵۵ سپنا ہلدار : ادھونک
۳-۰۰ اپرنا چکرورتی : خیال

شام

۵-۳۰ دیب جانی بوس : خیال
۸-۴۰ امینگشو مکھرجی رام پرساد سنگیت
۸-۴۵ مادھوری چٹرجی نذرل گیتی
۹-۰۰ رابندر سنگیت
۱۰-۳۰ گوستھا گوپال داس لوک گیت
۱۰-۴۰ رینی چودھری رابندر سنگیت
۱۰-۵۰ ادھیر باگچی : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ رینی چودھری رابندر سنگیت
۶-۲۵ مادھوری چٹرجی نذرل سنگیت
۶-۴۵ سپنا ہلدار اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ شانتا بنرجی : شیام سنگیت
۷-۰۵ دیب جانی بوس : خیال
۷-۴۰ گیرن چندر سرکار : لوک گیت
۷-۵۰ سپنا ہلدار : شیام سنگیت
۸-۲۱ جگن ناتھ دھر : گیٹار
۸-۵۰ بیتالی سین گپتا : ادھونک
۹-۱۵ دیب داس بنرجی لوک گیت
۹-۳۰ اپرنا چکرورتی الاپ اور دھروپد

دوپہر

۲-۴۰ شانتا بنرجی : نذرل سنگیت
۲-۵۰ گیرن چندر سرکار : لوک گیت
۲-۵۵ جگن ناتھ دھر : گیٹار

شام

۶-۲۰ گوستھا گوپال داس : لوک گیت
۶-۲۵ سپنا گھوشال : رابندر سنگیت
۸-۲۵ دیب داس بنرجی : ادھونک
۹-۳۰ اینگشو مکھرجی : لوک گیت
۹-۴۰ شکلا مکھرجی : لوک گیت
۹-۵۰ اشیم چودھری شیام سنگیت
۱۱-۱۰ اپرنا چکرورتی : خیال
۱۱-۳۰ محمد صغیر الدین : سارنگی

جمعہ ۲۳ مئی

کلکتہ "اے"

صبح

۷-۴۰ پردیپ داس رابندر سنگیت
۸-۱۵ بناشری سین گپتا : ادھونک
۸-۳۰ علی احمد حسین : شہنائی
کہانی کار : رابندر ناتھ ٹیگور
تعرف : مرینیو بجوئے میتی
پروڈیوسر : مرینال گوہا

رات

۹-۰۰ علی احمد حسین : شہنائی
۹-۳۰ کشودیتا پاشن
پیش کش : تیمیر بارن
۱۰-۰۰ بناشری سین گپتا نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۱-۳۰ کلپنا مکھرجی : خیال
۱۱-۱۰ کلپنا مکھرجی : خیال
۱۱-۳۰ علی احمد حسین : شہنائی

ہفتہ ۲۴ مئی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ اشی بھٹاچاریہ اور ساتھی لوک گیت
۷-۴۰ بنانی گھوش : رابندر سنگیت
۸-۱۵ بسوا ناتھ بوس : ادھونک
۸-۳۰ سیما بھٹاچاریہ : خیال

دوپہر

۱-۰۰ مدھو سدن بنرجی : ستار

رات

۸-۲۵ امل ناگ : رابندر سنگیت
ہنومان پرساد مشرا : سارنگی
رام شنکر داس، پاگل داس
پکھاوج

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ امل ناگ : رابندر سنگیت
۶-۳۵ سپرا چکرورتی نذرل سنگیت
۹-۳۰ مدھو سدن بنرجی : ستار

شام

۶-۲۵ رلسن مترا : لوک گیت
۶-۳۰ بنانی گھوش : رابندر سنگیت

۹-۳۰ انجمن : اردو پروگرام
ٹیگور سے اردو میں ترجمہ کا نشریہ قرآت

اتوار ۲۵ مئی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ کرونا مکھرجی : لوک گیت
۷-۴۰ سپنا گپتا : رابندر سنگیت
۸-۴۰ الوک کمار چٹرجی : خیال
۹-۲۵ اتپلا سین : گیت
۱۰-۳۰ کابیری کار : دھرو پد
۱۱-۰۰ کیکا مکھرجی : ستار
۱۱-۳۰ کلپنا مکھرجی : خیال

دوپہر
۵۰—۱ پربھنب کمار بنرجی : گیٹار
شام
۳۰—۵ کابیری کار : خیال
۱۵—۸ لتا نندی : بھجن
۰۰—۹ الوک کمار چٹرجی : خیال
۰۰—۱۰ رونا چٹرجی : کرتن
۵۰—۱۰ اپتلا سین : ادھونک
کلکتہ "بی"
صبح
۲۵—۶ سوپن گپتا : رابندر سنگیت
۳۰—۸ روپا چٹرجی : شیام سنگیت
۵۰—۱ اپتلا سین : ادھونک
۳۰—۹ الوک کمار چٹرجی : خیال
شام
۳۰—۰ سوپن گپتا : رابندر سنگیت
۲۵—۰ اپتلا سین : گیت

پیر ۲۶ مئی

کلکتہ "اے"

صبح
۴۰—۶ آرتی برمن : لوک گیت
۱—۰ ارگھیہ سین : رابندر سنگیت
۱۵—۸ منا مکھرجی : ادھونک
دوپہر
۵۰—۱ مسلا محل : موازنہ : بلادے
شام
۴—۸ راگی رساد مکھرجی : خیال
۰۰—۹ سومترا گوہا : خیال
۵—۱۰ پنٹو بھٹا چاریہ : ادھونک
کلکتہ "بی"
صبح
۵—۸ پنٹو بھٹا چاریہ : ادھونک
۳—۱ سومترا گوہا : خیال
شام
۵۵—۶ آرگھیہ سین : رابندر سنگیت
۱—۱۱ سومترا گوہا : خیال
۳—۱۱ دلارے رائے : سنطور

منگل ۲۷ مئی

کلکتہ "اے"

صبح
۴—۰ جنتی پورکیتا : رابندر سنگیت
۳—۸ کرشنا داس گپتا : خیال
رات

۰۰—۹ کمل بوس : رابندر سنگیت
۱۵—۹ مرنال چکرورتی : ادھونک
—۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی
کلکتہ "بی"
صبح
۲۵—۶ کمل بوس : رابندر سنگیت
۵—۸ مرنال چکرورتی : ادھونک
شام
۵۵—۶ کمل بوس : رابندر سنگیت
۴۵—۹ کرشنا داس گپتا
راگ بردھان

بدھ ۲۸ مئی

کلکتہ "اے"

صبح
۴۰—۷ نیلما سین : رابندر سنگیت
۰۰—۹ بمل بھوشن : نذرل سنگیت
رات
۰—۹ دھینش خاں : سرود
۵—۱۰ بمل بھوشن : رابندر سنگیت
کلکتہ "بی"
صبح
۳۰—۹ دھینش خاں : سرود
شام
۲۵—۶ بمل بھوشن : بھجن
۵۰—۹ نیلما سین : رابندر ناتھ ٹیگور

جمعرات ۲۹ مئی

کلکتہ "اے"

صبح
۳۰—۷ پرساد سین : رابندر سنگیت
۳۰—۸ کاجل چٹرجی : ستار
کلکتہ "بی"
صبح
۲۵—۶ پرساد سین : رابندر سنگیت
شام
۳۰—۶ کیشالیہ : موازنہ : روبی باگچی

جمعہ ۳۰ مئی

کلکتہ "اے"

صبح
۴۰—۷ کوکل ادر ساتھی
رابندر سنگیت
۱۵—۸ پولی چٹرجی : ادھونک
(آگے ص ۳۲ پر)

دوردرشن ترویندرم

فلور منیجر درکار ہے

ڈائریکٹر دوردرشن کیندر، ترویندرم کو، دوردرشن کیندر ترویندرم میں فلور منیجر کی اسامی پر کرنے کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں۔ کام کی نوعیت، فیس اسکیل تعلیمی قابلیت اور عمر کی حد وغیرہ سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں۔ فیس اسکیل میں وہ بھتے شامل نہیں ہیں جو اس زمرے کے عہدے پر وقتاً فوقتاً دیئے جاتے ہیں۔ درخواستیں ڈائریکٹر دوردرشن کیندر، ترویندرم ۶۹۵۰۰۵ کے پتے پر ۳۱ مئی ۱۹۸۶ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

امیدوار کی عمر یکم جنوری ۱۹۸۶ء کو مقررہ حد کے اندر ہونی چاہیے۔ بھرتی کا مجاز افسر۔ شیڈول کاسٹ / ٹرائب اور دیگر خصوصی زمروں کے امیدواروں کو اس سلسلے میں مرکزی سرکار کی جانب سے جاری کردہ ہدایات کے مطابق، عمر کی حد میں رعایت دے سکتا ہے۔

اسامیوں کی تعداد میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔

مقررہ قابلیت کے امیدوار مہیا نہ ہوسکنے کی صورت میں دوردرشن دیگر طور پر قابلیت رکھنے والے امیدواروں کے لیے لازمی اہلیت میں رعایت دیئے جانے پر غور کرسکتا ہے۔

فیس اسکیل : ۴۲۵-۱۵-۵۰۰-ای بی-۱۵-۵۶۰-۲۰-۶۴۰-ای بی-۲۰-۷۰۰-۲۵-۷۵۰ روپے۔

اسامیوں کی تعداد : ۶ (چھ)

ایک اسامی شیڈول کاسٹ ایک شیڈول ٹرائب امیدوار کے لیے مخصوص اور بقیہ ۴ غیر مخصوص ہیں۔

کام کی نوعیت :

۱ - کیمرہ ریہرسل، ریکارڈنگ اور ٹرانسمیشن کے دوران اسٹوڈیو کے فلور پر پروڈیوسر کی نمائندگی کرنا۔
۲ - پروڈیوسر کی ہدایات کو فلور پر فنکاروں کو پہنچانا۔
۳ - ریہرسل، ریکارڈنگ اور ٹرانسمیشن کے دوران فلور اسٹاف کا سپرویژن اور کنٹرول۔
۴ - وقتاً فوقتاً سپرد کردہ دیگر فرائض کی انجام دہی۔

لازمی قابلیت :

۱ - میٹرک یا اس کے مساوی۔
۲ - اسٹیج کرافٹ میں کسی تسلیم شدہ ادارے سے ڈپلومہ۔
۳ - امیدوار نے میٹرک کا امتحان اسامی سے متعلقہ زبان بطور ایک مضمون لے کر پاس کیا ہو یا یہ زبان (ملیالم) اس کا وسیلہ تعلیم رہی ہو۔

پسندیدہ :

فلم / اسٹیج / ٹی وی پر فلور منجمنٹ کا تین سالہ تجربہ۔

عمر :

یکم جنوری ۱۹۸۶ء کو ۲۱ اور ۳۰ سال کے درمیان۔

سرینگر

میڈیم ویو:
سرینگر (الف): ۲۶۸،۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵،۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
سرینگر (د) ۱۹۶،۱ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز
: سرینگر ب ۲۹،۱۰ میٹر ۱۰۱۴۱ کلوہرٹز ۹۱،۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵
ہندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) شام ۷-۴۰
کشمیری: صبح ۹-۲۵، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

جمعہ ۱۶ر مئی

صبح
۷-۱۵ گاندھی [illegible]
موخت لر
بھگتی سنگیت
گاندھی چھ دنال
۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
کیلاش مہرہ: غزل اور
کشمیری موسیقی
۹-۰۰ ہندی میں بات چیت
از بملا شاہ
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
عبدالغفار بٹ اور ساتھی
چھکری اور [illegible]

دوپہر
۱-۰۰ اقبال کمل اور [illegible]
غزل (اردو)
۲-۱۰ عمرت حسین خان: ستار

ہفتہ ۱۷ر مئی

صبح
۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
ایم۔ کے۔ پنڈتا
غزل اور کشمیری موسیقی
۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت
از رویندر پنڈت

دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
انگریزی میں نویں جماعت کے
طلبا کے لئے بات چیت
۱۲-۴۰ پرا گاش
یم آس عظیم: جواہر لال نہرو
عبدالاحد اور ایم کے پارمو کے
درمیان گفتگو
۱-۰۵ عبدالسلام کیمو اور ساتھی
چھکری اور روف
۲-۱۰ لکشمی شنکر: گائن
۲-۳۰ غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

اتوار ۱۸ر مئی

صبح
۷-۵۵ غلام حسن صوفی: غزل
۱۱-۳۰ کشمیری میں کھیل
غلام رسول سنتوش

دوپہر
۱۲-۴۰ پرا گاش: انسان سنز کتھ
ایم کے ورا اور ایم کے پارمو کے
درمیان گفتگو
۱-۰۰ پرکاش وڈیرا: پانسری
۲-۳۰ ٹیچرس فورم: والدین اور
اساتذہ میں باہمی رابطہ
گفتگو

شام
۶-۱۰ کے۔ کے۔ جوشی: ڈوگری سنگیت
۸-۳۰ جی۔ ایچ۔ صوفی: کشمیری موسیقی
۹-۳۰ سندباد جہازی: سلسلہ وار
کھیل قسط نمبر ۳
تحریر وپیش کش: پشکر بھان

پیر ۱۹ر مئی

صبح
۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
او۔ این۔ کول: غزل
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد اکبر پرے اور ساتھی
چھکری اور روف

دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
"زمین" چوتھی اور پانچویں
جماعت کے لئے اردو میں
بات چیت
۱۱-۴۰ پرا گاش: سون جسم۔ کانہ بتہ
ڈاکٹر ایم ایس مگرا اور ایم کے
پارمو کے درمیان گفتگو
۱-۰۵ بی ایل قاضی اور او این کول
غزلیں
۴-۳۰ کیادی: ڈوگری لوک گیت
قطب الدین اور ساتھی
گوجری لوک گیت
محمد حسین میراثی اور ساتھی

رات
۹-۳۰ تاریک اجالے: اردو کھیل
تحریر: ڈاکٹر حامدی کشمیری

منگل ۲۰ر مئی

صبح
۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
رینا کول: غزل
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
انگلش بائی ریڈیو
انگریزی میں پروگرام
ترتیب وپیش کش: سی۔ آئی
ای۔ ایف۔ ایل حیدرآباد
۱-۰۵ محمد عبداللہ تارہ بلی اور ساتھی
چھکری اور روف
۲-۱۰ کشوری اامونکر: گائن

بدھ ۲۱ر مئی

صبح
۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
رئیس خاں: ستار
۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
ششی چوپڑا: غزل
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
علی محمد پرے اور ساتھی
چھکری اور روف

دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
ملک میں بارش کی تقسیم
آٹھویں جماعت کے طلبا کے
لئے اردو میں بات چیت
۱۲-۴۰ پرا گاش: سانی کتھ راج ترنگ
(راج ترنگنی سے سلسلہ وار
کہانی)
۱-۰۵ عبدالرحمان خان اور ایچ این
توشخانی: غزلیں

جمعرات ۲۲ر مئی

صبح
۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
رانی بیگم: غزل
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
سائنس کوئیز
آٹھویں جماعت کے طلبا کے
لئے جنرل سائنس کوئیز

۱۲-۴۰ پراگاش ، سون دھن
سندری ہندکھار بناٹک کارخانہ
پی این ہنڈو اور ایم کے پارمو
کے درمیان گفتگو
۱-۰۵ غلام محمد بٹ اور ساتھی
چھکری اور روف
۲-۱۰ پروین سلطانہ : گائن

جمعہ ۲۳ مئی

صبح
۷-۱۵ گاندھی کتھا
موختہ لر
بھگتی سنگیت
گاندھی چھو زنان
۷-۵۵ اور رات ۳۰-۸
آر کے کاچرو : غزل
۹-۰۰ ہندی میں بات چیت
از ڈاکٹر آر ڈی کمرا
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
عبدالغفار ڈار اور ساتھی
چھکری اور روف
دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
نویں جماعت کے طلبا کے لئے
اردو میں بات چیت
۱-۰۵ کرنجیت سنگھ اور آر کے کاچرو
غزلیں (اردو)
۲-۱۰ سامتا پرساد : طبلہ وادن

ہفتہ ۲۴ مئی

صبح
۷-۵۵ اور رات ۳۰-۸
آرتی ٹکو : غزل
۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت
از گھنشی غلام علی
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
صوفیانہ موسیقی
استاد رمضان جو
دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
نویں جماعت کے طلبا کے لئے
انگریزی میں بات چیت
۱۲-۴۰ پراگاش : سائنہ تحریکہ آزادی
بنز کتھ
ڈاکٹر ایم کے ٹینگ اور ایم کے
پارمو کے درمیان گفتگو
۱-۰۵ محمد شعبان بیگ اور ساتھی
چھکری اور روف
۲-۱۰ شرن رینہ : گائن

اتوار ۲۵ مئی

صبح
۷-۵۵ جی این شیخ : غزل
۹-۰۰ نیا ادب (ہندی)
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش : سائنہ تحریکہ آزادی
بنز کتھ : ڈاکٹر ایم کے
ٹینگ اور ایم کے پارمو کے
درمیان گفتگو
۲-۳۰ ٹیچرس فورم : طلبا اور طالبات
کے لئے اخلاقی تعلیم استاد دل
کے لئے اردو میں گفتگو
شام
۶-۱۰ سریش پونچھی
ڈوگری سنگیت
۸-۳۰ غلام نبی شیخ : موسیقی
۹-۳۰ سندباد جہازی بسلسلہ وار
کھیل قسط ۴
تحریر و پیشکش : پشکر بھان

پیر ۲۶ مئی

صبح
۷-۱۵ اور دوپہر ۱۰-۲
ڈی کے جی ہوگ : وائلن
۷-۵۵ غلام محمد میر : غزل
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
عبدالغنی راتھر اور ساتھی
کشمیری موسیقی
دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
"نادان کوا"
چوتھی اور پانچویں جماعت کے
طلبا کے لئے ایک ڈرامہ
تحریر: رشید نازکی
۱۲-۴۰ پراگاش
۱-۰۵ غلام محمد میر اور اسداللہ
غزلیں
۴-۳۰ کیاری کا تماشہ
ڈوگری لوک گیت
رات
۹-۳۰ دل حکیم ، ماماں ، کشمیری کھیل
تحریر : اومارکرشن رازدان

منگل ۲۷ مئی

صبح
۷-۵۵ اور رات ۳۰-۱۰
آشا کول : غزل
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۱
کمال بٹ اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
۱-۰۵ عبدالرحیم بٹ اور ساتھی
چھکری اور روف
۲-۱۰ پنڈت روی شنکر : ستار

بدھ ۲۸ مئی

صبح
۷-۱۵ اور دوپہر ۱۰-۲
پی این جھٹو : ستار
۷-۵۵ اور رات ۳۰-۸
سدھارتھ کول
غزل کشمیری موسیقی
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
محمد سکندر شاہ اور ساتھی
کشمیری موسیقی
دوپہر
۱۲-۵ اسکول براڈ کاسٹ
"ہماری پہلی جنگ آزادی"
آٹھویں جماعت کے طلبا کے
لئے اردو میں فیچر
۱۲-۴۰ پراگاش : سائنس کتھ
راج ترنگنی : پروفیسر ایم ایل
کوکلو اور ایم کے پارمو کے
درمیان گفتگو
۱-۰۵ سدھارتھ کول اور کسم لتا
غزلیں

جمعرات ۲۹ مئی

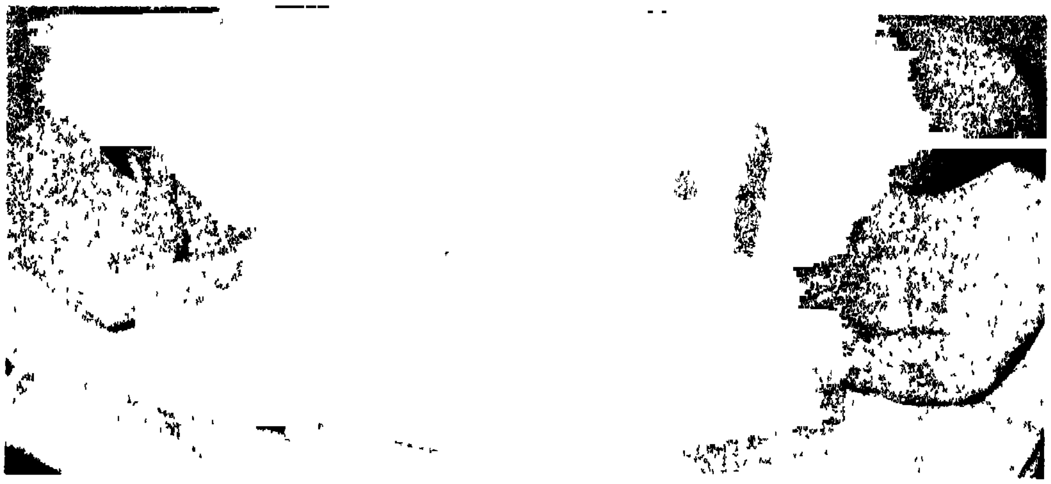
صبح
۷-۵۵ اور رات ۳۰-۸
وی کے ملا : غزل
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
غلام محمد قالین باف اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
آٹھویں جماعت کے طلبا کے
لئے اردو میں بات چیت
۱۲-۴۰ پراگاش : زدہ زاٹن ہنز
ترتیش نگنی
معراج الدین خان اور ایم کے پارمو
کے درمیان گفتگو
۱-۰۵ شیخ علی محمد میر اور ساتھی
چھکری اور روف
۲-۱۰ ناصر امیر الدین خان ڈاگر : گائن

جمعہ ۳۰ مئی

صبح
۷-۵۵ اور رات ۳۰-۸
غلام محمد راہ : غزل
۹-۰۰ ہندی میں بات چیت
از ڈاکٹر محمد زمان آزردہ
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
حبیب اللہ گنائی اور ساتھی
چھکری اور روف
دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
نویں جماعت کے طلبا کے لئے
اردو میں بات چیت
۱-۰۵ بے بھگت اور یونس ملک
غزلیں
۲-۱۰ استاد ولایت حسین خاں ، ستار

ہفتہ ۳۱ مئی

صبح
۷-۵۵ اور رات ۳۰-۸
نسیم اختر : غزل
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
نویں جماعت کے طلبا کے لئے
انگریزی میں بات چیت
۱۲-۴۰ پراگاش : ظہور احمد ظہور
اور ایم کے پارمو کے درمیان
گفتگو
۱-۰۵ غلام نبی شاہ اور ساتھی
چھکری اور روف



'قومی اور جذباتی ہم آہنگی'
کے زیر عنوان نشر مذاکرے کے شرکاء
(دائیں سے) کنور مہندر سنگھ بیدی سحر
خواجہ حسن ثانی نظامی
تارکیشوری سنہا
اور
وشوبندھو گپتا۔



'کیا ہم آزادی کے استحکام
کے لیے کام کر رہے ہیں'
شرکاء مذاکرہ۔
(دائیں سے) ستیہ پرکاش شوق
لوچن سنگھ بخشی
اور
سید شہاب الدین۔



'ہندوستان میں اردو —
مسائل اور مستقبل'
کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے۔
اندر کمار گجرال
اور
ڈاکٹر خلیق انجم (بائیں)۔

اردو مجلس (دہلی) کی جھلکیاں

Regd No D-(C)39
R N No 14253/57

PRICE RUPEE 1.00

16th. MAY 1986

Licensed (U-23) to post without prepayment at PSO New Delhi



▲ جیلانی بانو۔ افسانہ نگار۔
آپ کا ایک افسانہ 'نیرنگ' میں نشر ہوا ۔



▲ وقارالدین (بائیں) چیرمین آندھرا پردیش مائنوریٹیز فائنانس کارپوریشن
کے ساتھ اسلم فرشوری کا انٹرویو اردو پروگرام نیرنگ میں نشر ہوا ۔



▲ 'ایک فیکٹری ایک یونین' کے موضوع پر پی۔جناردن ریڈی' ایم ایل اے (بائیں) کا انٹرویو 'نیرنگ' میں نشر ہوا۔





▲ بالا گوڑ۔ ممبر پارلیمنٹ نظام آباد ضلع میں
ترقیاتی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ۔



جی۔سنجیوا ریڈی' انڈین نیشنل ٹریڈ یونین کانگریس کے لیڈر (دائیں)
کے ساتھ جلیس احمد 'صنعتی امن' کے موضوع پر نیرنگ کے لیے گفتگو کرتے ہوئے ۔

Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals PTI Building, II floor Sansad Marg, New Delhi-110001
Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press Faridabad

آواز

یکم سے ۱۵ر جون ۱۹۸۶ء
۱۱ر سے ۲۵ر جیشٹھ ۱۹۰۸ اشاکا

اشاعت کا ۵۱ واں سال
قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دور درشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دل چسپ افسانے و منظومات



نسیم ... ت ... ن

وہیں پہ آفت کون و مکاں بھی ٹوٹی ہے
عنانِ حکمت و دانش جہاں بھی ٹوٹی ہے

قفس نصیبوں کی جائے اماں بھی ٹوٹی ہے
ستم ہے شاخ تہہ آستیاں بھی ٹوٹی ہے

ہر ایک قیہ مہ و کہکشاں بھی ٹوٹی ہے
بڑھے قدم تو حد لامکاں بھی ٹوٹی ہے

جبین شوق کو پابند کر سکو تو کرو
امید سنگ در آستاں بھی ٹوٹی ہے

کہیں چراغ تصور سے بھی جہاں والو
فصیل تیرگی بیکراں بھی ٹوٹی ہے

تلاش کرتے ہیں لات و منات میری جبیں
خودی تو ٹوٹ چکی خوئے بتاں بھی ٹوٹی ہے

جو دوستوں کی بدولت ہوئی نسیم عطا
ہمارے دل میں وہ نوک سناں بھی ٹوٹی ہے

شاہ ... مستی ...

نہ تیر کوئی سلامت کماں بھی ٹوٹی ہے
کہ آج ہمت ناوک فگاں بھی ٹوٹی ہے

طلسم شوق تو ٹوٹا ہی تھا مگر کیا خوب
سنا ہے خوئے بتاں بیکراں بھی ٹوٹی ہے

خمار ہر شب ہی ٹوٹ ... لایا رنگ
کہ آج مستی لالہ رخاں بھی ٹوٹی ہے

یوں ہی تو ہونا تھا میا ... دل ... تمام
غضب تو ہے نہ نوک سناں بھی ٹوٹی ہے

چمن میں آ ہی گیا انقلاب کا موسم
نہ احتیاط کی ماری زباں بھی ٹوٹی ہے

حصار امن کے ... در خوام ہیں نگراں
کہ ساز حسن ستم زرگراں بھی ٹوٹی ہے

... شوکت ... زار ...

یہ غم نہیں کہ فصیل مکاں بھی ٹوٹی ہے
ستم تو یہ ہے کہ دیوار جاں بھی ٹوٹی ہے

جب ایں بندش ضبط فغاں بھی ٹوٹی ہے
تو بے نیازی چشم بتاں بھی ٹوٹی ہے

جدھر سکون کی خاطر گئے یہی دیکھا
کوئی نہ کوئی مصیبت وہاں بھی ٹوٹی ہے

لبوں پہ آئے تو کیونکر اب انقلاب کی بات
نوائے شورش آوارگاں بھی ٹوٹی ہے

روش روش ہے حنا بندی چمن کی پکار
جگہ جگہ سے حد گلستاں بھی ٹوٹی ہے

ہمارے شہر کے ذرے بھی رشک اختر ہیں
یہیں پہ تمکنت کہکشاں بھی ٹوٹی ہے

لہو سے میر سے ہی ٹوٹا ستم ... ں کا بھرم
اسی سے قید زبان و بیاں بھی ٹوٹی ہے

تمام عمر کٹی جس کی بزم میں جوہر
وہیں امید دل ناتواں بھی ٹوٹی ہے

ایم کوثر ... وی رآھی

دیارِ غم میں دکانِ دلاں بھی ٹوٹی ہے
یہیں پہنچ کے حد دلبراں بھی ٹوٹی ہے

کشاکش غم جانان جہاں بھی ٹوٹی ہے
نگارِ جاں! تری عمر رواں بھی ٹوٹی ہے

یہ نام کے مہ و اختر ہیں لرزہ بر اندام
کہ آج ان کی شعاع گماں بھی ٹوٹی ہے

ہوا چلی تری یادوں کے گل مہک اٹھے
یہ رنگ دیکھ کے باد خزاں بھی ٹوٹی ہے

یہ برف زار کے منظر یہ منجمد سے درخت
جہاں شجر کے رگ آسماں بھی ٹوٹی ہے

دھواں دھواں سی فضا ہیں بجھی بجھی سی یہ رات
ہمارے دل کی طرح کہکشاں بھی ٹوٹی ہے

یہ راہ وہ ہے کہ رہبر نہ راہزن کوئی
اسی پہ ہمت آوارگاں بھی ٹوٹی ہے

پڑی وہ ضرب کہ چپ ہے زبان حریفوں کی
بلا ٹلی تو صدائے سگاں بھی ٹوٹی ہے

مرے ندیم شکست جنوں کی بات نہ کر
ذرا یہ دیکھ صف دشمناں بھی ٹوٹی ہے

... ی ...

کہاں یہ جا کے بلند کمار بھی ٹوٹی ہے
زمیں ہے دور ... سماں بھی ٹوٹی ہے
زیادہ جھک کے یہاں ... نہیں ٹوٹے
گر کے اپنی حدوں سے کماں بھی ٹوٹی ہے
یہ کس کا گھر ہے کبھی کچھ ہے اپنے گھر جیسا
جلے دریچے ہیں دیوار ... بھی ٹوٹی ہے
حد نگاہ کہیں ... کی رمق بھی نہیں
اگر چہ نبض شب بیکراں بھی ٹوٹی ہے
... میں حرم ہی تنہا نہیں ہوا مجروح
رکاب و سنگ بھی ٹوٹے عناں بھی ٹوٹی ہے
یہ درد صرف مصائب کے ٹوٹنے کا نہیں
کوئی لطیف سی رگ سرد جاں بھی ٹوٹی ہے
کہاں قرار میں لذت جو اضطراب میں ہے
سکون پاکے تو موج رواں بھی ٹوٹی ہے

... خستہ بستوی

کہاں کہاں مری مہر زباں بھی ٹوٹی ہے
نہ ٹوٹنی تھی جہاں سو وہاں بھی ٹوٹی ہے
کریں نہ ذکر شکست فصیل جور و ستم
وہ جن کی ہمت آہ و فغاں بھی ٹوٹی ہے
پناہ لوں میں کہاں عصر نو کے طوفاں میں
طناب خیمہ دانشوراں بھی ٹوٹی ہے
لگی ہے جب بھی کبھی ضرب ناامیدی کی
کمند حوصلۂ سخت جاں بھی ٹوٹی ہے
وفا کی رسم بلا سے کہیں بھی ہو ٹوٹی
یہ کیا تمہارے مرے درمیاں بھی ٹوٹی ہے
غرور حفظ ہنر کا ہو مول کیا اختر
جو فن فروش ہیں ان کی دکاں بھی ٹوٹی ہے

اس بار طرحی غزلیں گورکھپور سے

مصرعِ طرح : خودی تو ٹوٹ چکی تھی خوئے بتاں بھی ٹوٹی ہے

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام
جلد ۵۱ | شمارہ ۱۱
یکم جون ۱۹۸۶ء [illegible] ۱۱ جیشٹھ ۱۹۰۸ شاکا
چیف ایڈیٹر ایس کے سندر ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹
ادارت
سراج احمد ۳۸۲۲۵۴
ہرمہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

Telegram: 'LISTENER' New Delhi
(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

سامعین آواز کو عید مبارک

عید کی برکتیں

ڈاکٹر یحییٰ ابدالی

انسان مادی اعتبار سے کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو جائے اس کی روح کو اس وقت تک سکون اور قلب کو طمانیت حاصل ہونا ممکن نہیں جب تک کہ وہ دوسروں کے سکون اور اطمینان، آسائش و آرام اور مفادات کا خیال نہیں رکھتا۔ اسے ہم دوسرے لفظوں میں انسانیت کے جذبے سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ جس کا اظہار انسان مختلف طور پر کرتا آیا ہے۔ اور جب تک اس کا وجود ہے اسی کی بدولت وہ انسان کہلانے کا مستحق رہے گا۔ انسان میں بھلائی کا جذبہ ازل سے ودیعت ہوا ہے لیکن اس میں نظم و ضبط قائم رکھنے اور ضرورت کے مطابق اسے بروئے کار لانے کا اہم کام بانیان مذاہب نے جس انداز میں انجام دیا ہے وہ انھی کا حصہ تھا اور ہے۔

انسان کو جسمانی آرام و آسائش کے لیے خوراک و پوشاک کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس کی روح کی تسکین اسوقت ہوتی ہے جب وہ کسی مذہب کے دامن میں پناہ لیتا ہے۔ مذہب ہی کے واسطے سے اس کا بھلائی کرنے کا جذبہ ابھرتا ہے۔ اپنی حقیقت کو سمجھنے، پرکھنے اور جاننے کا اسے موقع ملتا ہے۔ اپنے خالق و مالک اور معبود حقیقی کو پہچاننے اور اس کے احکام کو بجا لانے کی توفیق ملتی ہے۔ مذہب خواہ کوئی بھی ہو وہ عوام کا ہوتا ہے اور عوام کے فائدے کے لیے ہوتا ہے اگر اس کے دروازے سبھوں کے لیے کھلے نہ ہوں اور زندگی کے ہر شعبہ کی مکمل رہنمائی کرنے کی اس میں صلاحیت نہ ہو تو اسے مذہب کہنا درست نہیں ہوگا۔ مذہب کی سچی تعریف تو یہ ہے کہ اس میں اجتماعیت، ہمہ گیری اور انسانی زندگی سے متعلق مکمل لائحہ عمل موجود ہو۔ عبادات ہوں یا معاملات، آداب خورد و نوش ہوں یا نشست و برخواست، علائق زندگی ہوں یا تصور سزا و جزا۔ غرضیکہ تمام شعبے سے متعلق ایک ضابطہ اور اصول متعین ہو جس سے انحراف کی گنجائش بھی نہ ہو اور جس پر عمل کیے بغیر زندگی کی سچی مسرتیں بھی حاصل نہ ہوں۔ یہ سبھی جانتے ہیں کہ مذاہب کی راہیں بڑی سنگلاخ، کانٹوں سے بھری اور خشک ہوتی ہیں۔ اس راہ میں بڑی بڑی آزمائشوں اور امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کی سختیوں کو جھیلنا آسان نہیں۔ اس کے لیے طبیعت کا میلان، سچی لگن اور جذبے کی صداقت ہو تو راہ کے کانٹے بھی پھول بن جاتے ہیں۔ اور منزل تک رسائی آسان اور سہل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مذہب کو رسمی طور پر ڈھویا جا رہا ہو تو اس کے اصول ایک بندھن اور خود مذہب ایک ناقابل برداشت بوجھ بن جاتا ہے۔ عبادات میں لہو و لعب کا پہلو تلاش کر کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مذہب جو مسرت و شادمانی کا حقیقی سرچشمہ، روح کی تسکین اور قلب کا چین ہوتا ہے، ایک تکلیف دہ بوجھ، دباؤ اور کھیل تماشہ بن کر رہ جاتا ہے۔ اور اس کا اصل مقصد یعنی بندگان خدا کی رہنمائی اور انسانی قدروں کو اجاگر کرنے کا کام فوت ہو کر رہ جاتا ہے۔

دین و مذہب کو حقیقی مسرت و شادمانی اور سکون و اطمینان کا سرچشمہ مانا گیا ہے پھر مذہب کی طرف سے اس کے اظہار پر پابندی کیسے ہو سکتی ہے؟ ہاں! اسے بہتر طور پر برتنے کے لیے طریقہ اظہار کا تعین ہو سکتا ہے۔ نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لیے کچھ شرطیں لگائی جا سکتی ہیں۔ تاکہ ایک مذہب کے ماننے والے اپنی خوشی کے اظہار میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کریں اور دوسروں کی خوشی کو ملیا میٹ نہ کریں۔ اس لیے دل یہ کہتا ہے کہ مذہب کی طرف سے خوشی کے اظہار پر کچھ رکاوٹ یا پابندی ضرور ہونی چاہیے۔ یعنی جن کاموں سے مذہب نے منع کیا ہے ان سے ایسے مواقع پر بھی پرہیز کیا جائے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھیں کہ اگر کسی مذہب میں قمار بازی یا مے خواری حرام ہے تو انتہائی خوشی و مسرت سے سرشاری کے عالم میں بھی اسے جواز کا حکم نہیں مل سکتا۔ اور اگر کسی مذہب کے ماننے والے اس کا خیال نہیں کرتے تو لگا ہر ہے کہ وہ خواہشات نفسانی سے مغلوب ہو کر مذہب کو بدنام اور اپنی تباہی کا آپ انتظام کرتے ہیں۔

جہاں تک خوشی منانے کا تعلق ہے ہر مذہب کے ماننے والے سال کے مخصوص ایام میں اپنے طور پر خوشیاں منایا کرتے ہیں۔ جنھیں تہوار کا نام دیا گیا ہے۔ ان تہواروں سے صحیح معنوں میں مسرت و شادمانی حاصل ہوتی ہے یا نہیں یہ اس کے طریقۂ اظہار پر موقوف ہے۔ عام طور پر تمام اہل مذاہب اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ تہواروں کے خاص موقع پر مالک حقیقی نے انسانوں کو ہر برائی کی چھوٹ اور تمام ناروا کاموں کی آزادی دے رکھی ہے۔ خوشی منانے کے لیے کوئی ضابطہ، کوئی اصول اور کوئی لائحۂ عمل نہیں۔ اسی لیے کوئی شراب کے نشے میں مدہوش نظر آتا ہے تو کوئی نفس کا غلام بنا زبان حال سے یہ کہتا دکھائی دیتا ہے سہ

کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند
جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج

لیکن دنیائے اسلام کے جشن طرب، فرحت و سرور اور مسرت و شادمانی کی نوعیت ہی جداگانہ ہے۔ ان کی خوشی کا دن نفسانی لذتوں اور جسمانی عیش و بدمستیوں کے لیے نہیں ہوتا۔ ان کا یوم عید کسی لہو و لعب کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ عید میں کھیل تماشے کی مجلسیں گرم نہیں کرتے۔ راگ و رنگ اور گانے بجانے کی بزم آراستہ نہیں کرتے۔ یہ اس مبارک دن میں بے شرمی و بے حیائی کے افعال روا نہیں رکھتے۔ یہ اس مقدس مبارک دن میں شراب نوشی، قمار بازی، نفس پرستی اور مدہوشی کو پسند نہیں کرتے بلکہ کیف و سرور اور مسرت و شادمانی کے موقع پر بھی ان کا ہر فعل رضائے الٰہی کے لیے ہوتا ہے۔ ان کا ہر قدم اللہ کی خوشنودی کے مطابق اٹھتا ہے۔ ان کے تمام حرکات و سکنات رب العالمین جل جلالہ کے حکم کی تعمیل کیلئے وقف ہیں۔ ان کے جشن طرب کے سارے لوازمات اور ان کی خوشی و مسرت کے اظہار کے تمام ذرائع اجازت شارع کے محتاج ہیں۔ ان کے ہر عمل کا فائدہ روحانیت، تقویٰ اور پرہیزگاری کی تکمیل ہے اور ان کے ہر فعل کی غرض سعادت دارین کی تحصیل ہے۔ ان کی ہر حرکت شریعت کے حکم کی محتاج اور ہر عادت شارع کے فرمان کی متلاشی۔

چنانچہ عید سعید کا اہتمام بھی مسلمانوں نے اپنے آپ نہیں کیا بلکہ اس اہتمام کے پیچھے بھی واضح طور پر شارع دین متین صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم موجود ہے "ان لکل قوم عیدا وھذا عیدنا"، یعنی ہر قوم کے لیے خوشی کا دن ہے، اور یہ ہماری خوشی کا دن ہے۔ لیکن یہ کیسا خوشی کا دن ہے اور یہ کیسی عید ہے؟ کہ جس میں کھیل تماشے یا لہو و لعب کی کوئی گنجائش ہی نہیں رکھی گئی ہے بلکہ اس کے برعکس حقانیت للٰہیت، تقویٰ شعاری اور پرہیزگاری کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی بنیاد رکھی گئی۔ ایک ماہ تک تمام لذات دنیاوی، خواہشات نفسانی اور تعیش جسمانی سے اپنے آپ کو روکے رکھنے کے بعد بھی جو آزادی ملتی ہے وہ اسی قدر کہ ہم اپنے معبود حقیقی کے دربار میں اکٹھا ہو کر اس کے انعام و اکرام اور احسانات کا شکریہ ادا کریں۔ ہمارا دل جذبۂ ممنونیت سے سرشار ہو تو اس لیے کہ اس نے ہمیں توفیق عطا فرمائی کہ ہم ایک ماہ کی مکمل پابندیوں سے عہدہ برآ ہوسکے۔ اس کے احکام کی بجا آوری ہم ضعیف اور کمزور انسانوں سے ہوسکی۔ یہ ہے عید سعید کی مسرت و شادمانی کی اصل روح جس کا اظہار معبود حقیقی کے حضور دوگانہ ادا کرکے کیا جاتا ہے۔ اس کے بندوں کو خوش کرکے، ان کے حقوق ادا کرکے، غربا و مساکین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرکے ہم اس کی مسرتوں کو اور دوبالا کرتے ہیں۔

غرض یہ کہ ہماری خوشی و مسرت، راحت و آرام اور سکون و اطمینان کا اصل سرچشمہ رضائے الٰہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہمیں حاصل ہو تو پھر ہم پر حقیقی مسرتوں کے سربستہ راز منکشف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اور ہماری تقویٰ شعاری ہمیں روحانیت کی اعلیٰ منزلوں تک آج بھی پہنچا سکتی ہے سہ

نہیں ہے ناامید اقبالؔ اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

غربا و مساکین کی دعائیں ہماری زندگی کو کامیاب بنا سکتی ہیں۔ لیکن جس معاشرے میں ناداروں اور مظلوموں کی کوئی قدر نہ ہو، ان کے حقوق کی طرف سے چشم پوشی کی جائے اپنی خوشی پر ان مسرتوں کو قربان کردیا جائے وہ کبھی بھی حقیقی مسرتوں سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔ اسلام نے انہی عواقب پر نظر رکھتے ہوئے کچھ ایسی سخت پابندیاں ہم پر لگائی ہیں کہ اگر انھیں پوری دیانتداری کے ساتھ برتا جائے تو ہمارے معاشرہ کی ساری خرابیاں دور ہوسکتی ہیں اور صحیح معنوں میں ہم عید کی برکتوں اور نعمتوں سے فائدے اٹھا سکتے ہیں — ہماری روح تک اس مسرت و شادمانی کے موقع پر جھوم جھوم اٹھے — اگر ہم غربا و مساکین، نادار و مجبور، یتیم و یسیر اور سماج کے کچلے ہوئے اور ستم رسیدہ طبقہ کا خیال خاص طور پر اس مبارک موقع پر رکھیں۔ جس طرح ہم اپنی مسرت و شادمانی کے اظہار کا اہتمام

جمعۃ الوداع

سید خوشنود میاں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

رمضان المبارک کا آخری جمعہ کو لوگ جمعۃ الوداع کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یوں تو ہر جمعہ ہم مسلمانوں کے لیے عید کے دن سے کم نہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے قوم یہود کو اختیار دیا کہ وہ کوئی دن خاص عبادت کے لیے مخصوص کرلیں تو انھوں نے ہفتہ پسند کیا۔ عیسائیوں نے اتوار کو بہتر سمجھا، لیکن مسلمانوں نے جمعہ کا دن منتخب کیا۔ کیونکہ جمعہ کا دن تخلیق کائنات کی تکمیل کا دن ہے۔ اسی روز حضرت آدم علیہ السلام جو تمام انسانوں کے باپ ہیں، پیدا ہوئے اور اسی دن ان کو زمین پر جنت سے اتارا گیا۔ اور جمعہ کے دن ہی قیامت واقع ہوگی۔ لہٰذا شریعت مطہرہ کا یہ حکم ہے کہ صاف ستھرے ہوکر اچھے لباس میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے اپنے شہر کی جامع مسجد میں جمع ہو اور توجہ کے ساتھ خطبہ سنو۔ اس کے بعد نماز ادا کرو۔ اس طریقہ سے اسلامی شان، اہل اسلام کی اجتماعیت اور ان کا آپس میں اتحاد و اتفاق ظاہر ہوتا ہے۔ اور اجتماعی حیثیت سے عبادت خداوندی کے ثمرات و برکات بھی حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ اسلام نے اجتماعی عبادات کو بہت اہمیت دی ہے۔ چنانچہ روزانہ پانچ وقت اپنے اپنے محلوں کی مسجد میں جمع ہوکر نماز پنجگانہ ادا کرنے کا حکم اور ہر جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوکر نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم اور سال میں دو مرتبہ عیدگاہ میں نماز عید ادا کرنے کا حکم اور عمر میں ایک مرتبہ میدان عرفات میں جمع ہوکر حج ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

وہ رمضان کہ جس کا ہر لمحہ بابرکت ہے اور جس کا ابتدائی حصہ خدا کی رحمت کا ہے اور درمیانی دس دن خدا کی جانب سے بندوں کی مغفرت کے ہیں اور آخری دس دن تو بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ اسی آخری عشرہ میں اعتکاف کیا جاتا ہے اور اس کی طاق راتوں میں سے کوئی شب شب قدر ہوتی ہے جس میں خدا کا مقدس اور پاکیزہ کلام قرآن عظیم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک دم اترا ہے۔ وہ قرآن جس کا پڑھنا، جس میں غور و فکر کرنا اور جس کے مطابق عمل کرنا ہر چیز باعث اجر اور سبب نجات ہے، ان مختلف باتوں کی وجہ سے جمعۃ الوداع کا مسلمان خاص اہتمام کرتے ہیں کیونکہ ایسے بابرکت مہینے میں ایسا عظیم دن اب سال بھر تک نہیں آئے گا۔ لیکن اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ارکان اسلام نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ جھوٹ، غیبت، حسد، سود خوری، شراب نوشی، جوئے بازی، لڑائی جھگڑا وغیرہ تمام بری باتوں سے پرہیز کریں۔ اچھی باتوں سے اپنے کو آراستہ کریں، رمضان المبارک کے چند روزے باقی ہیں بہت کچھ سامان آخرت فراہم کیا جاسکتا ہے۔

خزانے رحمتوں کے لٹ رہے ہیں اے مسلمانوں
تمہیں آگاہی اس کی مل چکی اب آگے تم جانو

(رامپور سے نشر)

سید خوشنود میاں قاضی شہر۔ رامپور

خوراک و پوشاک کے ذریعہ کرتے ہیں اسی طرح ہمیں مذہب اسلام کے مقرر کردہ حدود و اصول کے مطابق اپنے ہمسایہ اور غریب و مسکین افراد کا بھی خیال رکھنا ہے۔ تاکہ ہماری طرح ان کی بھی عید ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک ماہ کی مکمل روزہ داری کے بعد بھی انھیں فاقہ کشی سے نجات نہ مل سکے اور عید کا دن ان کے اور ان کے اہل و عیال کے لیے محرم بن جائے۔ اگر ہمارے پڑوس میں، گاؤں یا شہر میں یا پورے ملک میں ایسا ہوتا ہے تو مجموعی طور سے ہم سبھی اس کے لیے جوابدہ ہیں۔ اور عید کی حقیقی مسرتوں اور برکتوں سے محروم۔

اسلام نے سرمایہ کاری یا ذاتی سرمایہ میں اضافہ کی راہ میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کی ہے لیکن اس شرط اور تاکید کے ساتھ کہ شریعت نے جس کے اور جو جو حقوق مقرر کر دیئے ہیں، انھیں پوری ایمانداری کے ساتھ ادا کیا جاتا رہے۔ چنانچہ جس دور میں اس پر مکمل عمل ہوا، تاریخ شاہد ہے کہ خوشحالی اور فارغ البالی نے مسلمانوں کے قدم چومے اور صدقہ و خیرات تک لینے والا کوئی نہ رہا۔ کیا آج یہ ممکن نہیں؟ ہمارے سامنے یہ ایک بڑا سوالیہ نشان ہے جس کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ اگر ہم خود غرضی اور نفس پرستی سے اوپر اٹھ کر میدان عمل میں کود جائیں تو پھر کوئی کام بھی ناممکن نہیں ہے ؎

در دشت جنوں من جبرئیل زبوں صیدی
یزداں بہ کمند آور اے ہمت مردانہ

عید کی سچی خوشی و مسرت سچ پوچھئے تو انہی کا حصہ ہے جنھوں نے رمضان شریف کے تیس دنوں کے روزے مکمل پابندیوں کے ساتھ رکھے۔ اللہ کی خوشنودی کے لیے اپنے نفس کی خواہشوں کو قربان کیا۔ بھوکے پیاسے رہے۔ اور پھر شریعت کی حدوں میں رہتے ہوئے عید منانے کا اہتمام کیا۔ صدقہ فطر ادا کیا، زکوٰۃ دی۔ کلام پاک کی تلاوت کی۔ تراویحیں پڑھیں۔ غرضیکہ رمضان المبارک کا پورا پورا احترام بھی کیا اور احکام الٰہی پر عمل کرنے کا اہتمام بھی۔ آج عید انہی پارسا زوں اور اللہ کے نیک بندوں کی ہے جو نیک و بد کی تمیز رکھتے ہیں۔ لیکن ادنیٰ اور اعلیٰ میں کوئی امتیاز نہیں رکھتے۔ ہر چھوٹے بڑے سے دل کھول کر ملتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، نہ کسی سے جھگڑا نہ کسی سے عداوت، نہ کسی کی برائی نہ کسی کی شکایت۔ عید کی ساری خوشیاں اور برکتیں انہی کے لیے ہیں جن کی ہر سانس اللہ کی مرضی کے تابع ہے اور جن کی زندگی ہمارے لیے بھی اور ساری دنیا کے لیے مشعل راہ اور شمع ہدایت کی حیثیت رکھتی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(پٹنہ سے نشر)

قلمکار حضرات

اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال کریں۔ ہمارے یہاں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشر ہونے کے بعد مختلف ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

شخصیات شعر و ادب
سلسلہ

امتیاز علی تاج

ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی

ڈرامہ کے لیے مشرق میں ہندوستان کو اور مغرب میں یونان کو اس کا آغوش مادر اور گہوارہ کہا جاتا ہے۔ ان ممالک میں جو روایتیں رائج تھیں، ان کے نقوش دونوں ممالک کے ڈراموں میں موجود ہیں۔

ڈرامہ کو یونانیوں نے جو کچھ بھی سمجھا، اس کا مفہوم اس لفظ میں خود موجود ہے۔ ڈرامہ کے لفظی معنی ہیں کر کے دکھانا یعنی واقعات کو کردار مکالمہ کے ذریعہ اور اپنی حرکات و سکنات کے ذریعہ اس طرح اسٹیج پر پیش کرے کہ واقعہ کسی منطقی انجام تک پہنچ جائے۔

واجد علی شاہ نے 'رادھا کنہیا' لکھ کر اردو کو اس صنف سے متعارف کرایا۔ امانت بھی ہمیں 'اندر سبھا' لیے ہوئے نظر آتے ہیں۔

یہ فن ہمارے تمدن میں کتنا معیوب سمجھا جاتا تھا اس کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ 'اندر سبھا' کو امانت نے اپنے ایک دوست کی فرمائش پر لکھا تھا اور ان کا نام ظاہر نہ ہو اس لیے امانت کی جگہ انھوں نے صرف 'استاد' لکھا تھا۔ لیکن اس میں شامل غزلوں کی وجہ سے اہل نظر پہچان گئے کہ تخلیق امانت کی ہے۔

انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کی ابتدا میں ڈرامہ کو فروغ ہوا جس میں بمبئی کے پارسیوں کی کاوشیں شامل ہیں۔ شیکسپیئر کے ڈراموں کے اردو تراجم بھی ہوئے۔ آغا حشر کا نام سر فہرست ہے۔ انھوں نے انگریزی ڈراموں کو اردو کا قالب بھی دیا اور ذاتی طور پر بھی ڈرامے لکھے۔ آغا حشر کے بعد ایک مدت تک تقلیدی انداز کارفرما رہا۔ لیکن ۱۹۰۵ء میں زمیندار کے ایڈیٹر ظفر علی خاں نے جنگ جاپان اور روس تحریر کیا۔ جس میں ہندوستانی قومی بیداری کا احساس ملتا ہے منشی امراؤ علی نے البرٹ بل لکھا جس میں انگریز امیروں کی فرعونیت کا نقشہ کھینچا گیا۔ منشی کشن چند زیبا کا 'زخمی پنجاب' اور عبدالماجد دریابادی کا 'زود پشیمان' ایک مقصدیت لیے ہوئے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ لیکن اسی درمیان ایک ایسا ستارہ طلوع ہوا جس کا نام امتیاز علی تاج ہے۔

سید امتیاز علی تاج ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو لاہور کے ایک ذی علم گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ممتاز علی فارسی عربی کے عالم، اور انگریزی کے مترجم تھے۔ اس کے علاوہ کئی رسائل کے ایڈیٹر بھی۔

تاج نے رسالہ 'پھول' سے لکھنے کا آغاز کیا۔ اور اپنے والد کے ذریعہ اسی رسالہ سے صحافت کی تربیت حاصل کی۔ والد کے انتقال کے بعد 'پھول' اور 'تہذیب نسواں' کی ذمہ داریاں تاج نے ہی قبول کیں۔ ۱۹۱۸ء میں طالب علمی کے زمانہ میں ایک رسالہ 'کہکشاں' جاری کیا۔ بعض تذکرہ نگاروں نے دارالاشاعت پنجاب کو امتیاز علی تاج سے منسوب کیا ہے۔ ۱۹۵۸ء میں تاج مجلس ترقی ادب لاہور کے ڈائریکٹر بھی رہے۔ پاکستان نے انھیں 'ستارۂ امتیاز' کے نام سے نوازا تھا۔ تاج ایک بہترین شاعر بھی تھے اور ایک زمانہ میں 'مخزن' میں برابر شائع ہوتے رہے ہیں۔ امتیاز علی تاج ریڈیو پاکستان سے بھی وابستہ رہے اور بالخصوص مہاجرین کی کسمپرسی کی زندگی کے لیے انھوں نے بہترین ڈرامے اور فیچر پیش کئے۔ شوکت تھانوی نے نقوش کے شخصیت نمبر میں ان کا ایک واقعہ درج کیا ہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ شوکت تھانوی اور تاج ایک ہی اسٹیشن پر تھے۔ ایک دن تاج لکھتے لکھتے شوکت تھانوی سے بولے 'یار علامہ، اب لحاف پر ایک نظم ہونا چاہیے'۔ شوکت تھانوی نے جواب دیا کہ لحاف پر نظم تو بہت مشکل ہے۔ اقبال نے نہیں کہی، اکبر نے نہیں کہی، تو کہہ ڈالو۔ تاج نے جواب دیا اور پھر انھوں نے نظم کہہ ڈالی۔ اور اس ڈرامہ میں شامل کر دی جو مہاجرین سے متعلق تھا۔ نظم کے اشعار اس طرح تھے ؎

کانپتے تارے، لرزتی چاندنی، ہر موج ہوا
برف کا پیغام تھی رات، ہر موج ہوا
آتش جوالہ کو تھا بے کسی کا اعتراف
آگ خود ہی سو رہی تھی اوڑھے بیکسی کا لحاف

گود میں بچہ تھا اسکے پھر بھی وہ بے آس تھی
اس کو تو مغرور ہونا تھا کہ دولت پاس تھی
دفعتاً بجلی گرائی جب مجھ سے کہا
آپ اب لائے ہیں کمبل جب بچہ سو گیا
جائیے لے جائیے کمبل تو اب بیکار ہے
مجھ کو کمبل کی جگہ اس کا کفن درکار ہے

شوکت تھانوی نے تحریر کیا ہے کہ اس کے براڈکاسٹ ہونے کے چند گھنٹہ بعد ایک ٹرک ریڈیو اسٹیشن کے سامنے آکر رکا اور وہ لحاف اور کمبلوں سے بھرا ہوا تھا۔

گاندھی جی نے تاج کے ڈراموں کو سن کر کہا تھا کہ وہ صرف پاکستان کی عوام کے لیے ہی نہیں بلکہ دنیا کے مظلومین کے لیے کام کر رہے ہیں۔

تاج نے بچوں کے لیے بھی بہت سی کہانیاں لکھیں۔ ابوالحسن، بونوں کی کہانیاں، اسکول کی کہانیاں، خانہ بدوشوں کی کہانیاں، شہزادوں کی کہانیاں۔ اس کے علاوہ گاندھی جی کی سوانح، بھارت کا سپوت تصنیف کی۔ ان کا چچا چھکن مزاح نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔

تاج کا کمال یہ ہے کہ مزاح نگاری، شاعری، ڈرامہ، یک بابی ڈرامہ، ریڈیو فیچر، ہر جگہ ان کے قلم کی قوت یکساں نظر آتی ہے لیکن ان کی جس تخلیق نے انھیں شہرت کی آخری منزل تک پہنچایا وہ 'انارکلی' ہے۔ تاج کا کہنا ہے۔

"میں نے انارکلی ۱۹۲۲ء میں لکھا تھا۔ اس کی موجودہ صورت میں تھیٹروں نے اسے قبول نہیں کیا۔"

'انارکلی' ۱۹۳۲ء میں پہلی بار کتابی شکل میں شائع ہوا۔

اکبر کے زمانہ میں فن کو جو ترقی ہوئی وہ قابل قدر ہے صرف فتح پور سیکری کو ہی دیکھ کر اکبر کے جاہ و جلال اور اس کے ذوق کی بلندی اور اس کے مزاج کی رواداری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

امتیاز علی تاج نے اسی تاریخی ماحول کو اپنے تمثیلی ڈرامہ کے لیے منتخب کیا۔ انارکلی، تاریخی حیثیت سے فرضی کردار ہے۔ انارکلی کے مقبرہ میں جو فریم تعارف کے لیے آویزاں ہے اس میں تحریر ہے:

"لاہور کا سول اسٹیشن 'انارکلی' کے نام سے منسوب ہے۔ یہ خطاب شہنشاہ اکبر کے حرم میں نادرہ بیگم یا شرف النساء بیگم ایک منظور نظر کو ملا تھا۔"

اس قبر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا تعویذ ایک ہی سنگ مرمر کا تراشا ہوا ہے جو فن سنگ تراشی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

تاج نے اپنے ڈرامہ 'انارکلی' کو تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ عشق، رقص اور موت۔ اور یہی تقسیم اس کے تاثر کی ضمانت ہے۔ پہلے باب میں یہ جذبہ ایک معصوم تبسم کا نکھار معلوم ہوتا ہے جس کی تازگی میں نوبہار کی کیفیت قائم ہے۔ اور جیسے باد صبا کی ترقی، اس کی خراماں روی اور اس کی نزاکت سے واسطہ پڑا ہے۔

دوسرے باب میں یہ حسن کا پیکر دو نگاہوں کے تصادم کی وجہ سے اپنے جذبات میں گدگدی محسوس کرتا ہے اور یہ تصادم آواز نہ رکھتے ہوئے بھی سب کچھ کہہ دیتا ہے۔ یہ آواز اور جذبہ نیک صحیح لیکن زمانہ کو نہیں بھاتا جیسا کہ داستانوں کا دستور ہے۔

تیسرے باب میں 'انارکلی ڈرامہ' اپنے منطقی انجام کو پہنچ جاتا ہے۔ تاج اپنے کردار انارکلی سے جو مکالمہ ادا کراتے ہیں، ان میں عشق کی دبی ہوئی چنگاری کے ساتھ ناکام حسرتوں کا احساس ہوتا ہے۔ انارکلی کے دل میں لگی ہوئی آگ، گھٹن، ناتمام حسرتیں، اور دوسری جانب دل آرام، جو شاہی محل سے متعلق ہے، اس کی گفتگو میں عیاری، رشک و حسد، سنگدلی، سازشی ذہن —— یہ تمام باتیں مغل دور کے ماحول کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تاج نے شطرنج میں مہروں کی جگہ کنیزوں کو پیش کیا ہے جس سے محلات کی خوش ذوقی کا اندازہ ہوتا ہے۔

سلیم کے مکالموں میں شاعرانہ افتاد طبع، جذباتیت اور اس کا عاشقانہ جوش اور دوسری جانب شہنشاہ اکبر کا جاہ و جلال اور اپنی زبان سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو انصاف سمجھنا، یہ ساری چیزیں قاری کو مغل دور میں پہنچا دیتی ہیں۔

افسوس کہ ۹ اپریل ۱۹۷۰ء کو امتیاز علی تاج پر کسی نے قاتلانہ حملہ کیا اور وہ جانبر نہیں ہو سکے۔

(رامپور سے نشر)

ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی
بزم ملا ظریف۔ رامپور

مشرق و مغرب کی شہرہ آفاق تصنیفات (ڈراموں، ناولوں اور افسانوں) کے ان اہم کرداروں کا تعارف، جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے

ایک چادر میلی سی کا

آدمی کے برتاؤ سے میلی اور ادھڑی ہوئی زندگی کی چادر میں عورت مرد، تانا بانا ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرا،

ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے۔

ہر نہیں کو ہاں بنانے کے لیے دو کا ایک ہونا لازمی ہے۔ ازل سے ابد تک جاری فطرت کے اس قانون کو معاشرہ اور فرد کے توسط سے بیان کرتے ہوئے، راجندر سنگھ بیدی نے اپنے ناول ایک چادر میلی سی میں منگل کو مرد کے ناگزیر وجود کی علامت بنایا ہے۔

بیدی کے دیگر اہم کرداروں کی طرح یہ کردار بھی غیر مجرد کردار ہے یعنی اس کی معنویت دوسرے کرداروں کی روشنی میں نمایاں ہوتی ہے۔

اپنے تنہا وجود میں یہ کردار بھی فکر و عمل سے تہی محسوس ہوتا ہے لیکن اپنے اردگرد کارفرما دیگر کرداروں کی فکر اس میں عمل کی روح پھونکتی ہے اور یہ اس طرح عمل پیرا ہوتا ہے کہ بظاہر ردعمل کا بے دست و پا معمول محسوس ہوتا ہے —— لیکن یہ مسلمہ حقیقت کہ ہر فرد کا ہر عمل اپنے یا کسی دوسرے کے فکر و عمل کا ردعمل ہی ہوتا ہے —— منگل کو اس قوت کا علامیہ بنا دیتی ہے جو متحرک نہ رہے تو فطرت کے تقاضے پورے نہ ہو پائیں۔

کوٹلہ نامی گاؤں کا اِکّے بان "تلوکا"، منگل کا بڑا بھائی اور ناول کی مرکزی عورت "رانو" کا شوہر ہے۔ کوٹلہ یاترا کی جگہ ہے۔ منگل ان عورتوں کی تاک میں رہتا ہے جو اکیلی دکیلی یاترا کرنے آتی ہیں۔ ایسی یاترنوں کو وہ اس دھرم شالا میں پہنچا دیتا ہے جو مندر کے قریب واقع ہے اور گاؤں کے دو چودھری بھائیوں کی ملکیت۔ چودھری اسے انعام میں میٹھے مالٹے کی بوتل دیتے ہیں، کبھی کبھار ایک آدھ چانپ بھی۔ اور رات میں اس یاترن کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں۔

ایک بار تلوکے اور چودھریوں نے پندرہ سولہ برس کی ایک یاترن کے ساتھ یہی حرکتیں کیں تو اگلی صبح یاترن کے بڑے

مبہم تخیلات کے پیکر تراشنا
ہے مشغلہ خلاؤں میں منظر تراشنا

لڑنا ہر ایک لمحہ سمندر سے رات کے
اور خواب کے جزیرہ میں اک گھر تراشنا

پیشانیوں پہ لکھنا خود اپنا ہمیں نصیب
ہاتھوں سے اپنے اپنا مقدر تراشنا

آنکھوں کو میری آپ نے بخشا ہے خواب کام
جگنو اچھالنا، کبھی گوہر تراشنا

پیہم سلگتی دھوپ میں جلنا تمام دن
شب بھر حسین خوابوں کے پیکر تراشنا

کیا خوب لطف دینے لگی خود اذیتی!
اچھا لگا خود اپنا ہمیں سر تراشنا

طوفان بستیوں میں اٹھاتا انھیں کوئی
ذہنوں میں روز کوئی نیا ڈر تراشنا

یا رو جب اگے گی کھنڈر ہی نئے شہر
شمشیر کا ہے کام فقط سر تراشنا

نیچے کی زمیوں سے قمر میرا رابطہ
ان کو عزیز طنز کے نشتر تراشنا

قمر سنبھلی

(اردو سروس سے نشر)

منگل

ڈاکٹر شمس الحق عثمانی

بھالی نے تلوکے کو قتل کر دیا — پولیس آئی، تفتیش ہوئی اور چودھری گرفتار کر لیے گئے۔

اس واقعے سے پہلے پہلے — منگل ایک بے فکرا نوجوان ہے۔ خود کو بنانا سنوارنا اور سیر سپاٹے کرنا اس کی مصروفیات ہیں — لیکن جب تلوکا قتل ہو گیا تو اکا چلا کر گھر کی گاڑی کھینچنے کا بار منگل پر آ پڑا — بوڑھے ماں باپ، ادھیڑ بھاوج، ایک سیانی بھتیجی اور تین ناسمجھ بھتیجے؛ منگل کی ذمہ داری بن گئے۔

اس طرح منگل نے اس منطقے میں پہلا قدم رکھا جو تلوکا کے اٹھ جانے سے خالی ہو گیا تھا۔

اپنے کنبے کی باگ ڈور سنبھالنا اور اسے سماجی تحفظ فراہم کرنا بھی مرد کی معنویت کا ایک حصہ ہے۔

منگل کو اس کی معنویت کے ایک حصے سے آشنا کرنے کے لیے راجندر سنگھ بیدی نے ایک ایسے مرد یعنی تلوکا کو موت سے ہمکنار کیا جو اپنے منصب کو فراموش کر چکا تھا — اور کلیتاً بے معنی و مجہول بن گیا تھا۔ بالفاظ دیگر تلوکا کے بجائے منگل کو ایک کنبے کی کفالت و حفاظت کا ذمہ دار بنا کر فطرت نے ایک انتہائی منفی عنصر کو مثبت عنصر سے بدل دیا۔

منگل پہ معنویت کا دوسرا دروازہ کھولنے کے لیے راجندر سنگھ بیدی نے معاشرے کے اس جزو کو متحرک کیا ہے جسے فطرت نے مرد کا نصف بہتر بنایا ہے۔

رانی کی ساس جنداں کا چڑچڑاپن تلوکے کی موت کے بعد اتنے شدید غصے میں تبدیل ہو گیا کہ "رانی کو دیکھتے ہی بڑھیا کے بدن کے سارے (سیہہ جیسے) تکلے کھڑے ہو جاتے اور وہ رانی پر اپنی گالیوں کے چھاجوں کے چھاج خالی کر دیتی۔" اور ایک بار تو جنداں نے یہاں تک کہہ دیا کہ "تو اب جا — دفان ہو جا — جو اندھا کانا ملتا ہے، کر لے — یہاں سے مر لے —"

ایک عورت یعنی جنداں کے مذکورہ منفی رویے کی تند رو نے ایک اور عورت یعنی رانو کی سہیلی چنوں کے ذہن کو فکر پر آمادہ کیا۔ فکر نے ایک راہ سجھائی اور اس نے رانو کو اپنے گھر لے جا کر سمجھایا کہ — "یہاں رہنے کا ایک ہی طریقہ ہے .... وہ یہ کہ تو — منگل سے شادی کر لے۔ چادر ڈال لے اس پہ۔"

چنوں کی اس تجویز سے رانو متفق نہ ہوئی تو چنوں نے دیگر عورتوں کو اس خیال سے آگاہ کیا۔ ان عورتوں میں گاؤں کے سرپنچ کی بیوی بھی شامل ہے۔ اس نے اپنے شوہر کو آمادہ کیا اور اس طرح معاشرے کے عورت جزو کی تحریک پر مرد جزو بھی اسی میں رانو کی بھلائی دیکھنے لگا کہ وہ منگل پہ چادر ڈال لے۔

چنوں کی فکر عمل میں ڈھل گئی — یعنی رانو نے منگل پر چادر ڈال کر اسے اپنی حفاظت میں لے لیا — گویا منگل نے عدم وجود سے مثبت صورت حال کی جانب ایک اور قدم بڑھایا۔

یہ دوسرا قدم دو مراحل پر مشتمل ہے۔ پہلے مرحلے میں یہ رانو کا تحفظ ہے کہ اسے اس گھر میں رہنے کا استحقاق از سر نو حاصل ہو گیا۔ ساتھ ہی منگل پر رانو کی سماجی مہر لگ گئی جس کی بنا پر اس کے اور سلامتی نامی لڑکی کے درمیان ایک محافظ فاصلہ پیدا ہو گیا۔

دوسرے قدم کا دوسرا مرحلہ وہ ہے جس میں رانو نے اپنی ہم جنسوں کے اس تقاضے کو تسلیم کیا کہ وہ منگل کے باعث حاصل ہونے والے روٹی کپڑے اور مکان ہی کے تحفظ پر اکتفا نہ کرے بلکہ منگل کے اور اپنے تن بدن کی یکجائی سے وہ راستہ پوری طرح مسدود کر دے جو سلامتی کے بدن تک جاتا ہے۔

تلوکا کے متروکہ منطقے میں منگل کے اس دوسرے قدم سے، منگل میں تلوکے کی دوسری صفت شامل ہو گئی۔ وہ اب صرف کفالت ہی کا ذمہ دار نہیں بلکہ اسے اپنے تن بدن کے عوض رانی کی سلطنت میں استحقاق آمیز شمولیت بھی حاصل ہو گئی ہے — گویا فطرت نے زبان خلق اور اعمال خلق کے توسط سے منگل کی معنویت کو ایک اور اضافہ مہیا کیا اور اس نے مرد کا دوسرا رتبہ حاصل کر لیا۔

دوسرے قدم کے مرحلۂ ثانی میں، تیسرے قدم کے امکانات پوشیدہ ہیں — یہ امکان ناول کے آخری باب میں منگل کے تیسرے قدم، یا مرد کے تیسرے رویے کی واضح صورت اختیار کرتا ہے۔

یاد رہے کہ ناول کا پہلا باب منگل اور رانی کے بارے میں خاص طور پر یہ بات بتا چکا ہے کہ جب تلوکا رانی کو بیاہ کر لایا تھا تو اس وقت منگل پانچ چھ برس کا تھا۔

"منگل کو رانی ہی نے پالا۔ دنیا کی نظروں میں وہ اس کا دیور تھا لیکن رانی کی نگاہوں میں اس کا سب سے بڑا بچہ۔ منگل بھی رانی کو ماں ہی سمجھتا تھا ورنہ وہ سگی ماں کو تائی کیوں کہتا —"

ناول کے دوسرے باب میں — جب تلوکا قتل ہوا اور رانی؛

"..... رو رہی تھی، بین کر رہی تھی — اور سر پر دو ہتڑ مار رہی تھی۔ ...... رانی کے بینوں نے ساتوں آسمانوں میں چھید کر دیئے۔ منگل چلا اٹھا — ماں!"

دسویں باب کے اختتام پر جب منگل کا وجود رانی کی سلطنت میں مدغم ہوا ہی چاہتا تھا تو:

"..... منگل رانو سے کہہ رہا تھا۔
آج تم — کتنی خوب صورت لگ رہی ہو —
بھابی!"

منگل یعنی ایک مرد کے مثبت کردار کی قدم بہ قدم تشکیل کے آخری مرحلے پر، راجندر سنگھ بیدی نے ناول کے آخری باب میں بتایا ہے کہ جب چنوں نے رانو کو کھٹ میٹھی چٹنی پیستے دیکھا تو وہ اپنی ہم جنسوں کو یہ خبر سنانے دوڑی۔

"جتنی تیزی سے چنوں باہر نکلی اتنی ہی تیزی سے منگل اندر آیا — دروازے میں دونوں کی ٹکر ہو گئی۔ منگل کی پگڑی پرے جا گری اور جوڑا کھل گیا ..... منگل نے جوڑا لپیٹتے، پگڑی پر سے گرد جھاڑتے ہوئے آواز دی — رانو!
.... آج منگل نے پہلی بار اسے اس نام سے پکارا تھا۔"

تیزی سے گھر کے اندر جانے اور رانی کو بے ساختگی سے "رانو" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے ایک دولت مند، گبھرو جوان نے بڑکی یعنی منگل کی بھتیجی کا ہاتھ مانگا ہے — رانی کو یہ بات بتانے کے دوران منگل نے بڑکی کو "اپنی بیٹی" کہا اور پھر رانو نے — منگل کو اس کے نئے، تیسرے اور ارفع ترین مرتبے کی خبر، اس جملے میں سنائی؛

"سرداری کو بلوا دو ..... مجھے ابھی سے اس کے ساتھ بات پکی کرنی ہے۔"

اس طرح قدم بہ قدم بیٹا، شوہر اور باپ بننے والا منگل اپنے ماحول میں کارفرما افراد کے توسط سے فطرت کی ایما پر عمل کرتا ہے — اور زندگی کی معنویت کے نصف بہتر کا کبھی نہ بھولنے والا علامیہ بن جاتا ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

ڈاکٹر شمس الحق عثمانی
۱۱۸۶ — بلی ماران - دہلی

معین احسن جذبی

اک مضمحل سی شام ہے، پر شام غم نہیں
عہد کرم ہے یاد، امید کرم نہیں
آنکھوں میں وہ نمی ہے جسے کہہ سکیں نہ اشک
دل پر ہے وہ ستم کہ بظاہر ستم نہیں
اک یاد خوشگوار ہے اور آہ سرد سرد
ہر اک بزم جم کا ذکر ہے اور بزم جم نہیں
دل کو ملی نگاہ، نگاہوں کو وسعتیں
جذبی ہمیں تو اپنی تباہی کا غم نہیں

(اردو سروس سے)



زرعی تحقیقات اور قدیم بھارت

سید مرتضیٰ علی

قدیم ہندوستان میں زراعت کو ایک مقدس فریضہ کی حیثیت حاصل تھی۔ اس دور کے لوگوں نے زراعت کو بہ حیثیت فن کے برتا اور نہایت مفید و دلچسپ معلومات یکجا کیں۔ ارتھ شاستر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں ایک عہدہ سیتا دھکش یعنی منصرم زراعت کا ہوتا تھا۔ جو زمین کی اقسام، بیجوں کے انتخاب اور ہل وغیرہ سے واقف ہونے کے علاوہ مختلف موسموں کے مزاج اور بارشوں کا اندازہ لگانے میں مشاق ہوتا تھا۔

بیجوں کو بونے سے پہلے تیار کیا جاتا تھا گیہوں چاول اور جو کو ایک ہفتہ پہلے سے رات کو شبنم اور دن میں دھوپ دی جاتی تھی کچھ فصلوں کے بیج شہد، گھی، سور کی چربی اور گائے کے گوبر سے مس (Treated) کیے جاتے تھے زمین کو قابل کاشت یعنی کرشی اور ناقابل کاشت ادسر و چراگاہ یعنی گوچر میں تقسیم کیا گیا تھا ایک سال میں تین فصلیں اگائی جاتی تھیں پہلی فصل ماگھ کے مہینہ میں دوسری چیت کے مہینہ میں اور تیسری فصل جیٹھ کے مہینہ میں کاٹ لی جاتی تھی زمین کی فلاح کے خیال سے کچھ لوگ پوری فصل نہیں اگاتے تھے اسی لیے اتھروید میں ذکر ہے کہ حکومت مالیات بڑھانے کے لیے کاشتکاروں کو دوسری فصل اگانے پر مجبور کر سکتی ہے۔

قدرتی اور مصنوعی آبپاشی کا رواج تھا تالاب کھدوانا اور نہریں بنوانا اگر ایک جانب حکومت کی ذمہ داری تھی تو دوسری جانب عوام اس کام کو مذہبی فریضہ سمجھ کر کرتے تھے۔ میگستھنیز کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دریاؤں کی دیکھ بھال اور زمین کو ناپنے کے لیے افسران مقرر تھے۔ زمین کی قسموں میں سے ایک قسم ندی ماترک ہوتی تھی نارد اسمرتی میں آبپاشی کی غرض سے بنائے گئے پشتوں کو کھے یا بندھ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ آبپاشی کی غرض سے دوسرے کے کھیت میں بندھ بنانا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ چندر گپت موریہ کے عہد میں پوشیہ گپت کے ذریعہ تعمیر کرائی گئی سدرشن جھیل اس کی گواہ ہے۔

اس دور کے ادب میں کئی جگہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر زراعت کا تذکرہ ملتا ہے۔ امر کوش اور برہد سنگھیتا جیسی اسائیکلو پیڈیائی تصانیف میں کئی باب زراعت کے لیے وقف ہیں۔ کرشی پراشر کا تو موضوع ہی زراعت ہے اس کتاب کا ایک دلچسپ حوالہ سنئے جو شخص زراعت کو اپنا پیشہ بنا لے وہ دنیا کا بادشاہ بن سکتا ہے۔ زراعت مبارک ہے۔ زراعت مقدس ہے زراعت مخلوقات کی زندگی ہے۔

کھاد کے استعمال کے ذیل میں برہد سنگھیتا میں بتایا گیا ہے کہ بیجوں کو ہرن کے گوشت کے ساتھ ملا کر اس زمین پر جہاں پہلے تل کی کھیتی کی گئی ہو ڈالا جائے اور اس زمین پر روزانہ دودھ ڈالا جائے۔ سرسبزی اور شادابی بڑھانے کے لیے ایک محلول تیار کیا جائے جس میں ایک آدھک تل دو آدھک بھیڑ بکری کی مینگنی پیشاب ایک پرست جو کا آٹا ایک درون پانی ہو اس میں ایک تولہ گائے کا گوشت سات دن پڑا رہے اس مرکب کو پودہ کی جڑوں میں ڈالا جائے۔ اگنی پران کے مطابق ایسا کرنے سے درخت پھولوں اور پھلوں سے جھک جاتا ہے اور زیادہ پھیلنے پھولنے کے لیے مچھلی کا دھوون بھی ڈالا جا سکتا ہے۔ کرشی پراشر میں لکھا ہے کہ ماگھ کے مہینے میں گوبر کا ایک ڈھیر بنایا جائے اور جب یہ سوکھ جائے تو اس کے چھوٹے چھوٹے گولے بنا لیے جائیں۔ پھاگن کے مہینہ میں یہ گولے کھیت میں چھوٹے چھوٹے سوراخ کر کے رکھ دیئے جائیں۔ بیج بوتے وقت ان کو کھیت میں بکھیر دیا جائے۔

قدیم ہندوستان میں آلات زراعت کا استعمال ہوتا تھا۔ امر کوش میں رانگل یعنی ہل کیلک یعنی جوئے کی کھونٹی تو ڈن یعنی انکس کھنتر یعنی کھرپا۔ مہدی یعنی غلہ کو پیٹنے والے بانس وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔

پودوں میں ہونے والی بیماریوں سے اس حد تک واقفیت تھی کہ دسویں صدی میں سورپال نے درکھش آیوروید نام کی کتاب تصنیف کی سورپال کے مطابق ہوا سے پیدا ہونے والے امراض کا علاج گوشت گھی اور چربی سے کرنا چاہیے گائے کے سینگ گھوڑے کے بال سیاہ مرچ گھی اور سنگ ماہی کی دھونی سے تمام بیماریاں چلی جاتی ہیں۔ دودھ میں ملیٹھی اور شہد ملا کر پیڑوں کی جڑوں میں ڈالنے سے تمام صفراوی امراض ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ سفید رائی راما وڈنگ و چار سیاہ مرچ گائے کا گوشت ابو کبوتر کا گوشت اور لودھ کے سفوف کی دھونی سے کیڑے مر جاتے ہیں ٹوٹے ہوئے پیڑوں کو درفیز میں مٹی بھر کر پلکش اور اودمبر کی چھال کا سفوف لیپ کرنے سے ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ بجلی سے متاثر شدہ درخت و داری شکر سرخ ہڑتال اور تل کا لیپ کر کے دودھ سے سینچا جائے تو ہرے پتوں سے بھر جاتا ہے۔

ہندوستان کے عہد قدیم کے لوگ زراعت کو سائنٹفک طریقوں سے کرتے تھے ان کے تصورات جدید سائنس کی کسوٹی پر بھی پورے اترتے ہیں۔ چند کہاوتیں سنئے :۔

۱۔ جو شخص ایک قدم کے فاصلے پر باجرہ بوئے گا مینڈک کی چھلانگ کے فاصلہ پر جوار بوئے گا۔ اپنا گودام غلہ سے بھرلے گا۔
۲۔ خس خاش اور السی گیلے کھیت میں بونا چاہیئے۔
۳۔ پھاگن کے مہینہ میں اگر پروائی چلے تو گیہوں میں گیروئی ضرور لگے گی۔
۴۔ اگر گیہوں میں گیروئی اور دھان میں گندھی کی بیماری لگ جائے تو کسان فاقوں مر جائے گا۔
۵۔ اگر ماگھ کے تارا منڈل میں بارش ہو اور رماں کھانا دیتی رہے تو جو کے کو خدا سے نہیں مانگنا پڑے گا۔
۶۔ اگر چترا کے طلوع اور غروب کے وقت بارش ہو گئی تو لوگ بغیر کوئی شکایت کیے راجہ کو بھاری ٹیکس دیدیں گے۔

(رامپور سے نشر)

سید مرتضیٰ علی (لیکچرر)
زینہ عنایت خاں ۔ رامپور

ہماری عادتیں اور صحت

حکیم محمد عبد الصمد

ہماری عادتوں کا ہماری صحت پر براہ راست اثر پڑتا ہے اسی لیے طبی، سماجی اور مذہبی اعتبار سے عام لوگوں پر رہن سہن کی پابندیاں عاید کی جاتی ہیں۔ اور جب لوگ ان باتوں کی عادت کر لیتے ہیں تو اس کا ان کی اور معاشرے کی صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ اور جب لوگ اس ضمن میں لاپروائی برتتے ہیں تو یہ بات ان کی اور معاشرے کی صحت کی بربادی کا سبب بن جاتی ہے گزشتہ زمانے سے اب تک ساری دنیا میں صحت کے مسائل کو اولین اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ انسانی تہذیب میں جتنی ترقی ہوتی جاتی ہے مختلف پہلوؤں سے اس کی عادات و اطوار پر اس کا اثر پڑتا جا رہا ہے۔ کچھ باتیں انسان خود اختیار کرتا جا رہا ہے اور کچھ سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کے نتیجے میں نمودار ہو رہی ہیں۔ انڈسٹری کے ماحول میں رہن سہن، کھاد کے طور پر استعمال ہونے والی چیزوں کا غذاؤں پر اثر ذرائع آمد و رفت، رسل و رسائل اس کے ایندھن اور مختلف پیشوں کا ہماری صحت پر اثر۔ غرضیکہ تہذیب و تمدن میں تبدیلی کی تیز رفتار دھارے کا ہمارے رہن سہن کی عادتوں پر جو اثر ہو رہا ہے وہ انسانی صحت کے لیے سب سے بڑا چیلنج بنتا جا رہا ہے۔ اس کا اثر عام صحت پہ پڑ رہا ہے۔ نت نئی بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ اور انسانی زندگی عام فطری حالات سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ ان ساری باتوں کے اخلاقی رزائل سے بھی ہم یہاں بحث کریں گے بلکہ اپنے بیان میں کچھ باتیں پیش کریں گے جن سے آج کا آدمی دوچار ہے۔

اوّل فطرت سے قریب تر رہنے کی عادتیں جو انسانی صحت کے لیے ضروری اسباب ہیں اور اچھی صحت کے لیے ضروری ہیں۔ اگر ان میں غیر طبعی عمل در آمد ہونے لگے تو آدمی کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اور وہ مختلف امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔ جیسے سونا جاگنا، کھانا پینا وغیرہ۔ انسان کے جسم کی یہ عجیب خاصیت ہے کہ جاگنے کے بعد کام کاج کرنے سے جب تھک جاتا ہے تو نیند سے آرام بھی ملتا ہے، اور کھوئی ہوئی توانائی بحال ہو جاتی ہے یہی وہ قدرتی نظام ہے کہ جس کی وجہ سے آدمی ہمیشہ کام کرنے کے قابل رہتا ہے۔ اب آدمی اسے ڈھنگ سے عادت میں ڈھال لے تو اس کا پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے نیند سے جلد جاگ اٹھنے والے کے پاس اتنا وقت ہوتا ہے کہ وہ جاگنے کے بعد ضروریات سے فارغ ہو کر تازہ ہوا میں نکل جاتا ہے۔ مختلف ورزشیں کرتا ہے۔ کچھ نہیں تو گھنٹے بھر میں چار میل پیدل ہی چل لیتا ہے۔ جو جسم کو چاق و چوبند رکھنے کے لیے اچھی ورزش ہے۔ کھلی ہوا میں سانس لینے سے خون میں صفائی اور تازگی آجاتی ہے۔ آکسیجن کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ صبح کا ناشتہ وقت پر مل جاتا ہے کسی نے خوب کہا ہے — یک لقمہ بگا ہی بہتر زمرغ و ماہی — اخبار کا مطالعہ ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود کام پر جانے کے لیے اس کے پاس کافی وقت بچ جاتا ہے۔ وقت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہر کام صحت کے ساتھ اپنے موقع پر انجام پذیر ہوتا ہے۔ ہر کام کو اپنے وقت پر کر دینے کی عادت بنی رہتی ہے۔ دیر سے اٹھنے والوں کے پاس وقت کی کمی ہوتی ہے۔ نیند میں ضائع ہونے والے وقت کے کام دیگر کاموں پر اثر ڈالتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دماغی تناؤ کا مرض پیدا ہوتا ہے اور جلد اٹھنے والا جسمانی ورزش سے صحت بناتا ہے اور دماغی تناؤ سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

اس کے بعد آتی ہیں کھانے پینے کی عادتیں۔ اس معاملے میں خاص طور سے یہ خیال رکھا جائے کہ وہ ہی چیزیں کھانے پینے میں استعمال کی جائیں جو جسم کی خوراک کے لیے قدرتی طور پر ضروری ہیں۔ وہ ساری چیزیں ترک کر دی جائیں جو ہمارے جسم کی قدرتی ضرورت نہیں ہیں۔ جیسے چائے، پان، تمباکو اور اس سے بنی چیزیں، ہم ہندوستانی اس معاملے میں خوش نصیب ہیں کہ ہمیں خوراک سے تعلق رکھنے والی سبھی چیزیں قدرتی حالت میں مل جاتی ہیں۔ جیسے ہر قسم کا اناج، ہر موسم کے پھل، سبزیاں، انڈے، گوشت، مچھلی، دودھ وغیرہ جس سے ہماری خوراک کی ضرورت اچھی طرح پوری ہو جاتی ہے اور ہمارا جسم صحت مند اور توانا رہتا ہے۔ رہ گئی غیر ضروری چیزیں جن کی عادت تو ہو جاتی ہے لیکن ان سے ہمارے جسم کی خوراک کی ضرورت پوری نہیں ہوتی اور طرح طرح کے خطرناک امراض پیدا ہوتے ہیں۔

مذکورہ باتوں کے علاوہ عام رہن سہن میں حفظان صحت کے اصولوں پر چلنے کی عادت ڈالیں۔ جیسے نہانا دھونا صاف کپڑے پہننا، مکان کی صفائی، دھوپ اور صاف آب و ہوا میں رہنے کی عادتیں۔ ان عادتوں کی وجہ سے صحت محفوظ رہتی ہے اور ہم بیماریوں سے بچتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے اپنی عادتوں کو فطری حالات سے قریب تر رکھیں۔ اور اس طرح انسان کے جسم میں قدرتی دفاع کی جو قوت ہے۔ اس کی مدد کریں تاکہ وہ ہر بیماری کا تدارک کر کے ہماری صحت کی حفاظت کرے۔ اس سلسلے میں جدید تحقیقات کی رو سے جو ٹیکوں سے بھی بدن کی مدد ہوتی ہے صحیح وقت پر بچوں کو ٹیکہ لگوا دینے سے بہت سے امراض کے خلاف بدن میں مناعت Immunity پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ان مخصوص امراض سے جن کے لیے ٹیکے لگوائے گئے بچے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ یہ تو طبعی اور فطری عادتیں ہیں جن کے ذریعہ ہم موجود صحت کی حفاظت کرتے ہیں اور کھوئی ہوئی صحت کو حاصل کرتے ہیں۔ ان ساری باتوں کے باوجود اگر کوئی بیماری ہو ہی جائے تو دوا سے اس کا تدارک کرنا چاہیے۔ دوا اگرچہ ہماری صحت کے لیے ہمارے بدن کی ضرورت نہیں ہے لیکن بیماری کے ازالہ کے لیے بہ صورت مجبوری اس کا استعمال صرف ضرورت کی حد تک یعنی ازالۂ مرض تک ہی کرنا چاہئے ورنہ دوا خود جسم کے اندر غیر طبعی کیفیات پیدا کر کے ہماری صحت میں کوئی نیا بگاڑ پیدا کر دے گی بعض لوگوں کو یہ غلط عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی کم علمی کی بنا پر دوا کے تھوڑے فائدے جان کر دوا کے استعمال کی خود بھی عادت ڈال لیتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس بری عادت میں پھنسا دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات نہایت ہی نقصان دہ حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

اب ہم کچھ غیر طبعی اور غیر فطری عادتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں جن کی وجہ سے صحت کے ساتھ ساتھ آدمی کے اخلاق و کردار میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اور جس سے سماجی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ عادتیں تو آج ساری دنیائے انسانیت کے لیے پریشانی کا سبب بن گئی ہیں۔ اور تہذیب و تمدن کے اس ترقی یافتہ دور میں انسانی معاشرہ اس طرح برباد ہو رہا ہے کہ گزشتہ تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

ان میں سب سے پہلے نشہ آور ادویہ کا مسئلہ ہے۔ جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ دوا کی انسانی صحت یا جسم کی خوراک کے طور پر کوئی قدرتی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ بہ صورت مجبوری مرض کے تدارک کے لیے اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں بعض ادویہ ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے استعمال سے انسانی جسم میں اس کے لیے رغبت یا طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دھیرے دھیرے آدمی اس طلب کا عادی ہو جاتا ہے۔ مثلاً شراب، افیون، گانجہ، چرس، بھنگ۔ یہ ساری چیزیں ذائقہ وغیرہ

کے اعتبار سے بالکل پسندیدہ چیزیں نہیں ہیں۔ لیکن دوا کے طور پر یا عادی لوگوں کی صحبت میں رہ کر لوگ ان بُری عادتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جدید کیمیاوی ادویہ میں افیون سے تیار ہونے والی ہیروئن، ایل ایس ڈی وغیرہ ہیں جن کا استعمال دماغی تناؤ اور نفسیاتی خلفشار کے مریض کرتے ہیں۔ شروع میں ایسی چیزوں کا استعمال طبی ضرورت سے کیا جاتا ہے، بتدریج یہی نشہ بن جاتا ہے اور نفسیاتی سکون یا امراض کے ازالہ سے گزر کر لوگ اس کے عادی ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً عقل ماؤف ہو جاتی ہے، اخلاق بگڑ جاتے ہیں، اور طویل عرصہ کے استعمال سے دل، دماغ، جگر اور اعصاب کے مختلف امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ کینسر اور اپاہج بچوں کی پیدائش کا سبب بھی ایسی ادویہ بن جاتی ہے۔

علاوہ ازیں خراب عادتوں میں زنا کاری اور نامردوں کے ساتھ تعلقات سے بھی صحت اور اخلاق کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جس کا تفصیلی مطالعہ سوشل اور پریوینٹیو میڈیسن کی کتابوں میں کیا جا سکتا ہے۔ ان امراض میں خصوصیت کے ساتھ آتشک اور سوزاک جیسے امراض سے عوام واقف ہیں۔ اب اخبارات میں لوگ ایک نئی بیماری "ایڈز" کے بارے میں پڑھ رہے ہیں۔ جس نے آجکل دنیا کی ترقی یافتہ یوروپین اقوام کی نیند حرام کر رکھی ہے۔

ان عادتوں کا اخلاقی اثر سب سے پہلے یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگ سب سے پہلے اپنے بال بچوں کا حق مار کر اپنی عادتیں اور نشہ پورا کرتے ہیں اور جب نشہ کی حالت میں عقل ماؤف ہوتی ہے تو یہ لوگ سماجی زندگی میں نت نئے فساد کا سبب بن جاتے ہیں آئے دن ایسے واقعات اخبارات و رسائل میں پڑھنے کو ملتے ہیں۔

ان باتوں کے پیش نظر ہم عوام کو یہی مشورہ دیں گے کہ وہ اچھی عادتوں سے اپنی صحت اور اخلاق کو سنواریں اور اپنے ملک اور سماج کے لیے اچھے شہری بننے کی کوشش کریں۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

حکیم محمد عبدالصمد
سی۔جی۔ ایچ۔ ایس۔ یونانی ڈسپنسری
نخاس۔ لکھنؤ ۳

[illegible] بارہ بنکوی

سجا کے معنی و الفاظ میں خیال کے پھول
میں دے رہا ہوں زمانہ کو بول چال کے پھول
پہنچ سکے نہ کبھی دامنِ توجہ تک
مجبور رہے تھے جو اپنے کو اوجِ ذوال کے پھول
بس ایک شام گزاری تھی ان کی محفل میں
مہک رہے ہیں ابھی تک اسی خیال کے پھول
یہ اور بات ہے کانٹوں سے واسطہ نہ پڑے
گلے لگاؤ بہرحال دیکھ بھال کے پھول
اب اور فصلِ بہاراں کی دین کیا ہوگی
مسرتوں کے چمن سے ملے ملال کے پھول
چلی وہ تند ہوا دوستی کے گلشن میں
بکھر کے رہ گئے معیارِ بول چال کے پھول

کتب بینی ایک مشغلہ، ایک تفریح

وحید انور

کتب بینی کا شوق زمانۂ قدیم سے چلا آ رہا ہے اور کتابیں پڑھنا انسان کی وقت گزاری کا مشغلہ اور تفریح رہی ہے۔ انسان چاہے دنیا کے کسی بھی حصے میں ہو کتاب ضرور اس کے ساتھ ہوگی۔ پہلے سے زیادہ آج کتابیں پڑھنے کا شوق لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ بوڑھے، نوجوان، عورتیں اور بچے غرض سب ہی کتابیں پڑھنے کے شوقین ہوتے ہیں۔ اور یہ کتابیں سب کے ذوق کی تکمیل کرتی ہیں۔

عمر رسیدہ لوگ زیادہ تر مذہبی کتابیں پڑھتے ہیں تو نوجوان ایڈونچرس یا جاسوسی ناول، عورتوں کو رومانی کہانیاں پسند ہیں تو بچوں کو کامکس کی کتابیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کتابوں کا بزنس نہ صرف کافی ترقی کر گیا ہے بلکہ یہ ایک منفعت بخش کاروبار ہو گیا ہے۔ اگر کوئی مصنف زیادہ مشہور ہے اور اس کی کتاب کو مقبولیت حاصل ہو گئی ہے تو پھر اس کی کتاب کے زیادہ سے زیادہ ایڈیشن نکلتے ہیں اور پھر دنیا کی دوسری زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ ہو جائے تو کتاب کی شہرت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس سے نہ صرف کتاب کے مصنف کو مالی فائدہ حاصل ہوتا ہے بلکہ اس کے پبلشر بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

امریکہ اور روس جیسے ممالک جہاں کتابیں پڑھنے کا لوگوں میں کافی شوق و ذوق ہے لاکھوں کی تعداد میں کتابیں چھپتی ہیں۔ کتابوں کا بزنس ایک اہم اور بڑا بزنس بن گیا ہے یہاں ادیب خوش حال ہیں اور لکھنا ہی ان کا پیشہ ہے۔ اس سے یہ کافی روپیہ کما لیتے ہیں۔ بعض تو محض لکھ کر لاکھوں کے مالک بن جاتے ہیں۔

کتابوں پر بات چیت کرنے سے پہلے آئیے ذرا رسم الخط کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں۔

رسم الخط کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ چھٹی صدی عیسوی سے اس کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ عربوں کے بارے میں کہا جاتا ہے وہ اسلام سے قبل لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

پرنٹنگ کی ایجاد پندرھویں صدی میں ہو چکی تھی لیکن جہاں تک اردو کتابوں کا تعلق ہے باضابطہ تصنیف و تالیف کا آغاز آٹھویں صدی ہجری میں ہندوستان میں ہو چکا تھا اور اٹھارویں صدی کے ختم ہوتے ہوتے اردو زبان کی لاتعداد کتابیں شائع ہو کر سارے ملک میں پھیل گئی تھیں۔

مغل سلاطین کو کتابوں کا بے حد شوق تھا۔ اکبر، جہانگیر، شاہجہاں اور عالمگیر کے اپنے کتب خانے تھے۔ جہانگیر کا کتب خانہ اعلیٰ درجہ کا تھا۔ اس کے کتب خانے میں علم و ادب اور شاعری کے بہترین نوادر تھے۔ اسے کتب بینی کا اس قدر شوق تھا کہ جب بھی وہ دورے پر جاتا یا سفر کی حالت میں ہوتا تو بہت سی کتابیں اس کے ساتھ ہوتیں۔

شاہجہاں کا کتب خانہ بھی نہایت شاندار تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے کتب خانے میں بیس ہزار کتابیں تھیں۔

اورنگ زیب کا رجحان فطرتاً مذہب کی طرف تھا چنانچہ اپنی اس رغبت کی وجہ سے اس کا کتب خانہ مذہبی کتابوں کیلئے وقف ہو گیا تھا۔

بائبل، قرآن، اور بھگوت گیتا دنیا کی وہ عظیم ترین کتابیں ہیں جنہیں لاکھوں کروڑوں لوگ پڑھتے ہیں۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن میں انسانی زندگی کا پورا فلسفہ پیش کیا گیا ہے جو انسان کو انسان بناتی ہیں۔ اسے نیکی، سچائی اور ایمانداری کے راستے پر چلنا سکھاتی ہیں انسانیت کی تعلیم دیتی ہیں اور انسان کے اعمال کو سنوارتی ہیں۔

کہا گیا ہے: "وخیر جلیس فی الزمان الکتاب" دنیا میں کتاب سے بہتر کوئی ساتھی نہیں۔ کتاب انسان کی بہترین رفیق ہے۔

ابتدا میں کتاب کے موضوعات مذہبی ہوا کرتے تھے۔ جیسے احادیث اور تصوف کے مسائل وغیرہ۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ

تعلیم کی ترقی اور لوگوں کے بدلتے ہوئے مزاج کو دیکھتے ہوئے مختلف موضوعات پر کتابیں چھپنے لگیں جیسے ادب، سائنس، تاریخ، فلسفہ، سیاست، منطق، طب اور نجوم وغیرہ۔

یہ کتابیں مختلف لوگوں کے ذوق اور تسکین کو پورا کرتی تھیں۔ لیکن موجودہ زمانے میں سب سے زیادہ مقبولیت کہانی یا ناول کو ہوئی ہے۔ ادب کی ساری اصناف میں ناول ہی ایک ایسی صنف ہے جس کے پڑھنے والے ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ایک زمانہ تھا شریف اور قدامت پسند گھرانوں میں "قصہ حاتم طائی" "قصہ چہار درویش" "قصہ گل بکاؤلی" اور "داستان امیر حمزہ" جیسی کتابیں پڑھی جاتی تھیں۔ لڑکیاں اور عورتیں "آرائش محفل" پڑھتی تھیں یا مذہبی، اصلاحی اور دینی تعلیم کی کتابیں۔ نوجوان "طلسم ہوشربا" کی ضخیم جلدوں میں غلطاں رہتے تھے۔ ڈپٹی نذیر احمد اور عبدالحلیم شرر کے ناولوں کو بھی ذوق و شوق سے لوگ پڑھتے تھے۔

پھر ایک زمانہ آیا رومانی اور عشقیہ ناول پڑھے جانے لگے۔ قیسی رامپوری، ایم اسلم، نسیم انہونوی اور عظیم بیگ چغتائی کی کتابیں مقبول ہوئیں۔ کچھ نوجوان رئیس احمد جعفری اور نسیم حجازی کے تاریخی ناولوں کو پسند کرنے لگے جن میں زیادہ تر تاریخ اسلام اور مسلمانوں کی شجاعت کے کارناموں کا ذکر ہوتا تھا۔

پڑھا لکھا طبقہ جو اعلیٰ ادبی ذوق کا حامل تھا وہ نیاز فتحپوری، مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ کی کتابیں پڑھتا تھا۔

اس کے بعد ایک دور آیا جب لوگ بڑے شوق سے پریم چند، کرشن چندر، سعادت حسن منٹو اور عصمت چغتائی کی کتابیں پڑھنے لگے۔

لیکن آج جب ہم موجودہ دور میں آتے ہیں تو لوگوں کا ادبی مزاج بالکل بدلا ہوا پاتے ہیں۔ آجکل لوگ زیادہ تر یا تو جرائم سے متعلق جاسوسی ناول پڑھتے ہیں یا سستے جنسی ناول۔

میں نے دیکھا ہے جن دنوں ابن صفی کے ناول آتے تھے تو لوگ "جاسوسی دنیا" پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ "جاسوسی دنیا" کا ہر مہینہ لوگوں کو بے چینی سے انتظار رہتا تھا۔ بے شمار لوگوں نے ابن صفی مرحوم کے ناول پڑھنے کے لیے اردو سیکھی۔ بعض لوگ تو ایسے تھے جو بار بار ایک ہی ناول کو پڑھتے جاتے تھے اور لطف اٹھاتے تھے۔

لوگوں میں کتب بینی کا شوق پیدا کرنے کے لیے لائبریریاں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ یہ لائبریریاں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک تو سرکاری یعنی پبلک لائبریری جہاں مختلف موضوعات پر کتابیں ہوتی ہیں۔ یہاں نادر و نایاب کتابیں بھی مل جاتی ہیں تاکہ وہ لوگ جو ریسرچ وغیرہ کرنا چاہیں اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ دوسری طرح کی لائبریریاں وہ ہوتی ہیں جو ہر شہر میں بستی بستی میں پائی جاتی ہیں۔ یہ گشتی لائبریریاں ہیں۔ ان لائبریریوں میں ہر کوئی دس پندرہ روپے ڈپازٹ دے کر اس کا ممبر بن سکتا ہے۔

ان لائبریریوں کا رواج آجکل بہت چل نکلا ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے مفید ہیں جو کتابیں خرید کر پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ آجکل کے مہنگائی کے زمانے میں کتابیں خریدنا عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔ پچیس تیس روپے میں کتاب کون خریدے؟ اس لیے اکثر لوگ گشتی لائبریری کے ممبر بن جاتے ہیں اور وہاں سے کتابیں لاکر پڑھتے ہیں۔

جیبی کتابیں بھی اس دور میں غنیمت ہیں۔ یہ سستی ہوتی ہیں اور کم قیمت پر مل جاتی ہیں۔ اس لیے ان کتابوں کا چلن بھی بڑھ رہا ہے کیونکہ لوگ ان کتابوں کو خریدنے میں پس و پیش نہیں کرتے اور پھر یہ مختصر بھی ہوتی ہیں انھیں آسانی سے جیب میں رکھا جاسکتا ہے۔ جب بھی جی چاہا جیب سے نکال لیا اور پڑھنا شروع کردیا۔ آپ ٹرین میں سفر میں ہوں، کہیں ٹیکسی یا کار میں دور جارہے ہوں یا آفس میں بیکار بیٹھے ہوں تو ایسے وقت کتاب آپ کی بہترین ساتھی ہوتی ہے۔

کتابوں کا ذکر ہو رہا ہے تو آیئے کتابوں کے شوقین اور کتابیں پڑھنے والوں کا بھی کچھ ذکر ہوجائے۔

کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو کتابوں کے محض شوقین ہوتے ہیں۔ یہ کتابیں خریدتے تو ہیں لیکن انھیں پڑھنے کی کبھی توفیق نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ خوشحال اور امیر گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مشہور ادیبوں کی کتابیں، خوبصورت کور اور ٹائیٹل دیکھ کر خرید لیتے ہیں اور اپنے گھر کے شیلف میں سجا رکھتے ہیں۔ دراصل یہ لوگ فیشن کے طور پر کتابیں خریدتے ہیں تاکہ دوسروں پر رعب ڈال سکیں اپنی علمیت اور قابلیت کا۔ جیسے لوگوں کی ہابی ہوتی ہے۔ ڈاک ٹکٹ جمع کرنا یا سکے جمع کرنا تو ایسے لوگوں کی ہابی ہوتی ہے اچھی اچھی کتابیں جمع کرنا۔ شیلف میں سالہا سال سے کتابیں پڑی ہوئی ہیں ان پر گرد و غبار کی تہہ جمتی چلی جارہی ہے لیکن انھیں پڑھنے والا کوئی نہیں۔

کچھ لوگ ہوتے ہیں جو کمیاب اور نایاب کتابیں غائب کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ کتاب مانگ کر پڑھنے کے لئے لے جاتے ہیں مگر اسے واپس کرنے کی کبھی نوبت ہی نہیں آتی۔ کتاب مانگنے جایئے تو یہ صاف ٹال جائیں گے "بھئی کتاب کہیں کھو گئی ہے"۔ حالانکہ کتاب انکے ہی پاس ہوگی لیکن ان کی نیت واپس کرنے کی نہیں ہوتی۔ آپ کی پسندیدہ کتاب اس طرح چلے جانے کا آپ کو افسوس ہوگا۔ اس کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں۔

بعض لوگ جو کتب بینی کے شوقین ہوتے ہیں دوسروں کی کتابوں کو بڑی بے دردی سے استعمال کرتے ہیں۔ کتاب پڑھ کر لاپرواہی سے گھر میں کہیں پھینک دیں گے۔ پھر یہ کسی بچہ کے ہاتھ لگ جائے گی۔ بچہ اس کے ورق پھاڑ ڈالے گا۔ یا اس پر آڑی ترچھی لکیریں کھینچ دے گا۔ جب کتاب آپ کو واپس ہوگی تو نہایت ردی حالت میں۔ آپ کو ایسا لگے گا جیسے کتاب کی جان نہیں نکلی ہے آپ کی جان نکل گئی ہے۔

بعض مان نہ مان قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ آپ نے بڑے شوق سے اپنے پڑھنے کے لیے کتاب خریدی ہے۔ آپکے دوست آدھمکیں گے اور زبردستی کتاب اٹھا کر لے جائیں گے آپ لاکھ ان سے کہئے "بھئی میں نے تو ابھی پڑھی نہیں ہے بعد میں لے لینا"۔ لیکن یہ مانیں گے نہیں "یار آج رات میرے پاس پڑھنے کے لیے کوئی کتاب نہیں ہے، کل واپس کردونگا" آپ کتاب لینے کے لیے جھپٹ پڑتے ہیں لیکن اس سے پہلے آپ کے دوست رفوچکر ہوجاتے ہیں۔

ایسے لوگوں سے اگر آپ ناراضگی کا اظہار کریں گے تو الٹا وہ آپ کو برا بھلا کہنا شروع کردیں گے۔ کتابوں کے معاملے میں اکثر ایسے تلخ تجربات سے آپ کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔

کتابیں پڑھنے کے معاملے میں بعض لوگوں کی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے۔ ایک بار کتاب ہاتھ میں لی تو کتنا ہی ضخیم ناول کیوں نہ ہو ایک ہی دن میں ختم کر ڈالیں گے۔ انھیں کھانے پینے کا ہوش بھی نہیں رہتا۔

بعض لوگوں کو آپ نے کہتے سنا ہوگا: "ارے بھئی وہ شخص تو کتاب کا کیڑا ہے۔ کتابوں کو چاٹ جاتا ہے"۔

کچھ لوگ تو کتاب کو نیند لانے والی گولیوں کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ بستر پر سونے کے لیے جاتے ہیں تو کوئی کتاب اٹھا لیتے ہیں اور پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔ پڑھتے پڑھتے ان کی آنکھ لگ جاتی ہے۔

پاکستان میں ڈائجسٹوں کا بڑا چلن ہے۔ بیشتر ڈائجسٹ وہاں سے نکلتے ہیں۔ اس کے پڑھنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ ایک ڈائجسٹ کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ چھپتا ہے اور بیرون ملک بھی اس کی کافی مانگ ہے۔

پاکستان ہی میں ادب کی ایک اور صنف آجکل بڑی مقبول ہے۔ یہ ہیں "سفرنامے"۔

"سفرنامے" ہندوستان میں اتنے مقبول نہیں جتنے پاکستان میں۔ مستنصر حسین تارڑ کے سفرنامے "نکلے تری تلاش میں"، "اندلس میں اجنبی" اور "خانہ بدوش" کافی مقبول ہیں۔

ایک اچھی کتاب کا کمال یہی ہے کہ وہ قاری کو جکڑ کے رکھتی ہے۔ ان سفرناموں کو پڑھتے ہوئے قاری ان میں گم ہوجاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ پڑھنے والا خود دیس بدیس گھوم رہا ہے اور مصنف سفر پر نہیں نکلا ہے بلکہ وہ خود نکلا ہے۔ اس قدر شگفتہ، موثر اور جاندار انداز بیان ہے ان سفرناموں میں۔

لوگوں میں ہلکے پھلکے طنز و مزاح سے بھرپور کتابیں بھی آجکل بہت پڑھی جاتی ہیں۔ پطرس نے اس کی بنا ڈالی۔ کنہیالال کپور نے اسے آگے بڑھایا اور پھر سعادت حسن منٹو، ابراہیم جلیس، مشتاق احمد یوسفی، اور مجتبیٰ حسین نے کافی اس طرح کے مضامین لکھے۔ ان کی کتابیں ہر خاص و عام میں بہت مقبول ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کتابیں پڑھنے والا صرف اعلیٰ طبقہ ہی نہیں ہوتا۔ عام لوگ بھی ہوتے ہیں۔ کم پڑھے لکھے لوگ، اسکول کے طالب علم اور گھریلو عورتیں وغیرہ آسان اور عام فہم انداز میں لکھی گئی کتابیں جن میں ہلکے سے طنز و مزاح کی چاشنی بھی ہو مقبول ہوتی ہیں۔

کتاب کا مقصد تعمیر اور اصلاح کے ساتھ ساتھ کچھ تفریح بھی ہونا چاہئے۔ کیونکہ ایک تھکے ہوئے دماغ کو اگر ذرا سی تفریح مل جائے تو اس کی تھوڑی بہت تھکن دور ہوجاتی ہے۔

الجھنوں، تکلیفوں اور دکھوں سے بھری اس دنیا میں اگر کوئی شگفتہ تحریر انسان کے چہرے پر ایک مسرت انگیز مسکراہٹ بکھیر دے تو یہ بھی کیا کم ہے۔

(بمبئی سے نشر)



میر کا تصورِ غم

رفیع الحسن منظر

نشاط و غم حیات انسانی کے دو ایسے لازم و ملزوم عناصر ہیں جس نے انسانی فکر و عمل کو بےحد متاثر کیا ہے اور ان میں سے کسی ایک کی عدم موجودگی میں دوسرے کا وجود بھی باقی نہیں رہ جاتا۔ دنیا کے تمام مفکرین نے نشاط و غم کے پیچھے اپنے تاثرات کا اظہار مخصوص زاویہ نگاہ اور انداز فکر سے کرنے کی کوششیں کی ہیں اور بیشتر مفکرین ارسطو کے اس قول کی تقلید کرتے نظر آتے ہیں کہ خوشی و انبساط کے بہ نسبت غم افضل حیثیت کا حامل ہے اگر آپ مفکرین کی طرح کسی شاعر کے وہاں کسی خاص نظریہ کی تلاش میں نکلیں تو یقیناً مایوسی ہوگی لیکن اگر ہم ارسطو کے ہی زاویہ نگاہ پر اردو غزل گو شاعروں کا مطالعہ کریں تو ہماری نگاہیں خدائے سخن میر تقی میر پر جا کر ٹھہر جاتی ہیں۔

میر کے ہاں غم کا کیا تصور ہے یا غم ان کے کلام میں کس حیثیت کا حامل ہے اس بات کا فیصلہ ان کے کلام کے مطالعہ کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ شاعر اور انسان اپنے حالات و ماحول کا پروردہ ہوتا ہے اور اس کا کلام اپنے عہد کا آئینہ دار ہوتا ہے تاریخ شاہد ہے کہ میر صاحب نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ انتہائی کرب و انتشار کا دور تھا۔ میر صاحب بھی اپنے عہد کے ہر انسان کی طرح زندگی کی دھوپ چھاؤں کو برداشت کرتے رہے۔ رنج و الم اٹھاتے رہے لیکن اپنے عہد کے دوسرے انسانوں کے برعکس وقت و حالات کے صبر آزما بھٹیوں میں تپ کر ان کی شخصیت پر جو نکھار آ گیا ان کا ہر شعر اس کا شاہد ہے۔ غزل کا ہر شعر تجربہ ہوتا ہے۔ میر صاحب نے خود کہا ہے کہ غزل واردات قلب ہے چنانچہ جو ان کے دل پر گزرتی رہی رقم کرتے رہے اور وہ آہستہ آہستہ اس منزل پر پہنچ گئے جہاں سے کہہ سکیں ؎

مجھ کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے کیے جمع سو دیوان کیا

میر صاحب کا یہ درد و غم کچھ زمانے اور ماحول کا عطا کردہ تھا تو کچھ غم جاناں کا۔ ان سب نے مل کر ان کے مزاج میں یاس پیدا کی۔ ان کی زندگی اوّل سے آخر تک اپنے دور کے سیاسی ماحول پر ایک المناک طنز بن گئی۔ اس کے علاوہ میر کی خودداری اور وضعداری پر بھی جسے دوسرے لفظوں میں عزت نفس قرار دیا جا سکتا ہے ان کے اندر رنج و الم کے جذبات کو ہوا دینے میں کارگر رہے میر نے نادرشاہی حملے، دلی کا اجڑنا اور ملک میں پھیلتے ہوئے سیاسی انتشار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ پھر میر جیسے طبع نازک انسان نے اسے جس شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ اتنے ہی خلوص کے ساتھ اپنے اشعار میں بھی پیش کر دیا۔ اس کی وجہ سے سوز و گداز کے ساتھ ہی ساتھ ان کے اشعار میں نشتریت بھی پیدا ہو گئی ہے اور ان کی شکست ایک انسان کی شکست نہ معلوم ہو کر ایک عہد کی شکست اور تاریخی و آفاقی حقیقت بن جاتی ہے بلکہ کبھی کبھی تو یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ اپنے زمانے کی زبوں حالی پر ایک بھرپور طنز ہے اس لئے میر کی شاعری اپنی تمام گریہ و زاری و محرومی اور تمام تر بیچارگی کے باوجود انسانی عظمت کا پتہ دیتی ہے۔ "قتل حسین مرگ یزید کی بشارت بنتا ہے" چنانچہ انھوں نے دل کے وسیلے سے دلی کے مرثیہ کہنا شروع کئے۔

میر زلف گرہ گیر کے بھی اسیر ہوئے اور اس کے سبب بڑے رنج و الم اٹھائے۔ ان کا عشق پاکیزگی و طہارت کا حامل ہے یہ ایک روحانی کیفیت رکھتا ہے وہ دور ہی سے حسن کے جلووں سے لطف اندوز ہوا کرتے ہیں۔ عشق میں ناکام رہنے کے باوجود میر جیسا شاعر ہی کہہ سکتا ہے ؎

پاسِ ناموسِ عشق تھا ورنہ
کتنے آنسو پلک تک آئے

ناکامیوں سے کام لینا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔ میر جیسا شاعر ہی اس سے کام لے سکتا ہے۔ کیونکہ ناکامیوں سے وہی کام لے سکتا ہے جو جری شخصیت کا حامل ہو۔ ان کے اس شعر کو پڑھ کر بزدل سے بزدل انسان بھی اپنے اندر ہمت و جوش محسوس کرنے لگتا ہے ؎

مرے سلیقے سے میری نبھی محبت میں
تمام عمر ناکامیوں سے کام لیا

زندگی میں اپنے موقف پر قائم رہنے کے لئے بڑے سلیقے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ سلیقے مرد ہی برت سکتے ہیں جس کو میر تمام زندگی نبھاتے رہے ؎

دیکھو تو، دل کہ جاں سے اُٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اُٹھتا ہے

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
غم کے جانے کا نہایت غم رہا

موقوف غم میر کی شب ہو چکی ہمدم
کل رات کو پھر باقی یہ افسانہ کہیں گے

غم کی پرچھائیاں اور اس کی ایک جھلک میر صاحب کے پورے دیوان میں رواں دواں نظر آتی ہے مگر وہ غم سے ہار نہیں مانتے، میر کے یہاں غم! زندگی کا بدل نہیں ہے زندگی کی ایک شان ہے ان کا غم ایک سرمستی پیدا کرتا ہے جسے آپ نشاط غم کا نام دے

سکتے ہیں۔ یہ سرمستی انسانوں کی زندگی میں ایک نئی تحریک پیدا کر دیتی ہے ؎

دل پرخوں کی ایک گلابی سے
عمر بھر ہم رہے شرابی سے

پھاڑا تھا جیب پی کے مئے شوق میں نے میرؔ
مستانہ چاک لوٹتے درماں تلک گئے

ان تمام غموں کے تذکرے کی بنا پر اکثر نقاد اور قاری انھیں یاس انگیز، قنوطی و غم کا شاعر سمجھ بیٹھا ہے۔ میرؔ کو اگر غم کا شاعر مان بھی لیا جائے تو بیجا نہ ہوگا کیونکہ وہ غم کے شاعر نہ ہوتے تو اپنے زمانے کے ساتھ دغا کرتے۔ میرؔ نے اپنے زمانے کی سچی نمائندگی کی ہے۔ وہ غموں سے گھبراتے نہیں ہیں وہ غم کے شکار نہ ہو کر اس کو زندگی کی شکل میں تبدیل کر دیتے ہیں وہ یہ نہیں کہتے "اب تو گھبرا کے کہتے ہیں کہ مر جائیں گے" یہ بقول غالبؔ "کیوں گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل" گھبرانا اور ہے زندگی کو غموں کا مجموعہ تسلیم کرنا اور ہے۔ میرؔ آلام و مصائب میں بھی سینہ سپر کھڑے مسکراتے رہتے ہیں وہ مایوس نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں بسورنا، چھاتی پیٹنا، تڑپنا نہیں پایا جاتا۔ یہاں پر میں عسکری کے اس قول سے متفق ہوں کہ انھوں نے میرؔ کے بارے میں لکھا ہے:

"میرؔ نے زندگی کے متعلق جو کچھ سمجھا اور سوچا اس کا لب لباب یہ ہے کہ بھرپور زندگی اس وقت مل سکتی ہے جب آدمی اپنی خودی کو کائنات زندگی اور عام انسانوں کے سامنے نذر کر دے لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنی خودی سے مایوس اور بیزار بھی نہ ہو، اور یہ راستے کوئی قنوطیت پسند اور یاس پرست آدمی نہیں دے سکتا۔"

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس کا ہر شعر ایک تجربہ ہے۔ میرؔ کا رنج و غم وہ نہیں ہے جو شیکسپیئر کے ٹریجڈی کو پڑھنے سے پیدا ہونے والی جذباتی اور وقتی ٹیس ہو۔ آپ ان پر اظہار افسوس نہیں کر سکتے ——— Sign of Exclamation نہیں لگا سکتے۔ راز یہ ہے کہ محسوس کرنے والا جسم اور تخلیق کرنے والا ذہن، کچھ الگ ایک فاصلہ رکھتا ہے اور اس کا تجربہ انفرادی نہ ہو کر کائناتی و آفاقی ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ان کے ہر شعر میں عصری روح اور زمانے کے نشیب و فراز موجود ہیں۔ اب اس بات کو تسلیم کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہیے کہ ان کے تمام رنج و غم حقیقی و کائناتی ہیں جو ان کی ذات کو ملا ان کے ہاں سحر کی آمد کا یقین بن گیا ہے اور اب یہ حرف غزل "دل میں تنزیل غم" سے جہاں ان کے کلام میں سوز و گداز پیدا ہو گیا ہے وہیں لہجہ کا دھیما پن بھی قاری کے احساسات کو بیدار کرتا نظر آتا ہے۔ ان کا ہر شعر زندگی سے قریب ہے اور میری نظر میں اس زندگی کے شاعر میں درد خوشی اور غم سبھی موجود ہے۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

رفیع الحسن منظر (ایڈووکیٹ)
کلکٹر کورٹ گورکھپور

یکم جون ۸۶ ۱۹ء

کون لے اڑا اخلوص کی سوغات

ضیاء الدین احمد عثمانی

دل کی دنیا بھی عجیب ہے۔ سارے عالم سے ہمارے جدا۔ ہر شخص سے مختلف۔ اس زمین سے الگ اس آسمان سے نرالی۔ لگتا ہے کہ جب کچھ نہ بن سکا تو میرا دل بنا دیا۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ غالبؔ کی طرح نہ اُسے "ستائش کی تمنا ہے نہ صلے کی پروا" بلکہ جگرؔ کے دل کی اس ادا پر مٹا ہوا ہے کہ "میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے"۔ وہ چاہتا ہے کہ سب انسانوں میں محبت خلوص اور ہمدردی کا جذبہ موج زن ہو جائے۔ یہ تو وہی بات ہوئی جو شمیم کرہانی نے اپنے دل کے بارے میں کہی تھی ؎

دل جب بھی ملے ہے تو تری بات کرے ہے
اتنا سا یہ دل کتنی بڑی بات کرے ہے

بھلا بتائیے کہ بچہ اگر چاند کو زمین پر اتارنے کی ضد کرنے لگے تو کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ آرزو وہ کرنی چاہیے جو پوری ہو سکے۔ اس کی یہ آرزو کہ دل جب دل سے ملے تو پھول کی طرح کھل کھل کے ملے نہ کہ خار کی طرح جل کے ملے۔ کیسی مہمل آرزو ہے۔ خاص طور پر اس ترقی یافتہ دور میں جیسا کہ کسی نے کہا بھی ہے ؎

خلوص اور اس زمانے میں
بات کرتا ہے کس زمانے میں

یا یوں سمجھئے کہ ———

وقت پیری شباب کی باتیں
ایسی ہیں جیسی خواب کی باتیں

اب اس صورت میں اگر ہم اپنے دل کو دلِ ناداں کا خطاب دیں تو کیا غلط ہوگا۔ ناداں کی یہ خاصیت کہ کتنا ہی سمجھائیے اس کی سمجھ میں بات نہیں آتی۔ ناداں کو آپ الٹی طرف سے پڑھیں گے تب بھی وہ ناداں ہی بنا رہے گا۔ وہ یہ بات نہیں جانتا کہ ہر زمانے میں چیز کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ خلوص جیسی قیمتی چیز کی تو بات ہی چھوڑیئے آجکل تو سونا چاندی ہو یا مٹی کا تیل ہر ایک کو حاصل کرنے کے لیے محمود و ایاز کی طرح ایک ہی صف میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ گویا جس طرح انسان نے چاند کو چھو لیا ہے اسی طرح مہنگائی نے بھی آسمان کو چھو لیا ہے۔ اس حالت میں اگر خلوص ساتویں آسمان پر یا تحت الثریٰ پر پہنچ گیا ہو تو اس میں حیرت و تعجب کی کیا بات ہے ——— آجکل تو مٹی اور پانی کی بھی اپنی ایک قیمت ہے۔ انسان مسکرانے کی اداکاری بھی مفت نہیں دکھانا چاہتا ؎

مانگتا ہے وہ قیمت ہم سے مسکرانے کی
کتنی تاجرانہ ہے ذہنیت زمانے کی

آج یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ علی بابا کی طرح کھل جا سم سم کہیں اور خلوص کا خزانہ ہاتھ لگ جائے۔ آج تو علاءالدین کا چراغ بھی نہیں کہ کوئی جن ہمارے قدموں پر لا کر ڈال دے۔ لہٰذا آجکل خلوص کو تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے سمندر میں سوئی تلاش کرنا۔ ہو سکتا ہے کہ نچلے طبقوں، کنگالوں اور غیر مہذب قوموں میں کسی حد تک خلوص مل جائے۔ لیکن آج کی مہذب قوموں کا یہ شعار نہیں کہ لکھنؤ کے دو نوابوں کی طرح "پہلے آپ پہلے آپ" کی رٹ لگاتے رہیں اور گاڑی بھی چھوڑ دیں۔ مگر دل ہے کہ اپنی گلی کے نکڑ پر دن رات بیٹھے ہوئے اس فقیر کی مانند مایوس ہونے کا نام ہی نہیں لیتا جو بیچارا کسی سے کچھ نہ ملنے پر بھی ہر ایک کو دعائیں ہی دیتا رہتا ہے اور کہتا رہتا ہے "جو دے اس کا بھی بھلا جو نہ دے اس کا بھی بھلا"۔ یہ الگ بات ہے کہ لوگ اسے اس لیے کچھ نہیں دیتے کہ جب مفت میں دعائیں مل جاتی ہیں تو کیوں خواہ مخواہ پیسے برباد کریں۔ لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ؎

شاید اس پر دعاؤں کا کوئی قرض کہ وہ
شہر والوں کو دعائیں ہی دیا کرتا ہے

کئی بار کسی ریسرچ اسکالر کی طرح ہمارے دل نے یہ کھوج کرنی چاہی اور بارہا ہم سے بھی یہ سوال دُہرایا کہ آخر خلوص کہاں چلا گیا۔ کون لے اُڑا خلوص کی سوغاتیں۔ آج کل تو کوئی تاج الملوک کی طرح بہادر بھی نہیں جو بکاؤلی کا پھول لے اُڑا تھا۔ ہم نے اپنے دل ناداں کو یہی کہہ کر مطمئن کرنا چاہا کہ دراصل غلطی ہمارے آباؤ اجداد سے ہوئی جو اس قدر سادہ لوح انسان تھے کہ یہ جانتے ہی نہیں تھے کہ اگر کسی چیز کا اسٹاک کر لیا جائے تو اس کی قیمت ایکدم دوگنی اور چوگنی ہو جاتی ہے۔ انھیں وہ خلوص جو ورثہ میں ملا تھا جمع کر کے رکھنا نہیں آیا۔ وہ اسے بے دریغ خرچ کرتے رہے، پانی کے مول

بہلاتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ مرے تو ہاتھ خالی کفن سے باہر تھا۔ یعنی اپنی آنے والی نسل کو ورثہ میں دینے کو کچھ بھی نہیں رہا تھا۔ گویا سخاوت بھی کی تو ایسی کہ حاتم کو بھی مات کر دیا۔ اب بتایئے خلوص کہیں نظر آئے تو کیسے۔

اب خلوص کی بات چلی ہے تو ہم اپنے ایک دوست کے خلوص کا ذکر بھی کرتے چلیں۔ ہمارے ایک منہ بولے دوست تھے۔ جس طرح کوئی کسی کو منہ بولا بھائی یا منہ بولی بہن بنا لیتا ہے۔ بس بالکل اسی طرح ہمارے منہ سے کسی کے لئے نکل گیا تھا بس اسی دن سے ہم دیا ہوا وچن نبھانے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ

الزام ہے یہ ہم پہ وفا آشنا نہیں
کیسے کہیں کہ ان کو شعور وفا نہیں

ہوا یوں کہ وہ تو ہمارے یہاں کئی بار آ چکے تھے لیکن ہم ان کے یہاں کبھی نہیں گئے تھے۔ وہ جب بھی آتے تو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتے۔ جب کوئی بار بار بلائے، خلوص دکھائے ہمدردی جتلائے تو جانا ہی پڑتا ہے لہذا ہم ان کے گھر چلے گئے ہمیں دیکھتے ہی انھوں نے غالب کی روح کو جگایا۔

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

ہم اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ پتہ نہیں ہماری ان کی دوستی ہے یا اخلاص۔ ان میں جو سچا دوست ہو وہ ایسا۔ لوگوں میں خلوص ہو تو ایسا۔ ادھر ہمارا دل خوب سے خوب تر کی تلاش میں لگا رہتا تھا اور سوچتا رہتا تھا کہ خوب سے خوب تر کہاں اس نے جیسے خود ہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو کہ خوب سے خوب تر یہاں۔ لیکن انھوں نے جب اپنی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا تو کچھ ہی دیر میں ایسا محسوس ہونے لگا جیسے کوئی بات نہ ہو کہ شیطان کی آنت ہو۔ ختم ہونے میں ہی نہ آتی تھی۔ محلے اور شہر کی سیاست سے نمٹے تو ملک کی سیاست پر آ گئے۔ ملک کی سیاست سے دنیا کی سیاست پر آ گئے پھر جانوروں کی سیاست اور چرند و پرند کی خصلت سے ہوتے ہوئے کھجلی اور خارش پر آ گئے — گویا

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

ہم یہ سوچتے ہی رہ گئے کہ چائے نہ سہی پانی ہی پلا دیں۔ پھر انھوں نے میری مہمان نوازی کے قصیدے پڑھنے شروع کر دیئے۔ بولے "ارے بھئی مہمان نوازی تو کوئی آپ سے سیکھے آپ نے ضرور کسی سے اس کی ٹریننگ لی ہے۔ کیا غضب کی چائے بناتے ہیں، لبریز، لب سوز، لب بند۔" ہم نے کہا یہ چیزیں کیا ہوتی ہیں۔ بولے ارے بھئی کیوں بناتے ہیں یہ ہی تین خوبیاں تو حکماء نے چائے کی بتائی ہیں۔ چائے کا کپ اتنا بھرا ہوا ہو کہ چھلکتا ہوا دکھائی دے۔ گرم اتنا ہو کہ ہونٹ جل جائیں۔ میٹھی اتنی ہو کہ ہونٹ چپک جائیں — ہم نے کہا ارے بھئی رہنے دو، ہم اس قابل کہاں کہ کسی کی خاطر تواضع کر سکیں۔ خاطر تو کرنا آپ جیسے لوگ ہی جانتے ہیں۔ ویسے بھی کوئی کسی کے لیے کیا کر سکتا ہے ہر انسان اپنے مقدر کا لے کر آتا ہے۔ وہ بولے آپ کہنا کیا چاہتے ہیں کیا اب تک جو کچھ بھی آپ نے میری خاطر میں خرچ کیا وہ سب کچھ میرا ہی تھا یا میں آپ کی خاطر نہیں کروں تو مجھے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ آپ اپنے مقدر کا کچھ لے کر ہی نہیں آئے۔ اب ہم ان کے ساتھ بحث کرتے بھی تو کیسے جب زیادہ بور ہو گئے تو پیٹ درد کا بہانہ کر کے وہاں سے نکل بھاگے کیونکہ انھیں سمجھانا تو تب ہی مناسب تھا کہ اگر وہ خلوص پر اعتبار رکھتے۔

اب ایک دوسرے مخلص دوست کا ذکر سنئے۔ ان کے خلوص کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ جب ہم ان کے یہاں گئے تو ابھی دم بھی نہ لینے پائے تھے کہ ان کی آواز نے ہمیں چونکا دیا "ٹھنڈا پینے کے شوقین ہیں یا گرم۔" ہم نے ان کے اس خلوص پہ قربان ہونا چاہا۔ دل چاہا کہ اپنا سب کچھ ان پر نچھاور کر دیں۔ ہم نے بھی ان کے خلوص کا جواب بڑے خلوص سے دیا۔ "رہنے دیجیے۔ کیوں تکلیف کرتے ہیں آپ! کسی چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔" شاید ہماری اس طرز گفتگو سے ان کو ڈھارس بندھی۔ اور ان کے چہرے کے تاثر سے ایسا محسوس ہوا جیسے آئی ہوئی مصیبت ٹل گئی ہو۔ وہ بولے "واللہ جواب نہیں آپ کا۔ جتنی بھی تعریف کی جائے اتنی ہی کم ہے۔ کس قدر خیال رکھتے ہیں آپ دوسروں کی تکلیف کا — واقعی ابھی کچھ دیر پہلے آٹھ دس لوگ آ گئے تھے تو اس وقت تک چائے نہیں ملے جب تک ان کے حلق سے چائے نہیں اتری۔ واقعی میں بہت تھک گیا ہوں۔ بہرحال آپ کی چائے ہم پر ادھار رہی۔ آئندہ ضرور پینی پڑے گی۔ منع مت کیجیے گا۔ مزے کی بات تو یہ رہی کہ جب انھوں نے چائے تو چائے پانی تک کو بھی پوچھا۔ اور پوچھنے کی رسم ادا کی تو اس وقت جب ہمارا ایک قدم ان کے دروازے سے اندر اور دوسرا باہر تھا۔

بیٹھے رہے جب تک تو نہ کی بات بھی اس نے
جب ہم اٹھے محفل سے تو پھر ہم کو پکارا

بہرحال کن کن لوگوں کے خلوص کا ذکر کریں۔ سنکا میں سے دیکھیے یادوں کا نگر کا نظر آتا ہے۔ محلے کی ایک خاتون کو ہماری بیگم سے ہمیشہ یہ شکایت رہتی تھی کہ ہم نے کبھی انھیں اپنی مدد کو نہیں پکارا۔ ان کا کہنا تھا کہ انھیں ہم لوگ غیر سمجھتے ہیں لہذا ایک بار ہم نے انکو اپنی مدد کے لیے پکار لیا۔ کہا چند گھنٹوں کے لیے پانچ روپے چاہئیں۔ اب تو ان کی یہ حالت کہ ایک رنگ آتا اور ایک جاتا۔ اور پھر انھوں نے دو گھنٹے تک اپنی مفلسی اور تنگدستی کی وہ الف لیلیٰ سنائی کہ ہمیں یہ گمان ہوتا تھا جیسے بار بار کہتے رہنے سے حفظ ہو گئی ہو۔ ہم نے ان سے تو کوئی شکوہ نہیں کیا مگر خدا سے شکوہ بلب ہو گئے۔

کیوں آج نہیں ملتے دنیا میں تری یارب
وہ لوگ جنھیں تو نے توفیق وفا دی ہے

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ ہم الیکشن میں کھڑا ہونا نہیں چاہتے تھے مگر دوستوں، عزیزوں اور رشتہ داروں نے اپنے اپنے خلوص مہربانیوں اور اپنائیت کا وہ رنگ جمایا کہ اتر نہیں سکا۔ اور رضا کارانہ طور پر اپنی ان ان خدمات کا دم بھرا کہ ہمیں بھی اپنی کامیابی کا سو فیصدی یقین کر لینا پڑا۔ کسی نے کہا الیکشن میں کھڑا ہونا آپکا پیدائشی حق بنتا ہے تو کسی نے اس کام کو ہماری پیدائشی خاصیت سے تعبیر کیا۔ کسی نے کہا کہ الیکشن میں آپ جیسے لوگوں کو ہی کھڑا ہونا چاہیے۔ انھوں نے اس بات کی وضاحت کی نہیں کہ "لوگوں" سے مراد کس قسم کے لوگوں سے ہے۔ ایماندار سے یا بے ایمان سے۔ چالاک سے یا بیوقوف سے۔ کچھ لوگوں نے خلوص دکھانے میں لکھنؤ کے نوابوں کو بھی شکست دیدی۔ انھوں نے بھوک ہڑتال کر لی، شہر بھر میں جلوس نکالا۔ نعرے لگائے "تڑپیں گے تڑپائیں گے الکشن میں کھڑا کرائیں گے ورنہ مر کر تمہیں دکھائیں گے۔" اور ہم سوچتے

یارب ہماری جان پھنسی کس عذاب میں

کوئی اپنی پگڑی کا واسطہ دیتا تو کوئی خودکشی کرنے سے ڈراتا۔ کوئی محبت کا واسطہ دیتا تو کوئی کہتا — ہماری دوستی ہی دیکھی ہے تم نے دشمنی نہیں دیکھی۔

جب ہم نے لوگوں کے خلوص، لطف و کرم اور ہمدردیوں کا یہ عالم دیکھا تو ہم نے بھی ان کے جذبات کو پائمال کرنا مناسب نہیں سمجھا اور الیکشن میں کھڑے ہو گئے یا یوں سمجھیے کہ خود اپنے ہاتھوں اپنی قبر تیار کر لی۔ کیونکہ الیکشن کے دن تک ہم بُری طرح دیوالیہ ہو چکے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ جو بھی آتا وہ یہی یقین دلاتا کہ نوٹ اور ووٹ کا آپس میں بہت گہرا رشتہ ہے۔ آپ نوٹ دیجئے ہم ووٹ دیں گے۔ الیکشن کا نتیجہ جب سامنے آیا تو پتہ چلا —

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

یعنی الیکشن میں ہم ہارے ہوئے پہلوان کی طرح چاروں خانے چت ہو چکے تھے اور لطف کی بات یہ تھی کہ ہمارے آس پاس کوئی دلاسا دینے والا بھی نہ تھا۔ پتہ نہیں لوگوں کے خلوص کو کیا ہو گیا تھا۔

دبا کے قبر میں سب چل دیئے دعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

اور حیرت و تعجب کی بات یہی ہے کہ

وہ کل تک جن کی آنکھوں میں دو عالم بیچ ہوتے تھے
ان آنکھوں میں وہ اب سوغاتیں نہیں ہوتیں

(ریڈیو کشمیر جموں سے نشر)

صغریٰ عالم

درد و غم رنج و الم اور دعا ساتھ رہے
میں تلاطم میں رہوں اور خدا ساتھ رہے
تو اٹھا شاخ تمنا کو ذرا اور بلند
میں رہوں اور مرا دست رسا ساتھ رہے
پیکر فکر بھی عریاں نہ ہو اے بزم ادب
پیرہن لفظ کا، معنی کی ردا ساتھ رہے
تیری محفل میں بھی تنہا نہ کبھی جانا ہو
نکہت گل بھی ہو رفتار صبا ساتھ رہے
روز کھلتا ہے بیاباں ہو کہ صحرا ہو مجھے
صورت رنگ ترا عہد وفا ساتھ رہے
آج اپنے بھی تو اپنوں کا گلہ کرتے ہیں
دل کی معصوم محبت و ادا ساتھ رہے
سرخئ دست کرم کے یہ ہنر ہیں صغریٰ
رنگ بے باک نہ ہو نقش حنا ساتھ رہے
(گلبرگہ سے نشر)

میری زندگی کے دلچسپ لمحات

کنہیالال منظر

جب مجھے اپنی زندگی کے دلچسپ لمحات پیش کرنے کی دعوت ملی تو وہ شام یاد آئے بغیر نہ رہ سکی جب ایک ساتھ میں کئی کئی حادثوں کا شکار رہوا۔ جی ہاں اس دن وہ بعد ٹھنڈی شام تھی اور شیشے کے سامنے اپنی بہترین ٹائی کی ناٹ ٹھیک کرتا ہوا میں تھا اور میرے سامنے میز پر ایک خوبصورت دعوت نامہ۔

ہوا یوں کہ اپنے ہی شہر کے ایک پرانے دوست کے چشم و چراغ یہاں کے سب سے اعلیٰ مارکیٹ میں ایک عالیشان پریس بٹھا رہے تھے اس پریس کا افتتاح کسی صوبائی منسٹر کے ہاتھوں ہونا تھا اور شہر کے سبھی حکام اور بڑے لوگ اس موقع پر بلائے گئے تھے، ایک کوی سمیلن اور مشاعرہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جس میں ملک کے بڑے بڑے ادیبوں اور شاعروں کے حصہ لینے کی بات تھی۔ اس ادبی جشن کے بعد "ڈنر" تھا۔ اب اشعار سنانے کی امنگ چاہے کچھ کم ہو رہی ہو، لیکن "ڈنر" میری خاص کمزوری ہے کئی مرتبہ تو ایسے دعوت نامہ میں نے کوشش کر کے حاصل کیے ہیں۔

لہٰذا اپنی خوش قسمتی پر اتراتا میں اپنے ڈرائنگ روم میں کپڑے لتوں سے چوکس جب چائے کی پیالی میں موڈ بنا رہا تھا جبھی صدری دروازے پر میرے پڑوسی کوی رام بھروسے دوبے "بے چین" دکھائی دیئے۔ میں سمجھ گیا کہ "دوبے" کو مجھے "پک اپ" یعنی ساتھ لانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہوگی۔ دوبے بیٹھک میں داخل ہوئے تو میں نے اندر سے میڈم سے ایک کپ چائے اور بھجوانے کی التجا کی۔ "دوبے جی" کا حلیہ عجیب غریب تھا، ناٹہ قد، سانولا رنگ، کندھوں میں عورتوں جیسے لہراتے لمبے بال اس پر گھٹنوں سے بھی لمبا گاڑھا گیروا کرتہ، کھادی کی دھوتی، پاؤں میں گھسی پٹی چپل اور ہاتھوں میں کپل نماشال۔ کہنا نہ ہوگا چائے سے فارغ ہو کر ہم دونوں جب رکشے پر بیٹھے تو دیکھنے والے دبے ہونٹوں، ان بے میل صورتوں پر مسکرا رہے تھے لیکن جناب دوبے بھی شہر کے ایک بگڑے رئیس کا آزاد طبیعت بیٹا تھا۔ مجال ہے جو کوئی کچھ آواز کس دے۔

اور لوگوں کی مسکراہٹیں جھیلتے ہم اس جلسے تک پہنچ ہی گئے۔ بہترین سجاوٹ اور چاروں طرف سے گھرا ہوا عالیشان پنڈال تھا۔ ایک بار پھر مجھے اپنی لیٹ لطیفی پر غصہ آیا۔ دعوت نامہ میں وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھنے کی تاکید کی گئی تھی اور ۱۱ بجے ڈنر تھا۔ میں نے رکشے والے کو چلتا کیا اور اندر داخل ہوا، مجھے تسکین ہوئی کہ صرف ہم ہی لیٹ لطیف نہیں تھے بلکہ وہ سارے ادیب اور شاعر مہمان خصوصی اور سننے والے لوگ سبھی وقت کی پابندی سے بے نیاز نکلے ساری کرسیاں خالی تھیں۔ ہمارا استقبال ایک مقامی بزرگ ادیب اور شاعر ایک نوجوان کوی کم اناؤنسر نے کیا۔ کرسی پر اکیلے جھک مار رہے تھے میرے ایک جگری دوست جو فوجداری کے نامی گرامی وکیل تھے اور عجیب و غریب اتفاق سے اس جشن کی انتظامیہ کمیٹی کے صدر۔ میں انھیں کے پاس بیٹھ گیا۔ وکیل صاحب سے ہی پتہ چلا کہ منسٹر صاحب نہیں آسکیں گے اور ادبی جلسے کی صدارت پولیس کے ایک اعلیٰ افسر کریں گے

پتہ چلا کہ جناب صدر ادبی ذوق و شوق بھی رکھتے ہیں۔

اس بیچ دو چار مقامی کوی و شاعر اور آگئے۔ اب پریشانی یہ تھی کہ کوی سمیلن اور مشاعرہ شروع کیسے کرایا جائے جبکہ پنڈال میں مشکل سے دس آدمی ہوں گے اور باہر کے کوی اور شاعر بھی غیر حاضر تھے۔ اتنے میں منتخب جناب صدر تشریف لائے اور ان کے ساتھ ہی شاید کسی تفتیش سے لوٹا پولیس کا ایک دستہ بھی آکر کرسیوں پر جم گیا۔ دیر کافی ہو چکی تھی لہٰذا طے پایا کہ جلسے کی کارروائی مقامی ادیبوں سے ہی چالو کر دی جائے۔ پولیس دستے کی آمد سے پنڈال بھی ایک حد تک بھر ہی چکا تھا۔ میرے ساتھ آئے رام بھروسے دوبے بیچین مقامی ادیبوں میں جا ملے مجھ سے بھی ڈائس پر آنے کو کہا گیا لیکن ماحول کو دیکھتے ہوئے میں نے منع کر دیا۔

جناب صدر کی چھوٹی سی تقریر کے بعد اس کل ہند کوی سمیلن اور مشاعرہ کا آغاز ہوا۔ وقت گزارنے کے لیے ایک ایک مقامی کوی اور شاعر کو دو دو، تین تین بار زحمت دی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہی حضرت جن کا پریس کھل رہا تھا، اپنے ہمراہ پانچ چھ بیرونی ادیبوں اور شاعروں کو لے کر آئے، دیر سے آنے کی رسمی معافی مانگی اور سب کے ساتھ ڈائس پر آ دھمکے۔ آنے والے کویوں اور شاعروں میں ملک کی چند جانی مانی ہستیاں تھیں۔ پھر تو فرمائشیں ہوئیں اور محفل کا نقشہ ہی بدل گیا۔ لوگوں نے خوب جم کر سنایا، اور سب نے جم کر سنا۔ ایک سماں بندھ گیا۔ پنڈال بھی جانے کب بھر گیا جیسے لوگ ایک بستی مار کر سننے چلے آئے ہوں۔ بیچ بیچ میں اناؤنسر مقامی لوگوں کو بھی مع تعارف کے ان بڑے ادیبوں کے بیچ پیش کر رہے تھے۔ ڈائس پر خاطر داری میں لوگ بچھے جا رہے تھے۔ بڑی مشکل سے وہ بھی شاید میرے دوست کی وجہ سے جو انتظامیہ کمیٹی کے صدر تھے۔ ایک پیالہ چائے مجھ تک آسکی۔ ٹھنڈ اپنے پورے شباب پر تھی۔ مجھے واقعی اس ادبی جلسے میں شرکت کرنے پر جھنجھلاہٹ ہو رہی تھی۔ اول تو ٹھنڈ سے میں سکڑا جا رہا تھا دوم خاطر داری سے محروم تھا تیسرے ایک اندیشہ ڈھکے چھپے یہ بھی تھا کہ کہیں کلام نہ سنانے کی وجہ سے میں ڈنر سے نظر انداز کر دیا جاؤں۔ لیکن "بیچین" جی کو دیکھ کر مجھے تسلی تھی جو میری کمی پوری کر رہے تھے۔

جناب صدر بیچ میں ہی گھڑی دیکھ کر مع اپنے فوجی دستے کے کھسکنے لگے۔ ان کے ساتھ ساتھ زیادہ رات دیکھ کر مجمع بھی ڈھیلا ہو چلا۔ پنڈال پھر قریب قریب اپنی پہلی حالت میں آنے لگا۔ اور قبل اس کے کہ بیرونی ادیب ہمارے ادبی ذوق پر حیرت کریں رائے مشورے سے اس ادبی جلسے کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔ لوگ اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور بارش کے آثار دیکھ کر اپنے گھروں کو بھاگے۔ باہر سے آئے ہوئے مہمان کوی اور شعرا اور ان کی چاپلوسی کرتے ہوئے مقامی ادیب بھی میزبان خصوصی کے ساتھ موٹروں میں بیٹھ کر فرار ہوگئے اور ڈنر ایسے غائب ہوا جیسے گدھے کے سر سے سینگ میرے وکیل دوست بھی موقع کی نزاکت کو دیکھ کر ان بزرگ شاعر اور نظامت کے فرائض انجام دے رہے نوجوان ادیب کے ساتھ موٹر میں چلتے بنے۔ چلتے چلتے یہ تسلی ضرور دے گئے کہ ہوٹل سے کوئی موٹر بھیج کر وہ جلد ہمیں گھر بھجوانے کا انتظام کریں گے۔

باہر بوندا باندی شروع ہو گئی تھی مجبوری میں دوبے کے ساتھ میں پنڈال میں بیٹھ کر کچھ دیر انتظار کرتا رہا اور کوئی چارہ نہ دیکھ کر ہم دونوں پیدل ہی گھر کی اور چل پڑے۔ بارش کچھ تیز ہوئی کپڑے اور میک اپ بھیگ کر برباد ہونے لگے کہ اتنے میں ایک جیپ پیچھے آکر رکی۔ پہلے تو ہم نے سمجھا کہ وہ ہوٹل سے ہی بھیجی گئی ہے۔ لیکن نام پتہ، اس موسم میں نکلنے کا سبب پوچھے جانے پر معلوم ہوا کہ پولیس کی گشتی جیپ تھی۔ دوبے نے عادت سے مجبور ہو کر کچھ الٹا سیدھا جواب دیا اور ہمیں جیپ میں بٹھائے جانے کا حکم ہو گیا۔ میں نے حالت بگڑتی دیکھ کر پولیس کے لوگوں کو اپنی بے کسی تفصیل سے

بتائی اور ننگے ہاتھوں ان اعلیٰ پولیس افسر کی صدارت کی بات بتانے سے بھی نہیں چوکا۔ ہمیں تب کہیں جاکر بخشا گیا۔ بعد میں میں نے دوبے کو بڑی پھٹکار سنائی کہ ابھی تو ان کی ساری بے چینی سر دھنتی۔

جوں ہی ہم بُری طرح بھیگتے ہوئے ہم جلد سے جلد قدم بڑھاکر اس برفیلی رات میں کسی طرح اپنے اپنے گھروں تک پہنچے۔ راستے میں کتوں نے اور حالت پتلی کر دی تھی۔ باہر صدری دروازہ مجھے بند ملا۔ اب مصیبت یہ تھی کہ سڑک سے احاطہ پار کرکے آواز گھر کے اندر نہیں پہنچ سکتی تھی۔ میں نے جگت بھڑائی اور بغل کے مکان کی دیوار پر چڑھ کر آنکھ موند کر اپنے احاطہ میں کود گیا۔ پاؤں بُری طرح پھسلے اور میں زمین پر ڈھیر ہوتے ہوتے بچا۔ کسی طرح برآمدے میں پہنچ کر میں نے ہلکے سے گھنٹی بجائی۔ میڈم نے اٹھ کر روشنی جلائی اور دروازہ کھولا۔ مجھے دیکھتے ہی جملہ دھرا "لگتا ہے بھرپور خاطر ہوئی ہے ڈنر شاندار رہا ہوگا۔" میں نے بیٹھک میں داخل ہوتے ہوئے التجا کی کہ اب تنگ نہ کریں اور میرے سونے کے کپڑے لائیں۔ میڈم جب تک کپڑے لے کر لوٹیں اور میں کپڑے بدلوں تب تک بغل کے دو چار پڑوسی باہری صدری دروازے کو جو کہ صرف اڑھکایا ہوا تھا نہ کہ بند تھا۔ ڈھیل کر برآمدے میں داخل ہو گئے اور آواز دی۔ میڈم نے پھر دروازہ کھولا۔ شور و غل سن کر گھر کے اور باقی سبھی لوگ بیٹھک میں جمع ہو گئے پڑوسیوں نے نہایت حیرانی اور پریشانی کے بیچ بتایا کہ ابھی کوئی ان کی دیوار پھاند کر ہمارے احاطے میں کودا ہے ایسا نہ ہو کہ موسم کا فائدہ اٹھاکر کوئی چور اچکا ہمارے گھر میں اتر جائے لہٰذا ہم اپنا گھر اچھی طرح جانچ بوجھ لیں۔ ضرورت سمجھیں تو وہ لوگ بھی اس میں مدد کر سکتے ہیں۔ پلک مارتے ہی میڈم سارا معاملہ سمجھ گئیں۔ انھوں نے سب کو اطمینان دلاکر اور میری طرف گہری نگاہوں سے دیکھ کر مسکرانے لگیں اور میں تھا کہ کپڑے لتے بدل کر پولیس تھانے سے بچ کر اپنے ہی گھر میں چور بنا بیٹھا تھا۔

(گورکھپور سے نشر)

شبنم بانسپاری

تاریکیٔ دوراں کو یوں ہم نے مٹایا ہے
خود اپنی ہی مرضی سے گھر اپنا جلایا ہے
بیدادیٔ ظالم کی کھولی ہے زباں کس نے
افسانہ بربادی زخموں نے سنایا ہے
دیوار کا سایہ بھی کیوں اس سے گریزاں ہے
خود جس نے تمدن کا ایوان سجایا ہے
رنگینیٔ محفل بھی ہے جشن چراغاں بھی
کاشانۂ دل ہم نے زخموں سے سجایا ہے
جس جام سے آجائے انداز جہاں بانی
رندوں کے مقدر میں وہ جام بھی آیا ہے
چھیڑو نہ ابھی شبنمؔ سوز دل شاعر کو
شعلوں نے جسے بخشا شعلوں نے جلایا ہے

(گورکھپور سے نشر)

گنگا کی آلودگی اور ہمارا منصوبہ

پروین اسرار

بھارت دنیا کے ان ممالک میں سرفہرست ہے جن میں ماحول کی آلودگی دور کرنے اور ماحولیاتی توازن قائم کرنے کی قابل قدر کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ان میں سے اہم اور قابل توجہ پروجیکٹ بڑی ندیوں کی صفائی اور پاکیزگی کی بازیافت ہے۔ ہمارے ملک میں سب سے پہلے گنگا ندی کو چنا گیا جو زمانۂ قدیم سے متبرک اور پاکیزہ ترین تصور کی جاتی ہے لیکن اب آلودگی کی انتہا کو پار کر چکی ہے گنگا ندی کا بیسن تقریباً نو لاکھ مربع کلومیٹر ہے اور ۲۵۲۵ کلومیٹر کی لمبائی میں پھیلی ہوئی ہے۔ دنیا کے دیگر ممالک جیسے برطانیہ امریکہ اور جمہوریہ جرمنی میں بھی ندیوں کو آلودگی سے پاک کرنے کی مہم جاری ہے مگر یہ ندیاں گنگا کے مقابلے بہت چھوٹی ہیں اور اسی لئے تمام دنیا کی نظریں گنگا صفائی مہم کی جانب ہیں۔ جون ۱۹۸۵ء کو وزیر اعظم کے اعلان کے بعد سنٹرل گنگا اتھارٹی کا قیام عمل میں آیا اور اس کی زیر نگرانی ایک لائحہ عمل تیار کیا گیا جس میں گنگا کے کنارے بسے ہوئے شہروں سے آکر پانی میں ملنے والی آلودگی دور کرنا اور اس کو کیمیاوی اور دیگر ذرائع سے دوبارہ قابل استعمال سامان شامل ہے۔ جس کے تحت ساختانی توانائی اور کھاد حاصل کرنا مچھلیاں پالنا اور آب پاشی شامل ہیں۔ اس طرح یہ ذرائع تمام تر عوام کی بہبود کے لئے استعمال ہوسکتے ہیں گے اور گنگا کے پانی کی آلودگی بھی دور ہو جائے گی۔

حکومت اترپردیش نے اس سے قبل وارانسی کے اہم گھاٹوں پر گنگا میں ملنے والے گندے پانی اور غلاظت کو روکنے کی تدابیر شروع کیں تھیں اور اس کام کے لئے ۹۶ لاکھ روپیہ منظور کیا گیا تھا۔ اس میں گھاٹوں کے پرانے پمپوں کی مرمت کی گئی اور پانچ نئے پمپنگ اسٹیشن قائم کئے گئے ۱۹۷۵ء سے اب تک یہ کام کامیابی کے ساتھ مکمل ہو چکا ہے اور ان جگہوں پر ہونے والی آلودگی مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے۔

حکومت ہند نے اس زبردست اور غیر معمولی مہم کے لئے ۲۹۲ کروڑ روپیہ منظور کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ دیگر ممالک جیسے نیدرلینڈس نے بھی مالی تعاون دیا ہے۔ گنگا ایکشن پلان کے تحت ساتویں پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے میں اس کام کے پہلے حصے کی تکمیل کی جائے گی۔۔۔۔ گنگا کے کنارے پر تقریباً سو شہر آباد ہیں جس میں ۲۷ اترپردیش میں پندرہ بہار اور ۵۹ مغربی بنگال میں ہیں۔ ان شہروں یا آبادیوں کا گندہ پانی اور صنعتی فضلہ گنگا کے پانی کو مستقل آلودہ کرتا رہتا ہے۔ پہلے اقدام کے تحت ۲۹ بڑے اور درجہ اول کے شہروں سے آنے والی آلودگی پر قابو حاصل کرنے کا منصوبہ ہے۔ اس سلسلے میں اترپردیش میں جل نگم کے زیر نگرانی ہری دوار، رشی کیش، کانپور، الٰہ آباد اور بنارس ہیں۔ بہار میں پٹنہ اور مغربی بنگال کے جنوبی دم دم جادو پور اور جنوبی سندربن میں کام شروع ہو چکا ہے ہری دوار اور رشی کیش میں کام کی رفتار خاصی تیز ہے ظاہر ہے کہ اتنی بڑی ندی کی آلودگی پر کنٹرول کرنا کوئی آسان کام نہیں ہو سکتا۔ اس پر کثیر رقم خرچ ہوگی اور یہ بات بھی صاف ہے کہ رفتہ رفتہ آلودگی پھر اسی نقطے پر آجائے گی۔ اس لئے آلودگی پر قابو رکھنے کا ایک آسان اور منافع بخش طریقۂ کار عمل میں لایا جا رہا ہے۔۔۔۔ آبادی سے آنے والی تمام گندگی کو پائپ کے ذریعہ ری سائیکلنگ سنٹرز میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ جہاں مختلف اکائیوں میں اس کی گندگی کو الگ کر لیتے ہیں۔۔۔ اس کا ٹھوس حصہ کھاد کے بطور استعمال میں آتا ہے اور اس عمل میں پیدا شدہ میتھین گیس سے بجلی کی ٹربائنس چلائی جاتی ہیں جو کہ بجلی فیکٹری میں سب ضرورت استعمال ہوتی ہے اور مچھلیاں پالی جاتی ہیں۔ باقی ماندہ پانی آبپاشی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اس طرح اس اسکیم کو فائدہ مند سطح پر باآسانی چلایا جا سکتا ہے۔ اندازے کے مطابق ایک لاکھ کی آبادی والے یونٹ کو چلانے میں تقریباً گیارہ لاکھ روپے کا سالانہ منافع حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے گنگا ایکشن پلان کے تحت یہ کام صنعتی سطح پر کرائے جانے کی تجویز ہے۔

گنگا کی صفائی مہم نہ صرف حکومت ہی کا ذمہ ہے بلکہ عوام کا تعاون اس میں زبردست کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ عوام میں بیداری پیدا کریں اور اس کام کی اہمیت کو سمجھائیں کہ وہ آلودگی کو بڑھنے سے بچانے کی کوشش کریں دوسرے وہ اس مہم میں حکام کی بھرپور مدد کریں اور تعاون دیں۔ اس طرح اس پاک ندی کی پاکیزگی کی بازیافت ممکن ہے۔ (رامپور سے نشر)

پروین اسرار، مشتاق لاج
زینہ عنایت خاں۔ رامپور

لیکن

انور عظیم

ہوسکتا ہے ایسا ہوا ہو، لیکن ——

لیکن ویکن کچھ نہیں۔ زیادتی ہے۔ آخر کبھی دوسروں کی بھی تو سنو ہوسکتا ہے تمہارے تجربے الگ الگ ہوں۔ الگ الگ سے کیا مراد ہے تمہاری؟ ایک ہی چیز کے بارے میں تجربے الگ الگ۔ اگر کسی پھول کا رنگ کاسنی ہے تو کاسنی ہے۔ شیڈ میں تو فرق ہوسکتا ہے۔ کاسنی، سفید یا ہرا تو نہیں ہوسکتا۔ دیکھو ان باتوں میں اس طرح کی لاجک کام نہیں کرتی۔ ویسے اگر کاسنی پھول کو تم الگ الگ جگہ سے دیکھو۔ روشنی الگ الگ ہو یا روشنی مدھم ہو، یا روشنی بالکل نہ ہو تو کاسنی کالا یا نیلا بھی لگ سکتا ہے۔ ہاں کیوں نہیں۔ کلر بلائنڈ ہو دیکھنے والا تو کیوں نہیں؟

اٹھیں یار چلیں، کٹھ حجتی بہت ہو لی۔ بائی بائی ٹاٹا۔

تو پھر جاؤ۔ جاتے کیوں نہیں؟

جب چاہوں اٹھ کر جا سکتا ہوں۔ تو پھر جاؤ۔ دفان ہو جاؤ۔ تم نہیں جاؤ گے۔ تم اپنی باتوں کو چباتے رہو گے۔ پھرتے رہو گے اور زہر اگلتے رہو گے۔ اور تمہاری سمجھ میں یہ بات کبھی نہیں آئے گی کہ جو زہر تم اگل رہے ہو وہ تمہارے اندر ہے اور تمہیں یہ جاننا چاہئے کہ جو زہر تم اگل رہے ہو وہ تمہارے اندر کیوں ہے۔ تمہارا اپنا زہر تو نہیں۔ پھر دنیا پر کیوں برسو۔

بکواس۔ آخر میں کہاں ہوں۔ دنیا ہی میں تو ہوں۔ جو چیز میرے اندر ہے وہ میں نے دنیا ہی سے تو پائی ہے۔

چھوڑو ہم ایک دوسرے کی بات نہیں سمجھ سکیں گے ویولینتھ ہی ایک نہیں۔

خاموشی۔ ہوا کی سرسراہٹ۔ اِکا دُکا پتوں کے جھڑنے کی آواز۔ ننگے آسمان سے دھوپ کی بارش۔ چڑیوں کی بے صدا پرواز گھاس کے ڈھکے ہوئے ٹیلے سے زرد زرد موجیں اٹھتی ہوئی۔ چیل آسمان میں تل کی طرح۔ شکار کہاں ہے؟ شکار کہاں ہے؟ یہ ہزار رنگوں میں کھویا ہوا کرہ بہت بڑا ہے۔ بہت رواں، اور پوچھو بہت چھوٹا ہے۔ بہت کمزور۔

ایسے میں اس نے کوٹ کے اوپر والی جیب سے ایک سگار نکالا۔ ہونٹ ٹیڑھے کیے اور سگار جلایا اور ایک بڑا سا کش اگل کر قہر بھری نظروں سے مجھے دیکھنے لگا۔ اٹھا اور جینز کی گرد جھاڑ کے بنا لاابالی پن کے ساتھ میرے چاروں طرف چکر کھانے لگا۔ نہیں تم کہانی نہیں سنا سکتے۔ شاید سنا سکتے ہو۔ مگر کہانی کے تانے بانے نہیں بن سکتے۔ کیوں! یہ بھی بتانا پڑے گا؟ تمہارا انشائیہ غلط ہے۔ میرا مطلب ہے الٹا ہے۔ جس طرح تم اُلٹے گلاس سے پانی نہیں پی سکتے۔ اسی طرح تم اُلٹے سانچے میں کہانی نہیں ڈھال سکتے۔ سمجھا نہیں میں۔ ابھی سمجھ جاؤ گے۔ سب سے الٹی بات یہ ہے کہ جو جینز پہنے گا وہ ایسا کوٹ نہیں پہنے گا، جس کی اوپر والی جیب میں سگار رہے۔ یہ بڑا بورژوا تصور ہے۔ چکنا یا سپاٹ! یا سانچا کہہ لو۔ ایسے لاابالی کردار کا۔ مٹی ہی نہ ہو تو پیالہ کیسے بناؤ گے بھائی۔ بکواس! اگر میں نے ایسا آدمی دیکھا ہے جو جینز پر اسی قسم کا کوٹ پہنتا ہے۔ ہونٹ ٹیڑھے کرتا ہے بلکہ آنکھیں بھی، اور سگار پیتا ہے تو؟

I find it very stupid

یہی بات تم اردو میں کہہ سکتے تھے مگر مرعوب کرنے کیلئے انگریزی میں کہہ رہے ہو حالانکہ میں اردو سمجھتا ہوں۔

لیکن وہ آدمی جس کی کہانی میں سنا رہا ہوں وہ اسی طرح بولتا ہے۔ اور میں اپنی زبان یا اپنا لہجہ اس پر تھوپنے کو تیار نہیں ہوں۔ تو بس ہو لی کہانی۔ ذرا لہجے میں ہلکا پن پیدا کرو، پھواروں کی طرح کہانی کو برسنے دو وہ پھر میرے گرد ٹہل رہا ہے اور اب اس نے اتنی دیر میں جب میں تم سے کٹھ حجتی کر رہا تھا، سگار کے ساتھ ساتھ سگریٹ بھی نکال لی ہے، دوسری جیب سے اب وہ ایک ہاتھ سے سگار پیتا ہے۔ اور دانتوں میں سگار دبا لیتا ہے۔ مگر دوسرے ہاتھ سے وہ سگریٹ کے بہت ہی نازک قسم کے کش اڑا رہا ہے۔

You, there is no unity of impression in your theory.

پھر وہی ملامت۔ کہانی کی زبان ایسی ہوتی ہے جیسی زندگی میں کہانی کے کرداروں پر ہوتی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کرداروں کی دنیا کو حق خود اختیاری دے دیا ہے اور اب ان کرداروں کے پر پرزے نکل آئے ہیں۔ اور میں ان کے پر پرزے نہیں چھین سکتا۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا وہ میرے گرد چکر لگا رہا تھا۔

کیا تمہارے پاؤں ابھی تھکے نہیں ہیں؟ میں نے اس سے پوچھا اور دبے پاؤں آگے نکل گیا۔ اس نے میری بات ہنس کر ٹال دی۔

وہ یکایک کھڑا ہو گیا، ٹیلے پر میرے سامنے، اس کی آنکھیں بجھی ہوئی تھیں جن سے کثافت نچڑ رہی تھی۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے جو پیلے پڑتے جاتے تھے۔ کبھی اس کی مٹھیاں کھل جاتی تھیں، کبھی بند ہو جاتی تھیں۔ نہ جانے کیوں مجھے ایسا لگا کہ اس بلندی سے میں اس کو کیڑا نظر آرہا ہوں گا۔ کیڑا۔

جانتے ہو تم، زندگی بھر میں کیا کرتا رہا ہوں۔ خون کے گھونٹ پیتا رہا ہوں۔ جب انسان بے بس ہو جاتا ہے تو وہ خون کا گھونٹ پیتا ہے۔ اپنے آپ پر رحم کھانے کا اس سے بہتر طریقہ ایجاد نہیں ہوا۔ خون کے گھونٹ الفاظ ہی تو ہیں۔ پیو اپنے الفاظ۔ چاہو تو ان کو چائے کی پیالی میں گھول لو، چاہو اپنے خون میں۔ اور اپنے خون پیو۔ اچھا شغل ہے۔ مجھے تمہارے اس مشورے سے گھن آتی ہے۔ تم بہت بڑا ہوکس ہو۔

اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ چقندر! آہستہ آہستہ اس کے چہرے کا رنگ نچڑ گیا۔ پہلے دھندلا پڑا، پھر بھورا ہوا، پھر پھیکا، ویران، راکھ کی طرح، ہلکا سرمئی۔

میرے سینے پر خوف نے چنگل گاڑ دی۔ یہ بات سچی ہے میں نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ یہ بات سچی ہے۔

کون سی بات؟

میں بغلیں جھانکنے لگا۔

رکو میں بتاتا ہوں۔ بہت پرانی بات ہے۔ تب میں چھوٹا تھا۔ تب میں گاؤں کے باہر پیپل کے نیچے چپ چاپ ایک لوہار کو کام کرتے دیکھتا تھا۔ میرے ہی جتنا بڑا ایک اور لڑکا تھا۔ وہ لوہار کی دھونکنی چلاتا تھا، اس کے چہرے پر مکھیاں بھنبھنایا کرتی تھیں۔ پر وہ سوتا رہتا تھا۔ کبھی کبھی اس کی آنکھیں کھلتی تھیں تو ان میں کچھ چیکٹ سی جمی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ کچھ سفید کچھ پیلا۔ پھر وہ دو تین بار آنکھیں جھپکاتا۔ سوتا بن جاتا تھا۔ لیکن اس کا ہاتھ دھونکنی چلاتا رہتا تھا۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ اس طرح میری سمجھ میں اور بہت سی باتیں نہیں آتی تھیں۔ یہ دیکھو۔ دھونکنی چل رہی ہے اور لگتا ہے کوئی بہت بڑا ریچھ پھونک مار رہا ہے۔ انگارے چمک رہے ہیں اور لوہار، جس کے بازوؤں کی مچھلیاں تڑپ رہی ہیں۔ لوہے کی ایک ڈلی کو انگاروں میں چھپا دیتا ہے۔ پھر دور کھیتوں کی طرف دیکھنے لگتا ہے، جیسے اسے انگاروں اور ان کے نیچے دبے ہوئے لوہے سے کوئی مطلب نہ ہو۔ اس کے چہرے پر پسینہ دوڑ رہا ہے۔ تھوڑی تھوڑی داڑھی بڑھی ہوئی ہے۔ لگتا ہے چہرے پر سفید سفید پیروں والی چیونٹیاں دوڑ رہی ہیں۔ دھونکنی چل رہی ہے اور درختوں پر کوے کائیں کائیں کر رہے ہیں۔ مگر لوہار دور دیکھ رہا ہے۔ اس کو کوے کی فکر نہیں ہے وہ مجھے بھی نہیں دیکھتا کھیتوں میں کھڑی فصل پیلی پڑ رہی ہے۔ اور گاؤں کی عورتیں

تلیا کے کنارے کھجوروں کے پاس گھاس پر بھیگے کپڑے پھیلا رہی ہیں۔ لوہار ان کو بھی نہیں دیکھ رہا ہے۔ یکایک اس کا سوایا ہوا کتا غراتا ہے اور اس کی آنکھیں انگاروں پر واپس آجاتی ہیں۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی پپڑیاں پھیل جاتی ہیں اور وہ بڑے سے چمٹے سے لوہے کی ڈلی کو باہر نکال لیتا ہے اور نہائی پر رکھتا ہے۔ لڑکا اٹھتا ہے اور چندھیائی آنکھوں سے ہتوڑے کو دیکھتا ہے اور انگارے کی طرح دہکتے لوہے پر ہتھوڑا برسانے لگتا ہے۔ دیکھتے دیکھتے چوٹوں سے لوہے کا حلیہ بدل جاتا ہے تھوڑی دیر میں لوہا چپٹا ہو جاتا ہے۔ جب اس کا ایک سرا چاقو کی طرح باریک ہو جاتا ہے تو وہ اس کو منے سے کنوئیں میں ڈال دیتا ہے۔ جھنجھناہٹ سی پھیل جاتی ہے ہوا میں۔ دھواں اٹھتا ہے پانی سے۔ پھر کوئی کندھے پر ہل لادے ہوئے آتا ہے اور لوہارسے لوہے کا پھل خرید کر چلا جاتا ہے۔ لوہار اب دوسرا لوہا اٹھاتا ہے اور اس کو انگاروں میں دبا دیتا ہے۔ اس کی آنکھیں پھر کھیتوں سے آگے کسی چیز پر جم جاتی ہیں۔ شاید وہ لوہے کے تپنے کا انتظار کر رہا ہے۔

وہ سانس لینے کے لیے رکا۔

پھر ؟ پھر کچھ ہیں۔ میں کچھ سمجھا نہیں۔ میں جانتا تھا۔ تم کچھ نہیں سمجھو گے۔ جب ہی پوچھا تھا' وہ لمحہ گزر چکا ہے۔ وہ وقت کا چھوٹا سا ٹکڑا تھا۔ انگاروں میں دبا ہوا۔ وقت گزر چکا ہے۔ انگارے بجھ چکے ہیں۔ لیکن میں نہیں بجھا۔ میں سمجھا نہیں۔ میں جانتا تھا تم کچھ نہیں سمجھو گے۔ لیکن کسی کے سمجھنے یا نہ سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔ وقت گزر جاتا ہے۔ دھونکنی تھم جاتی ہے۔ لوہار دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن کچھ تو ہے جو باقی رہ جاتا ہو تمہارے خیال میں کیا باقی رہ گیا۔ کیوں، میں ! ہاں، میں میں' میں ! آخر میں یہی باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن اس سے کیا ہوتا ہے۔ ہاں، یہ بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آسکے گا۔ یہ زندگی ہے اور زندگی کس کی سمجھ میں آئی ہے !

وہ ٹیلے سے اترتا ہے اور مجھ سے الگ قبرستان کی طرف چلنے لگتا ہے جہاں درختوں پر شام کا دھندلکا آہستہ آہستہ پر پھیلا رہا ہے۔ مرغابیاں تالاب میں تیر رہی ہیں۔ کیا ان کا رین بسیرا یہیں ہو گا۔ پانی پر ؟ وہ میری بات کا جواب نہیں دیتا۔ وہ ہونٹ بھینچ کر کچھ بڑ بڑاتا ہے۔ زندگی میں تو یہ لوگ جیتے نہیں۔ جانے کہاں جیتے ہیں۔ وہ مجھ سے بہت آگے نکل گیا ہے ؟ اب میں اس کی گرد بھی نہیں پا سکتا لیکن وہ لوہار والی کہانی ؟ کہانی تو وہ یہیں چھوڑ گیا۔ یہ کہانی ہے یا گیت۔ جانے کیا۔ کوئی اس کو گنگنا رہا ہے۔ کبھی دن کبھی رات۔ کبھی لوہار سوچتا ہے۔ کبھی جاگتا ہے۔ کبھی وہ کہانی سناتا ہے۔ لیکن جب تک لوہا انگاروں میں تپتا رہتا ہے وہ دور دیکھتا رہتا ہے۔ کھیتوں میں کھڑی فصل کی موجوں سے آگے۔

اتنے میں اس کا ہیولا قبرستان کے درختوں کے پیچھے غائب ہو گیا۔ لیکن وہ جو غائب نہیں ہوا وہ کیا کرے؟ بھاگ جائے۔ نہیں' دفن ہو جائے۔

(اردو سروس سے نشر)

منزل

کنور سین

اس بار بھی وہ اکیلا نہ تھا اب بھی اسے سہلتا کی پوری آشا تھی۔

پہلے بھی وہ دلدل کے پاس پہنچ کر ہی رکتا تھوڑی ہی ہٹ کھینچا کے بعد اس میں اتر جاتا۔ اس کے چہرے پر جیسی نراشا کو دکھتا ہو میں اڈول کھڑا رہتا۔

یہ سب بڑے ویران واتاورن میں ہوتا۔ دھرتی ڈولتی نہ آکاش سمٹتا۔ دلدل ابلتی رہتی اسے نگلتی رہتی۔

اس کے گم ہوتے ہی میں پھر اس جگہ پہنچ جاتا جہاں سے یاترا شروع ہوتی۔

اس بار جو کچھ ہوا اسے دیکھ کر میں سناٹے میں گھر گیا اُسے پکار کر کچھ کہنا چاہا لیکن آواز بیچ ہی میں اس کا ساتھ چھوڑ گئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے گھورتا رہ گیا۔

یاترا سے پہلے اس نے مجھے بتایا ——— اس بار وہ ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا جس کے کارن اسے پہلی جیسی نراشا کا سامنا کرنا پڑے۔

اپنی سمسیا اور اس کے حل پر اس نے میری رائے پوچھی۔ میں چپ رہا۔

میں کیا کروں۔ ایسا ہوتے ہوئے بھی میری اپنی سیما ہے میں اس کے ساتھ چل سکتا ہوں۔ اس کی بات سن سکتا ہوں رائے نہیں دے سکتا۔

یہ جان کر وہ عجیب نظروں میری طرف دیکھنے لگا۔ اپنی پچھلی یاتراؤں کا بتاتا ہوا اپنی دھیر بندھانے لگا ——— میں نے سب دیکھ لیا ہے۔ جو نہیں دیکھا اسے بھی محسوس کرنے لگا ہوں .... اب میں اپنے سوائے کسی پر بھروسہ نہیں کروں گا

اس بار دلدل سے باہر آیا تو اس میں بڑی لچک اور پھرتی تھی۔ چہرے پر انوکھی دمک اور آنکھوں میں عجیب چمک۔ اس کے سننے، سونگھنے، محسوس کرنے، دیکھنے اور چکھنے کی شکتی دیکھ کر لگا وہ پوری سرشٹی کو جیت لے گا۔

مجھے اپنے انتظار میں کھڑے دیکھ کر اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا ——— تمہارے جیسا دوست اور کوئی نہیں۔ تم سدا میرے انتظار میں ملے۔

وہ سامنے پھیلے مارگ کو دیکھنے لگا۔ اس پر میرے ساتھ ہی تم بھی مکت ہو جاؤ گے۔ وہ میری آنکھوں میں اٹک گیا۔

" اپنی سوچو۔ یاترا کو سپھل بناؤ۔ میرا کیا ہے میں تو تمہارے ساتھ رہ کر بھی مکت ہوں۔ میں نے دھیمی آواز میں کہا۔

میری بات سن کر وہ پھر چہکنے لگا۔ اب مارگ مجھے دھوکا نہیں دے سکتا۔ باہر اور بھیتر کا گیان معمولی بات نہیں۔ شاید یہی آخری بات ہے ....

مجھے اپنی بات دھیان سے سنتے دیکھ کر وہ جھومنے لگا پہلے پرکرتی اب نہ تو یہ مجھے نچا سکتی ہے۔ نہ میرا تماشہ دیکھ سکتی ہے نہ مجھے دلدل میں اترنے کو کہہ سکتی ہے۔ وہ رکا اور سامنے کی طرف دیکھنے لگا۔ پہلے تو میں اپنے سامنے کے منظر کو ٹکر ٹکر دیکھتا رہتا۔ اس کا بننا بگڑنا میری سمجھ میں نہ آتا۔ اسی لئے تو مارگ مجھ پر سوار ہو جاتا اور مجھے دلدل کے پاس پہنچا کر ہی دم لیتا۔

اس نے لمبا سانس لیا: میرا کوئی دوش نہ ہوتا پھر بھی مجھے ہی دوشی ٹھہرایا جاتا۔"

" وہ کیسے ؟" میں چونکا: کرم تم کرتے۔ ڈنڈ بھی تمہیں بھوگتے۔"

" کیسی بات کرتے ہو !" وہ تڑپ اٹھا" میں کچھ بھی نہ کرتا میری نظر اپنی پرچھائیں سے آگے نہ جاتی۔ میری حالت اس اندھے جیسی تھی جو اپنی ایڑی پر گھومنے کے بعد دشا بتانے کا دعویٰ کرے لیکن اب ......"

"اب کیا ؟" میں نے سنبھل کر پوچھا۔

"اب وہ بات نہیں رہی۔ اب سب کچھ میرے اثر میں ہے اور ......"

" اور تم ؟"

" میں ؟" وہ سٹپٹایا" یہ بھی کوئی سوال ہوا "

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ اب یاترا شروع کرو۔"

" تمہیں ابھی شک ہے کہ...." وہ ٹھٹھکا" تم جانتے ہو، اس بار میں نے وہ پستک نہیں پڑھی جس میں دور دور تک پھیلا ریگستان مجھے ڈرا دیتا اور میں چھوٹے سے نخلستان کے آسرے

یاترا شروع کرتا۔"

"اس میں کیا بُرائی تھی؟"

"تم نہیں جانتے۔ وہ نخلستان ہی میرا دشمن تھا۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ میں اپنا کیا دھرا اس کے ارپت کر دوں۔ کیا کوئی لاچار آدمی کہیں پہنچ سکتا ہے؟ راہی نہ ہو تو منزل کیسی؟"

"کیا کہتے ہو؟ وہ شاستر تو۔۔۔۔"

"نہیں وہ شاستر میرے کام کا نہیں۔ وہ مجھے اپنے سے باز رہنے کو کہتا ہے۔ لیکن میرا کام پرکرتی کی کوکھ کو ٹٹول کر اس میں چھپے بھید کو جاننا ہے۔"

"شاید تم ٹھیک کہتے ہو۔"

"پھر بھی تم مجھ پر شک کرتے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ گرنتھ کی رچنا کرنے والے کے ساتھ کیا بیتی۔"

"کیا کہتے ہو؟"

"میں جھوٹ نہیں کہتا۔ وہ گرنتھ کے انتم ادھیائے پر پہنچ کر گھبرا گیا۔"

"وہ کیوں؟"

"اسے بودھ ہوا کہ گرنتھ میں سوائے اندھکار کے وہ اور کچھ بھی پیدا نہیں کر سکا۔ تم ہی کہو جہاں دھرم پتر اپنے گرو کا سر کاٹنے کے لیے جھوٹ بولے۔ کنواری ماں اپنے ہی بیٹے کی جان لینے کے لئے سازش رچے، یودھا اپنے فرض کو بھول کر اپنے بزرگ کی جان لینے کے لیے دھوکہ دھڑی سے کام لے اور خود بھگوان بدھ کو پاپ اور پنیہ میں بھید کئے بغیر جیتنے کا منتر دے وہ گرنتھ کیسا ہوگا۔ رچنا کار نے اسے نرک کنڈ بننے سے بچانے کے لیے اس میں وہ ادھیائے جوڑ دیا جو نخلستان جیسا ہرا بھرا دکھائی دیتا ہے ورنہ۔۔۔۔"

"نہیں۔" وہ چلّایا۔ "اسی نے مجھے اپنے کو پوری طرح سمجھنے پرکھنے اور کام میں لانے نہیں دیا۔ اسی کے کارن یاترا مجھے ہر بار دلدل میں پہنچاتی رہی۔" اس نے اوپر کو دیکھا۔ نخلستان میں پناہ لینے اور صرف اپنے بوتے پر ریگستان کو پار کرنے میں انتر ہے۔" اس نے لمبا سانس لیا۔ "وہ ادھیائے سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔"

"وہ کیسے؟" میں پریشان ہو اٹھا۔

وہ مجھے وشواس دلاتا ہے کہ میں جو کرنا چاہتا ہوں یا کر رہا ہوں وہ ہو چکے کو دہرانے کے برابر ہے۔ تم ہی بتاؤ یہ جاننے کے بعد میری کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ میری یہ حیثیت ہی میری سمسیا ہے۔ سوال سرشٹی کے پھیلاؤ کا نہیں۔ سوال اس میں میرے ستھان کا ہے۔"

مجھے خاموش نظروں سے اپنے کو تکتے پا کر اس کی آواز تیز ہو گئی۔ "کرم میں تیاگ کی بات مجھے راس نہیں آئی۔ یہ ارپن کیا ہوتا ہے؟ کس کے ارپن؟ کس لیے ارپن؟؟؟" وہ رکا۔ "اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ میں راستے پر قابو پا کر کیسے منزل کو پا سکتا ہوں۔"

"تمہارے ساتھ کیا ہوتا آیا ہے؟"

"تم سب جانتے ہو۔ ہمیشہ سے میرے ساتھ ہو پھر بھی انجان بنتے ہو۔" وہ مسکرایا۔ "کیا تم نہیں جانتے ہر بار میری یہ درگت کیوں ہوتی رہی؟ میں منزل کی بجائے دلدل کے پاس کیوں پہنچتا رہا؟"

مجھے سر جھکائے اس کی بات سننے اور پاؤں کے انگوٹھے سے زمین کو کریدتے دیکھ کر وہ کہنے لگا۔ "تم ہی بتاؤ پتھر کو توڑے بغیر اسے دھول میں کیسے بدل سکتے ہیں۔ بات سرشٹی کو اپنے اشارے پر چلانے کی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے اس کی طرف دیکھا۔ میں کیا کروں، میں آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھا اور کان رکھتے ہوئے بھی بہرہ ہوں۔ چیز کو دیکھ سکتا ہوں، اسے پرکھ نہیں سکتا۔ بات سُن سکتا ہوں، اسے سمجھ نہیں سکتا۔ اس کا بھی کارن ہے۔ سرشٹی میرے ساتھ ہر سمے جڑی رہتی ہے۔ میں اس میں اور وہ مجھ میں وچرتی رہتی ہے۔ میرے لیے آدمی اور وانت میں کوئی بھید نہیں۔۔۔۔۔"

میری بات سُن کر وہ پھر دور تک دیکھنے لگا۔ "یہ تمہاری سمسیا ہے۔ لیکن مجھے پرکرتی اور ہونی کو بس میں کرنے کا گُر آ گیا ہے۔"

"یعنی کہ۔۔۔۔۔"

"یعنی ہونہار میری اِچھا کا نام ہے۔"

"پھر تو تم خود ہی منزل ہو۔ تمہیں یاترا کی ضرورت نہیں۔" میں جھلّا اٹھا۔

"نہیں بات ایسی بھی نہیں۔ یدھ لڑے بغیر کوئی یودھا نہیں کہلا سکتا۔ اگر میں یاترا نہ کروں تو دلدل کا وجود نہیں مٹ سکتا۔ یاترا کیے بغیر میں منزل کا حقدار نہیں بن سکتا۔"

"یہی بات تم نے پچھلی یاترا شروع کرتے سمے کہی لیکن پہلے ہی قدم پر ہار کر بیٹھ گئے۔ اسی لئے اتھوان کو تمہیں واٹ ادھیائے کی یاترا پر لے جانا پڑا۔ سچ کہو شمشان کی جھلک دیکھے بغیر تم موت کے ڈر سے مکت ہو سکتے تھے؟"

"پھر وہی بات!" وہ تلملا اٹھا۔ "میں نے کہا تو ہے کہ وہ یاترا میری نہیں تھی۔"

اس کا لہجہ سخت ہو گیا۔ "اب رتھوان کی بات نہ کرنا۔ اس نے کہا تھا وہ دلدل سے بچنے کا طریقہ بتائے گا۔"

"کیا اس نے غلط کہا تھا؟"

"تم جانتے ہو اس کے بتائے مارگ نے بھی مجھے دلدل پر ہی پہنچایا۔ ختم ہونے کی بجائے دلدل کہیں زیادہ پھیل گئی۔ رتھ وان بھی چھلاوہ نکلا۔ اس کے کہنے کے مطابق کرم کرنے پر بھی مارگ بدلا نہ منزل۔"

"پھر تو اس بار تمہیں رتھ وان کی بھی ضرورت نہیں۔"

"مجھے رتھ کی بھی ضرورت نہیں۔ اس بار میں اپنے پاؤں پر چلوں گا۔"

"دیکھ لو۔ کوئی کمی نہ رہ جائے ورنہ۔۔۔۔"

"ورنہ کیا؟" وہ تمتما اٹھا۔

"ورنہ تمہاری اِچھا پھر تمہیں اچھا دھاری سانپ بن کر ڈس لے گی۔"

"چپ بھی رہو۔ میرے پاس ہر مصیبت کا علاج ہے۔" اس نے جیب سے ایک ڈبیہ نکالی۔ "اس میں سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ مجھے پتہ ہے سانپ ہی میری انتم سمسیا ہے۔"

"یہ نئی بات ہے۔ اچھا دھاری سانپ کے زہر کا تریاق تو۔۔"

میری بات سُن کر وہ مسکرایا اور کمرے سے نکل کر آنگن میں آ گیا۔ وہاں کھڑے برگد کو تھوڑی دیر تک دیکھتے رہنے کے بعد اس نے پھونک ماری۔ آگ کی لپٹ پورے پیڑ پر چھا گئی۔ دوسرے پل پیڑ جل کر راکھ ہو گیا۔

مجھے ہکا بکا کھڑا دیکھ کر وہ ہنسا اور اس سے پہلے کہ راکھ ہوا میں بکھر جاتی اس نے ڈبیہ کھولی۔ اس میں سے چٹکی بھر سفوف لے کر برگد کی جڑ میں ڈال دیا۔ آنکھ جھپکتے ہی برگد پہلے کی طرح لہلہانے لگا۔

"مجھے وشواس ہو گیا کہ تمہیں رتھ کی ضرورت ہے نہ رتھوان کی۔" میں اس کی کرامات دیکھ کر بولا۔

اس بار یاترا لمبی تھی اور کٹھن بھی۔ پہلے رتھوان یاتری کی مدد کرتا۔ اسے راستہ سمجھاتا۔ کٹھنائیوں کو دور کرنے کا طریقہ بتاتا۔ آڑے وقت میں اس کے کام آتا۔ اداسی اور نراشا میں اس کی ڈھیر بندھاتا۔ اسے اُڑائے لیے جاتا۔ نہ یاتری کے پاؤں تھکتے نہ اس میں آبلے ہی پڑتے۔ لیکن اس بار وہ اکیلا ہی سب کچھ سنبھالتا سمیٹتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ اپنی بدھی اور شکتی سے پہاڑ کو دھول، جنگل کو راکھ اور سمندر کو بادل بنا کر اُڑاتا ہوا منظر کو اپنے من کے مطابق بدلتا چلا گیا۔ اسے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی فرصت تھی نہ خواہش۔ وہ تو مجھ سے بھی بیگانہ ہوا مارگ سے بھڑنے میں مست تھا۔ یہاں تک کہ وہ مارگ کو اور مارگ اسے چاٹنے لگا۔ میں نے کئی بار اسے اپنی سدھ لینے کو کہا لیکن اس نے میری بات پر کان نہ دھرے۔ آخر وہ سمے آ گیا جب وہ راستے میں اُگی جھاڑیوں کو اپنی کہنیوں سے اکھاڑنے لگا۔

یاترا میں پہلے اس کے پاؤں گم ہو گئے۔ پھر ٹانگیں گھٹنوں تک گھس گئیں۔ ہاتھ کلائیوں کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اور بازو کہنیوں تک جھڑ گئے۔ ریزہ ریزہ بکھرتا ہوا وہ اندھا دھند چلتا گیا۔

ایک ستھان پر پہنچتے ہی سامنے پھیلی ہوئی دھند کو دیکھ کر اس نے قہقہہ لگایا۔ "اب منزل دور نہیں۔ اسے پار کرتے ہی۔۔۔۔" تبھی اس نے دیکھا میں پیچھے کی طرف دیکھتا ہوا مسکرا رہا ہوں۔ وہ ٹھٹھکا اور میری طرح گردن گھما کر پیچھے کو دیکھنے لگا۔ اس کی نگاہیں پھٹی رہ گئیں۔ پیچھے پہاڑ جوں کا توں کھڑا تھا۔ جنگل چیخ رہا تھا اور سمندر گرج رہا تھا۔ وہ سکتے میں آ گیا اور پتھرائی آنکھوں سے آس پاس کو اچھا دھاری سانپ کا روپ دھارتے دیکھنے لگا۔ "لگتا ہے ہم وہیں ہیں جہاں سے چلے تھے۔ اس بار تو۔۔۔"

دوسرے ہی پل وہ چیخا اور اسے اپنی جیب میں پڑی ڈبیہ کا خیال آیا۔ لیکن اسے باہر نکال کر کھولنے والے ہاتھ ٹھنٹھ بن چکے تھے اور وہاں سے بھاگنے میں مدد دینے والے پاؤں غائب تھے۔ زخم ہڈی تک اتر گیا تھا۔

([illegible]روس سے)

کنور سین
E-75 ویسٹ پٹیل نگر۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۸

دردمند

مصطفیٰ کمال

"غریب و مسکین! ارے صاحب اس محلہ میں میرے علاوہ کون ہے!"

یہ کہتے ہوئے پھٹی کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے کھلا سینہ لیے وہ سامنے کھڑا تھا۔ پھٹی بنیائن پھٹا کالر اندر سے جھانک رہا تھا۔ پھٹا پاجامہ ٹخنوں سے اوپر چڑھا تھا۔ دھنسی ہوئی آنکھوں میں خاصی چمک تھی۔ چہرہ کی خستگی میں ادھ پکے بال تصویر کو دردناک بنا رہے تھے۔ ننگی ایڑیوں میں دراڑیں پڑی تھیں۔ پیروں میں میل جمی کالی ہوائی چپل تھی۔ انگلیوں میں لمبے ناخن بڑے بدنما لگ رہے تھے۔

سروے کنندگان نے سامنے کھڑے حلیم خاں کو بڑے غور سے دیکھا اور دیگر تفصیلات پوچھنے لگے۔ دروازہ پر چار پانچ بچے مسکین صورت طرح طرح کے کپڑے پہنے بھیڑ لگائے کھڑے تھے۔ پھٹے پردہ سے بیوی بھی جھانک رہی تھی۔

"محلہ والے کیا جانیں گزارہ کیسے چلتا ہے۔ ان کا اشارہ ان لوگوں کی طرف تھا جو سروے ٹیم کے ساتھ بھیڑ لگائے کھڑے تھے۔ دن بھر کی محنت سے دس پانچ مل جاتا ہے لیکن پیٹ کیسے بھرے۔ یہ پوری فوج دن بھر ٹھونگا بناتی ہے۔ جان نچوڑ دیتے ہیں تب ایک کلو پر آٹھ آنہ مزدوری ملتی ہے۔ پھر بھی دو روٹی سے زیادہ نہیں آتا۔"

"پھر کیسے آتا ہے!" سروے کنندگان نے پوچھا۔

"اپنے ہاں بچوں کا پیٹ کاٹتا ہوں۔۔۔۔ یہ پوچھ کر آپ کیا کریں گے؟" وہ جواب دیتے دیتے خود ہی پوچھ بیٹھا۔

"ممکن ہے ہم آپ کی کچھ مدد کرسکیں۔" سروے کنندگان میں سے ایک بولا۔

"کب؟"

"ہم وعدہ نہیں کرتے۔۔۔۔ عملاً کچھ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" سروے کنندگان بولے۔

"کیا کیجیے گا! اس زمانہ میں غریبوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ارے صاحب زندگی کیا ہے!"

"بچوں کا منہ دیکھیں۔۔۔ یا اپنی قسمت پر روئیں۔۔" اس نے حقارت سے منہ پھیر لیا۔

"اوڑھنے بچھانے کے لیے کچھ ہے؟" ٹیم کے ایک فرد نے پوچھا۔

"چیتھڑے ہیں۔۔۔ چیتھڑے ان بچوں کے بدن پر جیسے دیکھ رہے ہیں۔" اس نے پیچھے کھڑے بچوں کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا ناشکری کرتے ہو ــــ اوڑھنا بچھونا بھی نہیں!"

"ابھی تک ہم یہی جانتے تھے کہ محلہ میں چیتھڑے والی صرف صلاتن ہے صلاتن جن کا دنیا میں کوئی نہیں۔ بچپن سے اسے ہم لوگوں نے اکیلا دیکھا ہے پھٹے حال پایا ہے۔ کھانے کو دو تو خوش، نہ دو تو خوش۔ آپ یہیں رہیئے میں اسے بلا کر لاتا ہوں۔" وہ نوجوان اسے لیوانے چلا گیا۔ وہ ایک بوڑھی پھونس کو ہاتھ کے سہارے چلاتا ہوا لایا۔ وہ لاٹھی ٹیکتی آئی۔ اور وہیں ہانپتی کانپتی بیٹھ گئی۔ بڑی دیر کے بعد سانس ٹھیک کرکے اس نے اوپر دیکھا۔ بدن پر چکٹ کپڑے۔ اس پر ایک میلی چادر لپیٹے۔ پوپلے منہ سے کچھ کہنے کے بجائے چپ چاپ بیٹھ گئی۔

"دادی کیسے کام چلتا ہے؟"

"ارے بیٹا ــــ اللہ مالک ہے۔ یہی محلہ ٹولے والے دھیان رکھتے ہیں۔ کون ہے بیٹا؟"

اس نے بجھی آنکھوں سے چاروں طرف کھڑی بھیڑ کو پہچاننے کی کوشش کی۔

"اوڑھنے کو کیا ہے؟" سروے کنندگان نے پوچھا۔

"ماجد بیٹا بتا دے۔۔۔" بڑھیا نے نوجوان کو ہدایت کی جو اسے جاکر لایا تھا۔

"بالکل چیتھڑا ہے۔ سردی کی لہر چلی اور یہ مری۔" نوجوان نے بتایا۔

"اور یہ میرے بچے۔۔۔ بچ جائیں گے؟" حلیم خاں نے گویا اس نوجوان سے استفسار کیا۔

"صاحب دونوں کا نام مستحقین میں درج کر لیجیے۔ ایک کھا کر فاقہ کش ہے اور یہ بغیر کھائے مر رہی ہے۔"

تبھی محلہ کے دوسرے کنارے سے ایک عورت دوڑتی ہوئی آئی۔ وہ گھیرا توڑ کر دامن پھیلا کر ان لوگوں کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"کیا ہے۔۔۔۔ کیا بات ہے؟" سروے کنندگان نے بیک وقت عورت سے استفسار کیا۔

"میں بھی بیوہ ہوں۔ تین تین بچے ہیں۔ بیٹھنے کو کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اجاڑ بجاڑ تباہ حال چھپر ڈالے پڑی ہوں چلئے آپ لوگوں کو دکھاؤں۔" اس نے گھر دکھانے کی اتنی رٹ لگائی کہ انھیں اس بیوہ پر ترس آگیا۔ وہ لوگ اس عورت کے پیچھے ہو لیے۔

"دیکھیے ٹھنڈک سے بچنے کے لیے یہ ٹاٹ گھیر رکھا ہے ایک طرف چھپر ہے دوسری طرف کھلا آسمان ہے بچے یہاں ہوا میں پڑے رہتے ہیں۔ کچھ نہ پا کھپرا مل جاتا۔ ایک سائبان ہو جاتا۔ مرنے والا اس دنیا سے چلا گیا۔ یہی تھوڑی سی زمین چھوڑ گیا۔" وہ آنسو بہانے لگی۔ آنکھوں کو ساری کے پلو سے پونچھنے لگی۔ "زندگی میں کوئی آرام نہیں ملا مرنے کے بعد کون کس کا پرسان حال ہوتا ہے۔ بھائی بند۔ ناطے رشتہ دار سب بیکار۔ انہیں بچوں کے سہارے زندگی کاٹ رہی ہوں۔۔۔۔ وہ بنا کسی توقف کے بولے جا رہی تھی۔

"مسئلہ بڑا گمبھیر ہے۔ خرچہ زیادہ ہے۔" ٹیم سے ایک بولا۔

"بابو تھوڑا تھوڑا کرکے مدد کر دیجیے۔" عورت بولی۔

"ہم لوگ کمیٹی کے سامنے رکھیں گے۔" ٹیم کے ایک فرد نے جواب دیا۔

"کہاں سے آئے ہیں۔ بتا جائیے ہم وہاں آجائیں گے۔" عورت بولی۔

"ہم غریبوں کے خیرخواہ ہیں۔" وہ بولے۔

"بابو یتیم پر رحم کریے۔ اللہ تعالیٰ خوش ہوگا۔ بڑی دعائیں دوں گی۔ خیرات زکوٰۃ جو بھی دیدیجیے۔۔۔۔ ہم اس کے مستحق ہیں۔"

"ہم اسی رقم کو بانٹنے نکلے ہیں۔" سروے کنندگان بولے۔

"بابو پھر اس بیوہ کو نہ بھولیے گا۔" عورت بولی۔

"ہم لوگ نہیں بھولیں گے۔ ہم انھیں کو جاننے پہچاننے نکلے ہیں۔" ٹیم کا ایک فرد بولا۔

"جناب اس محلہ میں غریبوں کا کیا کہنا۔ زیادہ تر کرگھے والے آباد ہیں۔ آپ جانتے ہیں ان کی کتنی اچھی کمائی ہوتی ہے۔ باقی یہاں بڑے لوگ رہتے ہیں۔" یہ تبصرہ فرما کر وہ جتنی تیزی سے گھر سے نکلے تھے اسی طرح گھر میں داخل ہو گئے۔

"کتنی مزدوری ملتی ہے!" سروے کنندگان نے استفسار کیا۔

"ملنے پر ہے ویسے پانچ روپے رضائی مل جاتی ہے۔" لیلیٰ نے جواب دیا۔ "آپ کی دعا سے چھ بچے ہیں۔ اس گھورے پر پڑے ہیں۔ دو وقت کی روٹی مل جاتی ہے۔" اس نے پڑوسی کی طرف ہنس کر کہا۔

پڑوسی نے بتایا۔ "میرے خیال میں یہی مستحق کنبہ ہے جس کو مدد کی ضرورت ہے۔ بڑی صبردار عورت ہے کئی کئی دن فاقہ کر لیتی ہے مگر کسی سے کہنے نہیں جاتی۔ میری بیوی سے جو

بکھو مانگتی ہے ادھار مانگتی ہے۔ زکوٰۃ خیرات کے نام سے بڑی وحشت کھاتی ہے۔ کہتی ہے میں بچوں کو مشقت کا کھلاؤں گی۔"

"آیئے آپ لوگ اس بستی میں مشقت کرکے آگئے تو چند قدم اور سہی۔ آپ لوگوں کے توسط سے کسی غریب کا بھلا ہو جائے یہ بڑی بات ہوگی۔" وہ گلی کوچوں کو پار کراتے ایک اندھیری گلی کے سامنے آرکے۔ اس میں ایک لمبا نابدان بیچوں بیچ سے گزرتا تھا۔

"ارے نعیم کہاں ہے؟"..... انھوں نے گلی کے نکڑ پر بیٹھی ایک عورت سے پوچھا۔

"وہ یہاں سے نکال دیا گیا۔ مکان مالک کا کرایہ چڑھ گیا تھا،" عورت نے بتایا۔

"میرے خیال سے ریلیف کے لیے وہی آدمی تھا۔ اس کو ایڈ ملنی چاہیے تھی۔ محنت مزدوری کرکے کسی صورت زندگی گزارتا تھا۔ سارے بال پک چکے تھے پھر بھی رکشہ کھینچتا عیال دار تھا۔ بہت پریشان رہتا تھا۔ اس کا پتہ بتاؤں گا۔"

آپ لوگ غریب و مسکین ڈھونڈھتے پھرتے ہیں۔ یہاں جمعرات کا کھانا لیے پھرتے ہیں کوئی نہیں ملتا۔ سب موٹے ہو گئے ہیں۔ ان قلندروں کی بات کرتے ہیں۔ یہ دو دو کلو گوشت خرید کر کھاتے ہیں۔ یہ آپ کی خیرات کے منتظر نہیں رہتے بلکہ خود ہاتھ پھیلا کر مانگ لاتے ہیں۔"

"وہ صاحب سامنے کھڑے ہیں۔ انھیں ایسے لوگوں کی پوری واقفیت ہے۔ میں ذرا ضروری کام سے جا رہا ہوں۔" انھوں نے دور کھڑے ایک صاحب کی طرف اشارہ کیا۔

"وقت کا اہم سوال ہے۔ سوچ کر بتانا پڑے گا۔" انھوں نے پیشانی پر زور ڈالا۔ دماغ میں کوئی نام نہیں ابھرا۔ "پھر آیئے گا سوچ کر بتاؤں گا۔ دو ایک دن کا موقع دیجیے۔" وہ سروے ٹیم سے مخاطب ہوئے۔

"پاس پڑوس کا حال بتایئے؟"

"میں فوراً نہیں بتا سکتا۔"

"یہ پیچھے ٹاٹ میں کون رہتا ہے؟"

"ایک ہماری پڑوسن ہیں پاگل ہیں دیکھیے چڑیل بنی گھوم رہی ہیں۔ اسی دالان میں پڑی رہتی ہیں.... "وہ بولے۔

"کیسے کام چلتا ہے؟"

"کیا بتائیں ــــ گھر کا مسئلہ ہے۔ ہمیں لوگ دیکھ بھال کر لیتے ہیں۔ دیکھیے ٹاٹ پہنے ہیں۔ اچھی خاصی چادر دی تھی اسے اس نے پھاڑ دیا ــ وہ اسی طرح اپنی گت بنائے رہتی ہے۔"

"اسی طرح ــــ ایک آدمی یہاں ہے آیئے ہم بتاتے ہیں۔" ایک دوسرے نوجوان نے سروے کنندگان کی رہنمائی کی۔ غور و فکر کرنے والے صاحب لڑکے کا منھ تکتے رہ گئے۔ کئی گلیاں پار کرنے کے بعد ایک شخص ملا۔ وہ سامنے ایک بچی کو لیے بیٹھا تھا۔ تین بچیاں ادھر ادھر کھڑی تھیں۔ آہٹ پر اس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ آنکھوں پر موٹے موٹے پردے نظر آئے۔ "اسے موتیا بند ہو گیا تھا۔ اس کی بینائی جاتی رہی تھی۔"

"کیا کہتے ہو بھائی ــ؟" سروے کنندگان نے پوچھا۔

"اس وقت کیا کرتا ہوں.... پہلے کرتا تھا۔ رکشہ چلایا، بنائی کی۔ اب آنکھ سے مجبور ہو گیا ہوں۔ چار مہینہ ہوا بیوی بھی ان بچوں کو چھوڑ کر دنیا سے سدھار گئی۔" اس نے جواب دیا ــــ

"پھر کیسے کام چلتا ہے؟"

"محلہ ٹولہ والے بھیج دیتے ہیں۔ مسجد کی اینٹ سے مسجد کی زمین پر یہ کھولی بنائی ہے۔" اس نے ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی کی طرف اشارہ کیا۔

"آگے کیسے کام چلے گا؟"

"بس یہی سمجھئے ــــ بھیک مانگنی ہوگی۔ اس نے جواب دیا۔

"آنکھ کا آپریشن کرا دیا جائے ــ" سروے کنندگان نے پوچھا۔

"بچوں کی دیکھ بھال کون کرے گا؟" ــــ اس نے خود ہی سوال کیا۔

"دیکھ بھال کا کام ہم لوگ نہیں کر پائیں گے۔" سروے کنندگان نے جواب دیا۔

"تب کیا کیجیے گا؟" وہ جھٹ سے سوال کر بیٹھا۔

"کچھ مدد امداد ــ" انھوں نے سوال کیا۔

"وہ چاہیے ہی؟" اس نے مطالبہ کیا۔

"اچھا سروے فارم پُر کر لیا گیا ہے دھیان رہے گا۔"

"وظیفہ بندھوا دیجیے ــــ خیال رکھیے۔ ورنہ بچوں کو لے کر آ جاؤں گا....." چلتے چلتے اس نے تنبیہ کی۔

"بتا دیا جائے گا۔" ٹیم یہ کہہ کر آگے بڑھ چلی۔ انھیں گلی کوچے راستہ دکھاتے رہے۔ گندگی راستہ چلنے سے بدکاتی رہی۔ تعفن پریشان کرتا رہا۔ مگر اسی میں زندگی پل رہی تھی۔ دوسرا اپنی داستان سنا رہا تھا۔ میں بوڑھا ہوں۔ یہ بچی جوان ہونے کو آئی۔ تب ہی سے بیمار ہے۔ پتہ نہیں کونسا مرض اس کی جان کو لاگو ہو گیا ہے۔ اچھا نہیں ہوتا۔ اس نے رضائی اٹھا دی۔

ایک نحیف و کمزور لڑکی بیر سمیٹے پڑی تھی۔ اس کے چہرہ کی ہڈیاں تک ابھر آئی تھیں، اس نے ان لوگوں کی طرف دیکھا تو بڑے بڑے دانت ڈراتے معلوم ہوئے۔

"میری بیٹی نے تندرستی نہیں دیکھی۔ اس کی خدمت میں دن رات لگے رہتے ہیں۔ میں تھوڑا بُن لیتا ہوں۔ بیوی چرخہ چلا لیتی ہے۔ دالان ایک بابو نے دے رکھا ہے۔"

"گزر کیسے ہوتی ہے؟"

"اللہ ہی جانتا ہے ــ" وہ لجاجت سے بولے۔

غریبی و مسکینی کی تصویریں بنتی رہیں۔ خاکے ابھرتے رہے۔ مگر ان مٹی کی مورتیوں میں نہ جانے کیا کیا بھرا تھا جو ہر بار چونکاتا۔ قدم رک جاتا۔ یہ سماج کے ناسور نہ جانے کہاں کہاں رِس رہے ہیں۔ سروے کنندگان بار بار اپنی لاچاری و بے بسی محسوس کرتے رہے.... یہ بڑا کام چھوٹی سی ٹیم کے بس کا نہ تھا۔

وہ یہ سوچتے.... محلہ میں گشت لگاتے ایسی جگہ پہنچے جہاں محلہ والے ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ اوپر آسمان تھا نیچے زمین۔ ان کے پیچھے کوئی لاٹھی ٹیکتا چلا آ رہا تھا۔ یہ لوگ بڑھے تبھی اس بوڑھے نے سلام کیا۔ قبل اس کے کہ وہ پوچھتے وہ خود ہی بول پڑا۔

"آپ لوگوں کی محنت و دردمندی پر دل بھر آیا۔ غریبوں کا کوئی پوچھنے والا تو ہے۔ بڑی دور سے پیچھا کرتا آ رہا ہوں۔ ضعف پیری سے دونوں میاں بیوی معذور ہیں۔ انھوں نے ادھر ادھر دیکھا..... آسمان کی طرف انگلی اٹھائی۔ انھوں نے ضبط گریہ سے کام لیتے ہوئے سب کچھ کہہ دیا۔ جسے سروے کنندگان کا قلم و کاغذ نوٹ نہ کر سکا۔

ہاں ان کے دل نے جذب کیا۔ وہ زوروں سے دھڑکنے لگا۔ آنکھوں نے دیکھا وہ نمناک ہو گئیں۔

مصطفےٰ کمال (آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

اسسٹنٹ لائبریرین گورکھپور یونیورسٹی۔ گورکھپور

ویران مکاں

ــــــــ شوکت علوی

وہ مکاں عرصہ سے ویراں پڑا تھا جس میں
کوئی آہٹ، کوئی نغمہ، کوئی دستک نہ ہوئی
کوئی پائل نہ بجی، جس میں نہ لوری جاگی
ماتما نام کی جس میں نہ کوئی بات ہوئی
نہ ہی ہنگامہ جواں ہو کے کوئی سر دھرا
تھاپ ڈھولک کی سنائی نہ ترنم جاگا
نہ ہی رونے کی صدا اور نہ تبسم جاگا
چند بدروحیں جہاں رقصاں کناں رہتی تھیں
وہ مکاں عرصے سے جو بند رہا کرتا تھا

آج اس کی نئی تصویر نظر آتی ہے
صبح اور صبح کی تنویر نظر آتی ہے
دلِ پژمردہ کے ہونٹوں کو تبسم دے کر
آج اس کی نئی تعمیر نظر آتی ہے
یعنی اک حسن کی توقیر نظر آتی ہے
پھر وہی شوخیٔ تحریر نظر آتی ہے
وہ مکاں عرصہ سے جو بند رہا کرتا تھا

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

مردہ گھر کے لوگ

نوید ہاشمی

اچانک میری آنکھیں کھلیں اور میں چونک گیا۔ بستر پہ میری بیوی اور بچے نہیں تھے۔ پہلے تو میں گھبرایا پھر خیال آیا کہ میری بیوی کسی حاجت کے تحت بچے کو لے کر باہر گئی ہوگی۔ میں مطمئن ہو گیا۔ لیکن چند ساعتوں کے بعد ہی مجھے محسوس ہوا کہ میں اپنے کمرے میں نہیں ہوں اور جب یہ یقین ہو گیا کہ واقعی میں اپنے کمرے میں نہیں ہوں میرے وجود پر کپکپی طاری ہو گئی۔ میں خوف و دہشت کے عالم میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

میں جہاں تھا وہ ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا، کمرہ چاروں طرف سے بند تھا، روشنی اور ہوا کی کہیں سے کوئی گنجائش نہیں تھی پھر بھی کمرہ برف کی مانند سرد تھا، کمرہ میں میرے علاوہ اور بھی کئی لوگ تھے جو سر سے پاؤں تک چادر اوڑھے گہری نیند سو رہے تھے۔ کمرہ میں ایک بلب جل رہا تھا جس کی روشنی کسی قبر پہ ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی مانند تھی۔

میں گھبرا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا تو میرا جسم ٹوٹتا ہوا سا محسوس ہوا اور درد کی شدت مجھے بے چین کر گئی۔ یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی کہ میرا جسم کیوں ٹوٹ رہا ہے۔ یہ کمرہ کس کا ہے اور میں کہاں ہوں۔ یہ تمام لوگ جو سر سے پاؤں تک چادر اوڑھے سو رہے ہیں کون ہیں اور میں یہاں کب اور کیسے پہنچا ؟

یہ تمام سوالات میرے ذہن کے دریچے سے جھانکتے رہے اور میں سوچتا رہا کہ شاید یہ کوئی آسیبی معاملہ ہے یا پھر . . . پھر کچھ دیر بعد جب درد کی شدت میں کسی حد تک کمی ہوئی تو ایک بار پھر میں نے اپنے ذہن پر زور دیا اور تب میرے لاشعور میں دھماکے، چیخ پکار اور ہنگامے کی ایک غیر واضح تصویر ابھری اور اس سے پہلے کہ میں اس تصویر سے کوئی نتیجہ نکالتا درد کی شدت ایک بار پھر میرے ذہن کو مفلوج کر گئی اور کچھ دیر کے لیے میں سب کچھ بھول گیا، اپنے وجود، اپنے درد اور ان تمام لوگوں کو جو کمرے میں سر سے پاؤں تک چادر اوڑھے سو رہے تھے۔

میری یہ خود فراموشی بہت دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ کچھ ہی لمحے کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرا شرارتی منا بنت لگی کرتب دکھا رہا ہے اور میری بیوی اپنی باہیں پھیلائے مجھے اپنی طرف بلا رہی ہے۔

تب میں ایک جھٹکے سے اٹھا اور ماجرے کی سچائی تک پہنچنے کے لیے کمرے میں سوئے ہوئے ان لوگوں میں سے ایک کے پاس گیا اور اسے اٹھانے کی کوشش کی اور جب میرے جھنجھوڑنے کے بعد بھی وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا تو مجھے بڑی حیرت ہوئی پھر میں نے دوسرے کے ساتھ یہی عمل کیا اور جب وہ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا تب میں نے جھنجھلاہٹ کے عالم میں وہاں سوئے ہوئے تمام لوگوں کو یکے بعد دیگرے جھنجھوڑ ڈالا اور جب کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا تو مجھ پر خوف سے طاری ہو گیا، میرا جسم تیزی سے کانپنے لگا، مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ضرور کوئی آسیبی معاملہ ہے اور میں مردوں کے درمیان آ پھنسا ہوں۔ تب میں جلدی سے دروازے کی طرف بڑھا اور جلدی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا باہر اندر جیسی گھٹن نہیں تھی، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں کسی قبر سے نکل کر کھلی فضا میں آ گیا ہوں، میں نے بھرپور سانس لینے کی کوشش کی تو لگا کہ زندگی ہر گام پہ ٹوٹ رہی ہے۔ ہر گام پر موت کا دیو اپنے پنجے گاڑے کھڑا ہے، مجھ پر گھبراہٹ سی طاری ہو جاتی ہے، میں دیوانہ وار چیخنا چاہتا ہوں۔

"یہ کونسی جگہ ہے، کیسی جگہ ہے، میں کہاں ہوں، میری بیوی اور بچے کہاں ہیں ؟"

لیکن میری آواز میری حلق میں اٹک جاتی ہے، میرا تمام وجود تھر تھر کانپنے لگتا ہے میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیل جاتا ہے، میں خود پہ قابو پانے کی خاطر ایک ستون کا سہارا لیتا ہوں اور اپنی اکھڑی ہوئی سانسیں درست کرتا ہوں۔

ابھی میری سانسیں ٹھیک طور پر درست بھی نہ ہو پائی تھیں کہ ایک شخص تیزی سے بھاگتا ہوا میرے قریب آیا اور مجھے بازوؤں سے جکڑ لیا۔

"کہاں بھاگ رہے ہو تم ؟"

"اپنے گھر۔"

"تم نہیں جا سکتے۔"

"کیوں ؟"

"کیونکہ تم مردہ ہو اور مردہ گھر کے رجسٹر میں تمہارا نام درج ہے، جب تک تمہارا کوئی وارث نہیں آجاتا، تم مردہ گھر کے اندر ہی رہو گے۔"

"لیکن میں مردہ نہیں ہوں۔"

"یہ تمہارا وہم ہے۔"

"میرے اندر زندگی کی پوری حرارت موجود ہے۔"

"تم خوش فہمی کے شکار ہو۔"

"میں بغیر کسی مدد کے خود سے چل کر اپنے گھر تک جا سکتا ہوں۔"

"مجھے بہلانے کی کوشش نہ کرو، میں نے بہت سے مردے دیکھے ہیں جو زندگی کا ڈھونگ رچا کر فرار ہونا چاہتے ہیں۔ کہ زندگی بڑی لذیذ شے ہے اور لذت انسان کی کمزوری۔"

اب یہ فیصلہ کرنا میرے لیے دشوار ہو گیا تھا کہ میں زندہ ہوں یا مردہ، اگر میں زندہ ہوں تو یہ شخص میرے وجود کو تسلیم کیوں نہیں کرتا اور اگر میں مردہ ہوں تو میں مرا کب تھا، میرے مردہ پن کی شناخت کیا ہے ؟ تب اسی لمحے ایک دوسرا شخص ہمارے درمیان آیا اور پہلے شخص سے مخاطب ہوا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو" "اور یہ شخص کون ہے ؟"

"حضور! یہ مردہ ہے، یہ مردہ گھر سے نکل کر بھاگ رہا تھا، میں نے اسے بھاگتے ہوئے دیکھ لیا ورنہ . . . ."

دوسرے شخص نے حیرت اور اضطرات کی نگاہوں سے مجھے گھورا اور جب میں نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی کہ میں مردہ نہیں ہوں، میں بھرپور زندگی کی نمائندگی کر سکتا ہوں تو وہ پورے جسم سے کانپ گیا۔ شاید وہ سوچ رہا تھا کہ ایک مردہ آسیب بننے کے بعد ہی انسان کا روپ اختیار کر سکتا ہے، ورنہ یہ ممکن نہیں کہ ایک انسان مرنے کے بعد زندہ ہو جائے۔

پہلے تو کچھ دیر تک وہ شخص میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مجھے گھورتا رہا پھر نہ جانے کیا سوچ کر دھیرے سے بولا۔

"کیا تم واقعی زندہ ہو ؟"

"میں مرا کب تھا ؟" میں جھنجھلا گیا۔

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا، لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ تم جس ایمبولنس میں لائے گئے تھے اس میں جتنے بھی لوگ تھے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ چکے تھے۔"

لیکن مجھے ایمبولنس پر کیوں لایا گیا، میں تو اپنے کمرے میں اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ سویا ہوا تھا ؟"

اور تب اس نے جو انکشاف کیا اسے سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میرا جسم تھر تھر کانپنے لگا اور میرے لاشعور میں دھماکے، چیخ پکار اور ہنگامے کی ایک غیر واضح تصویر ابھری اور میں اپنی بیوی اور بچے کے لیے بے چین ہو اٹھا۔

ممکن ہے کہ میرے اندر اور باہر کی کیفیت ان لوگوں نے بھی محسوس کی ہو یا مجھے آسیب سمجھ کر مجھ سے چھٹکارا پانا مقصد رہا ہو۔ جب میں نے گھر جانے کی اجازت چاہی تو وہ اس شرط پر تیار ہوئے کہ میں اپنا کوئی وارث لاؤں، جب تک میرا وارث مردہ گھر کے رجسٹر پہ لاش پانے کی دستخط نہیں کرتا، میں اپنے گھر نہیں جا سکتا۔ اس کی شرط میرے لیے سوہان جان بن گئی، میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں اپنا وارث کہاں سے لاؤں، آخر یہ لوگ میرا وجود تسلیم کیوں نہیں کرتے کہ ان کا مقصد کیا مجھے جیتے جی مار ڈالنا ہے۔ میں اندر ہی اندر کڑھنے لگا۔ پھر اچانک مجھے عقل آئی، میرے ذہن نے مجھے اکسایا اور تب میں نے ان لوگوں سے کہا۔

"میں اپنا وارث خود بن جاتا ہوں، اپنی لاش کی شناخت میں خود کر لوں گا۔" میری یہ تجویز ان لوگوں کو پسند آئی اور تب میں نے مردہ گھر کے رجسٹر پہ لکھا۔

"میں اپنی لاش کی شناخت خود کر رہا ہوں، میں سو فیصد یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ لاش میری ہے اور میں اسے اپنے ساتھ لیے جا رہا ہوں۔"

اب میرے کاندھے پر میری لاش ہے، کبھی یقین کے ساتھ اور کبھی بے یقینی کی صورت میں، اور میں چل رہا ہوں، میری نگاہوں میں بس ایک ہی سوال ہے۔ میرا گھر کہاں ہے، میری بیوی اور بچے کہاں ہیں ؟؟ اور میں ؟؟

(اپٹنہ سے نشر)

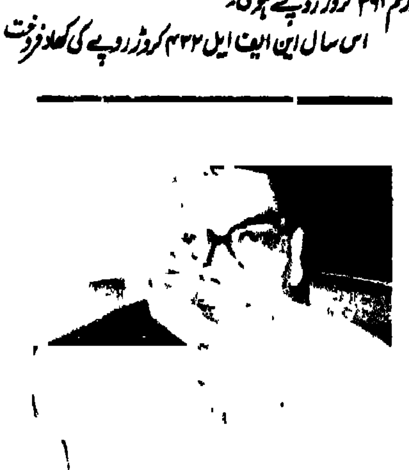
تحریر وترتیب: عزیز انصاری

نیشنل فرٹیلائزر لیمیٹڈ

ملک میں ہرا انقلاب لانے میں جہاں نئے قسم کے بیجوں نے اہم رول ادا کیا ہے وہیں نئے قسم کی کیمیائی کھادوں کی اہمیت بھی ان سے کم نہیں ہے۔ ویسے تو ہر فصل میں کھاد کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ ضرورت زیادہ پیداوار دینے والی فصلوں میں اور زیادہ شدت سے محسوس کی جاتی ہے۔

الکو اور کربھکو کے ذریعے ان کیمیائی کھادوں کی ضرورت کس حد تک پوری کی جا رہی ہے، اس کی جانکاری ہم پہلے ہی دے چکے ہیں۔ آج ہم نیشنل فرٹیلائزر لیمیٹڈ کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ این۔ ایف۔ ایل کے مینجنگ ڈائریکٹر جناب این ایس جین نے ایک ملاقات میں بتایا کہ ملک میں نائٹروجن دینے والی کھادوں کی پیداوار کا ۲۸.۱۱ فیصد این ایف ایل نے تیار کیا ہے۔ یہ فیصد نائٹروجن کی ۷،۴،۰۹،۱۴ میٹرک ٹن کھاد کی تیاری سے حاصل ہوا ہے۔ اگر ہم اس کھاد کی قیمت کا اندازہ لگائیں تو یہ رقم ۳۹۱ کروڑ روپے ہوگی۔

اس سال این ایف ایل ۴۳۲ کروڑ روپے کی کھاد فروخت



شری این ایس جین

کر چکی ہے۔ جبکہ گزشتہ سال ۲۷۹ کروڑ روپے کی کھاد فروخت ہوئی تھی۔ اس طرح کھاد کی فروخت میں اس ۴۱ فیصد اضافے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کھاد کسانوں میں مقبول ہوتا جا رہا ہے اور ان کا اعتماد این ایف ایل کے ذریعے پیدا کی گئی کھادوں پر برابر بڑھ رہا ہے۔

ننگل اور بھٹنڈا میں کھاد بنانے کے کارخانے گزشتہ کئی سالوں سے کسانوں کی کھاد کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ننگل کے کارخانے نے اسی سال فروری ۱۹۸۶ء میں اپنی ۲۵ویں سالگرہ منائی ہے۔ مدھیہ پردیش میں این ایف ایل کا تیسرا یونٹ جلد ہی شروع ہونے والا ہے۔ اس یونٹ کے لیے مقام وجے پور کو مناسب سمجھا گیا ہے۔ وجے پور میں گیس کے ذریعے کھاد بنانے کی ذمہ داری این ایف ایل کے سپرد کی گئی ہے۔ ملک میں اس طرح کے کل دس کارخانے شروع کرنے کی اسکیم میں سے یہ پہلا کارخانہ ہوگا جو پوری طرح سے ہندوستانی پرزوں اور تکنیک کے ذریعے کام انجام دے گا۔ اس کارخانے سے سات لاکھ ۲۶ ہزار میٹرک ٹن یوریا ہر سال حاصل ہوگا۔ یہ کارخانہ ۱۹۸۷ء کے اخیر تک شروع ہونے کی امید ہے۔ اس کارخانے کی شروعات سے مدھیہ پردیش کے کسانوں کو خاص طور سے بہت فائدہ ہوگا کیوں کہ ان کے کھیتوں کی کھاد کی ضرورت کو بڑی حد تک یہ کارخانہ پوری کر سکے گا۔

این ایف ایل صرف کھاد ہی پیدا نہیں کرتا۔ کسانوں کو کھاد کے استعمال کے طریقے اور اس کے فائدے کے بارے میں جانکاری اور ٹریننگ بھی دیتا ہے۔ اس کام کے لیے دو کروڑ روپے کا بجٹ مہیا کیا گیا ہے۔ اس بجٹ سے تین سال تک کسانوں کو کھاد کے فائدے اور استعمال بتانے اور سمجھانے کی کوشش کی جائے گی۔ اتر پردیش کے اضلاع ہیں مین پوری اور اناؤ، مدھیہ پردیش کے اضلاع ہیں گوالیار اور ودیشا، اور راجستھان کے اضلاع ہیں الور اور بھرت پور۔ ان تمام اضلاع کے ۵۴ گاؤں میں یہ پروگرام جاری رہے گا۔ یعنی ہر ضلع کے ۹ گاؤں میں کسانوں کو مختلف طریقوں سے کھاد کے فائدے اور استعمال کی جانکاری دی جائے گی۔

ان تمام مسلسل کامیابیوں کا راز پوچھنے پر جین صاحب نے بتایا کہ مزدوروں اور افسروں کے اچھے تعلقات اس کی اہم وجہ ہے۔ این ایل ایف میں فی الوقت ۷۱۰۱ کام کرنے والے ہیں جو بہتر کالونیوں میں اپنی رہائش اختیار کیے ہوئے ہیں جہاں انھیں اسکول اور اسپتال جیسی اہم سہولتیں فراہم ہیں۔

زیادہ پیداوار دینے والی نئی قسمیں

انڈین ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی کسانوں کے مسائل حل کرنے کی کوششوں میں پیش پیش رہا ہے۔ خاص طور سے مختلف فصلوں کی ایسی نئی ذاتیں جاری کرنے میں جن سے کسان کے کھیت میں زیادہ سے زیادہ پیداوار کم سے کم خرچ میں حاصل کی جا سکے۔ گزشتہ سال ہی کچھ نئی قسموں کی سفارش اس انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے کی گئی ہے اُن نئی قسموں کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:۔

گیہوں:۔ اس فصل کی نئی قسموں کی سفارش سے پہلے جن باتوں پر غور کیا گیا ہے وہ ہیں مسلسل زیادہ پیداوار دینا۔ رتوا بیماری کا اثر ان قسموں پر کم سے کم ہونا اور اس کی وجہ سے پیداوار پر بڑا اثر نہ ہونا۔ عام حالات میں گیہوں کی کاشت کے لیے ایچ ڈی ۲۳۲۹، دیر سے بونے کے لیے ایچ ڈی ۲۲۸۵، شمالی میدانی علاقے میں خشک زمین میں کاشت کرنے کے لیے ڈی ایل ۲-۱۵۳، شمالی مشرقی میدانی علاقوں میں دیر سے بونے کے لیے ایچ ڈی ۲۳۰۷۔ مرکزی علاقے میں دیر سے کاشت کرنے کے لیے ایچ ڈی ۲۲۲۷، شمالی پہاڑی علاقے میں سینچائی والی اور خشک زمینوں کے لیے سی پی اے این ۱۷۹۶ اور جنوبی پہاڑی علاقے کے لیے ایچ ڈبلیو ۱۴۷ شامل ہیں۔

ایسی امید ہے کہ دیر سے کاشت شروع کرنے اور رتوا بیماری کو روکنے کے لیے مندرجہ بالا قسمیں سونالیکا قسم سے زیادہ مقبول ہوں گی۔ ایچ ڈی ۲۲۸۵ قسم پر کرنال بنٹ بیماری کا اثر بھی بہت کم دیکھا گیا ہے۔ اس سے پنجاب، ہریانہ اور مغربی اتر پردیش کو خاص طور سے فائدہ ہوگا کیونکہ ان مقامات پر کرنال بنٹ بیماری کا اثر زیادہ دیکھا گیا ہے۔ نئی قسم ایچ ڈبلیو ۱۴۷، اور سی پی اے این ۱۷۹۶ کے جاری ہونے سے رتوا بیماری کے ان جراثیم کو روکنے میں مدد ملے گی جو گرمی میں خاص طور سے فصل کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

دالیں:۔ دالوں کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان پر خاص طور سے تحقیقات کی گئی ہیں۔ چنا فصل کی نئی قسم پوسا ۲۶۱ ایک ایسی قسم ہے جو کافی دیر سے اور دیر سے بونے کے لیے مناسب سمجھی گئی ہے اس کا پودا مضبوط اور سیدھا کھڑا رہتا ہے۔

پوسا ۲۵۶ دوسری زیادہ پیداوار دینے والی قسم ہے جس کے دانے بڑے اور کھانے پکانے کی خوبیوں میں بہتر سمجھے جاتے ہیں۔ چنے کی پیداوار کا ملک کا اوسط ۶.۶۳ کوئنٹل فی ایکڑ ہے۔ جبکہ اس نئی قسم سے ۲۵ کوئنٹل فی ایکڑ تک پیداوار حاصل کی جا چکی ہے۔ چنے کی دوسری اہم قسمیں ہیں پوسا ۲۴۴، پوسا ۴۰۸، پوسا ۴۱۳ اور پوسا ۴۱۷۔ امید کی جا سکتی ہے کہ ان تمام نئی قسموں سے چنے کی فصل کی پیداوار بڑھانے میں کافی مدد ملے گی۔

مکا:۔ اس فصل کی کاشت عام طور پر خریف میں کی جاتی ہے۔ لیکن تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پنجاب، ہریانہ اور راجستھان جیسے شمالی صوبوں میں اس فصل کو ربیع میں بھی اگایا جا سکتا ہے۔ لیکن ربیع میں مکا کی کاشت کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کی نئی اور زیادہ پیداوار دینے والی قسمیں ہی بوئی جائیں۔ جیسے گنگا ۵۔ گنگا ۹ اور دکن ۱۰۳۔ دوسری ضروری باتیں ہیں ۵ نومبر تک فصل کی بوائی ایک ہیکٹر میں نوے ہزار پودے اور ۱۲۰ کلو نائٹروجن ۶۰ کلو فاسفورس اور ۴۰ کلو پوٹاش کھاد ایک ہیکٹر رقبہ کے حساب سے کھیت میں ڈالنا چاہیے۔

(فارم اینڈ ہوم یونٹ، آکاشوانی دہلی)

آپ کی رائے

" آواز " ۱۶ رمارچ موصول ہوا۔ رسالے کی اشاعت میں تاخیر ہمیشہ ہی کیوں ہوتی ہے وضاحت کریں نوازش ہوگی۔

زیر نظر شمارہ میں حضرت علی پر لکھا ناصر زیدی کا مضمون، زکی بستوی کی نعت شریف، رشید احمد صدیقی پر غلام رضوی گردش "نادم دفاع" محو حسن کے علاوہ م۔م راجندر کا لکھا مضمون قابل مطالعہ ہیں۔

بقیہ تمام مضامین میں کوئی دم نہیں۔ افسانے و غزلیں بھی یونہی لکھی گئی ہیں۔

زبیر رضوی کا تحریر کردہ ناٹک " اس رات کا قرض " فن کے وزن پر پورا اترتا ہے مگر حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں لگتا۔ رضوی صاحب یوں تو بہت اچھے نثر نگاروں میں سے ایک ہیں۔ اور فن پر اچھی طرح دست رس بھی رکھتے ہیں۔ کاش حقیقت و فسانہ کو وہ نظر میں رکھتے۔ یوں جو دل میں آیا لکھنا اچھے قلمکار کو زیب نہیں دیتا۔ احمد جان پاشا صاحب کا مضمون " برا نہ مانو ہولی ہے " بھرتی کا مضمون ہے۔ اگر دل لکھنے پر مائل نہ ہو تو ایسی تحریریں وجود میں آتی ہیں۔

آج ہمارے اطراف بیشمار کہانیاں بکھری پڑی ہیں۔ اگر ان کا بغور مشاہدہ کریں، اور محسوس کریں تو ایسی کہانیاں آپ کو ملیں گی جن سے ادب کے شہ پاروں میں بھی اضافہ ہوگا اور ہمارا فرض بھی ادا ہوگا۔ اس طرح فضول فن سے واقف ہو کر قلم چلانے سے کیا فائدہ ــــ؟

ماہ رمضان المبارک قریب آچکا ہے۔ ایک خاص شمارہ منظر عام پر لائیں۔ بہتر ہوگا۔

رونق صادق
معرفت ڈاکٹر نیاز شیخ یم ڈی
" شولاپور سرجیکل ہوم " شانتی نگر
ایم ایس کے مل روڈ گلبرگہ شریف

۱۶ رمارچ ۸۶ء کا شمارہ آواز اپنی تمامتر خوبیوں کے ساتھ منظر عام پر جلوہ گر ہے اس شمارے کے تمام مضامین افسانے مفید اور کارآمد ہیں۔ اس شمارے کا سب سے پہلا مضمون حضرت علی کی شجاعت اور قناعت قاری کو متاثر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میرے لیے اس طرح کے مضمون بہت ہی مفید ثابت ہوتے ہیں جس کے مطالعہ سے اپنے اندر تبدیلی لانے اور عمل کرنے کے لیے کوششیں کرتا ہوں اور بہت خوش ہوتا ہوں جس میں کچھ سیکھنے اور سمجھنے کی باتیں ہوں۔ میں آئندہ بھی اپنے خط میں شمع فروزاں کی نہ ہونے کی شکایت کرتا ہوں۔ بہر حال آواز میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں جو قارئین کے دلوں کو متاثر کرتی ہیں۔

سید زین العابدین
گوالہ ٹولی۔ رانچی

" آواز " یکم اپریل ۸۶ء کا شمارہ پڑھا۔ پسند آیا۔ یہ شمارہ ظاہری صورت سے جتنا خوبصورت ہے باطنی طور پر بھی اتنا ہی معیاری۔ پیش نظر شمارہ میں ڈاکٹر زینت بشیر کا مضمون عصمت چغتائی کی افسانوی انفرادیت کو اجاگر کرتا ہے۔ " آواز " کا ہر شمارہ حفاظت سے رکھنے لائق ہوتا ہے۔

آیئے اس شمارہ کے افسانوی حصہ پر بات کی جائے۔ کہانیوں پر بات کرنے سے قبل میں جدید تر نسل کے کہانی کاروں کے سلسلے میں کچھ باتیں کہوں گا۔

جدید تر نسل کے کہانی کار کی حیثیت ایک ناظر یا تماشائی کی نہیں ہے بلکہ وہ خود بھی تماشے کا ایک کردار بن گیا ہے۔ جدید تر نسل کے کہانی کار زندگی اور اس کی حقیقتوں کو اس کی اصل شکل میں دیکھنے اور دکھلانے پر زور دیتے ہیں۔ ہندی کے کہانی کاروں میں بلرام ہوں یا شیوالی، سنجیو ہوں یا رمیش بترا۔ اردو کے کہانی کاروں میں مجید انور ہوں یا خورشید حیات، رفیع حیدر انجم ہوں یا اسلم سلازار، قاسم خورشید ہوں یا مشرف عالم ذوقی جدید تر نسل کے کہانی کاروں کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد، کس کس کا نام گنواؤں۔ لیکن یہ نام ایسے ہیں جن سے امیدیں وابستہ ہیں۔ میرے خیال میں جدید تر نسل نے قاری اور تخلیق کار کے بیچ کی کھائی کو کم کرنے کی کوشش ہے۔ ویسے اس نسل کے کہانی کاروں پر باتیں ہونی چاہئے۔ کیوں کیا خیال ہے آپ کا؟

شمیم حنفی کا ریڈیو ناٹک پسند آیا۔

کامران اختر
بیکم پورہ۔ گومتی، بھاگلپور

" آواز " کا تازہ ترین شمارہ (۱۶ راپریل ۱۹۸۶ء) دیکھا۔ یہ شمارہ بھی حسب معمول متنوع اور دقیع ہے۔ ڈاکٹر فرحت اللہ کا مقالہ ' شاہ املاک '، شبنم تیموری کا ریڈیو ڈرامہ ' ڈاکٹر جراثیم '۔ ڈاکٹر بشیشر پردیپ کا افسانہ ' وہ ایک شخص ' اور غزلیات کے ضمن میں رمز عظیم آبادی کی غزل خصوصی توجہ کا حامل ہے۔

مجھے یقین واثق ہے کہ " آواز " کا آئندہ شمارہ بھی ہر لحاظ سے معیاری ہوگا۔

محمد اسیر الدین تساؔؤ
جیب پور، صاحب گنج ۶۱۰۹ (بہار)

۱۶ راپریل ۸۶ء کا آواز کا شمارہ دستیاب ہوا۔ غزل کا گوشہ کافی پسند آیا۔ شخصیات شعر و ادب کا سلسلہ خوب ہے۔ اس سے فنکاروں کی شخصیت اور فنکارانہ مزاج کی تفہیم میں کافی سہولتیں ملتی ہیں۔ " ہنسیئے ہنسائیے " کا سلسلہ بھی مستحسن ہے اور رسالہ کے تمام ہی مندرجات دلکش اور ادبی پہلو لیے ہوئے ہیں صداکاری اور صوتی تاثرات کا ادبی عکس جمیل ریڈ ناٹک بھی بہتر ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ قارئین کو اداریے سے مستفید فرماتے۔

عبدالحق حقانی القاسمی
دارالعلوم دیوبند

۱۶ راپریل کا آواز نظروں سے گزرا سرورق پہ جیسے ہی نظر پڑی بے ساختہ میری زبان سے سبحان اللہ وماشاء اللہ کے الفاظ نکل پڑے۔ نظریں بہت دیر تک سرورق پر مرکوز رہیں۔ پھولوں کا میں بہت دلدادہ اور شیدائی ہوں پھر ورق گردانی شروع کردیا۔ اس مرتبہ آواز میں جتنے مقالے مضامین افسانے اور غزلیں ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔ جناب فضل الرحمن ہاشمی نے قدیم تاریخی تہوار رام نومی کی صحیح اور ٹھوس تاریخ لکھی ہے۔ سبق آموز اور عبرت آموز ہے۔ رام کے بتائے ہوئے باتوں پر اگر آج رام کے ماننے والے عمل پیرا ہوجائیں تو جو ہنگامے اور فسادات ہوتے ہیں وہ بند ہوجائیں اور ہر جگہ امن و امان رہے۔ اصل تو عمل ہے عمل ہی تو تمام کامیابیوں کی جڑ اور اصل ہے۔ کیا ہی خوب کہا ہے کسی شاعر نے شعر ملاحظہ ہو

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

احمد بخش کا ' اکبر الٰہ آبادی اور ان کی مزاحیہ شاعری " بھی خوب سے خوب تر ہے دور جدید کے نوجوانوں کے لیے عبرت اور نصیحت آمیز ہے۔ ہندوستان کی جنگ آزادی کی خاطر جن لوگوں نے مصائب آلام کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا ان میں امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم پیش پیش رہے قلعہ احمد نگر سے پہلے مولانا ۱۹۱۷ء سے ۱۹۱۹ء تک رانچی میں نظر بند تھے دوران نظر بندی مولانا نے عربی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ بھی بنوایا۔ جامع مسجد رانچی بھی انہی کی یادگار ہے وہ عربی کے زبردست عالم تھے شاید اسی لیے ان کا لقب ابوالکلام پڑ گیا ایسے تو ان کا اصل نام محی الدین احمد ہے۔ بہر حال نثار پاشا کا مقالہ ' جان دیجی تو لاکھوں پائیے ' پڑھ کر بہت ہنسی آئی۔ آجکل کے نیم حکیموں کے لیے عبرت ہے۔ شکیل شاہجہاں کا منظوم کا ' شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے ' یہ بھی ان شعرا حضرات کے لیے عبرت اور نصیحت ہے جو دوسروں کے اشعار چرا کر محفل میں غزل سرا ہوتے ہیں اردو زبان اتنی سہل اور آسان نہیں ہے جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ کیا ہی خوب کہا ہے حضرت داغ دہلوی نے ؎

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے

آخر میں، میں آپ کی اردو پروری کی داد دیتا ہوں اور ان تمام شعراء حضرات کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنھوں نے بذریعہ آواز اپنی تخلیقات سے قارئین کو سیراب کیا۔ خدا انھیں عمر خضر عطا فرمائے اور زندگی سے مایوس نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ شعر گنگنانے لگیں ؎

ہو عمر خضر بھی تو کہیں گے بوقت مرگ
ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

عبدالحق رانچوی
ہندپیڑھی نزد مدینہ مسجد
جی ٹی روڈ۔ رانچی (بہار) ۸۳۴۰۰۱

نیشنل پروگرام

جیتندر ابھیشیکی کا گائن



ھفتہ ۷ رجون رات ساڑھے نو بجے

جیتندر ابھیشیکی کا تعلق گوا سے ہے، موسیقی کی تعلیم انہوں نے جگن ناتھ بوا پروہت خانصاحب عظمت حسین خاں اور گلو بھائی جسدن والا سے حاصل کی۔ فن کی پیش کش کا ان کا اپنا ایک انفرادی انداز ہے۔ خیال، ٹھمری، بھجن اور ناٹیہ سنگیت سبھی پر انہیں یکساں مہارت حاصل ہے۔ جیتندر ابھیشیکی گوا کلا اکیڈمی کے ممبر ہیں اس کے علاوہ انہیں ہومی بھابھا فیلوشپ اور ایل این گپتا ایوارڈ سے نوازا جاچکا ہے۔

بدھ دتیہ مکرجی کا ستار وادن : ھفتہ ۱۴ رجون رات ساڑھے نو بجے

بدھ دتیہ مکرجی نے ستار وادن اور سُر بہار کی تعلیم اپنے پتا پنڈت بملیندو مکرجی سے پائی۔

بدھ دتیہ مکرجی ساز نوازی کے گائیکی انداز میں مہارت رکھتے ہیں۔ ستار میں ٹپہ بجانے کی صنف ان کی ہی ایجاد ہے۔ ۱۹۷۰ء سے آپ آکاشوانی سے منسلک ہیں اور اس وقت سے اب تک متعدد بار نیشنل پروگرام اور سنگیت سمیلن میں اپنے فن کا مظاہرہ کرچکے ہیں۔ عالمی سطح پر آپ نے کئی بار بھارت کی نمائندگی کی ہے۔

ایک اچھے موسیقار اور پیشے سے بھی ساز نواز، بدھ دتیہ مکرجی نے رائپور کے روی شنکر وشو ودیالیہ سے اول پوزیشن اور اول ڈویژن میں میٹلک انجینیرنگ کی ڈگری حاصل کی ہے۔

منگل شب کی محفل موسیقی

رمیش گلانی کا بانسری وادن

۱۰ رجون رات دس بجے

رمیش نارائن گلانی نے بانسری وادن کی ابتدائی تعلیم ایس جی دیشکار اور بی جی کانیہکر ناگپور والے سے حاصل کی۔ اور موسیقی کے اپنے شعور کو جلا بخشی۔ آج کل آپ منوہر ڈیکے سے موسیقی کی اعلیٰ تعلیم پا رہے ہیں۔



رمیش گلانی کے بانسری وادن میں روایتی انداز میں راگوں کی پیش کش کے ساتھ ایک منظم فنکاری پائی جاتی ہے جو ہمیں سو گیہ پنا لال گھوش کی یاد دلاتی ہے۔

کیشور گھوناتھ تلگاؤنکر کا گٹار وادن

۳ رجون رات دس بجے

شری تلگاؤنکر نے موسیقی کی تعلیم اپنے پتا رگھوناتھ تلگاؤنکر سے حاصل کی۔ گٹار جیسے مغربی ساز پر ہندوستانی



کلاسیکی موسیقی پیش کرنے کا حوصلہ آپ کو اپنے پتا اور مشہور وچتر وینا فنکار برہم سروپ جی سے ملا۔ طبلہ وادن کی تعلیم للتو سنگھ اور استاد کریم خاں سے حاصل کی۔

آپ ملک کی تمام اہم محفلوں میں اپنے گٹار وادن کا مظاہرہ کرچکے ہیں۔ سرسنگار سمسد، بمبئی کی جانب سے سرمنی، سنگیت بھارتی بیکانیر کی جانب سے سنگیت شرومنی اور براچین کلا کیندر چنڈی گڑھ کی جانب سے طلائی تمغے سے نوازا جاچکا ہے۔

یکم مئی ۸۶ء کا شمارہ نگاہوں کے سامنے ہے۔ "آواز" ہاتھوں سے چھوٹتا ہی نہیں۔ جب یہ زیر مطالعہ ہوتا ہے تب بھی ہاتھوں میں اور جب ریڈیو کے پاس آتا ہوں تب بھی ہاتھوں میں کہ اس میں ریڈیو پروگرام بھی شائع ہوتا ہے۔ یہ باتیں اور رسالے میں کہاں۔ یہ فخر تو صرف آواز کو حاصل ہے۔

پہلا ورق پلٹتے ہی ماہ صیام پر نگاہ جم گئی۔ پڑھا مضمون "آواز" کے معیار سے بالکل پست ہے۔ روزہ کس کو کہتے ہیں یہی واضح نہیں کر پائے تو اور کیا اس کے اندر خوبی تلاش کی جائے۔ روزہ کی تعریف میں نہ جانے کتنے جملے لکھ ڈالے پھر بھی واضح نہ ہو پایا۔ خالد صاحب صرف یہ جملہ لکھ دیتے تو روزہ کی تعریف مکمل ہو جاتی — "صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کا نام روزہ ہے۔"

خالد صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں "روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک وغیرہ سے زیادہ پسندیدہ ہے" وغیرہ سے کیا مراد ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں "اللہ تعالیٰ روزہ دار کو جہنم کے درمیان اتنی دوری کر دے گا جتنا کہ آسمان و زمین کے درمیان دوری ہے" یہ جملہ اس طرح لکھتے تو کتنا اچھا ہوتا "اللہ تعالیٰ روزہ دار اور جہنم کے درمیان اتنی دوری کر دے گا جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔"

"ماہ صیام" ایک ایسا مضمون ہے جو علمی جوہر سے خالی ہے۔ خالد صاحب روزے سے متعلق ابتدائی کتابیں ہی پڑھ کر لکھے ہوتے تو مضمون اتنا پست نہ ہوتا۔ اس طرح کے مضامین سے "آواز" کو محفوظ رکھیں۔

غزلوں کا حصہ خوب ہے۔ نور پیکر کا یہ شعر بہت پسند آیا

مرے حلقوم پہ بھی آکے کوئی تیر لگے
تشنگی دی ہے تو اب عظمت اصغر دیدے

اور جلیس نجیب آبادی کا یہ شعر دل میں گدگدی پیدا کر دیا

بھیگ جائے گی یہ صندل کی مہکتی ڈالی
لوٹ آؤ! نہیں موسم کا بھروسہ کوئی

باقی نثری حصہ ابھی زیر مطالعہ ہے۔

اس خط کو برائے مہربانی شائع فرما دیں تاکہ میری بات خالد صاحب تک پہنچ جائے۔

طبیب احسن
ساؤتھ اسٹریٹ، ہندپیڑھی رانچی

دوردرشن

دہلی
چینل ۴ تصویر 62 25 MHz
بینڈ ۱ آواز 67 75 MHz

مسوری
چینل 10 تصویر 210 25 MHz
بینڈ 3 آواز 215 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام
۶-۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)
۷-۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات
۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
۹-۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۱۱-۴۵ نیوز ہیڈ لائن (ہفتہ کو ۱۲-۲۰ پر)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
سائنس (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۰-۱۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح
۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ
صبح
۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
حساب (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ بائیلوجی (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور شام ۴-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات
صبح
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵
جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱۰-۵۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ
صبح
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵
فزکس (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ انگریزی کا سبق (چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴۰
اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

دہلی I

اتوار
صبح
۹-۳۰ سرب سانجھی گوربانی / کارٹون فلم
۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۰۰ مکی اینڈ ڈونالڈ
والٹ ڈزنی کی کارٹون فلم
۱۰-۲۵ ایک، دو، تین، چار (ہندی سیریل)
۱۰-۵۰ ایڈونچرز آف شرلاک ہومز
انگریزی ادیب آرتھر کانن ڈوائل کے نامور جاسوسی کردار شرلاک ہومز کے کارناموں پر مبنی انگریزی سیریل
۱۱-۴۰ اپنے آپ
۱۱-۵۵ رجنی / لینا دینا (ہندی سیریل)
دوپہر
۱۲-۳۵ درپن (ہندی سیریل)
۱-۲۰ کہاں گئے وہ لوگ (ہندی سیریل)
۲-۰۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم (II III اور V اتوار)
۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
شام
۵-۰۰ آزادی کی کہانی
۵-۱۵ دادا، دادی کی کہانی / وکرم اور بیتال
۵-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۴۰ اندھیری گلیاں
نشیلی ادویات کے استعمال کے خلاف ہندی پروگرام
۹-۰۰ کوئیز ٹائم
۱۰-۰۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام
۱۰.۵۵ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر
شام ۶-۰۰ کارٹون / ریپٹ / سرکس فلم
۶-۱۵ ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (I III اور V پیر)
روایتی لوک کلا (II اور IV پیر)
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۷-۳۰ سنسد سماچار / سنگیت
۷-۴۰ ہندی ناٹک
۹-۰۰ نکڑ (ہندی سیریل)
۹-۵۰ چترمالا: علاقائی فلموں سے گیت و رقص
۱۰-۲۰ چھپتے چھپتے (ہندی سیریل)
۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

منگل
شام
۶-۰۰ وشو درشن
۶-۱۵ قانونی صلاح

(I III اور V منگل)
ہمارے کامگار، ہمارے ادیوگ
(II اور IV منگل)
۶-۲۵ کھیل اور کھلاڑی
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) /
بزم (اردو ادبی میگزین
۸-۱۰ یوتھ فورم (I III اور V منگل)
یووا منچ (II اور IV منگل)

۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)

۹-۵۰ پنوراما (I III اور V منگل)

جن وانی (II اور IV منگل)

۱۰-۳۰ 'دی میکنگ آف مین کائینڈ'

(انگریزی سیریل)

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / گلوبل گلمپسز

شام

بدھ

۶-۰۰ وکاس کی اور
(۲۰ نکاتی پروگرام)
۶-۱۵ نٹ کھٹ دنیا / بچوں کے لیے
۶-۳۵ مہیلاؤں کے لیے
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)

۹-۰۰ چھوٹے بڑے (ہندی سیریل)

۹-۵۰ نیوز لائن

۱۰-۲۰ عجوبے (ہندی سیریل)

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

شام

جمعرات

۶-۰۰ گھریلو نسخے
۶-۱۵ دیہی بچوں /
دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۳۵ آزادی کے دیوانے
مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ ٹیلی فن
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگیت
۸-۲۵ انگریزی سیریل

۹-۰۰ ستیہ جیت رے کی پیشکش
(ہندی سیریل)

۹-۵۰ پرشن منچ / اسپورٹس کوئیز

۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

شام

جمعہ

۶-۰۰ آپ کا پریوار
۶-۱۵ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۴۵ سگم سنگیت
۷-۳۰ سندسماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار

۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)

۹-۵۰ رشتے ناطے (ہندی سیریل)

۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس / ان دس آور
لینڈ / اسٹیٹس آف دی یونین

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ویسٹرن میوزک

دوپہر

ہفتہ

۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۰ فریگل راک
۲-۳۵ یوتھ فورم / یووا منچ
۳-۰۰ ویسٹرن میوزک
۳-۲۵ جین آئیر (انگریزی سیریل)

شام

۶-۰۰ جان ہے جہان ہے
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی / انگریزی)
۷-۱۰ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن /
فاردی فورسس / سگم سنگیت
۷-۴۰ سگم سنگیت
۸-۱۰ سپتاہیکی

۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)

۹-۵۰ سائنس پروگرام / اسٹرگل
فار فریڈم / فلم ڈویژن کی فلم

دہلی II

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)

۷-۴۰ اوشیک جانکاری (روزانہ)

شام

اتوار

۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ڈاکیومنٹری فلم / ہندی پتریکا

۷-۱۵ بہورنگ
۷-۴۵ انگریزی سیریل

شام

پیر

۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ انگریزی سیریل فلم
۷-۰۰ مختصر فلم / ڈاکیومنٹری
۷-۴۵ چہل پہل
۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ

شام

منگل

۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ نوودیہ
اسکول کے بچوں کا پیش کردہ پروگرام
۷-۱۵ یہ دلی ہے : ناگرک سمسیا
۷-۴۵ اولڈ فاکس (انگریزی سیریل)

شام

بدھ

۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ فلم میگزین (انگریزی)
۷-۰۰ یوودواؤں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے (کلا پری کرما)
۷-۴۵ پنجابی درپن

شام

جمعرات

۶-۳۰ آپ کا باغیچہ
۶-۴۵ کوئیز پروگرام /
ننھے منوں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے
۷-۴۵ پوپ میوزک

شام

جمعہ

۶-۳۰ قوالیاں / بھجن
۶-۴۵ بزم (اردو ادبی میگزین
پروگرام)
۷-۴۵ کلا پریکرما

۷-۴۵ انگریزی ڈرامہ / ہندی ڈرامہ

شام

ہفتہ

۶-۳۰ اگلے ہفتے میں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ یہ دلی ہے (آئینہ)
۷-۴۵ باتیں اس زمانے کی (ماضی پر ایک نظر)
۸-۰۰ کلاسیکل میوزک / ڈانس

ضرورت کے مطابق پروگراموں میں تبدیلی کا امکان ہے۔

سرینگر

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 17 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

دوپہر اور سہ پہر

۱۲-۲۵ ، ۴-۰۰ اردو میں تعلیمی پروگرام (پیر اور جمعہ)
۱۲-۴۵ ، ۴-۴۵ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (سوائے اتوار اور تعطیلات کے)
۵-۵۰ دیہی ناظرین کے لیے (پیر تا جمعرات)

شام

۷-۲۵ کشمیری میں خبریں
۷-۳۰ اردو میں خبریں
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

جالندھر

چینل 9 تصویر 203 25 MHz
بینڈ 11 آواز 208 75 MHz

امرتسر

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 194 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح

۸-۳۰ ، شام ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (اتوار)

شام

۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (پیر تا جمعہ)
۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
پروگراموں کا خلاصہ (ہفتہ)

دوپہر

۱۲-۴۵ اور ۱-۴۵
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام
(روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

شام

۵-۱۵ پنجابی فیچر فلم (IV ہفتہ)
۵-۳۰ پنجابی میں مختصر خبریں (روزانہ سوائے اتوار)
۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم (اتوار)
۶-۰۰ میرا پنڈ میرے کھیت (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

۷-۳۰ پنجابی میں خبریں
۷-۴۰ رشماں (اتوار، پیر، بدھ اور جمعہ)
میل پتھر (منگل، جمعرات اور ہفتہ)
۷-۴۵ پنجابی ناٹک (پیر)
چترہار (منگل اور ہفتہ)
ہندی ناٹک (جمعہ)
۸-۰۵ چترہار (بدھ)
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے)

لکھنؤ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

کانپور

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح

۹-۴۵ تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)
۱۲-۴۵ اور سہ پہر ۴-۰۰
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام

۶-۳۰ چوپال ـــ کسانوں کے لیے
(روزانہ سوائے ہفتہ اور اتوار)
۷-۳۰ سماچار
۷-۴۰ آئندہ کل کے پروگراموں کا خلاصہ
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

بمبئی

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

پونہ

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 25 MHz

پناجی

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 191 75 MHz

بمبئی I

اتوار

صبح

۹-۰۰ پرتبھانی پرتیما (مراٹھی)
۹-۳۰ سپتاہکی
۱۰-۰۰ سے دوپہر ۱-۵۵ تک
اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے)
۲-۰۰ علاقائی فیچر فلم
۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ بات میے (مراٹھی میں علاقائی خبریں روزانہ)

رات

۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک نیشنل پروگرام

پیر

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن
۱۲-۴۵ اور شام ۴-۰۰ یوجی سی ٹیلی کاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار)

شام

۵-۴۵ ڈوکومنٹری (مراٹھی)
۶-۰۰ بچوں کے لیے (مراٹھی)
۶-۳۰ زرعی پروگرام
۷-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لیے
۷-۲۰ گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات / کمیونٹی گیت
۷-۲۸ کل کے پروگراموں کا خلاصہ (مراٹھی)
(روزانہ سوائے اتوار)
۷-۴۰ اسپورٹس پروگرام (مراٹھی)
۸-۱۰ یوتھ پروگرام (مراٹھی)

منگل

شام

۵-۴۵ مراٹھی لوک سنگیت
۶-۰۰ گجراتی میں گھریلو پروگرام (I ، III ، V)
ہندی میں گھریلو پروگرام (II اور IV)
۶-۳۰ مراٹھی غیر نصابی تعلیم کا پروگرام
۷-۰۰ مراٹھی فلموں کے رقص و گیتوں پر مبنی پروگرام (I ، II ، IV اور V)
ناٹیہ سنگیت (III)
۷-۴۰ فلم اور اسٹیج کی مشہور شخصیتوں سے متعلق مراٹھی پروگرام (I اور III)
گجراتی پروگرام (II)
مراٹھی میں ورائٹی پروگرام (IV)
رنگارنگ ہندی پروگرام (V)

بدھ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ سگم سنگیت (مراٹھی)
(I، III، V)
سگم سنگیت (کونکنی / ملوانی)
(II، IV)

۶-۰۰ بچوں کے لیے (ہندی)
(I، III، V)
بچوں کے لیے (انگریزی)
(II اور IV)

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۶-۵۵ مراٹھی میں ادبی میگزین (I اور III)
سگم سنگیت مراٹھی (II)
مراٹھی کوی سمیلن (IV)
ملوانی پروگرام (V)

۷-۴۰ تعلیمی پروگرام (I)
قانون اور عام آدمی (II)
ملکھی ویگالی ملنئے (III)
ہندی میگزین (IV)
سندھی پروگرام (V)

۸-۰۰ چترہار

جمعرات

شام

۵-۴۵ گجراتی سگم سنگیت
(I، III، V)
ہندی سگم سنگست (II، IV)

۶-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لئے (مراٹھی)

۶-۲۰ مراٹھی میں گھریلو پروگرام

۶-۵۰ مراٹھی میں غیر نصابی تعلیم

۷-۲۰ مراٹھی میں زراعتی پروگرام

۷-۴۰ مراٹھی ڈرامہ (I، III)
ہندی ڈرامہ (II) گجراتی ڈرامہ (IV)
ناٹیہ والوکن: مراٹھی ڈراموں کا تنقیدی جائزہ
(V)

۸-۰۰ کلاسیکی گائن ( ) کلاسیکی رقص
(II، IV) کلاسیکی ساز سنگیت (V)

جمعہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ ورت چترد (I، III، V) مراٹھی میں ڈکیومنٹری
فلم (II، IV)

۶-۰۰ گجراتی میں بچوں کے لئے

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۷-۰۰ مراٹھی میں صحت سے متعلق پروگرام

۷-۴۰ کلاسیکی رقص (I) امرت منتھن

سنسکرت پروگرام (II) کونکنی پروگرام
(III) کلاسیکی موسیقی (IV)
کرنٹ افیرز - مراٹھی (V)

۸-۰۵ چھایاگیت (ہندی فلموں سے رقص اور گیت)

ہفتہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن (اساتذہ کے
لئے پروگرام (IV)

شام

۴-۴۵ طویل ڈرامہ (مراٹھی/ہندی/گجراتی) (I)
مراٹھی فیچر فلم (II، III، IV)
گجراتی فیچر فلم (V)

۷-۰۰ سروا تول (انگریزی سیریل)

۷-۴۰ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن (I، III)
چترگیت (گجراتی فلموں سے رقص اور گیت)
(II) چکرویو، کرنٹ افیرز (مراٹھی)
(IV) مراٹھی پروگرام دوبارہ ٹیلی کاسٹ
(V)

۸-۱۰ سپتاہکی

بمبئی II

اتوار

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی)

۷-۰۰ سندھی پروگرام (I)
ملیالم پروگرام (II) کنڑ پروگرام (III)
تمل پروگرام (IV) تیلگو پروگرام (V)

۷-۳۰ مغربی موسیقی / پوپ میوزک

۸-۰۰ شاستریہ گائن (I، III) شاستریہ ساز سنگیت (IV)
شاستریہ نرتیہ (II، V)

۸-۲۸ کل کے پروگرام (روزانہ)

پیر

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی)

۷-۰۰ ہندی میگزین (I، III)
اردو میگزین (II، IV، V)

۷-۳۰ سواستھو چرچا (I، III، V) ہیلتھ فورم
(انگریزی) (II، IV)

۸-۰۰ انگریزی سیریل فلم

منگل

شام

۶-۳۰ لوک کلائیں، لوک گیت
اور گجرات کی روایتی کلائیں (I)
شام غزل (II) وگیان آلوک (III، V)
آروہی (IV)

۷-۰۰ مراٹھی سیریل

۷-۳۰ پارسی کامیڈی (I) کرنٹ افیرز (مراٹھی)
(II) پری جات گجراتی (III) ڈانس
(منگل V)

۸-۰۰ پورٹریٹ / ڈاؤن میموری لین

بدھ

شام

۶-۳۰ مراٹھی لوک سنگیت

۶-۴۵ آج چے پہونے

۷-۰۰ یوو ادرشن (ہندی) (I، III، V)
یوو ادرشن (گجراتی) (II، IV)

۷-۳۰ سگم سنگیت

۷-۴ کنزیومر فورم (I، III، V) کلچرل سین
(II، IV)

۸-۰۰ ہندی سیریل

جمعرات

شام

۶-۳۰ مراٹھی میں ووکیشنل
گائیڈینس پروگرام

۶-۵۰ فلم ڈویژن کی فلم ہندی

۷-۰۰ گیسٹ آف دی ویک (ہندی/انگریزی)
(I، III) آورلا (ہندی/انگریزی)
(II، IV) ڈکیومنٹری فلم (انگریزی)
(V)

۷-۲۰ ورندگان

۷-۴۳ لیٹ اس فیس اٹ I، III
بنگ ورلڈ (انگریزی) (II، IV)
ڈانس بیلے (V)

۸-۰۰ پنجابی پروگرام (I) ما ولیاتی سا
پرستی پروگرام (II، IV) کیل اور
کوسچن (III) لایف اسکیپ (V)

جمعہ

شام

۶-۳۰ شہری مسائل (I
III، V) نوجوان بچوں کیلئے
مراٹھی پروگرام (II، IV)

۷-۰۰ واٹ از دی گڈ ورڈ ( ) فوکس با
سائنس رپورٹ (II اور IV) ہمارے
آرکائیوز سے (III، V)

۷-۳۰ اسپونسرڈ پروگرام / دوسرے کیندروں سے

۸-۰۰ انگریزی سیریل

ہفتہ

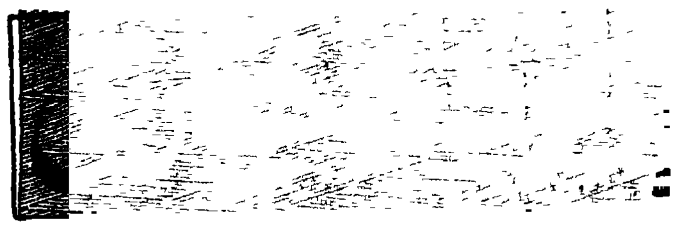
شام

۶-۳۰ انگریزی ڈکیومنٹری
(I، III، V) مراٹھی ڈکیومنٹری
فلم (II، IV)

۶-۴۵ لانگ سیریل / لانگ ٹی وی فلم

۷-۴۰ سپتاہکی

۸-۰۰ کر نشس کراس کرنٹس (انگریزی)



سور سدھا: شام ۴۵-۶

راگ گجری توڑی

یکم جون ودیاپتی : محمد رفیع
استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
رام نارائن : سارنگی

راگ مدھیہ مادسارنگ

۲ر جون مدرانڈیا: شمشاد، رفیع، آشا
منا ڈے اور ساتھی
سنکیشور گورو : گائن
سسر کنا دھر چودھری: وائلن

راگ جوگیا

۳ر جون سنگیت سمراٹ تان سین
کمل بارت اور مہندر کپور
بھیم سین جوشی : گائن
مایا مترا : ستار

راگ پیلو

۴ر جون فلم : دل دیا درد لیا، آشا
کشوری امونکر : گائن
بہادر خاں . سرود

راگ بھوپالی توڑی

۵ر جون آوارہ : لتا اور ساتھی
حفیظ احمد خاں : گائن
علی اکبر خاں : سرود

راگ گوڑ سارنگ

۶ر جون رام نگری: انورادھا اور
اے ہری ہرن
بھیم سین جوشی: گائن
زرین دارو والا : سرود

راگ بھیرو

۷ر جون پھر تیری دل لایا ہوں: آشا

پنڈت جسراج : گائن
رادھیکا موہن موئیترا اور
کلیانی رائے: سرود اور ستار

راگ بسنت

۸ر جون 'استری': آشا و سکھیاں
عبدالکریم خاں صاحب: گائن

علی حسن اور ساتھی : شہنائی

راگ نٹ بھیرو

۹ر جون میرا ہم سفر : لتا
وسنت راؤ دیشپانڈے: گائن
شرن رانی : سرود

راگ چھایا نٹ

۱۰ر جون کالا پانی : رفیع
مالویکا کانن : گائن
علی اکبر خاں : سرود

راگ دیسی

۱۱ر جون بیجو باورا: استاد امیر خاں اور
پنڈت ڈی . وی . پلسکر
استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی

راگ دیش

۱۲ر جون سارنگا : آشا
نارائن راؤ ویاس: گائن
امجد علی خاں : سرود

راگ چارو کیشی

۱۳ر جون دستک : لتا
زرین دارو والا : سرود
بلرام پاٹھک : ستار

راگ الہیا بلاول

۱۴ر جون مادر چی : منا ڈے
لکشمی شنکر اور نرملا دیوی
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر
گائن
ڈی . کے . داتار : وائلن

انور رنجنی: دوپہر ۱۵-۳

۲ر جون حفیظ احمد خاں : گائن
مالنی راجورکر : ملتانی اور
مارو بہاگ
۳ر جون کمل مکرجی : ستار پر
راگ جھنجھوٹی
۴ر جون پنڈت منی پرساد ، گائن
راگ للت، مارواہ اور
مالکونس

۵ر جون ہری پرساد چورسیہ: بانسری پر
راگ ابھوگی کانہڑہ اور باگیشری
۶ر جون آسکرن شرما : گائن: راگ گن کلی
گرجا دیوی: بھیروی ٹھمری
۷ر جون گرن راج : ستار پر راگ تنکرا
راگیشری اور نند
زرین دارو والا سرود پر
راگ اڈانا اور بہیر
۹ر جون پنڈت ڈی وی پلسکر: گائن
راگ گوڑ ملہار، رام کلی اور
ہنڈول
ہیرا بائی بڑودکر . راگ شیام
کلیان اور بھیروی
۱۰ر جون رگھوناتھ سیٹھ : بانسری پر
راگ مالکونس، ناگیشوری
دائم علی خاں : طبلہ سولو
روپک تال
۱۱ر جون چنموئے لاہیری : گائن
راگ منگل بھیرو، بسنت اور
سور داسی ملہار
استاد نزاکت علی اور
سلامت علی
۱۲ر جون نکھل بنرجی: ستار پر راگ بھٹیار
پنا لال گھوش: بانسری پر
راگ سارنگ
۱۳ر جون سنگھو بندھو : گائن
راگ کیدار، باگیشری اور
چندر کونس
شوبھا گرتو: ٹھمری اور دادرا
۱۴ر جون بسم اللہ خاں اور وی جی جوگ
شہنائی اور وائلن پر
راگ جے جے ونتی
برنابھوشن کابرہ: راگ دیس

سنگیت سریتا
صبح ۳۰-۷

راگ کھماج

۲ر جون بڈھا مل گیا : منا ڈے
رمیش پریم : وچتر وینا
۳ر جون 'ریشماں اور شیرا': لتا منگیشکر
پربھا اترے : ٹھمری
۴ر جون ابھیمان : لتا اور کشور
استاد برکت علی خاں: ٹھمری
۵ر جون 'کالا پانی': آشا بھونسلے
ہری پرساد چورسیہ : دادرہ
۶ر جون ساوتی سندری : لتا
بیگم اختر : دادرہ
۷ر جون شاگرد : لتا
گرجا دیوی : ٹھمری

راگ راگیشری

۹ر جون آج اور کل : آشا
استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
۱۰ر جون مغل اعظم
امرت حسین خاں : ستار
۱۱ر جون دیکھو کبیرا رویا: منا ڈے
پنڈت جسراج : گائن

راگ جھنجھوٹی

۱۲ر جون چتر لیکھا : لتا
استاد عبدالکریم خاں : گائن
۱۳ر جون گائیڈ : لتا
بسر کنا دھر چودھری: وائلن
۱۴ر جون آنند : لتا
بیگم اختر : ٹھمری

رس وہار: رات ۱۵-۸

۲ر جون 'شیطان بنا فرشتہ'
تحریر: گنبیش سریواستو
۹ر جون 'گاؤ مسکرا دو'

تحریر اور پیش کش
گنگا پرساد ماتھر

ملن یا ملنی: رات ۱۵-۸

۱۴ رجون 'ماں': تحریر اور پیش کش:
گنگا پرساد ماتھر

سنو کہانی: رات ۱۵-۸

۶ رجون چھٹیاں از شیام ویاس
۱۲ رجون 'صبح کا انتظار'،
از کیلاش سنگر

ہوا محل: رات ۱۵-۹

یکم جون سیوا نیورتی
تحریر: دلیپ پربار
پیش کش، وشنو دت جوشی
۲ رجون 'ہمدرد' تحریر: چندر شیکھر پانڈے
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۳ رجون آرٹ اور کلا اسٹور
تحریر، فانیشو ناتھ رانے
پیش کش: آنند سیال
۴ رجون دھوکہ: پیشکش: مقبول حسن
۵ رجون ادھورا سفر (حصہ ۱)
تحریر: سریندر گلاٹی
پیش کش: دینا ناتھ
۶ رجون (حصہ II)
۷ رجون (حصہ III)
۸ رجون (حصہ IV)
۹ رجون 'عید الفطر'
پیش کش: انوپ سیٹھی
۱۰ رجون تحریر: امریندر سہائے امر
پیش کش: پرکاش سکینہ
۱۱ رجون 'بھنور': تحریر: ایم۔ آر۔ راہی
پیش کش: آنند کشور ماتھر
۱۲ رجون 'مکان کا دروازہ'
تحریر: حمید اللہ
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۱۳ رجون 'پنچوں کی پرکھ' (لوک ناٹیہ)
پیش کش: مینا کشی مشر
۱۴ رجون گرم مصالہ: تحریر: بی۔ ایل۔ ماتھر
پیش کش: ڈاکٹر اچلا ناگر
۱۵ رجون لاٹری: تحریر: گوپال مشر
پیش کش: انوپ سیٹھی

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو: ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو: ۴۸٫۷۴ میٹر (۶۱۵۵ کلو ہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو: ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو: ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

تیسری مجلس
میڈیم ویو: ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو: ۹۱٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

اتوار یکم جون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
بیگم اختر: نعت
محمد احمد قوال اور ساتھی: قوالی
۶-۲۵ شہر صبا
وندنا واجپئی: بیخود دہلوی اور داغ کا کلام
صفدر حسین: غالب اور داغ کا کلام

رات
۸-۳۰ حسن غزل
شانتا سکینہ: شکیل اور فیض کا کلام
۱۲-۳۰ محمد احمد قوال اور ساتھی: قوالیاں

پیر ۲ رجون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
فیروز نظامی: نعت
مبارک حسین اور ہمنوا: قوالی
۶-۲۵ شہر صبا
کنول سدھو: کیفی اعظمی اور اقبال کا کلام
چندر شیکھر چکرورتی
نذیر بنارسی اور شکیل بدایونی کا کلام
۹-۱۵ کشمیری لوک گیت
۹-۳۲ غلام مصطفیٰ خاں: خیال دیس

رات
۸-۳۰ حسن غزل
شیلا گلوادی: جاں نثار اختر اور فیض کا کلام
۱۰-۰۰ 'حبیبہ خاتون': فیچر
تحریر: وجے۔ کے۔ گپتا
پیش کش: پریم وودہرہ

منگل ۳ رجون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
غلام رسول نازکی: نعت
پربھا بھارتی: قوالی
۶-۰۵ شہر صبا
مہیندر جوہڑہ: راجیش کمار اوج اور فیض کا کلام
سیما شرما: داغ دہلوی، غالب اور اشک دہلوی کا کلام
۹-۳۲ ایل۔ کے۔ پنڈت
خیال وبھاس

دوپہر
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
نہ ان کی دوستی اچھی نہ انکی دشمنی اچھی۔ صحافی کی: مزاحیہ تقریر
از منور سلطان
افسانہ از سیما بشریٰ

رات
۸-۳۰ حسن غزل
سدیشن سنہا: مخدوم محی الدین فراق گورکھپوری اور مجاز لکھنوی کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ایل۔ کے۔ پنڈت: خیال بھوپالی
۱۲-۳۰ پربھا بھارتی اور ہمنوا: قوالیاں

بدھ ۴ رجون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
حیات لکھنوی: نعت
رحمت قوال اور ہمنوا: قوالی
۶-۰۵ شہر صبا
انجلی بنرجی: غزلیں
ولایت حسین ساگر
خمار بارہ بنکوی، شمیم جے پوری اور شاد عظیم آبادی کا کلام
۱-۳۲ سلوچنا برہسپتی: خیال امیر بھیرو

دوپہر
۳-۰۰ رنگا رنگ: جھلکیاں
تحریر: مدن موہن کھنہ
پیش کش: پریم وودہرہ

رات
۸-۳۰ حسن غزل
انجلی بنرجی: غزلیں
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سلوچنا برہسپتی: گائن
۱۲-۳۰ رحمت اللہ اور ساتھی: قوالیاں

جمعرات ۵ رجون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
کلیم سرور: نعت
رفیع ذکی تاجی قوال اور ہمنوا: قوالی
۶-۰۵ شہر صبا
اوما گرگ: بشیر بدر، مرزا غالب اور شکیل بدایونی کا کلام
اے رمیش کمار: مخمور دہلوی اور میر کا کلام
۹-۳۲ مدھوری مٹو: ٹھمری بھیرودی

رات
۸-۳۰ حسن غزل
امرجیت: فانی بدایونی اور مومن کا کلام
۱۲-۳۰ رفیع ذکی تاجی قوال اور ہمنوا

قوالیاں

جمعہ ۶ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
بلال احمد : نعت
نیاز احمد نذیر احمد : قوالی

۶-۲۵ شہر صبا
گھنشیام داس : شاد فدائی
مخدوم محی الدین اور فیض کا کلام
افروز بانو : پدم سے پوری اور
جگر مراد آبادی کا کلام

رات

۸-۳۰ حسن غزل
نیلم ساہنی : داغ دہلوی اور
شمیم جے پوری کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
للت سے ۔ ما دَ : راگیشوری

۱۲-۳۰ نیاز احمد اور ساتھی : قوالیاں

ہفتہ ۷ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
خواجہ محمود بیگ : نعت
تقی دلدار اور ہمنوا : قوالی

۶-۲۵ شہر صبا
غلام عباس : حسرت موہانی
اور داغ دہلوی کا کلام
شمیمہ آزاد : شکیل اور فیض
کا کلام

رات

۸-۳۰ حسن غزل
امینہ برنی : آتش اور مجاز
کا کلام

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی المشاعرہ

اتوار ۸ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نثار شاہجہانپوری : نعت
غالب حسین سلطانی اور ساتھی قوالی

۶-۰۵ نیلم ساہنی : غزلیں
چندن کمار داس : غالب کا کلام

رات

۸-۳۰ حسن غزل

گلوکاتھر : جگر مراد آبادی اور
حسن نعیم کا کلام

۱۰-۰۰ " انوکھی ادا " : ڈرامہ
تحریر : سید محمود اقبال
پیش کش : پریم ودھو

۱۲-۳۰ غالب حسین سلطانی اور ہمنوا
قوالیاں

پیر ۹ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نسیم مخموری : نعت
حبیب پینٹر قوال اور ہمنوا قوالی

۶-۰۵ شہر صبا
دیپا شری موہن : شوکت پردیسی
اور شباب سرمدی کا کلام

۹-۳۲ راجن مشرا ، ساجن مشرا
خیال الہیا بلاول

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سدھا ملہوترہ : سدرشن فاخر
اور مصحفی کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
راجن مشرا ساجن مشرا
خیال مارو بہاگ

۱۲-۳۰ حبیب پینٹر قوال اور ساتھی
قوالیاں

منگل ۱۰ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
محمد عثمان عارف نقشبندی : نعت
عزیز احمد خاں وارثی اور ساتھی
قوالی

۶-۲۵ شہر صبا
مینل حسن : اندرا لمنی سکھ
شمیم جے پوری اور مومن کا
کلام

۹-۳۲ سریندر سنگھ اور تیج پال سنگھ
خیال بیراگی

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
ہم بھی چاہتے ہیں : ہمہ گیر
بہبودی اور خوشحالی : تقریر
از وسیم سلطان

علوس نامہ : از شبنم رضوی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
مینا کپور : جگر مراد آبادی

۱۱-۰۵ سریندر سنگھ اور تیج پال سنگھ
خیال بہاگ

۱۲-۳۰ عزیز احمد وارثی اور ساتھی
قوالیاں

بدھ ۱۱ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
مخدوم ممتاز عثمانی : نعت
اسلم صابری قوال اور ساتھی
قوالی

۶-۲۵ شہر صبا
منور حسین جمالی : مجاز
حسرت موہانی اور بشیر بدر کا کلام
سیرا بوس : میر اور فراق کا
کلام

۹-۳۲ اجیت سنگھ پینٹل : خیال اساوری

رات

۸-۳۰ حسن غزل
پشپا رانی : فیض اور داغ
کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
اجیت سنگھ پینٹل : خیال بیگو

۱۲-۳۰ اسلم صابری قوال اور ساتھی
قوالیاں

جمعرات ۱۲ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

خمار بارہ بنکوی : نعت
بہاء الدین قطب الدین قوال
اور ہمنوا : قوالی

۶-۲۵ شہر صبا
صغیر احمد : آرزو لکھنوی اور
مومن کا کلام
سبینہ یاسمین : بہادر شاہ ظفر
اور مرزا غالب کا کلام

رات

۸-۳۰ شوبھا جوشی : جگر مراد آبادی
کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد رجب علی : خیال شنکرہ
اور نائیکی کانہڑہ

۱۲-۳۰ عبدالمجید قوال اور ساتھی : قوالیاں

جمعہ ۱۳ر جون

صبح

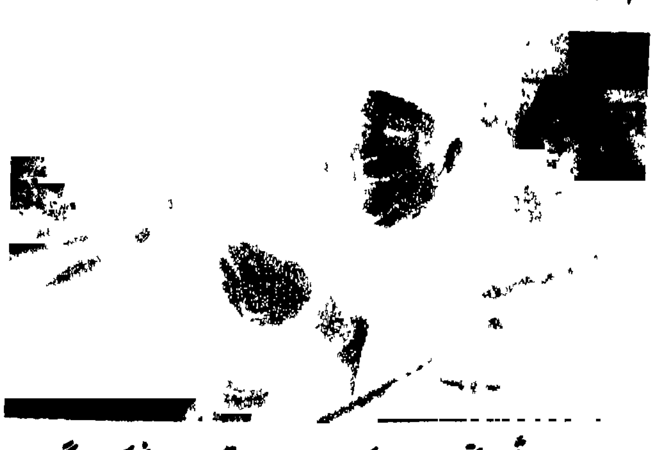
۵-۴۵ صبح گاہی
کامل قریشی : نعت
جعفر حسین خاں اور ساتھی : قوالی

۵-۲۵ شہر صبا
پپیہا ملک : شکیل بدایونی
مرزا غالب اور شمیم جے پوری کا
کلام
مظہر علی خاں : مومن خاں مومن
اور مرزا غالب کا کلام

رات

۸-۳۰ حسن غزل
شوبھا راڈ : فراق گورکھپوری
اور شفق لکھنوی کا کلام

۱۲-۳۰ جعفر حسین اور ساتھی : قوالیاں



عزیز احمد وارثی و ساتھی ۱۰ر جون کو رات ۱۲-۳۰ پر قوالیاں پیش کریں گے ۔

ہفتہ ۱۴ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
جمیلہ بانو، نعت
محمد حیات قوال اور ہمنوا: قوالی

۶-۲۵ شہر صبا
جمیل احمد: خواجہ میر درد
ڈاکٹر اقبال اور ریاض خیرآبادی
کا کلام

بیگم اختر: امیر قزلباش کا کلام

رات

۸-۲ انجلی بنرجی: مرزا غالب اور
جگر مرادآبادی کا کلام

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
مباحثہ: دشوار بھی ہے آسان بھی ہے
زندگی کے نشیب و فراز کا مقابلہ

۱۲-۲ محمد حیات قوال اور ساتھی
قوالیاں

اتوار ۱۵ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
روشن علی: نعت
محمد احمد اور ساتھی: قوالی

۶-۲۵ شہر صبا
امبر کمار دیو: حسرت موہانی
اور شاہ حاتم کا کلام
کاجل بنرجی: مرزا غالب اور
مجاز لکھنوی کا کلام

دوپہر

۲-۳۰ گیتوں بھری کہانی
تحریر: ادوم شرما
پیش کش: پریم ودہرہ

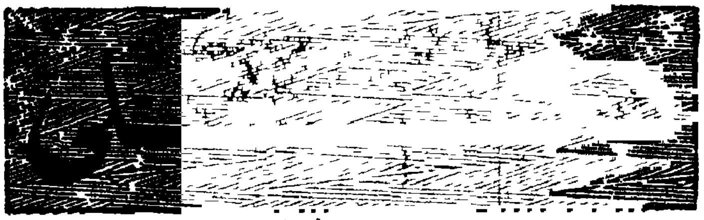
رات

۸-۳۰ حسن غزل
محمد نیازی، شوق سالکی اور
مومن خاں مومن کا کلام

۱۰-۰۰ نہ دہرانے کے قابل کہانی: ڈرامہ
مصنف: رام سرن شرما
پیش کش: پریم ودہرہ

۱۰-۳۰ بزم موسیقی
مشتاق حسین خاں: خیال چندر کونس

۱۲-۳۰ محمد احمد قوال اور ساتھی: قوالیاں



میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶ر۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۴۵۰ر۵ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج ۲۱۹ر۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۲۹۴ر۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۸-۰۰ تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۶-۰۰ سے رات تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (خاص)
ہندی: صبح ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵
اور رات ۱۱-۰۵۔ سنسکرت: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ اردو مع تبصرہ: رات ۹-۱۶
انگریزی: دوپہر ۱۲-۰۰ پنجابی: دوپہر ۱-۴۰، راجیوں سے سماچار: شام ۵-۰۰
روزگار سماچار: شام ۷-۵۰ پرادیشک سماچار: شام ۷-۵۰

دہلی بی

انگریزی: صبح ۸-۰۱، ۱۰-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، سہ پہر ۴-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور
رات ۱۱-۰۰، پنجابی: صبح ۸-۳۰، شام ۷-۳۰، تجارتی (صرف بدھ) ۷-۳۰

اتوار یکم جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور ۹-۰۰
سلوچنا برہسپتی: گائن
۱۰-۰۰ عبدالسمیع خاں: سرود
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۳۵
جی۔ وینکٹر ہی: (کرناٹک) گائن

دوپہر

۲-۳۰ 'نوکا ڈوبی': رویندر ناتھ ٹھاکر
کے بنگلا ناول پر مبنی

دہلی ب

دوپہر

۳-۳۰ سلوچنا برہسپتی: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
کلونت کور: گیت، بھجن

صبح

۸-۱۰ اور ۹-۰۰
امرناتھ: بانسری
۱۰-۳۵ اور شام ۵-۴۰
سابری سین: طبلہ
۱۱-۰۵ اوم پرکاش: اسراج
۱۱-۳۰ یونس حسین خاں: گائن

رات

۱۰-۰۰ آئرن رائے چودھری: گائن

دہلی الف

صبح

۷-۳۲ کمار گندھرو: گائن

دوپہر

۳-۳۰ امرناتھ: بانسری

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
لکشمی ماتھر: گیت، بھجن

پیر ۲ر جون

دہلی الف

منگل ۳ر جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
کرشنا بشٹ: گائن
۱۰-۳۵ این۔ جی۔ موگرا: گائن
۱۱-۰۵ رویندر کمار آدیشورا: ستار

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار: مانک شرما
۸-۰۰ نئے پرکاشن
پستک سمیکشا
۹-۳۰ 'دلیشوری': ناٹک
تحریر: نرملا اگروال
۱۰-۰۰ کیشو نیلنگا نوکر: گٹار

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ استاد علاؤالدین خاں: سرود

دوپہر

۲-۳۰ رویندر کمار ادیشورا: ستار

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
سیما انل سہگل: گیت، بھجن
اور غزلیں

بدھ ۴ر جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
سرمشٹھا سین: ستار
۱۰-۳۵ اور شام ۵-۴۰
زندہ حسن: ٹھمری دادرا
۱۱-۳۰ گنگو بائی ہنگل: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گرامین بہنوں کا کاریہ کرم
'اسلوٹن'
تحریر: اے۔ ایم۔ پربھاکر

رات

۸-۰۶ وگیان ترنگنی: ظہیر انور زیدی
۱۰-۰۰ منی پرساد: گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سنندہ پٹنائیک: گائن

دوپہر

۲-۳۰ بھامارا راجندرن: کرناٹک وینا

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵

دیپک چیٹرجی: گیت، بھجن
اور غزلیں

جمعرات ۵ جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور ۰۰-۹
اقبال احمد خاں: گائن

۱۱-۰۵ کنچن ورما: سرود

۱۱-۳۰ سوہن سنگھ: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ میلا کاریہ کرم: گھر دگیان
دی۔ کے۔ سکسینہ

رات

۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام

۱۰-۳۰ این۔ راما مورتی: کرناٹک گائن

۱۱-۱۰ بسیر کنادھر چودھری: وائلن

دہلی ب

صبح

۷-۲۲ کنچن ورما: سرود

دوپہر

۲-۳۰ این۔ راما مورتی (کرناٹک) گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
سرلا کپور: گیت، غزل

جمعہ ۶ جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور شام ۴۰-۵
محمد احمد نبی: سارنگی

۱۰-۲۵ سریو کالیکر: گائن

۱۱-۰۵ رمیش پرسنا: سرود

۱۱-۳۰ غلام حسین خاں: گائن

رات

۹-۰۰ 'ڈاکٹر سو رہا ہے'
تامل ناٹک سے ماخوذ
تحریر: رنگم نرسنگم
ترجمہ: بی۔ آر۔ سیکھرن

۱۰-۳۰ جینتی کلیان سندرم: گائن

۱۱-۱۰ گریجا دیوی: ٹھمری دادرا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ غلام حسین خاں: گائن

دوپہر

۲-۳۰ جینتی کلیان سندرم: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
سریندر کور: گیت، بھجن

ہفتہ ۷ جون

دہلی الف

صبح

۷-۳۰ 'صبح کی چائے': سلسلہ وار پروگرام
تحریر: انل کپور

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹

۱۰-۲۵ سواگتا گھوش: وائلن
ڈی۔ آر۔ پاردیکر: وچتر وینا

۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
اے رمیش کمار: ٹھمری دادرا

رات

۹-۰۰ جتیندر ابھی شیکھی: گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ پنڈت اونکار ناتھ: گائن

دوپہر

۲-۳۰ سواگتا گھوش: وائلن

اتوار ۸ جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور ۰۰-۹
شفیع احمد: گائن

۱۰-۰۰ اشوک کمار رائے: سرود

۱۱-۳۰ اور شام ۲۵-۵
ایس۔ آر۔ چندر: کرناٹک گائن

دوپہر

۲-۳۰ 'ڈاکٹر سو رہا ہے'
تامل ناٹک سے ماخوذ

دہلی ب

صبح

۲-۳۰ شفیع احمد: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
شانتی ہیرانند: غزلیں

پیر ۹ جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور ۰۰-۹
ہری سنگھ اور ساتھی: شہنائی

۱۰-۲۵ مادھوا میدکر: گائن

۱۱-۰۵ جگدیپ سنگھ بیدی: ستار

۱۱-۳۰ اور شام ۴۰-۵
میرا۔ پی۔ دلیش پانڈے: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ 'للیشوری': ناٹک
تحریر: نرملا اگروال

دہلی ب

صبح

۷-۲۲ میرا پی دلیش پانڈے: گائن

دوپہر

۲-۳۰ ہری سنگھ اور ساتھی: شہنائی

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
صلاح الدین احمد: غزلیں

۱-۳۰ مسٹر ینگ آف سائنس: تقریر
از جے وی نارلیکر

منگل ۱۰ جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
رما رانی بھٹاچاریہ: گائن

۱۰-۲۵ ایم۔ آر۔ گوتم: گائن

۱۱-۰۵ ڈی۔ کے۔ پربھاکر: وائلن

شام

۵-۰۵ 'وگیان کی کچھ دلچسپ تکنیکیں'
تقریر از پردیپ کمار

۹-۳۰ 'اکیلی اور تنہا'
بنگالی ناٹک سے ماخوذ
تحریر: ملیا سا کھش

۱۰-۰۰ رمیش گلانی: بانسری

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۳
سنگیت سو بھی
ڈی۔ کے۔ پربھاکر: وائلن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
غلام سراج خاں: غزلیں

۹-۳۰ رول آف لائبریرین ان دی
انفارمیشن ایج: تقریر

بدھ ۱۱ جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۱
راس بہاری دتہ: ستار

۱۰-۲۵ اور شام ۴۰-۵
عقیل احمد خاں: گائن

۱۱-۳۰ کشوری امونکر: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر دگیان
ڈاکٹر وی۔ ایس۔ چندن

رات

۱۰-۰۰ ایل۔ کے۔ پنڈت: گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ کشوری امونکر: گائن

دوپہر

۳-۳۰ کے۔ ایس۔ وینکٹا رامن
کرناٹک وائلن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
او۔ پی۔ کپور: بھجن، غزلیں

جمعرات ۱۲ جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور ۳۰-۱۱
ڈاگر بندھو: گائن

۱۰-۲۵ لیش پال: گائن

۱۱-۰۵ شری کرشن شرما: وچتر وینا

دوپہر

۱۲-۳۰ 'ٹیکوں کی پرتیکشا پرکریہ'
تقریر از ڈاکٹر سجاتا

رات

۹-۰۰ استاد فیاض خاں: گائن

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: فیچر

۱۰-۳۰ ستیا وینکٹا چلم: کرناٹک گائن

۱۱-۱۰ وِمل مکھرجی: ستار

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ شری کرشن شرما: وچتر وینا

دوپہر

۳-۳۰ سیتا وینکٹا چلم: کرناٹک گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
کمل ہنس پال: گیت، بھجن
اور غزلیں

جمعہ ۱۳ر جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
یعقوب علی خاں: سرود

۱۰-۳۵ غلام صادق خاں اور غلام سراج خاں
گائن

۱۱-۳۰ پاروتی برہمچاری: گائن

رات

۱۰-۳۰ نرملا پارتھا سارتھی
کرناٹک وینا

۱۱-۱۰ شو بھا گرتو: ٹھمری دادرا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ غلام صادق خاں اور
غلام سراج خاں: گائن

دوپہر

۳-۳۰ مالا پارتھا سارتھی
وینا کرناٹک

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
مہندر پال: گیت، بھجن
اور غزلیں

ہفتہ ۱۴ر جون

دہلی الف

صبح

۷-۳۰ صبح کی چائے
تحریر: انل کپور

۸-۱۰ اور ۱۰-۱۱
مدھپ سودگاے: گائن

۱۰-۲۵ بھیم سین جوشی: گائن

۱۱-۰۵ بلونت رائے ورما: ستار

رات

۹-۰۰ بدھ دتیہ مکھرجی: ستار

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ احمد جان تھرکوا: طبلہ

رات

۹-۳۰ آورگیسٹ ٹو نائیٹ

اتوار ۱۵ر جون

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور ۹-۰۰
پرکاش وڈھیرا: بانسری

۱۱-۳۰ اور شام ۵-۳۵
رادھا وینکٹا چلم: گائن
(کرناٹک)

دوپہر

۱۲-۱۵ 'ڈارلنگ کی ممتا'
تحریر: شیلندر مہتہ

رات

۹-۳۰ شرافت حسین خاں: گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سمودھ گان شکمتا

دوپہر

۳-۳۰ پرکاش وڈھیرا: بانسری

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
اوشا سلیٹھو: بھجن، غزلیں

بقیہ:- لکھنؤ

جمعہ ۱۳ر جون

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
رینو سنہا: گیت، بھجن

ہفتہ ۱۴ر جون

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
راکیش سکسینہ: گیت

اتوار ۱۵ر جون

صبح

۹-۳۰ اور رات ۸-۱۵
ودیا ناتھ سیٹھو: بھجن

دوپہر

۱-۰۱ آج اتوار ہے
کچی چھت کا مکان
سلسلہ وار ڈرامہ حصہ ۷
تحریر: پرتاپ سہگل

میڈیم ویو: لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۲۶ء۲۰۱ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۴۳ء۰۷ میٹر ۱۲۷۸ کلوہرٹز

شارٹ ویو: لکھنؤ (ب)
صبح ۵-۴۵ تک ۹۳ء۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
۸-۰۰ بجے کے بعد ۴۸ء۶۲ میٹر ۶۱۷۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۱ء۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلوہرٹز
شام اور رات ۹۳ء۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز

اتوار یکم جون

صبح

۷-۳۰ گوسوامی تلسی داس کی تحریر کردہ
"کویتاولی" کا سلسلے وار نشریہ

۹-۳۰ اور رات ۸-۱۵
احمد حسین، محمد حسین: غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے:
کچی چھت کا مکان: سلسلے وار
ڈرامہ: حصہ ۵
تحریر: پرتاپ سہگل
پیش کش: سشیل بنرجی

۱-۲۵ یہ بھی کوئی زندگی ہے: مزاحیہ تقریر
از کنچن سنگھ

رات

۷-۴۵ سنسکرت پروگرام
مشہور گرنتھا: کوی مال ورت
گاتھا سپت شتی:
کمودنی شری واستو
کاویہ پاٹھ: رمیش چندر شاستری

پیر ۲ر جون

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
لکشمی بائی راٹھور
گیت، بھجن

۳-۱۰ اسکولی لڑکوں کے لئے
ہماری آزادی کی لڑائی کی کہانی
(پہلی جنگ عظیم اور بھارت نردیک)

منگل ۳ر جون

صبح

۷-۳۰ "پدماوت"
مہا کوی ملک محمد جائسی کے شاہکار
کا سلسلے وار نشریہ

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
ایرا سین گپتا: سگم سنگیت

۱۲-۱۰ اسکولی لڑکوں کے لئے: قومی ترانہ
اپنے وطن کو سورگ بنائیں
'جیسے کو تیسا' جاتک کتھا
پیش کش: شکنتلا ورما

رات

۷-۳۰ کھیل جگت
'عالمی مہلا ہاکی کھلاڑی'
ملاشی باگی سے ملاقات
کھیل سمیکشا: پریم ناتھ باجپئی

بدھ ۴ر جون

صبح

۷-۳۰ آرائش محفل: قصہ حاتم طائی
سلسلے وار پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
پوربی مکھرجی: گیت، بھجن

۱۲-۱۰ اسکولی لڑکوں کے لئے
'عادت ڈالئے: وشواکوش دیکھنے کی'
تقریر از ہیرلڈ ایچ جیمس

رات

۷-۴۵ سنسکرت پروگرام

۱۰-۰۰ سانچی چوڑی کرشن نام کی
سنگیتکا
تحریر: یوگیندر پروین
موسیقی: منوہر سروپ
ہدایتکار: اجے دیو شرما کمل
معاون: پرکاش سکسینہ

جمعرات ۵ رجون

دوپہر

۰۰—۱۲ اور رات ۱۵—۸
افضال حسین خاں نظامی
گیت، بھجن

۴۰—۲ لوک گیت

رات

۰۰—۸ گھٹنا چکر

جمعہ ۶ رجون

دوپہر

۰۰—۱۲ اور رات ۱۵—۸
موہنی ورما: گیت، بھجن

رات

۰۰—۸ قانون سے اپنے رشتے

ہفتہ ۷ رجون

دوپہر

۰۰—۱۲ اور رات ۱۵—۸
ایم۔ایل۔نکرہ: بھجن

رات

۰۰—۸ عورت اور قانون

اتوار ۸ رجون

صبح

۳۰—۷ گوسوامی تلسی داس کی لکھی
"کویتا ولی" کا سلسلے وار نشریہ

۳۰—۹ اور رات ۱۵—۸
آج اتوار ہے: مزاحیہ خاکہ
"چولا گدھے کا": مزاحیہ
تحریر: بی کے گھنور
پیش کش: پرکاش سکسینہ

دوپہر

۲۵—۱ آزاد بھارت سے جڑی عورتیں
مہندی لگانے والی
کماری وینا دگل سے ملاقات

رات

۴۵—۷ سنسکرت پروگرام

پیر ۹ رجون

دوپہر

۰۰—۱۲ اور رات ۱۵—۸
ماسٹر نیاز قوال اور ساتھی: قوالی

۱۰—۱۲ اسکولی لڑکوں کے لئے
ہماری آزادی کی لڑائی کی کہانی
اسہیوگ آندولن: روپک

منگل ۱۰ رجون

صبح

۳۰—۷ مہاکوی ملک محمد جائسی کے
شاہکار "پدماوت" کا
سلسلے وار نشریہ

دوپہر

۰۰—۱۲ اور رات ۱۵—۸
حاجی محمود قوال وساتھی: نعت

۱۰—۱۲ اسکولی لڑکوں کے لئے
روسی لوک کتھا
صابرہ حبیب

رات

۳۰—۷ کھیل جگت: ایشیائی کھیلوں
کے لئے بھارت کی تیاریاں
مذاکرہ: شرکاء:
ڈاکٹر درشن کماری شنڈن
پی۔ایس جنگ پانگتی اور
اکرام علی
کھیل سمیکشا۔ صغیر احمد

بدھ ۱۱ رجون

صبح

۳۰—۷ آرائش محفل
قصہ حاتم طائی کا سلسلے وار پروگرام

دوپہر

۰۰—۱۲ اور رات ۱۵—۸
سورن گھوش: گیت، بھجن

۱۰—۱۲ اسکولی لڑکوں کے لئے
عادت ڈالئے: مان چتر
سنگیت دیکھنے کی: تقریر
از ڈاکٹر جگدیش کور

رات

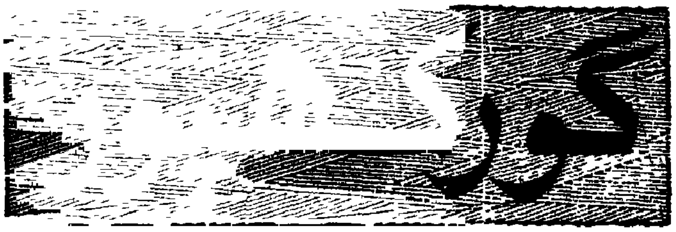
۰۰—۱۰ سنت روی داس
سنگیت روپک
تحریر: وشمبھر ناتھ داچال

جمعرات ۱۲ رجون

دوپہر

۰۰—۱۲ اور رات ۱۵—۸
کاشی ناتھ شنکر بودس
گیت، بھجن

(باقی ص ۳۵ پر)



میڈیم ویو ۳۳۰۰۱. میٹر ۹۰۹ کلوہرٹز

اتوار یکم جون

صبح

۴۵—۶ اور دوپہر ۲—۲ اور رات ۱۵-۸
محمد خلیل وساتھی: لوک گیت

۲۰—۷ علی اکبر خاں: سرود پر راگ عالم گیر

۲۱—۸ چرن جیت سنگھ سحانی
گیت سنگیت

دوپہر

۲۰—۲ پانی رائٹ سے اوسر سدھار
رانا امر سنگھ

شام

۲۵—۵ گنے کی کھیتی مسائل وحل
رام نربتس سنگھ

پیر ۲ رجون

صبح

۴۰—۷ منور علی خاں: خیال راگ۔ اور
گجری توڑی

۲۱—۸ دلوذ پنڈت اد کم کم پنڈت
گیت

دوپہر

۲۰—۲ 'بلبایں دگدھ وکاس یوجنا'
تقریر از ڈاکٹر وائی کمار

شام

۲۵—۵ آتم انوشاسن: بیکنٹھ رائے
مہیلاؤں میں خون کی کمی
پریہ مبدا سنگھو

۱۰—۶ 'پھلوں کے لگانے کے جھٹکا'
تقریر از رام دلار رام

۱۰—۷ شیلا مہندرا: غزل

۰۵—۸ کا بیہ سدھا: موتی بی اے

۳۰—۱۰ رنگ ناتھ مشر: طبلا وادن

منگل ۳ رجون

صبح

۴۵—۶ اور دوپہر ۳۰—۲ اور شام ۱۵—۸
ہریش یادو اور ساتھی
لوک گیت

۲۱—۸ اور شام ۳۰—۷
مالا چٹرجی اور راج شری بنرجی
یوگل گیت

دوپہر

۱۰—۱ 'مہیلاؤں کے لئے روزگار ایوم
سو روزگار کے اوسر' تقریر
از کماری رینو مینی
دیہروٹر شکشا ساکشرتا کا سمک'
تقریر از سفیہ ثنا شاہی

۲۰—۲ گرتم گر بھادھان سے پشو پالن
میں وکاس ورپندر پرتاپ سنگھ

شام

۲۵—۵ بھوجیوری کہانی: رام نگینہ سنگھ

۱۰—۶ پالک کی کھیتی: پرکاش نرائن سنگھ
'گنے کی کھیتی سمسا وسمادھان'
از علاؤ الدین خاں

۰۵—۸ 'پانچویں پنج ورشیہ یوجنا کے
لکشیہ جن سنچار کے چھیتر میں'
آر۔ڈی۔ مہیشوری

۱۶—۹ ماں کی ہمارے زمانے میں: مباحثہ
نصیر اللہ، طاہر حسین اور شفیع احمد

۳۰—۹ شعری نشست شرکاء:
خالد حفیظی، اقبال احمد صدیقی
مضطر گورکھپوری، شوکت علوی
بے خود اعظمی، ابوجاوید بزمی

بدھ ۴ رجون

صبح

۴۵—۷ پربھاکر کریکر
خیال راگ بیراگی بھیرو

۲۱—۸ شوبھا دیکچھت: گیت

دوپہر

۱۰—۱ ششو کی بڑھوار اور وکاس
بی آر سنگھ

۲۰—۲ پشو پالن کی سمسیا ایوم سمادھان
ایس۔کے۔ رائے

شام

۵-۳۵ 'جہیز کی سائیکل' از جگت بہاری مشر

۷-۱۰ رینا راجن اور رحمان راجن غزل

۱۰-۳۰ برجو مہاراج: ٹھمری اور دادرا

جمعرات ۵ جون

صبح

۷-۳۰ وجے راگھو راؤ بانسری پر راگ توڑی

۸-۲۱ منا ڈے: گیت

دوپہر

۲-۲۰ 'چھوٹے کسانوں کو پشو پالن سے لابھ' از شوبھا ناتھ سنگھ

شام

۵-۲۵ سماج میں پریورتن راج کشور شکل

۶-۱۰ 'اوکاش پراپت ہونے کے بعد پشو پالن'، کے۔ پی۔ این سریواستو

۸-۰۵ 'ور کچھ ہمارے متر ہیں انھیں مت کاٹو': از رام پیارے مشر

۱۰-۳۰ استاد امیر خاں خیال راگ۔ درباری کانہڑا

جمعہ ۶ جون

صبح

۷-۴۵ کاشی ناتھ شکل اور متھیلیش ابوری اس ماس کا گیت

۸-۲۱ اور شام ۱۰-۷ شاہد خاں: غزل

دوپہر

۱-۱۰ 'ہندی ساہتیہ میں سنجوگ ورلا' از رام پیاری مصدی
'گھر کی اشانتی کے کارن پتی پتنی کے اہم کا ٹکراؤ'، از پریم لتا ورما

شام

۴-۱۰ 'خریف کی بھنڈی'، از رما شنکر سنگھ

۸-۰۵ 'قانون کے دائرے۔ مکان، گھر کرایہ دار وواد'، از بال مکند گپتا

۱۰-۳ گرجا دیوی: ٹھمری اور دادرا

ہفتہ ۷ جون

صبح

۶-۴۵ بالا پرساد و ساتھی: لوک گیت

۷-۴۵ دینا ناتھ مشر: خیال گن کلی

۸-۲۱ ریتا گنگولی: غزل

دوپہر

۲-۲۰ مٹی کی جانچ: کملا پرساد سنگھ

۲-۳۰ بالا پرساد و ساتھی: لوک گیت

شام

۵-۳۵ 'پہیے کی کہانی' از جے۔ این۔ رائے

۶-۱۰ 'کرشی اور پشو پالن کی پستکیں' لکشمی کانت دیودی

۷-۱۰ احمد حسین محمد حسین: غزل

۸-۱۵ بالا پرساد و ساتھی: لوک گیت

اتوار ۸ جون

صبح

۶-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵ سوہن لال و ساتھی: لوک گیت

۷-۴۰ سپرا بوس: ٹھمری

شام

۷-۱۰ توپیکا مکھرجی اور یونس قریشی گیت

پیر ۹ جون

صبح

۶-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ بلی رام یادو لوک گیت

۷-۴۰ محبوب حسین خاں کلارنٹ پر راگ اہیر بھیرو

۸-۲۱ اور شام ۷-۱۰ رینو شکلا: گیت

شام

۵-۲۵ آیورویدک چکتسا آر۔ این۔ سنگھ
'مہیلاؤں میں دمہ روگ' از ڈاکٹر مدھو بالا

۱۰-۳۰ معبود حسین خاں: کلارنٹ وادن راگ جوگ اور دھن

منگل ۱۰ جون

صبح

۸-۲۱ رفیق ساگر: غزل

شام

۷-۱۰ کشوری امونکر: بھجن

۹-۱۶ 'کشتی کے بدلتے سوروپ' اودھ نرائن یادو

۹-۳۰ 'عید الفطر کی فضیلت' تقریر از مولانا محمد ادریس
حمد: صبا مصباحی
'عید الفطر کی سماجی اہمیت' صوفی وحید الحسن

بدھ ۱۱ جون

صبح

۶-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ اور شام ۸-۱۵ برج شنکر یادو اور ساتھی لوک گیت

۷-۴۰ ایم۔ آر۔ گوتم: خیال راگ رام کلی

۸-۳۰ 'بچوں کی تعلیم اور تربیت پر ماحول کا اثر' تقریر از سمیع اللہ عباسی
کلام شاعر: اختر گورکھپوری

دوپہر

۱-۱۰ 'پولیو اور اسکاٹیکا' ڈاکٹر جے این تیواری سے ملاقات

۲-۲۰ کھیتی کی سمسیا اور سمادھان این۔ پی۔ ترپاٹھی

شام

۵-۲۵ لوک ناٹیہ: بھگت پورن مل راجیشور ناتھ مدھوکر

۶-۱۰ نئے پھل پر کھپوں کو لگانے کی جانکاری: کرشن دیال

۷-۱۰ آسا سنگھ مستانا: غزل

۸-۰۵ ہمارے آس پاس 'ستو ناتھ بھجن'

جمعرات ۱۲ جون

صبح

۶-۴۵ بنشی دھر اور ساتھی: لوک گیت

۷-۴۰ ہمانشو وشواس: سنطور وادن

۸-۱۰ سپترا گپتا: گیت

دوپہر

۲-۲۰ سہکاریتا سے کرشی وکاس ایس۔ کے۔ مشر

شام

۷-۱۰ شانتی ہیرانند: غزل

۱۰-۳۰ راجن مشرا ساجن مشرا خیال راگ باگیشری

جمعہ ۱۳ جون

صبح

۶-۴۵ جے نرائن شرما لوک گیت

۸-۲۱ جمیل احمد: غزل

۸-۳۰ 'باغبانی کے جدید طریقے' محمد حامد علی

دوپہر

۱-۱۰ گرہیہ واٹکا: اپنی سوچ کی پرچھائیں: منور ماسریواستو

شام

۷-۱۰ طلعت محمود: غزل

۸-۰۵ وکاس میں بادھک بڑھتی جنسنکھیا۔ سرویشری نوٹیال

۱۰-۳۰ نثار حسین خاں میاں کی ملہار

ہفتہ ۱۴ جون

صبح

۶-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵ سنت بلی اور ساتھی: لوک گیت

۷-۴۰ کرشنا چکرورتی: ستار پر راگ بسنت مکھاری

۸-۲۱ شوکت علی: غزل

دوپہر

۲-۲۰ اپنی کھیتی اپنا انوبھو برہم دیو ترپاٹھی

شام

۵-۲۵ 'کھر پتوار پودے'، وجے دویدی

۶-۱۰ گرامین ودھیت کرن کے۔ پی۔ سنگھ

۸-۰۵ کیا کریں! کالونی کا معاملہ ہے (مزاحیہ) از ڈاکٹر وشنو

اتوار ۱۵ جون

صبح

۶-۴۵ کیول کمار: لوک گیت

۷-۴۰ کیسر بائی کیرکر خیال راگ للت اور توڑی

۸-۲۱ شمیم بانو: غزل

دوپہر

۲-۲۰ گنے کی کھیتی میں سامیک کاریہ نارائنی پرساد سنگھ

شام

۶-۱۰ مائی گریشن: رام ملن سنگھ

۸-۱۵ میرا گپتا: لوک گیت



جالندھر: میڈیم ویو: ۴۲۷.۳ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲۲۲.۲ میٹر ۱۳۵۰ کلو ہرٹز
۳۴۴.۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۲۰۹.۶ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
پنجابی: صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰، ۱۱-۰۰
اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ)
روزگار سماچار: شام ۷-۴۰

اتوار یکم جون

صبح
۴-۳۰ اور شام ۵-۰۰
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے (روزانہ)
۶-۰۵ ارادھنا: بھگتی سنگیت (روزانہ)
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
استاد بڑے غلام علی خاں: ٹھمری

دوپہر
۱۲-۲۰ بھان سنگھ ماہی: لوک گیت
۲-۳۰ رابندر سنگھ راج اور ساتھی
لوک گیت

شام
۴-۴۵ چمن لال گوروا سپوری اور ساتھی
لوک گیت

پیر ۲ جون

صبح
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ایل کے پنڈت: خیال

دوپہر
۲-۳۰ دیو راج اور ساتھی: لوک گیت

رات
۹-۳۰ 'خاموشی' پنجابی ڈرامہ
از بی ڈی بھگوترا
۱۰-۱۵ رنجنا: لوک گیت

منگل ۳ جون

صبح
۹-۱۰ شو کمار شرما: سنتور

دوپہر
۲-۳۰ سودا گر مل کومل اور ساتھی
بھینٹاں

شام
۴-۴۵ بلدیو سنگھ رندھاوا: لوک گیت

بدھ ۴ جون

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
کانشی رام وہمی اور ساتھی: شبد
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
جبندر سنگھ: ٹھمری اور دادرا

دوپہر
۲-۳۰ فقیر سنگھ فقیر: لوک گیت

جمعرات ۵ جون

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۱۵
رتن لال دیپک: غزلیں
۸-۲۰ پریم پاٹھک: گیت
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
وزیر چند چترا: ستار

دوپہر
۲-۳۰ رنگا سنگھ مان: لوک گیت

شام
۵-۴۵ جاگیر سنگھ طالب: لوک گیت

رات
۱۰-۳۰ ہری پرساد چورسیا: بانسری

جمعہ ۶ جون

صبح
۸-۵۰ اور رات ۱۰-۱۵
نریندر رمیا: لوک گیت

دوپہر
۱۲-۱۵ پریم جگیاسو: غزلیں
۲-۳۰ سنت سنگھ بندرا: لوک گیت

شام
۴-۴۵ بیلا رام اور ساتھی: لوک گیت
۹-۳۰ مار وستھل: ہندی ڈرامہ
از سریش سیٹھ

ہفتہ ۷ جون

صبح
۷-۳۰ اور ۱۲-۱۵ دوپہر
ودیا ساگر رامپال: گیت، غزل
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
جوگندر نکھی: کلارنٹ

رات
۸-۱۰ مالا کپور: شبد
۹-۳۰ جتندر ابھیشیکی: گائن

اتوار ۸ جون

صبح
۹-۰۵ استاد عبدالکریم خاں: گائن

دوپہر
۲-۳۰ امریک سنگھ غازی منگل
لوک گیت

رات
۱۰-۳۰ گنیش رام چندر بہرے بُوا: خیال

پیر ۹ جون

صبح
۸-۲۰ کلدیپ مانک: لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
پرکاش وڈھیرا: بانسری

دوپہر
۲-۳۰ جاگیر سنگھ طالب

رات
۹-۳۰ 'مراد' پنجابی ڈرامہ
از آئی سی نندہ
۱۰-۱۵ جگجیت سنگھ زیروی: لوک گیت

منگل ۱۰ جون

صبح
۹-۱۰ بھیم سین جوشی: خیال

دوپہر
۲-۳۰ جسدیو کمار یملا جٹ: لوک گیت

شام
۴-۴۵ گوردیو سنگھ کومل: لوک گیت

بدھ ۱۱ جون

صبح
۸-۵۰ پورن شاہ کوٹی: لوک گیت

دوپہر
۲-۳۰ بلونت سنگھ کوبیشری اور ساتھی
کوبیشری

رات
۱۰-۴۵ مانک ورما: خیال

جمعرات ۱۲ جون

صبح
۷-۴۵ رتیبکا تیواڑی: پنجابی غزلیں
۹-۰۵ یشپال: خیال

دوپہر
۲-۳۰ جوگا سنگھ جوگی اور ساتھی: کولیتری

شام
۴-۴۵ سوہن سنگھ سینل ڈھاڈی اور
ساتھی: شبد
۸-۰۰ تخلیق: اردو میں ادبی میگزین
۱۰-۰۰ یشپال: خیال

جمعہ ۱۳ جون

صبح
۸-۲۰ اور رات ۷-۴۵
راجی داس: گیت
۸-۵۰ سریندر کور: لوک گیت
۹-۰۵ یوگیش شرما: ستار

دوپہر
۲-۳۰ جگت سنگھ جگا: لوک گیت

رات
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ: از مینا مورتی
۱۰-۱۵ طفیل نیازی اور جاوید طفیل
لوک گیت

(آگے ص ۳۹ پر)

میڈیم ویو : ۳۸۷٫۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۱۱-۳۰ کے بعد رات تک ۹۲٫۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۷-۴۵ کے بعد دوپہر ۴-۴۵ تک اور شام ۵-۰۰ کے بعد
۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

اتوار یکم جون

صبح
۷-۱۰ راجن مشرا ساجن مشرا: گائن
۸-۳۵ مینا کپور: گیت، غزل، بھجن
۱۱-۰۵ 'لو کا ڈولی': ہندی ڈرامہ
تحریر: اگور دیو رابندر ناتھ ٹھاکر

پیر ۲ رجون

صبح
۷-۱۰ ڈاکٹر این. راجن: وائلن
۸-۲۵ شبد
شام
۷-۰۵ کھلا آکاش: شنکر بن گلدیا
سلسلہ وار ڈرامہ
۸-۲۰ سرلا کپور: گیت، غزل، بھجن
۹-۲۵ باگیشوری دیوی: گائن

منگل ۳ رجون

صبح
۷-۱۰ سوم دت مٹو: گائن
۸-۲۵ نگم سنگیت
رات
۸-۲۵ سوم دت مٹو: گیت، غزل

بدھ ۴ رجون

صبح
۷-۱۰ ٹی. آر. مہالنگم: بانسری
۸-۲۵ رسولن بائی: گائن
رات
۸-۳۰ نیلم ساہنی: گیت، غزل

جمعرات ۵ رجون

صبح
۷-۱۰ سرب جیت کور: ستار
۸-۳۵ بشنو پال چوپڑا: پنجابی گیت
رات
۸-۲۵ بیگم اختر: غزلیں

جمعہ ۶ رجون

صبح
۷-۲۵ اس ماس کا گیت
۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۸-۲۵ شکنتلا: گیت، غزل، بھجن
رات
۸-۳۰ کرشن کالیا: گیت، غزل، بھجن
۹-۳۰ 'نیئے دفتر پرانے آفیسر'
ہندی ڈرامہ

ہفتہ ۷ رجون

صبح
۷-۱۰ غلام صادق خاں: گائن
۸-۲۵ برج کے لوک گیت
رات
۸-۳۰ بملا سنگھ: گیت، غزل، بھجن

اتوار ۸ رجون

صبح
۷-۱۰ شیو دیال: بانسری
۸-۲۵ پریرنا اوک: گیت، بھجن
۱۱-۰۰ 'مکتی دھن': ہندی ڈرامہ

پیر ۹ رجون

صبح
۷-۱۰ بھیم سین جوشی: گائن
۸-۲۵ بالاجی راجندر سنگھ اور ساتھی
شبد
دوپہر
۲-۴۰ مہیلا سمیلن
شام
۶-۰۵ وگیان جگت
۸-۳۵ ہریش لتا مہتہ: گیت، غزل
۹-۴۵ نرملا اروڑ: گائن
۱۰-۰۰ کلیان کمار ناتھ: سرود

منگل ۱۰ رجون

صبح
۷-۱۰ بھولا ناتھ: بانسری
۸-۲۵ لچھی رام: گیت اور غزل
رات
۸-۳۰ اقبال حسین اور ساتھی
گیت، غزل

بدھ ۱۱ رجون

صبح
۷-۱۰ سندرم مل: کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ کھلا آکاش
رات
۸-۳۰ شیلا دھر: گیت، غزل
۹-۱۶ گھر آنگن: سلسلہ وار ڈرامہ
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۱۲ رجون

صبح
۷-۱۰ واسودیو دلیش پانڈے: گائن
۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۸-۲۵ اجیت کور: پنجابی گیت
۹-۱۵ مسکان
دوپہر
۲-۴۰ ایک کلاکار
رات
۸-۰۵ دھارا رے گیت
۸-۳۰ رما سین: گیت، غزل
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا: خطوں کے جواب
۱۰-۰۰ دھارا رے گیت
ہماچل کے لوک گیت

جمعہ ۱۳ رجون

صبح
۷-۲۵ اس ماس کا گیت
۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۸-۲۵ سیتا رام: گیت، غزل، بھجن
دوپہر
۲-۴۰ مہیلا سمیلن
شام
۷-۰۵ کھلا آکاش
۸-۳۰ سیتا رام: گیت، غزل، بھجن
۹-۱۵ چمک: ہندی ڈرامہ
تحریر: اپندر ناتھ اشک
۱۰-۰۵ من بھاون: پرانی فلموں
سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۱۴ رجون

صبح
۷-۱۰ گجانن راؤ جوشی: گائن
۸-۲۵ رابندر سنگیت
۹-۱۵ سنکرتن
دوپہر
۲-۴۰ سب رنگ
رات
۸-۲۵ نظیر احمد نیاز احمد قوال: قوالیاں

اتوار ۱۵ رجون

صبح
۷-۱۰ مشتاق علی خاں: ستار
۷-۴۵ ساز سنگیت
۸-۲۵ شانتی ہیرانند
گیت اور غزل
۱۱-۰۰ 'پہلا پرش': ہندی ڈرامہ
تحریر: چندر شیکھر
رات
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے

بقیہ :- جالندھر

ہفتہ ۱۴ رجون

صبح
۹-۰۵ اور رات ۷-۴۵
مالویکا کانن: خیال

اتوار ۱۵ رجون

صبح
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۹-۰۵ بسم اللہ خاں: شہنائی
دوپہر
۱۲-۲۰ نوراں: لوک گیت
۲-۳۰ اجیت کور
رات
۱۰-۳۰ استاد علاء الدین خاں: سرود

جے پور (الف)	:	۲۰۳/۱۲ میٹر	۱۴۷۶	کلوہرٹز
جے پور (ب)	:	۲۳۶/۴ میٹر	۱۲۶۹	کلوہرٹز
اجمیر	:	۴۹۷/۵ میٹر	۶۰۳	کلوہرٹز

اتوار یکم جون

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
پربھو دیو سردار : خیال بھٹیار
"ساہسی بچے" : ناٹک
تحریر اور پیش کش : سنتوش شرما
۹—۱۵ بال کویتا ئیں : بال کلا کارکماری
اپرنا بھٹناگر

دوپہر

۱۲—۰۰ "بڑی عدالت میم صاحباؤں کی"
ولوؤ وارثا
۱۲—۳۰ فلمی دیوانہ : جھلکی
تحریر : وی ایم آنند
پیش کش : ممتاز شکیب

شام

۶—۳۰ بابولال شرما : بانسری پر دھن
۶—۴۵ اکرم دلدار اور ساتھی : قوالی
۹—۳۰ کہکشاں : افسانہ
افسانہ نگار : ایم۔ آر۔ راہی
کلام شاعر : پیام جے پوری
تحقیق نو روایت سے بغاوت
اردو افسانے میں

پیر ۲ر جون

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۰۰
منجو مہتا : ستار
۷—۳۵ راج محلاں میں بگتی سنتائیں
پرتاپ سنگھ برج ندھی
راجستھانی تقریر
۹—۱۵ اور رات ۶—۲۵
مکھن لال شرما : سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ اودا رام : لوک گیت

رات

۱۰—۰۰ نصیر احمد خاں : خیال

منگل ۳ر جون

صبح

۷—۰۵ مالویکا کانن : خیال
۷—۴۵ مدن لال شرما : سگم سنگیت
۸—۲۱ اور دوپہر ۱—۴۰
چرنجی لال تنور : لوک گیت
۹—۱۵ اور شام ۶—۲۵
سمن بھٹ : سگم سنگیت

بدھ ۴ر جون

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
بی۔ این شیو ساگر : خیال
۸—۲۱ اگر سین : لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ وجے کماری شرما : لوک گیت

رات

۹—۱۶ عبدالحمید : غزل
۱۰—۰۰ "تیسری آنکھ" : ناٹک
تحریر : راجندر سکسینہ
پیش کش : ممتاز شکیب

جمعرات ۵ر جون

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
جوتسنا انجلی کر بجیکر : ستار
کشور بنوار : طبلہ پر سنگت
۷—۴۵ سنیلا بنرجی : سگم سنگیت
۸—۲۱ سرسوتی دیوی : لوک گیت
۸—۵۰ اور ۹—۱۵
رام چندر گوئل : سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ ہمارے ورت و تیوہار کتنے بلوانک
کتنے ویگیانک : تقریر

جمعہ ۶ر جون

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
ایل۔ ایم کیتھو ولے : خیال
۷—۳۵ راجستھان کا ودیہ پاٹھ
۸—۲۱ سورج مل اور ساتھی
لوک گیت
۹—۱۵ اور شام ۶—۲۵
وبھا بائی رستوگی : سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ وملا پروہت : لوک گیت

رات

۹—۱۶ تون بنرجی : گیت
۱۰—۰۰ رستم اور سہراب : ناٹک
تحریر : اقبال مجید

ہفتہ ۷ر جون

صبح

۷—۰۵ اور رات ۶—۳۰
علاؤالدین خاں : اسراج
۸—۲۱ وینا رستوگی : لوک گیت
۹—۱۵ اور شام ۶—۲۵
کیلاش نرائن پروہت
سگم سنگیت

اتوار ۸ر جون

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
ششی موہن بھٹ : ستار
کپور چند رگندھرو
طبلہ پر سنگت
۷—۴۵ شکنتلا شرما : سگم سنگیت
۹—۱۵ "نیتا سے پرویش میں" : ناٹک
تحریر : یوگیش چندر شرما
لطیف احمد : طبلہ

دوپہر

۱۲—۰۰ سماتر شرم کے پر تیرتھ میں انتر
کیوں۔؟ : مذاکرہ

شام

۶—۳۰ راجیو بھٹ : سگم سنگیت
۹—۳۰ کہکشاں : اردو ادبی پروگرام
سرسید کے چند ہم عصر
اردو تقریر
کلام شاعر : اور رہم نے شاعری شروع کی
مزاحیہ بات چیت
۱۰—۰۰ عبداللطیف ساتھی : قوالی

پیر ۹ر جون

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
اوشا چپل کٹی : خیال
۷—۳۵ رانا پرتاپ اور راجستھانی
ساہتیہ : راجستھانی تقریر
۷—۴۵ روبی چیٹرجی : سگم سنگیت
۹—۱۵ اور شام ۶—۲۵
راما کانت بوہرہ
سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ شکنتلا ماتھر : لوک گیت

منگل ۱۰ر جون

صبح

۷—۴۵ ڈی۔ وی۔ نہرا : سگم سنگیت
۸—۲۱ پھلکو بھائی اور ساتھی : لوک گیت
۹—۱۵ اور شام ۶—۲۵
یامین خاں : سگم سنگیت

بدھ ۱۱ر جون

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
مدھو بھٹ تیلنگ : دھروپد
رتن لال : پکھاوج پر سنگت
۸—۲۱ امیر محمد خاں : لوک گیت
۹—۱۵ علاؤالدین خاں : سگم سنگیت

رات

۹—۱۶ ریحانہ مرزا : غزل

جمعرات ۱۲ر جون

صبح

۷—۰۵ اور رات ۱۰—۳۰
وکاس گپتا : ستار
۸—۵۰ اور ۹—۱۵
افضل حسین : سگم سنگیت

دوپہر

۱—۱۵ ہیمنت وار تا پر ادھارت کاریکرم

جمعہ ۱۳ جون

صبح

۷-۰۵ اندرات ۳۰-۱۰
فیاض حسین : ٹھمری

۷-۲۵ جاگی آنکھ آزادی کی: سوائی مادھوپور ضلع میں : راجستھانی تقریر

۹-۱۵ اور شام ۲۵-۶
کملا کیسوانی : سُگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ پدما پرکاش : لوک گیت

رات

۹-۱۶ جیوت رائے شرما : گیت

ہفتہ ۱۴ جون

صبح

۹-۱۵ اور شام ۲۵-۶
ایف۔ سی۔ پنوار : سُگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بنو بیگم : لوک گیت

اتوار ۱۵ جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
شکور خاں : خیال

۹-۱۵ بال سبھا : گیت سامود انک گوتن پاٹھ

دوپہر

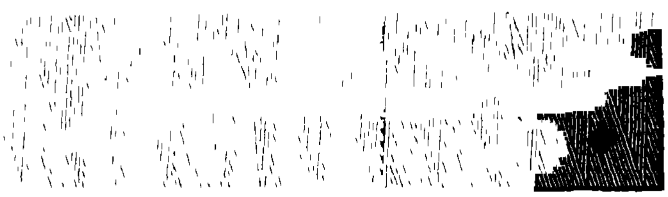
۱۲-۰۰ ڈنر : دلنواز دارتا

۱۲-۳۰ ایکٹنگ : جھلکی
تحریر : عابد خاں

شام

۶-۳۰ سنیل ورما : وائلن

۹-۳۰ کہکشاں : اردو ادبی پروگرام
سیاحت کی ملک و قوم کو دین
اردو تقریر
کلام شاعر ؛ " بڑھتی آبادی اور ہمارے مسائل " : تقریر



جودھپور ' الف ' ۵۶۳.۷ — ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور ' ب ' ۲۵.۰۶ — ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

اتوار یکم جون

صبح

۹-۱۵ چمن من : ننھے کلاکار
کماری نروپما : ستار
آؤ خود کو جانیں ' ہماری ماس پیشیاں '
انگا ایما۔ پروہت
ان کی بھی کہانی : " ریڈیو "
از سی۔ ایل۔ مینا

دوپہر

۱۲-۰۵ بچوں میں جنم جات اور جنم کے بعد وکلانگتا از ڈاکٹر دینا منگل

شام

۶-۳۰ ' بواسیر روگ کے کارن، لکشن، روک تھام کے طریقے '
سریش جین سے ملاقات

پیر ۲ جون

صبح

۷-۱۵ ' ہمارا بھی زمانہ ہے '
سلسلہ وار پروگرام
قاضی محمد انیس الحق

۷-۳۰ رن جھن از نیلو ویاس

۸-۲۱ گیت گنجار : ستپال میرائی

دوپہر

۱-۱۰ ' عورتوں کی آزادی کا سوروپ کیا ہے ؟ ' از ٹی۔ آر۔ ورما

۱-۵۰ ویرانے علاقوں کے لیے باجرے کی کھیتی کے لئے ضروری ہدایتیں '
ڈاکٹر ایل۔ این۔ جوشی

شام

۵-۰۵ ششی کانت ویاس
سُگم سنگیت
' استھیپیا کے بارے میں جانکاری '
آر۔ کے آسیری سے ملاقات

۵-۲۵ ' راجستھان کی کھینچ سمپدا '
از مدھوسدن سنگھ راٹھور

۶-۳۰ ' جنگلوں سے حاصل ہونے والی جڑی بوٹیاں '
از کے۔ بی۔ ایل۔ ماتھر

۷-۴۵ بابالال : راجستھانی سنگیت

منگل ۳ جون

صبح

۷-۱۵ کیلی گھلاڑی
' شارجہ کپ میں بھارت کا پردرشن '
از شکتا دت

۷-۳۰ رن جھن از وسودھا کل کرنی

۷-۴۵ مغربی راجستھان کی سمپدا : تیل '
تقریر از کماری چٹرجی

۸-۲۱ گیت گنجار : رام لوارک راؤ

دوپہر

۱-۱۰ " گردے کی بیماریاں "
ڈاکٹر بی۔ کے۔ ڈی۔ شاہ سے دنیش شرما کی بات چیت

۱-۵۰ ' ان دنوں سبزیوں کو لگنے والے روگ و روک تھام کے طریقے '
از ستیش لوڈھا

شام

۶-۳۰ کھیتی باڑی : جانوروں کا منہ پکا کھورپ کا روگ۔ لکشن کارن و اپایہ '
ڈاکٹر سجن لال ماتھر

۷-۴۵ ناتھورام اور ساتھی
راجستھانی سنگیت

۱۰-۰۰ کیشو تیلگونکر : ستار

بدھ ۴ جون

صبح

۷-۱۵ ' سپنا کا پیمنٹ ' : جھلکی
از ممتاز شکیب

۷-۳۰ رن جھن : رکما دیوی

۸-۲۱ گیت گنجار : رمضان خاں

دوپہر

۱-۵۰ ' جون کے ماہ میں کسان کیا کریں '
از چھگن لال ماتھر

شام

۵-۰۵ ' کمزور لیواؤں کا امتحان '
تقریر از ٹی۔ ایس۔ سندھو

۵-۲۵ ' دیسی جڑی بوٹیاں اور عام انسان ' مباحثہ ؛ شرکاء
وید امبادت ویاس
وید بیگم داس ویاس
وید بنکرلال پاریک
وید رگھوویر سنگھ راجاوت

۶-۳۰ ' الگ الگ قسموں کے ادھیوگ لگانے کے لئے دی جانے والی قرض کی سہولتیں '
از بی۔ ایس۔ کٹپال

۷-۴۵ للت کمار ویاس اور ساتھی
راجستھانی سنگیت

جمعرات ۵ جون

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک : ہتیش ویاس

۷-۳۰ رن جھن : مہرالدین لنگا

۷-۴۵ تمہیں شکایت ہے۔
' پتی کو پتنی سے ' : مزاحیہ تقریر
از ڈاکٹر کے۔ سی۔ ماتھر

۸-۲۱ گیت گنجار : گھوگھے خاں

۸-۵۰ ' وشو پریاورن دوس '
اندر کمار شرما

دوپہر

۱-۵۰ ' کھیتوں و گھروں میں چوہا نیفتر ن و سرکشت بھنڈار '
از ڈاکٹر ایشور پرکاش

شام

۵-۰۵ وشو پریاورن دوس
از مہندر سنگھ سولنکی

۵-۲۵ " شبِ قدر " تقریر از قاضی محمد ایوب
سیما اڑے راسو رما
راج سنگھ جی
بشو منگل سنگھ

۶-۳۰ ' وشو پریاورن دوس '
از ڈی۔ آر۔ مینا

۷-۴۵ سرکادیوی چوہان
راجستھانی سنگیت

جمعہ ۶ رجون

صبح

۷-۱۵ 'گاندھی جی کی دین'، جے۔ کے۔ ویاس

۷-۳۰ رن جھن: پکھراج پروہت

۸-۲۱ گیت گنجار: سول چند دامینتی

دوپہر

۱-۵۰ 'امرود کے باغیچوں میں پودھ سن رکشن کاریہ' از کے۔ سی۔ پروہت

شام

۵-۰۵ یودوا وانی: سامانیہ گیان پرتی یوگتا'، جمعۃ الوداع پر تقریر

۵-۳۵ سیپاڑے رسی گوئج 'قرآن شریف اور انسانی زندگی'، 'مہیلاؤں کے ادھیکار اور فرض' از محمد اسحاق

۶-۲۰ 'سماج کلیان وبھاگ دوارا دی جانے والی وبھن سویدھائیں' از دل چند جین

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت رتن کمار گہلوت

۹-۱۶ 'جمعۃ الوداع' از قاضی محمد ابوالحسن میناتی

۹-۳۰ 'ویر درگا داس'، ناٹک بی۔ ایل۔ ماتھر

۱۰-۰۰ ویدانتھن۔ ناگا سورم

ھفتہ ۷ رجون

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: ایل۔ این۔ بھٹناگر

۷-۳۰ رن جھن: تارا رام کھونت

۷-۴۵ 'بینک اور عام آدمی' از ایس۔ ایل۔ مہیشوری

۸-۲۱ گیت گنجار: بندو خاں

دوپہر

۱-۵۰ 'مٹی کے رنگوں سے وبھن جانکاری' از ڈاکٹر ڈی۔ ڈی۔ اوجھا

شام

۷-۴۵ شکنتلا جوشی: راجستھانی سنگیت

۹-۱۶ رام پرساد بسمل جینتی تقریر از شری پرکاش پروہت

اتوار ۸ رجون

صبح

۹-۱۵ چن من: ننھے کلاکار ندھی سانٹرل: گائن آؤ جانیں کھیل: فٹ بال از ایم۔ ایس۔ راجاوت 'بھارت پیارا دیش ہمارا' تامل ناڈو، از سریتا کھنہ

دوپہر

۱۲-۰۵ 'بیمار بچہ و خوراک' از ڈاکٹر جیوتی میناوت

شام

۶-۳۰ 'ٹی۔ بی۔ روگ کے کارن و روک تھام کے نوین تم' انوسندھان از پی کے۔ گپتا

پیر ۹ رجون

صبح

۸-۲۱ گیت گنجار: نیک محمد

دوپہر

۱-۱۰ عیدالفطر کی اہمیت از شہناز خانم

۱-۵۰ 'ونیبہ پانی سے سینچے جانے والے علاقوں میں زیادہ پیداوار کیسے' از بی۔ سی۔ جوشی 'عیدالفطر' از یاسمین ناز

شام

۵-۰۵ پنڈت رام پرساد بسمل' تقریر از اوما شرما

۵-۳۵ عیدالفطر: تلاوت قرآن شریف

۶-۳۰ 'عیدالفطر': تقریر از مولانا فیاض احمد

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت بھیرو داس

منگل ۱۰ رجون

صبح

۷-۱۵ 'ٹیبل ٹینس کھلاڑی' شیام لال سے بھینٹ

۷-۳۰ رن جھن: چندر پرکاش پریہار

۷-۴۵ 'کیسا ہوتا ہے انتر راشٹریہ وپار' پروفیسر: اینگریس

۸-۲۱ گیت گنجار: گابجی خان

دوپہر

۱-۱۰ نروگ: 'پھیپھڑے کی بیماریاں' ڈاکٹر عبدالحکیم سے دنیش کمار شرما کی بات چیت

۱-۵۰ 'باجرہ و مکا کی انت قسمیں و ان کی خصوصیات' از میگھ سنگھ

شام

۵-۰۵ مہارانا پرتاپ پر تقریر رینک جوشی

۶-۳۰ 'مہارانا پرتاپ جینتی' از واسودیو پرجاپتی

۷-۴۵ دھنا رام: راجستھانی سنگیت

۱۰-۰۰ رمیش ملک: بانسری

بدھ ۱۱ رجون

صبح

۷-۱۵ 'ایک مرد ایک عورت'، جھلکی مدن موہن کھنہ

۷-۳۰ رن جھن: حلیم خاں

۸-۲۱ گیت گنجار: رمضان دساتی

دوپہر

۱-۵۰ 'جوار کی انت کھیتی کیسے کریں' از رگھوناتھ سنگھ آئیکھ

شام

۵-۰۵ 'روزگار سنبھاونائیں۔ آئی ٹی آئی پرا' ارجن لال

۶-۳۰ 'مرچ و ٹماٹر کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں' از راجیش ماتھر

۷-۴۵ کملا نارائن جوشی راجستھانی سنگیت

جمعرات ۱۲ رجون

صبح

۷-۱۵ کادیہ لوک: ایم۔ پی۔ سنگھ

۷-۳۰ رن جھن: شانتی پریہار

۸-۲۱ گیت گنجار: رانولال گہلوت

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں

۱-۵۰ 'شنکر باجرہ کی انت کھیتی' وجے سنگھ

۶-۳۰ 'بے روزگاروں کو لگھو ادیوگ کیندروں کے ذریعے دی جانے والی سہولتیں' از بھولا رام شرما

۷-۴۵ تیجا دیوی: راجستھانی سنگیت

جمعہ ۱۳ رجون

صبح

۷-۱۵ گاندھی جی اور کلیان کاری وچار دھارا: کمل کوٹھاری

۷-۳۰ رن جھن: مدن لال ویاس

۸-۲۱ گیت گنجار: نظیر خاں

دوپہر

۱-۵۰ 'مکا کی بھرپور پیداوار کیسے کریں' از کرنی دان چارن

شام

۵-۳۵ بچوں کی بیماریاں اور کارن و بچاؤ: ڈاکٹر سی۔ ایم۔ بخشی

۶-۳۰ 'سور چولہے سے فائدے' از این۔ ایم۔ ماتھر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت ناگارن رائے اور ساتھی

۹-۳۰ 'یاتنا'، ناٹک از گوکل گوسوامی

۱۰-۰۰ ایم۔ وی۔ شیواجی: گائن

ھفتہ ۱۴ رجون

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: اکشے اوجھا

۷-۳۰ رن جھن: پارس مل

۷-۴۵ 'ساروجنک وترن ویوستھا' از اقبال سنگھ

۸-۲۱ گیت گنجار: ملتان خاں

دوپہر

۱-۵۰ 'مونگ کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں' از رامیشور گرگ

شام

۵-۳۵ 'سینچائی وبھاگ اور اکال راحت کاریہ': سوم چندر راج ولشی سے ملاقات

۶-۳۰ 'ریسائیکل اروڑکوں کا پریوگ کیوں اور کیسے کریں' نارائن سنگھ دیوڑا

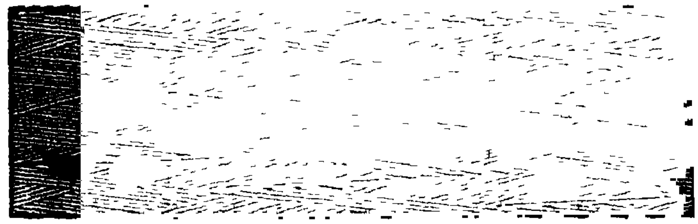
۷-۴۵ بھیکا رام سولنکی: راجستھانی سنگیت

اتوار ۱۵ رجون

صبح

۹-۱۵ چن من: آپکی شالہ کا

(آگے صفحہ ۴۴ پر)



۳۱۵٫۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

اتوار یکم جون

صبح

۹—۱۵ چھٹیوں کا اپیوگ اچھی کتابیں پڑھنے میں کریں
از چرنجی لال پروہت

شام

۵—۰۵ سنگیت کلاکار: سیما ماتھر
۶—۲۵ آج کی بات: اندر نارائن موتھا
۷—۲۰ "گاؤں میں چھوٹے ادھیوگ دھندھے پھیلاؤں کے دوارا"
از ڈاکٹر دی کے سنگھ

پیر ۲ جون

صبح

۹—۱۵ اور دوپہر ۳۰—۱
افروز بانو: لوک سنگیت

شام

۵—۰۵ کویتا پاٹھ: ذاکر حسین ادیب
پستک پریچے "گودان"
مصنف: منشی پریم چند
تقریر از کماری مدھو جین
گیت سنگیت اور ساہتیہ پہیلی
۷—۲۰ پھیلا سنسار: بچوں میں انوشاسن اور دیش پریم بھاونا کا وکاس
شریمتی ششی بالا بھٹناگر
گاؤں میں پرانے ریتی رواجوں کا پربھاؤ اور ان میں سدھار
از شانتی دوبے
پشو پالن کا کاریہ گرامین بہنوں سے ہی سنبھو: ارچنا چودھری

منگل ۳ جون

صبح

۹—۱۵ اور دوپہر ۴۰—۱
مصری لال کلاونت

شام

۵—۰۵ یووا وانی
وگیان سماچار: نرملا ماموڑیا
وگیان وارتا: کاپچ ایک ادبھت پدارتھ: ازل کمار شرما
۶—۲۵ آج کی بات: ڈاکٹر لکے وتّا
۶—۳۰ راجستھانی را دو نگنت کہانی کار گووردھن داس بنیا
تقریر از ڈاکٹر رام کرشن مہیندر
نوی سرجنا: کہانی
لکشمی نارائن آچاریہ "الوزح"
۷—۲۰ خریف فصلوں کے لئے کھاد بیج ایوم آوشیک کرشی نیتر آدی اور پادلوں کی نیاری
از جی۔ ایس۔ پیٹرا
۱۰—۰۰ دیشو نلیوگا نبکر: گلشار

بدھ ۴ جون

صبح

۹—۱۵ اور دوپہر ۳۰—۱
ابھیہ سنگھ گہلوت اور ساتھی
لوک سنگیت

شام

۵—۰۵ یووا وانی
۷—۲۰ ڈویشن فصل چکرا اپنانے سے لابھ: وی۔ وی۔ کل سریشٹھ

جمعرات ۵ جون

صبح

۹—۱۵ اور دوپہر ۴۰—۱
جگت نرائن گوسوامی
لوک سنگیت

شام

۵—۰۵ یووا وانی
کھیل سماچار: راجو گوڑ
کھیلوں کا مہتو۔ وجیہ لکشمی شرما
پریا درن اور سنتولن

بابو لال موٹر
دوشو پریاورن دوس پر
سنگیت کلاکار: شوکت ضمیری
۷—۲۰ راشٹریہ ارتھ وکاس میں لگھو ادھیوگ دھندوں کا مہتو
وی۔ پی۔ آریہ
پشو میلے ایوم پردرشنیوں اور پشو پالن ایوم کسان کیسے لابھ اٹھائیں۔

جمعہ ۶ جون

صبح

۸—۲۱ یوگ وششٹھ بھیکل سے ملاقات
۹—۱۵ اور دوپہر ۳۰—۱
نثار خاں ضمیری۔ لوک سنگیت

شام

۵—۰۵ مزاحیہ پروگرام
روچک سماچار
شروتاؤں کے چٹکلے
ہاسیہ گیت
۷—۲۰ مرو شیتر میں لگائے جانے والے ون ورکش اور ان کی وششتائیں
تقریر از ڈاکٹر بی۔ آر۔ چودھری
بیکانیر ضلع میں اکال راحت کاریہ: ڈی۔ ڈی۔ چارن

ہفتہ ۷ جون

صبح

۹—۱۵ اور دوپہر ۳۰—۱
اللہ جلائی بائی: لوک سنگیت

شام

۵—۰۵ سماچار سنکلن
لوک عدالت: تقریر از سوامی سمیر لی اروند
۶—۲۵ آج کی بات
ڈاکٹر جگدیش نارائن پروہت
۷—۲۰ وبھنہ شیتروں میں سہکاری آندولن کی سیوائیں
نول کشور شرما
کرشی اور بیج منڈیوں سے کسان کیسے لابھ اٹھائیں؟
از ایس ماتھر
۹—۳۰ جتیندر ابھیشکی: گائن

اتوار ۸ جون

صبح

۹—۱۵ موکل کاریہ کرم
دھرم کیا سکھاتے ہیں؟ سکھ دھرم
موہن جیت سنگھ
سامودایک گائن
بال گیت
بچوں کی زبانی ایوم پتر اوتّر

شام

۵—۰۵ سنگیت کلاکار
لکشمن پاریک
۷—۲۰ لاوارث ایوم ان اپیوگی پشودھن کی ویوستھا
از رام کشن سونی
ان دنوں مرغی پالن پر پربھاؤ

اور ان سے بچاؤ
ڈاکٹر بلویر سنگھ

پیر ۹ جون

صبح

۹—۱۵ اور دوپہر ۳۰—۱
جگدیش پرساد کتھک
لوک سنگیت

شام

۵—۰۵ کویتا پاٹھ: کماری رینو سنہا
پستک پریچے: "اورسی" (دنکر)، کم کم کماری بزوان
۶—۲۵ آج کی بات: بی۔ ڈی۔ کلاّ
۷—۲۰ عید الفطر منانے کا مہتو: تقریر
گرامین بچوں کا پیش کردہ رنگا رنگ پروگرام
پیش کش: بھوپ سنگھ

منگل ۱۰ جون

صبح

۷—۳۰ خورشید بھیانی: کلارنٹ
۹—۱۵ اور دوپہر ۴۰—۱
رجب علی: لوک سنگیت

شام

۵—۰۵ یووا وانی
پرشن اوتری: رویندر کمار کلریا
نیلش وید
۶—۲۵ آج کی بات: ڈاکٹر پی چٹرجی

۶-۳۰ عیدالفطر بھائی چارہ ورو پرو
تقریر: شوکت علی
۷-۳۰ لوسے پیڑ پودوں کی سرکشا
پی۔ ڈی۔ سوامی
۱۰-۰۰ رمیش ملانی: بانسری

بدھ ۱۱؍جون

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
لوک گیت: ساون لال رنگا

شام
۶-۲۵ آج کی بات: مانک چند سرانا
۷-۳۰ کرشی پرشکشن سے کسانوں کو
لابھ: منپھول سنگھ

جمعرات ۱۲؍جون

صبح
۷-۵۰ اور رات ۸-۱۵
جیا ملا گوسوامی: سُگم سنگیت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
امر چند پروہت:
لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یووا وانی
روزی رانی سر پلواستو
۷-۳۰ گھوادھیوگ دھندھوں کے لئے
بینک رن سویدھائیں: تقریر
از ایس۔ ایل۔ رنگا

جمعہ ۱۳؍جون

صبح
۸-۲۱ پریوار کلیان روسوتر۔ الپ بچت
راجستھانی تقریر: آنند چند کلا

شام
۷-۳۰ ایک گرامین مزدور
بھائی رام سے ایک ملاقات
پنٹ والوں کے روشن از ابھیکاری

ہفتہ ۱۴؍جون

شام
۶-۲۵ آج کی بات
ڈاکٹر ایس۔ این۔ مصرا
۷-۳۰ گرامین شیتروں میں سواستھیہ

سیواؤں کا وکاس: تقریر
از وی۔ ایل۔ گپتا
۹-۳۰ شاستریہ سنگیت کا اکھل
بھارتیہ کاریہ کرم
بدھو دتیہ مکھرجی: گائن

اتوار ۱۵؍جون

صبح
۹-۱۵ سوکل کاریہ کرم: چرچا
مہارانی لکشمی بائی
پی۔ ایل۔ ایس تواڑی
سامودایک گائن
بال گیت
بچوں کی زبانی الوم پترداتر

شام
۶-۴۵ آج کی بات
ڈاکٹر ایس۔ این۔ مصرا
۷-۳۰ گرامین الوم کرشی وکاس میں
سنچار مادھیموں کی بھومیکا
ڈاکٹر ایس۔ ایس سنگھ سے
ملاقات

بقیہ:- جودھپور

سائنسٹک کاریہ کرم
ہمارے جیو جنتو
از وائی۔ ڈی۔ سنگھ
'آؤ خود کو جانیں':
ہمارا استوک مستک:
از ڈاکٹر جے۔ کے۔ چارن

دوپہر
۱۲-۰۵ 'وگر بھاؤ سنہا کے دوران ماں
کو ٹیکے کیوں لگوائیں'
از ایس۔ ایل۔ چوپڑا

شام
۶-۳۰ 'موچ آنے کے کارن، لکشن
و روک تھام کے اپائے'
از ڈاکٹر نوین چند ماتھر



میڈیم ویو
سرینگر (الف): ۲۶۸٫۸ میٹر ۱۱۱۶ کلو ہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵٫۱ میٹر ۱۲۲۴ کلو ہرٹز
سرینگر (د) ۱۹۹٫۶ میٹر ۱۵۳۰ کلو ہرٹز
شارٹ ویو: سرینگر (ب) ۴۱٫۱۰ میٹر ۷۱۴۰ کلو ہرٹز ۹۱٫۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵
ہندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) شام ۷-۳۰
کشمیری: صبح ۹-۲۵، دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۷-۳۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۰ صبح گاہی (روزانہ)
۷-۰۵ کاشتکارن ہند خاطر
(کاشتکار بھائیوں کے لئے)
(روزانہ)
۷-۱۵ اسے گیسٹ ان دی ہیپی ولی
پہلی اتوار
ہماری انتخاب (دوسری اتوار)
مہمان (تیسری اتوار)
ایک تخلیق (چوتھی اتوار)
۷-۳۰ نوبہ ڈب (روزانہ سوائے
سنیچر وار
سنت صوفی شعراء کا کلام
(ہفتہ)
۸-۲۱ گھر والوں کے لئے (اتوار)
رنگ ملا (سوموار)
بیٹھک: بزرگوں کے لئے پروگرام
(یکم منگلوار)
سائنس میگزین (دوسری اور
چوتھی منگلوار)
ثقافت: کلچرل پروگرام
(تیسری منگلوار)
کشمیری میں بات چیت
(بدھوار)
سب رنگ (جمعرات)
گھر بار خاطر (جمعہ)
زعفران زار (یکم اور تیسری
سنیچر وار)
ذات بزات (دوسری اور
چوتھی ہفتہ)
۸-۲۵ ہیلتھ فورم (بدھوار)
کالنۂ ناول (ہفتہ)
۹-۰۰ سرساگر (یکم، تیسری اور
پانچویں اتوار)
نیا ادب (ہندی)
(دوسری اور چوتھی اتوار)
اردو میں بات چیت
(پیر)
نوادب (کشمیری)
(منگلوار اور جمعرات)
نیا ادب (اردو) بدھوار
ہندکو میں بات چیت (جمعہ)

انگریزی میں بات چیت
(ہفتہ)

۹—۱۵ آج کی بات (روزانہ)

۹—۳۰ تو ہنز فرمائش (منگلوار
جمعرات، ہفتہ، اتوار)
پھلیہ ون (پیر، بدھوار
اور جمعہ)

۱۰—۰۵ ریڈیو نیوز ریل (اتوار)

۱۰—۱۵ ہونہار: بچوں کا پروگرام
(اتوار)

۱۱—۰۰ نو بہ نو: یوواوانی سے
کشمیر میں منتخب پروگرام
(پکم اور تیسری اتوار)
کہکشاں: اردو میں یوواوانی
سے منتخب پروگرام
(دوسری اتوار)
فلم میگزین (چوتھی اتوار)

دوپہر

۱۲—۵۰ سکول براڈ کاسٹ (روزانہ
بغیر اتوار اور عام تعطیلات
کے بغیر)

۱—۴۰ فوجی بھائیوں کے لئے
(روزانہ)

۲—۱۰ کلاسیکی سنگیت (روزانہ)

شام

۴—۰۰ ہی مال: خواتین کے لئے
پروگرام (اتوار)
مغربی موسیقی (روزانہ
بغیر اتوار)

۴—۳۰ پنجابی پروگرام (اتوار،
منگلوار اور جمعہ)
کیاری: جموں و کشمیر اور
لداخ کی موسیقی (پیر)
پوشہ مال: دیہی خواتین کے
لئے پروگرام (بدھوار)
پہاڑی پروگرام (جمعرات)
پھولونی توری: بچوں کے لئے
پروگرام (ہفتہ)

۵—۰۰ اور ۵—۲۵
گوجری پروگرام (روزانہ)

۶—۱۰ ڈوگری موسیقی (اتوار)
نونہال: کشمیری میں ننھے
منوں کے لئے پروگرام
(منگلوار)
خوشحال گھر: ہوم سائنس
(بدھوار)
کھیلوں پر تبصرہ (جمعرات)
چمن من: اردو میں ننھے منوں
کے لئے پروگرام (جمعہ)
سائنو کر باتھ (ہفتہ)

۶—۴۰ ضلع خبرنامہ (پیر)
یادگار (بدھوار)

۶—۴۵ گامی بھاین ہند خاطر دیہاتی
بھائیوں کے لئے (روزانہ)

۸—۰۰ وادی کی آواز
پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ
کشمیر میں سننے والوں کے لئے
پروگرام (روزانہ)

۹—۳۰ سلسلہ وار کھیل
اردو، کشمیری میں کھیل
(پیر)
ودوعا: ہندی میں ادبی
پروگرام (پکم منگلوار)
سنگرمال: کشمیری میں ادبی
پروگرام (دوسری اور چوتھی
منگلوار)
ہمقلم: اردو میں ادبی پروگرام
(تیسری منگلوار)
تصویر: ترقیاتی موضوعات
پر پروگرام: (پکم بدھوار)
سام: بیس نکاتی اقتصادی
پروگرام (دوم بدھ)
رائے ترائے: مختلف موضوعات
پر کشمیری میں مباحثہ
علاقائی سنگیت کا نیشنل
پروگرام (پکم جمعرات)
فیچروں کا نیشنل پروگرام
(دوسری جمعرات)
میانی زندگی میون کار
(تیسری جمعرات)
کھیلوں کا نیشنل پروگرام
(چوتھی جمعرات)
محفل: اردو میں مباحثہ کا
پروگرام (پانچویں جمعرات)
پھر سنئے (جمعہ)
گفتگو: اردو میں مباحثہ
بزم سامعین (دوسرا ہفتہ)
بزم شعر (تیسرا ہفتہ)
سپورٹس میگزین
(چوتھا ہفتہ)

۱۰—۰۰ آپ کی فرمائش (اتوار)
خط کے لئے شکریہ: سامعین
کے خطوں کے جواب اور آپ
کی فرمائش (بدھوار)
گاشہ تارکھ (پکم منگلوار)
میانی پسند (دوسری منگلوار)
میں اور میری دھرتی
(تیسری منگلوار)
محفل مشاعرہ (چوتھی منگلوار)
تو ہنز چھٹی داک: سامعین کے
خطوں کے جواب اور تو ہنز
فرمائش (ہفتہ)

۱۰—۳۰ ریڈیو ڈائری (روزانہ
بغیر اتوار کے)

اتوار یکم جون

صبح

۶—۳۰ صبح گاہی۔ شبد اجمن

۷—۵۵ اور رات ۸—۳۰
راج بیگم: غزل

دوپہر

۱۲—۴۰ پراگاشن: انسان سنز کنھ
ڈاکٹر ایم کے در اور ایم کے پارمو
کے درمیان گفتگو

۲—۱۰ کارتک کمار: ستار

شام

۶—۴۰ ہینے کا نغمہ
کلام مشہور کاشمیری
گلوکار: دھنن جی کول

۹—۳۰ پکی چھت کا مکان: سلسلہ وار
کھیل قسط نمبر ۳
تحریر: پرتاپ سہگل
پیش کش: سوشیل بنرجی

پیر ۲ جون

صبح

۶—۳۰ صبح گاہی: سلام اور
حب الوطنی کے گیت

۷—۱۵ اور دوپہر ۲—۱۰
راجن مشرا، ساجن مشرا: گائن

۷—۵۵ اور رات ۸—۳۰
آشا کول: غزل

۱۲—۴۰ پراگاشن
"تخلیق تہ ارزنتھ": بجلی موسر"
غلام نبی بٹ اور ایم کے پارمو
کے درمیان گفتگو

۱—۰۵ اسد اللہ اور ریناد ر: موسیقی

شام

۶—۲۵ ریناد ر: غزل

۹—۳۰ مچا من ارمان: کشمیری کھیل
تحریر و پیشکش: پشکر بھان

منگل ۳ جون

صبح

۷—۱۵ علی محمد: غزلیں

۷—۵۵ اور رات ۸—۳۰
ششی چوپڑا: غزل

۱۱—۳۰ اور دوپہر ۲—۳۰
صوفیانہ موسیقی
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی

دوپہر

۲—۱۰ شرن رانی: سرود

شام

۶—۴۰ کلام رجب حامد ایک غزل
گلوکارہ: کرن کول

۱۰—۰۰ گاشہ تارکھ: "ارنہ مال"
تحریر: ایم۔ ایل۔ ساقی

بدھ ۴ جون

صبح

۷—۱۵ اور دوپہر ۲—۱۰
پنڈت روی شنکر: ستار

۷—۵۵ شمیم دیو اور ساتھی: کورس

دوپہر

۱۲—۴۰ پراگاشن: سائنز کنھ
راج ترنگنی
آر کے گرٹو اور ایم کے پارمو کے
درمیان گفتگو

۱—۰۵ موسیقی: نرملا سپرد اور
عبدالرحمان رشی

شام

۶—۴۵ نرملا سپرد: غزل

۸—۳۰ آر کے کا چرو: موسیقی

جمعرات ۵ جون

صبح

۷—۱۵ نسیم اختر: غزلیں

۷-۵۵ اور رات ۳۰-۸
غلام نبی شیخ : غزل
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: ساتو قدرتی وسائل
غلام محمد شبوی اور ایم کے پارمو
۲-۱۰ پربھاترے : گائن
شام
۶-۴۰ کلام رجب حامد : ایک غزل
گلوکارہ : کرن کول

جمعہ ۶ رجون

صبح
۶-۳۰ صبح گاہی :
آرتی تکو اور ساتھی اور
وجے ملا اور ساتھی : نعتیں
۷-۵۵ اور رات ۳۰-۸
نرملا دیوی : غزل
دوپہر
۱۲-۴۰ ہری پرساد چورسیہ : بانسری
شام
۶-۴۰ ایک غزل : کلام رجب حامد
گلوکارہ : کرن کول

ہفتہ ۷ رجون

صبح
۷-۱۵ ۵۵-۷ اور رات ۳۰-۸
جلال گیلانی : غزلیں
۳۰- کلام لل صوفیانہ کلام : رحمت اللہ خاں
وجے ملا، کیلاش مہرہ
۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت
از ڈاکٹر آر. ایل. بٹ
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: معلوماتی کتھ
پی این صفٹر اور ایم کے پارمو
کے درمیان گفتگو
۲-۱۰ رسول بائی: ٹھمری بھیروی
شام
۶-۴۰ ایک غزل : کلام رجب حامد
گلوکارہ : کرن کول

اتوار ۸ رجون

صبح
۶-۳۰ صبح گاہی : بھجن اور شبد
۷-۵۵ ریتا کول : غزل
۱۱-۳۰ راستے اور منزل : کھیل
تحریر : پران کشور
شام
۶-۴۰ کلام : شہزور کاشمیری
گلوکار : دھنن جی کول
۹-۳۰ پکی چھت کا مکان (قسط ۳)
سلسلہ وار کھیل
تحریر : پرتاپ سہگل
پیش کش : سوشیل بنرجی

پیر ۹ رجون

صبح
۷-۱۵ اشتیاق احمد خاں : سرود
۷-۵۵ عید رؤف : کورس
۹-۳۰ تو ہنر فرمائش : عید نغمے
از عبدالاحد فرہاد
۱۱-۳۰ خاتمہ : عید الفطر کے موقع پر
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش : اندر ہل آس کیاہ گو
سید حبیب اللہ اور ایم کے پارمو
کے درمیان گفتگو
۲-۱۰ استاد امیر خاں : گائن
شام
۶-۱۰ عید رؤف
۹-۳۰ کالے نگریں : اردو میں کھیل
تحریر : مشتاق مہدی
۱۰-۰۰ کشمیری موسیقی کا خصوصی پروگرام
فاضل کشمیری، مرغوب بانہالی
تحریر : رشید نازکی

منگل ۱۰ رجون

صبح
۷-۱۵ غلام محمد راہ : غزلیں
۷-۵۵ دوگانے : آرتی تکو اور
کیلاش مہرہ
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۴۰ بھجن
۲-۱۰ استاد غلام علی خاں
خیال راگ کیدار
شام
۶-۴۰ ایک غزل : کلام شاہد بڈگامی
گلوکار : رحمت اللہ خاں
آرتی تکو اور کیلاش مہرہ

بدھ ۱۱ رجون

صبح
۷-۱۵ رجنی کانت ڈیسائی
راگ بھیروی بہار
۷-۵۵ اور رات ۳۰-۸
نسیم اختر : غزل
دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
۱۲-۴۰ پراگاش : ساہو کتھ
راج ترنگنی
پروفیسر ایم ایل کو کلو اور ایم کے
پارمو کے درمیان گفتگو
۱-۰۵ دلیپ لنگو اور محمد صدیق پانپوری
موسیقی
۲-۱۰ مشتاق علی خاں : ستار

جمعرات ۱۲ رجون

صبح
۷-۱۵ اور رات ۳۰-۸
اومکار ناتھ کول اور رابعہ آغا
غزلیں
۷-۵۵ رؤف
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
۱۲-۴۰ پراگاش
۲-۱۰ ٹھمری، دادرا، اور کجری
سندھیا مکرجی
شام
۶-۴۰ ایک غزل : رحمت اللہ خاں

جمعہ ۱۳ رجون

صبح
۷-۱۵ گاندھی کتھا : موختہ لر
بھگتی سنگیت
گاندھی چھہ دنان
۷-۵۵ علی محمد اور ساتھی : کورس
دوپہر
۱-۰۵ غزلیں (اردو)
سدھارتھ کول اور آرسی کا چڑو
مکھل بنرجی : ستار ۲-۱۰
شام
۶-۴۰ رحمت اللہ : غزل
۸-۳۰ علی محمد اور ساتھی : موسیقی

ہفتہ ۱۴ رجون

صبح
۷-۱۵ اور رات ۳۰-۸
راج بیگم : غزلیں
۷-۳۰ صوفی سنت شعراء کا کلام
کلام شمس فقیر
۷-۵۵ کیلاش مہرہ اور غلام نبی شیخ
اور ساتھی : غزل
۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش : لورکھ چھ پرزھان
پروفیسر کے ایل رازدان اور
ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو
۲-۱۰ منور علی خاں : گائن
شام
۶-۴۰ ایک غزل : کلام شاہد بڈگامی
گلوکار : رحمت اللہ خاں

اتوار ۱۵ رجون

صبح
۶-۳۰ صبح گاہی : شبد بھجن
۷-۵۵ نیلم ساہنی : غزل
۱۱-۳۰ سوے اکھ وتھ
کشمیری میں کھیل
تحریر : دیویندر پٹواری
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش : انسان سنز کتھ
ایم کے ورا اور ایم کے پارمو کے
درمیان گفتگو
۲-۳۰ امجد علی خاں : سرود
شام
۶-۴۰ جینے کا نغمہ : کلام شہزور کاشمیری
گلوکار : دھنن جی کول



آکاشوانی رانچی کے 'لوک دربار' پروگرام میں
رانچی یونیورسٹی سے منسلک کالجوں کے طالب علم اپنے مسائل وائس چانسلر کے سامنے بیان کرتے ہوئے۔



کسم کے پھولوں کی کاشتکار قبائلی عورتوں کے ساتھ بات چیت
کرتے ہوئے شرد بھوسلے۔ یہ پروگرام آکاشوانی جلگاؤں سے نشر ہوا۔



شری جی این گاندھی، انجینیر انچارج ونکبوری تھرمل پاور پلانٹ (گجرات الیکٹریسٹی بورڈ)،
کے ساتھ ڈیگانت دوے، آکاشوانی احمدآباد کے پروگرام 'سماچار درپن' کے لیے بات چیت کرتے ہوئے۔
پس منظر میں گجرات کے کھیڈا ضلع میں واقع اس پلانٹ کی مشینری کو دیکھا جا سکتا ہے۔

Regd No D-(C)39
RN No 14253/57

PRICE RUPEE 1 00

1st JUNE 1986

Licensed (U 23) to post without prepayment at PSO New Delhi





انجمن کے زیرعنوان آکاشوانی [illegible] سے گذشتہ دنوں [illegible] کا ایک پروگرام سامعین کے روبرو منعقد کیا گیا۔ [illegible] پروگرام میں غزل سرا دیکھا جاسکتا ہے۔



آکاشوانی دہلی کے فیچر پروگرام 'میں اور میری دھرتی' کے تحت گذشتہ دنوں ایک فیچر 'پانڈیچیری' پر نشر کیا گیا۔
بالائی تصویر میں پانڈیچیری کی ایک 'پارک مونومینٹ' کو دیکھا جاسکتا ہے۔

علی آزاد وساتھی۔
آکاشوانی وجے واڑہ کے پروگرام 'بھکتی رنجنی' میں ماہِ رمضان کے سلسلے میں ۹ رجون کو قوالیاں پیش کریں گے۔



کوی سمیلن ومشاعرہ
آکاشوانی روہتک کی جانب سے گذشتہ دنوں منعقد ہوا۔ تصویر میں سامعین کے روبرو دیگر شرکاء شعرا کے ساتھ اپنا کلام پیش کرتے ہوئے کندن گوڑ گانوی کو دیکھا جاسکتا ہے۔



Published by the Director General All India Radio ... the ... of the Chief Editor Akashvani Group of ... PTI Building II floor Sansad Marg New Delhi-110001
Printed by the Manager Govt of India Photo Lith ... faridabad

اس بار پٹنہ سے غزلیں

شاکر کریمی

چلتی پھرتی لاش ہے اور زندگی کیا چیز ہے
آدمیت گر نہ ہو تو آدمی کیا چیز ہے
جذبۂ ایثار سے جو دل نہیں ہے آشنا
وہ بھلا سمجھے گا کیا کہ دوستی کیا چیز ہے
ماسوائے پرتوِ حسنِ حقیقی دوستو
آج تک ہم یہ نہ سمجھے روشنی کیا چیز ہے
ذہن کی بالیدگی ہے وسعتِ قلب و نظر
تب یہ سمجھو گے رموزِ شاعری کیا چیز ہے
شکوہ ہائے تیرگی ہے روشنی سے انحراف
روشنئ طبع ہو تو تیرگی کیا چیز ہے
اس کو گر سمجھے تو وہ تھے تشنہ کامانِ کربلا
ورنہ ہم کیا جانتے ہیں تشنگی کیا چیز ہے
جو نہ سمجھا خود کو شاکر بات یہ سمجھے گا کیا
کس کو کہتے ہیں خدا، اور بندگی کیا چیز ہے

کوثر ہاشمی

جنوں کے دور کی کچھ یادگار رہنے دو
کہیں تو میرے گریباں میں تار رہنے دو
فضائے دہر کو ناسازگار رہنے دو
ہمارے واسطے تھوڑا سا پیار رہنے دو
نہ جانے کون سی منزل سے وہ پلٹ آئیں
دیا تو جلا سرِ رہگزار رہنے دو
ابھی تو سارا چمن ہی خزاں کی زد میں ہے
ہٹاؤ دوستو ذکرِ بہار رہنے دو
جنوں کی راہ سے گزرے ہو کچھ خیال رہے
نہ پونچھو چہرے کو گرد و غبار رہنے دو
نشہ ہے آخری شب کا یہ کیسے ٹوٹے گا
بدن ہی ٹوٹ نہ جائے خمار رہنے دو
اسی سے زخمِ جگر بھی سِلے گا اے کوثر
جو چبھ رہا ہے کلیجے میں خار رہنے دو

نشاط سعید

خوابِ راحت کی تھکن یاد آئی
ایک میٹھی سی چبھن یاد آئی
یہ دمکتے ہوئے رخسار ترے!
صبح کی پہلی کرن یاد آئی
میکدے پھر تری یادوں کے کھلے
پھر مے توبہ شکن یاد آئی
میں نے جب بھی کسی گل کو چوما
لذتِ زخمِ کہن یاد آئی
اُف یہ لہراتی ہوئی برقِ تپاں
پھر تباہی چمن یاد آئی
جب بھی جام اُسنے دیا مجھکو نشاط
گردشِ چرخِ کہن یاد آئی

انیس امام

لہو میں غرق تہہ تیغ قاتلاں ہم لوگ
شہید ہوں گے نہ جانے کہاں کہاں ہم لوگ
زمانہ لقمۂ تر جان کر جھپٹتا ہے
بھٹک رہے ہیں سرِ کوچۂ سگاں ہم لوگ
چمن میں رہ کے بھی کیا دیکھتے بہارِ چمن
لہو سے لکھتے رہے اپنی داستاں ہم لوگ
اب اس کے بعد بجز انقلاب کچھ بھی نہیں
رہے نہ کب سرِ فہرست کشتگاں ہم لوگ
یقین ہے ہم کو کہ قاتل بھی روئے گا اک دن
کسی سے کیوں ہوں سرِ راہ بدگماں ہم لوگ
فلک کے گھاٹ اتارے بھی کب اترتے ہیں
تمہاری تیغ سے بڑھ کر ہیں سخت جاں ہم لوگ
انیس خوب سمجھتا ہے ان کے اندیشے
بدل نہ دیں رُخِ ہستی کو ناگہاں ہم لوگ

افسر حمزہ پوری

سب کا اترا ہوا چہرا ہے یہاں سے چلئے
کوئی گونگا کوئی بہرا ہے یہاں سے چلئے
آدمی مٹی کے تودوں کی طرح لگتا ہے
لب کشائی پہ بھی پہرا ہے یہاں سے چلئے
نرم احساس کے پر ہی نہ جھلس جائیں یہاں
یہ تو تپتا ہوا صحرا ہے یہاں سے چلئے
جس کی گردن پہ کبھی سر کا نہ تھا نام و نشاں
آج اُس شخص کا شہرا ہے یہاں سے چلئے
اب جو آؤں گا تو اس شہر میں گرگٹ بن کر
رنگ گونگوں کا بھی گہرا ہے یہاں سے چلئے
موت کا ذائقہ چکھنا ہے سبھی کو افسر
کون اس دہر میں ٹھہرا ہے یہاں سے چلئے

فرحت قادری

اپنی ژولیدہ نگاہی سے پریشاں نکلا
محتسب نقش کفِ سنبلِ پیچاں نکلا
کوئی پیمانۂ تسنیم نہیں اس کے لیے
وہ ازل تشنہ کہ دریا بھی بیاباں نکلا
وہ سبک سر تھا کوئی حرف جنوں خیز نہ تھا
ذہن و ادراک کی راہوں سے گریزاں نکلا
باغ کا باغ تھا بپھرا ہوا فصلِ گل میں
میں نے جس پھول کو دیکھا وہی طوفاں نکلا
جوششِ وحشت میں کیا چاک خلا کا دامن
ہوش جب آیا تو اپنا ہی گریباں نکلا
منہدم ہوگئے طوفان میں سب اونچے مکاں
ایک مٹی کا گھروندا ہی نمایاں نکلا

شمس اصدقی بیتھوی

کیا پوچھتے ہو عشق کی روداد کیا کہیں
اپنی وفا نہ ان کے ستم یاد کیا کہیں
آنکھوں میں اشک لب پہ کچھ آہیں تو دل میں درد
برباد ہیں جو تھے کبھی آباد کیا کہیں
سنتا ہے کون درد کی باتیں جہاں میں
رودادِ غم ہم لے دلِ ناشاد کیا کہیں
محرومیاں ہیں یاس ہے حسرت ہے درد ہے
آنکھوں میں اشک لب پہ ہے فریاد کیا کہیں
اہلِ چمن خموش ہیں اور باغباں بھی چپ
کر کے اسیر شاد ہے صیاد کیا کہیں
مشکل میں کوئی مونس و ہمدم نہ ہے شفیق
بس شمس آ رہا ہے خدا یاد کیا کہیں

تعلیم یا برائے علم یا برائے معاش

سمیع الحق سرمد

معاش انسانی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے اگر معاش نہ ہو تو زندگی ختم ہو سکتی ہے لہذا ضروری ہے کہ زندگی قائم رکھنے کے لیے انسان تگ و دو کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انسان سب معاش ورتلاش معاش ہی میں اپنا زیادہ وقت صرف کرتا ہے۔ ایسا کرنے کے لیے وہ مجبور ہے بچہ ہو یا بوڑھا عورت ہو یا مرد سب کے لیے پیٹ بھرنا لازمی ہے اور اگر معاش میں سر چھپانے کے لیے جگہ اور تن ڈھکنے کے لیے کپڑا بھی شامل کر لیا جائے تو دائرہ عمل اور وسیع ہوتا جاتا ہے۔ قابل رشک ہے وہ معاشرہ جس میں ہر شخص معاش کی طرف سے مطمئن ہو۔ لیکن دنیا کی آبادی کا زیادہ حصہ اس منزل سے ابھی بہت دور ہے۔ اس لیے بچپن ہی سے تلاش معاش کی تگ و دو شروع ہو جاتی ہے اور یہ دوسری ضروریات میں سبقت لے جاتی ہیں۔

تعلیم انسانی شخصیت کا زیور ہے۔ ذی علم انسان نہ صرف اپنے لیے بلکہ پورے سماج اور ملک کے لیے اور بعض اوقات ساری دنیا کے لیے ایک مینارۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس سے بے شمار لوگ مستفیض ہوتے ہیں۔ اسی لیے علم کی اہمیت کو کبھی کم نہیں کیا جا سکتا۔

علم کی کوئی انتہا نہیں۔ کسی بھی موضوع پر آج جو علم موجود ہے اور جس طرح اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے اس کا ایک مختصر سی زندگی میں احاطہ کرنا بہت مشکل بات ہے۔ پھر موضوعات کی بھی کوئی حد نہیں۔ ایسے کم لوگ ہوتے ہیں جو علم کی انجانی سرحدوں کو چھو سکیں۔ لیکن یہ کوشش تو ہونی ہی چاہیے کہ علم کی روشنی ہر فرد کے حصے میں آ جائے چاہے وہ محدود ہی کیوں نہ ہو۔

علم حاصل کرنے کے لیے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس میں سب سے زیادہ اہمیت علم بہم پہنچانے والے سامان اور اساتذہ کی ہے۔ اس کے علاوہ علم کے حصول میں وقت صرف ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علم حاصل کرنے کے لیے بچپن ہی سے کوشش شروع کر دی جاتی ہے۔

یوں تو علم زبانی ترسیل سے بھی حاصل کیا جاتا ہے اور ذاتی تجربوں سے بھی لیکن اس تک رسائی کا عام اور آسان طریقہ پڑھنا اور لکھنا ہے۔ آج کے دور میں علم کتابوں میں اس قدر محفوظ کر دیا گیا ہے کہ لکھنے پڑھنے کے بعد کتابوں سے استفادہ کر کے علم حاصل کرنا اور اسے وسعت دینا اب آسان ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کتابوں کے پڑھنے اور پڑھانے والے بھی ہوں اور جس ملک اور قوم میں پڑھے لکھے لوگ زیادہ ہوتے ہیں، اس کو ذی علم اور تعلیم یافتہ کہا جاتا ہے۔ اپنے محدود معنوں میں تعلیم پڑھنے پڑھانے کو بھی کہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ آدمی پڑھنے لکھنے اور علم حاصل کرنے کی طرف رجوع کرے تو تلاش معاش کے لیے اپنے آپ کو کب تیار کرے اور اگر کسب معاش ہی میں مصروف رہے تو علم کیونکر حاصل کرے جبکہ ایک اچھے انسان اور ایک اچھے معاشرہ کیلئے دونوں ضروری ہیں۔

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱ | شمارہ ۱۲

۱۶ر جون ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۶ جیسٹھ ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹

ادارت: سراج احمد، ہر بہندر سنگھ وج — ۳۸۲۲۵۴

اس شمارے میں

غزلیات

قیمت

فی پرچہ ——— ایک روپیہ
سالانہ ——— ۲۲ روپے
دو سال ——— ۴۰ روپے

ادائیگی بذریعہ چیک / پوسٹل آرڈر / منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام چیف ایڈیٹر، آواز
ہندوستانی گروپ آف جرنلز، آل انڈیا ریڈیو، پی ٹی آئی بلڈنگ، سنسد مارگ، نئی دہلی ۱

Telegram LISTENER New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

ہمارا ملک ہندوستان بھی اسی مسئلہ سے دوچار ہے ہم معاشی اور تعلیمی دونوں اعتبار سے پچھڑے ہوتے ہیں۔ تعلیم کے اعتبار سے ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق محض ۳۰ فیصد آبادی پڑھی لکھی ہے۔ اس طرح ابھی ۷۰ فیصد آبادی کی زبردست اکثریت کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا ہے۔ یہ ل دور بھی ہے اور دشوار بھی۔ اور وقت گزرنے کے ساتھ یہ تعداد بڑھتی ہی جائے گی کیونکہ آبادی میں خوفناک تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک طرف تعلیم کو تیزی کے ساتھ پھیلانا ہے تو دوسری طرف روزگار کے مواقع مہیا کرنے ہیں۔ ملک کے کروڑوں لوگ غریبی اور مفلسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کی حالت کو بہتر بنانا ہے۔ دونوں بہت بڑے کام ہیں اور دونوں کو بیک وقت ہونا ہے۔ یہ اسی طرح ممکن ہے جب دونوں ایک ساتھ انجام پائیں۔ کیونکہ معاشی پستی اور تعلیمی پسماندگی باہم مربوط اور متعلق ہیں۔

یہ سوال کوئی نیا نہیں ہے کہ علم و معاش دونوں کو ایک ساتھ کیسے حاصل کیا جائے یعنی تعلیم صرف علم کے لیے نہ ہو بلکہ کسب معاش کی بھی معاون بنے۔ قدیم معاشرہ میں بھی یہ مسئلہ سامنے تھا اور اہل فکر و نظر نے اس کا حل بھی ڈھونڈ لیا تھا۔ روسی مفکر سینکا نے بتایا ہے کہ اس نے اپنے طالب علموں کو کبھی بٹھا کر تعلیم نہیں دی۔ یعنی اس کے طلبا کو ہر بات عملاً سیکھنی ہوتی ہے۔ ہمیں بھی آج اسی قاعدہ پر عمل کرنا ہوگا۔ علم اور معاش کو دو الگ الگ خانوں میں نہیں بانٹا جا سکتا۔ اگر ایسا ہوا تو علم تو دور، ہم کسب معاش میں بھی پچھڑتے جائیں گے کیونکہ آج معاش کے ذرائع بھی علم کے شکنجے میں کسے جاتے ہیں۔ اور معاش سے علیحدہ علم وقت کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتا۔

قدیم زمانہ سے علم کا جو تصور چلا آ رہا ہے کہ بچہ کو پڑھنا لکھنا اور تھوڑا حساب سیکھ لینا چاہیے، اس میں اب یہ ترمیم کرنی ہوگی کہ پڑھنے لکھنے کے ساتھ بچہ کسی روزگار کی بھی تربیت حاصل کرے جس سے وہ جب زندگی کے عملی میدان میں آئے تو اس کے سامنے یہ مسئلہ نہ ہو کہ وہ معاش کے لیے کیا کرے۔ اگر وہ خالی روایتی علم لے کر آیا ہے تو اس کی زندگی دشوار ہو جائے گی کیونکہ اب اس کے پاس وقت نہیں ہے کہ کسی روزگار کی ٹریننگ حاصل کرے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں علم سے بددلی شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس نے جو وقت تحصیل علم میں صرف کیا، اگر اسے روزگار کی تربیت میں لگاتا تو خوشحالی اس کے قدم چومتی۔ پھر وہ سماج کے لیے نصیحت بن جاتا ہے کہ معاش کو اولیت دی جائے اور علم کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اس کے برعکس اگر علم معاش کا راستہ دکھاتا ہے تو آگے کی زندگی کے لیے کوئی بیا مسئلہ نہیں رہتا۔

آج کے دور میں متعدد روزگار خود علم کا درجہ اختیار کر گئے ہیں۔ صنعت و حرفت کی مختلف شاخیں، سائنس اور ٹکنالوجی اپنے اندر علم کا خزانہ سموئے ہوئے ہیں۔ اگر لکھنے پڑھنے کے ساتھ ان علوم پر توجہ دی جائے تو بہت جلد ترقی ممکن ہے۔ لیکن وسائل کی کمی نے اس راہ کو محدود کر رکھا ہے۔ ملک کی آبادی کا صرف ایک ہی حصہ ان علوم سے فیضیاب ہو رہا ہے۔ اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ بنیادی صنعت و حرفت کی طرف توجہ دی جائے اور مقامی صنعتوں کی تعلیم دے کر علم و معاش دونوں کے تقاضے پورے کیے جائیں۔

وسائل کی کمی دور کرنے کے لیے ہمیں نظام تعلیم میں دور رس تبدیلیاں کرنے کے علاوہ عوام کے رجحان کو بھی بدلنا ہوگا۔ تعلیم اب ایسی رکھنی ہوگی جو خود کفیل ہو یعنی جو صنعت و حرفت سکھائی جائے اس کی پیداوار سے اس کے اخراجات پورے کیے جائیں۔ اساتذہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں مہیا کرنے کے لیے یہ کیا جائے کہ سماج کے درد مند اور سنجیدہ افراد کو تعلیم میں لگایا جائے۔ آج ہمارے معاشرہ میں سیاست کی چمک دمک کے سامنے زندگی اور سماجی خدمت کے دوسرے شعبے ماند پڑ گئے ہیں۔ اس نظریہ سے کنارہ کشی اختیار کرنی ہوگی سیاسی اقتدار ہی سب کچھ نہیں۔ جو لوگ سماج میں عزت و وقار حاصل کرنا چاہیں ان کو تعلیم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ سیاست ہر شخص کے لیے نہیں ہونی چاہیے۔ ان لوگوں کی وقعت زیادہ ہونی چاہیے جو علم کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہوں۔ اس طرح سیاست کے میدان میں جو ایک زبردست بھیڑ اکٹھا ہو گئی ہے وہ کم ہوگی اور نئی بیداری آئے گی۔ اب تعلیم نئی قدروں کی حامل ہوگی جو علم کا معاش سے رشتہ جوڑ کر اچھا اور خوشحال انسان بنائے گی۔ کم وقت میں تیزی سے آگے بڑھنے کا یہی راستہ ہے۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

اخلاق الراہی

عمر بھر مقصد رہا جن کا اُجالوں کی تلاش
کر نہیں پائیں گے وہ ظلمت کے پالوں کی تلاش

عزم ہے اپنے بدل ڈالیں یہ فرسودہ نظام
آج ہے دھرتی کو کچھ ایسے خیالوں کی تلاش

کچھ ہوئے محبوس اور کچھ دار کے رستے گئے
اب یہاں بیکار بالکل بات والوں کی تلاش

وادیٔ پُرخار کے لمبے سفر سے تھک نہ جائے
ذہن کو کرنے دو پھر نازک خیالوں کی تلاش

اب یہاں بھی شہر والوں کے مکاں بننے لگے
گاؤں میں مت کیجیے اب بھولے بھالوں کی تلاش

جستجو میں اس کی آ پہونچے ہیں ذلت کے قریب
اب کہاں لے جائے دیکھو یہ نوالوں کی تلاش

کارواں گمراہ کریں راہی کو چلنا ہے الگ
عزم زندہ ہے تو کیوں ہو ساتھ والوں کی تلاش

(رامپور سے)

مولانا حسرت موہانی جنگ آزادی کے ان مجاہدوں میں سے ایک تھے جنھوں نے انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ ان کا شمار بیسویں صدی کی اُن اولین اہم شخصیتوں میں ہوتا ہے جنھوں نے ادب اور سیاست دونوں میں نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ یو۔پی کے ضلع اناؤ میں ایک بستی موہان ہے جو ہمیشہ سے علم و فضل کے لیے مشہور رہی ہے۔ یہیں ۱۸۸۱ء میں حسرت پیدا ہوئے اور ان کے بچپن کا زمانہ موہان میں ہی گزرا۔ حسرت کا پورا نام سید فضل الحسن، والد کا سید اظہر حسن تھا۔ والدہ کا نام شہر بانو تھا، جو اردو اور فارسی میں اچھی دست گاہ رکھتی تھیں۔ حسرت کو اس بات پہ بڑا فخر تھا کہ ان کے گھرانے کی عورتیں پڑھی لکھی تھیں جبکہ اس زمانے میں چاروں طرف جہالت کا دور دورہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حسرت کی شخصیت کے بنانے میں ان کی نانی اور والدہ کا بڑا دخل تھا۔

حسرت موہانی کی ابتدائی تعلیم پرانے طریقہ پر ہوئی پانچ سال کی عمر میں موہان کے مکتب میں تعلیم کے لیے بٹھائے گئے۔ پہلے قرآن شریف پڑھا اس کے بعد فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ سکندر نامہ۔ اخلاق محسنی۔ اور انشا ابوالفضل جیسی ادبی اور علمی کتابیں حسرت نے چھوٹی عمر میں پڑھ ڈالیں پھر مڈل کا امتحان موہان سے دیا اور پورے صوبے میں اوّل آنے کی وجہ سے وظیفہ حاصل کیا۔ میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور پورے ضلع میں اوّل آئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے دوران حسرت نے ایک کلب بھی قائم کیا تھا۔ جس میں ان کے احباب شریک ہوتے تھے اور شعر و سخن کی محفل جمتی تھی۔ اس زمانے میں علی گڑھ تعلیم کا ایسا گہوارہ تھا جس کا دور دور تک شہرہ تھا۔ حسرت بھی علی گڑھ میں تعلیم حاصل کرنے کے خواہاں تھے۔ ان کے اصرار پر والد نے اجازت دیدی چنانچہ اسکول کی تعلیم کے بعد حسرت علی گڑھ میں اعلیٰ تعلیم کی تیاری میں لگ گئے۔ حسرت نے ۱۹۰۳ء میں علی گڑھ سے بی اے کیا۔

حسرت موہانی

کلیم الحق

حسرت کا حلیہ کچھ عجیب وضع کا تھا۔ چھوٹا سا قد دبلا پتلا بدن گندمی رنگ گول نقشہ، اونچی پیشانی، سوہر ٹوپی، داڑھی رکھتے تھے۔ آنکھوں پر چھوٹی سی عینک اور ہاتھ میں چھتری رہتی تھی۔ اس حلیے میں وہ سادگی اور آن بان تھی کہ زندگی بھر اس میں خوش رہے۔ کبھی کسی کی پرواہ نہ کی۔ انگریزی لباس انھوں نے کبھی نہیں پہنا بلکہ آخر وقت تک کوئی ولایتی چیز استعمال نہیں کی۔ علی گڑھ سے بی اے کرنے کے بعد حسرت نے نوکری نہیں کی بلکہ صحافتی زندگی کو ذریعہ معاش بنایا اور اردوئے معلیٰ کے نام سے ایک ماہنامہ رسالہ جاری کیا۔ حسرت کی علمی اور ادبی زندگی کا آغاز صحافت سے ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ انھوں نے زندگی کے مختلف حصوں میں اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے تھے۔ انھوں نے صحافت کو زبان دی۔ اخلاق وادب سکھایا اور شعر وادب کے نکات سے آشنا کیا۔ "اردوئے معلیٰ" واحد رسالہ تھا جس نے تعلیم یافتہ نوجوان طبقے کے ذہنوں کو بیدار کیا اور ان میں سیاسی وادبی شعور پیدا کیا۔ اس طرح اردو رسالوں کی اجرا کا راستہ کھل گیا۔

حسرت موہانی کو اپنی رفیقۂ حیات سے بڑی محبت تھی۔ ایسی بیوی جو زندگی بھر حسرت کے شانہ بہ شانہ چلیں اور ان کے ہر دکھ درد میں شریک رہیں۔ بہت کم دیکھنے میں آئیں۔ حسرت بڑے خوددار انسان تھے انھوں نے اسی خودی اور غریبی میں رہ کر شاعری، صحافت اور سیاست میں نام پیدا کیا اور ہمیشہ دولت وشہرت سے بے نیاز رہے۔ ساتھ ہی ساتھ مولانا حسرت موہانی بڑے با اصول اور سچے انسان تھے۔ ہر ایک کے دوست اور ہمدرد تھے۔ مولانا نے تقسیم ملک کے بعد بھی ہندوستان میں رہنا پسند کیا۔ وہ ہندوستانی پارلیمنٹ کے ممبر بھی تھے۔ ان کی آواز اب بھی ایوان کے ستونوں میں گونجتی سنائی دیتی ہے اور بے انصافی کی مذمت کرتی ہے۔ حسرت جب بھی مشاعروں میں بلائے جاتے تو ضرور شرکت کرتے اور کبھی منتظم مشاعرہ سے معاوضہ نہ لیتے۔ سادہ کھانا اور سادہ پہننا ہمیشہ ان کی عادت رہی اور کبھی اس عادت میں تبدیلی نہیں آنے دی۔

ایک مرتبہ کانپور کے ایک سوداگر جو حسرت کے نیاز مند تھے ان سے ملنے گئے تو دیکھا مولانا کچھ تحریر فرمارہے ہیں۔ یہ سلام کرنے کے بعد شکستہ بوریئے پر جو مولانا کے ڈیسک کے سامنے بچھا تھا، باادب بیٹھ گئے۔ مولانا لکھتے بھی جاتے تھے اور گفتگو بھی فرماتے جاتے تھے۔ پشت پر ایک پرانا پردہ لٹک رہا تھا مولانا پردے کے پیچھے سے کچھ نکال لیتے اور منہ میں رکھ لیتے۔ سوداگر خاموشی سے یہ منظر دیکھتے رہے۔ جب ضبط نہ ہوا تو عرض کی آپ کیا کھا لیتے ہیں کچھ خادم کو بھی عطا ہو۔ مولانا نے پردے کے پیچھے سے مٹی کا پیالہ نکال لیا جس میں سوکھی روٹیاں پانی میں بھیگی ہوئی تھیں۔ "لو کھالو، فقیروں کا کھانا تم رئیس نہ کھا سکوگے"۔ سوداگر آبدیدہ ہوگئے۔ مولانا نے فرمایا آج تیسرا فاقہ ہے شکر ہے سوکھی روٹی میسر آگئی بڑی تسکین ہوگئی۔ حسرت اتنی تنگ دستی اور مفلسی میں روپیوں کی طرف سے ہمیشہ بے نیاز رہے۔ اور اپنی دیانت وخودداری کو قائم رکھا۔ دستور ساز اسمبلی اور پارلیمنٹ کے مرتے دم تک ممبر رہے لیکن انھوں نے جلسوں میں شرکت اور ٹھہرنے کا الاؤنس کبھی نہیں لیا۔ آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو نے مولانا کو کئی بار لکھا اور ان کے عزیزوں اور دوستوں کے ذریعہ روپیہ وصول کرنے کے لیے اطلاعات بھجوائیں مگر حسرت ہمیشہ انکار کرتے رہے۔ ان کے خیال میں اتنی بڑی رقم وصول کرنا ہندوستانی عوام کے ساتھ ظلم ہے جبکہ دوسرے ممبران اچھے سے اچھے ہوٹلوں میں ٹھہرتے اور زیادہ سے زیادہ اخراجات کا بل پیش کرکے وصول کرتے۔

حسرت کی شاعری کی ابتدا قصبہ موہان سے ہی ہوئی جہاں وہ اپنے دوستوں کے ساتھ بچپن میں کھیلا کرتے تھے۔ انکا نام شعر وسخن کی بدولت ادب میں زندہ ہے حالانکہ انھوں نے اپنا سب کچھ سیاست کی دیوی پر نچھاور کردیا تھا۔ حسرت نے عاشقانہ زندگی کی بہترین مصوری کی ہے۔ ایک نظم نما غزل کے چند شعر ملاحظہ ہوں —

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانا یاد ہے
تجھ سے کچھ ملتے ہی وہ بیباک ہو جانا مرا
اور ترا دانتوں میں وہ انگلی دبانا یاد ہے
کھینچ لینا وہ میرا پردے کا کونا دفعتاً
اور دوپٹے سے ترا وہ منہ چھپانا یاد ہے
غیر کی نظروں سے بچ کر سب کی مرضی کے خلاف
وہ ترا چوری چھپے راتوں کو آنا یاد ہے
چوری چوری ہم سے تم آکر ملے تھے جس جگہ
مدتیں گزریں پر اب تک وہ ٹھکانا یاد ہے

ان کے شعروں کو پڑھ کر دل میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے ان کی عشقیہ شاعری کا مقابلہ اس دور کے کسی شاعر سے نہیں کیا جاسکتا یہ چند شعر ان کی انفرادیت کی تصدیق کرتے ہیں ؎

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے
خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

بڑھ گئیں تم سے مل کر اور بھی بےتابیاں
ہم یہ سمجھے تھے کہ اب دل کو شکیبا کردیا

یہ بھی آدابِ محبت نے گوارہ نہ کیا
ان کی تصویر بھی آنکھوں سے لگائی جاتی

محروم ہے اب تک ترے دیدار سے حسرت
آنکھوں کی یہ پابندیٔ آداب کہاں تک

تکلف سب سے کرلے جانِ محفل
مجھ ہی سے تیرا شرمانا بُرا ہے

اُدھر جرمِ محبت پر وہ برہم ہوتے جاتے ہیں
اِدھر دل میں تمنائے شہادت بڑھتی جاتی ہے

حسرت نے کافی عمر پائی ان کی پوری زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ وہ صداقت کے پرستار اور آزادی کے شیدائی تھے۔ انھوں نے اپنی آزادی کی دھن میں کبھی کسی مخالفت کی پروا نہیں کی بلکہ سچائی اور خلوص کے ساتھ اپنے کاموں میں لگے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے سے بڑے منحرف کو بھی اپنا معترف اور ہم خیال بنالیا۔ وہ اپنے ماحول اور اپنے دور کی نہایت سچی اور کھری پیداوار تھے۔ ایسا سچا اور کھرا انسان صدیوں میں پیدا ہوتا ہے۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

کلیم الحق
قاضی پورہ خورد۔ گورکھپور

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی تہذیبی اقدار کے امتزاج
... ون ... دو سروس کی ... یانی
ہمارے سلسلے جو ماضی کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

بدر منیر

شافع قدوائی

اردو کی مسہ ... داستانوں ... میں
... نسائی ... کرتے ... وصف ... حامد ... آتے ہیں ... اور ... میں ... کا ... کردار ... ہی ... مکمل ... محروم ... کردار ... کی ... کا ... کی ... تبدیلی کا امکان ... نہیں۔ واقعات ... اس لحاظ سے ... داستانوں اور مثنویات کے ... کرداروں کو مکمل ... تصوراتی ... کہا جا سکتا ہے۔

اس ... میں اگر میر حسن کی مثنوی سحر البیان کا مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ میر حسن نے کردار نگاری کے اس ... طریقہ کار سے کسی حد تک انحراف کر کے کرداروں کا تعلق زندگی کے متنوع تجربات سے قائم کیا ہے ... کرداروں کی ... پیچیدہ کرداروں کی عکاسی کا تذکرہ بھی یہی جاری ہے۔ سحر البیان کے بیشتر کردار اس دور کی تہذیب کے باطنی پہلو کو پیش کرتے ہیں اور ہر کردار اپنے شعوری یا غیر شعوری عمل کے توسط سے اپنے طبقہ کے تضادات رجحانات اور میلانات کو ظاہر کرتا ہے۔ بقول خلیل الرحمٰن اعظمی "سحر البیان کے کردار اس تہذیب کے باطنی پہلو کو پیش کرتے ہیں جو اس کی ظاہری شان و شوکت چمک دمک اور رنگینی و رعنائی کے پردے کو چاک کرتا ہے۔ ... کردار ایک ایسی تہذیب یا معاشرہ کے نمائندہ ہیں جو اپنی اصل میں بالکل کھوکھلا اور قوت عمل سے محروم ہو چکا ہے اور انسانیت اور ... محبوبیت نے قدر اولین کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ میر حسن نے اس معاشرتی صورت حال اور انسانی وجود کی متضاد اور متنوع کیفیات کو مثنوی کے ہیرو بے نظیر، ہیروئن بدر منیر اور وزیر زادی نجم النسا کے کردار کے ذریعے اجاگر کیا ہے۔

اردو کے بیشتر ناقدین نے مثنوی سحر البیان کی ہیروئن بدر منیر ... کردار ... اور نظام ... نسائی ... کردار ... کے محاسن کا عام طور پر ... ہے۔ ایک ... ناقد کو بدر منیر کے کردار میں خوبصورتی کے سوا کوئی خوبی نظر نہیں آئی اور خلیل الرحمٰن اعظمی ... نے بھی بدر منیر کو ... اور رعنائی اور ... زندگی میں مبتلا ... کردار کے مطالعہ سے منکشف ہوتا ہے کہ اس کا کردار بڑا ممنوع رنگا رنگ اور مثالی ... سے زیادہ ... جس نے ... محبت جذباتی وسعت جسمانی خواہشات کا احساس ... رجحانات اور فنون لطیفہ سے دلچسپی اس کے کردار کے ... پہلو ہیں۔ اس کے جسمانی و جذباتی وجود اور ... وجود میں مکمل ہم آہنگی ہے اس کے عمل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ... اپنی اصل میں ایک ... ہے اور اس کا زندگی کے بعض دوسرے تجربات سے گہرا رشتہ ہے۔ بدر منیر اپنے جذبات کے اظہار میں تذبذب کا مظاہرہ نہیں کرتی اور اپنے محبوب شہزادہ بے نظیر کی تلاش میں ... اور وزیر زادی نجم النسا کو روانہ کر کے اپنی ... کا مظاہرہ بھی کرتی ہے۔ بہتر ہوگا کہ اگر بدر منیر کے کردار کے مختلف پہلوؤں کا مختصراً الگ الگ جائزہ لیا جائے۔

میر حسن نے شہزادی بدر منیر کے حسن کی تعریف میں اپنا زور قلم صرف کر دیا ہے اور اس کے حسن کی اس حد تک تعریف کی ہے کہ وہ بالکل مثالی بلکہ مثالی سے بڑھ کر تجریدی نظر آنے لگا ہے جو ... کی مرقع کشی میں تشبیہ اور استعارہ کا فنکارانہ استعمال اور کسی حد تک تجرید کا تفاعل دیکھیے ؎

وہ مسند جو تھی موج دریائے حسن
وہاں دیکھی اک مسند آرائے حسن
برس پندرہ اک کا سن و سال
نہایت حسین اور صاحب جمال
عجب طرح کا حسن تھا جانفزا
کہ مہ رو مہ جس کے تھا ماند سا
ادھر اک اوڑھنی جوں ہوا یا حباب
جسے دیکھ شبنم کو آئے حجاب
صباحت صفا اس میں جھلکی ہوئی
پڑی سر سے کاندھے پہ ڈھلکی ہوئی
جھلک پائجامہ کی دامن سے یوں
کہ روشن ہو فانوس میں شمع جوں
وہ مکھڑا جسے دیکھ مہ داغ کھائے
وہ نقشہ کہ تصویر کو حیرت آئے
تغافل، حیا، ناز و شوخی غرور
ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور
وہ رخسار نازک کہ ہو جائے لال
اگر اس پہ بوسے کا گزرے خیال
وہ اٹکھیلیاں اور وہ اس کی چال
نہ دل جس سے ہو عالم کا پائمال

سحر البیان کی ہیروئن بدر منیر بے انتہا خوبصورت ہونے کے ساتھ فنون لطیفہ سے بھی دلچسپی رکھتی ہے۔ شعروں کے علاوہ اسے موسیقی سے بھی شغف ہے۔ شہزادہ بے نظیر جب اس سے ملاقات کے لیے کمرے میں آتا ہے تو اس کے سرہانے مختلف شعرا کے کلیات رکھے ہوتے ہیں ؎

سرہانے دھری اک مجلد کتاب
ظہوری، نظیری کا کل انتخاب
دھری اک بیاض اور رتنک ...
پر از شعر استاد میر و حسن
قلمدان بھی اک نزاکت بھرا
قرینے سے زیر چھپر کھٹ دھرا

بدر منیر موسیقی کی بھی ماہر تھی۔ شہزادہ بے نظیر کی ... کے بعد جب وہ اپنا غم غلط کرنے کے لیے باغ میں جاتی ہے اور ... سے گانا سننے کی فرمائش کرتی ہے تو وہ ... حال اسے راگ مالکوس کی دوسری راگنی گوری گانے کا حکم دیتی ہے ؎

ہوا حکم گوری کا جو برملا
لیے ساز اپنے سبھوں نے ملا
بندھا اس طرح کا جو اس جا سماں
صبا بھی لگی رقص کرنے وہاں

ہر چند کہ اردو کے بیشتر ناقدین کو بدر منیر کے کردار میں نسائی معصومیت اور فطری حیا نظر نہیں آئی مگر صورت حال اس کے برعکس ہے۔ مثنویات میں عام طور پر ہیرو اور ہیروئن کو پہلی ہی نظر میں ایک دوسرے پر عاشق دکھایا گیا ہے۔ مثنوی سحر البیان بھی اس سے مبرا نہیں ہے۔ تاہم بدر منیر پہلی نگاہ میں دام عشق میں مبتلا ہونے کے باوجود بے نظیر کی طرف از خود پیش قدمی نہیں کرتی اور اسے ملاقات یا بات کرنے میں تامل ہوتا ہے جو نسائی فطرت اور فطری حیا کے عین مطابق ہے۔ اس نوع کی نسائی معصومیت گلزار نسیم کی ہیروئن بکاؤلی اور زہر عشق کی ہیروئن مہ جبیں میں نہیں پائی جاتی بے نظیر جب اس کے باغ میں پہنچتا ہے تو وہ یہ کہتی ہوئی چھپ جاتی ہے ؎

یہ ہے کون کم بخت آیا یہاں
میں اب چھوڑ گھر اپنا جاؤں کہاں
یہ کہتی ہوئی آن کی آن میں
چھپی جاکے اپنے وہ دالان میں
دیا ہاتھ سے چھوڑ پردا شتاب
چھپا ابر تاریک میں آفتاب

اس فطری جھجک اور حجاب کے باوجود جب وہ وزیرزادی نجم النساء کی ایما پر شہزادہ بے نظیر سے ملاقات کرتی ہے تو وہ اپنے جذبات کا برملا اظہار کرتی ہے اور بدرِ منیر کے کردار کا سب سے اہم پہلو اس کا جذبۂ رقابت ہے اور اسی سبب سے اس کا کردار مثالی نہ ہو کر ارضی، فطری اور حقیقی ہو گیا ہے۔ بدرِ منیر گوشت پوست کی جیتی جاگتی عورت نظر آتی ہے جس کا حسیاتی اور جذباتی ردِ عمل نسائی فطرت کے عین مطابق ہے۔ عورت کبھی شرکت نہیں گوارا کر سکتی پری ماہ رُخ کے تئیں اس کا ردِ عمل دیکھئے ؎

مرو تم پری پر وہ تم پر مرے
بس اب تم ذرا مجھ سے بیٹھو پرے
میں اس طرح کا دل لگاتی نہیں
یہ شرکت تو بندی کو بھاتی نہیں
عبث تم سے دل کو لگاوے کوئی
بھلے چنگے دل کو جلاوے کوئی
بسے شمع سا کیوں کوئی اشک سے
جلے کس لیے آتش رشک سے

بدرِ منیر کی محبت مثالی ہے اور وہ ایک عام مشرقی عورت کی طرح مہر و وفا اور اخلاص کا پیکر نظر آتی ہے جو محبوب کی جدائی کے غم میں بے چین ہے ذرا اس کی حالتِ زار ملاحظہ کریں ؎

بہم دو دلوں میں جو ہوتی ہے چاہ
تو ہوتی ہے دل کے تئیں دل سے راہ
قلق واں جو گزرا تو یاں غم ہوا
رکا جی وہاں یاں خفا دم ہوا
کئی دن نہ آیا جو وہ رشکِ ماہ
نظر میں ہوا اس کے عالم سیاہ
گئے اس پہ جب دن کئی اور بھی
بگڑنے لگی پھر تو کچھ طور بھی
دوانی سی ہر طرف پھرنے لگی
درختوں میں جا جا کے گرنے لگی
ٹھہرنے لگا جان میں اضطراب
لگی دیکھنے وحشت آلودہ خواب
تپِ ہجر گھر دل میں کرنے لگی
در اشک سے چشم بھرنے لگی
خفا زندگانی سے ہونے لگی
بہانے سے جا جا کے سونے لگی
تپِ غم کی شدت سے وہ کانپ کانپ
اکیلی لگی رونے منہ ڈھانپ ڈھانپ
نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا
نہ کھانا، نہ پینا، نہ لب کھولنا

جہاں بیٹھنا پھر نہ اٹھنا اسے
محبت میں دن رات گھٹنا اسے
کسی نے جو کچھ بات کی بات کی
پہ دن کی جو پوچھی کہی رات کی
چمن پر نہ مائل نہ گل پر نظر
وہی سامنے صورت آٹھوں پہر

کہا جاتا ہے کہ دل سے دل کو راہ ہوتی اور عاشق باہم ملاقات کے بغیر ایک دوسرے کے خیالات، تصورات اور کیفیات سے واقف ہو جاتے ہیں۔ میر حسن انسانی جذبات اور کیفیات کے گہرے نباض تھے۔ پری ماہ رخ شہزادہ بے نظیر کو بے وفائی کی پاداش میں کنویں میں قید کرا دیتی ہے۔ ادھر بدرِ منیر کو خواب میں اپنے محبوب کی حالتِ زار کا علم ہو جاتا ہے ؎

قضا نے دکھایا عجب اس کو خواب
کہ دشمن نہ دیکھے یہ حالِ خراب
جو دیکھے تو صحرا ہے اک لق و دق
کہ رستم جسے دیکھ ہو جائے فق
نہ انساں ہے واں نہ حیوان ہے
فقط اک کفِ دست میدان ہے
مگر بیچ میں اس کے ہے اک کنواں
کہ اٹھتا ہے آہوں کا واں سے دھواں
کنویں کا ہے منہ بند اس سے اڑی
کئی لاکھ من کی ہے اک سل پڑی
صدا واں سے ہے یہ کہ بدرِ منیر
ترے چاہِ غم میں ہوا ہوں اسیر
میں بھولا نہیں تجھ کو اے میری جاں
کروں کیا کہ ہے مجھ پہ قیدِ گراں

بدرِ منیر یہ خوابِ وحشت اثر دیکھنے کے بعد اور بھی بے چین ہو جاتی ہے اور وہ حالِ دل اپنی رازدار وزیرزادی نجم النساء کو سناتی ہے اگرچہ وہ اپنے محبوب کی تلاش کے سلسلہ میں عملی اقدام نہیں کرتی مگر نجم النساء کو خواب کی تفصیل بتانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ بے نظیر کی رہائی کے لیے کوشش کرے۔ میر حسن نے جس تہذیب اور معاشرت کی عکاسی کی ہے وہ شہزادی کو بس اسی حد تک عمل کی اجازت دیتی ہے۔ اس واقعہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اس زوال آمادہ تہذیب میں بادشاہ، ملکہ، شہزادی یا شہزادہ کی کوئی نجی زندگی نہیں ہوتی تھی اور وہ اپنے بالکل شخصی اور ذاتی معاملات میں بھی اپنے خدمت گاروں کے دست نگر ہوتے تھے۔

ان خصوصیات کی روشنی میں یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ مثنوی سحر البیان کی ہیروئن بدرِ منیر کا کردار اپنی متنوع کیفیات اور اپنی رنگا رنگی کے باعث ایک ناقابلِ فراموش کردار ہے اور اس کا شمار اردو مثنویات کے زندہ جاوید کرداروں میں ہوتا ہے۔

(اُردو سروس سے نشر)

شافع قدوائی
شعبۂ صحافت، کنیڈی ہاؤس مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

نظم

جیسے فسانہ ختم ہوا

راج نرائن راز

کمرے کی خاموش فضا میں
اک مانوس سی خوشبو تھی
مہکی سانسوں کا سرگم تھا
کنچن کایا قرب کی حدت سے نکھری تھی
سورج کی ایک ایک کرن اُجلی تھی

پلکیں بوجھل آنکھیں بند حواس مسخر
چڑھتی دھوپ میں اک نشہ تھا

اس کو فسانہ اک لکھنا تھا
کمرے کی خاموش فضا خالی تھی
قرب کی خوشبو
کنچن کایا
سانس کے سرگم
سب تحلیل ہوئے تھے
جیسے فسانہ ختم ہوا تھا

ڈھلتی دھوپ میں زہر بجھا تھا

وہ بیٹھا تھا
—— جیسے ہاری فوج سے بچھڑا ایک سپاہی
اپنی پسپائی پر گم سُم
جسم کے اوپر تیغ سے لکھی تحریروں پر نادم
سوچ رہا ہو —— زخم شماری سے کیا حاصل!
اک جھونکا تھا —— تیز ہوا کا —— آیا اور گیا
وہ پتھر کے بُت کی صورت، بالکل بے حس بیٹھا تھا
—— رات کا لمبا —— گہرا سایا پھیل گیا تھا

(اردو سروس سے)

اردو شاعری میں برسات کا ذکر

ڈاکٹر نریش

قدرتی مناظر سے متاثر ہونا فطرتِ انسانی ہے۔ قدرتی مناظر کے رنگا رنگ نظارے اسے مسرور وشادکام کرتے ہیں۔ اور اس کے جذبات کو متاثر بھی کرتے ہیں۔ شاعر چونکہ عام آدمی کی نسبت بہت زیادہ حساس طبع ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی طبیعت قدرتی مناظر سے زیادہ اثر قبول کرتی ہے۔ اردو سے پہلے ہندوستانی زبانوں کی شاعری میں، بالخصوص سنسکرت شاعری میں انسانی جذبات کی زوردار ترجمانی کے لیے قدرتی مناظر سے مدد لی گئی ہے۔ کالی داس کا 'رتو سنگھار' اس کی اعلیٰ مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ رتو درشن یعنی موسموں کا بیان اردو شاعری میں بارہ ماسے کی صورت میں باقاعدہ طور سے داخل ہوتا ہے۔ اس سے قبل اگرچہ دکنی شعراء کے یہاں ہندوستانی موسموں کا ذکر بالتفصیل موجود ہے لیکن ان کی زبان ٹکسالی اردو نہ ہونے کی وجہ سے اردو کا عام قاری اس سے لطف اندوز ہونے سے معذور رہتا ہے۔ ابراہیم عادل دوم کی 'نورس' میں سلطان قلی قطب شاہ کی نظموں میں، ملا وجہی، مقیمی، اور سراج کی مثنویوں میں ہندوستانی موسموں کا بھرپور بیان موجود ہے۔ جسے ہم تاریخی اعتبار سے اردو شاعری میں سرزمین ہند کی مہک کے آغاز کا نام دے سکتے ہیں۔ دکنی شعراء کے علاوہ شمالی ہند کے اردو شعراء کے یہاں بھی، ایک زمانے تک ہندوستانی موسموں کے بیان کی روایت قائم رہی ہے۔ اس ضمن میں ہم میر تقی میر کی ان چار مثنویوں کا ذکر کر سکتے ہیں۔ جن کا موضوع موسم برسات ہے۔

ہندوستانی موسموں میں برسات کا موسم سب سے حسین اور خوبصورت مانا جاتا ہے۔ ہندوستانی زبانوں کی شاعری میں برسات کی رُت جہاں ایک طرف عاشق کی غیر موجودگی میں معشوق کے جذبات کو مشتعل کر کے اس کی یاد میں آنسو بہانے پر مجبور کرتی ہے۔ وہاں دوسری طرف عاشق اور محبوب کے ملن کے پُرکیف لمحات کو برکھا رت کا رہینِ منت بنا دیتی ہے۔ اردو شاعروں میں برسات کے بیان میں جو قدرت نظیر اکبرآبادی کو حاصل رہی ہے وہ دوسرے شعراء کے مقابلے میں انھیں منفرد مقام کا حامل بنا دیتی ہے۔ مولانا حالی کی نظم 'برکھا رت'، سرور جہان آبادی کی 'مغنّیے برشگال'، آغا حشر لکھنوی کی 'برسات کی بہار'، حسرت موہانی کی 'برسات'، جوش ملیح آبادی کی 'برسات کی پہلی گھٹا'، شمس عظیم آبادی کی 'برسات' ایسی نظمیں ہیں جن میں ہندوستان کے اس نہایت خوبصورت موسم کا بھرپور بیان موجود ہے۔

برسات کا موسم ان عاشقوں کے لیے انتہائی کرب ناک موسم ہے جن کے محبوب ان کے پاس نہیں۔ ہندوستانی زبانوں کی شاعری میں چونکہ عام طور پر عورت کو عاشق کا درجہ حاصل رہا ہے اس لیے موسم برسات میں پیا کے وجوگ میں تڑپنا ان کا مقصد ہو گیا ہے۔ سماجی اعتبار سے کاروبار کے سلسلے میں 'دور دراز' کے مقامات پر نکلے ہوئے آدمی جب برسات میں اپنے گھر نہیں لوٹتے تو ان کی محبوب عورتیں جن میں بعض بیویاں بھی شامل ہوتی ہیں، ان کے فراق میں آہ و زاری کرتی ہیں۔ ان عورتوں کا ہنسنا کھیلنا چھیننا انھیں اور بھی ستاتا ہے جن کے محبوب ان کے ساتھ ہیں۔ انسانی جذبات کا اس فطری کیفیت کا بیان افضل پانی پتی کے ہاں ملاحظہ کیجیے:

گھٹا کاری چاروں اور چھائی
برہ کی فوج نے کیسی چڑھائی
ارے جب کوک کوئل نے سنائی
تمامی تن بدن میں آگ لائی
بنڈولے چڑھ رہیں سب نار پیو سنگ
حسد کی آگ نے جارا مرا انگ
چلا ساون مگر ساجن نہ آئے
اسے کن دیتوں نے ٹونے چلائے

مگر برسات کا یہی موسم ان عاشقوں کے لیے انتہائی پُرکیف بن جاتا ہے۔ جن کے محبوب ان کے پاس ہیں۔ ان کے لیے موسم برسات کے مناظر اور بھی بہانے ہو جاتے ہیں۔ نظیر اکبرآبادی کی زبانی میں ایسے خوش نصیبوں کا ذکر ملاحظہ کیجیے:-

جو وصل میں ہیں ان کے جوڑے مہک رہے ہیں
جھولوں میں جھولتے ہیں گہنے جھمک رہے ہیں

ملن اور وجوگ کے اس تضاد کو نظیر اکبرآبادی اس طرح بیان کرتے ہیں:-

جو خوش ہیں وہ خوشی میں کاٹے ہیں رات ساری
جو غم میں ہیں انھوں پر گزرے ہے رات بھاری

سینوں سے لگ رہی ہیں جو ہیں پیا کی پیاری
چھاتی پھٹے ہے ان کی جو ہیں برہ کی ماری
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

وصال اور فراق کے احساسات سے قطع نظر برسات کا موسم اپنے آپ میں بے انتہا حسین اور خوشگوار موسم ہوتا ہے؛ یہ وہ موسم ہے جب دھرتی سہاگن کی طرح کھل اٹھتی ہے۔ ندیاں پانی سے لبالب بھر کر اور اکثر اوقات کناروں کے قید و بند توڑ کر بدمست بہنے لگتی ہے۔ جا بجا سبزہ کھل اٹھتا ہے۔ کوئل کی کوک اور مور کا رقص مستی دل و ذہن کو تازگی عطا کرنے لگتا ہے۔ دیکھیے میر تقی میر برسات کی اس چھٹا کو بیان کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں:-

رُت ہے برسات کی بہت پیاری
موجزن جھیلیں ندیاں ساری
کھیت دھانوں کے لہلہے شاداب
کر رہے ہیں نظر کی دلداری
سوندی سوندی زمین کی مٹی
بھینی بھینی چمن کی بو پیاری
کوکلا پگلا کوئلیں طاؤس
اپنی تانیں سناتے ہیں پیاری

موسم برسات کتنا ہی سہانا اور پیارا ہو مگر جب بہت دنوں تک بارش کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو عام آدمی اس سے عاجز بھی آ جاتا ہے۔ زندگی کا کاروبار تھم سا جاتا ہے اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں مقید اس بات کے منتظر ہونے لگتے ہیں کہ تار بارش تو ٹوٹے کسی ساعت کسی پل۔ دیکھیے برسات کے دنوں کی یہ بیزاری بھی میر کی نظروں سے اوجھل نہیں رہی ہے۔

کیا کہوں اب کے کیسی ہے برسات
جوشِ باراں سے بہہ گئے ہیں پات
ابر رحمت ہے یا کہ زحمت ہے
ایک عالم غریقِ رحمت ہے
یہ ہے سلسلہ یہ ربطِ باراں ہے
شہر میں ہے تو باد و باراں ہے
لکھے کیا میر مینہ کی طغیانی
ہو گئی ہے سیاہی بھی پانی

میر کے برعکس حالی نے برسات کو ایک دوسرے زاویے سے دیکھا ہے۔ ان کے یہاں موسم برسات گرمی کی تپش بجھانے والا، سردی کا پیامبر، عارفوں کے لیے کتابِ عرفان اور خدا کے جلووں کا مظہر ہے۔ یہ وہ موسم ہے جسے حالی بہت سی دعاؤں اور التجاؤں کے بعد آیا ہوا موسم کہتے ہیں:-

گرمی کی تپش بجھانے والی
سردی کا پیام لانے والی
وہ سارے برس کی جان برسات
وہ کون خدا کی شان برسات
آئی ہے بہت سی دعاؤں کے بعد
اور سینکڑوں التجاؤں کے بعد

برسات کے ساتھ ہندوستانی ادب میں کرشن اور گوپیوں کی بہت سے داستانیں اور کرشن کی راس لیلا کے بہت سے مناظر بھی وابستہ ہیں۔ کرشن اور گوپیاں' خدا اور روحوں کی علامتیں بن کر ہندوستانی بھگتی ادب میں معرفت کی جوگرہیں کھولتے ہیں اور حیات وکائنات کے جن مسائل کو عارفانہ ڈھنگ سے بیان کرتے ہیں' ان کی بازگشت بھی اردو شاعری میں سنائی پڑتی ہے۔ منشی درگا سہائے سرور کے یہاں چمن میں ابر بہار کے جھوم کر اٹھتے ہی جب شگوفے چٹک پڑتے ہیں اور پھوار برسنے لگتی ہے۔

برکھا کی یہ کالی کالی گھٹائیں اردو شاعری میں کہیں بے نظیر شاہ کے کلام میں ابر رواں کی شوخ رفتاری کا پتہ دیتی ہیں۔ کہیں منشی دوارکا پرشاد افق کے کلام میں ان کے پانی سے زمین کا غبار دل دھلتا ہے کہیں حسرت موہانی کے کلام میں یہ گھٹائیں موجب سوز وسرور اور باعث عیش ونشاط بن کر ظاہر ہوتی ہیں' تو کہیں جوش ملیح آبادی کے کلام میں برسات کی پہلی گھٹا یوں جھوم کر اٹھتی ہے۔ کہ

کیا جوانی ہے فضا میں مرحبا صد مرحبا
چل رہی ہے روح کو چھوتی ہوئی ٹھنڈی ہوا
آرہی ہے دور سے کا فرپپیہے کی صدا
حسن اٹھتا ہے خاک سے انگڑائیاں لیتا ہوا
جھوم کر برسی ہے کیا برسات کی پہلی گھٹا

غرضیکہ اردو شاعروں نے موسموں کے بیان میں برسات کا ذکر بیانیہ اور علامتی دونوں انداز میں کیا ہے۔ اور برسات سے متعلق نظموں میں ایک طرف مناظر قدرت کی بھرپور عکاسی دستیاب ہوتی ہے وہاں دوسری طرف برسات سے متعلق انسانی احساسات اور انسانی احساسات اور انسانی تاثرات کو بھی زبان عطا کی گئی ہے۔

(جالندھر سے نشتر)

اختر عازم

تجھے کوئی اور نہیں ہیں یہ زمانے والے
تیز آندھی میں چراغوں کو جلانے والے
اس قدر بھی نہ ستا مجھ کو ستانے والے
میرے سائے سے بچتے ہیں زمانے والے
کیسی تقدیر بنائی ہے بنانے والے
شہر کا شہر ہی ہوجائے اگر پتھر کا
داستاں کس کو سنائیں گے سنانے والے
عشق کے نام کی تاریخ نہ بنتی کوئی
خاک اڑاتے نہ اگر خاک اڑانے والے
اُن زمانوں کا کریں ذکر تو کیا ہے حاصل
وہ زمانے جو نہیں لوٹ کے آنے والے

(رام پور سے)

وہ دن یہ زمانہ
رشتوں کا لحاظ

اعزاز رضوی

'ایک وہ دن تھے۔ ایک یہ زمانہ آلگا ہے'

یہ جملہ جتنا گھسا پٹا اور فرسودہ ہے اتنا ہی بے پناہ معنویت کا علمبردار ہے۔ یہ جملہ نہ صرف دو نسلوں کی درمیانی وسیع خلیج کی جانب ایک پُرمعنی اشارہ ہے بلکہ بدلتی ہوئی انسانی قدروں کا عکاس بھی۔ لیکن صاحب اس جملہ کی اپنی ایک الگ ہی خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ اسے ہمیشہ بڑے دوہراتے ہیں اور چھوٹے سنتے ہیں۔

زمانہ انقلاب پذیر ہے۔ ابتدائے آفرینش سے آج تک نہ جانے کتنی کروٹیں بدل چکا ہے۔ کتنے رنگ اختیار کر چکا ہے اور آئندہ بھی نہ جانے کتنے روپ اور بدلے گا۔ قدریں بدلتی ہیں تو زندگی کے آداب خود بخود بدل جایا کرتے ہیں۔

آج جب ہم پچاس سال پیچھے مڑکر دیکھتے ہیں تو ہمیں زندگی کا ہر زاویہ بدلا سا نظر آتا ہے۔ کھانا پینا' اٹھنا بیٹھنا' ہنسنا بولنا' سونا جاگنا' رہن سہن' رسم ورواج' خوشی موت و زیست کے سبھی انداز وہ نہیں نظر آتے جو پہلے تھے۔ ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم آج کی بہ نسبت اپنے بڑوں کا زیادہ احترام کرتے تھے۔ ایک چھوٹی سی مثال لیجئے آج سگریٹ پینا فیشن میں داخل ہوگیا ہے۔ مردوں کو چھوڑیئے عورتیں بھی اس فن میں طاق نظر آئیں گی۔ ایسا نہیں کہ سگریٹ پہلے نہیں تھی یا پی نہیں جاتی تھی' لیکن آج کے صاحبزادوں کو دیکھئے ابھی مسیں بھی ٹھیک سے نہیں بھیگی ہیں کہ منہ سے سگریٹ کی بدبو کے بھبکے آنا شروع ہوگئے ہیں اور صرف یہی نہیں کس ادائے بے نیازی سے وہ اپنے بڑوں کے سامنے کش لیتے ہیں اور کندھے جھٹک کر دھوئیں کے مرغولے اور لچھے اڑاتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں بڑوں کے سامنے سگریٹ پینا بدتمیزی سمجھا جاتا تھا۔ ہمیں یاد ہے کہیں چوری چھپے ہم نے ایک بار شوقیہ منہ کو سگریٹ لگائی تھی کہ دفعتاً پیچھے سے ابا میاں کی مخصوص کھنکار کی آواز کانوں سے ٹکرائی ہم ہڑبڑا گئے۔ جھٹ زمین پر سگریٹ پھینک جوتے سے اسے مسل ڈالا تھا اور ایک برف کی سل کی طرح ٹھنڈے ہوکر پت جھڑ کے پتے کی طرح کانپنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ ابا میاں نے دیکھا تک نہ تھا۔ آج جب ہم بہو بیٹیوں کو سلیولیس مڈی یا ہاف ساڑی میں اپنے باپ یا خسر کے سامنے بیباکی سے گھومتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اکثر سوچنے لگتے ہیں کہ کیا واقعی ان کی آنکھ کا پانی بالکل ہی مرچکا ہے آخر ہمارے زمانہ میں بھی تو بہو بیٹیاں ہوا کرتی تھیں۔ زنانخانہ میں داخل ہوتے دادا میاں اور ابا میاں کی آہٹ پر بہنوں کے سر کے دوپٹے درست ہوجاتے اور بہوؤں کے گھونگھٹ کچھ اور لمبے ہوجاتے۔

آج تو آوا کا آوا ہی بگڑا ہے رسم ورواج پر نظر ڈالئے ہمارے زمانے میں بچوں کی پیدائش پر زچائیں چالیس دن تک زچہ خانہ سے باہر پاؤں نہیں نکالتی تھیں۔ اگر گھر چھوٹا ہے یا ایک ہی دو کمرے ہیں تو زچہ کی چارپائی ایک کونے میں کرکے پردہ باندھ کر گھیر دی جایا کرتی تھی۔ کیا مجال جو بہو بڑے نہان تک گھر کے کسی مرد کا سامنا کرے یا بچہ کو اس کا باپ اپنے بڑوں کے سامنے گود میں اٹھالے ایسا کرنا بے شرمی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ آج کی زچہ کو ڈھونڈھنا ہو تو زچہ خانہ میں نہیں آپ اسے پکچر ہال یا کافی ہاؤس کی میز پر آسانی سے تلاش کرسکتے ہیں۔ چھوٹا بچہ باسکٹ میں بیٹھا ہوا اور بڑا بچہ بلٹ میں بندھا ہوا جس کی لگام ہزبینڈ کے ہاتھ میں تھمی ہوئی ملے گی۔ شادی بیاہ کے موقع پر لڑکے لڑکی کی مرضی پہلے بھی لی جاتی تھی۔ اب بھی لی جاتی ہے۔ پہلے لڑکی اپنی رضامندی کے وقت آنکھیں جھکا گردن نیچی کرلیا کرتی تھی۔ اقرار کا کیا با حجاب انداز تھا اور اس حجاب میں کیسا حسن پوشیدہ تھا آج دیکھئے تو لڑکیاں والدین کے سامنے اپنی پسند یا ناپسند پر وہ تڑاق تڑاق تبصرے فرماتی ہیں کہ ہماری آنکھیں شرم سے نیچی ہوجاتی ہیں۔ ہمارے زمانے میں نائیں یا نائین شادی کا نیوتہ دیا کرتی تھیں آج لڑکیاں اپنی شادی کا انویٹیشن کارڈ لیے خوشی خوشی خود ہی نیوتہ دیتی پھرتی ہیں اور اسے اپنی کیٹ تصور کیا جاتا ہے۔

نئی روشنی ہے نیا زمانہ ہے۔ نئی پڑھائی ہے کوئی کیسے دوش دے۔ ہمارے زمانے میں بھی پڑھائی کا چرچا تھا۔ ہمارے گھر کی لڑکیاں بھی اسکول جاتی تھیں

ہیلی خیالات کے اندر رہ کر [illegible] سے
ڈیوڑھی میں پردہ بندھی ڈولی [illegible] کی
طرف کرکے کھڑے ہو گئے۔ [illegible]
سڑک پر کھڑے پردہ [illegible] سے [illegible]
[illegible] اور اندر [illegible]
[illegible] سے جھا کیا۔

آج سا [illegible]
[illegible] لڑکی [illegible] کو دیکھیے۔ [illegible]
[illegible] الگ سب [illegible]
سامان کی طرف سے ہیں۔

ہمارے زمانے میں [illegible]
زمانے میں شمار ہوتا تھا۔ [illegible]
[illegible] ہوتی تھی
جاتا ہے آج کے نوجوان [illegible] ہی [illegible]
روم میں بیٹھ کر ٹی وی پر رومانی فلمیں دیکھتے ہیں اور [illegible]
سیکس پر کھلے عام تبصرہ فرماتے ہیں کوئی بے [illegible] محسوس نہیں
کرتے۔ ہم کبھی جوان تھے یہ اور بات ہے کہ ہمارے زمانے
میں ٹی وی نہ تھا بولتی فلمیں تو تھیں، ریڈیو تو تھا پر کیا مجال کہ
کوئی فلمی گانا یہ آواز بلند گنگنا دے یا [illegible] کی آواز [illegible]
کے علاوہ کسی وقت تیز تو ہو جائے۔ آج دیکھئے [illegible] بڑوں
کے سامنے تھرک رہے ہیں، بے ہنگے فلمی گانے گا
رہے ہیں۔ اور نئی روشنی کی مائیں فخر سے [illegible] رہی ہیں۔
ہمارے زمانے میں شادی بیاہ کے موقع پر بھی [illegible]
[illegible] رکھا جاتا تھا کہ گانے بجانے اس وقت ہوں جب گھر کے
مرد جا چکے ہوں ہم اگرچہ بہت چھوٹے تھے لیکن [illegible]
ہے کہ بھائی جان کی شادی کے موقع پر بڑی تاک جھانک
کے بعد جب پوری طرح اطمینان کر لیا گیا کہ اب اس وقت
گھر میں مرد نام کی کوئی چیز نہیں ہے تب عورتوں نے ڈھولک
اٹھا کر ٹھیک ٹھیک کر گانا شروع کر دیا۔ آفت کی ماری جانے
کس کام سے نانا ابا جلد گھر آ گئے اس ہلڑ ہنگامے میں کسی کو

ان کی آمد کی خبر نہ ہوئی۔ اچانک ایک گرجدار آواز گونجی "یہ کیا
بدتمیزی مچا رکھی ہے۔ یہ غضب خدا کا اتنی زور زور سے گانا
بجانا ہو رہا ہے کہ باہر تک آواز جا رہی ہے۔ لانا تو میری چھڑی
ابھی ایک ایک کی خبر لیتا ہوں۔" اور ہم نے دیکھا کہ نانا کے گھر
میں موت کا سا سناٹا چھا گیا۔ [illegible]
ہو گیا۔ دادی اماں نے [illegible] کیا جائے [illegible]
[illegible] آئندہ ایسا نہیں ہوگا [illegible]
کچھ ٹھنڈا ہوا۔ آج دیکھیے تو ہماری بہو بیٹیاں اور بیٹے ماں باپ
کے آگے آگے سڑک پر بے حجابی سے [illegible]
[illegible] رہے ہیں اچھلے دکھائی پڑتے ہیں۔ ایسا کرنا
پڑھا لکھا اور ترقی پسند ہونا خیال کیا جاتا ہے۔

غرض کن کن باتوں کا ذکر کیا جائے [illegible]
ہے کہ اب پرانی تہذیب سے نئی تہذیب جنم لیتی ہے جو
اس سے ایک ٹکراؤ ضرور پیدا ہوتا ہے۔ پرانی تہذیب والے
اپنے پرانے خول سے آسانی سے باہر آنے کو تیار نہیں ہوتے۔
نئی تہذیب پرانی قدروں کو فرسودہ سمجھ کر اس سے چھٹکارا پانے
کو ذہنی طور پر تیار نہیں ہوتی ایسے میں سب سے زیادہ کشمکش
کا سامنا پرانی تہذیب والوں کو کرنا پڑتا ہے لیکن پھر بھی
سپر انہیں کو ہونا پڑتا ہے۔ اگرچہ پرانی قدروں کی ٹوٹتی
کرچیں ان کے جذبات کو لہولہان کر جاتی ہیں لیکن پھر بھی
بادل ناخواستہ ہی نئی تہذیب کا خیر مقدم کرنے کے لیے وہ
اپنے کو مجبور پاتے ہیں لیکن پھر بھی نئی نسل کے پاس ان
بوڑھی آنکھوں میں درد کے پڑھے سایوں کو دیکھنے کے لیے
فرصت کا ایک لمحہ بھی میسر نہیں۔ وہ محض ایک آہ کھینچتے ہیں
اور یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ ایک وہ دن تھے
ایک یہ زمانہ ہے "

(آکاشوانی لکھنؤ سے)

اعزاز رضوی
۱۰- پیر جلیل۔ گولہ گنج۔ لکھنؤ

مزاح کی اہمیت

احساسِ فرحت کے ساتھ ہنسنا انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ اسی لیے انسان کو حیوانِ ظریف کہا جاتا ہے۔ تقاضائے فطرت ہونے کے باعث یہ احساسِ فرحت زندگی کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے اور اگر ادب زندگی کا عکاس یا ترجمان ہے تو فطرت کے اس تقاضے کی اہمیت ادب میں بھی نظرانداز نہیں ہو سکتی۔

مزاح، دراصل اسی تقاضائے فطرت کا بروئے کار آنا ہی ہے۔ مزاح طنز اور ہجو ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں، خالص مزاح جیسی شے نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہے البتہ طنز اور ہجو کی صورتوں میں اس کے نمونے اکثر و بیشتر سامنے آتے رہتے ہیں۔

زندگی میں مزاح کی اہمیت کا ہلکا سا اندازہ تو اسی بات سے ہو سکتا ہے انتہائی افسردگی کے عالم میں بھی ہم اگر غالب کا یہ شعر سن لیں ؎

میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی
سن کے ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں

تو پل بھر کی مسکراہٹ تو مل جائے گی۔

اردو ادب میں مزاح کی تاریخ اردو زبان کی تاریخ سے کچھ زیادہ ہی پرانی معلوم ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امیر خسرو کسی گاؤں کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک کنوئیں پر پانی پینے ٹھہر گئے۔ وہاں چار لڑکیاں پانی بھر رہی تھیں، ان میں سے ایک نے امیر کو پہچان کر اپنی سہیلیوں کو ان کی بابت بتا دیا کہ یہ کوی امیر خسرو ہیں۔ اب کیا تھا، چاروں اڑ گئیں کہ پہلے ان کے دل پسند موضوعات پر اشعار تصنیف کریں تو پانی پینے کے حقدار قرار پائیں۔ اب موضوعات ملاحظہ فرمائیے۔ ایک نے کہا مجھے کھیر پر شعر کہہ کر دیجئے، دوسری کو چرخہ بھایا، تیسری کتا، اور چوتھی کو ڈھول۔ ادھر امیر خسرو پیاس سے نڈھال، اُدھر ان چاروں کا شوق کے مارے بُرا حال کہ بس اب ان کے من چاہے شعر ان کے منہ سے نکلے۔ اور ہوا بھی یہی۔ لڑکیاں ابھی کنوئیں سے ڈول کھینچ ہی رہی ہوں گی کہ امیر نے فرمایا ؎

محبوب راہی

جدائی کو جفا بھی لازمی ہے | کہ جینے کو ہوا بھی لازمی ہے
محبت میں جفا بھی لازمی ہے | مرض ہو تو دوا بھی لازمی ہے
مسلسل قربتیں بیزار کن ہیں | کچھ ہم میں فاصلہ بھی لازمی ہے
بھنور میں پھنسنے والوں کے لیے تو | خدا بھی ناخدا بھی لازمی ہے
مرا یہ مشورہ ہے مخلصوں کو | کہ تم میں کچھ ریا بھی لازمی ہے
اگر تکمیل ہے تیری ضروری | تو میرا ٹوٹنا بھی لازمی ہے
ہماری فتح میں پیارے ترنگو | تعاون آپ کا بھی لازمی ہے
یقیناً خوبصورت دیکھتے ہیں | کچھ اس کے ماسوا بھی لازمی ہے
بڑا پیارا ہے منظر اس میں لیکن | پرندوں کی صدا بھی لازمی ہے
تعلق ہے جو گہرے پانیوں سے | تو اک دن ڈوبنا بھی لازمی ہے
فنا اک مرحلہ ہے، اس کے آگے | بقا کا سلسلہ بھی لازمی ہے

سنو! زادِ سفر کے ساتھ راہی
بزرگوں کی دعا بھی لازمی ہے

(بنالگو رے نقش)

ادب اور زندگی میں

حسین مہدی رضوی

کھیر پکائی جتن سے چرخہ دیا جلا
آیا کتا کھا گیا تو بیٹھی ڈھول بجا ـــــ لا پانی لا

کچھ حضرات کا خیال ہے یا میرا وہم کہ یہ کلام امیر کا نہیں ہے لیکن کسی کے خیال یا میرے وہم سے ادب اور زندگی میں مزاح کی اہمیت کم نہیں ہو سکتی۔

غور سے دیکھا جائے تو مزاح، زندگی کی ناہموار اور دشوار گزار راہوں پر سبک روی سے چلنے کی تحریک کا نام ہے۔ اب جیسے جیسے یہ ناہمواریاں شدید اور کٹھن ہوتی جائیں گی ویسے ویسے یہ تحریک بھی تیز اور گراں ہوتی جائے گی۔ یہ ناہمواریاں اگر ہلکی پھلکی اور عمومی ہوں گی تو برسات کے بیان میں نظیر یہ کہتے نظر آئیں گے کہ۔

کوچہ میں کوئی اور کوئی بازار میں گرا
کوئی گلی میں گھر کی ہے کیچڑ میں لوٹتا
رستے کے بیچ پاؤں کسی کا رپٹ گیا
اس سب جگہ کے گرنے سے آیا جو بچ گیا
وہ اپنے گھر کے صحن میں آکر پھسل پڑا

اور آدمی نامے میں فرما گئے کہ:

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یاں میاں
بنتے ہیں آدمی ہی امام اور خطبہ خواں
پڑھتے ہیں آدمی ہی قرآن اور نمازیاں
اور آدمی ہی ان کی چراتے ہیں جوتیاں
جو اُن کو تاڑتا ہے سو وہ بھی ہے آدمی

زندگی کی ناہمواریاں مزید کٹھن ہوں گی جیسا کہ مغلیہ سلطنت کے آخری دور اور جعفر زٹلی کے زمانے میں ہوا تو جعفر کسی خیالی ساہوکار کو یہ رسید لکھتے نظر آئیں گے کہ،

من کہ شیخ مولانہ دارم چکی و نہ دارم چولھا۔ ساکن قصبہ اجاڑ نگر ضلع غیب پورہ ام چوں مبلغ بے تعداد کہ نصف آں یک خرمہرہ نمی شود از لالہ تہمت رام بہ دھینگا مشتی و زد و کوب و جوتم جاتا ولاٹھم لاٹھا گرفتہ در تحت و تصرف خود آوردم اقرار آں کہ تا قیامت ادا نہ سازم۔ این چند کلمہ بہ طریق تالم تالا نوشتہ

.ادہ شدہ کہ سند نہ باشد ـــــ یعنی۔ میں کہ شیخ مولا نہ چکی رکھتا ہوں نہ چولھا ساکن قصبہ اجاڑ نگر ضلع غیب پورہ کا ہوں کہ میں نے لالہ تہمت رام سے بے تعداد روپے کا نصف جن کا ایک خرمہرہ بھی نہیں ہوتا دھینگا مشتی۔ مار پیٹ جوتم جاتا اور لاٹھی ڈنڈے کے زور پر لے کر استعمال کر لیے۔ اقرار یہ کہ قیامت تک ادا نہ کروں گا۔ چنانچہ یہ چند کلمے بطور تالم تالا لکھ دیئے کہ سند نہ ہوں۔

تحریک کا زور مزید شدید اور گراں ہوگا تو سودا کے تضحیک روزگار کا گھوڑا جس کی عمر کے بارے میں ان کا قول ہے کہ

لیکن مجھے یہ از روئے تاریخ یاد ہے
شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار

ایک زوال پذیر معاشرے کی علامت بن کر سامنے آجائے گا۔

اس اعتبار سے مزاح کو کہیں چٹکی، کہیں نشتر، کہیں تلوار اور کہیں گرز سمجھا جا سکتا ہے۔ سہیلی کی چٹکی، چارہ گر کا نشتر، سپاہی کی تلوار اور رستم کا گرز۔ اسی لیے ہر دور کے ادب اور اس ادب کو پیدا کرنے والی معاشرت میں اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

زندگی کی ناہمواریوں سے کوئی دور بچا نہیں رہا اور نہ رہ سکتا ہے اگر ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں تو راہیں بدلیں گی۔ راہیں بدلیں گی تو نشیب و فراز اور نتیجتاً ناہمواریاں پیدا ہونگی چنانچہ غدر کے زمانے میں اگر غالب کسی انگریز کرنل سے یہ کہتے نظر آئیں گے کہ " آدھا مسلمان ہوں اور وہ اس لیے کہ سور نہیں کھاتا مگر شراب پیتا ہوں" تو اس سے آگے چل کر اکبر کو بھی یہ کہنے میں تامل نہ ہوگا کہ

کیسی نماز ہاں میں ناچو جناب شیخ
تم کو خبر نہیں کہ زمانہ بدل گیا

ظاہر ہے کہ یہاں غالب اپنی ذات کے حوالے سے اور اکبر جناب شیخ کے واسطے سے ناہموار معاشرت پر طنز ہی کر رہے ہیں۔

آج کے زمانے پر نظر کی جائے تو جمیل مظہری کی ہجویہ مثنویوں کے یہ اشعار جاذب نظر ہو جاتے ہیں کہ ؎

یہ کل خواب میں ہم نے حالی سے پوچھا
مرض آج قوم میں آج مہلک ہیں کیا کیا
کہ یہ کہ مفلس کو بوسے کا لپکا
اور اس پر ادارت کا سنگین سودا
فلاکت میں دردِ محبت غضب ہے
جہالت میں شوقِ صحافت غضب ہے

اس صدی میں مزاح نے اردو ادب میں نظم سے زیادہ نثر کے ذریعہ رنگ جمایا ہے۔ فرحت اللہ بیگ، عظیم بیگ چغتائی، رشید احمد صدیقی، پطرس بخاری، ملا رموزی، عبدالمجید سالک، شوکت تھانوی، کنھیا لال کپور، فکر تونسوی، ابن انشا، مشتاق یوسفی، شفیق الرحمن سب اس صدی کے گراں قدر مزاح نگار ہیں۔ رشید احمد صدیقی علی گڑھ کے معاشرے کی خوردبین سے زندگی کی ناہمواریوں کا تجزیہ کرتے ہیں اور کامیابی سے نیز زبان و بیان پر ان کی مضبوط گرفت سونے پر سہاگہ ہے۔ مثلاً ہاسٹل میں تلن نامی ایک بوڑھے دودھ بیچنے والے کی بابت کہا جاتا ہے کہ " تلن کے بارے میں یقین سے کہنا مشکل ہے کہ بوڑھے زیادہ تھے یا گندے۔۔۔۔ وہ اپنے شبینہ راؤنڈ پر برآمدے کی دھندلی روشنی میں مقررہ وقت پر نمودار ہوتے۔ پاؤں میں سائز سے بڑا جوتا ہوتا۔ عمر میں ان سے کچھ کم شباہت میں ان کے مانند۔ یہ ایک قدم چلتے تو جوتا سوا قدم طے کر لیتا۔ جیسے کسی موقع پر غالب نے کہا ہے

سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا۔۔۔۔۔

پطرس بخاری اصلاح کا پہلو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ ہنسی آجائے اور ہنسی میں ہمدردی اور محبت کا پہلو بھی موجود ہو۔

کنھیا لال کپور کی طنزیہ دوربین نظر زندگی کے بہت سے شعبوں پر پڑتی ہے اور اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتی۔

ڈاکٹر شفیق الرحمن، کھلنڈروں کے ادیب کی حیثیت سے ابھر کر ایک گہرے فلسفیانہ مسائل تک کو مزاح کی حدود میں کامیابی سے کھینچ لیتے ہیں۔ مثلاً نظریہ اضافیت پر کچھ اس طرح اظہارِ خیال کرتے ہیں کہ " بھئی بس یوں سمجھو کہ محبوب کے ساتھ گزارا ہوا ایک دن، ایک لمحہ معلوم ہوگا اور اس کے انتظار میں ایک لمحہ، ایک دن لگے گا۔"

بات چونکہ ادب اور زندگی کی ہو رہی ہے اور ظاہر ہے کہ ادب، اردو کا ہو یا کسی اور زبان کا مزاح سے الگ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ خاتمہ کلام کے بطور برنارڈ شا کے اس قول کو پیش کر دینا نامناسب نہ ہوگا کہ

" جنھیں ہم جنگلی کہتے تھے وہ ہم سے اس وقت انتقام لے چکے جب ڈارون نے انھیں ہمارا چچیرا بھائی ظاہر کر دیا۔

اور

جنھیں ہم چور کہتے تھے وہ ہم سے اس وقت بدلہ لے چکے جب مارکس نے سرمایہ داروں کو چور ثابت کر دیا۔"

یہ نتائج فکر و نظر سامنے ہوں تو ادب اور زندگی میں مزاح کی اہمیت سے انکار مشکل اور بہت مشکل ہے تقریباً ناممکن۔ (رامپور سے نشر)

شمیم مرتضیٰ دامن

دل ہی کچھ جانتا ہے ان کی ادا کی قیمت
جیسے معلوم ہو غنچوں کو صبا کی قیمت
بے خودی میں بھی رہے ہم ہی خدا کے قائل
ورنہ کیا ہوتی زمانے میں خدا کی قیمت
حُسن جب تک پسِ پردہ ہو کشش رکھتا ہے
کچھ ہمیں جانتے ہیں بندِ قبا کی قیمت
اہمیت زیست کی بڑھتی ہے سدا موت کے بعد
سانس روکو تو ہو معلوم ہوا کی قیمت
نیل دو حصوں میں تقسیم ہوا تھا دامن
پھر بھی سمجھے نہیں موسیٰ کے عصا کی قیمت

(پٹنہ سے)

رضیہ سلطانہ

زہرہ موڈک

عورت قدرت کی بڑی حسین تخلیق ہے۔ اس نے نظام اجتماعی کی تعمیر و تشکیل میں پورا حصہ لیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ خدا نے مرد کے دامن سے عورت کو وابستہ نہ کر دیا ہوتا تو وہ آج بھی صحراؤں اور کوہستانوں کی خاک چھانتا نظر آتا۔ عورت نے گھر، خاندان اور سماج کی ذمہ داریاں سنبھال کر تہذیب و تمدن کی بنیاد ڈالی۔ زندگی کے پریشان گیسوؤں کو سنوارنے میں وہ کل بھی مصروف تھی اور آج بھی ہے۔ اگرچہ اس کی عظمت سے گریز کیا گیا، اسے ناقص العقل کہا گیا۔ تاہم تاریخ کے صفحات اس کے کارناموں پر عش عش کرتے ہیں۔ وہ کبھی بی بی خدیجہ بن کر حضورؐ پر ایمان لانے والوں کی صف اول میں نظر آئیں تو کبھی فلورنس نائٹ انگل بن کر مریضوں کی مسیحائی کرتی۔ وہ کبھی میڈم کیوری ہے تو کبھی مادام ٹریسا ہے۔ وہ چاند بی بی، رضیہ سلطانہ اور لکشمی بائی ہے۔ وہ فخر نسواں، فخر کائنات ہے۔

خاندان غلامان کے جلیل القدر بادشاہ التمش کی اکلوتی خوبصورت بیٹی رضیہ سلطانہ تو بہادری اور ہمت کے لیے ایک مثال بن گئی ہے۔ التمش کی جہاں دیدہ نظریں اس پر اں ہوئی قیامت میں سارے ہندوستان کی قسمت دیکھ رہی تھیں۔ دہلی کے اطراف مہمات میں مصروف التمش دہلی کی جانب سے بالکل مطمئن رہتا کیونکہ اس کی غیر موجودگی میں رضیہ سلطانہ حکومت کے انتظامات بخوبی سرانجام دیتی۔ چہیتے بیٹے نصیر الدین کی اچانک وفات نے التمش کے سامنے ولی عہد کا مسئلہ کھڑا کر دیا۔ خوبصورت، خوب سیرت، ہمدرد، ملنسار، جری، گھوڑ سوار، صابر، بردبار اور بہادر رضیہ سلطانہ ہر لحاظ سے اپنے انیس بھائیوں پر بھاری تھی۔ التمش جیسے جہاں دیدہ بادشاہ کا یہ وصیت کرنا کہ اس کی موت کے بعد رضیہ سلطانہ دہلی کے تاج کی حقدار ہوگی، خود اس بات کی دلیل تھی کہ جوہری نے ہیرے کی پرکھ خوب کی تھی۔ دہلی کا تخت سنبھالنا لوہے کے چنے چبانا تھا۔ رکن الدین اور غیاث الدین جیسے عیش پسند اور سہل پسند شہزادوں کے بس کا یہ روگ تھا بھی نہیں۔ لیکن سوال تھا ان مسلم اُمراء اور رؤسا کا جو کسی عورت کو اپنا آقا تسلیم نہیں کر سکتے تھے۔ عاقل رضیہ سلطانہ وقت کی نبض پہچانتی تھی [illegible] وہ نہیں چاہتی کہ اس مسئلہ کو وقار کا مسئلہ بنا کر خون خرابہ کروائے [illegible] اپنی ولی عہدی کی قربانی دے کر وہ اپنے [illegible] بھائی رکن الدین کو دہلی کا حکمران تسلیم کر لیتی ہے۔ یہیں اس کی عقلمندی اور فراست کا امتحان ہوتا ہے۔ وہ جانتی ہے کہ [illegible] جنہوں نے عورت کو محکوم اور مرد کو حاکم سمجھا ہے خواب میں بھی اسے حاکم [illegible] دیکھنا پسند نہیں کریں گے۔ اور مصلحت کا تقاضہ بھی یہ تھا کہ سیاست میں عورت کے خلاف نفرت کی اس [illegible] ہوئی آگ کو وقت کے چھینٹوں سے بجھایا جائے اور موزوں وقت کا انتظار کیا جائے۔ اسے کہتے ہیں سیاست۔ لیکن [illegible] الدین کی رنگ رلیوں نے جلد ہی راہیں ہموار کر [illegible] نکما ہو گئے۔ حکومت دہلی بدنظمی کے [illegible] الدین کی پشت پناہی شاہ ترکان [illegible] تھی [illegible] حاسد عورت رضیہ [illegible] ہے مٹانے میں مشغول تھی لیکن کاتب تقدیر [illegible] رضیہ سلطانہ کی تقدیر سنہرے الفاظ میں لکھ دی تھی۔ رکن الدین [illegible] سے نہ صرف عیاشیوں سے لوگ بیزار تھے۔ رضیہ نے گرم لوہے پر چوٹ لگائی۔ بڑی بے جگری اور جوش سے بھرپور جذبہ کے ساتھ عوام سے خطاب کیا۔ آواز کی تاثیر اور جذبے کے خلوص نے اثر کیا اور دہلی کے پریشان عوام نے رضیہ سلطانہ کو اپنا حکمران تسلیم کر لیا۔ ثروت صولت نے ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ میں لکھا ہے کہ "اسلامی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ ایک عورت خود مختار رہی۔ رضیہ ایک سمجھدار اور لائق عورت تھی۔ سلطان کے انیس لڑکے تھے لیکن وہ ان میں صرف رضیہ سے خوش تھا اور کہا کرتا تھا کہ مرد صرف رضیہ ہے۔"

آگے وہ لکھتے ہیں:

"اسلام میں چونکہ عورت کی ذمہ داری گھر کا کام کاج ہے اور حکومت کی ذمہ داری مردوں پر ڈالی گئی ہے اس لیے امراء نے اس کی حکومت کو ناپسند کیا اور اس کے خلاف ہو گئے۔"

ایک معمولی حکمراں کا ایسے وقت میں ڈٹے رہنا مشکل تھا لیکن رضیہ سلطانہ تو پیدا ہی حکومت کرنے کے لیے ہوئی تھی۔ اس نے اپنی حکمت عملی سے اُمراء میں آپس میں پھوٹ ڈلوا کر انھیں اس طرح کمزور کر دیا کہ دوبارہ سر نہ اٹھا سکیں۔ گویا حکومت کرنے کی چالوں سے وہ بخوبی واقف تھی۔ ایسی نڈر، بیباک عورتیں تاریخ کے صفحات پر شاذ و نادر ہی نظر آتی ہیں۔

رضیہ سلطانہ کا دور حکومت ۱۲۳۶ء سے ۱۲۴۰ء تک رہا۔ تاریخ کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حکمراں بننے کے بعد اس نے پردہ ترک کر دیا تھا۔ وہ خود دربار کرتی، لوگوں کے معاملات سنتی اور فیصلے صادر کرتی۔ دربار کے ممتاز عہدوں پر اس نے اپنے وفادار لوگوں کو فائز کیا تھا۔ اپنے وفادار حبشی غلام یاقوت کو ایک اعلیٰ ترین عہدے پر فائز کر کے ترک سرداروں کی خفگی مول لی تھی۔ وہ ایک قابل حکمراں تھی۔ التمش کی موت کے بعد ملک میں جو طوائف الملوکی پیدا ہو گئی تھی اس کو دور کرنے کے لیے طاقت، فراست اور جہاں دیدگی کی ضرورت تھی۔ رضیہ سلطانہ نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف اس انتشار کو دور کیا بلکہ رفاہ عامہ کے کئی کام اس کے دور حکومت کی یادگار ہیں۔ بعض مورخین نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ عوام میں بہت مقبول تھی۔ دلی کے عوام اپنی اس ملکہ سے بڑا پیار کرتے تھے۔ لاہور میں اس کے خلاف بغاوت ہوئی تو وہ بذات خود ایک لشکر جرار لے کر وہاں پہنچی اور اسے ختم کیا۔ انطونیہ کی بغاوت پر وہ ایک لشکر جرار لے کر بھٹنڈا پہنچی۔ رمضان کا مہینہ تھا، راستے کی گرمی سے بہت سارے سپاہی راستے میں لقمۂ اجل ہو گئے۔ جو بچ گئے وہ بھی رضیہ سلطانہ کے دشمنوں سے مل گئے اور اسے قید کر لیا گیا۔ اس واقعہ میں تاریخ کے اس واقعہ میں بڑی مماثلت نظر آتی ہے۔ جہاں محمد تغلق دولت آباد کو اپنا دارالحکومت بنانے کے لیے ساری فوج اور عوام کے ساتھ کوچ کرتا ہے اور بہت سارے لوگ راستے کی تکلیفوں کا شکار ہو جاتے ہیں جو بچ جاتے ہیں وہ بادشاہ سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ انطونیہ دہلی کا تخت حاصل کرنے کے لیے رضیہ سلطانہ سے تعلقات بحال کر کے دہلی پر فوج کشی کی کوشش کرتا ہے مگر نتیجہ میں رضیہ سلطانہ کے بھائیوں کے ہاتھوں دونوں مارے جاتے ہیں۔ اور اس طرح ہندوستان کے آسمان تاریخ پر جگمگانے والا یہ ستارہ ٹوٹ گیا۔ لیکن تاریخ کے اوراق اس کی جانبازی اور دلیری کے گواہ رہیں گے۔

رضیہ سلطانہ کے کردار پر بڑی کاری ضرب ان داستان گویوں نے لگائی ہے جنھوں نے اسے اپنی داستانوں میں ایک رومان پرور عورت کی شکل میں پیش کیا ہے۔ زیب داستان کے لیے انھوں نے رضیہ سلطانہ اور اس کے وفادار غلام یاقوت کے درمیان محبت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے حقیقت یہ ہے کہ رضیہ سلطانہ بڑی باکردار عورت تھی۔ اپنے بچپن کے ساتھی انطونیہ کے ساتھ بھی اس کے تعلقات بڑے باوقار تھے۔ اس طرح کی من گھڑت کہانیوں کے ذریعہ اس کے کردار کو مجروح کیا گیا ہے۔

(بمبئی سے نشر)

فراق کی رباعیات پر ایک نظر

ڈاکٹر غلام رسول مکرانی

فراق گورکھپوری کی رباعیات جمالیاتی شاعری اور حسن کاری کا بہترین آئینہ ہے ان کی رباعیوں کا مجموعہ "روپ" دراصل ایک دلفریب نگارخانہ ہے جس میں ہر تصویر حسن و جمال کا ایک نقش لازوال ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ فراق کی تمام شاعری میں اور بالخصوص ان کی رباعیوں میں جمالیات کا ایک اعلیٰ تصور کسی سمندر کے مضبوط دھارے کی طرح موجزن ہے۔ اس تصور میں کائنات کے حسن کے رنگارنگ سلسلے اور کسی دوشیزہ کے پیکر جمیل کے انگ انگ ایک دوسرے سے باہمی رشتے میں منسلک نظر آتے ہیں۔ ایک طرف سورج، چاند، ستارے، شفق، کہکشاں، قوس قزح، سبزہ زار، کہسار، موجِ آب اور دوسری طرف زلف و رخسار، چشم و ابرو، شانہ و کمر سب کے سب جمالیات کے ایک ہی سلسلے میں پروئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں پر اس کی گنجائش نہیں کہ جمالیات کے مفکرین کی آرا سے بحث کی جائے اور فراق کی جمالیات کی حیثیت متعین کی جائے مگر اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ فراق کی جمالیات میں ہندوستانی کلچر کا خمیر پوشیدہ ہے۔ خواہ یہ جمالیات سنگار رس کے ساغر لبریز سے چھلکتی ہو۔ خواہ اساطیری روایتوں کے آبگینوں میں جھلکتی ہو۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے اپنے ایک مضمون میں بہت صحیح فرمایا ہے کہ "فراق اپنی شاعری میں قدیم اور عظیم آریائی تہذیب کی جمال آرائی کی جو بشارت دیتے ہیں وہ دراصل ہندوستانی کلچر کے اسی پہلو یعنی شرنگار رس اور اس کی مادی اور وجدانی لطافتوں کی ترجمانی سے عبارت ہے۔"

فراق کو اس بات کا شدید احساس تھا کہ اردو شاعری میں ہندوستانی کلچر کی بھرپور نمائندگی ابھی تک نہیں ہوسکی۔ وہ اس بات کا اعتراف تو کرتے ہیں کہ اردو کے چند شعراء مثلاً میر تقی میر، نظیر اکبرآبادی، اور اقبال وغیرہ کے یہاں ضمنی طور پر اس ہندوستانی کلچر کی جھلکیاں ملتی ہیں لیکن اگر اس کلچر کی تمام رنگارنگ تصویریں اردو شاعری کے آئینہ خانے میں عکس ریز ہو جاتیں تو اردو شاعری تنوع اور ہمہ جہتی کی بے پناہ دولت سے اور بھی مالامال ہو جاتی۔ "روپ" کے دیباچہ میں اپنے اس نقطۂ نظر کو واضح کرتے ہوئے فراق رقمطراز ہیں:

"لیکن جہاں تک ایسی شاعری کا تعلق ہے جسے ہم صحیح معنوں میں ہندوستانی کہہ سکیں جس میں یہاں کی فضا کی ٹھنڈک اور گرمی ہو، ہندوستان کی مٹی کی خوشبو ہو، یہاں کی ہواؤں کی لچک ہو، جو یہاں کے آکاش، سورج، چاند ستاروں کا آئینہ بنے اور ان کو آئینہ دکھلائے، جس میں وہ مخصوص احساس حیات و کائنات ہو جو رگ وید سے لے کر تلسی داس اور سور داس اور میرابائی کے کلام میں نظر آتا ہے، جو اس زمانے میں بھی ٹیگور کے نغموں کی پنکھڑیوں کی آبیاری اور شادابی کا باعث ہے تو یہ صفات اردو شاعری میں ابھی کم آئے ہیں اور اردو شاعری سے اس کی تمام اچھائیوں کے باوجود کسی قدر ناآسودگی کا احساس ناگزیر ہو جاتا ہے۔"

فراق آگے چل کر اس بات کو بھی صاف کر دیتے ہیں کہ وہ ان رباعیوں میں صرف ہندو کلچر کی ترجمانی نہیں کرتے بلکہ ایک ایسا ہندوستانی کلچر پیش کرتے ہیں جو آفاقی کلچر کا ایک حسین آہنگ بن جاتا ہے۔ جمیل جالبی نے غالباً اس راز کو سمجھ لیا تھا جب انھوں نے فراق کی رباعیوں پر لکھتے ہوئے یہ واضح کیا تھا کہ

"فراق نے اپنی رباعیوں میں ایک نیا کلچر سمونے کی کامیاب کوشش کی۔ اس نے ہندو کلچر کی ان شعاعوں کو اپنی رباعیوں میں جگہ دی جو عالمگیر قدروں کی حامل ہیں۔ اس نے قدیم اساطیر کو رباعیوں میں سمو کر شاعری میں اسلامی کلچر کے ساتھ ساتھ ہندو کلچر کو بھی رچا دیا۔"

ان خیالات کو فراق کی دو رباعیوں کے آئینہ میں دیکھئے تو بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے۔ ایک تصویر یہ ہے ؎

موتی کی کان، رس کا ساگر ہے بدن
درپن آکاش کا سراسر ہے بدن
انگڑائی میں راج ہنس تولے ہوئے پر
یا دودھ بھرا مان سرور ہے بدن

اور پھر دوسری تصویر بھی دیکھئے ؎

لچکا لچکا بدن مجسم ہے نسیم
مہکا مہکا وہ چہرہ سانسوں کی شمیم
دوشیزگی جمال، صبح جنت
گاتے ہوئے نرم گام موج تسنیم

یہ سبھی جانتے ہیں کہ رباعی کا فن انتہائی مشکل فن ہے اور فراق کا اس فن کی مشکل زمینوں میں بھی جمالیاتی فنکاری اور حسن کاری کرنا ان کی بے پناہ تخلیقی بصیرتوں اور ان کے شاعرانہ جینیس کا پتہ دیتا ہے۔ رباعی کا فن مشکل اس لیے ہے کہ اس کا دائرۂ عمل بہت محدود اور مخصوص ہے۔ اس کے اوزان سختی کے ساتھ مقرر کر دیئے گئے ہیں جو اکثر مبلغین عروض کے مطابق چوبیس بحروں تک محدود ہیں۔ اگرچہ کچھ اعتبار سے ان میں اضافہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر یہ اضافہ درحقیقت متنازعہ فیہ بن گیا ہے۔ دائرہ اخرب اور دائرہ اخرم میں بارہ بارہ کے حساب سے تقسیم شدہ ان بحروں میں کہنے کے لیے تو سب سے عمدہ بحریں وہ ہیں جو مفعول مفاعلن مفاعیل فعل اور مفعولن فاعلن مفاعیل فعول کے اوزان پر مشتمل ہیں مگر حقیقت ہے کہ ان چوبیس اوزان میں سے کسی بھی بحر میں رباعی کہی جاسکتی ہے۔ اکثر رباعی گو شعراء نے ان اوزان کی پابندی کی ہے لیکن ظاہر ہے کہ شاعری یا تخلیق کاری وجدان سے بیساختہ چھلکے ہوئے تاثرات کا گہوارہ ہوتی ہے چنانچہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض شاعروں نے ان قیود کی پابندی سے دانستہ یا نادانستہ طور پر انحراف بھی کیا ہے جس پر کافی نکتہ چینی بھی کی گئی ہے۔ خود فراق کی رباعیوں میں بعض مقامات پر ناموزوں مصرعوں کی نشاندہی کی گئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ چند عروضی گمراہیوں سے کسی شاعر کے عظیم مرتبہ پر حرف نہیں آتا اور فراق بھی اسی خانہ میں رکھے جاسکتے ہیں۔

فراق نے اپنی رباعیوں میں ایک دلکش انفرادی اسلوب سے جمالیاتی شاعری کا جو بیش بہا سرمایہ ہمیں عطا کیا ہے وہ اردو شاعری اور رباعی کی تاریخ میں ایک بے نظیر کارنامہ ہے۔ انھوں نے اپنی رباعیوں میں جذبۂ عشق اور ذوقِ جمال کے بیباک مشاہدات کا جو رس کشید کیا ہے وہ عریاں صداقت کا متحمل ہونے کے باوجود لطیف قدروں کا علمبردار ہے۔ ہوسکتا ہے کہ فراق سے پہلے چند رباعی گو شعراء نے حسن و عشق کی معاملہ بندیوں کی کچھ بیباک تصویریں پیش کی ہوں مگر فراق کی رباعیوں میں جو رنگ اور رس ہے وہ بیباک عشقیہ تصورات سے

بڑھ کر خالص جمالیات کے سلسلے کا عطیہ ہے۔ اس میں مادّی عشق کے شعلوں کی لپک بھی ہے اور جنسی جذبات کی بھینی بھینی مہک بھی۔ فراق نے جمالیاتی تاثرات کی آئینہ داری میں جنسی اور شہوانی جذبات کی ایک تہذیب پیش کی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں جمالیاتی احساس میں جنسیت کا تصور ناگزیر ہے لیکن اس کی آئینہ داری اس طرح ہو کہ اس میں لطافت سے معمور ایک تہذیبی سطح اجاگر ہو جائے۔

اگر غور کیا جائے تو یہ انکشاف ہو سکتا ہے کہ فراق کی سنگارس کی رباعیوں پر قدیم سنسکرت کی شرنگاری شاعری کی گہری پرچھائیاں ہیں۔ سنسکرت کے گیتوں اور کبت سائی رجحان میں اس طرز کی شاعری بھری پڑی ہے۔ ہندی شاعری میں بھی ان رجحانات کا اثر پڑا اور بہاری اور ودیاپتی وغیرہ جیسے شاعروں نے اپنی شاعری میں مادّی عشق اور جاذبیت کی خوب کھل کر ترجمانی کی۔

اب خود فراق کے خیالات اپنی ان رباعیوں کے سلسلے میں سُن لیجئے۔ وہ "روپ" کے دیباچہ میں کہتے ہیں:

" یہ رباعیاں سب کی سب جمالیاتی یا شنگھار رس کی ہیں۔ طاہر ہے کہ ان میں شاعری کے وہ افادی پہلو نظر نہیں آئیں گے جس کے لیے ہم لوگ بے چین رہتے ہیں۔ لیکن احساس جمال، جنسی جذبہ یا شہوانی نفسیات کی تہذیب اگر عشقیہ یا جمالیاتی شاعری کے ذریعہ سے ہو سکے تو کیا ہم ایسی شاعری کو بالکل غیر افادی قرار دیں گے؟ کیا بلند عشقیہ یا جمالیاتی شاعری کا ارتقائے تہذیب میں کوئی حصہ نہیں؟ . . . انسانی جمال کا احساس شہوانیت یا جنسیت سے الگ نہیں کیا جا سکتا . . . "

فراق کے ان خیالات سے ان کا نقطۂ نظر نہایت واضح طور پر ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ اگر ہم فراق کی رباعیات کا تجزیہ کریں تو ایک اور حقیقت یہ بھی منکشف ہوتی ہے کہ ان کی رباعیوں میں نہ صرف جسم کے تعیش بلکہ روح کی تسکین کا بھی سامان ملتا ہے۔ انھوں نے مختلف رباعیوں میں جو خیالات و تاثرات پیش کیے ہیں وہ سب کے سب جمالیاتی اور حسیاتی پیکروں میں مجسم بھی ہیں اور نہایت پاکیزہ اور لطیف قدروں کے پیرہن میں ملبوس بھی۔ کہیں محبوب کے روپ انوپ کو نکھارتے ہوئے زلف، آنکھ، ابرو، مژہ، شانہ وغیرہ کی جمالیاتی کیفیتوں کو اجاگر کیا ہے اور عالم وصال کی سرشاریوں کی طرف اشارے بھی کیے ہیں۔ کہیں یہ خالص ہندوستانی کلچر کی حسین جھلکیاں پیش کی ہیں۔ دوشیزاؤں کا گگریاں لے کر پنگھٹ پر جانا، گنگا میں اشنان کرنا، گیلی ساڑیوں کو سوکھنے کے لیے پھیلانا۔ اور اسی طرح کہیں ہندوستانی فضا میں خالص منظر نگاری کے دلکش نمونے پیش کیے ہیں۔ اب ان گوناگوں تصویروں کا تماشہ کرنے کے لیے فراق کی چند رباعیاں ملاحظہ کیجئے ؎

ہے روپ میں وہ کھنک وہ رس وہ جھنکار
کلیوں کے چٹکنے وقت جیسے گلزار
بانو کی انگلیوں سے دیوی کوئی
جیسے سب ماہ بھیانی ہو سنسار

چہرے کی الاپ ہے کہ قامت کا سنگیت
کہتا ہے کہ عشق نیک معلوم کی پڑھا و
آ آئے رائی تمہاری جوانی سے
دیکھے کوئی سنگل بدن کا رچاؤ

رشک دل کلکتی کا نغمہ ہے بدن
سنسار کے بدہ کا کوئی شعلہ ہے بدن
راذھا کی نگاہ کا چھلاوا ہے کوئی
یا کرشن کی بانسری کا لہرا ہے بدن

گنگا وہ بدن کہ جس میں سورج بھی نہائے
جمنا بالوں کی تان بنسی کی اڑائے
سنگم وہ کمر کا آنکھ او جھل لہرائے
یہ آپ سروپ کی دھارا سی کہائے

گنگا اسنان کا یہ رتھا ہے کہ زلف
بکھلے کہ سہانی دلو ملاتی ہے کہ زلف
گہرے میں دھواں دھواں سی اٹھی ہوئی بھیڑ
بڑھتا ہوا کوئی ماگھ میلا ہے کہ زلف

گنگا میں جوڑیوں کے بجنے کا یہ رنگ
یہ راگ یہ جلترنگ یہ روپ یہ امنگ
بھیگی ہوئی ساڑیوں سے کوندے لپکے
ہر سکر بارمن کشتی ہوئی جنگ

یہ رازو نیاز یہ تری خلوت کا
یہ آنکھ میں آنکھ ڈال دینا ترا
ہر لی سی ڈری ڈری اور کچھ مانوس
یہ نرم جھجک سے زندگی کی یہ ادا

کھنچتا ہے عجب نعل میں بانہوں کو وہ
کھو جانے کا وقت ہے تکلف نہ رہے
ہنگام وصال کر سنبھلنے کی نہ فکر
سو سو ہاتھوں سے میں سنبھالے ہوں تجھے

فراق کی رباعیات ان کے دلکش اور منفرد شاعری اسلوب کی بنا پر بالکل نئے لب و لہجہ کی ترجمان بن جاتی ہے۔ اردو رباعیات کی تاریخ میں ان کی آواز سب سے جداگانہ اور دلفریب ہے۔ انھوں نے محبوب کے پیکر کے انگ انگ کے لیے کبھی کائنات کی حسین فضاؤں میں سے اور کبھی اساطیری روایتوں میں سے دلکش تشبیہات تلاش کی ہیں۔ ان کے فن کا یہ پہلو اردو شاعری کی تاریخ میں ایک عظیم اکتساب کا حکم رکھتا ہے۔

(گورکھپور سے نشر)

کاش کہ سوچا ہوتا

راوی چین

لکھتا تھا۔ معلوم نہیں کونسی گھڑی تھی ہاتھ پاؤں کو آرام دینے کا خیال آگیا۔ سوچا تھا کہ ہاتھ پاؤں سلامت رہے تو بڑھاپے میں بھی توانائی محسوس کریں گے۔ بس کیا تھا اپنی ضرورت آس پڑوس میں پھونک دی، آنے جانے والوں نے امید بندھائی کرتے ہیں کوئی بندوبست۔ کچھ ہی دن جاتا تھا کہ بندوبست کے افتتاح کی نوبت آگئی۔ وہ وقت آج تک ہمارے سر پر بج رہی ہے اور اس کی آہنگ اب آپ تک پہنچنے والی ہے۔

افتتاح کی واردات اس طرح شروع ہوئی کہ پڑوس میں کام کرنے والی ایک نواحن کا رسن خاصا پکا تھا ایک صبح گھر میں داخل ہوئیں ان سے بھی سوا عمر کی ایک بڑی بوڑھی ایک چھپنی کا سہارا لے کر بمشکل تمام آگے قدم بڑھاتی ہوئیں ان کے پیچھے پیچھے ہم نے آؤ بھگت کی۔ "آؤ بوا، آئیے بڑی بی۔ یہ کیوں کھڑی ہیں۔ بزرگ ہیں اوپر ادھر پلنگ پر بیٹھیے۔" "نا بیگم صاحبہ نا" یہ کہہ کر وہ دونوں ہی زمین پر ڈھیر ہونے کے بجائے ٹیک گئیں۔ ہم نے پڑوس کی بوا سے سوال کیا، کیا نانی کو علاج کے لیے لائی ہو۔ تم ذکر کر رہی تھیں نا! بوا نے تڑسے جواب دیا، "اے نوج یہ جو میری نانی ہوتیں۔" وہ جو کلوا ہے نا موری کہتے تھا، پڑگیا برے فعلوں میں، میں جانوں ہوں کہ حوالات میں سڑ رہا ہے۔ کون کھیر ہی نا ہے، کھیر یہ اسی کی ماں ہیں۔ مجھ سے کون ان کی عمر جیا سنی ہوگی، بس موئی اولاد کے کرتوتوں نے اس کی یہ دین دسا کردی بیان پڑے ہے۔ مجھے بے چاری پر ترس آئے ہے سو تمہارے جوڑے بیگم صاحبہ اسے لے آئی ہوں۔ کہیں پڑ رہے گی تمہاری خدمت رہے گی۔ اب چاہے نوکر سمجھ کر رکھ لو یا لاوارث سمجھ کر پناہ دیدو۔ بڑھیا جوں نابن کرے گی چاہے آدھی رات کو اسے کام کے لیے اٹھاؤ۔ ہاتھ کی بہت صاف ہے وہ تو لونڈا بری صحبت میں پڑ گیا ورنہ کاہے کو یہ روٹیوں کو ترستی۔"

ہم نے بڑی بی کا بغور معائنہ کیا۔ چہرے پر جھریاں سا مقدر

نوکر رکھنے سے پہلے

نکہت شکیل

تھیں کہ ہم اندازہ نہ لگا سکے کہ کس سبھاؤ کی ہوں گی۔ لیکن ہم نے سوچا مصیبت میں ہے بے چاری کیا مزاج دکھائے گی۔ اسے تو دو وقت کی روٹی نہیں مل رہی۔ اس کا روٹیوں کا سبیتا ہو جائیگا اور ہمیں بھی آرام ہو جائے گا۔

بولنے ہمیں سوچ میں پڑے دیکھ کر بڑی بی کی صلاحتیں بیان کرنا شروع کیں۔ "تم جانو بیگم صاحبہ گریب ہے جے تو موٹے اناج کی روٹی ایسی تھوپے گی۔ آپلوں پہ سینک سانک وے ہے تو بڑا مجا آئے ہے۔ ہانڈی بھی بھون بھان لے ہے۔ ہانڈی کا پانی جیاستی، دال کم، مسالا ہوا تو ٹھیک ورنہ آدمی مرچی اور نمک کی دو ڈیلی ڈال کر ہے بڑھیا ایسی دال پکائے ہے کہ میرے تو منہ کو لگ گئی ہے۔ چائے پھائے کا تمہارے ہاں بہت کھرچ ہے، بڑھیا ایمانداری سے ناجانے ہے کہ چائے کیسی ہووے گوری کہ کالی، لیکن یا میں کا بات ہے پتی، سکر، نمک پکاتے کے دودھ چھوڑ دے گی۔ چائے تیار۔ کیوں بیگم صاحبہ ہے نا!"

ہم نے ان صلاحیتوں پر اس وقت کوئی زیادہ دھیان نہیں دیا۔ سماجی خدمت کا جذبہ جوش مارنے لگا۔ ہم نے ایکدم فیصلہ کر دیا اچھا ہے گھر میں ایک بڑی بوڑھی پڑی رہے گی۔ وقت بے وقت ہمیں کہیں جانا پڑا تو بچوں کو اس کی نگرانی میں چھوڑ کر جا سکتے ہیں۔ بہرلی حامی اور بڑی بی کو ہم نے یہ کہہ کر رکھ لیا کہ ان کا کھانا کپڑا، دوا دارو ہمارے ذمے۔ لیکن تنخواہ تیس روپے جو مہینے کی پہلی تاریخ پر ان کے ہاتھ پر رکھ دیا کریں گے۔ بڑی بی تڑسے بولیں "اور پان تماخو کا کا ہوگا۔" ہم نے کہا اے بڑی بی تمہارا سے پان تماخو کا کیا، یہ رکھا ہے پاندان جب جی چاہے کھالو، بس پاندان صاف رہنا چاہیئے۔" بڑی بی خوشی خوشی راضی۔ بولتے ہماری بلائیں لیں، دعائیں دیں۔ اور بڑی بی نے ہمارے یہاں نوکری شروع کر دی۔ ہم نے بوا سے کہا آج تم تھکی ہاری ہوگی کل سے کام شروع کرنا۔ پہلے دن دونوں وقت ہم نے بڑی بی کو چارپائی پر کھانا پہنچایا اور ہمارے بیٹے نے انھیں پانی پلایا۔ مغرب بعد انھوں نے بچوں کو کہانی کے لیے بٹھانا چاہا لیکن بچوں نے انھیں ٹیلی ویژن کے سیریل بتانا شروع کیے جن کا انھیں چسکا لگ چکا تھا۔ بڑی بی نے ٹیلی ویژن پہلے نہیں دیکھا تھا۔ صرف سُن رکھا تھا۔ پہلی رات وہ دیر تک ٹیلی ویژن کے ہندی، انگریزی سب ہی طرح کے پروگرام دیکھتی رہیں۔ کہیں کہیں انھوں نے توبہ استغفار تو کیا لیکن مجموعی طور پر ٹی وی پروگرام انھیں پسند آگئے۔ اور انھوں نے اعلان کر دیا "اب میں کہیں نہ جانے کی۔"

اگلے دن صبح ہمارے اٹھنے سے پہلے ہی بڑی بی گھر میں جھاڑو دے چکی تھیں ہم نے انھیں سمجھایا کہ جھاڑو دینے سے الماریوں، کھڑکیوں اور دروازوں پر دھول جمتی ہے وہ کیسے صاف کریں۔ ڈرائنگ روم کی ہر ہر چیز صاف کریں۔ انھوں نے صفائی کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے سے ڈرائنگ روم کا رُخ کیا، کچھ ہی دیر میں آواز آئی چھناک۔ ہمارے میاں صاحب شیو بناتے بناتے کرسی سے اچھل گئے "ہو گیا کچھ نقصان" بڑی بی ہکا بکا نکل کر آئیں" میں سمجھی ہی کہ جے لکڑی کا ہے رنگ تو ایسا ہی دیکھے تھا، میں نے ایک طرف کو ڈالا کہ سب اکٹھا کر کے ایک ساتھ صاف کروں گی تو جے گلدستہ ٹوٹ گیو" صبر کے علاوہ کیا چارہ تھا، ابھی پہلا نقصان تھا۔ یہ نقصان بڑھتے ہی گئے۔ کبھی ایک برتن تو کبھی دوسرا برتن، ہمیں محسوس ہونے لگا کہ اسٹیل کے علاوہ دھیرے دھیرے ہماری کراکری سب ختم ہوتی جا رہی ہے۔ کھانا بوا کے ہاتھ کا حلق سے نیچے اترنے سے رہا۔ خواہش تھی کہ چپاتیاں کم از کم پکوا ہی لیں گے۔ وہ انھوں نے پکا کر نہ دیں جب کہو روٹ حاضر۔ اور اگر ڈرائننگ ٹیبل پر روٹ حاضر تو انھیں دیکھ کر میاں صاحب غیر حاضری لگوا کر روانہ۔ بڑی بی نے دیکھا نہ آؤ نہ تاؤ بیمار پڑ گئیں ہم انھیں برطرف کرنے کا جب بھی کوئی خیال زبان پر لاتے یا ذہن میں بھی لاتے تو بڑی بی فوراً سر پر دوپٹہ کس کر چارپائی پر دوہری ہو کر پڑ جاتیں اور اس طرح کراہتیں کہ راہ گیر بھی سُن لیں۔ اب بھلا کیا مجال کہ ہم ان کی تیمارداری نہ کریں۔ بڑی بی نے وہ ٹکر سا دھے کہ ہم چیں بول گئے۔ ان بوا سے بار بار درخواست کی جو انھیں ہمارے سر منڈھ گئی تھیں کہ انھیں ہٹاؤ۔ آخر بوا کو ہم پر ترس آ ہی گیا اور وہ دو تین محلے چھوڑ انھیں کسی اور گھر میں رکھانے میں کامیاب ہو گئیں۔ ہم نے کان پکڑے نہیں رکھیں گے اب کسی بڑھیا کو۔

رکھ لیں ایک نوجوان۔ شوہر سے جھگڑا کر کے اِدھر اُدھر جھاڑو پونچھا کر کے زندگی بسر کر رہی تھی۔ ہم نے اسے کسی گھر میں تاڑ لیا۔ کسی بہانے سے گھر بلایا اور ان تمام گھروں سے ورغلا کر جہاں وہ کام کرتی تھی اپنے گھر نوکر رکھ لیا۔ کام کاج اچھا کرتی تھی گھر بھی صاف ستھرا رکھتی تھی لیکن بی بی جی کی ساڑیوں پر بڑی نظر تھی۔ جب ہم نے اپنے کچھ کپڑے اسے دے دیئے تو اس نے گھسی پٹی چپلوں کو بھی پسند کر لیا۔ پرانی لپ اسٹکوں میں سے سینک کی مدد سے ہونٹ بھی رنگنا شروع کر دیئے۔ اُن کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر ان کے عاشق پیدا ہونا شروع ہوئے، عاشقوں میں اضافہ ہوا، اور اس سے پہلے کہ ہم کوئی نوٹس لیتے اور انھیں برطرف کرتے وہ اپنے کسی عاشق صادق کے ساتھ فرار ہو گئیں۔ ہم نے سکون کی سانس لی۔ لیکن کچھ ہی لمحوں بعد ان کے ناراض شوہر دو کانسٹبلوں کے ساتھ گھر پر ہم میاں بیوی کے بیان لینے آ گئے۔ ایک سوال تھا آپ جانتی ہیں وہ کون سے عاشق کے ساتھ فرار ہوئی، وہ عاشق کتنا پرانا تھا۔ دوسرا سوال انھوں نے ہم سے آہستہ سے دریافت کیا کہ آپ کے شوہر پر تو ڈورے نہیں ڈالے۔ اس پر ہم نے چونک کر اور غصے سے اپنے شوہر نامدار کی طرف پلٹ کر دیکھا اور ہمیں پہلی نظر میں ایسا لگا کہ ان پر ضرور غم کے بادل چھائے ہوئے ہیں کہیں کانسٹبل سچ تو نہیں کہہ رہا۔ لیکن ہم نے اپنے اعتماد کو بحال کرتے ہوئے کہا نہیں ایسی بات نہیں۔ اس کے بعد ہمارے میاں نے کانسٹبلوں سے علیحدگی میں کچھ بات کی اور انھیں روانہ کر دیا، ان کے بیچ کیا معاملہ ہوا ہم ابھی تک ناواقف ہیں لیکن کانسٹبل یہ ضرور کہہ گئے تھے کہ ضرورت پڑنے پر وہ آ سکتے ہیں۔ توبہ کی کہ نوجوان عورت کو کبھی نوکر نہیں رکھیں گے۔ خاص طور سے یہ نکتہ بہت اہم تھا جو کانسٹبلوں نے سمجھایا کہ نوجوان نوکرانی کی موجودگی میں شوہر قانون کی نگاہ میں مشکوک ہو جاتا ہے۔

اب ایک لڑکا رکھا۔ کیا پھرتی تھی۔ ایک کی جگہ دو کام کرتا تھا۔ لیکن اعتماد حاصل کر کے چوٹ دے گیا۔ پیسہ اور تھوڑا بہت زیور لے کر اس نے راہ لی۔

نوکر آتے رہے جاتے رہے۔ ایک مرتبہ نوکر رکھ کر کچھ ایسی بُری عادت پڑی ہے کہ بار بار چوٹ کھاتے ہیں پھر بھی بے مزہ نہیں ہوتے۔ اور نیا تجربہ کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ البتہ ہر تجربے کے ناکام ہونے کے بعد یہ ضرور سوچتے ہیں کہ کاش اسے رکھنے سے پہلے یہ سوچ لیا ہوتا کہ بڑھیا ہے، اسے رکھنا جان کو روگ پالنا ہے، نوجوان ہے خطرے کی گھنٹی ہے لڑکا ہے چست اور چالاک ہوگا۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا ہے کہ نوکر رکھنے سے پہلے ہم نے کوئی مصلحت دیکھی ہو۔ جب بھی کسی کو نوکر رکھنے کی پیشکش پر رال ٹپک جاتی ہے۔ اب عرصے سے کوئی کل وقتی نوکر نہیں۔ البتہ نوکروں کی چہل قدمی ہو رہی ہے۔ چہل قدمی پر آپ شاید چونک جائیں۔ جی ہاں یہ چہل قدمی نہیں تو اور کیا ہے کہ صبح کا ناشتہ شکو نے بنایا، جھاڑو پونچھا بیگم کر گئیں، دوپہر کا کھانا کلو میاں نے جیسے تیسے پکایا اور شام کی چائے اور رات کے کھانے کے لیے ہم گھر گھر سونگھتے پھرتے ہیں کہ کون ہے جو پل دو پل کی نوکری کے لیے راضی ہو جائے۔

کاش ہم نے ہمیشہ اپنے ہاتھوں سے ہی کام لیا ہوتا۔ اب تو محتاج ہو گئے ہیں۔ کام پر ہاتھ نہیں پڑتے۔ بڑی بے بسی میں ہیں ہم۔ ہم نے آرام کے خیال سے نوکر رکھنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ کیا معلوم تھا کہ اتنے تجربوں سے گزرنا پڑے گا۔ ہر تجربہ سبق آموز ہے۔ لیکن ہم بے بس ہیں، نوکر کے محتاج۔ کاش کہ نوکر رکھنے سے پہلے سوچ لیا ہوتا کہ ہماری بے بسی کا دور شروع ہو جائے گا۔ ہم، بے بسی اور نوکر لازم و ملزوم ہیں۔ اب سوچیں آپ نوکر رکھیں یا نہ رکھیں۔

(اردو سروس سے)

رک جاؤ

سریندر پرکاش

ساری کائنات بس اتنی ہی ہے جتنی مجھے دروازے کے فریم میں سے نظر آ رہی ہے۔ اور اس کائنات کے تمام عناصر راکھ کے ذروں کی طرح اڑتے پھر رہے ہیں۔ جنہیں میری خوردبین نظروں نے دیکھ لیا ہے۔ ان ذروں میں ہر عنصر کا دل دھڑک رہا ہے۔ اور کبھی کبھی وہ دھڑکن سنائی دے جاتی ہے ـــــ اگر کائنات بس اتنی ہے تو پھر یہ سارا جھگڑا کس بات کا ہے اسے مل بانٹ کے کیا کھا سکیں گے ـــــ؟

لیکن یہ کائنات اتنی تو نہ تھی ـــــ یہ سب تو کل رات ہوا ہے۔ کل رات سے پہلے ہر چیز طویل تھی ہر چیز عریض تھی ـــــ اور چلتے پاؤں لہولہان ہو گئے تھے۔ بیدلیاں اینٹھ گئی تھیں اور میں تھک ہار گیا تھا ـــــ اور مجھے کھڑا رہنے کے لئے سہارے کی ضرورت تھی۔ اور میں نے دیوار کا سہارا لیا تھا اور کال بل کے بٹن پر ہاتھ رکھ دیا تھا ـــــ دور کہیں گھنٹی بجی تھی اور پھر ایک تھکی سی آواز سنائی دی تھی ـــــ "کون ـــــ؟"

ایک پل کے لئے میں نے سوچا تھا ـــــ میں کون ہوں؟ میں کیا جواب دوں ـــــ؟ کیا میری آواز میں ابھی تک وہ لوچ باقی ہے کہ میری آواز میری پہچان ثابت ہو۔؟ "میں ہوں ـــــ!" میں نے جواب دیا تھا۔ اور دروازے کے قریب آکر قدموں کی چاپ رک گئی تھی اور پھر دروازہ چرچرا کر کھلا تھا۔ جیسے کسی قدیم قلعے کا دروازہ کھلا ہو اور میرے سامنے ایک ادھیڑ عمر عورت کھڑی تھی۔ جس کے سامنے کے بال سفید ہو چکے تھے ـــــ چہرے کی شادابی ماند پڑ چکی تھی۔ آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔ کمر ذرا سی آگے کو جھک گئی تھی۔ اور جھکی ہوئی کمر کے نیچے کا حصہ پھیل گیا تھا۔

میں نے اس چہرے میں ان خدوخال کو ڈھونڈنے کی کوشش کی جو وقت کی طوالت کی وجہ سے اس چہرے میں گم ہو چکے تھے۔ اور وہی پرانی دلآویز مسکراہٹ دھیرے دھیرے رینگ کر اکٹھا ہونے لگی تھی ـــــ جیسے میں نے بیس پچیس برس پہلے دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر کے محفوظ کرنے کی کوشش کی تھی ـــــ میں نے اسے پہچان لیا تھا اور اس نے مجھے ـــــ اور پھر دونوں نہیں میری طرف پلکیں آنسوؤں سے ڈھل کر چہرہ بکھر گیا ـــــ اور ہم ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے سوال پہ سوال کئے جا رہے تھے کوئی کسی سوال کا جواب نہیں دے رہا تھا ـــــ بس سوال ہی سوال ـــــ بات بھی ٹھیک تھی ـــــ ان بیس پچیس برسوں میں زندگی نے ہمیں سوالات کے بوجھ سے لاد دیا تھا ـــــ ہمارے پاس کوئی جواب نہ تھا

"کیسے ہو ـــــ؟" اس نے پوچھا تھا۔

"اچھا ہوں" میں نے جواب دیا تھا۔

"اتنا عرصہ کہاں رہے؟"

"بھٹکتا رہا۔"

"کٹ!!" ڈائریکٹر کی آواز گونجی ـــــ کیمرہ رک گیا لائٹس آف ہو گئیں۔ پنکھا چلنے لگا اور اسکی آواز ساری اسٹیج پر منڈلانے لگی۔

"ویری پرفیکٹ شاٹ" ڈائریکٹر نے آتے ہوئے کہا۔

"ہالی وڈ" چیف اسسٹنٹ نے مسکراتے ہوئے مائل مد کرتے ہوئے نعرہ لگایا۔

"بھائی برا نہ ماننے کا ـــــ لگتا تھا جیسے آپ سچ مچ پریمی ہوں" پروڈیوسر اپنے گلے میں لٹکتی ہوئی سونے کی زنجیر کو گلے میں گھماتے ہوئے بولا ـــــ

ہم پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا تھا ـــــ اس کا شوہر ابھی دفتر سے لوٹا نہیں تھا۔ وہ دفتر سے سیدھا گھر نہیں آتا تھا ـــــ یار دوستوں کے ساتھ گپ بازی کرتا تھا کبھی کبھی پینے پلانے کا پروگرام بھی بن جاتا تھا تو اور بھی دیر سے آتا تھا۔ وہ عنقریب ہی ریٹائر ہونے والا تھا۔ اس وجہ سے اس کی مصروفیات اور بھی بڑھ گئی تھیں۔ یعنی ملنے ملانے والوں سے مل کر مستقبل کے پلان بنانے تھے ـــــ "کوئی نوکری مل جائے گی تو اچھا ہوگا" وہ کہتا تھا۔

"کوئی بزنس کیوں نہیں کر لیتے"؟ اس کا کوئی دوست یا ملنے ملانے والا سوال کرتا۔

"کیا بزنس کروں گا ـــــ ساری زندگی تو سرکار کی خدمت میں گزر گئی ـــــ بزنس کے لئے تجربہ کہاں ہے؟" وہ جواب دیتا۔ "ٹھیک ہے۔ میں راج ہنس سے بات کرتا ہوں ـــــ انڈسٹریلسٹ ہے۔ اچھا خاصا کارخانہ ہے اس کے کارخانے میں کئی طرح کے کام ہوتے ہیں۔ پھر پڑھے لکھے آدمی کی تو سب جگہ ضرورت رہتی ہے۔" اس کا دوست تسلی دیتا ـــــ اور وہ شراب کے نشے میں ساری باتیں اسے بتاتا اور پھر اپنے مستقبل کی طرف سے مطمئن ہو کر پڑ کر سو رہتا سوتے میں وہ خراٹے مار رہا تھا ـــــ اور وہ قریب بیٹھی سویٹر بنتی ہوئی اس کے خراٹوں کی آواز سن رہی تھی ـــــ سویٹر وہ کس کے لئے بن رہی تھی ـــــ اسے بالکل معلوم نہ تھا۔ کیونکہ سویٹر تو اس کے شوہر کے پاس اور خود اس کے پاس ڈھیر سارے تھے۔ اور کوئی بچہ تو ہوا ہی نہ تھا

وہ سویٹر پہنے بیٹھی تھی۔ اس نے اب غور کیا تھا۔

"یہ سویٹر میں نے اپنے لئے ان دنوں بنا تھا۔ جن دنوں وہ بیمار تھا۔ ریٹائر ہونے کے بعد اسے ایک فیکٹری میں سپروائزر کی جاب مل گئی تھی ـــــ سارا دن دھوپ میں کھڑا رہنا پڑتا تھا۔ سکوٹر پر شہر کی سڑکوں پر مارا مارا پھرنا پڑتا تھا ـــــ اور پھر اب وہ عمر تو رہ نہ گئی تھی۔ یہ سب جھیلنے کی ـــــ وہ بیمار پڑ گیا۔ ایک مہینہ گیارہ دن بیمار رہا اور میں بیٹھی سویٹر بنتی رہی۔"

وہی سویٹر پہنے ہوئے وہ میرے سامنے بیٹھی تھی۔ اس کا شوہر وہ نوکری چھوڑ کر کسی دوسری نوکری کے چکر لگانے لگا۔ اور پھر تیسری نوکری اور پھر اس پر فالج کا حملہ ہوا۔

"کہاں ہے؟" میں نے پوچھا۔

"اندر سو رہا ہے۔" اس نے جواب دیا۔

میرے اور اس کے اندر کچھ سویا ہوا تھا ـــــ جسے بیدار کرنے کی ضرورت تھی۔ میں چھوٹا موٹا کریکٹر آرٹسٹ تھا۔ وہ ـــــ ہیروئن تھی ـــــ مشکل تھی ـــــ لیکن ہماری ایسوسی ایشن بہت پرانی تھی۔ اس زمانے سے جب ایک ادھیڑ عمر عورت اسے لئے پروڈیوسروں کے دفتر کے چکر لگایا کرتی تھی۔ وہ عورت اپنے آپ کو اس کی ماں بتاتی تھی

"نہیں وہ میری ماں نہیں ہے ـــــ وہ میری کوئی بھی نہیں ہے۔ مجھ پر یقین کرو ـــــ دراصل میری ماں کون ہے میں بالکل نہیں جانتی ـــــ میں نے اپنا باپ دیکھا ہی نہیں ـــــ" اس نے میرے کندھے پر سر رکھ کر کہا تھا اس کی آنکھیں چھم چھم برسنے لگی تھیں ـــــ اور اس نے پھنس پھنسا کر کہا تھا۔

"میں جب تمہارے کندھے پر سر رکھ دیتا ہوں تو لگتا ہے۔ تم ہی میرے باپ ہو ـــــ مجھے بڑا سکھ ملتا ہے:"

گانا پھوسیاں تو ہونے ہی لگی تھیں۔ اسٹوڈیو میں ــــ فلمی دفتروں میں ــــ اخبار نویسوں کی ملاقاتوں میں۔ لیکن یہ ہمارا ذاتی معاملہ تھا ــــ لوگوں کو کیا پڑی تھی کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

" ہاں ہاں ــــ وہ رول تمہیں دیا جا سکتا تھا میں کب نہیں بول رہا ہوں۔ لیکن میاں تم اپنی اوقات بھول جاتے ہو۔

" وہ ایک ہیروئن ہے اور تم خیر جانے دو ــــ یار سچی بات تو یہ ہے کہ لوگوں کو یہ سب اچھا نہیں لگتا" اس کے ایک دوست ڈائریکٹر نے کہا تھا" اور دوسری سچی بات یہ ہے کہ تم اس کے کیریئر کی ایسی کی تیسی کر کے رکھ دو گے۔"

" اچھا بتاؤ ــــ تم اچانک کہاں غائب ہو گئے تھے؟ تم نے لائن ہی چھوڑ دی" وہ پوچھنے لگی۔

" دراصل ۔ ۔ ۔ دراصل: میں جواب دینے کے لئے اپنی ساری طاقت اکٹھی کرنے لگا اور پھر مشکل کہا" دراصل ایک جسم اور ذہن ــــ دوسرے جسم اور ذہن میں میلوں کا فاصلہ ہے۔ دو ذہنوں اور جسموں کے درمیان ایک رشتے کو دوسرے ذہن اور جسم محسوس نہیں کر سکتے میں تمہارا کیریئر برباد نہیں کرنا چاہتا تھا میں وہاں سے چل دیا اور پھر ادھر ادھر بھٹکنے لگا لیکن یقین جانو میں کبھی رہا ــــ تم میرے اندر سانسیں لیتی رہی"

" لیکن پھر بھی کیا کرتے رہے ــــ "

" بچوں کو سنگیت سکھاتا رہا ــــ سارے گاما پا دھانی سا ۔ "

اندر کے کمرے سے کسی کے نرخرے کے خرخرانے کی آواز آئی ــــ وہ اٹھی اور بولی" شاید اسے کسی چیز کی ضرورت ہے ــــ وہ مجھے بلا رہا ہے ــــ " اور پھر اندر چلی گئی اور پھر اندر سے اس کی آواز آئی۔

" وہ ایک دوست ہے۔ بہت پرانا دوست۔ کبھی ہم اکھٹے کام کرتے تھے۔ ہاں جب میں فلموں میں کام کرتی تھی پھر وہ لائن چھوڑ کر کہیں چلا گیا تھا ــــ شاید اس نے بچوں کو سنگیت سکھانا شروع کر دیا تھا۔ آج ملنے آیا ہے۔ کہیں سے میرا پتہ مل گیا ہو گا ــــ اسے مل کر بڑا عجیب لگ رہا ہے؟ پچھلا وقت لوٹ آیا ہے ــــ ویسے ہی جیسے تمہیں مل کر لگا تھا ــــ تم میرے بچپن کے دوست تھے میں فلم لائن سے اوب چکی تھی۔ اور تم اچانک مل گئے تھے اور تم نے کہا تھا کہ تم مجھے شروع ہی سے چاہتے رہے ہو ــــ اور مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو ــــ میری زندگی خالی خالی سی ہو چکی تھی۔ اس کے جانے کے بعد کچھ بھی ڈھنگ کا نہیں لگ رہا تھا ــــ تمہارے پاس سرکاری نوکری تھی۔ میں آزاد تھی۔ میں نے اپنے پر کاٹ ڈالے اور تمہارے پنجرے میں داخل ہو گئی ــــ وہ پنجرے کے باہر بیٹھا میری طرف ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہے۔ مجھے پھر بڑا عجیب لگ رہا ہے ــــ کیا کہا چائے چاہیئے ــــ؟ میں ابھی بنا کر لاتی ہوں ــــ مجھے بڑا عجیب لگ رہا ہے۔ ایک ہی برتن میں مجھے تم دونوں کے لئے چائے بنانا ہو گی ــــ"

وہ کچن میں چائے بنانے چلی گئی ــــ وہاں سے برتنوں کی آواز آنے لگی اور پھر مکمل خاموشی چھا گئی ــــ اور میں نے آنکھیں بند کر لیں ــــ میری آنکھوں میں بیس برس پہلے کا منظر ابھرا ــــ جب ہم ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ایک ویران سڑک پر چلے جا رہے تھے ــــ تھوڑی دوری پر ریس کورس کا میدان تھا اور وہاں گھوڑوں کو تربیت دی جا رہی تھی۔ ان کے بھاگنے سے ان کے پاؤں کی چاپ سنائی دیتی تھی ــــ ایک دھمک سی ابھرتی تھی۔

ہم ٹہلتے ٹہلتے ایک ٹی اسٹال تک پہونچ گئے تھے اور وہاں ہم نے ایک ہی کپ میں باری باری چائے پی تھی۔ بڑا مزہ آ رہا تھا ــــ

" لو چائے پیئو ــــ اس نے مجھے دراصل چائے کے لئے ہی بلایا تھا" اس نے چائے کا پیالہ میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اندر چلی گئی ــــ " آؤ تمہیں چائے پلا دوں" اندر سے اس کی آواز سنائی دی۔ لو پھر شاید وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چائے پلانے لگی ــــ میں چپ چاپ بیٹھا اپنے سامنے پڑے چائے کے پیالے کو گھور رہا تھا۔

" تم نے ابھی چائے نہیں پی" اس نے آ کر پوچھا۔

" میں بس تمہارا انتظار کر رہا تھا"

" میں نے تو ابھی پی تھی ــــ"

" اوہ میں سمجھا شاید ۔ ۔ ۔ ۔"

" کیا مطلب ؟"

" تمہیں یاد ہے۔ کسی زمانے میں ہم ایک ہی پیالے سے چائے پیا کرتے تھے۔ میں نے سمجھا شاید ابھی تم ۔ ۔ "

اس نے چائے کا پیالہ اٹھایا ــــ آہستہ سے اسے ہونٹوں سے لگایا۔ اس دوران اس کی آنکھوں سے آنسو چائے کے پیالے میں ٹپک گئے۔ پھر اس نے وہ پیالہ میری طرف بڑھا دیا۔

میں نے اس پیالے کو ہاتھ میں لیکر دھیرے دھیرے چائے کی چسکیاں لینے لگا۔ اور وقت آہستہ آہستہ رینگنے لگا۔ وقت کے اس رینگنے کے عمل نے ہم دونوں کو پہلے ہی ایک دوسرے سے بہت دور کر دیا تھا۔ میں چاہتا تھا وقت رک جائے۔

لیکن میرے دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔ میں نے پیالہ میز پر رکھ دیا اور اس کی طرف دیکھنے لگا غور سے

" کیا دیکھ رہے ہو" اس نے مسکرا کر پوچھا۔

" میں تمہیں تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں" میں نے جواب دیا۔

وہ ہنسی، اس کی کھنکتی ہوئی ہنسی ــــ جسے میں کبھی بھول نہیں سکتا۔

" میں تو یہاں ہوں تمہارے سامنے۔ پھر کہاں تلاش کر رہے ہو" اس نے پوچھا۔

" یہی بات تو سمجھ میں نہیں آ رہی ــــ آج میں پنجرے کے باہر ہوں تم پنجرے کے اندر ہو۔ لیکن ہمیشہ تو ایسا نہ تھا۔ ہم ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔ اور یہ سمجھتے تھے کہ ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں کہ اچانک مجھے احساس ہوا کہ میں تمہیں نہیں جانتا ــــ تمہاری کھال کے نیچے ایک اور کھال ہے اور اس کے نیچے ایک اور کھال۔ اور دور اندر تم کہیں چھپی بیٹھی ہو ــــ تم ماں ہو یا محبوبہ ہو ــــ؟ جاننا چاہتا تھا کہ ہمیں ایک دوسرے کے کیریئر کا واسطہ دے کر الگ کر دیا گیا ــــ اور پھر تمہارے کہنے کے مطابق تم نے اپنے پر کاٹ کر پنجرے میں پرورش کر لیا۔ اور وقت رینگنے لگا۔ اور ہم ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے گئے ــــ اور پھر اس دوری کی تہوں میں تمہیں کھوجتا رہا اور تلاش کرتا رہا ــــ اور عجیب بات یہ ہوئی کہ ہم پھر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ بیٹھے ایک دوسرے کے قریب کہ ایک ہی چائے کے پیالے سے دونوں ہونٹ لگا کر پی سکیں اور ہم نے چائے پی۔ اور پھر میرے ذہن میں ایک کوندا سا لپکا اور مجھ پر عیاں ہوا کہ مجھے اب بھی تمہاری تلاش ہے ــــ تمہارے بڑھاپے کی کھال کے نیچے جوان کھال میں لپٹی ہوئی ایک عورت کو میں چھو کر دیکھنا چاہتا ہوں۔ اسے محسوس کرنا چاہتا ہوں اسے پانا چاہتا ہوں۔ تاکہ میری تلاش ختم ہو۔ کیونکہ تمہارے وجود میں کہیں میرا وجود چھپا ہوا ہے ــــ اور میں اپنے وجود تک پہونچنا چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اندر سے کسی کے نرخرے کے خرخرانے کی آواز آئی۔ وہ اٹھی اور اس نے جانے سے پہلے مجھے کہا۔

" تم میرے شوہر ہو ــــ لیکن میں پنجرے میں بند ہوں۔ ایک ایسے آدمی کے پنجرے میں جو فالج زدہ ہے اپاہج ہے۔ وہ بھی میرا شوہر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اپاہج ہے۔ اپاہج تم بھی ہو نہ وہ مجھے چھو سکتا ہے، نہ تم ــــ اور مجھے دونوں دونوں کے لئے ایک ہی برتن میں چائے بنانا ہے۔ اسے اپنے ہاتھوں سے چائے پلانا ہے اور تمہارے پیالے میں ٹھیک اسی جگہ اپنے ہونٹ جما کر گھونٹ بھرنا ہے۔ جہاں تم نے ہونٹ رکھے ہوں۔ میں جا رہی ہوں ــــ وہ مجھے بلا رہا ہے۔ اسے میری ضرورت ہے۔ تم وہ ہو یا وہ تم ہے اس کا فیصلہ میں تو نہیں کر سکتی ــــ!"

" تو ٹھیک ہے ــــ میں اسے ملنا چاہتا ہوں میں اس سے مل کر ہی اس بات کا فیصلہ کر سکتا ہوں" میں کہتے ہوئے اٹھا ــــ اور اندر کی طرف بڑھا۔

" رک جاؤ ــــ" وہ گویا چیخی ــــ" تم اندر نہیں جا سکتے۔ یہ ایک عورت کے وجود کی حدود ہیں ــــ جنہیں کبھی پار کرنے کی عورت نے اجازت نہیں دی ــــ اس بات پر عورت زندہ ہے۔ ورنہ اب تک کبھی کی خاک کے ذروں کی طرح فضا میں بکھر کر اڑنے لگتی ــــ"

میں وہاں کھڑے کا کھڑا رہ گیا ــــ مجھے لگا گویا ساری کائنات دھیرے دھیرے سکڑنے لگی ہے۔ اور کائنات کے سارے عناصر خاک کے ذروں کی طرح فضا میں بکھرنے لگے ہیں ہاں ایک فرق ضرور ہے۔ کل رات بالکل خاموشی تھی لیکن اس وقت ہر عنصر کا دل دھڑک رہا ہے۔

(بمبئی سے نشر)

افسانہ

من کی بھوک

شہاب دائروی

شوہر کے گھر جب ثمرینہ آئی تھی تو اس کے من میں اپنے ارمانوں کا بڑا شور تھا۔ اس کا شوہر اس کے خیالوں پر چھا کر کبھی اس کو ساون کے جھولوں پر لے جا کر جھلاتا ــــ تو کبھی آسمان کی رفعتوں پر اس کو لے جا کر اس کے دامن میں سارے بھر دیتا ــــ لیکن اس کے من کا یہی شور حب حقیقت کے ساحل سے ٹکراتا تھا تو یاس ہو کر دعاؤں میں تحلیل ہو گیا تھا ــــ اس نے سب کچھ پا کر بھی کچھ نہیں پایا تھا ــــ کیا کیا سوچا تھا ــــ کیا کیا چاہا تھا ــــ کیا کیا اپنے من میں سجا اور بسا رکھا تھا ــــ سب سپنوں کے موتیوں کی طرح ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر گئے تھے ــــ اور وہ اپنے سونے دل کے بھیلے ہوئے اندھیرے پن سے خوفزدہ ہو کر بلبلا اٹھی تھی ــــ عجیب تھا اس کا شوہر بھی ــــ جو بظاہر جوان ہوتے ہوئے بھی دل کا بوڑھا تھا ــــ کم گو ــــ سرد دماغ ــــ جذبات سے خالی خالی سا ــــ کتابوں کے اوراق میں گم رہنے والا ــــ جیسے کہ وہ آدمی نہیں کوئی پتھر تھا ــــ کوئی مشین تھا ــــ جو اپنے ہی محور پر گھومتا رہتا تھا ــــ ثمرینہ نے اپنے داؤں کو آزما کر اس مشین کو بند کر دینا چاہا ــــ اس پتھر میں شگاف ڈالنا چاہا ــــ لیکن اس کا ہر داؤ خالی گیا تھا ــــ وہ جھلا کر اپنی سہیلی سے اپنا حال ظاہر کر کے نئی راہ تلاش کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی ــــ

قفس کے اندر بند بلبل جس کی چہچہاہٹ مکان کے اندر محدود تھی ــــ قفس سے آزاد ہو کر جہاں تہاں چہچہانے لگی تھی ــــ ایک دن اس کا شوہر جو اس کی نگاہوں میں پتھر تھا ــــ جس کے آگے اس کی موجودگی کبھی کوئی طوفان اٹھا نہیں سکی تھی ــــ چند دنوں کے اندر اس کی بدلی ہوئی روش کو دیکھ کر وہ پتھر جیسے کہ بارود سے پھٹ پڑا تھا ــــ

"کہاں آزادانہ گھومتی رہتی ہو تم ــــ؟"

"میں آپ کی بیوی ہوں ــــ باندی نہیں ــــ"

اس کی سہیلی نے عورت کے حقوق اور اس کی اہمیت کا پوری طرح اس کو احساس دلا دیا تھا ــــ اس کی خودی کو پوری طرح جگا دیا تھا ــــ

"شوہر کا رنگ کہیں تمہارے رنگ پر نہ چھا جائے پھر تم خود اپنے آپ کو پہچان نہ سکو گی ــــ" اس کا شوہر مسکرا پڑا تھا ــــ

اور اس کی مسکراہٹ کے اندر چھپا ہوا گہرا طنز ظاہر ہو کر ثمرینہ کے دل کو چھیدتا ہوا نکل گیا تھا ــــ اس کے زخمی دل سے خون کا تیز دھارا پھوٹ پڑا تھا جو اس کے شوہر کا ہاتھ رکھ دینے سے اسی وقت رک سکتا تھا ــــ لیکن اس کا شوہر بھی عجیب تھا ــــ اس کے وجود سے بے تعلق سا ہو کر پھر کچھ نہ بولا تھا ــــ نہ اس طرح اس کے آزادانہ گھومنے پھرنے سے اس کو منع کیا تھا ــــ نہ دھمکی دی تھی ــــ نہ منایا پھسلایا تھا ــــ جیسے کہ اس پتھر میں کوئی شگاف ہی نہ پڑا تھا ــــ اور اپنے داؤ کے اس طرح خالی چلے جانے پر ثمرینہ دل ہی دل میں رو پڑی تھی ــــ لیکن اب اس کے آگے اس راہ پر چلتے رہنے کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہ تھا ــــ سب کچھ پا لینے کی اس کے دل کی خواہش تھی ــــ شوہر کا پیار نہ پانے میں اس کا ذاتی قصور کیا تھا ــــ قبول صورت تھی وہ ــــ وفا شعار تھی وہ ــــ ہنرمند تھی اور تمام عیوب سے اس کا دامن ہر طرح پاک اور شفاف تھا ــــ

اس کا دل یہ ماننے پر بھی رضامند تھا کہ جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا ــــ جو کچھ ہو رہا تھا یہ سب اس کی قسمت کا کھیل تھا ــــ قدرت نے اس کو حوصلہ بخشا تھا ــــ انجانی قوت عطا کی تھی ــــ وہ اپنی منزل پا لینے کی خواہشوں میں لپٹی لپٹائی اس راہ پر بڑھتی رہی تھی جو اس کی سہیلی نے اس کو دکھلائی تھی ــــ اپنی عظمت پانے کی خاطر ــــ اپنے حقوق کو پا لینے کے لئے اس کے من میں جھک کر دامن مانگنا پسند نہ کیا تھا ــــ عورت اگر تن جائے تو وہ شعلے سے کم نہیں ہوتی ہے ــــ جل جاتی ہے ــــ فنا ہو جاتی ہے ــــ لیکن جھکنے پر آمادہ نہیں ہوتی ہے ــــ بالکل یہی حال اس کا بھی ہو گیا تھا ــــ اس نے طرح طرح سے چاہا تھا کہ وہ پتھر اڑ کر اس کی راہ میں حائل ہو جائے اور وہ اپنی روش بدل لے ــــ مسکرا کر اپنے شوہر کی باہوں میں جھول کر وہ سب کچھ پا لے جو اس کی تمنا تھی ــــ جو اس کی آرزو تھی جس آرزو کے حصول کے لئے اس نے نئی راہ اپنائی تھی ــــ جو اس کی عزت کے خلاف تھی ــــ پائی ہوئی تعلیم سے مختلف تھی ــــ لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہو سکا تھا ــــ وہ پتھر اسی طرح ساکت و جامد تھا ــــ پتھر بولتا بھی نہیں وہ بھی نہیں بولا تھا ــــ تمام اثرات کو جذب کرنے سے قاصر اپنی جگہ اٹل اور ٹھوس تھا وہ ــــ اور اس کے رویے نے اس کو بری طرح جھنجھوڑ ڈالا تھا ــــ اس کے دماغ کی ساری رگیں سوچ کے دباؤ سے تن کر تڑتڑا گئی تھیں ــــ

اس نے تو سمجھا تھا کہ مرد اپنی عزت پر آنچ آنے کے خدشے میں پاگل ہو کر اپنی سوجھ بوجھ کھو دیتا ہے ــــ نیام سے تلوار نکال کر سر کاٹ دیتا ہے یا سر کٹا لیتا ہے ــــ لیکن اس کا شوہر تو عجیب طرح کا مرد نکلا تھا ــــ ایسا کچھ بھی نہیں کیا تھا ــــ وہ دیر سے گھر لوٹتی تھی ــــ ایک بار کے بعد پھر اس کے شوہر نے کبھی اس کو ٹوکا تک نہیں تھا ــــ اور اس کے اس رویے نے اس کے من میں لگی ہوئی آگ کو اور بھی بھڑکا دیا تھا ــــ اپنی خواہش نہ ہوتے ہوئے بھی وہ اپنی منزل پا لینے کی آرزو میں نئی راہ پر چلتی رہی تھی کہ شاید کوئی دن پتھر بول پڑے ــــ لیکن وہ پتھر بولا نہیں تھا ــــ

وہ اس کی نگاہوں کے سامنے غیر مرد کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے کافی ہاؤس میں داخل ہوئی تھی ــــ اس کا شوہر بھی کافی ہاؤس میں داخل ہوا تھا ــــ لیکن بالکل انجانا سا نا کافی پی کر وہاں سے نکل گیا تھا ــــ اور وہ غیر مرد کے ساتھ مسکراتی ہنستی ہوئی بیٹھی، شوہر کے بے تعلق سا ہو کر جاتے ہی اس طرح یکایک اداس تھی جیسے وہ آسمان کو چھونے کے جتن کرتے کرتے گر کر لہولہان ہو گئی ہو ــــ اس رات وہ ساری رات اضطراب کی لہروں میں تیرتی بے چین رہی تھی ــــ

سہیلی کے لاکھ اصرار کے باوجود وہ گھر سے دوسرے دن باہر نہیں نکلی تھی ــــ اور اسی شام گھر آتے ہی وہ پتھر اس سے بول پڑا تھا ــــ

"میں آدمی ہوں ــــ پتھر نہیں ــــ تمہارے دل کے تاثرات کو سمجھتا ہوں ــــ لیکن انسان اپنے ارادے میں اگر پتھر کی طرح اٹل نہ ہو زندگی میں کچھ نہیں پا سکتا ہے ــــ آج میرا امتحان ختم ہو گیا اور اب تمہیں اپنی سہیلی کے بھائی کی مدد کے سہارے مجھے پانے کی جدوجہد نہیں کرنی پڑے گی ــــ"

"اوئی اللہ ــــ" سوچتے سوچتے بے خیالی کے عالم میں وہ سوئی ثمرینہ کی انگلی میں چبھ گئی تھی، جس سے وہ یوں ٹانک رہی تھی ــــ

"کیا ہوا ــــ؟" اس کا شوہر تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور اس کو دیکھتا ہوا پھر بولا ــــ

"اب کون سی گرہ باقی رہ گئی ہے جس کو کھولنے کی خاطر تم سوچتے سوچتے اپنی انگلی میں سوئی چبھا لیتی ہو ــــ"

دونوں کی نگاہیں ٹکرا گئیں ــــ ثمرینہ نے پیار کی وہ منزل پا لی تھی جو اس کے من کی بھوک تھی ــــ

(پٹنہ سے نشر)

شہاب دائروی محلہ دائرہ، بہار شریف (نالندہ)

افسانہ

تیسرے راستے کا مسافر

بانو سرتاج



یادیں بچوں کی مانند شوخ ہوتی ہیں۔ ادھر جاگیں اُدھر مسکرائیں۔ ہولے سے سر ابھارا گدگدا گئیں، ان کی چنچل فطرت کی وجہ سے انسان شاید ان سے جڑا رہنا چاہتا ہے۔ ہنستی کھکھلاتی ذہن میں اُدھم مچاتی رہتی ہیں۔ کبھی نٹ کھٹ بال گوپال کی طرح لاشعور میں جا چھپتی ہیں۔ لاکھ ڈھونڈو گرفت میں نہیں آتیں۔ ایک بچہ کھیل کھیل میں پلنگ کے نیچے جا چھپتا ہے اور بے خبر سو جاتا ہے۔ سارے میں ڈھونڈ مچتی ہے سب پریشان ہو جاتے ہیں۔ انسان بھی بعض اوقات کسی یاد کی تلاش میں ذہن کا کونا کونا چھان مارتا ہے مگر کامیاب نہیں ہوتا۔ بچہ نیند سے جاگ کر سامنے آتا ہے تو ماں باپ اسے پاکر نہال ہو اُٹھتے ہیں۔ ایسے ہی کبھی کوئی حسین سی یاد ذہن کے پردے پر اچانک ابھر کر دل و دماغ کو مسحور کر جاتی ہے۔

شہزادی، میری بچپن کی سہیلی، برسوں پہلے مجھ سے جدا ہوئی تو پھر خبر نہیں ملی اس کی۔ آج جب میری اٹھارہ سالہ بیٹی عالیہ نے زبیر کا ذکر کرتے ہوئے اس سے شادی کرنے کی اپنی خواہش ظاہر کی تو میں ششدر رہ گئی۔ ماں باپ، بھائیوں کے ہوتے ہوئے اس لڑکی نے تنہا اتنا اہم فیصلہ کیسے کر لیا؟

"کیوں؟ مگر کیوں بیٹی! یہ فیصلہ کیسے کر لیا تم نے؟"

میں اتنا ہی پوچھ پائی۔

"میں اس سے پیار کرتی ہوں ممی۔ آئی لو ہم!"

ذہن کے دریچے وا ہوئے اور شہزادی کی یاد اپنے جلو میں ڈھیروں اور یادیں لئے جلوہ گر ہو گئی۔

وارج ہمارا گاؤں تھا جہاں شہزادی رہتی تھی، ویسے میرا اور شہزادی کا کوئی جوڑ نہیں تھا۔ میں ایک پشتینی زمیندار اور سرکاری عہدیدار کی اکلوتی بیٹی اور شہزادی ہمارے ایک مزارع کی نو اولادوں میں سے ایک۔ وہ مجھ سے چار برس بڑی تھی۔ آزاد پنچھی کی طرح رہتی۔ سارے گاؤں میں ہرنی کی طرح قلانچیں بھرتی گھومتی تھی۔ کسی بھی قسم کی پابندی اس پر نہ تھی ... نہایت نڈر ... بیباک بڑے دروازے پر تعینات ملازم کی سرخ آنکھوں کی پروا کئے بغیر دندناتی ہوئی سیدھی میرے پاس زنانخانے میں چلی آتی۔

ہم ہر ماہ، دو تین روز کے لئے گاؤں جایا کرتے۔ ابا زمین اور کاشتکاری کے معاملے دیکھتے امی حضور کا دن نماز اور تلاوت قرآن پاک سے شروع ہو کر ختم بھی اسی پر ہو جاتا۔ رہ جاتی میں اونچی اونچی دیواروں والی، بڑے بڑے ہال نما کمروں کی حویلی میں قیدی پرندے کی مانند بے بس ... تنہا۔

شہر سے گاؤں تک کا ہمارا سفر بھی کیا نرالا سفر ہوتا۔ اونچے اونچے سفید بیلوں کی دمنی پر چہار اطراف سے چادر بندھی ہوتی۔ اندر میں اور امی حضور ٹھنسی ٹھنسائی بیٹھی ہوتیں۔ ابا سامنے کی طرف گاڑی بان کی نزدیک والی نشست پر بیٹھتے۔ کیا مجال جو میں چادر کا کونا ہٹانے کا خیال بھی دل میں لاتی۔ دو گھنٹے کے اس سفر میں ہم کیسے خوبصورت قدرتی مناظر کو نظر انداز کرتے ہیں۔ شہزادی نہ ہوتی تو ہمیں کبھی پتہ نہ چلتا۔

میں ضد کرکے شہزادی کو اپنے ساتھ شہر لے جا رہی تھی۔ تمام راستے وہ چادر کا کونا اٹھا کر باہر جھانکتی رہی۔ پھولوں پودوں کے بارے میں بتاتی رہی ... ارے باپ رے! کتنا بڑا تھیلا سلمان تو دیکھو اتنا لادا ہے جیسے آسمان پر پہنچانے کا ارادہ ہو ... آہاہا ... کیسے پکے پکے بیر ... جھاڑ کا جھاڑ لدا ہے ... اوئی ماں ... آملے کیا کوئی چنتا نہیں ... زمین پر بکھرے پڑے ہیں ... کئی بار یقیناً اس کا جی چاہا ہوگا کہ کود کر جائے اور بیر اور آملوں سے دامن بھر لائے مگر ابا کے ڈر سے کہہ نہ سکی ہو گی ... ایک بار وہ زور سے چیخی ...

وہ دیکھو مور ... مور ... مور ...

میں انتہائی شوق سے جھانکنے کو ہوئی کہ امی حضور نے سختی سے کہنی پکڑ کر مجھے کھینچ لیا مجھے ... کہا کچھ نہیں مگر ان کا ہمیشہ کہا جانے والا وہ جملہ میرے کانوں میں گونج رہا تھا ...! وہ مزارع کی بیٹی ہے۔ ہم عزت دار خاندانی لوگ ہیں — شریف لڑکیوں کو بے پردہ گھومنا، کلانچیاں مارنا زیب نہیں دیتا۔"

میری سمجھ میں تب وہ بات آئی تھی نہ آج آئی ہے کہ غریب اور امیر کی عزت و آبرو مختلف پیمانوں پر کیوں تولی پرکھی جاتی ہے۔

حویلی کی اونچی دیواروں کے درمیان بیٹھ کر مذہبی کتابیں پڑھنے، اپنے بزرگوں اور خاندان کی عظمت رفتہ کے قصیدے گانے اور اپنے آپ کو مستقبل کی لائق تحریک حیات بنا پانے کی کوششوں کے علاوہ میری مصروفیات کچھ نہ تھیں۔ اس ماحول میں زندگی کا مفہوم میں نے سمجھا تو یہ کہ ... عورت کی زندگی مائکے اور سسرال کی چار حدی میں قید تک محدود ہے اور شادی ایک پنجرے سے دوسرے پنجرے میں منتقلی کا دوسرا نام۔ مقام بدل جاتا ہے، مالک اور پہرہ دار تبدیل ہو جاتے ہیں مگر پابندیوں میں وسعت نہیں آتی۔

قیدی کی کیا مجال کہ مالک کے حکم سے باہر جائے ... بندشوں کو توڑے مگر ایک مرتبہ .. صرف ایک مرتبہ میں نے یہ جرأت کی تھی۔ وارج سے قریب ایک کلومیٹر کی دوری پر نئی نئی ریلوے لائن ڈالی گئی تھی۔ دن بھر میں ایک پسنجر ٹرین گزرتی تھی۔ شہزادی کئی مرتبہ ریل دیکھ آئی تھی۔ ایک روز کچھ اس دلنشیں انداز میں اس نے ریل کا بیان کیا کہ میں بے قرار ہو گئی۔ شہزادی نے کہا ... "ڈرپوک لڑکی ہو تم ... تھوڑی سی ہمت کرو تو میں تمہیں ریل دکھا سکتی ہوں۔ میرے گھر تک چلنا ہوگا۔" میں راضی ہو گئی۔

بہ ہزار دقت امی حضور نے مجھے شہزادی کے گھر جانے کی اجازت دی۔ مگر کچھ انداز سے میری سواری چلی کہ میں پھر دمنی میں لدی تھی اور ہمارا ملازم پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ شہزادی کے باوا نے جھونپڑے کے سامنے کھاٹ بچھا کر گاڑی بان اور ہمارے ملازم کو بٹھایا۔ گھنٹہ بھر چلم پلا پلا کر بہلایا۔ ادھر میں بھاگم بھاگ ریل دیکھ آئی۔ چھک .. چھک ..... چھک چھک۔ جس رفتار سے ریل گزری تھی، اس سے کہیں تیز رفتاری سے میرا دل دھڑک رہا تھا۔ اب بھی یوں ہی دھڑکتا ہے جب سوچتی ہوں اگر اس دن کی میری حرکت کا علم امی ابا کو ہو جاتا تو؟ ... تو کیا ہوتا؟

ایک مرتبہ میرے گاؤں پہنچتے ہی شہزادی نے آ کر میرے کان میں کہا ... "ایک خاص بات سنو، دھنپت ساہوکار نے شادی کر لی۔"

"اس میں خاص بات کیا ہے؟ سبھی شادی کرتے ہیں پھر دھنپت کی بیوی تو پچھلے دنوں مر چکی ہے۔"

شہزادی آواز دبا کر بولی ... "سولی صرف سولہ سال کی ہے۔ دھنپت کتنا بڈھا ہے ... نہیں معلوم تجھے۔"

"سونی کے ماں باپ نے نہیں سوچا تھا... سوچا ہوگا. پھر سوچ سمجھ کر ہی لڑکی دی ہوگی" میں نے دلیل دی۔

"ہاں بہت سوچ سمجھ کر لڑکی دی ہے" شہزادی نے منہ بگاڑ کر کہا تھا۔ "ساہوکار نے ان کا قرض معاف کر دیا بلکہ ایک گائے دی اپنی طرف سے.... سونی کو گہنوں سے لاد دیا۔ ان لالچیوں نے اپنی گوری گوری دھان پان لڑکی باندھ دی اس بڈھے قصائی کے پلّے۔"

امی حضور کے سلام کو سونی آئی تو میں دیکھتی رہ گئی شادی کی پیلی ساڑی میں پور پور گہنوں سے سجی سونی واقعی بے حد خوبصورت تھی پریوں جیسی۔

ہمارے آنگن میں ایک چوکور کنواں تھا۔ احاطے کی دیوار نے کنوئیں کو دو حصوں میں منقسم کر دیا تھا۔ باہر سے گاؤں کی عورتیں پانی بھرتی تھیں۔ ایک دن میں نے امی حضور سے پوچھا

"چوکور کنوئیں بھی کوئی تُک ہے؟ بھلا کس نے بنوایا اسے...."

"بزرگوں کے زمانے کا ہے۔ اپنے اپنے شوق کی بات ہے۔ گول کنوئیں سب بنواتے ہیں، ایک چوکور بنوا لیا۔ گذشتہ ساون برسوں میں کبھی خشک نہیں ہوا۔ بہت گہرا ہے۔ کوئی گر جائے تو تھاہ بھی نہ لگے...."

مگر سونی اس کنوئیں میں کودی تو تیسرے ہی دن لاش پھول کر اوپر آ گئی۔

"سونی نے ایسا کیوں کیا؟" میرے سوال کا جواب سونی نے دیا۔

"سونی کو اپنے گاؤں کے ایک لڑکے سے پریم تھا۔"

"پریم کیا ہوتا ہے شہزادی؟"

"پریم... پیار... محبت۔ تجھے نہیں معلوم؟" شہزادی کو مجھ پر بیحد ترس آیا تھا۔ بہت دیر تک مجھے سمجھانے کی کوشش کرتی رہی تھی۔ میں نے اس روز یہ جانا کہ محبت کرنے والوں کا زمانہ دشمن ہو جاتا ہے۔

"شہزادی! کیا پریم کرنے والوں کے پاس خودکشی کے علاوہ دوسرا راستہ نہیں ہوتا؟"

"کیوں نہیں ہوتا۔ دونوں گھر سے بھاگ جائیں۔"

"توبہ! توبہ!" میں نے شرم سے آنکھیں بند کر کے گال پر تھپڑ لگائے.... "یعنی ماں باپ کی عزت دھول میں ملا دیں، اس سے تو اچھا ہے کہ کوئی محبت کرے ہی نہیں اور کرے بھی تو ماں باپ کی عزت کے لئے اپنی محبت کی قربانی دے دے۔"

"محبت کیا کی جاتی ہے پگلی۔ محبت ہو جاتی ہے۔ بڑوں کی عظمت، بچوں کی خوشیاں چھیننے میں نہیں، خوشیوں سے ان کا دامن بھر دینے میں ہے۔ سونی نے بھاگ جانا تھا، کنوئیں میں نہ کودنا تھا۔ بزدل تھی وہ۔"

پھر شہزادی گم سم افسردہ سی رہنے لگی۔ اس کی شادی طے ہو گئی تھی شکورا پٹھان سے، اچھا خاصا صحت مند کھاتا پیتا کسان تھا وہ۔ شہزادی ہی نے بتایا تھا مگر یہ بھی کہا تھا کہ شکورا اسے پسند نہیں۔

"لڑکی بھی اپنی پسند ناپسند کا اظہار کر سکتی ہے؟" میں نے ناگواری سے کہا تھا۔ "کوئی منہ سے بر مانگتا ہے بھلا؟"

"میں مانگوں گی۔ میں اپنی پسند اپنے ماں باوا کو بتاؤں گی۔ میں تمہاری طرح پردے کی بوبو نہیں۔ گاؤں گاؤں میں گھومتی ہوں۔ جیسے شکورا نے مجھے دیکھ کر پسند کیا ہے اسی طرح میں نے بھی کسی کو پسند کیا ہوگا۔"

میں پسینہ پسینہ ہو گئی کہ امی حضور نے سُن لیا تو نہ صرف شہزادی کو نکال باہر کریں گی بلکہ میرے کانوں پر بھی پہرے بٹھا دیں گی.... بات کی طوالت کے ڈر سے شہزادی سے پوچھا ہی نہیں کہ اس نے کس کو پسند کیا ہے۔

اس روز شہزادی گئی تو پھر نہیں ملی۔ مجھے شہر ہی میں اطلاع مل گئی کہ شہزادی، سردار لوہار کے ساتھ بھاگ گئی۔ دونوں ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے۔

آج عالیہ نے جب مجھ سے کہا کہ وہ زبیر سے پیار کرتی ہے۔ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے تو مجھے شہزادی کی یاد آئی۔

شہزادی کے بھاگ جانے کے دو برس بعد میری شادی ہوئی۔ مجھ سے میری پسند پوچھنا تو کجا کچھ بتایا بھی نہ گیا۔ شادی کی تیاریاں ہوئیں۔ ایک دن دلہن بنائی گئی اور ایک اجنبی مرد کے حوالے کر دی گئی۔ موسم بدلے... سال گذرے وقت بیتا۔ بچے ہوئے۔ بڑے ہوئے۔ وقت کے تقاضے کے مطابق اسکول کالجوں میں گئے .. مگر میں نے گھر کی چار دیواری سے باہر قدم نہ نکالا۔ بار بار پنکھ کاٹے جانے سے میں اڑنا بھول چکی تھی۔

"ممی! آپ خاموش کیوں ہو گئیں؟" عالیہ کہہ رہی تھی۔ "میں ڈیڈی سے یہ بات نہیں کہہ سکتی۔ آپ کو کہنا ہوگا۔ میں زبیر سے شادی کروں گی۔"

میں سوچ رہی تھی۔

سونی ایک راستے سے گئی۔

شہزادی نے دوسرا راستہ اپنایا۔

ایک تیسرا راستہ بھی تو ہوتا ہے۔ شہزادی نے کہا تھا۔

تیسرا راستہ سب سے سہل مگر سب سے مشکل ہوتا ہے پہلے اور دوسرے راستے کے مسافر محبت کرنے والے ہوتے ہیں جو جاتے ہیں تو لوٹ کر نہیں آتے ... آنے کی گنجائش نہیں ہوتی تیسرے راستے سے محبت کرنے والوں کے والدین آتے ہیں۔ خضر کی طرح محبت کرنے والوں کو سہی راہ دکھاتے ہیں نئی زندگی دیتے ہیں...."

"بیٹی عالیہ.... تم نے مجھے بتا دیا، اچھا کیا۔ اب میں تمہارے ڈیڈی سے بات کر لوں گی۔"

"یعنی... ممی... آپ ہمارا ساتھ دیں گی؟" عالیہ خوشی سے بے حال ہو گئی۔

"ہاں بیٹی... میں نے مسکرا کر کہا.. "ہم تیسرے راستے کے مسافر بنیں گے۔" (ناگپور سے نشر)

بانو سرتاج بتوسط قاضی اے۔ اے

نزد کلکٹر کا پرانا بنگلہ۔ سول لائنز

چندر پور ۴۴۲۴۰۱ (مہاراشٹر)

تاجر

رمیش ترویدی کے گھر کی طرف جاتے ہوئے میری نظر پھر اسی زمین کے خطے پر جا پڑی جو موسم کے سرد و گرم سے جھلس کر بالکل سیاہ پڑ چکا ہے اور اس میں بے شمار دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ جیسے کسی بہت ہی بوڑھے آدمی کا جھرّیوں سے بھرا ہوا چہرہ ہو۔ میرا گھر ترویدی کے گھر سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہے اور یہ پورا علاقہ مکانوں سے بھرا ہوا ہے۔ صرف زمین کا یہی خطہ جانے کیوں خالی ہے۔ پتہ نہیں کیوں میں جب بھی اس طرف سے گزرتا ہوں میری نظر زمین کے اس خطے کی طرف ضرور بہک جاتی ہے۔ میں نے کئی بار سوچا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس بدصورت خطے کے چاروں طرف بڑی خوبصورت فینسنگ کی گئی ہے۔ بانس کے پتلے پتلے کھپچوں کو سبز اور سفید رنگوں سے رنگ کر بڑے سلیقے سے لگایا گیا ہے۔ معلوم نہیں یہ کس کی زمین ہے۔ آج بیس برسوں سے یہ ایسے ہی پڑی ہوئی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ہر سال اس فینسنگ پر نیا رنگ و روغن چڑھا دیا جاتا ہے لیکن زمین جوں کی توں ہے۔ شاید اس کی بدصورتی مجھے اپنی جانب متوجہ کرتی ہے۔ لیکن میں ٹھیک ٹھیک نہیں بتا سکتا۔ اور سب سے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اس بدصورت خطے کو دیکھ کر جانے کیوں مجھے ترویدی کی یاد آ جاتی ہے۔ حالانکہ اس خطے اور ترویدی میں کہیں سے کوئی مماثلت نہیں۔ ترویدی تو نہایت دلپذیر شخصیت کا مالک ہے۔ اس کی عمر پچاس کے قریب ہے لیکن چہرے پر جھرّیوں کا نام و نشان تک نہیں۔ البتہ اس کے بال ضرور کہیں کہیں سے سفید ہو چلے تھے۔

ترویدی میرا بہت پرانا دوست ہے۔ آج سے قریب بیس سال پہلے ہم دونوں نے ایک ہی محکمے میں ایک ہی دن سروس جوائن کی تھی۔ میں اس بیس سال کے عرصے میں صرف دو تین ہی سیڑھیاں پھلانگ پایا تھا لیکن ترویدی بہت آگے نکل گیا۔ دراصل سروس جوائن کرنے کے دو ہی سال بعد ترویدی نے نوکری چھوڑ دی تھی اور اپنا کاروبار شروع کیا تھا۔ آج وہ

اختر واصف

اس شہر کا متمول ترین و کامیاب بزنس مین ہے۔ اس نے معمولی سیلائی ایجنٹ کی حیثیت سے کاروبار شروع کیا تھا۔ لیکن آج وہ دو بڑی فرموں کا مالک ہے۔ شہر میں اس کی تین طویل و عریض عمارتیں ہیں جن میں دو کرائے پر اٹھا دیئے گئے ہیں اور تیسرا ایک خوبصورت سا ولا ہے جس میں وہ خود رہتا ہے۔ اس کا بڑا بیٹا ارون امریکہ میں پڑھ رہا ہے دوسرا بیٹا ستیش دون اسکول میں زیر تعلیم ہے اور اس کی بیٹی ونیتا کانونٹ میں پڑھ رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ترویدی کی اس ترقی میں اس کی بیوی کوشلیا اور اسکے خاندان کا بہت بڑا ہاتھ ہے لیکن وہ محض کوشلیا اور اس کی دولت سے آگے نہیں بڑھا ہے۔ اگر اس کی شادی کوشلیا سے نہیں بھی ہوئی ہوتی تو بھی وہ آج کسی ایسی ہی پوزیشن کا مالک ہوتا۔ دراصل ترویدی کی اس اٹھان میں اس کی دلنواز شخصیت معصوم مسکراہٹ، خوش اخلاقی، نرم گوئی اور اس کے جاگتے ہوئے ذہن کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

میں آج تک نہیں جان پایا کہ ترویدی اور میری دوستی کی بنیاد کیا ہے۔ وہ زندگی کی دوڑ میں کافی آگے نکل چکا ہے اور میں بہت پیچھے رہ گیا ہوں۔ لیکن دوستی کا جو رشتہ آج سے بیس سال پہلے بنا تھا، آج بھی قائم ہے۔ میں اکثر چھٹی کے دن اس کے یہاں چلا جاتا ہوں یا وہ خود ہی اپنی بیوی کوشلیا کے ساتھ یا اپنی بیٹی ونیتا کے ساتھ یا کبھی اکیلے ہی میرے یہاں چلا آتا ہے۔ یا ہم دونوں کبھی کسی ریستوران میں مل بیٹھتے ہیں اور دو تین گھنٹے شراب پینے اور خوش گپیاں کرنے میں گزار دیتے اسطرح اس رشتے کی تجدید ہو جاتی ہے جو آج سے بیس سال پہلے قائم ہوا تھا۔ لیکن میں ٹھیک ٹھیک نہیں بتا سکتا کہ ہماری دوستی کیوں ابتک قائم ہے۔ ترویدی اکثر دوسرے ملکوں کا دورہ کرتا ہے اور جب واپس آتا ہے تو میری بیوی یا بچوں کے لیے کچھ تحائف ضرور لاتا ہے۔ میں کبھی کبھی اس کے کچھ انکم ٹیکس کے جھگڑے نپٹا دیتا ہوں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اتنی کھوکھلی باتوں پر دوستی اتنے دنوں تک نہیں چل سکتی۔

۱۶ر جون ۱۹۹۶ء

اس دوستی کی ایک وجہ شاید یہ ہے کہ میں رمیش ترویدی کی شخصیت سے بیحد متاثر ہوں۔ چوڑی پیشانی، قدرے بڑی آنکھیں، کھڑی ناک، باریک ترشی ہوئی مونچھیں، سرخ چہرہ، اس کی خوش اخلاقی، خوش گفتاری اور سب سے بڑھ کر اسکی معصوم مسکراہٹ جو اس کی تمام خوبیوں کی پہچان ہے۔ ایسی مسکراہٹ میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ آپ اس سے کتنا بھی خفا ہوں وہ ایک بار مل جائے اور آپ کی جانب دیکھ کر مسکرا دے بس آپ سب شکوے گلے بھول جائیں گے۔

مجھے یاد ہے کہ جب تک وہ ہمارے دفتر میں رہا کسی سے اس کا جھگڑا نہیں ہوا۔ کسی سے تو تو میں میں تک نہیں ہوئی۔ یہ نہیں کہ وہ کسی بات میں اختلاف نہیں کرتا تھا لیکن اس کے اختلاف کا طریقہ ایسا تھا کہ کبھی کسی کو برا نہیں لگا۔ اسے دفتر چھوڑے ہوئے اٹھارہ برس ہونے کو آئے لیکن آج بھی لوگ اسے یاد کرتے ہیں۔ کیا اس کے آفیسر اور کیا اس کے ماتحت مجھے کوئی ایسا نہ ملا جو اس کی برائی کرتا ہو۔ ایسا نہیں ہے کہ اس دو سال کے عرصے میں اس نے کسی ماتحت کو سخت و سست نہ کہا ہو۔ میں نے کئی بار اسے اپنے ماتحتوں کو دیر سے دفتر آنے پر یا کام نہ کرنے کی بنا پر ڈانٹتے سنا تھا لیکن تمام تر سخت سست کہنے کے بعد وہ بس ذرا سا مسکرا دیا کرتا تھا۔ ایسے موقعوں پر اس کی مسکراہٹ میں ایک عجیب سی شرمندگی بھی شامل ہو جاتی تھی۔ جیسے وہ اپنی بات سے خود ہی شرمندہ ہو۔ اور بس، سب ٹھیک ہو جاتا۔ ماتحت اسکی بات کا برا مانے بغیر اپنی میز پر پہنچ جاتا اور کام شروع کر دیتا۔ ویسے بھی تمام لوگ جان چکے تھے کہ وہ دل کا برا نہیں کبھی کوئی سخت بات بھی کہہ دے تو برا نہیں ماننا چاہیئے۔

اپنی سروس کے دوسرے سال میں اس نے کوشلیا سے شادی کی تھی۔ میں آج تک نہیں جان پایا کہ کوشلیا سے اس کی شادی کس طرح ہو گئی۔ کوشلیا کو میں کالج کے زمانے سے جانتا ہوں۔ وہ میری کولیگ تھی۔ نہایت مغرور، خودسر، اور ضدی۔ دراصل وہ ایک بزنس مین کی اکلوتی بیٹی تھی۔ وہ ہمیشہ بیحد قیمتی اور شاندار کپڑے پہنتی اور ایک چمکتی ہوئی کار میں کالج آتی تھی جسے وہ عموماً خود ہی ڈرائیو کرتی تھی۔ کالج کے زمانے میں بہتوں نے اس کے گرد چکر کاٹے تھے لیکن اس نے کسی کو گھاس نہ ڈالی۔ میں نے کوشلیا کے ساتھ اس کی شادی پر تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا ــــ "مجھے بڑی حیرت ہے۔ کوشلیا سے تمہاری شادی ہو کس طرح گئی۔ کوئی چکر تھا کیا۔۔۔؟

"نہیں یار۔۔۔" اس نے بتایا۔ "بس ایک پارٹی میں ملاقات ہوئی تھی۔ اس کے تیکھے نقوش مجھے بھا گئے۔ لیکن جب میں نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھا تو اس نے بڑی رعونت سے اپنا منہ گھما لیا۔ اس دن مجھے دوسروں سے معلوم ہوا کہ وہ بڑی ضدی ہے، خودسر ہے، کسی کو خاطر میں نہیں لاتی۔ بس میں نے بھی سوچ لیا کہ اسے رام کر کے رہوں گا چاہے کتنے ہی چکر کیوں نہ کاٹنے پڑیں۔ لیکن یار۔۔۔۔ وہ تو بڑی آسان ثابت ہوئی۔ چند ہی روز بعد اس سے دوسری پارٹی میں ملاقات ہوئی تو میں نے پھر اس کی جانب مسکرا کر دیکھا۔ اس بار اس نے کوئی رعونت نہ دکھائی اور میری جانب دیکھ کر دھیرے سے مسکرا دی، میں سمجھ گیا کہ میری مسکراہٹ کارگر ہو چکی ہے لیکن اس روز اس سے چند رسمی سی باتیں ہو سکیں پھر تقریباً ایک ہفتے بعد اس سے ایک شاپ میں ملاقات ہوئی۔ ابکی بار میں اسے دیکھ کر مسکرایا تو وہ خود ہی میری جانب کھنچتی چلی آئی۔ اور بس۔۔۔ دو ہفتے بعد ہماری شادی ہو گئی۔

جانے کیوں ترویدی کے بیان پر اسوقت مجھے یقین نہیں آیا تھا۔ مجھے عرصہ تک لگتا رہا کہ ترویدی نے کچھ باتیں چھپا لی ہیں۔ کیونکہ کوشلیا کو اتنی آسانی سے حاصل کر لینا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ لیکن بعد میں مجھے یقین آ گیا۔ شادی کے بعد کوشلیا دھیرے دھیرے بہت بدل گئی۔ اس کا غرور، خودسری اور ضدی پن سب ختم ہو گئے۔ وہ آج بھی شاندار اور قیمتی کپڑے پہنتی ہے، گلے میں ہیروں کا ہار ڈالتی ہے اور انگلیوں میں روبی کی انگوٹھی۔ کار بھی وہ خود ہی ڈرائیو کرتی ہے لیکن اب وہ کالج والی کوشلیا نہیں ہے۔ اب تو وہ محض گرہستن رہ گئی ہے۔ مجھے معلوم ہے اس تبدیلی کے پیچھے ترویدی کی شخصیت اور اس کی معصوم مسکراہٹوں کا حسن چھپا ہوا ہے۔

میں خود بھی ایک زمانے میں ترویدی کی شخصیت اور اس کی معصوم مسکراہٹ سے اتنا متاثر تھا کہ خود کو اسی کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کر ڈالی تھی۔ میں کسی سے ملتا تو بالکل ترویدی کے انداز میں مسکرانے کی کوشش کرتا کسی بات پر غصہ بھی آ جاتا تو میں پی جاتا لیکن مسکراتا۔ ہنستا۔ اس سے مجھے کئی فائدے ہوئے تھے۔ رکشے والا جو آفس پہنچانے کے دو روپیہ سے کم نہ کرتا تھا، ڈیڑھ ہی روپے میں خوش خوش چلا آتا۔ سبزی والے نے سڑے آلو دینا بند کر دیا۔ اور بھی کئی فائدے ہوئے تھے لیکن چند ہی ہفتوں میں، میں مسکراتے مسکراتے تھک گیا۔ میرے لیے یہ ممکن نہ رہا کہ ہر وقت مسکراتا رہوں کیونکہ میرے گلوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور پھر خود کو ہر وقت ٹھنڈا رکھنا بھی میرے لیے بہت مشکل تھا۔ میں خود کو روکتے روکتے بھی کچھ ایسی بات کہہ جاتا کہ پوری فضا تلخ ہو جاتی پھر اس اثنا میں، میں خود کو اندر سے چڑچڑا محسوس کرنے لگا تھا۔ لہٰذا میں نے وہ سب چھوڑ دیا۔ کیونکہ ہمیشہ خود کو نرم رکھنا، سب سے خوش اخلاقی سے پیش آنا اور مسکراتے رہنے کے لیے ترویدی جیسی شخصیت کی ضرورت تھی۔ اور پھر مسکراہٹ تو اسی کے ہونٹوں پر جچتی تھی۔ میں قطعی اس کا اہل نہ تھا۔

آج ترویدی کے گھر کی طرف جاتے ہوئے میں سوچ رہا تھا کہ اس سے پوچھوں گا کہ وہ کس طرح ہر وقت مسکراتا رہتا ہے۔ بات بات پر ہنستا ہے۔ لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ یہ ایک احمقانہ فعل ہو گا۔ بھلا ترویدی کو دکھ کس بات کا ہے، وہ کیوں نہ مسکرائے اور ہنسے۔ اس کے پاس دولت کی ریل پیل ہے، خوبصورت بیوی ہے، بچے اچھی جگہوں پر تعلیم پا رہے ہیں۔ اس کا ایک Status ہے، عزت ہے۔ اسے کیا غم۔

میں ترویدی کے گھر پہنچا، اور کال بیل بجائی تو اسکے نوکر نے دروازہ کھولا ـ" ترویدی نہیں ہے کیا؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"ہیں صاحب۔۔۔۔ وہ سامنے والے کمرے میں

بیٹھے ہیں۔" میں آگے بڑھا اور دروازے کا پردہ سرکا کر کمرے میں داخل ہوا تو تریویدی صوفے پر نیم دراز تھا۔ اس کے سامنے والی میز پر جانی واکر کی بوتل رکھی تھی جو نصف سے زیادہ خالی ہو چکی تھی۔ اور پورا کمرہ شراب کی مہک سے بھرا ہوا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا "اچھا ہوا تم آگئے..... آؤ... بیٹھو۔"

میں نے اس سے مصافحہ کیا تو لگا یہ تریویدی کا ہاتھ نہیں بلکہ کوئی بے جان سی شے میرے ہاتھ میں آگئی ہو۔ مجھے تھوڑی سی حیرت ہوئی کیونکہ وہ ہمیشہ بڑے تپاک سے ملتا تھا۔

میں سامنے والے صوفے پر جا بیٹھا۔ تریویدی نے خاموشی سے دو پیگ بنائے اور ایک گلاس میری طرف بڑھا دیا پھر ہم دونوں چپ چاپ سپ کرنے لگے۔

"کوشلیا اور دنیا نہیں ہیں کیا؟"

میں نے خاموشی توڑنے کی کوشش کی۔ اس نے نفی میں اپنا سر ہلا دیا اور دیوار پر اس طرح دیکھنے لگا جیسے کہیں بہت دور دیکھ رہا ہو۔ آج سے پہلے میں جب بھی تریویدی سے ملا تھا یہی ہوتا تھا کہ پہلے وہ میری خیریت دریافت کرتا اور پھر کوئی بہت دلچسپ گفتگو شروع کر دیتا۔ بیچ بیچ میں وہ مسکراتا بھی جاتا جس سے اس کی بات اور بھی دلچسپ لگنے لگتی تھی۔ پھر کہیں کہیں زور سے ہنس دیتا اور [illegible] سناتا تھا۔ لیکن آج وہ خاموش بیٹھا تھا تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں۔ ؟ آخر کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد میں نے پھر کوشش کی۔ "تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا...؟" مجھے امید تھی کہ میری بات سن کر وہ مسکرائے گا اور کہے گا "کچھ نہیں یار... یونہی ذرا سا" اور دھیرے سے ہنس دے گا۔ لیکن وہ بالکل خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے ہونٹ جن پر مسکراہٹ سجی رہتی تھی آج بالکل بے جان لگ رہے تھے۔ میں اپنا گلاس خالی کر چکا تھا۔ میرا جی چاہا کہ اٹھ جاؤں لیکن یہ سوچ کر بیٹھا رہا کہ تریویدی کیا سوچے گا۔

"....کوئی بات ہوئی ہے کیا...؟" میں نے پھر طویل ہوتی ہوئی خاموشی کو توڑنے کی کوشش کی۔ اب کی بار اس نے اپنی نگاہیں میری جانب گھمائیں تو میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں۔ شاید وہ بہت دیر سے شراب پی رہا تھا۔

"نہیں.... ایسا کچھ نہیں..." وہ دھیرے سے بولا تو مجھے لگا کہ اس کی آواز جیسے کسی گہرے کنوئیں سے آ رہی ہو۔

"پھر بھی..... کچھ تو ہے..." میں نے کہا۔

وہ دونوں گلاسوں میں شراب ڈھالنے لگا پھر بولا— "میں نے تمہیں اپنی نئی سکریٹری سے ملایا تھا نا..."

"ہاں ہاں...." میں بولا "کیا ہوا اسے.... کیا اس نے کچھ....."

"نہیں اس نے کچھ نہیں کیا.... لیکن آج... میں نے اسے نوکری سے برطرف کر دیا۔"

"ارے.... لیکن کیوں... وہ تو بڑی خوش مزاج لڑکی تھی۔ بیحد ذہین... تمہیں اس کی تعریف کیا کرتے تھے۔"

"ہاں.... اس میں کوئی خرابی نہ تھی... لیکن"

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی اور شراب کے گھونٹ لینے لگا۔ "جانتے ہو... آج میں نے اسے بتایا کہ میں اس کی کارکردگی سے بہت خوش ہوں اور اس کی تنخواہ میں بیس فیصد کا اضافہ کر رہا ہوں، تو وہ خوشی سے کھل اٹھی... پھر ہنس پڑی.... اور ہنستی ہی چلی گئی.... ایک کھلی ہوئی... الھڑ ہنسی.. اور بس... میں نے اسے نوکری سے نکال دیا۔"

"لیکن کیوں..." میں نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا

.."وہ خوش ہو کر ہنس پڑی تو اس میں....."

"تم نہیں سمجھو گے" اس نے میری بات کاٹ دی۔

پھر اس نے گلاس اٹھایا اور غٹ غٹ کر پوری شراب ایک ہی بار میں پی گیا۔ میں نے سمجھا کہ شراب پینے کے بعد وہ اپنی بات جاری رکھے گا لیکن وہ پھر خاموش ہو گیا جیسے سوچ رہا ہو کہ اب کیا کہے۔ جب کافی دیر تک وہ یونہی خاموش بیٹھا رہا تو میں نے اسے یاد دلایا۔

"تم کچھ کہہ رہے تھے ...."

"آں... ہاں" وہ چونک پڑا۔ پھر بولا "میں تمہیں کیسے سمجھاؤں .... دراصل آج سے پندرہ سال پہلے کی بات ہے ... میں نے اپنی فرم کھولی تھی۔ ایک رات میں آئینے کے سامنے خود کو دیکھ رہا تھا... اس وقت کمرے میں کوئی نہیں تھا... میں نشے میں نہیں تھا یار ... بس تھوڑی سی پی تھی.... میں نے کیا دیکھا کہ وہ جو آئینے میں کھڑا ہے میری طرف دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ بالکل ویسے ہی جیسے میں مسکراتا ہوں۔ حالانکہ میں بالکل نہیں مسکرایا تھا۔ لیکن وہ مسکرا رہا تھا پھر اس نے مجھے وِش کیا جیسے میں دوسروں کو کرتا ہوں اور اس نے اپنا ہاتھ مصافحے کے لیے میری طرف بڑھایا۔ بس اسی دن سے مجھے اپنے آپ سے نفرت ہو گئی اپنی مسکراہٹ سے نفرت ہو گئی... اپنے اطوار سے نفرت ہو گئی...... اس دن میں نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا... کہ آج سے... میں ہرگز نہیں مسکراؤں گا.. نہیں بیچوں گا خود کو۔"

اس نے پھر بوتل اٹھائی اور بچی کھچی شراب گلاس میں ڈال کر پی گیا۔ میں سمجھ گیا کہ کام کی زیادتی نے شاید اس کے اعصاب پر برا اثر ڈالا ہے اور وہ ڈپریشن کا شکار ہو گیا ہے۔ شراب کے نشے میں اول فول بک رہا ہے۔ میں نے کہا "ایسا کرو... اب تم سو جاؤ..."

"نہیں... تم سمجھ رہے ہو میں نشے میں بک رہا ہوں مجھے بالکل نشہ نہیں ہوا ہے۔ میں ابھی اور پیوں گا" اس نے سائڈ ٹیبل کے نیچے سے دوسری بوتل نکال لی۔

"میں تمہیں سچی بات سنا رہا ہوں۔ اس دن میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب کبھی نہیں مسکراؤں گا... لیکن معلوم ہے کیا ہوا.... ابھی دس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ سب کچھ اپ سیٹ ہونے لگا۔ کوشلیا مجھ سے خفا ہو گئی... اور وہ جھگڑ کر اپنے والد کے پاس چلی گئی..... دوست احباب مجھ سے چڑنے لگے۔ اور چاروں طرف یہ بات پھیل گئی کہ مجھے دولت کا گھمنڈ ہو گیا ہے ..... میں مغرور ہو گیا ہوں... ایک فرم نے مجھے پانچ لاکھ کے سامان کا آرڈر دیا تھا... وہ کینسل ہو گیا۔ میری فرم کا منیجر جو میرا دست راست تھا... مجھے چھوڑ کر دوسری جگہ چلا گیا۔ اور میری فرم کو صرف ایک مہینے میں سات لاکھ روپیے کا نقصان ہوا۔ مجھے لگا کہ میری ناؤ بہت جلد ڈوب جائے گی... تب مجھے ہوش آیا.... میں نے خود پر لعنت بھیجی.... اس رمیش تریویدی کو جو اس اثنا میں میرے اندر سے باہر نکل آیا تھا، باندھ بوندھ کر ایک کونے میں ڈالا اور مسکراتا ہوا کوشلیا کے یہاں جا پہنچا۔ کیونکہ میرے پورے کاروبار میں اسی کا پیسہ لگا ہوا تھا... اس کے ایک اشارے پر میں ہمیشہ کے لیے ڈوب سکتا تھا۔

میں کوشلیا کے یہاں پہنچا تو وہ بہت ناراض تھی۔ میری شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ لیکن میں نے اپنی مسکراہٹوں کا جال پھینکا اور وہ اس میں پھنس گئی۔ ساتھ چلی آئی میرے۔ پھر میں مسکراتا رہا اور میرے کام بنتے رہے۔ میرا منیجر جو مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا واپس آ گیا۔ جس فرم نے اپنا آرڈر کینسل کر دیا تھا پھر سے جاری کر دیا۔ اور تب سے میں برابر مسکراتا ہوں..... اور میرے کام بنتے جا رہے ہیں... لیکن آج... آج جب وہ ہنسی تو مجھے معلوم ہوا کہ میں مر چکا ہوں۔ میں..... میں......"

اس کی آواز بھرا گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور میز سے بوتل اٹھا لی اور اسے یوں ہوا میں لہرانے لگا جیسے پاگل ہو گیا ہو۔ پھر اس نے منہ سے بوتل کھول ڈالی۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا کہ اسے مزید پینے سے روک دوں۔ لیکن اتنے دیر میں وہ کئی لمبے گھونٹ لے چکا تھا۔ میں نے بوتل اس کے ہاتھ سے جھپٹی تو وہ صوفے پر الٹ گیا اور اس کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں۔ میں گھبرا گیا۔ اسی بیچ اس کا نوکر بھی دوڑتا ہوا آ پہنچا۔ شاید وہ کہیں قریب ہی تھا۔ پھر ہم دونوں نے اسے ٹانگ کر اس کے بیڈ پر لٹایا اور اس کے فیملی ڈاکٹر کو فون کیا جو قریب ہی رہتا تھا۔ وہ تقریباً دس منٹ بعد آیا۔ معائنہ کے بعد اس نے بتایا کہ تشویش کی کوئی بات نہیں... زیادہ شراب اور ہائی بلڈ پریشر کا اثر ہے۔ اس نے تریویدی کو ایک انجکشن لگایا اور رخصت ہو گیا۔

تریویدی اب آرام سے سو رہا تھا۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ سو میں بھی اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں، میں تریویدی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ دفعتاً میری نگاہوں کے سامنے زمین کا وہی خطہ آ گیا جس پر اس راستے سے آتے جاتے نگاہ پڑ ہی جاتی ہے۔ اندھیرے کی وجہ سے وہ اور بھی بھیانک لگ رہا تھا کیونکہ اس کے گرد کھنچی ہوئی فینسنگ ٹھیک سے نظر نہیں آ رہی تھی۔

(پٹنہ سے نشر)

اختر واصف
ای۔ایس۔آئی کارپوریشن
بیلی روڈ پٹنہ

نیشنل پروگرام

سری رنگم گوپالا رتنم کا گائن

ہفتہ ۲۱ر جون رات ساڑھے نو بجے

کرناٹک موسیقی کی نامور فنکار گوپالا رتنم کا تعلق موسیقاروں کے ایک خاندان سے ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم وینکا دوان سورگیہ کوی رایونی جوگا راؤ سے پائی۔ اس کے بعد موسیقی کی اعلیٰ تعلیم ڈاکٹر سری پیدا پینا کنی سے حاصل کی۔

شیریں آواز کی مالک گوپالا رتنم کو کلاسیکی موسیقی کے ساتھ ہلکی کلاسیکی موسیقی، سگم سنگیت یک شگتا اور لوک سنگیت میں بھی انفرادی مہارت حاصل ہے۔



ملک کی تمام اہم محفلوں میں وہ اپنے فن کا مظاہرہ کر چکی ہیں۔ ان کو مدھر گیانی گن سرسوتی وغیرہ جیسے متعدد خطابات سے نوازا جا چکا ہے۔ کئی کنڑ اور تیلگو فلموں میں بھی انہوں نے پلے بیک دیا ہے اس کے علاوہ ان کے گائن کے کئی ایل پی ریکارڈ بن چکے ہیں۔

آج کل آپ بحیثیت پرنسپل، بھگت رام داس کالج آف میوزک اینڈ ڈانس، سکندرآباد میں موسیقی کی خدمت انجام دے رہی ہیں۔

'کمار سوامی': ناٹک

۲۶ر جون رات ساڑھے نو بجے

نویندر بہل کا تحریر کردہ ہندی ناٹک 'کمار سوامی' جس کو آکاشوانی کے سالانہ مقابلے میں ۱۹۸۵ء میں پہلے انعام سے نوازا گیا، ناٹکوں کے نیشنل پروگرام میں نشر کیا جا رہا ہے۔ اس ناٹک کو آل انڈیا ریڈیو کے بھی اسٹیشن متعلقہ علاقائی زبانوں میں نشر کریں گے۔ اس ناٹک کی تدوین ونود۔ کے۔ دھیر نے کی ہے۔

ناٹک 'کمار سوامی' میں اس حقیقت کی عکاسی کی گئی ہے کہ کسی بھی مذہب میں سیاست کا دخل خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

جب معاشرے کے کچھ خود غرض عناصر 'مذہب' کو بھی ملکیت سمجھ کر، مذہب کے نام پر سیاست کا سہارا لے کر اپنے فرقے کی برتری اور فروغ کے لیے مسلسل تشدد آمیز سنگھرش کرتے ہیں تو مذہب آلودہ ہو جاتا ہے۔

اس ناٹک کا ہیرو کمار سوامی معاشرے میں موجود بدعنوانی سے بد دل ہو چکا ہے وہ ایسی سچائی کی تلاش میں ہے جس سے انسانیت کا بھلا ہو اور ایک بہتر زندگی آدمی گذار سکے۔ اس کو روحانی طور پر ایک روشنی ملتی ہے کہ وہ مذہب کی راہ پر چلے اور اسے عملی طور پر اپنائے۔

کمار ایک مذہبی مٹھ میں پہنچتا ہے۔ مٹھ کے سربراہ کے سمجھانے پر بھی کہ مذہب کی راہ پر چلنا مشکل ہے کمار اپنے ارادے پر قائم رہتا ہے۔ آہستہ آہستہ مٹھ کی سرگرمیاں اس کو بے چین کر دیتی ہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ مذہب کی آڑ میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت پھیلانے کا کاروبار یہاں بھی چل رہا ہے۔ مٹھ کا سربراہ اپنے فرقے کی وسعت کرنے اور اپنے مخالف فرقے کو نقصان پہنچانے کے لیے سیاست کا سہارا لیتا ہے۔ وہ کمار سوامی سے گرو دکشنا کے روپ میں اس کی زندگی طلب کرتا ہے۔

اور دھرم یدھ میں فتح یاب ہونے تک کے لیے کمار سوامی کو آمرن برت پر بٹھا دیتا ہے۔ سنگھرش جاری ہے اور شدید نقصان ہو رہا ہے، دھرم کے نام پر لگاتار پینتیس دن تک جاری تشدد کو دیکھ کر کمار سوامی بے چین ہو اٹھتا ہے۔ وہ فیصلہ کرتا ہے کہ وہ آمرن برت چھوڑ دیگا اور ساتھ ہی اپنا فرقہ بھی تیاگ دے گا۔

کیا کمار سوامی اپنے فیصلے کو عملی روپ دیتا ہے۔؟

اس ناٹک کی مصنف نویندر بہل پنجابی کی ڈرامہ نگار ہیں۔ آپ کی بہت سی تخلیقات منظر عام پر آچکی ہیں آپ پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ کے ڈرامیٹک آرٹ شعبہ میں ریڈر رہیں۔

منگل شب کی محفل موسیقی

اوشا پاریکھ کا گائن

۱۷ر جون رات دس بجے

باصلاحیت فنکار اوشا پاریکھ نے کلاسیکی گائن کی تعلیم نہایت کم عمری میں ہی ناگپور کے دتو پنت عرف بھیا جی وزلور سے حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ شیریں آواز کی مالک اوشا پاریکھ کو راگوں پر مکمل عبور حاصل ہے۔ انھوں نے آگرہ گھرانے کے جگن ناتھ پروہت بوا سے بھی رہنمائی حاصل کی۔



اپنے فن کا مظاہرہ وہ ملک اور بیرون ملک مختلف مقامات پر کر چکی ہیں۔

دیپالی بنرجی کا گائن

۲۴ر جون رات دس بجے

دیپالی بنرجی نے گیارہ برس کی عمر میں ہی پنڈت بھولاناتھ بھٹ اور سنت کمار چٹرجی سے موسیقی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔

۱۹۵۴ میں آل انڈیا ریڈیو کے مقابلہ موسیقی میں نیم کلاسیکی موسیقی کے زمرے میں اول انعام حاصل کیا۔ اور اس کے بعد سے آپ آل انڈیا ریڈیو سے پروگرام



پیش کرتی رہی ہیں۔ موسیقی کے ریاض کے ساتھ ساتھ انھوں نے اس میدان میں تحقیقی کام بھی جاری رکھا اور پریاگ وشو ودیالیہ سے گریجویشن کی ڈگری بھی حاصل کی۔

آپ کی رائے

محترم! تسلیمات!

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔ ہماری نیک خواہشات رسالہ "آواز" کی خدمت کرنے والے کارکنوں کے ساتھ ہیں گی۔ ادب کی خدمت اس جریدہ کی وساطت سے جس جامع و موثر انداز میں ہوتی ہے وہ قابل توصیف ہے اور ادب کے بیتی محبت رکھنے والوں پر احسان ہے۔ ۱۶ر اپریل کا شمارہ زیر نظر ہے۔ غزلیات میں جیوں سے نشتر محمد یٰسین بیگ صاحب کی غزل بہت دلپذیر ہے۔ اور ایک ایک لفظ دل کی عمیق گہرائی سے نکلی ہوئی ایک چیخ ہے۔ جس میں سوز و گداز، حقائق حیات دوراں اور بنی نوع انسان کے لیے درس ہے مگر افسوس یہ ہے کہ جن لوگوں کو اتنی خوبصورت غزل یا مضامین و افسانے کے درس کو لینا چاہیئے زیادہ تر ایسے آدمی اس طرح کے مواد کو نہیں پڑھتے اور صرف وہی لوگ اس کو پڑھ کر دل کو تسکین دیتے ہیں جو خود ہی زمانے کی کج روی سے نالاں ہیں۔ بیگ صاحب کا ایک شعر بطور مثال پیش ہے ؎

ہُو کا عالم ہے پرندہ نہ کوئی آدم زاد
شاید اس راہ سے لشکر کا گزر لگتا ہے

شکیل احمد خاں صاحب کا مضمون "کیا ہم فیشن کے عادی ہوتے جا رہے ہیں" بہت پسند آیا۔ یہ آج کا سنگین مسئلہ بن گیا ہے کہ نوجوان جو اپنی تہذیب کا تحفظ کرے وہ اندھی تقلید میں اپنے کو گمراہ کر رہا ہے۔ فیشن جس کو آزادی سے منسلک کیا جاتا ہے ایک نہ ہو کر بالکل جدا چیزیں ہیں "فیشن" نام ہے "شو" کا جس کو اپنا کر اچھا بھلا نوجوان دیوانہ نظر آنے لگتا ہے۔ دوسرے مالک کی حرص کر کے اپنی تہذیب کو چھوڑ دینا دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے؟ شکیل صاحب نے یہ بات بالکل درست لکھی ہے کہ "ذہین قسم کے نوجوان اپنے دور کے ان رجحانات سے ایک حد تک متاثر ہونے کے باوجود ایک اعتدال پسندی کا رویہ پیش کرتے ہیں۔" عام طور پر ہم نے یہ دیکھا ہے کہ نئی نسل کے وہ لوگ جو کسی سنجیدہ بات کو بھی گہرائی سے نہیں سوچتے وہی عجیب و غریب قسم کے فیشن کرتے نظر آتے ہیں۔ اسرار صاحب کا مضمون "شراب نوش دشمن صحت" مختصر مگر جامع تھا۔

شاہانہ نسرین۔ روز تقی
رامپور۔ (یوپی)

محترمی آداب

"آواز" ۱۶ر اپریل ۱۹۸۶ء کے شمارہ میں ایک افسانہ بہ عنوان "شبنم گرنے کی آواز" چھپا ہے جو بزم خواتین سے نشر کیا گیا۔ یہ ڈاکٹر مہناز انور کی انسانی (خاص کر ایک مرد کی) نفسیات کے ایک مخصوص پہلو سے گہری اور مکمل واقفیت کا آئینہ دار ہے۔ میں سمجھتا ہوں (آپ مسکرایئے نہیں) یہ مہناز انور ایک معزز خاتون ہی ہیں، کوئی مرد تو نہیں۔ ایک خاتون کا، ایک اپنی بیوی اور بچی سے پرخلوص اور سچی محبت کرنے والے مرد کی نفسیاتی ہلچل کو جو اس کی نیک خو بیوی اور معصوم اور سادہ بچی کے ایک معمولی سی بات پر یکایک بچھڑ جانے سے (کچھ دیر کے لیے ہی کیوں نہ ہو) اس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے اسقدر صداقت، خلوص اور ہمدردی سے بے نقاب کرنا، اپنی ایک ماقابل نقص اور حیرت انگیز بات ہے۔ اپنی ذی شعور بیوی کا دونوں ہی کی چہیتی بچی کو لے کر ایک خفیف سی بات اور وقتی برافروختگی کی بنا پر دیکھتے دیکھتے کسی نامعلوم جگہ چلے جانے اور اپنے آپ ہی واپس آ جانے کا درمیانی وقفہ گو زیادہ طویل نہ تھا، تاہم اس وقفہ کے دوران مرد پر گزری درد و کرب، تڑپ پشیمانی اور تاسف کے ملے جلے جذبات کی بیان سوا سانسوں کی عکاسی اس ماہرانہ انداز میں کی گئی ہے کہ قاری کے دل میں اس کی گونج مضطرب و پشیماں مرد کے جذبات سے پوری طرح ہم آہنگ ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

ایک مرد اور عورت (میاں بیوی) کے مابین جھگڑوں کو پیش کرتی ہوئی لاتعداد کہانیاں ہماری نظروں سے گزر رہی ہیں یہ بات فنکار کی نظر انتخاب پر منحصر ہوتی ہے کہ اس کی کہانی کے گرد کس قسم کا رول ادا کریں جو قاری کو بس لطف اندوز ہی نہ کر جائے بلکہ اس کی روح تک کو اس درجہ جھنجھوڑ کر رکھ دے کہ وہ اپنے اخلاق و اعمال کو ایک نیا اور مستحسن موڑ دینے پر مجبور ہو جائے۔

اس کے باوصف ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہ بات صرف فنکار کی کاوش پر ہی نہیں، ایک ایسے انسان پر بھی منحصر ہوتی ہے جو اس قسم کی کسی بھی ادبی تخلیق سے متاثر ہونے کی طبیعت کا مالک ہو۔

بایں ہمہ ڈاکٹر مہناز انور کی یہ مایۂ ناز سعی لائق صد تحسین و آفرین ہے۔ اور اس کے لیے نشرگاہ اور اس کے بے شمار سامعین، "آواز" اور اس کے ہزاروں ناظرین کی جانب سے انہیں دلی مبارکباد پیش کرنا میں اپنا ایک مسرت بخش فرض سمجھتا ہوں۔

عمر شریف "گرین ول"
نمبر ۲۔ ۱ مین روڈ (مزد ڈرائیو ان تھیٹر)
نیو گرود ابن پالیہ۔ تاور یکرے پوسٹ
بنگلور ۵۶۰۰۸۱

یکم سے ۱۵ر مئی کا آواز کا شمارہ موصول ہوا۔ خصوصیات شعر و ادب کے سلسلے میں علی حیدر وارثی کا مضمون ڈاکٹر ذاکر حسین پسند آیا۔ لیکن اس مضمون میں وارثی صاحب نے ذاکر صاحب کی جامعہ ملیہ اسلامیہ کی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے مضمون میں کچھ ادھورے پن کا احساس رہا۔ ڈاکٹر افغان اللہ خاں صاحب کا مضمون "اردو کے ادبی رسالوں کا مستقبل" آج کے اردو کے پرستاروں اور ادبی رسالوں کی سچی تصویر پیش کرتا ہے اس کے علاوہ افسانے بھی سبھی اچھے ہیں۔ لیکن خاص طور سے ابوالکلام عزیزی کا افسانہ "ڈیڑھ آنکھیں" (یہ افسانہ کہاں سے نشر ہوا ہے یہ مجھے رسالے میں نہیں مل سکا) ہمارے معاشرے کی اصلاح کی جانب ایک اچھا قدم ہے۔ غزلیں سبھی معیاری ہیں لیکن مجھے خاص طور سے جناب افتخار امام کے دو شعر بہت پسند آئے ؎

مجھ کو میری آواز سنائی نہیں دیتی
کیسا یہ میرے جسم میں اک شور بپا ہے
دل کی گھٹن غزل بنا تو کیسے سمائے گی
مرتی ہوئی صدی کا کوئی مرثیہ لکھوں

عبید اللہ چودھری (محکمۂ تعلیم)
۲۱۳ بسنت پور۔ گورکھپور ۲۷۳۰۰۵

چار پانچ برسوں سے آپ کے موقر رسالہ "آواز" کا مطالعہ گاہے بہ گاہے کرتا رہا ہوں لیکن پچھلی جنوری ۸۶ء سے بلا ناغہ مطالعہ کرتا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ بھی اسی طرح کرنے رہنے کا عزم رکھتا ہوں۔

یکم سے ۱۵ مئی ۸۶ء کا رسالہ پیش نظر ہے جس میں اکثر مقالے پسند آئے لیکن ان سبھوں میں محمد عبدالخالق صدیقی کا مقالہ بعنوان "صیام" مجھے بے حد پسند آیا۔ اس کے لئے میں موصوف مقالہ نگار کو مبارکباد پیش کرتا ہوں علی حیدر وارثی اور ڈاکٹر افغان اللہ خاں کے مقالے بالترتیب "ڈاکٹر ذاکر حسین" اور "اردو ادب کے ادبی رسالوں کا مستقبل" بھی لائق ستائش ہیں۔

افسانوں میں ہاشم عظیم آبادی کا افسانہ "بہچانے تصویر کھنچوائی" شمیم صادقہ کا افسانہ "پتیل منی" اور سرش خانم کا افسانہ "اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا" پسند آیا۔ آخر الذکر افسانہ میں خاص افسانہ نگار نے چچا بھلن کے کردار کے تحت عام بزرگوں کی ہوس پرستی کے متعلق جو اپنا تجربہ پیش کیا ہے، عمدہ ہے۔

غزلوں میں اس بار کلکتہ سے نشر کی گئی اکثر غزلیں قابل تعریف ہیں۔ خصوصاً مشہور عالم فاروقی کی غزل مسلسل جس میں صیام کی فضیلت و عظمت کو جو دریا کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میری سمجھ سے اس غزل کے تیسرے شعر کے پہلے مصرعہ میں کتابت کی غلطی ہوئی ہے۔ شعر ملاحظہ ہوں ؎

کیا خشک ہو گئی گرمئ محشر سے وہ زباں
حاصل ہے جس زباں کو حدت صیام کی

"ہوگا" کی جگہ "ہو گئی" لکھا گیا ہے

ایم۔ سعود
سمری بختیار پور۔ سہرسہ

رسالہ آواز یکم مئی تا ۱۵ مئی نظر نواز ہوا۔ سرورق پر نظر پڑی اس سے قبل سبز اور اب سرخ سرورق۔ اس سے

ودھ بھارتی

سور سدھا شام ۷.۲۵

راگ اساوری

۱۶ر جون آج اور کل : رفیع اور آشا
دنکر کیکنی : گائن
نکھل بنرجی : ستار

راگ یمن

۱۷ر جون ان پڑھ : لتا
اکشن پرشن راؤ : گائن
وے راگھو راؤ : بانسری

راگ جوگ

۱۸ر جون پیلا ساور : غزل
کاما شاستری : وادیہ وزند
وی. جی. جوگ : وائلن

راگ مانجھ کھماج

۱۹ر جون الوزادھا : لتا
نزاکت علی خاں اور
سلامت علی خاں : گائن
روی شنکر : ستار

راگ تلنگ

۲۰ر جون محبوب کی مہندی : رفیع اور لتا
استاد عبدالکریم خاں : گائن
ڈی. امل : بانسری

راگ چندر کونس

۲۱ر جون سنہری ناگن : لتا
مہندر کپور : غزل
گوپال کرشن : وچتر وینا

راگ گوڑ ملہار

۲۲ر جون برسات کی رات : سمن اور
کمل بارودت
میرا بنرجی : گائن
بدھ دیو داس گپتا : سرود

راگ کافی

۲۳ر جون دھول کا پھول : سدھا ملہوترہ
نزاکت علی خاں سلامت علی خان
گائن
شیام لال : شہنائی

راگ سارنگ

۲۴ر جون امراؤ جان : غلام مصطفیٰ خاں
ایم ایس سبھا لکشمی اور رادھا
وشوا ناتھن : گائن
وی. جی. جوگ : وائلن

راگ تلک کاموو

۲۵ر جون گودان : مکیش
این. آر. ویاس : گائن
رئیس خاں : ستار

راگ بہار

۲۶ر جون بے عنوان : آشا
پنڈت ڈی. وی. پلسکر : گائن
بسم اللہ خاں اور وی. جی. جوگ
شہنائی اور وائلن

راگ کلاوتی

۲۷ر جون مہندر کپور
پربھا اترے : گائن
رگھوناتھ سیٹھ : بانسری

راگ مانڈ

۲۸ر جون ایک ہی راستہ : لتا
ہیرا بائی بڑودکر : گائن
روی شنکر : ستار

راگ ہمیر

۲۹ر جون مکیش : بھجن
پنڈت ڈی. وی. پلسکر : گائن
این راجم : وائلن

راگ آبھوگی کانہڑہ

۳۰ر جون مینو پرشوتم : غزل
استاد امیر خاں : گائن
روی شنکر : ستار

انوربجنی

سہ پہر ۳-۱۵

۱۴ر جون استاد بڑے غلام علی خاں
راگ سدرا میگھ ملہار
پروین سلطانہ : راگ نایکی
کانہڑہ
۱۷ر جون استاد حفیظ علی خاں
سرود پر راگ چندر بھارکر
۱۸ر جون غلام مصطفیٰ خاں ←

ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے مزاج میں رنگینی ہے۔ خدا کرے آپ ہمیشہ سرورق کی طرح رنگین رہیں۔ آپ سے میری مؤدبانہ اور مخلصانہ گزارش ہے کہ آپ اپنی ایک رنگین تصویر رسالہ آواز میں شائع کریں تاکہ بطور یادگار یہ جملہ قارئین کے پاس محفوظ رہے۔ اگر ناگوار اور ناپسند ہو تو معذرت خواہ ہوں۔

رابندر ناتھ ٹیگور کی عکسی تصویر کی عکاسی بھی خوب ہے۔ اس بار آواز کے اندر جو مضامین اور مقالے ہیں وہ بھی جاندار اور لاجواب ہیں۔ مجھے سب سے بہتر عبدالخالق صدیقی صاحب کا مضمون ماہ صیام معلوم ہوا ماہ صیام کی جو تشریح انھوں نے کی ہے وہ نہایت سلیس اور عام فہم لفظوں میں کیا ہے۔ شہود عالم فاروقی صاحب نے تو اپنے اشعار میں ماہ صیام کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ ان دونوں حضرات کو میرا سلام اور مبارکباد پہنچا دیں۔ فاروقی صاحب کا یہ شعر بہت غور طلب ہے ؎

فرعون غرق ہو گیا دریائے نیل میں
دیکھے ذرا کوئی یہ کرامت صیام کی

اس مرتبہ ناگپور سے غزلیں یہ بھی پسند آئے۔ لطیف یاور کو اتنی پیاس لگی کہ وہ سمندر کے پانی سے بھی سیراب نہیں ہو سکے۔ یاور صاحب سمندر کو خشک نہ کریں ورنہ لوگ شدت پیاس سے دم توڑ دیں گے۔ محفوظ اثر صاحب کا آخری شعر بھی کیا خوب ہے ؎

چلو کہ لوٹ چلیں اب اثر وطن اپنے
سنا ہے ہم کو بہت یاد کر رہے ہیں لوگ

لیکن حضرت لوگ یاد کریں یا نہ کریں آپ کو تو خود لوٹنا ہوگا کیونکہ کبھی چھوڑی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو۔

بہرحال غزلیات، مضامین اور دوسرے مقالے بھی خوب ہیں، میری طرف سے تمام شعراء اور فنکار حضرات کو بہت بہت سلام اور مبارکباد۔ انشاء اللہ آئندہ پھر ملاقات ہوگی۔

عبدالحق انصاری راچوی
ہند پیڑھی نزد مدینہ مسجد
جی ٹی روڈ راچی (بہار)

۱۶ر جون ۱۹۸۶ء

یوں تو آپ سے ہر پندرہ روز بعد ملاقات ہوتی ہے مگر رسالہ کیا ہے کہ اس کی تعریف، جتنا بھی تجزیہ کیا جائے وہ اپنی جگہ پر کم ہی رہے گا۔ خیر! —— میں ابھی حال کے نہیں بلکہ ایک مہینہ قبل کے رسالہ (۱۶ر سے ۳۱ر مارچ) کا ذکر کر رہا ہوں۔ جس کے تمام مضامین میں نے بڑی دلجمعی سے پڑھے ہیں۔ اور پھر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ کیوں نہ ان تخلیق کاروں کو تنقیدی طور پر شکریہ کا مستحق ٹھہراؤں۔ جنھوں نے بڑی کاوشوں سے اپنی قلموں کو اس طرف موڑ دیا جہاں سے انھیں ادیب و شاعر، افسانہ نگار و ڈرامہ نگار کا درجہ مل گیا۔ بہرحال میں زیادہ تعریف کا قائل نہیں ہوں۔ ہاں ان ادیبوں، شاعروں اور افسانہ نگاروں کے نام و کام سے دلچسپی لے رہا ہوں، جن کے نام اس طرح ہیں۔ حضرت علی کی شجاعت اور قناعت پسندی، مضمون ناصر زیدی۔ رشید احمد صدیقی، مضمون غلام رضوی گردش — مادام و فاریع مضمون محمد حسن صاحب جو کہ بزرگوں میں سے ہیں اور بحیثیت تنقید نگار بھی ہیں — عطیہ پروین کا افسانہ 'جنت کی کنجی'، خواجہ احمد کا افسانہ 'خرگیس کی گڑیا' — وغیرہ مضمون پسند آئے۔ شاعروں کی فہرست کافی بہتر ہے۔

سید اختر حسن ماجد
سوداگر محلہ - گورکھپور

راگ سرسوتی
گرجا دیوی: راگ یمن
۱۹ر جون بہادر خاں: سرود
راگ اہیر بھیرو
روی شنکر اور علی اکبر خاں
ستار اور سرود پر
راگ ہیم بہاگ
۲۰ر جون پدماوتی گوکھلے شالگرام
راگ جے جے ونتی
جگدیش پرساد
راگ باگیشری

۲۹ر جون شوکمار شرما اور ہری پرساد چورسیہ
سنتور اور بانسری جگلبندی
۳۰ر جون سنند اپٹنائیک: راگ کوسی کانہڑہ
استاد فیاض خاں
راگ للت، رام کلی، نٹ بہاگ
سگھرائی

سنگیت سریتا

صبح ۷-۳۰

راگ کھمبا دی (؟)
۱۷ر جون مانک ورما: رفیع (؟)
استاد علاؤالدین خاں: سرود

درائیک راؤ پٹوردھن: گائن
۲۶ر جون مہامایا: آشا بھونسلے
استاد بڑے غلام علی خاں
گائن
۲۷ر جون مغل اعظم: لتا
علی اکبر خاں: سرود

راگ دیس

۲۸ر جون دیوداس، کے ایل سہگل
نارائن راؤ ویاس: گائن
۳۰ر جون میں سہاگن ہوا، رفیع اور آشا
استاد مشتاق حسین: گائن



۲۱ر جون امرت حسین خاں
ستار پر راگ گاوتی
ہمانشو بسواس: سنتور پر
راگ کلاوتی
۲۳ر جون استاد عبدالکریم خاں: گائن
راگ گجری، توڑی، بھیم پلاسی
دیوگندھار، درباری کانہڑہ
بسوراج راجگورو
راگ پوربی کلیان، کوسی کانہڑہ
۲۴ر جون وی جی جوگ اور احمد جان تھرکوا
وائلن اور طبلہ جگلبندی راگ جوگ
تلنگ خال
۲۵ر جون نثار حسین
راگ گوردھنی توڑی
بھیم سین جوشی
راگ سور ملہار
۲۶ر جون بسم اللہ خاں: شہنائی پر
راگ بھیرویں
۲۷ر جون استاد امیر خاں: راگ میگھ
سدھیشوری دیوی: گائن

۱۷ر جون مغل اعظم
نکھل بنرجی: ستار
۱۸ر جون بہانا: لتا
استاد عبدالکریم خاں: ٹھمری
۱۹ر جون لال پتھر: رفیع
میرا بنرجی: ٹھمری

راگ کلاوتی

۲۰ر جون چترلیکھا: آشا بھونسلے
اوشا منگیشکر
سروجیت: ستار
۲۱ر جون دل دیا درد لیا: رفیع
شوکمار شرما: سنتور
۲۳ر جون درشا گیت: مہندر کپور
سنگھ بندھو: گائن
۲۴ر جون انورادھا: لتا
رین دارو والا: سرود

راگ جے جے ونتی

۲۵ر جون سیما: لتا

رس دھار

رات ۹-۱۵

۱۶ر جون قسمت: تحریر: مسوا رام گپتا
پیش کش: ڈاکٹر اچلا ناگر
۱۳ر جون زندگی: تحریر: پریتی شرما
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۳۰ر جون یمر ٹیری: تحریر: احمد وصی
پیش کش: پی. وی. دھار دیکر

ملن یامنی

رات ۸-۱۵

۲۱ر جون رجنی گندھا
تحریر: گوکل گوسوامی
پیش کش: اردنہ ماتھر
۲۹ر جون یقین: تحریر: ابھیلاشا
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر

سنو کہانی

رات ۸-۱۵

۲۰ر اور بہو بیٹیاں (حصہ ا اور ۲)
۲۷ر جون از عصمت چغتائی

ہوا محل

رات ۸-۱۵

۱۶ر جون بچھتاوا (حصہ ا)
پریم چند کی کہانی کا ریڈیو ناٹک
ترتیب: دشنو بھاٹیہ
پیش کش: موہنی شرما
۱۷ر جون بچھتاوا (حصہ ۲)
۱۹ر جون جیتا ایک دیوان کا
تحریر: حمید اللہ
پیش کش: ممتاز تشکیب
۲۰ر جون نو سو، نو سو
تحریر: کے پی سکسینہ
پیش کش: سبتندر شرت
۲۱ر جون پتر پشپم: پیش کش: کملا سکسینہ
۲۲ر جون سرود تم پارٹی میں بھولے رام
از ڈاکٹر ونے
پیش کش: انوپ سیٹھی
۲۳ر جون مجنوں پارک
تحریر: آر. کے. شرما
پیش کش: دینا ناتھ
۲۴ر جون کیا کہیے: تحریر: شنکر سلطانپوری
پیش کش: جے دیو شرما 'کمل'
۲۵ر جون کانٹے کا کانٹا رہے
تحریر: چندر بھار دواج
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۷ر جون لین دین: تحریر: اروناکپور
پیش کش: پی. وی. دردھیکر
۲۸ر جون پرپرنا: تحریر اور پیش کش
مہیش چندر کشتریا
۲۹ر جون 'پیلے پھولوں والی فراک'
کہانی: سوریہ بالا
ریڈیو عکس: سدھنشو شیکھر
پیش کش: انوپ سیٹھی
۳۰ر جون جھومکا بھاگت
پیش کش: مینا کشی متر



دور درشن

دہلی
چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

مسوری
چینل 10 تصویر 210 25 MHz
بینڈ 3 آواز 215 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام
۶ - ۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶ - ۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)
۷ - ۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات
۸ - ۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
۹ - ۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۱۱ - ۴۵ نیوز ہیڈلائن (ہفتہ کو ۱۲ - ۳۰ بجے)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح
۹ - ۰۰ اور دوپہر ۲ - ۳۵
سائنس (آٹھویں جماعت)
۹ - ۴۰ اور سہ پہر ۳ - ۱۵
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۰ - ۱۵ اور سہ پہر ۴ - ۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱ - ۱۰ اور سہ پہر ۴ - ۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح
۹ - ۰۰ اور دوپہر ۲ - ۳۵
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۹ - ۴۰ اور سہ پہر ۳ - ۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۱ - ۱۰ اور سہ پہر ۴ - ۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ
صبح
۹ - ۰۰ اور دوپہر ۲ - ۳۵
حساب (آٹھویں جماعت)
۹ - ۴۰ اور سہ پہر ۳ - ۱۵ بائیولوجی (دسویں جماعت)
۱۱ - ۱۰ اور شام ۴ - ۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات
صبح
۹ - ۴۰ اور سہ پہر ۳ - ۱۵
جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱۰ - ۵۵ اور سہ پہر ۴ - ۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱ - ۱۰ اور سہ پہر ۴ - ۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ
صبح
۹ - ۴۰ اور سہ پہر ۳ - ۱۵
فزکس (دسویں جماعت)
۱۱ - ۱۰ اور سہ پہر ۴ - ۴۵ انگریزی کا سبق
(چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲ - ۴۵ اور شام ۴ - ۴۰
اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

دہلی I

اتوار
صبح
۹ - ۳۰ سرب ساجھی گوربانی / کارٹون فلم / پربھاتی
۹ - ۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰ - ۰۰ مکی اینڈ ڈونالڈ
والٹ ڈزنی کی کارٹون فلم
۱۰ - ۲۵ ایک، دو، تین، چار (ہندی سیریل)
۱۰ - ۵۰ سیکریٹس آف دی سی - انگریزی سیریل
۱۱ - ۴۰ پنکھوں سے پنجوں تک
ہندی سیریل
۱۲ - ۰۵ رجنی / لینا دینا (ہندی سیریل)
دوپہر
۱۲ - ۳۵ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)
۱ - ۰۰ خزانہ (ہندی سیریل)
۱ - ۳۰ کہاں گئے وہ لوگ / آسمان کیسے کیسے (ہندی سیریل)
۲ - ۰۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم
(II III اور V اتوار)
۴ - ۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
شام
۵ - ۰۰ آزادی کی کہانی
۵ - ۱۵ دادا، دادی کی کہانی / وکرم اور بیتال
۵ - ۴۵ ہندی فیچر فلم
۷ - ۳۰ اندھی گلیاں
نشیلی ادویات کے استعمال پر پروگرام
۹ - ۰۰ ایر ہوسٹس (ہندی سیریل)
۱۰ - ۰۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام
۱۰.۵۵ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر
شام ۶ - ۰۰ بچوں کے لیے
۶ - ۱۵ مہیلاؤں کے لیے
۶ - ۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۷ - ۳۰ سندھ سماچار / سنگیت
۷ - ۴۰ ہندی ناٹک
۹ - ۰۰ نکڑ (ہندی سیریل)
۹.۵۰ سچ کی پرچھائیں I اور III
چترمالا II اور IV
آروہی V
۱۰ - ۲۰ چھپتے چھپتے (ہندی سیریل)
۱۰ - ۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے
۱۱ - ۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

منگل
شام
۶ - ۰۰ بچوں کے لیے
۶ - ۱۵ وشو درشن
۶ - ۳۵ ہمارے کلاکار، ہمارے اُدیوگ
(II اور IV منگل)

۷-۴۰ یوتھ فورم (I، III اور V منگل)
یووانی (II اور IV منگل)
۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)
۹-۰۰ بنیاد : ہندی سیریل
۹-۵۰ جن وانی I، III اور V
بینا ڈوڈو مارو II اور IV
۱۰-۳۰ دی باڈی ان کیوسچن
۱۰-۴۵ لورڈس پروگریس/ پریورتن
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / سگم سنگیت

بدھ

شام ۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۵ آنگن واڑی
۶-۳۵ وکاس کی اور
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)
۹-۰۰ چھوٹے بڑے (ہندی سیریل)
۹-۵۰ رونگ آئی I، III
حالات حاضرہ پر پروگرام II اور IV، V
۱۰-۲۰ مجوبے (ہندی سیریل)
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ان سے ملیے / اور گیسٹ

جمعرات

شام ۶-۰۰ دیہی بچوں/ دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۱۵ گھریلو نسخے
۶-۳۵ قانونی اصلاح/ آزادی کے دیوانے/ مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ کھیل کود / کھیل اور کھلاڑی
۷-۴۰ پتر پتریکا (ہندی ادبی میگزین)/ سگم سنگیت
۸-۰۵ پارمپارک کلائیں I، III، V سنگیت/ نرتیہ II اور IV
۸-۲۵ مینجمنٹ انگریزی سیریل
۹-۰۰ ستیہ جیت رے کی پیش کش
ہندی سیریل
۹-۵۰ پرشن منچ

پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیویز III
واٹ از دی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کویز V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ

شام ۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۱۵ آپ کا پریوار
۶-۴۵ سگم سنگیت
۷-۳۰ سندسماچار/ انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)
۹-۵۰ رشتے ناطے (ہندی سیریل)
۱۰-۲۰ لانگ اپولس آؤٹس/ ان دس آور لینڈ/ یئر آف دی یوتھ
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز/ ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر ۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۰ فریگل راک
۲-۳۵ یوتھ ٹائم
۳-۰۰ اسپانسرڈ ریزین : اسپانسرڈ پروگرام
۳-۳۵ اسپانسرڈ پروگرام
شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/ انگریزی)
۷-۱۰ یو اینڈ یور پیشنس
۷-۲۵ فارمی فورسس I/ نرتیہ III اور V
۷-۵۵ جان ہے جہان ہے
۸-۱۰ سپتاہکی
۹-۰۰ بنیاد : ہندی سیریل
۹-۵۰ سائنس پروگرام II، IV
فیچر فلم I، III اور V

دہلی II

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)
۷-۴۰ اوشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام ۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ڈاکیومنٹری فلم
۷-۰۰ شاستریہ سنگیت (ساز)
۷-۴۵ بھورنگ ۸-۰۵ مغربی موسیقی

پیر

شام ۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ انگریزی سیریل/فلم
۷-۱۵ چہل پہل (ثقافتی سرگرمیوں کا جائزہ)
۷-۴۵ مختصر فلم/ ڈاکیومنٹری
۸-۰۰ شاستریہ سنگیت / پینل ڈسکشن (ہندی/ انگریزی)

منگل

شام ۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ نو ودیہ
اسکول کے بچوں کا پیش کردہ پروگرام
۷-۱۵ یہ دلی ہے : ناگرک سمسیا
۷-۴۵ سیریل ڈرامہ (ہندی)
۸-۱۵ پوپ میوزک

بدھ

شام ۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ یوواؤں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے (کلا پری کرما)
۷-۴۵ لیونگ پلانٹ (انگریزی سیریل)

جمعرات

شام ۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ کویز پروگرام/ سنیے سوچیے بولیے
۷-۱۵ سماچار ڈائری
۷-۴۵ پنجابی درپن : پنجابی میں ملاجلا پروگرام

جمعہ

شام ۶-۳۰ قوالیاں
۶-۴۵ بزم (اردو ادبی میگزین) پروگرام
۷-۱۵ یہ دلی ہے (ناگرک سمسیا)
۷-۴۵ انگریزی ڈرامہ

ہفتہ

شام ۶-۳۰ اگلے ہفتے میں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ یہ دلی ہے (آئینہ)
۷-۴۵ کلاسیکل میوزک/ ڈانس
۸-۱۵ باتیں اس زمانے کی (ماضی پر ایک نظر)

سرینگر

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 17 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

دوپہر اور سہ پہر

۱۲-۲۵ ، ۴-۰۰ اردو میں تعلیمی پروگرام (پیر اور جمعہ)
۱۲-۴۵ ، ۴-۴۵ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (سوائے اتوار اور تعطیلات کے)
۵-۵۰ دیہی ناظرین کے لیے (پیر تا جمعرات)

شام

۷-۲۵ کشمیری میں خبریں
۷-۳۰ اردو میں خبریں
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

جالندھر

چینل 9 تصویر 203 25 MHz
بینڈ 13 آواز 208 75 MHz

امرتسر

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 194 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح

۸-۳۰ ، شام ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (اتوار)

شام

۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (پیر تا جمعہ)
۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
پروگراموں کا خلاصہ (ہفتہ)

دوپہر

۱۲-۴۵ اور ۱-۴۵
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام
(روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

شام

۵-۱۵ پنجابی فیچر فلم (IV ہفتہ)
۵-۳۰ پنجابی میں مختصر خبریں (روزانہ سوائے اتوار)
۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم (اتوار)
۶-۰۰ میرا پنڈ میرے کھیت (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)
۷-۳۰ پنجابی میں خبریں
۷-۴۰ رشماں (اتوار، پیر، بدھ اور جمعہ)
میل پتھر (منگل، جمعرات اور ہفتہ)
۷-۴۵ پنجابی ناٹک (پیر)
چترہار (منگل اور ہفتہ)
ہندی ناٹک (جمعہ)
۸-۰۵ چترہار (بدھ)
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے)

لکھنؤ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

کانپور

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح

۹-۴۵ تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)
۱۲-۴۵ اور سہ پہر ۴-۰۰
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام

۶-۳۰ چوپال ــ کسانوں کے لیے
(روزانہ سوائے ہفتہ اور اتوار)
۷-۳۰ سماچار
۷-۴۰ آئندہ کل کے پروگراموں کا خلاصہ
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

بمبئی

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

پونہ

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 25 MHz

پناجی

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 191 75 MHz

بمبئی I

اتوار

صبح

۹-۰۰ پرتبھانی پرتیما (مراٹھی)
۹-۳۰ سپتا ہکی
۱۰-۰۰ سے دوپہر ۱-۵۵ تک
اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے)
۲-۰۰ علاقائی فیچر فلم
۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
[illegible]-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ بات میے (مراٹھی میں علاقائی خبریں روزانہ)

رات

۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک نیشنل پروگرام

پیر

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن
۱۲-۴۵ اور شام ۴-۰۰ یو جی سی ٹیلی کاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار)

شام

۵-۴۵ ڈکومنٹری (مراٹھی)
۶-۰۰ بچوں کے لیے (مراٹھی)
۶-۳۰ زرعی پروگرام
۷-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لیے
۷-۲۰ گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات / کمیونٹی گیت
۷-۲۸ کل کے پروگراموں کا خلاصہ (مراٹھی)
(روزانہ سوائے اتوار)
۷-۴۰ اسپورٹس پروگرام (مراٹھی)
۸-۱۰ یوتھ پروگرام (مراٹھی)

منگل

شام

۵-۴۵ مراٹھی لوک سنگیت
۶-۰۰ گجراتی میں گھریلو
پروگرام (I، III، V)
ہندی میں گھریلو پروگرام (II اور IV)
۶-۳۰ مراٹھی غیر نصابی تعلیم کا پروگرام
۷-۰۰ مراٹھی فلموں کے رقص و گیتوں پر مبنی
پروگرام (I، II، IV اور V)
ناٹیہ سنگیت (III)
۷-۴۰ فلم اور اسٹیج کی مشہور شخصیتوں سے
متعلق مراٹھی پروگرام (I اور III)
گجراتی پروگرام (II)
مراٹھی میں ورائٹی پروگرام (IV)
رنگارنگ ہندی پروگرام (V).

بدھ

صبح

۱۰-۳۰ اور دوپہر ۰۰-۲
اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ سگم سنگیت (مراٹھی)
(I، III، V)
سگم سنگیت (کونکنی / ملوانی)
(II، IV)

۶-۰۰ بچوں کے لیے (ہندی)
(I، III، V)
بچوں کے لیے (انگریزی)
(II اور IV)

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۶-۵۵ مراٹھی میں ادبی میگزین (I اور III)
سگم سنگیت مراٹھی (II)
مراٹھی کوی سمیلن (IV)
ملوانی پروگرام (V)

۷-۴۰ تعلیمی پروگرام (I)
قانون اور عام آدمی (II)
ملکھی ویگالی ملنے (III)
ہندی میگزین (IV)
سندھی پروگرام (V)

۸-۰۰ چترہار

جمعرات

شام

۵-۴۵ گجراتی سگم سنگیت (I، III، V)
ہندی سگم سنگیت (II، IV)

۶-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لئے (مراٹھی)

۶-۲۰ مراٹھی میں گھریلو پروگرام

۶-۵۰ مراٹھی میں غیر نصابی تعلیم

۷-۲۰ مراٹھی میں زراعتی پروگرام

۷-۴۰ مراٹھی ڈرامہ (I، III)
ہندی ڈرامہ (II) گجراتی ڈرامہ (IV)
ناٹیہ دالوکن: مراٹھی ڈراموں کا تنقیدی جائزہ
(V)

۸-۰۰ کلاسیکی گائن (I) کلاسیکی رقص
(II، IV) کلاسیکی ساز سنگیت (V)

جمعہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۰۰-۲
اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ درت چتر (I، III، V) مراٹھی میں ڈکیومنٹری فلم (II، IV)

۶-۰۰ گجراتی میں بچوں کے لئے

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۷-۰۰ مراٹھی میں صحت سے متعلق پروگرام

۷-۴۰ کلاسیکی رقص (I) امرت منتھن

سنسکرت پروگرام (II) کونکنی پروگرام
(III) کلاسیکی موسیقی (IV)
کرنٹ افیرز - مراٹھی (V)

۸-۰۵ چھایا گیت (ہندی فلموں سے رقص اور گیت)

ہفتہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۰۰-۲
اسکول ٹیلی ویژن (اساتذہ کے لئے پروگرام (IV)

شام

۴-۴۵ طویل ڈرامہ (مراٹھی / ہندی / گجراتی) (I)
مراٹھی فیچر فلم (II، III، IV)
گجراتی فیچر فلم (V)

۷-۰۰ سرداتول (انگریزی سیریل)

۷-۳۰ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن (I، III)
چترگیت (گجراتی فلموں سے رقص اور گیت)
(II) جکر دیو / کرنٹ افیرز (مراٹھی)
(IV) مراٹھی پروگرام دوبارہ ٹیلی کاسٹ
(V)

۸-۱۰ سپتاہکی

بمبئی II

اتوار

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی)
۷- سندھی پروگرام (I)
ملیالم پروگرام (II) کنڑ پروگرام (III)
تمل پروگرام (IV) تیلگو پروگرام (V)

۷-۳۰ مغربی موسیقی، ریوب میورٹ

۸-۰ شاستریہ گائن (I، III) شاستریہ ساز سنگیت (IV)
شاستریہ نرتیہ (II، V)

۸-۲۸ کل کے پروگرام (روزانہ)

پیر

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی)
۷-۰۰ ہندی میگزین (I، III)
اردو میگزین (II، IV، V)

۷-۳۰ سواستھ چرچا (I، III، V) ہیلتھ فورم (انگریزی) (II، IV)

۸-۰۰ انگریزی سیریل فلم

منگل

شام

۶-۳۰ لوک کلائیں، لوک گیت اور گجرات کی روایتی کلائیں (I)
شام غزل (II) دگیان آلوک (III، V)
آروہی (IV)

۷-۰۰ مراٹھی سیریل

۷-۳۰ پارسی کامیڈی (I) کرنٹ افیرز (مراٹھی)
(II) پری جات گجراتی (III) ڈانس (منگل V)

۸-۰۰ پورٹریٹ / ڈاؤن میموری لین

بدھ

شام

۶-۳۰ مراٹھی لوک سنگیت
۶-۴۵ آج چے پھونے

۷-۰۰ یوواورشن (ہندی) (I، III، V)
یوواورشن (گجراتی) (II، IV)

۷-۳۰ سگم سنگیت

۷-۴۰ کنزیومر فورم (I، III، V) کلچرل سین
(II، IV)

۹-۰ ہندی سیریل

جمعرات

شام

۶-۳۰ مراٹھی میں ووکیشنل گائیڈنس پروگرام

۶-۵۰ فلم ڈویژن کی فلم ہندی

۷-۰۰ گیسٹ آف دی ویک (ہندی / انگریزی)
(I، III) آورلا (ہندی / انگریزی)
(II، IV) ڈکیومنٹری فلم (انگریزی)
(V)

۷-۲۰ ورندگان

۷-۴۴ لیٹ اس فیس اٹ (I، III)

بنگ ورلڈ (انگریزی) (II، IV)
ڈانس بیلے (V)

۸-۰۰ پنجابی پروگرام (I) ماولیاتی مسائل پر مبنی پروگرام (II، IV) کھیل اور کوسچن (III) لائف اسکیپ (V)

جمعہ

شام

۶-۳۰ شہری مسائل (I
III، V) نوجوان بچوں کیلئے
مراٹھی پروگرام (II، IV)

۷-۰۰ واٹ از دی گڈ ورڈ ( ) فوکس یا
سائنس رپورٹ (II اور IV) ہمارے
آرکائیوز سے (III، V)

۷-۳۰ اسپونسرڈ پروگرام / دوسرے کیندروں سے

۸-۰ انگریزی سیریل

ہفتہ

شام

۶-۳۰ انگریزی ڈکیومنٹری فلم (I، III، V) مراٹھی ڈکیومنٹری
فلم (II، IV)

۶-۴۵ لانگ سیریل / لانگ ٹی وی فلم

۷-۴۰ سپتاہکی

۸-۰۰ کرنٹس کراس کرنٹس (انگریزی)

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو ۳۲۷٫۳ میٹر (۹۱۷ کلوہرٹز)، ۲۹۱ میٹر (۱۰۳۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۴۸٫۷ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو ۳۲۷٫۳ میٹر (۹۱۷ کلوہرٹز)، ۲۸۱ میٹر (۱۰۶۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس
میڈیم ویو ۳۲۷٫۳ میٹر (۹۱۷ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۹۱٫۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

پیر ۱۶ جون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی: نعت: امیر بریلی
انعام احمد قوال اور ہمنوا۔ قوالی
۶-۲۵ شہر صبا
پیانیش کمار: جاں نثار اختر
بشیر بدر اور امیر مینائی کا کلام
اوما گرگ: شکیل بدایونی
اور داغ کا کلام

رات
۸-۳۰ حسن غزل
نرملا واجپئی: شاد فدائی اور
جگدیش مہتہ درد کا کلام
۱۰-۰۰ کلام شاعر: صدیق مجیبی
۱۲-۳۰ قوالیاں: انعام احمد قوال اور ساتھی

منگل ۱۷ جون

صبح
۵-۴۵ نعت: بلال احمد
قوالی: ارشاد رحمت قوال
اور ہمنوا
۶-۲۵ شہر صبا
سریندر کور: داغ دہلوی
چراغ حسن حسرت اور مرزا غالب
کا کلام
گھنشیام داس: بشیر بدر اور
خمار بارہ بنکوی کا کلام

دوپہر
۲-۰۰ نئی نسل نئی روشنی: ایکسویں
صدی کی دہلیز پر: سلسلہ وار
تقریر: سائنس اور ٹکنولوجی کے
میدان میں پیش رفت،
افسانہ از سیما ہاشمی

رات
۸-۳۰ حسن غزل
امرجیت: فانی بدایونی اور
مشیر جھنجھانوی کا کلام
۱۰-۰۰ کھیل کھلاڑی
ترتیب: گردیو سنگھ
۱۲-۰۰ قوالیاں: ارشاد رحمت قوال
اور ساتھی

بدھ ۱۸ جون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت: صلاح الدین
قوالی، جمیل احمد اور ساتھی
۶-۲۵ شہر صبا
رمیش کمار: بہادر شاہ ظفر اور
داغ دہلوی کا کلام
کمل ہنس پال: مرزا غالب اور
امیر قزلباش کا کلام

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین: کہانی سنیئے از
شفیقہ فرحت
منزل، کام کی باتیں

رات
۸-۳۰ حسن غزل
سیما شرما: بشیر بدر اور حسن نعیم
کا کلام
۱۰-۰۰ افسانہ: قمر احسن
۱۲-۳۰ قوالیاں: جمیل احمد اور ساتھی

جمعرات ۱۹ جون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت: خواجہ محمود بیگ
قوالی: جعفر حسین نظامی اور ساتھی
۶-۲۵ شہر صبا
امیتابھ مشرا: جاں نثار اختر اور
بشیر بدر کا کلام
نیلم ساہنی: نقش لائلپوری
اور راجیش کمار اوج کا کلام

دوپہر
۲-۳۰ "ہنگل": کشمیری ناٹک
تحریر: فاروق مسعودی
مترجم: علی محمد لون

رات
۸-۳۰ حسن غزل
مدن لال سدھو: فنا کانپوری
اور داغ دہلوی کا کلام
۱۰-۰۰ ادبی نشست: "ادب اور
جمالیاتی اقدار": مباحثہ
شرکاء: پروفیسر محمد حسن
پروفیسر قمر رئیس، دلویندر اسر
اور ڈاکٹر صادق
۱۲-۳۰ قوالیاں: جعفر حسین نظامی
اور ساتھی

جمعہ ۲۰ جون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی: تلاوت قرآن پاک
مع تشریح
نعت: مولانا علیم اختر
قوالی: شہاب فریدی اور ساتھی
۶-۲۵ شہر صبا
صلاح الدین: غزلیں
پورنیما داس: عزیز وارثی اور
مرزا غالب کا کلام

دوپہر
۲-۰۰ پیہم رواں ہے زندگی: فیچر

رات
۸-۳۰ حسن غزل
صلاح الدین: غزلیں
۱۲-۳۰ قوالیاں: مہتاب فریدی
اور ساتھی

ہفتہ ۲۱ جون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت: مولانا عزیز ظفر
قوالی: محمود نظامی اور ساتھی
۶-۲۵ شہر صبا
ستیا رام سنگھ: شمیم فاروقی
فیض احمد فیض اور داغ دہلوی
کا کلام
پریتا بلبیر سنگھ: فراق گورکھپوری
اور مومن خاں مومن کا کلام

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین: ناقابل فراموش رونما
ہیر رانجھا: تقریر از
سشما بھٹناگر
گیت: خطوں کے جواب

رات
۸-۳۰ حسن غزل
آسا سنگھ مستانہ: رام کرشن مضطر
اور ساحر ہوشیارپوری کا کلام
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
کھیلوں کی دنیا
ترتیب: اندر بینو نوانی
۱۲-۳۰ قوالیاں: محمود نظامی اور ساتھی

اتوار ۲۲ جون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت: محمد یعقوب
قوالی: محمد شریف قوال اور ساتھی
۶-۲۵ شہر صبا
غلام نبی شیخ: داغ دہلوی اور
مومن خاں مومن کا کلام
ملکہ پکھراج: ڈاکٹر اقبال، فیض
اور غالب کا کلام

رات
۸-۳۰ حسن غزل
ششی لتا درک: مخمور دہلوی
اور فراق گورکھپوری کا کلام
۱۲-۳۰ قوالیاں: محمد شریف قوال اور

پیر ۲۳ جون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی

نعت: محمد لیسین خاں صادق
قوالی: نیاز احمد نذیر احمد
قوال اور ساتھی
۶-۲۵ شہرِ صبا
ارملا ناگر ، غزلیں
برجھوجھبارات: بیتی لکھنوی
کا کلام

رات
۸-۳۰ حسنِ غزل
ارملا ناگر : غزلیں
۱۰-۰۰ کلام شاعر: علی ظہیر
۱۲-۳۰ قوالیاں: نیاز احمد نذیر احمد
اور ہمنوا

منگل ۲۴ر جون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت: مخدوم مختار عثمانی
قوالی: شنکر شمبھو قوال اور ساتھی
۶-۲۵ شہرِ صبا
سیتا کوہلی ، مجاز اور ظفر کا کلام
سری رام: امیر قزلباش
بشیر بدر اور محمود درانی کا کلام

رات
۸-۳۰ حسنِ غزل
غلام ربانی تاباں اور
مجروح سلطان پوری کا کلام
۱۲-۳۰ قوالیاں: شنکر شمبھو اور ساتھی

بدھ ۲۵ر جون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت: از منیر خاتون بیگم
قوالی: محمد سلیم قوال اور ساتھی
۶-۲۵ شہرِ صبا
احمد حسین ، فراق گورکھپوری
جاں نثار اختر اور اعجاز وارثی
کا کلام
پشپا رانی: حسرت موہانی اور
فانی بدایونی کا کلام

دوپہر
۲-۳۰ بزمِ خواتین: گھر سنسار
فضول خرچی اور دکھاوے سے
احتراز: تقریر از معصوم رضا
غزل: دستر خوان

دہلی

میڈیم ویو
دہلی الف ۳ر۳۶۶ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز
دہلی ب ۵ر۴۵۰ میٹر ۶۶۶ کلو ہرٹز
دہلی ج ۳ر۲۱۹ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز
دہلی د ۹ر۲۹۴ میٹر ۱۰۱۷ کلو ہرٹز

شارٹ ویو
صبح ۰۰-۸ تک ۱۵ر ۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلو ہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلو ہرٹز
شام ۰۰-۶ سے آخر تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز

خبریں

دہلی الف

ہندی / انگریزی، صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، شام ۵-۶، رات ۴۵-۸
اور رات ۰۵-۱۱۔ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو مع تبصرہ: رات ۱۲-۹
انگریزی: دوپہر ۱۲- پنجابی: دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار، شام ۰۰-۵
روزگار سماچار: شام ۵۰-۷ پرادیشک سماچار۔ شام ۵۰-۷

دہلی بی

انگریزی: صبح ۱۰-۹، ۰۰-۱۰، دوپہر ۱، سہ پہر ۴، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور
رات ۰۰-۱۱، پنجابی: صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-، بخاری (صرف بانج) ۴۰-۷

پیر ۱۶ر جون

دہلی الف
صبح
۶-۴۵ دگیان چرچا: سبھا پتا کرتے اکبر

کمرہ: شیام سندر شرما
دوپہر
۱۲-۳۰ اکیلی اور تنہا سگلہ اشک کا
ریڈیو عکس از ملیحہ سالم

رات
۱۲-۳۰ قوالیاں: سعادت حسین قوال

جمعرات ۲۶ر جون

صبح
۵-۴۵ نعت: نیر آثمی
قوالی: واحد نظامی اور ساتھی
۶-۲۵ شہرِ صبا
ہمندر پال: مخدوم محی الدین
فیض اور جاں نثار اختر کا کلام
شانتا سکینہ ، جگر مراد آبادی
اور شکیل بدایونی کا کلام

رات
۸-۳۰ شو بھنا راؤ: جاں نثار اختر اور
شکیل بدایونی کا کلام

۱۰-۰۰ آئینہ (ادبی میگزین)
میراجی کے مجموعے مشرق و
مغرب کے نغمے کا ایک جائزہ
ادارت: عبد المعنی
۱۲-۳۰ قوالیاں ، واحد نظامی اور ساتھی

جمعہ ۲۷ر جون

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن مع تشریح
نعت: انور صابری
قوالی: افضل اقبال اور ساتھی
۶-۲۵ معین الدین: شمیم جے پوری
ہاشم لکھنوی اور سدرشن فاخر
کا کلام

شام
۵-۴۰ پرکاش ، این سکسینہ: بانسری
۹-۰۰ منور علی خاں: گائن
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
بلرام پاٹھک: گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۲ پرکاش ، این سکسینہ: بانسری
دوپہر
۱-۰۵ اور ۱۰-۲
پچھمی سنگیت
۳-۳۰ اپرنا چکرورتی: گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
گیت، بھجن اور غزلیں

منگل ۱۷ر جون

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
اجیت سنگھ: دچیتر وینا
۱۱-۰۵ اور شام ۲۰-۵
گھنشیام دت پربھاکر: جلترنگ
شام
۵-۰۵ گیان وگیان سماچار
منیش اگروال
۸-۱۵ ادیوگ منڈل ، کامگروں
کے لئے کلیان کاری کاریہ
علیگڑھ کا تالا ادیوگ

کمل سدھو: ڈاکٹر اقبال اور
داغ دہلوی کا کلام

رات
۸-۳۰ سدیش سنہا: حسن نعیم اور
فراق گورکھپوری کا کلام
۱۲-۳۰ قوالیاں: افضل اقبال اور ساتھی

ہفتہ ۲۸ر جون

صبح
۵-۴۵ نعت: علیم اختر
قوالی: جعفر حسین خاں
۶-۲۵ ہلال احمد: حسن نعیم، مخدوم محی الدین
اور فیض کا کلام
انجلی بوس: ذوق اور مومن خاں
مومن کا کلام

تقریر
۹-۳۰ کنٹھ ہار: ناٹک
از بھیشم ساہنی

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سریتا: ایرا لکرجی
دھرپد دھمار

دوپہر
۲-۳۰ اجیت سنگھ: وچتر وینا

بدھ ۱۸ جون

دہلی الف

صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا: کدمب کا پیڑ
از ڈاکٹر آر۔ ڈی۔ سنگھ
۸-۱۰ اور شام ۴۰-۵
بلدیو راج ورما: گائن
۱۰-۳۵ جین کمار جین: سنتور
۱۱-۰۵ اور رات ۰۰-۹
رسولن بائی: ٹھمری اور دادرا
۱۱-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰
علاؤالدین خاں۔ ایسراج

دوپہر
۱۲-۳۰ گھر دگیان: برتنوں کی قلعی
از وجے سردا

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ جین کمار جین: سنتور
۲-۳۰ سرسوتی نٹراجن: وینا

شام
۶-۴۵ اور رات ۴۳-۸
شانتا سکسینہ: گیت اور بھجن

جمعرات ۱۹ جون

دہلی الف

صبح
۷-۳۰ بھارت بھارتی
تمل ساہتیہ میں راشٹریتا کے سور: تقریر
۸-۱۰ اور رات ۱۰-۱۱
اشوک کمار رائے: سرود
۱۱-۰۵ اور رات ۰۰-۱۰
مہندر شرما: گائن
۱۱-۳۰ اور رات ۰۰-۹
ستیش پرکاش قمر: شہنائی

دوپہر
۱۲-۳۰ گھر دگیان
گھر میں بجلی کا صحیح اپیوگ
از آر۔ این۔ گپتا
۹ - ۰ ہندی کی گوروشالی سنستھائیں
دکشن بھارت پرچار سبھا
تقریر
۱۰-۳۰ وسنت سندرم، گائن
(کرناٹک)

دہلی ب

صبح
۷-۳۲ سنگیت سریتا
مہندر شرما: گائن

دوپہر
۳-۳۰ وسنت سندرم: گائن
(کرناٹک)

شام
۶-۴۵ اور رات ۴۳-۸
ڈی۔ اپیچ۔ ساگر: گیت اور غزلیں

جمعہ ۲۰ جون

دہلی الف

صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا: لنڈارڈا
از ڈاکٹر کے۔ کے۔ گپتا
۸-۱۰ اور رات ۱۰-۱۱
سویتا دیوی: ٹھمری اور دادرا
۱۱-۰۵ شری کانت باکرے: گائن
۱۱-۳۰ اور رات ۰۰-۹
دنیش کمار: بانسری
۹-۰۰ "ہندی" لابھو بہن مہتہ کی گجراتی کہانی کا ہندی ریڈیو فکس
از ورشا داس

دہلی ب

صبح
۷-۳۲ سنگیت سریتا
مصطفیٰ رضا: وچتر وینا

دوپہر
۲-۳۰ آر۔ ڈی۔ رمن: گائن

شام
۶-۴۵ اور رات ۴۳-۸

ہرمیت کور: گیت اور بھجن

ہفتہ ۲۱ جون

دہلی الف

صبح
۷-۳۰ سلسلہ وار پروگرام
صبح کی چائے
از انل بھور
۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
وشنو پرسنا: شہنائی
۱۰-۳۵ سوم تیواری: گائن

شام
۵-۴۰ اور رات ۰۰-۱
سنگیت کا اکھل بھارتیہ کاریکرم
رگھو گوپال رتنم: گائن
(کرناٹک)

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سریتا
سوم تیواری: گائن

دوپہر
۲-۳۰ سید جعفر خاں: ستار

اتوار ۲۲ جون

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ بھوپیندر شیتل: گائن
۱۰-۰۰ اتوار کی سنگیت سبھا
وشوجیت رائے چودھری: سرود
۱۱-۳۰ اور شام ۳۵-۵
وی۔ کے۔ وینکٹا راما نوجم
وائلن (کرناٹک)

دوپہر
۲-۳۰ ہندی: لابھو بہن مہتہ کی گجراتی کہانی کا ہندی ریڈیو فکس
از ورشا داس

رات
۸-۰۹ کالے دھن کی سمسیا: تقریر
۹-۰۰ منوہر سنگھ: طبلہ
۹-۳۰ پنڈت جسراج: گائن

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سمرہ گون شنکشا

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین: لیل و نہار
احساس عمر گریزاں
مزاحیہ تقریر از صادقہ ذکی

رات
۸-۳۰ انجلی بینرجی: کامل قریشی اور مومن کا کلام
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی: اکیسویں صدی کی دہلیز پر سلسلہ تقریر
کمپیوٹر ٹکنالوجی اور معاشرہ
از محمد اصغر
خلوص نامہ از سید محمود اقبال

اتوار ۲۹ جون

صبح ۴۵-۵ صبح گاہی

نعت: افغان نجیب آبادی
قوالی: رفیع ذکی تاجی قوال اور ساتھی
۶-۲۵ شہر صبا
ستیش بتر: داغ، تاباں اور حسن کمال کا کلام
قمر جہاں: جان نثار اختر اور شاذ تمکنت کا کلام

رات
۸-۳۰ حسن غزل
اوپی کپور: فیض، مخدوم محی الدین اور جگر مراد آبادی کا کلام
۱۰-۰۰ "ایک فیصلہ": ڈرامہ
تحریر: بی۔ ایس۔ بھٹناگر
۱۲-۳۰ قوالیاں: یوسف علی خاں

پیر ۳۰ جون

صبح
۵-۴۵ نعت: بشیر احمد
۶-۲۶ شہر صبا
مہندر چوپڑہ: غالب اور راجیش کمار اوج کا کلام
نسیم بانو: داغ اور علامہ اقبال کا کلام

رات
۸-۳۰ ایم اکرم: نشور واحدی اور جگر مراد آبادی کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر: اجمل اجملی
۱۰-۰۰ شکریہ کے ساتھ اعجاز
ڈرامہ: از ریوتی شرن شرما

دوپہر
۳-۳۰ بھوپیندر شیتل : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۲-۸
جگدیش سہگل : گیت، بھجن
اور غزلیں

پیر ۲۳ جون

دہلی الف
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا : سہایتا کرتے اپکرن
واٹر فلٹر : تقریر از
سی۔ بی۔ شرما
۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور شام ۴۰-۵
گوپال کرشن : وچتر دینا
۱۱-۳۰ دیجینتی بھٹا آچاریہ : گائن
دوپہر
۱۲-۳۰ کنٹھ ہار از بھیشم ساہنی
رات
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
سوہاسنی کوراٹکر : گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
سوہاسنی کوراٹکر : گائن
دوپہر
۳-۳۰ دیجینتی بھٹا آچاریہ : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۳-۸
سندر پرمیندر : غزلیں

منگل ۲۴ جون

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ نصیر احمد خاں : گائن
۱۰-۳۰ غلام دستگیر خان : ستار
۱۱-۰۵ شانتی شرما : گائن
۱۱-۳۰ رادھیکا موہن موئیترا : سرود
شام
۵-۰۵ گیان وگیان : کپڑے کی کہانی
تقریر از رام کشور سہائے
۵-۲۰ شانتی شرما : گائن
۵-۴۰ سموہ گان شکشا
۸-۰۶ سوتنترتا آندولن کے الپ
گیان سینانی : تقریر
۸-۱۰ ادیوگ منڈل
لوٹی ادیوگ بستی
۹-۰۰ پنڈت اودنکار ناتھ ٹھاکر گائن
۹-۳۰ کشٹ تو ہوگا کنتو
جیونت دلوی کے مراٹھی ناٹک
کا ہندی ریڈیو روپ
از پرشانت پانڈے
منگل شب کی محفل موسیقی
۱۰-۰۰ دیپالی بینرجی : سگم سنگیت
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
غلام دستگیر خاں : ستار
دوپہر
۳-۳۰ نصیر احمد خاں . گائن

بدھ ۲۵ جون

دہلی الف
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا . سیاہی : تقریر
از ڈاکٹر سیتا بھا در
۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور شام ۰۰-۹
ستیہ دیو پوار
۱۰-۳۵ سنندا پٹنائیک : گائن
۱۱-۲۰ وسنت ٹھاکر : گائن
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان : نئے پرکار کی بیل گاڑیاں
تقریر از ڈاکٹر نریندر شرما
رات
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا . راجن مشرا
ساجن مشرا : گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سربھی
راجن مشرا ، ساجن مشرا : گائن
دوپہر
۳-۳۰ این۔ پی۔ راما سوامی
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۳-۸
عزادتی بھیر : گیت اور بھجن

جمعرات ۲۶ جون

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
مادھوری مٹو : گائن
۱۰-۱۵ سیدھو سنگیت
۱۰-۳۵ کیلاش چندر شرما : بانسری
۱۱-۲۰ راجیش سہگل : ستار
دوپہر
۱۲-۳۰ کھرواان : پیرمنٹ
تقریر ڈاکٹر ... اردان
رات
۸-۰۶ راشٹریہ چنیتا حالرن اور نیلم
چندر کا ساہتیہ . تقریر
۹-۳۰ ناٹکوں کا الحال بھارتیہ کارسرکرم
آکاش وانی وارشک پرسکار
یرتی یوگتا ۱۹۸۵ میں سب سے
سلا پرسکار پراپت ناٹک
کمار سوامی
تحریر : بھوپیندر راہل
۱۰-۳۰ ایم۔ کے سوامی ناتھن : گائن
۱۱-۱۰ دیپالی ناگ : گائن
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سربھی
کیلاش چندر شرما : بانسری
دوپہر
۳-۳۰ ایم جی سوامی ناتھن ، گائن
دکرناٹک ،
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
اندر نارائن : گیت ، بھجن
اور غزلیں

جمعہ ۲۷ جون

دہلی الف
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا
مات کرو۔ را سائنکل کی
کرشن پال پاٹھک
۸-۱۰ ۰۶-۱۱ اور رات ۰۰-۹
دیوبرت چودھری : ستار
۱۰-۳۵ اور شام ۴۰-۵
جے شری داستو : گائن
۱۰-۳۰ مادھوری راج گوپال : گائن
۱۱-۱۰ پریما دیوی : ٹھمری اور دادرا
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سربھی
کمار گندھرو : بھجن
دوپہر
۲-۳۰ مادھوری راجگوپال : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۳-۸
گھنشیام داس : گیت اور غزلیں

ہفتہ ۲۸ جون

دہلی الف
صبح
۷-۳۰ سلسلہ وار کاریہ کرم
صبح کی چائے : تقریر از انل کپور
۸-۱۰ اور ۳۰-۱۱
ستائیہ بندھو . گائن
۱۰-۱۵ جگدیش موہن : جلترنگ
۱۱-۰۵ ظہور احمد : وائلن
رات
۱-۰۰ اور ۳۰-۱
دھرم کا خصوصی پروگرام
پیش کش : سمتی مٹھاکر
دہلی ب
صبح
۷-۳۰ سنگیت سربھی
ملونت رائے ورما : ستار
دوپہر
۳-۳۰ ملونت رائے ورما : ستار

اتوار ۲۹ جون

دہلی الف
صبح
۸-۱۰ شرن رانی : سرود
۱۰-۰۰ اتوار سنگیت سبھا
برجو مہاراج : ٹھمری اور دادرا
۱۱-۳۰ اور شام ۳۵-۵
ایس۔ ڈی۔ پارتھا سارتھی
گائن
دہلی ب
صبح
۷-۰۰ کویتا : کیلاش واجپئی
پستک سماچار
پروفیسر شانتی سروپ
۷-۳۰ سنگیت سربھی
سموہ گان شکشا
دوپہر
۲-۳۰ شرن رانی : سرود

میڈیم ویو: لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۶۸/۴۰۱ میٹر - ۷۴۰ کلو ہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۲۳۰۷ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز

شارٹ ویو لکھنؤ (ب)
صبح ۶-۴۵ تک ۹۲٫۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز
۸-۰۰ بجے کے بعد ۴۸٫۹۲ میٹر ۶۱۷۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۱٫۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز
شام اور رات ۹۳٫۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی/انگریزی: (دلی) صبح ۶-۰۰ پرادیشک سماچار (گورکھپور) صبح ۷-۲۰
ہندی (دلی) صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵
انگریزی (دلی) صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰ شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
سنسکرت (دلی) صبح ۷-۰۰ شام ۶-۱۰ اردو (دلی) صبح ۸-۵۰ سب ۹-۱۴
علاقائی (لکھنؤ) دوپہر ۲-۳۰ پرادیشک (لکھنؤ) شام ۷-۲۰ نیوزلیٹر ہندی (دلی) صبح ۱۰
سنسکرت چیٹھی (لکھنؤ) سچ ۱-۰۵

پیر ۱۶؍جون

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: لکھنؤ کے یادگار
مشاعرے: بات چیت

دوپہر
۱۲-۰۰ کلاوتی دیوی: گیت، بھجن
۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے: ہمارے
سوتنترتا سنگرام کی کہانی
ایک ٹکڑا سورا جیسے: روپک
تحریر: چندر کرڈ

رات
۸-۰۰ چھٹائے نہ چھٹے: گپ بازی
بات چیت: امرت لال ناگر
۱۰-۰۰ بھارتیہ ارتھ ویوستھا اور
بینکوں کی بھومیکا: مذاکرہ
شرکاء: بھولا ناتھ تیواری
جگدیش چندر پانڈے ایس
سی پنت اور ڈاکٹر ڈی، پی
شری مالی

منگل ۱۷؍جون

صبح
۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی امرکرت
"پدماوت" کا سلسلے وار
نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام
ہتھیار: ہماری تہذیب کے عکاس
تقریر: عتیق انور صدیقی
کلام شاعر: عرفان صدیقی

دوپہر
۱۲- اور رات ۸-۱۵
جابر علی وارثی: غزلیں
۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے: چوں چوں
چڑیا لوک کتھا
از کرشن نارائن پانڈے

بدھ ۱۸؍جون

صبح
۷-۳۰ آرائش محفل: قصہ حاتم طائی
سلسلے وار پروگرام

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
اقبال عالم: گیت، بھجن
۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے
مادھوری شریواستو

رات
۸-۰۰ ہندی کاویہ اور مہارانی لچھمی بائی
اندر نارائن تریپاٹھی

جمعرات ۱۹؍جون

صبح
۷-۳۰ مہاکوی کالی داس کرت ابھگیان
شکنتلم کا سلسلے وار پروگرام
۸-۳۰ اردو پروگرام: خط کے لئے شکریہ

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
منوج کمار بنرجی: گیت، بھجن

رات
۸-۰۰ گھٹنا چکر: یوگیندر دویدی

جمعہ ۲۰؍جون

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: سائنس نامہ
ڈاکٹر جے آر قدوائی: ادبی تراشہ

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
باشوبی مجمدار: گیت، بھجن

رات
۸-۰۰ قانون سے اپنے رشتے
واسو دیو مشر

ہفتہ ۲۱؍جون

صبح
۸-۳۰ خواتین کے لئے جہیز سے متعلق
قانون: مذاکرہ
شرکاء: محمد وسیم
جوتی کول اور سلطان قدوائی

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
انیس خاتون: غزلیں

رات
۸-۰۰ کہانی: رما کانت شریواستو

اتوار ۲۲؍جون

صبح
۷-۳۰ گوسوامی تلسی داس کیرت کویتاولی
کا سلسلے وار پروگرام
۸-۳۰ اردو پروگرام: بچوں کے لئے
دو ٹھگ، لوک کہانی سے
ترتیب دیا ہوا ڈرامہ
تحریر: بیگم فاطمہ حسن
پیش کش: اما چکبست
۱۱-۰۰ پھر سنیئے: اسمارک مول مراٹھی
ناٹک کا ہندی روپانتر
تحریر: کمار دیش مکھ

شام
۶-۴۵ پریم ناتھ: گیت اور غزلیں

پیر ۲۳؍جون

دہلی الف

صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا: سبا بیتا کرتے
ایکسرن: گیس کا چولہا
اشوک پربھاکر
۷-۳۰ دشو ایکتا کا رالسکرتک سوتر
ملیریا کی رام کتھا: تقریر
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
امرناتھ: گائن
۱۰-۳۵ درشن سنگھ: کلارنٹ
۱۱-۰۵ کرشن راؤ شنکر پنڈت: گائن
۱۱-۳۰ ولی محمد، ستار

دوپہر
۱۲-۳۰ کشٹ تو ہوگا کنتو جیونت
دلوی کے مراٹھی ناٹک کا ہندی
ریڈیو عکس
از پرشانت پانڈے

شام
۵-۴۰ امرناتھ: گائن
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
اسد علی خاں: رودر وینا

دہلی ب

صبح
۷-۳۲ سنگیت سربھی
اسد علی خاں: رودر وینا

دوپہر
۳-۳۰ درشن سنگھ: کلارنٹ

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
ریتا گنگولی: بھجن اور غزلیں

آواز قیمت
فی کاپی ——— ایک روپیہ
سالانہ ——— ۲۲ روپے
دو سال ——— ۴۲ روپے

ترسیل زر کا پتہ
چیف ایڈیٹر
آکاشوانی گروپ آف جرنلز آل انڈیا ریڈیو
۲ فلور پی ٹی آئی بلڈنگ سنسد مارگ نئی دہلی ۱

بندوانوا دھیترا استھانا

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے

ودھو کے ڈھول سہاونے: مزاحیہ

تحریر: نثار احمد

پیش کش: پرکاش سکینہ

رات

۸-۱۵ سندھیا مکھرجی: بھجن

پیر ۲۳ جون

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: لکھنؤ کی یادگار

سنگیت سبھائیں: بات چیت

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵

سجاتا چکرورتی: گیت، بھجن

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے

ہمارے سوتنترتا سنگرام کی کہانی

بھارت چھوڑو آندولن

چندر کرن سون رکشا

رات

۸-۰۰ چھٹائے نہ چھٹے: پرانا عشق

منگل ۲۴ جون

صبح

۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی امر کرت

"پدماوت" کا سلسلے وار

پروگرام

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام

اپنی تحریروں کے آئینے میں بابر

بات چیت: کلام شاعر

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵

پرمیندر سنگھ: شبد

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے: دیش گان

نمن کروں اس پنیہ بھومی کو

آدرش پرساد سنگھ

رات

۸-۰۰ بارہ کری وینکٹ گری کی دیش

سیوا: بات چیت

سوریہ کمار ودیا لنکر

بدھ ۲۵ جون

صبح

۷-۳۰ آرائش محفل: قصہ حاتم طائی کا

سلسلے وار پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵

سوراج کور: بھجن

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے: ہم تیار

کرتے ہیں کھلاڑی

بات چیت: آنند تنکلا

رات

۸-۰۰ کاویہ چرچا

لچھمی چندر شریواستو امیش

۱۰-۰۰ مہاکوی بھاسکرت۔ سوپن

واسودتم کا ریڈیو ناٹیہ روپانتر

از کرشن نارائن پانڈے

جمعرات ۲۶ جون

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: بولتی تحریریں

اردو کے کلاسیکی ادب سے

انتخاب

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵

حیدر بخش و ساتھی۔ قوالی

رات

۸-۰۰ بنکم چندر چٹوپادھیائے کے

ساہتیہ میں راشٹریہ چنتا

تقریر از ڈاکٹر سرلا شکل

جمعہ ۲۷ جون

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام

اقتصادی جائزہ از محمد مزمل

ادبی تراشہ

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵

برجیندر ناتھ شریواستو

گیت، بھجن

رات

۸-۰۰ قانون سے اپنے رشتے

نریندر کمار پانڈے

ہفتہ ۲۸ جون

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: مزاحیہ مجلس

خاکہ عطیہ پروین

مزاحیہ کلام از مشتاق پردیسی

رامپور

۳۳۶٫۷ میٹر (۸۹۱ کلوہرٹز)

خبریں

ہندی انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)، ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰ رات ۹-۰۰ اردو: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵

سماچار پتر ہندی: صبح ۹-۰۰، ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵

پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰

پیر ۱۶ جون

صبح

۷-۳۰ 'دھوانی پردھان اور جن سواستھ'

تقریر از جے۔ ڈی۔ اروڑہ

۷-۵۰ شیام موہن۔ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ روی شنکر: ستار

منگل ۱۷ جون

صبح

۸-۲۱ سشما جوشی: لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ امجد علی خاں: سرود

بدھ ۱۸ جون

صبح

۷-۴۵ کیتن: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ گنگو بائی ہنگل: گائن

جمعرات ۱۹ جون

صبح

۷-۴۵ اجے بھارتی: سگم سنگیت

۸-۲۱ اوشا اپریتی: لوک گیت

۸-۳۰ پس دیوار: فیچر

ایک ہی خاندان کے افراد سے

ملاقاتوں پر مبنی

جمعہ ۲۰ جون

صبح

۷-۳۰ بھیم سین جوشی: گائن

۸-۳۰ اردو مثنویات پر مبنی فیچر

تحریر: سعید فرحت

پیش کش: شجاعت حسین خاں

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵

زاہد حسین خاں: غزلیں

رات

۸-۰۰ مہاراجہ رنجیت سنگھ جینتی

مہاراجہ رنجیت سنگھ ایک انوکھا

وکتتو: از شمشیر سنگھ

اتوار ۲۹ جون

صبح

۷-۳۰ گوسوامی تلسی داس کرت کویتاولی

کا سلسلے وار نشریہ

۸-۳۰ اردو پروگرام: جوش ملیح آبادی

فن اور شخصیت

تحریر: ڈاکٹر عصمت ملیح آبادی

پیش کش: اما چکبست

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے

'معاف کیجئے گا': مزاحیہ جھلکی

تحریر: نیلم چترویدی

پیش کش: جے دیو شرما کمل،

سہایک: پرکاش سکینہ

ہفتہ ۲۱ رجون

صبح

۷-۵۰ اور رات ۸-۰۰
راجیش چندر: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ گرجا دیوی : گائن

اتوار ۲۲ رجون

صبح

۸-۲۱ نرمل سنہا : لوک گیت

رات

۸-۰۰ اردو کے ڈرامہ نگار کرشن چندر'
تقریر از سلمہ صدیقی
روش صدیقی کا کلام
گلوکار : جمیل احمد

۹-۳۰ منظم حسین خاں : چہار بیت

پیر ۲۳ رجون

صبح

۷-۵۰ بیلا ساور : سگم سنگیت

۱-۴۰ غلام مصطفےٰ خاں : گائن

منگل ۲۴ رجون

صبح

۷-۵۰ ارجن شیجوال : پکھاوج

دوپہر

۱-۴۰ رگھوناتھ سیٹھ : بانسری

بدھ ۲۵ رجون

صبح

۷-۴۵ اور رات ۸-۰۰
اوشا اگروال : سگم سنگیت

پیر ۳۰ رجون

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
اردو میں جاسوسی ادب : بات چیت

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
بینا گوا : گیت ۔ بھجن

۱۲-۱۰ دیہاتیوں کے لئے : ہمارے
سوتنترتا سنگرام کی کہانی
آزادی کا سویرا : روپک
تحریر : چندر کرن ،سعادت کشا

۸-۲۱ رینو نیگی : کمادنی لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ روشن آرا بیگم : گائن

جمعرات ۲۶ رجون

صبح

۷-۴۵ اور رات ۸-۰۰
شکیل میاں : غزلیں

دوپہر

۱-۴۰ سندیپ کمار مترا : گٹار

جمعہ ۲۷ رجون

صبح

۷-۳۰ پنڈت جسراج : گائن

رات

۸-۰۰ شجاعت حسین سگم سنگیت

ہفتہ ۲۸ رجون

صبح

۷-۳۰ سنگھو بندھو : گائن

۷-۵۰ نبی الدین : غزلیں

۸-۲۱ تارا رام کوی
کمادنی لوک گیت

اتوار ۲۹ رجون

صبح

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۳۰
نعمت علی : لوک گیت

رات

۹-۳۰ بہادر علی ، چہار بیت

پیر ۳۰ رجون

صبح

۷-۵۰ ونود کمار شرما : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ امرت حسین خاں : سربہار

رات

۸-۰۰ خورشید علی خاں : غزلیں

رات

۸-۰۰ چھٹائے نہ چھٹے ہتھ لگائیں
تقریر : از انل سکسینہ

۱۰-۰۰ کوی گوشٹھی : شرکار
بدری پرساد گپت ارے
ڈاکٹر اودھیش دکشت
سمترا گماری سنہا ستوش دکشت
اود سے پرتاپ سنگھ

نجیب آباد

۳۱۴۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

پیر ۱۶ رجون

صبح

۷-۲۰ شنکر لال سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ کمادنی گڑھوالی پروگرام

۲-۲۰ شنکر لال لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووا منچ
'مہارانی لکشمی بائی کی ویرتا کی کہانی'
تقریر از سنجے کمار جین
ویکلپک اورجا کا ایک ستورت
وایو اورجا' : تقریر از
یوگیشور سنگھ راوت

۹-۱۶ نشا شریواستو : گیت

منگل ۱۷ رجون

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰
ساوتری جایال ، منوہر پرساد جوشی
شیل سنگیت / لوک گیت

بدھ ۱۸ رجون

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰
جمنا دیوی ، وملا دیوی
شیل سنگیت / لوک گیت

رات

۹-۱۶ راجیو لوچن بھٹ : گیت

جمعہ ۲۰ رجون

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰
شاردا دیوی : شیل سنگیت
لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووا منچ
'یووا ؤں میں بڑھتی نشہ پروری'
تقریر از راجیش گپتا

ہفتہ ۲۱ رجون

صبح

۷-۴۵ لکشمی کھڈوڈی : شیل سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا منچ
' لڑکوں کے جنم پر دی آئی پی کا ٹھپا
کیوں ؟ ' پرتچرچا

اتوار ۲۲ رجون

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰
کرشن موہن سنگھ بشٹ
شیل سنگیت / لوک گیت

پیر ۲۳ رجون

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰
پشپا دھیانی : شیل سنگیت ،
لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووا منچ
کلنا وشنوئی : گیت

منگل ۲۴ رجون

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰
رتن سنگھ کنور
شیل سنگیت ، لوک گیت

بدھ ۲۵ رجون

صبح

۷-۴۵ ریکھا اونیال ، شیل سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا منچ
پتر واتر ۔ فلمی ایسے

جمعرات ۲۶ جون

صبح

۴۵-۷ اور دوپہر ۲۰-۲
گوبند سنگھ پنچیال
شیل سنگیت : لوک گیت

جمعہ ۲۷ جون

صبح

۳۰-۷ اور دوپہر ۱۰-۱
چندر سنگھ راہی
شیل سنگیت : لوک گیت

شام

۰۵-۵ یووا منچ
وسبھاش چندر بوس — ایک
وکلپتو ۔ تقریر از سیما ماتھر

ہفتہ ۲۸ جون

صبح

۴۵-۷ اور دوپہر ۲۰-۲
رتن سنگھ جونساری
لوک گیت

شام

۰۵-۵ یووا منچ
'سپنوں کا سنسار' ناٹک
تحریر : سنتما بسل

اتوار ۲۹ جون

صبح

۴۵-۷ رمیش چندر جموی ارمیش جوشی
شیل گیت

دوپہر

۲۰-۲ رمیش جوشی : لوک گیت

رات

۱۶-۹ کرشن الفت کوّل : غزلیں

پیر ۳۰ جون

صبح

۴۵-۷ اور دوپہر ۲۰-۲
راجوری : لوک گیت

شام

۰۵-۵ یووا منچ
لندن مقیم جواں سال بھارتی
گائیکہ نجمہ اختر سے ستیہ پرکاش
ہندوان کی ملاقات

گورکھپور

۰۳۰۔۳۳ میٹر ۹۰۹ کلو ہرٹز

پیر ۱۶ جون

صبح

۴۵-۶ اور دوپہر ۲۰-۲ اور رات ۱۵-۸
سکھ راج یادو اور ساتھی
لوک گیت
۴-۷ دیویندر مردیشور
بانسری پر راگ وبھاس
۲۱-۸ نواب حسن : غزل

دوپہر

۲۰-۲ گنا کی کھیتی، تقریر از بی ایم راؤ

رات

۳۵-۵ جیون کا سکھ پرسنگ، تقریر
از مریم پربھا سہائے
لوک ساہتیہ میں بھوجپوری
لیکھن : تقریر از ندھیر سنگھ
۱۰-۶ آم کے درختوں میں لگنے والے
روگ : تقریر از رام لکھن
۱۰-۷ نواب حسن : غزل
۰۵-۸ کاویہ پاٹھ
سوین نیل نسرن واستو
۳-۱۰ دیویندر مردیشور۔ بانسری پر
راگ کیدار

منگل ۱۷ جون

صبح

۴۵-۶ اور دوپہر ۳۰-۲ اور رات ۱۵-۸
شیو پوجن اور ساتھی
لوک گیت
۵۰-۷ احمد حسین محمد حسین : بھجن

دوپہر

۱۰-۱ آپ کی نوکری آپ کا پریوار
تقریر از رینو کا بھارگو
۲۰-۲ گنا کی کھیتی : تقریر از بچہ سنگھ

شام

۱۰-۶ کیلا کی کھیتی تقریر
از ویریندر پرتاپ شریواستو
۱۰-۷ طلعت محمود : غزل
۵-۸ جن سامانیہ کو بیما کی سویدھائیں
تقریر از بی ایل مترا
۱۶-۹ کنڈی اور رہم : تقریر
از مہاتم سنگھ

بدھ ۱۸ جون

صبح

۱۵-۶ اور دوپہر ۲-۲
تاکر تیواری اور ساتھی
لوک گیت
۴۰-۷ ہری پرساد چورسیا، بانسری
پر راگ گرجری توڑی
۲۱-۸ نندیتا چودھری : گیت

دوپہر

۱۰-۱ ٹٹنس اور اس کا ٹیکا
ڈاکٹر محمد زاہد سے ملاقات
۲۰-۲ گنے کی بیماریوں کی سمسیا
تقریر از منیجر سنگھ

شام

۳۵-۵ لوک جیون میں سنسکار : تقریر
از میتھلیس پانڈے
۱۰-۶ گیہوں کی کھیتی : تقریر
از دھنی رام یادو
۱۰-۷ نندیتا چودھری : گیت
۰۵-۸ اُپنیاسوں کی اوسمر ڑیہ
نائیکائیں : تقریر
از اسمکڑسی گپتا
۳۰-۱۰ استونی بھیٹرے : خیال
راگ یمن اور تلک کامود

جمعرات ۱۹ جون

صبح

۴۵-۶ دوپہر ۳۰-۲ اور رات ۱۵-۸
سوہن لال اور ساتھی
لوک گیت
۴۰-۷ سوہن لال مشر : سارنگی
۲۱-۸ ہیمنت کمار : گیت

دوپہر

۲۰-۲ گنا : بیج اتپادن : تقریر
از اجے پرتاپ سنگھ

شام

۳۵-۵ پریوار چھوٹا ہو : تقریر
از ایس۔ این۔ لال
۱۰-۶ مرغی پالن کے انو بھو : تقریر
مصطفے احسین
۱۰-۷ راحت علی اور راوشا ٹنڈن
غزل
۰۵-۸ اسمریتوں کی چتر شالا : تقریر
جیتندر ناتھ ما نیال
۳۰-۱۰ سوہن لال مشر، سارنگی وادن

جمعہ ۲۰ جون

صبح

۴۵-۶ دوپہر ۳۰-۲ اور رات ۱۵-۸
شرن ناتھ اور ساتھی
لوک گیت
۴۵-۷ کاشی ناتھ شکلا اور منجیلتس تیواری
اس ماس کا گیت
۲۱-۸ لینتکا جھا : گیت اور بھجن
۳۰-۸ بڑے شہروں میں بڑے پھیلتے
تقریر از کلیم الحق
مزاحیہ کلام : شاطر گورکھپوری

دوپہر

۱۰-۱ بیجوں کی جھیلیوں کا سدپیوگ
تقریر از آرتی مکھرجی
۲۰-۲ گنا کے لئے کرشی نیتر
تقریر از شاردا سنگھ

شام

۱۰-۶ خریف کی اچھی سبزیوں کے
بیج : تقریر از سچدانند سنگھ
۱۰-۷ مینو پروشتم : بھجن
۰۵-۸ جنپد کی ڈائری "بستی"
تقریر از ڈی۔ ڈی۔ شرما
۳۰-۱۰ دیوبرت چودھری
ستار پر راگ یمن کلیان

ہفتہ ۲۱ جون

صبح

۴۰-۷ بدھادتیہ مکھرجی : ستار پر
راگ اہیر بھیرو
۲۱-۸ رویندر منی ترپاٹھی : بھجن

دوپہر

۲-۲۰ گنّا اور اس میں لاگت
تقریر از کالی چرن ورما

شام

۵-۳۵ ورکھا روپڑ کا ہیں ضروری
گرجیش پرساد تیواری

۶-۱۰ گرامین وکاس کاریہ کرم
تقریر از امریش نندن رائے

۷-۱۰ رویندر مٹری ترپاٹھی: بھجن

۸-۰۵ آج کے پرکی پیکچھ میں کبیر کی
وانی: تقریر از چتر رنجن مشر

اتوار ۲۲ر جون

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۳۰-۲
رام نارائن موریہ اور ساتھی
لوک گیت

۷-۴۰ کرشن راؤ شنکر پنڈت
خیال راگ توڑی

۸-۲۱ راجیندر پردیسی: گیت

دوپہر

۲-۲۰ گنّے کی کھیتی میں سامیک کاریہ
تقریر: جی۔ سی۔ کریل

شام

۶-۱۰ مٹی کے انوسار فصل: تقریر
محمد سعید انصاری

۷-۱۰ بیگم اختر: غزل

پیر ۲۳ر جون

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۳۰-۲ اور رات ۱۵-۸
دواریکا یادو اور ساتھی
لوک گیت

۷-۴۰ اور رات ۳۰-۱۰
دیویندر ناتھ شکل: ستار

۸-۲۱ محمد رفیع: غزل

دوپہر

۲-۳۰ کھیتی کی سمسیا اور سمادھان
باگیشوری مشر

شام

۵-۳۵ کرشی اتپادوں کا وانکی
تقریر از نگیندر ناتھ سنگھ

۶-۱۰ خریف میں اسار کی کھیتی
تقریر: رما نند رائے

۷-۱۰ منہر: گیت

۸-۰۵ کاویہ سدھا ــ آلوک منی ترپاٹھی

منگل ۲۴ر جون

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۳۰-۲ اور رات ۱۵-۸
رام دلارے یادو اور ساتھی
لوک گیت

۷-۵۰ آلوک گانگولی: بھجن

۸-۲ چندنا بھٹاچاریہ: گیت

دوپہر

۱-۱ ایک بیٹا چاند سا ایک بیٹی
چاندنی سی؛ مذاکرہ؛ شرکار
اراوتی مشر، آشا دیوی
سیما خاں اور کسم دکشت

۲-۲ کھیتی کی سمسیا ایوم سمادھان
تقریر از لکشمی شنکر سنگھ

شام

۵-۳۵ کاویہ پاٹھ؛ دھرم دیو سنگھ

۶-۱۰ آلو کا اچت بھنڈار، تقریر
از عبدالکریم

۷-۱۰ چندنا بھٹاچاریہ: گیت

۹-۱۶ اس ماہ کی کھیل سمیکشا
یوراج سنگھ

۹-۳۰ اسلامی معیشت کیا ہے؛ تقریر
از پروفیسر بی۔ کے۔ سنگھ
کلام شاعر: مستقیم الرحمٰن نبعی
آج کی سب سے بڑی ضرورت
قومی ایکتا: تقریر از رفیع احمد خاں

بدھ ۲۵ر جون

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۳۰-۲ اور رات ۱۵-۸
رام چیت گپت اور ساتھی
لوک گیت

۷-۴۰ پروین سلطانہ: خیال
راگ سلاگ ویراگی توڑی

۸-۲۱ متا ڈے: گیت

۸-۳۰ کہانی: فہمیدہ ہاشمی
کلام شاعر: سالار شاکر

دوپہر

۱-۱۰ ساگر کھالسی اور اس کا ٹیکا
ایس۔ سی۔ شری واستو سے ملاقات

۲-۲۰ کھیتی میں رکچھا رسائن کا پریوگ

شام

۵-۳۵ اپنے وکاس کی کہانی: تقریر
رام اودھ یادو

۶-۱۰ ضلع ادیان ویبھاگ سے ملتی
سویدھائیں: تقریر
از سوریندر بہادر سنگھ

۷-۱۰ اسلم خاں: غزل

۸-۰۵ ہمارے آس پاس۔ تر کولیا
تقریر از راجیش ناتھ ترپاٹھی

جمعرات ۲۶ر جون

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۳۰-۲ اور رات ۱۵-۸
رام لال بھارتی اور ساتھی
لوک گیت

۷-۴۰ سندھیا مکھرجی
خیال راگ کومل رشبھ اساوری

۸-۲۱ اور رات ۱۰-۷
روشن علی: غزل

دوپہر

۲-۲۰ کھیتی کا انو بھو ایوم وکاس
تقریر: گیند اسنگھ ورما

شام

۵-۳۵ لوک کتھا: تقریر از شوبھا دیوی

۶-۱۰ مچھلی پالن ایوم بطخ پالن ایکتا
تقریر از انل کمار

۸-۰۵ کہانی: گجا نند مشر

۱۰-۳۰ امرت حسین خاں: ستار پر
راگ راگیشری اور مادوتی

جمعہ ۲۷ر جون

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۳۰-۲ اور رات ۱۵-۸
رام جتن اور ساتھی: لوک گیت

۷-۴۵ کاشی ناتھ شکل اور متھلیش تیواری

۸-۲۱ قوام الدین منشی: گیت

۸-۳۰ مرزا محمد رفیع سودا بحیثیت
قصیدہ گو: مذاکرہ: شرکار
ایس۔ ایم میجر علی، ربانی الدین
اور فرید احمد

دوپہر

۱-۱۰ گھر کے در دھ اور بیکشت تو نہیں
تقریر از لکشمی مشر
کاویہ پاٹھ: سروج کماری سنہا
موسمی بیماریوں سے سجگ
رہیں: ملاقات
ڈاکٹر شالینی سنگھ

۲-۲۰ پشو پالن کی اچھی پتریکائیں
تقریر از اوم پرکاش موریہ

شام

۶-۱ خریف کی پیاز: تقریر، آر۔ کے۔ سنگھ

۷-۱۰ صابری برادران: قوالی

۸-۰۵ ہم اور ہمارا سماج
بھرشٹاچار: تقریر
پروفیسر ایس۔ پی۔ ناگیندر

۹-۳۰ اس نے کہا تھا: ناٹک
چندر دھر گولیری کی مول ہندی
کہانی کا ریڈیو عکس
از ڈاکٹر کرشن چندر لال

پیش کش: حسن عباس رضوی

۱۰-۳۰ ڈی۔ ایل۔ کابرا: سرود پر
راگ پہاڑی

ہفتہ ۲۸ر جون

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۳۰-۲ اور رات ۱۵-۸
رام لال یادو اور ساتھی
لوک گیت

۷-۴۰ شیو کمار شرما۔ سنطور پر
راگ گجری توڑی

۸-۲۱ سورن چکرورتی: گیت

دوپہر

۲-۲ فصلوں کی بوائی کے بیج: تقریر
شیو ناتھ پرشاد شریواستو

شام

۵-۲۵ آنکھ بنا کچھ سجھتا نہیں: تقریر
کے۔ پی۔ سرابھائی

۶-۱۰ کرشی نیتروں کے لئے رن
نیوستھا: تقریر: سی پی سنگھ

۷-۱۰ سورن چکرورتی: بھجن

اتوار ۲۹ر جون

صبح

۶-۴۵ اور دوپہر ۳۰-۲
سمن شری واستو: لوک گیت

۷-۴۰ برج بھوشن کابرا
گٹار پر راگ الہیا بلاول

۸-۲۱ آرتی انکوڑا اور
چندر بھوشن اپادھیائے

دوپہر

۲-۲۰ کھیتی کی پتر پتریکائیں: تقریر
آر۔ این۔ پانڈے

شام

۵-۳۵ بال کے کمال

۶-۱۰ سا ماجک وانیکی، تقریر
ازاندر دیورام یادو

۷-۱۰ مکیش : غزل

۹-۳۰ گھر ہمار : پریوارک دھارا
وانک روپک، پیش کش،
حسن عباس رضوی

پیر ۳۰ جون

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۳-۲ اور رات ۱۵-۸

تری کانت وشیہ : لوک گیت

۷-۴ اور رات ۳۰-۱۰
کستوری سترن مشر : خیال

۸-۲۱ پریتی ساگر : گیت

دوپہر

۲-۲ چنا کی کھیتی : تقریر از ایم، زیڈ، لاری

شام

۵-۳۵ سیر سپاٹا دنیا کی : تقریر
ششی مترا

۶-۱ اتر پردیش ترائی بیچ نگم سے
کسانوں کی سویدھائیں، تقریر
ردی پرکاش سنگھ

دوردرشن ترویندرم

سینک ڈزائنر درکار ہے

ڈائریکٹر دوردرشن کیندر ترویندرم کو دوردرشن کیندر ترویندرم میں سینک ڈزائنر کی اسامی پُر کرنے کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں اس اسامی کا پے اسکیل ۵۵۰-۲۵-۷۵۰-ای بی-۳۰-۹۰۰ روپے ہے اس اسکیل میں وہ بھتے شامل نہیں ہیں جو اس زمرے کی اسامی پر دستا نوقتاً دیئے جاتے ہیں درخواستیں ڈائرکٹر دوردرشن کیندر ترویندرم ۵ ۶۹۵ کے پتے پر ۳۰ جون ۱۹۸۶ء تک پہنچ جانی چاہیں۔

امیدوار کی عمر یکم جنوری ۱۹۸۶ء کو ۳۰ سال کے اندر ہونا چاہیے۔ عمر کی بالا حد میں شیڈول کاسٹ شیڈول ٹرائب اور دیگر مخصوص زمروں کے امیدواروں کو مرکزی سرکار کی جانب سے جاری کردہ ہدایات کے مطابق رعایت دی جائے گی

لازمی اہلیت :- کسی تسلیم شدہ ادارت سے اسٹیج کرافٹ میں ڈگری یا ڈپلومہ۔

پسندیدہ :- اسٹیج کرافٹ میں تین سال کا تجربہ۔

لازمی اہلیت کے امیدوار مہیا نہ ہوسکنے کی صورت میں پسندیدہ کے کالم کے تحت درج اہلیت کے امیدوار کو قابل غور سمجھا جائے گا

کام کی نوعیت :-

۱- اسٹوڈیو/ای این جی /فلم پروڈکشن کے لیے اسٹوڈیو کے اندر اور لوکیشن پر سیٹ کی ڈرائنگ بشمول تعمیر وپینٹنگ وغیرہ کی نگرانی کرنا۔

۲- پروڈکشن کے لیے ڈیکار تعمیراتی خاکوں کو شکل دینے کے لیے تکنیک طے کرنا۔

۳- منظری عناصر اور فلور پر ڈرائینگ و اسکیچ تیار کرنا۔ سطح تیار کرنا تکسچر، وال پیپر، فوٹوگراف اور دیگر خصوصی کام کرنا۔

۴- ہمہ پہلو تاثرات کے ساتھ فلیٹ، پیس اور بیک ڈراپ پر آرکی ٹیکچرل فارم کی ری پروڈکشن

۵- سینک پراپرٹی اور وارڈ روب سیکشن کا سپرویژن، بجٹ تخمینہ تیار کرنا، سامان کو کرائے پر حاصل کرنا اور خریدنا، ناقابل استعمال اشیا کا ڈسپوزل اور ان سیکشنوں سے متعلق ریکارڈ کی سنبھال۔

۶- اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً سپرد کردہ فرائض کی انجام دہی۔

شملہ

میڈیم ویو : ۳۸۷٫۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز

شارٹ ویو : صبح ۳۰-۷ تک اور شام ۳۰-۶ کے بعد رات تک ۹۳٫۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۴۵-۷ کے بعد دوپہر ۴۵-۴ تک اور شام ۰۰-۵ کے بعد
۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

پیر ۱۶ جون

صبح

۷-۱۰ ملکارجن منصور : گائن

۸-۲۱ کویتا پاٹھ

۸-۲۵ سنگھ بندھو : شبد

دوپہر

۱۲-۲۰ میری کہانی : پنڈت جواہر لال نہرو

رات

۸-۳۰ سیتا کوہلی، گیت، غزل

۹-۴۵ کرجا دیوی : گائن

منگل ۱۷ جون

صبح

۷-۱۰ اشوک رائے : سرود

رات

۸-۲۵ لیکھرام شرما : گیت، غزل

۹-۱۶ ہماچل کی وکاس یاترا

بدھ ۱۸ جون

صبح

۷-۱۰ ساز سنگیت

۷-۲ مالنس گان

رات

۸-۲۰ پریتی چاولہ : گیت، غزل

۹-۱۶ گھر آنگن

جمعرات ۱۹ جون

صبح

۷-۱۰ اسد علی خاں : رودر وینا وادن

۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر

۸-۳۵ جگجیت سنگھ بیدی
پنجابی گیت

رات

۸-۲۰ مدھر تسوا : گیت، غزل

جمعہ ۲۰ جون

صبح

۸-۳۵ اور رات ۳۰-۸
جگن ناتھ بھارگو، گیت، غزل

۹-۱۶ بھارت اکیسویں صدی کی اور

ہفتہ ۲۱ جون

صبح

۷-۱۰ کنول سہگل کویتا سہگل، گائن

۸-۳۵ گڑھوالی لوک گیت

رات

۸-۳۵ گھنشیام داس، گیت، غزل

اتوار ۲۲ جون

صبح

۷-۱۰ دیوبرت چودھری : ستار

۸-۳۵ ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
قوالیاں

۱۱-۰۰ برف میں دبی آگ
ہندی ڈرامہ

پیر ۲۳ جون

صبح

۷-۱۰ اور رات ۰۰-۱۰
ماسٹر موہن : گائن

۹-۲۱ کویتا پاٹھ

رات

۸-۳۵ سگم سنگیت

منگل ۲۴ جون

صبح

۷-۱۰ چھوٹے خاں : سارنگی

۸-۳۵ اور رات ۳۰-۸
منوج کمار شرما : گیت، غزل

۹-۱۶ اردو تقریر

بدھ ۲۵ر جون

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت

۸-۲۵ سیاحوں کے لئے

رات

۸-۲۵ اوشا سلیم : گیت، غزل

۱۰-۰۰ آپ کے آنورد دھیر

جمعرات ۲۶ر جون

صبح

۷-۱۰ پروین سلطانہ ۰ گائن

۸-۲۵ سورن لتا : پنجابی گیت

جمعہ ۲۷ر جون

صبح

۷-۲۵ اس ماس کا گیت

۸-۲۵ کرشن لال سہگل
گیت، غزل اور بھجن

رات

۸-۳۰ کرشن لال سہگل، گیت، غزل

ہفتہ ۲۸ر جون

صبح

۷-۱۰ حفیظ احمد خاں : گائن

۸-۲۵ اتر پردیش کے لوک گیت

رات

۸-۳۰ سنت رام شرما : گیت، غزل

اتوار ۲۹ر جون

صبح

۷-۱۰ سیا بہاری سرن : جلترنگ

۸-۲۵ غزل اور گیت

رات

۱-۱۶ اُس نے کیا ہے نارد، تم کیول شردھا ہو' : ہندی تقریر

پیر ۳۰ر جون

صبح

۷-۱۰ بسنت رائے دلیس پانڈے، گائن

۸-۲۵ شبد

رات

۹-۱۶ 'مکان مالک'، جھلکی

۹-۴۵ گائن

جالندھر، چنڈی گڑھ

جالندھر : میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز ۲۲۲٫۲ میٹر ۱۳۵۰ کلوہرٹز
۳۴۴٫۶ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز

چنڈی گڑھ : میڈیم ویو : ۲۰۹٫۶ میٹر ۱۴۳۱ کلوہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۱۰-۲، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵

پنجابی : صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰

انگریزی : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰، ۱۱-۰۰

اردو : صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ)

رنگا رنگ سماچار : شام ۷-۳۰

پیر ۱۶ر جون

صبح

۴-۳۰ اور شام ۵-۰۰
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن (ریلے) روزانہ

۶-۰۵ آرادھنا : بھگتی سنگیت (روزانہ)

۶-۴۵ مانس گاں (روزانہ)

۷-۰۵ امرت بودھ (روزانہ)

۷-۱۵ اتی دی راہ تے

۸-۲۰ اور رات ۱۰-۱۵
گورپریت کور باوا، لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
لچھمن داس سندھو
ٹھمری اور دادرا

دوپہر

۱۲-۴۵ جیون جاچ : خاندانی منصوبہ بندی پر پروگرام

۲-۳۰ یہ بھی اک کلا ہے
دوسروں کو الّو بنانا

شام

۶-۳۰ دیہاتی پروگرام (روزانہ)

۸-۰۰ ہندی میں تقریر
رام لال نابھوی

۹-۳۰ تپن دی ٹیری : پنجابی ڈرامہ
از بلونت گارگی

منگل ۱۷ر جون

صبح

۷-۳۰ محفل : ممتاز اصحاب سے ملاقات

۹-۱۰ نالے گلاں نالے گیت
فلمی گانے

دوپہر

۱۲-۰۵ ترنجن : دیہاتی عورتوں کے لئے پروگرام

۲-۳۰ گردھاری لال اور ساتھی
بھیٹاں

شام

۴-۴۳ کے دیپ : لوک گیت

۷-۴۵ نوبھ آکاش : تعلیم بالغاں

۱۰-۰۰ اوشا یارکھی : گائن

بدھ ۱۸ر جون

صبح

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵ شام ۴۵-۷
بھائی دویندر سنگھ راگی اور ساتھی : شبد

۸-۳۰ پیرتی بالا : لوک گیت

۱-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
پریم ناتھ ترکھا : خیال ٹپہ بھیرو

دوپہر

۲-۳۰ سردول سکندر : لوک گیت

شام

۱۰-۴۵ کے۔ ایل۔ سود : جلترنگ پر
بھوپالی توڑی

جمعرات ۱۹ر جون

صبح

۷-۳۰ اپنا گھر : پریوار سیریل

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۱۵ رات ۷-۵۰
اجیت کور : گیت اور غزل

۸-۴۰ تراشے : اخبارات کے اداریوں پر مبنی پروگرام

۹-۵ اور شام ۴-۳۰
رویندر سین : بانسری پر
راگ توڑی اور ماروا

دوپہر

۲-۳۰ تیرتھ سنگھ : لوک گیت

رات

۸-۰۰ سرجنا : پنجابی میں ادبی میگزین پروگرام

۱۰-۱۵ سورن لتا : لوک گیت

۱۰-۳۰ منور علی خاں : خیال اور ٹھمری

جمعہ ۲۰ر جون

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
راجکمار : گیت، غزل اور کافی

۸-۲۰ اور رات ۷-۴۵
نشی کھنہ : گیت اور غزل

۸-۵۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
برکت سدھو، لوک گیت

۱-۰۵ اور شام ۴-۳۰
دلباغ سنگھ اور گلباغ سنگھ
خیال رام کلی اور مدھو ونتی

دوپہر

۱۲-۳۰ سعیدہ بانو اور ساتھی
لوک سنگیت

۱۲-۴۵ جیون جاچ

۲-۳۰ رنگا سنگھ مان : لوک گیت

شام

۴-۴۵ شنکر داس اور ساتھی : لوک گیت

۸-۰۰ ساکھشتکر : سریش واتساین
منوہن سہگل

۹-۳۰ کلا اور کالک : ہندی ڈرامہ

از شری ٹی لال نرمان

۱۰-۳۰ استاد امیر خاں: خیال درباری

ہفتہ ۲۱ جون

صبح

۷-۱۵ کتھا لوک. مختصر کہانی کا ریڈیو عکس

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
کنور اقبال: پنجابی غزلیں

۷-۴۵ محمد سلیم قوال اور ساتھی. کافی

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
پی. این. چھبڑ: ستار پر
اہیر بھیرو اور ایمن

دوپہر

۱۲-۳ لوک رنگ

شام

۴-۴۵ ہربھجن سنگھ ناہل اور ساتھی
لوک گیت

رات

۷-۴۵ او. پی. کپور: ٹھمری اور دادرا

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام
سری رنگم گورا رتنم: گائن

اتوار ۲۲ جون

صبح

۷-۱۵ ینگھٹریاں: میگزین پروگرام

۷-۴۵ غزلا بجلی: منتخب اردو غزلوں
کا پروگرام

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۹-۰۵ ڈی. وی. پلسکر
خیال باگیشوری کا نڑا اور کمود

۱۰-۰۰ چانن رشماں. زراعتی میگزین
پروگرام

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری سنسار

۲-۳۰ سورن لتا: لوک گیت

شام

۴-۳۰ فلم میگزین

۷-۴۵ جاگرت: پریوارک سیریل

۸-۱۵ پٹاری: رنگا رنگ پروگرام

۱۰-۰۰ شبد

پیر ۲۳ جون

صبح

۷-۳۰ جاگرت: پریوار سیریل

۸-۲۰ سوندر سنگھ پردیسی
لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
این. راجم: وائلن پردیسی

دوپہر

۲-۳۰ منموہن سنگھ ٹیپالوی

شام

۴-۳۰ بالواڑی: دیہاتی بچوں کے لئے
پروگرام

۸-۰۰ سواستھ اور بھوجن
ہندی میں تقریر
از ڈاکٹر آر. ایس. کوشر

۹-۳۰ لوک آزادی دی: فیچر

۱۰-۱۵ رومیش رنگیلا: لوک گیت

منگل ۲۴ جون

صبح

۷-۳۰ ساڈا دیش ساڈی سبھیتا

۹-۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر
خیال الہیا بلاول

دوپہر

۱۲-۳۰ تربخن: دیہاتی مستورات
کے لئے پروگرام

۲-۳۰ موہن سنگھ جھنڈیر اور ساتھی
لوک گیت

شام

۶-۴۵ لوک گیت اسرب جیت
ڈھولک سنگت: وید پرکاش

۷-۴۵ نویں آکاش: تعلیم بالغاں

۸-۱۵ کاویہ دھارا
ہندی میں نظم خوانی

۹-۳۰ مولیہ برتی
ہندی میں مذاکرہ: شرکاء
پی. سی. ڈڈھا، کرتی کیر اور
اشوک نرولا

بدھ ۲۵ جون

صبح

۷-۳۰ دوپہر ۱۲-۱۵ اور رات ۷-۴۵
بھائی بخشش سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

۸-۵۰ ملکھی رام: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ایس. کے دتہ: ستار پر
راگ ملائے مارو تین اور مہیندرا

دوپہر

۲-۳۰ بنارسی پھل: لوک گیت

رات

۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

جمعرات ۲۶ جون

صبح

۷-۳۰ اپنا گھر: پریوارک سیریل

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۱۵ اور شام ۷-۵۰
ہربھجن لال: گیت، غزل

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
سکھوندر پال: خیال بھیرو
اور ملتانی

دوپہر

۲-۳۰ پرکاش سنگھ سدھو: لوک گیت

شام

۴-۴۵ لال چند یملا جٹ اور ساتھی
لوک گیت

۸-۰۰ پری مل: ہندی میں ادبی پروگرام

۱۰-۱۵ کلونت سنگھ بیدی
لوک گیت

۱۰-۳۰ کمار گندھرو: خیال

جمعہ ۲۷ جون

صبح

۷-۳۰ اور ۷-۴۵
روبی بینرجی: گیت

۸-۵۰ منموہن کور: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شیام لال: شہنائی پر
گجری توڑی اور ایمن
تلک راج چنڈیل
طبلہ پر سنگت

دوپہر

۱۲-۳۰ سریندر شنڈا اور ساتھی
لوک گیت

۲-۳۰ جیون سنگھ چندن اور ساتھی
لوک گیت

شام

۴-۳۰ لکشمی شنکر
خیال پوریا دھناشری

۴-۴۵ نذیر محمد اور ساتھی: لوک گیت

۸-۰۰ وودھو دھرموں کے ریاتی
ہندی میں تقریر
از ڈاکٹر دیویندر سنگھ ودیارتھی

۹-۳۰ پشت در پشت: ہندی میں ڈرامہ
کے. ایم راماپال

۱۰-۱۵ جسبیر سنگھ خوشدل: لوک گیت

ہفتہ ۲۸ جون

صبح

۷-۱۵ کتھا لوک: مختصر کہانی کا ریڈیو
عکس

۷-۳۰ انیتا سود: گیت

۷-۴۵ اور شام ۶-۳۰
ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
کافی

۹-۰۵ اور شام ۷-۴۵
سوہن سنگھ
خیال بہادری توڑی پوریا اور
بھیم پلاسی

دوپہر

۱۲-۰۵ گیتوں بھری کہانی

۱۲-۳۰ مزاحیہ جھلکی: دو دونی چار
(ہندی) از اشوک دیو

۲-۳۰ پرادیشک سنگیت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام
دھرپد پر خصوصی پروگرام
پیش کار: سمتی متا تکر

اتوار ۲۹ جون

صبح

۷-۱۵ پنگھٹریاں: میگزین پروگرام

۷-۴۵ غزلا بجلی: پنجابی کی منتخب غزلیں

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
استاد فیاض خاں: خیال دیس
اور ہوری دھمار

۹-۱۵ بال جگت

۱۰- چانن رشماں

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت: بنارسی پھل

شام

۶-۴۵ مولا سنگھ ڈھاڈی اور ساتھی
واراں

۷-۴۵ جاگرت: پریوارک سیریل

۸-۱۵ پٹاری: رنگا رنگ پروگرام

۱۰-۰۰ شبد

(آگے ص ۴۳ پر)

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

میڈیم ویو (الف) ۴۸۳.۲۱ میٹر/ ۶۲۱ کلوہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۱۸۷.۲۲ میٹر/ ۱۶۰۲ کلوہرٹز

پیر ۱۶ر جون

صبح

۵-۵۰ کرتی جگت (روزانہ)
۶-۴۵ نئی دشائیں
ایس. این. جھا: کویتا پاٹھ
۷-۰۵ پورنیما جھا: ٹھمری
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
سین کمار چکلا نویس
سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری

رات

۱۰-۰۰ ہریندر دوبے: البسراح
رام داس مشر: خیال

منگل ۱۷ر جون

صبح

۷-۰۵ کشور پرساد مشر سارنگی
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
کنکا بنرجی: سگم سنگیت

بدھ ۱۸ر جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ذاکر حسین: خیال، ٹھمری
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
مادھوری بھٹاچاریہ
سگم سنگیت

جمعرات ۱۹ر جون

صبح

۷-۰۵ سدھیتو کمار داس: ستار وادن۔
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
اوپندر ناتھ ٹھاکر
سگم سنگیت

رات

۸-۰۵ نئی دشائیں: این. ڈی. بیٹھو کے
ساتھ پشپا چوپڑہ کی ملاقات

جمعہ ۲۰ر جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
موجود حسین خاں: خیال
۸-۲۱ وتسلا مہرہ: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ سمر جیت مکرجی: گٹار وادن

ہفتہ ۲۱ر جون

صبح

۷-۵ وی. جی. جوگ: وائلن وادن

رات

۱-۳۰ شری رنگم گوپال رتنم
کرناٹک گائن

اتوار ۲۲ر جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-
نرملا اروِن، ٹھمری
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
ثریا گپتا: سگم سنگیت

پیر ۲۳ر جون

صبح

۶-۴۵ نئی دشائیں
دیہاتیوں کے لئے الیکٹرانک
تکنیک کا چھیتر،
اے. پی. یادو سے شوراج سنگھ
کی بات چیت
۷-۰۵ احمد جان تھرکوا: طبلہ وادن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
انل کمار سہائے
سگم سنگیت

رات

۱۰-۰۰ سنتوش کمار ناہر: وائلن
گوبردھن مشر: خیال

منگل ۲۴ر جون

صبح

۷-۰۵ مالویکا کانن: خیال
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
نینا گھوش: سگم سنگیت

بدھ ۲۵ر جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شنکر مشر ناہر: خیال
سوریہ پرساد سنگھ
طبلہ پہ سنگت
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
کوکیلا سہائے
سگم سنگیت

جمعرات ۲۶ر جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
انور حسین: سارنگی وادن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
منجولیکا مکھرجی: سگم سنگیت

رات

۸-۰۵ نئی دشائیں
دیتر کا رنیا دیوگ، پریچرچا
شرکار: جے. ڈی. سنگھ
جینندر سنگھ اور لتیا سنہا

جمعہ ۲۷ر جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
سیا رام تیواری: دھرپد
راجی اپادھیائے: پکھاوج سنگت
۸-۲۱ حسین بخش: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ اپریش گوسوامی: گٹار وادن

ہفتہ ۲۸ر جون

صبح

۷-۰۵ منجو چکرورتی: خیال

رات

۹-۳۰ دھرپد گائیکی پر ایک خصوصی
پروگرام
پیش کش: ڈاکٹر سمتی مٹاٹکر

اتوار ۲۹ر جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
رام نریش مشر: خیال
بلبل مہاراج: طبلہ سنگیت
۸-۲۰ اور شام ۶-۱۵
لتکا جھا: سگم سنگیت

پیر ۳۰ر جون

صبح

۷-۰۵ اندرانل بھٹاچاریہ: ستار وادن
۸-۲۰ اور شام ۶-۱۵
پشا رام چودھری
سگم سنگیت

رات

۱۰-۰۰ پرہلاد مشر: خیال
سدھیشور شرما: طبلہ وادن

بقیہ:- جالندھر

پیر ۳۰ر جون

صبح

۷-۳۰ جاگرت
۸-۲۰ چندر کانتا کپور: لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
سری کانت باکرے
خیال اہیر للت اور درگا

دوپہر

۱۲-۱۵ تہاڈی پسند: پنجابی گیتوں
کا فرمائشی پروگرام
۱۲-۴۵ جیون جاچ: خاندانی منصوبہ
بندی پروگرام

شام

۴-۳۰ بالواڑی: دیہاتی بچوں کے لئے
۸-۰۰ پستک سمیکشا: کتابوں پر تبصرہ
از پریم درج
۹-۳۰ آس دی دیدنا: پنجابی ڈرامہ
از جگدیش سنگھ وڑیہرہ
۱۰-۰۰ چمن لال گورا، جپوری اور
ساتھی: لوک گیت

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) : ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۲۳۶/۴ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

پیر ۱۶ جون

صبح

۷-۳۵ اور شام ۶-۲۵
دل کمار پاٹنی اور ساتھی
سگم سنگیت

۹-۱۵ چنی جے پوری، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ رام لال ملکارو لوک گیت

منگل ۱۷ جون

صبح

۷-۳۵ کامنی چھنگانی: سگم سنگیت
۸-۲۱ پشپا ویاس، لوک گیت
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
جسونت سنگھ ہاڑا
سگم سنگیت

بدھ ۱۸ جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
نشا بھٹ تیلنگ : خیال
۸-۲۱ سمن ماتھر: لوک گیت
۹-۱۵ محمد حسین : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ سویتا چندیل: لوک گیت

رات

۹-۱۶ محمد حسین : غزل
۱۰-۰۰ "دوسری وجہ" : ناٹک
از ردلا بہاری
پیش کش : لتا گپتا

جمعرات ۱۹ جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
معین الدین خاں : سارنگی
۷-۴۵ اور ۹-۱۵
ایس۔ کے۔ بھٹ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ "گرمی کے موسم میں تیتل پتے" تقریر

جمعہ ۲۰ جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۲۰
افضل حسین، ٹھمری دادرا
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
وشنی دمن، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بھگوان سنگھ لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ "اجنبی": ناٹک
تحریر: ایم۔ آر۔ راہی
پیش کش: ممتاز شکیب

ہفتہ ۲۱ جون

صبح

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
بھول چند: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ کلیاں وساتھی: لوک گیت

اتوار ۲۲ جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ستیہ نارائن شرما : وائلن
۹-۱۵ "نیا سویرا" : ناٹک
انموہن شرما
بال کلاکار : سیتارام گپتا

دوپہر

۱۲-۰۰ مہیلا کلب پر کی چرچا
"اپنے دیکھنے میں نکھار لایئے"
تقریر
۱۲-۳۰ "رائی کا پہاڑ" : جھلکی
از ہر پھول سنگھ
پیش کش : ممتاز شکیب

شام

۶-۳۰ ارون ماتھر: سگم سنگیت

پیر ۲۳ جون

صبح

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
بھاسکر گوسوامی بانسری

دوپہر

۱-۱۰ گوبند سنگھ راٹھور
لوک گیت

منگل ۲۴ جون

صبح

۷-۰۵ پیارے خاں . ستار
۷-۴۵ سکھ رام گجراتی: سگم سنگیت

بدھ ۲۵ جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۲۰
رام گوپال ڈانگی
۹-۱۵ معین الدین خاں، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ پریم نارائن وساتھی
لوک گیت

رات

۹-۱۶ معین الدین خاں : غزل
۱۰-۰۰ "سنجوگ"، ناٹک
از اوتار نارائن دیپک
پیش کش : لتا گپتا

جمعرات ۲۶ جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
وی۔ ڈی۔ ماتھر، وائلن
۷-۴۵ گرراج کمار : سگم سنگیت
۸-۵۰ اور ۹-۱۵
پر بھو سرن مہتہ : ستار

دوپہر

۱-۱۰ "ہیوگنی" : کہانی

جمعہ ۲۷ جون

صبح

۷-۳۵ "بھولوں نہ ایک گھڑی"
برج بھوم رو بکھان
راجستھانی تقریر
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
جگناتھ ڈانگی: بانسری

دوپہر

۱-۱۰ رام چند نیرہ تالی وساتھی
لوک گیت

رات

۹-۱۴ سنگلا چوہان : گیت

ہفتہ ۲۸ جون

صبح

۷-۰۵ اور شام ۶-۳۰
راجندر روشنو : خیال
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
سنتوستس کور بھٹی: سگم سنگیت

اتوار ۲۹ جون

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
بجرنگ کمار : خیال
۸-۲۱ بنگلا سامود ایک گائن پاٹھ
۹-۱۵ پتھروں پر لکھا اتہاس قلعہ چتوڑ
رو پک : کہانی

دوپہر

۱۲-۰۰ میں اور میرا روزگار
انٹرویوز پر مبنی
"مانک کی شکشا اور ماں کا دانو"
۱۲-۳۰ "جی ہاں انعام ملا ہے": جھلکی
تحریر و پیش کش : ممتاز شکیب

شام

۶-۳۰ بشیر حسین : سگم سنگیت
۹-۳۰ مشاعرہ : حبیب کیفی، انجم رہبر
رام لال ندیم، شمیم رحمانی
انعام محشر، راشد ٹونکی، فرید ایوبی
اعجاز علی اعجاز

پیر ۳۰ جون

صبح

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
جسپال سنگھ : منڈولن وادن

جودھ پور

جودھپور 'الف' ۵۶۴.۷ - ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰.۶ - ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

پیر ۱۶ جون

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: سلسلے وار پروگرام: قاضی محمد انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: دھنا رام نام نیا
۷-۴۵ سائنٹفک امپرومینٹ اینڈ پروگریس: انگریزی تقریر از اے۔ این۔ بیگم
۸-۲۱ گیت گنجار، رانے خاں

دوپہر

۱-۱۰ ناری واٹیکا مہارانی لکشمی بائی اور آزادی کی پہلی لڑائی
شریمتی سنتوش رتن سے ملاقات
بچوں کی تندرستی اور ماں کا فرض
ڈاکٹر سریکھا ٹاک
۱-۵۰ اڑد کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں: تقریر
بھوپال سنگھ راٹھور
۳-۱۰ ہرن پرساد چورسیا، بانسری

شام

۵-۰۵ یووا وانی: اکھی دیکتی
بھولا رام گرجر
کہانی از پردیپ کمار پانڈے
روپ کشور شرما: طبلہ
۶-۳۰ باجرے کی زیادہ پیداوار دینے والی انت قسمیں اور انکی کھیتی
کشن لل سے ملاقات
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
چھوٹا رام راؤ اور ساتھی

منگل ۱۷ جون

صبح

۷-۱۵ کھیل کھلاڑی: بھارت میں کھیلوں کا انعام: تقریر از ملویندر سنگھ
۷-۳۰ رن جھن، راجا رام میراثی
۷-۴۵ راجستھان کی پریم گاتھائیں
راموچینھا: ہندی تقریر از ڈاکٹر ہری سنگھ
۸-۲۱ گیت گنجار: رحمٰن خاں لنگا

دوپہر

۱-۱۰ نروگ: مستک اور سر کے سنایوں کی بیماریاں: مذاکرہ
شرکار، ڈاکٹر ذیش کوٹھاری
ڈاکٹر سی۔ پی۔ ماتھر، یمن
دنیش شرما
۱-۵۰ تل کی بھرپور پیداوار کیسے حاصل کریں تقریر از او۔ پی سنگھ
۳-۱۰ پروین سلطانہ، گائن

شام

۵-۵ آپ کے سط آپ کے گیت
۶-۲ ورشا رتو میں سدھار
جانوروں کی خوراک اور انتظام
۷-۴۵ موہن لال
شاستریہ سنگیت
۱۰-۰۰ اوشا پارکھی: شاستریہ گائن

بدھ ۱۸ جون

صبح

۷-۱۵ جھلکی
۷-۳۰ رن جھن: ابراہیم بھٹ اور ساتھی
۸-۲۱ گیت گنجار: کھیما رام مگنی رام
۸-۴۵ دوایکم بارہ، سلسلے وار پروگرام
پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ مونگ پھلی کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں: تقریر
جے۔ کے۔ گپتا
۳-۱۰ عبدالحلیم جعفر خاں، ستار

شام

۶-۳۰ خریف میں شنکر باجرے کی بھرپور پیداوار کیسے حاصل کریں
بی۔ آر۔ مہتہ سے ملاقات
۷-۴۵ آئی ماخان: شاستریہ سنگیت
۹-۱۶ مہارانی لکشمی بائی شہیدی دوس
تقریر: شسبتل پروہت
۱۰-۳۰ بھیم سین جوشی گائن
راگ پوریا کلیان
لکشمی شنکر: ٹھمری

جمعرات ۱۹ جون

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: کنہیا لال ورک
۷-۳۰ رن جھن: جوہری لال اور ساتھی
۷-۴۵ نہیں شکایت ہے، بیوی کو خاوند سے، مزاحیہ تقریر
از مالتی ماتھر
۸-۲۱ گیت گنجار
موہن جھالا اور ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں
۱-۵۰ موٹھ کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں: تقریر از
نرنجن لال ماتھر
۳-۱۰ علی اکبر خاں: سرود

شام

۵-۰۵ بھارت کے خلا میں بڑھتے قدم
تقریر
۶-۳۰ بھیڑوں کی سکرات مت روگوں سے کیسے بچائیں
آسدی لال ماتھر سے ملاقات
۷-۴۵ سیتا رام شرما، شاستریہ سنگیت
۹-۱۶ سنسکرت کھاسا پاٹھ

جمعہ ۲۰ جون

صبح

۷-۱۵ گاندھی چرچا: گاندھی جی اور سماج واد۔ آر۔ سی۔ ویاس
۷-۳۰ رن جھن: کشوری لال دیوڑا
۸-۲۱ گیت گنجار: ظہور خاں

دوپہر

۱-۵۰ مکا اور باجرے کی انت قسمیں وانکی خصوصیات: تقریر
۳-۱۰ مستان حسن خاں
شاستریہ گائن

شام

۵-۰۵ سنگیت سندھیا: کالو رام میراثی
پرمسا بنرجی: گوتم رائے
۶-۳۰ سفید لٹ سے خریف کی فصل کو کیسے بچائیں: سمینٹ
ایس۔ کے ورما سے ملاقات
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
بھنور لال برجا پتی
۹-۳۰ سورن گیری یاسند ورناٹک
ال۔ این۔ بھٹناگر
۱۰-۰۰ راما نوجاچاریہ: وائلن

ہفتہ ۲۱ جون

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: سیہ دیو چیدا
۷-۳۰ رن جھن: ستار خان
۷-۴۵ بات چیت ریلوے سے تعلق رکھنے والی جانکاری
آر۔ کے۔ بھنسالی
۸-۲۱ گیت گنجار: کرشنا ویاس

دوپہر

۱-۵۰ تمہن کی انت قسموں کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں۔
آلکھ بدری نارائن ماتھر
۳-۱۰ راجیندر پرستا، بانسری

شام

۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک
۶-۳ وکاس چرن نہرو یوک کیندر اور یوک: تقریر از
سریش چندر شرما
۷-۴۵ وجے لکشمی گوڑ
شاستریہ سنگیت
۹-۱۶ کبیر جینتی: تقریر
ڈاکٹر وینکٹ شرما

اتوار ۲۲ جون

صبح

۸-۱۵ دوایکم بارہ سلسلے وار پروگرام
پی۔ ایس۔ تھپلیال
۹-۱۵ جن من: راشٹر نایک لال بہادر شاستری
تقریر از کے۔ آر۔ چوہان
بھارت پیارا دیش ہمارا راجستھان۔ راجیندر سنگھ
آو جن من کھیل والی بالی
ایم اے پٹھل

دوپہر

۱۲-۰۵ کنلو، کاور یاٹھ
ساوری ڈانگا

۱۲-۲۵ یہ کیا کہتے ہیں

شام

۶-۳۰ ٹی۔ بی۔ روگ ہونے کے کارن
لکشن اور بچنے کے طریقے: تقریر
ڈاکٹر ایم۔ گپتا
مونگ کی کھیتی میں قابل توجہ
باتیں: نارائن سنگھ دیوڑا

پیر ۲۳ جون

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے
سلسلے وار پروگرام
قاضی محمد انیس الحق

۷-۳۰ رن جھن: چنی خاں میراثی

۷-۴۵ اسٹریس فری لائف: انگریزی تقریر
ڈاکٹر ایس۔ این۔ گرگ

۸-۲۱ گیت گنجار: رالو خاں

دوپہر

۱-۱۰ ناری واٹیکا
بھارت کی مہیلا شکتی
ڈاکٹر کوشلیہ جے رامن
بھینٹ وارتا: بہنوں کے لئے
کچھ فائدے مند جانکاریاں
سرسوتی سنہا

۱-۵۰ خریف کی فصل کو کھرپت وار
سے کیسے بچائیں: تقریر
مکیش ماتھر

۳-۱۰ شوکمار شرما: سنطور

شام

۵-۰۵ سنجے گاندھی کی یونیہ تتھی
تقریر از سید انصاری
وگیان وارتا: ڈاکٹر نریش این
راتے
کاویہ پاٹھ: سرفراز شاکر

۶-۳۰ کھیتی باڑی: تلہن کی زیادہ
پیداوار دینے والی انت قسمیں
دان کی کھیتی
پریم شری شنکر شرما سے ملاقات

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
شاردا پریہار

۱۰-۲۰ یہودی مینن: وائلن
پنڈت روی شنکر: ستار
شوبھا گرٹو: گائن

منگل ۲۴ جون

صبح

۷-۱۵ کھیل کھلاڑی: انترراشٹریہ
استر پر مہیلاؤں کا کھیلوں میں
حصہ

۷-۳۰ رن جھن: ہیمو خاں

۷-۴۵ اکیسویں صدی میں کیسا ہوگا
دھاتوؤں کا استعمال: ہندی تقریر
ڈاکٹر کے۔ کانت

۸-۲۱ گیت گنجار
ٹوکارام اور ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ نروگ۔ تھائی رائڈ گرنتھی
کے روگ
ڈاکٹر کے سے اگروال سے
دنیش شرما کی بات چیت

۱-۵۰ کھیتوں میں راسائنک اوروکوں
کا پریوگ کیوں۔ کب اور
کیسے کریں: تقریر از
اے۔ این۔ لہری

۳-۱۰ اسد علی خاں: وینا

شام

۵-۰۵ آپ کا خط آپ کے گیت
گیتوں بھری کہانی
ستیم لوڑھا

۶-۳۰ گلگوٹ روگ کے لکشن
کارن اور روک تھام کے طریقے
تقریر۔ ڈاکٹر گوردھن لال ماتھر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
مگھراج میگھاوٹی

۱۰-۰۰ دیپالی بنرجی: شاستریہ سنگیت

بدھ ۲۵ جون

صبح

۷-۱۵ جھلکی

۷-۳۰ رن جھن: ہندال خاں

۸-۲۱ گیت گنجار: سمر خاں لنگا

۸-۵۰ دوا ایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ منافع کے لئے ملی جلی کھیتی
تقریر از ایم۔ ایل جالوریا

۳-۱۰ لطافت حسین خاں
شاستریہ سنگیت

شام

۵-۰۵ یووادانی
یاسیہ تیری کا وینگ وارتا
از رینو بھنڈاری
ایکا بھینیہ: سریش وششٹ

۶-۳۰ مونگ پھلی کی انت کھیتی
تقریر: وی۔ کے۔ دتہ

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
نریت دمامی

۹-۱۶ بنکم چندر چیٹرجی جینتی: تقریر
ڈاکٹر نارائن شرما

۱۰-۳۰ رسک لال اندھریا: گائن
وی۔ جی۔ جوگ: وائلن

جمعرات ۲۶ جون

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: جین سنگھ پریہار

۷-۳۰ رن جھن: کیلاش چندر

۷-۴۵ وشو سابتیہ کے آلوک استمبھ بورس
پوسترنائیک: ہندی تقریر
ڈاکٹر ایس۔ ڈی۔ کپور

۸-۲۱ گیت گنجار
علاؤالدین مردھا اور ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں

۱-۵۰ کرتی جگت: خشک کھیتی کی
اہمیت: ایچ ایس۔ ہاڈلے

۳-۱۰ آشش خاں: سرود

شام

۵-۰۵ یووادانی: آپ بھی سوچئے
کہانی: وی۔ گوپی۔ ناتھ

۶-۳۰ کھیتی باڑی: ارڑ کی انت
قسمیں اور ان کی کھیتی: آئیکھ
چندر پرکاش ماتھر
پشو پالکوں کو دی جانے والی
بینک کی سہولتیں
موہن لال راوت

۷-۴۵ بشیر احمد خاں: راجستھانی سنگیت

جمعہ ۲۷ جون

صبح

۷-۱۵ گاندھی چرچا
گاندھی جی اور کھادی ارتھ شاستر
تقریر: دنیش مسرا

۷-۳۰ رن جھن: جوہری لال

۷-۴۵ مرو ستھلی

۸-۲۱ گیت گنجار: پرشو رام سونی

دوپہر

۱-۵۰ کرشی جگت
چارہ گاہ کی ترقی کیوں اور کیسے
جے۔ سی۔ کلا

۳-۱۰ استاد امیر خاں: گائن

شام

۵-۰۵ چلتے چلتے: مہیندر لال رٹا
پرچیہ: سنجے گہلوت

۶-۳۰ گاؤں میں پانی کی سہولتیں دینے
کی کوشش اور کام: تقریر
وید پرکاش شرما

۷-۴۵ جگدیش جوشی
راجستھانی سنگیت

۱۰-۰۰ ناٹک
تحریر چندر شیکھر اروڑا

ہفتہ ۲۸ جون

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: سورج پالی وال

۷-۳۰ رن جھن: چیتنا سدرشنا

۷-۴۵ بات چیت: جودھپور نگر پالیکا
لکشمن سنگھ پریہار

۸-۲۱ گیت گنجار
اوم پرکاش دمامی

دوپہر

۱-۵۰ خاص فصلوں کی لاگت و آمدنی
تقریر از بھگوان داس پروہت

۳-۱۰ وجے راٹھور: بانسری

شام

۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک
سامود ایک گائن

۶-۳۰ جیسلمیر ضلع اور بیس نکاتی
پروگرام: تقریر
للت کے پنوار

۷-۴۵ جگدیش بنوار اور ساتھی
راجستھانی سنگیت

۹-۱۶ دادا بھائی نوروجی پنیہ تتھی
تقریر: لکشمی کانت جوشی

اتوار ۲۹ جون

صبح

۷-۱۵ رن جھن

۸-۵۰ دوا ایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پی۔ ایس۔ تھپلیال

۹-۱۵ چمن من: ننھے کلاکار

ستار وادن
الپنا کوشِک
آؤ خود کو جانیں۔ ہمارا پاچن
ڈاکٹر نریش کھنّہ
انکی بھی کہانی: ٹیلی ویژن
ڈاکٹر بالک رام

دوپہر
۱۲-۰۵ گنگور: کاویہ پاٹھ
ڈاکٹر شکنتلا بھارگو
۱۲-۲۵ یہ کیا کہتے ہیں؟
شام
۶-۳۰ نمونیہ کے کارن
لکشن وروک تھام کے طریقے
تقریر: ایم۔ ڈی۔ چتورا
۹-۱۶ آپ کے خط

پیر ۳۰ جون

صبح
۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے
سلسلے وار پروگرام
قاضی محمد انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: کوجارام
۷-۴۵ وجستری دادا بھائی نوروجی
انگریزی تقریر: آر۔ سی۔ گوئل
۸-۲۱ گیت گنجار: کمل خاں
دوپہر
۱-۱۰ ناری واٹیکا: پری چرچا
اگلی شادی کا آگمن اور ہندوستانی
ناری کا مقام: شرکار
لکشمی بھارگو، سنتوش شرما
۱-۵۰ مکّا کی کھیتی میں دھیان دینے
لائق باتیں: تقریر از
بی۔ ڈی۔ ویاس
۳-۱۰ ایم۔ آر۔ گوتم: گائن
شام
۵-۰۵ بغاوت کے تیور: روپک
پرمود سنگھل
۶-۳۰ اگلے ماہ کسان کیا کریں؟
کے۔ جی۔ جوشی
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
راجیش کمار پنوار
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت
رئیس خاں: ستار
برج بھوشن کابرا: گٹار
لکشمی شنکر، نرملا دیوی: ٹھمری

سورت گڑھ

۲۲۵.۷ میٹر ۹۱۸ کلو ہرٹز

پیر ۱۶ جون

صبح
۷-۳۰ مانوتا کے سمبھ۔ اینی بیسنٹ
ہندی تقریر: کے۔ سی۔ چودھری
۸-۲۱ مرومنگل: احمد خاں
راجستھانی لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ رنگ غزل: غیر فلمی غزلیں
۱-۳۰ ایم۔ ایس۔ گوپال کرشن
شاستریہ سنگیت
۱-۵۰ کھیت کھلیان: کھڑی فصلوں
کو دیمک سے کیسے بچائیں: تقریر
ڈاکٹر کاشی رام پونیا
۲-۲۰ مرومنگل: کیلاش نرائن پروہت
شام
۵-۳۰ یووا وانی: پیتر وتر
روزگار سماچار
۶-۱۵ چوپال: بات چیت
سوریہ کرنوں سے چکتسا
رامیشور لال شرما
راجستھانی کویتا پاٹھ (ہاسیہ)
از چترا رام
۷-۲۵ مرومنگل (راجستھانی لوک گیت)
کالورام پرجاپتی وساتھی
۱۰-۰۰ اکبر علی خاں: سرود

منگل ۱۷ جون

صبح
۷-۳۰ کھیل جگت: بھارتیہ کرکٹ
کھلاڑیوں کے وشو کیرتی مان
تقریر از سری وجے سنگل
کشتی کھلاڑی کانسٹبل بدھرام
سے ملاقات
۸-۲۱ مرومنگل (راجستھانی لوک گیت)
گو وند کلّا
دوپہر
۱۲-۳۰ یگل گان
۱-۵۰ کھیت کھلیان: کرشی اپج
منڈیوں سے لابھ کیسے اٹھائیں
تقریر: نریندر سنگھ
۲-۲۰ مرومنگل: چندر شیکھر کلّا و ساتھی
شام
۵-۳۰ یووا وانی
کو یتا پاٹھ: سریتا کوٹھاری
شہر میں ہوئے گھن چکر
کرشن لال گوڈیا
۶-۱۵ چوپال: بات چیت
دلہنی فصلوں کا اتپادن کیسے بڑھائیں
از ڈاکٹر کے۔ ایس۔ نتھاوت
۷-۲۵ مرومنگل: بنواری دیوانہ
۸-۱۵ حمید حسین: سگم سنگیت
۹-۱۶ ان کی دنیا ان کی باتیں

بدھ ۱۸ جون

صبح
۷-۳۰ ہماری چکتسا پدھتیاں ـــــ
ہومیوپیتھی: ہندی تقریر
از اونکار مل بنسل
۷-۴۰ فرید حسین: طبلہ
۸-۲۱ مرومنگل: شکنتلا جوشی
دوپہر
۱-۱۰ سامو ایک سنگیت پاٹھ
۱-۵۰ کھیت کھلیان
کپاس کی فصل کو روگوں سے بچائیں
از بی۔ ڈی۔ مہمیرا
۲-۲۰ مرومنگل: حمید خاں
شام
۵-۳۰ یووا وانی
کہانی: راجندر گمبھیر
۶-۱۵ چوپال: اپنی کھیتی اپنی بات
چندو لال سے ملاقات
۷-۲۵ مرومنگل: شیر محمد سولنکیا
۱۰-۰۰ شیو کمار شرما: سنتور وادن

جمعرات ۱۹ جون

صبح
۷-۳۰ گیان وگیان
ارجا کے غیر پرمپراگت شروت
از اشوک بھاٹی
بھینٹ وارتا: وگیان کے نئے
پرتیج وناسپتی جگت میں
از ڈاکٹر شری دھر شرما
۸-۲۱ مرومنگل: رچھپال ڈھاڑی
دوپہر
۱۲-۳۰ رس رنجنی
۱-۱۰ مہیلا جگت: ہاسیہ ونیگ وارتا
اتنی جلدی کیا ہے شادی کی
کماری مدھو مالتی
گھر میں اشانتی کا کارن نشکی سوبھاؤ
رکما دیوی سوامی
کام کاج کی شانتی پوشک آہار
منجو بینی دال
۱-۵۰ کھیت کھلیان: مرچ کی فصل میں
پودھ سنرکشن: بھاگیرتھ ریار
۲-۲۰ مرومنگل: پنتی بائی
شام
۵-۳۰ یووا وانی: پریچرچا
راج نیت میں یووا بھاگ لیں
یا نہ لیں
۶-۱۵ چوپال: گاؤں گاؤں کی جھانکی
۷-۲۵ مرومنگل: ستیہ نارائن امن
۸-۱۵ سگم سنگیت: نسیم بانو و انور احمد

جمعہ ۲۰ جون

صبح
۷-۳۰ نئی شکشا نیتی: ہندی تقریر
از کملیش بہل
۸-۲۱ مرومنگل: ایوب شیر خانی
دوپہر
۱-۳۰ معین الدین خاں: سارنگی
۱-۵۰ کھیت کھلیان: دھان کی فصل
کا ادھک اتپادن
از جی۔ پی۔ شرما
۲-۲۰ مرومنگل: نرملا ناگپال
شام
۵-۳۰ یووا وانی۔ مہک: فرمائشی فلمی گیت
۶-۱۵ چوپال: بات چیت

سامپوڈا ایک سدبھاؤ اور گرامین یودک

۷-۲۵ مرومنگل: پورن چند کامٹر

۸-۱۵ عبدالحفیظ: سگم سنگیت

۹-۱۶ پر بھی جانیے

۱۰-۰۰ پنڈت جسراج: گائن

ہفتہ ۲۱ جون

صبح

۷-۳۰ کھلا آکاش: آپ کے لئے ہے ٹیلی فون و بھاگ از سی. ایل. سندھاریہ

۸-۲۱ مرومنگل: جوری لال راوت

دوپہر

۱-۱۰ گیتوں بھری کہانی

۱-۵۰ کھیت کھلیان: مونگ پھلی کی فصل کو کیڑوں اور بیماریوں سے بچائیں: از بلرام گودارا

۲-۲۰ مرومنگل: علی محمد

شام

۵-۳۰ یووا وانی: سامانیہ گیان پرشنوتری

۶-۱۵ چوپال: گرامین چیتر میں آوشیک وستوؤں کا وترن از ایم. پی. جین

۷-۲۵ مرومنگل: صدیق خاں اور ساتھی

۸-۱۵ سگم سنگیت: وجے پردیپ

۹-۱۶ ہمارے پرو ہمارے گرو

اتوار ۲۲ جون

صبح

۷-۳۰ بھارتیہ سوتنترتا سنگرام آزاد ہند فوج کا گٹھن از کرشن سونی آزاد

۸-۲۱ مرومنگل: اوم پرکاش سرگرا

دوپہر

۲-۲۰ مرومنگل: فاطمہ

شام

۵-۳۰ یووا وانی: یووا پرتبھا اسکاؤٹ کماری ششی شرما سے ملاقات

۶-۱۵ چوپال: گیتاں رو گجرو

پیر ۲۳ جون

صبح

۷-۳۰ ایک اسکاؤٹ کے روپ میں

سری گری: ہندی تقریر از مدن اروڑا

۸-۲۱ مرومنگل: غلام رسول

دوپہر

۱-۱۰ رنگ غزل

۱-۳۰ بسم اللہ خاں: شہنائی

۱-۵۰ کھیت کھلیان نیمبو درگیہ پودوں کو کیڑوں سے بچائیں: از وچتر سنگھ

۲-۲۰ مرومنگل: پنا لال بوہرا و ساتھی

شام

۵-۳۰ یووا وانی: پتر و تر روزگار سماچار

۶-۱۵ چوپال: بات چیت مدھومیہ روگ کے کارن و ندان کویتا پاٹھ

۷-۲۵ مرومنگل: پشپا مالی

۸-۱۵ نرملا اروڑ: سگم سنگیت

۱۰-۰۰ رمیش پرساد ورما: بانسری

منگل ۲۴ جون

صبح

۷-۳۰ کھیل جگت: ہمارے گرامین کھیل کود: تقریر از شنکر پالی وال وشو کپ کرکٹ از کیول کرشن اروڑا

۸-۲۱ مرومنگل: سوریہ پرکاش گوڑ

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان: بھنڈی کی انت قسمیں اور بوائی از او. پی. شرما

۲-۲۰ مرومنگل: کرون پریہ درشنی

شام

۵-۳۰ یووا وانی: وگیان کے نئے آوشکار کماری کملیش سپھرلیا انتارکٹکا ابھیان کماری منجو گودارا

۶-۱۵ چوپال: بات چیت کپاس کی فصل میں سینچائی کب اور کتنی: از ڈاکٹر اے. سی. ڈوڈی گروار

۷-۲۵ مرومنگل: رام چندر اور ساتھی

۸-۱۵ سگم سنگیت: نرملا اروڑ

۹-۱۶ ان کی دنیا ان کی باتیں

۹-۳۰ گوربند

بدھ ۲۵ جون

صبح

۷-۳۰ سواستھ چرچا: چھے روگ ہندی تقریر: ڈاکٹر جی. ڈی. کھنجال

۷-۴۰ استاد امیر خاں: گائن

۸-۲۱ مرومنگل: ہبلی دیوی

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان: گوار کی انت قسمیں ایوم بوائی از سری دیوی سنگھ

۲-۲۰ مرومنگل: روی پرکاش ناگ

شام

۵-۳۰ یووا وانی: کہانی از موہن لال گپتا جھلکی

۶-۱۵ چوپال: اپنی کھیتی اپنی بات نندلال سے ملاقات

۷-۲۵ مرومنگل: اونکار پرساد

۱۰-۰۰ میرا بائی بڑودکر: گائن

جمعرات ۲۶ جون

صبح

۷-۳۰ گیان وگیان: شودھ کرتاؤں سے بھینٹ وارتا پیش کش: کماری للتا مشرا

۸-۲۱ مرومنگل: یشونت چودھری

دوپہر

۱-۱۰ بھیلا جگت: کہانی از لیلا شرما

۱-۵۰ کھیت کھلیان: بینگن کی فصل میں پودھ سنرکشن از سری لیکھ رام

۲-۲۰ مرومنگل: مانگی بائی

شام

۶-۱۵ چوپال: متسیہ پالن اور پرشکشن سویدھائیں: از مدن لال دیتھا دھان کی فصل کو بیماریوں سے بچائیں از ارون کمار ہجیلا

۷-۲۵ مرومنگل: ستیہ نارائن معلر

۸-۱۵ سگم سنگیت: سیما سکسینہ

۹-۱۶ بزرگوں کے لئے

جمعہ ۲۷ جون

صبح

۷-۳۰ پرگتی کے چرن - انترکش میں ہندی تقریر: ڈاکٹر اشوک دتہ

۸-۲۱ مرومنگل: ہرکا اوم ورما

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان: ادسر بھومی کا سدھار کیسے کریں از ڈاکٹر رام دیو

۲-۲۰ مرومنگل: نرنا دیوی کی بناوٹ

شام

۶-۱۵ چوپال: سہکاری بینکوں سے رن کیسے پراپت کریں از شنکر لال شرما

۷-۲۵ مرومنگل: اندر کمار اپادھیائے

۸-۱۵ ارون کمھرجی: سگم سنگیت

۹-۳۰ اپراجتا: ناٹک رابندر ناتھ ٹیگور کے ناٹک کا ریڈیو فکس

۱۰-۰۰ بھیم سین جوشی: گائن

ہفتہ ۲۸ جون

صبح

۷-۳۰ کھلا آکاش - احمد نگر پٹرن از اشوتوش بھارگو

۸-۲۱ مرومنگل: چنچل کماری

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان: ہرے چارے کا ادھک اتپادن کیسے ڈاکٹر جلپا پرساد

۲-۲۰ مرومنگل: احسن خاں دیسلیری

شام

۵-۳۰ یووا وانی: وچار سمن راج نیت

۶-۱۵ چوپال - مابرڈوری

۷-۲۵ مرومنگل: کالو ناتھ اور ساتھی

۸-۱۵ سگم سنگیت: شوبھا گورٹو اور ترلوک کپور

۹-۱۶ ہمارے پرو ہمارے گرو

اتوار ۲۹ جون

صبح

۷-۳۰ سواستھ کا آدھار ہندی تقریر سری امر چند بورڑ

۸-۲۱ مرومنگل: چندر پرکاش تنور

دوپہر

۲-۲۰ مرومنگل: رمضان خاں

(آگے ص ۵۰ پر)

بیپ ۔ انیر

۳۱۵٫۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

پیر ۱۶ر جون

صبح

۷-۳۰ استاد امیر علی خاں
خیال میاں کی توڑی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
لوک سنگیت
فتح کماری دیاس

دوپہر

۱-۱۰ پروین سلطانہ: خیال نند کونس

شام

۵-۰۵ کویتا پاٹھ: پسپا پاریکھ
شری ہرشنکر پرسائی کی پستک
پگ ڈنڈیوں کا زمانہ
بیمکشک: ہری شنکر بھاؤ

۷-۲۰ بچوں کا سنتولت بھوجن
عمر کے حساب سے
وارتا: شریمتی مین تارہ کلانی
گھر کی گرہنی کی ذمہ داریاں
وارتا: منجو اگروال
پیڑ لگانے سے لابھ
وارتا: وینا گپتا

منگل ۱۷ر جون

صبح

۷-۳۰ پنڈت منی رام
خیال ہنڈول بہار

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
لوک سنگیت
جگ رام بھوپا اور ساتھی

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار: کماری سیما دہریا
منہ کا کینسر: راجکمار کمڑ
گیت سنگیت

۶-۳۰ مرو ستھلی
بنوئی سرجنا: کہانی
رام نواس شرما

۷-۲۰ خریف کے موسم میں گنوار باجرا
تل ایوم موٹھ کی کھیتی
وارتا: جے دیو سنگھ

۸-۱۵ اروند گوسوامی: بانسری پر دھن

بدھ ۱۸ر جون

صبح

۷-۲۰ پنڈت جسراج: خیال بھیرو

۱-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
لوک سنگیت
بہاری لال کتھک

دوپہر

۱-۱۰ بسنت راؤ دیشپانڈے
خیال راج کلیان، دادرہ

شام

۷-۲۰ کرشی لوک ایوم گرامین جگت
کسانوں کے لئے کرشی شد دھ
کیندروں کی دین: تقریر از
ڈاکٹر ڈی کے۔ گپتا

۱۰-۳۰ پنڈت جسراج
خیال پوریا کلیان

جمعرات ۱۹ر جون

صبح

۷-۵۰ اور رات ۸-۱۵
بھجن: مورلی لال رنگا

۹-۱۵ نارائن رام نایک
لوک سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ کویتا پاٹھ: پریتما کیولیا
گیت: کیا آپ کے بچے ضدی
ہیں؟ وارتا: ڈاکٹر درگا بھاردواج

شام

۵-۰۵ کھیل سماچار: رشم جین
سنگیت کلاکار
کماری سنتوش کنور
مہارانی لکشمی بائی
کماری مدھو بھٹنڈ

۷-۲۰ اونٹوں میں ہینف والے روگ
ایوم ان کی روک تھام
تقریر: ڈاکٹر ایس۔ کے۔ بڑدت
ایک پرگتی شیل کسان
چھگن لال سے ملاقات

جمعہ ۲۰ر جون

صبح

۷-۲۰ اوم پرکاش چورسیا
سنطور پر راگ گجری توڑی

۸-۲۱ بیکانیر میں پرتھین راپڑھتا چرن
نارائن سنگھ پٹیل سے ملاقات

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
لوک سنگیت: غلام رسول

دوپہر

۱-۱۰ کیسر بائی کیرکر: خیال

شام

۵-۰۵ یوداوانی: چٹکلا گوشٹی
بھاگ لینے والے
راجیش کمار سولنکی، راجیندر مردا
کماری پریت پال سکھیجا اور
سریتا کپل
رودیک سماچار، ایسہ گیت

۷-۲۰ مرو شیر میں بارانی کھیتی ایوم اس
کی وشیشتائیں
وارتا: شری آر۔ کے بنسل

۱۰-۳۰ اوم پرکاش چورسیا: سنطور
راگ باگیشری: میگھ ملہار

ہفتہ ۲۱ر جون

صبح

۷-۳۰ سرجیت: ستار پر
راگ اہیر للت

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۲۰
ویرائین: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ استاد احمد جان تھرکوا
طبلہ پر تین تال: ایک تال

شام

۵-۰۵ سماچار سنکلن
کماری کوسم راٹھوڑ
روزگار کے ادسر جیون بیما نگم
میں وارتا: سامود ایک گائن
گیت سنگیت

۷-۲۰ بال روگ: اپچار ایوم
ساودھانیاں: وارتا
ڈاکٹر ایس۔ سی۔ ماتھر
لکھو کیٹر ادھیوگ دھندھوں
سے کمزور ورگ کے لوگوں میں
آرتھک پریورتن کیسے کریں؟
تقریر از عمر خاں

اتوار ۲۲ر جون

صبح

۷-۲۰ سامود ایک گائن شکشا
راجیندر پرسنا: غزل
بڑھتے قدم وگیان شیتر میں
وارتا: شریمتی کیرتی شیخاوت

شام

۵-۰۵ نو ترنگ
آج کے سنگیت کلاکار
کماری ونیتا پروہت
لوک تنتر میں دشیہ کی بھومیکا
وارتا: کماری رنجنا تیاگی

۷-۲۰ پشوؤں کے لئے سنتولت آہار
دیوستھا: تقریر
ڈاکٹر ایس۔ پی۔ کھوکھر

پیر ۲۳ر جون

صبح

۷-۳۰ رسک لال اندھاریا
خیال گجری توڑی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
لوک سنگیت: پشپا سینی

دوپہر

۱-۱۰ استاد عبدالوحید خاں: گائن

شام

۵-۰۵ انڈیا آف ٹوونٹی فرسٹ سنچری
اینڈ یوتھ آف ٹوڈے
انگریزی پرتیچرچا: بھاگ لینے والے
پیتا رائے، عبدالسلیم
کماری الکا دادھوائی اور
کماری چھوی شرما

۷-۲۰ کرشی ایوم گرامین جگت
گاؤں کی پرگتی پر آدھارت
کاریہ کرم: روپک
پرستت کرتا: بھوپ سنگھ

۱۰-۰۰ سوموار یہ راتری کالین سنگیت سبھا
صابری خاں، ستیہ دیو پنوار
سارنگی اور وائلن پر راگ پوریہ کلیان

رسک لال اندھاریا
خیال باگیشری

منگل ۲۴ جون

صبح
۷—۳۰ باسوراج راجگرو
خیال بھٹیار
۹—۱۵ اور دوپہر ۴۰ —۱
رامیشور مہرا: لوک سنگت

شام
۵—۰۵ پرشن اوتری: سہاگ لینے والے
یووا: سریش دیاس
یوگیش آہوجا، کماری پریتھا مارکن
اور نیلیش جوشی: پرستت کرتا
لکشمی شنکر واجپائی
۶—۳۰ آدرش سماج سیوکی
وبدینڈنٹ دیبا ناتھ
تقریر از دیدگر دھر بھاردا نی
لوئی سرجا، کویتا
دوار کا پرساد پرو ہت پرکاش
۷—۲۰ کرشی لوک ایوم گرامین جگت
گرامین وکاس کی دھری
ہماری گرامیں پنچایتوں میں
رام کرشن آچاریہ سے بھینٹ
۸—۱۵ اور رات ۱۵— ۹
سگم سنامت سورن لتا شرما
۱۰—۰۰ دیپالی بنرجی: کلاسیکی موسیقی

بدھ ۲۵ جون

صبح
۷—۳۰ راجن مترا ساجن مترا
خیال جونپوری
۹—۱۵ اور دوپہر ۲۰ —۱
عبدالغنی، لوک سنگت

دوپہر
۱—۱۰ خیال رام کلی، بھجن
سونندا پٹنایک

شام
۵—۰۵ بوجھو تو جانیں
آپ کی چٹھی ملی: یووا پسند
۷—۲۰ خریف فصلوں کے لئے اتپادن
دیوسنھا: تقریر از
ایم۔ایس شیکھاوت
۱۰—۳۰ راجن مترا ساجن مترا، خیال
درباری اسوہا کا نہڑا

جمعرات ۲۶ جون

صبح
۷—۵۰ اور رات ۱۵— ۸
گنیش داس رنگا: بھجن
۹—۱۵ اور دوپہر ۴۰ —۱
شانتا سکسینہ: لوک سنگیت

دوپہر
۱—۱۰ پستک پریچیہ "کالی لڑکی"
رجنی پنی کر، کماری نرمل گپتا
بھجن: سادھان رہیئے جب
آپ گھر میں اکیلے ہوں
از اندرا جین

شام
۵—۰۵ میرا دیش میرے بیٹے
روپکا کمک کاریکرم
کماری بھارتی شری واستو
سنگیت کلاکار: الکا ماتھر
گیت سنگت
۷—۲ اوسٹ کا سنتولت چارہ دانہ
تقریر از ڈاکٹر سریش کمار گوسوامی
اکال کے دنوں میں گوسیوا سنگھ
کا یوگ دان
مگھا رام سے ملاقات

جمعہ ۲۷ جون

صبح
۷—۳۰ سوتیا دیوی، ٹھمری بھیرویں، ٹیا
۸—۲۱ بیکانیر راگیان حصہ دار
یستکالیہ، راجستھانی وارتا
شری راؤ دیال شرما
۹—۱۵ اور دوپہر ۲۰ —۱
علی محمد: لوک سنگیت

دوپہر
۱—۱۰ سیارام تواڑی
دھرپد گائن

شام
۵—۵ آج کا یووا کتنا دشاہین کتنا
جاگروک: پریچرچا
سدھیر چودھری، کماری منجو جادلا
سنیتا اگروال، راجیش کمار پاریک
اور دینا چوہان
گیت سنگیت
۷—۲۰ کرشی لوک ایوم گرامین جگت
گاؤں والوں کے لئے سنا ایوم

ہفتہ ۲۸ جون

صبح
۷—۲ بدھ دیو داس گپتا
سرود پر راگ کومل رشبھ آساوری
۹—۱۵ اور دوپہر ۳۰ —۱
نتھو خاں مراثی لوک سنگیت

دوپہر
۱—۱۰ جگدیش پرساد: خیال باگیشری

شام
۵—۰۵ سماچار سنکلن، مسلور علی
چار شیڈ الکا دیشن کے سدھریہ
میں پرامرش بی ایم ڈانگا
ساموداِیک گائن
گیت سنگیت
۷—۲۰ مروستھل میں کرشی پرساری سولبانی
تقریر شری جی۔ایم۔کھیڑا

اتوار ۲۹ جون

صبح
۷—۲ ساموداِیک گاں سکتا
ستو بھاکرٹو، ٹھمری بھیروی

دوپہر
۱۲—۰ بہیلا ملکت
"آگیا پردہ سے باہر کب"
روپک: قرۃ پیتی کشن
کماری سروت ٹھاکر

شام
۵—۰۵ لوترنگ
آج کے سنکت کلاکار
ستوری سوامی
رنگ تماشے: وارتا
کماری نرملا میکوال
۷—۲۰ بکریوں کے منہ کا روگ اور
اس کا اپچار، تقریر از
بی۔ایس۔تنجاوت
بارانی کھیتی کے سمندھ میں
ڈاکٹر ایس ایس سنگھ سے
ملاقات

پیر ۳۰ جون

صبح

۷—۳۰ این۔راجم
وائلن پر راگ اہیر بھیرو
۹—۱۵ اور دوپہر ۳۰ —۱
کالو ناتھ و ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱—۱۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار پر
راگ سیام کیدار

شام
۵—۰۵ کوی گوشٹھی: تسر کار
مہندر کمار آچاریہ، دھرم پرکاش
ستمی پربھا کوشک، کویتا سہگل
ورجیش کمار اوجھا، چندر کلا جین
کیلاش ویشنا، پرسوتم شرمالی
۷—۲۰ الٹی، دست اور پیزا سمبندھی
روگ نیترن ایوم سا و دھانیاں
تقریر از ڈاکٹر دلیپ سنگھ دیوت
۱۰—۰۰ این۔راجم، وائلن پر جوگ
ہیرا دیوی مترا، ٹھمری، کجری

بقیہ:- سورت گڑھ

شام
۵—۳۰ یووا وانی: اس شام
۹—۱۶ آپ کا پتر ملا

پیر ۳۰ جون

صبح
۷—۳۰ مانوتا کے ستمبھ: مدر ٹیریسا
از تیج نارائن شرما
۸—۲۱ مرد منگل: منی لال اور ساتھی
دوپہر
۱—۵۰ کھیت کھلیان: کیٹ ناشک
دوائیوں کا صحیح رکھ رکھاؤ
از اجے پال سنگھ
۲—۲۰ مرد منگل: ارملا کھنہ
شام
۵—۳۰ روزگار سماچار: پتر د تر
۶—۱۵ چوپال: دانتوں کی اچت دیکھ
بھال کیسے کریں
از ڈاکٹر ایل۔ڈی۔گپتا

۷—۲۵ مرد منگل: پشپا دیاس

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ـــــ ۲ر۱۹۷ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلوہرٹز
پربھنی ـــــ ۰ر۲۲۹ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی خبریں : صبح ۶-۰۰، ۷-۵۹، دوپہر ۱-۰۵، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
مراٹھی : صبح ۶-۵۰، ۸-۳۰، دوپہر ۱-۳۰، شام ۷-۰۰، رات ۸-۰۵
انگریزی : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، رات ۸-۰۰ (اسپورٹ) ۹-۰۰، ۱۱-۰۰
اردو : دوپہر ۱-۰۵، رات ۹-۱۶ سنسکرت : شام ۶-۱۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم اور شہنائی
۶-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۶-۱۰ امرت دھارا
۶-۱۵ کسانوں کے لیے مراٹھی میں پروگرام
۶-۲۰ سورانجلی
۶-۴۵ پروگرام کا خلاصہ
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام

شام

۵-۳۰ یووادانی
نوجوانوں کیلئے مراٹھی میں پروگرام
۶-۳۰ دیہاتیوں کے لیے پروگرام (مراٹھی)
۷-۱۰ روزگار سماچار
۷-۱۵ بازار بھاؤ ـ گیان جیوتی (صرف اتوار کو)
۸-۳۰ مدھو گندھ / سنسد سمیکشا

پیر ۱۶ر جون

صبح

۷-۰۰ پدماکر کلکرنی : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
تندرستی ہزار نعمت ہے 'یرقان'
تقریر از ڈاکٹر اطہر نقشبندی
کھیلوں کی دنیا: باسکٹ بال
از میر ریاست علی

دوپہر

۱-۱۰ شیو کمار شرما: سنطور

رات

۱۰-۰۰ وی۔آر۔ آٹھولے: گائن

منگل ۱۷ر جون

صبح

۷-۰۰ لکشمی شنکر : گائن
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
کہانی : اثر فاروقی
کلام شاعر: صغر کوثر

بدھ ۱۸ر جون

صبح

۷-۰۰ ٹی۔ کے۔ جانو ریکر : گائن
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
گھریلو موضوعی خاکہ : باتوں باتوں میں: محمد سراج الدین
۸-۴۰ چترا دیش پانڈے: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ ہیالسو لواس اور دلارے رائے
سنطور اور جل ترنگ

رات

۱۰-۳۰ سلطان خاں : سارنگی

جمعرات ۱۹ر جون

صبح

۷-۰۰ پربھاکر کارکیر : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
نئے چراغ : نوجوانوں کے لئے
۸-۴۰ شوبھا گرٹو : ٹھمری دادرا

دوپہر

۱-۱۰ ودیدھی کوھلیکر : سگم سنگیت

رات

۱۰-۰۰ حکسانتھ اور ساتھی : شہنائی
۱۰-۳۰ مالوبکا کانن : گائن

جمعہ ۲۰ر جون

صبح

۷-۰۰ جیتندر ابھیشیکی: گائن
۷-۳۰ سب رنگ ۔آپ اور ہم
خطوط کے جواب

دوپہر

۱-۱۰ علی اکبر خاں : سرود

رات

۱۰-۰۰ سوہاسنی کورٹکر: گائن
۱۰-۳۰ علی اکبر خاں : سرود

ہفتہ ۲۱ر جون

صبح

۷-۳۰ سب رنگ اردو پروگرام
سائنس کی باتیں: ایم۔ اے باسط
نیرنگ خیال ۔ گفتگو از غوث ساجد

اتوار ۲۲ر جون

صبح

۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
بزم خواتین
بچوں کی اچھی تربیت کے لئے
خاندانی منصوبہ بندی، تقریر از
اختر السار بیگم
کلام شاعر: رعنا حیدری

دوپہر

۱-۱۰ بسم اللہ خاں : شہنائی

شام

۶-۱۵ وسنت بودھکر: کیرتن

پیر ۲۳ر جون

صبح

۷-۰۰ پنڈت جسراج : گائن
۷-۲۰ سب رنگ: اردو پروگرام
آئینہ اجنتا کا غار نمبر ۲۶ تا ۲۶ : تقریر از سید اقبال
کلام شاعر: جناب صیغر جالنوری

دوپہر

۱-۱۰ نکھل بنرجی : ستار

رات

۱۰-۳۰ پنڈت جسراج : گائن

منگل ۲۴ر جون

صبح

۷-۰۰ غلام مصطفےٰ خاں : گائن
۷-۳۰ سب رنگ: بازگشت
ابن نشاطی کی تصنیف پھول بن
کا تجزیہ : از ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی

ناگپور

۸ر۵۱۲ میٹر ۵۸۵ کلوہرٹز

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

بدھ ۱۸ر جون

رات

۹-۳۰ سائنس کی دنیا
از ڈاکٹر ایم زیڈ حسن
رنگ افسانہ

بدھ ۲۵ر جون

رات

۹-۳۰ بزم سخن : شرکاء
شائستہ جیبں، بشیر ابھتائی
'ظہیر حیدری'، بدر جمیل

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال (الف) ۲۰۲/۲۰ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز بھوپال (ب) ۲۴۳/۳۴ میٹر ۱۲۳۲ کلو ہرٹز
شارٹ ویو:
صبح: ۶-۳۵ سے ۷ تک ۵۰/۹۰ میٹر ۳۳۱۵ کلو ہرٹز ۸-۰۰ کے بعد ۵۰/۰۸ میٹر ۵۹۹۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۸۰/۴۱ میٹر ۷۱۸۰ کلو ہرٹز شام اور رات ۵۰/۹۰ میٹر ۳۳۱۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، ۹-۰۵ (پہاڑی ٹک) دوپہر ۱-۰۵، ۲-۰۱، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتہ کو)
انگریزی: صبح ۸-۰۱ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتہ کو)

پیر ۱۶ جون

صبح
۷-۰۵ آزادی کا بیچ گھونش: رانی جھانسی ہندی تقریر: شمبھو دیال گرو
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۵ سگم سنگیت: بسنتر چندر کوشک
دوپہر
۲-۳۰ لوک گیت: آشا دری کا گاؤں اور سہیلیاں
رات
۱۰-۰۰ چمپک: ناٹک تحریر: ادپیندر ناتھ اشک

منگل ۱۷ جون

صبح
۷-۰۵ ترنگ: ہنسی کا خزانہ
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ لکھن لال اور ساتھی لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ شیلا منڈن: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام: آئینہ گھر آنگن

بدھ ۱۸ جون

صبح
۷-۴۵ شکنتلا تیواری: لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ کے کسم: سگم سنگیت

جمعرات ۱۹ جون

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ سدھا ماتھر: لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ ایم. ڈی. دیاس: سگم سنگیت
۸-۳۰ کہکشاں اردو پروگرام

جمعہ ۲۰ جون

دوپہر
۲-۰۵ اور رات ۸-۳۰ کملا شنکر: سگم سنگیت
۲-۳۰ اوما شکلا: لوک گیت

ہفتہ ۲۱ جون

صبح
۷-۰۵ باتوں باتوں میں: سلسلے وار پروگرام: از کے. ایس. مہتہ
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ کانتا آنند: سگم سنگیت
دوپہر
۲-۳۵ رما مشرا: لوک گیت

اتوار ۲۲ جون

دوپہر
۲-۳۰ شانتی شرما اور سہیلیاں لوک گیت
رات
۹-۳۰ ہندی پتریکا: دبھاوری

پیر ۲۳ جون

صبح
۷-۰۵ ساماجک چیتنا کے اگردوت: کبیر ہندی تقریر: ڈاکٹر پربھاکر شوتریہ
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ بھونیشور ایلیا: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰ اشنت کمار سرجی: ستار
دوپہر
۲-۳۰ اندر سنگھ بگھیل اور ساتھی لوک گیت
رات
۱۰-۰۵ لوک ناٹیہ: پیش کش واسو دیو تریپاٹھی

منگل ۲۴ جون

صبح
۷-۰۵ ترنگ: دعوت کے ڈھنگ تحریر: دھرم پال مہیندر جین پیش کش: مقبول حسن
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ رام گوپال یادو اور ساتھی لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ شکلا گپتا: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام آئینہ میں بزم سخن

بدھ ۲۵ جون

صبح
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ این. آر. گوڑ سے سگم سنگیت
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ ساوتری پانڈے اور سہیلیاں لوک گیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ پورن سنگھ چوہان بانسری پر راگ دیسی

جمعرات ۲۶ جون

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰

بدھ ۲۵ جون

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام گھریلو موضوع ملی خاکہ باتوں باتوں میں از محمد سراج الدین
دوپہر
۱-۱۰ پروین سلطانہ: گائن
رات
۱۰-۴۰ لطافت حسین خاں: گائن

جمعرات ۲۶ جون

صبح
۷-۰۰ از سندرہ پٹنائک۔ گائن
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام نئے چراغ افسانہ از وحید بابر کلام: انور رفیق
۸-۳۰ سرا بھرت: ٹھمری
دوپہر
۱-۱۰ دوارکا چودھری: ستار
رات
۱۰-۳۰ ڈاگر بندھو: گائن

جمعہ ۲۷ جون

صبح
۷-۰۰ بشونت بی. جوشی: گائن
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام آپ اور ہم: خطوں کے جواب
دوپہر
۱-۱۰ مالینی راجورکر: گائن
رات
۱۰-۰۰ سدھا رگھو مکند جادھو: سندری

ہفتہ ۲۸ جون

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام نئی تعلیمی پالیسی از لیاقت علی خاں

اتوار ۲۹ جون

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام (آگے ص ۵۴ پر)

سندھیا دوبے: لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
دیپک پاٹھک: سگم سنگیت

جمعہ ۲۷ جون

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: کہکشاں
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
نرملا رانے: سگم سنگیت

دوپہر
۲-۳۰ سشما لال: لوک گیت

ہفتہ ۲۸ جون

صبح
۷-۰۵ باتوں باتوں میں: سلسلے وار پروگرام: تحریر: کے۔ ایس مہتہ
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
رمیش کمار تنوانی
سگم سنگیت

دوپہر
۲-۳۰ لکشمی بائی یادو اور سہیلیاں
لوک گیت

اتوار ۲۹ جون

دوپہر
۲-۳۰ شری کانت باکرے
لوک گیت

رات
۹-۳۰ ہندی پتریکا: دبھادری

پیر ۳۰ جون

صبح
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
دنیش کمار دوبے
سگم سنگیت

دوپہر
۲-۳۰ سیمکشا شکلا اور سہیلیاں
لوک گیت

رات
۱۰-۰۰ کوپاترا: ناٹک
تحریر: لیلا شریواستو
پیش کش: کملا سکسینہ



سرینگر

میڈیم ویو:
سرینگر (الف): ۲۶۸ء۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵ء۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
سرینگر (د) ۱۹۹ء۶ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز
سرینگر (ب): ۲۹ء۱۰ میٹر ۱۰۱۴۱ کلوہرٹز ۹۱ء۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۳۰-۶ سے ۰۰-۱۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۳۰-۱۱ سے رات ۰۵-۱۱ تک
(اتوار کو صبح ۳۰-۶ سے رات ۰۵-۱۱)

خبریں

کشمیری: صبح ۴۵-۷، شام ۲۵-۶ اردو: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱، رات ۱۵-۹
ہندی: صبح ۰۰-۹ سنسکرت: صبح ۰۰-۷
انگریزی: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۲، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۲۰-۹ دوپہر ۳۰-۱۲ اور ۰۰-۴ (دہلی نشریہ سے) شام ۴۰-۷
کشمیری: صبح ۳۵-۹، دوپہر ۳۵-۱۲ اور شام ۳۰-۷

پیر ۱۶ جون

صبح
۷-۵۵ ہیم لتا: غزل
۸-۲۱ رنگما
۹-۰۰ نشریات کل اور آج
بات چیت
از غلام رسول نازکی

دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: سون جنم پچہ دانی
ڈاکٹر وینا رینہ سے گفتگو
۱-۰۵ کشمیری موسیقی: اوشا ہنڈو
غلام قادر روانی
۲-۱۰ سویتا دیوی: گائن

شام
۶-۴۵ اوشا ہنڈو: غزل
۸-۳۰ غلام قادر روانی: کشمیری موسیقی
۹-۳۰ "راتسی دتھ": این اے جہانگیر کا لکھا کشمیری کھیل

منگل ۱۷ جون

صبح
۷-۱۵ نسیم اختر: غزلیں
۷-۵۵ غلام محمد میر: غزل
۹-۰۰ نوادب (کشمیری)
تازہ افسانہ
از اے۔ کے رازدان
۱۱-۳۰ محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ بھجن
۲-۱۰ راجن مشرا، ساجن مشرا: گائن

رات
۸-۳۰ نسیم اختر اور جی۔ ایم۔ میر
کشمیری موسیقی
۱۰-۰۰ میا ئی پسند: چمن لال چمن

بدھ ۱۸ جون

صبح
۷-۵۵ ستیش بیتر: غزل
۸-۲۱ کشمیری میں بات چیت
"بوچھس محسوس کراں"
از بنسی پارمو
۹-۰۰ نیا ادب: تازہ کلام
از محمد یٰسین بیگ

دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش

سانہ کتھا: راج ترنگنی
(کلہن کی راج ترنگنی سے سلسلہ
نشریہ) آر۔ کے۔ گرٹو سے گفتگو
۱-۰۵ موسیقی: رفیق آغا
غلام نبی وگے
۲-۱۰ حفیظ احمد خاں: گائن

شام
۶-۴۵ جی۔ این۔ وگے: غزل
۸-۳۰ رفیق آغا: کشمیری موسیقی

جمعرات ۱۹ جون

صبح
۷-۱۵ غلام حسن صوفی: غزل
۷-۵۵ غزل: کورس
۸-۰۰ نوادب (کشمیری)
تازہ کلام: از ارجن دیو مجبور
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاشں: غیر نصابی تعلیم
نصاب پر پروگرام

شام
۶-۴۰ کیلاش مہرہ: غزل
۸-۳۰ غلام حسن صوفی
کشمیری موسیقی

جمعہ ۲۰ جون

صبح
۷-۱۵ گاندھی کتھا: موختہ لر
بھگتی سنگیت: گاندھی بھی
چھ و نان
۷-۵۵ شمیمہ دیو اور آرتی تکو
غزل اور دوگانہ

دوپہر
۱۲-۴۰ نعت اور منقبت
۱-۰۵ یونس ملک، محمد یعقوب: غزلیں
۲-۱۰ نثار حسین خاں: گائن

شام
۶-۴۰ کیلاش مہرہ: غزل
۸-۳۰ شیمہ دیو اور آرتی تکو: غزلیں

ہفتہ ۲۱ جون

صبح
۷-۵۵ راجکمار: غزل

۸-۵۵ کشمیری ناول "مشین تہ وتہ پدی" از پران کشور
۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت از بنسی پارمو
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: "ایم۔ایس عظیم ددمہر دنوہرن" کشمیری میں گفتگو
۲-۱۰ سارنگی وادن
۲-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۴۰ کیلاش مہرہ: غزل
۸-۳۰ وی۔ کے۔ ملا، راج بیگم: غزلیں

اتوار ۲۲ جون

صبح

۷-۱۵ اکہ تخلیق: از سمیناکول
۷-۵۵ آشاکول: غزل
۹-۰۰ مظہر احمد خاں اکو بیتا پاٹھ

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: "سانہ تحریکہ آزادی ہنز کتھ" کشمیری میں گفتگو
۲-۱۰ پنڈت اومکار ناتھ: گائن
۲-۳۰ ٹیچرز فورم

شام

۶-۴۰ مہینے کا نغمہ از دھن راج کول
۸-۳۰ آشکول: کشمیری موسیقی

پیر ۲۳ جون

صبح

۷-۵۵ ششی چوپڑا: غزل
۸-۲۱ رنگ ہا: پیش کش: اے کے رہبر
۹-۰۰ اردو میں بات چیت از پی۔این۔ پنڈتا

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: "کشیر کرتہ لوبہ دنی" (کشمیر خوبصورت ہے، کیوں اور کیسے) گفتگو
۲-۱۰ بہادر خاں: سرود

شام

۴-۳۰ پنجابی موسیقی از سرشٹی پنچھی

ڈوگری
۹-۳۰ "لوگ نتہ چوگ آو پوت پھیرتھ" کشمیری کھیل تحریر: راجہ بشیر

منگل ۲۴ جون

صبح

۷-۱۵ غلام محمد میر اور آرتی ٹکو: غزلیں
۷-۵۵ سنیش ببر: غزل
۹-۰۰ نووادب: تازہ نظم از پیتمبر ناتھ درقانی
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰ محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ بھجن
۲-۱۰ جگا بوس: ستار

شام

۶-۴۰ وی۔ کے۔ ملا: غزل
۸-۳۰ آرتی ٹکو اور غلام محمد میر کشمیری موسیقی
۹-۳۰ سنگرمال: کشمیری میں ادبی پروگرام
۱۰-۰۰ محفل موسیقی وجے کمار ملا اور راج بیگم

بدھ ۲۵ جون

صبح

۸-۲۱ عکس: کشمیری میں بات چیت
۹-۰۰ نیاادب: تازہ نظم از پرتیپال سنگھ بیتاب

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: ساتنی کتھ راج نرنگنی پروفیسر ایم۔ ایل ککلو اور ایم کے۔ پارموکے درمیان گفتگو
۱-۰۵ علی محمد اور عبدالصمد صوفی کشمیری موسیقی

جمعرات ۲۶ جون

صبح

۷-۱۵ کسم لتا: غزلیں
۹-۰۰ نووادب: تازہ نظم از چمن لال چمن
۱۱-۳۰ کمال بٹ اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: سون وطن
۲-۱۰ پھلو برادران: گائن

شام

۶-۴۰ وی۔کے۔ملا: غزل
۸-۳۰ کسم لتا: کشمیری موسیقی

جمعہ ۲۷ جون

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا موختہ لر: بھگتی سنگیت گاندھی چھپے وزان
۷-۵۵ راج بیگم: غزل
۹-۰۰ ہندی میں بات چیت از اشوک پنڈت

دوپہر

۱۲-۴۰ نعت اور منقبت
۲-۱۰ غلام مصطفےٰ خاں: خیال

رات

۸-۳۰ راج بیگم: کشمیری موسیقی

ہفتہ ۲۸ جون

صبح

۷-۵۵ سمن کول: غزل
۸-۲۵ کشمیری ناول: "شین تہ وتہ پود" تحریر: پران کشور
۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت ریاض پنجابی
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰ غلام محمد قالین باف اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: سانہ تحریکہ آزادی ہنز کتھ: ایم کے ٹینگ اور ایم۔کے پارموکے درمیان گفتگو
۲-۱۰ گوپال سنگھ: گیٹار

رات

۸-۳۰ سیناکول اور ریتاکول کشمیری موسیقی

اتوار ۲۹ جون

صبح

۷-۵۵ نسیم اختر: غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: ذہن پختہ گژھن ڈاکٹر اے۔اے۔ بیگ اور ایم۔کے۔ پارموکے درمیان گفتگو
۲-۱۰ اے۔کانن: گائن

شام

۶-۴۰ مہینے کا نغمہ۔ دھن جی کول
۶-۴۵ نسیم اختر: کشمیری موسیقی

پیر ۳۰ جون

صبح

۷-۵۵ غلام حسن صوفی: غزل
۸-۲۱ رنگ ہا: پیش کش: اے کے رہبر
۹-۰۰ اردو میں بات چیت از ڈاکٹر محمد زمان آزردہ

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: موروثیت کیازہ ڈاکٹر عبدالمجید زرگر اور ایم کے پارموکے درمیان گفتگو
۱-۰۵ عبدالاحد پرے اور غلام محمد راہ موسیقی
۲-۱۰ مشتاق علی خاں: ستار پر راگ جونپوری

شام

۴-۳۰ سدرشن کور: ڈوگری لوک سنگیت
۸-۳۰ جی۔ ایچ صوفی: کشمیری موسیقی
۹-۳۰ پتھر کا شہر: اردو میں کھیل تحریر: ریاض معصوم قریشی

بقیہ: اورنگ آباد

کھلتی کلیاں: اسٹاف
۹-۴۰ ہندی پروگرام

شام

۶-۱۵ منوہر ڈیکشت: کیرتن
۱۰-۰۰ زرین داروالا: سرود

پیر ۳۰ جون

صبح

۷-۰۰ اونکار ناتھ ٹھاکر: گائن
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام بے مکانی از مجتبیٰ حسین مجتبیٰ حسین کی مزاح نگاری از ڈاکٹر یوسف اعظمی

رات

۱۰-۳۰ روشن آرا بیگم: گائن



ہولیات
سائل،
گذشتہ دنوں
کاشوانی

وگرام

مہاراشٹر)
۔ ڈپٹی چیرپرسن
ن کونسل و
د، بل رج کمیٹی اور
نی نظامی۔

'تخلیقی سفر'
پروگرام میں اردو/ ہندی کے بزرگ افسانہ نگار بلونت سنگھ کے ساتھ گفتگو کی ریکارڈنگ کے بعد —
(دائیں سے)
اے اے فاطمی (الہ آباد یونیورسٹی)
ایس این سناپت —
اسٹیشن ڈائریکٹر آکاشوانی الہ آباد
بلونت سنگھ، رام بچن رام —
اسٹیشن انجینیر آکاشوانی الہ آباد اور
ایس ایم زاہد فاخری —
ایکسٹینشن آفیسر وانچارج اردو پروگرام آکاشوانی الہ آباد۔ یہ گفتگو آکاشوانی الہ آباد کے اردو پروگرام میں نشر ہوئی۔









ر حیات وساتھی اور جعفر حسین وساتھی (بائیں)۔ بی ایس ایف اور ان کے گھرانوں کے منورنجن کے لیے آکاشوانی جموں کی جانب سے منعقدہ پروگرام میں قوالیاں پیش کرتے ہوئے۔

Regd. No. D (C)39
RN No. 14253/57

16th JUNE 1986

to post without prepayment of PSO New Delhi


فرازوب واحدی




ساغر جیامی

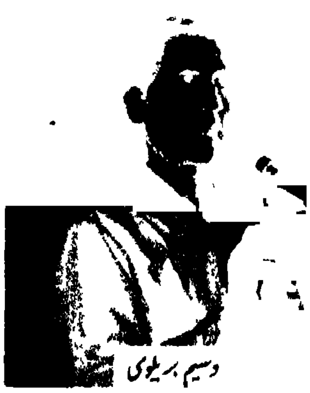



راہی سیمابی




یوسس سرحدی


محمد سعدی


وسیم بریلوی



مشتاق احمد آکیش اسٹیشن ڈائریکٹر مدعو سامعین وشعرا اکرام کا استقبال کرتے ہوئے ۔





مدعو سامعین



اجمل سلطانپوری

جو ذرّہ ذرّہ ہوا ٹوٹ کر وہ اختر ہوں
میں آسماں پہ کبھی تھا اور اب زمیں پر ہوں
بشر ہیں چار عناصر کی ایکتا پر ہوں
الگ الگ تو ہوا، پانی، مٹی اور شر ہوں
جو اپنے ہاتھ سے کاٹا گیا ہے وہ سر ہوں
میں خود ہی قاتل و مقتول و قتل و خنجر ہوں
عروجِ ماضی کے سورج سے پھیر کر آنکھیں
ہوا یہ حال کہ ٹوٹا ہوا مقدر ہوں
محیط ہے مری آنکھوں میں وسعتِ کونین
نظر میں قطرہ سہی ظرف میں سمندر ہوں
مرا کلام تصوف ہے کلمۂ منصور
میں خود ہی ساجد و مسجود و سجدہ و سر ہوں
میں اپنی سمت خود اجمل سفر میں ہوں مصروف
میں خود ہی منزل و راہی و راہ و رہبر ہوں

اصغر مہدی ہوش

میں اک وسیلۂ تخلیق کارِ گوہر ہوں
مجھے کھنگال کے دیکھو میں اک سمندر ہوں
میرے قبیلے کے سردار میرے دشمن ہیں
میں اپنے عہد میں جیسے کوئی پیمبر ہوں
مرے سکوت میں ہیں صبحِ نو کے ہنگامے
میں ایک دشت کی شامِ الم کا منظر ہوں
بتا رہے ہیں یہ صدیوں کے قافلے والے
میں سنگِ میل ہوں یا راستے کا پتھر ہوں
اگر میں امن کی صورت میں ہوں تو ہوں مشعل
اگر میں جنگ کی حالت میں ہوں تو خنجر ہوں
تمہیں جو رہنا ہو نفرت کے زہر سے محفوظ
مجھے پڑھو کہ میں اک دوستی کا منتر ہوں
گھروں سے اٹھتا چلا جا رہا ہے اپنا پن
میں ہوش اپنے ہی گھر میں ہوں اور بے گھر ہوں

فرمان رضا

یہ اور بات ہے میں آج زیرِ خنجر ہوں
مگر سکون مجھے ہے کہ راہِ حق پر ہوں
حریفِ جاں کو بھی سیراب کرتا جاؤں گا
جو تپتے صحرا میں پیاسا تھا وہ سمندر ہوں
مجھے بھی بننا ہے اک دن صلیب کی زینت
میں عہدِ نو کے لیے امن کا پیمبر ہوں
حیات و موت کا جو فلسفہ بتاتا ہے
میں ایک ڈوبتے سورج کا ایسا منظر ہوں
پتہ بتاتا ہوں منزل کا راہ گیروں کو
زباں ہلا نہیں سکتا کہ خود ہی پتھر ہوں
اٹھا دی اہلِ محبت نے جب سے رسمِ خلوص
مجھے یہ گھر میں بھی لگتا ہے گھر سے باہر ہوں
نہ جانے کیوں مجھے ترے کرم کی ہے امید
یہ جانتا ہوں گناہوں کا ایک پیکر ہوں
بس اتنا کہہ کے ہی فرمان ہو گیا خاموش
"میں خود ہی قاتل و مقتول و قتل و خنجر ہوں"

ڈاکٹر سید شمیم گوہر

میں اپنے اجڑے ہوئے شہر کا مقدر ہوں
بس ایک میں ہی یہاں یادگار منظر ہوں
تم اپنے گذرے ہوئے دن بھلا نہیں
میں پھر بھی کہنے کے قابل نہیں کہ رہبر
ہوس کے ڈھیر میں دبتے گئے یہ شعبد
مجھے بھی آتا ہے جینا مگر قلندر
عمارتوں کی بلندی سے کیوں کروں نا
بڑے ہی چین سے میں اپنے گھر کے اندر
نہ جانے کب سے گناہوں سے رابطہ
میں پھر بھی کہہ نہیں سکتا کہ تجھ سے بہتر
مرے مزاج میں تبدیلیاں نہ پید
جمالِ یار کا شیدا ہوں حسن پرور
دکھلانے آتے ہیں کچھ لوگ مجھ کو فن
نکالو حوصلہ تم بھی کہ زیرِ خنجر
مرے قریب تو آؤ نہ مجھ سے کتر
خلوص و پیار کا پھیلا ہوا سمندر
کسی کو کچھ مری ہمت پر اعتبار
اکیلا میں ہی یہاں کب سے پیشِ لشکر
تری نظر کی رسائی کا فیصلہ ہی کہ
سمجھنے والے سمجھ لیتے ہیں میں گوہر

اختر ...

اُس آستاں سے جہاں در کوئی دعا ہی نہ ہو
ملے گا کیا جو سلیقے سے مانگتا ہی نہ ہو
خلوصِ دل سے عبادت بہت ضروری ہے
سجود وہ نہیں جن میں کہ ذائقہ ہی نہ ہو
ترے حضور ہر اک شخص کی جبیں خم ہے
کوئی ملے تو سہی جس کا سر جھکا ہی نہ ہو
غمِ حیات کو عنوان کوئی دے دینا
ہمارے خون سے لکھنا اگر سیا ہی نہ ہو
وہاں تو صرف اندھیروں کا راج رہتا ہے
جہاں چراغ جلانے کا حوصلہ ہی نہ ہو
مرے وجود میں احساس کی صلیب بھی ہے
میں سوچتا ہوں کہ قاتل مری انا ہی نہ ہو
جو جنگلوں سے تم آواز سن کے آئے ہو
ذرا خیال کرو وہ مری صدا ہی نہ ہو
ملا نہ کوئی بھی ایسا بشر زمانے میں
کہ جس کا گردشِ دوراں سے واسطہ ہی نہ ہو
ہمیں بتاؤ زمانے میں کون ہے اختر
کہ جس کے نامۂ اعمال میں خطا ہی نہ ہو

شفق سلطانپوری

میری حیات میری ذات کا پتا ہی نہ ہو
فسانہ ایسا سناؤ جسے سنا ہی نہ ہو
تڑپ تڑپ کے تری عمر کو دعائیں دوں
وہ درد دے مجھے جس کی کوئی دوا ہی نہ ہو
سوائے حضرتِ ابلیس بزمِ ہستی میں
کوئی ملے تو سہی جس کا سر جھکا ہی نہ ہو
وہی نکالے گا گوہر عمیق قلزم سے
جو ڈوب کر کبھی گرداب میں پھنسا ہی نہ ہو
ہوس زمانے کی لیکر وہاں چلے ہم کو
جہاں خطا ہی خطا ہو مگر سزا ہی نہ ہو
شفق بناؤ وہاں چل کے آشیاں اپنا
جہاں پہ خون کسی کا کبھی بہا ہی نہ ہو

فرید ...

ہے کون جو ترے احسان سے دبا ہی نہ ہو
کوئی ملے تو سہی جس کا سر جھکا ہی
بشر جو رنج و مصیبت میں مبتلا ہی نہ ہو
غمِ حیات کی لذت سے آشنا ہی
اے چارہ ساز عبث تیری چارہ سازی ہے
مریضِ غم کی ترے پاس جب دوا ہی
یہ کس مقام پہ لایا ہے اب جنوں مجھ کو
میں کیا ہوں کون ہوں خود کا جہاں پتا ہی
دلِ حزیں وہاں رہنا بھی کیا جہاں تیرا
کوئی رفیق نہ ہو کوئی ہمنوا ہی
وہ ساقیا تری دریا دلی کو کیا جانے
کہ جس کو دُردِ تہِ جام بھی ملا ہی
فرید اس کو سلام و پیام کیا لکھیے
جواب بھول کے جس نے کبھی دیا ہی نہ ہو

فلمی سماج

خواجہ احمد عباس

ہزاروں برس پہلے منو مہاراج نے بھارتیہ سماج کو چار ورن یا چار طبقوں یا ذاتوں میں بانٹا تھا۔ مٹی کے گھڑوں کا قطب مینار جس میں ایک گھڑا دوسرے کے اوپر دھرا ہوا ہو۔ اسی طرح بھگوان نے یہ ذات پات کا مینار بنایا تھا جس میں ایک ذات ہمیشہ سے دوسری ذات کے اوپر رکھی ہوئی تھی۔

سب سے اوپر تھے برہمن۔ ان کے بعد کشتری، کشتریوں سے نچلے درجے پر تھے ویش۔ اور سب طبقوں کے نیچے تھے شودر ذات کے اچھوت۔

کہتے ہیں کہ یہ چار ذاتوں کا ورن آشرم کام کی تقسیم پر مبنی تھا۔ پڑھنے لکھنے والے، پوجا پاٹ کرنے والے برہمن کہلاتے تھے۔ کشتری ہتھیار اٹھانے والے ویر سورما سپاہی تھے۔ ویش مدھم ورگ کے بیوپاری دکاندار تھے۔ اور شودر تھے جو ان تینوں ذاتوں یا طبقوں کی سیوا کرنے کے لیے سب سے گھٹیا اور نیچ کام کرتے تھے۔

بالکل اسی طرح فلمی سماج بھی چار طبقوں میں بٹا ہوا ہے۔

فلمی قطب مینار کی سب سے اونچی منزل پر ہیں فنانسیر، سیٹھ ساہوکار لوگ جن کے روپے سے یہ سارا فلمی دھندا چلتا ہے جو پچاس فیصدی سے ایک سو پچاس فی صدی تک سود لیتے ہیں اور وہ بھی "بلیک" میں۔ پروڈیوسر کے دستخط کی ہنڈیوں کے بل بوتے پر۔ جن ہنڈیوں پر جب جی چاہے جتنی رقم چاہے لکھی جا سکتی ہے۔ اور مزہ یہ ہے کہ سود اتار سے کاٹ کر رقم دیتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی نے ایک لاکھ ایک برس کے لیے قرض لیا اور اسی پر تین روپے فی صد ماہ سود دینا ٹھہرا تو قرض لینے والے کو صرف ۶۴ ہزار ملیں گے جبکہ ادائیگی میں دیر ہونا یقینی ہے تو سود کی ضمانت کے لئے دس بیس کوری ہنڈی پر پروڈیوسر کے دستخط کرا لیے جائیں گے۔

ان کے بعد نمبر آتا ہے ان کا جو "بلیک" میں روپیہ فنانسیروں سے لیتے ہیں اور سٹارز کو لاکھوں بلیک میں دیتے ہیں۔ یہ پروڈیوسر کہلاتے ہیں۔ لیکن یہ جو بناتے ہیں یعنی پروڈیوس کرتے ہیں وہ فلم نہیں ہوتی "فلم بنانے کی ایک پروپوزل" ایک تجویز ہوتی ہے کہ اگر ہیرو 'اے' اور ہیروئن 'بی'، اور میوزک ڈائرکٹر ان 'سی' اور 'ڈی' ایک کلر تصویر میں لے لیا جائے تو یہ پچاس لاکھ میں بک سکتی ہے، ڈسٹری بیوٹر بھی اسی کو خریدنے کے لئے تیار ہو جائیں گے اور فنانسیر بھی پانچ دس لاکھ قرضہ دیدیں گے۔ امید پر دنیا قائم ہے اور پروپوزل پر ہی فلمی بیوپار چلتا ہے۔ عام طور پر پروڈیوسر وہ ہوتا ہے جس کے پاس فلم میں لگانے کے لیے اپنا روپیہ نہیں ہوتا۔ روپیہ تو ہمیشہ پروپوزل بنانے کے بعد فنانسیر سے یا ڈسٹری بیوٹروں سے آتا ہے۔ تب ہی تو فلمی سماج کی اونچ نیچ میں فنانسیر کا درجہ پروڈیوسر سے اونچا رکھا گیا ہے۔

اس کے بعد تیسرا نمبر آتا ہے فلم سٹارز کا۔ ان کا تیسرا نمبر ایسے ہی ہے جیسے شاہی جلوس میں کسی بادشاہ، شہنشاہ، سمراٹ یا ڈکٹیٹر کی موٹر کے آگے آگے دو گھوڑ سوار یا دو موٹر سائیکل سوار ہراول دستے کی طرح چلتے ہیں راستہ صاف کرنے کے لیے۔ اور پھر تیسرے نمبر پر بادشاہ یا ڈکٹیٹر کی سواری ہوتی ہے۔ اصل میں فلمی سماج میں جو پوزیشن اسٹارز کو حاصل ہے وہ بادشاہ، مہاراجہ بلکہ سمراٹ کو حاصل نہیں ہوتی۔ یہ پوزیشن صرف ڈکٹیٹر کو حاصل ہوتی ہے۔ اگر دن کے وقت فلم سٹار کہہ رہے ہیں کہ یہ رات ہے تو سب یہی کہیں گے کہ رات ہے اور اگر رات کے وقت کہہ دے کہ دن ہے تو سب لوگ دن کہیں گے۔

فلم سٹار ہیرو بھی ہو سکتا ہے، ہیروئن بھی ہو سکتی ہے۔ نخرے تو دونوں کے ہی ہوتے ہیں مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ ہیرو کے نخرے ہیروئنوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ ہیرو کا اصرار ہوتا ہے کہ گرمیوں میں انڈور شوٹنگ ہو تو ایرکنڈیشنڈ اسٹوڈیو میں ہو اور آؤٹ ڈور شوٹنگ ہو تو سرینگر، شملہ، نینی تال، مسوری یا اوٹاکمنڈ میں ہو جہاں ٹھہرنے کے لیے شاندار فائیو اسٹار

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام
جلد ۵۱ شمارہ ۱۳
یکم جولائی ۱۹۸۶ء مطابق ۱۰ اساڑھ ۱۹۰۸ شاکا
چیف ایڈیٹر ایس کے سندر ٹیلی فون ۳۱۲۲۲۹
ادارت
سراج احمد ۳۸۲۲۵۴
ہر مہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

غزلیات

Telegram: LISTENER New Delhi
(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

ہوٹل ہو، جہاں کا شاہی یعنی رائل سویٹ ہیرو کے لیے پہلے سے ریزرو کر دیا جاتا ہے۔ جہاں ہیرو اپنی بیوی بچوں سمیت یا پھر اپنے سکریٹریوں او چمچوں سمیت ٹھہر سکے۔

فلمی سماج پر ریسرچ کرنے والے آج تک یہ طے نہیں کر سکے ہیں کہ فلمی ورن آشرم میں ہیروئن کی ماں، باپ اور نانی کا کیا درجہ ہے۔ ایک زمانہ تو وہ تھا جب ہیروئن کی نانی پروڈیوسر سے کہتی تھی "سیٹھ صاحب۔ بڑے دنوں سے ہمارا فوٹو پیپرز میں نہیں چھپا۔" مطلب یہ کہ ان کی بے بی کی تصویر نہیں نکلی۔ اس شاہی "ہمارا" میں نانی اور نواسی دونوں شامل تھیں۔ مگر آج کل نانیوں اور ماؤں کی جگہ سکریٹریز نے لے لی ہے۔ نام بدل گئے ہیں مگر انداز نہیں بدلے۔ فلمی دنیا میں کہاوت ہے کہ "آج کا سکریٹری۔ کل کا پروڈیوسر" یعنی ہر سکریٹری سے خبردار رہو۔ کون جانتا ہے کب پروڈیوسر بن بیٹھے۔

ممکن ہے آپ کہیں کہ فلمی سماج میں فلم سٹارز کو تو تیسرا درجہ دیا گیا ہے تو یہ سب سے اونچے کیسے ہو گئے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے ویش اپنے آپ کو برہمنوں سے اونچا سمجھنے لگیں۔ یا واقعی برہمنوں سے اونچے ہو جائیں۔ تو بات یہ ہے کہ آج کل کے آرتھک سماج کی بنیاد دھرم شاستروں کے پڑھنے پڑھانے پر نہیں ہے، روپے پیسے پر ہے جو برہمنوں کے پاس نہیں ہے، نہ کشتریوں کے پاس ہے۔ وہ صرف بیوپاریوں، سیٹھوں، ساہوکاروں کے پاس ہے جو ورن آشرم کے انوسار تیسرے درجے کے ویش ہوں۔ لیکن آج کل برہمنوں کیا، بادشاہوں، ڈکٹیٹروں سے زیادہ شکتی وان اور طاقتور ہیں۔ اسی طرح فلم سٹارز بھی فلمی سماج کے ورن آشرم کے تیسرے ورن میں ہوتے ہوئے بھی سب سے اونچے، سب سے امیر اور سب سے شکتی وان ہیں۔ ان کے ساتھ ہی چند اونچے درجے کے میوزک ڈائریکٹر بھی شامل ہیں۔ یہ بھی سٹارز سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔ کلاکار رہتے ہوئے بھی جتنی پونجی ان سٹارز اور میوزک ڈائریکٹرز کے پاس ہے اتنی پونجی کسی پونجی پتی کے پاس بھی نہیں ہوتی۔ کہنے کو یہ پروڈیوسروں فنانسیروں کے نوکر ہوتے ہیں مگر اصل میں فنانسیر، پروڈیوسر، ڈائریکٹر سب ان کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑے رہتے ہیں۔

اب فلمی سماج کا چوتھا طبقہ یاد آتا ہے۔ ان فلمی شودروں میں چھوٹے موٹے کیرکٹر ایکٹر، سارے رائٹر، چاہے وہ سٹوری لکھتے ہوں، سکرین پلے یا ڈائیلاگ، کیمرہ مین، ساؤنڈ رکارڈسٹ، پروڈکشن مینجر، اسسٹنٹ ڈائریکٹر وغیرہ سب شامل ہیں۔ فلمی سماج کے قطب مینار میں یہ سب سے نچلا درجہ ہے۔ لیکن یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ دراصل یہ لوگ فلمی سماج کی جڑ بنیاد ہیں۔ ان کے بغیر نہ کوئی فلم بن سکتا ہے نہ دکھایا جا سکتا ہے نہ روپیہ بنا سکتا ہے۔ اگر کیمرہ مین یا اس کا اسسٹنٹ کیمرے میں لینس لگانے میں ایک ملی میٹر کی غلطی کر دی تو پندرہ لاکھ کا ہیرو ٹیکنی کلر فوٹوگرافی کے باوجود آوٹ آف فوکس ہو سکتا ہے۔ یہی حال ایک گانے کے چھ سات ہزار روپے لینے والی سنگر کا ہے اگر ساؤنڈ رکارڈسٹ یا اس کا اسسٹنٹ ٹھیک سے اس کا گانا رکارڈ نہ کریں تو اس کی آواز کا ستیاناس ہو سکتا ہے۔ مگر جس طرح عام سماج میں اناج اگانے والے کسان، کارخانوں میں کپڑا اور گھڑیاں اور موٹریں بنانے والے مزدور، اونچے نیچے مکان بنانے والے معمار اور کاریگر زندگی کی خوشحالی اور ترقی کی جڑ ہیں، مگر سب سے نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، اپنی محنت کے معاوضے میں چند پیسے پاتے ہیں جبکہ ان کی محنت مزدوری سے پونجی پتی اور مل مالک لاکھوں اور کروڑوں روپے کماتے ہیں۔ اسی طرح یہ فلمی سماج کے محنت کش ہیں جو فلمی دنیا کی جڑ بنیاد ہونے کے باوجود بھوکوں مرتے ہیں۔

شودر دوسری ذاتوں اور ورنوں سے نیچے سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن خود شودروں میں بھی اونچ نیچ ہے۔

اسی طرح فلمی سماج کے شودروں میں بھی سب سے نچلا طبقہ ایکسٹراز اور اسٹوڈیو کے قلیوں کا ہے۔ یہ لوگ فلمی دنیا کی رونق، چہل پہل، دولت، شہرت، رنگین زندگی کا جلوہ صرف دور سے کرتے ہیں۔ خود ان کی زندگی میں نہ رنگینی ہوتی ہے نہ چہل پہل۔ ان کے لیے تو ہر وقت "نون تیل لکڑی" کا مسئلہ کھڑا رہتا ہے یعنی یہ کہ اتنی کم تنخواہ میں کس طرح گزارہ کر پائیں۔ یعنی ان کی حالت وہی ہے جو ملک کے محنت کرنے والے عوام۔ چھوٹے کسانوں اور مزدوروں کی ہے۔

سو یہ فلمی سماج ہمارے عام سماج کا ہی ایک نمونہ ہے۔ وہاں بھی اونچ نیچ ہے۔ یہاں بھی اونچ نیچ ہے۔ وہاں بھی ایک طرف تھوڑے سے لوگوں کے لیے خوشحالی ہے، روپے کی ریل پیل ہے۔ ایرکنڈیشنڈ ہوٹل ہیں ایرکنڈیشنڈ لمبی لمبی موٹریں ہیں۔ فلمی سماج میں بھی یہی اونچ نیچ ہے۔

لیکن فلمی سماج پر اوپری گلیمر کا ملمع چڑھا ہوا ہے جس کی وجہ سے ہر ایک کی نظر چکاچوند ہو جاتی ہے۔ ہر ایک سمجھتا ہے کہ فلمی دنیا نرالی ہے، انوکھی دنیا ہے، مگر واقعہ یہ ہے کہ یہاں بھی زیادہ لوگوں کے لیے محنت ہے، پسینہ ہے، کبھی کبھی اپنا خون بھی بہانا پڑتا ہے، بھوک ہے، بیکاری ہے، بیماری ہے۔ ہاں چند فلم سٹاروں کے لئے، چند میوزک ڈائریکٹروں کے لئے، چند پروڈیوسروں اور فنانسیروں کے لئے دنیا کا ہر عیش و آرام ہے۔ بالکل جیسا کہ غیر فلمی سماج میں ہے!

مگر میں سوچتا ہوں کہ فلمی دنیا میں بھی انقلاب آگیا تو کیا وہی نہیں ہوگا جو باہر کی دنیا میں ہوا ہے۔ کب تک مٹی کے گھروندے قطب مینار کی شکل میں ایک کے اوپر ایک دھرے رہیں گے۔ ایک زلزلہ، ایک بھونچال، ایک آندھی کافی ہے۔ اور پھر یہ طبقاتی گھروندے نیچے گر کر ٹوٹ جائیں گے۔ اونچ نیچ دور نہ ہوئی تو بھی کم ہو جائے گی۔ ایک نئے ڈھنگ کی فلمیں بننی شروع ہو گئی ہیں جو روپے پیسے کا نہیں آرٹ کا، بھاؤنا کا، جذبات کا، خیالات کا، وچاروں کا بیوپار کرتی ہیں۔ جن میں مہنگے فلم سٹاروں کے بجائے اچھے آرٹسٹ ہوتے ہیں، جن فلموں کو بنا کر کوئی لکھ پتی، کروڑ پتی نہیں بن سکتا۔ اور اب تو یہ فلمیں ایک حد تک پسند بھی کی جانے لگی ہیں۔ انقلاب نہیں تو تبدیلی تو فلمی سماج میں بھی آ ہی گئی ہے۔ جیسے کافی بڑی تبدیلی ہمارے سارے سماج میں آگئی ہے۔ یاد رکھنے کی بات صرف اتنی ہے کہ فلمی دنیا "بھی" دنیا میں ہے۔ فلمی سماج بھی ہمارے سماج کا ہی ایک نمونہ ہے! (ممبئی سے نشر)

قرۃ العین حیدر

جب بھی ہم ہندوستان میں اردو فکشن کے منظر نامے پر دھیان دیتے ہیں، پہلا نام جو ہمارے سامنے آتا ہے، قرۃ العین حیدر کا ہے۔ کچھ کتابیں شائع ہوتے ہی لیجنڈ بن جاتی ہیں، اسی طرح کچھ لکھنے والے بھی جیتے جی لیجنڈ بن جاتے ہیں۔ نیا ناول اور نیا افسانہ، دونوں کی کہانی قرۃ العین حیدر سے شروع ہوتی ہے۔

'آگ کا دریا' اردو کا پہلا ناول ہے جس نے اردو ناول کی روایت یا مانوس بصیرتوں کے پس منظر میں، ایک نئے موڑ، نئی حسیت اور برصغیر کی تاریخ کے ایک نئے ادراک سے ہمیں روشناس کرایا۔ اسی طرح نیا افسانہ جسے کچھ لوگ حقیقت نگاری کے افسانے سے الگ ایک نئے تخلیقی منظر کا نام دیتے ہیں۔ اس کی کہانی بھی شیشے کے گھر سے شروع ہوتی ہے اور ہمیں تاریخیت کے اس شعور تک لے جاتی ہے جو مغرب میں پہلی جنگ عظیم کے بعد سامنے آیا۔

قرۃ العین حیدر مشکل پسند لکھنے والوں میں ہیں، ان کے یہاں کہانی، صرف کہانی نہیں ہوتی۔ ان کی کہانیوں کے حوالے، صرف ان کے کرداروں کی سرگرمی تک محدود نہیں ہوتے۔ ان کی ہر کہانی ــــ افسانہ کے واسطے سے لکھی گئی ہو یا ناول کے واسطے سے، ایک بہت بڑی کہانی کا حصہ ہوتی ہے۔ اسی لیے وہ جو بھی قصہ ہمیں سناتی ہیں، اس کی جڑیں اور وسعتیں محض ان کے وضع کیے ہوئے پلاٹ تک اپنے کو نہیں سمیٹتیں۔ ان کا Perspective یا فکری سیاق معین نہیں ہوتا۔

ایلیٹ نے کہا تھا کہ بعض لکھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں، جن کا احاطہ اور تجزیہ ہم صرف ادبی معیاروں کی بنیاد پر نہیں کر سکتے۔ جن کی تحریریں ہمیں صرف فنی مسئلوں سے دوچار نہیں کرتیں۔ اور جو ہمیں اپنی تحریروں سے باہر چاروں طرف پھیلے ہوئے انسانی سیاق کو سمجھنے، پرکھنے اور پہچاننے کی دعوت بھی دیتے ہیں۔

شمیم حنفی

یہ بات قرۃ العین حیدر کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ تاریخ، تہذیب، مذہب، فلسفہ، فنون، تصوف، مابعد الطبیعیات اور سماجیات کی ہزار گتھیاں ایک جال کی صورت ان کی کہانیوں کے گرد پھیلی ہوتی ہیں۔ ان کے کرداروں کی کیفیات سے فلسفیانہ تصورات کا ظہور ہوتا ہے اور ان کی کہانیاں واقعے کے اختتام پر ہمیں بھانت بھانت کے ذہنی مسئلوں سے دوچار کرتی ہیں۔

یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ قرۃ العین حیدر اردو کی واحد ادیب ہیں جن کے یہاں ایک رزمیے کا شکوہ اور کشادگی یا Epic Dimensions نظر آتی ہیں۔ ان کی حسیت کا بہاؤ وقت کے بہاؤ کی طرح ہمہ گیر اور کثیر الجہات ہے۔

قرۃ العین حیدر ان معدودے چند ادیبوں میں بھی ہیں جن کے لئے لکھنا ایک ہمہ وقتی عمل ہے۔ اسی لیے ان کے ناولوں اور افسانوں کی ہیئت اور ان کے لسانی اسٹرکچر میں ٹھہراؤ کی کیفیت نمایاں ہے۔ نہ تو ان کے کردار جلدی میں ہوتے ہیں نہ ان کرداروں کے گرد پھیلا ہوا واقعاتی ماحول ہمیں کسی عجلت آمیز مشاہدے کی اجازت دیتا ہے۔

'ستاروں سے آگے' قرۃ العین حیدر کے افسانوں کی پہلی کتاب تھی۔ 'میرے بھی صنم خانے' ان کا پہلا ناول۔ ان کے ناولوں میں 'آگ کا دریا' کے بعد 'کارِ جہاں دراز ہے' اور 'آخرِ شب کے ہمسفر' اور مختصر ناولوں میں 'سیتا ہرن'، 'چائے کے باغ'، 'دلربا'، اور 'اگلے جنم موہے بٹیا نہ کیجو' کو مختلف اصحاب نے مختلف زاویے سے دیکھا۔ ایسے ادیب جن کے سلسلے میں تمام پڑھنے والے متفق الرائے ہوں، میرا خیال ہے کہ حسی اور فکری اعتبار سے بہت پیچیدہ نہیں ہوتے۔ قرۃ العین حیدر کے سلسلے میں بھی ہمیں پڑھنے والے دو انتہاؤں پر کھڑے ملتے ہیں۔ ایک حلقہ قرۃ العین حیدر کی بصیرت میں اپنے عہد کی بصیرت کا سراغ پاتا ہے۔ دوسرا حلقہ قرۃ العین حیدر کی بصیرت کو ایک غیر حقیقت پسندانہ، چنانچہ اس عہد کی تاریخ کے حوالے سے عاری سمجھتا ہے۔

یکم جولائی ۱۹۸۹ء

لیکن ــــ ایک واقعہ جس کا اعتراف سب کرتے ہیں، یہ ہے کہ قرۃ العین حیدر نے اردو ناول اور اردو افسانے کو ایک نئی پہچان ہی نہیں دی، اسے ایک نئے معیار تک بھی پہنچایا ہے۔ یہ معیار ایک چیلنج بھی بن گیا ہے۔ ایسے لکھنے والوں کے لیے جو زندگی کی ہر سچائی، ہر واردات کو ایک وسیع اور بسیط تناظر میں دیکھنا اور دکھانا چاہتے ہیں۔ جن کے ادبی مقاصد یک رُخے اور سکّہ بند نہیں ہوتے۔

قرۃ العین حیدر نے ناول اور افسانے کے علاوہ رپورتاژ، سفرنامے، خاکے اور صحافتی نوعیت کی تحریریں بھی لکھی ہیں۔ اردو اور انگریزی دو زبانوں کے جرنلزم سے ان کا پیشہ ورانہ تعلق بھی رہا ہے اور وہ بعض ممتاز جرائد سے وابستہ رہی ہیں۔ اسی طرح ان کی تخلیقی دلچسپی کا ایک اور میدان فلم بھی رہا ہے۔ کچھ فلموں کی کہانیاں اور منظرنامے لکھنے کے علاوہ وہ فلم سنسر بورڈ کی رکن بھی رہ چکی ہیں۔

قرۃ العین حیدر کی زندگی کا ایک پہلو جس کا ذکر ان کی تحریروں کے حوالے سے ضروری ہے یہ ہے کہ انھوں نے سفر بہت کئے۔ ان کے کئی ناولوں اور افسانوں میں کینوس کی وسعت کا سبب ان کے کرداروں کے دائرۂ عمل کی وسعت بھی ہے۔ وہ ملکوں ملکوں گھومتے ہیں۔ مختلف تہذیبوں اور مظاہر کے پس منظر میں اپنے آپ کو منکشف کرتے ہیں۔ وہ اکثر سفر میں رہتے ہیں اور اسی حال میں ہماری نگاہ سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔

اس طرح سفر، قرۃ العین حیدر کی تحریروں میں ایک دائم و قائم استعارہ بھی ہے، وجود کی ناکامی، زندگی اور زمانے کی ناکامی سے جڑا ہوا۔

ان دنوں قرۃ العین حیدر اپنا نیا ناول مرتب کر رہی ہیں۔ پچھلے کئی برسوں سے میں نے انھیں اس ناول میں مصروف دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ناول جو اب تکمیل کے مرحلے سے گزرنے کے بعد اشاعت کی منزل میں ہے، 'قرۃ العین حیدر کے تخلیقی وژن کی نئی دستاویز تو ہوگا ہی' اردو فکشن کی تاریخ میں بھی اسے شاید ایک واقعے کی حیثیت حاصل ہوگی۔

قرۃ العین حیدر کے منفرد تخلیقی سفر کی کہانی طویل بھی ہے اور دلچسپ بھی۔ آئیے، اب ہم اس کہانی کے چند ابواب سے گزرتے ہیں: ــــ

ڈاکٹر وحید اختر نے 'آگ کا دریا' پر وجودیت کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا تھا ــــ 'آگ کا دریا' پہلا اردو ناول ہے جو انسانی وجود اور اس کے مسائل پر بھرپور روشنی ڈالتا ہے۔ یہ 'اداس نسلیں' سے قبل شائع ہوا تھا۔ اس ناول کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ قرۃ العین نے ہزاروں برس کے وسیع پس منظر کو ناول کے کینوس پر پھیلا دیا ہے۔ اس طرح ہندوستان کی کئی ہزار سالہ تاریخ، کلچر، فلسفے اور رسم و رواج اس دریا کی موجوں میں سمٹ آئے ہیں۔ اس لحاظ سے شاید یہ دنیا کے ادب میں اپنی طرز کی پہلی اور منفرد کوشش ہے اور یہی انفرادیت اس کی کمزوری بھی ہے۔ ابتدائی سوڈیڑھ سو صفحات تک پڑھنے والے کو یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ ہندوستانی فلسفے اور کلچر پر کوئی مستند کتاب پڑھ رہا ہے۔ کردار اور ان کا عمل ضمنی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔

اصل میں قرۃ العین حیدر کے یہاں تاریخ کا عمل ہر عمل پر حاوی دکھائی دیتا ہے۔ لیکن تاریخ کا یہ تصور روایتی نہیں ہے۔ قرۃ العین حیدر نے History اور Meta History کے درمیان ایک انوکھا ربط قائم کیا ہے۔ ان کے کردار یا کرداروں سے وابستہ واقعات تاریخ کے اندر رہتے ہوئے بھی اس سے آزاد دکھائی دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرۃ العین حیدر کے ناولوں اور کہانیوں میں تاریخ محض اپنی زمانی سطح پر سرگرم نہیں ہوتی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہر عہد کے واقعات کا سرا کسی مستقل اور دائمی قوت کے ہاتھوں میں دبا ہوا ہے۔

اس سلسلے میں قرۃ العین حیدر کی تحریروں سے چند اقتباسات بھی دیکھتے چلیں: ــــ

شہرزاد کی پرچھائیں ساکت ہو گئی۔ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ آتشدان کے شعلے مدھم پڑ گئے۔ کمرے میں اب صرف دیوار پر لگا ہوا الکٹرک کلاک روشن تھا۔ میں نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا ــــ کلاک کا روشن چہرہ جو صرف وقت بتاتا رہتا ہے ــــ بے رحمی، بے تعلقی، بے نیازی کے ساتھ ــــ اس کو ذرّہ بھر پروا نہیں کہ سارے وقت تم پر کیا بیت رہی ہے۔

دن اور رات کا حساب رکھنے کی غلطی کبھی نہ کرنا۔ وقت کا حساب کوئی نہیں لگا سکا ہے۔ تجھ کو پرکھتا ہے یہ مجھ کو پرکھتا ہے یہ ــــ سلسلۂ روز و شب صیرفیٔ کائنات دن اور رات کا حساب ــــ زندگی کوئی تمہاری ڈاکومنٹری فلم ہے کہ لے کے ساری زندگی Long Med Close-up میں سمیٹ دو ــــ بلقیس نے ایک مرتبہ صولت سے کہا تھا۔

سلسلۂ روز و شب تارِ حریرِ دو رنگ

ہوا کے جھونکے نے دروازہ زور سے بند کر دیا۔

بڑی لڑکی نے گانا شروع کر دیا ہے ــــ 'سفر ہے دشوار ــــ سفر ہے دشوار، خواب کب تک، بہت بڑی منزلِ عدم ہے۔'

لنگڑی بچی مصرعِ ثانی اٹھاتی ہے ــــ نسیم جاگو ــــ نسیم جاگو، کمر کو باندھو، اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے!

جوانی و حسن، جاہ و دولت، یہ چند انفاس کے ہیں جھگڑے۔

اپاہج بچی بڑی محنت سے بڑی بہن کا ساتھ دیتی ہے ــــ

اجل ہے استادہ دست بستہ، نوید رخصت ہر ایک دم ہے!

کرتوں کی کڑھائی فی کرتہ دس پیسے؛ ایک ساڑی کے پانچ، دس یا پندرہ روپے؛ بھاری کام کے بیس تیس؛ ایک نیا پیسہ فی مرّی بچی؛ ایک آنہ فی پھول بکّی کڑھائی؛ ایک نیا پیسہ فی شیڈورک؛ ایک نیا پیسہ فی بوٹی ــــ

اور ساڑی اپنے سامنے پھیلا کر اس پر جھپے ہوئے بیل

بولوں کو غور سے دیکھا۔ سوئی میں دھاگہ پر دیا۔ دیوار کے سہارے بیٹھ کر ساڑی کا آنچل گھٹنوں پر پھیلایا۔ بوٹا کاڑھنا شروع کیا ـــــ تب وہ اپنا سر گھٹنوں پر رکھ کر، پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

ان اقتباسات کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ ان کے واسطے سے قرۃ العین حیدر کی Photographic Memory کا اظہار ہوا ہے۔ وہ جزئیات اور چھوٹی چھوٹی باتوں کی مدد سے ایک پورے تاریخی منظرنامے کو نئے سرے سے زندہ کر دیتی ہیں۔ بیتتے ہوئے لمحوں کو اس طرح دریافت کرنا Re Create کرنا بیک وقت ایک تخلیقی عمل بھی ہے اور تاریخ کے ادراک اور اس ادراک کی تربیت یافتہ بصیرت کا اظہار بھی۔ قرۃ العین حیدر حال میں چھپے ہوئے ماضی کو، اور ماضی و حال کی آمیزش سے جنم لیتے ہوئے مستقبل کو واقعات کے ایک ہی مرکز پر سمیٹ لاتی ہیں۔ ان کی بصیرت ایک دور یا ایک لمحے کی احاطہ بندی کے ذریعے ہمیں وقت کے پورے عمل کی کہانی سناتی ہے۔

قرۃ العین حیدر کی داخلیت پسندی چند کرداروں کی وساطت سے ایک ہمہ گیر تہذیبی ماحول تک رسائی میں کبھی رکاوٹ نہیں بنتی۔ انھوں نے بعض ایسی کہانیاں بھی لکھی ہیں جو کسی نہ کسی تہذیبی ماحول سے مخصوص ہیں۔ مثال کے طور پر، روشنی کی رفتار، قدیم مصری تہذیب سے اپنا مواد اخذ کرتی ہے۔ ان کی ایک اور کہانی "اعترافات سینٹ فلورا آف جارجیا" وسطی یورپ کی عیسائی تہذیب پر اپنا واقعاتی ڈھانچہ ترتیب دیتی ہے۔ "ملفوظات حاجی گل بابا بیگ تاشی" کا تعلق وسط ایشیا کی اسلامی صوفیانہ روایت سے ہے۔ اسی طرح آئینہ فروش شہر کوراں" کی اساس انبیائے بنی اسرائیل کی روایت پر قائم ہے۔

لیکن ان کہانیوں کی طرح قرۃ العین حیدر کی تمام تحریریں اپنے مخصوص زمانی مکانی اور تہذیبی رشتوں کے باوجود محض ان رشتوں کی خارجی بنیاد سے تعلق نہیں رکھتیں۔ وہ ان کی مدد سے انسان اور اس کی دنیا کے آشوب اور الم تک پہنچتی ہیں۔ ایسے مسئلوں اور سوالوں سے پردہ اٹھاتی ہیں جن کی حیثیت دائمی اور غیر زمانی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان تحریروں کے واسطے سے بنیادی انسانی مقدرات اور تجربات کی کہانیاں سامنے آئی ہیں اور ہمیں ہر عہد کے انسان کا قصہ سناتی ہیں۔

بتاؤ مجھ سے سوا تین ہزار سال بعد تم کتنی متمدن ہو؟ ہم بنی اسرائیل پر ظلم ڈھاتے تھے اور اشوریہ سے لڑتے تھے۔ تم سب ایک دوسرے کے ساتھ بے انتہا پیار و محبت سے رہتے ہو۔ ہمارے فراعنہ ستم پیشہ تھے۔ تمہارے حکمراں فرشتے ہیں۔ ہم موت سے ڈرتے تھے۔ تم موت کے خوف سے آزاد ہو چکے ہو۔ تم عالیشان مقبرے نہیں بناتے، مردہ پرستی نہیں کرتے، نوحے نہیں لکھتے، شعر و شاعری بھی ترک کر چکے ہو۔

"تمہارے مذاہب، فلسفے، اخلاقیات، نفسیات" وہ وہسکی کا گلاس میز پر پٹخ کر زور سے ہنسا ـــ "تمہاری دیو مالائیں، نظریہ تثلیث، روحانیت، یہ، وہ، سب بین سائنٹفک ہیں۔ تمہاری جنگیں ہیومنزم پر مبنی ہیں۔ تمہارا نیوکلیرزم بھی خالص انسان دوستی ہے ـــ ہے نا؟ تمہاری روشنی کی رفتار واقعی تیز ہے ـــ!

ہم اپنے اپنے وقت سے آگے یا پیچھے نہیں جا سکتے۔ اپنے اپنے دور کی آزمائش سہنا ہمارا مقدر ہے۔ ہم تاریخ کو آگے یا پیچھے نہیں سرکا سکتے۔

آپ نے کہا تھا نا ـــ کہ کارزار حیات میں گھمسان کا رن پڑا ہے۔ اسی گھمسان میں وہ کہیں کھو گئے ـــ زندگی انسانوں کو کھا گئی۔ صرف کارروبج باقی رہیں گے۔

کٹھ پتلیاں سُتلیوں سے آویزاں اسٹیج پر اتاری جاتی ہیں۔ تماشگر ایک سُتلی اوپر کھینچ لیتا ہے۔ دوسری کٹھ پتلی نیچے اتار دیتا ہے۔

سناٹے میں صرف موت کے قدموں کی چاپ تھی۔ اجنبی موت جو یک لخت ہمارے سامنے آگئی۔

چھوٹی بٹیا ـــ پرسوں رات میں نے بہت سے پوشیدہ ڈھانچے اپنی الماری میں سے نکالے۔ ان کو جھاڑا پونچھا اور انھیں الماری میں دوبارہ مقفل کر دیا۔ میں نے اپنی لاش کو خود پوسٹ مارٹم کیا اور اسے زندگی کے مردہ خانے میں برف کی سلوں تلے دبا دیا۔

انسان عام طور سے حد سے حد ساٹھ ستر سال دنیا میں زندہ رہتا ہے۔ بعض دفعہ اس سے بھی بہت کم: لیکن اس احساس کے باوجود کہ اس کی عمر کی مدت بہت مختصر ہے۔ وہ اپنی زندگی کا آدھا حصہ حصول علم میں صرف کرتا ہے۔ محنت کرتا ہے ـــ اور اپنی ساری تعلیم، علمیت، تجربے اور خود آگاہی کے باوجود ایک روز بیٹھے بیٹھے مر جاتا ہے!

سردی بڑھتی گئی اور بے کراں تنہائی اور زندگی کے ازلی اور ابدی پچھتاووں کا ویرانہ۔ آفتاب بہادر! تم کو پتہ ہے کہ میری کیسی جلا وطنی کی زندگی ہے۔ ذہنی طمانیت اور مکمل مسرت کی دنیا جو ہو سکتی تھی، اس سے دیس نکالا جو مجھے ملا ہے، اسے بھی اتنا عرصہ ہو گیا کہ اب میں اپنے متعلق کچھ سوچ بھی نہیں سکتی۔

میں اس عجیب روشنی میں سفر کرتا ہوں جو زمین کی روشنی ہے نہ آسمانوں کی، جو انوار الٰہی کی سات روشنیوں سے مل کر بنی ہے۔ سنو! کہ زندہ ابھی سے مر چکے ہیں اور مردہ زندہ ہیں ـــ اور یہ کہ ـــ مولائے کائنات شاہ نجف نے فرمایا ہے ـــ جو کچھ لکھا گیا ہے، ہو کر رہے گا!

یہ چند مثالیں تھیں، قرۃ العین حیدر کی مختلف کہانیوں سے۔ ان میں انسانی تہذیب کے لمبے سفر کی مختلف ساعتیں جھلکتی ہیں۔ روز و شب کے اس تماشے میں انسان کی بساط کیا ہے؟ خود روز و شب کے اس تماشے کی بساط کیا ہے؟ ہم کن مرحلوں سے گزرتے آئے ہیں اور کدھر جا رہے ہیں؟ ہمارا ماضی کیا تھا؟ حال کیا ہے اور مستقبل کیا ہوگا؟ یہ تمام سوالات ان کہانیوں میں پروئے ہوئے ہیں۔

بعض ناقدوں کا خیال ہے کہ قرۃ العین حیدر کا بنیادی سروکار عورت کے مقدر سے ہے۔ یہ غلط فہمی شاید اس لیے پیدا ہوئی کہ قرۃ العین حیدر کے ناولوں اور افسانوں میں سب سے زیادہ یاد رہ جانے والے کردار، نسوانی ہیں۔ مثال کے طور پر اعترافات کی فلورا، چائے کے باغ کی راحت کاشانی، آگ کا دریا کی چمپا احمد، دلربا کی گلنار، نظارہ درمیان ہے، کی پیرچا دستور، اگلے جنم موہے بٹیانہ کیجو کی قمرن، ہاؤسنگ سوسائٹی کی ثریا حسین، آخر شب کے ہمسفر کی دیپالی سرکار اور سیتاہرن کی سیتا میر چندانی ـــ ان میں عورت کے مقدر، مرد کے ہاتھوں اس کے استحصال، اس کی خود سپردگی، قربانی اور ذہنی جلا وطنی کے تجربے سب مؤثر اور حقیقت پسندانہ طور پر سامنے آئے ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ قرۃ العین حیدر کے تخلیقی مقاصد، ان کی بصیرت اور ذہنی و جذباتی رابطوں کی سرگزشت اتنی آسان نہیں کہ اسے محض عورتوں کے مسائل تک محدود سمجھ لیا جائے۔ قرۃ العین حیدر نے اسی نوعیت کے کرداروں کو اپنے تخلیقی وژن کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے جن کی سائکی پر ان کی گرفت مضبوط ہے لیکن ان کرداروں کی حیثیت codes کی ہے یا اشاروں کی، جن کی مدد سے ہم قرۃ العین حیدر کے تاریخی موقف تک پہنچتے ہیں۔

ان کرداروں کی حیثیت ایسے آئینوں کی ہے جن کی شفاف سطح پر زندگی اور وقت اپنی رنگا رنگ صورتوں اور سوالوں کے ساتھ منعکس ہوتے ہیں۔ قرۃ العین حیدر کی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے کرداروں کی ذہنی، جذباتی اور حسیاتی صورت حال کو اس طرح پیش کرتی ہیں جس سے مختلف موقعوں اور کیفیتوں میں چھپی ہوئی فکر آپ سے آپ نمایاں ہو جاتی ہے۔

اسی لیے اکثر یہ کہا گیا کہ قرۃ العین کے کردار تم فلسفیانہ مزاج رکھتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ان کے بیشتر کردار اعلیٰ طبقے کے یا اونچے متوسط طبقے کے تعلیم یافتہ افراد ہیں۔ وہ زندگی کو نیم فلسفیانہ نظر سے دیکھنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ قرۃ العین حیدر نے ایسے کردار بھی بہت سے وضع کیے ہیں جن کا تعلق نچلے اور عام طبقے سے ہے۔ "آخر شب کے ہمسفر" میں ریڈیکل دانشور بھی ملتے ہیں اور سادہ لوح مانجھی بھی۔ اسی طرح "اگلے جنم موہے بٹیانہ کیجو" اور "دلربا" میں ایسے کرداروں کی تصویریں بھی بہت جاندار ہیں جن کا پس منظر عوامی ہے۔

کار جہاں دراز ہے ـــ قرۃ العین حیدر کا سوانحی ناول ہے۔ اس ناول کی اشاعت پر جس ردعمل کا اظہار کیا گیا ہے اس کا زور اس بات پر تھا کہ اس ناول کے تمام کردار حقیقی ہیں۔ اور چونکہ تاریخ کا ہالہ ہر چہرے کے گرد موجود ہے اس لیے اس ناول کو آپ بیتی یا دنیا بیتی کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اس ناول میں بھی پہلی جلد کا تاثر دوسری جلد کے مقابلے میں زیادہ گہرا ہے۔ اس کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جلد کے کردار زمانی اعتبار سے ماضی میں زیادہ دور تک جاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ فاصلہ انھیں ہمارے لیے زیادہ پرکشش اور انوکھا بناتا ہے۔

اب قرۃ العین حیدر کی حیثیت کے بارے میں نئی حیثیت کے بعض مفسروں کی رائیں مثال کے طور پر — قرۃ العین حیدر کی ایک پرانی کہانی 'پکنکس لینڈ' کا حوالہ دیتے ہوئے ایک نئے نقاد نے کہا تھا —

قرۃ العین حیدر کا یہ افسانہ جدید عہد کی زندگی کے انتشار اختلال اور انتشار کا اظہار ہے جس میں زندگی، موت، شخصیت اور وجود سب اپنے اپنے تضادات سے متصادم ہیں۔ اس افسانے کے کردار وہ انسان ہیں جو کبھی اپنی دنیا، اپنی تاریخ اور اپنی تہذیب کا محور تھے — ان بنیادوں سے بچھڑ کر ان کرداروں کا وجود لامحدود فضاؤں میں بکھر جاتا ہے — ہر ایک کردار منقسم ہے اور خود کو عدم کے محور سے قریب ہوتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

اس کہانی کا آغاز قرۃ العین حیدر نے اس طرح کیا تھا کہ — اب خزاں واپس جا رہی ہے۔ اور سفیدے کے جنگل پر ہریالی اتر رہی ہے۔ اور جھیل کے پردے کنارے تک پھیل آئے ہیں۔ اور جب سبز ہانس کا جھنڈ پانی کی سطح پر جھک کر ہوا میں ڈولتا ہے، تو چپکے سے رونے کو جی چاہتا ہے۔ سفیدے کا چھدرا سا جنگل اس طرح چپ چاپ کھڑا ہے اور اسی کی خانقاہ بھی اسی طرح خاموش اپنی جگہ پر موجود ہے — اور کبھی کبھی کوئی راہگیر پتوں کو روندتا سفیدے کے جھنڈ سے گزر جاتا ہے۔

جلاوطن میں قرۃ العین حیدر نے کہا تھا " ہم اپنے بدقسمت ملک کی وہ نوجوان نسل ہیں جو یورپ کی جنگ اور اپنے سیاسی انتشار کے زمانے میں پروان چڑھی —" اس اقتباس پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک نئے ناقد نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ بیسویں صدی کے انسانی المیے کا یہ موثر ترین اظہار ہے۔ اس میں تخلیق کا آغاز التباس یا Illusion کی فضا سے ہوتا ہے — اور افسانہ نگار کا مخصوص لسانی تخلیقی رویہ، اس التباس کو ایک ناگزیر، ہمہ گیر اور زندہ حقیقت اور اس کے عرفان میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ایک اور نئے ناقد کا کہنا ہے کہ قرۃ العین حیدر کے اسلوب کی توانائی، زبان پر ان کی قدرت، موضوع سے ان کی واقفیت، مسائل سے ان کے ذاتی تعلق، اور تاریخ و تہذیب کے وسیع مطالعے نے دی ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ تخلیق میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ لیکن ریاضت اور مطالعہ اسے جو گہرائی اور تکمیل عطا کرتا ہے، اس کا ثبوت یہ افسانے ہیں۔ ان پر کوئی لیبل چسپاں کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ جدید بھی ہیں، ان میں کہانی پن بھی ہے، سماجی آگہی بھی، تاریخی بصیرت بھی — ان میں سے بہترین ہماری زبان کے افسانوی ادب کے شہکار ہیں۔ ان کے اسلوب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اسے افسانے کی زبان کو عمیق فلسفیانہ اور مابعد الطبیعاتی تصورات اور پیچیدہ اخلاقی و نفسی مسائل کے تخلیقی اظہار کے قابل بنایا ہے۔

قرۃ العین حیدر نے ایک بہت بھرپور تخلیقی زندگی گزاری ہے۔ زندگی کے اتنے حقائق، اتنے تجربے اور زندگی سے وابستہ اتنے سوالات، ان کی تحریروں کے واسطے سے ہم تک پہنچے ہیں کہ ان کی مدد سے انسان کی پوری تہذیبی اور ذہنی تاریخ مرتب کی جا سکتی ہے۔

اسی لیے قرۃ العین حیدر کی تحریروں سے گزرنا انسانی تجربوں کی پوری تاریخ میں سفر کرنا ہے۔ اس عمل میں ہمارا تعارف گئے زمانوں کے آثار اور انسانوں کے علاوہ اس غیر واضح اور دھندلے مستقبل سے بھی ہوتا ہے جس کے ڈانڈے ہمارے حال کی ابتری اور انتشار سے ملے ہوتے ہیں۔

یہ ایک بڑی مہم ہے — ایک مسلسل جستجو، اور قرۃ العین حیدر کا یہ سفر ابھی ختم نہیں ہوا۔

یہ تھا ایک پر پیچ اور طویل سفر کا مختصر خاکہ۔ اس سے جو مجموعی تصویر ابھرتی ہے، وہ ایک ایسے مصنف کی ہے جس کے سروکار (Concerns) بہت شدید اور گہرے ہیں۔ زندگی سے جس کا رابطہ بہت مستحکم ہے۔ جو انسانی تجربوں کی کسی ایک جہت، ایک دائرے کا پابند نہیں اور جس نے تاریخ کے پورے تماشے کو، ماضی، حال اور مستقبل کی تقسیم سے اوپر اٹھ کر، اپنی بصیرت کا حوالہ بنایا ہے۔

تاریخ پر قرۃ العین حیدر کے یہاں جو توجہ ملتی ہے، اس سے بعض اصحاب اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ ان کے ناسٹیلجیا کا عمل دخل بہت ہے۔ مجھے تو خیر ناسٹیلجیا کے لفظ سے کوئی خوف نہیں آتا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ کہانی اس وقت کہانی بنتی ہے جب حافظے کی وساطت سے ہم اسے دریافت کر سکیں جو کچھ آنکھ کے ایک دم سامنے ہو رہا ہے اسے بھول کر دوبارہ یاد کرنا ہی کہانی کا بنیادی عمل ہے۔ ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے۔ جب اگینو یوپا نے ہندوستان کے اپنے پچھلے سفر میں کسی سے بات چیت کے دوران کہا تھا کہ ہمارے نام نہاد سماجی وادی ادب کا بیشتر حصہ اسی لیے فنی اعتبار سے ناقص اور معمولی ہے کہ اس میں سامنے کی حقیقتوں کو جوں کا توں رپورٹ کر دیا گیا ہے۔ لکھنے والے کو ان حقیقتوں سے جو تخلیقی فاصلہ قائم رکھنا چاہیے تھا، وہ قائم نہیں رہ سکا ہے، اسی لیے یہاں واقعہ واردات نہیں بنتا اور ایک طرح کی نیم صحافیانہ تحریروں کی تشکیل کا سبب بن کر رہ جاتا ہے۔

بہت دن ہوئے، قرۃ العین حیدر کے ناول "آخر شب کے ہمسفر" پر تبصرہ کرتے ہوئے، اردو کے ایک معروف نقاد نے یہ شکوہ کیا تھا کہ ان کے یہاں بعض تجربوں کی تکرار بہت ہے۔

اس پر مجھے ناصر کاظمی کا ایک فقرہ یاد آیا تھا کہ جو لوگ تجربوں کی تکرار سے اتنے بیزار ہوتے ہیں ان سے پوچھنا چاہیے کہ آخر بار بار کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ وقت کا سفر دائرہ کار (cyclical) نہیں ہوتا اور زندگی ہر آن آگے بڑھتی رہتی ہے۔ لیکن کچھ مسرتیں، کچھ حسرتیں، کچھ عذاب، اور کچھ خواب ایسے بھی ہیں جن کا سلسلہ ازل سے جاری ہے۔ اسی لیے تاریخ زندہ رہتی ہے اور ہر عہد کی تبدیلیوں کے ساتھ اس کے مفہوم میں بھی رد و بدل کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ یوں قرۃ العین حیدر نے پچھلے چند برسوں میں ایسی کہانیاں بھی لکھی ہیں جن کے موضوعات ہمارے اپنے عہد اور تجربوں کے حوالے سے متعین ہوتے ہیں۔ مثلاً "دریں گرد سوارے باشد" یا "قید خانے میں تلاطم ہے کہ ..." فسادات، دہشت، غارت گری اور تشدد کی وہ فضا جس میں ہمارا عہد سانس لے رہا ہے۔ صارفیت اور اشتہار بازی کی وبا، اقدار کی شکست و ریخت کا مسئلہ یا نو دولتیے پن کی ماری ہوئی تہذیب کی نارسائیاں یا آدرش واد اور انقلابی نعروں کی بے حرمتی اور دانشوری کا انحطاط — ایسے ہر منظر نامے تک قرۃ العین حیدر کی نظر گئی ہے — وژن کی یہ وسعت اور بصیرت کا یہ Range قرۃ العین حیدر کی شناخت بن گیا ہے۔ اس کے تمام زاویوں کا احاطہ یہاں ممکن نہیں تھا۔ اختصار کے طور پر قرۃ العین حیدر کے عالم آشوب — قید خانے میں تلاطم ہے کہ ...... — کا یہ اقتباس سنئے اور اجازت دیجئے —

ہزاروں مرتبہ کے اذکار میں سے ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ صنوبروں کے اس گھنے جنگل میں آدھی رات کو ایک بند ٹرین آن کر رکی۔ اس کے مہیب سیاہ انجن کی آتشیں روشنی سے جنگل زرد پڑ گیا۔ انجن شائیں شائیں کر رہا تھا۔ سنئے — وہ ٹرین ہوتی ہے نا جس میں مویشی لے جائے جاتے ہیں — وہ اسی قسم کی ٹرین تھی۔ لیکن جب وہ اس سنسان چھوٹے سے دیہاتی اسٹیشن پر آن کر رکی تو ایک گارڈ نے سرخ لالٹین کی روشنی میں اس کے پٹ کھولے اور اس میں سے انسان نمودار ہوئے۔ ان کو اتار کر باہر کھڑے بند ٹرکوں میں سوار کرایا گیا —

اس خاموش رات میں ٹرک ایک میدان میں پہنچ کر ایک بڑی عمارت کے سامنے جا رکے۔ مردوں نے عورتوں، لڑکیوں اور بچوں کو اترنے میں مدد دی سپاہیوں کی قیادت میں برف پر چلتے، وہ ایک عمارت کے بیرونی ہال میں داخل ہوئے —

پھر سارے دروازے بند کر کے گیس کے سلنڈر کھول دیئے گئے —

مرگ برفلاں — مرگ برفلاں — مرگ بر —

آج کی نسل اس لفظ مرگ سے مسحور ہے۔ ان سب کے مرگ پسند اور Encounter کس نے کیا — آپ نے — اور آپ نے — اور آپ نے — آپ سب مجرم ہیں — راحت کے محلوں کو بلا پوچھ رہی ہے — واجب القتل ہیں — بستی کے مکانوں کو فنا پوچھ رہی ہے۔ سزائے موت کا فیصلہ سنا دیا گیا — تقدیر اپنی عمر تقضا پوچھ رہی ہے — قتل کر دیئے گئے — ان نوجوانوں کی مرگ طرح طرح کے بھیس میں آ رہی ہے — بندوقچیوں کی باڑھ، شہری فسادی کا چھرا، پولیس کا Encounter اور خانہ ساز پستول — اور کیسری وردیوں میں پریڈ کرتے نوجوان — ان سب کو کس نے Brutalise کیا؟ آپ نے اور آپ نے اور آپ نے۔ آپ سب مجرم ہیں۔

کون سب؟

یہ سوال قرۃ العین حیدر نے پوری انسانی تاریخ سے کیا ہے —

(اردو سروس کے ادبی میگزین 'آئینہ' میں نشر)

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات
کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی
تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

مادام باوری

ڈاکٹر انیس الرحمٰن

انیسویں صدی کے وسط میں یعنی ۱۸۵۱ء اور ۱۸۵۶ء کے درمیان لکھے گئے ایک ناول کا ذکر آج بھی جاری ہے۔ مصنف فلا بیر اور اس کی مشہور تصنیف مادام باوری' ادبی تاریخ میں مکمل باب کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ ہر زمانے کی اخلاقیات اپنی سالمیت پر اصرار کرتی ہے۔ اور اس کی روایتوں کو توڑنے والے معتوب قرار پاتے ہیں۔ عہد ساز فنکار اقدار کی نئی حدیں قائم کرتے ہیں۔ جن میں جھجک جھجک کر داخل ہوتے ہوئے بھی خاصا وقت گزر جاتا ہے۔ مادام باوری بھی فرانسیسی قاری کے لیے ایک ایسا ہی چیلنج تھا۔ بہتوں نے اسے ایک ناقابلِ قبول صورت حال سے تعبیر کیا۔ ناول کے واقعات اور کرداروں سے متعلق بہت سے افسانے مشہور ہوئے لیکن رفتہ رفتہ فضا سازگار ہوتی گئی —— نیا زاویۂ نگاہ اعتبار پانے لگا —— ناول کی کہانی اور مادام باوری کا کردار دونوں معتبر ثابت ہوئے۔

مادام باوری کی کہانی فرانس کے ایک نسبتاً کم آباد علاقے کی ایک نوخیز دوشیزہ کی کہانی ہے جو زندگی کے تماشے میں حصہ لیتی ہوئی اپنی جذباتی، اخلاقی، ذہنی اور جمالیاتی زندگی کے کئی منازل سے گزرتی ہے۔ اسے روایتی معنوں میں کوئی ہیروئن تصور نہیں کرنا چاہیئے، وہ محض ایک فرد ہے اور یوں بھی اما باوری کا کردار، اس کا پس منظر بلکہ خود اس کا نام بھی ایک عام کردار کا علامیہ ہے جس کی مکمل اہمیت رفتہ رفتہ اجاگر ہوتی ہے۔ اس کی دنیا محدود ہے اور اس کا تعلق محض اپنی نجی زندگی میں پیش آنے والے واقعات سے ہے۔ وہ اپنے لیے کسی مخصوص طرزِ زندگی کا خواب نہیں دیکھتی بلکہ زندگی میں پیش آنے والے واقعات اس کی زندگی کا طور متعین کرتے ہیں۔ وہ تو صرف یہ چاہتی ہے کہ اسے وہ شخص مل جائے جسے وہ ایک اعلیٰ امیج سے جوڑ سکے، جو اس کی رہنمائی کرے، اس سے محبت کرے اور اس کے وجود کو بامعنی بنا دے۔ اسی لیے چارلس سے شادی کے بعد اسے امید ہے کہ وہ اسے زندگی کے گونا گوں معنی سے واقف کرائے گا لیکن اس کی مضطرب روح ایک عرصے سے زیادہ انتظار نہیں کر سکتی۔ ممکن ہے اما باوری کے علاوہ کوئی دوسری عورت اس مایوسی کا حل کسی اور طرح نکال لیتی لیکن اما باوری کے لیے کوئی اور صورت ممکن نہیں۔ وہ دیہی زندگی کی پروردہ ہے اور اس کی مجرد اخلاقیات سے اکتا چکی ہے اور اسی لیے وہ ایسی گھسی پٹی اور گھٹی ہوئی زندگی نہیں جی سکتی۔ اسے زندگی کے گونا گوں مظاہر میں دلچسپی ہے اور وہ اس کی رنگا رنگیوں سے سحر زدہ ہے۔ وہ ایک منزل سے دوسری منزل کا سفر تیز گامی سے طے کرنا چاہتی ہے اور ساری مسرتوں سے ہمکنار ہونا چاہتی ہے۔ اما باوری کو ایک آئیڈیل عاشق کی جستجو ایک منزل سے دوسری منزل تک لے جاتی ہے۔ اپنی زندگی کا خواب وہ اسی عاشق کے شانوں پر دیکھنا چاہتی ہے۔ اسی لیے تنہا اور خالصتاً نجی زندگی اس کے لیے بے معنی ہے۔ اس کے ہاں نگاہ کی وہ فلسفیانہ وسعت نہیں جو اسے ناآسودگی میں بھی زندگی کرنے کا ہنر سکھا دے۔ وہ ہر حال میں اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتی ہے۔ اس کے لیے ہر وہ شے جس سے اس کا تعلق نہیں بے معنی ہے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ پورے ناول میں اما باوری کی نگاہیں ایک آئینہ پر مرکوز ہیں جس میں محض وہ اپنی شکل کے خدوخال دیکھتی رہتی ہے۔ اس محل میں اس کی نگاہ اسے دھوکہ بھی دے جاتی ہے اور اسے اکثر اپنی شناخت حاصل نہیں ہو پاتی۔ اس آئینے میں وہ ایک آئیڈل بیوی اور ایک آئیڈل ماں کی تصویر ڈھونڈتی ہے جو اسے نظر نہیں آتی۔ اما باوری کو اپنی ذات پر اختیار حاصل نہیں —— اسے محض اپنی خبر ہے لیکن اپنا عرفان حاصل نہیں ہے۔ اس لیے اسے کبھی اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوتا اس لیے ہر بار وہ پہلے ہی کی طرح اپنی تلاش میں سرگرداں رہتی ہے۔ رفتہ رفتہ اسے خالی پن کا احساس گھیرنے لگتا ہے اور اس احساس سے فرار حاصل کرنے کی خاطر وہ نئے واہمے پیدا کر لیتی ہے۔ ایک ناامیدی کے بعد دوسری ناامیدی اس کا مقدر ہے اور اسی میں اس کی کہانی آگے بڑھتی رہتی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس صورت حال کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں —— ایک تو یہ کہ اما باوری کے مقدر میں ناسازگار حالات اور غلط لوگوں سے ملنا ہی لکھا ہے، دوسرے یہ کہ وہ اس قابل نہیں کہ اپنے حالات سے یا تو سمجھوتہ کرلے یا اس سے نکلنے کی تدبیر کرے یا پھر یہ کہ مسرت محض ایک خیال ہے، ایک واہمہ ہے جس کی زندگی لمحاتی ہے اور اما باوری کی ساری مسرتیں لمحاتی مسرتیں ہیں اور ایک لمحے کی مسرت اسے ساری زندگی کی ناخوشگواریوں سے دوچار کرتی ہے۔

اما مذہبی عقائد میں سکون کی متلاشی ہے لیکن یہ سہارا اس کی سیمابی روح کو سنبھال نہیں پاتا۔ پھر وہ اخلاقی مداوا کرتی ہے لیکن یہ بھی کارگر ثابت نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ اپنی جمالیاتی حس کو تسکین دینے کی صورتیں پیدا کرتی ہے لیکن یہ بھی ناکافی ثابت ہوتا ہے۔ لیون، چارلس، روڈولف سب سے اس کی طبیعت بھر جاتی ہے اور ہر بار اسے اپنی تنہائی کا احساس ہوتا ہے جس سے فرار کے لیے وہ دوسرا قدم اٹھاتی ہے۔ اپنے جذبات سے محبت اور اپنی ذات پر ایک طرح کا جھوٹا اعتماد اخیر تک اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ وہ تھک ہار کر خودکشی کا خیال کرتی ہے اور اسے بھی اپنی تکمیل کا ایک ذریعہ تصور کرتی ہے۔ مرتے مرتے وہ یہ سمجھتی ہے کہ اس نے اپنے ماضی پر فتح حاصل کرلی ہے لیکن یہ احساس بھی خود فریبی کی

رؤف خیر

کہاں سے پاؤں پساریں کہ گھر میں خاک نہیں
نکل پڑیں تو مزہ بھی سفر میں خاک نہیں

اسے یہ کیا کہ تری رہ گذر میں خاک نہیں
ہمارے واسطے پھر بحر و بر میں خاک نہیں

زمیں کو پاؤں پکڑنے نہیں دیئے میں نے
ہنر یہ ہے کہ مرے بال و پر میں خاک نہیں

میاں بے نمو نہ رہا سر مرد رگلو نہ رہا
زمینِ شور بھی میری نظر میں خاک نہیں

خمیر خاک سے کیا کیا نہ شاہکار اٹھے
کمال ہے کہ کفِ کوزہ گر میں خاک نہیں

ہمارا رونا یہی ہے کہ تر نہیں دامن
بڑا غبار ہے دل پر کہ سر میں خاک نہیں

ہمیں نہیں خس و خاشاک سب سلامت ہیں
شرر ہے خاک میں کیا کیا شرر میں خاک نہیں

ہم اپنے آپ کو منوا نہیں رہے ہیں اگر
تو پھر یہ طے ہے کہ دستِ ہنر میں خاک نہیں

طبیعت اپنی کبھی آمادہ خاک اڑانے پر
مگر کھلا کہ کہیں شہر بھر میں خاک نہیں

کوئی خدائے سخن، کوئی خاتم الشعراء
تو خیرؔ کیا مرے حرفِ ہنر میں خاک نہیں

(حیدرآباد سے نشر)

ایک علامت ہے۔ وہ آئینے میں اپنی شکل دیکھتی ہے اور اس کے پیچھے اسے مایوسیوں سے بھری ہوئی، ذلت کے ہاتھوں بنی ہوئی تصویریں نظر آتی ہیں جنھیں اب وہ صرف اپنے آنسوؤں سے سیراب کر سکتی ہے۔

امابا وری کے تجربات نجی ہیں لیکن اس کا کردار انسانی فطرت اور انسانی رویوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ وہ اپنی تسکین کے لیے اپنی فراخدلی اور نیم وحشیانہ پن کا بھی اظہار کرتی ہے۔ اپنی محبت میں شائق ہے اور اداس بھی ہوتی ہے۔ یہ دو رویے ایک ہی کردار کے دو رخ ہیں جو آپس میں اس کی داخلی کشمکش کا اظہار کرتے ہیں۔ اس طرح امابا وری نہ صرف اپنی ذات کے مختلف زاویوں کو پیش کرتی ہے بلکہ اس کے ذریعہ اس کے تعلق میں آنے والے افراد کی قسمیں بھی اجاگر ہوتی ہیں۔ وہ ایک ایسا مرکزی کردار ہے جس کے توسط سے دوسروں کی شناخت قائم ہوتی ہے اور خود اس کی ذات کے مختلف پہلو ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ افراد زندگی کے منفرد اشخاص کی قسمیں ہوں لیکن شاید خود امابا وری ایسی کوئی قسم نہیں ہے۔ وہ ایک عام خاتون ہے لیکن ایک نہایت ہی منفرد کردار ہے جس کی پرورش حالات کے ہاتھوں ہوتی ہے اور وہ ایک غیر روایتی زندگی جیتی ہے۔ اس کے ہاں نسوانی کمزوریاں موجود ہیں لیکن اس کے رویوں میں ایک مردانہ قوت اور پختگی ملتی ہے۔ اس کے تعلق میں آنے والے افراد اکثر اوقات مردانہ پختگی اور بہادری سے عاری نظر آتے ہیں۔ لیون اور چارلس ایسے ہی کردار ہیں جن پر امابا وری بھاری نظر آتی ہے۔ فلا بیر نے شاید جان بوجھ کر عورت اور مرد کے رول میں یہ تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ اس سے دونوں کی غیر متناسب شخصیات پر روشنی پڑ سکے۔ اور شاید وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ اس سے انسانی مقدر کی بے بسی کا عرفان عام ہو۔ مادام باوری فرانسیسی ناولوں میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ناول کے سارے واقعات امابا وری کے چاروں طرف پیش آتے ہیں، اور شاید اسی لیے اس کی کہانی کا عنوان اس کردار کے نام سے منسوب ہے جس کی حیات اپنے ساتھ ساتھ چلنے والوں کی حیات کی توضیح و تشریح کرتا ہے اور اسی طرح خود اپنی شناخت حاصل کرتا ہے۔

مادام باوری کی اشاعت کے بعد فلا بیر کے قاری ایک عرصے تک اس مسئلے کا حل ڈھونڈتے رہے کہ آخر امابا وری کون ہے؟ کیا یہ واقعی ایک حقیقی کردار ہے اور کیا اس کے ساتھ چلنے والے دوسرے کردار، واقعات اور مقامات سب حقیقت پر مبنی ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ سارے واقعات اور کردار فرضی ہیں اور اگر کچھ سچا ہے تو وہ ہے فلا بیر کا تخیل۔ اس کی مادام باوری جیسے کرداروں سے واقفیت محض مشاہدے کی حد تک تھی۔ اور مشاہدے حقیقی زندگی پر مبنی ہیں۔ اس میں اس نے اپنی تنقیدی بصیرت، اپنی محرومیوں اور نارسائیوں کا سچا پیر توڑ ڈالا۔ یہی اس کہانی اور اس کردار کی اس درجہ کامیابی کا سبب بنا۔

(اردو سروس)

وقت کا تقاضا عدم تشدد

مولانا عبدالرحمٰن

عدم تشدد جسے اہنسا بھی کہا جاتا ہے کا مفہوم یہ ہے کہ سختی کے مقابلے میں سختی نہ کی جائے۔

عدم تشدد، ایک اخلاقی اصول ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ برائی کے مقابلہ میں نیکی، سختی کے مقابلہ میں نرمی اور نفرت کے مقابلہ میں محبت سے کام لیا جائے۔ جو شخص اپنی انفرادی زندگی میں اس اصول کو اپنا لیتا ہے اور کسی برائی کرنے والے کے مقابلہ میں نیکی کرتا ہے، نفرت کرنے والے کا جواب نفرت سے نہیں محبت سے دیتا ہے اور سختی کا جواب نرمی سے دیتا ہے تو اس کی برت میں نیکی، بھلائی اور دوسروں کی خیر خواہی کے جذبات پرورش پانے لگتے ہیں، اس کے دل کو چین، ہر دے کو شانتی اور قلب کو سکون ملتا ہے۔ یہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے برائی کی طاقتوں پر فتح پائی جا سکتی ہے اور نفرت کو محبت میں بدلا جا سکتا ہے۔ یہی رویہ ہے جو آمادۂ فساد کو امن چین کا سبق سکھاتا ہے۔ عدم تشدد کے رویہ سے سماج میں شانتی کی دیوی انگڑائی لینے لگتی ہے۔ اور بھائی چارے کی ایک فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ نفرت کرنے والے محبت کا سبق سیکھتے، برائی کرنے والے نیکی کے خوگر ہونے لگتے اور سختی کرنے والے نرمی کے عادی بننے لگتے ہیں۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جو انسانی سماج میں شانتی، بھلائی، ہمدردی اور نیکی کی فضا پیدا کر دیتا ہے۔ جو آدمی کسی نفرت کرنے والے سے بھی محبت کرے، دکھ دینے والے کو سکھ پہنچائے اور لڑنے والے سے صلح سے پیش آئے اس نے گویا دشمن سے لڑنے کا ہتھیار چھین لیا اور وہ اس کے مقابلے میں جیت گیا۔ ہمارے ملک ہندوستان میں برطانوی سامراج مسلط ہوا تو اس کے مقابلہ میں مسلح جنگ لڑنے والی بہت سی جماعتیں اٹھیں لیکن کامیاب نہ ہو سکیں۔ وہابی مجاہدین نے انگریز کا مسلح مقابلہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ جائدادیں ضبط ہوئیں خاندانوں کی تباہی ہوئی۔ عبور دریائے شور کی سزائیں ہوئیں اور کئی تختۂ دار پر لٹک گئے لیکن انگریز کا سامراج اسی طرح قائم رہا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی جس کو انگریز نے غدر کا نام دیا اور اس ملک کے تمام باشندے ہندو مسلمان سب اس میں شریک ہوئے۔ انگریز نے ان کے لیے پھانسیوں کے پھندے لگائے، جائدادیں لٹ گئیں، خاندان برباد ہو گئے لیکن یہ مسلح جنگ بھی ہندوستانیوں کو کامیاب نہ بنا سکی بلکہ انگریزی سامراج اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ اور زیادہ مضبوط ہوتا گیا۔

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد اور انگریزی تعلیم کے اثر اور بیرونی دنیا کے انقلابات نے بھی ہندوستانیوں کا جذبۂ جہاد آزادی تیز تر کر دیا تھا۔ جاپان نے جب جنگ منچوریا میں روس کو شکست دی دی تو اس سے بھی ہندوستانیوں کا حوصلہ بڑھا اور وہ جذبۂ آزادی سے سرشار ہو کر انگریز کو نکالنے کے لیے بپھر گئے۔ چنانچہ اسی دور میں مہاراشٹر میں بال گنگا دھر تلک، پنجاب میں لالہ لاجپت رائے اور بنگال میں بپن چندر پال اور اربندو گھوش نے انقلابی تحریک کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد یہ تھا کہ انگریزوں کو تلوار کے زور سے ہندوستان سے چلتا کیا جائے۔ بنگال کے محب وطن نوجوانوں نے انقلابی تحریک شروع کی اور ہر طرف توڑ پھوڑ لوٹ مار اور قتل و غارت کی وارداتیں شروع ہو گئیں۔ حکومت نے پریس کی آزادی پر سخت پابندیاں عائد کر دیں اور انقلابیوں کو سخت سزائیں دیکر تحریک کو دبانے کے لیے پوری طاقت کا استعمال کیا۔ غرضیکہ جب بھی تشدد کا استعمال کیا گیا تحریک آزادی اتنی ہی کچلی اور دبا دی جاتی رہی۔ گاندھی جی بیرسٹر تھے اور بمبئی میں پریکٹس کرتے تھے۔ وہ یہاں سے جنوبی افریقہ چلے گئے اور وہاں پریکٹس شروع کی۔ جنوبی افریقہ میں ہزاروں تاجر اور دوسرے ہندوستانی آباد تھے۔ گاندھی جی نے دیکھا کہ وہاں کی حکومت ہندوستانیوں سے برا سلوک کر رہی ہے تو آپ نے ستیہ گرہ اور اہنسا یعنی عدم تشدد کے اصولوں پر حکومت کے خلاف تحریک شروع کر دی اور اپنے مقصد میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد آپ پھر ہندوستان آئے۔ پہلی جنگ عظیم کا خاتمہ ہو رہا تھا اور ہندوستان میں ہندو مسلم متحدہ طور پر برطانوی سامراج سے فیصلہ کن ٹکر لینے کی سوچ رہے تھے۔ ادھر حکومت نے رولٹ ایکٹ کے ذریعے تحریک آزادی کو کچل دینے کی تدبیریں کیں۔ اپریل ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ کا حادثہ پیش آیا اور محب وطن پنجابی خون میں نہانے لگے۔ مارشل لا کے زمانے میں لوگوں پر نہایت سختی اور بے رحمی کا سلوک کیا گیا۔ مسلمانوں میں ترکی کی خلافت کے مٹ جانے پر شدید بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ حالات دیکھ کر گاندھی جی نے ہندوستان میں ہی رہنے کا فیصلہ کر لیا اور جنگ آزادی کی کمان سنبھال لی۔ آپ نے ۱۹۲۱ء میں کانگرس کے اجلاس کلکتہ میں ملک کی آزادی اور خلافت اسلامیہ کی بحالی کیلئے ایک متحدہ پروگرام تیار کر کے عدم تشدد اور عدم تعاون کی تحریک کی بنیاد رکھی۔ یہی وہ دور ہے جس میں زمام قیادت گاندھی جی کے ہاتھ میں آئی اور انھوں نے تشدد کا راستہ ناپسند کر کے عدم تشدد یا اہنسا کا راستہ اختیار کیا۔ اس کے بعد ہندوستان کی آزادی تک ہندوستانی قوم کی قیادت گاندھی جی کے ہاتھ

میں رہی اور انھوں نے کبھی بھی تشدد کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ ؎

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

ہندوستان کو آزادی سے ہمکنار کرنے والا اور ہندوستانیوں کی غلامی کی بیڑیاں توڑنے والا یہی عدم تشدد یا اہنسا کا اصول ہے۔ جب گاندھی جی نے اعلان کیا کہ ہندوستان کی آزادی کی تحریک ہنسا (تشدد) کے بجائے اہنسا (عدم تشدد) کی بنیاد پر چلائی جائے گی تو یہ اعلان انگریز کے لیے پچھلی دہشت پسند تحریکوں سے زیادہ سخت ثابت ہوا۔ تشدد کو تشدد کے ذریعے ختم کرنے کے لیے ان کے پاس کافی وجہ جواز تھی مگر نہیں جانتے تھے کہ عدم تشدد کے اصول پر اٹھنے والے طوفان کا مقابلہ کس طرح کریں۔ جب یہ صورت حال سامنے آئی تو ایک انگریز کلکٹر نے سکریٹریٹ کو تار دیا۔

"برائے مہربانی بذریعہ تار ہدایت فرمائیے کہ
ایک شیر کو تشدد کے بغیر کس طرح ہلاک
کیا جائے۔"

تشدد اور مار دھاڑ کا ماحول ختم ہوتے ہی فکری عوامل اپنا کام کرنے لگے۔ نیشنلزم اور جمہوریت کے نظریات کو عدم تشدد کے اصولوں پر اپنانے سے انگریز کو اس کی سیاسی ذہن سے بے دخل کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ انگریز کو اس ملک سے رخصت ہونے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ تشدد کے محاذ پر ہاری ہوئی جنگ عدم تشدد کے محاذ پر جیت لی گئی۔

عدم تشدد بزدلی نہیں بلکہ شجاعت و بہادری کا نام ہے۔ عدم تشدد سے وہ قوت پیدا ہوتی ہے جو بڑے بڑے طوفانوں کا رخ پلٹ دیتی ہے۔ قوموں کی غلامی کی زنجیریں توڑنے کا بڑا موثر ہتھیار عدم تشدد ہی رہا ہے۔ ؎

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

عدم تشدد ذوق یقیں پیدا کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ سچائی ایک اٹل حقیقت ہے۔ اس کے راستے میں طوفان کے کتنے ہی جھکڑ کیوں نہ چلیں اور کتنی ہی آندھیاں کیوں نہ آئیں، سچائی کے اندر وہ طاقت ہوتی ہے جو اسے کامیاب کرتی ہے۔ سچائی کی محبت دوسرے سچے انسانوں کی محبت کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے اور عدم تشدد ہی وہ ہتھیار ہے جو سچائی کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ آج جو لوگ ستیہ کے لیے کوشش کرتے ہیں ان کو عدم تشدد کے ہتھیار ہی سے لیس ہو کر سچائی کے لیے کوشش کرنی چاہیئے۔ توڑ پھوڑ تخریب سے کوئی تحریک کامیاب نہیں ہوتی۔ سچائی امن کا راستہ پسند کرتی ہے اور امن کا راستہ عدم تشدد ہی کا راستہ ہے۔ اسی سے قومیں اپنی بیماریوں کا علاج کرتی اور کامیاب ہوتی گئیں۔

محبت ہی سے پائی ہے شفا بیمار قوموں نے
کیا ہے اپنے بخت خفتہ کو بیدار قوموں نے

(ممنون سیشر)

ایک عہد ساز ایکٹر
سنجیو کمار

احمد سلطان

سنجیو کمار کی ناگہانی اور بے وقت موت سے فلمی دنیا ایک عظیم اداکار اور زندگی سے بھرپور شخصیت سے محروم ہو گئی ہے۔ اس عہد ساز ایکٹر کی وفات سے ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا دشوار ہے سنجیو کمار کی ہمہ گیر شہرت اور مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی اور چند ہی ساعتوں میں سوگواروں کا ہجوم اس کی قیام گاہ کے باہر جمع ہو گیا تھا۔ میت کے جلوس میں تو بلا امتیاز مذہب و ملت لاکھوں عوام نے شامل ہو کر اس کو خراج عقیدت پیش کیا۔

ہندوستان کی پہلی خاموش فیچر فلم راجہ ہریش چندر (۱۹۱۳ء) کے ہیرو ڈی ڈی ڈابکے سے لے کر فلم 'ہم پہ م قربان' (۱۹۸۵ء) کے کس ہیرو ہوستنگ گوپی تک ہزاروں اداکار آئے فلموں کے ذریعہ شہرت، عزت، دولت، اور مقبولیت پا کر رفتہ رفتہ نظروں سے اس طرح اوجھل ہو گئے کہ آج کوئی ان کا نام بھی نہیں لیتا۔ وہ گمنامی کی زندگی گزار کر چپکے سے راہیٔ ملک عدم ہو گئے یا کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان میں ایسے اداکار بھی تھے جن کے عروج کے زمانے میں ان کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جاتے تھے ان میں سے صرف چند ہی اپنی اداکاری کے گہرے نقوش چھوڑ گئے ان میں مظہر جاں، سینئر، موتی لال، یعقوب اور چندر موہن کے نام ناقابل فراموش ہیں۔ فلمی تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ روشن رہے گا۔ بعد کے دور میں اپنی خداداد صلاحیتوں اور استعداد، فطری اداکاری اور منفرد طرز ادا (اسٹائل) سے جن اداکاروں نے متاثر کیا وہ دلیپ کمار، راجکمار، سنجیو کمار اور امجد خاں ہیں۔ ان اداکاروں نے ایک ہی نوعیت کے رول قبول کر کے ایک مختص امیج قائم کرنے کی بجائے متنوع اور متبادل رول کے ذریعہ ہر نوعیت کے کرداروں پر اپنے آپ کو سمو کر اپنی والہانہ بے ساختہ فطری اداکاری کے وہ نایاب نمونے پیش کئے کہ فلمی دنیا اور فلم بین ان کے رہین منت ہیں اور ان کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

سنجیو کمار اپنے ہم عصر اداکاروں میں ایک شہزادہ تھا

سنجیو کمار مر گیا ہے لیکن ایکٹر سنجیو کمار زندہ ہے۔ سنجیو کمار



نے اپنی ۴۵ سالہ زندگی میں ۱۲۵ فلموں میں دل لبھانے والی متاثر کن اداکاری کے ذریعہ لاکھوں فلم بینوں کے دل میں گھر بنا لیا تھا۔ اس کی فلمیں جب بھی اور جہاں بھی نمائش کے لئے

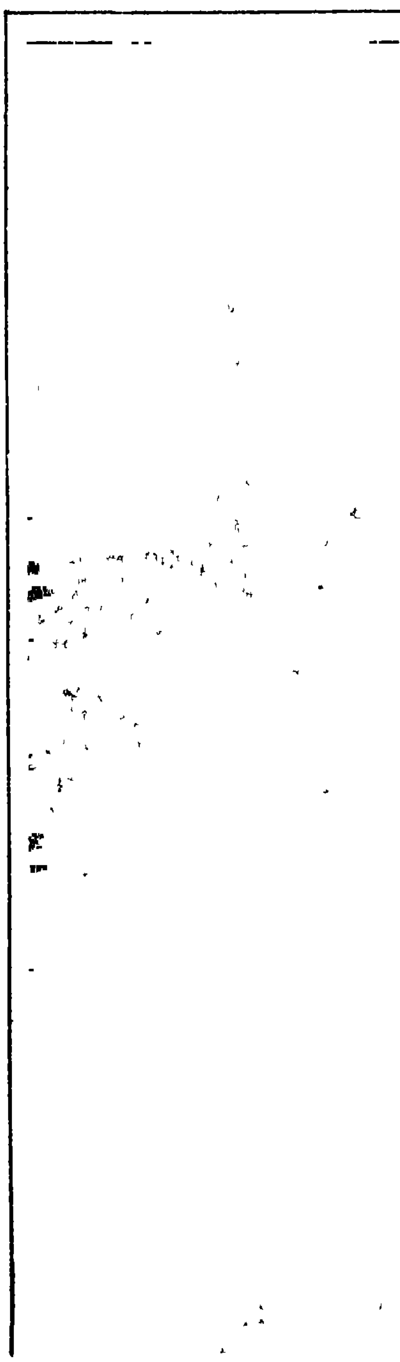
پیش ہوں گی اس کی یاد تازہ کرتی رہیں گی۔ اداکاری کی تربیت حاصل کرنے والے طالب علم اس کی اداکاری کو مشعل راہ بنائیں گے۔ سنجیو کمار، جگر مرادآبادی کے اس شعر کی تفسیر تھا کہ ؎

اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہل دل
ہم وہ نہیں جن کو زمانہ بنا گیا

شہنشاہ جذبات دلیپ کمار ایشیا کا وہ عظیم اداکار ہے جس کے مقابل آنے سے ہمیشہ مشہور اور چوٹی کے اداکاروں نے بھی گریز کیا۔ سنجیو کمار نے دلیپ کمار سے مقابلہ کی جرأت کی فلم سنگھرش (۱۹۶۸ء) اور ودھاتا (۱۹۸۱ء) میں دلیپ کمار کے مقابل رول کرکے خود اعتمادی کا ثبوت دیا۔ دلیپ کمار نے وسعت نظری سے کام لے کر نہ صرف اس جرأت کی داد دی بلکہ اس کی اداکارانہ صلاحیتوں کا کھلے دل سے اعتراف بھی کیا۔ دلیپ کمار نے کیرکٹر ایکٹر کا رول فلم کرانتی (۱۹۸۱ء) میں اسوقت قبول کیا جبکہ ہیرو کے رول کے لیے وہ موزوں نہیں رہا تھا جبکہ سنجیو کمار نے جوانی عمری ہی میں ہیرو کے رول کے ساتھ ساتھ کیرکٹر ایکٹر کے رول اپنائے اور بوڑھے کے رول میں اپنی انفرادیت برقرار رکھی۔ شعلے (۱۹۷۵ء) پریچے (۱۹۷۲ء) ترشول (۱۹۷۸ء) زندگی (۱۹۷۷ء) موسم (۱۹۷۶ء) ودھاتا (۱۹۸۱ء) یہی ہے زندگی (۱۹۷۷ء) ہمارے تمہارے (۱۹۷۹ء) جانی دشمن (۱۹۷۹ء) اور بیوی او بیوی (۱۹۸۱ء) اس کی کامیاب مثالیں ہیں۔ دلیپ کمار نے اپنی فلمی زندگی کا آغاز ۱۹۴۴ء میں فلم جوار بھاٹا سے کیا اور ابتدائی چند فلموں کے بعد تمامتر فلموں میں اپنی پسند کے رول، ہیروئن اور ہدایت کار کو ترجیح دی اور ۴۱ سالہ فلمی زندگی میں صرف ۵۷ فلموں میں کام کیا جبکہ سنجیو کمار نے اپنے ۲۵ سالہ (۱۹۶۰ء تا ۱۹۸۵ء) دور میں اچھی بری ہر نوعیت کی ۱۲۵ فلموں میں ہر ہیروئن اور ہر ہدایت کار کے ساتھ کام کیا۔

سنجیو کمار نے اپنی کامیابی کا راز یہ بتایا تھا کہ اسنے ابتدا ہی سے عوام میں کوئی خاص امیج پیدا ہوتے نہیں دیا۔ ہر نوعیت کے رول قبول اور ادا کئے۔ سنجیو کمار ایک ہی ٹائپ کے رول کے خلاف رہا۔ اس کا خیال تھا کہ ایک مرتبہ ایک امیج بن جائے تو فلم ساز کہانیاں بھی اسی امیج کو پیش نظر رکھ کر لکھواتے ہیں۔ سنجیو کمار کو بے انتہا مقبولیت اس کے فلم کھلونا (۱۹۷۱ء) میں پاگل نوجوان کے کردار میں بے عیب اداکاری سے ملی۔ فلم انوکھی رات (۱۹۶۸ء) میں ڈاکو اور فلم نیا دن نئی رات (۱۹۷۴ء) میں نو کرداروں کی خوبی سے انجام دہی۔ فلم شعلے (۱۹۷۵ء) میں سپرنٹنڈنٹ جیل کا یادگار رول، فلم شطرنج کے کھلاڑی (۱۹۷۸ء) میں لکھنؤ کی دم توڑتی ہوئی تہذیب کے نمائندے ایک نواب کا رول، فلم کوشش (۱۹۷۳ء) کا گونگا بہرہ، فلم آندھی (۱۹۷۵ء) کا ایک سیاستداں عورت کا خوددار شوہر، فلم ودھاتا (۱۹۸۱ء) کا وفادار نوکر، فلم رام تیرے کتنے نام (۱۹۸۵ء) کا پنڈو رام، ایسے یادگار کردار ہیں جو زندہ و جاوید ہو گئے ہیں۔ چہرے سے دلی جذبات کی عکاسی آواز میں تبدیلی پر قدرت، مکالمے ادا کرنے کا منفرد انداز سنجیو کمار کا طرۂ امتیاز تھا۔ وہ اپنے آپ کو رول میں اسطرح ڈھال لیتا تھا کہ گویا اپنی ہی زندگی کا کوئی واقعہ ہے۔ جوان ہیرو سے زیادہ بوڑھے آدمی کے کرداروں میں وہ سینما کاروں سے بازی لے گیا۔ اس قسم کے کردار ہیرو کے کردار سے زیادہ اہمیت اختیار کر گئے۔ سنجیو کمار کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ وہ ایک بوڑھا آدمی تھا جو جوانی میں انتقال کر گیا۔

سنجیو کمار نے کم لاگت کی آرٹ فلموں میں محض کم معاوضوں کی وجہ سے کام کرنا قبول نہیں کیا۔ تاہم فلم کوشش (۱۹۷۴ء) دستک (۱۹۷۱ء) موسم (۱۹۷۷ء) اور آندھی (۱۹۷۵ء) کا شمار آرٹ کی نوعیت کی فلموں میں کیا جا سکتا ہے۔ دستک میں ایک مسلم شوہر، اور موسم میں ایک بوڑھے ناکام عاشق کے کردار بھی قابل دید ہیں۔ فلم ڈشوا گھات (۱۹۷۶ء) میں باپ بیٹے



کے ڈبل رول میں خصوصاً ٹیلی فون کے کلاسک منظر میں خود کلامی سنجیو کی اعلیٰ پایہ کی اداکاری کی مثال ہے۔ سنجیو کمار نے اپنی تمام فلموں میں اپنی موجودگی کا احساس دلایا ہے اور بیشتر موقعوں میں وہ اپنے ساتھی اداکاروں اور ہدایت کاروں پر حاوی رہا ہے صرف فلم شطرنج کے کھلاڑی (۱۹۷۸ء) ہی واحد فلم ہے جس میں ہدایت کار ستیہ جیت رے کو اداکار سنجیو کمار پر سبقت حاصل ہے۔ اس فلم میں سعید جعفری اور امجد خان نے بھی مسابقت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے۔ مشکل ترین کردار ادا کرنے میں سنجیو کا کوئی ثانی نہ تھا۔ سنجیو کمار نے کوشش کو اپنی سب سے پسندیدہ اور بہترین فلم قرار دیا تھا۔ اس کے علاوہ کھلونا، موسم، ترشول، ارجن پنڈت، سنگھرش، شعلے، نیا دن نئی رات، انوبھو، آندھی اور رام تیرے کتنے نام اس کی پسندیدہ فلمیں تھیں۔ فلم کوشش اور دستک میں بہترین اداکاری پر سنجیو کمار کو نیشنل ایوارڈ اور شکار، آندھی اور ارجن پنڈت میں بہترین اداکاری پر فلم فیر ایوارڈ ملے۔

وحیدہ رحمٰن جس نے فلم ترشول (۱۹۷۸ء) من مندر (۱۹۷۱ء) صبح و شام (۱۹۷۳ء) اور نمکین (۱۹۸۲ء) میں سنجیو کمار کے ساتھ کام کیا، سنجیو کمار کے بارے میں بتایا کہ وہ کسی بھی رول کو آسانی سے ادا کرتا تھا۔ کیرکٹر میں خود کو ڈھال لینا سنجیو کے لیے کوئی مشکل نہ تھا۔ ستارے تو بہت مل جاتے ہیں لیکن آرٹسٹ ملنا دشوار ہوتا ہے۔ سنجیو کمار اور گلزار میں خوب گھلتی تھی۔ گلزار نے کوشش، آندھی، موسم اور انگور کے کردار سنجیو کو پیش نظر رکھ کر تیار کئے۔ اسی لئے سنجیو نے بھی دل و دماغ سے ان فلموں میں کام کیا۔

سنجیو کمار مزاحیہ رول میں بھی اپنا کمال دکھاتا تھا جس کی مثالیں لیڈیز ٹیلر، انگور، پتی پتنی اور وہ، نوکر، سوٹیر، بیوی او بیوی، اور مہمان اور شریمتی ہیں۔ سنجیو کی زندگی کی اہم کمی محبت سے محرومی ہے۔ دل و جان سے محبت کرنے والی ایک شریک حیات کی کمی نے تنہائی اور غم کا احساس پیدا کر دیا تھا جس کا مداوا اس نے شراب میں ڈھونڈ لیا تھا۔ اس کی کمزوری شراب کے علاوہ سگریٹ اور اچھی مرغن غذائیں بھی تھیں۔ وہ اپنے معالج کی ہدایت کے خلاف بے دریغ استعمال کرتا تھا۔ مینا کماری اور سنجیو کمار کو سارے دیش نے اپنا بھرپور پیار دیا لیکن ان دونوں کو شاید اپنی زندگی سے پیار نہ تھا۔ امریکہ سے بائی پاس سرجری کے بعد ہندوستان واپس آتے ہی سنجیو نے اپنی زیر تکمیل فلموں راہی، قتل، کانچ کی دیوار، بات بن جائے اور ریڈ کار کو مکمل کیا۔ فلم قتل کو مرنے سے قبل کی رات دیر گئے کام کر کے مکمل کیا۔ اس کی ایک عظیم الشان فلم جو ادھوری رہ گئی وہ فلم محبت اور خدا ہے جس کے لئے سنجیو کمار نے جسقدر ذہنی اور جسمانی محنت کی وہ شاید کسی اور فلم کے لیے نہیں کی، دنوں بھوکا رہا، فاقے کئے ورزش کی، وقت پر سونا اور وقت پر جاگنے کا عمل بھی کیا۔ شاید مجنوں کا رول اسکی زندگی کا سب سے بہترین رول ثابت ہو۔ جب کبھی سنجیو کمار پردۂ سیمیں پر نظر آئے گا اس کی یاد تماشائیوں کے دلوں میں تازہ ہو جائے گی۔ (آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد سے نشر)

کنبہ بندی کے طبی فوائد

ڈاکٹر انجم گورکھپوری

موضوع کے لحاظ سے کنبہ بندی جہاں مختلف مسائل کے حل کا ذریعہ اور تدارک سمجھا جاتا ہے وہاں طب کے لحاظ سے جسمانی فلاح کے لیے بھی ضروری ہے۔ حالانکہ بعض لوگ کنبہ بندی کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ہیں لیکن نکتہ شناس حضرات اس پر غور و فکر کر رہے ہیں۔ کسی اہم مسئلے یا کسی مرض کے علاج کے لیے ضروری ہے کہ اسباب پر بھی غور کر لیا جائے وہ نیز اس کے انسداد کی فکر کی جائے۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان کے جسم میں مختلف اعضا ہیں مثلاً آنکھ، کان، دل، جگر، پھیپھڑا، گردہ اور معدہ وغیرہ اور ان کے مختلف فن ہیں جو کہ جسم کے افعال یعنی تندرستی کو محفوظ رکھتے ہیں اور اس کے قیام میں معاون ہوتے ہیں۔

اس دنیا میں ہمارے گرد مختلف قدرتی عناصر روشنی، ہوا، سردی، گرمی وغیرہ ہیں۔ ان قدرتی عناصر اور تمام بیرونی و اندرونی اعضا میں ایک گہرا تعلق ہے یعنی ان عناصر کی ایک خاص حالت اور مقدار میں وہ اعضاء اپنے فعل کو باقاعدہ اور قدرتی طور پر جاری رکھ سکتے ہیں۔ مثلاً آنکھ ایک درجہ کی روشنی تک دیکھنے کا فعل کر سکتی ہے اگر اس سے زیادہ یا کم ہو جائے تو آنکھ کے فعل میں فرق آ جائے گا۔ اسی طرح پھیپھڑے ایک خاص مقدار اور خاص حالت کی رقیق اور صاف ہوا میں اپنا فعل کر سکتے ہیں۔ اگر ہوا مقدار میں کم یا غلیظ و خراب ہو جائے تو پھیپھڑے کے فعل میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ان مختلف اعضاء میں باہم ایک ربط ہے اگر کسی عضو کے فعل میں فرق پڑ جاتا ہے تو اس کے ساتھ دوسرے اعضا بھی علالت کرنے لگتے ہیں اور ان کے فعلوں میں بھی فرق پڑ جاتا ہے اسلئے سبھی جسمانی اعضاء کے باہم یعنی قدرتی طریقہ سے سبھی افعال کو جاری اور قائم رکھنے ہی کو تندرستی کہتے ہیں۔ پس حفظ صحت علم طب کا وہ حصہ ہے جو ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ان مادی اسباب میں سے صحت و توانائی متاثر ہوتی ہو ان سے پرہیز کیا جائے۔

اس علم حفظ صحت میں طریقہ بود و باش، عادات، آب و ہوا، روشنی، لباس، صفائی، غذا اور پرہیز وغیرہ بھی شامل ہیں اور یہ تمام سلسلہ انسان کی پیدائش سے شروع ہو جاتا ہے۔ بلکہ وہ ابھی پیٹ ہی میں رہتا ہے تبھی سے تقریباً ان تمام عناصر سے اس کا ربط ہو جاتا ہے۔ ایک خاص وقت تک پیٹ میں نشو و نما کے لیے ان تمام چیزوں کی ایک مخصوص مقدار میں ضرورت ہوا کرتی ہے۔ چونکہ قدرتی طور سے حرکات اور افعالِ اجزاء کا صرفہ ہوتا ہے۔ اور بچہ ماں کے پیٹ میں انہیں اجزاء سے پرورش پاتا ہے جس کا لازمی اثر ماں کی صحت پر بھی پڑتا ہے اس لیے اس زمانے سے لے کر پیدائش کے بعد بھی ایسی چیزوں کے استعمال کی ضرورت ہوا کرتی ہے جو جسم میں داخل ہو کر اس کمی کو پورا کریں۔ یعنی ہوا، پانی، اور صفائی وغیرہ کے ساتھ غذا کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ جسم کی پرورش اور اس میں ہوئی کمی کو غذا ہی پورا کرتی ہے۔ اگر یہ کمی پوری نہ ہو اور صرفہ برابر جاری رہے تو جسم کمزور ہوتے ہوتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس میں کسی قسم کی حرکت کی قوت باقی نہیں رہ جاتی۔

قدرت نے مختلف کاموں کے لیے مختلف قانون و قاعدے اور طریقے بنائے ہیں۔ اس کے برخلاف کسی عمل و فعل سے نقصان پہنچنا فطری ہے اب جبکہ عام حالات میں انسان کے اندر اجزاء کا صرفہ ہوتا رہتا ہے تو یہ بات آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کو جسمانی طور پر سنبھلنے اور ان اجزاء کے صرفہ و اخراج سے ہوئی کمی کو پورا کرنے کے لیے وقت درکار ہے یا نہیں ——؟

ظاہر ہے کہ قانون قدرت کے تحت بچے کو ماں کے دودھ کی ضرورت کم سے کم دو سال تک رہتی ہے۔ اگرچہ ایسی کچھ عورتیں اپنی صحت کے پیش نظر بچوں کی پرورش مصنوعی غذا سے کرتی ہیں لیکن ایسا وہی کر سکتی ہیں جن کی اقتصادی اس قابل ہو جو خود اپنی صحت کی واپسی کے خیال سے غذا کا استعمال کریں اور بچے کے لیے بھی، تاہم ماں دودھ میں ضروری اجزاء اور ان کا تناسب قدرتی ہوتا ہے وہ مصنوعی اور بالائی غذا سے فراہم نہیں ہوتے۔ اس کی عمر کے لحاظ سے جیسے دودھ کی ضرورت ہوا کرتی۔ قدرتی طور پر ماں کے دودھ ہی سے حاصل ہوتا ہے یہ بچہ جیسے بڑھتا ہے ماں کے دودھ میں اجزاء اسی مناسبت پیدا ہوتے رہتے ہیں بہرحال دونوں ہی صورت و تدبیر توانائی کے لیے وقفہ اور وقت درکار رہے۔ ایک بیما اچھا ہو کر پھر بیمار پڑ جائے اور یہ سلسلہ برابر جاری رہے وہ انسان خود اپنی زندگی کو بوجھ محسوس کرنے لگتا ہے ا اوقات وہ اپنی اس بیمار زندگی پر موت کو ترجیح دینے ہو جاتا ہے۔ کسی کنبہ کی مالی حالت لاکھ بہتر سہی لیکن ا کوئی فرد غیر صحت کا شکار رہے تو اس کی زندگی بے کیف رہ جاتی ہے۔ صحت کوئی خرید و فروخت کرنے والی چ ہے۔ کھیتوں میں کام کرنے والے مزدور ہوں یا کر س کام کرنے والے ہوں جو بھی حفظ صحت کے اصولوں کو ا صحت اس کے ساتھ ہوگی اور یہ کوئی مشکل کام بھی نہ میں عرض کر چکا ہوں کہ انسان کی زندگی کے لیے جن اج عناصر کی ضرورت ہوتی ہے ان کے ساتھ پرہیز بھی لا اور اعتدال بھی۔ کسی چیز کی کثرت خواہ اس کا تعلق کھانے کی چیز سے ہو یا حیاتین سے ہو یا رگوں میں دوڑنے والے سے ہو، وہ نہ صرف صحت کے لئے مضر ہے بلکہ مہلک بھ ہو سکتی ہے۔ اکثر بارانِ رحمت بھی، باران زحمت بن جاتی اسی لیے اعتدال کو بہتر سمجھا گیا ہے اور سمجھدار لوگ غذا، باش، عادات اور خیالات میں احتیاط کرتے ہیں او طرح کنبہ بندی پر بھی توجہ حفظ صحت کے لیے ضروری ہے عدم صحت کا مطلب صرف ناتوانائی نہیں بلکہ مختلف قس بیماریوں کو دعوت دینا ہے۔ بالخصوص عورتوں میں ا امراض پیدا ہو جاتے ہیں جو انہیں گھن کی طرح لگ جا ہیں اور ان کے بداثرات اور مصائب کا سامنا نہ صرف تنہا کرنا پڑتا ہے بلکہ ان کے ساتھ گود میں ہنستا ہوا بچہ ہوتا ہے اور نیز دیگر بچوں کی پرورش میں کمی آ جاتی ہے، نشو و نما بہتر طریقے سے نہیں ہو پاتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا وہ بچہ جوان ہو کر بھی کمزور رہتا ہے یا بعض اجزاء کی کمی ہو کے سبب جوانی اور بڑھاپے کے درمیان زیادہ فاصلہ رہ جاتا ہے۔ اس لیے یہ قول صادق آتا ہے کہ ہر چیز کی بری ہوتی ہے۔ لہٰذا کنبہ بندی بطور انسداد حصول صحت لا ہے۔ اور حرف آخر کے طور پر ایک نکتہ سنج کا یہ کہنا غلط نہ ہو کہ

زندگی کیا ہے، عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے، انھیں اجزا کا پریشاں ہونا

(گورکھپور سے فشر)

نیوکلیائی انرجی پر ایک نظر

محمد اظہار خضر

سائنس مختلف ترقیات کے ادوار سے گزرتے ہوئے آج ایک منزل پر پہنچ چکی ہے۔ زندگی کا وہ کونسا شعبہ ہے جس میں سائنس کا دخل نہیں ہے۔ سائنس کو ترقی کے اس منزل پر پہنچانے کے لئے انسانوں نے اپنی بہترین کوششیں صرف کی ہیں۔ اور قدرت کی چھپی ہوئی نعمتوں کو دریافت کرکے دنیا کی بڑی خدمتیں انجام دی ہیں۔ سائنس کے ارتقا کی ایک کامیاب منزل نیوکلیر انرجی کی دریافت ہے۔

وہ زمانہ یاد کیجئے جب پہلی مرتبہ ہیروشیما اور ناگا ساکی نے دوسری جنگ عظیم کے دوران ایٹم بم کی ضرب شدید کا احساس کیا تھا تو انسانوں کی آبادی حیرت اور خوف کے جذبے سے کانپ گئی تھی۔ ایک طرف سائنس کی ترقی کی حد یہ کہ انسان کے لئے آسانی کی مختلف راہیں کھل رہی ہیں تو دوسری طرف زندگی کے بعض راستے بند بھی ہو رہے ہیں۔

آزادی کے بعد سے ہندوستان میں مختلف سائنس پراجیکٹ اور منصوبوں پر عملدرآمد ہونے لگا ہے۔ ۱۹۵۰ء میں ہندوستان کی حالت یہ تھی کہ پن اور پنسل جیسی معمولی چیزیں بھی غیر ملکوں سے منگوانی پڑتی تھی۔ لیکن بتدریج ارتقائی منازل سے گزرتے ہوئے آج حالت یہ ہے کہ ہندوستان دنیا کے نوّے سے زیادہ ملکوں کو پیچیدہ قسم کا الیکٹرونک اور انجینئرنگ کا سامان مہیا کر رہا ہے۔ رفتہ رفتہ ہندوستان نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ اور مغربی ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں ہم بھی ریسرچ کرنے لگے ہیں۔ اور یہ اس بڑھتے ہوئے قدم کا نتیجہ تھا کہ ۱۸ رمئی ۱۹۷۴ء کو راجستھان میں پوکرن نامی علاقہ میں ہمارے ماہر سائنسدانوں نے نیوکلیائی قوت کا تجربہ کیا اور دنیا کو کشمکش و پیچ میں ڈالدیا۔ یہ دھماکہ پُرامن مقاصد کے لیے کیا گیا تھا۔ اس دھماکے کا تجربہ اس وقت تک دنیا کے پانچ ہی ممالک کر پائے تھے۔ اور ہندوستان کا نمبر چھٹا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دھماکہ جنگ کے نقطۂ نظر سے نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کا نقطۂ نظر مثبت اور تعمیری ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں اور خاص کر صنعت اور زراعت وغیرہ کے کاموں میں ہندوستان کو جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا، اب اس نیوکلیائی قوت کے ذریعہ ان دشواریوں پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اور کم سے کم وقت میں ترقی کے راستوں کو طے کیا جا سکتا ہے۔

آج سائنس کی دنیا جوہری زمانہ (ATOMIC AGE) کی منزلوں کو طے کرکے نیوکلیائی زمانے میں قدم رکھ چکی ہے۔ اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ جوہری توانائی (ATOMIC – ENERGY) اپنے تیسرے دور سے گزر رہی ہے۔ اسکا پہلا دور تلاش و جستجو اور اس کے افادی پہلو پر غور کرنے میں صرف ہوا۔ دوسرا دور نیوکلیر پاور ری ایکٹر ڈیزائن کی تشکیل تھا اور اس کو ارتقا کی مختلف منازل سے گزار کر بالیدگی کی سطح تک لانا تھا ——— اور آج یہ اپنے تیسرے دور سے گزر رہی ہے۔ معیشت کے پس منظر میں اس کا ہمہ گیر استعمال، مثبت اور تعمیری نقطۂ نظر سے ہونا اس کا مقصد خاص ہے۔ لیکن ابھی بھی جوہری توانائی عبوری دور سے گزر رہی ہے۔ انسانی برادری کے فلاح و بہبود کے لیے اس کی کیا اہمیت ہے، اس سلسلے میں اب تک کوئی اطمینان بخش اور بین نظریہ سامنے نہیں آسکا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں اس وقت نیوکلیر پاور کے منفی پہلو پر بحث چھڑی ہوئی ہے۔ ان میں کچھ ملکوں کے سائنسدانوں کا تو یہ خیال ہے کہ اس کا کوئی حفاظتی اور افادی پہلو نہ تو ہمارے معیشت میں ہے اور نہ ہی ٹیکنالوجی میں۔ ان سائنسدانوں کے یہ خیالات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ وہ اس کے افادی پہلو نیز معیشت میں استحکام سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نیوکلیر انرجی کا ہمارے معیشت کا گہرا واسطہ ہے۔ خاص کر توانائی کے ذرائع کی توسیع کیلئے یہ بہت معاون و مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ توانائی کا ذکر آتے ہی سے ہمارے ذہن میں لا محالہ بجلی کی طاقت یا کسی میکانکی قوت کے بارے میں بیشمار مسائل ابھر جاتے ہیں ——

آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی انسانوں کو ان ضروری چیزوں کی بے حد کمی کا احساس ہے جن کے بغیر کامیاب زندگی کا گزارنا ممکن نہیں! ان ہی میں سے ایک پاور ہے جو غالباً زندگی کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ زندگی کے ہر ایک شعبے میں اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ موجودہ زمانے میں اس کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ بجلی ہے، جو پاور اسٹیشنوں میں کوئلے کے بل پر حاصل کی جاتی ہے۔ ہندوستان میں بجلی کی پیداوار کے لیے جو اہم ذرائع ہیں ان میں پن بجلی اور کوئلہ قابل ذکر ہیں۔ اور جدید ترین وسیلہ میں نیوکلیائی افتراق (NUCLEAR FISSION) ہے۔ پن بجلی کے ذریعہ بجلی وافر مقدار میں پیدا ہوتی ہے۔ لیکن ہندوستان میں ابھی بھی اس کے ذرائع بہت ہی محدود ہیں۔ سنٹرل واٹر اور پاور کمیشن کی ایک رپورٹ کے مطابق ۱۹۵۳ء اور ۱۹۶۶ء کے درمیان میں HYDEL POTTENTIALS کے ذریعہ ۴۰۰۰ میگا واٹ بجلی کی پیداوار ہوئی ہے۔ ان ذرائع کے ذریعہ پیداشدہ بجلی سے صرف ۳۸ فیصد انرجی کی ضرورت پوری ہوتی ہے اور اسی فیصد میں بجلی بھی پیدا ہوتی ہے۔ اگر اس کی صلاحیت کو بڑھا بھی دیا جائے تو بھی انرجی کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا نہیں کیا جا سکتا ہے۔

کوئلہ کا ذخیرہ ہمارے ملک کے بیشتر صوبوں میں پھیلا ہوا ہے۔ خاص کر بہار اور بنگال میں بیشمار کانوں کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ اس کے ذریعہ بھی پاور اسٹیشنوں میں بجلی حاصل کی جاتی ہے۔ امریکہ، روس اور دوسرے ترقی یافتہ ملکوں میں ایسے پاور اسٹیشن بھی ہیں جو کوئلہ کی جگہ پر ایک نیوکلیر ایندھن یورینیم کا استعمال کرتے ہیں۔ لیکن ان ذرائع سے توانائی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو ہم پورا نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے ذخیروں میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ خاص کر یورینیم جیسے قدرت نے پہلے ہی سے قلیل مقدار میں ہمیں عطا کیا ہو۔

ان تمام حالات اور دشواریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے سائنسداں مسلسل جوہری توانائی پر تجربہ کرتے آ رہے ہیں۔ اس کے ذریعہ انرجی کی مسلسل دشواریوں پر قابو پانے کے درپے ہیں۔ مستقبل میں پیش آنے والے شدید توانائی مسئلے کے مدنظر اس کا حل صرف نیوکلیر انرجی کا استعمال ہے۔ یورینیم کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے توانائی کو جنم دینے والے ایسے BREEDER یا کارخانے بنائے جا رہے ہیں جن میں یورینیم کی بجائے پلوٹونیم کا استعمال توانائی کے پیدا کرنے میں کیا جا رہا ہے۔ لیکن یورینیم کا جو ذخیرہ ہمارے ملک میں پایا جاتا ہے وہ بہت ہی کم ہے۔ اس کے باوجود اس کے ذریعہ جو انرجی کی پیداوار ہوگی وہ سبھی ذرائع سے پیداشدہ انرجی سے زیادہ ہوگی۔ قدرت نے یورینیم دو isotopes کی شکل میں پیدا کی ہے ایک URANIUM-۲۳۵ اور دوسرے URANIUM ۲۳۸۔ اب جبکہ اس کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ یورینیم کی مقدار بے حد کم ہو جائے گی۔ تو اسکی جگہ پر پلوٹونیم کو بطور ایندھن استعمال کرکے توانائی پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور جس میں سائنسدانوں کو کامیابی بھی حاصل ہو چکی ہے۔ اس طرح سستی اور وافر بجلی کی قوت حاصل کی جا سکتی ہے اور فضائی آلودگی کا خطرہ بھی کم ہو سکتا ہے۔ جو دنیا کے لیے دن بدن ایک مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ کچھ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ یہ اقدام اتنا آسان نہیں جتنا اسے سمجھا گیا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ایسے کارخانے نوع انسانی کے لیے تباہی کے باعث بن سکتے ہیں۔ اور انکی زیادہ تعداد میں موجودگی سے تابکاری پلاٹونیم (RADIOACTIVE PLUTONIUM) پیدا ہوگا وہ انتہائی خطرناک ثابت ہوگا۔ اس سلسلے میں اس بات کو سمجھنا پڑے گا کہ ایک جوہری ری ایکٹر کس طرح کام کرتا ہے۔ بعض جوہری عناصر مثلاً URANIUM 235 کے جوہری مرکز (NUCLEUS) کے مستحکم نہیں ہوتے ہیں اور مسلسل

توانائی خارج کرتے رہتے ہیں۔ توانائی کے اخراج کی ایک صورت افتراق (FISSION) بھی ہے۔ اس عمل میں خود جوہری نیوکلیس تقریباً دو مساوی حصوں میں بٹ جاتا ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں حیرت انگیز توانائی کا اظہار ہوتا ہے۔ جس سے جوہری توانائی گھر (ATOMIC ENERGY PLANT) چلتے ہیں اور جیسے بجلی کی قوت حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

چونکہ URANIUM 235 بہت ہی کم مقدار میں دستیاب ہے اس لیے اس کی جگہ پر مصنوعی ایندھن کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ مصنوعی ایندھن URANIUM 238 اور تھوریم ہیں جو قدرت نے ہمیں بہ افراط دیئے ہیں۔ یہ عناصر ATOMIC REACTOR میں پلوٹونیم میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی سہولت کی بنا پر BREEDER REACTOR میں کم ایندھن کے عوض زیادہ جوہری ایندھن حاصل کیا جا سکتا ہے یعنی اس طرح حاصل کردہ پلوٹونیم دوسرے ریئیکٹر میں اور بھی زیادہ پلوٹونیم کے حصول کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آدھا کیلو پلوٹونیم اتنی توانائی پیدا کر سکتا ہے جتنا تقریباً پندرہ لاکھ کیلو کوئلے سے پیدا ہوتی ہے۔

بریڈر ری ایکٹرز میں پلوٹونیم کی افادیت کے بارے میں جہاں چند ایک اشارے ہیں وہیں ان خطرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے جو اس کے استعمال کی وجہ سے زحمت کا باعث بن سکتے ہیں۔ ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

پلوٹونیم انتہائی زہریلی اشیا میں سے ایک ہے۔ یہ جانوروں میں پھیپھڑوں کا کینسر پیدا کرتا ہے اور انسانی جسم پر اس کے اثرات تباہ کن ثابت ہوتے ہیں چونکہ یہ فوراً آکسیجن کے ساتھ اختلاط کرتا ہے اس لیے جہاں بھی یہ استعمال ہوتا ہے وہاں آتشزدگی کے قوی امکانات ہوتے ہیں۔ اس کی یہ خصوصیت تو جان لیوا بھی ہی ہے۔ جس کا عرصۂ زوال DECAY PERIOD چوبیس ہزار سال ہے لہٰذا اس کا کثیر استعمال مختلف ذرائع سے ماحول کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

متذکرہ بالا سطور کی روشنی میں یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ نیوکلیر انرجی ہی ایک ایسا راستہ ہے جس سے دنیا کے توانائی مسئلہ کو اور خاص کر ہندوستان کے توانائی مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے سائنسداں بھی یورینیم کی بجائے پلوٹونیم اور تھوریم کو مصنوعی ایندھن کی شکل میں استعمال کر کے انرجی پرابلم پر قابو پانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج ہندوستان میں بہت سے جدید ترین نیوکلیر آلات بنائے جا رہے ہیں۔ آج ہم لوگوں کے لیے فخر کی بات ہے کہ ہمارے ماہر سائنسداں کچھ خاص اور اہم نیوکلیائی آلات بنا رہے ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

محمد اظہار خضر
صادق پور سرائے پوسٹ گلزار باغ۔ پٹنہ ۷

گلاب کے مختلف استعمال

ڈاکٹر پروین عباسی

گلاب خوبصورتی کا پیغامبر، آج تک ایک حقیقت بنا ہوا ہے۔ اس سے قدرت کے جمالیاتی حسن کا اندازہ ہوتا ہے۔ یوں تو یہ عالم پودوں میں بھرا پڑا ہوا ہے۔ لیکن گلاب کا ایک خاص مقام ہے۔ گلاب میں کشش اور اس کی دل لبھانے والی خوشبو آج دنیا بھر میں مشہور ہے اور اسی وجہ سے اسے پھولوں کی رانی کہا جاتا ہے۔ زمانۂ قدیم کے ادب اس کے بیان سے پر ہیں۔

گلاب کا جنم کاکیس اور ایسیریا کا ہے مگر ہندوستان میں زمانۂ قدیم سے ہی اس کی کاشت ہو رہی ہے۔ گلاب کے چار اقسام عطر کے لیے عمدہ بتائے گئے ہیں۔ یہ اقسام ہیں گلابی رنگت کا گلاب ROSACENTITOLIA • لال رنگ کا گلاب ROSADAMASEMA • سفید یا ہلکے گلابی رنگ کا گلاب ROSA ALBA • اور گہرے لال رنگ کا گلاب ROSAGALLICA۔ بلغاریہ دنیا کا سب سے بڑا گلاب کی کاشت کرنے والا ملک ہے۔ جہاں بلقان کے جنوبی ڈھال پر تقریباً بارہ ہزار ایکڑ زمین پر لال رنگ کا یعنی دمسک گلاب اگایا جاتا ہے۔ گلاب کی کھیتی کے لیے دوسرے، تیسرے اور چوتھے نمبر پر فرانس، ایشیا کوچک اور ہندوستان ہے۔

شاخِ گل پہ جو آفتاب سا ہے
حسنِ فطرت کا انتخاب سا ہے
جو نباتات کی کتابوں میں
رنگ و نکہت کا ایک باب سا ہے
شاعروں کی زبان میں لیکن
سرخ ہونٹوں پہ اک گلاب سا ہے

ہندوستان میں گلاب کے کئی خود رو اور ساتھ ہی ساتھ کاشت کیے گئے اقسام موجود ہیں۔ اس کی باغبانی کو دن بدن فروغ مل رہا ہے۔ جہاں اس کی پیداوار مقدار میں بڑھ رہی ہے وہیں اس کے نئے نئے اقسام بھی بنائے جا رہے ہیں۔ اس وقت گلاب کے تقریباً تین ہزار اقسام موجود ہیں جو کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے برابر بنتے رہے ہیں۔ رشید الدین نے چودھویں صدی میں لکھا کہ گجرات کے لوگ امیر اور خوشحال ہیں اور ان کے پاس تقریباً ستر اقسام کے گلاب موجود ہیں۔ ۱۵۹۱ء میں شہنشاہ بابر نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے کہ میں نے گلاب کے پودے لگانے کا کوئی بھی موقع چھوڑا نہیں ہے۔ شہنشاہ جہانگیر نے ۱۶۰۵ء میں اپنی یادداشت میں لکھا ہے کہ ہندوستان ہر قسم کے گلاب سے بھرا پڑا ہوا ہے جس میں خاص اقسام ہیں مسک اور دمسک۔

گلاب عطر کے لیے مشہور ہے اور کہا جاتا ہے کہ عطر کی تواریخ دنیا کی تہذیب کی تواریخ ہے۔ قدیم یونانی، مصری، رومی اور عبرانی عطر کا کثرت سے استعمال کرتے تھے۔ لوئی چودہ اپنے لیے عطر خود اپنے سامنے بنواتے تھے۔ ان دنوں عطر کی خوشبو کو صفائی کا علمبردار کہا جاتا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے جمالیاتی حسن جراثیم کش فطرت اور بدبوکشی جیسی خصوصیات تہذیب کے شروع کے ایام سے آج تک برقرار ہے۔

اتر پردیش کا ضلع غازی پور عطر سازی کے لیے دو سو برس تک ہندوستان کا خاص مرکز رہا ہے۔ ہندوستان میں گلاب اور دوسرے خوشبودار روغنی پودوں پر تجربات کیلئے کاونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ کی خاص تجربہ گاہ لکھنؤ میں موجود ہے جس کا نام سنٹرل انڈین میڈیسنل اینڈ ایرومیٹک پلانٹس یعنی CIMAP ہے جہاں گلاب اور اس کے روغن پر تجربات ہوتے ہیں۔

پچاس ہزار کیلو گلاب کے پھول سے ایک لیٹر گلاب کا تیل دستیاب ہوتا ہے۔ جس کی آج کل قیمت تقریباً ایک لاکھ روپیہ ہے۔ تقریب قریب ۷ اگلاب کے پھول سے ایک قطرہ عطر حاصل ہوتا ہے۔ آج جبکہ گلاب کی کھیتی کافی مہنگی پڑ رہی ہے اور آبادی کے ساتھ ساتھ اس کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے بازار میں خالص گلاب کا روغن بہت کم ہی پہنچ پاتا ہے اس لئے ایک طرف تو گلاب کا مصنوعی عطر بنایا جا رہا ہے اور دوسری طرف گلاب کے تیل میں ملاوٹ کی جا رہی ہے۔ مصنوعی تیل اپنے اثر اور مہک میں بمقابلہ اصل تیل کے کم دیرپا ہوتا ہے۔

گلاب سے خوشبو نکالنے کا سب سے پہلا عمل گلاب کی پنکھڑیوں کی چربی یا تیل پر بکھیرنے سے شروع ہوا جس سے تیل یا چربی گلاب سے خوشبو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ اسی کو پومیڈ طریقہ کہتے ہیں۔ اسی طرح سب سے پہلے گلاب

کی مہک کو خوشبودار ویسلین بنانے میں استعمال کیا گیا۔ ہومر نے لکھا ہے کہ ٹرائے کے بادشاہ ہیکٹر کی لاش کو گلاب کی ویسلین سے ملایا گیا تھا۔ THEOPH RASTUS نے کہا ہے کہ گلاب کی خوشبو سب سے زیادہ تل کے تیل میں بسائی جا سکتی ہے۔ اور گلاب سے شراب کو معطر کیا جاتا ہے۔ PLINY نے لکھا ہے کہ رومی اپنے کھانے کو یا تو گلاب کی پنکھڑیوں سے ڈھک دیتے ہیں یا گلاب کے عطر چھڑک کر خوشبودار بناتے ہیں۔ PLINY آگے لکھتا ہے کہ گلاب کی پنکھڑیوں سے پوشیدہ طریقہ پر عطر نکالنے کے بعد پنکھڑیوں کو سکھا کر پاؤڈر کر لیا جاتا ہے۔ اس پاؤڈر کو جسم پر چھڑکنے سے پسینہ کے زیادہ نکلنے پر روک لگا سکتے ہیں۔ گلاب کے پھول کو نفسیاتی طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اس کو خوشدلی کا ذریعہ سمجھتے ہیں تو کچھ لوگ اس کو سکون کے احساس کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر کھانے کی میز پر رازداری کے ساتھ گفتگو کرنا ہے تو میز کے اوپر گلاب کا پھول لٹکا دیا جائے۔ اسی طریقے کے کھانے کے ادب کو SUB . ROSA کہا جاتا ہے۔

مصر میں گلاب بہت عام تھا جہاں بڑے لوگ گلاب کی پنکھڑیوں سے بھرے گدے سونے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ قلوپطرہ اپنے عیش کی زندگی کے لیے مشہور تھی۔ اور یہ لکھا ہے کہ جب اس نے ANTONY کو شاہی محل میں کھانے پر مدعو کیا تھا تو محل کو گلاب کی پنکھڑیوں سے ڈھک دیا تھا۔ قصہ مشہور ہے کہ قدیم روم کا مزاحیہ اداکار APULEIUS جب شمالی افریقہ کے سفر پر تھا تو اس سے کچھ غلطیاں ہو گئیں جس کی وجہ سے ایک جادوگرنی نے اسے گدھا بنا دیا۔ اس کی شکل اسوقت ہی انسانی شکل میں دوبارہ واپس آئی جب اس نے گلاب کا پھول کھایا۔ یہ واقعہ یوں تو جھوٹا قصہ ہی ہوگا مگر اس سے گلاب میں زبردست طبی طاقت کا اندازہ ہوتا ہے جو اس وقت عام ہوگا۔

گلاب سے روغن نکالنے کا کام سب سے پہلے ایران میں شروع ہوا۔ پیرس کی نیشنل لائبریری کے حوالے سے معلوم ہوا کہ صوبہ فرستان کے اوپر ۸۱۰ عیسوی تک لازم تھا کہ وہ تیس ہزار بوتل گلاب کا پانی بغداد کے مال خانہ میں جمع کرے۔ فرستان سب سے بڑا گلاب کے عرق کا مرکز تھا جہاں سے ہندوستان، چین، یمن اور مصر کو تیل بھیجا جاتا تھا۔ مغربی ممالک میں گلاب سے عرق نکالنے کا فن عربوں کے ذریعہ دسویں صدی عیسوی میں پہنچا۔ اس سلسلے سے اسپین پہلا یورپی ملک تھا۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ۱۵۴۰ عیسوی تک عطر گلاب کا تذکرہ نہیں تھا۔ ۱۶۱۲ء میں مغل بادشاہ جہانگیر کے زمانہ میں محل کے حوض کو گلاب کے پانی سے بھرا جاتا تھا۔ ایک دن شہزادی نے دیکھا پانی پر کچھ روغنی اشیاء تیر رہی ہے جسے اس نے نکال کر الگ کر دیا جو بے حد خوشبو سے بھرا ہوا تھا۔ یہی عطر کی پہلی ایجاد تھی۔ اس شہزادی کا نام نورجہاں تھا۔ اس طرح عطر گلاب کا ہندوستان میں ایجاد پہلی بار نورجہاں نے ۱۶۲۴ء میں اپنی جہانگیر سے شادی کے موقع پر کیا تھا۔

گلاب کا پھول کھلنا مارچ سے اپریل تک اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ عمدہ گلاب کا پودا چشمہ باندھ کر تیار کیا جاتا ہے۔ اس کو ہر سال تراشتے رہنا چاہیئے۔ عطر نکالنے کے لیے کھلتی ہوئی کلیوں کو علی الصباح توڑ لیا جاتا ہے اور فوراً پنکھڑیوں کو عرق نکالنے کے لیے لوہے یا تانبے کے بڑے برتن میں جس کا منہ چھوٹا ہوتا ہے پانی کے ساتھ ابالا جاتا ہے بھاپ برتن کے منہ سے نکل کر ایک بڑی نلی سے گزرتا ہے نلی کا دوسرا سرا دوسرے برتن میں کھلتا ہے جو کہ ٹھنڈا رکھا جاتا ہے۔ یہاں بھاپ پانی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس عمل کو تقطیر کہتے ہیں۔ گلاب کے جمع شدہ پانی کا دوبارہ تقطیر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جمع عرق و پانی شیشہ کے برتن میں بند کرنے کے بعد کئی دنوں دھوپ میں رکھا جاتا ہے۔ یوں گلاب کے پانی کو ٹھنڈا کرنے پر بھی روغن سطح پر آ جاتا ہے۔ اور اس کو الگ کرکے عطر کا نام دیا جاتا ہے۔ عطر کی مہک بالکل گلاب کے پھول جیسی نہیں رہ جاتی کیونکہ گلاب کے پھول کی مہک کے کچھ اجزاء پانی میں گھلے ہی رہ جاتے ہیں۔ عطر نکال لینے کے بعد پانی بھی کم اہمیت کا نہیں ہوتا۔ یہ پانی عطر کے کچھ اجزاء اور مقدار رکھتا ہے جو کہ دواؤں کے طور پر کام آتا ہے۔ عموماً گلاب کا پانی آنکھ کو ٹھنڈک بخشتا ہے۔ زخم کو راحت پہنچاتا ہے۔ جسم کے رنگ کو صاف کرتا ہے۔ گلاب کا تیل یوں تو بے رنگ کا ہوتا ہے مگر کچھ دنوں رکھ دینے کے بعد پیلے یا ہلکے ہرے رنگ کا ہو جاتا ہے۔ عطر گلاب کی برآمد سے ہمارے ملک کو کافی زیادہ زرمبادلہ حاصل ہو رہا ہے۔ روغن گلاب نہانے کے پانی کو خوشبودار کرنے، صابن سازی، ویسلین اور پومیڈ کی خوشبو کے طور پر اور کپڑوں، بستروں کو معطر کرنے شربت اور کھانے کے سامان کو خوشبودار بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔

(گورکھپور سے نشر)

لیوکیما

اسرار احمد خاں

لیوکیما یا خون کا کینسر موجودہ ترقیاتی دور کی خطرناک اور مہلک ترین بیماری تصور کی جاتی ہے۔ جس کے مریض عموماً اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ خون کا کینسر کیا ہے اور اس کے ظاہری علامات کیا ہیں؟

اس مرض کی ظاہری علامات ہیں، بائیں آنکھ کا سوج جانا سر میں مستقل درد رہنا۔ بھوک کا نہ لگنا۔ بخار کا بار بار آنا مسوڑھوں سے خون کا رستے رہنا۔ اور جسم میں خون کی کمی مگر یہ علامات سو فیصد مرض کی تصدیق نہیں کرتیں۔ یہ بیماری کیا ہے؟ دراصل انسانی جسم میں پانچ سے چھ لیٹر خون رہتا ہے جسمیں مختلف قسم کے ٹھوس خلیئے تیرتے رہتے ہیں ان میں تین اقسام کے خلیئے یا (Cells) لال یعنی ریڈ بلڈ کارسپلس۔ (Red Blood Corpuscles) سفید یعنی وہائٹ بلڈ کارسپلس اور بلڈ پلیٹ لٹس اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں۔ لال خلیوں میں پایا جانے والا ہیموگلوبین جسم کے ہر حصّے کو آکسیجن پہونچاتا ہے۔ سفید خلیئے جسم میں داخل ہونے والے بیماری کے جراثیم کا مقابلہ کرکے جسم کی حفاظت کرتے ہیں اور بلڈ پلیٹ لٹس خون کے جمنے میں مدد کرتے ہیں۔ یہ تینوں اقسام کے خلیئے جسم کی مخصوص ہڈیوں کے مغز یا گودے میں بنتے رہتے ہیں اور نظام خون میں پہونچتے رہتے ہیں۔ لیوکیمیا وائرس سفید خلیوں پر حملہ کرتا ہے اور ان کو اپاہج کر دیتا ہے یا ان کی شکل بگاڑ دیتا ہے جس سے وہ اپنا فعل ختم کر دیتے ہیں۔ اور خون کی باریک نسوں میں پھنس جاتے ہیں جسکے سبب نظام خون میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جیسے جیسے کینسر کے خلیئے بڑھتے جاتے ہیں۔ مریض موت کے قریب ہو جاتا ہے۔ خون کا کینسر دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایکیوٹ مونوسائی لائٹڈ لیوکیما۔ اور ایکیوٹ لنکو بلاسٹک لیوکیمیا، ان میں ایکیوٹ لنکو بلاسٹک لیوکیما پر طاقتور دواؤں سے مکمل طور پر قابو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایکیوٹ مونوسائی لائٹڈ لیوکیمیا پر دوائیں تسلی بخش طور پر قابو نہیں کر سکتیں۔ اور اس کا واحد علاج ہڈی کے مغز کی پیوندکاری ہے جو ایک نہایت نازک اور پیچیدہ عمل جراحت ہے۔ اس میں مریض کی ہڈی کے تمام تر بیمار اور صحت مند خلیوں کو پہلے دوا یا تابکاری سے ختم کر دیا جاتا ہے۔ پھر تندرست آدمی کی ہڈی سے تھوڑی تھوڑی مقدار میں مغز کے خلیئے مریض کے جسم میں انجکشن سے داخل کر دیے جاتے ہیں۔

یہ عمل تقریباً ایک سو پچاس بار میں مکمل ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک بار میں صرف دو سو سی سی خلیئے ہی پہونچائے جا سکتے ہیں۔ جتنی دیر تک یہ آپریشن جاری رہتا ہے اور اس کے چار ہفتے بعد تک مریض کو انتہائی احتیاط سے ہر قسم کے جراثیم سے پاک کمرے میں رکھا جاتا ہے کیونکہ اس کے جسم میں قوت مدافعت بالکل نہیں ہوتی۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریض کا جسم "ڈونر" کے خلیئے تسلیم نہیں کرتا۔ سرطان خون کی بیماری اکثر بچوں میں ہوتی ہے اور اگر مناسب وقت پر اس کا علم ہو جائے تو اس کا علاج ممکن ہے ابھی تک یہ پیوندکاری ہمارے ملک میں نہیں ہو سکی تھی۔ لیکن حال ہی میں بمبئی کے ٹاٹا میموریل اسپتال کے چیف آنکولاجسٹ ڈاکٹر سریش ایڈوانی نے ایک نو سال کے لڑکے میں اس قسم کی پیوندکاری کی ہے۔ اگرچہ اس پر ایک لاکھ پورا نوے ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔ مگر ڈاکٹر اڈوانی کا خیال ہے کہ آئندہ اس پر کم خرچ آئے گا۔ اور اس علاج کو عوام کے لئے مہیا کرایا جا سکے گا اس طرح زندگی سے مایوس لوگوں کو جینے کی راہ مل جائے گی۔

اسرار احمد خان
زینہ عنایت خاں
رام پور

(رام پور سے نشر)

ٹپکا

ایم ایل کپور

اگر بے وقت کوئی مہمان گھر میں وارد ہو تو تکلف میں بھی خوشی اور حیرانگی کا امتزاج ہوتا ہے کہ یہ حضرت کہاں سے آ ٹپکے۔ آؤ ابالے گندم کی پھیکیاں سینکیں اور اچار کی پھانکیں سجا کر تھالی پروسی اور نو وارد کے سامنے کچھ خود مقابل بیٹھ گئے اور معذرت کے ڈونگرے برساتے رہے کہ مہمان نوازی کا حق ادا نہ کرسکے۔ وہ لقمہ منہ میں ڈال کر ہونٹوں کے ماسعز کو کھٹے رہے اور منہ ہلا ہلا کر فرماتے رہے کہ صاحب ایسا کھانا تو زندگی بھر نہیں کھایا۔ واہ کیا روٹیاں ہیں۔ کیا کھری سندھوری آلو ہیں اور کیا لذیذ آم کا آچار ہے۔ ایک کھیس بیوی کے بستر سے کھینچا۔ دری اپنے بستر سے نکالی۔ سرہانہ ننھے کا لیا اور مہمان کو چارپائی نشین بھی بنا دیا۔ رات کٹنی ہی تھی سو وہ کٹ گئی اور ساتھ ہی مہمان نوازی ختم۔ اب اگر حاصل سمیٹنے کی حقداری کا احساس دل میں جاگزیں ہو بھی گیا تو وہ ایک نہایت فطری عمل ہے۔

اب لیجئے دوسرے ٹپکے کی سنئے۔ جب آتا ہے بھاگو دوڑو کے فرمان صادر کرتے ہوئے اور پھر خالی خولی اور خالص کوفت رائی بھر کسی اور جذبے کی ملاوٹ نہیں۔ برا ہو ان اٹھی مہاجنوں کا جنھوں نے موت وحیات کے ساتھ ساتھ موسم کی طنابیں بھی اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہیں۔ کہیں اٹمی بارشش تو کہیں اٹمی برفباری اور کہیں اٹمی دھوپ کا نشتر سر پر بکھر کر لمحہ آخر نزدیک لا رہی ہے۔ خدا بچائے ایسے دور قیامت سے جہاں جنون پر بھی خرد کا ملمع چڑھا ہوا ہے۔ خیر اسے جملہ معترضہ سمجھ لیجئے یا اسی قسم کی بارش کا حال کہ آسمان صاف تھا۔ ستاروں میں منہ دیکھ کر لحاف سر پہ لی۔ کب سوئے پتہ نہیں۔ کب جاگے پتہ نہیں۔ پتہ نہیں ہم سو رہے تھے کہ جاگ رہے تھے۔ لیکن اتنا ضرور بہ ثبات ہوش وحواس سنا کہ پورا کمرہ ٹپ ٹپ کی بولی بول رہا ہے۔ کمبخت مٹی کے گھروندے کتنے ظالم ہیں۔ خیر ہم آدھے جاگتے آدھے سوتے اٹھ کر چارپائی پر بیٹھ گئے۔ ادھر ادھر نگاہ پھیری سوائے تاریکی کے کچھ دکھائی نہ دیا۔ کیونکہ برقی رو راستے ہی میں کٹ کٹا کر ارباب متعلقہ کے بنگلوں تک پہنچ چکی تھی۔ آخر جو روشنی پیدا کرتے ہیں وہ اندھیرے میں کیوں رہیں۔ اندھیروں میں تو ہم جیسے تیرہ بختوں کو رہنا چاہیے جو روشنی سے اہل ہی نہیں۔ ساتھ والی چارپائی پر بیوی بچے کو بغل میں لیے سو رہی تھی۔ اور ہم بیٹھے ہوئے پھٹی پھٹی آنکھوں سے درودیوار پر حسرت کی نگاہ ڈال رہے تھے۔ اپنی بیوی کی موجودگی کا ہم نے اندازہ کر رکھا تھا ورنہ ہمیں یہ شک ہے کہ وہ وہاں تھی یا نہیں۔ آخر چاروں طرف نظروں سے طواف کرکے پھر سو گئے۔

"ٹپ ٹپ" خمار آلود ذہن کی تاریں جھنجھنا اٹھیں۔ تن کر پھر بیٹھ گئے بہ ہزار دقت آنکھیں وا کیں، اندھیرا اور سکوت یا پھر تنفس کی ہلکی ہلکی آواز۔ یا اللہ یہ بات کیا ہے۔ اس کے بعد ہم کب سوئے یہ ہمیں معلوم نہیں لیکن جب آنکھ کھلی تو بقول بیگم وہ ہمیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر شریانوں تک کا خون ہلا چکی تھیں۔ اور ٹپ ٹپ کی صدائے بازگشت حقیقی صورت میں سینکڑوں نکڑوں پر جل ترنگ بجا رہی تھی۔ بہ سعی بسیار کے بعد آنکھیں پوری طرح کھولیں۔ محلے بھر کے برتن اس "ٹپ ٹپ" کو اپنے دامن میں سمیٹنے کی سعی ناکام کر رہے تھے۔ جھنجھلا کر بستر سے زمین پر کود پڑے کیونکہ آب رواں لحاف سے لیکر کھیس تک جا پہنچا تھا۔ چارپائی سرکائی تو وہ ہلے ہی نہیں۔ ہم حیران کہ یہ معاملہ کیا ہے کیونکہ جسمانی طور پر ہم اتنے نحیف تو نہیں۔ بیوی نے ہماری مشکل کشائی کی کہ صاحب کچی نیند سے جاگے ہوئے آدمی کی آدھی طاقت نیند یا رانی کے پاس ہی رہ جاتی ہے۔ یہ سنکر ہم نے دو چار بار ڈنڈ پیلے اور سارا جوہر توانائی واپس لے آئے۔ چارپائی ہلائی ایک طرف وہاں بھی ٹپ ٹپ دوسری سمت سرکائی وہاں بھی ٹپ ٹپ۔ بیوی پلنگڑی دھکیل کر ایک کنارے لائے تو ٹپ ٹپ، دوسری طرف دھکیلی تو وہاں بھی ٹپ ٹپ۔ بچہ ایک محفوظ جگہ پڑا سو رہا تھا۔ کمبخت کو ماں باپ کی افتوح کا ذرا بھی خیال نہ تھا۔ غرضیکہ پورے کمرے میں محشر بپا تھا۔ ہمارے ذہن میں بوڑھے شیر، بڑھیا اور ٹپکے کی کہانی کی یاد تازہ ہو گئی۔ ارے ٹپکے کے نام سے تو شیر بھی لرزتے ہیں پھر ہم کس کھیت کی مولی ہیں۔ غرضیکہ اس آفت سماوی سے بچنے کے لیے کمرے کا پورا حدود اربعہ طے کر لیا لیکن ٹپ ٹپ تو ہر جگہ تسلط جمائے بیٹھا تھا اور جب اس کش مکش زیست کا کوئی نتیجہ گھنٹہ بھر کی طویل محنت کے بعد بھی برآمد نہ ہو سکا تو پھر میں میز کی طرف گیا۔ بیوی نے اسی دوران لالٹین جلا لی تھی اس کی دھندلی روشنی میں دیوار سے لگی اشیا نے بچھو اور سانپ کے سائے پورے چوکاندے میں پھیلا رکھے تھے۔ میز پر سے گھڑی اٹھائی اور وقت دیکھا رات کا ایک بج رہا تھا۔ توبہ! ایسی بھری رات میں ہم جاگ رہے ہیں۔ ایک آہ نیم شب بھر کر لحاف میں گھس گئے اور دبک کر اسی سعی لاحاصل کے بارے میں سوچتے رہے۔ "ٹپ ٹپ" کا سازینہ اب کانوں کو بھلا لگنے لگا تھا اور ہم اسی کی دھن پر لوری گا کر اپنے آپ کو سلانے کی کوشش کر رہے تھے "دھیرے سے آجا ری انکھیں میں نندیا آجا ری آ۔ دھیرے سے" لیکن کمبخت نندیا نہ جانے آتی ہی تک ورود میں کہاں چلی گئی تھی کہ آنے کا نام ہی نہ لیتی تھی۔ آخر بیوی نے جھاڑا کہ پاس پڑوس والے سو رہے ہیں اور آپ یہ بے وقت کی راگنی سنا کر ان کی نیند کیوں حرام کر رہے ہیں۔ ہم بھی بھرے بیٹھے تھے جھنجھلا کر بولے۔ "پڑوسی جائیں جہنم میں۔ ہمیں ان سے کیا، اور اپنی کوٹھری میں لیٹ کر لوری گانے کا حق ہمیں ودھان نے دے رکھا ہے۔ اور جب ہم ستم رسیدہ لوگ جاگ رہے ہیں تو محلے والوں کو کیا حق ہے کہ وہ گھوڑے بیچ کر سوئیں۔ ارے وہ کہاوت نہیں سنی کہ ایک بھوکا اوروں کا کھانا حرام کر دیتا ہے۔ ہائے انسانی ہمدردی نہ جانے اس دور میں کہاں چلی گئی ہے کہ ہم ٹپکے والوں پر تو قیامت بیت رہی ہے اور ساتھ ہی بغیر ٹپکے والے آرام کی نیند سو رہے ہیں" یہ کہہ کر ہم فوراً خاموش ہو گئے کیونکہ لوری کا انترہ ہمیں یاد نہ تھا لیکن اتنے میں برقی رو آجانے سے اردگرد کے تمام لاؤڈ اسپیکر پوری آواز سے تمام شہر کو جگانے پر کمربستہ ہو گئے۔ ہم خوش تھے کہ چلو انسانی ذہن کی اذیت کا سلسلہ تو جاری رہا۔ لیکن "ٹپ ٹپ" کی آواز پنچم اور مدھم سروں میں گوش حقیقت ہوش کو سامان طرب بہم پہنچاتی رہی۔ وقت کی گاڑی برابر اپنی رفتار پر چلتی رہی۔ صبح ہوئی۔ کمرے کا دروازہ کھولا۔ آسمان صاف تھا۔ دو چار منٹ سوچتے رہے کہ آخر بات کیا ہوئی۔ بیوی کو بلایا کہ بھئی معاملہ کیا ہے۔ فلک ستم شعار تو بالکل نیلا دکھائی دیتا ہے لیکن کمرے کے اندر برابر ٹپ ٹپ کی صدا جاری ہے۔ وہ ہنسی اور کہنے لگی "صاحب رات بھر بارش ہوتی رہی اور پانی مٹی کی چھت میں رس گیا ہے اور اب یہی پانی بوندا باندی کا سبب بن رہا ہے۔" ہمیں مرزا اسداللہ خاں غالب کا وہ مکتوب یاد آگیا جس میں انھوں نے لکھا تھا کہ آسمان اگرچہ گھنٹے برسے تو چھت بارہ گھنٹے برستی ہے۔ کمال ہے غالب جیسے عظیم الشان شاعر بھی کروڑوں آدمیوں کی طرح مٹی کی چھت کے نیچے زندگی گزار کے ٹپکے کے ستم ناروا کے شکار رہے۔ بیوی کی بات سننے کے بعد ہم سوچنے لگے کہ عجیب بات ہے جب ہم سوئے تو تاروں بھرا آسمان اور جب ہم جاگے تو مطلع صاف۔ اب یہ بلائے ناگہانی آنکھ جھپکتے ہی وارد ہوا تو اس میں ہمارا کیا قصور۔ یہ تو سراسر فریب نظر ہے۔ کمرے کی زمین میں جگہ جگہ سوراخ جیسے چیونٹیوں نے اپنے بل بنا رکھے ہوں۔ اب بستروں کی محاسبی ہونے لگی اور اس جائزے نے جو نتائج اخذ کیے وہ اس قدر حوصلہ شکن تھے کہ زندگی دوبھر معلوم

ہونے لگی۔ اس ٹپ ٹپ کے قربان کہ تمام رضائیوں، کمبلوں، تکیوں اور چادروں پر جا بجا ارضِ ایشیا کے تمام ملکوں کے نقشوں کے خاکے بنے ہوئے تھے صرف جگہوں کا نام بھرنا باقی تھا۔ اور خاکوں کے رنگ بھی ایسے کہ زندگی بھر نہ اتریں۔ ہم نے یہ حالت دیکھ کر لمبی تان سے گانا شروع کر دیا "کرکرپا بھگوانا۔ میرا رنگ دے بجیبٹی چولا۔ آپے رنگے آپے سانجھے آپے نظر کرے۔ میرا رنگ دے بجیبٹی چولا۔" راشن کے ڈبوں اور برتنوں میں مٹیالے رنگ کا مائع بھرا ہوا تھا۔ ٹرنکوں اور ٹنگے ہوئے کپڑوں پر جا بجا چھینٹے۔ نئے فیشن دار کپڑے لگ رہے تھے۔ کرم کوستی بیوی باہر نکلی، جگہ جگہ کی، بستر کپڑے کنستروں کی دھوپ میں نمائش لگ گئی۔ ہر کوئی آتا جاتا رک کر ہمارا اثاثہ اچٹتی نگاہ سے دیکھ لیتا۔ آخر تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق تلخی سے بیوی بولیں "حیران ہوں، بغیر ٹین کے چھپر کے یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا کم از کم اس بارے میں تو کچھ سوچنا ہی پڑے گا۔" ہم جھلائے ہوئے تھے فوراً بولے "ارے صاحب یہ ہمارا اجمع جتھا سنبھالیے اور آپ ہی ہمت کر کے ٹین کا چھپر ڈلوا دیجئے۔ جو ہم سے نہ ہو سکا وہ آپ کر دکھائیے۔ میں پینسٹھ کروڑ آدمیوں کی اکثریت سے نکل کر پانچ کروڑ آبادی کی اقلیت میں شامل نہیں ہونا چاہتا۔" اور اپنا تمام اثاثہ نکال کر ان کے حوالے کیا۔ لیکن برابر سوچتے رہے کہ اس مرض کا مستقل نہ سہی عارضی علاج کیا ہو سکتا ہے اور اگر ذہن کو اڑان کا موقع ملے تو دور کی کوڑی لے آتا ہے۔ فیصلہ ہوا کہ جب تک ٹین کے چھپر کا بندوبست نہیں ہو جاتا تب تک ہم چارپائیوں کے نیچے ہی بستر لگا کر سو جایا کریں۔ جو جیتے وہ چھپر کھٹ پر بیٹے اور ہم مشیتِ ایزدی کے موردِ عتاب نہ بن سکیں۔ ہم نے کوٹ پتلون ڈانٹا۔ ٹوپی سر پر جمائی اور دفتر چلے۔ راستے میں دوست احباب ملے پوچھنے لگے "ارے بھئی منہ کیوں اترا ہوا ہے۔ خیریت تو ہے نا؟" ہم نے جواب دیا "جی ذرا طبیعت ناساز ہے۔" کیونکہ خودداری بہرحال خودداری ہے۔ دن بھر دفتر میں کام کیا اور جب تھکے ہارے گھر لوٹے تو راہ میں برابر آسمان کی طرف تکتے رہے کہ کہیں پل بھر میں پھر صورتِ حال نہ بدل جائے۔ چھوٹتے ہی بیوی سے استفسار کیا "کیوں بھئی ٹین کے چھپر کا کوئی انتظام ہوا کہ نہیں؟" انھوں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا "ہاں ہاں کیوں نہیں۔ آپ کے جمع جتھا میں سے تو مہینے بھر کا راشن بھی نہیں خریدا گیا۔" ہم خاموشی سے کان دبائے کمرے میں گھس کر صورتِ حال کی پیچیدگی پر غور کرنے لگے۔ اب ان یارانِ باکرام سے کون کہے کہ بھئی ان ٹپکوں نے جان اجیرن کر رکھی ہے۔ خدا کرے نہ ہم رہیں نہ ٹپکے اور اگر ہم رہیں تو ٹپکے نہ رہیں اور ٹپکے رہیں تو ہم نہ رہیں۔ اب تو اسی امید پر زندہ ہیں کہ خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں یہ عرضداشت ضرور منظور ہوگی۔ اگر آپ کو مجھ سے ہمدردی ہے تو براہِ کرم دعا میں میرا ساتھ دیجئے۔ لیکن کبھی کبھی پہروں سوچتا ہوں کہ ہم کب تک ٹپکوں سے اماں مانگتے رہیں گے۔ کیا ہماری زندگی انہی دعاؤں میں گزر جائے گی۔ لیکن نہیں وہ دن دور نہیں جب ہمیں کسی ٹپکے کا ڈر نہ رہے گا۔

(جموں سے نشر)

کاربن اور اس کا استعمال

سید مرتضیٰ علی

عنصر سے انسان کا تعارف بہت قدیم ہے۔

کاربن عہدِ عتیق کے کیمیاگروں نے تمام قدرتی اشیا کو موٹے طور پر کاربنی اور غیر کاربنی کے خانوں میں رکھا ہے۔ کاربن چونکہ ہر ایک ذی روح کا جزوِ اعظم ہے اس لیے تمام جانداروں سے متعلق مرکبات کو کاربنی کیمیا کے تحت رکھا گیا ہے۔ کاربن عنصر اپنی ماہیت کے لحاظ سے غیر فلزاتی یعنی Non-Metal کے گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ مینڈلیف نے اپنے تقسیمِ عنصرین کے نظام میں کاربن کو 'P' بلاک کے گروپ B 4 میں رکھا ہے۔ کاربن ایٹم کے باہری مدار میں چار الیکٹرون ہوتے ہیں اسکی منفی برقی قوت 2.5 ہوتی ہے اور اسی وجہ سے کاربن ایٹم میں حیرت انگیز طور پر دوسرے مفردات سے ملنے کی قوت ہوتی نتیجتاً کاربن مرکبات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہمارے پیشِ نظر ہے مرکبات پر گفتگو کرنے سے پہلے آیئے کاربن عنصر کی ہی مختلف شکلوں پر ایک نظر ڈالی جائے۔ کاربن عنصر قلمدار یعنی Crystelline اور غیر متشکل Non-Crystelline شکلوں میں آزادانہ طور پر دستیاب ہوتا ہے۔ اس طرح ایک عنصر کے مختلف شکلوں میں موجود رہنے کی خصوصیت کو ALLOTROPY کہا جاتا ہے۔ کاربن کی قلمدار شکل میں سب سے اہم اور مشہور ہیرا یا الماس ہے۔ یہ چمکدار، شفاف اور بے حد سخت ٹھوس ہوتا ہے۔ ہیرے میں سے ہو کر بجلی اور گرمی نہیں گزر سکتی۔ بیش قیمت پتھر کی حیثیت سے لوگ ہیرے کو زیوروں کی آرائش کے لیے جڑواتے ہیں۔ چند ہیرے مثلاً کوہِ نور، ہوپ وغیرہ تو تاریخی کرداروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حالانکہ اگر ہیرے کو ہوا میں جلایا جائے تو محض کاربن ڈائی آکسائڈ گیس اور بجلی کی بھاپ حاصل ہوگی۔ کاربن کی دوسری قلمیاتی شکل گریفائٹ ہے۔ جو کہ گرمی اور بجلی کو گزرنے دیتا ہے۔ اس کا رنگ گہرا سیاہی مائل بھورا ہوتا ہے اور یہ کاغذ پر نشان چھوڑتا ہے اسی خصوصیت کی بنا پر پنسل سازی میں گریفائٹ استعمال ہوتا ہے۔ گریفائٹ میں دھاتوں جیسی چمک ہوتی ہے۔ بھاری بھاری مشینوں کے پرزوں کو رگڑ سے پاک رکھنے کے لیے گریفائٹ بطور چکنائی استعمال کیا جاتا ہے۔

کاربن کا غیر قلمیاتی یا CRYSTELLINE روپ ہر ایک قسم کا کوئلہ ہے۔ کھانوں کی کھدائی سے نکلنے والا پتھر کا کوئلہ انسان کی ایندھن کی ضروریات پوری کرتا ہے اور قوت کا بہت بڑا خزانہ ہے پتھر کا کوئلہ اپنی اصلی شکل میں ہی بھٹیوں میں جلایا جاتا ہے لیکن جرمنی میں اس کوئلہ سے پٹرول بنانے کی ترکیب بہت پہلے ہو چکی ہے۔

کوئلہ کی تحلیل Destructive Distillation سے بہت سی کارآمد اشیا حاصل کی جاتی ہیں۔ ہڈیوں کا کوئلہ جانوروں کی ہڈیوں کو کم ہوا میں جلانے سے حاصل کیا جاتا ہے اور چیزوں کے رنگ اڑانے شکر کو سفید کرنے جیسے اہم اور مفید کاموں میں آتا ہے۔ بناسپتی چکنائی کو ہوا میں جلانے سے کاجل اکٹھا کیا جاتا جو روشنائی بنانے، رنگ بنانے اور ادویہ میں استعمال ہوتا ہے۔ گیس کاربن سے بجلی کے الکروڈ بنائے جاتے ہیں ٹارچ کے خشک سیل میں پڑی ہوئی درمیانی سیاہ چھڑ دراصل کاربن الکروڈ ہے۔ اتنی ترقی کے باوجود سینما مشین کو روشن کرنے والے چراغ آرک لیمپ میں کاربن الکٹروڈ ہی استعمال کیے جاتے ہیں۔ کاربن عنصر اشیا کی عمر دریافت کرنے کے کام آتا ہے۔

زندگی اور زندگی سے متعلقہ ہر ایک شعبہ میں کاربن مرکبات کی کارفرمائی ہے۔ غذا کا جزوِ اعظم کاربوہائیڈریٹ یعنی شکر، آٹا، چاول، آلو وغیرہ ہیں، پھلوں میں کاربوہائیڈریٹ کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ دراصل پودے ہوا میں موجود کاربن ڈائی آکسائڈ اور پانی کو کلوروفل کی موجودگی میں ملا کر شکر اور ریشہ مانڈ میں تبدیل کرتے ہیں۔ اس عمل میں آکسیجن گیس بھی پیدا ہوتی ہے جو جاندار کی زندگی کی ضمانت ہے۔ ہمارے کپڑے خواہ ادنیٰ درجہ کے سوتی کپاس سے بنے ہوں یا زرق برق ٹیرین، نائلون یا ریان سے، بنیادی طور پر کاربن کے ہی مرکبات ہیں۔ مصنوعی ربڑ بھی کاربن کے مرکبات سے تیار کی جاتی ہے۔ ہزاروں قسم کے پلاسٹک اور سارے مصنوعی گوند کاربن کے دم سے ہیں۔ سوائے ایٹمی ایندھن کے جملہ قسم کے دیگر ایندھن خواہ لکڑی، گوبر یا گنے کی کھوئی ہو یا ایل پی جی کوئی گیس یا پٹرول گیس ہو، سب کے سب کاربن کے مرکبات ہیں۔

بادی النظر میں یہ بات کتنی عجیب لگتی ہے کہ سنگدل ہیرے اور نرم و نازک مکھن، بناسپتی مارجرین ایک ہی خاندان کے افراد ہیں۔ کہاں کالا کلوٹا کوئلہ اور گریفائٹ اور کہاں ہیرے لال نیلے پیلے من موہک رنگوں کی بہار۔ لیکن بنیادی طور پر سب ایک ہیں، شکر اور شکر سے تین سو گنا شیریں شکرین کاربن کے ہی رہینِ منت ہیں۔ کاربن زندگی کا جزوِ اعظم ہے اور کاربن نے ہی زندگی کو سکھ، خوشحالی، پائیداری، رنگ و روغن اور ذائقہ عطا کیا ہے۔

سید مرتضیٰ علی (لیکچرر)
زینہ عنایت خاں، رامپور (یوپی)

(رامپور سے نشر)

یہ چیز وہ ہے جو دیکھی کہیں کہیں میں نے

رشیدہ قاضی

ارشد ——— میاں
سلمٰی ——— بیوی
انور ——— بیٹا
اختر ——— دوست
(۱) جوڈی
(۲) رام دلاری } ——— نوکرانیاں
(۳) چاندنی

ارشد : جانِ من خیر تو ہے ؟ منہ پہ محرم کیوں برس رہا ہے ؟ کہیں آج پھر دیر سے اسکول پہنچنے پر ڈانٹ تو نہیں پڑی ؟

سلمٰی : للہ چپ ہو جائیے۔ ایک تو موڈ خراب ہے۔ اوپر سے کچوکے دیئے جا رہے ہیں۔

ارشد : موڈ کا نام نہ لو میرے آگے۔ بڑی چڑ ہے اس نامعقول سے مجھے۔ کہاں ہے جمیلہ ؟ پوچھو میرے کپڑے دھو ڈالے۔

سلمٰی : جمیلہ گئی اپنا جال دکھانے۔ اسکول سے لوٹی تو جناب ندارد۔ اتفاق دیکھئے آج ہی مجھے اس کی ساری کارستانی معلوم ہوئی۔ سوچا گھر پہنچتے ہی آڑے ہاتھوں لوں گی۔ مگر میرے ہاتھ لگنے سے پہلے ہی وہ نو دو گیارہ ہو گئی۔

ارشد : خدا کے لیے سلمٰی ایک ہی سانس میں اتنے محاورے مت بولا کرو۔ یہ اسکول نہیں گھر ہے گھر۔ صاف صاف کہو کب گئی وہ ؟ کیسے گئی ؟ کہاں گئی ؟

سلمٰی : جمیلہ رفو چکر ہوئی میری غیر موجودگی میں۔ ایسے میں بھلا یہ بندی کب، کہاں، کیسے وغیرہ وغیرہ سوالوں کا جواب کیونکر دے سکتی ہے ؟

انور : ابو جمیلہ گئی تب میں اکیلا ہی گھر پہ تھا۔ اطہر بھائی کالج جا چکے تھے۔ میں نے کہا میں جانے دو۔ وہ بولی تیم نہیں ہے، اور وہاں ہی جاتے جاتے کہنے لگی تمہاری ماں کو بولنا میرا باپ گیس پر ہے۔ اس کو دیکھنے شولا پور جا رہی ہوں۔

ارشد : شولا پور نہیں انور، بھوپال کہا ہوگا۔ گیس زدہ شہر وہی تو ہے۔ وہ جو کبھی اک شہرِ طرب تھا آج شامِ غریباں کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ جانے بیچاری کے خاندان پہ کیا گزری ہوگی ؟

سلمٰی : جمیلہ کا بھوپال سے کیا تعلق ؟ شولا پور کی رہنے والی تھی شولا پور ہی کہا ہوگا۔ گیس کا مطلب بھی حضور والا نے غلط لیا۔ مریض کو آکسیجن دی جائے تو یہ جاہل کہتے ہیں گیس پہ ہے۔ ہر جگہ چالباز نے یہی بہانہ بنایا ہے۔ مسز مرزا کو بھی جھانسہ دیا۔ شفیع نعمان کو بھی کہہ کر الو بنایا۔ حمیدہ باجی کے گھر بھی یہی سبب بتا کے چل دی۔

ارشد : آخر وہ چاہتی کیا تھی ؟ یکے بعد دیگرے گھر بدلنے کا کوئی جواز ہوگا اس کے پاس ؟

سلمٰی : اسے ایک عدد شوہر درکار ہے۔ جہاں شوہر میسر آنے کے امکانات نہیں دیکھتی وہاں سے رختِ سفر باندھ لیتی ہے۔

ارشد : تو یہ بات تھی۔ پہلے کیوں نہ بتایا۔ میں اپنے آپ کو پیش کر دیتا۔

سلمٰی : عمر گھوڑے کو دو نہ دو لگام منہ کو تنک لگام دو۔

انور : ابو، امی، ایک ساتھ دو نوکرانیاں آئی ہیں۔ میں انھیں یہیں ہال میں بٹھا رہا ہوں۔ جلدی آیئے ابو وہ آپکو بلا رہی ہیں۔

سلمٰی : غضب خدا کا۔ بیگم صاحبہ سے بات کرنے کے بجائے صاحب کو بلاتی ہیں۔ حیا شرم بیچ کھائی ہے ان لوگوں نے آپ آرام کیجیے میں انھیں دیکھ پرکھ آتی ہوں۔

ارشد : اکیلی مت جیئو سلو رانی۔ چلو ہم بھی آتے ہیں۔ انٹرویو لینے میں تمہاری مدد کریں گے۔

(ہال میں جوڈی اور رام دلاری براجمان ہیں)

سلمٰی : کیا نام ہے تمہارا ؟ منگلورین ہو کر گوون یہاں کس نے بھیجا ؟ پہلے کہاں تھیں ؟ وہ کام کیوں چھوڑ دیا ؟

جوڈی : او گاڈ۔ اتنے بہت سے کیوسچن کا ام ایک ساتھ جواب نئیں دینا سکتا۔ امارا نام جوڈی۔ جوڈی پنٹو۔ ام گوانیز، ملک امارا واسکو ڈی گاما۔ پریل کا ہاسپٹل ہے نا اُدھر ایک ڈاکٹر ام کو بولا آپ کو ایک فسٹ کلاس آیا منگتا۔ وہ ام کو ایڈریس دیا۔

سلمٰی : سمجھی۔ ڈاکٹر ندیم نے تمہیں بھیجا ہوگا۔ انھیں ہر وقت میری فکر رہتی ہے۔ ہاں جوڈی تم نے یہ نہیں بتایا کہ پہلی جگہ سے تم نے اپنی مرضی سے کام چھوڑا کہ نکالی گئیں۔ ؟

جوڈی : ام کو کون نکالنا سکتا ! امارا کام ایک دم پرفکٹ ہے۔ ام کھود وہ گھر چھوڑا کائیکو ان لوگ کے پاس ویڈیو نہیں تھا۔

ارشد : ویڈیو تو ہمارے گھر میں بھی نہیں ہے۔

جوڈی : اوہ ! تو ام یہ نوکری نئیں کرنا سکتا۔ وہ ڈاکٹر ام کو یہ سب نئیں بتایا۔

سلمٰی : ہم جلد ہی ویڈیو سیٹ لینے والے ہیں۔

ارشد : خدایا یہ میں کیا سن رہا ہوں ! کل تک تم ویڈیو کو معاشرے کے لیے لعنت کہتی تھیں۔ جرائم اور آوارگی کا محرک سمجھتی تھیں۔ بچوں کے مستقبل کے لیے سمِ قاتل قرار دیتی تھیں اور آج ویڈیو خریدنے پر آمادہ ہو۔ ہوش میں تو ہو سلمٰی ؟

سلمٰی : مجبوری ہے ارشد مجبوری۔ اگر ویڈیو نہ ہونے سے ملازمہ نہیں ملتی تو پھر ویڈیو تو لینا ہی پڑے گا۔ پہلے بھی دو لڑکیاں ویڈیو کا پوچھ کر چل دی ہیں یہ تیسری بھی چل دے گی۔

ارشد : چل دینا کیا معنی۔ میں خود اسے چلتا کر دوں گا۔ سنو جوڈی پنٹو۔ ہم ویڈیو ہرگز ہرگز نہیں خریدنے والے۔ ویڈیو کے بغیر کام کرنا ہے تو کرو ورنہ ....

جوڈی : کالی پیلی بوم کائیکو مارتا صاب۔ ام ابی جاتا ہے آپ بڑا لوگ نوکرانی کو جناور مافک سمجھتا ہے۔ ام بی آدمی ہے۔ ام کو بھی انٹرٹین مینٹ منگتا ہے۔

رام دلاری : لونڈیا کی اکڑ دیکھی ؟ کیا نخ نخ کرتی پھسلتی گئی ہر کام ان سے نا ہوگا جی۔ بس چینک مٹک ان کی دیکھتے رہیو۔ بیبیسر رام جی کو پہچانت ہیں نا ؟ وہی جو آپ کے سنگ بینک میں کام کرت ہیں۔ وہی ہمرے بھیجت ہیں۔ رام دلاری ہمرا نام ہے۔ ایک ٹھو نوکرانی کی جرورت ہے نا آپ کو ؟

ارشد : ہاں ہاں بڑی سخت ضرورت ہے۔ جھاڑو چوکا برتن کپڑا سب کرو گی ؟

رام دلاری : نا ارشد بابو یہ سب اپنے سے نا ہوگا جی۔ اپنا کام تو ہے بچہ کھلانا، بچے کو نہلائیں گے، بہلائیں گے، سانجھ سویرے بے بی پارک میں ٹہلائیں گے۔ دیکھ لینا بھیا جی رام دلاری کے دلار میں لڑکن آپ کو بھول جائیں گے۔

سلمٰی : ہمارے بچے تو بڑے ہو گئے ہیں۔ ضرورت ہے ہمیں گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹانے والی کی۔

رام دلاری : ڈربے جیسے فلیٹ میں بند ہم سے کام نا ہوگا جی۔ ہمیں تو چاہیے آزادی، کھلی ہوا میں پھرنے کی۔ ای فلیٹ تو پکی بات ہے ہو جائی ہمیں جیل کی کوٹھری لگت ہے۔

بنگلہ ہوتا آپ کا تو ساید نا نہ کرتی۔ بنگلہ لیتو تو بلا لیتا ارسد بابو بسیسر رام جی سے کہہ کر۔ رام رام بھو جائی، نمسکار بھیا۔

سلمیٰ : اپنی کم مائیگی کا آج بڑی شدت سے احساس ہو آہ۔

ارشد : (طنزاً) خدا کسی کو اتنا غریب نہ کرے کہ نہ ویڈیو سیٹ لے سکے نہ بنگلے میں رہ سکے۔

سلمیٰ : اب میرا کیا ہوگا ؟

ارشد : رات دن گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

سلمیٰ : کام کام کام۔ بس کام ہی اوڑھنا، کام ہی بچھونا اگر یہی رفتار رہی تو دیکھئے میں ختم ہو جاؤنگی مر جاؤں گی، خودکشی کر لوں گی۔

ارشد : ریلیکس سلمیٰ۔ ریلیکس۔ ایک تھے سر سید۔ لوگوں سے ملتے تھے تو کہتے تھے لاؤ چندہ لاؤ چندہ — صورت ان کی سوال ہو کے رہ گئی تھی۔ میں دوستوں سے کہتا ہوں لاؤ نوکرانی، لاؤ نوکرانی۔ اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں ؟

(کال بیل زور سے بجتی ہے)

سلمیٰ : یہ کون آیا بے وقت ؟ خدا کے لیے چائے بنانے کو نہ کہئے گا۔

ارشد : آہستہ محترمہ۔ آنے والے نے سن لیا تو غضب ہو جائے گا۔

اختر : السلام علیکم۔ ارشد ابن امجد ابن اصغر خاں آداب عرض بھابی۔ کیا بات ہے۔ واتاورن گمبھیر معلوم ہوتا ہے کیا کوئی چنتاجنک گھٹنا ہوئی ہے ؟

ارشد : ابے یار بیکار ہندی مت بگھار۔ آج میں تجھے چائے نہیں پلا سکتا تیری بھابی خودکشی کرنے جا رہی ہیں۔

اختر : آپ کیوں مریں بھابی۔ مریں آپ کے دشمن۔ خیر باشد ؟

سلمیٰ : حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

ارشد : اب مجھ سے نثر میں کتھا سن لو۔ روزی کی خانہ پُری اب تک نہیں ہو پائی۔ نعم البدل تو کجا ہمیں آج تک بدل ہی نہیں ملا۔

اختر : سمجھا۔ آپ روزی کو رو رہے ہیں۔ اجی لعنت بھیجئے اس پر کوئی آپ کی روزی تو نہیں لے گئی جو گھر میں ماتم بپا کر رکھا ہے۔

سلمیٰ : وہ روزی کیا لے جاتی ؟ روزی روٹی دینے والا تو اوپر والا ہے۔

ارشد : اوپر والا روزی روٹی تو بلا ناغہ پابندی سے بھیج رہا ہے۔ نہیں بھیجتا تو ایک عدد نوکرانی۔

(بیل بجتی ہے۔ سلمیٰ دروازہ کھولتی ہے۔ ایک ادھیڑ عورت داخل ہوتی ہے)

اختر : Looks like a maid Servant.
یار تو نے قبولیت کی گھڑی گنوا دی نوکرانی مانگی، لاٹری کا ٹکٹ مانگا ہوتا، افسر اعلیٰ کی کرسی مانگی ہوتی، وزیر اعلیٰ کی گدی مانگی ہوتی۔

ارشد : چپ بھی کرتا ہے کہ زبان گدی سے کھینچ لوں۔

چاندبی : کھا جا صاب کی عورت مجھے بھیجیں۔ کیا لگا ردینا ہے سو بولو۔

ارشد : بڑی بڑی۔ پہلے اپنا نام اتہ پتہ تو بتاؤ پھر بیگار پوچھو۔

چاندبی : مجھے بڑی بی بولے ؟ میں تمنا بڑی دستیو ؟ یو بالاں زکھام سو سفید ہوئے بڑھے پن سو نئیں۔

سلمیٰ : ہمارے یہاں کام بہت ہے۔ سب کرنا ہوگا بولو کر لوگی ؟

چاندبی : کام کی تمی فکر نکو کرو۔ کام چاندبی ٹھاپٹ کریگی۔ پن پہلے تمی بولو گھر میں آدمیاں کتنے ؟

سلمیٰ : بس چار۔ ہم دو ہمارے بیٹے دو۔

چاندبی : کیا بولے جی۔ سارے مرد انچ۔ بائیاں کتے ہیں ؟

سلمیٰ : فی الحال میں اکیلی۔ تم رہ جاؤ تو دو۔

چاندبی : تمہارا رہنا کیا جی۔ تمی ٹیچرنی ہیں نا ؟ تمی کھا دن اپنے اسکول کو جانا رہے۔ اتنے مرد مانان کے بیچ مجھے اکیلی عورت کو رہنا پڑتا رانا ؟

اختر : بڑی بی — غلطی ہوئی چھوٹی بی۔ آپ ناحق فکر کرتی ہیں۔ کون بھلا آپ کو بھگا لے جائے گا ؟ کس میں دم خم ہے جو آپ پہ عاشق ہو جائے۔

چاندبی : تمہارے منہ کو ہڈی نئیں جی۔ جو منہ میں آیا سو بولتیں۔ می ادھر رہنا ای نئیں۔ جائیوں بولا چالا معاف کرو۔

سلمیٰ : لیجئے وہ بھی گئی۔ کاش میں نے لڑکیاں جنی ہوتیں۔

اختر : چاندبی تھی چلی گئی۔ چاندبی بی ہوتی تو یوں نہ جاتی۔ ایک وہ بھی چاندبی بی تھی جو اکبر اعظم کے مقابلے پر ڈٹ گئی ایک یہ چاندبی ہے کہ آپ کے لونڈوں سے ڈر کے بھاگ گئی۔

سلمیٰ : خدایا رحم کر رحم

اختر : آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کیلئے

ارشد : غم نہ کرو سلمیٰ۔ وہ دینے پہ آئے تو چھپر پھاڑ کے دیدے۔

اختر : ابے اُلو کے پٹھے۔ دھن دولت چھپر پھاڑ کے ملتی ہے۔ کیا نوکرانی چھت کی راہ آئے گی۔

سلمیٰ : آپ دونوں کو تو ہر وقت ہری ہری سوجھتی ہے ادھر کسی کی جان گئی آپ کو ادا ٹھہری۔

ارشد : دیکھو تو سہی کون آ رہی ہے ؟ مجھے تو روزی معلوم ہوتی ہے۔

سلمیٰ : روزی ہی تو ہے۔ یہ بیکیسے چلی آئی ؟ چھ ماہ کی رخصت پہ گئی تھی ابھی تو بس ایک مہینہ ہوا ہے۔

اختر : آنے کو تو کچے دھاگے میں چلے آتے ہیں سرکار بندھے۔ مان گئے بھابی آپ کی مقناطیسی قوت کو۔

ارشد : روزی آ گئی۔ اب اس گھر میں ہماری حیثیت دوسرے درجے کے شہری کی ہوگی۔

اختر : اس روزی کی بچی میں کیا ایسا وصف ہے جو میرے یار میں نہیں۔

سلمیٰ : وصف نہیں جناب اوصاف کہئے اوصاف۔

ارشد : بیویاں شوہر کی غلام ہوتی ہے۔ ہماری بیوی اپنے غلام کی غلام ہے۔ اسی لیے تو میں روزی کو رقیب روسیاہ کہتا ہوں اور یہ تیری بھابی بھڑ لڑتی ہے کہ بیچاری کالی ہے اس لیے روسیاہ کہتا ہوں۔

سلمیٰ : وہ بظاہر کالی ہے لیکن دل اس کا اجلا ہے وفاداری بشرط استواری، میں نے اسی میں دیکھی ہے۔

اختر : زندہ باد روزی زندہ باد !
مگر یہ چیز وہ ہے جو دیکھی کہیں کہیں میں نے

(بمبئی سے نشر)

خواجہ معین الدین مخلص

خود کو دریائے ہوس میں نہ بہائے رکھئے
ناؤ کاغذ کی ہے موجوں سے بچائے رکھئے
جلوۂ حسن ازل دل میں بسائے رکھئے
بحرِ انوار کو قطرے میں چھپائے رکھئے
رُخِ روشن کے اجالوں کا تقاضا ہے تمہیں
اپنی زلفوں میں اندھیروں کو چھپائے رکھئے
آپ کا دل مرے دل سے نہ جدا ہو جائے
فرش کو عرش کے سائے سے ملائے رکھئے
موجِ بدشکر یہ تیرا کہ خبردار کیا
اپنی کشتی کو حبابوں سے بچائے رکھئے
جلنے والوں کو جلانا ہی مناسب ہے جناب
دیجئے اور ہوا اور جلائے رکھئے
پرچمِ عزم و عمل اڑتے رہیں منزل تک
دھوپ شدت کی ہے سر پہ یہی سائے رکھئے
تجربے اپنے اے مخلص ہوں بیاں چاروں میں
تذکرے آپ زباں پہ نہ پرائے رکھئے

(ناگپور سے نشر)

دھوپ چھاؤں

م ق خاں

[illegible]
[illegible] کا ماحول [illegible] میں مبتلا [illegible] کے ماں باپ [illegible] سال کی [illegible] آنکھوں اور گھنگھریالے بالوں [illegible] بشرے سے بیمار نہیں لگتی تھی۔

میں نے [illegible] اس کا [illegible] دیکھا [illegible] وہ ہمیشہ [illegible] باس آئے [illegible] سلام کا جواب دینے کے بعد انھوں نے مجھے وہاں کے سارے لڑکوں سے متعارف کرایا [illegible] پشپا کی ماں نے انھیں [illegible] کہا [illegible] مسکراتے ہوئے ان کو جواب دیا اور [illegible] دیتے ہوئے آگے بڑھ گئے میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ سارے وارڈز میں چکر لگانے کے بعد وہ اپنے چیمبر میں آئے اور مجھے اہم کیسوں کے بارے میں بتلانے لگے

پشپا کے بارے میں انھوں نے جو انکشاف کیا اس سے میں بڑا گھبرا سا گیا۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"[illegible] تو عمری میں کینسر؟"

"کیوں نہیں، بلڈ کینسر کسی بھی عمر میں ہو سکتا ہے!" انھوں نے زور دے کر کہا

"لیکن آپ اس کی ماں کو یوں تسلی دے رہے تھے جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو —" میں نے دریافت کیا۔

"ہمارا پیشہ ہی کچھ ایسا ہے۔ ہم انجام جانتے ہیں پھر بھی لوگوں کو امید دلانا ہمارا فرض ہوتا ہے۔ ان کی ہمت افزائی کے لیے مسکرانا پڑتا ہے اور کبھی کبھی تو جھوٹ تک کا سہارا لینا پڑتا ہے۔"

میں رہائش گاہ پر لوٹا تو میرے اندر بغاوت کے جذبات ابھرنے لگے۔ خدا کی ربوبیت اس کے رحم و کرم میں شک کرنے لگا آخر فرشتوں جیسے معصوم بچوں کا کیا گناہ ہے جو ایسے موذی مرض میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں؟ آخر یہ کیسا انصاف ہے جو نہ اچھے برے کی تمیز کرتا ہے اور نہ معصوم اور گناہگار میں؟

میں دوسرے دن وارڈ میں گھوم رہا تھا کہ میرے قدم پشپا کے بیڈ کے پاس رک گئے۔ اس نے مسکراتے ہوئے مجھے غور سے دیکھا اور کہنے لگی — "میں سنتی ہوں کہ آپ بہت اچھے ڈاکٹر ہیں۔ آپ انجکشن یوں دیتے ہیں کہ ذرہ برابر تکلیف نہیں ہوتی۔ کیا یہ سچ ہے؟"

"تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟" میں نے سوال کیا۔

"مجھے سسٹر گپتا نے کہا ہے۔" پشپا نے پاس کھڑی سسٹر گپتا کی جانب دیکھا اور مسکرا دیا۔

"انھوں نے صرف بہلانے کے لیے کہہ دیا ہے ویسے میری کوشش یہ ضرور ہوتی ہے کہ مریض کو تکلیف نہ ہو۔"

"اچھا ڈاکٹر صاحب! مجھے یہ بتلایئے کہ میں گھر کب جاؤں گی میرا جی یہاں بالکل نہیں لگتا۔ یہاں نہ کوئی میری سہیلی ہے نہ کوئی ہم عمر۔ صرف ممی ہیں جو یہاں رہتی ہیں۔ پہلے پہل تو پاپا بھی یہاں دن رات رہتے تھے لیکن ان کو اتنی فرصت کہاں اب تو وہ صرف چھٹی کے دن ہی یہاں رہتے ہیں۔ آپ ہی بتلایئے کوئی کب تک اسپتال میں گزارہ کر سکتا ہے؟"

میرے پاس اس کے مدلل سوالوں کا کوئی جواب نہ تھا لیکن مجھے اپنے باس کی بات یاد آ گئی۔ میں نے اس کا [illegible] رکھنے کے لیے کہا "گھبراؤ نہیں، بہت جلد تمہیں اسپتال سے رخصت مل جائے گی۔"

ایک دن شام کے وقت جب میں کہیں جانے کی [illegible] میں کہیں جانے کی تیاری میں مشغول تھا، نرس نے خبر دی کہ [illegible] کو سانس کی تکلیف بڑھ گئی ہے۔ میں [illegible] وارڈ کے لیے فوراً چلا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ پشپا بالکل بھلی چنگی اور اپنی ماں سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی ہے۔ میں نے نرس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا ہی تھا کہ پشپا کی ماں بیچ میں آ گئی اور انھوں نے کہنا شروع کیا "معاف کریں گے ڈاکٹر صاحب میں نے ہی آپ کو بے وقت تکلیف دی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ پشپا نے ضد کر دیا کہ اگر میں آپ کو نہیں بلواؤں گی تو وہ رونے لگے گی۔"

"اس میں تکلیف کی کوئی بات نہیں۔ بھگوان نے چاہا تو آپ کی لڑکی بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔"

پشپا کی ماں نے بغور میرا چہرہ دیکھا اور نظریں جھکا لیں "ہاں اب تو بھگوان کا ہی بھروسہ ہے، جبکہ . . . . ."

مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ صورت حال کا پتہ [illegible] کی ماں کو بھی ہے۔ میں سوچنے لگا آدمی کس قدر مجبور ہے [illegible] کے سامنے کوئی چارۂ کار نہیں۔ اس ماں کے لیے یہ کتنا اذیت کوش اور روح فرسا حادثہ ہے جس نے اپنی کوکھ [illegible] رکھا، ایام طفلی میں کیسی کیسی مصیبتوں کو جھیل کر پروان چڑھایا اور اس کی امیدوں کا پودا کسی دم سوکھ سکتا ہے۔ اس [illegible] ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو سکتا ہے۔

اسی درمیان پشپا نے میرا ہاتھ کھینچتے ہوئے دریافت کیا — "ڈاکٹر صاحب! اب ہولی کو صرف ایک [illegible] رہ گیا ہے۔ کیا میں ہولی پر اپنے گھر جا سکوں گی؟"

میں اسے کیا جواب دیتا۔ میں نے اس کا سوال [illegible] کے لیے بات بنائی "پہلے یہ بتاؤ ہولی کے دن میں تمہارے [illegible] آؤں گا تو مجھے کیا کھلاؤ گی؟"

"آپ کو بہت سارے پکوان کھلاؤں گی۔" اس نے اپنی دونوں باہیں پھیلا دیں اور پھر ہنستے ہوئے کہا "اوپر سے ایک بالٹی رنگ بھی ڈالوں گی۔"

اس کی بات سن کر اس کی ماں بھی ہنس پڑی لیکن [illegible] کی آنکھوں کے گوشوں میں آنسوؤں کے قطرے بھی جھلملا رہے تھے۔ اس کے بعد میں وہاں سے چل پڑا۔ میرے پیچھے پشپا کی ماں بھی آئی۔ دروازے پر مجھے رخصت کرتے وقت انھوں نے [illegible] شروع کیا۔

"ڈاکٹر صاحب! یہ ہماری تنہا اولاد ہے۔ اس کے [illegible] اور میں بھی اس کے پیار میں پاگل ہوں۔ ہم سوچ نہیں پاتے اس کے بغیر ہم کیسے زندہ رہیں گے۔ دیکھئے، یہ قریب [illegible] سے اس اسپتال میں ہے۔ اس سے پہلے ہم نے ایک پرائیویٹ ڈاکٹر سے علاج کرایا تھا۔ وہ ایک مہینہ تک [illegible] کا علاج کرتے رہے۔ جب اس کی حالت دن بدن ابتر [illegible] تو ہم اسے یہاں لے آئے . . . . . ڈاکٹر! کیا سچ مچ [illegible]

علاج ہے ؟!"

"ہمارے بس میں جو ممکن صورت ہوگی کریں گے۔ آگے ساری باتیں بھگوان کے ہاتھ میں ہے ۔"

"میں سنتی ہوں کہ مدراس میں ایک نیچرو پیتھ ہے جو اس کا علاج کرتا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟"

"آپ کو یقین ہو تو ضرور آزمایئے۔ ویسے میں ان باتوں پر یقین نہیں کرتا۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔" پشپا کی ماں واپس وارڈ میں چلی گئی۔

پشپا کی ضد کے باوجود ہم اسے ہولی کے دن گھر جانے کی اجازت نہیں دے سکے۔ ٹھیک ہولی کی رات کہیں دور جلتے الاؤ کی روشنی دیوار پر جھلملانے لگی۔ اسے دیکھ کر پشپا اٹھ کھڑی ہوئی ۔ "ہولی آگئی ماں، ہولی آگئی"!

ماں نے اسے سمجھاتے ہوئے بستر پر لٹانا چاہا تو اس نے کہا ۔ "نہیں، میں گھر جاؤں گی۔"

اس کے بعد ہی اس کی طبیعت بگڑنے لگی اور صبح ہوتے ہوتے وہ اپنے اس گھر کو پہنچ گئی جہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آتا۔

کچھ دنوں تک جب بھی میں اس بیڈ کے پاس سے گزرتا پشپا کا مسکراتا معصوم چہرہ میری آنکھوں کے سامنے ناچنے لگتا۔ لیکن وقت بہت بڑا مرہم ہے ۔ میں دھیرے دھیرے سارا غم بھول گیا۔

دس سال سے کچھ زیادہ ہی عرصہ گزر گیا ہوگا کہ ایک دن شام کے وقت ٹہل کر لوٹ رہا تھا کہ میں نے ایک عورت کو اپنے دو بچوں کو بری طرح پیٹتے دیکھا۔ لڑکے بری طرح رو رہے تھے لیکن ماں ان پر چھڑی برسائے جا رہی تھی۔ میں خود کو نہیں روک سکا۔ "بچوں کو اس بے رحمی سے نہیں پیٹنا چاہیے۔"

میری مداخلت کا اس عورت پر خاطر خواہ اثر ہوا۔ اُس نے پیٹنا چھوڑ دیا۔ مجھے قدرے خوشی ہوئی اور میں آگے بڑھ گیا۔ ابھی میں چند قدم بڑھا تھا کہ اس عورت نے مجھے مخاطب کر کے دریافت کیا۔ "کیا آپ ڈاکٹر ستیش سنہا تو نہیں ہیں؟"

مجھے یہ آواز جانی پہچانی سی لگی۔ میں نے غور سے دیکھا تو مجھے پہچاننے میں دیر نہیں لگی۔ "آپ شاید پشپا کی ...."

"جی ہاں، جی ہاں۔ اندر آیئے، چائے پیجئے۔"

"نہیں، پھر کبھی۔" میں نے ٹالنا چاہا۔ "لیکن بچوں کو اس طرح نہیں پیٹنا چاہیئے۔"

"آپ نہیں جانتے ہیں ڈاکٹر صاحب! یہ بچے شیطان کے بچے ہیں۔ انھوں نے میری زندگی جہنم بنا دیا ہے۔ میں تو بھگوان سے مناتی ہوں کب مجھے ان سے نجات مل جائے۔"

میں گھر لوٹ رہا تھا اور سوچ رہا تھا، آدمی میں کیسی کیسی تبدیلیاں آتی ہیں۔ وقت و حالات انسان کو کیسے کیسے سانچوں میں ڈھال دیتے ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

م. جی. خان
حکیم عنایت کالونی۔ گیا ۸۲۳۰۰۱ (بہار)

افسانہ

آنکھوں میں سمندر

عظیم اقبال

اب گلابوں کا موسم تو گزر چکا تھا۔ جہاں تہاں شاخوں پر کھلے ہوئے پھولوں کی پنکھڑیاں جھڑتی جا رہی تھیں۔ تاہم کہیں کہیں ویران ٹہنیوں پر ٹھٹھری ہوئی کلیاں سر ابھارنے کی ناکام کوششوں میں سرگرم تھیں۔

صبح کی روپہلی دھوپ میں نرم نرم دوبوں پر وہ محو خرام تھی۔ کیاریوں میں سویٹ وی، پیاویر، نیشا پورا، کارن فلاور اور گزنیا ۔ گملوں میں وربینا، فلاکس، پیتونا، فی نیشیا، سالویا اور میبولس کے سفید، گلابی، پیلے، سنہرے، نارنجی، سرخ، نیلے، جامنی پھولوں پر اچٹتی سی نظر ڈالتی ہوئی اس نے اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو سمیٹ کر جوڑے میں باندھ لیا۔

صبح کی ٹھنڈی ہوا سے بچنے کے لیے اس نے شال اوڑھ رکھی تھی۔ پچھلی رات کی بے خوابی کی وجہ سے اس کی طبیعت اب تک کسمساند تھی۔ عضو عضو میں درد ہو رہا تھا، آنکھیں جل رہی تھیں، حلق سوکھ رہا تھا، منہ میں تلخی بھری تھی۔

..... اسے یاد آیا کہ کیسے تمام کی تمام کھڑکیاں، دریچے، دروازے بند کر کے، روشنی بجھا کر اس نے چپکے چپکے سگریٹ جلائی تھی۔ پے بہ پے کئی ایک سگریٹیں پیتی چلی گئی تھی۔ جب کھانسی کا دورہ پڑا تو پہلے ہتھیلیوں سے منہ دبایا، پھر منہ میں دوپٹہ ٹھونس لیا۔ کھانستے کھانستے سینے میں درد ہوگیا۔ بے چینی کم کیا ہوتی، اور بڑھتی ہی گئی!

دیر تک سینہ کو ہاتھوں سے دبائے رہی۔ جب درد تھما، سانسیں معمول پر آئیں تو اٹھ کر کھڑکیاں کھول دیں۔ نکھری نکھری سی چاندنی ہر سو بکھری ہوئی تھی۔ قطار در قطار کیاریاں، شاخ در شاخ ٹہنیاں، مجسم نور بنی ہوئی تھیں۔ دور خلاؤں میں چاند یکہ و تنہا سرگرم سفر تھا۔ گل مہر کے پیڑوں کے اوپر اوپر گزرتا ہوا اداس اداس چاند، جب برگد کی گھنی شاخوں کے پیچھے چھپ گیا تو وہ پلٹ آئی ۔ اس کے جی میں آیا کہ بتی جلا لے، یا موم بتی ہی روشن کر لے .... لیکن بجیا جاگ اٹھیں تو کیا سوچیں گی؟ خواہ مخواہ ہراساں ہوں گی۔ مزاج پرسی کے لیے یہاں بھی آ سکتی ہیں! ۔ بیچاری بجیا! بیچاری بجیا!

بجیا کی آنکھیں تو دل میں اترتی ہوئی سی لگتی ہیں! اُن سے آنکھیں ملاتے ہوئے جی ڈرتا ہے۔

.... اس دن جبکہ باہر تو ٹوٹ کر بارش ہو رہی تھی لیکن اندر ہی اندر وہ دہک سی رہی تھی، وہ نہ آیا، اس کی چٹھی آئی، تو بجیا نے اس کے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں چٹھی دی تھی۔ اس نے بے دلی سے چٹھی چاک کیا۔ بجیا کھڑی رہیں۔ بجیا نے ہی تو کہا تھا۔

"اسے بلالو!"

اس کے نہ آنے کی وجہ اس نے بجیا کو بتائی۔

بیمار ہیں! نہیں آسکتے!"

بظاہر گرنے کی کوئی توجیہہ تو نہ تھی، لیکن اسی لمحہ کھڑکی سے پھسل کر منی پلانٹ کی شیشی فرش پر گری اور چکنا چور ہوگئی۔ جھک کر وہ شیشے کی کرچیاں چننے لگی تو بجیا نے مڑتے مڑتے کہا۔

"دیکھ کر شیشے اٹھانا، کہیں ہاتھ نہ زخمی کر لینا"!

ننگے پاؤں فرش پر جھکی ہوئی وہ کرچیاں اٹھاتی رہی۔ جان بوجھ کر انگلیاں لہو لہان کر لیں۔ پھر ٹیپ کھول کر پانی کی دھار بہاتی رہی۔

درد کی ٹیس اٹھتی تو وہ جبڑے کسنے لگتی۔

.... گلابی سردیوں کی اس رات جبکہ اس نے نشتر چبھو کر اپنے انگوٹھے سے رستے ہوئے خون کا قطرہ قطرہ قلم کی نوک میں ڈبو کر اسے ایک طویل سا خط لکھ کر اپنی چاہت کا یقین دلانا چاہا تو کہیں کوئی درد نہ اٹھا تھا، کوئی ٹیس نہ جگی تھی۔

.... ٹیپ کے نیچے اپنی مجروح انگلیوں پر پانی کی دھاریں بہاتے ہوئے اس نے غسل خانے کی ان سوکھی ہوئی دیواروں کو، جن پر کہ بیلے کے موسموں میں، جھلسا دینے والے دنوں میں، پانی میں اپنی انگلیاں ڈبو ڈبو کر پہروں اس کا نام لکھتی رہی تھی گھور گھور کر دیکھا، دیکھتی رہی ....

پہلو بہ پہلو لال، ہری بتیاں سجائے ہوئے ایک طیارہ بلکی گونج کے ساتھ آکاش میں تیرتا ہوا اِس سرے سے اُس سرے تک گزر گیا۔ دور تک اس کی نظریں اس کے پیچھے پیچھے گئیں، پھر پلٹ آئیں۔

.... ایسی ہی، نور کے سانچے میں ڈھلی وہ چاندنی رات تھی

تھی۔ سرشام بھیا [illegible] آیا [illegible] رینہ [illegible]۔
سب کی سب شام کے [illegible] آئی تھیں۔ باتوں میں [illegible] ہوئی [illegible]
[illegible] آپا [illegible] رہ گئیں اور وہ [illegible] نسرین، نزہت، رینہ [illegible]
... کنارے کنارے [illegible] ہوئے [illegible] پانی میں اتر گئیں — سیپیاں اور رنگ ریزے [illegible] رہیں [illegible] چھوٹی سی [illegible] مچھلیاں پکڑتی رہیں۔ ماں کی ساکت سطح پر [illegible] آیا تھا۔ اس کی [illegible] اس کی [illegible] کہ کاش [illegible] پاس [illegible] ہوتا وہ ... !

اب گلابوں کا موسم [illegible] چکا تھا

پہلے بھی نہیں تھے [illegible] نہیں تھی — پھر بھی ایک انجانی سی خوشبو [illegible] بکھر رہی تھی — خوشبو گلابوں کی تھی نہ بیلے کی اور ...

[illegible] گجوں کی بہار آئی ہوئی تھی — [illegible] تتلیاں منڈلا رہی تھیں۔ بالوں کو جوڑے میں لپیٹ [illegible] اس نے کندھوں پر شال کو جما یا۔

"... جب بھی اس شال کو اوڑھوں گی ... میری منڈلاتی ہوئی نگاہیں تمہارے قریب ہی ہوں گی!"

کہاں تھیں وہ نگاہیں؟ کہاں؟ کہاں؟

.. اس طرح بھیجے گئے تحفے وہ قبول نہیں کرتی لیکن اس کا اصرار تھا [illegible] شال بھیا کو بہت پسند آئی، نزہت آپا کو بھی — امی نے بھی تعریف کی ....

.. لہو رنگ گلاب کی کلیاں تو اپنے ہر خط میں اسے بھیجی تھیں — ایک لفافہ میں اپنے بالوں کی ایک لٹ بھی رکھدی۔

کیوں؟ ....

جذبوں کی تشریح بھلا ممکن ہے؟ اسے خود نہیں معلوم کہ وہ کیا چاہتی ہے — اس کی تحریروں میں بڑا درد ہے ... وہ صرف اس کا درد بانٹنا چاہتی ہے — کیسے؟ ... اسے کہاں معلوم! ... کیسے؟ ....

بس وہ چاہتی ہے سارے جہاں کی خوشنصیبی اس کے دامن میں بھر جائے! لمحہ لمحہ اس کیلئے دعائیں کرتی ہے۔

... نئے سال کے تہنیتی پیغامات بھیجنے کے لیئے بازار سے بہت سے کارڈز چن چن کر لائی تھی — ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، ... سب پر اسی کا نام لکھ لکھ کر اسی کو پوسٹ کر دیا — اپنی حرکت پر ہنسی سی آئی — جواز کے طور پر اسے لکھا۔

"... میرے خلوص، میری چاہت، میرے جذبات کی شدت کو محسوس کیجئے گا۔"

گنگنے پانی کے چھینٹے بھی اس کے چہرے کو شاداب نہ کرسکے۔ گلاس پر گلاس پانی پی لینے کے بعد بھی اس کے حلق میں جلن ہوتی رہی، منہ میں تلخی بھری رہی۔ معدہ تو حکم کا غلام ہے! اسے تو بخشش چاہیئے! حکم کیا، اور اس نے گلی کے نکڑ سے سگریٹ کی ڈبیا لاکر چپکے سے تھادی۔ اسے ہو کیا گیا تھا — پچھلی رات تو اس سے کھانا بھی نہ کھایا گیا — بھیا دیکھتی رہیں اور دو، چار نوالے منہ میں زبردستی ٹھونس کر وہ باورچی خانے سے نکل بھاگی۔ چھت پر گئی، بالکنی میں ٹہلتی رہی، رسائل الٹ پلٹ کیئے، ریڈیو آن کیا، پسندیدہ کیسٹس چلے گئے، بتیاں بجھا کر اندھیرے کمرے سے باہر چاندنی کو نہارتی رہی جب کہیں چین نہ ملا تو دروازے کھڑکیاں، دریچے بند کرکے سگریٹ جلائی — توبہ! توبہ!

اب گلابوں کا موسم تو گذر چکا تھا —

اکا دکا کھلے ہوئے پھول شاخوں سے جھڑ جھڑ کر گر رہے تھے۔ گلابوں کا موسم جب گذرا نہ تھا تو رنگ برنگے گلاب ڈال ڈال پر لہراتے تھے، مسکراتے تھے ...

... اس دن تو اس کے من کا گلاب بھی کھلا تھا ... بن مانگے ہی اس نے اپنی تصویر اسے بھیج دی تھی۔ پشت پر اس کی خوشنما تحریر تھی —

"نغمہ، جس نے مجھ سے میری پہچان کرائی، اسی کیلئے"
نوید

دیر تک اس کی پُراسرار آنکھوں میں آنکھیں ڈالے رہی۔ اس کی دلسوز مسکراہٹ میں کھوئی رہی — اسی شام خلاف معمول ہلکی سج دھج کے ساتھ وہ نگارینہ کی سالگرہ کی تقریب میں گئی تو سکھیاں اس کا نیا رنگ روپ دیکھ کر دنگ رہ گئیں۔ چہرہ تو سچ مچ دل کا آئینہ ہوتا ہے! دل کے تہہ خانوں میں جذبوں کو لاکھ چھپاؤ، چہرہ رنگ بدلتا ہی ہے۔

سکھیوں کی ضد پر وہ گیت پر گیت گائے چلی گئی۔

— "ہم نے دیکھی ہے ان آنکھوں کی مہکتی خوشبو ..."

برش کرنے، نہانے، کپڑے تبدیل کرنے، چوٹیاں گوندھنے کے درمیانی وقفے میں اس نے بار بار یہی گتھی سلجھانے کی کوشش کی کہ ایسا کیوں نہیں ہو جاتا کہ گلابوں کا موسم ایک دم سے گذر رہے ہی نہیں!

ناشتے میں صرف آملیٹ اور ایک عدد شامی کباب لیا۔ امی نے چائے کی پیالی سامنے رکھدی تو گرم گرم چائے سے اٹھتی ہوئی بھاپ میں اسی کے خاکے ڈھونڈتی رہی۔

صبح کی ڈاک بھیا نے دی — شام کی ڈاک بھیا لے آئیں۔ جس تحریر کی آنکھیں متلاشی تھیں، وہ تحریر تو کہیں بھی نہ تھی ... اس کے ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ ... خطوط کیا اسے ملے نہ ہونگے؟ پھر اس نے اسے لکھا کیوں نہیں؟ ... کیوں ... ؟"

شام اتری، ایک پہر رات بیتی، چاندنی نکھری ..

اپنے سبک سبک پروں کو تولتا ہوا وقت کا پنچھی محو پرواز رہا — ایک سمت ... ایک ہی سمت! — پل پل اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ بھی اس کی کہانی کا کوئی کردار بن گئی ہو ... !

چھت پر، بالکنی میں، کمرے میں، چہل قدمی کرنے کے بعد، رسائل الٹنے پلٹنے، ریڈیو آن کرنے، کیسٹ پلیئر پر اپنے من پسند گلوکار کے کیسٹس سن لینے کے بعد بھی اسے قرار نہ ملا تو تمام کی تمام کھڑکیاں، دروازے، دریچے بند کرکے اس نے الماری سے کل رات کی بچی ہوئی سگریٹوں کا پیکٹ نکالا، ماچس کی ڈبیا اٹھائی ...

اسے معلوم تھا کہ آج کی رات بھی وہ سو نہ سکے گی ...

تیسرا خط

مجّو بچیا کا یہ تیسرا خط تھا۔

"دیوار سے ملحق مکاں میں فجو میاں نے آٹا چکی لگا لی ہے۔ سارا مکاں دن بھر ہلتا رہتا ہے۔ ایک پل چین نہیں آتا اور پھر اس کی آواز رات بھر کانوں میں گونجا کرتی ہے۔ ساری رات جاگتے کھانستے گذر جاتی ہے۔ اب کی گرمیوں کی چھٹیوں میں آکر تم اس مصیبت سے نجات دلا دو۔ چکی کہیں اور بھی تو لگ سکتی ہے تالاب کے اس پار میرا دو کمروں کا مکان خالی پڑا ہے۔ اس میں چکی لگالے۔ میں کوڑی کرایہ بھی نہ لوں گا بس جتنے دن زندگی کے باقی ہیں چکی کی پھک پھک کے بغیر گذر جائیں تو اچھا ہے۔"

اس کے بعد میری بیوی کو دعائیں تھیں، بچوں کو پیار تھا۔ میری ترقی اور کامیابی پر خوشی کا اظہار تھا۔ لیکن خط ختم کرتے کرتے ان کو کچھ اور یاد آگیا تھا "اور وہ کھیت ہے نا، وہی کھیت جس کا باپ جو کبھی کھلیان کی رکھوالی کرتا تھا جسے"۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ لکھ کر اس طرح کاٹ دیا تھا کہ میں پڑھ نہ سکوں لیکن جسے میں نے پڑھ لیا تھا — میں نے دو بار بلوا بھیجا لیکن وہ آیا نہیں اس کا کھیت اب مجھ پر بھاری ہو رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے میرے سینہ پر جو ہر وقت دھونکنی کی طرح پھولتا پچکتا رہتا ہے، ہر وقت کوئی ہل چلا رہا ہے۔ بیٹے آخر وہ اپنا کھیت واپس کیوں نہیں لیتا؟ وہ کھیت واپس لے لے تو میرے سینہ پر سے بوجھ ہٹ جائے اور پھل کی نوک میرے سینہ میں نہ چبھے!"

اس کے بعد پھر کچھ پیار محبت کی باتیں تھیں۔ لیکن جملے اکھڑے اکھڑے سے تھے۔ پھر انہوں نے مجھے یاد دلایا تھا۔ "تم ناراض ہو کر چلے گئے تھے۔ تمہاری اماں نے بی اماں کی سونے کی ہنسلی لے لی۔ تو میں نے تمہارا حصہ تمہیں نہیں دیا۔ اسوقت تو ہر شخص یہی کہتا تھا۔ یہ تو بہت دنوں بعد، بی اماں کے انتقال پر، جنہوں نے فالج کے حملے کے بعد زندگی کے آخری کئی سال بے زبانی میں گزارے، معلوم ہوا تھا کہ انہوں نے ہنسلی بیچ کر بھر یا والی مسجد کا فرش پختہ کرایا تھا اور اسکی دیواروں کی مرمت کرائی تھی۔ اس کے بعد میں نے تمہیں کتنی بار خط لکھے۔ تین سال سے ادھر جب تم آئے تھے تو میں نے کہا بھی تھا کہ اپنا دہ

عابد سہیل

ارا سامان لے جاؤ۔ جب بھاد ج بھوپال میں عدّت کے ٹ گزار رہی تھی، یہ سوچ کرلے آیا تھا کہ تم سب یہیں رہو گے مگر جب تم نے الہ آباد میں داخلہ لے لیا تھا اور تم ایسا سامان لینے آئے تھے تو میں نے اسے تمھارے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تھا، اب لے جاؤ۔ لیکن تم نے کہا تھا کہ لکھنؤ میں، جہاں تم اب رہتے ہو۔ یہ پہاڑ ایسے پلنگ، پانی کی ٹنکیاں، پرانی ڈیزائن کے چینی کے برتن جن پر شوخ رنگ کے پھول بنے ہیں۔ اور لکڑی کے وہ بڑے بڑے بکس جن میں یہ سامان اب بھی رکھا ہوا ہے، کہاں رکھ پاؤ گے کیونکہ تمھارا مکان بہت چھوٹا ہے۔ لیکن بیٹے اب ان کو بھی لے جاؤ کہ میں انہیں دیکھتا ہوں تو سانپ بچھو لگتے ہیں۔ یہ سانپ بچھو ہر وقت میرے پلنگ کے ارد گرد گھوما کرتے ہیں۔"

اس کے بعد تین چار جملے پھر فجّن میاں کے اور ننھّے کے بارے میں تھے۔ پھر آم کے باغ کا قصّہ تھا اور اس خود کاشت کا جس کا جواب بھی ان کے نام تھی اور جسے وہ مجھے دے دینا چاہتے تھے۔ پھر اس بات کا ذکر تھا کہ زمینداری کے خاتمہ کے وقت معاوضہ کے ۴۴ ہزار کے جو بانڈ ملے تھے اور جب تم ایک ایک پیسہ کے محتاج تھے، میں ان پر کنڈلی مارے بیٹھا رہا تھا۔ وہ پیسہ تو جانے کب کا ختم ہو گیا ہے۔ لیکن زمین، جائیداد، کوٹھار، جو کچھ بھی باقی بچا ہے سب تمھارے نام لکھ دونگا۔ لیکن بیٹے اب کی گرمیوں کی چھٹیوں میں آؤ ضرور۔ بہو اور بچّوں کو بھی لاؤ۔ آنا ضرور تمھاری بات فجّن بھی مان لے گا اور ننھّے بھی۔

پھر بالکل آخر میں لکھا تھا۔ پچھلے سال آم کی فصل بہت خراب ہوئی تھی۔ اس بار ضرور اچھی ہوگی۔ شہر میں آم کیا کھاتے ہوں گے۔ تمھارے باغ کے آم ایسا لنگڑا بھلا وہاں کہاں ملے گا!"

میں نے مجّو چچا کا خط، جو چار پانچ دن پہلے آیا تھا سات آٹھ بار تو ضرور پڑھا ہوگا اور سوچا تھا کہ اس بار انہیں جواب ضرور لکھوں گا اور اس بات کا یقین بھی دلاؤنگا کہ وہ سارا سامان رکھنے کے لئے میرے دو کمروں کے مکان میں واقعی جگہ نہیں ہے تو بھی ضرور لے آؤں گا، چاہے یہ سامان کھٹراگ وہاں سے لاکر کسی کو دے

ہی دینا کیوں نہ پڑے۔ لیکن......

ماجد چچا اپنے حجرے سے مکان کے باہر جسے گاؤں کے لوگ حویلی کہتے ہیں ایک لمبے چوڑے تخت پر جس پر دری کے اوپر صاف شفاف چادر بچھی ہے۔ گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں.. پیچواں کی سٹک ان کے ہاتھ میں ہے آنکھیں ایسی سرخ ہیں کہ کوئی ان پر دو چار بار ہاتھ پیار سے پھیر دے تو خون ٹپک پڑے۔ ترشی ہوئی سیاہ مونچھوں اور گھنے گھنگھریالے سیاہ بالوں نے ان کے سرخ سفید چہرے کو اور بھی رعب دار بنا دیا ہے۔ تخت کے پاس ایک موڑھا رکھا ہے۔ چاروں طرف کارندے لمبی لمبی لاٹھیاں لیے بیٹھے ہیں۔

ماجد چچا نے ایک لمبا کش لیا سر کو ایک ذرا سی جنبش دی اور بولے "مہکو... عیدگاہ پار کے کھیت کا سارا غلّہ کٹھار پہونچ گیا ہ؟"

"ہاں سرکار" مہکو نے کام پورا ہونے کی اطلاع بھی ڈرتے ڈرتے دی۔

"اور کربلا کا کھیت؟"

"اس کی فصل بھی کاٹ گئی ہے" مہکو اب کانپ رہا تھا۔

"لیکن غلّہ ابھی کوٹھار نہیں پہونچا؟"

کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

مہکو نے جس کی آنکھیں زمین پر گڑی تھیں، اپنی لاٹھی کی گانٹھ پر ہاتھ پھیرا تو کسی دوسرے نے دیکھا بھی نہیں کیونکہ ان کی آنکھیں بھی زمین پر گڑی تھیں۔

میرے سوال کا جواب نہیں دیا تم نے" ماجد چچا گرجے ایسا لگا جیسے بجلی کڑکی اور اس کی آواز بادلوں سے بار بار ٹکراتی رہی۔ رام بھروسے اپنی لاٹھی کی ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا لیکن وہ کانپ رہا تھا اور اس کی لاٹھی جو زمین سے ٹکی تھی دھیرے دھیرے ہل رہی تھی۔

ماجد چچا نے اسٹک گاؤ تکیہ کے پاس رکھی ہوئی شیشے کی طشتری میں رکھ دی اور رام بھروسے کی طرف دیکھا تو تیل پلائی ہوئی اس کی لاٹھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گری تو آواز

رفعت عزمی

کبھی شعلہ کبھی شبنم کبھی پتھر چہرے
فکر حالات کی کرتے ہیں برابر چہرے
دل سخاوت میں لٹا دیتا ہے سب کچھ اپنا
مل ہی جاتے ہیں کبھی ایسے منور چہرے
اک طرف سیکڑوں افراد تھے آمادۂ جنگ
ایک جانب تھے مگر صرف بہتر چہرے
کبھی ماحول کو گلزار بنا دیتے ہیں
کبھی حالات کو کر دیتے ہیں بدتر چہرے
صبح کے ساتھ سپاہی کی طرح جاتے ہیں
شب کو خوابوں میں چلے آتے ہیں اکثر چہرے

(رامپور)

ہوئی لیکن ایسا لگا جیسے کسی نے یہ آواز سنی ہی نہ ہو۔ وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"حضور بیگار میں کیول دو نفر آئے تھے"

"ہوں" ماجد دادا نے جیسے غصّہ پینے کی کوشش کی۔

"حجور"۔ رام بھروسے نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا "مشتاق کو بلانے آدمی بھیجا تھا پر اس کی ماں نے کہا اسے بخار ہے بیگا نہیں کر پائے گا۔"

"ہوں" ماجد چچا کی بھنویں ایک دوسرے کے قریب آکر بھڑ گئیں تو کارندوں میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ یہ ان کے غصہ کی انتہائی شکل تھی

"حجور جب سے اس کے بھائی نے شہر سے روپیہ بھیج کر اسے آٹا چکّی لگوا دی ہے۔ تب سے وہ بیگار سے کنی کاٹتا ہے"

"کل سے چکّی کی آواز کانوں میں نہ پڑے" انھوں نے اسٹک منہ میں لگائی۔ ایک لمبا کش لیا تخت پر سے پیر نیچے کرنے لگے تو کسی نے دیکھا کہ ایک سلیپر پیتانے کی طرف ذرا دور کھسک گئی ہے۔ اس نے ڈرتے ڈرتے آگے بڑھ کر وہ سلیپر پیر کے پاس کر دی۔ ماجد چچا نے ایک بار پھر لٹھیتوں پر نظر ڈالی اور اپنا جملہ دہرایا۔

"کل سے چکّی کی آواز کانوں میں نہ پڑے۔"

راتوں رات پورے گاؤں اور آس پاس کی بستیوں میں ڈگی پٹوا دی گئی۔ کل سے چکّی پر آٹا پسوانے کوئی نہیں جائے گا۔ جس کو آٹا پسوانا ہو وہ اپنا گیہوں لے آئے اور حویلی کے پیچھے سے آٹا ہی آٹا لے لے۔ پسائی بھی نہیں لی جائے گی۔

سارے گاؤں میں موت کا سناٹا چھا گیا۔

شتن ڈرتے ڈرتے اپنے کچے مکان سے باہر نکلا۔ چکّی بس پچاس ساٹھ قدم کے فاصلے پر تھی۔ راستے میں لوگ ملے۔ اس نے ہر کسی کی طرح سلام، بندگی اور رام رام کیا۔ لیکن اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ کسی نے اس سے آنکھیں بھی نہیں ملائیں۔ چکّی پر سناٹا تھا۔ غلہ کی ایک بھی پوٹلی نہیں تھی۔ ترازو کے ایک پلڑے پر باٹ رکھے وہ دوسرے پلڑے کو جو اس کی قسمت کی طرح ہوا میں معلق تھا دیکھتا رہا۔ لیکن آٹا پسوانے کوئی نہ آیا۔ پھر جب سورج تالاب کے پاس والے ٹیکرے پر لگے برگد سے نکل کر پورے گاؤں پر پھیل گیا تو اس نے سوچا کہ گھر واپس لوٹ چلے۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ جوکھے سر پر بڑی سی پوٹلی رکھے آ گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ جوکھے نے پوٹلی زمین پر رکھ دی تو شتن نے اسے دوسرے کی جورو کی طرح دیکھا۔ للچائی ہوئی آنکھوں سے لیکن ڈرتے ڈرتے۔

دونوں خاموش رہے۔

شتن نے ایکبار پھر پوٹلی کی طرف دیکھا اور کہا آج چکّی نہیں چلے گی،

"ڈر گیا"

"ڈرا نہیں۔ لیکن چکّی آج نہیں چلے گی"

"لعنت تیرے کی۔ میں تو تجھے دم دار سمجھتا تھا۔ تو تو کاکو نکلا" جوکھے نے کہا اور پوٹلی اٹھالی۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف ایک بار پھر دیکھا جوکھے بھی شتن ہی کی طرح جوان تھا دو چار سال بڑا ہو تو بات دوسری ہے لیکن اس کے بالوں نے ابھی کھچڑی نہیں

علی تھی ۔ دو اولادیں تھیں اور دونوں ہی لڑکیاں تھیں۔ شبن اس وقت اپنے سے زیادہ اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ میاں اسے نوکری سے نکال دیں گے ۔ پھر بھی نہ مانا تو گھر بھنکوا دیں گے۔ بچی کرستی ہے۔ کیا کرے گا، یہی سب سوچ کر اس نے آٹا پیسنے سے انکار کر دیا تھا۔

لیکن شبن کے چکی چلانے ، چلانے سے کچھ نہ ہوا۔ جو کچھ کو نوکری سے نکال دیا گیا اور اس کا چار بسوا کا کھیت جو میاں کے کھلیان سے لگا تھا راتوں رات کھلیان میں شامل کر لیا گیا۔

گاؤں میں دو چار دن کچھ تناؤ، کچھ سناٹا رہا ۔ پھر سب پہلے جیسا ہو گیا ۔ لیکن چکی کی آواز اس کے بعد سنائی نہ دی۔ کئی برس نل شہر سے بیل گاڑیوں پر آٹا پس کر آتا رہا اور لوگ حویلی کے پچھلے پھاٹک پر اپنا غلہ تلوا کر اس کے برابر کا آٹا لے جاتے رہے۔ گاؤں والے خوش تھے ۔ دو پیسے پسائی کے بچے۔ ان دو پیسوں کے تیل سے تو دو دن گھر میں روشنی ہو سکتی تھی۔

اس سناٹے اور سب کچھ پہلے کی طرح ہو جانے اور ماجد چچا کے خطوں کے درمیان بیس بائیس سال کا فاصلہ تھا۔ ایک ہاتھ میں ٹین کا لوٹا دوسرے ہاتھ میں لاٹھی، جوان کے بڑھاپے کا سہارا تھی، لیے ماجد چچا جواب مجو میاں ہو گئے تھے، مسجد میں داخل ہوتے اور لوٹا مسجد کے فرش پر، جو جگہ جگہ سے چٹخ گیا تھا، رکھ کر لاٹھی ایک کونے میں ٹکا دیتے تو پہلے کی طرح کوئی ان سے اگلی صف میں آنے کے لئے نہ کہتا۔ وہ آخری یا اس سے پہلے والی صف میں کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ اور پھر لاٹھی ٹیکتے حویلی لوٹ آتے جس کے چبوترہ کے سیے کی اینٹیں نہ جانے کب کی غائب ہو گئی تھیں۔ وہ لاٹھی اور لوٹا ذرا آگے جھک کر باری باری چبوترہ پر رکھتے پھر دونوں ہاتھوں سے دیوار کا سہارا لے کر اوپر چڑھتے۔ پھر بھری آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتے تو ایک لاٹھی زمین پر نہ گرتی کسی کے ہاتھوں پر کپکپی طاری نہ ہوتی۔ ان کا خط اب بھی میرے سامنے رکھا تھا۔ میں نے جواب میں دو سطریں لکھیں۔

"قبلہ چچا جان سلام خادمانہ

آپ کا گرامی نامہ ملا۔ خیریت معلوم ہوئی خدا آپ کا سایہ ہمارے سر پر تا دیر قائم رکھے میں اس بار گرمیوں کی چھٹیوں میں گاؤں ضرور آؤں گا۔ آپ کی قدم بوسی کے لئے ۔ آپ کی یہی خواہش ہے تو سارا سامان بھی اپنے ساتھ لیتا آؤں گا۔"

اس کے بعد میرا قلم رک گیا۔ آگے کیا لکھوں؟

اس چکی کے بارے میں کیا لکھوں جو ہے ہی نہیں اور جو کچھ کے بیٹے ننھے کو جس کا اب دو منزلہ پکا مکان، ٹیوب ویل اور سائیکل کے پرزوں کی بڑی سی دوکان ہے، بھلا اسے کیسے اس پر تیار کرنے کا وعدہ کروں کہ وہ اپنے چار بسوے واپس لے لے۔ وہ چار بسوے جو ماجد چچا کے بیٹے نہ جانے کتنے برس پہلے گروی رکھ کر بھول بھی چکے ہیں۔

ماجد دادا کا خط میز پر رکھا ہے۔ میرا آدھا لکھا ہوا خط بھی میز پر پڑا ہے۔ یہی کچھ پچھلے دو خطوں کے ساتھ بھی ہوا تھا۔ (آکاش وانی لکھنؤ سے)

عابدہ سہیل

کپور مارکیٹ ۔ بنارس ۔ لکھنؤ۔



کمزور لمحے : عتاب

فخرالدین عارفی

اچھی گفتگو، بغیر کسی کوشش یا ارادے کے دو انسانوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے قریب کر دیتی ہے اور نہ صرف قریب بلکہ ایموشنل بھی۔

شاید اسی لیے میں اور نسرین چند ملاقاتوں میں ہی ایک دوسرے کے بہت قریب ہو گئے ہیں، قریب اور جذباتی بھی . . . .

یوں تو نسرین سے میرا پہلا تعارف گزشتہ سال ایک EVALUATION CENTRE میں کاپیوں کی جانچ کے دوران ہوا تھا، لیکن یہ تعارف بہت دنوں تک صرف تعارف ہی رہا۔ دوستی اور اپنائیت میں نہ بدل سکا۔ ہاں ادھر چند مہینوں میں مجھے اس سے ملنے، باتیں کرنے، سننے اور پڑھنے کا موقع ملا ہے تاہم ان چند مہینوں میں نسرین کو میں نے اتنے قریب سے دیکھا، پرکھا، سمجھا اور جانا ہے کہ اب اس کی زندگی میرے سامنے ایک ایسی کھلی کتاب کی مانند ہے جس کا نہ صرف یہ کہ ہر صفحہ، سطر، اور جملہ بلکہ لفظ لفظ اور حرف حرف میرا پڑھا اور سمجھا ہوا ہے . . . .

دوسری طرف میری اپنی زندگی کا بھی کوئی واقعہ، قصہ، حادثہ اور ماجرا شاید ایسا نہیں ہے جو نسرین سے پوشیدہ ہو۔

نسرین سے ملاقات سے قبل میں پیار و محبت کا بالکل قائل نہ تھا اور لفظ پیار میرے نزدیک ایک خوبصورت کھیل، ایک حسین دھوکا اور جنسی بے راہ روی کے برہنہ جسم پر کسی ریشمی پردے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا، لیکن نسرین سے ملاقات کے بعد مجھے فوراً ایسا لگا تھا کہ جیسے میں غلط راہوں پر چل رہا تھا، مجھے اپنے نظریے اور اصول کی بنیاد بہت ہی کھوکھلی اور کمزور محسوس ہوئی تھی۔

نسرین کی باتوں میں جادو کا اثر تھا، اس کے خیالات میں فرشتوں کا تقدس اور پاکیزگی تھی، جذبات میں معصومیت اور دل میں انسانیت کا درد تھا اور وہ سب کچھ تھا جو کسی بھی انسان کے دل کی گہرائیوں میں اتر کر ہلچل مچا دینے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ چنانچہ میرے دل میں بھی بہت اندر تک نسرین کے خیالات و جذبات کی پھوار بوند بوند بن کر پیوست ہو گئی تھی اور اس کی خوشبو سے میرے وجود کا سارا آنگن مہک اٹھا تھا۔

نسرین ہمیشہ جذباتی باتیں کیا کرتی تھی اور اس کی باتوں میں سچائیوں کی آنچ کچھ اتنی تیز ہوتی تھی کہ مجھے اپنا دل پگھلتا ہوا سا محسوس ہوتا۔ اس کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ پیار کے انمول مٹھاس میں ڈوبا ہوا ہوتا اور اس سے جوش و ولولے کا ایک چشمہ سا ابلتا۔ لیکن جوش کے ساتھ ہوش اور جذبات کے ساتھ دانشمندی کے دامن کو وہ کبھی اپنے ہاتھوں سے نہ چھوٹنے دیتی تھی۔ مجھے یاد آرہا ہے کہ ایک روز اس نے مجھ سے کہا تھا:

"انسان کی زندگی میں جو شے مرکزی حیثیت اختیار کرلے اسے پالینا سب سے بڑی خوشی اور اسے کھو دینا سب سے بڑا رنج ہوتا ہے......"

اور یہ کہہ کر وہ نہ جانے کیوں بالکل خاموش اور اُداس ہوگئی تھی۔ جیسے خود ہی اپنی باتوں کی تہہ میں اُترنے کی کوشش کررہی ہو۔ اس کا گلاب کی طرح سرخ چہرہ اچانک برف کی طرح سفید ہوگیا تھا، پیشانی سے پسینے کی موٹی موٹی بوندیں ٹپک ٹپک کر زمین میں پیوست ہونے لگی تھیں اور ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی برف کا مجسمہ دھوپ کی حدت سے پگھل پگھل کر زمیں بوس ہوجانا چاہتا ہو....

مجھے نسرین کی یہ حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوا تھا۔ دل چاہا تھا کہ اس کو اپنی باہوں میں سمیٹ کر اتنا پیار کروں، اتنا پیار کروں کہ پیار سے اس کا ہر جذبہ اور ہر دھڑکن لبریز ہو اُٹھے، اس وقت میں اس کے تمام غموں کو اپنے سینے میں جذب کرلینا چاہتا تھا۔ لیکن میں بدنصیب تھا کچھ نہ کرسکا۔

"نسرین!" اور پھر ایک سرد آہ سے زیادہ میرے منہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا۔ میں تو نسرین کے غموں کو ہلکا کرنے کے لیے ہمدردی کے دو بول بھی زبان پر نہ لا سکا تھا۔

دل میں جذبات کا ایک طوفان سا اُٹھ رہا تھا۔ چاہتا ضرور تھا کہ نسرین سے سب کچھ کہہ ڈالوں، اسے یہ بتا دوں کہ میری زندگی کا بھی ایک مرکز ہے اور وہ مرکز نسرین تم خود ہو، تم اور صرف تم......

لیکن کاش میں ایسا کرسکتا..... وقت اور حالات نے میرے ہونٹوں پر جو تالے لگا دیئے تھے ان کو اپنی محبت کی مقراض سے کاٹ سکتا....

لیکن میں ایسا کچھ بھی نہ کرسکا اور تب میری آنکھوں سے بھی آنسوؤں کی دو موٹی موٹی بوندیں گر کر زمین پر پھیل گئی تھیں......

نسرین ایک شادی شدہ عورت ہے، اپنے سہاگ کی امانت اور اس ننھے وجود کی ماں ہے جس کا مستقبل اپنی باہیں پھیلائے اس سے ممتا کی بھیک مانگ رہا ہے...

نسرین کا شوہر ایک ڈاکٹر ہے، ایک ایسا ڈاکٹر جس کے یہاں دن رات مریضوں اور ملنے جلنے والوں کا ایک ہجوم سا رہتا ہے۔ دولت کی افراط ہے۔ اور یہ دولت ڈاکٹر نشاط کی زندگی میں کوئی نئی نہیں بلکہ خاندانی ہے۔ ڈاکٹر نشاط کے والد بھی اپنے وقت کے ایک مشہور فزیشین کی حیثیت سے ملک بھر میں مشہور تھے اور انھوں نے بے انتہا دولت کمائی، جسکا تنہا وارث آج ان کا اکلوتا بیٹا ڈاکٹر نشاط ہی ہے.....

کہا جاتا ہے کہ جس کے پاس دولت ہوتی ہے اس کو دولت کی ہوس بھی کچھ زیادہ ہی ہوتی ہے اور ڈاکٹر نشاط اسکی ایک زندہ مثال تھا۔

ڈاکٹر نشاط کا یہ خیال تھا کہ انسان کی ساری خوشیوں کے سوتے دولت اور امارت کے چشمے سے ہی پھوٹتے ہیں، دولت سے انسان دنیا کا ہر سکھ، شانتی اور خوشی خرید سکتا ہے لیکن کاش کوئی ڈاکٹر نشاط کو یہ سمجھا سکتا کہ اس کا یہ خیال ریت کے گھروندے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا ہے اور ایسا سوچنا بھی ایک بہت بڑی نادانی اور بھول ہے، ایک ایسی بھول جس کے بہت تلخ نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔

نسرین نے شادی سے قبل ہی ڈاکٹر نشاط کے کافی چرچے سُن رکھے تھے، اس لیے کہ ایک کامیاب سرجن کی حیثیت سے شہر میں اس کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہ تھی۔ چنانچہ ایک روز گھر میں نسرین کو یہ خوشخبری سننے کو ملی تھی کہ ڈاکٹر نشاط اس کی زندگی میں اس کا جیون ساتھی بن کر داخل ہونے والا ہے تو وہ خوشیوں کے جذبات سے مخمور ہو اٹھی تھی، اس کا دل گلاب کی کسی کلی کی طرح کھل اٹھا تھا اور اس کی بھینی بھینی خوشبو سے اس کے وجود کا سارا آنگن مہک اُٹھا تھا —— پھر نہ جانے کیا سوچ کر وہ آپ ہی آپ مسکرانے لگی تھی اور اس کے یاقوتی ہونٹ تھرتھرا اُٹھے تھے:

"پگلی! تو سمجھتی ہے کہ کسی کو ٹوٹ کر صرف لٹریچر پڑھنے والا ہی چاہ سکتا ہے۔ بائیوکیمسٹری، فزکس اور بایولوجی پڑھنے والے ڈاکٹر کے پاس بھی تو ایک دھڑکتا ہوا دل ہوتا ہے......"

تب وہ کسی کے لبوں کو چومنے کی آرزوؤں کا سفر طے کرتے ہونٹوں اور کسی کے قدموں کی پیاس کو زرد پڑتے [illegible] کی ملی جلی کیفیتوں کے درمیان بیڈروم کی جانب تھومتے ہوئے نادان دل کو بڑی مشکلوں سے سنبھال پائی تھی۔

پھر وہ دلہن بنادی گئی اور شادی کی تمام رسموں اور ہنگاموں کے درمیان گھونگھٹ میں اپنا چہرہ چھپائے، آنکھوں میں خوابوں کے دیپ جلائے اور دل میں تمناؤں اور آرزوؤں کے پھول سجائے سمٹی سمٹی، شرمائی شرمائی، گھبرائی گھبرائی تمام رات وہ یہی سوچتی رہی تھی کہ نشاط اب اس کا ہو چکا ہے، وہ اب اس کے قدموں کو چھو سکے گی، اس کو دل بھر کر دیکھ سکے گی۔ اپنی زندگی کی آخری سانس تک دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اسے پیار کرسکے گی، اس کی بیوی کہلائیگی اس کی سانسوں کی حقدار ہوگی اور پھر وہ ڈاکٹر نشاط کے تصور میں اتنا ڈوب جاتی کہ اس کا سارا جسم سلگنے لگتا، وہ ڈاکٹر نشاط کی سانسوں کی گرمی محسوس کرکے پسینے پسینے ہونے لگتی اور اسے لگتا جیسے کوئی شے انگارہ بن کر اس کی رگ رگ میں سرایت کرتی جارہی ہو۔

لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں یہ محسوس ہوتا جیسے اس کے ہاتھ سے کسی چکنی مچھلی کی طرح پھسل کر بھاگ جانا چاہتی ہوں۔ وہ اپنی محبوب کو کس لینا چاہتی تھی لیکن اس کی تمام انگلیاں تھرتھرانے لگتیں، گرفت کمزور پڑجاتی اور پسینے سے اس کا سارا بدن شرابور ہوجاتا۔

اور واقعی مسرت کے لمحات، خوشیوں کی گھڑیاں اس کی زندگی سے بھاگتی رہی، جل پریوں کی طرح [illegible] پاس آتیں مگر پکڑ میں نہیں۔ ۔ ۔ ہنستی ہوئی دور چلی جاتیں اور وہ جتنا ان کو اپنی مٹھیوں میں جکڑنا چاہتی وہ دسترس سے دور ہی ہوتی جاتیں۔ ۔ ۔ وہ چمکتی ہوئی چکنی پھسلتی مچھلی [illegible] آتی تو ضرور تھی مگر کبھی گرفت میں نہیں آتی، ایک جھلک دکھاتی اور پھر ہمیشہ ہمیشہ دور اور بہت دور نکل جاتی۔ ۔

دوسری طرف ڈاکٹر نشاط ان باتوں سے یکسر بے نیاز سونے کی اس چڑیا کے پیچھے دیوانہ وار بھاگ رہا تھا جس کی شناسائی اسے اپنے باپ دادا سے ورثے میں ملی تھی اور وہ چڑیا اس سے نزدیک ہی ہوتی جارہی تھی لیکن اس چڑیا کا من ہر لمحے ڈوبتا چلا جارہا تھا جسے ڈاکٹر نشاط نے ایک تہہ خانے میں قید کرکے اپنے آنگن سے [illegible] لٹکا دیا تھا۔ ۔

[illegible] حالات بد سے بدتر ہوتے رہے اور زہر کی طرح روز بروز اسے [illegible] اور پُرخطر سناٹے کی تنہائیوں میں [illegible] پاتی چلی گئی۔

[illegible] شادی کے بعد [illegible] کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

فضا میں [illegible] تھی۔

لیکن [illegible] کے بعد [illegible] تھی۔ وہ ماتوں [illegible] اور [illegible] کی کھس کر [illegible] کے [illegible] درمیان تھی اور وہ [illegible] تھی۔ ۔ ۔ [illegible] سائیں سائیں تو جیسے اس کے [illegible] سرسراتے ہوئے [illegible] جگا دیتی ہے، اس کا زخم ہرا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے اندر ایک تپش محسوس کرنے لگتی جیسے کوئی ناگ [illegible] اس کے بدن کو ڈس رہا ہو۔

شادی سے [illegible] اس کی زندگی [illegible] ہول [illegible] کی طرح [illegible] جس میں سہاگ رات میں [illegible] ڈاکٹر نشاط نے ایک پتھر دے مارا تھا۔ [illegible] ایک کے بعد دوسری [illegible] ۔ ۔ یہ رک جاتیں [illegible] آپ کو [illegible] رہا تھا [illegible] کا پھیلاؤ تھم رہا تھا۔

وہ اکثر ساری ساری رات [illegible] ہوتے گزار دیتی، رات گئے جب ڈاکٹر نشاط اپنے کلینک سے لوٹتا تو اس کی قدموں کی [illegible] رہتی، اس کی آمد سے اس کے ہونٹ [illegible] نمودار ہوتی، آگے بڑھ کر وہ اپنے شوہر کے گلے میں اپنی باہوں کا ہار ڈال دیتی، اپنے سلگتے ہوئے ہونٹوں سے نشاط کی پیشانی کا بوسہ لیتی، لیکن نشاط تو جیسے اپنے جسم میں کہیں ملتا ہی نہیں تھا، وہ تو پتھر تھا پتھر اور [illegible] کہ جیسے تراش خراش کر خوبصورت اور دیدہ زیب تو بنایا جا سکتا ہے مگر اس میں روح

نہیں پیدا کی جا سکتی۔

اور اس طرح روزانہ نسرین کی سیکڑوں تمنائیں اور آرزوئیں اپنے ہاتھوں میں حنا کی مہندی رچاتی رہیں، وہ ہر صبح نئی نئی امیدوں کے سہارے مسرت سے اٹھتی رہی لیکن رات ہونے سے پہلے ہی ہر شام اسے ناامیدی اور ناکامی کی کڑوی اور کسیلی دوا پلا کر تمام رات بستر پر تڑپاتی رہتی۔ ۔ ۔

اور اس طرح اس کی زندگی کی سیکڑوں اور ہزاروں تمناؤں اور آرزوؤں کے ساتھ یہ معمولی سی تمنا بھی ہمیشہ تشنہ لب ہی رہی کہ کاش نشاط جسم کی طلب کے بغیر بھی کبھی اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر پیار کے دو میٹھے بول ہی بول دیتا۔ ۔ ۔

لیکن نسرین آخر کب تک اس طرح دکھ برداشت کر سکے گی؟ زہر کے اور کتنے گھونٹ اسے پینے ہوں گے؟ وفا کی راہ میں اور کتنی دور تک انگاروں پر چلنا ہوگا؟ اب تو اس کے پاؤں لہولہان ہو چکے ہیں۔ زہر کے اثرات نے اس کے جسم کو نیلا کر دیا ہے اور دکھ کا کانٹا حلق میں بہت دور تک گڑتا چلا جا رہا ہے۔ ۔ ۔ ۔ کیا خبر کب کمزور لمحے اس کا مقدر بن جائیں اور نسرین کسی گہری اور بہت گہری کھائی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گم ہو جائے۔ ۔

لیکن نہیں میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ میں نسرین کو اپنی زندگی دے کر بھی بچانا چاہتا ہوں۔ میں اسے ایک نئی زندگی دینا چاہتا ہوں۔ زندگی کی جس آبدار موتی کی تلاش میں وہ دربدر بھٹک رہی ہے میں وہ موتی اس کے قدموں نثار کر دوں گا۔

اور تب میں فیصلہ کر لیتا ہوں کہ کل ہی نسرین سے فیصلہ کن باتیں کروں گا۔ اس نے میری زندگی میں مرکزی حیثیت حاصل کر لی ہے، میں اسے ٹوٹ کر چاہتا ہوں

اور وہ بھی تو مجھ سے بہت۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پھر ڈاکٹر نشاط کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ہماری جذبوں کا خون کرے۔ ہمارے درمیان دیوار بنا رہے۔ ۔ ۔ ؟

میں نسرین اور اپنے پیار کے درمیان کی ہر دیوار کو مسمار کر کے ہی دم لوں گا اور پھر میں شدت جذبات سے مغلوب ہو کر اپنی پوری طاقت سے چیخ پڑتا ہوں۔

"میں اپنے پیار کی راہ میں حائل ہر دیوار کو مسمار کر دوں گا، مجھے کوئی نہیں روک سکتا ہے ایسا کرنے سے۔ ۔ ۔ مجھے کوئی نہیں روک سکتا ہے۔ ۔ ۔ ۔"

اور پھر نہ جانے کن جذبوں سے مغلوب ہو کر میں اپنی مٹھیاں بھینچ لیتا ہوں اور میرا ایک زوردار گھونسہ کھڑکیوں کے شیشے کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ سارے کمرے میں شیشے کی کرچیاں پھیل جاتی ہیں اور میرا ہاتھ خون سے لت پت ہو جاتا ہے، تاہم مجھے اپنے زخمی ہاتھ کا ذرہ برابر احساس نہیں ہوتا اور میں کسی پاگل کی طرح دروازے اور کھڑکیوں کے سارے شیشوں کو توڑتا ہی جاتا ہوں، توڑتا ہی جاتا ہوں۔ ۔ ۔ ۔

(پٹنہ سے نشر)

فخرالدین عارفی
محمد پور، شاہ گنج پٹنہ ۸۰۰۰۰۶

زراعت و سائنس
خصوصی صفحہ

تحریر و ترتیب: عزیز انصاری

ابھی تک پودے بیج بو کر یا پھر قلم لگا کر تیار کیے جاتے تھے لیکن اب "ٹشو کلچر" کے ذریعے بھی پودے تیار کیے جا رہے ہیں۔ اس طریقے سے پپیتے کے پودوں کی تعداد تیزی سے بڑھائی جا چکی ہے۔ اس طریقے سے تیار کئے گئے پودے زیادہ مضبوط، جلدی بڑھنے والے اور سورج کی روشنی کا زیادہ اچھی طرح سے استعمال کرنے والے ہوتے ہیں۔

انڈین ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے ایک ایسا آلہ تیار کیا ہے جس میں آم، کیلا، انگور، سنترہ، فالسہ وغیرہ پھل کئی دنوں تک تر و تازہ رکھے جا سکتے ہیں۔

تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ گیہوں کی فصل اس میں دی گئی نائٹروجن کا استعمال ۴۵ سے ۵۰ فیصد تک کرتی ہے جبکہ مکا اور چاول کی فصلیں ان میں دی گئی نائٹروجن کا صرف ۲۵ سے ۳۰ فیصد تک ہی استعمال کر پاتی ہیں۔

اچھے اور عمدہ بیج کے استعمال سے ۴ سے ۶ کوئنٹل فی ہیکٹر زیادہ پیداوار حاصل ہوتی ہے بہ نسبت معمولی بیجوں کے استعمال کے۔ وہ کسان جن کے پاس کم رقبے کی زمین ہے اچھے اور عمدہ بیج کا استعمال نہیں کر پاتے ہیں۔ اسلئے ان کے کھیتوں سے زیادہ پیداوار بھی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اسلئے کسانوں کو چاہئے کہ ہمیشہ سرٹی فائیڈ بیج کا ہی استعمال کریں۔

تقریباً ۳۶ ملین ٹن چاول، بیماریوں، کیڑے مکوڑوں اور کھیت میں غیر ضروری پودوں کی وجہ سے ہر سال ایشیا کے سات ممالک میں برباد ہو جاتا ہے۔ فوڈ اور ایگریکلچر جماعت (ایف۔ اے۔ او) کا کہنا ہے کہ اناج کی یہ بربادی ایسے موقعوں پر بھی برابر ہوتی رہتی ہے جبکہ ہمیں اناج کے ایک ایک دانے کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ممالک جہاں یہ بربادی ہوتی ہے وہ ہیں بنگلہ دیش، ہندوستان، انڈونیشیا، ملیشیا، فلی پائین، سری لنکا اور تھائی لینڈ۔

کیڑے مکوڑوں کو مارنے کے لیے ایف اے او نے اجتماعی طریقے سے اس مسئلہ کا حل ڈھونڈ نکالا ہے۔ زراعت کے طریقے، فصل کی قسمیں، اور فصل بونے کے وقت پر توجہ دینے سے کیڑے مکوڑے کم نقصان پہنچا پاتے ہیں۔ دواؤں پر کسانوں کو خرچ بھی نہیں کر[...] ماحول بھی زہریلا نہیں ہو پاتا۔ اسلئے کسانوں کو چاہئے [...] سب مل کر ایسے مسئلے کا سامنا کریں اور اپنی فصلو[ں کو] اس طریقے سے بوئیں کہ ان پر کیڑے مکوڑوں کا اثر کم ہو سکے۔

عام طور پر کسی مشین کو چلانے کے لیے پٹرول کی ضرورت ہوتی ہے لیکن برازیل کی ۹۰ فیصد مشینیں الکحل سے چلائی جا رہی ہیں۔ یہاں تک کہ ہوائی جہ[از] اڑانے میں بھی الکحل کا استعمال ہونے لگا ہے۔

برازیل میں الکحل فیول پر تجربات ۱۹۷۵ء میں شر[وع] ہو گئے تھے۔ جب پٹرول کی قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی تو کر[...] کی توجہ گنے سے بنائی جانے والی الکحل پر ہوئی اور جلدی انھوں نے صحیح طرح کی ایتھنول کو ڈھونڈ نکالا جس کا اس[تعمال] مشینوں اور گاڑیوں کے لیے کیا جانے لگا۔

نئے اور جدید طریقوں کے استعمال سے ۷۰ لیٹر [...] صرف ایک ٹن گنے سے بنائی جا سکتی ہے۔ جس کی قیمت پٹرول کے مقابلے صرف ۶۵ فیصد ہی ہوتی ہے۔

برازیل میں ۴۰۰ سے زیادہ ایسے گنے کے کھیت [...] جہاں ۱۴ بلین لیٹر الکحل ہر سال پیدا ہوتی ہے۔ اس سے [...] کی خرید پر ہونے والے خرچ میں کافی کمی آگئی ہے۔ دیگر مما[لک] میں یہ الکحل کے فروخت سے برازیل کو کافی فائدہ بھی ہ[و رہا] ہے۔

یہ کامیابی ضرور ہے لیکن اس میں بھی کافی پریشا[نیاں] اور مسائل ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے بڑی بڑی فیکٹری [...] مالکوں۔ بڑے بڑے زمینداروں کو ہی فائدہ ہوتا ہے غریب کسان کو نہیں۔ ماحول پر بھی اس سے خراب اثر [پڑ رہا] ہے کیونکہ جنگلات کم ہو رہے ہیں اور کارخانوں سے نکلا گندہ پانی ندیوں کو خراب کر رہا ہے۔

ایک اور یہ سوال پیدا ہو گیا ہے کہ زمین کا وہ [...] جس کا استعمال اناج اگانے کے لیے کیا جاتا رہا [...] رفتہ رفتہ گنے کی کاشت کے رقبے میں تبدیل ہوتا جا رہا [...] کیا اس سے اناج کی ضرورت پوری کرنے میں تکلیف نہیں ہوگی؟

(بتوسط فارم اینڈ ہوم یونٹ، آکاشوانی)

آپ کی رائے

آواز یکم مئی کا مطالعہ کیا بعض مقالے تو ایسے ہیں کہ اگر صحیح معنوں میں پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہوں تو لوگوں میں السا نیت آجائے مرید مالی صرف خرچ سے کام چلنے کو ہیں جناب ڈاکٹر علی حیدر خاں نے جس انداز اور طریقہ سے لکھا سب سے بڑا ہتھیار ہے پر قرآن و حدیث کی روشنی میں جو مقالہ لکھا ہے وہ قابل غور و فکر اور عمل ہے عمل ہی سے زندگی میں انقلاب آسکتا ہے ورنہ نہیں کیا ہی خوب کہا ہے کسی شاعر نے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

قرآن ایک ضابطہ زندگی ہے کونسی چیز ایسی نہیں ہے جس کو خدا نے کلام پاک کھلے اور صاف صاف لفظوں میں بیان نہیں کیا ہے مساوات، ہمدردی اور یکتا ان سب کی تعلیم خدا نے پہلے ہی دے دیا اس شعر سے بات صاف ہو جاتی ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

اس جدید دور کے تعلیم یافتہ حضرات اگر قرآن کا مطالعہ کریں تو ایک بات آئینہ کی طرح صاف صاف ہے مگر مغربی تعلیم نے ان کو تاریکی اور اندھیرے میں دھکیل دیا ہے علامہ کلام پیسہ ہے کر آواز میں ایسے ایسے عبرت اور نصیحت آمیز مقالے ہوتے ہیں کہ لوگوں کے لئے مشعل راہ ہیں میری طرف سے اور دوسرے مضمون نگار شعراء حضرات کو مبارکباد پہونچا دیں اور خدا آپ کو عمر خضر عطا فرمائے تاکہ آئندہ بھی ایسے ایسے مضامین سے واسطہ پڑتا رہے۔ عبدالحق انصاری رانچوی
جی۔ ٹی روڈ نز د مدینہ مسجد رانچی

آواز پہلی مرتبہ میری نظر والے سے گزرا شروع سے آخر تک تمام مضامین کا مطالعہ کیا۔ سچ یہ ہے آپ اردو زبان و ادب کی جتنی خدمات بذریعہ آواز کر رہے ہیں وہ پرچہ ہی سے عیاں ہے۔

مضمون نگار شعراء حضرات بھی اپنی تخلیقوں سے اور شعروں سے اردو کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں کیا ہی سنہرے موقعے سے ماہ صیام آ پہونچا اور آپ نے ماہ صیام پر مضمون شائع کیا ہے خدا آپ کو اجر عظیم دے گا۔ دوسرے پرچوں میں اس طرح کے مضامین مفقود ہیں آپ کی اردو نوازی اور خدمت پر میری طرف سے ہدیہ مبارکباد قبول فرمائیں اس دور گرانی میں اتنی کم قیمت پر اتنا عمدہ پرچہ نکالنا یہ بھی قربانی سے کم نہیں فحش اور گندے مضامین سے یہ رسالہ مبرا اور پاک ہے مجھے آئندہ پرچہ کا شدت سے انتظار رہے گا۔ میری آپ سے برادرانہ اور ہمدردانہ گزارش ہے کہ آئندہ عید الفطر نمبر شائع کر کے ہماری تشنگی دور کریں۔ اس بار جو غزلیں شائع ہوئی ہیں وہ بھی اپنی جگہوں پر ٹھیک ہیں خصوصاً منصور ندیم بالاپوری زود لطیف یاور کی غزلیں پسند آئیں۔
محمد یوسف انصاری مفتاحی
محلہ ہندپیڑھی گوال ٹولی روڈ رانچی

۱۶ رمئی کا شمارہ بدست ہوا مطالعاتی پس منظر میں تشنگئی خامہ کو حرکت دے رہا ہوں۔ میں اس موقر رسالہ کو اردو ادب کی معتبر "آواز" سمجھتا ہوں۔ اس نے ہمیشہ معیاری اور متوازن ادب پیش کیا ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے پڑھنے میں کافی لطف ملتا ہے۔ شخصیات شعر و ادب کے تحت حالی کی شخصیت اور فن کے بارے میں مختصر مگر تحقیقی مواد شمیم فاروقی نے قارئین کے سامنے پیش کیا ہے

اب کر آپ نے افسانوی انتخاب بھی خوب کیا ہے حسن انتخاب پر مبارکباد قبول فرمائیے۔
حیدرآباد سے نشر شدہ شعری تخلیقات میں فاروق شکیل کے اشعار نے دل کو متاثر کیا۔ خصوصاً ان کے یہ دو اشعار ۔

اس دور کے عروج کا عالم تو دیکھئے
میزان زر میں لوگ وفا تولنے لگے
یہ وقت کا عجیب کرشمہ ہے شکیل
کل تک جو لوگ گونگے تھے وہ بولنے لگے

حالیہ شمارہ میں ریڈیائی ڈرامہ کی عدم اشاعت پر افسوس ہوا اور آواز کے تمام ہی مشمولات و مندرجات معیاری ہیں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ادبی امیج کو برقرار رکھے اور خوب سے خوب تر بنائے۔
خدا کے واسطے اداریہ نویسی کی زحمت گوارہ کیجئے۔
عبدالخالق حقانی دارالعلوم دیوبند

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب، آداب و پیار۔
۱۶ تا ۳۱ رمئی کا شمارہ آواز شدید انتظار کے بعد ہاتھوں میں آیا۔ پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا سلسلۂ شخصیات شعر و ادب کے تحت شمیم فاروقی صاحب کا مولانا الطاف حسین حالی پر مضمون بیحد اچھا تھا اس بار حیدرآباد سے غزلیں بھی ٹھیک تھیں ان کا ڈرامہ کے تحت قطب اللہ صاحب کا انشائیہ بہت اچھا لگا
اگر آپ آواز میں ریڈیو سے نشر کچھ لطیفے بھی شائع کیا کریں تو اچھا ہو۔ اور جیسا کہ بہت سے قارئین کی رائے ہے آپ کی رائے کی جگہ پر سوال و جواب کا سلسلہ شروع کردیں تو اس میں کیا حرج ہے۔
محمد انور شمسی رضوی
اسٹیٹ بینک روڈ پورنیہ

آواز کا نیا شمارہ ۱۶ رمئی پڑھ چکا۔ برسوں سے یہ رسالہ زیر مطالعہ ہے۔ آخری سانس تک اسے اپنے مطالعہ میں رکھوں گا۔
میں زیادہ تعریف کا قائل نہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ ترتیب مضامین و اشاعت میں بڑے ہی توازن سے کام لیا جاتا ہے مجھے تو کسی نقطۂ نگاہ سے کوئی تشنگی نہیں محسوس ہوتی ہے اس تازہ شمارے میں جناب شفیع مشہدی کا افسانہ "چھوٹی سی کرن" پڑھنے کے بعد کچھ دیر تک سوچنا پڑا انہوں نے ایک مبارک ترین جذبے کی نشاندہی کی ہے۔
اختر شیرانی مرحوم کا ایک شعر

وہ نسائی جذبہ جو سب جذبوں کا منتہا ہے
دنیا میں نام اس کا ایک ماں کی مامتا ہے

دل و دماغ میں ابھرنے لگا۔
محمد جمال بی
سائق پبلک ریلیشن آفیسر اگر والا ٹولہ
عالم گنج (پٹنہ)

آواز ایک معیاری اور غیر معمولی خوبیوں سے لبریز اور معلوماتی پرچہ ہے جس کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگا۔
میری نگاہوں کے سامنے ۱۶ رمئی کا شمارہ کہکشاں کی طرح چودھویں کے چاند کی طرح میرے دل کی گہرائی کے جذبات کو بجز کا کر سامنے منزل کی طرح درخشاں ہے اس شمارہ میں تقریباً تمام ہی تخلیقات معیاری اور معلوماتی ہیں۔ جناب شمیم فاروقی صاحب کا تخلیق کردہ مضمون شخصیات شعر و ادب کے کالم میں بے حد پسند آئے جس سے حالی کی زندگی اور ان کے شعر و شاعری کے دائرہ کی وسعت کی روشنی جھلکتی ہے اور اس کے علاوہ مضامین بعنوان "تعلیم کا دمدار ستارہ" از ڈاکٹر جمیل الرحمٰن قدوائی اور "حوا الکحل کیوں کھینچتے ہیں" (اسرار احمد) کافی معلوماتی اور دلچسپی سے بھرپور ہیں اور تمام شائع شدہ افسانے کسی حد تک مستحق امور ہیں اور ان کے ساتھ انصاف کا سلوک کیا گیا ہے لیکن کچھ کے ساتھ نقص اور کمی بھی ہیں جناب شمس مظفر پوری کے افسانہ بعنوان "مہنگا بہت مہنگا" کے ساتھ وہ سرتاثر نہ کر پائے جو افسانے کا حق ہوتا ہے آپ کی رائے کے کالم میں جناب راشد انور صاحب کی شکایت پڑھ کر بہت دکھ ہوا رانچی سے نشر شدہ تخلیقات آپ آواز میں کیوں نہیں شامل کرتے ؟ اگر واقعی ایسی بات ہے تو مجھے بھی آپ سے شکایت ہے اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہماری شکایت کو جلد از جلد دور کرنے کی کوشش پیہم کریں۔ مہربانی ہوگی ۔ آخر میں ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم طلبا کا بھی خیال کرتے ہوئے ہماری بہبودی کے واسطے اپنے اس قیمتی پرچے میں جگہ دے کر ایسے مضامین کی اشاعت کا سلسلہ شروع کریں جس سے ہماری تعلیمی معیار میں گراں قدر اضافہ ہو اور میری جانب سے تمام قلمکاروں کو دلی مبارکباد پیش کردیں نوازش ہوگی ۔
فقط
محمد حمید اللہ رانچوی، ۳۴۳ ، مٹیا محل
جامع مسجد دہلی ۶

یکم مئی کا آواز ہمیشہ کی طرح پسند آیا ہر قاری کسی بھی جریدہ میں سے اپنی پسند کی چیزوں کا مطالعہ پہلے کرتا ہے اور اس پسندیدہ مواد میں اگر کوئی خامی نظر آتی ہے تو اپنی ذہنی وسعت جہاں تک ہے، اسی لحاظ سے اظہار خیال کرنے کو دل چاہتا ہے علی حیدر ورثی صاحب کا مضمون "ڈاکٹر ذاکر حسین" لفظوں کی کڑی سے کڑی بہت دلکش انداز میں تھی جیسے موتیوں کی ایک خوبصورت مالا ہو۔ جس کا ہر موتی آبدار ہو مگر جس دھاگے میں موتی پروئے ہیں وہ کمزور ہو تو موتی تمام جائیں گے اور مالا کی دلکشی ختم ہو جائے گی یہی صورت اس مضمون کی ہے ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کے پہلوؤں کو ان کی ادبی خدمات کو زیادہ اجاگر نہیں کیا گیا ہے بلکہ خاکہ نگاری زیادہ پیش کی گئی ہے۔ ویسے ہم ایک بار پھر یہی کہیں گے کہ وارثی صاحب نے جملے مختصر اور الفاظ خوبصورت استعمال کئے ہیں۔ "اردو کے ادبی رسالوں کا مستقبل" بہت بہت پسند آیا۔ یہ جملہ بہت صحیح ہے اور اچھا لگا کہ۔ جب کوئی پچھلی صف ایسی نہیں ہوتی جو اگلی صف کی جگہ لے سکے تو ادب کا تخلیقی کارواں ایک منزل پر ٹھہرا سا محسوس ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ آج کل کا نوجوان طبقہ تو کچھ اردو ادب کے مطالعے سے مستفیض ہو رہا ہے۔ مگر آج کا بچہ جو اردو سے قطعاً بے گانہ ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ والدین اس کو انگریزی پڑھنے پر زیادہ زور دیتے ہیں اسکولوں میں تو اردو پڑھنے کا معقول انتظام بہت کم ہے۔ گھر پر والدین بھی اردو کے نام کو اہمیت نہیں دے رہے ہیں جس سے اردو ادب کا مستقبل کیسا ہوگا یہ بات ہم اور آپ خوب جانتے ہیں۔ خدا کرے ایسا نہ ہو۔ اور اردو پروان چڑھتی جائے۔ کوئی بھی زبان سیکھنا بہت اچھی بات ہے مگر جس زبان کو ہمارے بزرگوں نے پروان چڑھایا اس کی صحت کا خیال رکھنا ہم سب کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔
"ڈیڑھ آنکھیں" ابوالکلام عزیزی صاحب کا افسانہ اچھا لگا ہلکا پھلکا پلاٹ مگر ہمارے معاشرے کی زندہ حقیقت کو لئے ہوئے ہے۔ سماج کا ایک بڑا طبقہ اس مرض میں گرفتار ہے کوئی شکل کی پرستش کرتا ہے تو کوئی روپے کی پوجا کر رہا ہے مگر کردار کی پاکیزگی پر دھیان دینے کی فرصت کس کو ہوتی ہے

عزیزی صاحب نے سائنس کی کرامات کو بھی خوب پیش کیا ہے یہ افسانہ پڑھنے سے نظر ہوا ہوگا مگر اپنے اختتام میں نہیں لکھا "شہر یاہ" اس افسانہ کی ساری خوبصورتی چند سطروں میں سمٹ گئی ہے۔ جو سماج دشمن عناصر ہر بھرپور طور پر ہے کالونی کے چاروں طرف مضبوط بند بنائے گئے تھے کہ پاس میں بہنے والا دریا کا پانی اسے نقصان نہ پہونچا سکے مگر برا ہو ان بے ایمان انجینئروں کا جنہوں نے اس بند میں لگے ٹھیکیداروں سے سانٹھ گانٹھ کر کے منصوبہ کی آدھی سے زیادہ رقم ہضم کر گئے اور بند کو بیحد کمزور کر دیا۔
فردوس لیش
شاہ راہ نسرین روز تقی (رامپور)

۱۶ مئی کا شمارہ ایک ہفتہ قبل موصول ہوا۔ دو تین نشستوں میں پورا رسالہ پڑھ ڈالا حیدرآباد سے جو غزلیں آپ نے شائع فرمائی ہیں ان میں کئی نوجوان شاعروں کی تخلیقات شامل کی گئی ہیں آپ کی یہ پالیسی بہت ہی کارآمد ہے اس سے نوجوان شاعروں اور ادیبوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور ان کو ابھرنے کا موقعہ ملتا ہے فاروق شکیل کا یہ شعر بہت پسند آیا

یہ وقت کا عجیب کرشمہ ہے اے شکیل
کل تک جو لوگ گونگے تھے وہ اب بولنے لگے

سوتیلی ماں کے کردار پر کمار پاشی صاحب نے اچھی خاصی روشنی ڈالی ہے اب تک کسی نے منٹو کے اس کردار کی طرف خاص نشاندہی نہ کی تھی۔ "آمد صحو" بھی ایک عمدہ معلوماتی مضمون ہے۔ ۔ اتنی موتی لال کی شخصیت ناقابل فراموش فنکار کی سی ہے یہ سچ ہے جو فنکار محنت سے نہیں چرا تا ہے وہ ایک دن ضرور نام پیدا کرتا ہے۔ آج کل کے نئے ہیرو اور نئے ایکٹروں کو موتی لال کی ریاضت اور مشق کی پیروی کرنی چاہئے حاتم عالم علی کا مضمون نے حد عمدہ ہے اور مشکل موضوع پر چستی کے ساتھ یہ مضمون سپرد قلم کیا گیا ہے یوسف ناظم صاحب سے کون واقف نہیں مگر ان کے کرکٹ کھیلنے کے بارے میں پہلی بار علم ہوا۔ یہ مغرب طنز و مزاح کے "سنیل گواسکر" تو بن ہی چکے ہیں۔ اب ان کو اردو ادب کی وکٹ کیپری سپرد کی جائے
فیصلہ "مہنگا بہت مہنگا" اور "اجالا" اچھے افسانے ہیں آپ سے شکایت ہے آپ نے رمضان کے متعلق ایک بھی مضمون شائع نہیں فرمایا۔ برائے مہربانی "عید" کو مت بھولئے گا کم از کم عید کے متعلق بھی آواز میں ایک آدھ مضمون ضرور شائع کرنا چاہیے تھا۔ ہاں زراعت کے متعلق خصوصی صفحہ کا کیا ہوا کیا عزیزہ انصاری روٹھ گئی ہیں۔
انوار انصاری
اولڈ ہزاری باغ روڈ رانچی ۱

۱۶ مئی کا شمارہ موصول ہوا۔ سرورق کافی عمدہ اور آرٹ کا ایک نادر نمونہ ہے۔ آرٹسٹ کو مبارکباد اس بار آپ نے اردو مجلس (دہلی) کی جھلکیاں پیش کر کے بہت ہی عمدہ کام کیا ہے۔ اس پروگرام کو جاری رکھئے ہیں ہم پر مشاعرہ اس دور کم نظر آتے ہیں۔ آواز کے صفحات میں کچھ اضافہ کیجئے اور سائنس ادب، تواریخ زراعت ادب پر مضامین تواتر سے شائع کیجئے
"ریت بھنس دیتا ہے" ایک اچھا اصلاحی مضمون ہے اور زندگی کا چلن احساس جمال کا کیا کہنا بہت ہی مشکل موضوع پر اچھا مضمون ہے۔ حالی پر شمیم فاروق صاحب کا مضمون ہم جیسے طالب علموں کے لئے مشعل راہ ہے۔ "حوالا لکھی کیوں پھینکتے ہیں" بھی طالب علموں کے لئے مفید ہے۔
ریحانہ جمشید
حور ما لو مسرل اولڈ ہزاری باغ روڈ
رانچی ۱

دوردرشن

دہلی

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

مسوری

چینل 10 تصویر 210 25 MHz
بینڈ 3 آواز 215 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام

۰۰ - ۶ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۵۵ - ۶ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)
۰۰ - ۷ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات

۴۰ - ۸ سماچار (ہندی خبریں)
۳۰ - ۹ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۴۵ - ۱۱ نیوز ہیڈلائن (ہفتہ کو ۲۰ - ۱۲ پر)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر

صبح ۰۰ - ۹ اور دوپہر ۳۵ - ۲
سائنس (آٹھویں جماعت)
۴۰ - ۹ اور سہ پہر ۱۵ - ۳
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۵ - ۱۰ اور سہ پہر ۰۰ - ۴ پرائمری اسکول کے لیے
۱۰ - ۱۱ اور سہ پہر ۴۵ - ۴ حساب (ساتویں جماعت)

منگل

صبح
۰۰ - ۹ اور دوپہر ۳۵ - ۲
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۴۰ - ۹ اور سہ پہر ۱۵ - ۳ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۰ - ۱۱ اور سہ پہر ۴۵ - ۴ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ

صبح
۰۰ - ۹ اور دوپہر ۳۵ - ۲
حساب (آٹھویں جماعت)
۴۰ - ۹ اور سہ پہر ۱۵ - ۳ بائیلوجی (دسویں جماعت)
۱۰ - ۱۱ اور شام ۴۵ - ۴ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات

صبح
۴۰ - ۹ اور سہ پہر ۱۵ - ۳
جغرافیہ (دسویں جماعت)
۵۵ - ۱۰ اور سہ پہر ۰۰ - ۴ پرائمری اسکول کے لیے
۱۰ - ۱۱ اور سہ پہر ۴۵ - ۴ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ

صبح
۴۰ - ۹ اور سہ پہر ۱۵ - ۳
فزکس (دسویں جماعت)
۱۰ - ۱۱ اور سہ پہر ۴۵ - ۴ انگریزی کا سبق (چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۴۵ - ۱۲ اور شام ۴۰ - ۴
اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

دہلی I

اتوار

صبح
۳۰ - ۹ سرب ساجھی گوربانی / کارٹون فلم / پربھاتی
۴۵ - ۹ یوگ اور سواستھ
۰۰ - ۱۰ مکی اینڈ ڈونالڈ
والٹ ڈزنی کی کارٹون فلم
۲۵ - ۱۰ ایک، دو، تین، چار (ہندی سیریل)
۵۰ - ۱۰ سیکریٹس آف دی سی (انگریزی سیریل)
۴۰ - ۱۱ پنکھوں سے پنجوں تک
(ہندی سیریل)
۵۵ - ۱۱ رجنی / لینا دینا (ہندی سیریل)
دوپہر
۳۵ - ۱۲ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)
۰۰ - ۱ خزانہ (ہندی سیریل)
۳۰ - ۱ کہاں گئے وہ لوگ
آسمان کیسے کیسے (ہندی سیریل)
۰۰ - ۲ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم
(II، III اور V اتوار)
۰۰ - ۴ ورلڈ آف اسپورٹ
شام
۰۰ - ۵ آزادی کی کہانی
۱۵ - ۵ دادا، دادی کی کہانی / وکرم اور بیتال
۴۵ - ۵ ہندی فیچر فلم
۳۰ - ۷ اندھی گلیاں
نشیلی ادویات کے استعمال کے خلاف ہندی پروگرام
۰۰ - ۹ ایئر ہوسٹس (ہندی سیریل)
۰۰ - ۱۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام
۵۵ - ۱۰ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر

شام ۰۰ - ۶ بچوں کے لیے
۱۵ - ۶ مہلاؤں کے لیے
۳۵ - ۶ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۳۰ - ۷ سندھ سماچار / سنگیت
۴۰ - ۷ ہندی ناٹک
۰۰ - ۹ نکڑ (ہندی سیریل)
۵۰ - ۹ سچ کی پرچھائیں I اور III
چترمالا II اور IV
آروہی V
۲۰ - ۱۰ چھپتے چھپتے (ہندی سیریل)
۴۵ - ۱۰ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے
۱۵ - ۱۱ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

منگل

شام
۰۰ - ۶ بچوں کے لیے
۱۵ - ۶ وشو درشن
۳۵ - ۶ (I، III اور V منگل)
ہمارے کلاکار، ہمارے ادیوگ
(II اور IV منگل)

یوتھ فورم (I III اور V منگل)
یووا منچ (II اور IV منگل)
بزم (اردو ادبی میگزین)

بنیاد (ہندی سیریل)

جن وانی (I، III اور V منگل)

بیانڈ ٹومارو
(II اور IV منگل)

دی باڈی ان کیوسچن
(انگریزی سیریل)

۱۰ ٹوورڈس پروگریس / پریورتن
پارلیمنٹ نیوز / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن
سگم سنگیت

شام
۶-۰۰ نٹ کھٹ دنیا / بچوں کے لیے
۶-۲۵ انگن واڑی
وکاس کی اور
آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)
چھوٹے بڑے ہندی سیریل
رونگ آئی I، III
حالات حاضرہ پر پروگرام
II، IV اور V
عجوبے (ہندی سیریل)
پارلیمنٹ نیوز / ان سے ملیے / اور گیسٹ

شام
۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
گھریلو نسخے
قانونی صلاح: آزادی کے دیوانے
مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
کھیل فن / کھیل کھلاڑی
پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگیت
پارمپارک لوک کلائیں I، III، V
سنگیت / نرتیہ II اور IV
منجمنٹ (انگریزی سیریل)
ستیہ جیت رے کی پیشکش
(ہندی سیریل)

۹-۵۰ پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیویز III
واٹ انڈی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کوئیز V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۱۵ آپ کا پریوار
۶-۴۵ سگم سنگیت
۷-۳۰ سندھ سماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)
۹-۵۰ راگ درباری (ہندی سیریل)
۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس / ان دس آور لینڈ / یر آف دی یوتھ
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر
۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۰ فریگل راک
۲-۳۵ یوتھ ٹائم
۳-۰۰ اسپانڈرین - اسپانسرڈ پروگرام
۳-۳۰ اسپانسرڈ پروگرام

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی / انگریزی)
۷-۱۰ یو اینڈ یور پیٹس
۷-۲۵ فادی فورسس I
نرتیہ III اور V
۷-۵۵ جان ہے جہان ہے
۸-۱۰ سپتاہکی
۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
۹-۵۰ سائنس پروگرام II اور IV
فیچر فلم I III اور V

دہلی II

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)
۷-۴۰ آوشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ڈاکیومنٹری فلم / ہندی ادبی پتریکا
۷-۱۵ بھورنگ
۷-۴۵ انگریزی سیریل

پیر

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ انگریزی سیریل فلم
۷-۰۰ مختصر فلم / ڈاکیومنٹری
۷-۴۵ چہل پہل
۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ

منگل

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ نو ودیہ
اسکول کے بچوں کا پیش کردہ پروگرام
۷-۱۵ یہ دلی ہے: ناگرک سمسیا
۷-۴۵ ہ اولڈ فاکس (انگریزی سیریل)

بدھ

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ فلم میگزین (انگریزی)
۷-۰۰ یو وواؤں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے (کلا پریکرما)
۷-۴۵ پنجابی درپن

جمعرات

شام
۶-۳۰ آپ کا باغیچہ
۶-۴۵ کوئیز پروگرام / ننھے منوں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے
۷-۴۵ پوپ میوزک

جمعہ

شام
۶-۳۰ قوالیاں / بھجن
۶-۴۵ بزم (اردو ادبی میگزین پروگرام)
۷-۴۵ کلا پریکرما
۷-۴۵ انگریزی ڈرامہ / ہندی ڈرامہ

ہفتہ

شام
۶-۳۰ اگلے ہفتے میں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ یہ دلی ہے (آئینہ)
۷-۴۵ باتیں اس زمانے کی (ماضی پر ایک نظر)
۸-۰۰ کلاسیکل میوزک / ڈانس

ضرورت کے مطابق پروگراموں میں تبدیلی کا امکان ہے۔

نیشنل پروگرام

امن راجم کا وائلن وادن
۵ر جولائی رات ساڑھے نو بجے

ملک کی ... اس اہم ... تعلق وائلن فنکاروں کے ایک ... خاندان سے ہے ... ابتدائی تعلیم اپنے پتا ... سے حاصل کی۔ اس کے بعد ... موسیقی کی اعلیٰ تعلیم ... انہوں نے وائلن وادن میں ایک نئی تکنیک ایجاد کی ہے جو کلاسیکی ہندوستانی گائکی کے کافی قریب ہے



شریمتی راجم اپنے ... اور کلاسیکی روایت پرستی کے لیے کافی شہرت رکھتی ہیں کلاسیکی موسیقی کے علاوہ انہیں ... کی ٹھمری گائکی میں بھی مہارت حاصل ہے جس کی تربیت انھوں نے ... سے حاصل کی ہے۔

آج کل آپ ... پروفیسر ... بنارس ہندو یونیورسٹی کے شعبہ موسیقی سے منسلک ہیں

منگل شب کی محفل موسیقی

مادھوری ڈانگے کا گائن

یکم جولائی رات دس بجے

مادھوری ڈانگے نہایت کم عمر میں ہی ہندوستانی کلاسیکی موسیقی (گائن) کے اسباق گوپال گائن سماٹ کے گووند راؤ ڈیسائی سے حاصل کرنا شروع کر دیے تھے۔ اس کے بعد انھوں نے مالویکا کانن سے حصول علم موسیقی شروع کر دیا تھا۔ اس کے بعد میرابائی دیشپانڈے اور مانک ورما سے بھی تعلیم حاصل کی۔ مراٹھی اسٹیج گیتوں سے انہیں خصوصی شغف ہے اور اس کے لیے انہیں پونا کے ہری بھاؤ دیشپانڈے سے

کی سیکھنے کا ترو حاصل ... ہے۔



... کا مظاہرہ وہ ملک کی کئی عوامی محفلوں میں کر چکی ہیں۔

نیالال مشر کا سارنگی وادن
اور
انندو چٹرجی کا طبلہ وادن

۱ر جولائی رات دس بجے

... موسیقاروں کے ایک گھرانے میں آنکھ کھولی ... گائن کی تعلیم ... معانی

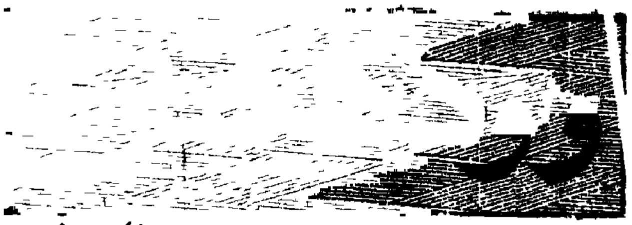


دادا جی سے سارنگی کی تعلیم ... اور ... جی سے حاصل کی جو کہ اپنے دور کے نمایاں سارنگی نواز تھے۔

انندو چٹرجی کا جنم اور ... موسیقاروں کے ایک گھرانے میں ہوا۔ آپ مشہور ... موسیقی ... کے شاگرد ہیں۔ انندو چٹرجی



ایک ایسے فنکار ہیں جس میں موسیقی کی باریکیوں کے تناسب کا شعور نمایاں طور پر ملتا ہے۔ اور کئی مشہور موسیقاروں جیسے روی شنکر، امجد علی خاں، نکھل بنرجی وغیرہ کے ساتھ سنگت کی ہے۔ آپ ملک کے نامور موسیقاروں کے ساتھ غیر ممالک میں بھی اپنے فن کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔



سنگیت سریتا: صبح ۳۰-۷

راگ دیس

یکم جولائی — 'فلم کلپنا'، آشا بھونسلے
شو کمار گرتو، ٹھمری

۲ر جولائی — 'جھنک جھنک پائل باجے'، لتا
جیا بسواس، بہانشو بوس
ستار و بانسری

راگ تلک کامود

۳ر جولائی — 'پریم پریت'، لتا
گرجا دیوی: ٹھمری

راگ تلنگ

۴ر جولائی — 'محبوب کی مہندی': لتا، رفیع
استاد عبدالکریم خاں: ٹھمری

۵ر جولائی — 'میں نشے میں ہوں': لتا
پنڈت رام نارائن: سارنگی

راگ بھیروی

۷ر جولائی — بجھو بادرا: لتا
پنڈت جسراج: گائن

۸ر جولائی — سنگیت سمراٹ تان سین
منا ڈے
بسم اللہ خاں، شہنائی

راگ اہیر بھیرو

۹ر جولائی — منا ڈے: فلمی گیت
پروین سلطانہ: گائن

۱۰ر جولائی — دیکھو کبیرا رویا
رئیس خاں: ستار

۱۱ر جولائی — لڑکی سیاہ دری کی
علی اکبر خاں: سرود

راگ جوگیا

۱۲ر جولائی — دل ایک مندر، رفیع، سمن
رمیش نادکرنی: گائن

۱۴ر جولائی — سنگیت سمراٹ تان سین
مہندر، کومل

روی شنکر: ستار

۱۵ر جولائی — سونے کی چڑیا: رفیع، آ...
استاد عبدالکریم خاں: گا...

سور سدھا: شام ۴۵-۱...

راگ شہانا

یکم جولائی — امرت منتھن: آشا و ساتھی
امیر خاں: گائن
امجد علی خاں: سرود

راگ رامکلی

۲ر جولائی — دنیا کیا جانے: لتا
فیاض خاں: گائن
اوما شنکر مشرا: ستار

راگ کیروانی

۳ر جولائی — انامیکا: کشور کمار
لکشمی شنکر: گائن
روی شنکر: ستار

راگ بسنت

۴ر جولائی — استری: آشا و ساتھی
استاد عبدالکریم خاں: گائن
علی حسین و ساتھی: شہنائی

راگ پیلو

۵ر جولائی — دل دیا درد لیا: آشا
کشوری امونکر: گائن
بہادر خاں: سرود

اہیر بھیرو

۶ر جولائی — رام نگری: ہری ہرن، نیلم ساہنی
غلام مصطفیٰ خاں: گائن
شو کمار شرما: سنتور

راگ کھماج

۷ر جولائی — امر پریم: لتا
بیگم اختر: گائن
علی اکبر خاں: سرود

راگ جونپوری

کلیان : آشا
وین سلطانہ : گاتن
بھل بنرجی : ستار

اگ مالکونس

لاکار: سریش واڈیکر
نی پرساد : گاتن
ی کے داتار : وائلن

گ اہیر توڑی

عادنا : نتا
بے شنکر چٹرجی : ایسراج
دی شنکر : ستار

اگ ہمیر

بجن : ہمیش
ی وی پلسکر : گاتن
ین راجم : وائلن

اگ جوگ کونس

نا ڈے
انک درما : گاتن
رین دار و دالا : سرود

اگ بھیم پلاسی

ہندر کانتا : محمد رفیع
ستاد بڑے غلام علی خاں : گاتن
ندلال گھوش : سرود

چترشالا: رات ۱۰-۸

کویتا پاٹھ: سومتی پوجاشری
ہمارا دیش، ہمارے پردیش
'انڈو مان نکو بار'
مزاحیہ تقریر : یگیہ شرما
دکہانی کار چندر دھر شرما گلیری'
تقریر از آلوک بھٹاچاریہ
'اس موسم کے روگ اور اپچار'
کویتا پاٹھ : اوم ویاس
ہمارا دیش ہمارا پردیش
'تری پورہ'
مزاحیہ تقریر: وجے ویر تیاگی
سنچار مادھیم اور جاگروکتا - ٹی وی'

بن وہار : رات ۱۵-۸

'بھگتی رچنائیں'
ترتیب و پیش کش: رام سنگھ

۱۷ جولائی 'اور ایک سویرا'
از ہمنت انمگ
پیش کش: ایم۔ ایم۔ مراشی

ملن یامنی : رات ۱۵-۸

۵ جولائی 'جیسے کو تیسا' از سعید راہی
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۶ جولائی 'ناٹک' از جیوت رام ستپال

سنو کہانی : رات ۱۵-۸

۴ جولائی 'دیش کی ریل'
از ششی پربھا شاستری
۱۱ جولائی 'سور یا انجان' کنڑ کہانی کا
ہندی عکس : تحریر
ڈاکٹر کے دی پٹیا

ہوا محل : رات ۱۵-۸

یکم جولائی 'دعوت کے ڈھنگ'
از دھرم پال جین
پیش کش: مقبول حسن
۲ جولائی 'بیاہ' : از سدھیر دلیپ پانڈے
پیش کش: جٹا شنکر شرما
۳ جولائی 'وقت کی قیمت'
از وجاہت علی سندیلوی
پیش کش: ایس۔ ایس۔ ایس ٹھاکر
۴ جولائی 'انوکھی بیماریاں'
از سمن مادھوری
پیش کش: پی وی دھار دیکر
۵ جولائی 'بھوت بکتے ہیں'
از تمار شاد رانی
پیش کش: بے دیو شرما کمل
۶ جولائی 'کوی انتاشتا'
از اکرام راجستھانی
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۷ جولائی 'ذرا سنبھل کے'
از وی۔ ایم۔ آنند
پیش کش: سوشیل بنرجی
۸ جولائی 'جب وہ ناراض ہوتے ہیں'
از کامنا چندرا
پیش کش: انورادھا شرما
۹ جولائی 'دلہن' از ظفر احمد نظامی
پیش کش: کے۔ بی۔ سونی
۱۰ جولائی 'مکان کی تلاش'
از ہیش چندر کستوریا
۱۱ جولائی 'پرتی دان' از ستیہ راج
پیش کش: راجاز ترشی
۱۲ جولائی 'محبت زندہ باد'
از کے۔ کے۔ سکینہ
پیش کش: سشیل بنرجی
۱۳ جولائی 'دکولیگ' از آتم جیت
پیش کش: انوپ سیٹھی
۱۴ جولائی 'ذرا سنبھل کے' (حصہ II)
۱۵ جولائی 'عزت ادھار کی' از انل نگم
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر

پہلی مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۱٫۷۴ میٹر (۷۱۵۵ کلو ہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

تیسری مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۱۹٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

منگل یکم جولائی

صبح
۶-۲۵ شانتا سکینہ : عرش ملسیانی
ساحر بھوپالی اور غالب کا کلام
اسکرن شرما : مجاز لکھنوی اور
عرش ملسیانی کا کلام
۷-۰۵ پروش پوار
وائلن پر راگ اہیر بھیروں
۹-۱۵ من موہن پہاڑی
پہاڑی لوک گیت
۹-۳۲ راجن مشرا، ساجن مشرا
خیال نٹ بھیرو
رات
۸-۳۰ ترلوک کپور: حسرت موہانی
اثر لکھنوی اور فانی بدایونی
کا کلام
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
راجن مشرا ساجن مشرا، گائن
پروش پوار
وائلن پر راگ راگیشوری

بدھ ۲ جولائی

صبح
۶-۲۵ ارا نگم : میر جلال لکھنوی اور
فیض کا کلام
۷-۰۵ ہری سنگھ دو۔ سارنگی
تنہائی پر راگ ورنداونی سارنگ
۹-۱۵ او نیتا اگروال، اتر پردیش کے
لوک گیت
۹-۳۲ استاد مشتاق حسین خاں
راگ للت
دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین 'ہندوستانی عورت
دور قدیم میں' : تقریر از
شمیم جہاں
رات
۸-۳۰ شانتی ہیرانند: چکبست اور
جلیل مانک پوری کا کلام
۹-۳۰ کجری کا پے
پدما دتی گوکھلے: ٹھمری کجری
۱۰-۰۰ افسانہ : از کنور سین
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد مشتاق حسین خاں
راگ پوریاں کلیان

ہری سنگھ اور ہملوا: شہنائی پر
راگ مارو بیہاگ

جمعرات ۳ جولائی

صبح

۶-۲۵ سریندر کمار: عزیز وارثی،
رام کشن مضطر اور غبار بارہ بنکوی
کا کلام
ششی تاورک: نیتر آثمی کا
کلام

۷-۰۵ سرمشتہ سین: ستار پر
راگ اہیر بھیرو

۹-۱۵ یوگیش شرما
راجستھانی لوک گیت

۹-۳۲ غلام صادق خاں: گائن

رات

۸-۳۰ اربلاناگر: فیض، ساغر نظامی
اور مجروح سلطانپوری کا کلام

۱۰-۰۰ ادبی نشست
'اردو تحقیق کے مسائل' مباحثہ
شرکاء: رشید حسن خاں
صدیق الرحمان قدوائی، ڈاکٹر
شمیم حنفی اور ڈاکٹر تنویر احمد علوی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد بڑے غلام علی خاں
راگ بھوپالی
خرمشتہ سین: ستار پر
راگ شیام کلیان

جمعہ ۴ جولائی

صبح

۶-۲۵ اوشا ٹنڈن اور راحت علی
امیر قزلباش، زبیر رضوی اور
بشیر بدر کا کلام

۷-۰۵ رادھیکا موہن موئترا
سرود پر راگ بھیرویں

رات

۸-۳۰ حسن غزل
اوشا ٹنڈن اور راحت علی
غزلیں

۹-۰۰ ایک راگ کئی روپ
راگ درباری

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سلوچنا برہسپتی: گائن
رادھیکا موہن موئترا

سرود پر راگ چھایا

ہفتہ ۵ جولائی

صبح

۶-۲۵ محمد اسماعیل: داغ دہلوی کا کلام
رونا لیلیٰ: بہادر شاہ ظفر، فیض
اور داغ کا کلام

۷-۰۵ استاد شکور خاں
سارنگی پر راگ رام کلی

۹-۱۵ ونود کمار و ساتھی
پنجابی لوک گیت

۹-۳۲ امرناتھ: گائن

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین
بدلتی قدریں اور خواتین
مرفیات اور اشتہار بازی
تقریر از عالیہ حسن

رات

۸-۳۰ محمد یعقوب: اقبال کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
امرناتھ: گائن
استاد شکور خاں
سارنگی پر راگ مارو بیہاگ

اتوار ۶ جولائی

صبح

۶-۲۵ مجدد نیازی: جگر مرادآبادی
شفیق اور ساحر بھوپالی کا کلام

۹-۰۵ اور رات ۸-۲۰
احمد رضا: وچتر وینا

رات

۸-۲۰ ہر لیش بھاردواج: ناسخ
ذوق اور حالی کا کلام

۹-۳۰ گجرن کارے
بیگم اختر: ٹھمری دادرا

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
لکشمی شنکر: خیال چندر کونس
احمد رضا: وچتر وینا

پیر ۷ جولائی

صبح

۶-۲۵ کمل ہنس پال، فراق اور فانی
کا کلام

۷-۰۵ گوپال سنگھ
گٹار پر راگ توڑی

۹-۱۵ راجندر کپور: کشمیری لوک گیت

۹-۳۲ حسین بخش: خیال گن کلی

رات

۸-۳۰ جاں نثار اختر اور نذیر بنارسی
کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر: مظفر حنفی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
حسین بخش: خیال راگیشوری
گوپال سنگھ: گٹار پر
راگ شنکرا اور اڈانہ

منگل ۸ جولائی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
انجلی بینرجی: جگر اور فراق کا کلام
عبدالوحید: میر کا کلام

۷-۰۵ ساز طرب (سارینڈی)
سدھیر گوتم: سنطور پر اہیر بھیرو

۹-۱۵ گجراتی لوک گیت

۹-۳۲ للت جے راؤ: گائن

رات

۸-۳۰ کنول سدھو: اصغر گونڈوی اور
مجروح سلطانپوری کا کلام

۱۱-۳۰ للت جے راؤ: خیال
بھگوان داس
راگ راگیشوری سنطور پر

بدھ ۹ جولائی

صبح

۶-۲۵ مہدی حسن صابری: جگر، حسرت
اور داغ کا کلام
مدھر شوا: شکیل بدایونی اور
جگر کا کلام

۷-۰۵ استاد بسم اللہ خاں
شہنائی پر راگ توڑی

۹-۱۵
ارا نگم: اتر پردیش کے لوک گیت

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
امتیاز علی خاں اور ریاض علی خاں
خیال اور ترانہ راگ میاں کی توڑی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: 'ہم خاموش رہے
شوہر کے سامنے' مزاحیہ تقریر
صہبا فاروقی
غزل: دستر خوان

۲-۰۰ دھنک: استاد بڑے غلام علی خاں
کرشن راؤ شنکر پنڈت
ٹھمری پیلو، ٹپہ کافی اور دادرہ

رات

۸-۳۰ بیگم اختر: کیفی اعظمی اور جگر
کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
امتیاز علی خاں، ریاض علی خاں
خیال اور ترانہ مدھوکونس
استاد بسم اللہ خاں و ساتھی
شہنائی پر راگ سر ملہار

جمعرات ۱۰ جولائی

صبح

۶-۲۵ ریتا گنگولی: غزلیں
بلونت بنسل: مجاز، داغ اور
نوح ناروی کا کلام

۷-۰۵ استاد عبدالحلیم جعفر خاں
ستار پر راگ نٹ بھیروی

۹-۱۵ منگی بائی: راجستھانی لوک گیت

۹-۳۲ رو مارانی بھٹاچاریہ
خیال رام کلی

رات

۱۰-۰۰ آئینہ: ادبی میگزین
اردو نثر اور داستانوی ادب
ادارت: پروفیسر گوپی چند نارنگ

۱۱-۰۰ رو مارانی بھٹاچاریہ
خیال جے جے ونتی
استاد عبدالحلیم جعفر خاں
ستار پر راگ چندر کونس

جمعہ ۱۱ جولائی

صبح

۶-۰۵ آلوک گنگولی: دل لکھنوی اور
فراق کا کلام

۷-۰۵ امجد علی خاں: سرود پر
راگ اہیر بھیرو

رات

۸-۲۰ اجیت کور: غالب، فیض
اور فراق کا کلام

۹-۳۰ کہانی سنگیت کی
راگ جے جے ونتی
پرکاش وڈھیرا

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
غلام صادق خاں خیال

امجد علی خاں: سرود پر راگ بیہاگ
(آلاپ، جود اور جھالا)

ہفتہ ۱۲ر جولائی

صبح

۶-۲۵ مقبول حسین: میر، سودا اور مومن کا کلام
کرشنا کلے: جاں نثار اختر اور جگر کا کلام
۷-۰۵ سازِ طرب (سازینہ)
استاد حاجی غلام صابر
سارنگی پر راگ اہیر بھیرو
۹-۳۰ مادھوری مٹّو اور شوبھا گرٹو
ٹھمری - دادرا

رات

۸-۲۰ بیلا ساور: جگر اور داغ کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
اپرا جیتا گھوش: خیال مالکوس
دیا شنکر اور ساتھی
سارنگی پر شیام کلیان

اتوار ۱۳ر جولائی

صبح

۶-۲۵ انجنا چوپڑا: جاں نثار اختر
بیخود دہلوی اور مخمور دہلوی کا کلام
اوپی۔ کپور: داغ اور جگر کا کلام
۷-۰۵ گھاسی رام نرمل: جلترنگ

رات

۸-۳۰ مدھو بالا چاولہ: جگر اور فیض کا کلام
۹-۳۰ بجر بن کارے
بڑے غلام علی خاں، پروین سلطانہ اور بیگم اختر
ٹھمری، دادرہ اور کجری
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پنڈت حسن لال
خیال راگ بیراگی
گھاسی رام نرمل: جلترنگ

پیر ۱۴ر جولائی

صبح

۶-۲۵ سلیم اقبال: انور فرخ آبادی
شکیل بدایونی اور فیض کا کلام

پشپا ہنس: داغ دہلوی اور نقش لائل پوری کا کلام
۷-۰۵ اسرار پر بلاس کھانی توڑی
فنکار: چت دیو برمن
۸-۳۲ لطافت حسین خاں
آلاپ اور خیال توڑی

رات

۸-۳۰ نثار حسین خاں: بہادر شاہ ظفر اور امیر مینائی کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر
شمس الرحمان فاروقی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
لطافت حسین خاں
آلاپ اور خیال باگیشوری بہار
چت دیو برمن: اسراج پر راگ ابھوگی کا نہرہ

منگل ۱۵ر جولائی

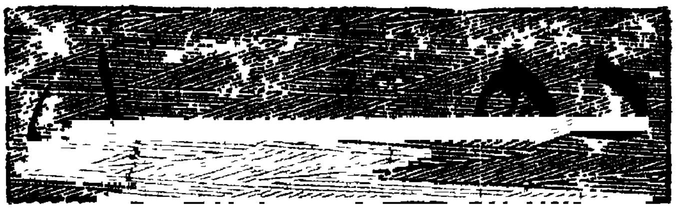
صبح

۶-۲۵ امر جیت: جگر اور شکیل بدایونی کا کلام
مہیش چندر: جگر اور شکیل بدایونی کا کلام
۷-۰۵ جگن ناتھ و ساتھی
شہنائی پر راگ منگل بھیرو
۹-۱۵ پہاڑی لوک گیت
۹-۳۲ اجیت سنگھ پینٹل
خیال بلاس کھانی توڑی

رات

۸-۳۰ نسیم بانو: فانی اور خمار بارہ بنکوی کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
اجیت سنگھ پینٹل
خیال میگھ
لطیف احمد: طبلہ وادن





میڈیم ویو

دہلی الف	۳ء۳۶۲ میٹر	۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب	۵ء۵۰۴ میٹر	۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج	۳ء۲۱۹ میٹر	۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د	۹ء۲۹۳ میٹر	۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۸ تک ۱۵ء۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۷ء۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۷ء۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۷ء۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۱۵ء۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف

ہندی / انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸ اور رات ۰۵-۱۱۔ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو مع تبصرہ: رات ۱۲-۹
انگریزی: دوپہر ۰۰-۱۲ پنجابی: دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار: شام ۰۰-۵
روزگار سماچار: شام ۵۰-۷ پرادیشک سماچار: شام ۵۰-۷

دہلی بی

انگریزی: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، دوپہر ۰۰-۱، سہ پہر ۰۰-۳، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور رات ۰۰-۱۱، پنجابی: صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، تجارتی (صرف بدھ) ۴۰-۷

منگل یکم جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ شام ۳۰-۳ اور رات ۰۰-۹
چت دیو برمن: اسراج
۱۰-۳۵ لکشمن پرساد جے پور والے
گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۳۰-۵
امرت حسین خاں: ستار
۱۱-۳۰ کشوری امونکر: گائن

رات

۹-۳۰ 'انٹرویو' تحریر: آشا ورما
۱۰-۰۰ مادھوری دھرگے: گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ لندن میں ومبلڈن ٹینس کھیل کا آنکھوں دیکھا حال

دوپہر

۳-۳۰ چت دیو برمن: اسراج

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
شوبھا نارائن: گیت، بھجن اور غزلیں

بدھ ۲ر جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
غلام صادق خاں: گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
لکشمی نارائن پوار: پکھاوج

رات

۱۰-۰۰ مرن شنکر مشرا: ستار

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ لندن میں ومبلڈن ٹینس کا آنکھوں دیکھا حال

دوپہر

۳-۳۰ لکشمی چندرن: وینا

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
رجنی شرما: گیت۔ بھجن

جمعرات ۳ جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
او۔ پی۔ کپور: ٹھمری، دادرا

۱۰-۳۰ اور شام ۵-۲۰
مالویکا کانن: گائن

۱۱-۰۵ گوہر علی ۔ وائلن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھروگیان: ایڈس کے بارے میں جانکاری

رات

۱۰-۳۰ ایم۔ وی۔ مالتی: کرناٹک گائن

۱۱-۱۰ برہم سروپ سنگھ: وچترونیا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ لندن میں ومبلڈن ٹینس کا آنکھوں دیکھا حال

دوپہر

۳-۳۰ ایم۔ وی۔ مالتی: کرناٹک گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
محمود نظامی اور ساتھی
قوالیاں

جمعہ ۴ جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۱۰-۱۱
الاجھومک: ٹھمری، دادرا

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
احمد علی خاں: ستار

۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
سوہن سنگھ: گائن

رات

۱۰-۴۰ سی۔ ایچ۔ راماکرشنن
کرناٹک گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ لندن میں ومبلڈن ٹینس کھیل کا آنکھوں دیکھا حال

دوپہر

۳-۳۰ سی۔ ایچ۔ راماکرشنن: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
امیتابھ مشرا: گیت۔ بھجن
اور غزلیں

ہفتہ ۵ جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱ اور ۹-۰۰
میرا۔ پی۔ دلیش پانڈے: گائن

۱۱-۳۰ اور رات ۱۱-۰۵
علی خاں: ستار

۱۱-۳۰ چندن رائے: سرود

شام

۵-۴۰ مبارک علی: گائن

۹-۳۰ این راجن: وائلن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ لندن سے ٹینس کھیل کا آنکھوں دیکھا حال

دوپہر

۳-۳۰ میرا دلیش پانڈے: گائن

اتوار ۶ جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور ۹-۰۰
سرشٹھا سین: ستار

۱۰-۰۰ شانتی ہیرانند: ٹھمری۔ دادرا

۱۰-۳۰ اور شام ۵-۲۵
سیتا سندر راجن
کرناٹک گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ 'ہیرو کا باپ': جھلکی
تحریر: دی۔ ایم۔ آنند

۲-۳۰ 'کمار سوامی': ناٹک
تحریر: جتندر بہل

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ لندن سے ومبلڈن ٹینس کھیل کا دیکھا حال

دوپہر

۳-۳۰ سرشٹھا سین: ستار

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
امینہ برنی: غزلیں

پیر ۷ جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ شام ۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
سمتی مناکر: گائن

۱۰-۲۵ اور ۱۱-۳۰
بشیر احمد: ٹھمری، دادرا

۱۱-۰۵ اندر سنگھ: ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ 'انٹرویو'، ناٹک
تحریر: آشا ورما

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ لندن سے ومبلڈن ٹینس کھیل کا آنکھوں دیکھا حال

دوپہر

۲-۳۰ اندر سنگھ: ستار

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
کاجل بینرجی: گیت، بھجن

منگل ۸ جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳ اور رات ۹-۰۰
سلوچنا برہسپتی: گائن

۱۰-۳۰ پروین سلطانہ: گائن

۱۱-۰۵ بھگوان داس: سنطور

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ ہری پرساد چورسیہ: بانسری

دوپہر

۳-۳۰ بھگوان داس: سنطور

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
گلوماتھر: بھجن، غزلیں

بدھ ۹ جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
اوماشنکر مشرا:

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
ڈنکر کیکنی: گائن

رات

۱۰-۰۰ رحیم فہیم الدین ڈاگر

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ استاد امیر خاں: گ

دوپہر

۳-۳۰ کے۔ سدھا: کرناٹک

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
ددھیا ناتھ سیٹھ:

جمعرات ۱۰ جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۰۰
سنیل مکھرجی: سر

۱۰-۳۵ اور شام ۵-۲۰
اجیت سنگھ پیتل

۱۱-۰۵ سرسوتی رانی: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ 'فلٹر کا اپیوگ': تقریر
سی۔ بی۔ شرما

رات

۱۰-۳۰ پرتما ونیکٹیشن: و

۱۱-۱۰ اوما ڈوے: گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ فیاض احمد خاں، نیاز احمد
گائن

دوپہر

۳-۳۰ پریما وینکٹیشن: و

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
رجنی دوبے: گیت

جمعہ ۱۱ جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۰۰
شنو کھورانہ: گائن

۱۰-۲۵ شردھ ساٹھے: گائن

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰

رفیع احمد : سرود

رات

۱۰-۳۰ رادھاکرشنا : کرناٹک گائن

۱۱-۲ عبدالحفیظ : ٹھمری، دادرا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ بیگم اختر : ٹھمری، دادرا

دوپہر

۲-۳۰ رادھاکرشنا گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸

چندرکانت گندھرو

ہفتہ ۱۲ر جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹

راجندر پرسنا : بانسری

۱۰-۳۵ شرافت حسین خاں : گائن

۱۱-۰۵ اور شام ۳۰-۵

دیپک چٹرجی : گائن

۱۱-۳۰ اور شام ۲۰-۵

آر۔ ایس۔ کمبوج : وچتروینا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ گریجا دیوی : ٹھمری، دادرا

دوپہر

۲-۳۰ راجندر پرسنا : بانسری

اتوار ۱۳ر جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹

غلام تقی خاں : گائن

۱۰-۰۰ دیاشنکر اور ساتھی : شہنائی

۱۱-۳۰ اور شام ۳۰-۵

ٹی۔ آر۔ سبھرامنیم : گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ '۱۹۹۹ء' : جھلکی

تحریر : کے۔ ایس۔ کرشنن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ شِو کمار شرما : سنتور

۳-۳۰ غلام تقی خاں : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸

ایرا نگم : گیت، بھجن، غزلیں

پیر ۱۴ر جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹

راس بہاری دتہ : ستار

۱۱-۰۵ اور شام ۳۰-۵

ونے کمار : بانسری

۱۱-۳۰ بھیم سین شرما : گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ جگدیش پرساد : گائن

دوپہر

۳-۳۰ راس بہاری دتہ : ستار

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸

اندرا نلنی سکھ : گیت، بھجن اور غزلیں

منگل ۱۵ر جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹

اتیندر کمار موئترا : سرود

۱۰-۳۰ پربھو دیو سردار : گائن

۱۱-۰۵ اوشا پارکھ : گائن

۱۱-۳۰ گیانن راؤ جوشی : وائلن

شام

۵-۰۵ گیان وگیان : وگیان سماچار

۵-۲۰ احمد جان تھرکوا : طبلہ

۹-۳۰ 'دوسرا کون' : ناٹک

تحریر : شریمتی رجنی پانیکر

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

مادھو امینڈکر : گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ جیتندر ابھی شیکی : گائن

دوپہر

۳-۳۰ اتیندر کمار موئترا : سرود

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸

نیلم ساہنی : گیت، بھجن، غزلیں

میڈیم ویو : لکھنؤ 'الف' اور 'ج'

لکھنؤ 'الف' ۲۹۰٫۷۰ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز

لکھنؤ 'ج' ۲۳۳٫۷ میٹر ۱۲۸۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو : لکھنؤ 'ب'

صبح ۴۵-۷ تک ۹۳٫۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز

۰۰-۸ بجے کے بعد ۴۸٫۴۳ میٹر ۶۱۷۰ کلوہرٹز

دوپہر ۴۱٫۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلوہرٹز

شام اور رات ۹۳٫۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز

منگل یکم جولائی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : 'اپنی تحریروں کے آئینے میں : اکبر' تقریر از ڈاکٹر سید عبدالباری

کلام شاعر : والی آسی

۹-۱۵ علی اکبر خاں : سرود

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸

انیتا تلوار : گیت، بھجن

بدھ ۲ر جولائی

صبح

۷-۳۰ آرائش محفل : قصہ حاتم طائی (سلسلہ وار پروگرام)

۹-۱۵ اور رات ۳۰-۱۰

گنیش پرساد مشر

اپ شاستریہ گائن

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸

سشما رانی : گیت، بھجن

شام

۴-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰

اشوک رائے : سرود

'درختوں کا درد' : ناٹک

تحریر : کے۔ پی۔ سکسینہ

جمعرات ۳ر جولائی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام

خط کے لئے شکریہ

۹-۱۵ اور رات ۳۰-۱۰

ستیش چندر : ستار

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸

افضل حسین نگینہ : غزل

رات

۸-۰۰ گھنا چکر

جمعہ ۴ر جولائی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین

افسانہ : ادبی تراشہ

۹-۱۵ اور رات ۳۰-۱۰

گنگا دھر راؤ تیلنگ : خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸

عبدالحیٔ : غزلیں

ہفتہ ۵ر جولائی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : خواتین کے لئے 'گھر کی آرائش کے لئے مرد کا تعاون ضروری' ، مذاکرہ : شرکاء سلمیٰ خاتون ، ہما ظفر اور ایم۔ آر۔ علی

۹-۱۵ مدن موہن اپادھیائے : طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۹

روپالی مکھرجی : گیت، بھجن

اتوار ۶ر جولائی

صبح

۷-۳۰ گوسوامی تلسی داس کی 'کویتاولی' کا سلسلہ وار نشریہ

۸-۳۰ اردو پروگرام: 'جھوم کر بدلی
اُٹھی اور چھاگئی': فیچر
تحریر: نامی انصاری
پیش کش: اما چکبست
۹-۱۵ مایا مشرا: ستار
۹-۳۰ اور رات ۸-۱۵
پپیہا ملک: غزلیں

دوپہر
۱-۱۰ 'باز آئے فیشن سے': جھلکی
از کماری نازمین

شام
۴-۳۰ یوسف علی خاں: ستار
۱۰-۰۰ سنگیت پریچے: ونیش کاریکرم

پیر ۷ر جولائی

صبح
۸-۳۰ 'ناوابستگی اور بین الاقوامی
تعلقات': مذاکرہ
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
سیتا سرن سنگھ: خیال

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
دیپالی شری لوہن: گیت، بھجن
۴-۳۰ اور رات ۹-۴۵
سراج الدین خاں: ستار

منگل ۸ر جولائی

صبح
۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی لافانی
تخلیق "پدماوت" کا سلسلہ وار
نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین
اپنی تحریروں کے آئینے میں
'ہمایوں': بات چیت
کلامِ شاعر
۹-۱۵ ہری پرساد چورسیا - بانسری

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
رام شنکر دویدی: گیت، بھجن

بدھ ۹ر جولائی

صبح
۷-۳۰ آرائشِ محفل، قصہ حاتم طائی کا
سلسلہ وار نشریہ
۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰

الیاس خاں: ستار

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
سہانا چٹرجی: گیت، بھجن

رات
۱۰-۰۰ 'بارے آموں کا کچھ بیاں ہو جائے'
فیچر: پرکاش سکینہ

جمعرات ۱۰ر جولائی

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: بولتی تحریریں
کلاسیکی ادب کا پروگرام
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
افضل حسین خاں نظامی
اپ شاستریہ سنگیت

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
لکشمی بائی راٹھور

جمعہ ۱۱ر جولائی

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین
افسانہ: رام لال
ادبی تراشہ
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
موہن لال کنور: بانسری

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
منوہر سنگھ: گیت، بھجن

ہفتہ ۱۲ر جولائی

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: شعری نشست
صائم سیدن پوری، شیلندر نرمل
رشید قریشی اور فریاد انصاری
۹-۱۵ ڈاکٹر واجد حسین خاں: طبلہ

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
پشپا چھایا: بھجن

اتوار ۱۳ر جولائی

صبح
۷-۳۰ گوسوامی تلسی داس کی "کویتاولی"
کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام: بچوں کے لئے
۹-۳۰ اور ۸-۱۵
سمتی لتا نگر: خیال
غلام صادق خاں: غزلیں

دوپہر
۱۲-۰۰ ڈاکٹر ولایت حسین خاں: خیال
۱-۱۰ 'آج اتوار ہے' 'نیا سویرا'
مزاحیہ جھلکی: از ورشا داس
پروفیسر کمل دت

شام
۴-۳۰ شو بھاگورٹو: اپ شاستریہ گائن
۱۰-۰۰ انتخابِ عالم: شہنائی
۱۰-۳۰ ہیرا بائی بڑودیکر: خیال

پیر ۱۴ر جولائی

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: 'روح کا مذہبی
اور سائنسی تجزیہ'
ڈاکٹر محمد اقتدار حسین فاروقی
اور جناب عثمان غنی کی بات چیت
۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰

۳۳۶٫۷ میٹر ۸۹۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی / انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ اور رات ۸-۴۵
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰ اور رات ۹-۰۰
اردو: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵ سماچار پتر: صبح ۹-۰۰
ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ پہاڑی ٹیک: شام ۷-۲۰

منگل یکم جولائی

صبح
۶-۰۵ اس پکھواڑے کسان بھائی کیا کریں
۷-۳۰ پنڈت روی شنکر: ستار وادن

دوپہر
۱-۴۰ رگھوناتھ سیٹھ: بانسری وادن

شام
۷-۰۵ قانونی مدد
۷-۳۰ خطوں کے جواب
کسان بھائیوں کے لئے
۸-۰۰ گیت: پریلوار کلیان پر

بدھ ۲ر جولائی

صبح
۷-۲۵ شیلا مہندر: سگم سنگیت
۷-۳۰ سندیش گیتا نجلی

دوپہر
۱-۴۰ احمد رضا خاں: وچتر وینا

رات
۸-۰۰ ونود کمار شرما: سگم سنگیت

جمعرات ۳ر جولائی

صبح
۷-۴۵ سجاتا چکرورتی: سگم سنگیت

دوپہر
۱-۴۰ ارجن روز دیل: پکھاوج

رات
۸-۰۰ ستیش ببر: سگم سنگیت

جمعہ ۴ر جولائی

صبح
۷-۳۰ علی اکبر خاں: سرود

دوپہر
۱-۴۰ شیو کمار شرما: سنتور

شام
۷-۰۵ پریلوار کلیان: پرشن اتری
۸-۰۰ رانو مکھرجی: سگم سنگیت

ہفتہ ۵ ر جولائی

صبح
۷-۳۰ گریجا دیوی : گائن

دوپہر
۱-۱۰ سواستھ سندیش

رات
۸-۰۰ راجکماری رضوی : سگم سنگیت

اتوار ۶ ر جولائی

دوپہر
۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی : شروتاؤں کے خطوں کے جواب : رجنی شیامل کرشن اور ونود آنند دیال

۲-۳۵ آس پاس
پیش کش : رام کمار سکسینہ

پیر ۷ ر جولائی

صبح
۷-۵۰ سلمیٰ آغا : سگم سنگیت

دوپہر
۱-۴۰ بھیم سین جوشی : گائن

شام
۸-۰۰ اُوشا نندن / راحت علی
سگم سنگیت

منگل ۸ ر جولائی

صبح
۷-۳۰ سنگھ بندھو : گائن

دوپہر
۱-۴۰ برج بھوشن کابرا : گٹار

شام
۷-۰۵ قانونی مدد
۸-۰۰ گیت : پریوار کلیان پر

بدھ ۹ ر جولائی

صبح
۷-۳۰ درپن : نائیکہ : پریوار کلیان پر
۷-۴۵ روپا بھٹ : غزلیں

دوپہر
۱-۴۰ استاد بڑے غلام علی خاں : خیال

رات
۸-۰۰ رفیق ساگر : سگم سنگیت

جمعرات ۱۰ ر جولائی

صبح
۷-۴۵ منا ڈے : سگم سنگیت

دوپہر
۱-۴۰ بیگم اختر : گائن

رات
۸-۰۰ ریتا گانگولی : سگم سنگیت

جمعہ ۱۱ ر جولائی

صبح
۷-۳۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری

شام
۷-۰۵ پریوار کلیان پرشن اتری
۸-۰۰ بینا زسانی : غزلیں

ہفتہ ۱۲ ر جولائی

صبح
۷-۳۰ منور علی خاں : گائن

اتوار ۱۳ ر جولائی

دوپہر
۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی
۱-۱۰ پریوار جگت

(آگے ص ۴۰ پر)

سبھاش رائے : بانسری

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
انعام اللہ قوال وساتھی : قوالی

رات
۹-۴۵ پرسون بنرجی : ٹھمری
۱۰-۳۰ شرن رانی : سرود

منگل ۱۵ ر جولائی

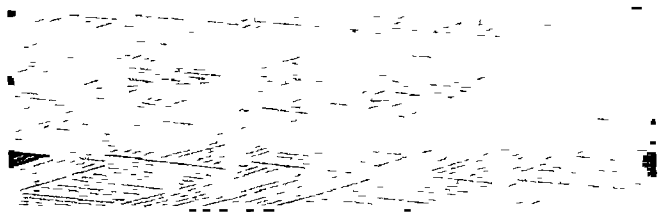
صبح ۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی

کی لافانی تخلیق 'پدماوت' کا نشریہ

۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
اپنی تحریروں کے آئینے میں
'جہانگیر' : بات چیت
کلام شاعر : حق بنارسی

۹-۱۵ پنڈت جسراج : خیال

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
غلام دستگیر خاں : غزلیں



۳۱۴.۴ میٹر ۹۵۴ کلوہرٹز

منگل یکم جولائی

صبح
۸-۳۰ منور علی خاں ، مالویکا کانن : گائن

دوپہر
۱-۱۰ لکشمن داس سدھو : پیلو پہاڑی

بدھ ۲ ر جولائی

صبح
۸-۳۰ حفیظ علی خاں : سرود

دوپہر
۱-۱۰ شنکر شمبھو : قوالی

جمعرات ۳ ر جولائی

صبح
۸-۳۰ گنگا پرساد پاٹھک : خیال

دوپہر
۱-۱۰ بیگم اختر : گائن

رات
۹-۱۶ نتن مکیش : گیت

جمعہ ۴ ر جولائی

صبح
۸-۳۰ اجیت سنگھ : دچتر وینا

دوپہر
۱-۱۰ رما کانت پاٹھک
پکھاوج پر دھمار تال

شام
۵-۰۵ یوا منچ : 'ادھوری دوا'
کہانی از چیتر پال سنگھ چندرا

ہفتہ ۵ ر جولائی

صبح
۸-۳۰ بڑے غلام علی خاں : گائن

دوپہر
۱-۱۰ گوسائیں دت دانی : طبلہ وادن

شام ۵-۰۵ یوا گوشٹھی

اتوار ۶ ر جولائی

دوپہر
۱-۱۰ شیام گوپی رائے چودھری
سرود پر بدھ وسنتی

رات
۹-۱۶ محمد حسین احمد حسین : غزلیں

پیر ۷ ر جولائی

صبح
۸-۳۰ چندن رائے : سرود پر للت

شام
۵-۰۵ یوا منچ
'وگیان کا پریائے ابھی یودتی کیوں ؟' : پرتچرچا
سنچالک : کے. پی. سنگھ

منگل ۸ ر جولائی

صبح
۸-۳۰ ایم آر گوتم : رام کلی
جگدیش پرساد : گوجری

دوپہر
۱-۱۰ شمشیر سنگھ : سرود

بدھ ۹ ر جولائی

صبح
۸-۳۰ غلام صادق علی : بھوپالی توڑی

دوپہر
۱-۱۰ رئیس صابری : قوالی

جمعرات ۱۰ ر جولائی

صبح
۸-۳۰ سنگھ بندھو : بیراگی
احمد خاں : وسنت مکھاری

دوپہر
۱-۱۰ نزاکت علی ، سلامت علی : ٹھمری

جمعہ ۱۱ جولائی

صبح

۸-۳۰ مشتاق حسین خاں : گائن
گنیش پرساد مشر : بیراگی

دوپہر

۱-۱۰ ہیرا بائی بڑودکر : ملتانی

شام

۵-۰۵ یووا منچ

وانترکش میں اپ گرہ کتنے،
تقریر : از دکاس دھولیا

ہفتہ ۱۲ جولائی

صبح

۸-۳۰ سوہن سنگھ : رام کلی

شام

۵-۰۵ یووا منچ
ہنسی آتی ہے ان کپڑ خاؤں پر،
مزاحیہ تقریر از نوین کمار گوشال

اتوار ۱۳ جولائی

دوپہر

۱-۱۰ جیوتسنا بھوٹے : گوڑسارنگ

پیر ۱۴ جولائی

صبح

۸-۳۰ واسودیو دیشپانڈے : گائن

شام

۵-۰۵ یووا منچ
روزگار سماچار میں
جنرل مینجر ضلع ادیوگ،
کوٹ دوار، بی۔ ایس راوت
سے گفتگو

منگل ۱۵ جولائی

صبح

۸-۳۰ ملک ارجن منصور : گائن

دوپہر

۱-۱۰ سدھیشوری دیوی : ٹھمری

جالندھر : میڈیم ویو : ۴۲۷.۳ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز ۲۲۲.۲ میٹر ۱۳۵۰ کلوہرٹز
۳۴۱.۶ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز

چنڈی گڑھ : میڈیم ویو : ۲۰۹.۶ میٹر ۱۴۳۱ کلوہرٹز

خبریں

ہندی . صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
پنجابی : صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰
انگریزی : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰ ۱۱-۰۰
اردو : صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ)
روزگار سماچار : شام ۷-۴۰

منگل یکم جولائی

صبح

۹-۱۰ شوکمار شرما : سنتور پر
گجری ٹوڈی

دوپہر

۲-۳۰ راجندر سنگھ راج اور ساتھی
لوک گیت

شام

۶-۴۵ مادھوری درگی : گائن

بدھ ۲ جولائی

صبح

۷-۲۰ دوپہر ۱۲-۱۵ اور شام ۷-۴۵
بھائی ہربنس سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

۸-۵۰ جسدیو کمار یملاجٹ
لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ہردیو : خیال

دوپہر

۲-۳۰ امر سنگھ مکھن پوری : لوک گیت

جمعرات ۳ جولائی

صبح

۷-۴۵ اور شام ۷-۰۵
بلدیو راج : گیت

۸-۲۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
میناکشی بعلہ : بھجن

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ہری دیو کمار شرما : ستار پر
میاں کی ٹوڈی اور راگ یامنی
پورن کمار ورما : طبلہ سنگت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری سنسار : مستورات کے
لئے پروگرام

۲-۳۰ رنجیت کور : لوک گیت

شام

۴-۳۰ پورن کمار ورما : طبلے پر
ردپک تال

۴-۴۵ منوہر سنگھ منوہر : لوک گیت

رات

۹-۳۰ طلعت محمود اور پشپا مان

جمعہ ۴ جولائی

صبح

۷-۳۰ دوپہر ۲-۱۵ اور شام ۷-۴۵
ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
کافی اور غزلیں

۸-۵۰ سنت سنگھ بندرا
لوک گیت

۹-۰۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
سلوچنا برہسپتی : خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ کشمیر سنگھ سندھ
۲-۳۰ اور رات ۱۰-۱۵
نریندر بیبا : لوک

ہفتہ ۵ جو

صبح

۷-۴۵ محمد شریف قوال او
لوک گیت

۸-۲۰ اور رات ۱۰-۱
بلبیر سنگھ :

۹-۰۵ اور شام ۳۰-
وید پرکاش :
للت اور پیلو

۹-۲۰ مانک ورما : خیال

رات

۷-۴۵ ایس۔ ایس او
خیال سوانی نرٹ

اتوار ۶ جو

صبح

۹-۰۵ روی شنکر : ستا

دوپہر

۱۲-۱۵ گوردیپ سنگھ
۲-۳۰ جاگیر سنگھ طالب

شام

۴-۴۵ رچھپال سنگھ پال
۱۰-۳۰ استاد امیر خاں :

پیر ۷ جولا

صبح

۸-۳۰ دوپہر ۱۲-۳۰
رجنا : لوک گی

۹-۰۵ اور رات ۳۰-
لچھمن داس سندھ

منگل ۸ جولائی

صبح

۹-۰۵ ہری پرساد چورس
بانسری وادن

دوپہر

۲-۳۰ ہنس راج اور سا
بھیٹاں

شام

۴-۴۵ جگت سنگھ جگا : لو

بدھ ۹ جولائی

صبح

۷-۳۰ دوپہر ۱۵-۱۲ اور رات ۴۵-۷
بھائی ہرچند سنگھ راگی و ساتھی
شبد

۸-۵۰ ہربھجن سنگھ نابل اور ساتھی
لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
باقر حسین: خیال امیر بھیرو
اور بجے جے ونتی

۹-۲۰ اور رات ۴۵-۱۰
برہم سروپ سنگھ
وچتر وینا پر جے جے ونتی

دوپہر

۲-۳۰ کرم چند : لوک گیت

جمعرات ۱۰ جولائی

صبح

۷-۴۵ سیتا کوہلی: گیت اور غزلیں

۸-۲۰ اور دوپہر ۱۵-۱۲
ستونت سنگھ: غزلیں

۹-۰۵ اور رات ۰۵-۱۰
جیوتی مشو: ستار پر گجر کا ٹوڈی
اور راگ مالوہ

دوپہر

۲-۳۰ گوپال سنگھ پال: لوک گیت

شام

۴-۳۰ یشں پال: گوری کے پرا ہر
۴-۴۵ پورن چند وڈالی اور ساتھی
لوک گیت

رات

۸-۰۰ تخلیق: اردو ادبی میگزین

جمعہ ۱۱ جولائی

صبح

۷-۳۰ دوپہر ۱۵-۱۲ اور رات ۴۵-۷
سلیم اقبال: کافی اور غزلیں
۸-۵۰ پرتی بالا: لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
ایس۔ کے پنڈت
خیال و بھاس اور چھایا نٹ

دوپہر

۱۲-۳۰ اور رات ۱۵-۱۰
طفیل نیازی اور جاوید طفیل
لوک گیت
۲-۳۰ سوداگر رام لوک گیت

شام

۴-۳۰ شانتی پرساد: طبلہ

ہفتہ ۱۲ جولائی

صبح

۷-۴۵ محمد تقی قوال اور ساتھی: کافی
۹-۱۵ اور رات ۴۵-۷
اشوک رائے: سرود پر
بسنت مکھاری اور کھماج

شام

۴-۳۰ لکشمی شنکر: خیال پوریا دھناشری
۴-۴۵ چمن لال اور ساتھی: بھینٹاں

اتوار ۱۳ جولائی

صبح

۹-۰۵ بسم اللہ خاں: شہنائی

دوپہر

۱۲-۲۰ اکبر علی جودھاں: لوک گیت
۲-۳۰ اجیت کور: لوک گیت

شام

۴-۳۰ فلم میگزین
۱۰-۳۰ گیش رام چند
خیال اور ترانہ: شدھ کلیان

پیر ۱۴ جولائی

صبح

۸-۲۰ اور رات ۱۵-۱۰
نوراں: لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
سرب جیت: ستار پر
میاں کی ٹوڈی اور ہمنت

دوپہر

۲-۳۰ سریندر سوینا: لوک گیت

منگل ۱۵ جولائی

صبح

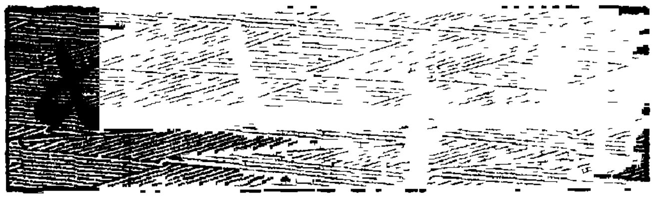
۹-۱۰ بھیم سین جوشی: خیال للت

دوپہر

۲-۳۰ گیان سنگھ کنول: لوک گیت

شام

۴-۴۵ پورن شاہکوٹی: لوک گیت
۸-۰۰ ہندی نظم خوانی



میڈیم ویو: ۲۶ء۳۸۷ میٹر ۷۷۴ کلو ہرٹز
شارٹ ویو: صبح ۳۰-۷ تک اور شام ۳۰-۴ کے بعد رات تک ۹ء۹۳ میٹر ۳۲۲۳ کلو ہرٹز
صبح ۴۵-۷ کے بعد دوپہر ۴۵-۴ تک اور شام ۰۰-۵ کے بعد
۸۳ء۴۹ میٹر ۶۰۲۰ کلو ہرٹز

منگل یکم جولائی

صبح

۹-۱۵ راگ چھایا

دوپہر

۱۲-۳۰ چتنکاران کے: 'پرکاش'
بات چیت

رات

۸-۳۰ سگم سنگیت

بدھ ۲ جولائی

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے: انگریزی سبق

شام

۷-۰۵ کھلا آکاش: لوک گیت
فرمائشی اور خطوں کے جواب
۷-۲۵ کرشی جگت
جانکار کی رائے
۹-۱۶ گھر آنگن
تحریر: اونکار لال بھاردواج

جمعرات ۳ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر
۸-۳۵ پنجابی لوک گیت

جمعہ ۴ جولائی

صبح

۷-۱۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۱ ہمیں لکھئے
۸-۳۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ محفل

دوپہر

۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے
دیش ہمارا: فیچر
۲-۴۰ مہلا سمیلن

رات

۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۱۶ ہندی تقریر
۱۰-۰۰ من بھاون: پرانی فلموں سے
فرمائشی گیت

ہفتہ ۵ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے
۲-۴۰ سب رنگ

رات

۸-۰۵ دھارا رے گیت

اتوار ۶ جولائی

صبح

۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

شام

۷-۰۵ 'نیا سویرا'
پریوار کلیان پر مبنی ڈرامہ
۸-۲۵ آپ کا پتر ملا

پیر ۷ جولائی

صبح

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۸-۲۱ ساہتیہ ویلا

دوپہر

۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے
'ہمارا ہماچل': تقریر

شام

۶-۰۵ لوک درپن
۷-۰۵ کھلا آکاش
۸-۳۰ سُگم سنگیت
۹-۲۵ کلاسیکی موسیقی

منگل ۸ جولائی

صبح

۹-۱۵ راگ چھایا

دوپہر

۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے
'جیون اور وا تا ورن'

بدھ ۹ جولائی

صبح

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۸-۲۵ سیاحوں کے لئے

شام

۸-۳۰ سُگم سنگیت
۹-۱۶ گھر آنگن

جمعرات ۱۰ جولائی

صبح

۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر
۸-۳۵ پنجابی گیت

جمعہ ۱۱ جولائی

صبح

۷-۲۵ اس ماس کا گیت
۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے
۲-۴۰ میلا سملین

رات

۹-۳۰ ہندی ڈرامہ

ہفتہ ۱۲ جولائی

صبح

۹-۱۵ بھتر کن

دوپہر

۲-۴۰ سب رنگ

رات ۸-۳۰ سُگم سنگیت

اتوار ۱۳ جولائی

صبح

۸-۳۵ سُگم سنگیت
۹-۱۵ ان دنوں
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۱-۳۰ آپ کے چٹکلے آپ کے گیت

رات

۹-۳۰ گیت پہاڑا رے

پیر ۱۴ جولائی

صبح

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۸-۳۵ شبد

دوپہر

۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے

شام

۶-۰۵ وگیان جگت

منگل ۱۵ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے

شام

۵-۰۵ بھگتی سنگیت
۱۰-۰۵ منگل شب کی محفل موسیقی

بقیہ: شملہ

پیر ۱۴ جولائی

صبح

۷-۵۰ شیام موہن: سُگم سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ کنکنا بنرجی: خیال

رات

۸-۰۰ شیام موہن: سُگم سنگیت

منگل ۱۵ جولائی

صبح

۷-۲۰ نثار حسین خاں: گائن

رات

۸-۱۰ رئیس خاں: ستار

جے پور

جودھپور 'الف' ۵۶۴/۷ — ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵.۰۶ — ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

منگل یکم جولائی

صبح

۷-۱۵ کھیل کھلاڑی
'عالمی کپ فٹ بال': تقریر
از محمد رفیق
۷-۳۰ رن جھن: اکبر خاں و ساتھی
۷-۴۵ 'بھوجن کتنا میٹھا اور کتنا نمکین'
تقریر: ڈاکٹر سی۔ ایل۔ چارلس ورتھ
۸-۲۱ گیت گنجار
علاؤ الدین لنگا و ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ نروگ: 'خراب پانی سے ہونے والی بیماریاں': ڈاکٹر کے۔ سی مدانی سے دنیش چندر شرما کی گفتگو
۱-۵۰ 'خریف کی فصلوں میں رسائنک اردرکوں کا استعمال کب اور کیسے کریں': نرسنگ دان

شام

۶-۳۰ برسات کے موسم میں جانوروں کی حفاظت کیسے کریں
جگل لال ماتھر سے ملاقات
۷-۴۵ بابو خاں: راجستھانی سنگیت

شام

۵-۰۵ راجستھانی کہانی: از سدھا بستا
کاویہ پاٹھ: کاویہ لکھن شیام کا ٹینہ
'خود کفیل کیسے ہوں گرامین یوا'
تقریر
۶-۳۰ کھیتی باڑی: 'خریف کی فصلوں کو چوہوں سے کیسے بچائیں'
از ڈاکٹر ایشور پرکاش
۷-۴۵ دین بند و چاوڑا: راجستھانی سنگیت

بدھ ۲ جولائی

صبح

۷-۱۵ 'مکان کی تلاش': جھلکی
از ہیش چندر سرولیہ
۷-۳۰ رن جھن: بھنور لال و ساتھی
۸-۵۰ دوا ایکم بارہ سلسلے وار نشریہ
پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ 'شنکر باجرے کی بھرپور پیداوار کیسے حاصل کریں'
گنگا سنگھ راٹھور

جمعرات ۳ جولائی

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: درگا رام آریہ
۷-۳۰ رن جھن: گردھر کلا
۷-۴۵ تمہیں شکایت ہے: 'ماسٹروں کو طلبا سے': مزاحیہ تقریر
از سشما گانگ
۸-۲۱ گیت گنجار: بنسی لال گوہل

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں
۱-۵۰ 'باجرہ و مکا کی انت قسمیں اور ان کی خصوصیات'
تحریر: رگھو ناتھ سنگھ

شام

۶-۳۰ لونیہ و سار یہ بھومی کو کھیتی کے قابل کیسے بنائیں
ایس۔ این۔ جوہری سے ملاقات
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
ہزاری لال و ساتھی

جمعہ ۴ جولائی

صبح

۷-۱۵ 'گاندھی جی اور تعلیم بالغاں'
از پدما مشرا
۷-۳۰ رن جھن: کیلاش نرائن پروہت

دوپہر

۱-۵۰ 'باجرے کی فصل کی بوائی سینچائی

اور نراقی،
از بی۔ ڈی۔ ویاس

شام

۵-۰۵ سامانیہ گیان پرتی یوگتا
ترتیب: راجپال سنگھ
۶-۳۰ راسائنک اورکوں کا استعمال
کب، کیوں اور کیسے کریں
اے۔ این۔ لہری سے ملاقات
۷-۴۵ مانک چندر شرما
راجستھانی سنگیت
۹-۳۰ ریت پر ایک بوند: ناٹک
تحریر اور پیش کش: مدن شرما

ہفتہ ۵ر جولائی

صبح

۷-۱۵ کہانی از حبیب کیفی
۷-۳۰ رن جھن: نینا رام سنت
۷-۴۵ 'آؤ اسے بوجھیں' از این۔ این نزری
۸-۲۱ گیت گنجار: دھیر اسین

دوپہر

۱-۵۰ 'مکا کی بھرپور پیداوار کیسے
حاصل کریں'؛ از ڈی۔ آر۔ مہتا

شام

۵-۰۵ 'ساؤنڈ اینڈ میوزک'
ڈاکٹر سبودھ نگم
۶-۳۰ 'دلہنی فصلوں کو نقصان
پہونچانے والے پرندوں سے
کیسے بچائیں: ڈی۔ بی۔ ڈی ملانا
۷-۴۵ رام دیو: راجستھانی سنگیت

اتوار ۶ر جولائی

صبح

۷-۱۵ رن جھن
۹-۱۵ چمن من؛ 'آؤ ملیں جنگل کے
راجہ شیر سے'؛ وائی۔ ڈی سنگھ
'انیکتا کی مالا میں ایکتا کے موتی'
از دیر شرما: ننھے کلاکار
کماری اتامیکا موگا: گائن

دوپہر

۱۲-۰۵ 'بچوں کو روگ نرودھک ٹیکے'
آر۔ این۔ سنگھ سے ملاقات

شام

۵-۰۵ 'آزادی کی کہانی'
بی۔ ایس۔ تھپلیال
۶-۳۰ 'آنکھوں کی الگ الگ

بیماریوں کے کارن۔ لکشن اور
روک تھام کے طریقے'
از ڈاکٹر موہن جین

پیر ۷ر جولائی

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے؛ سلسلے وار
پروگرام
ترتیب: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: رحمان خاں دیوڑا
۷-۴۵ 'دی رول آف ریلیجن اِن
ورلڈ پیس'؛ انگریزی تقریر
از ڈی۔ ایل۔ جوشی
۸-۲۱ گیت گنجار: حمید خاں

دوپہر

۱-۱۰ 'عورتوں کے متعلق قانون'
تقریر: از کانتا بھٹناگر
'پریوار کی مدھیہ ورگی عورتوں
کے سنکٹ'؛ این۔ اے۔ کپور
۱-۵۰ مکا کے فصل کی بوائی۔ سینچائی
اور نراقی: تحریر از بی۔ ایم۔ ویاس

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار: سوریہ دیر سنگھ
کہانی: رادھا رانی اگروال
سگم سنگیت: چاندلی پنوار
۶-۳۰ 'بارش کے دنوں میں باغوں
میں دھیان دینے قابل باتیں'
از کملیش چندر پروہت
۷-۴۵ سیتارام بھانڈ
راجستھانی سنگیت

منگل ۸ر جولائی

صبح

۷-۱۵ فٹ بال کھلاڑی این گوتم سے
ملاقات
۷-۳۰ رن جھن: سرجا رام کو کرڈا د
ساتھی
۷-۴۵ 'دل کو سنبھالئے'؛ تقریر
از ڈاکٹر اجیت کو ٹھاری
۸-۲۱ گیت گنجار: کریم خاں کھیمڑلا

دوپہر

۱-۱۰ 'جسم کی کئی بیماریوں کا آنکھوں
پر اثر'؛ ڈاکٹر ڈی۔ جی سوی ماتھر سے
دنیش چندر شرما کی بات چیت
۱-۵۰ 'موٹھ کی زیادہ پیداوار کیسے

حاصل کریں'
تحریر: بلونت سنگھ

شام

۵-۰۵ پریچرچا: 'شیتریہ واد اور
بھاشائی اِن کیر تا کتنی گھاتک'
گرو اقبال سنگھ، کیمن ناتھ ماتھر
دلیپ سنگھوی، رالونا ہٹا
۶-۳۰ 'انت بکری پالن کیسے کریں'
ڈاکٹر جے۔ پی۔ متل سے ملاقات
۷-۴۵ صدیق خاں اور ساتھی
راجستھانی سنگیت

بدھ ۹ر جولائی

صبح

۷-۱۵ تیرتھ یاترا: جھلکی
تحریر: پرکاش پروہت
ہدایت: وشنو دت جوشی
۷-۳۰ رن جھن: نینا رام ہر بھجن و ساتھی
۸-۲۱ گیت گنجار
موتی لال بہرا اور ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ 'سکریہ جوار کی انت کھیتی' تقریر
از نارائن سنگھ دیوڑا

شام

۵-۰۵ ٹینس کے مہیلا ستارے
کماری بھاؤ ناسی
روزگار سنبھاونائیں: 'بی ایس
ایف میں نیکتیاں'
۶-۳۰ 'باجرے کی زیادہ پیداوار کیسے
حاصل کریں'؛
پریم شنکر سی شرما سے ملاقات
۷-۴۵ دیال پنوار: راجستھانی سنگیت

جمعرات ۱۰ر جولائی

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: پارس رومانی
۷-۳۰ رن جھن: مراد دان چارن
۷-۴۵ 'ہندی غزلوں کی امر آواز شنیت'
تقریر از ڈاکٹر مرو دھر
۸-۲۱ گیت گنجار: نظیر خاں

دوپہر

۱-۵۰ 'باجرے کی انت کریائیں'
کرنی دان چارن

شام

۶-۳۰ 'اڑد کی انت قسمیں بو کر زیادہ

پیداوار کیسے حاصل کریں'،
وی۔ کے۔ لوانیاں
۷-۴۵ سوہن لال: راجستھانی سنگیت

جمعہ ۱۱ر جولائی

صبح

۷-۱۵ 'گاندھی جی اور ٹرسٹی شپ'
نیمی چند جین بھاوک
۷-۳۰ رن جھن: بھنور لال ڈانگی
۸-۲۱ گیت گنجار: رام لال مراثی

دوپہر

۱-۵۰ 'تلہن کی زیادہ پیداوار کیسے
حاصل کریں'؛ کے۔ جی۔ جوشی

شام

۵-۰۵ وشنو ورما اور ساتھی
ساز سنگیت
۶-۳۰ کرشی پرسار پروگرام سے
کسانوں کو فائدے
ڈاکٹر کے۔ این۔ کے چوہان سے
ملاقات
۷-۴۵ انور خاں: راجستھانی سنگیت
۹-۳۰ 'بے زبان'؛ ناٹک
تحریر: اوشا رانی مہیشوری
ہدایت: انل کمار رام

ہفتہ ۱۲ر جولائی

صبح

۷-۱۵ کہانی: حسن جمال چھیپا
۷-۳۰ رن جھن: نریندر دت اور ساتھی
۷-۴۵ 'اسکولوں میں داخلہ'
از گوپال سنگھ راٹھور
۸-۲۱ گیت گنجار: شری کشن دمامی

دوپہر

۱-۵۰ 'مونگ پھلی کی بوائی کرکے زیادہ
آمدنی کیسے حاصل کریں'
بی۔ ایل۔ ماتھر

شام

۶-۳۰ 'پون شکتی سے فائدے'
ایس۔ سی۔ چودھری
۷-۴۵ کالو رام پرجاپتی
راجستھانی سنگیت

اتوار ۱۳ر جولائی

صبح

۸-۵۰ دوائیم بارہ: سلسلے وار پروگرام

۹-۱۵ پیش کردہ: پی ایس۔ تعلیاپال کا بڑا پبلک اسکول کے طلبا کا
پروگرام
اوشنکار کی کہانی: 'ٹائپ مشین'
از انل کمار

دوپہر
۱۲-۰۵ 'ٹٹ نیس کے کارن۔ لکشن اور روک تھام کے طریقے اور فائدے': ایس۔ ایل۔ چوپڑا

شام
۶-۳۰ 'ٹی۔ بی۔ روگ روکنے کے کارن۔ لکشن اور روک تھام سے فائدے': منوہر گپتا سے ملاقات

پیر ۱۴ جولائی

صبح
۷-۳۰ رن جھن: اوم پرکاش دا تریچ
۷-۴۵ وچین جینز آف میتھامیٹکس، انگریزی تقریر از ڈل سی۔ ماتھر
۸-۲۱ گیت گنجار: سریش ماتھر

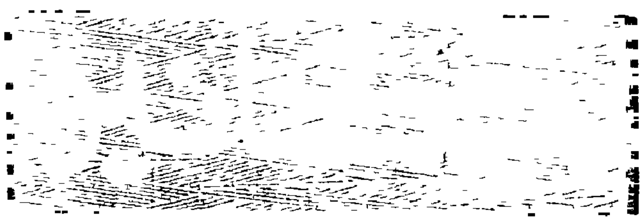
دوپہر
۱-۱۰ 'کام کاجی عورتوں کی مشکلیں' تقریر از ڈاکٹر کرشنی شرما اور پرتھن کھویہ۔ گھریلو پدارتھ رکھو فائدے مند باتیں
سروج بھنڈاری سے ملاقات
۱-۵۰ 'الگ الگ طرح بھوسن رکشن کاریہ کرموں کی اہمیت' تقریر جی۔ ایس۔ سولکھیہ

شام
۵-۰۵ کاویہ پاٹھ: سرفراز شاکر
'کھیلوں میں وگیانک پرشکشن کا آبھاؤ' از شبیر حسین
۶-۳۰ 'مغربی راجستھان کے کسان باجرے کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں': کشن مل مہتہ
۷-۴۵ دولت سنگھ ایرا
راجستھانی سنگیت

منگل ۱۵ جولائی

صبح
۷-۱۵ کھیل کھلاڑی: ایتھلیٹ تارہ چودھری سے ملاقات

(آگے ص ۴۳ پر)



۳۱۵۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

منگل یکم جولائی

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
کرشنا ویاس: لوک سنگیت

شام
۶-۳۰ ایڈس کیا ہے؟: تقریر از ڈاکٹر اے۔ کے۔ دتّہ
۷-۳۰ 'دن مہا انسو منانے کا مہتو' از وی۔ کے۔ پاٹھک
'ضلع وکاس ایجنکرن اور روزگار یوجنائیں'
از جی۔ بی۔ ماتھر
۸-۱۵ رفیق ساگر: سگم سنگیت

بدھ ۲ جولائی

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
اللہ جلائی بائی: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ منور علی خاں: گائن

شام
۷-۳۰ 'کرشی اُدیوم پشو وکاس کی سمسیائیں اور سمادھان'
پرچرچا: شرکار راؤ بی بھاری جی۔ ایس۔ کچھڑا، پی این ملہوترا
بلدیوارام اور بھوپ سنگھ

جمعرات ۳ جولائی

صبح
۷-۰۵ اور رات ۸-۱۵
انور احمد شیخ: سگم سنگیت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
سلطان خاں: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت
کویتا پاٹھ: پرمیلا گنگل
'بڑھتی آبادی سمسیا شکھہ'
تقریر از ڈاکٹر موہنی کوچہ

شام
۷-۳۰ 'پشوؤں سے اکال سے راحت'
از بھنور لال کوٹھاری

جمعہ ۴ جولائی

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
امام الدین خاں: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ پروین سلطانہ: گائن

شام
۷-۳۰ 'جن تنتر کا شکشا جگت پر پربھاؤ': آر۔ کے۔ جھا

ہفتہ ۵ جولائی

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
بنواری دیوانہ: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ سندھیا مکھرجی: خیال شنکرا

شام
۶-۲۵ آج کی بات: ڈاکٹر اجمل حسین
۷-۳۰ 'گرامین نیتروں میں پے جل سمسیا اور سمادھان'
از ایس۔ ڈی۔ ویاس

اتوار ۶ جولائی

دوپہر
۱۲-۰۰ مہیلا جگت
سوال آپ کے جواب ڈاکٹر بہن کے
ترتیب: ڈاکٹر سمترا جین
'گوٹے کا کام' انٹرویوز
ترتیب: شسشی کانتا باگڑی

شام
۷-۳۰ 'مرو شیتر میں بھیڑ بکری پالن کی مول باتیں'
از ڈاکٹر موہن سنگھ سہگل
'گرامین وکاس اور سنچار مادھیم'
از گوپال شرما

پیر ۷ جولائی

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
ہنومان داس وساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

شام
۷-۳۰ 'پروتیوہاروں کا ہمارے جیون میں مہتو'
از کویتا مہتا
'گرامینوں کو سنتولت ایوم پوشٹک آہار'
از شانتی دیوی پانڈیہ
'مہیلاؤں میں پرسوتی روگ' کارن اور علاج
از ڈاکٹر بی۔ ایل۔ بھٹناگر

منگل ۸ جولائی

صبح
۷-۳۰ جیہ کرن گوسوامی: ستار وادن
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
بہاری لال کتھک: لوک سنگیت

شام
۷-۳۰ 'برسات کے دنوں میں لگائے جانے والے پھل درکش'
از شری ٹی۔ ایس۔ گودارا
۸-۱۵ مہندر چوپڑا: سگم سنگیت

بدھ ۹ جولائی

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
غفور خاں: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ وی۔ جی۔ جوگ: وائلن

شام
۷-۳۰ 'خریف میں گوار باجرہ وغیرہ فصلوں کی اگتی کھیتی'
از ایف۔ ڈی۔ تنور
'مرو شیتر میں چارہ گاہ وکاس'
از شری پی۔ وی۔ بھاوے

جمعرات ۱۰ جولائی

اور رات ۸-۱۵
کرشنا گوسوامی: سگم سنگیت
اور دوپہر ۱-۴۰
گیانیشوری شرما: لوک سنگیت

ستارو تے بار بار مہنگا ہوتے
ایک بار: مزاحیہ تقریر
از سمن پاریک

اُون کی کالیٹی کیسے بڑھائیں'
از ڈاکٹر منوہر سنگھ
گرمی کے روگ اور سادو دھانیاں'
از ڈاکٹر بی۔ آر۔ چھلانی

جمعہ ۱۱ جولائی

اور دوپہر ۱-۳۰
گنیش ناتھ: لوک سنگیت

مالویکا کانن: گائن

'مویشیوں کو ہرا بھرا کیسے بنائیں؟'
از ایس۔ پی۔ ماتھر
'بال شرک ایک سمسیا اور سمادھان' از ستیش مہتہ

ہفتہ ۱۲ جولائی

اور دوپہر ۱-۳۰
اسماعیل: لوک سنگیت

پنڈت جسراج: گائن

'بارانی کھیتی کی مول باتیں'
تقریر از ڈاکٹر آئی۔ سی۔ گپتا

اتوار ۱۳ جولائی

بال وِکاس اور ماں کا یوگدان
از اندرا ہرش
'ہندی ساہتیہ میں ناری کا یوگدان' از شلیس جین

شام
۷-۲۰ کرشی لوک ایوم گرامین جگت
'مرودیشتر میں سہکاریتا اندولن'
از ڈاکٹر جمیر سنگھ
'کرشی پر آدھارت گرامین ادھیوگ دھندے'

پیر ۱۴ جولائی

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
مالتی وسکھیاں: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ لطافت حسین خاں: گائن

شام
۷-۲۰ ٹیا بر ٹولی: گرامین بچوں کا کاریکرم
لون کرن سر کے بال کلاکاروں کا پیش کردہ رنگارنگ کاریہ کرم

منگل ۱۵ جولائی

صبح
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
کلاوتی گوسوامی: لوک سنگیت

شام
۶-۲۵ آج کی بات: پرمود بیانی
۷-۲۰ 'خریف سبزیوں کی تیاری ایوم ان کی بوائی' این۔ ایس۔ ماتھر
۸-۱۵ جیہ شری گپتا: سگم سنگیت

بقیہ: جودھپور

۷-۳۰ رنجھن: رام دین خاں
۷-۴۵ راجستھان کی پریم گاتھا
'سورٹھ بیجا اور ارجن دیو چارن': تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: نیک محمد

دوپہر
۱-۱۰ 'ہاتھ کی چوٹ': جے۔ سی۔ شرما سے دنیش چندر شرما کی بات چیت
۱-۵۰ 'جوار کی اچھی کھیتی کیسے حاصل کریں' تحریر: راجیندر سنگھ

شام
۶-۳۰ کھیتی باڑی: 'پشو میلے کی اہمیت' اوم دت سانکھلا سے ملاقات
۷-۲۵ جگنا رام اور ساتھی۔ راجستھانی سنگیت

۳۲۵،۷ میٹر ۹۱۸ کلو ہرٹز

منگل یکم جولائی

صبح
۶-۲۵ چنتن: اودے کرن سمن
۸-۲۱ سنیہ لتا شرما: راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۲-۲۰ سوہن سنگھ: لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ 'یوواؤں کے وکاس میں بادھائیں' تقریر از راجیش اروڑا
سنگیت سمن: سری ایشور لال
۶-۱۵ 'دھان کی پچھیتی بوائی کے لئے کھیت کی تیاری': ایس۔ پی۔ توم
۷-۲۵ مرو منگل
شیام لال رانا: لوک سنگیت
۸-۱۵ انورادھا پوڑوال
سگم سنگیت

بدھ ۲ جولائی

صبح
۶-۲۵ چنتن: اودے کرن سمن
۷-۳۰ 'نئی صدی کی تصویر' از شیولال چگ
۸-۲۱ مرو منگل: رادھے شیام بنجارا

دوپہر
۱-۵۰ 'باجرے کی انت قسمیں اور بوائی'
۲-۲۰ مرو منگل: سویتا چندیل

شام
۵-۳۰ یوواوانی: کہانی نوجے سنگھ کویتا پاٹھ: راجکمار کروا
۶-۱۵ 'اپنی کھیتی اپنی بات' جسونت سنگھ
۷-۲۵ مرو منگل: گنپت لال ڈانگی

جمعرات ۳ جولائی

صبح
۶-۲۵ چنتن: اودے کرن سمن

۸-۲۱ مرو منگل: منجولا پانڈیا

دوپہر
۱-۵۰ 'معرت فصلوں کی بوائی اور لابھ'
۲-۲۰ مرو منگل: لیشولتا چودھری اور سرسوتی چودھری

شام
۵-۳۰ 'یوون شکشا: آج کی آوشیکتا' پریچرچا
۶-۱۵ 'پشوؤں کے لئے سنتلت دانہ کیسے بنائیں': از ڈاکٹر پرتھوی سنگھ
'کپاس کی فصل کو کیڑوں سے بچائیں': از جے۔ پی۔ منگرولا
۷-۲۵ مرو منگل: لکشمی نارائن
۸-۱۵ سارے جہاں سے اچھا

جمعہ ۴ جولائی

صبح
۶-۲۵ چنتن: سری شیودت تیواری
۷-۳۰ 'کتنے سوتنتر ہیں بھارتی سماج کے ارتھوں میں': تقریر از وید پرکاش گپتا
۸-۲۱ مرو منگل: سلوچنا کھیر

دوپہر
۱-۳۰ رمیش پرساد ورما: بانسری
۱-۵۰ 'مونگ کی انت قسمیں اور بوائی' تقریر
۲-۲۰ مرو منگل: جے رام بھاٹ

شام
۶-۱۵ 'نرکشرتا نیوارن میں یوؤکوں کا یوگدان'
۷-۲۵ مرو منگل: ہنومان گھارو
۱۰-۰۰ ہری پرساد چورسیا: بانسری

ہفتہ ۵ جولائی

صبح
۶-۲۵ چنتن: شیودت تیواری
۷-۳۰ 'متعلق شرن گپت کا کاویہ

سنسار: برھموہن شرما بندھو
'ارملاکا دره ورتن' ایک ویڈیو
از ڈاکٹر بی۔ ایل۔ ساہو
'کیا ہوتا ہے راشٹریہ کوی'
از وششٹ نارائن پانڈے
۸-۲۱ مردمنگل: ڈونگر رام بھاٹ
دوپہر
۱-۵۰ 'ٹماٹر کی فصل کو کیڑوں اور بیماریوں سے بچائیں'
۲-۲۰ مردمنگل: کملا راٹھور
شام
۶-۱۵ 'گرامین چھیتر اودھانکی کاریہ کرم' از سری کے۔ ایس۔ اپادھیائے کرشی پرشنوتری
۷-۲۵ مردمنگل۔ سری رامن
۸-۱۵ سگم سنگیت: انوپ جلوٹا

اتوار ۶ رجولائی

صبح
۶-۳۵ چنتن: از سری شیودت تیواری
۷-۳۰ 'قانون سنرکشن۔ طلاق سمبندھی' از شریف احمد
۹-۲۱ مردمنگل: علاؤالدین لنگا اور ساتھی
دوپہر
۲-۲۰ مردمنگل: سری کمل سومانی
شام
۶-۱۵ چوپال: گیتاں رو گجرد
۱۰-۳۰ اتہاس کے پنے: جے پرکاش ڈھبلے

پیر ۷ رجولائی

صبح
۶-۳۵ چنتن: از سری لال چند شرما
۷-۳۰ 'بڑھتے ہاتھ۔ بڑھتے قدم ادیوگ چھیتر میں' از جے۔ جے۔ آر دوبے
۸-۲۱ مردمنگل: نرملا ناگ پال
دوپہر
۱-۳۰ امجد علی خاں: سرود
۱-۵۰ 'دھان کی فصل میں ارورک کب اور کتنا'
۲-۲۰ مردمنگل: سری جیسری لال راوت
شام
۶-۱۵ 'گھٹتی دھرتی بڑھتے لوگ' پریچرچا: کہانی

۷-۲۵ مردمنگل: از پورن رام مہرڑا
۱۰-۰۰ پنڈت روی شنکر: ستار وادن
پروین سلطانہ: گائن

منگل ۸ رجولائی

صبح
۶-۳۵ چنتن: از سری لال چند شرما
۸-۲۱ مردمنگل: پرتاپ سنگھ راٹھور
دوپہر
۱-۵۰ 'گنے کی فصل کو چھیدک کیڑوں سے بچائیں'
۲-۲۰ مردمنگل: شیل ماتھر
شام
۵-۳۰ ڈاکٹر سے ملئے: الوواٹک روگ از ڈاکٹر عالم گیری
۶-۱۵ 'ہرے چارے کے لئے برسرت فصل بوئیں' از سادھو سنگھ سیوتیا
۷-۲۵ مردمنگل: سہی رام بھاٹ
۸-۱۵ بیگم اختر: سگم سنگیت

بدھ ۹ رجولائی

صبح
۶-۳۵ چنتن: از سری لال چند شرما
۷-۳۰ 'بھارتیں بال ساہتیہ ایک درشٹی' از راجیش ورما
۸-۲۱ مردمنگل: کسنا رام
دوپہر
۱-۵۰ 'ککڑی ورگیہ سبزیوں کو کیڑوں سے بچائیں' از اشوک کمار پاریک
۲-۲۰ مردمنگل: شیلا مودی
شام
۵-۳۰ 'بیتیا اک اتوار کی: جھلکی' منجو آلوک
۶-۱۵ آپنی کھیتی آپنی بات۔ کسان وجے سنگھ سے بھینٹ وارتا
۷-۲۵ مردمنگل: فتح کماری ویاس

جمعرات ۱۰ رجولائی

صبح
۶-۳۵ چنتن: بھیم راج تاونیا
۸-۲۱ مردمنگل: رام پرساد سرما
دوپہر
۱-۵۰ 'ٹریکٹر کی اچت دیکھ بھال کیسے کریں'
۲-۲۰ مردمنگل: اللہ جلائی بائی

شام
۵-۳۰ 'امولیہ ندھی: راشٹریہ سیوا یوجنا' از ماگھی لال شرما
'کھٹے میٹھے انوبھو۔ یاترا کے' از لکشمی نارائن اگروال
۸-۱۵ سارے جہاں سے اچھا
۱۰-۰۰ اکبر علی خاں: سرود وادن

جمعہ ۱۱ رجولائی

صبح
۶-۳۵ چنتن: او بھیم راج تاونیا
۷-۳۰ 'آدھونکتا کتنی گراہیہ ہے' از جے دیو گویل
۸-۲۱ مردمنگل: رنجیت
دوپہر
۱-۳۰ پنڈت جسراج: گائن
۱-۵۰ 'چولے کی انت کھیتی کیسے؟'
۲-۲۰ مردمنگل: ریحانہ مرزا
شام
۶-۱۵ 'راشٹریہ گرامین روزگار کاریہ کرم': گفتگو
۷-۲۵ مردمنگل: از پورن چند کاٹھ

ہفتہ ۱۲ رجولائی

صبح
۶-۳۵ چنتن: بھیم راج تاونیا
۷-۳۰ بلات کار مانسک وکرتی یا کچھ اور پریچرچا: شرکار، کمل ناگپال سومناتھ شیکھر، این اس تامیا منجو پانڈے، اجیت کمار سنگھ
۸-۲۱ مردمنگل: افروز بانو
دوپہر
۱-۵۰ 'مونگ پھلی کی فصل کو روگوں سے بچائیں'
۲-۲۰ مردمنگل: سری دیال پنوار
شام
۶-۱۵ تابرتولی: گرامین بچوں کا کاریہ کرم
۸-۱۵ مہدی حسن: سگم سنگیت

اتوار ۱۳ رجولائی

صبح
۶-۳۵ چنتن: جی۔ ڈی۔ شرما
۷-۳۰ 'ایسی بھی کیا جلدی ہے: یاترا میں جانے کی': مزاحیہ تقریر از گووند شرما

۸-۲۱ مردمنگل: سری مان چند شرما
دوپہر
۲-۲۰ مردمنگل: سری کرنا بھیل
شام
۵-۳۰ 'یووا وانی: روزگار کے ستروت تعل سہنا میں': کرنل کے ایس چوہان سے انٹرویو
۶-۱۵ چوپال: گیتاں رو گجرد
۹-۳۰ پنجابی گیت
۱۰-۳۰ اتہاس کے پنے: جے پرکاش ڈھبلے

پیر ۱۴ رجولائی

صبح
۶-۳۵ چنتن: جی۔ ڈی۔ شرما
۷-۳۰ 'پوسٹ مارٹم کیا اور کیسے؟' تقریر از ڈاکٹر روپ چند سڈانا
۸-۲۱ مردمنگل: اندر بالا ناتھ اور ساتھی
دوپہر
۱-۳۰ وویادھر ویاس: گائن
۱-۵۰ 'کھڑی فصلوں میں پوشک تتووں کی کمی اور پورتی': تقریر
۲-۲۰ مردمنگل: گوپی ناتھ اور ساتھی
شام
۶-۱۵ 'داد، کھاج، کھجلی سے بچاؤ کے اپائے'
۷-۲۵ مردمنگل: اوم پرکاش و ساتھی
۱۰-۰۰ بسم اللہ خاں: شہنائی

منگل ۱۵ رجولائی

صبح
۶-۳۵ چنتن: از جی۔ ڈی۔ شرما
۸-۲۱ مردمنگل: ہندال خاں و ساتھی
دوپہر
۱-۵۰ 'بھنڈی کی انت قسمیں بوئیں' تقریر
۲-۲۰ سنیتا سین و ساتھی: لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ 'تشیلی دواؤں کے گھیرے میں یووا' ڈاکٹر سبھاش چندر سنگل
سنگیت سمن: سیما سنی
۶-۱۵ چوپال: 'دھان کی فصل میں سینچائی ویوستھا'
۷-۲۵ مردمنگل: ہنومان داس و ساتھی
۸-۱۵ تا منگیشکر: سگم سنگیت

اورنگ آباد ۔۔۔۔ ۲ء ۱۹۷ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلو ہرٹز
پربھنی ۔۔۔۔ ۰ء ۲۲۹ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی خبریں : صبح ۰۰-۶، ۵۹-۷، دوپہر ۰۵-۱، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱
مراٹھی : صبح ۵۰-۶، ۳۰-۸، دوپہر ۳۰-۱، شام ۰۰-۷، رات ۰۵-۸
انگریزی : صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۱، رات ۰۰-۸ (اسپورٹ) ۰۰-۹، ۰۰-۱۱
اردو : دوپہر ۰۵-۱، رات ۱۶-۹ سنسکرت : شام ۱۰-۶

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم اور شہنائی
۶-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۶-۱۰ امرت دھارا
۶-۱۵ سورانجلی
۶-۴۵ پروگرام کا خلاصہ
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام

شام

۵-۳۰ یووا وانی (مراٹھی میں نوجوانوں کے لئے پروگرام)
۶-۳۰ دیہاتیوں کے لئے پروگرام
۷-۱۰ روزگار سماچار
۷-۱۵ بازار بھاؤ، گیان جیوتی صرف اتوار
۸-۳۰ مدھو گندھ، سند سماچار

منگل یکم جولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام یادرفتگاں : "ناسخ"

بدھ ۲ جولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : باتوں باتوں میں گھریلو موضوعی خاکہ
۸-۴۰ وینا دیشکر : بھگتی گیت

جمعرات ۳ جولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : نئے چراغ نوجوانوں کے لئے پروگرام

دوپہر

۱-۱۰ سگم سنگیت دیپا کالے (ہندی گیت)

جمعہ ۴ جولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : آپ اور ہم خطوں کے جواب

رات

۹-۳۰ مختصر ناٹک

ہفتہ ۵ جولائی

دوپہر

۱۲-۳۰ رنگ محفل، محمد حیات خاں وساتھی : قوالی

اتوار ۶ جولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : کھلتی کلیاں بچوں کے لئے

رات

۶-۱۵ وسنت منڈک، مراٹھی کیرتن

پیر ۷ جولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : میرے تجربات تقریر

منگل ۸ جولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : شعری نشست

بدھ ۹ جولائی

صبح

۷-۳۰ باتوں باتوں میں سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ
۸-۴۰ شیا ملا بھوگلے رنگ پنچ کے گیت

جمعرات ۱۰ جولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : نئے چراغ

دوپہر

۱-۱۰ انا صاحب جوشی : سگم سنگیت

جمعہ ۱۱ جولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : آپ اور ہم خطوں کے جواب
۹-۳۰ لکھوتا ٹیکہ

ہفتہ ۱۲ جولائی

دوپہر

۱۲-۳۰ رنگ محفل محمد احمد خاں : غزلیں

رات

۹-۳۰ موسیقی کا قومی پروپروگرام

اتوار ۱۳ جولائی

صبح

۷-۳۰ بزم خواتین

دوپہر

۱۲-۳۰ کیرتن

منگل ۱۵ جولائی

صبح

۷-۳۰ کہانی از رفعت نواز

****

۸ء ۵۱۲ میٹر ۵.۱۵ کلو ہرٹز

خصوصی اردو پروگرام "محفل"

بدھ ۲ جولائی

رات

۹-۳۰ افسانہ از شمس النسا خاں
سائنس کی دنیا
"سورج کی توانائی" : تقریر از خواجہ مسرور احمد
ساز و نغمہ

بدھ ۹ جولائی

رات

۹-۳۰ آج کے تناظر میں "سائنسی شعور" : تقریر
"دور بعد میں اردو صحافت کا آغاز" : اردو تقریر از این۔ اختر انصاری

میڈیم ویو (الف) ۴۸۳٫۲۱ میٹرز / ۶۲۱ کلوہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۱۸۷٫۲۲ میٹر / ۱۶۰۴ کلوہرٹز

خبریں

علاقائی : صبح ۸-۳۰ (راگنی سے پہلے) دوپہر ۳-۱۰ ، شام ۷-۳۰

اردو پروگرام
صبح ۸-۴۰ سے ۹-۴۵ کے درمیان

منگل یکم جولائی

صبح
۷-۰۵ ادماڈے : ٹھمری
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
کلپنا سین : سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ اور شام ۶-۳۰
رام لکھن پرساد یادو : لوک گیت

رات
۹-۳۰ 'چاندنی کا دھواں' : ناٹک
تحریر : نوین چندر مشر نوین

بدھ ۲ جولائی

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
بہادر خاں : سرود
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
اسیت کمار چکرورتی
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ رنجی سنہا : لوک گیت
۲-۲۰ اسکول براڈ کاسٹ
'بدری ناتھ'
از راجیشور پرساد سنگھ

جمعرات ۳ جولائی

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
وِدیادھر ویاس : خیال
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
اروناکماری : سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ اور شام ۶-۳۰
سدرشن چودھری نرموہی
لوک گیت

رات
۸-۳۰ جگت پرساد سنہا : لوک گیت

جمعہ ۴ جولائی

صبح
۷-۰۵ علی اکبر خاں : سرود
۸-۲۱ بھوپندر : سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ انل مشرا : گٹار وادن
۱-۳۰ جگن ناتھ پرساد : لوک گیت
۲-۲۰ اسکول براڈ کاسٹ
'اسپیس' از زیولجی کال

شام
۵-۳۰ 'نوکری سے کا ملتا'
بھوجپوری تقریر
۱۰-۳۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری

ہفتہ ۵ جولائی

صبح
۷-۰۵ درگیش مشر : خیال

دوپہر
۱-۳۰ اور شام ۷-۰۰
ستیہ نارائن پرساد
لوک گیت

اتوار ۶ جولائی

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
بدھ دتیہ مکرجی : ستار وادن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
برہم دیو نرائن سنگھ
سگم سنگیت

شام
۷-۴۵ 'قانونی صلاح' : جھلکی
تحریر : شیام موہن استھانہ

پیر ۷ جولائی

صبح
۷-۰۵ مشتاق حسین خاں : گائن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
کم کم بھٹاچاریہ : سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ اسکول براڈ کاسٹ
'سوویت روس کی ایک جھلکی'
تحریر : سشیل کمار سنگھ
۱-۳۰ وجے کمار چوبے : لوک گیت
۲-۲۰ اسکول براڈ کاسٹ
'گھر اور گھر کی چیزوں کی صفائی'
از سروج بالا سنہا

شام
۵-۳۰ 'یووا ورگ کے سدھار سے
پردیش بھا، سماج کے
سدھار سے ترپھر با'
بھوجپوری تقریر
۸-۳۰ جناردن دوبے : لوک گیت
۱۰-۰۰ اربلا دیوی : خیال
شیام لال مشر : ٹھمری کجری
بلرام داس مشر : طبلہ

منگل ۸ جولائی

صبح
۷-۰۵ بڑے غلام علی خاں : گائن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
نند لال سنگھ : سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ 'بہار کے کٹیر ادیوگ'
از جے۔ این۔ راوت
۱-۳۰ دلوکی لال اور ساتھی
لوک گیت

بدھ ۹ جولائی

صبح
۷-۰۵ ادما کانت پاٹھک : بانسری
۸-۲۰ اور شام ۶-۱۵
کمار آنند : سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ اندراسنی دیوی : لوک گیت
۲-۲۰ اسکول براڈ کاسٹ
'اپنیاس سمراٹ پریم چند'
از ریتا فیس

رات
۱۰-۳۰ برج بالا دیوی : ٹھمری کجری
گریندر چندر پاٹھک
طبلہ سنگیت

جمعرات ۱۰ جولائی

صبح
۷-۰۵ اللہ رکھا خاں، ذاکر حسین
طبلہ وادن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
راجیش کمار جیسوال
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ ہمارے مہا پرش
'وردھمان مہاویر'
تقریر از سریندر کمار جین
۱-۳۰ ستیہ نارائن راوت
لوک گیت

رات
۱۰-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار وادن

جمعہ ۱۱ جولائی

صبح ۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شیام داس مشر : خیال
۸-۲۱ دل راج کور : سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ ادشارانی مشر : لوک گیت

رات
۹-۳۰ 'آواز کا رشتہ'
تحریر : ہمانشو شریواستو

ہفتہ ۱۲ جولائی

صبح
۷-۰۵ پنڈت روی شنکر : ستار وادن

دوپہر
۱-۳۰ ہرولش پرساد و ساتھی
لوک گیت
۲-۲۰ 'نئی شکشا نیتی'، مذاکرہ
شرکاء: شانتی اوجھا
جنم بہادر سنگھ اور ڈاکٹر بجارام ہیں

اتوار ۱۳ر جولائی

صبح
۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
چندر شیکھر خاں: خیال
۷-۴۵ ودیا وتی دیوی: لوک گیت
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
اگھوری رجنی کانت
سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۰۰ 'سلے ہونٹوں کی آواز' ناٹک
تحریر: اجنار دن رائے

شام
۷-۴۵ 'ٹریڈ سیکریٹ'، جھلکی
تحریر: سدن کمار سنہا

پیر ۱۴ر جولائی

صبح
۷-۰۵ امیر خاں: خیال
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
کلیان رائے: سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ رام پرساد پاسوان: لوک گاتھا
۲-۲۰ 'یوروپ میں پن جاگرن'
از ستیندر شرما

رات
۸-۳۰ رام جی سنگھ یادو: لوک گیت
۱۰-۰۰ کرشن رام چودھری: شہنائی

منگل ۱۵ر جولائی

صبح
۷-۰۵ مکھل بنرجی: ستار وادن
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
تپن کمار چکلا نویس: سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ 'سلطنت کا لین پرشاسن اور سانسکرتی'، تقریر از نشاد وہا
۱-۳۰ کلیش اوجھا کمل: لوک گیت
۲-۲۰ 'جیون کی انگ ویوستھا'

حیدر آباد 'الف': ۵/۴۰۶/۵ میٹر ۷۳۸ کلو ہرٹز حیدر آباد 'ب': ۸/۲۱۲۸ ۷۷ ۱۳ کلو ہرٹز
حیدر آباد 'ج': ۴/۲۵۶/۴ میٹر ۱۱۷۰ کلو ہرٹز

منگل یکم جولائی

صبح
۸-۲۵ مزاحیہ کلام: مجنوں حیدر آبادی
مزاحیہ گیت

شام
۵-۳۰ آہنگ: ادبی میگزین
پیش کش: سردار پٹیل ڈگری کالج سکندرآباد کے طلباء و طالبات
۹-۳۰ حرف تابندہ از بی۔ ڈی سکینہ
مزاحیہ خاکہ: منور علی مختصر
'ہندوستان کی ممتاز کارٹونسٹ'
تقریر از رحیم حیدر

بدھ ۲ر جولائی

صبح
۸-۲۵ 'میرا پسندیدہ مشغلہ'، تقریر از اطہر مسعود

شام
۵-۳۰ موسیقی کا رنگا رنگ پروگرام
ایورگرین آرٹس اکیڈیمی کے فنکاروں کی پیشکش
۹-۳۰ کلام شاعر: امیر احمد خسرو
'ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں'
گونگوں بہروں پر فیچر
تحریر: کیشو چندر و عالم فیض آبادی
پیش کش: اسلم فرشوری

جمعرات ۳ر جولائی

صبح
۸-۲۵ 'نوجوانوں میں روزگار کے مسائل و حل'، تقریر از حامد محی الدین

شام
۵-۳۰ 'میر تقی میر'، فیچر
از سید انیس الرحمان
۹-۳۰ حرف تابندہ: قاری خورشید سلیم
'سائنس کی دنیا': ابو نعیم
افسانہ: از نکہت
کلام شاعر: یوسف نظر

جمعہ ۴ر جولائی

صبح
۶-۳۰ الشور اللہ: قرأت کلام پاک
نعت شریف
۸-۲۵ 'ایک یادگار سفر'
از افتخار شرجیل
۵-۳۰ 'میری پسند'، فلمی گانوں پر مبنی
پیش کش: معراج المتین
۹-۳۰ حرف تابندہ: قاری خورشید سلیم
'باتیں فلموں کی': از علی مرزا
صرف ایک کتاب، تبصرہ از ڈاکٹر رشید موسوی
قوالیاں: از اقبال حسین خاں
بندہ نوازی و ساتھی

ہفتہ ۵ر جولائی

شام
۵-۳۰ ڈرامہ: از اکبر علی خاں احسن
پیش کش: یونیٹی فرینڈس اسوسی ایشن
۹-۳۰ ڈاکٹر سے ملاقات ڈاکٹر شیام راج سے انٹرویو
بزم خطوط سامعین کے خطوں کا ہفتہ وار پروگرام
غزلیں

اتوار ۶ر جولائی

صبح
۸-۲۵ گلدستہ: نوجوانوں کے خطوط اور مضامین پر مبنی

شام
۵-۳۰ افسانہ از ڈاکٹر رحمان ساتر
کلام شاعر: ارشد شرجی
۹-۳۰ ڈرامہ: غزلیں

پیر ۷ر جولائی

صبح
۸-۲۵ نغموں کی دنیا: لقمان فاروقی

شام
۵-۳۰ کھیلوں پر تبصرہ از ظفر فاروقی
خطوں کے جواب
فلمی گانے
۹-۳۰ حرف تابندہ
'شب و روز': اس ہفتہ کی ڈائری از طاہر رومانی
قہقہے اور گیت
پیش کش: اسلم فرشوری
غزلیں

منگل ۸ر جولائی

صبح
۸-۲۵ مزاحیہ خاکہ
پیش کش: احمد البیلا

شام
۵-۳۰ آہنگ: ادبی میگزین
حسینی علم گرلز جونیر کالج کی طالبات کی پیش کش
۹-۳۰ مزاحیہ خاکہ از حامد کمال
غزلیں

بدھ ۹ر جولائی

صبح
۸-۲۵ 'میرا پسندیدہ شغل'، تقریر از اشہر فرحان

شام
۵-۳۰ میوزیکل ورائٹی پروگرام
شب لائیم اکیڈمی کے فنکاروں کی پیش کش
۹-۳۰ کلام شاعر از تاج مہجور
غزلیں

جمعرات ۱۰ر جولائی

صبح
۸-۲۵ یوداوانی: ناقابل فراموش سچا واقعہ: تقریر از

محمد علیم الدین سراج

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلباء کے لئے

شام

۵-۳۰ سیلمان ادیب انوکھا شاعر، فیچر
از شفیعہ قادری

۹-۳۰ فیچر کا قومی پروگرام (دلی سے ریلے)

۱۰-۰۰ حرف تابندہ
بزم سخن : مشاعرہ
شرکاء : امان ارشد
جگجیون لال استھانہ
اقبال ہاشمی، قطب سرشار
احساس بزمی، بجرنگ پرشاد سحر

جمعہ ۱۱ر جولائی

صبح

۶-۴۰ قرات کلام پاک، نعت شریف

۸-۲۵ 'ایک یادگار سفر'
از جلال الدین اکبر

شام

۵-۳۰ 'میری پسند' : از محمد یعقوب صدیقی

۹-۳۰ حرف تابندہ از کے راما راؤ
شعر و نغمہ : اردو صحافت اور ادب
تقریر از عابد صدیقی
کہانی از عفت موہانی
قوالیاں

ھفتہ ۱۲ر جولائی

شام

۹-۳۰ ڈرامہ : تحریر از نیر اعظم
پیش کش : ریڈیو اینڈ ٹیلیفون
آرٹسٹ گلڈ ، حیدرآباد
حرف تابندہ : کے راما راؤ
ڈاکٹر سے ملاقات : 'آنکھ کان
اور ناک کے امراض'
ڈاکٹر ایس این جین سے ملاقات

بزم خطوط : سامعین کے خطوں
کے جواب کا ہفتہ وار پروگرام
غزلیں : اتر رکن الدین اور پریم لتا

اتوار ۱۳ر جولائی

صبح

۸-۲۵ یووا وانی : گلدستہ
نوجوانوں کے خطوط اور مضامین پر
مبنی پروگرام

شام

۵-۳۰ 'سائنسی دور میں انسانی انقلاب'
تقریر از فاضل راجہ
کلام شاعر : محمد نعیم اختر

پیر ۱۴ر جولائی

صبح

۸-۲۵ یووا وانی : 'نغموں کی دنیا'
از شاہانہ جعفری

شام

۵-۳۰ کھیلوں پر تبصرہ : احسن اعجاز

۹-۳۰ حرف تابندہ : جلیل امرت
اس ہفتہ کی ڈائری : منیر جمال
تقریر از احسن الدین احمد : غزلیں

منگل ۱۵ر جولائی

صبح

۸-۲۵ ذرا مسکرایئے : مزاحیہ خاکہ

از جہانگیر مستانہ : مزاحیہ گیت

شام

۵-۳۰ آہنگ : ادبی میگزین پروگرام
انوار العلوم کالج کے طلبا طالبات
کی پیش کش

۹-۳۰ حرف تابندہ : جلیل امرت
مزاحیہ خاکہ از کمال رضا

قلم کار حضرات !
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں
'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی
جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو
اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

بھوپال (الف) ۲۰۲۲۰ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز بھوپال (ب) ۲۴۳۲۴ میٹر ۱۲۳۳ کلو ہرٹز
شارٹ ویو :
صبح : ۷-۴۵ تک ۹۰٫۵۰ میٹر ۳۳۱۵ کلو ہرٹز ۸-۰۰ کے بعد ۵۰٫۰۸ میٹر ۵۹۹۰ کلو ہرٹز ،
دوپہر : ۴۸٫۷۱ میٹر ۶۱۸۰ کلو ہرٹز شام اور رات ۹۰٫۵۰ میٹر ۳۳۱۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۸-۰۰ ، ۹-۰۵ (ریجنل) دوپہر ۵-۰۱ ، ۲-۱۰ ، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتہ کو)
انگریزی : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتہ کو)

منگل یکم جولائی

صبح

۷-۳۰ اسماعیل دڑدخاں : طبلہ وادن

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
راجہ رام وشو کرما و ساتھی
لوک گیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
شکنتلا سین : سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام : 'ہماری فلموں
میں نعتیہ کلام' : فیچر
از ایم رفیق
'اقبال بیدار کی تعبیر' : گفتگو

بدھ ۲ر جولائی

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
اوم کار سنگھ سکروار و ساتھی
لوک گیت

۸-۳۰ اور دوپہر ۲-۰۰
رام کشن چندیشری : سگم سنگیت

جمعرات ۳ر جولائی

صبح

۷-۰۵ بھینٹ وارتا : ڈی آر شرما

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
سمنا رائے : سگم سنگیت

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
غلام مصطفیٰ خاں : خیال

جمعہ ۴ر جولائی

صبح

۷-۰۵ 'بھارتیہ درشن اور سوامی وویکانند'
تقریر از سوامی آتمانند

۷-۱۰ لطافت حسین خاں : خیال تو ڑی

۸-۳۰ اردو پروگرام
'طلسم ہوشربا' : فیچر
تحریر : قمر حسن
پیش کش : اقبال مجید

دوپہر

۱۲-۳۰ وی آر اٹھالے : خیال

۲-۲۰ مدھولیکا شریواستو
لوک گیت

ھفتہ ۵ر جولائی

صبح

۷-۲۵ نرملا دیوی ، سکھری
سامتا پرساد : طبلہ

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
پریم دیوی گپتا و سہیلیاں
لوک گیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
پرکاش نارائن شرما
سگم سنگیت

رات

۸-۰۰ سوال جن سادھارن کے جواب
ہمیہ منتری کے

اتوار ۶ر جولائی

سرینگر

میڈیم ویو؛
سرینگر (الف): ۲۶۸۰۸۰ میٹر ۱۱۱۶ کلو ہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵۰۲۱ میٹر ۱۲۲۴ کلو ہرٹز
سرینگر (د) ۱۹۹۰۲ میٹر ۱۵۳۰ کلو ہرٹز
شارٹ ویو : سرینگر (ب) ۱۰۰۲۹ میٹر ۱۱۱۰ کلو ہرٹز ۹۱۰۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵
ہندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) شام ۷-۴۰
کشمیری: صبح ۹-۲۵، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

منگل یکم جولائی

صبح
۷-۱۵ آرتی ٹکو: غزلیں
۷-۵۵ طلعت عزیز: غزل
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱-۰۵ غلام نبی اور ساتھی: چھکری
۲-۱۰ نتی بوس: ستار پر دھن

رات
۸-۳۰ آرتی ٹکو: کشمیری موسیقی
۱۰-۰۰ گاشہ تارکھ: آرنہ مال: فیچر
تحریر: ایم. ایل. ساقی

بدھ ۲ جولائی

صبح
۷-۵۵ رونا لیلیٰ: غزل

دوپہر
۱-۰۵ عبدالاحد بھے اور نرملا دیوی
کشمیری سنگیت
۲-۱۰ غلام مصطفیٰ خاں: گائن

رات
۸-۳۰ نرملا دیوی: کشمیری موسیقی

جمعرات ۳ جولائی

صبح
۷-۱۵ راج بیگم: کشمیری موسیقی
۷-۵۵ نتن مکیش: غزل
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۲-۱۰ اشتیاق احمد خاں
سرود پر دھن

شام
۶-۴۰ راج بیگم: الکھ غزل
۱۰-۳۰ شیخ عبدالعزیز و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

جمعہ ۴ جولائی

صبح
۷-۵۵ اور ۸-۳۰
ریتا کول: غزل

دوپہر
۱-۰۵ ایم. ایل. ولی اور شانتی کول: غزلیں

صبح
۷-۰۵ پتر پرچہ: ساماجک پریورتن
اور پتر کاروں کی بھومیکا،
شرکا: کیلاش پنت، دھنالال شاہ
آر. ایس. ترپاٹھی، فدا عباس
۹-۵۰ اور دوپہر ۱-۱۰
اوما شنکر مشرا: ستار

دوپہر
۲-۳۰ باباپورن داس دیوان
لوک گیت

رات
۹-۳۰ نوجوانوں کے لیے: پتریکا کاریہ کرم
کہانی از پربھو ناتھ سنگھ اعظمی
کویتا: اجیت چودھری اور
کمار امبوج

پیر ۷ جولائی

صبح
۷-۰۵ سنو یا اور: پرکین ورت،
تقریر از تیندر کمار گرگ
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
شپرا چیٹر جی: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
رام داس منگرے: خیال

دوپہر
۲-۳۰ دیپا شرما و سہیلیاں
لوک گیت

منگل ۸ جولائی

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۳۰
شاردا پرشاد بھٹ
ٹھمری.. بھیروی
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
منور خاں: سگم سنگیت
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
کرشن چوہان: لوک گیت

بدھ ۹ جولائی

صبح
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
اوم پرکاش چورسیہ
سنتور پر مارؤا
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
جگدیش سنگھ ٹھاکر
سگم سنگیت
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
ارونا و سہیلیاں
لوک گیت

رات

[illegible]
۱۰-۰۰ ایم. آر. گوتم
خیال مالی گورا

جمعرات ۱۰ جولائی

صبح
۷-۰۵ سوآگت: ستیش مہتا
بھینڈے وِتا
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
ذوالفقار علی ملک
سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
اریداس گپتا: شاستریہ گائن

رات
۱۰-۳۰ دھنیش خاں: سرود

جمعہ ۱۱ جولائی

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۰۰
سروج کمار پرانجپے
وائلن وادن
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
رمیش کمار بہل: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام: روشن چراغ
دافراد از رکامسئلہ، گفتگو از
ایس. ایم. جعفر، مہدی جعفر
کلام فیض

(آگے ص ۵۰ پر)

۲ - ۱۰ منصور علی خاں : گائن

شام

۶ - ۴۰ راج بیگم : اکھ غزل

ہفتہ ۵ر جولائی

صبح

۷ - ۱۵ اور ۸ - ۳۰
غلام محمد میر : کشمیری موسیقی

۷ - ۵۵ پلی ناز مسانی : غزل

۱۱ - ۳۰ اور دوپہر ۲ - ۳۰
محمد عبداللہ و ستیاری
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲ - ۱۰ مشتاق علی خاں : ستار وادن

شام

۶ - ۴۰ راج بیگم : اکھ غزل

اتوار ۶ر جولائی

صبح

۷ - ۵۵ وجے کمار ملا : غزل

دوپہر

۲ - ۱۰ راجن مشرا ساجن مشرا : گائن

شام

۶ - ۱۰ سمن بالا : ڈوگری سنگیت

پیر ۷ر جولائی

صبح

۷ - ۱۵ سرب جیت کور : ستار وادن

۷ - ۵۵ شمیم دیو : غزل

دوپہر

۱ - ۰۵ عبدالصمد صوفی اور نسیم اختر
کشمیری غزلیں

شام

۶ - ۱۰ نسیم اختر : غزلیں

۸ - ۳۰ درشنا مہرہ : غزلیں

منگل ۸ر جولائی

صبح

۷ - ۱۵ راجندر کمار کاچرو
کشمیری موسیقی

۷ - ۵۵ راج کمار رضوی : غزل

۱۱ - ۳۰ اور دوپہر ۲ - ۳۰
غلام محمد ساز نواز و ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱ - ۰۵ عبدالخالق کاوا و ساتھی
کشمیری موسیقی

۲ - ۱۰ پرکاش وڈیرا اور پرکاش سکینہ
بانسری پر دھن

شام

۶ - ۴۰ کرن کول : اکھ غزل

۸ - ۳۰ راجندر کمار کاچرو
کشمیری موسیقی

۱۰ - ۰۰ سیانی پسند
از پی این کول سائل

بدھ ۹ر جولائی

صبح

۷ - ۱۵ برہم سروپ سنگھ
وچتر وینا وادن

۷ - ۵۵ راج بیگم : غزل

دوپہر

۱ - ۰۵ حمزہ داس اور
کشمیری موسیقی

۲ - ۱۰ استاد امیر خاں : گائن

رات

۸ - ۳۰ اندرا کاچرو اور غلام محمد راہ
کشمیری موسیقی

جمعرات ۱۰ر جولائی

صبح

۷ - ۱۵ اور ۸ - ۳۰
جلال گیلانی : کشمیری موسیقی

۷ - ۵۵ محمد رفیع : غزل

۱۱ - ۳۰ اور دوپہر ۲ - ۳۰
شیخ عبدالعزیز و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

۲ - ۱۰ بہادر خاں : سرود وادن

شام

۶ - ۴۰ کرن کول : اکھ غزل

جمعہ ۱۱ر جولائی

صبح

۷ - ۵۵ کرن کول : غزل

دوپہر

۱ - ۰۵ بنسی لال جوشی اور کنول کشور جالا
اردو غزلیں

۲ - ۱۰ بسم اللہ خاں : شہنائی وادن

شام

۶ - ۴۰ کرن کول : اکھ غزل

۸ - ۳۰ کنول کشور جالا اور کرن کول
کشمیری موسیقی

ہفتہ ۱۲ر جولائی

صبح

۷ - ۱۵ رحمت اللہ خاں : کشمیری موسیقی

۷ - ۵۵ بھوپندر : غزل

۱۱ - ۳۰ اور دوپہر ۲ - ۳۰
کمال بٹ صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲ - ۱۰ پنڈت جسراج : گائن

شام

۶ - ۱۰ سائیں کہ ہاتھ : کیلاش مہرہ

۶ - ۴۰ کرن کول : اکھ غزل

۸ - ۳۰ رحمت اللہ خاں : کشمیری موسیقی

اتوار ۱۳ر جولائی

صبح

۷ - ۵۵ غلام نبی شیخ : غزل

شام

۶ - ۱۰ ڈوگری سنگیت
غلام محمد و ساتھی

۶ - ۴۰ مہینے کا نغمہ از وی۔ کے۔ ملا

۸ - ۳۰ غلام نبی شیخ : کشمیری موسیقی

پیر ۱۴ر جولائی

صبح

۷ - ۱۵ نصیر حسین خاں : گائن

۷ - ۵۵ کیلاش مہرہ : غزل

۶ - ۱۰ ششی چوپڑہ : کشمیری موسیقی

رات

۸ - ۳۰ مہراج کشور پنڈیتا : کشمیری موسیقی

منگل ۱۵ر جولائی

صبح

۷ - ۱۵ راج بیگم : کشمیری موسیقی

۷ - ۵۵ اندرا رانی رضوی : غزل

۱۱ - ۳۰ اور دوپہر ۲ - ۳۰
محمد عبداللہ ستیاری و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام

۶ - ۴۰ نسیم اختر : اکھ غزل

۸ - ۳۰ راج بیگم : کشمیری موسیقی

بقیہ :- بھوپال

رات

۱۰ - ۳۰ پنڈت جسراج : خیا

ہفتہ ۱۲ر جولائی

صبح

۷ - ۴۵ اور رات ۸ - ۳۵
نینا دیوی : ٹھمری

۸ - ۲۱ اور دوپہر ۰۰ -
دیو یندر گوسوامی
سگم سنگیت

دوپہر

۲ - ۳۰ مدھو بالا شریو تریہ
لوک گیت

اتوار ۱۳ر جولائی

صبح

۹ - ۰۰ اور رات ۹ - ۰۰
سدھارام سوامی کور

دوپہر

۱ - ۱۰ اور ۲ - ۳۰
سشیلا شریواستو

پیر ۱۴ر جولائی

صبح

۷ - ۰۵ سوتنترتا سنگرام
انگریزی اتہاس کا رو
میں : تقریر از دیو

۸ - ۲۱ اینتا داس گپتا : سگم

۸ - ۳۰ اور رات ۱۰ - ۳۰
شیام دیویدی : بھ

دوپہر

۲ - ۳۰ کملا سکسینہ : لوک گ

منگل ۱۵ر جولائی

صبح

۷ - ۳۵ اور دوپہر ۲ - ۳۰
ہری موہن سریواستو

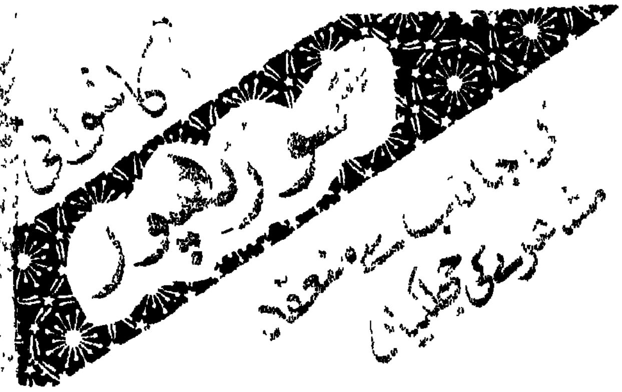
۸ - ۲۱ اور دوپہر ۰۰ - ۲
دل رام و شوکرما : سنگ

۸ - ۳۰ اردو پروگرام
'اردو ادب میں ترق
رجحانات' : مباح









Regd No D-(C)39
R N No 14253/57

PRICE RUPEE 1.00

1st JULY 1986

Licensed (U 23) to post without prepayment at PSO New Delhi







دوردرشن کی جھلکیاں

Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals PTI Building II floor Sansad Marg New Delhi 110001
Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press Faridabad



اس بار بمبئی سے غزلیں

حمید الماس

اس کے کرم سے ہے نہ تمہاری نظر سے ہے
موسم دلوں کا درد کے روشن شجر سے ہے
جس سے مرے وجود کے پہلو عیاں ہوئے
شاید مرا معاملہ اس کے ہنر سے ہے
حائل ہوا نہ کوئی تعلق کی راہ میں
دائم تمام سلسلہ بنت سحر سے ہے
آیا نہ وہ حرم میں امامت کے واسطے
کچھ ربط ہی عجیب اسے اپنے گھر سے ہے
اپنی گلی میں نصب ہے اک سنگ بے نوا
سنتے ہیں گرچہ واسطہ اس کو سفر سے ہے
اس کے سوا نہ دل کی حکایت کوئی پڑھے
منسوب میری داستاں اک دیدہ ور سے ہے
محسوس ہو سکا نہ کبھی دھوپ کا عذاب
الماس کاروبار مرا بادِ تر سے ہے

پریم کمار نظر

دہن کو زخم زباں کو لہو لہو کرنا
عزیز و سہل نہیں اس کی گفتگو کرنا
کھلے دریچوں کو تکنا تو ہاؤ ہو کرنا
یہی تماشہ سرِ شام کو بکو کرنا
جو کام مجھ سے نہیں ہو سکا وہ تو کرنا
جہاں میں اپنا سفر مثلِ رنگ و بو کرنا
جہاں میں عام ہیں نکتہ شناسیاں اُن کی
تم ایک لفظ میں تشریح آرزو کرنا
دلِ تباہ کی ایذا پرستیاں معلوم
جو دسترس میں نہ ہو اس کی جستجو کرنا
جو ہو سکے تو پیمبر اتارنا ہم پر
یہ عہد کشف و کرامت ہے سرخرو کرنا
میں اُس کی ذات سے انکار کرنے والا کون
نہ ہو یقیں تو مجھے اُس کے روبرو کرنا

جو حرف لکھنا اسے لوحِ آب پر لکھنا
جو نقش کرنا سرِ سطحِ آب جو کرنا

مظفر شاہجہانپوری

گھٹا کی چھاؤں میں جب بھی سوا سکتی ہے
قدم قدم پہ میری تشنگی بہکتی ہے
قسم تو کھائی تھی تو نے ہی پھر نہ آنے کی
پھر آس پاس تیری زلف کیوں مہکتی ہے
نئی دلہن کی کلائی میں چوڑیوں کی قطار
کسی کی ریشمیں آواز میں کھنکتی ہے
رُخِ حیات کو میں نور بانٹ دیتا ہوں
ترے خیال کی جب چاندنی چھلکتی ہے
ہزار بار سرِ دار لا کے چھوڑ گئی
رگِ ضمیر میں کیا ہے جو تیغ کھٹکتی ہے
اندھیری شب میں بھی تعمیر آشیاں نہ رُکے
نہ ہو چراغ تو کیا برق تو چمکتی ہے

غمِ حیات ملا اس قدر مظفر کو
کہ بھیک گردشِ ایام مانگ سکتی ہے

مظہر امام

تو ہے گر مجھ سے خفا، خود سے خفا ہوں میں بھی
مجھ کو پہچان، کہ تیری ہی ادا ہوں میں بھی
ایک تجھ سے نہیں فصلِ تمنا شاداب
وہی موسم ہوں، وہی آب و ہوا ہوں میں بھی
مجھ کو پانا ہو تو ہر لمحہ طلب کر نہ مجھے
رات کے پچھلے پہر مانگ دعا ہوں میں بھی
ثبت ہوں دستِ خموشی پہ حنا کی صورت
ناشنیدہ ہی سہی، تیرا کہا ہوں میں بھی
جانے کس راہ چلوں، کون سے رُخ مڑ جاؤں
مجھ سے مت مل، کہ زمانے کی ہوا ہوں میں بھی

یوں نہ مُرجھا، کہ مجھے خود پہ بھروسہ نہ رہے
پچھلے موسم میں ترے ساتھ کھلا ہوں میں بھی

پرتپال سنگھ بیتاب

اجنبی ہوں اپنوں میں قافلے میں تنہا ہوں
میں کہ اک دریچہ ہوں اور بند رہتا ہوں
کوئی بوند پانی کی ریت میں نہیں ٹھہری
میں بھی کن زمینوں پر ابر بن کے برسا ہوں
آئے گی کوئی آندھی بے نشان کر دے گی
ریگزار پر لکھا کوئی نوشتہ ہوں
ساتھ چھوڑ جائے گی آخرش یہ آتش بھی
روشنی کی خواہش میں گھر جلائے بیٹھا ہوں
منتظر ازل سے ہوں میں کسی کو ملبس کا
بیکراں سمندر میں بے نشاں جزیرہ ہوں
گھر سے جب نکلتا ہوں مجھ کو ایسے لگتا ہے
ہر کوئی مکمل ہے ایک میں ادھورا ہوں
سوچ تھی بہت اونچی قد مگر رہا چھوٹا
جتنا پھیلنا چاہا اُتنا اور سمٹا ہوں
میں بھی ستاروں سے آشنا نہ ہو پایا
محوِ دن کے خوابوں میں رات رات رہتا ہوں
پر کہیں پہ ہے بیتاب اور کہیں پہ ہے پرواز
سرحدوں سے ناواقف بے وطن پرندہ ہوں

مجروح سلطانپوری

دہ تو گیا یہ دیدۂ خونبار دیکھیے
دامن پہ رنگِ پیرہنِ یار دیکھیے
دکھلا کے وہ تو لے بھی گیا شوخیٔ خرام
اب تک ہیں رقص میں در و دیوار دیکھیے
اکتا کے ہم نے توڑ ہی تھی زنجیرِ نام و ننگ
اب تک فضا میں ہے وہی جھنکار دیکھیے
سینے میں چھپ گیا ہے طلوعِ سحر کے ساتھ
اب شاخِ دل یہ وہ گُلِ رخسار دیکھیے
برق تپیدہ بادِ صبا شعلہ اور ہم
ہیں کیسے کیسے اس کے گرفتار دیکھیے
پہلے بھی تیز رو تھے پر اس دلنشیں کے ساتھ
یہ چشمِ نم یہ مستیٔ رفتار دیکھیے
مجروح کے لبوں سے یہ خوشبو نہ جانے کی
بخشی جو اس نے دولتِ بیدار دیکھیے

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱ | شمارہ ۱۴

۱۶ر جولائی ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۵ ۱۴۰۷ھ ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹

ادارت

سراج احمد ۳۸۲۲۵۴

ہربہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

غزلیات

لاابالی مدیر ڈیک ریوسنل آمار رس آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام چیف ایڈیٹر
آکاشوانی گروپ آف جرنلز آل انڈیا ریڈیو کا طور پلی آئی بلڈنگ سنسد مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

Telegram: 'LISTENER' New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

اشتہارات کے لیے ڈائرکٹر بزنس مینیجر سے رجوع کریں

اردو صحافت کے فرائض

عاصم گونڈوی

جو پیشہ جتنا بڑا ہوتا ہے، اس کی ذمہ داریاں اتنی ہی عظیم ہوتی ہیں۔ صحافت ایک مقدس اور باوقار پیشہ ہے۔ اس پیشہ کے اپنانے والے پر خود بخود یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس کے تقدس کا لحاظ رکھے، ضابطۂ اخلاق کی پابندی کرے، دل و دماغ کو وسیع رکھے۔ خود کو حق گوئی، انصاف اور سچائی کے اظہار کے لئے وقف کر دے اور اپنے کو اس کے تمام بنیادی اصولوں کا پابند بنائے اگر ایک صحافی اپنی ان ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہوتا ہے تو صحافت نہ صرف ترقی پذیر سماج میں معاونت کرتی ہے بلکہ سماج کو اونچا اٹھانے میں بہترین اور اہم رول ادا کرتی ہے۔ اخبارات ہمارے جمہوری نظام کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ ان کے ذریعے ہم عوام سے رابطے کا اہم کام لیتے ہیں، رائے عام کی تشکیل کرتے ہیں، عوامی مفادات کا تحفظ کرتے ہیں اور ان کو معاشرے کے تمام اجزائے ترکیبی کی ایک نمائندہ تصویر جانتے ہیں۔ ہماری صحافت عوام کے اس عہد کی آئینہ دار ہے۔ جو تمام شہریوں کے لئے سماجی، اقتصادی اور سیاسی انصاف، اظہار خیال، مذہب اور عقیدے پر عمل پیرائی کی آزادی، حیثیت و مواقع میں برابری و یکسانیت کے حصول، نیز فرد کے وقار اور قوم کے اتحاد کو برقرار رکھتے ہوئے تمام لوگوں میں اخوت و بھائی چارے کو فروغ دینے سے متعلق ہے۔

ہماری صحت مند صحافت ذات پات، فرقہ، طبقہ، مذہب، خطہ اور لسانی گروپ سے متعلق تمام جھگڑوں سے پاک صاف رہی ہے۔ اس نے سماجی ڈھانچے کو مستحکم بنانے اور اسکو ترقی دینے کے لئے مسلسل اور آزادانہ کوششیں کی ہیں جس کے نتیجہ میں وہ پست معاشرہ جو ذات پات کی تفریق اور طرح طرح کی جتھہ بندیوں میں گھرا ہوا تھا۔ آج اس نے ایک ایسی متحد اور منظم قوم کی شکل اختیار کر لی ہے۔ جو اپنی معاشی خوشحالی اور اپنی وسیع تر آبادی کے لئے بہتر معیار زندگی کے حصول کی خاطر امن، ترقی اور کامرانی کی شاہراہ پر تیز رفتاری کے ساتھ پیش قدمی کر رہا ہے۔

ہمارے اخبارات نے قوم کا شعور بنانے، اسے واقعات حاضرہ اور نئے علوم و فنون سے روشناس کرانے، پیچیدہ مسائل کو سلجھانے اور عام ترقی دینے میں بڑی مدد پہونچائی ہے۔ یہ ہماری صحافت ہی ہے جس نے ہمیں ایسی ایسی نادر اور بے مثال معلومات فراہم کیں کہ جس کی وجہ سے آج ہمارا شمار ترقی پذیر ممالک میں ہونے لگا۔ اور وہ ممالک جو ترقی یافتہ ہیں ان کی نظروں میں ہمیں اہمیت کا حامل بنا دیا ہے آج کے نئے اور ترقی پذیر دور میں جس طرح فلم، ریڈیو اور ٹیلی ویژن ترسیل و ابلاغ کی اہم کڑیاں ہیں اسی طرح ہماری صحافت کا مقام بھی کچھ کم بلند نہیں ہے۔ ہماری صحافت نے سماج اور معاشرے کو بنانے اور سنوارنے میں جو پارٹ ادا کیا ہے وہ شاید اسی کا ہی حصہ تھا۔ صحافت نے ہم کو گھر بیٹھے دنیا بھر کی خبریں، منصوبے، پروگرام، ترقی یافتہ ممالک کے ماضی اور حال کے واقعات اور ان کے وہ طور طریقے جن کی بدولت وہ ترقی یافتہ کہلانے کے مستحق ہوئے، تنقید، تبصرے اور ملک و سماج کو ترقی کرتے ہوتے دیکھنے کے لئے مفید اور معلوماتی مشورے، صالح ادب پر تاثیر لٹریچر اور دیگر مضامین کے ذریعے سماج کے مختلف طبقات میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی، قومی یکجہتی اور نظم و ضبط کے ساتھ آگے بڑھتے رہنے کا حوصلہ دیا۔

چونکہ ہمارا ملک ہندوستان عرصۂ دراز سے بیک وقت کئی مذہبوں کے ماننے والوں کا ملک چلا آ رہا ہے۔ اس لئے یہاں دیگر مسائل کے مقابلے میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا مسئلہ بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری ذمہ دارانہ صحافت نے آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد جب اب تک اس طرف خصوصی توجہ دی ہے اور آپس میں دوستانہ اور روادارانہ سے

ماحول پیدا کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لئے کامیاب جدوجہد کی ہے جس کی ایک مثال آزادی حاصل کرنا اور اس کے بعد سماج کے ہر طبقے کا بتدریج ترقی کی راہ پر رواں دواں ہونا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اخبارات اور صحافت نے ہمارے اندر خدا اعتمادی اور خود اعتمادی کی ایسی ٹھوس اور پرکشش قوت بھر دی ہے کہ اب ہمارے سماج، معاشرے اور ملک کے لئے ارتقائی منزلیں طے کرنا اور منزل مقصود کو پالینا آسان تر ہو گیا ہے۔

یہ بھی ایک سچائی ہے کہ جہاں ذمہ دارانہ اور فرض شناس صحافت ملک و ملت کی تعمیر و ترقی میں لگی ہوئی ہے۔ وہیں کچھ غیر ذمہ دار اور غیر فرض شناس صحافی بھی اپنی تخریب پسند طبیعتوں کا ثبوت پیش کرتے ہوئے ترقیاتی سرگرمیوں اور پروگراموں میں روڑے ڈالتے نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جس طرح نیکی کی ضد بدی ہے۔ اسی طرح تعمیر کی ضد تخریب ہے۔ اس سے ہماری صحت مند صحافت اور اس کی تعمیری خدمات پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ بسا اوقات تخریبی کارروائیاں تعمیری جذبوں میں تیز رفتاری پیدا کر دیتی ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم بددل رہیں اور اپنے فرائض سے غفلت برتیں ہمارے اخبارات کو چاہیئے کہ وہ اپنے پڑھنے والوں کو اتنا کچھ دیدیں کہ ان کی علمی اور ذہنی پیاس مٹ جائے اور انہیں اس کے لئے کسی دوسری جانب جھانکنے کی ضرورت نہ رہے۔

صحافت اور سماج کا آپس میں ایک گہرا ربط ہے اس لئے صحافت سے کچھ سماجی تقاضے بھی ہیں۔ مثلاً سماج کے تمام طبقوں کو آپسی انتشار سے بچا کر باہم متحد رکھنا ان کو حالت حاضرہ سے واقف کرانا۔ مختلف خطوں اور ملکوں کے تہذیب و تمدن اور ان کی ترقیاتی سرگرمیوں سے آگاہ کرنا، ان کے اندر جذبۂ خود اعتمادی اور اچھے برے کی تمیز پیدا کرنا۔ ملک و وطن تہذیب و تمدن کی حفاظت اقتصادی و معاشی حالات کی روز افزوں ترقی کے لئے حوصلہ دینا اور ان کی اس ڈھنگ سے رہنمائی کرنا کہ وہ نظم و ضبط کے ساتھ پرامن فضا میں خوشحالی اور کامرانی کی سمت رواں دواں رہ کر اپنی منزل کو پا سکیں۔

ہمارے صحافی اور اخبارات کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ ایسا کوئی مواد ہرگز شائع نہ کریں جس سے سماج کے مضبوط آپسی رشتے متاثر ہوں یا فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو نقصان پہونچے یا بھارت کی خود مختاری اور اس کی سالمیت پر حرف آئے۔ یا ملکی اور سماجی تعمیر و ترقی کی رفتار متاثر ہو یہ سچ ہے کہ اخبارات اور صحافت آج ایک صنعت اور ایک کاروباری شکل اختیار کر چکے ہیں۔ لیکن حقیقتاً وہ ملک و سماج کی تعمیر و ترقی کا ایک موثر ذریعہ ہیں۔ ان کا اپنا ایک دائرہ کار ہے، کچھ بنیادی ضابطے اور اخلاقی اصول ہیں اس لئے ضروری ہے کہ وہ ان اصولوں کی دیانت داری کے ساتھ پابندی کرتے ہوئے ملک و قوم کی رہنمائی کا اہم فریضہ انجام دیں۔ گورکھپور سے نشر

شری آربندو کی شاعری

یوسف ناظم

شروع ہی میں یہ بات مان لینی چاہیئے کہ شری آربندو کی شاعری کو اردو ادب میں وہ مقام اب تک نہیں ملا جو ٹیگور، نذرل اور اس قد و قامت کے دوسرے شاعروں کے کلام کو حاصل ہو چکا ہے۔ شری آربندو کے کلام کا ترجمہ اردو میں بہت کم ہوا ہے اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ شری آربندو کی شاعری میں صوفیانہ عنصر اس قدر نمایاں ہے کہ یہ مکمل شاعری ہوتے ہوئے بھی کسی روحانی پیشوا کے ملفوظات کے قریب کی کوئی چیز معلوم ہوتی ہے۔

شری آربندو نے اپنے گہرے مطالعے، الوہیت تقدس اور بھگتی کے جذبات کے اظہار کے لئے شاعری کو چنا اور انگریزی زبان میں شاعری کی۔ انگریزی زبان بڑی وسیع اور طاقت ور زبان ہے۔ یوں جانسن نے انگریزی زبان پر لاطینی زبان کو ترجیح دی ہے۔ جانسن کا وہ واقعہ زبان زد خاص و عام ہے کہ جب جارج پنجم سے اتفاقیہ جانسن کی ملاقات ایک لائبریری میں ہو گئی تو جانسن نے جارج پنجم سے کہا کہ یور مجیسٹی! آپ سے ملاقات کی عزت حاصل کرنے کے بعد اپنے جذبات کے اظہار کے لئے مجھے لاطینی زبان کا سہارا لینا پڑے گا۔ کیونکہ اپنے جذبات کے اظہار کے لئے صحیح اور موزوں الفاظ مجھے انگریزی زبان میں نہیں مل سکتے ـــــ لیکن جانسن کے اس شاعرانہ حسن بیان سے انگریزی زبان کی وسعت، تنگ دامانی میں بدل نہیں جاتی۔ شری آربندو نے اپنے کلام کے لئے اس زبان کو چنا جس کے ذریعے وہ دور دور تک اپنے صوفیانہ نقطۂ نظر کو پہونچا سکتے تھے یہی وجہ ہے کہ شری آربندو کی شاعری کی گونج صرف ہندوستان تک محدود نہیں رہی۔

شری آربندو کے خیالات سے واقف ہونے کے بعد قاری کے ذہن میں انسان اور قدرت کے درمیانی رشتے کی ایک واضح شکل بنتی ہے۔ شری آربندو وحدت وجود کے عقیدے کے قائل ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ انسان کی عظمت کا انہیں پورا پورا احساس ہے۔ وہ عقلیت اور خرد سے زیادہ سچائی اور علم کے قائل ہیں۔ جنون ان کا فلسفہ نہیں۔ وہ خوشی طمانیت۔ اور تسکین کے احساس کو ترجیح دیتے ہیں۔ مسرت ان کے نزدیک ایک وقتی پھلجھڑی ہے۔ لیکن آنند اور شانتی دونوں ایک مستقل احساس کا درجہ رکھتے ہیں۔ اطمینان قلب ان کا مطمع حیات ہے مسرت نہیں۔ خوشی اور مسرتیں زندگی کے سفر میں، نخلستان کی مانند ہیں لیکن منزل نہیں۔

شری آربندو مادیت پسند نہیں۔ لیکن وہ دنیا کو شنکر کی طرح مایا جال نہیں سمجھتے بلکہ اسے قدرت کی تخلیق کا شاہ کار مانتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ آدمی، دنیا سے کنارہ کش ہو کر زندگی گزارے بلکہ اس بات کی تلقین کرتے ہیں کہ آدمی، سچائی کی عظمت کو پہچانے اور روحانیت کے سہارے اپنی زندگی کو اس کل میں ضم کر دے جس کا وہ ایک جزو ہے۔

شری آربندو کے خیالات، رامانج کی فلاسفی سے میل کھاتے ہیں۔ ان کے کلام میں اخلاقیات، جمالیات اور حسن کا بہترین امتزاج ہے وہ ہندوستانی کلچر کی نمائندگی کرتے ہیں جس کی بنیادیں روحانیت کی دین ہیں۔ وہ بھگتی کو انسان کا فرض نہیں اس کی شان سمجھتے ہیں۔ بھگتی کے بغیر، ان کے ہاں قدرت کا کوئی تصور نہیں۔ وہ اس ماحول کے پرستار ہیں جو ان دیکھی ان سنی اور محسوسات سے معریٰ چیزوں سے بنتا ہے۔ ان کے ہاں خالق اور مخلوق میں دوئی نہیں۔ ہمہ اوست، ان کی مشہور نظم، ان کے ان خیالات کی پوری پوری ترجمانی کرتی ہے۔ وہ تصور اور تخیل کے شاعر ہیں، اسمانی کے شاعر ہیں۔ وہ شاعری کو پیغمبری بھی نہیں مانتے۔ وہ اسے عمر کثیف اور اخلاقی جذبات

کے اظہار کا موثر ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں وجدان سے زیادہ، اٹل حقائق ہیں، ایجاز و ایمائیت سے زیادہ کھری کھری باتیں ہیں۔ ان کے ہاں سیکولر انسانیت اور انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کے بلند آہنگ تذکرے ہیں۔ وہ اس سیکولرازم کے پیامی ہیں جسکی اساس غیر مذہبیت نہیں، غیر فرقہ داریت ہے۔ وہ مذہب کو سیکولرازم سے الگ نہیں کرتے۔ ان کے صوفیانہ خیالات بالکلیہ تصوف بھی نہیں وہ اپنے خیالات میں قدیم بھی نہیں۔ وہ آدمی، کی موجودہ الجھنوں سے واقف ہیں انہیں احساس ہے کہ ماڈرن سوسائٹی میں آدمی کا ایک فرد کی حیثیت سے کوئی مقام نہیں۔ اس لئے وہ شاعری کو نہ تو فن برائے فن مانتے ہیں۔ ان کی شکست و ریخت کے قائل ہیں۔ وہ شاعری کی بنیاد اس بات پر رکھتے ہیں کہ انسانی جذبات اور انسان کی ذکاوت کے سانچے میں ڈھالا جائے، آنند اور طمانیت کی خواہش کو زندگی کی روح تسلیم کیا جائے اور آدمی کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ کائناتی نقطۂ نظر اختیار کرے وہ نیچر اور آدمی میں مکمل ہم آہنگی چاہتے ہیں۔

آربندو کی اس بلند سطح کی شاعری کو اردو ادب میں صحیح مقام نہ ملنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس صدی کے تیسرے یا چوتھے دہے میں اردو ادیبوں شاعروں اور دانشوروں نے مغربی مفکروں کے خیالات کو زیادہ سے زیادہ اپنایا اور صوفیانہ شاعری کی مخالفت کی صوفیانہ خیالات کو رجعت پسندانہ نقطۂ نظر قرار دیا گیا اس لئے شری آربندو کو بھی صوفی رہنما کا درجہ ملا لیکن اس عظیم شاعر کا درجہ اردو والوں نے نہیں دیا جس کے وہ مستحق تھے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں بھی شری آربندو اپنے آشرم کی وجہ سے زیادہ عزت اور عقیدت کے لائق سمجھے جاتے ہیں جبکہ ان کی شاعری میں ٹیگور اور اقبال کی شاعری کی سطح سے کسی طرح بھی کم سطح کی شاعری نہیں۔ شری آربندو کی پہلودار شخصیت میں روحانی پیشوا کی شخصیت زیادہ ابھر کر آتی ہے کیونکہ بنیادی طور پر ہم میں سے بڑی تعداد روحانیت کی طرفدار ہے۔ اور حقیقت ماننی پڑے گی کہ ہم میں روحانیت فہم کم اور روحانیت کے طرف زیادہ ہیں۔ شری آربندو کے آشرم کی تعمیر میں ہندؤں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے بھی خطیر رقمیں اپنی عقیدت کے نذرانے کے طور پر خرچ کی ہیں

لیکن اور زبانوں میں ان کے کلام کی منتقلی عمل میں نہیں آسکی۔ شری آربندو ہمارے وطن کی صوفیانہ شاعری کے اس وجہ سے بھی ممتاز شاعر ہیں کہ ان کے صوفیانہ خیالات، آج کے آدمی کے ذہن کو بھی آسودگی بخشتے ہیں۔

(بمبئی سے نشر)

بھلائے نہ بنے

مشرق ومغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات
کے اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی
تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

بائرن کا ڈان جون

سید وقار الزماں

بائرن کی نظم ڈان جون اگر مجھے کسی اور وجہ سے نہ بھی یاد رہے تو اس وجہ سے یاد رہے گی کہ اس نظم میں Plato کا قافیہ Potato باندھا گیا ہے خیر پہلے آپ سولہ Cantos والے تقریباً سوا چار سو صفحے کے اس مزاحیہ رزمیے کی کہانی سن لیجئے۔ ڈان جون اسپین میں پیدا ہوا، اکلوتی اولاد تھا، ماں باپ میں بنتی نہ تھی طلاق کی نوبت آنے ہی والی تھی کہ جون کا باپ چل بسا اور جون کی پرورش کی ساری ذمہ داری اس کی ماں Donna Inez پر آپڑی۔ کہا جاتا ہے کہ بائرن نے Donna Inez کا کردار اپنی والدہ کے کردار پر ڈھالا ہے۔ جو بھی ہو۔ جون کی والدہ بڑی عالم فاضل خاتون ہیں اور ریاضی سے انہیں خاص دلچسپی ہے بقول بائرن کے یہ محترمہ ایک چلتا پھرتا لیکچر ہیں۔ اپنے بیٹے کی تعلیم کا انہیں بڑا خیال ہے۔ اور نتیجے کے طور پر بیچارے جون کو ساری مردہ زبانیں اور کئی بے کار علوم سیکھنے پڑے Donna Inez خود اپنے لئے تو دعاؤں کی باتصویر کتاب رکھتی تھیں اور غریب جون کو بے تصویر کتاب پر پڑھایا جاتا تھا۔ جتنی خادمائیں تھیں سب ایک سے ایک بوڑھی اور بدصورت۔ اور یہ دستور جون کے باپ کی زندگی میں بھی تھا بائرن سب بیویوں کو مشورہ دیتا ہے کہ خادمائیں ہمیشہ بوڑھی اور بدصورت ہی رکھنی چاہییں۔ غرض کہ توقع کی جاتی تھی کہ جون بڑا ہو کر عیسائی اخلاق اور کردار کا ایک نمونہ ہوگا لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا Donna کی ایک دوست تھی جولیا۔ وہ جون کی طرف مائل ہوئی اور افلاطونی محبت کے پردے میں لڑکے کو اپنی راہ پر لگا لیا ایک رات جب کہ ڈان جون جولیا کی خواب گاہ میں تھا۔ جولیا کے پچاس سالہ شوہر نے خواب گاہ پر ہلّہ بول دیا۔ مگر جولیا اور اس کی خادمہ نے ڈان جون کو پلنگ کے اندر چھپا دیا۔ اور جب شوہر صاحب غیض میں اپنی تلوار لانے کے لئے باہر گئے۔ تو جولیا نے جون کو اشارہ کیا کہ نکل بھاگے۔ جون اپنی ڈریسنگ گاؤن میں باہر لپکا مگر جولیا کے شوہر نامدار سے ٹکرا گیا۔ تصادم ہوا اور ڈان جون بڑے میاں کو پٹخ کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر اس طرح کہ برہنہ تھا۔ وہ تو خیر گزری کہ ابھی صبح نہیں ہوئی تھی۔ بائرن کو یہ دکھانا تھا کہ فطرت کو آپ لاکھ پابند کریں، فطرت اپنا اظہار کر کے رہتی ہے۔ افلاطونی محبت سے بائرن کو بڑی چڑ تھی اور ہر قسم کی جذباتیت سے نفرت۔ اب دیکھئے کہ وقت اور حقیقت کس طرح عشق کا سارا نشہ ہرن کر دیتے ہیں ——— ڈان جون سمندری جہاز پر سوار ہے اور جولیا کا الوداعی خط پڑھ رہا ہے مگر ساتھ ہی بار بار قے بھی کرتا جا رہا ہے۔ پھر یہی خط۔ محبت کی یہ آخری نشانی پرزہ پرزہ ہو کر قرعہ اندازی کے کام آتا ہے اور قرعہ اندازی بھی کیسی کہ جہاز تباہ ہو چکا ہے۔ سارے مسافر کئی دن کے بھوکے ہیں اور اب سوائے اس کے ان کے پاس کوئی چارہ نہیں کہ قرعہ ڈال کر اپنے ساتھیوں میں سے ایک کا نام نکالیں اور اس بدقسمت کو کاٹ کر کھا جائیں۔ قرعہ جون کے استاد کے نام نکلا۔ اور وہ غریب بلا کسی مزاحمت کے اپنی جان دینے پر تیار ہو گیا۔ مگر جنہوں نے آدم خوری کی وہ زہر سے مر گئے۔ ڈان جون نے آدمی کا گوشت کھانے سے انکار کر دیا اور زندہ رہا۔ بائرن نے آدمی کے کاٹے جانے اور اس کے کھائے جانے کا حال حسب عادت خوشدلی سے بغیر کسی جذباتیت کے لکھا ہے۔ بہرحال ڈان جون قزاقوں کے قبیلے میں پہونچا اور قبیلے کے سردار کی بیٹی Hadee پر عاشق ہوا۔ بغیر کسی رسم کے دونوں کی فطری شادی ہوئی۔ بائرن نے Hadee کو فطری انسان اور فطری محبت کی ایک علامت کے طور پر پیش کیا ہے۔ مگر آدمی کو بگڑتے دیر نہیں لگتی۔ ڈان جون اور Hadee کو یونانی محب وطن سمندری قزاق کی بے پناہ دولت نے عیش و عشرت کا عادی بنا دیا۔ ہاتھی دانت کی میز پر سو سو طشتریوں سے کھانا کھایا جانے لگا، زیر قدم مخملیں غالیچے بچھے، رقاصائیں اور سیاہ فام خواجہ سرا دل بہلانے

کے لیے بلائے گئے اور فطری زندگی بہت جلد ایک خوابِ فراموش بن گئی۔ جب Hadee کا باپ واپس آیا تو ڈان جون سے اس کا ٹکراؤ ہوا۔ ڈان جون غلام بنایا گیا اور غلاموں کے بازار میں فروخت ہوا اسے بابا نام کے ایک سیاہ فام خواجہ سرا نے خریدا اور ترکی لے گیا۔ بے چاری Hadee گھل گھل کر مرگئی۔ بابا نے ڈان جون کو ترکی کی سلطانہ کے ہاتھ بیچا۔ عورتوں کے لباس میں جون داخل حرم ہوا۔ اور حرم میں بڑا غدر مچایا۔ پھر بابا کی مدد سے جون کو رہائی ملی اور وہ روسی فوج میں شامل ہوگیا جس نے ترکی میں اسماعیل کے قلعے کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ جون جی داری سے لڑا مگر ساتھ ہی اس نے ایک ترکی لڑکی لیلیٰ کو روسی فوجیوں سے بچایا اور ہمیشہ کے لئے اس کا مربی بن گیا۔ لڑائی کے بعد جون روس کی ملکہ کیتھرین کے دربار میں سینٹ پیٹرس برگ پہونچا اور ملکہ نے اسے اپنا ایلچی بنا کر انگلستان بھیج دیا جہاں اعلیٰ سوسائیٹی کی کئی خواتین اس پر ایک جان سے نہیں ہزار جان سے فدا ہوئیں اور ایک بیگم نے تو غضب کر دیا کہ ایک راہب کا لباس پہنا اور بھوت بن کر جون کے روبرو جا کھڑی ہوئیں۔ مگر جون کہاں ان چکروں میں آنے والا تھا۔ سمجھ گیا کہ اس پردۂ زنگاری میں کون ہے۔ پھر کیا ہوا؟ یہ بائرن نے ہمیں نہیں بتایا۔ بائرن نے ایک جگہ لکھا ہے کہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنے ڈان جون کا خاتمہ روایتی ڈان جوان کی طرح دوزخ میں ڈال کر کرے یا جون کی شادی کرا دے ـــــ اور یہ کہ ان دونوں سزاؤں میں زیادہ سخت سزا کونسی ہے!

ڈان جون کی کہانی میں نے آپ کو سنا دی۔ اگر یہ کہانی نثر میں ہوتی تو شاید بات بن جاتی۔ مگر ڈان جون تو نظم ہے اور نظم اگر ہے تو بائرن کے الفاظ میں ہے۔ میرے الفاظ میں یہ نظم کسی طرح ادا نہیں ہوسکتی۔ پھر ترجمے کی دشواری الگ۔ کہانی سنتے وقت آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ ان واقعات کو جمع کر کے تو ایک اچھا خاصا ناول لکھا جاسکتا ہے۔ درحقیقت بائرن نے اپنا یہ طویل طویل منظوم مزاحیہ رزمیہ Picaresque Novel کی روایت میں لکھا ہے جو ایک آوارہ گرد ہیرو کے حیرت انگیز تجربات اور کارناموں کی داستان ہوتی تھی۔ اطالوی زبان کے مزاحیہ رزمیوں سے بائرن کو ایک ایسی ہئیت مل گئی جس نے اسے دو ہم قافیہ مصرعوں والے Heroic Couplet کی جکڑ بندیوں سے آزادی دلادی۔ بندکی یہ ترکیب جو ڈان جون میں برتی گئی ہے Octava Rima کہلاتی ہے یعنی آٹھ مصرعوں کا ایک ایسا بند جس کے پہلے، تیسرے اور پانچویں مصرعوں کا قافیہ ملتا ہوا اور دوسرا، چوتھا اور چھٹا مصرعہ ہم قافیہ ہوں۔ آخری دو مصرعے مطلع کی طرح Couplet کی شکل میں ہوتے ہیں۔ ویسے تو بائرن نے نظم کے شروع ہی میں اسپین کے روایتی ڈان جون کا ذکر کیا ہے۔ اور بے شک اسپین کی روایتوں میں ڈان جون کی روایت ملتی ہے۔ مگر بائرن کے ہیرو اور پرانے ڈان جون میں مماثلت برائے نام ہی ہے۔ اسی طرح یہ خیال بھی درست نہیں کہ نظم میں ہر جگہ منصور کے پردے میں خدا بول رہا ہے۔ بائرن نے یقیناً اپنے کئی تجربات کو ڈان جون میں کچھ رد و بدل کے ساتھ نظم کیا ہے۔ مگر یہ نظم بائرن کی آپ بیتی نہیں کہی جاسکتی۔ شاعر اور ڈان جون کے درمیان بہرحال ایک فاصلہ ہے۔ شروع میں تو بائرن نے اپنے آپ کو کہانی کا راوی بھی نہیں بنایا تھا مگر آدھے Canto تک پہونچتے پہونچتے اس نے راوی اور مبصر کا کام خود سنبھال لیا اور ڈان جون میں جو اصل چیز ہے وہ راوی یعنی بائرن کے طنزیہ تبصرے ہیں۔ کہانی کے واقعات تو محض ایک بہانہ ہیں۔ بائرن نے خود کہا تھا کہ اس نظم میں اس کا مقصد ہر چیز پر ذرا ہنسنا ہنسانا ہے۔ ویسے بعد میں اس نے اپنی نظم کو سنجیدہ بھی بتایا۔

ڈان جون میں جو موضوعات آئے ہیں وہ کچھ ایسے نئے نہیں ہیں، محبت، جنگ، سیاست، شاعری ان سب میں جو جھوٹ اور ریاکاری ہے، جس جس طرح آدمی اپنے آپ کو فریب دیتا ہے اور گندم نما جو فروشی کرتا ہے اس کا طنز و ظرافت کے مختلف حربوں سے پردہ فاش کیا گیا ہے۔ بائرن کے طنز کے ہدف اتنے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ بس یوں سمجھیے کہ جو زد میں آیا مارا گیا مثلاً ڈان جون کو انگلستان آکر معلوم ہوا کہ انگلستان میں دس ہزار ادیب ہیں اور اس وقت کم از کم اٹھی عظیم ترین شاعر زندہ ہیں۔ پھر بے چارے ورڈز ورتھ، کولرج اور سودی (Southey) وغیرہ کی شامت آجاتی ہے کہ ٹوری حکومت کے حامی ان شعراء سے بائرن کو پرخاش تھی نظم کے انتساب میں بھی جو ملک الشعراء رابرٹ سودی کے نام ہے ان شاعروں کی درگت بنائی گئی ہے یا پھر ایک مثال یہ دیکھیے ڈان جون دل ہی دل میں انگلستان کے امن و امان اور حسن انتظام کو سراہ رہا ہے کہ جھاڑی کے پیچھے سے ایک شخص لپکا اور جون کے سینے پر چاقو رکھ کر بولا۔ نکالو سارا مال ورنہ... جون نے اس لٹیرے کو گولی مار دی۔ مگر بعد میں اسے خیال آیا کہ سرائے کے میاں بھٹیارے بھی تو یہی کرتے ہیں۔ کوئی چاقو دکھا کر لوٹتا ہے، کوئی آداب بجا لاکر۔ بائرن کے طنز کا جو لطف ہے اور اس میں جو ہنرمندانہ کاٹ ہے اس کا تعلق موضوع سے اتنا نہیں ہے جتنا کہ انداز بیان اور ٹیکنیک سے ہے۔ بائرن اپنے آدرش الیگزنڈر پوپ کے طنز کی نفاست کو تو نہ پاسکا مگر اس کے طنز کا وار بے پناہ ہوتا تھا۔ پھر بائرن کی بذلہ سنجی اور شوخی جس کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

دل مثل فلک فردوس کا ایک گوشہ ہے
جس کے طوفان قطرہ ہائے آب بنتے ہیں
اور خون دل بالآخر آنسو کی شکل میں آنکھ سے
ٹپک پڑتا ہے جس سے ہمارے زمانے کے انگلستان
کا موسم صورت پذیر ہوتا ہے۔

یہ گریۂ عشاق کا بیان ہے۔ آخری مصرعے تک پہونچنے سے پہلے یہ شبہ بھی نہیں ہوتا کہ بیچارے عشاق کے آنسوؤں کی کیا مٹی پلید ہونے والی ہے۔ سنجیدہ اور مزاحیہ کی یہ غیر متوقع آمیزش کبھی کبھی صرف ایک لفظ یا اس لفظ کی شعر میں نشست پر منحصر ہوتی ہے اور اس لفظ کے آتے ہی شعر کی ساری فضا بدل جاتی ہے۔ ایسی صورت میں ترجمہ ساتھ نہیں دے سکتا۔ نمونے کے طور پر دو پیش کرتا ہوں۔

یہاں جون کی تعلیم کا حال بتایا جا رہا ہے۔

He learned the arts of riding fencing, gunnery,
And how to scale a fortress or a nunnery

کا استعمال بالکل خلافِ توقع ہے۔ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ nunnery عیسائی راہباؤں کی قیام گاہ کے علاوہ قحبہ خانے کو بھی کہتے تھے۔ اب افلاطونی محبت کا ڈھونگ رچانے والی جولیا کو دیکھیے کہ کس طرح اپنے دام میں وہ خود پھنس گئی۔

A little still she strone and much repented
And whispering I will never consent consented

ڈان جون میں بائرن کا طنز چو مکھی ہے مگر ساتھ ہی ریاکاروں کے مجمع میں ڈان جون کسی نہ کسی حد تک اپنی فطری سادگی اور دیانت داری برقرار رکھتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نظم طنزیہ نہ ہوتی بلکہ پوری طرح ہوتی۔ ویسے شاعر نے ڈان جون کو بھی بخشا نہیں ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ بائرن سب کو بے نقاب کر کے زندگی کے کس مثبت یا قابلِ قدر تصور کی طرف اشارہ کر رہا ہے تو عرض یہ ہے کہ بائرن کے لئے جھوٹ کو جانے بغیر سچ تک پہونچنا ممکن نہیں اور اگر سچ تک رسائی نہ ہو تو آزادی کہاں! اور بائرن کو سب سے زیادہ جو شئے عزیز تھی وہ تھی آزادی۔

(اردو سروس)

سرور حسین سرور

لبوں سے تشنگی کا نرم فاصلہ سمیٹ لو
ہر اک شجر سے زرد دھوپ کی قبا سمیٹ لو
یہ ریگزار ہے۔ یہاں پہ برف کی تلاش میں
کہاں کہاں بکھروگے اپنے دست و پا سمیٹ لو
اداس بستیوں میں غیر وقت کون آئے گا
گزر چکی ہے شام اب یہ راستہ سمیٹ لو
ہماری سرد آہ سے جو تم کو اختلاف ہے
تو یہ کرو کہ سارے شہر کی ہوا سمیٹ لو
وہ موتیوں کی نرم گفتگو سمجھ نہ پائے گا
مرے خیال سے تم اپنی التجا سمیٹ لو
نشان کیا کریں جب اس کی انگلیاں ہی ل گئیں
یہی درست ہے کہ اپنا فیصلہ سمیٹ لو

(اردو سروس سے)

پریم چند کے افسانے میں دیہات کی پیشکش

اسد الزماں

اردو کو شہری زبان کہا جاتا ہے مگر پریم چند نے اسی شہری زبان میں اصل ہندوستان کی ایسی تصویر کشی کی ہے کہ شاید و باید۔ اصل ہندوستان سے میری مراد ہندوستان کے دیہات اور گاؤں ہیں۔ دیہات سے متعلق پریم چند کے افسانوں کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ پریم چند نے ان میں دیہات اور دیہاتیوں کی جہالت اوہام پرستی، معصیت اور استحصال کی عکاسی کی ہے لیکن یہ پوری صداقت نہیں ہے۔ ان معاشرتی اور تہذیبی خرابیوں کا عکس پریم چند کے افسانوں میں بھی ہے جن کا تعلق شہری زندگی سے ہے۔ دیہات اور دیہاتی زندگی پریم چند کے افسانوں کی اساس اس لئے بنی کہ ہندوستان کی تقریباً ۸۰ فیصد آبادی گاؤں اور دیہات میں رہتی ہے جس پر ہندوستان کی سماجی، معاشرتی اور اقتصادی بنیادوں کا انحصار ہے۔ علاوہ ازیں پریم چند کی زندگی کا اچھا خاصہ دیہات اور گاؤں میں گذرا اسی لئے ان کے افسانوں میں دیہات کی پیشکش تخیلی، تصوراتی یا اکتسابی نہیں ہے انہوں نے دیہات کی زندگی کا بنظر غائر مشاہدہ اور مطالعہ ہی نہیں کیا بلکہ اسے اپنی فکر و احساس کا ایک قوی حصہ بنایا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانوں میں دیہات کی زندگی جامد ہونے کے بجائے متحرک اور جدلیاتی نظر آتی ہے۔ اگر پریم چند ایسا نہیں کرتے تو یہ ان کی سب سے بڑی ادبی بد دیانتی ہوتی۔

پریم چند کے افسانوں کے دیہات کا تعلق سابق ریاستہائے متحدہ اور موجودہ اتر پردیش سے ہے لیکن یہ دیہات چند مخصوص نسبتی یا ضمنی اور فروعی اختلافات کے باوجود ہندوستان کے کسی بھی صوبے یا علاقے کے ہو سکتے ہیں یا بالفاظِ دیگر پریم چند کے افسانوں کے دیہات سارے ہندوستان کے اشاریہ ہیں۔ تلیا، دوجی، بنسی دھر اور شیو داس جیسے کردار ہندوستان کے کسی بھی گاؤں میں مل سکتے ہیں۔

قدرت کی تخلیقات میں سب سے اہم مرکزی تخلیق انسان ہے اور پریم چند کو چونکہ انسانوں سے محبت ہے اسی لئے ان کے افسانوں میں دیہات کی منظر نگاری کم ہی ملے گی۔ ان کے افسانوں میں کھیت، پگڈنڈی، رہٹ اور کنویں وغیرہ کا ذکر مختصر الفاظ میں ہوتا ہے۔ اور وہ بھی صرف اس لئے کہ وہ واقعات کے پس منظر کا کام دیں۔ پریم چند نے دیہات کی معاشرت اور وہاں کے رسوم ات کا ذکر بھی اپنے افسانوں میں کیا ہے مگر وہ بھی ضرورتاً۔ پریم چند کو دیہات اور دیہات میں ہونے والے واقعات کی محض رپورٹنگ سے کوئی غرض نہیں ہے۔ دراصل ان کی تمام تر دلچسپی اور ہمدردی کا محور دیہات کے انسان اور ان کی فطرت ہے۔ پریم چند کے نزدیک دیہات میں رہنے والے سیدھے سادے اور سادہ لوح ہونے کے باوجود حسد رشک، نفرت، لالچ اور انتقام کے جذبوں سے پاک نہیں ہوتے مگر یہ شعلہ جذبات حالات کے تحت ہی ابھرتے ہیں جن پر فطری محبت، خلوص، ہمدردی اور ایثار کا جذبہ جلد ہی غالب آجاتا ہے۔ اگر پریم چند نے دیہات اور گاؤں میں بسنے والوں کو صرف سادہ لوح اور شریف النفس دکھایا ہوتا تو ان کی اور ان کے افسانوں کی وہ اہمیت نہ ہوتی جو آج ہے پریم چند کی اسی حقیقت پسندی نے ان کو دیگر افسانہ نگاروں سے ممتاز کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں کسی مثال کی ضرورت نہیں ان کے افسانوں کے تمام کردار کا تعلق اسی دنیا سے ہے اور ان کا خمیر خیر و شر کے امتزاج سے تیار ہوا ہے مگر خیر کو بالآخر شر پر فتح ہوتی ہے۔ پریم چند کا ایمان ہے کہ انسانیت حالات کے تحت وقتی طور پر مجروح ہو سکتی ہے مگر مر نہیں سکتی یہی انسان کی عظمت کا راز ہے۔

پریم چند کے عہد کے دیہات پسماندہ ہونے کے باوجود جدید روشنی سے آشنا ہونے لگتے تھے جس کی سب سے بنیادی وجہ تحریک آزادی تھی چنانچہ ان کے بعض افسانوں میں پرانی روایت اور نئے خیالات کی کشمکش کا اظہار واضح طور پر ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پریم چند نہ ہر پرانی چیز کو اچھا سمجھتے ہیں اور نہ ہر نئی چیز کو خراب پریم چند کے اس متوازن فکری میلانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ انسانی فطرت کے حسین پہلو کے کس قدر دلدادہ تھے۔

جس طرح دیہات کی زندگی تصنع سے پاک ہوتی ہے اسی طرح پریم چند کے افسانوں کا اسلوب بھی سیدھا سادا ہے اس میں نہ تو فلسفیانہ موشگافیاں ہیں نہ نفسیاتی الجھنیں۔ باعتبارِ زبان و اسلوب پریم چند کو اردو افسانہ نگاروں میں وہی مقام حاصل ہے جو اردو شاعری میں میر تقی میرؔ کو اور فنِ داستان گوئی میں میر امّن کو۔ اپنے افسانوں میں پریم چند نے کہیں کہیں تشبیہ بلکہ تفصیلی تشبیہ سے کام لیا ہے۔ لیکن یہ تشبیہیں غیر ضروری ہونے کے برعکس کسی واقعہ یا کسی کردار کو اور واضح کر دیتے ہیں۔

میرے خیال میں پریم چند کی کامیابی اور عظمت کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ انھوں نے اپنے افسانوں میں ہندوستان کے دیہاتوں کو اس طرح پیش کیا ہے کہ شہر کا رہنے والا ہر وہ شخص جس نے دیہات کو کبھی دیکھا تک نہیں وہ بھی دیہات اور دیہاتیوں سے ان کے جملہ حسن و قبح کے ساتھ اپنائیت محسوس کرتا ہے اور ان کے دکھ درد میں خود کو شریک پاتا ہے۔ اس طرح پریم چند نے اپنے افسانوں کے ذریعہ دیہات اور شہر کے فاصلہ کو کم کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے جس کے بعد ہی ایک مکمل ہندوستان کا تصور ابھرتا ہے۔

(کلکتہ سے نشر)

سوز سکندرپوری

دیکھے ہیں زندگی کے کئی رنگ دوستو
برسے ہیں سر پہ پھول کبھی سنگ دوستو

میں پیار بانٹنے چلا اپنے پڑوس میں
میرے ہی گھر پہ چلنے لگے سنگ دوستو

جمنا کے تٹ پہ تاج کا منظر عجیب ہے
پانی میں تیرتے ہیں وہاں سنگ دوستو

سر میں لہو کا نام نہیں سر کہوں کسے
سر خود ہی بن گیا ہے مرا سنگ دوستو

کرنے چلے جو آئینے چہروں کی چغلیاں
ان آئینوں پہ پھینکے گئے سنگ دوستو

لہجہ بدل کے تم نہ کرو مجھ سے گفتگو
الفاظ میں بھی ہوتے ہیں کچھ سنگ دوستو

میں جا رہا ہوں لوٹ کے واپس نہ آؤں گا
کچھ دور تک تو آؤ چلو سنگ دوستو

اے سوزؔ سر چھپانے کہاں جائیں ہم غریب
محلوں سے چل رہے ہیں ابھی سنگ دوستو

(گورکھپور سے)

پسماندہ طبقے کے لیے روزگار کے مواقع

شمس الحق

اگر ہم غور سے دیکھیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ملک کے سامنے بہت سے مسائل درپیش ہیں ان میں بے روزگاری کا مسئلہ بھی یقیناً ایک بڑا ہی اہم مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی سے جڑا ہوا ہے۔ ہر سال ملک میں کروڑوں لوگ بے روزگاروں کی تعداد میں شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہیں اور زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو ہائی اسکول سے اوپر کی تعلیم پا چکے ہیں اور یا تو بغیر کسی ٹریننگ کے ہیں یا تھوڑی سی تعلیم لئے ہوتے ہیں۔

روزگار دفتروں کے ذریعہ مختلف طبقے کے لوگوں کی بے کاری دور کرنے کے لئے خاص طور پر کئی اسکیمیں چلائی جاری ہیں۔ ہمارے ملک کے مختلف روزگار دفتروں میں قائم شدہ یونین وکیشنل گائڈنس پروگرام چلایا جا رہا ہے۔ اس اسکیم کا خاص مقصد روزگار سے متعلق مواقع کی جانکاری کرانا۔ اور خاص طور سے سماج کے پسماندہ طبقے کو موجودہ روزگار کے مواقع کو بتلانا ہے۔ مختلف مقابلے کے امتحان جیسے پی۔سی۔ایس۔ آئی۔اے۔ ایس، بینکنگ سروس فارسٹ سروس۔ انکم ٹیکس۔ اکسائز کسٹم۔ ڈیفنس، ٹیلی کمیونیکیشن وغیرہ امتحانات کی تفصیلات بتلانا۔ ملک کے اندر اور بیرونی ممالک میں امیدواروں کی لیاقت کے مطابق وظائف اور ملازمتوں کی اطلاع دینا۔ اس کے علاوہ اپنا ذاتی کاروبار شروع کرنے کے سلسلے میں سرکار کی موجودہ اسکیموں کی جانکاری بھی بے روزگار نوجوانوں کو کرائی جاتی ہے ہمارے روزگار دفتروں میں یہ اسکیم کئی سالوں سے چلائی جا رہی ہے اور اس کام کے لئے وہاں ایک وکیشنل گائیڈنس افسر مقرر ہیں۔ پہلے ہی دن جب ملازمت کے لئے خواہش مند حضرات دفتر میں رجسٹریشن کرانے آتے ہیں تو تعلیم یافتہ امیدواروں کے ساتھ ہی کمزور اور اقلیتی طبقے کے لوگوں کو خصوصی طور پر ان کی تعلیم اور تجربے کے مطابق روزگار کے مواقع اور مختلف ٹریننگ اسکیموں کے متعلق بتلایا جاتا ہے۔ موزوں روزگار پانے کے سلسلے میں اگر کسی کے کچھ ذاتی مسائل ہیں تو اس کے متعلق انکیں ذاتی مشورہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان مخصوص علاقوں میں جہاں شڈیولڈ کاسٹ اور شڈیولڈ ٹرائبس طبقے کے لوگ رہتے ہیں وہاں امپلائمنٹ افسر خود جا کر ان کا رجسٹریشن نوکری کے لئے کرتے ہیں اور انہیں معقول مشورے دیتے ہیں۔ اپنا کاروبار شروع کرنے کے بابت بھی انہیں بتلایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں کئی مقامات پر خود جا کر کام بھی کیا گیا ہے۔ محکمہ کی موجودہ پالیسی کے تحت تحصیل ہیڈ کوارٹر پر بھی اس قسم کی سہولتیں دی جا رہی ہیں۔

اس کے علاوہ شڈیولڈ کاسٹ اور شڈیولڈ ٹرائبس اور پسماندہ طبقے کے بے روزگار تعلیم یافتہ لڑکے جو کہ انٹر یا اس سے اوپر کی تعلیم حاصل کئے ہوئے ہیں ان لوگوں کو درجہ تین کی کلرکی اور خالی جگہوں میں نوکری لگانے کے مواقع بڑھانے کی غرض سے ہندی شارٹ ہینڈ، ہندی ٹائپ۔ جنرل ہندی، جنرل انگریزی اور سکریٹریل پریکٹس کی ٹریننگ روزگار دفتروں میں قائم شدہ کوچنگ کم گائیڈنس کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ یہ ٹریننگ بغیر کسی فیس کے دی جاتی ہے۔ اور اسکا سیشن جنوری اور جولائی سے شروع ہوتا ہے اور چھ ماہ کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ نوکری کے خواہش مند لوگوں کی تعداد لاکھوں اور کروڑوں میں ہے لہذا سبھی کو تنخواہ والی ملازمت مل پانا ایک مشکل بات ہے۔ اور اس بات کی گنجائش بھی بہت کم ہے۔ لہذا چھوٹے چھوٹے کل کارخانے لگا کر اور اپنا چھوٹا موٹا کام شروع کر کے بیکاری کے مسئلے کو بہت کچھ حد تک دور کیا جا سکتا ہے۔ اور روزگار دفتر کے ذریعہ اپنا کاروبار لگانے کے لئے اسکیم چننے اور زرعی مسئلے کو حل کرنے کے بابت ساری باتوں کی جانکاری کرائی جاتی ہے۔ کچھ متعلقہ ایجنسیوں کو قرض لینے کے خواہش مند امیدواروں کی درخواستیں بھجوا کر قرض دلانے کے لئے ان سے برابر رابطہ بھی قائم کیا جاتا ہے۔ اور امیدواروں کو سہولت پہونچائی جاتی ہے۔ اس طرح کی سہولیت اترپردیش وت نگم۔ اترپردیش راجیہ اودیوگک وکاس نگم کے ذریعہ مالی امداد دی جاتی ہے۔ ان سوچیت جات وت ایوم وکاس نگم کے ذریعہ شڈیولڈ کاسٹ اور شڈیولڈ ٹرائبس کے امیدواروں کو مالی امداد دی جاتی ہے مشینری اور کچے مال کی خرید اور آسان قسطوں پر قرض کی ادائیگی کا بھی مخصوص انتظام ہے۔

اس کے علاوہ عورتوں کے لئے بھی ٹریننگ اور روزگار کے لئے کافی مواقع ہیں جس میں وہ ٹیچر، نرس، اسٹینوگرافر اور ٹائپ وغیرہ کی ٹریننگ لے کر کے نوکری پا سکتی ہیں۔ سلائی، دستکاری میں کڑھائی، بنائی کٹنگ، ٹیلرنگ اور زردوزی کے کاموں کی ٹریننگ حاصل کر کے گھر بیٹھے ہی اپنے بیکار وقت میں اچھا خاصہ پیسہ کما سکتی ہیں اور اپنے گھر کا رہن سہن اونچا کر سکتی ہیں۔

(آکاش وانی گورکھپور سے نشر)

ڈاکٹر معظم علی خاں

رنگِ شفق لبِ حسنِ نظر ہو یہ بھی تو ہو سکتا ہے
شام کا چہرہ خون سے تر ہو، یہ بھی تو ہو سکتا ہے

ایک چمکتی شے کو آخر تم کیوں آنسو سمجھے ہو
دستِ خودی میں کوئی گہر ہو، یہ بھی تو ہو سکتا ہے

جہدِ مسلسل کے متوالو! دور دھوپ کا ٹیلہ سا!
کوئی سایہ دار شجر ہو، یہ بھی تو ہو سکتا ہے

سب کہتے ہیں کھو کر اس کو کھویا کھویا رہتا ہوں
اس کا تصور خواب اثر ہو، یہ بھی تو ہو سکتا ہے

راہِ وفا میں چلتے چلتے ساتھ کہیں وہ چھوڑ نہ دے
اس کو بھی اس بات کا ڈر ہو، یہ بھی تو ہو سکتا ہے

ممکن ہے وہ جگنو ہی ہوں جو جلتے اور بجھتے ہیں
تاریکی میں رقصِ شرر ہو، یہ بھی تو ہو سکتا ہے

شعروں سے شخصیت کا اندازہ لگنا مشکل ہے
رنگِ معظم صرف ہنر ہو، یہ بھی تو ہو سکتا ہے

(رامپور سے)

واہموں سے بچیے

ناہید سلطانہ جعفری

یہ بہ الفاظ دیگر توہم پرستی یا ایک وہم بری بلا ہے۔ جس طرح سے بری بلاؤں سے چھٹکارا پانا مشکل ہوتا ہے اسی طرح وہم سے بھی نجات پانا دشوار ہے۔

وہم درحقیقت ایک ذہنی کیفیت کا نام ہے اس کو بیماری تو کہا نہیں جا سکتا، کیونکہ میڈیکل سائنس میں اس کا کوئی تشریح نہیں کی گئی ہے۔ ممکن ہے ماہر نفسیات اس چیز کو بہتر طریقے سے جانتے ہوں۔ لیکن یہ جو کچھ بھی ہے، یہ بری چیز جس کا نتیجہ صرف نقصان ہی نقصان ہے۔

پرانے زمانے کی دادیوں اور نانیوں کے دور میں توہم پرستی اور وہم زندگی کا ایک اہم حصہ ہوا کرتے تھے۔ آپ نے بڑی بوڑھیوں کو ضرور یہ کہتے سنا ہوگا کہ بلی راستہ کاٹ گئی۔ ۔ ۔ کوئی چھینک گیا۔ یا کتا روتا ہے تو یہ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

آج جب کہ اس ایٹمی دور میں ایک طرف جہاں سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے۔ کہ انسان خلاؤں کو پھاند کر چاند میں پہونچ چکا ہے۔ اور سورج اور سیاروں میں پہنچنے کی تیاری میں ہے۔ تو دوسری طرف ایسی بھی کچھ مثالیں ہیں جو اب بھی توہم پرستی کا شکار ہیں۔

دیکھا یہ گیا ہے کہ توہم پرستی کا شکار زیادہ تر خواتین ہی ہوتی ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدم کی اولاد اس بلا سے پاک ہے۔ لیکن تناسب کے حساب سے ان میں بہت کم لوگ اس کا شکار ہوتے ہیں اور جو ہیں وہ زیادہ تر وہی ہیں جہاں پر علم کی روشنی ابھی پہونچ نہیں پائی ہے۔ ہر ماں کو اپنی اولاد سے پیار ہوتا ہے لیکن اگر بچہ کو کچھ ہو جائے تو اپنے پیار سرشار ماں بس یہی سوچتی ہے کہ اس کے بچے کو نظر لگ گئی ہے یا کوئی بد روح کا سایہ ہے اور صاحب بس جھاڑ پھونک نظر اتاری اور پیری مریدی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جبکہ بچہ کو ضرورت ہوتی ہے دوائی اور ڈاکٹری علاج کی لیکن توہم پرست وہی ماں یا خاندان جب تک اس نتیجے پر پہونچتا ہے بچہ اپنی جان کھو بیٹھتا ہے۔ یہ ایک ایسا ناقابل تلافی نقصان ہے جو ایک ماں کو زندگی بھر کے لئے اذیت میں مبتلا کر دیتا ہے اس لئے ذرا سی دور اندیشی روشن خیالی اتنی ہی ضروری ہے جتنی رات کے وقت چراغ کی ہوتی ہے۔ اور اس طرح سے توہم پرستی سے بچا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اپنے ساس بہو کے قصے سنے ہوں گے اور بہت ساری بہنیں ساس بہو کے آپسی تناؤ سے بھی واقف ہوں گی۔ جنکی ساری جڑ اگر دیکھا جائے تو وہم ہی ہو سکتا ہے۔ ایک حقیقی واقعہ ہے کہ جہاں ساس تو ساس بہو بیگم بھی توہم پرست تھیں۔ ان صاحبہ کے شوہر کسی باہر ملک میں ملازم تھے۔ اور سال دو سال پر ملنے کو آیا کرتے تھے یہ اپنی ساس کے ساتھ اکیلی رہتی تھیں اپنے شوہر کی دوری اور اکیلے پن کی وجہ سے ان پر ایک نفسیاتی کیفیت طاری رہتی وہ ہر وقت اس کی شکایت کرتیں کہ ساس انکو نظر دیتی ہیں جس کی وجہ سے انکو گھبراہٹ اور دل دھڑکنے کی شکایت ہو جاتی۔ اپنی اس کیفیت کا ذکر جب انہوں نے اپنی ایک دوست سے کیا تو وہ ان کی ذہنی کیفیت کو سمجھ گئی پھر تو اس نے ان کی نظر اتاری اور ایک بوتل میں پانی دیا کہ وہ استعمال کرتی رہیں اس طرح وہ ٹھیک ہوئیں۔ پھر جب ان کے میاں واپس آ جاتے ان کو نہ ایسی شکایت ہوتی اور نہ ساس ہی کی نظر لگتی اس طرح بڑی مشکل سے انکو سمجھایا گیا کہ یہ سب اس کا وہم ہے اور اس کا علاج یہ ہی ہے کہ وہ ایسا سوچنا چھوڑ دیں جو بلا وجہ ساس اور بہو کے رشتے میں آپسی کشیدگی کا سبب بن جاتا ہے۔

کچھ ان باتوں کے علاوہ لوگ اکثر رنگوں اور اعداد کے بارے میں بھی وہم رکھتے ہیں۔ نمبر ۱۳ کو ابھی ابھی تک آج تک ایک برا نمبر سمجھا جاتا ہے اور بمبئی جیسے شہر میں بھی جہاں رہائش کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور لاکھوں خاندان سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر گذر کرتے ہیں جب بڑی بڑی عمارتیں بنائی جاتی ہیں جو کہ کئی منزلہ ہوتی ہیں ان میں بھی ۱۳ ویں منزل خالی چھوڑ دی جاتی ہے۔ اسی طرح اتفاق سے کسی ہوٹل وغیرہ میں ۱۳ نمبر کا کمرہ کسی کو ملتا ہے تو وہ کچھ وہم کا شکار ضرور رہتا ہے۔ یہ ساری چیزیں ایک طرح سے رہائشی مسئلہ کو اور زیادہ ٹیڑھا کر دیتی ہیں اور انسانی پریشانی کا سبب بن جاتی ہے۔

اس سے پہلے کہ میں اب ختم کروں یہاں میں خود کا اپنا ایک کمزور پہلو بتاتی چلوں۔ میرا بھی ماشاءاللہ پیارا سا بیٹا ہے۔ اور کبھی میں خود بھی اس کے معاملے میں وہموں کا شکار ہو جاتی ہوں۔ لیکن میرے شوہر اور میری ساس صاحبہ جو کہ بہت قابل اور کھلے ذہن کے مالک ہیں میرے ذہن کو اچھی طرح سے جھٹک دیتے ہیں۔ اور میں خود اپنے آپ پر ملامت کرنے لگتی ہوں۔

وہم کا علاج تو کہا جاتا ہے کہ لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔ اور بڑے سے بڑا سائنسداں اور طبی ماہر بھی شاید اس چیز کا علاج نہیں کر سکے گا۔ اور آپ نے ضرور سنا ہوگا۔ کہ خالی زمین شیطان کی گزرگاہ ہوتا ہے اسی طرح ہمارا ذہن اگر خالی ہو اور ہمارے پاس کوئی روشن اور تخلیقی خیالات نہ ہوں جس کی وجہ علم کی کمی بھی ہو سکتی ہے۔ تو پھر ذہن وہم اور توہم پرستی کی جکڑ میں آ جاتا ہے جو کہ بڑی سخت گرفت ہوتی ہے۔

آج کی پڑھی لکھی اور روشن خیال خواتین اور حضرات کا فرض ہوگا کہ اپنے دوسرے فرسودہ توہم پرستی کا شکار ماحول اور کم پڑھے لکھے بھائی بہنوں کی مدد کریں ان کو سارے نقصانات سے آگاہ کریں اور ان کی دوسری ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے اس بات کی کوشش کریں کہ ان کے لئے کسی طرح کا تخلیقی ماحول پیدا ہو تاکہ وہ اپنے ذہن کو بھٹکنے نہ دیں اور اس بری بلا سے نجات پا جائیں۔

(بمبئی سے نشر)

شفیقہ پروین

دکھا دیا ارے یہ کس نے آئینہ مجھ کو
لگے ہے اپنا ہی چہرہ عجیب سا مجھ کو
میں گردِ راہ سہی بادِ غم اڑا مجھ کو
میرے وجود کا احساس تو دِلا مجھ کو
میں جن صداؤں سے اکثر پکارتی ہوں اسے
انہی صداؤں کا دیتا ہے واسطہ مجھ کو
سُلا دیا ہے زمانے نے تھپکیاں دے کر
شور دردِ محبت ذرا جگا مجھ کو
میرے وجود میں یہ کون چیختا ہے نہ پوچھ
رلا رہی ہے الم ناک اک صدا مجھ کو
جو مجھ کو میری حقیقت سے آشنا کر دے
الٰہی چاہیے اک ایسا آشنا مجھ کو

(اردو سروس سے)

کشمیر اوکانگ کی نظر میں

سید رسول پوپنر

ہماری خوش بختی ہی سمجھیے کہ کشمیر کی قدیم تاریخ کے مطالعے کے لئے ہمارے پاس مختلف صورتوں میں مواد دستیاب ہے یہاں کے اساطیری کردار قدیم تاریخی واقعات سے اس طرح جڑے ہوئے ہیں کہ جیسے ان کا الگ سے کوئی وجود ہی نہیں۔ وادیٔ کشمیر فطرت کی آغوش میں فلک بوس اور برف پوش پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے۔ جو اس کی انفرادیت کی ناقابل تسخیر دیوار بھی ہے۔ ممتاز یورپی تاریخ شناس ایم، اے سٹائن بھی اس بات کا معترف ہے کہ قدیم تاریخی مواد کے ضمن میں یہ خطۂ جنت نظیر بہت ہی مالدار ہے۔ چونکہ یہ بنیادی تاریخی تحریریں بیشتر سنسکرت میں دستیاب تھیں۔ اس لئے جو بھی محققین باہر سے آئے، انھوں نے مقامی تاریخی مواد کو کھنگالنے کی خاطر یہاں کے عالموں اور دانشوروں کی خدمات حاصل کیں تاکہ وہ کشمیر کی قدیم تہذیب کے خد و خال کو اجاگر کرنے کی کوشش میں کامیاب ہو سکیں۔ اس لئے جب ہم کسی بیرونی سیاح جو یہاں کبھی کبھار تہذیب اور ثقافتی سفیر بن کر آئے، کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ ہمارا یہ قطعۂ ارضی مردم شناس نہیں۔ ع۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی!

بیرونی ممالک سے آئے ہوئے زائرین کے سفرنامے یہاں کی تواریخ کو سمجھنے کے لئے اگرچہ ان حالات میں بنیادی حیثیت نہیں رکھتے، لیکن ممد و معاون ضرور ہو سکتے ہیں اور پھر یہ کہ انسان اپنی تصویر دوسروں کی نظر میں دیکھنا فطرتاً پسند کرتا ہے۔ کشمیر اگلے وقتوں سے علم و آگہی کا گہوارہ رہا ہے اور اس ناطے بودھ مت کی اشاعت کا اہم مرکز بھی رہا ہے یہی وجہ ہے کہ چینی سیاح، اوکانگ' ہیون سانگ کے بعد گندھارا سے ۷۵۹ء میں وارد کشمیر ہوا۔ جب یہاں راجہ جیاپیڈ (۷۵۱ - ۷۸۲ء) کی فرمانروائی تھی۔ ایم۔ اے سٹائن اور دیگر یورپی تاریخ شناسوں اور سیاحوں کی تحقیق کے مطابق کشمیر سے متعلق اولین حوالے، چینی دستاویزات میں ۵۴۱ء سے ملتے ہیں جو ایک ہندوستانی سفیر کے تذکرے پر مبنی ہیں جو تنگ خاندان کے دور حکومت میں چین بھیجا گیا۔ ان دستاویزات میں جھیل ولر، اور وتستا کا ذکر ہی ملتا ہے۔ اوکانگ بارہمولہ کے راستے ہی وارد کشمیر ہوا۔ اگرچہ وہ علمی وسعت، قوت مشاہدہ اور فکر و نظر میں ہیون سانگ کا ہم پلہ قرار نہیں دیا جا سکتا پھر بھی اس نے اس خطۂ ارضی کے بارے میں قابل قدر اطلاعات فراہم کی ہیں اوکانگ نے اپنی تہذیبی سفارت چالیس سال تک جاری رکھی اور پھر مختصراً اپنے مشاہدات کو واپسی پر ضبط تحریر میں لایا۔ وہ چار سال (۷۵۹ء سے ۷۶۳ء تک) کشمیر میں رہا۔ کشمیر سے متعلق اس کی اطلاعات مشاہدات دوسرے ممالک کے مقابلے میں بہت حد تک تفصیلی ہیں۔ اس کے دورے کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بودھ بھکشو کے روپ میں بودھ وہاروں کی زیارت کے ساتھ ساتھ سنسکرت مخطوطات کے مطالعہ میں مصروف رہا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ صبح سویرے سے رات گئے تک محو مطالعہ رہتا تھا، لیکن کڑی محنت کے باوصف اسے اتنی زیادہ ادبی بالیدگی نصیب نہیں ہوئی اس بات کا علم ہمیں اس کے ایہ بھرنشں میں لکھے ہوئے اس کی نظر میں اہم بودھ وہاروں کے ناموں سے ہوتا ہے۔ ان میں سے چار کا ذکر تو راج ترنگنی میں ملتا ہے اور باقی دو دیہات کے ناموں کی صورت اجتماعی یادداشت میں آج بھی محفوظ ہیں۔ کرتی آشرم جس کے لغوی معنی جادوگرنی یا ساحرہ کی قرار گاہ ہے۔ آج بھی کٹر ہوم گاؤں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اوکانگ اور کلہن دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ یہاں جلوک کی تعمیر کردہ عبادت گاہ موجود تھی۔ ایم۔ اے۔ سٹائن کے عینی مشاہدہ کے مطابق ۱۸۹۶ء میں کٹر ہوم کی دو مساجد کے گرد و نواح میں تراشے ہوئے پتھروں کے آثار موجود تھے۔ کٹر ہوم بارہمولہ سے دور دریائے جہلم (وتستا) کے بائیں کنارے پر آباد ہے۔

مونگمتی وہار کا ذکر اوکانگ نے سب سے پہلے کیا ہے یہ دشکر بارہمولہ کا وہی وہار ہے جو للتادتیہ مکتا پیڈ (۶۹۹ - ۷۲۵ء) مکتا وہار کے نام سے تعمیر کرایا اور جو مکتا سوامن وہار کے نام سے کلہن کی راج ترنگنی میں جگہ پا چکا ہے یہ چینی سیاح بارہمولہ کے راستے سے کشمیر آیا اس لئے یہی وہار اس کی اولین زیارت گاہ بھی ہے اور قیام گاہ بھی ہے جس کی بنا پر اس وہار کا سرفہرست ہونا فطری ہے۔ للتادتیہ مکتا پیڈ کے نام سے پرہاسپورہ کے راجہ وہار کی تعمیر بھی منسوب کی جاتی ہے۔

راجہ میگھواہن کی چینی رانی امرتا پربھا نے بودھ بھکشوں کے لئے امرتا بھون وہار تعمیر کرایا۔ یہ استھاپن آج وونتہ بھون کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ جو امرتا بھون کا کشمیری روپ ہے۔ وونتہ بھون سری نگر کے شمال میں پانچ کلومیٹر دور وچار ناگ کے قریب واقع ہے۔ یہاں آج بھی اس بودھ وہار کے آثار موجود ہیں اوکانگ نے اسکا نام چینی زبان میں نگو دمی۔ تو، پو، ون 'Ngo-Mi-To-Po-Wan' لکھا ہے۔

للتادتیہ مکتا پیڈ (۷۲۵ - ۶۹۹ء) کے ترک نژاد چنکن اعلیٰ نے سری نگر میں دو عالی شان وہار تعمیر کرائے۔ اوکانگ نے اسے چینی میں چیانگ کین کے نام سے یاد کیا ہے۔ وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اوکانگ کی نظر میں دو میں سے کون سا ایک جاذب رہا ہوگا۔ البتہ اس سے آٹھویں صدی عیسوی میں ترک، کشمیر تعلقات کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس بات کی مزید تصدیق کلہن کی راج ترنگنی سے بھی ہوتی ہے تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ گندھارا پر حکمرانی کرنے والے ترک راجہ تبت نژاد تھے۔ ممتاز عرب سیاح البیرونی نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔

ہیون سانگ کے بیان کے مطابق ساتویں صدی کی چوتھی دہائی میں اس کی وادیٔ کشمیر کی سیاحت کے وقت یہاں صرف ایک سو کے قریب بودھ وہار موجود تھے جبکہ اوکانگ نے ان کی تعداد تین سو سے زائد بتائی ہے۔ اس کے علاوہ وہ ستوپوں اور مقدس مورتیوں کے مقامات کی بھاری تعداد میں موجودگی کا بھی معترف ہے۔ اس سے یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان دو ثقافتی زائروں کی الگ الگ سیاحت کی درمیانی مدت میں یہاں بدھ مت کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہوگا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ راجہ میگھواہن اور للتادتیہ مکتا پیڈ نے بدھ مت کی اشاعت کے لئے بہت کام کیا۔

جیسا کہ اس گفتگو کے آغاز میں ہی بتایا جا چکا ہے کہ اوکانگ بڑی صراحت اور سچائی کے ساتھ وادیٔ کشمیر کے جغرافیائی حالات کے بارے میں لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ قدرتی طور پر چاروں اور سے فلک بوس پہاڑوں کی گود میں ہے جن کے درمیان میں سے صرف تین پہاڑی راستے ہیں۔

مشرق میں ایک راستہ "تو خان" یا تبت کو جاتا ہے شمال کی جانب سے ایک راستہ پولیئو یا بلتستان کا ہے اور مغرب کی طرف سے ایک درہ کین ٹو لو' یا گندھارا کو کھلتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ پہلا درہ زوجی لا کا ہے۔ اس بات کا اعادہ کرنا یہاں بے محل نہ ہوگا کہ لداخی زبان میں درہ

ا، "کا لفظ بولا جاتا ہے - یعنی زوجی درہ - دوسرا راستہ
[illegible] کا ہے جو بالائی وادی کشن گنگا سے ہوتے ہوئے
ادی سندھ کو جاتا ہے - تیسرا درہ بارہمولہ کا ہے جو دتستا
ے کنارے سے ہوتے ہوئے مغرب کی طرف مڑجاتا ہے۔
بیون سانگ اسی درے یعنی باب الحجر سے کشمیر میں داخل ہوا
ا اس کا ذکر سنگی دروازہ کے نام سے کرتا ہے۔ یہی درنگ
ا پہاڑی چوکیاں اگلے وقتوں سے، اس قطعۂ ارضی کی پاسبانی
ا کام دیتے آئے ہیں۔ اوکانگ کو چوتھے درے کا بھی علم تھا
جو عیاں ہے۔ وادی کے جنوب کیطرف درہ بانہال یا پیر
نچال ہی ہوسکتا تھا جو اس وقت صرف شاہی لشکر کی خاطر
ھلا رہتا تھا۔ اور جو آج ہمارے لئے قومی شاہراہ کے
ے شہ رگ کا درجہ رکھتا ہے۔

اوکانگ کی وادی کی سفارت کے دوران شاید سیاسی
رجوہات کی بنا پر ان دروں سے آمد و رفت کو محدود رکھا
لیا ہو۔

چین اور ہندوستان کی شمالی ریاستوں کے
رمیان، سیاسی رشتے اوکانگ کی سیاحت کے فوراً بعد
حدود ہوکر رہ جاتے ہیں وہ شاید اس لئے کہ تبت خاندان
کے فوراً بعد قدم وسط ایشیا میں تبتیوں اور اوگروں کے
مقابلہ پر کمزور رہے تھے۔ اگلی دو صدیوں کے دوران میں
بھی ثقافتی زیارت کا سلسلہ جاری رہا اور اس کی منزل کا
عین کرنے میں کشمیر کو اہم مقام حاصل رہا ہے۔ اللہ کرے
ر انسانی تہذیب کے لین دین اور ارتقاء کا یہ مقدس ثقافتی
شتہ آئندہ بھی مثبت بنیادوں پر قائم رہے۔ بالخصوص
جبکہ ہمارے ذہنی اور ارضی فاصلے سمٹ چکے ہوں۔

ے ہے گرمیٔ آدم سے ہنگامۂ عالم گرم
سورج بھی تماشائی تارے بھی تماشائی

(سرینگر سے نشر)

قمر سنبھلی

سب تمہارے گانو کے منظر ہمیں اچھے لگے
بے ریا لہجوں سے روشن گھر ہمیں اچھے لگے
وہ بچھڑتے وقت کا منظر کہ اشکوں کے چراغ
تیری پلکوں کی منڈیروں پر ہمیں اچھے لگے
ہم ہوئے خوگر اذیت ناکیوں کے کس قدر
دور تک سڑکوں پہ بکھرے سر ہمیں اچھے لگے
پھول سا لہجہ کبھی جس کا تھا طبیعت پر گراں
آج اسی کے ہاتھ کے پتھر ہمیں اچھے لگے
نیند اچٹنے پر بکھرنے کا کوئی خطرہ نہیں
جاگتی آنکھوں کے خواب اکثر ہمیں اچھے لگے
یہ بھی ہے اس کی کرشمہ سازیٔ دست ہنر!
خوبصورت تتلیوں کے پر ہمیں اچھے لگے
جن میں شامل تھی کبھی اپنے پسینہ کی نمی
دانے گندم کے وہ مٹھی بھر ہمیں اچھے لگے

(اردو مجلس سے نشر)

شاعر کا خط سامع کے نام

نظر برنی

محترم نظر نواز، تسلیم

ادھر کافی دنوں سے میرے دل میں ایک خلش تھی کہ میں آپ سے مخاطب ہوکر شکایت کروں کہ حضرت ایسی بھی بے رخی کیا کہ سلام تک نہ پہنچے۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ شاعر داد کا بھوکا ہوتا ہے جب تک وہ دوسروں کو اپنا تازہ کلام نہ سنا ڈالے، واقعی اس کا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ دنیا شاعر جیسی مخلوق سے اسی لیے گھبراتی ہے کیونکہ یہ مخلوق اپنے پیٹ کا درد دور کرنے کے لیے سامعین کو تختۂ مشق بناتی ہے اور پھر یہ اپنے شکار کو اسوقت تک نہیں چھوڑتی جب تک کہ اس کا شکار لقمۂ اجل نہ ہوجائے۔

محلے کا ایک لڑکا بتا رہا تھا کہ آپ اسکو سبزی منڈی میں ملے جہاں آپ بھی کچھ سبزیاں خرید رہے تھے۔ میں اس خوش فہمی میں مبتلا ہوگیا تھا کہ آپ اس لارج اسکیل کی شاپنگ کے بعد میرے غریب خانے پر ضرور تشریف لائیں گے اور گزشتہ ایک ماہ کے دوران کی میری تخلیقات کو سننے کی زحمت گوارا کریں گے۔ اسی غرض سے میں نے اپنی بیاض سرہانے رکھ لی تھی مگر آپ تو ڈاج دے گئے۔ ایسا کیوں؟ میں تو اپنا کلام سنانے کے لیے آپ کی پورے دن کی "دہاڑی" ادا کر دیتا ہوں۔ ساتھ ناشتہ اور کھانا بونس کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ پھر یہ تغافل کیوں؟

آپ شاید اس حقیقت سے واقف ہوں گے کہ شاعری ایسے ویسے لوگوں کا دھندا نہیں اس کے لیے بڑے دل گردہ کی ضرورت ہے۔ وہ زمانے لد گئے جب شعرا کو یہ شکایت ہوتی تھی

اللہ کسی شخص کو شاعر نہ بنائے
اس کو گلۂ سایۂ شیطان رہے گا
شاعر پہ ہمیشہ سے ہے اللہ کی پھٹکار
مقروض رہے گا وہ پریشان رہے گا

شاعری کے لیے بڑے "ان وسٹ منٹ" اور جسمانی و ذہنی ریاضت کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ فن جوئے شیر لانے سے ہرگز کم نہیں ہوتا۔ اس عمل میں ایسی ایسی اذیتوں اور کلفتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے کہ الامان والحفیظ! بس یوں سمجھ لیجئے جس طرح بچہ کی پیدائش میں زچہ کو تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، من وعن شاعر بھی انہیں مراحل سے گزرتا ہے اور تب تخلیق برآمد ہوتی ہے۔

یہ زمانہ معاشی افادیت کا زمانہ ہے۔ انسانی کردار کو معاشی تناظر میں آزمایا جاتا ہے۔ مانگ اور فراہمی (یعنی ڈیمانڈ اور سپلائی) کے فارمولے کا نام سنا ہے۔ شاعری میں بھی اس اصول کو برتا جاتا ہے مگر اس ضمن میں یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ شاعری ایسی جنس ہے جس کی ڈیمانڈ تو کم ہے لیکن سپلائی بہت زیادہ۔ ڈیمانڈ اور سپلائی کی کسوٹی پر شاعری کو پرکھنے کے بعد ماہرین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ شاعری کی اس بے قدری کے چند اہم اسباب ہیں مثلاً امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ عوام کے فکری میلانات و رجحانات پسند و ناپسند اور ذوق جمال میں بھی تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ شاعری کی مقبولیت ہندوستانی فلموں اور مشاعروں سے ضرور بڑھی ہے لیکن ادبیات میں آج بھی اس کو وہ مقام حاصل نہیں جو کہ نثر کو مل چکا ہے۔ متاخرین اور متوسطین کے دور تک اس کا طوطی بولتا تھا لیکن الطاف حسین حالی نے نثر کی وکالت کرکے زبردست ہیجان پیدا کردیا اور شاعری کی مارکیٹ ویلیو گھٹ کر رہ گئی ہے۔

حالی کی مخالفت سے قطع نظر، ایمانداری سے جب ہم خود اپنا محاسبہ کرنے بیٹھتے ہیں تو یہ بات بھی معقول نظر آتی ہے کہ صنف شاعری ایک گھسا پٹا ریکارڈ ہے جس کو سنتے سنتے سامعین بور ہوگئے ہیں۔ یقیناً اس لیے ہم شعرا کو آپ جیسے قدردانوں اور سخن فہموں کی تلاش رہتی ہے اور جب آپ ایک بار ہمارے ہتھے چڑھ جاتے ہیں تو پھر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ آپ جیسے طرفدار غالب اور خریدار سخن معدودے چند ہی تو باقی رہ گئے ہیں ورنہ شاعری کی مارکیٹ ویلیو تو حالی پہلے ہی گھٹا چکے ہیں۔

شاعر اور سامع کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اگر سامع نہ ہوگا تو شاعری فضول، جنگل میں مور ناچتا رہے لیکن جب تک اسے کوئی صاحب ذوق اور اہل نظر نہ دیکھ پائے تو پھر اس ناچ کا کیا فائدہ؟ شاعر اپنے دل کی بھڑاس نہ نکال سکے اور اس درد کو اپنے پیٹ میں پالتا رہے تو اندیشہ یہ ہے کہ ۲۴ گھنٹوں میں یا تو شاعر پاگل ہوجائے گا یا پھر وہ کسی کا قتل کردے گا۔ اور اگر ان دونوں متبادل حرکتوں سے باز رہا تو عین ممکن ہے کہ اخباروں کی شاہ سرخیوں میں اس کی خودکشی کی خبر شائع ہو۔ چنانچہ حفظ ما تقدم کے طور پر ہماری پہلی کوشش یہی ہوتی ہے کہ آپ جیسا سامع ٹکرائے اور ہم اپنی تازہ تخلیق آپ کے کانوں میں انڈیل کر راحت کا سانس لے سکیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہم شعرا (جو روایتی طور پر بڑے خوددار اور انانیت پسند سمجھے جاتے ہیں) اپنی ان روایتی خوبیوں کو

بسا اوقات بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور سامع کی طرف بھوکے
شیر کی طرح جھپٹتے ہیں۔

تنقید اور وہ بھی شاعری کی تنقید ایک ادبی فریضہ اور جمہوری حق سمجھا جاتا ہے۔ شعراء کے کلام میں محاسن و معائب کی تلاش کرتے وقت بعض نقاد سرقہ کا الزام لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔ مگر وہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ توارد اور استفادہ بھی کوئی چیز ہے؟ خیالات اور انداز بیان کوئی شاعر اپنی ماں کے پیٹ سے لے کر نہیں آتا۔ اگر مطالعہ اور تجربہ کی بازگشت شاعر کے کلام میں محسوس ہوتی ہے تو اس میں بیچارے شاعر کا کیا قصور؟ اور اس کو شاعرانہ سرقہ (پوئٹیک پائریسی) سے کیوں تعبیر کیا جاتا ہے؟

شاعری کرنے سے زیادہ مشکل فن شاعری کو دوسروں تک پہنچانے کا فن ہے۔ اس فن نے قومی لعنت کی شکل اختیار کر لی ہے جس کو دیکھئے وہی شاعر نظر آتا ہے۔ آزادی اور جمہوریت کا سب سے بڑا فائدہ یہی ہوا ہے کہ ہمارے ملک کا ہر دوسرا آدمی شاعر بن بیٹھا ہے۔ سچ پوچھئے تو موجودہ عہد میں شعراء کی تعداد سامعین سے نسبتاً زیادہ ہے۔ اگر کوئی سروے کرایا جائے تو یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ معاشی، سماجی تمدنی اور اخلاقی شعبوں کی ترقی سے کہیں زیادہ شعبۂ شعرگوئی میں ترقی ہوئی ہے جو قوم کی تنزلی سے عبارت کی جا سکتی ہے۔

سنئے محترم! میں ایسا ویسا یا سڑک چھاپ شاعر نہیں ہوں، میں سال بھر میں دو ایک ماہ چھوڑ کر پورے دس مہینے آل انڈیا مشاعروں میں شریک ہوتا ہوں اور اسٹیج پر اپنے بھاؤ تاؤ اور کرتب دکھا دکھا کر داد و تحسین وصول کرتا ہوں اور نوٹ بھی۔ یہ بات علیحدہ ہے کہ مجھے اس تجارت میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے کافی جوڑ توڑ مشاعروں کے کنوینروں سے دوستی اور ان کی چاپلوسی اور ضمیر فروشی سے کام لینا پڑتا ہے۔ اخبار و رسائل میں اپنے فوٹو اور اپنی شاعری پر فرضی ناموں سے مضامین لکھ لکھ کر شائع کرانے پڑتے ہیں تاکہ میں اپنی شخصیت ادبی حلقوں میں پروجیکٹ کر سکوں۔

میں مانتا ہوں کہ موجودہ معاشرہ میں عیب جوئی، غیبت اور منافقت کا بول بالا ہے بالخصوص اردو شعراء میں ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنے کا عام رواج ہے۔ سُنا ہے کہ ہمارے ایک معروف شاعر فرماتے ہیں کہ میں "متشاعر" اور "مہمل گو" ہوں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں فن عروض سے نابلد اور نصابی تعلیم سے بے بہرہ ہوں۔ مجھے موصوف کے دونوں الزامات تسلیم لیکن میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ارسطو، سقراط اور افلاطون کون سے مکاتیب میں پڑھے تھے جن کو دنیا "نابغانِ عصر" سمجھتی ہے۔ رہا فن عروض سے واقفیت کا سوال، میرے نزدیک یہ کسوٹی فرسودہ اور آوٹ آف ڈیٹ ہو گئی ہے۔ مفعولن فعلن۔ فاعلات کی گردان کون کرتا پھرے؟ مجھے جب کبھی شعر کہنا ہوتا ہے تو ذرا سا گنگنانا شروع کر دیتا ہوں۔ کبھی کبھی تو غسل خانے میں ہی پوری غزل ہو جاتی ہے۔ میں چوری کے مال کا قائل نہیں۔ اگر یہ عادت ہوتی تو متاخرین کے دواوین اٹھا کر تحریف اور توارد کے پردے میں دیوان کے دیوان شائع کرا دیتا۔ اسی لیے تو صاحب دیوان کہلانے کے الہام سے ابھی تک محفوظ ہوں۔ سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ خیالات کسی کی میراث نہیں ہوتے بلکہ ان پر تو عوام کا استحقاق ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

لیڈر کی یہ پہچان کہ وہ چھوٹا جائے
شاعر کی یہ پہچان کہ وہ موٹا نہیں ہوتا

لیکن بھائی صاحب، میرے معاملے میں یہ شعر پورا نہیں اترتا کیونکہ میں شاعر ہونے کے باوجود موٹا ہوں۔ ممکن ہے کہ اسکا راز یہ ہو کہ میرے اندر یہ دونوں علتیں موجود ہیں کہ میں شاعر بھی ہوں اور لیڈر بھی۔

اچھا شاعر وہ ہے جس میں ہوٹنگ جھیلنے کی صلاحیت بدرجۂ اتم موجود ہو کیونکہ ہوٹنگ کو ہضم کرنے کے لیے پتھر کا کلیجہ چاہیئے۔ جس شاعر کو ہدف ہوٹنگ بنایا جاتا ہے بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ وہ ہی شخص مستقبل بعید میں مقبول ترین شاعر بن گیا ہے۔ اس پر ہمیں ایک لطیفہ یاد آگیا۔ ایک شاعر صاحب ڈائس پر کھڑے اپنا کلام سنا رہے تھے لیکن ان کو شعر کی صحت کا خیال نہ رہا۔ خارج از بحر شعر ہونے کے باوجود سامعین کی طرف سے مکرر مکرر کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ جب کئی مرتبہ شعر دوہرانے کے باوجود مکرر مکرر کی آواز نہ تھمی تو شاعر صاحب نے جھنجھلا کر پوچھا "آخر وہ اس شعر کو اتنا کیوں پسند کرتے ہیں؟" تو سامعین کی طرف سے جواب آیا "آپ اس وقت تک شعر دوہراتے رہیے جب تک شعر درست نہ ہو جائے۔" اس پر شاعر صاحب بے حد خفیف ہوئے اور مائک چھوڑ دیا۔

آج کل مشاعروں میں تین قسم کے کامیاب شعراء کو ادبی و مالی ترقی نصیب ہے۔ اول وہ شعراء جن کا ترنم اچھا ہو اور گانے کے آتار چڑھاؤ سے قدرے واقف ہوں۔ دوئم وہ شاعرات جو حسین ہونے کے علاوہ خوش الحانی میں بھی فارغ التحصیل ہوں اور فقرے بازی کے ہنر سے واقفیت رکھتی ہوں۔ سوئم وہ شعراء جو مزاح کے نام پر پھبتی، فقرہ بازی، پھکڑ پن اور ابتذال سے گریز نہ کریں۔ چونکہ ہم اس کسوٹی پر قطعی پورے نہیں اترتے اس لیے مشاعروں کے مقبول شعرا میں شمار نہیں ہوتے۔ البتہ ہم نے یہ نسخہ ضرور سیکھ لیا ہے کہ شعر اسٹیج پر براجمان شعراء یا پھر کسی سرکردہ شخصیت کو مخاطب کر کے پیش کر دیا جائے تو داد مل ہی جاتی ہے کیونکہ کم از کم اسٹیج کے شعراء کا تو یہ اخلاقی فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس ہاتھ داد دیں تو اس ہاتھ داد لیں گے ہی۔

اور کیا عرض کروں؟ باقی سب خیریت ہے۔ بھابھی کے لیے ایک عدد ساڑی اور بچوں کے لیے چند کھلونوں کا انشورڈ پارسل علیحدہ سے روانہ کر دیا گیا ہے۔ ملنے پر اطلاع بھیج دیجئے۔

فقط   داد کا بھوکا

جاہل دانا پوری

نقل برنی   (اردو مجلس دہلی سے نشر)
سکریٹری ادبی سنگم جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

اردو زبان و ادب نے ہمیشہ بھائی چارگی اور قومی ایکتا کے جذبات پیدا کرنے میں بے نظیر خدمات انجام دی ہیں۔ ہندوستان کے تمام مذاہب کے لوگوں کی متحدہ کاوشوں اور مشترکہ مذاق کے حسین امتزاج سے ہی اردو زبان کا وجود ہوا۔ جس طرح ایک لفظ اردو نے چار الگ الگ حروف کو متحد کر رکھا ہے اسی طرح اس زبان کے ادب نے ہندو مسلم سکھ عیسائی چاروں مذاہب کو پریم و محبت کے رشتہ میں باندھ کر اپنے سایہ میں ایکتا کے نقوش منور کیے ہیں۔ حب وطن اور قومی ایکتا ہم معنی الفاظ ہیں۔ ایکتا سے ہی وطن کی ترقی ہو سکتی ہے۔ قومی یکجہتی سے ہی ہندوستان کی آزادی اور سالمیت برقرار رہ سکتی ہے۔ اردو شاعروں نے اس حقیقت کو سمجھا ہے اسی لیے اپنے کلام میں ایسے تصورات کو جگہ دی ہے جن سے آپس میں محبت و دوستی بھائی چارگی اور حب الوطنی کو فروغ حاصل ہو۔ اردو اور ایکتا کو مترادف الفاظ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ دکنی شاعروں سے لے کر شمالی ہند یعنی ہندوستان کے اردو شعراء کے کلام میں رواداری، یگانگت احترام انسانیت کا اظہار مختلف رنگوں میں ملتا ہے جن سے قومی ایکتا و اتحاد کی روایات مستحکم ہوتی ہیں۔

نصرتی، نشاطی، مقیمی، سراج اورنگ آبادی، ولی دکنی، قلی قطب شاہ، اور عادل شاہ جیسے شعراء دکن نے

اردو شاعری

ہندو مسلمان میں کبھی فرق نہیں کیا۔ مثال کے طور پر عادل شاہ نے اپنے کلام میں شیو، پاربتی، اندر، لکشمی، گنیش وغیرہ ہندو اوتاروں اور بزرگوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ قلی قطب شاہ بھی بڑا انسان دوست تھا چنانچہ ڈاکٹر زور لکھتے ہیں :۔

" قلی قطب شاہ نے سال میں چودہ ایسی تقریبیں مقرر کر دی تھیں جو پوری سلطنت میں خاص اہتمام اور شوق سے منائی جاتی تھیں...... دیوالی میں تو وہ جی کھول کر چراغوں اور آتشبازیوں کے کھیل میں مشغول ہو جاتا تھا۔"

شعرائے دکن میں ولی ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں ان کی شاعری اخوت و مساوات کا ایک اچھا نمونہ اور گنگا جمنی حسن کا آئینہ ہے۔ ولی نے ہندوستان کی مذہبی قومی تہذیبی اور تاریخی روایات ہی کو اپنی شاعری میں قائم نہیں رکھا بلکہ ہندوستانی دریاؤں پھلوں پھولوں اور دوسرے مذاہب کے تیرتھ استھانوں کا بھی فراخدلی سے ذکر کیا ہے جس سے ولی کی وسیع النظری اور حب الوطنی نمایاں ہے انھوں نے بنس، کاشی، گوپی، ارجن، لچھمن، رام وغیرہ الفاظ کثرت سے استعمال کیے ہیں۔ کہتے ہیں ؎

کوچۂ یار عین کاسی ہے
جوگیٔ دل وہاں کا باسی ہے

میں ایکتا کا تصوّر

نواب حسین خاں نظامی

شمالی ہند کے قدیم شاعروں جیسے فائز، حاتم، آبرو، مضمون اور ناجی وغیرہ کے کلام میں بھی باہمی یگانگت اور انسان دوستی کے نمونے ملتے ہیں مثال کے طور پر فائز کا پنگھٹ، جوگن میلہ حاتم کا حقہ اور قہوہ قابل ذکر ہیں جس میں ہندوستانی فضا کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔

ان شاعروں کے علاوہ میر، درد، سودا، سوز قائم وغیرہ نے بھی اپنے کلام میں ہندوستانی تہذیب کی مرقعہ کشی کے ساتھ انسان دوستی اور اتحاد و اتفاق کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کیا ہے، چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔ سودا کہتے ہیں ؎

توڑ کر بت خانہ کو مسجد بنا کے تو نے شیخ
برہمن کے دل کی بھی کچھ فکر ہے تعمیر کا

میر کا شعر دیکھئے ؎

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو اس نے تو
قشقہ کھینچا، دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

آبرو کا شعر ہے ؎

کوئی تسبیح اور زنار کے جھگڑے میں مت بولو
یہ دونوں ایک ہی ہیں اور ان کے بیچ رشتہ ہے

اردو کے مسلمان شاعروں نے اگر ایک طرف ہندو دیوتاؤں اور تیرتھ استھانوں کا ذکر کیا ہے تو دوسری طرف ہندو شعراء نے بھی خدا، رسول اور بزرگان دین کی شان میں نظمیں لکھی ہیں۔ اس قدر پرخلوص جذبات اور سچی عقیدت ان نظموں سے عیاں ہے کہ جیسے ان ہی کے مذہب سے متعلق ہوں۔ ایسے شاعروں میں نظیر اکبرآبادی سرفہرست نظر آتے ہیں انھوں نے باہمی محبت کی عظمت مدنظر رکھ کر انسانیت کی بھلائی کو سب سے بڑی عبادت سمجھا ہے۔ نظیر اکبرآبادی ایک قوم پرست اور محب وطن ہیں انھیں ہندوستان کے دریا پہاڑ مناظر بلکہ وطن کا ذرہ ذرہ عزیز ہے۔ وہ ہر مذہب کے دیوانے ہیں انھیں ہندو معاشرت کا اتنا ہی علم ہے جتنا کہ مسلم معاشرت کا۔ وہ مسجد کا ذکر کرتے ہیں تو مندر کو بھی یاد رکھتے ہیں چنانچہ ایک طرف اگر عید، شب برات، حضرت علی، حضرت شیخ سلیم چشتی جیسی نظمیں لکھی ہیں تو دوسری طرف نانک شاہ گرو، راکھی، دیوالی، ہولی، جنم کنہیا جی، بانسری، بلدیو جی کا میلہ وغیرہ ایسی نظمیں ہیں جو ان کی دیگر مذاہب سے ارادت کی ایک درخشاں مثال ہیں ان کی نظموں سے عوام دوستی وسیع النظری اور وسعت علمی نمایاں ہیں۔ مثال کے لیے ان کی نظم جنم کنہیا جی قابل ذکر ہے۔ اس میں شری کرشن جی کی پیدائش کا بھرپور منظر قلمبند کرتے ہوئے ان ریت رواجوں کا بھی بیان ہے جو ہندو گھرانوں اور ان کی خانگی زندگی میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے ؎

سب ناری آئیں گوکل کی اور پاس پڑوسن آ بیٹھیں
کچھ ڈھول مجیرے لاتی تھیں کچھ گیت بجا کے گاتی تھیں
کچھ ہر دم مکھ اس بالک کا بلہاری ہو کر دیکھ رہیں
کچھ تھال بنیری کے رکھتیں کچھ سونٹھ سٹھورا کرتی تھیں
کچھ کہتی تھیں ہم بیٹھے ہیں نیگ آج کے دن کا لینے کو
کچھ کہتیں ہم تو آئے ہیں آنند بدھاوا دینے کو

اسی طرح نانک شاہ گرو میں ہر لفظ سے ان کی عقیدت ظاہر ہے جس سے ان کی وسعت نظر اور بے تعصبی ثابت ہوتی ہے۔ مثال دیکھئے ؎

ہیں کہتے نانک شاہ جنھیں وہ پورے ہیں آگاہ گرو
وہ کامل رہبر ہیں جگ میں یوں روشن جیسے ماہ گرو
مقصود، مراد، امید، سبھی بر لاتے ہیں دلخواہ گرو
نت لطف و کرم سے کرتے ہیں ہم لوگوں کا نرباہ گرو
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

نظیر نے ان تمام موضوعات میں پوری طرح ڈوب کر لکھا ہے۔ ان کی نظم حمد بھی ایکتا کی ایک مثال ہے جس میں انھوں نے خدا کے ان تمام صفاتی ناموں کا ذکر کیا ہے جو ہندوستان کے دیگر مذاہب میں استعمال کیے جاتے ہیں۔

نظیر اکبرآبادی کے علاوہ میر حسن، رنگین، بیدار، میر سوز، مصحفی، ناسخ، آتش، دیا شنکر نسیم، غالب، محسن وغیرہ بھی وہ قلمکار ہیں جن کی فکر و نظر نے اردو شاعری میں ایکتا کے چراغ روشن کیے ہیں چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔ ناسخ کہتے ہیں ؎

اے شیخ دگر مسجد و زنار توڑیئے
پر دل کسی بشر کا نہ زنہار توڑیئے

آتش کا بھی عقیدہ ہے کہ پریم کا دھاگہ ٹوٹنے کے بعد پھر جوڑا نہیں جا سکتا اس لیے کہتے ہیں ؎

بت خانہ کھود ڈالیے مسجد کو ڈھائیے
دل کو نہ توڑیئے یہ خدا کا مقام ہے

کون چھینے بت کو تو نے برہمن کے دل کو کون
اینٹ کی خاطر کوئی کافر ہی مسجد ڈھائے گا

غالب کا شعر ہے ؎

نہیں کچھ سبحہ و زنار کے پھندے میں گیرائی
وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمائش ہے

محسن کاکوروی نے جو اردو شاعری میں بحیثیت نعتیہ قصیدہ گو ممتاز ہیں، اپنے نعتیہ قصیدے میں بھی متھرا، برندابن، گوکل، کنھیا کا ذکر کر کے اپنی وسیع المشربی کا ثبوت دیا ہے۔

الطاف حسین حالی بھی ان شاعروں میں ہیں جنھوں نے ہندو مسلمان کو ایک دوسرے کی زندگی کا جز سمجھا ہے وہ انسان دوستی اور میل محبت کا درس دیتے ہیں ان کی قوم پرستی اور حب الوطنی نے قومی یک جہتی کے جذبات کو روشن کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اگر وہ دوسری قوموں کے ساتھ مفاہمت اور رقابت کا جذبہ اپنے اندر پیدا نہ کر سکے۔ وطن کی محبت ان کے ایمان کا جز ہے۔ اپنی نظم حب وطن میں آریوں کی آمد، رام چندر جی کا بن باس، رسول پاک کی ہجرت، حضرت یوسف کی کنعان سے روانگی کا ذکر کر کے انھوں نے کشادہ ذہنی کا ثبوت دیا ہے۔ مناظرہ، تعصب و انصاف پھوٹ اور ایکے کا مناظرہ جیسی معرکۃ الآرا مثنویاں لکھ کر اتحاد و اتفاق کا سبق پڑھایا ہے۔

اکبر الٰہ آبادی، علامہ اقبال، سرور جہان آبادی، پنڈت برج نرائن چکبست، اسمٰعیل میرٹھی، ظفر علی خاں وغیرہ بھی ان شعرائے اردو میں ہیں جنھوں نے اخوت ایکتا بے بغضی اور حب الوطنی کی شمعیں منور کی ہیں۔

اکبر کہتے ہیں ؎

ہندو مسلم ایک ہیں دونوں
یعنی یہ دونوں ایشیائی ہیں
ہم وطن ہم زباں و ہم قسمت
کیوں نہ کہہ دوں کہ بھائی بھائی ہیں

علامہ اقبال کی شاعرانہ عظمت اور انسان دوستی مسلّم ہے۔ ان کا دل وطن کی محبت سے سرشار ہے۔ ان کی نظمیں سوامی رام تیرتھ، گرو نانک، ترانہ ہندی، ہندوستانی بچوں کا گیت، رام، نانک، تصویر درد وغیرہ اتحاد و اخوت، اور قومی یک جہتی کا نمونہ ہیں۔ رام چندر جی کی تعریف میں کہتے ہیں ؎

ہے رام کے وجود پہ ہندوستاں کو ناز
اہل نظر سمجھتے ہیں اس کو امام ہند

ان شعراء کے علاوہ ایک طویل فہرست ابھی ان شعرائے اردو کی باقی ہے جنھوں نے قومی ایکتا، بے بغضی، وسیع النظری اور بھائی چارگی کی تابناک شعاعوں سے شعری روایات کو روشن کیا ہے ان میں صفی لکھنوی، مضطر خیرآبادی اور سیماب اکبرآبادی، اثر لکھنوی، افسر میرٹھی، شیام موہن لال جگر بریلوی، حسرت موہانی، تلوک چند محروم، فراق گورکھپوری، آنند نرائن ملا، ساغر نظامی، کیفی اعظمی، سردار جعفری، جگن ناتھ آزاد، مخمور جالندھری، شاذ تمکنت، گوپی ناتھ امن، کرشن بہاری نور، ندا فاضلی، سلام مچھلی شہری، کرشن موہن، بشیر بدر اور وسیم بریلوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان شاعروں کے کلام سے روشن ہوتا ہے کہ اردو شعری سرمایہ دوستی اخوت انسانیت رواداری بے بغضی اور قومی ایکتا کے پھولوں سے کس قدر مالامال ہے۔

(رامپور سے نشر)

نواب حسین خاں نظامی شعبۂ اردو، بریلی کالج، بریلی

اڑیسہ

ڈاکٹر کرامت علی کرامت

صوبۂ اڑیسہ جسے ہندوستان کے گوشے گوشے میں "جگن ناتھ دھام" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے پورب میں خلیج بنگال سے، اتر میں بہار و بنگال سے پچھم میں مدھیہ پردیش سے دکھن میں آندھرا پردیش سے گھرا ہوا ہے۔ اسی لیے اڑیسہ کی تہذیب و ثقافت کو شمال و جنوب کی تہذیبی سنگم کا نتیجہ کہا جا سکتا ہے۔ جگن ناتھ جی دراصل سورا قبیلے کے دیوتا تھے، لیکن انھیں وشنو، رام، کرشن اور بدھ کا اوتار قرار دیا گیا۔ دراصل بارہویں صدی میں راجہ چوڑگنگ دیو نے اپنے پیرومرشد راما نوج کی ہدایت پر پوری میں جگن ناتھ جی کا مندر بنایا جو بالآخر اڑیسہ کی تہذیب و ثقافت کا مرکزی نقطہ بن گیا۔ سنت شری چیتنیہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام یہیں گزارے۔ یہیں "پنچ سکھا" گروہ کے شاعروں نے بھکتی اور پریم کے راگ الاپے۔ سال بیگ جیسے مسلمان شاعر نے بھی جگن ناتھ جی کی مدح سرائی میں متعدد اڑیا نظمیں کہیں جو اڑیسہ کے ہندو عوام میں اب بھی مقبول ہیں۔ سال میں ایک بار "رتھ یاترا" کی تقریب منائی جاتی ہے جس میں جگن ناتھ جی رتھ پر بیٹھ کر عوام کے سامنے نمودار ہوتے ہیں۔

"رتھ یاترا" کا تہوار دراصل ہندوستان کا ایک اہم تہوار ہے۔ جس میں ہر سال ہندوستان کے مختلف علاقوں سے لاکھوں لوگ شریک ہوتے ہیں۔ غرضیکہ کوئی اگر یہ پوچھے کہ ہندوستان کی تہذیب و ثقافت کو اڑیسہ کی سب سے بڑی دین کیا ہے تو مختصر الفاظ میں اس کا جواب "جگن ناتھ کلچر" ہوگا۔

"جگن ناتھ کلچر" کا آغاز تو بارہویں صدی سے ہوتا ہے۔ لیکن اڑیسہ کی تہذیبی و ثقافتی روایت اس سے کہیں پرانی ہے۔ رام چندر جی نے جس "دنڈ کارنیہ" میں بن باس لیا تھا، وہ اڑیسہ کے جنوبی علاقے میں واقع ہے۔ اس زمانے میں اڑیسہ کو اوڈر، آتکل اور کلنگا، ان تینوں ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ کوروکشیتر کی جنگ کے زمانے میں کلنگا ایک خود مختار ملک تھا اور اس کے شاہی خاندان میں دریودھن کی شادی ہوئی تھی۔ کوروکشیتر کی جنگ میں کلنگا کے راجہ شرو تایدھ نے چھ ہزار رتھ اور دس ہزار ہاتھی لے کر دریودھن کی حمایت میں جنگ کی تھی۔ لیکن وہ اور ان کے تین بیٹے اس جنگ میں کام آئے۔ کلنگا کا پہلا جین حکمراں کرکنڈ تھا جو جین مذہب کے تیئیسویں پیشوا پارشوناتھ کا شاگرد تھا۔ کھاربیل کے زمانے کے ہاتھی گپھا کے کتبے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہاویر نے اودے گری کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اپنے جین مذہب کی تبلیغ کی تھی۔ گوتم بدھ کبھی اڑیسہ آئے نہیں تھے لیکن تپسو اور بھلک نامی اڑیسہ کے دو تاجروں نے تجارت کی غرض سے راج گیر جاتے ہوئے مہاتما بدھ سے بیعت کی تھی اور گیان حاصل کیا تھا۔ ان لوگوں نے اڑیسہ میں بدھ مت کی تبلیغ کی۔

پانچویں اور چوتھی صدی قبل مسیح میں اڑیسہ نے بحری تجارت میں کافی ترقی کی تھی۔ اور اڑیسہ کے تاجروں نے سری لنکا، برما، جاوا، سماترا وغیرہ سے تجارتی رابطہ قائم کیا تھا۔ اسی کی یاد میں ہر سال کارتک پورنیما کی شب کو کٹک میں "بالی جاترا" نامی میلہ منعقد ہوتا ہے اور اڑیسہ کے ہر علاقے میں کاغذ کی ناؤ پانی میں بہائی جاتی ہے۔ اس طرح "بالی یاترا" اڑیسہ کا ایک قومی تہوار ہے۔

چوتھی صدی قبل مسیح کے وسط میں کلنگا کی حکومت نے معاشی اور اقتصادی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی۔ اس سے موریہ سلطنت کو خطرہ لاحق ہو گیا اور اشوک کو کلنگا کے خلاف اعلان جنگ کرنا پڑا۔ کلنگا کے مجاہدوں نے بڑی دلیری سے جان کی قربانیاں دیں۔ اس منظر کو دیکھ کر اشوک کا دل پگھل گیا اور انھوں نے تشدد کو چھوڑ کر بدھ مت اختیار کر لیا۔ انھوں نے سارے عالم میں بدھ مذہب کی تبلیغ کے لیے مشن قائم کئے۔ اس طرح بدھ مذہب ہندوستان سے باہر نکل کر ایک عالمی مذہب بن گیا۔

پہلی صدی قبل مسیح میں کلنگا کو پھر سے آزادی حاصل ہوئی۔ کھاربیل کا شمار اس عہد کے عظیم ترین حکمرانوں میں ہوتا ہے۔ بھنیشور پال گروہ کی کھدائی کے وقت اس زمانے کے جنگی اسلحے ملے ہیں۔ اس زمانے میں فن رقص و سرود اور دیگر فنون لطیفہ کو کافی فروغ حاصل ہوا تھا۔

ساتویں صدی عیسوی میں مہاراجہ ششانک نے ایکا نامی مقام پر "تری بھوبنیشور" مندر بنایا۔ بعد میں اس جگہ کا نام "بھوبنیشور" پڑ گیا۔ بارھویں صدی عیسوی میں چوڑگنگ دیو نے پوری میں جگن ناتھ جی کا مندر بنایا۔ اس طرح اڑیسہ کی تہذیب و ثقافت کا مرکز بھوبنیشور سے پوری کو منتقل ہو گیا۔ اسی زمانے میں تعمیر شدہ کونارک کا مندر صناعی اور کاریگری کی بہترین مثال پیش کرتا ہے۔

فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں مسلمان جاجپور تک پہنچ گئے۔ شہنشاہ اکبر نے اڑیسہ کے آخری راجہ مکند دیو کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ غرضیکہ اڑیسہ میں مسلمانوں کے دور حکومت سے پہلے ہی مسلمانوں کی آمد و رفت جاری ہو گئی۔ اس طرح اڑیسہ کی تہذیب و ثقافت پر مسلم تہذیب و ثقافت کا گہرا اثر پڑا۔

اڑیسہ نے ہر دور میں ملک کی تہذیبی رفتار کا ساتھ دیا ہے۔ یہاں کے ویر سریندر سائے اور بخشی جگ بندھو کا نام تانتیا ٹوپے اور جھانسی کی رانی کے پہلو بہ پہلو لیا جاتا ہے۔ "لال، بال، پال" ان تینوں میں سے بال کا تعلق کٹک سے تھا۔ نیتاجی سبھاش چندر بوس کی جائے پیدائش کٹک ہے اور یہیں کی تہذیب و ثقافت سے ان کی ذہنی نشو و نما ہوئی۔ گاندھی جی کی رہنمائی میں جن لوگوں نے جذبۂ حب الوطنی سے سرشار ہو کر جنگ آزادی میں عملی حصہ لیا ان میں گوپ بندھو داس، نیل کنٹھ داس، گوداوریش، مہاپاترو وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آزادی کے بعد اڑیسہ کے لوگوں کی ثقافتی اور معاشی حالت میں کافی ترقی ہوئی ہے۔ شاعر کالی چرن پٹنایک کی کوششوں سے اڑیسی رقص اور اڑیسی سنگیت کو دوبارہ زندہ کیا گیا۔ اڑیسہ کے گاؤں گاؤں میں بجلی پہنچائی جانے لگی ہے۔ ہیراکود کے باندھ کی وجہ سے آبپاشی کی سہولتیں بڑھ گئی ہیں۔ لوہے کا پتھر پارادیپ بندرگاہ کے ذریعہ جاپان اور دیگر بیرونی ممالک کو بھیجا جاتا ہے۔ کوراپوٹ میں مگ ہوائی جہاز کا اور راورکیلا میں اسٹیل کا کارخانہ قائم ہے۔ ان سب کے باوجود مجموعی طور پر اب بھی یہاں کے لوگوں کی اکثریت غربت کی لکیر کے نیچے ہے۔

یہاں پانچ یونیورسٹیاں ہونے کے باوجود تعلیمی اعتبار سے یہ صوبہ اب بھی بہت پیچھے ہے۔ اڑیسہ کے فطری وسائل (مثلاً ندی، جنگل، کان وغیرہ) بہت زیادہ ہیں۔ ابھی حال میں گوپال پور کی ریت سے یورینیم کا سراغ ملا ہے۔ ساحلی علاقوں میں پٹرول کے ملنے کے آثار بھی نظر آتے ہیں۔ جس تیز رفتاری سے اڑیسہ معاشی اور اقتصادی طور پر آگے بڑھ رہا ہے، اس کے پیش نظر یہ بجا طور پر امید کی جا سکتی ہے کہ مستقبل قریب میں یہ صوبہ دوسرے ترقی یافتہ صوبوں کا ہم پلہ ہو جائے گا۔

(کلکتہ سے نشر)

افسانہ

خالی برتن

ظہیر کیفی امروہوی

باندرہ برج کے پتھریلے ڈھلوان کے مغربی حصے میں بے شمار جھونپڑ پٹیاں، میدان جنگ میں مشرقی لاشوں کی طرح نظر آرہی تھیں۔ ان میں رہنے بسنے والے انسان ہی تھے اگر ان میں جانوروں کو بھی باندھا جاتا تو وہ بھی یہاں تعفن اور حبس کی وجہ سے بدکتے۔ مگر انسان بغیر کسی احتجاج کے برسوں سے ان میں رہتے تھے۔

عبداللہ ایک کروڑ پتی سیٹھ کا ڈرائیور تھا لیکن وہ بھی اپنے مختصر سے کنبے کے ساتھ یہاں رہتا تھا۔ پانچ سال پہلے اس نے یہ جھونپڑی پانچ سو روپے پگڑی دے کر خریدی تھی، دس مربع میٹر میں بنی ہوئی یہ جھونپڑی جا بجا زنگ خوردہ ٹین کے ٹکڑوں اور مسخ شدہ پلاسٹک سے مڑھی ہوئی کسی کوڑھی انسان کے بدن کی طرح نظر آتی تھی۔ عبداللہ شادی شدہ تھا۔ اس کی بیوی زہرہ اور دو چھوٹے چھوٹے بچوں کے علاوہ ایک کنواری بہن خورشید بھی اس جھونپڑی میں رہتی تھی۔ عبداللہ کے والدین بہت عرصہ پہلے مر کھپ چکے تھے۔ وہ گجرات کا رہنے والا تھا۔ اس نے شادی وہیں کی تھی۔ بمبئی میں پچھلے دس سال سے رہ رہا تھا۔ پانچ سال اس نے فٹ پاتھ پر سو کر گزارے تھے۔ اسی لئے اب وہ اس جھونپڑی کو پاکر سمجھتا تھا جیسے اس کی گرفت میں بمبئی کا تاج محل آگیا ہو۔

عبداللہ صبح سویرے پانچ بجے سو کر اٹھتا، خود چائے بناتا باسی روٹی کھاتا اور سوئی ہوئی زہرہ اور بچوں پر ایک نظر ڈالتا ہوا باندرہ اسٹیشن پر لوکل پکڑنے کے لئے دوڑ پڑتا۔ اسے میوزیم کے علاقے میں پہونچنا ہوتا تھا۔ رات میں بارہ بجے کے بعد اپنی ڈیوٹی پوری کر کے جھونپڑی میں واپس آتا تھا۔ زہرہ اور بچے اس وقت بھی سوتے ہوئے ملتے۔ کبھی کبھی کسی خاص ضرورت کے تحت وہ زہرہ کو جگاتا تو زہرہ جھنجلا کر پوچھتی کیا ہے؟۔ میں دن بھر کام کرتے کرتے تھک گئی ہوں۔ کیوں حیران کرتے ہو۔۔۔؟"

عبداللہ بھی اگر تھکن سے زیادہ نڈھال ہوتا تو کچھ سوچ کر سو جاتا۔ ورنہ وہ زبردستی زہرہ کے بدن پر اپنا ہاتھ اس طرح بڑھاتا جیسے لیٹر بکس میں خط ڈالنا چاہتا ہو۔۔۔!

اس طرح کا سلسلہ تقریباً پانچ سال سے چلتا رہا تھا پھر ایک کے بعد دوسرے بچے کی پیدائش نے بھی اس کے اس معمول میں کوئی فرق نہ ڈالا، بس ہر سال جب زہرہ زچگی کے دردوں سے بے حال ہوتی تو عبداللہ کو پتہ چلتا کہ خط پہنچ چکا ہے۔ اس کو جواب مل جاتا۔ زہرہ اسی جھونپڑی میں کراہتے ہوئے اور چیختے ہوئے نئے وجود کو جنم دے دیتی۔ خورشید کنواری لڑکی ہونے کے باوجود چار و ناچار زہرہ کی زچگی میں اس کی مدد کرتی۔ وہ بیس سال کی ایک دبلی پتلی لڑکی تھی۔ اس کے ذہن اور جذبات میں کیا تھا اس کی بھی عبداللہ کو خبر نہ تھی۔ کیونکہ عبداللہ کی تو ساری زندگی صبح سے رات تک روزی روٹی کے چکر میں سوتی جاگتی اور اونگھتی رہی تھی۔ اور وہ اپنے روزمرہ کی زندگی سے جٹا ہوا زندگی کی گاڑی دوڑاتا رہا تھا۔

مگر ایک دن —— اچانک جب اسے پتہ چلا کہ زہرہ کی طرح اس کی کنواری بہن خورشید بھی زچگی کے دردوں سے بے حال رات بھر چیختی چلاتی ہوئی اس کی نیند حرام کر رہی ہے تو وہ چکرا کر رہ گیا۔ اس نے زہرہ سے اس اچانک طوفان کے بابت پوچھا۔ خورشید کی چیخ و پکار اور عبداللہ کی غصیلی حالت سے بے خبر، زہرہ بہت ہی بے نیازی سے بولی! "کوئی خاص بات نہیں —— اپنی خورشید بھی ماشاء اللہ ماں بننے والی ہے ——!" "ہیں کیسے ——!" عبداللہ غصے میں بپھر گیا۔ اس نے جھونپڑی میں سے پردے پر نظر ڈالی، جس کے پاس خورشید بدستور کراہ رہی تھی۔ زہرہ نے عبداللہ کے چہرے پر بدستور غصے کی لہر دیکھی تو نرمی سے بولی ——!" خورشید نے شادی بنالی ہے —— ماہم میں جو سلیم رہتا ہے اس کے ساتھ میں ——" "ہیں —— کب۔۔۔۔ کیسے۔۔۔۔؟ عبداللہ نے چیخ کر پوچھا۔ " گئے سال۔۔۔!" زہرہ نے خورشید کی ابھرتی چیخوں کے درمیان کہا۔ اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی خورشید کو دلاسہ دینے پردے کے پیچھے چلی گئی۔ بچے سو رہے تھے۔ عبداللہ شرمندہ شرمندہ سا جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ کہ یہ سب کب اور کیسے ہوگیا۔۔؟؟ اور وہ ان سب واقعات سے بے خبر کیوں رہا؟۔

کچھ لمحے بعد زہرہ بھی جھونپڑی سے باہر نکل آئی اور عبداللہ کو متلاشی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اونچی اور فخریہ آواز میں بولی۔

" اجی سنتے ہو —— خورشید کے ماشاء اللہ لڑکی ہوئی ہے ——!"

عبداللہ ریلوے لائن عبور کر ہی رہا تھا کہ زہرہ کی سیٹی اور سریلی آواز نے اسے روک لیا۔ وہ پلٹ کر بیوی کے پاس آیا تو زہرہ نے چہکتے ہوئے پوچھا۔ کدھر جا رہے تھے ——!" عبداللہ چپ رہا، اور واپس جھگی میں آکر سو گیا اور اگلی صبح معمول کے مطابق اپنے کام پر چلا گیا۔

لیکن تمام دن عبداللہ بے حد الجھن اور پریشانی میں گھرا رہا۔

اسے رہ رہ کر زہرہ پر غصہ آرہا تھا اتنا بڑا کام اتنے چپکے سے کرا دے گی اور اسے خبر بھی نہ کرے گی۔ اس کا مطلب کہ وہ عبداللہ کو خاطر میں نہیں لاتی۔ خورشید کو وہ مورد الزام نہ سمجھتا تھا اس کی نظر میں وہ نادان لڑکی تھی۔ مگر زہرہ —— وہ تو پانچ بچوں کی ماں بن چکی تھی تو کیا یہ زہرہ کی جانی بوجھی حرکت ہے جو اسے ذلیل و خوار کر چکی تھی۔ کیا لالچ تھا جو زہرہ نے اس سے اتنی بڑی بات چھپا رکھی —— مگر جب عبداللہ نے اپنے آپ کو ٹٹولا تو اسے اپنی غلطی اور کمی صاف صاف نظر آنے لگی۔ اس نے ایسی نوکری کیوں کر رکھی ہے؟ جس میں کولہو کے بیل کی طرح اسے جتا رہنا پڑتا ہے اس کا اور بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے اس نے اپنی آزادی کو بیچ دیا ہے۔ اس کو ہفتہ واری چھٹی بھی نہیں ملتی تھی کیونکہ سیٹھ نے نوکری دینے سے پہلے ہی اس کے سامنے چھٹی نہ دینے کی بات رکھ دی تھی مجبوراً اس نے نوکری قبول کر لی تھی۔ دن بھر بمبئی کی معروف سڑکوں پر سیٹھ کی کار دوڑاتے پھرتا تھا۔ سڑکوں کے ہر ہر موڑ اور کراسنگ پر کبھی وہ موت کے منہ میں جانے سے خود کو بچاتا کبھی اوروں کو۔ پیٹ کا ایندھن بنا وہ جانور کی طرح زندگی گزارنے پر وہ مجبور تھا۔

اس طویل عرصے میں اس نے جو کچھ کمایا تھا وہ پیٹ کے تہہ خانے میں مقفل ہو چکا تھا اور یہ قفل روٹی کا ہتھوڑ ہر روز توڑتا اور بھوک کا چور سے چرا لے جاتا رہا تھا عبداللہ کے پاس تو تھکی سانسیں، نڈھال جسم، استخوانی چہرے کی شکنیں اور اس کی طرف دوڑتا بھاگتا آتا ہوا وقت سے پہلے ہی بڑھاپا لیکن یہ سب کچھ سوچنے کا اسے موقعہ ہی نہیں مل پاتا تھا۔

عبداللہ کا دل دن بھر کام میں نہیں لگا جیسے تیسے کر کے اس نے اپنی ڈیوٹی پوری کی اور دو تین جگہوں پر ایکسیڈنٹ کی معمولی وارداتیں کرنے کے بعد وہ آج خلاف معمول وقت سے پہلے ہی اپنے گھر اپنی جھونپڑی میں لوٹ آنا چاہتا تھا تاکہ وہ زہرہ سے خورشید کے سلسلے میں مزید بات چیت کر سکے۔!

چرچ گیٹ سے عبداللہ لوکل ٹرین میں بیٹھتا ہی

چاہتا تھا کہ ایک ادھیڑ عمر کی عورت نے عبداللہ کو روک لیا اور پھر کہنے لگی "کدھر جانا ہے ۔ ۔ ۔؟" "اپنے گھر ـــــ!" عبداللہ نے کڑوے لہجے میں جواب دیا۔ مگر نہ جانے کیوں اس عورت کے شکنوں بھرے چہرے کے میک اپ کی ابھری تہوں پر مسکراہٹ جاگ پڑی ۔ ـــــ!" میرے ساتھ چلو گے!"

اس نے بہت ہی نرمی اور آہستگی سے پوچھا۔ "کیوں ـــــ؟" عبداللہ نے حماقت سے پوچھا۔ اور پھر خود ہی سوچنے لگا آخر اس عورت کے ساتھ میں جانے میں حرج ہی کیا ہے! آج کچھ لمحے اسی عورت کے ساتھ گزارے جائیں وہ کبھی کبھی، ایسے لمحے گزارنے کا متمنی اور متلاشی تھا۔

عورت نے دھیمے لہجے میں اسے سمجھایا۔ "یہ میں وہیں چل کر بتاؤں گی ـــــ" اور پھر اس نے عبداللہ کا ہاتھ تھام لیا۔ اور وہ دونوں چپ چاپ اسٹیشن سے باہر ایک ٹیکسی کی جانب بڑھے۔ چند لمحے بعد وہ عورت اسے اپنے فلیٹ میں لے گئی۔ فلیٹ میں دو مسہریاں بچھی تھیں جن پر بے داغ چادریں اور تکئے بچھے تھے۔ نیلی روشنی کمرے میں تیر رہی تھی۔ عبداللہ بغیر کسی تکلف کے ایک مسہری پر دراز ہو گیا، عورت نے عبداللہ کے الجھے بالوں کو سنوارتے ہوئے پوچھا۔

"شادی بنائی کہ نہیں ـــــ؟"

"نہیں ـــــ"

"کیوں ـــــ؟" اس عورت نے لیٹر بکس میں خط ڈالنے والے انداز میں ہاتھ بڑھایا۔ عبداللہ بالکل چپ چاپ اس کی ہر حرکت کو نظر انداز کئے اگلے حادثے کا منتظر رہا۔ اگلے لمحے وہ عورت اس سے چمٹ گئی مگر اب عبداللہ نے احتجاج کرنا شروع کر دیا تھا اسی لئے اس نے اس عورت سے کہا: "مجھے دو سو روپے چاہئیں ـــــ!"

"مل جائیں گے ـــــ پن ـــــ؟" عورت نے عبداللہ کو تاکتے ہوئے کہا۔

"پن کیا ـــــ" عبداللہ اس عورت کی نگاہوں سے سراسیمہ ہو کر بولا۔ عورت نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "تھوڑی دیر میں ـــــ" عبداللہ کا احتجاج دردِ زہ کے بعد بے ہوشی کی طرح نذر ہو گیا۔ اسے نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کس طرح اور کیسے اپنی جھونپڑی تک پہونچا تھا۔!

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو نو بج رہے تھے۔ اس نے ایک طویل عرصے کے بعد زہرہ کے چہرے کو دن کی روشنی میں دیکھا تھا۔ زہرہ اب بھی حسین عورت لگتی تھی۔ اسے رات کے حادثے پر خود بخود ندامت ہوتی اسی لئے وہ زہرہ سے اپنی نگاہیں ملانے میں الجھن اور شرمندگی محسوس کر رہا تھا۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کا دھیان نوکری اور ڈیوٹی کی جانب پلٹا۔ زہرہ نے پوچھا۔ "آج کام پر نہیں جانا ہے کیا؟ کیا بات ہے؟ میں نے تمہیں کئی بار جگایا لگتا تھا جیسے نشے میں بڑبڑا رہے ہو، وہ کون عورت ہے جسے تم گالیاں دے رہے تھے اور مجھے بھی ـــــ!"

عبداللہ کو کچھ بھی یاد نہ رہا تھا۔ اگر کچھ یاد تھا تو صرف وہ ادھیڑ عورت، اس کا بے باکانہ انداز! اس نے زہرہ کو مطمئن کیا: "کوئی خاص بات نہیں، کل کا دن سالا بڑا منحوس تھا کئی بار مرتے مرتے بچا ـــــ!"

زہرہ نے بھی کوئی کرید نہ کی، اور چپ چاپ اسے چائے دینے لگی۔ بچے بھی جاگ چکے تھے اور اب وہ جھونپڑی کے باہر کھیل رہے تھے جھونپڑی کے باہر کا شور عبداللہ کے لئے بالکل نیا تھا۔ ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے وہ یہاں پانچ سال سے نہیں رہ رہا بلکہ کسی قبر میں رہتا تھا اس نے زہرہ سے کہا۔

"آج اپن رضا بنانے گا ـــــ اکھا دن تمہارے ساتھ رہے گا ـــــ پن تم یہ تو بتاؤ زہرہ، خورشید کا گھر والا ادھر آتا ہے کہ نہیں ـــــ؟"

زہرہ اٹھلاتے ہوئے فخریہ لہجے میں بولی۔ "وہ روز لوم آتا ہے ـــــ پن آٹھ بجے رات میں ـــــ" عبداللہ نے شکست خوردہ انداز میں پوچھا۔ "پن یہ سب کیسے، اور کب سے چل رہا تھا ـــــ؟!"

"یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے؟" زہرہ نے ایسی نظروں سے شوہر کو دیکھا جیسے اس نے بالکل احمقانہ سی بات اس سے پوچھی ہے۔ وہ اٹھلاتے ہوئے بتانے لگی۔ "خورشید اور سلیم بہت ٹائم سے آنکھ مٹکا کرتے تھے۔ پھر انھوں نے اپنی مرضی سے شادی بنا لی ـــــ"

عبداللہ کو یہ جان کر اور غصہ آیا۔ چیخ کر بولا "معلوم ہوتا ہے تم نے خورشید کو اس سے ملنے دیا ہوگا اس کی شادی بھی تم نے ہی کرائی ہوگی ـــ تاکہ تمہارے سر سے یہ بلا ٹلے، پن آج بھی سوار ہے، کیا سلیم کا کوئی گھر بار نہیں ہے؟!"

زہرہ نے دانشمندانہ شاطر عورت کی طرح جواب دیا "نہیں اس کا کوئی ٹھور ٹھکانہ نہیں، تین سو روپیہ خرچ کے لئے مجھے دیتا ہے ہر مہینے!"

"کیا ـــــ؟" عبداللہ یہ سن کر بھنا گیا، اس نے زہرہ کے گال پر ایک طمانچہ دے مارا۔ اور پھر غراتے ہوئے بولا۔ "سالی بھڑولی ـــــ میری بہن کی دلالی کرتی تھی کیا ـــــ؟"

"ہاں ـــــ ہاں ـــــ!" زہرہ بھی ناگن کی طرح بپھر گئی۔ عبداللہ بے حد غصے میں تھا لیکن وہ زہرہ کے اس نئے انداز اور دو ٹوک وزنی جواب سے خاموش ہو گیا۔ اور چپ چاپ جھونپڑی سے باہر نکل گیا ـــــ!

تمام دن عبداللہ نے اس عورت کو چرچ گیٹ بمبئے سنٹرل، گرانٹ روڈ، مہالکشمی، دادر، باندرے، اندھیری تک تلاش کیا، وی ٹی سے بھی لوکل پکڑ لی اور بائیکلہ پر بھی ڈھونڈا، مگر وہ اسے کہیں نہیں مل سکی تھی۔ مجبوراً اس نے پھر اپنی جھونپڑی میں پلٹ جانے کی بات سوچی کیونکہ رات کے نو بجے تھکا ہارا، رنجور و ملول، غم و غصہ کے جذبات سے مشتعل اور منتشر عبداللہ جب اپنی جھونپڑی میں داخل ہوا تو غصہ سے اس کے تن بدن میں جیسے آگ سی لگ گئی ـــــ!

اس نے دیکھا ـــــ زہرہ ـــــ اس کی بیوی ـــــ سلیم کے ساتھ چمٹی ہوئی لیٹی تھی۔ خورشید کا پتہ نہ تھا۔ یہ دل شکن منظر دیکھ کر اس کا دماغ ماؤف سا ہو گیا۔ اسے محسوس ہوا

(آگے ص ۸۱ پر)

افسانہ

داؤں

انہیں ادھر محسوس ہونے لگا ہے۔ جیسے ان کی زندگی اچانک کسی ٹھہراؤ کا شکار ہو گئی ہو۔ عدم پیش رفت اور خالی پن کی یہ صورتحال ان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ آخر کچھ تو ایسا ہونا ہی چاہیئے جس کی خاطر آدمی جینے کی خواہش کرے۔ جب وہ بچے تھے تو لڑکپن اور اس کے بعد جوانی کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے جیتے رہے۔ پھر ان کے بیاہ کے بعد دو لڑکیاں پیدا ہو گئیں تو انہیں پالنے پوسنے اور پھر کہیں ڈھنگ سے ان کے ہاتھ پیلے کر دینے کے لیے زندہ رہے۔ اب ان کا بیاہ کیے تو تین چار برس ہونے کو آتے۔ کیا رہ گیا اب ان کے کرنے کے لئے؟ تقریباً چار سوا چار بیگھہ زمین بچ گئی ہے۔ اس سے دو آدمی کے لئے سال بھر کا اناج بڑی آسانی سے نکل آتا ہے۔ زندگی کٹ ہی رہی ہے۔ لیکن آخر کار یہ سوال اٹھتا ہی ہے کہ یہ سب کیوں کیا جائے؟ صرف جینے کے لئے جینا ـــــ انہیں سخت نفرت ہے اس سے۔

یہی تو فرق ہے ان میں اور ان کی بیوی میں۔ وقت سے پہلے بوڑھی ہو چکی ہے۔ چہرے پر لکیریں اتنی پکی اور گہری ہو چکی ہیں جیسے سوکھے کھیت میں پڑی درازیں۔ لیکن انکی بیوی کو ان سب باتوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ ایکدم تڑکے جاگ جائے گی ـــــ چپکے سے۔ جانوروں کو سانی چارا دینا، ان کے گوبر موت کی صفائی کرنا اور اسی طرح کے تمام کام خود نمٹا لیگی۔ پھر ان کے پاس بیٹھ دھیرے دھیرے انکے پاؤں دابنے لگے گی۔ تھوڑی دیر یونہی کٹ جانے کے بعد ان کے کانوں میں سرگوشی کرتی ہوئی بولنے لگی ـــــ بوڑھو، اے بوڑھو! اٹھو صبح ہو چکی ہے۔ جاؤ، دیکھو تمہیں کتنے سارے کام کرنے ہیں۔

جن دنوں کھیتوں میں کافی کام رہے گا اور وہ شام کو تھکے ہارے لوٹیں گے، وہ تیل پانی کے ساتھ تیار رہے گی اور پھر ان کے جسم کی اس طرح مالش کرے گی، پٹھوں کو اینٹھا اینٹھ کر اس ڈھنگ سے دبانے گی کہ ان کی ساری تکان

عقیل قیس

ہوا ہو جائے گی۔ پورے بدن میں جیسے نئی طاقت، نئی پھرتی بھر جائے گی۔ اور اس کے بعد وہ ان تمام چیزوں کے نام گنائے گی۔ جو انہیں کھانے میں خوب مرغوب ہیں اور بولے گی —— چلو کھانا کھالو۔ وقت پر کھانا بہت ضروری ہے اور بڑھاپے میں تو اور بھی زیادہ! وہ اکثر سوچتے رہتے ہیں کہ اتنے سارے کام وہ کیوں کرتی ہے —— ؟ محض کھانے اور سونے کے لئے ہی نا!

ایسا بھی نہیں کہ وہ جینے کی خواہش ہی کھو چکے ہیں۔ انہیں تو بس بے عمل زندگی سے چڑھ ہے۔ اور ابھی انہیں ہوا بھی کیا ہے۔؟ لمبے قد کا کسرتی بدن اور اس پر بھرا بھرا چہرہ ان کی شخصیت کی اپنی الگ ہی کشش ہے پورے گاؤں میں۔ چہرے پر توانائی کی وہ رونق بستی ہے جو آج کل کے بیس برس کے نوجوان کو میسر نہیں ہوتی۔ اس پر بھی انکی بیوی ہمیشہ بوڑھو۔ بوڑھو کہہ کر چڑھاتی رہتی ہے ان کو۔ انہیں اکثر اپنی عمر کا دھیان دلاتی رہتی ہے۔ بال سنوارنے کے لئے ہاتھ میں آئینہ لئے ذرا سی دیر ہوگی بس پیچھے سے ٹوک دے گی —— اب بس بھی کرو جی۔ آئینہ جھانکنے کا وقت گیا تمہارا۔ کھیت کھلیان کا کام پورا کر تھوڑا اللہ میاں کو بھی یاد کر لیا کرو۔

اور انہیں غصہ آجاتا۔ بیوی کی اس قسم کی باتیں انہیں کبھی پسند نہیں آئیں۔ بلکہ اس سے ان کے دل میں نفرت کا ایسا مواد جمع ہو گیا ہے جسے ہٹا پانا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ تیس پینتیس برس کی لمبی ازدواجی زندگی میں پہلی دفعہ انہیں ایسا محسوس ہونے لگا ہے۔ سلگتے ہوتے غصے کے لمحات میں کبھی کبھی تو انہیں لگتا ہے جیسے خود پر اختیار ہی کھو بیٹھیں گے۔ ادھر وہ غصے سے جلتے رہیں گے، ادھر وہ دانت نکال کھی کھی کھی کرتی رہے گی۔ آخر کیا کریں وہ؟

بجلی تڑخنے کی آواز نے انہیں چونکا دیا۔ اور تب انہیں احساس ہوا کہ ہوا نے تھوڑی سی رفتار پکڑ لی ہے۔ پورا آسمان کالے بادلوں سے اٹا پڑا تھا۔ وہ گاؤں کی سمت تیز قدموں سے لپکے لیکن گاؤں کے نزدیک پہونچتے پہونچتے بارش نے آلیا۔ پانی کے ساتھ اچانک چھوٹے چھوٹے پتھر بھی گرنے لگے تو وہ گھبراتے جان بچانے کے لئے وہ نعیمن کے دروازے پر چلے گئے۔ وہ اتفاق سے دروازے میں ہی بیٹھی مل گئی۔ انہیں دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیر آئی۔ بولی —— آؤ قدرت آج تمہیں میرے یہاں کھینچ لاتی ہے۔ منے کے باپ کے مرنے کے بعد شاید پہلی بار آئے ہونا؟۔

وہ شرمندہ ہونے لگے۔ اس عورت کے تئیں شروع سے ہی ان کے دل میں تعریف کے جذبات رہے ہیں۔ انکی بیوی بھی نعیمن کو مانتی رہی ہے۔ بے چاری کا شوہر تین چار سال قبل سانپ کے کاٹنے سے مر گیا تھا۔ تب نعیمن کی عمر ہی کیا رہی ہوگی —— یہی کوئی چھبیس ستائیس برس۔ جب رجوا اسے بیاہ کر لایا تھا، جس نے بھی اسے دیکھا رجو کی قسمت سے جل اٹھا تھا —— ہے تو فقیر مگر گھر میں خوشبو سمیٹ لایا ہے۔ محلوں کی!

سچ خوشبو ہی تو تھی وہ۔ درمیانہ قد اور بھرا بھرا متناسب جسم۔ صبح کی دھوپ کا سا کھلتا ہوا رنگ۔ سیاہ گھنیری زلفوں کے درمیان تیکھے ناک نقش۔ اس کے شوہر کی موت کے بعد گاؤں کے کئی منچلے اس کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ مگر نعیمن نے انہیں گھاس تک نہیں ڈالی تھی۔ اس کے شوہر نے اپنے پیچھے ایک بچہ اور تین چھوٹے چھوٹے کمروں والا یہ گھر چھوڑا تھا۔ نعیمن نے خود کو انہیں کے نذر کر دیا تھا۔ وہ گاؤں میں گھر گھر گھومتی اور دھان، گیہوں مانگ لاتی۔ انہیں شب و روز ایک کر کے ڈھینکی جاتے سے کوٹتی پیستی۔ اور اس طرح جو آمدنی ہوتی اس سے اپنا اور بچے کا پیٹ پالتی۔

دروازے پر کھڑے کھڑے دیر ہو گئی اور پانی بدستور برستا رہا تو انھوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا —— اندر آنے کے لئے بھی نہیں پوچھو گی نعیمن؟

—— نا بابا نا۔ گاؤں والوں نے تمہیں اندر گھس کر بیٹھے دیکھ لیا تو غضب ہو جائے گا۔ بڑی باتیں نکلیں گی جی! وہ بولی۔

—— ایسا بھی کیا؟ جمال میاں بوڑھا ہو گیا ہے۔ گاؤں والے نہیں جانتے کیا؟ انہیں باتوں کو آگے بڑھانے میں دلچسپی نظر آنے لگی۔

—— تم اور بوڑھے! کون بیوقوف کہتا ہے ایسا؟ اللہ قسم! جس شخص کو تمہاری صحیح عمر کا پتہ نہ ہو اور وہ تمہیں چالیس سے زیادہ بتا دے تو میرا نام بدل دینا۔

—— اچھا! وہ مصنوعی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بولے۔ اندر ہی اندر انہیں اس گفتگو سے بے انتہا خوشی کا احساس ہو رہا تھا۔

—— میں آتی ہوں ذرا۔ وہ اٹھ کر اندر چلی گئی۔ یہ دیکھو، ایک عورت یہ بھی ہے —— وہ سوچنے لگے میرے متعلق کتنا صحیح نظریہ ہے اس کا! سچ مچ ابھی ہوا ہی کیا ہے مجھے؟ جوان ہوں، جوان کی طرح جیوں گا۔ انہیں اپنے دل میں نعیمن کے تئیں چاہت کی کلیاں چٹخنے کا احساس ہوا۔

نعیمن واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں کچھ ٹھیکوے تھے —— لو، اتنے عرصے کے بعد میرے گھر آئے ہو۔ کچھ کھا لو۔

ٹھیکوے لیتے ہوئے انہوں نے نظریں جو اوپر اٹھائیں تو آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی۔ نعیمن کا آنچل چھاتی سے ڈھلک آیا تھا اور یہ دیکھ کر ان کی نگاہیں کہیں اندر تک جا سکنے کی امید سی پالنے لگی تھیں۔

—— توبہ! انہوں نے سوچا —— شہروں کا فیشن زدہ ادھ کھلا پن دیہاتوں میں غریبی کا سہارا لیکر رینگ آیا ہے وہ اس کے خوبصورت ابھاروں کو للچائی ہوئی نظروں سے گھورے جا رہے تھے —— اور کم بخت یہ دل! وہ سوچنے لگے یہ کیسا بیس برس کے ناتجربہ کار لونڈے کی طرح اچھلا پڑ رہا ہے جیسے سینہ چھید کر باہر آ گرے گا۔

نعیمن جیسے ان کے اندر کے طوفان کو تاڑ گئی۔ اور خود کو سمیٹنے لگی۔

ایک دن وہ جیسے بالکل نشے میں مست ہو کر گھر لوٹے جینے کی ایک نئی تمنا ان کے دل میں پیدا ہو چکی تھی۔ پھر تو وہ اپنی بیوی سے اور کٹتے گئے۔ اس کے بعد نعیمن سے وہ جب بھی ملتے ان کا دل اس کی باتوں کے نشے میں ڈوبنے لگتا۔ اور وہ خود کو ایک دم بے قابو ہوتا محسوس کرتے۔ ادھر نعیمن ان سے جس ڈھنگ سے مخاطب ہوتی وہ انہیں اندر ہی اندر گھائل کر جاتا۔

ایک دن وہ تنہا گھر میں بیٹھے بیڑی پھونک رہے تھے کہ تھیلے میں آٹا لیئے نعیمن آنگن میں داخل ہوئی۔ ان کا دل اچھل کر ان کے منہ میں آگیا —— کیا ہے؟ انھوں نے پوچھا۔

—— آٹا ہے۔ آپا نہیں ہے گھر میں کیا؟

—— لاؤ، رکھ دو یہاں پر۔ انھوں نے جان بوجھ کر اس کے سوال کا جواب نہیں دیا۔

ایک لمحے کو ان کو لگا جیسے وہ تذبذب میں پڑ گئی ہو۔ لیکن پھر تھیلے کے ساتھ آگے بڑھ آئی۔ وہ اب اسے متواتر تاکے جا رہے تھے۔

تھیلا رکھ کر وہ مڑنے کو ہوئی تو وہ کھنکھار کر بولے —— سنو —— کیا ہے؟ لمحہ بھر کے لئے رک کر ان کی طرف دیکھا اس نے پھر چلنے کو ہوئی —— نہیں بھائی، تم نے دھوکے سے بلا لیا ورنہ........

ایک بجلی سی ان کے جسم میں لپکی اور اچک کر انہوں نے نعیمن کا ہاتھ پکڑ لیا۔ انہوں نے غور کیا کہ ان کے ہاتھوں میں لرزش سما گئی ہے۔ جیسے زندگی میں پہلی مرتبہ انہوں نے کسی عورت کا ہاتھ تھاما ہو۔

—— اک... ایسے نہیں۔ نعیمن نے ان کے ہاتھ جھٹک دیئے —— ایک میان میں دو تلواریں کیسے رکھو گے؟ ہاں میرے لئے جگہ بناؤ تو کچھ بات بنے! وہ بے باکی سے مسکراتی ہوئی بولی۔ اور لپک کر دہلیز کے باہر ہو لی۔

ایک دم ٹھگے سے رہ گئے وہ۔ تھوڑی دیر تک ان کے دل میں پشیمانی کا احساس کچوکے لگاتا رہا۔ اندر کچھ جل رہا ہو ایسا احساس ہوا۔ نعیمن اب ان کا مقصد بن گئی تھی۔

دروازے پر انہوں نے دستک دی۔ اور زور سے پکارا ——— نعیمن! لہجہ میں حق جتانے کا عنصر نمایاں تھا۔

——— کون ہے؟ اندر سے آواز آئی۔

——— میں ہوں جمال۔ دروازہ کھولنا۔

کواڑ کھلے تو وہ ایک دم اندر گھس گئے۔ نعیمن گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ اس کی بھنویں سوال بن گئی تھیں۔

——— وہ ——— وہ میں یہ کہنے آیا تھا کہ ... کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے۔ تم اپنا وعدہ یاد ......

——— کیا ...؟ تم نے آپا کو طلاق دے دی۔

حیرت و استعجاب سے اس کا منہ پھٹا رہ گیا۔

——— ہاں۔ تمہیں پانے کے لئے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں نعیمن! انہوں نے آواز میں استحکام بھرتے ہوئے کہا۔

نعیمن چند لمحات حیرت و استعجاب کی مورت بنی یوں ہی کھڑی رہی پھر جب اس کو ہوش آیا تو بولی۔ ابھائی نا، تم جب آپا سی عورت کو اتنی آسانی سے چھوڑ سکتے ہو تو پھر میرا کیا بساط۔ میں تم سے کسی قیمت پر نکاح نہیں کر سکتی۔

جمال میاں کچھ بول نہیں پاتے۔ ٹھہری ٹھہری آنکھوں سے نعیمن کو صرف دیکھتے رہے۔ (ایڈیٹر سے لسٹر)

عقیل قیس

قوس اردو لائبریری حمزہ پور، شیرگھاٹی۔ گیا، ۸۲۴۲۱۱

بقیہ: خالی برتن

جیسے کوئی برقی قوت بجلی کے میٹر کی طرح ایک زبردست دھماکے کی طرح بھبھک اٹھی ہے لیکن اگلے ہی لمحے راکھ کے ڈھیر میں بدل گئی ہے۔ جیسے بیوقت کسی نے بندوق سے فائر کر دیئے ہیں اور وہ اس کے دماغ سے ٹکراتے ہوں۔ بڑی دقت سے وہ اپنے دماغی توازن کو سنبھال سکا اور پھر بہت سوچ کر اپنی جھونپڑی سے باہر نکل آیا ———"

اس نے سوچا وہ زہرہ اور سلیم دونوں کا قتل کر دے گا ———!

مگر اس سے کیا حاصل ہوگا ———؟ کیا وہ ان بچوں کو بھی قتل کر سکے گا جو زہرہ اس کے نام سے اپنے بطن سے پیدا کرتی رہی اور جو سلیم اور اس کے کارناموں، کی نشانیاں ہو کر بھی اس کے نام سے ہی منسوب رہے ہیں۔

اسے آج پہلی بار احساس ہوا کہ وہ اب تک زندہ رہنے کے لئے محض روٹی کے پیچھے بھاگتا رہا۔ مگر وہ اس کے ہاتھ نہیں آسکی تھی۔ گرم توے پر روٹی اس کی پکائی ہوئی نہیں تھی۔ بلکہ سلیم کے خمیر سے پھولی اور پکائی ہوئی تھی۔ اس کا وجود تو محض ایک خالی برتن کی طرح تھا جو اپنی کھنک بھی کھو چکا تھا ———!

(اردو مجلس آکاشوانی دلّی سے نشر)

افسانہ

سوال زندگی کا

ستیش بترہ

پانچ سال ——— پانچ طویل سال جس کا پل پل کوشلیا اس کے بیٹوں اور بہوؤں پر بھاری رہا تھا! اس دوران گھر جنت سے دوزخ بن کر رہ گیا تھا! کہتے ہیں بیماری اور فوجداری دشمن کے گھر بھی نہ آئے! یہ خاندان کیا پشتوں تک کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔

پانچ سال پہلے یہ کوشلیا اور رگھو نندن کا سکھی پریوار تھا۔ رگھو نندن کو لڑکے اور بہوئیں کیا، چھوٹا سا پوتا بھی اپنی توتلی زبان میں بابوجی کہہ کر پکارتا۔ تیس پینتیس سال کی نوکری کے بعد بابوجی ریٹائر ہو چکے تھے۔ بڑا لڑکا اندر بینک میں نوکر تھا وہ اور اس کی بیوی ساوتری بھی ان دونوں کا بڑا خیال رکھتے چھوٹا لڑکا تیج ایک مشہور میڈیکل فرم کا نمائندہ تھا اسے نوکری کے سلسلے میں اکثر لمبے لمبے دوروں پر رہنا پڑتا۔ اس کی شادی بھی تو ایک امیر گھرانے میں ہوئی تھی۔ یہ درست تھا کہ اس کی بیوی سنگیتا گھر کی ہر چیز پر ناک بھوں سکوڑتی لیکن وہ کوشلیا اور بابوجی کا واجبی احترام کرتی۔ اس کا زیادہ وقت اپنے کمرے میں ناول پڑھنے یا بنتے سنورتے گزرتا۔ ان دونوں کی شادی ہوئے کچھ زیادہ وقت نہ گزرا تھا اور کوشلیا کا خیال تھا کہ وہ کچھ وقت بعد گھر میں گھل مل جائے گی۔ اب بھی وہ کبھی کبھی موڈ ہونے پر کوشلیا اور ساوتری کے پاس آبیٹھتی اور چھوٹے موٹے کاموں میں ہاتھ بٹا دیتی گھر میں سبھی اچھا خاصہ کما رہے تھے اور گھر کا گزر بڑی اچھی طرح سے ہو جاتا۔

گھر کی رونق اندر اور ساوتری کے بیٹے بیٹی سے تھی۔ سات سال کی لمبی شادی کے بعد اس کا جنم ہوا تھا اور اس کے آتے ہی گھر میں بہار آگئی تھی۔ وہ دن بھر گھٹنوں کے بل گھسٹتا، اس کمرے سے اس کمرے میں، اس گود سے اس گود میں کلکاریاں مارتا، خود ہنستا، دوسروں کو ہنساتا، منتقل ہوتا رہتا وہ سبھی کا لاڈلا تھا لیکن دادا دادی تو اس پر جان چھڑکتے۔ اس کا زیادہ وقت انہی کے کمرے میں گزرتا۔ کبھی وہ بے تکلفی سے اس کے بستروں میں آکر چھپ جاتا۔ کبھی ان کی انگلی پکڑے انہیں گھر میں گھماتا پھرتا۔ اگر وہ گھر میں دکھائی نہ دیتا تو اس کا دادا دادی کے کمرے سے برآمد ہونا تو طے تھا۔ وقت ہنستے کھیلتے گزر رہا تھا۔

اور پھر اچانک بابوجی پر فالج کا حملہ ہوا۔ ڈاکٹر بلایا گیا۔ اس نے بڑے غور سے ان کا معائنہ کیا۔ مختلف حصوں کو گدگدایا، جگہ جگہ چٹکیاں لیں۔ ان کا دایاں حصہ بالکل بے حس ہو کر رہ گیا تھا۔ ڈاکٹر نے کہا۔

فالج نے ان کے بائیں حصے کو مکمل طور سے اپنی گرفت میں جکڑ لیا ہے! احتیاط بہت لازم ہے! ایسا نہ ہو کہ اس کا اثر ان کے دماغ پر بھی پڑے! آپ یہ دوائیاں منگوا لیجئے" اس نے اپنے پیڈ پر دوائیاں لکھ دیں اور ان کے استعمال کے بارے میں ہدایتیں دینے لگا۔

جاتے بار فیس لے کر اس نے ڈاکٹروں کی روایتی تسلی دیتے ہوئے کہا "فکر کی کوئی بات نہیں۔ صرف احتیاط لازمی ہے!" بابو کی بیماری نے گھر میں ہر کسی کو چوکنا کر دیا۔ کوشلیا بڑے انہماک سے ان کی تیمارداری میں جٹ گئی۔ ساوتری بابوجی کی ہر ضرورت کو فوقیت دینے لگی۔ کھانا پینا، دوائی دارو گھڑی کی پابندی کے ساتھ ہونے لگا۔ تیج صاحب جب دورے سے لوٹتا تو سارا دن بابوجی کے پاس بیٹھا رہتا۔ اندر بھی صبح جاتے ہوئے اور شام کو دفتر سے لوٹتے ہی بابوجی کے پاس باقاعدگی سے رکتا۔ منٹو تو دادا کے پاس آکر ان کا دل بہلاتا اور تو اور سنگیتا بھی دن میں دو چار بار بابوجی کی حاضری دینے لگی تھی۔ بابوجی کو جب کبھی باتھ روم جانا ہوتا تو انہیں تھامنے اور پکڑ کر لے جانے کے لئے سبھی بھاگتے۔

بابوجی اب کم بولنے لگے تھے۔ جب کبھی بنٹی بابوجی کے بستر کے پاس جا کھڑا ہوتا تو ان کی نگاہیں اس کے بھولے بھالے چہرے کو دیر تک نہارتی رہتیں۔ وہ ہمت کر کے اپنا دایاں ہاتھ اس کے سر پر پھیرتے، اس کے چہرے کو سہلاتے اور اس کی پیٹھ تھپتھپاتے۔ بنٹی بھی خاموش ان کی طرف تکتا رہتا۔ جیسے ان دونوں میں ایک خاموش رشتہ قائم ہو چکا تھا جس میں ایک دوسرے کی دلجوئی اور ڈھارس دینے کے لئے بہت کچھ تھا!

کچھ مہینوں بعد بابوجی کے قدم اور بھی لڑکھڑانے لگے۔ ڈاکٹر پھر بلائے گئے۔ یہ تو خیر تھی کہ اپنے پیشے کی وجہ سے تیج کی ڈاکٹروں کے ساتھ خاصی پہچان تھی۔ کچھ ڈاکٹر تو اپنی فیس بھی نہیں لیتے تھے اور لیتے بھی تو بہت معمولی۔ دوائیاں اکثر مفت مل جاتیں یا بہت ہی رعایتی دروں پر۔ لیکن بابوجی کی صحت دن بدن گرتی چلی جا رہی تھی۔ اب وہ باتھ روم تک جانے کے لئے معذور تھے۔ گھر میں بیڈ پین اور پیشاب کروانے کے لئے صراحی دار برتن آ چکے تھے۔ میز پر بڑھتی ہوئی دوائیاں تیج کے رسوخ کی نشاندہی زیادہ کرتیں اور بابوجی کی بیماری کے افاقے کی کم۔

اندر کا معمول اب دفتر کو جاتے آتے معمولی سی حاضری دینے پر موقوف رہ گیا تھا۔ ساوتری کو بھی اب ادھر ادھر کام زیادہ سوجھنے لگے تھے۔ تیج اب پھر معمول کی طرح لمبے لمبے دوروں پر رہنے لگا تھا۔ سنگیتا اب پڑوس کی ہم عمر سہیلیوں اور اپنے ناولوں میں کچھ زیادہ ہی مصروف رہنے لگی تھی۔ کوشلیا اب بھی سارا دن بابوجی کے پاس بیٹھی رہتی۔ بابوجی کی نگاہیں تمام دن چھت کی سفیدی میں کچھ ڈھونڈا کرتیں جبکہ کوشلیا کو اس سفیدی میں کچھ بھی نظر نہ آتا۔ بنٹی اب بھی ان کے بستر کے پاس آ کھڑا ہوتا لیکن بابوجی کی نگاہیں بنٹی کی طرف بہت کم اٹھتیں۔ بنٹی اس صورت حال کو سمجھ نہ پاتا۔ ان کی نگاہیں اپنی طرف متوجہ نہ پا کر اس کی تشفی نہ ہوتی۔ اب وہ ماں اور دادی سے پوچھنے لگا تھا: "بابوجی کو کیا ہو گیا ہے؟"

شروع شروع میں تو بابوجی کے کپڑے باقی لوگوں کے کپڑوں کی طرح ملازمہ دھویا کرتی تھی۔ لیکن اب وہ ان کے گندے آلودہ کپڑوں کو ہاتھ تک نہ لگاتی۔ اب کوشلیا کے لئے ان کپڑوں کو خود دھونے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ جہاں پہلے لڑکے اور بہوئیں اس کا ہر کام میں ہاتھ بٹا دیا کرتی تھیں، اب کوشلیا کو محسوس ہونے لگا۔ جیسے وہ اکیلی رہتی جا رہی ہو! بابوجی کی بیماری اب باقی لوگوں کے لئے ایک معمول بن کر رہ گئی تھی!

ایک دن تو بابوجی کی حالت بالکل غیر ہو گئی تھی ان کا سانس بے قاعدگی سے آنے لگا۔ فوراً ڈاکٹر بلایا گیا۔ اتفاق سے تیج گھر میں ہی موجود تھا۔ اندر بھی بینک سے آ گیا۔ ڈاکٹر نے بابوجی کو جلد از جلد ہسپتال جانے کا مشورہ دیا۔ پڑوس کی ایک کار میں بابوجی کو ڈال کر ہسپتال پہونچایا گیا جہاں انہیں فوراً آکسیجن دی گئی۔ ان کا دوسرا حصہ بھی مفلوج ہو چکا تھا۔ آکسیجن دیر سے ملنے کی وجہ سے ان کے خلیئے دماغی پر اثر پڑا تھا اور اب ان کے ہلنے جلنے، بولنے تک کی طاقت ضائع ہو چکی تھی۔ ڈاکٹروں نے مسلسل انہیں کسی نرسنگ ہوم میں رکھنے کا مشورہ دیا۔ اگرچہ انہیں بھی مسلسل طبی امداد کی ضرورت تھی لیکن ہسپتال کی سہولتیں دیگر مریضوں کے لئے زیادہ سود مند تھیں۔

اب سوال نرسنگ ہوم کے بھاری اخراجات کا تھا کوشلیا کی لاچار نظروں نے اندر اور تیج کی طرف دیکھا۔ انہوں نے ماں کو یقین دلایا کہ پیسے سے زیادہ بابوجی کی زندگی قیمتی تھی لیکن آٹھ دس روز ہی نرسنگ ہوم میں رہنے کے بعد انہیں احساس ہوا کہ وہ دونوں یہ مالی بوجھ اٹھانے کے قابل نہ تھے۔ حالانکہ تیج کے ذاتی رسوخ کی وجہ سے انہیں نرسنگ ہوم کا نصف خرچا ہی دینا پڑ رہا تھا۔ ڈاکٹروں سے پھر مشورہ ہوا اور انہوں نے مریض کو گھر جانے کی اجازت دے دی۔ چونکہ مریض صرف آکسیجن پر ہی زندہ تھا۔ گھر میں آکسیجن کے استعمال کے لئے نرسوں کا اہتمام بھی ضروری تھا۔

بابوجی آکسیجن کے سیلنڈروں سمیت گھر لائے گئے۔ نلکیوں کے جال میں گھرے، وہ ایک زندہ لاش بن کر رہ گئے تھے ان کے جسم میں تحلیل شدہ خوراک پہونچتی رہتی اور آکسیجن کی بدولت سانس چلتا رہتا۔ نرسیں صبح شام آتیں، ڈیوٹی دے کر چلی جاتیں۔ اخراجات کا میٹر اگر آتنی تیزی سے تو نہیں چل رہا تھا لیکن پھر بھی اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ گھر والوں نے کم عرصہ میں ہی سیلنڈر بدلنے کی ترکیب اور تیمارداری کے مطلوبہ فرائض سمجھ لئے لیکن پھر بھی ایک نرس کا ہونا بہت ضروری تھا۔

بابوجی کی حالت میں سدھار کا سوال تو پیدا ہی نہ ہوتا تھا لیکن سوال تھا آخر کب تک؟ ڈاکٹر انہیں انسانی فرائض کی تعلیم کے لئے کہتے۔ کیا معلوم کوئی ایسی دوا ایجاد ہو جائے یا کوئی ایسا علاج نکل آئے جو ان مریضوں کے لئے مسیحائی پیغام لے آئے وہ روز ڈاکٹروں سے پوچھتے تازہ میڈیکل جرنل کھنگالتے جاتے۔ کبھی کوئی ڈاکٹر کسی نئی دوا کا مشورہ دیتا تو ایک نئی امید کے ساتھ ان دوائیوں کا استعمال کیا جاتا لیکن بابوجی کی حالت میں کوئی نمایاں فرق نہ پڑتا۔

سیلنڈر، دوائیوں، دیکھ بھال اور نرس کا خرچ گھر کی سالوں سال کی بچت کو چاٹ گیا تھا۔ بینک میں کام کرنے کی وجہ سے باقاعدہ حساب کتاب کی حس کے مارے، اندر کا جی ڈوبتا رہتا۔ اس کا ذہن زندگی کے نفع نقصان کے بارے میں سوچتا رہتا۔ ایسی زندگی سے کیا فائدہ؟ اور پھر آخر کب تک! اندر کبھی کبھی سوال کر بیٹھتا۔

مرنا جینا تو بھگوان کے ہاتھ میں ہے! شاید ان کے زندہ رہنے میں ہی کوئی اچھائی کا پہلو ہوگا! کوشلیا کہتی۔

"اچھائی کا پہلو؟ سوائے یہ گھر کی ہر چیز بک جائے! ہم سب کنگال ہو جائیں!" اندر کہتا۔

ایسا ہی وقت تو آزمائش کا ہوتا ہے۔ کوشلیا کہتی! لیکن پھر وہ دل میں سوچتی۔ نہ جانے ان سب کو کس پچھلے جنم کی سزا مل رہی ہے! وہ خود بھی حالات اور زندگی سے لڑتے جھوجھتے تھک کر چور ہو گئی تھی!

گھر میں ایسی کہانی بھی دہرائے جانے لگیں جن میں ایسی حالت میں پڑے ہوئے بے سدھ لوگ سالوں جیتے ہیں دراصل مسلسل لیٹے رہنے کی وجہ سے ان کی ضروریات بھی تو نہ کے برابر رہ جاتی ہیں جس کی وجہ سے زندگی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ آخر اس کا حل کیا تھا؟

کوشلیا بیٹھی بیٹھی بابوجی کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہتی۔ بابوجی نلکیوں کے جنگل میں گھرے تھے۔ یہ خوراک کی نلی تھی اور یہ آکسیجن کی۔ اگر بابوجی کو خوراک نہ ملے تو! شاید وہ اور بھی کمزور ہو جائیں گے۔ وہ پہلے ہی ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گئے تھے! اور اگر انہیں آکسیجن نہ ملے تو . . . . وہ سوچ سوچ کر لرز جاتی!

مریض اور بستر کا رشتہ بھی کتنا غیر معمولی ہے! یوں تو بستر ہی ان گنی چنی چیزوں میں ہے جو جنم سے مرن تک انسان کا ساتھ دیتا ہے۔ لیکن یہ چوبیسوں گھنٹے کا ناطہ! کیا بابوجی خود نہ اس سے اکتا گئے ہوں گے؟ رام جانے ان کے من کے بھیتر کتنی کشمکش، کتنی بے چینی ہوگی!

وہ دل ہی دل میں دعا مانگنے لگی ہائے بھگوان! اب ان کی آزمائش کا وقت ختم کر۔ انہیں اب زندگی سے موکش دلا دے!" گھر کے ماحول پر اداسی کی پرتیں جم گئیں تھیں۔ منہ سے اگر آواز بھی نکلتی تو بے جان، سرگوشی بن کر! گھر پر جیسے موت کے سایوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ ایسے ماحول میں کبھی کبھار گھر کی چار دیواری سے باہر بنٹی کی شوخ آواز سنائی دے جاتی لیکن دہلیز پار کرتے ہی اس کی آواز سہم جاتی۔ وہ اب بھی روزانہ بابوجی کو دیکھنے کمرے میں چلا آتا۔

"دادی جی! دادی جی! بابوجی میرے ساتھ کب کھیلیں گے؟"

"جب وہ اچھے ہو جائیں گے!" کوشلیا نے جواب دیا۔

"وہ کب اچھے ہو جائیں گے؟" ننھے سے دماغ نے سوال کیا۔

"جب ان کے منہ اور ناک سے یہ نلکیاں اتر جائیں گی!"

"اچھا!" وہ حیرت سے دادی کی طرف دیکھتا رہا۔

دادی پانی پینے کے لئے رسوئی چلی گئیں۔ لوٹیں تو دیکھا بابوجی کے منہ اور ناک سے نلکیاں الگ ہو کر جھول رہی تھیں اور بابوجی کی گردن ایک طرف لڑھک گئی تھی۔

ننھا بنٹی تالیاں بجا بجا کر دادی سے کہہ رہا تھا: "لو دادی! میں نے بابوجی کی نلکیاں اتار دی ہیں! اب وہ اچھے ہو جائیں گے! اچھے ہو جائیں گے۔"

کوشلیا کے لب ولہجہ حرکت کرتے کرتے رہ گئے! وہ ایک لمحہ کے لئے سوچنے لگی۔ آخر بنٹی نے ایسا کیوں کیا؟ اس کے ذہن میں اچانک یہ سوال ابھرا لیکن پھر اس نے اپنی سوچ پر مضبوطی سے تالا لگا دیا۔

کبھی کبھی جواب بھی تو سوال پر بھاری ہو جایا کرتے ہیں۔

(اردو سروس سے)

افسانہ

بے بی، آئی لو یو

رفیعہ منظور الامین

"بہت پیاری لگتی ہو تم آرتی؟" ـــــ میں نے پوچھا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا عمر ہے تمہاری؟"

"گیارہ سال آٹھ مہینے۔" گیارہ سالہ ماں نے اپنی ٹھوڑی پر سے بال ہٹاتے ہوئے کہا۔ اب تک میں نے بچپن کو بڑھاپے کا سہارا بنتے دیکھا تھا۔ بڑھاپے اور جوانی کو بچپن کا محافظ لیکن بچپن کو بچپن کا ذمہ دار بنتے ہوئے پہلی بار ہی دیکھا۔

یہ جینی بلیک آرتھر تھی ہوسٹن میں ہماری پڑوسن ربیکا اور باب کے بچے کی بے بی سٹر۔ بھرا بھرا بدن سرخی مائل بھورے بال اس کی آنکھیں ایسی تھیں جیسے کسی ناؤ میں منجدھار سما گیا ہو ـــــ باقی چہرے پر سکوت تھا وہ بہت کم مسکراتی تھی، ورنہ بچپن اور مسکراہٹ کا تو بہت گہرا ناطہ ہوتا ہے ـــــ وہ اپنا چھ مہینے کا بچہ اپنی ماں کے پاس چھوڑ کر سائیکل پر ربیکا کے بچے کی بے بی سٹنگ کے لئے آیا کرتی تھی اور جب شام میں ربیکا اور باب کام سے واپس لوٹتے تو وہ اپنے ڈالر مٹھی میں دبائے سائیکل پر واپس ہو جاتی۔ میں نے کئی بار سائیکل پر بیٹھنے سے پہلے اسے مل مل کر ڈالروں کو گنتے دیکھا تھا۔

جینی بلیک آرتھر ایک چھوٹی سی جانگیہ اور چولی نما ٹاپ پہنتی تھی ـــــ وہ کچھ نا بھی پہنتی تو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ خود اسکی معصومیت اس کا لباس تھی۔ ایک بار جب وہ دیر سے پہونچی تو ربیکا سے میں نے اس کے آرچی پر نظر رکھنے کی حامی بھر لی۔ آرچی بڑا پیارا تھا۔ چاکلیٹ دو، تو تھینک یو کہتا تھا ـــــ ہندوستان میں ماں باپ بچھاڑیں کھا جاتی ہیں، اپنی ناخلف اولاد سے کبھی بس یہی دو الفاظ کہلوانے کے لئے اور یہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اور اگر کبھی کوئی سپوت انگریزی کے یہ دو لفظ کہہ جائے تو ماؤں کا سینہ خوشی سے پھول جاتا ہے جیسے ان کا بیٹا جارج برنارڈ شا بن گیا۔

بہر حال کچھ دیر بعد جینی آگئی ـــــ دریچے سے میں نے دیکھا، وہ دیر سے آنے کی وجہ سے کچھ گھبرائی ہوئی تھی۔ اسی گھبراہٹ میں سائیکل کے ساتھ لگی ٹوکری بھی زمین پر آ رہی۔ مجھے اس کی گھبراہٹ پر ترس آیا۔ میں باہر نکل آئی اور ٹوکری سے گرے Dog Food کے پیکٹ اٹھانے میں اس کی مدد کر دی۔

ہر امریکن کتا پالتا ہے۔ اور یہاں کتے اتنے سمجھدار ہوتے ہیں کہ وہ دن دور نہیں جب یہ خود انسان پالا کریں۔ کتوں کے ہسپتال، کتوں کے ٹریننگ اسکول، کتوں کے ریسٹورانٹ ـــــ کتوں کی ضروریات کی دوکانیں اور کتوں کے کلب، لیکن یہ سب کچھ ہونے کے باوجود پھر بھی کتے بکتے ہیں جبکہ انسان نہیں بکتے، بس یہی فرق ہے، یہاں انسان اور کتے میں۔ غریب ملکوں میں چونکہ آدمی زیادہ بکتے ہیں اس لئے کتے کم خریدے جاتے ہیں۔

"تم نے کوئی کتا خریدا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں" ـــــ اس نے مختصر جواب دیا۔

"پھر یہ ڈاگ فوڈ کے پیکٹس کیا کرو گی؟"

"میں خود کھاؤں گی"

میرا تجسس شاید اسے برا لگا لیکن وہ سچ کہہ رہی تھی۔

"ڈاگ فوڈ سستا ملتا ہے" ـــــ پل بھر کو میری عقل کا فیوز اڑ گیا۔

"مگر تم تو لنچ یہیں کھاتی ہو ربیکا کے پاس!"

"صرف ایک بار کھانے سے ہی تو پیٹ نہیں بھرتا ـــــ بھوک لگتی ہے تو میں یہی کھا لیتی ہوں۔"

اس نے ایسی رسانی سے کہا جیسے کوئی عاشق کہے کہ نیند آتی ہے تو تارے گن لیتا ہوں۔

"اور تم نے کہا تھا کہ تم اپنی ماں کے ساتھ رہتی ہو؟" پیچیدہ باتیں یوں تو میری سمجھ میں کم آتی ہیں اور یہاں تو مسئلہ کئی زاویوں میں بنٹ رہا تھا۔

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر کیا وہ تمہیں کھانے کے لئے نہیں دیتی؟" میں نے بات کی تہہ کو پہونچنے کا بیڑا اٹھا لیا تھا۔ جب جینی کی ماں اس کے ناجائز بچے کی دیکھ بھال کر سکتی تھی تو کیا اپنی اولاد کا پیٹ نہیں بھر سکتی تھی جو اپنی بھوک مٹانے کے لئے کتوں کی غذا کھانے پر مجبور تھی۔

"ماں کے ساتھ رون رہتا ہے"

"رون کون؟"

"میری ماں کا بوائے فرینڈ۔ وہ میرا خرچہ برداشت کرنا نہیں چاہتا"

میں نے ربیکا کے کچن میں ہی اپنے اور جینی کے لئے چائے بنائی اور اس کی پلیٹ میں دو چار بسکٹ رکھ دیئے۔ اس کے بعد جینی سے مجھے کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ وہ اپنے آپ اپنی چھوٹی سی زندگی کے اسرار کھولتی گئی اور مجھے احساس ہوتا رہا کاش میں نے اس سے کچھ نہ پوچھا ہوتا۔

جینی جب آٹھ سال کی تھی تو اس کی ماں نے اپنے شوہر سے طلاق لے لی۔ ماں کے ساتھ جینی کی زندگی شاید صرف اس دوران ہی خوشگوار رہی ہو گی جب وہ اس کی کوکھ میں پل رہی تھی۔ جینی کی ماں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ رہنے لگی۔ کیونکہ بوائے فرینڈ کو اس کی ماں سے Love تھی Love کا اظہار یہاں صرف "آئی لو یو" کہنے سے ہو جاتا ہے۔ اور دو اجنبی ساتھ رہنے لگتے ہیں۔ ہماری طرح محبت کے آگ کے دریا پار نہیں کرتے۔ ہم خواہ مخواہ ایک حیوانی جذبے کو ملکوتی بنانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ محبت کے اس دریا میں دو کنارے ابھرتے ہیں۔ محبت کرنے والے دراصل یہ بھول جاتے ہیں کہ جب تک دو کنارے نہ ہوں۔ کوئی دریا بنتا ہی نہیں، وہ خواہ محبت کا دریا ہی کیوں نہ ہو۔ پھر ان دو کناروں کو ملانے کی تگ و دو شروع ہو جاتی ہے جو کبھی نہیں مل پاتے ـــــ فرق فرنگیوں میں اور ہم میں اتنا ہے کہ ان میں برداشت کی کمی ہے اور ہم اپنی ساری زندگی اسی برداشت کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ان کی دنیا فانی ہے۔ ہماری بھی فانی جبکہ ہم خواہ مخواہ اسے لافانی بنانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

جینی کی ماں نے دو بوائے فرینڈ بدلے جو وقت کے ساتھ اس سے اکتا کر چلے گئے۔ لیکن یہ تیسرا 'رون' اسے جونک کی طرح چپک گیا تھا۔ کیونکہ وہ دونوں Symbiosis یعنی امداد باہمی کے اصول پر چل رہے تھے۔ گھر کا مارٹ گیج جینی کی ماں کے نام تھا اور 'رون' دوسرے اخراجات میں ہاتھ بٹاتا تھا۔ ان تینوں کے علاوہ گھر میں ایک کتا وہسکی بھی تھا۔ جبڑا دری ـــــ غراتا ہوا، بدمزاج پڑوسیوں کو بھی اس بات سے شکایت تھی ـــــ یا پھر جینی کا چھ مہینے کا بے بی تھا۔ جسے وہ گھر میں چھوڑ کر بے بی سٹنگ کر لیا کرتی تھی۔ کام کے بغیر وہ نہیں رہ سکتی تھی۔ کیونکہ اسے اپنے بچے کی غذا خود ہی خریدنی پڑتی تھی۔

"تم گھر چھوڑ کر چلی کیوں نہیں جاتیں اپنے بچے کے ساتھ" میں نے رائے دینے کا پیدائشی حق اپنایا۔

"کہاں"؟

"اپنے بوائے فرینڈ کے پاس جس کا یہ بچہ ہے۔"

"بچہ 'رون' کا ہی ہے" ـــــ میں چکرا گئی۔

"وہ تو تمہاری ماں کا بوائے فرینڈ ہے"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو کیا اس نے تم سے کہا تھا۔ آئی لو یو"

"نہیں ـــــ ایک روز 'رون' اور ماں میں خوب جھگڑا ہوا"

"کیوں"

"مجھے پتہ نہیں، میں اپنی گڑیا کو نہلا رہی تھی"

"پھر کیا ہوا؟"

"ردن مجھے گھسیٹ کر لے گیا اور مجھے ماں کے سامنے ہی دھر لیا۔"

"اور تم —— تم چلائیں نہیں" —— میں نے اپنا کلیجہ پکڑنے کی کوشش کی۔ "نہیں میں ڈر گئی تھی۔ اس نے مجھے دو تھپڑ مارے تھے۔" "اور تمہاری ماں۔ اس نے تمہیں بچانے کی کوشش نہیں کی۔"

"نہیں —— وہ نشے میں تھی" —— اب مجھے بھوک نہیں ہے" —— جینی نے کچن پنکن میں دو چار بسکٹ باندھتے ہوئے کہا جنھیں اس نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا" پاک مریم سے آج کی جینی تک یہی سلسلہ چلا آرہا ہے۔

ماں کی ممتا کا دو پہر میں پھر دل چاہا کر دیکھ آؤں جینی اور رچی کیا کر رہے ہیں۔ کیونکہ صبح جینی کچھ نروس ہو رہی تھی کال بیل بجنے پر جینی نے دروازہ کھول دیا اور پھر واپس رچی کے پاس چلی گئی —— وہ اسے کھانا کھلا رہی تھی۔ میں کچھ دیر ٹھہری رہی —— جینی بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ "جلدی جانا ہے تمہیں"؟

"ہاں میرا بچہ، دست ہو رہے ہیں اسے۔"

"دانت نکل رہے ہوں گے تم پریشان کیوں ہوتی ہو —— میں نے دلاسہ دیا

"اچھا تم ایسا کرو، چلی جاؤ۔ میں رچی کو دیکھ لوں گی"

"مگر"۔۔۔ وہ ٹھٹکی —— میں سمجھ گئی اسے پیسوں کی فکر ہو رہی تھی۔" میں رنجیتا سے تمہیں پورے پیسے دلوا دوں گی" —— اور وہ تیر کی طرح نکل بھاگی۔ دوسرے دن ہی مجھے کیلی فورنیا جانا پڑا۔ دس دن بعد جب میں لوٹی تو دیکھا کہ رنجیتا کے پاس کوئی اور سیاہ فام ادھیڑ عورت بے بی سٹنگ کر رہی ہے۔

"تم نے جینی کو کیوں چلتا کر دیا" —— میں نے رنجیتا سے پوچھا۔

"میں نے نہیں چلتا کیا —— بیچاری نے خود ہی آنا بند کر دیا —— بڑی" ٹریجڈی" ہو گئی اس کے ساتھ۔"

"میں جانتی ہوں" —— میں جینی کی ٹریجڈی سے واقف تھی۔

"تم کیلی فورنیا چلی گئی تھیں۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ اس کے بچے کو گھر کے کتے نے ہی چیر پھاڑ دیا" میرے اوسان خطا ہو گئے۔

"تم چلی گئی تھیں۔ جب وہ دوسرے دن کام پر نہیں آئی، تو میں نے فون کیا" —— رنجیتا نے رچی کو کلیجے سے لگا کر کہا۔" وہ فون پر بہت رو رہی تھی اس نے بتایا کہ اس کا بچہ رو رہا تھا اور رینگتے ہوئے وہ کتے کے قریب پہونچ گیا۔ اور اس ظالم کتے نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

لیکن جینی کی کہانی یہاں ختم نہیں ہوئی تھی۔ اس نے ماں کا گھر چھوڑ دیا تھا —— دو دن پہلے اسے پولیس نے پکڑ لیا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنی ماں کے بوائے فرینڈ ردن کو مار ڈالا تھا۔ (سرینگر سے نشر)

آپ کی رائے

یکم جون کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ شخصیات شعر و ادب میں ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی کا مقالہ امتیاز علی تاج نہ صرف قابل تعریف ہے بلکہ قابل فکر ہے۔

ایم، اے اردو طالبعلموں کے لئے تو یہ ایک مکمل نوٹس ہی ہے۔

ایک چادر میلی سی کا 'منگل'۔ واقعی نقش چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی تبسم کا تصور غم" جو ادبی وقار لئے ہے کہ بس پوچھئے مت۔

ان تینوں مقالوں نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں ان تمام فن کاروں کو مبارکباد دیتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ اسی طرح ہم طالبعلموں کی رہنمائی کریں گے۔

جہاں تک ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی صاحب" امتیاز علی تاج میں لکھتے ہیں کہ اندر سبھا کو امانت نے اپنے ایک دوست کی فرمائش پر لکھا تھا اور ان کا نام ظاہر نہ ہو سکا۔ لیکن ایسی بات نہیں۔ ڈرامہ و اس کی ابتدا" و اصناف ادب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آغا حسین امانت لکھنوی نے اندر سبھا کی تصنیف ۱۲۶۵ء میں "واجد علی شاہ کے ہی ڈراموں کو مثلاً رادھا کنہیا۔ افسانہ عشق کو پیش نظر رکھ لکھا چونکہ یہ پہلا ڈرامہ اس غرض سے کہلایا کہ یہ پہلی بار عوام کے اسٹیج پر پیش کیا گیا —— یہ بات صدیقی صاحب اپنے مقالہ میں وضاحت سے نہ بیان کر سکے۔

محبوب عالم، دامن کوہ رانچی

پرچہ آواز اس مرتبہ بہت جلد موصول ہوا روز بروز پرچے میں خوبصورتی اور نکھار آرہا ہے یہ بھی قسمت کی بات ہے جو دوسرے پرچوں کو نصیب نہیں مجھے ہر ماہ شدت سے اس رسالہ کا انتظار رہتا ہے کیا ہی خوب کہا ہے کسی عربی ادیب نے (الانتظار اشد من الموت)۔

اس بار طرحی غزلیں بھی خوب ہیں ادریس مکرانی کا یہ مصرع بھی کیا خوب ہے "کہاں قرار میں لذت جو اضطراب میں ہے" سکون پا کے تو موج رواں بھی ٹوٹی ہے بلاشبہ اضطراب میں جو لذت ہے وہ قرار میں نہیں ہے مرحبا مرحبا سبحان اللہ تقریباً تمام شعراء حضرات کی طرحی غزلیں قابل داد ہیں مدیر صاحب آپ نے سامعین آواز کو عید کی مبارکباد دی ہے تو ہم قارئین کو مبارکباد کون دے گا بہر کیف وحید انور کا مقالہ کتب بینی ایک مشغلہ ایک تفریح بہت پسند آیا بالکل میرے ہم خیال مضمون نگار معلوم ہوتے ہیں میری طرف سے مبارکباد پہنچا دیں کتب بینی صحیح معنوں میں دماغی ورزش ہے اس سے ذہن کو سکون اور قلب کو تازگی اور معلومات میں اضافہ ہوتا ہے علم ایک نور ہے جس طرح تاریکی کے لئے روشنی چاہئے اسی طرح کسی جانکاری کے لئے علم چاہئے کیا ہی خوب کہا ہے کسی شاعر نے بے علم نتواں خدا را شناخت۔ حکیم عبدالصمد صاحب کا مقالہ ہماری عادتیں اور صحت بہت پسند آیا انہوں نے صحیح فرمایا ہے کہ ہماری صحت پر بری عادتوں کے اثرات پڑتے ہیں یہ مضمون ایسا ہے کہ قاری پڑھ کر اپنی اصلاح کر سکتا ہے رسالہ آواز کے ذریعہ ایسے ایسے مضامین سے اگر لوگوں نے فائدہ نہیں اٹھایا تو یہ ان کی بدقسمتی ہے مدیر صاحب میں آپ کا نہایت ممنون و مشکور ہوں کہ ایسے ایسے مقالے آپ آواز میں شائع کرتے ہیں جو دوسرے پرچوں میں عنقا ہیں میری دعا ہے کہ خدا عمر دراز کرے اور رسالہ آواز ترقی کی راہوں پر گامزن رہے۔ (آمین)

عبدالحق انصاری رانچوی ہند پیڑھی نزد
مدینہ مسجد جی ٹی روڈ رانچی (بہار)

محترمی، آداب

آواز، ۱۲ مئی کے شمارے میں دو افسانے بحسب ترتیب 'چھوٹی سی کرن'، اور' اجالا' کے عنوان سے شائع ہوتے ہیں۔ شفیع مشہدی اور انجم جمالی، دونوں ہی دنیا کی ابدی حقیقت دکھ، اور اس کے واحد علاج ہمدردی۔ رحم اور ایثار کا عرفان رکھنے والے اس دنیا کے اس ظلمت کدے میں کرن، اور' اجالے کے متلاشی ہیں۔ ان کے اپنے افسانوں میں تخلیق کردہ انسانیت دوست اور غمخوار کرداروں کو اگر خدا سچ مچ ہی اس دنیا کے دل میں پیدا کرے تو وہ خود ان پر فخر کر سکتا ہے۔

پہلا افسانہ 'چھوٹی سی کرن'، ابتدا اور انتہا مختصر الفاظ میں مزمین پر تیس یا پینتیس بچوں کی لاشیں قطار سے رکھی، سورماؤں کو داد شجاعت دے رہی تھیں۔ ان ساری لاشوں کو دفن کرنے کے لئے کچھ دوری پر ایک گڈھا کھودا جارہا تھا۔ اچانک دور سامنے سے ایک سنتری ایک بچہ کو ہاتھوں میں اٹھاتے ہوئے آیا۔ بچہ زندہ تھا۔ زخموں سے اس کے کپڑوں پر خون کی تہیں جمی ہوئی تھیں۔ کوئی بھی اس غلیظ اور زخمی بچے کو سنبھالنے کو تیار نہ تھا۔ دور کھڑی ایک قومی اخبار کی نامہ نگار، مس پانڈے، خاموش اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے ایک گہری سانس لی اور ہلکے قدموں سے چلتی ہوئی بچہ کے پاس آئی ۔۔۔۔ اس نے اس گندے بچہ کو گود میں اٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا ۔۔۔۔ اور آہستہ سے بولی، "یہ میرا بچہ ہے میں اس کی ماں ہوں"۔۔۔۔ اس کی شفاف ساری بچہ کے خون اور گندگی سے داغدار ہو گئی۔ وہ بچہ کو گودی میں لئے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر موٹر کی گرد اڑاتی ہوئی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ ایسا لگ رہا تھا تاریکی میں میں ایک چھوٹی سی کرن، بکھر گئی ہو۔

عورت میں انسانی ہمدردی اور رحم کی یہ چھوٹی سی کرن، کیسے ہوئی؟ یہ تو آنکھوں کو چکا چوند اور خیرہ کر دینے والی برقی طور ہے۔

دوسرا افسانہ' اجالا' انسانی ہمدردی اور ایثار کا

درخشاں مینار مختصر خاکہ :

وہ بہت دکھی اور پریشان تھا۔ اس کو اپنی بیٹی چمپا کے بیاہ میں دینے کے لئے جلد ہی ایک ہزار روپوں کا بندوبست کرنا تھا۔ وہ بڑی امید لئے ٹھیکیدار سے قرض لینے کی غرض سے اس کے بنگلے پر پہنچ کر، اس کے انکار کر دینے پر بے نیل و مرام باہر آیا تو احاطہ میں اس کو رحو میاں ملے۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ وہاں کس لئے آئے تھے؟ یا کب سے کھڑے تھے؟ جب انہوں نے اس کو چا۔نوشی کے لئے گھر چلنے کے لئے کہا تو نہ جانے کیا بات تھی' پیار کا جادو' یا اپنائیت کا کرشمہ؛ وہ سر جھکائے ان کے ساتھ ہو لیا۔ جب وہ اندر سے چار لانے لگے تو ان کے ساتھ ان کی بیوی نے روپوں سے بھرا ایک چھوٹا سا گھڑا لا کر اس کے سامنے انڈیل دیا۔ اور کہا" حج کے ارادے سے جمع کیا تھا۔ بیماری کی وجہ سے اس سال جانے کے قابل نہیں رہی۔ ان روپوں سے تم چمپا کا بیاہ کر دو۔ اگلے سال مجھے حج کرا دینا۔"

وہ سکتے کے عالم میں کچھ نہیں کہہ سکا۔ ان کے پاؤں کی دھول اپنی پیشانی پر ملنے لگا تو اس دھول میں اُسے انسانیت کے نور کا پھیلا ہوا اجالا، صاف دکھائی دے رہا تھا۔
دل بدست آور کہ حج اکبر است از ہزاراں کعبہ اک دل بہتر است
(کسی کی دلجوئی کرنا یہ حج اکبر کے مترادف ہے۔ ہزاروں کعبوں کے مقابلہ میں ایک دل بہتر ہے۔)

ایس۔ محمد شریف
نمبر۲۔ I مین روڈ۔ (نزد ڈرز نیوراں تھیٹر)
نیو گورو اپن پالیہ۔ تاورے کیرے پوسٹ بنگلور ۵۶۰۰۸۱

محترم۔ تسلیم

آواز یکم جون کے شمارے نے تمام تر رعنائیوں کے ساتھ وجدان کی حساس آنکھوں کو سکون بخشا۔ نثری انتخاب میں عید کی برکتیں، ڈاکٹر یحییٰ ابدالی کا مضمون خوشی کا پیام لے کر آیا۔ مگر یہ خوشی تا دیر قائم نہ رہ سکی اور خوشی کا یہ تصور "میر کے تصور غم" میں جا کر مدغم ہو گیا مضمون کو پڑھ کر ماضی کی غمناک فضا میں گھومنے لگا۔ اشک بھری راتوں کا منظر آنکھوں کے سامنے آگیا اور نہ جانے پھر سے کتنے آنسو پلک تک آئے۔

رسالہ کے تمام شمولات کا بغور مطالعہ کیا۔ تمام ہی نگارشات اچھے لفظوں کا پیراہن اور معانی کی ردا اوڑھے ہوتے ہیں۔ بعض افسانوں میں افسانہ نگاروں نے زمانہ کی دکھتی رگوں پر انگلی رکھی ہے۔ تمام قلمی ستاروں کو مبارکباد۔ اور آپ کب تک آواز کا خصوصی شمارہ شائع کر رہے ہیں؟

عبدالحق حقانی القاسمی
دارالعلوم دیوبند

آواز کا مطالعہ میں گذشتہ پندرہ برسوں سے کر رہا ہوں اس لئے اس کی صحت مند تبدیلیوں سے خاص طور پر متاثر ہوں۔

آواز کا تازہ شمارہ یکم جون ہمارے پیش نظر ہے۔ تمام تخلیقات معیاری ہیں۔ خاص طور پر افسانہ "مردہ گھر کے لوگ" پسند آیا۔ اردو کے افسانوی ادب کے فروغ میں بھی آواز کا خاصا اہم رول رہا ہے۔ خاص طور پر نویں دہائی کے افسانہ نگاروں پر آپ نے خصوصی توجہ دے کر ایک بہت اہم کام کیا ہے۔ آٹھویں دہائی میں اردو افسانے میں جو مایوسی نظر آئی (سلام بن رزاق کے علاوہ) اسے دیکھ کر تو ایسا لگتا تھا کہ اب افسانے کا زوال آگیا ہے۔ یعنی قاری مبہم قسم کے افسانوں سے ادب کر گوشہ اختیار کرنے لگا تھا۔ لیکن نویں دہائی میں ہندو پاک کے افسانوی ادب میں کچھ بے حد با صلاحیت افسانہ نگار ابھرے جن میں قاسم خورشید (بھارت) آصف فرخی (پاکستان) حکیم احمد (بنگلہ دیش) طارق چھتاری (بھارت) اور بشیر مالیر کوٹلوی (بھارت) کو ہم کسی بھی طور پر فراموش نہیں کر سکتے۔ ان افسانہ نگاروں نے قاری کو پھر اردو افسانے کا مداح بنایا، کچھ بہت ہی پیارے افسانے دیئے جن میں پاکستانی افسانہ نگاروں کو چھوڑ کر زیادہ تر آواز کے ہی صفحات سے ابھرے۔

میری دلی خواہش ہے کہ آپ نویں دہائی کے افسانہ نگاروں پر آواز کا خاص نمبر شائع کریں تاکہ اس دہائی میں لکھے گئے نئے افسانوں پر ہمارے ناقدین خصوصی توجہ دیں۔

حسب روایت آواز کا سرورق بہت خوبصورت لگا۔

اختر شیدائی
اکبر اپارٹمنٹ، ڈان پارا، بمبئی۔

آواز یکم جون پیش نظر ہے۔ یہ شمارہ بھی اپنے تمام سابقہ شماروں کی طرح پر مغز ہے۔

ڈاکٹر یحییٰ ابدالی کا مضمون "عید کی برکتیں" بے حد پسند آیا۔ ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی نے "امتیاز علی تاج" کو نہایت ہی عرق ریزی سے لکھا ہے۔ پھر بھی ایک گونہ تشنگی کا احساس قاری کو باقی رہتا ہے۔ ڈاکٹر شمس الحق عثمانی کا مقالہ' ایک چادر میلی سی کا منگل' میں منگل کے کردار کو نہایت ہی دیانتداری کے ساتھ پیش کیا ہے۔ واضح رہے جب منگل کا بھائی تلوکا رانی کو بیاہ کر لاتا ہے تو اس وقت منگل کی عمر پانچ برس کی تھی اور وہ رانی کو ماں سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تلوکا قتل ہوتا ہے تب منگل کا ردِ عمل اس کے نفسیاتی پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔

"رانی رو رہی تھی، بین کر رہی تھی۔ اور سر پر دو ہتڑ مار رہی تھی.... منگل چلاّ اٹھا — ماں!"

لیکن دسویں باب میں جب رانی اور منگل قریب آجاتے ہیں تو وہی منگل جسے رانی بیٹا سمجھتی تھی — رانی سے کہتا ہے۔

"آج تم — کتنی خوب صورت لگ رہی ہو"

لہٰذا موصوف نے اپنے مقالہ کے آخر میں درست فرمایا ہے کہ۔

"اس طرح قدم بہ قدم بیٹا، شوہر اور باپ بننے والا منگل اپنے ماحول میں کارفرما افراد کے توسط سے فطرت کی ایما پر عمل کرتا ہے۔"

سرورق کا مضمون "زرعی تحقیقات اور قدیم بھارت" کے علاوہ "ہماری عادتیں اور صحت" بھی کامیاب تر مضمون قرار دیا جا سکتا ہے — رفیع الحسن منظر کا مقالہ "میر کا تصور غم" میر کے سلسلے میں ایک اضافہ تو نہیں کہا جا سکتا ہے لیکن میر کے تصور غم کے سلسلے میں چند نئے پہلو ہمارے سامنے ضرور آتے ہیں۔

ضیاء الدین احمد عثمانی کا طنزیہ مضمون "کون لٹا رہا خلوص کی سوغات" اچھا لگا — خصوصاً یہ حصہ —

"آج یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ علی بابا کی طرح کھل جا سم سم کہیں اور خلوص کا خزانہ ہاتھ لگ جائے۔ آج تو علاء الدین کا چراغ بھی نہیں کہ کوئی جن ہمارے قدموں پر لا کر ڈال دے۔ لہٰذا آج کل خلوص کو تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے سمندر میں سوئی تلاش کرنا۔ ہو سکتا ہے کہ منچلے طبقوں، کنگالوں اور غیر مہذب قوموں میں کسی حد تک خلوص مل جائے۔"

انور عظیم کا افسانہ "لیکن" عمدہ افسانے کے زمرے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ کنور سین کا افسانہ "منزل" بھی اچھا لگا خصوصاً یہ اقتباس۔

"مجھے خاموش منظروں سے اپنے کو تکتے پا کر اس کی آواز تیز ہو گئی۔ کرم میں تیاگ کی بات مجھے راس نہیں آتی یہ ارپن کیا ہوتا ہے؟ کس کے ارپن؟؟ کس لئے ارپن؟؟؟ وہ رکا" اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ میں راستے پر قابو پا کر کیسے منزل کو پا سکتا ہوں۔"

نوید ہاشمی کا افسانہ "مردہ گھر کے لوگ" جدیدیت کا شکار ہے۔ "اور میں" کے چکر میں یہ افسانہ عام قاری کے فہم سے بالاتر ہو کر رہ گیا ہے۔ افسانہ کا آخری حصہ ملاحظہ ہو —

"اب میرے کاندھے پر میری لاش ہے کبھی یقین کے ساتھ اور کبھی بے یقینی کی صورت میں، اور میں چل رہا ہوں، میری نگاہوں میں بس ایک ہی سوال ہے، میرا گھر کہاں ہے، میری بیوی و بچے کہاں ہیں؟؟ اور میں؟؟"

دل کو ملی نگاہ، نگاہوں کو وسعتیں
جذبی ہمیں تو اپنی تباہی کا غم نہیں

بے حد پسند آیا — اس بار طرحی غزلیں گورکھپور سے — جس کا مصرع طرح :

"خودی تو ٹوٹی تھی خوئے بتاں بھی ٹوٹی ہے"

کے لکھنے والوں میں ایم کوٹھیاوی راہی اور جوہر وارثی کے یہ اشعار پسند آئے —

دھواں دھواں سی فضا میں بجھی بجھی سی یہ رات
ہمارے دل کی طرح کہکشاں بھی ٹوٹی ہے
(راہی)

جدھر سکون کی خاطر گئے یہی دیکھا
کوئی نہ کوئی مصیبت وہاں بھی ٹوٹی ہے
(جوہر وارثی)

مجملہ یہ کہ رسالہ آواز دن بہ دن عنفوان شباب کی دہلیز کی طرف گامزن ہے۔ خدا اسے نظر بد سے بچائے۔

محمد اسیر الدین شاذ
حبیب پور، صاحب گنج ۸۱۶۱۵۹ (بہار)

نیشنل پروگرام

للت جے راؤ کا گائن :

ہفتہ ۱۹ر جولائی رات ساڑھے نو بجے

گہری جمالیاتی حسن اور شیریں آواز کی مالک نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم راما راؤ نائیک سے حاصل کی۔ بعد میں اعلیٰ تربیت دنکر کیکنی اور آگرہ اتر ولی گھرانہ کے نمایاں فنکار خادم حسین خاں سے حاصل کی۔



للت جے راؤ کو روایتی انداز کی خیال گائیکی میں خصوصی مہارت حاصل ہے۔

صابری خاں کا سارنگی وادن اور پریم ولبھ کا طبلہ وادن

ہفتہ ۲۶ر جولائی رات ساڑھے نو بجے

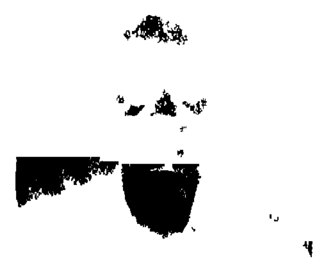
ملک کے مشہور سارنگی نواز صابری خاں کا تعلق موسیقاروں کے ایک گھرانے سے ہے۔ سارنگی وادن کی تربیت انھوں نے محض سات سال کی عمر میں ہی اپنے دادا حاجی محمد خاں



سے حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ اس کے بعد سارنگی کی مزید تربیت اپنے والد استاد چھجو خاں سے پائی۔ جن کو اس دشوار اور پیچیدہ ساز پر خصوصی عبور حاصل تھا

صابری خاں کو سولو اور سنگیت دونوں میں یکساں مہارت حاصل ہے۔ ملک اور بیرون ملک کئی محفلوں میں وہ شرکت کر چکے ہیں۔ آپ گذشتہ ۴۴ سالوں سے آل انڈیا ریڈیو سے منسلک ہیں۔

پریم ولبھ کا تعلق متھرا کے مشہور پکھاوج نوازوں کے خاندان سے ہے۔ انھوں نے پکھاوج اور طبلہ وادن کی تعلیم



اپنے دادا چرنجی لال سے حاصل کی اور بعد میں استاد احمد جان تھرکوا جیسے فنکار سے اسباق لیے۔

'یہ کہانی بدلو' ناٹک :

۲۴ر جولائی رات ساڑھے نو بجے

۱۹۸۵ء کے آکاشوانی مقابلے میں دوسرا انعام پانے والا، اردتی سرینواسالو کا تحریر کردہ تیلگو ناٹک ۲۴ر جولائی کو نشر کیا جائے گا۔ آل انڈیا ریڈیو کے سبھی اسٹیشن اس ناٹک کو علاقائی زبانوں میں نشر کریں گے۔

اس ناٹک کا آغاز راسلیما نام کے ایک گاؤں میں ہوتا ہے جو قحط کی گرفت میں ہے۔ گاؤں کے باہر جھونپڑوں میں رہنے والوں کا کنواں سوکھ جاتا ہے۔ یہ لوگ اونچی ذات والوں کے کنوئیں سے پانی لینے گاؤں میں جاتے ہیں لیکن ان کو پانی بھرنے کی اجازت نہیں ملتی کیونکہ وہ اچھوت ہیں۔ اس کے علاوہ ان کو بے رحمی سے مارا بھی جاتا ہے۔

جھونپڑوں کے باسی یہ علاقہ چھوڑ کر شہر ہجرت کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ جہاں ان کے ساتھ اچھوتوں کا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ راستے میں وہ رات کو ایک مقام پر قیام کرتے ہیں جہاں پر ان کے طبقے کا ایک بوڑھا کہانی سناتا ہے۔

یہ ایک لوک کتھا ہے۔ سنتما ایک چھوٹے پرگنے کے راجہ کی بیٹی ایک شاعر ڈنگری کی محبت میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ جو اچھوت ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ ڈنگری اپنے گیتوں اور سب انسانوں کو برابر سمجھنے کے سبب سے بے حد مقبول ہے۔ راجہ اپنی بیٹی کی محبت کے سبب ڈنگری سے بہت ناراض ہے اور اس کو ختم کرا دینا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ دیال منتری سے مشورہ کرتا ہے۔ منتری گاؤں میں پھیلی خشک سالی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ دیوی اما کو خوش کرنے کے لئے انسانی قربانی دینا ضروری ہے۔ اگر ڈنگری دیوی کو اپنا سر پیش کرے تو دیوی خوش ہو کر بارش برسا دے گی۔ ڈنگری اپنے خلاف ہونے والی سازش کو جانتے ہوئے بھی اپنا سر دیوی کو پیش کرنے پر راضی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے لئے وہ دو شرائط رکھتا ہے۔ پہلی یہ کہ اچھوتوں کے گلے لٹکے ڈھول اتارنے کی انہیں اجازت ہو اور دوسری اچھوتوں کو گاؤں کے سب کنوؤں سے ہر وقت پانی بھرنے کی اجازت دی جائے۔ راجہ ان شرائط کو مان لیتا ہے۔ ڈنگری گانا گاتا ہے اور سپاہی اس کا سر کاٹ دیتے ہیں۔

کہانی سننے والوں میں سے ایک جذباتی نوجوان نگیش بوڑھے سے کہانی روکنے کے لئے اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے "نہیں ——— کہانی کا انجام یہ ہو کہ ڈنگری کا گیت لوگوں کے غضب کو بھڑکا دیتا ہے اور وہ راجہ کو مار دیتے ہیں"۔ ایک اور نوجوان مشورہ دیتا ہے "ڈنگری کے گیت کے بعد لوگ بغاوت کر دیتے ہیں۔ راجہ کے سپاہی ڈنگری کا سر کاٹتے ہیں اور عوام راجہ کا سر کاٹ لیتے ہیں"۔

یہاں ڈرامہ نگار ایک سوال چھوڑ جاتا ہے: 'کیا قتل و غارت ہی ہر مسئلے کا حل ہے؟' اگر نہیں تو ہمیں چاہئے کہ گزشتہ کل اور آج کی کہانی کو آئندہ کل کی کہانی نہ بننے دیں۔

منگل شب کی محفل موسیقی

شاہد خاں کا سرود وادن

۲۲ر جولائی رات دس بجے

شاہد خاں مشہور سرود فنکار استاد عمر خاں کے صاحبزادے ہیں جن کا تعلق شاہجہاں پور کے مشہور سرود یہ گھرانے سے ہے ابتدا میں شاہد خاں نے اپنے دادا استاد سخاوت حسین خاں سے پائی اور بعد میں والد اور اپنے چچا استاد اشتیاق خاں اور الیاس خاں سے تربیت پائی۔ لکھنؤ دوردرشن کے اسٹاف



آرٹسٹ شاہد خاں اپنے فن کا مظاہرہ ملک کی مختلف محفلوں میں کر چکے ہیں۔

راگوں کی کاری اور تانوں کی پیشکش ایک انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔

دوردرشن

دہلی
چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

مسوری
چینل 10 تصویر 210 25 MHz
بینڈ 3 آواز 215 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام
۶ - ۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶ - ۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)
۷ - ۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات
۸ - ۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
۹ - ۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۱۱ - ۴۵ نیوز ہیڈلائن (ہفتہ کو ۲۰ - ۱۲ بجے)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح ۰۰ - ۹ اور دوپہر ۳۵ - ۲
سائنس (آٹھویں جماعت)
۴۰ - ۹ اور سہ پہر ۱۵ - ۳
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۵ - ۱۰ اور سہ پہر ۰۰ - ۴ پرائمری اسکول کے لیے
۱۰ - ۱۱ اور سہ پہر ۴۵ - ۴ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح
۰۰ - ۹ اور دوپہر ۳۵ - ۲
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۴ - ۹ اور سہ پہر ۱۵ - ۳ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۰ - ۱۱ اور سہ پہر ۴۵ - ۴ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ
صبح
۰۰ - ۹ اور دوپہر ۳۵ - ۲
حساب (آٹھویں جماعت)
۴۰ - ۹ اور سہ پہر ۱۵ - ۳ بائیلوجی (دسویں جماعت)
۱۰ - ۱۱ اور شام ۴۵ - ۴ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات
صبح
۴۰ - ۹ اور سہ پہر ۱۵ - ۳
جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱۵ - ۱۰ اور سہ پہر ۰۰ - ۴ پرائمری اسکول کے لیے
۱۰ - ۱۱ اور سہ پہر ۴۵ - ۴ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ
صبح
۴۰ - ۹ اور سہ پہر ۱۵ - ۳
فزکس (دسویں جماعت)
۱۰ - ۱۱ اور سہ پہر ۴۵ - ۴ انگریزی کا سبق
(چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۴۵ - ۱۲ اور شام ۴۰ - ۴
اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

دہلی I

اتوار
صبح
۳۰ - ۹ سرت سانجھی گوربانی / کارٹون فلم / پربھاتی
۴۵ - ۹ یوگ اور سواستھ
۰۰ - ۱۰ مکی اینڈ ڈونالڈ
والٹ ڈزنی کی کارٹون فلم
۲۵ - ۱۰ ایک، دو، تین، چار (ہندی سیریل)
۵۰ - ۱۰ سیکریٹس آف دی سی (انگریزی سیریل)
۴ - ۱۱ پنکھوں سے پنجوں تک
(ہندی سیریل)
۵۵ - ۱۱ لینا دینا (ہندی سیریل)
دوپہر
۳۵ - ۱۲ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)
۰۰ - ۱ خزانہ (ہندی سیریل)
۳۰ - ۱ کہاں گئے وہ لوگ
آسمان کیسے کیسے (ہندی سیریل)
۰۰ - ۲ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم
(II، III اور V اتوار)
۰۰ - ۴ ورلڈ آف اسپورٹ
شام
۰۰ - ۵ آزادی کی کہانی
۱۵ - ۵ دادا، دادی کی کہانی / وکرم اور بیتال
۴۵ - ۵ ہندی فیچر فلم
۳۰ - ۷ اندھی گلیاں
نشیلی ادویات کے استعمال کے خلاف ہندی پروگرام
۰۰ - ۹ ایر ہوسٹس (ہندی سیریل)
۰۰ - ۱۰ فوکس : حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام
۵۵ - ۱۰ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر
شام ۰۰ - ۶ بچوں کے لیے
۱۵ - ۶ مہلاؤں کے لیے
۳۵ - ۶ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۳۰ - ۷ سند سماچار / سنگیت
۴۰ - ۷ ہندی ناٹک
۰۰ - ۹ نکڑ (ہندی سیریل)
۵۰ - ۹ سچ کی پرچھائیں I اور III
چترمالا II اور IV
آروہی V
۲۰ - ۱۰ چھپتے چھپتے (ہندی سیریل)
۴۵ - ۱۰ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے
۱۵ - ۱۱ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

منگل
شام
۰۰ - ۶ بچوں کے لیے
۱۵ - ۶ وشو درشن
۳۵ - ۶ (I، III اور V منگل)
ہمارے کلاکار، ہمارے ادیوگ
(II اور IV منگل)

JRG

۷-۴۰ یوتھ فورم I، III اور V منگل،
یوواینچ (II اور IV منگل)
۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)

۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)

۹-۵۰ جن وانی (I، III اور V منگل)

بیانڈ ٹو مارو

(II اور IV منگل)

۱۰-۳۰ دی باڈی ان کیوسچن
(انگریزی سیریل)

۱۰-۴۵ ٹوورڈس پروگریس / پریورتن

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن
سرگم سنگیت

بدھ

شام
۶-۰۰ نٹ کھٹ (سیا) بچوں کے لیے
۶-۲۵ آنگن واڑی
۶-۳۵ دکاسس کی اور
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)

۹-۰۰ چھوٹے بڑے ہندی سیریل

۹-۵۰ رونگ آئی I، III

حالات حاضرہ پر پروگرام
II، IV اور V

۱۰-۲۰ ہندی سیریل

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ان سے ملیے / اور گیسٹ

جمعرات

شام
۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۱۵ گھریلو نسخے
۶-۳۵ قانونی صلاح، آزادی کے دیوانے
مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ ٹیلی فن / کھیل کھلاڑی
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگیت
۸-۰۵ پارمپارک لوک کلائیں I، III، V
سنگیت / نرتیہ II اور IV

۸-۲۵ منیجمنٹ (انگریزی سیریل)

۹-۰۰ ستیہ جیت رے کی پیشکش
(ہندی سیریل)

۹-۵۰ پرشن منچ I

کیوسٹ II

اسپورٹس کیویز III

واٹ از دی گڈ ورڈ IV

ہیلتھ کوئیز V

۱۰-۲۰ ہندی سیریل

۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۱۵ آپ کا پریوار
۶-۴۵ سرگم سنگیت
۷-۳۰ سندسماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار

۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)

۹-۵۰ راگ درباری (ہندی سیریل)

۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس / ان دس آور لینڈ / یر آف دی یوتھ

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر
۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۰ فریگل راک
۲-۳۵ یوتھ ٹائم
۳-۰۰ اسپائڈر مین - اسپانسرڈ پروگرام
۳-۳۰ اسپانسرڈ پروگرام
شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی / انگریزی)
۷-۱۰ یو اینڈ یور پیٹس
۷-۲۵ فار دی فورسس I
نرتیہ III اور V
۷-۵۵ جان ہے جہان ہے
۸-۱۰ سپتاہکی

۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)

۹-۵۰ سائنس پروگرام II اور IV

فیچر فلم I، III اور V

دہلی II

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)
۷-۴۰ آرشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام
۶-۳۰ سرگم سنگیت
۶-۴۵ ڈاکیومنٹری فلم / ہندی فلم پتریکا
۷-۱۵ بھور نگ
۷-۴۵ انگریزی سیریل

پیر

شام
۶-۳۰ سرگم سنگیت
۶-۴۵ انگریزی سیریل فلم
۷-۰۰ مختصر فلم / ڈاکیومنٹری
۷-۴۵ چہل پہل
۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ

منگل

شام
۶-۳۰ سرگم سنگیت
۶-۴۵ نو ودیہ
اسکول کے بچوں کا پیش کردہ پروگرام
۷-۱۵ یہ دلی ہے : ناگرک سمسیا
۷-۴۵ اولڈ فاکس (انگریزی سیریل)

بدھ

شام
۶-۳۰ سرگم سنگیت
۶-۴۵ فلم میگزین (انگریزی)
۷-۰۰ یووواؤں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے (کلا پری کرما)
۷-۴۵ پنجابی درپن

جمعرات

شام
۶-۳۰ آپ کا باغیچہ
۶-۴۵ کوئیز پروگرام / ننھے منوں کے لیے
۷-۱۵ یہ دلی ہے
۷-۴۵ پوپ میوزک

جمعہ

شام
۶-۳۰ قوالیاں / بھجن
۶-۴۵ بزم (اردو ادبی میگزین پروگرام) ۷-۴۵ کلا پری کرما
۷-۴۵ انگریزی ڈرامہ / ہندی ڈرامہ

ہفتہ

شام
۶-۳۰ اگلے ہفتے میں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ یہ دلی ہے (آئینہ)
۷-۴۵ باتیں اس زمانے کی (ماضی پر ایک نظر)
۸-۰۰ کلاسیکل میوزک / ڈانس

ضرورت کے مطابق پروگراموں میں تبدیلی کا امکان ہے۔

سرینگر

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 17 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

دوپہر اور سہ پہر
۱۲-۲۵ ، ۴-۰۰ اردو میں تعلیمی پروگرام (پیر اور جمعہ)
۱۲-۴۰ ، ۴-۴۵ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (سوائے اتوار اور تعطیلات کے)
۵-۵۰ دیہی ناظرین کے لیے (پیر تا جمعرات)

شام
۷-۲۵ کشمیری میں خبریں
۷-۳۰ اردو میں خبریں
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

جالندھر

چینل 9 تصویر 203 25 MHz
بینڈ 13 آواز 208 75 MHz

امرتسر

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 194 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح
۸-۳۰ ، شام ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (اتوار)

شام
۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵
پروگراموں کا خلاصہ (پیر تا جمعہ)
۵-۰۰ ، ۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
پروگراموں کا خلاصہ (ہفتہ)

دوپہر
۱۲-۴۵ اور ۱-۴۵
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام
(روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

شام
۵-۱۵ پنجابی فیچر فلم (IV ہفتہ)
۵-۳۰ پنجابی میں مختصر خبریں (روزانہ سوائے اتوار)
۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم (اتوار)
۶-۰۰ میرا پنڈ میرے کھیت (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)
۷-۳۰ پنجابی میں خبریں
۷-۴۰ رشماں (اتوار، پیر، بدھ اور جمعہ)
میل پتھر (منگل، جمعرات اور ہفتہ)
۷-۴۵ پنجابی ناٹک (پیر)
چترہار (منگل اور ہفتہ)
ہندی ناٹک (جمعہ)
۸-۰۵ چترہار (بدھ)
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے)

لکھنؤ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

کانپور

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح
۹-۴۵ تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)
۱۲-۴۵ اور سہ پہر ۴-۰۰
اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام
۶-۳۰ چوپال — کسانوں کے لیے
(روزانہ سوائے ہفتہ اور اتوار)
۷-۳۰ سماچار
۷-۴۰ آئندہ کل کے پروگراموں کا خلاصہ
۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

بمبئی

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

پونہ

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 25 MHz

پناجی

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 191 75 MHz

بمبئی I

اتوار

صبح
۹-۰۰ پرتبھانی پرتیما (مراٹھی)
۹-۳۰ سپتاہکی
۱۰-۰۰ سے دوپہر ۱-۵۵ تک
اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے)
۲-۰۰ علاقائی فیچر فلم
۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ بات میے (مراٹھی میں علاقائی خبریں)

رات
۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک نیشنل پروگرام

پیر

صبح
۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن
۱۲-۴۵ اور شام ۴-۰۰ یوجی سی ٹیلی کاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار)

شام
۵-۴۵ ڈاکومنٹری (مراٹھی)
۶-۰۰ بچوں کے لیے (مراٹھی)
۶-۳۰ زرعی پروگرام
۷-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لیے
۷-۲۰ گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات / کمیونٹی گیت
۷-۲۸ کل کے پروگراموں کا خلاصہ (مراٹھی)
(روزانہ سوائے اتوار)
۷-۴۰ اسپورٹس پروگرام (مراٹھی)
۸-۱۰ یوتھ پروگرام (مراٹھی)

منگل

شام
۵-۴۵ مراٹھی لوک سنگیت
۶-۰۰ گجراتی میں گھریلو
پروگرام (I، III، V)
ہندی میں گھریلو پروگرام (II اور IV)
۶-۳۰ مراٹھی غیر نصابی تعلیم کا پروگرام
۷-۰۰ مراٹھی فلموں کے رقص و گیتوں پر مبنی
پروگرام (I، II، IV اور V)
ناٹیہ سنگیت (III)
۷-۴۰ فلم اور اسٹیج کی مشہور شخصیتوں سے
متعلق مراٹھی پروگرام (I اور III)
گجراتی پروگرام (II)
مراٹھی میں وماسکی پروگرام (IV)
رنگارنگ ہندی پروگرام (V)

بدھ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۰۰-۲
اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ سگم سنگیت (مراٹھی)
(I، III، V)
سگم سنگیت (کونکنی/ملوانی)
(II، IV)

۶-۰۰ بچوں کے لیے (ہندی)
(I، III، V)
بچوں کے لیے (انگریزی)
(II اور IV)

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۶-۵۵ مراٹھی میں ادبی میگزین (I اور III)
سگم سنگیت مراٹھی (II)
مراٹھی کوی سمیلن (IV)
ملوانی پروگرام (V)

۷-۴۰ تعلیمی پروگرام (I)
قانون اور عام آدمی (II)
ملکھی ویگالی ملنے (III)
ہندی میگزین (IV)
سندھی پروگرام (V)

۸-۰۰ چھترہار

جمعرات

شام

۵-۴۵ گجراتی سگم سنگیت
(I، III، V)
ہندی سگم سنگیت (II، IV)

۶-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لئے (مراٹھی)

۶-۲۰ مراٹھی میں گھریلو پروگرام

۶-۵۰ مراٹھی میں غیر نصابی تعلیم

۷-۲۰ مراٹھی میں زراعتی پروگرام

۷-۴۰ مراٹھی ڈرامہ (I، III)
ہندی ڈرامہ (II) گجراتی ڈرامہ (IV)
ناٹیہ دالوکن: مراٹھی ڈراموں کا تنقیدی جائزہ
(V)

۸-۰۰ کلاسیکی گائن (I) کلاسیکی رقص
(II، IV) کلاسیکی ساز سنگیت (V)

جمعہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۰۰-۲
اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ ورت چتر (I، III، V) مراٹھی میں ڈکیومنٹری
فلم (II، IV)

۶-۰۰ گجراتی میں بچوں کے لئے

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۷-۰۰ مراٹھی میں صحت سے متعلق پروگرام

۷-۴۰ کلاسیکی رقص (I) امرت منتھن

سنسکرت پروگرام (II) کونکنی پروگرام
(III) کلاسیکی موسیقی (IV)
کرنٹ افیئرز - مراٹھی (V)

۸-۰۵ چھایا گیت (ہندی فلموں سے رقص اور گیت)

ہفتہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۰۰-۲
اسکول ٹیلی ویژن (اساتذہ کے
لئے پروگرام (IV)

شام

۴-۴۵ طویل ڈرامہ (مراٹھی/ہندی/گجراتی) (I)
مراٹھی فیچر فلم (II، III، IV)
گجراتی فیچر فلم (V)

۷-۰۰ سروا تول (انگریزی سیریل)

۷-۴۰ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن (I، III)
چترگیت (گجراتی فلموں سے رقص اور گیت)
(II) چکرویو/کرنٹ افیئرز (مراٹھی)
(IV) مراٹھی پروگرام دوبارہ ٹیلی کاسٹ
(V)

۸-۱۰ سپتاہکی

بمبئی II

اتوار

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی)

۷-۰۰ سندھی پروگرام (I)
ملیالم پروگرام (II) کنڑ پروگرام (III)
تمل پروگرام (IV) تیلگو پروگرام (V)

۷-۳۰ مغربی موسیقی/پوپ میوزک

۸-۰۰ شاستریہ گائن (I، III) شاستریہ ساز سنگیت (IV)
شاستریہ نرتیہ (II، V)

۸-۲۸ کل کے پروگرام (روزانہ)

پیر

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی)

۷-۰۰ ہندی میگزین (I، III)
اردو میگزین (II، IV، V)

۷-۳۰ سواستھو چرچا (I، III، V) ہیلتھ فورم
(انگریزی) (II، IV)

۸-۰۰ انگریزی سیریل فلم

منگل

شام

۶-۳۰ لوک کلائیں، لوک گیت
اور گجرات کی روایتی کلائیں (I)
شام غزل (II) وگیان لوک (III، V)
آروہی (IV)

۷-۰۰ مراٹھی سیریل

۷-۳۰ پارسی کامیڈی (I) کرنٹ افیئرز (مراٹھی)
(II) پری جات گجراتی (III) ڈانس
(منگل V)

۸-۰۰ پورٹریٹ/ڈاؤن میموری لین

بدھ

شام

۶-۳۰ مراٹھی لوک سنگیت

۶-۴۵ آج چے پھولنے

۷-۰۰ یوواورشن (ہندی) (I، III، V)
یوواورشن (گجراتی) (II، IV)

۷-۳۰ سگم سنگیت

۷-۴۰ کنز یومر فورم (I، III، V) کلچرل سین
(II، IV)

۸-۰۰ ہندی سیریل

جمعرات

شام

۶-۳۰ مراٹھی میں ووکیشنل
گائیڈنس پروگرام

۶-۵۰ فلم ڈویژن کی فلم ہندی

۷-۰۰ گیسٹ آف دی ویک (ہندی/انگریزی)
(I، III) آورلا (ہندی/انگریزی)
(II، IV) ڈکیومنٹری فلم (انگریزی)
(V)

۷-۲۰ ورندگان

۷-۴۲ لیٹ اس فیس اِٹ (I، III)
ینگ ورلڈ (انگریزی) (II، IV)
ڈانس بیلے (V)

۸-۰۰ پنجابی پروگرام (I) ما ولیاتی مسائل
پر مبنی پروگرام (II، IV) کھیل اور
کوسچن (III) لائف اسکیپ (V)

جمعہ

شام

۶-۳۰ شہری مسائل (I
III، V) نوجوان بچوں کیلئے
مراٹھی پروگرام (II، IV)

۷-۰۰ وات از دی گڈ ورڈ (I) فوکس یا
سائنس رپورٹ (II اور IV) ہمارے
آرکائیوز سے (III، V)

۷-۳۰ اسپونسرڈ پروگرام/دوسرے کیندروں سے

۸-۰۰ انگریزی سیریل

ہفتہ

شام

۶-۳۰ انگریزی ڈکیومنٹری فلم
(I، III، V) مراٹھی ڈکیومنٹری
فلم (II، IV)

۶-۴۵ لانگ سریل/لانگ ٹی وی فلم

۷-۴۰ سپتاہکی

۸-۰۰ کرنٹس کراس کرنٹس (انگریزی)

وودھ بھارتی

سنگیت سریتا : صبح ۷-۳۰

راگ جوگیا

۱۶ جولائی پتیا : طلعت محمود
کے ایس نارائینا سوامی : گائن
۱۷ جولائی ہاٹ ماسٹر : ہمنیت کمار
کلیانی رائے : ستار
۱۸ جولائی ناگ پنچمی : لتا
بھولاناتھ : شہنائی

راگ رام کلی

۱۹ جولائی دنیا کیا جانے : لتا
پنڈت ڈی وی پلسکر : گائن

راگ نٹ بھیرو

۲۱ جولائی میرا ہمسفر : لتا
اجے چکرورتی : گائن

راگ پوریا دھناشری

۲۲ جولائی سمپورن رامائن : لتا
سری کانت باکرے : گائن
۲۳ جولائی بیجو باورا : استاد امیر خاں
رئیس خاں : ستار
۲۴ جولائی شری کرشن بھگتی
سمن کلیان پوری
سنگھ بندھو : گائن
۲۵ جولائی پرارتھنا : آشا
لکشمی شنکر : گائن

راگ ماروا

۲۶ جولائی ساز اور آواز : لتا
استاد امیر خاں : گائن
۲۷ جولائی جے رادھے کرشنا : وانی جے رام
جیتندر ابھیشیکی : گائن

راگ سوہنی

۲۹ جولائی سنگیت سمراٹ تان سین : مکیش
نکھل بنرجی : ستار

۳۰ جولائی گرہستی : آشا
استاد بڑے غلام علی خاں : ٹھمری
۳۱ جولائی سور سندری : لتا
بسم اللہ خاں : شہنائی

چترشالا : رات ۸-۱۰

۱۶ جولائی کویتا پاٹھ : رمن مشرا
۱۸ جولائی ہمارا دیش ہمارے پردیش : ناگالینڈ
۱۹ جولائی مزاحیہ تقریر
از مہیش کھمباٹیہ
۲۱ جولائی 'سنچار مادھیم اور جاگروکتا، ریڈیو'
تقریر از آر۔ سی۔ سونی
۲۲ جولائی 'دانتوں کی سرکشا'
از ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ شرما
۲۳ جولائی 'لوک مانیہ بال گنگادھر تلک جینتی'
۲۴ جولائی میتھلی شرن گپتا : کویتا
۲۶ جولائی مزاحیہ تقریر از رشمی پرکاش
۲۸ جولائی پارسیوں کے سال نو پر تقریر
۳۰ جولائی وہن شرما : کویتا پاٹھ
۳۱ جولائی 'ہمارا دیش ہمارے پردیش'
'سکم'

سور سدھا : شام ۶-۴۵

راگ پہاڑی

۱۶ جولائی چت چور : یسوداس
نور جہاں : گائن
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

راگ بلاس خانی توڑی

۱۷ جولائی سن آف انڈیا : لتا
پنڈت جسراج : گائن
رادھیکا موہن موئترا : سرود

راگ گوڑ سارنگ

۱۸ جولائی رام نگری : انورادھا، ہری ہرن
ڈی۔ وی۔ پلسکر : گائن
کارتک کمار : ستار

راگ جوگیا

۱ جولائی سنگیت سمراٹ تان سین
کمل باروٹ، مہندر کپور۔
بھیم سین جوشی : گائن
مایا مشرا : ستار

راگ درگا

۲۰ جولائی گیت گایا پتھروں نے
کشوری امونکر
این۔ آر۔ ویاس : گائن
امجد علی خاں : سرود

راگ یمن کلیان

۲۱ جولائی چترلیکھا : رفیع
ذکر کیکنی : گائن
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

راگ غارا

۲۲ جولائی آنند : لتا
میرا بنرجی : گائن
روی شنکر : ستار

راگ سوہنی

۲۳ جولائی سین سندری : لتا اور رفیع
استاد بڑے غلام علی خاں : گائن
نکھل بنرجی : ستار

راگ بھوپالی

۲۴ جولائی نوان ٹوکیو : لتا
کشوری امونکر : گائن
کرشنا چندر داس : جلترنگ

راگ ہمنت

۲۵ جولائی بہورانی : لتا
استاد بڑے غلام علی خاں : گائن
کارتک کمار : ستار

گجری توڑی

۲۶ جولائی بیجو باورا : رفیع
جگدیش پرساد : گائن
رام نارائن : سارنگی

راگ چندرکونس

۲۷ جولائی سنہری ناگن : لتا

مہندر کپور : غزل
گوپال کرشن : وچتر وینا

راگ کافی

۲۸ جولائی منیم جی : لتا
ذکر کیکنی : گائن
آشیش خاں : سرود

راگ بسنت مکھاری

۲۹ جولائی ہاتھ کی صفائی : لتا۔ رفیع
حفیظ احمد خاں : گائن
علی اکبر خاں : سرود

راگ ماروا

۳۰ جولائی جے رادھے کرشن : وانی جے رام
منی پرساد : گائن
روی شنکر : ستار

راگ سر ملہار

۳۱ جولائی رام راجیہ : لتا
مالویکا کانن : گائن
بھیم سین جوشی : گائن

انورنجنی : سہ پہر ۳-۱۵

۱۶ جولائی ونایک راؤ پٹوردھن : گائن
ہیرا بائی بڑوڈکر : راگ یمن
۱۷ جولائی الہاس باپٹ : سنتور
وی۔ جی۔ جوگ اور علی احمد حسین
وائلن، شہنائی یگلبندی
۱۸ جولائی پروین سلطانہ : گائن
استاد عبدالکریم خاں : گائن
۱۹ جولائی بسم اللہ خاں : شہنائی
برج نارائن : سرود
۲۱ جولائی استاد بڑے غلام علی خاں : گائن
۲۲ جولائی رگھوناتھ سیٹھ : بانسری
احمد جان تھرکوا : طبلہ
۲۳ جولائی استاد امیر خاں : راگ اہیر بھیرو
۲۴ جولائی روی شنکر، علی اکبر خاں
ستار اور سرود
۲۵ جولائی مینا کشی مکرجی : راگ ہنڈول
راجن مشرا، ساجن مشرا
راگ راج کلیان
۲۶ جولائی ہری پرساد چورسیا : بانسری
بدھ دتیہ مکرجی : ستار

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷٫۱۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۳۸٫۳۰ میٹر (۷۸۵۵٫۱ کلوہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷٫۱۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷٫۱۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۱۹٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

بدھ ۱۶ جولائی

صبح

۶-۱۵ سمن دیوی: جگر مرادآبادی اور داغ دہلوی کا کلام
۷-۰۵ بسم اللہ خاں : شہنائی
۹-۲۲ ایل۔کے۔پنڈت : خیال کومل رشاب اساوری

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: 'ناقابل فراموش روایات' رضیہ اور یاقوت
تقریر از نور جہاں
غزل۔ کام کی باتیں

رات

۸-۳۰ ستیش بھوٹانی: صبا افغانی کا کلام
۹-۰۰ شہرنامہ : سری نگر
تقریر از آفاق احمد
۹-۳۰ گجر بن سکارے: ٹھمری اور دادرہ
۱۰-۰۰ افسانہ از م۔م۔راجندر
۱۱-۳۰ ایل کے پنڈت : خیال بھوپالی
بسم اللہ خاں: شہنائی وادن

جمعرات ۱۷ جولائی

صبح

۶-۲۵ محمد ابراہیم صدیقی: غالب اور جاں نثار اختر کا کلام
چرنجیت کور: نقش لائل پوری کا کلام
۷-۰۵ محمود مرزا: ستار وادن

رات

۸-۳۰ انیتا تلواڑ: شکیل بدایونی اور شمیم جے پوری کا کلام
۱۰-۰۰ ادبی نشست: کلام: شہریار
افسانہ: از ستیش بترہ
دیگر شرکاء: ڈاکٹر خلیق انجم اور ڈاکٹر شارب ردولوی
۱۱-۳۰ مادھوراؤ امڈیکر
خیال جے۔جے دنتی
محمود مرزا: ستار وادن

جمعہ ۱۸ جولائی

صبح

۶-۱۵ مہندر چوپڑا : جاں نثار اختر سدرشن فاخر اور داغ دہلوی کا کلام
امینہ برنی: اصغر گونڈوی اور جگر مرادآبادی کا کلام
۷-۰۵ اشوک رائے : سرود وادن

رات

۸-۳۰ امرکمار دیو: مومن، غالب اور بہادر شاہ ظفر کا کلام
۹-۰۰ 'شیشے کا گھر'؛ تقریر از قرۃ العین حیدر
۹-۳۰ ایک راگ کئی روپ راگ مال کونس
۱۱-۳۰ شنّو کھورانہ : خیال
اشوک رائے : سرود وادن

ہفتہ ۱۹ جولائی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
اے۔ہری۔ہرن: مومن البشیر بدر اور شہریار کا کلام
مدھو رانی : غالب کا کلام
۷-۰۵ سارنگی وادن

دوپہر

۲-۳۰ خواتین : کہانی سنیئے از ڈاکٹر شمیم نکہت
گیت، خطوں کے جواب

رات

۸-۳۰ محمد ظفر: فیض اور راز الہ آبادی کا کلام
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
مشاعرہ: شرکاء: شہباز ندیم ضیائی، انور حسین انور، ظفر مرادآبادی، رؤف رضا، اقبال فردوس

---

۲۸ جولائی مالویکا کانن: راگ چھایانٹ
ڈی۔وی۔پلسکر : گائن
۲۹ جولائی عبدالحلیم جعفر خاں: ستار
این راجم : وائلن
۳۰ جولائی لکشمی شنکر : راگ کیروانی
اجے چکرورتی: راگ نٹ بھیرو
۳۱ جولائی وناٹیک وورا: تارشہنائی
شوکمار شرما، برج بھوشن کابرہ
سنطور، گٹار

رس و ہار : رات ۸-۱۵

۲۰ جولائی 'ساون آیا رے'
تحریر: پی۔سی۔جوہری
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۷ جولائی 'البیلی پادس'
تحریر و پیش کش: سی۔کے۔ماتھر

ملن یامنی : رات ۸-۱۵

۲۴ جولائی 'بیتے دن'، از گنگا پرساد ماتھر
پیش کش: گوری شنکر

سنو کہانی : رات ۸-۱۵

۱۸ جولائی ساگ میٹ (حصہ اول)
تحریر: بھیشم ساہنی
۲۵ جولائی ساگ میٹ (حصہ دوم)

ہوا محل : رات ۹-۱۵

۱۶ جولائی 'استادوں کے استاد'
از دھرم پال جین
پیش کش: میناکشی مشرا
۱۷ جولائی 'اخبار کا دفتر'
از پرکاش پنڈت
پیش کش: ستیندر شرت
۱۸ جولائی 'نام پر زور نہیں'
از مہادیر سنگھل
پیش کش: گھنشیام شرما
۱۹ جولائی 'ذرا مسکرائیے'؛ ایل۔کے۔یادو
پیش کش: جے دیو شرما کمل
۲۰ جولائی 'سنکٹ موچن تھو تھونر'
از ہری رام آچاریہ
پیش کش: انوپ سیٹھی
۲۱ جولائی 'ذرا سنبھل کے' (۱)
از وی۔ایم۔آنند
پیش کش: سوشیل بنرجی
۲۲ جولائی 'بجٹ ایک کماؤ بیوی کا'
از منوہر ورما
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۳ جولائی 'قسم'، از ششی پربھا شاستری
پیش کش: مختار احمد
۲۴ جولائی 'گرگٹ'، چیخوف کی کہانی پر مبنی : از ظفر احمد
پیش کش: ستیندر شرت
۲۵ جولائی 'تیر تھ یاترا'
از پرکاش پروہت
پیش کش: وشنو دت جوشی
۲۶ جولائی 'عقل کے ناخن'
از دھنیندر کمار جین
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۷ جولائی ششی پورتی
از جیوتسنا دیودھر
پیش کش: پی وی دھاروکیر
۲۸ جولائی 'ذرا سنبھل کے' (حصہ ۲)
۲۹ جولائی 'حویلی'، کاشی ناتھ سنگھ کی کہانی پر مبنی
پیش کش: انوپ سیٹھی
۳۰ جولائی 'جیوتی دان'
تحریر و پیش کش: بکتی بھدر دیکشت
۳۱ جولائی 'بدھی جیوی'
از گیان دیو اگنی ہوتری
پیش کش: ایس۔ایس۔ایس ٹھاکر

مذکور الاسلام اور شبیر حسن کاظمی
۱۱-۳۰ مبارک علی : راگ بہاگ

اتوار ۲۰ جولائی

صبح
۶-۲۵ اوشا سیٹھ : سلام مچھلی شہری
غلام ربانی تاباں اور مجروح کا کلام
بتن دیوانہ : داغ دہلوی کا کلام

رات
۸-۳۰ ایم۔ ایم۔ رفیع : بشیر بدر اور
آنند نرائن ملا کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی، مدھوپ مدگل
راگ شدھ کلیان

پیر ۲۱ جولائی

صبح
۶-۲۵ ستیش بترا : امیر قزلباش
سدرشن فاخر اور داغ دہلوی
کا کلام
پشپا ہنس : متین سروش اور
اختر انصاری کا کلام
۹-۳۲ محمد حسین سرآہنگ : راگ للت
رات
۸-۳۰ جمیل احمد : داغ دہلوی کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر : علیم صبا نویدی
۱۱-۳۰ محمد حسین سرآہنگ
راگ شدھ کلیان

منگل ۲۲ جولائی

صبح
۶-۲۵ ایم۔ ایل۔ ناگڑا : خالد سحر
عاشق ٹونکی اور خلیل ٹونکی
کا کلام
کاجل بنرجی : غالب اور مجاز
کا کلام
۷-۰۵ شرافت حسین خاں
ستار وادن

دوپہر
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے۔
"والدین کے آگے"
مزاحیہ تقریر از شکیل عظیم
افسانہ از رشد ناظری

رات
۸-۳۰ محمد حسین : شمیم جے پوری اور
بشیر بدر کا کلام
۹-۰۰ بھلائے نہ بنے
'ڈپٹی نذیر احمد کی توبۃ النصوح کا
مرزا ظاہر دار بیگ'
تقریر از ڈاکٹر شریف احمد

۱۰-۰۰ مشاعرہ : شعراء : کیلاش ماہر
ڈاکٹر حنیف کیفی، راج نرائن راز
منظور ہاشمی، کرشن مراری
اور چندر بھان خیال
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
شرافت حسین خاں : ستار وادن

بدھ ۲۳ جولائی

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
گگو ماتھر : بہادر شاہ ظفر
محمد عثمان عارف اور جگر مرادآبادی
کا کلام
اسٹینلے والٹر : نیر آثمی اور
شکیل بدایونی کا کلام

دوپہر
۲-۳۰ قاضی عبدالغفور کے 'لیلیٰ کے خطوط'
کی "لیلیٰ" : تقریر
از ڈاکٹر بشیر احمد

رات
۸-۳۰ ودیا ناتھ سیٹھ : حسرت موہانی
اور داغ دہلوی کا کلام
۹-۰۰ دلی ڈائری از کے۔ آر۔ پانڈے

جمعرات ۲۴ جولائی

صبح
۶-۲۵ سری رام : ساحر ہوشیارپوری
جگر مرادآبادی اور داغ دہلوی
کا کلام
کرونا ابرول : آتش اور
بہادر شاہ ظفر کا کلام

دوپہر
۳-۰۰ راگ رنگ
رات
۸-۳۰ مدھو بالا چاولہ : جگر مرادآبادی
اور فیض احمد فیض کا کلام
۱۰-۰۰ آئینہ : ادبی میگزین
'اردو فکشن میں اساطیری عناصر'
ادارت : قیصر انجم

جمعہ ۲۵ جولائی

صبح
۶-۲۵ کاجل بنرجی : شمیم جے پوری
آتش اور میر کا کلام
دینا ناتھ : جگن ناتھ آزاد
اور حسرت موہانی کا کلام

رات
۸-۳۰ بلال احمد خاں : علامہ اقبال کا کلام
۹-۰۰ داستان کہتے کہتے، بوستان خیال
تقریر از ابن کنول

ہفتہ ۲۶ جولائی

صبح
۶-۲۵ پریم ناتھ : ساحر ہوشیارپوری
اور مخدوم محی الدین کا کلام
پی۔ ناز رسائی : غالب اور
مومن کا کلام

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین : مشاعرہ : ساجدہ زیدی
زاہدہ زیدی، مسعودہ حیات
شبانہ نذیر، انیم مخموری اور
افتخار بیگم صدیقی

رات
۸-۳۰ اقبال قریشی : داغ دہلوی اور
میر کا کلام
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
'نوجوان اور حالات سے مفاہمت'
تقریر از نشاط لطیف

اتوار ۲۷ جولائی

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
صفدر حسین : فیض اور
سیماب اکبرآبادی کا کلام

رات
۸-۳۰ چاند رائے : داغ دہلوی اور
بہادر شاہ ظفر کا کلام
۹-۰۰ 'رسائل و جرائد' : تقریر
از ارتضیٰ کریم

پیر ۲۸ جولائی

صبح
۶-۲۵ بشیر احمد : مجروح سلطانپوری
اور ڈاکٹر اقبال کا کلام
نسیم بانو : جاں نثار اختر
شاد عارفی اور حسرت موہانی
کا کلام

رات
۸-۳۰ ہرکشن بھاردواج : ناسخ
ذوق اور حالی کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر : غلام ربانی تاباں
۱۰-۰۰ دریچے : مرحوم استاد علاء الدین خاں
سرود پر راگ جے جے ونتی

منگل ۲۹ جولائی

صبح
۶-۲۵ نرملا ارون : فیض اور داغ دہلوی
کا کلام
شنکر داس گپتا : شمیم جے پوری
اور عرش ملسیانی کا کلام

دوپہر
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
'آسماں اور بھی ہیں' : فیچر
ترتیب : فیروز بخت احمد

رات
۸-۳۰ پشپا ہنس : ناسخ دہلوی اور
داغ دہلوی کا کلام
۹-۰۰ 'مت سہل انھیں جانو۔
کرشن چندر' : تقریر
از ریوتی سرن شرما
۱۰-۰۰ سائنس میگزین : 'کمپیوٹر ٹیکنولوجی
کے موضوع پر پروفیسر رئیس احمد
سے بات چیت'
'سائنس روزمرہ کی زندگی میں نفسیات'
تقریر از محمد خلیل

بدھ ۳۰ جولائی

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین : منشی پریم چند اور
بیداریِ نسواں" : فیچر
تحریر : صبا شمیم

رات
۹-۰۰ شہ پارے : مثنوی سحر البیان
تحریر : ڈاکٹر فہمیدہ بیگم

جمعرات ۳۱ جولائی

رات
۱۰-۰۰ رامپور ماضی کے آئینے میں فیچر
ترتیب : نفیس صدیقی

دہلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶٫۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۴۵۰٫۵ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج ۲۱۹٫۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۲۹۳٫۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰۔۸ تک ۱۵٫۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۱۵۔۸ کے بعد ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۴۵۔۵ تک ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۰۰۔۱۰ سے رات تک ۸۹٫۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف

ہندی / انگریزی : صبح ۰۰۔۶ (عالمی)
ہندی : صبح ۰۰۔۸، ۰۰۔۱۱، دوپہر ۰۵۔۱، ۰۰۔۲، شام ۰۵۔۶، رات ۴۵۔۸ اور رات ۰۵۔۱۱۔ سنسکرت : صبح ۰۰۔۷، شام ۱۰۔۶
اردو : صبح ۵۰۔۸ دوپہر ۵۰۔۱ اردو مع تبصرہ : رات ۱۶۔۹
انگریزی : دوپہر ۰۰۔۱۲ پنجابی : دوپہر ۴۰۔۱، راجیوں سے سماچار : شام ۰۰۔۵
روزگار سماچار : شام ۵۰۔۷ پراد یشک سماچار : شام ۵۰۔۷

دہلی بی

انگریزی : صبح ۱۰۔۸، ۰۰۔۱۰، دوپہر ۰۰۔۱، سہ پہر ۰۰۔۴، شام ۰۰۔۶، رات ۰۰۔۹ اور رات ۰۰۔۱۱، پنجابی : صبح ۲۰۔۸، شام ۳۰۔۷، تجارتی (صرف ۵منٹ) ۴۰۔۷

بدھ ۱۶ جولائی

دہلی الف

صبح

۶ - ۴۵ وگیان چرچا : 'سور'
از پروفیسر پی۔ ایس۔ رودیل
۸ - ۱۰ ۳۰ - ۱۱ اور رات ۰۰ - ۹
ریتا گنگولی : ٹھمری دادرا
۱۱ - ۰۵ اور شام ۴۰ - ۵
شیلندر کمار : بانسری

دوپہر

۱۲ - ۳۰ 'اناج کے لئے آدرش گودام'
ڈاکٹر نریندر ورما

رات

۱۰ - ۰۰ جگن ناتھ و ساتھی : شہنائی

دہلی ب

صبح

۷ - ۳۰ امجد علی خاں : سرود

دوپہر

۲ - ۳۰ تارا نٹ راجن : کرناٹک گائن

شام

۶ - ۴۰ اور رات ۴۲ - ۸
کملا شری واستو : گیت اور بھجن

جمعرات ۱۷ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۸ - ۱۰ اور رات ۰۰ - ۹
چترا رائے : گائن
۱۱ - ۰۵ اور رات ۰۰ - ۹
ظفر احمد خاں : ستار
۱۱ - ۳۰ اور رات ۰۰ - ۱۰
رام اوتار : گائن

دوپہر

۱۲ - ۳۰ 'الیکٹرو پلیٹنگ سے پراپت چمک'
ڈاکٹر وبے سردا

دہلی 'ب'

صبح

۷ - ۳۲ ظفر احمد خاں : ستار

دوپہر

۲ - ۳۰ وشالم دینکشا چلم : وینا

شام

۶ - ۴۵ اور رات ۴۲ - ۸
روشن جمیل : غزلیں

جمعہ ۱۸ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۶ - ۴۰ 'ریڈی ایشن' : او۔ پی۔ ورما
۸ - ۱۰ ۰۵ - ۱۱ اور شام ۴۰ - ۵
منی پرساد : گائن
۱۱ - ۳۰ اور رات ۰۰ - ۹
عبدالسمیع خاں : سرود

رات

۱۰ - ۱۱ شتروگھن شکلا : ٹھمری اور دادرا

دہلی 'ب'

صبح

۷ - ۳۰ عبدالسمیع خاں : سرود

شام

۶ - ۴۵ اور رات ۴۲ - ۸
انجلی بنرجی : غزلیں

ہفتہ ۱۹ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۷ - ۳۰ صبح کی چائے : سلسلہ وار
تحریر : انل کپور
۸ - ۱۰ شام ۴۰ - ۵ اور رات ۰۰ - ۹
پارتھا داس : ستار
۱۱ - ۰۵ امیک کمار سرکار : سرود
۱۱ - ۳۰ پنڈت منی رام : گائن

شام

۵ - ۲۰ رادھے راج : گائن
۹ - ۳۰ للت جے راؤ : گائن

دہلی 'ب'

دوپہر

۲ - ۳۰ امیک کمار سرکار : سرود

اتوار ۲۰ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۸ - ۱۰ اور رات ۰۰ - ۹
ہری سنگھ اور ساتھی : شہنائی

شام

۵ - ۲۵ مادھوری منگلم راما چندرن : گائن
۹ - ۰۰ حسین بخش : گائن

دہلی 'ب'

دوپہر

۳ - ۳۰ ہری سنگھ و ساتھی : شہنائی

شام

۶ - ۲۵ اور رات ۴۲ - ۸
دیپتی بھلہ : گیت اور بھجن

پیر ۲۱ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۶ - ۴۵ سبھا پتا کرتے اپکرن (۲۳)
پیپر شرڈر ، تقریر ڈاکٹر راجو گپتا
۸ - ۱۰ اور شام ۴۰ - ۵ اور رات ۰۰ - ۹
بے نظیر بیگم : ٹھمری اور دادرا
۱۱ - ۰۵ بلونت رائے ورما : ستار
۱۱ - ۳۰ اتل ڈیسائی : گائن

رات

۱۰ - ۰۰ صابری خاں : سارنگی

دہلی 'ب'

صبح

۷ - ۳۲ علی احمد حسین و ساتھی : شہنائی

دوپہر

۲ - ۳۰ بلونت رائے ورما : ستار

شام

۶ - ۴۵ اور رات ۴۳ - ۸
سودیش سنہا : گیت ، بھجن
اور غزلیں

منگل ۲۲ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۸ - ۱۰ اور رات ۰۰ - ۹
آئیندینی رائے چودھری : گائن
۱۱ - ۰۵ گھاسی رام نرمل : جلترنگ
۱۱ - ۳۰ نرائن راؤ ویاس : گائن

شام

۵ - ۰۵ گیان وگیان : تقریر
از ڈاکٹر سبھاش جین
۱۰ - ۰۰ شاہد خاں : سرود

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ گھاسی رام نرمل: جل ترنگ

دوپہر

۳۰-۳ آیشرن چودھری: گائن

شام

۴۵-۶ اور رات ۴۳-۸

دیناناتھ: گیت، بھجن اور غزلیں

بدھ ۲۳ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۴۵-۶ 'چندن کا پیڑ' ڈاکٹر وی. ایس. چوہان

۱۰-۸ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹ امرناتھ: بانسری

۳۰-۱۰ اور شام ۴۰-۵ منور علی خاں: گائن

۳۰-۱۱ مرنالنی کھنڈیکر: گائن

دوپہر

۳۰-۱۲ گھروگیان: ارینڈی کا پیڑ، وتید ایس. پی. کنوجیا

رات

۰۰-۱۰ دیپالی ناگ: گائن

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ مرنالنی کھنڈیکر: گائن

دوپہر

۳۰-۳ پی پورنا وردھنی: کرناٹک گائن

شام

۴۵-۶ اور ۴۳-۸ صغیر احمد: گیت، بھجن اور غزلیں

۳۵-۱۰ ڈی. آر. پاروتیکر: سورمنڈل

جمعرات ۲۴ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹ رومارانی بھٹا آچاریہ: گائن

۳۰-۱۱ پی. ڈی. سپت رشی: وائلن

۱۰-۱۱ اور دوپہر ۳۰-۱۲ 'تل اور اس سے پراپت تیل' ڈاکٹر آر. ڈی. سنگھ

رات

۳۰-۱۰ اے. ایس. راگھون: گائن

دہلی 'ب'

صبح

۳۲-۷ علاؤالدین خاں: سرود

دوپہر

۳۰-۳ اے. ایس. راگھون: گائن

شام

۴۵-۶ اور رات ۴۳-۸ پپیہا ملک: غزلیں

جمعہ ۲۵ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۴۵-۶ 'کیا سمندر اور آکاش نیلا ہے؟' کلدیپ شرما

۱۰-۸ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹ پرکاش وڈھیرا: بانسری

۳۵-۱۰ سمترا گوہا: گائن

۳۰-۱۱ اور رات ۱۰-۱۱ بڑے غلام علی خاں: گائن

شام

۴۰-۵ اوشا پاریکھ: گائن

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ پروین سلطانہ: گائن

دوپہر

۳۰-۳ چمپا نارائن: کرناٹک گائن



وی ایچ ساگر — جن کی گائی غزلیں دہلی 'ب' سے نشر ہوئیں۔

شام

۴۵-۶ اور رات ۴۳-۸ ہرلیش بھار دواج: غزلیں گیت اور بھجن

ہفتہ ۲۶ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ شام ۴۰-۵ اور رات ۰۰-۹ سویتا دیوی: گائن

۳۵-۱۰ اور دوپہر ۳۰-۳ جگدیش برمن: بانسری

۰۵-۱۱ مالتی گلانی: گائن

۳۰-۱۱ اما شرما: ستار

رات

۳۰-۹ صابری خاں: سارنگی پریم ولبھ: پکھاوج

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ اما شرما: ستار

دوپہر

۳۰-۳ جگدیش برمن: بانسری

اتوار ۲۷ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ اور رات ۰۰-۹ بلرام پاٹھک: ستار

۰۰-۱۰ سنگھ بندھو: گائن

۳۰-۱۱ اور شام ۳۵-۵ سبھدرا ناگراج: وینا

دہلی 'ب'

دوپہر

۳۰-۳ بلرام پاٹھک: ستار

شام

۴۵-۶ اور رات ۴۲-۸ پورنیما داس: گیت اور بھجن

پیر ۲۸ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۴۵-۶ وگیان چرچا: سہایتا کرتے ایکرن (۲۴) ہینڈ ٹولز، تقریر از سی. بی. شرما

۱۰-۸ اور شام ۴۰-۵ اور رات ۰۰-۹ اننت لال اور ساتھی: شہنائی

۰۵-۱۱ مادھو امیدکر: گائن

۳۰-۱۱ سودیپتا شرما: ستار

رات

۰۰-۱۰ نینا دیوی: ٹھمری اور دادرا

دہلی 'ب'

صبح

۳۲-۷ کشوری امونکر: گائن

دوپہر

۳۰-۳ سودیپتا شرما: ستار

شام

۴۵-۶ اور رات ۴۳-۸ لچھمن داس سندھو: غزلیں

منگل ۲۹ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹ دیوبرت چودھری: ستار

۳۵-۱۰ شری کرشن شرما: گٹار

۳۰-۱۱ شیلا دھر: گائن

دہلی 'ب'

صبح

۳۲-۷ شیلا دھر: گائن

دوپہر

۳۰-۳ شری کرشن شرما: گٹار

شام

۴۵-۶ اور رات ۴۳-۸ شری رام: غزلیں

بدھ ۳۰ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۴۵-۶ 'طوطا': ڈاکٹر ایچ. ایس. وشنوئی

۱۰-۸ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹ شرن رانی: سرود

۳۵-۱۰ ودیادھر ویاس: گائن

۳۰-۱۱ مستری مجمدار: گائن

دوپہر

۳۰-۱۲ 'کیسر اور اس کے گن'، ڈاکٹر بی. ایس. چوہان

شام

۴۰-۵ امیر خاں: گائن

-۸ وگیان ترنگنی پیش کش: انل راول

۱۰-۰۰ امرناتھ : گائن

دہلی 'ب'

صبح



۷-۳۲ پنڈت جسراج : گائن

دوپہر

۳-۳۰ رکمنی شری نواس : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
جلال احمد : غزلیں

جمعرات ۳۱ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
اجیت سنگھ : وچترو ینا

۱۱-۳۰ راماسوفی : گائن

رات

۱۰-۰۰ ٹی۔این۔کرشنن : وائلن

۱۱-۳۰ نواب خاں : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ ونائیک راؤ پٹ وردھن : گائن

دوپہر

۳-۳۰ ایس۔رنگ۔راجن
بانسری (کرناٹک)

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۳
پشپا ہنس : گیت۔ بھجن
اور غزلیں

لکھنؤ

میڈیم ویو : لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۴۰۱٫۴۲ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۴۳٫۲۷ میٹر ۱۲۷۸ کلوہرٹز

شارٹ ویو : لکھنؤ (ب)
صبح ۵-۴۵ - ۷ تک ۹۳٫۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
۸-۰۰ بجے کے بعد ۴۸٫۶۲ میٹر ۶۱۷۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۱٫۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلوہرٹز
شام اور رات ۹۳٫۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی / انگریزی : (دلّی) صبح ۶-۰۰ پرادیشک سماچار (گورکھپور) صبح ۷-۲۰
ہندی (دلّی) صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵
انگریزی (دلّی) صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
سنسکرت (دلّی) صبح ۷-۰۰ شام ۶-۱۰ اردو (دلّی) صبح ۸-۵۰ شب ۹-۱۲
علاقائی (لکھنؤ) دوپہر ۲-۳۰ پرادیشک (لکھنؤ) شام ۷-۲۰، نیوز لیٹر ہندی (دلّی) صبح ۱۰-۰
ضلع کی چٹھی (لکھنؤ) صبح ۶-۰۵

بدھ ۱۶ جولائی

صبح

۷-۳۰ آرائش محفل : قصہ حاتم طائی

پروگرام

۸-۲۱ پشپا شرما اور سکھیاں
لوک گیت

۸-۳۰ اردو پروگرام

۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰
امت کمار بنرجی : رودر وینا

راج خوشی رام : پکھاوج سنگیت

رات

۱۰-۳۰ این راجم : وائلن وادن

رات

۸-۰۰ گھٹنا چکر

جمعرات ۱۷ جولائی

صبح

۷-۳۰ مہاکوی کالیداس
"ابھگیان ساکنتلم" کا سلسلہ وار
نشریہ

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۴۰
چھوٹے لال یادو اور ساتھی : آلہا

۸-۳۰ اردو پروگرام : خط کے لئے شکریہ

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
وشوناتھ شری کھنڈے : خیال

جمعہ ۱۸ جولائی

صبح

۸-۲۱ گڑھوالی، کمایونی لوک گیت

۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
افسانہ : اے تسکین زیدی
ادبی تراشہ

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
رام شنکر داس پاگل داس :
پکھاوج

رات

۸-۰۰ قانون سے اپنے رشتے

ہفتہ ۱۹ جولائی

صبح

۷-۳۰ لکھنؤ درشن : فیچر
پیش کش : تصویر عابدی

۸-۲۱ لوک گیت : شنکر یادو و ساتھی

۸-۳۰ اردو پروگرام
خواتین کے لئے، بزم شاعرات

۹-۱۵ غلام مصطفےٰ خاں : خیال

اتوار ۲۰ جولائی

صبح

۷-۳۰ گوسوامی تلسی داس کی
تحریر کردہ : "کویتاولی" کا
سلسلہ وار نشریہ

۸-۲۱ راما شنکر یادو اور ساتھی : آلہا

۹-۱۵ جی۔این گوسوامی : وائلن

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے : مزاحیہ خاکہ
'لڑی بکریا لڑی'
تحریر : راجیش بھدوریا

شام

۴-۳۰ خان بندھو : خیال

۹-۳۰ جھولا : سنگیت روپک
تحریر : شاردا پرساد
"بھوشونڈی"

پیر ۲۱ جولائی

صبح

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۴۰
لوک گیت امنی جیپر سادورما
اور ساتھی : آلہا

۸-۳۰ اردو پروگرام

۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
کاشی ناتھ شنکر بوڈس : خیال

شام

۷-۴۵ پریوار کلیان پر شنوتری

۱۰-۰۰ پرتیک چرچا

منگل ۲۲ جولائی

صبح

۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی امر کرت
"پدماوت" کا سلسلہ وار
نشریہ

۸-۲۱ لوک گیت : اوشا بھاٹیہ،
کسم گپتا

۸-۳۰ اردو میگزین پروگرام

۹-۱۵ پنا لال گھوش : بانسری

دوپہر

۲-۴۰ سمپا ئیں گاؤں کی

بدھ ۲۳ جولائی

صبح

۷-۳۰ آرائش محفل : قصہ حاتم طائی

سلسلہ وار پروگرام

۸-۲۱ منور ماجا ئسوال، آرتی پانڈے
پشپا سریواستو: لوک گیت

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
کرشن کمار کپور : خیال

شام

۴-۳۰ پدماوتی شالیگرام: خیال

۷-۳۰ ہمارے اپنے

۱۰-۰۰ ان کی بھی سنیئے : فیچر
از پرکاش سکینہ

جمعرات ۲۴ جولائی

صبح

۷-۳۰ مہاکوی کالیداس کی "ابھگیان
شاکنتلم" کا سلسلہ وار نشریہ

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۴۰
بالو سنگھ یادو وساتھی
لوک گیت

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
معبود حسین : کلارنٹ وادن

رات

۸-۰۰ گھٹنا چکر

جمعہ ۲۵ جولائی

صبح

۸-۲۱ گڑھوالی کمایونی لوک گیت

۸-۳۰ اردو پروگرام

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
وملاکون : خیال

دوپہر

۲-۴۰ آپ کا سواستھیہ

شام

۷-۴۵ نئے چیتج : فیچر

۸-۰۰ قانون سے اپنے رشتے

ہفتہ ۲۶ جولائی

صبح

۷-۳۰ لکھنؤ درشن : فیچر
پیشکش: تصویر عابدی

۸-۲۱ ونود پاٹھک، نادان
لوک گیت

۹-۱ رئیس خان : ستار

اتوار ۲۷ جولائی

صبح

۷-۳۰ گوسوامی تلسی داس کی "کویتاولی"
کا سلسلہ وار نشریہ

۸-۲۱ کنہیا لال اور ساتھی : آلہا

۹-۱۵ رسک لال اندھاریا : خیال

۱۱-۰۰ پھر سنئے : 'بھرت ہری' : ڈرامہ

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے : 'نیا سویرا'
ناٹک از ورشا داس

شام

۴-۳۰ وسنت راؤ دیشپانڈے: خیال

پیر ۲۸ جولائی

صبح

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۴۰
جسراج اور ساتھی : آلہا

۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰
ممتا بین : خیال

شام

۷-۴۵ پریوار کلیان پر شنوتری

۱۰-۰۰ آمنے سامنے

۱۰-۳۰ مانک لال ناگ : ستار

منگل ۲۹ جولائی

صبح

۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی
"پدماوت" کا سلسلہ وار نشریہ

۸-۲۱ لوک گیت: پربھا گپتا وساتھی

۸-۳۰ اردو پروگرام میگزین

۹-۱۵ برج بھوشن کابرا، شیو کمار شرما
گٹار، سنطور، یگل بندی

دوپہر

۲-۴۰ سمسیائیں گاؤں کی

رات

۸-۰۰ ہم ایک ہیں

بدھ ۳۰ جولائی

صبح

۷-۲۰ آرائش محفل: قصہ حاتم طائی
سلسلہ وار پروگرام

۸-۲۱ لوک گیت: سمن سریواستو

۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
سریندر سنگھ اوستھی : خیال

دوپہر

۲-۴۰ قوالی

(آگے ص ۳۶ پر)

نجیب آباد

۳۱۴ء۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

بدھ ۱۶ جولائی

صبح

۸-۳۰ تولمار شرما : سطور

شام

۵-۰۵ یووا منچ

جمعرات ۱۷ جولائی

صبح

۸-۳۰ علی اکبر خاں : سرود

رات

۹-۱۶ جوتسنا راستے : گیت

۱۰-۰۰ بسم اللہ خاں : شہنائی

جمعہ ۱۸ جولائی

صبح

۸-۳ بسم اللہ خاں : شہنائی پر
بھوپالی توڑی

دوپہر

۱-۱۰ برکت علی خاں : ٹھمری

شام

۵-۰۵ یووا منچ
'بھارت میں کمپیوٹر کرانتی'
تقریر از بدری ونشال

۹-۳۰ گڑھوالی کمایونی پروگرام

ہفتہ ۱۹ جولائی

صبح

۸-۳۰ کمل سہگل، کویتا سہگل: بھٹیار

دوپہر

۱-۱۰ بھیم سین جوشی
برندابنی سارنگ

شام

۵-۰۵ یووا منچ

اتوار ۲۰ جولائی

دوپہر

۱-۱۰ رمیش چندر چمولی
برندابنی سارنگ

رات

۹-۱۶ گووند پرسا د جے پور والے: غزل

پیر ۲۱ جولائی

صبح

۸-۳۰ استاد امیر خاں
بلاسکھانی توڑی للت

شام

۵-۰۵ واکھل بھارتیہ این سی سی پتھ روھنا
ابھیان ۱۹۸۶ء'

۹-۱۶ نرملا کماری : گیت

۱۰-۰۰ استاد امیر خاں: خیال مالکونس

منگل ۲۲ جولائی

صبح

۸-۳۰ بیناکشی داس : نٹ بھیرو

دوپہر

۱-۱۰ سسر کنا دھر چودھری: وائلن

بدھ ۲۳ جولائی

صبح

۸-۳۰ بہادر خاں : سارنگی پر میاں کی توڑی

دوپہر

۱-۱۰ صابری برادران : قوالی

رات

۱۰-۰۰ کماؤنی پتریکا

جمعرات ۲۴ جولائی

صبح

۸-۳۰ پنڈت جسراج: جاز بھیرو

دوپہر

۱-۱۰ غلام مصطفیٰ خاں : سرسوتی

رات

۹-۱۶ غلام علی : غزلیں

جمعہ ۲۵ جولائی

صبح

۸-۳۰ اردو پہر ۱۰-۱
مقصود حسین خاں
سارنگی پر تو رسکار پر دیپ

شام

۵-۰۵ یووا منچ

۱۰-۰۰ امجد علی خاں
سرود پر درگا نند کونس

ہفتہ ۲۶ جولائی

صبح

۸-۳۰ مشتاق علی خاں ، ستار پر دیسی

دوپہر

۱-۱۰ حسین بخش : ٹھمری

شام

۵-۰۵ یووا منچ : سنگیت سریتا
جیندر سنگھ : گیت ، غزل
پشپا تومر : لوک گیت

۱۰-۰۰ ہری کرشن ساہا
ستار پر برندا بنی سارنگ

پیر ۲۸ جولائی

صبح

۸-۳۰ روی شنکر : ستار پر
اہیر للت بھیرو

منگل ۲۹ جولائی

صبح

۸-۳۰ راجندر سنگھ وائلن پر وبھاس

دوپہر

۱-۱۰ شوبھا گرٹو : ٹھمری

بدھ ۳۰ جولائی

صبح

۸-۳۰ شروتی سدولکر : گجری توڑی

دوپہر

۱-۱۰ عزیز میاں قوال : قوالی

جمعرات ۳۱ جولائی

صبح

۸-۳۰ بمل مکھرجی : ستار پر نٹ بھیرو

دوپہر

۱-۱۰ جی۔ این موگھے : راگ ملتانی

گورکھپور

۳۳۰.۶۰ میٹر ۹۰۹ کلو ہرٹز

بدھ ۱۶ جولائی

شام

۵-۳۵ 'جہیز ایک سماجک اپرادھ ہے'
یوودھیا تیواری

۷-۳۰ یووا جگت : ریڈیو پترکا
سمن کا لین کتھا اور سماجک
ورنن ، از مدھو شری واستو

جمعرات ۱۷ جولائی

دوپہر

۱-۱۰ سواستھیہ چرچا : 'مہیلائیں
اچھا سواستھیہ کیسے بنائے رکھیں'
بات چیت ؛ شرکار :
ڈاکٹر کنچن لتا پانڈے اور
ڈاکٹر بھارتی سنہا

شام

۵-۳۵ گھر آنگن : ناری سماج میں
فیشن کی نقل ؛ منجلا اگروال

۷-۳۰ یووا جگت : گیت سندھیا
اتل کمار شرما

جمعہ ۱۸ جولائی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : شوخی گفتار
مزاحیہ کلام : آفتاب لکھنوی

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا سبھا : شکشت ناری کتنی
سوتنتر : پریچرچا
شرکار : چندر کرن سکسینہ
ارمیلا گھتیان ، ششی پربھا، نگم پر موع

شام

۶-۱۰ 'اندرا کی کیستی' ، ڈاکٹر کلیس گپتا

۷-۳۰ 'بھارت میں الکٹرانک ادیوگ
کے بڑھتے چرن'
کماری شیام للت پربھا ، نتلریا

۸-۰۵ 'بندیلی لوک گیتوں میں کرون
رس' ؛ اوما سکسینا

ہفتہ ۱۹ جولائی

شام

۵-۳۵ 'پودھوں میں پھول'
ڈاکٹر بسنت تیواری

۷-۳۰ سواستھیہ کی باتیں
'یون روگ اور ان سے بچاؤ'
ڈاکٹر وجاہت کریم

۸-۰۵ ان سے ملئے : 'سنگیتگیہ'
راجیش ور آچاریہ'
ڈاکٹر ہیم چندر جوشی

اتوار ۲۰ جولائی

صبح

۷-۳۰ 'کیسے کام کرتی ہے سلائی مشین
اور اس کی دیکھ بھال'
ودیا شری واستو

۹-۲۵ کماری آبھا راتی : بال کہانی

شام

۵-۳۵ 'چار پیروں والی انگلیاں' کہانی
از ابھی شیکھ پنڈت

پیر ۲۱ جولائی

شام

۵-۳۵ 'لوک گیتوں میں کہروا'
از کماری بندنا ترپاٹھی

۷-۳۰ آج کی شام آپ کے نام
کماری بینا شرما

۸-۰۵ کاویہ سندھیا
کوی کنور بہادر لال

منگل ۲۲ جولائی

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا سبھا : کاویہ پاٹھ
ارمیلا شکل

شام

۶-۱۰ 'سورج مکھی کی انت کھیتی'
از ڈاکٹر اوم پرکاش سنگھ

۷-۳۰ 'میری پریہ پستک ساکیت'
سرت نارائن ترپاٹھی

۸-۰۵ 'آنکھوں دیکھا سوادھینتا آندولن'

۹-۱۶ کھیل کھلاڑی : بھارتیہ مہیلا
ہاکی کا بھوشیہ ، پریم مایا
رنجنا شری واستو اور شوبھا

۹-۳۰ کشکول : اردو پروگرام
کلام شاعر : بےباک جوگی

بدھ ۲۳ جولائی

صبح

۸-۳۰ تخلیق : اردو پروگرام
قاضی عبدالستار سے اختر بستوی
کی ملاقات

شام

۵-۳۵ 'گرامین یووکوں کیلئے روزگار'
سید شمس الحق

۷-۳۰ یووا جگت : کویتا : تول سنہا

۸-۰۵ 'سوتنترتا سنگرام میں یوگ
دان' : بال گنگا دھر تلک اور
چندر شیکھر آزاد کا'
از سروپ جیت شکل

جمعرات ۲۴ جولائی

دوپہر

۱-۱۰ ہیمنت کارن و نیوارن
ڈاکٹر اے۔ کے۔ گپتا سے ملاقات

شام

۵-۳۵ 'بکری کے سور'
وارتاکار : شریمتی لیلا شکل

۷-۳۰ یووا جگت : گیت سندھیا
پیش کردہ : سید شاہنواز

۸-۰۵ 'میتھلی شرن گپت جینتی پر
خصوصی پروگرام'
ایک کاویہ یکشودھرا : میتھلی شرن گپت
وارتاکار : ڈاکٹر رام للت سنگھ

جمعہ ۲۵ جولائی

صبح

۸-۳۰ 'آج کی اردو و ہندی کہانیاں'
مباحثہ : شرکار ، شکیل صدیقی

ایم کو ٹھیا ڈی راہی، علیم عالمی
جی آر۔ سید اور طارق چھتاری

دوپہر
۱۰ - ۱ مہیلا سبھا: پیڑ پودوں کا گرد کیسے دور کریں،
ڈاکٹر اچل نندنی شری واستو

شام
۱۰ - ۶ "مونگ کی کھیتی سمسیا و سمادھان"
از راجندر رائے
۳۰ - ۷ "سامانیہ گیان پرشن آتری،
شرکاء: اسکول کیندریہ ودیالیہ
ایر فورس اور کارمل گرلس
اسکول گورکھپور

ہفتہ ۲۶ر جولائی

شام
۵ - ۲۵ "راشٹریہ ایکتا کے لئے بال ساہتیہ"،
ڈاکٹر شو بھوناتھ لال
۳۰ - ۷ یوا جگت: کوی گوشٹھی
شرکاء: منجو دوبے، جگت نارائن شرن
بھودیو اوپادھیائے
۵ - ۸ منجوشا: "ہندی کہانی واچن"،
از شری رام ورما

اتوار ۲۷ر جولائی

صبح
۳۰ - ۷ "وگیان آلوک: برہمانڈ کی کہانی"،
از ڈاکٹر انت پرکاش شری واستو
۲۵ - ۹ بال سکھا: "بیج سے پھل تک"،
ڈاکٹر پروین عباسی

شام
۳۰ - ۶ "اردرکوں کی ملاوٹ سمسیا و سمادھان" از کے۔ پی۔ سنگھ

پیر ۲۸ر جولائی

دوپہر
۳۰ - ۲ "گوبر گیس آج کے پرسنگ میں"،
ڈاکٹر نارائنی پرشاد

رات
۵ - ۸ کاویہ سدھا: دیریندر کمار ہمدم

منگل ۲۹ر جولائی

صبح
۳۰ - ۷ رمیش سنگھ: لوک گیت
۱۶ - ۹ کھیل کھلاڑی: "اس ماہ کی

کھیل سیکھیں" از یوراج سنگھ

بدھ ۳۰ر جولائی

شام
۵ - ۲۵ "آنگن واڑی: بچوں میں آنکھ کے روگ و دیکھ بھال"،
ڈاکٹر بی۔ این۔ پرشاد اور
ڈاکٹر کے۔ پی۔ سارا بھائی
۲۰ - ۷ یوا جگت: کہانی
از سدیو سامنت

جمعرات ۳۱ر جولائی

دوپہر
۱۰ - ۱ "پیٹ کی بیماریاں: بات چیت
از ڈاکٹر آر۔ کے۔ گپت اور
ڈاکٹر ایس۔ آر۔ یادو

شام
۵ - ۲۵ "بچوں میں کو پوشن"،
اربلا مشر: گھر آنگن
۵ - ۸ منشی پریم چند جینتی
منشی پریم چند اور گورکی
ڈاکٹر شری ست شرما
۳۰ - ۹ خصوصی سہ ماہی ناٹک
"ترپتا سے کل یگ تک"،
تحریر: نتیانند میٹھانی
پیشکش: وجے رائے

بقیہ: لکھنؤ

رات
۰۰ - ۱۰ کوچ کانت: ناٹک
تحریر: ڈاکٹر رام لکھن شرما

جمعرات ۳۱ر جولائی

صبح
۳۰ - ۷ مہاکوی کالی داس کی تخلیق "ابھگیان شاکنتلم" کا
سلسلہ وار نشریہ
۲۱ - ۸ ششی لیکھا سنگھ
لوک گیت
۳۰ - ۸ اردو پروگرام: خط کے لئے شکریہ
۱۵ - ۹ اور رات ۳۰ - ۱۰
گوپال چندر نندی: وائلن

رات
۰۰ - ۸ گھٹنا چکر

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ——— ۲ء ۱۹۷ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلو ہرٹز
پربھنی ——— ۰ء ۲۲۹ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی خبریں: صبح ۰۰ - ۶، ۵۹ - ۷، دوپہر ۵ - ۱، شام ۵ - ۶، رات ۴۵ - ۸، ۰۵ - ۱۱
مراٹھی: صبح ۵۰ - ۶، ۳۰ - ۸، دوپہر ۳۰ - ۱، شام ۰۰ - ۷، رات ۰۵ - ۸
انگریزی: صبح ۱۰ - ۸، دوپہر ۰۰ - ۱، رات ۰۰ - ۸ (اسپورٹ) ۰۰ - ۹، ۰۰ - ۱۱
اردو: دوپہر ۰۵ - ۱، رات ۱۶ - ۹ سنسکرت: شام ۱۰ - ۶

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵۵ - ۵ وندے ماترم اور شہنائی
۰۵ - ۶ امرت دھارا
۱۵ - ۶ کسانوں کے لئے
مراٹھی میں پروگرام
۲۰ - ۶ سورانجلی
۲۵ - ۶ پروگراموں کا خلاصہ

شام
۳۰ - ۵ یووادانی: مراٹھی میں نوجوانوں کے لئے پروگرام
۳۰ - ۶ دیہی سامعین کے لئے
۱۰ - ۷ بازار بھاؤ: لوک جگار (صرف منگل)
۳۰ - ۷ آپکے گھر آپکے شیوار
۳۰ - ۸ مدھوگند: سنسد سماچار

بدھ ۱۶ر جولائی

صبح
۰۰ - ۷ اور رات ۳۰ - ۱۰
پنڈت جسراج: گائن
۳۰ - ۷ سب رنگ: اردو پروگرام
"باتوں باتوں میں": گھریلو
موضوع پر خاکہ
تحریر: ڈاکٹر عصمت جاوید
۴۰ - ۸ میرا شاستر بودھ
سگم سنگیت

دوپہر
۱۰ - ۱ شری رام جادھو: سندری

جمعرات ۱۷ر جولائی

صبح
۰۰ - ۷ اور رات ۳۰ - ۱۰
بسوراج راجگرو: گائن
۳۰ - ۷ نئے چراغ: نوجوانوں کے لئے

سمپوزیم: "بلند عزائم اور جدوجہد میں ہی کامیابی ہے"،
شرکاء: شکیل احمد خاں، رضا اللہ خاں
افسر جانہ خاں
۴۰ - ۸ برکت علی خاں: ٹھمری

دوپہر
۱۰ - ۱ انگھا تیمے: سگم سنگیت

رات
۰۰ - ۱۰ پنالال گھوش: بانسری

جمعہ ۱۸ر جولائی

صبح
۰۰ - ۷ اور رات ۳۰ - ۱۰
ڈی۔ ڈی۔ جانو ریکر: گائن
۳۰ - ۷ سب رنگ: آپ اور ہم
(سامعین کے خطوط کے جواب)

دوپہر
۱۰ - ۱ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

رات

۱۰-۰۰ نکھل برجی : ستار

ہفتہ ۱۹ رجولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : سائنس کی دنیا
'بارش کہاں اور کیوں زیادہ ہوتی ہے'
تقریر از م۔ ع۔ باسط
نیرنگ خیال از ایم۔ اے۔ خالق

دوپہر

۱۲-۳۰ اقبال حسین اور ساتھی : قوالیاں

اتوار ۲۰ رجولائی

صبح

۷-۰۰ جھروکہ : گھریلو موضوعی خاکہ
تحریر : سنیتا اوک
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
بچوں کے لئے 'کھلتی کلیاں'
پیش کش : حسین العلوم ہائی اسکول اورنگ آباد

دوپہر

۱-۱۰ امجد علی خاں : سرود

شام

۵-۵۰ یووا وانی
۶-۱۵ پرکاش موڈے : کیرتن
۱۰-۳۰ مالویکا کانن : گائن

پیر ۲۱ رجولائی

صبح

۷-۰۰ اور رات ۱۰-۳۰
سری کانت باکرے : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : ہمارا آئین
'مملکت کی حکمت عملی کے اصول'
از خواجہ حبیب الدین

دوپہر

۱-۱۰ این راجن : وائلن

منگل ۲۲ رجولائی

صبح

۷-۰۰ زرین دارو والا : سرود
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
کہانی : رفعت نواز
کلام شاعر : فہیم احمد صدیقی

بدھ ۲۳ رجولائی

صبح

۷-۰۰ اور رات ۱۰-۳۰
پرکاش سنگیت : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ
تحریر : ڈاکٹر عصمت جاوید
۸-۴۰ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بسم اللہ خاں : شہنائی

جمعرات ۲۴ رجولائی

صبح

۷-۰۰ مانک ورما : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : نئے چراغ
(نوجوانوں کے لئے)
پیش کش : مولانا آزاد کالج
لیڈیز سیکشن اورنگ آباد
۸-۴۰ بیگم اختر : گائن

دوپہر

۱-۱۰ ولاس پریاگ : سگم سنگیت

رات

۱۰-۰۰ الماس باپٹ : سنطور
۱۰-۳۰ جے بوا بھاتکنڈے : گائن

جمعہ ۲۵ رجولائی

صبح

۷-۰۰ پربھودیو سردار : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : سامعین کے خطوط کے جواب آپ اور ہم

رات

۱۰-۰۰ جیتندر ابھیشیکی : گائن
۱۰-۳۰ استاد علاء الدین خاں : سرود

ہفتہ ۲۶ رجولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : 'نئی تعلیمی پالیسی اور اعلیٰ عمومی تعلیم'
از ڈاکٹر احمد حسین
'اصل زر کی بچت کی حکمت عملی'
از ایم۔ ایچ۔ چشتی

دوپہر

۱۲-۳۰ عبدالرب حیران وساتھی : قوالیاں

اتوار ۲۷ رجولائی

صبح

۷-۰۰ جھروکہ : مرہٹی میں گھریلو موضوعی خاکہ
۷-۳۰ سب رنگ : بزم خواتین
'بچوں کی نفسیات اور والدین کا رول' از رخسانہ پرویز
'خدا بچائے حسد کرنے والوں سے' از کنیز فاطمہ

دوپہر

۱-۱۰ بدھا دتیہ مکرجی : ستار

شام

۶-۱۵ وشواناتھ مہاجن : کیرتن

پیر ۲۸ رجولائی

صبح

۷-۰۰ شری پد کلکرنی : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
کھیلوں کی دنیا : کرکٹ
ہماری صحت : 'کینسر کی عام وجوہات اور علامات' تقریر
از ڈاکٹر ظفر نقشبندی

دوپہر

۱-۱۰ اور رات ۱۰-۳۰
پروین سلطانہ : گائن

منگل ۲۹ رجولائی

صبح

۷-۰۰ شرن رانی : سرود
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
'مہاراشٹر کے سنتوں کی دکنی شاعری' ڈاکٹر یو ایم پٹھان

بدھ ۳۰ رجولائی

صبح

۷-۰۰ کمار گندھرو : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
باتوں باتوں میں

دوپہر

۱-۱۰ بلرام پاٹھک : ستار

رات

۱۰-۳۰ منور علی خاں : گائن

جمعرات ۳۱ رجولائی

صبح

۷-۰۰ سنندا پٹنائک : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : نئے چراغ
نوجوانوں کے لئے
'ترقی کی راہ پر' : فیچر
پیش کش : سید نثار علی رضوی
۸-۴۰ ارمیلا سود : ٹھمری

دوپہر

۱-۱۰ شمیم احمد : ستار

رات

۱۰-۰۰ سندھیا مکرجی : گائن
۱۰-۳۰ سلطان خاں : سارنگی

جالندھر، چنڈی گڑھ

جالندھر: میڈیم ویو: ۴۲۷ء۳ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲۲۲ء۲ میٹر ۱۳۵۰ کلو ہرٹز
۲۲۳ء۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز

چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۲۰۹ء۶ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵

پنجابی: صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰، ۱۱-۰۰

اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ)

روزگار سماچار: شام ۷-۴۰

بدھ ۱۶؍ جولائی

صبح

۴-۳۰ اور شام ۵-۰۰
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے (روزانہ)

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی ہرجندر سنگھ راگی: شبد

۸-۳۰ ہنس راج ہنس: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
کستوری لال: وائلن وادن

دوپہر

۲-۵۰ سلکھن سنگھ نرالا: لوک گیت

جمعرات ۱۷؍ جولائی

صبح

۷-۴۵ روی شرما: بھجن

۸-۲۰ اور شام ۷-۵۰
پراگا دستی: گیت

۹-۰۵ سویتا دیوی: ٹھمری

دوپہر

۲-۵۰ چرن سنگھ کنگن پوری
لوک گیت

شام

۶-۴۵ سوہن اٹوالیہ: لوک گیت

۱۰-۱۵ ہربھجن سنگھ ناہل
لوک گیت

۱۰-۳۰ سویتا دیوی: خیال

جمعہ ۱۸؍ جولائی

صبح

۷-۳۰ اور شام ۷-۴۵
چندر کانتا: گیت

۸-۲۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
کرشن لال: غزلیں

۸-۵۰ سنت سنگھ بندرا
لوک گیت

دوپہر

۲-۳۰ بلدیو سنگھ رندھاوا
لوک گیت

شام

۴-۴۵ ہردیو سنگھ خوشدل
لوک گیت

۹-۳۰ 'لٹیرا' : ہندی ناٹک
از برج بھوشن

۱۰-۳۰ اوم پرکاش: کلارنٹ

ہفتہ ۱۹؍ جولائی

صبح

۷-۳۰ سروپ سنگھ سروپ: گیت

۷-۴۵ سریندر کور: لوک گیت

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
شرپو کالیکر: خیال

شام

۴-۴۵ مہندر ویرڈوالیہ: لوک گیت

۹-۳۰ للت رلتے: گائن

اتوار ۲۰؍ جولائی

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ

۷-۴۵ عزرا بخلی: پنجابی غزلیں

۹-۱۵ بال جگت

۱۰-۰۰ چانن رشماں

دوپہر

۱۲-۲۰ برکت سندھو: لوک گیت

۲-۳۰ بھاگ سنگھ: لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ استاد مشتاق حسین خاں: خیال

پیر ۲۱؍ جولائی

صبح

۸-۲۱ سورن باوا: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
باگیشوری دیوی
ٹھمری اور دادرا

دوپہر

۲-۳۰ سورن لتا: لوک گیت

رات

۹-۳۰ 'یگ پلٹ' : جسونت سنگھ وردی
کا پنجابی ناٹک

۱۰-۱۵ اجیت کور: لوک گیت

منگل ۲۲؍ جولائی

صبح

۹-۱۰ علی اکبر خاں: سرود

دوپہر

۲-۳۰ امریک سنگھ غازی
لوک گیت

شام

۴-۴۵ ستیش چندر: لوک گیت

۸-۱۵ کاویہ دھارا: ہندی میں نظم خوانی

بدھ ۲۳؍ جولائی

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۲-۱۵
اپرنا رائے چودھری: خیال

دوپہر

۲-۳۰ کلونت سنگھ بیدی
لوک گیت

جمعرات ۲۴؍ جولائی

صبح

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
پرشوتم داس مہتہ
ستار وادن

دوپہر

۱۲-۲۰ اجیت کور: گیت اور غزل

۲-۳۰ محمد صدیق: لوک گیت

شام

۴-۴۵ سریندر چھندا: لوک گیت

۷-۵۰ اجیت کور: غزلیں

۹-۳۰ 'یہ کہانی بدلی'
تیلگو ناٹک کا پنجابی عکس

۱۰-۳۰ ملہار: راگ ملہار پر مبنی
پروگرام: بلبیر سنگھ کلسی

جمعہ ۲۵؍ جولائی

صبح

۸-۲۰ محمد تقی قوال اور ساتھی: کافی

۸-۵۰ لال چند یملا جٹ: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
غلام مصطفےٰ خاں: خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ اور شام ۴-۳۰
محمد تقی قوال: کافی

۲-۳۰ شوکت علی متوعی
لوک گیت

شام

۴-۴۵ گردھاری لال: بھینٹاں

۷-۴۵ کلدیپ رائے: غزلیں

۹-۳۰ 'سو بھاگیہ دوس'
ہندی ڈرامہ
از شری منوہر بھاٹیہ

۱۰-۱۵ لال چند یملا جٹ: لوک گیت

ہفتہ ۲۶؍ جولائی

صبح

۷-۴۵ محمد سلیم قوال و ساتھی
لوک گیت

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰ اور ۷-۴۵
سیا بہاری سرن: جل ترنگ

شام

۴-۴۵ جگجیت سنگھ زیروی
لوک گیت

اتوار ۲۷ جولائی

صبح

۹-۱۵ بال جگت

دوپہر

۱۲-۲۰ پورن شاہکوٹی: لوک گیت

۲-۳۰ مولا سنگھ ڈھاڈی و ساتھی
واراں

رات

۱۰-۳۰ استاد علاؤالدین خاں
سرود وادن

پیر ۲۸ جولائی

صبح

۸-۲۰ منموہن کور: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
تیج پال سنگھ، سریندر سنگھ
خیال

دوپہر

۲-۳۰ رمیش رنگیلا: لوک گیت

رات

۹-۳۰ "سوال": پنجابی میں ڈرامہ
از جسپال سنگھ

۱۰-۱۵ چمن لال گورداسپوری
لوک گیت

منگل ۲۹ جولائی

صبح

۹-۰۵ بدھ دتیہ مکرجی: ستار وادن

دوپہر

۲-۳۰ ماہل سنگھ چنڈور
لوک گیت

شام

۴-۴۵ برکت سدھو: لوک گیت

۸-۱۵ کاویہ دھارا: پنجابی میں نظم خوانی

۱۰-۰۰ شکنتلا بودھمن: گائن

بدھ ۳۰ جولائی

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۲۰
اشوک کمار: غزلیں
(آگے ص ۵۰ پر)

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) : ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۲۳۶/۴ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

بدھ ۱۶ جولائی

صبح

۷-۰۵ دوپہر ۱-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

۷-۳۵ آئینہ

۹-۱۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت

شام

۶-۳۰ ادھیوگ جگت

۱۰-۰۰ "تم ضرور آنا": ناٹک
تحریر: جے پرکاش دوبے

جمعرات ۱۷ جولائی

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

۹-۱۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا جگت

شام

۶-۳۰ سندھی کاریہ کرم

جمعہ ۱۸ جولائی

صبح

۷-۰۵ دوپہر ۱-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

۷-۳۵ راجستھلی

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا

۹-۱۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت

رات

۹-۳۰ "کستوری مرگ": ناٹک
تحریر: ستیندر پاریک
پیش کش: ستا گپتا

ہفتہ ۱۹ جولائی

صبح

۷-۰۵ دوپہر ۱-۳۰ اور شام ۶-۳۰
شاستریہ سنگیت

۹-۱۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت

رات

۹-۱۶ کھلا آکاش

اتوار ۲۰ جولائی

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

۷-۴۵ سگم سنگیت

۹-۱۵ مکل

۱۰-۰۰ سندھی کاریہ کرم

دوپہر

۱۲-۰۰ مہیلا جگت

۱۲-۲۰ جھلکی: "افسر کا رعب"
تحریر: رمیش کمار رنگا نڑی
پیشکش: آنند ماتھر

شام

۵-۰۵ یووانٹری

۹-۳۰ کہکشاں: "صحت مند صحافت"
تقریر از سلطان مرزا
کلام شاعر: ارشد عبدالحمید
"نفسیات اور خواب"
از ڈاکٹر سرفت حسین

پیر ۲۱ جولائی

صبح

۷-۰۵ دوپہر ۱-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت

۹-۱۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت

منگل ۲۲ جولائی

صبح

۷-۰۵ شاستریہ سنگیت

۹-۱۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ سہیلیاں ری باڑی

رات

۹-۳۰ سندھی کاریہ کرم

بدھ ۲۳ جولائی

صبح

۷-۰۵ دوپہر ۱-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

۷-۳۵ آئینہ

۹-۱۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت

شام

۶-۳۰ ادھیوگ جگت

جمعرات ۲۴ جولائی

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

۹-۱۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا جگت

شام

۶-۳۰ سندھی کاریہ کرم

۹-۱۶ کھلا آکاش

جمعہ ۲۵ جولائی

صبح

۷-۰۵ دوپہر ۱-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ لوک گیت

ہفتہ ۲۶؍جولائی

صبح
۷-۰۵ دوپہر ۱۱-۳۰ اور شام ۶-۳۰
شاستریہ سنگیت
۷-۴۵ سیدھیہ سنگیت
۹-۱۵ سگم سنگیت
دوپہر
۱-۱۰ لوک سنگیت
رات
۹-۱۴ کھلا آکاش

اتوار ۲۷؍جولائی

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت
۷-۴۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ مکل
۱۰-۰۰ سندھی کاریہ کرم
دوپہر
۱۲-۰۰ میلا جگت
"بھنور"، جھلکی
از ایم آر۔ راہی
پیشکش؛ ممتاز شکیب
رات
۹-۳۰ کہکشاں؛ کلام شاعر؛ گل خلیقی

پیر ۲۸؍جولائی

صبح
۷-۰۵ دوپہر ۱۱-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
۹-۱۵ سگم سنگیت
دوپہر
۱-۱۰ لوک گیت

منگل ۲۹؍جولائی

صبح
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
۹-۱۵ سگم سنگیت
رات
۹-۳۰ سندھی پروگرام

(آگے ص ۴۵ پر)

بیکانیر

۳۱۵٫۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

بدھ ۱۶؍جولائی

صبح
۷-۳۰ گوپال چندر نندی؛ وائلن پر
راگ ولاس خانی توڑی
۹-۱۵ اور دوپہر ۲-۳۰
نتھو خاں مراثی؛ لوک سنگیت
دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
بسنت راؤ دیش پانڈے
خیال مدھوکوس، اشٹر کھماج اور
ٹھمری
شام
۵-۰۵ یووا وانی: بوجھو تو جانیں
یووا پسند
آپ کی چٹھی ملی
۷-۲۰ 'دلہنی فصلوں میں کلر کا مہتو'
سوشیل کمار
۱۰-۳۰ گوپال چند نندی؛ وائلن پر
راگ مدھوونتی باگیشوری

جمعرات ۱۷؍جولائی

صبح
۷-۵۰ اور رات ۸-۱۵
مہیندر کور؛ سگم سنگیت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
فتح کماری ویاس، سگم سنگیت
شام
۵-۰۵ یووا وانی: کھیل گتی ویدھیاں'
یووا کھلاڑی سے بھینٹ
کھو کھو کھلاڑی: انجولتا شرما
راجیشوری گوسوامی سے ملاقات
سنگیت کلاکار؛ رانی بانو سلیمانی
۷-۲۰ 'مرغی پالن ایک ادھیوگ کے
روپ میں ہم کیسے شروع کریں'
شری جیٹھا رام
'چراگاہ وکاس میں پنچایتوں
کی بھومیکا': پورنا رام

جمعہ ۱۸؍جولائی

صبح
۷-۳۰ بدھادتیہ مکھرجی: ستار پر
راگ توڑی
۸-۲۱ 'برسات کی بیماریاں اور بچاؤ'
وید بھنور آچاریہ
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
جگرام بھوپا: لوک سنگیت
دوپہر
۱-۱۰ کشوری امونکر
خیال پٹ دیپ، ٹھمری بھیروی
شام
۷-۲۰ گنوار پاٹھا کی کھیتی بھوجن ایوم
اوشدھی کے لئے؛ ارادھاکشن
'برسات میں ہونے والے روگ
اور ان کے برتی ساودھانیاں'
ایس کے۔ نرولا
۱۰-۳۰ بدھادتیہ مکھرجی؛ ستار پر
راگ دیس، باگیشری

ہفتہ ۱۹؍جولائی

صبح
۷-۳۰ مہندر بھٹ: وائلن پر
راگ آنند بھیرو
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
مدھو کشاریہ: لوک سنگیت
دوپہر
۱-۱۰ ونایک راؤ پٹ وردھن
خیال بہیر
شام
۵-۰۵ یووا وانی: سماچار سنکلن
پستکالیوں سے ادھک ادھک
لابھ کیسے لیں: گیت سنگیت
۷-۲۰ 'پھلدار پودوں میں سوکشم
تتووں کا مہتو': مرلی منوہر ماتھر
'نئی شکشا پرنالی سے شکشا
کے شیتر میں سمبھاوت ہونیوالے لابھ'
گوند سونی

اتوار ۲۰؍جولائی

صبح
۷-۳۰ راجیندر پرستا: بانسری پر
راگ للت
۸-۲۱ ہردرشن سہگل؛ کہانی
شام
۵-۰۵ یووا وانی؛ نوترنگ
'سب کے لئے سواستھیہ'
راجیندر سیوٹا
آج کے سنگیت کلاکار
شیلا گوسوامی
۷-۲۰ 'مرو شیتر میں بھیڑپالن ایک لابھ
دایک دھندھا'، پریچرچا
شرکار، بھنور لال لیگا
ڈاکٹر اندو ویاس وبھوپ سنگھ

پیر ۲۱؍جولائی

صبح
۷-۳۰ نذر محمد: طبلہ
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
امر چند ستھار؛ لوک سنگیت
دوپہر
۱-۱۰ نیاز احمد، فیاض احمد
خیال؛ بیراگی بھیرو
شام
۵-۰۵ کویتا پاٹھ؛ کماری منجو بالا تواڑی
'دنکر اور ان کی کویتا'
ونیتا استھانا
گیت سنگیت
۷-۲۰ 'پشو پالن ایوم گرامین مہیلائیں'
'بچوں میں سنتولت بھوجن عمر
کے حساب سے' ایس تارہ چھلانی
'دیہی پرتھا سماپت کرنے میں
مہیلاؤں کا یوگ دان کیا ہونا چاہیے'
تقریر؛ چندر پربھا پاٹھک
۱۰-۰۰ نذر محمد؛ طبلہ وادن
رجنی کانت دیسائی: خیال مالکونس

منگل ۲۲؍جولائی

صبح
۷-۳۰ بھیکو بھائی بھاؤسار:

خیال کومل رشبھ اساوری
بیکانیر کے کلا اور ساہتیہ پریمی
شا سک: راؤ بیتی ؛ وارتا
از دین دیال اوجھا
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
غلام رسول: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ پرشن اوتری؛ شرکار
ریش چندر پال، ہریش آڈوانی
وجیہ کمار جینیا، سودیش راوت
پرشن کرتا؛ گووند سکسینہ
۶-۳۰ مرو ستھلی نئی سرجنا
فتح خاں موہل
۷-۲۰ ایک پرگتی شیل کسان سے بھینٹ
رام نارائن سے بھینٹ
مرو شیتر میں پھل وکاس کی
سمبھاوتائیں؛ بالیشور سنگھ
۸-۱۵ راس بہاری دیسائی؛ سگم سنگیت

بدھ ۲۳ جولائی

صبح

۷-۳۰ سوتیا دیوی؛ ٹھمری بھیرکا ٹپّا
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
فاطمہ؛ لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی؛ پوچھو تو جانیں
میری زندگی: یووا پسند
آپ کی چیٹھی ملی
۷-۲۰ مرو شیتر کے سیچت شیتروں
میں ہری کھاد کا مہتو،
از منی رام چودھری
لون کرن سر کرشی انوسندھان
کیندر کی دین،
ایس۔ ایس سنگھا وت
۱۰-۳۰ سوتیا دیوی: ٹھمری

جمعرات ۲۴ جولائی

صبح

۷-۵۰ اور رات ۸-۱۵
سریتا گوسوامی؛ سگم سنگیت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
اوم پرکاش سرگرا
لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی؛ بھینٹ وارتاؤں
پر آدھارت کاریہ کرم
"رکت دان مہا دان"
وجیہ شری ورما
گیت سنگیت
آج کے سنگیت کلاکار: سریتا تھو
۷-۲۰ اونٹ کا سرا روگ، کارن
اور اپچار؛ ڈاکٹر محمد ایوب
ایک پرگتی شیل کسان گنگا رام
سے ملاقات

جمعہ ۲۵ جولائی

صبح

۷-۳۰ راجن مشرا ساجن مشرا
خیال للت
۸-۲۱ دیش لوک منور تران رکھائی
مول دان دیپاوت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
گنگا دیوی؛ لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ حفیظ احمد خاں؛ خیال بسنت
موکھاری، ٹھمری بھیروی

شام

۵-۰۵ دانوشاسن اور یووا؛ پریچرچا
دلو ددادھیچ؛ ہریش مدان
سنیتا شرما، الوز ادھا یا سن
۷-۲۰ چھوٹے پریوار، سکھی ایک
او شیکتا؛ گوپی بلبھ گوسوامی
ملاوٹی وستوؤں کے پرینام
اور ان کے پرتی ساودھانیاں
ڈاکٹر شیتل ہرش
۱۰-۳۰ راجن مشرا ساجن مشرا
خیال گاوتی، بھجن

ہفتہ ۲۶ جولائی

صبح

۷-۳۰ وشو موہن بھٹ؛ گٹار پر
راگ بسنت موکھاری
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
امر سنگھ گوہوٹ؛ لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ کرشن راؤ شنکر پنڈت؛ گائن

شام

۵-۰۵ سماچار سنکلن
پرامرش: ادب پبلشنگ ایجنسی
سے سورو زگار کے سمبندھ میں
گیت سنگیت
۷-۲۰ بیکانیر کے وکاس کے لئے
اگر گامی یوجنائیں؛ آر ایس بینا
گاؤں میں سواستھیہ سمسیائیں
اور سمادھان،
وائی ایس۔ بھارگو

اتوار ۲۷ جولائی

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
شوبھا گرٹو؛ دادرہ
۸-۲۱ گوری شنکر اروڑ؛ کاویہ پاٹھ

شام

۵-۰۵ نوترنگ: وارتا
مانو اور کلپنا شکتی
موتی چند آچاریہ
آج کے سنگیت کلاکار:
انیتا ماتھر
۷-۲۰ مرو شیتر میں دگدھ،
ڈاکٹر آر۔ ایس۔ گوسوامی

پیر ۲۸ جولائی

صبح

۷-۳۰ رسک لال اندھاریا
خیال بگری توڑی
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
امر چند پروہت؛ لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بھیم سین جوشی؛ خیال سر ملہار

شام

۵-۰۵ تقریر از سکل شرما؛ تقریر از
اسماعیل غزل عراقی
۱۰-۰۰ صابری خاں، سنتیہ دیو پنوار
سارنگی، وائلن پر راگ
پوریا کلیان
رسک لال اندھاریا: خیال باگیشری

منگل ۲۹ جولائی

صبح

۷-۳۰ دیوی پرساد چترجی
ستار پر راگ چارو کیشی
۸-۲۱ بیکانیر کے پستکالیہ اور
ابھیلیکھاگار،
انوپ سنسکرت پستکالیہ،
ڈاکٹر پشکر دت شرما
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
بھونگر خاں؛ لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی: بھینٹ وارتاؤں
پر آدھارت کاریہ کرم
ٹھہری ہوئی گتی؛ بینا ماتھر
گیت سنگیت
۶-۳۰ بیکانیر اور شنیہ استھان،
شری لال جوشی
نئی سرجنا؛ کہانی
از سوہن لال پروہت
۷-۲۰ خریف کی سبزیاں ان کی قسمیں
ایوم کھیتی؛ پی۔ ایس۔ شرما
گاؤں میں زمین سمبندھی
سمسیائیں اور ان کا سمادھان،
مشر لکشمی دان
۸-۱۵ جیا شری گپتا؛ سگم سنگیت

بدھ ۳۰ جولائی

صبح

۷-۳۰ این راجم: وائلن پر راگ اہیر بھیرو
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
کرشنا ویاس؛ لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ پروین سلطانہ: خیال

شام

۷-۲۰ ایک یووک کسان سے بھینٹ
اوم پرکاش گوسوامی
گاؤں میں پنپتی چھوت کی
بیماریاں کارن اور ان کا نیترن،
پی۔ ڈی۔ اگروال
۱۰-۳۰ این راجم؛ وائلن پر راگ جوگ

جمعرات ۳۱ جولائی

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
شیر محمد سلکھنیا؛ لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ آج کے سنگیت کلاکار
کنور سودیش پانڈیہ
۷-۲۰ بھیڑ بکری پالن کی پرمکھ باتیں،
ڈاکٹر ڈی۔ کے۔ ولیا
ایک پرگتی شیل پشو پالک
لکا رام سے ملاقات
۸-۱۵ معین الدین خاں: غزلیں

سورت گڑھ

۲۷ء۳۳۵ میٹر — ۹۱۸ کلو ہرٹز

بدھ ۱۶ جولائی

صبح

۶-۳۵ چنتن: از پشپا دیوی بترا

۷-۲۰ 'روگ اور ندان۔ مانسک روگ' ہندی تقریر

۸-۲۱ کھیتا رام و ساتھی راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۱-۵۰ 'گوبھی کی انت قیس اور لوائی'

۲-۲۰ مرومنگل: کریم خاں

شام

۵-۳۰ یووا وانی: کویتا از سکھ پال امر کہانی از انوپما گوئیل

۷-۲۵ مرومنگل: روپ کرن ویاس

۱۰-۰۰ بسر کنادھر چودھری: وائلن

جمعرات ۱۷ جولائی

صبح

۸-۲۱ مرومنگل: گوپال لال بوہرا

دوپہر

۱-۵۰ لادنیہ وچھاریہ بھومی کو کیسے سدھاریں

۲-۲۰ مرومنگل: دھودے خاں

شام

۵-۳۰ یووا وانی: 'میرا مرش پتر کاریتا کے چھیتر ہیں'

۷-۲۵ مرومنگل: کالورام پرجاپتی اور ساتھی

۱۰-۳۰ سنگیت کمار ناہر: گائن

جمعہ ۱۸ جولائی

صبح

۷-۳۰ 'کتنے سوتنتر ہیں لیکھن و ابھویکتی ہیں'، ہندی تقریر

۸-۲۱ مرومنگل: ویرسین دمامی

دوپہر

۱-۳۰ لسم اللہ خاں: شہنائی

۱-۵۰ مرچ کی فصل کا ادھک اتپادن کیسے؟

۲-۲۰ مرومنگل: سری کرشن دمامی

شام

۶-۱۵ 'پرودڑھ شکشا اور گرامین لوک' بات چیت

۷-۲۵ مرومنگل: بھنور لال و ساتھی

۱۰-۰۰ اردن بھادڑی: گائن

ہفتہ ۱۹ جولائی

صبح

۶-۳۵ چنتن: پرتھوی راج گپتا

۷-۳۰ کویتا پاٹھ: ٹیگور ایک کوی کے روپ میں: کہانی

۸-۲۱ مرومنگل: گواری دیوی

دوپہر

۱-۵۰ گنے کے فصل کو کیٹ چھیدک کیڑوں سے بچائیں

۲-۲۰ مرومنگل: دھیرا سین

شام

۵-۳۰ یووا وانی: 'مجھے شکایت ہے'

۷-۲۵ مرومنگل: مانک چند شرما

اتوار ۲۰ جولائی

صبح

۷-۳۰ ہندی وارتا: 'اپرادھ کے سنوادگیاں کتھائیں'، ہندی تقریر

۸-۲۱ مرومنگل: دین محمد لنگا و ساتھی

۹-۱۶ اتہاس کے پنے: جے پرکاش دوبے

دوپہر

۲-۲۰ مرومنگل: دیوی سنگھ

شام

۵-۳۰ یووا وانی: اس شام

پیر ۲۱ جولائی

صبح

۷-۳۰ 'رونیک سنسار پودوں کا' تقریر از ان۔ این ٹنڈن

۸-۲۱ مرومنگل: علاء الدین میرزادہ اور ساتھی

دوپہر

۱-۳۰ فرید حسین: طبلہ

۱-۵۰ 'نیبو ورگیہ پودوں کو روگوں سے بچائیں' ڈاکٹر آر۔ ڈی۔ سنگھ

۲-۲۰ مرومنگل: تنلو رخاں

شام

۶-۱۵ چوپال: رکت دان ڈاکٹر پی۔ آر۔ ساہو کہانی از سری مدن موہن لال جوشی

۷-۲۵ مرومنگل: اندا بھیل و ساتھی

۱۰-۰۰ ارجن ناگود: گائن امجد علی خاں: سرود

منگل ۲۲ جولائی

صبح

۶-۳۵ چنتن: اوم پرکاش شرما

۸-۲۱ مرومنگل: چھنگا خاں و ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ 'بھنڈی کی فصل کو کیڑوں اور بیماریوں سے بچائیں' از مدن لال جوشی

۲-۲۰ مرومنگل: کریم خاں لنگا و ساتھی

شام

۵-۳۰ وگیان پتریکا: جنس کیا ہے؟ از آتم جوت

۶-۱۵ 'سماجک جیون میں بینک سیواؤں کا یوگ دان' از منجال

۷-۲۵ مرومنگل: سریش ماتھر

۸-۱۵ سگم سنگیت: شیل ماتھر

۹-۱۶ ان کی دنیا ان کی باتیں

۹-۳۰ گوربند

بدھ ۲۳ جولائی

صبح

۶-۳۵ چنتن: اوم پرکاش شرما

۷-۳۰ 'دوسری پیڑھی کا دائیتو تیسری کے لئے'، تقریر از تولا رام اپادھیائے

۸-۲۱ مرومنگل: کریم خاں کھجڑلا

دوپہر

۱-۵۰ 'کپاس کی فصل کو کیڑوں سے بچائیں'

۲-۲۰ مرومنگل: اندربالا ناتھو و ساتھی

شام

۵-۳۰ 'ایکا بھنیئے: کماری سنتوش شرما یووا پرتبھا، دیپا شرما

۶-۱۵ 'اپنی کھیتی اپنی بات' از انل کڑوارا

۷-۲۵ مرومنگل: سری رام نارائن

۱۰-۰۰ استاد امیر خاں: گائن

جمعرات ۲۴ جولائی

صبح

۸-۲۱ مرومنگل: ظہور خاں

دوپہر

۱-۵۰ 'گوار کا ادھک اتپادن کیسے'

۲-۲۰ مرومنگل: گوپی دیوی

شام

۵-۳۰ یووا وانی: کھیل کود بولا چودھری از شیام سندر چگ تیاری سیول اولمپک کی از پون شرما

۶-۱۵ 'سری گنگا نگر ضلع اور پشوپالن' ڈاکٹر مدن موہن شرما

۷-۲۵ مرومنگل: سری گلاب چند گوڑ

جمعہ ۲۵ جولائی

صبح

۶-۳۵ چنتن: از اس۔ سی۔ مصرا

۷-۳۰ 'ٹریفک نیم: سب کی سورکشا' از سری نند رام شرما

۸-۲۱ مرومنگل: سورج دیوی

دوپہر

۱-۳۰ روی شنکر: ستار وادن

۱-۵۰ 'بغیچوں کی اچت دیکھ بھال' ڈاکٹر آر۔ ایس۔ راٹھوڑ

۲-۲۰ مرومنگل: ہزاری لال و ساتھی

شام

۶-۱۵ چوپال: 'سہکارتا چھیتر میں اودیوگک اکائیاں'

از اے۔ ایم۔ ایل۔ جین

۷-۲۵ مرومنگل: گنگارام سورداس وساتھی

ہفتہ ۲۶ر جولائی

صبح

۷-۳۰ 'آپ کے لئے ہے پوسٹ آفس' از جی۔ اس۔ بتر پہن

۸-۲۱ مرومنگل: نارائنی دیوی

دوپہر

۱-۵۰ 'دلہنی فصلوں کو روگوں سے بچائیں' ؛ ڈاکٹر جے۔ اس۔ شرما

۲-۲۰ مرومنگل: نور محمد لنگا وساتھی

شام

۷-۲۵ مرومنگل: کرشنا ویاس

۸-۱۵ کملا راٹھور: سگم سنگیت

اتوار ۲۷ر جولائی

صبح

۷-۳۰ 'ایسی بھی کیا جلدی ہے: شادی کی' مزاحیہ تقریر از شیو کٹاریہ

۸-۲۱ مرومنگل: علاءالدین لنگا وساتھی

۹-۱۵ اتہاس کے پنے: جے پرکاش ڈگڈ

دوپہر

۲-۲۰ مرومنگل: چھوٹی بانو

پیر ۲۸ر جولائی

صبح

۶-۳۵ چنتن: ام۔ ڈی۔ آفریدی

۷-۳۰ وجن سادھارن کی رکشا ہماری بھومیکا؛ مدن لال شرما

۸-۲۱ مرومنگل: بہاری کتھک

دوپہر

۱-۳۰ شیو کمار شرما: سنطور وادن

۱-۵۰ 'ورشا رتو میں کرشی یںتروں کی اچت دیکھ بھال' از سری ایس۔ پی۔ سنگھ

۲-۲۰ مرومنگل: شیورام

شام

۶-۱۵ 'وکسان بہنا۔ کارن اور اپچار' ڈاکٹر او۔ پی۔ گوئل

۷-۲۵ مرومنگل: سوشیل ڈانگی

۱۰-۰۰ دامودر لال کابرا: سرود وادن
دیال سنگھ رانا: بانسری وادن

منگل ۲۹ر جولائی

صبح

۸-۲۱ مرومنگل: عبدالغنی

دوپہر

۱-۵۰ 'ٹماٹر کی فصل میں پودھ سرکشن کاریہ'

۲-۲۰ مرومنگل: ناتھی وساتھی

شام

۶-۱۵ 'پشوؤں کے لئے ہرے چارے کا ادھک اتپادن' سر جی۔ ایس۔ راٹھور

۷-۲۵ مرومنگل: پتارام بھوپا وساتھی

۸-۱۵ سنیل شرما: سگم سنگیت

بدھ ۳۰ر جولائی

صبح

۷-۳۰ 'دیش کی ارتھ ویوستھا اور گرمودیوگ' از برہمانند پاریک

۸-۲۱ مرومنگل: افروز بانو

دوپہر

۱-۵۰ 'دھان کی فصل کو کیڑوں سے بچائیں' از وید پرکاش سہیا

۲-۲۰ مرومنگل: بینا چودھری وساتھی

شام

۶-۱۵ چوپال: اپنی کھیتی اپنی بات سکھ رام سے ملاقات

۷-۲۵ مرومنگل: سونی دیوی

۱۰-۰۰ رمیش پرسا دورما: بانسری

جمعرات ۳۱ر جولائی

صبح

۸-۲۱ مرومنگل: امام الدین خاں

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان: کرشی اتپادن میں پترپتر کاؤں کا یوگ دان
بی۔ ڈی۔ شرما

۲-۲۰ مرومنگل: دھرجی لال تنور

شام

۶-۱۵ چوپال: 'بائیو گیس سنینتر لگانے کی سویدھائیں' سری وی۔ کے۔ سود
پشوؤں کو گلا گھونٹو روگ سے بچائیں؛ ہرنس لال بجاج

۷-۲۵ مرومنگل: نیل ماتھر وساتھی

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۴/۱۷ - ۵۳۱ کلوہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰/۱۶ - ۱۱۹۷ کلوہرٹز

بدھ ۱۶ر جولائی

صبح

۷-۳۰ رن جھن: سوجی خاں وساتھی

۸-۲۱ گیت گنجار: سمندر خاں اور لنگا وساتھی

دوپہر

۱-۵۰ 'دیموں کی کھیتی کے لئے ضروری ہدائتیں' ؛ امیا چند ماتھر

شام

۵-۰۵ 'جب میں پہلی بار جوڑے سو سینما گیا' ؛ گھنشیام گوڑ

۶-۳۰ 'بھوسن رکشن کاریوں کا کرشی وکاس میں یوگ دان' ڈاکٹر رام کمار سکسینہ

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت سندر بائی بھانڈ

جمعرات ۱۷ر جولائی

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: ہری داس ویاس

۷-۳۰ رن جھن: کملا سونی

۷-۴۵ ہمیں شکایت ہے 'ودھیارتی کو ادھیاپک سے' از سونیا ماتھر

۸-۲۱ گیت گنجار: دینے خاں

دوپہر

۱-۵۰ 'بیر کی کھیتی کے لئے ضروری ہدایتیں' ؛ بی۔ بی وششٹ

شام

۶-۳۰ کھیتی باڑی: 'مکا کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں' مادھو بہاری لال شری واستو

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت موتی پوری

جمعہ ۱۸ر جولائی

صبح

۷-۱۵ 'گاندھی جی اور رچناتمک کاریہ' بی۔ ایل۔ پکھاواہ

۷-۳۰ رن جھن: آدم پرکاش پریہار

۸-۲۱ گیت گنجار: مصری خاں

دوپہر

۱-۵۰ 'سویابین کی بھرپور پیداوار کیسے حاصل کریں' ؛ میگھ سنگھ

شام

۵-۰۵ سندھیا گیت: جگدیش ہرش نرملا چوہان' وندنا ماتھر

۶-۳۰ کھیتی باڑی' شنکر مکا کی کھیتی میں دھیان دینے کے قابل باتیں؛ شو چند جوشی

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت جیرورام وساتھی

ہفتہ ۱۹ر جولائی

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: من موہن سوروپ ماتھر

۷-۳۰ رن جھن: بمل رام

۷-۴۵ 'پولیس اور عام آدمی' ایس۔ وی۔ نگل

۸-۲۱ گیت گنجار: چنی داس وساتھی

دوپہر

۱-۵۰ 'انگور کے باغیچوں میں پودھ رکشن کاریہ' ؛ ایس۔ کی۔ جہتہ

شام

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت بھیندر بہرا وساتھی

اتوار ۲۰ر جولائی

صبح

۹-۱۵ چمن من: ہم نے آزادی کیسے حاصل کی' ۱۸۸۵ء سے ۱۹۰۵ء تک' از تارا منگل
'آنکھوں کی دیکھ بھال کیسے کریں' از مرلی دھر

نخی پرتی بھاسے کوتا پاٹھ
منالی اگروال

دوپہر
۱۲-۰۵ 'دانتوں کے کئی بیماریوں کے
کارن لکشن اور روک تھام
کے طریقے'
ڈاکٹر اوشارانی نارائن سے انٹرویو

شام
۶-۳۰ 'جودھپور میں افیم کی عادت
چھڑانے کے کیمپوں کی تاریخ
اور خدمات'
ڈاکٹر دیو راج پروہت

پیر ۲۱ جولائی

صبح
۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے
پیش کش: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: چنچل کماری
۷-۴۵ "تلک اینڈ این انٹرپریٹر آف گیتا"
انگریزی تقریر
پیش کش: ڈی-این- بھارگو
۸-۲۱ گیت گنجار: پکھراج رانا

دوپہر
۱-۱۰ ناری واٹیکا: 'اپیوگی جانکاری
بیل بوٹا اور کشیدہ کاری کے
کام' 'میلاؤں میں جینے کی کلا'
از ڈاکٹر رینو شاہ
۱-۵۰ 'ارہر کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل
کریں' سمیر سنگھ

شام
۵-۰۵ یووا وانی: سنگم سنگیت
'پردیپ رانگا - ابھی و کتی
سنیم لو ڈھا': بھارت کے
گورو ملک اور آزاد'
رینو جوشی
۶-۳۰ کھیتی باڑی: 'باغیچوں کی دیکھ
بھال کے لئے ضروری ہدایتیں'
ڈاکٹر ایس- ایس- مہتہ
۷-۰۵ راجستھانی سنگیت
دیوی سنگھ

منگل ۲۲ جولائی

صبح
۷-۳۰ رن جھن: فیاض خاں
۷-۴۵ 'اکیسویں صدی میں کیسا بھارت'
ادھیوگ': جی- آر- کلکرنی
۸-۲۱ گیت گنجار: پرتاپ رام دامی

دوپہر
۱-۱۰ 'نشیلی دوائیں اور بیماریاں'
ڈاکٹر مان راج مہتہ سے
دنیش چندر شرما کی ملاقات
۱-۵۰ 'شنکر باجرے دجوار کی زیادہ
پیداوار کیسے حاصل کریں'
اوم پرکاش

شام
۶-۳۰ 'بھیڑوں کو ہونے والی خاص
بیماریاں اور روک تھام کے
طریقے'
ڈاکٹر آنند راج جوشی
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
اندو بالا ناتھ و ساتھی

بدھ ۲۳ جولائی

صبح
۷-۳۰ رن جھن: کالو رام پرجاپتی
۸-۲۱ گیت گنجار: نیما دیوی

دوپہر
۱-۵۰ 'مونگ پھلی کی کھیتی میں بوائی
کے بعد کرشی کاریہ'
ٹی-کے- بھائی

شام
۵-۰۵ 'ہائے برسات نے دل توڑ دیا'
از آلوک پروہت: چٹکلے اور
ہاسیہ گیت
۶-۳۰ 'بیج اتپادک کاریہ کرم اور
ان کی دیکھ بھال'
ڈاکٹر پی- آر- بھاٹی سے انٹرویو
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
ممتا چکرورتی

جمعرات ۲۴ جولائی

صبح
۷-۱۵ کاویہ لوک: پریم پرکاش شرما
۷-۳۰ رن جھن: مانک چند شرما
۷-۴۵ 'وشو ساہتیہ کے آلوک استمبھ
مارک دو-یبھ' جگدیش راٹے
۸-۲۰ گیت گنجار: پرس رام سونی

دوپہر
۱-۱۰ قوالیاں
۱-۵۰ کرشی جگت: 'گوبر کی کھاد کیوں
اور کیسے بنائیں': وجے سنگھ

شام
۶-۳۰ 'سہکاری سمیتیوں سے کسانوں
کو لابھ': جے- ڈی- جانو سے
ملاقات
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
پشپا پریہار

جمعہ ۲۵ جولائی

صبح
۷-۱۵ 'بالو اور ستیہ اہنسا'
کوئل کوٹھاری
۷-۳۰ رن جھن: پونم چند بھانڈ
۸-۲۱ گیت گنجار: اوم پرکاش دامی

دوپہر
۱-۵۰ 'گنے کے کھیتوں میں ان دنوں
کیا کریں': پریم سوروپ ماتھر

شام
۵-۰۵ 'بیروزگار لوگوں کا درد۔
روزگار کاریالیہ': بات چیت
لکشمن سادھو: لوک دیوتا
گوگا جی: پریم دان اجول
۶-۳۰ 'پیڑوں سے ہونے والے فائدے'
بی-ایل- ماتھر سے انٹرویو
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: رام دیو گوڑ

ہفتہ ۲۶ جولائی

صبح
۷-۱۵ کتھا کرم
ڈاکٹر اوشارانی ہیشوری
۷-۳۰ رن جھن: رن چھوڑ بھارتی
۷-۴۵ بات چیت: 'دترن دیہ
دستھا- دیو پارک پکشی'
کیشو ناتھ جوشی
۸-۲۱ گیت گنجار: کمال خاں

دوپہر
۱-۵۰ 'مونگ کی زیادہ پیداوار کیسے
حاصل کریں'
سنتوش نارائن ماتھر

شام
۶-۳۰ 'سماج کلیان وبھاگ دوارا
دی جانے والی قرض کی
سویدھائیں'، دل چند جین
۷-۴۵ راجستھانی سنگت: سرجو دیوی

اتوار ۲۷ جولائی

صبح
۹-۱۵ چن من: آپ کی شالکا سائنٹفک
کاریہ کارم: گیتا نجلی اسکول
ایجادات کی کہانی 'ریکسرے'
ڈاکٹر رتن لال ماتھر

دوپہر
۱۲-۰۵ 'بچوں کو ہونے والی مکھیہ
بیماریاں و روک تھام کے
اپائے'
ڈاکٹر سالینی دھاری وال

شام
۶-۳۰ 'بچوں کے دست لگنے کے کارن
لکشن اور روک تھام کے اپائے'
ڈاکٹر سنجیو

پیر ۲۸ جولائی

صبح
۷-۱۵ دھارا وہک: ہمارا بھی زمانہ ہے
پیش کش: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: شنکر سنگھ
۸-۲۱ گیت گنجار: ہریش پوری ناگا

دوپہر
۱-۱۰ 'میرا جیون سنگیت ساہتیہ'
از اوشا مہتہ
'دیووا کوئی سودا نہیں'
چنچل تاپڑیا
۱-۵۰ 'اڑد کی بوائی کے بعد کے کرشی
کاریہ': رمیش ماتھر

شام
۵-۰۵ دیو-ایف- البودھ- اڑن
طشتری کتنی کلپنا کتنا سچ'
از مہیندر سندھے
کاویہ پاٹھ: از دنیش زندل
۶-۳۰ 'نل کوپ کیوں اور کیسے بنائے
جاتے ہیں اور ان سے فائدے'
ایس-کے- شرما
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
وردھا رام

منگل ۲۹ جولائی

صبح
۷-۳۰ رن جھن: ہریش ماتھر

۸-۲۱ گیت گنجار: بالو خاں

دوپہر

۱-۱۰ 'مرو ستھلیہ علاقہ کی سواستھیہ سمسیائیں': ڈاکٹر پریہار سے دنیش چندر شرما کی بات چیت

۱-۵۰ 'تلہن کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے طریقے'، ایم۔ ایل۔ کے۔ مہتہ

شام

۶-۳۰ 'جانوروں کے لئے بارش کے موسم کے ہرے چارے'، ڈاکٹر رمیش پروہت

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت رام دیوگوڈ

بدھ ۳۰ر جولائی

صبح

۷-۳۰ رن جھن: منی شنکر جوشی

۸-۲۱ گیت گنجار: کموخاں

دوپہر

۱-۵۰ 'امرود کی انت کھیتی کے لئے ضروری ہدایتیں': آرپی پرساد

شام

۵-۰۵ 'نگر کی پولیس کا انتظام اور یوواؤں کی مدد'، بات چیت شرکار: ایس۔ ایس۔ بگل، اندر شیکھر، سریش راہی پریم مہتہ، راجکمار بالی لکشمن سنگھ بھاٹی

دھرمیندر دت پجاری سکھ بیرسنگھ پنوار کرشی جین

۶-۳۰ 'بینکوں سے کسانوں کو دی جانے والی قرض کی سہولتیں' کشور ویدسے انٹرویو

جمعرات ۳۱ر جولائی

صبح

۷-۱۵ کا دیہ لوک: ایمن جودھپوری

۷-۳۰ رن جھن: ہزاری لال اور ساتھی

۷-۴۵ 'کمپیٹیشن کی مار': راجیندر مہتہ

۸-۲۱ گیت گنجار: شمیم جودھپوری

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں

۱-۵۰ 'موٹھ کی زیادہ پیداوار کیسے ہو' مہیندر سنگھ راٹھوڑ

شام

۶-۳۰ 'پھلوں کی کھیتی کرتے وقت کن کن باتوں پر دھیان دیں' نریندر سنگھ پریہار

بقیہ:- جے پور

بدھ ۳۰ر جولائی

صبح

۷-۰۵ دوپہر ۳۰-۱ اور رات ۳۰-۱۰ شاستریہ سنگیت

۷-۳۵ آئینہ

۹-۱۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت

شام

۶-۳۰ ادھیوگ جگت

۹-۱۶ "مرگ ترشنا"

ناٹک از ہری شرما ہرش پیش کش: ممتاز شکیب

جمعرات ۳۱ر جولائی

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰ شاستریہ سنگیت

۸-۲۱ لوک گیت

۹-۱۵ سگم سنگیت

شام

۶-۳۰ سندھی کاریہ کرم

کلکتہ

کلکتہ 'اے' ۴۵۶ء۶۰ میٹر ۶۵۷ کلوہرٹز — کلکتہ 'بی' ۲۹۷ء۶ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرٹز

کلکتہ 'سی' ۲۲۶ء۷ میٹر ۱۳۲۳ کلوہرٹز — کلکتہ 'ڈی' ۲۴۵ء۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

بدھ ۱۶ر جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سندھیا بوس: لوک گیت

۷-۴۰ سوبینو رائے: رابندر سنگیت

۸-۱۵ جے شری گپتا: ادھونک

۸-۳۰ کلیانی رائے: ستار

۹-۰۰ سپنا مکھرجی: نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ منجولا بوس: اتول پرساد سنگیت

۱-۴۰ پوربی دتا: راگ پردھان

۲-۵۵ منوج بنرجی: گیتار

۳-۰۰ کرشنا داس گپتا: خیال

رات

۸-۱۵ جھرنا بھٹاچاریہ: لوک گیت

۸-۲۰ ماکھن چکرورتی: ادھونک

۸-۴۰ دیپتی لبواس: رابندر سنگیت

۹-۰۰ غلام اکبر خاں: خیال

۱۰-۰۰ بانی کمار چیٹرجی: پوراتنی

۱۰-۳۰ شری گپتا: غزل

۱۰-۴۰ سوپن بوس: لوک گیت

۱۰-۵۰ پوربی دتا: نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سوبینوئے رائے: رابندر سنگیت

۶-۳۵ بھوانی چیٹرجی: نذرل سنگیت

۶-۴۵ منجولا بوس اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ منوج بنرجی: گیتار

۷-۰۵ کرشنا داس گپتا: خیال

۷-۴۰ لکشمی داس باؤل: لوک گیت

۷-۵۰ مینا بوس: ادھونک

۸-۲۱ منوج بنرجی: گیتار

۸-۳۰ بانی کمار چیٹرجی: پوراتنی

۸-۵۰ ماکھن چکرورتی: ادھونک

۹-۱۵ جھرنا بھٹاچاریہ: لوک گیت

۹-۳۰ غلام اکبر خاں: خیال

دوپہر

۲-۴۰ مینا بوس: ادھونک

۲-۵۰ لکشمن داس باؤل: لوک گیت

۲-۵۵ بھوانی چیٹرجی: رجنی کانت سنگیت

شام

۶-۲۰ سوپن بوس: لوک گیت

۶-۲۵ دیپتی لبواس: رابندر سنگیت

۹-۴۰ سندھیا بوس: بھگتی گیت

۹-۵۵ سوبینائے رائے: رابندر سنگیت

۱۱-۱۰ کرشنا داس گپتا: خیال

۱۱-۳۰ کلیانی رائے: ستار

جمعرات ۱۷ر جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ ارون رنجن بھٹاچاریہ لوک گیت

۷-۴۰ نیلما سین: رابندر سنگیت

۸-۳۰ راما گھوش: خیال

۹-۰۰ اندرانی سین: نذرل سنگیت

۹-۲۵ ادھیر باگچی: ادھونک

دوپہر

۱۲-۲۰ کرونا مکھرجی: لوک گیت

۱-۰۰ انوپ داس گپتا: گٹار

۱-۴۰ نجن کمار بوس: کرتن

۱-۵۵ آرتی بوس: شیام سنگیت

۳-۰۰ کالی پرساد چکرورتی رابندر سنگیت

۳-۱۵ بھاسوتی لبواس: غزل

شام

۵-۵۰ بھارتی سنہا: خیال

۸-۴۰ گنیش چندر چیٹرجی: لوک گیت

۸-۴۵ سوما مترا: ادھونک

۹-۰۰ ہمنگشو بواس : بانسری

۱۰-۰۰ پورن چندر داس : لوک گیت

۱۰-۱۵ مناشی کنڈو : شیام سنگیت

۱۰-۳۰ ادھیر باگچی : نذرل سنگیت

۱۰-۴۰ بناشری سین گپتا : ادھونک

۱۰-۵۰ سانتی دیپ گھوش
رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سانتی دیپ گھوش
رابندر سنگیت

۶-۳۵ سوما مترا : نذرل سنگیت

۶-۴۵ گنیش چندر چٹرجی
اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ مناشی کنڈو : شیام سنگیت

۷-۰۵ براتاتی سمیا : خیال

۷-۴۰ بمالیندو داس : لوک گیت

۷-۵۰ آرتی بوس : شیام سنگیت

۸-۲۱ انوپ داس گپتا : گیٹار

۸-۵۰ بناشری سین گپتا : ادھونک

۹-۱۵ گنیش چندر چٹرجی : لوک گیت

۹-۳۰ ہمنگشو بواس : سنطور

دوپہر

۲-۴۰ کرونا مکھرجی : ادھونک

۲-۵۵ آرتی بوس : شیام سنگیت

شام

۶-۲۰ کرونا مکھرجی : لوک گیت

۶-۲۵ ادھیر باگچی : شیام سنگیت

۹-۳۰ مناشی کنڈو : شیام سنگیت

۹-۴۰ ارون رنجن بھٹاچاریہ
لوک گیت

۹-۵۵ نیلما سین : رابندر سنگیت

۱۱-۱۰ راما گھوش : خیال

۱۱-۳۰ ہمنگشو بواس : بانسری

جمعہ ۱۸ جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ بھرو مورا : لوک گیت

۷-۴۰ سپنا گھوشال : رابندر سنگیت

۸-۱۵ بلرام داس : ادھونک

۸-۳۰ کاشی ناتھ مکھرجی : ستار

۹-۲۵ نیسیتھ سادھو
اتول پرساد سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ منجوشری بوس : شیام سنگیت

۲-۵۵ گیتا بواس : نذرل سنگیت

۳-۰۰ مہتاب حسین : غزل

۳-۱۵ اشیم کمار بھٹاچاریہ : گیٹار

۳-۲۵ دیاناتھ گنگولی : رام پرساد سنگیت

شام

۵-۳۰ سنیل سرکار : راگ پردھان

۵-۴۰ ترپتی تالکدار : ٹھمری

۹-۰۰ کلیانی سکدر : خیال

۱۰-۵ سورا گھوش : ادھونک

۱-۱۰ نیسیتھ سادھو
رجنی کانت سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ بلرام داس ، رابندر سنگیت

۶-۳۵ سورا گھوش : نذرل سنگیت

۶-۴۵ نیسیتھ سادھو
اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ منجوشری بوس : شیام سنگیت

۷-۰۵ سنیل سرکار : راگ پردھان

۷-۱۵ ترپتی تالکدار : ٹھمری

۷-۴۰ دینا بندھو گنگولی : لوک گیت

۷-۵۰ کرشنا مترا : اتول پرساد سنگیت

۸-۲۱ اسیم کمار بھٹاچاریہ : گیٹار

۸-۳۰ مہتاب حسین : غزل

۸-۵۰ سورا گھوش : ادھونک

۹-۱۵ بھرو مورا : لوک گیت

۹-۳۰ کلیانی میکدر : خیال

دوپہر

۲-۴۰ کرشنا مترا : رابندر سنگیت

۲-۵۰ رجی بنرجی : ادھونک

۲-۵۵ منجوشری بوس
رجنی کانت سنگیت

شام

۶-۲۰ رجی بنرجی : لوک گیت

۶-۲۵ سپنا گھوشال : رابندر سنگیت

۹-۳۰ نیسیتھ سادھو
رجنی کانت سنگیت

۹-۴۰ منجوشری بوس : شیام سنگیت

۹-۵۰ بھرو مورا : لوک گیت

۹-۵۵ بلرام داس : ادھونک

۱۱-۱۰ سنیل سرکار : راگ پردھان

۱۱-۲۰ ترپتی تالکدار : ٹھمری

۱۱-۳۰ کاشی ناتھ مکھرجی : ستار

ہفتہ ۱۹ جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ ساسن گیان : لوک گیت

۷-۴۰ سوپریتی گھوش
رابندر سنگیت

۸-۱۵ مرنال چکرورتی : ادھونک

۸-۳۰ ریتا رائے : خیال

دوپہر

۱-۰۰ اپرجیت گھوش : خیال

شام

۵-۳۰ پرتیما بوس : دادرا

۵-۴۵ مریدولا دے : بھجن

۸-۲۰ اپرجیت گھوش
نذرل سنگیت

۸-۲۵ بواس بنرجی لوک گیت

۸-۴۰ تندرا بوس : ادھونک

۸-۴۵ سوپن بھٹاچاریہ
رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سوپریتی گھوش
رابندر سنگیت

۶-۳۵ بلبل چودھری : نذرل گیتی

۶-۴۵ بسوا بنرجی
اتول پرساد سنگیت

۷-۱۰ پرتیما بوس : ٹھمری

۷-۴۰ سپمن گنگولی : لوک گیت

۷-۵۰ مریدولا دے : بھجن

۸-۲۱ دیب جانی بوس : گیٹار

۸-۵۰ تندرا بوس : ادھونک

۹-۱۵ بسوا بنرجی لوک گیت

دوپہر

۲-۴۰ سوپن بھٹاچاریہ
رابندر سنگیت

۲-۵۰ مریدولا دے : بھجن

۲-۵۵ سپمن گنگولی : لوک گیت

شام

۶-۲۰ ساسن گائن : لوک گیت

۶-۲۵ بلبل چودھری
اتول پرساد سنگیت

۶-۳۰ مرنال چکرورتی : ادھونک

۶-۳۵ میرا بوس : رابندر سنگیت

۶-۵۰ دیب جانی بوس : گیٹار

۶-۵۵ سوپریتی گھوش : بھگتی گیت

اتوار ۲۰ جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سدھیر داس بادل : لوک گیت

۷-۴۰ دکشنی : رابندر سنگیت

۱۰-۰۰ موسیقی سبق : رابندر سنگیت
پیش کش : موچترا مترا

رات

۹-۰۰ کمل بوس : خیال

۱۰-۰۰ اگامونی : لوک گیت

۱۰-۲۵ آنا نوسانیال
رجنی کانت سنگیت

۱۰-۴۵ سومترا سین : رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۸-۳۰ سندھیا سری مکھرجی : بھجن

۹-۳۰ کمل بوس : خیال

پیر ۲۱ جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ دلیپ کمار برما : لوک گیت

۷-۴۰ ارگھیا سین : رابندر سنگیت

۸-۱۵ پراوتی مکھرجی : ادھونک

۸-۳۰ سپمن داس متی لال
خیال اور ٹھمری

رات

۹-۰۰ منی لال ناگ : ستار

۱۰-۱۵ پراجن سین : کیرتن

۱۰-۳۰ کمل بوس : رابندر سنگیت

۱۰-۴۰ بدھا دیب رائے : لوک گیت

۱۰-۵۰ ہیمنتی شکلا : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۸-۵۰ ہیمنتی شکلا : ادھونک

۹-۳۰ منی لال ناگ : ستار

منگل ۲۲ر جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ گیاتری چٹرجی : لوک گیت

۷-۴۰ اپناکشی چٹرجی : رابندر سنگیت

۸-۱۵ شنکر ناتھ گھوشال : ادھونک

۸-۳۰ رندھیر رائے : اسراج

رات

۹-۰۰ ربیا بوس : رابندر سنگیت

بدھ ۲۳ر جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ اینما باسو چودھری : لوک گیت

۷-۴۰ رجی تیرتھا : رابندر سنگیت

۸-۱۵ منجو بنرجی : ادھونک

۸-۳۰ رجنی کانت چترویدی : ستار

۹-۰۰ بمل بھوشن : نذرل سنگیت

۹-۰۰ سومترا گوہا : خیال

رات

۱۰-۵۰ بمل بھوشن : رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صب

۹-۳۰ سومترا گوہا : خیال

شام

۶-۲۰ اینما باسو چودھری : لوک گیت

۹-۴۰ منجو بنرجی : لوک گیت

۹-۴۵ رجی ترتھا : رابندر سنگیت

۱۱-۳۰ رجنی کانت چترویدی : ستار

جمعرات ۲۴ر جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ ہاسی بھٹاچاریہ : لوک گیت

-۴۰ دھیرن بوس : رابندر سنگیت

۸-۳۰ ایم۔آر۔گوتم : خیال

رات

۹-۰۰ محمد صغیر الدین خان : سارنگی

۱۰-۳۰ پنٹو بھٹاچاریہ : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۴۵ دھیرن بوس : اتول پرساد سنگیت

۸-۵۰ پنٹو بھٹاچاریہ : ادھونک

۹-۳۰ محمد صغیر الدین خاں : سارنگی

شام

۶-۴۰ ہاسی بھٹاچاریہ : لوک گیت

۱۱-۱۰ ایم۔آر۔گوتم : خیال

جمعہ ۲۵ر جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ باکل بھٹاچاریہ : لوک گیت

۷-۴۰ کم کم چٹرجی : رابندر سنگیت

۸-۱۵ دلیپ کمار چکرورتی : ادھونک

۹-۳۰ بارون کمار پال : گیٹار

رات

۹-۰۰ نربوتی بواسرنائک : خیال

کلکتہ "بی"

صبح

۹-۳۰ نربوتی بواسرنائک : خیال

دوپہر

۲-۴۰ باھل بھٹاچاریہ : لوک گیت

۲-۵۰ دلیپ کمار چکرورتی
ادھونک

شام

۶-۲۰ باکل بھٹاچاریہ : لوک گیت

ہفتہ ۲۶ر جولائی

کلکتہ "ا ر"

صبح

۶-۴۰ گیتا اچاریہ : لوک گیت

۷-۴۰ شیاماشری رائے بنرجی
رابندر سنگیت

۸-۳۰ الوک کمار چٹرجی : خیال

رات

۸-۰۰ پرنابنگشو مکھرجی : سرود

۸-۴۰ لینا ساہا : نذرل گیت

۸-۴۵ سنتوش ٹھاکر : رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سنتوش ٹھاکر : رابندر سنگیت

۸-۵۰ لینا ساہا : ادھونک

۹-۳۰ پرنابنگشو مکھرجی : سرود

شام

۶-۲۰ گیتا اچاریہ : لوک گیت

۶-۳۰ الوک کمار چٹرجی : خیال

اتوار ۲۷ر جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ دوبیجن گھوش : لوک گیت

۷-۴۰ جینتی پورکیستھا : رابندر سنگیت

۱۰-۰۰ موسیقی کی تعلیم
رابندر سنگیت

۱۰-۳۰ اپرنا چکرورتی : دھروپد

۱۱-۰۰ مہیش پرساد مشرا : سارنگی

۱۱-۳۰ کلپنا مکھرجی : خیال

کلکتہ "بی"

شام

۶-۲۰ دوبیجن گھوش : لوک گیت

۶-۴۵ جینتی پورکیتھا : رابندر سنگیت

پیر ۲۸ر جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ آرتی برمن : لوک گیت

۷-۴۰ امل ناگ : رابندر سنگیت

۸-۳۰ کابیری کار : خیال

دوپہر

۱-۴۰ اتپلاسین : بھجن

شام

۵-۳۰ اصغر حسین : شہنائی

۹-۰۰ بمالیندو بنرجی : ستار

۱۰-۴۰ جگ موہن : گیت اور بھجن

۱۰-۵۰ اتپلاسین : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۷-۰۵ بمالیندو بنرجی : ستار

۸-۲۱ جگموہن : بھجن

۸-۵۰ اتپلاسین : ادھونک

۹-۳۰ اصغر حسین اینڈ پارٹی
شہنائی

شام

۶-۵۵ آرتی برمن : ادھونک

منگل ۲۹ر جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سوپن چکرورتی : لوک گیت

۷-۴۰ رابندر بھارتی : رابندر سنگیت

۸-۱۵ منجو بھٹاچاریہ : ادھونک

۸-۳۰ نصیر امین الدین ڈاگر : دھروپد

دوپہر

۱-۰۰ پنکج کمار بنرجی : بانسری

۲-۵۵ جتلیسور مکھرجی : بھجن

رات

۹-۱۵ جتلیسور مکھرجی : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۸-۵۰ جتلیسور مکھرجی : ادھونک

۹-۳۰ پنکج کمار بنرجی : بانسری

بدھ ۳۰ر جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ گیتا چودھری : لوک گیت

۷-۴۰ سیلن داس : رابندر سنگیت

۸-۱۵ انوپ کمار گھوشال : ادھونک

۸-۳۰ اجیت مکھرجی : وائلن

۳-۱۰ موہن لال مشرا : خیال

رات

۹-۰۰ کاجل چٹرجی : ستار

۱۰-۵۰ انوپ کمار گھوشال
نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۷-۰۵ موہن لال مشرا : خیال

۹-۳۰ کاجل چٹرجی : ستار

شام

۶-۲۰ انوپ کمار گھوشال : لوک گیت

۹-۵۰ سیلن داس : رابندر سنگیت

۱۱-۱۰ موہن لال مشرا : خیال

۱۱-۳۰ اجیت مکھرجی : وینا

جمعرات ۳۱ر جولائی

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سنتوش کمار گھوش : لوک گیت

۷-۴۰ راما رائے چودھری
رابندر سنگیت

شام

۵-۳۰ نیئر حسین اینڈ پارٹی : شہنائی

۸-۴۰ جے شری گھوش : رابندر سنگیت

۱۰-۰۰ اشیما مکھرجی : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۷-۰۵ نیئر حسین و ساتھی : شہنائی

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال (الف) ۲۰۲٫۲۰ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز بھوپال (ب) ۲۲۳٫۳ میٹر ۱۳۴۳ کلو ہرٹز
شارٹ ویو:
صبح : ۴۵-۷ تک ۵۰٫۹۰ میٹر ۳۳۱۵ کلو ہرٹز ۰۰-۸ کے بعد ۵۰٫۰۸ میٹر ۵۹۹۰ کلو ہرٹز
دوپہر: ۸۷٫۴۱ میٹر ۱۸۰‏۷ کلو ہرٹز شام اور رات ۹۰٫۵۰ میٹر ۳۳۱۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۵-۹ (پہاڑ دیشک) دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۴۵-۲ شام ۰۵-۶
رات ۴۵-۸ (۰۵-۱۱ صرف ہفتہ کو)
انگریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ شام ۰۰-۶ رات ۰۰-۹ (۰۰-۱۱ صرف ہفتہ کو)

بدھ ۱۶؍جولائی

صبح

۸-۲۱ اور دوپہر ۰۵-۲
پرتبھا سہائے: سگم سنگیت
۸-۴۵ اور رات ۰۰-۱۰
عبداللطیف خاں: سارنگی وادن
۷-۴۵ اور دوپہر ۳۰-۲
رجنی گمرگ: لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ رتناکر ویاس: خیال

جمعرات ۱۷؍جولائی

صبح

۷-۰۵ سواگت: ہندی تقریر
از مادھو شکلا منوج
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۵-۲
جمیل احمد: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰
اے۔ ایل۔ ریڈی: وائلن وادن

دوپہر

۲-۳۰ رادھے شیام مالوی
لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ سمن پی چودھری: خیال، ٹھمری

جمعہ ۱۸؍جولائی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: طلسم ہوش
فیچر: تحریر: قمر احسن
پیش کش: اقبال مجید

دوپہر

۱۲-۳۰ کرشن راؤ شنکر پنڈت: ترانہ
۲-۰۰ اور رات ۳۰-۸
شرد آنند بھیل: سگم سنگیت

رات

۱۰-۰۰ وی۔ ڈی۔ ہردے: خیال

ہفتہ ۱۹؍جولائی

صبح

۷-۰۵ باتوں باتوں میں
۷-۴۵ بسوراج راجگرو: ٹھمری
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
شوبھا بھٹ: سگم سنگیت
۲-۳۰ منورما شریواستو: لوک گیت

اتوار ۲۰؍جولائی

صبح

۹-۵۰ اور دوپہر ۴۰-۱
پنالال گھوش: بانسری وادن

دوپہر

۲-۳۰ شانتی بائی: لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ بالا صاحب پونچھوالے: خیال

پیر ۲۱؍جولائی

صبح

۷-۰۵ 'مدھیہ پردیش کی سنسکرتی پرمپرا'
ہندی تقریر از رام نرائن سنگھ
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
سوہتا تیلنگ: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
راجیندر ویاس:
وائلن پر للت اور جے جے ونتی

منگل ۲۲؍جولائی

صبح

۷-۱۰ ترنگ: لوک ناٹیکہ
پیش کش: بی۔ این۔ گوسوامی
۷-۳۰ اپا صاحب کاگے: بانسری
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
زبیر حسین: سگم سنگیت
۷-۴۵ اور دوپہر ۳۰-۲
شکنتلا شریواستو: لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام: بزمِ سخن

بدھ ۲۳؍جولائی

صبح

۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
روی شنکر پانڈے
سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۰۰-۸
عبدالصمد خاں: سارنگی وادن
۷-۴۵ اور دوپہر ۳۰-۲
نثار حسین خاں
خیال۔ مارو بہاگ

جمعرات ۲۴؍جولائی

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۳۰-۲
سدھا شرما: لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
مینا منج: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰
اروند جوشی: ستار وادن
۱۰-۰۰ سواگت بھینٹ وارتا
سوامی ترویدی

رات

۱۰-۳۰ نیاز احمد فیاض احمد
خیال چندر کونس

جمعہ ۲۵؍جولائی

صبح

۷-۰۵ اور رات ۰۰-۱۰
عبداللطیف خاں: خیال جونپوری
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
رام سیوک شری واستو
سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام: 'ملا رموزی کی شخصیت': تقریر

دوپہر

۲-۳۰ نہا سنگھ: لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ ہری پرساد چورسیہ: بانسری وادن

ہفتہ ۲۶؍جولائی

صبح

۷-۴۵ برجو مہاراج: گائن
۷-۰۵ باتوں باتوں میں
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
راگنی رودڑے: سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ رام بابو شریواستو: لوک گیت

اتوار ۲۷؍جولائی

صبح

۹-۵۰ اور رات ۰۰-۱۰
اقبال خاں: وائلن وادن

دوپہر

۱-۱۰ پروین سلطانہ: گائن
۲-۰۰ رمیش کمار تنوانی: سگم سنگیت
۲-۳۰ وسنت راؤ کٹارے: لوک گیت

رات

۹-۳۰ وبھاوری: رام پرکاش ترپاٹھی

پیر ۲۸؍جولائی

صبح

۷-۰۵ 'گھبرا کر بی۔ اے کر بیٹھے'
مزاحیہ تقریر: چترا بھاودڑی
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
مانس پگارے: سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ نیلم ورما: لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ اسد علی خاں: وینا وادن

منگل ۲۹؍جولائی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام

'فیض احمد فیض' فیچر:

تحریر: نجیب رامش

۷-۰۵ رام شنکر داس، یا گل داس: پکھاوج

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ کسم بڑودکر: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ استاد حافظ علی خاں: سرود

بدھ ۳۰ جولائی

صبح

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ سنیتا چند نیشری: سگم سنگیت

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ نظر حسین خاں: سارنگی پر اساوری

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ پروین کھرے: لوک گیت

جمعرات ۳۱ جولائی

صبح

۷-۰۵ سواگت: بھینٹ وارتا کملا پرساد

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ وبھا شرما: سگم سنگیت

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ پریم بائی کشواہا: لوک گیت

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ گیا نندرا و جوشی: خیال

رات

۱۰-۳۰ دیویندر گنڈیشور: بانسری وادن

سرینگر

میڈیم ویو:

سرینگر (الف): ۲۶۸/۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵/۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

سرینگر (د) ۱۹۹/۶ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز

: سرینگر (ب ۴۹/۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱/۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز

پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵

ہندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰

انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) شام ۷-۴۰

کشمیری: صبح ۹-۳۵، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

بدھ ۱۶ جولائی

صبح

۷-۱۵ امجد علی خاں: سرود وادن

۷-۵۵ نسیم اختر: غزل

۱۱-۳۰ غلام محمد بٹ اور ساتھی کشمیری موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ نیتا سپرو اور عبدالرحمان خاں کشمیری موسیقی

۲-۱۰ امجد علی خاں: سرود وادن

۲-۳۰ غلام محمد بٹ اور ساتھی لوک سنگیت

شام

۸-۳۰ نسیم اختر: کشمیری موسیقی

جمعرات ۱۷ جولائی

صبح

۷-۱۵ آشا کول: کشمیری موسیقی

۷-۵۵ آشا کول: غزل

۱۱-۲۰ غلام محمد ساز نواز و ساتھی صوفیانہ موسیقی

۱-۰۵ غلام محمد ڈار اور ساتھی کشمیری لوک سنگیت

۲-۱۰ کشوری امونکر: گائن

۲-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۴۰ نسیم اختر: اکہ غزل

۸-۳۰ آشا کول: کشمیری موسیقی

۱۰-۳۰ غلام محمد ڈار و ساتھی کشمیری موسیقی

جمعہ ۱۸ جولائی

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا

۷-۵۵ ششی چوپڑا: غزل

۱۱-۳۰ عبدالاحد خاں اور ساتھی کشمیری موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ پی۔ این۔ چھٹو: ستار وادن

شام

۸-۳۰ سدھارتھ کول اور ششی چوپڑا کشمیری موسیقی

ہفتہ ۱۹ جولائی

صبح

۷-۳۰ سنت صوفی شعرا کا کلام گلوکار جی۔ ایم۔ شیخ

۷-۵۵ علی محمد: غزل

۱۱-۳۰ محمد عبداللہ ستاری و ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ پربھاتی مکرجی: ٹھمری

۲-۳۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۴۰ نسیم اختر: اکہ غزل

۸-۳۰ علی محمد: کشمیری موسیقی

اتوار ۲۰ جولائی

صبح

۷-۵۵ آرتی ٹکو: غزل

۱۰-۱۵ خوابوں کا دیس: ڈرامہ تحریر: ایم۔ وائے۔ شاہین

دوپہر

۲-۱۰ نکھل بنرجی: ستار وادن

۴-۰۰ "ہی مال"

'جوالا چترویدی': بات چیت

تحریر: بی۔ این۔ کلا؛ غزل

بات چیت: مس سروجنی منشی

شام

۶-۱۰ سریش بنچھی: ڈوگری سنگیت

۸-۳۰ آرتی ٹکو: کشمیری موسیقی

پیر ۲۱ جولائی

صبح

۷-۱۵ مشتاق حسین خاں: گائن

۷-۵۵ آر۔ کے۔ کاچرو: غزل

۱۱-۳۰ گلزار احمد ڈاڈہ سرہ اور ساتھی کشمیری موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ مشتاق حسین خاں: گائن

۴-۳۰ ڈاکٹر کیول شرما ڈوگری لوک سنگیت

اجیت کور: پنجابی لوک سنگیت

شام

۸-۳۰ آر۔ کے۔ کاچرو: کشمیری موسیقی

منگل ۲۲ جولائی

صبح

۷-۱۵ راج بیگم: کشمیری موسیقی
۷-۵۵ راج بیگم: غزل
۱۱-۳۰ محمد عبداللہ تبت بقال
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ محمد سلطان صوفی وساتھی
کشمیری لوک گیت
۲-۱۰ پرکاش وڈیرا: بانسری وادن
۲-۳۰ محمد عبداللہ تبت بقال
صوفیانہ موسیقی

شام

۸-۳۰ راج بیگم: کشمیری موسیقی

بدھ ۲۳ جولائی

صبح

۷-۱۵ غلام احمد خاں: ستار وادن
۷-۵۵ غلام محمد راہ: غزل
۱۱-۳۰ غلام محمد لون وساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ راہی آغا اور عبدالرحمان ریشی
ہلکے پھلکے کشمیری گانے
۲-۱۰ غلام احمد خاں: ستار وادن
۲-۳۰ غلام محمد لون وساتھی
کشمیری موسیقی

شام

۸-۳۰ غلام محمد راہ: کشمیری موسیقی

جمعرات ۲۴ جولائی

صبح

۷-۱۵ دی۔کے۔ ملا: کشمیری موسیقی
۷-۵۵ دی۔کے۔ ملا: غزل
۱۱-۳۰ غلام محمد قالین باف وساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ غلام محمد کاوا اور ساتھی
کشمیری لوک سنگیت
۲-۱۰ مانک ورما: گائن
۲-۳۰ غلام محمد قالین باف وساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۴۰ اکھ غزل: سونیا کول

شام

۹-۳۰ وی۔کے۔ ملا: کشمیری موسیقی
۱۰-۳۰ غلام محمد کاوا وساتھی
کشمیری موسیقی

جمعہ ۲۵ جولائی

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا
۷-۵۵ او۔این۔کول: غزل
۱۱-۳۰ فاروق احمد جان وساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ مدھبالا برہما اور کرنجیت سنگھ
غزلیں
۲-۱۰ جی۔ایس۔ سپحدیو: بانسری وادن
۲-۳۰ فاروق احمد جان وساتھی
کشمیری موسیقی

شام

۶-۴۰ اکھ غزل: سونیا کول
۸-۳۰ او۔این۔کول: غزلیں

ہفتہ ۲۶ جولائی

صبح

۷-۱۵ راج بیگم: کشمیری موسیقی
۷-۳۰ سنت صوفی شعرا کا کلام
گلوکار: رحمت اللہ خاں
۷-۵۵ راج بیگم: غزل
۱۱-۳۰ عبدالخالق وساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ عبدالرحمان پرے وساتھی
لوک سنگیت
۲-۳۰ عبدالخالق وساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام

۸-۳۰ جلال گیلانی: کشمیری موسیقی

اتوار ۲۷ جولائی

صبح

۶-۳۰ صبح گاہی
ایس۔سربجیت سنگھ وساتھی
شبد
۷-۵۵ شمیم دیو: غزل

دوپہر

۲-۱۰ پربھا اترے: گائن
۴-۰۰ "ہی مال"
انٹرویو: ڈاکٹر کے۔ایل۔ چودھری

شام

۶-۱۰ ڈوگری سنگیت: پرکاش شرما
۶-۲۵ گامی بھائن ہندہ خاطرہ

سربجیت سنگھ وساتھی: شبد
شمیم دیو، عبدالرحمان وساتھی
غزل
۸-۳۰ شمیم دیو: کشمیری موسیقی

پیر ۲۸ جولائی

صبح

۷-۱۵ ایم۔ایل۔ بشنگلو: ستار وادن
۷-۵۵ غلام و ڈیروانی: غزل
۱۱-۳۰ عبدالاحد گنائی وساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ ایم۔ایل۔ بشنگلو: ستار وادن
۳-۳۰ کیاری
ڈوگری لوک سنگیت: کرشنا کمار
پنجابی لوک سنگیت:
پوران شاہ کوٹھی

شام

۸-۳۰ غلام قادر روانی: کشمیری موسیقی

منگل ۲۹ جولائی

صبح

۷-۱۵ ریناکول: کشمیری موسیقی
۷-۵۵ ریتاکول: غزل
۱۱-۳۰ غلام محمد سازنواز وساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ محمد عبداللہ تبت بقال
لوک سنگیت
۲-۱۰ اومکار ناتھ ٹھاکر: گائن

شام

۸-۳۰ ریتاکول: کشمیری موسیقی

بدھ ۳۰ جولائی

صبح

۷-۱۵ نکھل بنرجی: ستار وادن
۷-۵۵ ایم۔کے۔ پنڈتا: غزل
۱۱-۳۰ غلام حسن وساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ اوشا ہنڈوا اور محمد صدیق پانپوری
کشمیری موسیقی
۲-۱۰ نکھل بنرجی: ستار وادن
۲-۳۰ غلام حسن سنگتراش وساتھی
لوک سنگیت

شام

۸-۳۰ ایم۔کے۔ پنڈتا: کشمیری موسیقی

جمعرات ۳۱ جولائی

صبح

۷-۱۵ روناlیلا: کشمیری موسیقی
۷-۵۵ رونالیلا: غزل
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز وساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ محمد سکندر شاہ وساتھی
لوک سنگیت

شام

۶-۴۰ اکھ غزل
۸-۳۰ کے۔کے۔ جالا: کشمیری موسیقی

بقیہ:- جالندھر

۸-۲۰ اور رات ۸-۴۵
بھائی ہرنام سنگھ جگی: شبد
۸-۵۰ ستیش چندر: لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
سوہن سنگھ: خیال

جمعرات ۳۱ جولائی

صبح

۷-۳۰ اپنا گھر
۷-۴۵ کنول ہنس پال: گیت
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
بہاری لال: کلارنٹ

دوپہر

۲-۳۰ جیون سنگھ چندن
لوک گیت

شام

۴-۴۵ جگت رام ملکا: لوک گیت
۱۰-۱۵ جسبیر سنگھ خوشدل
لوک گیت



'آج کا فٹ بال'
کے زیر عنوان نشر ایک مذاکرے
کے شرکائے (دائیں سے)
نور محمد، اولمپئن
عزیز الدین، اولمپئن
اسلم فرشوری
ایس ایس حکیم، انٹرنیشنل ریفری اور
اے۔ پیٹرک، فٹ بال کھلاڑی ۔
'ان سے ملیئے' پروگرام میں
پی سی گپتا، چیرمین
نیشنل منرل ڈولپمنٹ کارپوریشن
کے ساتھ احمد جلیس (بائیں)
گفتگو کرتے ہوئے ۔



'ان سے ملیے' میں اے کے گوئل، کلکٹر نلگونڈہ کے ساتھ انٹرویو نشر ہوا۔
ایس بھٹاچاریہ (بائیں)، کلکٹر محبوب نگر کے ساتھ ایک انٹرویو 'نیرنگ' میں نشر ہوا۔



حیدرآباد

اردو پروگرام کی جھلکیاں

Regd No. D-(C)39
RN No 14253/57 PRICE RUPEE 1 0C

Awaz
16th. JULY 1986

Licensed (U-23) to post without prepayment at PSO New Delhi



رتن کمار سنہا



روہنی سویٹ



ونے کمار



مادھوری



کیشو الزماں

آکاشوانی نجیب آباد



جمیل احمد





Published by the Director General, All India Radio at the Office of the [illegible] Group of Journals PII Building II floor Sansad Marg New Delhi-110001
Printed by the Manager, Govt of India Photo Litho Press Faridabad

آواز

یکم سے ۱۵ اگست ۱۹۸۶ء
۱۰ سے ۲۴ شراون ۱۹۰۸ شاکا

اشاعت کا ۵۱ واں سال
قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دل چسپ افسانے و منظومات



[illegible]

زہراس ماحول کا مجھ میں کچھ اتنا بھر گیا
میں زمانے کی شرافت سے کچھ ایسا ڈر گیا
وہ گھنیرا پیڑ جس کے سائے میں رہتے تھے ہم
آئینہ ٹوٹا ہوا تھا یا خراشیں تھیں بہت
سانس لینا زندگی کی اک علامت ہے مگر
جسم بیچ کر آگیا یہ بھی غنیمت جانئے
بات سچی ہو تو باطل خوف کھاتا ہے ضرور
قتل کا الزام بھی جس پر لگا سکتے نہیں

سانپ نے کاٹا مجھے اور کاٹتے ہی مر گیا
میرے اندر کا فرشتہ خوف کھا کر مر گیا
آندھیوں میں جب گرا تو گھر کو آنگن کر گیا
اپنا چہرہ دیکھتے ہی میں اچانک ڈر گیا
یہ بھی دیکھا ہے کہ انساں سانس لے کر مر گیا
ورنہ مقتل میں پہنچ کر کون واپس گھر گیا
ایک موسیٰ کے لیے فرعون کا لشکر گیا
مرنے والا ایک ایسا نام لے کر مر گیا

ایک میں کوتاہ قد تھا اس کی محفل میں منیر
اس لیے میرے علاوہ ہر کسی کا سر گیا

[illegible]

پھر زخم دلِ خستہ کو درکار ہے مرہم
دیوانے کی خواہش ہے کہ خوشبوئے گلستاں
ماحول کو پھر نقرئی کرنوں کی طلب ہے
کوشش تو ہے قیدی کی کہ زنجیر پگھل جائے
کلیوں کی تمنا ہے کہ اظہارِ مسرت
بے تاب ہے ساحل پہ پہنچنے کو سفینہ
راہی کا ارادہ ہے کہ منزل پہ پہنچ جائے
آشفتہ سری ہے کہ جنوں ساز ہر اک گام
یہ تلخیٔ ماحول کہ جینا ہوا دشوار
دیوانہ کوئی حد سے گزرنے کو ہے بے تاب
مٹنے کو ہے فرعون کا ہر جبر و تشدد
اب کوہکنی موردِ الزام نہ ہوگی
ہوگی نہ کبھی خار کی جرات کہ چمن میں
چلنے کو ہے اب رنگِ بہاراں کا وہ جادو

منشائے مسیحا ہے کہ زخموں کو چھپالے
صحرا کا اشارہ ہے، ترے پاؤں کے چھالے
کہتی ہے مگر تیرہ شبی کیسے اجالے
زنداں کی یہ رسمیں کہ آہیں ہوں نہ نالے
وہ زورِ خزاں کا کہ کوئی لب تو ہلالے
طوفاں ہے مگر جال ہر اک سمت سے ڈالے
منشائے حوادث، نہ قدم کوئی اٹھالے
پھر عقل ہے ہر سانس پہ ہوش اپنے سنبھالے
ہم جبر کے اے دوست رہیں کیسے حوالے
موجود ہیں سب سعی و عمل روکنے والے
اب وقت کے موسیٰ کے بھی تیور ہیں نرالے
پھر ہمتِ فرہاد سے پھوٹیں گے اجالے
اک پل کے لیے سر بھی ذرا اپنا اٹھالے
ممکن نہیں گلشن میں خزاں پاؤں جمالے

آنے کو ہے دنیا میں نیا کوئی تغیر
اب ٹوٹنے والے ہیں فریبوں کے یہ جالے

اس بار دوسروں کی غزلیں

[illegible]

رہِ رسمِ وفا اب ختم سی معلوم ہوتی ہے
زمانے میں محبت کی کمی معلوم ہوتی ہے
سہارا ہے رہِ حق میں فقط اک شمعِ ایماں کا
اندھیرے میں بھی اتنی روشنی معلوم ہوتی ہے
نظر سے آپ پنہاں ہیں مگر اہلِ بصیرت کو
برابر آپ کی موجودگی معلوم ہوتی ہے
نگاہیں خشمگیں جبیں پر جبیں، رخسار پر سرخی
حسیں کتنی ادائے برہمی معلوم ہوتی ہے
وہ اَلسائی، وہ ادھ جاگی ہوئی سی مدبھری آنکھیں
تغافل میں بھی شانِ دلبری معلوم ہوتی ہے
نگاہوں کے تصادم کو زمانہ ہوگیا لیکن
خلش اس حادثے کی آج بھی معلوم ہوتی ہے
سفینے موجِ الفت کے جہاں پر ڈگمگاتے ہیں
مری کشتی وہیں آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے

[illegible]

افسانۂ حیات کو رنگین بنا کے دیکھ
پھر دیکھ ایک بار یونہی مسکرا کے دیکھ
پردہ حریمِ ناز کا اک دن اٹھا کے دیکھ
عقلِ خجستہ پا کو تماشا بنا کے دیکھ
خود اعتمادیوں کا کرشمہ تو دیکھئے
تنکے پکارتے ہیں نشیمن جلا کے دیکھ
ساحل کی جستجو میں رہیں حوصلے بلند
کشتی بھنور میں چھوڑ کرشمے خدا کے دیکھ
ظالم! تجھے تو شانِ حقارت روا نہیں
نظروں سے یوں نہ مجھ کو تو اپنی گرا کے دیکھ
اے جانِ آرزو! میری نظریں ہیں منتظر
قابل ہیں دل میں رہنے کے تو دل میں آکے دیکھ
باقی رہے نہ دل میں تمنا کی کشمکش
اے کوہِ طور برقِ تبسم گرا کے دیکھ

صبح ہوتی ہے تو پھر شام سے جی ڈرتا ہے
حسنِ آغاز کے انجام سے جی ڈرتا ہے
جراَتِ شوق کو کچھ ایسے ڈسا ہے غم نے
آج مے خانے کے ہر جام سے جی ڈرتا ہے
نہ علامت، نہ تشخیص، نہ چارہ جس کا
جانے کس رنجشِ بے نام سے جی ڈرتا ہے
ڈھل گیا خوفِ خدا حسنِ بتاں میں شاید
ورنہ کیوں صورتِ اصنام سے جی ڈرتا ہے
زلف بر دوش یہ چہرے مجھے معذور رکھیں
دھوپ اور چھاؤں کے اس دام سے جی ڈرتا ہے
مرتکب جرمِ محبت کے ہوئے کچھ ایسے
اب نہ الزام نہ دشنام سے جی ڈرتا ہے
کوئی لکھے نہ پکارے راہی کہہ کر
دوستو اب مرا اس نام سے جی ڈرتا ہے

[illegible]

خون کی بارش جل کی بارش
کیسے رُکے پل پل کی بارش
روزِ ازل سے اب تک جاری
جھوٹے کپٹ اور چھل کی بارش
تن سوکھا من بھیگ گیا تھا
کس رُت کی نھی کل کی بارش
ساون رُت کیا بیت چلی ہے
آج بہت ہے ہلکی بارش
جانے کیا رشتہ ہے اس سے
نام لیا اور ڈھل کی بارش
دن بھر جانے کہاں چھپی تھی
شام ڈھلی اور چھل کی بارش
رُت کشور کب بدلی اپنی
آج بھی برسی کل کی بارش

[illegible]

نفرتیں دور کریں پیار کا وعدہ کرلیں
مصلحت زادوں سے ہم خود کو بچا تو لائے
بے حسی روح میں تحلیل ہو اس سے پہلے
بس نہ لے ہم کو کہیں بے سفری کا احساس
دل کی دہلیز سے نفرت کی سیاہی دھو کر

ہم بھی ساگر کی طرح ظرف کشادہ کرلیں
غلطی اب نہ کریں یہ بھی ارادہ کرلیں
شمع احساس کی لَو اور زیادہ کرلیں
راہ کی دھول کو جسموں کا لبادہ کرلیں
کورے کاغذ کی طرح روح کو سادہ کرلیں

دُور شہروں کی فصیلوں سے نکل کر شہباز
آؤ صحراؤں میں جشنِ گل و بادہ کرلیں

سیاست داں
کل اور آج

پروفیسر آل احمد سرور

ہماری آزادی کو اب چند مہینوں میں انتالیس برس ہو جائیں گے اس لئے اگر ہم کل سے مراد آزادی سے پہلے کی سیاست لیں اور آج سے اس دور کی تو بے جا نہ ہوگا۔

کل کے سیاستدانوں کی بات چھیڑتے ہوئے میں ترک موالات کی تحریک کی مثال دوں گا جس کی قیادت گاندھی جی کر رہے تھے، یہ تحریک عدم تشدد پر مبنی تھی، مگر جب چوری چورا میں عوام نے ایک تھانے پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں کچھ پولیس والے مارے گئے تو گاندھی جی اس واقعے سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے یہ ملک گیر اور شاندار تحریک ہی واپس لے لی حالانکہ یہ تحریک اسقدر طاقت حاصل کر چکی تھی کہ انگریزی حکومت کو سخت خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اصول پرستی اس زمانے کے سیاستدانوں کے لیے سب کچھ تھی۔

۱۹۲۸ء میں مرکزی اسمبلی میں انگریز وزیروں نے کانگریس کے نمائندوں کو طعنہ دیا کہ وہ اقتدار کے بھوکے ہیں، موتی لال نہرو جو اس وقت کانگریس پارٹی کے ممبروں کی قیادت کر رہے تھے، ان کی تقریر کا یہ آخری جملہ آج بھی ہمارے دلوں میں ارتعاش پیدا کرتا ہے:

ہماری انتہائی آرزو یہ ہے کہ ہم آزاد ہندوستان کی گود میں ہی دفن ہوں اور اس تسکین کے ساتھ دفن ہوں کہ ہندوستان کی آزادی کا قصر بلند ہماری ہڈیوں پر تعمیر ہوگا۔

یہ تھا ملک سے عشق، خدمت کا وہ معیار اور نظام، کام کا وہ تصور جو تحریک آزادی کے ان رہنماؤں نے ہمیں دیا تھا۔

[illegible] جب کانگریس کی نمائندگی کا سوال [illegible] سے ممتاز لیڈر موجود تھے۔ مگر فیصلہ یہ ہوا کہ صرف گاندھی جی کانگریس کی نمائندگی کریں گے۔ کسی نے چوں و چرا نہ کی۔ صرف گاندھی جی اس فریضے کو ادا کرنے کے لیے لندن گئے۔ ڈسپلن اور نظم و ضبط اسے کہتے ہیں۔

اسی طرح جب صوبوں میں ۱۹۳۷ء میں کانگریس وزارتیں قائم ہوئیں تو وہ نہایت خوش اسلوبی سے کام کر رہی تھیں۔ دوسری جنگ عظیم چھڑی تو یہ سوال پیدا ہوا کہ ہندوستان کے عوام اپنے ملک کی آزادی کے بغیر دوسرے ملکوں کی آزادی کے لئے کیسے لڑیں۔ انگریزوں کے اس مسئلے کو ٹالنے کی وجہ سے طے ہوا کہ کانگریس وزارتیں سب کی سب حکومت سے علیحدہ ہو جائیں چنانچہ سب کی سب نے اس ہدایت کی پابندی کی کہیں سے اسکے خلاف ردعمل ظاہر نہ ہوا۔

کل کے سیاستداں یا ممتاز وکیل تھے یا ڈاکٹر یا طبیب یا صحافی یا کسی اور پیشے سے متعلق تھے وہ مالی اعتبار سے پارٹی کے دست نگر نہ تھے۔ وہ پارٹی کو سب کچھ دیتے تھے اس سے کچھ لیتے نہ تھے۔ گاندھی جی تو آشرم میں رہتے تھے اور اپنا سب کام خود کرتے تھے۔ آشرم میں سب کو یہی کرنا پڑتا تھا یہاں تک کہ ہر طرح کی صفائی بھی۔ موتی لال نہرو بہت کامیاب وکیل تھے اور ٹھاٹھ سے رہتے تھے، مگر تحریک آزادی پر سب کچھ عیش و آرام نثار کر دیا۔ ڈاکٹر انصاری، ڈاکٹر بی سی رائے مشہور ڈاکٹر تھے۔ حکیم اجمل خاں اپنے عہد کے نامی طبیب تھے جامعہ ملیہ کی برابر امداد کرتے رہتے تھے۔ مولانا محمد علی جوہر مشہور بیرسٹر تھے اور سی۔ آر۔ داس بھی، انہوں نے اپنی پارٹی سے کبھی کچھ نہ لیا۔ [illegible] ان کے تن بدن سے بھی [illegible] چڑھایا۔

گاندھی جی ریل میں سفر کرتے تھے تو تیسرے درجے کا [illegible]

حسرت موہانی نے پارلیمنٹ کے ممبر ہو جانے کے بعد بھی [illegible]

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱ | شمارہ ۱۵

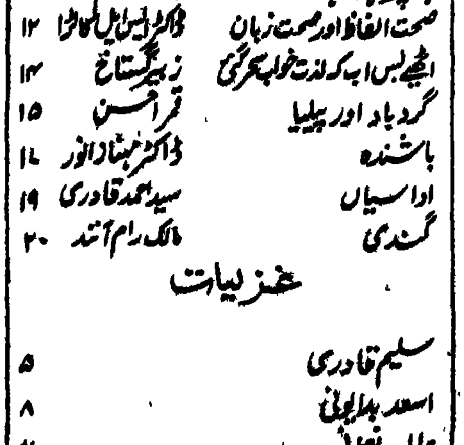
یکم اگست ۱۹۸۶ء ... ۱۰ شراون ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر ٹیلیفون ۳۸۲۲۴۹

ادارت
سراج احمد ۳۸۲۲۵۴
ہر مہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

غزلیات



دفعہ چھوڑ دی۔ جب پہلی کانگریسی وزارتیں قائم ہوئیں تو کسی وزیر کی تنخواہ پانچ سو روپے سے زیادہ نہ تھی۔ مولانا آزاد سگریٹ کے عادی تھے جیل گئے تو سگریٹ کا ڈبہ جو ہاتھ میں تھا، ضبط کر لیا گیا۔ جب تک جیل میں رہے سگریٹ کو ہاتھ نہ لگایا۔ نکلے تو سپرنٹنڈنٹ نے سگریٹ پیش کی۔ جس اطمینان سے سگریٹ چھوڑا تھا اسی اطمینان سے پھر شروع کر دیا۔ کردار کی پختگی اور ارادے کی مضبوطی اسے کہتے ہیں۔

گاندھی جی عدم تشدد کے علمبردار تھے۔ شہید بھگت سنگھ کا مسلک یہ تھا کہ آزادی حاصل کرنے کے لیے تشدد بھی ضروری ہے۔ جب بھگت سنگھ کو پھانسی دی جانے والی تھی تو گاندھی جی نے وائسرائے کو لکھا کہ ان کی جان بخشی کی جائے۔ اصولی اختلاف کے باوجود بھگت سنگھ کی حب الوطنی اور آزادی کے جذبے کو وہ کیسے نظر انداز کر دیتے۔ جواہر لال نہرو اور سبھاش چندر بوس کے طریقہ کار میں اختلاف تھا۔ بوس ہندوستان کی آزادی کے لئے جرمنی اور جاپان سے مدد لینے کے حق میں تھے، کانگریس کا رویہ اس کے خلاف تھا مگر جب انڈین نیشنل آرمی کے افسروں پر لال قلعے میں بغاوت کے جرم پر مقدمہ چلایا گیا تو صفائی کے وکیلوں میں جواہر لال نہرو بھی تھے۔ آزادی سے پہلے ہمارے سیاستدانوں میں با اصول، بے غرض خدمت کرنے والے اخلاقی اصولوں کے قائل، عوام سے رابطہ رکھنے والے ضبط و نظم کے عادی، اپنے اپنے دائرے میں بلند پایہ علمی یا ادبی حیثیت سے ممتاز اشخاص کی کثرت تھی۔ کچھ کالی بھیڑیں بھی تھیں مگر مجموعی طور پر ایک نظر کی بلندی ایک اصول کی پاسداری، ایک خدمت کا جذبہ اور ایک صاف ستھری سیاست مسلم تھی۔ اور آج کیا حال ہے کچھ اچھے لوگ بھی ہیں ورنہ ملک کیسے ترقی کرتا۔ مگر ترقی اتنی سست رفتار، اتنی ڈانواڈول، اتنی ناہموار کیوں ہے؟ بڑی حد تک اسکی ذمہ داری آج کے سیاستدانوں پر عاید ہوتی ہے۔ آج کی سیاست میں سیاسی پارٹیوں کا رول سب سے زیادہ اہم ہے۔ ان پارٹیوں کا مینی فیسٹو پڑھئے تو اونچے اونچے آدرشوں کی ایک لمبی فہرست نظر آئے گی، مگر آج کی سیاست زیادہ تر اس نظریے کی قائل معلوم ہوتی ہے کہ جو کہو وہ کرو نہیں اور جو کرو وہ کہو نہیں۔ قول اور فعل میں یہ تضاد آج کے بیشتر سیاستدانوں کے یہاں مل جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ چناؤ یا انتخاب ہماری سیاسی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت اختیار کر گئے ہیں اس لیے ہر پارٹی اقتدار حاصل کرنے کے لیے انتخاب کے زمانے میں ایسی باتیں کرتی ہے جو عوام کو اپیل کریں، یہ اور بات ہے کہ کچھ پارٹیوں کو اقتدار حاصل کرنے کا موقع بہت کم ملتا ہے۔ ابھی دیکھا گیا ہے کہ انتخاب کے قواعد کے باوجود سیاسی پارٹیاں مختلف ذرائع سے سرمایہ فراہم کرتی ہیں گویا روپے کی الیکشن میں بڑی اہمیت ہوگئی ہے اور روز بروز انتخاب مہنگا ہوتا جا رہا ہے۔ [illegible] کی صلاحیت رکھتا ہو، اگر وہ مناسب سرمایہ فراہم نہ کر سکے تو اس کے جیتنے کے امکانات موجودہ صورت حال [illegible] سرمایہ صرف [illegible] اسے پہلے

وسائل سے بھی بہت کچھ کام لینا پڑتا ہے۔ دوسرے اب بھی بدقسمتی سے انتخاب میں ذات برادری، مذہب، علاقے اور زبان کے مسئلے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اور کچھ لوگ ان جذبات کا استعمال کر کے اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ الیکشن میں کے سارے انتظامات کے باوجود ووٹ کے پرچوں میں گھپلے، الیکشن کی جگہ پر ناجائز قبضے، کچھ ووٹروں کو اپنا حق استعمال کرنے سے روکنا۔ آئے دن دیکھنے میں آتا ہے۔ اگر الیکشن میں کوئی پارٹی خاص اکثریت سے کامیاب ہوگئی تو خیر، ورنہ اقتدار حاصل کرنے کے لیے رسہ کشی شروع ہوتی ہے۔ گورنر کے سامنے مختلف پارٹیوں کے ممبروں کی پریڈ ہوتی ہے۔ آیا رام گیا رام کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور حکومت بنتی اور گرتی رہتی ہے۔ حکومت بنانے کے بعد بھی مسئلہ حل نہیں ہوتا کسی کو اگر اس کے اثر و رسوخ کے مطابق کرسی نہ ملی تو وہ خفا ہو جاتا ہے اور اپنی ہی پارٹی کو زک دینے کی کوشش کرتا ہے۔ پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں بحث ایک بلند معیار کے مطابق ہونی چاہئے۔ مگر بدقسمتی سے شور شرابہ، ہنگامے یہاں تک کہ مارشل کے ذریعہ ممبروں کو ایوان سے نکالنے کے واقعات بھی آئے دن اخباروں میں آتے رہتے ہیں۔

دراصل آج کے سیاستدانوں نے عام طور پر سیاست کو اقتدار کی مہم سمجھ رکھا ہے حالانکہ سیاست زندگی کے آداب برتنے کا نام ہے۔ ہمارے دستور میں ایک معیاری جمہوری نظام کے سارے پہلو موجود ہیں مگر سیاستدانوں نے اس نظام کو صرف حقوق حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ اس میں فرائض کی جو ذمہ داری ہے اس کو بڑی حد تک نظر انداز کر رکھا ہے۔ انھیں مہاتما گاندھی سے صداقت اور عوام کی خدمت کا جذبہ سیکھنا ہے۔ جواہر لال نہرو سے مشترک تہذیب اور جمہوری مزاج، سیکولرزم اور سائنسی مزاج کا سبق لینا ہے۔ ہمارا ملک بڑا ہے، یہ ذہن کی بلندی اور قلب کی وسعت کا اپنے شہریوں سے مطالبہ کرتا ہے، ہمیں پیشہ ور سیاستدانوں کی ضرورت نہیں ہے ایسے سیاستدانوں کی ضرورت ہے جو بقول گاندھی جی اپنے گھر کی ہر کھڑکی کھلی رکھیں تاکہ گھر میں ہر طرف سے ہوائیں آئیں، مگر ایسا نہ ہو کہ یہ ہوائیں ہمارے گھر کو ہی جڑ بنیاد سے اکھاڑ دیں۔ پست سیاست دکھاوے کی باتوں میں الجھی رہتی ہے اور وقتی باتوں پر ہی نظر رکھتی ہے۔ اچھی سیاست بنیادی کاموں پر توجہ دیتی ہے، اور عوام کی فلاح پر دھیان دیتی ہے۔ یہ چچا بھتیجے، دادا کا نام نہیں، سارے شہر میں اس کے خاندان کے فرد ہیں اور اسے سبھی کا حق ادا کرنا ہے۔ سیاستداں کا کام اپنی خدمت نہیں، قوم کی خدمت ہے۔ وہ ملک کو جنت بنانے کے بجائے اپنی جنت پکی کرنے میں لگا دیتا ہے وہ اپنے آپ کو خادم نہیں حاکم سمجھتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو قاعدے قانون سے بلند سمجھتا ہے۔ اسے آزادی سے پہلے کے سیاستدانوں سے سبق لینا ہے اور ملک کو صحیح معنی میں جمہوریت، سیکولرزم اور سوشلزم کی طرف لے جانا ہے، صرف ان اصولوں کا نام لینے سے کام نہیں چلتا۔ (بہ شکریہ سیاست قند)

شخصیات شعر و ادب

سلسلہ

کرشن چندر

اُردو افسانہ کی عمر ابھی میر کی عمر سے بھی کم ہے لیکن اس کم عمری کے باوجود اردو افسانہ بین الاقوامی سطح پر پہنچ گیا ہے۔ پریم چند سے لیکر عہد حاضر تک کئی افسانہ نگار اپنے فن کے اظہار میں اتنے دراز قد ہیں کہ دنیا کے عظیم افسانہ نگاروں کی صف میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان میں کرشن چندر کا نام بھی قابل ذکر اور باعث فخر ہے۔ کرشن چندر کا عہد اردو افسانہ نگاری کی تاریخ کا بہت اہم دور ہے۔ پریم چند کے جلائے ہوئے چراغ کی روشنی کو وسعت دینے والے افسانہ نگار اسی زمانہ میں پیدا ہوئے۔ اسی دور میں ادب اور عام انسان میں گہرا رشتہ قائم ہوا۔ زندگی میں ادب کی افادیت کا احساس اسی عہد کے ادیبوں نے دلایا۔ ادب کو زندگی سے جوڑنے کا ذریعہ اس دور کا افسانہ بنا۔ کرشن چندر نے جس زمانے میں افسانہ نگاری کی ابتدا کی۔ وہ عہد ابھی تصورات اور تخیلات کی وادی سے باہر نہیں آیا تھا۔ پریم چند کا کسان ادیبوں اور شاعروں کے لیے اجنبی تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اردو صرف چند شہروں کا نام بن کر رہ گئی تھی۔ ذہنوں پر جاگیردارانہ نظام اور سرمایہ دارانہ تہذیب کے سایے چھائے ہوئے تھے اسی لئے ادیبوں کو رومانوی فضا سے نجات نہیں مل رہی تھی اور پھر کرشن چندر نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز بھی ایسے مقام سے کیا تھا جہاں رہ کر رومان کی شمولیت ناگزیر ہو گئی تھی یہی وجہ ہے کہ کرشن چندر ادب کے اس ماحول سے اپنا دامن نہ بچا سکے۔ لیکن ان کے یہاں رومانویت کا تصور بھی اپنے ہمعصروں سے مختلف ہے۔ ان کی رومانویت میں سچائی ہے اور بقول محمد حسن عسکری:

"اس کی رومانویت کے معنی ہیں زندگی اور انسان سے گہری محبت، فطرت کا شدید احساس، انسان کے مستقبل کو روشن بنانے کی آرزو، دنیا کے ظلموں کے خلاف بغاوت، انسانوں کی روحوں کو سمجھنے کی صلاحیت، ان کے مصائب پر غم کھانا، دنیا کے دکھ درد کو کم کر دینے کی خواہش، ایک نئی اور بہتر دنیا کی آرزو، حسن اور حقیقت کی [illegible]

ڈاکٹر ابن کنول

جستجو ۔۔ (اردو ادب میں ایک نئی آواز
"شاعر" کرشن نمبر ۱۹۶۱ء)

دراصل کرشن کی رومانویت میں روایت سے بغاوت ہے۔ ان کے یہاں انسانی زندگی کے درد کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے۔ ان کی رومانویت محض جمالیاتی حس کی تسکین کا ذریعہ نہیں بلکہ زندگی اور اس کے حقائق کا واضح اور وسیع اظہار ہے۔ کرشن چندر ایک حساس اور دردمند دل رکھتے تھے۔ دوسروں کے دکھ درد کو اپنا محسوس کیا اور تخیل کی رنگینیوں اور رعنائیوں میں حقیقت کو بیان کر دیا۔ انھوں نے زندگی کو جیسا دیکھا اور سمجھا سچائی کے ساتھ اپنے افسانوں میں پیش کیا۔ یہی کرشن کی منزل تھی لیکن اس منزل سے سینکڑوں راہیں نکلیں انھوں نے ہر راہ پر چل کر دیکھا۔ کرشن چندر نے پریم چند کے شروع کیے ہوئے کام کو بہت بلندی تک پہنچایا۔ پریم چند کا مشاہدہ دیہات سے آگے نہ بڑھ سکا کرشن چندر نے اس دائرے کو وسعت دی۔ اس میں کسان پر زمیندار کا ظلم، لگان، رشوت سے لے کر کلرک، مزدور، سیٹھوں کا جبر، طوائف وغیرہ ہر موضوع کو شامل کر دیا ۔۔۔ انھوں نے انسانی ذات کو چوری اور مادہ کے دائرہ سے نکال کر مہالکشمی کے پل کے نیچے پہنچا دیا۔ جہاں انسان دریا کے پانی کی طرح اور بڑا کہ بڑے پتھر پلے گندے راستوں سے گزرتا ہوا زندگی گزار رہا ہے۔ کرشن چندر کے یہاں انسان کا تصور دریا کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ ان کے نزدیک زندگی جیسا پہاڑ سے نکل کر سمندر تک پہنچنے والے دریا کا نام ہے۔ دریا جس کے راستے میں غریب کی زندگی کی طرح گندے نالے اور کوڑا کرکٹ شامل ہوتے ہیں اور جس کا بہاؤ بڑے بڑے پتھروں کا بہاؤ ہے چٹانوں کو توڑ دیتا ہے۔ کرشن چندر انسان کو دریا کی شکل [illegible] آرزو رکھتا ہے [illegible] ظلم [illegible] کہ ایک [illegible] ایک دن [illegible] [illegible] ایک

افسانہ "دسواں پل" میں لکھا ہے:

" میں بند پر چل رہا ہوں۔ میرے ساتھ جہلم بھی چل رہا ہے۔ ہم دونوں مسافر ہیں ۔۔ اور بہت دور سے آئے ہیں۔ جس دن میری ماں نے مجھے جنم دیا میں بہت کمزور تھا ۔۔ جس دن چشمہ ویر ناگ نے جہلم کو جنم دیا وہ بھی بہت کمزور تھا مگر وہ آگے چلا اور اس ندی میں نالے آ کے ملتے گئے ۔۔۔ میں آگے چلا اور مجھ میں دن رات آ کے ملتے گئے۔ پھر ہم دونوں زندگی کی چٹانوں پر گھستے گئے اور حالات کی کھائیوں میں آبشار بن کر گرے۔ ہم نے کھیتوں کو سیراب کیا اور پھولوں کی خوشبو سونگھی ۔۔۔ ہم نے شہروں کا کوڑا کرکٹ اٹھایا اور اس کا تیزاب اپنے سینوں میں گھول لیا اور انسان کی طرح گدلے ہو گئے ۔۔۔ ہم نے لوگوں کے درمیان پل باندھے اور کشتیاں چلائیں اور پانی کے ہاتھوں سے مصافحے کئے اور ہم ساری دنیا پر پھیل گئے جہلم ایک انسان ہے۔

انسان ایک دریا ہے ۔"

(دسواں پل)

کرشن چندر کے یہاں یہ بے چینی اور اس بات کا درد ہے کہ انسان جو ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور جو اس کا فاتح ہے جس نے اس دنیا کو مسخر کیا۔ خلاؤں میں کمندیں ڈالیں وہ سرمایہ دارانہ نظام کے آگے بے بس ہو کر اپنے لہو سے کارخانوں کی بھٹیوں کو دہکا رہا ہے۔ طبقاتی تقسیم کے سبب بیکاری اور بھوک کا شکار ہے۔ اس کے سروں پر قحط اور جنگیں منڈلا رہی ہیں۔ انسان کی بے بسی اور مجبوری کا احساس جس قدر کرشن چندر کے یہاں ہے وہ دوسرے ہمعصر افسانہ نگاروں میں نہیں ۔۔۔ کرشن چندر نے انسانی زندگی کو مختلف زاویوں سے وسیع تناظر میں دیکھا ہے۔ ان کے افسانوں کے انسان کا تعلق سماج کے اس نچلے طبقہ سے ہے جو کچلا ہوا ہے۔ حالات کی آندھیوں میں بھٹک رہا ہے۔ مصیبتوں کے دریاؤں میں ہاتھ پیر مار رہا ہے۔ خوشی اور مسرت کے تصور سے بھی دور ہے ناکامی اور محرومی کی علامت بن چکا ہے۔ بیکاری، بیماری، جہالت، غربت اور ذلت اس کی زندگی کے ساتھی ہیں۔ اس کے پاس حسین خواب ہیں لیکن تاریکیاں ان پر غالب ہیں اور انھیں اندھیروں کی یلغار کے سبب وہ ان خوابوں کی خوش آئند تعبیریں نہیں دیکھ سکتا۔ کرشن چندر اس طبقہ کے بہت قریب ہیں وہ ان کے دکھ درد کو بانٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے لیے خوشگوار مستقبل کی آرزو کرتے ہیں۔ کرشن چندر کی جنگ طبقاتی تقسیم، اقتصادی ناہمواری اور غیر انسانی صورت حال کے خلاف تھی۔ انھوں نے انسانی تقسیم کی ہمیشہ مذمت کی اور اس کے خلاف لکھتے رہے۔ ایک افسانہ میں [illegible] ہماری پر اس طرح طنز کرتے ہیں:

" رام سنگھ نے لاری سے اتر کر گوالے کو دو چار [illegible]

بیچ میں گالیوں کو ملاتے ہوئے پڑتا ہے جیسے یہ ڈپٹی کمشنر کا بچہ ہے۔ سالا، بدمعاش ۔۔۔ گوالا حیران نگاہوں سے رام سنگھ کی طرف دیکھنے لگا۔ گوالے کی نگاہوں میں سب کچھ تھا التجا ۔۔ انصاف کی التجا اور اپنی بے بسی اور بے چارگی ۔۔ کیونکہ انسانی سماج میں ڈرائیور کا مرتبہ ایک گوالے سے اونچا ہے وہ اپنے سے کم مرتبہ رکھنے والے کو مار پیٹ سکتا ہے۔ گوالے کی آنکھوں کی مجروح معصومیت اسی تلخ حقیقت کی آئینہ دار ہے۔" (غلاظت)

اس ایک اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کرشن چندر کے دل میں عام انسان کے لیے کس قدر درد ہے۔ غریب کی بے بسی اور بے چارگی پر ان کا قلم آنسوؤں میں ڈوب کر جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام پر طنز کرتا ہے۔ انسانیت کے درد اور کرب کو جس قدر کرشن چندر نے محسوس کیا ہے وہ ان کے کسی ہمعصر کے یہاں نہیں ملتا۔ کرشن چندر نے سماج کے کسی ایک طبقہ کو ہی اپنا موضوع نہیں بنایا بلکہ جہاں جہاں انسانیت کا خون بہتے ہوئے دیکھا اسے بہت دلسوزی اور دردمندی سے پیش کیا۔ اسی عصری حسیت نے انھیں ایشیا کا عظیم افسانہ نگار بنا دیا ۔۔

(اردو سروس سے نشر)

ابن کنول
۷۰۷۔ بی، بٹلہ ہاؤس
جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

سلیم قادری

عشق جس روز مجھے شعلہ نوائی دے گا
آتشیں نغمہ فضاؤں میں سنائی دے گا
حسن مغرور سے کیا چشم کرم کی امید
وہ تو جب دے گا یہی داغ جدائی دے گا
شیشہ و جام نہ دیں گے نہ جو ہی دیں گی
دل کو جو کیف تما دست حنائی دے گا
فرصت زیست کسے آہ فغاں کون کرے
غم دیا جس نے وہی غم سے رہائی دے گا
جن کی آنکھوں میں تعصب کا اندھیرا ہوگا
ان کو انصاف کا سورج نہ دکھائی دے گا
باغباں! شورش طوفاں کچل دے ورنہ
خون ہی خون گلستاں میں دکھائی دے گا
نخل اپنے خدا سے کبھی رکھو نہ سلیم
نہیں دے گا تو کیا اپنی خدائی دے گا

(کلکتہ سے نشر)

بھلائے نہ بنے
مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات
کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی
تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

شیکھر

اصغر وجاہت

ہندی ادب کے جو کردار بھلانے کی کوشش کرنے کے باوجود نہیں بھولتے ان میں 'شیکھر ایک جیونی' کا ہیرو شیکھر بھی ہے۔ یہ ناول ۱۹۴۰ میں چھپا تھا۔ اس کے بعد سے لیکر آج تک شیکھر کے کردار کے متعلق بحثیں ہوتی رہی ہیں۔ کچھ لوگوں کو شیکھر سے نظریاتی اختلاف ہے تو کچھ اسے نئے ہندوستان کا نیا آدمی سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے کچھ لوگ شیکھر کے فلسفے سے متفق نہ ہوں لیکن وہ یہ ماننے سے انکار نہیں کر سکتے کہ پورے سو برس کے ہندی ادب میں اس کے جیسا [illegible] دوسرا کردار نہیں ہے۔ 'اگیہ' نے شیکھر کی کردار [illegible] نفسیاتی طرز پر کی ہے۔ اس کی شخصیت میں انا، خوف اور سیکس کے عناصر اہم رول ادا کرتے ہیں۔ شیکھر کی شخصیت میں ایسی کشش ہے کہ وہ پڑھنے والے کے دل و دماغ پر چھایا رہتا ہے۔ قاری کبھی کبھی یہ بھی فیصلہ نہیں کر پاتا کہ شیکھر سے نفرت کرے یا محبت۔ اسے اچھا سمجھے یا برا۔

شیکھر بچپن سے ہی ہر راز کو سمجھنے کی کوشش کرتا نظر آتا ہے۔ انا، خوف اور سیکس اس کو پیچیدہ شخصیت کو ایک ایسی شکل میں ڈھال دیتے ہیں کہ وہ کہیں کہیں پہیلی نظر آتا ہے۔ بچپن میں وہ جب گھر میں گھومتے گھومتے شیر کے سامنے آجاتا ہے اور ڈر جاتا ہے۔ رات میں چیخنے لگتا ہے۔ اس کے دل سے یہ ڈر نکالنے کے لئے اس کے کمرے میں ایک نقلی شیر لے جایا جاتا ہے جس پر اس کے دوسرے بھائی بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر شیکھر کو بھی اس پر بٹھایا جاتا ہے۔ نقلی شیر کے پیٹ میں بھرے گھاس پھوس کو وہ نکالتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ وہ اس نتیجے پر پہونچتا ہے کہ دنیا میں وہ سب چیزیں جن سے انسان ڈرتا ہے دراصل گھاس پھوس ہیں۔

بچپن میں وہ اپنے اطراف میں جو ہوتا ہوا دیکھتا ہے اس کے بارے میں سوال کرنا اس کی عادت بن جاتا ہے۔ وہ ہر بات کی تہہ تک جانا چاہتا ہے اور ہر راز کو سمجھنے چاہتا ہے۔ زندگی اور موت سے متعلق پیچیدہ سوالات بھی اسے پریشان کرتے ہیں۔ موت کے بارے میں وہ اپنی بہن سرسوتی سے پوچھتا ہے۔

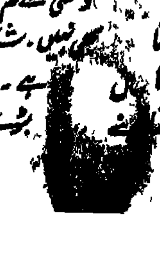
"مرتے کیسے ہیں؟"
"مرجاتے ہیں اور کیا۔"
"مرکر کیا ہوتا ہے۔"
"پاگل، جان نہیں رہتی، چل پھر بول نہیں سکتے۔ تب لے جاکر جلا دیتے ہیں۔"
"ڈوبنے سے ایسے ہی مرجاتے ہیں؟"
"ہاں"

تھوڑی دیر کے بعد شیکھر نے پوچھا۔

"جان آتی کہاں سے ہے!"
"ایشور سے۔"
"جاتی کہاں ہے؟"
"ایشور کے پاس"

ایشور، ایشور، ایشور، شیکھر کا دل و دماغ ہر سوال کے جواب میں ایشور سن کر پریشان ہو جاتا ہے۔ وہ ایک نئے راز کو حل کرنے کی کوشش شروع کر دیتا ہے۔ وہ جتنی کوشش کرتا ہے۔ اتنا ہی الجھتا جاتا ہے۔ اور بعد میں وہ ایشور کے وجود سے ہی انکار کر دیتا ہے۔

بچپن میں سیکس سے متعلق سوالات جیسے آدمی اور عورت کا کیا رشتہ ہوتا ہے؟ انسان کیسے پیدا ہوتا ہے۔ شادی کیا ہوتی ہے؟ وغیرہ اس کے دماغ میں آتے ہیں۔ ان سوالات کا اسے صحیح جواب نہیں مل پاتا اور وہ الجھتا جاتا ہے۔ لیکن سوال پوچھنا ترک نہیں کرتا۔ چونکہ وہ اپنے آپ کو کسی سے کم نہیں سمجھتا اس لئے وہ کسی سوال کے آگے جھکتا بھی نہیں۔ شیکھر کا بچپن اسی طرح سوالات سے ٹکراتے ہے۔



بڑے ہو کر سچائی اور حق کی تلاش کی جستجو اسے نئے نئے تجربے کرنے پر اکساتی ہے۔ اس کی پوری زندگی اتھل پتھل سے بھرپور ہے۔ صرف بچپن ہی نہیں جوانی بھی سوالیہ نشان لگاتے گزرتی ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ بڑے سماجی سوالوں اور سماج میں پھیلی برائیوں پر انگلی اٹھاتا ہے اس میں چیزوں کو سمجھنے اور بحث کرنے کی جو شدت ہے وہ اس کی شخصیت کو نیا موڑ دیتی ہے۔ شیکھر جب کالج جاتا ہے۔ اور وہاں دیکھتا ہے کہ ہریجن لڑکوں کے لئے الگ ہوسٹل ہے، اور ان کا کھانا الگ پکتا ہے تو اس کا ذہن اس بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے کہ ہریجن ذرہ کے دوسروں سے الگ اور کم تر ہیں اس طرح شیکھر سماجی قدروں پر سوالیہ نشان لگاتا ہے اور سماج میں بری نظر سے دیکھا جانے لگتا ہے۔

اس کی جستجو اسے آخر کار انقلابیوں کے قریب لے جاتی ہے اور وہ انقلابی بن جاتا ہے۔ یہاں بھی وہ یہ سمجھتا ہے برطانیہ کی سرکار کے آگے وہ نہیں جھکے گا۔ ایک مہم کے سلسلے میں وہ گرفتار کیا جاتا ہے اور جیل میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جیل میں اسے جو لوگ ملتے ہیں ان کا اثر تمام عمر شیکھر کی شخصیت پر رہتا ہے۔ لیکن شیکھر میں ایک خوبی یا خرابی یہ بھی ہے کہ وہ ایک جگہ ٹھہرتا نہیں اس لئے بہت جلدی وہ اپنے لئے نیا راستہ تلاش کر لیتا ہے اور اس پر آگے بڑھنے لگتا ہے۔

اگیہ نے شیکھر کی شخصیت کے کینواس میں طرح طرح کے رنگ بھرے ہیں۔ بچپن میں وہ ہمیں ذہین شرارتی اور اپنے آپ پر بیحد یقین کرنے والا لڑکا نظر آتا ہے وہ اپنی عمر سے زیادہ بڑا ہے۔ ایک بار اس کے والد کے ایک دوست نے اسے سوچتا دیکھ کر پوچھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔ اس کے جواب میں شیکھر بولا "میں یہی سوچ رہا تھا کہ بھرے کے بغیر اچھا نہیں ہوتا"۔ شیکھر دھیرے دھیرے زندگی کے فلسفے اور رشتوں کی گہرائی میں اتنا ڈوب جاتا ہے کہ سماج میں اس کا تعلق بہت کم رہ جاتا ہے۔ لڑکپن کے تضاد یعنی کبھی ایمانداری، کبھی چوری کبھی خوشی، کبھی غم اور کبھی خاموشی اور کبھی بیحد شور و غل کبھی کسی سے بیحد پیار، کبھی اس سے بے حد نفرت آگے چل کر اس کو شخصیت کو بھول بھلیاں بنا دیتے ہیں۔

شیکھر کی کردار نگاری کے لئے "اگیہ" نے ششی یعنی شیکھر کی محبوبہ کی تشکیل کی ہے۔ ششی شیکھر کی کیا ہے؟ یہ سوال ناول میں سوال ہی بنا رہتا ہے۔ نہ تو اس سوال کا جواب شیکھر کے پاس ہے اور نہ ششی کے پاس ہے۔ دراصل ششی شیکھر کی رشتے کی بہن ہے۔ دونوں بچپن میں ایک ساتھ کھیلے کودے ہیں، لڑے جھگڑے ہیں اور بچپن میں ہی ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جگہ بن چکی ہے۔ لیکن وہ دونوں یہ بھی نہیں بھول پاتے کہ وہ بھائی بہن ہیں۔ ششی کی شادی کسی اور سے ہو جاتی ہے۔ حالات کچھ ایسا موڑ لیتے ہیں۔ کہ شیکھر اور ششی پھر ملتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں محبت کی جو چنگاری بچپن سے سلگ رہی

تھی شعلہ بن جاتی ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن وہ بہت سیدھی سادھی محبت نہیں ہے دراصل یہ محبت دونوں کو ہی بری طرح الجھائے رکھتی ہے۔

شیکھر کو جیل میں ششی کی شادی کی خبر ملتی ہے اسے ششی کا خط ملتا ہے جس میں ششی نے لکھا ہے کہ اس کی شادی ہو رہی ہے۔ ششی کا یہ جملہ شیکھر کے دل میں ہلچل پیدا کر دیتا ہے۔ وہ پورا خط پڑھ ہی نہیں پاتا۔ اپنے آپ سے سوال کرتا ہے کہ اسے ششی کی شادی پر رنجیدہ ہونے کا کوئی حق ہے بھی یا نہیں؟ لیکن شیکھر کو یہ بھی لگتا ہے کہ اس خط نے اسے اپاہج بنا دیا ہے۔ اسے ششی کے ساتھ گزارے لمحات یاد آتے ہیں۔ ایک دن اس نے ششی سے کہا تھا: "کب سے تمہیں بہن کہتا آیا ہوں مگر بہن جتنی پاس ہوتی ہے۔ اتنی پاس تم نہیں ہو۔ اس لئے وہ جتنی دور ہوتی ہے۔ اتنی بھی تم نہیں ہو۔"

شیکھر اور ششی کا یہ رشتہ شیکھر کی کردار نگاری کا بہت اہم نکتہ ہے۔ ناول جب چھپا تھا تب لوگوں نے شیکھر اور ششی کے اس رشتے کی بڑی تنقید کی تھی حقیقت یہ ہے کہ ششی کی محبت نے شیکھر کو مکمل انسان بنایا ہے اور اسے طاقت دی ہے۔ ششی سے ملنے کے بعد ہی وہ نئے عزم، ہمت اور ارادے کے ساتھ سماجی کاموں میں لگ جاتا ہے۔ اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالتا ہے اور محبت کے جذبے کی اہمیت کو محسوس کرتا ہے

ششی کی شادی کے بعد اس کے شوہر کو ششی اور شیکھر کے رشتے کا پتہ چل جاتا ہے۔ وہ ششی پر زیادتی کرنے لگتا ہے۔ اس وجہ سے ششی اور شیکھر ایک دوسرے کے اور قریب آجاتے ہیں۔ ششی شیکھر کے ساتھ رہنے لگتی ہے۔ ششی اس سے کہتی ہے: "شیکھر تم مجھے بہن، ماتا بھائی، بٹیا کچھ مت سمجھو کیونکہ میں اب کچھ نہیں ہوں۔ ایک چھایا ہوں۔"

اس میں شک نہیں کہ شیکھر ہندی ہی نہیں ہندوستانی ادب کا ایک لازوال کردار ہے۔ اس میں گہرائی، تضاد اور پیچیدگی ہے۔ اس کا کینواس جتنا بڑا ہے۔ اتنا بہت کم کرداروں کا ہوگا۔

(اردو سروس سے نشر)

تصحیح

بحوالہ آواز ۱۶ر جون ۱۹۸۶ء

بیک کور پر آکاشوانی جے پور کے مشاعرے کی تصویر میں عابد کرہانی کی تصویر کے نیچے مراد کرہانی کا نام لکھا گیا ہے۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔ ادارہ اس سہو کے لیے معذرت خواہ ہے۔

ہند میں اسلامی مطالعات

ڈاکٹر ماجد علی خاں

ہندوستان میں علوم اسلامیہ کی تعلیم کا آغاز اس ملک میں مسلمانوں کی آمد سے شروع ہوا۔ ابتدا میں علوم اسلامیہ کے مراکز سندھ، ملتان اور لاہور میں تھے۔ جب مسلمان حکمرانوں نے دہلی فتح کیا تو بادشاہوں کی قدردانی سے علمائے باکمال اطراف سے سمٹ سمٹ کر دہلی آنے لگے اور اس شہر کو علوم اسلامیہ کی تعلیم ونشر و تبلیغ کے اعتبار سے بھی مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ تیرھویں صدی عیسوی (یعنی ساتویں صدی ہجری) سے سولھویں صدی عیسوی (یعنی دسویں صدی ہجری) تک اس ملک میں اسلامی علوم کی تعلیم کا دور اول شمار کیا جاتا ہے۔ جبکہ صرف، نحو، بلاغت، فقہ، اصول فقہ، منطق، کلام، تصوف، تفسیر اور حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی۔ بعد میں علوم تقریباً یہی رہے صرف مختلف کتابوں میں تبدیلی ضرور کر دی گئی۔ سترھویں صدی عیسوی کے اواخر اور اٹھارویں صدی کے شروع یعنی بارھویں صدی ہجری میں اس ملک میں علوم اسلامیہ کے مشہور ترین نصاب درس نظامی کا اجرا ہوا جس کی بنیاد علامہ نظام الدین نے رکھی تھی۔ جو شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے معاصرین میں سے تھے۔ لہٰذا اس نصاب میں کچھ تبدیلیوں کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نصاب درس میں رائج کتب شامل کی گئی تھیں۔ اس نصاب کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قوت مطالعہ اور امعان نظر کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔

موجودہ دور میں ہندوستان کے اندر علوم اسلامیہ کی تعلیم عربی مدارس اور یونیورسٹیوں کی سطحوں پر ہوتی ہے۔

جہاں تک عربی مدارس کا سوال ہے اس ملک میں ان کا ایک جال پھیلا ہوا ہے۔ میری کوتاہ نظر میں تعداد کے اعتبار سے جتنے عربی مدارس اس ملک میں ہیں شاید ہی کسی دوسرے اسلامی یا غیر اسلامی ملک میں اس قدر ہوں۔ شمال سے جنوب تک مشرق سے مغرب تک عربی مدارس کا ایک لمبا سلسلہ دیوبند، سہارنپور، ضلع مظفر نگر، جلال آباد، میرٹھ، مراد آباد، رامپور، ہردوئی، لکھنؤ، اعظم گڑھ اور بنارس وہ چند مقامات ہیں جن کو صرف ایک ہی صوبے یعنی اتر پردیش میں علوم اسلامیہ کے اعتبار سے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ان میں سے بیشتر اضلاع و مقامات پر ایک سے زیادہ بڑے بڑے عربی مدارس ہیں جہاں نہ صرف ہندوستان کے اطراف و جوانب سے بلکہ غیر ممالک سے بھی بکثرت طلبہ علم کی پیاس بجھانے آتے ہیں اور علوم کو حاصل کرتے ہیں۔ دیوبند کا مدرسہ دارالعلوم، لکھنؤ کا دارالعلوم ندوۃ العلماء اور سہارنپور کا مظاہر العلوم بین الاقوامی شہرت کے حامل مدارس ہیں۔ ان میں ہر ایک خود ایک جامعہ (یعنی یونیورسٹی) کا درجہ رکھتا ہے جہاں طلبہ کی تعداد سیکڑوں سے تجاوز کر کے ہزاروں تک پہنچی ہے۔

عربی مدارس میں ایک بڑی تعداد ایسی ہے جہاں درس نظامی کے نصاب کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔ اس طرز کے مدارس میں دارالعلوم کو ام المدارس کا درجہ حاصل ہے۔ درس نظامی میں صرف و نحو کی اعلیٰ تعلیم، منطق، فلسفہ، ادب، عقاید، فقہ و اصول فقہ، تفسیر و اصول تفسیر اور حدیث و اصول حدیث کے علاوہ خاص طور سے پڑھائے جاتے ہیں۔ بعد تکمیل طالب علم کو فاضل کی سند عطا کی جاتی ہے۔

کچھ عربی مدارس گورنمنٹ سے منظور شدہ ہیں۔ عربی مدارس بورڈوں کے ذریعہ مولوی، عالم اور فاضل کے امتحانات منعقد کرائے جاتے ہیں جن کے جگہ جگہ مراکز ہیں۔ ایک ایسا بورڈ الٰہ آباد میں بھی ہے جس کے تحت اتر پردیش میں مختلف مقامات پر امتحانات کے مراکز قائم ہیں۔ اس کا نگراں رجسٹرار عربی مدارس

جس کا دفتر الٰہ آباد میں ہے۔ یہ صوبائی گورنمنٹ کا ایک گزیٹیڈ افسر ہوتا ہے۔ اسی طرح ان امتحانات کا کنٹرول گورنمنٹ کے ہاتھ میں رہتا ہے۔ رامپور کا قدیم اور مشہور مدرسہ، مدرسہ عالیہ انہی امتحانوں کے نصاب کے مطابق طلبہ کو تعلیم دیتا ہے۔ مدرسہ عالیہ رامپور بھی صوبائی گورنمنٹ کا ایک ادارہ ہے۔ باقی مدارس جو ان امتحانات کی تیاری کراتے ہیں یا تو پرائیویٹ ہیں یا پھر گورنمنٹ کی طرف سے تسلیم شدہ اور امداد یافتہ ہیں مثلاً میرٹھ کا دارالعلوم ایک ایسا ادارہ ہے جو صوبائی گورنمنٹ سے تسلیم شدہ ہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے بورڈ کے ان امتحانات اور کچھ دیگر مدارس کے امتحانات بھی مختلف سطح پر صرف انگریزی میں مختلف امتحانات دینے کے لیے تسلیم کر لیا ہے۔

کچھ عربی مدارس درس نظامی سے مختلف نصاب تعلیم کو پڑھاتے ہیں۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا نصاب ایک منفرد نصاب ہے جس میں عربی زبان و ادب، عقائد، فقہ، اصول فقہ، تفسیر و اصول تفسیر اور حدیث و اصول حدیث کے علاوہ عصری علوم مثلاً جغرافیہ تاریخ اور انگریزی زبان کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ جامعۃ الفلاح اعظم گڑھ میں بھی ایک خاص سطح تک علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ عصری علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس قسم کے مدارس دیگر مقامات پر بھی قائم ہیں۔

جنوبی ہند میں حیدر آباد، مدراس، عمر آباد بنگلور اور کیرالہ؛ مغربی ہند میں گجرات کے قصبوں اور شہروں بالخصوص ڈابھیل، پالن پور، کلفیتہ، راندیر اور ضلع سورت کے دیگر دیہات و قصبوں اور مشرقی ہند میں بنگال بالخصوص کلکتہ، آسام اور اڑیسہ میں بھی بکثرت عربی مدارس کثرت سے مل جائیں گے۔ اسی طرح راجستھان اور ہریانہ میں میوات میں ہیں۔ دہلی میں کئی مشہور عربی مدارس قائم ہیں۔ جن میں غالباً قدیم ترین مدرسہ حسین بخش ہے۔ اس کے علاوہ فتحپوری کا مدرسہ عالیہ، مدرسہ امینیہ اور نیا قائم شدہ مدرسہ رحیمیہ وغیرہ بھی مشہور ہیں۔

زیادہ تر عربی مدارس حنفی مکتبۂ فکر کے ہیں۔ لیکن اہل حدیث، اہل اثنا عشریہ اور شافعی حضرات کے مدارس بھی جگہ جگہ موجود ہیں۔

یونیورسٹی کی سطح پر ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی تک کی تعلیم و تحقیق کا انتظام علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی میں ہے۔ اس کے علاوہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد میں بھی علوم اسلامیہ کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہے اور اس کا ایک شعبہ قائم ہے۔ کشمیر یونیورسٹی سرینگر میں حال میں بی۔ اے تک علوم اسلامیہ کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے اور علوم اسلامیہ کو شعبۂ عربی کے تحت رکھا گیا ہے۔ پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ میں دیگر مذاہب کے ساتھ "اسلام" صرف ایم۔ فل کی سطح پر پڑھایا جاتا ہے۔ اسی طرح تقابلی مطالعہ کے تحت شانتی نکیتن میں بھی اسلام مذہب کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ایک پوری فیکلٹی علوم اسلامیہ و دینیہ کے لئے قائم ہے جس کو فیکلٹی آف تھیالوجی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس میں طالب علم کسی بھی مضمون میں گریجویشن کی تعلیم کے بعد تھیالوجی (دینیات) میں بی۔ اے یعنی بی۔ ٹی۔ ایچ اور پھر تھیالوجی (دینیات) میں ایم۔ اے یعنی ایم۔ ٹی۔ ایچ کر سکتا ہے اور پھر تھیالوجی (دینیات) میں ہی پی۔ ایچ۔ ڈی بھی کر سکتا ہے۔ ہندوستان کی یہ واحد یونیورسٹی ہے جس میں تھیالوجی (دینیات) میں ڈی۔ لٹ کی سطح پر ڈی۔ ٹی۔ ایچ کی ڈگری حاصل کرنے کا بھی انتظام ہے۔ دینیات کی فیکلٹی میں دو شعبے ہیں۔ ایک سنی دینیات کا اور دوسرا شیعہ دینیات کا۔ ان کے نصاب میں عقاید، حدیث و اصول حدیث، تفسیر و اصول تفسیر، فقہ و اصول فقہ نیز مذاہب کے تقابلی مطالعہ کو شامل کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ عربی زبان بھی پڑھائی جاتی ہے۔

علی گڑھ میں فیکلٹی آف تھیالوجی کے علاوہ اسلامک اسٹڈیز کا بھی ایک شعبہ ہے۔ اس میں بھی بی۔ اے (آنرز)، ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی اور ڈی لٹ کی ڈگریوں کے لیے تعلیم و تحقیق کا انتظام ہے۔ اسلامک اسٹڈیز کا نصاب تعلیم یوروپین اور امریکن یونیورسٹیوں میں پڑھائی جانے والی اسلامک اسٹڈیز کے نصاب سے ملتا ہے۔ اس میں اسلام کی تاریخ تہذیب و تمدن علوم اسلامیہ یعنی (علم تفسیر قرآن، علم حدیث، فقہ، علم کلام اور تصوف) کا نشو و نما و ارتقاء اور ان کے خاص خاص اصول، عربی یا فارسی زبان، ہندوستان میں اسلام کی تاریخ تہذیب و تمدن وغیرہ جیسے مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ ترکی زبان پڑھانے کا بھی انتظام ہے۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں گریجویٹ سطح پر تھیالوجی (دینیات) لازمی مضمون کی حیثیت سے لی جاتی ہے۔ غیر مسلموں کے لئے اس کا متبادل انتظام ہے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی میں اسلامک اسٹڈیز ایک بڑے شعبہ اسلامک و عرب۔ ایرانیین اسٹڈیز کے تحت پڑھائی جاتی ہے۔ یہاں پر بی۔ اے (آنرز، پاس) ایم۔ اے و پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریوں کے لیے اسلامی تعلیم و تحقیق کا انتظام ہے۔ یہاں کی اسلامک اسٹڈیز کا نصاب تعلیم کچھ تبدیلی کے ساتھ علی گڑھ کے اسلامک اسٹڈیز کے نصاب جیسا ہی ہے۔ اس کے علاوہ یہاں گریجویٹ سطح پر بھی اسلامیات لازمی مضمون کی حیثیت سے بھی رکھی گئی ہے جس کا نصاب علی گڑھ کے لازمی دینیات کے نصاب سے تقریباً ملتا جلتا ہے۔ البتہ جو طلبہ اس کو نہ پڑھنا چاہیں ان کے لئے متبادل مضمون لینے کی گنجائش ہے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ نے بھی کئی عربی مدارس کی اسناد کو بی۔ اے میں داخلہ کے لئے تسلیم کیا ہے۔

ہندوستان میں علوم اسلامیہ کی تعلیم و تدریس کا یہ عمومی جائزہ نامکمل رہے گا اگر ایک اور ادارہ کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ تقریباً ۲۰ سال قبل دیوبند میں ایک ایسا ادارہ بھی قائم کیا گیا ہے جو جامعہ اردو علی گڑھ کا متبادل ہے۔ اس ادارہ کا نام جامعہ دینیات اردو ہے۔ یہ ادارہ ماہر دینیات، عالم دینیات اور فاضل دینیات کے امتحانات ہندوستان میں قائم شدہ مختلف مراکز کے ذریعہ پرائیویٹ طریقہ پر لیتا ہے اور کامیاب امیدواروں کو اسناد دیتا ہے۔ اس ادارہ کے ذریعہ تفسیر قرآن، حدیث، فقہ، عقائد، اردو، ہندی اور معلومات عامہ وغیرہ مضامین کی تعلیم پرائیویٹ طریقہ سے دی جاتی ہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی وغیرہ نے ان اسناد کو بھی انگریزی میں مختلف امتحانات دینے کے لیے تسلیم کیا ہے۔

غرض موجودہ دور میں ہندوستان میں علوم اسلامیہ کی تعلیم و تدریس کا ایک وسیع نظام ہے اور مسلمانوں کی دلچسپی ان علوم سے نہ صرف پوری طرح وابستہ ہے بلکہ وہ ان علوم کو اپنی مذہبی اور معاشرتی زندگی کا ایک جز لاینفک سمجھتے ہیں۔

ماجد علی خاں (اردو سروس سے نشر)
۲۷۳، ذاکر نگر۔ جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

اسعد بدایونی

جلے چراغ بھلا کیسے تا سحر کوئی
ہوا کے پاس نہیں دوسرا ہنر کوئی

کسی سوال کا چہرہ کسی خیال کا پھول
نواحِ جاں میں کہاں حرفِ معتبر کوئی

سفال چاک کی گردش سے تنگ آئی ہے
اب اس کو شکل بھی دے دستِ کوزہ گر کوئی

ابھرتی ڈوبتی گزرے ہوئے وصال کی ناؤ
بدن کے بحر میں پڑتا ہوا بھنور کوئی

یہ دل جزیرہ کسی دھند کے غلاف میں ہے
سو اب جہاز نہیں لائے گا ادھر کوئی

اداس چاندنے دریا کے در پہ دستک دی
خوش امید کو بڑھنے لگا بھنور کوئی

جہانِ حیرت و امکاں کی مسافت میں
مرے علاوہ نہیں میرا ہم سفر کوئی

(رامپور سے)

ہماری فلموں میں ہندوستانیت

بشیر بڈگامی

ہندوستانیت سے اگر مراد ہندوستانی زندگی اور ماحول کی حقیقت پسندانہ عکاسی ہے تو ہندوستانی سینما اس معاملے میں عام طور پر مایوس ہی کر دیتا ہے۔ ہماری فلمیں عام طور پر زبردست اسٹار کاسٹ، بیش قیمت سیٹ، گلیمر اور سستی جذباتیت کے مسالے سے بنتی ہیں۔ ان فلموں کا ماحول، کردار اور واقعات، غرض ہر چیز غیر حقیقی ہے۔ ہندوستانی فلم کا کسان یا مزدور بھی ایک کسان یا مزدور نہیں بلکہ ایک فلمی آدمی لگتا ہے۔

دراصل فلم سازی کا کام بحیثیت مجموعی ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو اس میڈیم کے عالمگیر قوتِ ابلاغ سے ناواقف ہیں۔ اور ان لوگوں کا بنیادی مقصد دولت کمانا ہے۔ یہ لوگ اس غلط فہمی کا شکار بھی ہیں کہ سنجیدہ اور حقیقت پسندانہ موضوعات اور خاص کر ہندوستان کے حقیقی سماجی پس منظر کو لے کر فلمیں بنانا گھاٹے کا سودا ہے۔ حالانکہ ہندوستانی موضوعات پر غیر ملکی فلم سازوں کی بنائی ہوئی فلمیں ایسے حضرات کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں! اور اس سلسلے میں ایٹن برو کی فلم "گاندھی" کا ذکر نہایت برمحل ہوگا۔

کوئی غیر ملکی اگر ہندوستان، یہاں کی تہذیب اور سماجی حقائق کے بارے میں کچھ جاننا چاہے اور اس مقصد کے لیے ہماری فلموں سے رجوع کرے تو یقیناً ہندوستان کے بارے میں اس کے ذہن میں ایک ایسا تصور قائم ہوگا جو نہایت غیر حقیقی بلکہ بھیانک بھی ہوگا۔

پہلے اس ملک میں جو لوگ فلمیں بناتے تھے ان کے پاس ایک زاویۂ نظر تھا۔ وہ بنیادی طور پر تخلیق کار تھے اور ایک سماجی شعور رکھتے تھے۔ وہ بھی پیسے کی خاطر فلمیں بناتے تھے لیکن محض پیسہ ہی ان کے لیے سب کچھ نہیں تھا۔ وہ ایک موضوع اور ایک خاص مسئلے کو لے کر ایک میڈیم یعنی فلم کے ذریعے اور اس میڈیم کے تمام امکانات کا استعمال کر کے فلم بناتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بمل رائے، گرو دت، راج کپور، محبوب، شانتا رام، رام آنند ساگر، ہریش مکرجی کی فلمیں آج بھی عوام کو متاثر کرتی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر دور میں عام روش کی مسالہ فلموں کے سیلاب میں ایسی فلمیں بھی بنی ہیں جو نہ صرف موضوع اور تکنیک کے اعتبار سے اچھی ہیں بلکہ ایک حقیقی ہندوستانی پس منظر بھی رکھتی ہیں۔ اس سلسلے میں ہندی سینما سے زیادہ علاقائی سینما کا رول زیادہ قابلِ تحسین رہا ہے اور خاص طور پر مشرقی اور جنوبی ہند کی چند فلمیں جو اپنی سماجی صداقت کی وجہ سے نہ صرف ملک میں بلکہ بین الاقوامی سطح پر سراہی گئی ہیں۔

فلم اظہار کا زبردست وسیلہ ہے اور یہ وسیلہ جتنی جلد صحیح ہاتھوں میں چلا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ جلد یا بہ دیر ہمارے فلم سازوں کو اپنے نظریات پر نظر ثانی کرنا پڑے گی اور یہ ماننا پڑے گا کہ محض سستی اور بھونڈی تفریح کسی فلم کی کامیابی کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔

اس ضمن میں اروند گوپالاکرشنن، چکرورتی، گوتم گھوش وغیرہ کے نام خاصے اہم ہیں۔ لکھا مکھم، چوک اور پار جیسی فلمیں ہندوستانی سینما میں یقیناً ایک نئے باب کا اضافہ کرتی ہیں۔ جہاں آپ ہندوستانی سماج کے مختلف مسائل کے ایک گہرے ادراک کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

ہندی سینما میں چند ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے اگرچہ اپنی فلموں کی بنیاد کمرشل نقطۂ نظر سے رکھی ہیں لیکن ان میں بھی ہندوستانیت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ایسے لوگوں میں باسو چٹرجی، سئیں رت، رشی کیش مکرجی وغیرہ کے نام لیے جا سکتے ہیں۔ شیام بینیگل، گووند نہلانی اور مہیش بھٹ ایسے ہدایت کار ہیں جن کی فلمیں بامقصد ہونے کے علاوہ باکس آفس پر بھی کامیاب رہی ہیں اور ان دونوں قابلِ قدر فلم سازوں کی کہانیوں کا تانا بانا ہمارے سماج کے مختلف مسائل سے بنتا ہے۔

شیام بینیگل کی ہدایت میں بنی فلمیں انکور، جنون، کل یگ وغیرہ اور گووند نہلانی کی اردھ ستیہ، مہیش بھٹ کی ارتھ، سارانش اور جنم، ایک ایسے رجحان کی غمازی کرتی ہیں اور ایک ایسے موضوع کو پیش کرتی ہیں کہ ہمارے فلم ساز چاہیں تو چند ایسے ہی موضوعات کو منتخب کر کے بامقصد فلمیں بنا کر کاروباری نقطۂ نظر سے بھی فائدے میں رہ سکتے ہیں۔

آج کی اس مایوس کن صورتِ حال میں ایک خوشگوار بات یہ ہوئی ہے کہ ایک نیا سینما ابھر چکا ہے جو توانائی سے بھرپور ہے۔ یہ توانائی ہندوستانی ماحول کے سماجی حقائق سے جڑی ہوئی ہے لیکن ساتھ ہی اس تلخ حقیقت کا اعتراف بھی کرنا پڑتا ہے کہ کچھ لوگ آرٹ، مقصدیت اور سماجی ذمہ داری کے نام پر سینما کو دردِ سر بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن اس طرح کی دراندازی آرٹ کے ہر شعبے میں ہوتی ہے اور بالآخر ایسے لوگ ٹھکرائے جاتے ہیں۔ اور مقبولیت ان ہی تخلیق کاروں کے حصے میں آتی ہے جو اس کے حقیقی حقدار ہوتے ہیں۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ تھکے ماندے چہرے ایماندار چہروں سے بدل دیے جائیں اور ایک ایسے سینما کو وجود میں لایا جائے جو موضوع، پس منظر اور پیش منظر غرض ہر لحاظ سے ہندوستانی ہو۔ ریڈیو کشمیر سرینگر سے

آئندہ شمارے میں

سیمپوزیم 'ہماری فلموں میں ہندوستانیت' کے تحت ملاحظہ فرمائیں ڈاکٹر برج پریمی کی تقریر۔



نصیر الدین شاہ کے ہمراہ اور اوم پوری ——— گووند نہلانی کی 'اردھ ستیہ' میں۔

اپنے اور غیروں کے دکھڑے

ناہید جمال

داستانِ دل نہیں ہے، آپ سنتے تو سہی
ہم جفائے آسماں کا ماجرا کہنے کو ہیں!

جفائے آسماں کی نعمت ہیں دکھڑے۔ ان میں صرف ہمارا ہی حصہ نہیں، نہ ہی ان پر ہمارا اجارہ۔ یہ قدرِ مشترک ہے۔ آپ بھی اس سے مالا مال ہیں اور ہمارا دامن بھی ان کے بوجھ کو تا دیر رہا ہے۔ ہاں، آج ہم مشکل میں ہیں، ایک امتحان سے گزر رہے ہیں کیونکہ ابھی تک محاورۃً دکھڑے روئے جاتے تھے اور ہم اس روایت سے روگردانی کرتے ہوئے دکھڑے بیان کرنے بیٹھے ہیں۔

یوں تو ہم سب کم از کم اصولاً ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک سمجھے جاتے ہیں لیکن دکھڑوں کا فلسفہ انوکھا ہے، جب تک واقعی اپنے اور غیروں کے دکھڑے نہ کر نہ بیٹھیں، محض اپنے ہی دکھڑے بیان کرنے سے تسلی نہ ہوتی۔

دراصل دکھڑوں کا ایک سماجی پس منظر ہے جس کے بغیر ان کے فلسفے کو نہیں سمجھا جا سکتا۔ دکھڑے ایک طرح کا خاموش احتجاج ہیں۔ اور ایک طرح سے ان کا تعلق عورتوں سے بن گیا ہے۔ چہار دیواری میں قید، رسموں کی پابند، روایتی طور طریق سے بندھی ہوئی عورت جب گھٹن محسوس کرتی تھی تو وہ اپنی ہی جنس میں گھٹ گھٹ کر جینے والیوں کو تلاش کرتی۔ ان سے اپنے دکھڑے روتی اور ان کی بپتا سن کر ڈھارس بندھاتی۔ اپنی کہہ کر دوسرے کی سن کر تسلی ہو جاتی اور جینا آسان لگتا۔

جھوٹی ہی تسلی ہو تو جیتا ہی رہوں میں

دکھڑوں کے کچھ نمونے بھی سنتے چلئے:۔

"اے ہے خیراتن، کس کھو میں جا بیٹھی تھیں، مدت ہو گئی تمہیں دیکھے۔ عید کی ملیں شب برات پر پلٹی ہو، بال بکھرے ہوئے، کیا جو نتے بچو اکر آئی ہو؟ میں نہ کہتی تھی کہنے سے بیاہ لاؤ، وہ سانڈ کا سانڈ کیا راج کروائیگا، یہ تو اسی کا نطفہ جس نے کبھی تم سے سیدھے منہ بات کی۔"

"بیگم صاحبہ، تھوڑی سانس تو لینے دو، ہائے ہائے گھٹنے تو کہیں ہیں کہ سیدھے نہ ہوں گے۔ سچ کہتی ہو برسوں بعد آئی ہوں۔ ڈیلے گھما گھما کر دیکھ رہی تھی کہ میں نے جو قدم نکالا ہے تو دروازے کے باہر تو جاؤں گی ہی لیکن کیا مجال جو بالوں میں دو بوند تیل کی ٹپکا کر منی چوٹی گوندھ دیتی۔ میں بھی کچھ نا کہوں گی، چھپتے چھپاتے کچھ نہ کچھ کہہ دیتا ہے۔ وہ بھی کیا کرے اس نامراد بہو نے اسے تعویذ گنڈوں سے اپنے بس میں کر رکھا ہے۔ جب وہ میری آڑ لیوے ہے، جھٹ مولوی کے پاس جا کر نیا تعویذ لے آئے ہے سو وہ بھی بہک جائے ہے اسے میری کیا۔ جہاں اتنی عمر کٹ گئی۔ اب جو بھی لکھا کے لائی ہوں وہ بھی کٹ ہی جائے گی۔ میں تو اس لئے آئی ہوں کہ نہ جانے بیگم صاحب کیسی ہوں گی، حال چال پوچھ لوں۔"

"خیراتن، چل تو نے اتنا تو خیال کیا۔ اب ایک دکھ ہو تو بتاؤں، ویسے ماشاءاللہ دونوں بہوئیں اچھے بھرے پُرے گھر کی آئی ہیں سب کچھ دیکھا برتا ہے۔ ہاتھ کی تنگ نہیں ہیں۔ قسم لے لو جو میری پان چھالیہ میں کوئی کمی ہو۔ وہ تو یہی چاہیں ہیں کہ میں پلنگ پر بیٹھی رہوں، آرام کروں۔ وہ تو میں ہی عادت سے مجبور رہوں۔ ہماری ماں بھی اپنے ہاتھ پاؤں کی گئیں، سو ہم بھی اللہ نے رکھا ہاتھ پاؤں سے سالم جائیں گے۔ آرام کر لیا تو ہاتھ بھی موٹھرے ہو جائیں گے۔ بادی چڑھ گئی تو نہ اٹھانے کے رہیں گے نہ بٹھانے کے۔ ویسے عادت کی بڑی بہو زیادہ اچھی ہے۔ چھوٹی تھوڑی شاطر ہے۔ مجھے کیا کوئی شاطر ہو کہ فرشتہ لیکن دونوں بہوؤں میں ذرا بھی نہیں بنتی۔ میں تو اس دن سے ڈروں ہوں کہ کہیں دشمنوں سے دور دونوں بھائیوں میں نہ کھٹک جائے۔ وہ تو اللہ کا کرم ہے، یہ جب سے اللہ کو پیارے ہوئے دونوں بیٹوں نے ان کا کاروبار ایسے سنبھالا ہے کہ کمر کمر تک اسی میں دھنسے ہیں، مل کر رہے تو عیش کریں گے ورنہ یہی ہوگا کہ تو اپنے گھر خوش اور میں اپنے گھر۔ صاف بات کبھی دونوں بھائیوں میں علیحدگی ہوئی تو میں بڑے کے ساتھ رہوں گی۔ بیٹا وہ بھی میرا ہی ہے اسے کم نا چاہوں ہوں لیکن وہ جو اس کی لٹ بکھرائی ہوئی ہے، وہ مجھے چین سے مرنے بھی نہ دے گی۔"

بظاہر یہ مکالمہ ہمارے تخیل کی پرواز ہے لیکن آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ اس میں ایک خاص ماحول کی عکاسی ہوتی ہے۔ نئے اور پرانے رشتوں کے درمیان تناؤ اور تعلق کی تصویر کشی بھی آپ نے ملاحظہ کی ہوگی۔ یہ مکالمہ روایتی رنگ کا تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ ہم روایت سے آزاد ہو گئے ہیں۔ بات ہے رشتوں میں تناؤ کی۔ رشتے نہ سہی تو سماج میں تناؤ کی۔ پہلے مشترکہ خاندان ایک بڑی اکائی تھا، اپنے میں ایک سماج تھا لہٰذا تناؤ خاندان ہی تک محدود تھا، کبھی کبھار چہار دیواری الانگ کر باہر بھی آ جاتا۔ لیکن موجودہ دور میں جب سے مشترکہ خاندان ٹوٹا اور بکھرا ہے اس کے ریزے ریزے سماج میں پھیل گئے ہیں، پہلے سے پیچیدہ سماج میں تناؤ مزید پیدا ہو گیا ہے۔ جو کمزور تھا وہ اب بھی اس تناؤ کا زیادہ شکار ہے۔ اس لئے دکھڑے بھی جاری ہیں۔ اپنے بھی اور غیروں کے بھی۔

ہمارے ہی دکھڑے لے لیجئے، دن دفتر کی نذر ہوتا ہے۔ کئی گھنٹے بسوں سے سفر کرنے میں بیت جاتے ہیں۔ یہ ہے ہماری معاش اور اب ہے چاروں طرف پھیلا سماج۔ محدود خاندان کے باوجود ہم سماج میں رہتے ہیں۔ ہم نہ چاہتے ہوئے بھی بہت سی ایسی رسموں کی پابندی کرتے ہیں جن کا ہماری محدود آمدنی پر بار پڑتا ہے۔ کتنے ہی منصوبے بنائیں تنخواہ مہینے کا آخری ہفتہ نہیں دیکھنے پاتی۔ بچے اسکولوں میں کیا بھیجے ہیں تنخواہ کا بڑا حصہ اسکولوں کے نام کر دیا ہے جبکہ سماجی نعرہ یہ کہ تعلیم ہمارا پیدائشی حق ہے ہم ٹھنک کر آتے ہیں تو بچوں کا لمبا چوڑا ہوم ورک بھی بچوں سے زیادہ ہم کو کرنا پڑتا ہے۔ بچہ کہتا ہے آپ ہوم ورک نہیں کرائیں گی تو ٹیچر ہماری پٹائی کرے گی۔ ہم چو طرفہ پٹ رہے ہیں۔ ہماری زندگی میں کس قدر تناؤ ہے۔ یہ دکھڑا ہمارا ہی نہیں، آپ کا بھی ہے۔

آپ کچھ سمجھے؟ باتوں باتوں میں
حال کس کا سنا دیا میں نے؟

آج کے دور میں سماجی اصلاح کا سلسلہ ایسے ہی دکھڑوں کی صحیح تفہیم سے شروع ہو سکا ہے۔ اس لیے دکھڑوں کے فلسفے میں بھی کچھ تبدیلی آ رہی ہے۔ پہلی اہم تبدیلی ہمارے خیال میں یہی ہے کہ اب دکھڑے روئے کم، بیان زیادہ کیے جاتے ہیں۔ روایتی سماج میں دکھڑے رو کر دل ہلکا کر لیا جاتا تھا۔ اب دکھڑے بیان کر کے تناؤ کو زیادہ ابھارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ غالباً اسی لیے عصری دکھڑوں میں بسا اوقات مبالغہ آرائی کا عنصر بھی شامل ہو جاتا ہے۔ ماہر سماجیات بات کا بتنگڑ بنا کر سماجی اصلاح کے نئے نئے نظریے پیش کر دیتے ہیں۔ روایتی سماج میں دکھڑے اگر خاموش احتجاج تھے تو اب ہمارے دور میں دکھڑے سرگرم احتجاج کی شکل اختیار کرتے جا رہے ہیں۔

کم از کم تعلیم یافتہ خواتین نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ ان کے اور بالعموم تمام عورتوں کے دکھڑوں کی تکلیف دہ عمارت موجودہ سماجی نظام پر قائم ہے اس لیے وہ کھل کر اور ڈٹ کر اس نظام کا مقابلہ کرنے کے لیے سامنے آ رہی ہیں۔

اس سب کے باوجود دکھڑوں کا وہ لطف جاتا رہا جو کبھی پہلے تھا۔ وہ باہمی وہ مکالمے، وہ سادگی، نہ زندگی سے فرار نہ خودکشی۔ اب تو دکھڑے دراصل دکھڑے نہیں رہے انھیں کچھ اور نام دینا چاہیے کیونکہ دکھڑوں

۔۔۔ ان کتابوں بواؤں کے حسب فقرے۔ یا دلہن ہی کی بول ٹھول میں دکھڑے سننا کانوں کو ۔۔۔ اچھے۔

اس کے باوجود ابھی تعلیم پائی ہے، سماجی انصاف ہمیں بھی چلا رہے ہیں یا ان میں سے ایک دور ہے ہم ہم اپنے اور بزرگوں کے دکھڑوں کو سماجی مسئلہ ۔۔۔ کو اکھڑا کر سکتے ہیں لیکن ہم میں وہ ہمت نہیں کہ ذاتی دکھڑے کو بیان کر سکیں۔ ہم ایک جرم کے ۔۔۔ ہو رہے ہیں، اپنی ذات کی سچائی کو چھپانے۔ اسے ۔۔۔ پرایا کر پیش کرتے ہیں اس لئے مسئلہ ان کا ۔۔۔ جاتا ہے۔ ہم کھل کر کہہ نہیں پاتے کیونکہ کھل کر ۔۔۔ ہماری ذات کی سچائی سامنے آجائے گی اور ۔۔۔ میں شرمندہ ہوں گے۔

دکھڑوں کی رسم اٹھ جانے کا سانحہ ایک سبب یہ ۔۔۔ کہیں ٹھہر کر، سکون سے کچھ کہنے اور سننے ۔۔۔ وقت بھی نہیں نکال پاتے۔ اپنے دکھڑے کے لئے ۔۔۔ باندھنے ہیں کہ مصروف۔ زندگی کا کوئی نہ کوئی پہلو ۔۔۔ زبردستی کھینچے جا رہا ہے۔ دل کی دل میں ۔۔۔ ہے۔ خواب ہوگیا، ہم اپنی ہمجولیوں میں بیٹھ کر ۔۔۔ ہے کہ ہم نے کیا زندگی اور ۔۔۔ سن پائے کہ ان پر کیا ۔۔۔ یا تو یہ حال ہے کہ

مدتوں ہوگئی ہے چپ رہتے
کوئی سنتا تو ہم بھی کچھ کہتے

اب بھی کبھی مل بیٹھتے ہیں تو سخن کہتے باوجود ۔۔۔ کہ ہم ۔۔۔ جدید ہونے کا ٹھپہ لگا ہے ہم ان ۔۔۔ سے بے تکلف اور بے تکان اپنے دکھڑے ۔۔۔ بیٹھے ہیں جیسے کبھی روایت تھی۔ وہی سسرال کے ۔۔۔ ، اڑوس پڑوس کے دکھڑے، خود اپنے ۔۔۔ گھر کے دکھڑے، ابھی اولاد جوان نہیں ۔۔۔ لیا خبر تھی جب، بہو کو بھی اپنے دکھڑوں میں ۔۔۔ کرنا پڑ جائے۔ البتہ بامحاورہ دکھڑے ہمارے بس ۔۔۔ ہیں۔ جب ہماری ہمجولیاں، ہماری ہمدم، ہماری ۔۔۔ اپنے دکھڑوں کا سلسلہ شروع کرتی ہیں تو ایسا ۔۔۔ محسوس ہوتا ہے کہ ہم سب کی زندگیوں میں کس قدر ۔۔۔ یکسانیت ہے۔ اتنی ترقی کے باوجود ہمارا پہیہ اسی پرانی ۔۔۔ پر گھوم رہا ہے۔ رسم روایت۔

دکھڑوں کی روایتی رسم میں کمی اور کمزوری آنے ۔۔۔ وجود یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جہاں تناؤ ہے وہاں ۔۔۔ ہے ہیں۔ میں ہرگز نہ مانوں گی میں کیا کوئی ۔۔۔ ہماری زندگیوں میں تناؤ نہیں۔ اور تناؤ تسلیم ۔۔۔ نے کا مطلب ہے کہ دکھڑے بھی ہیں اپنے بھی اور ۔۔۔ کے بھی۔ آیئے کچھ نئی نسل کے لئے اپنے ۔۔۔ ہے کہہ لیں دوسروں کے سن لیں۔ یہ بھی ایک ۔۔۔ عمل ہے۔ ہم کب تک اس سے دامن بچتے ۔۔۔ گے۔

(اردو سروس سے)

مجھے کچھ کہنا ہے

یوسف ناظم

ذرا سنئے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے ۔۔۔ یہ آواز آپ کے کانوں میں عین اس وقت آتی ہے جب آپ جلدی جلدی تیار ہو کر گھر سے با دل ناخواستہ آفس جانے کے لئے روانہ ہونا چاہتے ہیں آپ کے بش شرٹ کا ایک کالر بش شرٹ کے اندر ہوتا ہے اور ایک کالر خرگوش کے کانوں کی طرح کھڑا ہوا۔ آپ کے بدھے ہاتھ میں ایک بریف کیس ہوتا ہے جسے یوں اٹھائے اٹھائے پھرنے کی آپ کو عادت ہو جاتی ہے کہ آپ کا سیدھا شانہ مستقل طور پر جھک جاتا ہے۔ اور اگر بریف کیس آپ کے ہاتھ میں نہ ہو تو آپ کو ایسا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے آپ دنیا میں بالکل اکیلے رہ گئے ہوں آپ کے دوسرے ہاتھ میں چھتری ہوتی ہے۔ اس چھتری کا یوں کوئی مادی فائدہ نہیں ہے کیونکہ نہ تو آپ کو دھوپ سے بچا سکتی ہے نہ بارش سے لیکن یہ چھتری بھی آپ کے ساتھ اس طرح لگی رہتی ہے جیسے یہ آپ کی اولاد نرینہ ہو اس چھتری سے آپ اس لئے دستبردار نہیں ہو سکتے کہ یہ بھی ایک نشانِ امتیاز ہے اور جب اپنا بوسیدہ بریف کیس اور آثار قدیمہ والی چھتری لے کر سڑک پر چلتے ہیں تو سڑک پر دوسرے چلنے والے لوگ آپ کو دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں کہ آپ نہ تو سڑک پار کرکے جو یا رہے ہیں نہ کوئی ایسے ویسے کارندے بلکہ انھیں یقین ہو جاتا ہے کہ آپ کچھ ہیں۔ یہ دونوں چیزیں آپ ساتھ لے جانا نہیں بھولتے ہاں ان کے ضروری کاغذات، آپ کے پڑھنے کی عینک اور کبھی کبھی آپ کا قلم یہ چیزیں ضرور گھر ہی میں رہ جاتی ہیں آفیس کے ضروری کاغذات آپ کے بستر پر ہوتے ہیں کیونکہ آپ نے ان کاغذات کو تکیے کے طور پر استعمال فرمایا ہے عینک حمام میں ہوتی ہے کیونکہ حمام میں دیکھنے کی کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جسے آپ صورت دیکھیں اور قلم تو آپ کی شریک حیات نے دھوبی کا حساب لکھنے کے لئے یا آپ کے پاجامے کمربند ڈالنے کے لئے نکالا تھا۔ اور وہاں احتیاط سے رکھ دیا تھا جہاں اسے نہیں ہونا چاہیے تھا۔ گھر سے نکلتے وقت یہ مدھر آواز کہ ٹھہریئے مجھے کچھ کہنا ہے آپ کی شریک حیات کی ہی ہوتی ہے جو خطرے کی گھنٹی کی طرح اچانک آپ کے کانوں سے ٹکراتی ہے۔ اور آپ کا اٹھتا ہوا قدم ہوا ہی میں اٹھا کر رہ جاتا ہے اور آپ اپنی گھڑی پر نظر ڈال کر ایک سکنڈ کے لئے یہ سوچتے ہیں کہ یہ اٹھا ہوا قدم دہلیز کے باہر رکھیں یا پھر اسی جگہ رکھیں جہاں سے کہ اٹھایا گیا تھا اور ظاہر ہے ایک مطیع اور فرماں بردار شوہر کی طرح آپ دہلیز کے اندر ہی رک جاتے ہیں ابھی اس منظر میں پر ایسے شوہر پیدا ہونے شروع نہیں ہوئے ہیں جو بیوی کو ناراض کر کے صحیح وقت پر آفس پہونچ جائیں۔ جس کسی نے بھی یہ جرأت کی ہے اس میں اس کا کوئی کام صحیح نہیں ہوا ہے اور شام کو گھر واپس آکر بھی اسے چین نصیب نہیں ہوا ہے

آپ کے عین آفس جانے کے وقت آپ کی شریک حیات کو آپ سے صرف یہ کہنا ہوتا ہے کہ آپ کی بڑی سالی کی بیٹی کی شادی کی تاریخ ٹھہر گئی ہے۔ سارے اہل خاندان کو کانپور جانا ہے اور جانے سے پہلے سب کے لئے کپڑے سلوانے ہیں ۔۔۔ بیٹے ہیں اور وہ اور بھی کچھ کہنا چاہتی ہیں لیکن آپ کے چہرے پر مایوسی کے آثار دیکھ کر وہ سمجھ جاتی ہیں کہ آپ کو اپنی سالی کی بیٹی کی شادی سے کوئی دلچسپی نہیں اور آپ اپنے رشتہ داروں سے مالی خدمت نہیں کرتے۔ بلکہ آپ تو چاہتے ہیں کہ وہ آپ کا کوئی رشتہ دار نہ ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ حالانکہ آپ نے دل میں ایسا سوچا بھی نہیں۔ تو وہ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ میری تو ! کیا یہ بات آپ کل شام سے لے کر آج صبح تک کے ۱۲ گھنٹوں میں سے کسی موقعہ پر نہیں کہہ سکتی تھیں آپ نے کل ظلے بھر کی خبر سنائیں مجھے بتایا کہ سرفو خالہ کے گھر میں ٹیلی وژن سیٹ آگیا ہے جس کے ساتھ ریموٹ کنٹرول بھی ہے اور یہ کہ جب یہ سیٹ ان کے گھر پہونچا تو سرفو خالو خود بھی گھر پر موجود تھے اور انھوں نے گھر کے دروازے بند کر دیئے تھے۔ پھر میری بیٹو آپ نے یہ اہم خبر بھی سنائی کہ سنہا صاحب کے گھر کا ایک شیشہ ٹوٹ گیا اور مسز سنہا نے اس لڑکے کو بھی پکڑ لیا جس کے گیند سے یہ شیشہ شہید ہوا تھا اور پھر مسز سنہا اور اس لڑکے کی ماں کے درمیان بڑی بھاری جنگ ہوئی جس میں محلے کی دوسری خواتین نے بھی دل کھول کر حصہ لیا۔ مسز سنہا کو نئی نئی وضع کی گالیاں سنائیں۔ اور میری بیگم آپ نے ان گالیوں میں سے دو تین چیدہ گالیاں دہرائیں بھی جو آپ کی زبانِ مبارک سے بہت اچھی معلوم ہوئیں پھر رات میں کھانا کھاتے وقت آپ نے یہ مژدہ بھی سنایا کہ

پٹنہ میں آپ کی جو پیاری پیاری سہیلی ہیں اور جو وہاں کسی کالج میں پڑھاتی ہیں انھوں نے اپنے میاں سے طلاق لے لی ہے کیونکہ ان کے میاں نے کوئی اور سٹھکانا ڈھونڈ لیا ہے اور اس کے بعد محترمہ آپ نے ٹی وی کا پروگرام دیکھنے کے بعد یہ بھی بتایا کہ اس مہینے میں بھی آپ کی چیٹھی نہیں آئی جس پر میں نے آپ سے کہا کہ یہ چیٹھی کا معاملہ میری سمجھ میں کبھی نہیں آیا کیونکہ آپ ہر مہینے تنٹو روپے تو چیٹھی کے لئے برسوں سے دیتی آئی ہیں لیکن آپ نے کبھی نہیں یہ بتایا کہ ہیں اس مہینے بیس آپ کو یہ روپے واپس ملے اور میرے یہ کہنے پر آپ خفا ہوگئیں اور پھر آپ نے یہ فرمایا کہ محلے کے کسی بھی گھر میں کوئی بیوی اپنی چیٹھی کے معاملے میں اپنے شوہر کو رازدار نہیں بناتی —— اور یہ کہ کالونی کے کسی بھی گھر میں کوئی شوہر اپنی بیوی سے چیٹھی کے پیسوں کا حساب نہیں مانگا کرتا اور یہ کہ ایسا صرف اس گھر میں ہوتا ہے —— آپ اپنی محترمہ سے صرف ایک جملہ کہنا چاہتے تھے کہ میں شام کو گھر واپس آؤں گا۔ تو اس موضوع پر بات کریں گے۔ لیکن انھوں نے آپ کی صورت پر بس ایک سرسری بلکہ اڑتی نظر ڈالی اور یہ سمجھ لیا کہ آپ کو ان کی بہن کی بیٹی کی شادی سے دلچسپی نہیں ہے اور یہ کہ آپ ان کے میکے والوں کو ہمیشہ سے ناپسند کرتے ہیں —— چونکہ اس بات کی صفائی ابھی ہونی چاہیئے۔ اس لئے آپ اپنی آتنا نقدیمہ والی چھتری کو کھونٹی پر لٹکا دیتے ہیں اور اپنا بوسیدہ بریف کیس اس کرسی پر رکھ دیتے ہیں جس کا ایک پایہ آپ کے دل کی طرح ٹوٹ چکا ہے اور جس پر بیٹھ کر آپ کا ہر ملاقاتی ایک نہ ایک بار ضرور گر چکا ہے۔ آپ ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہیں جس کا آپ کی بیوی پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ آہ بھرنے کا اثر ہو بھی کیا سکتا ہے۔ کتنے ہی شوہر اپنی بیویوں کے آگے صرف آہ ہی نہیں بھرتے ہیں لیکن کہیں اس کا کوئی اثر ہوا ہے آپ نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو آپ کو اپنی شریک حیات کی آنکھوں میں دو موٹے موٹے آنسو بھی لہراتے دکھائی دیتے ہیں اور آپ کو اچانک وہ غزل یاد آجاتی ہے جس کا کیسٹ آپ کے پاس ہے اور جس کا ایک مصرع ہے۔

بندھ جائے سو موتی ہے گر جائے سو آنسو ہے

گو کہ یہ منظر آپ کے لئے نیا نہیں ہوتا۔ لیکن عین آفس جاتے وقت یہ منظر آپ کے لئے سرکاری نقطۂ نظر اور نجی زاویہ نگاہ دونوں لحاظ سے ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ آفس اور گھر زندگی کے دو کنارے ہوتے ہیں جنھیں ایک دوسرے کے قریب لانا یا ان میں دوستانہ تعلقات قائم کرنا ناممکن بات ہے ہاں ان لوگوں کا معاملہ الگ ہے ہاں جو اپنی بیوی کو اپنا سکریٹری بناتے ہیں یا پھر اپنی سکریٹری کو اپنی بیوی۔ ایسی صورت میں میاں بیوی دونوں ایک ساتھ آفس جاتے ہیں ورنہ عموماً جاتے ہی نہیں ہیں۔ لیکن ان شوہروں کا معاملہ اور ہوتا ہے جن کی بیویاں دفتروں کے مسائل سے کما حقہٗ واقف نہیں ہوتیں ان کی واقفیت صرف پہلی تاریخ کی حد تک محدود ہوتی ہے اور باقی کے انتیس دنوں کے حالات و مسائل سے وہ لاعلم رہتی ہیں یا جان بوجھ کر اپنے آپ کو لاعلم رکھتی ہیں یہ خواتین جیسا کہ تاریخ عالم شاہد ہے عین دس بجے دن کے اپنے شوہروں سے یہ ضرور کہیں گی۔ ٹھہریئے مجھے کچھ کہنا ہے۔ یہ بھی نہیں ہے کہ ایسا صرف اپنے وطن شریف ہندوستان میں ہوتا ہے۔ ایران میں بھی یہی طریقہ رائج ہے اور آج سے نہیں برسوں پہلے سے۔ جبھی تو کہا گیا ہے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ عین دس بجے جب کوئی بیوی اپنی سریلی آواز سے شوہر کے پاؤں میں زنجیر ڈال دیتی ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ باہر جانے کا راستہ تو خیر بند ہو ہی گیا ہے گھر کے اندر رہنے میں بھی تو اتنا خطرہ ہے جتنا گھر کے باہر جانے میں ہے۔

تجربے کار شوہر گھر سے نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے ہمیشہ اپنی بیگم سے پوچھ لیتے ہیں آپ کو کچھ کہنا تو نہیں ہے اس سوال کے جواب میں جو تبسم انہیں ملتا ہے وہ دن بھر کے لیے بہت کافی ہوتا ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

صحت الفاظ اور صحت زبان

کچھ مسائل، کچھ غلط فہمیاں

ڈاکٹر ایس ایل کالڑا

آج کی گفتگو کا موضوع جتنا اہم ہے اتنا ہی ہماری پیچیدہ اور الجھا ہوا ہے۔ آخر صحت الفاظ سے مراد کیا ہے؟ کیا محض تلفظ؟ شاید نہیں، یا شاید ہاں۔ آخر یہ شین قاف درست ہونے جیسے محاوروں کے ہماری زبان میں موجود ہونے کا جواز کیا ہے؟ یہی نا کہ انسان اپنی بات چیت میں الفاظ بلکہ اصوات کو ان کے صحیح مخارج سے ادا کرے ورنہ شاید وہ بدتہذیب، اَن گھڑ، اَن کلچرڈ سمجھا جائے گا۔ نہیں۔ سمجھا جاتا تھا بلکہ اب تک سمجھا جاتا ہے۔ یہ غالباً ہر زبان اور ہر سماج میں قدر مشترک ہے۔ انگریزی میں How to Speak Correct English جیسی کتابیں صحتِ تلفظ کی اسی اہمیت کے پیش نظر وجود میں آئیں۔ عربی میں قرأت ایک باقاعدہ فن ہے۔ خود سنسکرت جیسی کلاسیکی زبان اس تصور سے خالی نہیں۔ ایک ایک لفظ کی صحت کے ساتھ ادائیگی تہذیب و شائستگی کی علامت ہے۔ جو شخص صحتِ الفاظ و تلفظ کا خیال نہیں رکھتا، غیر مہذب ہی نہیں سمجھا جاتا بلکہ ہدفِ تمسخر بھی بنتا ہے۔ اسی تصور نے بعض مقامات کو مرکزیت بخشی۔ دبستان زبان بنوائے۔ ادب سے قطع نظر دبستانِ دہلی اور دبستانِ لکھنؤ کا ایک مطلب یہ بھی تھا کہ ہر شخص جو اردو زبان بولتا ہے وہ اسے اہل دہلی اور اہل لکھنؤ کے لہجے کے مطابق بولے۔ انشاؔ دریائے لطافت میں لہجے کی اسی درستی کو دہلویت کی بنیاد بتاتا ہے۔ جو شخص اہل دہلی کے لہجے میں کلام نہیں کر سکتا، اہل زبان کے زمرے سے خارج ہے۔ زبان کا معیار واحد دہلویت ہے۔ مصحفیؔ کہتا ہے ؎

بعضوں کا گماں یہ ہے کہ ہم اہلِ زباں ہیں
دلّی نہیں دیکھی ہے زباں داں یہ کہاں ہیں

اسی قسم کے خیالات و نظریات نے آگے چل کر انشا سے لکھوایا:
اگرچہ دوسری جگہوں کے اہل زبان بھی جن کا لہجہ درست ہے فصیح ہیں لیکن دہلی کی بات ہی کچھ اور ہے یہاں کا ہر باشندہ فصیح ہے بلکہ دہلی شہر کا بھنگی تک دوسرے شہروں کے فصحا سے زیادہ فصیح ہے۔ اس سلسلے میں اہل لکھنؤ بھی پیچھے نہیں رہے۔ الفاظ کے استعمال کو بنیاد بنا کر ہی انھوں نے دبستانِ لکھنؤ کی بنیاد ڈالی بلکہ اس میں یہاں تک شدت کی کہ رتن ناتھ سرشار فسانۂ آزاد میں لوگوں کے لب و لہجہ کا مذاق اڑاتا ہے۔ وہ محض ان کے شین قاف ہی کو ہدف تعریض نہیں بناتا بلکہ "ذری ان کا عین کا تلفظ ملاحظہ فرمایئے" جیسے فقرے لکھ کر اپنے قاری کو یہ احساس بھی دلاتا ہے کہ اہل لکھنؤ تلفظ کے معاملے میں کس قدر حساس ہیں۔ چنانچہ جب امراؤ جان ادا میں مرزا محمد ہادی رسواؔ لکھنوی کہلانے سے پہلے زبان کی موچ نکلوانے کا مشورہ دیتے ہیں تو اس سے بھی مقصود صحتِ تلفظ کی اہمیت کو واضح کرنا ہے۔ لہٰذا لب و لہجہ، شین قاف، فصیح و غیر فصیح، اہل زبان، مستعلیق، شائستہ و شستہ، دہلوی اور لکھنوی جیسے الفاظ و اصطلاحات اس پر مشعر ہیں کہ استعمال زبان میں تلفظ کو غیر معمولی اہمیت دی جاتی ہے۔ صحت الفاظ بلکہ صحت استعمال الفاظ نے آگے چل کر مصاحبت اور مجلسی زندگی کو اس قدر ترقی دی کہ اسے فن بنا دیا۔ نشست و برخاست آداب مجلس جس کی تربیت کے لیے شرفائے لکھنؤ اپنے بچوں کو طوائفوں کے ہاں بھیجتے تھے۔ لفظ کی اسی غیر معمولی اہمیت کے غلام ہیں۔ عوام، شرفا یا امرا کی مجلسوں میں وہی شخص بار پا سکتا تھا جو الفاظ کی صحت اور صحیح استعمال پر قادر ہوتا تھا جو لفظ کو نہ صرف صحیح لب و لہجے سے ادا کر سکتا تھا بلکہ گفتگو میں لفظ کی تمام جہتوں اور معنویتوں کو ملحوظ رکھ سکتا تھا، اسی کو بلاغت کہتے ہیں یعنی لفظ کا نہ صرف صحیح استعمال بلکہ برمحل استعمال۔ اک ذرا چوک

ہوئی نہیں کہ آپ مجلس، دربار بلکہ کبھی کبھی حصار زندگی سے بھی خارج۔ اسی نے جب زیادہ پاؤں پھیلائے تو ضلع جگت کی صورت اختیار کی۔ ضلع بولنا اور جگت بازی کوئی مذاق نہیں۔ اس کے لئے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ سماج سے قادرالکلامی کی سند مفت میں نہیں مل جاتی۔ قادرالکلامی دوسرے لفظوں میں لفظ کا صحیح استعمال ہی تو ہے۔ تو ظاہر ہوا کہ لفظ کی صحت کا مدار محض تلفظ ہی پر نہیں بلکہ موقع و محل پر بھی ہے۔ یہ عین ممکن ہے کہ کوئی شخص لفظ کو شین قاف کی تمام تر صحت کے ساتھ ادا کرے لیکن موقع و محل درست نہ ہو۔ اس صورت میں صحیح ہوتے ہوئے بھی لفظ غلط ہو جائے گا۔ گویا تلفظ اس کی ظاہری یا جسمانی صحت سے اور موقع و محل باطنی یا معنوی صحت سے متعلق ہو۔ آیئے ایک آدھ مثال سے ہم اپنی بات کی وضاحت کریں: مثلاً آپ جانتے ہیں کہ نازک مزاج شاہاں تاب سخن ندارد۔ ان کے لیے شیخ سعدی ایک جگہ لکھتے ہیں کہ گاہے بسلامے برنجند و گاہے بہ دشنامے خلعت بدہند۔ اس لئے ادا روسا نوابین و سلاطین کی محفل میں لفظ کے استعمال میں انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میر حسن نے بے نظیر مثنوی لکھی بلکہ اسی ایک مثنوی کی بدولت وہ اردو ادب میں رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے۔ لیکن یہی مثنوی جب صلے کے لیے نواب آصف الدولہ کی خدمت میں پیش ہوئی تو آپ کو معلوم ہے میر حسن کو کیا صلہ ملا۔ معزولی، دربار سے اخراج۔ کیوں صرف اس لئے کہ غلطی سے میر حسن نے آصف الدولہ جس کے لیے اب بھی یہ فقرہ کہیں کہیں سننے میں آجاتا ہے "جس کو نہ دے مولیٰ اس کو دے آصف الدولہ" کی شان میں یہ مصرعہ پڑھ دیا۔

ع کہ اک دن دُشالے دیئے سات سے

یعنی اس کی سخاوت و بخشش کا یہ عالم ہے کہ اس نے ایک دن میں سات سو دُشالے بخش دیئے۔ ایک مصاحب نے لقمہ دیا۔ حضور نے تو ہزاروں دشالے کھڑے کھڑے بخش دیئے۔ شاعری میں مبالغہ ہوتا ہے۔ یہاں تو بیان واقعہ میں بھی کمی ہے۔ پھر کیا تھا۔ بچارے میر حسن کھڑے کھڑے دربار سے نکلوا دیئے گئے۔ ایک اس سے بھی زیادہ واضح مثال دیکھئے: انشا محض زبان داں اور اہل زبان ہی نہیں بلکہ عالم اور معلم زبان بھی ہے۔ اس کی قادرالکلامی کی قسم کھائی جا سکتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو صحیح المنسب سید اور نجیب الطرفین کہتا ہے۔ اس کا اقرار و اعتراف اس کے معاصرین و معاندین کو بھی ہے۔ چنانچہ نواب سعادت علی خاں جس سے وہ اپنی زندگی کے آخری کئی سال متوسل رہے انھیں پیغمبر زادہ کہتا ہے۔ اس کی شان میں کسی مصاحب کی ہلکی سی گستاخی بھی برداشت نہیں کرتا لیکن محض ایک لفظ کے غلط استعمال نے پانسہ پلٹ دیا۔ انشا نہ صرف معزول ہوگئے بلکہ دیوانے ہوگئے اور اسی عالم میں زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ سبب محض ایک معمولی لفظ کا غلط استعمال۔ محمد حسین آزاد بتاتے ہیں کہ سعادت علی خاں نے ایک دن کہا کیوں بھئی ہم بھی نجیب الطرفین ہیں۔ نجیب الطرفین کا مطلب ہے کہ جس کے ماں باپ دونوں شریف ہوں یا شریف اور نیک خاندان سے ہوں۔ انشا نے فوراً کہا حضور بلکہ انجب۔ 'انجب' بولنے میں نہ لہجے کی کوئی غلطی ہے نہ تلفظ کی۔ اس کے باوجود صحت استعمال میں مشکوک ہے۔ انجب تفضیل کل کا صیغہ ہے جیسے انگریزی میں Superlative Degree کہتے ہیں۔ اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ شریفوں سے زیادہ شریف یعنی اشراف اور دوسرے معنی ہیں لونڈی یا کنیز کی اولاد اب اسے اتفاق کہئے کہ سعادت علی خاں نواب شجاع الدولہ کی بیاہتا بیوی سے نہیں بلکہ کسی کنیز کے بطن سے تھے۔ اپنے لئے انجب کا لفظ سنتے ہی سُن ہوگئے۔ نتیجے سے آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ مجھے تو صرف یہ کہنا تھا کہ بسا اوقات ایک لفظ کا غلط استعمال سر و دستار دونوں کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔

لفظ کے استعمال کے اسی نقطے سے صحتِ الفاظ کی ملفوظی حیثیت ختم ہو جاتی ہے اور اس میں صحت زبان کی اہمیت در آتی ہے۔ یوں بھی زبان الفاظ ہی کا مجموعہ ہے۔ لفظوں سے جملے بنتے ہیں اور جملوں سے زبان۔ اور زبان کا مقصد فصاحت و بلاغت کے دریا بہانا نہیں بلکہ ابلاغ ہے دوسرے لفظوں میں زبان کا مقصد قائل کی گفتگو کا مفہوم سامع تک پہنچانا ہے۔ اگر زبان یہ مقصد پورا نہیں کرتی تو پھر خواہ وہ کیسی ہی [illegible] کلچرڈ، سمجھیہ یا فصیح ہو بے کار محض ہے فصاحت و بلاغت زبان کا بڑا سطحی تصور ہے۔ یہ مادی ترقیوں کی دین ہے۔ جیسے جیسے سماج میں ظاہری معاشی ترقی خوشحالی اور فارغ البالی آتی ہے۔ سماج اسی قدر ظاہر پرست اور سطحی ہوتا جاتا ہے۔ وہ چیزوں کی اصلیت اور حقیقت سے دور ہوتا جاتا ہے اور سطحیت، نمائش، نفاست کے بت تراش لیتا ہے اور انہیں کو پوجنے لگتا ہے' معنویت اس کی نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ صحت الفاظ' تلفظ' ضلع جگت اور ہر طرح کی آرائش زیبائش اور صنعت گری موقر ہوتی جاتی ہے۔ فصیح و غیر فصیح کی بحثیں ہوتی ہیں' روزمرے اور محاورے سے انحراف کو قابل گردن زنی قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ میری طرح آپ نے بھی اکثر یہ سُنا ہوگا کہ محاورے میں تصرف جائز نہیں یا ایک لفظ کا جو تلفظ اہل زبان نے ایک بار طے کر دیا اس میں تصرف و تبدل لوازم زبان دانی کے خلاف ہے۔ حالانکہ اگر آپ شروع سے اب تک کی زبان کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ زبان بھی انسان کی طرح ایک زندہ نمو پذیر ہستی ہے۔ انسانوں کی طرح الفاظ (اور زبانیں بھی) پیدا ہوتے ہیں۔ بڑھتے، پھلتے پھولتے، بوڑھے یا فرسودہ ہوتے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں۔ یعنی چلن میں نہیں رہتے۔ زبان کی مثال بعینہٖ انسانی جسم کی مثال ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے بچپن جوانی اور بڑھاپے کی مختلف منزلوں کو بھول جایئے اور کسی بھی بالغ شخص کے جسم کو ایک مختصر مدت کے تناظر میں دیکھئے نظر بہ ظاہر ایک سے دوسرے دن کسی ایک شخص میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن حقیقت کیا ہے؟ ہر لمحہ انسانی جسم میں ظاہر و باطن ہزاروں خلیے بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔ پرانے مرتے ہیں نئے خلیے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ہم کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا ایک سطحی سا احساس اسوقت ہوتا ہے جب کوئی شخص جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح زبان میں بھی لمحہ لمحہ لفظ بدلتے رہتے ہیں۔ نئے لفظ بنتے ہیں، پرانے مرتے جاتے ہیں۔ نئے بنائے لفظوں کے ظاہر و باطن میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں یعنی صوتی بھی معنوی بھی۔ لیکن زبان چونکہ ہمہ وقت ہمارے استعمال میں رہتی ہے ہمیں ان تبدیلیوں کا احساس نہیں ہو پاتا بالکل اسی طرح جیسے ہم ایک شخص کو روزانہ دیکھتے رہتے ہیں۔ ہمیں اس میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی دو شخص ایک مدت کے بعد ملیں تو انھیں فوراً ایک دوسرے میں آنے والے فرق کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے اکثر اس قسم کے جملے سنے ہوں گے ارے آپ کتنے بدل گئے ہیں۔ اسی طرح آپ آج سے پچاس سال پہلے کی زبان (ظاہر ہے یہ حرف تحریر میں محفوظ رہ سکتی ہے) کو دیکھیں تو آپ کو اس سے اجنبیت کا احساس ہوگا (اگرچہ تحریری زبان میں تبدیلیاں بڑی آہستگی سے آتی ہیں)؛ لہٰذا صحت الفاظ پر ضرورت سے زیادہ زور دینا یا محض تلفظ کو صحت زبان سمجھ یا جان لینا کچھ مناسب نہیں زبان کا مدار چلن پر ہے۔ ہر دور میں انسان بدلتے ہیں۔ ان کے معیار و اقدار بدلتے ہیں۔ لباس و پوشاک میں فرق آتا ہے۔ پھر زبان کیونکر ایک ہی رہ سکتی ہے۔ دراصل اس کی صحت کا انحصار لمحۂ موجود پر ہوتا ہے' اس کے شاندار یا جامد ماضی پر نہیں۔ جب زبانوں میں تبدیلیوں کو راہ نہ دی جائے یا انھیں قبول نہ کیا جائے اور انھیں قواعد کی جکڑ بندیوں میں کس دیا جائے تو پھر جیسے آپ کسی انسان کو ایک محدود مقام پر قید کر دیں جہاں تازہ ہوا کا گزر نہ ہو تو دم گھٹنے سے مر جائے گا۔ یہی زبانوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں۔ پانِنی نے قواعد و ضوابط کے گھیرے میں جکڑ کر سنسکرت کو موت کا پیام سنا دیا۔ میں اپنے قول کی تائید میں دو ایک مثالیں دے کر بات ختم کرتا ہوں۔ کہا جاتا ہے محاورے میں تبدیلی جائز نہیں لیکن ۱۸۰ سال پہلے انشا نے اردو کی پہلی قواعد دریائے لطافت مرتب کی۔ اس میں بیشمار محاورے ایسے ہیں جو آج بدلی ہوئی صورت میں ملتے ہیں۔ ایک سامنے کی مثال آدھا تیتر آدھا بٹیر ہے جو اس دور میں آدھی مرغی آدھی بٹیر تھا۔ عامی سے عالم تک سب آج بھی شرم، گرم، نرم بولتے ہیں لیکن جب صحت زبان کا درس دیتے ہیں شرم، گرم، نرم کہنے پر اصرار کرتے ہیں۔ جب کسی صاحب کا لاحقہ بنتا ہے تو صاحب صدر رہتا ہے لیکن جب عوام کی محفل میں آتا ہے تو صدر بازار ہو جاتا ہے۔ زبانوں کو زندہ رکھنے کے لیے ان تبدیلیوں کو قبول کرتے رہنا چاہئے۔ اسی میں زبانوں کی نشو و نما کا راز مضمر ہے۔ آدمی بڑا دقیانوسی کہئے، قدامت پسند کہئے، کنزرویٹو کہیے: وہ تبدیلی کو مشکل سے گوارا کرتا ہے۔ انشا نے دریائے لطافت میں ایک اصول بیان کیا ہے کہ اردو میں کوئی لفظ عربی، فارسی، ترکی، یورپی، ہریانی، سریانی اگر اصل کے مطابق مستعمل ہے تو بھی صحیح اور اگر خلاف اصل مستعمل ہے تو بھی صحیح کہ اردو یہی ہے۔ اس کا مدار اردو میں اس کے چلن پر ہے یہ سب صحیح مگر ہم اپنی فطرت کو کہاں لے جائیں! بقول میر

ایسا ہی بے اختیار ہیں ہم بھی

(اجتہوں سے نشر)

اٹھیے بس اب کہ لذتِ خواب سحر گئی

زبیر گستاخ

یہ لیلائے عقل کے ان گنت حماقت ہائے فسانوں میں سے ایک فسانہ ہے۔ ایک حرکت نا عاقلانہ اسے کیا کہیئے، بزرگوں کی روایت، پھر آسان علاج، ستا نسخہ — اپنی ناکامی پر اللہ کی مرضی کا پردہ'— چچا غالب کے الفاظ میں " دل کے بہلانے کو غالب [خی]ال اچھا ہے" اور ویسے بھی تو — "قیدِ حیات و بندِ غم [اص]ل میں دونوں ایک ہیں" اسی لئے بغیر چھوں و چرا [ہم]اری "شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک" اور جب شمع بجھتی ہے تو اس میں سے دھواں اٹھتا ہے — [ج]ب ہی کوئی گھر والی اپنے بیدرد مالی کے سرہانے چمٹا بجاتے [ہو]ئے آواز لگاتی ہے — "اٹھیئے، بس اب کہ لذتِ خواب [سحر گ]ئی"

ایک دن ہمارے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا — نیند کا سارا [نش]ہ ڈھل چکا تھا مگر کاہلی کسی قرض خواہ کی طرح ہمیں دبوچے [ہوئ]ے تھی — بیڈ ٹی کے انتظار میں کبھی اس کروٹ، کبھی [اس] کروٹ کا چکر چل رہا تھا، اسی عالمِ انتظار اور حالتِ [خم]ار میں شریمتی گھر والی نے ہماری بالیں پہ وہ شورِ قیامت [اٹھا]یا کہ بس، کوئی یہ کہنے والا بھی نہ تھا کہ — سرہانے تیر کے [آہس]تہ بولو" ایک بیگم تھیں کہ کہے جا رہی تھیں — چائے نہیں [ہے]، پتی ختم ہو گئی، دودھ بلی پی گئی، ذرا اٹھیے، پڑوسی کے [یہاں س]ے پتی اور دودھ مانگ لائیے"

ہمیں کئی ہزار فی صد یہ یقین ہے کہ ہو نہ ہو، کبھی نہ کبھی [غال]ب بھی کسی ایسی ہی سچویشن سے دوچار ہوتے ہوں گے [اور] چچی غالباً ان کے سرہانے اطلاعاً یہ کہہ آئی ہوں گی کہ "[اٹھیے] بس اب کہ لذتِ خواب سو گئی" لوگ کہتے ہیں کہ یہ غالب [کا ش]عر تھا اور ثبوت میں دیوانِ غالب ہمارے سر مارتے ہیں۔ [بات] کی کوئی ایسی کوڑی تو نہیں، جو کٹہرہ گواہی میں دھر [دی جا]تے اور عدلیہ تحقیق " فر — " غالب فرمایا جاتے۔ [ہم] ابھی نہ جاتے کہ ثبوت مکمل بھی ہے یا نہیں۔ اور اس [شعر کی] ساخت کی بلڈنگ کو بلا شرکتِ غیرے چچا غالب [کی ملکی]ت تسلیم کر لیا جائے جبکہ حالات اور واقعات کی [شہاد]ت یہ رہی ہو کہ جو بھی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ بزمین [چچ]ا غالب نے برائے لذتِ صاحبان ذوق یادا سطے [اہ]لِ محققین چھوڑی ہے اس میں سے اکثر عمارات [غ]البا چچی کی فکر کا نتیجہ ہیں اس لئے ایماندارانہ فیصلہ تو

اور یہیں سے ہمارے دماغ میں الجھن کے کھٹمل کلبلانے لگتے ہیں، معاملہ کے سمندر سے حقیقت حال کے موتی نکالنے کے چکر میں جستجو غوطہ لگانے لگتی ہے۔ ہمارے خیالی گھوڑے ہوائی قلعہ کی فصیل کو پھلانگ کر، سبز باغ کی تر و تازہ نیہ مالی پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ معنیٰ آفرینی کی فاختہ جو یہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے، جب وہ "رن وے" پر دوڑ لگا کر پھُر ہو جاتی ہے تو ہم موقع پاتے ہی فوراً اس کے گھونسلے سے مطلب کا انڈا اڑا بھاگتے ہیں۔ علم کے چولہے پر اس کا تشریحی حلوہ بنا کے ہیں کاغذی پلیٹ میں قلم کے سہارے اتارتے ہیں بعد ازاں ریڈیائی لہروں پر پروس کر آپ کو پیش کرتے ہیں ... ہی قوتِ ذائقہ، آپ کی قوت سامعہ ہی اس کا چٹخارہ لے سکے۔ ہمارے تیار کردہ حلوہ تشریح سے جو مطلب کی چاشنی ٹپکتی ہے اس سے یہ مزیدار بات نکلتی ہے کہ چچا غالب کے "بادۂ شبانہ" کی سرمستیوں کا بیڑہ غرق کرنے کی سازش کا تانا بانا غالباً چچی نے بُنا ہوگا، جہاں تک بادہ صرف بادہ رہتا ہوگا چچی غالباً روپیٹ کر جھیل جاتی ہوں گی مگر جب بادہ کے ساتھ "شبانہ" کا لفظ جڑتا ہوگا تو چچی کے سینے پر یقینی طور سے محاورے والا سانپ لوٹ جاتا ہوگا "شبانہ"

صورتِ حال کے صحیح جائزے اور اشعار کے پس منظر کو سمجھے سے ہوگا — دیوانِ غالب دیکھ کر نہیں۔ اب اسی شعر کو لے لیجئے —

وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں
اٹھیے بس اب کہ لذتِ خواب سحر گئی

یہ تو سامنے کی بات ہے کہ جب "بادۂ شبانہ کی سرمستیاں" اپنی موت آپ مر گئی ہوں گی یا کسی سازش کا شکار بنا دی گئی ہوں گی، تب ہی اس شعر نے جنم لیا ہوگا، جہاں تک "بادہ" کی سرمستیوں کے خاتمہ بالخیر کا سوال ہے تو یہ چچا غالب کی زندگی میں ممکن ہی نہ تھا، وہ تو موت کے فرشتہ سے مورچہ لیتے وقت تک یہی کہتے رہے —

گو ہاتھ میں جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

اس لئے یقیناً بات صرف "بادہ" کی نہیں بلکہ "بادہ شبانہ" کی ہے۔ یعنی شعر میں رخِ محبوب کی طرح روشن تلمیح کو کمرِ محبوب کی طرح معدوم سمجھا جاتا رہا ہے۔ پھر غالب یہ بھی تو کہا کرتے تھے "مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو" یعنی وہی بات کہ — "بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر"

نام کی کوئی چنچل حسینہ غالب کے اڑوس پڑوس میں کچی شراب کا دھندہ لگاتی ہوگی اور چچا غالب کبھی نقد، کبھی ادھار اس کے کوچہ میں بادہ پیمائی کرتے ہوں گے۔ دہلی دربار اور رام پور دربار سے ملنے والے وظائف "شبانہ" کی انٹی میں چلے جاتے ہوں گے۔ غالباً چچی زر بفت کے غرارہ سوٹ کا خواب ہی دیکھتی رہ جاتی ہوں گی، بادہ تو دل جلاتا ہی ہوگا، "شبانہ" بھی آنکھوں میں کھٹکتی ہوگی۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد شراب کے اس اڈے کو چچی نے فرنگی فوج سے کوئی ساز باز کر کے ملیا میٹ کرا دیا ہوگا "شبانہ" فرنگیوں کے ہتھے چڑھ گئی ہوگی، اڈے پر تالا پڑ گیا ہوگا، غالب کی پنشن بند ہو گئی ہوگی، ان حالات سے چار آٹھ ہو کر چچا غالب "بادۂ شبانہ" کو ترستے ہوں گے، اور "صبوحی" کے انتظار میں پڑے پڑے کھٹیا توڑتے ہوں گے۔ ایسے موقع پر غالباً چچی نے کہ جن کا نام امراؤ بیگم ہوتا تھا، اور جو نواب مرزا الٰہی بخش معروف شاگردِ ذوق کی "نورِ چشمہ" تھیں بڑی ادا سے یہ شعر تخلیق کیا ہوگا اور ایک شانِ استغنا کے ہمراہ سرِ غالب پر رسید کیا ہوگا، لہک لہک کر ترنم سے گایا ہوگا —

وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں
اٹھیے بس اب کہ لذتِ خواب سحر گئی

لگتا ہے — ان ہی دنوں غالباً چچی نے چچا غالب کو بال سفید ہونے کا طعنہ مارتے ہوئے یہ بھی کہا ہوگا کہ "شرم تم کو مگر نہیں آتی" بے چارے چچا یہی کہہ کر رہ گئے ہوں گے کہ "کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد"— لیکن جب غالب کو یہ پتہ چلا ہوگا کہ ان کی بیگم مہندی ہی نہیں سازش بھی رچا سکتی ہیں تو وہ صبر کا دامن تار تار کر کے غالباً چچی سے "دھول دھپا" کر بیٹھے ہوں گے۔ جیسا کہ خود غالب نے اس کا اقرار کیا ہے —

دھول دھپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہیں
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایک دن

شرفا' کے گھر کی بات ہے، گھر سے باہر نہ جاتے، اس خیال سے مقطع کے مصرعۂ اولیٰ میں سراپا ناز کا دو تالہ امراؤ بیگم پر ڈال دیا گیا۔ اس سچائی کو تو وہ بھی تسلیم کریں گے جو غالب کے طرفدار ہیں، سخن فہم نہیں۔ اس دھول دھپے کے بعد — تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے" چچا غالب کی بھی سٹی گم تھی۔ ہر ایک سے پوچھتے تھے " جاؤں کدھر کو میں " کبھی یار لوگوں سے کہتے — حیراں ہوں روؤں دل کو کہ پیٹوں جگر کو میں " وہ تو کہئے خدا خیر ہوئی۔ اس زمانے میں نہ تو دلی لکھنوی ہوتے تھے اور نہ جگر مرادآبادی — اور پانی پت کا میدان، کسی نئی جنگ کو پیدا کرنے کی بجائے الطاف حسین حالی کو پیدا کر چکا تھا — اسی لئے، باوجود یہ کہ — "دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشہ نہ ہوا"— ورنہ ہم بھی آج الٹی سیدھی باتیں بنا کر دل بہلانے کی بجائے یہی کہتے ہوتے — "اٹھیے بس اب کہ لذتِ خواب سحر گئی"

(رام پور سے نشر)

آواز

گرد باد اور پیلیا

قمر احسن

ایک عیسوی سال میں دو بار محرم پڑتا ہے

جب تو انقلاب ضرور آتا ہے۔ ٹھاکر فتح علی خاں اپنی پیلی کوٹھی میں شیشم کی پالش شدہ قدیم ارسٹو کریٹک مسہری سے ٹیک لگائے ہوئے بدبدائے۔ سفید مسہری کی چادر سے ان کی نظریں پھسل کر فرش کی سفید چاندنی اور سفید گاؤ تکیوں پر ٹک گئیں۔

فرش پر قرآن مجید کے تیس سپارے بری طرح بکھرے ہوئے تھے اور سارے کمرہ میں شہد کی مکھیوں کی بسی بھنبھناہٹ ابھر رہی تھی۔ سامنے ایک سرپوش سے ڈھکے ہوئے خوان میں سے سفید سفید الائچی دانے جھانک رہے رہے تھے پاس ہی دوسرے خوانوں میں امرتیاں رکھی تھیں۔ انھوں نے سر جھٹک کر باہر دیکھا۔ لاحول ولاقوۃ تیس سال پرانا منظر سامنے آرہا ہے۔ ایک دہشت سی محسوس کر کے انھوں نے چور نظروں سے فرش کی طرف دیکھا۔ سامنے ہی مسلم، ابن ماجہ، ترمذی اور کشاف کی جلدیں رکھی ہوئی تھیں۔

ان کی نظریں کھڑکی سے باہر نکل گئیں سامنے ہوا محل میں حکیموں کا نیا خاندان آگیا ہے" انھوں نے تاریخ ابوالفدا کے اوراق الٹے اور نشانی کے طور پر رکھا طاؤس کا پر اگلے صفحات میں دبا دیا"۔ چنانچہ مسلم ابن قتیبہ کو ابومسلم خراسانی کے ہاتھوں سہزناکسان خراسان میں خاصا تنگ ہونا پڑا۔ تب اس نے بارگاہ عالی کو ایک گزارش کے ذریعہ آگاہ کیا کہ ان سیاہ پوشوں نے خلائق کی حلق بندی کر رکھی ہے۔ اور وہ ایک ہلڑ کا ساتھ دینے پر مجبور ہیں۔ ان کے دل بنوامیہ کے ساتھ ہیں لیکن تلواریں سیاہ پوشوں کی نیام میں ——— کچھ نام نہاد حامیان سلطنت خفیہ طور سے اہالیان و سپہ سالاران حکومت کی شکست کے لئے مناسب فضا تیار کرتے رہتے ہیں ایسے میں شکست لازمی ہے۔ شاہا غور فرمائیں کہ عام اعلان جہاد کہاں تک مناسب ہوگا"۔

قدموں کی چاپ ابھری تو انہوں نے نظر اٹھا کر برآمدے میں دیکھا۔ پرائمری اسکول کے ہیڈ ماسٹر پنڈت ترلوچن شاستری چہرے پر ایک پراسرار گمبھیر تالئے آتے دکھائی دیئے۔

"ٹھاکر ——— اب یہ وبا پھیلتی اور بڑھتی ہی جارہی تھی۔ اب تو پرائمری اسکول کے بچے بھی اس کا شکار ہوتے جارہے ہیں۔"

"ارے پنڈت جی۔ یہ پیلیا ہے۔ یرقان۔ جگر کی خرابی سے ہوتا ہے"

"ٹھاکر ایک ساتھ سب کو پیلیا پورے دیش کو پیلیا چھوٹے بڑے مرد عورت سب کو پیلیا کیسے ہو جائے گا؟"

"ہوجاتا ہے سب کو پیلیا ہو جاتا ہے" ٹھاکر صاحب نے ٹالتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ پیلیا نہیں ہے۔ آج ہی صبح اسکول کے تین چار لڑکے باتیں کر رہے تھے۔ کہ صبح ہوتے ہی پچھم سے گرد کا بونڈر آتا ہے۔ پھر دھیرے دھیرے پھیلنے لگتا ہے۔ پیڑوں سے مکان کی چھت دیواروں اور دروازوں سے چاروں اور سے مہین مہین گرد کے ذرے پھیلنے لگتے ہیں۔ پھر سب مل کر ایک بونڈر (بگولہ) بن جاتے ہیں اور چکراتے ہوئے کسی جاندار کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ پھر وہ جاندار پیلا ہو جاتا ہے۔ گرد کے ذروں کی طرح۔ بالکل پیلے کاغذی لیموں کی طرح"۔ پنڈت جی کے جاتے ہی ٹھاکر صاحب نے قد آدم آئینہ میں سراپا دیکھنا چاہا تو صرف ایک مبہم سے خاکے کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا۔ سارا آئینہ پیلے رنگ کی گرد سے اٹا ہوا تھا۔ رومال سے اسے صاف کرنا چاہا تو لگا گرد اس پر جم چکی ہے۔ گھبرا کر انھوں نے دوسرے آئینہ کی طرف دیکھا۔ وہاں بھی صرف دھندلا سا خاکہ ——— ایک پیلا سا مجسمہ نظر آیا۔ نہیں نہیں یہ آئینوں تک ہی محدود ہے۔ اس سے کیا ہوتا ہے۔ صندوق میں رکھے آئینے کو نکال کر انھوں نے دیکھا تو سہم گئے۔ یہ آئینہ تو محفوظ تھا لیکن ان کا جسم اور چہرہ ——— سارے کپڑے اتار کر انھوں نے سوچا ——— یہ گرد صرف کھلے ہوئے حصوں پر اثر انداز ہوتی ہوگی بنیائن اتارتے ہی ان کی نظر پیٹ اور سینہ پڑی ——— زرد ——— پیلا پیلا۔ کپکپا کر انھوں نے آئینہ پھر صندوق میں ڈال دیا۔ اور غسل خانہ میں جا کر پائجامہ اتار کر کھڑے ہو گئے رانوں سے لے کر پنڈلیوں تک ——— سب کچھ زرد ہو گیا تھا ——— انھوں نے اپنا چہرہ سہلایا ورم کا کہیں بھی احساس نہیں ہوا۔ نہیں یہ پیلیا نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے کئی کئی بار صابن لگا کر غسل کیا پھر ڈرتے ڈرتے باہر آ کر صندوق سے آئینہ نکالا ——— لیکن سوائے ایک مبہم خاکے کے آئینہ میں کچھ نظر نہ آیا ——— گھبرا کر انھوں نے سارے مکان کو دیکھا۔ سارے سرسبز درخت اور گھاس کھیت تالاب اور عمارتیں۔ زرد رنگ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ کچھ نہیں یہ میری آنکھوں کا قصور ہے سامنے جاتے ہوئے ایک شخص کو انھوں نے آواز دی۔ اس نے پیٹ کو دیکھا۔ تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ ٹھاکر نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ "ارے کیا تم بھی" ——— "ہاں" اس نے حیرت اور بیچارگی سے کہا" سارے گاؤں اور سارے جوار میں وبا آچکی ہے۔ اب تو ہم لوگ ڈر کے مارے منہ بھی نہیں کھولتے۔ کیا پتہ کیا ہو جائے گا۔ پچھلے گاؤں میں یہ وبا پھیل چکی ہے"

"اچھا کیا میں بھی پیلا لگتا ہوں ——— ؟"

ٹھاکر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس نے گردن جھکا لی۔ ٹھاکر نے امید بھری نظروں سے پھر اس کی طرف دیکھا تو صرف ایک زرد سا ہیولیٰ نظر آیا ——— "اچھا ذرا حکیم جی کو بھیجتے جانا ———"

"ان کے گھر کی ساری مرغیاں آج مری ہوئی ملی ہیں"

"کیا مطلب۔ کیسے ——— ؟"

"صبح آنگن میں دانہ چگتے چگتے ——— اچانک پھڑ پھڑا کر گر گئیں ——— وہ انہیں کے پاس کھڑے ہیں"

ٹھاکر فتح علی خاں تیزی سے اپنے کبوتر خانہ کی طرف بڑھے۔ ڈربوں میں بڑا سناٹا معلوم ہوا۔ سامنے چھپر کے سائے میں سارے کبوتر ایک جگہ سمٹے بیٹھے ہوئے تھے ٹھاکر صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے انھیں اڑانا چاہا لیکن زرد رنگ کے کبوتر ٹکر ٹکر تکتے رہے۔ زرد رنگ کے کنستر سے انھوں نے زرد رنگ کے دانے زرد رنگ کی زمین پر بکھرا دیئے۔ جنھیں زرد رنگ کے کبوتروں نے دیکھا لیکن اپنی جگہ سے ہل نہ سکے۔ ایک زرد رنگ کے کبوتر میں کچھ حرکت پیدا ہوئی اس نے پلٹ کر دوسرے زرد رنگ کے کبوتروں کی طرف دیکھا۔ رینگتا ہوا آگے بڑھا لیکن زرد سایہ سے زرد رنگ کی دھوپ میں آتے ہی وہ ایک طرف لڑھک گیا۔

وہ باہر آئے تو پنڈت ترلوچن شاستری ان کے منتظر تھے۔

"سنا ٹھاکر صاحب پچھلے گاؤں سے ۱۲ بھینسیں ۲۵ بیل اور لاتعداد بکریوں کے مرنے کی اطلاع آئی ہے۔ لڑکے بتا رہے تھے کہ کل شام سے ہی بسیرے پر واپس آنے والے پرندے بھی واپس نہیں آئے ہیں۔ آج صبح سے کہیں آس پاس کوے بھی نہیں بولتے ہیں۔ پیڑوں کے نیچے پیلے رنگ کے کوؤں اور زرد رنگ کے طوطوں کا ڈھیر پڑا ہے۔ جیسے گرمی کی آندھی پر آم بکھر گئے ہوں۔ میں اپنے گاؤں بھی نہیں جا سکتا کیا پتہ وہاں یہ وبا نہ آئی ہو اور میرے پہونچنے سے پھیل جائے جاتے وقت ذرا حکیم صاحب کو بھیجتے جانا۔ ٹھاکر صاحب نے کہا "حکیم صاحب کا لڑکا ابھی شہر سے آیا ہے وہ اس کے ساتھ ہیں"

" دونوں کو بھیج دینا" تھوڑی دیر بعد حکیم صاحب
ساتھ ہی ایک دبلا پتلا لمبا سا لڑکا بھی برآمدہ کی سیڑھیاں
ہو کر اوپر آیا۔

ٹھاکر صاحب نے دیکھا کہ وہ اعصابی مریضوں کی
ح بار بار اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا اور کھڑے رہنے پر
اس کی زرد رنگ کی ٹانگیں ہل رہی ہیں۔ تو کیا شہر میں
۔۔۔۔۔ ٹھاکر صاحب نے کچھ کہنا چاہا تو نوجوان
سے بھڑک اٹھا اور درمیان سے بات اچک لی۔

" جی ہاں" اس نے تشنجی لہجہ میں کہا" جی ہاں سب سے
ہمیں ایک صبح اخباروں کے ذریعہ معلوم ہوا۔ اور ہم سب
دیکھنے کے لئے سڑکوں پر نکل آئے۔ سڑک پر چار دن
ن سرا ہی سر نظر آ رہے تھے۔ سرکاری دفتروں میں اس
حاضری ایک فیصد بھی نہیں رہی سب اپنے گھروں کے
ازوں پر۔ چھتوں پر اور دفاتر کے سامنے لان اور زمینوں
مع ہو گئے تھے۔ دوسرے ہی دن اخباروں کے ذریعہ اس
ردید شروع ہو گئی۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن سے اسپشل
گرام نشر ہونے لگے اور پھر سب خاموش ہو گئے نہ تردید
ئید۔ پھر اچانک ہی ایک ایک کرکے لوگ سڑکوں، دفتروں
بازاروں سے کم ہونے لگے۔ کچھ کو زبردستی گھروں تک
دود کر دیا گیا۔ اور کچھ لوگ جن سے بات پھیلنے کا خطرہ
غائب کر دیئے گئے ۔۔۔۔۔" نوجوان اعصاب زدہ
س کی طرح بار بار اپنا زرد ہاتھ جھٹک رہا تھا اور اپنے
ہونٹوں کو کاٹ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ ان کی تعداد بڑھنے
اور وہ خاموشی سے اپنا زیاں دیکھتے رہے۔ اب وہ کسی
پنی بیماری کا تذکرہ بھی نہیں کر پاتے تھے۔ راستہ میں اگر
ئی ایک دوسرے کی طرف بڑھتا نظر آتا تھا تو دوسرا سہم
س پاس کی کسی گلیوں میں غائب ہو کر آنے والے کی قدموں کی
پ پر کان لگا دیتا تھا۔ اب تو سارے شہر میں ہو کا عالم طاری
اور لوگ جھکی جھکی گردنوں سے اپنے فرائض انجام دے
ہے ہیں۔ اعصابی امراض کے ڈاکٹروں کے یہاں بھیڑ بڑھتی
ہی ہے۔ اب تو سارا شہری زرد رنگ کی گرد کا شکار ہو
رہا ہے۔

" تو کیا یونیورسٹی بند ہو چکی ہے" ٹھاکر صاحب نے
پوچھا۔

" جی نہیں۔ زرد رنگ کی کلاسوں میں زرد رنگ کے
فیسر صاحبان بیٹھے خاموشی سے زرد رنگ کی دیواروں کو
تے رہتے ہیں پھر چپ چاپ اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔" اس
ر بڑا تلخ ہو گیا۔" اور کبھی کبھی بگولہ بن کر ایک جگہ جمع ہو جاتے
۔ پھر چکراتے ہوئے کہیں اور نکل جاتے ہیں۔ ساری
یں قبرستان اور تمام بازار ویران ہو چکے ہیں۔ لوگ
ن ڈاکٹروں کی دوکانیں یا نجومیوں کے دروازوں پر نظر آتے
مسجدوں اور مندروں میں بھی بھیڑ بڑھتی جا رہی ہے"

" لیکن یہ کیا ہے ۔۔۔۔۔ پیلیا ۔۔۔۔۔ جگر کی
۔۔۔۔۔؟"

" نہیں ہے ۔۔۔۔۔ نوجوان چیخ اٹھا ۔۔۔۔۔

" جانتے سب ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں۔ لیکن کہتا کوئی نہیں
۔۔۔۔۔ سب اسے جانڈس کہتے ہیں" حکیم صاحب یہ
یرقان کیوں ہوتا ہے۔ اس کے اسباب اور علامات کیا ہیں"
ٹھاکر فتح علی خاں نے پوچھا۔

" کبھی کبھی کڑوا تلخ پت سارے جسم میں پھیل جاتا
ہے اور کبھی جراثیم حملہ آور ہوتے ہیں اور جگر اپنا فعل ترک
کر دیتا ہے اور خون کی پیداوار کم ہوتے ہوتے ختم ہو جاتی
ہے۔ جس سے جگر اور آنتوں میں ورم آ جاتا ہے پھر آہستہ
آہستہ جسم کا سارا خون جل جاتا ہے۔ اس کی آخری اسٹیج
پر بچنا ناممکن ہو جاتا ہے۔"

" اور آخری اسٹیج گزر چکی ہے۔ شہر کے درختوں پر اب
کوئی پتہ بھی نہیں ہے۔ سارے پرندے اور جانور ختم ہو چکے
ہیں۔ روز صبح صفائی کرنے والے نے سڑک سے مردہ پرند
اور جانوروں کے ڈھیر کچرا لادنے والی گاڑیوں میں بھر بھر
کر شہر سے باہر پھینکتے ہیں" لڑکا چیخ اٹھا" کیا کوئی وبا
ہے ۔۔۔۔۔؟" ٹھاکر صاحب نے مزید کریدا" جی ہاں
۔۔۔۔۔ وبا ہے ۔۔۔۔۔ زرد رنگ کے ذروں نے مکانوں
کی چھتوں، کھڑکیوں، بستر، فرش، کتابوں اور تمام مناظر کو
جکڑ لیا ہے۔ بگولہ بننے سے پہلے یہ ذرے نظر بھی نہیں آتے بس
جمتے چلے جاتے ہیں۔ اچانک آدمی کو احساس ہوتا ہے کہ
وہ وبا کا شکار ہو چکا ہے پہلے تو وہ آئینہ میں ہر ہر زاویے
سے اپنے کو دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر جب آئینہ بھی
زرد رنگ کے گرد باد میں دھندلا جاتا ہے تو وہ اسے چھڑانے
کی کوشش کرتا ہے۔ جس میں ناکام ہو کر وہ صرف حسرت
سے دوسروں کی طرف دیکھتا ہے اور آنے جانے والوں سے
خوف زدہ ہو کر اپنے وقت کا انتظار کرتا رہتا ہے۔"

"ہم سب اس وبا کا شکار ہو چکے ہیں اب بچنے کی کوئی
سبیل نہیں ہے بس خاموشی سے انتظار کرنا ہے ۔۔۔۔۔ میرے
والدین بھی اس کا شکار ہو چکے ہیں اور میرا سب سے چھوٹا بھائی
بھی" حکیم صاحب نے زرد آنکھوں سے اپنے نوجوان لڑکے کی
طرف دیکھا اور خاموشی سے اس کا زرد ہاتھ پکڑ کر برآمدے کی
سیڑھیاں اتر گئے۔ گھر پر اس کی زرد رنگ کی ماں زرد رنگ
کے پیالے میں زرد رنگ کا دودھ لیے کھڑی تھی۔ اس نے
آگے بڑھ کر زرد ریڈیو کھولا تو حکیم صاحب نے زرد رنگ
کی آواز میں پکار کر کہا۔ ۔۔۔۔۔" رضا ۔۔۔۔۔ ریڈیو بند
کر دو ۔۔۔۔۔" سب نے اپنی زرد زرد آنکھوں سے دوسروں
کے زرد چہروں کو دیکھا اور سر جھکا کر بیٹھ گئے۔

ٹھاکر صاحب جیسے ہی برآمدے سے اندر آئے فرش
پر بکھرے الائچی دانے پھر نظر آنے لگے۔ زرد رنگ کے فرش پر
زرد رنگ کے الائچی دانوں کے درمیان بکھری ہوئی زرد رنگ
کی کتابیں ۔۔۔۔۔

پنڈت ترلوچن شاستری کو بلا کر انہوں نے الائچی دانوں
سے نظریں بچاتے ہوئے کہا" پنڈت جی ہمیں اب سفر کرنا ہی
پڑے گا ۔۔۔۔۔ پچھلی بار آپ کو یاد ہوگا ہمارے والدین
وہیں گئے تھے اور آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ وہاں کسی وبا کے
آثار نہ تھے۔"

" لیکن سفر کی صعوبتیں ۔۔۔۔۔؟ کیا آپ کو راستہ یاد
ہے؟ اور تمام مرحلے۔ مٹ میلا، تیز، غصیلہ دریا۔ اور ریت
کے وسیع و عریض میدان۔ پھر۔ ۔ ۔ ۔"

" پھر ۔۔۔۔۔؟" پنڈت جی نے اور کچھ کہنا چاہا۔ مجھے اب
ان بکھرے ہوئے اوراق۔ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ اور
ان الائچی دانوں سے خوف محسوس ہو رہا ہے۔ زرد گرد
باد کا کیا ٹھیک۔ میرے پاس نقشہ موجود ہے" ٹھاکر صاحب
بات کاٹ کر کہا۔

" کیوں نہ ہم حکیم صاحب کے لڑکے کو بھی ساتھ لے
لیں ۔۔۔۔۔" ٹھاکر صاحب نے حکیموں کے دروازہ کی
طرف بڑھتے ہوئے کہا ۔۔۔۔۔" تم سفر کی تیاری کرو ۔۔۔۔۔
ہم ۱۹ جون کو روانہ ہوں گے۔ رضا میاں ۔۔۔۔۔ ہم گرد باد
سے باہر کا سفر کر رہے ہیں" ٹھاکر صاحب نے لڑکے کو پاس
بلا کر کہا" گرد باد کا انت کہیں نہیں ہے۔ اب اندر باہر ہر
طرف پھیلا ہے۔ ٹھاکر صاحب آپ کی ساری حرکت احمقانہ
ہے۔ میں یہ بات اپنے باپ سے نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ہم ایک
وسیع و عریض زرد رنگ کے بونڈر میں قید ہو چکے ہیں۔
اور ہم اس سے باہر نکل ہی نہیں سکتے۔ میرا باپ اکیلا بیٹھا
زرد رنگ کے نیم کے تنکے سارے گھر والوں کے لئے ابال رہا
ہے۔ چلئے جلدی کیجیے۔ میں بھی اس احمقانہ فعل میں شریک
ہو رہا ہوں۔ ایک مہمل سے دوسرے مہمل کا سفر ۔۔۔۔۔
سن لیجئے کہ اب ہمارے بس میں کچھ نہیں رہ گیا ہے۔"

" ہم ۱۹ جون کی صبح روانہ ہوں گے۔ کم از کم چار دن
کا راستہ ہے پہاڑی چٹانوں سے گزر کر ہمیں ایک
ٹنل میں داخل ہونا پڑے گا۔ پھر مٹ میلے رنگ کے دریا
پار کرکے ریت کے میدان میں اتریں گے ۔۔۔۔۔ ۔ ۔ ۔"

" بس وہ سامنے والا گنبد ہماری منزل مقصود ہے"
رضا کی طرف دیکھتے ہوئے ٹھاکر فتح علی خاں نے کہا ۔۔۔۔۔

" ہمارا چار دن کا سفر بخیر و خوبی ختم ہوا اب ہم
گرد باد سے باہر ہیں" پنڈت جی نے سکون کی سانس آزاد
کی۔

" نہ جانے میرے ماں باپ اور میرے چھوٹے بھائی
کا کیا ہوا" رضا نے ڈبڈبائی آنکھوں سے سرسبز شاداب
درختوں کے جھنڈ میں چھپے گنبد کو دیکھتے ہوئے کہا" ہاں
ہم گرد باد سے باہر ہیں ۔۔۔۔۔"

" ہم ۱۹ جون کی رات کو ہی گرد سے باہر آ گئے تھے"
پنڈت ترلوچن شاستری نے کہا۔ ٹھاکر فتح علی خاں جلدی
سے گنبد کے سامنے میدان کی سبز گھاس پر لیٹ کر اپنا جسم
سبزے پر رگڑنے لگا ۔۔۔۔۔ پھر گنبد میں داخل ہوتے
ہوئے انھوں نے سرخ پھولوں کا ایک گچھا بھی توڑ لیا تھا
۔۔۔۔۔ جسے ہاتھوں میں لے کر انھوں نے آسودگی سے
رضا اور پنڈت جی کی طرف دیکھا۔ تینوں نے ٹھنڈی سی
سانس لی ۔۔۔۔۔ اپنے جسم کو دیکھا ۔۔۔۔۔ اور جلدی
جلدی سارے کپڑے اتارنے لگے ۔۔۔۔۔ پیلیا ۔۔۔۔۔

گرد باد ختم ہو چکا ہے ——
لکھنؤ —— ۲۰ جون —— کل بنارس اور مغل سرائے کے درمیان ٹرین کے افسوس ناک حادثہ میں جن تین آدمیوں کی جانیں ضائع ہوئی تھیں ان کی شناخت ہو گئی ہے اور ان کے نام حسب ذیل ہیں (۱) راجہ فتح علی خاں ۵۸ سال (۲) پنڈت ترلوچن شاستری ۵۶ سال اور عاصم رضا ۲۵ سال۔ وزیر ریلوے نے اپنے ایک پیغام میں اس حادثہ پر افسوس ظاہر کیا ہے اور مرنے والوں کے پسماندگان کے غم میں اپنے کو شریک بتایا ہے۔"

(اردو سروس)

نظم

جالب نعمانی

قاتل مسیحا

صدیاں بیت چکی ہیں لیکن
نفرت کی دیوار ابھی تک
ہم کو تم کو
دو حصوں میں
بانٹ رہی ہے
ہر اک گام پہ چاند کے ڈیرے
ہنستی آنکھیں روشن چہرے
سڑکوں پر رنگوں کا میلہ
چوراہوں پہ حسن کا ریلا
لمس کی گرمی پیار کی خوشبو
رعنائی کا عالم ہر سو
شعلہ بدن ہے گو گلرو
لب پہ نغمہ پاؤں میں گھنگرو
ہائے مگر یہ رنگیں منظر
ایک صدا پہ ایسا بدلا
کیسا یہ طوفان ہے اٹھا
ہنستے چہرے خاک میں غلطاں
رنگیں پیکر شعلہ افشاں
ہنستی آنکھیں گریاں گریاں
ہر سو نفرت ہر سو وحشت
سڑکوں پہ فریاد کا میلہ
کرب کی منزل
درد کی چیخیں

ہم حیراں ہیں وہ حیراں ہیں
نفرت کی دیوار کے پیچھے
ہم عریاں ہیں وہ عریاں ہیں
جو تھے مسیحا وہ قاتل ہیں
اس منظر میں سب شامل ہیں

(گورکھپور سے)

باشندہ

ڈاکٹر مہناز انور

اگر ہو سکے تو مجھے بھولنے کی کوشش کرنا تم مجھے بالکل بھول گئے ہو۔ میں اپنا گزرا وقت بھول جانا چاہتی ہوں۔ خدا کرے تمہارے ساتھ بیتی ہوئی تمام شامیں میں بھول جاؤں۔

آج تک میری سمجھ میں لفظ بھول جانے کا مطلب نہیں آسکا ہے۔ کیا کچھ بھولا جا سکتا ہے کیا گزرا وقت یاد کرنا اور نہ کرنا اپنے بس میں ہے۔

نہیں ہرگز نہیں۔ کچھ نہیں بھولتا۔ کبھی نہیں بھولتا ابھی انسان نے ایسی کوئی مشین ایجاد نہیں کی جو انسان کی داخلی زندگی پر اثر انداز ہو سکے۔ کسی حکیم کے پاس کوئی ایسا نسخہ نہیں جو اس کی یادوں کو جڑ سے اکھاڑ سکے۔ کوئی قید خانہ ایسا نہیں جہاں یادیں قید کی جا سکتی ہوں۔

مجھے تو ابھی تک اچھی طرح یاد ہے۔ کہ جب میں پانچ سال کی تھی اور رسولن بی مجھے کہانیوں سے بہلا رہی تھیں۔ اچانک کمرے سے کسی ننھی سی جان کے رونے کی آوازیں آئی تھیں میں بڑی حیرت سے آوازیں سن رہی تھی اور کمرے میں جانا چاہ رہی تھی۔ بہت رونے کے بعد میری یہ ضد پوری ہوئی تھی۔

جب میں امی کے پاس پہونچائی گئی تو میں نے ان روتی آوازوں کو امی کے بغل میں پایا تھا۔ وہ چپ تھیں مگر گا گا سمجھا رہی تھیں۔ ایک منا سا بھیا تمہارے لئے لائی ہوں۔ "لو گی" "دیکھو کتنا پیارا ہے؟ میں جو سہمی سہمی ٹھٹھکی سی کھڑی تھی ہمت کر کے بولی کہاں سے لائی ہیں؟ انھوں نے چل دل کے گھنیرے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اوپر سے گرا پڑا تھا۔ روتے چلا جا رہا تھا ہم نے سوچا چلو اٹھا کر لے چلیں۔ ہماری منو بٹیا اس سے کھیلے گی۔ میں نے کہا۔ نہیں اتنے چھوٹے بچے سے کوئی کھیلتا ہے۔ یہ تو اب بھی رو رہا ہے۔ اسے لے جائیے اپنے گھر۔ مگر وہ کہیں نہیں گیا۔ اسی گھر میں رہا۔ اس نے مجھ سے امی کی گود چھین لی۔ امی کا بستر چھین لیا اور امی کی ساری توجہ مجھ سے چھین لی۔ امی کا سارا وقت اسے دودھ پلانے اس کے کپڑے صاف کرنے اور نہلانے دھلانے میں بیت جاتا میرا ہر کام رسولن بی کرنے لگی۔ میں امی کو قریب نہ پا کر رات کو سوتے سوتے اٹھ بیٹھتی اور ان کے پاس سونے کی ضد کرتی مگر وہ منے پہ ہاتھ رکھے بڑے آرام سے سو رہی ہوتیں۔ اور مجھے ان کے پاس جانے سے روک لیا جاتا۔

وقت کے ساتھ ساتھ میری سمجھ بوجھ بڑھتی گئی اور ایک دن وہ بھی آگیا کہ میں بھی اسے بھائی سمجھنے لگی۔ اور اس کو پیار کرنے لگی۔ امی ابو اس کو ہمیشہ نام سے پکارتے لیکن میری زبان سے ہمیشہ بھیا نکلتا۔ نام رکھنے میں ابو کو ہی دخل تھا۔ ایک دن وہ بھیا کے چہرے کو بہت غور سے دیکھتے رہے اور اسی سے کہنے لگے اس کی آنکھیں بہت گہری اور سمجھدار لگتی ہیں ضرور یہ ذہین اور عقلمند ہوگا۔

چنانچہ اسی مناسبت سے انھوں نے فوراً اس کا نام عقیل رکھ دیا۔ ابھی تک مجھے وہ دن بھی کتنی اچھی طرح یاد ہے۔ جس دن اسکول جانے کے لئے سب نے ملکر اسے تیار کیا تھا۔ نیلی نیکر اور سفید شرٹ میں کندھوں پہ بیگ لئے وہ سچ مچ کتنا ذہین نظر آ رہا تھا۔

سال گزرتے گئے اور ہم دونوں ایک ایک کلاس آگے بڑھتے رہے۔ پھر وہ وقت بھی آگیا جب عقیل کے اپنے الگ دوست بھی ہو گئے وہ خالی وقت ان کے ساتھ گزارنے لگا۔ میں اپنی پڑھائی میں معروف رہنے لگی۔ نہ جانے کیسے میری عادت خالی وقت میں کچھ نہ کچھ لکھنے کی پڑ گئی اسی لکھنے پڑھنے نے میری دوستی نوید سے کرا دی۔ نوید سامنے مکان میں رہتے تھے اور مدتوں سے ان کے اور ہمارے گھر کا آنا جانا تھا۔ یہ خود لکھتے تو کچھ نہ تھے مگر ان کی تنقید بہت سلجھی ہوئی ہوتی۔ میں جب بھی کچھ لکھتی ان کی رائے کے بغیر اسے ادھورا سمجھتی۔ وہ کتابوں کے نقاد نہ سہی مگر میرے لئے تو بہت اچھے تنقید نگار ثابت ہوئے۔

ایک دن میں نے لڑکیوں اور عورتوں کے مسائل پر ایک مضمون لکھا۔ جس میں زور اس بات پر دیا گیا تھا کہ سماج میں اتنیک لڑکے کی پیدائش پر خوشی اور لڑکی کی پیدائش پر خاموشی کیوں اختیار کر لی جاتی ہے۔ ایسے دور میں جہاں ہر طرف لڑکی یا عورت کو مرد کی برابری کے حقوق دلوائے جا رہے ہیں پھر بھی وہ اپنی جگہ ویسی ہی کمزور اور بے سہارا کیوں ہے۔ ہمارے زمانہ میں جلتی چتا میں عورت کو دھکیلنے کا رواج تو نہیں رہا مگر اب بھی مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دینے کی وارداتیں آئے دن سننے کو ملتی ہیں۔ کیا کبھی وہ وقت آئے گا۔ جب عورت اپنے پیر پر کھڑی ہو سکے گی ——— وہ باپ شوہر اور بیٹے کے سہارے کے بغیر باعزت زندگی گزار سکے گی ———

نوید نے جب میرا یہ مضمون پڑھا تو ان کو میرے خیالات سے سخت مخالفت ہوئی۔ دیر تک وہ اس بات پر اعتراض کرتے رہے کہ عورت ہے؟ ہر طرف عورتوں نے اودھم مچا رکھی ہے ہر طرح کی تعلیم وہ حاصل کر رہی ہیں۔ ہر عہدہ پر ان کا تقرر ہو رہا ہے ہر طرح کی کشتوں میں وہ حصہ لے رہی ہیں۔ ہر مسئلے میں ان کا دخل ہے اپنے گھروں میں مردوں کو انھوں نے کچن میں بھیج دیا ہے۔ اور ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر وہ عورت کے مسائل پر لوگوں سے بات چیت کرتی ہیں۔ تم اسے جھوٹ نہ سمجھنا۔ کل جب میں مسز ہاشمی کے گھر گیا تو وہ آل انڈیا ویمن کانفرنس کی تیاری میں مصروف تھیں اور ہاشمی صاحب بیچارے کچن میں کافی گھوٹ رہے تھے اس کے باوجود کبھی مردنے مرد کے مسائل کی آواز نہیں اٹھائی ——— میں نے سب کچھ سنتے ہوئے کہا۔ ہاں مگر ایسے مردوں کی تعداد بہت کم ہے ورنہ زیادہ تر عورتیں پریشان حال ہی دکھتی ہیں میں جاگیردارانہ نظام کی بات نہیں کرتی جیسے قصبات جاگیرداروں کے عیش سے آراستہ تھے اور عورت اونچی اونچی چہار دیواری میں قید تھی۔

بلکہ آج بھی وہاں میری پھوپھی کی طرح نہ جانے کتنی عورتیں سسک سسک کر فنا ہو جاتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے؟ صرف ایک دن وقت پر کھانا نہ ملنے سے انکے شوہر نے انہیں ہمیشہ کے لئے ان کے گھر بھیج دیا تھا۔

نوید اس بحث میں الجھ چکے تھے اور یہ بھی اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ میں اپنا نظریہ بدلنے والی نہیں۔ وہ مسکرا کر مجھے دیکھتے رہے۔ پھر نہ جانے کہاں سے ہوتی ہوئی ان کی یہ آواز میرے کانوں تک پہونچی ——— تم مجھے ساری زندگی کھانا نہ دو تب بھی میں شکوہ نہ کروں گا۔

ایک گوپی کا دل کنھیا کی بانسری سن کر شاید اسی طرح ٹھنڈک محسوس کرتا ہوگا۔ میرے سارے جسم میں ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ نوید جا چکے تھے مگر میرے اندر جذبات کے آمد کی لہریں جاری ہو گئی تھیں۔ ایسا لگا جیسے چاروں طرف بہار کا خوشگوار موسم ہو اور ہر سمت آرزوؤں امیدوں کی کلیاں کھل رہی ہوں اب تو عورت کے تمام مسائل حل ہو چکے تھے۔ ساری دشواریاں ختم ہو چکی تھیں۔

اس کے بعد کئی دنوں بعد تک میری نوید سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ میری زندگی کی اس خوشگوار تبدیلی نے میرے سوچنے کا انداز ہی بدل دیا تھا۔ میں اب نوید سے ملنا چاہتی تھی۔ مگر سامنے جانے کے تصور سے کتراتی بھی تھی کب تک بچتی؟ ہم لوگ ملے۔ ملتے رہے۔ اور قریب آتے گئے۔ گھڑی کی سوئیاں ٹک ٹک کرتی رہیں۔ کلنڈر کی تاریخیں آگے بڑھتی گئیں۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے اتنے اپنے ہو گئے کہ دونوں کی خوشیاں دونوں کے غم ایک مرکز پر آ گئے ——— میری چھوٹی چھوٹی پسند و ناپسند کا علم نوید کو تھا اور نوید کی مرضی میں اچھی طرح پہچانتی تھی۔

ہم دونوں کی دوستی اپنی جگہ تھی اور امی ابو کی ذمہ داری اپنی جگہ قائم تھی کہیں کوئی رشتہ بتاتا کہ فقول گھر پر کھسر پھسر ہونے لگتی۔

ایم اے کا رزلٹ آنے والا تھا۔ اس کے بعد کیا کروں گی؟ ابھی تک سوچا نہ تھا یہی بات ایک دن میں نے نوید کے سامنے چھیڑ دی کہ آگے مجھے کیا کرنا چاہیئے وہ بہت دیر تک خاموش رہ کر بولے۔ میری تو یہی خواہش تھی کہ اب تم میری زندگی کا ادھورا پن ختم کر دو۔ تمہارے بغیر اپنے آپ کو بہت تنہا تنہا پاتا ہوں لیکن نجانے کیوں ایسا لگتا ہے کہ ابھی مجھ میں اتنی صلاحیت نہیں کہ تمہیں آرام سے رکھ سکوں گا۔ اسی دوڑ دھوپ میں ہوں کہ تمہیں بہتر زندگی دینے کے قابل بن سکوں۔ ماں باپ نے انجینیرنگ پڑھائی تھی کہ نہ جانے ان کا بیٹا کتنی دولت کمائے گا۔ مگر انجینیرز۔ ڈاکٹرز بلکہ ہر تعلیم یافتہ نوجوان کا کیا مستقبل ہے؟ یہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔ کیا کروں؟ کوشش کرنا اپنے بس میں ہے سو تو کر رہا ہوں۔ جس دن کسی قابل بن سکا اپنی زندگی تمہیں سونپ دوں گا تم جس طرح چاہنا اسے سنبھالنا۔ نوید باتیں کرتے کرتے اور میں سنتے سنتے دونوں ہی جذباتی ہو گئے تھے۔ انھیں کچھ کام تھا وہ چلے گئے میں اکیلے ہی ان حالات کا جائزہ لینے لگی۔

اسی روز امی کی چچی آ گئیں۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد کہنے لگیں۔ بٹیا کو جتنا پڑھانا تھا پڑھ چکیں۔ ان کے ساتھ کی تمام لڑکیاں بچے کھلا رہی ہیں۔ اور کب تک بیٹھائے رکھنے کا ارادہ ہے؟

میں نے دیکھا امی خاموش ہو گیئں تھیں۔ اتنے میں ان کی نظر مجھ پر پڑی نہ جانے ان میں کہاں سے ہمت آ گئی کہنے لگیں کوئی اچھا رشتہ آئے تو کروں۔ پڑھی لکھی لڑکی نہ گاؤں میں رہ سکتی ہے اور نہ صرف بچے پال سکتی ہے۔ میری بیٹی نے تو کبھی باورچی خانہ میں کوئی دلچسپی ہی نہیں لی کیسے اسے کہیں دھکیل دوں۔

جب بھی کوئی عورت امی کے سامنے میری شادی کا سوال لیکر بیٹھتی امی چپ چپ سی ہو جاتیں۔ ان کے جانے کے بعد میں امی کو بڑے پیار اور غصے سے سمجھاتی۔ امی آپ کیوں ان لوگوں کے سامنے چپ چپ سی ہو جاتی ہیں میں ان کو جواب دے سکتی ہوں مگر اس لئے چپ رہتی ہوں کہ لوگ مجھ کو نہیں آپ کی بیٹی کو بدزبان کہیں گے۔ اور جب چچی نے امی سے وہی گھسا پٹا سوال کیا تو امی نے میری ہی زبان سے نکلے تمام جملے دہرا دیئے۔ میری شادی طے ہو سکتی تھی۔ شادی نہ ہونا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ مسئلہ تھا کہ رشتہ میری پسند کا ہو۔ لڑکا میرے مزاج کا ہو۔

ایک وقت وہ بھی آ گیا کہ اپنی شادی کے سوال پر خود میں الجھنے لگی۔ میں نے نوید سے ملنے اور اس مسئلہ پر ان سے بات کرنے کا ارادہ کیا۔ ٹیلی فون پر ان کے گھر کا نمبر گھمانے لگی ریسیور ان کی چھوٹی بہن نے اٹھایا۔ نوید بھیا پونا گئے ہیں انٹرویو کے لئے اس خبر نے مجھے بہت خوش کر دیا اور میں اسی وقت سے نوید کی آمد اور ملاقات کا انتظار کرنے لگی۔ دس روز گزر گئے نوید کے بارے میں اور کچھ نہ معلوم ہو سکا۔

ابھی میں صبح کا اخبار ہی پڑھ رہی تھی کہ عقیل کے ساتھ ایک اسمارٹ سا جوان داخل ہوا میں اس کا کوئی دوست سمجھ کر دروازے کا پردہ ٹھیک کرنے لگی۔ باجی! یہ عرفان بھائی ہیں مسعودہ خالہ کے بیٹے سعودی عرب سے آئے ہیں۔ پھر بھی میں سلام کے آگے کچھ نہ بول سکی۔ اب تک امی آواز سن کر آ چکی تھیں۔ خوش ہو کر ان سے سوالات کر رہی تھیں۔

عرفان صرف پندرہ دنوں کے لئے ہندوستان آئے تھے۔ ان کی چند ملاقاتوں نے مجھے کچھ سوچنے کی فرصت ہی نہیں دی۔ سارا دن شاپنگ تفریح اور ہوٹلوں میں گزر جاتا صرف چند دنوں میں وہ زندگی پر آندھی طوفان کی طرح چھا گئے ان کی باتوں میں بڑا یقین تھا بڑی پیاری باتیں کرتے تھے خاموش ہو جانے کے بعد بھی ان کی آوازیں کانوں میں گونجتی رہتی تھیں۔

ایک دن بازار گھومتے گھومتے ہم لوگ تھک چکے تھے۔ قریب ہی ایک ریسٹورنٹ میں داخل ہو گئے اندر کا ماحول کافی ٹھنڈا اور خاموش تھا۔ سارے ہال میں نیم تاریکی تھی۔ صرف میزوں پر خاص زاویے سے روشنی کا انتظام تھا۔ فیض کی غزل بڑے آہستہ سروں میں روحانی فضا پیدا کر رہی تھی۔

ہال کے کونے کی خالی سیٹ پر ہم دونوں جا کر بیٹھ گئے۔ ایسے خاموش اور ٹھنڈے ماحول میں ہم دونوں ٹھنڈے جوس کے گھونٹوں سے اپنے اندر بھی ٹھنڈک اتارنے لگے عرفان نے بہت آہستہ آواز میں کہا ——— آپ جانتی ہیں! میں یہاں کس لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں نے انجانوں کی طرح دیکھتے ہوئے کہا۔ کس لئے؟ میں یہاں لڑکی پسند کر کے شادی کرنے آیا ہوں۔ میرے واپس ہونے میں بہت کم وقت ہے تم مجھے پسند آئی ہو۔ سب ہی تیار ہیں صرف تمہاری مرضی چاہیئے ——— اور میں نے اپنی مرضی کا اظہار

(آگے ص ۲۰ پر)

اداسیاں

سید احمد قادری

اکثر اس راہ سے گزرتا ہے

وہ دبلے پتلے جسم پر پرانی وضع کا سوٹ گلے میں پرانی اور بوسیدہ سی ٹائی اور سر پر ہیٹ ہوتی۔ چہرہ داڑھی اور مونچھوں سے بے نیاز لیکن ضعیفی نے کمر میں تھوڑا خم پیدا کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے کمر چلتے وقت ذرا سا آگے جھک جاتی۔

صبح سویرے وہ آزاد روڈ ہوتا ہوا بازار کی جانب جاتا ضرور دکھتا اس وقت اس کے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا جھولا ہوتا۔ جو اکثر واپسی پر بھرا ہوا نظر آتا۔

آزاد روڈ پر واقع کئی مکانوں کے مکین اس بوڑھے شخص کے معمول سے واقف تھے ایسے ہی ایک مکان کے برآمدے میں اکثر صبح سویرے کھڑے تین بچے پنکو، رنکو اور شنکو جو عمر میں دس آٹھ اور چھ سال کے ہیں۔ بوڑھے شخص کو آتا دیکھ کر بہ آواز بلند کہتے ——— "بوڑھا انکل آگیا۔ . . . . بوڑھا انکل آگیا . . . . . "گڈ مارننگ بوڑھا انکل . . . . "چلانا شروع کر دیتے جواب میں بوڑھا ——— "گڈ مارننگ ڈیر چائلڈ . . . . . گڈ مارننگ ڈیر چائلڈ . . . . " دھیمی دھیمی آواز میں کہتا اور مسکراتا ہوا آگے بڑھ جاتا۔ کبھی کبھی اس کے ہاتھ میں کئی عدد ٹافیاں بھی ہوتیں۔ جو پنکو۔ رنکو اور شنکو کو وہ بڑے پیار سے دیتا اور سر اور گال پر دست شفقت پھیرتا ہوا گزر جاتا بچے اور اس بوڑھے انکل کی دوستی کی وجہ بھی غالباً یہی تھی۔ ٹافیوں نے اجنبیت کے احساس کو ختم کر دیا تھا۔ اس لئے کبھی کبھی وہ تینوں بچے بوڑھے انکل کے مطابیے پر پھبتی بھی دے دیتے۔

ایک دن ان بچوں نے پروگرام بنایا کہ آج جب بوڑھا انکل بازار سے لوٹنے لگے تو اس کے ساتھ اس کے گھر چلا جائے اور اس کے بچوں سے دوستی کی جائے۔

کچھ دیر بعد جب بوڑھا گزرنے لگا تو تینوں نے ایک ساتھ معمول کے مطابق گڈ مارننگ کہا اور کہنے کے بعد اس کے گھر چلنے کی بات کہی۔ بوڑھا مسکرایا اور کہنے لگا

" ہاں بیٹے میں ضرور لے چلوں گا۔ ذرا بازار سے ہو آؤں ——— " یہ سنتے ہی تینوں بچے گھر میں داخل ہوئے اور اپنی ممی سے اجازت لے کر برآمدے میں آئے اور پھر لوٹتے ہوئے بوڑھے انکل کے ساتھ ہو لیے۔

کچھ دیر بعد تینوں بچے بوڑھے انکل کے ساتھ اس کے پرانے مکان میں داخل ہوئے۔

لیکن یہ کیا۔ یہ مکان تو سناٹے کا مسکن ہے دور دور تک کسی کا وجود نہیں۔ ہر طرف مکمل خاموشی ہے بچوں نے گھبرا کر بوڑھے انکل سے سوال کیا، "یہاں تو کوئی نہیں ہے۔" "ہم لوگ بے کار ہی آئے اور یہ کہتے ہوئے واپسی کے لئے مڑے لیکن ان کے باہر نکلنے سے قبل ہی بوڑھے انکل نے انھیں اپنے قریب بلا لیا۔ کیوں بیٹے، اتنی جلدی تم لوگ گھبرا گئے۔ مجھے دیکھو میں دس سال سے اس ویران اور خاموش مکان کو آباد کئے ہوا ہوں۔ شاید اسے میں بھی چھوڑ دیتا لیکن چھوڑ کر جاؤں گا کہاں؟" اتنا کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ "انکل تم کیوں رو رہے ہو؟"

" تم ان آنسوؤں کو نہیں سمجھو گے میرے بچو، اس وقت تک جب تک کہ یہ آنسو تمہاری آنکھوں سے نہ گریں گے۔"

تینوں بچے بوڑھے انکل کے اس جملے کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ اس لئے پنکو نے فوراً ہی دوسرا سوال کیا: "انکل تمہارے بچے نہیں ہیں"۔

" ہاں، ہاں ہیں بالکل ہیں۔"

" پھر ان سے ملاؤ نا ہم لوگوں کو، ہم لوگ ان سے دوستی کرنا چاہتے ہیں۔"

" نہیں بیٹے، تم ان لوگوں سے دوستی نہیں کر سکو گے۔"

" کیوں انکل"

" اس لیے کہ وہ لوگ تم سے کافی بڑے ہیں، بالکل تمہارے پاپا کی عمر کے۔"

" لیکن وہ ہیں کہاں؟ "

" بہت دور ہیں بیٹے۔ میرا بڑا لڑکا جوزف ہے جو انگلینڈ میں ایک بڑا ڈاکٹر ہے اور دوسرا وکیم ہے جو امریکہ میں ہے۔ وہ وہاں کا بڑا بزنس مین ہے۔"

تمہارے اتنے بڑے بڑے بیٹے۔ انکل پھر تم اتنی خراب حالت میں اور اداس اور بجھے بجھے سے کیوں رہتے ہو؟

بوڑھا کچھ دیر خلا میں اپنی ویران آنکھوں سے گھورتا رہا۔ پھر کہنے لگا "بیٹے میں تمہیں کیسے یہ سب باتیں سمجھاؤں، ابھی تم لوگ بہت چھوٹے ہو، ان باتوں کو نہیں سمجھو گے اور جو سمجھ سکتے ہیں وہ سمجھنا نہیں چاہتے۔"

" اچھا انکل یہ بتاؤ تمہارے لڑکوں کی ممی کہاں ہیں۔"

"بیٹے وہ بھی چند سال قبل مجھے تنہا چھوڑ کر چلی گئی دور بہت دور کبھی واپس نہیں آنے کے لئے۔ شاید وہ بھی تنہائیوں اور خاموشیوں سے گھبرا گئی تھیں۔" "تو کیا تم اس گھر میں بالکل اکیلے رہتے ہو۔ تمہیں ڈر نہیں لگتا۔؟"

"نہیں میرے بچے۔ میں اس گھر میں تنہا کہاں رہتا ہوں۔ میرے ساتھ دو دوست رہتے ہیں۔ ایک جو میرے دکھ سکھ کا ساتھی ہے اور جو میری حفاظت بھی کرتا ہے اور دوسرا وہ ہے جس سے میں جب بہت گھبرا جاتا ہوں اور تنہائیاں مجھے کاٹنے دوڑتی ہیں تو باتیں کرتا ہوں۔ کیوں تم لوگ ملو گے ان سے؟"

" ہاں، ہاں انکل، انکل۔"

جواب میں بوڑھے نے پکارا ——— "ٹامی"

اور آواز سنتے ہی کہیں قریب سے نکل کر ایک سیاہ اور چمکدار کتا سامنے آگیا اور انکل کے پیروں کے قریب بیٹھ گیا اس کے بیٹھتے ہی انکل کا ہاتھ بے اختیار کتے کے سر کو تھپتھپانے اور پیار کرنے لگا۔

" میرے دوسرے ساتھی سے بھی ملو گے، بچو، آؤ میرے ساتھ۔" یہ کہتے ہوئے بوڑھا کرسی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اور بہت ہی خستہ حال پردہ کو اٹھاتے ہوئے آنگن میں آگیا۔

بچے بھی اس کے پیچھے پیچھے پہونچ گئے اور آنگن میں پہونچ کر دیکھا ایک کنارے پر ایک موٹے سے تار کے سہارے ایک آہنی پنجرہ لٹک رہا تھا۔ جس میں ایک بڑا سا پہاڑی طوطا اچھل کود رہا تھا۔ بوڑھے کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک نظر آنے لگی اور وہ بالکل انسانوں کی طرح بولنے لگا۔

" کیوں جی تم خاموش کیوں ہو، میری طرح تمہیں بھی سبھی چھوڑ گئے؟" بچوں کو طوطے کی باتیں سن کر بڑی حیرت ہوئی۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے کبھی کسی طوطے کو اتنی صاف بولتے ہوئے نہیں سنا تھا ——— بوڑھا اسے پچکارتا رہا اور طوطا اس سے وہی باتیں دہراتا رہا۔

چند لمحے بعد بوڑھا بچوں کی جانب مڑا اور کہنے لگا ——— "دیکھا بچو تم لوگوں نے میرے دوستوں کو میری تنہائیوں کے ساتھی، میرے دکھ، تکلیف کے دوست یہی ہیں ——— کبھی میں بھی جوان تھا، میرے دم سے یہ گھر آباد تھا۔ اس گھر میں بھی طوطی بولتی تھی بیٹے لیکن . . . . .

قصور میرا اتنا ہے کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی، ان کے مستقبل کو سنوارنے کی ہر ممکن کوشش کی، انہیں اس قابل بنایا کہ وہ زمانہ وقت اور حالات کا مقابلہ کر سکیں اور . . . . . اور . . . . . .

لیکن مجھے ان سب کا کیا صلہ ملا، یہ تمہارے سامنے ہے امیدوں کے سارے چراغ گل ہو چکے ہیں ہر سمت تاریکی ہی تاریکی ہے۔ کسی طرف سے بھی روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی . . . . . سرکار کی پنشن ہے جو زندگی کی سست رفتار گاڑی کو دھیمے دھیمے آگے بڑھائے لئے جا رہی ہے، ورنہ . . . . ." اور یہ کہتے کہتے اچانک بوڑھا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

پنکو، رنکو اور شنکو حیرت اور استعجاب بھری نظروں سے بوڑھے انکل کو دیکھتے رہے اور جب بوڑھے انکل کی ہچکیوں میں کمی نہیں آئی تو وہ تینوں گھبرا کر گھر سے باہر نکل آئے۔

باہر نکلتے نکلتے ان کے کانوں میں بوڑھے انکل کی آواز گونجی: "جاؤ جاؤ! میرے بچوں گاڈ بلیس یو"

(گورکھپور سے نشر)

بقیہ :- باشندہ

اس طرح گیا ماں باپ جو کریں گے وہی اچھا ہو گا۔ عرفان کے چہرے پر کچھ اور رونق آ گئی۔

گھر واپس پہنچ کر اندازہ ہوا امی ابو لڑکی کو وداع کرنے کی تیاری میں مصروف ہیں ——— چند دنوں کی تیاری میں ہم دونوں ایک ہو گئے۔

میں عرفان کے ساتھ کہیں جانے کے لئے نکل رہی تھی کہ نوید کو خالی خالی آنکھوں سے نکلتے دیکھا بعد کو معلوم ہوا ان کو نوکری مل گئی تھی۔

میں عرفان کے ساتھ بہت آرام دہ مکان میں نہایت خوشگوار زندگی گزار رہی ہوں لیکن نوید کے ساتھ گزرا ہوا ایک ایک پل مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کچھ بھی نہیں بھولی ہوں۔ اور نہ ہی کچھ بھولنا بس میں ہے اسی لئے لفظ بھولنا آج تک میری سمجھ سے باہر ہے۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

گندی

مالک رام آنند

وہ بڑا بے ایمان شخص تھا اور اس کی بے ایمانیوں کی ہر کسی کو خبر تھی مگر صرف اس کو اپنی خبر نہیں تھی اور وہ ان بے ایمانیوں کی ہی وجہ سے مشہور و معروف تھا اور اس کی روزی روٹی کا سلسلہ بھی دراز تھا اس کی بیوی لیلا کو اس بارے میں کچھ خبر نہیں تھی کہ وہ یہ سب کہاں سے لیکر اس کے پریوار کا پالن پوسن کرتا ہے۔ بس وہ اتنا جانتی تھی کہ اس کا خاوند بھان کسی دفتر میں بڑا بابو ہے اثر رسوخ والا ہے مگر وہ جو بڑا بابو تھا صرف اس نیک بخت کی وجہ سے آج تک بچ رہا تھا کیونکہ کسی شگنے شخص نے آج تک اس کے خاوند کا پول اس کے سامنے کھولنے کی جسارت نہیں کی تھی کیونکہ کئی بار کئی احباب اور اجنبی لوگ اس کی ٹوہ پاکر اس کے گھر پہونچے بھی مگر گھر کی شکل و صورت دیکھ کر کسی کی جرأت نہیں ہوتی تھی اس پر الزام تراشی کرنے کی۔ الزام لگانے کی تو بات ہی دوسری ہے ادھر وہ تھا کہ رات دن مگن تھا بے ایمانی میں اور یہ سمجھتا تھا کہ اس کا پول کبھی نہیں کھلے گا۔ یہ دن سدا ایک جیسے رہیں گے مگر رہتے تب نا، ادھر لیلا نے اپنے گھر کو آسائشوں اور زیبائشوں سے اس قدر مزین کیا ہوا تھا کہ کوئی اتنی بڑی کوٹھی میں گھسنے کی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ بھلا اتنی بڑی کوٹھی شاندار ٹھاٹھ باٹھ اور گیرج والے کار والے ترک بھڑک والے لوگ جنکے بچے اعلیٰ اسکولوں میں پڑھ رہے ہوں اتنے بے ایمان ہو سکتے ہیں؟ جتنا کہ کسی نے سوچا تک نہ ہو اب تو پچھلے کچھ دنوں سے اس کی بے ایمانیوں کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا تھا مگر اسی کا دل تھا کہ وشال ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن ایک دن وہ کہاوت سب نے سنی سو دن سونار کے ایک دن لوہار کا بھان سے بھی ایک بڑا بے ایمان اس شہر میں وارد ہوا اور اس نے بھان کی بے ایمانیوں کی خوب شہرت دیکھی سنی اور پھر اس نے بھان کی بے ایمانیوں کی گہرائیوں میں اتر کر اس کا سارا جائزہ لے لیا۔ اور اس کی آڑ میں اپنے لئے بھی جائے پناہ تلاش کر لی۔ عورت انسان کی واحد کمزوری ہے۔ ایک دن جب وہ دونوں بے ایمان ایک دوسرے پر سبقت سے جانے کے لئے پر تول رہے تھے اور مے نوشی فرما رہے تھے۔ دوسرے شہر میں نئے نئے وارد ہونے والے بے ایمان نے بات اچکتے ہوئے کہا "یار کیا تمہاری بیوی کو تمہاری ان ساری بے ایمانیوں کا کچھ اتہ پتہ ہے؟" "ارے ارے یہ غضب نہ ڈھاؤ میرے مہربان اس کو اس کی بھنک نہ پڑے باقی تم اپنا حصہ لیتے جاؤ۔ اور مجھے اخلاقی تحفظ دیتے رہو میری بیوی کو اگر ان تمام کا پتہ چل گیا تو بس۔" دوسرا بے ایمان بولا "یار ہمیں کیا ہم نے تو آم کھانے ہیں باتیں نہیں پوچھنی ہیں۔"

بس بات آئی گئی ہو گئی مگر دوسرا بے ایمان بڑا بے ایمان تھا۔ وہ ایک دن موقعہ پاکر جس دن بھان باہر گیا ہوا تھا وہ اس کے گھر جا دھمکا۔ تمام ٹھاٹھ باٹ اور شان شوکت دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ مگر تھا وہ بھی بڑا خرانٹ قسم کا بے ایمان۔ اس کے لباس کو دیکھ کر تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی نگری کا پرنس ہو۔ لیلا نے اسے دیکھا تو ساری نفاست، خود پسندی، سر بلندی دھری کی دھری رہ گئی اس نے اس خوش شکل، خوش گلو خوش پوش بے ایمان کا جی دلی سے استقبال کیا اور خوب خاطر مدارت کی اور پھر اس خاطر مدارت نے بے ایمان کا دل موہ لیا۔ لیلا کی خوب سے خوب تر کی تمنا بڑھی اب وہ جب بھی فراغت پاتا چھوٹے بے ایمان کے گھر جا دھمکتا اور خوب خاطر و مدارت کا لطف اٹھاتا مگر ایک دن ہر بے ایمان کا بھانڈا بیچ چوراہے پر پھوٹتا ہے

ایک دن آخر بڑے بے ایمان کو اس نے اپنے گھر سے نکلتے اور لیلا کو دلائے دلبری سے اسے الوداع کہتے ہوئے دیکھا" بائی بائی"! اور اس طرح بے ایمان کی ساری بے ایمانی اور چوکسی دھری کی دھری رہ گئی اور اس کے منہ سے بڑی حقارت سے صرف اتنا ہی نکلا تھا "گندی" مگر گھر میں داخل ہو کر وہ اپنی بیوی سے یہ پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا تھا کہ "یہ بڑا بے ایمان یہاں کیا لینے آیا تھا!"

(جموں سے نشر)

نیشنل پروگرام

ایس راجیشوری کا گائن
۲ر اگست رات ساڑھے نو بجے

ایس راجیشوری نے محض سات سال کی عمر میں ہی مدورائی بشرکرا این کرشنن، راماناڈ کرشنن، ایس راجن اور ڈی ۔ کے جیارمن سے حاصل کرنا شروع کر دی تھی ۔ اس کے ساتھ ہی وہ ایس سوامی ناتھن سے تامل بھگتی گیت بھی سیکھتی رہیں ۔



وسنگیتھا ودوان، خطاب یافتہ ایس راجیشوری ۱۹۶۵ کے آکاشوانی مقابلہ موسیقی میں کرناٹک کلاسیکی اور سگم سنگیت میں پہلا انعام پا چکی ہیں ۔ اپنے فن کا مظاہرہ وہ ہندوستان اور بیرونی ممالک میں بھی کر چکی ہیں ۔

ایم آر گوتم کا گائن
ھفتہ ۹ر اگست رات ساڑھے نو بجے



ایم آر گوتم کا جنم موسیقاروں کے ایک خاندان میں ہوا ۔ ابتدا میں انھوں نے چند سال تک کرناٹک موسیقی کی تعلیم پائی ۔ بعد میں ان کی دلچسپی ہندوستانی موسیقی میں ہو گئی اور انھوں نے رام راؤ نائک، دلیپ چندویدی سینئر ڈاگر برادران، استاد ولایت حسین خاں اور استاد انور حسین خاں (آگرہ گھرانہ) جیسے ماہرین سے تعلیم پائی ۔ اس کے علاوہ دادرا، ٹھمری سدھیشوری دیوی اور ٹپا راموجی مشر (گیا) سے سیکھا ۔
آپ اپنے فن کا مظاہرہ ملک اور بیرون ملک کی محفلوں میں کر چکے ہیں ۔

علاقائی وسگم سنگیت: راگ پردھان گان
۷ر اگست رات ساڑھے نو بجے

علاقائی وسگم سنگیت کے نیشنل پروگرام میں



اس بار بنگال کے مقبول عام سنگیت 'راگ پردھان گان' پر ایک تمثیلی فیچر پیش کیا جائے گا ۔ اس فیچر کو ملک کی نامور گائیکہ دیپالی ناگ نے تحریر کیا ہے اور پروڈیوس کیا ہے ۔
دیپالی ناگ نے موسیقی کی تعلیم آگرہ گھرانہ کے بشیر خاں، تصدق حسین خاں اور استاد فیاض حسین خاں سے حاصل کی ہے ۔ آج کل آپ سنگیت ریسرچ اکیڈمی کلکتہ سے منسلک ہیں ۔

منگل شب کی محفل موسیقی
بملیندو بنرجی کا ستار وادن
۵ر اگست رات ۱۰ر بجے

بملیندو بنرجی کا تعلق موسیقاروں کے ایک خاندان سے ہے ۔ موسیقی کی تعلیم حاصل کرنے کی شروعات ستار کے ساتھ انہوں نے اپنے چچا سور گیہ نرپیندر ناتھ بنرجی سے کی ۔ بعد میں انہوں نے اپنے بڑے بھائی بریندر ناتھ بنرجی سے بھی اسباق موسیقی حاصل کیے جو کہ مرحوم استاد علاؤالدین خاں کے شاگرد رہے ہیں ۔



بملیندو بنرجی ملک کے مختلف حصوں میں منعقد موسیقی کی محفلوں میں اپنے فن کا مظاہرہ کر چکے ہیں ۔ انکو 'الاپ' اور 'گت'، دونوں میں مہارت حاصل ہے ۔

وِینا سہسر بدھے کا گائن
۱۲ر اگست رات دس بجے

موسیقاروں کے ایک خاندان میں جنمی وینا سہسر بدھے نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے پتا شنکر سری پد بیداس سے حاصل کی ۔ جن کو پنڈت ڈی ۔ وی پلسکر جیسے فنکار کی شاگردی کا شرف حاصل رہا ہے ۔ اس کے علاوہ سہسر بدھے نے اپنے بڑے بھائی کاشی ناتھ شنکر بیداس سے بھی تربیت پائی اور بلونت رائے بھٹ بنارس والے، دست ٹھاکر (دہلی)، اور بمبئی کے گجانن راؤ جوشی سے بھی رہنمائی حاصل کی ۔



گو کہ وہ بنیادی طور پر گوالیار گھرانہ گائیکی کی فنکار ہیں لیکن انکی گائیکی میں دوسرے گھرانوں کی گائیکی کے دلکش عناصر بھی ملتے ہیں ۔

دوردرشن

دہلی
چینل ۴ تصویر ۶۲.۲۵ MHz
بینڈ ۱ آواز ۶۷.۷۵ MHz

مسوری
چینل ۱۰ تصویر ۲۱۰.۲۵ MHz
بینڈ ۳ آواز ۲۱۵.۷۵ MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام
۶-۰۰ اختتامی اعلانات (سوائے اتوار)
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)
۷-۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات
۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
۹-۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۱۱-۴۵ نیوز ہیڈلائنز (ہفتہ کو ۱۲ بجے)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ سائنس (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۰-۱۵ اور سہ پہر ۳-۳۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۰۰ اور سہ پہر ۳-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۱-۰۰ اور سہ پہر ۳-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ حساب (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ بائیلوجی (دسویں جماعت)
۱۱-۰۰ اور شام ۳-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱۰-۵۵ اور سہ پہر ۳-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۰۰ اور سہ پہر ۳-۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ فزکس (دسویں جماعت)
۱۱-۰۰ اور سہ پہر ۳-۴۵ انگریزی کا سبق (چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۳۰ اور شام ۴-۳۰ ۴-۰۰
اعلیٰ تعلیمی پروگرام روزانہ سوائے اتوار و تعطیلات

•••••

اتوار

صبح
۹-۳۰ سرب سانجھی گوربانی / کارٹون فلم / پربھاتی
۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۵۰ سیکریٹس آف دی سی (انگریزی سیریل)

دوپہر
۱۲-۳۵ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)
۱-۰۰ خزانہ (ہندی سیریل)
۱-۳۰ کہاں گئے وہ لوگ / آسمان کیسے کیسے (ہندی سیریل)
۲-۰۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم II III اور V
۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ

شام
۵-۰۰ آزادی کی کہانی
۵-۱۵ دادا، دادی کی کہانی / وکرم اور بیتال
۵-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ اندھی گلیاں
نشیلی ادویات کے استعمال پر پروگرام
۹-۰۰ ایر ہوسٹس (ہندی سیریل)
۱۰-۰۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام
۱۰-۵۵ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ مہیلاؤں کے لیے
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۷-۳۰ سنسد سماچار / سنگیت
۷-۴۰ ہندی ناٹک

۹-۰۰ نکڑ (ہندی سیریل)
۹-۵۰ سچ کی پرچھائیں I اور III
چترمالا II اور IV
آروہی V
۱۰-۲۰ چھپتے چھپتے (ہندی سیریل)
۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

منگل

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ وشو درشن
۶-۳۵ ہمارے کامگار، ہمارے ادیوگ (II اور IV)
ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (I، III، V)
۷-۴۰ یوتھ فورم I III اور V
یووامنچ II اور IV
۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)
۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
۹-۵۰ جن وانی I، III اور V
بیناڈ لوٹمارو II اور IV
۱۰-۳۰ دی باڈی ان کیویسچن
۱۰-۴۵ لوورڈس پروگریس / پریورتن
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / سنگم سنگیت

بدھ

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۵ آنگن واڑی
۶-۳۵ وکاس کی اور
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)
۹-۰۰ چھوٹے بڑے (ہندی سیریل)
۹-۵۰ رونگ آئی I، III
حالات حاضرہ پر پروگرام / متفرقات II، IV اور V

۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ پریمیر انسٹی ٹیوشنز آف انڈیا (I III اور V)
گریٹ واسٹرز (II اور IV)
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ان سے ملیے / اور گیسٹ

جمعرات

شام
۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۱۵ گھریلو نسخے
۶-۳۵ قانونی اصلاح / آزادی کے دیوانے
مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ ٹیلی فن / کھیل اور کھلاڑی
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگیت
۸-۰۵ پارمپاوک کلائیں I، III، V
سنگیت / نرتیہ II، IV
۸-۲۵ مینجمنٹ (انگریزی سیریل)
۹-۰۰ ستیہ جیت رے کی پیشکش (ہندی سیریل)
۹-۵۰ پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیوز III
واٹ از دی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کوئیز V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۱۵ آپ کا پریوار
۶-۴۵ سگم سنگیت
۷-۳۰ سنسد سماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)
۹-۵۰ ہندی سیریل
۱۰-۲۰ لائنگ اسپورٹس ایونٹس / ان دس آور لینڈ / یر آف دی یوتھ

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر

۱-۴۵ گھرباہر

۲-۱۰ فاریوتھ

۲-۴۵ چمن راؤ (ہندی سیریل)

۳-۰۰ اسپانڈر مین اسپانسرڈ پروگرام

۳-۱۵ دیدنز کامیڈی سو (انگریزی سیریل)

شام

۶-۰۰ بچوں کے لیے

۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/انگریزی)

۷-۱۰ یو اینڈ یور پیٹس

۷-۲۵ فاردی فورسس (I)

نرتیہ (III، V)

۷-۵۵ جان ہے جہان ہے

۸-۱۰ سپتاہکی

۱۰-۲۰ مشاعرہ (II)

کوی سمیلن (IV)

۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)

۹-۵۰ سائنس پروگرام II، IV

فیچر فلم I، III اور V

دہلی

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)

۷-۴۰ آوشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ ہندی پتریکا

۷-۱۵ بھورنگ ۷-۴۵ انگریزی سیریل

[illegible]

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ ٹیلی میچ

۷-۰۰ ہی مین اینڈ دی ماسٹرز آف یونیورس: تصویری فلم

۷-۴۵ چہل پہل

۸-۰۰ کوتیزآن دی اسپاٹ

[illegible]

شام

۶-۳۰ نو اودیہ

اسکولی بچوں کا پیشکردہ پروگرام

۷-۴۵ اولڈ فاکس: انگریزی سیریل

[illegible]

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ کلیڈیو اسکوپ

۷-۰۰ یوتھ پروگرام

۷-۴۵ شاستریہ سنگت

[illegible]

شام

۶-۳۰ آپ کا باغیچہ

۶-۴۵ میوزک سرکس

۷-۱۵ ناگرک سمیا ۷-۴۵ پنجابی درپن

[illegible]

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ سماچار ڈائری

۷-۰۰ اردو میگزین پروگرام

۷-۴۵ کلا پریکرما

۸-۰۰ ہندی ناٹک

[illegible]

شام

۶-۳۰ اگلے ہفتہ کی جھلکیاں

۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈاپ

۷-۱۵ آئینہ: (عام آدمی کے مسائل پر مبنی پروگرام

۷-۴۵ پاپ میوزک

● ● ● ● ● ● ● ● ●

اپ گریہ دوردرشن

جے پور، مظفر پور اور رائے پور

اتوار

تمام پروگرام دہلی کے مطابق

پیر

شام ۶-۰۰ لوک رقص

۶-۲۰ اپنی دھرتی اپنے لوگ (I، III، V)

نئی دشائیں (II، IV)

۶-۴۰ چوپال ۷-۱۰ آج کی بات

۷-۳۰ اور آگے تمام پروگرام دہلی کے مطابق

منگل

شام ۶-۰۰ بچوں کے لیے

۶-۲۰ لوک رقص

۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے ۷-۱۰ انٹرولو

۷-۳۰ دہلی کے مطابق

۸-۱۰ نئی امنگ نئی ترنگ

[illegible]

شام ۶-۲۰ سماج شکشا

۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے

۷-۱۰ صحت و صفائی پر پروگرام

۷-۳۰ دہلی کے مطابق

[illegible]

شام ۶-۲۰ اپنا گاؤں اپنی بات

۶-۳۰ دوبارہ کھیل کا ستار

اسکائیوز سے / دیگر مراکز سے

کوی گوشٹھی (I) / ناٹک (II)

ٹی وی فلم (III)، ڈاکومینٹری (IV)

[illegible]

شام ۶-۰۰ مہلاؤں کے لیے (I، III، V)

۲۰ نکاتی پروگرام (II، IV)

۶-۲۰ کھیل اور کھلاڑی

۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے

۷-۱۰ پاپولر سائنس، ۷-۳۰ دہلی کے مطابق

[illegible]

شام ۶-۰۰ لوک سوایات (I)

سرتی چتر (II)، لوک دھارا (III)

سہیلتا کی کہانی (IV)

گیت و بھجن (V)

۶-۳۰ دہلی کے مطابق، ۸-۲۰ چارہ (I)

رنگ وینگ (II) /

بوجھو تو جانیں (III)

پرشنوں کے گھیرے میں (IV)

سنسکرتی پروگرام (V)

۸-۴۰ دہلی کے مطابق

کلکتہ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz

بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

نیشنل پروگرام روزانہ رات ۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک (دہلی سے ریلے)

پیر

شام

۶-۰۴ بچوں کے لیے

۶-۳۰ موسیقی

۷-۰۰ بجنن پراسنگے

۷-۴۰ اسپورٹس راؤنڈاپ

۸-۱۰ ساہتیہ سنسکرتی

منگل

شام

۶-۰۴ بچوں کے لیے

۶-۳۰ سواستھ

۷-۰۰ فلم ڈویژن ڈاکیومنٹری

۷-۱۰ سمبد پربھا

۷-۴۰ سلسلے وار ڈرامہ

۸-۱۵ موسیقی

بدھ

شام

۶-۰۴ گھارے بارے

۶-۳۰ دیہی پروگرام

۷-۰۰ رابندر سنگیت

۷-۲۰ سوک سینس / ڈولپمنٹل / پبلسٹی فلم

۷-۴۰ درشکار دربارے

۸-۰۵ چترہار

جمعرات

شام

۵-۳۴ اسٹارٹریک (سلسلے وار انگریزی فلم)

۶-۳۰ بنگالی میں یوتھ پروگرام

۷-۰۰ درشٹی کون / ریویوز

۷-۴۰ چترمالا

جمعہ

شام

۶-۰۴ بچوں کے لیے

۶-۱۴ انڈسٹریل پروگرام

۶-۳۴ اور ۷-۴۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/بنگالی)

۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

ہفتہ

دوپہر

۱-۴۵ سے ۳-۳۰ نیٹ ورک پر اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام

۵-۳۵ اور ۷-۵۵ بنگالی فیچر فلم

۷-۴۰ سپتاہکی

اتوار

صبح

۱۰-۰۰ سے دوپہر ۲-۰۰

شام ۴-۰۰، ۵-۴۵ اور

۷-۴۵ دہلی کے مطابق

سری نگر

چینل 8 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 17 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

دوپہر بعد سہ پہر

۱۲-۲۵ تا ۱-۰۰ تعلیمی پروگرام (پیر تا جمعہ)

۱۲-۴۵ تا ۲-۴۵ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (سوائے اتوار اور تعطیلات کے)

۵-۵۰ ننھے ناظرین کے لیے (پیر تا جمعرات)

شام

۷-۲۵ کشمیری میں خبریں

۷-۳۰ اردو میں خبریں

۷-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

جالندھر

چینل 9 تصویر 203 25 MHz
بینڈ 13 آواز 208 75 MHz

امرتسر

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 194 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

صبح

۸-۳۰ شام ۵-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵ پروگراموں کا خلاصہ (اتوار)

شام

۵-۰۰، ۷-۴۵ اور رات ۱۱-۱۵ پروگراموں کا خلاصہ (پیر تا جمعہ)

۵-۰۰، ۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ (ہفتہ)

دوپہر

۱۲-۴۵ اور ۱-۴۵ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیلات)

شام

۵-۱۵ پنجابی فیچر فلم (۱۷ ہفتہ)

۵-۳۰ پنجابی میں مختصر خبریں

۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم (اتوار)

۶-۰۰ میرا پنڈ میرے کھیت (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

۷-۳۰ پنجابی میں خبریں

۷-۴۰ رشمان (اتوار، پیر، بدھ اور جمعہ)
میل پتھر (منگل، جمعرات اور ہفتہ)

۷-۴۵ پنجابی ناٹک (پیر)
چترہار (منگل اور ہفتہ)
ہندی ناٹک (جمعہ)

۸-۰۵ چترہار (بدھ)

۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے)

لکھنؤ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

کانپور

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

صبح

۹-۴۵ تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

۱۲-۴۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ اونچے درجوں کے لیے تعلیمی پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام

۶-۳۰ چوپال — کسانوں کے لیے (روزانہ سوائے ہفتہ اور اتوار)

۷-۳۰ سماچار

۷-۴۰ آئندہ کل کے پروگراموں کا خلاصہ

۸-۴۰ نیشنل پروگرام (دہلی سے ریلے)

بمبئی

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

پونہ

چینل 5 تصویر 175 25 MHz
بینڈ 3 آواز 180 25 MHz

پناجی

چینل 7 تصویر 189 25 MHz
بینڈ 3 آواز 191 75 MHz

بمبئی I

اتوار

صبح

۹-۰۰ پر تبھا آنی پرتشٹھا (مراٹھی)

۹-۳۰ سپتاہکی

۱۰-۰۰ سے دوپہر ۱-۵۵ تک اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے)

۴-۰۰ علاقائی فیچر فلم

۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ

۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم

۷-۳۰ بات میے (مراٹھی میں علاقائی خبریں روزانہ)

رات

۱۰-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک نیشنل پروگرام

پیر

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ اسکول ٹیلی ویژن

۱۲-۴۵ اور شام ۴-۰۰ یو جی سی ٹیلی کاسٹ (روزانہ سوائے اتوار)

شام

۵-۴۵ ڈوکومنٹری (مراٹھی)

۶-۰۰ بچوں کے لیے (مراٹھی)

۶-۳۰ زرعی پروگرام

۷-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لیے

۷-۲۰ گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات / کمیونٹی تھیٹ

۷-۲۸ کل کے پروگراموں کا خلاصہ (مراٹھی) (روزانہ سوائے اتوار)

۷-۴۰ اسپورٹس پروگرام (مراٹھی)

۸-۱۰ یوتھ پروگرام (مراٹھی)

منگل

شام

۵-۴۵ مراٹھی لوک سنگیت

۶-۰۰ گجراتی میں گھریلو پروگرام (I، III، V)
ہندی میں گھریلو پروگرام (II اور IV)

۶-۳۰ مراٹھی غیر نصابی تعلیم کا پروگرام

۷-۰۰ مراٹھی فلموں کے رقص و گیت پروگرام (I، III، V)
ناٹیہ سنگیت (II، IV)

۷-۴۰ فلم اور اسٹیج کی مشہور شخصیتوں سے متعلق مراٹھی پروگرام (I اور III)
گجراتی پروگرام (II)
مراٹھی میں ورائٹی پروگرام (IV)
رنگا رنگ ہندی پروگرام

بدھ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ سگم سنگیت (مراٹھی)
(I، III، V)
سگم سنگیت (کونکنی / ملوانی)
(II، IV)

۶-۰۰ بچوں کے لیے (ہندی)
(I، III، V)
بچوں کے لیے (انگریزی)
(II اور IV)

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۶-۵۵ مراٹھی میں ادبی میگزین (I اور III)
سگم سنگیت مراٹھی (II)
مراٹھی کوی سمیلن (IV)
ملوانی پروگرام (V)

۷-۴۰ تعلیمی پروگرام (I)
قانون اور عام آدمی (II)
ملکھی ویگالی ملنسے (III)
ہندی میگزین (IV)
سندھی پروگرام (V)

۸-۰۰ چترہار

جمعرات

شام

۵-۴۵ گجراتی سگم سنگیت
(I، III، V)
ہندی سگم سنگیت (II، IV)

۶-۰۰ صنعتی مزدوروں کے لئے (مراٹھی)

۶-۲۰ مراٹھی میں گھریلو پروگرام

۶-۵۰ مراٹھی میں غیر نصابی تعلیم

۷-۲۰ مراٹھی میں زراعتی پروگرام

۷-۴۰ مراٹھی ڈرامہ (I، III)
ہندی ڈرامہ (II) گجراتی ڈرامہ (IV)
ناٹیہ دالوکن: مراٹھی ڈراموں کا تنقیدی جائزہ
(V)

۸-۰۰ کلاسیکی گائن ( ) کلاسیکی رقص
(II، IV) کلاسیکی ساز سنگیت (V)

جمعہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن

۵-۴۵ ورت چترد (I، III، V) مراٹھی میں ڈکیومنٹری
فلم (II، IV)

۶-۰۰ گجراتی میں بچوں کے لئے

۶-۳۰ زراعتی پروگرام

۷-۰۰ مراٹھی میں صحت سے متعلق پروگرام

۷-۴۰ کلاسیکی رقص (I) امرت منتھن

سنسکرت پروگرام (II) کونکنی پروگرام
(III) کلاسیکی موسیقی (IV)
کرنٹ افیرز - مراٹھی (V)

۸-۰۵ چھایا گیت (ہندی فلموں سے رقص اور گیت)

ہفتہ

صبح

۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰
اسکول ٹیلی ویژن (اساتذہ کے
لئے پروگرام (IV)

شام

۴-۴۵ طویل ڈرامہ (مراٹھی/ہندی/گجراتی) (I)
مراٹھی فیچر فلم (II، III، IV)
گجراتی فیچر فلم (V)

۷-۰۰ سرواتھول (انگریزی سیریل)

۷-۴۰ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن (I، III)
چترگیت (گجراتی فلموں سے رقص اور گیت)
(II) چکردیو / کرنٹ افیرز (مراٹھی)
(IV) مراٹھی پروگرام دوبارہ ٹیلی کاسٹ
(V)

۸-۱۰ سپتاہکی

بمبئی II

اتوار

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی)

۷-۰۰ سندھی پروگرام (I)
ملیالم پروگرام (II) کنڑ پروگرام (III)
تمل پروگرام (IV) تیلگو پروگرام (V)

۷-۳۰ مغربی موسیقی / پوپ میوزک

۸-۰۰ شاستریہ گائن (I، III) شاستریہ ساز سنگیت (IV)
شاستریہ نرتیہ (II، V)

۸-۲۸ کل کے پروگرام (روزانہ)

پیر

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت (مراٹھی)

۷-۰۰ ہندی میگزین (I، III)
اردو میگزین (II، IV، V)

۷-۳۰ سواستھ چرچا (I، III، V) ہیلتھ فورم
(انگریزی) (II، IV)

۸-۰۰ انگریزی سیریل فلم

منگل

شام

۶-۳۰ لوک کلائیں، لوک گیت
اور گجرات کی روایتی کلائیں (I)
شام غزل (II) دگیان آلوک (III، V)
آروہی (IV)

۷-۰۰ مراٹھی سیریل

۷-۳۰ پارسی کامیڈی (I) کرنٹ افیرز مراٹھی
(II) پری جات گجراتی (III) ڈانس
(منگل V)

۸-۰۰ پورٹریٹ / ڈاؤن میموری لین

بدھ

شام

۶-۳۰ مراٹھی لوک سنگیت

۶-۴۵ آج چے پھولنے

۷-۰۰ یوادرشن (ہندی) (I، III، V)
یوادرشن (گجراتی) (II، IV)

۷-۳۰ سگم سنگیت

۷-۴۰ کنزیومر فورم (I، III، V) کلچرل سین
(II، IV)

۸-۰۰ ہندی سیریل

جمعرات

شام

۶-۳۰ مراٹھی میں ووکیشنل
گائیڈینس پروگرام

۶-۵۰ فلم ڈویژن کی فلم ہندی

۷-۰۰ گیسٹ آف دی ویک (ہندی/انگریزی)
(I، III) آورلا (ہندی/انگریزی)
(II، IV) ڈکیومنٹری فلم (انگریزی)
(V)

۷-۲۰ ورندگان

۷-۴۴ لیٹ اس فیس اٹ (I، III)
ینگ ورلڈ (انگریزی) (II، IV)
ڈائلن بیلے (V)

۸-۰۰ پنجابی پروگرام (I) ما ولیاتی مسائل
پر مبنی پروگرام (II، IV) کھیل اور
کوسچن (III) لائف اسکیپ (V)

جمعہ

شام

۶-۳۰ شہری مسائل (I
III، V) نوجوان بچوں کیلئے
مراٹھی پروگرام (II، IV)

۷-۰۰ واٹ از دی گڈ ورڈ ( ) فوکس یا
سائنس رپورٹ (II اور IV) ہمارے
آرکائیوز سے (III، V)

۷-۳۰ اسپونسرڈ پروگرام / دوسرے کیندروں سے

۸-۰۰ انگریزی سیریل

ہفتہ

شام

۶-۳۰ انگریزی ڈکیومنٹری فلم
(I، III، V) مراٹھی ڈکیومنٹری
فلم (II، IV)

۶-۴۵ لانگ سیریل / لانگ ٹی وی فلم

۷-۴۰ سپتاہکی

۸-۰۰ کرنٹس کراس کرنٹس (انگریزی)

ودھ بھارتی

سنگیت سریتا : صبح ۳۰-۷

راگ للت

یکم اگست فلم: 'کلپنا' : رفیع
استاد امیر خاں
۲ اگست فلم 'لیڈر' : لتا، رفیع
چندر شیکھر نارنگریکر : ستار
۳ اگست تقریر - انٹرویو

راگ اساوری

۴ اگست 'طوفان اور دیا' : لتا
دنکر کیکنی : گائن
۵ اگست 'آج اور کل' : رفیع، آشا
گنگو بائی ہنگل : گائن

راگ جونپوری

۶ اگست 'دو کلیاں' : آشا [illegible]
پروین سلطانہ : گا [illegible]
۷ اگست 'استاد' : رفیع
نکھل بنرجی : ستار
۸ اگست 'بلوا منگل' : ثریا
کشوری اموِنکر : گائن
۹ اگست 'کاجل تورا من' : آشا
علی حسین و ساتھی : شہنائی
۱۰ اگست تقریر - انٹرویو

راگ درباری کانہڑہ

۱۱ اگست 'رانی روپ متی' : مناڈے
امجد علی خاں : سرود
۱۲ اگست 'مغلِ اعظم' : لتا
استاد امیر خاں : گائن
۱۳ اگست 'بیٹی بیٹے' : رفیع
رئیس خاں

راگ اڈانا (اساوری ٹھاٹ)

۱۴ اگست 'کیسے کہوں' : رفیع، سمن کلیانپور
ایس۔ ڈی باتش
پنڈت منی رام جی : گائن
۱۵ اگست 'جھنک جھنک پائل باجے'
استاد امیر خاں
نکھل بنرجی : ستار

انورنجنی : سہ پہر ۱۵-۳

یکم اگست پنڈت جسراج
راگ کھماج، بہار
گنگو بائی ہنگل : راگ ابھوگی
۲ اگست سلطان خاں : سارنگی پر
راگ باگیشری
دیب برت چودھری : ستار پر
راگ کیدار
۳ اگست کمار گندھرو
راگ پوریا دھناشری اور سوہنی
استاد نصیر امین الدین ڈاگر اور
معین الدین ڈاگر :
دھرپد راگ درباری کانہڑہ
۵ اگست بسم اللہ خاں اور وی۔جی جوگ
شہنائی وائلن جگلبندی
[illegible] چندر کونس
پنڈت [illegible] رائن
سارنگی پر راگ بھیروی
۶ اگست حفیظ احمد خاں : راگ گوڑ سارنگ
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر
راگ مالکونس، نیلامبری، سگرائی
۷ اگست ڈی۔ کے۔ داتار : وائلن پر
راگ بہاگ، اہیر بھیرو، بلاول
نکھل بنرجی : راگ سندھورا
۸ اگست موگھو بائی کر دیکر : راگ ہنڈول
باگیشری ترانہ
بھیم سین جوشی
راگ مارو بہاگ
۹ اگست وریندر کمار ماتھر : سرود
بھونیشور مشر : وائلن پر
راگ ہنس دھونی باگیشری
۱۱ اگست استاد بڑے غلام علی خاں
راگ شدھ سارنگ اور ٹھمری
۱۲ اگست وجے راگھو راؤ : بانسری پر
راگ میاں کی توڑی
سامتا پرساد : طبلہ سولو
روپک تال
۱۳ اگست جتندر ابھیشیکی :
راگ بلاس خانی توڑی
سرویشوری دیوی : ٹھمری
۱۴ اگست شاہد پرویز : راگ بہار شروع
کشن مہاراج : طبلہ سولو
لکشمی تال، سواری تال
۱۵ اگست بسم اللہ خاں
شہنائی پر راگ بسنت

سورسدھا : شام ۴۵-۶

راگ کلاوتی

یکم اگست فلم 'چتر لیکھا' : آشا، اوشا
منوہر بروے : گائن
بسم اللہ خاں : شہنائی

راگ میاں کی توڑی

۲ اگست غزل : رفیع
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر : گائن
بسم اللہ خاں اور وی۔ جی جوگ
شہنائی اور وائلن پر جگلبندی

راگ مدھوونتی

۳ اگست فلم : دل کی راہیں : لتا
حفیظ احمد خاں : گائن
رئیس خاں : ستار

راگ چھایا نٹ

۴ اگست 'کالا پانی' : رفیع
مالویکا کانن : گائن
بدھ دیو داس گپتا : سرود

راگ دیو داشی بھیروی

۵ اگست 'آنکھیں' : آشا
منور علی خاں : گائن
روی شنکر، علی اکبر خاں : ستار
اور سرود جگلبندی

راگ مدھوکونس

۶ اگست میتالی مکرجی : غزل
لکشمی شنکر : گائن
روی شنکر : ستار

۷ اگست راگ جے جے ونتی
'دیکھ کبیرا رویا' : مناڈے
سنندا پٹنایک : گائن
این راجم : وائلن

۸ اگست راگ نند
'ایک ہی راستہ' : لتا
ہیرا بائی بڑودکر : ٹھمری
ششی موہن بھٹ : ستار

۹ اگست راگ گورکھ کلیان
'معصوم' : لتا
پنڈت جسراج : گائن
رگھوناتھ سیٹھ : بانسری

۱۰ اگست راگ للت
'چاچا زندہ باد' : لتا، مناڈے
سنگھ بندھو : گائن

نکھل بنرجی : ستار

۱۱ اگست راگ دیش کار
'رضیہ سلطان' : کبّن مرزا
ہیرا بائی بڑودیکر : گائن
بسم اللہ خاں : شہنائی

۱۲ اگست راگ وبھاس
'آنسو' : سریش واڈیکر
این۔ بی۔ سرنائیک : گائن
کارتک کمار : ستار

۱۳ اگست راگ جھنجھوٹی

۱۴ اگست راگ درباری
'کنہیا' : مکیش
استاد امیر خاں : گائن
پنا لال گھوش : بانسری

۱۵ اگست راگ کامود
'نور جہاں' : سمن کلیانپور
پنڈت ڈی۔ وی پلسکر : گائن
شیام لال : شہنائی

چترشالا : رات ۱۰-۸

۲ اگست ونود وارتا از پرکاش ہندستانی
۳ اگست 'سنچار ماد ھیم اور جاگرکتا اخبار'
۵ اگست 'سوا ستھو میں پاچن کریا کا مہتو'
۴ اگست کویتا پاٹھ از ادیش کمار
۶ اگست گورو دیو رویندر ناتھ ٹیگور کی یوم وفات پر تقریر
ونشی در پنڈا

۹ اگست کردن کتھا : بہاری لچھو مہاراج
اجات شترو
۱۱ اگست 'سنچار مادھیم اور جاگرکتا فلم'
۱۲ اگست دھو نی پریچے سنکھیائیں،
بھارتیہ بھاشاؤں کی ایکتا
۱۳ اگست کویتا پاٹھ
از چندر کانت دیو تالے
۱۴ اگست ہمارا دیش ہمارا پرا دیش
راجستھان
از انوراگ چترویدی

اِن سے ملیے : رات ۱۵-۸

۶ اگست فلم اداکارہ پریما نارائن کے ساتھ سی کے گپتا کا انٹرویو
۱۳ اگست فلم اداکار وکرم کے ساتھ لچھمی رام چودھری کا انٹرویو

'سنگیت سمراٹ تان سین' : لتا
استاد عبدالکریم خاں : گائن
شوکمار شرما اور برج بھوشن کابرہ
سنتور اور ستار پر یگلبندی

سنو کہانی : رات ۱۵-۸

یکم اگست ساگ میٹ (حصہ II)
بھیشم ساہنی
۸ اگست 'صبح کا انتظار'
کیلاش سنگر
۱۵ اگست 'دوسری موت'،
ڈاکٹر ہمنت کمار داس

ہوا محل : رات ۱۵-۹

یکم اگست بھجتادہ (حصہ II)
ریڈیو عکس : وشنو بھاٹیہ
پیش کش : موہنی شرما
۲ اگست 'زہے کا شوق' از اظہر افسر
پیش کش : جعفر علی خاں
۳ اگست 'بدھی جیوی'
از گیان دیو اگنی ہوتری
پیش کش : ایس۔ ایس۔ ایس ٹھاکر
۴ اگست 'ذرا سنبھل کے' از وی۔ ایم آنند
پیش کش : کمل دت
۵ اگست 'بس اسٹاپ'
از شری نواس جوشی
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۶ اگست 'خودکشی' از مدن موہن کھنہ
پیش کش : سریندر کمار اپادھیائے
۷ اگست ودیشی سمبندھی
از ایس۔ اختر علی
پیش کش : میناکشی مشر
۸ اگست 'دقیانوسی موسی'
از بیتا آنند
پیش کش : جے دیو شرما کمل
۹ اگست بھارت چھوڑو آندولن پر مبنی پروگرام
پیش کش : انوپ سیٹھی
۱۰ اگست 'تم جیو ہزاروں سال'،
از عظیم الدین
پیش کش : مقبول حسن
۱۱ اگست 'ذرا سنبھل کے'
از وی۔ ایم۔ آنند
پیش کش : کمل دت
۱۲ اگست 'اتریہ پہ چور' از ابھا بشر
پیش کش : کملا سکینہ
۱۳ اگست 'بینئے چپ رہیئے'
از گریش بجر : پیش کش :
سریندر کمار اپادھیائے
۱۴ اگست 'قسمت بیگ' از سلام بن رزاق
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۱۵ اگست یوم آزادی پر خصوصی پروگرام
پیش کش : انوپ سیٹھی

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷،۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰،۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸،۷۴ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷،۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰،۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱،۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷،۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۹۱،۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

جمعہ یکم اگست

صبح
۶-۲۵ شانتی ہیرانند : غزلیں
صغیر احمد : آرزو لکھنوی، میر اور مومن کا کلام
۷-۰۵ سازِ طرب
بسوا جیت رائے : سرود وادن
۹-۰۰ آؤ بچو : کوئز پروگرام
کوئز ماسٹر : مرزا عرفان بیگ

دوپہر
۲-۰۷ مشاعرہ : شرکاء شعراء
ڈاکٹر مغیث الدین فریدی،
اے۔ ایم۔ زتشی، گلزار دہلوی
عشرت کرت پوری، قمر سنبھلی
واحد سحری، ساحر ہوشیار پوری
ڈاکٹر جاوید وششٹ،
امیر قزلباش اور شاہد ہولی

رات
۸-۳۰ شانتی ہیرانند : غزلیں
۹-۰۰ 'شیشے کا گھر' : تقریر
از امریتا پریتم
۹-۳۰ ایک راگ کئی روپ
راگ جونپوری
۱۱-۳۰ مرنالنی کھانڈیکر : گائن
بسوا جیت رائے : سرود وادن

ہفتہ ۲ اگست

صبح
۶-۲۵ امینہ برنی : مخدوم محی الدین
جگر اور آتش کا کلام
پریم ناتھ : محسن زیدی اور ساحر ہوشیار پوری کا کلام
۷-۰۵ راجندر پرسنا : بانسری وادن
۹-۱۵ پنجابی لوک گیت
۹-۳۲ بڑے غلام علی خاں اور بیگم اختر
ٹھمری۔ دادرہ

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین : ہندوستانی عورت دورِ وسطیٰ میں : تقریر از
معصوم امانت علی
خطوں کے جواب : غزل

رات
۸-۳۰ نینا دیوی : سودا اور داغ کا کلام
۱۱-۳۰ نثار حسین خاں : خیال نایکی کانہڑہ
راجیندر پرسنا : بانسری وادن

اتوار ۳ اگست

صبح
۶-۲۵ ششی لتا ورک : مخمور دہلوی
فراق اور خمار بارہ بنکوی کا کلام
غلام نبی شیخ : داغ اور مومن کا کلام
۷-۰۵ وی۔ بی۔ راناڈے
راگ نٹ بھیرو

رات
۸-۳۰ اندرا نلنی سکھو : شمیم جے پوری اور مومن کا کلام۔

۳۰ - ۹ گجر بن کارے: بڑی موتی بائی
دادرہ ۔ کجری
۰۰ - ۱۰ "سیر دوسرے درویش کی"
ڈرامہ: ریڈیو ملکس از
ڈاکٹر محمد حسن
۳۰ - ۱۱ پنڈت ہری رام اور پنڈت جسراج
خیال درباری
وی۔ سی۔ راہا ڈے
وائلن پر راگ جوگ

پیر ۴ راگست

صبح

۶ - ۲۵ گلو ماتھر: جگر اور حسن نعیم کا
کلام
محمد یعقوب: مجاز اور بہادر شاہ ظفر
کا کلام
۰۵ - ۷ اوما شنکر مشرا: ستار پر راگ بھٹیار
۹ - ۱۵ گل اختر اور ساتھی
کشمیری لوک گیت
۹ - ۳۲ اقبال خاں : گائن
رات



۳۰ - ۸ پی۔ ناز مسانی: فیض اور
ابراہیم اشک کا کلام
۰۰ - ۹ کلام شاعر: رفعت سروش
۰۰ - ۱۰ "یک جہتی کے علم بردار
گرو گر نتھ صاحب": فیچر
مصنف: ایس۔ رتن سنگھ
۳۰ - ۱۱ اقبال خاں : گائن
اوما شنکر مشرا
ستار پر راگ مارو بہاگ

منگل ۵ راگست

صبح

۰۵ - ۷ شری کرشن شرما
گٹار پر راگ چارو کیشی
۹ - ۱۵ پہاڑی لوک گیت
۹ - ۳۲ وجینتی بھٹا چاریہ: خیال بھٹیار
رات
۳۰ - ۸ اوما گرگ : غزلیں
۰۰ - ۹ مت سہل ہمیں جانو
راجندر سنگھ بیدی کا تقریر
از جوگندر پال
۳۰ - ۱۱ وجینتی بھٹا چاریہ
راگ چھایا نٹ
شری کرشن شرما : گٹار پر
راگ ایمن

بدھ ۶ راگست

صبح

۶ - ۲۵ شہر صبا
صفدر حسین : فیض اور
سیماب اکبر آبادی کا کلام
پورنیما داس: عزیز وارثی
کا کلام
۰۵ - ۷ سکندر حسین
شہنائی پر راگ جوگیہ
۹ - ۱۵ اتر پردیش کے لوک گیت
۹ - ۳۲ دیپالی ناگ: الاپ اور خیال للت
دوپہر
۳۰ - ۲ بزم خواتین: بدلتی قدریں اور
خواتین: "روایت سے انحراف"
تقریر از ذکیہ ظہیر
گیت: کام کی باتیں
رات
۳۰ - ۸ پورنیما داس: غالب اور
فیض کا کلام
۳۰ - ۹ گجر بن کارے
افضل حسین جے پور والے
ٹھمری کا ملک کا مود
۰۰ - ۱۰ افسانہ: بلراج کومل
۳۰ - ۱۱ دیپالی ناگ: الاپ اور
خیال بردا
سکندر حسین اور ہمنوا
شہنائی پر راگ شری

جمعرات ۷ راگست

صبح

۶ - ۲۵ شہر صبا
ملک پکھراج: اقبال، فیض اور
غالب کا کلام
دینا ناتھ: اقبال اور داغ
کا کلام
۰۵ - ۷ شوکمار شرما: سنتور پر
راگ بھٹیار
۹ - ۳۲ الکا دیو: ٹھمری بھیروی اور دادرہ
رات
۳۰ - ۸ دینا ناتھ: امیر قزلباش اور
فراق کا کلام
۰۰ - ۱۰ ادبی نشست: "اردو صحافت
کل اور آج": مباحثہ
شرکا: شہباز، ناز انصاری
پروانہ ردولوی اور جمنا داس اختر
۳۰ - ۱۱ بھیم سین جوشی: خیال پوریا کلیان
بھجن سوپوری
سنتور پر راگ کروانی

جمعہ ۸ راگست

صبح

۶ - ۲۵ وندنا واجپئی: منور حسین جمالی
بشیر بدر اور امیر قزلباش کا کلام
۰۵ - ۷ شرن رانی: سرود وادن
۰۰ - ۹ آؤ بچو: تقریر: کوہ نور
از او۔ پی۔ عارف: گیت،
بچوں کی دنیا
رات
۳۰ - ۸ وندنا واجپئی : غزلیں
۳۰ - ۹ کہانی سنگیت کی
راگ کافی پر تمثیلی تقریر
تحریر: شعر وگمن شکلا
۳۰ - ۱۱ بی۔ آر۔ دیودھر
خیال مارو بہاگ اور خیال مالکونس
شرن رانی: سرود وادن

ہفتہ ۹ راگست

صبح

۶ - ۲۵ مینا کپور: جگر مراد آبادی کا کلام
مہدی حسن صابری: حسرت موہانی
داغ دہلوی اور مرزا غالب کا
کلام

۰۵ - ۷ پرکاش۔ این۔ سکسینہ
بانسری پر دیوگری بلاول
۹ - ۳۲ منیر خاتون بیگم: ٹھمری بھیروی
دوپہر
۳۰ - ۲ بزم خواتین: ہم خاموش رہے
پڑوسن کے سامنے: تقریر
از صغریٰ مہدی: غزل
خطوں کے جواب
رات
۳۰ - ۸ ترلوک چند کوثر اور فیض کا کلام
۳۰ - ۱۱ استاد چاند خاں
الاپ اور خیال بہاگ
پرکاش۔ این۔ سکسینہ
بانسری پر راگ مدھوکونس

اتوار ۱۰ راگست

صبح

۶ - ۲۵ شہر صبا
اوشا سیٹھ : غزلیں
مقبول حسین: میر، سودا اور
مومن کا کلام
۰۵ - ۷ چیت دیو برمن: اسراج پر
راگ ہنڈول
رات
۳۰ - ۸ اوشا سیٹھ : غزلیں
۳۰ - ۹ گجر بن کارے: الابھو بک
ٹھمری مشرا کھماج
۰۰ - ۱۰ "آخری چراغ": ڈرامہ
ڈرامہ نگار: سریندر ورما
۳۰ - ۱۱ ہیرا بائی بڑودیکر
خیال مالکونس
چیت دیو برمن: اسراج پر
راگ ایمن

پیر ۱۱ راگست

صبح

۶ - ۲۵ سپرا بوس: میر اور فراق کا کلام
منظر علی خاں: مومن اور غالب
کا کلام
۰۵ - ۷ وزیر چند چترا: ستار وادن
۹ - ۳۲ غلام مصطفیٰ خاں: خیال توڑی
دوپہر
۳۰ - ۲ "آخری چراغ": ڈرامہ
ڈرامہ نگار: سریندر ورما
رات

۸-۳۰ ٹپاراتی ؛ ترلوک چند کوثر اور شمیم جے پوری کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر ؛ فاروق شفق
۱۱-۳۰ غلام مصطفیٰ خاں : خیال مالکونس
وزیر چند چترا ؛ ستار وادن

منگل ۱۲ر اگست

صبح

۶-۲۵ ایم ۔ایل ۔ناگرہ ؛ نیتر آثمی اور مجروح سلطان پوری کا کلام
شوبھا جوشی ؛ جگر مرادآبادی اور شمیم جے پوری کا کلام
۷-۰۵ پریم جین ؛ گٹار پر راگ سدیر بھیری
۹-۳۲ حفیظ احمد خاں ؛ خیال للت کوشر

رات

۸-۳۰ ایم ۔ایل ۔ناگرہ ؛ پارسہ جے پوری اور صبا جے پوری کا کلام
۱۰-۰۰ سائنس میگزین : آتش فشاں کیوں اور پیشین گوئی کے موضوع پر ڈاکٹر زید ۔ایچ ۔زیدی سے بات چیت
دیگر شرکار ؛ رشیدالدین احمد
۱۱-۳۰ حفیظ احمد خاں ؛ خیال راگیشوری
شری کرشن شرما ؛ گٹار پر شیام کلیان

بدھ ۱۳ر اگست

صبح

۶-۲۵ انجلی بینر جی ؛ فیض کا کلام
او ۔پی ۔کپور ؛ داغ اور غالب کا کلام
۷-۰۵ اننت لال ؛ شہنائی وادن
۹-۳۲ پنڈت جسراج ؛ خیال جہاز بھیرو

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین : 'ذمہ دار کون ؟ بچوں کے بننے بگڑنے کا' ، مباحثہ
شرکار ؛ شبانہ یونس ۔ محمد یونس ۔ دینا بجاج اور ایس ۔کے ۔ بجاج
۳-۰۰ 'دھنک' ؛ برجو مہاراج
پہاڑی دادرہ

رات

۸-۳۰ انجلی بینر جی ؛ حسن نعیم اور مومن کا کلام
۱۰-۰۰ حفظان صحت : برسات کی بیماریاں

۱۱-۳۰ پنڈت جسراج ؛ خیال پوریا کلیان
اننت لال اور ساتھی شہنائی

جمعرات ۱۴ر اگست

صبح

۶-۲۵ پپیہا ملک ؛ شکیل بدایونی اور غالب کا کلام
گھنشیام داس : راز الہ آبادی اختر شیرانی اور بشیر بدر کا کلام
۷-۰۵ سدھ رام جادھو
سندری پر دھن
۹-۳۲ مادھوری منو ؛ ٹھمری دادرہ

رات

۸-۱۵ یوم آزادی کے موقعہ پر قوم کے نام صدر جمہوریہ کا پیغام
۸-۳۰ پپیہا ملک ؛ شمیم جے پوری اور فراق گورکھپوری کا کلام
۱۰-۰۰ آئینہ : ادبی میگزین
اردو شاعری اور محنت کش طبقہ
ادارت : ڈاکٹر عبیدالرحمان ہاشمی
۱۱-۳۰ مانک ورما : خیال مارو بہاگ
سدھو رام جادھو اور ساتھی سندری پر راگ مالکونس اور دھن

جمعہ ۱۵ر اگست

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
سندر پنڈیر ؛ غزلیں
۷-۰۵ سنیل مکرجی ؛ سرود پر بھیرو ی
۹-۰۰ آؤ بچو ؛ تقریر : جشن آزادی
تقریر از غلام حیدر : گیت
بچوں کی دنیا : بچوں کے خط
شرکار بچے ؛ انصار قدیر ، منصور رادھیکا اور للت آلوک

دوپہر

۲-۳۰ "تعبیر خوابوں کی" : فیچر
از ڈاکٹر انیس الرحمان
پیش کش : پریم ودہرہ

رات

۸-۳۰ سندر پنڈیر ؛ غزلیں
۹-۳۰ ایک راگ کئی روپ
راگ للت
۱۱-۳۰ محمد سعید محمد رشید ؛ خیال باگیشوری
سنیل مکرجی : سرود پر راگ بہاگ

دھلی

میڈیم ویو

دہلی الف	۳۶۶٫۳ میٹر	۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب	۵۰۵٫۵ میٹر	۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج	۲۱۹٫۳ میٹر	۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د	۲۹۴٫۹ میٹر	۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۸ تک ۱۵ر ۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۷ر ۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۷ر ۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۷ر ۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۱۵ر ۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دھلی الف

ہندی ر انگریزی : صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی : صبح ۰۰-۸ ، ۰۰-۱۱ ، دوپہر ۰۵-۱ ، ۱۰-۲ ، شام ۰۵-۶ ، رات ۴۵-۸ اور رات ۰۵-۱۱ ۔ سنسکرت : صبح ۰۰-۷ ، شام ۱۰-۶
اردو : صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو مع تبصرہ : رات ۱۶-۹
انگریزی : دوپہر ۰۰-۱۲ پنجابی : دوپہر ۴۰-۱ ، راجیوں سے سماچار : شام ۰۰-۵
روزگار سماچار : شام ۵۰-۷ پرادیشک سماچار : شام ۵۰-۷

دھلی بی

انگریزی : صبح ۰۱-۸ ، ۰۰-۱۰ ، دوپہر ۰۰-۱ ، سہ پہر ۰۰-۳ ، شام ۰۰-۶ ، رات ۰۰-۹ اور رات ۰۰-۱۱ ، پنجابی : صبح ۳۰-۸ ، شام ۳۰-۷ ، تجارتی (صرف بدھ) ۴۰-۷

جمعہ یکم اگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
وشنو پرسنا ؛ شہنائی
۱۱-۳۰ انیتا رائے ؛ گائن

شام

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۹-۳۰ 'دلہن کا دام'
آسامی ناٹک سے ماخوذ
تحریر : نومیٹ دتی
مترجم : آرتی داس بیراگی
۱۰-۳۰ وجے لکشمی مرلی دھر
کرناٹک گائن
۱۱-۱۰ رسولن بائی ؛ ٹھمری ، دادرا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ انیتا رائے ؛ گائن

دوپہر

۳-۳۰ وجے لکشمی مرلی دھر
کرناٹک گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
بھجن ، گیت
۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین

ہفتہ ۲ر اگست

دہلی الف

صبح

۷-۳۰ صبح کی چائے ؛ انل کپور
۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
مادھوری منو ؛ گائن
۱۱-۰۵ جنک راج شرما ؛ ستار

شام

۵-۴۰ عبدالحلیم جعفر ؛ ستار
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
ایس ۔ راجیشوری ؛ گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ شری کرشن شرما : گٹار

دوپہر

۳-۳۰ مادھوری مشو : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
پرسار گیت

اتوار ۳ راگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
ظہور احمد خاں : وائلن

۱۰-۰۰ اتوار صبح کی محفلِ موسیقی
نصیر احمد خاں : گائن

۱۱-۳۰ اور شام ۵-۳۵
جی وتیدھی : کرناٹک گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ 'نوکر' : تحریر : سورج ورما

۲-۳۰ 'یہ کہانی بدلو'
تیلگو ناٹک سے ماخوذ

دہلی ب

دوپہر

۳-۳۰ ظہور احمد خاں : وائلن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
ارمل ودڈھیرا : بھجن، غزلیں

پیر ۴ راگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ شام ۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
للت جے راؤ : گائن

۱۱-۰۵ سعید ظفر خاں : ستار

۱۱-۳۰ مالتی چاری : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ 'کسم' : منشی پریم چند کی کہانی سے ماخوذ

رات

۹-۳۰ تقریروں کا نیشنل پروگرام (ہندی)

۱۰-۰۰ نرنجن پرساد : بانسری

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ شو کمار شرما : سنتور

دوپہر

۳-۳۰ سعید ظفر خاں : ستار

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
سریندر کور : گیت، بھجن

منگل ۵ راگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
کرشنا بشٹ : گائن

۱۱-۰۵ ستیش پرکاش قمر : شہنائی

رات

۹-۳۰ 'اُونتی' : ناٹک
تحریر : ڈاکٹر ہری کرشن دیوسرے
سیلندر و بنرجی : ستار

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ امجد علی خاں : سرود

دوپہر

۳-۳۰ ستیش پرکاش قمر : شہنائی

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
اوشا سیٹھ : بھجن، غزلیں

بدھ ۶ راگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
مصطفیٰ رضا : وچتر وینا

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
این۔ آر۔ تناہنے : گائن

رات

۱۰-۰۰ برجو مہاراج : ٹھمری دادرا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ پنڈت جسراج : گائن

دوپہر

۳-۳۰ رادھا راماسوامی : وینا وادن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
صلاح الدین احمد
گیت، غزلیں

جمعرات ۷ راگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۱۱-۱۰
اشوک کمار رائے : سرود

۱۱-۰۵ مجاہد حسین خاں : گائن

۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
دلیپ چودھری : ستار

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر

۱۰-۳۰ جے لکشمی بالارنجن : گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ ڈی۔ وی۔ پلسکر : گائن

دوپہر

۳-۳۰ جے لکشمی بالارنجن : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
سیما انل سہگل : بھجن، غزلیں

۹-۳۰ ٹاکنگ اباؤٹ بکس

جمعہ ۸ راگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۱۱-۱۰
ایل۔ ڈی۔ سندھو
ٹھمری۔ دادرا

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
ایس۔ این۔ گلاٹی : وائلن

۱۱-۳۰ بھیکو بھائی بھاوسر : گائن

رات

۹-۰۰ منوہن سنگھ : طبلہ

۹-۳۰ 'شودھ بودھ' گورودیو
رابندرناتھ ٹھاکر کی کہانی سے ماخوذ
مترجم : نندکمار پانڈے

۱۰-۳۰ گریجا شیشن : کرناٹک گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ وجے راگھوراؤ : بانسری

دوپہر

۳-۳۰ گریجا شیشن : کرناٹک گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
پرتیا بلبیر سنگھ : گیت، غزلیں

۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین

ہفتہ ۹ راگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
پرکاش این سکینہ : بانسری

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
مسرت علی خاں : سرود

۱۱-۳۰ بال کرشن سنانڈھی : گائن

رات

۹-۳۰ ایم۔ آر۔ گوتم : گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ امیر خاں : گائن

دوپہر

۳-۳۰ پرکاش این سکینہ : بانسری

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
پرسار گیت

۹-۳۰ اور گیت ٹو نائیٹ

اتوار ۱۰ راگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
سرفراز حسین خاں : گائن

۱۰-۰۰ اسد علی خاں : رودر وینا

۱۱-۳۰ اور شام ۵-۳۵
کے۔ کرشنا سوامی : کرناٹک گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ 'حکم میرے آقا' : جھلکی
تحریر : راجکمار داغ

۲-۳۰ 'شودھ بودھ'
رویندرناتھ ٹھاکر کی کہانی سے ماخوذ : مترجم : نندکمار پانڈے

رات

۹-۳۰ سنگیت پتریکا

۱۰-۰۰ چین

دہلی ب

صبح

۳-۳۰ سرفراز حسین خاں : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
ترلوک کپور : بھجن اور دیش بھگتی کے گیت

پیر ۱۱ اگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۱
یعقوب علی خاں : سرود

۱۱-۰۵ اور شام ۳۰ - ۵
حوتے شریواستو : وائلن

۱۱-۳۰ پنڈت منی رام جی : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ 'ادنتی' : تحریر : ہری کرشن دیوسرے

رات

۱۰-۰۰ سہاستی کوٹکر : گائن

دہلی ب

صبح

۷-۲۲ فیاض احمد خاں نیاز احمد خاں
گائن

دوپہر

۳-۳۰ یعقوب علی خاں : سرود

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
کرونا ابرول : بھجن اور دیش بھگتی گیت

منگل ۱۲ اگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
گوپال کرشن : وچترو ینا

۱۱-۰۵ چندر ناتھ : راگ پردھان

رات

۹-۳۰ انتخاب ناٹک
مراٹھی ناٹک سے ماخوذ
از پی ایل - دیش پانڈے

۱۰-۰۰ وینا ساگر و بودھی : گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ کشوری امونکر : گائن

دوپہر

۳-۳۰ چندر ناتھ : راگ پردھان

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
اندر نارائن : دیش بھگتی گیت
بھجن

بدھ ۱۳ اگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۱
ڈاگر بندھو : گائن

۱۱-۰۵ اور شام ۳۰-۵
ایس - ایل ڈیسائی : بین

رات

۱-۰۰ غلام صابر قادری : سارنگی

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ استاد علاؤالدین خاں : سرود

دوپہر

۳-۳۰ میتھلی نرسمن : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
گھنشیام داس : بھجن
دیش بھگتی گیت

۹-۳۰ یو - این - پرس پیکٹو

جمعرات ۱۴ اگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
غلام دستگیر خاں : ستار

۱۱-۰۵ پرمیلا پوری : گائن

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام آف فیچر

۱۰-۳۰ جے - ایس - شاستری
وائلن : کرناٹک

۱۱-۱۰ سدھیر گوتم : سنتور

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ پرمیلا پوری : گائن

دوپہر

۳-۳۰ جے ایس - شاستری : وائلن

شام

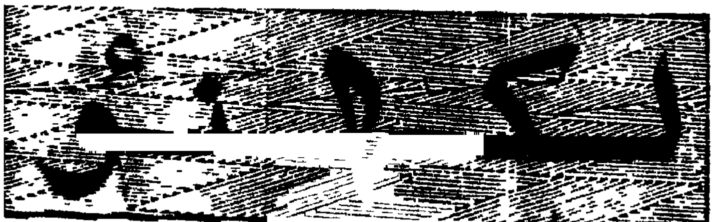
۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
مہندر پال : دیش بھگتی گیت

جمعہ ۱۵ اگست

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
(آگے ص ۱۴ پر)



میڈیم ویو : لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۲۶ / ۳۰۱ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۰۰/ ۲۴۳ میٹر ۱۲۷۸ کلو ہرٹز

شارٹ ویو : لکھنؤ 'ب'
صبح ۴۵-۵ تک ۶۰/ ۹۳ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز
۰۰-۸ بجے کے بعد ۴۲/ ۴۸ میٹر ۶۱۷۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۳۸/ ۴۱ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز
شام اور رات ۶۰/ ۹۳ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز

جمعہ یکم اگست

صبح

۹-۱۵ اور رات ۳۰-۱۰
دھرم پال بڑیکا : دھرپد

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۹
سجاتا چکرورتی : گیت - بھجن

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے۔

ہفتہ ۲ اگست

صبح

۷-۳۰ لکھنؤ درشن : روپک

۹-۱۵ امرت خاں : ستار

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
انجلی تیواری : گیت - بھجن

رات

۹-۰۰ مہیلا اور قانون

اتوار ۳ اگست

صبح

۷-۳۰ 'گوسوامی تلسی داس کی کویتاولی'
کا سلسلہ وار نشریہ

۹-۱۵ مالویکا کانن : خیال

۹-۳۰ اور رات ۱۵-۸
کنول سدھو : غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے : ٹیلنٹ کا جنم
مزاحیہ خاکہ : تحریر اشوک کمار گھوش

شام

۴-۳۰ سسر کتا دھر چودھری : وائلن

۷-۴۵ سنسکرت پروگرام

۱۰-۳۰ استاد علاؤالدین خاں : سرود

پیر ۴ اگست

صبح

۹-۱۵ شام ۳۰-۴ اور رات ۳۰-۱۰
گنتی پرشاد مشر
آپ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۹
پیکانتر سندور : گیت، بھجن

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے

رات

۹-۴۵ رون گھوش : سرود

منگل ۵ اگست

صبح

۷-۳۰ ملک محمد جائسی کی لافانی تخلیق
"پدماوت" کا سلسلہ وار نشر

۹-۱۵ بھگوان داس : سارنگی

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۹
انجنا چترجی : گیت - بھجن

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں (درجہ سوم) کے لئے
میٹھی بولی - نو بھارتی

بدھ ۶ اگست

صبح

۷-۳۰ 'قصہ حاتم طائی' سلسلہ وار پروگرام

۹-۱۵ اور رات ۳۰-۱۰
سنتوش ماتھر : خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
مشیر بیگ : غزلیں

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں (درجہ سات) کے لئے: گنتی شیل، پرتھوی جوالا مکھی وارتا

شام

۴-۳۰ مدھوکر گوالکر: ستار شہنائی

۷-۴۵ سنسکرت پروگرام: کاویہ پاٹھ از ڈاکٹر وجے لکشمی تیواری

۱۰-۰۰ گھر کی طرف: ناٹک تحریر سنتوش بالاسر لواستوا

جمعرات ۷ راگست

صبح

۷-۳۰ مہاکوی کالی داس کی ابھگیان شکنتلم کا سلسلے وار پروگرام

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰ اشوک مالوی: ستار

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵ چھایا ماتھر: گیت، بھجن

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے

رات

۸-۰۰ گشناچکر

جمعہ ۸ راگست

صبح

۹-۱۵ وی. وی. مہادانے: خیال

۱۰-۳۰ دوپہر ۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵ اقبال احمد صدیقی: گیت، بھجن

دوپہر

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے۔

ہفتہ ۹ راگست

صبح

۷-۳۰ لکھنو درشن: روپک

۹-۱۵ مدن موہن اپادھیائے: طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵ سینتو سری واستوا: گیت، بھجن

رات

۸-۰۰ کاویہ بھارتی

اتوار ۱۰ راگست

صبح

۷-۳۰ گوسوامی تلسی داس کی "کویتاولی" کا سلسلہ وار نشریہ

۹-۱۵ پروین سلطانہ: گائن

۹-۳۰ اور رات ۸-۱۵ جمیل احمد: غزلیں

دوپہر

۱۲-۰۰ مالنی راجورکر: خیال

۱-۱۰ آج اتوار ہے: "نیا سویرا" سلسلے وار ناٹک

شام

۴-۳۰ کنور راجیندر سنگھ: وائلن

۷-۴۵ سنسکرت پروگرام: کاویہ پاٹھ یشونت سنگھ چوہان

۱۰-۳۰ روشن آرا بیگم: خیال

پیر ۱۱ راگست

صبح

۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰ الیاس خاں: ستار

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵ اینیتا ڈے: گیت، بھجن

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے

رات

۹-۴۵ مانک ورما: خیال

منگل ۱۲ راگست

صبح

۷-۳۰ ملک محمد جائسی کی لافانی تخلیق "پدماوت" کا سلسلہ وار نشریہ

۹-۱۵ گنگو بائی ہنگل: خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵ اینما سری واستوا: گیت، بھجن

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں (درجہ سوم) کے لئے مہاکوی کالیداس او بھارتی

بدھ ۱۳ راگست

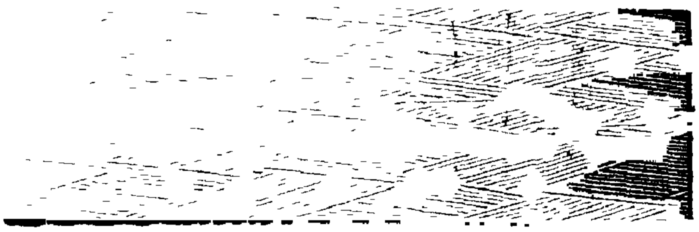
صبح

۷-۳۰ آرائش محفل: قصہ حاتم طائی سلسلے وار نشریہ

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰ بہادر خاں: سارنگی

دوپہر

(آگے ص ۳۳ پر)



۹۵۴ کلو ہرٹز ۳۱۴۰۴ میٹر

جمعہ یکم اگست

صبح

۷-۳۰ وانی جے رام: سگم سنگیت

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ اشوک رائے: سرود

دوپہر

۱-۱۰ شیام گوپی رائے چودھری شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۲ راگست

صبح

۸-۳۰ علی اکبر خاں: سرود

دوپہر

۱-۱۰ بھیم سین جوشی: گائن

اتوار ۳ راگست

صبح

۷-۳۰ دلیپ کمار رائے: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ سیتم کمار ملک: سرود

پیر ۴ راگست

صبح

۷-۳۰ محمد حسین، احمد حسین: سگم سنگیت

۸-۳۰ دامودر لال کابرہ: سرود پر الہیا بلاول

رات

۹-۱۶ لکشمی بائی راٹھور: گیت

۱۰-۰۰ سوہن سنگھ درباری کا نہڑہ

منگل ۵ راگست

صبح

۷-۳۰ ایم ایس سبالکشمی سگم سنگیت

۸-۳۰ سندر لال گندھرو: بانسری

دوپہر

۱-۱۰ دیوبرت بھٹاچاریہ: طبلہ

بدھ ۶ راگست

صبح

۷-۳۰ منہر: سگم سنگیت

۸-۳۰ دبیر خاں: بین پر اہیر للت

دوپہر

۱-۱۰ عزیز میاں قوال: قوالی

جمعرات ۷ راگست

صبح

۸-۳۰ بہادر خاں: سارنگی

دوپہر

۱-۱۰ چندن رائے: سرود

جمعہ ۸ راگست

صبح

۷-۳۰ سدھا ملہوترہ: سگم سنگیت

۸-۳۰ ملک ارجن منصور: گائن

دوپہر

۱-۱۰ لکشمن داس سندھو: ٹھمری

رات

۱۰-۰۰ احمد علی خاں: سرود

ہفتہ ۹ راگست

صبح

۷-۳۰ رادھا سلوچہ: سگم سنگیت

۸-۳۰ روی شنکر: ستار

اتوار ۱۰ راگست

صبح

۷-۳۰ لتا منگیشکر: سگم سنگیت

پیر ۱۱ راگست

صبح

۷-۳۰ ولی محمد: سگم سنگیت

منگل ۱۲ اگست

صبح

۳۰ - ۷ انوپ جلوٹا : سگم سنگیت

۳۰ - ۸ امیہ رنجن بنرجی : توڑی

دوپہر

۱۰ - ۱ اسٹیش خاں : سرود

بدھ ۱۳ اگست

صبح

۳۰ - ۷ طلعت محمود : سگم سنگیت

۳۰ - ۸ پرشانت کمار بھانجہ
ستار پر جونپوری

دوپہر

۱۰ - ۱ صابری برادرس : قوالی

جمعرات ۱۴ اگست

صبح

۳۰ - ۸ اور دوپہر ۱۰ - ۱
پروین سلطانہ : گائن

جمعہ ۱۵ اگست

صبح

۳۰ - ۷ رونا لیلیٰ : سگم سنگیت

۳۰ - ۸ بالا صاحب پوچھوالے : گائن

بقیہ :- لکھنؤ

۰۰ - ۱۲ اور رات ۱۵ - ۸
گردچرن سنگھ چنی : شبد

۱۰ - ۱۲ ودیارتھیوں کے لئے

شام

۳۰ - ۴ شوبھا گردو : ٹھمری

۴۵ - ۷ سنسکرت پروگرام

۰۰ - ۸ کادیہ چرچا

۰۰ - ۱۰ سنگیت روپک
تحریر : رام نرائن اگروال

جمعرات ۱۴ اگست

صبح

۳۰ - ۷ مہاکوی کالیداس کی "ابھیگیان شکنتلم کا سلسلے وار نشریہ

۱۵ - ۹ اور رات ۳۰ - ۱۰
امت مکرجی : خیال

دوپہر

۰۰ - ۱۲ اور رات ۱۵ - ۸
نیتا نند سریواستوا : گیت، بھجن

۱۰ - ۱۲ ودیارتھیوں کے لئے

رات

۰۰ - ۸ گٹھا چکر

جمعہ ۱۵ اگست

صبح

۱۵ - ۹ اور رات ۳۰ - ۱۰
بسم اللہ خاں اور ساتھی : شہنائی

دوپہر

۰۰ - ۱۲ دلیش گان

۱۰ - ۱۲ شہنائی وادن

آکاشوانی متھرا

سازندے درکار ہیں

اسٹیشن ڈائریکٹر، آکاشوانی متھرا کو، آکاشوانی متھرا میں درج ذیل اسامیاں پُر کرنے کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

۱۔ ستار نواز ——— ایک اسامی

۲۔ وائلن نواز ——— ایک اسامی

کام کی نوعیت :

ڈیوٹی چارٹ کے مطابق بطور اکمپنسٹ / انسٹرومینٹل شفٹ ڈیوٹیز انجام دینا۔ جب ضرورت ہو سولو پرفارمنس دینا خصوصی مواقع کے لیے موسیقی کے خصوصی آئٹمز کی ریہرسل اور ریکارڈنگ۔ موسیقی کے پروگراموں میں ریہرسل اور پلیسنگ میں مدد دینا۔ جب اور جہاں ضرورت ہو موسیقی کے سازوں کی دیکھ بھال۔ میوزیکل کمپوزیشنز کی علامات اور کتب کی سنبھال، موسیقی کے اسباق پیش کرنے میں تعاون اور شرکت کرنا۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً سپرد کردہ فرائض کی انجام دہی۔

اہلیت، عمر اور فیس اسکیل وغیرہ سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں :

(الف) امیدوار آل انڈیا ریڈیو کے میوزک آڈیشن بورڈ کی جانب سے مذکورہ بالا زمروں میں بطور کلاسیکی موسیقی کے فنکار منظور شدہ ہو اور اسے کم از کم 'بی' ہائی گریڈ دیا گیا ہو۔

(ب) کلاسیکی موسیقی میں باقاعدہ اور باضابطہ تربیت۔

(ج) موسیقی کے اجتماعی مظاہرے میں دیگر سازندوں کے ساتھ سنگت دینے کی بخوبی صلاحیت۔

(د) سولو پرفارمنس / سنگت دینے کی صلاحیت۔

(ہ) انگریزی یا ہندی زبانیں لکھنے پڑھنے کی صلاحیت (کسی تسلیم شدہ پرائمری اسکول سے تیسری جماعت تک پڑھنے کا ثبوت دینا ہوگا)

پسندیدہ: تانپورہ بجانے کی صلاحیت اور تانپورہ پر سنگت دینے کی صلاحیت۔

عمر کی حد: یکم جولائی ۱۹۸۶ء کو ۱۹ اور ۴۵ سال کے درمیان۔ شیڈول کاسٹ / ٹرائب امیدواروں کو سرکاری قواعد کے مطابق رعایت دی جائے گی۔

فیس اسکیل:

'اے' گریڈ آرٹسٹ کیلئے : ۶۵۰ - ۳۰ - ۷۴۰ - ۳۵ - ۸۱۰ - ای بی - ۳۵ - ۸۸۰ - ۴۰ - ۱۲۰۰ روپے

'بی' ہائی گریڈ آرٹسٹ کیلئے: ۵۵۰ - ۲۵ - ۷۵۰ - ای بی - ۳۰ - ۹۰۰ روپے

اور ساتھ میں وہ بھتے جو آرٹسٹوں وقتاً فوقتاً دیے جاتے ہیں۔

عام ہدایات :

۱۔ امیدوار کو عملی ٹسٹ / انٹرویو کے لیے آکاشوانی متھرا پہنچنا ہوگا۔

۲۔ سرکاری ملازمین اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔

۳۔ منتخب امیدوار کا آل انڈیا ریڈیو کے کسی بھی اسٹیشن پر تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ تمام ضروری کاروائیوں کی تکمیل سے قبل منتخب امیدوار کو ماہانہ قابل تجدید معاہدے کی بنیاد پر تقرری دی جائے گی اور سلیکشن بورڈ مناسب وقت پر اس کو پانچ سالہ معاہدے پر تقرری دیئے جانے کے لیے غور کرے گا۔ معاہدے کی مزید تجدید آرٹسٹ کی کارکردگی کی بنیاد پر سلیکشن بورڈ کی جانب سے کی جائے گی۔

۵۔ امیدوار درخواستیں سادہ کاغذ پر دیں اور اس میں درج ذیل تفصیلات رقم کریں۔
(i) مکمل نام اور پتہ (ii) عمر، تاریخ پیدائش کے ساتھ (iii) کس اسامی کیلئے درخواست دی ہے۔ (iv) تعلیمی اہلیت (v) پیشہ ورانہ قابلیت مثلاً گریڈ وغیرہ (vi) تجربہ (vii) موجودہ روزگار وغیرہ۔

درخواست کے ساتھ تائیدی اسناد کی تصدیق شدہ نقول بھی منسلک کریں۔ اگر امیدوار کا کوئی رشتہ دار آل انڈیا ریڈیو یا وزارت اطلاعات ونشریات کے کسی شعبے میں ملازم ہے تو اس کا ذکر کریں۔ درخواستیں ۱۱ اگست ۱۹۸۶ء تک اسٹیشن ڈائریکٹر آکاشوانی متھرا کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔

درخواستوں میں درج ذیل بیان حلفی بھی رقم کریں :-

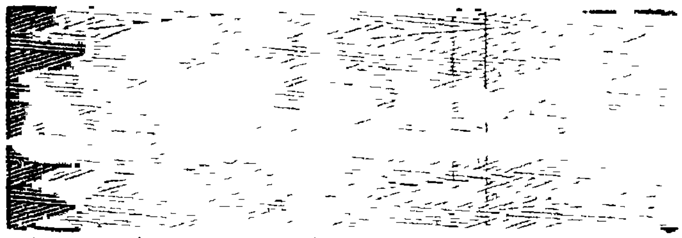
(i) اس درخواست میں شامل تمام بیانات میرے علم ویقین کے مطابق قطعی اور درست ہیں۔

(ii) اس درخواست کے ساتھ منسلک اسناد کی تصدیق شدہ نقول کے اصل مسودے میرے قبضے میں ہیں اور طلب کئے جانے پر پیش کردوں گا۔

کسی بھی قسم کے اثر ورسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزونیت کا سبب ثابت ہوگی۔

تمام عملی ٹسٹ اور انٹرویو، اسٹیشن ڈائریکٹر آکاشوانی متھرا کے دفتر میں ہوں گے یہاں تک پہنچنے کے لیے امیدواروں کو کسی قسم کا سفر بھتہ یا دوسرا کوئی بھتہ نہیں دیا جائے گا۔

یکم اگست ۱۹۸۶ء



جالندھر: میڈیم ویو: ۴۳ء۲۲۷ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲۲ء۲۲۲ میٹر ۱۳۵ کلو ہرٹز
۲۲ء۳۴۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز

چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۲۰۹ء۶ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵-۶ اور ۲۰-۶ (پرادیشک) رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱

پنجابی: صبح ۳۰-۸ دوپہر ۴۰-۱ شام ۱۰-۶ (پرادیشک) اور شام ۳۰-۷

انگریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ اور رات ۰۰-۹ ۰۰-۱۱

اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹ (خبریں) ۲۵-۹ (تبصرہ
روزگار سماچار: شام ۴۰-۷

جمعہ یکم اگست

صبح

۳۰-۶ اور شام ۰۰-۵
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے (روزانہ)

۳۰-۷ محمد شریف قوال: نعتیں

۵۰-۸ سریندر کور: لوک گیت

۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
یش پال: خیال

دوپہر

۳۰-۲ کشمیر سنگھ شمبھو

شام

۴۵-۴ نیلم بھاٹیہ: لوک گیت

۳۰-۹ 'شطرنج کے کھلاڑی'
ہندی ڈرامہ: پریم چند کی کہانی
پر مبنی

۱۵-۱۰ کلونت سنگھ بیدی: لوک گیت

ہفتہ ۲ر اگست

صبح

۳۰-۷ اور دوپہر ۱۵-۱۲
گورنام سنگھ: غزلیں

۲۰-۸ اور رات ۱۰-۸
بھائی اجیت سنگھ راگی: شبد

شام

۴۵-۴ نریندر بیبا: لوک گیت

۴۵-۷ ایس. ایس. اوستی: خیال

۳۰-۹ ایس راجیشوری: گائن

اتوار ۳ر اگست

صبح

۴۵-۷ غزالا نجلی: پنجابی غزلیں

۲۰-۸ مسیحی بھجن

۰۵-۹ روی شنکر: ستار

دوپہر

۲۰-۱۲ جگت سنگھ جگا: لوک گیت

۳۰-۲ راجندر سنگھ راج: لوک گیت

رات

۳۰-۱۰ روشن آرا بیگم: خیال

پیر ۴ر اگست

صبح

۲۰-۸ جگجیت سنگھ زیروی
لوک گیت

۰۵-۹ شام ۰۵-۶ اور رات ۳۰-۱۰
شری کانت باکرے: خیال

دوپہر

۳۰-۲ ہرپریت سویل: لوک گیت

رات

۱۵-۱۰ جسدیو کمار میلا جٹ: لوک گیت

منگل ۵ر اگست

صبح

۱۰-۹ شوکمار شرما: سنتور

دوپہر

۳۰-۲ سودا گر رام: لوک گیت

شام

۴۵-۴ رچھپال سنگھ پال: لوک گیت

بدھ ۶ر اگست

صبح

۳۰-۷ دوپہر ۱۵-۱۲ اور شام ۴۵-۵
دیال سنگھ راگی: شبد

دوپہر

۳۰-۲ نرمل سنگھ دھاریوال لوک گیت

رات

۴۵-۱۰ برہم دیپ سنگھ: وچتر وینا

جمعرات ۷ر اگست

صبح

۲۰-۹ اور دوپہر ۱۵-۱۲
بھائی اقبال سنگھ راگی: شبد

دوپہر

۳۰-۲ بنارسی پھل: لوک گیت

شام

۴۵-۴ پردیپ سنگھ راگی: لوک گیت

۳۰-۹ جاگیر سنگھ طالب: لوک گیت

جمعہ ۸ر اگست

صبح

۵۰-۸ نوراں: لوک گیت

۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
مہندر سنگھ: ٹھمری اور دادرا

دوپہر

۱۵-۱۲ بھائی گوبل سنگھ راگی: شبد

۳۰-۲ گوپال سنگھ: لوک گیت

شام

۴۵-۴ محمد صدیق: لوک گیت

۳۰-۹ 'اکیلی اور تنہا': ہندی ڈرامہ
تحریر: مالتی سیہا

۱۵-۱۰ طفیل نیازی اور جاوید طفیل
لوک گیت

ہفتہ ۹ر اگست

صبح

۳۰-۷ سوامی موہن داس: بھجن

۴۵-۷ سنت سنگھ بندرا: لوک گیت

۰۵-۹ اشوک رائے: بسنت بکھاری

شام

۴۵-۴ کلدیپ مانک: لوک گیت

اتوار ۱۰ر اگست

دوپہر

۲۰-۱۲ گیان سنگھ کنول: لوک گیت

۳۰-۲ عمدہ سنگھ: لوک گیت

رات

۳۰-۱۰ استاد امیر خاں: خیال

پیر ۱۱ر اگست

صبح

۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
این راجن: وائلن وادن

دوپہر

۳۰-۲ رنجینا: لوک گیت

رات

۱۵-۱۰ سعیدہ بانو: لوک گیت

منگل ۱۲ر اگست

صبح

۱۰-۹ بھیم سین: خیال

دوپہر

۳۰-۲ گلزار بھٹی: لوک گیت

۴۵-۴ سرب جیت: لوک گیت

بدھ ۱۳ر اگست

صبح

۵۰-۸ پرتی بالا: لوک گیت

۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
جوگیندر تکھی: کلارنٹ

دوپہر

۱۵-۱۲ اور رات ۴۵-۷
بھائی بخشش سنگھ راگی: شبد

جمعرات ۱۴ر اگست

صبح

۰۵-۹ اور شام ۳۰-۴
بھگوان داس سینی: خیال

دوپہر

۱۵-۱۲ سلیم اقبال: غزلیں

۳۰-۲ گوردیپ: لوک گیت

رات

۰۰-۸ تخلیق: اردو ادبی پروگرام

۴۵-۱۰ ڈی. وی. پلسکر: خیال

(آگے ص ۴۳ پر)

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۴۱۷ — ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰۱۶ — ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

جمعہ یکم اگست

صبح

۷-۱۵ 'یووکوں کے متعلق باپو کے خیالات' دنیش مشر
۷-۲۰ رن جھن: بھنورو خاں و ساتھی
۸-۲۱ گیت گنجار: ریتا سین

دوپہر

۱-۵۰ 'باجرے کی فصل میں بوائی کے بعد کے کرشی کاریہ': جے کے جین

شام

۶-۳۰ 'افیم سے نجات دلانے میں سماج کلیان و بھاگ کا یوگ دان' ومل چند جین: گیت: 'اگست ماہ میں باغیچوں میں کیے جانے والے کرشی کاریہ': بی ڈی یادو
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت دیارام سنگھل
۹-۳۰ 'میں زندہ ہوں': ناٹک مصنف: حبیب کیفی پیش کش: گوکل گوسوامی

ہفتہ ۲ر اگست

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: میرا جوشی
۷-۳۰ رن جھن: شرون کمار بھاٹی
۷-۴۵ 'روزگار کے اوسر' راجیندر دیاس
۸-۲۱ گیت گنجار: گوری دیوی

دوپہر

۱-۵۰ 'گوار کی فصل میں بوائی کے بعد کے کرشی کاریہ': نریندر سنگھ

شام

۶-۳۰ وکاس چرچہ: جے کے گپتا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت دیپارام باروپال

اتوار ۳ر اگست

صبح

۷-۳۰ 'مردھرا کے لال'
۸-۵۰ 'دوایکم بارہ': پیش کش: پی ایس تھپلیال
۹-۱۵ چن من: 'آؤ ملیں ہاتھی دادا' سادھنا پاریک: 'ایکتا کی مالا میں ایکتا کے موتی' بہ لیش چندر شرما: ننھے کلاکار ذاکر حسین: گائن

دوپہر

۱۲-۰۵ 'مانسک روگوں کے کارن، لکشن، روک تھام کے طریقے' گھنشیام داس نایتی

شام

۶-۳۰ 'ٹی بی روگ کی روک تھام کی نئی تحقیق'

پیر ۴ر اگست

صبح

۷-۱۵ 'ہمارا بھی زمانہ ہے'، پیش کش: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: رام رتن ریل
۷-۴۵ 'ان وینشن ان کمپیوٹر سائنس' روین بھنڈاری

دوپہر

۱-۱۰ ناری واٹیکا: 'عورتوں میں ممتا اور محبت': نرملا اپادھیائے کہانی: سنیہہ آنند
۱-۵۰ 'ان دنوں بوئی جانے والی سبزیوں میں پودوں کی حفاظت' کے کے جوشی

شام

۶-۳۰ 'مونگ پھلی کی کھیتی میں دھیان دینے کے قابل باتیں' راجیش ماتھر: گیت
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: سشیلا مہتہ

منگل ۵ر اگست

صبح

۷-۳۰ رن جھن: عظیم خاں
۷-۴۵ 'کیسے بنتے ہیں کوہِ آتش فشاں' بی بی ایل شرما
۸-۲۱ گیت گنجار: بھونگر خاں

دوپہر

۱-۱۰ 'بچوں میں جنم ذات بیماریاں' ڈاکٹر ڈی آر ڈابی سے دنیش چندر شرما کی بات چیت
۱-۵۰ 'خریف کی فصلوں کو کھرپت واروں سے کیسے بچائیں' ایم کے دیاس

شام

۶-۳۰ 'بارش کے موسم میں دودھارو جانوروں کی خوراک اور انتظام' بھینٹ وارتا از ڈاکٹر جگل لال ماتھر گیت۔ خطوں کے جواب
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: سونارام بادرا

بدھ ۶ر اگست

صبح

۷-۱۵ 'پوسٹ کارڈ': جھلکی از وسودھا کل کرنی
۷-۳۰ رن جھن: مانک آریہ
۸-۲۱ گیت گنجار: چندر شیکھر کلہ

دوپہر

۱-۵۰ 'بیگن کی فصل کو کیڑوں اور بیماریوں سے کیسے بچائیں' جے کے گپتا

شام

۶-۳۰ 'مونگ و موٹھ کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں' سنگا سنگھ راٹھور: گیت کرشی سماچار
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: بنسی لال

جمعرات ۷ر اگست

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: ایم پی سنگھ
۷-۳۰ رن جھن: گوپال کرشن دیاس
۷-۴۵ 'ہمیں شکایت ہے': ساس کو بہو سے: مزاحیہ تقریر از کملا گگرانا
۸-۲۱ گیت گنجار: اشوک کمار شرما

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں
۱-۵۰ 'بارش کے دنوں میں فصلوں کو خاص خاص کیڑوں سے کیسے بچائیں' موتی لال جوشی

شام

۶-۳۰ 'جوار کی فصل وارد کی فصل کو کیڑوں سے کیسے بچائیں': سی پی ماتھر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت بابولال میراثی

جمعہ ۸ر اگست

صبح

۷-۱۵ 'باپو اور سامپردائک ایکتا': جے کے دیاس
۷-۳۰ رن جھن: ہمت سنگھ
۸-۲۱ گیت گنجار: گوپال لال بوہرا

دوپہر

۱-۵۰ 'خریف کی فصلوں کو ٹڈی، پتنگا و تیرا سے کیسے بچائیں': اللہ نور

شام

۶-۳۰ 'مکا کی فصل میں پودھ سنرکشن کاریہ': ایس سی مہتہ
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: جوالا پرشاد
۹-۳۰ 'صبح ہو گئی': ناٹک از سریش سیٹھرا پیش کردہ: ونود دھیر

ہفتہ ۹ر اگست

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: سروج پرمار
۷-۳۰ رن جھن: کھوم رام
۷-۴۵ 'آپکی سندرتا آپکے ہاتھ میں' جوگیند سہیرا
۸-۲۱ گیت گنجار: حسن خاں جیسلمیری

دوپہر

۱-۵۰ 'تل کے کھیتوں میں بوائی کے بعد کیے جانے والے کرشی کاریہ' پریم شنکر سی شرما

شام

۶-۳۰ 'چوہے مارنے کی بھناسن دوائیاں کام میں کیسے لائیں': ڈاکٹر بی ڈی رانا: گیت

'بارش کے دنوں میں آم، لیموں اور امرود کے پھل کیسے لگائیں'، ایم۔ ایس۔ مشرا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
کماری منجو بھڈادا

اتوار ۱۰ اگست

صبح

۹-۱۵ چمن من: آپکی شالہ کا سانسکرتک کاریہ کرم۔ کیندریہ ودھیالیہ بی۔ ایس۔ ایف: 'ہم نے آزادی کیسے پائی، ۱۹۰۵ء-۱۹۱۹ء'، ڈاکٹر شانتی لال ناگوری

دوپہر

۱۲-۰۵ 'اوری روگ کے ہونے کے کارن لکشن و روک تھام کے طریقے'، ڈاکٹر آر۔ این۔ سنگھ: گیت

شام

۶-۳۰ 'بچوں کو دست لگنے کے کارن، لکشن، روک تھام کے طریقے'، بھینٹ وارتا ڈاکٹر سنجیو سانگولی سے ملاقات

پیر ۱۱ ...

صبح

۷-۳۰ رن جھن: لمراج سور داس
۷-۴۵ 'اسٹیٹ آف ومن انڈر انڈین لیگل سسٹم': انگریزی تقریر، سری کشن مل مہتہ
۸-۲۱ گیت گنجار: کریم خاں لنگا

دوپہر

۱-۱۰ سوتنترا سنگرام کی گورمیہ پرم پرا اور مہیلا بھومیکا'، مہیلا وکاس اور سیم سیوی سنستھائیں: گلاب سنگھ
۱-۵ 'امرود کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں'، نارائن سنگھ بھاٹی

شام

۶-۱ کھیتی باڑی: 'سور ادرجا کا آج کے زمانے میں استعمال'، ڈاکٹر جی۔ پی۔ گپتا: گیت
۷- راجستھانی سنگیت: پشن کرنا

منگل ۱۲ اگست

صبح

۷-۱۵ رن جھن: رزاق احمد
۷-۴۵ 'کیسے لکھا جاتا ہے اتہاس'، راجیندر سنگھ
۸-۲۱ گیت گنجار: موہن داس نبارک

دوپہر

۱-۱۰ ڈائی و تیزاب اور اس کے الگ الگ پہلو'، ڈاکٹر بی۔ کے۔ دمی شاہ سے دینش چندر شرما کی بات چیت
۱-۵۰ 'بیگن اور اربی کی فصل میں پود سرکشن'، کمل کشور بھاٹی

شام

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: شیلا راٹھور

بدھ ۱۳ اگست

صبح

۷-۱۵ 'چکر': جھلکی: از دین دیال شرما
۷-۳۰ رن جھن: پورنیما ٹھاکر
۹-۲۱ گیت گنجار: روپ کرن دیاس

دوپہر

۱-۵۰ 'مونگ و موٹھ کی فصلوں کو کیڑوں سے کیسے بچائیں'، کنہیا لال ماتھر

شام

۶-۳ 'تل کی فصل میں پودوں کی حفاظت'، رمیش کمار کچھاواہ: گیت، کرشنی ...

۷-۴۵ [illegible] ت: ترلوک سنگھ

جمعرات ۱۴ اگسـ

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: سروج پرمار
۷-۳۰ رن جھن: نارائن داس پنچی
۷-۴۵ 'سبھدرا کماری چوہان آزادی کی امر آواز'، ڈاکٹر مہیندر کمار جین
۸-۲۱ گیت گنجار: صدیق خاں

دوپہر

۱-۱۰ قوالیاں
۱-۵۰ 'دشنکر باجرے کی فصل میں پودھوں کی حفاظت'، ہری سنگھ چیپک

شام

۶-۳۰ 'پھونگ پھلی کی فصل میں پودھوں کی حفاظت'، سریندر کمار پرجاپتی: گیت

بیکانیر

۱۵۱۰۰۳ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

جمعہ یکم اگست

صبح

۷-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار پر راگ مکل ولاس
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ صدیق خاں: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ سنگھو بندھو: خیال کلاوتی

شام

۵-۰۵ 'لوک مانیہ تلک': رمیش کمار بوڑا، دیش بھکتی گیت ایوم ابھیہ گیت
۷-۲۰ 'پرودشا شا ایوم کرائیں بودھ'، کے۔ این۔ ہرت
۱۰-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں ستار

ہفتہ ۲ اگست

صبح

۷-۳۰ ہیرا بائی بڑودکر: خیال للت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ کرشنا ویاس: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ ہیرا بائی بڑودکر: خیال ملتانی

شام

۵-۰۵ ناچار کلاں: مریم احمد سپھلتا کا رہسیہ "کاش" سنیل کمار شرما

۷-۲۰ 'کمزور ورگ کے لئے رن سویدھائیں'، آر۔ این۔ شرما
وکراین دکاس میں پنچایتوں کی بھومیکا': پورنا رام

اتوار ۳ اگست

صبح

۷-۳۰ مشتری بیگم: دادرا

شام

۵-۰۵ 'ویگیانک دیکاس اور مانو'، از ونود کمار جوشی
آج کے سنگیت کلاکار: عزیز احمد
۷-۲۰ 'ورشا رتو میں پشو روگ ایوم روک تھام'، ڈاکٹر سنیل منگر ولا

پیر ۴ اگست

صبح

۷-۳۰ موہن لال مصرا: خیال گجری توڑی
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ رام لال مراسی: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ استاد امیر خاں: خیال میگھ

شام

۵-۰۵ کویتا پاٹھ: سنجیو کشیپ، پستک پریچے: سورگیہ مدن ڈاگہ کے کاویہ سنگرہ

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: جیپ رام

جمعہ ۱۵ اگت

صبح

۷-۱۵ 'ادش یکتا نواران اور اپو'، رمیش پاریک
۷-۳۰ رن جھن: چمپا یتی
۸-۲۱ گیت گنجار: سانگی دان دمامی

دوپہر

۱-۱۰ 'جوار کی فصل کو کیڑوں وروگوں سے کیسے بچائیں'، این۔ این۔ بیگنہ

شام

۵-۳۵ 'یوم آزادی': ڈاکٹر سبھاش ماتھر
۶-۳۰ 'باجرا د مکا کی فصل کو کیڑوں سے کیسے بچائیں': ایس۔ ایس۔ ہرجانی
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: بانکا رام بھیل
۹-۳۰ 'پرتی دان': ناٹک، ڈاکٹر جگموہن سنگھ پریہار

"یہ کیا مزاق ہے"، کا پرتیچیہ
از انیرودھ سنگھ اودت

۷-۲۰ گرامین بہنوں کے لیے "میلا سنسار" دگر یہ وتی میلا ئیں ایوم ان کا آہار" ڈاکٹر مینا کشی شام سوا
'ایندھن کی بچت: سورا ور جا سے' کملا شرما سے بھینٹ

۱۰-۰۰ گوپال مصرا: سارنگی پر راگ مدھوکوس
موہن لال مصرا: خیال مارو بہاگ

منگل ۵ر اگست

صبح

۷-۳۰ اوما شنکر مصر: ستار پر راگ سندھو بھیرو ی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
احمد خاں: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار: سنجیو کمار
'وچتر گنوں والے یہ پیڑ'، بھیم چندر سونگرا

۷-۲۰ 'پھل دار ورکشوں کو کیڑوں سے بچائیں'؛ ڈاکٹر ایس۔ کے دیاس
'پرشکشن کیندروں سے کیسے لابھ اٹھائیں'، منپھول سنگھ

۸-۱۵ بیلا ساور: سگم سنگیت

بدھ ۶ر اگست

صبح

۷-۳۰ نارائن راؤ دیاس خیال

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
افروز بانو: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ سندھیا مکھرجی
خیال مالکوس ستھری ترانہ اور دادرا

شام

۵-۰۵ یووا وانی: بوجھو تو جانیں
میری زندگی، آپ کی چٹھی ملی
یووا پسند

۷-۲۰ 'کپاس کی فصل کو کیڑوں سے بچائیں' رندھیر سنگھ چودھری
'الپ بچت یوجنا واس سے لابھ' بھاگیرتھ ورما

۱۰-۳۰ نصیر احمد خاں: خیال جون کوس
ستھری مشر کروانی

جمعرات ۷ر اگست

صبح

۷-۵۰ اور رات ۸-۱۵
کیشو شرما: سگم سنگیت

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
سانگی دان دنانی: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ کھیل سماچار: سندیپ گگڑ
'کھیل کود اور راشٹریہ ایکتا'، پرتچرچا: شرکار: راجیندر جوشی
ہیرالال ہرش اور دندنا سونی
آج کے سنگیت کلاکار
گیانیشور سونی

۷-۲۰ 'پشوؤں کو انترک پرجاتیوں سے بچائیں'
ڈاکٹر رائے سنگھانی
'خریف فصلوں کو کاترے سے بچائیں'، دید پرکاش کل شریسٹھ

جمعہ ۸ر اگست

صبح

۷-۳۰ سمر کنا دھر چودھری
وائلن پر راگ دیوگری بلاکا

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
فتح کماری دیاس: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ منور علی خاں: خیال سورٹھ
ستھری کھماج اور دادرہ

شام

۵-۰۵ 'ساماجک وانیکی کاریہ کرم'
ایم۔ پی۔ ماتھر
'جل دوارا پھیلنے والے روگ ایوم روک تھام'
شری جی۔ ایم۔ گہلوت سے بھینٹ

۱۰-۳۰ دویندر مرد یشور: بانسری

ہفتہ ۹ر اگست

صبح

۷-۳۰ بسوراج راج گرو: خیال بھٹیار

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰

۱-۱۰ گرجا دیوی: خیال دیسی توڑی

شام

۵-۰۵ سماچار سنکلن: اروند کمار سینی
"بھارت چھوڑو"؛ روپک

پیش کش؛ لکشمی شنکر واجپائی

۷-۲۰ 'نسبندی کے پرتی بھرانتیاں اور نوارن'؛ ڈاکٹر گوپال آچاریہ
'سمپردایک سدبھاؤ اور ہمارا وکاس'؛ اشوک کمار

اتوار ۱۰ر اگست

صبح

۷-۳۰ کشوری امونکر: خیال اہیر بھیرو

شام

۵-۰۵ نوترنگ: 'سودرانتی'؛ ہرش بالا
سنگیت کلاکار: کماری چیتنا پروہت

۷-۲۰ 'پشوؤں میں کرتم گربھ دان اور اس سے لابھ'

پیر ۱۱ر اگست

صبح

۷-۳۰ لکشمن پرساد جے پور والے خیال

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
کالو ناتھ: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ ہری پرساد چورسیا: بانسری پر راگ دیس اور دھن بھٹیال

شام

۵-۰۵ کویتا پاٹھ: جیہ کرن جوشی
سمیہ پورتی: گیت سنگیت

منگل ۱۲ر اگست

صبح

۷-۳۰ امرناتھ: خیال بیراگی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
جیہ مالا گوسوامی: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ پرشن اوتری: شرکار:
کماری جیا دیو، ہری نارائن سنگھ
سریتا جین، سنیل کمار شرما
پرشن کرتا؛ راجیندر سنگھ

۷-۲۰ 'پھل دار پودوں میں سوکشم تتووں کا مہتو'؛ ایس۔ پی۔ پروہت
'پشوؤں کا گھریلو نسخوں سے علاج'؛ ڈاکٹر انل اہوجا

۸-۱۵ نیلم ساہنی: سگم سنگیت

بدھ ۱۳ر اگست

صبح

۷-۳۰ پنڈت جسراج: خیال بھیرو

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
امر چند ستھار: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ عبدالکریم خاں: گائن

شام

۷-۲۰ 'مونگ پھلی فصل میں سامیک کرشی کاریہ'؛ پی۔ ایس۔ شرما
'گلے کی بیماریاں اور ان کی روک تھام'

جمعرات ۱۴ر اگست

صبح

۷-۳۰ سوتنترتا سنگرام سینانی گنگا دت رنگا سے جسکرن گوسوامی کی بھینٹ

۷-۵۰ لکشمی نارائن سونی: سگم سنگیت

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
بھونگر خاں: لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ اب وطن آزاد ہے
پیشکش: دیشپال سنگھ راٹھور

۱-۱۰ کوییتری گوشٹھی

شام

۵-۰۵ 'اب ٹوٹی تھی زنجیر'؛ روپک
سنگیت کلاکار: درگا بھوانی شرما

۷-۲۰ 'سوتنترتا سنگرام میں شہیدوں کی بھومیکا'؛ ڈاکٹر مدن کیولیا
راجستھانی کویتا پاٹھ 'سوتنترتا سنگرام'؛ موہن سنگھ راٹھور

جمعہ ۱۵ر اگست

دوپہر

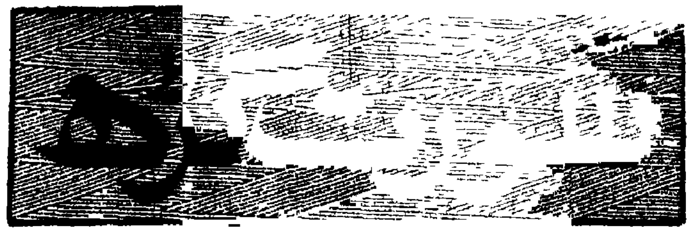
۱۲-۳۰ آزادی کی کہانی۔ قربانی کی زبانی'، روپک: تحریر دیشپال سنگھ راٹھور
پیش کش؛ سکھ دیو سنگھ دسور
پروین سلطانہ: خیال میاں کی ملہار

شام

۵-۰۵ 'یووا پیڑھی کو آزادی کی دین'، بھینٹ وارتاؤں پر مبنی
پیش کش؛ مکیش شرما

۷-۲۰ 'سوتنترتا دوس کے اوسر پر آیوجت سمارو ہ کی ریڈیو رپورٹ'
بھاگ چند پنوار

۱۰-۳۰ بسم اللہ خاں: شہنائی وادن



۳۲۵٫۷ میٹر ۹۱۹ کلو ہرٹز

جمعہ یکم اگست

صبح

۶-۴۵ چنتن : بی. بی. شرما

۷-۴ 'کتنے سوتنتر ہیں بھارتیہ۔ دھرم پالن کے چھیتر میں'
از سری رن سنگھ جوریا

۸-۲۱ شکنتلا جوشی : راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۱-۲۰ امام الدین : گائن

۱-۵۰ 'اس ماہ کے جانے والے کرشی کاریہ'

۲-۲۰ مردمنگل : غلام رسول

شام

۶-۱۵ 'دن اور ہمارے لکھوا دیوگ'
مور دھوج سنگھ راٹھور
'سہکاری سمیتیاں اور کھاد بیج ورتن'
ایس. پی. بہل

۷-۲۵ مردمنگل : رام لال میراثی

۱۰-۰۰ استاد عابد حسین خان : گائن

ہفتہ ۲ر اگست

صبح

۶-۳۵ کہانی : جنک راج پاریک : کاوی پاٹھ
منگت بادل

۷-۳۰ 'شرت کا اپنیاس سنسار'
سرل کوی

۸-۲۱ مردمنگل : گوپال ڈانگی

دوپہر

۱-۵۰ فصل چکرا اور اس کے لابھ
از ڈاکٹر وید سنگھ

۲-۲ مردمنگل : لکشمی نارائن

شام

۵-۳ یوواوانی : مجھے شکایت ہے

۶-۱۰ 'ڈیری وکاس کاریہ کرم اور اس کے لابھ'

۲-۰ مردمنگل : نارائن رام نایک

۸-۱ کملا گیسوانی اور ریحانہ مرزا

سگم سنگیت

اتوار ۳ر اگست

صبح

۷-۳۰ بلات کار و دہیز شوسن سمبندھی قانون سنرکشن'
بجنیت سنگھ گل

۸-۲۱ مردمنگل : بنارسی لال

۹-۱۵ اتہاس کے پنے : جے پرکاش دھیا

دوپہر

۲-۲۰ مردمنگل : گووند سنگھ راٹھور

پیر ۴ر اگست

صبح

۶-۳۵ چنتن : شاردا شرما

۷-۳۰ 'بڑھتے ہاتھ بڑھتے قدم' ایک رن کے مادھیم سے

۸-۲۱ مردمنگل : گووند کلا

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان
'مرچ کی فصل سے ادھک اُتپادن کیسے' : موہن رام کڑک سرا

۲-۲۰ مردمنگل : چندر شیکھر کلا

شام

۶-۱۵ 'آیوروید کچکتسا کتنی لابھ دائک'
از ویدیہ جگدیش رام
کہانی : ہنومان دیکشت

۷-۲۵ مردمنگل : گلاب چند گوڑ

۱۰-۰۰ وی. جی. جوگ : بسم اللہ خاں
جگل بندی، وائلن اور شہنائی
سنگرہ بندھو : گائن

منگل ۵ر اگست

صبح

۸-۲۱ مردمنگل : ابوبن شیر خانی

دوپہر

۱-۵۰ 'بھومی کی اُوَرا شکتی کیسے قائم رکھیں' : از آر۔ کے سیارا

۲-۲۰ مردمنگل : رام بخش سوڑھا

شام

۵-۳۰ 'ریگستان میں آئی ارتھ کیا ہے'
از سمیتا مصرا
سنگیت سن : لمار دنیا سنگھ

۶-۱۵ گاؤں میں پیئے جل یوجنا اور اس سے لابھ : نکھو منوال
'دھان کی فصل میں ارورک کب اور کتنا' : راجندر سنگھ بھگور

۷-۲۵ مردمنگل : شیر چند سونکیہ

۸-۱۵ نرملا دیوی : سگم سنگیت

بدھ ۶ر اگست

صبح

۷-۳۰ 'نئی صدی کی تعمیر : پردوشن کی درشٹی سے' : پربھا نندن

۸-۲۱ مردمنگل رچھپال ڈھاڑی

دوپہر

۱-۵۰ 'اربر کی فصل کا ادھک اُتپادن کیسے' : پریم لال نہرا

۱-۲۰ مردمنگل : حوری لال راول

شام

۵-۳۰ کہانی : شمع جبین . لوپتا
سنیتا والیا

۶-۱۵ 'اپنی کھیتی اپنی بات'
ڈاکٹر کے. پی. دیاس سے بھینٹ

۷-۲۵ مردمنگل : دیال پنوار

جمعرات ۷ر اگست

صبح

۶-۳۵ چنتن : رکمادنی سوامی

۸-۲۱ مردمنگل : ترملا ناگ پال

دوپہر

۱-۵۰ 'گوبھی کی اُنت قسمیں ایم لو وائی'
از اچ. پی. رائے زادہ

۲-۲۰ مردمنگل : پورن چند کامڑ

شام

۵-۳۰ پرت پچر چا : 'دیش کی ایکتا آج کی اہم آوشیکتا' : مذاکرہ
شرکار : سیما شرما، نجمہ آفریدی
اوم پرکاش جاند وا اور
دیپک بھرت وال

۶-۱۵ 'سری گنگا نگر ضلع اور مچھلی پالن'
مدن لال جیتھا

جمعہ ۸ر اگست

صبح

۷-۳۰ 'ایرادھوں کے سندربھ میں کارا گرہ' ، سبھاش یادو

۸-۲۱ مردمنگل : ممتا ڈک لیا

دوپہر

۱-۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی وادن

۱-۵۰ 'مونگ پھلی کی فصل کو روگوں سے بچائیں' : آر. پی. مہرشی

شام

۶-۱۵ 'سگر گرامین وکاس یوجنا اور اس سے لابھ' : اشوتوش بھارگو

۷-۲۵ مردمنگل : ستیہ نارائن امن

ہفتہ ۹ر اگست

صبح

۷-۳۰ 'موجودہ نیائے ویوستھا کتنی کارگر'
شرکار : غلام حسین، ہیچ نارائن شرما
اندر راج سنگھ اور رام نواس اگروال

دوپہر

۱-۵۰ 'کپاس کی فصل کو روگوں سے بچائیں' : از بوٹا سنگھ

۲-۲۰ مردمنگل : اوم پرکاش سرگرا

شام

۵-۳۰ 'سوالوں کے دائرے' : شرکار
راجندر کار سیٹھی، راجیش گپتا
چیرنجی لال شرما، میگھ راج سونی
ستیا جین

۷-۲۵ مردمنگل : پشپا مالی

۸-۱۵ اوشا نندن، منالا بھٹ
سگم سنگیت

اتوار ۱۰ر اگست

صبح

۶-۳۵ چنتن : آشا بھٹناگر

۷-۳۰ 'ایسی بھی کیا جلدی ہے، بچے پیدا کرنے کی' : مزاحیہ تقریر
از گووند شرما

۸-۲۱ مردمنگل : پنا لال بوہرا

دوپہر

۲-۲۰ مردمنگل : سوریہ پرکاش گوڑ

شام

۵-۳۰ 'روزگار کے سروت : پولیس سیوائیں' از این. این. دھون

جمعرات ۱۴ اگست

صبح

۸-۲۱ مرد منگل : منا دیولوی ینادیٹ

دوپہر

۱-۵۰ رنگنے کی فصل میں کیٹ … امی لال … شنوئی

۲-۲۰ مرد منگل : اندوکماری پادھیائے

شام

۵-۳۰ ویک تھاروی ، جھلکی … سیوروبہ نگم

۷-۲۵ مرد منگل : …

۱۰-۰۰ رشین پرساد ورما ، بانسری وادن

جمعہ ۱۵ اگست

صبح

منگل ۱۲ اگست

صبح

۷-۳۰ باکی کھلاڑی سری درشن … بسنت ، سافٹ بال کا اتہاس … الدتیم ، بے دیپ مہر

۸-۲۱ مرد منگل : روی پرکاش …

دوپہر

۱-۵۰ …

۲-۲۰ مرد منگل : …

شام

۱۰-۰۰ روی شنکر و بسم اللہ خاں

اردو پروگرام

صبح ۷-۳۰ سے ۸ بجے تک …

جمعہ یکم اگست

صبح

۷-۰۵ اور رات …

کرشن رام چودھری : شہنائی

۸-۲۱ مرد منگل : سنگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ رنجن … ورق : گٹار

ہفتہ ۲ اگست

صبح

۷-۰۵ سنگیت کا … خیال

اتوار ۳ اگست

صبح

پیر ۴ اگست

صبح

بدھ ۶ اگست

صبح

۷-۰۵ اور رات …

۸-۲۱ اور شام …

جمعرات ۷ اگست

صبح

جمعہ ۸ اگست

ہفتہ ۹ اگست

بھوپال (الف) ۲۰۲٫۲۰ میٹر ۱۴۸۵ کلوہرٹز بھوپال (ب) ۲۴۲٫۳ میٹر ۱۲۳۳ کلوہرٹز
شارٹ ویو:
صبح : ۷-۴۵ تک ۵۰٫۹۰ میٹر ۳۳۱۵ کلوہرٹز ۸-۰۰ کے بعد ۵۰٫۰۸ میٹر ۵۹۹۰ کلوہرٹز
دوپہر: ۸۱٫۷۸ میٹر ۱۸۰ کلوہرٹز شام اور رات ۹۰٫۵۰ میٹر ۳۳۱۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۸-۰۰، ۹-۰۵ (پرادیشک) دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتہ کو)
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتہ کو)

جمعہ یکم اگست

صبح

۷-۰۵ 'لوک مانیہ گنگا دھر تلک'، از گریش اپادھیائے

۸-۳۰ اردو پروگرام: 'طلسم ہوش ربا' تحریر: قمر حسین

دوپہر

۱۲-۳۰ وسنت راؤ دیشپانڈے خیال۔ ٹھمری۔ دادرا

۲-۰۰ اور رات ۸-۳۰ رام پرساد شرما: سگم سنگیت

۲-۳۰ ساوتری دیوی یوگی: لوک گیت

ہفتہ ۲ اگست

صبح

۷-۴۵ شانتی ہیرانند: اپ شاستریہ گائن

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ رام پرساد بسمل: سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ بابا رام چرن منکیلے: لوک گیت

اتوار ۳ اگست

صبح

۷-۰۵ 'ساماجک پریورتن اور راجنیتکوں کی بھومیکا'، پریچرچا

۹-۵۰ ڈی۔ ڈی۔ جانوریکر سبد ھ سنگیت

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام: بلرام تاگدلیہ سگم سنگیت: نئی کتابیں

دوپہر

۲-۳۰ ریکھا یادو: لوک گیت

پیر ۴ اگست

صبح

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ جیئے شری ٹھٹے: سگم سنگیت

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰ اجیت سنگھ: وینا وادن

دوپہر

۲-۳۰ دولیچند پرجاپتی: لوک گیت

منگل ۵ اگست

صبح

۷-۰۵ اور دوپہر ۱۲-۳۰ ثروت حسین: طبلہ وادن

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ نظام سنگھ: لوک گیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ پرتاپ تنوانی: سگم سنگیت

۸-۳۰ بزم سخن: اردو پروگرام کامل بہزادی، وفا صدیقی کاوش جذباتی کوثر، محمد نعیم صہبا

بدھ ۶ اگست

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ چھوٹے لال ٹھاکر: لوک گیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ جیئے شری ٹھٹے: سگم سنگیت

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰ پروین شولیکر: ڈاکن وادن

جمعرات ۷ اگست

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰ جگناتھ پرشاد بھاردواج لوک گیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ ونود رنجن اپادھیائے سگم سنگیت

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ وی شیام سندر نائڈو ستار

رات

۱۰-۳۰ کرشن ہنگل: گائن

جمعہ ۸ اگست

صبح

۷-۳۰ گاندھی چرچا: 'مہاتما گاندھی اور اسہیوگ آندولن'، کشور تیواری

۸-۳۰ اردو پروگرام: لطف غزل 'ملکے بازی کا فن'، بات چیت از شیام منشی اور ہردیو سنگھ دل کی بات: تقریر

دوپہر

۱۲-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰ سدھا رام جادھو: سندری وادن

۲-۰۰ کرتی شرما: سگم سنگیت

۲-۳۰ شیام لال سونی: لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ پرتما سہائے: خیال

ہفتہ ۹ اگست

صبح

۷-۴۵ اے۔ کے۔ کوبگے: گائن

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰ برج موہن دکشت سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ ہرش چندر چڈھا: لوک گیت

اتوار ۱۰ اگست

صبح

۷-۳۰ سچائی کی تہہ تک 'لائی ڈیٹیکٹر' ایس۔ سی۔ پی۔ بسنگھ

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ کملا بوس: خیال

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵ سپرا گپتا: سگم سنگیت

پیر ۱۱ اگست

صبح

۶-۴۵ 'ادیوگک پرورشن اور اس کا نینترن'، ڈاکٹر ٹی۔ ڈی۔ وی سنگھ

۷-۰۵ بمل مکھرجی: ستار وادن

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵ رنجیت مندلوار: سگم سنگیت

رات

۱۰-۰۰ پی۔ کے۔ بنرجی: خیال دیوچندر پاٹھک: طبلہ سنگت

منگل ۱۲ اگست

صبح

۷-۰۵ رام کماری سنہا: خیال چرنجیت سنگھ: طبلہ

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵ پرنب کمار بھٹا چاریہ سگم سنگیت

بدھ ۱۳ اگست

صبح

۷-۰۵ ذاکر حسین: خیال

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵ سدیپتا گھوش: سگم سنگیت

جمعرات ۱۴ اگست

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ سدیپتو کمار داس: ستار وادن

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵ راجیشور پاٹھک: سگم سنگیت

جمعہ ۱۵ اگست

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ بسم اللہ خاں شہنائی

۸-۲۱ دیش بھکتی گیت

دوپہر

۱-۱۰ بسم اللہ خاں: شہنائی

۹-۵۰ اور رات ۱۰-۰۰
جگدیش پرساد : گائن

دوپہر
۱-۱۰ پروین سلطانہ : گائن
۲-۰۰ سریکھا : سگم سنگیت
۲-۳۰ ساوتری دیوی رائیکوار لوک گیت

پیر ۱۱ر اگست

صبح
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
شیرادھر : سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
بھالے راؤ : ستار وادن

دوپہر
۱۲-۳۰ وگیان : 'کمپیوٹر کو جانیں'
اکاؤنٹنگ میں کمپیوٹر'
ایس۔ کے۔ داس گپتا
۲-۳۰ پنالال گنجیلے : لوک گیت

منگل ۱۲ر اگست

صبح
۷-۳۰ مالویکا کانن : خیال
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
سین دھر : سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام : کرکیٹ اور بھوپال : مذاکرہ

دوپہر
۱۲-۳۰ مالویکا کانن : خیال
۲-۳۰ بہاری لال راؤ : لوک گیت

بدھ ۱۳ر اگست

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
چنید کلاسونی : لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
رتنا تا : سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
رحمت علی خاں : سرود وادن

رات
۱۰-۳۰ نصیر ظہیر الدین ڈاگر
نصیر فیاض الدین ڈاگر : ڈگر گائن

جمعرات ۱۴ر اگست

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
برج کشور نائیک : لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
پرتیبھا گوسوامی : سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
غلام مصطفیٰ خاں : خیال

جمعہ ۱۵ر اگست

صبح
۷-۳۰ 'گاندھی جی اور سوتنترتا سنگرام'
از ایس۔ پی۔ راجگرو
۸-۳۰ اردو پروگرام : 'جنگ آزادی کے متوالے' : روپک
از ڈاکٹر حامد حسین
پیش کش : اقبال مجید

دوپہر
۱۲-۳۰ وینا سہسترا بدھے : گائن
۲-۳۰ رام کلی : لوک گیت

رات
۸-۰۰ سوتنترتا دوس کے اوسر پر راجیہ کے مکھیہ منتری کا جنتا کے نام سندیش

بقیہ :- دھلی

استاد امیر خاں : گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
علی اکبر خاں : سرود

رات
۹-۳۰ 'آزادی کا ارتھ'
تریسا اندو جین
۱۰-۳۰ پی۔ متھو ویرا سوامی و ساتھی
ناسورم (کرناٹک)
۱۱-۱۰ شوبھا گرتو : ٹھمری دادرا
دہلی ب

صبح
۷-۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی

دوپہر
۳-۳۰ گوندہ راجو پلائی اور
دکھشنا مورتی پلائی : ناگسورم
(کرناٹک)

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
کمل ہنس پال
دیش بھگتی گیت

[illegible]

میڈیم ویو :
سرینگر (الف) : ۲۶۸.۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵.۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
سرینگر (د) ۱۹۶.۱ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز
شارٹ ویو : سرینگر (ب) ۴۹.۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱.۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس : صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس : دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری : صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو : صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵
ہندی : صبح ۹-۰۰ سنسکرت : صبح ۷-۰۰
انگریزی : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو : صبح ۹-۴۰، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) شام ۷-۴۰
کشمیری : صبح ۹-۲۵، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

جمعہ یکم اگست

صبح
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۷-۵۵ آرتی تکو : غزل
۹-۰۰ ہندی بات چیت
از مہندرا دتہ
۹-۳۰ پچھلے دن

دوپہر
۱-۰۵ یونس ملک اور سدھارتھ کول
غزلیں
۲-۱۰ کچلو برادران : گائن

رات
۸-۳۰ آرتی تکو : موسیقی

ہفتہ ۲ر اگست

صبح
۷-۳۰ صوفی سنت شعراء کا کلام
کلام محمود گامی : گلوکارہ :
کیلاش مہرہ اور ساتھی
۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
آشا کول : غزل
۹-۰۰ انگریزی تقریر از آر۔ کے۔ کاک

دوپہر
۲-۱۰ امجد علی خاں : سرود
۲-۳۰ غلام محمد ساز نواز : صوفیانہ موسیقی

اتوار ۳ر اگست

صبح
۷-۵۵ علی محمد : غزل

دوپہر
۲-۱۰ جیا بوس : ستار
۴-۰۰ ہی مال : کشمیری میں خواتین کے لئے پروگرام

شام
۶-۱۰ ڈوگری سنگیت : ڈاکٹر کیول کرشن
۸-۳۰ علی محمد : موسیقی

پیر ۴ر اگست

صبح
۷-۵۵ غلام نبی شیخ : غزل
۹-۰۰ اردو بات چیت
از پروفیسر رحمان راہی

دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
۱-۰۵ موسیقی : عبد الرحمان ریشی

شادی لال سدھو

۱۰ - ۲ برہم سروپ سنگھ: وچتر وینا

رات

۸ - ۳۰ غلام نبی شیخ: موسیقی

منگل ۵ راگست

صبح

۷ - ۵۵ اور رات ۳۰-۸

ریتا کول: غزل

۱۱ - ۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲

شیخ عبدالعزیز: صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۰ - ۲ پنڈت جسراج: گائن

رات

۹ - ۳۰ دودھا: ہندی میں ادبی پروگرام

بدھ ۶ راگست

صبح

۷ - ۵۵ اور رات ۳۰-۸

غلام محمد راہ: غزل

۹ - ۰۰ نیا ادب (اردو)

تازہ نظمیں: از محمد لٰسین بیگ

دوپہر

۱۰ - ۲ بہادر خاں: سرود

جمعرات ۷ راگست

صبح

۷ - ۵۵ اور رات ۳۰-۸

ایم۔ کے۔ پنڈتا: غزل

۱۱ - ۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲

محمد عبداللہ سیتاری

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱ - ۰۵ علی محمد شیخ: موسیقی

۲ - ۱۰ نصیر احمد خاں: گائن

جمعہ ۸ راگست

صبح

۷ - ۵۵ اور رات ۳۰-۸

کے۔ کے۔ جالا اور نسیم اختر: غزل

۹ - ۰۰ کمزور ورگوں کو رن سودھائیں

جموں و کشمیر بنک کے چیف منیجر

مشتاق احمد کے ساتھ انٹرویو

دوپہر

۱ - ۰۵ کے۔ کے۔ جالا اور سبھا ایل دلی

غزلیں

۱۰ - ۲ گوپال سنگھ: گٹار وادن

ہفتہ ۹ راگست

صبح

۷ - ۳۰ سنت صوفی شعراء کا کلام

کلام محمد میر: گلوکارہ: کرن کول

۷ - ۵۵ اور رات ۳۰-۸

آر۔ کے۔ کاچرو: غزل

۹ - ۰۰ انگریزی بات چیت

از ڈاکٹر آغا اشرف علی

۱۱ - ۳۰ کمال بٹ: صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱ - ۰۵ عبدالخالق کاوا: کشمیری موسیقی

۲ - ۱۰ سنگھو بندھو: گائن

اتوار ۱۰ راگست

صبح

۶ - ۳۰ سربجیت سنگھ: شبد

۷ - ۵۵ اور رات ۳۰-۸

شمیم دیو: غزل

۹ - ۰۰ نیا ادب (ہندی)

تازہ افسانہ: گنیش مشکور

دوپہر

۲ - ۱۰ جی۔ ایس۔ سچدیو: بانسری

۴ - ۰۰ ہی مال: خواتین کے لئے (کشمیری)

پھلن ہنز غذائیت: شبن رینہ

پیر ۱۱ راگست

صبح

۷ - ۵۵ راج بیگم: غزل

۹ - ۰۰ اردو میں بات چیت

ہندوستان کی سائنسی تحریک میں

ڈاکٹر سارا بھائی کا حصہ،

از ڈاکٹر ایم۔ کے کھیرا

دوپہر

۲ - ۱۰ سربجیت کور: ستار

رات

۸ - ۳۰ سینا کول: موسیقی

منگل ۱۲ راگست

صبح

۷ - ۵۵ رحمت اللہ خاں: غزل

۱۱ - ۳۰ غلام محمد سازنواز

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲ - ۱۰ استاد بڑے غلام علی خاں: گائن

رات

۸ - ۳۰ رحمت اللہ خاں: موسیقی

بدھ ۱۳ راگست

صبح

۷ - ۱۵ اور دوپہر ۱۰-۲

علی اکبر خاں: سرود

۷ - ۵۵ اور رات ۳۰-۸

ششی چوپڑا: غزل

۹ - ۰۰ نیا ادب (اردو) تازہ افسانہ

از ہردے کول بھارتی

جمعرات ۱۴ راگست

صبح

۷ - ۵۵ غلام محمد میر: غزل

۱۱ - ۳۰ شیخ عبدالعزیز: صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲ - ۱۰ روی شنکر: ستار

۲ - ۳۰ شیخ عبدالعزیز: صوفیانہ موسیقی

رات

۸ - ۱۵ یوم آزادی کے موقعہ پر صدر جمہوریہ

کا قوم سے خطاب

جمعہ ۱۵ راگست

صبح

۶ - ۳۰ ماترو ندنا: حب الوطنی کے

گیتوں پر مبنی

۷ - ۵۵ حب الوطنی گیت

ریڈیو کشمیر کورل گروپ

۹ - ۰۰ یوم آزادی کا پیغام

(سرینگر، جموں اور لیہہ سے)

۹ - ۳۰ وطن سون وطن

کشمیری میں حب الوطنی کے گیتوں

پر مبنی پروگرام

از عبدالاحد فرہاد

دوپہر

۲ - ۱۰ بسم اللہ خاں: شہنائی

رات

۱۰ - ۰۰ کشمیری میں غنائیہ

از مرغوب بانہالی

یوم آزادی کے خصوصی پروگرام

صبح

۶ - ۳۰ ماترو ندنا: حب الوطنی کے گیتوں

پر مبنی پروگرام

۷ - ۰۵ یوم آزادی کے سلسلے میں لال قلعہ

پر قومی جھنڈا لہرانے کی رسم اور

پردھان منتری کا عوام سے خطاب

۹ - ۰۰ یوم آزادی کا پیغام

(سرینگر، جموں اور لیہہ سے)

۹ - ۳۰ وطن سون وطن

کشمیر میں حب الوطنی کے گیتوں پر

مبنی پروگرام از عبدالاحد

دوپہر

۱۰ - ۲ بسم اللہ خاں: شہنائی

۳۰ - ۲ ریاست میں یوم آزادی

تقریبات پر مبنی ایک ریڈیو

شام

۸ - ۰۰ ریاست میں یوم آزادی

تقریبات پر مبنی ایک ریڈیو

۶ - ۴۵ دیہاتی پروگرام

کشمیری میں فیچر

بقیہ:- جالندھر

جمعہ ۱۵ راگست

صبح

۹ - ۰۵ اور شام ۳۰-۴

سلوچنا برہسپتی: خیال

دوپہر

۱۲ - ۳۰ جوگا سنگھ جوگی: کاویشری

رات

۹ - ۳۰ "ندی پیاسی تھی" ہندی ڈرامہ

تحریر: دھرم ویر شاستری

۱۰ - ۱۵ گردھاری لال: بھیٹاں

کلکتہ اے ۱۹... میٹر ۶۵۷ کلو ہرٹز — کلکتہ بی ۲۹۷۶۱۴ میٹر ۱۰۰۸ کلو ہرٹز
کلکتہ سی ۲۲۶۱۱ میٹر ۱۳۲۳ کلو ہرٹز — کلکتہ ڈی ۲۲۵۱۱ میٹر ۱۲۴۴ کلو ہرٹز

جمعہ یکم اگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶- گیتا یتن : لوک گیت
۷- کو ئل : رابندر سنگیت
۸- ترون بنرجی : ادھونک
۸- نیتائی بوس : ستار
۹- دیبل مکھرجی : نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲- اوما شنکر سین : گیتار
۱- لینا چکرورتی : بھجن
۲- دیپک مترا : ادھونک
۲- رنجیتا چکرورتی : رابندر سنگیت

شام

۵- سپریا دے : خیال
۹- دیب شنکر دویدی : الاپ اور دھروپد
۱۰- امل کرشنا چاکی : لوک سنگیت
۱۰- راما چیٹرجی : نذرل سنگیت
۱۰- تردن بنرجی : راگ پردھان

کلکتہ "بی"

صبح

۶- کوئل : رابندر سنگیت
۶- دیبل مکھرجی : نذرل سنگیت
۶- تپاتی مکھرجی : رجنی کانت سنگیت
۶- دیپک مترا : بھگتی گیت
۷- سپریا دے : خیال
۷- رتنا سرکار : لوک سنگیت
۷- دیپک مترا : ادھونک
۸- اوما شنکر سین : گیتار
۸- لینا چکرورتی : بھجن
۸- راما چیٹرجی : ادھونک
۹- امل کرشنا چاکی : لوک سنگیت
۹- دیب شنکر دویدی : الاپ اور دھار

دوپہر

۲-۵۵ رتنا سرکار : لوک سنگیت

شام

۶-۲۰ امل کرشنا چاکی : لوک گیت
۶-۲۵ کوئل : رابندر سنگیت
۹-۳۰ راما چیٹرجی : شیام سنگیت
۹-۳۵ گیتا یتن : لوک گیت
۹-۴۵ لینا چکرورتی : بھجن
۹-۵۰ دیبل مکھرجی : نذرل سنگیت
۱۱-۱۰ سپریا دے : خیال
۱۱-۳۰ نیتائی بوس : ستار

ہفتہ ۲ر اگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ گورا ندرا : لوک سنگیت
۷-۴۰ چترلیکھا دتا : رابندر سنگیت
۸-۱۵ شمبھو مکھرجی : ادھونک
۸-۳۰ ایلورا مترا : خیال

دوپہر

۱-۰۰ چھایا گنگولی : ستار

شام

۵-۳۰ سوشمیتا گوسوامی : راگ پردھان
۵-۴۰ جینت مکھرجی : بانسری
۸-۲۰ بینا چودھری : لوک گیت
۸-۲۵ ارون بوس : ادھونک
۸-۴۰ بے . بی گھوش : نذرل سنگیت
۸-۴۵ پربھات کمار مکھرجی رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ پربھات کمار مکھرجی رابندر سنگیت
۶-۳۵ بیلبی گھوش : نذرل سنگیت
۶-۴۵ آرتی بوس : اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ شمبھو مکھرجی : ادھونک
۷-۱۰ سوشمیتا گوسوامی : راگ پردھان
۷-۲۰ جینت مکھرجی : بانسری
۷-۴۰ بجوئے کمار سرکار : لوک گیت
۷-۵۰ آرتی بوس : اتول پرساد سنگیت
۸-۱۱ جینت مکھرجی : بانسری
۸-۵۰ ارون بوس : ادھونک
۹-۱۵ بینا چودھری : لوک گیت
۹-۳۰ چھایا گنگولی : ستار

دوپہر

۲-۴۰ سکدیب مکھرجی : رام پرساد سنگیت
۲-۵۰ آرتی بوس : رابندر سنگیت
۲-۵۵ بجوئے کمار سرکار : لوک گیت

شام

۶-۲۰ گورا ندرا : لوک گیت
۶-۲۵ بے . بی گھوش : شیام سنگیت
۶-۳۰ ارون بوس : ادھونک
۶-۳۵ بینا چودھری : کرتن
۶-۴۵ سکدیب مکھرجی : بھکتی گیت
۶-۵۵ چترلیکھا دتا : رابندر سنگیت

اتوار ۳ر اگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ بینا مکھرجی : لوک گیت
۷-۴۰ رجی چھایا : رابندر سنگیت
۸-۴۰ پراکرتی موہن مجمدار : خیال
۹-۲۵ کھیا چیٹرجی : نذرل سنگیت
۱۰-۰۰ موسیقی کا سبق : رابندر سنگیت پیش کش : سوچترا مترا

دوپہر

۱-۵۰ الوک ناتھ دے : بانسری

شام

۵-۲۰ سنگھا مترا کار : خیال
۸-۱۵ اربند چکرورتی : نذرل سنگیت
۸-۴۰ میرا بھٹاچاریہ : ادھونک
۹-۰۰ کوستو رائے : سرود
۱۰-۰۰ سپرکاش چاکی : رابندر سنگیت
۱۰-۳۵ کھیا چیٹرجی : اتول پرساد سنگیت
۱۰-۴۵ پورن چندر داس : لوک گیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ رجی چھایا : رابندر سنگیت
۶-۳۵ اربند چکرورتی : نذرل سنگیت
اتول پرساد سنگیت
۶-۴۵ شوبھا چکرورتی
۶-۵۰ الوک ناتھ دے : بانسری
۷-۰۵ سنگھا مترا کار : خیال
۷-۴۰ نرنجن چندر ساہا : لوک گیت
۷-۵۰ واسوتی کار رائے : ادھونک
۸-۳۰ سپنا گھوش : گیت اور بھجن
۸-۵۰ سپرکاش چاکی : ادھونک
۹-۱۵ بینا مکھرجی : لوک گیت
۹-۳۰ کوستو رائے : سرود

دوپہر

۲-۴۰ واسوتی کار رائے : ادھونک
۲-۵۰ نرنجن چندر ساہا : لوک گیت
۲-۵۵ سوبھا چکرورتی اتول پرساد سنگیت

شام

۶-۲۰ حنا مکھرجی : لوک گیت
۶-۲۵ رجی چھایا : رابندر سنگیت
۶-۳۰ سنگھا مترا کار : خیال
۶-۵۰ سپرکاش چاکی : ادھونک
۶-۵۵ سوبھا چکرورتی اتول پرساد سنگیت
۷-۳۰ کھیا چیٹرجی : بھجن
۷-۳۵ الوک ناتھ دے : بانسری

پیر ۴ر اگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ نریندر چودھری : لوک گیت
۷-۴۰ چترلیکھا چودھری : رابندر سنگیت
۸-۱۵ تپن کمار چیٹرجی : ادھونک
۸-۳۰ سومترا لاہیری : ستار

دوپہر

۱۲-۲۰ باسابی گوسوامی : بھجن
۱-۴۰ چندرا مکھرجی : ادھونک
۲-۵۵ دلال چندر گنگولی : لوک گیت

شام

۵-۳۰ دیتی مکھرجی : خیال
۸-۱۵ میناتی رائے : نذرل سنگیت
۸-۲۵ سویل دتا : دوتارا
۸-۴۰ دیپیکا رائے : شیام سنگیت
۹-۰۰ پورنیما سین : خیال اور ٹھمری
۱۰-۰۰ گیتا چکرورتی : ادھونک
۱۰-۱۵ دلیپ کمار بنرجی : لوک گیت
۱۰-۳۰ ممتا چکرورتی : رجنی کانت سنگیت
۱۰-۴۰ من متھا چکرورتی شیام سنگیت
۱۰-۵۰ اپرنا سین گپتا : رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ بنانی مجمدار : رابندر سنگیت

۶-۳۵ مینا تی رائے : نذرل سنگیت

۶-۴۵ ممتا چکرورتی : رجنی کانت سنگیت

۶-۵۰ من متا چکرورتی : شیام سنگیت

۷-۰۵ دیپتی مکھرجی : خیال

۷-۴۰ دلال چندر گنگولی : لوک گیت

۷-۵۰ چندرا مکھرجی : ادھونک

-۲۱ سوبول دتا : دوتار

۸-۵۰ گیتا چکرورتی : ادھونک

۹-۱۵ نریندر چودھری : لوک گیت

۹-۳۰ پورنیما سین : خیال

دوپہر

۲-۴۰ باسابی گوسوامی : بھجن

۲-۴۵ من متا چکرورتی
رام پرساد سنگیت

۲-۵۵ بنانی مجمدار : رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ نریندر چودھری : لوک گیت

۶-۲۵ ممتا چکرورتی : رجنی کانت سنگیت

۶-۴۰ من متا چکرورتی
رام پرساد سنگیت

۶-۴۵ سوبول دتا : دوتارا

۶-۵۵ دیپیکا رائے

۹-۴۰ اپرنا سین گپتا : بھجن

۹-۵۰ تپن کمار چیٹرجی : ادھونک

۹-۵۵ چترلیکھا چودھری : رابندر سنگیت

۱۱-۱۰ دیپتی مکھرجی : خیال

۱۱-۳۰ سومترا لاہیری : ستار

منگل ۵ راگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ بسوا ناتھ چیٹرجی : لوک گیت

۷-۴۰ تنموئے چیٹرجی : رابندر سنگیت

۸-۱۵ لیلی سین : ادھونک

۸-۳۰ بھوانی شنکر مجمدار : الاپ
اور دھرپد

دوپہر

۱۲-۲۰ سلیل مترا : لوک گیت

۱-۰۰ جیتی باگچی : خیال

۱-۴۰ مندیرا لاہیری : بھجن

۱-۵۰ ستارو پا : اتول پرساد سنگیت

۲-۰۰ چندرا چیٹرجی : ادھونک

۲-۱۵ پریہ لال چودھری : تار شنائی

۲-۵۵ فینسی رائے : بھکتی گیت

۳-۰۰ اپرنا رائے : سربہار

۴-۰۵ چھایا چیٹرجی : راگ پردھان

شام

۵-۴۵ اما لیندو پال : بھجن

۸-۴۰ گنگا دے : لوک گیت

۸-۴۵ ستارو پا : نذرل سنگیت

۸-۵۰ منجو بنرجی : رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ منجو بنرجی : رابندر سنگیت

۶-۳۵ لیلی سین : نذرل سنگیت

۶-۴۵ ستاروپا : اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ اما لیندو پال : لوک گیت

۷-۰۵ جیتی باگچی : خیال

۷-۴۰ سونند گھوش رائے

۷-۵۰ سلیل مترا : ادھونک

۸-۲۱ پریہ لال چودھری : تار شنائی

۸-۳۰ چھایا چیٹرجی : راگ پردھان

۸-۵۰ فینسی رائے : ادھونک

۹-۱۵ بسوا ناتھ چیٹرجی : لوک گیت

۹-۳۰ اپرنا رائے : سربہار

دوپہر

۲-۴۰ سیما مکھرجی : اتول پرساد سنگیت

۲-۴۵ اما لیندو پال : بھجن

۲-۵ سونند گھوش رائے : لوک گیت

شام

۶-۲۰ بسوا ناتھ چیٹرجی : لوک گیت

۶-۲۵ منجو بنرجی : رابندر سنگیت

۶-۳۰ اما لیندو پال : بھجن

۶-۴۰ سیما مکھرجی : اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ پریہ لال چودھری : تار شنائی

۶-۵۵ لیلی سین : ادھونک

۹-۴۵ چندرا چیٹرجی : ادھونک

بدھ ۶ راگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ گوری گھوش : لوک گیت

۷-۴۰ سوا ستیکا مکھرجی : رابندر سنگیت

۸-۱۵ سانتی ناتھ گنگولی : ادھونک

۸-۳۰ انجلی چودھری : خیال اور ٹھمری

۹-۰۰ سومترا دتا : نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ کرشنا دھر : نذرل سنگیت

۱-۴۰ ارچنا سواوکل : گیت اور بھجن

۲-۵۵ بھالو مکھرجی : لوک گیت

۳-۰۰ گوتم مرتضیٰ : گیٹار

۳-۱۰ ذوالفقار حسین خاں : خیال

رات

۸-۱۵ گوری مترا : کرتن

۸-۴۰ آننت دیب مکھرجی : ادھونک

۸-۴۵ سوپرووا سرکار : بھکتی گیت

۹-۰۰ علی احمد حسین : شہنائی

۱۰-۰۰ سوشیل چیٹرجی
اتول پرساد سنگیت

۱۰-۳۰ سنگھا مترا گپتا : رابندر سنگیت

۱۰-۴۰ ترپدا لاہیڑی اور ساتھی
لوک سنگیت

۱۰-۵۰ سوپرووا سرکار : نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

۶-۲۵ سنگھا مترا گپتا : رابندر سنگیت

۶-۳۵ کرشنا دھر : نذرل سنگیت

۶-۴۵ سوا ستیکا مکھرجی
اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ گوری مترا : ادھونک

۷-۰۵ ذوالفقار حسین خاں : خیال

۷-۴۰ بھالو مکھرجی : لوک گیت

۷-۵۰ ارچنا سواوکل : ادھونک

۸-۲۱ غلام مرتضیٰ : گیٹار

۸-۳۰ بدیوت لتا دیوی : کرتن

۸-۵۰ آننت دیب مکھرجی : ادھونک

۹-۱۵ گوری گھوش : لوک گیت

۹-۳۰ علی احمد حسین : شہنائی

دوپہر

۲-۴۰ غلام مرتضیٰ : گیٹار

۲-۵۰ گوری گھوش : ادھونک

۲-۵۵ شانتی ناتھ گنگولی : رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ ترپدا لاہیڑی اور ساتھی
لوک گیت

۶-۲۵ سوشیل کمار چیٹرجی
رابندر سنگیت

۹-۴۰ سوا ستیکا مکھرجی
دوجی جندر سنگیت

۹-۵۰ سانتی ناتھ گنگولی : رابندر سنگیت

۱۱-۱۰ ذوالفقار حسین خاں : خیال

۱۱-۳۰ علی احمد حسین : شہنائی

جمعرات ۷ راگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۵ چترا رائے چودھری
اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ ادماردرا : شیام سنگیت

۷-۰۵ دلال رائے : سنطور

۹-۳۰ پیناکی پرساد مکھرجی : خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ چندر کانت داس
لوک گیت

۱۲-۲۵ رما گھوش : رابندر سنگیت

۲-۵۵ بیتا نک : رابندر سنگیت

۳-۰۰ پردیپ مکھرجی : غزل

۳-۱۰ رنجیت رائے : وائلن

۳-۲۰ سربانی مکھرجی : ادھونک

شام

۵-۳۰ دلال رائے : سنطور

۸-۴۰ بانی چکرا : سرود

۸-۴۵ نمیتا پاٹھک : نذرل سنگیت

۹-۰۰ پیناکی پرساد مکھرجی : خیال

۱۰-۳۰ اوماردرا : اتول پرساد سنگیت

۱۰-۴۰ پرساد سین : رابندر سنگیت

۱۰-۵۰ للیتا گھوش : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ پرساد سین : رابندر سنگیت

۶-۳۵ نمیتا پاٹھک : نذرل سنگیت

۶-۴۵ چترا رائے چودھری
اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ اوماردرا : شیام سنگیت

۷-۰۵ دلال رائے : سنطور

۷-۴۰ مکندر لال سرکار : لوک گیت

۷-۵۰ سربانی مکھرجی : ادھونک

۸-۲۱ رنجیت رائے : وائلن

۸-۵۰ للیتا گھوش : ادھونک

۹-۱۵ چندر کانت داس : لوک گیت

۹-۳۰ پیناکی پرساد مکھرجی : خیال

دوپہر

۲-۴۰ رما گھوش : رابندر سنگیت

۲-۵۰ مکندر لال سرکار : لوک سنگیت

۲-۵۵ رنجیت رائے : وائلن

شام

۶-۲۰ بھگت داس باولہ : لوک گیت

۶-۲۰ بیتانک : رابندر سنگیت
۹-۳ بمل باگچی : ادھونک
۹-۲۰ چترا رائے چودھری
دوئی جندر سنگیت
۱۱-۰۰ سنیل بوس : خیال
۱۱-۴۰ دلال رائے : سنطور

جمعہ ۸ راگست

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴ پنکج بنرجی : لوک گیت
۷-۴ بیتانک : رابندر سنگیت
۸-۱۰ شکتی ٹھاکر : ادھونک
۸-۳ مالتی مکھرجی : خیال
۹-۲۰ بندنا داس گپتا
اتول پرساد سنگیت

دوپہر
۱- رابندر سنگیت
۱-۴ کبی کا نغمے
۲-۵ بیتھیکا گھوسال : شیام سنگیت
۳-۱ ابھیجیت ناتھ : گیٹار
۳-۴ نیچو دتا : ادھونک

شام
۵-۴ اینما داس : سرود
۹- باکل چیٹرجی : خیال
۱۰- بیتھیکا گھوسال : نذرل سنگیت
۱۰-۰ امرناتھ مکھرجی : لوک گیت
۱۰-۱ شیفالی گھوش : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۰ سبجیت داس : رابندر سنگیت
۶-۲۰ بیتھیکا گھوسال : نذرل سنگیت
۶-۱۰ بندنا داس گپتا : اتول پرساد سنگیت
۶-۵ امرناتھ مکھرجی : ادھونک
۷-۰ باکل چیٹرجی : لوک گیت
۷-۴ مادھوری مکھرجی : لوک گیت
۷-۵ کلیان چودھری : بھجن
۸-۲ ابھیجیت ناتھ : گیٹار
۸-۴ نیچو دتا : بھجن
۸-۵ شیفالی گھوش : ادھونک
۹-۱۰ امرناتھ مکھرجی : لوک گیت
۹-۳ اینما داس : سرود
۹-۵ باکل چیٹرجی : ٹھمری

دوپہر
۲-۴ بانی گپتا : نذرل سنگیت
۲-۵۰ سبجیت داس : رابندر سنگیت
۲-۵۵ مادھوری مکھرجی : ادھونک

شام
۶-۲۰ پنکج بنرجی : لوک گیت
۶-۲۵ بیتانک : رابندر سنگیت
۸-۱۵ ابھیجیت ناتھ : گیٹار
۸-۲۵ بانی گپتا : نذرل سنگیت
۹-۳۰ نیچو دتا : راگ پردھان
۹-۳۵ بندنا داس گپتا
اتول پرساد سنگیت
۹-۵۰ شکتی ٹھاکر : ادھونک
۱۱-۱۰ مالتی مکھرجی : خیال
۱۱-۴۰ اینما داس : سرود

ہفتہ ۹ راگست

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ گوری بھٹاچاریہ : لوک گیت
۷-۱۰ دیپا مکھرجی : رابندر سنگیت
۸-۱۵ ب[illegible]ناتھ بوس : ادھونک
۸-۳۰ سری گنگولی : سرود

دوپہر
۱-۰۰ پریتوشا چودھری : خیال

شام
۵-۳۰ اینما بوس : ٹھمری
۵-۴۵ رنجیت چکرورتی : راگ پردھان
۸-۲۰ سومیا ساہا : نذرل سنگیت
۸-۲۵ پریما نند داس : لوک گیت
۸-۴۰ سنتنا مکھرجی : ادھونک
۸-۴۵ سنیل کمار گھوش : رابندر سنگیت
۹-۳۰ ایم. آر. گوتم : شاستریہ سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ سنیل کمار گھوش : رابندر سنگیت
۶-۳۵ سنیتا ساہا : نذرل سنگیت
۶-۴۵ شیلا مکھرجی : اتول پرساد سنگیت
۷-۱۰ اینما بوس : ٹھمری
۷-۴۰ سبھرنگشو مکھرجی : لوک گیت
۷-۵۰ امر سرکار : گیٹار
۸-۲۱ رنجیت چکرورتی : راگ پردھان
۸-۵۰ سنتنا مکھرجی : ادھونک
۹-۱۵ پریما نند داس : لوک گیت
۹-۳۰ پریتوشا چودھری : خیال

دوپہر
۲-۴۰ سنتنا مکھرجی : رابندر سنگیت
۲-۴۵ امر سرکار : گیٹار
۲-۵۵ سبھرنگشو مکھرجی : لوک گیت

شام
۶-۲۰ گوری بھٹاچاریہ : لوک گیت
۶-۲۵ رنجیت چکرورتی : راگ پردھان
۶-۳۰ سومیتا ساہا : شیام سنگیت
۶-۳۵ بسوا ناتھ بوس : ادھونک
۶-۴۰ شیلا مکھرجی : بھجن
۶-۴۵ اتول پرساد سنگیت
۶-۵۵ دیپا مکھرجی : رابندر سنگیت

اتوار ۱۰ راگست

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ نارائن چندر شرما : لوک گیت
۷-۴۰ کنک شنک : رابندر سنگیت
۸-۴۰ اتپل سرکار : خیال
۹-۲۵ گارگی چیٹرجی : نذرل سنگیت
۱۰-۰۰ موسیقی کا سبق : رابندر سنگیت
پیشکش : سوچترا مترا

دوپہر
۱-۴۰ کنک رنجن دے : گیٹار

شام
۵-۳۰ سرت ادھیکاری : دادرا و ٹھمری
۸-۱۵ بیتو سما چیتی : اتول پرساد سنگیت
۸-۲۵ چندر کانت سیل : ادھونک
۸-۴۰ کرشنا گھوش : رابندر سنگیت
۹-۰۰ علی حسین اور ساتھی : شہنائی
۱۰-۰۰ راما چیٹرجی : کیرتن
۱۰-۳۵ گارگی چیٹرجی : دوئی جندر سنگیت
۱۰-۴۰ نیشنل یوتھ کورل گروپ
لوک گیت
۱۰-۵۰ سجاتا سرکار : نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ کنک شنک : رابندر سنگیت
۶-۳۵ گارگی چیٹرجی : نذرل سنگیت
۶-۴۵ بیتو سما چیتی : اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ کنک رنجن دے : گیٹار
۷-۰۵ علی حسین اور ساتھی : شہنائی
۷-۴۰ مونا متی لال : لوک گیت
۷-۵۰ کنک رنجن دے : گیٹار
۸-۳۰ راما چیٹرجی : شیام سنگیت
۸-۵۰ سجاتا سرکار : ادھونک
۹-۱۵ نیشنل یوتھ کورل گروپ
لوک گیت
۹-۳۰ علی حسین اور پارٹی : شہنائی

دوپہر
۲-۴۰ چندر کانت سیل : ادھونک
۲-۵۰ کنک رنجن دے : گیٹار
۲-۵۵ مونا متی لال : لوک گیت

شام
۶-۲۰ نارائن چندر شرما : لوک گیت
۶-۳۰ گارگی چیٹرجی : رجنی کانت سنگیت
۶-۴۰ کنک شنک : رابندر سنگیت
۶-۴۵ اتپل سرکار : ٹھمری
۶-۵۵ نیشنل یوتھ کورل گروپ
گیت
۷-۳۰ چندر کانت سیل : ادھونک

پیر ۱۱ راگست

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ سمر سرکار : لوک گیت
۷-۴۰ کبی مجمدار : رابندر سنگیت
۸-۱۵ پربھاتی چیٹرجی : ادھونک
۸-۳۰ شیام گنگولی : سرود

دوپہر
۱۲-۳۰ انیل بنرجی : دلربا
۱-۴۰ انجلی بوس : بھجن
۲-۵۵ دیبی پرساد مکھرجی : لوک گیت

شام
۵-۳۰ کے یا چودھری : دھرپد
۸-۱۵ گیتا سین : لوک گیت
۸-۴۰ سوپن کمار سکدر : شیام سنگیت
۹-۰۰ میرا دتا رائے : خیال
۱۰-۰۰ آلو رائے : کیرتن
۱۰-۱۵ جیوتر موئے چکرورتی : ادھونک
۱۰-۳۰ چترا رائے : رابندر سنگیت
۱۰-۴۰ متی لال گھوش : شیام سنگیت
۱۰-۵۰ اناسوا مکھرجی : نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ چترا رائے : رابندر سن[illegible]
۶-۳۵ متی لال گھوش : نذرل سنگیت
۶-۴۵ میرا دتا رائے : اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ جیوتر موئے چکرورتی : بھجن
۷-۰۵ کے یا چودھری : دھمار
۷-۴۰ دیبی پرساد مکھرجی : لوک گیت
۷-۵۰ کرشنا گپتا : ادھونک

۸ - ۲۱ انیل بنرجی : دلربا
۸ - ۵۰ جیوتر موئے چکرورتی
ادھونک
۱ - ۱۵ گیتا سین : لوک گیت
۱ - ۳۰ اناسوا مکھرجی : خیال

دوپہر

۲ - ۴۰ انجلی بوس : گیت
۲ - ۵۰ سوہن کمار سکدر : شیام سنگیت
۲ - ۵۵ کرشنا گپتا : ادھونک

شام

۶ - ۲۰ سمر سرکار : لوک گیت
۶ - ۲۵ آلو رائے : شیام سنگیت
۶ - ۳۵ انیل بنرجی : دلربا
۶ - ۴۵ انجلی بوس : غزل
۶ - ۵۵ کبی مجمدار : رابندر سنگیت
۷ - ۲۵ کرشنا گپتا : ادھونک
۹ - ۴۰ النسوا مکھرجی : راگ پردھان
۹ - ۵۰ سوہن کمار سکدر : ادھونک
۱۱ - ۱۰ کے پاچودھری : دھرپد
۱۱ - ۳۰ شیام گنگولی : سرود

منگل ۱۲ راگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶ - ۳۰ گوری رانی گھوش : ر
۷ - ۴۰ سیکھا بوس : رابندر سنگیت
۸ - ۱۵ راجن باسو چودھری : ادھونک
۸ - ۳۰ وجے دنکار جادو : خیال

دوپہر

۱۲ - ۲۰ چھندا رائے : نذرل سنگیت
۱ - ۰۰ بیرتیش رائے : خیال
۱ - ۴۰ بنکم کمار پال : ستار
۲ - ۰۰ بالکا مکھرجی : نذرل سنگیت
۲ - ۱۵ باسودیپ بنرجی : ادھونک
۲ - ۵۵ میتری بھٹاچاریہ
رابندر سنگیت
۳ - ۰۰ میرا چیٹرجی : ستار

شام

۵ - ۳۰ ...ش مکھرجی : خیال
...۴۰ جگن ناتھ مکھرجی : شیام سنگیت
۸ - ۲۵ آرتی پنڈت : نذرل سنگیت
۸ - ۵۰ جیوتی پرساد ملک : لوک گیت
۹ - ۰۰ روما داس گپتا : رابندر سنگیت
۹ - ۱۵ جینت بوس : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶ - ۲۵ میتری بھٹاچاریہ : رابندر سنگیت
۶ - ۳۵ آرتی پنڈت : نذرل سنگیت
۶ - ۴۵ سیکھا بوس : اتول پرساد سنگیت
۶ - ۵۰ جینت بوس : ادھونک
۷ - ۰۵ رر شی کیش مکھرجی : خیال
۷ - ۴۰ انیل کمار سرکار : لوک گیت
۷ - ۵۰ گوپا دیب : بھجن
۸ - ۲۱ بنکم کمار پال : گیٹار
۸ - ۳۰ جگن ناتھ مکھرجی : بھکتی گیت
۸ - ۵۰ جینت بوس : ادھونک
۹ - ۱۵ گوری رانی گھوش : لوک گیت
۹ - ۳۰ میرا چیٹرجی : ستار

دوپہر

۲ - ۴۰ انیل کمار سرکار : لوک گیت
۲ - ۴۵ گوپا دیب : رابندر سنگیت
۲ - ۵۵ باسودیب بنرجی : ادھونک

شام

۶ - ۲۰ جیوتی پرساد مکھرجی : لوک گیت
۶ - ۳۰ آرتی پنڈت : بھکتی گیت
۶ - ۳۵ بیرلیش رائے : ٹھمری
۶ - ۴۵ چھندا رائے : اتول پرساد سنگیت
۶ - ۵۰ راجن باسو چودھری : ادھونک
۶ - ۵۵ روما داس گپتا : رابندر سنگیت
۹ - ۲۵ جگن ناتھ مکھرجی : شیام سنگیت
۹ - ۵۰ گوری رانی گھوش : ادھونک

بدھ ۱۳ راگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶ - ۴۰ منجو داس : لوک گیت
۷ - ۴۰ تربینی : رابندر سنگیت
۸ - ۱۵ سندھیا مکھرجی : ادھونک
۸ - ۳۰ دھیریندر چندر مترا : خیال
۹ - ۰۰ اشیش کمار خاں : نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲ - ۲۰ امرت لال رائے : بانسری
۱۲ - ۲۵ سوہن کمار مکھرجی : لوک گیت
۱ - ۴۰ ممتا چکرورتی : ٹھمری
۲ - ۵۵ شیبانی دتا : ادھونک
۳ - ۰۰ پریتی موئے دتا : ستار

رات

۸ - ۱۵ کانتی مترا : ادھونک
۸ - ۴۰ اشیش کمار داس : اسراج
۸ - ۴۵ سکبترا داس
رجنی کانت سنگیت
۹ - ۰۰ سندھیا مکھرجی : خیال اور ٹھمری
۱۰ - ۰۰ بسنتی چیٹرجی : شیام سنگیت
۱۰ - ۳۰ انومان رائے : لوک گیت
۱۰ - ۴۰ کرشنا ہازرہ : رابندر سنگیت
۱۰ - ۵۰ دھیریندر چندر مترا
نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶ - ۲۵ کرشنا ہازرہ : رابندر سنگیت
۶ - ۳۵ بسنتی چیٹرجی : نذرل سنگیت
۶ - ۴۵ سکبترا داس
رجنی کانت سنگیت
۶ - ۵۰ شیبانی دتا : ادھونک
۷ - ۰۵ ممتا چکرورتی : ٹھمری اور دادرا
۷ - ۴۰ سوہن کمار مکھرجی : لوک گیت
۷ - ۵۰ بسنتی چیٹرجی : ادھونک
۸ - ۲۱ اشیش کمار داس : اسراج
۸ - ۳۰ اپتن : بھجن
۸ - ۵۰ شیبانی دتا : ادھونک
۹ - ۱۵ انومان رائے : لوک گیت
۹ - ۳۰ پریتی موئے دتا : ستار

دوپہر

۲ - ۴۰ کانتی مترا : شیام سنگیت
۲ - ۵۰ اشیش کمار داس : اسراج
۲ - ۵۵ سکبترا داس : اتول پرساد سنگیت

شام

۶ - ۲۰ منجو داس : لوک گیت
۶ - ۲۵ تربینی : رابندر سنگیت
۹ - ۴۰ دھیریندر چندر مترا : کرتن
۱۱ - ۱۰ سندھیا مکھرجی : خیال
۱۱ - ۳۰ علی اکبر خاں : سرود

جمعرات ۱۴ راگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶ - ۴۰ مایا بخشی : لوک گیت
۷ - ۴۰ بلبل سین گپتا : رابندر سنگیت
۸ - ۳۰ بہادر خاں : سرود
۹ - ۰۰ کنکنا : نذرل سنگیت
۹ - ۲۵ سانتی ناتھ مکھرجی : گیت

دوپہر

۱۲ - ۲۰ چھبی گھٹک : شیام سنگیت
۱ - ۰۰ ہیرن موئی سرکار : خیال
۱ - ۴۵ چترا مکھرجی : گیت اور بھجن
۲ - ۰۰ سودم بنرجی : ادھونک
۲ - ۵۵ ڈولا گھوش : رابندر سنگیت
۳ - ۱۰ جنترا سنگیت
۳ - ۱۵ سرسوتی داس اور ساتھی : کرتن

شام

۵ - ۳۰ شیلی تالکدار : راگ پردھان
۵ - ۴۰ پرفلا کمار سین : ٹھمری
۸ - ۴۰ کنکنا : نذرل سنگیت
۸ - ۴۵ بیشو رائے : بانسری
۹ - ۰۰ سمریش چودھری : خیال
۱۰ - ۰۰ تلسی گوسوامی : شیام سنگیت
۱۰ - ۱۵ سومترا رائے : رابندر سنگیت
۱۰ - ۳۰ دینیندر چودھری : لوک گیت
۱۰ - ۴۰ کرشنا مجمدار : نذرل سنگیت
۱۰ - ۵۰ ساتی ناتھ مکھرجی : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶ - ۲۵ ڈولا گھوش : رابندر سنگیت
۶ - ۳۵ کنکنا : نذرل سنگیت
۶ - ۴۵ سومترا رائے : اتول پرساد سنگیت
۶ - ۵۰ چھبی گھٹک : رام پرساد سنگیت
۷ - ۰۵ پرفلا کمار سین : ٹھمری
۷ - ۱۵ شیلی تالکدار : بھجن
۷ - ۴۰ بولا ساہا : لوک گیت
۷ - ۵۰ سودم بنرجی : ادھونک
۸ - ۲۱ بیشو رائے : بانسری
۸ - ۵۰ ساتی ناتھ مکھرجی : ادھونک
۹ - ۱۵ مایا بخشی : لوک گیت
۹ - ۳۰ سمریش چودھری : خیال

دوپہر

۲ - ۴۰ ہیرن موئی سرکار : ٹھمری
۲ - ۵۰ رجنی کانت سنگیت
۲ - ۵۵ بولا ساہا : لوک گیت

شام

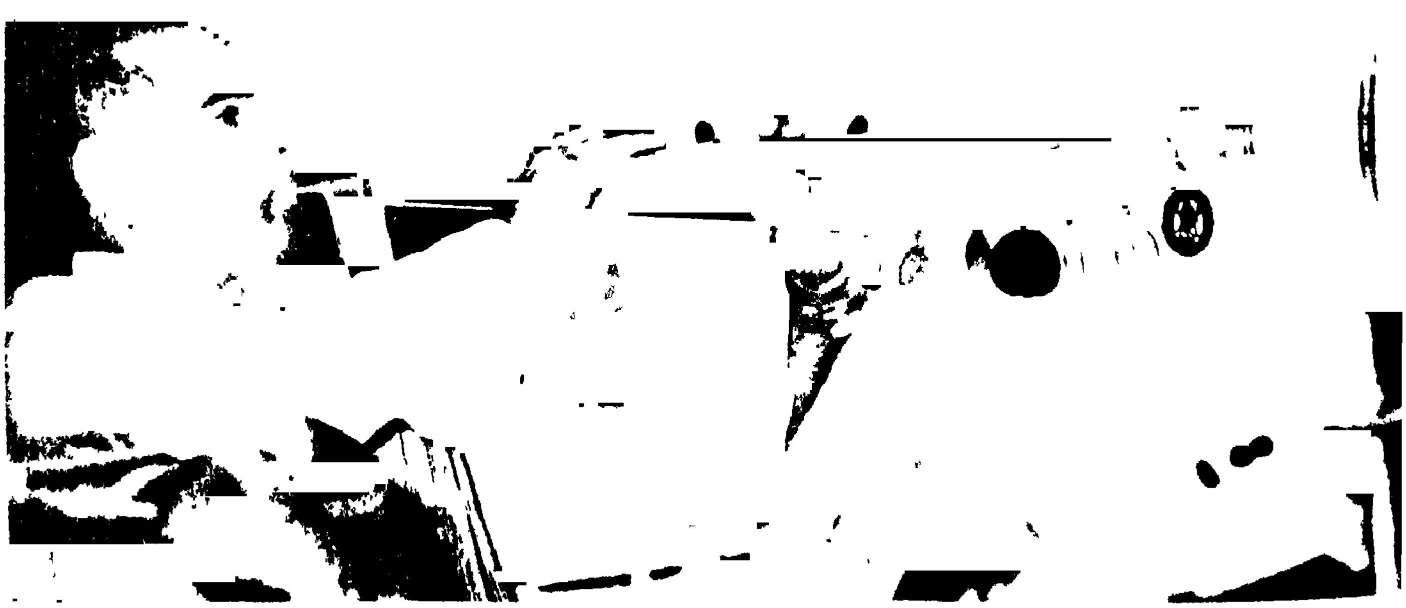
۶ - ۲۰ دینیندر چودھری : لوک گیت
۶ - ۲۵ بلبل سین گپتا : رابندر سنگیت
۹ - ۳۰ مایا بخشی : لوک گیت
۹ - ۳۵ بیشو رائے : بانسری
۹ - ۴۰ ڈولا گھوش : رابندر سنگیت
۹ - ۴۵ کرشنا مجمدار
اتول پرساد سنگیت
۹ - ۵۵ ساتی ناتھ مکھرجی : بھجن
۱۱ - ۱۰ سمریش چودھری : خیال
۱۱ - ۳۰ بہادر خاں : سرود







کی جانب سے گذشتہ دنوں منعقد
یوتھ فیسٹیول میں جواں سال فنکار
سامعین کا منورنجن کرتے ہوئے ۔ (اوپر) سنیے کمار سنگھ اور
باکا ے جنہوں نے پروگرام کی کمپیئرنگ کی ۔
یر بائیں) 'بڈھی گھوڑی لال لگام' جھلکی میں نیام کمار مہرو ترہ
روانی سنگھ ۔
ہیں شیلیش جامیار اور راجے شری پانڈے ۔



شیخ چتاّمولانا۔ ناگا سورم کے عالمی شہرت یافتہ فنکار ـــــ آکاشوانی تریچورا پلی سے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ۔

PRICE RUPEE 1.00 1st AUGUST 1986 Licensed (U 23) to post without prepayment at PSO New Delhi





ماسٹر شیش رام، ننھے منے کلاکار جنہوں نے پیرس میں منعقد فیسٹیول آف انڈیا میں شرکت کی۔
ان کے ساتھ للتا مشرا (دائیں) کا انٹرویو آکاشوانی سورت گڑھ سے نشر ہوا۔

'بزرگوں کے لیے'

آکاشوانی سورت گڑھ کے اس پروگرام میں بزرگ مہمان۔ بی ڈی مدان کے ساتھ ڈاکٹر عبدالخالق (دائیں) گفتگو کرتے ہوئے۔

'میٹ دی اسپیشلسٹ'

آکاشوانی بنگلور کے انگریزی پروگرام میں 'قدوائی میموریل انسٹی ٹیوٹ آف آنکولوجی' کے ماہرین (دائیں سے) کرشن بھارگو سی آر رگھو، این۔ اننت اور الزبتھ ڈیلی کاڈ کینسر کے بارے میں سامعین کے خطوں کے جواب دیتے ہوئے۔





فلم ڈائریکٹر، شیام رلہن دوودھ بھارتی سے خصوصی جے مالا پیش کرتے ہوئے۔



آکاشوانی احمد آباد کی جانب سے منعقد ایک محفل میں ننھی منی کلاکار۔



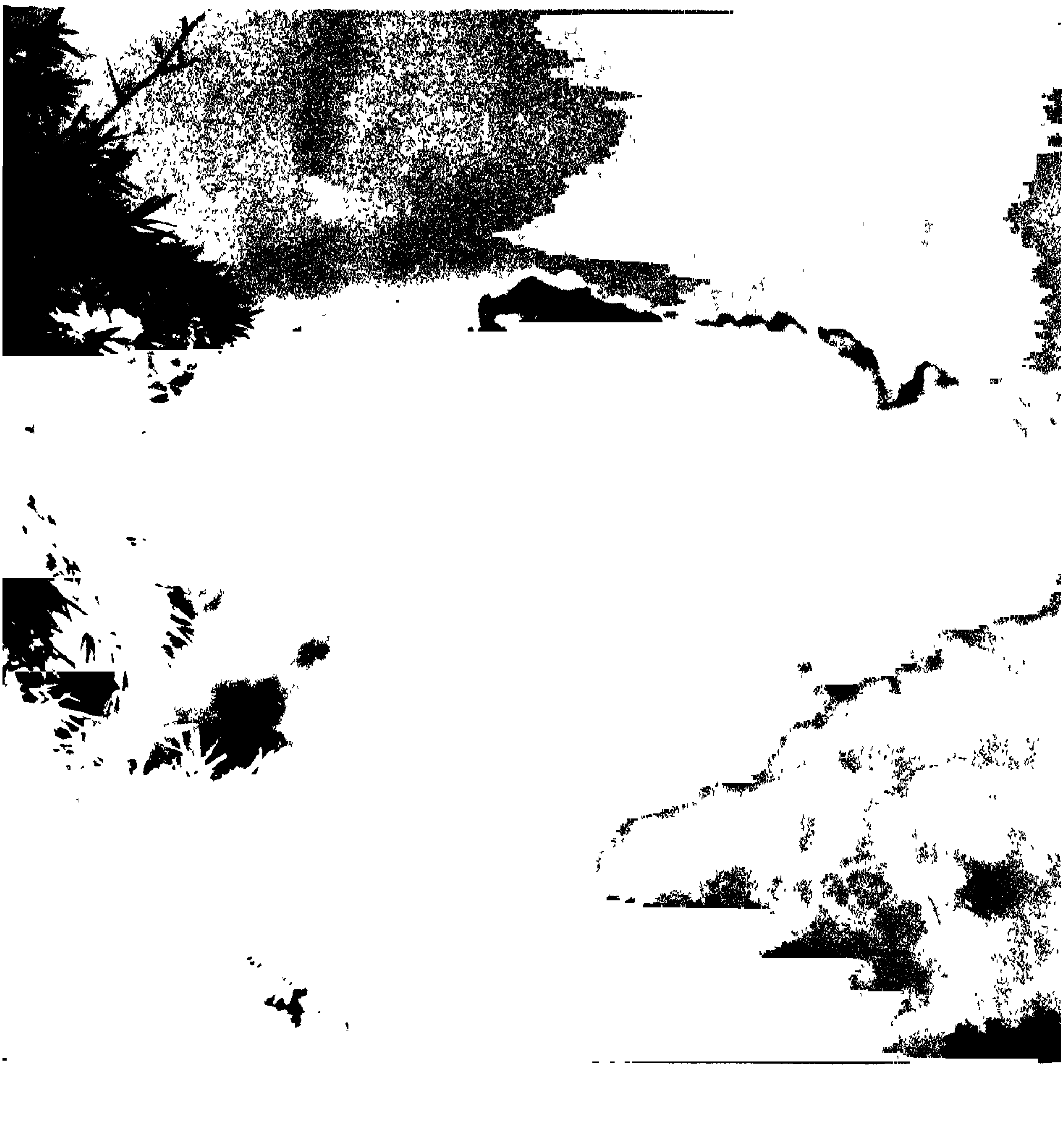
Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals PTI Building II floor Sansad Marg New Delhi 110001
Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press Faridabad

آواز

۱۶ر سے ۳۱ر اگست ۱۹۸۶ء
۲۵ر شراون سے ۹ر بھادوں ۱۹۰۸ شاکا

شاعت کا ۵۱ واں سال
مت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دل چسپ افسانے و منظومات



اسد رجعانی

دو پھول ہم نے شاخِ تمنا سے کیا لیے
شفاف راستوں میں بھی کانٹے بچھا لیے

انگارے کو لپکتا ہوا پھول جان کر
معصوم تتلیوں نے پر اپنے جلا لیے

کیا پوچھتے ہو خانہ بدوشوں کی زندگی
فٹ پاتھ مل گیا تو وہیں گھر بنا لیے

افشا ہوئے کبھی نہ جو دورانِ گفتگو
وہ راز آج تیری خموشی سے پا لیے

کیا دیکھتے مجھے وہ مرے خد و خال میں
بیٹھے ہیں لپٹ ذہن کا جو آئینہ لیے

ابھری تھی اس کے ہونٹوں پہ ہلکی سی اک کرن
ہم نے کئی چراغِ تمنا جلا لیے

بس بس کے اہلِ درد نے کالی گھنی رات
ویران وادیوں میں بھی سورج اگا لیے

اس دورِ کشمکش میں نہ رونا بھی ہے کمال
[illegible] سارا اپنے [illegible] مسکرا لیے

جب حادثوں کی زد میں فضا آئی تو دفعتاً
لوگوں نے مجھ کو دیکھ کے چہرے چھپا لیے

نازش مرادآبادی

ناکام زندگی سے یونہی دن بتا لیے
رونے لگے کبھی تو کبھی مسکرا لیے

اب وقت آ گیا ہے کہ خود کو سنبھالیے
ہاتھوں میں دوستوں نے بھی پتھر اٹھا لیے

کردار میرا معرفِ وفا تھا وفا رہا
الزام جو بھی سر مرے آنے تھے آ لیے

اس دور میں خلوص کہیں نام کو نہیں
اب کس کو ڈھونڈتے ہو چراغِ وفا لیے

جانے گا کون بچ کے کسی واردات سے
ہر ایک زندگی ہے کوئی حادثہ لیے

اس بزمِ رنگ و نور میں ایسے بھی لوگ ہیں
بیٹھے ہیں ایک گوشے میں ٹوٹا دیا لیے

نازش بڑی امید تھی جن کے خلوص سے
ان خاص دوستوں کے بھی ظرف آزما لیے

سید [illegible] رضا

اب آپ مجھ پہ شوق سے پتھر اچھالیے
میں نے بھی اپنے ہاتھ دعا کو اٹھا لیے
شیشے کا خواب تھا کہ بنے آئینہ مگر
تعبیر داں نے ہاتھ میں پتھر اٹھا لیے
ہم خوش ہیں اپنی خانہ خرابی کے باوجود
منظر جہاں ملے وہیں خیمے لگا لیے
مسمار جب میں کر چکا اپنی انا کا قصر
دشمن نے پھر سے تیر کماں میں سجا لیے
رفتارِ وقت مڑ کے ہماری طرف بھی دیکھ
ہم نے بھی اپنے شانوں میں اب پر لگا لیے
میں تو کٹی پتنگ ہوں میرا نصیب کیا
پھرتی ہے مجھ کو اپنے پروں پر ہوا لیے

کیفی وجدانی

کچھ نقش [illegible] دستِ ہوا سے جائے
بکھرا مگر کچھ اپنے وجود [illegible]
یوں تو ہزار راز کے بیٹھے ہیں [illegible]
کچھ زخم میں نے لوحِ قلم سے اٹھا لیے
ابر آسماں کی گرد زمیں [illegible]
کب تک بھٹکے گی یہ [illegible] پروں کو ہوا لیے
اک لمس بھی رواں ہے رگوں میں لہو کے ساتھ
جلتا ہوں کب سے جسم کی اک [illegible]
ہونٹوں کی یہ کرن آتشِ جذبہ کے نام
جس نے بھی چراغ [illegible]
ہم بھی نئے [illegible] کا سکے
دیوار جس شکستہ گری [illegible] لیے

شاد قادری

ظلمت میں ہم سے لوگوں نے وہ ظلم ڈھا لیے
جب روشنی میں آئے تو چہرے چھپا لیے
ترکش سے اپنے تیر تو باہر نکالیے
دل میں نہ جذب ہو تو رگِ جاں میں ڈھالیے
عبرت کدہ ہے دل کوئی سجنے کا گھر نہیں
آج آپ اسے بنائیے کل توڑ ڈالیے
دن کو سمجھ کے رات مسافر بھٹک نہ جائیں
گیسو سنبھالیے ذرا گیسو سنبھالیے
بہتر ہے دید سے تو کہیں اشتیاقِ دید
کچھ روز اور وعدۂ فردا پہ ٹالیے
تھے شاخ پر جو پھول اڑا لے گئی ہوا
جو گر گئے زمیں پہ وہ ہم نے اٹھا لیے
شاد ان کی اک نظر میں تھا وہ درسِ آگہی
جتنے بھی رازِ زیست تھے سب ہم نے پا لیے

اس بار رامپور سے طرحی غزلیں

حسان افندی

ہر انتہا ہے آپ نئی ابتدا لیے
صحرائے فکر میں ہوں میں وہ حوصلہ لیے

دریا چٹان کاٹ کے نکلا سراب سے
پانی نے اپنے آپ ہی رستے بنا لیے

اب اس گھنے درخت پہ الزام کیا رکھیں
جو خود کھڑا ہے دھوپ میں کربِ انا لیے

خانہ بدوش پھرتے ہیں ہجرت کے بعد ہم
بے چارگی کے دشت میں زنجیرِ پا لیے

صد رنگیوں کے بعد بھی وہ حرفِ ناگوار
پیشانیوں پہ صاف ہے اپنا پتہ لیے

اترا حسین پرند جو شاخِ خیال پر
اپنے لہو میں خوابوں کے لشکر نہا لیے

اب اس سے خوشنما کوئی منظر بھی آئے گا
قاتل کھڑا ہے سامنے حرفِ دعا لیے

حکیم سخاوت علی راہی رامپوری

ارمان دل کا آیئے آ کر نکالیے
دیوانگانِ عشق پہ پتھر اچھالیے
موسم کی نرم دھوپ نے خوشبو نچوڑ لی
سوکھے گلاب تیز ہوا نے اڑا لیے
دیوار پر تھے وصل کی چسپاں جو اشتہار
فرقت کی آندھیوں نے وہ سب ہی چھٹا لیے
قاتل کو کوئی کس طرح پہچان پائے گا
چہرے پہ اس نے سیکڑوں چہرے لگا لیے
تھا جن میں اندراج سبھی حادثات کا
کمرے میں ہم نے ایسے کلنڈر لگا لیے
راہی بجھاؤ اس سے اب اپنی تشنگی
سورج کی پیاس نے تو سمندر اٹھا لیے

ایثار و قربانی کی تجدید کا دن

عیدالاضحیٰ

مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی

عیدالاضحیٰ جسے عید قرباں بھی کہتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کی یادگار ہے۔ عربی لغت میں اضحیہ اس جانور کو کہتے ہیں جو ایام حج میں اللہ کے نام پر قربان کیا جائے۔ چونکہ حج کے زمانے میں ۱۰ ذی الحجہ کو جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے اور تکمیل حج پر تشکر اور مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے اس لیے اسے عیدالاضحیٰ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس دن حضرت ابراہیمؑ کے اس عمل اخلاص اور حضرت اسمٰعیلؑ کے اس جذبۂ جاں نثاری کی تجدید کی جاتی ہے جس کا مثالی نمونہ ان جلیل المرتبت نبیوں نے اب سے پانچ ہزار سال پہلے منیٰ کی پہاڑیوں کے درمیان پیش کیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سے محبت اور دوستی کا اظہار کیا تو آپ کو آزمایا گیا، اور ابتلاء و امتحان اور آلام و مصائب کی سخت اور صبر آزما منازل سے گزرنا پڑا۔ قرآن مجید میں آپ کی حیات مقدسہ کے بعض گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور آپ کے امتحانات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایثار کا واقعہ اس طرح ہے کہ آپ کافی معمر ہو چکے تھے اور کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آپ کو ایک حلیم و بردبار لڑکے کی بشارت دی گئی، اور حضرت اسمٰعیلؑ متولد ہوئے۔ حضرت اسمٰعیلؑ جب بڑے ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ نے ایک خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری راہ میں قربانی کرو۔ آپ نے صبح کو بیدار ہو کر اس خواب کی بنا پر کئی اونٹوں کی قربانی کر ڈالی۔ مگر دوسری رات کو آپ نے پھر یہی خواب دیکھا اور صبح اٹھ کر اور زیادہ اونٹوں کو قربان کیا۔ جب تیسری مرتبہ بھی یہی خواب دیکھا تو آپ کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قربانیٔ فرزند ہی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ راضی برضائے الٰہی ہو کر آپ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو قربان کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت ہاجرہؑ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو نہلایا اور صاف کپڑے پہنا کر باپ کے ہمراہ قربان گاہ کی طرف روانہ کر دیا۔ راستے میں شیطان نے دونوں کو طرح طرح سے بہکایا۔ کبھی باپ کی محبت کو ابھارا، کبھی بچے کو موت کا خوف دلایا، مگر وہ دونوں جادۂ استقامت سے نہ ہٹے۔ باپ نے بیٹے سے کہا:

"اے میرے عزیز بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے (اور حکم پایا ہے) کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ کہو تمہاری کیا مرضی ہے۔" اس پر بیٹے نے جواب دیا کہ:

"اے پدر بزرگوار! آپ کو جو حکم دیا ہے اس کو پورا کر دیجئے۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔"

یہ سن کر باپ نے اپنے عزیز بیٹے کو زمین پر پیشانی کے بل لٹا دیا اور گلے پر چھری چلائی ہی تھی کہ رحمت الٰہی جوش میں آئی اور جان اسمٰعیل کو محفوظ رکھ کر ایک عظیم بشارت دی گئی جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے:

"اور ہم نے ان کو آواز دی کہ اے ابراہیم بیشک تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ نیکو کاروں کو ہم اسی طرح اجر دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ امتحان بہت بھاری تھا۔"

اس عظیم امتحان سے گزر کر اللہ کے یہ مخلص بندے اور برگزیدہ نبی اطاعت و انقیاد، اخلاص و ایثار اور تسلیم و رضا کی اس بلند ترین منزل تک پہنچ گئے جس پر پہنچ کر ایک خدا پرست انسان حقیقی معنی میں مسلم کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ اسی وقت سے حضرت ابراہیمؑ 'خلیل اللہ' کے لقب سے اور حضرت اسمٰعیل 'ذبیح اللہ' کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ اس امتحان کے اندر چونکہ قوموں کی بقاء اور ملتوں کا راز حیات مضمر تھا اور عام فلاح انسانی منظور نظر تھی اس لیے ایک بڑی قربانی کا فدیہ دے کر حضرت اسمٰعیلؑ کو بچا لیا گیا۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہ آیا کہ ایک اشرف و اعلیٰ مخلوق کو ذبح کیا جائے۔ ابتدا میں انسان اپنے

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱	شمارہ ۱۶
۱۶ر اگست ۱۹۸۶ء مطابق ۲۵ر شراون ۱۹۰۸ شاکا	
چیف ایڈیٹر ایس کے سندر	ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹
ادارت سراج احمد، ہرمہندر سنگھ وج	۳۸۲۲۵۴

اس شمارے میں

ادائیگی بذریعہ چیک / پوسٹل آرڈر / منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام: چیف ایڈیٹر آواز شوالک گروپ، ہیڈ کوارٹر آل انڈیا ریڈیو، ملو پی ٹی آئی بلڈنگ، سنسد مارگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

Telegram: 'LISTENER' New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

اسسٹنٹ ملک ڈاکٹر تھا مکا ہند صد ادارہ

معبودان باطل کو خوش کرنے کے لیے دوسرے انسان کی قربانی کردیتا تھا۔ اس رسم کو مٹانے کے لیے انسان کی جگہ حیوان کی قربانی کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کو انسان کا شرف باقی رکھ کر صرف اس کے اندر کی بہیمیت کو مغلوب کرنا مقصود تھا اس لیے اُمت مسلمہ اور ملت حنیفیہ پر قیامت تک کے لیے انسان کی جگہ جانور کی قربانی واجب کردی گئی۔

عیدالاضحیٰ کے دن ہم جو قربانیاں کریں گے وہ سنت ابراہیمی کے اتباع میں ہوں گی۔ اتباع سنت اور اپنی روحانی قربانی کی تمثیل میں ہم جانوروں کو ذبح کرتے وقت اسی اطاعت و فرمانبرداری اور فدویت و جاں نثاری کا اپنی زبانوں سے اقرار کریں گے جس کا داعی توحید نے اپنی زبان، اپنے دل اور اپنے عمل اخلاص سے اقرار کیا تھا جس کے الفاظ اس طرح ہیں:

"میں نے ہر طرف سے منہ موڑ کر اس کی طرف منہ کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، موحد بن کر، اور میں ان میں سے نہیں جو اللہ کی ذات میں شریک ٹھہراتے ہیں۔"

"میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور یہی حکم مجھ کو ہوا ہے۔ اور میں سب سے پہلے فرماں برداری حق کا اعلان کرتا ہوں۔"

اس نیت اور اقرار کے ساتھ ہم جو قربانیاں کریں گے وہ بارگاہ الٰہی میں ضرور مقبول ہوں گی۔ قربانیوں کا مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ کی محبت کے لیے غیر اللہ کی محبت اور خیال کو دل و دماغ سے محو اور زائل کردیں، خواہشات نفسانی کو پامال کردیں اور خالص اللہ ہی کی محبت اور رضا کو اپنے دلوں میں جگہ دیں —— اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"قربانی صرف ایثار نفس اور فدویت جان و روح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ اللہ تک قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا۔" اللہ کو دلوں کی پرہیزگاری پسند ہے، وہ صرف خالص نیتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکھتا ہے۔ اگر نیت خالص نہ ہوگی —— اور دل کے اندر صدق و اخلاص نہ ہوگا تو ایسی قربانی ہرگز مقبول نہ ہوگی اور ثواب کے بجائے عذاب کا موجب بن جائے گی۔

اگر ہم اپنے نفس کو خوش کرنے کے لیے، نام و نمود اور شہرت و عزت بڑھانے کے لیے، یا کسی کی دل آزاری کے لیے قربانی کریں گے تو وہ ایک قسم کا شرک خفی کہلائے گا جو ناقابل معافی گناہ ہے۔

خلوص نیت اور خالص اللہ کی رضا و خوشنودی کیلئے کی گئی قربانی ایک بڑی نیکی ہے جس کا اجر و ثواب اللہ کے یہاں ذخیرہ ہے۔ ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"عیدالاضحیٰ کے دن کوئی عمل انسان کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی سے زیادہ عزیز و محبوب نہیں ہے۔"

اس لیے چاہیئے کہ نہایت خوشی اور فراخدلی سے اللہ کے نام پر قربانی کی جائے اور اس کو کسی قسم کا بوجھ، تاوان یا نقصان خیال نہ کیا جائے۔

قربانی کی حقیقت اور روح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل کے ساتھ منشا بہت ہوتا ہے اور دلوں کے اندر ابراہیمی اخلاص و ایثار اور اسمٰعیلی تسلیم و رضا کے جذبات کا پیدا ہونا ہے۔ اگر ہمارے دلوں میں یہ مقدس جذبہ پیدا نہیں ہوتا تو ہماری قربانی اللہ کے نزدیک بے وقعت رہے گی اور عید کی تمام مسرتیں اور زرق برق لباسیاں بے جان و بے روح ہو جائیں گی۔

عیدالاضحیٰ کی دو رکعت نماز جو واجب کی گئی ہے وہ نعمتوں پر اظہار تشکر کے لیے ہے اور اس کے ذریعہ یہ اعلان ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں، موحد ہیں، اللہ کے فرمانبردار اور ملت حنیفیہ کے تابعدار ہیں اور اس ملت پر اللہ تعالیٰ نے جو انعامات کیے ہیں ان کے شکرگزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام پر شکرگزاری، اس کے دیئے ہوئے مال و متاع کے ذریعہ ایثار و سلوک، غریبوں، بے کسوں اور محتاجوں کے لیے اپنے ذاتی مفاد کو قربان کر دینا ہی تقریب عید کا مقصود اصلی ہے۔ اور اسی سے شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے۔

(رامپور سے نشر)

شخصیات شعر و ادب
سلسلہ

رس کھان

عہد وسطیٰ ہندوستان کی تاریخ میں کئی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ اس دور میں گنگا جمنی تہذیب کے جو بیج بوئے گئے آج ہم اسی کی فصل کاٹ رہے ہیں۔ یہی دور دو بڑی تہذیبوں، عقیدوں اور رسم و رواج کے ملاپ کا دور ہے۔ اس ملاپ نے ایک ملی جلی تہذیب کو جنم دیا اور ہندوستانی عوام کی زندگی میں ایک نئے باب کا آغاز کیا۔

مسلمانوں کی آمد تاریخ ہند میں ایک ایسا اہم واقعہ ہے جس کے تہذیبی اثرات کافی دور رس اور دیرپا ہیں۔ جنگوں کی فتح و شکست سے ہٹ کر دیکھیں تو یہ دور ملاپ اور تہذیبی لین دین کا دور ہے۔

ترکی و ایران سے آنے والی قوم اپنے ساتھ ایک نئی تہذیب اور ایک نیا عقیدہ لے کر آئی تھی۔ یہاں کے بسنے والے بھی ایک طاقتور تہذیب و عقیدے کے مالک تھے۔ ابتدائی ٹکراؤ کے بعد دونوں قوموں کو مشترکہ اقدار کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔

ان مشترکہ اقدار کا جنم درباروں اور ایوانوں سے زیادہ خانقاہوں، مٹھوں، بازاروں اور گلی کوچوں میں ہونے لگا۔ چھوٹے چھوٹے صنعت کاروں، پیشہ وروں اور کسانوں کا میل جول رنگ لانے لگا اور محبت انسانیت بنیادی قدر ٹھہری۔

محبت ہی کے وسیلے سے بھگوان اور خدا کو پہچاننے کا رویہ عام ہوا۔ اس طرز فکر میں نہ ذات پات کا فرق تھا نہ سماجی اونچ نیچ کی گنجائش۔

ہندو سنتوں اور مسلمان صوفیوں نے محبت، بھائی چارگی اور انسانیت دوستی کی بنیاد پر جو تہذیبی عمارت تعمیر کی اس میں نہ صرف مختلف فرقوں بلکہ تمام کائنات کی سمائی تھی۔

یہی تعلیمات بھگتی تحریک کی اصل قرار پائیں اور بھگتی رس میں ڈوبے شاعروں اور کویوں نے عشق و محبت کے ایسے نغمے چھیڑے جن کی گونج آج تک سنائی دیتی ہے۔

خسرو، تلسی، سور، کبیر، میرا، رحیم اپنے آپ میں ایک اور انسان دوستی کی علامت کے طور پر ہندوستانی شعور کا ایک

عازمین حرم سے خطاب

مسافرانِ حرم سے یہ التجا کرنا
دیارِ پاک میں جس وقت حج ادا کرنا
جو تم نے عہد کیا ہے اُسے وفا کرنا
تمام حرص و ہوس کے نقوش مٹ جائیں
جو چاہتے ہو گناہوں کے داغ دھل جائیں
تمہارا قافلہ طیبہ میں جب پہونچ جائے
وہ سرزمین مدینہ ہے اتنا ہوش رہے
سگانِ کوئے مدینہ کا بھی خیال رہے
جو چاہتے ہو کہ سویا نصیب جاگ اٹھے
بلند ہوں نہ کبھی بھول کر بھی آوازیں

کہ ہم غریبوں کے حق میں بھی کچھ دعا کرنا
ہم اہل غم کو ذرا یاد کر لیا کرنا
جبینِ شوق کو سجدوں سے آشنا کرنا
کچھ اتنا صاف وہاں دل کا آئینہ کرنا
غلافِ کعبہ سے بل بل کے رو لیا کرنا
قدم قدم پہ نمازِ وفا ادا کرنا
جو ہو سکے تو وہاں سر کے بل چلا کرنا
وہ جھڑکیاں بھی اگر دیں تو سن لیا کرنا
کسی درخت کے سائے میں سو لیا کرنا
جو ان سے کہنا ہو چپکے سے کہہ لیا کرنا

تمہیں بھی راز مدینے بلائیں گے آنا
ابھی شکست نہ تم اپنا حوصلہ کرنا

راز الہ آبادی

بشرنواز

ناقابل فراموش حصہ ہیں۔

رس کھان اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہیں۔ کرشن بھگتی کے شاعروں کا تذکرہ اس نام کے بغیر ادھورا رہتا ہے۔

رس کھان کے بارے میں بہت کم معلومات ملتی ہیں۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہ مسلمان تھے۔ ان کا تعلق شاہی خاندان سے تھا اور کرشن کی محبت نے انھیں وٹھل ناتھ کا چیلا بناکر متھرا اور وِندراون کا سیلانی بنادیا۔

عام طور پر ان کا سن پیدائش ۱۶۱۵ء مانا جاتا ہے۔ ان کی شاعری کی ابتدا ۱۶۴۰ء کے آس پاس ہوئی اور ان کا مشہور مجموعہ "پریم واٹیکا" ۱۶۷۰ء میں مرتب ہوا۔

کچھ لوگ رس کھان کو پٹھان مانتے ہیں لیکن اکثر محققین نے انھیں مغل مانا ہے اور اسی خاندان کے شاہی گھرانے سے انکا رشتہ جوڑا جاتا ہے۔

رس کھان نہ مذہب و فرقے کی تفریق کے قائل تھے نہ شاہی خاندان کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔ ان کے لیے کرشن کا بھگت ہونا ہی سب سے بڑی بات تھی۔

رس کھان عشق مجازی سے عشق حقیقی تک پہنچے حسین چہروں کے گن گاتے گاتے حسینوں کے محبوب کرشن کنہیا پر ایسے موہت ہوئے کہ دنیا تج کر اسی کے ہو رہے۔

کہا جاتا ہے کہ ابتدائے عمر میں رس کھان دلّی کے ایک ساہوکار کے بیٹے کو دل دے بیٹھے اور اس کی محبت میں دین و دنیا سے غافل ہو گئے۔

ایک دن کچھ سادھوؤں سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے سمجھایا کہ محبت کی مستحق تو صرف ایک ذات ہے جسے تم خدا اور ہم بھگوان کہتے ہیں۔

انھوں نے پوچھا وہ کون ہے، کیسا ہے، کہاں رہتا ہے؟

سادھوؤں نے رس کھان کو سری کرشن کی ایک تصویر دکھلائی۔

۱۴ راگست ۱۹۸۶ء

تصویر دیکھ کر رس کھان بے قابو ہو گئے اور عہد کر لیا کہ جب تک کرشن جی کے درشن نہ ہوں گے کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اسی حالت میں متھرا پہنچے اور مندر مندر گھومنے لگے۔

پریم نکیتن شری ودت ہیٔ
آئی گووردھن دھام
لین سرن چت چاہے کوٗ
یگل سروپ للام

آخر گوسائیں گورکھ ناتھ نے اپنا چیلا بنانا منظور کر لیا اور رس کھان کرشن بھگتوں میں شامل ہو گئے۔

شاہی خاندان کا غرور، سپاہیانہ اکڑ اور دنیاوی دھن دولت کی لالچ کے سارے بندھن محبت کے ایک جھٹکے میں مکڑی کے جالوں کی طرح ٹوٹ گئے۔ اب نہ مذہب و ملت کی حد بندیاں تھیں نہ قوم و نسل کا فرق۔ طبقاتی اونچ نیچ تھی نہ چھوت چھات کا بھید بھاؤ۔

رس کھان کی نظریں اب ہر طرف ایک ہی جلوہ دیکھ رہی تھیں۔ ایک ہی صورت ہر صورت میں جلوہ گر تھی۔ ساری کائنات ایک ہی طاقت اور ایک ہی ذات کی نمود کا کرشمہ تھی۔

جت دیکھوں اُت نندکشور

رس کھان نے محبت سے سرشار ہو کر جہاں قوم و نسل اور مذہب و ملت کی حد بندیوں کو توڑا وہیں زبان کی حدوں کو بھی بے معنی بنادیا۔

انھوں نے برج بھاشا کو اپنا ذریعہ اظہار بنایا تھا لیکن اس میں اودھی، فارسی، عربی اور دوسری اپ برنشوں کے الفاظ اس خوبصورتی سے شامل کئے کہ ان کی زبان برج بھاشا کا معیار بن گئی۔ داس جی نے لکھا ہے۔

سور، کیشو، مدن بہاری، کالی داس برہا
چنتامنی، منی رام، بھوشن سوٗ جانیٔے
عالم، رحیم، رس کھان سندر ادیک
انیکس سمتی میٔ کہاں لے بکھانیٔے

اکثر محققین کے کہنے کے مطابق رس کھان اکبر کے آخری دور سے جہانگیر کے ابتدائی نصف دور تک زندہ رہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ شہزادہ شہریار کے طرفداروں میں تھے۔ تخت کی کش مکش میں شہریار کو شکست ہوئی۔ رس کھان کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا۔ انھیں دلّی مرگھٹ سمان نظر آنے لگی۔

بادشاہی ونش کی ٹھسک چھوڑ کر رس کھان نے گیروا بانا اپنایا اور فقیری اختیار کر لی۔ اس فقیری نے انھیں زندگی کے معنی سمجھائے اور وہ معنی تھے محبت اور محبت میں سب کچھ تیاگ دینے کی جرأت۔

رس کھان نے کرشن کی محبت میں سب کچھ تیاگ دیا یہاں تک کہ خود کرشن بھی اتنے اہم نہ رہے، اہم رہی تو کرشن کی محبت ان کی بھگتی ان کا پیار۔

ان سے ہمیں کیا لینا دینا پریت سو ان کی کام

رس کھان کی پریم واٹیکا، ان کے دوہے اور ادھر ادھر بکھری ہوئی چوپائیاں اور سورٹھے اسی محبت کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔

پران وہی جوڑ ہیوں آچھی وا پر
روپ وہی جہاں وہاں رچھائے

سیس وہی جہاں وے پرسے پگ
رنگ وہی جہاں وا پر سائے

اس پریم دیوانے کوی رس کھان کے بارے میں ہزاری پرشاد دویدی کہتے ہیں:

"کرشن بھگتی کے ساہتیہ میں کئی مسلم کویوں کے نام آتے ہیں ان سب میں پرمکھ ہیں بادشاہی ونش کی ٹھسک چھوڑنے والے سجان رس کھان۔"

اچاریہ رام چندر شکل کا کہنا ہے کہ:

"ارمبھ ہی سے رس خان بڑے پریمی جیو تھے۔ پریم کے ایسے سندر ادگار ان کے پاس ملتے ہیں کہ اب پریم یا شرنگار رس کی کوتا کو رس کھانی ہی کہا جانے لگا ہے۔"

آج ہندی ادب میں پریم رس اور رس کھانی ہم معنی الفاظ بن گئے ہیں۔

اپنے آپ کو پریم میں اتنا گم کر دینا کہ خود میں اور پریم میں فرق مٹ جائے معمولی بات نہیں ہے۔

اس منزل تک پہنچنے کے لیے رس کھان نے خالص صوفیانہ طریقے سے اپنی ہستی کو محبوب حقیقی کی ہستی میں گم کر کے من و تو کے فرق کو مٹا دیا۔

محبت بھی عام ہے اور محبوب کا دیدار بھی لیکن عاشق وہی ہے جو محبوب کی ایک جھلک دیکھ کر اپنا سب کچھ بھول جائے۔

رس کھان اپنی محبت کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں "میرے من موہن نے مل کر میٹھی میٹھی مسکان بکھیر دی۔ اس موہ لینے والی مورت کو سب نے دیکھا۔ اور تو سب اچھی طرح اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے پر ایک ہی پل میں میری ایسی دشا ہو گئی کہ گھر کی دہلیز تک جانا پہاڑ بن گیا۔"

اور رس کھان اپنے گھر کا رستہ بھول کر پریم نگر کی گلیوں کے مسافر بن گئے۔ اس سفر میں ان کا زادِ راہ اٹوٹ وشواس اور بے انت پریم رہا۔ رس کھان کو اپنے پریم پر بجا طور سے ناز تھا کیونکہ وہ محبت میں صرف زبانی جمع خرچ کے قائل نہ تھے بلکہ اس راہ میں سب کچھ لٹا دینا فرض جانتے تھے۔

پریم پریم سب کوئی کہت، پریم نہ جانت کوئے
جو جگ جانے پریم تو، رہے جگت کیوں روئے

رس کھان کے نزدیک پریم ہی ہر دکھ کی دوا تھی اور ہر مرض کا علاج تھا۔ وہ محبت کی برکتوں سے واقف تھے۔ ان کے نزدیک محبت راہ بھی تھی اور منزل بھی، وہی ابتدا تھی وہی انتہا — یہ محبت ایک ذات سے شروع ہوئی اور اس نے رفتہ رفتہ ساری انسانیت کو اپنی باہنوں میں سمیٹ لیا۔

یہ طرز فکر اور یہ انسانی محبت ہی ہندوستان کے عہد وسطیٰ کی سب سے بڑی دین اور عطا ہے۔

کوئی ملک یا کوئی قوم انسانیت کی اس سے بڑی خدمت کیا انجام دے سکتی ہے کہ نہ صرف انسان بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ محبت اور پریم کی ڈور میں یوں بندھ۔

جانے کہ میں اور تو کا فرق مٹ جائے۔

ہندو سنت سادھو ہوں یا مسلمان صوفی فقیر کسی فرق اور بھید بھاؤ کو نہیں مانتے ان کے نزدیک حقیقت مطلق ایک اور ناقابل تقسیم ہے۔

کچھ سنتوں کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ لوگ بھیس بدل کر کعبے کی زیارت کرتے رہے۔

رس کھان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب یہ بھیس بدل کر گوپال پور کے ایک مندر میں کرشن درشن کیلئے پہنچے تو پہچان لیے گئے اور انھیں درشن سے روک دیا گیا۔ عشق اور پریم ان حد بندیوں کو کہاں مانتا ہے رس کھان درشن پر مصر رہے گوسائیں ناتھ کو شری کرشن جی کی طرف سے حکم ہوا کہ:

"یہ دسے وہی جیو ہے۔ شودر ہو یا ملیچھ ہو
میرا بھگت ہے۔ اسے اپنے شرن میں لے لو"

ناتھ جی نے رس کھان کو اپنے چیلوں میں شامل کر لیا اور کہا جاتا ہے کہ انھیں شری کرشن نے زندہ روپ میں درشن دیئے۔ شری کرشن وقتاً فوقتاً رس کھان کو درشن دیتے رہے اور رس کھان درشن کی مختلف کیفیات کو اشعار کے روپ میں ڈھالتے رہے۔

رس کھان نے صرف اپنے پیارے سے رشتہ جوڑا اور جب جو من پر بیتی اسے لفظوں میں ڈھال کر اسی کو سناتے رہے۔

رس کھان دن رات کرشن کے نام کی مالا جپتے، ان کی آنکھوں کے سامنے کرشن جی کی چلتی پھرتی تصویر آنکھوں پھرا ہوتی۔

رس کھان نے اپنی چشم تصور سے جس طرح کرشن کنہیا کو دیکھا، اس کی تفصیل اپنی شاعری میں لکھ دی۔ چنانچہ ان کے دوہوں اور پدوں میں کرشن جی کے پیار اور محبت کی پوری داستان سمٹ آئی ہے۔ رس کھان کے کرشن کنہیا نٹ کھٹ، چھیل چھبیلے، ہزاروں گوپیوں کے محبوب اور سراپا محبت ہیں۔ اس محبت میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جہاں عاشق و معشوق اور طالب و مطلوب کا فرق مٹ جاتا ہے۔

من و تو کی خلیج کو پاٹنے والے جیالوں میں رس کھان کا نام ایک ستارے کی طرح سدا جگمگاتا رہے گا۔

برج بھاشی کوی رس کھان اہل زبان کے لیے ایک بڑے شاعر کی حیثیت سے تو ہمیشہ قابل احترام رہیں گے ہی اسی کے ساتھ ساتھ انسانیت دوست بھی انھیں کبھی نہ بھلا سکیں گے۔

پریم اور بھگتی کے نشے میں چور یہ مست الست فقیر اپنے محبوب کی جستجو میں محبت کے گیت بکھیر کر ۱۶۷۶ء میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ لیکن اس کے گیتوں کا رس اور اس کی محبت کا جشن آج بھی زندہ ہے۔ آج بھی انسانیت اس کی محبت پر نازاں ہے اور کل بھی نازاں رہے گی۔

پریم روپ درپن رہے، رچے عجوبے کھیل
یا میں اپنے روپ کچھ لکھے پر ہے انمول

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

سینٹ جان

اسلوب احمد انصاری

ڈرامہ نگار

برنارڈ شا کا ایک امتیاز جس پر سب متفق ہیں، یہ ہے کہ اس کے ڈراموں میں بت شکنی کی طرف قدم قدم پر میلان پایا جاتا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ وہ تسلیم شدہ اقدار، مفروضات اور ایقانات پر ضرب کاری لگاتا ہے اور انھیں اس انداز سے دیکھتا اور دکھاتا ہے کہ ہم اشیاء کے ان پہلوؤں کی طرف متوجہ ہوں جو ابھی تک ہماری نظروں سے اوجھل تھے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے وہ طنز کا کارگر حربہ استعمال کرتا ہے جس کی کاٹ مشکل سے ہو سکتی ہے۔ ڈرامہ 'سینٹ جون' میں جون کا کردار جو ہماری آج کی گفتگو کا موضوع ہے، اس ڈھب سے پیش کیا گیا ہے۔ جون کا کردار ایک 'یجن' کی حیثیت رکھتا ہے شیکسپیر نے اپنے ڈرامے ہنری ششم میں اور شلر اور مارک ٹوین نے بھی اس کردار سے ہمیں متعارف کرایا ہے۔ شا کی دلچسپی کا مرکز و محور جون کی سادگی اور اخلاص نہیں ہے بلکہ اس کی بے پناہ قوت، عملیت اور جذبۂ خیر۔ یہ نوجوان لڑکی جس کی عمر سترہ سال سے متجاوز نہ ہوگی بظاہر نہ حسن و جمال کا پیکر ہوشربا ہے اور نہ اس کے لباس، چال ڈھال اور طور طریقوں سے اس کا گمان گزرتا ہے کہ وہ کوئی غیر معمولی فرد ہے۔ لیکن یہ سادگی بھی کسی پہیلی سے کم نہیں اور خود اسکے اپنے بیان کے مطابق جہاں دوسری لڑکیاں اس عمر میں عشق و محبت اور دولت و امارات کا خواب دیکھا کرتی ہیں، یہ غیر رومانی لڑکی سینٹ کیتھرین اور سینٹ مارگریٹ کی آوازیں سنتی ہے۔ وہ لورین کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئی لیکن ان آوازوں نے جو فیضان کا وسیلہ ہیں، اسے یہ باور کرایا کہ وہ فرانس کو انگریزوں کے جبر و استبداد سے آزاد کرانے کے کام پر متعین کی گئی ہے۔ جب اس کا تعارف ڈوفن کو جون، بڑے پادری اور خود چارلس سے کرایا جاتا ہے تو عام روایت کے مطابق وہ اسے محض ایک جادوگرنی تصور کرتے ہیں۔ لیکن رفتہ رفتہ انھیں اس کی قوت ارادی اور عزم راسخ پر ایمان لانا ہی پڑتا ہے جس کی اس الھڑ، کم سن اور ناتراشیدہ لڑکی میں کمی نہیں۔ وہ بنیادی طور پر ضابطہ شکن یعنی Heretic ہے وہ خود اپنے اوپر بھی اعتماد رکھتی ہے اور اس غیبی، ان جانے وجود پر بھی جس نے اسے مملکت فرانس کی عاقبت سنوارنے پر مامور کیا ہے۔ وہ کلیسا کی دسترس سے باہر نہیں۔ اور ظاہر ہے ریاست کی فلاح و بہبود تو اس کا مطمح نظر ہے ہی۔ لیکن خدا کے مقابلے میں ان دونوں کی حیثیت محض ضمنی یا کم از کم ثانوی ضرور ہے۔ ان اداروں کے نمائندے یعنی وہ کردار جن سے اس کا سابقہ پڑتا ہے اس کی آزمائش اور جانچ پڑتال میں آگے آگے ہیں اور اس پر شک و شبہے کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں۔ جون کے سلسلے میں وہ برابر یقین اور شک کے درمیان ڈانواڈول رہتے ہیں۔ جن لوگوں کے درمیان وہ گھری ہوئی ہے وہ اس کے درپے آزار رہتے ہیں۔ ان کی کوششیں بالآخر بار آور ثابت ہوتی ہیں۔ پہلے اس پر مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ فرد جرم عائد کی جاتی ہے، اور پھر وہ نذر آتش کر دی جاتی ہے۔

جیسا کہ کہا گیا، جون کے کردار کی سب سے بڑی خوبی اس کا آہنی عزم و ارادہ ہے، وہ نڈر ہے، اور ہر قسم کی ترغیبات اور تحریفات کا مقابلہ کرنے کے لیے بے پناہ خود اعتمادی کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔ اس کی مخالفت کا طوفان اس لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ وہ بنیادی طور پر عدم توافق یعنی Non-Conformity کا علامیہ ہے۔ اور اس کی انفرادیت ایک طور سے اجتماعیت کے خلاف صف آرا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک سپاہی تصور کرتی ہے نہ صرف لڑائی کے ہتھیاروں سے لیس اور فوجی لباس میں ملبوس اور فتوحات میں کسی سے ہیٹی نہیں بلکہ ان معنوں میں بھی جس مفہوم میں یہ لفظ حضرت عیسیٰ کے لیے استعمال کیا گیا ہے یعنی شر کی قوتوں کا قلع قمع کرنے والی جون کو ہر طرح کی آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے لیکن اس کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آتی۔ یہاں ڈرامہ نگار کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہم اپنے جمے جمائے تعصبات اور عقائد کے ایسے غلام بن جاتے ہیں کہ ان سے ہٹ کر سوچ بچار کر ہی نہیں سکتے۔ ریاست اور کلیسا کے نمائندوں اور جون کے مابین کشمکش، بندھے ٹکے عقائد اور اندرونی آواز کے درمیان کشمکش سے عبارت ہے۔ اسے تعصب، تنگ نظری اور تحکم اور منجمد عقیدوں اور جرأت انکار کے درمیان جنگ سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اس جنگ میں فتح بادی النظر میں اول الذکر ہی کو ہوتی ہے۔ جب جون اپنے آپ کو کسی طرح جھٹلانے پر آمادہ نہیں ہوتی اور کلیسا کی بالادستی کو تسلیم نہیں کرتی تو محتسب اس کی تذلیل ہی نہیں کرتے بلکہ اسے مذہبی حدود سے بھی خارج کر دیتے ہیں۔ اپنے خلاف فیصلہ سن کر ایک لمحے کے لیے اس کا دل زندگی کے رنگ و رس اور اس کے حسن و دلفریبی سے پیوست

رہنے کے لیے مچل اٹھتا ہے۔ جس پیراگراف میں یہ خواہش منعکس کی گئی ہے اس کے بارے میں ایک نقاد نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ یہ Over written ہے۔ اس کے برعکس میرا خیال ہے کہ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ انسانی سطح پر کتنی قابل وثوق یعنی Credible ہے۔ وہ اپنے بارے میں دائمی قید کا فیصلہ سن کر بغاوت کے جذبے سے اس حد تک مغلوب ہو جاتی ہے کہ اس دستاویز کو چاک کر دیتی ہے اور اپنے مشن سے دستبرداری پر آمادگی ظاہر نہیں کرتی، اس لیے اسے جلا دینے کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

جون کی شخصیت اس سے بڑھ کر ہے، جیسی کہ وہ دوسروں کو نظر آتی ہے۔ ظاہر بیں نگاہیں اس کی غیر معمولی روحانی قوت کا اندازہ نہیں کر سکتیں اور اس کے ایقانات نظریوں اور جاں سپاری اور جاں بازی کی صلاحیت کو محض ایک فریب جانتی ہیں۔ اسکی طلسمی طاقت اس کی سحر انگیزی اور کشف و کرامات کی استعداد جس کی طرف شروع میں طنزیہ اور کسی قدر بھونڈے انداز میں اشارہ کیا گیا ہے: دراصل پورے معاشرے میں ایک بنیادی تبدیلی لانے کی جبلت اور خواہش سے ماسوا کچھ نہیں۔ اسے نذر آتش کرنے کے پچیس برس بعد جون کی روح عالم خواب میں نمودار ہوتی ہے۔ اس دوران حق و صداقت اور خیر و برکت کی اس قوت کو جس کے بل پر وہ انقلاب لانا چاہتی تھی، تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ اس کا نمودار ہونا بالواسطہ طور پر تصدیق ہے اس امر کی کہ جس نظام کو وہ وجود میں لانا چاہتی تھی اس کی اہمیت کی تکذیب نہیں کی جا سکتی۔

اس ڈرامے کے دوران ہماری ملاقات طرح طرح کے کرداروں سے کرائی جاتی ہے جن کے ظاہری دعوؤں اور اصل نیت کے درمیان بڑا تضاد ہے۔ ان میں ڈوفن ایک چالاک، ڈرپوک کی شکل میں نظر آتا ہے۔ جون کی شخصیت میں جو دلکشی ہے، وہ اس کے اپنے معتقدات کا عکس ہے۔ کردار کی اس پختگی اور معروبت کو غلط طور پر جادو کا مرادف سمجھا گیا ہے۔ یہ دراصل ایک طرح کے الوہی فیضان سے مرادف ہے۔ ڈرامے کے آخری حصے یعنی Epilouge میں ہم ایک خواب آلودہ فضا میں پہنچا دیئے جاتے ہیں، جہاں جون کے علاوہ ان بیشتر کرداروں کا اجتماع نظر آتا ہے، جو ڈرامے کے تمثیلی کردار رہے ہیں۔ یہ سب رفتہ رفتہ جون کے قائل نظر آتے ہیں اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسے بلا کسی معقول وجہ کے نذر آتش کیا گیا تھا۔ وہ خود اس امر پر تعجب کا اظہار کیے بغیر نہیں رہتی کہ اسے ایک سینٹ کے لقب سے نوازا گیا ہے، اور اس کی غیر معمولی روحانی استعداد کا اعتراف کیا گیا ہے۔ کیا یہ امر کلیسا کے نمائندوں کی بے بصری، تعجیل اور عجلت فیصلہ کی کمی پر دلالت نہیں کرتا؟ دراصل جون ایک ایسا المیہ کردار ہے، جو فتح و شکست، کامیابی اور ناکامی کے منجدھارے گزرتا رہتا ہے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ یہ تمام کردار اس کی خوبیوں کے اعتراف کے باوجود، اس دنیا میں جون کی بازگشت کو ایک تکلیف دہ امر سمجھتے ہیں۔ یہ اس کے المیہ کا ایک قابل لحاظ عنصر ہے۔ برنارڈ شا کے دوسرے ڈراموں کی طرح اس ڈرامے میں بھی کردار لمبی لمبی تقریریں کرتے نظر آتے ہیں۔ جون اس معاملے میں دوسروں سے

(آگے ص ۸ پر)

ہم کیوں ہنسے

رام لال نابھوی

مناسب ہوگا کہ یہاں ہنسی کے متعلق کچھ فلسفیانہ اور کچھ نفسیاتی نظریوں کا پہلے ذکر ہو جائے۔ تو لیجیے سماعت فرمائیے۔

ہربرٹ اسپنسر کا خیال ہے کہ ہنسی زائد قوت چھلک جانے کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تندرست و توانا آدمی اکثر بات بات پر یا بے بات پر ہنسنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

میکڈوگل کا کہنا ہے کہ ہنسی چھوٹی چھوٹی ناگواریوں کے خلاف ایک فطری مدافعت ہے۔ انسان اپنی سوشل فطرت اور جبلی ہمدردی کی وجہ سے مجبور ہے کہ دوسروں کی مصیبت اور غم سے متاثر ہو۔ اب اگر وہ ہر شخص کی معمولی پریشانی اور سراسیمگی (جیسے کیچڑ میں پھسل جانے یا کرسی سے گر جانے) کا اثر لینے لگے تو زندگی دشوار ہو جائے۔ اس لیے نیچر ہنسی میں اس اثر کو اڑا دیتی ہے۔

لارڈ بائرن کا نظریہ ہے کہ اگر میں کسی فانی چیز پر ہنستا ہوں تو یہ اس لیے ہے کہ کہیں میں رو نہ دوں۔

نیٹشے کہتا ہے۔ صرف انسان ہی کیوں ہنستا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان ہی اتنے شدید مصائب جھیلتا ہے کہ اسی کو ہنسی کو ایجاد کرنا پڑا۔

برگساں ہنسی کو زندگی کی تخلیقی قوت کا میکانکی مظاہر کے خلاف ردعمل قرار دیتا ہے۔ کسی شخص کے تکیہ کلام پر یا موقع بے موقع ایک ہی جملہ دہرانے پر ہمیں اس لیے ہنسی آتی ہے کہ ہم اس سے اس میکانکی طرز عمل کی بجائے تخلیقی عمل کی توقع رکھتے ہیں۔

تھامس ہابز کے نزدیک ہنسی کا راز دوسروں کی کمتری کے مقابلے میں اپنی بڑائی کے تصور پر ایک فوری احساس عظمت میں پوشیدہ ہے۔

اسٹیفن لیکاک اپنی تصنیف "ظرافت اور انسانیت" میں اسی نظریہ کی تائید کرتا ہے اور ہنسی کی اصل وحشی انسان کی اپنے دشمن کو گرا دیکھ کر فتح و مسرت کی چیخ ہا۔ ہا کو قرار دیتا ہے۔

آرتھر کوئسلر کے الفاظ میں۔ خیالات و احساسات ایک خوبصورت تصویر کو دیکھ کر یا ایک اعلیٰ نظم کو پڑھ کر ہمارے دلوں میں ضرور متحرک ہوتے ہیں لیکن ایسا خاص عضویاتی مظاہرہ پیدا نہیں ہوتا جو ہنسی کے وقت معرض وجود میں آتا ہے اور یہ چیز محض ہنسی سے مخصوص ہے کہ انسان ایک لطیفے کو سن کر یا پڑھ کر اپنے جذبات و احساسات کا اتنے نمایاں انداز میں اظہار کرتا ہے۔

چارلس ڈارون رقمطراز ہیں۔ ہنسی کے دوران منہ کھل جاتا ہے اور ہونٹوں کے کنارے پیچھے اور اوپر کی طرف ہٹ آتے ہیں۔ اسی طرح اوپر والا ہونٹ قدرے اوپر کو اٹھ جاتا ہے اور شدید ہنسی کے دوران تو سارا جسم کانپنے لگ جاتا ہے سانس میں ناہمواری پیدا ہو جاتی ہے اور آنسو بہہ نکلتے ہیں۔

کانٹ کا کہنا ہے۔ ہنسی اسوقت نمودار ہوتی ہے جب کوئی چیز ہوتے ہوتے رہ جائے اور ہماری توقعات اچانک ایک بلبلے کی طرح پھٹ کر ختم ہو جائیں۔

بعض فلسفیوں کے نزدیک ہنسی سماجی اصلاح کا ایک ذریعہ ہے۔ جن لوگوں کو ہم وضع قطع یا چال ڈھال وغیرہ میں روش عام سے ہٹا ہوا دیکھتے ہیں ان پر ہنس کر ان کو سماجی معیار کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہنسی کا ایک عام فہم نظریہ یہ بھی ہے کہ ہمیں عدم آہنگی یا تضاد پر ہنسی آتی ہے۔ رندوں کے مجمع میں کوئی بزرگ آن پھنسیں یا کسی بہت لمبے آدمی کے ساتھ کوئی پستہ قد جا رہا ہو تو ہمیں ہنسی آ جائے گی۔

ہنسی کیا ہے۔ ایک سماجی عمل ہے۔ مزاح زندگی کے غیر متناسب مظاہر کو نمایاں کرنے میں پیدا ہوتا ہے۔ مزاح نگار کے تجربے میں وسعت، تنوع اور رنگا رنگی ہونا ضروری ہے اور دوسری جانب اظہار و ابلاغ کے ذرائع پر پوری دسترس ہونا ضروری ہے۔ مزاح کے نقوش ہلکے اور گہرے ہوتے ہیں۔ مزاح نگار کی طبیعت میں تندی، تیزی نہیں ہوتی۔ اس کا مشاہدہ اس کو ہنسنے پر مجبور کرتا ہے۔ وہ محض لطیف اشارے کرتا ہے۔ وہ اپنی کوتاہیوں اور غیر آہنگ برتاؤ اور عمل پر بھی کھلے

دل سے ہنستا ہے۔ ہنسی سلیم الطبع انسان کی صحت کا تحفظ کرتی ہے۔ ہنسی بھونڈی اور غیر شائستہ بھی ہو سکتی ہے اور لطیف اور ستھری بھی۔ کسی چیز کو بگڑتے دیکھ کر کسی شخص کی ہیئت کذائی کا مشاہدہ کرنے یا بعض اوقات ایسے افعال کے سرزد ہو جانے سے جو ہماری توقع اور ہمارے معمول کی شکست کریں ہمیں بے اختیار ہنسی آجاتی ہے۔ لیکن اس قسم کی ہنسی میں اعتدال ضبط اور خوش مذاقی کو برقرار رکھنا اچھے مزاح نگار کا ہی کام ہے۔ مزاحیہ فضا کی تشکیل سے بھی ہمارے احساس مزاح کی تسکین ہوتی ہے۔ اور ہم تھوڑی دیر کے لیے زندگی کے غموں اس کی گرانباریوں اور محرومیوں کو بھی بھول جاتے ہیں۔ خوش طبعی ظرافت اور مزاح سے ادب میں تازگی اور شگفتگی پیدا ہوتی ہے۔

اب ذرا طنز کی طرف آیئے۔ طنز زندگی اور ماحول سے براہمی کا نتیجہ ہے۔ اور اس میں غالب عنصر نشتریت کا ہوتا ہے۔ طنز کا استعمال تخریب پسندی کی علامت نہیں۔ طنز کی تخریبی کاروائی صرف ناسور پر نشتر چلانے کی حد تک ہے۔ لیکن طنز کے لیے ضروری ہے کہ وہ مزاح سے بیگانہ نہ ہو۔ مزاح کی طرح طنز بھی موازنہ، مبالغہ، لفظی بازی گری اور تحریف وغیرہ کے حربے استعمال کرتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ مزاح کے برعکس طنز میں نشتریت کا پہلو غالب رہتا ہے اور یہ اپنے نشانۂ تمسخر کے خلاف نفرت کے جذبات کا اظہار ضروری کرتی ہے۔

طنز کے بارے میں آرتھر کوئسلر کا خیال ہے کہ ہمارے اذہان زندگی کی بیزارکن یکسانیت اور بے رنگ تکرار سے اسقدر بے حس ہو چکے ہیں اور ہم زندگی کے ناسوروں کو دیکھ دیکھ کر ان کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ جب تک طنز نگار انھیں مبالغہ انداز سے پیش نہ کرے۔ ہماری نگاہیں ان پر ٹھہرنے ہی نہیں پاتیں۔ بس طنز نگار کی جیت اسی میں ہے کہ وہ زندگی اور سماج کی ناہمواریوں کو یوں بڑھا چڑھا کر اور ایسے مزاحیہ انداز میں پیش کرے کہ ہم ان ناہمواریوں کی طرف متوجہ بھی ہو جائیں اور ہمیں طنز نگار کی یہ بات بُری بھی نہ لگے۔

طنز نگاری میں زبان کا استعمال بڑی اہمیت رکھتا ہے بے ساختگی کا ہونا ازحد ضروری ہے۔ ایک مثال دیکھئے۔

کسان آتا ہے اور ٹھاکر کے پاؤں پر گر پڑتا ہے اور سسکنا شروع کر دیتا ہے۔ کافی منت سماجت اور سوچ بچار کے بعد ٹھاکر اسے دس روپیہ دینے پر راضی ہو جاتا ہے۔ کسان کاغذ پر دستخط کرتا ہے۔ ٹھاکر اسے پانچ روپیہ پکڑا دیتا ہے۔ کسان متعجب ہو کر پوچھتا ہے:

"یہ تو پانچ ہیں مالک"

"پانچ نہیں، دس ہیں۔ گھر جا کر گننا۔"

"نہیں سرکار پانچ ہیں۔"

"ایک روپیہ نذرانے کا ہوا کہ نہیں"

"ہاں سرکار"

"ایک تحریر کا"

"ہاں سرکار"

"ایک کاگد کا"

"ہاں سرکار"

"ایک دستوری کا"

"ہاں سرکار"

"ایک سود کا"

"ہاں سرکار"

"پانچ نگد۔ دس ہوئے کہ نہیں۔"

"ہاں سرکار۔ اب یہ پانچ بھی میری طرف سے رکھ لیجئے"

"کیسا پاگل ہے۔"

"نہیں سرکار۔ ایک روپیہ چھوٹی ٹھکرائن کا نذرانہ ہے ایک روپیہ بڑی ٹھکرائن کا۔ ایک روپیہ چھوٹی ٹھکرائن کے پان کھانے کو۔ ایک روپیہ بڑی ٹھکرائن کے پان کھانے کو۔ باقی بچا ایک وہ آپ کے کریا کرم کے لیے"

"گئو دان" سے یہ ایک اقتباس آپ نے سماعت فرمایا اب میں پوچھتا ہوں "آپ کیوں ہنسے"

(ریڈیو جالندھر سے نشر)

بقیہ :- سینٹ جان

مختلف ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ بنیادی طور پر اس کی ذات کا تعلق بحث و تمحیص سے نہیں ہے، کیونکہ وہ اپنے داعیۂ روح میں یقین کامل رکھتی ہے۔ اور یہی اس کے عمل کو متعین کرنے والا عنصر ہے۔ اس کے ہاں اندرونی اور بیرونی زندگی میں ایک ارتباط نظر آتا ہے جو دوسرے کرداروں میں ناپید ہے۔ اسے تمسخر تضحیک اور تذلیل کا مورد بنایا جاتا ہے اور اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں اس کے لیے تاعمر دائمی قید کی سزا تجویز کی جاتی ہے۔ اور بالآخر اسے جلا دینے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

جون کے ہاں اس طرح کی رومانی کشش تو نہیں ہے۔ جیسی کسی نسوانی کردار میں ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ ہر جسمانی اذیت اور آزمائش سے بلند تر ہو جانے کی صلاحیت اپنے اندر رکھتی ہے ڈرامے کا آخری ایکٹ بظاہر زائد معلوم ہوتا ہے لیکن یہ فنی تدبیر اس لیے استعمال کی گئی ہے تاکہ ان کرداروں کے ردعمل کو سامنے لایا جائے، جو اس کی موت کا براہ راست اور لاتعلقی کے ساتھ سبب بنے۔ اس طرح اس لمیے میں ایک پہلو طربیہ کا بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اس کا جواز اس طرح بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس میں دو عناصر کو ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو رکھا گیا ہے۔ یعنی ایک طرف Authority کا وہ تصور ہے جو معاشرتی نظم کے استقرار اور استحکام کے لیے پسندیدہ ہے اور اس کی ضمانت کرتا ہے۔ اور دوسری طرف عدم توافق یعنی Non-Conformity کا وہ عنصر ہے جو انفرادی ارتقاء کے لیے لابدی ہے۔ دونوں کی اپنی اپنی جگہ اہمیت ہے اور دراصل اس پورے ڈرامے میں برنارڈ شا کا مقصد ایک طرح کے توازن پر زور دینا ہے۔ المیۂ محض کو سامنے لانا اس کے مزاج اور نیت سے میل نہیں کھاتا۔ جون کے لیے اس کے دل میں محبت بھی ہے اور جذبۂ تحسین بھی۔

(اردو سروس سے)

پیڑ پودے اور

کسی بھی ملک کی ترقی اس کے اپنے قدرتی وسائل پر مبنی ہوتی ہے اور ان قدرتی وسائل میں سے پیڑ پودے اس ملک کے لیے معاشی طور پر سب سے اہم مقام رکھتے ہیں ان پیڑ پودوں سے ہمیں نہ صرف اناج، سبزیاں، پھل پھول، میوے، مصالحہ، تیل گھی، رنگ و روغن، تعمیراتی اور ایندھن کے لیے لکڑیاں، جوٹ کپاس، کاغذ، ریشم، کتھا، موم، ربڑ، قہوہ، کافی، چائے اور تمباکو جیسی اہم اشیاء دستیاب ہوتی ہیں۔ بلکہ پیڑ پودے بارش کو لانے اور ریگستانوں کو روکنے کے علاوہ موسم کو خوشگوار بنانے میں بھی معاون ہوتے ہیں۔ پیڑ پودے کاربن ڈائی آکسائیڈ جیسی زہریلی گیس کو جذب کرکے ماحول کو صاف ستھرا بناتے ہیں اور ہمارے زندہ رہنے کے لیے آکسیجن کو مہیا کرتے ہیں۔ اگر پیڑ پودے نہ ہوتے تو روئے زمین پر انسانی زندگی ممکن نہ ہوتی۔

ان سب کے علاوہ پیڑ پودوں کی ادویاتی خصوصیات بھی اپنی جگہ پر مسلم ہیں۔ یوں تو پیڑ پودوں یعنی جڑی بوٹیوں کا استعمال انسان زمانۂ قدیم سے کرتا چلا آرہا ہے جب سے وہ امراض سے دوچار ہوا۔ کہا یوں بھی جاتا ہے کہ انسان نے جڑی بوٹیوں کا استعمال امراض سے چھٹکارا پانے کے لیے جانوروں اور پرندوں سے سیکھا جبکہ وہ بیمار ہونے پر جنگلوں میں کسی پیڑ پودے کی جڑ پھل پھول اور پتیوں کے رس کو چوس کر ٹھیک ہو جاتے ہوں گے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دوران جنگ جب انسان گھائل اور زخمی ہوا تو اس نے اپنے خون کو روکنے اور زخم کو ٹھیک کرنے کے لیے اپنے اردگرد پائی جانے والی جڑی بوٹیوں کا استعمال کیا اور افاقہ ہو جانے پر استعمال میں لایا اور مشاہدہ کی بنا پر ان جڑی بوٹیوں کے ادویاتی پہلو کو پہچانا جس کا استعمال وہ آج تک کرتا چلا آرہا ہے۔

تاریخی اعتبار سے دواؤں کا استعمال مغرب میں یونان میں زمانہ قبل مسیح سے جوڑا جاتا ہے۔ مگر اس کا تذکرہ کچھ ہزار سالوں کے وقفہ سے مصر، بابل، شام، چینی اور ہندوستانی تہذیبوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ یونان میں علم ادویہ اور جڑی بوٹیوں کے استعمال کو رائج اور روشناس کرانے میں بقراط،

ادویات

رشید الدین احمد

ارسطو، سقراط، پلانی، ریس قورس دوس اور جالینوس کے نام قابل ذکر ہیں۔ مصر میں ادویات کا ذکر مشہور قرا با دینی نما تصنیف "ایبرس پیا پیرس" میں ملتا ہے۔ اسی طرح بابل اور شام کی تہذیبوں کی تصانیف میں ادویات اور ان کے استعمال کا ذکر ملتا ہے جو مصر کی ادویاتی فہرست سے ملتی جلتی ہیں اور ان میں تقریباً ۲۵۰ پیڑ پودوں سے حاصل ہونے والی ادویات کا ذکر موجود ہے۔

مشرق میں جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے ہندوستان اور چین میں بھی زمانہ قبل مسیح سے اس موضوع پر اہم تصانیف ملتی ہیں۔ ہندوستان میں تین اہم کتابیں جن کا نام رگ وید، اتھروید، اور آیور وید ہے۔ اس موضوع کی مشہور کتابیں ہیں جن میں بہت سارے پیڑ پودوں کا استعمال دوا کے طور پر بتایا گیا ہے اس کے علاوہ چرک ہنتا میں تقریباً ۲ ہزار ایسے پیڑ پودوں کا ذکر ملتا ہے جن سے دوا حاصل کی جاتی ہے۔ چین میں شہنشاہ شان تنگ نے اپنے اوپر تجربہ کر کے ایپھڈرا، سنکونا، دھتورا اور رہیرب یا ریہوم ایسے پیڑ پودوں سے حاصل ہونے والی کامیاب دواؤں کا پتہ لگایا۔ اس کے علاوہ چین کی قرابا دین ین تسیاؤ یا گریٹ ہربل جو چالیس جلدوں پر مشتمل ہے، میں ہزاروں نسخہ جات میں پیڑ پودوں سے حاصل ہونے والی دواؤں کا استعمال بتایا گیا ہے۔

اس تذکرے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پیڑ پودوں سے دواؤں کو حاصل کرنے کی معلومات اور ایجادات میں مختلف تہذیبوں کا ہاتھ رہا ہے جو مختلف ادوار سے گزرتی ہوئی آج ہم تک پہنچی اور ہم اس دور تک اس سے مستفید ہوتے چلے آرہے ہیں اس سلسلے میں یہاں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یونانی تہذیب کے زوال کے بعد جب یہ فن رومیوں کے پاس آیا تو وہ اس کو زیادہ دیر تک سنبھال نہ سکے اور بعد میں اس فن کو عربوں نے ترجمہ کرا کے نہ صرف قائم رکھا بلکہ علم ادویہ اور علم دواسازی کو مزید بڑھاوا اور بے انتہا فروغ دیا۔ یہاں تک کہ سنسکرت کی بے شمار تصانیف عربی میں ترجمہ کرائیں اور یہی وجہ ہے کہ جو پیڑ پودے یا جڑی بوٹیاں ہمارے استعمال میں آج آتی ہیں ان میں بہت سارے عربی، سنسکرت اور ہندی اور اردو زبانوں کے نام عام ملتے ہیں۔ اس طرح عربوں کی ان کاوشوں کا مغربی قوموں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ جس کا ثبوت بوعلی سینا کی مشہور تصانیف القانون جس کو انگلستان میں سولہویں صدی عیسوی کے اواخر تک پڑھایا جاتا رہا ہے۔ اور اس کے بعد ان ادویات میں اپنے یہاں اضافہ کر کے رائج کیا اور جدید سائنسی تحقیقات کے ذریعہ استعمال میں لائے۔ یہی وہ پیڑ پودے ہیں جو جدید طریقۂ علاج یعنی ایلوپیتھی اور دیسی طریقہ علاجوں یعنی آیورویدا اور جنوبی ہند میں رائج سدھا طریقہ علاج میں عام طور پر روزہ مرہ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور جن سے کروڑوں انسان زمانہ قبل مسیح سے لے کر آج تک امراض سے چھٹکارا پاتے چلے آرہے ہیں۔

ہمارے ملک میں آیورویدا، یونانی، سدھا اور ہومیوپیتھی ایسے طریقۂ علاج ہیں جن میں دو ہزار سے زائد پیڑ پودوں کی مختلف قسمیں مختلف امراض کو ٹھیک کرنے کے لیے ادویات بنائی جاتی ہیں جن میں تقریباً ۵ سو ایسے پیڑ پودے ہیں جو روزانہ مختلف نسخہ جات میں مختلف امراض کو ٹھیک کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان دیسی طریقہ علاجوں میں خاص بات یہ ہے کہ ان میں ۹۰ فی صد دوائیں پیڑ پودوں سے اور ۱۰ فیصد دوائیں معدنیات اور حیوانات سے حاصل کی جاتی ہیں جو زیادہ تر ہندوستان کے مختلف حصوں میں آسانی سے خود رو دستیاب ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ ایسی بھی ہیں جو غیر ممالک سے منگائی جاتی ہیں۔ یہاں پر اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ جدید طریقہ علاج میں جو دوائیں مستعمل ہیں وہ زیادہ تر انھیں پیڑ پودوں کے اہم کیمیاوی اجزاء کو حاصل کرکے اور جانوروں پر تجربہ کرکے استعمال میں لائی جاتی ہیں جبکہ دیسی طریقہ علاجوں میں پیڑ پودوں کو یا پھر ان کی جڑوں، پھلوں، پھولوں، تنوں، چھالوں، پتیوں اور ان سے نکلے ہوئے گوند یا رقیق مادوں کو ان کی اپنی قدرتی شکل میں دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اسی لیے ان ادویاتی پیڑ پودوں کو خام دوا یا کروڈ ڈرگس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ادویاتی پیڑ پودے یا جڑی بوٹیاں ہمارے ملک میں زیادہ تر جنگلوں، میدانوں یا پہاڑی علاقوں میں خود رو پائی جاتی ہیں یا پھر ان کی کاشت کرکے بازاروں میں دوا کے لیے لایا جاتا ہے۔

جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا جا چکا ہے جدید طریقۂ علاج میں کم و بیش وہی سب پیڑ پودے استعمال میں لائے جاتے ہیں جو کہ دیسی طریقہ علاجوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ مگر جدید طریقۂ علاج میں ان پیڑ پودوں سے حاصل شدہ اہم کیمیاوی اجزاء جن کو ایکٹو پرنسپلز کہتے ہیں، کا کیمیاوی تجزیہ کرکے دوا کے طور پر استعمال میں لایا جاتا ہے۔ ان کیمیاوی اجزاء کو حاصل کرنے کے لیے سائنسدانوں کو علم کیمیاء کا سہارا لینا پڑتا ہے اور ادویاتی علم کیمیاء کو فارمیسوٹیکل کیمسٹری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور ان کیمیاوی اجزاء کی ادویاتی خصوصیات کو جاننے کے علم کو فارمالوجی کہتے ہیں۔ جدید طریقۂ علاج میں استعمال ہونے والی کچھ پیڑ پودوں اور اہم کیمیاوی اجزاء کے نام اس طرح ہیں۔ افیون کا پودا جس سے مارفین اور کوڈین نامی دوا حاصل کی جاتی ہے۔ سنکونا جس سے ملیریا کی مشہور دوا کونین حاصل ہوتی ہے۔ ڈیجی ٹیلس کا پودا جس سے امراض قلب میں کام آنے والی دوا ڈیجی ٹاکسن اور جی ٹاکسن حاصل ہوتی ہیں۔ ایپھڈرا نامی پودے سے ایپھڈرین، اور سنا کی پتیوں سے سینوسائیڈ۔ اے اور سینوسائیڈ۔ بی جیسی اہم دوائیں دستیاب ہوتی ہیں۔ اسی طرح سورنجان یا کولچیکم سے کولچین نامی اہم کیمیاوی دوا حاصل ہوتی ہے۔ پیڑ پودوں سے حاصل ہونے والی دواؤں میں جس پودے نے سب سے زیادہ تہلکہ مچایا وہ اسرول یا رواؤلفیا ہے۔ یہ پودا ہندوستان کے علاوہ تھائی لینڈ، ملیشیا اور انڈونیشیا وغیرہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور بہت سارے مغربی ممالک اس کو منگا کر اس سے اہم کیمیاوی اجزاء حاصل کرتے ہیں جو بطور خواب آور دوا یعنی مسکن استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس پودے میں تقریباً ۸۰ ایلکولائیڈ نامی کیمیاء موجود ہوتے ہیں، جن میں سے ایسپرین، اجملین اور اجملی نین وغیرہ بہت مشہور کیمیا ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری ادویات جو پیڑ پودوں سے حاصل کی جاتی ہیں وہ اس طرح ہیں، ایکونائیٹ۔ ہمارے ملک میں اگنے والا ایک خودرو ادویاتی پودا ہے جس کی ہندوستان میں تقریباً ۲۴ قسمیں پائی جاتی ہیں۔ ان پودوں کی جڑیں دوا کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ اور یہ سب زہریلی ہوتی ہیں۔ مغربی ممالک میں استعمال ہونے والی ایکونائیٹ کے پودے کی قسم کا نام A Ropallus ہے جو ہندوستان میں نہیں ملتی اور ہندوستان میں پائی جانے والی قسم مغربی قسم سے دس گنا زیادہ زہریلی ہوتی ہے۔ اور ہندوستانی قسموں کی غیر ممالک میں خاص طور پر مغرب میں بڑی مانگ ہے۔ عام استعمال میں لانے کے لیے تحقیقاتی کام کیے جا رہے ہیں جبکہ کینسر سے نکلنے والے cardiac Glycoride نامی کیمیاوی اجزا کو امراض قلب میں استعمال کیے جانے کی سعی جاری ہے۔ ان کے علاوہ دیسی طریقہ علاجوں میں استعمال ہونے والا گرمابوٹی پودا جس کا سائنسی نام Symnema Sylvhe ہے ذیابیطس کے لیے بہت کامیاب مانا جاتا ہے جس پر مزید تحقیقاتی کام ملک میں کیے جا رہے ہیں اور اس پودے کو آیوروید میں میش شرنگی کے نام سے جانا جاتا ہے جو ملک کے مختلف حصوں میں آسانی سے دستیاب ہے۔ اسی طرح دمہ کے مرض کے علاج کے لئے Tylophara نامی پودے کا نام کافی مشہور ہے۔ آیوروید میں عام استعمال ہونے والا پودا نیرنوا کافی اہمیت کا حامل ہے جس کا استعمال مختلف امراض کو ٹھیک کرنے کے لیے کیا جاتا ہے نیرنوا کا پودا پورے ہندوستان میں خودرو پایا جاتا ہے اور بنگال میں تو اس کی کاشت بھی کی جاتی ہے۔ جو برسات کے موسم میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ آیوروید میں اس کی جڑوں کا ہی زیادہ تر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی سب سے اہم خصوصیات پیشاب کو لانے اور رطوبت کو خارج کرنے کے لیے بتائی جاتی ہے جس کی وجہ سے بدن کی سوجن دور ہوتی ہے اور گردے صحیح کام کرتے ہیں۔ آج کل اس کا استعمال خون کی کمی، دل کی اور عام کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے کافی حد تک کیا جا رہا ہے۔ جب سے اس پودے میں پنرنوین نامی کیمیاء کی دریافت کی گئی ہے تب سے

طبیبوں نے اس پودے کے عرق کو کافی استعمال میں لانا شروع کردیا ہے۔ اگر بیرنوا کا استعمال ترپھلا اور پاشان بھید نامی پودے کے ساتھ ملا کر کیا جائے تو پیشاب میں آنے والی پتھریوں کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

ہمارے ملک میں دیسی طریقہ علاجوں میں استعمال ہونے والے پیڑ پودوں کی تعداد جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے تقریباً ۲ ہزار ہے۔ جن کے سائنسی ناموں کی شناخت کہ وہ کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں مکمل طور پر ہو چکی ہے اور ان پیڑ پودوں کے کیا کیا افعال و خواص ہیں اور ان میں سے کون کون سے اہم کیمیاوی اجزاء حاصل ہوتے ہیں ان کا بھی زیادہ تر تحقیقاتی حوالہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ جن ادویاتی پیڑ پودوں پر تحقیقاتی کام نہیں ہوا ہے ان پر ملک کے بڑے بڑے اداروں یونیورسٹیوں اور تجربہ گاہوں میں کام ہو رہا ہے۔ اس بات کی بھی حکومت کی طرف سے کوشش کی جا رہی ہے کہ جلد از جلد ان ادویات پر تحقیقات کرکے ان طریقہ علاجوں کی اپنی فارماکوپیا از سر نو تیار کی جائیں اور ادویہ مفردہ کے مختلف پہلوؤں میں سائنسی نقطۂ نظر سے تحقیقاتی کام کرکے ان کو مستند بنایا جائے۔

آیورویدا اور یونانی طب میں استعمال ہونے والی متعدد جڑی بوٹیاں مثلاً ایگند، بھانگڑا، بانسہ، بچھ کھپڑا، وسا کا، گوکھرو، مدار، پارکھو، برہمی بوٹی، تلسی، امربیل، بھارنگی اور بے شمار پیڑ پودے مثلاً اشوک، املتاس، نیم، بکائن، بیل، آملہ، کھریا، ببول، اور سرس وغیرہ۔ پیڑ پودوں کی ادویاتی اہمیت سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اگر ان پیڑ پودوں کی دیکھ بھال کا معقول انتظام کیا جائے تو ان پیڑ پودوں سے کافی منافع کمایا جا سکتا ہے اور غیر ممالک میں ان کی مانگ ہونے کی وجہ سے ایک بڑی تعداد میں زر مبادلہ بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے وزارت صحت و فلاح و بہبود، حکومت کافی اقدامات اٹھا رہی ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

فضیل جعفری

شعلہ سا مسکراتا ہے چنگاریوں کے بیچ
باقی ہے کچھ تو ظرف سبکساریوں کے بیچ
میں اور زمین دونوں ہوئے سرد خوف سے
دونوں ہی محو خواب ہیں بیداریوں کے بیچ
بے حس ہوا ہے جسم معطل سے ہیں حواس
دل کا پتہ نہیں ہے دل آزاریوں کے بیچ
ممکن نہیں کہ خود سے وفا کر سکیں فضیل
زندہ ہیں سو طرح کی وفاداریوں کے بیچ

(بمبئی سے)

مُلّا وجہی کا سب رس

محمد لطیف احمد

جب تک اردو زندہ ہے۔ کچھ کتابیں ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ باغ و بہار، فسانۂ عجائب، سب رس، نیرنگ خیال، فسانۂ آزاد، داستان اردو، امراؤ جان ادا، غالب کے خطوط، سی پارہ دل، غبار خاطر یہ تمام کتابیں ہمارا گراں قدر ادبی سرمایہ ہیں۔ ہم ایک اسی کتاب کا ذکر کرتے ہیں۔ جو اردو زبان کے نثری کارناموں میں سب سے پہلا مکمل نمونہ اور تمثیل نگاری کی سب سے پہلی شاہ کار تصنیف ہے۔ یہ کتاب ہے۔ سب رس۔

سب رس تاریخی و ادبی لحاظ سے بڑا اونچا درجہ رکھتی ہے۔ یہ اردو انشائیہ کے اوّلین نقوش ہی نہیں بلکہ پہلی صوفیانہ تمثیل ہے۔ آج سے ساڑھے تین سو سال قبل یعنی سن ۱۶۳۵ء میں دکن کے فرمانروا عبداللہ قطب شاہ کے عہد حکومت میں ملا وجہی نے نثر میں لکھی۔ اصل کتاب ٹائپ کے تین سو صفحات پر چھپی ہے۔ سب رس کا آغاز ان جملوں سے ہوتا ہے۔

"تمام مصحف کا معنیٰ الحمد للہ میں ہے مستقیم، ہور تمام الحمد للہ کا معنیٰ بسم اللہ میں ہے قدیم، ہور تمام بسم اللہ کا معنیٰ بسم اللہ کے ایک نقطے میں رکھا ہے کریم"

سب رس میں آب حیات کی تلاش کو تمثیلی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ تمثیل اس قصے کو کہتے ہیں۔ جس میں مجرد احساسات و خصوصیات جیسے عقل، عشق، دل، نظر، فریب، رقیب وغیرہ کو چلتے پھرتے کردار کا روپ دیا جاتا ہے۔ ہر کردار اسم با مسمّیٰ ہوتا ہے۔ وجہی خود اس تمثیل کا اعتراف یوں کرتے ہیں۔

"ناموس بولیا کر اس تازہ آب حیات کا قصہ ایک تاویل دھرتا ہے۔ ایک تمثیل دھرتا ہے" اصل قصہ اس طرح ہے کہ شہر تن کا والی جس کا نام دل تھا۔ اپنے ایک مصاحب سے آب حیات کا قصہ سنتا ہے۔ اور اس کو حاصل کرنے کی دھن لگی رہتی ہے۔ آخر کار اس کا ایک جاسوس نظر اس کی تلاش میں روانہ ہوتا ہے۔ اسے پتہ چلتا ہے کہ دیدار نامی شہر میں ایک باغ ہے جس کا نام رخسار ہے۔ اس باغ میں ایک دہن نامی چشمہ ہے۔ اس میں آب حیات ہے نظر تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچتا ہے۔ جہاں کا پاسبان غمزہ تھا۔ غمزہ سے ملتا ہے۔ جو کہ اسی کا بھائی ہے۔ جو بچپن میں جدا ہو گیا تھا۔ نظر و غمزہ حسن سے ملتے ہیں حسن دل سے محبت کرتی ہے۔ اور دل کو لانے کے لئے نظر اور اپنے غلام خیال کو روانہ کرتی ہے۔ ادھر وہم نامی وزیر کے کہنے سے عقل بادشاہ دل اور نظر کو نظر بند کرتا ہے۔ لیکن نظر جادوئی انگوٹھی کی مدد سے شہر دیدار پہنچ جاتا ہے۔ وہاں شہر سگسار میں رقیب قید کر لیتا ہے۔ پھر وہ لٹ کی مدد سے شہزادی حسن تک پہنچ جاتا اس کے بعد نظر و غمزہ دل کو رہا کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ راستے میں ان کی جنگ عقل کے سپہ سالار توبہ سے ہوتی ہے۔ لڑائی میں توبہ کو شکست ہوتی ہے عقل اپنے بیٹے دل کو اپنی قید سے آزاد کرتا ہے۔ اور شہر دیدار پر حملہ کرتا ہے۔ حسن کی مدد کے لئے اس کا باپ عشق اپنا لشکر بھیجتا ہے۔ دونوں فوجوں کے درمیان ایک جنگ ہوتی ہے۔ عقل ہار کر بھاگ جاتا حسن کی فتح ہوتی ہے۔ دل اور حسن دونوں آپس میں ملتے ہیں۔ لیکن غیر حسن اور دل میں تفرقہ ڈالتی ہے۔ دونوں میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن بعد میں معاملات کی صفائی ہو جاتی ہے۔ آخر میں عشق و عقل کے باہمی مشورے سے حسن و دل کی شادی کر دی جاتی ہے۔ دل، ہمت، اور نظر تینوں کو باغ مست میں آب حیات نظر آتا ہے۔ جہاں حضرت خضرؑ کو کھڑا پاتے ہیں۔ اس طویل داستان کا اختتام ان جملوں پر ہوتا ہے۔

"الحمد للہ دونوں کوں ہوا وصال، اپنا دل خوش تو سب عالم خوش حال۔ دل کوں ملیا جیو کا جانی۔ لو وصال مبارک۔ لو خوش ارزانی"

سب رس کا قصہ عشق مجازی کی بہترین ادبی نظیر ہے۔ عشقیہ واقعات داستانوں یا افسانوں کی طرح ہیرو۔ ہیروئن اور ویلن کا یہ تکون ابد تک قائم و دائم رہنے

والا۔ بڑے دل چسپ انداز میں پیش کیا گیا ہے باقی تمام کردار ذیلی ہیں یا ہیرو ہیروئن کا تعاون یا مخالفت کرتے نظر آتے ہیں۔

سب رس کی روشنی میں ساڑھے تین سو سال قبل کے دکنی کلچر، معاشرے اور تہذیب و تمدن کی ایک ہلکی سی جھلک نظر آتی ہے۔ تمام معاشرے پر تصوف غالب تھا۔ بادشاہ کو کافی اہمیت حاصل تھی۔ رعایا بادشاہ کو ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ کہتی تھی۔ بادشاہ دوسرے ممالک کو اپنے جاسوس بھیجتے اور اپنی سرحدوں کی ناکہ بندی بھی کرتے تھے۔ معاشرہ مردوں کا تھا مرد کی صفات میں قناعت صبر و شکر پایا جاتا تھا، عورتوں میں پردے کا رواج سخت تھا۔ وہ شوہر پرست ہوتی تھی۔ عورتوں میں مکر و ریا بھی پایا جاتا وہ سوکن کا غم برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ ان کے خاص زیور یعنی بنگڑیاں یعنی چوڑیاں۔ گھنگھرو یعنی پازیب، چھاگل، توڑے کنٹھ مالا یعنی گلوبند، ہار، آرسی، کردھنی یعنی زنکر وغیرہ ہوتے تھے۔ وہ عطر، کاجل، اور مہندی لگایا کرتی تھیں۔ گال پر تل بنانا اور گھونگھر والے بال پسند کئے جاتے تھے۔ عوام اور شاہی محل میں پان کھایا جاتا تھا۔ مسافر نوازی عام تھی۔ گداگری کو لعنت بتایا جاتا۔ لوگ تکالیف و پریشانیوں کے عالم میں نجومیوں اور جوگیوں سے ربط پیدا کرتے تھے۔ لالچ، حرص و ہوس اور ظاہر پرستی کو برا کہا جاتا۔ عشق معاشرے کی آن بان اور شان تھی۔ شادی میں منڈھے گڑتے۔ شامیانے تانے جاتے فرش بچھتے آرائش کی جاتی۔ خوب روشنی ہوتی۔ رقص و سرود کی محفل جمتی۔ طوائفیں ناچتی تھیں۔

سب رس کا قصہ ملا وجہی کا طبع زاد نہیں ہے۔ بلکہ فارسی شاعر محمد یحییٰ ابن سیبک فتاحی کے نثری قصے "حسن و دل"، اور ان کی مثنوی "دستور عشاق" سے اخذ کیا گیا ہے۔ دراصل فتاحی کی اس تصنیف اور موضوع کو کافی شہرت ملی چنانچہ ترکی، جرمنی، انگریزی، فارسی، دکنی اردو نظم و نثر میں کئی مرتبہ لکھی گئی یہ تصنیف ہر زمانے کی طرح آج بھی بے مثال ہے۔ اور ساڑھے تین سو سال تک برِ عظیم کے اہل علم و ادب اور یورپ کے ماہرین ادب کو متاثر کرتی رہی ہے۔ وجہی نے یہ دعویٰ ٹھیک ہی کیا تھا کہ "جو کوئی صاحب فن، اچھے گا، اسے یو سخن اثر کرے گا، مست بے خبر کرے گا.... عجب مرد تھا کہے گا، عجب صاحب داد تھا کہے گا۔"

ملا وجہی اردو انشائیہ کا باوا آدم ہے۔ سب رس میں اکسٹھ انشائیے ملتے ہیں ملا وجہی دنیا میں سب سے پہلا انشائیہ نگار فرانس میں مائیکل ڈی مونٹین (Michael De Montaigne) اور انگلش ایسے (Essay) کے موجد بیکن کے ہمعصر تھے۔ عالمی ادبیات میں بھی ملا وجہی کا نمبر تیسرا تھا۔ اوّل نمبر پر فرانسیسی انشائیہ دوسرے نمبر پر انگریزی ایسے اور تیسرے نمبر پر اردو انشائیہ یعنی سب رس۔ ملا وجہی خود فخریہ انداز سے کہتے ہیں کہ۔

"ہر گز کوئی فصیح اس فصاحت سوں بات نیں کیا، اس دھات بات کوں سلاست نیں دیا۔"

سب رس کا اسلوب فسانۂ عجائب کی طرح مرصع و مسجع ہے، لیکن فسانۂ عجائب کی طرح۔ ثقیل، دقیق، بوجھل، اور عربی فارسی سے گراں بار نہیں۔ قدیم دور میں شاعرانہ نثر دنیا کے تمام ادبیات میں بے حد مقبول رہی ہے، عربی، فارسی، انگریزی اور فرانسیسی ادب میں اس قسم کی نثر کا رواج رہا تھا، جس کی بہترین ادبی نمونے لائلی (Lyly) کی کتاب EUPHUES میں اور سڈنی کی کتاب آرکیڈیا ARCADIA میں موجود ہیں۔ لائلی کی نثر مقفیٰ نثر اور سڈنی کی نثر میں انگیز بیانی ہے۔

سب رس کی نثر مقفیٰ بھی ہے، اور رنگین بھی۔ جس نے اس کے حسن و دلکشی میں اضافہ کیا ہے۔ وجہی کے زمانے میں دکنی نثر ابتدائی حالت میں تھی نثر کا بنیادی مقصد صرف عوام تک اپنے خیالات کو پہنچانا تھا۔ اس میں ادبی چاشنی نام کو نہ تھی۔ وجہی کا کمال یہ ہے کہ اس نے ادبی چاشنی پیدا کی اور نثر و نظم کو گھلا ملا کر ایک نرالا اسلوب ایک نئی لطافت اور ایک نئی ادا پیدا کی ہے۔ جس کی ایجاد کا سہرا ہی اس کے سر ہے۔ وہ خود ناز کے انداز میں کہتے ہیں کہ "آج لگن کوئی اس جہاں میں، ہندوستان میں، ہندی زبان سوں اس لطافت اس چھنداں سوں نظم ہور نثر ملا کر گلا کر یوں میں بولیا۔"

وجہی نے قافیہ پیمائی کا جس قدر التزام کیا ہے۔ اردو کی قدیم و جدید کسی بھی کتاب میں دکھائی نہیں دیتا۔ ابتدا سے آخر تک تمام کتاب دیکھ لیجئے ہر سطر اور ہر جملے میں قافیہ ہی قافیہ نظر آئے گا۔ قافیہ پیمائی کا التزام ملاحظہ فرمایئے۔

"جس کوں خدا دیا امان، جس کوں خدا کا دھیان، جس کوں خدا کی پہچان، جس کا روشن ایمان، جس کا بڑا گیان۔"

وجہی نے جا بجا قرآنی آیتوں، حدیثوں اور عربی اقوال سے کام لیا ہے اور نثر کو باغ و بہار بنا دیا ہے۔ مثلاً قرآنی آیت۔

ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم ط وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ " حدیث سنئے مثلاً

اَلْقَتْلُ الْمُؤْذِیْ قَبْلَ الْاِیْذَا۔

اقوال عربی جیسے اَلْعَقْلُ نِصْفُ الْکَرَامَاتِ

ملا وجہی نے ایرانی، دکنی، برج بھاشا، مراٹھی، گجراتی، اور دہلوی زبان کے اقوال محاورے ضرب الامثال مقولے اور کہاوتوں سے عبارت کو سجا رکھا ہے جس سے اسلوب بیان میں رنگینی و دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔

اقوال اہل ہند جیسے: چکنے گھڑے پر پانی ڈھلتا۔ پیاسا کیا منگتا پانی۔

دکنی امثال۔ مثلاً: گھر کوں دیوا تو مسجد کو دیوا۔

فارسی ضرب المثل: علت می رود ولے عادت نمی رود

دکنی اقوال مثال کے طور پر: برے سوں بھلائی کرنا دشمن سوں لگائی کرنا۔

مراٹھی الفاظ و مثل مثلاً: بنگڑیاں یعنی چوڑیاں۔

بنگڑیاں شور کیا۔ گھنگھرو غل مچاتے۔

موقع موقع سے تشبیہات، کنایہ۔ مجاز مرسل اور استعاروں کا استعمال کیا گیا ہے۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

جوں نمک میں نیں سو کھانا۔ بے نمک کھانے تی آدمی نے کیا سواد پانا۔ جوں جوت نیں سو گھر۔ جوں مٹھاس نیں سو شکر۔ جوں معنا نیں سو بات۔ جوں سخاوت نیں سو ہات۔

امید کہ چمن میں تی گود بھر بھر کر پھول چینا

القصہ کب تک وقت کوں سورج نے سر کاڑیا۔ آسمان کا پردا پھاڑیا۔

جگہ جگہ اردو فارسی دکنی کے اشعار اور برج بھاشا کے دوہے برمحل استعمال کئے ہیں۔ جس سے نثر میں تازگی و لطافت پیدا ہو گئی ہے۔ اردو شعر سنئے مثلاً

انکھیاں کوں مینجہ لے دن رات کرتیاں
عقل نیں ہور عقل کی بات کرتیاں

فارسی شعر مثلاً:

عشق است بسکہ در دو جہاں جلوہ می کند
گہ از لباس شاہ گہ از کسوت گدا

(ناگپور سے نشر)

ذاکر بھارتی

جانے کیا تم دیکھتے ہو زلف آرائی کے بعد
آئینے کا دل مچل جاتا ہے انگڑائی کے بعد
یہ بھی کیا کم ہے کہ اس نے مجھ کو دیوانہ کہا
مطمئن ہوں اب بھری محفل میں رسوائی کے بعد
اے نگاہِ دوست میں ہوں ترا ممنون کرم
دوستی غم سے ہوئی مجھ سے شناسائی کے بعد
اب نہ مقتل ہے نہ وہ پابندیٔ دار و رسن
کس قدر بدلی ہیں رسمیں تیری رسوائی کے بعد
آج بھی ہیں اُلجھے اُلجھے گیسوئے شعر و سخن
کیا ملا ہے عمر بھر کی خامہ فرسائی کے بعد
روزنِ زنداں سے کترا کے گزر جاتی ہے دھوپ
ساتھ سائے نے بھی چھوڑا قیدِ تنہائی کے بعد
پل جھپکتے جو محافظ تھے وہ قاتل ہو گئے
سرنگوں تاریخ ہے اس تلخ سچائی کے بعد
سانحہ ایسا بھی ہو سکتا ہے ذاکر ایک دن
خود کو وہ پائیں گے تنہا بزم آرائی کے بعد

(رامپور سے)

زبان اور تہذیب کا رشتہ

ڈاکٹر عبدالقادر عمادی

انسان کو عام حیوانات میں جو منفرد مقام اور فضیلت حاصل ہے وہ اس کی قوت گویائی کا عطیہ ہے۔ یوں تو اکثر جانور بھی فہم رکھتے ہیں، انھیں ماحول کا خاصا ادراک بھی ہوتا ہے لیکن وہ اپنے مشاہدہ، تجربہ اور احساس کو دوسرے جانوروں تک اس طرح نہیں پہنچا سکتے جس طرح انسان پہنچا سکتا ہے۔ اسلئے ان کی اجتماعی کش مکش بھی بسا اوقات انفرادی کرب اور بے بسی سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ ان کا مشاہدہ اور تجربہ ارتقا کے زینوں پر گامزن نہیں ہو پاتا۔ اس کے برخلاف انسان کی قوت گویائی نے روز آفرینش سے ہی الفاظ کا روپ دھارنا شروع کیا۔ زبان تشکیل پاتی گئی اور اظہار خیال کا سیل رواں نئی نئی تہذیبوں کو جنم دیتا اور سیراب کرتا رہا۔ زبان اظہار خیال کا انمول ذریعہ ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ "Language is the vehicle of thought" تھوڑی دیر کے لیے فرض کر لیجئے کہ قدرت نے انسان کو قوت گویائی نہ عطا کی ہوتی اس صورت میں انسان دوسرے جانوروں سے بہتر حالت میں نہ ہوتا۔ علم مشاہدہ اور تجربہ سے حاصل ہوتا ہے اور ترسیل سے بڑھتا ہے۔ جب ترسیل کا ذریعہ زبان نہ ہوتی تو انسان انگشت بدنداں ہوتا اور چشم حیراں سے اس کارخانۂ قدرت کو دیکھتا رہ جاتا۔

انسان اور ماحول میں عمل اور ردعمل کا سلسلہ روز اوّل سے جاری ہے۔ انسان اس ماحول کا محض ایک تماشائی نہیں ہے۔ نطق Rationality نے اسے قوت اور اختیار عطا کیا ہے جس کی مدد سے وہ اپنے ماحول کو بدل سکتا ہے۔ انتہائی گھنے جنگلوں اور بیکراں ریگستانوں سے وہ ہزار ہا سال سے نبرد آزما رہا ہے۔ اس میں تبدیلیاں لاتا ہے جس کے نتیجہ کے طور پر آج ہیں فلک بوس عمارتیں، خوبصورت گاؤں، دلفریب شہر نظر آتے ہیں۔ دنیا کی تمام تہذیبوں کی عالیشان عمارتیں اسی زبان اور علم کا منطقی کرشمہ ہیں۔

ہر زبان الفاظ کے قالب میں بامعنی آوازوں کا مرقعہ ہوتی ہے۔ ہر دور میں اجتماعی زندگی کی ہر اکائی نے کسی نہ کسی زبان کو جنم دیا ہے۔ اور ہر گروہ نے اپنی لسانی دولت کے اعتبار سے اپنی تہذیب بنائی۔ ہر تہذیب تنظیم افکار، تفہیم ماحول اور اس کے برتنے کے طور وطریق کا نتیجہ ہوتی ہے۔

قدرت کی تخلیق میں انسان نے جب اور جو بھی ندرت پیدا کی وہ اس کی تہذیب ہے۔ ہر وہ مادی، غیر مادی یا روحانی نو تخلیق Recreation جو انسانی نطق اور فکر کا نتیجہ ہے وہ تہذیب کا جزو ہے۔ عمارات، قلعے، مقبرے، منادر، مساجد، شہر اور بازار، ریل اور ہوائی جہاز، ریڈیو اور ٹیلی ویژن، سائنس اور ٹکنالوجی، فلسفہ اور ریاضی، ساز اور موسیقی، مذہب اور مادیت پرستی، قبائلی اور برق رفتار جدید زندگی سب تہذیب کے کرشمے ہیں اور لاتعداد تہذیبوں کے یہ مظاہر ان زبانوں کی دین ہیں، جن کے سرچشموں سے تہذیب کے یہ سوتے پھوٹے۔

تہذیب زبان کا نقش ہوتی ہے۔ آسام، ناگالینڈ، اور عادل آباد کے قبائل کی تہذیب ان کی زبان کے سرمایہ سے وابستہ ہے۔ زبان اور علم کے اضافہ یا کمی سے تہذیب بڑھتی یا گھٹتی ہے۔ دنیا کی بڑی زبانوں نے بڑی تہذیبوں کو جنم دیا ہے۔ ان کی ڈکشنریوں کے لاکھوں الفاظ ان کی جستجو اور اکتساب کا ثبوت ہیں جو تہذیب بن کر لافانی ہو جاتے ہیں۔

زبان اور تہذیب دونوں ارتقا پذیر حقیقتیں ہیں۔ زبان کی ہر کروٹ کے ساتھ تہذیب بدلتی ہے۔ اسی طرح جب تہذیبی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں تو اسی مناسبت سے زبانوں میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔ اس دنیا میں کتنی زبانیں پیدا ہوئیں اور کتنی زبانیں آج بولی جاتی ہیں، اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ خود ہمارے ملک ہندوستان میں ڈھائی سو زبانیں رائج ہیں جن میں سے ۱۵ زبانوں کو دستور میں تسلیم کیا گیا ہے اور پھر ہر زبان اپنے پورے علاقے یا علاقوں میں یکساں نہیں ہوتی۔ ہر زبان کے مقامی اور علاقائی روپ ہوتے ہیں جو اپنے علاقہ کی تہذیب کی عکاسی کرتے ہیں۔ مثلاً اس صدی کے نصف اول میں لکھنؤ کی اردو وہاں کی تہذیب کا ایک خوبصورت نمونہ تھی۔ انیسویں صدی کے نصف میں دہلی کی اردو قلعۂ معلیٰ کی تہذیب کا پرتو تھی۔ حیدرآباد کی اردو یہاں کی تہذیب کا نقش ہے۔

اسی طرح ہر زمانہ کے افکار کے سرمایہ کا پتہ اس زبان کے سرمایہ سے ہوتا ہے۔ شیکسپیئر کا ادب اس دور کے کلاسیکی ماحول کا آئینہ دار ہے۔ ورڈسورتھ، بائرن اور کیٹس کی شاعری اس دور کی رومانوی تہذیب کی عکاسی کرتی ہے۔ مولانا روم اور حافظ شیرازی کی شاعری تصوف کا حسین مرقعہ ہے۔ کالیداس کا ڈرامہ ہندوستانی کلاسیکی ادب کا انتہائی حسین نمونہ ہے۔ دانتے اور گوئٹے کا ادب اس دور کے یورپی مزاج اور ادراک کا کرشمہ ہے۔ میر کی شاعری ریاست اودھ کی اس رومانوی زندگی کا عکس ہے جو انحطاط اور مایوسی کے چنگل میں گرفتار ہو چکا تھا۔ غالب کا کلام آخری دور مغلیہ کے سرد گم گشتہ کی آخری آہ ہے۔ اقبال اور ٹیگور کا ادب نئی تہذیبی کروٹ کا نقیب ہے۔ ژاں پال سارترے کا ادب انسان اور اس کی قدروں کی تلاش کی ایک انوکھی جستجو ہے۔

گویا زبان انسانی قلب و نگاہ کا آلۂ صوت ہے۔ اگر آپ امریکہ، روس، چین، جاپان، ہندوستان، پاکستان، افریقہ، آسٹریلیا کے کسی ملک کی تہذیب سے روشناس ہونا چاہتے ہیں تو وہاں کی زبانوں کا مطالعہ کیجئے۔ قوموں کا عروج و زوال ان کی زبانوں میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

اگر کوئی سماج یا معاشرہ مائل بہ انحطاط ہے تو اس کا سبب اس معاشرہ کی زبان کی کم مائگی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی قوم تیزی کے ساتھ ترقی کر رہی ہے تو اس کا سبب اس کی زبان کی ترقی ہے۔

مثال کے طور پر جب ہندوستان میں جاگیردارانہ اور سامراج دور کا خاتمہ ہوا اور یہاں کی تہذیب موجودہ دور کے تقاضوں سے روشناس ہوئی تو ہمارے ملک میں رومانوی ادب کی جگہ ترقی پسند ادب نے لی۔ اور اب جبکہ زمانہ تیزی سے سائنس اور ٹکنالوجی کی طرف بڑھ رہا ہے تو زبان اور ادب میں حقیقت پسندانہ تبدیلیاں تیزی سے رونما ہو رہی ہیں۔

زبان اور تہذیب اجتماعی بصیرت کا مجموعی نقش ہوتے ہیں۔ ایک کو دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس مسئلہ کا ایک دوسرا اور اہم پہلو یہ ہے کہ اگر کسی زبان کو ترقی کا موقع نہ ملے یا اس کو ترقی نہ کرنے دیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی تہذیب مائل بہ تنزل ہو جائے گی۔ کسی زبان کو ختم کر دیجئے، اس کی کہاوتیں ختم ہو جائیں گی، اقدار پامال ہو جائیں گی۔ روایتیں ناپید ہو جائیں گی، امیدیں اور خواب ختم ہو جائیں گے۔ بالآخر ماضی سے اور تہذیب سے رشتہ ختم ہو جائے گا اور ایسا بدنصیب معاشرہ اپنا تہذیبی تشخص کھو بیٹھے گا۔

ہر زبان اور ہر تہذیب کو زندہ رہنے اور ترقی کرنے کا حق حاصل ہے اور اس حق کی حفاظت اور ترویج ہر مہذب مملکت اور قوم کا فرض ہے۔

(حیدرآباد سے نشر)

جہیز کی لعنت اور سماج

ڈاکٹر حبیب ضیا

جہیز دینے کا رواج عرصۂ دراز سے چلا آرہا ہے۔ لوگ اپنی استطاعت کے مطابق لڑکی کے لئے جہیز جوڑنا شروع کردیتے تھے لیکن لڑکے والوں کی طرف سے یہ پوچھا نہیں جاتا تھا کہ جہیز میں کیا کیا چیزیں دی جارہی ہیں۔ لیکن اب حالات نے ایسا پلٹا کھایا ہے کہ لڑکی کو دیکھنے اور رشتہ طے ہونے سے قبل ہی جہیز کی فہرست مانگنے کا چلن عام ہوگیا ہے۔ لوگ ایسے عادی ہوگئے ہیں کہ اسے معیوب بھی نہیں سمجھتے مشاطہ کے ذریعہ جہیز کی فہرست منگوائی جاتی ہے۔ اس فہرست میں فریج، ٹی وی، صوفہ سیٹ، الماری، سنگھار میز، کھانے کی میز ڈنر سیٹ، گنگال، سماور، اور دیگر اشیا ر کے علاوہ کپڑے اور سونے کی مقدار لکھی پڑتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اکثر گھروں میں یہ عمل دہرایا جارہا ہے کہ سسرال والے چاہتے ہیں فرنیچر اور دیگر اشیار کا انتخاب وہ خود کریں۔ مخصوص کمپنیوں یا دکانوں کی نشاندہی کرکے وہ اصرار کرتے ہیں کہ وہ ساتھ چلیں گے، وہی چیز لی جائے گی جسے وہ پسند کریں گے۔ بعض گھرانوں کی مثالیں میرے سامنے موجود ہیں۔ لڑکی والوں نے لڑکے کے ظاہری ٹھاٹ اور اس کی آبائی جائداد سے مرعوب ہوکر اپنی لڑکی دیدی۔ ابتدا میں تو ان لوگوں نے جوڑے کی رقم، جہیز، زیور وغیرہ سے لاپروائی اور بے نیازی ظاہر کی لیکن جوں جوں شادی کی تاریخ قریب آتی گئی، انھوں نے فرمائشوں کا اتنا ڈھیر لگا دیا کہ لڑکی والوں کو مجبوراً اپنی آبائی جائداد فروخت کردینی پڑی۔

بھیک مانگنے والے کا ہاتھ ہمیشہ پھیلا ہی رہتا ہے اس کی جھولی کبھی نہیں بھرتی۔ یہی حال جہیز مانگنے والوں کا بھی ہے شاعری میں محبوب کی زلف یا جدائی کی رات کا جو تصور ہے اس کا اطلاق جہیز کی فہرست پر بھی کیا جاسکتا ہے۔

جہیز کی فہرست مانگنے والوں کو فہرست کچھ اس طرح دی جاسکتی ہے۔ "ڈیڑھ گز کوری چادر، سلور کی پرانی رکابی، چادر اوڑھنے کے لیے اور رکابی ہاتھ میں لے کر گھر گھر بھیک مانگنے کے لیے۔ ۲ جوڑی پرانی چپلیں، چلو بھر پانی، ڈوب مرنے کے لیے۔

شادی اب اکثر گھرانوں میں لڑکے اور لڑکی کے ازدواجی بندھن میں بندھے جانے کا نام نہیں رہی۔ بنیادی اہمیت لین دین اور دیگر لوازمات کو دی جانے لگی ہے۔ ایک گھرانے میں شادی کے شرائط یعنی جوڑے کی رقم، جہیز کی فہرست وغیرہ طے ہونے کے بعد جب سانچق کی رسم کا دن آیا تو لڑکی والوں نے چاے کا اہتمام کیا اور سمدھاوے سے آنے والوں کی تعداد پوچھی۔ اس پر وہاں سے جواب ملا۔

"جب سے رشتہ طے ہوا ہے آپ لوگوں نے ایک دن بھی کھانا نہیں کھلایا کم از کم سانچق کے دن سو افراد کو کھانا کھلایا جائے۔"

لڑکی کے باپ کو غصہ آگیا انھوں نے کہلوایا۔

"کھانا تقسیم کروں گا اپنے لینے برتن ساتھ لائیں۔"

مختلف اخباروں اور رسالوں کے تراشے میرے سامنے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں ایسے ظالم اور لالچی لوگ موجود ہیں جو روپئے پیسے کے آگے کسی کی جان کی بھی پروا نہیں کرتے۔ عذاب الٰہی سے بے خبر وہ ایسے کام کئے جارہے ہیں۔ دلہنوں کو جسمانی اور روحانی اذیتیں پہنچانے اور انھیں جلاکر مار ڈالنے کے واقعات عام ہوچلے ہیں۔

حال ہی میں ٹی وی پر ایسی خواتین کا انٹرویو لیا گیا تھا جنھیں سسرال والوں نے جلاکر ختم کردینے کی کوشش کی تھی جو ادھوری رہ گئی۔ ان خواتین کے چہرے جھلسے ہوئے تھے انکا کہنا تھا کہ ان کے والدین نے اپنی استطاعت اور وعدے کے مطابق سب کچھ دیا۔ اس کے باوجود سسرال والے ان سے کبھی مطمئن اور خوش نہ رہے۔ ہر سال کتنی عورتیں ایسی ہیں جنھیں زندہ جلایا جارہا ہے یا جہیز نہ لانے یا جہیز کم لانے کا طعنہ دے کر انھیں مختلف قسم کی اذیتیں پہنچائی جارہی ہیں۔

۵۴ ویں کل ہند ویمنس کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر مملکتی وزیر بہبودیٔ خواتین نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ مرکزی حکومت نے خواتین کی رضاکارانہ تنظیموں کو جہیز کی وجہ سے جو اموات ہورہی ہیں اس کی تحقیقات کے لیے تحقیقاتی ایجنسیوں کا موقف دینے، قانون انسداد جہیز میں ترمیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ انسداد جہیز کے لیے قوانین بنائے جارہے ہیں حکومت اس کے لیے اقدام کررہی ہے لیکن صرف حکومت کو اس کا ذمہ دار قرار دینا ٹھیک نہیں۔ سماج سے جہیز کی لعنت بالکلیہ طور پر ختم ہوسکتی ہے اس کے لیے نوجوان نسل کو راست قدم اٹھانا ہوگا۔ لڑکیوں کے لیے بھی یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے کہ وہ اس بارے میں اظہار خیال کریں۔ جہیز مانگنے والے گھرانوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جانا چاہئے۔ چند دنوں سے ایک بات میرے ذہن میں بس گئی ہے وہ یہ کہ میں اکثر سوچتی ہوں آجکل کے لڑکے خواہ وہ کالج کے ہوں یا یونیورسٹی کے ذرا سی بات منوانے کے لیے مارنے مرنے پر تیار ہوجاتے

مہندر رینہ

اپنے دل سے سارے اندیشے نکال — بے سبب لگتے ہیں جو میلے نکال
روز آتے ہیں ترا گھر لوٹنے — اِن قرض داروں کو لے دے کے نکال
ٹوٹے دل کی کرچیوں پر ہو دراز — جسم کے نیچے پڑے ٹکڑے نکال
آندھیوں سے آگئی آنکھوں میں ریت — سامنے آ، پیار سے ذرّے نکال

حکمتِ تدبیر مجھ پر رحم کر — الجھی گانٹوں کے ذرا دھاگے نکال
پیار کا جو ہر چھپانا پاپ ہے — جو بھی تیرے پاس ہے دے دے نکال
میں تمہاری ذات ہوں، سوچو اگر — واہمے جو بھی ہیں وہ من سے نکال
چاند سورج تیری محفل کے مکین — میں اندھیرا ہوں تو محفل سے نکال

دل تھا خالی، آ کے غم بسنے لگے
آ روز میرے دل سے غم سارے نکال

* (جموں سے)

ہیں۔ توڑ پھوڑ مچاتے ہیں، نعرے بازیاں کرتے ہیں۔ دیواروں پر پوسٹرس لگاتے ہیں۔ یہی لڑکے اپنے والدین کی ذہنیت کو بھی بدل سکتے ہیں۔ یونیورسٹی اور یونیورسٹی کے متعلقہ اور ملحقہ کالجوں کے طلبا سے میں خصوصیت سے مخاطب ہوں — جہیز کی بڑھتی ہوئی لعنت کو سرے سے مٹانے میں ان کا بھرپور تعاون رہے تو پھر لڑکیوں کی شادی کا مسئلہ آسانی سے حل ہوسکتا ہے جو توڑ پھوڑ اور مار پیٹ وہ کالج میں کرتے ہیں جہیز کے خلاف اسی عمل کو اگر اپنے گھروں میں دہرائیں تو جہیز کی مانگ کرنے والی مائیں منٹوں میں درست ہوسکتی ہیں۔ اگر طلبا متحد ہوکر جہیز کے خلاف آواز اٹھائیں تو سماج سے یہ لعنت بالکلیہ طور پر دور ہوسکتی ہے جہیز مانگنے والی لالچی خواتین یقیناً ان تجاویز کو سن کر چراغ پا ہوں گی لیکن بعد میں اپنی غلطی پر خود ہی نادم ہوں گی۔ لڑکیاں خصوصاً کالج کی طالبات پہل کریں اور بلا خوف و خطر بلکہ بلا جھجک اعلان کر دیں کہ جہیز کی مانگ کرنے والے گھرانے کی بہو بن کر وہ ہرگز نہ جائیں گی۔ اس طرح جہیز مانگنے والوں کو دو چار سال تک ہر گھر سے نفی میں جواب ملے اور ان کی چہیتی اولاد کی کنپٹیاں پکنے لگیں تو ان خواتین کے دماغ ٹھیک ہوجائیں گے اسی طرح لڑکے ایک انجمن بنائیں۔ اپنی ماؤں کو پابند کریں کہ وہ جوڑے کی رقم اور جہیز کا مطالبہ ہرگز نہ کریں گی۔ جلسے تو ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ کچھ جلسے اس نیک اور بامقصد کام کے لیے بھی مختص کر دیں۔ سال میں کم از کم دو مرتبہ بڑے پیمانے پر ایسے جلسے منعقد کریں ان میں مختلف طبقات کی نمائندگی کرنے والے دانشوروں کو مدعو کریں۔ ان سے خواہش کریں کہ وہ اس موضوع پر اپنے خیالات لوگوں تک پہنچائیں اور جہیز کی لعنت کو ختم کرنے کی تجویزیں سامنے رکھیں اسکے بعد طلبا بھری محفل میں اپنے ناموں کا اعلان کریں۔ اس عہد کے ساتھ کہ وہ جوڑے کی رقم اور جہیز کا مطالبہ نہ کریں گے۔ ایک طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اخبارات کے ہفتہ وار خصوصی ایڈیشن میں وہ اپنے نام، قابلیت، پتہ اور دوسری ضروری تفصیلات شائع کروائے جائیں اس سے لڑکی والوں کو موزوں لڑکوں کے انتخاب میں سہولت ہوگی اور ہزاروں لڑکیاں جو محض منہ مانگا جہیز ساتھ نہ لے جاسکنے کی وجہ سے میکے میں ہیں، سسرال جاکر اپنا اور ان کا گھر بسا سکیں گی۔ وقت کا تقاضہ ہے کہ لالچی عورتوں کے ذہن کو بدلا جائے۔ ان میں اتنا شعور اور احساس پیدا کیا جائے کہ وہ جو کام کر رہی ہیں وہ سماج کے لیے ایک بدنما داغ ہے۔ جہیز مانگ کر لینا اور اس کی نمائش کرنا یا ایک ایک سے کہتے پھرنا کہ بہو اتنا جہیز لائی ہے۔ سوچئے تو کتنی بے شرمی کی بات ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ یہ کام کسی ایک کے بس کا نہیں۔ جہیز کی لعنت کو سماج سے ختم کرنے کے لیے سب کا تعاون ضروری ہے۔

(حیدرآباد سے نشر)

ڈاکٹر حبیب ضیا
ہیڈ شعبہ اردو
یونیورسٹی کالج فار ویمن، حیدرآباد

اشعار نرغۂ مزاح میں

مجتبیٰ حسین

کہتے ہیں فرشتے کہ دلآویز ہے مومن
حوروں کو شکایت ہے کہ کم آمیز ہے مومن

پہلے شاعر حضرات نرغۂ مزاح میں رہتے تھے کیوں کہ ان کا کوئی مناسب ٹھکانہ تھا ہی نہیں بلکہ اب بھی نہیں ہے۔ اب خدا کے فضل سے شعر بھی نرغۂ مزاح میں آنے لگے ہیں۔ شاعر کے شعروں کو تو ادب میں جگہ مل جاتی تھی لیکن شاعر کو سماج میں کوئی جگہ میسر نہ آتی تھی تو وہ اکثر و بیشتر نرغۂ مزاح میں ہی رہتا تھا۔ یقین نہ آئے تو شاعروں کے اور وہ بھی اردو شاعروں کے عبرت انگیز لطیفوں کو ذہن میں از سر نو تازہ کر لیجئے۔

جہاں تک شعر فہمی کا تعلق ہے، ہمارا شمار سخن فہموں میں نہیں بلکہ طرفداروں میں ہوتا ہے۔ ساری زندگی غلط شعر پر صحیح داد اور صحیح شعر پر غلط داد دیتے ہوئے گزری۔ اس لیے صحیح اور غلط دونوں ہی اقسام کے شاعر ہمیں شعر سنانے کو عین سعادت تصور کرتے ہیں لیکن ہم نے خواب میں بھی نہ سوچا تھا کہ شاعروں کے علاوہ دیگر اصحاب بھی ہمیں سخن فہم سمجھنے لگے ہیں۔

اقبال کا یہ مشہور شعر ہے ؎

کہتے ہیں فرشتے کہ دل آویز ہے مومن
حوروں کو شکایت ہے کہ کم آمیز ہے مومن

بظاہر بہت ہی سیدھا سادا شعر نظر آتا ہے جس کا بنیادی مقصد مومن کی ہزاروں صفات میں سے کم از کم دو صفات کو اجاگر کرنا ہے۔ لیکن اس کوشش میں غیر شعوری طور پر مومن کی صفات کے علاوہ فرشتوں اور حوروں کی صفات بھی نمایاں ہوگئی ہیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم نے حوروں اور فرشتوں کو نہیں دیکھا ہے۔ سنا ہے کہ ان مبارک ہستیوں سے ہماری ملاقات دوسری دنیا میں ہوگی سچ تو یہ ہے کہ ہم نے مومن کو بھی نہیں دیکھا ہے کیونکہ اقبال نے مرد مومن کا جو تصور پیش کیا ہے اس کی کسوٹی پر ہم نے آج تک کسی کو پورا اترتے نہیں دیکھا۔ اتفاق سے کسی شخص میں مرد مومن کی ایک جھلک بھی نظر آئی تو دوسرے ہی لمحہ اس نے اپنے عمل سے اپنے مرد مومن ہونے کی تردید بھی کر دی۔ اس اعتبار سے ہم اس شعر کے تینوں کرداروں یعنی فرشتہ، حور اور مرد مومن سے شخصی طور پر واقف نہیں ہیں۔ ان کرداروں کے بارے میں ہمارا علم محض کتابی ہے۔ ہم نے بعض ارضی فرشتوں اور بعض ارضی حوروں کو ضرور دیکھا ہے لیکن ان سے ہمارے مراسم ہمیشہ واجبی سے رہے۔ پتہ نہیں دوسری دنیا میں ہم سے ان کے مراسم کی نوعیت کیا ہوگی کیونکہ ہمارا نامۂ اعمال خود ہماری نظر میں کچھ اتنا مشکوک ہے کہ حوروں سے ہم کلام ہونے کی تمنا تو بہت دور کی بات ہے خود فرشتوں سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا ناممکن سا لگتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود آدمی کی خوبی یہی ہے کہ وہ خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی بڑی زبردست صلاحیت رکھتا ہے اور اسی خوش فہمی کی بنا پر غالب کی صاف گوئی کے باوجود ہم جنت کی حقیقت کو دل کے بہلانے کے لیے استعمال نہیں کرتے بلکہ یہ سوچتے ہیں کہ ایک دن ہم سچ مچ جنت میں پہنچ کر دم لیں گے۔ جنت میں دودھ اور شہد کی نہروں کے ہم طلبگار نہیں ہیں کیونکہ ہمیں ملک بوتھ سے دودھ لینے کی عادت سی پڑ گئی ہے۔ ملک بوتھ کی قطار میں کھڑے ہوکر دودھ کے انتظار میں حالات حاضرہ پر اوروں سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے جو دودھ حاصل کیا جاتا ہو اس کا ذائقہ نہ صرف اچھا ہوتا ہے بلکہ یہ پیا بھی زیادہ جاتا ہے۔ محنت کی کمائی سے حاصل کئے جانے والے دودھ میں جو مزہ ہے وہ نہر میں گلاس کو ڈبو کر حاصل کئے جانے والے دودھ میں کہاں۔ ہمارا رویہ شہد کی نہروں کے بارے میں کچھ ایسا ہی ہوگا کیونکہ اول تو ہم شہد کھانے کے شوقین نہیں ہیں، دوسری بات یہ کہ کم از کم اس دنیا میں تو ہمیں شوگر کی بیماری ہے۔ میٹھی چیزوں اور میٹھی باتوں سے ہمیشہ پرہیز کرتے ہیں۔ سنا ہے کہ جنت میں پھل وغیرہ بھی بہت ہوتے ہیں لیکن پھلوں سے ہماری دلبستگی بھی کچھ یونہی سی ہے۔

حیدرآباد میں اردو مزاح

بھارت چند کھنہ

ہندوستان میں ریاستوں کی مقامی زبانوں کی اساس پر تقسیم کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ کسی بھی ریاست نے ہندوستان بھر میں اردو کو اپنی مقامی زبان قرار نہیں دیا۔ لے دے کر صرف شہر حیدرآباد میں، جو ریاست آندھرا پردیش کا صدر مقام ہے، مگر تلگو جس کی ریاستی زبان کا نام ہے، اردو کا چلن اس میں اب بھی کسی حد تک گوارا اس لئے ہوتا ہے کیونکہ اس ریاست میں حضور نظام آصف سابع کے زمانہ تک اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت حاصل رہی تھی۔ اس کے علاوہ ریاست حیدرآباد میں ایک جامعہ ایسی بھی وجود میں آچکی تھی جس کا ذریعہ تعلیم اردو تھا، اور جس میں ہر ایک مضمون اردو میں ہی پڑھایا جاتا تھا۔ وہ کیفیت اب اس لئے باقی نہیں رہی، کیونکہ شہر حیدرآباد تلنگانہ میں واقع ہے اور تلنگانہ کی علاقائی زبان تلگو ہے —— اور اردو کو جو اہمیت اور شہرت نظام سرکار کے زمانہ میں حاصل تھی، وہ اب باقی نہیں رہی۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حیدرآباد کے تلگو بولنے اور سمجھنے والے ایسے ہیں جو کم از کم شہر حیدرآباد میں اردو بول اور سمجھ سکتے ہیں۔ یہ بات اردو والوں کے لیے یقیناً باعث مسرت ہونی چاہئے۔

ظاہر ہے کہ اس ماحول میں اردو کو جو اہمیت اور مقبولیت پہلے حاصل تھی وہ اب باقی نہیں رہی —— اور شاید یہی وجہ ہے کہ اردو کی وساطت سے ہنسنے ہنسانے کا فن بھی اب رفتہ رفتہ مائل بہ زوال ہوتا جا رہا ہے۔ ایک وقت حیدرآباد میں ایسا بھی آیا تھا۔ اور یہ کوئی بیس سال پہلے کی بات ہے، جب اس ریاست میں زندہ دلان حیدرآباد نام کا ایک ادارہ قائم ہوا تھا اور جو پابندی سے وقتاً فوقتاً طنز و مزاح کی محفلیں منعقد کیا کرتا تھا اور جس میں نثر نگاران حیدرآباد اپنی مزاحیہ تخلیقات اردو ہال میں پیش کیا کرتے تھے۔ یہ محفلیں کچھ اسقدر مقبول ہوتی تھیں کہ ان میں حاضرین کے بیٹھنے کے لیے اکثر و بیشتر مزید کرسیوں کا انتظام کرنا پڑتا تھا، اور سامعین کی دلچسپی کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ مزاح نگاروں کو نہایت مناسب داد حاصل ہوتی تھی۔ اور جس کے وہ ہر اعتبار سے مستحق تھے !!

اسی ادارے کے قیام کے بعد بہت سے نئے لکھنے والوں نے صنف طنز و مزاح کو اپنایا اور اپنی تخلیقات سے نہ صرف ان کو سننے والوں اور پڑھنے والوں کے لیے دلچسپی کے سامان پیدا کئے بلکہ وہ خود جلد یا بدیر مصنفوں کے زمرہ میں بھی پہنچ گئے۔

اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو یہ کہنا مبالغہ آرائی نہ ہوگا کہ زندہ دلان حیدرآباد کی کوششوں اور کاوشوں سے حیدرآباد میں زبان اردو میں طنز و مزاح کے لکھنے والوں کا غیر معمولی اضافہ ہوا اور نہ صرف اس صنف ادب کو فروغ ہی حاصل ہوا بلکہ اس صنف کے قلمکاروں کو شہرت بھی ملی —— اور ان میں سے اکثر و بیشتر نے اب تک مصنفین کا رتبہ بھی حاصل کر لیا ہے۔

(حیدرآباد سے نشر)

ہم جب بیمار پڑتے ہیں تو تبھی پھلوں وغیرہ کو زحمت دیتے ہیں بحث بند جسم کے ساتھ آدمی پھل کھائے تو خواہ مخواہ بیمار سا لگتا ہے۔ ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ دودھ، شہد اور پھلوں وغیرہ کے علاوہ جنت میں ہمیں اور کیا کیا سہولتیں میسر آئیں گی۔ ہماری تو کلی دلچسپی حوروں میں اور جزوی دلچسپی فرشتوں میں ہوگی کیونکہ جنت میں انہی دونوں ہستیوں سے ہمارا واسطہ پڑے گا۔ اور اقبال کے اس شعر سے ہمیں یہ پتہ چل گیا ہے کہ فرشتے مومن کی دلآویزی کو پسند کرتے ہیں اور حوریں مومن کی کم آمیزی کو پسند نہیں کرتیں۔ اب اگر ہمیں مومن کی حیثیت سے جنت میں جانا ہے تو جہاں ایک طرف ہمیں فرشتوں کے لیے دلآویز بننا ہے وہیں دوسری طرف حوروں سے رسم و راہ بڑھانے کے لیے اپنی روایتی کم آمیزی کو ختم کر کے زود آمیز بھی بننا ہے لیکن اس میں یہ خدشہ ضرور ہے کہ اگر ہم حوروں کی خاطر ضرورتاً زود آمیز بن گئے تو کہیں مومن کے زمرے سے خارج نہ کر دیے جائیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ ہمیں دوسری دنیا میں پہنچ کر بدستور مومن بنے رہنے کا شوق بھی نہیں ہے۔ پھر جبکہ ہمیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے سلسلہ میں فرشتوں اور حوروں کے درمیان ایک خوشگوار اختلاف رائے موجود ہے۔ اس اختلاف رائے کا صحیح استعمال کرنا ہم خوب جانتے ہیں۔ ہماری تو ساری زندگی اسی میں گزری کہ دو افراد کے بیچ اختلافات پیدا کرو اور دونوں کے اختلافات سے خود فائدہ اٹھاؤ۔ اگرچہ ایسا کرنا مومن کی صفت میں شامل نہیں ہے لیکن دور جدید میں مومن کے حالات زندگی اتنے ابتر ہو گئے ہیں کہ جب تک وہ ایسا نہ کرے ایک خوشگوار اور معتدل زندگی گزار ہی نہیں سکتا۔ سو ہم بھی یہ کوشش کریں گے کہ فرشتوں اور حوروں میں ٹھنی رہے اور حوروں سے ہماری بنی رہے۔

یہ الگ بات ہے کہ حوریں ہماری کمزوری ہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ انھیں ہم سے کوئی شکایت رہے۔ دیانتداری کی بات تو یہ ہے کہ ہمیں فرشتوں سے خوش اور حوروں سے ناخوش رہنا چاہئے کیونکہ فرشتے تو ہماری دلآویزی کے معترف ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہم میں دور دور تک کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس کے باعث اوروں کو ہماری شخصیت دلآویز نظر آئے۔ آدمی کے زاویہ نگاہ اور فرشتوں کے زاویہ نگاہ میں بھی تو فرق ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے حوروں کو ہم سے یہ شکایت ہے کہ ہم کم آمیز ہیں۔ اس شکایت کی روشنی میں ہماری پوری کوشش یہ ہوگی کہ حوروں کی شکایت دور کی جائے اور اس طرح ان کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ ارضی حوروں کے ساتھ بھی ہم یہی کرتے آئے ہیں۔ اگر وہ ہم سے متفق نہیں ہو سکیں تو ہم خود ان سے متفق ہو جاتے ہیں یوں بھی صنف نازک سے بحث نہیں کی جا سکتی۔ خواتین کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ باتیں زیادہ کرتی ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ حوروں میں بھی یہی صفت موجود ہے تبھی تو انھیں مومن کی کم آمیزی سے شکایت ہو گئی ہے لہٰذا ہم بھی حوروں سے دل کھول کر خوب باتیں کریں گے۔ بات چیت کا موضوع کیا ہوگا اس کے بارے میں اسی وقت فیصلہ کریں گے۔ اس دنیا میں بھی ہمیں آج تک یہ سمجھ میں نہ آیا کہ ارضی حوروں سے کس موضوع پر بات کی جائے۔ ہاں خوب یاد آیا ایک بار ہمیں ایک بت ناز کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا موقع ملا تھا۔ وہ ایک خوبصورت اور سہانی شام تھی۔ ہم ایک ریستوران میں بیٹھے تھے۔ اقبال کا یہ شعر اس وقت بھی ہمارے ذہن میں تھا۔ سو ہم نے سوچا کہ آج اپنی کم آمیزی کو بالائے طاق رکھ دیں۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ہم نے کہا۔

"آج موسم بہت اچھا ہے"

وہ بولیں "بالکل غلط۔ یہ بھی کوئی موسم ہے۔ برسات ہو رہی ہے۔ سڑکیں کیچڑ میں لت پت ہو رہی ہیں۔"

ہم نے اپنی غلط بیانی کی معافی مانگی، کچھ دیر خاموشی رہی پھر ہم نے کہا "ہم جو کافی پی رہے ہیں وہ بہت اچھی ہے۔"

بولیں "یہ بھی سراسر جھوٹ ہے یہ بھی کوئی کافی ہے۔ تلخ اتنی ہے کہ منہ کا ذائقہ خراب ہو گیا ہے۔"

ہم نے پھر معافی مانگی۔ ہماری سمجھ میں نہ آیا کہ ہماری کم آمیزی کو کس موضوع کے ذریعہ ختم کیا جائے۔ کچھ سوجھائی نہ دیا تو گھبراہٹ میں ہمارے منہ سے یہ جملہ نکل گیا: "آپ واقعی بہت خوبصورت ہیں"

یہ سنتے ہی انھوں نے شرم سے اپنی نگاہیں جھکا لیں اور بولیں "ہائے اللہ! آپ بھی کبھی کبھی سچ بول لیتے ہیں۔" یہ سچ بعد میں اتنا آگے بڑھا کہ بالآخر اس حسینہ سے ہماری شادی ہو گئی اور پچھلے پچیس برسوں سے ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ ہم سچ بولیں اور سچ کے سوائے کچھ نہ بولیں۔ اس دنیا میں ہم نے اتنی محنت سے اس فن میں یہ جو کمال حاصل کیا ہے اس کا فائدہ دوسری دنیا میں بھی اٹھائیں گے۔ ایک بار ہمیں حوروں کے پسندیدہ موضوع کا پتہ چل جائے تو پھر دیکھئے کہ ہم اپنی کم آمیزی کا کس طرح ستیاناس کرتے ہیں۔ اگر ہمیں ان کا پسندیدہ موضوع معلوم نہ بھی ہو تو ہم اسے جاننے کی کوشش کریں گے۔ جوئے شیر لانا ہو تو اسے بھی لے آئیں گے کیونکہ حسن کی بے التفاتی ہمیں اچھی نہیں لگتی۔ ہم ان کے جور و ستم کو بھی برداشت کرنے کے لیے تیار رہیں گے کیونکہ حسن اور ظلم و ستم لازم و ملزوم ہوتے ہیں۔ یقین نہ آئے تو ہمارے دل کے گھاؤ دیکھ لیجئے! اقبال نے اس شعر میں مومن، فرشتہ اور حور کی ایک تثلیث بنائی ہے۔ اس تثلیث کا بھی وہی حشر ہوگا جو اس دنیا میں دوسری مثلثوں کا ہوتا آیا ہے۔ ہم فرشتوں کو ہماری اپنی دلآویزی میں الجھا کر حوروں سے قریب ہونے کی کوشش میں زود آمیز بنتے چلے جائیں گے تاکہ حوروں کو پتہ چلے کہ ہم بھی سچ بول سکتے ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

ہماری فلموں میں ہندوستانیت

ڈاکٹر برج پریمی

ہماری فلموں کا آغاز ۱۹۱۳ء سے ڈی۔جی۔ پھالکے کی پہلی ہندوستانی فلم "راجہ ہریش چندر" سے ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے ہماری فلم ساتویں دہے میں داخل ہو چکی ہے۔ فلموں کی عالمی تواریخ کے تناظر میں دیکھا جائے تو ہماری فلم کم عمر ہے۔ لیکن ۷۰ - ۷۲ برس کا عرصہ بھی کچھ کم نہیں۔ اس عرصے میں ہماری فلمی صنعت کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ آج ہماری فلم کئی اعتبار سے دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ فلم کے مدمقابل ٹھہرائی جا سکتی ہے۔ ہندوستانی فلم کی اس حیرت انگیز ترقی میں یقیناً اس انڈسٹری سے تعلق رکھنے والے بعض با صلاحیت لوگوں کا بڑا رول ہے۔ ہمارے ادیب، شاعر، کہانی کار، ہدایت کار، فلم ساز، اداکار، کیمرہ مین اور دوسرے ماہرین۔ یہی وہ لوگ ہیں جو خیال کی کائنات کو سلولائیڈ کے پردے پر چلتی پھرتی بولتی گاتی زندگی میں منتقل کرتے ہیں اور آرٹ کی دلنوازیاں ایک نقطے پر سمٹ آتی ہیں۔

فلم ایک طاقتور ذریعۂ اظہار ہے۔ معلومات کی بہم رسانی سے لے کر ثقافت اور تواریخ سے روشناس کرانے والا، سماجی زندگی کو بیباک اور حقیقت آمیز رنگ میں پیش کرنے والا یہ میڈیم عوامی ترسیل کا بے حد اہم ذریعہ بھی ہے۔ اس میں چکا چوند کرنے والے گلیمر کی تابناکی بھی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہمارے بڑے بڑے ادیب، شاعر اور فنکار اس تابناکی کی مقناطیسی قوت کے زیر اثر برسوں سے اس کا طواف کرتے رہے ہیں۔ فلم بنیادی طور پر ادب کی مرہون منت ہے۔ لیکن فنکاروں کے مافی الضمیر کے اظہار کی کس نے پروا کی ہے۔ ادب کی چوٹیوں پر جھنڈے گاڑنے والے کئی Genuine فنکار یہاں اپنے آپ کو بے بس پا کر محرومیاں اور اداسیاں لے کر واپس لوٹے۔ منشی پریم چند جیسے ادب کے شہسوار سے لے کر اس کارواں میں کتنے لوگ آئے اور چلے گئے۔ فلم میں حقیقت آمیز زندگی، فلم میں ہمارے ماحول، ہمارے کلچر، ہماری تواریخ، ہماری ہندوستانیت اور اس طرح کے کئی مسائل اور مباحث سوالیہ نشان ہو کر رہ گئے ہیں اور ہمارے حساس فنکاروں کو اس چمپائی دنیا میں اسی گھٹن کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ پریم چند نے کہا تھا "میں جن ارادوں سے یہاں آیا تھا ان میں سے ایک بھی پورا ہوتا نظر نہیں آتا، زندگی غارت کر رہا ہوں۔" انھوں نے اپنے دوست جنیندر کمار کو نومبر ۱۹۳۴ء کو لکھا تھا:

> "پروڈیوسر جس ڈھنگ کی کہانیاں بناتے آئے ہیں اس لیک سے جو بھر بھی نہیں ہٹ سکتا۔ ولگریٹی کو یہ لوگ انٹرٹینمنٹ ویلو کہتے ہیں۔ ادبھت ہی میں ان کا وشواس ہے۔ راجہ رانی ان کے منتریوں کی سازشیں نقلی لڑائی بوسے بازی میں ان کے مکھیہ سادھن ہیں۔"

سعادت حسن منٹو برسوں اس صنعت کے ساتھ وابستہ رہے ایک خط میں احمد ندیم قاسمی کو لکھتے ہیں:

> "مڈ (Mud) میں آپ کو بہت سی نئی چیزیں نظر آئیں گی۔۔۔ اگر یہ اسٹوری فلمائی گئی اور ڈائرکشن اس چیز کو برقرار رکھ سکی جو میرے سینے میں ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ میرے MUD میں سارا ہندوستان دیکھ لیں گے۔"

لیکن جب مڈ ریلیز ہوئی تو منٹو کو اسے دیکھ کر افسوس ہوا اور کہنا پڑا — "فلم میں جو کردار آ گئے تھے وہ کسی اور دنیا کے باسی تھے۔"

"گرم ہوا" اور "دستک" جیسی فلموں کے خالق نے جب اپنے زمانے میں فلمی دنیا کے ارباب اختیار سے ان کے کارناموں کے مصنوعی پن کی شکایت کی تو ان کی زبان یہ کہہ کر بند کر دی گئی۔

> "بیدی صاحب! آپ کس دنیا میں ہیں
> یہاں آپ کا ادب ودب نہیں چلے گا۔"

یہ سب باتیں گزشتہ پچاس سال کے عرصے میں بار بار دہرائی گئی ہیں اور آج بھی اس راستے کو بدلا نہیں گیا ہے۔

دراصل ہندوستانی فلم کی بنیادی اینٹ ہی ٹیڑھی لگی تھی۔ ہندوستانی فلم کے جنم داتا پھالکے نے جب اپنی پہلی فلم بنائی تھی تو اس نے اعتراف کیا تھا کہ یہ مغربی فلم 'Birth of Christ' سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھی۔ اسی طرح پہلی بولتی فلم "عالم آرا" کے فلمساز اردیشر ایرانی نے تسلیم کیا تھا کہ اس فلم کی بنیاد دراصل 'Show Boat' نام کی فلم پر رکھی گئی تھی۔ یہ سلسلہ اب تک برابر جاری ہے۔ اگرچہ فلم کے دور تشکیل میں بنیادی طور پر ہم اپنی توجہ اساطیر اور دیو مالا پر مبذول کرتے رہے لیکن ہیئتی اعتبار سے یہ تصویریں بھی ہندوستانی نہیں تھیں۔ آج تک ہماری صنعت فلمسازی اسی دھڑے پر جاری ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی پیش رفت کے باوجود اس صنعت میں ابھی تک ہم پرانی لکیر پیٹ رہے ہیں اور کہانی لکھوانے سے لے کر اسے سلولائیڈ پر اتارنے تک اپنے تخیل اور اپنے ذرائع سے برائے نام کام لیتے ہیں۔ ہماری نگاہیں بار بار مغرب کی طرف اٹھتی ہیں اس لیے ہماری پیش کش کا انداز مغربی ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پون صدی گزرنے کے باوجود ہماری فلمیں بہت کم ہندوستانی کردار ادا کرتی ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہماری فلموں میں ہندوستانیت اور ہندوستانی تشخص کیسے آ سکتا ہے؟ ہم جھوٹی کہانیاں فلماتے ہیں جن میں اکثر مغربی کہانیوں کے چربے ہوتے ہیں۔ پریم چند نے جس مصنوعی پن کا رونا ۱۹۳۴ء میں رویا تھا کیا وہ آج بھی ایک حقیقت نہیں ہے۔ جس طرح کا ہندوستان آج ہم فلموں میں دیکھتے ہیں وہ ہماری اصل زندگی کا عکس نہیں ہے۔ سستے رومان، مار دھاڑ، عریانی، کاسیٹوم، طرز زندگی، برہنہ رقص، کیبرے، بے تکے گانے — ہمارے نوجوانوں کے ذہن کو زہریلے نشے سے پروان چڑھایا جا رہا ہے۔ چند سال پہلے ہندی کے مشہور ادیب موہن راکیش نے پتے کی بات کہی تھی: "وہ غیر ملکی سمجھتے ہیں یہ ہندوستان ہے۔" مغرب کی اندھا دھند تقلید کرنے سے ہم مغرب کی عکاسی کرتے ہیں ہندوستان کی نہیں۔ ہماری فلموں میں یہی مصنوعی پن آ گیا ہے۔ مغربی ممالک میں آج جو ہندوستانی میلے ہم منعقد کر رہے ہیں کیا وہ ہندوستانی نہیں؟ کیا اس کی ادائیں دیکھ کر اہل مغرب حیرت زدہ نہیں ہو جاتے۔ ان میں ہمارا کلچر، ہمارا رقص، ہماری موسیقی، ہماری مصوری، سنگ تراشی اور ہماری زندگی کے کتنے ہی پہلو سامنے آ جاتے ہیں۔ ان میلوں میں ہندوستان نظر آتا ہے — تو پھر

مانگنے کے اجالے سے سجائی ہوئی فلمیں بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ صرف اس لیے کہ اسے پیسہ پیدا کرنے والی فیکٹری بنایا جائے۔ چند روشن خیال فلمسازوں کے بغیر عام طور سے یہی نظریہ قائم کیا گیا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ فلم تفریح کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ یہ صرف تبلیغ اور اصلاح کرنے کا میڈیم نہیں۔ اس لیے ناچ گانے کا جو سلسلہ تھیٹر سے وابستہ تھا اسے فلموں پر مسلط کیا گیا یہاں ہم نے مغرب سے انحراف کیا ہے۔ پہلی بولتی فلم عالم آرا میں آٹھ گانے تھے۔ ایک سروے کے مطابق ایک فلم میں یہ تعداد ۷۱ تک پہنچ گئی۔ یہ صورت حال عبرت ناک ہے۔ کیا اس سے یہ نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا کہ فلم دیکھنے والے عام آدمی کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر فلم کو محض دولت کمانے والی فیکٹری میں تبدیل کیا گیا ہے۔ سستی ہیجان خیز فارمولہ کہانیاں، خوبصورت لڑکیوں کے نیم عریاں جسم، رقص و نغمے کا مغربی انداز، اس نے نئی نسل کے مذاق کی تہذیب کہاں تک پیش کی ہے؟ پریم چند کو برسوں پہلے اسی بات کا رونا تھا۔ انھوں نے جنیندر کمار کو ایک خط میں لکھا تھا:

"فلم کے ڈائریکٹر سب کچھ ہیں۔ لیکھک قلم کا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ یہاں ڈائریکٹر کی عملداری ہے .... وہ کہتا ہے ہم جنتا کی اصلاح کرنے نہیں آئے ہیں۔ ہم نے کاروبار کھولا ہے۔ دھن کمانا ہماری بزنس ہے۔ جو چیز جنتا مانگے گی ہم دیں گے۔"

جنتا کی اصلاح ہم نہیں کریں گے۔ اس جواب کے بعد مزید بحث کے دروازے اب تک بند ہیں۔

آج کی ہندوستانی فلم بہت کم ہندوستانی سماج کے کسی طبقے کی بھرپور نمائندگی کرتی ہے جب نچلے طبقے کی زندگی دکھانا مقصود ہو تو زندگی وہ محسوس نہیں ہوتی جو کہ ہے۔ جس دکھ اور درد کو پیش کیا جاتا ہے۔ وہ کرداروں اور واقعات سے اُگتا ہوا محسوس نہیں ہوتا۔ متعدد فلموں میں جب سیاسی یا سماجی مسائل ابھارے جاتے ہیں تو ان کی معنویت قائم نہیں رہ پاتی کیونکہ ان میں اس عہد کی اور اس ماحول کی حقیقی روپ ریکھا نظر نہیں آتی۔ اس کے برعکس یہ اعتراف کرنا ہوگا کہ ایسے مسائل تیلگو، بنگلہ، تامل، مراٹھی اور ملیالم فلموں میں بہتر طریقے سے پیش کئے جاتے ہیں اور ان میں اس سرزمین کی خوشبو ملتی ہے۔

ہمیں یہ بات تسلیم کرنے میں تامل نہیں کہ اپنی تمام کوتاہیوں کے باوصف پرانی فلموں میں مقابلتاً ہندوستانی زندگی کی بہتر عکاسی کی جاتی ہے۔ اور ان میں ہندوستانی زندگی اور ہندوستان کی دھرتی کے ساتھ ایک رشتہ قائم کیا جاتا تھا۔ یہ بھی صحیح ہے کہ اس زمانے میں بھی فوق الفطری عناصر اور مار دھاڑ سے لدی پھندی گھٹیا فلمیں بھی بنتی تھیں لیکن تعداد کے لحاظ سے کم۔ اس دور میں منروا مووی ٹون، پربھات، رنجیت، نیو تھیٹرس، بمبئی ٹاکیز وغیرہ نے کئی عہد ساز فلمیں بنائیں۔ اودے کال، مہاتما، تکارام، سنت گیانیشور، روٹی، عورت بندھن، اچھوت کنیا، پورن بھگت وغیرہ ایسی کئی قابل قدر فلمیں بنیں۔ وی شانتا رام کی امرت منتھن اور بروا کی دیوداس نے ہندوستانی فلم میں ایک نئی جہت کا آغاز کیا لیکن ہم اس سمت اور ڈگر کو مغرب کی اندھی تقلید میں بھول بیٹھے۔ اور منٹو کو کہنا پڑا:

"ہندوستان میں ٹھیٹھ ہندوستانی فلم بننے چاہئیں۔ ہمارے وہ سوشل فلم جو آج کل سینکڑوں کی تعداد میں سینماؤں کے پردوں پر چلتے ہیں، کیا ہندوستانی تہذیب کی آئینہ دار ہیں۔ اس کا جواب موٹے قلم سے یہ ہونا چاہئے 'نہیں'، آپ ان فلموں میں کبھی ہندوستانیت کو امریکی لباس میں دیکھتے ہیں اور کبھی امریکہ دھوتی کرتے میں نظر آتا ہے۔"

ہندوستانی فلم کو اپنا منفرد کردار ادا کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس کلچر، اس سماج، اس تہذیب اور اس عہد کی ترجمانی کرنا ہوگی جو ہندوستان ہے اور جس کے وارث ہم ہیں۔ ہمارا ذہن سیکس، سستے رقص، مزاح اور تشدد سے مکدر ہو چکا ہے ـــــ اس اندھیرے میں کہیں کہیں دھندلکے کو چیرتے ہوئے وہ چراغ نظر آتے ہیں جو عباس، شانتا رام، ستیہ جیت رے، بیدی، تپن بوس، مرنال سین، بمل رائے، باسو بھٹا چاریہ اور ایسے ہی کئی لوگوں نے روشن کئے ہیں اور ہندوستانیت کا سہاگ قائم رکھا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دھرتی کے لال، شکنتلا، پرتھوی ولبھ، جھانسی کی رانی، پکار، دو بیگھہ زمین، دیوداس، گرم کوٹ، ساوتری، چترلیکھا، امرجیوتی جیسی فلمیں بنائیں جو اب تک ہمارے ذہن پر حاوی ہیں، ہمیں اس دن کا انتظار ہے۔ (ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر)

برج پریمی
شعبہ اردو کشمیر یونیورسٹی سری نگر

آئندہ شمارے میں

سمپوزیم: ہماری فلموں میں ہندوستانیت (II)
از محمد احمد اندرابی



دیویکا رانی، فلم ساوتری میں۔

افسانہ

دوب اور تنکے

تاج انور

اگر میں پلٹ کر دیکھتا تو کتنی ملتجی نگاہیں میری سمت اٹھی ملتیں ——!

گزشتہ بیس برسوں سے یہ نگاہیں مجھے حصار میں لئے ہوئے ہیں، روز جس قدر خون میرا جسم تیار کرتا ہے، میں ان نگاہوں کے ہونٹوں سے لگا دیتا ہوں، پھر بھی ان کی پیاس نہیں بجھتی۔ کبھی کبھی گھبرا کر میں سڑک پر نکل آتا ہوں، تو یہاں بھی تعاقب کے قدموں کی آوازیں بار بار سنائی دیتی ہیں —— دوستوں کی محفل میں چھپ جاتا ہوں تو ان نگاہوں کی انی بار بار چبھتی ہے اور مجھے واپس لوٹنا پڑتا ہے۔

ایسا لگتا ہے جن حصاروں میں ہم سانس لے رہے ہیں وہ کب کے ریگ کے ڈھیروں میں تبدیل ہو چکے ہیں لیکن ہم ہیں کہ تشنگی مٹانے کے سارے منصوبے انھیں سے وابستہ کئے ہوئے ہیں۔

نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ اپنے ماحول سے نکل کر میں آج تمہاری طرف جاؤں گا——

آدمی جب اپنے ماحول کا اسیر بن جاتا ہے تو اسے منزودتوں کے اس پار کچھ دکھائی کیوں نہیں دیتا ؟

حالانکہ آسمان اُس پار بھی جھکتا ہے ——!

یادوں کی دوب خشک تنکوں میں نہ تبدیل ہو جائے اور ہوا کے جھونکوں سے یہ تنکے منتشر نہ ہو جائیں، اس خوف نے مجھے مجبور کیا ہے کہ آج اپنے ماحول سے نکل کر تمہاری طرف جاؤں تاکہ ——

اس دوب کے لیے شبنم کے قطرے مہیا ہو سکیں۔

ماحول سے نکلنا کتنا مشکل ہے کہ اس کے دروازہ پر صدیوں پرانے رسم و رواج کے تالے پڑے ہیں جن کو محض چھونے سے انگلیوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے۔

رکشہ کے فٹ پاتھ سے لگتے ہی میں اتر پڑا۔

داہنی طرف سامنے کالج کی عالیشان عمارت کھڑی تھی جس کا لمبا سا لوہے کا گیٹ دور سے بھی واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔

وہ دن کتنے فاصلہ پر کھڑا ایک غیر واضح نقطہ کی طرح نظر آ رہا تھا جب میں بلند حوصلوں کے باوجود ترددس سا پہلی بار اس گیٹ میں داخل ہوا تھا اور احاطہ کی وسعتوں میں چکرا کر رہ گیا تھا——

اور ایک وہ دن بھی جب اسی احاطہ میں دربھنگہ ہاؤس سے نکلتے تم سے ملاقات ہوئی تو ہم دونوں نے ایک دوسرے کے لیے حیرت اور مسرت کے کلمات ادا کئے تھے۔

اور وہ لمحات بھی تو کہ جب گفتگو کی میز سجائے ہم چائے کی چسکی لیا کرتے تھے، صبحوں اور شاموں پر محیط ہیں، ذہن میں محفوظ ہیں اور اتنے ہی ہرے بھرے ہیں جتنے بیس برس قبل تھے، اور کتنے قریب لگتے ہیں جیسے کل کی بات ہو۔

بائیں جانب فٹ پاتھ پر جہاں میں رکشہ سے اترا ہوں، پان کی ایک چھوٹی سی دکان ہے جس کے بعد ہی ایک گلی شروع ہوتی ہے جس کی چوڑائی چار فٹ سے زیادہ نہیں۔ اس گلی کا پہلا مکان ایک بڑی سی حویلی ہے لیکن بعد کے مکانات متوسط طبقہ کے افراد کی قسمت ہیں۔ انھیں میں وہ مکان بھی شامل ہے جس کے دروازہ پر میں صرف ایک بار دستک دیتا تھا اور دروازہ کھل جایا کرتا تھا۔ دروازہ سے گزر کر ایک گلی نما راستہ طے کرنا پڑتا تھا، پھر دالان، پھر چھوٹا سا صحن اور اس کے بعد وہ کمرہ جہاں ہم گفتگو کی میز سجاتے تھے ——

وہ گھر گلی کے پہلے مکان کی طرح نہ تو کشادہ تھا، نہ فرنیچر اور نوکروں کی فوج سے آراستہ مگر سراپا خلوص تھا وہ مکان تمہارے دور کے ایک رشتہ دار کا تھا مگر چند ہی دنوں میں مجھے یہ محسوس ہونے لگا جیسے وہ مکان میرے بہت قریبی عزیز کا ہے۔

خلوص متحرک ہو تو سیکڑوں میل کی دوریاں پل بھر میں طے ہو جاتی ہے۔

میں نے ہوسٹل چھوڑا مگر شہر میں ہی رہا —— کہ اپنا گھر تھا، اپنے لوگ تھے، مگر امتحانات بعد تمہیں بھی تو رُکنا تھا —— تو یہ مکان سراپا خلوص بنا منتظر تھا اور رہم جیسے احباب کے لیے چشم براہ!

اور کل مجھے خبر ملی کہ تمہارے قدموں کی چاپ ایک مدت بعد پھر اس گلی میں سنائی دی ہے اور میں نے فیصلہ کرلیا کہ ایک بار ہی سہی پھر اس دروازہ پر دستک دوں گا جو پہلی دستک کے بعد ہی کھل جاتا ہے۔

۱۲ بجے جو ٹرین اس شہر تک آنے کے لیے ملتی ہے اسے مجھے دوڑ کر پکڑنا پڑا کہ میرا ماحول مجھ سے بُری طرح چمٹا ہوا تھا۔ دامن ہی نہیں چھوڑ رہا تھا۔ میں جو اچھل کر ٹرین پر چڑھا اس وقت پتہ نہیں میں نے ماحول کو جھٹک دیا تھا یا ماحول نے جھنجھلا کر مجھے جھٹک دیا تھا۔

میں نے پلٹ کر نہیں دیکھا، دیکھنے کی ہمت بھی نہیں تھی ——!

ٹرین میں کچھ دیر تک تعاقب کے قدموں کی چاپ سنائی دیتی رہی تھی۔ نگاہوں کی انی بھی چبھتی رہی مگر میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ اپنے ماحول سے نکل کر تمہارے پاس جاؤں گا اور گفتگو کی وہی میز سجاؤں گا جس کے سائے میں وہ نخلستان سر ابھارتے ہیں جن کا محض احساس زندگی کی رگوں میں تازہ خون دوڑا دیتا ہے۔

گلی میں قدم رکھتے ہی مجھے محسوس ہوا کہ میرے قدموں سے زیادہ تیز دل کی دھڑکنوں کے قدم اٹھ رہے ہیں۔ میں دھیرے سے مسکرایا، یہ سفر ایک طویل مدت کے بعد سہی لیکن نیا تو نہیں، پھر یہ اضطراب کیوں؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ گھٹتے بڑھتے چاند نے محسوسات پر بھی سایہ ڈال دیا ہے ؟

چند قدم چلنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ تمہارا وجود دروازہ سے لگا کھڑا ہے —— میں نے نگاہوں سے اس موہوم وجود کو چھو کر دیکھا، حرارت کی ایک لہر بھی پلکوں تک نہیں پہنچی !

مجھے ایک جھٹکا سا لگا

ایسا کبھی نہیں ہوا تھا میرے قدم سست پڑ گئے۔

کیا تمہارے ماحول نے بھی تمہیں قطرہ قطرہ چوس لیا ہے —— ؟

اپنے وجود کو اپنے کاندھے پر اٹھائے جب قریب پہنچا تو اچانک ساری توانائیاں پیروں کو واپس مل گئیں۔

وہ وجود تمہارا نہیں تھا۔

تمہارے پڑوس کے دروازہ سے لگا کھڑا تھا لیکن، یہ چہرہ تو جانا پہچانا سا ہے، اوہ ! یاد آیا، یہ پہلے چھوٹا سا تھا اور مجھے دور سے آتا دیکھ کر تمہارے پاس دوڑ لگاتا تھا——

مگر آج —— مجھے دیکھ کر یہ پیچھے کیوں ہٹ گیا۔؟

میں نے اس کو غور سے دیکھا۔

ابھی ابھی چند لمحے پہلے شاید اس کی آنکھوں میں چمک بھی ابھری تھی اور کوئی بے ساختہ سا تبسم بھی اس کے ہونٹوں پر دوڑتا چلا گیا تھا —— مگر

چنگاری بکھر رہی تھی اور بے نام غموں کی تہہ موٹی ہوتی جا رہی تھی ——!

اس نے نگاہیں جھکا لیں اور اپنے ناخنوں کو ٹٹول کر دیکھنا شروع کیا۔

"کیا تم بھی —— ؟" میں اس سے کچھ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ ایک جھٹکے کے ساتھ میرے مقابل کا دروازہ کھلا اور تمہارا وجود اُبل کر باہر آگیا، سرتاپا انتشار کی گرفت میں !

" ارے تم ؟

ابھی آ رہے ہو ! ؟" تم نے نیچے اترتے ہوئے پہلے حیرت ظاہر کی پھر قدرے مسکرا کر

"کیسے ہو ؟ بھابی کیسی ہیں، اور بچے . . . ؟"

اور پھر تمہارے چہرے پر تشویش کی لہروں نے

(آگے ص ۲۰ پر)

افسانہ

اعتراف

اختر واصف

میں نے ایک مدت سے کوئی کہانی نہیں لکھی ہے۔ دوست احباب ایک طنزیہ سی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجاتے مجھ سے پوچھتے ہیں — کیوں بھئی! کوئی کہانی ہوئی؟ تو میں اپنے آپ میں سمٹنے لگتا ہوں، سوچنے لگتا ہوں کہ کونسا بہانہ تراشوں، کیا جواب دوں۔ میں کچھ نہ کچھ بہانہ تراش بھی لیتا ہوں۔ انھیں کوئی مبہم سا جواب دیکر مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن مشکل وہاں ہوتی ہے جب یہ سوال میرے اندر سے کوئی پوچھتا ہے کہ تمہاری کہانیاں؟ تب کوئی بہانہ نہیں سوجھتا کوئی جواب نہیں بن پڑتا۔

ایسا نہیں ہے کہ میں نے اس مدت میں کہانی لکھنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ لیکن میں جیسے ہی قلم اٹھاتا ہوں کہانی ذہن میں منتشر ہونے لگتی ہے۔ واقعات کے تانے بانے بکھرنے لگتے ہیں اور میں قلم ہاتھ میں پکڑے سوچتا رہ جاتا ہوں کہ کیا لکھوں؟ کہاں سے ابتدا کروں؟ یا پھر ایسا ہوتا ہے کہ کئی کہی ان کہی کہانیاں آپس میں الجھنے لگتی ہیں۔ کردار ایک دوسرے میں اس طرح گڈمڈ ہونے لگتے ہیں کہ انکی شکلیں پہچانی نہیں جاتیں۔ کسی کا چہرہ کسی دوسرے کی گردن سے جا چپکتا ہے تو کسی کے ہاتھ پاؤں کسی تیسرے کے جسم سے چپک جاتے ہیں۔ کسی کا چہرہ ہی غائب ہو جاتا ہے تو کسی کو دو دو تین تین چہرے مل جاتے ہیں اور میں حیران و پریشان سوچتا رہ جاتا ہوں کہ کیا کروں؟ کہانی تو تمام چیزوں کو ایک نقطے پر سمیٹ لینے کا نام ہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے۔

میں اپنے ذہن میں واقعات کو ایک خاص ترتیب سے گڑھتا ہوں لیکن وہی واقعات جب کاغذ پر منتقل ہونے لگتے ہیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہ تو وہ واقعات ہیں ہی نہیں۔ ان میں کوئی دوسری ہی روح حلول کر گئی ہے۔ ساتھ ہی ایسا ہوتا ہے کہ میں جس واقعے کو پہلے رکھنا چاہتا تھا وہ پیچھے کھسک جاتا ہے اور جس واقعے کو پیچھے آنا تھا وہ اچانک کود کر آگے آ جاتا ہے۔ اور میں واقعات کی یہ دھما چوکڑی دیکھنے میں ایسا منہمک ہوتا ہوں کہ کہانی ہاتھ سے پھسل جاتی ہے۔ بعد میں اسے پڑھتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ پلاٹ کا ستیاناس ہو کر رہ گیا ہے۔ بلکہ اس میں سرے سے کوئی پلاٹ ہی نہیں ہوتا اور جس کہانی میں پلاٹ نہ ہو وہ بھی کوئی کہانی ہے! مجھے اپنے آپ پہ ہنسنے لگتا ہے۔ بڑی جھنجھلاہٹ ہوتی ہے۔ آخر میں ان چھوٹے چھوٹے واقعات کو اپنے قابو میں کیوں نہیں کر پاتا۔ میں ہی انہیں تخلیق کرتا ہوں لیکن یہ مجھے بالکل بھول جاتے ہیں۔ آپس میں دھینگا مشتی کرنے لگتے ہیں انھیں بالکل خیال نہیں رہتا کہ میں نے انھیں کس ترتیب سے قطار میں کھڑے ہونے کو کہا تھا....

...... اور پھر مشکلیں یہیں پر ختم نہیں ہیں۔ اگر میں پلاٹ کو کسی صورت سے سنبھال بھی لوں تو کرداروں کا جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ کمبخت بھی قابو میں نہیں آتے۔ بار بار ہاتھ سے پھسل جاتے ہیں۔ میں انھیں کہتا ہوں کہ سیدھا کھڑے رہنا تو وہ فوراً بیٹھ جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھہر ٹھہر کر ایک باوقار انسان کی طرح چلو تو وہ فوراً کسی جوکر کی طرح ایک ٹانگ پر اچھلنے کودنے لگتے ہیں کہ ان کا سارا وقار ریت کے محل کی طرح ڈھ جاتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کردار میری بات کیوں نہیں سنتے۔

میں کہانی شروع کرتا ہوں کسی ایسے کردار سے جو نہایت معصوم اور فرشتہ صفت ہوتا ہے۔ لیکن کہانی کے وسط تک آتے آتے وہ اپنا رنگ بدلنے لگتا ہے۔ اس کی معصومیت کی تہہ سے ایک عجیب سی خباثت جھلکنے لگتی ہے اور وہ بجائے فرشتہ صفت ہونے کے کسی مکروہ شیطان کی صورت میں ابھرنے لگتا ہے۔

اس مقام پہ آکر میرا ذہن منجمد ہونے لگتا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟ اب اگر میں کہانی اسی صورت سے چلنے دوں تو ان کرداروں کا کیا کروں جنھوں نے اس کردار کے معصوم اور فرشتہ صفت ہونے کی گواہی دی تھی۔ کیا میں انکی گواہی کو جھوٹا قرار دوں۔ لیکن میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ گواہ جھوٹے نہیں۔ وہ معصوم بھی نہیں انھوں نے سوچ سمجھ کر یہ رائے قائم کی کہ وہ کردار معصوم اور فرشتہ صفت ہے۔ نہیں۔ میں یہ ناانصافی نہیں کر سکتا۔ اور اگر میں ایسا کر بھی گزروں تو ان کرداروں کا کیا کروں جو لگے اس کردار کی معصومیت کی گواہی دینے کو تیار کھڑے ہیں۔ کیا انھیں بھی جھوٹا بتاؤں۔ نہیں۔ یہ سراسر میری زیادتی ہوگی کہ میں تمام کرداروں کو صرف اس لیے جھوٹا قرار دیدوں کہ میرا ایک کردار میری بات ماننے کو تیار نہیں..... وہ کسی گرگٹ کی طرح اپنا رنگ بدل رہا ہے۔ اور میں اس کردار کی خاطر دوسرے تمام کرداروں کو جھوٹا قرار دے بھی دوں تو کون جانے اخیر میں یہ پھر اپنا رنگ بدلنے لگے۔ یہ جتلانے کی کوشش کرے کہ وہ معصوم بھی ہے اور خبیث بھی۔ فرشتہ صفت بھی ہے اور شیطان بھی۔ تب میں کیا کروں گا! اور پھر میں اس کردار کے اس ظلم اور بے انصافی کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر بھی دوں تو کہانی کا کیا بنے گا۔ اور سب سے بڑھ کر کہانی میں جو ایک شے ہوتی ہے وحدت تاثر اس کا کیا ہوگا؟ کیا یہ برقرار رہ پائیگا اور اگر وحدت تاثر ہی برقرار نہ رہ پایا تو کہانی کا انجام معلوم۔

سچی بات تو یہ ہے کہ میں ان مسائل سے الجھتے الجھتے پریشان ہو چکا ہوں۔ شاید اسی وجہ سے میں نے ایک مدت سے کوئی کہانی نہیں لکھی۔ ایسی بات نہیں کہ میرے پاس موضوعات کی کوئی کمی ہے۔ بیشمار موضوعات ہیں جو میرے آس پاس بکھرے ہوئے ہیں۔ مشکل تو یہ ہے کہ ان موضوعات پر کہانی کی عمارت کس طرح کھڑی کی جائے۔ اب اگر میں کہانی سے پلاٹ نکال دوں، وحدت تاثر کی فکر چھوڑ دوں اور کرداروں کو ان کی مرضی کے مطابق عمل کرنے دوں تو پڑھنے والے فوراً پوچھنے لگتے ہیں کہ بھئی یہ کیسی عمارت ہے؟ اس میں تو کوئی دروازہ ہی نہیں۔ کوئی کھڑکی بھی نظر نہیں آتی ہم اندر کیسے جائیں اور اس عمارت میں کون لوگ رہتے ہیں۔ یہ تو کچھ عجیب قسم کے لوگ ہیں۔ یہ انسان جیسے نہیں لگتے کہیں یہ بھوت پریت تو نہیں؟ اب میں لاکھ کہوں کہ دیکھئے صاحب یہ رہا دروازہ اور یہ کھڑکی، وہ کہے جاتے ہیں کہ بھئی ہمیں تو نظر نہیں آ رہا ہے۔ میں انھیں کتنا ہی سمجھاؤں کہ یہ لوگ بھوت پریت نہیں آدمی ہیں بالکل ہم آپ جیسے۔ قریب سے دیکھئے تو سہی۔ لیکن وہ نہیں مانتے۔ اپنی کہے جاتے ہیں — نہیں بابا۔ ہمیں تو معاف ہی رکھئے۔ ہم انکے قریب نہیں جانے والے۔ کہیں یہ بھوت پریت ہی ہوئے تو؟ انکا کیا بھروسہ کہیں سوار ہو گئے تو ہم کیا کریں گے اور اگر یہ آدمی ہیں بھی تو نہایت بدتہذیب اور جرائم پیشہ قسم کے معلوم ہوتے ہیں۔ ان سے تو ہم شرفا کا الگ رہنا ہی بہتر ہے۔

میرا ذہن ماؤف ہونے لگتا ہے کوئی راہ نظر نہیں آتی سوائے اس کے کہ کہانی میں پلاٹ ڈالوں۔ وحدت تاثر ایسی پیدا کروں جو دور ہی سے صاف نظر آئے۔ کرداروں کو مار مار کر اپنی مرضی کے مطابق چلنے پر مجبور کروں چاہے وہ پیٹ پیٹا کر نہایت بھونڈے ہی کیوں نہ ہو جائیں اور کہانی کو ایسے انجام پر ختم کروں کہ پڑھنے والے چونک جائیں اور انہیں کہانی کی عمارت میں دروازہ کھڑکی سب کچھ صاف صاف نظر آنے لگے۔ کہیں کوئی ابہام نہ ہو۔

— لیکن، اس راہ میں جو دشواریاں حائل ہیں، انھیں کس طرح سر کروں؟ جب کردار اپنی من مانی کرنے لگیں۔ واقعات اپنی ضد پر اڑ جائیں کہ وہ اپنی ترتیب خود پیدا کریں گے تب میں کیا کروں؟ ہاں مجھے ایک بار یہ خیال ضرور آیا تھا کہ کیوں نہ اپنے دوستوں پر ہی کہانیاں لکھوں! کہانیوں کا کیا ہے۔ کسی بھی انسان کو تھوڑا سا کریدا جائے تو نہ جانے کتنی کہانیاں ابلنے لگتی ہیں اور پھر میرے دوست بھی تو انہیں مسائل سے گھرے ہیں جن پہ میں کہانی کی عمارت کھڑی کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ وہ میرے دوست ہیں، وہ مجھ سے میرے تخلیق کردہ کرداروں کی طرح بے وفائی نہیں کریں گے۔ لیکن جب میں نے اپنے دوستوں کو کریدا اور ان کے اندر سے پھوٹتی کہانیوں کو کاغذ

پہ منتقل کرنے لگا تو کیا ہوا کہ وہ کردار جو پہلے سے میرے ذہن میں موجود تھے میرے دوستوں سے دست و گریباں ہو گئے اور انھیں دھکیل نکال کر خود ان کی جگہ آ کھڑے ہوئے اور پھر ان کی وہی من مانی شروع ہو گئی جس سے میں پہلے ہی پریشان تھا۔ ان میں بعض ایک کردار تو اتنے چالاک نکلے کہ انھوں نے اپنی گردن پہ میرے دوستوں کے چہرے چپکا لئے اور مجھے کچھ خبر بھی نہ ہوئی لیکن کہانی کے اختتام تک آتے آتے وہ اپنی پرانی ہٹ دھرمی پہ اتر آئے اور تب مجھ پہ یہ بھید کھلا کہ یہ میرے دوست نہیں بلکہ وہ کردار ہیں جنھیں نہ جانے کون سے منحوس لمحے میں میں نے تخلیق کیا تھا لیکن ان کی بدتمیزی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انھیں کسی کہانی میں قید نہیں کر پایا۔ سب سے بڑی مشکل تو یہ ہے کہ تمام مسائل کی یہ آخری حد نہیں۔ اگر میں ان تمام مسائل پہ کسی صورت سے قابو پا بھی لوں تو ایک مسئلہ اور بھی رہ جاتا ہے۔

انہیں مسائل پہ سوچتے سوچتے جب میں تھک گیا تھا تو ایک بار مجھے خیال آیا کیوں نہ کسی ایسے شخص کو لے کر کہانی لکھوں جو ان کرداروں سے بہتر ہو جو میرے ذہن میں پہلے سے ہی موجود ہیں، بالکل الگ ہو اور یہ کردار جس کی کہانی میں کوئی دخل نہ دے سکیں اور جن واقعات کی صورتیں میرے ذہن میں بنتی بگڑتی رہی ہیں ان کا اس شخص کی زندگی سے دور دور تک کوئی علاقہ نہ ہو۔ لیکن ایسا کون ہوگا؟ تبھی مجھے اس بڈھے فقیر کا خیال آیا جو بلا ناغہ روز صبح سویرے میرے دروازے پہ دستک دیتا ہے۔ میں ہر روز کی طرح دروازہ کھولتا ہوں اور پانچ یا دس پیسے کا ایک سکہ اسے تھما دیتا ہوں۔ اور وہ بلا کچھ کہے چپ چاپ واپس چلا جاتا ہے۔ یہ روز کا معمول ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دن وہ کسی وجہ سے نہیں آیا تھا تو مجھے دن بھر ایسا لگتا رہا جیسے میں کچھ بھول گیا ہوں۔ مجھے بار بار اس کا خیال آتا اور میں سوچنے لگتا کہ کہیں وہ بیمار تو نہیں پڑ گیا، کسی سیڑھی سے گر کر اپنے ہاتھ پیر تو نہیں تڑوا بیٹھا یا شاید اسے ٹھنڈک لگ گئی ہو۔ گرم کپڑے بھی تو نہیں ہیں اس کے پاس، کپڑوں کے نام پہ تو اس کے جسم سے چیتھڑے جھولتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اگر وہ کل آیا تو اسے میں اپنی ایک پرانی قمیص اور ایک کوٹ دیدوں گا جو نہ جانے کب سے میرے بکس میں پڑے خراب ہو رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اگر وہ کل آیا تو اس سے ضرور پوچھوں گا کہ آج وہ کیوں نہیں آیا — لیکن دوسرے دن جب وہ مقررہ وقت پر پہنچا تب میں بڑی مشکل سے اپنی اس خواہش کو دبا پایا کیوں کہ مجھے اچانک خیال آیا تھا کہ وہ فقیر ہے اور محض فقیر۔ میرا اور اس کا تعلق صرف پانچ یا دس پیسے کے اس ایک سکے تک ہے جو میں روز اسے دیدیتا ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں اور پھر میرے پوچھنے سے وہ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ میری اس سے کوئی غرض وابستہ ہے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ وہ بڈھا فقیر کیا اس لائق بھی ہے کہ میں اس سے کچھ پوچھوں۔ پھر میں اپنی خواہش دبائے رہا۔ اور وہ بڈھا فقیر روز کی طرح دس پیسے کا ایک سکہ لے کر واپس ہو گیا اور میں سوچنے لگا کیا اس فقیر پہ کوئی کہانی لکھی جا سکتی ہے۔ یہ تو ایک الگ بات ہے کہ اسے پانچ یا دس پیسے کا ایک سکہ دے کر مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ لگتا ہے کہ جیسے میں نے بڈھے فقیر کو نہ دیا ہو بلکہ کسی نے مجھے سونے کی ایک اشرفی تھما دی ہو۔ لیکن اس بات کا کہانی سے کوئی تعلق نہیں۔ مجھے تو اس کی زندگی پہ کہانی کی عمارت کھڑی کرنی ہے جو ایک دم سپاٹ ہے۔ وہ زمین کے اس خطے کی طرح ہے جہاں نہ تیز گرمی پڑتی ہے اور نہ ٹھٹھرا دینے والی ٹھنڈک۔ اس کی زندگی میں نہ تو کوئی مد ہے نہ کوئی جزر۔ نہ کوئی کلائمکس ہے اور نہ ہی اینٹی کلائمکس۔ وہ تو خواہ مخواہ جئے جا رہا ہے۔ بلا کسی وجہ کے۔ بلا کسی مقصد کے۔ اور..... اور.....

ابھی میں یہیں تک سوچ پایا تھا کہ اچانک وہ کردار جو میرے ذہن میں پہلے سے موجود تھے آ دھمکے۔ اور ان میں ایک نے طنزیہ مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے مجھ سے پوچھا — 'اور آپ کی زندگی کا کیا مقصد ہے جناب'؟

مجھے بڑے زور کا غصہ آیا۔ لیکن میں نے اپنے غصے پر قابو پانے کی پوری کوشش کی۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے اس سوال کا جواب نہیں دیا تو یہ کمبخت ایسی ادھم مچائیں گے، اتنے قہقہے لگائیں گے کہ میرا جینا دوبھر ہو جائے گا۔ لہٰذا میں نے نہایت محتاط ہو کر جواب دیا — دیکھو بھئی، اوّل تو اس سوال کا میری اس کہانی سے جس کے بارے میں ابھی میں غور کر رہا تھا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب رہی بات زندگی کے مقصد کی تو میری زندگی کا مقصد ہے۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ مجھے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ اپنے سماج میں مجھے ایک بڑے اور باعزت فرد کی حیثیت سے جگہ بنانی ہے۔ پھر اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنی ہے انھیں اس لائق بنا دینا ہے کہ وہ بھی سر اٹھا کر چل سکیں۔ اور... اور.....

— بس اتنا ہی مقصد ہے زندگی کا.....؟

ان میں سے ایک پھر سوال کر بیٹھتا ہے۔

— بھئی یہ بالکل بیکار کی بحث ہے۔ میں کہتا ہوں ان باتوں کا کہانی سے کوئی تعلق نہیں۔ اور پھر اس فقیر کا میری زندگی سے کیا موازنہ۔ وہ بیکار جی رہا ہے اور مجھے بہت کچھ کرنا ہے۔

"— کیا واقعی.....؟" ان میں سے ایک کردار نے استہزائیہ انداز میں پھر پوچھا۔ اور مجھے بے تحاشہ غصہ آ گیا۔

— کہاں وہ فقیر اور کہاں میں! اسے رہنے کے لئے ایک چھت بھی میسر نہیں اور میں پانچ کمروں والے فلیٹ میں رہتا ہوں۔ اس کے جسم پہ چیتھڑے جھولتے ہیں اور میں شاندار کپڑے زیب تن کرتا ہوں۔ اسے کھانے کے لیے بھیک مانگنی پڑتی ہے اور میں دو ہزار روپے تنخواہ پاتا ہوں۔ اسے رات دن گلی کوچوں کی خاک چھاننی پڑتی ہے۔ سرد و گرم ہوا کے تھپیڑے کھانے ہوتے ہیں۔ میں ایک شاندار دفتر میں بیٹھتا ہوں۔ میری زندگی اور اس کی زندگی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میری زندگی بامقصد ہے میں اپنے ملک اور سماج کا ایک ذمہ دار فرد ہوں، اور وہ...

"بھئی خوب! کیا مدلل جواب ہے؟" ان میں سے ایک نے پھر میرا مذاق اڑایا۔

اچانک مجھے محسوس ہوا کہ میرے جواب ایک دم کھوکھلے ہیں۔ مجھے کوئی دوسرا جواب سوچنا چاہئے۔ میں نے اپنے ذہن پر زور ڈالا لیکن کوئی تشفی بخش جواب نہیں سوجھا۔

اچانک مجھے خیال آیا کہ میں یہ کہاں الجھ گیا۔ میں تو اس فقیر کی زندگی پہ کہانی لکھنے کی بات سوچ رہا تھا۔ خدا جانے کہاں سے یہ بیہودے کردار ٹپک پڑے اور مجھے اپنے بے سروپا سوالات کے دام میں پھانس لیا۔

میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تمام مسائل کے بعد ایک اور مسئلہ رہ جاتا ہے۔ میں جب بھی اپنے ان کرداروں اور منتشر واقعات سے الگ ہو کر کہانی بننے کی کوشش کرتا ہوں یہ کردار طرح طرح کے سوالات کھڑے کر دیتے ہیں۔ میری ذات پہ حملے کرنے لگتے ہیں۔ مجھے غصہ آ جاتا ہے۔ میں الجھ کر رہ جاتا ہوں اور اس ہنگامے میں کہانی جانے کہاں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔

میں آج یہ اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک یہ کردار میرے اندر زندہ ہیں، میں ایسی کہانیاں نہیں لکھ سکتا جسے پڑھ کر آپ خوش ہو جائیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ جس دن یہ کردار مر گئے، میں ایسی کہانیاں لکھنے لگوں گا جس میں پلاٹ بھی ہوگا اور وحدت تاثر بھی۔ اس کا ایک خوبصورت آغاز ہوگا پھر کلائمکس اور ایک ایسا انجام جہاں پہنچ کر پڑھنے والا اچھل پڑے۔ لیکن جب تک کہانی مجھے لکھنے کی کوشش کرتی رہے گی میں کہانیاں نہیں لکھ سکتا۔ جس دن میرے اندر کی یہ کہانی مر جائے گی میں کہانیاں لکھنے لگوں گا۔

(پٹنہ سے نشر)

اختر واصف
ای۔ ایس۔ آئی کارپوریشن
بیلی روڈ۔ پٹنہ

بقیہ:- دوب اور تنکے

کروٹیں لیں —

"دیکھو نا! رات سے ٹیپو کو بڑا تیز بخار ہے، چلو کسی ڈاکٹر کو لے آئیں۔"

تم نے واپسی کی راہ دکھائی اور میں تمہارے ساتھ ساتھ گھسٹنے لگا۔

"رات بھر بڑی پریشانی رہی... ملک فوڈ بھی نہیں مل رہا ہے اور....."

الفاظ تمہارے ہونٹوں سے اس طرح لگاتار پھسل رہے تھے جیسے ہری بھری کھیتی پہ زوردار اولے گر رہے ہوں —

میں سوچ رہا تھا،

میں تو اپنے ماحول کو جھٹک کر چلا آیا مگر تم —

لیکن شاید ایسا نہیں ہے، میں ماحول کو جھٹک ہی نہیں سکا۔ ماحول نے ہی مجھے جھٹک دیا ہوگا اور جھنجھلا کر کہا ہوگا —

تو جہنم میں جاؤ!!

(پٹنہ سے نشر)

تاج انور
کہکشاں کریم گنج گیا

نیشنل پروگرام

ماشنکر مشرا کا ستار وادن

فتہ ۱۶ر اگست رات ساڑھے نو بجے

اوماشنکر مشرا کا جنم موسیقاروں کے ایک خاندان ... ہوا۔ ستار وادن کی ابتدائی تعلیم اپنے چچا سورگیہ ... ت ہری پرساد مشرا سے حاصل کی۔

بعد میں انھوں نے عالمی شہرت یافتہ فنکار روی شنکر ... شاگردی اختیار کی۔ اپنی انتھک محنت اور ریاض کے ... بیں اوماشنکر مشرا بطور ستار نواز جلد ہی شہرت کی ... دیوں تک پہونچ گئے۔ بنیادی طور پر ان کا ستار وادن ... ایلی خوبیوں کا آئینہ ہوتا ہے۔ اپنے فن کا مظاہرہ ... درون ملک اور غیر ممالک میں کامیابی سے کر چکے ہیں۔

لال گڈی جے جیارمن کا وائلن وادن

ہفتہ ۲۳ر اگست رات ساڑھے نو بجے

ملک کے نامور اور مقبول وائلن فنکار لال گڈی جے جیارمن کا تعلق سنت تیاگ راج کی ششیہ پرمپرا ... ہے۔ ان میں کرناٹک موسیقی کے متعدد فنکاروں



کی خوبیاں اور خصوصیات یکجا ہوگئی ہیں۔ اس کے باوجود ان کا ایک انفرادی انداز ہے جس میں روایتی کلاسیکی موسیقی کا ضروری میزان اصالتی فنکاری پائی جاتی ہے۔

باگیشوری دیوی کا گائن

ہفتہ ۳۰ر اگست رات ساڑھے نو بجے

باگیشوری دیوی نے پانچ برس کی عمر ہی ...

مشہور سارنگی نواز پنڈت سیتارام مشرا سے ٹھمری اور دادرا



سیکھنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے بعد میں انھوں نے گنیش پرساد سے تربیت حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔

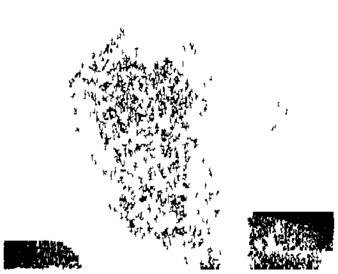
شیریں آواز کی مالک باگیشوری دیوی ٹھمری، دادرا، ٹپا اور دیگر ہلکی اصناف موسیقی پرکشش انداز میں پیش کرتی ہے۔

منگل شب کی محفل موسیقی

ارون کانت سیوک کا گائن

۱۹ر اگست رات دس بجے

ارون کانت سیوک کا تعلق عربی سنگیت کے ماہر ایک خاندان سے ہے۔ کلاسیکی موسیقی کی تعلیم وٹھل داس باپو دارا، بابو لال لنعاسیا اور پنڈت یشونت



راؤ پروہت سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ انھوں نے کرانا گھرانا کے استاد امیر خاں سے بھی تربیت پائی ہے۔ الاپ، تان اور سرگم وہ نہایت مہارت اور جذباتی کشش کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

پردیپ سرجانی کا بانسری وادن

۲۶ر اگست رات دس بجے

پردیپ سرجانی ایک ابھرتے ہوئے جواں سال فنکار ہیں۔ بانسری وادن کی ابتدائی تعلیم مشہور بانسری نواز بسنت کلاندے اور جگت راؤ واگھرے سے حاصل کی۔ آج کل آپ ملک کے مایہ ناز بانسری نواز [illegible] سے تعلیم پا رہے ہیں۔

ان کا بانسری وادن نہایت خوشگوار اور دلکش ہوتا ہے۔ ان کو الاپ میں بھی اسی قدر مہارت حاصل ہے جتنی تیز تانوں میں۔

آپ کی رائے

محترمی! تسلیم

میں آواز کا مستقل اور دیرینہ قاری ہوں۔ قاری ہی نہیں اور مداح بھی۔ کبھی کبھی آواز میں کمزور اور غیر معیاری تخلیقات بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اس وقت ۱۶ جون کا آواز میرے سامنے ہے۔ شائع شدہ غزلوں میں جناب انسر عزیز پوری کی غزل کے قوافی ہیں، ہیرا، چہرا، پہرا وغیرہ۔ اس غزل میں آپ نے قافیہ صحرا بھی استعمال کیا ہے جو قطعی غلط ہے اور ایک شعر میں قافیہ شہرا بھی استعمال کیا ہے صوتی اعتبار سے وہ بھی غلط ہے۔ جناب شاکر کریمی کی غزل کا ایک مصرعہ ہے۔

دو صلا کیجے گا کیا کہ دوستی کیا چیز ہے

آپ نے "کیجئے گا" کو "اکسنے" کے وزن میں استعمال کیا ہے جبکہ یہ صحیح نہیں۔ الیٹر نشاط، سعید، فرحت قادری اور انیس امام کی غزلیں اچھی ہیں۔ مضامین میں "وہ دن یہ زمانہ — رشتوں کا لحاظ" اور افسانہ "تیسرے راستے کا مسافر" سبق آموز مضامین ہیں۔ "کاش کہ سچا ہوتا" اور "رکھنے سے پہلے" نکہت شکیل کا یہ مضمون بہت جاندار ہے۔ ایسی آرام طلب اور سست مزاج عورتوں کے لیے ایک تازیانہ ہے۔ اس کے برعکس جناب کلیم الحق صاحب کا تنقیدی مضمون "حسرت موہانی" پڑھ کر تعجب بھی ہوا اور افسوس بھی۔ یہ مضمون ایم۔ حبیب خاں کی کتاب "حسرت موہانی۔ ہندوستانی ادب کے معمار" کے مضامین کے اقتباسات کا چربہ ہے۔ بلکہ کلیم الحق صاحب نے بجنسہ وہی الفاظ اپنے مضمون میں لکھ دیے ہیں جو کتاب میں لکھے ہیں، اپنی طرف سے ایک جملہ تو کیا ایک لفظ بھی نہیں لکھا ہے۔ پورے کا پورا مضمون کتاب مذکور کا چربہ ہے۔

بہرحال میری آپ سے صرف اتنی درخواست ہے کہ بہرصورت آواز کے معیار کو ہرگز نہ گرنے دیں بلکہ یہ کوشش کریں کہ آواز ایک صالح علم و ادب بن جائے۔

اخلاق سہسوانی سہسوان
ضلع بدایوں (یو پی)

آواز ۱۶ جون میں ایک افسانہ بعنوان "تاجر" چھپا ہے اس میں انسانی نفسیات کے دو پیچیدہ پہلوؤں کو ایک کردار پر ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے جو کئی ماہرین نفسیات کا موضوع بحث بن چکے ہیں۔

ایک وہ سحر ورجہ پراسرار پرکشش ہالہ یا احاطہ ہے جیسے سنگ مقناطیس کے اطراف مقناطیسی علاقہ یا میدان، جو کسی انسان کے اطراف اس کی کسی ادا، دلنواز شخصیت، خوش اخلاقی، نرم گوئی اور شگفتہ زبانی کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے جس کے اتصال میں آنے والا اس سے متاثر ہو کر اس کی طرف کھنچے بغیر نہیں رہ سکتا۔ زیر نظر افسانے میں یہ ہالہ یا احاطہ "تاجر" کی مخصوص مسکراہٹ ہے جو اس کی ساری کامیابیوں کی ضمانت ہے۔

نفسیات کا دوسرا متنازعہ موضوع جو "تاجر" کی شخصیت کا ایک جزو بنا گیا ہے وہ ہے اس کا ہمزاد، جو ماہرین نفسیات کا دعوی ہے ہر انسان کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ اور کچھ دیر کے لیے اس سے الگ ہو کر اس کا سامنا بھی کر سکتا ہے۔ کچھ ماہرین اسے انسان کے اندر اس سے الگ نہ ہونے والی ایک حس یا قوت تمیزی (الہام یا ضمیر) سمجھتے ہیں۔ یہ ہمزاد تاریک افسانے کی غرض سے افسانوں یا فلموں میں دکھایا جاتا ہے۔ واقعیت میں کبھی دیکھا یا سنا نہیں گیا۔ عام خیال کے مطابق یہ ہمزاد انسان کے باہر آکر اس کا سامنا کر کے اس کے طریقۂ زندگی کا نقش پیش کر کے اسے اپنی اصلیت سے آگاہ کراتا ہے۔ یا یہ مادۂ درک اس کو بھلے برے کی تمیز کرا کے اسے راہ راست کی نشاندہی کرتا ہے۔

زیر نظر افسانے میں تاجر کا ایک رات اپنے ہمزاد سے سامنا ہونے کے ردعمل کے طور پر وہ یکایک مسکرانا بند کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کے سارے کام بگڑ جاتے ہیں تو وہ اپنے ہمزاد کے خیال کو دل سے نکال کر دوبارہ مسکرانا شروع کر دیتا ہے جس سے اس کے سارے بگڑے کام بننے لگ جاتے ہیں۔

نفسیات پر مبنی ان دو باتوں کے علاوہ ایک اور بات ہے جس سے افسانے کی ابتدا اور انتہا ہوتی ہے۔ وہ ہے ایک علامت — ایک بدصورت خالی خطۂ زمین جس کے اطراف ایک رنگین، خوبصورت اور دلکش جنگلہ بنا ہوا ہے جب بھی اس کا دوست اس خطۂ زمین اور جنگلے کو دیکھتا ہے تو اس کو تردیدی (یہ تاجر کا نام ہے) کی یاد آجاتی ہے۔ ان دونوں میں کچھ تو مشابہت ہوگی جس کی بنا پر ایک کو (بدصورت زمین خوبصورت جنگلہ) دیکھ کے دوسرے (تردیدی) کی یاد آجاتی ہے۔ تعجب ہے یہ کیسے کہا گیا کہ اس خطۂ زمین اور تردیدی میں کہیں سے کوئی مماثلت نہیں۔ حالانکہ افسانے پر تھوڑی سی توجہ ڈالنے سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان دونوں میں کامل مماثلت ہے ورنہ اس علامت کو افسانے میں لانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

ایک آخری توجہ۔ افسانے کا عنوان ہے "تاجر" لیکن یہ تاجر کہیں بھی کچھ بھی خریدتا یا بیچتا دکھائی نہیں دیتا۔ کیا کوئی مصنوعات تیار کرنے والے کارخانے کا مالک "تاجر" کہلایا جا سکتا ہے؟ البتہ ایک بات ضرور ہے، افسانے میں ایک جگہ اور صرف ایک جگہ اپنے ہمزاد سے سامنا ہونے کے بعد وہ کچھ بیچنے کی بات کرتا ہے۔

"میں ہرگز نہیں مسکراؤں گا۔ نہیں بیچوں گا خود کو"

اس مناسبت سے اس کو تاجر کہا گیا ہے تو یہ اور بات ہے۔

ایس عمر شریف
نمبر ۲ ای مین روڈ (نزد فرائیڈ ان تھیٹر)
نیو گرو ڈاپن پالیہ، تاورے کیرے پوسٹ
بنگلور ۵۶۰۰۸۱

آواز یکم جولائی نظر نواز ہوا۔ اس بار غزلیں الٰہ آباد سے بہت عمدہ ہیں۔ اگر شاعروں کے صرف مقطعے کے شعر ہی یکجا کر دیئے جائیں تو ان سے زندگی کی عکاسی خود بخود ہونے لگتی ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو

میں اپنی سمت خود آج کل سفر میں ہوں مصروف
میں خود ہی منزل و راہی و راہ رو و رہبر ہوں

گھروں سے اشفاق چلا جا رہا ہے اپناپن
میں آتش اپنے ہی گھر میں ہو رہا ہوں بکھرتا ہوں

بس اتنا کہہ کے ہی ذیشان ہو گیا خاموش
میں خود ہی قاتل و مقتول و قتل و خنجر ہوں

اور پھر دیکھیے یہ اشعار

ہمیں بتاؤ زمانے میں کون ہے اختر
کہ جس کے نامۂ اعمال میں خطا ہی نہ ہو

شفق بناؤ وہاں بجلی کے آشیاں اپنا
جہاں پہ خون کسی کا کبھی بہا ہی نہ ہو

فریدہ اس کو سلام و پیام کیا لکھئے
جناب جن کے کبھی ... دیا ہی نہ ہو

یہ آواز کی انفرادیت نہیں تو اور کیا ہے؟ خواجہ احمد عباس صاحب کا مضمون ... شمیم حنفی صاحب کا مضمون قرۃ العین حیدر ایک عمدہ مطالعہ اور دلچسپ انداز بیان سے مملو ہے۔ ڈاکٹر انجم گورکھپوری کا مضمون موجودہ دور میں ...

کے لیے بے حد اہم ہے۔ "گلاب کے مختلف اقسام" بھی لطف دے گیا۔ غرضیکہ آواز کا یہ شمارہ ایک طرف ادبی پیاس بجھاتا ہے تو دوسری جانب سائنسی مضمون سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔ عظیم اقبال صاحب کا افسانہ معیاری ہے اور عارفی صاحب کے افسانہ میں افسانہ کم اور توڑ جوڑ زیادہ ہے۔ انکا افسانہ حقیقت سے دور صرف لفظوں کی کھوکھلی دیوار پر کھڑا ہے۔

انوار انصاری

اولڈ ہزاری باغ روڈ۔ رانچی ۹۔

آواز یکم جولائی کے مطالعہ کے بعد مجھے غزلیات کا صفحہ پسند آیا ورنہ اس مرتبہ مضامین میں وہ بات نہیں جو اس سے قبل تھے۔ مجھے اختر عزیز، شفق سلطانپوری، زماں رضا اور صغیر احمد صدیقی فریدی کی غزلیں پسند آئیں۔ اختر عزیز کی غزل کا یہ شعر مجھے بہت پسند آیا ؎

ہمیں بتاؤ زمانے میں کون ہے اختر
کہ جس کے نامۂ اعمال میں خطا ہی نہ ہو

یہ بالکل بجا اور درست ہے۔ شفق صاحب کا بھی یہ شعر معنی خیز ہے ؎

سوائے حضرت ابلیس بزم ہستی میں
کوئی ملے تو سہی جس کا سر جھکا ہی نہ ہو

ابلیس لعین نے خدا کے سامنے اپنے سر کو نہیں جھکایا ورنہ ہر بشر سجدہ ریز ہوا ہے اسی لیے تو خدا نے ابلیس کو ملعون کہا اور راندۂ درگاہ کیا یہ عبرت ہے ان کے لیے جو راہ خدا میں سجدہ ریز ہونے سے کتراتے ہیں اور انکار کرتے ہیں۔ میری طرف سے تمام شعراء حضرات کو مبارکباد۔ آئندہ بھی ان شعراء حضرات کو خدا توفیق دے عید الاضحیٰ کے موقع پر کوئی خاص نمبر شائع کریں تاکہ قارئین حضرات کے علم میں اضافہ ہوا اور وہ بھی حضرت ابراہیم کے نقش قدم پر گامزن ہونے کی سعی کریں۔

محمد یوسف انصاری مفتاحی

متعلم مدرسہ مفتاح العلوم مئو ناتھ بھنجن

ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

آواز یکم جولائی فردوس نظر ہوا۔ رسالہ کا گٹ اپ شاندار تھا۔ تمام ہی مقالے میرے دل کے روشن سہارے بننے میں اپنا اثر دکھانے لگے۔ اس جریدہ کی انفرادیت اور ادبی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ حاجت مشاطہ نیست روئے دلآرام را۔

آواز کا شعری حصہ بہت ہی کامیاب رہا۔ ان دو چار اشعار نے میرے دل کو کافی متاثر کیا۔ وہ یہ ہیں ؎

بشر جو رنج و مصیبت میں مبتلا ہی نہ ہو
غم حیات کی لذت سے آشنا ہی نہ ہو

فریدی

غم حیات کو عنوان کوئی دے دیتا
ہمارے خون سے لکھنا اگر سیاہی نہ ہو

اختر

مرے قریب تو آؤ نہ مجھ سے کتراؤ
خلوص و پیار کا پھیلا ہوا سمندر ہوں

جوہر

افسانوں میں فخر الدین عارفی کا افسانہ "کمزور لمحے کا عتاب" بہت دلچسپ ہے۔ میں ان کی انفرادیت اور افسانوی عظمت کا اعتراف کرتا ہوں۔ اس لیے ان کے خامۂ فکر کے تراشے پڑھنے کو ترستا ہوں۔

مولانا عبدالرحمٰن کا مضمون "وقت کا تقاضہ" بہت پسند آیا۔ دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے بام عروج تک پہنچائے۔

عبدالحق ابن خلیل حلیم بک سینٹر

پلاس۔ مدن پور۔ پورنیہ (بہار)

یکم جولائی کا "آواز" موصول ہوا۔ "شخصیات شعر و ادب" کے تحت مشہور افسانوی شخصیت قرۃ العین حیدر پر شمیم حنفی کا مضمون نظر سے گزرا۔ ان کی تہہ دار شخصیت کے تمام روشن پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی ممکنہ کوشش کی گئی ہے۔ محترمہ قرۃ العین حیدر افسانے کی اس فضا میں ہوتی ہیں جس میں عصری حسیت بھی ہے اور تہذیبی قدروں کے اپنے مدرسہ، رنگوں پر تبصرہ بھی ہے۔

دل سے یہ اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے کہ خواتین نے بھی افسانوی ادب کے فانوس کو روشن کیا ہے اور وہ افسانہ نگاروں کے دوش بدوش رہی ہیں۔ شمیم حنفی کا یہ مقالہ ان کی ذہنی و تحقیقی کاوش اور تخلیقی احساس کا مظہر ہے۔ ان کو مبارکباد پیش کرنا چاہئے۔ رسالے کے محتویات میں ڈاکٹر پروین عباس کی لفاظی و معلومات افزا تحریر "گلاب کے مختلف اقسام" بہت پسند آئی۔ مضمون میں جا بجا تاریخی اشارے بھی موجود ہیں۔ تحریر مختصر مگر جامع ہے۔ افسانوں میں فخر الدین عارفی کا افسانہ "کمزور لمحے کا عتاب" بہت ہی پسند آیا۔ طرحی غزلوں کے اشعار بھی خوب معنی آفریں تھے۔ فنکاروں کیلئے میری دعائیں اور مبارکباد۔

عبدالحئی حقانی القاسمی

دارالعلوم دیوبند

آواز کا تازہ شمارہ موصول ہوا۔ قرۃ العین حیدر پر شمیم حنفی صاحب کا مضمون اختصار کے باوجود جامعیت سے پُر ہے۔ اسرار احمد خان کا مضمون "بیر بہا" ایک معلوماتی مضمون ہے۔

افسانوں میں م۔ ف۔ خان نے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ ان کا افسانہ "دھوپ چھاؤں" واقعی زندگی کے کسی ایک گوشے کی ترجمانی کرتا ہے۔ بیتیا کا کردار ایک ایسا کردار ہے جس سے پڑھنے والا ہمدردی کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

غزلوں میں طرحی غزلیں بہت خوب ہیں۔ اکمل سلطانپوری کی غزل کا یہ شعر بہت پسند آیا ؎

محیط ہے مری آنکھوں میں وسعت کونین
نظر میں قطرہ سہی ظرف میں سمندر ہوں

ادارہ کیوں نہیں تحریر فرماتے۔ للہ کچھ تو فرمائیے ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

تمام اہل قلم کو شاندار تخلیقات پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعاگو ہوں کہ آواز ہر دل کی دھڑکن بن جائے۔

طیب احسن تابش

سادتو اسٹریٹ ہندپیڑھی رانچی

قابل مبارکباد ہیں آپ سب کہ اسقدر دلنواز اور بے حد شاندار "آواز" کا شمارہ پوری پابندی کے ساتھ موصول ہوتا رہتا ہے۔ میں کئی شماروں سے ایک سوال کرنا چاہتا تھا مگر مدیر کی ظرفی مانع تھی۔ آج یکم جولائی کا شمارہ ملتے ہی میں نے ضروری سمجھا کہ آپ سے ضرور پوچھوں کہ ہم گورکھپور ریڈیو اسٹیشن سے منسلک لوگوں کا قصور کیا ہے کہ گورکھپور ریڈیو اسٹیشن کا پروگرام آواز کے شمارہ سے غائب ہو گیا ہے جبکہ پہلے رہتا تھا اور جو مشرقی اضلاع والوں کے لیے خاصا سہولت پذیر تھا۔ امید کہ حسب سابق گورکھپور کو "آواز" کے اوراق میں پھر جگہ دیں گے۔

قاضی فضل رب

واسے درگاہ۔ بستی (انڈیا)

پہلے تو "آواز" سے اردو سروس کے پروگراموں کی تصویریں غائب ہوئیں تو اب "شمع فروزاں" اور "تاریخ ساز" بھی غائب ہوا۔ یہ بڑی ہی کمی کھلتی ہے۔ شمع فروزاں ایک ایمان افروز تحریر ہوتی ہے۔ پہ یہ مانا ہے کہ آپ ریڈیو اسٹیشن سے موصول ہونے کے بعد ہی وہ تحریر شائع کیا کرتے ہیں مگر کیا آپ بھی اس کے لیے کوئی ٹھوس اقدام نہیں اٹھا سکتے، اگر ہاں تو نوازش ہوگی۔

اس بار یکم جولائی کے شمارے میں غزلوں میں سے ڈاکٹر سید تمیم گوہر کی اس غزل نے بے حد متاثر کیا ؎

میں اپنے اجڑے شہر کا مقدر ہوں
بس ایک میں ہی سہارا ناگا مظہر ہوں

وغیرہ۔ وغیرہ

ڈاکٹر پروین عباس کا مضمون "گلاب کے مختلف استعمال" بے حد پسند آیا۔ عطر کی ایجاد کے بارے میں معلومات فراہم ہوئی۔ گلاب خوشبوؤں کے امین اور رعنائیوں کے مظہر ہوا کرتے ہیں۔ یہ گلاب فنا ہو کر بھی عطر کے روپ میں ہم کو معطر کرتا ہے، دل و دماغ کو فرحت اور تازگی عطا کرتا ہے۔ آغاز سے اختتام تک اس مضمون نے بے حد متاثر کیا۔

سلطان احمد کی تحریر "ایک عہد ساز اکٹر۔ سنجیو کمار" پڑھی، پڑھ کر آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ سنجیو اب ہمارے درمیان نہیں

ان کی تو بس یاد رہ گئی۔ واقعی یہ اداکار اپنی اداکاری کے گہرے نقوش چھوڑ گیا۔ موجودہ اور آنے والی نسلیں کبھی بھی فراموش نہیں کر سکیں گی۔

شمیم حنفی صاحب نے قرۃ العین حیدر پر اور ان کے فن پر بڑی اچھی اور بڑے اچھے پیرائے سے طبع آزمائی کی ہے۔ قرۃ العین حیدر جو اردو ادب کی جان ہیں ان کی تحریریں ہمیں صرف فنی مسائل سے ہی دوچار نہیں کرتیں بلکہ ہمیں اپنی تحریروں سے باہر پھیلے ہوئے انسانی رشتوں کو سمجھنے، پرکھنے اور برتنے کا شعور بھی عطا کرتے ہیں۔ انھوں نے اردو ادب کو ایک نئے معیار تک پہنچایا اور یہ معیار ایک چیلنج بھی سا ہے ایسے لکھنے والوں کے لیے جو زندگی کی ہر سچائی کو ایک وسیع تناظر میں دیکھنا اور دکھانا پسند کرتے ہیں۔ افسانوں میں اس بار م۔ ف۔ خان کا افسانہ "دھوپ چھاؤں" بے حد متاثر کن رہا۔ واقعی حالات اور وقت انسان کو کیسے کیسے سانچے میں ڈھال دیتے ہیں۔ وقت بڑی چیز ہے آج چھاؤں ہے کل دھوپ۔ افسانہ اس بات کا ترجمان ہے۔ ماں کی محبت سب سے بڑی شے ہوا کرتی ہے۔ میں بھی اس ممتا کو بڑی شدت سے محسوس کرتی ہوں۔ اس افسانے میں "اپشیا" کے کردار نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ میری جانب سے مصنف کو مبارکباد۔ آخر میں آپ سے عرض ہے کہ آپ آواز کی جانب دھیان ضرور دیں۔ بہت دن ہو گئے "آواز" کا کوئی مخصوص شمارہ آپ نے نہیں شائع کیا۔ کوئی افسانہ نمبر یا غزل نمبر شائع ضرور کریں۔ عنایت ہوگی۔

رخسانہ الفت عمر

دہرہ دون۔ یوپی

جولائی کا شمارہ اپنی پوری خوبیوں اور اچھائیوں کے ساتھ موصول ہوا۔ صفحۂ آغاز پر ہی مستقیم تند مضمون بعنوان "فلمی حاج" کافی معلوماتی اور معیاری ہے۔ جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب کا مرتب کردہ مضمون "وقت کا تقاضہ۔ عدم تشدد" کے عنوان پر انسانیت کے لیے سبق، حیوانیت کے لیے ندامت، وقت کے لیے لعنت اور خرد کے لیے شبنم کا ایک قطرہ ہے جو میرے دل میں شعلہ بن کر سوئی ہوئی انسانیت کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قلب کے مقفل دروازے کو کھٹکھٹانے کی کوشش کر رہا ہے اور۔ بادہ کیا لکھوں اصل غرض آپ کا شکریہ اور قلمکاروں کی حوصلہ افزائی مقصود ہے۔ لہٰذا میری طرف سے تمام ہی ادیبوں اور قلمکاروں کو سلام و پیام پیش کر دیں نوازش ہوگی۔

محمد حمید اللہ رانچوی

دارالعلوم۔ دیوبند

رسالہ آواز یکم جولائی موصول ہوا سرورق دیکھتے ہی طبیعت خوش ہو گئی۔ الٰہ آباد سے جو طرحی غزلیں اس بار شائع ہوئی ہیں، اس میں سب سے اچھی مجھے اختر عزیز کی غزل معلوم ہوئی۔ ان کا یہ شعر میرے جگر کو چھو گیا اور خاموشی کے عالم اپنے اعمال کا جائزہ لینے لگا کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے ؎

ہمیں بتاؤ زمانے میں کون ہے اختر
کہ جس کے نامۂ اعمال میں خطا ہی نہ ہو

جاندار شعر ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ غزل کی جان اور آواز کی شان ہے۔ صغیر احمد صدیقی فریدی کی غزل کا یہ شعر بھی بہت خوب ہے ؎

بشر جو رنج و مصیبت میں مبتلا ہی نہ ہو
غم حیات کی لذت سے آشنا ہی نہ ہو

شفق سلطانپوری کی اس غزل کا یہ شعر تو لاجواب ہے ؎

سوائے حضرت ابلیس بزم ہستی میں
کوئی ملے تو سہی جس کا سر جھکا ہی نہ ہو

مولانا عبدالرحمٰن صاحب کا مضمون "وقت کا تقاضہ۔ عدم تشدد" پسند آیا۔ یہ تو صحیح ہے کہ تشدد اور ہنسا سے لوگوں کو ناکامی ہوئی ہے۔ عدم تشدد اور اہنسا کے جو پجاری تھے ان کو کامیابی ہوئی جیسے مہاتما گاندھی نے جب انگریزوں پر عمل پیرا ہوئے تو کامیابی نے ان کے قدم چومے اور آخر مجبور ہو کر برٹش حکومت کو آزادی دینی پڑی۔

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا تھا بس یہی دو ہتھیار تھے۔ ایک عدم تشدد اور اہنسا۔ اسی کے ذریعہ آپؐ نے مشرکین مکہ پر فتح پائی اور اسلام کا پرچم سربلند ہوا۔ آپؐ نے ایسی ایسی مصیبتیں اور صعوبتیں جھیلیں کہ تاریخ رہتی دنیا ان کو یاد کرتی رہے گی۔ اسی عدم تشدد اور اہنسا کو آج گاندھی جی نے اپنایا، تب جا کر فتح و کامرانی کا سورج طلوع ہوا اور آج ہندوستان آزاد ہے مگر لوگ برباد ہیں۔

مولانا نے جو شعر لکھا ہے وہ غلط ہے۔ مندرجہ ذیل شعر سے اپنی اصلاح کر لیں ؎

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

عبدالحق انصاری رانچوی

ہندپیڑھی، جی ٹی روڈ نزد مدینہ مسجد

رانچی (بہار)

"آواز" نے دل میں ایک مقام بنا لیا ہے۔ سوچا اگر آپ کا شکریہ نہ ادا کروں تو یہ بے انصافی ہوگی۔ اس گرانی کے دور میں آپ کا یہ رسالہ (آواز) صرف ایک روپیے میں مل جانا ایک معجزہ لگتا ہے۔

۱۶ جون کا رسالہ اپنی تمامتر رعنائیوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ پٹنہ سے غزلیں تمام اچھی تھیں، خاص کر انیس امامی

محمد جہانگیر القادری

جمال پور احمد آباد

دوردرشن

دہلی چینل ۴ تصویر 62.25 MHz
بینڈ ۱ آواز 67.75 MHz

مسوری چینل ۱۰ تصویر 210.25 MHz
بینڈ ۳ آواز 215.75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام
۶ – افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)
۷-۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات
۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
۹-۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۱۱-۴۵ نیوز ہیڈلائنس (ہفتہ کو ۱۲-۲ بجے)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ سائنس (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۰-۱۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۱۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ حساب (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ بائیلوجی (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور شام ۴-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱۰-۵۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۱۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ فزکس (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ انگریزی کا سبق (چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴۰
اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیل)

●●●●●

اتوار

صبح
۹-۳۰ سرب سانجھی گوربانی / کارٹون فلم / پربھاتی
۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۵۰ سیکریٹس آف دی سی (انگریزی سیریل)

دوپہر
۱۲-۳۵ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)
۱-۰۰ خزانہ (ہندی سیریل)
۱-۳۰ کہاں گئے وہ لوگ / آسمان کیسے کیسے (ہندی سیریل)
۲-۰۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم II، III اور V
۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ

شام
۵-۰۰ آزادی کی کہانی
۵-۱۵ دادا، دادی کی کہانی / وکرم اور بیتال
۵-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ اندھی گلیاں / نشیلی ادویات کے استعمال پر پروگرام
۹-۰۰ ایر ہوسٹس (ہندی سیریل)
۱۰-۰۰ فوکس؛ حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام
۱۰-۵۵ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ عیلاؤں کے لیے
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۷-۳۰ سنسد سماچار / سنگیت
۷-۴۰ ہندی ناٹک
9-00 (ہندی سیریل)
9-50 سچ کی پرچھائیں I اور III
چترمالا II اور IV
آروہی V
10-20 پولس فائل سے (ہندی سیریل)
10-45 رقص کا نیشنل پروگرام / سیلے
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

منگل

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ وشو درشن
۶-۳۵ ہمارے کامگار، ہمارے ادیوگ (II اور IV)
ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (I، III، V)
۷-۴۰ یوتھ فورم I، III اور V
یووا منچ II اور IV
۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)
۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
9-50 جن وانی I، III اور V
بیناڈ لوٹمارو II اور IV
10-30 دی باڈی ان کیوسچن
10-45 ٹوورڈس پروگریس / پریورتن
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / سنگم سنگیت

بدھ

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۵ آنگن واڑی
۶-۳۵ وکاس کی اور
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)
۹-۰۰ (ہندی سیریل)
۹-۵۰ رونگ آئی I، III
حالات حاضرہ پر پروگرام / متفرقات II، IV اور V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ پریمیر انسٹی ٹیوشنز آف انڈیا (I، III اور V)
گریٹ واسٹرز (II اور IV)
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ان سے ملیے / اور گیسٹ

جمعرات

شام
۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۱۵ گھریلو نسخے
۶-۳۵ قانونی اصلاح / آزادی کے دیوانے مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ ٹیلی فن / کھیل اور کھلاڑی
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگیت
۸-۰۵ پارلیمانی کلائیں I، III، V
سنگیت / نرتیہ II، IV
۸-۴۵ منجمنٹ (انگریزی سیریل)
۹-۰۰ شری کانت (ہندی سیریل)
۹-۵۰ پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیوز III
واٹ از دی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کوئیز V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۱۵ آپ کا پریوار
۶-۴۵ سنگم سنگیت
۷-۳۰ سنسد سماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)
۹-۵۰ ہندی سیریل
۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس / ان دس آور لینڈ / یر آف دی یوتھ

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز/ ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر

۱-۴۵ گھر باہر

۲-۱۰ فار یوتھ

۲-۴۵ چمن راؤ (ہندی سیریل)

۳-۰۰ اسپانڈر بین، اسپانسرڈ پروگرام

۳-۱۵ دیدنر کامیڈی سو (انگریزی سیریل)

شام

۶-۰۰ بچوں کے لیے

۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/انگریزی)

۷-۱۰ یو اینڈ یور پیٹس

۷-۲۵ فار دی فورسس (I)

نرتیہ (III، V)

۷-۵۵ جان ہے جہان ہے

۸-۱۰ سپتاہیکی

۱۰-۲۰ مشاعرہ (II)

کوی سمیلن (IV)

۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)

۹-۵۰ سائنس پروگرام II، IV

فیچر فلم I، III اور V

دہلی سے II

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)

۷-۴۰ آوشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ ہندی پتریکا

۷-۱۵ بھورنگ ۷-۴۵ انگریزی سیریل

پیر

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ ٹیلی میچ

۷-۰۰ ہی مین اینڈ دی ماسٹرز آف یونیورس: تصویری فلم

۷-۴۵ چہل پہل

۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ

منگل

شام

۶-۳۰ نو اودیہ اسکولی بچوں کا پیشکردہ پروگرام

۷-۴۵ اولڈ فاکس: انگریزی سیریل

بدھ

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ کلیڈیو اسکوپ

۷-۰۰ یوتھ پروگرام

۷-۴۵ شاستریہ سنگت

جمعرات

شام

۶-۳۰ آپ کا باغیچہ

۶-۴۵ میوزک سرکس

۷-۱۵ ناگرک سمسیا ۷-۴۵ پنجابی درپن

جمعہ

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ سماچار ڈائری

۷-۰۰ اردو میگزین پروگرام

۷-۴۵ کلا پریکرما

۸-۰۰ ہندی ناٹک

ہفتہ

شام

۶-۳۰ اگلے ہفتے کی جھلکیاں

۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ

۷-۱۵ آئینہ: (عام آدمی کے مسائل پر مبنی پروگرام

۷-۴۵ پاپ میوزک

• • • • • • • • •

آپ گریہہ دوردرشن

جے پور، مظفر پور اور رائے پور

اتوار

تمام پروگرام دہلی کے مطابق

پیر

شام ۶-۰۰ لوک رقص

۶-۲۰ اپنی دھرتی اپنے لوگ (I، III، V)

نئی دشائیں (II، IV)

۶-۴۰ چوپال ۷-۱۰ آج کی بات

۷-۳۰ اور آگے تمام پروگرام دہلی کے مطابق

منگل

شام ۶-۰۰ بچوں کے لیے

۶-۲۰ لوک رقص

۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے ۷-۱۰ انٹرویو

۷-۳۰ دہلی کے مطابق

۸-۱۰ نئی امنگ نئی ترنگ

بدھ

شام ۶-۲۰ سما…

۶-۴۰ دیہی ناظرین…

۷-۱۰ صحت وصفائی پر پروگرا…

۷-۳۰ دہلی کے مطابق

جمعرات

شام ۶-۲۰ اپنا گ…

۶-۳۰ دوبارہ …

آرکائیوز سے/ دیگر مرا…

کوی گوشٹھی (I)/ ناٹک

ٹی وی فلم (III) ڈاکومنٹر…

جمعہ

شام ۶-۰۰ مہلاؤ…

(I، III، V)

۲۰ نکاتی پروگرام (II

۶-۲۰ کھیل اور کھلاڑی

۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے

۷-۱۰ پاپولر سائنس، ۷-۳۰ دہلی…

ہفتہ

شام ۶-۰۰ لوک وایا…

سمرتی چتر (II)، لوک دھارا

سپھلتا کی کہانی (IV)

گیت و بھجن (V)

۶-۲۰ دہلی کے مطابق، ۸-۲۰ چترا…

رنگ وینگ (II) /

بوجھو تو جانیں (III)

پرشنوں کے گھیرے میں (

سندھی پروگرام (V)

۸-۴۰ دہلی کے مطابق

کلکتہ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz

میٹر 1 آواز 67 75 MHz

نیشنل پروگرام روزانہ رات ۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک (دہلی سے ریلے)

پیر

شام

۶-۰۴ بچوں کے لیے

۶-۳۰ موسیقی

۷-۰۰ بھجن پراسنگے

۷-۴۰ اسپورٹس راؤنڈ اپ

۸-۱۰ ساہتیہ سنسکرتی

منگل

شام

۶-۰۴ بچوں کے لیے

۶-۳۰ سواستھ

۷-۰۰ فلم ڈویژن ڈاکومنٹری

۷-۱۰ سمبند پربھا

۷-۴۰ سلسلے وار ڈرامہ

۸-۱۵ موسیقی

بدھ

شام

۶-۰۴ گھارے بارے

۶-۳۰ دیہی پروگرام

۷-۰۰ رابندر سنگیت

۷-۲۰ سوک سینس/ ڈویلپمنٹل/ پبلسٹی فلم

۷-۴۰ ورشکار دربارے

۸-۰۵ چترہار

جمعرات

شام

۵-۳۴ اسٹار ٹریک (سلسلے وار انگریزی فلم)

۶-۳۰ بنگالی میں یوتھ پروگرام

۷-۰۰ درشٹی کون/ ویوز

۷-۴۰ چترمالا

جمعہ

شام

۶-۰۴ بچوں کے لیے

۶-۱۴ انڈسٹریل پروگرا…

۶-۳۴ اور ۷-۴۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/…

۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

ہفتہ

دوپہر

۱-۴۵ سے ۳-۳۰ نیٹ ورک پر اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام

۵-۳۵ اور ۷-۵۵ بنگالی فیچر فلم

۷-۴۰ سپتاہکی

اتوار

صبح

۱۰-۰۰ سے دوپہر ۲-۰۰

شام ۴-۰۰، ۵-۴۵ او…

۷-۴۵ دہلی کے مطابق

ودھ بھارتی

سنگیت سریتا : صبح ۳۰-۷

راگ بھیروی (بھیروی تھاٹ)

۱۶ اگست فلم 'دل ہی تو ہے'، مناڈے
رسولن بائی : گائن
بھیروی ٹھمری
ڈی وی پلسکر : گائن
وجے راگھوراؤ : بانسری

۱۷ اگست راگ ہنس دھونی
'میرا بھجن' : لتا
اے کانن : گائن
روی شنکر : ستار

۱۸ اگست راگ پوریا دھناشری
'رفتار' : آشا
سنگھ بندھو : گائن
اننت لال، شہنائی

۱۹ اگست راگ کیدار
'منیم جی' : لتا
ڈی۔ وی۔ پلسکر : گائن
علی اکبر خاں : سرود

۲۰ اگست راگ بھوپالی
'سہرا' : لتا
ونائیک راؤ پٹوردھن : گائن
پی سوالکر : وائلن

۲۱ اگست راگ بیہاگ
'بوند جو بن گئی موتی'
سمن کلیان پور
استاد امیر خاں : گائن
نکھل بنرجی : ستار

۲۲ اگست راگ شدھ کلیان
جانور : رفیع
بھیم سین جوشی : گائن
بسم اللہ خاں اور ساتھی، شہنائی

۲۳ اگست راگ کھماچ
امر پریم : لتا
بیگم اختر : دادرا
علی اکبر خاں : سرود

۲۴ اگست راگ بیراگی
اعتبار : آشا، بھوپیندر
نیاز احمد خاں، فیاض احمد خاں
گائن
بسم اللہ خاں اور ساتھی، شہنائی

۲۵ اگست راگ بہار
کوہ نور : رفیع
ڈی۔ وی۔ پلسکر : گائن
این راجم : وائلن

۲۶ اگست راگ میاں کی ملہار
گڈی : وانی جیا رام
بھیم سین جوشی : گائن
امجد علی خاں : سرود

۲۷ اگست راگ بسنت مکھاری
'ہاتھ کی صفائی' : لتا، رفیع
حفیظ احمد خاں : گائن
علی اکبر خاں : سرود

۲۸ اگست راگ برندابنی سارنگ
'رانی روپ متی' : لتا، رفیع
لطافت حسین خاں : گائن
گیان راؤ جوشی : وائلن

۲۹ اگست راگ جوگیا
'سنگیت سمراٹ تان سین' : کمل
باروت اور مہندر کپور
بھیم سین جوشی : گائن
ماپا موترہ : ستار

۳۰ اگست راگ گوڑ ملہار
'برسات کی رات'
سمن کلیان پور، کمل باروت
میرا بنرجی : گائن
بدھ دیو داس گپتا : سرود

۳۱ اگست راگ پہاڑی
'چت چور' : یسوداس
نورجہاں بیگم : گائن
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

انورنجنی : سہ پہر ۱۵-۳

۱۶ اگست ہری پرساد چورسیا : بانسری
راگ دیس
زرین دارو والا، راگ بھٹیار
ملتانی اور بھیروی

۱۸ اگست روشن آرا بیگم، راگ شدھ کلیان
برکت علی خاں : ٹھمری

۱۹ اگست پتر دیو داس جوشی : وائلن
راگ ہنس دھونی، بھوپالی
چندر شیکھر ناربگر : ستار
راگ نٹ بھیرو

۲۰ اگست کے جی گنڈو اور ایس۔ سی
آر۔ بھٹ : راگ چارو کشی
اور نارائنی
استاد فیاض خاں، راگ جونپوری
رام کلی، نٹ بہاگ اور
بھیروی ٹھمری

۲۱ اگست عبدالحلیم جعفر خاں
راگ آنند بھیروی
پنا لال گھوش، راگ سارنگ

۲۲ اگست غلام مصطفیٰ خاں، راگ بھیروی
اہیر بھیرو، آنند بھیرو
لکشمی شنکر : راگ گن کلی، ٹوڑی
اور توڑی

۲۳ اگست بدھ دیو داس گپتا : سرود
راگ درگا، پیلو

۲۵ اگست پروین سلطانہ و دلشاد خاں
راگ کونسی کانہڑہ
ہیرا دیوی مشرا : دیس، ٹھمری
اور جھولا

۲۶ اگست راجندر پرسنا : بانسری
راگ اہیر بھیرو، جھنجھوٹی، دیس
کارتک کمار : ستار پر راگ ہیمنت

۲۷ اگست پدما تلوالکر : راگ بہاگ
پنڈت ڈی۔ وی۔ پلسکر
راگ شری

۲۸ اگست علی احمد حسین : شہنائی پر
راگ بھٹیار
ڈی۔ ایل کابرہ : گٹار پر
راگ چندر نندن

۲۹ اگست کشوری امونکر : کھماج ٹھمری
استاد امیر خاں : راگ شاہانہ

۳۰ اگست الیاس بابت : سنطور پر
راگ اہیر بھیرو
استاد امیر حسین خاں : طبلہ سولو

سور سدھا : شام ۴۵-۷

۱۶ اگست راگ مالکونس
فلم 'دیو کنیا' : آشا، مہندر کپور

۱۷ اگست تقریر : انٹرویو

۱۸ اگست 'نیا راستہ' : رفیع اور آشا
استاد بڑے غلام علی خاں
بھیروی ٹھمری

۱۹ اگست 'انورادھا' : لتا
زرین دارو والا : سرود

۲۰ اگست 'سنت گیانیشور' : لتا
فیاض خاں : بھیروی دادرا

راگ بلاس خانی توڑی (بھیروی تھاٹ)

۲۱ اگست 'سن آف انڈیا' : لتا
بسم اللہ خاں اور ساتھی، شہنائی

۲۲ اگست 'سورج' : رفیع اور آشا
جتیندر ابھیشکی : گائن

راگ مالکونس (بھیروی تھاٹ)

۲۳ اگست 'نیچو باورا' : رفیع
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر : گائن

۲۴ اگست انٹرویو : تقریر

۲۵ اگست 'دیو کنیا' : آشا اور مہندر کپور
بسم اللہ خاں اور ساتھی، شہنائی

۲۶ اگست 'بڑا آدمی' : رفیع
پروین سلطانہ : گائن

۲۷ اگست 'مہربان' : آشا
وجے راگھوراؤ : بانسری

۲۸ اگست 'نورنگ' : آشا، مہندر کپور
استاد امیر خاں : گائن

راگ بھوپال توڑی (بھیروی تھاٹ)

۲۹ اگست 'آوارہ' : لتا
مالنی راجورکر : گائن

راگ کومل آساوری

۳۰ اگست بیٹی : لتا
بھیم سین جوشی : گائن

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو ۳۲۷ء۳ میٹر (۹۱۷ کلوہرٹز) ۲۸ء۱۱ میٹر (۱۰۶۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۳۸ء۳۰ میٹر (۷۱۵ کلوہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو ۳۲۷ء۳ میٹر (۹۱۷ کلوہرٹز) ۲۹ء۱۱ میٹر (۱۰۶۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۳۱ء۱۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس
میڈیم ویو ۳۲۷ء۳ میٹر (۹۱۷ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۱۹ء۵ میٹر (۲۲۹۵ کلوہرٹز)

ہفتہ ۱۶ اگست

صبح
۴۵-۵ صبح گاہی
۲۵-۶ شہر صبا
شوبھنا راؤ : شمیم جے پوری
اور جاں نثار اختر کا کلام
جمیل احمد : غالب، فراق اور
بشیر بدر کا کلام
۰۵-۷ پرکاش وڈھیرا : بانسری پر
راگ جینتی ملہار
۱۵-۱ نریندر بیبا اور کلیش شرما
پنجابی لوک گیت
ہیرا دیوی مشرا : ٹھمری دیش
دادرہ، کجری

دوپہر
۳۰-۲ بزم خواتین : "یہ دھاگے پیارے"
تقریر از سشما بھٹناگر

رات
۳۰-۸ شوبھنا راؤ : فراق اور
شکیل بدایونی کا کلام
۰۰-۱۰ نئی نسل نئی روشنی
نوجوان اور اعتدال پسندی'
تقریر از صفیہ عارف
۳۰-۱۱ سلامت حسین خاں : راگ بہاگ
میں الاپ اور دھرپد
پرکاش وڈھیرا
بانسری پر راگ درباری

اتوار ۱۷ اگست

چترشالا : رات ۱۰-۸

۱۶ اگست ونود وارتا : از یوسف ناظم
۱۸ اگست سنچار مادھیم اور جاگرکتا
پردرشنی
۱۹ اگست اس موسم کے روگ اور اپچار
۲۰ اگست کویتا پاٹھ : از اکشے جین
۲۱ اگست ہمارا دیش ہمارا پردیش : کرناٹک
۲۲ اگست سنسکرتک بھاشا میں ونود
ڈاکٹر سریش اپادھیائے
۲۵ اگست سنچار مادھیم اور جاگرکتا
کیسٹ پلیئر
لوک پریتا اور خطرے
۲۶ اگست پرانوری ایکٹروں میں سورکشا
اپائے
۲۷ اگست کویتا پاٹھ : کنتل کمار جین
۲۸ اگست ہمارا دیش ہمارا پردیش
میگھالیہ : از سدھارتھ بھاٹیہ
۳۰ اگست ونود وارتا : از ڈاکٹر وشنو دیو شرما

ان سے ملیے : رات ۱۵-۸

۲۰ اگست میوزک ڈائرکٹر راج کمل کے
ساتھ سویتا بجاج کا انٹرویو
۲۷ اگست پروڈیوسر ڈائرکٹر شیام بینیگل
کے ساتھ وشوناتھ سچدیو کا انٹرویو

سنو کہانی : رات ۱۵-۸

۱۷ اگست بردے : از سویم پرکاش
۲۴ اگست فرق : از حمید اللہ

ہوا محل : رات ۱۵-۹

۱۶ اگست مجھے آزاد کردو
تحریر : بی۔ ڈی۔ لکھوترہ
پیش کش : ونود دھیر
۱۷ اگست عید قربان
تحریر : شاہد بدایونی
پیش کش : مختار احمد
۱۸ اگست ساون کا جھولا (حصہ I)
تحریر : گن مالا نولکھا
پیش کش : کمل دت
۱۹ اگست ساون کا جھولا (حصہ II)
۲۰ اگست ساون کا جھولا (حصہ III)
۲۱ اگست ساون کا جھولا (IV)
۲۲ اگست ساون کا جھولا (حصہ V)
۲۳ اگست ساون کا جھولا (حصہ VI)
۲۵ اگست بیساکھی
تحریر : اشوک کمار
پیش کش : ایم۔ ایس۔ بائیک
۲۶ اگست خراٹے : تحریر : منظر جمیل راجا
پیش کش : جمال الدین ساحل

(آگے ص ۲۷ پر)

صبح

۵-۴۵ بسنج گاہی

۶-۲۵ ستیش بتر: سردار انجم کا کلام
سمن دیوگن: جگر مرادآبادی
داغ دہلوی اور شکیل بدایونی
کا کلام

۷-۰۵ چنتامنی جین
جلترنگ پر راگ بھیروی

۹-۰۰ آؤ بچو: جشن آزادی؛ تقریر
از غلام حیدر

دوپہر

۲-۳۰ عیدالاضحیٰ پر خصوصی فیچر

رات

۸-۳۰ ستیش بتر: خسرو متین اور
خمار بارہ بنکوی کا کلام

۹-۰۰ 'جذبۂ ایثار و قربانی' تقریر
از خواجہ حسن ثانی نظامی

۱۱-۳۰ شرافت حسین خاں
خیال راگ ایمن
چنتامنی جین: جلترنگ پر
راگ ایمن اور مالکونس

پیر ۱۸ راگست

صبح

۶-۲۵ شہر صبا: چترجیت کور
نقش لائلپوری اور
بہادر شاہ ظفر کا کلام
سری رام: نشور واحدی اور
شمیم جے پوری کا کلام

۷-۰۵ امرت حسین خاں
ستار پر راگ میاں کی توڑی

۹-۱۵ زونہ بیگم: کیلاش مہرہ اور
محمد سلطان بٹ اور ہمنوا
کشمیری لوک گیت

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
اپراجیتا گھوش، راگ دیسی

رات

۸-۳۰ چترجیت کور: مجاز لکھنوی
کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر: کرشن موہن

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
اپراجیتا گھوش: راگ مالکونس
امرت حسین خاں: ستار پر
راگ درباری کانہڑہ

منگل ۱۹ راگست

صبح

۶-۱۵ شہر صبا
امرجیت: مشیر جھنجھانوی اور
جگر مرادآبادی کا کلام
سلیم اقبال: انور فرخ آبادی
شکیل بدایونی اور فیض کا کلام

۷-۰۵ برج بھوشن لال کابرا
گٹار پر راگ بلاول

۹-۱۵ ملکہ پکھراج اور طاہرہ سید
پہاڑی لوک گیت

۹-۳۲ مالتی پانڈے: خیال دیسی

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
کھیلوں کی دنیا
ترتیب: راجیش چودھری

رات

۸-۳۰ امرجیت: شکیل بدایونی اور
مشیر جھنجھانوی کا کلام

۹-۰۰ مت سہل انھیں جانو
فراق گورکھپوری: تقریر
از ڈاکٹر شمیم حنفی

۱۰-۰۰ کھیل کھلاڑی: ترتیب
گرو دیو سنگھ

۱۱-۳۰ مالتی پانڈے: راگ کیدار میں
خیال
برج بھوشن لال کابڑا: گٹار
پر راگ ایمن

بدھ ۲۰ راگست

صبح

۶-۲۵ ارملا ڈھیر: غزلیں
پرکاش پربھاکر: جاں نثار اختر
شکیل بدایونی اور فراق کا کلام

۷-۰۵ وشنو پرستا اور ساتھی
شہنائی پر بگری توڑی

۹-۱۵ مایا دیوی: اترپردیش کے لوک گیت

۹-۳۲ اسکرن شرما: خیال رام کلی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: "عالمی ادب کے نسوانی
کردار" "گودان کا دھنیہ" تقریر
از ڈاکٹر شارب ردولوی

رات

۸-۳۰ ارملا ڈھیرہ: غزلیات

۹-۰۰ شہرنامہ: پٹنہ: تقریر
از رضوان احمد

۹-۳۰ گجرن کارے
سندھیا مکھرجی: ٹھمری کھماج

۱۰-۰۰ افسانہ: از اسرار گاندھی

۱۱-۳۰ اسکرن شرما: میاں کی ملہار
وشنو پرستا اور ساتھی
شہنائی پر راگ مدھیہ کونس اور دھن

جمعرات ۲۱ راگست

صبح

۶-۲۵ ایراننگم: نشور واحدی: جگر
اور غالب کا کلام
رویندر گروور: مومن اور
جگر کا کلام

۷-۰۵ بلرام پاٹھک: ستار وادن

۹-۱۵ سنت نراین مشرا
راجستھانی لوک گیت

۹-۳۲ غلام علی: ٹھمری پیلو

دوپہر

۲-۳۰ سراج الدولہ: ڈرامہ
سچن سین گپتا کے بنگالی ڈرامہ
کا ہندی عکس از تروینی سنگھ

رات

۸-۳۰ رویندر گروور: ساحر بھوپالی اور
شمیم جے پوری کا کلام

۹-۰۰ کھیل کے میدان سے
تحریر: نفیس احمد

۱۰-۰۰ ادبی نشست: کلام شاعر
بلراج کومل: افسانہ از ابوعظیم

۱۱-۳۰ عقیل احمد خاں: خیال بٹ بہاگ
دیگر شرکاء: پروفیسر قمر رئیس اور
پروفیسر محمد حسن
بلرام پاٹھک: ستار وادن

جمعہ ۲۲ راگست

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
سیتا رام سنگھ: فیض، داغ دہلوی
اور غالب کا کلام
نیلم ساہنی: نقش لائل پوری
اور راجیش کمار اوج کا کلام

۷-۰۵ علی اکبر خاں: سرود پر ہوری کافی

۹-۰۰ آؤ بچو: قصہ حاتم طائی (حصہ پنجم)،
ڈرامہ: تحریر: سراج انور

دوپہر

۲-۳۰ فلمی دنیا: 'چراغ ماضی کے'،
تقریر از دھرم ویر
نگار خانوں سے: از ایس ایس
نیننڈی: باتیں فلموں کی
از برجیشور مدان

رات

۸-۳۰ نیلم ساہنی: بشیر بدر کا کلام

۹-۰۰ "داستاں کہتے کہتے" تقریر
سرورش سخن، فخر الدین حسین
سخن دہلوی: تقریر
ابوالکلام قاسمی

۹-۳۰ 'راگ شری'، تقریر از سوتیا دیوی

۱۱-۳۰ منوّر علی خاں: خیال کوشک دھونی
علی اکبر خاں: سرود پر راگ دیس

ہفتہ ۲۳ راگست

صبح

۶-۲۵ کاجل بنرجی: غالب اور مجاز کا کلام
افضل حسین نگینہ: فراق اور اصغر
گونڈوی کا کلام

۷-۰۵ امرناتھ: بانسری پر راگ گجری توڑی

۹-۱۵ لوک گیت: میرا کپور، مینا کپور
شانتا سکینہ اور سرلا کپور
پنجابی لوک گیت

۹-۳۲ ضمیر احمد: ٹھمری بھیروی اور دادرا

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین
افسانہ: از آمنہ ابوالحسن؛ غزل
خطوں کے جواب

رات

۸-۳۰ کاجل بینرجی: غالب اور جگر
کا کلام

۱۰-۰۰ نئی نسل اور نئی روشنی
'ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے'،
استاد کے آگے؛ مزاحیہ تقریر
عارف منیر

۱۱-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال بھوپالی
امرناتھ: بانسری پر راگ چندر کونس

اتوار ۲۴ راگست

صبح

۶-۲۵ اے۔ راکیش کمار: مخمور دہلوی
اور میر کا کلام

پریتا بلبیر سنگھ : فراق
گورکھپوری، عرش ملسیانی اور شمیم جے پوری
کا کلام
۷-۰ گھاسی رام نرمل : جلترنگ پر
راگ بیراگی

رات

۸-۲ اے ۔ راکیش کمار : صبا افغانی
اور عزیز وارثی کا کلام
۹-۰ رسائل و جرائد : تحریر
شیخ سلیم احمد
۹-۱ لکشمی شنکر : ٹھمری پہاڑی
۱۰ 'دیوار' : ڈرامہ
از ڈاکٹر شمیم حنفی
۱۱-۴ بزم موسیقی
استاد امیر خاں : خیال ہنس دھونی
گھاسی رام نرمل : جلترنگ پر
راگ کوشک دھونی

پیر ۲۵ر اگست

صبح

۶-۱ شہر صبا
جگدیش سہگل : غلام ربانی تاباں
اور مشیر جھنجھانوی کا کلام
کرونا ابرول : جگر، صبا افغانی
اور مومن کا کلام
۷-۰ ستار پر پہاڑی دھن
۹-۱ راج بیگم : کشمیری گیت
۹-۱ گرجا دیوی : خیال دلیسی

رات

۸-۱ جگدیش سہگل : شاد فدائی
اور بشیر بدر کا کلام
۹- کلام شاعر : رخسانہ جبیں
۱۱- گرجا دیوی : خیال نائیکی
رئیس خاں : ستار پر
راگ شیام کلیان

منگل ۲۶ر اگست

صبح

۶-۱ راحت علی : عمر قریشی اور
مشیر القاری کا کلام
سیما شرما : بشیر بدر، حسن نعیم
اور فیض کا کلام
۷- علاؤالدین خاں : اسراج پر
راگ سارنگ بیراگی توڑی
۹- مدھو بالا چاولہ : گجراتی لوک گیت

۹-۳۲ اے کانن : خیال اہیر بھیرو

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
کملا نہرو کالج کی طالبات کا
پیش کردہ رنگارنگ پروگرام

رات

۱۱-۳۰ اے کانن : خیال شدھ کلیان
علاؤالدین خاں : اسراج پر
راگ مارو بہاگ

بدھ ۲۷ر اگست

صبح

۶-۲۵ جمیل احمد : شمیم جے پوری
اور نظام رامپوری کا کلام
مدن بالا سدھو : رفعت سروش
فنا کانپوری اور داغ دہلوی
کا کلام
۷-۰۵ راما شنکر اور ساتھی : شہنائی پر
راگ نٹ بھیرو
۷-۴۵ 'ہماری فکری اساس اور گیتا کا
فلسفہ' : از پروفیسر نذیر احمد
۹-۳۲ بنگاری بائی : خیال دبھاس

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین : ہم خاموش سے
آئینے کے سامنے : تقریر
از ناہید جمال
۳-۰۰ دھنک : رسولن بائی
ٹھمری ۔ دادرا اور کجری

رات

۱۱-۳۰ بنگاری بائی : خیال حسینی کا نہڑہ
راما شنکر اور ساتھی
شہنائی پر راگ گاوتی

جمعرات ۲۸ر اگست

صبح

۶-۲۵ اے ۔ ہری ہرن : بشیر بدر اور
شہریار کا کلام
کمل ہنس پال : غالب اور
امیر قزلباش کا کلام
۷-۰۵ سدھیر گوتم : سنتور پر
راگ شدھ سارنگ
۹-۱۵ رتن کنور گہلوت
راجستھانی لوک گیت
۹-۳۲ بھیم سین جوشی اور پربھا اتری ملاؤ
ٹھمری غارہ اور ٹھمری مشر کھماج

رات

۸-۳۰ اے ۔ ہری ہرن : مومن اور
غالب کا کلام
۹-۰۰ کھیل کے میدان سے ۔
تحریر : جاوید اقبال
۱۱-۴۰ بھیم سین جوشی
راگ پوریا کلیان
سدھیر گوتم : سنتور پر راگ ایمن

جمعہ ۲۹ر اگست

صبح

۶-۲۵ ہریش بھاردواج : فراق
کا کلام
کرشنا کلے : جگر اور امیر مینائی
کا کلام
۷-۰۵ امجد علی خاں : سرود پر راگ للت
۹-۰۰ آؤ بچو : دلی پبلک اسکول
کے بچوں کا پیش کردہ پروگرام

دوپہر

کہکشاں : فلم "بڑی بہن" کی
کہانی اور نغمے : تحریر : خالد حسین

رات

۸-۳۰ ہریش بھاردواج : ساحر بھوپالی
اور فنا نظامی کانپوری کا کلام
۹-۰۰ شیشے کا گھر : تقریر از جیلانی بانو
۱۱-۳۰ چنموئے لہری : خیال دیش ملہار
امجد علی خاں : سرود پر راگ جوگ

ہفتہ ۳۰ر اگست

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
منور حسین جمالی : میر، درد
اور داغ دہلوی کا کلام
بیلا ساور : فیض احمد فیض
اور شکیل بدایونی کا کلام
۷-۰۵ ساز طرب (سارنگی)
دیویندر مر دیشور : بانسری پر
راگ بسنت مکھاری
۹-۱۵ لوک گیت (پنجابی)
کملیش شرما اور کرتار سنگھ سدھو
۹-۳۲ پنڈت مہادیو پرساد : ٹھمری
اور دادرہ

دوپہر

بزم خواتین : ناقابل فراموش
رومانس : دشینت اور شکنتلا
تقریر از ڈاکٹر ماجدہ اسد

رات

۸-۰۰ منور حسین جمالی : امیر مینائی
اور مومن کا کلام
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
کوئیز پروگرام : کوئیز ماسٹر
مجیب صدیقی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ہیرا بائی بڑودیکر : خیال پوریا کلیان
دیویندر مر دیشور : بانسری پر
راگ ابھوگی کانہڑہ

اتوار ۳۱ر اگست

صبح

۶-۲۵ بشیر احمد : میر تقی میر اور
فنا بدایونی کا کلام
انجنا چوپڑا : فیض اور نذیر
اکبرآبادی کا کلام
۷-۰۵ لطیف احمد : طبلے پر روپک تال

رات

۸-۳۰ محمد یعقوب : شکیل بدایونی اور
شمیم جے پوری کا کلام
۹-۳۰ کجرا بن کارے
پورنیما چودھری : کجری
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سوہن سنگھ : خیال نائیکی کانہڑہ
لطیف احمد : طبلے پر تین تال

بقیہ :- وودھ بھارتی

۲۷ر اگست جنم آنسو : تحریر ڈاکٹر اچلا ناگر
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۲۸ر اگست اکسامت
تحریر : انیتا نگم
پیش کش : جے دیو شرما 'کمل'
۲۹ر اگست دعوت کے کارڈ
تحریر : اظہر افسر
پیش کش : جعفر علی خاں
۳۰ر اگست ایڈمنسٹریٹو آفیسر
تحریر : راجندر پرساد راجندر
پیش کش : بھارت رتن بھارگو
۳۱ر اگست تلاش مکان
تحریر : قمر قمر
پیش کش : سریندر کمار اپادھیائے

دھلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶ر۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۴۵۰ر۵ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج ۲۱۹ر۲ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۲۹۳ر۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۸-۰۰ تک ۸۹ر۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۳۸ر۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۳۸ر۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۳۸ر۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۱۱-۰۰ سے رات تک ۸۹ر۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دھلی الف

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵ اور رات ۱۱-۰۵ سنسکرت: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ اردو مع تبصرہ: رات ۹-۱۶
انگریزی: دوپہر ۱۲-۰۰ پنجابی: دوپہر ۱-۴۰، راجیوں سے سماچار: شام ۵-۰۰
روزگار سماچار: شام ۷-۵۰ پرادیشک سماچار: شام ۷-۵۰

دھلی بی

انگریزی: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، سہ پہر ۴-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور رات ۱۱-۰۰، پنجابی: صبح ۸-۳۰، شام ۷-۳۰، تجارتی (صرف بدھ) ۷-۴۰

ھفتہ ۱۶ اگست

دہلی الف

صبح

۷-۳۰ صبح کی چائے: جھلکی
۸-۱۰ شام ۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
سوم تیواری: گائن
۱۱-۰۵ شکتی ڈے: ستار
۱۱-۳۰ این۔سی۔موگھے: گائن

رات

۹-۳۰ اکھل بھارتیہ سنگیت کاریہ کرم
اما شنکر مشرا: ستار

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ برج بھوشن کابرا: گٹار
۷-۵۰ گلمپسز آف ورلڈ ہسٹری: ہندی روزانہ، تحریر: پنڈت جواہر لال نہرو

دوپہر

۳-۳۰ اور شام ۶-۴۵
شکتی ڈے: ستار

اتوار ۱۷ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۷-۳۰ آج صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۳۰
دنیش کمار پربھاکر: وائلن

دہلی 'ب'

صبح

۹-۳۰ یادیں

دوپہر

۳-۳۰ دنیش کمار پربھاکر: وائلن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
محمد حیات خاں اور ساتھی، قوالی

پیر ۱۸ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا: سبھا پتا کرتے اپکرن
(۲۷) از پر سمانند چندول

۷-۳۰ 'پراچین بھارتیہ وگیان کی آدھونک پراسنگکتا'
ڈاکٹر واگیش شکلا
۸-۱۰ شام ۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
ارشتیاق حسین: سارنگی
۱۱-۰۵ ہیمنتی بھٹاچاریہ: گائن
۱۱-۳۰ بلجیت سنگھ: الیسراج

رات

۹-۳۰ اکھل بھارتیہ کاریہ کرم: ہندی تقریر
'پراچین بھارت کی دھروہر ہماری بچی ہوئی نسلیں'
ترلوکی ناتھ پنڈت ڈپٹی ڈائرکٹر
۱۰-۰۰ راجن ساجن مشرا: گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سربھی دکمرکیکنی: گائن

دوپہر

۳-۳۰ ہیمنتی بھٹاچاریہ: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
نریندر کور: گیت

منگل ۱۹ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۷-۳۰ سوروپلا: ڈاکٹر رویندر بھرامبر
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
جین کمار جین: سنطور
۱۱-۰۵ گرجا دیوی: گائن
۱۱-۳۰ سبط حسن: ستار

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار: برج ابھیلاشی
۱۰-۰۰ اردن کانت سیوک: گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ گرجا دیوی: گائن

دوپہر

۳-۳۰ جین کمار جین: سنطور

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
شانتا سکسینہ: گیت اور بھجن
۹-۳۰ انگریزی تقریر
'ودبھیشن آور ریئیل ویلتھ'
تقریر از این۔ ڈی۔ جیال

بدھ ۲۰ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا: تقریر
ڈاکٹر وی۔پی۔ اگروال
۷-۳۰ آج صبح
۸-۱۰ ۱۱-۱۰ اور رات ۹-۰۰
منور علی خاں: گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
فردوس احمد: سرود

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر وگیان: 'بڑھتے وزن کی سمسیا'
تقریر از ڈاکٹر وسنت جین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ ساستا پرساد/ احمد جان تھرکوا
طبلہ

جمعرات ۲۱ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
مدن شنکر مشرا: ستار
۱۱-۰۵ کمل سہگل کویتا سہگل، گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر وگیان: 'گیزڈ ٹائیلز'
از جی۔سی۔ماتھر

رات

۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین
۱۱-۱۰ بھیم سنگھ: کلارنٹ

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ کرشنا اور شنکر پنڈت: گائن

دوپہر

۱-۰۵ اور ۲-۱۱
پچھمی سنگیت

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
کلونت کور: گیت اور بھجن

جمعہ ۲۲ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا: 'ٹو بیکو'

ڈاکٹر للتا سہگل
۸-۱۰ اور رات ۱۰ - ۱۱
میراں پیرانجے : گائن، ٹھمری اور دادرا
۱۱-۰۵ شام ۴۰-۵ اور رات ... ۹
برہم سروپ سنگھ : وچترو ینا
۱۱-۳۰ پی۔کے۔کوہلی : گائن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ پی۔کے۔کوہلی : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
مدھوبالا سندھو : گیت، غزل

ہفتہ ۲۳ راگست
دہلی 'الف'
صبح
۷-۳۰ صبح کی چائے
۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ... ۹
بسنت ٹھکر : گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
نریندر پال : کلارنٹ
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سربھی
پنڈت روی شنکر : ستار
دوپہر
۱-۰۵ اور ۱۱-۲
پچھمی سنگیت
۳-۳۰ وسندھرا ماتھر : گائن

اتوار ۲۴ راگست
دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ اور رات ... ۹
محمد احمد بنے : سارنگی
۱۰-۰۰ ستی مشا ٹھکر : گائن
رات
۸-۱۵ رابندر سنگیت
۹-۳۰ ستی مشا ٹھکر : گائن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۰۲ کہانی از وجے شرما
کویتا : رمیش چندر
پستک سماچار : نرائن دت پالیوال

دوپہر
۳-۳۰ محمد احمد بنے : سارنگی
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
وی۔ایچ۔ساگر : غزلیں

پیر ۲۵ راگست
دہلی 'الف'
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا : ساہتیہ کرتے اکرن (۲۸)، 'سیونگ مشین'
از ڈاکٹر راجیو گپتا
۷-۳۰ یہ کوچے گلیاں : او۔بی۔پر مبنی پروگرام
۸-۱۰ اور رات ... ۹
مشتاق حسین خاں : گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
آقبال احمد خاں : گائن
۱۱-۳۰ اوشا کرن : ستار
رات
۹-۳۰ دارباؤں کا اکھل بھارتیہ کاریہ کرم : میتھلی شرن گپتا شتابدی کا سماروہ کوی سمیلن کی ریکارڈنگ
۱۰-۰۰ ستیہ دیو پوار : وائلن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۲ دلال رئے اور ہمانشو بسواس
دوپہر
۳-۳۰ مشتاق حسین خاں : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
رینو سہدیو : گیت اور بھجن

منگل ۲۶ راگست
دہلی 'الف'
صبح
۷-۳۰ سورویلا : مدھر شاستری
۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ... ۹
شانتی ہیرانند : ٹھمری و دادرا
۱۱-۰۵ سبھاش چندر گھنگوال : شہنائی
شام
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ علی اکبر خاں : سرود

شام
۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
امرجیت : بھجن اور غزلیں

بدھ ۲۷ راگست
دہلی 'الف'
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا : 'ڈرائی کلینگ'
ڈاکٹر سی۔ایل گرگ
۸-۱۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری
۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
بھیم سین جوشی : گائن
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان : ٹیکوں کی پرتی رکشا پرتی کریا : ڈاکٹر سبھاتا چندر
رات
۱۰-۰۰ کنکنا بنرجی : گائن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ بڑے غلام علی خاں : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
منموہن بہاڑی : بھجن

جمعرات ۲۸ راگست
دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ اور ۵ - ۱۱ اور رات ... ۹
شفیع احمد : گائن
۱۱-۳۰ رابندر کمار ادلیسرا : ستار
رات
۱۱-۱۰ چونی لال اندوریا : سرود
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۲ سنگیت سربھی
روبیندر کمار ادلیسرا : ستار
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
سمن دیوگن : غزلیں

جمعہ ۲۹ راگست
دہلی 'الف'
صبح
۷-۴۵ وگیان چرچا : 'سیاہی'
ڈاکٹر سنیتا بہادر
۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور رات ... ۹
احمد خاں : وچترو ینا
۱۱-۳۰ اور شام ۴۰-۵
نواب خاں : گائن
رات
۱۱-۱۰ مشتری بیگم : ٹھمری اور دادرا
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ پنڈت اونکار ناتھ : گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
کاجل بنرجی : بھجن اور غزلیں

ہفتہ ۳۰ راگست
دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ۴۰-۵ اور رات ... ۹
حفیظ احمد خاں : گائن
۱۱-۰۵ ہرش وردھن : بانسری
۱۱-۳۰ شبھا مودگلیہ : گائن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ اللہ رکھا : طبلہ
دوپہر
۳-۳۰ ہرش وردھن : بانسری

اتوار ۳۱ راگست
دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ شرافت خاں : ستار
۱۰-۰۰ مہندر شرما : گائن
رات
۹-۰۰ گوپال داس : پکھاوج
دہلی 'ب'
صبح
۷-۰۲ ساہتیکی : آدھونک ہندی اپنیاسوں کی پرورتیاں : تقریر ڈاکٹر وید پرکاش امیتابھ
کہانی از منگل بھگت
کاویہ پاٹھ : کرشن مراری شرما
دوپہر
۳-۳۰ شرافت خاں : ستار
شام
۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
چرنجیت کور : غزلیں

لکھنؤ

میڈیم ویو : لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۲۶ء۱۰۴ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۷ء۲۴۳ میٹر ۱۲۷۸ کلوہرٹز

شارٹ ویو : لکھنؤ 'ب'
صبح ۴۵-۶ تک ۶۰ء۹۲ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
۰۰-۸ بجے کے بعد ۴۲ء۴۸ میٹر ۶۱۷۰ کلوہرٹز
دوپہر ۳۸ء۴۱ میٹر ۷۲۵۰ کلوہرٹز
شام اور رات ۶۰ء۹۳ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی/انگریزی : (دلی) صبح ۰۰-۶ پرادیشک سماچار (گورکھپور) صبح ۲۰-۷
ہندی (دلی) صبح ۱۰-۸ دوپہر -۱ اور شب ۴۵-۸ اور ۰۵-۱۱
انگریزی (دلی) صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ شب -۹ اور ۰۰-۱۱
سنسکرت (دلی) صبح ۰۰-۷ شام ۱۰-۶ اردو (دلی) صبح ۵۰-۸ شب ۱۶-۹
علاقائی (لکھنؤ) دوپہر ۳۰-۲ پرادیشک (لکھنؤ) شام ۲۰-۷ نیوزلیٹر ہندی (دلی) صبح ۰-۱
ضلع کی چٹھی (لکھنؤ) صبح ۰۵-۹

ھفتہ ۱۶ اگست

صبح
۷-۳۰ لکھنؤ درشن : روپک
از تصویر عابدی
۸-۳۰ اردو پروگرام، خواتین کے لئے
۹-۱۵ پنڈت جسراج : خیال

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
شیاملی : شیل شرما، گیت بھجن

رات
۸-۰۰ کہانی : شتر وگھن لال

اتوار ۱۷ اگست

صبح
۷-۳۰ گوسوامی تلسی داس کی تخلیق
کوتاولی کا سلسلے وار پروگرام
۸-۲۱ شما سکینہ : لوک گیت
۸-۳۰ عیدالاضحیٰ : خصوصی پروگرام
تلاوت قرآن شریف
قاری ہدایت اللہ صدیقی
عیدالاضحیٰ : عیدالاضحیٰ ۔ محور
اور مقصد : مولانا سعید الرحمان
اعظمی کی بات چیت؛ قوالی
۹-۱۵ وادتریوگ : طبلہ، ڈھولک
پکھاوج وادن
۹-۳۰ اور رات ۱۵-۸
ظفر حسین اور ساتھی : قوالی

دوپہر
۱-۱۰ ونگر مچھ کے آنسو : جھلکی
ارچیندرا پرکاش پاٹھک
پیش کش : بیجے دیو شرما کمل
سہایک پرکاش سکینہ

شام
۴-۳۰ رما کانت پاٹھک : پکھاوج
۷-۳۰ شما سکینہ اور سہیلیاں
لوک گیت
۸-۰۰ اُتر پردیش وکاس کی اور
شکشا کے چھیتر میں، ہندی تقریر
جگدیش چندر پنت
۹-۳۰ کریم خاں
ڈرامہ، تحریر اور پیش کش :
مدرا راکشش
۱۰-۳۰ عیدالاضحیٰ
نعتیہ شعری نشست
شرکاء : راجیندر بہادر سونج
ادیب مکن پوری، طبش صدیقی
مصور لکھنوی اور حیات وارثی

پیر ۱۸ اگست

صبح
۷-۳۰ اِندر دھنش : مہاکوی کالیداس
کی لافانی تخلیق
میگھ دوتم کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۲۱ اور دوپہر ۴۰-۲
آبھا رانی ورما، کسم تاگوول
پشپا شرما : لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام؛ اردو افسانے
میں سماجی تبدیلیوں کی عکاسی'
ڈاکٹر نیّر مسعود اور شاہ نواز
قریشی کے درمیان بات چیت
۹-۱۵ اور شام ۳۰-۴
عبدالحیٔ : عمٹرو

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
شانتی مہروترا، گیت اور بھجن

رات
۸-۰۰ بھارتیندر بابو کی دین کاویہ
کے چھیتر میں : تقریر
۹-۴۵ منجو سندرم : ٹھمری
۱۰-۳۰ کشوری امونکر : خیال

منگل ۱۹ اگست

صبح
۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی لافانی
تخلیق 'پدماوت' کا سلسلہ وار
نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
لکھنؤ کی یادگار سنگیت سبھائیں
چودھری محمد نعیم کی بات چیت
کلام شاعر
۹-۱۵ اور دوپہر ۱۰-۱۲
روی راج شنکر : بانسری
طبلہ پر سنگیت
رویندر پرتاپ چودھری

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
سمود سُور : بھجن، گیت

رات
۸-۰۰ رکشا بندھن : تقریر
سوامی سناتن شری

بدھ ۲۰ اگست

صبح
۷-۳۰ آرائش محفل : قصہ حاتم طائی
سلسلہ وار پروگرام
۸-۲۱ جسو چندرا اور سہیلیاں
لوک گیت
۹-۱۵ اور شام ۳۰-۴ اور ۳۰-۱۰
وشوناتھ شری کھنڈے، خیال

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
سریش شریواستو؛ گیت، بھجن

رات
۸-۰۰ کاویہ چرچا : رادھے شیام اپلودی
سنیندرا گھو وانشی

جمعرات ۲۱ اگست

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام، خط کے لئے شکریہ
۹-۱۵ اور رات ۳۰-۱۰
سدھوناتھ مصر؛ سنطور
سراج الدین خاں : ستار
جگل بندی

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
محمد نیاز قوال : قوالی

رات
۹-۰۰ گھٹنا چکر : ودّیا ساگر

جمعہ ۲۲ اگست

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام؛ میگزین پروگرام
سائنس نامہ : ڈاکٹر بیشیشور پردیپ
ادبی تراشہ
۹-۱۵ اور رات ۳۰-۱۰
کاشی ناتھ شنکر بوڈس : خیال

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
منورما شریواستو، گیت، بھجن

رات
۸-۰۰ 'سیکرٹرین اور النگاؤ دادی
پراورتی دیش کے لئے گھاتک'
تقریر : کپل ورما

ھفتہ ۲۳ اگست

صبح
۸-۲۱ سیتارام، ادم ناتھ ننڈن
لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام؛ مزاحیہ شعری نشست

شرکاء: آفتاب لکھنوی، عادل لکھنوی، سرپٹ لکھنوی اور اعزاز رضوی
۹-۱۵ شرن رانی : سرود

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
نریندر شرما: گیت، بھجن

رات
۸-۰۰ 'جیسا میں نے دیکھا۔ منشی پریم چند' نیل کانت

اتوار ۲۴ اگست

صبح
۷-۳۰ گوسوامی تلسی داس کا دنیاوی کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام: بچوں کیلئے شیخ محمد ابراہیم ذوق: فیچر تحریر: نسرین فاطمہ
۹-۱۵ میرا کھیروا ڈکر : خیال
۹-۳۰ اور رات ۸-۱۵
منور حسین جمالی: غزلیں
۱۱-۰۰ "بلکہ ہرا اجا رہا ہے" ناٹک تحریر: دلنواز رستوگی پیشکش: جے دیو شرما 'کمل' سہایک پرکاش سکسینہ

دوپہر
۱-۱۰ 'نیا سویرا' سلسلہ وار ناٹک (۱۷) تحریر: ورشا داس

شام
۴-۳۰ بشو کمار شرما: سنتور
۸-۰۰ 'اترپردیش وکاس کی اور بڑھتی نیوٹیشن کے چیلنج میں' تقریر از ڈاکٹر جے۔ پی۔ سنگھ
۱۰-۳۰ شجاعت خاں : ستار

پیر ۲۵ اگست

صبح
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۴۰
مدھو مسرا۔ وندنا مسرا، پریتا پانڈے لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام: 'انصاف کے طالب اور ان کی مشکلیں' مذاکرہ
۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
• راما شنکر داس، پاگل داس پکھاوج

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
سپریا بوس : غزلیں

رات
۸-۰۰ 'بھارتیندر بابو کی دین ناٹک کے چھیتر میں' تقریر لچھمی نارائن لال
۹-۴۵ سبھدرا بیڈ ارکر : دلربا

منگل ۲۶ اگست

صبح
۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی لافانی تخلیق "پدماوت" کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین 'اترپردیش کے خانہ بدوش کے قبیلے' از ایچ۔ ایس۔ سکسینہ کلام شاعر
۹-۱۵ پنڈت ڈی۔ وی۔ پلسکر: خیال

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
ریتا بنرجی: گیت، بھجن

بدھ ۲۷ اگست

صبح
۷-۳۰ آرائش محفل: قصہ حاتم طائی سلسلہ وار نشریہ
۸-۲۱ رنجنا مشرا۔ پرکاش لتا کملیش پانڈے : لوک گیت
۹-۱۵ دوپہر ۱-۱۲ اور رات ۱۰-۳۰
جی۔ این۔ گوسوامی : وائلن

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
سموہ سور : بھجن

شام
۴-۳۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری
۸-۰۰ 'کاویہ چرچا': سریش اوستھی ہریش چندر پانڈے "سرل"
۱۰-۳۰ "برج بھوہر کے پوت" سنگیت ناٹک: تحریر اور پیشکش: رام نرائن اگروال سنگیت۔ جے دیو شرما "کمل" معاون: پرکاش سکسینہ
۱۱-۲۰ کرشن جنم اشٹمی کے موقع پر

(آگے ص ۳۲ پر)

گورکھپور

۳۳۰.۰ میٹر ۹۰۹ کلو ہرٹز
آر۔ سی۔ جیسوال

ہفتہ ۱۶ اگست

صبح
۷-۴۰ پروین سلطانہ: راگ بھیروی

دوپہر
۲-۲۰ پرول کی کھیتی از: شیو بابو سنگھ

شام
۵-۳۵ 'بھارت کے گنتی تکیہ' کلیم الدین فاروقی
۶-۱۰ گورکھپور منڈل میں گرامین وکاس آر۔ ایس۔ یال
۸-۰۵ آنکھوں دیکھا سوتنترتا آندولن اچیبر سنگھ

اتوار ۱۷ اگست

صبح
۶-۴۵ رام ہت اور ساتھی: لوک گیت
۷-۴۰ استاد حافظ علی خاں: سرود پر راگ چندر بھانکر
۸-۲۱ راج شری بزمی : گیت

دوپہر
۲-۲۰ 'نیبو کی کھیتی اور سمسیائیں' این۔ سی۔ گوتم
۲-۳۰ رام ہت اور ساتھی: لوک گیت

شام
۸-۰۵ 'گرامین ادھیوگک روپ میں دیوریا ضلع ادھیوگ کیندر کی بھومیکا': جی۔ پی۔ گپتا
۸-۱۵ رام ہت اور ساتھی: لوک گیت
۹-۲۵ 'محنت کا پھل': ناٹک از دبے ورما

پیر ۱۸ اگست

صبح
۷-۴۰ اور رات ۱۰-۳۰
ہرچرن سنگھ : وائلن

دوپہر
۲-۲۰ 'سبزی والا کیلا'

شام
۶-۱۰ 'ٹماٹر کی کھیتی': آر۔ کے۔ سنگھ
۸-۰۵ بال چندر اپادھیائے: کویتا پاٹھ

منگل ۱۹ اگست

دوپہر
۱-۱۰ 'من تار نگائے رنگائے جوگی کپڑ' از کم کم شریواستو
'جہیز انمولن میں سہیوگ دیں' نوتن تیاگی
۲-۲۰ منڈوا کی کھیتی: جگدمبا دیکشت

شام
۵-۳۵ 'مرد کی بات' بھوجپوری ناٹک از درگا پرشاد شریواستوا
۶-۱۰ مولی کی کھیتی : دیواکر اوستھی
۸-۰۵ مریادا کے سوتر: مردولا پانڈے
۹-۳۰ 'شاہ راہ ترقی پر گامزن گورکھپور' فیچر: از اکرام الحق

بدھ ۲۰ اگست

صبح
۸-۲۱ آشری ملک : گیت

دوپہر
۱-۱۰ بچوں کے کان کی دیکھ بھال تقریر: ڈاکٹر وائی۔ سی۔ یادو

شام
۵-۳۵ لوک اپچار "ٹوٹکا" سالگ رام شکلا
۷-۱۰ گیت

جمعرات ۲۱ اگست

صبح
۷-۴۰ اور رات ۱۰-۳۰
کشوری شرن مشرا : خیال

دوپہر
۲-۲۰ 'سہجن کی اپیوگیتا' وی۔ این۔ سنگھ

شام

۵-۳۵ 'بچوں کے دست سے پکیں'
منی دیوی گپتا

۶-۱۰ 'مرغی کی اچھی جاتی' : خواجہ قیصر حسین

۸-۰۵ 'ہندی کا پترسا ہتیہ' : گنیش شکلا

جمعہ ۲۲ راگست

صبح

۷-۴۵ اس ماس کا گیت : پلماداس جوشی

۸-۲۱ ظفر الحق انصاری : غ ر ل

۸-۳۰ اردو ادب میں مزاحیہ ادب کی
کمی کے اسباب : مباحثہ
شرکاء : اشفاق احمد اعظمی، افضال اللہ
ابرار اعظمی، سمیع الحق سرمد

دوپہر

۱-۱۰ 'رسوئی گھر میں دیگیانک اپکرن
کے پریوگ میں ساودھانی'
سریتا جی
'پتر سو سے پرد ایوم پتر سو کے
بعد کی ساودھانیاں'
سوشیلا سنگھ

شام

۶-۱۰ 'اروی ایوم بنڈا کی کھیتی'
ٹی۔ این۔ ٹھاکر

۷-۱۰ ظفر الحق انصاری : غزل

۸-۰۵ کہانی : رام لکھن سنگھ

ہفتہ ۲۳ راگست

دوپہر

۲-۲۰ 'اعظم گڑھ میں کرشی گیان کے
کیندر' : ستیہ دیو شرما

شام

۵-۳۵ 'اکسویں صدی میں بھارت کی
ویگیانک پرگتی'
جے۔ پی۔ چترویدی

۶-۱۰ 'کرشی چرچا منڈل سامو ہک
سمبھاؤ' : ارجن رائے

۸-۰۵ 'سانسکرتک بھاشا کی بھارتی
ایکتا میں بھومیکا'
کرونیش شکلا

اتوار ۲۴ راگست

صبح

۶-۴۵ اور دوپہر ۳۰-۲
پرسورام تیواری : لوک گیت

۸-۲۱ دیوی چکرورتی : بھجن

دوپہر

۲-۲۰ 'پشو پالن کی سمسیا اور سمادھان'
بی۔ بی۔ مشرا

شام

۵-۳۵ سودھاکر دھر دوبے : کویتا

۶-۱۰ 'اوروَرک پریوگ میں ترٹیاں
اور سجھاؤ' : پارس ناتھ سنگھ

۸-۰۵ 'ایکلریت گرام وِکاس کاریہ
کرم اور بلیا جنپد' : اے کے ورما

پیر ۲۵ راگست

صبح

۷-۴۰ اور رات ۳۰-۱۰
پنالال مشرا : خیال

۸-۲۱ اور شام ۱۰-۷
مدھوبالا چکرورتی : گیت

دوپہر

۲-۲۰ 'پشو پالن کی سمسیا اور سمادھان'
اوم پرکاش سریواستوا

۲-۳۰ جگن ناتھ سنگھ : لوک گیت

شام

۵-۳۵ 'مہیلائیں ایوم نوکریاں'
شہل سری پنتھ

۸-۰۵ شیام کشور مشرا : کویتا پاٹھ

منگل ۲۶ راگست

صبح

۸-۲۱ سنیلا سیٹھو : گیت

دوپہر

۱-۱۰ 'ڈگریا کیا کیول سجاوٹ کے لئے ہیں'
مباحثہ : شرکاء : نرمل تیواری
ونود سولنکی، پریم لتا ورما
اور دملا دیوی

شام

۸-۰۵ 'ہمارے آس پاس کسی نگر'
اجیت کمار سنگھ

بدھ ۲۷ راگست

صبح

۶-۴۵ کنتوار دیادو : لوک گیت

۸-۳۰ خورشید عالم : کہانی

دوپہر

۱-۱۰ 'شکچھکوں میں سامانیہ سنکرامک روگ'
مذاکرہ : جی۔ این۔ تیواری اور
بھونیشور شرما

۲-۳۰ کنتوارو : لوک گیت

شام

۸-۰۵ 'گیتا آج کے پری پیکچھ میں'
راج بائی ترپاٹھی

جمعرات ۲۸ راگست

صبح

۶-۴۵ رام گتی ٹھاکر : لوک گیت

۷-۳۰ سریندر موہن مشرا : ستار وادن

۸-۲۱ دوکھانتی پرشاد : گیت

دوپہر

۲-۲۰ رام گتی ٹھاکر : لوک گیت

شام

۷-۱۰ دوکھنتی پرساد : گیت

۸-۰۵ پستک سمیکچھا : ارونیش نیرن

۱۰-۳۰ سریندر موہن مشرا : ستار

جمعہ ۲۹ راگست

صبح

۸-۲۱ بدری نارائن پانڈے : گیت

۸-۳۰ 'فراق کی شاعری میں ہندوستانی
رسم و رواج' : عبیدہ بیگم

دوپہر

۱-۱۰ 'اچھے سواستھ کے لئے یوگا بھیاس'
نیلم بھاردواج

شام

۶-۱۰ 'دھان کی اگوائی'

۸-۰۵ 'اتہاس کے پرسٹھوں سے بھارتی'
مباحثہ : شرکاء : آر۔ ایس۔ چوہان
رام لال شریواستو

۱۰-۳۰ نرگس وارثی : ٹھمری، دادرا

ہفتہ ۳۰ راگست

صبح

۶-۴۵ اور رات ۱۵-۸
راج ناتھ یادو اور ساتھی
لوک گیت

۸-۲۱ اسوتوش دیال سنہا : بھجن

شام

۸-۰۵ یاترا کتھا : آچاریہ کیشو چند مشرا

اتوار ۳۱ راگست

صبح

۶-۴۵ اور دوپہر ۳۰-۲
برج شنکر یادو اور ساتھی
لوک گیت

دوپہر

۲-۲۰ کھیتی باڑی کا انوبھو
آدتیہ نارائن پانڈے

شام

۱-۱۰ 'کھیتی کے انت شیل یتر'
آر۔ بی۔ سنگھ

۸-۰۵ جنسنکھیا ایک بیردھو کا دھرتی
پروش پر بھاؤ
ہردے چورسیا

بقیہ : - لکھنؤ

متھرا کے دوار کا دھیش مندر
سے شری کرشن جنم اتسو کا آنکھوں
دیکھا حال

جمعرات ۲۸ راگست

صبح

۸-۲۱ اور شام ۴۰-۲
ششی ناتھ پانڈے
لوک گیت

۸-۳۰ اردو پروگرام : غزل کی کہانی
تحریر : رضوانہ سیف

۹-۱۵ اور رات ۳۰-۱۰
سینا جگرن : ٹھمری

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
سعادت حسین خاں : قوالی

رات

۸-۰۰ گھنٹا چکر : رجنی کانت مشرا

جمعہ ۲۹ راگست

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
افسانہ از عابد سہیل : ادبی تراشہ

۹-۱۵ اور رات ۳۰-۱۰
سکندر حسین اور ساتھی : شہنائی

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
سروری بیگم : غزلیں

رات

۸-۰۰ کالے دھن سے کیسے نپٹیں

دھرتی دھن: انکم ٹیکس کمشنر

ہفتہ ۳۰ راگست

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: بھارتیندر ہریش چندر؛ عہد فن اور شخصیت: فیچر
تحریر: ڈاکٹر رام ناتھ پاٹھک

۹-۱۵ بھیم سین جوشی: خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
سنگیتہ شرما: گیت اور بھجن

رات

۸-۰۰ اتر پردیش میں پرورتی وکاس پینے جل دیوستھا کے چھیتر میں
تقریر از اندر موہن سہائے

اتوار ۳۱ راگست

صبح

۷-۳۰ گوسوامی تلسی داس رچت "کویتا ولی" کا سلسلہ وار نشریہ

۸-۲۱ کیپٹن لتا سریواستوا، پریلا بھاٹی
آشا سریواستوا: لوک گیت

۸-۳۰ اردو پروگرام: یہ بستیاں ہماریاں: فیچر

۹-۱۵ اور شام ۳۰-۴
نوین چندر پنت: ستار

۹-۳۰ اور رات ۱۵-۸
سیما شرما: غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ پرہسن: "دم دار ستارہ" جھلکی
تحریر: کے۔ ایل۔ یادو
پیش کش: جے دیو شرما "کمل"
معاون: پرکاش سکسینہ

رات

۸-۰۰ اتر پردیش وکاس کی اور
تورت نیائے پر کیریہ

۱۰-۳۰ خان بندھو: خیال

تہمل نزاکت
چیف ایڈیٹر
اکا شوانی گروپ آف جرنلز، آل انڈیا ریڈیو
۱۱ فلور، پی ٹی آئی بلڈنگ، سنسد مارگ، نئی دہلی

رامپور

۳۳۶۰۴ میٹر (۱۹۱ کلو ہرٹز)

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)، ہندی صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵
انگریزی صبح ۱-۱، دوپہر ۲- رات ۹-
اردو: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵
سماچار پتر ہندی: صبح ۹- ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵
پرادیشک سماچار: شام ۷-۲

ہفتہ ۱۶ راگست

صبح

۷-۳۰ برج بھوشن کابرا: گٹار

۷-۵۰ مجدد نیازی: سگم سنگیت

۸-۲۱ نعمت علی: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ سواستھ سندیش
پریوار کلیان پر مبنی کوی گوشٹھی

اتوار ۱۷ راگست

صبح

۸-۲۱ مدن موہن برج واسی
لوک گیت

دوپہر

۲-۲۰ مادھوری شرما: لوک گیت

رات

۹-۳۰ قدیر احمد وساتھی: چہار بیت

پیر ۱۸ راگست

صبح

۷-۵۰ ممتا ڈنڈے: سگم سنگیت

۸-۲۱ تارارام کوی ساتھی
کمایونی لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ استاد مشتاق حسین خاں: گائن

منگل ۱۹ راگست

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۴۰-۱
ایم۔ آر۔ گوتم: گائن

۷-۵۰ پنکج ملک: سگم سنگیت

بدھ ۲۰ راگست

صبح

۷-۴۵ شیام موہن: گیت

دوپہر

۱-۴۰ وی۔ جی۔ جوگ: وائلن

شام

۷-۳۰ سندیش گیتانجلی

۸-۰۰ نیتن تمیش: غزلیں

جمعرات ۲۱ راگست

صبح

۷-۴۵ شوبھا ماتھر

۸-۲۱ دفیتا گھسیانہ، سندھیہ موریہ
دسکھیاں: لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ کرشن راؤ شنکر پنڈت: گائن

جمعہ ۲۲ راگست

صبح

۷-۳۰ مالویکا کانن: گائن

۷-۵۰ ہیمنت کمار: سگم سنگیت

۸-۲۱ شارداسکسینہ دسکھیاں
لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ سدیپ کمار مترا: گٹار

شام

۷-۰۵ پریوار کلیان پرشن اوتری

ہفتہ ۲۳ راگست

صبح

۷-۳۰ جیسنا مکرجی: گائن

۸-۲۱ ودھا واسنی دیوی: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ سواستھ سندیش

رات

۸-۰۰ شجاعت حسین خان: گیت

اتوار ۲۴ راگست

صبح

۸-۲۱ اور دوپہر ۲۰-۲
پریما سکسینہ، مینا سہگل
وسروج شری واستوا: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت

پیر ۲۵ راگست

صبح

۷-۵۰ طلعت محمود: سگم سنگیت

۸-۲۱ شما جوشی، پرتبھا پی دبے
لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ کشوری اموںکر: گائن

منگل ۲۶ راگست

صبح

۷-۳۰ شاہد پرویز: ستار

۸-۲۱ گینا پنت: لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ علی اکبر خاں: سرود

بدھ ۲۷ راگست

صبح

۷-۴۵ سمن کلیانپور: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ لکشمی شنکر: خیال

رات

۸-۰۰ جمیل احمد: غزلیں

جمعرات ۲۸ راگست

صبح

۸-۲۱ انیتا ناتھ: لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ پنالال گھوش: بانسری

جمعہ ۲۹ راگست

صبح

۷-۳۰ دیوی لال آریہ: ستار

دوپہر

۱-۴۰ گسائیں دت دانی: طبلہ

(آگے ص ۴۴ پر)

نجیب آباد

۳۱۴۱۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

ہفتہ ۱۶؍اگست

صبح

۰ ۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی

دوپہر

۱-۱۰ امرت حسین خاں : ستار

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
پھلیوں کی آہار دیوستھا

اتوار ۱۷؍اگست

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
گنے میں پودھا سرکشا دیوستھا

شام

۶-۵۰ 'خریف فصلوں میں چوہا نشترن سامو ہک روپ سے کریں'

پیر ۱۸؍اگست

صبح

۸-۳۰ اوما شنکر مشر
ستار پر گجری توڑی

شام

۶-۵۰ 'گنے کی فصل میں سامائیک کاریہ' از مہیش چند ڈوبریال

۱۰-۰۰ شمشیر سنگھ : گائن

منگل ۱۹؍اگست

صبح

۶-۵۰ گوبھی کی اگیتی کھیتی

۸-۳۰ رتن کمار سنہا : سرود

دوپہر

۱-۰۰ 'مچھیلوں کے لئے کچھ پریکو کلیان کاری یوجنائیں'

شام

۶-۵۰ 'اروی کی فصل میں سرکشا'

بدھ ۲۰؍اگست

صبح

۸-۳۰ صابری خاں : سارنگی پر
بسنت مکھاری اور ملاسنانی توڑی

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر سنسار
'سمنوت بال وکاس پری یوجنا' از منجو دیوی

شام

۶-۵۰ 'مشروم اتپادن ہیتو آوشیک سمبھاویں و سویدھائیں' از للت کمار پنت

جمعرات ۲۱؍اگست

صبح

۸-۵۰ اور دوپہر ۱۰-۱
بڑے غلام علی خاں : گائن

دوپہر

۱-۰۰ گھریلو اپچار
'زکام کا گھریلو علاج۔ ہومیو'

جمعہ ۲۲؍اگست

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں : گوبر گیس

۸-۳۰ میرا کھروا ڈکر : گائن

دوپہر

۱-۱۰ رسولن بائی : ٹھمری

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'گرامین چھیتروں میں سنتولت آہار کیسے سنبھو ہو'

ہفتہ ۲۳؍اگست

صبح

۶-۵۰ 'سبزیوں میں سامائیک کاریہ'

۸-۳۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری

دوپہر

۱-۱۰ ہری کرشن ساہا : ستار پر
برندا بنی سارنگ

شام

۶-۵۰ 'برسات میں مویشیوں کی دیکھ ریکھ' : از رام دت جوشی

اتوار ۲۴؍اگست

صبح

۶-۵۰ 'کھیتی اتپادکوں کو سمجھاؤ'

پیر ۲۵؍اگست

صبح

۶-۵۰ ساپتاہک کرشی کاریہ

۸-۳۰ ستیش چندر سریوا ستو : ستار

شام

۶-۵۰ 'بائیو گیس سینٹر کی اپیوگتا'

منگل ۲۶؍اگست

صبح

۸-۳۰ سکلان اندھاریہ : گائن

دوپہر

۱۱-۴۵ گھر پریوار
'بینر روگ، لکشن، کارن و بچاؤ' : از ڈاکٹر و بالکشن

۱-۰۰ 'گرامین چھیتروں میں پرودھ شکشا کاریہ کرم'

شام

۶-۵۰ 'ہلدی و ادرک کی کھڑی فصل میں سامائیک کاریہ'

بدھ ۲۷؍اگست

صبح

۶-۵۰ 'پروتیہ چھیتروں میں بوئے آلو کی کھدائی'

۸-۳۰ پرکاش وڈیرہ : بانسری

شام

۶-۵۰ کرشی جگت

جمعرات ۲۸؍اگست

صبح

۶-۵۰ خالی کھیتوں میں توریاں بوئیں

۸-۳۰ استاد فیاض خاں : جھنکار
استاد رجب علی خاں : جونپوری

دوپہر

۱-۰۰ 'پیٹ درد کا گھریلو علاج'

۱-۱۰ برکت علی خاں : ٹھمری

شام

۶-۵۰ کرشی جگت

جمعہ ۲۹؍اگست

صبح

۶-۵۰ 'آلو کی اگیتی کے لئے سجھاؤ'

۸-۳۰ اور دوپہر ۱۰-۱
مقصود حسین خاں : سارنگی

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'لگھو ادیوگوں کے لئے سویدھائیں'

۱۰-۰۰ اشونی اترے : گائن

ہفتہ ۳۰؍اگست

صبح

۶-۵۰ 'سبزیوں میں پودھ سرکشا دیوستھا'

۸-۳۰ پربھاکر نارائن بروے
دیو گری بلاول

دوپہر

۱-۱۰ گوسائیں دت وانی : طبلہ

شام

۶-۵۰ 'دھان کی کھیتی میں وبھن کاریہ' از مدن لال

اتوار ۳۱؍اگست

صبح

۶-۵۰ دھان میں سامائیک کاریہ

بقیہ :- رامپور

رات

۸-۰۰ کمل سدھو : غزلیں

ہفتہ ۳۰؍اگست

صبح

۷-۳۰ رسولن بائی : گائن

۷-۵۰ وانی جے رام : سگم سنگیت

۸-۲۱ چندر سنگھ کارکو : کمایونی لوک گیت

رات

۸-۰۰ دلراج کور : غزلیں

اتوار ۳۱؍اگست

دوپہر

۲-۲۰ اوشا اگروال : گیت

پٹنہ بھاگلپور، دربھنگہ

میڈیم ویو (الف) ۳۲۱٫۸۳۴ میٹر ۶۲۱ کلو ہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۱۸۷٫۲۲ میٹر ۱۶۰۲ کلو ہرٹز

ہفتہ ۱۶ اگست

صبح
۷ کم کم بھٹاچاریہ : خیال
۹ رس منجری

اتوار ۱۷ اگست

صبح
۷ اور رات ۱۰-۳۰
محمود مرزا : ستار
۸ اور شام ۶-۱۵
رماسین : سگم سنگیت

پیر ۱۸ اگست

صبح
۶ وادیوگ سمبندھ : پریچرچا
شرکا: للتیشور جھا، او کے پی
این سنگھ
سنچالک: پشپا سنگھ
۷ گنیش پرساد سنگھ : خیال
۸ اور شام ۶-۱۵
نیتا بنرجی : سگم سنگیت

شام
۷ کھیتی گرہستی
'سمسیا سمادھان'
اے۔ این۔ تیواری
۱۰ ستیش سندوار : وائلن
مالنسی چٹرجی : خیال
للن پرساد مشر : طبلہ

منگل ۱۹ اگست

صبح
۷ شو نارائن سنگھ : ستار وادن
۸ اور شام ۶-۱۵
کرشن چودھری : سگم سنگیت

بدھ ۲۰ اگست

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
پرہلاد پرساد مشر : خیال
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
محمد نصیر الدین : سگم سنگیت

شام
۷-۰۰ کھیتی گرہستی
'جانکاری کی باتیں'
وجیا نند دوبے

جمعرات ۲۱ اگست

صبح
۷-۰۵ انور حسین : سارنگی
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
کلپنا چٹرجی : سگم سنگیت

شام
۷-۰۰ کرشی سماچار : سیتارام یادو
سمسیا سمادھان
سوریہ نارائن شرما
۸-۰۵ کویتا : ایس۔ این۔ جھا

جمعہ ۲۲ اگست

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شنکر مشر ناہر : خیال
۸-۲۱ راحت علی، اوشا نندن
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ شیامل کمار بنرجی : گٹار

شام
۶-۳۰ چوپال : گھر زندہ
بچوں کی بات چیت : بی کے شرما
پہیلیاں اور چٹکلے

چترا نند سنگھ جھا
۷-۰۰ دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
از وجے نند دوبے

ہفتہ ۲۳ اگست

صبح
۷-۰۵ صابری خاں : سارنگی

شام
۶-۳۰ پتر واتر : پاروتی سنہا
۷-۰۰ جانکاری کی باتیں
وجے نند دوبے

اتوار ۲۴ اگست

صبح
۷-۰۵ شتروجے پرساد سنگھ : پکھاوج
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
گوربچن سنگھ : سگم سنگیت

شام
۶-۳۰ بھوجپوری ناٹک
۷-۰۰ کھیتی گرہستی

پیر ۲۵ اگست

صبح
۶-۴۵ کہانی از ستیش راج پشکرن
۷-۰۵ نرملا اردن : ٹھمری دادرا
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
سنتوش کمار رستوگی
سگم سنگیت

شام
۸-۰۵ 'رول آف دی یوتھ ان نیشنل
انٹگریشن' : انگریزی تقریر
از ابخو جھا
۱۰-۰۰ ایس۔ پی۔ جیسوال : وائلن
ستیہ بھون پاٹھک : طبلہ

منگل ۲۶ اگست

صبح
۷-۰۵ گنگا دھر پاٹھک : خیال
چتر اکماری : طبلہ
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
مہاویر پرساد : سگم سنگیت

شام
۶-۳۰ من چاہے گیت
لوک گیتوں پر مبنی
۷-۰۰ دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
از سوریہ نارائن شرما

بدھ ۲۷ اگست

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
اندرانل بھٹاچاریہ : ستار
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
مکند دت دواری : بھجن

شام
۶-۳۰ مہیلاؤں کے لئے
گھریلو سجھاؤ : شانتی دیوی

جمعرات ۲۸ اگست

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
رام نریش مشر : خیال
پیارے حسین : طبلہ
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
انجن جھا : سگم سنگیت

شام
۶-۰۰ کھیتی گرہستی : سیتارام یادو
۸-۰۵ بہار راجیہ کا ڈیری ادیوگ
تقریر از جے۔ ایس۔ بنجر تھ

جمعہ ۲۹ اگست

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
سیارام تیواری : دھرپد
رام جی اپادھیائے : پکھاوج
۸-۲۱ غلام علی : سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ دلو ونارائن سنگھ : گٹار

ہفتہ ۳۰ اگست

صبح
۷-۰۵ لوک ناتھ کپور : ستار

شام
۶-۳۰ لوک بھاشا کوی گوشٹھی

اتوار ۳۱ اگست

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
نیلما لاہڑی : خیال
۸-۲۱ اور رات ۸-۱۵
لتیکا جھا : سگم سنگیت

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال (الف) ۲۰۲۶۰ میٹر ۱۴۸۵ کلوہرٹز بھوپال (ب) ۲۲۳۱۲ میٹر ۱۲۳۳ کلوہرٹز
شارٹ ویو:
صبح: ۴۵-۶ سے تک ۵۰ء۹۰ میٹر ۳۳۱۵ کلوہرٹز ۸-۰۰ کے بعد ۰۱ء۵۰ میٹر ۵۹۹۰ کلوہرٹز
دوپہر: ۸ء۷۱ میٹر ۴۱۸۰ کلوہرٹز شام اور رات ۵۰ء۹۰ میٹر ۳۳۱۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، ۹-۰۵ (پادلیشک) دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتہ کو)
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتہ کو)

ہفتہ ۱۶ راگست

صبح

۷-۴۵ بیگم اختر: ٹھمری
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
ٹی۔ پی۔ بنرجی: سگم سنگیت

دوپہر

۲-۲۰ وملا دیوی سکسینہ: لوک گیت

اتوار ۱۷ راگست

صبح

۹-۵۰ اور دوپہر ۱-۱۰
حفیظ احمد خاں: خیال

دوپہر

۲-۰۰ نرملا دوبولیا: سگم سنگیت
۲-۳۰ چندر کلا ساہو: لوک گیت

رات

۸-۲۰ سوپان: سادھنا کا اجالا
اشوک ترنگی
۹-۳۰ دبھاوری: کویتا
اونیاش پانڈے
پوار راجستھان
۱۰-۰۰ ششی موہن بھٹ اور
وشوموہن بھٹ: یگل بندی

پیر ۱۸ راگست

صبح

۷-۰۵ ڈاکٹر لکشمی نارائن دوبے
ہندی تقریر
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
مشتاق حسین: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
پدما ننگندوار: ستار

دوپہر

۱-۱۰ درپن
۲-۳۰ لوک گیت: دبھا شرما

منگل ۱۹ راگست

صبح

۷-۰۵ ترنگ ہوھوکا
از شنکر لال ناگرا
پیش کش: مقبول حسن
۷-۳۰ جیتندر ابھیشیکی: شاستریہ گائن
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
سروج راجاوت: لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
مہوا مکھرجی: سگم سنگیت
۹-۳۰ اردو پروگرام: بزم سخن
شاہد ساگری، شفیع بھارتی
حبیب ترنم، سیفی سرونجی

دوپہر

۱۲-۳۰ مجیب خاں: کلارنٹ وادن

بدھ ۲۰ راگست

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
راجیندر کمار نیرانگ وساتھی
لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
گنیش دت جوشی: سگم سنگیت
۸-۳۰ سجن لال برہمبھٹ: خیال

رات

۱۰-۳۰ بلرام پاٹھک: ستار

جمعرات ۲۱ راگست

صبح

۷-۰۵ سواگت: بھیشم سنگھ چوہان
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
درگا پرساد پھولیے اور ساتھی
لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
مینا بھٹاچاریہ: سگم سنگیت
۹-۳۰ سعید خاں: ٹھمری، کھیروی

رات

۱۰-۳۰ رام نارائن: سارنگی

جمعہ ۲۲ راگست

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
سنگیتا کٹھالے: خیال دبھاس
۹-۳۰ اردو پروگرام: طلسم ہوش ربا
(حصہ ۴) از قمر احسن
پیش کش: اقبال مجید

دوپہر

۱۲-۳۰ دیوبرت چودھری: ستار
۲-۳۰ اور رات ۸-۳۰
بہاری لال راؤ: سگم سنگیت
۲-۳۰ کرن دیویدی لوک گیت

ہفتہ ۲۳ راگست

صبح

۷-۴۵ بالا صاحب پونچھوالے: خیال
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
سپریا بوس: سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ منی شنکر: لوک گیت

اتوار ۲۴ راگست

صبح

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

دوپہر

۱-۱۰ ضمیر خاں: گائن
۲-۰۰ کوند بھارتی: سگم سنگیت
۲-۳۰ چندر کانت پر پیار: لوک گیت

رات

۸-۰۰ انگریزی تقریر: ڈاکٹر حامد حسین
۸-۳۰ سوپان: مدھیہ پردیش میں
نشیلے پدارتھ
۹-۲۰ دبھاوری: ڈاکٹر رام چندر مالویا
دنیش شریواستو: کویتا
سوم دت ترپاٹھی

پیر ۲۵ راگست

صبح

۷-۰۵ آدھونک ارتھ شاستر
شادی کی ورش گانٹھ کا
ہندی تقریر: لطیف گھونگھی
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
منجولا پھوٹی: سگم سنگیت
۸-۳۰ سندر لال سونی: ستار

دوپہر

۲-۳۰ ششی شریواستو: لوک گیت

رات

۱۰-۰۵ شری رام کرشن پرم ہنس: ناٹک
از چندر پرکاش ورما
پیش کش: کملا سکسینہ

منگل ۲۶ راگست

صبح

۷-۰۵ ترنگ: ہنسی کا خزانہ
توتو میں میں: جناب کالے
پیش کش: کملا سکسینہ
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
کملا بائی مشرا و سہیلیاں
لوک گیت
۸-۲۰ اور دوپہر ۲-۰۰
کشن بھٹ: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام: چند لطیفے
تقریر: جی۔ ایم۔ نغمی
مزاحیہ کلام: سالک بھوپالی
نکاہیہ

بدھ ۲۷ راگست

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
پنڈت کلیان جی گوسوامی
لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
سروج راجاوت: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰

آر۔ کرشنن : خیال

رات

۱۰-۳۰ دھیانیش خاں : سرود

جمعرات ۲۸ر اگست

صبح

۷-۰۵ سواگت : اومکار پرشاد کھیڑا

۷-۴۵ اردو دوپہر ۳۰-۲

شیلا شریواستو اور سشما سہنا

لوک گیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲

رضا رامپوری : سگم سنگیت

۸-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰

وی۔ آر شیولیکر : وائلن

رات

۱۰-۳۰ شروتی لواسر نائیک : خیال

جمعہ ۲۹ر اگست

صبح

۷-۰۵ اور دوپہر ۳۰-۱۲

بلرام ناگ دیو : خیال رام کلی

دوپہر

۲-۰۰ وندنا شکلا : سگم سنگیت

۲-۳۰ منجولا شریواستو : لوک گیت

۸-۳۰ اردو پروگرام : کہکشاں

بات چیت : یگانہ چنگیزی کا فن

افسانہ : کلام شاعر : اسماعیل ذبیح

ہفتہ ۳۰ر اگست

صبح

۷-۴۵ نرملا دیوی : ٹھمری بھیرویں

۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲

رام کشن چندیشری : سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ جسودا بائی گڑیا اور سہیلیاں

لوک گیت

۸-۳۰ جاگتے رہو : روپک

از سدھیر سکسینہ

پیش کش : ششانک

اتوار ۳۱ر اگست

صبح

۹-۵۰ اچھے پچھڑے : بانسری

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

(آگے ص ۴۷ پر)

(آگے ص ۴۷ پر)

شملہ

میڈیم ویو : ۲ر۳۸۷ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز

شارٹ ویو : صبح ۳۰-۷ تک اور شام ۳۰-۶ کے بعد رات تک ۹ر۹۳ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز

صبح ۴۵-۷ کے بعد دوپہر ۴۵-۴ تک اور شام ۰۰-۵ کے بعد

۸۳ر۴۹ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

ہفتہ ۱۶ر اگست

صبح

۷-۱۰ حفیظ احمد خاں : گائن

۸-۳۵ مراٹھی لوک گیت

رات

۸-۳۵ شوبھا گرتو : گیت، غزل

۹-۱۶ ہم درشن : علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ اماشنکر مشرا : ستار

اتوار ۱۷ر اگست

صبح

۷-۱۰ بھولا ناتھ : بانسری

۸-۳۵ مکند لال نکڑا : گیت، غزل

۹-۴۵ وگیان اور جیون

۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

شام

۷-۰۵ پریوار کلیان پر مبنی فیچر

کالی کھانسی کے تین ٹیکے

۹-۱۶ ہندی تقریر

۹-۳۰ گیت پہاڑا رے

فرمائشی پہاڑی گانوں کا پروگرام

پیر ۱۸ر اگست

صبح

۷-۱۰ استاد امیر خاں : گائن

۸-۳۵ شبد

شام

۴-۳۰ چنو منو

۷-۰۵ کھلا آکاش : شنکر سین گلایا

۸-۳۰ سیتا کوہلی : گیت، غزل

۹-۱۶ انگریزی تقریر

منگل ۱۹ر اگست

صبح

۷-۱۰ بسر کنا دھر چودھری : وائلن

۸-۳۵ رام رتن : گیت، بھجن

دوپہر

۲-۴۰ ایک کلاکار

سنگیت کار : بھرت دیاس

رات

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۱۶ ہندی تقریر

۱۰-۰۰ ارون کمار سیوک

بدھ ۲۰ر اگست

صبح

۷-۱۰ ایم۔ ایل وسنتا کماری

کرناٹک سنگیت

۸-۳۵ اسپورٹس ریڈیو

شام

۷-۰۵ فرمائشی گیت اور خطوں کے جواب

۸-۳۰ اجیت کور : سگم سنگیت

۹-۱۶ گھر آنگن

تحریر : اونکار لال بھاردواج

جمعرات ۲۱ر اگست

صبح

۷-۱۰ سریندر شنکر اوستھی : گائن

۸-۳۵ ریشماں : پنجابی گیت

دوپہر

۲-۴۰ ایک کلاکار : سریش واڈیکر

رات

۸-۳۰ محمد خیات خاں قوال اور ساتھی

قوالیاں

۱۰-۰۰ ہماچلی لوک گیت

جمعہ ۲۲ر اگست

صبح

۸-۲۱ ہمیں لکھئے

۸-۲۵ اور رات ۳۰-۹

سوم درت بٹو : سگم سنگیت

۹-۱۵ محفل

دوپہر

۲-۴۰ مہلا سمیلن : ڈاکٹر کی رائے

رات

۹-۱۶ ہندی تقریر

ہفتہ ۲۳ر اگست

صبح

۷-۱۰ واسودیو ریش پانڈے : گائن

۸-۳۵ ہریانوی لوک گیت

۹-۱۵ تھرکن : فلمی گانے

رات

۸-۳۰ افروز بانو : سگم سنگیت

۹-۳۰ لال گڈی جیارمن رام : وائلن

اتوار ۲۴ر اگست

صبح

۷-۱۰ روی شنکر : ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ بال گوپال

۲-۰۰ دنیتا منڈل

شام

۷-۰۵ کوی گوشٹھی

پیر ۲۵ر اگست

صبح

۷-۱۰ گرجا دیوی : گائن

۹-۳۵ بھائی ترلوچن سنگھ اور ساتھی

شبد

شام

۶-۰۵ وگیان جگت

۸-۳۰ اپراجیتا گھوش : سگم سنگیت

۹-۴۵ نینا دیوی : کلاسیکی موسیقی

۱۰-۰۰ شورام : بانسری

منگل ۲۶ر اگست

صبح

۷-۱۰ سنیل مکھرجی : سرود

۷-۴۰ پریوار کلیان پر مبنی بھینٹ وارتا

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر: میڈیم ویو: ۴۳ر۴۲۷ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲۲ر۲۲۲ میٹر ۱۳۵۰ کلو ہرٹز
۴ر۲۳۳: میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۴ر۲۰۹ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵-۶ اور ۲۰-۶ (پرادیشک) رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱
پنجابی : صبح ۳۰-۸ دوپہر ۴۰-۱ شام ۱۰-۶ (پرادیشک) اور شام ۳۰-۷
انگریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ اور رات ۰۰-۹، ۰۰-۱۱
اردو : صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹ (خبریں) ۲۵-۹ (تبصرہ
روزگار سماچار: شام ۳۰-۷

ہفتہ ۱۶ر اگست

صبح
۳۰-۴ اور شام ۰۰-۵
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے (روزانہ)
۴۵-۶ مانس گان (روزانہ)
۳۰-۷ اور دوپہر ۲۵-۱۲
ودیا ساگر رامپال
بھجن اور حزبیں
۴۵-۷ محمد سلیم قوال اور ساتھی: کافی
۰۵-۹ اور شام ۳۰-۴
جگموہن سہگل: ستار

دوپہر
۳۰-۲ پرادیشک سنگیت

شام
۴۵-۴ پیارا سنگھ جلال آبادی
لوک گیت
۴۵-۷ ونایک راؤ پٹوردھن: خیال
۳۰-۹ اوشا شنکر مشرا: ستار

اتوار ۱۷ر اگست

صبح
۰۵-۷ امرت بودھ
۱۵-۷ پنکھڑیاں: میگزین پروگرام
۰۵-۹ استاد عبدالکریم خاں: گائن
۱۵-۹ بال جگت
۰۰-۱۰ چانن رشماں: زراعتی میگزین
پروگرام
۳۰-۱۰ تہاڈی فرمائش

دوپہر
۲۰-۱۲ سورن لتا: لوک گیت
۳۰-۲ سورن بابا: لوک گیت

شام
۱۵-۸ پٹاری: رنگارنگ پروگرام
۳۰-۱۰ گنیش رام چندر بہرے بوا
خیال

پیر ۱۸ر اگست

صبح
۱۵-۷ انتی دی راہ تے
۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
باگیشوری دیوی: ٹھمری اور دادرا

دوپہر
۳۰-۲ ہنس رات ہنس: لوک گیت

رات
۳۰-۹ مراد: پنجابی میں ڈرامہ
آئی سی۔ نندہ
۳۰-۱۰ پورن چند گورد کی وڈالی،
اور ساتھی: لوک گیت

منگل ۱۹ر اگست

صبح
۳۰-۷ محفل

دوپہر
۳۰-۱۲ ترنجن: دیہاتی مستورات کے
لئے پروگرام
۳۰-۲ منموہن کور: لوک گیت

شام
۴۵-۴ لال چند یملا جٹ اور ساتھی
لوک گیت
۳۰-۹ وگیان جگت: سائنس میگزین
پروگرام
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی
ارون کانت سیوک: گائن

بدھ ۲۰ر اگست

صبح
۱۵-۷ قدم قدم پڑا پڑا
۳۰-۷ اور رات ۴۵-۷
شوکت علی متوئی: کافیاں
۰۵-۹ اور ۳۰-۱۰
کیشو چندر: خیال

دوپہر
۳۰-۲ بچن سنگھ بچن: لوک گیت

شام
۳۰-۴ پھلجھڑی: چھوٹے بچوں کے لئے
پروگرام
۳۰-۹ تہاڈی فرمائش

جمعرات ۲۱ر اگست

صبح
۱۵-۷ جی آئیاں نوں
۰۵-۹ اور شام ۳۰-۴
ایس۔ کے دتہ: ستار

دوپہر
۳۰-۲ موہن سنگھ جھنڈیر و ساتھی
لوک گیت

شام
۴۵-۴ منوہر لال منوہر: لوک گیت
۵۰-۷ ہربھجن لال: کافی
۰۰-۸ سرجنا: پنجابی میں ادبی میگزین
پروگرام
۳۰-۹ کھیل میگزین کا نیشنل پروگرام

۳۵-۸ شانتی وشٹ: سگم سنگیت
۱۵-۹ راگ چھایا: فلمی گانے

دوپہر
۴۰-۲ ایک کلاکار
گیت کار: آنند بخشی

رات
۳۰-۸ شانتی وشٹ: سگم سنگیت
۰۰-۱۰ پردیپ مارگنی: بانسری

بدھ ۲۷ر اگست

صبح
۱۰-۷ آر۔ کے سوریہ نارائن: وینا

شام
۰۵-۷ فرمائشی گیت اور خطوں کے جواب
۲۵-۷ کرشی جگت: جانکاری رائے
۳۰-۸ مینا کپور: سگم سنگیت

جمعرات ۲۸ر اگست

صبح
۱۰-۷ غلام مصطفےٰ خاں: گائن
۲۱-۸ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۲۵-۸ جگجیت سنگھ زیروی
پنجابی گانے
۱۵-۹ مسکان

دوپہر
۴۰-۲ ایک کلاکار
سنگیت کار: لکشمی کانت پیارے لال

رات
۳۰-۸ لچھی رام سیلم: سگم سنگیت
۱۶-۹ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۲۹ر اگست

صبح
۲۱-۸ ہمیں لکھئے
۳۵-۸ اور رات ۳۰-۸
شانتا آر سنگھ: سگم سنگیت
۱۵-۹ محفل

رات
۳۰-۹ فیچر
۰۰-۱۰ پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۳۰ر اگست

صبح
۱۰-۷ واچس پتی شرما: ستار

(آگے ص ۳۹ پر)

۱۰-۱۵ کلونت سنگھ بیدی
لوک گیت

جمعہ ۲۲ راگست

صبح
۷-۱۵ اجل یاداں
۷-۴۵ گیان وگیان
۸-۵۰ سوندر سنگھ: لوک گیت
۹-۰۵ بلبیر سنگھ کسی: خیال
دوپہر
۱۲-۲۰ چندرکانتا کپور: لوک گیت
۲-۳۰ باغ سنگھ: لوک گیت
شام
۴-۴۵ جگجیت کور: لوک گیت
۷-۴۵ ارشاد رحمت قوال وساتھی: کافی
۹-۳۰ چکرویو: ہندی میں ڈرامہ
از بی۔ایل۔ملھوترہ
۱۰-۱۵ چمن لال گورداسپوری اور ساتھی: لوک گیت

ھفتہ ۲۳ راگست

صبح
۷-۳۰ اور رات ۷-۴۵
رتن لال دیپک: غزلیں
۸-۲۰ اور دوپہر ۱۲-۴۵
بھائی بلدیو سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
رام لبھایا: کلارنٹ
۹-۲۰ مانک ورما: خیال
دوپہر
۲-۳۰ پرادیشک سنگیت
شام
۴-۴۵ بھوپندر سنگھ چھاپا اور ساتھی
لوک گیت
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام
لال گڈی: جیارامن: وائلن

اتوار ۲۴ راگست

صبح
۶-۰۵ آرادھنا
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۱۵ پنکھڑیاں
۹-۰۵ ڈی-وی پلسکر: گائن
۹-۱۵ بال جگت

۱۰-۰۰ چانن رشماں: زراعتی میگزین پروگرام
۱۰-۳۰ تہاڈی فرمائش
دوپہر
۱۲-۲۰ سنت سنگھ بندرا: لوک گیت
۲-۳۰ محمد صدیق: لوک گیت
رات
۸-۱۵ گیت ساڈے پسند تہاڈی
۱۰-۳۰ استاد فیاض خاں: گائن

پیر ۲۵ راگست

صبح
۷-۱۵ انتی دی راہ تے
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
پرکاش وڈھیرا: بانسری
دوپہر
۲-۳۰ چندرشیکھر: لوک گیت
شام
۴-۳۰ بالواڑی: دیہاتی بچوں کیلئے پروگرام
۹-۳۰ طوفان توں بعد: پنجابی میں ڈرامہ: جگدیش چندر
۱۰-۱۵ پورن شاہکوٹی: لوک گیت

منگل ۲۶ راگست

صبح
۷-۳۰ ساڈا دیش ساڈی سبھیتا
۹-۰۵ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر: خیال
دوپہر
۲-۳۰ اکبر علی جودھاں: لوک گیت
شام
۴-۴۵ بلبیر سنگھ: لوک گیت
۹-۳۰ ہندی میں مذاکرہ
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۷ راگست

صبح
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شیام لال: شہنائی
دوپہر
۲-۳۰ جسونت رائے بیگانہ وساتھی
بھیٹاں
رات
۷-۴۵ رتنیکا تیواڑی: غزلیں

۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

جمعرات ۲۸ راگست

صبح
۷-۱۵ پنڈ دی نہار
۷-۴۵ سدھیر کوشل: پنجابی غزلیں
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
بلبیر سیٹھ: خیال
دوپہر
۲-۳۰ گیان سنگھ کنول: لوک گیت
شام
۴-۴۵ گوردیو سنگھ کوئل: لوک گیت
۸-۰۰ پرہری: ہندی میں ادبی میگزین
۹-۳۰ ہتیا ایک وچار کی
ہندی میں ڈرامہ
از چیتو مودی

جمعہ ۲۹ راگست

صبح
۷-۱۵ اجل یادیں
۸-۵۰ ستیش چندر: لوک گیت
۹-۲۰ ادبی کپور: ٹھمری
دوپہر
۱۲-۳۰ ہنس راج ہنس: لوک گیت
۲-۳۰ رنگلا سنگھ مان: لوک گیت
شام
۴-۴۵ بلدیو سنگھ: لوک گیت
۷-۴۵ محمد سلیم قوال اور ساتھی: کافی
۹-۳۰ شیام اور گھنشیام
ہندی میں ڈرامہ
از ٹی لال نرمان
۱۰-۱۵ رمیش رنگیلا اور ساتھی
لوک گیت
۱۰-۳۰ شوکمار شرما: سنطور

ھفتہ ۳۰ راگست

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
ہرچند سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۷-۴۵ لوک گیت
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
سوہن سنگھ: خیال
شام
۴-۴۵ سول چند بھٹی: لوک گیت

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام
راگیشوری دیوی
ہلکی کلاسیکی موسیقی

اتوار ۳۱ راگست

صبح
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۱۵ پنکھڑیاں
۹-۱۵ بال جگت
۱۰-۰۰ چانن رشماں: زراعتی میگزین پروگرام
۱۰-۳۰ تہاڈی فرمائش
دوپہر
۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۳۰ لوک گیت
رات
۸-۱۵ گیت ساڈے پسند تہاڈی

بقیہ: شملہ

۸-۳۵ بہار کے لوک گیت
رات
۸-۳۰ بھوشن مہتہ: سگم سنگیت
۹-۱۶ ہم درشن: علاقائی ریڈیو نیوزریل
۹-۳۰ راگیشوری دیوی: گائن

اتوار ۳۱ راگست

صبح
۷-۱۰ کمار گندھرو: گائن
۸-۳۵ سنت رام شرما: گیت، غزل
۱۱-۰۰ پریوار کلیان پر ہندی ڈرامہ
دوپہر
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل
رات
۸-۳۰ آپ کا پتر ملا
۹-۱۶ ہندی تقریر
۹-۳۰ فرمائشی پہاڑی گانے

[redacted]

خط وکتابت کرتے وقت اپنا
نام صاف وخوشخط
تحریر کیجئے

[redacted]

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) : ۲۰۳٫۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۲۲۶٫۴ میٹر ۱۳۲۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷٫۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

ہفتہ ۱۶ر اگست

صبح
۷-۰۵ دوپہر ۳۰-۱۱ اور شام ۳۰-۶
کلاسیکی موسیقی
۷-۳۵ راجستھلی
۷-۴۵ سبدھو سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ لکشمی نارائن: لوک گیت

شام
۵-۰۵ بات چیت: راجستھان کا
یا دیہ ورن
۸-۱۵ انگریزی تقریر

اتوار ۱۷ر اگست

صبح
۷-۳۰ اور ۳۰-۱۰
کلاسیکی موسیقی
۷-۳۵ ہندی میں تقریر
۹-۱۵ مکل
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

دوپہر
۱۲-۰۰ ادھونک جیون اور مانسک
الجھنیں

شام
۹-۳۰ اردو کی صحافتی تاریخ کا ایک
سنہری دور: کلام شاعر
وارث علی وارث: اردو
میں تلفظ کی اہمیت
۱۰-۰۰ راجستھان کا دیہ فیچر
از کلیان سنگھ راجاوت

پیر ۱۸ر اگست

صبح
۷-۳۵ راجستھان کا دیہ پاٹھ

دوپہر
۱-۱۰ موہن سنگھ: لوک گیت

شام
۵-۰۵ آیئے ان سے ملیں
سابق کرکٹ کھلاڑی
ونو دمہرا سے
۶-۳۰ گووبند: راجستھانی فرمائشی
لوک گیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۹ر اگست

صبح
۷-۰۵ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ اور دوپہر ۴۰-۱
گووندسنگھ راٹھور: لوک گیت

شام
۵-۰۵ میرا دیو سائنک جیون
جگ روپ سنگھ
۹-۳۰ سندھی پروگرام

بدھ ۲۰ر اگست

صبح
۷-۰۵ دوپہر ۳۰-۱ اور رات ۳۰-۱۰
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ روپ نارائن بینا اور ساتھی
لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ کنہیا لال رانا: لوک گیت

جمعرات ۲۱ر اگست

صبح
۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ ردی پرکاش ناگ
لوک گیت

شام
۶-۳۰ سندھی پروگرام

جمعہ ۲۲ر اگست

صبح
۷-۳۵ راجستھانی کہانی
۸-۲۱ رام سنگھ اور ساتھی
لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ کیلاش چند کوہلی: لوک گیت

شام
۵-۰۵ اپنی دھرتی
جموں کشمیر: لکھو فیچر از انندسیال
۶-۳۰ گوربند: راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی پروگرام

ہفتہ ۲۳ر اگست

صبح
۷-۰۵ دوپہر ۳۰-۱۱ اور شام ۳۰-۶
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ بھگوان سنگھ اور ساتھی
لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ درگا پرساد ڈاگا: لوک گیت

شام
۵-۰۵ یووا پیڑھی اور نشہ
۸-۱۵ انگریزی تقریر

اتوار ۲۴ر اگست

صبح
۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
کلاسیکی موسیقی
۷-۳۵ ہندی میں تقریر
۹-۱۵ مکل: بچوں کا پروگرام
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

دوپہر
۱۲-۰۰ مہلا جگت

شام
۹-۳۰ کلام شاعر: افضل جے پوری
داستانوں کا زوال
اردو میں تقریر

پیر ۲۵ر اگست

صبح
۷-۰۵ دوپہر ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۱۰
کلاسیکی موسیقی
۷-۳۵ جاگی آنکھ آزادی کی سیکر فیلو میر

شام
۶-۳۰ گوربند: راجستھانی فرمائشی
لوک گیتوں کا پروگرام

منگل ۲۶ر اگست

صبح
۷-۰۵ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۵ اور ۱۵-۹
ہلکی موسیقی
۸-۲۱ گوپال لال ڈانگی اور ساتھی
لوک گیت

شام
۹-۰۵ ہنستے ہنسایئے اور گنگنایئے
۹-۳۰ سندھی پروگرام

بدھ ۲۷ر اگست

صبح
۷-۰۵ دوپہر ۳۰-۱ اور رات ۳۰-۱۰
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ رام کمار سونڈا: لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ اندر کمار شرما: لوک گیت

شام
۵-۰۵ میرے لوا کال کے رو چک
ان بھو: ایچ۔ کے۔ لال
۹-۱۶ غزل

قلم کار حضرات!
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں "آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

جمعرات ۲۸ راگست

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
کلاسیکی موسیقی

۸-۲۱ رام لال اور ساتھی: لوک گیت

رات

۹-۱۶ کھلا آکاش

جمعہ ۲۹ راگست

صبح

۷-۰۵ دوپہر ۳۰-۱ اور رات ۳۰-۱۰
کلاسیکی موسیقی

۹-۱۵ ہلکی موسیقی

۱-۱۰ دینا ناتھ ڈانگی: لوک گیت

شام

۵-۰۵ انکی نظر میں سماجک چیتنا

۶-۳۰ گور بند: راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی پروگرام

۹-۳۰ راجستھانی کوی گوشٹی

ہفتہ ۳۰ راگست

صبح

۷-۰۵ دوپہر ۳۰-۱ اور شام ۳۰-۶
کلاسیکی موسیقی

۷-۳۵ راجستھانی تقریر

۸-۲۱ بابولال رانا اور ساتھی
لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ کشن گوپال ڈانگی: لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی: وگیان سماچار

۸-۱۵ انگریزی تقریر
از ڈاکٹر آر۔ این۔ سنگھ

اتوار ۳۱ راگست

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
کلاسیکی موسیقی

۷-۳۵ ہندی میں تقریر

۹-۱۵ مکل

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ مہیلا جگت

رات

۹-۳۰ اردو مشاعرہ

سورت گڑھ

۲۷۔ ۳۲۵ میٹر ۹۱۸ کلو ہرٹز

ہفتہ ۱۶ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن: ہیرالال کوشک

۷-۳۰ کھلا آکاش اسوتنتر تر راجستھانی
کویتا: کہانی: کویتا

۸-۲۱ مردمنگل: منی لال و ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ دھان کی فصل کو روگوں سے بچائیں
کھیت کھلیان

شام

۵-۳۰ یووا وانی: مجھے شکایت ہے

۸-۱۵ مہدی حسن: سگم سنگیت

اتوار ۱۷ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن: ہیرالال کوشک

۷-۳۰ اپرادھ کا منو وگیان
مانسک وکرتیاں: ہندی تقریر

۸-۲۱ مردمنگل: علاء الدین لنگا و ساتھی

دوپہر

۲-۲۰ مردمنگل: گوری دیوی

رات

۱۰-۳۰ اتہاس کے پنے: جے پرکاش دوبے

پیر ۱۸ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن: ہیرالال کوشک

۷-۳۰ روچک سنسار: سمدر تل کا
ہندی تقریر

۸-۲۱ مردمنگل: ارملا کھنہ

دوپہر

۱-۳۰ شاستریہ سنگیت
بسم اللہ خاں: شہنائی

۱-۵۰ کھیت کھلیان
دلہنی فصلوں سے ادھک اپادن
کیسے؟ از ایم۔ ایس۔ ورما

۲-۲۰ مردمنگل: سنیہہ لتا شرما

شام

۵-۳۰ پتر دتر: روزگار سماچار
یووا وانی

۶-۱۵ چوپال: کہانی: از موہن آلوک
دمہ روگ۔ کارن و ندان
بات چیت: از ڈاکٹر ایم۔ پی۔
اگروال

۷-۲۵ مردمنگل: شیام لال رانا

۱۰-۰۰ شاستریہ سنگیت
گنگو بائی ہنگل: گائن
ہمانشو بسواس: بانسری

منگل ۱۹ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن: از ہوتی لال شرما

۷-۲۰ کھیل جگت

۸-۲۱ مردمنگل: سوہن سنگھ

دوپہر

۱-۱۰ ارجا کی بچت کے لئے ادھونک
طریقے راجکماری سے ملاقات

۱-۵۰ کھیت کھلیان: باجرے کی
فصل کو روگوں سے بچائیں

۲-۲۰ مردمنگل: پشپا دیاس

شام

۵-۳۰ یووا وانی: کیا یووا اسنتولت
ہیں؟: تقریر از جے۔ پی۔ جین
سنگیت سمن از سلیکھا مکھرجی

۶-۱۵ چوپال: کرشی وگرامین وکاس
میں روگوں کی روک تھام
پودوں کا یوگ دان
از کے۔ ایل۔ گودارا
کپاس کی فصل میں روگوں کی
روک تھام
از ڈی۔ پی۔ چودھری

۷-۲۵ مردمنگل: رادھے شیام

۸-۱۵ سگم سنگیت: اندر سنگھ

۹-۱۶ ان کی دنیا ان کی باتیں

بدھ ۲۰ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن: از ہوتی لال شرما

۷-۳۰ روگ اور ندان۔ رتی روگ
ہندی تقریر: ڈاکٹر راکیش بنسل

۸-۲۱ مردمنگل: لکشمی نارائن

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان
مونگ پھلی کی فصل میں کیٹ نینترن
کیسے؟ از ڈاکٹر اوپی وشیہ

۲-۲۰ مردمنگل: سویتا چندیل

شام

۵-۳۰ کویتا: پون پروہت
کہانی: کماری بنکل بھتیجہ

۶-۱۵ چوپال: آپنو کھیتی آپنی بات
برج لال چھنپا

۱۰-۰۰ ہیرا دیوی مشر: گائن

جمعرات ۲۱ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن: از ہوتی لال شرما

۷-۳۰ گیان وگیان

۸-۲۱ مردمنگل: لکشمی نارائن

دوپہر

۱-۵۰ باجرے کی فصل کو روگوں سے
بچائیں: تقریر: پرکاش چندر

شام

۵-۳۰ یووا وانی: مجھے شکایت ہے

۶-۱۵ چوپال: گاؤں گاؤں کی جھانکی

۷-۲۵ مردمنگل: گنپت لال و ساتھی

۱۰-۰۰ کندن لال شرما: گائن

جمعہ ۲۲ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن

۷-۳۰ احمد نگر بیہڑن: ہندی تقریر
از اشوتوش بھارگو

۸-۲۱ مردمنگل: ڈونگر رام بھاٹ

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان: گنے کی فصل کو

روگوں سے بچائیں: تقریر
راوت رام بینی وال
۲-۲۰ مردمنگل: ایوب بن شیر خانی

شام

۵-۳۰ یوواوانی: مہک
۶-۱۵ چوپال: بات چیت
دھان کی فصل میں کھاد کا پریوگ
کیسے کریں۔
از اے۔ ایس۔ کے۔ کوشک
تل کی کھیتی سے ادھک اُپادن
بھاگیرت ریواڑ
۷-۲۵ مردمنگل: علی محمد
۹-۱۶ یہ بھی جانیئے

ہفتہ ۲۳ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن
۷-۳۰ آپ کے لئے ہے بیٹک تھارن
سو یدھائیں
از بنا ناتھ سدھو
۸-۲۱ مردمنگل: کلا راٹھور

دوپہر

۱-۵۰ پھل برکچھ میں کھاد وارورک
کب اور کتنا
از ڈاکٹر ایچ۔ او۔ گوتم
۲-۲۰ مردمنگل: کمل سومانی

شام

۵-۳۰ یوواوانی: مچار سمن
۶-۱۵ ٹابرٹولی: کرشی پرشنوتری
۶-۲۵ مردمنگل: پورن رام مہرڑا
۸-۱۵ عبدالحفیظ: سگم سنگیت
۹-۱۶ ہمارے پرو ہمارے گرو

اتوار ۲۴ راگست

صبح

۶-۲۵ چنتن
۷-۳۰ ایسی بھی کیا جلدی ہے
پڑھائی کی: ہندی مزاحیہ تقریر
از مدن اروڑا

۷-۴۰ درپن
۸-۲۱ مردمنگل: پشپا ویاس

دوپہر

۲-۳۰ مردمنگل: پربھولال ڈانگی

شام

۱۰-۰۰ من بھاون
۱۰-۳۰ اتہاس کے پنے
از جے پرکاش دوبے

پیر ۲۵ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن: گوپال شرما
۷-۳۰ نیائے اپ سیتی کے قانون و
فوجداری ادھکار: ہندی تقریر
از چندر نارائن ماتھر
۸-۲۱ مردمنگل: ہوری لال

دوپہر

۱-۳۰ شیو کمار شرما: سنطور
۱-۵۰ کھیت کھلیان: کھڑی فصلوں
میں پوشک تتووں کی کمی پورتی
تقریر از ڈاکٹر وجے کمار
۲-۲۰ مردمنگل: نرملا ناگپال

شام

۵-۳۰ یوواوانی: پترو تر
روزگار سماچار
۷-۲۵ مردمنگل: سہی رام بھاٹ
۱۰-۰۰ لکشمی شنکر: شاستریہ سنگیت

منگل ۲۶ راگست

صبح

۶-۲۵ چنتن: گوپال شرما

۷-۳۰ کھیل جگت
۸-۲۱ مردمنگل: پرتاپ سنگھ راٹھور

دوپہر

۱-۱۰ گھر آنگن: سیمت پریوار اور
مہیلاؤں کا یوگ دان
از مالتی
۱-۵۰ کھیت کلیان: ہری کھاد کب
اور کیسے پریوگ کریں
از محمد انور
۲-۲۰ مردمنگل: شیل ماتھر

شام

۵-۳۰ وگیان پتریکا: ارجائے نئے
سترت کپمن درما
وگیان کے نئے ادشکار
از سنجے جین
۶-۱۵ چوپال: ویر تیجا جی (حصہ ۲)
۷-۲۵ مردمنگل: بھگت سہی رام

بدھ ۲۷ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن: گوپال شرما
۷-۳۰ دیکھی سوستھ کیسے رہے
ہندی تقریر از ویدیہ کرشن کمار
۸-۲۱ مردمنگل: کنسا رام
۱-۵۰ کھیت کھلیان: نرمے کی کھیتی
میں پودھ سنرکشن کاریہ
از سری وچتر سنگھ

۲-۲۰ مردمنگل: شیلا مودی

شام

۵-۳۰ یووانی
پرمود کمار شرما
یووا پرتبھا ارون گپتا
۶-۱۵ چوپال: آپنی کھیتی آپنی بات
۷-۲۵ مردمنگل: رام بخش سوڑھا
۱۰-۰۰ مینا کشی داس: گائن

جمعرات ۲۸ راگست

صبح

۶-۲۵ چنتن: از جے لال چھابڑا
۷-۳۰ گیان وگیان
۸-۲۱ مردمنگل: رام پرساد شرما

دوپہر

۱-۱۰ تیوہاروں کا منانا کتنا سارتھک
پرتیچرچا: مہیلا جگت
۱-۵۰ کھیت کھلیان: دھان کی فصل
میں کھرپتوار
از ڈاکٹر رماناتھ گوسوامی
۲-۲۰ مردمنگل: جے رام بھاٹ

شام

۵-۳۰ یوواوانی: ساہسی ابراہیم دارتا
سپن مصرا
۶-۱۵ چوپال: بھیچوں میں سینچائی
دیوستھا: رن دیر سنگھ
پشوؤں میں گلا گھونٹو روگ اور
روک تھام: ڈاکٹر جی۔ آر۔ شرما
۷-۲۵ مردمنگل: ہنومان تھارو

جمعہ ۲۹ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن: جے لال چھابڑا
۷-۳۰ شرم ایو جیتے: ہندی تقریر
از ششی کمار شرما
۸-۲۱ مردمنگل: ریحانہ مرزا

دوپہر

۱-۳۰ فرید حسین: طبلہ
۱-۵۰ کھیت کھلیان: ارہر کی فصل
میں پودھ سنرکشن کاریہ
از کے۔ کے۔ ورما
۲-۲۰ مردمنگل: رنجیت

شام

۵-۳۰ یوواوانی: مہک
۶-۱۵ چوپال: گوبر گیس سینٹر اور
اسکی اپیوگتا: کرشن لال سکیبر
۷-۲۵ مردمنگل: فتح کماری ویاس
۱۰-۰۰ معین الدین خاں
شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۳۰ راگست

صبح

۶-۳۵ چنتن: جے لال چھابڑا
۷-۳۰ کھلا آکاش: شکشا دیوستھا
کتنی کارگر: پرتیچرچا
۸-۲۱ مردمنگل: بھونکر خاں

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان: گنے کی فصل کو
روگوں سے بچائیں
از نا تھو رام
۲-۲۰ مردمنگل: ستیہ نارائن مصرا

شام

۶-۱۵ چوپال: کرشی وکاس میں
پرچار و پرسار کا مہتو
از رادھے شیام سپتی
۷-۲۵ مردمنگل: بنالال وساتھی
۸-۱۵ مینو پروشوتم: سگم سنگیت

اتوار ۳۱ راگست

صبح

۷-۳۰ وشو شانتی کے پریاس اور
استھتیاں: چندر کرن شرما
۸-۲۱ مردمنگل: اللہ جلائی بائی

دوپہر

۲-۲۰ مردمنگل: کالو ناتھ وساتھی

شام

۶-۱۵ چوپال: گیتاں رو گجرو
۱۰-۰۰ من بھاون
۱۰-۳۰ اتہاس کے پنے: جے پرکاش دوبے

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۴۶۷ - ۵۳۱ کلوہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰۶۹ - ۱۱۹۷ کلوہرٹز

ہفتہ ۱۶ر اگست

صبح

۷-۱۵ کہانی از عادل اختر
۷-۳۰ رن جھن: مدن راج ویاس
۷-۴۵ رانی واڑہ ڈیری: پی. کے ملہوترا سے گفتگو
۸-۲۱ گیت گنجار: مانگی لال

دوپہر

۱-۵۰ 'ان دنوں کھیتوں میں سبزیوں کی دیکھ بھال کیسے کریں'

شام

۶-۳۰ وکاس چرن
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
راجیندر پریہار

اتوار ۱۷ر اگست

صبح

۸-۵۰ دو ایکم بارہ؛ سلسلہ وار پروگرام
پیش کش: پی. ایس. تھپلیال
۹-۱۵ 'انیکتا کی مالا میں ایکتا کے موتی مدھیہ پردیش'؛ تقریر
سنگیت شکشا؛ شکشک
آتما رام ویاس
'رکشا بندھن کا مہتو'؛ تقریر

دوپہر

۱۲-۰۵ 'بچوں میں شکشا کا مہتو'
ڈی. ایس. گوتم سے ملاقات
'بخار ہونے کے کارن. لکشن اور روک تھام کے طریقے'
ڈاکٹر ایم. ڈی. چتوڑن سے گفتگو
۲-۱۰ مہندر سنگھ چوہان و ساتھی: بھجن

شام

۵-۰۵ 'عیدالضحیٰ'؛ تقریر
۶-۳۰ 'عیدالضحیٰ'؛ خصوصی پروگرام
بارش کے موسم میں بچوں کو ہونے والی خاص خاص بیماریاں اور ان کی روک تھام؛ تقریر

پیر ۱۸ر اگست

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے؛ سلسلہ وار پروگرام
پیش کش: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: مانک لال
۷-۴۵ 'دی امپورٹینس آف ریوران کونٹیکس آف ایکولوجیکل'
انگریزی تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: حنیف خاں لنگا اور ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ 'ہمارے مانگ لک پرو. رکشا بندھن'؛ تقریر
۱-۵۰ 'مکا کی کھیتی میں پودھوں کی حفاظت'

شام

۵-۰۵ 'میرے محلہ کا نکڑ'؛ تقریر
۶-۳۰ 'مکا و باجرے کی فصل کو بیماریوں سے کیسے بچائیں'؛ تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
چمپا لال و ساتھی

منگل ۱۹ر اگست

صبح

۷-۳۰ رن جھن: سولہا کنور ویاس
۷-۴۵ "راجستھان کی پریم گاتھائیں ناگجی ناگ دمن"
۸-۲۱ گیت گنجار: حاجی خاں. مانگنیار

دوپہر

۱-۱۰ 'پروسٹیٹ گلینڈس کی بیماریاں'
بات چیت؛ شرکار
ڈاکٹر ونود کمار گپتا اور ڈاکٹر بارٹھیرا
۱-۵۰ 'چاول کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے طریقے'

شام

۵-۰۵ 'رکشا بندھن کی تاریخی اہمیت' تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: سری کشن سین

بدھ ۲۰ر اگست

صبح

۷-۳۰ رن جھن: نارائن سنگھ بھاٹی
۸-۲۱ گیت گنجار: برکت خاں

دوپہر

۱-۵۰ 'اڑد کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے طریقے'

شام

۵-۰۵ کاویہ پاٹھ: گھنشیام گائینہ
'گاؤں میں آرتھک وکاس اور طریقے'، راجستھانی کہانی
۶-۳۰ 'پھلوں کے پودھے لگانے کے بعد دیکھ ریکھ'؛ تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: مدنپوری

جمعرات ۲۱ر اگست

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: ہنس راج گوسوامی
۷-۳۰ رن جھن: بھنورناتھ
۸-۲۱ گیت گنجار: مسری خاں و ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ 'پھلوں کی کھیتی. لاگت کم اور آمدنی زیادہ'؛ تقریر

شام

۵-۰۵ 'سانسکرتک پرو. ساون کی تیج'؛ تقریر
۶-۳۰ 'جنگلوں سے حاصل ہونے والی جڑی بوٹیاں'؛ ڈی. آر. مینا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: گنگارام دماہی

جمعہ ۲۲ر اگست

صبح

۷-۱۵ 'باپو اور سیاسی خیالات'؛ تقریر
۷-۳۰ رن جھن: بھیرا رام
۸-۲۱ گیت گنجار: انور خاں و ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ 'پھولوں کی کھیتی'؛ تقریر

شام

۶-۳۰ 'الگ الگ سہکاری سنستھاؤں سے کسانوں کو فائدے'؛ تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
عمراؤ خاں و ساتھی

ہفتہ ۲۳ر اگست

صبح

۷-۱۵ کہانی: از سشما چوہان
۷-۳۰ رن جھن: اگرا رام و ساتھی
۷-۴۵ 'یاتایات و یوستھا'
ہمت سنگھ سے بات چیت
۸-۲۱ گیت گنجار: شری لال پریہار

دوپہر

۱-۵۰ "تل و مونگ پھلی کی فصلوں کو کیڑوں سے کیسے بچائیں"؛ تقریر

شام

۶-۳۰ 'الگ الگ طرح کے چھوٹے کام دھندوں کے لئے دی جانے والی قرض کی سہولتیں'؛ بی. ایس. کتیال
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
شو لال ویاس

اتوار ۲۴ر اگست

صبح

۹-۱۵ سامانیہ وگیان
جسم کی صفائی کیسے کریں

دوپہر

۱۲-۰۵ 'ڈپتھیریا روگ ہونے کے کارن لکشن اور روک تھام کے طریقے'
۲-۱۰ دیوا رام گراسیا: بھجن

شام

۶-۳۰ 'بدہضمی ہونے کے کارن لکشن اور روک تھام کے طریقے'؛ تقریر

پیر ۲۵ر اگست

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے
پیش کش: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: بابو لال کلاوت
۸-۲۱ گیت گنجار: اختر بیگم

دوپہر

۱-۱۰ 'آستھا اور ہندوستانی عورت'
۱-۵۰ 'مکا و باجرے کی فصلوں کو روگوں سے کیسے بچائیں'؛ تقریر

شام

۵-۰۵ 'کیا خلا میں زندگی کی توقع ہے'
تقریر

کاویہ پاٹھ : دویک سیوال
۶-۳۰ 'اسپ بچت کی الگ الگ یوجنائیں'
ڈاکٹر آر۔ کے۔ مہتہ
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : اشتاق خاں

منگل ۲۶ راگست

صبح
۷-۳۰ رن جھن : جسراج ڈھولی
۷-۴۵ 'بیسویں صدی میں کیسا ہوگا تعلیم کا نظام'، تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار : چنا ناتھ

دوپہر
۱-۱۰ 'ہمیوا ور دیگر وائرل بیماریاں' تقریر
۱-۵۰ 'باجرے و مکئے کی فصلوں کو کیڑوں سے کیسے بچائیں' : تقریر

شام
۵-۰۵ گیتوں بھری کہانی
پیش کش : عقیل احمد خاں
۶-۳۰ 'جانوروں کا منھ پکا کھر پکا روگ کارن۔ لکشن اور روک تھام کے طریقے' : تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
کیلاش بھارگو

بدھ ۲۷ راگست

صبح
۷-۱۵ دینے خاں : راجستھانی سنگیت
۸-۲۱ گیت گنجار : ان دابھیل

دوپہر
۱-۵۰ 'تل و مونگ پھلی کو روگوں سے کیسے بچائیں' : تقریر

شام
۵-۰۵ 'میری جماعت میں اکیلی لڑکی'، مزاحیہ تقریر
'یگ پرش شری کرشن' : تقریر
۶-۳۰ 'جنم اشٹمی' : تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : اچار خاں

جمعرات ۲۸ راگست

صبح
۷-۱۵ کاویہ لوک : اقبال کیف
۷-۳۰ رن جھن : دلی چند چوہان
۷-۴۵ 'ہمیں شکایت ہے۔ بہو کو ساس سے'، مزاحیہ تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار : نینارام ڈانگی

دوپہر
۱-۵۰ 'بیمار پودھوں کے نمونے کیوں، کہاں اور کیسے بھیجیں' : تقریر

شام
۶-۳۰ 'ادرک کی بھرپور پیداوار کیسے حاصل کریں' : تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : راہل جوشی

جمعہ ۲۹ راگست

صبح
۷-۱۵ 'گاندھی جی اور بنیادی تعلیم' تقریر
۷-۳۰ رن جھن : پکھراج ویشنو
۸-۲۱ گیت گنجار : بھوم راج

دوپہر
۱-۵۰ 'شاریہ اور ریتی بھومی کو سدھار کے طریقے' : تقریر

شام
۶-۳۰ 'خاص خاص پھلوں کی انت قسمیں اور انکی خصوصیات'
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : ستو خاں

ہفتہ ۳۰ راگست

صبح
۷-۱۵ کہانی : اعظم جودھپوری
۷-۳۰ رن جھن : ملتان خاں
۷-۴۵ 'مرکزی سہکاری بینک'، ستیہ دیو چارن سے بات چیت
۸-۲۱ گیت گنجار : گاجی خاں

دوپہر
۱-۵۰ 'سنتلت اروکوں کا پریوگ کیوں اور کیسے کریں' : تقریر

شام
۶-۳۰ 'باجرے کے کھیتوں میں ان دنوں کیا کریں' : تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
سوہن لال گوئل

اتوار ۳۱ راگست

صبح
۹-۱۵ چمن من : آپکی شاریرک و سانسکرتک کاریہ کرم
'انیکتا میں ایکتا کی مالا کے موتی ہماچل پردیش' : تقریر

دوپہر

بیکانیر

۳۱۵٫۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

ہفتہ ۱۶ راگست

صبح
۷-۳۰ پنڈت منی رام : خیال ہنڈول بہار
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
سلطان خاں
لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ کمار گردھو : خیال پوریا دھناشری
گوری بسنت، سوہنی

شام
۵-۰۵ سماچار سنکلن : شیام سندر اگروال
۷-۲۰ گاؤں میں زمین سمبندھی سمسیائیں اور ان کا سمادان : تقریر
از لکشمی داں پرداری
گرامین وکاس میں کھادی گرام ادھیوگ کی بھومیکا
تقریر از بی۔ پی۔ آریہ

اتوار ۱۷ راگست

صبح
۹-۲۱ کہانی سیندر سنگھ دیا

دوپہر
۱۲-۰۰ کمپیرنگ : یہ ریشمی دھاگے اپنے

۱۲-۰۵ گلے کی الگ الگ بیماریاں کارن۔ لکشن اور روک تھام کے طریقے : تقریر
از ڈاکٹر ریکھا جین
۳-۱۰ جیوا رام : بھجن

شام
۶-۳۰ 'پریوار نیوجن سے فائدے' ڈاکٹر ایس۔ ایل۔ چوپڑا سے گفتگو

کے دھاگے : تقریر پربھا سکسینہ
بھجن : پاپڑ ادھیوگ کے سمبندھ میں : کملا بھاٹی سے ملاقات

شام
۵-۰۵ رویت مانو کا اننیہ سیوک تقریر از دینیش بھلا
آج کے سنگیت کلاکار
مہیندر راج سنگھ سوڈھا
۷-۲۰ برسات میں مریضوں کی دیکھ بھال
تقریر از ڈاکٹر آر۔ ایل۔ نکھوٹیا

پیر ۱۸ راگست

صبح
۷-۳۰ اروند آپٹے : خیال سال گرا لی
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
فاطمہ : لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ پروین سلطانہ : خیال نندکوس

شام
۵-۰۵ کویتا پاٹھ : کیلاش نارائن
مہا کوی بہاری اور ان کی کویتا
کنور نول تنور
۷-۲۰ ناری شکشا آواشیک کیوں ؟
ارشا گہلوت سے ملاقات
برسات میں اچار کو خراب ہونے سے بچائیں : تقریر لتا گپتا
۱۰-۰۰ سوموار یہ راتری کالین سنگیت سبھا : دامودر لال کابرا
سرود پر راگ : رام داسی بہار
اروند آپٹے : خیال جوگ کوس

منگل ۱۹ راگست

صبح

۷-۲۰ نرمل دیوی : ٹھمری مشر جوگیا
۸-۲۱ پریم کا پرتیک پرو: رکشابندھن
تقریر : فقیر چند ویاس
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
اوم پرکاش سرگرا سنگیت

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار: سراج احمد قادری
وگیان وارتا: جیون کی نئی دھارنا
گووردھن کوٹھاری
۷-۲۰ پھل دار باغیچوں کی اوچت دیکھ
بھال کیسے ؟ بتیج سنگھ کالوی
رکشا بندھن؛ تقریر از آر۔ پی۔ گپتا
۸-۱۵ سگم سنگیت : عبداللطیف قوال

بدھ ۲۰ راگست

صبح

۷-۳۰ دیپالی ناگ ؛ خیال میاں کی توڑی
۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
اللہ جلائی بائی: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ کیسر بائی کیرکر ؛ گائن

شام

۷-۲۰ ہمارے تیج تیوہار : تقریر
از آشا گوسوامی

جمعرات ۲۱ راگست

صبح

۷-۳۰ سواستھیہ چرچا ؛ چکتسا کے
شیتر میں نرسنگ چیتنا کی بھومیکا
ڈاکٹر بی۔ بی۔ ایل شرما
وگیان وارتا؛ آؤ جانیں کیسا ہے
ہمارا سور منڈل : تقریر
از ترن کمار رسولنکی
۷-۵۰ اور رات ۱۵-۸
شاردا بھٹناگر؛ سگم سنگیت
۹-۱۵ اور دوپہر ۴۰-۱
مالتی و ساتھی : لوک سنگیت
سورج مکھی گوسوامی؛ کویتا پاٹھ
گیت : طلاق شدہ مہیلاؤں
کی سمسیا؛ تقریر: انیتا آہوجا

شام

۵-۰۵ کھیل سماچار از مقصود حسن قادری
ہاکی کھلاڑی : دلجیندر سنگھ سے
ملاقات: پدما دیاس: سنگیت
کلاکار
۷-۲۰ دودھارو پشوؤں کے لئے سنت
چارہ دانہ از ڈاکٹر سی۔ ایم ماتھر
گرامین وکاس میں سنچار
سادھنوں کو یوگ: گوپال شرما

جمعہ ۲۲ راگست

صبح

۷-۳۰ گوپال چندر نندی
وائلن پر راگ بلاس خانی توڑی
۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
نوری دیوی : لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ بسنت راؤ دیش پانڈے
خیال راج کلیان ، دادرہ

شام

۵-۰۵ بزرگ پیڑھی بنام یوا پیڑھی
مباحثہ؛ شرکاء: پدم شرما
سوریہ پرکاش ترویدی
ارچنا شرما، بھارتی شریواستو
سدھیر سرولیا
۷-۲۰ آنکھوں کی سامانیہ بیماریاں
کارن اور ندان: بات چیت
ڈاکٹر یو کے۔ ست سنگی
دہیز پرتھا ایک سماجک کلنک
بات چیت؛ پونم چند ویاس

ہفتہ ۲۳ راگست

صبح

۷-۳۰ سروجیت : ستار پر راگ اہیر للت
۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
پنا لعل بوہرا و ساتھی؛ لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ استاد احمد جان تھرکوا
طبلہ پر تین تال ، ایک تال

شام

۵-۰۵ ابھیہ کمار سیٹھیا؛ سماچار سنکلن
شیونارائن جوشی سے فوٹوگرافی
سے متعلق بات چیت
۷-۲۰ بیکانیر ضلع میں ڈیری وکاس
بات چیت ؛ ڈاکٹر ڈی این سنگھ
سہکارتا کے بڑھتے قدم
بات چیت ؛ گیان پرکاش ماتھر

اتوار ۲۴ راگست

صبح

۷-۳۰ بانسری پر راگ للت: راجیندر پرسنا
۸-۲۱ میری رچنا : کویتا پاٹھ
نثار احمد بنیس

دوپہر
۱۲-۰۰ کہانی ؛ مردولا بہاری؛ غزل
مانک المجنوں سے نپٹئے؛ تقریر
از ڈاکٹر وجیہ شری

شام

۵-۰۵ سواستھیہ شکشا؛ پدماوتی شرما
سنگیت کلاکار: انوپ گوسوامی
۷-۲۰ بھیڑ بکریوں کو روگوں سے بچائیں
بات چیت ؛ شو پرساد

پیر ۲۵ راگست

صبح

۷-۳۰ جسکرن گوسوامی ؛ ستار
۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
سراج الدین بھراسر
لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ استاد عبدالوحید خاں ؛ گائن

شام

۵-۰۵ میتھلی شرن گپت کی رچناؤں پر
روپکا تمک کاریہ کرم
پیش کش؛ سوریہ پرکاش
۱۰-۰۰ جسکرن گوسوامی : ستار
اجے۔ کانن: خیال نائیکی کانہڑا

منگل ۲۶ راگست

صبح

۷-۳۰ رجب علی : سارنگی
۸-۲۱ سوتنترتا سنگرام اور بیکانیر
کی پترکارتا : ہندی تقریر
از للت آزاد
۹-۱۵ اور دوپہر ۴۰-۱
مدھو کشاریہ : لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ پرشن اوتری پروگرام: شرکاء:
بھیم پرکاش دوبے: ممتا رجوشو
راجیندر کور سندھو، پرتھی سنگھ راٹھوڑ
۷-۲۰ پشوؤں کو چارے دانے میں
یوریا کھلائیں : بات چیت
از بی۔ ڈی۔ سوامی
ورکشا روپن کے لئے دیکھا گیہ
سویدھائیں : بات چیت
از بلبیر سنگھ
۸-۱۵ صلاح الدین احمد؛ سگم سنگیت

بدھ ۲۷ راگست

صبح

۷-۳۰ بھارت بھوشن گوسوامی
سارنگی پر راگ بیراگی
۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
نتھو خاں مراثی؛ لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ سنندا پٹنائک : خیال رام کلی
اور بھجن

شام

۵-۰۵ کرم یوگی کرشن ؛ تقریر
از پریم لتا شرما
۷-۲۰ شری کرشن بھگوان اور ان کے
اپدیش؛ تقریر از بابولال لکھارا
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی
پیش کش؛ بی۔ سی بیتوار

جمعرات ۲۸ راگست

صبح

۷-۵۰ جیہ ہند : پرکاش بھٹناگر
۹-۱۵ اور دوپہر ۴۰-۱
حاکم خاں: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ "دیہی انمولن اور ناری کا دائتو"
مباحثہ؛ شرکاء: رتن راوت
پرمیشوری کشیار، انیتا گپتا
ردکھمن جاٹ

شام

۵-۰۵ بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
اکیسویں صدی کا بھارت
از کماری مدھو بھٹ
سنگیت کلاکار؛ پریم لتا پانڈیہ
۷-۲۰ دوگرہ سمیتیاں اور پرپوا ہن
سویدھائیں : بات چیت
ڈاکٹر ہمیر سنگھ چوہان
گرامین بینک اور ایکی کرت
کاریہ کرم : بات چیت :
خورشید احمد

جمعہ ۲۹ راگست

صبح

۷-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
این راجم ، وائلن پر راگ اہیر بھیرو
۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱

گیانیشوری شرما: لوک سنگیت

دوپہر

۱۰ - ۱ سیارام تواڑی : گائن

شام

۰۵ - ۵ ویگیانک ورشٹی کون اور یودا و تو د بھشناگر

۲۰ - ۷ شکشت بے روزگار اور روزگار کے اوسر بات چیت کےسی تبوت

ہفتہ ۳۰ راگست

صبح

۲۰ - ۷ دیوی پرساد چیرجی : ستار پر راگ تھاروکیتی

۱۵ - ۹ اور دوپہر ۳۰ - ۱ گنیش ناتھ: لوک سنگیت

دوپہر

۱۰ - ۱ جگدیش پرساد: خیال باگیشری

شام

۰۵ - ۵ سماچار سنکلن: سریش کمار گوڑ

آر۔ اے۔ ایس۔ کی تیاری بات چیت: موہن سنگھ راج پروہت اور عبدالسلام

۲۰ - ۷ پشوؤں کے لئے دودھک ہرا چارہ کیسے : بات چیت تلسا سوڈا کمور کی کھیتی کتنی لابھکاری بات چیت اندرموہن ورما

اتوار ۳۱ راگست

صبح

۲۰ - ۷ استاد بڑے غلام علی خاں سمڑی بھیرذی

۲۱ - ۸ میری رچنا : کادیہ پاٹھ از سرل دسارد

شام

۰۵ - ۵ درکشا روپن کشالا بھدایک تقریر اوما شنکر باگڑی سنگیتا گوسوامی اسنگیت کلاکار

۲۰ - ۷ پشوؤں میں بانجھ پن کی سمسیا اور سمادھان : بات چیت ڈاکٹر آر۔ کے شرما جن سنکھیا میں وردھی وکاس میں بادھک : بات چیت ڈاکٹر گوپال آچاریہ

حیدرآباد

حیدرآباد الف ۲۰۶،۵/۴ میٹر (۱۴۳۰ کلو ہرٹز) حیدرآباد ب ۰۸/۲۱۷ میٹر (۱۳۷۸ کلو ہرٹز) حیدرآباد ج ۲۵۶/۴ (۱۱۷۰ کلو ہرٹز)

ہفتہ ۱۶ راگست

شام

۳۰ - ۵ ڈرامہ از عفی عنہ پیش کش، سوورنگر یوتھ اسوسی ایشن

۳۰ - ۹ حرف تابندہ از محمد واحدی 'آنکھوں کی حفاظت'، ڈاکٹر یوسف حسین سے ملاقات 'عید قرباں کی اہمیت': تقریر از مولانا الطاف حسین

اتوار ۱۷ راگست

صبح

۲۵ - ۸ یووا وانی

۳۰ - ۹ بچوں کے لئے

دوپہر

۳۰ - ۲ بہنوں کے لئے

شام

۳۰ - ۵ عمل سے زندگی بنتی ہے: تقریر از سراج الدین سلیم کلام شاعر: شیخ ابراہیم رہبر حیدرآبادی

۳۰ - ۹ میوزیکل ورائٹی پروگرام پیش کش، مغل آرٹس اکیڈمی

پیر ۱۸ راگست

صبح

۲۵ - ۸ یووا وانی : نغموں کی دنیا از محمد ظہیر الدین واجد

شام

۳۰ - ۵ کھیلوں پر تبصرہ: از حبیب احمد فدا خطوں کے جواب

۳۰ - ۹ حرف تابندہ از سید ریاض الدین اس ہفتہ کی ڈائری از عجاز قریشی تعقبے اور گیت افسانہ از اعظم راہی غزلیں

منگل ۱۹ راگست

صبح

۲۵ - ۸ یووا وانی: 'ذرا مسکرائیے' از حسن پریمی

شام

۳۰ - ۵ آہنگ : ادبی میگزین کاپریٹیو کالج آف ایجوکیشن النعاب ٹینک حیدرآباد

۳۰ - ۹ حرف تابندہ از سید ریاض الدین 'آج کی اہم صنعتیں': تقریر از اختر سلطان مزاحیہ کلام: پاگل عادل آبادی

بدھ ۲۰ راگست

صبح

۲۵ - ۸ یووا وانی: 'حیدرآباد کل اور آج' تقریر : از محمد حسین

دوپہر

۳۰ - ۲ اسکول طلبا کے لئے

شام

۳۰ - ۵ موسیقی پروگرام: از امین میوزیکل گروپ قطبی گوڑہ حیدرآباد

۳۰ - ۹ حرف تابندہ از سید تشہیر اللہ حسینی کلام شاعر: خیرات ندیم مباحثہ: شرکاء: اے۔ ایم۔ خان کمال الدین علی خاں، ایچ۔ آر۔ سکینہ

جمعرات ۲۱ راگست

صبح

۲۵ - ۸ یووا وانی: افسانہ از لبنیٰ فاطمہ

شام

۳۰ - ۵ 'حیدرآباد یونیورسٹی': فیچر تحریر: مکرم ذیشان

۳۰ - ۹ حرف تابندہ سید تشہیر اللہ حسینی 'سائنس کی دنیا': برہان حسین 'چند میٹھی یادیں' از ڈاکٹر زینت ساجدہ

جمعہ ۲۲ راگست

صبح

۴۰ - ۶ الشور اللہ: قرأت، نعت شریف

۲۵ - ۸ یووا وانی: 'سماج اور ہماری ذمہ داریاں': تقریر از عرفان فاطمہ : غزلیات

شام

۳۰ - ۵ میری پسند پیشکش: کماری پرتبھا چندر

۳۰ - ۹ حرف تابندہ ڈاکٹر محمد افضال الدین 'باتیں فلموں کی'، 'شعر و نغمہ'، افسانہ از اکرام جاوید اور قوالیاں

ہفتہ ۲۳ راگست

شام

۳۰ - ۵ ڈرامہ: اعظم علی خاں پروانہ پیش کش، فرینڈ ملیو تھ اسوسی ایشن

۳۰ - ۹ حرف تابندہ: گھر پروار ڈاکٹر شانتی نارائن ماتھر سے ملاقات

اتوار ۲۴ راگست

صبح

۲۵ - ۸ یووا وانی

۳۰ - ۹ بچوں کے لئے

دوپہر

۳۰ - ۲ بہنوں کے لئے

شام

۳۰ - ۵ گل نو: کلام شاعر از علیم فراز افسانہ: از زہرو شاہین

۳۰ - ۹ ڈرامہ : غزلیں

پیر ۲۵ راگست

صبح
۸-۲۵ ننھوں کی دنیا: از حسین مجاہد الدین
شام
۵-۳۰ کھیلوں پر تبصرہ: تجمل اظہر
۹-۳۰ حرف تابندہ از نظام الدین
اس ہفتہ کی ڈائری
از سید مجتبیٰ حسین
مخدوم کی شاعری: از اجمل باغی

منگل ۲۶ر اگست

صبح
۸-۲۵ یووادانی
مزاحیہ خاکہ: از مشاہد عدیل
شام
۵-۳۰ آہنگ: ادبی میگزین پروگرام
پیشکش: اورینٹل اردو کالج
ہدایت نگر
۹-۳۰ حرف تابندہ: از نظام الدین
مزاحیہ کلام: ابراہیم خلیل
غزلیں

بدھ ۲۷ر اگست

صبح
۸-۲۵ یووادانی: کتابوں کا مطالعہ
از کماری نرگس گفتار
دوپہر
۲-۳۰ طلباء کے لئے
شام
۵-۳۰ موسیقی: پیشکش: استاد بابا خاں
میمو ریل سوسائٹی کے اراکین
۹-۳۰ حرف تابندہ از صابر کمال
کلام شاعر: از صادق نوید
ایس۔ این چڈا: چیف انجینئر سے
بات چیت: غزلیں

جمعرات ۲۸ر اگست

صبح
۸-۲۵ یووادانی: بند کرو سگریٹ پینا،
تقریر از نکہت آرا شاہین
دوپہر
۲-۳۰ طلباء کے لئے
شام
۵-۳۰ شوکت تھانوی: ہفتہ وار فیچر
از نصرت مہدی
۹-۳۰ دہلی سے ریلے

جمعہ ۲۹ر اگست

صبح
۶-۴۰ ایشور اللہ: قرآت، نعت شریف
۸-۲۵ یووادانی
افسانہ: سیدہ مہ جبین
رات
۹-۳۰ حرف تابندہ: از صابر کمال
کلام شاعر: حفیظ فضا: قوالیاں

ہفتہ ۳۰ر اگست

شام
۵-۳۰ ڈرامہ: از سید معین الدین
پیشکش: یاقوت پورا ویلفر
اسوسی ایشن
۹-۳۰ حرف تابندہ
ڈاکٹر سے ملاقات: ارجونت
پرتاب ماتھر سے ملاقات

اتوار ۳۱ر اگست

صبح
۸-۲۵ یووادانی: گلدستہ نوجوانوں کے
خطوط اور مضامین پر مبنی
۹-۳۰ بچوں کے لئے
دوپہر
۲-۳۰ بہنوں کے لئے
شام
۵-۳۰ گل نو: کلام شاعر: فرخ شہریار
افسانہ: از عارفہ سلطانہ
۹-۳۰ ڈرامہ: غزلیں

بقیہ :- بھوپال

دوپہر
۱-۱۰ امرناتھ: گائن
۲-۰۰ اوشا شرما: سگم سنگیت
۲-۳۰ بدری پرشاد سریواستو: سہیلیاں
لوک گیت
رات
۸-۰۰ سم پریکٹیکل جوکس آئی ریمیمبر
انگریزی تقریر: ڈی ایس سیکلین
۹-۳۰ دبھاوری: کوی گوشٹھی
شرکاء: رمیش یادو، راجیندر سونی
ونود نگم، ڈاکٹر مہیش سنتوشی
رام ادھیر، دھوم کیشو

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ——— ۲ء۱۹۷ میٹرمیں ۱۵۲۱ کلوہرٹز
پربھنی ——— ۰ء۲۲۹ میٹرمیں ۱۳۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی خبریں: صبح ۰۰-۶، ۵۹-۷، دوپہر ۰۵-۱، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱
مراٹھی: صبح ۵۰-۶، ۳۰-۸، دوپہر ۳۰-۱، شام ۰۰-۷، رات ۰۵-۸
انگریزی: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۱، رات ۰۰-۸ (اسپورٹ)، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱
اردو: دوپہر ۵۰-۱، رات ۱۶-۹ سنسکرت: شام ۱۰-۶

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم اور شہنائی
۶-۰۵ امرت دھارا
۶-۱۵ کسانوں کے لئے
مراٹھی میں پروگرام
۶-۲۰ سورانجلی
۶-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ

شام
۵-۳۰ یووادانی: مراٹھی میں نوجوانوں
کے لئے پروگرام
۶-۳۰ دیہی سامعین کے لئے
۷-۱۰ بازار بھاؤ: لوک جگار
(صرف منگل)
۷-۳۰ آپلے گھر آپلے شیوار
۸-۳۰ مدھوگند: سنسد سماچار

ہفتہ ۱۶ر اگست

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
آپ اور ہم: سامعین کے خطوط
کے جواب
دوپہر
۱۲-۳۰ رنگ محفل
شام
۵-۳۰ یووادانی: فلورا
ماجھیا کلپنا تیل بھارت
'حضرت ابراہیم کی قربانی'
تقریر از شاہ حسین نہری
۹-۱۰ بال سبھا: مراٹھی میں بچوں کے
لئے پروگرام
۹-۴۰ ہندی پروگرام
'مراٹھی سنت کوی کی ہندی
رچنائیں': سنت انت مہاراج
تقریر از پروفیسر رنگناتھ تیواری
'کبیرا کھڑا بازار میں'
پراساد نگیک وارتا
از سریش پوری

اتوار ۱۷ر اگست

صبح
۷-۰۰ جھروکہ: فیملی سیریل
تحریر: ڈاکٹر شرد کلکرنی
۷-۳۰ سب رنگ
تلاوت قرآن پاک
از محبوب احمد علی
دوپہر
۱-۱۰ امرت حسین خاں
شام
۶-۱۵ کیرتن: از پربھاکر وشوابھار
دیولیا ایکر
۷-۱۵ لوک جگار
۹-۳۰ سدا بہار گیت
۱۰-۰۰ گیت، غزل

۱۰-۳۰ ملک ارجن منصور : گائن

پیر ۱۸ اگست

صبح

۷-۰۰ پنڈت جسراج : گائن

۷-۳۰ سب رنگ
ہملا آئین ہمارا آئین اور سیکولرزم،
تقریر از خواجہ منظور الدین ایڈوکیٹ
معلومات: خواتین کے لئے نئی روزگار کے مواقع،
تقریر از ایم - ایچ خان درانی

دوپہر

۱-۱۰ سدھ رام جادھو : سندری

شام

۷-۲۰ گجرات کی علاقائی موسیقی

منگل ۱۹ اگست

صبح

۷-۰۰ سرو تی سادولکر : گائن

۷-۳۰ سب رنگ
'رکشا بندھن - تاریخ کے آئینہ میں' تقریر
از چندر موہن

بدھ ۲۰ اگست

صبح

۷-۰۰ راج کنور اٹھولے : گائن

۷-۳۰ سب رنگ : باتوں باتوں میں
تحریر : ڈاکٹر یوسف عثمانی
صداکار : سید نثار علی رضوی
پروین نیل والا اور نور الحسین

۸-۴۰ سنجے جوشی : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ روی شنکر، علی اکبر خاں
بانسری اور سرود

رات

۱۰-۳۰ راج کنور اٹھولے : گائن

جمعرات ۲۱ اگست

صبح

۷-۰۰ باسو راج راجگرو : گائن

۷-۳۰ سب رنگ
نئے چراغ - نوجوانوں کے لئے پروگرام

۸-۴۰ برکت علی خاں : ٹھمری - دادرا

دوپہر

۱-۱۰ مانک سنگھانی : سگم سنگیت

رات

۸-۱۵ وشنو دگمبر پلسکر کی سنگیت سیوا
تقریر از ناتھ راؤ نریلکر

۱۰-۰۰ پنالال گھوش : بانسری

۱۰-۳ بسوراج راجگرو : گائن

جمعہ ۲۲ اگست

صبح

۷-۰۰ ڈی - ڈی - جانور یکر : گائن

۷-۳۰ سب رنگ
آپ اور ہم - سامعین کے خطوط

دوپہر

۱-۱۰ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

۱۰-۰۰ سلطان خاں : سارنگی

۱۰-۳۰ ڈی - ڈی - جانوریکر : گائن

ہفتہ ۲۳ اگست

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
سائنس کی دنیا 'جدید معلومات برائے نظام شمسی'
تقریر از ایم - اے - حفیظ
نیرنگ خیال : ہلکی پھلکی گفتگو
'مت آہوں اس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر' از سعید زیدی

دوپہر

۱۲-۳۰ رنگ محفل : غزل : آشا، لتا
کریگیکر

اتوار ۲۴ اگست

صبح

۷-۰۰ سب رنگ : کھلتی کلیاں
بچوں کے لئے : پیش کش :
ضیاء العلوم گرلز ہائی اسکول
اورنگ آباد

۹-۰۵ بال سبھا

۹-۴۰ ہندی پروگرام : 'یہ تم کیا کر رہے ہو' تقریر از اروند ریڈی
'وہ بھی کیا دن تھے' تقریر از وجیندر گوبرا

دوپہر

۱-۱۰ امجد علی خاں : سرود

پیر ۲۵ اگست

صبح

۷-۰۰ شری کانت باکرے : گائن

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
ہماری صحت
موضوع : 'دمہ' وجوہات اور احتیاط : تقریر از ڈاکٹر ایم سالک
کھیلوں کی دنیا
'لان ٹینس' : تقریر
از احمد حسین

دوپہر

۱-۱۰ این - راجن : وائلن

شام

۷-۲۰ پنجابی گیت

۱۰-۳۰ شری کانت باکرے : گائن

منگل ۲۶ اگست

صبح

۷-۰۰ زرین دارو والا : سرود

۷-۳۰ سب رنگ
خون کی تاثیر : کہانی
از انور رشید
کلام شاعر : رؤف انجم

دوپہر

۱۲-۱۵ مکتا نگن : از اوشا پاٹھک

بدھ ۲۷ اگست

صبح

۷-۰۰ شمیم احمد : ستار

۷-۳۰ سب رنگ
باتوں باتوں میں
از ڈاکٹر یوسف عثمانی
صداکار : سید نثار علی رضوی
پروین نیل والا اور نور الحسین

۸-۴۰ چاردلا آپٹے : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بسم اللہ خاں : شہنائی

شام

۵-۳۰ دوسائے مارگ درشن
ایمپلائمنٹ آفیسر سے ملاقات

۱۰-۳۰ ونائک راؤ پٹوردھن : گائن

جمعرات ۲۸ اگست

صبح

۷-۰۰ مانک ورما : گائن

۷-۳۰ سب رنگ
نئے چراغ : نوجوانوں کے لئے
پیش کش : محمود صدیقی

۸-۴۰ بیگم اختر : ٹھمری دادرا

دوپہر

۱-۱۰ شوبھا گُرٹو، موگھے : سگم سنگیت

۱۰-۰۰ الیاس باپٹ : سنتور

ناگپور

۵۱۲٫۸ میٹر ۵۸۵ کلوہرٹز

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

ساز و نغمہ

بدھ ۲۰ اگست

رات

۹-۳۰ آج کے تناظر میں
'اقتصادی شعور' تقریر از محمد امین
'بڑا سکھ ملتا ہے - اپنی تعریف میں' از شیخ رحمان اکولوی

بدھ ۲۷ اگست

رات

۹-۳۰ مشاعرہ
شرکاء : ریاض الشمس
سہیل امام، ظفر کلیم، حسن نجمی
اور حنیف ناگپوری

۱۰-۳۰ ٹی۔ڈی۔بھٹ کنڈے : گائن

جمعہ ۲۹؍اگست

صبح

۷-۰۰ پربھودیو سردار : گائن

۷-۳۰ بندہ رنگ

ترقی کی طرف بڑھتے ہوئے ہمارے قدم : آپ اور ہم

از نورالحسنین فردوس قادری

دوپہر

۱-۱۰ اور رات ۔۔۔ ۱۰

جتندر ابھیشکی : گائن

رات

۱۰-۳۰ استاد علاؤالدین خاں : سرود

ہفتہ ۳۰؍اگست

۷-۳۰ سب رنگ

ونئی تعلیمی پالیسی اور تعلیم نسواں'

تقریر از شہاب الدین شمیم

معلومات : بائیوگیس

تقریر از ڈاکٹر قمر شریف

دوپہر

۱۲-۳۰ رنگِ محفل

اتوار ۳۱؍اگست

صبح

۷-۳۰ سب رنگ

بزم خواتین

و حاملہ عورتوں کے لئے عام احتیاط

تقریر : ڈاکٹر رضیہ اظہر

۹-۰۵ بال سبھا

۹-۴۰ ہندی پروگرام

دوپہر

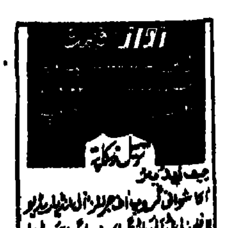
۱-۱۰ بدھا تیہ مکرجی : ستار

شام

۶-۱۵ وسنت مانڈلک : کیرتن

۱۰-۰۰ بدھا تیہ مکرجی : ستار

۱۰-۳۰ استاد امیر خاں : گائن



کلکتہ

کلکتہ 'اے' ۲۴۵۱۶ میٹر ۶۵۷ کلوہرٹز

کلکتہ 'بی' ۲۹۷۱۶ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرٹز

کلکتہ 'سی' ۲۲۶۱۷ میٹر ۱۳۲۳ کلوہرٹز

کلکتہ 'ڈی' ۲۴۵۱۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

ہفتہ ۱۶؍اگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سیبانی سنہا : لوک گیت

۷-۴۰ سربانی ہوم : رابندر سنگیت

۸-۱۵ سیبانی چٹرجی : ادھونک

۸-۳۰ ریشمی سین گپتا : وائلن

دوپہر

۱-۰۰ اے۔بی کار چودھری : وائلن

شام

۵-۳۰ نیلیما لاہیری : خیال

۸-۲۰ نارائن دتا : لوک گیت

۸-۲۵ بیتھیکا پال : ادھونک

۸-۴۰ شوکمار متر : نذرل سنگیت

۸-۴۵ سوپرنا چودھری : رابندر سنگیت

۹-۳۰ اوماشنکر متر : ستار

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سوپرنا چودھری : رابندر سنگیت

۶-۳۵ سیبانی مکھرجی : نذرل سنگیت

۶-۵۰ نارائن دتا : لوک گیت

۷-۱۰ اے۔بی۔کار چودھری : ٹھمری

۷-۴۰ رانا پرتاپ مکھرجی : لوک گیت

۷-۵۰ کاجل ریکھا بنرجی : شیام سنگیت

۸-۵۰ سوکمار متر : ادھونک

۹-۱۵ سیبانی سنگھا : لوک گیت

۹-۳۰ نیلیما لاہیری : خیال

دوپہر

۲-۴۰ نیلیما لاہیری : ٹھمری

۲-۵۰ رانا پرتاپ مکھرجی : لوک گیت

۲-۵۵ بیتھیکا پال : ادھونک

شام

۶-۲۰ سیبانی سنہا : لوک گیت

۶-۲۵ سوکمار متر : شیام سنگیت

۶-۳۰ سیبانی مکھرجی : بھجن

۶-۳۵ کاجل ریکھا بنرجی

نذرل سنگیت

۶-۴۵ سیبانی چٹرجی : ادھونک

۶-۵۵ سربانی ہوم : دوتی جندر سنگیت

اتوار ۱۷؍اگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سندھورانی دھر : لوک گیت

۷-۴۰ شیام سری داس گپتا

رابندر سنگیت

۸-۴۰ گیتا مکھرجی : دھرو پد

۹-۲۵ رام کمار چٹرجی : شیام سنگیت

۱۰-۰۰ موسیقی کا سبق : رابندر سنگیت

پیش کش : سوچترا متر

دوپہر

۱-۵۰ اشوک رائے : گیٹار

شام

۵-۳۰ سکتی موئے پال : خیال

۸-۱۵ جھرنا دتا رائے

اتول پرساد سنگیت

۸-۲۵ امینگشو مکھرجی : رام پرساد سنگیت

۸-۴۰ انیتا دے : نذرل سنگیت

۹-۰۰ سمریندر ناتھ سکدر : سرود

۱۰-۰۰ ریتا دے : رابندر سنگیت

۱۰-۳۵ للتا دھر چودھری : لوک سنگیت

۱۰-۴۵ رام کمار چٹرجی : کیرتن

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ جھرنا دتا رائے : رابندر سنگیت

۶-۳۵ انیتا دے : نذرل سنگیت

۶-۴۵ شیام سری داس گپتا

۶-۵۰ امینگشو مکھرجی

رام پرساد سنگیت

۷-۰۵ سکتی موئے پال : خیال

۷-۴۰ ملینا سین : لوک گیت

۷-۵۰ امینگشو مکھرجی : ادھونک

۸-۳۰ اشوک رائے : گیٹار

۸-۵۰ امینگشو مکھرجی : ادھونک

۹-۱۵ للیتا دھر چودھری : لوک گیت

۹-۳۰ سمریندر ناتھ سکدر : سرود

دوپہر

۲-۴۰ جھرنا دتا رائے

اتول پرساد سنگیت

۲-۵۰ امینگشو مکھرجی : شیام سنگیت

۲-۵۵ مالینا سین : لوک گیت

شام

۶-۲۰ سندھورانی دھر : لوک گیت

۶-۲۵ رام کمار چٹرجی : بھگتی گیت

۶-۷۵ للیتا دھر چودھری : ادھونک

۶-۴ سکتی موئے پال : خیال

۷-۳۰ شیام سری داس گپتا

رابندر سنگیت

پیر ۱۸؍اگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ کارتک چندر ادھیکاری

لوک گیت

۷-۴۰ سری نند مکھرجی : رابندر سنگیت

۸-۱۵ دلیپ سرکار : ادھونک

۸-۳۰ منجوشری رائے چودھری : خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ برج گوپال داس : ٹھمری

۱-۴۰ چھبی بنرجی : شیام سنگیت

۲-۵۵ ادیتیہ کمار مال : گیٹار

شام

۵-۳۰ مرنال کانتی رائے : بانسری

۸-۱۵ بنانیتا سنہا : رجنی کانت سنگیت

۸-۴۰ دلیپ رائے : وائلن

۸-۴۵ شیاملی سین : نذرل سنگیت

۹-۰۰ اردن بھادری : خیال

۱۰-۰۰ گوپال پترا : رابندر سنگیت

۱۰-۱۵ لیکھا دتا : ادھونک

۱۰-۳۰ شیام سندر داس : لوک گیت

۱۰-۴۰ چھبی بنرجی : کیرتن

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سری نند مکھرجی : رابندر سنگیت

۶-۳۵ شیاملی سین : نذرل سنگیت

۶-۴۵ چھبی بنرجی : اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ ادتیہ کمار مال: گیٹار
۷-۰۵ اردن بھادری: خیال
۷-۴۰ پھالگونی چیٹرجی: لوک گیت
۷-۵۰ شیبانی مکھرجی: ادھونک
۸-۲۱ دلیپ رائے: وائلن
۸-۵۰ لیکھا دتا: ادھونک
۹-۱۵ شیام سندر داس: لوک گیت
۹-۳۰ مرینال کانتی رائے: بانسری
۹-۵۰ برجا گوپال داس: ٹھمری

دوپہر
۲-۴۰ شیبانی مکھرجی: ادھونک
۲-۵۰ پھالگونی چیٹرجی: لوک سنگیت
۲-۵۵ سری نند مکھرجی: رابندر سنگیت

شام
۶-۲۰ شیام سندر داس: لوک گیت
۶-۲۵ شیام سنگیت
۶-۳۰ دلیپ سرکار: ادھونک
۶-۳۵ ادیتہ کمار مال: گیٹار
۶-۴۵ تارک چندر ادھیکاری: کرتن
۹-۴۰ کارتک چندر ادھیکاری
لوک گیت
۹-۴۵ دلیپ رائے: وائلن
۱۰-۱۱ منجو شری رائے چودھری: خیال
۱۱-۳۰ مرینال کانتی رائے: بانسری

منگل ۱۹ ر اگست

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۳۰ چمپارام: لوک گیت
۷-۴۰ گوراسر ادھیکاری
رابندر سنگیت
۸-۱۵ مایا بوس: ادھونک
۸-۳۰ پریتما چودھری: ستار

دوپہر
۱۲-۲۰ باسودیب ناتھ: ادھونک
۱۲-۲۵ شیلا مکھرجی: رابندر سنگیت
۱-۰۰ لطافت حسین خاں: خیال
۱-۴۰ دلیپ مکھرجی: گیٹار
۱-۵۰ لتا نندی: بھجن
۲-۰۰ اوتپلی: رابندر سنگیت
۲-۱۵ منجو شری داس گپتا: ٹھمری
۲-۵۵ نیلیدیتا بھٹاچاریہ
نذرل سنگیت

شام
۵-۰۰ لکشمی سری مکھرجی: خیال اور بھجن

۵-۳۰ گوری بھٹاچاریہ: خیال
۸-۴۰ ساگریکا مجمدار: ادھونک
۸-۵۰ دلیپ رائے چودھری: لوک گیت
۹-۰۰ میرا گپتا: رابندر سنگیت
۹-۱۵ نیتیش دتا رائے: نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ میرا گپتا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ نیلیدیتا بھٹاچاریہ
نذرل سنگیت
۶-۴۵ نیتیش دتا رائے
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ دلیپ مکھرجی: گیٹار
۷-۰۵ لطافت حسین خاں: خیال
۷-۴۰ گیتا بنرجی: لوک گیت
۷-۵۰ باسودیب ناتھ: ادھونک
۸-۲۱ گوری بھٹاچاریہ: بھجن
۸-۳۰ کاکالی ہلدار: گیت اور بھجن
۸-۵۰ ساگریکا مجمدار: ادھونک
۹-۱۵ دلیپ رائے چودھری
لوک گیت
۹-۳۰ گوری بھٹاچاریہ: خیال
۹-۵۰ منجو سری داس گپتا: ٹھمری

دوپہر
۲-۴۰ شیلا مکھرجی: رابندر سنگیت
۲-۵۰ باسودیب ناتھ: ادھونک
۲-۵۵ گیتا بنرجی: لوک گیت

شام
۶-۲۰ چمپارام: لوک گیت
۶-۲۵ گوراسرب ادھیکاری
رابندر سنگیت
۶-۳۰ لتا نندی: بھجن
۶-۴۰ دلیپ مکھرجی: گیٹار
۶-۵۰ ساگریکا مجمدار: ادھونک
۸-۲۵ مایا بوس: بھجن
۹-۴۵ میرا گپتا: رابندر سنگیت
۹-۵۰ دلیپ رائے چودھری
لوک گیت

بدھ ۲۰ ر اگست

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ رادھا رانی: لوک گیت
۷-۴۰ میکھلا داس گپتا
رابندر سنگیت

۸-۱۵ پربھات بھوشن: ادھونک
۸-۳۰ اے۔ کانن: خیال اور ٹھمری
۹-۰۰ سپرا چکرورتی: نذرل سنگیت

دوپہر
۱۲-۲۰ دیپک رائے: گیٹار
۱-۴۰ ڈولی بھٹاچاریہ: بھجن
۲-۵۵ دلال چندر کاہر: لوک گیت
۳-۰۰ آرتی داس گپتا: ادھونک
۳-۱۰ شنکر ناتھ ساہا: ستار

شام
۸-۱۵ مینکا سوم: ادھونک
۸-۲۵ چندر شیکھر داس: بھجن
۸-۴۰ سنگھدھا گھوش
رابندر سنگیت
۹-۰۰ پرنب کمار مکھرجی: بانسری
۱۰-۰۰ اوما شنکر بنرجی
شیام سنگیت
۱۰-۳۰ آیتون برمن: لوک گیت
۱۰-۳۵ پربھات بھوشن: نذرل سنگیت
۱۰-۴۵ رادھا رانی: کرتن

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ ڈولی بھٹاچاریہ: رابندر سنگیت
۶-۳۵ آرتی داس گپتا: نذرل سنگیت
۶-۴۵ اوما شنکر بنرجی: شیام سنگیت
۷-۰۵ شنکر ناتھ ساہا: ستار
۷-۴۰ نرمل چکرورتی: لوک گیت
۷-۵۰ شنکر ناتھ ساہا: الیسراج
۸-۲۱ دیپک رائے: گیٹار
۸-۳۰ چندر شیکھر داس: بھجن
۸-۵۰ مینکا سوم: ادھونک
۹-۱۵ دلال چندر کاہر: لوک گیت
۹-۳۰ پرنب کمار مکھرجی: بانسری

دوپہر
۲-۴۰ ڈولی بھٹاچاریہ: بھجن
۲-۵۰ نرمل چکرورتی: لوک گیت
۲-۵۵ سنگھدھا گھوش: رابندر سنگیت

شام
۶-۲۰ رادھا رانی: لوک سنگیت
۶-۲۵ پرودت گھوش: رابندر سنگیت
۹-۴۰ دلال چندر کاہر: لوک گیت
۹-۴۵ میکھلا داس گپتا
رابندر سنگیت
۹-۵۰ چندر شیکھر داس: بھجن

۱۱-۱۰ اے کانن: خیال
۱۱-۳۰ پرنب کمار مکھرجی: بانسری

جمعرات ۲۱ ر اگست

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ سنیل کمار بیرا: لوک گیت
۷-۴۰ بیوا سین گپتا: رابندر سنگیت
۸-۳۰ وی۔ جی۔ جوگ: وائلن
۹-۰۰ نمیتا داس: نذرل سنگیت
۹-۲۵ امل مکھرجی: ادھونک

دوپہر
۱۲-۲۰ شیلا چیٹرجی: ادھونک
۱-۰۰ محمود خاں: سارنگی
۱-۴۰ سیلندر ناتھ بنرجی: لوک گیت
۱-۴۵ مینا چکرورتی: رابندر سنگیت
۲-۵۵ شانتی سرکار: اتول پرساد سنگیت
۳-۰۰ نہار رنجن بنرجی: خیال

شام
۵-۳۰ سنیل کمار مکھرجی: ستار
۸-۴۰ نمیتا داس: اتول پرساد سنگیت
۸-۴۵ کاجل کمار دتا: لوک گیت
۹-۰۰ سپرا بوس: خیال
۱۰-۰۰ بھاسوتی بسواس: غزل
۱۰-۱۵ پوسپن سانیال: شیام سنگیت
۱۰-۲۰ لتا بنرجی: نذرل سنگیت
۱۰-۴۰ کالی کنکار باتیال
رابندر سنگیت
۱-۵۰ سپرا بوس: ادھونک

کلکتہ "بی"
۶-۲۵ کالی کنکار باتیال
رابندر سنگیت
۶-۳۵ لتا بنرجی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ شانتی سرکار: رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ بھاسوتی بسواس: بھجن
۷-۰۵ سنیل کمار مکھرجی: ستار
۷-۴۰ سیلیندر ناتھ بنرجی: لوک گیت
۷-۵۰ شیلا چیٹرجی: ادھونک
۸-۲۱ محمود خاں: سارنگی
۸-۵۰ سپرا بوس: ادھونک
۹-۱۵ کاجل کمار دتا: لوک گیت
۹-۲۰ نہار رنجن بنرجی: خیال

دوپہر
۲-۴۰ شانتا سرکار: ادھونک
۲-۴۵ امل مکھرجی: رابندر سنگیت

شام
۶-۲۰ سنیل کمار سِرا: لوک گیت
۶-۲۵ بیوا سین گپتا: رابندر سنگیت
۸-۲۵ پوسپین سانیال: ادھونک
۹-۳۰ محمود خاں: سارنگی
۹-۴۰ کاجل کمار دتا: لوک گیت
۹-۴۵ میناچکرورتی: کیرتن
۱۱-۱۰ نہار رنجن بنرجی: خیال
۱۱-۳۰ دی۔جی۔جوگ: وائلن

جمعہ ۲۲راگست

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ لابنیالیکھاپاسچل: لوک گیت
۷-۴۰ کملیش گھوش: رابندر سنگیت
۸-۱۵ ایتاچٹرجی: ادھونک
۸-۳۰ سوپن کمار گھوش: ستار
۹-۲۵ مرینالنی ساہا: رام پرساد سنگیت

دوپہر
۱۲-۲۰ سرجیت چکرورتی: ادھونک
۱-۴۰ دیپک کمار داس: گیٹار
۲-۵۵ ارچناچٹرجی: لوک گیت
۳-۰۰ بارن دیب مکھرجی: ادھونک
۳-۱۵ کرشنامترا: رابندر سنگیت

شام
۵-۳۰ دیب پرساد بنرجی: بانسری
۹-۰۰ پوربی مکھرجی: خیال
۱۰-۰۰ بلبل بھٹاچاریہ: نذرل سنگیت
۱۰-۰۵ اوپیندر ناتھ رائے: لوک گیت
۱۰-۱۰ اتپلا گوسوامی: ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ کرشنامترا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ بلبل بھٹاچاریہ: نذرل سنگیت
۶-۴۵ ایتاچٹرجی: اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ دیپک کمار داس: گیٹار
۷-۰۵ دیب پرساد چٹرجی: بانسری
۷-۴۰ ارچناچٹرجی: لوک گیت
۷-۵۰ سرجیت چکرورتی: ادھونک
۸-۲۱ مرینالنی ساہا: بھکتی گیت
۸-۳۰ دیب پرساد بنرجی: بانسری
۸-۵۰ اتپلا گوسوامی: ادھونک
۹-۱۵ اوپیندر ناتھ رائے: لوک گیت
۹-۳۰ پوربی مکھرجی: خیال

دوپہر
۲-۴۰ مرینالنی ساہا: رام پرساد سنگیت
۲-۵۰ دیپک کمار داس: گیٹار
۲-۵۵ بلبل بھٹاچاریہ: رابندر سنگیت

شام
۶-۲۰ اوپیندر ناتھ رائے: لوک گیت
۶-۲۵ لابنیالیکھاپاسچل: بھکتی گیت
۸-۱۵ ایتاچٹرجی: شیام سنگیت
۸-۲۵ کملیش گھوش: ادھونک
۱۱-۱۰ پوربی مکھرجی: خیال
۱۱-۳۰ سوپن کمار گھوش: ستار

ہفتہ ۲۳راگست

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ کارتک چندر بانک: لوک گیت
۷-۴۰ بندنا سنہا: رابندر سنگیت
۸-۱۵ سرادیندو داس گپتا: ادھونک
۸-۳۰ سریلا بنرجی: خیال

دوپہر
۱-۰۰ منور علی خاں: خیال

شام
۵-۳۰ بینوچٹرجی: بانسری
۸-۲۰ جھوماچکرورتی: نذرل سنگیت
۸-۲۵ بانی گھوش: ادھونک
۸-۴۰ رادھارمن داس: لوک گیت
۸-۴۵ آلو مکھرجی: رابندر سنگیت
۹-۳۰ لال گڈی جی۔جے رامن: وائلن

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ آلو مکھرجی: رابندر سنگیت
۶-۳۵ جھوماچکرورتی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ بندنا سنہا: اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ سومیا رائے: گیٹار
۷-۱۰ منور علی خاں: ٹھمری
۷-۴۰ ناک شسترا دیب ناتھ باؤل
لوک گیت
۷-۵۰ سیوا چودھری: بھجن
۸-۵۰ بانی گھوش: ادھونک
۹-۱۵ رادھارمن داس: لوک گیت
۹-۳۰ بینوچٹرجی: بانسری

دوپہر
۲-۴۰ سیوا چودھری: رابندر سنگیت
۲-۵۰ سومیا رائے: گیٹار
۲-۵۵ ناک شسترا دیب ناتھ باؤل
لوک گیت

شام
۶-۲۰ کارتک چندر بانک: لوک گیت
۶-۲۵ بانی گھوش: شیام سنگیت
۶-۳۵ سریلا بنرجی: خیال
۶-۵۵ سرادیندو داس گپتا: ادھونک

اتوار ۲۴راگست

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ ہرے کرشنا داس: لوک گیت
۷-۴۰ سپربا رائے چودھری
رابندر سنگیت
۸-۴۰ وجے کمار کچلو: خیال
۹-۲۵ بھارتی کار چودھری: ادھونک
۱۰-۰۰ موسیقی کا سبق: رابندر سنگیت
پیش کش: سوچترا مترا

دوپہر
۱-۵۰ ستیہ مجمدار: وائلن

شام
۵-۳۰ گوپال بنرجی: ستار
۵-۴۰ دلیپ مکھرجی: پوراتنی
۸-۱۵ سوشمیتا دتا: نذرل سنگیت
۸-۲۵ دلیپ مکھرجی: شیام سنگیت
۸-۴۰ دیپاسین: ادھونک
۹-۰۰ علی احمد حسین اور ساتھی: شہنائی
۱۰-۰۰ کرشنا گوہا ٹھاکرتا: رابندر سنگیت
۱۰-۲۵ سیولی رائے: شیام سنگیت
۱۰-۴۰ ستیشور مکھرجی: لوک گیت
۱۰-۵۰ بھارتی کار چودھری
راگ پر دھان

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ سپربا رائے چودھری
رابندر سنگیت
۶-۳۵ سوشمیتا دتا: نذرل سنگیت
۶-۴۵ ستیشور مکھرجی: رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ گوپال بنرجی: ستار
۷-۰۵ دلیپ مکھرجی: پوراتنی
۷-۲۰ سیولی رائے: شیام سنگیت
۷-۴۰ پربیر کمار ناتھ: لوک گیت
۷-۵۰ گوپال بنرجی: ستار
۸-۲۰ سیولی رائے: بھکتی گیت
۸-۵۰ بھارتی کار چودھری: ادھونک
۹-۱۵ ہرے کرشنا داس: لوک گیت
۹-۲۰ علی احمد حسین اور ساتھی: شہنائی

دوپہر
۲-۴۰ ستیہ مجمدار: وائلن
۲-۵۰ پربیر کمار ناتھ: لوک گیت
۲-۵۵ گوپال بنرجی: ستار

شام
۶-۲۰ ہرے کرشنا داس: لوک گیت
۶-۲۵ بھارتی کار چودھری: بھجن
۶-۳۰ وجے کمار کچلو: خیال
۶-۵۵ سپریا رائے چودھری
رابندر سنگیت
۷-۳ ستیہ مجمدار: وائلن

پیر ۲۵راگست

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ درلبھ چندر استردھار: لوک گیت
۷-۴۰ پربیتما مکھرجی: رابندر سنگیت
۸-۱۵ شیاملی مکھرجی: ادھونک
۸-۳۰ مشتاق علی خاں: ستار

دوپہر
۱۲-۲۰ منی دیپا گھوش: نذرل سنگیت
۱-۴۰ سدھیشور مکھرجی: پوراتنی
۲-۵۵ میرا چٹرجی: رابندر سنگیت

رات
۸-۱۵ پوتل دتا: بھجن
۸-۴۰ اودھیندو گھوش: وائلن
۸-۴۵ آرتی ٹیکو: غزل
۹-۰۰ سری کانت باکرے: خیال
۱۰-۰۰ شیب ناتھ مکھرجی: کیرتن
۱۰-۱۵ کرشنا چٹرجی: ادھونک
۱۰-۳۰ سورن کمار مجمدار: لوک گیت
۱۰-۴۰ جیوتسنا داس: رابندر سنگیت
۱۰-۵۰ سدھیشور مکھرجی: تلک سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ میرا چٹرجی: رابندر سنگیت
۶-۳۵ منی دیپا گھوش: نذرل سنگیت
۶-۴۵ جیوتسنا داس: اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ اردھیندو گھوش: وائلن
۷-۰۵ مکل کمار بوس: ستار
۷-۴۰ ساتھی: لوک گیت
۷-۵۰ شیاملی مکھرجی: بھجن
۸-۱۵ اردھیندو گھوش: وائلن

۸-۵۰ کرشنا چٹرجی : ادھونک
۹-۱۵ درلبھ چندا ستردھار : لوک گیت
۹-۳۰ سری کانت باکرے : خیال

دوپہر

۲-۴۰ آرتی ٹیکو : غزل
۲-۵۰ اردھیندو گھوش : وائلن
۲-۵۵ ساتھی : لوک گیت

شام

۶-۲۰ سورن کمار مجمدار : لوک گیت
. . پنڈت ۔۔۔ : بھجن
۶-۳۰ آرتی ٹیکو : غزل
۶-۴۰ شیب ناتھ مکھرجی : کیرتن
۶-۵۵ پرتیما مکھرجی : رابندر سنگیت
۹-۴۰ میرا چٹرجی : رابندر سنگیت
۹-۵۵ درلبھ چندار ستر ادھر : لوک گیت
۱۱-۱۰ سری کانت باکرے : خیال
۱۱-۳۰ مشتاق علی خاں : ستار

منگل ۲۶ راگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ بینا گھوش : لوک گیت
۷-۴۰ تمالیکا گوہا : رابندر سنگیت
۸-۱۵ دیبی مترا : ادھونک
۸-۳۰ امرت حسین خاں : ستار

دوپہر

۱۲-۲۰ وبھوش کانتی ناتھ : گیٹار
۱۲-۲۵ مناشی پال : لوک گیت
۱-۰۰ رجی کمار کپلو : خیال
۲-۵۵ راتقن بنرجی : لوک گیت
۳-۰۰ فضل حسین : سارنگی

شام

۵-۳۰ امرت حسین خاں : ستار
۸-۴۰ ریکھا رائے چودھری
شیام سنگیت
۸-۴۵ نیتیش چندر رائے : لوک گیت
۸-۵۰ ممتا مکھرجی : نذرل سنگیت
۹-۰۰ بناینتا چکرورتی : رابندر سنگیت
۹-۱۵ اردن دتا : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ مناشی پال : رابندر سنگیت
۶-۳۵ تپن بھومک : نذرل سنگیت
۶-۴۵ ممتا مکھرجی : اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ نیتیش چندر رائے : لوک گیت

۷-۰۵ فضل حسین : سارنگی
۷-۴۰ راتقن بنرجی : لوک گیت
۷-۵۰ راما مکھرجی : ادھونک
۸-۲۱ وبھوش کانتی ناتھ . گیٹار
۸-۳۰ ریکھا رائے چودھری
شیام سنگیت
۸-۵۰ ممتا مکھرجی : ادھونک
۹-۱۵ نیتیش چندر رائے : لوک گیت
۹-۳۰ ربی کمار کپلو : خیال

دوپہر

۲-۴۰ راما مکھرجی : ادھونک
۲-۵۰ تپن بھومک : بھجن
۲-۵۵ دیبی مترا : رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ نیتیش چندر رائے : لوک گیت
۶-۲۵ دیبی مترا : بھجن
۶-۳۵ ریکھا رائے چودھری : بھکتی گیت
۶-۴۵ اردن دتا : رابندر سنگیت
۶-۵۰ بینا گھوش : لوک گیت
۹-۴۵ مناشی پال : لوک گیت

بدھ ۲۷ راگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سوپن کمار مجمدار : لوک گیت
۷-۴۰ الپنا مترا : رابندر سنگیت
۸-۱۵ مایا گھوشال . ادھونک
۸-۳۰ ابرا سرکار : ستار
۹-۰۰ کرشنا بنرجی : نذرل سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ پرانتی سین گپتا : رجنی کانت سنگیت
۱-۴۵ آنند چودھری . گیٹار
۲-۲۵ ذکان خاں : سارنگی
۲-۵۵ ملا بیکا داس : بھجن
۳-۰۰ شمبھو بوس : ادھونک
۳-۱۰ شیبانی بوس : نذرل سنگیت
۳-۲۰ جھنٹو کمار رائے چودھری : بانسری

رات

۸-۱۵ ملا بیکا داس : ادھونک
۸-۲۰ نارین پال : لوک گیت
۸-۴۰ کرشنا نیوگی : نذرل سنگیت
۸-۵۰ چیتا ملک : رابندر سنگیت
۹-۰۰ مشکور علی خاں : خیال
۱۰-۰۰ نندلال ٹھاکر : کیرتن
۱۰-۳۰ جنم اشٹمی پر سنگیت روپک

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ چیتا ملک : رابندر سنگیت
۶-۳۵ کرشنا نیوگی : نذرل سنگیت
۶-۴۵ مایا گھوشال : رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ شیبانی بوس : اتول پرساد سنگیت
۷-۰۰ ذکان خاں : سارنگی
۷-۳۰ جینت پاٹھک اور ساتھی
لوک گیت
۷-۵۰ شمبھو بوس : ادھونک
۸-۲۱ جھنٹو کمار رائے چودھری : بانسری
۸-۳۰ نندلال ٹھاکر : کیرتن
۱-۰۰ ملا بیکا داس : ادھونک
۱-۱۵ سوپن کمار مجمدار : لوک گیت
۱-۳۰ مشکور علی خاں : خیال

دوپہر

۲-۴۰ پرانتی سین گپتا
رجنی کانت سنگیت
۲-۵۰ جینت پاٹھک اور ساتھی
لوک گیت
۲-۵۵ آنند چودھری : گیٹار

شام

۶-۲۵ الپنا مترا : رابندر سنگیت
۹-۴۰ مایا گھوشال : شیام سنگیت
۹-۵۰ سوپن کمار مجمدار : لوک گیت
۹-۵۵ کرشنا نیوگی : بھکتی گیت
۱۱-۱۰ مشکور علی خاں : خیال
۱۱-۳۰ ابرا سرکار : ستار
۶-۲۰ نارین پال : لوک گیت

جمعرات ۲۸ راگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ ریکھا رائے : لوک گیت
۷-۴۰ گیتا سین : رابندر سنگیت
۸-۳ پھالگونی مترا : الاپ اور دھرپد
۹-۰۰ تپن گھوش : نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ ہیمائی مکھرجی : وائلن
۱-۰۰ سمر کمار چٹرجی : اسراج
۱-۲۰ شکلا مکھرجی : بھجن
۱-۴۰ ابوالفیض : گیت
۱-۴۵ بینا پانی دیبی : کیرتن
۲-۵۵ سمرتی سین گپتا : شیام سنگیت
۳-۰۰ نیل رتن چندر ، گیٹار

۳-۱۰ انورادھا مصطفیٰ : رابندر سنگیت
۳-۲۰ سوکمار دیب : ادھونک

شام

۵-۳۰ ہیمائی مکھرجی : وائلن
۸-۴۰ بمل سرکار : لوک گیت
۸-۴۵ ملینا گھوشال : نذرل سنگیت
۹-۰۰ اندرانی بھٹاچاریہ : ستار
۱۰-۳۰ جیوتسنا بنرجی : رابندر سنگیت
۱۰-۴۰ اکھیل بندھو گھوش : ادھونک
۱۰-۵۰ گیتا سین : اتول پرساد سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

جیوتسنا بنرجی : رابندر سنگیت
۶-۲۵ سمرتی سین گپتا : نذرل سنگیت
۶-۳۵
۶-۴۵ سبیتا اچاریہ : اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ نیل رتن چندر : گیٹار
۷-۰۵ سمر کمار چٹرجی : اسراج
۷-۴۰ کلپنا مترا اور ساتھی : لوک گیت
۷-۵۰ سوکمار دے : ادھونک
۸-۲۱ بینا پانی دیبی : شیام سنگیت
۸-۵۰ اکھل بندھو گھوش : ادھونک
۹-۱۵ ریکھا رائے : لوک گیت
۹-۳۰ اندرانی بھٹاچاریہ : ستار

دوپہر

۲-۴۰ سبیتا اچاریہ : بھکتی گیت
۲-۴۵ ابوالفیض : گیت
۲-۵۵ کلپنا مترا اور ساتھی : لوک گیت

شام

۶-۲۰ ریکھا رائے : لوک گیت
۶-۲۵ سبیتا اچاریہ : بھکتی گیت
۸-۲۵ ملینا گھوشال : شیام سنگیت
۹-۳۰ بینا پانی دیبی : شیام سنگیت
۹-۳۵ انورادھا مصطفیٰ
رابندر سنگیت
۹-۴۵ بمل سرکار : لوک گیت
۹-۵۵ گیتا سین : اتول پرساد سنگیت
۱۱-۱۰ پھالگونی مترا : الاپ اور دھرپد
۱۱-۳۰ اندرانی بھٹاچاریہ : ستار

جمعہ ۲۹ راگست

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ بینو دے : لوک گیت
۷-۴۰ ادیتی سین گپتا : رابندر سنگیت
۸-۱۵ اوما گھوش : ادھونک

۲۰ - ۸ ابجے چکرورتی : خیال

۲۵ - ۹ پریمل بھٹاچاریہ: نذرل سنگیت

دوپہر

۲۰ - ۱۲ سپتی سین : ادھونک

۴۰ - ۱ ریبا موہوری : ٹھمری

۵۵ - ۲ ارچنا بھومک
رجنی کانت سنگیت

۰۰ - ۳ نذرل پر موسیقی کا فیچر
ڈرامہ نگار اور پروڈیوسر
بمل بھوشن

شام

۳۰ - ۵ نمیتا بھٹاچاریہ : بھکتی گیت

۴۵ - ۵ دادرا

۰۰ - ۹ اشوک کمار بنرجی : ستار

۰۰ - ۱۰ سدھین مترا : لوک گیت

۰۵ - ۱۰ جاپ مالا گھوش: شیام سنگیت

۱۰ - ۱۰ پریمل بھٹاچاریہ : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۲۵ - ۶ اوما گھوش: رابندر سنگیت

۴۵ - ۶ ارچنا بھومک: دوتی چندر سنگیت

۵۰ - ۶ جاپ مالا گھوش: شیام سنگیت

۰۵ - ۷ ابجے چکرورتی : خیال

۴۰ - ۷ کنچن مالا لوک گیت سنگیتھا
لوک گیت

۵۰ - ۷ ارچنا بھومک: اتول پرساد سنگیت

۲۱ - ۸ ریبا موہوری : غزل

۳۰ - ۸ نمیتا بھٹاچاریہ: شیام سنگیت

۵۰ - ۸ جاپ مالا گھوش : ادھونک

۱۵ - ۹ سدھین مترا : لوک گیت

۳۰ - ۹ اشوک کمار بنرجی : ستار

دوپہر

۴۰ - ۲ مینو دے : لوک گیت

۵۰ - ۲ سپتی سین : ادھونک

۵۵ - ۲ جاپ مالا گھوش: شیام سنگیت

شام

۲۰ - ۶ کنچن مالا لوک گیت سنگیتھا
لوک گیت

۲۵ - ۶ اوما گھوش: رابندر سنگیت

۱۵ - ۸ مینو دے : لوک گیت

۲۵ - ۸ ادیتی سین گپتا: رابندر سنگیت

۳۰ - ۹ سدھین مترا : لوک گیت

۳۵ - ۹ ریبا موہوری : دادرا

۴۰ - ۹ ابجے چکرورتی : راگ پردھان

هفتہ ۳۰ اگست

کلکتہ "اے"

صبح

۴۰ - ۶ میرا مجمدار : لوک گیت

۴۰ - ۷ سری کمار چٹرجی: رابندر سنگیت

۱۵ - ۸ سورا بوس : ادھونک

۳۰ - ۸ نورتی بواسرنائک : خیال

دوپہر

۰۰ - ۱ ہرے شنکر بھٹاچاریہ : ستار

شام

۳۰ - ۵ نورتی بواسرنائک : خیال

۲۰ - ۸ اشیش چکرورتی
نذرل سنگیت

۲۵ - ۸ سینتا بنرجی: ادھونک

۴۰ - ۸ سدھنگشو چٹرجی: لوک گیت

۴۵ - ۸ سوباس مترا: رابندر سنگیت

۳۰ - ۹ باگیشوری دیوی
شاستریہ موسیقی

اتوار ۳۱ اگست

کلکتہ "اے"

صبح

۴۰ - ۶ سوبودھ گنگولی: لوک گیت

۴۰ - ۷ ریتو گوہا: رابندر سنگیت

۴۰ - ۸ محمد صغیر الدین خاں : ٹھمری

۲۵ - ۹ پرابھتی مکھرجی : بھجن

۰۰ - ۱۱ امیہ رنجن بنرجی : خیال

۳۰ - ۱۱ میلی بوس : وائلن

دوپہر

۵۰ - ۱ سوپن کمار گھوش : گیٹار

رات

۲۵ - ۱۰ ارگیا چودھری : لوک گیت

کلکتہ "بی"

صبح

۲۵ - ۶ ریتو گوہا: رابندر سنگیت

۳۵ - ۶ شانتی چٹرجی: نذرل سنگیت

۵۰ - ۸ پرابھتی مکھرجی : ادھونک

۱۵ - ۹ سوبودھ گنگولی : لوک گیت

۳۰ - ۹ محمد صغیر الدین خاں: سارنگی

شام

۲۰ - ۶ آریہ چودھری : لوک گیت

۳۰ - ۷ سوبودھ گنگولی : بھکتی گیت

۳۵ - ۷ ریتو گوہا: رابندر سنگیت

سرینگر

میڈیم ویو:

سرینگر (الف): ۸ ، ۲۶۸ میٹر ۱۱۱۶ کلو ہرٹز سرینگر (ج) ۱ ، ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلو ہرٹز
سرینگر (د) ۶ ، ۱۹۹ میٹر ۱۵۲۰ کلو ہرٹز

سرینگر ب : ۱۰ ، ۴۹ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز ۵۰ ، ۹۱ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز

پہلی مجلس: صبح ۳۰-۶ سے ۰۰-۱۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۳۰-۱۱ سے رات ۰۵-۱۱ تک
(اتوار کو صبح ۳۰-۶ سے رات ۰۵-۱۱)

خبریں

کشمیری: صبح ۴۵-۷، شام ۲۵-۶ اردو: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱، رات ۱۵-۹

ہندی: صبح ۰۰-۹ سنسکرت: صبح ۰۰-۷

انگریزی: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۲، شام ۰۰-۶، رات ۹ اور ۰۰-۱۱

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۲۰-۹، دوپہر ۳۰-۱۲ اور ۰۰-۴ (دھیمی رفتار سے)، شام ۴۰-۷

کشمیری: صبح ۲۵-۹، دوپہر ۳۵-۱۲ اور شام ۳۰-۷

هفتہ ۱۶ اگست

صبح

۱۵ - ۷ آرتی تکو: کشمیری موسیقی

۵۵ - ۷ اور رات ۳۰ - ۸
آرتی تکو : غزل

۰۰ - ۹ امرناتھ یاترا: تواریخی روشنی میں
انگریزی میں بات چیت
از بی۔ کے۔ کاک

۳۰ - ۱۱ اور دوپہر ۳۰ - ۲
محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۰ - ۲ روی شرما : گائن

رات

۳۰ - ۹ بزم شعر: یوم آزادی کے سلسلے
میں محفل مشاعرہ : شرکاء:
سوم ناتھ ویر، فاضل کشمیری
پرتھوی ناتھ ودر، سی۔ ایل۔ چمن
عبدالرحمان آزاد، ڈاکٹر مرغوب
بانہالی اور منظور ہاشمی

صبح

۵۵ - ۷ اور رات ۳۰ - ۸
وی۔ کے۔ ملا : غزل

۱۵ - ۱۰ ہونہار: بچوں کے لئے اردو
میں پروگرام
"انڈمان اور نکوبار": اردو
میں بات چیت

۳۰ - ۱۱ کشمیری میں کھیل
وطن ہند متول
اصل مسودہ: جیسرت کملداس
کشیر کا عکس: ابلال مہجور

دوپہر

۱۰ - ۲ وی۔ جی۔ جوگ : وائلن

۰۰ - ۴ "ہی مال" : خواتین کے لئے
کشمیری میں پروگرام
عید قرباں، "مدعا تہ مقصد"
بات چیت: از عبدالحق برق

شام

۱۰ - ۶ مکھن چڈا اور رادیش چودھری
ڈوگری لوک سنگیت

اتوار ۱۷ اگست

پیر ۱۸ اگست

صبح

۷-۱۵ غلام احمد خاں: ستار

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
راج بیگم: غزل

۹-۰۰ طلبا کل اور آج: اردو میں بات چیت
از پروفیسر جی۔ ایل۔ لابرو

دوپہر

۱-۰۵ نرملا داس اور حمزہ داس
کشمیری موسیقی

۲-۱۰ غلام احمد خاں: ستار پردھن

۴-۳۰ شام ساجن، کشمیری سنگھ
ڈوگری لوک سنگیت

رات

۹-۳۰ اردو میں کھیل
"چھوٹی بستی بڑے لوگ"
تحریر: شوکت شہری

منگل ۱۹ راگست

صبح

۷-۱۵ اور ۷-۵۵
آشا کول: کشمیری موسیقی

۹-۰۰ نو ادب (کشمیری)
تازہ افسانہ: از جی ایم آزاد

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ پروین سلطانہ: گائن

رات

۸-۳۰ آشا کول: کشمیری موسیقی

بدھ ۲۰ راگست

صبح

۷-۱۵ ایم۔ ایل۔ بشنگلو: ستار

۷-۵۵ نسیم اختر: غزل

۸-۲۱ کشمیری میں بات چیت
از علی محمد لون

۹-۰۰ نیا ادب: تازہ نظم
از پرتھیپال سنگھ بیتاب

دوپہر
عبدالرحمان خاں اور او۔ این
کول: موسیقی

رات

۸-۳۰ نسیم اختر اور او۔ این۔ کول
موسیقی

جمعرات ۲۱ راگست

صبح

۷-۱۵ غلام قادر روانی: کشمیری موسیقی

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
غلام قادر روانی: غزلیں

۹-۰۰ نو ادب (کشمیری) تازہ نظم
از موہن لال آتش

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

جمعہ ۲۲ راگست

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
آر۔ کے کاچرو: غزل

دوپہر

۲-۱۰ رانی شنکر: گائن

شام

۶-۱۰ چمن من: ننھے منوں کے لئے
کہانی از مرجبین عزبہ

۶-۴۵ آر۔ کے۔ کاچرو: غزل

ہفتہ ۲۳ راگست

صبح

۷-۱۵ شمیمہ دیو: کشمیری موسیقی

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
شمیمہ دیو: غزل

۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت
ڈاکٹر ایم۔ کے۔ رینہ

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد قالین باف و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ استاد ولایت خاں: ستار

اتوار ۲۴ راگست

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
غلام نبی شیخ: غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۱۰
دیب برت چودھری: ستار

شام

۶-۱۰ وشوامتر: ڈوگری لوک سنگیت

پیر ۲۵ راگست

صبح

۷-۱۵ غلام احمد خاں: ستار

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
غلام محمد راہ: غزل

۹-۰۰ اردو میں بات چیت
از ڈاکٹر محمد زماں آزردہ

دوپہر

۲-۱۰ غلام احمد خاں: ستار

شام

۶-۴۵ ریتا در: غزل

۹-۳۰ اسی تہ بناوُ مکانہ: کشمیری کھیل
تحریر: سید یعقوب دلکش

منگل ۲۶ راگست

صبح

۷-۱۵ اور ۷-۵۵
کیلاش مہرہ: کشمیری موسیقی

۹-۰۰ نو ادب (کشمیری)
تازہ افسانہ از سید یعقوب دلکش

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ سیتاری
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ بسم اللہ خاں: شہنائی

رات

۹-۳۰ سنگر مال: کشمیری میں
ادبی پروگرام

بدھ ۲۷ راگست

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
غلام محمد میر: غزل

۸-۲۱ کشمیری میں بات چیت
از او۔ این۔ کول

۹-۰۰ نیا ادب (اردو)
تازہ نظم: از منظور الامین

دوپہر

۲-۱۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

جمعرات ۲۸ راگست

صبح

۷-۱۵ اور ۷-۵۵
جی ایچ۔ صوفی
کشمیری موسیقی

۹-۰۰ نو ادب (کشمیری) تازہ نظم
پریم ناتھ شاد

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ ہری پرساد چورسیہ: بانسری

رات

۱۰-۳۰ جی۔ ایم بارپوری و ساتھی: قوالی

جمعہ ۲۹ راگست

صبح

۷-۵۵ اور ۸-۳۰
راج بیگم: غزل

دوپہر

۲-۱۰ ایس۔ این۔ سوپوری: ستار

شام

۶-۱۰ چمن من: ننھے منوں کے لئے
اردو پروگرام
کہانی: اے۔ کے۔ کول

ہفتہ ۳۰ راگست

صبح

۷-۱۵ ۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
جلال گیلانی: کشمیری موسیقی

۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت
از ڈاکٹر نصرت اندرابی

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ پنڈت جسراج: گائن

اتوار ۳۱ راگست

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
نسیم اختر: غزل

۱۰-۱۵ ہونہار: بچوں کے لئے اردو
پروگرام
کوئیز پروگرام: پی۔ ایل بھٹو

دوپہر

۲-۱۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

۴-۰۰ ہی تال: خواتین کے لئے
کشمیری پروگرام





شوبھا گرتو —
آکاشوانی ناگپور کے لیے صدا بندی میں مصروف ۔

ویناکاک —
نائب وزیر سیاحت راجستھان کے ساتھ عبید صدیقی (بائیں)
انٹرویو کرتے ہوئے ۔
یہ انٹرویو ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر ہوا ۔

آکاشوانی سورت گڑھ کے پروگرام
'ہمارے وادیہ' میں
سارنگی نواز معین الدین خاں
کے ساتھ محوِ گفتگو پی این جوشی ۔







غلام مصطفےٰ خاں — نامور گائیک
آکاشوانی الہ آباد کی جانب سے منعقد محفل موسیقی میں ۔

شانتی ہیرانند —
بیرونی نشریات کے لیے بلوچی گیت کی
صدا بندی میں مصروف ۔

Regd No D-(C)39
RN No 14253/57

PRICE RUPEE 1.00

16th AUGUST 198

... 11 23 ... post without
... New Delhi





وودھ بھارتی

(اوپر، دائیں) فلم اداکار اسرانی
ان کا پیش کیا ہوا فلمی گیتوں کا
خصوصی جے مالا، پروگرام ۱۹ اگست کو
نشر کیا جائے گا۔

(اوپر بائیں) ایچ. یو بسکر ـــ
بال گندھرو. پر آپ کی نقر بر گذشتہ دنوں
سنگیت سریتا میں نشر ہوئی۔



(بائیں) کومل مہوآر، فلم اداکارہ
کے ساتھ ـــ
ان سے ملیے، میں اور ادھا شرما (بائیں)
انٹرویو کرتے ہوئے۔





معین احسن جذبی آکاشوانی گورکھپور کی جانب سے منعقد مشاعرہ میں شمع روشن کرتے ہوئے۔ اور طارق چھتاری (بائیں)
آکاشوانی بمبئی کی جانب سے منعقد مشاعرے میں کلام پیش کرتے ہوئے بشیر بدر

... PTI Building ... Sansad Marg New ... 110001

...lished by the Director General All India Radio ...
...ted by the Manager Govt of India Photo Litho Press

آواز

شمارہ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۶ء

۱۰ ۔ ۲۴ بھادوں ۱۹۰۸ ساکا

اشاعت کا ۵۱ واں سال

قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو اور دوردرشن سے ... پروگرام، معلومات ... دلچسپ افسانے و منظومات

اس بار لکھنؤ سے غزلیں

منارالدین منار

ہے حریفِ جاں مرا چارہ گر مرا غمگسار تو کچھ نہیں
یہی اب رہا جو بچا درد کا کاروبار تو کچھ نہیں
نہ تو سایہ دار شجر کوئی نہ تو دلنواز نظر نہیں
بڑا نام تھا بڑا شور تھا سرِ رہ گذر تو کچھ نہیں
ترے شہرِ عشوہ طراز سے ترے دلفگار چلے گئے
اس حصارِ سود و زیاں میں اب دل و جاں کی ہار تو کچھ نہیں
گلِ اعتبار ہے اور کچھ ترا گل کھلا نہ ہے اور کچھ
تری گفتگو میں ہری ہے رُت سرِ شاخسار تو کچھ نہیں
کبھی اپنے وہم و گماں کی رو میں یہ لوٹ جاتا ہے منزلوں
دلِ نامراد سے کیا کہوں کہ پسِ غبار تو کچھ نہیں
ہے نثاریاں سے بھی آج لمحوں کی تیز آندھی گذر گئی
نہ قرارِ دل نہ مزارِ دل سرِ کوئے یار تو کچھ نہیں

انجم عرفانی

دل کو دل رکھنا اسے سنگ نہ ہونے دینا
بھائیوں بیچ نئی جنگ نہ ہونے دینا

اپنی تلوار کے جوہر کو دیے جانا آب
دیکھنا اس کو تہِ زنگ نہ ہونے دینا

نئے موسم نے پہن رکھی ہے پوشاک ہری
اس کو کچھ دیر لہو رنگ نہ ہونے دینا

ایک سے ایک مناظر ابھی آئیں گے یہاں
چشمِ بینا کو کبھی دنگ نہ ہونے دینا

دوڑنے دینا رگ و پے میں یونہی درد کی لہر
اپنی آنکھیں چمن و گنگ نہ ہونے دینا

جلنا بھی لٹنا بھی اور قتل بھی ہوتے رہنا
پھر بھی چیخیں بلند آہنگ نہ ہونے دینا

دعوی داروں میں خود اپنا بھی کرنا نہ شمار
ہاں مگر راہِ وفا تنگ نہ ہونے دینا

حرفِ حق کہتے ہوئے روبروئے کج کلہاں
اپنے لہجے کو ذرا لنگ نہ ہونے دینا

جس کو جس حال میں پایا وہی لکھنا انجم
اپنے خط کو خطِ ارژنگ نہ ہونے دینا

رفعت عزمی

پہلے کتابِ زیست میں کچھ مشکلات لکھ
پھر اس کے بعد کیف و مسرت کی بات لکھ

ذہنوں میں انتشار کا عالم نہ رہ سکے
امن و اماں کے واسطے کچھ اور بات لکھ

راہیں ہوں پُر خطر تو ارادے بحال رکھ
ہر ہر قدم پہ بکھرے ہوئے واقعات لکھ

مصروفیت نے جسم کو بے جان کر دیا
تنہائیوں میں ڈوبی ہوئی نرم رات لکھ

شہرت مجھے نہ چاہیے دو چار روز کی
جو زندگی کے ساتھ نہ جائے وہ بات لکھ

بس ایک ہی صدا ہے فضاؤں میں مرتعش
عزمی جو تجھ کو چاہیے خود اپنے ہات لکھ

وقار ناصری

بستی بستی لہو لہان ہیں سب
کس کو ڈھونڈیں کہ بے نشان ہیں سب
کوئی ذرہ نہیں ہے مٹی کا
ان زمینوں پہ آسمان ہیں سب
باقی جو کچھ ہے وہ کہانی ہے
حرف دو حرف داستان ہیں سب
خواہشوں کے گھنے درختوں میں
ایک جنگل کے درمیان ہیں سب
ہر جزیرہ ہے آنکھ سے اوجھل
گہرے پانی میں بادبان ہیں سب
سر برہنہ ہیں بستیاں ساری
اب تو خوابوں میں سائبان ہیں سب
سارے رشتے بکھر چکے ہیں وقار
یوں تو کہنے کو خاندان ہیں سب

سحر صدیقی

قتل ہوں اور صلیبوں کو سجا کر دیکھیں
کچھ چراغ اپنے لہو سے بھی جلا کر دیکھیں
شاید اس طرح کوئی حادثہ یاد آ جائے
اس گلی سے کوئی پتھر ہی اٹھا کر دیکھیں
لوگ کہتے ہیں کہ ڈھونڈو تو خدا ملتا ہے
آج ہم بھی کسی دروازہ پہ جا کر دیکھیں
جسم میں کتنی ہی کرچیں سی چبھی جاتی ہیں
آج سوچا تھا کہ آئینہ اٹھا کر دیکھیں
اپنا گھر خاک ہوا اپنی گلی راکھ ہوئی
آؤ اب اور کہیں آگ لگا کر دیکھیں
عکس اس شوخ کا محفوظ تو اب بھی ہوگا
گرد آئینے کے چہرے سے اٹھا کر دیکھیں
نیند کیسے اسے تنہائی میں آتی ہے سحر
اس کے بستر سے کوئی پھول اٹھا کر دیکھیں

عرفان صدیقی

ایک آسیب ہے ٹوٹے ہوئے گھر کا وارث
کس کو آواز لگاتا ہے کھنڈر کا وارث
پھر کوئی خیمہ کسی اذنِ عقوبت کا شکار
پھر کوئی نیزہ کسی دولتِ سر کا وارث
اب یہ پندار بھی کیا ہے نہ کوئی سنگ نہ تاج
سر کسی زخم کا مالک، نہ گہر کا وارث
کیا مرے قریۂ ظلمات پہ ہوگا روشن
میرا مہتاب، مرے دیدۂ تر کا وارث
جانے اس دشت میں بھٹکے گا اکیلا کب تک
میرا ناقہ مری جاگیرِ سفر کا وارث
رفتگاں وعدہ شکن ابرِ گریزاں کی طرح
اور اک طائرِ مجروح شجر کا وارث
حکم ہے مجھ کو خرابوں کی نگہبانی کا
میں کسی موسمِ بے برگ و ثمر کا وارث

مہوش اسک

یہی ہوتا تو رہا ہے یہی ہوتا نہ رہے
خون اک بار جو بہہ جائے تو بہتا نہ رہے
ایک اک حرف اتارونگا ابھی مٹی میں
تاکہ جب کل آئے آواز تو تنہا نہ رہے
یہ جو اک دھند سی ہے آج مٹا دیں تاکہ
کل کے بارے میں کسی کو کوئی شبہہ نہ رہے
اس کی کوشش ہے کہ جب دھوپ کڑی ہو ہم پر
اس کی دالان سے باہر کوئی سایہ نہ رہے
سر جو مشکل ہیں تو اب پیر ہی کاٹے جائیں
طے ہوا ہے کہ کسی سے کوئی اونچا نہ رہے
آج ہر چیز کو ہم تول رہے ہیں جس پر
کل کو ممکن ہے کہ وہ بھوک ہی زندہ نہ رہے

انور ادریسی

اپنا ہی عکس نظر آئے جسے بھی دیکھوں
خود سے فرصت نہیں ملی کہ تجھے بھی دیکھوں

کتنی حسرت ہے کہ تسکینِ نظر کی خاطر
رہ کے ہیں اپنے حواسوں میں اسے بھی دیکھوں

ساتھ کھیلے ہوئے بچپن کے بہت ہیں لیکن
اجنبی سب نظر آتے ہیں جسے بھی دیکھوں

اب یہ دیکھو تو مری دیدہ وری کی رہ جائے
تجھ کو جب چاہوں جہاں چاہوں چھپے بھی دیکھوں

اپنی ہی ذات میں گم ہو کے نہ رہ جاؤں کہیں
زندگی کا جو تقاضا ہے اسے بھی دیکھوں

کس کی تقدیر میں ہے دار و رسن کا منصب
خوش نصیب ایسا کوئی ہے تو اسے بھی دیکھوں

وقت کے ساتھ اسالیبِ سخن بدلے ہیں
آؤ موضوعِ سخن اور نئے بھی دیکھوں

آنکھ روشن ہے اگر دل نہیں روشن تو اثر
کس طرح عالمِ امکاں سے پرے بھی دیکھوں

جدید تعلیمی پالیسی

پروفیسر ٹی واسدیو

نئی تعلیمی پالیسی سے پہلے ہم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پرانی تعلیمی پالیسی کیا تھی۔ اور کیوں یہ نئی تعلیمی پالیسی بنانی پڑی۔ میں سامعین کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ پرانی تعلیم کیا تھی اور موجودہ تعلیم کیا ہے۔ اور کیوں نئی تعلیمی پالیسی پر علماء اپنے خیالات ظاہر کر رہے ہیں۔ اور یہ پالیسی ہماری ترقی کے لیے کس حد تک ضروری ہے۔ ریاست حیدرآباد میں جب ہماری تعلیم شروع ہوئی۔ یعنی ۱۹۳۲ء اس زمانے میں عثمانیہ میٹرک تک یعنی پورے دس سالہ نصاب، تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا :۔

(۱) تحتانیہ۔ جس میں صغیر جماعت بھی شامل ہے (۲) وسطانیہ (۳) فوقانیہ ــــــ جماعت اوّل سے چہارم کی تعلیم تحتانیہ مدرسوں میں دی جاتی تھی۔ اور پنجم سے ہفتم تک وسطانیہ میں۔ اور فوقانیہ میں ہشتم سے دہم تک تعلیم دی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ وکالت، طب۔ جس میں یونانی اور آیورویدیا طبی شامل ہیں اور انجینئرنگ کی تعلیم دی جاتی تھی، جو اب بھی برقرار ہے۔ ان کے علاوہ جامعات میں اعلیٰ تعلیم دی جاتی تھی جس میں فنون اور سائنس پر زور دیا گیا۔

تحتانیہ مدرسوں میں بچوں کو جو تعلیم دی جاتی تھی، وہ اکثر موسم اور مویشیوں کے بارے میں اور مذہبوں کے بارے میں تعلیم دی جاتی تھی۔ جماعت چہارم سے جغرافیہ، تاریخ، ریاضی وغیرہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی تعلیم پر بھی زور دیا جاتا تھا ــــ مجھے یاد ہے اس زمانے میں رہنمائے سعادت نام کی ایک کتاب تھی جس میں سعادت مندی اور اخلاقی زندگی پر زور دیا گیا تھا۔ ان کے علاوہ یہ تحتانیہ جماعتوں میں پڑھنے والے بچوں کو دستی مشاغل، ڈرائنگ اور ڈرل ضروری تھا ــــ جماعت پنجم سے ہفتم تک ریاضی، سائنس وغیرہ کے علاوہ انگریزی پر بھی زور دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بچوں کو دستکاری، انگریزی، نواڑ بننا۔ بید بافی اور قالین بافی کا کام سکھایا جاتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ قالین بافی کا کام یعنی تعلیم ورنگل محبس میں دی جاتی تھی۔ اس زمانے میں اساتذہ کی یہ کوشش ہوتی کہ طالب علم کسی ہنر میں مہارت حاصل کرلے تاکہ وہ کچھ کمانے کے قابل ہوسکے اور اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی صلاحیت حاصل کرلے۔

ہشتم سے دہم تک دوسرے مضامین کے ساتھ ساتھ انگریزی اور مادری زبان کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور بچوں پر یہ ضروری تھا کہ وہ کسی ایک مشغلے کو برابر برقرار رکھے۔ کئی بچے قالین بافی میں کافی مہارت حاصل کیے اور ان میں سے کچھ اساتذہ بھی بنے۔

اس زمانے کے نصاب میں ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ بچوں کو اخلاقی اور مذہبی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور یہ تعلیم اعلیٰ جماعتوں تک یعنی گریجویشن لیول پر بھی جاری تھی۔ ہم جب گریجویشن کر رہے تھے اس زمانے میں ہفتے میں دو بار ہم کو اخلاقیات پڑھنا لازمی تھا، یعنی پڑھایا جاتا تھا جس میں اخلاقی اور سماجی فرائض کو بتایا جاتا تھا۔

اس زمانے میں بھی طالب علموں کو وظیفہ اور رعایتی وظیفہ برسری، فیس کی معافی بھی تھی۔ مگر ایسے بچوں پر کچھ ذمہ داریاں بھی تھیں۔ وہ یہ کہ اگر بچہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا ہے تو اس کو چھوٹی جماعتوں کو پڑھانا پڑتا تھا اور چھوٹی جماعتوں کے بچوں کو یہ لازم تھا کہ وہ اسکاؤٹ یا کسی دستکاری یا کسی اور فن میں اوقات مدرسہ کے علاوہ آکر سیکھیں

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱ | شمارہ ۱۷

یکم ستمبر ۱۹۸۶ء ... ۱۰ بھادوں ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلیفون ۳۸۲۲۳۹

ادارت

سراج احمد — ۳۸۲۲۵۴

ہرمہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

غزلیات

[redacted]

ادائیگی بذریعہ چیک / پوسٹل آرڈر / منی آرڈر / بینک ڈرافٹ، سام، چیف ایڈیٹر اکاؤنٹس گروپ آف جرنلز آل انڈیا ریڈیو، پی ٹی آئی بلڈنگ سنسد مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

Telegram 'LISTENER' New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوتا)

انسپکٹر ملک ڈاک ہر تیسرے ادارہ

اس زمانے میں جن اساتذہ کے تقررات ہوتے تھے وہ بھی جانچ پڑتال کے بعد ہی کئے جاتے تھے۔ نہ صرف ان کا علمی قابلیت دیکھی جاتی تھی بلکہ ان کے رہن سہن اور اخلاقی معیار کا بھی اندازہ لگایا جاتا تھا۔ اساتذہ بڑے شوق و ذوق اور تندہی کے ساتھ درس و تدریس میں مگن رہتے تھے۔ اور ان اساتذہ کا سماج میں ایک اعلیٰ مقام اور رتبہ ہوتا تھا۔ لوگ مجسمہ کردار سمجھتے تھے و محب الوطن بھی ہوتے تھے۔

المختصر یہ کہ ماضی کی تعلیم کی خصوصیات یہ ہیں :-

(۱) پڑھنے والے بچوں کی تعداد آج کے مقابلہ میں کم تھی۔ (۲) پڑھانے والوں میں ذوق صالح جذبات۔ بچوں کو سنوارنے یعنی ان کا مستقبل سنوارنے کے جذبات زیادہ ہوتے تھے۔ (۳) بچوں کے والدین اور اساتذہ کے درمیان روابط۔ (۴) ان کا رشتہ بحیثیت استاد سماج کے ساتھ۔ (۵) نوکری کی کوئی کوتاہی نہیں تھی کیونکہ پڑھے لکھے لوگ بہت کم تھے۔ طالب علم اپنی تعلیم پوری کرنے کے بعد ملازمت کے لیے ملک کے کسی بھی حصہ میں جانے کے لیے تیار رہتے تھے۔ (۶) بچوں میں سیکھنے کا شوق اور اساتذہ میں پڑھانے سکھانے کا ذوق بدرجہ اتم رہتا تھا۔

اب مجھے حال کی تعلیم کے بارے میں کچھ زیادہ کہنا نہیں ہے کیونکہ اس زمانے کی بچوں میں بڑھتی ہوئی قابلیت، معلومات حاصل کرنے کی جدت اور دلچسپی، کمزور اساتذہ کے لیے ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔ اس زمانے میں پڑھنے والوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور ساتھ ساتھ تعلیمی ادارے بھی زیادہ کھل رہے ہیں۔ اور اکثر بچے بغیر کسی مقصد کے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یعنی ان کے سامنے مستقبل کا کوئی پروگرام نہیں۔ جس کی وجہ سے بیروزگاری بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ان میں مایوسی بڑھتی جا رہی ہے اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ نوجوان میں جذبۂ شعور کم ہوتا جا رہا ہے۔ اور ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ نوجوان نسل قومی یک جہتی اور تحفظ جمہوریت سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں یعنی ان وجوہات کے مدنظر ہماری تعلیمی پالیسیوں میں کچھ تبدیلیوں کا لانا ناگزیر ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے ایک نئی تعلیمی پالیسی روبہ عمل لائی گئی ہے۔ جن کے خصوصیات یہ ہیں :-

(۱) ابتدائی خواندگی کی پوری طرح سے یعنی تدریسی اور غیر تدریسی کے طریقے سے کوشش کرنا۔

(۲) طلباء کی انفرادی صلاحیتوں کو کام میں لانا اور مختلف وسائل سے ان کی کوشش کرنا۔

(۳) قومی شعور اور یک جہتی کی فروغ۔

(۴) مقامی ضروریات اور مقامی مسئلوں کو حل کرنے والی تعلیم۔

(۵) قومی شائستگی اور تمدن کا فروغ اور اس کی عمل مسلسل

(۶) ملک کے ہر فرد کو تعلیمی یکسانیت فراہم کرنا اور تعلیم بالغان کی حفاظت کرنا۔

جدید تعلیمی پالیسی کے نمایاں خدوخال جو ابھی بیان کئے گئے ان کی کامیابی اور عمل آوری اسی وقت ممکن ہے جبکہ حکومت اساتذہ اور سماج یہ تینوں مل کر کام کریں۔ یہ امور اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جبکہ طلباء میں تعلیمی معیار بڑھانے کی جد و جہد اور نظم و ضبط کی تمیز ہو۔ یہ دو خصوصیات ایسے ہیں جو نہ صرف اپنی جگہ اہم ہیں بلکہ کئی چیزوں کی عمل آوری میں کارآمد ثابت ہوں گے۔ موجودہ طلباء میں ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ جد و جہد اور نظم و ضبط دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنی موجودہ تعلیمی پالیسی میں کچھ خامیاں ہیں بلکہ اس کی عمل آوری ٹھیک ڈھنگ سے نہیں ہو رہی ہے اس لیے حکومت اور علماء کا یہ فرض اولین ہے کہ اس خامی کو دور کرنے کے لیے چند ایسے طریقوں کی تحقیق کی جائے کہ جس سے یہ خامیاں دور ہو سکے۔

یہ ہماری بڑی خوش قسمتی ہے کہ مرکزی اور ریاستی وزارت تعلیم نے سماج کے روز مرہ بدلتے ہوئے ضروریات کے مدنظر سماجی اور فلاحی بہبودی کے لیے جدید تعلیمی پالیسی جو تیار کی ہے اس میں ابتدائی مدرسوں کو کافی سہولتیں پہنچائی جا رہی ہیں۔ جیسے جدید تعلیمی پالیسی میں سائنس اور کمپیوٹر کی تعلیم کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اور حکومت چاہتی ہے کہ نہ صرف شہروں میں بلکہ دیہاتوں میں بھی اقامتی پبلک ماڈل اسکول قائم کیے جائیں۔ جہاں کا معیار تعلیم اونچا ہو، تاکہ اضلاع و دیہات کے رہنے والے سب ہی بچے ان اقامتی ماڈل پبلک اسکولوں سے یکساں طور پر مستفید ہو سکیں۔ چنانچہ حکومت نے اس پالیسی کے تحت یہ پروگرام بنایا ہے کہ ملک کے ہر ضلع میں زیادہ سے زیادہ اقامتی مدارس قائم کیے جائیں۔

دوسری بڑی خوبی نئی تعلیمی پالیسی کی یہ ہے کہ ہر ابتدائی اور ثانوی جماعتوں میں صوتی و بصری آلات کا استعمال۔ تاکہ بچوں میں ایک خاص شعور پیدا ہو اور اصلیت کو بذات خود دیکھ سکے، سُن سکے اور سمجھ سکے۔

حکومت کی امداد اور کوشش سے ہی مدارس چل نہیں سکتے تاوقتیکہ اچھے اساتذہ کا تقرر نہ ہو کیونکہ کسی بھی تعلیمی پالیسی کی کامیابی کا دار و مدار ایسے اساتذہ پر ہوتا ہے جو قناعت پسندی، جذبۂ ایثار اور صبر و تحمل، دانائی اور تعلیمی ایثار کے جذبات سے معمور ہو۔ اساتذہ میں ضبط اور ربط اور ذوق کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر کوئی طالب علم اپنی کامیابی پر ناز کرتا ہے تو وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کی محنت کے ساتھ ساتھ پڑھانے والوں کا ذوق، صلاحیت اور دلچسپی بھی شامل ہے جو کہ اس کو اس معیار بلندی پر پہنچائی ہے۔

اساتذہ سماج کے معمار ہیں۔ ان پر یہ فرض ہے کہ ان کی تعمیر کردہ عمارت پر بوجھ کو نہایت استقلال اور مستقل مزاجی کے ساتھ برداشت کر سکے۔ جمہوریت کی کامیابی اور اس کی حفاظت خاص طور پر ان اساتذہ پر ہے جو ابتدائی اور ثانوی جماعتوں کو پڑھاتے ہیں۔

تعلیم ایک غیر سیاسی مسئلہ ہے اس لیے سماج پر اس کی بڑی ذمہ داری ہے۔ سماجی تبدیلی کے لیے تعلیمی پالیسی میں چند نئے اصولوں کا لانا ضروری ہے۔ سماج میں تقریباً ۷۴ فیصد حصہ اند غربت اور افلاس ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بیروزگاری بھی۔ اس غربت اور افلاس کو دور کرنے کا واحد طریقہ تعلیم ہے جس میں نئی پیشہ وری طریقہ تعلیم شامل ہے۔ جب تک کہ سماج میں یکسانیت اور بھائی چارگی کا جذبہ نہ ہو اس وقت تک سماج فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے تعلیم میں یکسانیت بہت ضروری ہے۔ یعنی ہر فرد کو تعلیم حاصل کرنے کا حق مل سکے۔ اسی وقت وہ سماج کے صفات کی قدر کر سکتا ہے۔ ہندوستان مختلف مذاہب و تمدن کا گہوارہ ہے کئی زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں اور کئی مذاہب مانے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے سماج پر یہ ضروری ہے کہ اس جدید تعلیمی پالیسی کو اس ڈھنگ سے عمل میں لایا جائے کہ قومی یک جہتی مستحکم اور مضبوط ہو سکے۔ اور جمہوریت کی عزت اور حفاظت ہو سکے۔ اب یہ وقت آگیا ہے کہ تعلیمی پالیسی میں تبدیلی لانا ضروری ہے۔ اور یہ نئی تعلیمی پالیسی ان سب کی سرپرستی کر رہی ہے۔

ہمارے غریب ملک میں جہاں ۱۴ سال اور اس سے کم عمر کے بچے اپنے والدین کے لیے روٹی کماتے اور خاندان کے روزگار کا سہارا ہوتے ہیں اس عمر کے بچوں کو عام خاص تعلیم اس پالیسی کے تحت دی جا سکتی ہے۔

اس نئی تعلیمی پالیسی کے تحت طلباء میں انفرادی قوت کا بھی اضافہ کرنا ہے۔ تاکہ نئی نسل ہماری بڑھتی ہوئی فنی صنعتی اور دفاعی ضروریات کی تکمیل کر سکے۔

اس جدید تعلیمی پالیسی میں تعلیم بالغان کو کافی اہمیت دی گئی ہے کیونکہ انفرادی اور قومی ترقی کے لیے یہ ضروری ہے کہ غیر تعلیم یافتہ لوگوں کو تعلیم دی جائے۔ کیونکہ اکثر یہ دیکھا گیا کہ غیر تعلیم یافتہ لوگ بڑے دانا اور صاحب رائے ہوتے ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کو بنیادی تعلیم دی جائے تو ان کی نمائندگی قوم کے لیے بہت کارآمد ہو سکتی ہے۔ جب ایسے لوگوں کو تعلیم ملتی ہے تو وہ کسی کو برائی کی زد میں نہیں آنے دیتے۔ اور کسی کو برائی کی طرف مائل ہونے نہیں دیتے۔

تو یہ تعلیم بالغاں دوسرے معنوں میں ایک قومی طاقت ہے۔ یہ تعلیم اس وقت تک عام نہیں ہو سکتی جب تک کہ اساتذہ عالم شباب، اور رفاہ عام کی جماعتیں پُر خلوص طور پر ہاتھ نہ بٹائیں۔

تعلیم یافتہ بچے اور بچیوں سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ تعلیمی تحفے کو عام لوگوں تک پہنچائیں تاکہ قوم کا ہر فرد قومی ترقی۔ قومی ضرورت اور قومی یک جہتی کو سمجھ سکے۔ اور اپنا حصہ سماج میں ادا کر سکیں جو ایک انمول تحفہ ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ نئی تعلیمی پالیسی قوم کے لیے کافی کارآمد ہوگی اور اس کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔

پروفیسر ٹی واسدیو (حیدرآباد سے نشر)
وائس چانسلر کاکتیہ یونیورسٹی ورنگل

قلم کار حضرات !
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں۔
"آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔



احسان دانش

عشرت کرتپوری

احسان دانش دنیائے ادب میں شاعرِ مزدور کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ یہی خطاب ان کی شناخت بن کر رہ گیا ہے۔ جب احسان دانش کا نام آتا ہے تو ایک ایسے مزدور کا چہرہ ہمارے ذہن میں ابھرتا ہے جس نے اپنے اور اپنے لواحقین کے لیے کبھی خشت برداری، کبھی معماری، کبھی چوکیداری، کبھی باغبانی، کبھی چپراسی گیری اور کبھی اپنے ہم وطنوں کے یہاں باورچی کی حیثیت سے کام کرکے دو وقت کی روٹی حاصل کی ہو۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اکثر بڑے لوگ اس ناداری، غریبی کی سیڑھی سے چڑھ کر شہرت کی بلندیوں تک پہنچے ہیں اور پھر دنیا نے ان کے کارناموں، ان کی تخلیقات اور ہنر کو یاد رکھا اور سراہا ہے۔ زندگی ایک مسلسل جدوجہد کا نام ہے اگر یہ صحیح سمت میں ہو تو انسان منزل پا لیتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے اگر احسان دانش ان حوصلہ شکن حالات سے دوچار نہ ہوتے تو ان کے کلام اور شخصیت میں جو ادبی صداقت ہے وہ نہ ہوتی۔

احسان دانش ۱۹۱۴ء میں کاندھلہ ضلع مظفر نگر اتر پردیش کے ایک نہایت غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد دانش علی ایک مزدور تھے۔ وہ نہر پر کام کرنے والے مزدوروں کے ساتھ مٹی کا کام انجام دیتے تھے اور جب یہ کام نہ ملتا تو مزدوری کرتے۔ آپ کی والدہ محلے سے سینے کے لیے کپڑے اور پیسنے کے لیے اناج منگا لیتیں تاکہ فاقہ کی نوبت نہ آئے۔ اس طرح احسان دانش کا بچپن برسوں تک ٹمٹماتے ہوئے دیئے کی روشنی میں سوتا اور چکی کی گھوں گھوں میں بیدار ہوتا رہا۔ تمام والدین کی طرح ان کے والدین کی بھی یہ خواہش تھی کہ ان کا بیٹا اعلیٰ تعلیم حاصل کرے لیکن ہر قدم پر افلاس آڑے آتا رہا۔ وہ اس افلاس کے باوجود انھیں تیسری جماعت تک تو کسی نہ کسی طرح سہارا دیتے چلے آئے۔ لیکن چوتھی جماعت میں داخلہ اور کتابوں کے لیے جب گھر کے تمام تانبے کے برتن فروخت کرنے پڑے تو اس جماعت کے بعد مزید تعلیم دلانا ان کی ہمت سے باہر ہو گیا۔

چونکہ احسان دانش میں روزِ اول سے ہی آگے بڑھنے کا جذبہ، اپنے آپ کو ممتاز کرنے کی خواہش تھی، اسی نے اتنی کم تعلیمی استعداد کے باوجود انھیں لکھنے پڑھنے کی ملازمتیں تلاش کرنے پر اکسایا، پٹرولی سیکھی، عرائض نویسی کے لیے کوشش کی، چٹھی رسانی کے امیدوار بنے۔ یہی کھاتہ کیا۔ لیکن ہر جگہ ان کی حوصلہ شکنی کی گئی مگر وہ مایوس نہ ہوئے اور ہر شکست ان کا حوصلہ بڑھاتی رہی۔ اور پھر انھوں نے اپنے آبائی پیشے یعنی نہر کے مزدوروں میں بھرتی ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر اس میں بھی ناکامی ہوئی بالآخر میونسپلٹی میں چپراسی کی جگہ مل گئی۔

یہ بات بغیر کسی تامل کے کہی جا سکتی ہے کہ اردو ہی میں نہیں دیگر زبانوں میں بھی کوئی ایسا فنکار نہیں ہے جس نے ایسے حوصلہ شکن حالات میں قطرے سے گہر بننے کی تمنا کی ہو۔

جب ان کی محنت، شعور، مطالعہ کا جذبہ انھیں کاندھلہ میں بلند نہ کر سکا اور وہ اپنے ہی وطن میں سڑکوں، کھیتوں کے راستے کی خاک چھاننے لگے تو وہ والدین سے ضد کرکے دہلی چلے آئے اور یہاں ایک چھاپہ خانہ میں آٹھ روپے ماہوار کی ملازمت بھی مل گئی۔ لیکن غالب و میر کی اس دہلی میں ان کا جی نہ لگا دوستوں اور والدین کی یاد نے اس قدر بے چین کیا کہ کاندھلہ واپس آ گئے اور یہاں ایک عرصہ تک گلیوں کی خاک چھانتے پھرے۔ اور جب وطن کی گلیاں ان پر تنگ ہو گئیں تو انھوں نے بعض دوستوں اور ہم وطنوں کے کہنے پر لاہور کا رُخ کیا۔

کر رہا ہوں دوستوں کے زعم میں ترکِ وطن
شاید اب آغاز دورِ گردشِ ایام ہے

دراصل لاہور سے ہی ان کی سماجی، معاشی، شاعرانہ جدوجہد کا زمانہ شروع ہوا۔ پہلے انھوں نے اپنے ہم وطنوں کے یہاں باورچی کی حیثیت سے خدمت انجام دی، پھر معماروں کے ساتھ خشت برداری کی جہاں انھیں بے حد جسمانی محنت کرنا پڑتی تھی۔ اپنی خودنوشت "جہانِ دانش" میں فرماتے ہیں:

"جب میں شام کو مزدوری سے گھر آتا تو بقدرِ ہوش و حواس یہ محسوس ہوتا کہ جسم میں بس اتنی ہی زندگی باقی ہے کہ کل صبح تک چل سکے۔ مگر والدین کا خیال اور ان کا سنی آرزو کا انتظار میرا شانہ پکڑ کر پھر مزدوری کی طرف لے جاتا۔"

مزدوری کے ساتھ ساتھ انھوں نے معماری سیکھ لی۔ ایک دن تاخیر سے کام پر آنے کی وجہ سے ٹھیکیدار نے بُرا بھلا کہا۔ احسان دانش جیسے خوددار اور حساس انسان اسے کہاں برداشت کر سکتے تھے۔ خود فرماتے ہیں:

"یہ پہلا دن تھا کہ میں کسی سے مہذب طور دوبدو ہوا۔ میں یہ بات بھلا دینا چاہتا تھا مگر اس کی زیادتی میری کوشش کے باوجود سینے میں دھواں سا بھرے دیتی تھی۔"

اگلے دن کام پر نہیں گئے۔ اور چوکیداری کر لی جہاں شام ۶ بجے سے صبح ۶ بجے تک کوئی کام نہ تھا اور جب رات گئے تمام دن کے تھکے ہوئے اجسام نیند کے فسوں میں گھر جاتے تو احسان دانش کتاب نکال کر مطالعہ میں مصروف ہو جاتے۔ علمی شغف اور ذہنی بلندی کی وجہ سے یہاں کے چوکیدار حسد کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ملازمت بھی گئی۔ اور پھر چودھری شہاب الدین کی کوشش سے گورنمنٹ ہاؤس میں نائب باغبان کی جگہ مل گئی لیکن یہ ملازمت بھی دیرپا ثابت نہ ہوئی۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد ریلوے میں چپراسی کی جگہ مل گئی۔ مگر ان کی بے چین فطرت، جستجو، منزل کی تلاش نے انھیں یہاں بھی ٹکنے نہیں دیا۔ پھر انھوں نے ایک شناسا کے مالی تعاون سے اپنی نعتوں کا ایک کتابچہ چھاپا اور انارکلی بازار میں گا گا کر فروخت کیا۔ اس طرح انھوں نے ادب کی پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھا۔ پھر ایک مطبع میں بیس روپیہ ماہوار کی جگہ مل گئی۔ اب احسان دانش کتابی آدمی ہو چلے تھے۔ کسی بھی موضوع پر مضمون کو پھیلانا یا مختصر کر دینا ان کے لیے کوئی بات نہ تھی۔ اور مشقت کے ساتھ ساتھ مشقِ سخن بھی جاری تھی۔ عوام ان کی شاعری کی طرف متوجہ ہونے لگے تھے۔ ان کی شاعری مجلسوں اور مشاعروں میں

پسند کی جانے لگی تھی اور انھیں ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ دھندلکے پردے ہٹا کر بے نقاب ہو رہے ہیں۔ احسان دانش نے تھوڑی سی رقم پس انداز کر کے اپنا پہلا مجموعہ "حدیث ادب" چھپوایا اور اس کی نیز مشاعروں کی آمدنی سے مکتبۂ دانش قائم کیا جو تاحیات قائم رہا۔

ان ذاتی تجربات، مشاہدات اور وسیع مطالعہ کے ساتھ احسان دانش دنیائے شعر و ادب میں داخل ہوئے۔

احسان دانش نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے چاروں طرف غریبی، بھوک، سرمایہ داروں کی لوٹ کھسوٹ، جاگیرداروں کے ظلم و تشدد اور جہالت دیکھی۔ چونکہ وہ خود اسی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے جس کا ہمیشہ استحصال ہوا ہے اس لیے انھوں نے جب شاعری شروع کی تو ستم رسیدہ لوگوں کی ترجمانی کو اپنا نصب العین بنایا اور ان حالات کے خلاف جہاد کیا انھوں نے اس دور میں جشن بیچارگی، مزدوروں کا مہمان، مزدوروں کی لاش، مزدور کی موت، شریک زندگی، رکشہ کا مزدور، کسان، ذلیل مزدور وغیرہ متعدد نظمیں کہی ہیں جن میں محنت کش طبقہ کے حالات، بیچارگی، بے بسی کی ایسی تصاویر کھینچی ہیں کہ جنھیں سن کر سنگدل سے سنگدل آدمی کی آنکھیں نم ہو جائیں۔

احسان دانش سچے مذہبی آدمی تھے اور یہ مذہبیت انکے ضمیر میں شامل تھی۔ کاندھلہ ہمیشہ سے علمائے دین کا گہوارہ رہا ہے یہ علماء یا تو دیوبند سے فارغ التحصیل تھے یا پھر دیوبند کی تحریکات سے متاثر تھے۔ اسی کے اثرات احسان دانش کے ذہن پر ہمیشہ مرتسم رہے۔ میں جب تک لاہور میں رہا، ان کی خدمت میں حاضر رہا۔ ان کا کوئی روزہ قضا ہوتے نہیں دیکھا۔ اگر کسی وجہ سے ان کی نماز قضا ہو جاتی تو انھیں بے حد افسوس ہوتا۔ سچی مذہبیت یہی ہے کہ انسان اپنے مذہب کا پابند رہتے ہوئے دوسرے مذاہب کا پورا پورا احترام کرے۔ احسان دانش کے یہاں مذہبی عصبیت نام کو نہیں تھی، یہی وجہ ہے کہ ان کے احباب اور تلامذہ میں غیر مسلم حضرات زیادہ ہیں۔ احسان دانش اس عہد کے پہلے مزدور مفکر تھے جو کبھی نسٹ نہیں تھے۔ ان کا یہ شعر ان کے نظریہ کا غماز ہے ؎

مجھ سے تھا نظر انداز کرنے والو
تم سے دنیا بھی ہوئی ہے نظر انداز کبھی

بیسویں صدی کی تیسری دہائی سیاسی، مذہبی، ادبی تحریکات کی دہائی رہی ہے۔ یہی دور ترقی پسند تحریک کی شروعات کا دور ہے۔ احسان دانش ادب برائے ادب کے نہیں بلکہ ادب برائے زندگی کے قائل تھے۔ ان کو ادب اور زندگی کی لمحہ بہ لمحہ بدلتی ہوئی قدروں کا پورا پورا احساس تھا۔ ان کی پوری شاعری عوام کے قریب اور ان کے مسائل کی ترجمان رہی ہے وہ بظاہر ترقی پسند تحریک سے کبھی منسلک نہیں رہے لیکن اس کے پیغام اور مقاصد کو جس خلوص، جرأت اور دیانت داری کے ساتھ انھوں نے عوام تک پہنچایا، اتنا شاید اور کسی نے نہیں۔ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو وہی ادب زیادہ کارآمد ہوگا جو مسائل کی بہترین نشاندہی کرے گا اور ان کے صحیح حل کی طرف اشارہ کرے گا۔"

اور ایسا ہی کچھ جدیدیت کے متعلق فرماتے ہیں:

" ادب تو وہ ہوتا ہے جو مسائل کی نشاندہی کرے۔ مسائل کا حل بیان کرے۔ نیلی دھوپ اور لال چاندنی جیسی تراکیب وضع کر لینے سے کوئی جدید نہیں ہو جاتا۔ جدیدیت کوئی ایسا نیا عذاب نہیں ہے جو ہم پر پہلے نازل نہ ہوا ہو۔ بیس بائیس برس بعد کچھ تبدیلیاں دیکھنے میں آتی ہیں مگر اس میں وہی تبدیلیاں اپنا نقش چھوڑ پاتی ہیں جو مسائل کے حل کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔"

احسان دانش کے یہاں روایت کی پاسداری تھی، روایت شکنی نہیں، کلاسیکی ادب کا، ان کا بڑا گہرا مطالعہ تھا۔ آزاد نظم کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ جب ہم ایک شعر میں ایک افسانہ بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں تو کیا پابند نظم میں ایک داستان بیان نہیں کر سکتے۔ وہ ادب میں بدلتے ہوئے رجحانات کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ترقی پسند تحریک سے نا وابستگی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اس تحریک کو پسند نہیں کرتے تھے، یا رجعت پسندوں کی طرح مخالف تھے۔ البتہ وہ فن اور اسلوب پر زیادہ زور دیتے تھے۔ وہ اقبال اور جوش سے ذہنی طور پر ہمیشہ قریب رہے۔

احسان دانش موٹا جھوٹا پہنتے اور اپنے متعلقین سے بھی یہی توقع کرتے کہ وہ کم از کم اس معاملہ میں ان کا اتباع ضرور کریں۔ کمرہ میں فرش پر ناریل کی چٹائی، گاؤ تکیہ پر ٹاٹ چڑھا ہوا، کتابوں کا سرہانے تکیہ، ادھر ادھر کتابیں دھری ہوئیں۔ یہ تھا انکے رہنے کا کمرہ۔ صبح کو ناشتہ اور پھر دن میں ایک وقت چار بجے شام کو کھانا۔ وہ مہمانوں کے لیے خصوصی انتظام کے قائل نہیں تھے۔ جو آتا، ان ہی جیسا کھانا کھاتا اور ان ہی کی طرح فرش پر لیٹتا۔ میں نے احسان صاحب میں ایک بات شدت سے محسوس کی۔ وہ اپنے جیسے یا کم حیثیت لوگوں سے مل کر مسرت محسوس کرتے۔ بڑے لوگوں سے مل کر انھیں گھٹن ہوتی۔ ایک بار دہلی سے کچھ لوگ جو کسی زمانہ میں ان کے ساتھ مزدوری کر چکے تھے، احسان صاحب سے ملنے آئے۔ احسان ان سے بڑی خندہ پیشانی اور تپاک سے ملے۔ جس وقت بات چیت ہو رہی تھی اسی وقت ایک بڑے سرمایہ دار کی کار آکر رکی، تھوڑی دیر تو وہ کار میں اس بات کے منتظر رہے کہ شاید احسان صاحب استقبال کو آئیں، پھر وہ کار سے اترے اور دروازے کے پاس جوتے ہٹا کر بیٹھ گئے احسان صاحب دوران گفتگو ان کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوئے۔ جب وہ لوگ رخصت ہو گئے تو پھر انھوں نے ان کی طرف توجہ دی۔

۱۹۲۸ء سے ۱۹۴۵ء تک ان کے اہم شعری مجموعے حدیث ادب، نوائے کارگر، چراغاں، آتش خاموش، شیرازہ، مقامات، تفسیر فطرت، گورستان، زخم و مرہم، بادۂ نو منظر عام پر آچکے تھے۔ حضر عروض اور روشنیاں، دو نثری کتابیں بھی اسی مدت میں شائع ہوئی تھیں۔ تقسیم وطن کے بعد ان کا ایک شعری مجموعہ فصل سلاسل ۱۹۸۰ء میں منظر عام پر آیا۔ اس سے قبل ۱۹۵۰ء سے ۱۹۷۹ء تک ان کی کئی نثری کتابیں شائع ہوئیں جن میں طبقات، لغات الاصلاح، دستور اردو، اور خود نوشت جہان دانش حصہ اول مشہور ہیں۔

تقسیم وطن کے بعد رونما ہونے والے واقعات مہذب انسان کے لیے ایک المیہ تھے۔ ہر باشعور ادیب و شاعر نے اسے شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ میرا خیال ہے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۰ء تک تقسیم وطن کے اثرات اور انسانیت کے اس عظیم نقصان پر جتنا نثر و نظم میں ادب تخلیق ہوا وہ عام حالات میں چوتھائی صدی کے ادب کے برابر ہے۔ احسان دانش اپنی نظموں کی روشنی میں اس المیہ سے بے حد متاثر نظر آتے ہیں ؎

خود ہی آ ترسے قفس پر بادل ناخواستہ
جب یہ دیکھا گلستاں تقسیم ہو کر رہ گئے
جن سے مشتق تھا فسوں جن سے برستی تھی شراب
جانے وہ بادل کہاں تقسیم ہو کر رہ گئے

احسان دانش نے یوں تو رومانی نظمیں بھی کہی ہیں، سیاسی بھی، قومی بھی، وطنی بھی، اخلاقی بھی، اصلاحی بھی لیکن ان کے اصل جوہر محنت کش طبقہ کی ترجمانی میں کھلتے ہیں۔ انھوں نے اپنی اس قسم کی نظموں کے ہر ہر شعر میں سرمایہ داروں کے جور و ستم کے خونیں افسانے، مزدوروں، کسانوں، بیواؤں، مظلوموں کی غریبی اور افلاس کے وہ جیتے جاگتے نقشے کھینچے ہیں جنھیں سن کر ہر دردمند دل میں جذبۂ ہمدردی پیدا ہو جائے۔ وہ مشاعروں میں پُرشور لفظی داد سے خوش نہیں ہوتے تھے بلکہ سامعین کی آنکھوں میں آنسوؤں کو اپنی نظموں کی کامیابی سمجھتے تھے۔ ان کی ایک مشہور نظم جشن بیچارگی ہے جو عوام سے ان کے تعارف کا ذریعہ بنی۔ ایک روایت ہے کہ جب احسان دانش یہ نظم لحن داؤدی میں پڑھتے تو چلمنوں سے دبی دبی سسکیاں ابھرنے لگتیں۔ اور مزدوروں کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ میں نے خود مشاعرہ کو ماتم کدہ بنتے دیکھا ہے۔ یہ ایک نہایت غریب مزدور کی بیٹی کی رخصتی کا چشم دید منظر ہے۔

شام ہونے کو ہے ایک مزدور کی بیٹی کی رخصتی کا وقت ہے نوشاہ کہنے کو جوان ہے لیکن فاقوں کے اثر سے رخسار مرجھا گئے ہیں، وہ ایک پرانا سا کرتا اور پرانی سی پگڑی باندھے ہوئے ہے۔ بارات میں نہ نفیری ہے نہ تماشا۔ برات میں دو چار براتی آئے ہیں وہ بھی نوشاہ کی طرح معمولی اور بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں ؎

ہے داغ دل اک شام الم پوش کا منظر
ملبوس فقیری میں تھا شہزادۂ خاور
عالم میں چلنے ہی کو تھے رات کے گیسو
انوار کے شانوں پہ تھے ظلمات کے گیسو
نوشاہ جو سر پہ تھا باندھے ہوئے سہرا
بھرپور جوانی میں تھا اترا ہوا چہرا
اندوہ ٹپکتا تھا بشاشت کی نظر سے
مرجھائے سے رخسار تھے فاقوں کے اثر سے
کرتہ بھی پرانا تھا پگڑی بھی پرانی
مجبور تھی قسمت کے شکنجوں میں جوانی
نوشاہ کے جو ساتھ تھے دو چار براتی
تھی سب کی جبینوں سے عیاں تنگیٔ حالات

ہمراہ نفیری تھی نہ باجا تھا نہ تماشا
نظروں میں تھا بے مہری عالم کا تماشا

ادھر دلہن کے گھر میں کہرام بپا ہے۔ احساس جدائی سے ماں باپ کا بُرا حال ہے۔ وہ اپنی غریبی کی وجہ سے لڑکی کے لئے ایک نیا جوڑا بھی نہیں بنا سکے۔ نہ دلہن کے ہاتھ مہندی سے رچے ہیں، نہ پیشانی پہ ٹیکا ہے، نہ پاؤں میں پازیب۔ اس دلہن نے ماں کا دوپٹہ اور باپ کی چادر اوڑھ رکھی ہے ؎

لڑکی کا یہ عالم تھا کہ آپے کو سمیٹے
گڑیا سی بنی بیٹھی تھی چادر کو لپیٹے
تھی پاؤں میں پازیب نہ پیشانی پہ ٹیکا
اس خاکہ افلاس کا ہر رنگ تھا پھیکا
انصاف زمانہ تھا یہ تقدیر کا چکر
ماں باپ کو آیا تھا نہ جوڑا بھی میسر
کہنے کو یہ دلہن تھی یہ مزدور کی دختر
اماں کا دوپٹہ تھا اور ابا کی تھی چادر

آخر باپ کو جذبات پر قابو نہیں رہا۔ اس نے نوشاہ کو قریب بلا کر کہا۔ اے جان پدر میں اپنی عمر بھر کی معصوم کمائی آج تجھے سونپ رہا ہوں، حالانکہ اس کے پاس نہ زیور ہے نہ کپڑے لیکن اس کے پاس ایمان کی دولت اور عصمت کی چادر ہے۔ اس کے لئے چمکی کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ حالانکہ یہ فاقوں میں پل کر جوان ہوئی ہے لیکن میں نے اسے خودداری اور تہذیب کے زیور سے آراستہ کیا ہے۔ یہ تم سے زیور کی تمنا کبھی نہیں کرے گی اسے ورثہ میں قناعت ملی ہے۔ اس کی خوشی تمہاری خوشی ہوگی۔

گرچہ میری نظروں میں ہے نایاب خدائی
حاضر ہے مری عمر کی معصوم کمائی
لیکن اسے ایمان کی دولت ہی بہت ہے
لڑکی کے لیے چادر عصمت ہی بہت ہے
فاقوں میں یہ پیدا ہوئی غربت میں پلی ہے
خودداری و تہذیب کے سانچوں میں ڈھلی ہے
اس کی بھی خوشی ہوگی تمہاری جو رضا ہو
تم اس کے لیے دوسرے درجہ پہ خدا ہو

پھر بیٹی سے مخاطب ہوا۔ بیٹی اب تو تم بھی جدا ہو رہی ہے میری بچی ہمیشہ شوہر کی وفادار رہنا۔ اگر کوئی مصیبت آئے تو ہنس کھیل کر سہنا۔ بیٹی میری اس داڑھی کی لاج تیرے ہاتھ میں ہے۔

پھر لگ کے پہ بیٹی سے کہا نرم زباں سے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
آئے جو مصیبت بھی تو ہنس کھیل کے سہنا
[illegible] بیٹی
[illegible]

[illegible]

سمجھے گرد آلود ہیں مگر وہ سڑک کے گھاؤ بھرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ دھرمٹوں کی دھا دھم سے در و دیوار ہلے جاتے ہیں۔ ان مزدوروں میں ایک میاں بیوی بھی مزدوری کر رہے ہیں۔ وہ تپتے ہوئے چٹانوں سے کنکریں بھر بھر کے لا رہے ہیں مگر قدم دونوں کے برابر اٹھ رہے ہیں۔ شاعر حیران ہے کہ ناداری میں بھی عورت اسقدر شوہر کی دیوانی ہو سکتی ہے کہ شوہر کے چہرے کو دھوپ سے بچانے کے لیے ٹوکری کا سایہ کر رکھا ہے۔

کرنی گرمی سی گرمی ہے نکلنا گھر سے بھاری ہے
مرمت کے لگی بخت سڑک پر کام جاری ہے
بھبھی مٹی سے مزدوروں کے چہرے اٹے جاتے ہیں
سڑک کے گھاؤ بھرے کنکروں سے بھرتے جاتے ہیں
ہے پیدا زیر و بم سا دھرمٹوں کی ضرب پیہم سے
در و دیوار کے ماتھے جھکتے ہیں دھما دھم سے
جہاں جس آگ میں برپا ہے یہ ہنگام مجبوری
وہیں ہیں ایک بیوی اور شوہر محو مزدوری
تپے چٹے سے جلتی کنکریں بھر بھر کے لاتے ہیں
قیامت ہے مگر دونوں قدم یکساں اٹھاتے ہیں
وہ اٹھتے ہیں تو نظریں کام کر جاتی ہیں راہوں پر
پلٹتے ہیں تو کرنیں تلملاتی ہیں نگاہوں پر
مجھے لینا کہ جم کر رہ گئی آنکھوں میں حیرانی
کہ ناداری میں عورت اسقدر شوہر کی دیوانی
برابر ہے مگر بڑھ کر قدم یوں دھر لی جاتی ہے
رخ شوہر پہ سایہ ٹوکری سے کر لی جاتی ہے

یہ حقیقت ہے کہ اردو میں اب تک غریبوں، مزدوروں، مجبوروں، لاچاروں کے حالات کی عکاسی اس دردمندی کے ساتھ نہیں کی گئی تھی جس دردمندی کے ساتھ احسان دانش نے کی ہے اگر کسی نے اس موضوع پر قلم بھی اٹھایا تو اس نے پتھر توڑنے والیوں، جامن بیچنے والیوں میں حسن کی تلاش کی ہے ان کے ساتھ ہمدردی نہیں۔ ؎

آگئیں بازار میں نوخیز جامن والیاں

سچی ہمدردی اور صحیح عکاسی وہی فنکار کر سکتا ہے جو خود ان حالات سے دوچار رہا ہو۔

مگر یہ احسان دانش کی شاعری کا صرف ایک رُخ ہے۔

دراصل اب تک احسان دانش کی پوری شاعری کا جائزہ نہیں لیا گیا جب بھی کسی نقاد نے ان پر قلم اٹھایا اسی نے ان کی غریبی، ناداری، مزدوری اور کم مائیگی [illegible] بنیاد بنائی۔ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ ان کی شاعری کے [illegible] [illegible] [illegible]

ان کے یہاں [illegible] نظموں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں انہوں نے بڑی فنکاری کے ساتھ مناظر قدرت کو نظم کیا ہے اور صداقت بیان کی وجہ سے وہ بہت سوں سے آگے نکل گئے ہیں [illegible] اور شام اودھ اردو میں ایک تمثیل بن کر رہ گئے ہیں [illegible] جس نے ان استعاروں کو استعمال [illegible] لیکن ان سب میں ایک خاص پہلو نمایاں کیا گیا ہے۔

وہ ہے صبح سویرے گنگا کے گھاٹ پر دوشیزاؤں کے نہانے کا منظر۔ اس منظر کو شعراء نے بڑے مزے لے لیکر بیان کیا ہے لیکن احسان دانش نے بنارس کے مذہبی تقدس کی روشنی میں اپنی نظم صبح بنارس کے تانے بانے بنے ہیں۔ وہ بنارس جس کے متعلق شیخ علی حزیں نے کہا تھا ؎

از بنارس نہ روم معبد عام است اینجا
ہر برہمن پسرے لچھمن و رام است اینجا

احسان دانش گنگا کے مقدس گھاٹ پر صبح کا منظر دیکھتے ہیں تو وہ اسے دیکھ کر ایک پاک نشے میں چور ہو جاتے ہیں۔ ان پر الہامی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کا جسم خاکی نور کے پیکر میں ڈھل گیا ہے۔ ستارے ڈوب رہے ہیں تاریکی ختم ہو رہی ہے۔ اندھیرے کے دامن سے سویرا پھوٹ رہا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موجوں کے سینے لے کر ہوائیں چاروں طرف پھیل گئی ہیں۔ پانی کے دھارے پر ملاحوں کے نغمے لہرانے لگے ہیں۔ ہر چیز بیدار ہونے لگی ہے۔ کوٹھوں کی چھتیں، مندر کے کلس، مسجد کے منارے نیند سے چونک اٹھے ہیں۔

الہام سا دل پر طاری ہے ایک پاک نشے میں چور ہوں میں
محسوس کچھ ایسا ہوتا ہے کہ جسم ہے خاکی نور ہوں میں
الفاظ سے بالا اک نغمہ گانے کے لیے مجبور ہوں میں
یہ صبح بنارس کیا کہئے، افسوس کہ تم سے دور ہوں میں

غفلت کی نقابیں چاک ہوئیں جلوؤں کی ردائیں پھیل گئیں
موجوں کے سینے لیکر وارفتہ ہوائیں پھیل گئیں
گنگا میں شہابی رنگ گھلا ساحل پہ قبائیں پھیل گئیں
یہ صبح بنارس کیا کہئے، افسوس کہ تم سے دور ہوں میں

جلوؤں میں اندھیرا ڈوب گیا میدان نے دامن پھیلائے
پانی کے مچلتے دھارے پر ملاحوں کے نغمے لہرائے
موجوں میں جھکولے تیز ہوئے گردابوں میں ہچکولے چکرائے
یہ صبح بنارس کیا کہئے، افسوس کہ تم سے دور ہوں میں

ہر چیز میں بیداری جھلکی خوابیدہ نظارے چونک اٹھے
کوٹھوں کی چھتیں، مندر کے کلس، مسجد کے منارے چونک اٹھے
پیڑوں کی پھنگیں سرخ ہوئیں غوروں کے شرارے چونک اٹھے
یہ صبح بنارس کیا کہئے، افسوس کہ تم سے دور ہوں میں

کاشی کی اکیلی گلیوں سے گزر گزر کر اشنان کرنے دنیا آ رہی ہے وہ کاشی جس کی ہر عمارت ایک بت خانہ ہے ہر موڑ پر تنہائی ہے ہر قدم پر لغزش کا امکان ہے۔ اشنان کرنے والیوں [illegible] ان کے چہروں پہ تقدس کی وہ تابانی ہے جسے دیکھ کر سورج [illegible] پانی پانی ہو جائے۔

کاشی کی اکیلی گلیوں سے اشنان کو دنیا آتی ہے
ہر سمت جہاں بت خانہ ہے ہر موڑ جہاں تنہائی ہے
ہر گام پہ لغزش کا امکان ہر سانس میں اک انگڑائی ہے
یہ صبح بنارس کیا کہئے افسوس کہ تم سے دور ہوں میں

ان کی ایک اور مشہور نظم بیتے ہوئے دن ہے جو رومانی پس منظر میں کہی گئی ہے اس میں احسان دانش نے لطیف استعارہ

خوبصورت الفاظ سے تنہائی کو سجایا ہے۔ جب سورج رات کے کالے منڈل میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہر ساعت ظلمت کے انبار میں دب جاتی ہے اس وقت بیتے ہوئے دنوں کی تنہائی دہرانے لگتی ہے۔ وہ کمسنی کے جوشش میں وعدے اور قسموں پر قسمیں۔ کوٹھے کی گرم چھت پر پہروں پہ جیسے چہرے پر پریشانی اڑاتا ہوا آنچل اگر اتفاق سے اس وقت کوئی بھولی آجائے تو یونہی تیرے میرے افسانے اضطرابی کیفیت۔ ذرا سی آہٹ پر چلمن کے قریب آکر کھڑے ہو جانا۔ زینے میں چھپ کر خط لکھنا خط لکھ کر خود ہی گھبرانا اور اگر تنہائی سے آجائے تو رو لینا کسی کا خیال آتے ہی خود شرمانا۔ یونہی ہنسنا اگر آنکھوں میں آنسو آجائیں تو گھبرا کے آنکھوں کو مل دینا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی پر راز افشا ہو جائے۔

جب رات کے کالے منڈل میں سورج کی سواری آتی ہے
کرنوں کی لرزتی تابانی ذرات سے ٹکر کھاتی ہے
ہر ساعت نور و ظلمت کے انبار میں دبتی جاتی ہے
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دہراتی ہے

وہ تپتی منڈیریں، گرم چھتیں کوٹھے پہ وہ پہروں پہ پہرے
وہ تیز قدم اڑتا آنچل چہرے کو پریشانی گھیرے
آجائے جو کوئی بھولی افسانے یونہی تیرے میرے
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دہراتی ہے

دل بھر وہ ذرا سی آہٹ پر چلمن کے قریب آنا جانا
زینے میں وہ چھپ چھپ کر خط لکھنا، خط لکھ کے لرزنا تھرانا
تنہائی ملے تو رو لینا، تنہائی نہ ہو تو گھبرانا
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دہراتی ہے

شرما کے کبھی چھپ چھپ جانا، ہنس ہنس کے کبھی چل چل دینا
آنسو جو ٹپکنے پر آئیں گھبرا کے وہ آنکھیں مل دینا
چہرے کے تلاطم کرنے کو دانتوں میں دبا کر چل دینا
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دہراتی ہے

احسان کہاں دل پر قابو اس گزرے ہوئے ہنگامے پر
ٹپکے ہوئے پاکیزہ آنسو بے ربط محبت نامے پر
الجھے فقرے، ٹیڑھی سطریں، دھندلا سا نمایاں خامے پر
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دہراتی ہے

دیہات کی سردی کے متعلق فرماتے ہیں ؎

سمٹے ہوئے ذرات تھے سردی کے اثر سے
آتی تھی خنک آنچ ہر اک راہگزر سے

اور گرمی کے متعلق ملاحظہ کیجئے:۔

لو سرسرا رہی ہے سرسبز وادیوں میں
ماتم ہے نگہتوں کا گلزار وادیوں میں
گنجان جھاڑیوں میں لپٹی رکی ہوئی ہیں
سہمے ہوئے ہیں پتے شاخیں جھکی ہوئی ہیں

احسان دانش پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ان کے انقلاب کا تصور ناقص تھا۔ میرے خیال سے یہ اعتراض احسان دانش کی شاعری کو دیکھتے ہوئے مناسب نہیں ہے۔ ان کے انقلاب کا تصور غیر منطقی نہیں تھا۔ ان کے یہاں انقلاب کا تصور جذباتی تو ہو سکتا ہے لیکن جوش کی طرح رومانی نہیں ہے۔ احسان دانش طبقاتی کشمکش کو خوب سمجھتے تھے البتہ تمام مصیبتوں اور مسائل کو منجانب اللہ سمجھتے ہیں۔ وہ ہر مسئلے کے حل کے لیے خالق کائنات سے رجوع کرتے ہیں۔ دوسرے شاعر کے لیے یہ ضروری بھی نہیں ہے کہ مسائل کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اس کا حل بھی بتائے۔ بقول ڈاکٹر سید اعجاز حسین:

"احسان نے جو کچھ محسوس کیا اسی شدت سے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی اب ان تکالیف کا کیا علاج ہو آپ خود سوچئے۔"

احسان دانش کچھ دنوں علامہ عنایت اللہ مشرقی کی خاکسار تحریک سے متاثر رہے۔ ان کا مشہور ترانہ

مجاہدان صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

اسی تاثر کے زیر اثر کہا گیا ہے۔

احسان دانش نے غزلیں بھی کہی ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں ان کی غزلوں کا مجموعہ فصل سلاسل آیا۔

احسان دانش کی غزلوں میں فن بھی ہے فنکاری بھی۔ سادگی بھی پرکاری بھی۔ خلوص بھی ہے۔ لیکن ان میں محبت کی سرشاری، عشق کی سرمستی، نرماہٹ اور وہ کرب نہیں ہے جو غزل کے لیے ضروری ہے۔ وہ خود ایک ایسے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جہاں عشق و محبت کی فرصت نہیں۔ محبت کے سوا اور بھی غم ہوتے ہیں۔ دوسرے اس طبقہ میں محبت کی مفاہیم بھی مختلف ہیں۔ پھر اس طبقہ کا ہمیشہ استحصال ہوا ہے اسی لیے ان کی غزلوں میں تیکھے پن کی کرختگی ہے جو غزل جیسی نازک صنف برداشت نہیں کر سکتی ؎

دعائے وصل میں راتیں گزارنے والو
میں پوچھتا ہوں تڑپنے میں کیا قباحت ہو

چمن میں گریہ شبنم غلط سہی لیکن
سوال یہ ہے کہ پھولوں کو کیوں ہنسی آئی

کہاں مارا ہے لاکر آدمیت کی تمنا نے
یہاں تو منصفوں کے فیصلے قاتل بدلتے ہیں

احسان دانش نے اپنی زندگی اور شاعری کا قصر خود تیار کیا۔ انھوں نے کبھی حالات سے سمجھوتہ نہیں کیا بلکہ حالات ان سے سمجھوتہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جن حالات میں احسان دانش نے فن پارے تخلیق کئے اس کی مثال پوری اردو شاعری میں نہیں ملتی۔ ان کا ہر شعر ان کے مزاج، خودداری اور ان کی شاعرانہ انا پر حرف آخر ہے ؎

میرے افلاس نے کھائی نہیں دولت سے شکست
اور اس ملک کے فنکار سے کیا چاہتے ہو

(اردو سروس سے نشر)

حسرت کرتپوری
ہمدرد ڈسٹری بیوشن آفس
ڈی/۳۸ میرٹھ روڈ۔ غازی آباد

بسلسلۂ تنقید
مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

ہاؤسنگ سوسائٹی کی
ثریا حسین

ہاؤسنگ سوسائٹی قرۃ العین حیدر کا ایک شاہکار افسانہ ہے۔ اس افسانے کے امتیازات جہاں اس کے واقعات کی پیش کش میں مضمر ہیں، وہیں ہاؤسنگ سوسائٹی میں شامل کرداروں کی تہہ داری اور بوقلمونی سے بھی افسانہ نگار کی فنکارانہ چابکدستی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ زیر بحث افسانے میں جمشید، سید، ثریا حسین اور سلمیٰ مرزا کے کردار، کردار نگاری اور انسانی نفسیات کی عکاسی کے نقطۂ نظر سے ناقابل فراموش ہیں۔ ثریا حسین کا کردار ہر چند کہ اس افسانے کا مرکزی کردار نہیں مگر پوری کہانی کے سیاق و سباق میں اس کا وجود اور اس کی کارکردگی، اس کردار کو ایک ناگزیر معاون کردار کی حیثیت بخش دیتی ہے۔ اردو میں بیسویں صدی کے ناولوں اور افسانوں سے پہلے کردار نگاری کی جو روایت عام رہی وہ درحقیقت داستانوں کی کردار نگاری تھی جس کا بنیادی وصف، اوصاف یا صفات کا تعین تھا۔ بادشاہ ہو یا ملکہ، شہزادہ ہو یا وزیر زادہ، شہزادی ہو یا وزیر زادی، ہر کردار چند مخصوص خصوصیات کا مالک ہوا کرتا اور ان ہی خصوصیات کی وجہ سے تمام کرداروں کی پہچان ہوا کرتی تھی۔ اردو ناولوں اور افسانوں کا ابتدائی دور بھی اس کردار نگاری سے بہت مختلف نظر نہیں آتا، چنانچہ ابتدائی ناولوں اور افسانوں میں شہنشاہ، شہزادہ اور شہزادی کے بجائے متمول اور جاگیردار طبقے کے افراد اپنی چند مخصوص صفات کے ساتھ جلوہ افروز نظر آتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کردار نگاری کا یہ انداز ٹائپ کرداروں اور مثالی انسانوں کے غیر حقیقی اور تصوراتی دنیا کی یاد دلاتے ہیں۔ آج کا انسان نہ صرف ایک دوسرے سے مختلف ہے بلکہ بعینہٖ ایک جیسے حالات میں بھی مختلف اور متنوع ردعمل کا اظہار کر سکتا ہے اور کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ جدید فکشن میں ہم جس طرح کے لوگوں سے ملتے ہیں وہ اپنے طور طریقے، رویے اور افتاد طبع کے اعتبار سے اپنی شناخت آپ ہوتے ہیں۔ وہ وقت، حالات اور واقعات یا حادثات کی مناسبت سے ارتقا پذیر ہوتے دکھائی دیتے ہیں یا زوال اور پستی کی آخری حدوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہاؤسنگ سوسائٹی میں قرۃ العین حیدر نے جن ناقابل فراموش کرداروں کو ہم سے متعارف کرایا ہے وہ بھی اپنے اسی نوع کے حالات کے سبب معمولی آدمیوں سے غیر معمولی شخصیتوں

ابو الکلام قاسمی

تک کا سفر کرتے ہیں۔ ثریا حسین، زیر بحث افسانے کے نصف آخر میں ایک عمدہ اور مشہور آرٹسٹ، انقلابی لڑکی اور بہت اونچے آدرش اور خواب کی دنیا میں زندگی بسر کرنے والے کردار کی حیثیت سے ہم سے اپنے وجود کا لوہا منواتی ہے۔ مگر یہ انقلابی آرٹسٹ اور مثالی شخصیت کی مالک ثریا حسین، افسانے کے آغاز میں نہ آرٹسٹ ہے نہ انقلابی اور نہ اس کے اندر کسی غیر معمولی شخصیت کے امکانات دکھائی دیتے ہیں۔ اس کا نام، نام کے پیپے ثریا سلطان ضرور ہے مگر اسے بوٹا بیگم کی بیٹی بسنتی بیگم کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ایک مظلومہ اور ستائی ہوئی لڑکی جس کو نہایت کم عمری میں ایک بے راہ رو نواب کے پالے ہوئے غنڈے اغوا کر کے درگا گوڑ لے گئے تھے اور کئی روز تک قید رکھا تھا۔ رہائی کے بعد [illegible] بیگم کی طرف سے مقدمہ دائر کیا جاتا ہے مگر اس مقدمے کی قیمت اس مظلوم بوڑھی خاتون کو اس طرح چکانی پڑتی ہے کہ اس کی بیٹی کو اغوا کرنے والے، اس کے نوجوان بیٹے کو غنڈوں کے ذریعے قتل کرا دیتے ہیں۔

گومتی کے کنارے خیموں میں عدالت کی کارروائی جاری ہے — بوٹا بیگم اپنی بیٹی اور بیٹے کے ساتھ روا رکھے جانے والے ظلم و ستم کی داستان سنا رہی ہیں "قنات کے اندر ایک چودہ پندرہ سالہ لڑکی ہری چھینٹ کا تنگ پاجامہ پہنے گلابی ململ کا دوپٹہ سر سے لپیٹے زمین پر اکڑوں بیٹھی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ سے ڈولی کا پردہ پکڑ رکھا تھا اور دوسرے سے زمین پر لکیریں کھینچ رہی تھی۔ کبھی کبھی وہ سہمی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگتی تھی۔ باہر اجلاس میں اس کا نام بار بار لیا جا رہا تھا۔" یہ لڑکی کوئی اور نہیں بسنتی بیگم ہے۔ مقتول بھائی کی بہن، دنیا کی ستائی ہوئی ماں کی بیٹی، جو ہوش سنبھالتے ہی جاگیردارانہ معاشرے کی بربریت کا شکار ہو جاتی ہے اس لیے عقل و شعور کی منزل میں آکر اس تحریک کے ساتھ ہو جاتی ہے جو جاگیرداری اور عدم مساوات کے خلاف پورے ملک میں سرگرم عمل ہے — بسنتی بیگم کی ماں مقدمہ جیت جاتی ہے اور اس کے خاندان کی کفالت کا ذمہ کلکٹر صاحب بہادر اپنے سر لے لیتے ہیں۔ کلکٹر صاحب کی نگرانی میں اس کا داخلہ اسکول میں کرا دیا جاتا ہے اور وہ آرٹ اور پینٹنگ میں زیادہ دلچسپی لینے لگتی ہے۔ اسکول میں آرٹ کی نمائش کے موقع پر اسے سو روپے کا انعام ملتا ہے اور اس طرح وہ ایک ہونہار نوخیز آرٹسٹ کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے آجاتی ہے۔ چونکہ آرٹ اور پینٹنگ کے ذریعے ہی اسے اپنی پہچان ملتی ہے اس لئے وہ اس وسیلے کو زیادہ مستحکم انداز میں اپنے تعارف اور اظہار کے لیے اختیار کر لیتی ہے۔ اسی وسیلے سے اس کی ملاقات بعض انقلابی اور باغی نوجوانوں سے ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ خود اس کے دماغ میں بھی باغیانہ اور انقلاب پسندانہ خیالات پرورش پانے لگتے ہیں۔ اس کو احساس دلایا جاتا ہے کہ وہ اکیلی نہیں ہے سارے ملک کے عوام، پورے معاشرے کی غریب جنتا اس کے ساتھ ہے، اس لیے وہ ایک دن اپنی ماں سے نہایت اعتماد سے کہتی ہے کہ " میں وہ بسنتی بیگم نہیں ہوں جسے نواب بھورے کے سپاہی اٹھا لے گئے تھے، اور دوسری بات یہ ہے کہ اب میں اکیلی نہیں ہوں، ملک کے سارے عوام، محنت کش طبقہ میرے ساتھ ہے" — پھر ایک مرحلہ وہ آتا ہے جب وہ اپنے آپ کو بسنتی بیگم کہلوانا ترک کر دیتی ہے کیونکہ یہ نام اس کے شدید دکھی بچپن کی یادگار تھا — یہ مرحلہ صرف نام کی تبدیلی کا مرحلہ نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں قلب ماہیت کا مرحلہ ہے، جہاں بسنتی بیگم محض ثریا حسین کے قالب میں نہیں ڈھلتی بلکہ زندگی کی طرف اس کے رویے میں بھی زبردست تبدیلی آجاتی ہے۔ اب اس کی زندگی ہوا کے دوش پر رکھے ہوئے چراغ کی مانند نہیں بلکہ اس کا حوصلہ اور اس کا عزم بذات خود ہوا کا رخ بدلنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

بسنتی بیگم سے ثریا حسین بننے کا عمل کردار نگاری کا ایک روشن باب اس لئے قرار دیا جا سکتا ہے کہ تخلیق کار نے کردار کے دل و دماغ میں رونما ہونے والی ان تمام تبدیلیوں کو اس کی شخصیت کی تشکیل کا ایک ایسا لازمی جزو بنا دیا ہے جو خارجی اثرات کو قبول کرنے اور اپنی انفرادیت کو مزید تقویت دینے کی ضمانت ہوا کرتا ہے۔ قرۃ العین حیدر نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کردار کو مزید تبدیلیوں سے گزارنے اور نئی صورت حال میں بالکل مختلف انداز میں سامنے لانے کی غرض سے اسے انقلاب اور محبت دونوں کے تجربے سے ایک ساتھ گزرتے دکھایا ہے جس کلکٹر صاحب اور میم صاحب کی نگرانی میں بسنتی کی تعلیم و تربیت ہوتی ہے ان کا بیٹا سلمان ایک انقلاب پسند نوجوان ہے اور کمیونسٹ پارٹی کے سرگرم رکن کی حیثیت سے بالعموم اپنے مالدار اور ذی حیثیت والدین سے دور دور رہتا ہے اور بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ ثریا حسین کے آرٹ کا ایک دلدادہ آنند موہن عمر سفر، اس سے ثریا حسین کی فنکاری کی تعریف کرتا ہے اور اسے ایک روز ثریا حسین کے گھر لے جاتا ہے۔ سلمان اب تک یہ بات نہیں جانتا کہ ثریا حسین، بسنتی بیگم کا ہی دوسرا نام ہے۔ مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کی ملاقات پہلی بسنتی بیگم سے ہوئی بھی نہیں، وہ تو کا کا بسنتی بیگم کے علاوہ کوئی اور ہی نظر آتی ہے — اس نے تو بچپن میں ثریا کو آتو جی کی لڑکی بسنتی کی حیثیت سے دیکھا تھا جو اس سے کانا پردہ کرتی تھی اور گھبرا ادھر ادھر دیکھتی رہتی تھی — اس وقت وہ ہونہار آرٹسٹ ثریا حسین کے نگار خانے میں کھڑا تھا۔ اس وقت اس نے ثریا کو پہلی مرتبہ غور سے اور توجہ سے دیکھا اور اسے تعجب ہوا کہ وہ اب تک کہاں چھپی ہوئی تھی — سلمان سے ملاقات کے بعد ثریا حسین کی نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ سلمان، ثریا کو اپنے ساتھ جلسوں، تقریبوں اور سیاسی و ادبی محفلوں میں لے جانے لگتا ہے اور اس طرح ثریا حسین انقلابی دوستوں کے نئے حلقے میں شامل ہو جاتی ہے۔ چونکہ ثریا حسین کا تعلق اس طبقے سے تھا جس کی مظلومیت ان نوجوانوں کے لیے مشعل راہ تھی۔ اس لیے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔ جو کچھ خود ثریا پر فیوڈل نظام کے ہاتھوں گزر چکا تھا، وہ دوستوں کے لیے اسے آئیڈیل بنانے کے لیے کافی تھا — اس لیے ثریا حسین بہت جلد ساتھیوں کے لیے ہیروئن اور سلمان کے لیے اس کا آدرش بن جاتی ہے۔

ہندوستان کی تقسیم کے بعد سلمان کو پارٹی کی طرف سے سرحد پار جا کر کام کرنے کا حکم ملتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ ثریا بھی اس کے ساتھ ملک چھوڑ کر چلی جائے۔ یہ وہ وقفہ ہے جب ثریا تحریک اور انقلاب وغیرہ سے دل برداشتہ ہونے لگی ہے اسے انقلابی اور باغیانہ باتیں اب بے سود معلوم ہوتی ہیں اور قربانی یا جدوجہد کا کوئی ثمرہ سامنے آتا ہوا نظر نہیں آتا۔ اس موقع پر ثریا کے قدموں میں تھوڑی سی لغزش ضرور ہوتی ہے مگر محبت کے جذبات اور سلمان سے دلی لگاؤ اس کے پیروں کو لڑکھڑانے نہیں دیتا اور وہ بالآخر یہی فیصلہ کرتی ہے کہ سلمان کے جانے کے بعد وہ خود بھی پاکستان پہنچ کر اسے ڈھونڈ لے گی — وہ مشرقی پاکستان جاتی ہے اور وہاں سلمان کو ڈھونڈنے کی کوشش میں کم و بیش چھ سال تک مصروف رہتی مگر اسے سلمان کا پتہ نہیں چلتا۔ وہ سلمان کی یاد کو تازہ رکھنے کے لیے اس کے نام طویل خط لکھتی ہے، یہ سوچے بغیر کہ یہ خط کہاں پوسٹ کیے جائیں گے۔ بالآخر اسے اطلاع ملتی ہے کہ سلمان مغربی پاکستان میں ہے اور وہ مغربی پاکستان چلی جاتی ہے۔ مغربی پاکستان میں بھی سلمان کے زمین دوز ٹھکانوں تک اس کی رسائی نہیں ہو پاتی اور وہ اپنے آرٹ اور سوشل لائف کے طفیل ایک مہاجر دولت مند تاجر جمشید سید کی دوستی کے بندھنوں میں کبھی شعوری اور کبھی غیر شعوری طور پر زیادہ سے زیادہ گرفتار ہوتی چلی جاتی ہے — یہاں اسے آرٹ کی سرپرستی مل جاتی ہے، آرٹسٹ کی حیثیت سے وہ ممتاز حیثیت کی مالک بن جاتی ہے اور رفتہ رفتہ وہ اپنی باغیانہ زندگی کو، سلمان کی محبت کو اور دولت و اقتدار کے مالک با اختیار لوگوں سے نفرت کو بھولتی چلی جاتی ہے — اسے سلمان کے وہ جملے بھی اب کبھی یاد نہیں آتے جو اس نے ہندوستان سے رخصت ہوتے وقت کہے تھے کہ :

> " ماضی کی محل سرائیں جل کر راکھ ہو گئیں، مگر ابھی
> اس جلنے کی بنیادوں پر دونوں ملکوں میں نئی
> بورژوازی کے نئے محل کھڑے ہوں گے۔ کل
> کے جاگیردار کی جگہ آج کا سرمایہ دار حاصل کرے گا
> ہماری اصل جدوجہد کا آغاز آج سے ہو رہا ہے"

(آگے ص ۱۱ پر)

مذاق اور مبالغہ آمیزی

پروفیسر پی ایل رتن

ہمارا عقیدہ ہے "ہنسو اور ہنسنے دو" کیونکہ ہنسی مذاق انسانی فطرت کا ازلی تقاضہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے بڑے بزرگوں نے آدم و حوا کی ذریت اولادِ یعنی حضرت انسان کو حیوانِ ظریف کے خطاب سے بلا وجہ نہیں نوازا تھا۔ معصوم مسکراہٹوں سے کھوسٹ قہقہوں تک ظرافت کے ان گنت پہلو اور ہنسی کی بیشمار ادائیں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہنسی آخر ہنسی ہے درد مند ہوئی تو کیا زہر خند ہوئی تو کیا۔

ظاہر ہے کہ ہنسنا ہنسانا ہر انسان کا پیدائشی حق ہے جو ملک و قوم کی رعایت، رنگ و نسل کی قید اور جنس و عمر کی شرط سے بے نیاز اور بالا تر ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ہنسی مذاق کے حمام میں سبھی ننگے ہیں۔ یہاں شعور اور تکلف کے سبھی پردے فاش ہو جاتے ہیں اور انسان کا اصلی مزاج اور روپ دیکھنے پرکھنے کو ملتا ہے۔ گویا شعور کے انتخابات کی طرح لطیفہ بازی کو بھی یہ قدرت حاصل ہے کہ غالب کو رسوا کر دے۔

پھر بھی کچھ افراد و اقوام کی زندگی میں ہنسی مذاق کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ کسی شخص یا قوم کو کتنے ہی شہری، سماجی، سیاسی، اقتصادی، قومی اور بین الاقوامی حقوق میسر آجائیں، اگر اسے اس ایک حق سے محروم کر دیا جائے یعنی اس کے ہنسی مذاق سے لطف اندوز ہونے پر پابندی عائد کر دی جائے۔ تو اس ایک حق کے چھن جانے سے باقی کے سبھی حقوق بے ذائقہ بے معنی [illegible] ہو جائیں گے۔

[illegible] اور [illegible] انسانوں کی اولین اور آخری [illegible] "[illegible]" یا "آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے" [illegible] ہم ہوں گے مگر یہ سب رنگ [illegible] "ہنسو اور ہنسنے دو" کے عزم [illegible] جاتے ہیں۔

ہنسی مذاق کی جتنی قدر و ضرورت ہے اس کے حامیوں اور سرپرستوں کی اسی قدر کمی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ حق تلفی کا احساس ہنسی مذاق کی بحالی کے لیے نہ نعرے بازی کو بہتر سمجھتے ہیں، نہ جلوس نکلتے ہیں، نہ کوئی دھرنا دینے کی سوچتا ہے نہ ہڑتال اور سیتہ گرہ کی۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ جنگ بازوں اور دہشت گردوں کے ہاتھوں لٹ جانے پر بھی ہنسی مذاق کے پیدائشی حق کی خاطر کوئی ہنگامہ آرائی کوئی زور آزمائی عمل میں نہ آتی۔

عام لوگوں کی بات چھوڑو۔ دانشور قسم کے حضرات بھی ہنسی مذاق کے معاملے کو اس سنجیدگی سے نہیں لیتے جس کا یہ مستحق ہے۔ شاید انھیں ہنسنے ہنسانے سے چڑ ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ حضرات کسی بات کو مشکل اور کٹھن کہنے کی بجائے یہ فتوے صادر نہ کیا کرتے کہ فلاں کام ہنسی مذاق نہیں ہے۔ گویا ہنسی مذاق اتنا ہی سہل ہے۔

عقل کے ان دشمنوں کو کون سمجھائے کہ ہنسی مذاق ایک فن ہے ایک ریاضت ہے۔ ادبی اصطلاح میں آپ اسے طنز و مزاح کہہ لیجئے جس کے لیے بیربل کا دماغ اور حاضر جوابی، اکبر بادشاہ کا جگر اور تجربہ چاہئے۔ اگر زحمت نہ ہو تو یوں سمجھ لیجئے کہ طنز و مزاح کے لیے اکبر الٰہ آبادی کا مشاہدہ و تخیل، پطرس کا لب و لہجہ، رشید احمد صدیقی کا تفکر و تامل، کرشن چندر کی ادا و نگاہ، اور کنہیا لال کپور کی دیدہ دلیری اور شوخی درکار ہے۔ آپ ان اوصاف کو مبالغہ آمیزی کہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

علم بلاغت کی رو سے بڑھا چڑھا کر بات کرنے یعنی مبالغہ آمیزی کا مقصد حد سے زیادہ تعریف یا مذمت کرنا بتایا جاتا ہے حد سے مراد غالباً عقل، عادات و اقدار کی حد ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ چنڈو خانے کی گپ ہانکنے، رائی کا پہاڑ اور بات کا بتنگڑ بنا دینے جیسی عجز بیانیاں بھی مبالغے کے زمرے میں آجاتی ہیں۔ مبالغہ ہی تو وہ جادو ہے جو حکایات و لطائف، خرافات و ہزلیات اور طنز و مزاح میں سر پہ چڑھ کے بولتا ہے۔ آخر کثافت کی کمی فضا میں ہر لطافت پر نکھار آتا ہے،

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

تخیل کی پرواز، جملات کی تراش خراش، الفاظ کا رکھ رکھاؤ بیان کی کھلاوٹ سے مبالغہ آمیزی تاثیر پکڑتی ہے۔ ہنسی مذاق کا دم خم مبالغہ آمیزی کا دم خم ہی تو ہے۔

دریا کے کنارے پر گفتار میں گم ان تین مبالغہ آمیزوں کا دلچسپ قصہ جنھیں عرف عام میں بے وقوف کہہ دیا جاتا ہے، آپ نے ضرور سن رکھا ہوگا۔ ایک کو اچانک دور کی سوجھی تو کہنے لگا۔ اگر دریا کے پانی میں آگ لگ جائے تو بے چاری مچھلیاں کہاں جائیں؟ جواباً دوسرے نے فوراً گرہ لگائی۔ واہ! یہ بھی کوئی بات ہے، وہ درختوں پر چڑھ جائیں۔ اس جواب کی معقولیت پر تیسرے کو شک گزرا تو چونک کر بول اٹھا: خوب کہی! مچھلیاں ہی کوئی گائے بھینس ہیں کہ درختوں پر چڑھ جائیں۔

مذاق اور مبالغہ آمیزی لازم و ملزوم ہیں۔ کسی پچکی ہوئی حقیقت کی گیند میں تخیل کی ہوا بھر لیجئے ہنسی مذاق کا غبارہ تیار ہے۔ یہ بات ہمارے بچپن کی ہے جو آج تک نہیں بھولی۔ ایک بار ایک بلند تخیل لیکن پست قامت بزرگ نے نینا دیوی کے مندر پر جمع ہوئے ہجوم کی یوں منظر کشی کی تھی، ہمارے دیکھنے کی بات ہے کہ یہ بونا اپنی قوت بیان کے ساتھ ساتھ زور بازو دکھلاتے ہوئے کہہ رہا تھا: جوں توں کر کے میں مندر کے قریب ہی ایک آدھ فرلانگ کی دوری پر تھا۔ وہاں وہ ریل پیل دیکھی، وہ دھکم دھکا دیکھا کہ کچھ نہ پوچھو۔ میں نے بھی نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ، مونچھوں پر ہاتھ پھیرا اور ٹانگوں اور بازوؤں کے بے پناہ سمندر میں کود پڑا۔ اسے کہنی دے، اُسے لات مار، ادھر دبوچا اُدھر پٹخا، عورتوں اور مردوں کی امڈتی ہوئی لہروں سے دو دو تین تین کو اٹھا اپنی مٹھی میں بھینچ کر دائیں بائیں اچھالتا ہوا میں آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔ اور وہاں جا پہنچا جہاں دیوی ماں براجمان تھیں، جس کو بلائے سائیاں روک سکے نہ کوئے۔

بعد میں ہم نے تھوڑی کھوج کی تو پتہ چلا کہ میاں بالشتے ذرا مبالغہ سے کام لینے کے عادی ہیں ورنہ بفضل خدا تھے وہ اتنے دلیر جتنے تھے چوہے کہاں کے شیر۔ چھکنے کی رام کہانی فوق العقل اور فوق العادت سہی، مگر اسے سننے اور دیکھنے میں جو لطف ملتا ہے وہ ہم ہی جانتے ہیں۔

کامیاب مبالغہ آمیزی کا سیدھا تعلق کسی معاشرے میں مروج تہذیبی قدروں سے ہوتا ہے۔ زمانے کا مزاج بدل جائے یا بگڑ جائے تو مذاق اور مبالغہ دونوں بے کیف ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اکبر الٰہ آبادی کا یہ شکوہ خدا ترسی اور عہد آمری کے کسی سنہرے دور کی ویسی ہی حسین یادگار ہے جیسے تاج بی بی کا مقبرہ۔ ہاں تو سنئے ؎

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

لیکن قاضی غلام محمد کی بے بس زبانی پر تو کا کلامی اٹھانے چاہیے
اب کے مردم شماری میں نے
'بے زبان' زبان لکھوائی

ماچس لکھنوی کے ہاتھوں مولوی صاحب بھی خوب پھنس گئے ہیں، کیا غضب کردار نگاری ہے ؎

اُف رے چالاکیاں، اُف رے مکاریاں
لومڑی کیسا ہوئی، مولوی ہوگئی!

ایک دفعہ حضرت آوارہ کو نئے سرے سے مونچھیں پالنے کی ہڑک اٹھی تو اس بار نصف انگل کی موٹی مونچھوں کے عین نیچے اور اوپر کے ہونٹ کے بیچوں بیچ اتنا سا جگہ ملا چھتا ہے ایسے

چھوڑ کر ادھر ادھر دو خط نائی سے لگوا دیئے۔ رات کو سو رہے، صبح گلی میں وارد ہوئے تو گلی ڈنڈا کھیل رہے لونڈے غور سے دیکھنے لگے۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ابے چھدا! دیکھ مونچھ منڈے آگئے۔ چھدا بولا: اندھا ہے بے! تو نہیں دیکھتا کیا؟ ان کی مونچھ نے بچہ دیا ہے۔

اب اگر آپ اسے مذاق اور مبالغہ نہ مانیں تو عرض کریں کہ ایک بار ایک رسالہ کی وساطت سے ہماری ملاقات آنجہانی کرشن چندر سے ہو گئی۔ باتوں باتوں میں انھوں نے ہمیں طویل عمر پانے کا واحد نسخہ بتایا۔ وہ یہ کہ اپنا وزن گھٹا دو۔ اس دلیل میں ہمیں وزن نظر آیا کیونکہ ہم نے سن رکھا تھا کہ وزن کم ہونے کی وجہ سے مجنوں، لیلیٰ کے مرجانے کے بعد بھی پچھتر برس زندہ رہا۔ اسے جب ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہوتا تو اس کے دوست احباب محض ایک پھونک مار کر اسے منزل پر پہنچا دیتے۔ ایک بار ذرا زور کی پھونک لگ جانے سے وہ نشانہ چوک کر کچھ دور دریا میں جا گرا مگر ڈوب نہ سکا کیونکہ اس کا وزن پانی سے بھی کم تھا، میاں مجنوں کو یوں تیرتے دیکھ کر ایک مچھلی کو ترس آ گیا، اس نے ہلکی سی پھونک جو ماری تو مجنوں واپس اپنے احباب کے پاس پہنچ گیا۔ لوگ باگ کہتے ہیں، مگر نہ ہم جانتے ہیں نہ کرشن چندر، خدا جانے کہاں تک سچ ہے، مگر سبھی دیوانے اور فرزانے بھی کہتے ہیں کہ مجنوں آج بھی زندہ ہے۔ کچھ لوگوں کو دیکھ کر ہمیں بھی یہی گمان ہوتا ہے کہ مجنوں مرا نہیں۔

کیوں، یقین آیا آپ کو؟ مبالغہ آمیزی کے ایک ایک پینترے میں مذاق کے سو سو پہلو ہیں۔ ہماری بات مانئے، "ہنسو اور ہنسنے دو" کے اصول پر ایمان لے آیئے۔

(جالندھر سے نشر)

پروفیسر پی۔ ایل۔ رتن
اے۔ ایس۔ کالج کھنہ

بقیہ: ثریا حسین

—— میرے ساتھ تمہیں زندگی بھر تکلیفیں اٹھانا پڑیں گی، اور خدا جانتا ہے تم زندگی میں تھوڑے آرام، تھوڑی سی آسائش کی مستحق ہو۔"

سو ثریا حسین آخر کار رسلمان کی تلاش و جستجو سے اکتا کر جمشید سید کی دولت و ثروت اور اس کی چھاؤں میں ملنے والے آرام اور زندگی کی متوقع آسائشوں کو اپنی منزل قرار دیتی ہے۔ اسی طرح بسنتی بیگم کا کردار، آرٹسٹ، انقلابی، آئیڈیل اور محبوب کے مراحل سے گزر کر زمانے کے ساتھ سمجھوتہ کر لیتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ زندگی کے مختلف مراحل پر نہ چاہتے ہوئے بھی بہت سی بغاوتوں کا انجام سمجھوتے اور بہت سے انقلابات کا نتیجہ ہمیں ہتھیار ڈالنے کی شکل میں دیکھنا پڑتا ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

اکیسویں صدی کی دہلیز پر

امن وخوشحالی کے خوابوں کی تعبیر

معصوم مراد آبادی

انسان نے اپنے ارتقاء کا سفر ہزارہا صدیوں پہلے شروع کیا تھا۔ جوں جوں زمانہ گزرتا رہا انسان نے اپنے رہن سہن، طور طریقوں میں حالات کے تقاضوں کے مطابق تبدیلی اور تنوع پیدا کیا۔ غیر مہذب اور وحشی سماج سے لے کر آج تک کے تہذیب یافتہ اور ماڈرن سماج تک انسانی ارتقاء کا سفر ہزاروں صدیوں پر محیط ہے۔ لمحے وقت میں، وقت زمانے میں اور زمانہ صدیوں میں تبدیل ہوتا رہا اور آگے بڑھنے کا عمل بدستور جاری وساری رہا۔ اچانک اب سے تقریباً سو سال پیشتر وقت نے ایک نئی کروٹ لی اور دنیا کو حیرت زدہ کر دیا۔ کون جانتا تھا کہ زمانے کی یہ کروٹ انسان کو عروج بام تک لے جائے گی۔ زمانہ وقت کی اور وقت لمحوں کی گرفت میں آجائے گا۔ سائنس کی ہر نئی ایجاد نے دنیا کو حیرت زدہ کیا۔ انسان نے سمندر کی اتاہ گہرائیوں سے لے کر خلاء کی وسعتوں تک نت نئی ایجادات کے ذریعہ عظیم انقلابات برپا کئے۔ سمندر کی انتہائی گہرائیوں تک جا کر بیش قیمت خزانوں کا سراغ لگایا۔ کمپیوٹر اور روبوٹ جیسی ایجادات کیں۔ چاند پر کمندیں پھینکیں اور آج یہی انسان زمین سے اٹھ کر خلاء میں اپنی آبادیاں قائم کرنے کی کوشش میں سرگرداں نظر آتا ہے۔ لیکن سائنس کی ان حیرت انگیز ترقیات کے نتیجے میں جہاں انسان کو عملی زندگی میں بے پناہ سہولتیں اور فائدے حاصل ہوئے ہیں وہیں انسان نے کچھ ایسے غم بھی اپنے ساتھ لگا لیے ہیں جن کا تدارک آسان نظر نہیں آتا۔ زمین پر آباد پوری نوع انسانی اسوقت عجیب وغریب کشمکش میں مبتلا ہے۔ زمین کے اربوں باشندے اسوقت امن وسکون کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں۔ دنیا کی اکثریت مفلس، بھوک اور نا آسودگی کی زندگی گزار رہی ہے اور ایسے میں اکیسویں صدی باہیں پھیلائے ہمارے استقبال کے لیے تیار کھڑی ہے۔ کشمکش کے ان حالات میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اکیسویں صدی کا سفر کیونکر طے کیا جائے۔ کس طرح ان پیچیدہ مسائل سے نجات حاصل کیجائے اور خوشحال، آسودہ اور پرامن دنیا کے خوابوں کی تعبیر کیوں کر کھوجی جائے۔

خوشحال، آسودہ اور پرامن دنیا کے خوابوں کی امین آج کی نوجوان نسل ہے جو اکیسویں صدی کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھائے زیادہ نازک مرحلہ سے دوچار ہے۔ جسے خوش کرنے کے لیے نت نئی کامیابیوں اور کامرانیوں کے بلند مینار سے سامنے نظر آتے ہیں لیکن ان میناروں کے نیچے ایسے بیشمار خزانے دبے سسک رہے ہیں جو انسان کی خوشحالی اور آسودگی کا اصل سرمایہ تصور کیے جاتے رہے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان نے امن وسکون کی دولت کو کہاں گنوا دیا ہے۔ برق رفتاری سے مادی ارتقاء کی منزلیں طے کر چکی ہوئی اس دنیا کو کیا اب امن وسکون کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی ہے؟ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر آج دنیا کے کونے کونے سے امن امن کی صدائیں کیوں بلند ہو رہی ہیں، کیوں انسان امن کی تلاش میں دربدر بھٹک رہا ہے اور امن تک اس کی رسائی کیوں ممکن نہیں ہو رہی؟ درحقیقت آج کے انسان کی سب سے بڑی اور سب سے اہم ضرورت امن وسکون ہی ہے۔ اسوقت انسان امن کے لیے دو طرح سے لڑ رہا ہے۔ اس کی ایک لڑائی اپنی ذات اور اپنے شعور سے ہے اور دوسری لڑائی خارجی دنیا سے۔ ذات کی لڑائی بہت حد تک خارجی دنیا کی لڑائی سے وابستہ ہے۔ انسان کے ذہن ودل میں ہر لمحہ نئے نئے وسوسے اور خوف پیدا ہوتے ہیں جن کا مرکز ومحور دنیا میں پھیلی ہوئی بدامنی، جنگ وجدل اور ظلم وتشدد کا ماحول ہے انسان ہر لمحہ اس خوف سے دوچار ہے کہ جلتی پھرتی دوڑتی بھاگتی اس دنیا میں نہ جانے کس وقت کیا ہو جائے اور وہ کتنے بھیانک انجام سے دوچار ہو جائے اس خوف سے اس کی روح لرز جایا کرتی ہے۔ خارجی طور پر انسان ایٹمی اسلحہ ہتھیاروں کی دوڑ اور ایٹم کی خوفناکیوں سے نبرد آزما ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو امن وسکون واپس دلانے کے لیے ضروری ہے کہ خطرناک ایٹمی اسلحہ اور وحشتناک ہتھیاروں سے اس دنیا کو پاک کیا جائے اور دنیا سے جنگ وجدال کے ماحول کو ہمیشہ کے لیے ختم کیا جائے۔ لیکن حالات اور تجربات گواہ ہیں کہ انسان کی ان خواہشوں کی تکمیل اسوقت تک ممکن نہیں جب تک کہ وہ اس میں عملی کردار ادا نہ کرے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایٹمی اسلحہ اور ہتھیاروں کے خلاف دنیا کے تمام امن پسند انسان مستحکم ارادوں اور مضبوط بازوؤں کے ساتھ میدان میں آئیں اور دنیا کی تمام امن دشمن طاقتوں کی مخالفت میں سینہ سپر ہوں، بالخصوص نوجوان نسل کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دنیا کو دوبارہ امن وسکون کا گہوارہ بنانے کے لیے عملی جدوجہد کرے تاکہ اکیسویں صدی میں امن و

سکون کی دولت کے ساتھ داخل ہوا جا سکے۔

ایک اور سنگین مسئلہ جو اس وقت دنیا کو درپیش ہے وہ ہے مفلسی اور ناآسودگی کا مسئلہ۔ دنیا کی اکثریت اس وقت مفلسی تنگدستی اور ناآسودگی کا شکار ہے۔ افلاس بھوک اور بیماری جیسے آزار انسانی صلاحیتوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ افریقہ کی افلاس زدہ آبادیوں سے لیکر برصغیر کے بعض پسماندہ علاقوں تک بیشمار لوگ ایسے ہیں جنھیں کئی کئی دن بھوک کے سہارے ہی جینا پڑتا ہے وہ اس زندگی پر معذور و مجبور ہیں کہ موت ان کے بس میں نہیں ہے۔ اس بھیانک مسئلہ کے پس پشت بھی کئی بنیادی امور کارفرما ہیں۔ اول یہ کہ موجودہ دنیا میں دولت اور وسائل کا کثیر حصہ انسانی تحفظ کے نام پر خرچ کیا جاتا ہے۔ آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ موجودہ دنیا میں ہر ایک منٹ میں دس لاکھ ڈالر ہتھیاروں کی خرید پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ یعنی انسانی تحفظ کے نام پر ہر سال سولہ ارب ڈالر کے ہتھیار خریدے جاتے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ وہ انسان جس کی حفاظت کی غرض سے دنیا میں دولت کا بڑا حصہ صرف ہوتا ہو وہ بھوک و افلاس سے تڑپ تڑپ کر دم توڑ دے۔ حکمت عملی کا یہ تضاد کتنا عجیب و غریب ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں دولت کا تقریباً ایک تہائی حصہ ان غیر ضروری لوازمات اور عوامل پر صرف کیا جاتا ہے جو انسان کی بنیادی ضروریات سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے۔ ان کے علاوہ دولت کی غیر مساویانہ تقسیم اور اور اس کا اسراف، سرمایہ دارانہ نظام، دولت پر چند افراد کی اجارہ داری جیسے چند محرکات ہیں جنھوں نے دنیا کی بڑی اکثریت کو بھوک و افلاس کے مسئلہ سے دوچار کیا ہے۔ شدید ضرورت اس بات کی ہے انسان کا پیٹ کاٹ کر اس کے نام نہاد تحفظ کیلئے آنسو بہانے والی طاقتیں اس حقیقت کو کھلی آنکھوں سے دیکھیں کہ انسان کے تحفظ کا مسئلہ بھوک و افلاس کے مسئلے سے زیادہ اہم ہرگز نہیں ہے۔ زندہ رہنے کے لیے انسان کو ہتھیاروں اور اسلحہ کی ضرورت نہیں بلکہ روزی روٹی اور آسودگی کی ضرورت ہے۔ اس مسئلہ سے نپٹنے کے لیے ضروری ہے کہ ترقی یافتہ اور آسودہ حال قومیں، افلاس زدہ اور ناآسودہ عوام کی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے عملی اقدامات کریں۔

اکیسویں صدی کی دہلیز پر امن اور آسودگی کے خوابوں کی تعبیر کیا ہوگی۔ اس بات کا انحصار ایک جانب اس حقیقت پر ہے کہ بقائے باہم کے اصول پر عمل کرتے ہوئے دنیا کی تمام ترقی یافتہ اور آسودہ حال قوموں کو ان ناآسودہ اور بے بس عوام کے مفادات کا خیال رکھنا ہوگا جو اس دنیا کی اکثریت ہیں اور دنیا کے مختلف پسماندہ علاقوں میں کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ دوسری جانب دنیا کے مستقبل کو محفوظ کرنے اور امن و سکون حاصل کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے کہ دنیا سے ہتھیاروں کی دوڑ اور جنگ و جدل کے ماحول کو ختم کیا جائے تاکہ امن سکون خوشحالی اور آسودگی کا دور دورہ ہو اور ہم پوری آن بان شان سے اکیسویں صدی میں داخل ہوں۔ یہی سکون امن اور آسودگی کے خوابوں کی اصل تعبیر ہوگی (اردو سروس سے نشر)

معصوم مرادآبادی

۴۶۱ - اے میٹا محل جامع مسجد دہلی ۶

آخر کیوں

شادی، اشتہاروں کی معرفت

ضیاء الدین احمد عثمانی

آج زمانے کی روش دیکھ کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ذرا سی دیر میں وہ کون سا رنگ اختیار کر جائے۔ گویا رنگ بدلنے میں زمانے نے گرگٹ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کب زمانہ کونسی کروٹ لے لے۔ اکبر الہ آبادی نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ

یہ موجودہ طریقے راہیِ ملکِ عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے

آج کل تو ہر چیز کا انداز ہی نرالا دکھائی دینے لگا ہے۔ سب کی دیکھا دیکھی اخباروں نے بھی اپنا حلیہ بدل ڈالا۔ اب آپ اخباروں کی معرفت اپنا ہر کام لے سکتے ہیں۔ آپ ٹی وی اور ریڈیو کے پروگرام اخباروں سے پتہ لگا لیجئے۔ کاروبار کے بارے میں جانکاری اخباروں سے حاصل کر لیجئے۔ رہنے کے لیے کرایے کا مکان اگر کہیں پر نہیں مل رہا ہے تو اخبار آپ کو معلومات فراہم کر سکتے ہیں۔ ملازمت کے لیے آپ کو ایک دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں، ہر قسم کی ملازمت کے بارے میں اخبارات انکشاف کر سکتے ہیں۔ یہی نہیں اب تو شادی اور بیاہ کے لیے مناسب رشتے بھی اخباروں کی معرفت حاصل ہو جاتے ہیں۔

حالانکہ ایسی بات نہیں کہ جنھیں کہیں بھی رشتہ نہ ملتا ہو وہی اخبارات میں اشتہار دینا چاہتے ہوں بلکہ اصلیت یہ ہے کہ دور دراز جگہوں پر شادی کرنے سے ایک دوسرے کے بہت سے عیبوں پر پردہ بھی پڑ سکتا ہے اور ڈیمانڈ پوری کرانے کے لیے منہ بھی آسانی سے کھولا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ دور کے ڈھول کچھ سہانے بھی لگتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے بہت سے لوگ اپنے ملک میں اپنی لگی لگائی ملازمت چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں جا کر ملازمت کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس دور کا انسان اسقدر مہذب اور ترقی پسند بن گیا ہے کہ اس کے پاؤں اپنی زمین پر پڑتے ہی نہیں بلکہ وہ چاند تاروں پر بسنے کے خواب دیکھتا ہے۔ حالانکہ اگر یہی دنیا خدا نے چاند پر بسائی ہوتی تو آج انسان وہاں سے اس کرۂ ارض کو رشک بھری نظروں سے دیکھا کرتا۔ خیر چھوڑیئے۔ پسند اپنی اپنی نظر اپنی اپنی۔

بات نظروں کی ہے بات کچھ بھی نہیں۔ نظر میں یہ بھی ایک خوبی ہے کہ وہ ایک ہی مقام پر ٹھہرتی بھی نہیں۔ اسے ہمیشہ خوب سے خوب تر کی جستجو رہتی ہے۔ نظر کا کچھ ایسا ہی تعلق ضرورت رشتہ کے کالم پڑھنے سے بھی ہے۔ کچھ کنوارے نوجوان ضرورت رشتہ کے کالموں کا مطالعہ کرنا دماغی ورزش سمجھتے ہیں اور اس کے مطالعہ میں ویسی ہی دلچسپی لیتے ہیں جیسے کچھ لوگ ادبی معموں میں جان کھپاتے ہیں۔ حالانکہ

مطلب نہیں کچھ اس سے کہ مطلب ہی بر آوے

بہرحال ادبی معمے ہوں یا ضرورت رشتہ کے کالم۔ دونوں میں سے کسی کا مطالعہ وہی کر سکتا ہے جو کچھ نہ کچھ پڑھا لکھا ہو ویسے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ضرورت رشتہ کے کالم پڑھنے کو سراسر مہمل سمجھتے ہیں۔ لڑکے والے یہ سوچتے ہیں کہ لڑکا اگر ہونہار ہے تو اس کا رشتہ کہیں بھی کیا جا سکتا ہے۔ لڑکی والوں کو اس طرح کے رشتے سے اپنی خود داری مجروح ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ویسے بہت سے لوگ اپنے بیٹے یا بیٹی کیلئے کوئی نہ کوئی فارمولا لگا کر رشتے ڈھونڈ ہی نکالتے ہیں۔ عورتیں اس معاملے میں بہت ہوشیار ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر چاہے وہ کوئی وعظ سن رہی ہوں یا تقریر سن رہی ہوں۔ سفر کر رہی ہوں یا راشن کی دکان پر لمبی قطار میں کھڑی ہوں، ایک عورت، دوسری عورت سے اس کے پورے خاندان کا پتہ لگا لیتی ہے بلکہ پردیسیوں تک کا شجرہ معلوم کر لیتی ہے۔ اور کسی کسی کو تو اس طرح شیشے میں اتار لیتی ہے کہ وہ رشتہ داری تک کرنے کو تیار ہو جاتی ہے۔ جیسے کسی شاعر نے ٹھیک ہی کہا ہے ؎

اک ماں نے بغل والی بڑی بی کو پھنسا کر
دختر کے لیے اپنی وہیں ڈھونڈ لیا بر

اکثر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ انسان جتنا زیادہ چھانتا ہے اتنا ہی کرکرا پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں اچھا رشتہ بھی ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور معمولی رشتہ بھی نہیں مل پاتا اور نتیجہ یہ ہوتا ہے انسان اشتہاروں کی معرفت ہی رشتہ ملنے کی آرزو کرنے لگتا ہے۔ بھلا یہ پیشن گوئی کوئی کیسے کر سکتا

ہے کہ دونوں کی ازدواجی زندگی کیسی گزرے گی۔ یہ تو مچھیرے کے جال کی مانند ہے کبھی تو اس کی چاندی ہو جاتی ہے اور کبھی اس کے ہاتھ مٹی بھی نہیں آتی۔ دراصل شادی جنت میں لگے ہوئے اس پھل کی مانند ہے جو کبھی حضرت آدم نے کھایا تھا یعنی جو شخص کھائے تب پچھتائے اور نہ کھائے تب پچھتائے۔ شادی ایک طرف کسی کی زندگی کو غالب کے دیوانوں اور عمر خیام کی رباعیوں کی مانند رنگین بنا دیتی ہے۔ اور شادی ہی کسی کی زندگی کو فانی کے اشعار سے بھی زیادہ غمگین بنا دیتی ہے اور وہ یہ کہتے ہوئے سُنا جا سکتا ہے کہ ؎

رفتہ رفتہ شادیاں وحشت کا ساماں ہو گئیں
گھر کی ساری برکتیں اب طاقِ نسیاں ہو گئیں

ایک اور وجہ بھی ہے کہ لوگ شادی کے لیے اشتہاروں کا سہارا لیتے ہیں۔ یہ وجہ بالکل ایسی ہی ہے جیسے دہلی میں کباب کتنی ہی جگہ کیوں نہ بنتے ہوں مگر کچھ لوگوں کو جامع مسجد کے ہی کباب پسند ہیں، چاہے وہ کتنے ہی پراگندہ ماحول کے پروردہ کیوں نہ ہوں۔

مگر ہم دوسروں کو ہی خطاوار کیوں ٹھہرائیں۔ ایک بار تو ہم خود بھی دھوکہ کھا گئے۔ ہوا یہ کہ جب ہم سے گھر میں رائے لی گئی کہ ہم کیسی لڑکی چاہتے ہیں تو ہم نے لڑکی کے اندر سات خوبیوں کا ہونا لازمی قرار دیدیا۔ ہم نے کہا:

لڑکی نہ تو اسقدر کالی ہو کہ بجلی چلی جائے تو اندھیرے میں ہم اسے دیکھ کر ڈر جائیں۔ نہ اتنی گوری ہی ہونی چاہئے کہ ہم چاند کے وجود ہی سے انکار کر بیٹھیں۔ نہ اتنی نازک ہو کہ ہم اس پر بیٹھی ہوئی مکھی اڑانے کے لیے پھونک بھی ماریں تو اڑ کر کسی دوسرے کے گھر چلی جائے۔ نہ اتنی موٹی ہو کہ ہم پر گر پڑے تو ہمیں چھٹی کا دودھ یاد دلا دے۔ نہ آتنی ترقی پسند ہو کہ ترقی کرتے کرتے ہمیں چھوڑ کر چاند پر پہنچ جائے۔ نہ پردے کی اسقدر شوقین ہو کہ عورتوں اور جانوروں تک سے گز بھر کا گھونگھٹ نکالے نہ اسقدر قوم پرور ہو کہ قوم کے غم میں جگہ جگہ ڈنر کرتی پھرے اور ہم گھر میں خالی پلیٹیں اچھالتے ہوئے شدت بھوک سے یہی گنگناتے رہیں کہ ؎

پڑھنے لگی ہیں آنتیں قل ہو اللہ بار بار
اے بیوی آ بھی جا کہ نہیں ہوتا انتظار

ہماری پسند کی لڑکی تلاش کرنے میں گھر کے ہر چھوٹے بڑے نے ایسا ہی جوش دکھایا جیسے کوئی ماتحت اپنے افسر کی بات کو پوری کرنے میں دکھاتا ہے۔ ان سب کے جوش اور لگن کو دیکھ کر ہمارے دل میں امید کی کرن پھوٹ پڑی۔ ہمیں لگا کہ شاید حاتم کی طرح سات سوال حل کرنے میں کوئی کامیاب ہو جائے یعنی کوئی ایسی لڑکی ڈھونڈھ نکالے جو ساتوں خوبیاں رکھتی ہو۔ مگر کسی کی بھی کوشش رنگ نہ لا سکی۔ اور پھر گھر والوں کا ہمارے حق میں یہ حکم صادر ہوا کہ شادی وادی کا خیال اپنے ذہن سے نکال دو اور داڑھی بڑھا کر، ہاتھ میں تسبیح لے کر کسی مسجد میں بیٹھے اللہ اللہ کرتے رہو۔ ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو بولے کہ اگر خدا صرف تمہاری پسند دھیان میں رکھ کر لڑکی تخلیق کرنے کی سوچتا تو شاید دنیا کے سب لوگ کنوارے رہ گئے ہوتے نہ ایسی لڑکی ملے گی اور نہ تم شادی کروگے۔ اس سے تو اچھا ہے کہ تم خود ہی کوئی لڑکی ایسی تلاش کرتے پھرو۔

ہمارے دماغ میں ایک نئی بات سوجھی۔ کیوں نہ اخبارات میں ضرورت رشتہ کے لیے اشتہار چھپوا کر دیکھیں۔ لہٰذا ہم نے اپنی اس رائے کو عملی جامہ پہنا دیا۔ اشتہار چھپنے کے کچھ ہی دنوں بعد اخبار کے ایڈیٹر کی طرف سے ہمیں کافی بھاری رجسٹری ملی جس میں تقریباً بیس جگہوں سے ہمارے نام لفافے ملے۔ ہمیں اپنی قسمت پر رشک ہونے لگا۔ ہر لفافے کو کھولتے جاتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آخری لفافہ بھی پڑھ ڈالا پڑھنے کے بعد ہماری ساری امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ بات ہی کچھ ایسی تھی کہ بتائے نہ بنے اور سُنائے نہ بنے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا۔ اب آپ سے کیا چھپائیں آدھے خطوط تو ایسے تھے کہ لڑکیوں کے والدین کے بجائے شادی شدہ عورتوں کے شوہروں نے بھیجے تھے اور لکھا تھا کہ "ہماری لے جاؤ۔ ہماری لے جاؤ"۔ کسی نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ہم اپنی بیوی کو بغیر کسی شرط کے طلاق دے سکتے ہیں۔ پانچ درخواستیں ایسی عورتوں کی طرف سے تھیں جنھیں یا تو شوہروں نے چھوڑ دیا تھا یا وہ اپنی بیویوں کو داغ مفارقت دیکر لقمۂ اجل ہو گئے تھے۔ باقی جو پانچ درخواستیں تھیں وہ بیشک ایسے والدین کی طرف سے تھیں جن کی بیٹیوں کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی مگر ہمارے لیے وہ بھی بیکار ثابت ہوئیں کیونکہ ان میں یہ تحریر تھا کہ ہماری لڑکی کی بات چیت ایک جگہ لگ چکی ہے اگر کسی وجہ سے بات ٹوٹتی ہے تو ہم آپ ہی کو چانس دیں گے۔

اب آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے دل کی کیا حالت ہوگی۔ جس لفافے کو بھی یہ سوچ کر کھولا کہ شاید اس میں ہمارے دل کی دنیا آباد ہو، اسی نے دھوکہ دیا۔ ایک بار تو دل میں آیا کہ یہ سارا پلندہ اخبار کے ایڈیٹر کو ہی کیوں نہ یہ لکھ کر لوٹا دیں کہ ؎

اسے پھونک ڈالو جلا دو یہ دنیا
مرے سامنے سے ہٹا لو یہ دنیا

تمہاری ہے تم ہی سنبھالو یہ دنیا
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

مگر ہمارے جنون کی خدا نے لاج رکھ لی اور ہمیں اس کہاوت کا قائل ہونا پڑا کہ "من مانگے موتی ملے، مانگے ملے نہ بھیک"۔ یعنی جیسی لڑکی ہم چاہتے تھے ویسی لڑکی اپنے خاندان میں ہی مل گئی۔

مگر ہمارے ایک دوست کے ساتھ قدرت نے بڑا اچھا مذاق کیا۔ ہمارے دوست جو کچھ بہرے بھی تھے اور توتلے بھی تھے اور نظر بھی جن کی کچھ کمزور تھی، جب کہیں بھی ان کی شادی کی بات پکی نہیں ہو سکی تو انھوں نے بھی مجبوراً اخبار میں ضرورت رشتہ کے لیے اشتہار چھپوا دیا۔ اور اشتہار میں صرف اتنا ہی لکھوایا کہ "صرف لڑکی قبول صورت ہونی چاہئے اس کے علاوہ کوئی شرط نہیں"۔

لہٰذا کئی لڑکیوں کے رشتے ان کے پاس گھر بیٹھے آگئے جن میں سے ایک جگہ انھوں نے شادی بھی کر لی۔ اب قدرت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ جس لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی اس لڑکی کے اندر بھی وہی ساری خوبیاں پائی گئیں جو ہمارے دوست کے اندر تھیں۔ دو خوبیوں کے اوپر پردہ ڈالنے کا انتظام تو وہ گھر سے جہیز کی شکل میں کر لائی تھی یعنی ایک چشمہ اور ایک ایئر فون۔ مگر توتلاہٹ کو نہیں چھپا سکتی تھیں۔ اور جب دونوں میاں بیوی آپس میں گفتگو کرتے تو آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کسقدر لطیف ماحول بن جاتا ہوگا۔

تعجب تو یہ ہے کہ انسانی پیداوار جبکہ کرنسی نوٹوں سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے پھر رشتے ایک دوسرے کو کیوں نہیں آسانی سے مل جاتے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ہر انسان نے حُسن کا الگ معیار قائم کر رکھا ہے۔

کوئی چاہتا ہے کہ لڑکی کے ہونٹ گلابی ہونا ہی حسن کی پہچان ہے کیونکہ لپ اسٹک کے خرچ سے نجات بھی مل سکتی ہے۔

کوئی سوچتا ہے کہ لڑکی کی آنکھیں نرگسی ہونی چاہئیں تاکہ سرمہ اور کاجل سے فراغت مل سکے۔

کوئی چاہتا ہے کہ اصل حُسن صورت میں نہیں بلکہ چال میں ہے۔ چال میں نزاکت ہونی چاہئے۔ تاکہ ہم سے آگے نہ نکل سکے۔

کوئی جہیز کے سامان کی چمک دمک کو ہی اصلی حُسن سمجھتا ہے۔ اب ایسے تو بہت کم لوگ ہی رہ جاتے ہیں جو انسان کی انسانیت اور شرافت کو ہی حقیقی حسن سمجھتے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل مناسب رشتے حاصل کرنے کے لیے اپنی اپنی سمجھ بوجھ کے موافق معیاری حسن کی کھوج ضرورت رشتہ کے کالموں میں کرتے ہیں اور اپنے خاندان، پڑوس اور محلے میں حسن کا وہ معیار انہیں نظر ہی نہیں آتا۔ اب اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس کا نتیجہ ہم بتا سکتے ہیں ؎

بتائیں آپ کو ہم اس کا حشر کیا ہوگا
پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہوگا (جموں سے نشر)

راجکمار چندن

کھلا ہے راز اک مجھ پر
مگر کچھ دیر سے چندن
کہ، اک فنکار ہونا
خیر
اچھی بات ہے لیکن
زیادہ اِس سے اچھی
اور، بڑی
تو بات یہ ہے
کہ اک فنکار، اپنے فن کو کیسے
سجا کر کرتا ہے اس کی نمائش
قبول عام دلواتا ہے اس کو
خود اچھے دام
اچھا نام پا لیتا ہے کیسے (جموں سے)

ہماری فلموں میں ہندوستانیت

محمد احمد اندرابی

میرے نزدیک ہندوستانیت ایک منفرد اصطلاح ہے جو اگرچہ مشاہدے میں تو آسکتی ہے لیکن بھرپور اور موثر طریقے پر محسوس کی جاسکتی ہے۔ اس میں ہمارا رہن سہن، لباس، زبانیں، پکوان، زیورات، طرزِ تعمیر، دیومالا، اساطیر غرض تہذیب و تمدن کے سبھی گوشے آجاتے ہیں۔ تمدن ایک جامع، وسیع اور معنی خیز اصطلاح ہے جس میں انسانی زندگی کی ترقی کا سارا حسن، زندگی کے ہمہ جہت ارتقا کو اپنے اندر سموئے ہوئے نظر آتا ہے۔ میتھو آرنالڈ کے الفاظ میں اس اصطلاح میں زندگی بسر کرنے کے طریقے، عادات، وضع قطع، آوازوں کی لَے ادب وغیرہ سبھی کچھ شامل ہے۔

بھارت صدیوں سے گنگا جمنی تہذیب کا گہوارہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کی آماجگاہ اور متفرق عقائد کے لوگوں کا مسکن رہا ہے۔ یہ ایک بڑی تربیت گاہ ہے جس میں ہندو مسلمان سکھ، عیسائی، بودھ، پارسی وغیرہ بیک وقت پرورش و پرداخت پاکر تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوتے چلے آرہے ہیں۔

اس تناظر میں جب ہم ہندوستان میں بنی کسی بھی زبان کی فلم دیکھتے ہیں تو اس میں ہندوستانیت کا کوئی نہ کوئی پہلو ہمارے سامنے ضرور آتا ہے یہ الگ بات ہے کہ علاقائی فلموں میں علاقائی تمدن کی عکاسی نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے۔ جہاں تک ہندی فلموں کا تعلق ہے ان میں شاذ و نادر ہی مکمل طور پر ہندوستانیت ملتی ہے ہاں جزوی طور پر ضرور ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے بنا کام چل بھی نہیں سکتا، اداکاروں کو بولنا تو ہے۔ ناچنا گانا بھی ہے۔ اور یہ زبان، موسیقی اور شاعری کے بنا ہو نہیں سکتا۔ مکمل طور پر ہماری فلموں میں ہندوستانیت کیوں محسوس نہیں ہوتی ہے اس کی، میرے نزدیک سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری فلموں میں اکثریت کی عکاسی نہیں ہوتی ہے بلکہ اوپچے درمیانی طبقے یا پھر رئیسانہ ماحول ہی جلوہ گر ہوتا ہے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ کبھی کبھار دو بیگھہ زمین، اس کی روٹی یا ہیرا موتی جیسی فلمیں بھی بن جاتی ہیں۔

زندگی مسلسل تغیر سے عبارت ہے۔ تہذیبوں کی شکست و ریخت کا عمل کائنات کا عکاس بھی ہے اور امین بھی۔ تہذیبیں مٹتی ہیں تو کھنڈرات اور آثار پھر بھی باقی رہتے ہیں۔ جو ماضی کے دھندلکوں سے ہماری قدیم تہذیبوں کی نقاب کشائی کرتے ہیں۔ اور تاریخ کی ٹوٹی ہوئی کڑیوں کو جوڑتے ہیں۔ مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ پیچھے مڑکر دیکھنا یعنی ماضی میں جھانکنا انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ اگرچہ حال ماضی سے بہتر ہی کیوں نہ ہو۔

ہمارے ہاں ۱۸۹۶ء میں فلمیں بننا شروع ہوئی ہیں لیکن فیچر فلموں کی باضابطہ تیاری کے سلسلے میں ایک تحریک دادا صاحب پھالکے کی پہلی خاموش فلم "راجہ ہریش چندر" سے ہوئی۔ ہماری فلم انڈسٹری میں آج بھی دادا صاحب پھالکے کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ اور ان کے نام سے ایک ایوارڈ بھی اب دیا جانے لگا ہے۔ انہی کی مسلسل کوشش سے فیچر فلموں کی داغ بیل ہمارے ہاں پڑی اور انھوں نے یکے بعد دیگرے ستیہ وان ساوتری، بھسماسر موہنی، کرشن جنم، کالیا مردن، ابھیا ادھار، نامی فلمیں بناکر فلم سازی سے اپنے والہانہ عشق کا ثبوت دیا۔ نیز اپنے بیٹے بھال جی پھالکے اور بیٹی منوکنی کو بھی فلموں سے وابستہ کردیا۔ ان کی فلمیں اگرچہ دھارمک ٹائپ کی دکھائی دیتی ہیں لیکن ان کے پیش نظر ہمیشہ ہی "ہندوستانیت" تھی۔ کیونکہ اساطیر بھی ہماری ہندوستانیت کا ایک اہم جز ہے۔

ان کے بعد سب سے اہم اور بڑا نام جس نے ہماری فلم انڈسٹری کو ایک انقلاب سے ہمکنار کیا اردشیر ایرانی کا ہے جنھوں نے ۱۴ مارچ ۱۹۳۱ء کو امپیریل فلم کمپنی کی پہلی بولتی فلم "عالم آرا" ریلیز کی۔

اچھی فلم کی تیاری میں اداکاروں کے ساتھ ساتھ سب سے اہم کردار ہدایت کار، موسیقار، گیت کار وغیرہ کا ہوتا ہے اگر ہم اس ضمن میں اپنی فلمی تاریخ پر ایک نظر دوڑائیں تو یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ اس بات کا احساس پہلے پہل شانتا رام دیوبوس، اور او۔پی۔ برووا کو ہوا۔ جنھوں نے اپنے اپنے فلمی ادارے قائم کئے پھر دوسرے لوگ اس قافلے میں شامل ہوگئے۔ اور ہندوستانی فلم بینوں کو صحت مند کہانیوں پر مبنی کئی فلمیں دیکھنے کو ملیں جو خالص ہندوستانی تھیں۔

انسانی آنکھ کے مقابلے میں کیمرے کی آنکھ اس بات پر قادر ہے کہ پلک جھپکتے ہی زمان و مکان کے لامتناہی فاصلے طے کرادے اور تماشہ بین کو کیمرے کی آنکھ اپنی ہی آنکھ لگنے۔ فلم کی یہ قوت اس کے لکھنے والے کے سر نئی اور اہم ذمہ داریاں بھی ڈال دیتی ہیں۔ اگر وہ چاہے تو اپنے گرد و پیش اور اپنی روایات و اقدار کی صحیح ترجمانی کرسکتا ہے اور چاہے تو فلم کے اس اہم ذریعہ سے پامال اقدار و روایات کا احیا کرسکتا ہے۔ جنھیں ہم آج کی ہندوستانیت میں تقریباً بھلا چکے ہیں۔

آزاد ہندوستان میں ہم مذہب، ذات پات، زبان، رنگ و نسل کی تمیز کے بغیر ایک وسیع قومی وحدت میں ذمہ دار شہری بنے اور سیاسی، سماجی، اقتصادی، تعلیمی، اور تمدنی تہذیبوں کا ایک انقلابی عمل زور و شور سے شروع ہوا۔ اگرچہ کچھ علاقائی تمدنی اور لسانی اختلافات سرے سے ختم بھی نہیں ہوئے پھر بھی کثرت میں وحدت کے اصول کے تحت ایک کلی وحدت میں ترقیاتی و تعمیری کام ہوتے رہے ہیں۔ اس کی جھلک بھی فلموں میں ملتی رہی ہے۔ خاص کر فلم "نئی دہلی" کا نام اس ضمن میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

ہندوستانیوں کا چیزوں کی قدر و قیمت کا انداز لگانے کا طور طریقہ تقریباً گزشتہ دو ہزار سال کے دوران بہت کم تبدیل ہوا ہے۔ صنعتی ثقافت کی آمد سے ہمیں تبدیلیوں کا سامنا کرنا تو پڑا لیکن یورپ کے برخلاف ہمارے ہاں تبدیلی کی رفتار بہت تیز رہی اور ہم گویا اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہے۔ اس کے شدید جھٹکے نے لوگوں کی کثیر تعداد کو اخلاقی، عقلی اور روحانی طور پر شکستہ اور مفلوج سا کرکے رکھ دیا۔ اس کی عکاسی ہماری فلموں میں بھی ہوتی رہی۔ خاص طور پر "نیا دور"، "مزدور" اور "بھاگ اٹھا انسان" میں۔

میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ کہانی کار، ہدایت کار، کیمرہ مین، گیت کار اور موسیقار وغیرہ اچھی فلم بنانے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ "ڈاکوؤں سے ہتھیار ڈلوانے کے موضوع" کو لے کر اب تک کئی فلمیں بنائی گئی ہیں۔ کچھ نے اچھا نام اور پیسہ بھی کمایا۔ مثلاً گنگا جمنا، مجھے جینے دو، اور "جس دیش میں گنگا بہتی ہے"۔ اپنا ہندوستانیت جز ہے۔ اس دیش میں جو بھی آیا اسے ہم نے پناہ دی۔ رواداری ہمارا شیوہ رہا ہے۔ Discovery of India میں پنڈت جواہر لال نہرو نے ہندوستانیت کی روح کو پیش کیا ہے۔ اور فلم "جس دیش میں گنگا بہتی ہے" کے ایک گیت میں آنجہانی شلیندر نے

ہونٹوں پہ سچائی رہتی ہے
جہاں دل میں صفائی رہتی ہے
ہم اس دیش کے واسی ہیں
جس دیش میں گنگا بہتی ہے

میرے خیال میں فلم کے بنانے والے اگر ہندوستانیت کے مفہوم سے بخوبی واقف ہوں تو دو ڈھائی گھنٹے کی فلم میں دس پندرہ منٹ کے حصے میں بھی وہ ہندوستانیت کی روح کو پیش کرسکتے ہیں۔ (ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر)

ساتواں پنجسالہ منصوبہ

حاجی منیر احمد

بھارت میں منصوبہ بندی کے بنیادی مقاصد غریبی دور کرنا، نئے سماج کی تعمیر، سائنس اور ٹکنالوجی کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا اور خود انحصاری حاصل کرنا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر پنڈت جواہر لال نہرو نے آزادی کے فوراً بعد معاشی ڈھانچوں کو استوار بنیادوں پر کھڑا کرنے کے لیے منصوبہ بند ترقی پر سنجیدگی سے توجہ دی اور معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ سماجی انصاف کے تقاضوں کو بھی پورا کرنے کے لیے انھوں نے زور دیا۔ گزشتہ منصوبوں نے ان قومی منزلوں کو پانے میں بیش بہا کردار ادا کیا ہے اور ہمارا ساتواں منصوبہ غریبی، جہالت اور بیماری سے نجات پانے کے سلسلے میں ایک مزید سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

سورگیہ اندرا گاندھی نے اپنے دور حکومت میں منصوبہ بندی کو منظم ترقی کا لائحہ عمل گردانا تھا۔ جو وقت اور فضا کا ایک ایسا سانچہ فراہم کرتا ہے جو نہ صرف مختلف سیکڑوں خطوں اور ریاستوں کو آپس میں جوڑتا ہے بلکہ ہر سال کی کوشش کو آئندہ کے برسوں سے وابستہ کرتا ہے۔ منصوبہ بندی کے طریق کار نے ہماری ترقی کے بنیادی مقاصد، پالیسیوں اور اسلوب کے بارے میں اہم نوعیت کے قومی اتفاق رائے کی تشکیل میں بڑا حصہ لیا ہے۔

چھٹے پنجسالہ منصوبے میں دیہی علاقوں میں وسیع پیمانے پر مربوط ڈھنگ سے ترقی کا خاکہ پیش کیا گیا۔ چھٹے منصوبہ کو ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری سے خاصی کامیابی ملی۔ پچھلے ۲۵ سالوں میں یکے بعد دیگرے جو منصوبے بنائے گئے۔ ان میں بہت حد تک کامیابی ملی تو ضرور۔ لیکن ان کے واضح اثرات بھارت کی معاشی اور سماجی زندگی پر نمایاں دکھائی نہیں دیتے۔ ان قصبوں اور دیہی علاقوں میں ترقی ضرور ہوئی جو شہروں کے نزدیک آباد ہیں۔ لیکن ترقیاتی منصوبوں کے فائدوں کی تقسیم سے سماجی انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوئے ہیں۔ عوام کا تعاون حاصل کرنے کے لیے ان میں یہ شعور پیدا کرنا ضروری ہے کہ وہ سماج کا اہم ترین حصہ ہیں۔ اور ان کے تعاون کے بغیر کوئی بھی اسکیم یا پلان کامیاب ہونا ناممکن ہے۔

ساتواں پنجسالہ منصوبہ وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی کی نگرانی میں مرتب ہوا ہے۔ ہمیں یقین ہے ہماری خوشیوں کا آفتاب ہم سے دور نہیں رہے گا۔ ضرورت ہے تیز قدم، تیز رفتاری کی۔ تب ہی ہم اپنی منزل مقصود پر صحیح و سالم پہنچ سکتے ہیں۔ پنجسالہ منصوبے کے تحت جو بھی تبدیلی آئی ہے اور ملک میں جو بھی پیداوار بڑھ رہی ہے، وہ بڑھتی ہوئی آبادی کی نذر ہوتی جا رہی ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کا مقابلہ کرتے ہوئے بھی ہم نے پنجسالہ پلان کے ذریعے مختلف سمتوں میں کامیابی حاصل کی ہے۔ خوراک اجناس کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور ہم نے خشک سالی اور قحط زدہ دنوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت پائی۔ سائنس و ٹکنالوجی میں بھارت کافی آگے بڑھا اور تجارتی، زراعتی اور صنعتی نقطۂ نظر سے ہمارا وقار بلند ہوا۔

ساتواں پنجسالہ منصوبہ ایک ایسے مضبوط اور ثابت قدم ملک کی تصویر پیش کرتا ہے جو جدید ٹکنالوجی کے استعمال، کارکردگی اور لاکھوں کی تعداد میں بڑھتی ہوئی آبادی کے معیار زندگی کو اوپر اٹھانے کے لیے تیز رفتار ملدر آمد پر زور دیتے ہوئے نئے دور میں داخل ہو رہا ہے۔ ساتویں پلان میں چھوٹے اور غریب کسانوں کی حالت بہتر بنانے، ہر علاقے میں روزگار کے مواقع فراہم کرنے اور صنعتی و زراعتی پیداوار کے اضافے پر زور دیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اس منصوبے میں سیلاب کی روک تھام، آب رسانی، سینچائی، بجلی کی تیاری، صنعتی اور معدنی اشیاء، خوردنی تیل، سائنس اور ٹکنالوجی، راستوں کی مرمت، جھونپڑپٹی اور شہری ترقی، صاف صفائی اور ماحول کے تحفظ کے لیے اربوں روپے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ ساتویں پلان کی تشکیل میں چھٹے پنجسالہ منصوبے کے تجربات سے کافی نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔ اور کامیابیوں کی بنیاد پر یہ منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔

پچھلے دس ماہ کی مدت میں مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت ۲۴ لاکھ سے زائد کنبوں کو امداد دی گئی۔ لیکن اس پروگرام میں متعدد خامیاں اس وقت نظر آئیں جب حال ہی میں ہمارے وزیر اعظم نے اڑیسہ، مدھیہ پردیش اور راجستھان کے دیہی علاقوں کا دورہ کیا۔ ان خامیوں کو دور کرنے کے لیے ساتویں پلان میں مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کی اصلاح کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت ساتویں پلان میں ۲۰۰ لاکھ کنبوں کو فیض پہنچانے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے جس میں ۱۰۰ لاکھ کنبے ایسے ہیں جنھوں نے غریبی کی سطح پار نہیں کی ہے۔

ساتویں پلان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ۱۹۹۰ء تک غربت کی سطح سے نیچے زندگی بسر کرنے والی آبادی کی فیصد کو ۳۷ سے کم کر کے ۲۶ تک لایا جائے۔ بے زمین افراد کیلئے خاص رقم کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ ۱۰۰ کروڑ روپے کے اخراجات سے ۲ لاکھ مکانات تعمیر کرنے کا منصوبہ بھی اس پلان میں شامل ہے۔ خشک سالی سے نپٹنے، جنگل بانی، مویشیوں کی نشوونما، چارہ گاہوں اور چارے کے وسائل کو فروغ دینے کے لیے ۲۴۷ کروڑ روپے کے مرکزی اخراجات مہیا کیے گئے ہیں۔ مذکورہ پروگرام کے تحت اب تک ۱۳ ریاستوں کے ۹۰ اضلاع میں ۶۱۵ بلاکوں کے مجموعی طور پر ۷۰۰ لاکھ کی آبادی پر مشتمل ۵۰۳۲ مربع کیلو میٹر رقبہ پر کام کیا جائیگا۔

ساتویں پنجسالہ منصوبے میں روزگار میں بحساب فی کس فی سال ۴۰ کروڑ افراد کو معیاری روزگار ملنے کی امید ہے۔ جبکہ اس عرصے میں محنت کش طبقے میں ۳ کروڑ ۹۰ لاکھ افراد کا اضافہ متوقع ہے۔ لہذا ساتویں پلان میں چھوٹے پیمانوں کی صنعتیں، تعمیراتی سرگرمیاں، پبلک ایڈمنسٹریشن اور دیگر سروسز میں روزگار دلانے والی سرگرمیاں کی ترقی و توسیع پر کافی رقم خرچ کی جائے گی۔ غریبی دور کرنے کے پروگرام سے دیہی عوام کے علاوہ شہروں کے لوگ بھی مستفید ہوں گے۔ بستیوں کی صاف صفائی، صحت اور خاندانی بھلائی کی جانب اس منصوبہ میں خوب توجہ دی گئی ہے۔ ٹیکسٹائل، ہینڈلوم اور دیگر گھریلو صنعتوں کو ساتویں پلان سے فروغ حاصل ہوگا۔

بھارت ایک زراعتی ملک ہے اس لئے اس کی زرعی پیداوار کو خود کفالت کی منزل تک لے جانا بیحد ضروری ہے لہذا پنجسالہ منصوبہ میں اس ضرورت کی جانب خصوصی توجہ دی گئی۔ اولین دو منصوبوں کے دوران زرعی پیداوار میں بے حد اضافہ ہوا۔ ساتویں پلان میں سینچائی کی بہتر سہولیات کی فراہمی کا معقول بندوبست کیا گیا ہے۔ ۱۹۵۱ء میں کل ۲۲۶ لاکھ ہکٹر زمین ہی سیراب ہو پائی تھی۔ جبکہ سینچائی کا رقبہ بڑھتے بڑھتے ۱۹۸۴ء تک ۶۰۰ لاکھ ہیکٹر سے بھی زیادہ ہو چکا تھا۔

کرشی مولیہ آیوگ نے کسانوں کی پیدا کردہ فصلوں کی مناسب قیمت دلانے کا بندوبست کر کے کسانوں کے استحصال میں کافی کمی کر دی ہے۔ کسانوں کی محنت کا شیریں پھل ملتے رہنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں پیداوار بڑھانے کی لگن اور بڑھ گئی۔ ساتویں پلان میں کسان بھائیوں کو اور سہارا اور ہمت ملے گی۔

ساتویں پلان میں صنعتی محاذ پر سات فیصد کے حساب سے ترقی دکھائی ہوگی۔ چنانچہ تجارت اور صنعتی پالیسیوں کو وضع کرتے وقت ان امور کو سامنے رکھنا ضروری ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آئندہ پانچ سالوں میں برآمدات میں اضافہ ضروری ہے۔ تعلیم، سماجی بہبود، ثقافت، نقل و حمل، کھیل کود، سماج کے کمزور طبقات اور خواتین کی بہبود کیلئے ساتویں پلان میں کافی گنجائش رکھی گئی ہے۔

غرضیکہ ساتواں پنجسالہ منصوبہ ہم ہندوستانی عوام کی امنگوں اور امیدوں کا آئینہ دار ہے۔ ہمارا ساتواں پنجسالہ منصوبہ ایک ایسی قومی کوشش کی علامت ہے جس کی بدولت ہم ایک ایسا نیا بھارت تعمیر کرنا چاہتے ہیں جہاں قلت اور استحصال کا خوف نہ ہو۔

(ناگپور سے نشر)

نظم

کرب زدہ لمحہ

ریلو-

مصطفےٰ اکبر

میرے غم کی دوا، اے میری نیند!
میری شب ہائے غم کی چارہ ساز
آج کی شب تو کہاں ـــــــ
آج کی شب کہ جب مرے دل میں
عہد ماضی کے بھولے بسرے ہوئے
درد لائے ہیں قافلہ لیکر
آج کی شب تو کہاں ـــــــ

آج کی شب تو کہاں ـــــــ
آج کی شب یہ جاگتی آنکھیں!
تیرے دیدار کو ترستی ہیں!
آج کی شب یہ میرا تنہا وجود
سرد بستر پہ درد سے لیٹے!
سسکیاں بھرتا ہے، تڑپتا ہے
آج کی شب تو اُو کہ مشکل ہے
زندہ رہنا مرے دل وجاں کا
شب کی تاریکی ہے کہ ناگن ہے
زہر رگ رگ میں پھیلا جاتا ہے
درد اتنا کہ سانس رکتی ہے ـــــــ!
دھڑکنیں دل کی، نبض کی رفتار
دفعتاً سست ہوتی جاتی ہے
قطرہ قطرہ میں پگھلا جاتا ہوں
آنکھیں حیرت سے پھیل جاتی ہیں
کوئی بھی چہرہ اب ابھرتا نہیں
ظلمتوں کے مہیب چہرے پر
ایک ہی سایہ رقص کرتا ہے
کسی بے رحم اژدہے کی طرح
نہ نگلتا ہے، نہ اگلتا ہے
کتنی بے چارگی کا عالم ہے
ضبط کر کر کے تھک گیا ہوں میں

اور . . . . .
اس سے پہلے کہ خودکشی کر لوں
اے مری چارہ گر، اے میری نیند!
آکہ تجھ کو بسالوں آنکھوں میں
تیری ٹھنڈک اتار لوں دل میں
اور ہر غم سے بے خبر ہو کر
چین کی گہری نیند سو جاؤں

(کلکتہ ـ نشر)

سائنس کی دنیا

ڈاکٹر ابو نعیم

اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہی ہیں کہ عوامی رائے سماج کے اہم امور و معاملات کے بارے میں زیادہ گہری معلومات پر مبنی نہیں ہوتی۔ خیالات، نظریات و احساسات ان باتوں کے تابع ہو سکتے ہیں جیسے جذباتی لگاؤ، متعصبانہ برتاؤ، اور قبلی اشارے۔ بجائے اس کے کہ یہ معقولیت پر منحصر ہوں۔ ان تمام وجوہات کے علاوہ اکثر مخالفانہ تشہیر کی بدولت بھی عام انسان کے نظریات پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ سائنس اور ٹکنالوجی کے متعلق بہت کم لوگ ہیں جو واقعتاً وسیع النظر کہلانے کے قابل ہیں۔ خیر جانے بھی دیجئے اس بات کو کہ آجکل کے سماج میں سائنس و ٹکنالوجی کو ایک موزوں اور پُر اثر مقام عطا کرنے کی بھرپور کوششیں جاری ہیں۔ آج کے دور تخصیص میں اسپیشلائزیشن کے دور میں ہر آدمی دوسرے کے فن و تعلیم سے یکسر بے بہرہ ہوتا جا رہا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ سماج کا ایک عام انسان سائنس و ٹکنالوجی کی عظمت، دلائل و نتائج کو قدر کی نگاہوں سے دیکھنے سے قاصر ہے۔ ہماری یہی لاعلمی، بے تعلقی اور طور طریق ہماری آئندہ پود کے لیے مضرت رساں ثابت ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں ہم سب کو سنجیدگی کے ساتھ غور و خوض کرنا ضروری ہے۔

ہمارے نائب صدر جمہوریہ مسٹر آر وینکٹ رمن نے ایک سائنسی تقریب میں ہندوستان سے غربت کے خاتمہ کے لیے اور عام آدمی میں سائنسی شعور کے فروغ اور روزمرہ امور میں سائنس سے بھرپور استفادہ کو ناگزیر قرار دیا اور کہا کہ آج عام آدمی اور سائنس کے درمیان گہرے روابط ضروری ہیں۔ ویسے اس بات سے شاید ہی کسی کو انکار ہو کہ آج ہندوستان نے سائنس و ٹکنالوجی کے میدانوں میں جسقدر بھی ترقی کی ہے وہ محض مہاتما گاندھی اور جواہر لال نہرو کی وسیع النظری کی دین ہے۔

آج کے زمانے میں سائنس کی ترقی کی رفتار برق و باراں کی طرح ہے۔ چنانچہ اسی لیے سائنس کے حیرت انگیز انکشافات سے ہر کوئی متاثر ہوا ہے۔ ہمارے ملک کے کئی سائنس داں نوبل پرائز بھی حاصل کر چکے ہیں۔ یہاں طب، زراعت، خلائی نظام، الکٹرانکس، توانائی غرض ہر میدان میں قابل ستائش کام ہوا ہے۔ لہٰذا ہم ہمارے باصلاحیت اور محنتی سائنسدانوں کے شکرگزار ہیں جنھوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ تو آیئے آج ہم سائنس و ٹکنالوجی کی ترقی و ایجادات، نئے نئے تحقیقات اور ان تمام سے حاصل کردہ فوائد کا تفصیلی جائزہ لیں۔

علم طب میں بیماریوں کی تشخیص کرنے میں کافی ترقی دیکھنے میں آرہی ہے۔ ریڈیو آئسوٹوپ کی مدد سے دل، جگر اور گردے وغیرہ کے بیماریوں کی جانکاری آسان ہو چکی ہے۔

بحری تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ بحر ہند کی تہہ میں ایک بہت بڑا معدنی خزانہ ہے جو کہ بیش قیمت ہے۔ اس خزانہ سے ڈیڑھ ہزار ٹن نکل، ۱۲۰۰ ٹن تانبہ اور ساٹھ ہزار ٹن کانسہ نکل سکتا ہے۔ اس سمندری کانکنی میں ہندوستان کو زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ ویسے انڈومان نکوبار اور ماریشس کا تعاون بھی ہم کو ملنے سے یہ مشکل کام بھی آسان ہو گیا۔

تازہ ایجادات میں وقت بتلانے والی گھڑی ہے جسے نیشنل فزیکل لیبارٹری دہلی نے بنوائی۔ اس گھڑی کو مصنوعی خلائی سیارے سے کنٹرول و چالو کیا جا سکتا ہے۔ اس گھڑی کے ذریعہ سال، مہینہ، دن، گھنٹے، منٹ اور سیکنڈ کا تفصیلی اور واضح وقت معلوم ہوتا ہے۔ اس گھڑی میں چابی دینی پڑتی ہے اور نہ بجلی فیل ہونے کا اثر پڑتا ہے۔

زرعی میدان میں بھی سائنس کے جدید اصولوں کو اپنایا گیا۔ گزشتہ سالوں میں گیہوں اور چاول کی پیداوار میں بیشتر اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ سائنسدانوں نے کپاس کی مخلوط قسم تیار کی ہے جو مصر اور سوڈان سے درآمد ہونے والی بہترین روئی کے ہم پلہ مانی جاتی ہے۔ ماہرین کو یقین ہے کہ جلد ہی گنے کی ایسی اقسام تیار ہو جائیں گی کہ دو سال میں تین فصلیں اگیں گی۔

ان دنوں مصنوعی سیارے کا خلا میں بھیجنے کا عمل بھی مؤثر ثابت ہو رہا ہے۔ ان سیاروں کو داغنے سے نہ صرف ملک کے مواصلاتی اور پیغام رسانی کی صورت حال بہتر اور معیاری بن سکتی ہے بلکہ قدرتی مصائب جیسے آندھی، طوفان اور سیلاب کا مقابلہ کرنے میں مفید معلومات فراہم کر سکتے ہیں۔

الکٹرانکس و کمپیوٹر کے شعبوں میں بھی سائنس کی ترقی قابل ستائش ہے۔ الکٹرانکس کی تخلیق روبوٹ ہے۔ یہ روبوٹ دراصل ایک مشینی انسان ہے جس کے ہاتھ، پیر و بازو متحرک ہوتے ہیں ان سے مشکل سے مشکل کام کو بہ آسانی لیا جا سکتا ہے۔ مثلاً پہاڑی علاقوں میں کھیتی باڑی، لکڑی کی صنعت، چٹانوں اور بڑے بڑے پتھروں کی رکاوٹ سے نجات، کارخانوں میں توڑ پھوڑ کے کام، ہوٹلوں میں سربراہی کرنا اور وہ تمام خطرناک مرحلے جو انسانی زندگی کیلئے مضرت رساں ہیں مشینی انسان انجام دے سکتے ہیں۔ روس اور امریکہ نے

اس میدان میں بے حد ترقی کی ہے۔

مغربی ممالک میں ٹیلی فون بھی ایک چھوٹا سا کمپیوٹر بن گیا ہے جس سے کئی خدمتیں لی جارہی ہیں مثلاً لمس ٹیلی فون کے ذریعہ گھر پر لگے ہوئے ساز و سامان کو دور سے اپنی منشاء کے مطابق بنایا جاسکتا ہے جسے ریموٹ کنٹرول کہتے ہیں۔ اس کے ذریعہ ایرکنڈیشنر، ہیٹر، پنکھے، چولہے، ٹیپ ریکارڈ، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کو فون کی مدد سے گھر سے باہر رہ کر بھی آپ چالو یا بند کرسکتے ہیں۔ جاڑے کی آدھی رات میں آپ کسی تقریب یا تھیٹر سے اپنے مکان کے لیے روانہ ہونا چاہتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ مکان کے کمرے گرم ملیں اسکے لیے کسی جگہ سے اپنا فون نمبر ڈائل کرکے ہدایات کے کوڈ بٹن دبادیں آپ کا ہیٹر آن ہو جائے گا اور جب آپ گھر پہنچیں گے تو ہیٹر آپ کے کمرے کو ایک خوشگوار حد تک گرم کرچکا ہوگا۔

کلکتہ کی جادوپور یونیورسٹی کے پروفیسروں نے ایک نیا اور عجیب ایکسرے لینے کا طریقہ دریافت کیا ہے جس کی مدد سے اب بجائے تصویری پلیٹ کے، سادہ کاغذ پر بھی ایکسرے لیا جاسکتا ہے اس ٹکنیک کو ایک خود ساختہ زیروکس مشین کے استعمال سے کام میں لایا گیا جسکی تمام دنیا میں تعریف کی گئی۔

اٹلی میں ایک ایسی موٹر سائیکل تیار ہوئی ہے جسے موڑ کر ایک سوٹ کیس میں رکھا اور آسانی سے اٹھایا جاسکتا ہے اس کے موجد میکنز ہیں، اس میں ۵۰ سی سی کا انجن لگا ہے۔ ایک لیٹر پٹرول سے یہ ۳۵ تا ۴۰ کلومیٹر کا سفر طے کرتی ہے۔ ایسی موٹر سائیکل کے استعمال سے پارکنگ کا مسئلہ بھی خود بخود حل ہوسکتا ہے۔

فرانس کی ایک کار بنانے والی کمپنی نے اپنی کاروں میں عنقریب کمپیوٹر نصب کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ڈرائیور کو کوئی پرزہ چلانے یا دبانے کی بجائے زبانی حکم دینا پڑے گا۔ کمپیوٹر سے لیمپ جلیں گے، رفتار تیز یا آہستہ ہوگی۔ بارش کی صورت میں وائپر کام کریں گے۔ حتیٰ کہ کار کے دروازے و شیشے بھی خود بخود اشارے پر بند ہوجائیں گے۔

الغرض دنیا میں سائنس کی رفتار، کامیابی و ناکامی کے تجربات، قدرتی حادثے اور ان کا تدارک، امراض و عذاب اور ان کا انسداد اور طریق اصلاح، اور جدید ترین سائنسی و تکنیکی طرز زندگی کی دریافت اور قدرت سے آنکھ مچولی کرنے میں انسانی فلاح کی تلاش کا سفر تیزی سے بڑھ رہا ہے اور ہندوستان قدم بہ قدم ۲۰۰۱ء میں داخل ہونے کے لیے بیتابی سے اصلاح و ترقی اور انسانی خوشحالی کی راہ پر گامزن ہے جس کے لیے دن دونی رات چوگنی سائنسی اسرار کی گتھیوں کے چہرے سے نقاب اٹھانے میں مصروف ہے۔ اور اس تگ و دو میں سائنس اور سائنسدانوں کی حوصلہ افزائی بھی کی جارہی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ دس پندرہ برسوں میں ہندوستان ایک بڑا مضبوط، فلاحی اور سائنسی ترقی یافتہ ملک ہوگا۔ اور اس یقین میں پختگی لانے کے لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے میں اور دوسروں میں سائنسی خیالات، سائنسی رویہ، اور سائنسی مزاج، اخلاص، احساس اور انسانی فلاح کے نظریہ کو اُجاگر کریں۔

(حیدرآباد سے نشر)

کلیم الدّین احمد کے

تنقیدی شعور کا نفسیاتی تجزیہ

ڈاکٹر ندیم صدیقی

تنقید کی دنیا ہی نرالی ہے اس کی سرحدیں متعین ہیں نہ کوئی دستور ہے بلکہ مکمل نراج کی سی حالت ہے۔ اسی لیے ناقدین کی رایوں میں اکثر مشرق و مغرب کی دوری محسوس ہوتی ہے۔ انفرادی پیمانے، سیاسی و سماجی نظریات اور ان کے زیر اثر مختلف ادبی رجحانات کی وجہ سے اس کی قدروں میں آفاقیت کے بجائے انفرادیت اور اجتماعیت غالب نظر آتی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ دیوان غالب جسے ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری صحیفۂ آسمانی تصور کرتے ہیں اس کا اکثر حصہ کلیم الدین احمد کو سطحی خیالات اور رکیک جذبات کا ڈھیر نظر آتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہربرٹ ایڈ کی یہ رائے کہ "ادبی تنقید کے خلاف عمومی حیثیت سے یہ جائز شکایت ہے کہ اس کے حدود کی کوئی متعین صراحت نہیں ہے اور جب تک یہ نہ ہو کہ ادبی تنقید سائنس کے ثقہ حیثیت کے دعوی کی مجاز نہیں ہوسکتی"، صداقت سے خالی نہیں ہے۔

تنقید زندگی کو سنوارنے کی شعوری کاوش ہے اور زندگی ایک نامیاتی دھڑکن ہے جس میں ہر لحظہ نمو و بالیدگی کی کارفرمائی جاری رہتی ہے۔ معنوی و ظاہری تزئین و تحسین کی خاطر اس کی ہمتوں کو انسانی شعور و ادراک خوب سے خوب تر کی سمت بڑھاتا ہے۔ خوب سے خوب تر کی یہ تلاش و جستجو ارتقائی مجاہدہ ہے۔ جو صرف تنقید کی عطا ہے۔ جس نے آدم کی دنیا سے بے رنگ و کیف کو اس کی موجودہ نیرنگیاں عطا کی ہیں۔ جس کی آخری منزل وہ حسن و فردوسیت ہے جس کی آرزو میں آدم نے ریگستانوں کی ویرانیوں اور غاروں کے سناٹوں سے بیتابانہ ان کی تنہائی اور بے کیفی کا سبب پوچھا تھا۔ تزئین و تحسین انسانی فطرت کا خاصہ اور تنقیدی شعور کا محرک ہے۔ بادی النظر میں اختلاف کے باوجود تنقید کا بنیادی مقصد فردوسیت ہے جس کی آرزو انسان کو کبھی سمندروں کی اتھاہ گہرائی میں غوطہ لگواتی ہے اور کبھی خلاؤں میں بھٹکاتی ہے یہی ازلی تشنگی انسانیت کی بقا اور اس کی ارتقا کی موجب ہے۔

ادبی تنقید مزاجی اور معنوی حیثیت سے تخلیقی کاوش کی ارتقائی جہت جس پر سب سے پہلے خود فنکار اپنی فنی تخلیق کو آگے بڑھاتا ہے اور یہ کاوش وہاں تک جاری رہتی ہے جہاں تک فنکار کا تنقیدی شعور اس کا ساتھ دیتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تنقید تخلیق سے الگ بے معنی ہے۔ کامیاب تنقید نگار وہی ہے جس کی فطرت میں تھوڑی سی تخلیقی دیوانگی کی لغزش بھی ہو تاکہ وہ شعر کی تخلیقی دنیا میں وہی رنگ و نور نکہت و جمال، حقیقت و صداقت بھر دے جو شعر کی تخلیق کی محرک رہی ہو اور شعری جمالیات کی روشنی میں اس کی قدر و آفاقیت متعین کرسکے۔ بالکل اسی طرح تخلیق ندرت جمال اور تزئین کمال کے لیے تنقیدی شعور کا محتاج ہے۔ اس کے بغیر فنکار کی تخلیقات جذبہ اور تخیل کی صداقت کے باوجود شعری جمالیات سے محروم ہوں گی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تخلیق و تنقید ایک عمل کی دو جہتیں ہیں جو ساتھ ساتھ چلتی ہیں اور فنکار کے ضمیر میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر کلیم الدین احمد کا تنقیدی شعور ان کے وسیع مطالعہ اور انگریزی ادب پر اچھی دسترس کی دین ہے جو مزاجی حیثیت سے اکتسابی ہے فطری تنقیدی شعور جو تخلیق کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ اس کے جمال کی جھلکیاں کم ہی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ غزل ہو یا قطعہ، قصیدہ ہو یا مثنوی وہ تسلسل اور ارتباط کو ہی معیار قرار دیتے ہیں۔ قصیدہ اور مثنوی میں تسلسل اور ارتباط تو ممکن ہے کیونکہ یہ فکری شاعری کی اصناف ہیں مگر غزل جو شدید جذباتی کیفیات کا شعری روپ ہے، اس کی متحمل نہیں نہیں ہوسکتی۔ غزل کسی ایک خیال کا جذبہ کا تسلسل و پھیلاؤ نہیں بلکہ مختلف خیالات و جذبات کی اجتماعی فنی صورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غزل کا ہر شعر ایک کامل نظم کی روح ہوتا ہے اس کا ہر شعر منفرد ہوتا ہے اور اپنے معنی کے لیے کسی دوسرے شعر کا محتاج نہیں ہوتا۔ مثال کیلئے مومن کا یہ شعر لیجئے ؎

تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا

شدید جذباتی شعر ہے اور لامحدود وسعتوں کا حامل ہے۔ بشریت چاہت کی تمنائی ہے اگر انسانی زندگی میں چاہت کے پھول نہ کھلیں تو اس ویرانے میں دنیا کی ساری جاہ و حشمت

عزت و ثروت سلطنت و حکومت بہار نہیں لا سکتی۔ سچ تو یہ ہے کہ دنیا کی ساری خوشیاں کسی کی نگاہِ التفات کی محتاج ہیں۔ غزل کا ہر شعر اپنے آپ میں ایک بھرپور دنیا ہے۔ آیئے غالب کے اس شعر کو دیکھیں ؎

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

یہ الہام نہیں بلکہ زندہ حقیقت ہے اور انسانی تجربہ کی دین ہے۔ ہر شخص کی انفرادی یا سماجی زندگی میں ایسے لمحات آتے ہیں جب وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ محض ظاہری طور پر انسان کی طرح دکھائی دینا اس بات کا ثبوت نہیں کہ اس جسم کی رگوں میں خون کے ساتھ ساتھ انسانیت بھی دوڑ رہی ہے۔ افلاطون نے "خیالی ریاست" میں جس تصور کو پیچیدہ استعاروں اور علامتوں کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی ہے غالب نے اسے ایک شعر میں ادا کر دیا ہے۔ کیا یہ فن کی وسعت اور فنکار کا کمال نہیں؟ مجھے یقین ہے کہ آپ بھی اس خیال سے متفق ہوں گے کہ اگر اس خیال کو نظم کی صورت دی جائے تو نظم ہی کیا طویل نظم بھی ہو سکتی ہے۔

اگر بریڈلے کا یہ خیال صحیح ہے کہ شعری تخلیق ایک منفرد اکائی کی صورت میں جنم لیتی ہے تو غزل کے اشعار ہی حقیقی معنوں میں شعر کہے جا سکتے ہیں کیونکہ جذباتی شاعری ان لمحات کی دین ہوتی ہے جسے جنون و بےخودی سے تعبیر کر سکتے ہیں اور جنون و بےخودی میں ربط و تسلسل کہاں؟ ہاں فکری اور شعوری شاعری میں البتہ اسے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ بادی النظر میں یہ اشعار عشق کی مختلف کیفیات کے حامل نظر آتے ہیں۔ غزل کا مزاج الہامی ہوتا ہے اس میں بڑی وسعت ہوتی ہے اس کی زبان اور لب و لہجہ کی رومانی تہوں میں وسیع معنی پنہاں ہوتے ہیں۔ ان میں انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اپنے دور کی تہذیبی سیاسی اور معاشرتی تاریخ گھلی ہوتی ہے مگر اس کے ادراک کے لیے تنقیدی شعور کے ساتھ ساتھ تخلیقی جوہر بھی ہونا چاہیے ورنہ تخلیقی جذبہ تک رسائی ممکن نہیں ہو سکتی شعر کسی جذبہ کا مجرد عکس نہیں ہوتا بلکہ اس کے رنگ و روپ میں جذباتی لمحات کا تنوع اور اس کی مہک میں جمالیات کی عطر بیزی ہوتی ہے۔ اس میں فضا کی ان دھڑکنوں کو آسانی سے محسوس کیا جا سکتا ہے جس نے شاعر کے جذبات اور تخیل کو برانگیختہ کیا تھا۔ کلیم الدین احمد شعری کیفیات سے اس کی تخلیقی فضاؤں کو جذباتی تخیلی سطح پر منعکس نہیں کرتے بلکہ یہ دل ہے بگڑ ہے کے مصداق امریکی تجزیہ کرتے ہیں جس کا شعری جمالیات سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔

یہ سکوتِ یاس یہ دل کی رگوں کا ٹوٹنا
خامشی میں کچھ شکستِ ساز کی باتیں کرو

اس شعر کے متعلق کلیم الدین احمد کی رائے سنئے:

"جس سکوتِ یاس جس دل کی رگوں کے ٹوٹنے کا فراق ذکر کرتے ہیں وہی چیز اس شعر میں نہیں کیونکہ فراق رگوں کا ٹوٹنا اور شکستِ ساز خامشی اور باتیں کرو کے گورکھ دھندے میں پھنس جاتے ہیں۔" ڈاکٹر کلیم الدین احمد نے اس کا تقابلی مطالعہ ٹیبلو فل گوئی امریکی نظم سے کیا ہے حالانکہ تنقید کی اصل غایت تقابلی مطالعہ نہیں بلکہ انفرادی جمالیاتی حسن کی تلاش ہے۔

غزل کا یہ شعر فراق کی زندگی کے حزن و یاس کا عکاس ہے۔ ایسی یاسیت جس میں ممتا کی محرومی اور ازدواجی زندگی کی الم ناکیوں کا مرثیہ سنئے ؎

لٹا سہاگ میری زندگی کا مانڈو میں
میں چلتی پھرتی چتا بن گیا جوانی کی
میں کاندھا دیتا رہا اپنے جیتے مردے کو
ندیم جیسے نگل لی ہو میں نے ناگ پھنی

ہر مصرعہ درد و الم اور حسرت و یاس میں ڈوبا ہوا ہے۔ سچ پوچھئے تو فراق کا شہرِ آرزو کبھی آباد ہی نہیں ہوا۔ اس کے دل کے آنگن میں کوئی کلی ہی نہیں کھلی بلکہ ٹیسیں اور کسک فراق کے رگ رگ میں سما گئی۔ آیئے اس شعر سے فراق کی دنیائے یاس آباد کی جائے۔

شادی کی شکل میں دل کی دنیا برباد ہو چکی ہے۔ زندگی ویران و سنسان ہے۔ تمام رشتے جذباتی طور پر ختم ہو چکے ہیں کوئی رفیق ہے نہ غمگسار کسی کے قدموں کی چاپ بھی سنائی نہیں دیتی صرف دل کی دھڑکن، زندگی کا احساس دلا رہی ہے مگر دل کے ٹوٹنے سے یہ سہارا بھی ختم ہو جاتا ہے اور مکمل خاموشی چھا جاتی ہے۔ ایسے میں شکست ساز کی باتیں خود سے کرنا خود کلامی مایوسی اور دیوانگی کی مظہر ہے۔ غزل زبان، اس کے مزاج اور اس کی انفرادیت کے پیش نظر یہ شعر تغزل کی بہترین مثال ہے۔

عجیب اتفاق ہے کہ جسے حالی مخرب اخلاق کہتے ہوں، عظمت اللہ خاں جس کی گردن مروڑنے پر تلے رہے ہوں جسے کلیم الدین احمد نیم وحشی صنف تصور کرتے ہوں، فطرت اسے شاہکار کا روپ دینے پر مصر ہے۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی جو غزل کو شاعری کی آبرو تصور کرتے تھے کی وسعت نگاہی اور آگہی کی داد دیجئے۔ آج ترقی پسندوں اور جدیدیوں نے غزل کو جو رنگ و روپ اور دھڑکن دیا ہے کوئی بھی ادب اس پر بجا طور سے فخر کر سکتا ہے۔

کلیم الدین احمد کی علمی صلاحیت قابلِ ستائش ہے ان کا وسیع مطالعہ قابلِ رشک اور لائقِ تقلید ہے ان کی نگارشات کبھی کبھی قاری کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے جہاں اس سے پہلے اس کے قدم نہیں پڑے تھے۔ مگر اس میں دو رائے نہیں کہ تنقید میں ان کا اپنا ایک ذاتی نظریہ ہے جو میتھو آرنالڈ کے نظریہ محاکمہ (Touch stone) سے بہت زیادہ متاثر ہے۔ وہ کلاسیکی تنقید کو فوقیت دیتے ہیں والٹر پیٹر اور کارلائل کی طرح تنقید کو ادب کی تفسیر کافی نہیں مانتے وہ اسے الہام کی شرح تصور نہیں کرتے یا اناتول فرانس کی طرح شاہکاروں کے بیچ اپنی رومانی افتادگی سے محظوظ نہیں ہوتے بلکہ حاکمانہ انداز اپناتے ہیں، فیصلہ صادر کرتے ہیں اور ان عناصر کا تعین کرتے ہیں جو ادب کی عظمت کے ضامن ہیں اور قبولِ عام کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ نظم و ضبط اور ارتباط کی کھوج میں جانے کہاں کہاں نکل جاتے ہیں اور شعری جمالیات کی متاع بے بہا کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں حالانکہ ایم جولیس لیماتر کا خیال ہے کہ ناقد کو صرف وہ تاثر قاری تک پہنچانا چاہیے جو کسی شہ پارے نے اس کے ذہن پر چھوڑا ہو۔

مگر اس کے باوجود تنقید کا کوئی تذکرہ کلیم الدین احمد کے بغیر ممکن نہیں ہوتا وہ جو کچھ کہتے، پورے بھروسے اور اعتماد کے ساتھ کہتے ہیں۔ ان کا یہ خیال کہ ترقی پسندوں کے یہاں تکرار پائی جاتی ہے۔ ان کے یہاں انفرادیت نہیں ہے نیز وہ اشتراکیت کے پرچار کو ترجیح دیتے ہیں۔ اپنے اندر وزن رکھتا ہے اور غور و فکر کو دعوت دیتا ہے وہ جو کچھ سوچتے ہیں وہی کہتے ہیں کوئی اثر قبول نہیں کرتے اور نہ کسی کی شخصیت کے روایتی تزک و احتشام سے مرعوب ہوتے ہیں۔ شاید ان کی سب سے بڑی انفرادیت یہی ہے۔ خدائے سخن میر ہوں، مومن یا غالب کلیم الدین احمد اپنے طور پر ان کی فکری بساط کی شرح کرتے ہیں مگر ادب اور سماج کے رشتہ کو غالباً وہ تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی تاریخ ادب اور اس کی ارتقائی منزلوں پر ان کی نگاہ ہے ورنہ اس قدر بے دریغ اردو اور انگریزی شاعری کا موازنہ نہ کرتے۔ (آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

ایک کمزور لمحہ

اندر سروپ دت نادان

ہیں آرزو کے صنم کدوں میں خراب ہو کر
یقیں کا زینہ اُتر رہا ہوں
ہیں خندہ زن مجھ پہ بت پرانے
نئے خدا بھی ہیں مجھ سے برہم
ہے میری آنکھوں کے سامنے اِک مہیب خندق
ہیں جس میں آباد خود یقینی نگلنے والے ہزاروں اجگر
جو میرے گرنے کے منتظر ہیں .....
مگر یہ اجگر
مری تجسس نواز فطرت سے بے خبر ہیں
کہ جس کے بل پر
میں گرتے گرتے بھی ڈھونڈ لیتا ہوں زندگی کے حسیں سہارے!

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

معین شاہد

رات میں اچانک اس کی نیند ٹوٹ گئی ہے۔ وہ اپنے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا ہے اور اسکا دل پھر اتنا زور زور سے دھڑکنے لگا ہے کہ اس کی آنکھوں میں موت کے سیاہ سائے ناچنے لگے ہیں وہ متوحش نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھتا ہے لیکن اس چھوٹے سے کمرے میں کوئی نہیں ہے۔ بجلی بھی شام ہی سے اس کی قسمت کی طرح روٹھی ہوئی ہے اور اس بڑی کالونی میں چلی گئی ہے جہاں بڑے بڑے آفیسروں کی کوٹھیاں ہیں۔ کمرے میں اب صرف ایک لالٹین جل رہی ہے جس کا تیل بھی اب اس کے چراغ زیست کے روغن کی طرح ختم ہوا چاہتا ہے۔ اس کے دل و دماغ میں ایک طوفان سا اٹھا ہوا ہے اور خیالات و تفکرات کی گرم تند ہوائیں اس کے دل و دماغ کو جھلسائے دے رہی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو تسلی دینا چاہتا ہے لیکن نہ نیند ہی آئی اور نہ دل کی دھڑکن ہی تھمی۔

جب رات کے بارہ بجے مشکل سے اس کی آنکھ لگی تھی تو اسوقت بھی اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ محلہ میں ایک بارات آئی ہوئی تھی۔ بارات گشت کرنے کے لیے نکلی تھی۔ آتش بازیاں چھوڑی جا رہی تھیں۔ پٹاخے داغے جا رہے تھے، ڈھول اور باجے کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی، وہ ہنگامہ اور وہ طوفان بدتمیزی تھا کہ الاماں معلوم ہوا کہ یہ بارات حاجی عبدالرشید کے ہاں آئی ہوئی ہے جس نے لڑکے والوں کی منہ مانگی تمام فرمائشوں کو پورا کیا تھا۔ رنگین ٹیلی ویژن، ریڈیو، ریڈیوگرام، گودریج کی الماری اور فرنیچر، صوفہ سیٹ، فریج، چینی اور اسٹین لس اسٹیل کے برتن باسن اور نہ جانے کیا کیا اور پھر اس پر نقد ۲۵ ہزار روپے۔ یہ سن کر اس کا دل اسوقت سے جو دھڑکنا شروع ہوا تھا وہ اس وقت تک دھڑکتا رہا جب تک کہ اس کی آنکھ نہیں لگی۔ کیونکہ اس کی بیٹی کنواری گھر میں بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی جھولی میں اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ اپنی بیٹی کے لیے کسی لڑکے کو خرید سکتا تھا۔ حاجی عبدالرشید کے یہاں صرف ایسی بارات نہیں آئی تھی بلکہ ادھر دو مہینے کے اندر محلے میں جتنی شادیاں ہوئی تھیں ان میں جہیز کے ناجائز مطالبات کو ہی دخل تھا اور سرمایہ داری کے گھناؤنے مظاہرے دیکھنے میں آئے تھے۔

اب کلیم میاں کی بیٹی کی بارات کو ہی لے لیجئے جو پرسوں یہاں ایک نزدیک کے گاؤں سے آئی تھی۔ بارات شہر کے ایک مشہور ہوٹل میں ٹھہرائی گئی۔ ایک روز کا قیام رہا تیسرے روز بارات واپس گئی۔ کلیم میاں نے اپنے سمدھی کے ہر جائز و ناجائز مطالبہ کو پورا کیا۔ اور نقد روپے کے علاوہ جہیز میں فرمائش کے مطابق ہر قسم کا سامان دیا۔ کلیم میاں کو اس شادی کے لیے اپنے پانچ بیگھہ کھیت بیچنے پڑے۔ سرمایہ داروں کی بیٹیاں تو آسانی سے سونے اور چاندی کے ترازو میں تل کر اپنی سسرال چلی جاتی ہیں۔ لیکن برادری اور سماج کی ان بیٹیوں کا کیا ہوگا جن کی آنکھیں کسی بابل کے انتظار میں چوکھٹ پر لگی ہوئی ہیں اور جن کی ہتھیلیاں مہندی کی سرخی کو ترس رہی ہیں اور جو محض اس لیے کنواری بیٹھی ہوئی ہیں کہ ان کے ماں باپ غریب ہیں۔

جب بھی کوئی بارات اس محلے میں آتی تو اس کا دل یہ سوچ کر بری طرح دھڑکنے لگتا کہ آخر اس کی بیٹی کا کیا ہوگا؟ اور اس وقت تو اس کے دل کی عجیب کیفیت ہوتی جب اس کی بیٹی کسی بارات کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھتی اور خوشی سے تالیاں بجاتی ہوئی اپنی ماں کو پکارتی "اماں! آیئے نا۔ دیکھئے نا کتنی اچھی بارات سج دھج کر نکلی ہے۔ دولہا کس طرح اپنے منہ پر رومال رکھے شرما رہا ہے۔" آہ! اس کی بیٹی پر اسوقت کیا گزرتی ہوگی۔ اس درد اور اس کرب کو وہ لوگ کیا جانیں جو اپنی بیٹیوں کیلئے لڑکے خریدتے ہیں۔

اور یہی سوچ اور فکر اسوقت جبکہ رات اپنا آدھا سفر طے کر چکی ہے اور اب شاید صبح ہونے والی ہے، اس کے دل و دماغ کو بری طرح گرم سلاخوں کی طرح داغ رہی ہے اور اسکا دل بری طرح دھڑک رہا ہے۔

دنیا میں بہت ساری رنگین داستانیں مشہور ہیں اور بہت ساری حسین عبارتیں ایک دل نامراد سے منسوب ہیں جسے قدرت نے انسان کے سینہ میں ایک سیماب کی طرح رکھ دیا ہے۔ ان داستانوں میں کہاں تک صداقت اور حقیقت ہے جن میں دل کی حسین واردات اور قلب جاں گداز کے سہانے خواب اور واقعات کی رنگ آمیزی ہے، وہ نہیں کہہ سکتا۔

نہ جانے وہ کیسے خوش نصیب لوگ ہوں گے جن کو فرصت کے رات دن میسر تھے اور تصور جاناں میں کھوئے رہتے تھے اور جنکی زندگی کے آنگن میں محبت اور پیار کے رنگین پھول کھلتے ہوں گے۔ اور جنھوں نے محبت کرنے کے جرم میں سزائیں بھی پائیں اور جن کا بدن لہولہان بھی ہوا۔ اس نے تو کٹھور اور سنگین حالات میں آنکھیں کھولیں تو اپنے چاروں طرف حوادث زمانہ اور بے وفا انسانوں کی ستم ظریفیاں ہی دیکھیں۔ اس کے پاس دل آغشتہ خوں اور چشم پرنم کے سوا اور کیا ہے۔ جس ردائے حیات میں لپیٹ کر اس کی ماں نے اسے پہلی بار پالنے میں رکھا تو وہ شروع ہی سے اتنی تار تار تھی کہ ٹانکے کی ہلکی سی چبھن بھی وہ ردا نہ سہہ سکی۔ البتہ اس کی ماں کی انگلیاں سوزنی کے وقت ضرور لہولہان ہو گئیں۔

لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد اور ہیر رانجھا کی محبت بھری داستانیں کبھی اپنے اندر اتنی جاذبیت اور کشش رکھتی ہونگی کہ غمزدہ انسان تھوڑی دیر کے لیے فضائے رنگین میں اپنے آپکو کھو دیتا ہے لیکن اب۔ اب یہ ساری داستانیں تاریخ پارینہ کے صفحات کی زینت بن چکی ہیں۔ اور اب ان میں کوئی جان نہیں کوئی جاذبیت نہیں۔ اب اتنی فرصت بھی نہیں کہ وہ اسے پڑھ کر اس ماحول میں اپنے آپ کو کھو سکے اور کربناک حالات سے منہ موڑ کر اپنے آپ کو دھوکہ دے سکے کہ شاید بعض لوگوں کی عمر درازی کا ایک یہ بھی راز ہے۔ لیکن اب تو یہ عمر درازی کی دعائیں جو کبھی اس کے والدین نے بھی اسے دی تھیں، وبال جان بن گئی ہیں۔ مولا نے جینے کی شرط لگا دی ہے کہ وہ مر بھی نہیں سکتا۔ اور اب خودکشی بھی نہیں کر سکتا کہ یہ حرام کی موت قرار دیدی گئی ہے۔

حرام کی موت اور حرام کی زندگی کیا ہوتی ہے؟

وہ اپنے آپ سے پوچھتا ہے۔

حرام کی موت کیا ہوتی ہے۔ اس سوال کا وہ جواب نہیں دے سکتا۔ وہ اس زندگی کو البتہ ضرور جانتا ہے جو حرام سے بھی بدتر ہے اور جسے بدبخت انسان فخر کے ساتھ ڈھوتے پھرتا ہے۔ وہ اس سیٹھ کو ضرور جانتا ہے جو ذخیرہ اندوزی، بلیک مارکٹنگ کرتا ہے۔ اور غریب عوام کا استحصال کرتا ہے۔ اور پھر بھی سماج میں ایک معزز شخص سمجھا جاتا ہے۔

وہ اس مولانا کو ضرور جانتا ہے جو اپنے سر پر دستار فضیلت اور معطر جسم پر عبائے رنگین پہنے ہوئے ہے اور جس نے اپنی بہو کو محض اس لیے گھر سے نکال دیا ہے کہ وہ اپنے میکے سے جہیز کا خاطر خواہ سامان اور روپے نہیں لائی تھی۔

وہ اس بڑے ٹھیکیدار کو جانتا ہے جس نے چند سکوں کے عوض کتنی نوخیز کامگار لڑکیوں کی آبروریزی کی اور جس نے گاؤں کی سرزمین پر نہر کی کھدائی تو نہیں کی البتہ کاغذ اور نقشے پر نہر کے پیچ و خم ضرور دکھلائے ہیں اور اس طرح قومی خزانے سے لاکھوں روپے اس نے مار لیے۔ اور جو سماج میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

وہ اس فرعون اور ظالم انسان کو جانتا ہے جس نے اپنے مفاد کے لیے پچھلے دنوں گاؤں کی جھونپڑیوں کو نذر آتش کروا دیا اور جس میں غریبوں کی کتنی جانیں جھلس گئیں ——— حرام کی زندگی

گزارنے والے ان انسانوں کا حشر سب سے زیادہ گھناؤنا اور عبرتناک ہوگا۔ اسے اس کا یقین ہے۔

حرام موت کیا ہے؟

اور حلال زندگی کیا ہے؟ اسے آج کا انسان نہیں جانتا برائی کیا ہے اور بھلائی کیا ہے۔ اس کے پرکھنے کی کسوٹی کتنے لوگوں کے پاس ہے؟ کھرے اور کھوٹے کی تمیز کتنے لوگوں کو ہے؟

بغل والے کمرے میں اس کی بیوی اپنی اس اکلوتی کنواری لڑکی کے ساتھ سوئی ہوئی ہے جس کی شادی کے لیے وہ دن رات اس سے لڑتی رہتی ہے۔ مگر لڑنے سے کیا ہوگا لڑنے سے تو مسئلے کا حل نہیں نکل سکتا۔ اگر لڑنا اور جان دینا کسی مشکل مسئلہ کا حل ٹھہرتا تو وہ برادری کے لوگوں کو چیخ چیخ کر پکارتا اور کہتا کہ اسے سنگسار کر دو اور اس کی چمڑی ادھیڑ دو۔ لیکن اس کی بچی کے لیے کوئی بر ڈھونڈ دو اور اس کی شادی کرا دو۔ لیکن وہ جانتا ہے کہ اس کے درد بھرے یہ الفاظ برادری والوں پر اپنا اثر نہیں کر سکتے۔ اگر اس نے اپنی کمزوری کا اظہار دبے لفظوں میں بھی کیا اور اپنی انا کا گلا گھونٹ دیا تو اس کا رہا سہا بھرم بھی جاتا رہے گا۔ اس کا لوگ مذاق اڑائیں گے اس پر پھبتیاں کسیں گے — اور پھر ایسے کا کیا لے جان دینا اگر اس دنیا میں کوئی اہمیت رکھتا تو پھر سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں اور لعنتوں کا سدباب ہو جاتا۔ یہ جہنم زار دنیا جنت بداماں بن جاتی۔

حق کے لیے جان دینے والوں کی کمی نہیں ہے۔ کوئی تصلیب پر چڑھا دیا گیا۔ کوئی دار پر لٹکا۔ کسی نے زہر کا پیالہ پیا۔ کوئی شہید ہوا۔ کسی کو سنگسار کیا گیا۔ اور یہ سلسلہ قتل و خون اور دار و رسن آج تک جاری ہے۔ آج بھی کسی نہتے، کمزور، بوڑھے انسان کی ہتیا اس لیے کر دی جاتی ہے کہ وہ سچ کیوں بولا۔

وہ کیا کرے کہ اب رات تیزی سے گزر رہی ہے اور اس کا دل اور تیزی کے ساتھ دھڑک رہا ہے۔ یہ جان لیوا احساس اس کے دل و دماغ پر ہتھوڑے برسا رہا ہے کہ اب صبح ہونے والی ہے۔ اب نزدیک کی مسجد سے مؤذن کی اذان کی آواز گونجے گی۔ اور اس کی بیٹی نماز کے لیے اٹھے گی، وضو بنائے گی اور اسے بھی نماز کے لیے اٹھائے گی اور وہ حسب دستور اپنی بیٹی کا اداس چہرہ دیکھے گا۔ وہ روزانہ ہی اس کرب سے گزرتا ہے۔ اس کی جھیل ایسی صاف و شفاف آنکھیں، اس کی پیشانی کی لکیریں اس سے بہت کچھ کہہ جاتی ہیں۔ وہ اس کے حدیث غم دل کی تفسیر بیان نہیں کر سکتا۔ وہ باپ ہے نا! بیٹی کے دکھ درد کو وہ نہیں سمجھے گا، تو کون سمجھے گا —؟

اسے شب غم دو دو یاس تیری عمر دراز ہو کہ وہ بہت تھکا ہوا ہے اور سونا چاہتا ہے۔ ایک لمبی نیند، میٹھی اور بڑی پرسکون۔ کوئی اس کی بیٹی اسے اس نیند سے نہ جگائے۔ زندگی بھر اس کی آنکھوں کے بوجھ پر سکون نیند کے لیے ترستی رہی ہیں۔ اب وہ آرام کرنا چاہتا ہے۔ آرام کرنا چاہتا ہے۔

(پیشہ ور مصنف)

بشکریہ ماہنامہ [illegible] (بہار)

لمحوں کا سفر

اکرم فاروقی

میری شادی کا وہ تیرھواں سال تھا کہ میں بیوہ ہو گئی۔ ازدواجی زندگی کے تیرہ سال کوئی معنی نہیں رکھتے یوں تو کبھی کبھی چند لمحے چند صدیوں پر بھاری ہو جاتے ہیں اور کبھی پوری صدی پر ایک لمحہ کا گمان ہوتا ہے کہ بس وہ آئی اور گزر گئی۔ مجھے بھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ میری شادی شدہ زندگی کے تیرہ سال تیرہ پلوں میں بیت گئے ہوں۔ خوشی کے ایام جلدی گزر جاتے ہیں جبکہ غم کا ایک ایک پل ایک صدی کی طرح کٹتا ہے۔ مجھے خوشی اور غم دونوں کا خوب اندازہ ہے۔ جب تک افضل میرے ساتھ تھے تو میں دنیا کی خوش نصیب عورتوں میں سے ایک تھی اور جس دن سے وہ اللہ میاں کو پیارے ہوئے ہیں میں خود کو بدنصیب ترین عورت تصور کرتی ہوں۔

دراصل شادی کے بعد لڑکی جب اپنے میکے سے ناطہ توڑ کر اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے تو نیا گھر ہی اس کے تمام خوابوں کا مسکن بن جاتا ہے اس کا شوہر ہی اس کے خوابوں کا مالک اور اس کے محسوسات کا آقا ہوتا ہے وہ اس کی خوشنودی ہی کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتی ہے بس عورت کو چاہیے بھی کیا —؟ تحفظ اور پیار —!!

اور مجھے یہ دونوں نعمتیں حاصل تھیں افضل ناردرن ایسٹرن ریلوے میں سپرنٹنڈنٹ تھے۔ اچھی ملازمت تھی، اچھی تنخواہ تھی۔ ریلوے کالونی میں بنگلہ تھا، اپنی گاڑی تھی، نوکر چاکر تھے اور تمام آرائش اور آسائش کا وہ سامان تھا جو آج کے دور میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

جب میں اور افضل شادی کے خوشگوار بندھن میں بندھے تو محسوس ہوا تھا کہ جیسے قدرت نے ہم دونوں پر رحمتوں کی بے کراں بارش کر دی ہو۔ اگر ایک دوسرے کی پسند کو سماج تسلیم کر لے تو اس سے بڑی خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہ میرے اور افضل کے والدین کی وسیع القلبی اور ذہانت کا کھلا ثبوت تھا جو انہوں نے یہ پتا تھا کہ ہم ایک دوجے کے لیے بنے تھے۔

میں اپنی زندگی کا البم کھولنا نہیں چاہتی کیونکہ ہر تصویر کے پیچھے شادیانے ہیں، یادوں کی حسرتیں، محرومیاں، خلش اور ایک ایسی

کسک پوشیدہ ہے جو روح کے خوابیدہ درد کو جگاتی ہے اور روح کو رلا دیتا ہے اور جب روح سوجاتی ہے تو بیوگی کا احساس مجھے ماضی سے کھینچ کر حال کی سنگلاخ وادیوں میں لا کر چھوڑ دیتا ہے جب میں خود کو تنہائی کے صحرا میں پاتی ہوں تو یادوں کے ناتراشیدہ اصنام میری ذات کا حصار کر لیتے ہیں میں غیر ارادی طور پر آئینے کے روبرو جا کر کھڑی ہو جاتی ہوں اور سکندر کو کوستی ہوں تو کبھی اپنے مقدر کو —!! جب وہ ملتا ہے تو حافظ کے دیوان سے فالیں نکالتی ہوں یہ دیکھنے کے لیے کہ تیرے مستقبل میں کتنی اور لمبی راتیں ہیں —؟!

ان لمبی راتوں کا سلسلہ اس دن شروع ہوا تھا جب افضل کا جنازہ آنگن میں رکھا تھا —!! جب وی ٹی ایکسپریس کانپور سینٹرل میں آکر ٹھہری اور افضل اپنے کمپارٹمنٹ سے نیچے اتر رہے تھے کہ اچانک ٹرین چل پڑی اور ان کا پاؤں بورڈ سے سلپ ہو گیا۔ وہ نیچے گر گئے چند ساعت میں پورا جسم بری طرح زخمی ہو چکا تھا۔ جب انھیں ایمرجنسی وارڈ میں داخل کرایا گیا تو ڈاکٹر شرما نے معائینہ کے بعد ایسا روح فرسا جواب دیدیا تھا کہ میں وہیں بے ہوش ہو گئی تھی —!!

افضل کی پہلی برسی کے بعد میں نے بھائی جان سے کہا تھا کہ ریلوے کے اعلیٰ افسران، افضل کی خدمات کے صلے میں مجھے ملازمت کی پیشکش کر رہے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں منظور کر لوں۔

"قدسیہ، ایسا کبھی سوچنا بھی مت —!! ہمارے جیتے ہوئے تم ملازمت کرو گی کہیں ایسا کبھی ہمارے خاندان میں ہوا ہے؟"

بھائی جان کے پیش نظر دیرینہ خاندانی وقار تھا میں خاموش ہو گئی لیکن مجھے اپنے بچوں کی فکر ہمہ وقت پریشان رکھتی تھی۔ فضیل چھٹی میں تھا، منیر چوتھی میں اور راشد کے جی میں پڑھ رہی تھی۔ ہر ماں کی طرح میری بھی دلی خواہش تھی کہ بچے پڑھ لکھ کر کسی قابل ہو جائیں اور اپنے باپ کا نام روشن کریں۔ جب میرے والد صاحب کا انتقال ہوا تو کچھ رشتہ داروں نے مجھے رائے دی تھی کہ گاؤں کی جائداد کا ایک تہائی میں بھی لے لوں لیکن میں نے بھی عام بہنوں کی طرح سب کچھ بھائی جان کے سپرد کر دیا تھا۔ وہ مجھے ہر ماہ پابندی سے

شام کو منہ کو زمین پہ بیٹھتے بیٹھتے تھے ـــ !!

افضل کے انتقال کے بعد مجھے ریلوے کا سرکاری بنگلہ خالی کرنا پڑا تھا اور نئے مکان میں جا کر ایک اور نیا تجربہ ہوا ـ !! ایک بار پھر مجھے اپنی بیوگی کا شدت سے احساس ہوا کیونکہ سال افضل کے انتقال کے بعد ریلوے کے بنگلے میں رہتے رہتے وہاں کے در و دیوار سے مانوس ہو چکی تھی اور وقت نے کسی قدر زخم بھر دیا تھا لیکن یہاں اگر مینٹل پیس پر جوا افضل کی تصویر سجائی تو یکبارگی میرا تمام جسم لرز اٹھا اور جب صبح کو اپنے بستر کی چادر بدلی تو میری پلکیں بھیگ گئیں میں نے جلدی سے اپنے دوپٹے کے پلو سے آنکھیں پونچھ لیں۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ میرے بچے میرے آنسو دیکھیں اور خواہ مخواہ ان کی بھی پلکیں بھیگ جائیں۔ رات کے سناٹوں میں مکان مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا اور جب جیسے تیسے کر کے نیند آ جاتی تو مجھے محسوس ہوتا ہے جیسے افضل کہہ رہے ہوں ـــ "قدسیہ! تم پاگل ہو گئی ہو جو ہر وقت رویا کرتی ہو، میں تو ہر وقت تمہارے پاس رہتا ہوں" صبح ہوتی تو مجھے محسوس ہوتا کہ جیسے میں جنت کی خوشگوار وادیوں سے نکل کر پھر دن کے پرخار جنگل میں آ گئی ہوں جہاں سوائے درد و غم کے کچھ اور نہ تھا ـــ !!

افضل کے فنڈ کا روپیہ جلد ہی مل گیا تھا اور پنشن بھی ملنے لگی تھی۔ شروع میں پیسے کی کوئی تکلیف نہ تھی بس تنہائی کا احساس باقی تھا اور دوسرے معیارِ زندگی کے بدل جانے کا۔ میں کھوکھلا وقار نبھانے کی قائل بھی نہیں اور پھر بدلے ہوئے حالات میں دانشمندی کا بھی تقاضا تھا کہ میں نے نئے حالات سے سمجھوتہ کر لیا تھا اور چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانے لگی تھی ـــ !!

فضیل میاں نے بی۔ اے کیا تو میں نے سکون کا ایک لمبا سانس لیا۔ مجھے زمانے کی بے روزگاری کا اچھی طرح علم تھا میں نئی نسل کے مستقبل سے خوب واقف تھی وہ صبح سے شام تک ہی ڈگریاں بھنانے کے لیے دفتر دفتر خاک چھانتے ہیں اور شام کو منہ لٹکائے لوٹ آتے ہیں۔ اور پھر میں نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ فضیل کا رجحان ملازمت میں نہیں تجارت میں تھا لہٰذا میں نے فضیل کے رجحان کے پیشِ نظر پچاس ہزار روپیہ ہینڈلوم کے بزنس میں لگا دیا ـــ شروع میں کاروبار خوب چلا لیکن بغیر ادھار کھائے کے تجارت ممکن نہیں۔ کوئی گراہک اپنی بہن کی شادی کے لیے مال قرض لے جاتا اور کوئی بیٹی کے لیے اور جب وصولیابی کا نمبر آتا تو بہانے تراشتے۔ آج اور کل کے وعدوں پر ٹالتے۔ جھوٹی تسلیاں دیتے ـــ فضیل آخر لڑکا تھا دنیا کی مکاریوں سے واقف نہ تھا وہ قرض داروں سے اپنا روپیہ وصول نہ کر سکا اور ایک ہی سال میں تمام رقم ڈوب گئی۔ فرم بند ہو گئی اور وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا ـــ

ایک بار پھر میں نے بھائی جان اور ان کے چاروں لڑکوں سے کہا کہ وہ مجھے ملازمت کی اجازت دے دیں تاکہ میں بگڑتے ہوئے حالات کا مقابلہ کر سکوں لیکن ان سب نے اپنی خاندانی روایات اور عزت و ناموس کا واسطہ دے کر مجھے میرے ارادے سے باز رکھا۔ ان دنوں اقبال میاں ہی ضمنت بحیثیت ایڈوکیٹ پیور لگ گئے تھے کمال احمد آگرہ میں وہ تھے۔ اچھن میاں فتح گڑھ میں وکالت کر رہے تھے اور پپن کا میڈیکل اسٹور تھا ماشاء اللہ میرے چاروں بھتیجے خوب کما رہے تھے جب کسی کو فرصت ملتی دوڑ کر کانپور آتے، میرا غم بٹاتے اور مجھے جینے کا حوصلہ بخشتے ـــ میرے بچے بھی بڑے ہو رہے تھے اور ان کا سماجی شعور نکھر رہا تھا میں نے محسوس کیا کہ فضیل بھی اپنے باپ کی طرح خوددار ہوتا جا رہا تھا۔

"ممی! یہ اچھا نہیں لگتا کہ ہم کسی پر بوجھ بن کر رہیں کیوں نہ میں ملازمت کر لوں؟" ایک دن فضیل نے شام کا کھانا کھاتے ہوئے مجھ سے کہا۔

اس کی بات سن کر میں کئی لمحوں تک چپ چپ سی رہی یہ سوچتی رہی کہ اسے کیا جواب دوں؟ فضیل کے لیے ریلوے کی چھوٹی موٹی ملازمت کوئی مسئلہ نہ تھی اپنے پرانے پڑوسی اور افضل کے جگری دوست اوتھی جی جنرل مینجر ہو گئے تھے میں جس وقت بھی جا کر ان سے کہتی وہ فضیل کو کہیں نہ کہیں ایڈجسٹ ضرور کر لیتے میں نے اس وقت فضیل کو ٹال دیا لیکن میں نے ایک بار پھر گہرائی سے حالات کا جائزہ لیا اور بھائی جان کو لکھا کہ میں کوئی دوسری شادی تو کر نہیں رہی ہوں جس کی آپ مجھے اجازت نہیں دے رہے ہیں، میں تو صرف ملازمت کرنا چاہتی ہوں تاکہ میرا وقت اچھی طرح کٹ جائے ـــ !!

دراصل میرا ذہن اس دن سے بُری طرح پریشان تھا۔ جس دن اقبال میاں اور کمال میاں کی شادیاں ہوئی تھیں میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ کوئی بھی دلہن یہ برداشت نہیں کرتی کہ اسکے شوہر کی کمائی میں کسی اور کا بھی حصہ ہو۔ اس لیے یہ سوچ کر میں پریشان رہتی کہ خدا جانے کب بھتیج بہوؤں کا رویہ بدل جائے اور میں کب خلاؤں میں جھول جاؤں ـــ یہی وہ احساس تھا جو میری نیندوں کا دشمن تھا نیند نہ آنا ایک بیماری ہے اور شاید یہ بیماری مجھے لگ گئی تھی میں اندر ہی اندر گھل رہی تھی، میری صحت روز بروز گر رہی تھی، چہرے پر اب پہلی سی وہ تابانی نہ تھی جسے دیکھ کر اکثر میری ہم عمر عورتیں رشک کیا کرتی تھیں ـــ !!

بھائی جان نے مجھے لکھا کہ میں فضیل کو ریلوے کی ملازمت دلا دوں تاکہ وہ تجارت کے چکر سے نکل کر نوکری میں لگ جائے ـــ !! میں بھائی جان کی تجویز مان لیتی لیکن میں دنیا دیکھ رہی تھی میرے دل میں ایک کانٹا تھا جو اکثر اپنا سر اٹھاتا اور کسی نس میں اس طرح چبھ جاتا کہ میں بلبلا کر رہ جاتی ـــ فضیل جوانی کی دہلیز پر کھڑا تھا گو کہ وہ اور نوجوانوں کی طرح نہ تھا لیکن پھر بھی میں اپنی ذمہ داری سے آگاہ تھی، میں اس کی جلد شادی کرنا چاہتی تھی لیکن میں یہ سوچ کر اسے ریلوے کی ملازمت نہیں دلانا چاہتی تھی کہ شادی کے بعد اگر فضیل کی دلہن نے ہماری ذمہ داریاں برداشت کرنے سے انکار کر دیا تو میں اپنے چھوٹے بچوں کو لے کر کہاں جاؤں گی اس لیے میں ہمیشہ اس کی ملازمت کے خیال کو ٹال دیتی اور سوچتی کہ ملازمت کروں گی تو خود کروں گی۔

افضل کے فنڈ کا روپیہ ختم ہو چکا تھا، پنشن کی رقم ناکافی تھی مہنگائی روز بروز بڑھ رہی تھی۔ آئے دن نئی نئی ضرورتیں اپنا سر ابھار کر میرا منہ چڑا رہی تھیں۔ بھائی جان کا رویہ اس دن سے بدلا بدلا محسوس کر رہی تھی جس دن سے اقبال میاں سیشن جج اور کمال میاں اگرے کے اوسی مقرر ہو گئے تھے، مجھے بے حد خوشی تھی کہ میرے بھتیجے ترقی کے منازل طے کر رہے تھے۔ لیکن بھائی جان اپنے بیٹوں کی ترقی سے اسقدر مغرور ہو جائیں گے کہ بیوہ بہن کو بھی بھول جائیں گے۔ اس کا میں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا ـــ !! اور تو اور دونوں بھتیجے بھی شادی کے بعد بدل گئے تھے وہ لوگ پہلے کی طرح آتے جاتے تھے اور نہ وقت پر مجھے روپیہ بھیجتے تھے ایک دن اقبال میاں سے میں نے اپنی تنگی کا ذکر کیا تو وہ بولے۔

"پھوپھی جان! اسقدر مہنگائی بڑھ گئی ہے کہ ہم اپنے بچوں کے ٹیوشن کے لیے بھی ایفورڈ نہیں کر پاتے ہیں"

"بیٹا! یہ میں کب چاہتی ہوں کہ تم مجھے بہت سا دو۔ میں تو صرف گزارے لائق ہی مانگتی ہوں" میں نے دوپٹے کے پلو سے اپنی قمیص کے پیوند کو چھپاتے ہوئے کہا۔

"میں نے کمال احمد کو لکھا ہے۔ دیکھئے وہ آپ کیلئے کچھ کریں گے۔" اقبال میاں نے ٹائی کی گرہ ڈھیلی کرتے ہوئے کہا تھا۔ اور اسی طرح ایک بھائی دوسرے بھائی پر ٹالتا رہا اور بھائی جان اپنے کمائو بیٹے پر ٹال دیتے اور میں اپنے بچوں کو مستقبل کے خوبصورت خواب دکھا کر ٹال دیتی۔ اگر اسی طرح خدا بھی ایک دوسرے پر ٹال دیتا تو شاید نظامِ عالم بھی اپنے دیش کی طرح جمہوری ہو جاتا لیکن وہ تو سب کا پالن ہار ہے۔ سب کا رکھوالا ہے۔ میں ہر نماز میں اسی سے دعائیں مانگتی کہ فضیل کا کاروبار پھر سے جم جائے، منیر بی اے کر لے اور رزاق اپنے گھر بار کی ہو جائے ـــ

جب میرا سہاگ اجڑا تھا تو فتح گڑھ سے بھائی بھتیجے دوڑ دوڑ کر میرے پاس آتے تھے مجھے تسلیاں دیتے تھے مجھے نوکری کرنے کے خیال سے باز رکھتے تھے اور حسبِ استطاعت مدد بھی کرتے تھے لیکن پانچ سال گزارنے کے بعد اب وہ پہلی سی چاہت رہی نہ توجہ ـــ بس یونہی رسمی سا آنا جانا اور رکھ رکھاؤ باقی ہے۔ میں خود ہی دوڑ دوڑ کر ہر ماہ ان کے پاس جاتی ہوں کہ جو کچھ مل جائے گا لے آؤں گی کہ گھر کے دسوں خرچ ہیں ـــ

رمضان کا مہینہ برکتوں کا مہینہ ہوتا ہے لیکن خدا جانے اس بار پہلے ہی عشرے سے فکر کھانے لگی تھی۔ اللہ کا شکر ہے پابندی سے نماز پڑھتی ہوں، روزے رکھتی ہوں تلاوت کلامِ پاک کرتی ہوں۔ اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود اندر سے کچھ ٹوٹی ٹوٹی سی رہتی ہوں ـــ دراصل رمضان اور عید کے مصارف کی فکر میرے جسم کے اندر گھن کی طرح لگ گئی تھی۔ سوچتی تھی کہ اگر عید پر بچوں کے نئے کپڑے نہیں سلے تو وہ احساسِ کمتری کے شکار ہو جائیں گے اور یتیمی کا احساس جاگ اٹھے گا۔ بس یہی سوچ کر میں بھائی جان کے گھر فتح گڑھ چلی گئی کہ گاؤں سے سالانہ فصل کا روپیہ آ گیا ہوگا اس بار اپنا حصہ ان سے طلب کروں گی لیکن جیسے ہی میں دروازے پر پہنچی تو سن سی رہ گئی بھائی جان اپنے لڑکوں سے کہہ رہے تھے۔

"دیکھو بھئی! فطرے اور زکوٰۃ کے روپیوں کا حساب لگا کر اپنی پھوپھی کو منی آرڈر کر دو کہ وہ بیوہ ہے اور اس کے بچے یتیم ـــ "

(الکھو ٹے نشر)

اگر روشنی نہ ہوتی

بدر اورنگ آبادی

"شکنتلا جی! کل پروفیسر مرلا کی شادی میں گئی تھیں آپ؟"

"کیا بتاؤں۔ سر میں اتنا شدید درد تھا کہ نہ جا سکی۔ کیا کوئی خاص بات ہوئی؟" شکنتلا جی نے بہانہ بنانے کے انداز میں جواب دیا۔

"آپ کو پتہ نہیں! پرنسپل صاحبہ اسقدر پھوٹ پھوٹ کر روئیں کہ پوری محفل کا دل دہل اٹھا۔ اتنا روئیں کہ بیان نہیں کر سکتی" بیگم فرخ جیسے یہ خبر سنانے کو پریشان تھیں۔

"پتھروں کے درمیان چشمے نہیں پھوٹتے ہیں کیا، اور ملتانی جی تو پھر بھی انسان ہی ہیں۔۔۔" شکنتلا جی کے لیے یہ اطلاع غیر متوقع نہیں تھی۔

ملتانی بیٹی۔۔۔ یہ اس کا نام نہیں تھا۔ نام تو اس کے والدین نے لاڈ پیار سے بڑا خوبصورت سا رکھا تھا لیکن چھٹی کی رسم کے دن اس پلیلے سے بچہ کے پھولے پھولے گال، ہاتھ پاؤں، دودھیا رنگ اور گول گول آنکھیں دیکھ کر ایک رشتہ دار بوڑھی عورت نے بڑے پیار سے "میری ملتانی بیٹی" کہتے ہوئے اسے گود میں لے لیا اور یہ نام کچھ ایسا پیارا لگا کہ مشتہر ہو گیا۔ بیگم خان بہادر بھی اسے اسی نام سے پکارتیں گرچہ خان بہادر کو اس پر اعتراض تھا۔

"بھئی! جب پکارو نام مشہور ہو جاتا ہے تو اصلی نام کسی کو یاد ہی نہیں رہتا۔"

"چلئے میں آپ کی بات مانے لیتی ہوں۔ لیکن آپ تو میری بیٹی کو اس کے تاریخی نام ہی سے پکارتے ہیں اس لئے اگر عقد کے وقت کسی کو نام یاد نہیں رہا تو آپ تو رہیں گے بتانے کیلئے" کئی گھنٹیاں ایک ساتھ بج اٹھتیں اور خان بہادر ان لمحوں میں گم حویلی سے باہر چلے جاتے جہاں گملوں میں لگے پودوں کی جھومتی ہوئی بیلیں خان بہادر سے لپٹ جانے کو بیقرار ہوتیں۔ جہاں روشنی کے فواروں میں گنگناہٹ سنائی دینے لگتی اور خان بہادر ان کی خوشگوار کیفیت میں ڈوب جاتے۔ ان کے لبوں پر مسکراہٹ ہمیشہ رقصاں رہتی کیونکہ شادی کے سات برسوں کے بعد ملتانی بیٹی نے سونی کوکھ کو ہرا کیا تھا۔ کیونکہ سات سال کے طویل عرصہ کے بعد خان بہادر کے دل سے چبھن دور ہوئی تھی اور وہ اپنے دوستوں کی زبان بند کرنے کے لائق ہوئے تھے۔ وہ مسرتوں کے جھولے میں جھولتے رہتے۔

خان بہادر کے ڈرائنگ روم میں سلیقہ کی کمی سبھوں کو کھٹکتی۔ دیواریں چار مختلف رنگوں سے پینٹ کی ہوئی تھیں کہیں کہیں گل بوٹے بھی منقش تھے۔ دروازہ سے اوپر پوری دیوار ہر چہار طرف سے چھپی ہوئی تھی۔ دروازہ کے ٹھیک سامنے شیر کی کھال لٹک رہی تھی۔ کئی عدد تصویریں آویزاں تھیں جن میں خان بہادر ہی کی کوئی نصف درجن تصویریں شامل تھیں — مختلف عمر اور مختلف پوز کی تصویریں! سیاستدانوں کے ساتھ ساتھ کچھ انگریز حکمرانوں کی تصویریں اب بھی موجود تھیں۔ آئل پینٹنگ میں خان بہادر کی قد آدم تصویر کی ایک جانب بڑا خوبصورت کلاک لٹک رہا تھا اور دوسری جانب ایک بڑے سائز کا کلنڈر جس پر کسی اداکارہ کی تصویر تھی — درمیان کی خالی جگہ ملتانی بیٹی کی تصویر سے بھر دی گئی۔ کسی چیز کی متلاشی آنکھیں اور مسکرانے کو بیقرار ادھ کھلے ہونٹ۔ الماریوں میں ڈائننگ سیٹ بھی موجود تھے۔ کتابیں بھی بھری پڑی تھیں اور ایک خانہ دواؤں کی شیشیوں سے بھرا تھا۔ کچھ معجون کے ڈبے بھی تھے اور نیند کی گولیوں کے لیبل کے ساتھ بھی کچھ شیشیاں تھیں۔ ایک کونہ میں گھومنے والی گدے دار کرسی لگی ہوئی تھی اور خان بہادر ہمیشہ اسی پر بیٹھتے۔

موسموں کے منظر بدلتے رہے۔۔۔ خان بہادر کی آنکھوں نے منظروں کے ساتھ ساتھ بے منظری کو بھی دیکھا۔ آگ اگلتے ہوئے سورج سے ڈر کر تمام کھڑکیاں، دروازے اور روزن بند بھی ہوئے اور یخ بستہ ہواؤں نے لرزا دینے کے لیے سورج کی تپش کی آمد کے لیے انہیں کھلا بھی رکھا گیا۔ درختوں کی پتیوں کے درمیان سائیں سائیں کرتی ہوئی ہوائیں بھی گزریں اور بے لباس درختوں کی برہنگی کا سایہ بھی در و دیوار پہ پڑا۔ کلنڈر کے اوراق پھڑ پھڑاتے اور ملتانی بیٹی کے لیے کئی "ہیپی برتھ ڈے ٹو یو" کے بعد دھوم دھام سے مکتب کی رسم ادا کی گئی۔ بڑے اہتمام کے ساتھ میلاد النبیؐ کا جلسہ ہوا اور بزرگوں کے مزار پر چادریں چڑھائی گئیں —

"دیکھ لینا بیگم۔ اپنی گڑیا کو ایسی اعلیٰ تعلیم دلواؤں گا کہ لوگ یاد رکھیں گے۔"

"اوئی خیر۔ بیٹی کو جج کی کرسی پہ بٹھانا ہے کیا؟"

"بس شروع ہو گئیں آپ! خان بہادر کی بیٹی ہے — کوئی۔۔۔" اپنی ہنسی کے باعث وہ بات بھی پوری نہ کر سکے۔

"آپ جانیئے۔ میں تو یہی جانتی ہوں کہ بیٹی کو حسب ضرورت تعلیم دلوائی جائے۔ ہاں سلیقہ میں یکتا ہو۔"

"بیگم۔ اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ بس قرآن ختم کر لینا، خط لکھ لینا، کھانا پکانا اور سینا پرونا ہی لڑکیوں کی شادی کے لیے سرٹیفکٹ ہوا کرتا تھا۔ اب تو۔۔۔" لیکن بیگم نے جملہ پورا نہیں ہونے دیا۔ بیچ ہی میں بات کاٹتی ہوئی بولیں —

"خیر۔ خیر۔ دیکھا جائے گا۔ ابھی تو مکتب ہی ہوئی ہے بیٹی کی —!"

"پھر وہی۔۔۔" خان بہادر نے خفا ہونے کے انداز میں کچھ کہنا چاہا لیکن ان کی آواز بیگم کے قہقہوں میں ڈوب کر رہ گئی —

ملتانی بیٹی کی غذا کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ جتنے قسم کے پھل بازار میں ملتے۔ ان کے علاوہ مکھن، ڈبل روٹی اور انڈے ہر وقت فریج میں موجود رہتے تھے۔۔۔۔ ناز و نعم میں پل کر ملتانی کا رنگ کچھ اور نکھر گیا۔ بدن کچھ اور بھر گیا۔۔۔۔ سبھی کھلونوں کو چھوڑ کر وہ گڑیوں سے ہی کھیلتی لیکن پڑھنے سے جی نہیں چراتی تھی بلکہ ماسٹر صاحب کے آنے میں دیر ہو جاتی تو وہ خود کتابوں کا بکس لے کر بیٹھ جاتی اور ماسٹر صاحب کے آنے پر سوالات کی بوچھار کر دیتی۔ پڑھنے کے بعد جو بھی وقت ملتا اس میں وہ گڑیوں سے ہی کھیلتی رہتی۔۔۔ اور ایک دن اس نے ماں سے فرمائش کی۔

"امی ایک نئی گڑیا لا دیجئے اور ایک گڈا بھی۔"

"اتنے سارے کھلونے تو ہیں بیٹی۔ اور لے کر کیا کرو گی؟"

"امی۔ کل جو ہم لوگ وہاں سامنے والے ڈاکٹر صاحب کے ہاں گئے تھے نا۔"

"ہاں۔ ہاں۔ بیٹی۔ ان کی بیٹی کی شادی تھی۔" ماں کا پیار نچھاور ہونے کو بیقرار تھا۔

"تو ہم بھی اپنی گڑیا کی شادی کریں گے۔" اور بیگم بے تحاشہ ہنس پڑیں۔

"اچھا بیٹی — میں آج ہی منگوا دوں گی۔"

بازار سے ایک گڑیا اور ایک گڈا کا جوڑا آیا تو ملتانی ٹھنکنے لگی۔

"ہوں۔ اوں۔ گڈا بہت دبلا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے!" دوسری طرف سے خان بہادر بھی ٹہلتے ہوئے آ گئے۔

"ٹھیک ہی تو ہے بیٹی۔ گڈا زیادہ موٹا نہیں ہوا کرتا۔"

"اور ہم جو بیٹا موٹے ہیں ابا جان!"

"چھوڑو بیٹی — میں دوسری منگوا دوں گی۔" اور بیگم اپنی

بیٹی کے گال تھپتھپاتی ہوئی خان بہادر کو چھوڑ کر کمرہ سے باہر چلی گئیں۔ اور پتہ نہیں کہاں سے ملتانی کے ضمیر میں ایک پھانس اٹک گئی جسے خان بہادر نے اپنی انگلیوں سے کھینچ کر نکال دیا ــــ لیکن کچے ذہن پر بنتے ہوئے نقوش کی خان بہادر کو کیا خبر۔۔۔۔

دوسرے ہی دن سے یک بیک دودھ اور پھل کی طرف ملتانی کی رغبت کم ہونے لگی۔ اور ماں کی ممتا پکار کر کہتی "بیٹی روٹھ گئی ہے۔" بہت منانے، چمکارنے اور بہلانے کے بعد بھی بڑی بڑی مشکلوں سے وہ دودھ پیتی یا پھل کھاتی ــ ڈاکٹر آنے لگے ــ دواؤں کی شیشیاں بھرنے لگیں لیکن تمام کاوشیں بے سود ــ ملتانی کے معمولات میں نمایاں فرق آنے لگا اور کچھ دنوں کے بعد۔۔۔۔ ملتانی کے لیے نئے کپڑے بنوانے پڑے جبکہ ملبوس سے کئی بکس بھرے پڑے تھے لیکن وہ تمام کپڑے ڈھیلے ڈھالے لگتے تھے ــــ خان بہادر اور بیگم پریشان تھے "کیا ہوا میری بچی کو؟" ــــ ایک ہی سوال دونوں کے ذہن پر ضربیں لگا رہا تھا لیکن جواب کسی کے پاس نہیں تھا اور آخر ایک دن خان بہادر سے ضبط نہ ہو سکا "بیٹی! دیکھو تو کیا کر لیا ہے تم نے ــــ؟"

"کیا ہوا ابّا۔ میں ٹھیک ہی تو ہوں ــ بیمار تو نہیں ہوں نا ــــ بدن میں پھرتی ہے۔ پڑھنے میں خوب جی لگتا ہے جبھی تو میں نے امتحان میں ٹاپ کیا۔۔۔ اور پھر آپ ہی تو کہتے تھے کہ۔۔۔"

اور پھر اچانک خان بہادر کے دماغ میں سیٹیاں بجنے لگیں۔ انھیں گڑیا کی شادی یاد آگئی اور تب انھوں نے محسوس کیا لیکن خان بہادر کا احساس اسوقت جاگا جب ملتانی خود اپنے احساسات کو زبان دے سکتی تھی۔ وہ اس منزل پر پہنچ چکی تھی جب لڑکیاں ہواؤں کی ٹھنڈک اور خوشبو چرا لینا چاہتی ہیں جب آم میں مانجر لگ جاتے ہیں تو اس کی بھینی بھینی خوشبو باغ سے نکال کر اپنے جوڑوں میں اڑس لینا چاہتی ہیں۔۔۔ اور ملتانی بھی ان خوشبوؤں کی دہلیز پہ قدم رکھ چکی تھی ــــ

اور جب بی۔اے میں بھی اس نے ٹاپ کیا تو خان بہادر کی دبی دبی مسکراہٹ قہقہوں میں تبدیل ہو گئی اور بیگم کے پاؤں تو فرش پر ٹکتے ہی نہیں تھے ــــ ہر لمحہ اور ہر مقام پر ان کے قہقہوں کی گونج سنائی دیتی اور پورا مکان نغموں کی بارش میں نہایا ہوا تھا۔ لیکن ان لمحوں میں بھی، جبکہ ذہن پر صرف خوشیوں کی لکیریں ہی رہ جاتی ہیں، ماں کے ذہن پر دوسرا منور نقش ابھرا ہوا تھا ــــ

"میں تو کہتی ہوں کہ اب بیٹی کے ہاتھ پیلے کر دینے کی فکر ہم لوگ کریں ــ"

یہ سنتے ہی خان بہادر نے گاؤ تکیہ ہٹا کر کچھ اکھڑی اکھڑی آواز میں کہا ــ "آپ کے دماغ پر عورت سوار ہو گئی نا! ــــ ابھی میری بچی کی عمر ہی کیا ہوئی ہے جو آپ کو اس کی شادی کی فکر ہو گئی ــــ اچھا کھاتی پیتی ہے اس لیے وہ عمر کے لحاظ سے کچھ زیادہ بڑی معلوم ہوتی ہے ــــ"

ملتانی کو چائے کی ٹرے لیے ہوئے آتا دیکھ کر دونوں چپ ہو گئے ــ لیکن ملتانی کو جانے کہاں سے ہمت مل گئی۔ "ابّا کی بات ٹھیک ہی ہے امی جان ــ میں ابھی پڑھونگی۔"

اور پھر کسی احساس کے بوجھ نے اسے آدبوچا تو وہ جلدی سے باہر نکل گئی ــــ ایک لمحہ کے سناٹے کو خان بہادر کی آواز نے توڑا ــــ

"دیکھا نا؟ آخر کار میری بیٹی ہے!"

"ہاں۔ آپ ہی کی بیٹی ہے ــــ شاید میرا کوئی حق نہیں!" بیگم کی آواز میں بے انتہا تھکاوٹ تھی۔

ایم۔اے میں داخلہ لینے کے بعد کئی اچھے گھرانوں سے ملتانی کی شادی کی بات چلی۔ لیکن خان بہادر کا پیار بھرا دل اسے قبول نہیں کرتا۔ لیکن ملتانی اچانک یہ محسوس کرنے لگی کہ شاید امی ہی ٹھیک کہتی تھیں ــــ کیا ہوگا آگے پڑھ کر؟ مگر شاید۔۔۔ شاید۔۔۔ اپنی تعلیم ناکافی ہو ــــ رنگ و نور کی دنیا وسیع ہوتی گئی۔۔۔۔ اسٹڈی کے دوران اکثر یہ ہوتا کہ کتابوں کی کالی کالی سطریں، چیونٹیوں میں تبدیل ہو کر، ملتانی کے بدن پر رینگتی ہوئی محسوس ہوتیں اور وہ کتابیں پرے پھینک کر پلنگ پر دراز ہو جاتی، ہانپنے لگتی اور پھر پسینہ کے ننھے ننھے قطروں کو رومال میں جذب کر، کتابوں میں لگ جاتی۔ مگر یہ کیا؟ کتابوں کے اوراق پر تو تصویریں ابھرنے لگتیں ــ سہیلیوں کی، جن کی حال ہی میں شادی ہوئی اور ہنی مون منا کر لوٹی ہیں۔ مسوری، شملہ، دارجلنگ اور "فردوس بر روئے زمین" اور ملتانی نڈھال ہو جاتی۔

خان بہادر ان تبدیلیوں کو محسوس کیے بغیر نہ رہ سکے اور اب وہ خود داماد ڈھونڈنے کی فکر میں لگ گئے۔ کئی گھروں میں پیغامات بھیجے لیکن اب ٹال مٹول ہونے لگا۔ کہیں یہ بہانہ کیا جاتا کہ ابھی لڑکے کی شادی کا خیال نہیں ہے ــ کہیں کچھ۔ کہیں کچھ اور۔۔۔۔ اور گھر پر چھائی ہوئی تھکنگی کا سُر مدھم پڑنے لگا ــــ قہقہوں کی جگہ گھبرا دینے والی خاموشی نے لے لی اور ملتانی کے وقت کا بیشتر حصہ اسٹڈی میں گزرنے لگا۔ بدن پر رینگتی ہوئی چیونٹیوں کی اسے پروا نہیں تھی اور نہ خوشبوئیں اس کے ذہن کو کسی دوسری طرف پھیر سکیں ــ کتابیں ہی کتابیں ــــ بستر بھی کتابوں۔ یہی اٹا رہتا تھا جنھیں ایک جانب ہٹا کر وہ سو رہتی اور۔۔۔۔ پھر ایم۔اے میں ٹاپ کیا۔ ہر طرف سے مبارکبادی کے پیغامات کی بوچھار ہونے لگی۔ اور ایک بار پھر خان بہادر کے گھر کے اندر نغمے بکھر گئے۔ خان بہادر کا سراپا مسرتوں سے سرشار تھا ــ "بیٹی! میرے دل کا ارمان پورا ہو گیا ــــ تم نے خود کمال کیا لیکن۔۔۔" ملتانی کی آنکھوں میں جھلملاتے ہوئے دو قطرے پلکوں پر لرز رہے تھے۔

لیکن ارمان کہاں پورے ہوئے؟ خواب کی تعبیر کہاں ملی؟ ملتانی لکچرر ہو گئی اور ریڈر شپ مل گئی اور اسی کالج میں پرنسپل کا عہدہ بھی سنبھال لیا ــــ سر کے بال میں اب تاروں کی چمک تھی اور آنکھیں کھوئی کھوئی سی رہتیں۔ جب کبھی کالج کی کسی اسٹوڈنٹ یا کسی لکچرر کی شادی ہوتی تو ملتانی اسے اپنے کمرے میں بلا کر بہت دیر تک بٹھائے رکھتی۔ اس کی مانگ کا سیندور ملتانی کو اپنے خون میں گھلتا ہوا محسوس ہوتا۔ اسکی آنکھوں کا حیا پن دیکھ کر ملتانی کی آنکھیں بند ہونے لگتیں۔ اسکی کھنکتی ہوئی آواز سن کر ملتانی کسی آبشار میں گم ہو جاتی۔۔۔۔۔

اور اب وہ تنہائی میں وقت کاٹتی ــ گھر کے در و دیوار سے اسے دہشت ہونے لگی۔ اسی کالج کی پروفیسر سرلا کی شادی تھی لیکن ملتانی وہاں بھی جانے سے گریز کر رہی تھی لیکن مسز راحت زبردستی لے گئیں کہ نہ جاؤ گی تو لوگ کیا کہیں گے۔ قمقموں سے مکان سجا ہوا تھا ــــ ریکارڈ پلیئر سے ہلکی ہلکی موسیقی کی دھن فضا میں بکھری ہوئی تھی کہ پروفیسر سرلا کو کنیا دان کے لیے منڈپ میں لایا گیا۔ سبھوں کی آنکھیں سرلا پر مرکوز تھیں کہ مسز راحت کے ذہن میں پتہ نہیں کب سے پرورش پانے والا سوال تمام دریچوں کو توڑتا ہوا لبوں پر آگیا ــــ "دیکھوں میری ملتانی کے سہرے کے پھول کب کھلتے ہیں" اور اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے کسی دیوزاد کے ہاتھوں یا آسیبی طوفان نے پورے آسمان پر منتشر بادلوں کو تھپیڑے مار مار کر اکٹھا کر کے ملتانی کی آنکھوں میں سمو دیا ہو ــــ ملتانی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ ہچکیاں بندھ گئیں۔ کپڑے آنسوؤں سے تر ہو گئے لیکن ملتانی کی آنکھوں میں امڈا ہوا سیلاب تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ مسز راحت نے بڑی مشکلوں سے اسے اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے جا کر پلنگ پر لٹا دیا ــــ جلدی سے ٹھنڈا پانی لا کر منہ دھلوایا ــــ

"کیا ہوا تم کو؟ ــ مجھے افسوس ہے کہ۔۔۔۔"

بے چاری مسز راحت تسکین دلانے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن ملتانی نے انھیں جھٹک دیا اور بہت کمزور آواز میں کہا ــــ

"کمرے میں جو سو پاور کا بلب جل رہا ہے اسے بجھا دیجئے ــ بڑی تیز روشنی ہے اور یہ تیز روشنی میرے پورے جسم میں چبھ رہی ہے ــــ نہیں چاہئے یہ تیز روشنی مجھے ــ"

مسز راحت کو پشیمانی سے زیادہ حیرت تھی ــ ان کا چہرہ اتر گیا اور یکلخت انھوں نے سوئچ آف کر دیا۔ (پٹنہ سے)

بدر اورنگ آبادی، شبستان، محلہ نور کریم گنج۔ گیا ۸۲۳۰۰۱

سلطان نظامی

مجھ سے چھپ کر مری آواز سے پردہ کرکے
اب پریشان ہیں دیوار کو اونچا کرکے
حالِ دل مجھ سے چھپا کر ہیں پشیماں ایسے
جیسے پچھتائے کوئی عرضِ تمنا کرکے
گردشِ وقت نے خود اپنا بھروسہ کھویا
ہم سے آوارہ مزاجوں پر بھروسا کرکے
اس کی فرقت کی ہر اک شام کو ہے کتنا خیال
غم مرے واسطے لائی ہے مہیا کرکے
اپنے اشکوں کی طرح پھر نہیں پلٹوں گا کبھی
اس کی محفل سے یہ اٹھا ہوں تہیہ کرکے
کیا مرے چہرے کے اس میں بھی ابھر آئے نقوش
آئینہ آپ نے کیوں رکھ دیا الٹا کرکے
اس کا احسان یہ سلطان کوئی کم بھی نہیں
نقشِ پا چھوڑ گیا ہے مجھے کعبہ کرکے

(رامپور سے)

اُواگون

موہن یاور

اس کی زندگی بھی اسی دھواں کی مانند تھی جسے پانے کے لیے وہ دوڑ رہا تھا، بھاگ رہا تھا — صدیوں سے، بھی یگوں سے۔ اور زندگی آگے آگے بھاگ رہی تھی، دوڑ رہی تھی اور وہ تعاقب کر رہا تھا، کئی یگوں سے۔

چائے کی پیالی ختم کر کے وہ سگریٹ کا دھواں اڑانے لگا۔ پھر اس نے فاؤنٹین پین سے اپنی اسکیچ بک پر چند خاکے ابھارے جو اس کے ذہن کی سپاٹ سڑک پر ناچ رہے تھے۔

اس نے چائے کا پھر اور آرڈر دیا۔

جب بھی اس کے پاس پیسے ہوتے وہ اچھے ہوٹل میں چائے ضرور پیتا۔ اور چائے کے ساتھ بڑھیا سگریٹوں کی ایک ڈبیہ ضرور پھونک دیتا — یوں تو اسے عام طور پر بیڑی میں ہی مزہ آتا تھا۔

سگریٹ کا دھواں اڑا کر اس نے چائے کی چسکی لی۔ اس کی نگاہوں کے سامنے اس کا گھر گھومنے لگا۔

اس کی ماں کہہ رہی تھی۔

"بیٹا، تم نے یہ کیا کام پکڑ لیا — کب تک تصویروں میں رنگ بھرتا رہے گا — تیری زندگی سدا بے رنگ ہی رہے گی کیا؟ —"

"ماں — ذرا صبر کر —"

"کب تک صبر کروں بیٹا — گھر میں بہو آجاتی تو میں بھی چین سے مر جاتی۔ مگر تو ہی کمائے بھی — کون دے گا تجھے لڑکی۔"

"ماں — مجھے لڑکی نہیں چاہیے — لڑکی — لڑکی۔ دنیا میں کچھ اور بھی ہے بہو کے سوا۔"

"اب تجھے کیا سمجھاؤں بیٹا — کب تک مشین چلاتی رہوں گی۔ آنکھیں تو پہلے ہی ساتھ چھوڑ چکی ہیں۔ اب ہاتھ بھی جواب دے رہے ہیں۔ میں تھک گئی ہوں بیٹا — میں تھک گئی ہے۔"

"ماں —"

"بیٹے — ذرا اُدھر وہ جھلے جو تو کئی برسوں سے اپنی ماں کو ستاتا آرہا ہے — کہ زندگی سنور جائے گی۔ ماں! بچھلے تصویروں کا کوئی قدردان تو مل جانے دو۔ پھر دیکھنا، چاندی ہی چاندی ہوگی — بیٹے! مگر کب ہوگی چاندی۔ جب میں دنیا سے اٹھ جاؤں گی —"

"ماں — !!!"

اور گھر کا ماحول دھندلا گیا — ماں چلی گئی —

چائے کی پھر چسکی لی۔ اور نیا سگریٹ سلگا کر سوچنے لگا —

ماں کتنی اچھی ہے۔ دکھ سہہ لیتی ہے مگر چیختی نہیں کب سے دکھ سہتی چلی آرہی ہے۔ مگر وہ ابھی تک اپنی ماں کا ہاتھ بھی نہ بٹا سکا۔ وہ عورت ہو کر گھر چلا رہی ہے — اور وہ مرد ہو کر — وہ نکارہ نہیں تو اور کیا ہے؟ نکما — کیا آرٹسٹ نکمے ہوتے ہیں یا ان کو روزگار نہیں ملتا — کیا ان کا فن یونہی سڑتا رہتا ہے۔ کیا ان کا کوئی قدردان نہیں۔ تصویریں یونہی دیمک کی چاٹ بن جاتی ہیں۔ کیا وہ تمام عمر بھوکے ہی رہتے ہیں۔ نکمے ہی رہتے ہیں — کب تک وہ اپنی بوڑھی ماں کے کمزور ہاتھوں سے کمائے ہوئے ٹکڑوں پر زندہ رہے گا۔ وہ ٹکڑے، جن میں اس کی ماں کی آنکھوں کی روشنی اور ہاتھوں کی محنت رچی ہوئی ہے۔ مگر ان روٹی کے ٹکڑوں کا بھی کیا بھروسہ جانے کب یہ ٹکڑا چھن جائے — آخر اس کی ماں کی زندگی کا ٹمٹماتا ہوا چراغ بجھ جائے — پھر گھر میں اندھیرا ہو جائے گا بالکل اندھیرا!

کئی بار وہ ارادے باندھتا کہ وہ آئندہ تصویریں نہیں بنائے گا۔ خون سے سینچی ہوئی تصویریں آگ کی نذر کر دیگا برش اور رنگ چولہے میں پھینک دے گا — اور چپکے سے کسی دفتر میں کلرکی کرے گا۔

مگر وہ ایسا نہیں کر سکا۔

دن رات وہ پھر تصویریں بنانے میں مشغول ہو گیا۔

اس نے ایسی تصویریں بھی تیار کیں جن کا تخیل اچھوتا تھا اور رنگوں میں زندگی متحرک نظر آرہی تھی۔ مگر یہ تصویریں لوگوں کو پسند نہ آسکیں — وہ ان خاکوں کو سمجھ نہ سکے۔ چند ایک تصویریں رسائل و جرائد میں شائع بھی ہوئیں۔ دو چار فروخت بھی ہوئیں، صرف امیدیں۔

اس نے سر کو جھٹکا دیا اور ایک نیا سگریٹ سلگا کر سوچنے لگا کہ —

وہ دن ضرور آئے گا۔ جب اس کا نام ہر ایک کی زبان پر ہو گا — ہر گھر میں اس کی تصویریں لٹک رہی ہوں گی وہ دن دور نہیں — اور اسے یقین تھا کہ وہ دن آکر ہی رہے گا —

"کمار صاحب —" اس کے پاس بیٹھے ہوئے کسی شخص نے اس کی سوچ کی کڑیوں کو توڑتے ہوئے کہا — "آپ جانتے ہیں کہ —"

"جی — کیا؟"

"آپ نہیں جانتے کیا — دس دن کے بعد آرٹ ایگزیبیشن ہو رہا ہے۔"

"آرٹ ایگزیبیشن — مگر کہاں —"

"آرٹ ایمپوریم میں — اور سنا ہے کہ بڑے بڑے نامی گرامی آرٹسٹ اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ کیا آپ بھی وہاں اپنے شہ پاروں کی نمائش کریں گے۔"

"شہ پارے — شاہکار —"

اور کمار نے جلدی سے بل دیا۔ اور تیزی کے ساتھ چلا گیا —

گھر پہنچ کر وہ رنگوں کی دنیا میں کھو گیا —

وہ رنگ اور برش لے کر کینوس پر خاکے ابھارنے لگا۔ اس نے کئی خاکے بنائے۔ کئی ادھورے چھوڑ دیئے —

مقابلہ — مقابلہ — اس نے کئی دن اور کئی راتیں ایک اچھوتے تخیل کو کینوس پر اتارنے میں صرف کر دیں —

وہ برش چلاتا رہا — ماں دیکھتی رہی — چپ چاپ — دن گزر گئے — راتیں گزر گئیں —

اور اس نے اپنی تصویر مکمل کر لی —

کینوس پر پردہ گرا دیا گیا —

"ماں — دعا مانگ — کہ تیرا بیٹا زندگی کے مقابلے میں کامیاب ہو جائے —"

اور ماں نے پیار بھرا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا "جگ جگ جیو میرے بیٹے —"

آرٹ ایمپوریم جگمگا رہا تھا۔

آرٹسٹ چہک رہے تھے — نفیس اور بہترین سوٹوں میں ملبوس — بالوں کو ترتیب سے سنوارے ہوئے اور کمار جس نے سستا سا کرتا اور پاجامہ پہن رکھا تھا۔ سر کے بال بکھرے ہوئے اور پریشان۔ شیو بڑھی ہوئی۔ آنکھیں ویران — چہرہ زرد —

کمار کا مذاق اڑایا جا رہا تھا —

اور وہ تماشا بنا ہوا چپ چاپ اپنی تصویر کے پاس بیٹھا رہا — خاموش!

اس کی تصویر — پردہ اٹھایا گیا — ہال میں سناٹا چھا گیا — قہقہے رک گئے — ہنسی معدوم ہو گئی۔ نفیس اور بہترین سوٹ پھیکے پڑ گئے —

کمار کی تصویر — اور تمام آرٹسٹوں کی تصویریں ماند پڑ گئیں —... (جموں سے نشر)

موہن یاور

ایڈیٹر رفتار، راج تلک روڈ۔ جموں

دوردرشن

دہلی

چینل ۴ تصویر ۶۲.۲۵ MHz
بینڈ ۱ آواز ۶۷.۷۵ MHz

مسوری

چینل ۱۰ تصویر ۲۱۰.۲۵ MHz
بینڈ ۳ آواز ۲۱۵.۷۵ MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام

۶-۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)
۷-۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات

۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
۹-۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۱۱-۴۵ نیوز ہیڈلائنز (ہفتہ کو ۱۲-۲۰ بجے)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
سائنس (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۰-۱۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
حساب (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ بائیولوجی (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور شام ۴-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵
جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱۰-۵۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵
فزکس (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ انگریزی کا سبق (چھٹی جماعت)

یو.جی.سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴۵
اعلیٰ تعلیمی پروگرام (صرف دہلی کے لیے)

● ● ● ● ●

اتوار

صبح
۹-۳۰ سرب سانجھی گرسانار کارٹون فلم / پربھاتی
۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۰۰ فیس فائیو (انگریزی)
۱۱-۱۵ سیکریٹس آف دی سی (انگریزی سیریل)

دوپہر
۱۲-۰۵ کچی دھوپ (ہندی سیریل)
۱۲-۳۵ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)
۱-۰۰ خزانہ (ہندی سیریل)
۱-۳۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم II ، III اور V
۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
۴-۴۵ ڈورڈس اے پرائٹ فیوچر (انگریزی سیریل)

شام
۵-۰۰ آزادی کی کہانی
۵-۱۵ دادا، دادی کی کہانی / وکرم اور بیتال
۵-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ اندھی گلیاں
نشیلی ادویات کے استعمال پر پروگرام
۹-۰۰ ایر ہوسٹس (ہندی سیریل)
۱۰-۰۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام
۱۰-۵۵ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

[illegible]

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ کھیلا کود کے لیے
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۷-۳۰ سندر سماچار / سنگیت
۷-۴۰ ہندی ناٹک
۹-۰۰ راج سے سوراج (ہندی سیریل)
۹-۵۰ سچ کی پرچھائیں I اور III
چترمالا II اور IV
آروہی V
۱۰-۲۰ پولس فائل سے (ہندی سیریل)
۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپیکٹرم

[illegible]

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ وشو درشن
۶-۳۵ ہمارے کلاکار، ہمارے ادیوگ (II اور IV)
ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (I، III، V)
۷-۴۰ یوتھ فورم I، III اور V
یووا منچ II اور IV
۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)
۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
۹-۵۰ جن وانی I، III اور V
ہیناڈ لوٹمارو II اور IV
۱۰-۳۰ انگریزی سیریل
۱۰-۴۵ ٹورڈس پروگریس / پرپورشن
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / سنگم سنگیت

[illegible]

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۵ اکھن واڑی
۶-۳۵ وکاس کی اور
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)
۹-۰۰ (ہندی سیریل)
۹-۵۰ رونگ آئی I، III
حالات حاضرہ پر پروگرام / متفرقات II، IV اور V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ پریمیر انسٹی ٹیوٹس آف انڈیا (I، III اور V)
گریٹ واسرز (II اور IV)
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ان سے ملیے / اور گیسٹ

جمعرات

شام
۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۱۵ گھریلو نسخے
۶-۳۵ قانونی اصلاح / آزادی کے ولولے / مجاہدینِ آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ ٹیلی فن / کھیل اور کھلاڑی
۷-۳۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگیت
۸-۰۵ پارلیمنٹ کی کارروائی I، III، V
سنگیت / نرتیہ II، IV
۸-۴۵ منجمنٹ (انگریزی سیریل)
۹-۰۰ شری کانت (ہندی سیریل)
۹-۵۰ پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیوز III
واٹ از دی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کوئز V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

[illegible]

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۱۵ آپ کا پریوار
۶-۴۵ سنگم سنگیت
۷-۳۰ سندر سماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)
۹-۵۰ ہندی سیریل
۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس / ان دس آور لینڈ / یر آف دی یوتھ

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ویسٹرن میوزک

دوپہر
۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۰ فاریوتھ
۲-۴۵ چمن راؤ (ہندی سیریل)
۳-۰۰ اسپانڈر بین، اسپانسرڈ پروگرام
۳-۱۵ دیدیز کامیڈی شو (انگریزی سیریل)

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/انگریزی)
۷-۱۰ یوا ینڈ یور پیٹس
۷-۲۵ فاروی فورسس (I)
نرتیہ (III، V)
۷-۵۵ جان ہے جہان ہے
۸-۱۰ سپتاہکی
۱۰-۲۰ مشاعرہ (II)
کوی سمیلن (IV)
۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
۹-۵۰ سائنس پروگرام II، IV
فیچر فلم I، III اور V

دہلی

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)
۷-۴۰ آوشیک جانکاری (روزانہ)

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ہندی پتریکا

۷-۱۵ بہورنگ ۷-۴۵ انگریزی سیریل

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ کھیل بیچ
۷-۰۰ ہی مین اینڈ دی ماسٹرز
آف یونیورس : تصویری فلم
۷-۴۵ چہل پہل
۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ

شام
۶-۳۰ نو اودیہ
اسکولی بچوں کا پیشکردہ
پروگرام
۷-۴۵ اولڈ فاکس : انگریزی سیریل

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ کلیڈیو اسکوپ
۷-۰۰ یوتھ پروگرام
۷-۴۵ شاستریہ سنگیت

شام
۶-۳۰ آپ کا باغیچہ
۶-۴۵ میوزک سرکس
۷-۱۵ ناگرک سمیا ۷-۴۵ پنجابی دیپک

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ سماچار ڈائری
۷-۰۰ اردو میگزین پروگرام
۷-۴۵ کلا پریکرما

۸-۰۰ ہندی ناٹک

شام
۶-۳۰ اگلے ہفتے کی جھلکیاں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ آئینہ : (عام آدمی کے مسائل پر
مبنی پروگرام
۷-۴۵ پاپ میوزک

• • • • • • • • •

امیگرسہ دوردرشن

جے پور، مظفر پور اور رائے پور

اتوار
تمام پروگرام
دہلی کے مطابق

پیر
شام ۶-۰۰ لوک رقص
۶-۲۰ اپنی دھرتی اپنے لوگ
(I، III، V)
نئی دشائیں (II، IV)
۶-۴۰ چوپال ۷-۱۰ آج کی بات
۷-۳۰ اور آگے تمام پروگرام دہلی کے مطابق

منگل
شام ۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۰ لوک رقص
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے ۷-۱۰ انٹرویو
۷-۳۰ دہلی کے مطابق

۸-۱۰ نئی امنگ نئی ترنگ

شام ۶-۲۰ سماج شکشا
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے
۷-۱۰ صحت و صفائی پر پروگرام
۷-۳۰ دہلی کے مطابق

شام ۶-۲۰ اپنا گاؤں اپنی بات
۶-۳۰ دوبارہ کھیل کا سنسار
ارکائیوز سے / دیگر مراکز سے
کوی گوشٹھی (I) / ناٹک (II)
ٹی وی فلم (III) ڈاکومینٹری (IV)

شام ۶-۰۰ مہلاؤں کے لیے
(I، III، V)
۲۰ نکاتی پروگرام (II، IV)
۶-۲۰ کھیل اور کھلاڑی
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے
۷-۱۰ پاپولر سائنس، ۷-۳۰ دہلی کے مطابق

شام ۶-۰۰ لوک روایات (I)
سمرتی چتر (II)، لوک دھارا (III)
سپھلتا کی کہانی (IV)
گیت و بھجن (V)
۶-۲۰ دہلی کے مطابق، ۸-۱۰ چھایا (I)
رنگ ورنگ (II) /
بوجھو تو جانیں (III)
پرشنوں کے گھیرے میں (IV)
سنسکرت پروگرام (V)
۸-۴۰ دہلی کے مطابق

کلکتہ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

نیشنل پروگرام روزانہ رات ۸-۴۰ سے
۱۱-۱۵ تک (دہلی سے ریلے)

پیر
شام
۶-۰۴ بچوں کے لیے
۶-۳۰ موسیقی
۷-۰۰ بجنن پر اسنگے
۷-۴۰ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۸-۱۰ ساہتیہ سنسکرتی

منگل
شام
۶-۰۴ بچوں کے لیے
۶-۴۰ سواستھ

۷-۰۰ فلم ڈویژن ڈاکومنٹری
۷-۱۰ سمبند پربھا
۷-۴۰ سلسلے وار ڈرامہ
۸-۱۵ موسیقی

بدھ
شام
۶-۰۴ تمہارے بارے
۶-۳۰ دیہی پروگرام
۷-۰۰ رابندر سنگیت
۷-۲۰ سوک سینس / ڈویلپمنٹل / پبلسٹی فلم
۷-۴۰ درشکار دربارے
۸-۰۵ چتر ہار

جمعرات
شام
۵-۳۴ اسٹار ٹریک
(سلسلے وار انگریزی فلم)
۶-۳۰ بنگالی میں یوتھ پروگرام
۷-۰۰ درشٹی کون / ریویوز
۷-۴۰ چترمالا

جمعہ
شام
۶-۰۴ بچوں کے لیے
۶-۱۴ انڈسٹریل پروگرام
۶-۳۴ اور ۷-۴۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/بنگالی)
۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

ہفتہ
دوپہر
۱-۴۵ سے ۳-۳۰
نیٹ ورک پر اسپونسرڈ
پروگرام (دہلی سے ریلے)
شام
۵-۳۵ اور ۷-۵۵ بنگالی فیچر فلم
۷-۴۰ سپتاہکی

اتوار
صبح
۱۰-۰۰ سے دوپہر ۲-۰۰
شام ۴-۰۰، ۵-۴۵ اور
۷-۴۵ دہلی کے مطابق

نیشنل پروگرام

اے کے کو گجے کا گائن
ہفتہ ۶ر ستمبر رات ساڑھے نو بجے

شیریں اور لوچدار آواز کے مالک شری کو گجے نے موسیقی کی تعلیم حاصل کرنے کی ابتدا اپنے پتا سورگیہ کے این کو گجے سے کی۔ بعد میں اعلیٰ تعلیم کے لئے انہوں نے پنڈت گووندراؤ ملتا پیکر جبلپور والے اور گوالیار گھرانے کے نامور فنکار پنڈت ونائیک راؤ پٹوردھن کی شاگردی اختیار کی۔ اپنے منجھے ہوئے انداز کے ساتھ وہ گوالیار گھرانہ کی گائیکی کو اس کی اصل روایتی شکل میں پیش کرتے ہیں۔



کلاسیکی موسیقی کے علاوہ شری کو گجے کو ہلکی اصناف موسیقی جیسے ٹھمری دادرا ٹپہ وغیرہ کی گائیکی میں بھی مہارت حاصل ہے۔ اس کی تربیت انہوں نے ہلکے رام بھٹ اور رسولن بائی سے حاصل کی ہے۔

ٹی آر سبرامنیم کا گائن
ہفتہ ۱۳ر ستمبر رات ساڑھے نو بجے

ملک کے نامور گائیک ٹی آر سبرامنیم نے موسیقی میں 'سنگیتا ودوان' کا کورس گورنمنٹ کالج آف کرناٹک میوزک مدراس سے ۱۹۵۱ء میں مکمل کیا اور بعد میں موسیقی کی اعلیٰ تربیت مسری سبرامنیا ائیر کی رہنمائی میں حاصل کی۔ ملک کے مختلف حصوں میں اور امریکہ، برطانیہ وکنیڈا میں بھی وہ اپنے فن اور علم موسیقی پر اپنی دسترس و تجربے سے مختلف یونیورسٹیوں اور محافل موسیقی میں شائقین موسیقی کو مستفید کر چکے ہیں۔

موسیقی کی روایتی کے ساتھ اپنی اختراعی خیالات کے خوبصورت امتزاج سے انہوں نے اپنا ایک انفرادی انداز پیدا کیا ہے۔

ٹی۔ آر۔ سبرامنیم کی شخصیت ایک استاد ماہر علم موسیقی اور فنکار کی بہترین صلاحیتوں کا مجموعہ ہے۔

منگل شب کی محفل موسیقی

شوبھا جوشی کا گائن
۲ر ستمبر رات دس بجے

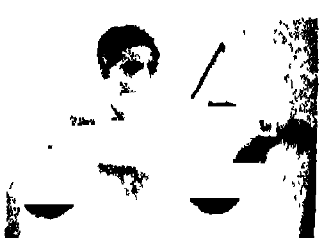
شوبھا جوشی کی موسیقی میں ابتدائی تربیت کا سہرا ان کے والدین کے سر ہے۔ اور بعد میں انہوں نے بھنڈی بازار گھرانہ کے استاد امان علی خاں کے شاگرد پنڈت پانڈورنگ امبریکر سے تعلیم پائی۔

اس کے علاوہ انہوں نے رمیش ناڈکرنی، ماسٹر نورنگ سے بھی گائیکی سیکھی۔ ٹھمری میں مہارت حاصل کرنے کے لئے انہوں نے شوبھا گرتو سے بھی اسباق لیے۔

اپنے فن کا مظاہرہ ملک کے مختلف خطوں اور آکاشوانی پر متعدد بار کر چکی ہیں۔

دنیش کمار پربھاکر کا وائلن وادن
۹ر ستمبر رات دس بجے

شری پربھاکر نے وائلن وادن کی ابتدائی تعلیم اپنے پتا پنڈت حسن لال (مشہور وائلن نواز، فلم میوزک ڈائریکٹر) سے صرف آٹھ سال کی عمر میں پانا شروع کر دیا



تھا اور ۱۰ سال کی عمر میں انہوں نے آکاشوانی کے مقابلہ موسیقی میں ایوارڈ حاصل کر لیا تھا۔ پتا کی بے وقت موت کے بعد انہوں نے مزید تربیت کے لئے دلیپ چندر ویدی کی شاگردی کی۔

ایک ماہر وائلن نواز اور گائیک کے ساتھ ساتھ شری پربھاکر ایک قابل ستائش کمپوزر اور کنڈکٹر بھی ہیں ملک اور بیرون ملک موسیقی کی محفلوں میں اپنے فن کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔

سنگیت سریتا : صبح ۷-۳۰

راگ توڑی

یکم ستمبر 'سنت گیانیشور'، منا ڈے اور کورس
ملکارجن منصور
راگ میاں کی توڑی

راگ میاں کی توڑی

۲ر ستمبر 'پھول اور کلیاں'
مہندر کپور اور کورس
رئیس خاں : گائن

راگ گجری توڑی

۳ر ستمبر 'بیجو باورا'، محمد رفیع
رمیش ندکرنی : گائن
۴ر ستمبر 'آشیرواد' : لتا
شاہد پرویز : ستار
۵ر ستمبر میرا بھجن : لتا
منور علی خاں : گائن

راگ یمن کلیان ٹھاٹ

۶ر ستمبر 'ان پڑھ' : لتا
ہری پرساد چورسیا : بانسری
۷ر ستمبر تقریر : انٹرویو

راگ یمن

۸ر ستمبر 'پرورش'، مکیش
گنگو بائی کردیکر : ترانہ
۹ر ستمبر 'سندھیا'، سلکھشنا پنڈت
گرجا دیوی : خیال

راگ یمن کلیان

۱۰ر ستمبر سنگیت سمراٹ تان سین
منا ڈے اور کورس
سری کانت باکرے : گائن
۱۱ر ستمبر چترلیکھا : محمد رفیع
عبدالحلیم جعفر خاں : گائن

راگ بھوپالی۔ کلیان ٹھاٹ

۱۲ر ستمبر سہرا : لتا
ڈاکٹر راؤ دنیش پانڈے : گائن
۱۳ر ستمبر نوابن ٹوکیو : لتا
کشوری امونکر : گائن
۱۴ر ستمبر تقریر : انٹرویو

راگ بھوپالی

۱۵ر ستمبر وشنو پوران : منا ڈے، اوشا
بھٹا چاریہ اور کورس
ونائیک راؤ پٹوردھن : گائن

چینکا : دوپہر ۱۱-۳۰

۱۵ر ستمبر محرم پر خصوصی پروگرام
(آکاشوانی حیدرآباد کی پیشکش)

انور نجنی : سہ پہر ۳-۱۵

یکم ستمبر روشن بیگم : خیال راگ شنکرا
استاد نزاکت علی اور
سلامت علی خاں : ٹھمری
۲ر ستمبر بمل مکھرجی : ستار پر
راگ درگا ہنس دھونی اور
دیش کار
وی۔ جی۔ جوگ وہری پرساد چورسیا
وائلن اور بانسری : جگلبندی
راگ جوگ
۳ر ستمبر سی آر ویاس : گائن
راگ شدھ بسنت
شوبھا گرتو : ٹھمری
۴ر ستمبر عبدالحلیم جعفر خاں
ستار پر راگ ارج
سلطان خاں : راگ رس موہنی
۵ر ستمبر بھیم سین جوشی : گائن
راگ جے جے ونتی
گرجا دیوی : ٹھمری
مشترکہ کامود

۷ ستمبر امجد علی خاں : سرود
راگ کرن رنجنی
بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی پر کجری دھن اور
پوربی دھن

۸ ستمبر پروین سلطانہ : گائن
راگ اہیر بھیرو
استاد بڑے غلام علی خاں : ٹھمری

۹ ستمبر شوکمار شرما : سنطور پر
راگ مالکونس
وجے شنکر چیٹر جی
اسراج پر راگ کلاوتی

۱۰ ستمبر کمار گندھرو
راگ بسنت بھیرو
میرا بنرجی : راگ درگا
پیلو ٹھمری

۱۱ ستمبر پنا لال گھوش : راگ شری
بدھ دیب مکرجی : مشر کافی

۱۲ ستمبر پنڈت سوائی گندھرو
راگ بہار، میاں کی ملہار
پوریا دھناشری اور دھانی
کرشن راؤ شنکر پنڈت
راگ بہاگ، بسنت اور
شد کیدار

۱۳ ستمبر زرین دارو والا : سرود پر
تلک کامود، شیام کلیان
ابھوگی
بھونیشور مشر
وائلن پر راگ بہاگ

۱۵ ستمبر امرناتھ : راگ گور کلائی
اور توڑی
استاد بڑے غلام علی خاں
راگ مالکونس

سور سدھا : شام ۴۵-۶

راگ بھیرو

یکم ستمبر 'جاگتے رہو' : لتا اور کورس
غلام مصطفٰی خاں : گائن
رادھیکا موہن موئیترا اور
کلیانی رائے : سرود اور ستار

راگ بھوپالی توڑی

۲ ستمبر 'آوارہ' : لتا اور کورس
حفیظ احمد خاں : گائن
علی اکبر خاں : سرود

راگ اہلیہ بلاول

۳ ستمبر 'باورچی' : منا ڈے
لکشمی شنکر اور نرملا دیوی
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر : گائن
ڈی۔ کے۔ داتار : وائلن

راگ نٹ بھیرو

۴ ستمبر 'میرا ہم سفر' : لتا
وسنت راؤ دیش پانڈے
گائن
شرن رانی : سرود

راگ دیسی توڑی

۵ ستمبر 'بیجو باورا' : استاد امیر خاں
اور پنڈت ڈی وی پلسکر
استاد بڑے غلام علی خاں : گائن
بسم اللہ خاں اور ساتھی : شہنائی

راگ گن کلی

۶ ستمبر 'وفی لو' : لتا
استاد بڑے غلام علی خاں : گائن
آر۔ ایس۔ کھمبوج،
ساز سنگیت

راگ چارو کیشی

۷ ستمبر دستک : لتا
سی کے تارا اور ساتھی : گائن
بلرام پاٹھک : ستار

راگ اہیر بھیرو

۸ ستمبر الاپ : یسوع داس
پروین سلطانہ : گائن
سنیل مکھرجی : سرود

راگ مدھیہ ماد سارنگ

۹ ستمبر مدر انڈیا : شمشاد، رفیع
آشا اور منا ڈے
سنگمیشور گورو : گائن
شوبی کنا دھر چودھری : وائلن

راگ ملتانی

۱۰ ستمبر شباب : استاد امیر خاں
بھیم سین جوشی : گائن
روی شنکر : ستار

راگ ورندا ونی سارنگ

۱۱ ستمبر رانی روپ متی : لتا، رفیع
لطافت حسین خاں : گائن
گیانن راؤ جوشی : وائلن

راگ ہمیر

۱۲ ستمبر کوہ نور : رفیع
پنڈت ڈی وی پلسکر : گائن
جیتے بسواس

راگ بہار

۱۳ ستمبر جے ہنومان : مہندر کپور، آشا
سمتی منا تکر : گائن
بسم اللہ خاں، وی جی جوگ
شہنائی اور وائلن

راگ یمن کلیان

۱۴ ستمبر سنگیت سمراٹ تان سین
منا ڈے
ذکر کیکنی : گائن
عبد اللطیف خاں : سارنگی

راگ جھنجھوٹی

۱۵ ستمبر پیار کا بندھن : آشا
استاد عبد الکریم خاں : گائن
سوی کنا دھر چودھری : وائلن

خصوصی جے مالا : شام ۰۵-۷

۱۶ ستمبر بھوپندر

چترشالا : رات ۱۰-۸

یکم ستمبر بھاشا دو کا ل بلکے
۲ ستمبر آنکھیں آنا یا کنجیکٹیو یٹیز
۳ ستمبر کویتا پاٹھ
۴ ستمبر ہمارا دیش ہمارا پردیش : بہار
۶ ستمبر ونود وارتا
۸ ستمبر ساکشارتا : شکشا اور گیان
۹ ستمبر ان سیٹ۔ دن سی کی ادان
۱۰ ستمبر کویتا پاٹھ
۱۱ ستمبر ہمارا دیش ہمارا پردیش
تامل ناڈو
۱۳ ستمبر ہندی اور راشٹریہ بھاواتمک
ایکتا

سنو کہانی : رات ۱۵-۸

۵ ستمبر محبت کے داغ : سنجیو
۱۲ ستمبر کاٹھ کا سپنا : مکتی بودھ

ان سے ملیے : رات ۱۵-۸

۳ ستمبر فلم اداکار : راکیش پانڈے
کے ساتھ سوریتا بجاج کا انٹرویو
۱۰ ستمبر فلم اداکار اسرانی کے ساتھ
انور رادھا شرما کا انٹرویو

ہوا محل : رات ۱۵-۹

۲ ستمبر نوک جھونک
تحریر : ڈاکٹر روپ نارائن شرما
پیش کش : شیام گپتا
۳ ستمبر آستھا : تحریر : چیتنا سدرشن
پیش کش : اروند ماتھر
۴ ستمبر یہ بھی خوب رہی
تحریر : پریم چند گوسوامی
پیش کش : لتا گپتا
۵ ستمبر سات وچن
تحریر : سری کرشنا شرد
پیش کش : ڈاکٹر اچلا ناگر
۶ ستمبر بیوی میکے گئی
تحریر : بھگوان داس ورما
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۸ ستمبر نیو : پیشکش : انوپ سیٹھی
۹ ستمبر اینیچی کیس : تحریر : راجندر کمار ورما
پیش کش : سریندر کمار اپادھیائے
۱۰ ستمبر پتنگ دو پٹہ
تحریر : سریندر کوشک
پیش کش : سوشیل بنرجی
۱۱ ستمبر ناچے نواب
تحریر : قمر ارشاد راہی
پیش کش : چندر پربھا بھٹناگر
۱۳ ستمبر الو کا بلیدان
تحریر : سیتا رام گپت
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۱۴ ستمبر لائن میں کھڑے کھڑے
تحریر : حمید اللہ
پیش کش : ممتاز شکیب

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸٫۷۴ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۱۹٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

پیر یکم ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت، امینہ برنی
قوالی: اسلم صابری اور قوال
۶-۲۵ شاتما سکینہ: شکیل بدایونی اور جگر مرادآبادی کا کلام
ہلال احمد خاں: میر، سودا اور غالب کا کلام
۷-۰۵ سنتور وادن
۹-۱۵ کشمیری لوک گیت
۹-۳۲ اشتیاق حسین خاں
دیسی توڑی میں خیال

رات

۸-۳۰ شاتما سکینہ: شکیل بدایونی اور فیض کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر: اجمل اجملی
۱۱-۳۰ اشتیاق حسین خاں
خیال مالکونس
سدھیر گوتم: سنتور وادن
۱۲-۳۰ اسلم صابری قوال اور ساتھی
قوالیاں

منگل ۲ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت، بیگم اختر
بہاالدین قطب الدین قوال اور ساتھی: قوالی
۶-۲۵ اندر نرائن: فیض، کمال احمد صدیقی اور غلام ربانی تاباں

کا کلام
کلکو ماتھر: جان نثار اختر کا
کلام
۷-۰۵ بھجن سوپوری:
سنتور پر راگ توڑی
۹-۱۵ پہاڑی لوک گیت
۹-۳۲ جیوتسنا بھولے۔
خیال اہیر بھیرو

رات

۸-۳۰ دینا ناتھ: آرزو لکھنوی اور بشیر بدر کا کلام
۱۱-۳۰ جیوتسنا بھولے
خیال مارو بہاگ
بھجن سوپوری: سنتور پر راگ پوریا کلیان
۱۲-۳۰ بہاالدین قطب الدین قوال اور ہمنوا: قوالیاں

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
از عارف علی اسلم
افضل اقبال قوال اور ہمنوا: قوالی
۶-۲۵ کرونا ابرول: آتش اور بہادر شاہ ظفر کا کلام
ولایت حسین ساگر: خمار بارہ بنکوی، شمیم جے پوری اور شاد عظیم آبادی کا کلام
۷-۰۵ دیا شنکر اور ہمنوا
شہنائی پر دھن
۹-۳۲ کنکنا بنرجی: راگ بھٹیار میں خیال اور ترانہ

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: "ہندوستانی عورت۔ دورِ حاضر میں" تقریر از موہنی انجم

رات

۸-۳۰ کرونا ابرول: عرش ملسیانی اور ساغر نظامی کا کلام
۱۰-۰۰ افسانہ از کنور سین
۱۱-۳۰ کنکنا بنرجی: خیال شدھ کلیان
دیا شنکر و ساتھی: شہنائی پر راگ مارو بہاگ
۱۲-۳۰ عزیز احمد خاں وارثی: قوالیاں

جمعرات ۴ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت، فصیح اکمل
قوالی: علی قوال اور ہمنوا
۶-۲۵ محمد ظفر: فراق اور مومن کا کلام
مدھو رانی: غالب اور جگر کا کلام
۷-۰۵ اوما شنکر مشرا: ستار وادن
۹-۱۵ راجستھانی لوک گیت
۹-۳۲ مانک ورما: ٹھمری بھیروی اور ٹھمری پیلو

رات

۸-۳۰ محمد ظفر: خمار بارہ بنکوی اور جاں نثار اختر کا کلام
۱۰-۰۰ ادبی نشست: 'مثنوی کا زوال کیوں؟': مباحثہ
شرکاء: ڈاکٹر صلاح الدین، سید ضمیر حسن، ڈاکٹر محمد ذاکر اور پروفیسر محمد حسن
۱۱-۳۰ استاد مشتاق حسین خاں
خیال باگیشوری
اوما شنکر مشرا: ستار وادن
عبداللطیف قوال و ساتھی
قوالیاں

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
از غلام رسول نازکی
قوالی: از جعفر حسین خاں و ساتھی
۶-۲۵ بیگم اختر: آنند نرائن ملا کا کلام
سرلا کپور: غزلیں
۷-۰۵ بدھ دیو داس گپتا
سرود پر بھیر بہار

رات

۸-۳۰ بیگم اختر: امیر قزلباش کا کلام
۹-۳۰ ایک راگ کئی روپ
راگ کیدار
۱۱-۳۰ ملک ارجن منصور: خیال
بدھ دیو داس گپتا
سرود پر راگ چھایا
۱۲-۳۰ جعفر حسین قوال و ساتھی
قوالیاں

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
از حیات لکھنوی
قوالی: از غلام فرید صابری اور ساتھی
۶-۲۵ اسکرن شرما: مجاز اور داغ کا کلام
اوما گرگ: غالب، شکیل بدایونی اور شمیم جے پوری کا کلام
۷-۰۵ راجندر پرسنا: بانسری پر راگ بھٹیار میں دھن
مہادیو پرساد مشرا
ٹھمری بھیرویں اور دادرہ بھیر

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: 'بدلتی قدریں اور خواتین کے سماجی اور اقتصادی مسائل': تقریر

رات

۸-۳۰ کمل ہنس پال: عمیق حنفی اور جاں نثار اختر کا کلام
۱۱-۳۰ نثار حسین خاں: خیال مالکونس
راجندر پرسنا: بانسری پر راگ چندر کونس
۱۲-۳۰ غلام فرید صابری و ساتھی
قوالیاں

اتوار ۷ر ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت
از مولانا علیم اختر
قوالی : از محمد احمد قوال
اور ساتھی

۶-۲۵ مجدد نیازی : شوق سالکی
اور مومن کا کلام
نسیم بانو : امیر مینائی
فانی بدایونی اور بہادر شاہ ظفر
کا کلام

۷-۰۵ گھاسی رام نرمل : جلترنگ پر
راگ دبھاس

رات

۸-۳۰ مجدد نیازی : بہادر شاہ ظفر
آنند نرائن ملا اور نشور واحدی
کا کلام

۹-۳۰ بجر بن کا سے
راگ درگیش نندنی، ٹھمری تلنگ

۱۱-۳۰ گھاسی رام نرمل
جلترنگ پر راگ ابھوگی

۱۲-۳۰ محمد احمد قوال و ساتھی : قوالیاں

پیر ۸ر ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت
از مولانا عزیز ظفر
قوالی از محمد حیات خاں اور
ساتھی

۶-۲۵ ماسٹر نثار : ناسخ اور
امیر مینائی کا کلام
مدن بالا سندھو : رضا امروہوی
مخمور دہلوی اور داغ کا کلام

۷-۰۵ چت دیو برمن : اسراج پر
راگ بلاس خانی توڑی

۹-۱۵ کشمیری لوک گیت

۹-۴۲ شرافت حسین خاں
خیال بھنکار

رات

۸-۳۰ مبارک بیگم : اقبال، فیض
کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر : اسد بدایونی

۱۱-۳۰ شرافت حسین خاں
خیال چھایا

چت دیو برمن : اسراج پر
راگ ابھوگی کا نہڑہ

۱۲-۳۰ محمد حیات خاں و ساتھی
قوالیاں

منگل ۹ر ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت
از فیروز نظامی
قوالی : از مہتاب فریدی قوال
اور ہمنوا

۶-۲۵ بلونت بنسل : داغ اور
نوح ناروی کا کلام
منیر خاتون بیگم : میر، غالب
اور شفق کا کلام

۷-۰۵ پنڈت ایودھیا پرساد
پکھاوج پر چیپ تال

۹-۳۲ سابیری سین : خیال رام کلی

رات

۸-۳۰ بلونت بنسل : مجاز لکھنوی
اور فیض احمد فیض کا کلام

۱۱-۳۰ سابیری سین : خیال مارو بہاگ
پنڈت ایودھیا پرساد
پکھاوج پر چوتال

۱۲-۳۰ مہتاب فریدی قوال اور ہمنوا
قوالیاں

بدھ ۱۰ر ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت، محمد یعقوب
قوالی از محمود نظامی اور ساتھی

۶-۲۵ سمن دیوگن : غزلیں
اقبال قریشی : شاذ تمکنت
داغ اور میر کا کلام

۷-۰۵ راما شنکر : شہنائی پر راگ بھیروی

۹-۳۲ اوما ڈے : خیال دیس توڑی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین : کلام شاعر
قمر تدیرارم : دستر خوان، غزل
منور علی خاں : دادرہ پہاڑی

رات

۸-۳۰ سمن دیوگن : غزلیں

۹-۳۰ بجر بن کا رسے : بشیر احمد
ٹھمری پہاڑی

۱۱-۳۰ اوما ڈے : خیال بہاگ
راما شنکر اور ساتھی
شہنائی توڑی

۱۲-۳۰ محمود نظامی اور ساتھی : قوالیاں

جمعرات ۱۱ر ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت
از مخدوم ممتاز عثمانی
قوالی : شنکر شمبھو قوال و ساتھی

۶-۲۵ سعادت بن اشرف : فیض
اور درد کا کلام
ریتا گنگولی : درد اور فراق
کا کلام

۷-۰۵ کلیانی رائے
ستار پر راگ میاں کی توڑی

۹-۳۲ پردتما بوس : ٹھمری دادرہ

رات

۸-۳۰ ریتا گنگولی : غلام ربانی تاباں
اور مظہر امام کا کلام

۱۰-۰۰ آئینہ : ادبی میگزین
مشرق و مغرب کے نغمے
از میراں جی
ایک جائزہ
ایڈیٹر، عبد المغنی

۱۱-۳۰ ولایت حسین خاں
خیال بجے سجے وتی
کلیانی رائے
ستار پر راگ مالکونس

۱۲-۳۰ شنکر شمبھو قوال و ساتھی
قوالیاں

جمعہ ۱۲ر ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : تلاوت قرآن مع تشریح

نعت از مولانا انتخاب قدیری
قوالی : نیاز احمد نذیر احمد
قوال اور ہمنوا

۶-۲۵ وینا بخشی : فیض اور فراق
کا کلام
صفدر حسین : غالب اور
داغ کا کلام

۷-۰۵ استاد حفیظ علی خاں
سرود پر راگ کسوری بھیروی

رات

۸-۳۰ وینا بخشی : مومن اور
میر حسن کا کلام

۹-۰۰ کہانی سنگیت کی : "راگ پوربی"
تقریر از حفیظ احمد خاں

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سوہن سنگھ : خیال درباری
استاد حفیظ احمد خاں : سرود
پر راگ میاں کی ملہار

۱۲-۳۰ نیاز احمد قوال اور ساتھی
قوالیاں

ہفتہ ۱۳ر ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت
از غلام محمد قادری
قوالی : پربھا بھارتی اور ساتھی

۶-۲۵ قمر جہاں : جاں نثار اختر
شاذ تمکنت اور امیر احمد خسرو
کا کلام
اوپی کپور : فیض، مخدوم
اور جگر کا کلام

۷-۰۵ پنڈت سامتا پرساد
طبلہ پر روپک تال

۹-۳۲ پنا لال : ٹھمری بھیروی اور دادرہ

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین : ہم خاموش
رہے سسرال والوں کے سامنے'
مزاحیہ تقریر
گیت : خطوں کے جواب
از ڈاکٹر شمیم نکہت

رات

۸-۳۰ انجلی بوس : فیض اور
شکیل بدایونی کا کلام

۱۱-۳۰ سرفراز حسین خاں
خیال مالکونس

پنڈت سامتا پرساد
طبلے پر تین تال

۱۲-۳۰ پربھا بھارتی و ساتھی
قوالیاں

اتوار ۱۴ر ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت از نسیم مخموری

قوالی از رفیع ذکی تاجی اور ہمنوا
۶-۲۵ بشیر احمد: غلام ربانی تاباں اور سراج الدین ظفر کا کلام
شوبھا گلوادی: فراق اشفق اور مجروح سلطانپوری کا کلام
۷-۰۵ دنیش کمار: بانسری پر راگ بیراگی

رات

۸-۳۰ بشیر احمد: اختر شیرانی اور مومن خاں مومن کا کلام
۹-۳۰ گجر بن کا رسے: ہیرادیو مشرا
ٹھمری دلیس اور دادرہ
۱۱-۳۰ سندھیا مکھرجی: خیال بہاگ
دنیش کمار
بانسری پر راگ باگیشوری
۱۲-۳۰ رفیع ذکی تاجی و ساتھی
قوالیاں

پیر ۱۵ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
از پرستی چاولہ
قوالی: ریاض حسین صابری اور ساتھی
۶-۲۵ شہر صبا
امینہ برنی: جگر اور فانی کا کلام
مہندر پال: جاں نثار اختر مخدوم محی الدین اور سدرشن فاخر کا کلام
۹-۱۵ کشمیری لوک گیت

رات

۸-۳۰ امینہ برنی: داغ کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر: منیر احمد صوفی
۱۱-۳۰ آئیرن رائے چودھری
خیال ابھوگی
شری کرشن شرما: گٹار پر راگ شیام کلیان
۱۲-۰۵ ریاض حسین صابری و ساتھی
قوالیاں

شارٹ ویو
صبح ۰۰-۸ تک / ۱۵ ر ۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۷ ر ۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۷ ر ۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۷ ر ۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۱۱ سے رات تک ۱۵ ر ۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

میڈیم ویو
دہلی الف ۳ ر ۳۶۶ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۵ ر ۴۵۰ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج ۳ ر ۲۱۹ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۹ ر ۲۹۳ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

خبریں

دھلی الف

ہندی / انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸ اور رات ۰۵-۱۱۔ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو مع تبصرہ: رات ۱۲-۹
انگریزی: دوپہر ۰۰-۲ پنجابی: دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار: شام ۰۰-۵
روزگار سماچار: شام ۵۰-۷ پرادیشک سماچار: شام ۵۰-۷

دھلی بی

انگریزی: صبح ۰۱-۸، ۰۰-۱۰، دوپہر ۰۰-۱، سہ پہر ۰۰-۴، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور رات ۰۰-۱۱، پنجابی: صبح ۰۰-۸، شام ۰۰-۷، تجارتی (صرف بدھ) ۴۰-۷

پیر یکم ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ شام ۴۰-۵ اور رات ۰۰-۹
ایل۔ کے۔ پنڈت: گائن
۱۰-۲۵ سمترا گوہا: گائن
۱۱-۰۵ امرت حسین خاں: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ 'چار دیواری کے پار' ناٹک
سدھیندر کمار

رات

۱۰-۰۰ سنیل مکھرجی: سرود

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ دی۔ جی۔ جوگ: وائلن

دوپہر

۳-۳۰ مہادیو پرساد: بانسری

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
کلونت کور: گیت، بھجن

منگل ۲ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
پرکاش وڈھیرا: بانسری
۱۰-۳۰ کلارنٹ اور شہنائی: دوسازہ
۱۱-۰۵ عقیل احمد خاں: گائن

رات

۹-۳۰ 'ہیرا اور پتھر' ناٹک
از آر۔ کے۔ شرما
۱۰-۰۰ رما جوشی: ٹھمری۔ دادرا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ برکت علی خاں: گائن

دوپہر

۳-۳۰ عقیل احمد خاں: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
اوما گرگ: گیت، بھجن

بدھ ۳ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
میرا پی۔ دیش پانڈے: گائن
۱۰-۲۵ اور شام ۴۰-۵
گنگو بائی ہنگل: گائن
۱۱-۰۵ گوہر علی: وائلن

رات

۱۰-۰۰ راس بہاری دتہ: ستار

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ شیو کمار شرما: سنتور

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
سدرشن سنہا: گیت، بھجن

جمعرات ۴ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور ۱۰-۱۱
بلدیو راج ورما: گائن
۱۰-۲۵ پروین سلطانہ: گائن
۱۱-۰۵ بھگوان داس: سنتور
۱۱-۳۰ اور رات ۰۰-۹
بشیر احمد: ٹھمری۔ دادرا

رات

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ بھگوان داس: سنتور

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
راجندر کمار کاچرو: گیت اور غزلیں

جمعہ ۵ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
ڈی۔ آر۔ پاروتیکر
دتاتریہ وینا
۱۰-۳۵ اور شام ۴۰-۵
شیلندر کمار: بانسری۔

رات

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
۱۱-۱۰ پریما دیوی: ٹھمری، دادرا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ بڑے غلام علی خاں: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
رویندر گرو ور: بھجن اور غزلیں
۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین

ہفتہ ۶ ستمبر

دہلی الف

صبح

۷-۳۰ صبح کی چائے: از انل کپور
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
عبدالسمیع خاں: سرود
۱۰-۳۰ یونس حسین خاں: گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
کیلاش چند شرما: بانسری
۱۱-۳۰ مادھوری ونڈگے: گائن

رات

۹-۳۰ اسے سے کوبگے: گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ مادھوری ونڈگے: گائن

دوپہر

۲-۳۰ عبدالسمیع خاں: سرود

اتوار ۷ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
دیا شنکر اور ساتھی: شہنائی
۱۰-۰۰ سلوچنا برہسپتی: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گمشدہ کی تلاش: جھلکی
تحریر: پی۔ ایس نمیشن
۲-۳۰ بتیا ایک وچار کی: گراتی
ناٹک سے ماخوذ
از ونمدو گودھی

شام

۵-۳۵ کرناٹک سنگیت

صبح

۳-۳۰ دیا شنکر اور ساتھی: شہنائی

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
دویا ناتھ سیٹھ: بھجن

پیر ۸ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ مدصپ مدگلے: گائن
۱۰-۳۵ پنڈت منی رام جی: گائن
۱۱-۰۵ نریندر پال: کلارنٹ
۱۱-۳۰ بال کرشن ستاندھی: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ ہیرا اور پتھر: ناٹک
تحریر: آر۔ کے۔ شرما

شام

۵-۳۰ نریندر پال: کلارنٹ
۹-۰۰ منموہن سنگھ: طبلہ
۱۰-۰۰ شرن رانی: سرود

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ نکھل بنرجی: ستار

دوپہر

۳-۳۰ مدصپ مدگلے: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
انجلی بنرجی: غزلیں

منگل ۹ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
غلام صادق خاں: گائن
۱۰-۳۵ اجے چکرورتی: گائن
۱۱-۰۵ سعید خاں: ستار

رات

۹-۳۰ منتخب ناٹک: جیون سندھیا
گرچرن سنگھ کے پنجابی ناٹک
سے ماخوذ
۱۰-۰۰ ونیش کمار پربھاکر: وائلن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ وجے راگھو راؤ: بانسری

دوپہر

۳-۲ سعید خاں: ستار

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
چندر کانت گندھرو
بھجن، غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
ودی چیلنج آف ایجوکیشن،
انگریزی تقریر

بدھ ۱۰ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
چھوٹے خاں: سارنگی
۱۰-۳۵ سوہن سنگھ: گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
شانتی شرما: گائن

رات

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا: تحریک
آزادی پر خصوصی فیچر

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ لطافت حسین خاں: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
ایرا نگم: بھجن، غزلیں

جمعرات ۱۱ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
روما رانی بھٹاچاریہ: گائن
۱۱-۰۵ کنچن ورما: سرود

رات

۱۱-۱۰ کیشو۔ آر تیلنگا نوکر: گٹار

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ برج بھوشن کابرا: گٹار

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
ککو ماتھر: بھجن

جمعہ ۱۲ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
نرنجن پرساد: بانسری
۱۰-۳۰ ودھیا دھر ویاس: گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۴۰
شری کانت پاکرے: گائن

رات

۹-۳۰ تیرے نہیں کبھی نہیں: ناٹک
تحریر: ورشا داس
۱۱-۱۰ شترو گھن شکلا: ٹھمری اور دادرا

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ کشوری امونکر: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
اندرا تلنی سکھ: بھجن اور غزلیں

ہفتہ ۱۳ ستمبر

دہلی الف

صبح

۷-۳۰ صبح کی چائے از انل کپور
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
اجیت سنگھ: وچتر وینا
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
انوپم مہاجن: ستار
۱۱-۳۰ پاروتی برہمچاری: گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ فیاض احمد خاں اور نیاز احمد خاں
گائن

دوپہر

۳-۳۰ اجیت سنگھ: وچتر وینا

اتوار ۱۴ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
آئرن رائے چودھری: گائن
۱۰-۰۰ بلرام پاٹھک: ستار

دوپہر

۱۲-۱۵ میں میں۔ تو تو: جھلکی
تحریر: تاتا ڈھاکلکر
۲-۳۰ نہیں نہیں کبھی نہیں: ناٹک

(آگے ص ۴۸ پر)

میڈیم ویو: لکھنؤ "الف" اور "ج"
لکھنؤ "الف" ۲۹۰ء۱۴ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز
لکھنؤ "ج" ۲۳۳ء۲۷ میٹر ۱۲۸۷ کلو ہرٹز

شارٹ ویو: لکھنؤ "ب"
صبح ۷-۴۵ بجے تک ۹۳ء۲۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز
۸-۰۰ بجے کے بعد ۴۸ء۷۹ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۱ء۲۸ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز
شام اور رات ۹۳ء۲۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز

پیر یکم ستمبر

صبح

۷-۳۰ اندر دھنش: عظیم شاعر کالیداس کی تخلیق "میگھ دوتم" کا سلسلہ وار نشریہ

۹-۴ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
سریندر شنکر اوستھی: خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
سپریا بوس: غزل

منگل ۲ ستمبر

صبح

۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی تخلیق پدماوت کا سلسلہ وار نشریہ

۹-۱۵ دیوبرت چودھری: ستار

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۰
انیتا تلوار: گیت، بھجن

۱-۱۰ گیرہ لکشمی: "بڑی ڈیوڑھی کی شنو آپا": خاکہ
از صبیحہ انور

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اندر دھنش: قصہ حاتم طائی

۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
دھرم ناتھ مشرا
ہلکی کلاسیکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
وجے سنگھ: گیت، بھجن

۴-۴۵ آؤ بچو: ہمارے پلد روح زاجو بھاگیرتھ: فیچر
از کملیش کماری

شام

۷-۴۵ سنسکرت پروگرام
کا دیپا شو
ڈاکٹر دیوتا پرساد اوجھا

۱۰-۰۰ "نہیں رہتے من میں مشورے" ڈرامہ از تھمن سنگھ سرس
پیش کش: جے دیو شرما کمل

جمعرات ۴ ستمبر

صبح

۷-۳۰ مہاکوی کالیداس کی تخلیق ابھیگیان شکنتلم کا سلسلہ وار نشریہ

۸-۳۰ اردو پروگرام
خط کے لئے شکریہ

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
معبود حسین: کلارنٹ

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
لکشمی بائی راٹھور
گیت اور بھجن

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
گنگا دھر راؤ تیلنگ: خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
انوپ جہتہ: غزل

رات

۱۰-۱۰ گرلکشمی: "نئے جیون کی تلاش" تقریر

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۷-۳۰ لکھنؤ درشن
پیش کش: تصویر عابدی

۸-۳۰ اردو پروگرام: خواتین کیلئے

۹-۱۰ صادق علی خاں: وینا

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
وجے نریش: غزل

اتوار ۷ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اندر دھنش: گوسوامی تلسی داس کی تصنیف "وکرتاولی" کا سلسلہ وار نشریہ

۹-۱۵ شرن رانی: سرود

۹-۴۵ بال جگت: بال اپیوگی کہانی از آشا جین

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے: بدھو مزاحیہ خاکہ
از سریندر سہائے امر
پیش کش: جے دیو شرما کمل

۱-۲۵ کاریہ شیل مہیلاؤں کے لئے
کیا آپ ان دیو ساؤں میں کاریہ رت ہیں: چھوٹے ہوٹل
از جوگیندر سنگھ

۴-۳۰ استاد عبدالکریم خاں
کلاسیکی موسیقی

شام

۷-۴۵ سنسکرت کاریہ کرم: کاویہ پاٹھ
ڈاکٹر دیو شلا

۸-۱۵ احمد حسین، محمد حسین: غزل

۱۰-۳۰ منور علی خاں: خیال

پیر ۸ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اندر دھنش: مہاکوی کالیداس کی تصنیف "میگھ دوتم" کا سلسلہ وار نشریہ

۹-۱۵ دوپہر ۳۰-۴ اور رات ۱۰-۳۰
گنیش پرساد مشرا: خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
اوشا بخشی: گیت، بھجن

منگل ۹ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اندر دھنش: مہاکوی ملک محمد جائسی کی تخلیق پدماوت سے سلسلہ وار نشریہ

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین

۹-۱۵ کارتک کمار: ستار

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
ممتا سین: سگم سنگیت

۱-۱۰ گرہ لکشمی: "دو چتر دو رنگ کے": تقریر
از پرمیلا ترویدی

بدھ ۱۰ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اندر دھنش

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۴
جونو ڈے: خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
سروج پانڈے: غزل

شام

۴-۴۵ آؤ بچو: "نیکی کا بدلہ": ڈرامہ
از تارک ناتھ سرکار

۱۰-۰۰ اتیت بھوشیہ کے لئے "ریزیڈنسی": فیچر
از پرکاش سکینہ

۱۰-۳۰ اے کانن: خیال

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اندر دھنش: مہاکوی کالیداس کی تصنیف ابھیگیان شکنتلم کا سلسلہ وار نشریہ

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰ کیسری پرساد مشرا: سارنگی

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵ نرملا کماری: گیت، بھجن

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰ سیتا سرن سنگھ: خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵ شمبھو بھٹا چاریہ: گیت و بھجن

۱-۱۰ گرہ لکشمی: "بہو کا چناؤ" تحریر و پیشکش: شکنتلا ورما

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صبح

۷-۳۰ لکھنؤ درشن: پیش کش: تصویر عابدی

۸-۳۰ اردو پروگرام: شعری نشست

۹-۱۵ اے۔ بندو پادھیائے: اسراج

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵ ایم۔ ایل۔ نکرا: بھجن

اتوار ۱۴ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اندر دھنش: مہاکوی تلسی داس کی تصنیف 'کوتیاولی' کا سلسلہ وار نشریہ

۸-۳۰ اردو پروگرام: بچوں کے لئے

۹-۱۵ اور دوپہر ۴-۳۰ ودیا گہلوت: خیال

۹-۴۵ بال جگت: 'منوشیہ کے وکاس کی کہانی': فیچر از ڈاکٹر پرتیبھا بھاٹیہ

دوپہر

۱۲-۰۰ بسوراج راجگرو: گائن (آگے صفحہ ۳۵ پر)

۴۱۴،۳۱ میٹر ۹۵۴ کلوہرٹز

پیر یکم ستمبر

صبح

۷-۴۰ سردار پٹیل کے وچار

۷-۴۵ بھاگیرتھی دیوی: شیل سنگیت

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ رتن کمار سنہا: سرود

دوپہر

۲-۲۰ بھاگیرتھی دیوی: لوک گیت

رات

۹-۱۴ 'مہان ہندی سیوی ڈاکٹر کامل بلکے': تقریر از ڈاکٹر ہیرا لال وشو کرما

منگل ۲ ستمبر

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰ اودے رام و ساتھی: شیل سنگیت، لوک گیت

رات

۹-۲۰ 'شیکشک پرشاسن اور شکشا کا استر': از پشپا مالنی

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۷-۴۰ سوامی وویکانند کے وچار

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰ مایا کھنڈوڑی، مینا ڈبرال: شیل سنگیت، لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ 'مدھو گندھا': کہانی از شمبھو شرن تریپاٹھی

'ورتمان سماجک پریپیکشیہ میں ویدانت کی بھومیکا': تقریر از ڈاکٹر وجے کانت

جمعرات ۴ ستمبر

دوپہر

۱۲-۳۰ للت بھوٹانی: سگم سنگیت

۱۲-۴۵ 'چھوا چھوت اور ہمارا دائتو': تقریر از عابد الدین

۲-۲۰ پرتاپ سنگھ و ساتھی: لوک گیت

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۷-۴۰ ڈاکٹر رادھا کرشنن کے وچار

۷-۴۵ نریندر سنگھ نیگی: شیل سنگیت

شام

۵-۴۰ کتھا کنج: ڈاکٹر محمد یامین

۸-۱۵ شکشک دوس: 'نئی شکشا نیتی اور شکشکوں کا دائتو' از نظام الحق صدیقی

۹-۱۴ 'خودکشی': جھلکی تحریر: مدن موہن ہدایت: اشونی تیاگی

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۷-۴۰ قرآن شریف سے وچار

۷-۴۵ امر سنگھ و ساتھی: شیل سنگیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۲۰ رگھوویر سنگھ: لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ سوا ستھ چرچا

اتوار ۷ ستمبر

صبح

۷-۴۰ رگ وید سے پاٹھ

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰ بھانو رام سکوتی اور شانتی دیوی سکوتی: لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا جگت: 'یووا ورگ اور ہمارا دائتو': تقریر از ڈاکٹر ملا کمار

'درد کے آنسو': کہانی از منجو ٹانک

رات

۹-۳۰ 'وہیولی': گڑھوالی لوک کتھا پر مبنی ناٹک

پیر ۸ ستمبر

صبح

۷-۴۰ مریادا پرشوتم رام کے وچار

۷-۴۵ شیل بڈونی: شیل سنگیت

۸-۳۰ مقصود حسین خاں: شاستریہ سنگیت

دوپہر

۲-۲۰ شیل بڈونی: لوک گیت

منگل ۹ ستمبر

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰ رام سنگھ رانا: شیل سنگیت / لوک گیت

رات

۹-۳۰ ہندی تقریر

بدھ ۱۰ ستمبر

صبح

۷-۴۰ پنڈت گووند بلبھ پنت کے وچار

۷-۴۵ جگدیش پرساد ڈبرال: شیل سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ شمشاد قوال: قوالی

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۲-۲۰ ہیرا سنگھ رانا: لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لا کوشٹیال سگم سنگیت
۱۲-۴۵ 'آتی صدی کی پدچاپ،'
کمپیوٹر وگیان میں : ہندی تقریر
از اروند کمار جوشی

رات
۹-۱۶ بھارتیندو جینتی
'بھارتیندو جی کا ساہتیہ اور
سوتنتر تا آندولن'
از گیا پرساد شکل

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح
۷-۴۰ باپو کے وچار
۷-۴۵ پرشوتم دت پینولی
شیل سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ مہیلا جگت
'مہنگی چیزیں کیوں خریدیں'
از پربھا سکسینہ
کاویہ پاٹھ : انیتا ٹاٹک
۲-۲۰ پرشوتم پینولی : لوک گیت

شام
۵-۴۰ گرری راج شرن اگروال : کہانی
۹-۱۶ 'سنکلپ' : جھلکی
تحریر : سانکمیشکر

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صبح
۷-۴۰ پنڈت دین دیال اپادھیائے
کے وچار
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۲۰
نین سنگھ ٹھاکر : شیل سنگیت
لوک گیت
۸-۲۱ اظہر الدین و ساتھی : لوک گیت

اتوار ۱۴ ستمبر

صبح
۷-۴۰ مکند مالا سے پاٹھ
۷-۴۵ گوسائیں رام : شیل سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ مہیلا جگت
'سب سکھ دھری سمان ہیں
ہوں جیب زیادہ'
از برجیش آہلوالیہ

پشپا تاپ کے آنسو : کہانی
از کوشلیا ڈبرال
۲-۲۰ گوسائیں رام : لوک گیت

رات
۹-۱۶ 'ہندی بھاشی چھیتروں کے
ہندی ودوان'
از کنہیا لال پانڈے

پیر ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۴۰ حضرت علی کے وچار
۷-۴۵ رام رتن کالا : شیل سنگیت

دوپہر
۲-۲۰ رام رتن کالا : لوک گیت

رات
۹-۱۶ 'محرم اور حضرت امام حسین'
از اختر زیدی

بقیہ :- لکھنؤ

۱-۱۰ آج اتوار ہے : 'نیا سویرا'
خاکہ : از ورشا داس
پیش کش : کنول دت
۱-۲۵ کاریہ شیل مہیلاؤں کے لئے
مزاحیہ خاکہ : کاریہ شیل مہیلاؤں
کے جیون کی کسی ایک پکش پر از
نجمہ بانو حسن

رات
۸-۱۵ مدھو بالا چاؤلا : گیت
بھجن اور غزل
۱۰-۰۰ راجیندر ناتھ مشرا : سرود
۱۰-۳۰ بڑے غلام علی خاں : خیال

پیر ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۳۰ مہاکوی کالیداس کی تخلیق
"میگھ دوتم" کا سلسلہ وار
نشریہ
۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰
سبھاش مشرا : وائلن

رات
۹-۳۰ 'بڑے شہروں میں بڑھتا ہوا
پردوشن : سبب اور بچاؤ'
مباحثہ
۱۰-۳۰ بھگوان داس مشرا : سارنگی

۱۷۶-۳۳۶ میٹر ۸۹۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی / انگریزی : صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۱۰-۲ شام ۶-۰۵ اور رات ۸-۴۵
انگریزی : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰ اور رات ۹-۰۰
اردو : صبح ۸-۰۵ اور رات ۹-۱۵ سماچار پتر : صبح ۹-۰۰
ضلع کی چٹھی : صبح ۹-۰۵ پرادیشک : شام ۷-۲۰

پیر یکم ستمبر

صبح
۷-۵۰ منا ڈے : سگم سنگیت
۸-۲۱ سروج ماتھر و سکھیاں
لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰ استاد امیر خاں : گائن

شام
۶-۲۵ یوواوانی : کوی گوشٹھی
۸-۰۰ منہر : گیت

منگل ۲ ستمبر

صبح
۷-۳۰ استاد علاؤ الدین خاں : سرود
۸-۲۱ کرشن آریہ اور سکھیاں
لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰ معبود حسین : کلارینٹ وادن
۲-۲۰ مانک چند شرما و ساتھی : لوک گیت

شام
۶-۲۵ اندرد منش : پریکرما

بدھ ۳ ستمبر

صبح
۸-۲۱ گوپال بابو گوسوامی
کمایونی لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰ استاد عبد الوحید خاں : گائن
۲-۲۰ مدھو لاکیش : لوک گیت

شام
۸-۰۰ نتن مکیش : غزلیں

جمعرات ۴ ستمبر

صبح
۸-۲۱ اوشا اگروال ، انیتا ناتھ
۸-۳۰ خیابان : ادبی میگزین پروگرام
جگر مراد آبادی پر خصوصی پروگرام

دوپہر
۱-۴۰ پنڈت روی شنکر : ستار
۲-۲۰ ومل پنت : لوک گیت

رات
۸-۰۰ دلراج کور : غزلیں

جمعہ ۵ ستمبر

صبح
۷-۵۰ بیگم اختر : غزلیں
۸-۲۱ مادھوری شرما : لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام : آہنگ
کھیلوں کی دنیا : ایشائی کھیل
تاریخ کے آئینہ میں : تقریر
ایشائی کھیل اور بھارت : تقریر
کھیلوں کی جھلکیاں : ترتیب و
پیش کش : محمد شفیق

دوپہر
۱-۴۰ استاد بڑے غلام علی خاں : گائن

شام
۶-۲۵ یوواوانی : سنگیت ساگر
غیر فلمی گیتوں پر مبنی پروگرام
۸-۰۰ رونا لیلیٰ : گیت

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۷-۳۰ بھیم سین جوشی : گائن

۷-۵۰ سمن دیوگن : سُگم سنگیت

اتوار ۷ ستمبر

صبح

۸-۲۱ شاردا سکینہ : لوک گیت

دوپہر

۲-۲۰ وینا تیواری : کمایونی لوک گیت

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام : آہنگ
موضوعاتی شعری نشست
موضوع : ملاپ

پیر ۸ ستمبر

صبح

۷-۵۰ راؤ مکھرجی : غزلیں

دوپہر

۱-۴۰ ڈی۔ پی۔ بیدو سکر : گائن

منگل ۹ ستمبر

صبح

۷-۳۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری

دوپہر

۱-۴۰ استاد فیاض خاں : گائن

شام

۷-۰۵ قانونی مدد

بدھ ۱۰ ستمبر

دوپہر

۱-۴۰ وی۔ جی۔ جوگ : وائلن

رات

۸-۰۰ مہندر کپور : غزلیں

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح

۷-۲۵ ہیمنت کمار، سمن کلیان پور : گیت

دوپہر

۱-۴۰ پنڈت جسراج : گائن

رات

۸-۰۰ سی۔ ایچ۔ آتما : گیت

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح

۷-۳۰ پروین سلطانہ : گائن

۸-۲۱ گیتا پنت : لوک گیت

۸-۳۰ اردو پروگرام : آہنگ
مرادآباد پر ایک تقریر
از جناب نظام باطف
روہیلکھنڈ کی شخصیات
محترمہ قمر قدیر ارم
علامہ کیف مرادآبادی : تقریر

دوپہر

۱-۴۰ شوکمار شرما : سنتور

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صبح

۷-۳۰ بدھادتیہ مکھرجی : ستار

دوپہر

۲-۲۰ نرمل سادھنا دسکھیاں
لوک گیت

شام

۶-۲۵ یوواوانی : وگیان پتریکا
وگیان لوک : سرگم : لوک گیت
از سمن لتا آریہ

۷-۰۵ پریوار کلیان پر شنوتری

۸-۰۰ اسلم خاں : غزلیں

اتوار ۱۴ ستمبر

صبح

۸-۲۱ ششما جوشی : لوک گیت

دوپہر

۲-۲۰ سیر تھاپی ددیلے : لوک گیت

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام : آہنگ
مشترکہ تہذیب کی علامت
روہیلکھنڈ کی عمارتیں : تقریر
از ڈاکٹر ہمایوں قدیر

پیر ۱۵ ستمبر

صبح

۷-۰۵ چندن داس، انیلم ساہنی
گیت اور کورس

دوپہر

۱-۴۰ لکشمی شنکر : گائن

۲-۲۰ دنیسا کھا سانا : لوک گیت

شام

۶-۲۵ یوواوانی : ناٹک

۸-۰۰ آشا بھونسلے : سُگم سنگیت

میڈیم ویو ۳۳۰۰۰ میٹر ۹۰۹ کلوہرٹز

پیر یکم ستمبر

صبح

۶-۴۵ اور رات ۱۵-۸
رام ادھار اور ساتھی
لوک گیت

۲-۴۰ نارائن گنیش موبیجے : خیال
الہیہ بلاول

دوپہر

۲-۲۰ گرہ واٹیکا کے انو بھو
شیل شری پنت

۲-۳۰ رام ادھار اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۳۵ لوک گیتوں میں ناری ہردے
کی ابھویکتی : منورما رائے

۸-۰۵ کاوسدھا : ڈاکٹر بھارت سنگھ

۱۰-۳۰ جے۔ وی۔ ایس۔ راؤ : خیال
راگ مارو بہاگ

منگل ۲ ستمبر

صبح

۷-۵۰ ہری اوم شرن : بھجن

دوپہر

۲-۲۰ آج کی کھیتی کے لئے
از پرتاپ نارائن سنگھ

شام

۵-۳۵ جہیز کا دانو : ڈرامہ
کماری رینا اوجھا۔

۶-۱۰ پشوؤں کو کلنی سے بچائیں
تقریر : راجیش تواری

۸-۰۵ گنگا لہری کا وسشما : تقریر
کنور نریندر بہادر سنگھ

۹-۳۰ شعری نشست : شرکا
اقبال صدیقی، نسیم سامانی
علیم حسرت، قربان الفاروقی
غبار وارثی اور جوہر وارثی

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۷-۳۰ معبود حسین خاں : کلارنٹ
پرابھیر بھیرو

۸-۲۱ روشن علی : غزل

دوپہر

۱-۱۰ سامانیہ گھریلو ورکشاپ میں
ایوم بچے : مذاکرہ : شرکاء
ایس۔ پی۔ شریواستوا اور
مانک چند گپتا

۲-۲۰ ڈمریا گنج علاقہ کی کھیتی باڑی
از بی۔ این۔ ترپاٹھی

شام

۵-۳۵ کہانی : از راجندر یوسنگھ

۶-۱۰ نیبو کے باغ : کرشن دیال

۷-۱۰ روشن علی : غزل

۸-۰۵ گور کھپور جنپد میں آدا سیہ
یوجنائیں : رمیش چندر مشر

۱۰-۳۰ بدھادتیہ مکرجی : ستار پر
راگ باگیشوری

جمعرات ۴ ستمبر

صبح

۷-۳۰ استاد امیر خاں : خیال للت

دوپہر

۲-۲۰ پشوؤں میں جمنی روگ
بی۔ ایم۔ ترپاٹھی

شام

۵-۴۵ پرلادھ کا منو وگیان
سرو ج رائے
کشٹ روگ سے بچاؤ
رما شنکر دوبے

۹-۱۰ بکری کی پرجاتیاں۔ لال جی

۸-۰۵ دس دن دس باتیں : تقریر
بیر ج موہن سہائے

۱۰-۳۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۶-۴۵ سینو پرساد اور ساتھی لوک گیت
۸-۲۱ سونا چکرورتی : گیت
۸-۳۰ شہدائے کربلا : تقریر احمد رضا رضوی
کلام شاعر : فضا ابن فیضی
جوگیندر پال کے افسانے میں
خود کلامی : احمد بخش

شام

۶-۰۰ ساماجک وانیکی : سریندر بہادر سنگھ
۷-۱۰ سونا چکرورتی : گیت
۸-۰۵ وشو کے وارشنک پری پریکش میں مارکنڈے دیویدی
۱۰-۳۰ کرشن راؤ شنکر پنڈت خیال پوریا کلیان

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
علاؤ الدین احمد لوک گیت
۷-۴۰ پروین سلطانہ : خیال توڑی

دوپہر

۲-۲۰ توریا کی فصل : آگے ویئے از اوم پرکاش رائے

شام

۵-۳۵ ڈیزل کیا ہے ؟ : تقریر از جئے پرکاش
۶-۱۰ ارورکوں کے بارے میں آتم نربھرتا : ہریندر کمار سنگھ
۸-۰۵ آکاش وانی کے چار دشنک تقریر : گوبند پرساد شریواستو

اتوار ۷ ستمبر

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
جئے نارائن شرما اور ساتھی لوک گیت
۷-۴۰ اروند گیندر گوگرا سور منڈل
۸-۲۱ منعلیش تواری : گیت

دوپہر

۲-۲۰ کھیتی میں کرشکوں کا پرشکشن تقریر : بلرام شریواستو

شام

۵-۳۵ کاویہ پاٹھ : شنکر بہادر شاد برجانند شکل اور سدھیر کمار اپادھیائے۔
۶-۱۰ کرشی گیان کیندر اعظم گڑھ کے کاریہ کلپ تقریر از ہنس راج سنگھ

پیر ۸ ستمبر

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۲-۳۰
پھول چند اور ساتھی : لوک گیت
۷-۴۰ اور رات ۱۰-۳۰
سدیپ کمار مِتر : گیٹار

دوپہر

۲-۲۰ کھیتی کے وکاس میں سہکار سمتیاں : تقریر : لکشمی نارائن

شام

۵-۳۵ ککڑی اور سمتر لکے جرتیہ شکشا تقریر : رام بچن شرما
۶-۱۰ سنگھاڑا کی کھیتی : تقریر از وریندر سنگھ
۸-۰۵ کاوسدھا : شانتا نند

منگل ۹ ستمبر

صبح

۶-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
شیام سندر لوک گیت
۷-۵۰ نرملا اروڑ : بھجن
۸-۲۱ راجیندر پردیسی : گیت

دوپہر

۲-۲۰ اس سیزن کسان کھیتی میں کیا کریں دینا ناتھ پرساد

شام

۵-۳۵ کاویہ پاٹھ : رام جگیند سنگھ اور ساما لیا سوریہ
۶-۱۰ باغبانی سے متعلق تقریر جی۔ ایس۔ تواری
۷-۱۰ راجیندر پردیسی : بھجن
۸-۰۵ ہماری نئی شکشا نیتی ڈاکٹر بی۔ ڈی۔ گپتا
۹-۳۰ میدان کربلا میں شہدائے حسین ضیاء الدین اصلاحی
نوحہ : منے میاں اختر
خواجہ احمد عباس : شخصیت
از غلام حسین

بدھ ۱۰ ستمبر

صبح

۶-۴۵ اور رات ۸-۱۵
رام بیج نشاد لوک گیت
۷-۴۰ مانک ورما : خیال راگ بھٹیار
۸-۳۰ یونانی طب کی آج بھی ضرورت ہے : مباحثہ : شرکاء حکیم شکیل سامانی ظل الرحمٰن ایوب علی، حکیم ارشاد اور عبد السلام صدیقی

دوپہر

۱-۱۰ ماں شِشو کا سواستھ ایوم بچوں کے جنم میں انتر : مذاکرہ
۲-۲۰ اودھان ہیتو سم سامانک گیانک تقریر از کرشن کمار لال
۲-۳۰ رام بیج نشاد لوک گیت

شام

۵-۳۵ نیا سے چلا بردھن سے ملنے تقریر از پرسود کمار چترجی
۸-۰۵ قانون کے دائرے : ملاوٹ ادھینیم : تقریر از انیل کمار پانڈے

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح

۶-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
عاشق علی اور ساتھی : لوک گیت
۷-۴۰ نیاز احمد ایاز احمد : خیال

دوپہر

۲-۲۰ کھیتی کا وکاس : پوروانچل میں ہرکا دت یادو

شام

۵-۳۵ بالک سے نردگی : تقریر از راجندر مرتی ترپاٹھی
۶-۱۰ گورکھپور منڈل میں ریشم کی تنصال : جی۔ پی۔ چترویدی
۸-۰۵ بھارتیندو ہریش چندر : تقریر از ستیہ نارائن ترپاٹھی
۸-۱۵ عاشق علی خان : سر ود وادن

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح

۶-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
بچن رام اور ساتھی : لوک گیت۔
۸-۳۰ حضرت قاسم کی شہادت ایس ایم۔ موسوی

دوپہر

۲-۲۰ کرشی نیتروں کی جانکاری جی۔ پی۔ شریواستو

شام

۱۰-۳۰ روشن آرا بیگم : خیال راگ شدھ کلیان

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صبح

۶-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
شروَن کمار اور ساتھی : لوک گیت
۷-۴۰ جیتندر ابھیشکی : خیال راگ توڑی

دوپہر

۲-۲۰ کھیتی کی تیاری۔ ربی کا باری بکیب اللہ

شام

۵-۳۵ رسائن شاستر کے تتو : تقریر از ٹی۔ این۔ سنہا
۶-۱۰ بستی میں انکھو کی سینچائی تقریر از آر۔ ڈی سنگھ
۸-۰۵ چھوٹا پریوار سکھی سنسار تقریر : پشپا پانڈے

اتوار ۱۴ ستمبر

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
شیو پوجن اور ساتھی لوک گیت
۷-۴۰ استاد علاء الدین خان : سرود پر راگ گومتی بھیروی

دوپہر

۲-۲۰ [illegible] تقریر [illegible]

شام

۵-۳۵ ان سب کا سورج : تقریر برج موہن پانڈے
۶-۱۰ بالوگیس منتر : بلرام پرشاد شریواستو

پیر ۱۵ ستمبر

صبح

۶-۴۵ دوپہر ۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
بچن لال اور ساتھی : لوک گیت

۷-۴۰ اور رات ۱۰-۳۰
موہن لال مشر؛ سارنگی

شام

۵-۴۵ بلیا جنپد میں پریوار نیوجن وارتا کار: ایس۔ ایس۔ رائے

۶-۱۰ اناج بھنڈاران کی سمیا و سادھان: رام ولاس سنگھ

۸-۰۵ گاؤ سدھا؛ سریندر گالے

بقیہ:- دہلی

تحریر: ورشا داس

رات

۹-۳ سنگیت پتریکا
دہلی ب

دوپہر

۳-۳۰ آتیرن رائے چودھری؛ گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
ہرمیت کور؛ گیت، بھجن

پیر ۸ ستمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ شام ۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
کلیان مکھرجی: سرود

۱۰-۳۵ کشوری امونکر؛ گائن

۱۱-۰۵ پنا لال چورسیا: وائلن

۱۱-۳۰ سرجو کالیکر: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ جیون سندھیا: پنجابی ناٹک سے ماخوذ

رات

۱۰-۰۰ مادھوری مٹو: گائن
دہلی ب

صبح

۷-۳۲ جیتندر ابھیشکی: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
ایراوتی پھیرا بھجن؛ گیت

میڈیم ویو: ۲۶؍۳۸۷ میٹر ۷۷۴ کلو ہرٹز
شارٹ ویو: صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۵-۳۰ کے بعد رات تک ۹؍۳۲۰ میٹر ۳۲۲۳ کلو ہرٹز
صبح ۷-۴۵ کے بعد دوپہر ۴-۴۵ تک اور شام ۵-۰۰ کے بعد
۸۳؍۴۹ میٹر ۶۰۲۰ کلو ہرٹز

پیر یکم ستمبر

صبح

۷-۱۰ اور رات ۹-۴۵
کلاسیکی موسیقی

۸-۲۱ کویتا پاٹھ

۸-۲۵ شبد

رات

۹-۱۶ جھلکی

منگل ۲ ستمبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

۹-۱۶ راگ چھایا

دوپہر

۲-۴۰ ایک کلاکار

شام

۵-۰۵ بھگتی سنگیت

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۱۶ ہندی تقریر

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

۸-۲۱ ہمیں لکھئے

دوپہر

۲-۴۰ سب رنگ

رات

۸-۰۵ دھارا رے گیت

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۱۶ گھر آنگن

۱۰-۰۰ آپ کے آنور دھر پر

جمعرات ۴ ستمبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۲۱ ریڈیو ڈائری

۸-۲۵ پنجابی گیت

۹-۱۵ مسکان

رات

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۱۶ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

۸-۲۵ اور رات ۸-۳۰
سگم سنگیت

۹-۱۵ محفل

دوپہر

۲-۴۰ مہلا سملین

رات

۹-۱۶ ہندی تقریر

۹-۳۰ ہندی ڈرامہ

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۲۱ امر بھارتی

۹-۱۵ تھرکن

دوپہر

۲-۴۰ سب رنگ

شام

۶-۲۵ ست رنگی پروگرام

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۱۶ ہم رنگ؛ ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۷ ستمبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۳۵ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ یووا وانی

دوپہر

۱۲-۳۰ بال گوپال

۳-۰۰ ونیتا منڈل

شام

۷-۰۵ پریوار کلیان

۸-۰۵ دھارا رے گیت

۹-۱۶ جگیاسا؛ ہندی تقریر

۹-۳۰ گیت پہاڑا رے؛ فرمائشی پہاڑی گیت

پیر ۸ ستمبر

صبح

۷-۱۰ اور رات ۱۰-۰۰
کلاسیکی موسیقی

۸-۲۱ اردو کویتا پاٹھ

دوپہر

۲-۴۰ مہلا سملین

شام

۷-۰۵ کھلا آکاش

۸-۰۵ دھارا رے گیت

۹-۱۶ شکشا سنسار

۹-۴۵ ہلکی کلاسیکی موسیقی

منگل ۹ ستمبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۳۵ اور رات ۸-۳۰
سگم سنگیت

دوپہر

۲-۴۰ ایک کلاکار

رات

۹-۱۶ ہم ترنگی: ہندی تقریر

بدھ ۱۰ ستمبر

صبح

۸-۲۱ ہمیں لکھئے

۸-۲۵ سیاحوں کے لئے

دوپہر

۲-۴۰ سب رنگ

شام

۷-۰۵ کھلا آکاش

۹-۱۶ گھر آنگن

۱۰-۰۰ آپ کے آنور ودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر

۸-۳۵ پنجابی گیت

۹-۱۵ مسکان

دوپہر

۲-۴۰ ایک کلاکار

رات

۸-۰۵ اور ۱۰-۰۰
دھارا رے گیت

۹-۱۶ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح

۸-۲۱ ہمیں لکھیئے

۸-۳۵ اور رات ۸-۳۰
سُگم سنگیت

۹-۱۵ محفل

دوپہر

۲-۴۰ مہلا سملین

رات

۹-۱۶ ہندی تقریر

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۲۱ امر بھارتی

۹-۱۵ تھرکن

رات

۸-۰۵ دھارا رے گیت

۹-۱۶ ہم درشن: علاقائی ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۱۴ ستمبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۹-۴۵ دگیان اور جیون

(آگے ص ۴۰ پر)

جالندھر: میڈیم ویو: ۴۲۷.۳ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲۲۲.۲ میٹر ۱۳۵۰ کلو ہرٹز
۳۴۳.۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز

چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۲۰۹.۶ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵

پنجابی: صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰، ۱۱-۰۰

اردو: صبح ۸-۰۵ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ)

روزگار سماچار: شام ۷-۴۰

پیر یکم ستمبر

صبح

۴-۳۰ اور شام ۵-۰۰
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے (روزانہ)

۶-۴۵ مانس گان (روزانہ)

۷-۱۵ انتی دی راہ تے

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
غلام مصطفیٰ خاں: خیال

دوپہر

۱۲-۰۵ تہاڈی پسند: پنجابی گیتوں کی فرمائش

۲-۳۰ سوندر سنگھ پردیسی
لوک گیت

۴-۴۰ بالواڑی: دیہاتی بچوں کے لئے پروگرام

رات

۹-۳۰ پل دو پل: ڈوستووسکی کے ناول "وہائٹ نائٹس" پر مبنی ڈرامہ از نریندر شرما

نوراں: لوک گیت

منگل ۲ ستمبر

صبح

۷-۳۰ مٹی دی مہک: سماجی رسوم رواجوں اور لوک گیتوں پر
مبنی سنگیت روپک

۹-۱۰ وسنت راؤ دیشپانڈے
خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ ترنجن: دیہاتی مستورات کے لئے پروگرام

۲-۳۰ امریک سنگھ غازی ننگل
لوک گیت

۴-۴۵ نریندر بیبا: لوک گیت

رات

۸-۱۵ کادے دھارا: پنجابی میں نظم خوانی

۹-۳۰ کھیڈ سنسار

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی امرجیت سنگھ راگی و ساتھی
شبد

۸-۵۰ پرتی بالا: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ہرویندر کمار شرما: ستار

دوپہر

۲-۳۰ شمشیر سنگھ لوک گیت

شام

۴-۳۰ پھلجھڑی: چھوٹے بچوں کیلئے

۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

جمعرات ۴ ستمبر

صبح

۷-۱۵ جی آئیاں نوں

۷-۴۵ اجیت کور: بھجن اور شبد

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
موہن ملسیانی: خیال

دوپہر

۲-۳۰ راجندر سنگھ اور ساتھی
لوک گیت

شام

۴-۴۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری
لوک گیت

۸-۰۰ سرجنا: پنجابی میں ادبی پروگرام

۹-۳۰ علاقائی گیتوں کا نیشنل پروگرام
مینز ورم اور میگھالیہ کے گیت

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۷-۱۵ اجل یا داں

۷-۳۰ دلجیت سنگھ: بھجن

۸-۲۰ اور شام ۷-۴۵
پرتی بالا: گیت

۸-۵۰ اور رات ۱۰-۱۵
رنجنا: لوک گیت

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
راجن و نایک: کلکرنی

دوپہر

۱۲-۴۵ جیون جاچ

۲-۳۰ پرتھو سنگھ: لوک گیت

شام

۴-۴۵ بھگونت سنگھ پیاسا
لوک گیت

۹-۳۰ پریرنا: ہندی ڈرامہ
منوہر بھاٹیہ

۱۰-۰۰ اوم پرکاش: کلارنٹ

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۷-۴۵ محمد تقی قوال اور ساتھی: کافی

۸-۲۰ اور رات ۸-۱۰
گوردیپ سنگھ ساجن: گیت

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
سی۔ایل۔ بھلہ: خیال

دوپہر
۱۲-۱۵ کمل رانی : غزلیں
۲-۳۰ پرادیشک سنگیت
شام
۴-۴۵ جوگا سنگھ جوگی اور ساتھی
شبد
۷-۴۵ بھے۔ ایل شود : جلترنگ
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام
اے کے کوبھے : گائن

اتوار ۷ ستمبر

صبح
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۱۵ پنگھڑیاں : میگزین پروگرام
۹-۱۵ بال جگت : بچوں کے لئے
۱۰-۰۰ چانن ریشماں : زراعتی
میگزین پروگرام
۱۰-۳۰ تہاڈی فرمائش
دوپہر
۱۲-۲۰ سنتوہن کور : لوک گیت
۲-۳۰ کشمیر سنگھ شمبھو : لوک گیت
شام
۴-۴۵ مولا سنگھ ڈھاڈی اور ساتھی
واراں
۸-۱۵ پٹاری
۱۰-۳۰ ڈی۔ وی۔ پلسکر : خیال

پیر ۸ ستمبر

صبح
۷-۱۵ انتی دی راہ تے
۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
بدھ دیتیہ مکرجی : ستار
دوپہر
۱۲-۰۵ تہاڈی پسند
پنجابی گیتوں کی فرمائش
۱۲-۴۵ جیون جاچ : خاندانی بہبود
کا پروگرام
۲-۳۰ مختار سنگھ ادلی والا لوک گیت
شام
۴-۳۰ بالواڑی : دیہاتی بچوں کے لئے
۹-۳۰ لوہوط ہنیرا : پنجابی میں ڈرامہ
از ڈاکٹر گوردیال سنگھ پھل

منگل ۹ ستمبر

صبح
۷-۳۰ ساڈا دیش ساڈی سبھیتا
۹-۱۰ بھیم سین جوشی : خیال
دوپہر
۱۲-۳۰ ترنجن : دیہاتی مستورات کیلئے
۲-۳۰ سوداگر رام اور ساتھی
لوک گیت
شام
۴-۴۵ وجے کمار باجی پوری : لوک گیت
۸-۱۵ کاوید دھارا : ہندی میں
نظم خوانی
۹-۳۰ پنجابی میں مذاکرہ
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۰ ستمبر

صبح
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۳۰ بلبیر سنگھ اور ساتھی : شبد
۸-۵۰ سریندر کور : لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
راوندسنگھ : بانسری
دوپہر
۲-۳۰ کرتار چند جوگی : لوک گیت
۴-۳۰ پھلجھڑی : بچوں کے لئے
رات
۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح
۷-۱۵ پنڈ دی نہار
۸-۲۰ اور رات ۵۰-۷
یش پال : خیال
دوپہر
۲-۳۰ جگت سنگھ جگا : لوک گیت
شام
۴-۴۵ ملکھی رام : لوک گیت
۸-۰۰ تخلیق : اردو میں ادبی پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر
۱۰-۱۵ کلدیپ مانک : لوک گیت

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح
۷-۱۵ ابھل یاداں :
۷-۴۵ گیان وگیان
۸-۲۰ یش پال شرما : ستار
۸-۵۰ سورن باوا : لوک گیت
۹-۰۵ اور شام ۳۰-۴
یوگیش شرما : ستار
دوپہر
۱۲-۳۰ طفیل نیازی اور جاوید طفیل
لوک گیت
۲-۳۰ نرمل سنگھ : لوک گیت
شام
۴-۴۵ رام لال : لوک گیت
۹-۳۰ ملبہ : ہندی ڈرامہ
از گوربچن سنگھ
۱۰-۳۰ بھیم سین شرما : خیال

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صبح
۹-۰۵ اور شام ۳۰-۴
سلوچنا برہسپتی : خیال
دوپہر
۲-۳۰ پرادیشک سنگیت
شام
۴-۴۵ سوداگر ل کومل اور ساتھی
بھیٹاں
۷-۴۵ سلوچنا چوہان : خیال
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام
ڈی۔ آر۔ سبھرامنیم : گائن

اتوار ۱۴ ستمبر

صبح
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۱۵ پنگھڑیاں : میگزین پروگرام
۹-۱۵ بال جگت : بچوں کے لئے
۱۰-۰۰ چانن ریشماں : زراعتی پروگرام
۱۰-۳۰ تہاڈی فرمائش
دوپہر
۱۲-۲۰ جگجیت سنگھ زیروی
لوک گیت
۱۲-۳۰ ناری سنسار : مستورات کے
لئے پروگرام
۲-۳۰ غمدور سنگھ رمن اور ساتھی
لوک گیت
رات
۸-۱۵ گیت ساڈے پسند تہاڈی
۱۰-۳۰ استاد امیر خاں : خیال

پیر ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۱۵ انتی دی راہ تے
۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
این راجم : وائلن
دوپہر
۱۲-۰۵ تہاڈی پسند : پنجابی گیتوں
کی فرمائش
۲-۳۰ گوردیپ سنگھ : لوک گیت
شام
۴-۳۰ بالواڑی : دیہاتی بچوں کے لئے
پروگرام
۹-۳۰ ضمیر : پنجابی ڈرامہ
از سریندر سنگھ
۱۰-۱۵ جاگیر سنگھ طالب : لوک گیت

بقیہ :- شملہ

۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۱-۳۰ آپ کے جھلکے آپ کے گیت
دوپہر
۳-۰۰ ونیتا منڈل
شام
۷-۰۵ پریوار کلیان
۸-۳۰ آپ کا پتر ملا
۹-۱۶ ہندی تقریر
۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے

پیر ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۵ شبد
دوپہر
۲-۴۰ مہلا سملین
رات
۸-۰۵ دھارا رے گیت
۹-۱۶ انگریزی تقریر
۹-۲۵ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۱۰-۰۰ آ تیت

میڈیم ویو (الف) ۴۸۳٫۲۱ میٹر / ۶۲۱ کلو ہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۱۸۷٫۲۲ میٹر / ۱۶۰۲ کلو ہرٹز

[illegible]

علاقائی : صبح ۳۰-۸ (راجی سے پہلے) دوپہر ۱۰-۱-۳، شام ۳۰-۷

اردو پروگرام

صبح ۴۰-۸ سے ۴۵-۸ کے درمیان

پیر یکم ستمبر

صبح

۴۵-۶ 'بہار راجیہ کا الیکٹرانک ادیوگ'
تقریر از پی. آر. رائے

۰۵-۷ وِدّیا دھر ویاس
شاستریہ سنگیت

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
پرمیلا چودھری: سگم سنگیت

رات

۰۰-۱۰ کرشن رام چودھری؛ شہنائی

منگل ۲ ستمبر

صبح

۰۵-۷ بنگالی راوت : خیال
کپل دیو سنگھ: طبلہ سنگت

رات

۳۰-۹ 'حاشیے پر' : ناٹک
تحریر : وندو سنہا

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۰۵-۷ اور رات ۳۰-۱۰
پیر بخش : شہنائی
دتاتریہ کالے : طبلہ سنگت

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
شوبھا رانی : سگم سنگیت

رات

۳۰-۹ 'آزادی کے دیوانے یہ سوتنترتا سینانی'؛ خصوصی فیچر

جمعرات ۴ ستمبر

صبح

۰۵-۷ اور رات ۳۰-۱۰
بسو راج راجگرو: خیال

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
ہمانشو کمار کالے: سگم سنگیت

شام

۰۵-۸ 'گرام ادیوگ - ورتمان اور بھوشیہ'؛ تقریر
از راجندر شرما

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۰۵-۷ اور رات ۳۰-۱۰
ماٹھو مشر: سارنگی
سیتہ بھون پاٹھک: طبلہ پر سنگت

۲۱-۸ انوپ جلوٹا : سگم سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ اجے کمار سنہا: گیٹار وادن

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۰۵-۷ پربھا بھادوڑی : خیال
رام کنور پانڈے
طبلہ سنگت

اتوار ۷ ستمبر

صبح

۰۵-۷ اور رات ۳۰-۱۰
این. راجم ، وائلن

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
برہم دیو نارائن سنگھ
سگم سنگیت

دوپہر

۰۰-۱۲ 'یہودی کی لڑکی'
آغا حشر کے اسٹیج ناٹک پر مبنی

شام

۴۵-۷ 'مکان کی کھوج'؛ مزاحیہ جھلکی
تحریر: ہری نند شاستری

پیر ۸ ستمبر

صبح

۴۵-۶ 'ادیوگک منوو گیان'؛ تقریر
از کے. کے. جھوار

۰۵-۷ نیلما لاہڑی : خیال

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
بملا کماری: سگم سنگیت

رات

۰۰-۱۰ کرشن کمار مکرجی : ستار
بلرام داس مشر: طبلہ

منگل ۹ ستمبر

صبح

۰۵-۷ شری کانت باکرے : خیال

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
جیتن رام: سگم سنگیت

بدھ ۱۰ ستمبر

صبح

۰۵-۷ ندوجی کشمیری : بانسری
گوکل پرساد مشر : طبلہ

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
شانتی جین: سگم سنگیت

رات

۰۰-۱۰ رما پتی پاٹھک : خیال
گوکل پرساد مشر: طبلہ

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح

۰۵-۷ اور رات ۳۰-۱۰
چندر شیکھر خاں : خیال

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
کلیان رائے: سگم سنگیت

شام

۰۵-۸ 'بہار راجیہ کا پریٹن ادیوگ'
تقریر از این. پی. این. سنہا

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح

۰۵-۷ اور رات ۳۰-۱۰
شیام داس مشر : خیال

۲۱-۸ سیما شرما: سگم سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ 'ایڈس'، بات چیت
شرکا: جناردن پرساد سنہا اور اکھلا نند سنگھ

رات

۳۰-۹ 'سوکھے ہوئے پھول'؛ ناٹک
تحریر: روبن شاپشپ

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صبح

۰۵-۷ معین الدین خاں: سارنگی

اتوار ۱۴ ستمبر

صبح

۰۵-۷ اور رات ۳۰-۱۰
سنگھو بندھو : گائن

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
رما سین، سگم سنگیت

دوپہر

۰۰-۱۲ 'بند دروازہ'، ناٹک
امرتا پریتم کی کہانی کا ریڈیو عکس

شام

۴۵-۷ 'آج چھٹی ہے'؛ مزاحیہ جھلکی
تحریر : انجنی کمار

پیر ۱۵ ستمبر

صبح

۴۵-۶ 'لگھو ادیوگوں کو بینکوں کا پروتساہن'؛ تقریر
از ارجن بھابھا

۰۵-۷ رام چتر ملک: دھرپد

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
شرمشٹھا چٹرجی
سگم سنگیت

رات

۰۰-۱۰ رام چتر ملک؛ دھمار اور ٹھمری

اورنگ آباد ـــــ ۲ر ۱۹۷ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلو ہرٹز
پربھنی ـــــ ۰ر ۲۲۹ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی خبریں : صبح ۶-۰۰، ۷-۵۹، دوپہر ۱-۰۵، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
مراٹھی : صبح ۶-۵۰، ۸-۳۰، دوپہر ۱-۳۰، شام ۷-۰۰، رات ۸-۰۵
انگریزی : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، رات ۸-۰۰ (اسپورٹ) ۹-۰۰، ۱۱-۰۰
اردو : دوپہر ۱-۰۵، رات ۹-۱۶ سنسکرت : شام ۶-۱۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم اور تسبھنائی
۶-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۶-۱۰ امرت دھارا
۶-۱۵ سورانجلی
۶-۴۵ پروگرام کا خلاصہ
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام

شام

۵-۳۰ یووادانی (مراٹھی میں نوجوانوں کے لئے پروگرام)
۶-۳۰ دیہاتیوں کے لئے پروگرام
۷-۱۰ روزگار سماچار
۷-۱۵ بازار بھاؤ، گیان جیوتی
صرف اتوار
۸-۳۰ مدھوگندھ، سنسد سماچار

پیر یکم ستمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
میرے تجربات : تقریر
از میر ہاشم
کلام شاعر از نورالباسط

شام

۵-۳۰ یووادانی : دوستو نمسکار
(خطوں کے جواب)
یوواسور : گیتار وادن

منگل ۲ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
یادِ رفتگاں : آتش کی حیات
اور ادبی کارنامے : فیچر
تحریر : شیر نواز
پیش کش : انوار احمد خاں

دوپہر

۱۲-۱۵ بھیگنی منڈل : مکتا نگن
سیریل فیچر
دواپر کا شالہ نیوت جلالی
کستوربا گاندھی
تقریر از محترمہ راجور کرکر با
اہلیا بائی ہولکر : تقریر
از وسنت کمبھوجکر

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
گھریلو موضوعی خاکہ : باتوں باتوں میں
تحریر : ڈاکٹر آفاق خاں
۸-۴۰ اوشا تلک : سگم سنگیت

شام

۵-۳۰ اہلیا بائی ہولکر : فیچر

جمعرات ۴ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
نئے چراغ : نوجوانوں کے لئے
ورائٹی پروگرام
پیش کش : خالد سیف الدین

دوپہر

۱-۱۰ تارا بھوسلے اور ساتھی
سگم سنگیت

شام

۵-۳۰ گلنڈی : فیچر
ساہتیہ تیل پرکاش کرنیں
تقریر از کے۔ پی۔ کھاڈیلکر

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
اساتذہ نئے سماج کے معمار ہیں۔
تقریر از نورجہاں عزیز
آپ اور ہم : سامعین کے خطوط
کے جواب : نورالحسین

شام

۵-۳۰ شکشن دن : فیچر
۹-۳۰ عورت : ڈرامہ
تحریر : پروفیسر دتا بھگت
پیش کش : وجے کمار رندیوے

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
سائنس کی دنیا : کانچ کیسے
بنتی ہے : تقریر
از ڈاکٹر مسعود فاروقی
نیرنگِ خیال : ہلکی پھلکی گفتگو
از مجید جمال

اتوار ۷ ستمبر

صبح

۷-۰۰ جیرو کر : گھریلو موضوعی خاکہ
تحریر از سدھیر گوانے
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
کھلتی کلیاں : بچوں کے لئے
پروگرام : پیش کش
از سمیع الدین اطہر
۹-۰۵ بال سبھا : ملاہو و دیا سماج
سیوک : تقریر
از آشاتائی داگماسے
۹-۴۰ ہندی پروگرام
مراٹھی سنت کوتیوں کی ہندی
رچنائیں : امرت رائے : تقریر
از سوریہ نرائن رسبھانے
آنسو بن گئے جو چنگاری
رضیہ سلطانہ
تقریر از ڈاکٹر ساوضا

شام

۷-۱۵ لوک جاگر : تقریر از ایم۔ ای۔ بلدے

پیر ۸ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
کھیلوں کی دنیا : بال بیڈ مینٹن
کی روایت : تقریر بیز ریاست علی

شام

۵-۳۰ دوستو نمسکار : سامعین کے
خطوط کے جواب

منگل ۹ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
کہانی : حمید سہروردی
کلام شاعر : فکری بدایونی

دوپہر

۱۲-۱۵ بھیگنی منڈل : مکتاں گنی
سیریل فیچر
سوا یاک گھراتیل جباب داری
استری یا پنچی کا : مباحثہ

بدھ ۱۰ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
گھریلو موضوعی خاکہ : باتوں
باتوں میں
تحریر : ڈاکٹر آفاق خاں
۸-۴۰ فادر گون سالوی اور ساتھی
سگم سنگیت

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
نئے چراغ : نوجوانوں کے
لئے پروگرام
" جینیز ایک ناسور نئی نسل کے

لئے" : مذاکرہ : شرکاء:
نثار احمد خاں، آسیہ انصاری
محمد نصرت فاروقی

دوپہر
۱-۱۰ مادھوری اوک: سگم سنگیت

شام
۵-۳۰ تقریر
۸-۱۵ لوک جاگر: نوازمانہ
سیریل فیچر از بھگوان سوائی

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
آپ اور ہم: سامعین کے
خطوط کے جواب
از نور الحسین

شام
۵-۳۰ ننھا ننھا چیہ لال کرتا
مجاہد آزادی سے ملاقات
۹-۳۰ سویا ریک: ڈرامہ
تحریر: مدھوکر بروانے
پیش کش: سواتی موڑے

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اردو پروگرام: سب رنگ
کتابوں کی باتیں
از ڈاکٹر معین شاکر
حضرت امام حسین کی حق پسندی
تقریر از شیخ غلام عباس عامل

دوپہر
۱۲-۳۰ رنگ محفل: غزل
بے مثری راؤ دیو

شام
۵-۳۰ کرانتی کار کنیا چہ کتھا: فیچر
مجاہد آزادی: ویرساورکر

اتوار ۱۴ ستمبر

صبح
۷-۰۰ جھروکہ: تحریر: اسد میر گوانکے
۷-۳۰ سب رنگ: بزم خواتین
جہیز کی رسم عورت کی توہین ہے
فیچر: شرکاء: ممتاز رضوی
نجمہ انیسا بیگم
۹-۰۵ بال سبھا: اکھاتی نشودھن

مکالمہ
۹-۳۰ ہندی پروگرام: یہ تم کیا کر رہے ہو؟
تقریر از پی۔ این۔ کا بیلے

شام
۷-۱۵ لوک جاگر: ایوڑسے ساجے انرتھ
اودھیڑنے کیلے۔ ریت رواج
تقریر از وسنت ڈون گاؤں کر

پیر ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
حضرت امام حسین کا صبر و تحمل
تقریر از مہدی عباس رضوی
سوز و سلام از سجادی بیگم

بمبئی "الف" ۲۸۷.۳ میڈیم ویو ۱۰۴۴ کلوہرٹز

اردو پروگرام شام ۷-۳۰ روزانہ

پیر یکم ستمبر

بزم اردو
آپ بیتی جگ بیتی: مزاحیہ موضوعی خاکہ
تحریر: یوسف ناظم
کلام شاعر: رمز فیض آبادی

منگل ۲ ستمبر

میری پسندیدہ کتابیں
از باقر مہدی
کلام شاعر: عبدالاحد ساز

بدھ ۳ ستمبر

باتوں باتوں میں: سلسلہ وار
موضوعی خاکہ: تحریر: رشیدہ قاضی
ہمارے کلاسکس: محفل نسواں
کے تحت: از ڈاکٹر خورشید نعمانی

جمعرات ۴ ستمبر

تہذیب: تہذیبی سرگرمیوں پر مبنی
پیشکش: شمیم طارق

جمعہ ۵ ستمبر

کھیلوں کی دنیا
پیش کش: سنجے شرما
بیڈ منٹن کے قومی کھلاڑی
"رادھا کرشنن کی تعلیمی خدمات"
از اسحاق جمخانہ والا

ہفتہ ۶ ستمبر

حالات حاضرہ
تبصرہ نگار: خان محمد یونس

اتوار ۷ ستمبر

صحت: اچھی صحت کے آداب
ڈاکٹر بی۔ کے۔ گوئل کے ساتھ
بات چیت: کلام شاعر
منشی عبدالکریم شیفتہ
غزل اس نے چھیڑی
بیگم اختر کی غزلیں

پیر ۸ ستمبر

آپ بیتی جگ بیتی
مزاحیہ موضوعی خاکہ
موضوع: قومی ہم آہنگی
تحریر: یوسف ناظم
مشاعرے سے: کمار پاشی سے ایک نظم

منگل ۹ ستمبر

صریر خامہ: ادبی نشست
کہانی از دانگ ٹمالا
کلام: آوارہ سلطانپوری
ایک غزل: صداکار
گھنشیام داس

بدھ ۱۰ ستمبر

باتوں باتوں میں: خواتین کے لئے
از رشیدہ قاضی
خواتین اور روزگار کی سہولتیں
بات چیت از امینہ نقوی ایڈوکیٹ

جمعرات ۱۱ ستمبر

ملاقات: ممتاز فلمی شخصیت
وی شانتا رام کے ساتھ
فیاض رفعت کی گفتگو

جمعہ ۱۲ ستمبر

ہندوستان میں اسلام
تب اور اب: "رواداری کی
تدریں": از رفیق ذکریا
کلام شاعر: محمود سروش
چندن داس: داغ کا کلام

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صوت و صدا: غزلوں پر مبنی پروگرام
پیش کش: سعید راہی

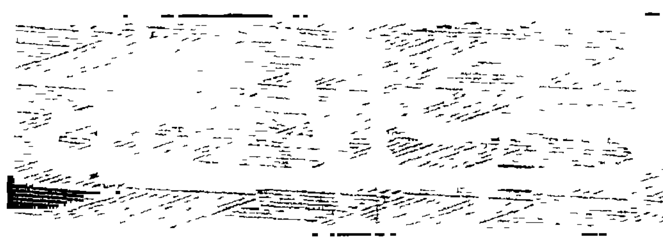
اتوار ۱۴ ستمبر

صحت: "غذا کے ذریعہ علاج"
ڈاکٹر بی۔ کے جھاویری کے ساتھ
بات چیت: کلام شاعر
نئی غزلیں: از ممتاز راشد

پیر ۱۵ ستمبر

سفر ہے شرط: سفرنامہ
از علی سردار جعفری
پرانے شہر کی تہذیب
بمبئی کے ایرانی ہوٹل
پرانی یادوں پر مبنی تقریر
از خواجہ احمد عباس

قیمت



کلکتہ اے: ۳۷۰.۳ میٹر ۸۱۰ کلوہرٹز کلکتہ بی: ۲۹۷.۶ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرٹز
کلکتہ سی: ۲۲۶.۱۰ میٹر ۱۳۲۳ کلوہرٹز کلکتہ ڈی: ۲۴۵.۱۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

پیر یکم ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶ - ۴۰ مرینال بنرجی : لوک گیت
۷ - ۴۰ دو ئی جن مکھرجی : رابندر سنگیت
۸ - ۱۵ سنگھا مترا چٹرجی : ادھونک
۸ - ۳۰ جگدیش پرساد پنڈت : خیال

دوپہر

۱۲ - ۲۰ بجلی کمار سین : دلربا
۱ - ۴۰ مہتاب حسین : غزل
۲ - ۵۵ نرپدا مکھرجی : لوک گیت

شام

۵ - ۳۰ لینا گھٹک : خیال
۸ - ۱۵ منجولا چکرورتی : بھجن
۸ - ۲۰ سروج کمار دتا : نذرل سنگیت
۹ - ۴۰ سیکھا گھوش : کرتن
۹ - ۰۰ دیبی پرساد چٹرجی : ستار
۱۰ - ۰۰ چترنجن مترا : لوک گیت
۱۰ - ۱۵ جے شری باسو مجمدار
رجنی کانت سنگیت
۱۰ - ۳۰ مرینال بنرجی : شیام سنگیت
۱۰ - ۴۰ گیتا گھٹک : رابندر سنگیت
۱۰ - ۵۰ دو ئی جن مکھرجی : ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶ - ۲۵ گیتا گھٹک : رابندر سنگیت
۶ - ۳۵ نرپدا مکھرجی : نذرل سنگیت
۶ - ۴۵ جے شری باسو مجمدار
رجنی کانت سنگیت
۶ - ۵۰ بجلی کمار سین : دلربا
۷ - ۰۵ منجولا چکرورتی
راگ پردھان
۷ - ۲۰ مہتاب حسین : غزل
۷ - ۴۰ مالائے گیتی بیتھی : لوک گیت
۷ - ۵۰ چھایا اچاریہ : ادھونک
۸ - ۲۱ بجلی کمار سین : دلربا
۸ - ۵۰ لینا گھٹک : ادھونک
۹ - ۱۵ چترنجن مترا : لوک گیت
۹ - ۳۰ دیبی پرساد چٹرجی : ستار

دوپہر

۲ - ۴۰ چھایا اچاریہ : رابندر سنگیت
۲ - ۵۰ مالائے گیتی بیتھی : لوک گیت
۲ - ۵۵ سیکھا گھوش
رام پرساد سنگیت

شام

۶ - ۲۰ نرپدا مکھرجی : لوک گیت
۶ - ۲۵ جے شری باسو مجمدار : کرتن
۶ - ۳۵ سروج کمار دتا : بھگتی گیت
۶ - ۴۵ سیکھا گھوش
رام پرساد سنگیت
۶ - ۵۵ دو ئی جن مکھرجی
رابندر سنگیت
۹ - ۴۰ مہتاب حسین : قوالی
۹ - ۴۵ سنگھا مترا چٹرجی : ادھونک
۱۱ - ۱۰ جگدیش پرساد پنڈت
خیال
۱۱ - ۳۰ دیبی پرساد چٹرجی : ستار

منگل ۲ ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶ - ۴۰ بالائی چکرورتی : لوک گیت
۷ - ۴۰ پوربارام : رابندر سنگیت
۸ - ۱۵ پرنب گھوش : ادھونک
۸ - ۳۰ تنیما ٹھاکر : خیال

دوپہر

۱۲ - ۲۰ لکشمی کانت ہائیت
شیام سنگیت
۱ - ۰۰ سچن داس متی لال : خیال
۱ - ۴۰ کرشنا چٹرجی : ادھونک
۱ - ۵۰ پرو داس چودھری : وائلن
۲ - ۰۰ سندھیا دتا
رام پرساد سنگیت
۲ - ۱۵ بھاگیرتھ رائے : دوتارا
۲ - ۵۵ چیتی چٹرجی : رابندر سنگیت
۳ - ۰۰ نیر حسین : شہنائی

شام

۵ - ۳۰ تنیما ٹھاکر : ٹھمری
۵ - ۴۵ شیامل مکھرجی : نذرل سنگیت
۸ - ۴۰ پریتوش کمار رائے چودھری
ادھونک
۸ - ۴۵ تندرا مجمدار : لوک گیت
۸ - ۵۰ پرنب گھوش : رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶ - ۲۵ چیتی چٹرجی : رابندر سنگیت
۶ - ۳۵ شیامل مکھرجی : نذرل سنگیت
۶ - ۴۵ لکشمی کانت ہائیت
اتول پرساد سنگیت
۶ - ۵۰ بھاگیرتھ رائے : دوتارا
۷ - ۰۵ سچن داس متی لال : خیال
۷ - ۴۰ سور سرنگار : لوک گیت
۷ - ۵۰ کرشنا چٹرجی : گیت
۸ - ۲۱ پرو داس چودھری : وائلن
۸ - ۳۰ سندھیا دتا : رام پرساد سنگیت
۸ - ۵۰ پریتوش رائے چودھری
ادھونک
۹ - ۱۵ تندرا مجمدار : لوک گیت
۹ - ۳۰ نیر حسین : شہنائی

دوپہر

۲ - ۴۰ بھاگیرتھ رائے : دوتارا
۲ - ۴۵ لکشمی کانت ہائیت
نذرل سنگیت
۲ - ۵۵ سور سرنگار : لوک گیت

شام

۶ - ۲۰ بالائی چکرورتی : لوک گیت
۶ - ۲۵ کرشنا چٹرجی : بھجن
۶ - ۴۰ شیامل مکھرجی : نذرل سنگیت
۶ - ۴۵ بھاگیرتھ رائے : دوتارا
۶ - ۵۵ پریتوش کمار رائے چودھری
رابندر سنگیت
۹ - ۴۵ پرو داس چودھری : وائلن
۹ - ۵۵ پوربارام : رابندر سنگیت

بدھ ۳ ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶ - ۴۰ چھایا چٹرجی : لوک گیت
۷ - ۴۰ کانیکا بنرجی : رابندر سنگیت
۸ - ۱۵ تندرا گنگولی : ادھونک
۸ - ۳۰ پرسون کمار بنرجی : خیال
۹ - ۰۰ کلیان چٹرجی : نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲ - ۲۰ اودگتا : بھگتی گیت
۱ - ۴۰ ریکھا بروا : ٹپہ
۲ - ۵۵ بینا گھوش اور ساتھی
لوک گیت
۳ - ۰۰ منجوشری گپتا
اتول پرساد سنگیت
۳ - ۱۰ سوہرد یپ نین
رابندر سنگیت
۳ - ۲۰ مالیناتھ مکھرجی : گیٹار

رات

۸ - ۱۵ منجوشری گپتا : بھجن
۸ - ۲۰ پرسانت بھٹاچاریہ : ادھونک
۸ - ۴۰ شیبانی سربدھیکاری
اتول پرساد سنگیت
۹ - ۰۰ بمل مکھرجی : ستار
۱۰ - ۰۰ بانی کمار چٹرجی : پوراتنی
۱۰ - ۳۰ کانا بھدرا : لوک گیت
۱۰ - ۴۰ بسنتی ودیا بیتھی
نذرل سنگیت
۱۰ - ۵۰ کانیکا بنرجی : رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶ - ۲۵ بسنتی ودیا بیتھی : رابندر سنگیت
۶ - ۳۵ منجوشری گپتا : نذرل سنگیت
۶ - ۴۵ شیبانی سربدھیکاری
اتول پرساد سنگیت
۶ - ۵۰ مالیناتھ مکھرجی : گیٹار
۷ - ۰۵ ریکھا بروا : خیال
۷ - ۴۰ بینا گھوش : لوک گیت
۷ - ۵۰ اودگاتا : بھجن
۸ - ۲۱ مالیناتھ مکھرجی : گیٹار
۸ - ۳۰ بانی کمار چٹرجی : پوراتنی
۸ - ۵۰ پرسانت بھٹاچاریہ
۹ - ۱۵ چھایا چٹرجی : لوک گیت
۹ - ۳۰ بمل مکھرجی : ستار

دوپہر

۲ - ۴۰ سوہرد یپ نین : رابندر سنگیت
۲ - ۴۵ تندرا گنگولی : ادھونک
۲ - ۵۵ کلیان چٹرجی : نذرل سنگیت

شام

۶-۲۰ کانا بھدرا : لوک گیت

۶-۲۵ اود گاتا : بھجن

۹-۴۰ چھایا چٹرجی : لوک سنگیت

۹-۴۵ اود گاتا : بھگتی گیت

۹-۵۵ منجوشری گپتا
اتول پرساد سنگیت

۱۱-۱۰ پرسون کمار بنرجی : خیال

۱۱-۳۰ بمل مکھرجی : ستار

جمعرات ۴ ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سبیتا بنرجی : لوک گیت

۷-۳۰ راما رائے چودھری
رابندر سنگیت

۸-۳۰ رندھیر رائے : اسراج

۹-۲۵ ملابیکا بنرجی : ادھونک

دوپہر

۱۲-۲۰ چھبی مجمدار : راگ پردھان

۱-۰۰ شیب کمار چٹرجی : خیال

۱-۴۰ جیوتسنا گنگولی : بھجن

۱-۵۵ منوج پال : ادھونک

۳-۰۰ لینا ساہا : نذرل سنگیت

۳-۱۰ کمل گنگولی : گیت اور بھجن

۳-۲۰ سپنا ہلدار : ادھونک

شام

۵-۳۰ ٹنکو چٹرجی : ستار

۸-۴۰ ملابیکا بنرجی : نذرل سنگیت

۹-۰۰ رشید خاں : خیال

۱۰-۳۰ سپنا کمار : ادھونک

۱۰-۴۰ نمیتا گھوشال : رابندر سنگیت

۱۰-۵۰ امر پال : لوک گیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ نمیتا گھوشال : رابندر سنگیت

۶-۳۵ لینا ساہا : نذرل سنگیت

۶-۴۵ سپنا ہلدار
اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ جیوتسنا گنگولی : بھجن

۷-۰۵ ٹنکو چٹرجی : ستار

۷-۴۰ سنگیتا تمن : لوک گیت

۷-۵۰ منوج پال : ادھونک

۸-۲۱ شیب کمار چٹرجی : شیام سنگیت

۸-۵۰ سوپن کمار : ادھونک

۹-۱۵ سبیتا بنرجی : لوک گیت

۹-۴۰ رشید خاں : خیال

دوپہر

۲-۴۰ منوج پال : ادھونک

۲-۴۵ سپنا ہلدار : شیام سنگیت

۲-۵۵ سنگیتا تمن : لوک سنگیت

شام

۶-۲۰ سبیتا بنرجی : لوک گیت

۶-۲۵ امر پال : شیام سنگیت

۸-۲۵ راما رائے چودھری
رابندر سنگیت

۹-۳۰ جیوتسنا گنگولی : غزل

۹-۴۰ کمل گنگولی : ادھونک

۹-۵۰ چھبی مجمدار : راگ پردھان

۱۱-۱۰ رشید خاں : اسراج

۱۱-۳۰ رندھیر رائے : اسراج

جمعہ ۵ ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ کلیانی بسواس : لوک گیت

۷-۴۰ سیتلین داس : رابندر سنگیت

۸-۱۵ پولی چٹرجی : ادھونک

۸-۳۰ ایم۔ آر۔ گوتم : خیال

۹-۲۵ کاکالی : اتول پرساد سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ امل چودھری : ادھونک

۱-۴۰ سمریش چندر مجمدار : گیٹار

۲-۵۵ رابندر ناتھ بوس اور ساتھی
رابندر سنگیت

۳-۰۰ میناتی گھوش : ادھونک

۳-۱۵ نرمالیندو پرمانک
شیام سنگیت

۳-۲۰ سوپن بھومک : نذرل سنگیت

شام

۵-۳۰ نرمل گوہا ٹھاکرتہ : ستار

۹-۰۰ بجن کمار بوس : خیال

۱۰-۰۰ ساسن گاین : لوک گیت

۱۰-۰۵ کاکالی : رجنی کانت سنگیت

۱۰-۱۰ نرمل مکھرجی : شیام سنگیت

کلکتہ "بی"

۶-۲۵ رابندر ناتھ بوس
رابندر سنگیت

۶-۳۵ سوپن بھومک : نذرل سنگیت

۶-۴۵ کاکالی : رجنی کانت سنگیت

۷-۰۵ بجن کمار بوس : خیال

۷-۴۰ جادو پور وسو ودیالے گیتی سنگسد
لوک سنگیت

۷-۵۰ ایرا بتی گھوش : ادھونک

۸-۲۱ سمریش چندر مجمدار : گیٹار

۸-۳۰ نرمالیندو پرمانک
اتول پرساد سنگیت

۸-۵۰ نرمل مکھرجی : ادھونک

۹-۱۵ کلیانی بسواس : لوک سنگیت

۹-۳۰ نرمل گوہا ٹھاکرتہ : ستار

دوپہر

۲-۴۰ جادو پور وسو ودیالے سنگسد
لوک گیت

۲-۴۵ ایرا بتی گھوش : ادھونک

۲-۵۵ امل چودھری : شیام سنگیت

شام

۶-۲۰ کلیانی بسواس : لوک گیت

۶-۲۵ سیتلین داس : رابندر سنگیت

۸-۱۰ میناتی گھوش : ادھونک

۸-۲۵ ساسن گاتن : لوک گیت

۹-۳۰ نرمل مکھرجی : شیام سنگیت

۹-۴۰ کاکالی : اتول پرساد سنگیت

۹-۵۰ پولی چٹرجی : ادھونک

۱۱-۱۰ ایم۔ آر۔ گوتم : خیال

۱۱-۴۰ نرمل گوہا ٹھاکرتہ : ستار

ہفتہ ۶ ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ مدھوسدن چٹرجی : لوک گیت

۷-۴۰ اشوک تارو بنرجی
رابندر سنگیت

۸-۱۵ نمینا مکھرجی : ادھونک

۸-۳۰ سریش مشرا : ستار

دوپہر

۱-۰۰ کالیپدا داس : خیال

۱-۲۵ ایلا رانی منڈل : بھجن

شام

۵-۳۰ سارتھی چٹرجی : ٹھمری

۵-۴۰ ایلا رانی منڈل : راگ پردھان

۸-۲۰ رام کمل چٹرجی : نذرل سنگیت

۸-۲۵ سندھیا بوس : لوک گیت

۸-۴۰ گوپال ناگ : ادھونک

۸-۴۵ بینا مجمدار : رابندر سنگیت

۹-۳۰ لے سکے بوگی : شاستریہ سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ بینا مجمدار : رابندر سنگیت

۶-۳۵ رام کمل چٹرجی : نذرل سنگیت

۶-۴۵ لینا باتیبال : اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ منجولا چکرورتی : ادھونک

۷-۱۰ سارتھی چٹرجی : ٹھمری

۷-۲۰ کملا باگچی : بھجن

۷-۴۰ ساہانہ سوہنی : لوک گیت

۷-۵۰ منجولا چکرورتی : ادھونک

۸-۲۱ سو وبندو چکرورتی : گیٹار

۸-۵۰ گوپال ناگ : ادھونک

۹-۱۵ سندھیا بوس : لوک گیت

۹-۳۰ کالیپدا داس : خیال

دوپہر

۲-۴۰ لینا باتیبال : شیام سنگیت

۲-۵۰ ساہانہ سوہنی : لوک گیت

۲-۵۵ منجولا چکرورتی : بھجن

شام

۶-۲۰ مدھوسدن چٹرجی : لوک گیت

۶-۲۵ سندھیا بوس : شیام سنگیت

۶-۳۵ سو وبندو چکرورتی : گیٹار

۶-۴۰ رام کمل چٹرجی
اتول پرساد سنگیت

۶-۴۵ کملا باگچی : ادھونک

۶-۵۵ اشوک تارو بنرجی
رابندر سنگیت

اتوار ۷ ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ بشنو پدا داس : لوک گیت

۷-۴۰ دکشنی : رابندر سنگیت

۸-۴۰ دیپک چکرورتی : ستار

۹-۲۵ شنکر لال مکھرجی : ادھونک

دوپہر

۱-۴۰ سرت چٹرجی : گیٹار

شام

۵-۳۰ رنجنا چکرورتی : خیال

۸-۱۵ سورا گھوش : ادھونک

۸-۲۵ دیپتی پرکاش مجمدار : بھجن

۸-۴۰ آنند لاہیری : لوک گیت

۹-۰۰ کمل بوس : خیال

۱۰-۰۰ پرو واس دے : کیرتن

۱۰-۳۵ شنکر لال مکھرجی

نذرل سنگیت
۱۰-۴۵ پوربی مکھرجی: رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سیکیلین سین: رابندر سنگیت
۶-۳۵ سورا گھوش: نذرل سنگیت
۶-۴۵ ڈولی مجمدار: اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ دیپتی پرکاش مجمدار: ادھونک
۷-۰۵ رنجنا چکرورتی: خیال
۷-۴۰ نرمل چندر سیل: لوک گیت
۷-۵۰ سرت چیٹرجی: گیٹار
۸-۳۰ پردواس دے: شیام سنگیت
۸-۵۰ شنکر لال مکھرجی: ادھونک
۹-۱۵ آنند لاہیری: لوک گیت
۹-۳۰ کمل بوس: خیال

دوپہر

۲-۴۰ سیکلین سین: رابندر سنگیت
۲-۴۵ ڈولی مجمدار: ادھونک
۲-۵۵ نرمل چندر سیل: لوک گیت

شام

۶-۲۰ بشنو پدا داس: لوک گیت
۶-۲۵ رنجنا چکرورتی: خیال
۶-۴۵ دکشنی: رابندر سنگیت
۷-۳۰ سرت چیٹرجی: گیٹار

پیر ۸ ر ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ باکل بھٹاچاریہ: لوک گیت
۷-۴۰ چنموئے چیٹرجی: رابندر سنگیت
۸-۱۵ مادھوری چیٹرجی: ادھونک
۸-۳۰ نرملا دے: دھروپد

دوپہر

۱۲-۲۰ انجلی رانا: ادھونک
۱-۴۰ سپرا دے سرکار: بھجن
۱-۴۵ پردیپ کمار ناتھ: گیٹار
۲-۵۵ آشوک داس: لوک گیت

شام

۵-۳۰ سانتی مکھرجی: خیال
۸-۱۵ گیتا مائیتی: دوئی جندر سنگیت
۸-۴۰ بچو مکھرجی: شیام سنگیت
۹-۰۰ بدھا دیب داس گپتا: سرود
۱۰-۰۰ اندرا رانی چکرورتی
اتول پرساد سنگیت
۱۰-۱۵ جیوتر موئے بولیل: ادھونک

۱۰-۳۰ چارو چکرا: لوک گیت
۱۰-۴۰ بیواس گھوش: رابندر سنگیت
۱۰-۵۰ مادھوری چیٹرجی
نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ بیواس گھوش: رابندر سنگیت
۶-۳۵ انجلی رانا: نذرل سنگمت
۶-۴۵ گیتا مئیتی: رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ بچو مکھرجی: شیام سنگیت
۷-۰۵ سانتی مکھرجی: خیال
۷-۴۰ اشوک داس: لوک گیت
۷-۵۰ پردیپ کمار ناتھ: گیٹار
۸-۲۱ سپرا دے سرکار: بھجن
۸-۵۰ جیوتر موئے بولیل: ادھونک
۹-۱۵ باکل بھٹاچاریہ: لوک گیت
۹-۳۰ بدھا دیب داس گپتا: سرود

دوپہر

۲-۴۰ سپرا دے سرکار: بھجن
۲-۵۰ پردیپ کمار ناتھ: گیتار
۲-۵۵ شیولال سرکار: ادھونک

شام

۶-۲۰ چارو چکرا: لوک گیت
۶-۲۵ انجلی رانا: شیام سنگیت
۶-۳۵ بیواس گھوش
رابندر سنگیت
۶-۴۵ گیتا مئیتی: بھکتی گیت
۶-۵۰ سیشو لال سرکار: ادھونک
۸-۳۵ باکل بھٹاچاریہ: لوک گیت
۹-۴۰ پردیپ کمار ناتھ: گیٹار
۹-۴۵ اندرا رانی چکرورتی
دوئی جیندر سنگیت
۹-۵۰ چنموئے چیٹرجی
رابندر سنگیت
۱۱-۱۰ سانتی مکھرجی: خیال
۱۱-۳۰ بدھا دیب داس گپتا: سرود

منگل ۹ ر ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ تنکاری داس باول
لوک گیت
۷-۴۰ بھارتی مکھرجی: رابندر سنگیت
۸-۱۵ دیپ کمار لاہیری: ادھونک
۸-۳۰ نیتا شاکوٹی بال: خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ شیوانند شرما: ادھونک
۱-۰۰ اوشا رنجن مکھرجی: خیال
۱-۴۰ مادھوری چیٹرجی
نذرل سنگیت
۱-۵۰ اجیت کمار بنرجی: ادھونک
۲-۰۰ چھندا سین گپتا: رابندر سنگیت
۲-۱۵ سیتل مجمدار
رجنی کانت سنگیت
۳-۰۰ مہیش پرساد مسرا: سارنگی

شام

۵-۳۰ مدھوسدن بنرجی: ستار
۸-۴۰ سیکھا گھوش: لوک گیت
۸-۴۵ سنجیت بنرجی: نذرل سنگیت
۹-۰۰ انو وامترا: رابندر سنگیت
۹-۱۵ ستین کنڈو: ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ بھارتی مکھرجی: رابندر سنگیت
۶-۳۵ سنجیت بنرجی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ سیتل مجمدار
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ ستین کنڈو: شیام سنگیت
۷-۰۵ مہیش پرساد مسرا: سارنگی
۷-۴۰ آرتی سرکار: لوک گیت
۷-۵۰ شیوآنند شرما: ادھونک
۸-۲۱ مادھوری چیٹرجی: بھکتی گیت
۸-۳۰ الوک چودھری
شیام سنگیت
۸-۵۰ اجیت کمار بنرجی: ادھونک
۹-۱۵ سیکھا گھوش: لوک گیت
۹-۳۰ مدھوسدن بنرجی: ستار

دوپہر

۲-۴۰ آرتی سرکار: لوک گیت
۲-۴۵ سیتل مجمدار: شیام سنگیت
۲-۵۵ بھارتی مکھرجی: رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ تنکاری داس باول: لوک گیت
۶-۲۵ انو وامترا: رابندر سنگیت
۶-۳۰ دیپ کمار لاہیری
شیام سنگیت
۶-۳۵ مہیش پرساد مسرا: سارنگی
۶-۵۵ اجیت کمار بنرجی: ادھونک
۹-۴۵ سیتل مجمدار
رجنی کانت سنگیت

۹-۵۰ سیکھا گھوش: لوک گیت

بدھ ۱۰ ر ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ دوئی جن گھوش: لوک گیت
۷-۴۰ گیتا بیتن: رابندر سنگیت
۸-۱۵ گورا چاند مکھرجی: ادھونک
۸-۳۰ شیامل کمار چیٹرجی: ستار
۹-۰۰ چترتا داس گپتا
نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ سنیل رنجن بوس: گیٹار
۱-۴۰ انجلی تندی
اتول پرساد سنگیت
۲-۵۵ بنساریہ: لوک گیت
۳-۰۰ سوہاس بنرجی
رجنی کانت سنگیت
۳-۱۰ شیب شنکر بنرجی
الاپ اور دھرپد

رات

۸-۱۵ جنمن توش داس: ادھونک
۸-۲۵ چترتا داس گپتا
دوئی چندر سنگیت
۸-۴۰ چندر کانت نندی: بانسری
۸-۴۵ پشپیتا چیٹرجی: نذرل سنگیت
۹-۰۰ سنجکتا گھوش: خیال اور ٹھمری
۱۰-۰۰ مادھوری برہما: کرتن
۱۰-۳۰ گورا چاند مکھرجی
شیام سنگیت
۱۰-۴۰ میرا داس منشی: لوک گیت
۱۰-۵۰ سانتی داس گھوش
رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سانتی دیو گھوش
رابندر سنگیت
۶-۳۵ انجلی سین گپتا: نذرل سنگیت
۶-۴۵ سوہاس بنرجی
رجنی کانت سنگیت
۷-۰۵ شیب شنکر مکھرجی
الاپ اور دھمار
۷-۴۰ بنساریہ: لوک گیت
۷-۵۰ نیلنیتا مکھرجی: ادھونک
۸-۲۱ انجلی تندی

اتول پرساد سنگیت
۸-۳۰ مادھوری بر ہما : بھجن
۸-۵۰ پشپیتا چٹرجی : ادھونک
۹-۱۵ دوتی جن گھوش : لوک گیت
۹-۳۰ سنجکتا گھوش : خیال

دوپہر
۲-۴۰ نیلمبنا مکھرجی : ادھونک
۲-۵۰ انجلی سین گپتا : شیاما سنگیت
۲-۵۵ گوراچاند مکھرجی : بھجن

شام
۶-۲۰ میرا داس منشی : لوک گیت
۶-۲۵ سوپاس بنرجی
رجنی کانت سنگیت
۹-۴۰ دوتی جن گھوش : لوک گیت
۹-۴۵ گیتا بیتن : رابندر سنگیت
۹-۵۰ انجلی نندی : اتول پرساد سنگیت
۱۱-۱۰ شیب شنکر مکھرجی
الاپ اور دھرپد
۱۱-۳۰ شیامل کمار چٹرجی : ستار

جمعرات ۱۱ ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ ایلا رائے چودھری : لوک گیت
۷-۴۰ سوبینا رائے : رابندر سنگیت
۸-۴۰ مشتاق علی خان : ستار
۹-۰۰ منا بیندر مکھرجی : نذرل سنگیت
۹-۲۵ بے شری گھوش : ادھونک

دوپہر
۱۲-۴۰ الوک مکھرجی
رجنی کانت سنگیت
۱-۰۰ امریش چندر چودھری : خیال
۱-۴۰ آرتی دتا : راگ پردھان
۱-۵۵ سلیل کمار متر : وائلن
۳-۰۰ پرتاپ رائے : شیام سنگیت
۳-۱۰ سودیکا گپتا : خیال

شام
۵-۳۰ سوپتی گھوش : خیال
۸-۴۰ سلیل کمار متر : وائلن
۸-۴۵ سپنا مکھرجی : نذرل سنگیت
۹-۰۰ اما لیندو چودھری : ستار
۱۰-۰۰ باسو دیب چٹرجی
شیام سنگیت
۱۰-۱۵ گوری متر : کرتن
[illegible] پرہلد برہمچاری : لوک گیت

۱۰-۴۰ بے شری گھوش : رابندر سنگیت
۱۰-۵۰ منا بیندر مکھرجی : ادھونک
کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ آرتی دتا : رابندر سنگیت
۶-۳۵ سولیکھا گپتا : نذرل سنگیت
۶-۴۵ الکا مکھرجی
رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ باسو دیو چٹرجی
شیام سنگیت
۷-۰۵ سپنا گھوش : خیال
۷-۴۰ بمل دیب : لوک گیت
۷-۵۰ الکا مکھرجی : رجنی کانت سنگیت
۸-۲۱ سلیل کمار متر : وائلن
۸-۵۰ سپنا مکھرجی : ادھونک
۹-۱۵ پرہلد برہمچاری : لوک گیت
۹-۳۰ اما لیندو چودھری : ستار

دوپہر
۲-۴۰ باسو دیب چٹرجی : شیام سنگیت
۲-۵۰ الکا مکھرجی
رجنی کانت سنگیت
۲-۵۵ بمل دیب : لوک گیت

شام
۶-۲۰ ایلا رائے چودھری : لوک گیت
۶-۲۵ منا بیندر مکھرجی : بھجن
۹-۳۰ پرہلد برہمچاری : لوک گیت
۹-۳۵ گوری متر اور ساتھی : کرتن
۹-۵۰ سوبینا رائے : رابندر سنگیت
۹-۵۵ آرتی دتا : ادھونک
۱۱-۱۰ امریش چندر چودھری : خیال
۱۱-۳۰ مشتاق علی خان : ستار

جمعہ ۱۲ ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ سجرو مالا : لوک گیت
۷-۴۰ بانی ٹیگور : رابندر سنگیت
۸-۱۵ پرتیپ کمار داس گپتا
۸-۴۰ کملا داس : خیال اور ٹھمری
۹-۲۵ ارون کرشنا گھوش : بھجن

دوپہر
۱۲-۴۰ ہیمانی سین : لوک گیت
۱-۴۰ پولی گھوشال : شیام سنگیت
۲-۵۵ چھندا سین گپتا : ادھونک
۳-۰۰ رجنی کانت چترویدی : ستار

شام
۵-۰۰ سمیر کمار دتا : الاپ اور دھرپد
۹-۰۰ دھیانیش خان : سرود
۱۰-۰۰ پارتھا مکھرجی : ادھونک
۱۰-۰۵ سیما بھٹاچاریہ
نذرل سنگیت
کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ ارون دھاتی چٹرجی
رابندر سنگیت
۶-۲۵ سیما بھٹاچاریہ
نذرل سنگیت
۶-۵۰ ارون کرشنا گھوش
شیام سنگیت
۷-۰۵ سمیر کمار دتا : الاپ اور دھرپد
۷-۴۰ شمبھو ناتھ : لوک گیت
۷-۵۰ چھندا سین گپتا : ادھونک
۸-۳۰ ارون کرشنا گھوش : بھجن
۹-۳۰ دھیانیش خان : سرود

دوپہر
۲-۴۰ پارتھا مکھرجی : ادھونک
۲-۵۰ ارون دھاتی چٹرجی
رابندر سنگیت
۲-۵۵ شمبھو ناتھ : لوک گیت

شام
۶-۲۰ سجرو مالا : لوک گیت
۶-۲۵ بانی ٹیگور : رابندر سنگیت
۱۱-۱۰ کملا داس : خیال
۱۱-۳۰ رجنی کانت چترویدی : ستار

ہفتہ ۱۳ ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ ریکھا بوس : لوک گیت
۷-۴۰ روپو پوداں : رابندر سنگیت
۸-۱۵ سدھین سرکار : ادھونک
۸-۳۰ پرسانت کمار بھانجہ : ستار

دوپہر
۱-۰۰ منجو شری بھٹاچاریہ : خیال
۱-۲۵ سمن مکھرجی : گیتار

شام
۵-۳۰ آرتی باگچی : خیال
۸-۲۰ کرشنا سارا : ادھونک
۸-۲۵ چندر شیکھر رائے : لوک گیت
۸-۴۰ روپو پوداں : نذرل سنگیت

۸-۴۵ اشیش کمار بھٹاچاریہ
رابندر سنگیت
کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ اشیش کمار بھٹاچاریہ
رابندر سنگیت
۶-۳۵ منجو شری بھٹاچاریہ
نذرل سنگیت
۷-۵۰ دیپتی گھٹک : ادھونک
۸-۵۰ کرشنا سارا : ادھونک
۹-۳۰ آرتی باگچی : خیال

دوپہر
۲-۴۰ گوپال شیو : لوک گیت
۲-۴۵ دیپتی گھٹک : ادھونک
۲-۵۵ چندی داس مال
رام پرساد سنگیت

شام
۶-۲۰ چندر شیکھر رائے : لوک گیت
۶-۳۰ ریکھا بوس : بھجن
۶-۴۰ سمن مکھرجی : گیتار
۶-۵۰ منجو شری بھٹاچاریہ
شیام سنگیت

اتوار ۱۴ ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ گیتا چودھری : لوک گیت
۷-۴۰ سوشیل بلک : رابندر سنگیت
۸-۴۰ بینا بنرجی : خیال
۹-۲۵ دھنن جے بھٹاچاریہ : ادھونک

دوپہر
۱-۴۰ باتک نندی : گیتار

شام
۵-۳۰ سنیل سرکار : راگ پردھان
۵-۴۰ ہم [illegible] بوس : ٹھمری
۹-۰۰ ابھیت مکھرجی : وائلن
۱۰-۲۵ تیلیما سین : رابندر سنگیت
۱۰-۳۵ دھنن جے بھٹاچاریہ
شیام سنگیت
کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ سوشیل بلک : رابندر سنگیت
۶-۳۵ کرشنا نالک : نذرل سنگیت
۶-۴۵ سمیر سین گپتا
اتول پرساد سنگیت

۶-۵۰ پانک نندی : گیتار
۹-۳۰ اجیت مکھرجی : وینا

دوپہر

۲-۴۸ سنیل سرکار : راگ پردھان
۲-۵۰ کرشنا ناگ : ادھونک
۲-۵۵ شیامل کمار ادھیکاری
لوک گیت

شام

۶-۲۰ گیتا چودھری : لوک گیت
۶-۲۵ بینا مکھرجی : ٹھمری
۷-۳۰ سوشیل ملک : ادھونک
۷-۳۵ نیلما سین : رابندر سنگیت

پیر ۵ ستمبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ بھوانی سامنت : لوک گیت
۷-۴۰ سومترا بوس : رابندر سنگیت
۸-۱۵ مرینال چکرورتی : ادھونک
۸-۳۰ ہمانشو بسواس : سنطور

شام

۵-۳۰ گیتیکا سین : خیال
۱۰-۳۰ منجری لال : رابندر سنگیت
۱۰-۴۰ پاکل گیتی سنگتھا : لوک گیت
۱۰-۵۰ کرشنا چٹرجی : ڈی۔ ایل۔ رائے

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ منجری لال : رابندر سنگیت
۶-۳۵ سبترا مکھرجی : نذرل سنگیت
۶-۴۵ کرشنا چٹرجی
رجنی کانت سنگیت
۷-۰۵ کدر نجن بنرجی : خیال
۹-۳۰ غلام اکبر خاں : خیال

دوپہر

۲-۴۰ پشری مترا اور لال پرساد سنگیت
۲-۴۵ پرتل مجمدار : ادھونک
۲-۵۵ شیفالیکا داس : بھجن

رات

۱۱-۱۰ گیتیکا سین : خیال
۱۱-۳۰ ہمانشو بسواس : بانسری



بھوپال (الف) ۲۲۰۰۳۰ میٹر ۱۳۸۵ کلوہرٹز بھوپال (ب) ۳۴۲۱۴ میٹر ۱۲۳۲ کلوہرٹز

شارٹ ویو :

صبح : ۷-۳۵ تک ۹۰۰٫۵۰ میٹر ۳۳۱۵ کلوہرٹز ۸-۰۰ کے بعد ۵۰٫۲۰ میٹر ۵۹۹۰ کلوہرٹز

دوپہر ۴۱٫۸۸۱ میٹر ۷۱۸۰ کلوہرٹز شام اور رات ۹۰٫۵۰ میٹر ۳۳۱۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۸-۰۰، ۹-۰۵ (ہیڈ لائنز) دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵

رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتہ کو)

انگریزی : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتہ کو)

پیر یکم ستمبر

صبح

۷-۰۵ ہندی تقریر از اشوک ترنگی
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
میرا پکھراج : سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
اوماشنکر مشرا : ستار

دوپہر

۱۲-۳۵ وگیان وادیکا : ایل شرما سے ملاقات
۲-۳۰ انوپما کماشتا و سہیلیاں
لوک گیت

منگل ۲ ستمبر

صبح

۷-۰۵ ترنگ سبق : جھلکی
از اشوک جین
۷-۳۰ اسماعیل ودو خاں : طبلہ وادن
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
راجیش شرما : لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
پرشورام پٹیل : سگم سنگیت
۸-۳۰ آئینہ پروگرام میں بزم سخن

دوپہر

۱۲-۳۰ نیاز احمد خاں اور فیاض احمد خاں
خیال میگھ

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۰۰

گیتا شرما : لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
ششی چندر کوشک : سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
سدھا رام سوامی کور وار
لوک گیت

جمعرات ۴ ستمبر

صبح

۷-۰۵ بسنت وارتا
نرمدا پرساد ترپاٹھی
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
تارا بائی یادو : لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
شرمیلا بھوریاں : سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۸-۳۰
ہری نارائن سونی : سگم سنگیت

رات

۱۰-۳۰ سی۔ آر۔ بھٹ اور آر۔ جی گندے
گائن

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : طلسم ہوشربا
روپک۔ حصہ ۵
مصنف : قمر احسن
پیش کش : اقبال مجید

دوپہر

۱۲-۳۰ الکا دیوا : خیال
۲-۰۰ جگدیش سنگھ ٹھاکر

لوک گیت
۲-۳۰ اودھیش پرشاد ترپاٹھی
لوک گیت

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۷-۰۵ باتوں باتوں میں
نائیکا : کے۔ ایس۔ مہتہ
پیش کش : پشپا تیواری
۷-۴۵ برجو مہاراج اور شاستریہ گائن
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
وکیل احمد : سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ جگدیش ٹھاکر : سگم سنگیت

رات

۸-۰۰ سوال جن سادھارن کے جواب
ملکھیہ منتری کے
۹-۳۰ ایس کے۔ کوبجے : گائن

اتوار ۷ ستمبر

صبح

۷-۰۵ پرچرچا : ساماجک پریورتن
اور شکشا شاستریوں کی بھومیکا
شرکاء : ڈاکٹر بی۔ ایس۔ راجپوت
شرت چندر بیرد رامیشور سنگیت
۹-۰۰ وی۔ جی۔ جوگ : وائلن

دوپہر

۲-۰۰ بی۔ ایم۔ بھوسے : سگم سنگیت
۲-۳۰ وملا شریواستو : لوک گیت

رات

۹-۳۰ وبھاوری : کہانی
از ڈاکٹر رمیش چندر شاہ
کویتا : از بال کرشن
پیرسون اور لکشمی نارائن شوکھن

پیر ۸ ستمبر

صبح

۷-۰۵ ہندی تقریر از شمبھو دیال گرو
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
ذوالفقار علی ملک
سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
کسم نگریہ : لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۵ وگیان پروگرام

ڈاکٹر ڈی ۔ ایس ۔ موری
تقریر : 'کمپیوٹر کو جانیں'
'ریل اور کمپیوٹر'
از وی ۔ ڈی گروے

۲-۳۰ رود ردت دوبے : لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ مرتیونجے : ناٹک
از شواجی ساونت

منگل ۹ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۱۲
شاردا پرساد بھٹ : ٹھمری

۷-۴۵ اور دوپہر ۳۰-۲
سدھا سریواستو : لوک گیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
سمتا راٹے : سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
'جگر مراد آبادی اور ریاض
کی رائیں' : مذاکرہ

بدھ ۱۰ ستمبر

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۳۰-۲
شیل بالا تریویدی
لوک گیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
منور خاں : غزلیں

۸-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰
ایس کے ۔ داس گپتا : سرود

رات

۱۰-۳۰ نثار حسین خاں : خیال
مارو بہاگ

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح

۷-۰۵ سوا گت : کاشی ناتھ ترویدی

۷-۴۵ اور دوپہر ۳۱-۲
گرجیش سریواستو : لوک گیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
شمانی دت : سگم سنگیت

۸-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰
اوم پرکاش چورسیا : سنتور

رات

۱۰-۳۰ پنڈت بھیم جی : خیال

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : 'الرجی اور
ہومیوپیتھی' : تقریر
از ڈاکٹر ایم ۔ آئی ۔ خاں
'آنے والی فلمیں اور نئے
فلم کار' : تقریر

دوپہر

۲-۰۰ پشپا رانی : سگم سنگیت
۲-۳۰ سادتری پانڈے اور سہیلیاں
لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ اے ۔ کانن : خیال

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صبح

۷-۴۵ رسولن بائی : اپ شاستریہ گائن
۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
آشا سنگھ مستانہ
سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ رجنی کٹھرگ : لوک گیت

اتوار ۱۴ ستمبر

صبح

۷-۳۰ وگیان پریچرچا
ڈاکٹر ایچ کے گوسوامی
ڈاکٹر ایس ۔ این ۔ ترپاٹھی
۹-۰۰ اور دوپہر ۱۰-۱
لکشمی شنکر : گائن

دوپہر

۲-۰۰ نجما چٹرجی : سگم سنگیت
۲-۳۰ ہری داس پینٹر : لوک گیت

پیر ۱۵ ستمبر

صبح

۸-۲۱ اور دوپہر ۰۰-۲
سیدھ سنگیت : پرکاش پارنیکر
۸-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
شیام دیو یدی : ستار

دوپہر

۱۲-۲۵ وگیان و دھیکا : تقریر
از اننت کرشنا مورتی
۲-۳۰ شیلا شرما : لوک گیت

۳۲۵.۷ میٹر ۹۱۸ کلوہرٹز

پیر یکم ستمبر

صبح

۷-۳۰ ملاوٹ روکنے میں ہمارا یوگ دان
ہندی تقریر از منوہر لال شرما
۸-۲۱ مرو منگل : سنور دنا ٹکنیار

دوپہر

۱-۳۰ رمیش پرساد ورما : بانسری
۱-۵۰ کھیت کھلیان : السی ماسکے
کرشی کاریہ
۳-۳۰ مرو منگل : کرشنا بھیل

شام

۵-۳۰ پتر وتر : روزگار سماچار
۶-۱۵ چوپال : بات چیت : پولیو کارڈ
نکشن ۔ بچاؤ
ڈاکٹر وی ۔ پی ۔ بنیوال
۷-۲۵ مرو منگل : ہندال خاں و ساتھی
۱۰-۰۰ پروین سلطانہ : گائن
علی اکبر خاں و روی شنکر
ستار سرود جگل بندی

منگل ۲ ستمبر

صبح

۷-۳۰ کھیل جگت : باسکٹ بال
پرشکشک سبیر سنگھ سے ملاقات
چوتھا ورلڈ کپ کرکٹ : تقریر
کھیل سماچار
۸-۲۱ مرو منگل : اندرا بالا و ساتھی

دوپہر

۱-۳۰ گوراگمن : بہرور شکشا کاریہ
کرم اور مہلائیں : شفیع محمد
۱-۵۰ کھیت کھلیان : جولائی فصل کو
کیڑوں اور روگوں سے بچائیں
از سوہن رام
۲-۳۰ مرو منگل : غازی خاں و ساتھی

شام

۵-۳۰ یووا وانی : ساہتیہ ایک ایکتا
اور لیوا : از اشوک بیتر
سنگیت سمن منو جیتر
۶-۱۵ چوپال :
بات چیت : کپاس کی فصل میں
پوریا کب اور کتنا
ایس ۔ ایل ۔ انتوڈیا
انت کال اور جمع بندی
بات چیت از ولوو زتیشی
۷-۲۵ مرو منگل : ساندی خاں و ساتھی
۸-۱۵ سارنگیا حسین قریشی : سگم سنگیت
۹-۳۰ گوبند راجستھانی : سنگیت

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۷-۳۰ نئی صدی کی تصویر ۔ بے روزگاری
کی درشتی سے : ہندی تقریر
ایم ۔ ایل ۔ دیبے ورگیہ
۸-۲۱ مرو منگل : کالو رام پرجاپتی

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان : چارے والی
فصلوں کا ادھک اتپادن کیسے
تقریر از آر ۔ کے ۔ یادو
۲-۳۰ مرو منگل : سنیا سین

شام

۵-۳۰ یووا وانی : کہانی
دینش کمار انش : کویتا سنگیتا شرما
۶-۱۵ چوپال : بسنت مارتا
آپنو کھیتی آپنی بات از تگھا رام
۷-۲۵ مرو منگل : روپ کرلے ویاس
۱۰-۰۰ راگ ایک روپ انیک

جمعرات ۴ ستمبر

صبح

۷-۳۰ گیان وگیان
۸-۲۱ مرو منگل : سوہنا رام و ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا جگت : بچوں کی شکشا

اور وشیشٹ کا چناؤ ،سرشیلا ایکی

۱-۵۰ کھیت کھلیان : گنے کی فصل سے
باشتر لیاکیسے ہے بائیں بینیٹ لتا

۲-۲۰ مردمنگل : کریم خاں

شام

۵-۳۰ یوا وانی : کیا یوا پیڑھی سوپن
جیوی ہے : مذاکرہ

۶-۱۵ چوپال : پشودں سے ادھک
دکھیو انپاون کیسے : بات چیت
از ڈاکٹر راجندر موڈیوال
پھل درکشوں میں پوشک تتووں
کی کمی اور پورتی : بات چیت
از ایس۔ پی۔ رائے

۷-۲۵ مردمنگل : دھودے خاں

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۷-۳۰ کتنے سوتنتر ہیں بھارتیہ نارتھک
شوشن کے ورودھ : ہندی تقریر
از ستیہ پال یووک

۸-۲۱ مردمنگل : کرشن دماسی

دوپہر

۱-۳۰ فرید حسین : طبلہ وادن

۱-۵۰ کھیت کھلیان : تل کی فصل کو
روگوں اور کیڑوں سے بچائیں
تقریر از اوم پرکاش ساہو

۲-۲۰ مردمنگل : گوپال لال بوہرا

شام

۶-۱۵ چوپال : بات چیت
راشٹریہ سمپتی کی سرکشا اور
یووا : از راجندر پرساد راوت

۷-۲۵ مردمنگل : بیر سنگھ دماسی

۹-۱۶ یہ بھی جانیے

۱۰-۰۰ سنگیت بندھو : گائن

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۷-۰۵ گلدستہ : گائن و غزل
ہر بنس سنگھ ملکس
میری پریہ پستک : تقریر
از موہن آلوک
آدھونک کویتا اور ساہتک
سری کرشن جی بھٹناگر

۸-۲۱ مردمنگل : گوری دیوی

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان : مرچ کی فصل
میں کیڑے نیتنترن کا رسیے
از ایچ کمار جین

۲-۲۰ مردمنگل : دھیرا سین

شام

۵-۳۰ یوواوانی : مجھے شکایت ہے

۶-۱۵ چوپال : کرشی پرشنوتری
بات چیت

۷-۲۵ مردمنگل : دین محمد لنگا و ساتھی

۸-۱۵ راجکمار طارق : سگم سنگیت

اتوار ۷ ستمبر

صبح

۷-۳۰ قانون سنرکشن مہیلاؤں کا
سمپتی سمبندھی : ہندی تقریر
از شیو دیال موتھا

۷-۴۰ درپن

۸-۲۱ مردمنگل : بھونگر خاں

۹-۱۵ اتہاس کے پنے

۹-۲۵ بال سبھا

دوپہر

۱-۱۰ بھارتی فوجی بھائیوں کی فرمائش پر

۲-۲۰ مردمنگل : دیوی سنگھ

شام

۵-۳۰ یوواوانی : اس شام

۱۰-۰۰ من بھاون

پیر ۸ ستمبر

صبح

۷-۳۰ بڑھتے ہاتھ بڑھتے کام
دودھ یوجناؤں سے : ہندی تقریر
از وی۔ کے جین

۸-۲۱ مردمنگل : علاء الدین میرزادہ
اور ساتھی

دوپہر

۱-۲۰ گوونر بھارت چھوڑنے
شاستریہ سنگیت

۱-۵۰ کھیت کھلیان
سنترے اور مالٹوں کی فصل اتپادن
میں روگ دان از جی۔ ایس۔ گور

۲-۲۰ مردمنگل : احمد اجیل و ساتھی

شام

۵-۳۰ یوواوانی : بہتر و تر
روزگار سماچار

۶-۱۵ چوپال : آنکھوں کی سامانیہ

بیماریاں اور اپچار
از جے۔ پی۔ سکسینہ
دھان کی فصل کو کیڑوں سے
بچائیں از آر۔ کے۔ جوشی

۷-۲۵ مردمنگل : سجنور لال و ساتھی

۱۰-۰۰ گیان پرکاش گھوش
جیا بوس الوم ہما نشو و شواس
ستار و بانسری

منگل ۹ ستمبر

صبح

۷-۳۰ کھیل جگت : آگامی اولمپک
کی تیاری : کھیل سمکشا
کھیل سماچار

۸-۲۱ مردمنگل : چھگا خاں و ساتھی

۱-۱۰ گھر آنگن : ویجن بنانے کی
ودھیات

۱-۵۰ کھیت کھلیان : بھنڈارت
اناج کی اچت دیکھ بھال
تقریر

۲-۲۰ مردمنگل : کریم خاں۔ لنگا

شام

۵-۳۰ یوواوانی : ڈاکٹر سے ملیے
نشیلے پدارتھوں کا سیون
ڈاکٹر راجندر چھابڑا

۶-۱۵ چوپال : راجستھانی کویتا پاٹھ
مدن گہلوت : گرامین چھیتر اور
بے جل کی سو ودھائیں
از مہا سنگھ بینوال

۸-۱۵ مبارک بیگم اور ایم۔ ایل۔ نکرہ
سگم سنگیت

۹-۱۶ ان کی دنیا ان کی باتیں

بدھ ۱۰ ستمبر

صبح

۷-۳۰ ودیشی وستوؤں کا بڑھتا آکرشن
ہندی تقریر از ستیش کمار ناگپال

۸-۲۱ مردمنگل : مانک چند شرما

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان : گوبھی کی کھیتی
قسمیں و بوائی از نریندر کمار شرما

۲-۲۰ مردمنگل : سریش ماتھر

شام

۵-۳۰ یوواوانی : جھلکی : نیا سویرا
از سدھیر راکھیجہ

۶-۱۵ چوپال : بھینٹ وارتا
اپنی کھیتی اپنی بات
از بلدیو راج

۷-۲۵ مردمنگل : کریم خاں کھیوڑا

۱۰-۰۰ ہمارے وادیہ : شاستریہ سنگیت

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح

۷-۳۰ گیان وگیان

۸-۲۱ مردمنگل : ہزاری لال و ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ مہلا جگت : بہن ! ہمارے وہ
تو بس وہ ہیں : مزاحیہ تقریر
از کماری منجو بیٹھیہ
کہانی : الکا ککڑ

۱-۵۰ کھیت کھلیان : آلو کی انت
قسمیں اور وشیشتائیں : وارتا
از او۔ پی۔ شرما

۲-۲۰ مردمنگل : ظہور خاں

شام

۵-۳۰ یوواوانی : امولیہ ندھی
اسکاؤٹ تتھا گائیڈ
از سوشیل اپادھیائے
کھٹے میٹھے انوبھو یووا چکتسک کے
از ڈاکٹر بال کرشن اگروال

۶-۱۵ چوپال : پشوؤں کے سنتولت
آہار : از ڈاکٹر۔ بی۔ ڈی سونی

۷-۲۵ مردمنگل : گلاب چند گوڑ

۹-۱۶ بزرگوں کے لیے : رمیش چند گپتا

۱۰-۰۰ شیو کمار شرما و ہری پرساد چورسیا
سنتور و بانسری

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح

۷-۳۰ راشٹریہ ایکتا اور بھارا دایتو
ہندی تقریر از راجندر سوامی

۸-۲۱ مردمنگل : گوپال تیلا

دوپہر

۱-۳۰ شیام داس سہارا : شاستریہ سنگیت

۱-۵۰ کھیت کھلیان : ٹماٹر کی انت
قسمیں و بوائی : تقریر
از ایچ۔ پی۔ رائے زادہ

۲-۲۰ مردمنگل : سر چند لوہی

شام

۶-۱۵ چوپال : گھروں دگوں کے لیے

آدرس دیوستھا: بات چیت
از ایس۔ ایس۔ بوڑیا
ساما جیک جیون میں جنگلوں کا
مہتو: بات چیت: کے۔ این
مودی

۷-۲۵ مرو منگل: نگراج سورداس وساتھی
۹-۱۶ یہ بھی جانیئے
۹-۳۰ آخری پیج: ناٹک
از جے پرکاش دیبے

ہفتہ ۳۰ ستمبر

صبح

۷-۳۰ کھلا آکاش۔ گنگا نگر میں
ادیوگ دشا اور دشا
مذاکرہ؛ شرکار: ڈاکٹر او۔
پی۔ گپتا، گنجیدر سارسوت
راجندر کوٹھاری اور
بھگوتی پرشاد شرما
۸-۲۱ مرو منگل: نارائینی دیوی

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان: باجرے کی
فصل کو کیڑوں اور بیماریوں
سے بچائیں؛ تقریر
رام پرتاپ بھابھو
۲-۲۰ مرو منگل: مصری دیوی

شام

۵-۳۰ یووا وانی: سوالوں کے دائرے
۶-۱۵ چوپال: ٹابر ٹوری
کرشی پرشن آتر
۷-۲۵ مرو منگل: پنارام گوپا وساتھی
۸-۱۵ نرملا اروڑن: سگم سنگیت

اتوار ۳۱ ستمبر

صبح

۷-۳۰ ایسی بھی کیا جلدی ہے پریمکا
بیٹھے کی مزاحیہ تقریر
تولارام سوامی
۸-۲۱ مرو منگل: نور محمد لنگا وساتھی

دوپہر

۱-۱۰ جے بھارتی: فوجی بھائیوں
کی فرمائش پر
۲-۲۰ مرو منگل: کرشنا ویاس

شام

۵-۳۵ یوواوانی: روزگار کے ترت (۵-۴۵ تک)

جودھپور (الف) — ۵۶۴۰۲۷ — ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور (ب) — ۲۵۰۲۶ — ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

پیر یکم ستمبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے؛ سلسلے
وار پروگرام
۷-۳۰ رن جھن: بابولال میراثی
۷-۴۵ امپارٹینس آف مینجمنٹ
ان لائف؛ تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: برجیش شرما اور
ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ شنکر باجرے کی زیادہ پیداوار
حاصل کرنے کے گر؛ تقریر

شام

۵-۰۵ سگم سنگیت: تشیلی دوائی
کتنی کارآمد: تقریر
ایک سہرپٹ جیون؛ تقریر
۶-۳۰ باجرے کی فصل میں پودرکشن
رکشن کاریہ؛ تقریر
۷-۲۵ جسراج دامی: راجستھانی سنگیت

منگل ۲ ستمبر

صبح

۷-۰۰ رن جھن: دلیپ کمار نگارچی
۷-۴۵ راجستھانی ساہتیہ میں پریم پتر
تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: غنی خاں اور ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ یونانی طریقہ علاج اور پیٹ کے
روگوں کا علاج: حکیم سید حسن
سے دنیش چند شرما کی بات
چیت
۱-۵۰ مکا کی کھیتی میں ان دنوں کئے
جانے والے کرشی کاریہ؛ تقریر

شام

۵-۰۵ آپ کے پتر آپ کے گیت
۶-۳۰ پشو پالن میں دھیان دینے
کے قابل باتیں: تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۷-۱۵ پی۔ ایف۔ کی ادائیگی
تحریر و پیشکش: سبودھ نگم
۷-۳۰ رن جھن: کسم بھٹ
۸-۲۱ گیت گنجار: چھنے خاں
۸-۵۰ دو ایکم بارہ سلسلے وار پروگرام
پیشکش: پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ گنے کی فصل میں پودھ سن رکشن
کاریہ: تقریر

شام

۵-۰۵ کتا کاٹنے کی بیماری
ریبیز: تقریر
۶-۳۰ مرچ کی بھرپور پیداوار حاصل
کرنے کے طریقے: تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
مدن لال بھانڈ

جمعرات ۴ ستمبر

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: اللہ بھنڈاری
۷-۳۰ رن جھن: رامیشور داس
۷-۴۵ سوکمار کویتا کا کوی
پنت نوارتا
۸-۲۱ گیت گنجار: سنیتا سین

دوپہر

۱-۵۰ انار وامرود کی فصلوں کو روگوں
سے کیسے بچائیں: تقریر

شام

۵-۰۵ سامانیہ گیان کا مقابلہ: بیشن
ایم۔ آئی۔ خاں
۶-۳۰ راشٹریہ بیج نگم کا انت قسم
کے بیج مہیا کرانے میں یوگدان
تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: امام الدین

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۷-۱۵ بھارت چھوڑو آندولن اور
باپو: تقریر
۷-۳۰ رن جھن: بھیراج پروہت
۸-۲۱ گیت گنجار
پرمانند پرمار اور ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ ان دنوں سبزیوں کو لگنے والے
روگوں سے کیسے بچائیں: تقریر

شام

۵-۰۵ ٹیکنک اور چاتر سمیندھ
پرسنگ چرچا: ارون پاہوا
۶-۳۰ سور اور جھا: موم بتی بنانے کی
مشین کے بارے میں جانیئے؛ تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: اوگارام
۹-۳۰ خنڈا: ناٹک: بے شکر بہادر
کی کہانی کا ریڈیو عکس
از گوپال داس
ہدایت کار: حسن خاں

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: کہانی
مصنف: ایل۔ این۔ بھنڈاگر
۷-۳۰ رن جھن: ڈیڈو خاں
۷-۴۵ دن وبھاگ کے کاریہ کرم
بات چیت
۸-۲۱ گیت گنجار: چوتھا لوہار اور
ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ ٹماٹر اور بینگن کی فصلوں کو کیڑوں
سے کیسے بچائیں: تقریر

شام

۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک
۶-۳۰ ان دنوں کھیتوں میں سبزیوں
کو کیڑوں سے بچائیں؛ تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: بگوپا دیوی

اتوار ۷ ستمبر

صبح

۸-۵۰ دوائیم بارہ : سلسلے وار پروگرام از پی۔ ایس۔ تھپلیال

۹-۱۵ آؤ کیں بندر ماما : تقریر
ایشیا کی مالا میں ایکتا کے موتی اسم : تقریر
نھی پرتیبھا سے ملاقات از مہوا بیگ

شام

۵-۳۵ جھم کو : راجستھانی فرمائشی گیت

۶-۳۰ آنکھوں کی خاص خاص بیماریاں کارن۔ لکشن و روک تھام کے اپائے

پیر ۸ ستمبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے سلسلے وار پروگرام

۷-۳۰ رن جھن : چوری لال راول

۷-۴۵ سگنیفیکینٹ ڈیویلپمنٹس ان ایجوکیشن : تقریر

۸-۲۱ گیت گنجار : لونا تھ اور ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا شکشن : بدلتا پریدرشیہ تقریر
بھارتی نو کی دین
ڈاکٹر چندر راسمایت

۱-۵۰ کیٹ ناشک دواؤں کے پریوگ کرتے سمے دھیان دینے کے قابل باتیں

شام

۵-۰۵ پرتیبھا وان کھلاڑی سے ملاقات لیاقت علی
کام کا مہا شکشا : ساکشرتا آندولن کتنے کامیاب کتنے ناکام : تقریر

۶-۳۰ چھنے کی کھیتی کا مہتو : تقریر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت الف کمار داس

منگل ۹ ستمبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن : مسری لال

۷-۴۵ الیکٹرونک کے بڑھتے قدم : تقریر

۸-۲۱ گیت گنجار : ریتی خاں

دوپہر

۱-۱۰ ہومیوپیتھک چکتسا پدتی : مباحثہ
شرکاء : ڈاکٹر سکھراج بھنڈاری
ڈاکٹر پہند پٹوا۔ نیرمن
دنیش چند شرما

۱-۵۰ اِن دنوں سبزیوں کی فصل کو کون کون سے کیڑوں سے بچائیں تقریر

شام

۶-۳۰ پشوؤں کو ہونے والے چھوت کے روگ۔ کارن لکشن اور روک تھام کے طریقے : تقریر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : پریارام

بدھ ۱۰ ستمبر

صبح

۷-۱۵ قصور کس کا : جھلکی
ششانک منجری بھیلا

۷-۳۰ رن جھن : رام ناراین چیتن

۸-۲۱ گیت گنجار : ہیرارام رائیکا

۸-۵۰ دوائیم بارہ : سلسلے وار پروگرام از پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ سنتلت اُوروکوں کا پریوگ کیوں اور کیسے کریں : تقریر

شام

۵-۰۵ جوڈو : تقریر
روزگار سمبھاوناییں

۶-۳۰ ٹڈیاں آنے سے فصلوں کو کیسے بچائیں : تقریر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : سورن لتا و ساتھی

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک : سردار احمد سردار

۷-۳۰ رن جھن : ستیہ نرائن داس

۷-۴۵ ہم ڈاکٹر کیوں جائے مزاحیہ تقریر

۸-۲۱ گیت گنجار : دھاپلی دیوی اور ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ مونگ و ارہر کی فصلوں میں پودوسں رکشن کا ریہ : تقریر

شام

۵-۰۵ آپ بھی سوچئے
اکیسویں صدی کے کوسی تکنی پودھ تقریر

۶-۳۰ چینے کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں : تقریر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : شیلا بسّا

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی جی کی سکھاون : تقریر

۷-۳۰ رن جھن : دلداس اور ساتھی

۸-۲۱ گیت گنجار : کالورام پرجاپتی

دوپہر

۱-۵۰ جوار اور باجرے کی فصل کو کیڑوں سے کیسے بچائیں : تقریر

شام

۵-۰۵ رنگارنگ پروگرام

۶-۳۰ خریف کی دلہنی کی فصلوں میں پودوسں رکشن کاریہ : تقریر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : رمارام مگرا

۹-۳۰ ویر درگا داس : ناٹک
تحریر : بی۔ ایل۔ ماتھر

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم : کہانی
تحریر : سورج پال وال

۷-۳۰ رن جھن : بالا داس راماوت اور ساتھی

۷-۴۵ کازری : بات چیت

۸-۲۱ گیت گنجار : ممتا ڈاکلیا

دوپہر

۱-۵۰ سکھشم تتووں کا کرشی میں مہتو تقریر

شام

۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک

۶-۳۰ مکا کی فصل میں ان دنوں کیا کیا جائے : تقریر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : لیلا بہائی

اتوار ۱۴ ستمبر

صبح

۸-۵۰ دوائیم بارہ : سلسلے وار پروگرام از پی۔ ایس۔ تھپلیال

۹-۱۵ آپ کی شالا کا سانسکرتک کاریہ کرم : تقریر
ملیریا بخار اور بچاؤ
ڈاکٹر ہمانی سے ملاقات
و شنی پرتیبھا جمناسٹک، نیل کمل چوہان سے ملاقات

شام

۵-۰۵ میری پسند : فلمی گیت

۵-۳۵ جھم کو : راجستھانی فرمائشی گیتوں پر مبنی

۶-۳۰ دواؤں کا پریوگ کرتے وقت ساودھانیاں : تقریر

پیر ۱۵ ستمبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے سلسلے وار پروگرام

۷-۳۰ رن جھن : سرد پرا پریہار

۷-۴۵ سوسیو کلچرل ڈائی مینشنز آف ویمنز ان راجستھان : تقریر

دوپہر

۱-۱۰ ہمارے پرو تیوہار : محرم : تقریر
سویم سیوی سنگٹھن اور مہیلاؤں کو قانونی صلاح
شکنتلا مہتہ سے بات چیت

۱-۵۰ خریف کی فصلوں کو کیڑے روگوں سے کیسے بچائیں : تقریر

شام

۵-۰۵ سگم سنگیت : ابھی ویکتی
محرم : تقریر

۶-۳۰ باجرے کی فصل کو کیڑوں سے کیسے بچائیں : تقریر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت جے رام داس

میڈیم ویو

سرینگر (الف): ۲۶۸ء۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵ء۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

سرینگر (د) ۱۹۹ء۶ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز

شارٹ ویو: سرینگر (ب) ۴۹ء۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱ء۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز

پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک

(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۴۵ اردو: صبح ۸-۰۵، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵

ہندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰

انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۳۰، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دہلی نشریے) شام ۷-۳۰

کشمیری: صبح ۹-۲۵، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

پیر یکم ستمبر

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰

ایم۔ ایل۔ بشنگلو: ستار

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

آر۔ تی۔ تنکو: غزل

۹-۰۰ اردو میں بات چیت

از میر غلام رسول نازکی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈکاسٹ

ہماری فصلیں شالی

چوتھی اور پانچویں جماعت کے

طلباء کے لئے اردو میں بات چیت

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: تحقیق و ترجمہ

پر محمد یوسف ٹینگ سے گفتگو

۱-۰۵ اسد اللہ: موسیقی

رات

۹-۳۰ مالیبن ڈرامہ پیپر ترجمہ کشمیری

میں کھیل

تحریر: گابریل ویرنو میں پیل

کشمیری ترجمہ: ہلال احمد مجید

منگل ۲ ستمبر

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

آشا کول: غزل

۹-۰۰ نو ادب (کشمیری) تازہ نظم

از شوکت انیس

۹-۳۰ تو ہنر فرمائش

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰

غلام محمد ساز نواز اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈکاسٹ

انگلش بائی ریڈیو

چھٹی اور ساتویں جماعت کے

طلباء کے لئے انگریزی پروگرام

ترتیب و پیشکش: سی۔ آئی۔

ای۔ ایف۔ ایل۔ حیدرآباد

۱-۰۵ غلام محمد شیخ اور ساتھی

کشمیری لوک گیت

۲-۱۰ عبدالحمید خان: گائن

۴-۳۰ پنجابی پروگرام

شام

۶-۱۰ نونہال: ننھے منوں کے لئے

کشمیری پروگرام

۹-۳۰ وودھا: کشمیر یونیورسٹی

ہندی ڈیپارٹمنٹ سے صدا

بند کیا گیا پروگرام

بدھ ۳ ستمبر

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰

استاد اللہ رکھا: طبلہ وادن

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

علی محمد: غزل

۸-۲۱ قومی تعلیمی پالیسی

کشمیری میں بات چیت

از پروفیسر ایس۔ کے۔ شاہ

۹-۰۰ نو ادب: تازہ نظم

از سید رضا

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈکاسٹ

ہمارے قدرتی وسیلے

آٹھویں جماعت کے طلباء کے

لئے اردو بات چیت

۱۲-۴۰ پراگاش

آر۔ کے۔ گرتو اور ایم۔ کے۔ پارمو

کے درمیان گفتگو

۱-۰۵ اور شام ۶-۴۵

نرملا سپرو اور عبدالرحمان ریشی

موسیقی

جمعرات ۴ ستمبر

صبح

۷-۱۵ غلام حسن صوفی: موسیقی

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

غلام حسن صوفی: غزل

۹-۰۰ نو ادب (کشمیری)

تازہ نظم: فیاض تیلہ کامی

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰ اور رات ۱۰-۴۰

شیخ عبدالعزیز اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈکاسٹ

آٹھویں جماعت کے طلباء کے

لئے اردو بات چیت

۱-۰۵ عبدالرحیم بٹ اور ساتھی

لوک سنگیت

رات

۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل

پروگرام

میز ودام اور میگھالیہ کے گیت

جمعہ ۵ ستمبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

غلام نبی شیخ: غزل

۸-۲۱ گھرہ بارہ خاطرہ: گھرہ چلاون

سلیمہ شیخ کیہ گفتگو

مزاحیہ بات چیت: جی۔ ایم۔ ڈیو

۹-۰۰ دیہی علاقوں میں بڑھتی بے

روزگاری

ڈسٹرکٹ ایمپلائمنٹ افسر ایم

اے بخاری سے ہندی میں

انٹرویو

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈکاسٹ۔ قدیم

ایران کی تہذیب اردو میں

گفتگو

۱-۰۵ سی۔ ایل۔ ولی اور مشتاق حسین

غزلیں (اردو)

۲-۱۰ پی۔ این۔ چھٹو: ستار

شام

۶-۱۰ چن من: ننھے منوں کے لئے

کہانی از خورشید احمد بٹ

ہفتہ ۶ ستمبر

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

غلام محمد راہ: غزل

۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت

ڈاکٹر اے اے بیگ

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰

محمد عبداللہ سیتارسی اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈکاسٹ

نویں جماعت کے طلباء کے لئے

انگریزی میں بات چیت

۱۲-۴۰ پراگاش: مولہ وتہ کتھ

بنسی لال کول اور ایم۔ کے۔ پارمو

کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ عبدالکریم خاں : گائن

اتوار ۷ ستمبر

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

شمیم دیو : غزل

۱۰-۱۵ ہونہار : بچوں کے لئے اردو پروگرام

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش : انسان سنتر کتو ایھک درا اور ایم. کے پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ امجد علی خاں : ستار

۴-۰۰ ری مال : خواتین کے لئے کشمیری پروگرام

۴-۳۰ پنجابی پروگرام

پیر ۸ ستمبر

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰

غلام احمد خاں : ستار

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

آر. کے. کا چرو : غزل

۹-۰۰ اردو میں بات چیت

از ریاض پنجابی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش

ڈاکٹر عبدالغنی مدہوش اور ایم. کے پارمو کے درمیان گفتگو

رات

۹-۳۰ راستہ : اردو میں کھیل

ترجمہ : ڈاکٹر حامدی کاشمیری

منگل ۹ ستمبر

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

مشتی چوپڑا : غزل

۹-۰۰ نوتا ادب (کشمیری) تازہ افسانہ

اپنگا سکے. کول

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰

غلام محمد ساز نواز اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ

انگلش بائی ریڈیو

چھٹی اور ساتویں جماعت کے طلباء کے لئے انگریزی

ترتیب و پیشکش : سی. آئی. ای. ایف. ایل. حیدرآباد

۲-۱۰ بسم اللہ خاں : شہنائی

رات

۹-۳۰ سنگرمال : کشمیری میں ادبی پروگرام

بدھ ۱۰ ستمبر

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰

برکت علی خاں : گائن

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

جلال گیلانی : غزل

۸-۲۱ کشمیری میں بات چیت

از پران کشور

۹-۰۰ نیا ادب : تازہ نظم

از مظفر ایرج

شام

۶-۴۵ ستیادر : غزل.

جمعرات ۱۱ ستمبر

صبح

۷-۵۵ اور شام ۶-۴۵ اور رات ۸-۳۰

کیلاش مہرہ : غزل

۹-۰۰ نوتا ادب : تازہ نظم

از علی محمد شہباز

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰

شیخ عبدالعزیز اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش

۲-۱۰ بلرام پاٹھک : ستار

جمعہ ۱۲ ستمبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا

گاندھی جی چھوڑ نان

۷-۵۵ نسیم اختر : غزل

۸-۲۱ گھرہ بارہ خاطرہ

کشمیری میں بات چیت

از شمیم خاں

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ

آبی گردش تین عوامل

آٹھویں جماعت کے طلباء کے لئے اردو بات چیت

۲-۱۰ ڈی. وی. پالکر : گائن

شام

۶-۱۰ چمن من : بچوں کے لئے کہانی

از الطاف احمد

۸-۳۰ او. این. کول : موسیقی

ہفتہ ۱۳ ستمبر

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

ایم. کے. پنڈیتا : غزل

۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت

از او. این. کول

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰

استاد رمضان جو اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ

نویں جماعت کے طلباء کے لئے انگریزی پروگرام

۱۲-۴۰ پراگاش : لکھو چھو دنان

سلمیٰ فردوس اور ایم. کے پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ بدھ دتیہ مکرجی : ستار

رات

۹-۳۰ بزم سامعین

اتوار ۱۴ ستمبر

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

راج بیگم : غزل

۹-۰۰ نیا ادب (ہندی)

نو لیکھت کہانیاں

ڈاکٹر ایس. این. کول

۱۰-۱۵ ہونہار : بچوں کے لئے اردو پروگرام

۱۱-۳۰ اردو میں کھیل

از ریاض معصوم قریشی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش

۲-۱۰ نیاز خاں : گائن

۴-۰۰ ری مال : خواتین کے لئے کشمیری پروگرام

۴-۳۰ پنجابی پروگرام

پیر ۱۵ ستمبر

صبح

۷-۱۵ ایس. این. سوپوری : ستار

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰

رحمت اللہ خاں : غزل

۹-۰۰ اردو میں بات چیت

پروفیسر شاہ منظور العالم

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش

ڈاکٹر آر. ایل. چودھری اور ایم. کے. پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ ایس. این. سوپوری : ستار

رات

۹-۳۰ دگر روس دور : کشمیری کھیل

از ایم. ایل. ساقی

بقیہ : سورت گڑھ

کمپونڈرز و نرسز اور میکینک

شری گنگا نگر

۱۰-۰۰ من بھاون

پیر ۵ ستمبر

صبح

۷-۳۰ پلاسٹک سرجری کیا اور کیسے

ہندی تقریر : ڈاکٹر راجکمار مڈا

۸-۲۱ مرو منگل : سلامت علی اور نزاکت علی : شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ کورس

۱-۵۰ کھیت کھلیان : تلہنی فصلوں میں پودے سرکشن کاریہ

ہری رام پونیا

۲-۲۰ مرو منگل : بیاری کھنک

شام

۵-۳۰ پتر اتر : روزگار سماچار

۶-۱۵ چوپال : راجستھانی کہانی

رام کمار اوجھا

۷-۵۰ مرو منگل : سوشیل لاہری

۱۰-۰۰ خان بندھو : گائن



▲فلم و ٹی وی اداکار رگھو ترپاٹھی ۔ ان کے ساتھ
الوراد ھاشرما کا انٹرویو وودھ بھارتی سے نشر ہوا۔

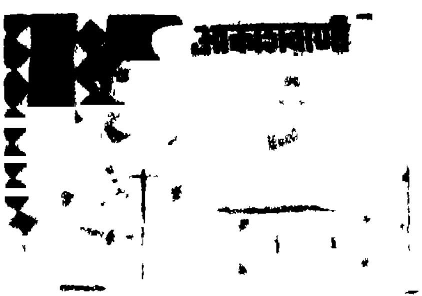


▲مشہور ڈرامہ نگار اور ڈرامہ مبصر این سی جین (دائیں)
کے ساتھ کے کے بھٹاچاریہ کا انٹرویو آکاشوانی گوہاٹی سے نشر ہوا۔

آکاشوانی سمبلپور کی جانب سے مدعو سامعین کے
روبرو منعقد سگم سنگیت کی محفل کی جھلکیاں ۔



▲بکاری چرن اور گیتا پٹنائیک ۔



▲چترا مہاپاترا اور سنگیتا مہاپاترا ۔



▲احمد حسین، محمد حسین ۔

▲بالن بھارتی وسکمیاں بہو رقص پیش کرتے ہوئے ۔



▲سکندر عالم اور اندرانی مشرا

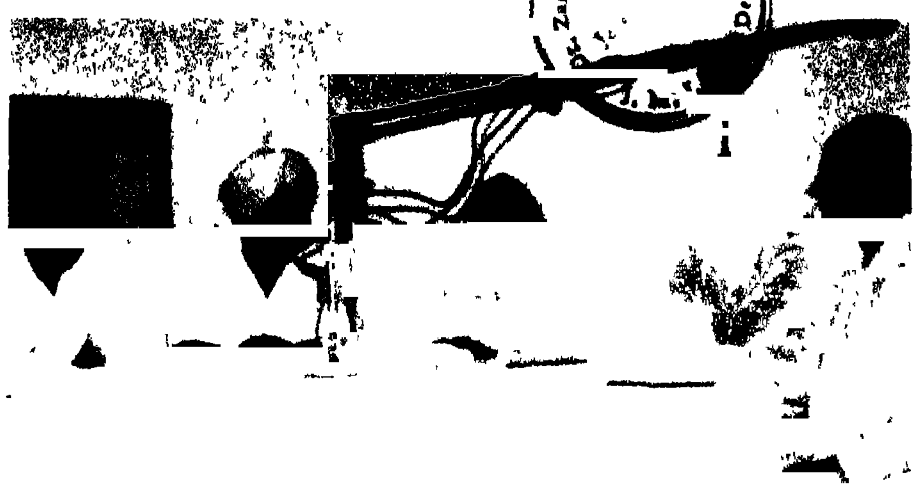
▼جے شری گپتا

Regd. No. D-(C)39
R.N. No. 14253/57
PRICE RUPEE 1.00
AWAZ
1st. SEPTEMBER 1986
Licensed (U-23) to post without prepayment at PSO New Delhi



آکاشوانی گورکھپور

کے اسٹوڈیوز میں
کیفی اعظمی سے ملاقات
(دائیں سے)
طارق چھتاری (پروگرام ایگزیکیٹو)
این این میتھانی (اسٹیشن ڈائریکٹر)
کیفی اعظمی
غیاث الرحمٰن اور
ڈاکٹر ممتاز احمد ۔



ریڈیو کشمیر سرینگر

کی جانب سے
ڈوگری کی ممتاز ادیبہ
پدما سچدیو
کے اعزاز میں منعقد محفل کے شرکا
(دائیں سے)
علی محمد لون
غلام حسین ضیاؔ
پدما سچدیو
پریت پال سنگھ بیتاب اور
پران کشور ۔



آکاشوانی سورت گڑھ

کی جانب سے
قومی یک جہتی کے
موضوع پر منعقد
ایک مشاعرے
میں
چندر بھان تیاگی
اپنا کلام پیش کرتے ہوئے ۔

Published by the Director General, All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals PTI Building II floor Sansad Marg New Delhi 110001
Printed by the Manager Govt. of India Photo Litho Press Faridabad

۱۶ر سے ۳۰ر ستمبر ۱۹۸۶ء
۲۵ر بھادوں سے ۸ر آشون ۱۹۰۸ شاکا

آواز

اشاعت کا ۵۱ واں سال
قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دل چسپ افسانے و منظومات

اس بار جموں سے غزلیں

بیتاب جے پوری

دل میں حسرت رہی یوں اپنی کہانی لکھتے
درد کی دھوپ کو ہم شام سہانی لکھتے

مسئلہ یہ تھا کہ ہر بزم میں چرچے ہوں گے
ورنہ ہر زخم کو اس بت کی نشانی لکھتے

مصلحت سے تو رہے دور بہت ہم ورنہ
ٹھہرے پانی کو تلاطم کی روانی لکھتے

زندگی اُڑتے ہوئے لمحوں میں تحلیل ہوئی
مختصر وقت میں کس کس کی کہانی لکھتے

غیر ممکن تھا کہ ملتے نئے عنوان اسے
ہم محبت کو اگر رسم پرانی لکھتے

ہم سے ٹکرا گئی خود اپنی انا اے بیتاب
ورنہ ممکن تھا کہ ہر غم کی کہانی لکھتے

پرتپال سنگھ بیتاب

ہاتھ میں تیشہ تھما کر ہم کو آذر کر دیا
رات اک پتھر نے پیدا خود سے پیکر کر دیا

جو بڑے پیر اک تھے وہ بے حس و حرکت ہوئے
ڈوبنے والوں کو موجوں نے شناور کر دیا

معجزے کے سامنے سب ضابطے معذور تھے
صف نشینوں کو کسی طاقت نے صفدر کر دیا

خوش تھے ہم بھی زلزلوں کی زد میں اُنکو دیکھ کر
اک مکاں اپنا نگر میں تھا جو کھنڈر کر دیا

ہم بہت بونے تھے اس اونچے قد والے دیس میں
جانے کون احساس تھا جس نے قد آور کر دیا

سبز و زرّیں فصل کی جن کو تھی ہم سے آرزو
ہم نے اُن آبی زمینوں کو بھی بنجر کر دیا

ابر آوارہ تھا کوئی چند لمحوں کے لیے
ایک ننھی سی ندی کو جس نے ساگر کر دیا

آتے رہتے تھے ہوا کے دوش پر کیا کیا پیام
ہم نے اپنے گھر کی دیواروں کو پتھر کر دیا

قافلے والو سنبھلنا راستے ویران ہیں
رہزنوں کو وقت کے چکر نے رہبر کر دیا

ہر قدم بارش تھی سنگ و خشت کی اس شہر میں
آخر اِک دن ہم نے اپنے سر کو پتھر کر دیا

راجکمار چندن

جسم متجسس نگاہیں منتظر
وہ خود اپنے آپ سے ہے بے خبر
کچھ نہیں کوئی کسی کے واسطے
سب کے سب ہیں جیسے بے سایہ شجر
کیا خبر انجام کی منزل کہاں
کون جانے کیا تھا آغازِ سفر
خون اگلتا آئے گا سورج نیا
کس لیے لکھوں میں آنکھوں میں سحر
وہ شعاعیں اور خلائیں لے گیا
تم نے تھامی ہے زمینوں کی ڈگر
تم بدلتے موسموں کو دو صدا
یاد آتا ہے مجھے تو اپنا گھر
آشیاں بند نہ کر دو چندن کہ اب
ہو نہیں سکتی گپھاؤں میں بسر

عابد مناوری

لب پہ ہے پیار کی نمائش بھی
دوست ہی کر رہے ہیں سازش بھی
کچھ تو ہم بھی رہے ہیں غفلت میں
اور کچھ وقت کی ہے گردش بھی
دل ہمارا ہے آپ ہی کا گھر
کبھی رکھتے یہاں رہائش بھی
اپنی آنکھوں کو جیب میں رکھیں
ہم پہ عابدؔ رہی یہ بندش بھی
کس طرح کی یہ بزم ہے کہ جہاں
جرم ہے انکشافِ خواہش بھی
بے سبب وہ خفا نہیں ہم سے
کوئی تو ہوگی وجہ رنجش بھی
دھوپ بھی ہے بلا کی اے عابدؔ
ہو رہی ہے غضب کی بارش بھی

عزیز بانو داراب وفا

میرا اسیر ہوا جانے کس گمان میں وہ
الجھ گیا کسی زنجیر کے نشان میں وہ
تمام عمر کسی اور نام سے مجھ کو
پکارتا رہا اک اجنبی زبان میں وہ
میں اپنے آپ سے ٹکرا گئی تھی خیر ہوئی
کہ آ گیا کسی صورت سے درمیان میں وہ
میں روشنی کی حکایت ہوں اور چراغ لیے
کھڑا ہے بیچ دورا ہے پہ داستان میں وہ
فصیلِ شب سے لٹکتا ہے آج سر اس کا
کل آفتاب سا چمکے گا آسمان میں وہ
وہ باوفا نہ تھا لیکن جو آزمایا تو
نکل گیا کسی صورت سے امتحان میں وہ

نورالزماں صدیقی نور

ہو کے حیراں ہم آئینہ تکتے رہے
رنگ چہرے کے اتنے بدلتے رہے
بستیوں والے پیاسے تڑپتے رہے
اور سمندر پہ بادل برستے رہے
کل ملی تھی سزا اک گنہ گار کو
پاک بازوں کے دل کیوں دھڑکتے رہے
نہر کو تو بڑے پیڑ ہی پی گئے
چند قطروں پہ پودے جھگڑتے رہے
تم سمندر کے مالک رہے عمر بھر
نورؔ صحرا میں پھر کیوں بھٹکتے رہے

سیدہ شان معراج

تھا مرا ہوش بھی وہ میرا جنوں بھی وہ تھا
راحتِ چشم بھی وہ قطرۂ خوں بھی وہ تھا

میرے اظہار کی اک ایک ادا اس کی تھی
میرے سینے میں چھپا سوزِ دروں بھی وہ تھا

بے قراری کا جو عالم تھا وہ سب اس کے سبب
اور مری جاں کے لیے وجہ سکوں بھی وہ تھا

گرم راتوں میں تھا جاگتی آنکھوں کا طلسم
سرد راتوں کی خموشی کا فسوں بھی وہ تھا

ملک زادہ منظور احمد

نہ خوفِ برق، نہ خوفِ شرر لگے ہے مجھے
خود اپنے باغ کے پھولوں سے ڈر لگے ہے مجھے
عجیب درد کا رشتہ ہے ساری دنیا میں
کہیں ہو جلتا مکاں اپنا گھر لگے ہے مجھے
میں ایک جام ہوں کس کس کے ہونٹ تک پہونچوں
غضب کی پیاس لیے ہر بشر لگے ہے مجھے
تراش لیتا ہوں اس سے بھی آئینے منظورؔ
کسی کے ہاتھ کا پتھر اگر لگے ہے مجھے

آواز

اٰل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱ | شمارہ ۱۸

۱۶ ستمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۲۵ بھادوں ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلی فون ۳۸۲۲۰۹

ادارت
سراج احمد — ۳۸۲۲۵۴
ہرمہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

[illegible]

Telegram LISTENER New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

ایثار حسین

افسر الدولہ فیاض الدین حیدر

کربلا کی خونچکاں جنگ محض ایک تاریخی سانحہ نہیں، جو دوسری محرم سے لے کر دسویں محرم تک پیش آیا، بلکہ اس کے اسباب وعلل، اثرات ونتائج کا سلسلہ دراز ہے جو اپنے زمانۂ وقوع سے لے کر ماضی اور مستقبل تک پھیلا ہوا ہے۔

حضرت رسول اکرمؐ کی بعثت کے بہت پہلے ہی سے خاندان بنی ہاشم اور بنی امیہ کے درمیان مخاصمت اور دشمنی کا مواد پک رہا تھا، امیہ ابن عبد مناف کا جناب ہاشم سے رشک وحسد اور بغض وعناد اور جناب عبداللہ ابن عبدالمطلب اور ابوسفیان کی باہمی کشمکش، اور پھر بعثت کے بعد بھی یہی گروہ پیغمبر اسلام کو ایذائیں پہنچاتا رہا اور شمع ہدایت کو بجھا دینے کے درپے رہا۔ یہاں تک کہ محبوب حق کو وطن ترک کرنا پڑا۔ ہجرت کے بعد بھی اولاد امیہ نے آپ کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا، مدینہ کے یہودیوں سے سازباز کرتے رہے، زہر دینے کے منصوبے بنائے۔ اور جب کچھ بن نہ پڑا تو اعلانیہ جنگ کا منصوبہ بنایا؛ ۲ھ میں میدان بدر میں معرکۂ کارزار گرم ہوا، اس جنگ میں کفار قریش کے تقریباً سبھی بڑے بڑے سورما صفحۂ ہستی سے ناپید ہوئے۔ غزوۂ بدر کے بعد اُحد وخندق کی جنگیں ہوئیں، ان تمام جنگوں میں اور دوسرے غازیان اسلام کے دوش بدوش حضرت علیؓ تمام عواقب ونتائج سے بے نیاز ہوکر راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کرتے رہے اور ان کی تیغ خونبار کفار مکہ کے خرمن ہستی کو جلاتی رہی، جنگ بدر میں اگرچہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور اسلام کی بنیاد کا سنگ بنیاد رکھا گیا، لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت علیؓ اور بنی ہاشم کے ہاتھوں بدر، اُحد، اور خندق میں قتل ہونے والوں کے پسماندگان کے دلوں میں آل نبیؐ اور اولاد علیؑ کی عداوت اور مزید مستحکم ہوتی گئی۔ اور جنگ کے بعد ہی سے یہ منصوبہ بنایا جانے لگا کہ اس کا بدلہ علیؑ اور اولاد علیؑ سے کس طرح لیا جائے چنانچہ صفین اور اس کے بعد کربلا کی جنگ انہیں کدورتوں کا ردعمل تھا۔

اور تاریخ اسلام کا عجیب حادثہ یہ ہے کہ رسول اکرمؐ کی آنکھیں بند ہوتے ہی حالات کے تیور بدلنے لگے اور آل رسول پاکؐ پر عرصۂ حیات تنگ ہونے لگا، حضرت علیؑ کا زمانہ اموی سیاست کی شاطرانہ بازیگری کا جواب دینے میں گزرا، انکی وفات کے بعد امام حسنؑ کی حیثیت زیادہ تر ایک مبصر اور ناظر کی تھی، جو ہواؤں کا رُخ دیکھ رہا تھا، اور ناسازگار حالات اور دلخراش فضا کو برداشت کر رہا تھا۔ امام حسنؑ کی وفات کے بعد کشتی اسلام کی ناخدائی کی ذمہ داری حسین ابن علی پر تھی، پہلا عملی قدم جس میں امام حسین علیہ السّلام کی سیرت وکردار کے نقوش ابھرے، وہ وقت تھا کہ جب بھائی حسن کا جنازہ لے کر نانا کے پہلو میں دفن کرنے چلے، جنازہ کو دفن کرنے سے روکا گیا، اور صلح پسند حسن کے جنازے پر تیر برسائے گئے، یہ موقع حسین ابن علی کے لیے بڑا ہی صبر آزما تھا، لیکن رحمۃ اللعالمین کے لال نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ دفن حسن کے معاملہ میں مسلمانوں کا خون بہے، بھائی کے جنازہ کو واپس لاکر جنت البقیع میں ماں کے پہلو میں سپرد خاک کیا۔

رفتہ رفتہ حالات ایک خاص منزل پر پہنچ چکے تھے اور ایوان خلافت الٰہیہ کے کھنڈرات پر شہنشاہیت وملوکیت کا قصر تعمیر کیا گیا، اور ۶۰ھ میں یزید اس کا وارث بنا۔ نوامیس شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرنے والے، دین اسلام کی روح حریت اور آزادی کو کچل دینے والے یزید جیسے فاسق وفاجر نے حسین ابن علی سے مطالبۂ بیعت کیا۔ دست یزید پر حسین کی بیعت دنیا میں ایمان وصداقت کی موت اور کفر وطاغوت کے غلبہ کا باعث ہوتی۔ دین الٰہی اور شریعت مصطفوی کے محافظ، کشتی اسلام کے ناخدا حسین ابن علی سے کب ممکن تھا کہ وہ یزید کی بیعت قبول کرتے، تقاضائے وقت کے پیش نظر حسین نے مدینہ چھوڑا، نانا کا روضہ اور ماں کی لحد چھوڑی اور ۷۲ افراد پر مشتمل ایک چھوٹی سی جماعت جس میں خانوادۂ رسالتؐ کی محترم خواتین، کچھ کمسن بچے، کچھ جوان سال اور بوڑھے اقارب ورفقا تھے۔ ساتھ لے کر راہ مسافرت وعزیمت اختیار کی، لیکن نانا کی طرح وطن ترک کرنے

پر بھی امان نہ ملی۔ بیابانوں کو طے کرتے ہوئے زمانہ حج میں طواف بیت اللہ کی نیت سے مکہ معظمہ میں وارد ہوئے لیکن خانۂ خدا میں بھی پناہ کی صورت نہیں نکلی اور قتل کے اسباب فراہم کیے گئے۔ اس خیال سے کہ کہیں حرمت خانۂ کعبہ برباد نہ ہو، حج کو عمرہ سے بدل کر حسین ابن علی نے کوفہ کی راہ لی۔ لیکن وہ جال جو ان کے اردگرد بنتا جا رہا تھا اس کے پھندے کستے گئے۔ ان کا راستہ روک کر میدان کربلا میں محصور کیا گیا، آب و دانہ بند کر کے بیعت کے لیے مجبور کیا گیا، اور بے یار و مددگار سمجھ کر ان کے مصلح و آشتی کے پیغام کو ٹھکرا دیا گیا۔ بھوک اور پیاس، جنگ ناموس، نقصان اموال و متاع یہی وہ چیزیں ہیں جو دنیا میں انسان کے لیے بڑی ہی زہرہ گداز اور تشکیک ربا ہوتی ہیں۔ وہ سب ہوشربا اور ہمت شکن مصائب حسین ابن علی کے پیش نظر تھے۔ لیکن وقت کی پکار پر حسین ابن علی نے لبیک کہا اور راہ حق و صداقت میں تمام عواقب و نتائج کی فکر سے آزاد ہو کر دین الہی کے مٹتے ہوئے نقوش میں اپنے خون سے رنگ بھرنے اور شریعت دین الہی کے بگڑے ہوئے نظام کو پھر سے سنوارنے کے لیے دنیا کی سب سے بڑی طاقت جس کے حدود ملتان سے لے کر سرحد فرانس تک پھیلے ہوئے تھے، ٹکر لینے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، اور صحرائی کربلا کے ریگزار پر زندگی اور موت سے سودا کیا۔ امام حسن کے معاملۂ دفن سے لے کر کربلا کی آخری منزل تک اگر حسین ابن علی کے اقدام کا جائزہ لیا جائے تو یہی معلوم ہوگا کہ وہ فکر سود و زیاں سے بے نیاز ہو کر زندگی کے سارے لمحات کو اپنے مقصد اور پیام کے پیمانہ سے ناپ رہے تھے، اور مدینہ سے لے کر کربلا تک تسلیم و رضا، مظلومیت، قربانی و ایثار کی ایسی تاریخ مرتب کی جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔

مقام قادسیہ پر راستہ روکنے والے دشمن حر کے پیاسے لشکر کو خود اپنی کمر مبارک پر مشکیزہ رکھ کر پانی سے سیراب کیا، اور جب صبح عاشور کو میدان کربلا میں گھیر لانے والا یہی حر ندامت سے سر جھکائے ہوئے دامن عاطفت میں پناہ لینے کے لیے آیا تو بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور سینہ سے لگایا۔ یہ حسین ہی کا کلیجہ تھا اور انہیں کے ایثار نفس کی منزل تھی۔ ساتویں تاریخ سے فوج اعداء نے پانی بند کر دیا، نہر فرات پر پہرے بٹھا دیے گئے، صحرائے کربلا میں انگارے برس رہے تھے، حسین اور ان کے رفقا خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہے تھے، عورتیں اور بچے بھوک اور پیاس سے تڑپ رہے تھے لیکن حسین ابن علی اپنے مقصد اعلیٰ اور نصب العین کی خاطر عزم و استقلال کے ساتھ ان تمام آزمائشوں سے گزر رہے تھے۔ یہاں تک کہ عاشور محرم کی صبح اپنی تمام بلا سامانیوں کے ساتھ افق مشرق پر خون شہیداں کی سرخی لیے ہوئے نمودار ہوئی، ادھر فوج اشقیا میں طبل جنگ بجا، ادھر فوج خدا میں شبیہ پیغمبر علی اکبر کی آواز اذان گونجی۔ سرفروشان راہ خدا نے تیروں کی بارش میں نماز فجر ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حجت خدا نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اپنی شخصیت کا مکرر تعارف کراتے ہوئے جنگ و جدل سے باز آنے کی تلقین کی، جس کے جواب میں تیر آنے لگے۔

جب جنگ کو ٹالنے کے تمام امکانات ختم ہو گئے تو حسین ابن علی ذبح عظیم کی سراپا تصویر بنے ہوئے امتحان گاہ محبت میں اپنے پیاروں کی قربانیاں پیش کرنے کے لیے آگے بڑھے۔ سب سے پہلے اصحاب اور رفقا نے شجر اسلام کو اپنے خون سے سینچا، حبیب ابن مظاہر، زہیر ابن قین اور وہب کلبی، نافع بن ہلال، اور مالک ابن انس یکے بعد دیگرے خاک و خون میں تڑپے۔ اصحاب کے بعد اولاد ہاشم کی باری آئی قاسم اور عون محمد، جعفر اور عقیل کے نونہال ایک دوسرے کے بعد سر سے کفن باندھ کر نکلے۔ ایک مشکیزۂ آب کے لیے عباس علمبردار کے بازو قلم ہوئے اور کڑیل جوان علی اکبر سینہ پر برچھی کا پھل کھا کر اور ایڑیاں رگڑ کر رخصت ہوئے۔ حسین نے علی اکبر کے سینہ سے برچھی کا پھل نکال کر سجدۂ شکر ادا کیا اور اس کے بعد اب آخری تحفہ نذر مشیت کرنے کے لیے میدان میں آئے۔ پیاس سے جاں بلب ششماہہ علی اصغر کو ہاتھوں پر بلند کر کے پانی طلب کیا، جواب میں حرملا کی کمان کڑکی اور ننھا مجاہد بھی فدیۂ راہ خدا ہو گیا۔ سبط رسول جگر گوشۂ علی اور فاطمہ کے لال نے اسلام کی لاج رکھنے والے ۷۲ افراد کو اپنی آنکھوں کے سامنے بے آب و دانہ ذبح ہوتے ہوئے دیکھا، لیکن کیا کہنا اس پیکر تسلیم و رضا اور عزم و استقلال کے کوہ وقار کا، کہ پائے ثبات میں نہ تو لرزش ہوئی اور نہ ہی چہرۂ انور پر بل آیا۔ کربلا کا ہر ذرہ حیرت سے دم بخود تھا، راہ حق میں ایثار و قربانی کی منزلیں طے کر لینے کے بعد حسین نے بارگاہ جبروت میں اپنے سر کی قربانی کی قبولیت کے لیے جبین نیاز جھکا دی، اور سجدۂ حق ہی میں تھے کہ راکب دوش نبی کی پشت پر شمر ملعون سوار ہوا اور حرم حق پرستی میں پنجتن پاک کی آخری یادگار کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ حسین نے اپنی ساری متاع اور اپنا بھرا گھر لٹا کر منجدھار میں پڑے حق و صداقت کے بیڑے کو پار لگایا، اور روح حریت و آزادی کو یزیدیت کی بندگی سے بچا کر آزادی کے بحر بیکراں میں تبدیل کر دیا۔ ذبیح نینوا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اقبال کہتے ہیں ؎

چوں خلافت رشتہ از قرآن گسیخت
حریت را زہر اندر کام ریخت
خاست آن سر جلوۂ خیر الامم
چوں سحاب قبلہ باراں در قدم
بر زمین کربلا بارید و رفت
لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت
تا قیامت قطع استبداد کرد
موج خون او چمن ایجاد کرد
بہر حق در خاک و خوں غلطیدہ است
پس بنائے لا الہ گردیدہ است
تیغ لا از میاں چوں بیروں کشید
از رگ ارباب باطل خوں کشید
نقش الا اللہ بر صحرا نوشت
سطر عنوان نجات ما نوشت
رمز قرآن از حسین آموختیم
ز آتش او شعلہ ہا اندوختیم

(پیشرو)

سلام

صغیر احمد صوفی

تم پر ہے صد سلام شہیدان کربلا
کرتا ہوں احترام شہیدان کربلا
اے جنت المقام شہیدان کربلا

خون سے بنی ہے آج بھی گلزار مصطفےٰ
صدقے ہزار جان، شہنشاہ دوسرا

آتے ہیں یاد فاطمہ زہرا کے دونوں لال
شبیر خدا کے یاد ہیں اب تک وہ خوش جمال
اپنے رسول پاک کے گلشن کے نونہال

کون و مکاں کا رنگ بھی ان سے نکھر گیا
شیرازہ ظلمتوں کی صفوں کا بکھر گیا

حضرت امام وہ شہ عالی مقام تھے
حصے میں جن کے خون شہادت کے جام تھے
باطل شکن تھے قابل صد احترام تھے

غمگین رہے ملول رہے پر مگن رہے
لیکن وہ راہ حق پہ سدا گامزن رہے

دشت بلا میں حق کی، اطاعت کی آرزو
لشکر میں دشمنوں کے شجاعت کی آرزو
ہر ظلم کے خلاف، بغاوت کی آرزو

وہ خاتم نبی کا نگینہ حسین تھا
وہ سرفراز شان مدینہ حسین تھا

(اردو سروس سے)

امیر قزلباش

ہزار یورش غم میں بھی اضطراب نہیں
نہیں ہے عزم حسین ترا جواب نہیں
گرا دیا ہے نظر سے یزید کو حُر نے
یہ انقلاب کا پرتو ہے انقلاب نہیں
جہان ظلم و ستم پہ ہے ایک طنز لطیف
تبسم لب اصغر ترا جواب نہیں
حسین ہیں رہ صبر و رضائیت سرفراز
یزید اپنے ارادے میں کامیاب نہیں
امیر قبر میں پرسش کا خوف ہو اس کو
جو بدنصیب غلام ابو تراب نہیں

(اردو سروس سے)

ن م راشد

اوپندر ناتھ اشک

شعراء میں ن۔م۔ راشد ایک بہت بڑا جدید نام ہے۔ ایسے دانشوروں کی کمی نہیں جو انھیں اقبال کے بعد اردو کا سب سے بڑا جدید شاعر مانتے ہیں۔ کچھ لوگ انھیں صرف شاعروں کا شاعر مانتے ہیں، لیکن کچھ دوسرے اسکالر ایسے بھی ہیں جو یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ شاعروں کے شاعر تھے لیکن یہ بھی مانتے ہیں کہ ان کی نظموں کا موضوع عام انسان ہیں اور زندگی بھر راشد کی گفتگو عوام ہی سے رہی۔

راشد مجھ سے صرف ایک ماہ اور چار دن بڑے تھے۔ وہ نومبر ۱۹۱۰ء کو گوجرانوالہ (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں انھوں نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم۔اے (معاشیات) کی ڈگری لی۔ اور وہیں کمشنر کے دفتر میں غالباً ۴۰، ۵۰ روپے ماہوار پر کلرک ہو گئے۔ راشد کی طبیعت میں شروع ہی سے کچھ عجیب طرح کی روایت شکنی تھی۔ نظم کے ضمن میں انھوں نے پرانی ڈکشن سے انحراف کرتے ہوئے ایک نظم لکھی "التفات" وہ رسالے میں چھپی تو گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل اے۔ایس بخاری (پطرس) کی نظر سے گزری۔ وہ راشد کا گھر ڈھونڈتے ہوئے ان کے ہاں پہنچے۔ وہاں بیٹھنے کو کوئی کرسی نہیں تھی۔ بخاری نے کہا کہ کتابوں کو ایک دوسری کے اوپر رکھ کر بیٹھ جائیں گے۔ اور وہ بیٹھ گئے۔ راشد کی نظم کو سراہا اور جب وہ بخاری صاحب آل انڈیا ریڈیو دلی کے کنٹرولر جنرل ہو گئے تو انھوں نے راشد کو بھی وہاں بلا لیا۔ میں نے جب جون ۱۹۴۱ء میں آل انڈیا ریڈیو کی ملازمت اختیار کی تو راشد شعبہ ٹاکس کے انچارج تھے۔ اور بھارگو لین تیس ہزاری میں کرشن چندر ایم۔اے کے پڑوسی تھے۔ وہیں ان سے میری پہلی ملاقات ہوئی۔

لیکن راشد سے متعارف ہونے سے پہلے میں ان کی نظموں سے روشناس ہوا۔ غالباً ۱۹۳۹ء کے اواخر یا ۱۹۴۰ء کے اوائل کی بات ہے، میں 'پریت لڑی' کے اردو ہندی ایڈیشنوں کا ایڈیٹر ہو کر پریت نگر (ضلع امرتسر) گیا تھا۔ وہاں ان دنوں ایک اسکول بھی تعمیر ہو رہا تھا جس کے سلسلے میں کچھ نئے استاد پریت نگر آئے تھے۔ ان میں انگریزی کے ایک نوجوان استاد وشوناتھ شعر و شاعری سے بھی شغف رکھتے تھے۔ وہ ایک اردو رسالے ان کے ہاں آتے تھے۔ دو ایک میرے یہاں۔ ہم دونوں اکٹھے ان کا مطالعہ کرتے۔ ہمارا فرصت کا وقت اکٹھے گزرتا تھا۔ مجھے یاد ہے، ایک دن ہم نے ایک رسالے میں فیض کی نظم پڑھی۔ ع

مجھ سے پہلی سی محبت مرے محبوب نہ مانگ

پہ کچھ عجیب نشہ سا ہم پر طاری ہو گیا۔ ہم لوگ اکٹھے سیر کرتے ہوئے اپنے کن سرے پن سے اسے گاتے پریت نگر کے ویرانے کو گونجاتے گھومتے رہے۔ لیکن دوسرے یا تیسرے ہی دن کسی میگزین میں راشد کی نظم پڑھی "رقص"۔ وہ ہمیں فیض کی نظم سے بھی اچھی لگی۔ از بر ہو گئی اور ہم اسے بہ آواز بلند پڑھتے اور سر دھنتے رہے۔ اتنے برس گزر جانے پر وہ نظم مجھے آج بھی یاد ہے۔

اے مری ہم رقص مجھ کو تھام لے
زندگی سے بھاگ کر آیا ہوں میں
ڈر سے لرزاں ہوں کہیں ایسا نہ ہو
رقص گہ کے چور دروازے سے آ کر زندگی
ڈھونڈ لے مجھ کو، نشاں پا لے مرا
اور جرم عیش کرتے دیکھ لے

رقص کی یہ گردشیں
ایک مبہم آسیا کے دور ہیں
کیسی سرگرمی سے غم کو روندتا جاتا ہوں میں
جی میں کہتا ہوں کہ ہاں
رقص گہ میں زندگی کے جھانکنے سے پیشتر
کلفتوں کا سنگریزہ ایک بھی رہنے نہ پائے
اے مری ہم رقص مجھ کو تھام لے

ان دو نظموں کے بعد فیض کی "میرے ہمدم میرے دوست" اور راشد کی نظم شرابی ہو ویکراں رات کے سناٹے میں پڑھیں۔ دونوں شاعروں کو ساتھ ساتھ پڑھنے پر ہمیں لگا کہ فیض کے یہاں گفتار کی جو سادگی اور رومانیت ہے اس کے تار ڈھونڈنے پر حفیظ یا اختر شیرانی کے ہاں مل سکتے ہیں، لیکن راشد کے مولویانہ ڈکشن کا کچھ بھی اس کے پیش رو شعراء کے ہاں نہیں مل سکتا۔ راشد فارسی کے آنرز تھے، عام اردو الفاظ کے لیے بھی وہ فارسی الفاظ استعمال کرتے تھے۔ ان کے الفاظ کی دروبست، ان کی تشبیہوں کی ندرت، ان کے استعاروں کی بلاغت، ان کی ڈکشن کی سنگینی، ان کے بیان کا بے پناہ طنز اور ان کی سی حقیقت نگاری کسی دوسرے کے یہاں نظر نہیں آتی تھی۔

۱۹۴۱ء میں کرشن چندر ایم۔اے کے بلاوے پر میں دلی آ گیا اور ریڈیو میں ہندی صلاح کار اور ڈراما نسٹ کے طور پر ملازم ہو گیا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ راشد بھی وہیں رہتے ہیں تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ راشد ہی کے ہاں پہلی بار فیض صاحب سے ملاقات ہوئی، جو بعد میں خاصی قربت میں بدل گئی۔

ہم لوگ دلی میں بھارگو لین تیس ہزاری کے کوارٹروں میں رہتے تھے۔ پہلے کرشن چندر ۵ نمبر میں، میں ۲ میں اور راشد ۱ نمبر میں۔ پھر جب پروگرام ڈائریکٹر محمد اقبال تبدیل ہو گئے تو ان کی جگہ ۲۰ نمبر میں راشد چلے گئے، میں ایک کوارٹر بعد ۲۲ میں منتقل ہو گیا۔ یوں دو ڈھائی برس راشد اور میں پڑوسی رہے۔ صفیہ بھابی (بیگم راشد) میں اور کوشلیا میں خاصی دوستی ہو گئی تھی۔ جن دنوں راشد اور میرے تعلقات میں تھوڑا تناؤ آ گیا، کوشلیا اور صفیہ بھابی میں بدستور دوستی قائم رہی۔

اس عرصے میں نہ صرف میں نے راشد کو قریب سے جانا، ان کے کردار کے ہر پیچ و خم سے واقفیت حاصل کی، ان کی قابلیت سے استفادہ کیا، ان کی نظمیں ان کی زبانی سنیں اور سمجھیں، بلکہ شاعر کے ناطے ان کے خیالات کو بھی جانا۔

راشد کا پورا نام نذر محمد تھا۔ لیکن پنجابی زبان میں 'نذر' سے نظر بٹو (ڈراونے) میں ایک لفظ کا ہی فرق ہے۔ اور راشد کو نذر محمد کہلانا پسند نہیں تھا۔ اس لیے انھوں نے اپنا قلمی نام ن۔م۔ راشد رکھ لیا تھا۔ جو دوست ان کی اس کمزوری سے واقف تھے وہ کبھی کبھی سامنے سے آتے ہوئے بیساختہ کہتے۔ "کہیے نذر محمد صاحب کیسے مزاج ہیں"۔ اور زیر خند کے ساتھ جواب دیتے ہوئے راشد کے پکے رنگ کے چہرے پر سیاہی کی ایک اور ہلکی سی پرت چڑھ جاتی۔

راشد بہت سنجیدہ، نظم و نسق کے قائل اور ڈسپلن پسند آدمی تھے۔ لانبا قد، دوہرا بدن، قدرے لمبائی لیے ہوئے گول چہرہ، بھجوج لیکن نمایاں ٹھوڑی، ستواں ناک، بھرے گھنی گہری تیز آنکھیں، پتلے ہونٹ (جنھیں زیر خند میں تو میں نے بارہا کھلتے دیکھا۔ لیکن قہقہے میں کبھی نہیں دیکھا) اور گنجے پن سے تقریباً بغل گیر ہوتی ہوئی بے حد کشادہ پیشانی۔

سنجیدہ ہی نہیں راشد پرلے سرے کے اسنابی بھی تھے، وہ ہر کس و ناکس کو شعر سنانا پسند نہیں کرتے تھے جب تک انھیں یقین نہ ہو جائے کہ سننے والا ان کے معاصروں میں سے ہے اور ذوق سلیم رکھتا ہے، تب تک وہ کبھی شعر نہ سناتے تھے۔

راشد کی طبیعت میں حد درجے کی انانیت، انفرادیت اور کسی حد تک آمریت بھی تھی۔ جب تک وہ پروگرام اسسٹنٹ

رہے، نہایت بردبار دوست، مدد کرنے والے ساتھی اور نہایت شریف پڑوسی رہے۔ انھوں نے نہ صرف مجھے زبان کا صحیح استعمال سکھایا بلکہ نہایت صبر سے مجھے تقریر کو ویٹ کرنا اور وقت کی قید کے اندر اندر نشر کرنا سکھایا۔ مقرر کئی بار لمبی تقریریں لکھواتے تھے راشد چونکہ نظم و نسق اور قواعد و ضوابط کے بہت پابند تھے اس لیے چاہتے تھے کہ تقریر نہ بڑی ہو نہ چھوٹی بلکہ پورے ساڑھے چودہ منٹ کی ہو۔ اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ تقریر کی کوئی ضروری بات کٹ نہ جائے انھوں نے مجھے لمبی تقریروں میں کتر بیونت کر کے اسے ساڑھے چودہ منٹ کا تیار کرنا اور اسے وقت سے نشر کرنا سکھایا۔

لیکن جونہی وہ ترقی کر کے پروگرام ڈائریکٹر ہوئے ان کی طبیعت میں کچھ عجیب سی آمریت اور افسرانہ رعونت آئی اور انھوں نے ماتحتوں کا جینا حرام کر دیا۔ چونکہ ان کے پیش رو پروگرام ڈائریکٹر محمد اقبال افسری ماتحتی میں اتنا یقین نہیں رکھتے تھے اور ماتحتوں کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان سے کام لینا جانتے تھے، اس لیے راشد کی یہ رعونت بے حد کھلتی تھی۔ ساقی فاروقی نے 'نیا دور' (پاکستان) کے راشد نمبر میں لکھا ہے: راشد کو اس بات کا اعتراف تھا کہ ریڈیو کی ملازمت کے زمانے میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ ان سے زیادتی ہوئی تھی۔ لیکن اس کا نقصان ماتحتوں کو کم، انھیں زیادہ پہنچا۔ کیونکہ سب ماتحت چپ چاپ ان کے خلاف منظم ہو گئے۔ انھوں نے ایک مشترکہ محاذ قائم کر لیا، ان کی بہت باریک کاٹ کرنے لگے۔ راشد کچھ ایسے کیلے پڑ گئے اور ٹمل پور روڈ کے دفتر کا ماحول کچھ اس طرح ان کا دم گھونٹنے لگا کہ انھوں نے کمیشن لے لیا اور ملٹری کے پبلک ریلیشنز ڈائریکٹریٹ میں چلے گئے۔

شروع کے دور میں فیض کے ساتھ راشد کو بھی ترقی پسند سمجھا جاتا تھا۔ کرشن چندر ایم۔ اے نے "نئے زاویے" میں نہ صرف فیض کے ساتھ راشد کی نظمیں شائع کی تھیں، بلکہ راشد کی نظموں کے پہلے مجموعے ماورا پر دیباچہ بھی لکھا تھا۔ لیکن جب دوسری جنگ عظیم میں روس کے شامل ہونے پر کمیونسٹ پارٹی نے اس جنگ کو عوام کی جنگ کہا اور چونکہ کانگریس اس جنگ میں انگریزوں کے خلاف تھی، اس لیے اشتراکی لوگ کانگریس سے الگ ہو گئے۔ اسی زمانے میں راشد نے اپنی مشہور نظم زنجیر لکھی اور اس ہنگام باد آورد کو حیلۂ شب خوں بنانے کی تلقین کی۔

وہ حسیں اور دور افتادہ فرنگی عورتیں
تو نے جن کے حسن روز افزوں کی زینت کے لیے
سالہا بے دست و پا ہو کر بنے ہیں تار ہائے سیم و زر
ان کے مردوں کے لیے بھی آج اک رنگین جال
ہو سکے تو اپنے پیکر سے نکال

اور پھر ـــــ

کوہساروں، ریگ زاروں سے صدا آنے لگی
ظلم پروردہ غلاموں بھاگ جاؤ
پردۂ شبگیر میں اپنے سلاسل توڑ کر
چار سو چھائے ہوئے ظلمات کو اب چیر جاؤ
اور اس ہنگام باد آورد کو
حیلۂ شب خوں بناؤ !

اور دوست لوگ راشد کو رجعت پسند کہنے لگے۔

راشد میں انانیت بھی تھی اور انفرادیت بھی لیکن راشد تحریر و عمل میں روایت شکن تھے (اسی لیے میرے نزدیک ترقی پسند)۔ برصغیر میں ایک بھی ایسا ترقی پسند نہیں ملے گا جو ذہنی آزاد روی کے باعث موت کے سلسلے میں تمام مذہبی اصولوں کو توڑ جاتے۔ اگر صرف پارٹی کے اصولوں کے مطابق لکھنا، ترقی پسند ہے تو راشد ترقی پسند نہیں تھے اگر انسان کو جاننے کی کوشش کرنا اور اپنے قارئین کو اس کی حقیقت جتلانا کہ بہتر زندگی کے لیے سعی کرے، ترقی پسندی ہے، تو راشد ترقی پسند تھے۔

چونکہ راشد کی تشبیہیں نادر، اور استعارے بلیغ ہوتے تھے اس لیے ان کی نظموں میں ابہام کی شکایت کی جاتی تھی۔ لیکن یہ ابہام ان کی ڈکشن کی سنگینی، مشکل اور دقیق الفاظ کے انتخاب اور اپنے مفہوم کو فارسی کے غیر مانوس میں بیان کرنے کی وجہ سے تھا مجھے یاد ہے، ان کی تین چار مشہور نظمیں، جو مجھے خاصی مشکل اور ابہام سے پُر لگتی تھیں، جب ان کے منہ سے سنیں اور کہیں تو وہ آئینے کی طرح صاف و شفاف لگیں اور کہیں ابہام کا شائبہ تک نظر نہیں آیا۔ راشد کی نظم کا بنیادی خیال اگر گرفت میں آجائے اور مشکل فارسی الفاظ کے صحیح معانی دستیاب ہو جائیں تو راشد کی نظمیں ایسا حظ دیتی ہیں کہ ان کے سامنے دوسرے تمام لطف پھیکے پڑ جاتے ہیں۔

راشد پر لوگ فرقہ پرستی اور تعصب کا بھی الزام لگاتے تھے۔ جب انھوں نے افسر بنتے ہی کرشن کی غیر حاضری میں اسے لکھنؤ تبدیل کر دیا اور مجھے پریشان کرنا شروع کیا تو دفتر کے ہندو ٹائپسٹوں اور کلرکوں نے ان کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر کے ان کو متعصب اور فرقہ پرست کہنا شروع کر دیا۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ راشد خواہ کسی زمانے میں ڈسپلن میں یقین رکھنے کی وجہ سے علامہ مشرقی کے پیرو اور خاکسار تحریک سے منسلک رہے ہوں، متعصب نہیں تھے۔ وہ انانیت پسند تھے اور سبھی انا والوں کی طرح اندر سے کسی بچے کی طرح بھولے اور سادہ لوح تھے۔ ان سے تعلقات کشیدہ ہو جانے کے باوجود چونکہ میں ان کی طبیعت سے واقف تھا، اس لیے اس وقت جب میرے ایک ہندو دوست، جو ہندی کے مشہور شاعر بھی تھے، اس غرض کے لیے میرے پاس آئے کہ انھیں ریڈیو میں ملازمت دلا دوں، تو چونکہ میں راشد سے سیدھے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا، میں نے اپنے دوست کو ایسا گُر بتایا کہ راشد نے بخاری صاحب سے ان کی سفارش کر کے انھیں پروگرام اسسٹنٹ کے طور پر لے لیا۔ کچھ ہی برس پہلے میرے وہ دوست آکاشوانی سے ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے ہیں، میرے اس قول کے شاہد ہیں۔

راشد ۱۹۴۲ء میں آل انڈیا ریڈیو چھوڑ کر ملٹری کے پبلک ریلیشنز ڈائریکٹریٹ میں چلے گئے تھے۔ اسی حیثیت سے انھوں نے بغداد، تہران، بصرہ، قاہرہ، یروشلم اور کولمبو میں خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۴۷ء میں وہ پھر اسسٹنٹ ریجنل ڈائریکٹر آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ملک کی تقسیم کے بعد پاکستان ریڈیو سے وابستہ رہے۔ ۱۹۵۱ء میں یو۔ این۔ او کے انفارمیشن سنٹر میں چلے گئے۔ وہاں ۱۹۷۴ء تک رہے۔ اس دوران اپنی چھوٹی بچی کو پڑھانے والی انگریز ٹیچر شیلا سے ان کے تعلقات ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر ۵۳ اور شیلا کی ۲۲ برس کی تھی۔ ریٹائر ہونے کے بعد شیلا لندن میں اور راشد پاکستان میں رہنا چاہتے تھے۔ لیکن آخر کار انھوں نے چلٹنہم میں مکان خرید لیا اور شیلا کے ساتھ وہیں رہنے لگے۔

ماورا کے بعد ان کی نظموں کا دوسرا مجموعہ 'ایران میں اجنبی' ۱۹۵۵ء میں، اور تیسرا 'لا انسان' ۱۹۶۹ء میں چھپا۔ وہ چوتھا مجموعہ گمان کا ممکن مرتب کر رہے تھے، جب ۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو دل کی حرکت بند ہو جانے سے ان کی وفات ہو گئی۔ چونکہ وہ وصیت کر گئے تھے کہ ان کی میت کو سپرد خاک نہ کر کے سپرد آتش کیا جائے۔ اس لیے ۱۲ اکتوبر، شام چار بجے لندن کے کریمے ٹوریم میں صرف چار پاکستانی، دو ہندوستانی اور ان کی بیوی سمیت ۵ یورپی لوگوں کی موجودگی میں ان کا جسم سپرد آتش کر دیا تھا۔ ان کے چار دوست صرف رسم میں شامل ہوئے۔

راشد نہ صرف ایک عظیم شاعر تھے وہ ایک منطقی اور ایک آزاد ذہن کے مالک تھے اور اول درجے کے روایت شکن تھے۔ لکیر کے فقیر عام لوگ نہ ان کی شاعری کی عظمت سمجھ سکتے ہیں، نہ ان کی شخصیت کی۔

("مت سہل انھیں جانو" میں اندو سرودش نشر)

سبحان انجم

سڑکوں پہ آگئی ہیں دریچوں سے چاہتیں
بے گھروں ہیں ڈوب گئی ہیں عمارتیں

بوسہ دیا تھا ہم نے ہر اک رہ گزار کو
پھر بھی ہوئی ہیں آپ کی ہم پر عنایتیں

ہم بے لباس ہو نہ سکے اس کے باوجود
ہم تک پہنچ کے ٹھہر گئیں سب صداقتیں

سورج جلا رہا تھا درختوں کی ٹہنیاں
آپس میں کر رہے تھے مسافر شکایتیں

انجم کسی کی بات کو ٹھکرا کے کیا کریں
دریا میں ڈال آئے ہیں ہم بھی صداقتیں

(جلگاؤں سے نشر)

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات
کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی
تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

مرزا ظاہر دار بیگ

پروفیسر محمد ذاکر

زندگی میں سینکڑوں بکھیڑے ہوتے ہیں، بہت باتیں ہوتی ہیں۔ لیکن کوئی کوئی بات ایسی ہوتی ہے جو ماہ و سال کے گزرنے کے بعد بھی ہمیں یاد رہتی ہے اس طرح جیسے ابھی ابھی ہوئی ہو۔ اسی طرح اس حیات مستعار میں ہمارا سابقہ آدمیوں سے پڑتا ہی رہتا ہے۔ لیکن کم ایسے ہوتے ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں یاد بھی رہتے ہوں۔ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جنھیں ہم بھلانا بھی چاہیں تو نہ بھلا سکیں۔ کچھ ایسا ہی معاملہ شعر و ادب کے کرداروں کا ہے۔ منظوم قصوں سے صرفِ نظر کریں تو نثری قصوں میں ایسے کردار نکل آتے ہیں جو ہمارے حافظہ میں پیوست ہو جاتے ہیں۔ ہم تجزیہ کرنے بیٹھیں تو ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی قابل نفرت و حقارت ٹھہرے اور کوئی مستحق ہمدردی و محبت۔ کوئی کوئی کردار ایسا بھی ہو سکتا ہے جسے مصنف نے جی جان سے مضحک بنا کر پیش کیا ہو، یا اسے شعوری یا غیر شعوری طور پر ایک علامت کے طور پر استعمال کیا ہو، یا کسی انتہائی معقول بصیرت انگیز بات پر اس کے ناشائستہ اور بے ہنگم اطوار کا پردہ ڈال کر کہلوائی ہو، اور ہم اس بات کی وجہ سے اسے یاد رکھنے پر مجبور ہوں، یا پھر اس کے مزاج کی ناہمواریاں دکھا کر ہمارے دل بہلاوے کا سامان کیا ہو، اور اس کی حماقتیں اور بدحواسیاں ہماری وقتی دلچسپی کا موجب بھی بن جاتی ہیں اور وہ سارے قصے پر چھایا ہوا ہو۔ جیسے حاجی بغلول، خوجی، چچا چھکن۔ لیکن کوئی کوئی کردار ایسا بھی ہوتا ہے جو ضمنی اور محض ضمنی ہو۔ نفسِ قصہ میں اس کی کوئی بنیادی اہمیت و حیثیت نہ ہو۔ مگر پھر بھی وہ بھلائے نہ بھولتا۔ شاید اسی لیے ہم اسے اپنی ہوا فکر سے دور نہیں پاتے۔ ایسا ہی ایک کردار ہے مرزا ظاہر دار بیگ۔

سو سال سے زیادہ ہو گئے جب نذیر احمد نے اسے پیش کیا تھا، اور اردو قصہ گویوں میں نذیر احمد کی اہمیت سے کون واقف نہیں۔ جن مصنفین نے اردو قصہ کو خلاف قیاس باتوں یا شہزادے، شہزادیوں کی داستانوں سے نجات دلائی ان میں نذیر احمد کا نام سر فہرست ہے۔

اس میں شک نہیں کہ نذیر احمد نے اپنے قصے انیسویں صدی کے نصف آخر تک معاشرتی زندگی پر ہمہ جہتی نظر ڈال کر اصلاحی مقصد کے تحت لکھے اور اس طرح قصہ گوئی کو محض تفریح اور دل بہلاوے کے بجائے زندگی کو سمجھنے اور ہو سکے تو اسے بدلنے کے لیے ایک آلہ بنا دیا۔ وہ افادیت کے قائل تھے اور سماجی افادیت سے عاری ہر سرگرمی کو تضیع اوقات سمجھنے پر مائل۔ معاشرے کی اصلاح کے جوش و ولولے میں کس کس مسئلے کو انھوں نے اپنا موضوع نہیں بنایا۔ تعلیم نسواں اور خاندان کی زندگی کی درستی کا خیال آیا تو "مرآۃ العروس" لکھ دی۔ تعدد ازدواج کے مسئلے پر نظر گئی تو "فسانۂ مبتلا" لکھ دیا، نئی اور پرانی ڈگروں کے ٹکراؤ کا خیال آیا تو "ابن الوقت" لکھ دیا اس طرح کہ ایک طرف سائنس اور مذہب کی بحث چھیڑ دی تو دوسری طرف ہندوستان کی معاشیات کا تجزیہ بھی کر کے رکھ دیا۔ اسی طرح تربیت اولاد کا خیال آیا تو "توبۃ النصوح" لکھ دی۔

اس میں بھی شک نہیں کہ نذیر احمد کے یہ قصے تمثیلیت کے رنگ میں اس حد تک رچے ہوئے ہیں کہ ان کے اکثر کردار بھی اسم بامسمیٰ ہیں۔ فہمیدہ فہم کا نمونہ ہے، حجۃ الاسلام مذہب پرستی کا، مسٹر نوبل شرافت کا۔ یہ کردار فنی اعتبار سے کتنے ہی جامد یا فطری ارتقا سے محروم کیوں نہ قرار دیے جائیں لیکن ان میں بلا کی جاذبیت ہے اور بسا اوقات یہ اتنے واقعی اور جیتے جاگتے اور اپنے سے اتنے قریب معلوم ہونے لگتے ہیں کہ ہمیں ان کی سانس کی گرمی تک محسوس ہونے لگتی ہے۔

اسی طرح مرزا ظاہر دار بیگ کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ دکھاوے اور محض دکھاوے میں یقین رکھتا ہے۔ اور قصہ میں اس کی حیثیت محض ضمنی کردار کی ہے۔ نذیر احمد کا مقصد سرشار کی طرح خوجی یا سجاد حسین کی طرح حاجی بغلول پیش کرنا نہ تھا۔ وہ بنیادی طور پر ناصح اور واعظ ہونے کے ساتھ ساتھ قصہ گو تھے۔ اور شاید اردو کے سب سے بڑے قصہ گو۔ وہ قصے کو نہیں بھولتے تھے۔ ہاں واقعہ نگاری اور مکالمہ میں زبان کی صفائی، روزمرہ محاورہ کے دروبست اور انداز بیان سے اور کبھی کبھی کردار آفرینی سے مزاح کا کام لے لیتے تھے۔ اور ایسے کرداروں میں مرزا ظاہر دار بیگ ان کا سب سے کامیاب کردار ہے جو بس تھوڑی ہی دیر کے لیے ہمارے سامنے آتا ہے۔ خیال تو کیجیے سوا تین سو صفحوں کی کتاب میں وہ صرف سات آٹھ صفحوں میں اپنی جھلک دکھاتا ہے مگر کیسی جھلک کہ جھوٹی شان، ظاہری آن بان، تصنع، فریب، ملمع کاری اور چرب زبانی کا ایک ایسا زندہ مجسمہ ہمارے سامنے آ جاتا ہے کہ ہم اسے کتنا ہی قابل مذمت سمجھیں لیکن اس کی سخن سازی سے لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

تو لیجیے اس کا حلیہ اور اصل اور عادات و خصلات اور سخن سازی دیکھیے۔ پہلے یہ سمجھ لیجیے کہ قصہ میں اس کا تعارف اس موقع پر ہوا ہے جب بیٹا کلیم اپنے باپ نصوح سے ناراض ہو کر گھر چھوڑ کر شیخ چلی کے سے منصوبے بناتا ہوا، ان کے پاس پہنچتا ہے۔ نذیر احمد نے بڑی طرفگی سے دو لونڈیوں کے مابین مکالمے میں ان کے ڈیل ڈول اور محبثہ یوں دکھایا ہے کہ رنگت زرد زرد۔ آنکھیں کرنجی، چھوٹا قد، دبلا ڈیل۔ اور خود نذیر احمد فرماتے ہیں:

> "اس کو جب دیکھو پاؤں میں ڈیڑھ حاشیے کی جوتی۔ سر پر دوہری بیل کی بھاری کا مدار ٹوپی۔ بدن میں ایک چھوڑ دو دو انگرکھے۔ اوپر شبنم یا ہلکی سی تنزیب نیچے کوئی طرحدار ساڈھاکے کا نینو۔ جاڑا ہوا تو بانات مگر سات روپے گز سے کم کی نہیں۔ خیر یہ تو صبح، شام اور تیسرے پہر کا شالی مخمل کی آصف خانی جس میں حریر کی سنجاف کے علاوہ گنگا جمنی کمخواب کی عمدہ بیل ٹکی ہوئی۔ سرخ نیفے کا پاجامہ، اگر ڈھیلے پاؤں کا ہوا تو کلی دار اور اس قدر نیچا کہ ٹھوکر کے اشارے سے دو دو قدم آگے اور تنگ مہری کا ہوا تو نصف ساق تک چوڑیاں، اور اوپر جلد بدن کی طرح مڑھا ہوا۔ ریشمی ازاربند گھٹنوں میں لٹکتا ہوا اور اس میں بے قفل کی کنجیوں کا گچھا۔ غرض دیکھو تو مرزا صاحب اس ہیئت کذائی سے چھیلا بنے ہوئے سر بازار چھم چھم کرتے چلے جا رہے ہیں۔"

حالانکہ ان کی اصل صرف یہ تھی کہ ان کے نانا، وہ بھی حقیقی نہیں، ابتدائے عملداری سرکار میں صاحب ریذیڈنٹ کی اردلی کا جمعدار تھے۔ اول تو عالی جاہ سرکار، دوسرے بہ اعتبار منصب اردلی کا جمعدار، تیسرے ان دنوں کی بے عنوانی، اس پر خود اسکی رشوت ستانی۔ غرض بہت کچھ کمایا، یہاں تک کہ اس کا اعتداد دہلی کے رو داروں میں ہو گیا۔ مرزا کی ماں اوائل عمر میں بیوہ ہو گئی۔ جمعدار نے باوجودیکہ دور کی قرابت تھی، اس کا تکفل اپنے

فتّے لے لیا۔ جمعدار اپنی حسین حیات میں تو اتنا سلوک کرتا رہا کہ مرزا کو یتیمی اور اس کی ماں کو بیوگی بھول کر بھی یاد نہ آئی ہوگی۔ لیکن جمعدار کے مرنے پر اس کے بیٹے پوتے نواسے کثرت سے تھے، انھوں نے بے اعتنائی کی .... اور بہزار دقّت محل سرا کے پہلو میں ایک بہت چھوٹا سا قطعہ ان کے رہنے کو دیا اور سات روپے مہینے کی کرایہ کی دکانیں مرزا کے نام کر دیں۔

یہ تو حال تھا کہ مرزا، مرزا کی ماں، مرزا کی بیوی تین تین آدمی اور سات روپے کی کل کائنات، اس پر مرزا کی شیخی اور نمود۔ یہ مسخرہ اس ہستی پر چاہتا تھا کہ جمعدار کے بیٹوں کی برابری کرے ..... اگرچہ جمعدار والے اس کو منہ نہیں لگاتے تھے، مگر یہ بےغیرت زبردستی ان میں گھستا تھا۔ یہ کسی کو بھائی جان کسی کو ماموں جان، کسی کو خالو جان بناتا اور وہ لوگ اس کے ادعائی رشتوں ناطوں سے جلتے اور دق ہوتے۔"

اب ذرا کلیم اور مرزا کے درمیان بات چیت بھی سنئے جس سے آپ کو مرزا کی سخن سازی اور چرب زبانی کا اندازہ ہو۔ جب کلیم نے کہا کہ سنو یار میں نے کھانا بھی نہیں کھایا تو مرزا فرماتے ہیں:

"سچ کہو۔ نہیں جھوٹ بہکاتے ہو۔ مرد خدا آتے ہی کیوں نہیں کہا۔ اب اتنی رات گئے کیا ہو سکتا ہے۔ دکانیں سب بند ہو گئیں اور جو دو ایک دکانیں کھلی بھی ہیں تو باسی چیزیں رہ گئی ہوں گی۔ جن کے کھانے سے فاقہ بہتر۔ گھر میں تو آج آگ تک نہیں سلگی۔ بندے کے گھر میں کئی دن سے طبیعت علیل ہے۔ خفقان کا عارضہ، اختلاج قلب کا روگ ہے۔ اب جو میں آپ کے پاس سے گیا تو ان کو غشی میں پایا۔ مگر ظاہرا تم سے بھوک کی سہار ہونی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ دیوِ اشتہا کو زیر کرنا بڑی ہمت والوں کا کام ہے۔ ایک تدبیر سمجھ میں آتی ہے کہ جاؤں اور جمعدار جی بھوجے کے یہاں سے گرما گرم خستہ چنے کی دال بنوا لاؤں۔ بس ایک دھیلے کی مجھ کو اور تم کو، دونوں کو کافی ہوگی۔ رات کا وقت ہے۔"

غرض ابھی کلیم کچھ کہنے بھی نہیں پایا تھا کہ مرزا جلدی سے اٹھ کر باہر گئے اور چشم زدن میں چنے بھنوا لائے۔ مگر دھیلے کے کہہ کر گئے تھے یا تو کم لائے یا راہ میں دو چار پھنکے لگائے اس واسطے کہ کلیم کے روبرو دو تین مٹھی چنے سے زیادہ نہ تھے مگر دیکھیے کس خوبی سے فرماتے ہیں:

"یار ہو بڑے خوش قسمت کہ اس وقت بھاڑ مل گیا۔ ذرا واللہ ہاتھ تو لگاؤ دیکھو کیسے جھلس رہے ہیں اور سوندھی سوندھی خوشبو بھی عجیب ہی دلفریب ہے کہ بس بیان نہیں ہو سکتا۔ تعجب ہے کہ لوگوں نے خس اور مٹی کا عطر نکالا مگر بھنے ہوئے چنوں کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہیں ہوا۔ کوئی فن ہو کمال بھی کیا چیز ہے۔ دیکھئے اتنی تو رات گئی ہے مگر جمعدار جی کی دکان پر بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ بندے نے بہ تحقیق سنا ہے کہ حضور والا کے خاصے میں جمعدار جی کی دکان کا چنا بلا ناغہ لگ کر جاتا ہے اور واقعہ میں ذرا آپ غور سے دیکھئے کیا کمال کرتا ہے کہ بھوننے میں چنوں کو سڈول بنا دیتا ہے۔ بھئی تمہیں میرے سر کی قسم کہنا ایسے خوبصورت خوش قطع سڈول چنے تم نے پہلے کبھی دیکھے تھے۔ دال بنانے میں اس کو یہ کمال حاصل ہے کہ کسی دانے پر خراش تک نہیں، ٹوٹنے پھوٹنے کا کیا مذکور۔ اور دانوں کی رنگت دیکھئے کوئی بسنتی کوئی پستی۔ غرض دونوں رنگ خوشنما۔ یوں صدہا قسم کے غلے اور پھل زمین سے اگتے ہیں لیکن چنے کی لذت کوئی نہیں پاتا۔"

غرض بھونے کلیم کے سامنے مرزا ظاہر دار بیگ اپنے زورِ بیان اور تخیل کی رسائی سے چنے کو خدا کی بہترین نعمت کر دکھاتا ہے۔ مگر ٹھہریئے۔ ابھی اس کا سلسلۂ سخن ختم نہیں ہوا۔ اسی سانس میں کہتا ہے:

"آپ نے وہ ایک ظریف کی حکایت سنی ہے۔ چنا ایک مرتبہ حضرت میکائیل کی خدمت میں فریاد لے کر گیا کہ "یا حضرت میں نے ایسا کیا قصور کیا ہے کہ جیوں ہی میں نے زمین سے سر باہر نکالا اتیر ستم چلنے لگا۔ ماکولات (یعنی کھانے پینے کی چیزیں) اور بھی ہیں مگر جیسے جیسے ظلم مجھ پر ہوتے ہیں کسی پر نہیں ہوتے۔ نشو و نما کے ساتھ تو میری قطع و برید ہونے لگتی ہے۔ میری کونپلوں کو توڑ کر آدمی ساگ بناتے اور میھے کچے کو کھا جاتے ہیں۔ جب بار آور ہوا تو خدا جھوٹ نہ بلوائے آدمی بکرے بن کر لاکھوں من بوٹ چر جاتے ہیں۔ اس سے نجات ملی تو ہولے کرنے شروع کیے۔ پکا تو شاخ و برگ بھس بن کر بیلوں اور بھینسوں کے دوزخِ شکم کا ایندھن ہوا۔ رہا دانہ اس کو چکی میں دلیں۔ گھوڑوں کو کھلائیں، بھاڑ میں بھونیں، بیسن بنائیں، کھولتے ہوئے پانی میں ابالیں، گھنگھنیاں بنائیں۔ غرض شروع سے آخر تک مجھ پر طرح طرح کی آفتیں نازل رہتی ہیں۔

چنے کا حضرت میکائیل کے دربار میں اس طرح پر بیباکانہ چڑ چڑ بولنا سن کر حاضرین دربار، اسقدر خوش ہوئے کہ ہر شخص اسے کھانے کو دوڑا۔ چنانچہ یہ ماجرا دیکھ کر (آخری حکم کا انتظار کیے بغیر) چنا وہاں سے رخصت ہوا۔"

تو دیکھی آپ نے مرزا کی چرب زبانی، چنوں کو گھی کی تلی دال بنا کر کس خوبی سے پیش کر دیا۔

کوئی معاشرہ کتنا ہی منظم اور عقلیت پسند یا افادیت پسند ہو جائے مگر اس میں بہرحال کچھ ایسے لوگ باقی رہتے ہیں جو اپنے آپ کو اپنی اصل حیثیت سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ زبان کی شیرینی، دل خوش کرنے والی باتوں سے مطلب برآری کرنے والے کہاں نہیں ہیں؟ ممکن ہے آپ کو بھی ایسے حضرات سے سابقہ پڑا ہو، یا کیا پتہ کب پڑ جائے۔ مگر خدا نہ کرے کہ ان کے ہاتھوں آپ کا وہی حشر ہو، جو "توبۃ النصوح" میں مرزا ظاہر دار بیگ کے ہاتھوں کلیم کا! کتنے ضرورتمند آتے ہیں جن کا چیک ہی کیش نہیں ہوتا؟ کتنے ہی اشخاص ملتے ہیں جو اپنے تئیں آپ پر اپنی معقولیت اور لیاقت نہایت شائستگی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں اور آپ سے مدد کے خواہاں ہوتے ہیں؟ اپنے آپ کو اپنی اصل سے زیادہ ظاہر کرنا فریبِ نفس کی کونسی منزل ہے؟ مطلب برآری کے لیے اخلاقی اعتبار سے یہ کتنی مذموم بات ہے؟ یہ جذبہ اور مکر آدمی کی فطرت کے مطابق ہے یا ضرورت اور مجبوری کی کسی منزل کی نشانی؟ اسوقت اس سے بحث نہیں اور شاید آپ بھی میرے اس خیال سے متفق ہوں، ممکن ہے متفق نہ ہوں لیکن اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ مرزا ظاہر دار بیگ اردو قصہ کا وہ کردار ہے جسے واقعی بھلائے نہ بنے۔

(اردو سروس سے نشر)

پروفیسر محمد ذاکر صدر شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ
جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

فاروق شمیم

اشک آنکھوں کے لیے دل میں کسک لاتا ہے
کون زخموں کے لیے آج نمک لاتا ہے
سوچنے کو تو نہیں کچھ بھی مگر ایک خیال
شعلۂ درد کوئی سوئے پلک لاتا ہے
تیز کرنوں میں بھلا کون اسے پہچانے
وہ تو جگنو ہے اندھیروں میں چمک لاتا ہے
جب نظر بجھ گئی شیشوں سے شکایت کیسی
عکس اپنا ہو تو کچھ اپنی جھلک لاتا ہے
یہ اسی یاد کی خوشبو ہے ہر اک حرف شمیم
ورنہ ہر لفظ کہاں ایسی مہک لاتا ہے

داستان کہتے کہتے

سید ضمیر حسن دہلوی

مہابھارت کی لڑائی میں حصہ لینے والے دونوں فریقوں کے خیمے آمنے سامنے آگئے تھے۔ صبح ہوتے ہی جنگ کا آغاز ہونا تھا۔ شری کرشنا پانڈوؤں کی جانب تھے لیکن ان کی بیشمار فوج، اسلحہ خانہ اور سیناپتی کرت ورما کوروؤں کی حمایت میں یدھ کرنے والے تھے۔

تبھی ایک بانکا سورما، تیز رفتار رتھ پر سوار کوروکشیتر پہنچا۔ اس نے اپنے رتھ کو پیپل کے سائے میں ٹھہرایا، جل پان کیا اور وہیں آرام کرنے لگا۔ دونوں فریقوں کے سپاہیوں نے اسے گھیر لیا اور پوچھا "آپ کس طرف سے لڑیں گے؟"

"ابھی تو میں اس مہایدھ کا نظارہ کرنے آیا ہوں، بعد میں اس فریق کی جانب سے لڑوں گا جو ہار رہا ہوگا، یا جس کے ساتھ ناانصافی کی جائے گی۔" سورما نے جواب دیا۔

سبھی اسے حیرت سے دیکھنے لگے اور پوچھا "کیا آپ کی سینا پیچھے آ رہی ہے؟"

"نہیں! مجھے سینا کی ضرورت نہیں، میں اکیلا ہی آیا ہوں۔"

یہ خبر آندھی کی طرح فوجی خیموں میں پھیل گئی۔ شری کرشنا نے سنی تو وہ فکر میں ڈوب گئے۔ چلو اس ویر یدھا کا امتحان لیا جائے۔

امتحان لینے پر ویر کی دھنش کے ایک ہی بان نے سامنے لگے درخت کے ایک ایک پتے کو چھید دیا۔

آخر کرشنا نے سادھو کا روپ دھارا اور رات کے سمے اس مہاویر کے پاس جا پہنچا۔

"آگیا کرو برہمن دیوتا، کیا اچھا ہے؟"

"کچھ دان پانے کی اچھا ہے۔" کرشن نے کہا۔

"پران مانگو تب بھی مجھے انکار نہیں۔"

اور کرشنا نے یدھا سے اس کا سر مانگ لیا۔

سولہ کلاؤں کے اوتار کرشنا نے اس مہادانی کے سر کو پیپل کی سب سے اونچی شاخ پر لٹکا دیا تاکہ وہ یدھ کا منظر دیکھ سکے۔

کنور سین کی کہانی گلیڈی ایٹر کا آغاز مہابھارت کے سلسلے میں بیان کی ہوئی اس روایت سے ہوا ہے۔ لیکن یہاں روایت محض روایت نہیں ہے، زندگی کے جدید مظاہر کو دیومالائی اور تاریخی پس منظر میں دیکھنے کا ایک دلچسپ وسیلہ ہے۔ قصے کہانی اور داستان سے ہمارا رشتہ اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ خود تاریخ کا ہے یا شاید اس سے بھی کچھ زیادہ۔ انسان کی سرشت ہی تجسس کی جو لہر کارفرما ہے وہ اسے ان جانی دنیاؤں میں لیے پھرتی ہے۔ اسے تجربوں سے دوچار کراتی ہے جنہیں وہ اپنے ساتھیوں کو سنا کر اپنی مہم جوئی کی داد پاتا ہے۔ اپنے مشاہدات کے مفاہیم تلاش کرتا ہے۔ انسان کے ذہنی خلیوں میں جو ذخیرۂ معلومات بھرا پڑا ہے وہ اسی مہم جوئی اور اس کے توارد و تکرار کا نتیجہ ہے۔ داستانوں میں سچ بھی ہوتا ہے جھوٹ بھی۔ جھوٹ اگر مبالغہ آرائی کے فنی کمال کا مظاہرہ کرے تو مستحسن خیال کیا جاتا ہے۔ پروفیسر کلیم الدین احمد نے ہماری داستانوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر ہم برضا و رغبت داستان گو کی ہر بات قبول کر لیں تو وہ ہمیں تازہ جہانوں کی سیر کراتا ہے۔ غالب نے بھی داستان طرازی کو منجملہ فنونِ سخن بنایا ہے اور دل بہلانے کے لیے اس کی سفارش کی ہے۔ تہذیب کے ابتدائی دور سے لے کر تہذیب کے وسطی دور تک قصہ گوئی یا داستان طرازی کی روایت سلسلے وار ملتی ہے۔ اس فن کی جزئیات و محاسن سے قطع نظر یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ فنِ داستان گوئی نے اسلوب بیان کے بڑے موثر اور دلکش انداز ایجاد کیے ہیں۔ بیانیہ کے جو لوازم ہو سکتے تھے اور جن کی بدولت سامعین کو سحر زدہ کیا جا سکتا تھا، وہ سب داستان کے دامن میں سمٹ آئے۔ چنانچہ آج تک جہاں "سنانے" کے عمل کی بات ہوتی ہے وہاں داستان کا ذکر ضرور کیا جاتا ہے۔ موجودہ صدی کے اوائل تک دہلی، لکھنؤ اور چند دیگر ثقافتی مراکز میں ان داستان گویوں کی محفلیں موجود تھیں۔ جو زبان کے اتار چڑھاؤ، لب و لہجے کی وساطت سے اپنے گرد سینکڑوں آدمیوں کا مجمع جمع کر لیتے تھے۔ یہ مجمع رات بھر پتھر کے مجسمے کی طرح ساکت و جامد بیٹھا داستان گو کے ساتھ خیالی اور تصوراتی دنیاؤں کی سیر کیا کرتا تھا۔ رات کے پچھلے پہر تک یہ سلسلہ جاری رہتا تھا۔

اردو میں مختصر کہانی کی عمر کچھ زیادہ نہیں ہے۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں اس کی ابتدائی شکل سامنے آئی۔ اس وقت ہمارے سامنے ماڈل کے طور پر انگریزی کہانی تھی۔ بعد میں یوروپ کی دوسری زبانوں میں لکھی جانے والی کہانیوں کے اثرات بھی مرتب ہوئے۔

اس ضمن میں روسی اور فرانسیسی کہانی کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔ ان دونوں کہانی کی ہیئت اور اسلوب خواہ کچھ بھی رہا ہو کتھاؤں اور داستانوں سے اس کا رشتہ استوار رہا۔ اس قدر استوار رہا کہ اس دور کی کہانیوں کی فضا سراسر رومانی ہے۔ افسانہ نگار بیانیہ کے جادو سے پورا پورا کام لیتا ہے پھر عرصے بعد کہانی نے ہئیت پسندوں کی صحبت میں رومانی پر پرزے جھاڑ دیئے۔ حقیقت زیادہ واشگاف ہوگئی اور حقیقت نگاری میں بے تکلفی آگئی۔ ترقی پسند تحریک نے کہانی کو ایک خاص قسم کے تعمیری منصوبے کا آلۂ کار بنایا۔ کہانی کو اس دلچسپ سفر میں نئی جہتیں تو ملیں گہرائی کا دائرہ بھی وسیع ہوا لیکن بیانیہ کا وہ انداز جو دلنشیں خاص و عام تھا اور سننے والے جس کے دلدادہ تھے، ناگہاں کمزور تر ہونے لگا۔ اس کے بعد لکھنے والوں کا وہ گروہ نمودار ہوا جو قدیم سے زیادہ جدید کا دلدادہ تھا۔ کہانی کو تجلیہ نفسی کی شکل دیدی گئی۔ مشاہدہ سے زیادہ باصرہ کی تواضع پر دھیان دیا جانے لگا۔ کچھ تجربے کامیاب بھی ہوئے مگر متفقہ طور پر اہل فیشن نے یہ فیصلہ کیا کہ "بیانیہ" کہانی کا لازمی جزو ہے۔ اس بیانیہ کے ڈانڈے ہماری داستانوں، قصہ کہانیوں، اساطیر، دیومالاؤں اور لوک کتھاؤں سے ملتے ہیں۔ جن کے لیے ہمارے ذہنوں میں موروثی گنجائشیں موجود ہیں۔ کہانی اپنے کئی روپ دکھا کر پھر داستان کے وسیع و عریض دامن میں پناہ لینے چلی آئی۔ انتظار حسین نے اپنی کہانیوں کے لیے مذہبی قصص اور صوفیائے کرام کے تذکروں سے مواد تلاش کیا۔ انھوں نے ماضی کی حکایتوں میں مستقبل کی معنویت تلاش کی۔ نئی کہانی کے تار و پود اسرائیلی قصوں سے جا ملے۔ لب و لہجے میں داستان کا سارا لوچ، لپک، سحر طرازی، معصومیت، اور پُراسرار کیفیت بس گئی۔ مشینی دور کے آدمی کو یہ انداز پسند آیا۔ زندگی کے تپتے ہوئے ریگستان سے اکتا کر اس نے ایک بار پھر داستان کے نخلستان میں پناہ لی۔ ادھر داستانوں کی تمثیلی معنویت نے بڑا لطف پیدا کیا۔ سائنٹفک اور سنگلاخ حقیقتوں کے سینے ناخن کی ایک جنبش سے چاک کر دیئے۔ انتظار حسین کے "نوسٹلجیا" NOSTALGIA کا الزام آیا۔ وہ برا نہیں مانے بلکہ انھوں نے اس تکنیک پر اصرار کیا۔

سریندر پرکاش نے "بازگوئی" لکھ کر عہد وسطیٰ کے افسانے چھیڑ دیئے۔ ان کا فن بھی ادبی دنیا میں دھوم مچا گیا۔ داستان نے اپنے کمالات کا بھرپور مظاہرہ کیا اور لطف یہ ہے کہ زندگی کی کوئی رمق آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے پائی۔ تلقارس لکھی تو اس میں کچھ اور تلازمے آ گئے۔ علامتوں کی چہل پہل نے بازگوئی اور تلقارس دونوں کہانیوں کو اردو کی لازوال کہانیاں بنا دیا۔ یہ سب کیسے ہوا، داستان کی روایت نے کہانی کی تشکیل اور تعمیر نو میں کیا کیا خدمات انجام دیں، اس کا اندازہ کرنے کے لیے اردو افسانے کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنا بھی کافی ہے۔

ہماری کہانی پر مغربی اثرات کی نشاندہی کرنے کا کام اکثر کیا جاتا رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے مغربی زبانوں کی کہانیوں سے استفادہ بھی کیا ہے۔ کہیں کہیں استفادے کی صورت نقالی کی سی ہوگئی ہے۔ چنانچہ وہ کہانیاں جن میں کہانی کے ارتقا کی مختلف منزلوں کو نظرانداز کرکے مغربی تقلید کا وطیرہ اختیار کیا گیا ہے۔ نوبت چند روزہ کی مانند فضا میں تحلیل ہوگئیں۔ اس کے برعکس وہ کہانی کار جنھوں نے روایت کا احترام کرتے

ہوئے بغاوت کی ہے اور داستان کے بنیادی عنصر کو اپنی کہانی کے بیانیہ میں متناسب جگہ دی ہے۔ دنیائے ادب میں دیر تک یاد کیے جاتے رہیں گے۔

میرے ذہن میں ایسے بہت سے نام ہیں جن کا یہاں ذکر کیا جا سکتا تھا لیکن کہانی کا یہ پہلو ذرا نزاعی ہے۔ اس لیے غائبانہ گفتگو کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ تاہم یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اب قریب قریب کہانی اور داستان کے تعلق قریبی سے انکار کرنے کا رواج ختم ہو گیا ہے۔ کہانی کی بنیادی صفت کے طور پر بیانیہ کے اس اسلوب کا تذکرہ پر ہر مکتب فکر کے لوگ کرتے ہیں جس کا رشتہ قصہ یا داستان سے جا ملتا ہے۔

جدید افسانہ نگاروں نے پرانی داستانوں کو نئے تناظر میں جس طرح پیش کیا ہے وہ طریقۂ کار یقیناً ستائش کا مستحق ہے۔ رتن سنگھ کی کہانی کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے اور مجھے اجازت دیجئے؛

"ہزاروں سال پہلے کی بات ہے ایک بادشاہ نے دنیا فتح کر لی۔"

"پھر"

"پھر اس خوشی میں بادشاہ نے بہت بڑی دعوت کی۔"

"پھر۔ پھر"

"پھر کیا، اتنا کھانا بنایا گیا کہ بادشاہ کے شہر کے سارے مکانوں میں کھانا بنا بنا کر رکھا گیا۔"

"پھر۔ پھر۔" سبھی آدمی ایک ساتھ ہنکاری بھر رہے تھے۔ بوڑھے نے کہنا شروع کیا۔

"سب سے پہلے بادشاہ اور اس کے رشتے داروں نے کھانا کھایا۔"

"ٹھیک!"

"پھر بادشاہ کے سینکڑوں امیروں، وزیروں نے کھانا کھایا۔"

"ٹھیک!"

"اتنے لوگوں کے کھانا کھاتے کھاتے رات ہو گئی۔"

"ٹھیک"

"اور سب کے بعد رات کے وقت لاکھوں غریبوں اور فقیروں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔"

"بالکل جھوٹ۔ بالکل جھوٹ۔"

اس برآمدے میں لیٹے ہوئے آدمی احتجاجاً کھڑے ہو گئے۔ اور ان میں سے ایک آدمی بولا۔

"بوڑھے تجھے جھوٹی باتیں کرتے شرم نہیں آتی۔ اگر ہم نے رات کو پیٹ بھر کھانا کھایا ہوتا تو اس وقت چین کی نیند نہ سوئے ہوتے۔ تمہاری یہ بکواس کون سنتا۔"

"ارے بھئی ناراض کیوں ہوتے ہو۔" بوڑھے نے کچھ سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں بھی تمہاری طرح بھوکا ہوں۔ اگر مجھے بھی نیند آ رہی ہوتی تو یہ باتیں کرنے کے لیے جاگتا۔ میں بھی تو سو جاتا — !

(اردو سروس سے نشر)

مذہب کی بنیادی قدریں

سید محمد زیدی

اس دنیا کا ہر انسان، ہر نسل اور قبیلے کا انسان، ہر رنگ و روپ کا انسان، میدانی پہاڑی اور گرم و سرد علاقوں کا رہنے والا، وحشی، نیم وحشی اور مہذب انسان، اپنے افکار و اعمال میں، اپنے اقوال و افعال میں، اپنے اطوار و عادات میں، اپنے رکھ رکھاؤ میں، اپنے داخلی اور خارجی زندگی کے تمام معاملات اور تعلقات میں اپنے فانی ہونے کی وجہ سے، اپنی نہ ٹلنے والی موت کی وجہ سے مذہبی ہوا کرتا ہے۔ کسی نہ کسی فطری یا الہامی مذہب کا ماننے والا ضرور ہوتا ہے کہ جس کے زریں اصولوں کے تحت وہ کش مکش بھری اپنی تلخ و کڑوی مگر بے حد پسندیدہ دنیاوی زندگی اپنی تکلیف وہ موت تک گزارتا رہتا ہے۔

مذہبی ہونے کی حیثیت سے دنیاوی جاہ و حشمت کا مالک بھی اور عسرت کے ساتھ غربت زدہ زندگی گزارنے والا انسان بھی ایک ایسی نادیدہ ہستی کا شیدائی ہوتا ہے، ایک ایسی ان دیکھی ذات سے لو لگائے رکھتا ہے، ایک ایسی غیر مرئی طاقت سے اپنی امیدیں وابستہ رکھتا ہے، جس کو وہ اپنا، اپنے گرد و پیش کی دنیا کا، اس پوری کائنات کا خالق اپنے پورے احساسات کے ساتھ سمجھتا ہے۔ اسے قادر مطلق کہتا ہے، اسے رزاق کہتا ہے، اسے رحم کرنے والا، مشفق اور مہربان کہتا ہے اور اس کی طرف سے بے انتہا انعام و اکرام کا منتظر رہتا ہے۔ چونکہ اس لامتناہی اور غیر محدود عقل و خیر، طاقت و اختیارات رکھنے والی ہستی کو عادل اور منصف سمجھتا ہے، اس لیے اپنی الجھنوں اور تکلیفوں، جسمانی، دماغی کمزوریوں کے نتیجے میں اپنی محرومیوں اور مایوسیوں کے باوجود اسے اس بات کا دلی اطمینان و سکون رہتا ہے کہ وہ بھی دنیاوی لذتوں سے آشنا ہوگا اور اس کی زندگی بھی آرام و آسائش سے بھری پری رہے گی۔ اسی لیے ہر انسان اپنی دنیاوی زندگی کے ہر لمحے میں اس مقدس بالاتر مگر ان دیکھی ہستی کا تقرب چاہتا ہے، اس سے ہم آہنگ ہونا چاہتا ہے۔ اس کی بالادستی قبول کرتے ہوئے اس کی رضا اور محبت کا متلاشی رہتا ہے، اس کے نام سے جاری اس کے احکامات کو دل و جان سے قبول کر کے ان پہ عمل پیرا ہوتا ہے۔ اپنی چند روزہ زندگی کی تکالیف کو ہنسی خوشی قبول کرتا ہے۔ یہ سوچ کے اور سمجھ کے کہ اس کی آزمائش ہو رہی ہے اس کی محبت کا امتحان لیا جا رہا ہے، وہ شکوے شکایات کو زبان پر نہیں لاتا ہے، بس امتحان پہ امتحان دیئے جاتا ہے، مصائب خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتا رہتا ہے تاکہ اس کی موت کے بعد ایک دن جب حساب کتاب ہو، حشر و نشر کا بازار گرم ہو، اعمال نامے کھولے جائیں، تولے جائیں، سزا اور جزا کے فیصلے ہوں، رحمتوں کی بارش ہو، تو وہ بھی ایک نظر کرم و عنایت کا مستحق رہے کہ جس کے نتیجے میں اس دنیاوی زندگی کے بعد کی طویل اور کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں بھری ہوئی ہوں۔ شمہ برابر رنج و غم کا نام و نشان تک نہ ہو۔ کمزوریوں اور محرومیوں کا ذکر تک نہ ہو۔

یہی یقین کہ موت کے بعد حشر و نشر ہوگا، جنت کا لالچ اور جہنم کا خوف ایک وحشی کو رام کرتا ہے۔ انسانیت کے جامے میں لانے کے لیے کارگر ثابت ہوتا ہے۔ ایک خود غرض اور مطلب پرست انسان کو ظالم اور قاتل بننے سے روکتا ہے۔ ریاکاری اور نفس پرستی سے باز رکھتا ہے بلکہ انسانی فلاح و بہبود کیلئے آمادہ کرتا رہتا ہے۔ دوسری طرف ایک بے کس و مجبور انسان کو ظلم سہنے کی طاقت بخشتا ہے۔ کمزوروں اور ناداروں کو زندگی گزارنے کا سہارا دیتا ہے۔ غم برداشت کرنے کا سلیقہ دیتا ہے اور ایثار و قربانی پہ ہر لمحے آمادہ کرتا ہے۔

مذہب کی ایجاد ہی اس لیے ہوئی تھی کہ انسان اپنے حسی لذات اور مادی مفادات سے بلند ہو کر سوچے۔ مادی تمناؤں اور حسی خواہشات کی قوت کو اپنے اندر محسوس کرنے کے باوجود انھیں اپنے آپ پر غالب نہ ہونے دے۔ اخلاقی

احساسات کا پابند رہ کر اپنی حد میں رہے۔ اپنا فرض ادا کرے اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے۔ رواداری سے کام لے اور اگر ایسا نہ کرے تو پھر یہ سمجھ لے کہ جس مقدس بزرگ و برتر ہستی نے اس کو پیدا کیا ہے۔ جس کا وہ بندہ ہے، اس کی مرضی پہ وہ نہیں چل رہا ہے۔ کیونکہ مذہب نام ہے اس مافوق الانسان قوت کی رضاجوئی کا، جو انسانی زندگی پہ حکمراں ہے اور چونکہ ایک دن اسے اس دانا اور بینا کے سامنے جانا ہے، اس کو اپنا منہ دکھانا ہے، اپنے اعمال و افعال کا جواب دینا ہے، نیکی کا پھل لینا ہے، بدی کا بھگتان بھگتنا ہے۔ اس لیے دنیاوی زندگی یہ سمجھ کر گزارنا ہے کہ جو کچھ یہاں اس دنیا میں بوئیں گے، وہی سب کچھ موت کے بعد والی زندگی میں کاٹیں گے۔

یہی نظریہ ہر مذہب کی روح ہے۔ ازلی اور ابدی حقیقت پر ایمان لانا جو ہر مذہب کی بنیاد ہے۔ پرکھوں نے اس لیے شروع کیا تھا کہ دنیا کے تمام انسانوں میں ایک خالق، مقدس اور بالاتر ہستی کے بندہ ہونے کا احساس پیدا ہو جائے کہ جس کے نتیجے میں ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر وہ اطمینان کی زندگی گزار سکے۔ جس طرح ایک باپ کے مختلف بیٹے اپنے باپ کا نام روشن رکھنے کے لیے مل جل کر رہتے ہیں۔ ایک مورث اعلیٰ کی وجہ سے اپنے خاندان یا قبیلے کو باقی رکھنے کیلئے ایک دوسرے سے دردمندی کا احساس رکھتے ہیں، خاندان کے نادار و نالائق افراد کے لیے ایثار و قربانی سے کام لیتے ہوئے ان کو برداشت کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک نادیدہ عادل و منصف، دانا و بینا ہستی کے بندے ہونے کی حیثیت سے اچھے اور سچے بندے کہلائے جانے کے لیے ایک دوسرے کے حقوق و راحت کا خیال رکھیں گے۔

ہر مذہب، چاہے وہ کتابی ہو یا غیر کتابی، اپنا اپنا طریقِ عبادت رکھتا ہے، جو دوسرے مذاہب کے طریقِ عبادت سے مختلف ہوتا ہے۔ ہر پرستش و پوجا، یا ہر عبادت کا الگ الگ انداز ہوتا ہے۔ ہر ایک میں سپردگی کی علیحدہ علیحدہ صورت ہوتی ہے کسی بھی ایک نام سے پیدا کرنے والے کو یاد کیا جاتا ہے۔ اور اپنے اپنے حساب سے خلوص کے ساتھ اس کے سامنے سر جھکایا جاتا ہے۔ لیکن جہاں تک آدمی کا آدمی سے برتاؤ کا تعلق ہے اور جہاں تک آدمی کے اپنے چال چلن کا تعلق ہے، کوئی بھی مذہب یا مسلک اپنے اپنے علیحدہ طریقِ عبادت کے باوجود یہ نہیں کہتا کہ آدمی، آدمی کا حق مارے یا برا چال چلن اختیار کرے یا دوسروں کی دل آزاری کرے۔

ہر مذہب انسانی سماج کے لیے ایک ضابطۂ اخلاق رکھتا ہے اور متقاضی ہوتا ہے کہ اس کے ماننے والے اپنی اپنی زندگیوں میں، اپنی اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں اسیر پابند رہیں۔ اور اس کے مطابق اپنی اپنی زندگی گزارتے رہیں۔ وہ ضابطۂ اخلاق انسان کو یہ بتاتا ہے کہ وہ ہر طرف سے حدود میں گھرا ہوا ہے جن سے گزرنے کے بعد وہ دوسروں کے لیے تو کیا خود اپنے آپ کے لیے بھی مفید نہیں رہتا۔

اطمینان و راحت کے ساتھ گزر بسر کرنے کے لیے ہر مذہب کا ماننے والا اس بات پر ضرور متفق ہے کہ وہ بزرگ و برتر ہستی لائق عبادت ہے۔ لائق پرستش ہے۔ اس لیے اپنے اپنے طریقے سے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے زندگی بھر پوجا پاٹ کیا کرتا ہے، صبح و شام سجدے کرتا رہتا ہے، سر جھکائے، ہاتھ باندھے کھڑا رہتا ہے اور چونکہ مذہب کی بنیادی قدریں عقائد میں ہیں۔ اس لیے ضابطۂ اخلاق بھی ہر مذہب کا ایک ہی ہے۔

مذہب کا کام انسانوں کو اچھائی کی تلقین کرنا ہے۔ مذہبی ہونے کی حیثیت سے رحم دل اور خیر کا برتاؤ کرتا ہے۔ ایک دوسرے کی دستگیری کرتا ہے۔ ترقی کی منزل کی جانب سب کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ سماج کو، برادری کو، ملک اور قوم کو عروج پر پہنچاتا ہے۔ مذہب اونچ نیچ کا نام نہیں ہے۔ مذہب برتری کے احساس کا نام نہیں ہے۔ مذہب رنگ و نسل پہ فخر کرنے کا نام نہیں ہے۔ مذہب پیٹے کی بڑائی کا نام نہیں ہے۔ مذہب اعتدال کی زندگی، ملنساری، مروت، ہمدردی، ایثار، قربانی اور فداکاری کا نام ہے۔ اس طرح ہم تنگ نظری اور تعصب سے ذرا اونچا ہو کر دیکھیں۔ صرف اپنے مُلّا کی ماری ہی کو حلال نہ سمجھیں تو سارے مذاہب ایک جیسے لگیں گے۔ اور ساری انسانی برادری ایک ہی مذہب کی پیرو نظر آئے گی۔ اس لیے اپنے اپنے مذہب کی خاطر لڑنے اور مرنے کے بجائے ہم اپنے اپنے مذہب کے ضابطۂ اخلاق پر عمل پیرا ہوں تو عام انسانی برادری خوشحال نظر آئے گی۔

بُرا ہو تعصب کا، تنگ نظری کا، خود پرستی کا کہ جس نے مذہب کو بدنام کر رکھا ہے۔ جب کوئی تعصب کی عینک لگا کر یہ کہنے لگتا ہے کہ صرف اس کا ہی مذہب اچھا ہے اور دوسرے مذاہب بُرے یا غلط۔ جب انسان تنگ نظری کا لبادہ اوڑھ کر اپنے ہی طریقِ عبادت کو صحیح سمجھتا ہے اور دوسرے مذاہب کے طریقِ عبادت کو ذلیل۔ جب اپنے ہی مذہب کی عبادت گاہوں کو مقدس سمجھتا ہے اور دوسروں کی عبادت گاہوں کو نجس۔ جب خود پرستی اپنے مذہب کی برتری کے نام پر دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو اپنا غلام دیکھنا چاہتی ہے تو پھر آنکھوں کے سامنے وہ تمام ہولناک خونی مناظر آ جاتے ہیں جن سے تاریخ کے صفحات خون آلود ہیں اور جو ہماری آج کی زندگی کا ناسور ہیں۔ تو پھر بہت سارے انسان اپنے اپنے اوسان کھو کر، غلط فیصلے کر لیتے ہیں اور یہ کہنے لگتے ہیں کہ مذہب آدم کشی کا نام ہے، آدم بیزاری کا دوسرا نام ہے۔ حالانکہ یہ سارا کا سارا خون خرابہ اپنے مادی مفادات کی خاطر کیا جاتا ہے۔ اپنے نفسانی خواہشات اور حسی لذات کی خاطر سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا جاتا ہے اور اس خیال کے تحت کیا جاتا ہے کہ نعمتوں اور راحتوں کا زیادہ سے زیادہ حصہ ان کے اور ان ہی کے ہوا خواہوں کے درمیان رہے اور غیروں کو اس دنیا میں کچھ نہ ملنے پائے۔

مذہب، انسان کے دل کی آواز ہے اور انسان کے دل کی آواز برائیوں کی طرف اسے نہیں لے جاتی ہے۔ اگر ہم کو یہ دعویٰ ہے کہ ہم مذہبی ہیں، اپنے مذہب کے پابند ہیں، تو پھر ہم کو ایک مرتبہ اپنے تمام افکار، افعال و اعمال کا جائزہ لینا ہوگا کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں، مذہب کے نام پر، اس میں خود پرستی و جاہ پسندی کتنی ہے اور عام انسانی بھلائی کتنی ہے۔ اس میں اپنی برتری کا احساس کتنا ہے یا رواداری کا کتنا عنصر پایا جاتا ہے۔

اگر ہم نے اپنی حرکتوں سے انسانیت کو مجروح کیا ہے، دوسروں کی دل آزاری کی ہے۔ اپنی بڑائی، اپنی شان اور اپنے رکھ رکھاؤ کی خاطر دوسروں کو حقیر سمجھ کر ان کو تکلیفیں پہنچائی ہیں بے گھر کیا ہے، بھوکا رکھا ہے، ننگا رکھا ہے، مغیر بیچنے پر مجبور کیا ہے۔ تو یہ ہماری اپنی خود پرستی ہے، ہوس ہے، خود غرضی ہے، ہمارا مذہبی عمل نہیں ہے۔ ہمارا زعم خود اختیاری ہے، خدا کی بندگی نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ ہم خدا کے بندے اور خدا کے خادم بنیں کہ یہی اصل مذہب ہے اور اسی میں تمام انسانوں کی بھلائی ہے۔ (بمبئی سے نشر)

ڈاکٹر بیتاب علی پوری

آتی ہے پھر بہار گلوں پر نکھار ہے
اہلِ چمن پہ رحمتِ پروردگار ہے

مستی ہے کیفیت ہے نشہ ہے خمار ہے
گل گشت میں چمن کی کوئی گلعذار ہے

موسم تو رخشِ وقت پہ ہر دم سوار ہے
پھر چلتی پھرتی دھوپ کا کیا اعتبار ہے

خنداں ہے کوئی اور کوئی سوگوار ہے
یہ بھی مآلِ گردشِ لیل و نہار ہے

فکرِ مآل ہے نہ غمِ روزگار ہے
بس اتنا جانتے ہیں ہمیں تجھ سے پیار ہے

ہر گل ہے زرد رو تو ہر اک غنچہ بند لب
صحنِ چمن میں اب کے یہ کیسی بہار ہے

اس بارگاہ سے کوئی لوٹا نہ خالی ہاتھ
داتا ہے سب کا اور وہ پروردگار ہے

یہ عشق دل لگی ہی نہیں بندگی بھی ہے
عاشق کا بندگانِ خدا میں شمار ہے

پھیلائیں آؤ دامنِ اُمید پھر سے ہم
آؤ دیئے جلائیں شبِ انتظار ہے

رہتا تھا قہقہوں میں جو ہر لمحہ غرق و مست
اک حادثہ ہے یہ بھی کہ وہ سوگوار ہے

تو جو بھی، کچھ ہوا اس سے مجھے کچھ غرض نہیں
میرے تصورات کا اک شاہکار ہے

بیتابؔ مجھ کو گردشِ دوراں سے کیا غرض
میرے ہر ایک گام پہ لطف النبا رہے

(رد ہتک سے نشر)

اردو زبان کے ارتقا میں پنجاب کا حصّہ

پروفیسر آزاد گلاٹی

پنجاب ابتدا ہی سے اردو زبان اور ادب کا گہوارہ رہا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

"پنجابی لہجہ، آہنگ، تلفظ اور محاورہ شروع ہی سے اردو زبان کے مزاج اور خون میں شامل رہا ہے۔ اردو کی روایت اور تاریخ میں پنجاب اسی طرح شامل ہے جس طرح انسانی رگوں کے اندر دوڑتے ہوئے تازہ خون میں سرخ و سفید جسیمے۔"

کسی بھی علاقے کا ثقافتی اثاثہ زبانوں کی ساخت اور پرداخت میں جن وسیلوں سے اثر پذیر ہوتا ہے ان میں ایک موثر وسیلہ علاقائی ادب بھی ہے۔ اسی لیے اردو زبان کے ارتقا میں پنجاب کی عطا پنجابی زبان اور ادب کے باہمی رابطے اور واسطے سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ وزیر آغا کا قول ہے کہ:

"اردو زبان اور اس کے ادب سے پنجابی زبان اور اس کے ادب کا وہی رشتہ ہے جو دریائے سندھ سے پنجاب کے ان پانچ دریاؤں کا ہے جو پنجند کے مقام پر ایک ہی دھارے میں منتقل ہو کر بالآخر دریائے سندھ میں جا گرتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جس طرح پنجاب پانچ دریاؤں کی سرزمین ہے اسی طرح یہاں پانچ مقامی بولیاں لہندا، پوٹھوہاری، لاہوری، ہندکو اور سرائیکی بھی ہیں جن کے رنگوں اور لہجوں کے امتزاج کا نام پنجابی ہے۔"

اور یہی پنجابی زبان ہے جس نے اردو پر اپنے گہرے اثرات رقم کیے ہیں۔ پنجابی کے بارے میں برقموہن دتہ تریا کیفی نے دو اہم باتوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ شورسنی پراکرت کے آثار جسقدر پنجابی میں پائے جاتے ہیں اور آج تک موجود ہیں، اتنے کسی اور زبان میں نہیں پائے جاتے اور دوسرے یہ کہ غیر ملکی الفاظ سے مہمان نوازی کا برتاؤ سب سے پہلے اسی کے حصے میں آیا۔ پنجابی کے اسی مخصوص مزاج نے اردو زبان کے نشو و نما میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ دہلی اور اس کے آس پاس آباد ہو جانے والے مسلمانوں نے کم و بیش دو سو برس تک پنجاب ہی کو اپنا مسکن بنائے رکھا۔ اس طویل قیام کے دوران لسانی اشتراک کا وہ ناگزیر عمل بھی جاری رہا جو سیاسی اور سماجی ربط و اختلاط کی عطا ہوتا ہے۔ سہولت اور ضرورت نے اس طرح جس زبان کو جنم دیا وہ مذکورہ بالا پنجابی زبان اور عربی و فارسی کے امتزاج سے پیدا ہونے والی وہ زبان تھی جس کی موجودہ صورت کا نام اردو ہے جس سیاسی سماجی اور ثقافتی ماحول نے اردو کو جنم دیا اس نے اس پر یہ فریضہ بھی ودیعت کر دیا کہ یہ پنجاب کی تہذیب کی ایک ناقابل تردید شناخت بن کر رہے۔ اس میں شک نہیں کہ اردو نے رفتہ رفتہ دیگر ہندوستانی زبانوں سے رابطہ قائم کیا۔ لیکن اس کے ابتدائی خد و خال کی تشکیل و تعمیر میں غالب حصہ پنجاب ہی کا رہا۔ یہاں تک کہ دکنی اردو پر بھی، جو ادبی طور پر دہلوی اردو سے پہلے وجود میں آ چکی تھی، پنجابی کے اثرات نمایاں ہیں۔ پنجابی کی طرح دکنی اردو میں بھی اسم صفات، موصوف کے ساتھ واحد اور جمع کی رعایت سے استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً پنجابی میں ہم کہتے ہیں: "لمیاں باہواں والیاں کڑیاں کھیڈ رہیاں تھیں۔" اور دکنی اردو میں "لمبیاں باہواں والیاں لڑکیاں کھیل رہیاں تھیں۔" اردو کے ابتدائی سرمایے میں پنجابی صوتیات کا اثر بھی نمایاں ہے۔ دراصل صوتیات کی رو سے پنجابی اور اردو میں بہت قریبی رشتہ ہے اور جہاں کوئی فرق ہے بھی تو وہ بے حد معمولی ہے۔ پروفیسر محمود شیرانی نے لسانی رشتے نقطے سے اردو اور پنجابی میں مماثلت اور یگانگت کے جو پہلو نمایاں کیے ہیں اور جس طرح دونوں زبانوں کے صرف و نحو کا تفصیلی جائزہ لے کر دونوں کے مشترکہ روابط کو ظاہر کیا ہے، اس سے بہت حد تک یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اردو اور پنجاب میں بولی جانے والی زبان پنجابی کا رشتہ بہت گہرا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ "پنجابی اور اردو میں ہندوستان کی دیگر زبانوں کے مقابلے میں قریب ترین مماثلت ہے۔ ان کی صرف و نحو، قواعد اور مسائل میں باہم تطابق ہے اور ساٹھ فیصدی الفاظ بھی مشترک ہیں۔" دونوں زبانوں میں فقروں کی ساخت، تذکیر و تانیث کے اصول اور فعل کا استعمال بھی ایک جیسا ہے۔ اردو اور پنجابی کے محاوروں میں بھی کافی یگانگت ہے اور دونوں زبانوں میں جہاں فارسی اور عربی سے منتقل شدہ محاورات ملتے ہیں، وہاں پنجاب کے علاقائی محاورات کی بھی فراوانی ہے اور یہ دونوں زبانوں کے اس اختلاط کی ایک اہم کلید ہے جو سرزمین پنجاب پر ہوا۔

اردو زبان نے پنجاب کی تہذیب اس کے رسوم و رواج یہاں کے لوگوں کے مزاج اور ان کی متنوع زندگی کی ترجمانی بھی کی ہے۔ بقول وزیر آغا "اردو زبان کے متنوع اسالیب نے پنجاب کی سائیکی کی ان لاتعداد پرتوں کی عکاسی کی ہے جو فکری اور احساسی لطافتوں اور نزاکتوں کی امین ہے اور اپنے اظہار اور ترسیل کے لیے نازک ترپیمانوں کی طالب ہے۔" اس مماثلت اور یگانگت کے کئی اہم پہلو ہیں۔ وزیر آغا ہی کے لفظوں میں "پنجاب کے جوہر نے ایک طرف تو خود کو پنجابی زبان میں اور دوسری طرف اردو زبان میں منعکس کیا ہے۔ اس لیے دونوں زبانوں کی ادبیات میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ جوہر کا نہیں بلکہ صرف پیمانوں کا ہے جن میں اس جوہر کو پیش کیا گیا ہے۔" اردو زبان کے ارتقا میں پنجاب کا ثقافتی ورثہ ایک اور انداز سے کارفرما ہے۔ کسی بھی زبان کا لوک ادب اس علاقے کے ثقافتی مزاج کی روح ہوتا ہے اور پنجاب کا لوک ادب نہایت خوبی اور خوبصورتی سے اردو زبان کے رگ و پے میں سما گیا ہے۔ اس طرح نہ صرف اردو ادب میں قیمتی اضافے ہوئے ہیں بلکہ اردو زبان کے مزاج اور آہنگ میں بھی بوقلمونی پیدا ہوئی ہے۔ یہ رابطہ ترجموں سے بھی استوار ہوا ہے اور ثقافتی ارتباط سے بھی۔ پنجاب کے صوفیائے کرام کے فیض نے یہاں کی تہذیب کو مختلف مذاہب کے اتصال و احترام کا جو منفرد کردار ادا کیا ہے وہ پنجاب کے اردو ادب میں اسقدر نمایاں ہے کہ خود اردو پنجاب کی مشترکہ تہذیب کی وراثت بن گئی ہے۔

اس طرح جہاں پنجاب کی سرزمین، یہاں کے لوگوں کے طرز فکر اور طرز زندگی نے اردو کے نقش و نگار بنانے، اور انھیں سنوارنے اور نکھارنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے، وہاں پنجاب کے اہل قلم نے اردو زبان کے ادب میں ان گلابوں کی مہک بھی سمو دی ہے جن کی جڑیں سرزمین پنجاب ہی میں پیوستہ ہیں اور جن کے رنگ اور خوشبو میں پنجاب کی مٹی، یہاں کے پانی اور ہوا کی تاثیر ہے۔ جیسا کہ وزیر آغا نے کہا ہے: "جب پنجاب کا ادیب اردو زبان میں لکھتا ہے تو اپنی جنم بھومی کی ساری بوباس، مزاج اور لہجے کو اردو میں منتقل کرنے پر مجبور ہے۔" اگر اردو ادب سے پنجاب کی دھرتی کی بوباس منفی کر دیجیے تو اس میں تنوع کے کئی اہم پہلو بھی منفی ہو جائیں گے۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اردو شاعری کی کوئی بھی اہم تحریک ایسی نہیں ہے جس میں پنجابیوں کے قلم کی حرکت شامل نہ ہو۔ اور کئی حالتوں میں تو یہی قلم ادبی تحریکوں کا محرک بھی رہا ہے۔ یہاں ایک بار پھر وزیر آغا کے ایک اہم اشارے کا حوالہ دینا نامناسب نہ ہوگا۔ وہ کہتے ہیں: "چونکہ پنجابی بولنے والوں کا طبقہ ہمیشہ سے محنتی، مہم جو، زیرک اور تخلیقی اعتبار

اردو صحافت کی رفتار ترقی

جی ڈی چندن

پریس رجسٹرار کی ۲۸ ویں سالانہ رپورٹ کے مطابق ہندوستان کے اردو اخباروں کی تعداد اور اشاعت دونوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اشاعت یعنی سرکولیشن میں یہ اضافہ دو لاکھ ۶۷ ہزار ہے۔ اس اضافے کے ساتھ ان اخبارون کا سرکولیشن سابقہ ۲۲ لاکھ ۶۹ ہزار سے بڑھ کر ۲۵ لاکھ ۳۶ ہزار ہوگیا ہے۔

ان اخباروں کی تعداد سابقہ ۱۳۳۰ سے بڑھ کر ۱۳۷۸ ہوگئی ہے۔ اس تعداد کی بدولت ملک کی اردو صحافت کو ان پانچ زبانوں میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے جن کے اخبارون کی تعداد ایک ایک ہزار سے بھی زیادہ ہے۔

اس رپورٹ میں جو حال ہی میں پارلیمنٹ میں پیش کی گئی ۱۹۸۳ء کے اعداد پیش کیے گئے ہیں۔ اس کے مطابق ملک کی کل سولہ ریاستوں اور یونین علاقوں سے اردو اخبار شائع ہو رہے ہیں۔

صحافت کے ہر جائزے میں اس کا سرکولیشن ایک نمایاں اہمیت رکھتا ہے۔ اس تازہ ترین رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ زیر جائزہ سال میں اردو اخباروں کی ایک لاکھ سے زیادہ اشاعت رکھنے والی ریاستوں کی تعداد بڑھ کر نو ہوگئی ہے۔ پچھلے سال یعنی ۱۹۸۲ء میں یہ آٹھ تھی۔ اس سلسلے کی نویں ریاست جموں و کشمیر ہے جس کے اردو پریس کے سرکولیشن نے پہلی بار ایک لاکھ کے عدد سے تجاوز کیا ہے۔ گو یہ کوئی مثالی یا معرکہ خیز عدد نہیں لیکن اردو صحافت کے گوناگوں مسائل کو دیکھتے ہوئے یہ قابل توجہ ہے۔ ۱۹۶۵ء میں جب اس ریاست میں اخباروں کے سروے کا کام شروع ہوا تو اس کے اردو اخباروں کا مجموعی سرکولیشن صرف ۲۴ ہزار تھی۔

بہرحال کچھ دیگر ریاستوں میں جہاں اردو جموں و کشمیر کی طرح اولین علاقائی زبان نہیں ہے، اور جہاں اردو اخباروں کی مجموعی تعداد بھی جموں و کشمیر کی مجموعی تعداد سے کم ہے، اردو پریس کا سرکولیشن ایک ایک اور دو دو لاکھ سے بھی تجاوز کر چکا ہے۔

مثلاً زیر جائزہ سال میں مغربی بنگال کے ۵۶ اردو اخباروں کا سرکولیشن دو لاکھ ۱۱ ہزار، اور کرناٹک کے ۴۷ اردو اخباروں کا سرکولیشن ایک لاکھ ۶۷ ہزار تھا۔ ایک اور قابل ذکر ریاست بہار ہے جس کے ۹۱ اردو اخباروں کا سرکولیشن تین لاکھ ۱۵ ہزار تھا۔

تاہم سرکولیشن کے باب میں اولیت دہلی ہی کے حصے میں رہی۔ اس یونین علاقے کی اردو صحافت نے نہ صرف اپنا سابقہ امتیاز برقرار رکھا، بلکہ اس کے سرکولیشن کا عدد پچھلے سال کے ۴ لاکھ ۸۰ ہزار سے بڑھ کر پانچ لاکھ ۷۹ ہزار ہوگیا۔ گویا اس میں تقریباً ایک لاکھ کا اضافہ ہوا۔

۱۹۸۳ء کا ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس سال اردو میں ۳۳ نئے اخبار شروع ہوئے۔ جن میں نو روزنامے تھے۔ بند ہونے والا صرف ایک جریدہ تھا، جو ایک ماہنامہ تھا۔

اضافے کا ایک حوصلہ افزا پہلو یہ ہے کہ مختلف ریاستوں کے روزناموں کا سرکولیشن بڑھ رہا ہے۔ اس کا مجموعی عدد نو لاکھ پچاس ہزار ہو چکا ہے۔ پچھلے سال یہ سات لاکھ ۳۶ ہزار تھا۔ اس کے ساتھ ہی علاقائی روزناموں کا سرکولیشن دہلی کے کچھ پرانے مشاہیر کو مات دے رہا ہے۔

روزناموں کی تعداد بھی جو پچھلے سال ۱۴۰ (بشمول چھ سہ روزہ) تھی، اب ۱۵۴ (بشمول چھ سہ روزہ) ہو چکی ہے۔ اس تعداد کی بدولت ہندوستان کے اردو روزناموں کی صحافت پورے ملک میں ہندی کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔

روزناموں کے ساتھ ساتھ وقفہ داری جریدوں کی اشاعت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۸۲ء میں ہمارے پاس صرف چھ ایسے پیریاڈیکل تھے، جو اپنے سرکولیشن کی بدولت متوسط زمرے میں شمار ہو سکتے تھے یعنی جن کی فی شمارہ اشاعت پندرہ اور ۵۰ ہزار کے درمیان تھی۔ ۱۹۸۳ء میں ان جریدوں کی تعداد بڑھ کر گیارہ ہوگئی۔ اردو پریس کی مجموعی تعداد میں ۶۷۲ ہفت روزہ، ۱۹۴ پندرہ روزہ، ۳۱۴ ماہنامے اور ۴۴ دیگر پیریاڈیکل تھے۔

مجموعی تعداد کے اعتبار سے ملک کا اردو پریس ہندی، انگریزی اور بنگالی کے بعد چوتھے نمبر پر ہے۔ لیکن مجموعی سرکولیشن کے پیمانے سے یہ ہندی، انگریزی، ملیالم، تمل، بنگالی، گجراتی اور مراٹھی کے بعد آٹھویں نمبر پر ہے۔ اکثر اخباروں اور وقفہ داری جریدوں کا فی اشاعت انفرادی سرکولیشن دو ہزار سے بھی کم ہے۔ ملک کے تمام اخباروں کے سرکولیشن میں اردو پریس کا حصہ صرف چار اعشاریہ سات فی صد ہے۔ یہ اس کی تعداد کے نمبر اور زبان کی مقبولیت سے میل نہیں کھاتا۔

مذکورہ بالا حقائق سے اندازہ ہوتا ہے کہ گو متفرق اور انفرادی طور پر اردو صحافت میں ترقی کے آثار ہیں تاہم مجموعی طور پر یہ فکر و تشویش کی حامل ہے۔

ہماری دوسری کئی زبانوں کے روزنامے فی اشاعت ایک ایک لاکھ کا سرکولیشن حاصل کر چکے ہیں۔ حالانکہ ان کی حیثیت علاقائی ہے۔

اردو ایک ملک گیر زبان ہے۔ اندازہ ہے کہ مردم شماری کے ریکارڈ میں کم از کم ساڑھے تین کروڑ لوگوں کی مادری زبان اردو ہوگی۔ لیکن اس کے بولنے، پڑھنے اور سمجھنے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ بہرحال معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں اردو اخبار خریدنے کا شوق خاصا کم ہے۔ اس کمی کو صرف اقتصادی وجوہ کے ساتھ نپٹایا نہیں جا سکتا کیونکہ ایک اچھا اخبار خریدنے کے لیے لوگ پیسے نکال ہی لیتے ہیں۔

آج کے زمانے میں اخبار ایک زبردست ضرورت ہے اور تقریباً ہر خاندہ گھر میں اس کی ضرورت ہے۔ اگر اس ضرورت کے خدوخال کو خاطر خواہ طور پر سمجھ لیا جائے تو اس دلکش زبان کی صحافت کے امکانات بہت روشن ہو سکتے ہیں۔

دراصل اردو صحافت کی ترقی اور بہتری کے لیے دو محاذوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک قارئین میں اردو اخبار خریدنے کا جذبہ اور شوق پیدا کرنے کا، اور دوسرا اردو اخباروں کے مواد کو پُرکشش اور عصر آفریں بنانے کا۔ یہ قوت حاصل کرنے کے لیے اردو صحافت کو کامیاب اخباروں کی صفات سے استفادہ کرنا چاہیئے۔ (نیوز سروسز ڈویژن سے)

جی۔ ڈی۔ چندن
جی ۶۴، جنگ پورہ ایکسٹنشن نئی دہلی ۱۱۰۰۱۴

سے فعال رہا ہے۔ لہٰذا یہ بات آسانی سے سمجھ میں آتی ہے کہ پچھلے ایک سو برس کے اردو ادب پر پنجاب کی اتنی گہری چھاپ کیوں ثبت ہے؟ ذرا اردو شاعری کا تصور حالی، اقبال، حفیظ، محروم، میراجی، راشد، فیض، مجید امجد، ناصر کاظمی، احمد ندیم قاسمی، جوش ملسیانی، بانی، بلراج کومل، بل کرشن اشک جیسے شعراء کے بغیر کیجیے تو اردو شاعری میں کتنا خلا محسوس ہونے لگتا ہے۔ اردو نثر میں منٹو، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، پطرس، اشفاق احمد، بلونت سنگھ، رام لعل، کنہیا لال کپور جیسے اہل قلم کو حذف کر دیجیے تو اردو نثر کے کتنے ہی پہلو تشنہ رہ جاتے ہیں۔ اردو تنقید کے حالی، جگن ناتھ آزاد، وزیر آغا، اور سدید جیسے نام نکال دیجیے تو کتنی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ اردو اخباروں میں زمیندار، بندے ماترم، سیاست، پرتاپ، ملاپ، ویر بھارت وغیرہ کی خدمات کا اعتراف نہ کرنا، اور پنجاب کے ان گنت اردو صحافیوں کی جرأت اور بیباکی کو نظرانداز کرنا، اردو کی مجموعی صحافت سے سراسر ناانصافی ہے۔ ان لوگوں کی فہرست جنھوں نے اردو کے ارتقا و بقا کے لیے زندگی وقف کر دی، سالک، صلاح الدین احمد، اور فلک پیما جیسے ناموں کے بغیر کتنی نامکمل نظر آتی ہے۔

اردو زبان ہو یا اس میں تخلیق ہونے والا ادب دونوں پر پنجاب کی سرزمین کا گہری چھاپ ملتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ پنجاب اپنی تمامتر ثقافتی توانائی اور سماجی برنائی کے ساتھ اردو کی رگ رگ میں جاری و ساری ہے۔ اردو کی پیدائش اور افزائش اس کی آرائش اور زیبائش، اس کے ارتقا و بقا کے مختلف مراحل میں اس زبان کو نئے ابعاد سے روشناس کرانے میں پنجاب کا بہت بڑا حصہ رہا ہے اور پنجاب اور اردو کا یہ رشتہ آج بھی قائم ہے۔

(جالندھر سے نشر)

دسترخوان کے ~~شعر~~ شیر

مسیح انجم

آزادی کے بعد ملک میں ایک ایسی ہوا چلی، سماجی، ثقافتی اور تہذیبی قدریں بدلنے لگیں۔ [illegible] بڑا [illegible] ذہنوں کا بھروسہ [illegible]۔ [illegible] شیر پیدا ہو گئے۔ نوجوانوں نے غلط بڑھاکے کا کل [illegible] بہت [illegible] ہو گئے۔ [illegible] نتیجتاً دسترخوان کے آداب و قواعد بری طرح متاثر ہوئے۔ خاص طور سے نان ویجیٹیرین دسترخوان بڑا متاثر ہوا۔ اگر آپ کو یقین [illegible] تو مرغ مسلّم و دیگر گوشت بریانی [illegible] "بزنسٹی پارٹیوں والی" یا "[illegible] والی" ضیافت کا اہتمام کر کے خود ہی دیکھ لیجیے کہ ہمارے نوجوان شیروں کی طرح اپنی اپنی چوکیوں کے مورچوں میں کس طرح اودھم مچاتے ہیں اور کس طرح سرحدوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ادھر آپ بھی ہاتھ دھو کر چوکی کے پاس بیٹھنے بھی نہیں پاتے کہ ادھر آپ کے حصے کی نقشی دسترخوان کے شیر کا لقمۂ تر بن جاتی ہے۔ ادھر آپ تھوڑی سی رواداری برتنے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو ادھر آپ کے حصے کا مرغ آپ کو داغِ مفارقت دے جاتا ہے۔ آپ دسترخوان کے شیر پر صرف دانت پیس کر رہ جاتے ہیں۔ مگر وہ اپنی داڑھ چلانے میں مگن رہتا ہے۔ بھلا اب ان دسترخوان کے شیروں کو یہ کون سمجھائے کہ کبھی دسترخوان کے بھی کچھ آداب و قواعد ہوتے ہیں۔ آداب و قواعد کی بات تو دور رہی۔ وہ تو دسترخوان پر پہنچنے سے پہلے مطلع کے طور پر ہاتھ دھو لینے کو بھی ایک جھنجھٹ تصور کرتے ہیں۔ بلکہ اکثر تو مقطع اور مطلع ایک ساتھ کہہ لینے کو ترجیح دیتے ہیں۔ بعض تو دور اندیشی کے تقاضے کے طور پر گھر پر ہی مطلع کہہ لیتے ہیں اور پھر دعوت میں تناولِ طعام کے لیے نکل پڑتے ہیں۔ انھیں اس بات کی قطعی پروا نہیں رہتی کہ راستہ میں ان کا "مطلع" کتنا گرد آلود ہو گیا تھا۔ آخر ماضی میں بھی تو دسترخوان کے شیر ہوا کرتے تھے۔ لیکن ماضی، اب ماضی بعید میں تبدیل ہو گیا ہے، اور حال — فی الحال گردسے اٹا ہوا ہے۔

ماضی میں دسترخوان "پہلے آپ" سے شروع ہوتا تھا اور اب "پہلے میں" سے شروع ہوتا ہے۔ اور اکثر "تو تو میں میں" بھی ہو جاتی ہے۔ ایسے موقع پر اگر میزبان ذرا "رف" قسم کا ہو تو لوازمات میں گھونسے بھی شامل کر دیتا ہے۔ مگر یاد رکھیے کہ گھونسے کھانے والا دسترخوان کا شیر گردن جھکا کر یہی کہے گا: "بچپن میں میری ماں بھی مجھے اسی طرح مار کر کھلاتی تھی!"

لیکن ماضی میں اگر کوئی دسترخوان کا شیر ڈٹ کر کھانے اور اودھم مچانے پر تل جاتا تو میزبان کی رگِ حمیت بھی پھڑک اٹھتی تھی، اور وہ بھی کھلانے پر تل جاتا تھا۔ اسے کہتے ہیں اسپورٹس مین اسپرٹ۔ اس طرح ہر دو فریق "ہار" کو کرکٹ ٹسٹ میچ کی طرح اپنے لیے ایک وقار کا مسئلہ بنا لیتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ دعوت "کھائیں تمام رات اور کھلائیں تمام رات" تبدیل ہو جاتی تھی بالآخر میزبان اسپورٹس مین اسپرٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے دسترخوان کے شیر کی پیٹھ تھپک کر یہ ڈکلیر کرتا:

you are the man of the match

تب وہ دسترخوان کا شیر Man of the Series' کا ٹائٹل حاصل کرنے کے لیے سال بھر والی دعوتوں میں دسترخوان پر معرکے سر کرتا اور بکرے اور مرغوں کی باقیات کی ڈھیر دسترخوانوں پر لگا دیتا۔ اور کئی دن تک تیچش میں مبتلا رہتا۔

لیکن اب جو دعوتیں دی جاتی ہیں وہ "لمیٹڈ اوورس" کی بنیاد پر دی جاتی ہیں۔ محدود مہمان، اور لامحدود بن بلائے مہمان، محدود لوازمات اور محدود روٹیاں۔ بعض وقت تو بریانی کی پلیٹ میں بوٹیوں کی مقدار اس حد تک کم کر دی جاتی ہے کہ وہ "تلاش گمشدہ" کا اشتہار بن جاتی ہیں۔ اور بوٹی کو کھوجنے کے لیے ایک مہمان کو باضابطہ یہ اعلان کرنا پڑتا ہے کہ "جو شخص بھی بوٹی تلاش کر کے لائے، اسے پچاس روپے نقد انعام!"

اگر دعوت شیرمال اور قورمہ کی ہو تو دسترخوان پر کٹوروں میں شوربا شاٹھیں مارتا دکھائی دے گا۔ اس وقت بوٹی کو تلاش کرنے کے لیے مہمان کو باضابطہ لنگوٹ لگا کر، ناک پکڑ کر شوربے میں غوطہ لگانے کی نوبت آتی ہے۔

لیکن جہاں تک دسترخوان کے شیروں کا تعلق ہے وہ بڑے بے حیا بے شرم ہوتے ہیں۔ انھیں "ہوکا" نام کی بیماری مستقل لگی رہتی ہے۔ جو دعوتوں کے سیزن میں بسا اوقات چیزوں کو دیکھنے اور سونگھنے سے عود کر آتی ہے۔ اس کا واحد علاج ابلے ہوئے موٹے چاول اور املی کا کچا کھٹا ہے۔ گاؤں کی ہوشیار ساس "دیر قیام" داماد کو کچے کھٹے کے ذریعہ ہی بھگاتی ہے۔ طب کی اصطلاح میں اسے گھریلو علاج یا علاج بالغذا کہتے ہیں۔

دسترخوان کے شیروں کے تذکرے کے بعد یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ان اشعار کا بھی ذکر کیا جائے جو دسترخوانوں پر زیورِ طبع سے آراستہ کیے جاتے ہیں۔ اس قسم کے دسترخوان کو آپ "اردو دسترخوان" کہہ سکتے ہیں۔ لیکن آج کل یہ "اردو دسترخوان" اردو میڈیم کے مدارس کی طرح اِکا دُکا ہی نظر آنے لگے ہیں۔ چنانچہ کل ہم نے بہت کوشش کی کہ کہیں سے اشعار سے مزین دسترخوان حاصل کریں لیکن بری طرح ناکام رہے۔ ایک دوست نے مشورہ دیا کہ تم پتھر گٹی جاؤ۔ وہاں بہت سی دکانیں ہیں کسی ایک دکان پر جا کر دسترخوانوں سے مختلف شعر نوٹ کر لینا اور اگر شعر والے دسترخوان نہ ملیں تو وہاں کی ہوٹلوں میں بہت سارے شاعر مل جائیں گے۔ ان سے بلا معاوضہ شعر لکھوا لینا۔ مجھے یہ بات پسند آئی۔ چنانچہ میں پتھر گٹی گیا اور دکاندار سے پوچھا "جناب! کیا آپ کے پاس اشعار والے دسترخوان ہیں؟" دکاندار نے دریافت کیا "گھر کے لیے یا جہیز میں دینے کیلئے؟" میں کوئی جواب دیئے بغیر مسکرا کر رہ گیا اور مختلف دسترخوانوں کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ بڑی مشکل سے ایک دسترخوان ہاتھ لگا۔ لیکن اس پر اردو کا جو شعر تھا وہ بہت ہی دھندلا گیا تھا۔ میں نے دکاندار سے پوچھا۔ "کیا آپ کے پاس اردو اشعار کے Latest دسترخوان نہیں ہیں؟"

وہ کاروباری انداز میں بولا "جناب! جب اردو کی کتابیں نہیں خریدی جاتیں تو پھر اردو کے دسترخوان کون چھپوائے گا۔ اب تو میں انگلش میڈیم کے دسترخوان چھپوا رہا ہوں!" یہ سنتے ہی میں دکان سے باہر نکل آیا۔

اتنے میں میری نظر ایک لیڈر پر پڑی۔ وہ اپنی کار میں کہیں جا رہے تھے۔ انھیں دیکھتے ہی مجھے یاد آیا کہ ان کے پاس اردو کا ایک دسترخوان ہے۔ جب وہ اپنا دسترخوان بچھاتے ہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ الیکشن کے دن آ گئے ہیں۔ وہ شاعروں اور ادیبوں کو لڑانا چاہتے ہیں تو ان کو اسی دسترخوان پر جمع کرتے ہیں۔ ایک بار انھوں نے لومڑی کی چال چلی اور اردو کی ترقی کے مسائل پر بحث کرنے کے لیے ادیبوں اور شاعروں کو ڈنر پر مدعو کیا۔ ادیب خوش تھے۔ شاعروں نے بغلیں بجائیں۔ وقتِ مقررہ پر دسترخوان بچھایا گیا۔ بڑا شاعر، چھوٹا شاعر، صرف شاعر، متشاعر، ادیب اور ادیبِ نما سب کے سب دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ کھانا چنے جانے میں ابھی دیر تھی تو شعرائے کرام کلامِ دسترخوان سے دل بہلانے لگے۔ کوئی دسترخوان کے کسی مصرعہ پر گرہ لگانے لگا تو کوئی دسترخوان کی زمین میں شعر موزوں کرنے لگا۔ اتفاق سے اس دسترخوان پر فارسی کا یہ شعر چھپا ہوا تھا:

> شکیبا آر کہ مہمان تو
> روزیٔ خود می خورد از خوانِ تو

ایک متشاعر نے رومیں "شکر بجا آرکہ" کو "شکر بجا آرکہ" پڑھا۔ لفظ "شکر" سنتے ہی دسترخوان پر اونگھتے بیٹھے ہوئے نقاد کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے فوراً شاعر سے سوال کیا: اس شعر میں "تو" ہونا چاہیے یا "تست"؟ شاعر بولا "تو"!

نقاد ڈانٹا "خبردار! زبان سنبھال کر بات کرو!"

شاعر نے گھبرا کر کہا "مجھے فارسی نہیں آتی!"

اس اطلاع پر نقاد نے شکریہ ادا کیا اور پھر دسترخوان پر چھپے ہوئے ایک اردو شعر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ شعر پڑھو!"

شاعر کی اتنا غور آ جاگ پڑی۔ وہ بولا۔

"میں نہیں پڑھتا! آخر آپ کون ہوتے ہیں پڑھوانے والے؟!"

نقاد نے گمبھیر آواز میں کہا "نہیں! آپ کو پڑھنا ہی پڑیگا میں نقاد ہوں"۔ یہ سنتے ہی شاعر کے ہوش اڑ گئے۔ چنانچہ اس نے رکتے رکتے وہ شعر پڑھا:

ندیم اب فکر کیوں ہو مجھ کو مہمانوں کے کھانے کی
خدا نے رزق بھیجا ہے مجھے اور میرے مہمانوں کو

نقاد نے پوچھا "اب بتاؤ یہ شعر کس کا ہے؟"

شاعر نے جواب دیا "یہ شعر فکر تونسوی کا ہے!"

نقاد نے کہا "فکر تونسوی کو شاعری چھوڑے ہوئے کئی برس بیت گئے!"

"تو پھر ندیم کا ہے!" شاعر نے کہا۔

نقاد نے نفی میں گردن ہلا دی۔

"تو پھر مہمان کا ہے!" شاعر نے زچ ہو کر کہا۔

نقاد نے کہا "یہ بھی غلط!"

بڑے غور و فکر کے بعد شاعر نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا "تو پھر خدا کا ہونا چاہیے!"

نقاد نے سمجھایا "تخلص کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ تخلص والے لفظ پر چمچہ (ـــ) کی علامت ہوتی ہے!"

شاعر نے دسترخوان پر چھپی ہوئی چمچہ کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ـــ "علامت یہاں ہے اور شعر وہاں ہے۔ وہ روایتی شاعری ہے اور یہ علامتی شاعری ـــ چمچہ، پلیٹ، کٹورا!"

یہ سنتے ہی نقاد کو جلال آ گیا۔ اس کے منہ سے جھاگ اڑنے لگا۔ تمام شاعر اور ادیب اردو کی ترقی کے مسائل اور ڈنر بھول کر بحث میں الجھ گئے۔ ہاتھا پائی کی نوبت آنے کو تھی، اتنے میں ایک کہنہ مشق شاعر نے آگے بڑھ کر کہا:

"آپ لوگ خواہ مخواہ آپس میں الجھ گئے ہیں! جس شعر کو آپ لوگوں نے وقار کا مسئلہ بنا لیا ہے وہ "بحر" اور بحث سے خارج ہے!"

اس ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر، عین اسی وقت لیڈر کے سکریٹری نے سارے ادیبوں اور شاعروں کو یہ کہتے ہوئے دسترخوان سے خارج کر دیا کہ آپ لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا سکتے ہیں۔

بعد میں معلوم ہوا کہ وہ نقاد کوئی ایجنٹ تھا۔ کون سا ایجنٹ تھا، خدا ہی جانے!؟

(بمبئی سے نشر)

دمدار ستارے

ڈاکٹر انور رئیس

عرصۂ قدیم سے دمدار ستارے حضرت انسان کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ کبھی انھیں خالق کی طرف سے کسی پریشانی، وبا یا حادثہ کا پیش خیمہ کہا گیا تو کبھی کچھ فلسفیوں نے انھیں انسان کی اپنی کمزوریوں کا نتیجہ بتایا ہے بہرحال کچھ بھی ہو اس بات پر سب ہی متفق ہوں گے کہ دمدار ستاروں نے پچھلے کچھ عرصہ سے زیادہ توجہ حاصل کی ہے اسکی وجہ یقیناً یہ ہے کہ پچھلے نومبر سے ایک دمدار ستارا جسے ہم لوگ ہیلی کا دمدار ستارہ کے نام سے منسوب کرتے ہیں آفتاب اور ہماری زمین کے نزدیک آیا اور مختلف ممالک کے سائنسداں، محققین اور علم نجوم میں دلچسپی رکھنے والے حضرات نے اس کا بغور مطالعہ کیا۔ اس سے ملحقہ تجربوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔ تو آئیے ہم لوگ بھی یہ جاننے کی کوشش کریں کہ آیا دمدار ستارے کیا واقعی کسی خدائی عذاب کی نشاندہی کرتے ہیں یا یہ قدرت الٰہی کا ایک چھوٹا سا معجزہ ہیں، یا یہ کہ یہ ستارے عام ستاروں کی مانند عام اور ہمارے نظام شمسی کا ایک حصہ ہیں۔

دمدار ستارے یا پوچھل، عام ستاروں سے مختلف ہوتے ہیں۔ عام ستاروں کی جگہیں متعین معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنی جگہ سے ہلتے محسوس نہیں ہوتے جبکہ دمدار ستارے ہر وقت بیضاوی راستوں پر گھومتے رہتے ہیں۔ نسبتاً دمدار ستارے سیاروں سے کسی حد تک مماثلت رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ صحیح طور پر سیاروں سے بھی کافی مختلف ہیں۔ سیارے ہمیشہ گول دائروں میں اور یہ قریب البیضوی یا بیضاوی گھیروں میں چکر لگاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ دمدار ستارے عموماً بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور وسعت میں چھوٹے سے چھوٹے سیارے کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دمدار ستاروں کے گرد دھول، گیس و گرد کا ایک غلاف سا ہوتا ہے اگر یہ گول یا گول جیسے ہوں تو انگریزی میں COMA یا NUCLEUS اور ان کی شکل دُم جیسی ہو تو ان کو دُم یا TAIL کہتے ہیں۔ معنوی طور پر انگریزی کا لفظ COMET دراصل یونانی لفظ ہے جس کے معنی "بال" کے ہوتے ہیں، تعلق رکھتا ہے بال کا تصور دمدار ستاروں کی دُم سے وجود میں آیا ہے۔

مختلف دمدار ستارے طرح طرح کے ناموں سے جانے جاتے ہیں مثلاً اگر کوئی دمدار ستارہ کسی سال میں نظر آیا تو اس کا نام وہ سال ہی ہوگا جس میں وہ پہلی بار نظر آیا تھا۔ اگر ایک سال میں کئی دمدار ستارے نظر آئے تو ان کو ا۔ ب۔ یا اوّل، دوئم کے نام سے جانا جائے گا۔ مثلاً دمدار ستارے ۱۹۴۶ (الف یا اول) ۱۹۴۶ (ب یا دوئم) وغیرہ۔ سب سے بہتر نام رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس دمدار ستارے کو کس نے پتہ لگایا مثلاً HALLEY'S COMET یا ENCKE'S COMET وغیرہ۔

کیونکہ دمدار ستارے آفتاب کے اطراف میں بیضاوی شکل کے دائروں میں گھومتے ہیں، اس لیے ان کی دوریاں بھی ہر وقت تبدیلی ہوتی رہتی ہے جب کوئی دمدار ستارہ آفتاب کے قریب تر ہوتا ہے تو اس کو پیریہیلین PERIHELION اور جب وہ آفتاب سے دور تر مقام پر ہوتا ہے تو اس کو افیلین (APHELION) کہتے ہیں۔ جیسے جیسے کوئی دمدار ستارہ سطح آفتاب کے قریب ہوتا جاتا ہے اس کی رفتار اسی نسبت سے بڑھتی جاتی ہے جیسا کہ ہیلیز کومیٹ میں تجربوں سے پتہ چلا ہے کہ جب وہ افیلین پر تھا تو اس کی رفتار کم و بیش دو کلومیٹر فی سکنڈ تھی اور جیسے جیسے یہ آفتاب کے نزدیک ہوتا گیا اس کی رفتار میں بھی اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ جب وہ پیریہیلین پر آیا تو اس کی رفتار تقریباً ۵۵ کلومیٹر فی سکنڈ ہو گئی۔ دمدار ستاروں کے دائرہ گردش اور ان کی رفتار کا دارومدار سائنسدانوں کے مطابق قوت کشش کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے جس کو عرف عام میں قانون قوت کشش کہتے ہیں۔

دمدار ستارے کی ایک پوری گردش کے وقت کو وقفہ یا پیریڈ کہتے ہیں مختلف دمدار ستاروں کے مختلف وقفے ہوتے ہیں اور ان کی مناسبت سے ان کو چھوٹے وقفہ والے، درمیانی

وقفہ والے اور بڑے وقفہ والے دمدار ستاروں کے نام سے جانا جاتا ہے۔ چھوٹے وقفہ والے دمدار ستاروں کا وقفہ ۱۲ سال سے کم ہوتا ہے اور انھیں خاندان مشتری یا JUPITER FAMILY سے منسلک سمجھا جاتا ہے مثال کے طور پر انکیس دمدار ستارہ جس کا وقفہ ۳۳ء۳ سال یا بگوٹ دمدار ستارہ جس کا وقفہ ۵ء۶۹ سال وغیرہ۔ ۱۲ سال سے ۱۵۰ سال تک کے وقفہ کو درمیانی وقفہ کہا گیا ہے۔ ہیلیز کومیٹ جس کا وقفہ ۷۶ سال اور پیل دمدار ستارہ جو پہلی بار ۱۹۴۷ء میں نظر آیا اس کا وقفہ تقریباً ۱۴۴ سال ہے وغیرہ۔ ڈیڑھ سو سال سے زیادہ وقفہ کو بڑا وقفہ کہا جاتا ہے اور اس کا احاطہ تقریباً دس لاکھ سال یا اس سے بھی زیادہ ہوسکتا ہے۔ دمدار ستاروں کے اوسط وقفہ کئی ہزار سال کے ہوتے ہیں، ایک تخمینہ کے حساب سے ایک صدی میں تقریباً تین سو بڑے وقفہ والے دمدار ستارے آفتاب کے نزدیک آتے ہیں اور ان کے وقفہ اوسطاً چالیس ہزار سال کے ہوتے ہیں۔ ایک اور تخمینہ کے حساب سے ہمارے نظام شمسی میں تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد دمدار ستارے ہیں جو وقتاً فوقتاً اپنے وقفوں کے لحاظ سے آفتاب کے نزدیک آتے ہیں اور پھر دور چلے جاتے ہیں۔ کچھ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ بہت سے دمدار ستارے ہمارے نظام شمسی کا حصہ نہیں ہیں اور وہ باہر سے آتے ہیں۔ اسی لیے ان کے وقفہ بھی بہت بڑے ہیں۔ لیکن کچھ محققین کا نظریہ اس سے مختلف ہے ان کا کہنا ہے کہ دمدار ستارے ہیں تو ہمارے نظام شمسی کا ہی حصہ لیکن وہ باہری خلاء یا OUTER SPACE میں NEPTUNE سیارہ کے قریب سے آتے ہیں۔ دمدار ستارے کس طرح وجود میں آئے، یہ ایک سائنسی پہیلی ہے جو ایک عرصۂ دراز سے سائنسدانوں کے بحث کا موضوع بنی ہوئی ہے اور ابھی تک وہ اس کو سلجھا نہیں پائے ہیں۔ ایک رائے کے مطابق بڑے وقفہ والے دمدار ستارے ایک عام سیارے یا ستارے کا ہی حصہ تھے۔ ٹوٹنے کے بعد کسی اور وجہ سے یا قوت کشش کے سبب سے نظام شمسی میں داخل ہوگئے اور پھر اپنے گھیروں میں آفتاب کے گرد چکر لگانے لگے۔ چھوٹے وقفہ والے دمدار ستاروں کے بارے میں بھی کچھ اسی طرح رائے زنی کی گئی ہے کہ وہ بڑے وقفہ والے دمدار ستاروں کا ایک حصہ تھے اور ہر چکر میں انھوں نے اپنا تھوڑا تھوڑا وزن کم کیا جس کی وجہ سے ان کا دائرۂ گردش بھی دھیرے دھیرے کم ہوگیا۔ مثال کے طور پر انکیس دمدار ستارہ جس کے ہر گردش میں تقریباً ڈھائی گھنٹہ کم ہوئے اور ساتھ میں اسی مناسبت سے اس کے وزن میں بھی کمی پائی گئی۔ ۱۸۵۸ء میں اس کا تقریباً ۲۰ فیصد اور ۱۹۸۹۵ء میں تقریباً ۲۸ فیصد وزن کم ہوا۔

دمدار ستاروں کی زندگی کا بیشتر وقت آفتاب سے دور گزرتا ہے بجز اس کے کہ جب وہ آفتاب کے نزدیک آتے ہیں اور روشنی و چمک کی وجہ سے ہماری توجہ کا مرکز بنتے ہیں۔ کروڑوں میل کی اس دوری کی وجہ سے وہ کم و بیش ایک برف کے بڑے گولے کی شکل میں رہتے ہیں۔ برف، دھول مختلف اقسام کی گیس سب منجمد ہوجاتی ہیں اور دمدار ستارے کا حجم گھٹ کر بہت چھوٹا ہوجاتا ہے۔ جیسے جیسے ایک دمدار ستارہ دائرۂ گردش میں آفتاب کے نزدیک آتا جاتا ہے اس میں منجمد گیس مثلاً امونیا، کاربن ڈائی آکسائڈ میتھین وغیرہ اور دیگر کیمیائی اجزا اور پانی سب آفتاب کی گرمی سے پگھل کر گیس میں تبدیل ہوجاتے ہیں اور جو دمدار ستارہ پہلے صرف ایک گول شکل کا تھا اب آہستہ آہستہ اپنی شکل تبدیل کرکے پہلے بیضوی اور پھر ایک ایسی شکل اختیار کرلیتا ہے جس کے پیچھے ایک چوڑی سی دُم ہوتی ہے، دُم کی بناوٹ دراصل انھیں سب مرکبات، کیمیائی اجزاء اور گیسوں کا نتیجہ ہے۔ اس بناوٹ کی وجہ سے دم کے دو حصے ہوجاتے ہیں ایک وہ حصہ جس میں بیشتر گیسیں ہوتی ہیں اور یہ سیدھی ہوتی ہے جبکہ گرد دھول جس میں مختلف قسم کے اجزاء جن کی باریکی تقریباً ایک مائیکرون یعنی ایک ملی میٹر کا ہزارواں حصہ سے بھی کم ہوسکتی ہے موجود ہوتے ہیں۔ دم کا یہ حصہ تھوڑا آڑا اور نیچے کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے۔ جب دمدار ستارہ آفتاب کی طرف بڑھتا ہے تو کوما جو گول شکل کا ہوتا ہے وہ اگلے حصہ میں اور دم پچھلے حصہ میں ہوتی ہے لیکن جب دمدار ستارہ اپنے PSIHELION سے (جو تقریباً آفتاب سے تین ارب کلومیٹر دور ہوتا ہے) لوٹتا ہے تو اس کی دم اپنے گول کوما یا نیوکلس کے آگے ہوتی ہے۔ محققین کی رائے میں ایسا برقی تناؤ اور SOLOR RADIATION PRESSURE کی وجہ سے ہوتا ہے۔

دمدار ستارہ جیسے جیسے آفتاب سے دور ہوتا جاتا ہے اس کی دم آہستہ آہستہ چھوٹی ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ سردی کی وجہ سے گیس اور بخارات کا بننا بند ہوجانے سے دمدار ستارہ صرف ایک گول سیارے کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ اس کے گرد کے غلاف اور دم کی گرد، دھول و گیسیں جو منجمد نہیں ہوجاتیں دھیرے دھیرے خلا میں منتشر ہوجاتی ہیں۔ ایسا کرنے میں دمدار ستارہ ہر بار اپنا وزن کم کرتا جاتا ہے، دھول کے ذرے و بڑے بڑے پتھروں کے ٹکڑے شہاب ثاقب کی شکل میں اکثر کرۂ باد سے گزر کر جاکر زمین پر گرتے ہوئے پائے گئے ہیں۔ اس طرح ایک درمیانی وقفے کے دمدار ستارے کی زندگی میں تقریباً اس طرح کی سو گردش ہیں۔ ہر گردش میں دمدار ستارے اپنا وزن کم کرتے ہیں اور دائرہ گردش بھی کم کرتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کسی سیارے یا آفتاب سے ٹکرا کر اپنے آپ کو ختم کرلیتے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں سائبیریا میں ایک زبردست طوفان کے ساتھ انکیس دمدار ستارے کا ایک حصہ ٹوٹ کر گرا جس نے چاروں طرف سو میل تک ایک زبردست ہیجان برپا کردیا اور ایک بڑا اور گہرا گڈھا بھی بنایا۔

حالیہ سائنس کی ترقی اور نت نئی قسم کی دوربینوں اور دوسرے سائنسی آلات نے ان کو دیکھنے اور پرکھنے کی کوششوں کو پہلے سے زیادہ کامیاب بنایا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں میں کئی کافی چمکدار دمدار ستاروں کو خلاء میں طاقتور دوربینوں کے ذریعہ پہچانا گیا۔ مثال کے طور پر ۱۹۷۳ء KOHOUTAK، ۱۹۷۶ء VEST وغیرہ۔ دمدار ستاروں میں سب سے زیادہ نمایاں ہیلیز کومیٹ ہے جو ہزاروں سالوں سے دکھائی دیتا رہا ہے۔ مشہور فلسفی ارسطو اور کچھ چینی فلسفیوں نے ۶۷ قبل مسیح میں اس کو دیکھا اور پہچانا تھا۔ اس کا نام EDMUND HALLEY کے نام پر یوں پڑا کہ وہ پہلا سائنس داں تھا جس نے قوت کشش اور سیاروں کے دائرہ گردش کو ذہن میں رکھ کر ۱۶۸۲ء میں حساب لگایا کہ اس دمدار ستارے کا وقفہ گردش ۷۶ سال ہے۔ اور پیشین گوئی کی کہ آئندہ یہ دمدار ستارہ ۱۷۵۸ء، ۱۸۳۴ء، ۱۹۱۰ء، ۱۹۸۶ء وغیرہ میں نظر آئے گا۔ یہ EDMUND HALLEY کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہمیں وقت سے پہلے ہی اس کے آفتاب اور زمین کے نزدیک آنے کا پتہ تھا۔ نتیجتاً سائنسدانوں نے اس کی تحقیق کے سلسلہ میں پہلے ہی تیاری کرلی تھی۔ کئی ممالک مثلاً امریکہ، روس اور دیگر یورپی ممالک نے کئی سیارچے اور راکٹ خلا میں قبل از وقت داغے تھے تاکہ اس کی بناوٹ اور دوسری مخصوص چیزوں کا قریب سے مطالعہ کیا جائے اور کسی حتی الامکان فیصلے یا نتیجے پر پہنچا جاسکے۔

یورپی گیوٹو نامی خلائی راکٹ بھی ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء کو ہیلیز دمدار ستارے کے سب سے زیادہ قریب گیا۔ یہ راکٹ تقریباً ۵۴۴ کلومیٹر دور دمدار ستارے کے کوما یا NUCLEUS کے قریب پہنچا۔ اور وہاں سے بہت صاف اور اچھی تصویریں تقریباً ایک ارب ۴۴ کروڑ کلومیٹر دور واپس زمین کو بھیجیں۔ یہ پہلا موقع تھا جب کوئی راکٹ دمدار ستارے کے اتنا نزدیک جائے اور صاف تصویریں بھیجے۔ ایسا کرنے میں راکٹ کو دمدار ستارے کی دم کی دھول اور اس کے ٹکڑوں سے نقصان بھی پہنچا اور تقریباً ۲۵ منٹ تک راکٹ کا زمین سے رابطہ بھی منقطع رہا۔ تصویروں سے پتہ چلا کہ ہیلیز کومیٹ کم و بیش ۱۱ کلومیٹر لمبا اور ۵ کلومیٹر چوڑا ایک مٹر کے دانہ کی شکل کا ہے۔ اس میں گڈھے اور چھوٹے چھوٹے پہاڑ بھی ہیں۔ سائنسدانوں کے بیان کے مطابق یہ حضرت انسان کی جستجو و محنت کا نتیجہ ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ جب یہ ہیلیز کومیٹ اگلی بار ۲۰۶۲ء میں آفتاب و زمین کے نزدیک آئیگا اور ہمیں نظر آئے گا تو سائنسداں اس کی اور قریب اور بہتر طور پر تحقیق کرسکیں گے۔ شاید اس بار کوئی ذی روح اس کی سرزمین پر اتر ہی جائے ؎

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہم نے دشت امکاں کو ایک نقش پا پایا

(ناگپور سے نشر)

ڈاکٹر انور رئیس
مائننگ ریسرچ سیل، موہتہ اپارٹمنٹس
انڈین بیورو آف مائنس۔ ناگپور ۴۴۰۰۱۳

[redacted]

انل کپور

سرور یوسف



ان اداکاروں میں سے ایک ہیں جن کو اپنی ابتدائی اور مختصر رول والی فلموں میں دیکھ کر فلم بین متاثر ہوئے تھے اور لوگوں نے متفقہ طور پر اس نوجوان خوبرو ہیرو کے تابناک مستقبل کی پیشن گوئی کی تھی۔

انل میں سپر اسٹار بننے کی تمام صلاحیتیں موجود ہیں! وہ سات دن' لیلیٰ' صاحب' محبت' اندر با ہر اور میری جنگ' جیسی فلموں میں وہ ایک فنکار کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں۔

ان کی پہلی فلم "بمشا ورکش" تھی۔ کنڑ زبان کی اس فلم میں وہ بطور ہیرو پردے پر اجاگر ہوئے تھے۔ فلم کے ہدایت کار بابو تھے۔ اس کے بعد انل کو کئی فلمیں ملیں جس میں انھوں نے چھوٹے چھوٹے رول نبھائے، مرکزی کردار بھی ادا کیا۔

ہندی میں ان کی پہلی فلم "رچنا" تھی جس میں ان کا مختصر کردار تھا۔ وہ اس فلم میں متاثر کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے اسی فلم سے ان کی پہچان ہوئی، حالانکہ فلم کامیاب نہیں تھی لیکن ان کا کام پسند کیا گیا تھا۔ اس کے بعد انھیں جو فلمیں ملیں ان میں 'تو پائل میں گیت' تیلگو زبان کی 'پلوی انوپلوی'، 'شکتی'، وہ سات دن' مشعل' لیلیٰ' اندر باہر' لو میرج' یدھ' صاحب' محبت' کے نام شامل ہیں۔ 'گرم ہوا' جیسی فلم کے تخلیق کار ایم۔ ایس ستھو کی فلم 'کہاں کہاں سے گذر گئے' سے انل کو بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ یہ فلم ابھی تک ریلیز نہیں ہو سکی ہے۔

انل کپور جانے پہچانے فلمساز سریندر کپور کے صاحبزادے ہیں۔ فلمساز سریندر کپور نے فلم بینوں کو "ہم پانچ" جیسی کامیاب اور بامقصد فلم دی ہے۔ انل انھی دنوں فلمی میدان اترے جب اداکاروں کے سپوتوں اور دیگر سیاسی شخصیتوں کے عزیزوں کی فلموں میں آمد نے دھوم مچا رکھی ہے۔ فلمساز کے بیٹے کے مقابلے میں فلم اسٹار کے سپوت کو زیادہ ہی سہولتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اسے اپنے والد کی شہرت اور مقام کی وجہ سے فلم کی ریلیز سے قبل ہی پبلسٹی ہو جاتی ہے کبھی کبھی اداکارانہ صلاحیتیں بھی اسے ورثے میں ملتی ہیں لیکن ایک فلمساز کے بیٹے کو ہر موڑ پر جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اسے صرف اپنی محنت اور لگن سے ہی اپنا مقام حاصل ہوتا ہے۔

کامرس گریجویشن بیچ ہی میں چھوڑ کر اداکاری کے میدان میں نام کمانے کے خواب دیکھنا، بھلا کون سے والدین پسند کریں گے۔ انل کے والدین کو بھی ان کا فلموں میں کام کرنا پسند نہ تھا، پھر بھی انل کپور خود اعتمادی سے سیکڑوں جدوجہد کرنے والے امیدواروں کی طرح فلمسازوں کے دفتروں میں اپنی تصاویر دکھاتے۔ ان چند فلموں کے نام گناتے جن میں انھوں نے چھوٹے چھوٹے رول کیے تھے۔

مگر 'وہ سات دن' کے بعد حالات یکسر تبدیل ہو گئے۔ فلم سے تعلق رکھنے والے جن لوگوں نے یہ فلم دیکھی انھوں نے انل کپور کی اداکاری کا لوہا مان لیا۔ اس فلم کے فلمساز انل کے والد سریندر کپور ہی تھے حالانکہ انھیں اپنے لڑکے کا فلموں میں کام کرنا پسند نہ تھا نہ وہ چاہتے تھے کہ ان کا سپوت اچھا خاصا بزنس چھوڑ کر ایکٹنگ کے کیڑے کا شکار بنے۔ وہ انل کے ایکٹنگ کیریر میں دلچسپی سے خوش نہیں تھے لیکن جب دو تین فلموں میں انل کے کام کی تعریف ہوئی' ان کے کام کو سراہا گیا تب انھوں نے انل کو لے کر فلم بنانے کا فیصلہ کیا اس طرح 'وہ سات دن' کی تخلیق ہوئی۔

پچھلے دنوں انل کپور نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا "اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ میں نے 'مشعل' اور 'لیلیٰ' جیسی بڑی فلمیں 'وہ سات دن' کے شروع ہونے سے پہلے سائن کر لی تھیں' یہ اور بات ہے کہ ان کے بننے میں کافی وقت لگ گیا۔ دراصل 'ایک بار کہو' 'شکتی' ' ہمارے تمہارے' اور ایک چھوٹے بجٹ کی فلم 'کہاں کہاں سے گذر گئے' کی وجہ سے ہی مجھے ان بڑی فلموں کے لیے سائن کیا گیا۔ پھر ان بڑی فلموں کے ریلیز ہونے کے بعد تو جیسے میرے پاس فلموں کی باڑھ آگئی ورنہ اس سے قبل تو کچھ ڈائریکٹروں نے مجھے لے کر فلم بنانے کا خیال ہی ترک کر دیا تھا وہ صرف اس لیے کہ میری پہلی فلم 'رچنا' فلاپ ہو گئی تھی اور میں نے ایک بھی فلم ہٹ نہیں دی تھی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کہ کسی اداکار کی فلمیں ناکام نہ ہوئی ہوں۔ فلم انڈسٹری کے پہلے سپر اسٹار راجیش کھنہ کی ابتدائی چار پانچ فلمیں ناکام رہی تھیں تب ممکن ہے لوگوں نے ان میں خرابیاں نکالے ہوں مگر انھوں نے ٹاپ پر پہنچ کر دکھایا۔ کچھ ایسا ہی حال امیتابھ بچن کا رہا جن کی شروع کی ناکام فلموں کی تعداد تو راجیش کھنہ سے بھی زیادہ تھی ان کی لگاتار تیرہ فلمیں پٹی تھیں مگر ایک وقت ایسا آیا جب انھوں نے کامیابی کی بلندیوں کو چھو لیا۔ آج عزت' شہرت' دولت ان کے گھر کی باندی ہے۔ میری فلم کامیاب ہوئی میرے کام کی تعریف ہوئی تو اب فلمساز میرے پیچھے بھی دوڑنے لگے ہیں۔"

یہ تو حقیقت ہے کہ 'وہ سات دن' انل کپور کی وہ پہلی کامیاب فلم ہے جس میں وہ ہیرو کے طور پر جلوہ گر ہوئے تھے مگر اس سچائی سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فلم 'شکتی' میں ہی انھوں نے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی تھی۔

یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ دلیپ کمار' امیتابھ بچن' راکھی' سمیتا پاٹل' امریش پوری' اور کلبھوشن جیسے فنکاروں کی موجودگی میں ایک نیا اور کم عمر اداکار اپنی شخصیت کی چھاپ چھوڑ جائے اور وہ بھی ایک مختصر سے کردار میں۔

جن اصحاب نے 'شکتی' دیکھی ہے انھیں یاد ہوگا کہ اس کے کلائمکس کے بعد ایک اور آخری منظر بھی تھا جو ایک طرح سے پوری فلم کی کہانی کا نچوڑ تھا۔ اس اختتامی منظر میں جان ڈالنے کی سب سے زیادہ ذمہ داری انل کپور پر آن پڑی تھی جسے اس نے بدرجۂ اتم خوبی سے نبھا کر ہر طرف سے داد و تحسین وصول کی۔ یہاں انل کے چہرے کے تاثرات کا ذکر کرنے کے لیے 'شکتی' کا خاکہ بیان کرنا ضروری ہے۔

فلم 'شکتی' وہاں سے شروع ہوتی ہے جب دلیپ کمار تعلیم پوری کر کے آنے والے اپنے پوتے انل کپور سے پوچھتے ہیں کہ وہ اپنے مستقبل کے لیے کون سا راستہ اپنانا چاہتا ہے، انل کپور جواب دیتا ہے "داداجی' میں آپ ہی کی طرح پولیس افسر بننا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر دلیپ کمار کے چہرے پر کرب کی ایک

لیکر ابھرتی ہے۔ وہ انل کو اپنی کہانی سناتے ہیں کیسے انھیں اپنے بکھرتے لڑکے امیتابھ کو گولی مارنی پڑی۔ اس کے ساتھ ہی پردے پر فلیش بیک میں فلم کی کہانی پیش کی جاتی ہے۔ اختتام تک فلم فلیش بیک میں ہی چلتی ہے۔

جہاں تک ڈائریکٹر کا تعلق ہے فلم بینوں کو متاثر کرنے کیلئے اس کے پاس پورے تین گھنٹے تھے جس میں اسے سلیم جاوید کے اسکرپٹ کے علاوہ انڈسٹری کے بہترین اداکاروں اور مختلف تکنیک کاروں کا تعاون حاصل رہا۔ ان سب کے باوجود قربانی کی داستان کا نقطۂ عروج انل کپور کے چہرے پر آکر ٹھہرتا ہے جسکے ایکسپریشن سے یہ پتہ چلتا تھا کہ دادا جی نے جو کیا وہ ٹھیک اور مستحسن تھا یا نہیں اور یہ تاثر دینے کے لیے انل کے پاس مشکل سے ایک منٹ تھا لیکن اس ایک منٹ میں انھوں نے جو ایکسپریشن دیا ہے اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ 'شکتی' میں امیتابھ بچن، راکھی، سمیتا پاٹل، امریش پوری اور کل بھوشن کھربندہ نے متاثر کن اداکاری نہیں کی ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ جب فلم بین سینما ہال سے باہر نکلتے ہیں تو ان کے ذہن میں دلیپ کمار امیتابھ بچن کے علاوہ انل کپور کا چہرہ بھی ہوتا ہے۔

'شکتی' کے بعد انل کپور کی 'وہ سات دن' آئی، فلم ہٹ ہوئی۔ انل بھی کامیاب ہو گیا۔ اس فلم میں پہلی بار ہیرو ہونے کے باعث اسے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے کا پورا موقع ملا۔ فلم 'وہ سات دن' کے تعلق سے یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ یہاں اسکے مقابلے نصیر الدین شاہ جیسا منجھا ہوا اداکار تھا لیکن یہ فلم آج بھی انل کپور کے نام سے ہی یاد کی جاتی ہے۔

'مشعل' میں انل کپور کو بہترین معاون اداکار کا فلم فیئر ایوارڈ حاصل ہوا تھا۔ جن فلم بینوں نے 'مشعل' دیکھی ہے انھیں وہ سین یاد ہوگا جس میں دلیپ کمار انل کے چہرے پر طمانچہ مارتے ہوئے کہتے ہیں " ناف کا کیڑا " ان میں ہی رہتا ہے۔ دلیپ صاحب کی اداکاری کی تعریف میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے وہ اس فن میں مدتوں پہلے اپنی دھاک جما چکے ہیں۔ لیکن ایک نئے اور کم عمر اداکار کا اداکاری اعظم کے رو برو قابل دید تاثرات پیش کرنا کمال کی بات ہے۔ انل نے دلیپ کمار کے سامنے جو فن پیش کیا اس کی داد ہر کسی نے دی اور واضح طور پر کہہ دیا کہ یہ لڑکا کچھ کر دکھائے گا۔

'مشعل' کے بعد انل کی 'لیلیٰ'، 'اندر باہر' اور 'یدھ' آئی۔ یہ فلم باکس آفس پر پٹ گئیں لیکن سبھی طرف ان کی اداکاری کی تعریف ہوئی۔ انل کپور کی فلموں میں 'صاحب'، 'محبت'، 'میری جنگ' کامیابی سے ہمکنار ہوئیں اور انھوں نے لوگوں کو اپنے فن سے بھی متاثر کیا۔

'وہ سات دن' سے کامیابی حاصل کر کے یکایک اسٹارڈم کی سیڑھیوں پر قدم رکھنے والے انل کپور میدان میں چپکے چپکے کامیابی کی ایک الگ راہ ہموار کر رہے ہیں۔

(اردو سروس سے)

سرور یوسف
۱۹۴ بٹلہ ہاؤس جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

مثنوی یوسف زلیخا

پروفیسر سیدہ جعفر

اردو تحقیق کو اپنی کے سرمایے سے جو گوہر آبدار دستیاب ہوئے ہیں ان میں احمد گجراتی کی مثنوی یوسف زلیخا کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ جنوبی ہند کی پانچ قدیم بادشاہتوں (عادل شاہی، قطب شاہی، نظام شاہی، برید شاہی اور عماد شاہی) کی پہلی عشقیہ مثنوی ہے۔ دکن میں اس سے قبل ۸۲۵ھ/۱۴۲۱ء تا ۸۲۹ھ/۱۴۲۵ء میں بہمنی دور کے نظامی نے "کدم راؤ پدم راؤ" کے نام سے اپنی مثنوی پیش کی تھی اشرف کی نوسرہار غزنیہ شاعری کا پیکر ہے اور فیروز بیدری کا "پرت نامہ" (قبل ۹۷۴ھ/۱۵۶۴ء) مذہبی رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ عبدل کا "ابراہیم نامہ" جو بیجاپوری ادب کا پہلا کامیاب نقش ہے۔ مثنوی یوسف زلیخا کے بہت بعد لکھا گیا۔ وجہی کی "قطب مشتری" ۱۰۱۸ھ (۱۶۰۹ء) جو گولکنڈے کی پہلی مثنوی سمجھی جاتی ہے "یوسف زلیخا" کے بعد کی تصنیف قرار پاتی ہے۔ مثنوی کی داخلی شہادتوں کی بنا پر یوسف زلیخا کا سن تصنیف ۹۸۸ھ/۱۵۸۰ء تا ۹۹۳ھ/۱۵۸۵ء قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح احمد گجراتی کی مثنوی "یوسف زلیخا" کو وجہی کی "قطب مشتری" پر ربع صدی سے زیادہ عرصے کا تقدم حاصل ہے۔

مثنوی یوسف زلیخا کے شاعر کا نام شیخ احمد شریف گجراتی تھا۔ شاعر کے خاندانی نام "فضل اللہ" سے جو تاریخی نام بھی ہے ان کا سن ولادت ۹۳۶ھ قرار پاتا ہے۔ احمد شریف گجرات کے باشندے تھے۔ چنانچہ ایک جگہ وہ کہتے ہیں :

احمد دکن کے خوباں ہو تباں ہیں پر ملاحت
تو، تو دکن کو اپنا گجرات کر کے سمجھا

شیخ احمد شریف ایک سنی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اور شاہ وجیہ الدین جیسے پیر کامل اور عالم نے انھیں خلافت عطا کی تھی۔ مثنوی میں شیخ احمد گجراتی نے سلطان وقت محمد قلی قطب شاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حضرت علی کی دل کھول کر مدح کی ہے اور کہتے ہیں

نبی وہ لے تن اس کا اپنا تن
سو یک تن گوں جانکر : دوئی نا گن

مدینہ علم کا سو مصطفیٰ تھے
ولے دروازے اس کے مرتضیٰ تھے
خلیفہ مصطفیٰ کا سو وہی ہے
وصی صدر و صفا کا سو وہی ہے
سبھہ کا پاک ناوں اس کا خدا سے
سبھہ پر غالب اس بنیا خدا سے

احمد گجراتی محدث تھے۔ محمد ابراہیم زبیری اور صحیفۂ اہل ہدیٰ کے مصنف سید محی الدین ابن سید محمود قادری نے ان کے نام کے ساتھ "مدرس" بھی تحریر کیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ احمد گجراتی کا پیشہ مدرسی رہا ہوگا۔ ان کے مرشد شیخ وجیہ الدین گجراتی نے بھی اپنی تمام زندگی درس و تدریس میں بسر کی تھی۔ احمد گجراتی انھیں کے تربیت یافتہ تھے۔ علم و فضل کے اعتبار سے بھی وہ اس پیشے کے سزاوار تھے۔ شاعر نے مثنوی یوسف زلیخا میں اپنی ہمہ دانی اور علم و فضل پر روشنی ڈالی ہے اور کہتے ہیں کہ میں طب، حدیث، منطق، فقہ اور الٰہیات جیسے علوم کا ماہر ہوں۔ شاعر کہتا ہے کہ طویل عرصے تک عالموں کی صحبت سے مستفید ہونے کی وجہ سے "میری ذات میں ان کا رنگ سرایت کر گیا ہے"

کہ کئی دن تھا منج اہل علم کا سنگ
جو بھیدا ذات میں مج ان کا رنگ

احمد گجراتی کہتا ہے کہ سالہا سال تک میں اکتساب علم میں مصروف رہا ہوں اور عالموں کے آگے زانوئے ادب تہہ کر کے ایک مدت تک علم کلام، صرف و نحو، عروض و معانی اور دیگر علوم کے درس لیتے ہیں، میری علمیت میرے استادوں کا فیضان ہے

کب تک دن صرف کر کے صرف لیتا
دل اس آواز تیں میزان کہتا
کب تک دن نحو کر کے نحو لیتا
جو وہ منج کوں عبارت فتح کہتا
معانی کا بیاں بھی کچھ سنیا ہوں
جو اس لگ درۃ المنطق چنیا ہوں

کھیا علم الکلام استاد منج کوں
الہیات آموز عامۂ سوں
ہدایت علم و حکمت کی بھی پایا
اصول دفع سوں کئی دن گنوایا
نجوم و طب ستی بھی آشنا ہوں
بھونیک رس رسائن رس کیا ہوں

گجرات میں شیخ احمد کے روز و شب ذکر و شغل، اعتکاف اور درس و تدریس میں گزرے اور ان کے علم و فضل کی شہرت گولکنڈہ پہنچ گئی۔ پانچویں قطب شاہی حکمراں محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدر آباد نے جو علماء، فضلاء اور اہل علم کا دلدادہ تھا انھیں اپنے پایہ تخت حیدر آباد آنے کی دعوت دی۔ مثنوی یوسف زلیخا میں احمد گجراتی کہتا ہے کہ میں اپنے وطن گجرات میں خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کر رہا تھا' دکن کے فرمانروا نے یاد فرمایا اور "نوازش نامہ نامی" بھیج کر مجھے طلب فرمایا۔ محمد قلی نے اپنے مکتوب میں مجھے بڑی عزت و توقیر کے ساتھ مخاطب کیا۔ اور خط کے ہر لفظ سے بادشاہ کی کرم فرمائی اور مرحمت نمایاں ہے سہ

کہ اس کا چاؤ شہ خاطر سوں لیایا
نوازش نامۂ نامی بھجایا
سب اس کے لفظ و معنی سو کرم کے
حرف اس کے عنایت کی رقم کے
دیسے اس میں تھے اس تیں التفات
عیاں عنوان تھے اس کی سلامت

شہنشاہ اکبر کے گجرات فتح کرنے کے بعد ترک وطن کر کے دکن کی ریاستوں کا رخ کرنے والے اکثر اہل کمال معاشی یا سیاسی خلفشار سے گھبرا کر جنوب میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے تھے لیکن احمد گجراتی نے کسی اقتصادی دباؤ، تنگ دستی اور عسرت کی وجہ سے اپنے وطن گجرات کو خیرباد نہیں کہا تھا بلکہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کی دعوت پر احمد شریف وارد دکن ہوا تھا۔ احمد گجراتی نے اپنی مثنوی میں محمد قلی قطب شاہ کے دربار کی بڑی تعریف کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بادشاہ کی علم پروری اور قدر دانی کی وجہ سے اس شہر میں بیشمار شاعر مقیم ہو گئے ہیں۔ قطب شاہی دربار میں ایسے عظیم المرتبت شاعر موجود ہیں کہ کالیداس بھی ان کا غلام بن جائے' ان کی فصاحت و بلاغت بے مثل ہے اور منشی فلک عطارد بھی ان کے علم و فضل کا معترف ہے۔ ممکن ہے یہاں احمد گجراتی کا اشارہ، ملا خیالی' فیروز، محمود اور وجہی وغیرہ کی طرف ہو سہ

شہر میں شاعراں باہر گنت تھے
کدہیں خالی نہیں شہ کی صفت تھے
عجب شاعر ملے ہیں شاہ کے پاس
جو کالی داس انوں کا ہوئے ایں داس
انوں سب شاعراں کو مان دیوے
ہوس لکھ شر پر بھوداں دیوے
فصاحت میں رکھیں سبحان پر بل
بلاغت میں رکھیں بی معجزے کھول

سب ہجاس انتراکوں جو جلم بجاس
سکن ہارا عطارد علم انوں پاس
جگت داتار ابھارت سجاتی
جو ہے وہ بہوگنی سپنت ندھانی

شیخ احمد گجراتی نے کئی قصائد' عہد نامے اور غزلیں کہی تھیں جو اب نایاب ہیں۔ مثنوی یوسف زلیخا میں شاعر کہتا ہے کہ میں نے مختلف اصناف سخن میں شعر کہے ہیں اور ہر صنف میں طبع آزمائی پر قادر ہوں سہ

جسے اصناف ہوں گے شعر کیرے
کہن مشکل نہیں نزدیک میرے

شاعر کی دو مثنویوں یوسف زلیخا اور لیلیٰ مجنوں کا پتہ چلا ہے۔ مثنوی لیلیٰ مجنوں کے اجزاء منتشر اوراق پروفیسر عبد القادر کو تاریخی کتب کی تلاش کے سلسلے میں دستیاب ہوئے تھے اور جو انھوں نے حافظ محمود شیرانی کو تحفتاً دیئے تھے محمود شیرانی نے اورنٹیل کالج میگزین نومبر ۱۹۲۵ء میں اپنے مضمون کے ذریعے سے مثنوی لیلیٰ مجنوں کو اردو داں طبقے سے روشناس کروایا تھا۔ ان منتشر اوراق میں چودہ تصویریں بھی موجود تھیں۔ جو مصوری کے دکنی قلم کا نایاب نمونہ سمجھی جاتی ہیں۔

مثنوی یوسف زلیخا اور لیلیٰ مجنوں کے علاوہ احمد گجراتی نے غزلیں' رباعی اور مرثیہ بھی اپنی یادگار چھوڑا ہے۔ مثنوی یوسف زلیخا ادبی اعتبار سے ایک بلند پایہ مثنوی ہے۔ احمد گجراتی نے اپنی یہ مثنوی محمد قلی قطب شاہ کی فرمائش پر دربار میں پیش کرنے کے لیے لکھی تھی۔ مثنوی یوسف زلیخا میں توضیحی شاعری کے بہترین نمونے موجود ہیں۔ زلیخا کی خانقاہ، عزیز مصر کے محل' دائی کے تیار کردہ باغ، سات قطعات والے محل اور محل میں یوسف کی جیسی متحرک اور گویا تصویریں احمد گجراتی نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کی ہیں۔ ان سے شاعر کے زور بیان، قدرت کلام اور شاعرانہ کمال کا اندازہ ہوتا ہے احمد گجراتی کے یہ شاعرانہ بیانات قاری کے تخیل کو حسن و رنگ کی ایک خوبصورتی طلسماتی فضا میں پہنچا دیتے ہیں۔ شاعر نے فطری مناظر کی عکاسی بھی بڑے پر اثر اور فنکارانہ انداز سے کی اور اس سے اس کے وسیع مشاہدے' باریک بینی اور ژرف نگاہی کا اندازہ ہوتا ہے۔

احمد گجراتی نے اپنے عہد کے تہذیبی مظاہر کو اپنی مثنوی میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ مستورات کی پوشاکوں' ان کے گہنے اور آرائش، مردوں کے لباس اور ان کی زیبائش کے بیانات میں عصری رنگ اور عصری تہذیب کا پرتو موجود ہے لباس' زیورات، طرز تعمیر، رہن سہن' درباری تہذیب یہاں تک کہ اس عہد کے آلات موسیقی سے بھی شاعر نے اپنے قاری کو روشناس کروایا ہے۔ پارچوں میں نین سکھ، بکٹ، دیبا' ماتتا، ریشم، اطلس، لپسوں، زرینہ، حریر، زربفت اور مخمل' عطریات اور خوشبو دار اشیاء میں کدم، اگر، کستوری، چل نیر، مشک' چندن' پھولیل، کافور، پرمل اور لوبان سنگار میں تنبول، مہندی، سرمہ، کاجل غازہ، کنگھی، مسنگرف۔ زیورات میں گوشوارے، سربند' تاج، کمر بند' کنگن، لٹکنا، نورتن' آرسی' پھندنے، پیجن، بچھوے، لرزک، طرہ' انگوٹھیاں' بانس اور لڑوں وغیرہ کے نام لیے گئے ہیں۔ احمد گجراتی نے اپنے عہد کی تہذیب و معاشرت کی بڑی کامیاب عکاسی کی ہے۔

احمد گجراتی کی مثنوی میں ہندوستانی تہذیب رسم و رواج، طرز فکر اور ہندوستانی معاشرت کا عکس نمایاں ہے۔ اس تہذیب کا پرتو اس کی لفظیات، تشبیہات و استعارات' علامات اور تصورات میں اپنی جھلک دکھاتا رہتا ہے۔ محبوب کے لیے احمد گجراتی نے لال' للنا، لولت' للت، سمت، من مت، متوا، سائیں، میت، پیا، سجن، موہن، من ہلنا اور پیو جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ شاعر کی تشبیہات واستعارات، کنایے اور اس کی امیجری ہندوستانی فضا اور ہندوستانی ذہنیت کی غماز ہے۔ باغ میں درختوں کی ڈالیاں اسے زنار کی یاد دلاتی ہیں تو پیشانی "دیم" کی اصطلاح میں کہے چنے پر انھیں مائل کرتی ہے۔ محمد قلی قطب شاہ کے حسن و جمال کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے "میٹھے لب" پر "ہر یا خط ایروپ" کو شکر میں جو نخ ڈلے ہوئے "راوین" یعنی طوطے سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ہندوستانی تہذیب کا پروردہ شاعر ہی کوثر میں کمل کا حسن دیکھ سکتا ہے اور "امریت جل" پر سے خضر کھڑے نظر آتے ہیں سہ

سو کچ رنگ روپ تازہ ہو کھل نار
جو کوثر میں کمل نہ ہوئے اس سار
کھڑا جو خضر آ امریت جل پر
پھوٹیا جوں پاچ گرد اگرد کوثر

اپنے عہد کی معاشرتی کی عکاسی اور ادبی محاسن کے اعتبار سے احمد گجراتی کی مثنوی یوسف زلیخا وجہی کی "قطب مشتری" سے اعلیٰ و ارفع اور وقیع نظر آتی ہے۔

(حیدر آباد سے نشر)

جَلیس نجیب آبادی

قدم قدم پر اک سنگِ دشنام ملا
سچ کہنے کا کیا اچھا انعام ملا
بازی ہار گیا بچپن کا پیار چلو
ایک ادھورے حصے کو انجام ملا
تھے دنوں کا قصہ عورت' ابر' شراب
خشک حقائق سے الجھا خیام ملا
دھوپ میں پتھر توڑتی دیکھی "سبز پری"
فٹ پاتھوں پر "شہزادہ گلفام" ملا
بیکاری کا بوجھ لیے لوٹا "فرہاد"
"شیریں" نے شرما کر پوچھا "کام ملا"
سوچ رہا تھا آج کی شب سو جاؤں گا
صبح کا بکھرا غم پھر وقت شام ملا

(نجیب آباد سے نشر)

ناسفر

سریندر پرکاش

برا ہے یا ... رہا تھا۔ کچھ نیند سے مغلوب ہو کر اونگھ رہے تھے، کچھ نیند نہ آنے کی وجہ سے لمبے فکرمندی سے دیکھ رہے تھے —— وہ بظاہر اسے تیز بخار تھا۔ لیکن جس طرح وہ کراہ رہا تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ شدید درد محسوس کر رہا ہے —— پوچھنے پر وہ بتا نہ سکا تھا کہ اسے کہاں اور کس طرح کا درد ہے۔ جو بھی قریب جاتا۔ اس کا ماتھا یا گالوں چھو کر دیکھتا۔ ہونٹ سکوڑتا اور پھیلاتا —— آنکھیں قدرے باہر نکالتا۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ بخار ابھی کافی ہے —— وہ بخار کی وجہ سے۔ اپنے کراہنے کی وجہ سے اور تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے سب کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا —— باقی سب لوگوں کا وجود محض سایوں اور ہیولوں میں بدل کر رہ گیا تھا —— نہ کسی کی کوئی شخصیت تھی۔ نہ مسائل تھے اور نہ ہی زندگی کا کوئی مقصد ——

ویسے سب ایک ساتھ سفر کر رہے تھے۔ سب کی منزل کی سمت ایک ہی تھی۔ بغیر کسی وجہ کے اپنا گھر چھوڑ کر پیشگی ٹکٹ بند کر کے اور سیٹ ریزرو کرانے کی صعوبتیں برداشت کر کے سفر کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ لیکن ایک بیمار شخص نے سب کو دوسرے درجے کا شہری بننے پر مجبور کر دیا تھا۔ جو وقت اور زندگی ٹھیلو کر کے گزار سکتے ہیں۔ مگر اپنی زندگی کا مقصد بیان کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے —— اور اگر کبھی کوئی ہاتھ کھڑا کر کے یہ کہنے کا ارادہ کرتا بھی ہے کہ —— "صاحبان —! میں آپ سے مخاطب ہوں —— اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بندہ اتنا ناچیز نہیں جتنا آپ نے سمجھ لیا ہے۔ مجھے بھی کچھ انسانی حقوق حاصل ہیں۔ اور میں بھی آپ سے سوال کر سکتا ہوں، اور بتا سکتا ہوں کہ میں کیوں عازم سفر ہوا —— اور میں نے سفر کے لیے ضروری سہولیات خریدیں اور مجھے یقین دلایا گیا کہ منزل تک پہنچانے کی پوری ذمہ داری لی جاتی ہے .... وغیرہ — وغیرہ ...."

تو اچانک بیمار آدمی کی بلند کراہ اس آواز کو دبا دیتی ہے۔ اور لوگ فضول کی بکواس سے منہ موڑ کر اس بیمار آدمی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

اس کی کراہ ایک خاص ردم سے ابھرتی تھی۔ گاڑی اپنی مخصوص رفتار سے چل رہی تھی —— گاڑی چلنے سے پیدا ہونے والی آوازیں ایک خاص قسم کی موسیقی پیدا کرتی تھیں۔

رات کا وقت تھا۔ ریل گاڑی اندھیرے کی فضا میں رینگ رہی تھی —— جب ہم سوار ہوئے تو دیکھا تھا کہ بہت سے ڈبے ہیں —— ان میں بہت سے لوگ اپنی اپنی جگہ پر پہنچ کر بیٹھنے کی دوڑ دھوپ کر رہے ہیں —— پھر سب ان ڈبوں میں بیٹھ گئے۔ گاڑی روانہ ہوئی —— اس نے رفتار پکڑی —— اور پھر یکدم وہ عجیب واقعہ ہوا —— وہ بس ایک لمحہ تھا جب یہ سب ہو گیا تھا —— رفتار، ردم اور موسیقی نے مل کر اس لمحہ کو منجمد کر دیا تھا اور محسوس ہوا کہ یہ لمبی چوڑی، بہت سے ڈبوں والی ریل گاڑی نہیں —— جو کسی منزل کی طرف بھاگی جا رہی ہے —— بلکہ صرف ہی ایک ڈبہ ہے اور ہم سب اس میں بیٹھے ہیں —— اور ڈبے کی چھت پر جگہ جگہ بیمار زرد روشنی پھیلائے ہوئے بلب جل رہے ہیں۔ اور ہر چیز ٹھہری ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ یہ ریل کا ڈبہ بھی جس میں ہم سب موجود ہیں۔

بیمار آدمی کی کراہ پھر ابھری۔ رفتار ردم موسیقی اور پوری ریل گاڑی سے کٹا ہوا اکیلا ڈبہ —— رکا ہوا اندھیرا —— لگاتار کراہیں —— اور اب یہ سب زندگی کا حصہ بن گیا تھا۔ بیمار آدمی کی تیمارداری سے لوگ عاجز آ چکے تھے۔ اور اس کے سارے وجود، درد، تکلیف، بخار اور کراہ کو معمولی سمجھ کر اپنی اپنی منزل کے بارے میں سوچنے لگے تھے اور اس احساس سے خوفزدہ تھے —— کہ وہ اکیلے ہیں —— باقی کی ریل گاڑی سے کٹے ہوئے ڈبے میں سفر کر رہے ہیں۔

خوف اور کراہ —— بیمار آدمی کمبل اوڑھے لیٹا تھا —— اب وہ کراہتا تو ایسے لگتا جیسے فرض ادا کر رہا ہو —— سب طرف خاموشی تھی اور لمحہ منجمد ہو چکا تھا۔

"پانی —— پانی!" اس نے پکارا۔

اس کے قریب بیٹھا ہوا آدمی اٹھا اور صراحی کی طرف لپکا —— صراحی خالی تھی۔ وہ چل کر نل کے پاس گیا —— نل کے نیچے گلاس رکھ کر نل کھولا —— لیکن ایک بوند بھی پانی نہ نکلا —— وہ قدرے گھبرا گیا۔

مریض کی آواز پھر ابھری۔ "پانی۔ پانی۔"

اس نے اس کی طرف پلٹ کر دیکھا۔ خالی گلاس لیے واپس لوٹا۔ ایک دوسری صراحی کی طرف گیا —— صراحی اٹھا کر پانی پینے ہی والا تھا کہ صراحی کے مالک کی آواز سنائی دی۔

"پانی تو آپ لے سکتے ہیں۔ لیکن تہذیب کا تقاضہ ہے کہ ....."

"آئی ایم سوری ——" لیکن وہ پانی مانگ رہا تھا۔

صراحی کے مالک نے مریض کی طرف دیکھا۔ وہ ابھی کراہ رہا تھا۔

"پانی۔ پانی ۔"

"ٹھیک ہے لیکن پھر بھی ..... لے لیجیے پانی۔ کیا آپ اس مریض کے کچھ لگتے ہیں —— ؟"

اس نے صراحی اٹھائی —— وہ بھی خالی تھی۔ اس نے مایوسی سے ایک گہری سانس لی اور جواب دیا "جی ہاں —— ہم سب ہم سفر ہیں۔ اور اتفاق سے میری سیٹ اس کے ساتھ ہے —— مگر آپ کی صراحی بھی خالی ہے۔"

"اوہ! مجھے سخت افسوس ہے۔ لیکن پھر بھی ..."

وہ اٹھا اور اس نے سارے ڈبے میں ایک نظر دوڑائی سب اونگھ رہے تھے یا پھٹی پھٹی آنکھوں سے نظارہ کر رہے تھے۔ لیکن سب خاموش تھے۔ رفتار، ردم اور موسیقی —— منجمد لمحہ —— کٹا ہوا اکیلا ڈبہ —— زرد بیمار روشنی۔

اس نے اپنے آپ پر قابو پایا اور کہا۔

"صاحبان —! میں آپ سے مخاطب ہوں —— کیا کسی کی صراحی میں پانی ہے؟"

کئی آنکھیں کھلیں —— کئی ہونٹ ہلے۔

"لیکن لیکن یہ کیا ——؟ پانی، پانی کیا مسئلہ ہے؟"

کئی آوازیں ایک ساتھ ابھریں۔

"مریض کے لیے پانی درکار ہے۔" جواب ملا۔

"اوہ ——! کیا وہ ابھی تک زندہ ہے؟" ایک آدمی نے جس کے وجود پر گہری نیند ابھی تک رینگ رہی تھی بولا۔

"جی ہاں —— وہ زندہ ہے۔ بیمار ہے اور کراہ رہا ہے۔ اسے پانی کی ضرورت ہے۔"

"پانی —— پانی ——" وہ پھر کراہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر یہ سب سچ ہے۔ اور یہ ریل گاڑی چل رہی ہے اور اس کے نل سے پانی آنا بند ہو گیا ہے۔ اور مریض کی زندگی بچانا واقعی بہت ضروری ہے۔ تو آپ میری صراحی میں سے میرے لیے پانی چھوڑ کر تھوڑا سا پانی لے سکتے ہیں۔ کیونکہ ان حالات میں مجھے خود اپنے لیے پانی محفوظ رکھنا ہے۔ حالات اور بھی خراب ہو سکتے ہیں۔ سفر جاری رہے گا تو پانی کی ضرورت پڑے گی ——

اور اگر بوقتِ ضرورت مجھے پانی نہ ملا — تو پھر کیا ہوگا — ؟ لہٰذا . . . . .

"او ہو — اتنی لمبی تقریر کی کیا ضرورت ہے۔ پانی دے کر معاملہ ختم کرو۔"

"ہائیں — تم کہہ رہے ہو — تو پھر تم ہی پانی کیوں نہیں دے دیتے۔ مجھ پر ہی تو ساری ذمہ داری نہیں ہے۔ دو — تم دو — میں نہیں دیتا۔"

"پانی — پانی —" وہ پھر کراہا۔

"میرے پاس پانی ہوتا تو میں ضرور دیتا — میں نے صراحی خریدی ہی نہیں تھی۔ نہ ہی پانی بھرا تھا —"

"واہ —! اسے کہتے ہیں سخاوت۔ ہے نا عجیب بات؟ جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ وہی سب سے بڑا سخی ہوتا ہے — جاؤ میں بھی نہیں دیتا۔"

"صاحبان —! میں آپ سے مخاطب ہوں کہ ایک مریض . . . . ."

"ارے یار کیوں بات بڑھاتے ہو — آؤ تم میری صراحی میں سے پانی لے لو۔" ایک آدمی صراحی لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے گلاس میں پانی ٹپکایا۔ آدھے گلاس کے قریب پانی تھا — اور پھر صراحی خالی ہو گیا —

وہ گلاس لے کر آگے بڑھا — کراہتے ہوئے مریض کے قریب پہنچ کر اسے پانی پلایا — مریض نے اطمینان کا ایک لمبا سا نفس لیا۔ اس کا کراہنا رک سا گیا۔

"تڑاخ —" ایک زوردار آواز سارے ڈبے میں ابھری سب اس طرف متوجہ ہوئے جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ سب نے دیکھا۔ اس شخص نے اپنی صراحی فرش پر پٹخ کر توڑ دی تھی۔ فرش پر ادھر ادھر صراحی کی ٹھیکریاں بکھری پڑی تھیں۔ وہ ابھی تک گیلی تھیں۔

سب حیران تھے۔ اس نے اپنی صراحی کیوں توڑ دی؟ صراحی توڑنے والا اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ اور باہر اندھیرے میں دیکھ رہا تھا۔ اسے باہر دیکھنے سے احساس ہو رہا تھا کہ ریل گاڑی چل رہی ہے۔ اور یہ ڈبہ جس میں وہ موجود ہے۔ کسی لمبی ریل گاڑی کا حصہ ہے اور رفتار، ردم اور موسیقی۔ اس سفر کے احساس کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

"کیوں — کیوں تم نے صراحی توڑ دی؟" مریض اپنی جگہ سے سر اٹھا کر اپنی اکھڑی ہوئی آواز میں پکار اٹھا۔

لوگ بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے — مریض گہری سانسیں لے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں حلقوں میں ناچ رہی تھیں۔ چہرہ زرد روشنی میں اور بھی پیلا پڑ گیا تھا۔

صراحی توڑنے والے نے گردن گھما کر مریض کو دیکھا۔ پھر سب مسافروں کو، جو حیرانی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس نے اپنے اندر آواز کی جھنک محسوس کی اور پھر چند الفاظ کا انتخاب کیا۔ اور آہستہ سے بولا۔

"نہ جانے مجھے لگا۔ خالی صراحی لے کر سفر کرنا الحق ہے۔"

(بمبئی سے نشر)

افسانہ

ہتھیلی پر اگا ہوا چہرہ

شوکت حیات

اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔

نہیں: اس کی آنکھ تو بند ہی تھی۔ اس کا ذہن سوتے سوتے جاگ گیا تھا . . . . . اس طرح اچانک رات میں گہری نیند میں سوتے ہوئے اس کی نیند کبھی نہیں ٹوٹی تھی۔ دن بھر دفتر کی قید، شام میں ہوٹل جانے انجانے دوستوں کے ساتھ فضول گفتگو — رات میں بیوی سے فرصت پانے کے بعد اس کی آنکھ لگتی تھی تو پھر سورج کی جلتی ہوئی دھوپ میں اپنے زندہ ہونے کا ہوش آتا۔

پھر وہی وقت سے دفتر پہنچنے کی افراتفری: دیر سے پہنچنے پر حاضری کراس ہونے کا خوف۔ لگاتار تین دنوں تک کراس ہونے کا مطلب تھا کہ ایک روز کی کیژول لیو کی بربادی۔ افسر کے قبیح چہرے پر کیسی سختی رہتی تھی۔

اس نے سوچا وہ چپراسی ہے اسی لیے افسر کے تئیں شدید نفرت اس کا قدرتی ردعمل ہے۔ افسر اسی طرح قابل نفریں ہے جس طرح عہد جہالت میں غلام کے لیے آقا۔

لیکن اس طرح کی نفرت اس کے دل میں پہلے کبھی کیوں نہیں پیدا ہوئی۔ اب تک تو وہ دفتری معمولات کا ہنس ہنس کر استقبال کرتا رہا تھا۔ اسے ان ساتھیوں سے بھی الجھن ہوتی تھی جو یونین کی آواز پر لبیک کہتے تھے اور آناً فاناً کسی بھی افسر کا گھیراؤ کر لیتے۔ کوئی ساتھی ٹیلی فون کو قبضے میں کر لیتا۔ افسر کا ہر فعل معطل۔ کبھی کبھی تو افسر کی ہٹ دھرمی دیکھتے ہوئے اسے مغلظات بھی سنایا جاتا اور کبھی یوں بھی ہوا کہ زیادہ آئیں بائیں شائیں کرنے پر افسر کے سر پر زوردار چپت بھی رسید کی جاتی۔ ہجوم میں افسر کے لیے مارنے والے کو شناخت کرنا ناممکن ہو جاتا۔ ساری افسری دھری کی دھری رہ جاتی۔ چوتھے اور تیسرے درجے کے ملازمین کے ہاتھوں میں سارا اقتدار سمٹ جاتا۔ افسر بھیگی بلی بن جاتا۔

آنکھ بند کیے ہوئے اس نے سوچا کہ آج اسے یہ بات ہانٹ کیوں کر رہی ہے۔ یونین کا مذاق اڑانے والا افسروں کی تیل مالش کرنے والا آج خود افسر کو اس کی اصلی صورت میں تبدیل ہوتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ کیا بات ہوئی کہ اچانک نیند ٹوٹ گئی ہے اور اس کے اندر کوئی دوسرا نیا آدمی جاگ گیا ہے جو افسر کے گھر تک ڈھوتے ہوئے جھولے کو حقارت کی نظروں سے گھور رہا ہے۔ آج سے پہلے تو ان افعال کو انجام دیتے ہوئے اسے کچھ بھی عجیب نہیں لگتا تھا۔

اپنے جنگجو ساتھیوں کے سمجھانے بجھانے کا یوں دوٹوک جواب دیتا کہ جمہوریت کے دور میں آقا اور غلام میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن آج کیا بات ہے کہ نیند کے غلبے سے جاگنے کے بعد جمہوریت آقا اور غلام یہ تینوں اس کے سامنے سوالیہ نشان بنے ہوئے تھے۔ اس کی بیوی اس کی بغل میں لیٹی ہوئی کسی برے خواب میں گم ہے۔ بے چینی میں بار بار کروٹیں بدل رہی ہے۔ کنارے میں اس کا بچہ میلے کچیلے اور پھٹے ہوئے کپڑوں میں بار بار چونک کر کچھ بڑبڑاتا ہے۔

آج سے پہلے تو بیوی کا بے چینی سے بار بار کروٹیں بدلنا اور بچے کا خواب میں بڑبڑانا اس نے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا۔ اسے تو سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہی لگتا رہا تھا۔ اس نے بیوی اور بچے کے چہروں کی طرف غور سے دیکھا تو لرز کر رہ گیا۔ جیسے زرد زرد مرجھائے ہوئے دو پھول درخت کی شاخ سے گر کر گرد میں کملا رہے تھے۔ چہرے پر خوشی یا غم کا کوئی تاثر نہیں تھا۔ سب کچھ سپاٹ اور کھوکھلا۔

اس نے سوچا کہ آج آخر اس کے اندر کیسی تبدیلی رونما ہوئی ہے کہ ایک مدت کے بعد بلکہ شاید پہلی بار وہ سوتے سوتے جاگ گیا ہے۔ آج اٹھتے ہی دفتر کی ناری کی وحشت طاری نہیں ہے۔ بلکہ دوسری طرح کی نامعلوم اداسیوں نے اسے گھیرے میں لے لیا ہے۔ سب کچھ بے حد پھیکا پھیکا لگ رہا ہے۔ جن لوگوں کے لیے اس کی زندگی کی بھاگ دوڑ جاری تھی: ان میں سے ایک اس کی بیوی سوتی ہوئی حالت میں بے چینی میں کروٹیں بدل رہی تھی۔ بچہ نیند میں بڑبڑا رہا تھا۔ ان دونوں کی بے اطمینانی کا رُخ کس کی طرف تھا!؟

دفعتاً اسے احساس ہوا کہ خلاف معمول آج زندگی میں پہلی بار اس کی ہتھیلی میں بے حد جلن ہو رہی ہے۔ اس نے ذہن پر بہت زور دیا۔ آج تک وہ اس قسم کے عارضے میں مبتلا نہیں ہوا تھا۔ جلن نے ہتھیلی کو ایسا سخت بنا دیا تھا کہ انگلیوں کے جوڑ مڑنے میں ناکام ہو رہے تھے۔ اسے یاد آیا کہ آج اس نے زندگی میں پہلی بار اپنے اکلوتے بیٹے کو پوری قوت سے طمانچہ رسید کیا تھا۔ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی نے بیٹے کے چھوٹے سے چہرے پر زوردار تھپڑ مارا تھا، بہت معمولی سی بات تھی۔ بے حد معمولی سی فرمائش تھی۔ اپنی ساری غلامانہ وفاداریوں کے باوجود دفتر سے افسر کی جھڑکی سن کر آیا تھا۔ بے حد تھکا تھکا اور ٹوٹا۔ اس کی ملازمت کی ساری عمر یونین کی مخالفت اور مینجمنٹ کی چمچہ گیری میں گزری تھی۔ لیکن آج افسر کے گھر اور دفتر دونوں جگہ کچھ اوور ٹائم کے پیسوں کے لالچ میں خدمت گزاری کرتے ہوئے یونین کے ساتھیوں کے سامنے افسر سے معمولی سی بات پر جھڑکی سن کر اس نے اپنے پرانے وجود کو یک لخت کاٹ کر دور پھینک

دیا تھا۔یونین کے ساتھیوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا تھا فوراً گھیراؤ ہو گیا۔ شام ہونے کے بعد پولیس آ گئی۔ کئی ساتھی گرفتار ہو گئے۔

کچھ ہی دیر بعد تھانے پر دوسرے دفتروں کے ساتھیوں نے گھیراؤ کر لیا تھا اور معاملے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے انھیں بغیر کسی ضمانت کے رہا کر دیا گیا تھا۔

بیوی نے کروٹ بدلی۔ اسے ہلکا سا دھکا لگا۔ کیسی بے چینی ہے۔ کتنے سکون سے ایک ہی کروٹ میں ساری رات گزار دیتی تھی۔ آج .... آج نہ معلوم کیسا ڈراونا خواب دیکھ رہی ہے۔ خود وہ زندگی میں پہلی بار اپنے پیارے بیٹے پر اس کے باپ کے زبردست طمانچے کے حادثے کو دیکھ کر تلملا گئی تھی۔ اس کے بعد سے اس نے کچھ بولنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ چپ چاپ اس کا کھانا نکال دیا تھا اور خود بغیر کھائے پیئے بستر پر نیم دراز ہو گئی تھی۔ اس نے بیوی کا ہاتھ اس کے سینے پر سے ہٹا دیا۔ نیند میں بڑبڑاتے ہوئے بچے کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔ اس کا پورا وجود سلگنے لگا جس کے لئے اس نے ساری محنت و مشقت کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا۔ وفاداری اور بے ضمیری کے درمیان کی دیوار ڈھا دی تھی؛ آج اسی پر اس قدر جابرانہ طریقے سے سخت ہاتھ پڑ گیا۔ بے حد معمولی سی فرمائش تھی بیٹے کی۔ پڑھنا لکھنا چھوڑ کر اچھل کود کرنا تو اس کا روزانہ کا معمول تھا۔ آج اس کے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ دفتر کے بدلے ہوئے حالات اور اپنی غلامانہ وفاداری کی شکست نے اسے بوکھلا دیا تھا۔ پڑھائی لکھائی سے بیٹے کی غفلت ایک بہانہ بن گئی۔ اس نے اسے زوردار تھپڑ رسید کر دیا۔

لیکن اس کی ہتھیلی میں کیوں جلن ہو رہی ہے۔ اس نے ملگجی روشنی میں اپنی لمبی چوڑی ہتھیلی کا جائزہ لینا چاہا۔ اسے صاف صاف کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ اس نے بچے کے چہرے کو گھور کر دیکھا۔ نیم تاریکی میں چہرے پر اپنے ہاتھوں کے نشان کو دیکھنا بھی مشکل تھا۔ اس نے سوچا یقیناً اس کے زوردار تھپڑ نے بچے کے چہرے پر اس کی انگلیوں کے نشان ثبت کر دیئے ہیں۔ اس کا بچہ بخار میں مبتلا ہو گیا ہے اور نیند میں بڑبڑا رہا ہے۔

اس نے اٹھ کر روشنی جلائی۔ اپنی ہتھیلی کو غور سے دیکھا اور ششدر ہو کر دیکھتا رہ گیا ــــ اس نے بچے کے چہرے کا جائزہ لیا اور چونک گیا۔ حیرت و استعجاب کے عالم میں وہ بار بار کبھی اپنی ہتھیلی اور کبھی اپنے بچے کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اپنی ہتھیلی کی جلن کے عالم میں ہی جلدی جلدی بیوی کو اٹھایا۔

"دیکھو ...... دیکھو ...... کتنی حیرت کی بات ہے .... میں نے بچے کو طمانچہ مارا تو میرے ہاتھ کی انگلیوں کا نشان اس کے گال پر نہیں اگا بلکہ اس کے چہرے کے نقوش میری ہتھیلی پر اگ آئے!"

بیوی حیرت سے کبھی اپنے بچے کا بخار سے پھنکتا ہوا چہرہ اور کبھی اپنے شوہر کی جلتی ہوئی ہتھیلی دیکھ رہی تھی۔

(پٹنہ سے نشر)

شوکت حیات ذاکٹر مہابیر بھون مہندرو۔ پٹنہ ۸۰۰۰۰۶

افسانہ

یادوں کے زخم

ابو الکلام عزیزی

عفت۔

آج میرے گرد یادوں کا حصار ہے اور میں اپنے وجود کو یادوں کے ان شکنجوں سے آزاد کرنے میں ناکام ہوں کیونکہ یہ یادیں میرے ذہن سے اس طرح جڑی ہوئی ہیں جیسے جسم سے روح ـــــ ان بکھری یادوں کو میں اپنی ڈائری میں سمیٹ لینا چاہتا ہوں مگر میرا قلم ضبط تحریر سے قاصر ہے اور زبان پر یہ شعر ہے ؎

یاد ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

لیکن ڈائری لکھنا تو میرا روز کا معمول ہے اور آج میں نے سوچا ہے کہ بیتے ہوئے دنوں کے سارے واقعات جو تم سے وابستہ ہیں یکجا کر لوں۔

مجھے یاد ہے کہ جب میں پہلی مرتبہ بھابی سے ملنے ان کے مائیکے گیا تھا تو انھوں نے تم سے ملاتے ہوئے کہا تھا "اس سے ملو یہ میری چھوٹی بہن عفت ہے۔" اور میں نے جملہ چست کرتے ہوئے جواب دیا تھا۔ "اچھا ـــ تو یہی ہے جس کا انتخاب میرے لئے کیا ہے۔" اور تم شرم سے ہرن کی طرح قلانچیں بھرتے ہوئے بھاگ گئی تھیں۔ تم اس وقت نو شگفتہ کلی تھیں۔ شباب تمہارے جسم کو دستکیں دے رہا تھا۔ تم ایک مشرقی ماحول کی پروردہ تھیں اسلئے شرم و حجاب تمہارے لیے کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ بھابی جب میکے میں ہوتیں تو میں اکثر ان سے ملنے جاتا۔ میری نگاہیں تم کو تلاش کرتیں۔ تم بہ مشکل میرے سامنے آتیں لیکن رفتہ رفتہ حجاب کی دیوار ڈھہتی گئی اور ہم دونوں کے درمیان بے تکلفی بڑھنے لگی۔ تم سے اکثر دیر تک ادھر ادھر کی باتیں ہوتیں۔ کبھی کبھی ہلکا پھلکا مذاق بھی ہو جاتا۔ لیکن کیا معلوم کہ ماضی کے وہ حسین لمحات میری زندگی کو طوفان کے تھپیڑوں کے سامنے لا کر کھڑا کر دیں گے اور میری زندگی کی کشتی ایسے بھنور میں پھنس جائے گی جس سے نکلنا میرے لیے محال ہوگا۔

محبت زبان کے اظہار کی محتاج نہیں ہوتی۔ یہ تو وہ قلبی جذبہ ہے جو چہرے کے تاثرات سے نمایاں ہو جاتا ہے اور یہ خصوصیت تمہارے اندر بدرجۂ اتم موجود تھی۔ تمہاری قدامت پسندی اور مشرقی مزاج یہ کیسے گوارا کرتا کہ تم اس کا اظہار کھلے لفظوں زبان سے کرتیں۔ لیکن میں اپنے دل کے مندر میں تمہاری محبت کی پوجا کرتا رہا۔ میری نہ کوئی دلآویز شخصیت تھی اور نہ کسی اونچے عہدے پر فائز۔ مگر چاہت کا جذبہ تو اپنے محبوب کے اندر وہ خوبیاں تلاش کرتا ہے جو اس کے ذہن کی کسوٹی پر پوری اتر سکے۔ شاید تم نے بھی میرے اندر کوئی ایسی خوبی تلاش کر لی تھی تبھی تو تم نے بھی اپنے دل میں محبت کے چراغ روشن کر لیے تھے۔ میں نے تم سے ایک بار کہا تھا کہ "عفت! میرے لئے تمہارے حصول کی خواہش ایسی ہی ہے جیسے کوئی بچہ چاند کی خواہش کرے۔" اور تم نے جواب دیا تھا "آج انسان کے قدم چاند پر بھی پہنچ چکے ہیں۔" بظاہر یہ مختصر سا جواب تھا مگر گہری معنویت رکھتا تھا میرے دل کے اندر محبت کے ٹمٹماتے چراغ کو تم نے حیات بخشی۔ منزل کی جانب میرے قدم تیزی سے بڑھنے لگے۔ لیکن ـــ جب منزل مقصود قریب آنے لگی تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ تو سراب ہے۔ میرے پاؤں تھم گئے اور ایک اطلاع میرے دماغ پر بجلی بن کر گری۔ تمہارے لیے ایک اچھا رشتہ مل گیا تھا جو یقیناً مجھ سے بدرجہا بہتر تھا۔ لڑکا انجینیرنگ کر رہا تھا۔ ایک روشن مستقبل تمہارے سامنے تھی لیکن میرے آگے تو بس امید کی ایک موہوم سی کرن تھی جس کی روشنی میں تم نے میرا ساتھ دینے کا عہد کیا تھا اور خلوص و محبت کا وہ اتھاہ سمندر جو میرے دل کے اندر موجزن تھا کسی کی تمام ظاہری خوبیوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے جانے کے لیے کافی تھا۔ لیکن تم احتجاج بھی نہ کر سکیں کیونکہ قدامت پسندی نے تمہاری زبان پر مہر سکوت ثبت کر دی تھی۔ خوابوں کا وہ حسین محل جسے ہم دونوں نے مل کر تعمیر کیا تھا مسمار ہوتا نظر آ رہا تھا۔

میں نے تمہارے یہاں جانا اور ملنا جلنا اس لیے ترک نہیں کیا کہ مبادا لوگوں کے دل میں شکوک و شبہات جنم نہ لے لیں۔ تم سامنے آتیں مگر سر ندامت کے بوجھ سے جھکا ہوتا۔ آنکھیں نم ہوتیں میں تم سے رسمی باتیں کیا کرتا۔ ہاں جب صرف اتنا کہا تھا "تم سلامت رہو" تو پھر تمہاری آنکھوں کے سارے بندھ ٹوٹ گئے اور آنسوؤں کا سیلاب امڈ پڑا۔ میں گھبرا گیا تھا۔

اور اس دن میری کیفیت اور حالت کا بیان مشکل ہے جب ہمارے سنا کہ اگلے ہفتہ تمہارا نکاح ہے۔ اس تقریب میں میں شرکت کرنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ میں اپنی بربادی کا منظر اپنی ہی آنکھوں سے دیکھنا کیسے گوارا کرتا۔ مگر بھابی نے مجھے اس موقع پر خاص طور سے مدعو کر رکھا تھا اور میں نے سپر ڈال دی تھی۔ اس دن تمہارا گھر برقی قمقموں سے جگمگ کر رہا تھا لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ یہ قمقمے نہیں بلکہ وہ چنگاریاں ہیں جو میرے وجود کو جھلسا کر رکھ دیں گی۔ روشنیوں سے لپٹی ہوئی فضا میرے دل کے نہاں خانے میں تاریکی بن کر مجھے بھٹکنے پر مجبور کر رہی تھی۔ رات گئے تقریب ختم ہوئی اور میں بغیر کچھ کھائے پیئے اپنے گھر لوٹ آیا۔

وقت اپنے محور پر گھومتا رہا اور پھر ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری صحت دن بہ دن گرتی جا رہی ہے اور تم نے بستر پکڑ لیا ہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں دلی گیا ہوا تھا لیکن مجھے بھابی کے خطوط سے تمہارے بارے میں خبر ملتی رہی۔ ڈاکٹر اور حکیم تمہارے علاج سے تنگ آ چکے تھے۔ جس مرض کی تشخیص ڈاکٹر اور حکیم کر ہی نہیں سکتے تھے اس کا صحیح علاج کیسے کرتے

ایک سفر اور

نعیم کوثر

زندگی کی حسین یادیں کتنی سہانی اور جاوداں ہوتی ہے اب بھی جب وہ خوبصورت دنوں کو یاد کرتی ہے تو کیف و سرور میں ڈوب جاتی ہے۔ پھر وہ لاجونتی کی طرح سمٹی ہوئی بالکونی پر آجاتی۔ پھر سوچتی کتنی بزدل ہے وہ — محبت کے حسین خیالوں سے بھی کانپنے لگتی ہے۔ سارا جسم پسینے سے بھیگ جاتا ہے۔ جسم میں لرزش سی ہونے لگتی ہے اور پھر نہ جانے اس کا دل کیا چاہتا ہے۔ دل چاہتا ہے بالکونی میں کھڑی کھڑی خوبصورت پھولوں سے لدے ہوئے پودوں کو دیکھتی رہے۔ انھیں اپنے آنچل میں سمیٹ لے اور پھر دل چاہتا ہے نرم نرم بستر پر لوٹتی رہے چہکتی رہے اور پھر دل چاہتا ہے سحر آئے اور چپکے سے آکر اسے اپنی باہوں میں جکڑ لے۔ اس کے گالوں پر آہستہ سے چٹکی لے جس سے اس کا رنگ اور بھی تمتما اٹھے — ایک انوکھی اور انجان سی خوشبو اس کے دماغ میں اترتی جا رہی تھی۔ جیسے سات سمندر سے کوئی پہچانی ہوئی آواز اس تک پہنچ رہی ہو۔

ایک صدی گزری اس نے ایک خواب دیکھا تھا اس کا تاثر آج بھی اس کے ذہن پر موجود ہے۔ زندگی کو خوبصورت اور اچھے ڈھنگ سے گزارنے کا خواب کبھی کبھی کتنا اذیت ناک ہو جاتا ہے اور انسان درد کے ساحل پر کھڑا ہوا نہ جانے کونسی چیز تلاش کرتا رہتا ہے۔ جسم کے زخم تو دکھائے جا سکتے ہیں لیکن روح کے زخم دکھائے نہیں جا سکتے۔ محرومی اور نارسائی میں جلتا ہوا اس کا وجود کب سے ایک تاریکی میں معلق اور مصلوب ہے۔

ہاں عفت! میں جانتا تھا کہ تمہارا مسیحا در اصل میں ہوں لیکن جرأت اظہار میرے لیے ناممکن تھی کیونکہ تم ایک امانت تھیں۔ تمہیں بہرحال اپنا فیصلہ بدلنا تھا مگر تم نے حالات سے سمجھوتہ کرنا گوارا نہیں کیا اور ماضی کے زہر کو نوش کرتی رہیں۔

آج دلی سے لوٹا تو سب سے پہلے تم سے ملنا چاہا اور جب تمہارے گھر کے قریب پہنچا تو دور ہی سے لوگوں کا ہجوم نظر آیا ٹھیک اسی طرح جس دن تمہارا عقد تھا۔ فرق یہ تھا کہ اس دن قہقہے فضا میں گونج رہے تھے اور آج نالہ و فغاں سے سارا ماحول سہما سہما سا ہے — (پٹنہ سے نشر)

کبھی کبھی انسان سہارا پاکر بھی کتنا بے سہارا ہو جاتا ہے۔ یہ احساس کتنا کربناک اور تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شخصیت آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہے۔

شہر کی مصروف اور مشینی زندگی سے میلوں دور سرسبز شاداب راجگیر کی پہاڑیوں پر سنجر سے ملاقات ہوئی تھی۔ جب صبا سے ملاقات ہوئی تو وہ حیران اور ششدر رہ گیا۔ بڑی بڑی آنکھوں میں لکھنؤ کی شام کی رومانیت۔ پتلے پتلے نازک ہونٹوں پر مونالیزا کی سی مسکراہٹ۔

صبا سے دو چار ملاقاتوں کے بعد ہی وہ اس کی مقناطیسی شخصیت کے اثر سے بے بس ہو کر رہ گیا۔

"موت کی گہرائی سہمی ہوئی روحوں کے ہجوم میں بھی ہم ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے صبا"! سجّد جذباتی ہو کر کہا۔

"میرے رنگین خوابوں کی تعبیر کا نام سنجر ہے"

"صبا روح کا رشتہ جسم کے تمام رشتوں پر بھاری ہے"

"لیکن سنجر تاج محل کی بنیاد رکھنے کے لیے زمین کی پہلے ضرورت ہوتی ہے۔"

اور پھر ایک دن سنجر لندن کے لیے فلائی کر گیا وہ اکیلی رہ گئی۔ سنجر کی جدائی میں اسے محسوس ہوتا وہ جلتے ہوئے لاوے کے کنوئیں میں گر گئی ہو۔ سنجر کی لمبی جدائی کا غم۔ پانچ سال کا طویل عرصہ اور پھر ماں باپ کا شادی کے لیے اصرار۔ وہ کیا کرے سنجر وقت کے ساتھ لوگوں کی زبانیں یہی کتنی تکلیف دہ ہو جاتی ہیں۔ طنز کے کوڑے میری زندگی پر برسائے جا رہے ہیں سماج کے جسم میں کسی اذیت پسند جانور کی روح سمائی ہوئی ہے جو مجھے نگل جانا چاہتی ہے۔

جب دل ٹوٹ جاتے ہیں تو منزلوں کے سراغ آپ ہی آپ گم ہو جاتے ہیں — اور راہی ایسی انجان راہوں میں کھو جاتے ہیں جہاں سے لوٹ کر نہیں آتے — میں بہت تھک چکی ہوں سنجر — کئی جنموں میں کسی کو اتنے دکھ نہ ملے ہوں گے جتنے مجھے ایک ہی جنم میں مل گئے۔

اور پھر ایک دن شکیل سے اس کی شادی ہوگئی۔ اس کے رنگین خوابوں کی دنیا ویران ہوگئی۔ لوگ کتنے ظالم، بے رحم اور بے درد ہوتے ہیں کسی کے سپنوں کی دنیا لوٹتے وقت ان کے ہاتھ کٹ کیوں نہیں جاتے۔

شکیل کی محبت نے اسے نیلوفر جیسی خوبصورت بیٹی کا حسین تحفہ دیا۔ اس کی زندگی میں ٹھہراؤ آگیا۔ اس نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا۔ شاید اس کا یہ پاگل پن تھا کہ وہ پانی میں تاج محل کی تصویر بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔

لیکن اچانک ایک دن ایک زبردست طوفان آیا اور اس کا سب کچھ لوٹ کر چلا گیا۔ شکیل پر دل کا دورہ پڑا اور وہ ہمیشہ کے لیے اسے تنہا چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے حالات سے مقابلہ کرنے کے لیے ایک اسکول میں نوکری کر لی۔ دن گزرتے رہے وقت اپنی پوری رفتار کے ساتھ بھاگتا رہا۔ نیلوفر اب بی۔ اے میں آگئی تھی۔ رات دن اب اسے نیلوفر کی شادی کی فکر تھی بس کوئی اچھا سا لڑکا ملے اور جھٹ اس کے ہاتھ پیلے کر دے۔ شاید نیلوفر نے کوئی لڑکا پسند کر رکھا ہے۔ لیکن نیلوفر نادان اور بھولی ہے۔

لیکن اچانک ایک دن یہ سنجر کہاں سے پھر آگیا۔ وہ پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے مسکرا رہا تھا۔ وہی رنگ، وہی روپ، وہی انداز، وہی سب کچھ — خدا کے لئے چلے جاؤ، چلے جاؤ — بہت دور، جہاں میرے تصور کی کمندیں نہ جا سکیں اُف میرے خدا یہ روح فرسا محرومیاں، یہ تنہائیاں اور یہ سناٹے تو نے میرا مقدر بنا دیئے ہیں۔ میں کب تک بے نام شعلوں میں سلگتی رہوں گی۔

"ممی یہ میرا کلاس فیلو انور ہے"

اور وہ چونک پڑی۔ اس نے اپنی تمام خوابیدہ قوتوں کو جگا کر کہا — "نیلوفر، میں تمہاری پسند کی داد دیتی ہوں اور تمہارے فیصلے کی قدر کرتی ہوں۔"

یہ سن کر دونوں پھولے نہ سمائے کہ وہ شادی کے لئے رضامند ہو گئیں۔

دوسرے دن جب وہ انور کے بنگلے پہنچی تو انور کی ماں نے ان کا پُرجوش استقبال کیا۔ وہ انور کی ماں کو دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ وہ ایک بے حد حسین و جمیل برٹش عورت تھیں۔ وہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ کیا ایک برٹش عورت بھی اتنی پتی ورتا ہو سکتی ہے۔

سب ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھ گئے۔ ڈرائنگ روم بے حد خوبصورت اور ماڈرن تھا۔ اچانک صبا کی نگاہیں دیوار پر لگی ہوئی تصویر پر جم کر رہ گئیں۔ جس پر تازہ پھولوں کا ایک ہار جھول رہا تھا۔ ایک زبردست طوفان اس کے دل و دماغ پر چھا گیا اور اسے بیس سال پیچھے کی طرف اڑا کر لے گیا۔ لیکن اندھیرے کنوئیں کی تہہ سے نکلنے والی ٹھٹھری ہوئی سرد آواز کو سننے والا وہاں کوئی نہ تھا۔ اس کے سینے میں ایک جلن سی پیدا ہوئی۔ درد کی ایک ٹیس ابھری جیسے وہاں پر اس کے سوا کوئی نہ سن سکا۔

اور وہ شکست کے باوجود اپنی فتح کا احساس لیے گھر لوٹ آئی۔ (پٹنہ سے نشر)

آپ کی رائے

محترم۔ تسلیم

آواز کا تازہ ترین ۱۶ جولائی ۸۶ء کا شمارہ مطالعہ کی میز پر ہے۔ پہلا مضمون جو مطالعاتی سفر میں نظر سے گزرا وہ عاصم گونڈوی کے خامۂ حقیقت کا تراشہ "اردو صحافت کے فرائض" ہے جس نے اس مقدس صحافتی پیشہ سے وابستہ تمام تر مسائل کی گرہوں کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ صحافت کے تمام تر لوازمات پر خامہ فرسائی کی ہے۔ اس حقیقت نگاری بے باکی پہ مبارک باد جس نے میرے دل کو یکلخت متاثر کیا۔ مضمون کے پس منظر کو سوچتے وقت یہ بات ذہن سے ٹکراتی ہوئی محسوس ہوتی ہے کہ آج کل کے اخباری و صحافتی حلقوں کا حال عجیب ہے مسائل پر غیر منصفانہ تجزیے کے ساتھ غیر حقیقت پسندانہ تبصروں سے اخبارات کے صفحات سیاہ کئے جاتے ہیں اخباری رپورٹنگ غلط محور پر گھومتی نظر آتی ہے۔ اخباری محاذ سے اب فرقہ پرستوں، تخریبی عناصر، ملک کی سالمیت کو پارہ پارہ کرنے والوں کو شہ ملتی ہے۔ اور یکطرفہ رویہ، جانبدارانہ سلوک تحریر تو اخبارات کا لازمہ ہی بن چکا ہے۔ تف ایسی صحافت پر۔ ایسے ہی آڑے وقتوں میں عاصم کا یہ مضمون ایک تازیانہ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے اور صحافت کے تمام نشیب و فراز سے اخباری دنیا میں رہنے والے افراد کو آگاہ کرتا ہے۔ آفریں بار بار ایں ہمت مردانہ او۔ مضمون لائق قدر و فکر انگیز ہے۔ اس کے بعد مشہور مزاحیہ نگار یوسف ناظم شخصیات شعر و ادب کے دروازے سے ایک ادبی تحفہ "شری آربندو کی شاعری" لیکر حاضر ہوئے۔ اس روحانی و مصوف شاعر کا نام اور فنی خاکہ شعری و ادبی منظر نامہ پر میری نظر سے پہلی بار گزرا ہے۔ یوسف ناظم نے واقعی دل کو خوش کر دیا۔ کیا خامہ بہار آفریں ہے! اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اس کے بعد کا مطالعاتی سفر بھی بہت کامیاب رہا ہماری دلچسپیاں اسی طرح برقرار رہیں۔ کچھ ہی دیر کے بعد جاہل داناپوری کا اہم مکتوب "شاعر کا خط سامع کے نام" نظر آیا۔ مزاح کے دامن میں طنز کی وادیاں مسکراتی ہوتی نظر آئیں۔ طنز و مزاح کے اس حسین منظر میں لیڈر اور شاعر کی شناخت میں اس شعر نے بے ساختہ ہنسنے پر مجبور کر دیا ؎

لیڈر کی یہ پہچان کہ وہ پھولتا جائے
شاعر کی یہ پہچان کہ وہ موٹا نہیں ہوتا

اچھی شناخت کی ہے آخر لیڈروں کے رشوت خوری کی کارستانیاں کیسے نظر آتیں؟ یہ تو ایک طریقہ تھا اظہار کا۔

نواب حسین نظامی کا پراثر خاکہ "اردو شاعری میں ایکتا کا تصور" وقت کے اہم مرض کا مداوا ہے۔ ہندوستان کے سینہ پر روز و شب خونی وارداتوں اور فرقہ وارانہ فسادات کا جو تسلسل ہے اس کی روک تھام اور امن و سالمیت کی بحالی کے لئے۔ قومی یکجہتی اتحاد و یگانگت پر عمل کی سخت ضرورت ہے۔ اردو زبان کے ہر حرف سے قومی یکجہتی کا چراغ روشن ہے۔ کیونکہ مختلف تہذیبوں، صوبوں، زبانوں نے اس زبان کے لئے اپنا خون جگر صرف کیا ہے۔ مضمون سے قدرے تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ چونکہ یہ عنوان بسیط و تفصیل کا متقاضی ہے۔ اختصاری اسلوب و پیرایہ میں نواب صاحب نے گوشوں کی وضاحت کی ہے میں اپنے دل کی گہرائیوں سے اس مضمون کی تقدیم کرتا ہوں۔ مضمون قابل ستائش ہے۔ افسانوں کے شہر میں تمام ہی افسانے عصریت کا جامہ زیب کئے ہوئے نظر آتے۔ اس کے پیارے پیارے الفاظ ابھی بھی میرے روزن سے دل کی گہرائیوں میں پہونچکر اثر دکھلا رہے ہیں۔ نشر شدہ شعری حصہ بھی خوب ہے تمام ہی شعری اساطیر کا ہجوم اسی ایک صفحہ پر نظر آیا مجروح سلطانپوری، مظہر امام۔ حمید الماس کی غزلوں نے بہت متاثر کیا۔ سرورق کی تصویر خوب ہے۔ حسن شناس نظریں مستغرقانہ نظروں سے دیکھیں گی۔ اور تزئین کار آرٹسٹ کو مبارک باد پیش کریں گی۔

ایک حرف شوق پیش ہے شاید قبول فرمائیں۔

وہ یہ کہ سرورق کو مشہور مذہبی ادارہ "دارالعلوم دیوبند" کی تصویر سے بھی کبھی مزین فرمائیں تاکہ ہمیں روحانی سکون نصیب ہو اور اسے دیکھ کر آنکھوں کی تشنگی کو بجھائیں

اے اللہ مرے حرف آرزو کی شرح فرما۔

عبدالحق حقانی القاسمی
دارالعلوم دیوبند

آواز ۱۶ جولائی کے شمارے میں محترم ناظم کا "شری اربندو کی شاعری" معلومات میں اضافہ ہے۔ نظر برنی صاحب کا کیا کہنا بستیش بترہ کو مناسب جگہ پر لگا کر آپ نے ادبی چاشنی کو اور بھی دوبالا کر دیا۔

پرچہ مزاح کی نظموں و غزلوں سے عام طور پر خالی ہی رہتا ہے۔ ہاں ایک آدھ آپ ضرور بھر دیتے ہیں یہ بھی نہیں کہہ کر نکل سکتے کہ اچھے کلام یا پروگرام نہیں ملتے۔

میں نے بارہا لکھنؤ، گورکھپور، رامپور، الہ آباد کے اردو پروگراموں کو سنا ہے۔ بہت اچھے اچھے شاعر ہیں۔ خاص طور سے لکھنؤ اور گورکھپور تو ہر ماہ ۳ یا ۴ مزاحیہ شاعروں کا کلام سناتا ہے۔ لیکن آپ کبھی بھی ان شاعروں کو اپنے پرچے میں جگہ نہیں دیتے ہاں کبھی دیا بھی تو کچھ سی غزلیں یا ادبی قطعہ۔

میں مزاح ہنر کا طالب ہوں۔ ساتھ ہی استدعا کرتا ہوں کہ ہر پرچے میں ایک مزاحیہ شاعر کو پیش کر کے اپنی ادب نوازی اور فراخ دلی کا ثبوت دینے کا کرم کریں گے۔

ہاں ایک خوف یہ کھائے جاتا ہے کہ شاید اسٹیشنوں والے آپکے پاس کلام ہی نہ بھیجتے ہوں یا پھر آپ خود نہ دیکھ کر کسی شخص کو انتخاب کے لئے دے دیتے ہوں۔ ایسا نہ کریئے۔ کیونکہ اب تک انتخاب کا معیار کمتر ہی رہا ہے

رفیق احمد خاں
بھورا باری۔ کبیر گنج

'آواز' کا مستقل خریدار ہوں۔ آپ جس حسن ترتیب کے ساتھ مضامین کو آواز میں سمو دیتے ہیں اور ادبی، ثقافتی و معلوماتی اور موقع و محل کی مناسبت سے ان کا انتخاب کرتے ہیں اس کے لئے قابل مبارکباد ہیں۔

درحقیقت آپکے اس رسالہ سے صرف عام قاری ہی نہیں بلکہ طلباء بھی مستفید ہوتے ہیں۔ لائبریریوں میں اس کی مانگ ہے۔ اتنی کم قیمت میں ایسا مفید رسالہ کوئی دوسرا نہیں ہے۔

بچوں کے لئے بھی آواز میں کسی مستقل گوشہ کی گنجائش نکالیے۔ آپ اس سے اتفاق کریں گے کہ رنگین سرورق کو دیکھ کر بچے اس کو بڑے شوق سے الٹتے پلٹتے ہیں اور اپنے حصے کی کہانیاں تلاش کرتے ہیں۔ امید کہ آپ انہیں ناامید نہ کریں گے۔ اور اپنے قارئین میں ان کو بھی شامل کر لیں گے۔

م۔ ندیم (علیگ)
کنیڈی ہاؤس مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ

یکم جون ۱۹۸۶ء کے "آواز" میں آکاش وانی گورکھپور سے نشر شدہ طرحی غزلیں دیکھی تھیں اور سوچا تھا کہ ان کے بارے میں آپ کو خط لکھوں گا لیکن بعض مصروفیات نے ایسا گھیرا کہ اس خیال کو روبہ عمل نہ لا سکا۔ آج "آواز" کا ۱۶ سے ۳۱ جولائی ۱۹۸۶ء کا شمارہ دیکھا اور اس میں ان طرحی غزلوں کے متعلق بعض تبصرے نظر سے گزرے تو طے کیا کہ اب میں بھی اظہار خیال کر ہی ڈالوں۔

ان طرحی غزلوں کا مصرع طرح تھا۔
خودی تو ٹوٹ ہی تھی خستہ بتاں بھی ٹوٹی ہے۔
اس "طرح" میں چھ شعراء نسیم سامانی، یاور ٹونکی

جوہر وارثی، ایم کوٹھیا وی راہی، ادریس مکرانی اور ڈاکٹر اختر بستوی کی غزلیں شائع ہوئی تھیں۔ ان میں سے صرف ڈاکٹر اختر بستوی کو چھوڑ کر بقیہ کسی بھی شاعر سے ردیف نبھ نہیں سکی۔ اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ ردیف خاصی مشکل تھی اور ڈاکٹر اختر بستوی کے علاوہ دیگر تمام شعراء جنھیں طبع آزمائی کی دعوت دی گئی ممکن ہے کہ مقامی طور پر اہم ہونے کی بنا پر آکاش وانی گورکھپور کی فہرستِ انتخاب میں آ گئے ہوں۔ ورنہ وہ سب کے سب غیر معروف ہیں اور اتنی مشکل ردیف کے ساتھ انصاف کر سکنا ان میں سے کسی کے بس کا روگ نہیں۔ پانچوں شاعروں نے اپنی غزلوں میں بعض ایسی چیزوں کے لئے " ٹوٹی ہے" کا استعمال کیا ہے جو ٹوٹا نہیں کرتیں اور جن کے لئے ٹوٹنے کی بات کرنا بے معنی اور مہمل ہے ثبوت کے طور پر نسیم تاسامانی کا یہ مصرع دیکھئے۔

تفس نصیبوں کی جائے اماں بھی ٹوٹی ہے

"جا" یعنی جگہ بھلا ٹوٹتی کہاں ہے؟

یاور ٹونکی کا درج ذیل شعر ملاحظہ ہو ؎

چمن میں آ ہی گیا انقلاب کا موسم
کہ احتیاط کی ماری زباں بھی ٹوٹی ہے

"زبان" کا ٹوٹنا یہاں بے معنی ہے۔ محاورے کے طور پر زبان کا ٹوٹنا ضرور استعمال ہوتا ہے لیکن اس وقت جب کہ شین قاف درست ہونے یا نہ ہونے کا ذکر ہوتا ہے۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ " فلاں کا تلفظ اس لئے درست نہیں ہے کہ بچپن سے ان کی زبان ٹوٹی نہیں ہے۔" یاور ٹونکی کے مندرجہ بالا شعر میں ظاہر ہے کہ محلِ استعمال اس نوع کا نہیں ہے جوہر وارثی کے ذیل کے شعر پر نگاہ ڈالئے ؎

جب اپنی بندشِ ضبطِ فغاں بھی ٹوٹی ہے
تو بے نیازیٔ چشمِ بتاں بھی ٹوٹی ہے

بے نیازی کے ختم ہونے کے لئے بے نیازی کا ٹوٹنا کہنا زبان کا غلط استعمال ہے۔ (جوہر صاحب کے اس شعر کے پہلے مصرع میں ردیف اس طرح نہیں نبھ سکی ہے کہ اس میں ردیف کا لفظ" بھی " معنوی طور پر فاضل ہے۔ اس مصرع سے "بھی" ہٹا کر پڑھئے تو ٹھیک مفہوم نکلتا ہے)

ایم کوٹھیاوی راہی کے دو مختلف شعروں کے یہ دو مصرعہ ہائے ثانی دیکھئے:

نگارِ جاں! تری عمرِ رواں بھی ٹوٹی ہے

یہ رنگ دیکھ کے بادِ خزاں بھی ٹوٹی ہے

"عمر" کا ٹوٹنا بھی مہمل ہے اور "باد" یعنی ہوا کا ٹوٹنا بھی بے معنی ہے۔

ادریس مکرانی کا مندرجہ ذیل مصرع ملاحظہ فرمایئے:

اگرچہ نبضِ شبِ بیکراں بھی ٹوٹی ہے

ابتک نبض کا "رکنا" یا "ڈوبنا" سنتے اور پڑھتے آئے تھے۔ نبض کا ٹوٹنا نہ کبھی سنا اور نہ پڑھا۔ یہ قطعی غلط ہے۔

لے دے کے ڈاکٹر اختر بستوی کی غزل ایسی ہے جس کے تمام اشعار میں ردیف کا صحیح اور فنکارانہ استعمال ملتا ہے۔ اختر صاحب جیسے صاحبِ علم اور ملک گیر شہرت رکھنے والے صفِ اساتذہ کے شاعر سے اسی کی توقع بھی تھی۔ ان کی غزل کے سارے اشعار انتہائی معیاری ہیں اور اعلیٰ درجے کی شاعری کا نمونہ قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ خصوصاً درج ذیل شعر تو ایسا ہے جسے اردو غزل شاید ہی بھلا سکے کیونکہ اس میں عصرِ رواں کے ایک بہت بڑے المیے کو بڑی ہی فنکاری کے ساتھ غزل کے ایک بلند پایہ شعر کا روپ دے دیا گیا ہے ؎

پناہ لوں میں کہاں عصرِ نو کے طوفاں میں
طنابِ خیمۂ دانشوراں بھی ٹوٹی ہے

اقبال احمد وصفی
زینۂ عنایت خاں۔ رامپور۔(یوپی)

آواز ۱۶ جولائی باصرہ نواز ہوا۔ سرورق ماشاءاللہ بہت ہی خوبصورت اور جاذبِ نظر ہے بالکل انگلش پرچہ سے مشابہت ہے آپ نے تو اس رسالہ کو اتنا سندر سانچے میں ڈھالا ہے کہ طبیعت خوش ہو جاتی ہے کاغذ بھی کافی جاندار اور عمدہ ہے۔ جبکہ اس سے قیمتی پرچوں کے کاغذ ایسے نہیں ہیں بہر حال مجھے اس مرتبہ غزلیں پسند نہیں آئیں جو بمبئی سے نشر ہوئی ہیں۔

سوز سکندرپوری کی غزل بہت لاجواب اور پر درد ہے یہ غزل کافی غور طلب ہے ساز کے ساتھ اگر یہ غزل پڑھی جائے تو بہت لطف آئے گا سوز صاحب کو مبارک باد نظر برنی صاحب نے شاعر کا خط سامع کے نام سے جو مقالہ لکھا ہے اس میں انھوں نے ایک شاعر کو کیوں اتنے گندے لفظوں سے یاد کیا اور ان پر خدا کی پھٹکار بھیج رہے ہیں کیا مرزا غالب، اقبال، امیر، انیس اور دوسرے شعرائے کرام پر اللہ کی پھٹکار ہے میں تو کہتا ہوں کہ برنی صاحب نے اپنی زندگی میں ایسے شعراء نہیں دیکھے جو گذر گئے۔ جناب من یہی شعر و شاعری بقائے اردو کے ذرائع ہیں بے ادبی معاف آئندہ الفاظ میں آئے گندے جملے سے اجتناب کریں خدا اس کی توفیق دے آمین۔

عبدالحق انصاری رانچوی ہندپیڑھی
جی ٹی روڈ نزد مدینہ مسجد رانچی
پن نمبر ۸۳۴۰۰۱

جولائی ۸۶ء کا دوسرا شمارہ پیش نظر ہے جس میں گیارہ غزلیں چار افسانے دس مضامین اور بے شمار تصاویر شامل ہیں۔

مبالغہ نہیں یقین جانئے۔ آواز تمام سرکاری جرائد میں اپنی انفرادی شان رکھتا ہے۔ بلند اور معیاری تخلیقات کی شمولیت نے پرچے کو بڑا اعتبار بخشا ہے ۵۴ صفحات کا یہ جریدہ ضخیم ماہنامہ پر بھاری ہے یہ سب آپ لوگوں کی اردو نوازی نہیں تو اور کیا ہے!

امید ہے مزاج بخیر ہوگا۔

طیب احسن تابش
سادتھ اسٹریٹ ہندپیڑھی
رانچی ۸۳۴۰۰۱

۱۶ جولائی کا شمارہ پیش نظر ہے۔ اس بار آواز میں نت نئے انداز سے آپ نے مضامین پیش کئے ہیں۔ جس کے لئے آپ کا میں بے حد ممنون اور مشکور ہوں۔ غزلیں عمدہ ہیں مطالعہ سے دل باغ باغ ہو گیا۔

یوں نہ مرجھا کہ مجھے خدا پہ بھروسہ نہ رہے
پچھلے موسم میں ترے ساتھ کھلا ہوں میں بھی

واہموں سے بچئے یہ ایک عمدہ اصلاحی مضمون ہے۔ آپ کی دعاؤں سے میں امتحان میں کامیاب ہو گیا ہوں اور اردو میں بہت اچھے نمبر لایا ہوں۔ اس میں آواز کا بھی ہاتھ رہا ہے۔ اب کالج میں داخلے کی تیاری ہے "آواز" کی عمر دراز کرے اور ہم طالب علموں کی ادبی تشنگی بجھائے۔

محمد خالد انور چاند
حور بانو منزل۔ اولڈ ہزاری باغ
روڈ۔ رانچی ۹

یکم اور ۱۶ جولائی ۸۶ء کے آواز موصول ہوئے

شکریہ!

یکم جولائی ۸۶ء کے شمارے میں مضامین وغیرہ ۲۴ صفحات دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا صفحہ ۲۷ پر آپ کی رائے کو چھوٹی تحریر میں چھاپنے سے ایک ہی صفحہ پر کئی خطوط چھپ گئے اور خوبصورتی کے ساتھ کاغذ کی بھی بچت ہو گئی۔ مگر ۱۶ جولائی ۸۶ء کے شمارے میں صفحات کچھ کم بھی ہیں اور آپ کی رائے کو چھوٹا کر کے نہیں چھاپا گیا۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہر ماہ "آپ کی رائے" کو چھوٹا کر کے ہی چھاپا کریں تو ٹھیک رہے گا۔

اس کے علاوہ دوردرشن کے پروگراموں کی تفصیل کو غیر ضروری بڑی بڑی تحریر میں شائع کر رہے ہیں۔

میں تو کہوں گا کہ دوردرشن اور تمام اسٹیشن کے پروگراموں کو چھوٹا کر کے ہی چھاپیں اور اس طرح ہمکو جو مزید صفحات مل جائیں گے اس میں مزید بہترین مضامین افسانے وغیرہ شائع کیجئے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ آواز کے زیادہ سے زیادہ صفحات ادبی موضوعات پر رہیں اور باقی پر پروگراموں کی تفصیل وہ بھی "Reduce" کر کے چھاپا جائے۔ امید ہے کہ آپ اس طرف غور فرمائیں گے۔

آواز کے تمام ارکان بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

بشارت حسین حیدرآباد

۱۶ جولائی تک کا شمارہ موصول ہوا سرورق پر کی خوبصورت تصویر آپکی ذہنی خوبیوں اور علمی خدمت کی منھ بولتی تصویر بھی جسکو بار بار دیکھنے اور لطف اندوز ہونے کے لئے آنکھیں بے قرار اور دل کی گہرائی میں تڑپتی دھڑکن بے قابو سے نفس ہو کر بشکل رنگینیٔ قوس قزح جگمگانے لگی۔ اس مرتبہ بھی آپ کی محنت ہی کا ثمرہ تھا کہ اس کے اندر کے تمام مضامین خوش انداز اور معلومات سے بھرپور رکھے۔ بہت دنوں سے دل میں ایک بات عرض

نیشنل پروگرام

رگھو ناتھ سیٹھ کا بانسری وادن

۲۰ ستمبر رات ساڑھے نو بجے

ملک کے مایہ ناز بانسری فنکار رگھوناتھ سیٹھ نے موسیقی کی تربیت پنا لال گھوش اور ڈاکٹر ایس این رتن جنکر سے حاصل کی۔ بانسری نواز ہونے کے ساتھ



ساتھ شری سیٹھ بطور میوزک ڈائریکٹر بھی ایک انفرادی حیثیت کے مالک ہیں۔ آپ متعدد دستاویزی اور فیچر فلموں کی موسیقی ترتیب دے چکے ہیں۔ اور متعدد قومی اور بین الاقوامی ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں۔ شری سیٹھ ملک اور بیرون ملک منعقد تقریباً سبھی معیاری محفلوں میں اپنے فن کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔

عوامی محفل میں شرکت کی۔

کرانہ گھرانا کی نمایاں فنکار ہیرا بائی راگوں کی جمالیاتی بلندی اور خوبصورتی آواز کے لیے شہرت رکھتی ہیں۔

کلاسیکی موسیقی کے ساتھ ساتھ انہوں نے مراٹھی ناٹیہ سنگیت میں بھی اپنا ایک انفرادی مقام پیدا کیا ہے۔

منگل شب محفل موسیقی

سوم ناتھ مردور کا گائن

۱۶ ستمبر رات دس بجے

شری مردور نے ۱۹۶۱ء میں آل انڈیا ریڈیو کے مقابلہ موسیقی میں کلاسیکی گائن میں اول انعام پایا۔ انھوں نے ۱۲ سال کی عمر میں ہی دیرا چیا سوامی جی سے موسیقی کی تربیت پانا شروع کر دی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے کرانہ گھرانے کے بسوراج راجگرو کی نگرانی میں اپنے فن کو جلا بخشی۔

اپنی خوبصورت آواز سے وہ سامعین کو مسحور کر دیتے ہیں۔

اپنے فن کا مظاہرہ وہ ملک کے کئی عوامی محفلوں میں کر چکے ہیں۔ کلاسیکی موسیقی کے علاوہ انہیں سگم سنگیت میں بھی مہارت حاصل ہے۔

سر سنگار سمسد بمبئی کی جانب سے انہیں "سرمنی" کا خطاب دیا جا چکا ہے۔

کے معاملے میں معنویت، عظمت اور مکمل عبور، مشاقانہ سروں کی درستگی، راگوں کی نفاست، اور دشوار تالوں پر مکمل عبور کے لئے شری دتہ کو شہرت حاصل ہے۔

آپ گذشتہ تیس برسوں سے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں اور اس سلسلے میں یورپ کے متعدد ممالک کا دورہ کر چکے ہیں۔ آجکل آپ آشوانی جالندھر سے منسلک ہیں۔

بتیکا چودھری کا گائن

۳۰ ستمبر رات دس بجے

بتیکا چودھری نے درمیانی طبقے سے تعلق رکھنے والے ایک خاندان میں جنم لیا۔ پانچ سال کی عمر میں ہی اپنی ماں



ہیرا بائی بروڈکر کی ریکارڈنگس کا انتخاب

ہفتہ ۲۷ ستمبر رات ساڑھے نو بجے

ہیرا بائی بروڈکر نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی سریش بابو مانے سے حاصل کی۔ اور بعد میں کرانہ گھرانا



کے استاد عبدالوحید خان کی شاگردی اختیار کی۔ اس دور میں جب خواتین کے لیے عوامی محفلوں میں فن کا مظاہرہ ممکن نہیں تھا ہیرا بائی بروڈکر نے پہلی بار ۱۹۲۵ء میں

سریندر کمار دتہ کا سرود وادن

۲۳ ستمبر رات دس بجے

شری دتہ کو پنڈت روی شنکر کے شاگرد ہونے



کا فخر حاصل ہے۔ الاپ، جوڑ اور جھالا کے روایتی اشتراک

سے موسیقی کا علم پانا شروع کر دیا۔ بعد میں وصنا د کول نیلامبر کے نامور موسیقار استاد شکتی پد گنگولی سے سینی گھرانے کا شاستریہ سنگیت سیکھا۔ اس کے علاوہ انہیں ٹھمری، دادرا، گیت اور بھجن گائیکی پر بھی عبور حاصل ہے۔

کسلئے یہ کشش تھی جس کی دھڑکن اس بار سنائی دیتا ہوا وہ یہ ہے کہ جس طرح یورپ اور مغربی ممالک ایڈز جیسی مہلک اور وحشتناک بیماری کے شکنجے میں پھنس گئے ہیں، بعینہ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بیماری کہیں مشرقی ممالک بالخصوص ہندوستان میں بھی اپنا جال نہ پھیلا دے اور اس کے کچھ اثرات ہند و پاک کے کچھ علاقوں میں پائے گئے ہیں۔ اس لئے موجودہ نسل جو کہ بے راہ روی اور غلط فعل میں مبتلا ہے ان کے دل میں اس کے متعلق احتیاط کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے اخبارات ہر قسم کے رسالے ریڈیو اور ٹیلی ویژن جیسے مقبول چیزیں بہترین کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔ اس لئے عرض ہے کہ اگر آپ اپنا قیمتی پرچے میں ایڈز کے متعلق معلوماتی مضامین شائع کرنے کا سلسلہ جاری کریں تو موجودہ نسل بالخصوص اردو داں اور آواز کے شیدائی پر آپ کی مہربانی ہوگی اور اس مہلک بیماری سے گلو خلاصی ہوگی۔

اس بار بمبئی سے نشر شدہ تمام غزلیں معیاری تھیں اور تمام مضامین بالخصوص اردو شاعری میں یکتا کا تصور اور تمام افسانے دلچسپی سے بھرے ہوئے تھے۔ جسکی وجہ سے تمام فنکاروں کو میری طرف سے سلام و پیام کا پر خلوص ہدیہ پیش کر دیں اور خدا سے دعا گو ہوں کہ فنکاروں کے اندر اور بھی زور قلم پیدا ہو۔

محمد حمید اللہ راجپوری
باب الظاہر کھوند دار العلوم دیوبند
ضلع سہارنپور (یوپی)

"آواز" ۱۶ جولائی سرورق دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہو گئی۔ آواز کی انفرادیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ آپ آواز کو پرکشش اور دلکش بنانے کی ہر تدبیر کرتے ہیں۔ اور قاری کا دل جیت لیتے ہیں۔ اس بار بمبئی سے غزلیں شائع فرما کر ہم اردو دوستوں پر احسان عظیم کیا ہے مظہر امام مجروح سلطانپوری، پرتپال سنگھ بیتاب، حمید الماس پریم کمار نظر جیسے مشہور شعراء کا کلام شائع کیا ہے مظہر امام صاحب کا یہ شعر خاص طور سے پسند آیا۔

مجھ کو پانا ہو تو ہر لمحہ طلب کر نہ مجھے
رات کے پچھلے پہر مانگ دعا ہوں میں

اور بیتاب کا یہ شعر چونکا دینے والا ہے۔

آنے کی آندھی کوئی بے نشان کر دے گی
رہگزار پر لکھا کوئی نوشتہ ہوں

یوسف ناظم صاحب کا مقالہ شری اربندو کی شاعری بھی بڑا جاندار ہے۔ یوسف ناظم صاحب طنز و مزاح کے شہنشاہ تو ہیں ہی مقالہ نگار کی حیثیت سے بھی ان کا مقام بہت ہی بلند ہے۔ عورتوں کے لئے واہموں سے بچئے ایک کار آمد مضمون ہے۔ شاعر کا شدہ سامع کے نام بھی خوب ہے۔ برنی صاحب نے لطیف طنز سے بھرپور وار کیا ہے۔ اور قاری کو ہنسنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ اردو شاعری میں یکتا کا تصور قومی یکجہتی کے لئے کار آمد مضمون ہے۔ اکبر کے الفاظ میں

ہندو و مسلم ایک ہیں دونوں یعنی یہ دونوں ایشیائی ہیں
ہم وطن و ہم زبان و ہم قسمت کیوں نہ کہہ دوں کہ بھائی بھائی ہیں

افسانوں میں "خالی برتن" "داؤں" "سوال زندگی کا" اور "نیند کا آنو" پسند آئے۔ رفیعہ منظور الامین صاحبہ کا افسانہ ٹکنیک کے لحاظ سے اور مواد کے اعتبار سے ایک عمدہ افسانہ ہے۔ موصوفہ کی تحریروں میں بڑی روانی ہے۔ اور افسانہ سسپنس کے اعتبار سے بھی عمدہ ہے۔ میری جانب سے تمام قلمکاروں کو مبارکباد اور ساتھ ہی آپ کو بھی مبارک باد۔

انور انصاری
اولڈ ہزاریبا باغ روڈ
چھوٹا بھنڈے کے پاس۔ رانچی ۹

دوردرشن

دہلی چینل ۴ تصویر 61.25 MHz / چینل ۱ آواز 61.75 MHz

مسوری چینل ۱۰ تصویر 210.25 MHz / چینل ۱۰ آواز 210.75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

شام
- ۶ استقبالی اعلانات (سوائے اتوار)
- ۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے جمعہ)
- ۷ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات
- ۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
- ۹-۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)
- ۱۱-۴۵ سو ہیڈلائنز [illegible]

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح
- ۹-۰ اور دوپہر ۲-۳۵ سائنس (آٹھویں جماعت)
- ۹-۴ اور سہ پہر ۳-۱۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
- ۱۰-۱۵ اور سہ پہر ۴ پرائمری اسکول کے لیے
- ۱۰-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح
- ۹ اور دوپہر ۲-۳۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
- ۹-۴ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (آٹھویں جماعت)
- [illegible]

بدھ
صبح
- [illegible]

جمعرات
صبح
- [illegible]

جمعہ
صبح
- ۹-۴ اور سہ پہر ۳-۱۵ [illegible]
- ۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ انگریزی کا سبق (چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴ اعلیٰ تعلیمی پروگرام [illegible]

●●●●●

اتوار

صبح
- ۹-۳۰ سرب سانجھی گوربانی / کارٹون فلم / پربھاتی
- ۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
- ۱۰-۰۰ فیمس فائیو (انگریزی)
- ۱۱-۱۵ سیکریٹس آف دی سی (انگریزی سیریل)

دوپہر
- ۱۲-۰۵ کچی دھوپ (ہندی سیریل)
- ۱۲-۳۵ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)
- ۱-۰۰ خزانہ (ہندی سیریل)
- ۱-۳۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)

علاقائی زبان کی فیچر فلم
II III اور V

- ۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
- ۴-۴۵ ڈوروڈس اے پرائٹ فیوچر (انگریزی سیریل)

شام
- ۵-۰۰ آزادی کی کہانی
- ۵-۱۵ دادا دادی کی کہانی / وکرم اور بیتال
- ۵-۴۵ ہندی فیچر فلم
- ۷-۳۰ اندھی گلیاں / نشیلی ادویات کے استعمال پر پروگرام
- ۹-۰۰ ہندی سیریل
- ۱۰-۰۰ فوکس : حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام
- ۱۰-۵۵ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر

شام
- ۶-۰۰ بچوں کے لیے
- ۶-۱۵ میلاؤں کے لیے
- ۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
- ۷-۳۰ سنسد سماچار / سنگیت
- ۷-۴۰ ہندی ناٹک
- ۹-۰۰ راج سے سوراج (ہندی سیریل)
- ۹-۵۰ سچ کی پرچھائیں
I اور III
چترمالا II اور IV
آروہی V
- ۱۰-۲۰ پولس فائل سے (ہندی سیریل)
- ۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے
- ۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

منگل

شام
- ۶-۰۰ بچوں کے لیے
- ۶-۱۵ وشو درشن
- ۶-۳۵ ہمارے کاریگر، ہمارے ادیوگ (II اور IV) ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (I، III، V)
- ۷-۴۰ یوتھ فورم I III اور V
یووا منچ II اور IV
- ۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)
- ۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
- ۹-۵۰ جن وانی I، III اور V
بیناڈ لوٹمارو II اور IV
- ۱۰-۳۰ انگریزی سیریل
- ۱۰-۴۵ ٹوورڈس پروگریس / پریورتن
- ۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / سگم سنگیت

بدھ

شام
- ۶-۰۰ بچوں کے لیے
- ۶-۲۵ آنگن واڑی
- ۶-۳۵ وکاس کی اور
- ۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
- ۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)
- ۹-۰۰ (ہندی سیریل)
- ۹-۵۰ رونگ آئی I, III
حالات حاضرہ پر پروگرام / متفرقات II, IV اور V
- ۱۰-۰۰ ہندی سیریل
- ۱۰-۴۵ پریمیر انسٹی ٹیوشنز آف انڈیا (I III اور V)
گریٹ واسٹرز (II اور IV)
- ۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ان سے ملیے / اور گیسٹ

جمعرات

شام
- ۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
- ۶-۱۵ گھریلو نسخے
- ۶-۳۵ قانونی اصلاح / آزادی کے دیوانے مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
- ۷-۰۰ ٹیلی فن / کھیل اور کھلاڑی
- ۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگیت
- ۸-۰۵ پارمپارک کلائیں I، III، V
سنگیت / نرتیہ II، IV
- ۸-۲۵ مینجمنٹ (انگریزی سیریل)
- ۹-۰۰ شری کانت (ہندی سیریل)
- ۹-۵۰ پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیوز III
واٹ از دی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کوئیز V
- ۱۰-۲۰ ہندی سیریل
- ۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام
- ۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ

شام
- ۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
- ۶-۱۵ آپ کا پریوار
- ۶-۴۵ سگم سنگیت
- ۷-۳۰ سنسد سماچار / انگریزی پروگرام
- ۸-۰۰ چترہار
- ۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)
- ۹-۵۰ ہندی سیریل
- ۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس / ان دس آو لینڈ / ییر آف دی یوتھ

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز/ ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر

۱-۴۵ گھر باہر

۲-۱۰ فاریوتھ

۲-۴۵ چمن راؤ (ہندی سیریل)

۳-۰۰ اسپانڈرمین؛ اسپانسرڈ پروگرام

۳-۱۵ دیدیز کامیڈی سو (انگریزی سیریل)

شام

۶-۰۰ بچوں کے لیے

۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/انگریزی)

۷-۱۰ یوایندڈ یور پیٹس

۷-۲۵ فاردی فورسس (I)

نرتیہ (III، V)

۷-۵۵ جان ہے جہان ہے

۸-۱۰ سپتاہیکی

۱۰-۲۰ مشاعرہ (II)

کوی سمیلن (IV)

۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)

۹-۵۰ سائنس پروگرام II، IV

فیچر فلم I، III اور V

دہلی II

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)

۷-۴۰ آوشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ ہندی پتریکا

۷-۱۵ بھورنگ ۷-۴۵ انگریزی سیریل

پیر

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ ٹیل میچ

۷-۰۰ ہی مین اینڈ دی ماسٹرز آف یونیورس: تصویری فلم

۷-۴۵ چہل پہل

۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ

منگل

شام

۶-۳۰ نو اودیہ

اسکولی بچوں کا پیشکردہ پروگرام

۷-۴۵ اولڈ فاکس: انگریزی سیریل

بدھ

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ کلیڈیو اسکوپ

۷-۰۰ یوتھ پروگرام

۷-۴۵ شاستریہ سنگت

جمعرات

شام

۶-۳۰ آپ کا باغیچہ

۶-۴۵ میوزک سرکس

۷-۱۵ ناگرک سمیا ۷-۴۵ پنجابی درپن

جمعہ

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ سماچار ڈائری

۷-۰۰ اردو میگزین پروگرام

۷-۴۵ کلا پریکرما

۸-۰۰ ہندی ناٹک

ہفتہ

شام

۶-۳۰ اگلے ہفتے کی جھلکیاں

۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ

۷-۱۵ آئینہ: (عام آدمی کے مسائل پر مبنی پروگرام

۷-۴۵ پاپ میوزک

● ● ● ● ● ● ● ● ●

اپ گریڈ دوردرشن جے پور، مظفر پور اور رائے پور

اتوار

تمام پروگرام دہلی کے مطابق

پیر

شام ۶-۰۰ لوک رقص

۶-۲۰ اپنی دھرتی اپنے لوگ

(I، III، V)

نئی دشائیں (II، IV)

۶-۴۰ چوپال ۷-۱۰ آج کی بات

۷-۳۰ اور آگے تمام پروگرام دہلی کے مطابق

منگل

شام ۶-۰۰ بچوں کے لیے

۶-۲۰ لوک رقص

۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے ۷-۱۰ انٹرویو

۷-۳۰ دہلی کے مطابق

۸-۱۰ نئی امنگ نئی ترنگ

بدھ

شام ۶-۲۰ سماج شکشا

۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے

۷-۱۰ صحت و صفائی پر پروگرام

۷-۳۰ دہلی کے مطابق

جمعرات

شام ۶-۲۰ اپنا گاؤں اپنی بات

۶-۳۰ دوبارہ ٹیلی کاسٹ/ ارکائیوز سے/ دیگر مراکز سے

کوی گوشٹھی (I)/ ناٹک (II)

ٹی وی فلم (III) ڈوکیومینٹری (IV)

جمعہ

شام ۶-۰۰ مہلاؤں کے لیے

(I، III، V)

۲۰ نکاتی پروگرام (II، IV)

۶-۲۰ کھیل اور کھلاڑی

۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے

۷-۱۰ پاپولر سائنس، ۷-۳۰ دہلی کے مطابق

ہفتہ

شام ۶-۰۰ لوک روایات (I)

سمرتی چتر (II) لوک دھارا (III)

سپھلتا کی کہانی (IV)

گیت و بھجن (V)

۶-۲۰ دہلی کے مطابق، ۸-۲۰ چارہ (I)

رنگ وینگ (II)/

بوجھو تو جانیں (III)

پرشنوں کے گھیرے میں (IV)

سنسکرتی پروگرام (V)

۸-۴۰ دہلی کے مطابق

کلکتہ

چینل 4 تصویر 62.25 MHz

بینڈ 1 آواز 67.75 MHz

نیشنل پروگرام روزانہ رات ۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک (دہلی سے ریلے)

پیر

شام

۶-۰۴ بچوں کے لیے

۶-۳۰ موسیقی

۷-۰۰ بجنن پراسنگے

۷-۴۰ اسپورٹس راؤنڈ اپ

۸-۱۰ ساہتیہ سنسکرتی

منگل

شام

۶-۰۴ بچوں کے لیے

۶-۳۰ سواستھ

۷-۰۰ فلم ڈویژن ڈیکومنٹری

۷-۱۰ سمبند پربھا

۷-۴۰ سلسلے وار ڈرامہ

۸-۱۵ موسیقی

بدھ

شام

۶-۰۴ تمھارے بارے

۶-۳۰ دیہی پروگرام

۷-۰۰ رابندر سنگیت

۷-۲۰ سوک سینس/ ڈویپنل/ پبلسٹی فلم

۷-۴۰ درشکار در بارے

۸-۰۵ چترہار

جمعرات

شام

۵-۳۴ اسٹار ٹریک (سلسلے وار انگریزی فلم)

۶-۳۰ بنگالی میں یوتھ پروگرام

۷-۰۰ درشٹی کون/ ریویوز

۷-۴۰ چترمالا

جمعہ

شام

۶-۰۴ بچوں کے لیے

۶-۱۴ انڈسٹریل پروگرام

۶-۳۴ اور ۷-۴۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/بنگالی)

۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

ہفتہ

دوپہر

۱-۴۵ سے ۳-۳۰

نیٹ ورک پر اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام

۵-۳۵ اور ۷-۵۵ بنگالی فیچر فلم

۷-۴۰ سپتاہکی

اتوار

صبح

۱۰-۰۰ سے دوپہر ۲-۰۰

شام ۴-۰۰، ۵-۴۵ اور

۷-۴۵ دہلی کے مطابق

وودھ بھارتی

سنگیت سریتا: صبح ۷-۳۰

۱۶ ستمبر راگ شدھ کلیان
فلم 'چوری چوری': لتا
بھیم سین جوشی: گائن
۱۷ ستمبر راگ چھایا نٹ (کلیان تھاٹ)
'کالا پانی': رفیع
ہیرا بائی بڑودیکر: گائن
۱۸ ستمبر راگ نند 'میرا سایہ': لتا
پنڈت ڈی وی پلسکر: گائن
۱۹ ستمبر راگ کیدار (کلیان تھاٹ)
'تیل مالش بوٹ پالش': لتا
مناڈے: دیبو چودھری: ستار
۲۰ ستمبر راگ کیدار: 'نرسی بھگت'
ہمنت کمار، سدھا ملہوترہ
اور مناڈے
پدما تلوالکر: گائن
۲۱ ستمبر تقریر: انٹرویو
۲۲ ستمبر راگ کیدار
'ساون کو آنے دو'
یسوداس
سنگھ بندھو: گائن
۲۳ ستمبر راگ کامود (کلیان تھاٹ)
'چتر لیکھا': لتا
استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
۲۴ ستمبر راگ کامود 'نور کہاں'
سمن کلیان پور
بدھ دیو داس گپتا: گائن
۲۵ ستمبر راگ ہمیر: کلیان تھاٹ
'کوہ نور': رفیع
این راجم: وائلن
۲۶ ستمبر راگ مارو بہاگ (کلیان تھاٹ)
'ایک رات': کشور کمار
پربھا اترے: گائن
۲۷ ستمبر راگ مارو بہاگ
'دیوداس': لتا
روی شنکر: ستار
۲۸ ستمبر راگ گوڑ سارنگ (کلیان تھاٹ)
'ہم دونوں': لتا
حفیظ احمد خاں: گائن
۳۰ ستمبر راگ گوڑ سارنگ (کلیان تھاٹ)
'پردیسی': لتا
زرین دارو والا: سرود

انور نغمی: سہ پہر ۱۵-۳

۱۶ ستمبر ونائیک ددہرہ: شہنائی پر
راگ پٹ دیپ
برج بھوشن کابرہ: گیٹار پر
راگ درباری
۱۷ ستمبر استاد امیر خاں: خیال باگیشری
۱۸ ستمبر نکھل بنرجی: ستار پر
راگ مالوکا کلیان
استاد احمد جان تھرکوا: طبلہ سولو
ایک تال
۱۹ ستمبر کنکنا بنرجی: گائن
راگ دیس ملہار، ہنس دھونی
ترانہ اور گوڑ سارنگ
استاد نزاکت علی خاں اور
سلامت علی خاں: گائن
راگ ابھوگی کانہڑہ
۲۰ ستمبر بہادر خاں: سرود پر راگ کوشکی
علی احمد حسین: شہنائی پر
راگ شور نغمی
۲۲ ستمبر جگدیش پرساد: راگ گجری توڑی
سدھیشوری دیوی: ٹھمری
۲۳ ستمبر برج نارائن: سرود پر
راگ جوگیا، راگ کوشی کانہڑہ
آپا جلنگا وٹھمر: ہارمونیم سولو
راگ مارو بہاگ
۲۴ ستمبر کشوری امونکر: خیال جونپوری
استاد برکت علی خاں: ٹھمری
۲۵ ستمبر علی اکبر خاں اور روی شنکر
ستار اور سرود، جگلبندی
راگ نٹ بھیرو
شیدلال گھوش: سرود پر
راگ تلک شیام اور پیلو
۲۶ ستمبر لکشمی شنکر: خیال مدھوکونس
پنڈت جسراج: خیال گورکھ کلیان
۲۷ ستمبر کارتک کمار: ستار پر راگ ہمنت
سریش رام چندر کلکرنی
دلربا پر راگ نارائنی اور دیس
۲۹ ستمبر سری کانت باکرے: گائن
راگ بسنت مکھاری
گوڑ سارنگ اور بہاگ
پنڈت ڈی وی پلسکر
خیال کامود
۳۰ ستمبر ظہور احمد: وائلن پر اہیر بھیرو
اور بھیم پلاسی اور ہمنت راگ
میں ٹھمری
رگھوناتھ سیٹھ: بانسری پر
راگ یمن

سور سدھا: شام ۴۵-۷

۱۶ ستمبر **راگ شیام کلیان**
فلم 'غالب': لتا
مالویکا کانن: گائن
آکاشوانی وادیہ ورند (بمبئی)
۱۷ ستمبر **راگ بہاگ**
فلم "آلاپ": یسوداس
ایل کے پنڈت: گائن
روی شنکر: ستار
۱۸ ستمبر **راگ پٹ دیپ**
'شرمیلی': لتا
ہیرا بائی بڑودیکر: گائن
رام نارائن: سارنگی
۱۹ ستمبر **راگ کیدار**
'نرسی بھگت'، ہمنت کمار
سدھا ملہوترہ و مناڈے
پنڈت ڈی۔ وی پلسکر: گائن
دیب برت چودھری: ستار
۲۰ ستمبر **راگ شنکرا**
'عاشق': لتا
روشن آرا بیگم: گائن
سسر کنا دھر چودھری: وائلن
۲۱ ستمبر **راگ راگیشری**
'دیکھ کبیرا رویا': مناڈے
سنگھ بندھو: گائن
امرت حسین خاں: ستار
۲۲ ستمبر **راگ اڈانا**
'آرزو': آشا، مبارک بیگم و
کورس
پنڈت منی رام: گائن
ناگیندر ڈے و کھگیندر ڈے
منڈولن و بانسری
۲۳ ستمبر **راگ مارو بہاگ**
'سہرا': لتا و رفیع
بھیم سین جوشی: گائن
رگھوناتھ سیٹھ اور سلطان خاں
بانسری و شہنائی پر جگلبندی
۲۴ ستمبر **راگ مالگنجی**
'چھوٹے نواب': لتا
ونائیک راؤ پٹوردھن اور
نارائن راؤ ویاس: گائن
استاد علاء الدین خاں: وائلن
۲۵ ستمبر **راگ تلنگ**
'محبوب کی مہندی': رفیع و
لتا: استاد عبدالکریم خاں: گائن
ڈی امل: بانسری
۲۶ ستمبر **راگ سوہنی**
'سورن سندری': لتا و رفیع
استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
نکھل بنرجی: ستار
۲۷ ستمبر **راگ شاہانہ**
'امرت منتھن': آشا و کورس
استاد امیر خاں: گائن
امجد علی خاں: سرود
۲۸ ستمبر **راگ پوریا کلیان**
'بدلتے رشتے': لتا و مہندر کپور
پنڈت راؤ ناگرکر: گائن
رام نارائن: سارنگی
۲۹ ستمبر **راگ کیروانی**
'دل ایک مندر': رفیع
لکشمی شنکر: گائن
عبدالحلیم جعفر خاں: ستار
۳۰ ستمبر **راگ ساگر**
'امراؤ جان': لتا و کورس
ایم ایس سبھو لکشمی اور
آر وشواناتھن: گائن
الیاس یابت: سنطور

چترشالا: رات ۱۰-۸

۱۶ ستمبر چرم روگ: صحت سے متعلق
تقریر

۱۷ ستمبر کویتا پاٹھ
۱۸ ستمبر ہمارا دیش ہمارا پردیش
جموں کشمیر
۲۰ ستمبر اینی بیسنیٹ : تقریر
۲۲ ستمبر ذکر کی اور وشی کا کتھا وستار
۲۳ ستمبر چھاپے خانے کی نئی پدتی
آف سیٹ
۲۴ ستمبر کویتا پاٹھ
۲۵ ستمبر ہمارا دیش ہمارا پردیش
منی پور
۲۷ ستمبر سنسار ایک گھر ہے : پراتین
کی درشٹی سے
۲۹ ستمبر گمدھ : راج تنتر سے سامراجیہ
تک : وارتا مالا
۳۰ ستمبر کیٹ سکینگ

سنو کہانی : رات ۱۵-۸

۲۶ ستمبر سیوک رام از حبیب کیفی

ان سے ملیے : رات ۱۵-۸

۱۷ ستمبر پروڈیوسر، رائیٹر اور گیت کار



امت کھنّہ کے ساتھ رام سنگھ
پوار کا انٹرویو
۲۴ ستمبر فلم اداکار کمد ترپاٹھی کے ساتھ
انورادھا شرما کا انٹرویو

ہوا محل : رات ۱۵-۹

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷ء۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰۱۱ میٹر (۷۱ ۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۴۸ء۴۲ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)
دوسری مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷ء۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰۱۱ میٹر (۷۱ ۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱ء۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)
تیسری مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷ء۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۱۹ء۲۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

منگل ۱۶ ستمبر

صبح
۷-۰۵ پوشپ پوار : سنطور پر
راگ اہیر بھیرو
۷-۴۵ کلام شاعر : صغیر احمد صوفی
۹-۳۲ امرناتھ : خیال دیسی
دوپہر
۲-۰۰ نئی نسل نئی روشنی : لیڈی
شری رام کالج کی طالبات کی طرف
سے پیش کردہ ایک ورائٹی پروگرام
رات
۱۱-۳۰ امرناتھ : خیال بھوپ
پوشپ پوار : سنطور پر
راگ راگیشوری

بدھ ۱۷ ستمبر

صبح
۷-۰۵ ہری سنگھ اور ہمنوا : شہنائی پر
راگ للت
۹-۱۵ اتر پردیش کے لوک گیت
۹-۳۲ شیلا دھر : خیال بیراگی بھیرو
دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین : ناقابل فراموش
رومانس : روپ متی اور
باز بہادر : تقریر از :
امیرہ رحمان
رات
۹-۳۰ گجرین کارے : رسولن بائی
ٹھمری اور کجری
۱۰-۰۰ افسانہ : افسانہ نگار
شوکت حیات
۱۱-۳۰ شیلا دھر : خیال شاہانہ
ہری سنگھ اور ساتھی : شہنائی
پر راگ مالکونس

جمعرات ۱۸ ستمبر

صبح
۷-۰۵ بدھ دیو داس گپتا : سرود پر
راگ بھیرو بہار
۹-۱۵ راجستھانی لوک گیت
۹-۳۲ گرجا دیوی : ٹھمری بھیروی
اور دادرہ بھیروی
رات
۱۰-۰۰ ادبی نشست :
کلام شاعر راج نرائن راز
تنقید نگار ڈاکٹر خلیق انجم اور
شارب ردولوی
۱۱-۳۰ کشوری امونکر
خیال تلک کامود
بدھ دیو داس گپتا
سرود پر راگ چھایا

جمعہ ۱۹ ستمبر

صبح
۷-۰۵ راجندر پرسنا : بانسری پر
راگ ہنڈول
دوپہر
۲-۳۰ فیچر : پیہم رواں ہے زندگی
(مہر دلی)
تحریر : سرفراز احمد
پیش کش : پریم دوہرہ
رات
۹-۳۰ ایک راگ کئی روپ : ملگنجی
۱۱-۲۰ کمار گندھرو : خیال بے اچھے دیتی
راجندر پرسنا : بانسری پر
راگ باگیشوری

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صبح
۷-۰۵ عبد الحلیم جعفر خاں : ستار پر
راگ بھیرویں
۹-۰۰ آج کی بات : موضوع
ڈاکٹر اینی بیسنٹ
۹-۱۵ پنجابی لوک گیت
۹-۳۲ آستریں رائے چودھری : گائن
دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین : ذمہ دار کون
گھر کی معاشی بد حالی کا : مباحثہ
شرکاء : ڈاکٹر عابد علی
ماجد اسد، نند کشور مہرہ اور
پرمیلا مہرہ
رات
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
کھیلوں کی دنیا
ترتیب : سنیتا شرما

۱۶ ستمبر محرم : تحریر : محمود سروش
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۱۷، ۱۸ ستمبر نیو : سرت چندر چیٹر جی کی
کہانی کا ریڈیو عکس
پیش کش : انوپ سیٹھی
۱۹ ستمبر گولی کا چکر : تحریر : لورے
پیش کش : مہیش چندر کشتریا
۲۰ ستمبر چوہے کا چکر
تحریر : کرشن شنکر بھٹناگر
پیش کش : سوشیل بنرجی

۲۱ ستمبر چور : تحریر : اے جمیل قریشی
پیش کش : ممتاز شکیب
۲۳ ستمبر ٹھنڈی دھوپ
تحریر : ابھیلاشش
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۲۴ ستمبر چیلنج : تحریر : اسلم واحدی
پیش کش : اجے دیو شرما 'کمل'
۲۵ ستمبر مفت ہوئے بدنام
تحریر : محمد علی زیدی
پیش کش : ممتاز شکیب
۲۶ ستمبر پتھر کی لکیر
تحریر : دھریندر ورما
پیش کش : دینا ناتھ
۲۷ ستمبر جوتشی کا چکر
تحریر : رمیش مندادا
پیش کش : اجے دیو شرما 'کمل'
۲۸ ستمبر لڑکی دیکھیں گے
تحریر : ڈاکٹر ایم. پی. جھا
پیش کش : انوپ سیٹھی
۳۰ ستمبر رسوئی کی رانی
تحریر : پربھات تیاگی
پیش کش : لتا شرما

۱۱-۳۰ آمرین رائے چودھری: گائن
عبدالحلیم جعفر خاں: ستار پر
راگ شیام کیدار

اتوار ۲۱ ستمبر

صبح

۵-۰۰ کے۔ ایل۔ سود: جلترنگ پر
الھیا بلاول

رات

۹-۳۰ گجربن کارے: رتن آرا بیگم
ٹھمری پیلو
۱۰-۰۰ ڈارک روم: ڈرامہ
تحریر: رفیعہ منظور الامین
پیش کش: پریم ودہرہ
۱۱-۳۰ پنڈت جسراج
خیال حسینی کانڑہ
کے۔ ایل سود: جلترنگ پر
راگ جوگ کونس

پیر ۲۲ ستمبر

صبح

۵-۰۰ سری کرشن شرما۔ گٹار پر
راگ چارو کیشی
۱۵-۰۰ کشمیری لوک گیت
۹-۳۲ جگدیش پرساد
خیال جھنجھوٹی

دوپہر

۲-۳۰ ڈارک روم: ڈرامہ
(مکرر نشریات)

رات

۹-۰۰ کلامِ شاعر: کیلاش ماہر
۱۱-۳۰ جگدیش پرساد
راگ واچسپتی میں خیال
شری کرشن شرما
گٹار پر شیام کلیان

منگل ۲۳ ستمبر

صبح

۵-۰۰ چت دیو برمن
اسراج پر راگ بھٹیار
۹-۰۰ آج کی بات: رام دھاری سنگھ
دنکر کی یوم پیدائش کے موقع
پر خصوصی تقریر
۹-۱۵ پہاڑی لوک گیت
۹-۳۲ کمل سہگل اور کویتا سہگل
خیال اہیر بھیرو

رات

۱۰-۰۰ مشاعرہ: شرکاء
بلراج حیرت، ڈاکٹر حنیف کیفی
ڈاکٹر بشیر بدر، دیپک قمر
شری کرشن مراری اور
شیر جھنجھانوی
۱۱-۳۰ کمل سہگل اور کویتا سہگل
خیال راگیشوری
چت دیو برمن: اسراج پر
راگ درباری

بدھ ۲۴ ستمبر

صبح

۵-۰۰ استاد احمد جان تھرکوا
طبلے پر جھپ تال
۹-۱۵ اتر پردیش کے لوک گیت
۹-۳۲ لکشمی شنکر: خیال بھٹیار

دوپہر

۲-۳۰ بزمِ خواتین: افسانہ
از ڈاکٹر ممتاز انور
غزل: دسترخوان
۳-۰۰ سدھیشوری دیوی
ٹھمری مشرا ملنگ اور دادرہ

رات

۹-۳۰ گجربن کارے
بھیم سین جوشی: ٹھمری غارہ
۱۱-۳۰ لکشمی شنکر: خیال چندرکونس
استاد احمد جان تھرکوا
طبلے پر تین تال

جمعرات ۲۵ ستمبر

صبح

۵-۰۰ سکندر حسین اور ساتھی
شہنائی پر راگ رام کلی
۹-۱۵ راجستھانی لوک گیت
۹-۳۲ کمل سنگھ: ٹھمری بھیروی
اور دادرہ

دوپہر

۳-۰۰ راگ رنگ

رات

۱۰-۰۰ آئینہ: ادبی میگزین
اکبر مغربی تہذیب کا ناقد
اوارت: ڈاکٹر صغرا مہدی
۱۱-۳۰ ایل۔ کے پنڈت: خیال بہیر
سکندر حسین اور ساتھی
شہنائی پر راگشری

جمعہ ۲۶ ستمبر

صبح

۵-۰۰ محمود مرزا: ستار پر راگ بھیروی

دوپہر

۲-۳۰ فلمی دنیا: 'چراغ ماضی کے
کلدیپ کور'، تقریر
از کلدیپ اختر
نگار خانوں سے: از وجے دیوان
'باتیں فلموں کی'
از بچن شریواستو

رات

۹-۳۰ کہانی سنگیت کی: راگ ایمن
تقریر از منی پرساد
۱۱-۳۰ نیاز احمد خاں اور فیاض احمد خاں
خیال مالکونس
محمود مرزا: ستار پر
راگ شیام کلیان

ہفتہ ۲۷ ستمبر

صبح

۵-۰۰ سازِ طرب (سازینہ)
سنیل مکرجی
سرود پر راگ نٹ بھیرو
۹-۰۰ آج کی بات: موضوع
عالمی یوم سیاحت
۹-۱۵ پنجابی لوک گیت
۹-۳۲ نرملا دیوی: ٹھمری بھیروی

دوپہر

۲-۲۰ بزمِ خواتین: عالمی ادب کے
نسوانی کردار (مکرر نشریات)

شام

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی: تقریر
"نوجوان اور سماجی تبدیلی"
از نشاط لطیف
۱۱-۳۰ پدماوتی شالیگرام
خیال کامود
سنیل مکرجی۔ سرود پر
راگ باگیشوری

اتوار ۲۸ ستمبر

صبح

۵-۰۰ پرکاش وڈھیرہ: بانسری پر
راگ منگل بھیرو
۹-۰۰ آج کی بات: موضوع
'شہید بھگت سنگھ'

رات

۹-۳۰ گجربن کارے
شانتی ہیرانند: دادرہ
۱۰-۰۰ کس کے گھر جائیں: ڈرامہ
تحریر: اے۔ ایس۔ دگل
۱۱-۳۰ پروین سلطانہ
خیال مارو بہاگ
پرکاش وڈھیرہ: بانسری پر
راگ جوگ کونس

پیر ۲۹ ستمبر

صبح

۵-۰۰ گھاسی رام نرمل: جلترنگ پر
بھوپالی توڑی
۹-۱۵ کشمیری لوک گیت
۹-۳۲ یونس حسین خاں: گائن

رات

۹-۰۰ کلامِ شاعر: عزیز قیسی
۱۰-۰۰ شکرے کے ساتھ: 'سلما آپا'
ڈرامہ: از بھوشن ساہنی
۱۱-۳۰ یونس حسین خاں: گائن
چنتامنی جین: جلترنگ پر
راگ ایمن اور راگ مالکونس

منگل ۳۰ ستمبر

صبح

۵-۰۰ سدھورام جادھو اور ساتھی
سندری پر دھن
۹-۱۵ گجراتی لوک گیت
۹-۳۱ پران ناتھ
خیال کومل رشاب اساوری

رات

۱۱-۳۰ پران ناتھ: خیال بھوپالی
سدھورام جادھو اور ساتھی
سندری پر راگ مالکونس
اور دھن

دلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۰ر۳۶۶ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۵ر۴۵۰ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج ۳ر۲۱۹ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۹ر۲۹۳ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۸ تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۱۱ سے رات تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دھلی الف

ہندی/انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸
اور رات ۰۵-۱۱۔ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو مع تبصرہ: رات ۱۶-۹
انگریزی: دوپہر ۰۰-۱۲ پنجابی: دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار: شام ۰۰-۵
روزگار سماچار: شام ۵۰-۷ پرادیشک سماچار: شام ۵۰-۷

دھلی بی

انگریزی: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، دوپہر ۰۰-۱، سہ پہر ۰۰-۴، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور
رات ۰۰-۱۱، پنجابی: صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، تجارتی (صرف بدھ) ۴۰-۷

منگل ۱۶ ستمبر

دہلی اے

صبح

۱۰-۸ اور رات ۰۰-۹
ہری سنگھ اور ساتھی: شہنائی
۳۵-۱۰ سرسوتی رانے: گائن
۰۵-۱۱ ایرا مکھرجی: گائن
۳۰-۱۱ سنیل کانت سکینہ: گائن

شام

۰۵-۵ گیان وگیان
۰۰-۱۰ سوم ناتھ: گائن

دہلی بی

صبح

۳۰-۷ پنڈت جسراج: گائن

دوپہر

۳۰-۳ ہری سنگھ و ساتھی: شہنائی

شام

۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸
نیلم ساہنی: بھجن، غزل

بدھ ۱۷ ستمبر

دہلی اے

صبح

۱۰-۸ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
پارتھا داس: ستار
۰۵-۱۱ وشوناتھ: گائن

دوپہر

۳۰-۱۲ گرامین بہنوں کا کاریہ کرم

رات

۳۰-۹ چرچا کا وشیہ ہے

دہلی بی

صبح

۳۰-۷ جگدیش پرساد: گائن

دوپہر

۳۰-۳ پی۔ انوگم اور ساتھی
ناگ سورم

شام

۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸
ہریش بہار دواج
بھجن، غزلیں

جمعرات ۱۸ ستمبر

دہلی اے

صبح

۱۰-۸ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
چیت دیو برمن: اسراج
۳۰-۱۱ چترا رائے: گائن

رات

۳۰-۱۰ سدھا کرشنا چاری گائن
۳۰-۱۰ جے وتی شریواستو: گائن

دہلی بی

صبح

۳۰-۷ چترا رائے: گائن

دوپہر

۳۰-۳ سدھا کرشنا چاری گائن

شام

۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸
ایس۔ ڈی۔ املکر: بھجن

جمعہ ۱۹ ستمبر

دہلی اے

صبح

۱۰-۸ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
منور علی خاں: گائن
۰۵-۱۱ اور شام ۴۰-۵
این۔ این۔ گھوش: ستار

رات

۳۰-۱۰ شانتا چکرورتی گائن
۱۰-۱۱ گریجا دیوی: ٹھمری دادرا

دہلی بی

صبح

۳۰-۷ علی اکبر خاں: سرود

دوپہر

۳۰-۳ شانتا چکرورتی گائن

شام

۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸
آسا سنگھ مستانہ: بھجن گیت

ہفتہ ۲۰ ستمبر

دہلی اے

صبح

۱۰-۸ اور شام ۴۰-۵ رات ۰۰-۹
غلام تقی خاں: گائن
۰۵-۱۱ آر۔ ایس۔ کمبوج: وچتر وینا
۳۰-۱۱ لکشمن پرساد جے پور والے: گائن

رات

۳۰-۹ رگھوناتھ سیٹھ: بانسری

دہلی بی

صبح

۳۰-۷ دلال رائے ہمنشو وشواس
سنطور اور بانسری

دوپہر

۳۰-۳ آر۔ ایس۔ کمبوج۔ وچتر وینا

شام

۴۵-۶ اور رات ۴۵-۸
پرسار گیت
۳۰-۹ او کیسٹ لوٹا نیٹ

اتوار ۲۱ ستمبر

دہلی اے

صبح

۱۰-۸ اور رات ۰۰-۹
علاء الدین خاں، اسراٹ
۳۰-۱۱ اور شام ۳۵-۵
سری رنگم آر۔ کانن۔ گائن

دہلی بی

۳۰-۳ علاء الدین خاں، اسراٹ

شام

۴۵-۶ اور رات ۱۵-۸
جگدیش سہگل: گیت
بھجن اور غزل
۳۰-۹ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۲ ستمبر

دہلی اے

صبح

۱۰-۸ اور رات ۰۰-۹
بھوپندر شیتل: گائن
۰۵-۱۱ اور شام ۴۰-۵
سواکتا گھوش: وائلن
۳۰-۱۱ شرتی سدعلیکر: گائن

رات

۰۰-۹ نیشنل پروگرام: تقریر

دہلی بی

صبح

۳۲-۷ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

دوپہر

۳۰-۳ بھوپندر شیتل: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
کملا سریواستوا: گیت، بھجن

۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۲۳ ستمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
امرناتھ : بانسری

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
ودھیادھر ویاس : گائن

رات

۸-۰۶ وگیان ترنگنی

۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
ڈاگر بندھو : گائن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ دنکر کنکنی : گائن

دوپہر

۳-۳۰ ایم۔ پاروتی : گائن (کرناٹک)

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
پریم ناتھ : گیت، غزلیں

۹-۳۰ یو۔این۔ پرسپیکٹو

بدھ ۲۴ ستمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۱۰-۰۰
کرشنا بشٹ اور بہاری چکرورتی
گائن

۱۱-۳۰ ابھیک کمار سرکار : سرود

رات

۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس فیچر

۱۰-۳۰ سرسوتی راجگوپالن
وینا (کرناٹک)

۱۱-۱۰ احمد علی خاں : ستار

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ ابھیک کمار سرکار : سرود

دوپہر

۲-۳۰ سرسوتی راجگوپالن
وینا (کرناٹک)

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
اسلم صابری قوال اور ساتھی
قوالیاں

۹-۳۰ انگریزی میں کتابوں پر تبصرہ

جمعرات ۲۵ ستمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
بیگم بیگم : ٹھمری دادرا

۱۱-۰۵ گھاسی رام نرمل : جلترنگ

رات

۸-۰۵ ہندی میں تقریر

۹-۳۰ ناٹک

۱۰-۰۰ سریندر کماردت : ستار

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ گھاسی رام نرمل : جلترنگ

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
رجنی شرما : گیت، بھجن

۱۰-۳۰ نیشنل پروگرام
انگریزی میں تقریر

جمعہ ۲۶ ستمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۱۰-۰۰
رحیم فہیم الدین ڈاگر : گائن

۱۱-۳۰ اور شام ۵-۴۰
مرلی کرشن : ستار

رات

۹-۳۰ ناٹک

۱۰-۳۰ راجی رگھوپتی : گائن
(کرناٹک)

۱۱-۱۰ عبدالحمید : ٹھمری دادرا
شرشیما چودھری : گائن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ بسم اللہ خاں اور وی۔جی۔ جوگ
شہنائی اور وائلن پر جگلبندی

دوپہر

۲-۳۰ راجی رگھوپتی : گائن
(کرناٹک)

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
رشمی ماتھر : گیت، بھجن

ہفتہ ۲۷ ستمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
دیب برت چودھری : ستار

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
واسدیو دیشپانڈے : گائن

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام
ہیرا بائی بڑودکر : گائن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ ونایک راؤ پٹوردھن : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
پرسار گیت

۹-۳۰ آورگیسٹ ٹونائیٹ

اتوار ۲۸ ستمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ اسد علی خاں : رودر وینا

۱۰-۰۰ سیتا دیوی : گائن

۱۱-۳۰ اور شام ۵-۲۵
للتا ناگ راجن : گائن
(کرناٹک)

دوپہر

۲-۳۰ ناٹک

رات

۸-۰۵ ہندی میں تقریر

۹-۰۰ حسین بخش : گائن

۹-۳۰ محفل : اسد علی خاں
رودر وینا

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سموہ گان سکھشا

دوپہر

۳-۳۰ اسد علی خاں : وینا

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
دیپتی بھاٹیہ : گیت

۹-۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۲۹ ستمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ شام ۵-۴۰ اور رات
ریتا گنگولی : ٹھمری

۱۱-۰۵ زندہ حسن : ٹھمری د

رات

۹-۳۰ ہندی تقریر

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شنو کھورانہ : گا

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۲ ہری پرساد چورسیا

دوپہر

۲-۳۰ زندہ حسن : ٹھمری د

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۵۰
روشن جیسرال :

۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۳۰ ستمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات
سرشٹھا سین : س

۱۱-۰۵ غلام حسین خاں : گ

شام

۵-۱۰ سموہ گان شکھشا

۸-۰۵ ہندی میں تقریر

۹-۳۰ ناٹک

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کمار گندھرو : گائن

دوپہر

۳-۳۰ غلام حسین خاں : گا

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
دینا ناتھ : بھجن

۹-۳۰ نیشنل پروگرام
انگریزی میں تقریر

میڈیم ویو : لکھنؤ الف اور ج
لکھنؤ الف ۱۶ء۲۰۱ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز
لکھنؤ ج ۲۲۳۰۰ میٹر ۱۲۷۸ کلو ہرٹز

شارٹ ویو : لکھنؤ (ب)
صبح ۷-۴۵ تک ۹۲ء۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز
۸-۰۰ بجے کے بعد ۴۸ء۴۲ میٹر ۶۱۷۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۱ء۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز
شام اور رات ۹۳ء۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی راشٹریہ: (دلی) صبح ۶-۰۰ پرادیشک سماچار (گورکھپور) صبح ۷-۲۰
ہندی (دلی) صبح ۸-۰۱ دوپہر ۱-۰۰ اور شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵
انگریزی (دلی) صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
سنسکرت (دلی) صبح ۷-۰۰ شام ۶-۱۰ اردو (دلی) صبح ۸-۵۰ شب ۹-۱۴
علاقائی (لکھنؤ) دوپہر ۲-۲۰ پرادیشک (لکھنؤ) شام ۲۰ - نیوز لیٹر ہندی (دلی) صبح ۹-۰
سندیش پتری (لکھنؤ) صبح ۱۰-۰۵

منگل ۱۶ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش : مہاکوی ملک محمد جائسی کی تخلیق پدماوت کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
۱۵ ۱ ساد برکت علی خاں : ٹھمری
دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
گوری مترا : گیت بھجن
۱-۱۰ گریہ لکشمی : سکھ سویدھا سمت پریوار : انشر ولو میرا ساسبنہ
رات
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی سوساتھ ر
مرلی قوال اور ساتھی : قوالی
شام
۴-۴۵ آؤ بچو! : ہمارے راشٹریہ پترک راشٹریہ گان کماری رضیہ سلطانہ حمید
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام

بدھ ۱۷ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش : قصہ حاتم طائی
۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
الیاس خاں : ستار
دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵

جمعرات ۱۸ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش : مہاکوی کالیداس کی تخلیق ابھگیان شکنتلم کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام : خدا کے لئے شکریہ
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
کرشن کمار کپور : خیال
دوپہر
۱۲-۰ اور رات ۸-۱۵
مان چند ناگ : گیت، بھجن
رات
۱۰-۰۰ گیتانجلی

جمعہ ۱۹ ستمبر

صبح
۷-۴۵ گاندھی چرچا
۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
بہادر خاں : سارنگی
دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
افضل حسین نگینہ : غزل
۱-۱۰ گریہ لکشمی : راشٹر کے چتر نرمان میں مہیلاؤں کا یوگدان : مباحثہ
الورادھا، کمل ورما، کسم ہری ناتھ

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صبح
۷-۳ درشن
پیش کش : تصویر عابدی
۸-۳۰ اردو پروگرام : خواتین کے لئے
۹-۱۵ سراج الدین خاں : ستار
دوپہر
۱۲-۰ اور رات ۸-۱۵
مردل سہائے : گیت، بھجن
رات
۹-۳۰ رگھوناتھ سیٹھ : بانسری

اتوار ۲۱ ستمبر

صبح
۷-۳ اندر دھنش : مہاکوی تلسی داس کی تخلیق کویتاولی کا سلسلہ وار نشریہ
۹-۱۵ اور شام ۴-۴۰ اور رات ۱۰-۳۰
وشوناتھ شری کھنڈے : خیال
۹-۴۵ بال جگت : بالک دھرو : ناٹک از شنکر سلطانپوری
دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے : خاکہ
بچت کے پھیر میں از مینا آنند
پیش کش : جے دیو شرما کمل
۱-۲۵ کاریہ شیل مہیلاؤں کے لئے
کیسے کم ہو کاریہ شیل مہیلا کا تناؤ از پربھا گپتا
شام
۸-۱۵ انجلی بنرجی : غزل
۹-۳۰ امٹ درد : ڈرامہ
از نیلم شکلا
پیشکش : جے دیو شرما کمل

پیر ۲۲ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش : مہاکوی کالیداس کی تخلیق میگھ دوتم کا سلسلہ وار نشریہ
۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰
ابھجیت رائے چودھری : سرود
رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر
۱۰-۰۰ آمنے سامنے
۱۰-۳۰ مالتی پانڈے : خیال

منگل ۲۳ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش : مہاکوی ملک محمد جائسی کی تخلیق پدماوت کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
۹-۱۵ شو کمار شرما : سنتور
دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
شمو آزاد اور ساتھی : قوالی
۱-۱۰ گریہ لکشمی : جی ہاں میں لائن میں ہوں : ڈرامہ
از نیلم چترویدی
رات
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
سریندر کمار دت : ستار

بدھ ۲۴ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش : قصہ حاتم طائی
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
کاشی ناتھ شنکر بوڈس
دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
روپالی کرجی : گیت، بھجن
شام
۴-۳۰ کاشی ناتھ شنکر بوڈس : خیال
۴-۴۵ آؤ بچو! : بچوں کے لئے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ سیلاب از جلال ملیح آبادی
پیشکش : جے دیو شرما کمل

جمعرات ۲۵ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش : مہاکوی کالیداس

کی تخلیق ابھیان شکنتلم کا
سلسلہ وار پروگرام

۹ - ۱۵ اور رات ۳۰ - ۱۰
رام شنکر داس پاگل داس
پکھاوج

دوپہر

۱۲ - ۰۰ اور رات ۱۵ - ۸
سرلا سنہا : گیت، بھجن

جمعہ ۲۶ ستمبر

صبح

۸ - ۳۰ اردو پروگرام : میگزین
۹ - ۱۵ اور رات ۳۰ - ۱۰
ہماداس جوشی : خیال

دوپہر

۱۲ - ۰۰ اور رات ۱۵ - ۸
پیارے مسیح : غزل
۱ - ۱۰ گرہیہ لکشمی : لوک گیتوں میں
کجری : اوشا سکینہ

ہفتہ ۲۷ ستمبر

صبح

۷ - ۳۰ لکھنؤ درشن
پیش کش : تصویر عابدی
۹ - ۱۵ سبھاش راتے : بانسری

دوپہر

۱۲ - ۰۰ اور رات ۱۵ - ۸
بینا چٹرجی : بھجن، غزل

اتوار ۲۸ ستمبر

صبح

۷ - ۳۰ اندرو ضش : مہاکوی تلسی داس
کی کویتا دلی کا سلسلہ وار نشریہ
۹ - ۴۵ بال جگت : ایسا کیسے ہوتا ہے؟
تقریر : از ڈاکٹر اجے کمار
۱۱ - ۰۰ پھر سپنے
ڈراما از سوریہ پرساد دویدی
پیشکش : جے ۔ ڈی ۔ ایس ۔ کمل

دوپہر

۱ - ۱۰ آج اتوار ہے : نیا سویرا
مزاحیہ خاکہ : از ورشا داس
۱ - ۲۵ کاریہ شیل مہلاؤں کے لئے

شام

۴ - ۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

(آگے ص ۴۶ پر)

شملہ

میڈیم ویو : ۶ ، ۳۸۷ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۳۰ - ۷ تک اور شام ۳۰ - ۶ کے بعد رات تک ۹ ، ۹۳ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۴۵ - ۷ کے بعد دوپہر ۴۵ - ۴ تک اور شام ۰۰ - ۵ کے بعد
۸۳ ، ۴۹ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

منگل ۱۶ ستمبر

صبح

۷ - ۱۰ للت اٹھنکر : کلاسیکی موسیقی
۸ - ۳۵ اور رات ۳۰ - ۸
لکشمی بہل : گیت، غزل
۸ - ۱۵ راگ چھایا

دوپہر

۲ - ۴۰ ایک کلاکار

شام

۵ - ۰۰ بھگتی سنگیت
۵ - ۲۰ ونیتا منڈل
۱۰ - ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
سوم ناتھ مردر : گائن

بدھ ۱۷ ستمبر

صبح

۷ - ۱۰ ایس ۔ بال چندر : وینا
۸ - ۲۱ ہمیں لکھئے
۹ - ۱۵ ایک فلم کے گیت

دوپہر

۲ - ۴۰ سب رنگ

شام

۷ - ۰۵ کھلا آکاش
۸ - ۳۰ گھنشیام داس : سگم سنگیت
۹ - ۱۴ گھر آنگن
۱۰ - ۰۰ آپ کے انورودھ پر پرانی فلموں
سے فرمائشی گیت

جمعرات ۱۸ ستمبر

صبح

۷ - ۱۰ میرا کھرواڈکر : گائن
۸ - ۲۱ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۸ - ۳۵ پنجابی گیت
۹ - ۱۵ مسکان

دوپہر

۲ - ۴۰ ایک کلاکار

رات

۸ - ۳۰ پرملا سنگھ : سگم سنگیت
۱۰ - ۰۰ دھارا رے گیت

جمعہ ۱۹ ستمبر

صبح

۸ - ۲۱ ہمیں لکھئے
۸ - ۳۵ سگم سنگیت

رات

۹ - ۱۴ بھارت اکیسوی صدی کی اور
۹ - ۳۰ ہندی ڈراما
۱۰ - ۰۰ من بھاون : پرانی فلموں سے
فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صبح

۷ - ۱۰ مشتاق حسین خاں : گائن
۸ - ۲۱ امر بھارتی : سنسکرت پروگرام
۸ - ۳۵ برج کے لوک گیت
۹ - ۱۵ تھرکن

شام

۶ - ۳۵ ست رنگی پروگرام کلوی بولی میں
۸ - ۳۰ ترلوک کپور : سگم سنگیت
۹ - ۳۰ رگھوناتھ سیٹھ : بانسری

اتوار ۲۱ ستمبر

صبح

۷ - ۱۰ این راجن : وائلن
۸ - ۳۵ کمل ہنس پال : سگم سنگیت
۱۱ - ۰۰ ہندی ڈراما

دوپہر

۱۲ - ۳۰ بال گوپال

شام

۴ - ۰۰ ونیتا منڈل
۹ - ۱۶ جگیاسا : ہندی تقریر
۹ - ۴۵ گیت پہاڑاں رے
فرمائشی پہاڑی گیت

پیر ۲۲ ستمبر

صبح

۷ - ۱۰ مانک ورما : گائن
۸ - ۲۱ پہاڑی کویتا پاٹھ

دوپہر

۲ - ۴۰ مہلا سملین
۴ - ۳۰ چنو منو

رات

۸ - ۳۰ نذر احمد نیاز احمد قوال
سگم سنگیت
۹ - ۱۴ جھلکی
۹ - ۴۵ سو تیا دیوی
ہلکی کلاسیکی موسیقی
۱۰ - ۰۰ گورداس رام بدھن : ساز سنگیت

منگل ۲۳ ستمبر

صبح

۷ - ۱۰ یش پال : گائن
۸ - ۳۵ اور رات ۳۰ - ۸
شانتا ارسنگھ : سگم سنگیت
۹ - ۱۵ راگ چھایا

دوپہر

۲ - ۴۰ ایک کلاکار

شام

۵ - ۳۰ ونیتا منڈل
۹ - ۱۶ ہماچل میں اردو ادب : تقریر
۱۰ - ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
سریندر کمار دت : ستار

بدھ ۲۴ ستمبر

صبح

۷ - ۱۰ پارتھو داس : ستار
۸ - ۲۱ ہمیں لکھئے
۸ - ۳۵ سپاہیوں کے لئے
۹ - ۱۵ ایک فلم کے گیت

رات

۹ - ۱۶ گھر آنگن
۹ - ۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰ - ۰۰ آپ کے انورودھ پر نئی فلموں
سے فرمائشی گیت

جمعرات ۲۵ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ایم آر. گوتم : کلاسیکی گائن
۸-۲۱ ریڈیو ڈاکرو
۸-۳۵ پنجابی گیت
۹-۱۵ مسکان

دوپہر

۲-۴۰ ایک کلاکار

رات

۸-۳۰ دیویندر سنگھ اور شکنتلا سگم سنگیت
۹-۱۶ آپ کا خط ملا : خطوں کے جواب

جمعہ ۲۶ ستمبر

صبح

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۸-۳۵ سیتارام : سگم سنگیت
۹-۱۵ محفل

دوپہر

۲-۴۰ مہلا سملین : چاچی

رات

۸-۳۰ سیتارام : غزلیں
۹-۱۶ ہندی تقریر
۱۰-۰۰ من بھاون : پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۲۷ ستمبر

صبح

۷-۱۰ کشن مہاراج : طبلہ
۸-۲۱ امر بھارتی : بھارتیہ سنسکرتی میں سنسکاروں کے یوگ دان
۸-۳۵ حمید خاں : راجستھانی گیت
۹-۱۵ جھرکن

دوپہر

۲-۴۰ سب رنگ

شام

۶-۳۵ سرمودی میں ست رنگی پروگرام
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام
ہیرا بائی بڑودکر : گائن

اتوار ۲۸ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ماسٹر موہن : کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ نینا دیوی : سگم سنگیت
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۱-۳۰ مشاعرہ

دوپہر

۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل

رات

۹-۱۶ قانون اور ... تیاستی : ہندی تقریر
۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے
فرمائشی پہاڑی گیت

پیر ۲۹ ستمبر

صبح

۷-۱۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر
کلاسیکی گائن
۸-۲۱ ساہتیہ ویلا : کہانی
از رمیش برا جیش
۸-۳۵ شبد

دوپہر

۲-۴۰ مہلا سملین

شام

۶-۲۵ آپ سے ملیے
۸-۳۰ جعفر حسین خاں قوال و ساتھی
سگم سنگیت
۹-۱۶ جھلکی
۹-۴۵ ضمیر احمد خاں : ہلکی کلاسیکی موسیقی
۱۰-۰۰ ہندی بات چیت

منگل ۳۰ ستمبر

صبح

۷-۱۰ بسم اللہ خاں اور وی۔جی۔جوگ
شہنائی اور وائلن جگلبندی
۸-۳۵ اور رات ۳۰-۹
بھیم سین شرما : سگم سنگیت
۹-۱۵ راگ چھایا

شام

۵-۳۵ ونیتا منڈل
۱۰-۰۰ منگل سبھا کی محفل موسیقی



جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر : میڈیم ویو : ۲۲۳ر۳ میٹر ۱۳۵۰ کلو ہرٹز ۲۲ر۲۲۲ میٹر ۱۳۵۰ کلو ہرٹز
۲۲۲ر۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ : میڈیم ویو : ۲۰۹ر۲۶ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵-۶ اور ۲۰-۶ (پرادیشک) رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱
پنجابی : صبح ۳۰-۸ دوپہر ۴۰-۱ شام ۱۰-۶ (پرادیشک) اور شام ۳۰-۷
انگریزی : صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ اور رات ۰۰-۹، ۰۰-۱۱
اردو : صبح ۵۰-۸ دوپہر ۶۰-۱ رات ۱۵-۱۱ (خبریں) ۱۵-۹ (تبصرہ)
سندیش سماچار : شام ۳۰-۰

منگل ۱۶ ستمبر

صبح

۱-۳۰ اور شام ۰-۵
سری دربار صاحب امرتسر سے شبد کیرتن ریلے (روزانہ)
۶-۴۵ ماس کان (روزانہ)
۷-۳۰ محفل
۸-۱۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال

دوپہر

۲-۳۰ رنجیت کور : لوک گیت

شام

۴-۴۵ سعیدہ بانو اور ساتھی
لوک گیت
۸-۱۵ کادیہ دھارا : پنجابی
۹-۳۰ دگیان جگت

بدھ ۱۷ ستمبر

صبح

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۳۰ اور رات ۴۵-۰
بھائی منجیت سنگھ راگی اور ساتھی : شبد
۸-۲۰ شرن اور دڑہ : پنجابی گیت
۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
سوندر سنگھ پردیسی
لوک گیت

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت

شام

۴-۳۰ پھلجھڑی
۱-۳۰ تہاڈی فرمائش

جمعرات ۱۸ ستمبر

صبح

۷-۱۵ جی آیاں نوں
۷-۲۵ اور رات ۱۵-۱۲
بھائی سادھو سنگھ راگی اور ساتھی : شبد
۸-۲۰ ہروندر سہگل : گیت
۱-۰۵ بہاری لال : کلارنٹ

دوپہر

۲-۳۰ پورن چند وڈالی اور ساتھی
لوک گیت

شام

۴-۴۵ سوہن سنگھ سیتل ڈھاڈی اور ساتھی : واراں
۸-۰۰ سرجنا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
اسپورٹس میگزین

جمعہ ۱۹ ستمبر

صبح

۷-۱۵ اجل یاداں

۸-۲۰ گیان دگیان

۸-۵۰ برہم پرکاش سنگھ

۹-۰۵ دلباغ سنگھ گلباغ سنگھ: خیال

دوپہر

۲-۳۰ موہن سنگھ چندا اور ساتھی لوک گیت

شام

۴-۴۵ ہرپال سنگھ خوشدل: لوک گیت

۹-۳۰ یادوں کے ویرانے ہندی ڈرامہ: سریش سیٹھ

۱۰-۱۵ نوراں: لوک گیت

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صبح

۷-۳۰ ہرویندر کور کوہلی: شبد

۷-۴۵ گوردیپ سنگھ: لوک گیت

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰ سیا بہاری لال: جلترنگ

دوپہر

۱۲-۱۵ رمیش شرما: غزلیں

۲-۳۰ پرادیشک سنگیت

شام

۴-۴۵ مراری لال و ساتھی: بھیٹیاں

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۱ ستمبر

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ

۷-۴۵ پنجابی غزلیں

۸-۲۰ میٹھی بھجن

۹-۰۵ استاد عبدالکریم خاں: خیال

۱۰-۰۰ چانن رشماں: زراعتی میگزین

۱۰-۳۰ تہاڈی فرمائش

دوپہر

۲-۳۰ سورن لتا: لوک گیت

رات

۸-۱۵ پھلواری: رنگا رنگ پروگرام

۱۰-۳۰ گنیش رام چندر بہرے بوا: خیال

پیر ۲۲ ستمبر

صبح

۷-۱۵ انتی دی راہ تے

۸-۲۰ سنت سنگھ بندرا: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ شری کانت باکرے: خیال

دوپہر

۱۲-۴۵ جیون جاچ: خاندانی بہبود

۲-۳۰ گوربچن داس پردیسی لوک گیت

شام

۴-۳۰ بالواڑی: دیہاتی بچوں کے لئے

۹-۳۰ سکھی لکھ: پنجابی ڈرامہ اجمیر سنگھ

۱۰-۱۵ کلونت سنگھ بیدی لوک گیت

منگل ۲۳ ستمبر

صبح

۹-۱۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر: خیال

دوپہر

۲-۳۰ ریشماں امرتسری: لوک گیت

شام

۴-۴۵ ہندی میں مباحثہ

۱۰-۰۰ سریندر کمار دتہ: ستار وادن

بدھ ۲۴ ستمبر

صبح

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا

۸-۵۰ سوداگر ل کوہلی اور ساتھی بھیٹیاں

۹-۲۰ اور رات ۱۰-۴۵ استاد بڑے غلام علی خاں ٹھمری

دوپہر

۱۲-۱۵ اور رات ۸-۴۵ بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی شبد

۲-۳۰ لوک گیت

شام

۴-۳۰ پھلجھڑی: چھوٹے بچوں کے لئے

جمعرات ۲۵ ستمبر

صبح

۸-۲۰ اور رات ۷-۵۰ بھائی رنجیت سنگھ شبد

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ شرا کالیکر: خیال

دوپہر

۱۲-۱۵ گوپال شرما: غزلیں

۲-۳۰ گورنہ سنگھ پال: لوک گیت

شام

۴-۴۵ لال چند یملا جٹ اور ساتھی لوک گیت

۸-۰۰ پری

دو کارو دھاراں کی

۹-۳۰ شیلندر منگلا گونڈ باٹ کے مراٹھی ڈرامہ کا پنجابی ترجمہ

جمعہ ۲۶ ستمبر

صبح

۷-۱۵ اجل یاداں

۷-۴۵ گیان دگیان

۹-۵۰ ہنس راج ہنس: لوک گیت

۱۰-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ جیاتی منو: ستار

دوپہر

۱۲-۲۰ سلیا قبال: غزلیں

۱۲-۰۰ جیپ سنگھ چنداں اور ساتھی لوک گیت

۱۲-۴۵ جیون جاچ: خاندانی بہبود

۲-۳۰ جسلکار یملا جٹ لوک گیت

شام

۴-۳۰ بالواڑی: ٹھمری اور دادرا

۹-۳۰ پہنکا اور پتھر: ہندی ڈرامہ از ایچ۔ ایل ذاکر

۱۰-۱۵ چمن لال گورداسپوری لوک گیت

ہفتہ ۲۷ ستمبر

صبح

[illegible] ہربھجن لال: بھجن

[illegible] اکبر علی جودھاں: لوک گیت

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰ پریم ناتھ ترکھا: خیال

دوپہر

۲-۳۰ پرادیشک سنگیت

رات

۸-۱۰ ہربھجن لال: کافی

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام ہیرا بائی بروڈکر کی ریکارڈنگ پر مبنی

اتوار ۲۸ ستمبر

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ

۷-۱۵ پنکھڑیاں: میگزین پروگرام

۸-۲۰ میٹھی بھجن

۹-۱۵ بال جگت: بچوں کے لئے

۱۰-۳۰ تہاڈی فرمائش

دوپہر

۲-۳۰ جوگا سنگھ جوگی اور ساتھی کویشری

رات

۸-۱۵ گیت ساڈے پسند تہاڈی

۱۰-۳۰ روشن آرا بیگم: خیال

پیر ۲۹ ستمبر

صبح

۷-۱۵ انتی دی راہ تے

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ سوہن سنگھ: خیال

شام

۴-۳۰ بالواڑی: دیہاتی بچوں کے لئے

۹-۳۰ رچھراں: پنجابی ڈرامہ از ڈاکٹر سی۔ ایل۔ نارنگ

۱۰-۱۵ جسبیر سنگھ خوشدل: لوک گیت

منگل ۳۰ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سُگم سنگیت

۹-۱۰ علی اکبر خاں: سرود

دوپہر

۱۲-۳۰ ترنجن: دیہاتی مستورات کے لئے

۲-۳۰ رنگا سنگھ مان: لوک گیت

شام

۴-۴۵ ستیش چندر: لوک گیت

۹-۳۰ انگریزی میں مباحثہ

۱۰-۰۰ گائن

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

میڈیم ویو (الف) ۲۱-۴۳۸ میٹر ر ۶۸۱ کلوہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۲۲-۱۸۷ میٹر ر ۱۶۰۲ کلوہرٹز

منگل ۱۶ ستمبر

صبح

۷-۰۵ امرناتھ مشر، پشوپتی ناتھ مشر
حسیال

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
شبھرا چودھری، سگم سنگیت

۸-۴۰ اردو پروگرام
محرم کا خصوصی پروگرام
مجلس شام غریباں

دوپہر

۱۲-۳۰ 'راشٹریہ ایکتا میں ہمارا یوگدان'
تقریر از ارچنا جھا

رات

۹-۳۰ 'کمودنی' : ناٹک
تحریر : اوشا کرن خاں

بدھ ۱۷ ستمبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ڈی۔ایم پٹنایک : وائلن
رامانرگریہ سنگھ : طبلہ سنگت

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
بابلی بھٹاچاریہ، سگم سنگیت

۸-۴۰ اردو پروگرام : شادی : انشائیہ
محمد مرتضیٰ الدین
ڈھولک کے گیت
چاند خاتون اور سہیلیاں
خاندانی فلاح کے لئے گھریلو
مسرت : بات چیت

دوپہر

۱-۱۰ اسکول براڈکاسٹ (پرائمری)
'وناسپتی جگت کی دولت'
براٹیو فاٹا : تقریر از گیتا جین

جمعرات ۱۸ ستمبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
غلام مصطفےٰ خاں : خیال

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
آنند موہن پاٹھک
سگم سنگیت

۸-۴۰ سراہ : مشاعرہ (او۔بی)

دوپہر

۱۲-۳۰ 'جوانوں کے روگ ۔ کارن
اور اپچار'
ڈاکٹر ملی ملھو پادھیائے سے
بات چیت
'مہلا کی میکینک کا پریکشن'
اوشا اگروال سے بات چیت

رات

۸-۰۵ 'آپکے جانتریں لگھو ادیوگ کی
سنبھاونا' : تقریر از بی کے۔ جھا

جمعہ ۱۹ ستمبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ذاکر حسین : خیال اور ٹھمری
۸-۲۱ حسن علی، سگم سنگیت

۸-۴۰ اردو پروگرام، گنگا : نظم
احمد تبسم : روشنی کے مینار
حضرت بی بی کمال : بات چیت
ایم۔اے یوسف کاکوی
قوالی

دوپہر

۱-۱۰ عطاء اللہ خاں : بانسری

رات

۹-۳۰ 'آستھا اپنی اپنی' : ناٹک
تحریر : ستیندر شرت

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صبح

۷-۰۵ گنگا پرساد مشر : خیال

۸-۴۰ اردو پروگرام : لطیفوں کی محفل
کہانی : ابو اللیث جاوید

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
'سامپردائیک ایکتا میں مہیلاؤں
کا یوگدان' : مباحثہ
شرکاء : قرلیۃ حسین، سروج بالا سنگھ
شاردا رائے، کرن گھوش

۲-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
'پشتکالیوں کی بھومیکا' : تقریر
از نند تیا بنرجی

اتوار ۲۱ ستمبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
پنا لال داس : ستار
سوریہ پرساد سنگھ : طبلہ

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
اکھوری رجنی کانت
سگم سنگیت

۸-۴۰ اردو پروگرام : محفل سخن
(اسٹوڈیو مشاعرہ)
شرکاء : سلام کیفی (مدھوپور)
اختر مدھوپوری (مدھوپور)
لطف الرحمٰن (بھاگلپور)
احقر بھاگلپوری (بھاگلپور)
شاداب رضی (بھاگلپور)

۹-۴۵ 'آزادی کے سینانی ۱۸۵۷ء کے'
تقریر

دوپہر

۱۲-۰۰ 'چندر گپت' : ناٹک
ڈی ایل رائے کے بنگالی ناٹک
کا ہندی عکس

شام

۷-۴۵ 'مزاج پرسی'، مزاحیہ جھلکی
تحریر : ہمانشو سریواستو

پیر ۲۲ ستمبر

صبح

۶-۴۵ می ورشا ئیں
وجے بہادر سے اشوک کمار کی ملاقات

۷-۰۵ پورنیما چودھری : ٹھمری دادرا

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
الکا پرکاش : سگم سنگیت

۸-۴۰ اردو پروگرام : جمہوریت اور
فرقہ پرستی ساتھ؟ ۔۔
از ایس۔ ایم ۔۔۔ الحق
کہانی ۔۔۔ یونس

دوپہر

۲-۲۰ اسکول براڈکاسٹ
'بھارتیہ کرشی کی سمسیائیں'
از اندردیو پرساد سنہا

شام

۸-۰۵ 'یوا ایجوکیشن پالیسی'
انگریزی مذاکرہ

۱۰-۰۰ رمارمن : مرلی
سدھیشور شرما : طبلہ

منگل ۲۳ ستمبر

صبح

۷-۰۵ اشوک سرکار : خیال

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
نرمل ڈے، سگم سنگیت

۸-۴۰ اردو پروگرام، کہکشاں،
(ادبی میگزین)
اردو شاعری میں قومی یکجہتی
بات چیت : ڈاکٹر اعجاز علی ارشد
کہانی : شوکت حیات
کلام شاعر : جوہر نظامی
نئی کتابوں پر تبصرہ، محمود علی قریشی

دوپہر

۱۲-۳۰ کہانی از شیدا مشر

۱-۱۰ اسکول براڈکاسٹ (پرائمری)
'سمراٹ ہرش وردھن اور
انکا سمیہ' : تقریر از سے این راوت

۲-۲۰ اسکول براڈکاسٹ (مڈل)
'بھارت میں جن سنکھیا سمسیا'
از راجیشور سنگھ

رات

۹-۳۰ 'پروشیہ بھاکیم'
سنسکرت ناٹک
از نود ناتھ مشر

بدھ ۲۴ ستمبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
جیوچھ پاٹھک : ستار
اپنے نارائن سنگھ، طبلہ

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
شرمیلا پال چودھری

نغم سنگیت

۱۰ - اردو پروگرام : کہانی
بدرا ورنگ آبادی
کلام شاعر : اشہر بجا گیوری
خاندانی فلاح کے لئے : بچوں کی
پیدائش میں فاصلہ : بات چیت
ڈاکٹر رفعت علی شکو۔

دوپہر

۲ - ۲۰ اسکول براڈ کاسٹ (مڈل)
'دھرپان نہیں۔ وِش پان'
از پریمیلا ورما

جمعرات ۲۵ ستمبر

صبح

۷ - ۰۵ اور رات ۱۰ - ۳۰
شو پوجن مشر : خیال
۸ - ۲۱ اور شام ۶ - ۱۵
ونے کمار : نغم سنگیت
۸ - ۴۰ اردو پروگرام : پنچایت
ڈرامہ : پریم چند کی کہانی پر مبنی
ریڈیائی عکس : قاسم خورشید

دوپہر

۱۲ - ۳۰ 'گیسٹرک کی بیماری کا بچاؤ اور سرکشا'
ڈاکٹر ادیندر ناتھ سے انٹرویو
۱ - ۱۰ اسکول براڈ کاسٹ (پرائمری)
'بہار میں جن سواستھ کی سمیائیں
اور ان کا سمادھان'
از پرمیشور پانڈے

رات

۸ - ۰۵ میلیریا اور گھریلو ادویات
مباحثہ ہندی میں ، شرکار :
پشپا چوبیٗا ، شانتی سریواستو
اور پشپا سنہا

جمعہ ۲۶ ستمبر

صبح

۷ - ۰۵ اور رات ۱۰ - ۳۰
کامیشور پاٹھک : خیال
۸ - ۲۱ اقبال احمد صدیقی : نغم سنگیت
۸ - ۴۰ اردو پروگرام : گنگا کی آلودگی
بات چیت : چودھری جمال
روشنی کے مینار : دائرہ کے
صوفیائے کرام : بات چیت
شاہ وسیم الحق
نعت شریف۔ رشید عارف

رات

۹ - ۳۰ 'ناگ پھنی کے پھول' : ناٹک
تحریر : وشو دھ نند جی پانڈے

ہفتہ ۲۷ ستمبر

صبح

۷ - ۰۵ بھگوان داس پانڈے : دھرپد
رام اوتار ٹھاکر : پکھاوج
۸ - ۴۰ اردو پروگرام : قانونی مشورے
بات چیت : ار لطافت حسین
ایڈوکیٹ : لطیفوں کی محفل

دوپہر

۱۲ - ۳۰ ر تو چاکے رنگ اور انرجی ،
آر۔ کے مودی سے بات چیت

اتوار ۲۸ ستمبر

صبح

۷ - ۰۵ اور رات ۱۰ - ۳۰
سیارام تیواری : گائن
پنالال ریادھلتے : پکھاوج
۸ - ۲۱ اور شام ۶ - ۱۵
چیتالی دتہ : نغم سنگیت
۹ - ۲۰ اردو پروگرام ، محفل سخن
(اسٹوڈیو مشاعرہ)
شرکار : جلال الدین اکبر
سراج احمد سراج ، مسعود عالم کیفی
رضا نقوی واہی ، یوسف پھلواری
۹ - ۴۵ 'آنکھوں کا سمیلن' بچوں کے لئے
ناٹک : تحریر : راکیش کمار

دوپہر

۱۲ - ۰۰ 'رجنی' : ناٹک
بنکم چندر چٹرجی کے ناول
'نیتا کمل' کا ڈرامائی عکس

شام

۷ - ۴۵ 'آزادی کے دیوانے بھگت سنگھ'

پیر ۲۹ ستمبر

صبح

۷ - ۰۵ آر پی شاستری : وائلن
۸ - ۲۱ اور شام ۶ - ۱۵
پرشورام شرما : نغم سنگیت
۹ - ۱۰ اردو پروگرام : "نئی نسل"
کہانی : شکیل حلالی
نظم شاعرہ : افسر حمزہ پوری

(آگے صفحہ ۴۷ پر)

بمبئی

بمبئی 'الف' : ۲۸۷٫۳ میٹر ۱۰۴۴ کلو ہرٹز
بزم : اردو پروگرام ، شام ۷ - ۳۰

منگل ۱۶ ستمبر

تاریخ کے معمار
بدرالدین طیب جی
از ڈاکٹر ظ انصاری
میری پسندیدہ کتابیں
پروفیسر خیر النساء
مہدی حسن کی آواز میں
فیض کا کلام

بدھ ۱۷ ستمبر

باتوں باتوں میں سلسلہ وار
موضوعی خاکہ
خواتین کے لئے
تحریر : رشیدہ قاضی
بمبئی کی سڑکیں
حسن غفور ڈپٹی کمشنر ٹریفک
اور فیاض رفعت کے درمیان
بات چیت

جمعرات ۱۸ ستمبر

پامپور کی ایک شاعر
غنائیہ : تحریر : سلام مچھلی شہری
گلوکار : راجکمار رضوی
اندرانی رضوی
موسیقی : موہن لال ایما
پیش کش : فیاض رفعت

جمعہ ۱۹ ستمبر

ادبی دستاویز : مظہر جان
جاناں پر فیچر

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صوت و صدا : غزلیں
پیش کش : رام سنگھ

اتوار ۲۱ ستمبر

علاقائی ادب : کشمیری میں
از اوتار کرشن رہبر
ودھر و میں اردو کا فروغ
منشار الرحمان خاں منشار
موسیقی

پیر ۲۲ ستمبر

سائنس کی دنیا
جواہرات : ایک ارضیاتی مطا
محمد اعظم
سائنس کی خبریں
اخبار و رسائل سے
سعید خاں
آپ بیتی جگ بیتی
مزاحیہ موضوعی خاکہ

منگل ۲۳ ستمبر

تاریخ کے معمار
میڈم کاما کی ملی خدمات
تحریر : مسز نور العین علی
مزاحیہ پروگرام : آؤ چاند پر
چلیں : تحریر : مجتبیٰ حسین

بدھ ۲۴ ستمبر

باتوں باتوں میں : موضوعی خاکہ
خواتین کے لئے
تحریر : رشیدہ قاضی
مشاعرے سے انتخاب کلام شاعر
مجروح ، محمود سعیدی اور
پریم کمار نظر

جمعرات ۲۵ ستمبر

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) : ۲۰۳٫۲ میٹر ۱۴۷۶ کلو ہرٹز
جے پور (ب) : ۲۳۶٫۴ میٹر ۱۲۶۹ کلو ہرٹز
اجمیر : ۴۹۷٫۵ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز

منگل ۱۶ ستمبر

صبح
۷-۰۵ پنڈت ڈی۔ وی۔ پلسکر: خیال
۷-۳۵ کہانی: از ونود سومانی
۸-۲۱ اور دوپہر ۱-۳۰
ریحانہ مرزا: لوک گیت
۹-۲۵ اسکول براڈکاسٹ: انیتا کشیری
شام
۵-۰۵ میرا دیوسائک جیون: تقریر
۹-۳۰ مہاران: سندھی ادبی میگزین
کہانی: "کویتا" اب جو سندھی ادب"
ناٹک سندھی: تقریر

بدھ ۱۷ ستمبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
نیرا شرما: ستار
دوپہر
۱-۱۰ اوم پرکاش مشر: لوک گیت
۱-۲۰ پریو رچنا اور پروہت: خیال
شام
۱۰-۰۰ پریم کی ویدی: پریم چند گوسوامی
ناٹک: پیشکش: ممتاز شکیب

جمعرات ۱۸ ستمبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
مدھو بھٹ تیلنگ: الاپ
پکھاوج پر سنگت: بی این پلریکر
۷-۳۵ مدھیہ سماجک پریویس میں ناری
۸-۲۱ رگھونندن شرما: لوک گیت

جمعہ ۱۹ ستمبر

صبح
۷-۰۵ اور دوپہر ۱-۳۰
نیاز احمد فیاض احمد: خیال
۷-۴۵ کرنی داں کو پاسے کرت سورج
پرکاش سے سود پاٹھ
۸-۲۱ شیام نرائن ماتھر: لوک گیت
۹-۲۵ اسکول براڈکاسٹ
پراتھمک کلشائیں: پتریکا کاریہ کرم
دوپہر
۱-۱۰ نسیم بانو: لوک گیت
شام
۹-۳۰ اکیلا گل مہر: ناٹک
تحریر و پیشکش: ممتاز شکیب
۱۰-۳۰ دیوی پرساد چٹرجی: ستار

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صبح
۷-۰۵ اور شام ۶-۳۰
نصیر ظہیرالدین خاں ڈاگر اور
نصیر فیاض الدین خاں ڈاگر
الاپ دھرپد
۸-۲۱ رادھے شیام: لوک گیت
۹-۲۵ اسکول براڈکاسٹ: کلشا ۱۰/۱۱
پریکشا مالا ۲۰ گنیت انواریہ
دوپہر
۱-۱۰ شوبھا اترے: لوک گیت
شام
۵-۰۵ سائنس کوئز: سپالن ڈاکٹر
سردار سنگھ

اتوار ۲۱ ستمبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
راجیش کمار کہتو: خیال
۷-۳۵ نئے سنکلپ نئے سوپان
آدھنک وستو ترن ویوستھا: تقریر
دوپہر
۱۲-۰۰ کیا میں اپنی ماں سے ادھک سکشم ہوں؟
بھینٹ وارتا
کھانا بنائیے دیگیانک طریقے سے
پری زرویٹو رنگ و سائنس کا
پریوگ: تقریر
۱۲-۳۰ "ہلے پر کی": جھلکی
تحریر: ہرپھول سنگھ
پیشکش: ممتاز شکیب
رات
۹-۳۰ کہکشاں: اردو ادبی پروگرام
اردو صحافت کے چند مسائل
اردو تقریر: کلام شاعر
ٹونک کی لسانی و ادبی خدمات

پیر ۲۲ ستمبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۰۰
برج موہن بھٹ: گٹار
دوپہر
۱-۱۰ شیلا سکینہ: لوک گیت
۱-۳۰ اونکار ناتھ ٹھاکر: خیال
شام
۵-۰۵ کھیل نیم گولف: تقریر
۱۰-۰۰ اے۔ کانن: خیال

منگل ۲۳ ستمبر

صبح
۷-۰۵ عبدالمجید: ٹھمری

بدھ ۲۴ ستمبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ارون بھادری: خیال
۸-۲۱ رام پرساد ساہو: لوک گیت
۹-۲۵ اسکول براڈکاسٹ: کلشا ۱۱
کاریہ کرم ۱۹: ہیڈ اینڈ سیک
دوپہر
۱-۱۰ نو کشور کھولیاں: لوک گیت
۱-۳۰ بدھ دیو داس گپتا: سرود
گنگو بائی ہنگل: خیال کلیانی
ستار
شام
۵-۰۵ میرے یوواکال کے روچک انوبھو
وی۔ این۔ کاک

تہذیب: تہذیبی سرگرمیوں
پر مبنی پروگرام
پیشکش: شمیم طارق
غزلیں: کلام: فدا فاضا
گلوکار: چندن داس

جمعہ ۲۶ ستمبر

سراج اورنگ آبادی
دستاویزی فیچر
تحریر: فصیح اکمل
پیشکش: فیاض رفعت
گلوکار: شاہ بانو

ہفتہ ۲۷ ستمبر

حالات حاضرہ: تبصرہ نگار
خان محمد یونس سمانی
کلام شاعر:
نغمہ: احمد حسین محمد حسین
تخلیق: عتیق حنفی

اتوار ۲۸ ستمبر

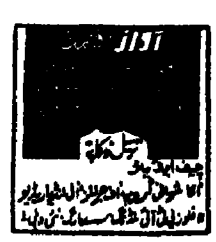
مباحثہ: سماجی شعور
اور فلمیں: شرکاء
راہی معصوم رضا
بی آر۔ چوپڑا
حسن کمال
فیاض رفعت: موڈریٹر

پیر ۲۹ ستمبر

آپ بیتی جگ بیتی
مزاحیہ موضوعی خاکہ
موضوع: قومی یکجہتی
مختصر تمثیل: تحریر: خواجہ احمد عباس

منگل ۳۰ ستمبر

مشاعرہ: شرکاء: بشیر بدر
قاضی سلیم • عزیز قیسی
محمد علوی



جمعرات ۲۵ ستمبر

صبح

۵-۰۰ اور رات ۳۰-۱۰۰

بےکما پنوار : وائلن

۲۰-۰ دان کمہاد شیتش : میرا گڈ

سے پدر · تقریر

۲۱-۹ رام - دیپ ساد یا : لوک گیت

۲۰-۹ اسکول براڈ کاسٹ

سبھی کاشامتی : پرشنوتر

دوپہر

۱۰-۱ تنا بدلا گیا ہے روپ

رسوئی اور بھوجن کا : تقریر

جمعہ ۲۶ ستمبر

صبح

۵-۰۰ اور رات ۳۰-۱۰

یکیش بہاری شرما : سرود

۲۵-۰ کہانی : راجستھانی

۲-۹ رام نواس ساہو : لوک گیت

۲۵-۱ اسکول براڈ کاسٹ

پراتھمک کلشائیں · انی کی کہانیاں

دوپہر

۱۰-۱ اونکار شرما · لوک گیت

۳۰-۱ محمد ارشاد خاں : خیال

شام

۵-۰۵ نلمور روپ : اپنی دھرتی، بھاپتر

۳۰-۹ گو بند : راجستھانی فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۷ ستمبر

صبح

۵-۰۰ اور شام ۲۰-۷

اپنے وان پٹ ورو دھن : خیال

۲۵-۹ اسکول براڈ کاسٹ : کلکشا ۱۱۱۰

پریکشا مالا : ہندی انواسیہ

دوپہر

۱۰-۱ نندلال گندھرو : لوک گیت

۳۰-۱ ہری پرساد چورسیا : بانسری

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار : چلتے پھرتے

یووا پیڑھی اور نشہ

ریکارڈنگ پر مبنی پروگرام

۱۵-۸ لو نگ لائف دو ماؤٹ میور

انگریزی تقریر

اتوار ۲۸ ستمبر

صبح

۵-۰۰ اور رات ۳۰-۱۰

رفیق حسین : ٹھمری

۲۵-۰ عرا یمن دکا موں میں تکنیکی : تقریر

دوپہر

۰۰-۱۲ سماج بھشتاچار نوارن میں نارن

کی بھومیکا : مباحثہ

۳۰-۱۲ "ایک لاکھ کا چیک" : جھلکی

تحریر : گو بند رام

پیش کش : ممتاز شکیب

رات

۳۰-۱ کہکشاں : اردو ادبی پروگرام

راجستھان ترقی کی راہ پر

شاہراہ پر : راجستھان کل آج

اور کل : تقریر : کلام شاعر

اردو میں داستان گوئی

پیر ۲۹ ستمبر

صبح

۵-۰۰ اور رات ۰۰-۱۰

معین الدین خاں : سارنگی

اللہ دیا خاں : طبلہ پرسنگت

۲۵-۰ ساجتیہ ری رین : سرود ھرم بھاو

راجستھانی تقریر

۲۵-۹ اسکول براڈ کاسٹ، کلکشا ۱۱

کاریہ کرم ۲۰ : دیات آریو

گو منگ ٹو .لی

دوپہر

۱-۱ تورن پروہت : لوک گیت

۲۰-۱ استاد فیاض خاں ، گائن

شام

۲۰-۹ گو بند : راجستھانی فرمائشی گیت

۰۰-۱۰ میرا کھرا ڈکر : خیال

منگل ۳۰ ستمبر

صبح

۵-۰۰ پیارے خاں : ستار

۲۱-۹ اور دوپہر ۳۰-۱

سشیل کمار ڈانگی : لوک گیت

۲۵-۹ اسکول براڈ کاسٹ : کلکشا ۱۱

کاریہ کرم ۲۱ : وہات بینڈ

رات

۳۰-۹ سندھی کوی گوشٹی

بیکانیر

۳۱۵۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

منگل ۱۶ ستمبر

صبح

۳۰-۰ وشوموہن بھٹ : گٹار پر

راگ بسنت مکھاری

۱۵-۹ اور دوپہر ۳۰-۱

رامیسور سہا : لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی : وگیان سماچار

گوپی رام شرما : وگیان وارتا

ویکلپ اور جاسرت اور جا

پرتاپ سنگھ رو بھائی

گیت سنگیت

۲۵-۹ آج کی بات : حق کی اطلاع پرنج

ڈاکٹر امین الدین

۲۰-۰ کرشی الوسندھان کیندروں سے

کھیتوں تک : دی۔کے۔گپتا

سے ملاقات

پھلدار پودوں کو کیڑوں سے

بچائیں : ٹی سوامی ناتھن

سے بات چیت

بدھ ۱۷ ستمبر

صبح

۳۰-۰ گوپال چندر نندی : وائلن پر

راگ بلاس خانی توڑی

۱۵-۹ اور دوپہر ۳۰-۱

عبد الغنی : لوک سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ پنڈت جسراج : خیال شدھ سارنگ

شام

۵-۰۵ یووا وانی : بوجھو تو جانیں

یووا پسند : آپکی چیٹھی ملی

۲۰-۷ کرشی لوک ایوم گرامین جگت

مونگ پھلی کی بوائی کب اور

کیسے کریں

سیاد پر سنگھ تنما دت سے

ملاقات

ریکتی سیل راجارام سے ملاقات

۳۰-۱۰ وائلن پر راگ مدھوونتی ، باگیسری

جمعرات ۱۸ ستمبر

صبح

۵۰-۰ اور رات ۱۵-۸

کنیش داس رنگا : گائن

سگم سنگیت

۱۵-۹ اور دوپہر ۳۰-۱

شانتا سکسینہ : لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ پرخیات کھلاڑی کا ہنارام

سے ملاقات

سنگیت کلاکار ، درگا شرما

گیت سنگیت

۲۰-۰ بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام

از بی۔سی۔پنوار

پشوؤں کو منہ پکا۔کھر پکا

روگ سے کیسے بچائیں : تقریر

از ترون گہلوت

۲۵-۸ پنّالال گھوش : بانسری وادن

جمعہ ۱۹ ستمبر

صبح

۳۰-۰ بدھا دیتیہ مکھرجی : ستار پر

راگ توڑی

۱۵-۹ اور دوپہر ۳۰-۱

علی محمد : لوک سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ کشوری امونکر : خیال بھوپ

شام

۵-۰۵ یووا وانی : روپک سماچار

شرو شاوں کے چٹکلے

١

اسیہ گیت
۷-۲۰ کرشی لوک ایوم گرامین جگت
گرامین شیتر اور چکتسا سویدھائیں
تقریر از ڈاکٹر بی۔ ایل۔ گپتا
گرامین لوک سے بھینٹ وارتا
۱۰-۳۰ بدھادتیہ مکھرجی : ستار پر
راگ دیش، باگیشری

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صبح
۷-۳۰ گووند پرساد جے پور والے
خیال گجری توڑی، ترانہ
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
گنیش ناتھ : لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ نیاز احمد فیاض احمد
خیال چندر پربھا

شام
۵-۰۵ یووا وانی: سماچار سنکلن
انل سنگھ وشٹ
جیون میں سنگھرش کا مہتو
تقریر: راجیش اگروال
گیت سنگیت
۶-۲۵ آج کی بات: بچوں کے لئے ماں
کا دودھ
۷-۲۰ گرامین وکاس میں بچوں کا
یوگ دان : دی۔ ایس گاما
سے ملاقات
کہانی (آندھ وشواس بھنگ)
اوستیش مہتہ

اتوار ۲۱ ستمبر

صبح
۷-۳۰ سامودایک گان شکشا
راجیندر پرستا: بانسری
پر راگ للت

شام
۵-۰۵ یووا وانی: سواستھ شکشا
تقریر: پدماوتی چوہان
سنگیت کلا کا سا پربھجیت کور
فلم سنگیت
۶-۲۵ آج کی بات: اپنے واہنوں
میں پٹرول کی بچت کم کیسے
کریں: ایس۔ سی گہلوت
۷-۲۰ دودھارو پشوؤں کو تھنیلا

روگ سے بچائیں: بات چیت
ڈاکٹر جے۔ ایس۔ یادو
ورکشوں کی پیداوار میں کرشی
پرسار کا مہتو: پی۔ ایس بھلا

پیر ۲۲ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اروند آپٹے: خیال سالگ ورالی
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
جگت نارائن گوسوامی
لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ استاد مشتاق حسین خاں
خیال: گن کلی

شام
۵-۰۵ یووا وانی : کاویہ پاٹھ
للت شیلی : کہانی
راز قادری ریاض

گیت سنگیت
۷-۲۰ گرامین درپن: ریکارڈنگ
پر مبنی
۱۰-۰۰ شیو کمار شرما: سنتور پر
راگ کروانی
اروند آپٹے: خیال جوگ کونس

منگل ۲۳ ستمبر

صبح
۷-۳۰ بینا پانی مشر: خیال بلاس خانی توڑی
اور ترانہ
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
غلام رسول : لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ پرشنوتری : شرکار :
سنتوش کمار آریہ، پورنما مشر
رام لال چودھری، دونیش گرے وال
سنچالک : راجکمار ودیھیچ
۶-۲۵ آج کی بات: بھائی چارہ کی بھاونا
ڈاکٹر امین الدین
۷-۲۰ دلہنی فصلوں میں پودھ سرکشن کا مہتو
جیلے سنگھ
بات چیت: کمزور دودگوں کے
لئے آواس سویدھائیں
ڈی۔ کے۔ کھنہ
۸-۱۵ پشپا ہنس: سگم سنگیت

بدھ ۲۴ ستمبر

صبح
۷-۳۰ سویتا دیوی: ٹھمری بھیرو ی میں
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
نثار خاں غیمری: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ ایم۔ آر۔ گوتم: خیال شدھ کلیان

شام
۵-۰۵ یووا وانی: بوجھو تو جانیں
یووا پسند: آپکی چٹھی ملی
۷-۲۰ کپاس کی فصل میں پودھ سرکشن کا مہتو
بات چیت: امر سنگھ راٹھور
پرگتی شیل کرشک
شو نارائن سے بھینٹ
۱۰-۳۰ سویتا دیوی : ٹھمری

جمعرات ۲۵ ستمبر

صبح
۷-۵۰ اور رات ۹-۱۵
سانورلال رنگا: سگم سنگیت
بھجن
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
افروز بانو: لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ بھینٹ وارتاؤں پر مبنی
کنٹھت من نشہ کی سترن
گریش کمار شرما
۷-۲۰ بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
پیش کش: راجیندر ماتھر
پشوؤں سے منشیوں میں پھیلنے
والی بیماریاں اور روک تھام
ڈاکٹر پی۔ آر تیترا
۸-۲۵ دی۔ جی۔ جوگ : وائلن پر
راگ جھنجھوٹی

جمعہ ۲۶ ستمبر

صبح
۷-۳۰ راجن مشر ساجن مشر
خیال جونپوری
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
فاطمہ: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ استاد رجب علی خاں
خیال باگیشری

شام
۵-۰۵ کیا یووا پراچین وراثت کی
یووا رہے ہیں؟: مباحثہ
شرکار: کلدیپ سنگھ
اودے راستے، انل کمار مارودہ
عائشہ پروین اور سنگیتا بکسر
۷-۲۰ مدھومیہ روگ کے کارن
لکشن اور ندان
ڈاکٹر ڈی۔ آر کلانی سے ملاقات
روزگار سوچنا
بھینٹ وارتا: گرامین یووک
سے
۱۰-۳۰ راجن مشر ساجن مشر
خیال درباری اور سوہا کانہڑا

ہفتہ ۲۷ ستمبر

صبح
۷-۳۰ سردجیت : ستار پر
راگ اہیر للت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
فتح کمار دیاس: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ پروین سلطانہ
خیال رجنی کلیان

شام
۵-۰۵ سماچار سنکلن
ایم۔ بی۔ اے کورس کے سمبندھ
میں ردی ٹیکو سے پرامرش
گیت سنگیت
۶-۲۵ آج کی بات: ڈاکٹر پرمود بھانی
۷-۲۰ سمپردایک سدبھاؤ اور
ہمارے تیرتھ استھل
مگیز سنگھ سے ملاقات
کویتا پاٹھ: راجیندر آٹھا

اتوار ۲۸ ستمبر

صبح
۷-۳۰ سامودایک گان شکشا
شو بھاگر لوٗ : دادرہ

شام
۵-۰۵ ابھی تھکنے کا سمے نہیں: تقریر
کملیش کمار شرما
سنگیت کلاکار راجیندر نارائن جوشی
امر شہید بھگت سنگھ: روپک
۶-۲۵ آج کی بات: ایس بی گہلوت

۷-۲۰ مریضوں کو سنکرامک روگوں سے کیسے بچائیں
ڈاکٹر بلویر سنگھ سے ملاقات
گرامین شیتر اور ودھتی کرن
راجا بابو ویاس

پیر ۲۹ ستمبر

صبح

۷-۳۰ رسک لال اندھاریا
خیال گجری توڑی

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
رام لال مراثی: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ کویتا گوشٹھی: شرکار
مہندر کمار آچاریہ، برجیش کمار ودھا
ششی پربھا کوشک
چندر کلا جین، پربھودت شریمالی
و کویتا سہگل

۷-۲۵ آج کی بات: پرمود بہانی

۷-۲۰ ملیریا اور کیڑا دھیوگ
ولوڈ گپتا سے بات چیت
دو بچوں کے جنم میں کتنا انتر
اور کیسے؟
ڈاکٹر نیلو بھاردواج

۱۰-۰۰ دامودر لال کا برا: سرود پر
راگ رام داسی ملہار
رسک لال اندھاریا
خیال باگیشری

منگل ۳۰ ستمبر

صبح

۷-۳۰ جگدیش پرساد پنڈت
خیال للت کٹھری بھیروی

۹-۱۵ اور دوپہر ۴۰-۱
احمد خاں: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ روپک: گیت سنگیت

۷-۲۰ ملیریا روگ کے کارن لکشن
اور اوپچار
ڈاکٹر ایس۔ بی۔ سنگھ
ربیع کی اگیتی سبزیاں اور بوائی
تقریر: جیے دیو سنگھ

۸-۱۵ نذر محمد: غزلیں

سورت گڑھ

۲۷ء ۳۲۵ میٹر ۹۱۸ کلو ہرٹز

منگل ۱۶ ستمبر

صبح

۸-۲۱ مرو منگل: رام بخش سوڑھا

دوپہر

۱-۱۰ گھر آنگن: رکشا بندھن،
مالتی دو پہیہ: بار بار پرسو کتنا
نقصان دہ: از ڈاکٹر ہما نشو

۱-۵۰ کھیت کھلیان: مٹر کی انت فصلیں
اور وشیشتائیں: بھوپیندر سنگھ سلوجہ

۲-۲۰ مرو منگل: رام بخش سوڑھا

شام

۵-۳۰ یووا وانی: وارتا پراج نیت
اور یووا ورگ از راجکمار جگ
سنگیت سمن از جتندر ناتھ ریچھی

۶-۱۵ دھان کی فصل کو کیڑوں سے
بچائیں: ارون کمار ہجیلا

۷-۲۵ مرو منگل: رام بخش سوڑھا

۸-۱۵ پریم پہوا: سگم سنگیت

بدھ ۱۷ ستمبر

صبح

۷-۳۰ روگ اور نداں: 'ہردے روگ'
از ڈاکٹر مہابیر کسوال

۸-۲۱ مرو منگل: سلوچنا کھیر

دوپہر

۱-۵۰ مونگ پھلی کی فصل کو روگوں سے
بچائیں: از بی۔ ڈی۔ اجمیرا

۲-۲۰ مرو منگل: سلوچنا کھیر

شام

۵-۳۰ یووا وانی: کہانی: اشونی کمار شرما
کویتا: ہنیت سوہل

۶-۱۵ چوپال: آپنی کھیتی آپنی بات
خیالی رام جاندو سے ملاقات

۷-۲۵ مرو منگل: سلوچنا کھیر

جمعرات ۱۸ ستمبر

صبح

۸-۲۱ مرو منگل: ایوب شیر خانی

دوپہر

۱-۱۰ مہلا جگت: بیماریوں کی جڑ
کو پوشن: از ڈاکٹر ریتا اروڑا
بات چیت: سوتنترتا آندولن
میں اپنی بیسنٹ کا یوگ دان
از سریمتی لیلا شرما

۲-۲۰ مرو منگل: ایوب شیر خانی

شام

۵-۳۰ روزگار کے ستروت
ام۔ ال۔ وجے ورگیہ

۷-۲۵ مرو منگل: ایوب شیر خانی

۱۰-۰۰ ستیہ نارائن شرما: وائلن

جمعہ ۱۹ ستمبر

صبح

۷-۳۰ 'کتنے سوتنتر ہیں بھارتیہ: ہمتی
کے ارتھوں میں'
از رام نارائن سنگھ

۸-۲۱ مرو منگل: شیل ماتھر

دوپہر

۱-۳۰ لطافت حسین خاں: گائن

-۵۰ کھیت کھلیان: پرمانت بیج
اور اس کی اپیوگتا
از لکھویت راج بگریچہ

۲-۲۰ مرو منگل: شیل ماتھر

شام

۶-۱۵ چوپال: بات چیت
ساماجک کورتیاں اور ہمارا داتیو
از ہنومان دو میچ: بات چیت
مرغی پالن ایک لابھکاری ویوسائے
پی۔ آر۔ ست سنگی

۷-۲۵ مرو منگل: شیل ماتھر

۹-۳۰ روپک
تحریر: مدن شرما

۱۰-۰۰ شرن ساہنی: گائن

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صبح

۷-۳۰ کھلا آکاش: ہندی کے منو
ویگیانک اپنیاس، مہابیر مل
لوڑھا: کاویہ پاٹھ: ذاکر حسین
ہندی ساہتیہ میں آنچلکتا
ڈاکٹر ستیہ ورت

۸-۲۱ مرو منگل: کمل سومانی

دوپہر

۱-۵۰ آلو کی انت قسمیں اور وشیشتائیں
از ہری ہر سنگھ

۲-۲۰ مرو منگل: کمل سومانی

شام

۵-۳۰ یووا وانی: مجھے شکایت ہے

۶-۱۵ چوپال: ٹھابر لوٹی
کرشی پر تنو تری

۷-۲۵ مرو منگل: کمل سومانی

۸-۱۵ شاتتا سکینہ د نیلما شرما

اتوار ۲۱ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اپرادھ کا منو دگیان۔ اپرادھی
پرورتی: راجکمار گپتا

۸-۲۱ مرو منگل: شیو رام

دوپہر

۲-۲۰ مرو منگل: رام نارائن وساقی

پیر ۲۲ ستمبر

صبح

۷-۴۰ 'ردچک سنسار پکھیوں کا'
از ٹی۔ کے۔ گھوش

۸-۲۱ مرو منگل: ہنومان گھارد

دوپہر

۱-۳۰ منور علی خاں: گائن

۱-۵۰ کھیت کھلیان: وارتا
وسو پر کمپوسٹ کھاد کیسے بنائیں
از کے۔ آر۔ دھونیا

۲-۲۰ مرو منگل: ہنومان گھارد

شام

۶-۱۵ 'سنتولت آہار اور ہمارا سواستھ'
از ڈاکٹر راجندر چھابڑا
کویتا پاٹھ: مدن گہلوت

۷-۲۵ مرو منگل: ہنومان گھارد

۱۰-۰۰ صابری خاں و ستیہ دیو پنوار

سارنگی، وائلن
لکشمی شنکر: گائن

منگل ۲۳ ستمبر

صبح
۸-۲۱ مرومنگل: چرنجی لال تمور
دوپہر
۱-۱۰ پھوڑے پھنسی، کارن اور اپچار
۱-۵۰ پھل دار برکشوں کو روگوں سے بچائیں: از کلونت سنگھ
۲-۲۰ مرومنگل: افروز بانو
شام
۵-۳۰ یووادانی: وگیان کے نئے آوشکار: ستیش کمار ناگپال
وارتا: البرٹ آئن سٹائن از دتاتارا حمد
۶-۱۵ ربیع کی فصل کے لئے بیج اپادن ڈی. سی. سکینہ
۷-۲۵ مرومنگل: سونارام ساتھی و عبدالغنی
۸-۱۵ اوشا سیٹھ و انل کمار سگم سنگیت

بدھ ۲۴ ستمبر

صبح
۷-۳۰ راجستھان کی پرتی دھرتی پر تیر یکائیں: از فرید خاں
۸-۲۱ مرومنگل: فتح کماری دیاس
دوپہر
۱-۵۰ کپاس کی فصل کو روگوں سے بچائیں: از دیوی سہائے ورما
۲-۲۰ مرومنگل: گوری دیوی
شام
۵-۳۰ یووادانی: آپ کا بھئے از سنتوش شرما
یووا پرتبھا: راجندر
۷-۲۵ مرومنگل: ہنومان داس
۱۰-۰۰ ریش پرساد ورما: بانسری

جمعرات ۲۵ ستمبر

صبح
۸-۲۱ مرومنگل: اللہ جلائی بائی
دوپہر
۱-۱۰ مہلا جگت: مہلاؤں کے اتھان میں راجا رام موہن رائے کا
یوگ دان: کرشنا جین
پرتیچرچا: بچوں کے ویکتتو نرمان میں سنیوکت پریوار کی بھومیکا
بینا شرما، آشا شرما، کرن بادل
سدھا بھاٹیہ
۱-۵۰ کھیت کھلیان، گوبھی ورگیہ سبزیاں اور انکی انت قسمیں
بلدیو سنگھ سندھو
۲-۲۰ مرومنگل: امام الدین خاں
شام
۵-۳۰ یووادانی: کھیل کود 'روی شاستری' از چندریش جین
۶-۱۵ چوپال: گرامین چھیتر میں پینے جل یوجنا: مہا سنگھ بینوال
۷-۲۵ مرومنگل: سوہنی دیوی

جمعہ ۲۶ ستمبر

صبح
۷-۳۰ راجستھان میں اپلبدھ کام کی کریا از ستیش جسوجا
۸-۲۱ مرومنگل: دھیرا سین اور گوپال ڈانگی
دوپہر
۱-۳۰ وسنت راؤ پانڈے: گائن
۱-۵۰ کھیت کھلیان: مشرت فصلوں کی اپیوگتا از ڈاکٹر کے. ایس. ناتھاوت
۲-۲۰ مرومنگل: غلام رسول
شام
۶-۱۵ چوپال: بات چیت گنے کی فصل میں پودھ سنرکشن کاریہ: از کالورام سہارن
۷-۲۵ مرومنگل: رام لال میراثی

ہفتہ ۲۷ ستمبر

صبح
۷-۳۰ 'آپ کے لئے ہے': جیون بیما قسم: از مدن لال ملہوترا
۸-۲۱ مرومنگل: ظہور خاں
دوپہر
۱-۵۰ باجرے کی فصل میں پودھ سنرکشن کاریہ: اجے پال سنگھ
۲-۲۰ مرومنگل: بنسی لال
شام
۵-۳۰ یووادانی: وچار سمن
۶-۱۵ بگا جین لیشو رنا کی ایت دیکھ بھال: ڈاکٹر کاشی رام سپور
کھڑی فصلوں میں اردکوں کی اپیوگتا
۷-۲۵ مرومنگل: شیر محمد سولنکیا
۸-۱۵ شانتی جین و البرٹ کے جب سگم سنگیت

اتوار ۲۸ ستمبر

صبح
۷-۳۰ ہندو وارتا: ونگ و ایسی بھی کیا جلدی ہے، قرض لوٹانے کی: مزاحیہ تقریر از دین دیال شرما
۸-۲۱ مرومنگل: حمید خاں
دوپہر
۲-۲۰ مرومنگل: پھنتی بائی

پیر ۲۹ ستمبر

صبح
۷-۳۰ 'پرجاتیں اوچیکار تھا کرتویہ: از مہاویر پیڑی وال'
۸-۲۱ مرومنگل: رجھپال ڈھاڑی
دوپہر
۱-۳۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر: گائن
۱-۵۰ دھان کی فصل کو روگوں سے بچائیں از ہری رام پوٹلیا
۲-۲۰ مرومنگل: ستیہ نارائن پریما کرائن
شام
۶-۱۵ ہڈلوں کے روگ کارن و بچاؤ از ڈاکٹر ڈی. پی. بینوال
کہانی: ہنومان پرساد شرما
۷-۲۵ مرومنگل: پورن چند کامر
۱۰-۰۰ گوپال کرشن: وچتر وینا
پروین سلطانہ: گائن

منگل ۳۰ ستمبر

صبح
۸-۲۱ مرومنگل: کریم خاں کھیرلا ایوم بنارسی لال
دوپہر
۱-۱۰ دیس ایک سامایک کلنک بات چیت: رجنی مودی
روپک: کڑکوکڑ پیارو
۲-۲۰ مرومنگل: ہری اوم ورما
شام
۶-۱۵ چوپال: بات چیت پریوار سیمت رکھنے کے لئے اپلبدھ سویدھائیں از ڈاکٹر جے. پی. دھیمہ
۷-۲۵ مرومنگل: رام چندر
۸-۱۵ سمن کلیان پور: سگم سنگیت

بقیہ: لکھنؤ

۷-۲۵ سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ اسے بہری ہرن: غزل
۹-۳۰ اتر پردیش درشن

پیر ۲۹ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش: مہاکوی کالیداس کی تخلیق: میگھ دوتم کا سلسلہ وار نشریہ
۹-۱۵ شام ۳۰-۴ [illegible]
اشوک گوسوامی: وائلن
دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
افضال حسین خاں نظامی: گیت
رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: تقریر
۱۰-۰۰ کوی گوشٹھی

منگل ۳۰ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش: مہاکوی ملک محمد جائسی کی پدماوت کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین
۹-۱۵ کمار گندھرو: خیال
دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۱۵-۸
دھرم پال بڑبگیا: گیت، بھجن
۱-۱۰ گرہیہ لکشمی: کہانی شریمتی وجے بھاٹیہ
رات
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی از وینتھا چودھری

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۳٫۷ - ۱۳۱ ۵ کلوہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰٫۶ - ۱۱۹۷ کلوہرٹز

منگل ۱۶ ستمبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن : ہیرارام ناک
۷-۴۵ راجستھان کی پریم گاتھائیں
سلطان نہالدے : تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار : رام چندر گویل

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت
۱-۱۰ آیورویدک چکتسا پدّتی اور
روگوں کا علاج : مباحثہ
شرکا : وید مدن لال مہیشوری
وید وشنودت کوی راج اور
وید سمپت راج مہتہ
۱-۵۰ باجرہ و مکّا کے کھیتوں میں
ان دنوں کیا کریں ۔
۳-۱۰ وِمل مکھرجی : ستار پر
راگ درباری کانہڑا شوررنجنی

شام

۵-۰۵ آپ کے خط آپ کے گیت
۶-۳۰ مرغیوں کو ہونے والی بیماریاں
در روک تھام کے طریقے : تقریر
۷-۴۵ عفور خاں میراثی
راجستھانی سنگیت

بدھ ۱۷ ستمبر

صبح

۷-۱۵ ٹیلیفون : جھلکی
تحریر : مکل گوسوامی
۷-۳۰ رن جھن : بھنور لال ڈانگی
۸-۲۱ گیت گنجار : شنکر دامی
۸-۵۰ دوایکم بارہ سلسلے وار پروگرام
پیش کش : پی ۔ ایس ۔ تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ خریف فصلوں کو کیسے بچائیں
خاص خاص بیماریوں سے
تقریر

۳-۱۰ ہمانشو وشواس : اسنطور پر
راگ گجری توڑی

شام

۵-۰۵ یونانی چکتسا پدتی میں کچھ گھریلو
علاج : تقریر
سماجک سدبھاؤ اور وکاس
تقریر
۶-۳۰ سہکاری بازاروں کا چیزوں
کو مہیا کرانے میں حصہ : تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
منی رام لٹیال اور ساتھی
۱۰-۳۰ سورج نارائن پروہت
بانسری

جمعرات ۱۸ ستمبر

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک : بھانو پروہت
۷-۳۰ رن جھن : بھیرارام چودھری
۷-۴۵ وشوساہتیہ کے آلوک استمبھ
ملٹن : تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار : ستو بھارام دامی

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت
۱-۵۰ گنّے کی فصل کے نکیہ روگ اور
ان کی روک تھام کے طریقے
تقریر
۳-۱۰ ونایک راؤ پٹوردھن : گائن
راگ آنندی کیدار

شام

۵-۰۵ سردرد آخر کیوں ہوتا ہے : تقریر
۶-۳۰ گاؤں کی جھانکی پر پروگرام
۷-۴۵ سوہن لال اور ساتھی
راجستھانی سنگیت

جمعہ ۱۹ ستمبر

صبح

۷-۱۵ باپو اور کلیان کاری وچاردھارا

تقریر
۷-۳۰ رن جھن : شیر خاں
۸-۲۱ گیت گنجار : ویرسین دامی

دوپہر

۱۲-۳۰ شکنتلا جوشی : سگم سنگیت
۱-۵۰ پپیتے کی زیادہ پیداوار حاصل
کرنے کے طریقے : تقریر
۳-۱۰ راجیندر ویشنو : گائن
خان بندھو : گائن
راگ تلک کامود

شام

۵-۰۵ سنگیت سندھیا
۶-۳۰ پروڑھ شکشا کیندروں سے
کسانوں کو فائدے : تقریر
الگ الگ کاریوں کے لئے کسانوں
کو دی جانے والی قرض کی سہولتیں
۷-۴۵ کیول داس اور ساتھی
راجستھانی سنگیت

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم : دلیپ پریہار
۷-۳۰ رن جھن : شوچند نندادت
۷-۴۵ بات چیت : نہرو یووک کیندر پر
۸-۲۱ گیت گنجار : بندو خاں

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت
۱-۵۰ ٹماٹر کی کھیتی کے لئے ضروری
ہدایتیں : تقریر
۳-۱۰ پربھا اترے : گائن
راگ مارو بہاگ

شام

۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک
۶-۳۰ دِکاس چرن ۔ بھینٹ وارتاؤں
پر مبنی پروگرام
۷-۴۵ موہن لال وشاسٹری
راجستھانی سنگیت

اتوار ۲۱ ستمبر

صبح

۸-۵۰ دوایکم بارہ : پیش کش :
پی ۔ ایس ۔ تھپلیال
۹-۱۵ ہم نے آزادی کیسے حاصل کی
۱۹۲۰ء تا ۱۹۴۷ء : تقریر
سامانیہ گیان ۔ سوال جواب

پروگرام : سردار گرلس
ہائر سیکنڈری اسکول کے
طلبا کے ذریعہ

دوپہر

۱۲-۰۵ ماتر شِشو کلیان کے لئے خدمات
تقریر : کاویہ پاٹھ
ڈاکٹر رما سنگھ

شام

۵-۰۵ میری پسند : فلمی گیت
۵-۳۵ سیماڑے ری گوریج : جھکو
۶-۳۰ الگ الگ قسم کے کینسر کی بیماریاں
اور انکو روکنے کے طریقے
تقریر
خریف کی دہنی فصلوں کو
کیڑوں سے کیسے بچائیں

پیر ۲۲ ستمبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے
پیش کش ، قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن : سریتا ماتھر
۷-۴۵ تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار : نیک محمد ولد کمو خاں

دوپہر

۱۲-۳۰ کسم بھٹ : سگم سنگیت
۱-۱۰ دنکر کی اردیشی : تقریر
جنم پور و گربھ وتی مہیلاؤں
کی دیکھ بھال : ڈاکٹر کوشلیہ مہیشوری
سے تنا ردا پریہار کی بات چیت
۱-۵۰ انت فصل چکر کا مہتو : تقریر
۳-۱۰ استاد علاؤالدین خاں : سرود پر
راگ کوشی بھیرو

شام

۵-۰۵ پریمی کا بلڈ پریشر : مزاحیہ تقریر
کاویہ پاٹھ
۶-۳۰ نہرو یووک کیندروں سے یوکوں
کو لابھ : تقریر
پشو پالن ویوستھا کے لئے
بینکوں سے دی جانے والی قرض
کی سہولتیں
۷-۴۵ کپور چند : راجستھانی سنگیت
۱۰-۳۰ پنڈت رام نارائن : سارنگی پر
راگ مارو بہاگ ہمکری پیلو

منگل ۲۳ ستمبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: ارجن رام کو کنڈا اور ساتھی

۷-۴۵ اکیسویں صدی میں کیا ہو گا
شریریک انگ: پرتیہ روپن تقریر

۸-۲۱ گیت گنجار: غازی خاں ولد چھنگا خان

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت

۱-۱۰ ایلو پیتھک چکتسا پدتی: مباحثہ
شرکا: ڈاکٹر دنیش کو ٹھاری
نیہ من، دنیش چندر شرما

۱-۵۰ ہری کھاد کیسے بنائیں: تقریر

شام

۶-۳۰ مغربی راجستھان میں دودھ اتپادن

۷-۴۵ الوزادھا ایڈوانی
راجستھانی سنگیت

بدھ ۲۴ ستمبر

صبح

۷-۴۵ جورو کا غلام: جھلکی
تحریر: انل رام

۷-۳۰ رن جھن: آنند کور بہرا

۸-۲۱ گیت گنجار: رمضان خاں

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت: رتم بھارا وشیشٹ

۱-۵۰ پھول گوبی کی کھیتی: تقریر

شام

۵-۰۵ ہاسیہ کویتائیں: میرے سامنے والی کھڑکی عرف مجنو باڑا
مزاحیہ تقریر

۶-۳۰ بینکوں کے ذریعے دی جانے والی قرض کی سہولتیں

جمعرات ۲۵ ستمبر

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک
ڈاکٹر رما کانت شرما

۷-۳۰ رن جھن: چندر پرکاش پریہار

۷-۴۵ ہاسیہ پرہسن: مزاحیہ تقریر

۸-۲۱ گیت گنجار: رالولال گہلوت

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت

۱-۵۰ الگ الگ طرح کے راسایہ نک اورورکوں کا مہتو: تقریر

شام

۵-۰۵ آپ بھی سوچیئے

۶-۳۰ پنچایت سمتی جیتارن میں کئے جانے والے کام: تقریر
خریف کی فصلوں میں پودھوں کی حفاظت کے کام

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
دھنا رام نایک اور ساتھی

جمعہ ۲۶ ستمبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی جی کے خوابوں کا سوراجیہ
تقریر

۷-۳۰ رن جھن: حاکم خاں

۸-۲۱ گیت گنجار: نظیر خاں

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت: جگدیش کلا

۱-۵۰ مونگ و موٹھ کی فصلوں میں پودھوں کی حفاظت کا کام
تقریر

شام

۵-۰۵ چلتے چلتے: سگم سنگیت

۶-۳۰ بینکوں سے اسنا تکوں کو دی جانے والی قرض کی سہولیتیں: تقریر

۷-۴۵ پٹھا خاں: راجستھانی سنگیت

ہفتہ ۲۷ ستمبر

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: اکٹھے ادھا

۷-۳۰ رن جھن: سری دیوی چوہان

۷-۴۵ بات چیت: جیسلمیر ادیہ پرتین سنبھاونا

۸-۲۱ گیت گنجار: مشتاق خاں

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت

۱-۵۰ اڑد کی فصل میں پودھوں کی حفاظت: تقریر

شام

۵-۰۵ وشو پریٹن دیوس: تقریر

۶-۳۰ وکاس چرچا: بھینٹ وارتا پر مبنی

۷-۴۵ سری دیوی چوہان
راجستھان سنگیت

اتوار ۲۸ ستمبر

صبح

۸-۵۰ دوایکم بارہ: سلسلے وار
پیش کش: پی۔ ایس۔ تھپلیال

۹-۱۵ بنا حساب کا دن: ناٹک

دوپہر

۱۲-۰۵ بچوں کے روگ نرودھک ٹیکے
ملاقات

شام

۵-۰۵ میری پسند: فلمی گیت

۵-۳۵ سیما ڑسے ری گونج: جھلکو

۶-۳۰ ہڈی ٹوٹنے پر پرا تھمک اپچار
الگ الگ طرح کے کرشی کاریوں کے لئے بینکوں کے ذریعے دی جانے والی قرض کی سہولتیں

۷-۴۵ پکھراج پروہت
راجستھانی سنگیت

پیر ۲۹ ستمبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: سلسلے وار پروگرام: پیش کش: قاضی انیس الحق

۷-۳۰ رن جھن: مہرو الدین لنگا اور ساتھی

۷-۴۵ ماتی ایسران راجستھان: تقریر

۸-۲۱ گیت گنجار: امردان و ساتھی

دوپہر

۱۲-۳۰ شو بھا ویاس: سگم سنگیت

۱-۱۰ ایشور چندر ودھیا ساگر جینتی
تقریر: قومی ترقی میں عورتوں کا کردار: تقریر

۱-۵۰ خشک کھیتی کی اہمیت: تقریر

شام

۵-۰۵ تیاگ: کہانی
تحریر: سریش گوڑ

۶-۳۰ انت فصل چکر کی اہمیت
آلو کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے گن

۷-۴۵ پکھراج پروہت
راجستھانی سنگیت

منگل ۳۰ ستمبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: رتن کنور گہلوت

۷-۴۵ سماج شاستر کا لیکھن: تقریر

۸-۲۱ گیت گنجار: رانے خان

دوپہر

۱-۱۰ ملیریا روگ اور روک تھام
ڈاکٹر کے۔ سی۔ مدانی سے دنیش چند شرما کی بات چیت

۱-۵۰ خریف کی فصلوں کی کٹائی کب اور کیسے کریں

شام

۵-۰۵ آپ کے خط آپ کے گیت

۶-۳۰ نوزاد بچھڑوں کو ہونے والے روگ۔ کارن۔ لکشن و روک تھام کے طریقے: تقریر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
تارا رام کلاوت اور ساتھی

بقیہ:- پٹنہ

دوپہر

۲-۲۰ 'جل والیو کے مول تتو'
از کمار رام چندر سنگھ

رات

۱۰-۰۰ میتری سانیال: گاتن
شمشیر بہادر سنگھ: طبلہ

منگل ۳۰ ستمبر

صبح

۷-۰۵ وجے شنکر جھا: ٹھمری
چندر پال سنگھ: طبلہ

۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
مہیشور پرساد: سگم سنگیت

۸-۴۰ اردو پروگرام۔ فرقہ واریت کا رجحان کیسے ختم ہو؟: مباحثہ
شرکا: اوتکا ناتھ تروا ستو
میجر ملبیر سنگھ، قادر پال جیکس
شمائل نبی: مہتمم شان الرحمان

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت

۲-۲۰ اسکول براڈ کاسٹ
'پدار تھوں کے چکر'
از کرشن موہن چودھری

رات

۹-۳۰ 'سانولی': ناٹک
تحریر: ارچنا سنگھ

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال (الف) ۲۰۲٫۲۰ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز بھوپال (ب) ۲۴۳٫۴۲ میٹر ۱۲۳۳ کلو ہرٹز
شارٹ ویو:
صبح: ۷-۴۵ تک ۹۰٫۵۰ میٹر ۳۳۱۵ کلو ہرٹز ۸-۰۰ کے بعد ۵۰٫۰۸ میٹر ۵۹۹۰ کلو ہرٹز
دوپہر: ۱۴۸٫۸۸ میٹر ۱۸۰۰ کلو ہرٹز شام اور رات ۹۰٫۵۰ میٹر ۳۳۱۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، ۹-۰۵ (پہاڑی دیہات) دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتہ کو)
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتہ کو)

منگل ۱۶ ستمبر

صبح

۷-۳۰ ہری موہن شریواستو: بانسری
۷-۰۵ ترنگ: خزانہ کی کھوج: جھلکی
تحریر: کے۔ بی۔ سوتی
۸-۳۰ محفلِ سلام
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
کرن مشرا: لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
منور مالال: سگم سنگیت

بدھ ۱۷ ستمبر

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
لکھن لال شروڈکر اور ساتھی
لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
انور حسین: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
عبداللطیف خاں: سارنگی

رات

۱۰-۳۰ پدماوتی شالگرام: خیال

جمعرات ۱۸ ستمبر

صبح

۷-۰۵ ہندی تقریر: دیجے بہادر سنگھ
۷-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
آشا ورما گارگو اور سہیلیاں
لوک گیت

۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
شبھرا چٹرجی: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
رام داس منگرے: گائن

رات

۱۰-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

جمعہ ۱۹ ستمبر

صبح

۷-۰۵ نکھل بنرجی: ستار
۸-۳۰ اردو پروگرام: افسانہ
بات چیت: راماین کا تہذیبی پس منظر
غزل: استاد مشتاق حسین خاں
عبدالکریم خاں: گائن

دوپہر

۲-۰۰ شنکر شمبھو: بھجن
۲-۳۰ ثروت حسین: لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ رام چتر ملک: دھرپد
۱۰-۳۰ ایم۔ ایس گوپال کرشنن: وائلن

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صبح

۷-۰۵ باتوں باتوں میں سلسلے وار ناٹک
تحریر: کرشن مہتہ
پیش کش: پشپا تیواری
۷-۴۵ شوبھا گرٹو اپ شاستریہ گائن
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
پشپا پاگدھرے: سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ رام کشن پندلیشری: لوک گیت

اتوار ۲۱ ستمبر

صبح

۸-۳۰ سائنس پروگرام
برسات میں سور اور چھپکلی
تقریر: از بی۔ پی۔ گپتا

دوپہر

۱-۱۰ ارمیداس گپتا: سگم سنگیت
۲-۰۰ مکند ویاس: سگم سنگیت
۲-۳۰ سدھا ماتھر: لوک گیت

رات

۸-۳۰ سوپان: سوتنترتا سنگرام اور سامپردایک سدبھاؤ
از سندر لال ترپاٹھی
۹-۳۰ کہانی: اوم پرکاش مہرا
کویتا پاٹھ: پنکج پاٹھک
دیویندر پانڈے
۱۰-۰۰ ارمیداس گپتا: ٹھمری

پیر ۲۲ ستمبر

صبح

۷-۰۵ کوی ڈنکر پر
ہندی تقریر
ڈاکٹر ایم۔ ایس۔ پٹیل
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
نیلم ساہنی: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
راجیندر و!

دوپہر

۱۲-۳۰ سائنس پروگرام: بھینٹ وارتا
ڈاکٹر ٹی۔ الیس۔ مورتی
۲-۳۰ سروج آزاد: لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ ناٹک از پریکشت شرما

منگل ۲۳ ستمبر

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۳۰
جیتندر ابھیشیکی: خیال
۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
شانتی شرما اور سہیلیاں
لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
نسیم قریشی: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام: بزمِ سخن

بدھ ۲۴ ستمبر

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
رما مشرا: لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
راجیندر پکرو: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
اروند جوشی: ستار

رات

۱۰-۳۰ گنگوبائی ہنگل: گائن

جمعرات ۲۵ ستمبر

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۲-۳۰
سریش تیواری: لوک گیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰
مینا سکسینہ: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
میرادی راؤ: شاستریہ گائن

رات

۱۰-۳۰ لال گڈی جیارمن: وائلن

جمعہ ۲۶ ستمبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۰۰
عبدالصمد خاں: سارنگی
۸-۳۰ اردو پروگرام: طلسم ہوش رُبا
روپک: حصہ (۲)
تحریر: قمر احسن
پیش کش: اقبال مجید

دوپہر

۱۲-۳۰ نارائن راؤ ویاس: خیال
۲-۰۰ اوشا سیٹھ: سگم سنگیت
۲-۳۰ چتر نجن گھوشال: لوک گیت

ہفتہ ۲۷ ستمبر

صبح

۷-۰۵ باتوں باتوں میں سلسلے وار ناٹک
تحریر: کرشن مہتہ
پیش کش: پشپا تیواری
۷-۴۵ نرملا دیوی: ٹھمری
۸-۲۱ اور دوپہر ۲-۰۰

منجوسکینہ: سگم سنگیت

دوپہر

۲-۲ کوشل باتی پیغام اور سہیلیاں لوک گیت

اتوار ۲۸ ستمبر

صبح

۷-۲ سائینس پروگرام: وگیان کتھاؤں کا دکاس: گارگی سور

۹-۵ پورن سنگھ چوہان: بانسری

۱۰-۰ سندھی پروگرام: سلاھے ڈاکٹر کلا گنڈوانی

دوپہر

۱-۱ سریندر کور: سگم سنگیت

۲-۰ اقبال احمد صدیقی: غزل

۲-۲ رام گوپال یادو اور ساتھی لوک گیت

رات

۹-۲ وبھاوری: پستک سمیکشا ڈاکٹر سشیل ترویدی

پیر ۲۹ ستمبر

صبح

۷-۰ لکشمی نارائن وششٹھ ہندی تقریر

۸-۲ اور دوپہر ۰۰-۲ اوشا ٹنڈن: سگم سنگیت

۸-۲ نذر حسین: سارنگی وادن

دوپہر

۲-۲ سندھیا دیلے: لوک گیت

رات

۱۰-۰ داؤن ناٹک: دنیش داتے

منگل ۳۰ ستمبر

صبح

۷-۰ ترنگ: دھرت کے ڈونگے از دھرم پال جین

۷-۲ اوہارانی دولونیا: خیال

۷-۲ اور دوپہر ۳۰-۲ شری کانت پانڈے: لوک گیت

۸-۲ اور دوپہر ۳۰-۲ کسم بڑودکر: سگم سنگیت

۸-۲ اردو پروگرام: کتابوں کا شوق روپک: تحریر اور پیش کش: جاوید اختر

سرینگر

میڈیم ویو:

سرینگر (الف): ۲۶۸٫۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵٫۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

سرینگر (د) ۱۹۹٫۶ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز

: سرینگر (ب) ۲۹٫۱۰ میٹر ۱۰۱۴۰ کلوہرٹز ۹۱٫۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز

پہلی مجلس: صبح ۳۰-۶ سے ۰۰-۱۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۳۰-۱۱ سے رات ۰۵-۱۱ تک

(اتوار کو صبح ۳۰-۶ سے رات ۰۵-۱۱)

خبریں

کشمیری: صبح ۴۵-۷، شام ۲۵-۶ اردو: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱، رات ۱۵-۹

ہندی: صبح ۰۰-۹ سنسکرت: صبح ۰۰-۷

انگریزی: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۲، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۲۰-۹، دوپہر ۳۰-۱۲ اور ۰۰-۴ (دھیمی رفتار سے)، شام ۴۰-۷

کشمیری: صبح ۲۵-۹، دوپہر ۳۵-۱۲ اور شام ۳۰-۷

منگل ۱۶ ستمبر

صبح

۵۵-۷ اور رات ۳۰-۸ آرتی تکو: نعت

۰۰-۹ نوادب (کشمیری) تازہ کلام از رنجور تیلگامی

۳۰-۱۱ اور دوپہر ۳۰-۲ استاد رمضان جو و ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۰۵-۱ احمد حسین، محمد حسین: نعت

۱۰-۲ عبدالوحید خاں: گائن

شام

۱۰-۶ اکھ غزل: سدھارتھ کول اور غلام نبی شیخ

بدھ ۱۷ ستمبر

صبح

۱۵-۷ اور دوپہر ۰۰-۲ وی۔جی۔جوگ: وائلن وادن

۵۵-۷ آشا کول: غزل

۲۱-۸ مینہ مشن نہ زاتھہ اکینہ دلچسپ کتابہ بات چیت از پروفیسر جی۔ایل۔لابرو

۰۰-۹ نیا ادب (اردو) تازہ کلام از پروفیسر حامدی کشمیری

دوپہر

۰۵-۱۲ 'یورپ ایک خوشحال براعظم' آٹھویں جماعت کے طلبا کے لئے اردو میں پروگرام

۴۰-۱۲ "پراگاش": سائنی گنتھ راج ترنگی

۰۵-۱ غلام قادر روانی اور حمزہ داس موسیقی

رات

۳۰-۸ غلام قادر روانی: کشیری موسیقی

جمعرات ۱۸ ستمبر

صبح

۵۵-۷ اور ۳۰-۸ علی محمد: غزل

۰۰-۹ نوادب: کشمیری: افسانہ از بشیر اختر

۳۰-۱۱ غلام محمد ساز نواز و ساتھی

دوپہر

۰۵-۱۲ پرچھائیاں: اردو میں بات چیت برائے جماعت ہشتم

۳۰-۲ جی۔ایم ساز نواز و ساتھی صوفیانہ موسیقی

شام

۴۰-۶ اکھ غزل: سدھارتھ کول

جمعہ ۱۹ ستمبر

صبح

۱۵-۷ گاندھی کتھا: موختہ لر بھگتی سنگیت گاندھی جی چھہ وَنان

۵۵-۷ غلام حسن صوفی: غزل

۲۱-۸ گھر بار خاطر: پالتو جانور تہ بچہ بات چیت: از ڈاکٹر سید محمد شفیع

۰۰-۹ 'وسے یاد آئے شہید بھگت سنگھ' از ڈاکٹر بلجیت سنگھ

دوپہر

۰۵-۱۲ اسکول براڈکاسٹ: ہمارا آئین نویں جماعت کے طلبا کے لئے

۰۵-۱ ایم۔ایل۔ولی اور اقبال کول غزلیں

۱۰-۲ شوبھا گرٹو: گائن

شام

۱۰-۶ چمن من: اردو بچوں کے لئے کہانی از رویندر کاو

۴۰-۶ اکھ غزل: سدھارتھ کول

ہفتہ ۲۰ ستمبر

صبح

۵۵-۷ جی۔این۔شیخ: غزل

۰۰-۹ انگریزی بات چیت از ڈی۔آر۔ایل بھٹ

۳۰-۱۱ شیخ عبدالعزیز و ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۰۵-۱۲ اسکول براڈکاسٹ نویں جماعت کے طلباء کے لئے

۴۰-۱۲ پراگاش: 'یم اس عظیم مارکوپولو: تقریر

۱۰-۲ شجاعت خاں: ستار وادن

۳۰-۲ شیخ عبدالعزیز و ساتھی صوفیانہ موسیقی

شام

۴۰-۶ اکھ غزل: سدھارتھ کول

۹-۳۰ بزم شعر: شرکاء مجلس:
ایس، ایم ہادی، عرفان سجاد
جی۔ ایم۔ پروانہ، بی این گرد،
اعجاز غلام محمد لٹو، عبدالرشید ارشاد
عزیز حاجنی اور غلام محمد وانی

اتوار ۲۱ ستمبر

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
غلام محمد راہ : غزل

۱۰-۱۵ ہونہار : اردو
"سنو اور سناؤ": کہانی
از مہ جبیں غوثیہ : خبرنامہ

۱۱-۳۰ کشمیری میں ایک کھیل

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: انسان سترکتھ
گفتگو

۲-۱۰ شوکمار شرما : سنطور

شام

۴-۰۰ "ہی مال": زندگی تہ بیمہ
کتھ تہ کیازہ : انٹرویو
از پی۔ این۔ دلی

پیر ۲۲ ستمبر

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۱۰-۲
پنڈت روی شنکر : گائن

۷-۵۵ راج بیگم : غزل

۹-۰۰ اردو بات چیت: علی محمد لون

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ: "زعفران"
چوتھے اور پانچویں جماعت
کے طلباء کے لئے بات چیت

۱۲-۴۰ "پراگاش"
"کیستر گژھ لو بہ ونی"

رات

۸-۳۰ رحمت اللہ خاں: کشمیری موسیقی

۹-۳۰ "تم میرے پاس رہو": اردو کھیل
تحریر: بشیر شاہ

منگل ۲۳ ستمبر

صبح

۷-۵۵ شمیم دیلو : غزل

۹-۰۰ نوّ ادب : تازہ نظم
از ایم۔ ایل۔ ناز

۱۱-۳۰ ایم، اے بیتاری و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
انگلش بائی ریڈیو: چھٹی اور
ساتویں جماعت کے لیے انگریزی
پروگرام: ترتیب و پیشکش:
سی آئی، ای، ایف، ایل
حیدرآباد اسکول بورڈ

۲-۱۰ روی شنکر : ستار

شام

۶-۴۰ رحمت اللہ خاں: ایک غزل

بدھ ۲۴ ستمبر

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۱۰-۲
پروین سلطانہ : گائن

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
نسیم اختر : غزل

۹-۰۰ نیا ادب (اردو)، نظم
از اکبر جے پوری

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
آٹھویں جماعت کے طلباء کے
لئے اردو میں بات چیت

۱۲-۴۰ پراگاش: سائنس کتھ
راج ترنگنی: ایم۔ ایل کیکاو اور
ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۱-۰۵ نسیم اختر اور محمد صدیق پانپوری
کشمیری موسیقی

جمعرات ۲۵ ستمبر

صبح

۷-۵۵ آر۔ کے۔ کاچرو : غزل

۹-۰۰ نوّ ادب : نظم
از منظور دلنوی

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
جی ایم ساز نواز و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ: جانوروں
کی دیکھ بھال
آٹھویں جماعت کے طلباء کے
لئے اردو میں بات چیت

۲-۱۰ پرکاش وڈیرا : بانسری

شام

۶-۴۰ رحمت اللہ خاں: ایک غزل

جمعہ ۲۶ ستمبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا : موختہ لر
بھگتی سنگیت
گاندھی جینتی و تان

۷-۵۵ ریتا کول : غزل

۸-۲۱ گھرہ بارہ خاطرہ: گھر سجاوٹ،
از نزہت داؤدی

۹-۰۰ ہندی بات چیت
از محمد امین بٹ، انسپکٹر پولیس

دوپہر

۲-۱۰ پربھا اترے : گائن

شام

۶-۱۰ چمن من : بچوں کے لئے کہانی
از رینو کا یشنوی

۸-۳۰ ریتا کول : موسیقی

ہفتہ ۲۷ ستمبر

صبح

۷-۵۵ اور ۸-۳۰
شستی چوپڑا : غزل

۱۱-۲ اور دوپہر ۱۰-۲
مشتاق احمد: صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
"ٹوئیس پا سیچر": نویں جماعت
کے طلباء کے لئے انگریزی میں
ایک فیچر: تحریر: اشوانی وانگنو

۱۲-۴۰ پراگاشس : تحریک آزادی
ہنز کتھ : ڈاکٹر ایم۔ کے ٹینگ
اور ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

شام

۶-۴۰ رحمت اللہ خاں: ایک غزل

اتوار ۲۸ ستمبر

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
جلال گیلانی : غزل

۹-۰۰ نیا ادب (ہندی)

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: تحریک آزادی ہنز کتھ
ڈاکٹر ایم۔ کے ٹینگ اور
ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ اودھ کار ناتھ ٹھاکر: گائن

۲-۳۰ ٹیچرس فورم: اسکولوں میں پڑھنے
کی بہتر اور مؤثر ترقی: ایک گفتگو

سہ پہر

۴-۰۰ ہی مال: زنانہ بندہ خاطرہ ورزشہ
ہند ضرورت
ڈاکٹر شبنم گھاسی سے انٹرویو

پیر ۲۹ ستمبر

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۱۰-۲
بسم اللہ خاں : شہنائی

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
کیلاش مہرہ : غزل

۹-۰۰ "شہید بھگت سنگھ ایک عظیم
مجاہد آزادی": اردو بات چیت
از سلیم قدوائی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ: چوتھی
اور پانچویں جماعت کے طلباء
کے لئے اردو میں بات چیت

۱۲-۴۰ پراگاشس: "دکویرہ کیازہ"،
ڈاکٹر بی۔ ایل۔ کول اور ایم کے
پارمو کے درمیان گفتگو

رات

۹-۳۰ "ینامہ": کشمیری کھیل
تحریر: سومناتھ زتشی

منگل ۳۰ ستمبر

صبح

۷-۵۵ اور رات ۸-۳۰
وی۔ کے۔ ملاّ : غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۳۰-۲
غلام محمد قالین باف و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ: چھٹی
اور ساتویں جماعت کے طلباء
کے لئے انگریزی: ترتیب و
پیشکش: سی۔ آئی۔ ای۔ ایف
ایل حیدرآباد

۲-۱۰ ہری پرساد چورسیہ : بانسری

شام

۶-۴۰ ایک غزل: نسیم اختر



آ کا شوانی اورنگ آباد
دو پروگرام
ب رنگ ' کے تحت
ی کلیاں '

ی نیشنل انگلش ہائی اسکول
نگ آباد
طلبار
رنگارنگ پروگرام
ش کرتے ہوئے ۔

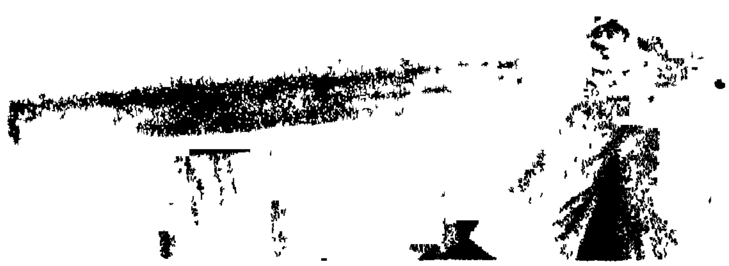
سلم مطلقہ خواتین کے تحفظ کا ایکٹ'



موضوع پر ریڈیو کشمیر لیہہ سے نشر
ٹگو کے شرکا

ئیں سے
شفیع لاسو' ایڈووکیٹ
ی محمد عمر ندوی' میر واعظ لداخ
سید احمد خان' چیف جوڈیشل مجسٹریٹ لداخ
کے رینا ۔ پروگرام ایگزیکٹو

ایم والی' سینیئر پروسی کیوٹنگ آفیسر لیہہ



کستوری لال تلوار ۔
انڈیا ریڈیو

شتو سروس سے
معلوماتی تقریر
ش کرتے ہوئے





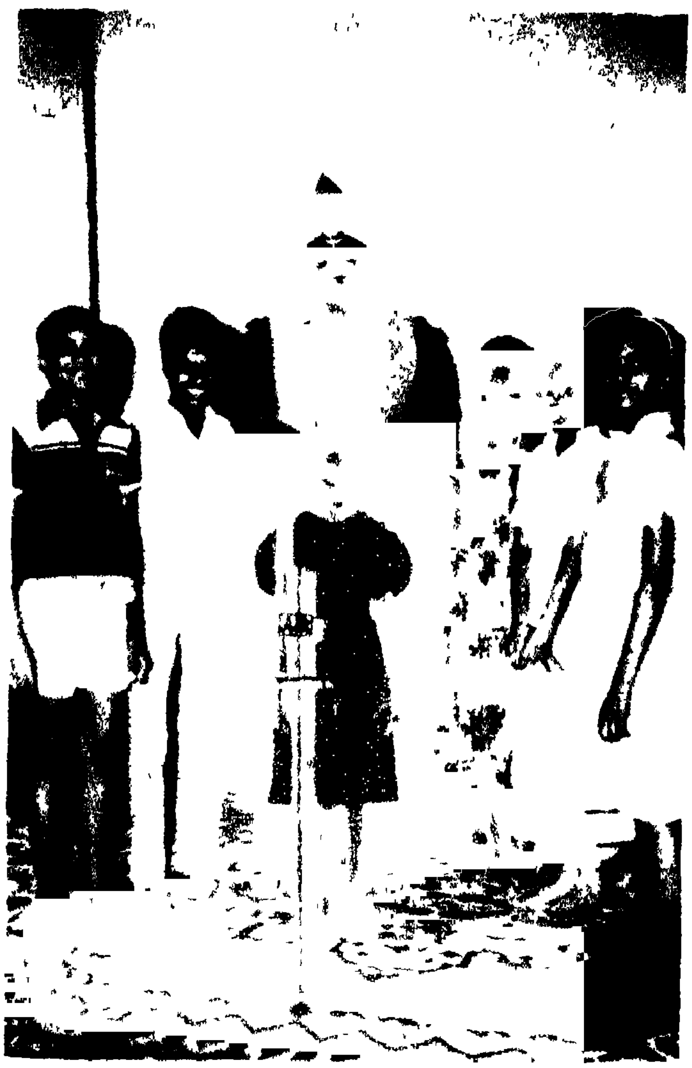
مشہور ستار نواز اروند پاریکھ کے ساتھ ایک انٹرویو وودھ بھارتی کے 'سنگیت سریتا' میں نشر ہوا ۔

Regd No D-(C)39
RN No 14253/

16th SEPTEMBER 1986

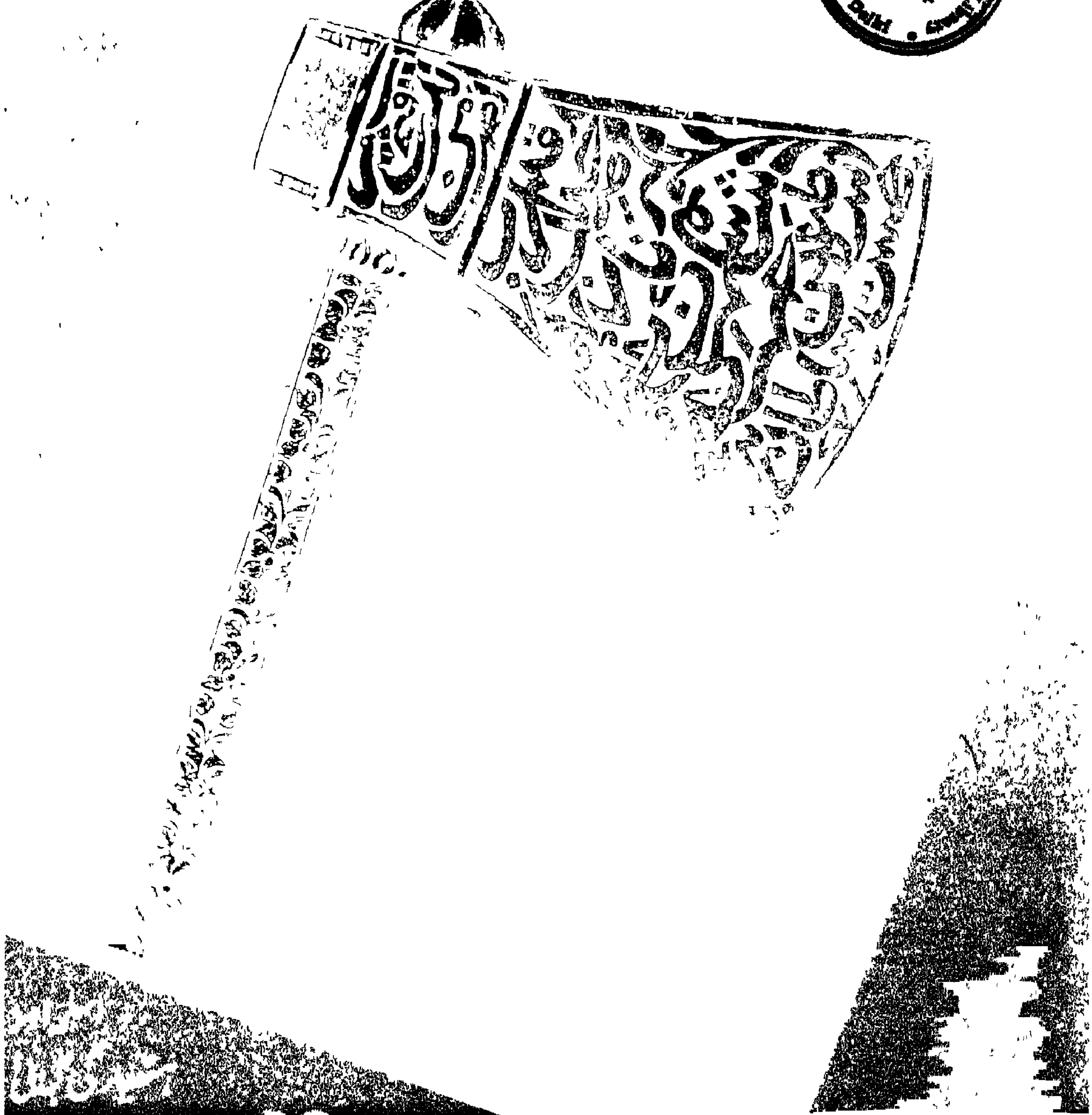
Licensed (U 23) to post without prepayment at PSO New Delhi







Published by the Director General All India Radio at the office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals PTI Building II floor Sansad Marg New Delhi 110001
Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press Faridabad



اس بار غزلیں ناگپور سے

عشرت ویلوری

تجھ سے کیا کہیں ہمدم جب کبھی نظر ڈالی ہم نے ماہ پاروں پر
یہ بھی اک حقیقت ہے داغ دل ابھر آئے اپنے چاند تاروں پر
یہ تو سب ہی کہتے ہیں زندگی کے ہنگامے دل فریب و دلکش ہیں
یہ کوئی نہیں کہتا زندگی مصیبت ہے اب بھی غم کے ماروں پر
عشق اس کو کہتے ہیں گرمیٔ وفا دیکھے آکے بزم میں کوئی
حسن کے فدائی ہیں جل رہے ہیں پروانے شمع کے اشاروں پر
ان کی انجمن کا ذکر وہ بھی موسم گل میں حوصلے کی باتیں ہیں
چوٹ جب سے کھائی ہے نغمہ بن گیا نالہ دل کے ٹوٹے تاروں پر
غم نہیں ہمیں اپنی ناؤ کی تباہی کا اپنے ڈوب جانے کا
غم ہمیں اسی کا ہے توڑ بیٹھا طوفاں بھی اپنا دم کناروں پر
ہم نے یہ تو دیکھا ہے باغباں نئے آئے باغ کی روش بدلی
بات کیا ہے دیوانے پھر بھی ہنس رہے ہیں گل شبنمی بہاروں پر
اس میں شک نہیں کوئی آدمی نکھرتا ہے غم کی چھاؤں میں عشرت
ہم نے یہ بھی دیکھا ہے زیست رقص کرتی ہے خنجروں کی دھاروں پر

ظفر مرزا ظفر ناگپوری

کم بخت دل مضطر ہر رنگ کا حاصل تھا
دیوانوں میں گنتی تھی فرزانوں شامل تھا
نو وارد ہستی بھی اک چلبلا کل بل تھا
رونے کا بھی عادی تھا ہنسنے میں بھی شامل تھا
عاقل بھی تھا جاہل بھی رسوائے زمانہ بھی
جو کچھ بھی تھا اے صاحب پھر بھی وہ میرا دل تھا
طوفاں بھی پریشاں تھا پابندی ساحل سے
موجوں کے تھپیڑوں سے نالاں دل ساحل تھا
جو دور تھا واعظ سے اچھا ہی رہا سب سے
دل عقل کا پیرو تھا آسودۂ منزل تھا
دنیا کا تماشہ تھا تو خود تھا تماشائی
ہم رونق محفل تھے تو بانیٔ محفل تھا
اب ہم ہیں شب غم ہے بے کیفی ہستی ہے
دنیا میں بھی ہم تھے جب اپنا جواں دل تھا
رحمت کا سمندر تھا عصیاں کی نمائش بھی
چہرہ پہ جو اس بت کے سٹا ہوا اک تل تھا
ٹھکرا دیا نخوت سے اظہار صداقت پر
جھڑکا دیا کیوں تو نے کیا میں کوئی سائل تھا
خادم ہے ظفر اس کا کہتے ہیں جسے تاطق
سورج کی طرح روشن جو مرشد کامل تھا

صفدر

بستیوں کے شور و شر سے دور پڑھتے ہیں زبور
آسمانوں پر فرشتے شاخساروں میں طیور
ایک جامد بے صدا پتھر کا ہے سینے پہ بوجھ
دست و لب کی شعلگی میں جل گیا آنکھوں کا نور
صحرا صحرا جل رہے ہیں آگ سے پرتاب ہاتھ
سنگ و خس میں ہو گئے روپوش دونوں نار و نور
دیکھتے ہی دیکھتے ہم لوگ روشن ہو گئے
خوف سے چونکے مناظر بھاگتے ہیں دور دور
ماس کے پیڑوں سے جھولیں آتشیں گولائیاں
دم نہ لینے پایا رہرو ہل گئی شاخ غرور

ڈاکٹر فدا المصطفیٰ فدوی

سورج کا شہر سائے کا پیکر نہ چھین لے
سر سے خیال یار کی چادر نہ چھین لے
کلیوں کی آنکھ کھلتے ہی موسم بدل نہ جائے
پت جھڑ کی رت بہار کا منظر نہ چھین لے
اے باغباں شجر سے مرے نام کا ثمر
ڈرتا ہوں کوئی ہاتھ بڑھا کر نہ چھین لے
منڈلا رہا ہے سر پہ بڑی دیر سے عقاب
غفلت میں ہاتھ سے یہ کبوتر نہ چھین لے
ہر شخص بے لباس ہے بستی سے بھاگ چل
تیرا لباس کوئی فسوں گر نہ چھین لے
لوٹ آؤں پانیوں کے سفر سے دعا کرو
مجھ سے مرا وجود سمندر نہ چھین لے
فرسودگی کی گرد جھٹک دو نیام سے
فدوی یہ تیغ تیز کا جوہر نہ چھین لے

محبوب راہی

کس کے در پر لگاؤں صدا، کون ہے
تو نہیں ہے تو میرا خدا کون ہے
مجھ کو پیہم یہ للکارتا کون ہے
میرے اندر یہ میرے سوا کون ہے
کھٹکھٹاتا ہے زنجیر احساس کی
کون ہے یہ ذرا دیکھنا کون ہے
سچ تو یہ ہے کہ کوئی بھی اپنا نہیں
یوں تو اپنے ہیں سب دوسرا کون ہے
ناخدا جتنے تھے سب خدا بن گئے
اس سفینے کا اب ناخدا کون ہے
سب ضرورت کے دھاگوں سے مربوط ہیں
بے غرض کون ہے بے ریا کون ہے
ذہن ہے، دیکھنے والی آنکھیں بھی ہیں
سوچتا کون ہے دیکھتا کون ہے
میں تو خاموش ہوں ظلم پر جبر پر
میرے اندر یہ پھر چیختا کون ہے
مسئلہ یہ نہیں ہم شکستہ ہیں کیوں
یہ کہ آخر ہمیں روندتا کون ہے
کب سمندر کو پرواہ ہے اس بات کی
تیرتا کون ہے ڈوبتا کون ہے
میری سچائی کے معترف ہیں سبھی
بات میری مگر مانتا کون ہے
آج محبوب راہی کے اس دور میں
میر و غالب کو پہچانتا کون ہے

خواجہ معین الدین مخلص

دیدہ وریوں تو کئی ہم نے بھی انساں دیکھے
وہ نہ دیکھا جو ترا جلوۂ تاباں دیکھے
باغباں باغ میں مجھ سا بھی ہے انساں کوئی
خار کی نوک میں جو رنگ بہاراں دیکھے
کیا مداوا بھی کیا تو نے اے گردوں ان کا
ورنہ دکھ درد کی زد میں کئی انساں دیکھے
مجھ کو بخشے ہیں وفاؤں کے صلے میں آنسو
یہ ترا فرض تھا اکثر مجھے خنداں دیکھے
ذکر آتا ہی رہے اہل ادب میں اکثر
میرے جذبات کی خوبی جو سخنداں دیکھے
اے اسیر دکھی پرواز دکھاؤ تو سہی
یوں قفس لے کے اڑو گردش دوراں دیکھے
جب مرے سر پہ رہے سایۂ رحمت مخلص
کیوں سر حشر کوئی مجھ کو پریشاں دیکھے

عبدالرب عرفان

بچے گھروں میں اپنے عزیزوں کے پاس ہیں
شوکیس میں حسین کھلونے اداس ہیں
میں قاتلوں کے شہر سے بچ کر تو آگیا
پرچھائیاں سی اب بھی مرے آس پاس ہیں
جو زندگی کے گرم لہو سے لکھی گئی
شاید اسی کتاب کے ہم اقتباس ہیں
تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو دوستو
ہم سر پھرے بلا کے قیافہ شناس ہیں
کل تک جو آ رہے تھے نظر بحر بیکراں
آج ان کو دیکھیے تو وہ خالی گلاس ہیں
عرفان زندگی سے نہ مانوں گا ہار ابھی
ماضی کے چند لمحے ابھی میرے پاس ہیں

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱	شمارہ ۱۹

یکم اکتوبر ۱۹۸۶ء [illegible] ۹ اشون ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹

ادارت
سراج احمد ۳۸۲۲۵۴
ہرمہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

ادارتی خط و کتابت ... چیف ایڈیٹر
... آل انڈیا ریڈیو ... نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

Telegram: "LISTENER" New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

...

دسہرہ کا فلسفہ

ڈاکٹر حامد اللہ ندوی

دوستو! آپ نے اقبال کی مشہور نظم "ہمالہ" ضرور پڑھی ہوگی جو ان کے مجموعۂ کلام بانگ درا کی سب سے پہلی نظم ہے۔ اس نظم کا پہلا بند ہے:

اے ہمالہ اے فصیل کشور ہندوستاں — چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں
تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں — تو جواں ہے گردش شام و سحر کے درمیاں
ایک جلوہ تھا کلیم طور سینا کے لیے
تو تجلی ہے سراپا چشم بینا کے لیے

آٹھ بندوں کی اس عقیدت بھری نظم میں اقبال نے ہمالیہ کو ایک ایسے دیو قامت انسان سے تشبیہ دی ہے کہ جس پر گردش شام و سحر کا کوئی اثر نہیں۔ ہزاروں لاکھوں سال گزر جانے کے باوجود آج بھی جوان ہے اور ایک وفادار سپاہی کی طرح ہندوستان کی حفاظت میں سینہ تانے کھڑا ہے۔

آج انسان اپنی سمجھ بوجھ، اپنی صلاحیت اور اپنی تخلیقی قوتوں کی وجہ سے کافی آگے بڑھ چکا ہے۔ یہ پہاڑ، یہ سمندر، یہ فضا، یہ آسمان، یہ جنگل، یہ بیاباں، یہ طوفان یہ ہوائیں، غرضیکہ کائنات کی کوئی چیز اس کو مرعوب نہیں کر پاتی۔ وہ ان سب کو کچھ ایسی چیزیں سمجھتا ہے جو مکمل طور پر اس کے تصرف میں ہیں، اور ان سے وہ جب اور جیسے چاہے کام لے لے۔ اسی لیے اقبال کی یہ نظم پڑھ کر آپ کہتے ہی میں آ سکتے کہ اقبال ایک بلند فکر شاعر تھے۔ ہمالہ کو ایک دیو قامت انسان قرار دے کر اس کے سامنے اپنا سر عقیدت خم کرنا ان کا محض ایک خیالی عمل ہے۔

مگر دوستو، حقیقت میں بات ایسی نہیں ہے کیونکہ انسان جب پہلی بار اس دنیا میں آیا تو وہ ننگا، بھوکا، بے سہارا تھا۔ اس کو دو وقت کی روٹی میسر نہ تھی، وہ بہت ہی حقیر تھا اور اپنے سامنے ان عظیم پہاڑوں، سمندروں اور دریاؤں کو دیکھتا، سردی گرمی ہوا اور خشکی کو محسوس کرتا۔ اندھیرے اجالے، دھوپ اور چھاؤں سے دوچار ہوتا تو وہ سمجھتا تھا کہ یہ سب وہ پر اسرار قوتیں ہیں جو اس کو روٹی دینے، زندہ رکھنے اور مارنے کی مجاز ہیں۔ لہٰذا وہ اپنا سر عقیدت ان کے سامنے جھکا کر انھیں ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ ہمالہ بھی قدرتی طاقتوں کی اسی عظمت و برتری کا ایک فلک بوس نشانی ہے۔

کہتے ہیں کہ اسی ہمالہ کی ایک شکتی، ایک طاقت، ایک دیوی تھی جس کا نام درگا تھا۔ وہ بہت ہی طاقتور اور غصہ والی تھی۔ اس کو دیکھ کر اچھے اچھے سورماؤں کے دل دہل جاتے ہیں۔ ایک بار ایک راکشس نے بہت طاقت حاصل کر لی اور وہ دیوی دیوتاؤں کو پریشان کرنے لگا۔ جب درگا کو اس کا پتہ چلا تو وہ اسقدر خفا ہوئی کہ فوراً اس کی تلاش میں نکل پڑی اور ایک ہی حملے میں اس راکشس کا کام تمام کر دیا۔ بھلائی برائی پر غالب ہو گئی۔ درگا اور راکشس کی یہ لڑائی سال کے ایک ایسے دن ہوئی تھی جو شمسی نظام کے حساب سے بڑا اہم دن تھا۔ اس دن، رات اور دن برابر ہوتے ہیں اور موسم بھی اعتدال پر آنے لگتا ہے۔ اس دن کی اس مذہبی، سماجی اور موسمی اہمیت کی بنا پر اس کو خوشی اور تہوار کا دن قرار دیا گیا۔ یہ تہوار ہر سال آشوین کی دسویں تاریخ کو یعنی ستمبر کے آخر یا اکتوبر کی ابتدا میں منایا جاتا ہے اور دسہرہ کہلاتا ہے۔ دیوالی اور ہولی کی طرح یہ بھی ہندوؤں کا ایک بڑا تہوار ہے۔

دسہرہ منانے کا اصلی دن تو آشوین ماہ کا دسواں دن ہی ہے لیکن اس کا سلسلہ نوراتری کے نام سے اس مہینے کی پہلی تاریخ سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ تین دن تک سرسوتی پوجا ہوتی ہے۔ گھر کی ساری مقدس کتابیں یکجا کی جاتی ہیں۔ ان پر حسن و دانش کی دیوی سرسوتی کی مورتی رکھی جاتی ہے۔ اشلوک پڑھے جاتے ہیں اور دیوی کو روپیہ پیسہ کی بھینٹ دی جاتی ہے۔ یہ پوجا گجرات اور مارواڑیوں

عام ہے۔ پانچویں دن للتا پنچمی کے نام سے للتا دیوی کی پوجا ہوتی ہے۔ اور یہ زیادہ تر مہاراشٹر میں رائج ہے کیونکہ للتا مہاراشٹر کی ہی صوفی منش دیوی تھی، نواں دن مہالومی کے نام سے اپنے آباء و اجداد کو یاد کرنے اور ان کے لیے مذہبی رسومات ادا کرنے کا دن ہوتا ہے اور دسواں دن دسہرہ ہے۔ یہ گویا نوراتری کے جشن کا آخری دن ہے۔ بنگال میں یہ درگا پوجا کے نام سے منایا جاتا ہے اور راکشس پر درگا کی فتح کی یادگار ہے۔ بنگال کے لوگ پورے نو دن درگا کی پوجا کرتے ہیں۔ دسویں دن اس کے نام پر بیلوں بھینسوں کی قربانی ہوتی ہے اور سرِ شام مورتی کو دریا میں بہا دیتے ہیں۔ شمالی ہند میں لوگ دسہرہ کو وجے دشمی کے نام سے مناتے ہیں۔ یہ دن راون پر رامچندر جی کے فتح پانے کا دن ہے اس دن رام کے تین دشمن راون، میگھ ناتھ اور کنبھ کرن کے پتلے بنائے جاتے ہیں۔ اور انھیں آگ میں جلایا جاتا ہے۔ رام لیلا کے نام سے ڈرامے اسٹیج کیے جاتے ہیں۔

عام طور پر دسہرہ کے دن سارا کاروبار بند کر دیا جاتا ہے اور سب لوگ نہاتے دھوتے صاف ستھرے کپڑے پہنتے اور اپنی اپنی روزی پیدا کرنے کے سامان کو جمع کر کے ان کی پوجا کرتے ہیں۔ کسان اپنے ہل، کھرپی اور پھاوڑے کو پوجتا ہے۔ مزدور اپنے بیلچے، پھاوڑے اور کلہاڑی کو پوجتا ہے۔ بڑھئی اپنے رندے آرے اور ہتھوڑی کو پوجتا ہے۔ نائی اپنے استرے، قینچی اور کنگھی کو پوجتا ہے۔ قصائی اپنے بغدے اور چاقو چھری کو پوجتا ہے، جلاہا اپنے لوم، سائز اور دھاگے کو پوجتا ہے، درزی اپنی مشین، سوئی، اور کپڑے کو پوجتا ہے، منشی اپنے کاغذ قلم اور دوات کو پوجتا ہے۔ دکاندار اپنے ترازو باٹ اور پیمانے کو پوجتا ہے۔ اس پوجا میں عورتیں بھی پیچھے نہیں رہتیں وہ بھی اپنا چولھا چکی جمع کر کے ان کی پوجا کرتی ہیں۔ غرضیکہ اس دن ہر شخص ان آلات و اوزار کی پوجا کرتا ہے جو دو وقت کی روٹی پیدا کرنے میں اس کی مدد کرتے ہیں۔ اس دن یہ ساری چیزیں محض آلات و اوزار نہیں ہوتیں بلکہ ان کی حیثیت چند ایسے محسنوں کی سی ہو جاتی ہے جنھوں نے سال بھر روزگار فراہم کرنے میں ان کی مدد کی۔

یہ تو عام آدمی کا دسہرہ ہے۔ لیکن ریاستوں کے حکمراں تو دسہرہ اور بھی شان سے مناتے ہیں۔ کیونکہ دسہرہ چھتریوں کا خاص تہوار ہے اور اس تہوار کے موقع پر ان کے لیے اپنی فوجی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ نویں دن سے ہی ان کی طرف سے فوجیوں میں روپیہ پیسہ تقسیم ہونے لگتا ہے تاکہ وہ ان پیسوں سے بھیڑ بکریاں خریدیں، ان کی قربانی دیں اور شاندار ضیافت منائیں۔ دسویں دن توپ و تفنگ اور لڑائی کے دوسرے ہتھیاروں کی پوجا ہوتی ہے۔

مہاراشٹر میں پیشواؤں کا دسہرہ بڑا شاندار ہوتا ہے صبح سویرے ہی اس کی تیاریاں شروع ہو جاتیں، فوجی زرق برق پوشاک پہنتے۔ اپنے ہاتھی گھوڑے اور اونٹوں کو سجاتے، زرہ بکتر نیزے بھالوں کو چمکاتے اور رنگ برنگی جھنڈیوں کے ساتھ جلوس کی صورت میں نکلتے۔ سب سے پہلے پیشوا کی سواری ہوتی۔ پھر وزراء امراء اور فوجیوں کی۔ یہ سب رسمی طور پر اپنی ریاست کی حدود پار کر کے ایک ایسی جگہ ڈیرہ ڈالتے جو اس مقصد کے لیے پہلے ہی سے چن لی جاتی تھی۔ وہاں اپنے اپنے ہتھیاروں کو پلاس یا شمی کے درختوں میں چھپا دیتے ان کی پوجا ہوتی۔ پوجا پاٹ کے بعد پیشوا اس مقدس درخت کے پتے توڑتا، تبرکاً سب کو تقسیم کرتا۔ پھر شاندار فوجی مظاہرہ ہوتا جس میں سارے فوجی حصہ لیتے۔ اس طرح یہ پورا جشن نہایت باوقار طریقے پر ختم کر کے اپنی اپنی منزل کی طرف لوٹ آتے تھے۔ اس دن تماشائیوں کا بھی ایک بڑا ہجوم جمع ہو کر ہر جگہ ان کو خوش آمدید کرتا تھا۔

میسور کا دسہرہ بھی بہت مشہور ہے جن لوگوں نے میسور میں دسہرہ کا یہ جشن دیکھا ہے، وہ آج بھی اس کی دھوم دھام شان و شوکت اور روشنی کو نہیں بھولے ہیں۔ اس دن کا سماں دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ دو ایک دن پہلے ہی سے ریاست کے کونے کونے سے لوگ کھنچ کھنچ کر میسور چلے آتے ہیں۔ پورا شہر سج دھج کر دلہن بن جاتا ہے۔ ہر طرف روشنی، ہر طرف چراغاں، پوری فضا حسن اور خوشبو سے چمکتی مہکتی ہے۔ شام کے وقت مہاراجہ کا جلوس نکلتا ہے۔ مہاراجہ ہاتھی پر سوار ہے۔ اس کے پیچھے اس کے وزراء، امراء اور فوجی اپنے اپنے آراستہ گھوڑوں پر سوار آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ساز اور آواز کی لہروں سے پوری فضا ناچ رہی ہے اور تماشائیوں کا سیلاب ہے کہ پھٹ پڑا ہے۔ روشنی، خوشی، حسن اور وقار کا ایک عجیب عالم ہوتا ہے۔ شام میں کھلا دربار جمتا ہے محل اور قلعہ روشنی سے ایک بقعۂ نور معلوم دیتے ہیں اس دن کرشنا راج ساگر کا حسن بھی دیکھنے کے لائق ہوتا ہے رات کی خاموشی میں فواروں، نہروں، اور حوضوں میں جگ مگ کرتے رنگ برنگی بلب پوری فضا کو ٹھنڈک اور نور سے بھر دیتے ہیں۔

دوستو! کبھی آپ نے بھی دسہرہ منایا ہے۔ اگر آپ نے خود کبھی دسہرہ نہیں منایا تو کم از کم پاس پڑوس میں اور لوگوں کو دسہرہ مناتے ضرور دیکھا ہوگا۔ کتنی رونق کتنی چہل پہل اور کتنی شان ہوتی ہے اس تہوار میں خاص طور پر شام میں چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اپنے ہاتھوں میں سونا لے کر اپنے بڑوں سے ملنے اور ان کی قدمبوسی کرنے کے لیے جاتے ہیں تو کتنا بھلا لگتا ہے یہ منظر۔ اگر آپ کو کبھی فرصت ملے تو غور کیجئے کہ اس سارے تہوار کا فلسفہ کیا ہے وہ کونسا جذبہ ہے جو اس شاندار عوامی تہوار کے پیچھے کام کر رہا ہے۔ بظاہر تو یہی معلوم دے گا کہ اور تہواروں کی طرح یہ بھی ایک تہوار ہے اور برائی پر بھلائی کے فتح پانے کا دن ہے لیکن اگر آپ ذرا اور کھلے ذہن کے ساتھ سوچیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ دسہرہ کا اس کے علاوہ بھی ایک فلسفہ ہے جو قدرتی ہے، سادہ اور حقیقت پسندانہ ہے۔ اور وہ ہے اپنی محنت سے اپنی روزی پیدا کرنا اور روزی دینے والے کا احسان ماننا۔ ایران کے ایک بڑے معلم اخلاق سعدی شیرازی نے کہا ہے

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانی بکف آری و بغفلت نہ خوری

ان کا کہنا ہے کہ یہ گھٹا، یہ ہوا، یہ چاند یہ سورج یہ زمین یہ آسمان سب تمہاری خدمت میں لگا دیئے گئے ہیں۔ تاکہ تم دو وقت کی روٹی پیدا کر سکو اور روٹی دینے والے کو ہر وقت یاد رکھو۔

(بمبئی سے نشر)

تجریدی کہانی اور

تجریدی کہانی جو ۱۹۶۰ء کے بعد اردو افسانہ نگاری میں اہم رجحان کے طور پر سامنے آئی۔ دراصل حالات کی تبدیلی اور وقت کے تغیرات کے ساتھ نئے نئے رجحان شاعری کی طرح افسانہ نگاری میں بھی شامل ہوئے۔ ان میں اشاریت علامیت اور تجریدیت خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ جدید افسانہ نگار زیادہ تر تجریدی اور علامتی انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگے اور کئی افسانہ نگاروں نے اس میں تجربے بھی کیے۔ لیکن جہاں تک خواجہ احمد عباس کا تعلق ہے انھوں نے تجریدی آرٹ کے متعلق اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ ذاتی طور پر بھی میں نے ان سے ایک انٹرویو کے دوران جب تجریدی افسانے کے متعلق پوچھا۔ تو میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے انھوں نے بتایا: "تجریدی افسانے کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ ایسے آدمی چاہئیں جو اسے سمجھ سکیں۔ اگر آدمی نہیں تو اس کا کوئی مستقبل نہیں۔"

خواجہ احمد عباس ایک ترقی پسند افسانہ نگار ہیں اور سیدھے سادے انداز میں مقصدیت کے تحت افسانے لکھتے ہیں۔ اپنے افسانوی مجموعے "نئی دھرتی نئے انسان" کے دیباچے میں اپنی افسانہ نگاری کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے وہ خود لکھتے ہیں:

> "انسان کی اندرونی زندگی، اس کے ذاتی اور نفسیاتی مسائل اور اس کی بیرونی سماجی اور اقتصادی زندگی میں ایک گہرا تعلق اور رشتہ ہے۔ جو کچھ دنیا میں، اس کے اپنے ملک اور اس کے سماج میں ہوتا ہے۔ اس کا اثر اس کے اپنے کردار پر اور اس کے افعال پر پڑتا ہے۔ جیسے جیسے دنیا، سماج، ملک کا اقتصادی، سیاسی اور سماجی نظام بدلتا جاتا ہے۔ اس طرح انسان بھی بدلتے رہتے ہیں۔ آج کے انسان وہ نہیں ہیں جو آج سے چار پانچ سو سال پہلے تھے۔ پرانے ادبی سانچوں میں وہ فٹ نہیں بیٹھتے۔ ان کو نئے

خواجہ احمد عباس

ڈاکٹر ضیاء الدین

ڈھنگ سے دیکھنے دکھانے کی، جانچنے کی، پرکھنے کی ضرورت ہے۔ آزادی کے بعد تو یہ سماجی اور نفسیاتی تبدیلیاں اور تیزی کے ساتھ ہو رہی ہیں۔ ان پڑھ کسانوں کے بیٹے زراعتی یونیورسٹیوں میں پڑھ رہے ہیں۔ جن کے باپ آج بھی لکڑی کے ہل چلاتے ہیں۔ وہ ٹریکٹر اور بڑے بڑے کرین اور بلڈوزر چلا رہے ہیں۔ جن کے باپ دادا زمینداروں اور ساہوکاروں کے آگے ماتھا ٹیکتے تھے، وہ آج سر اٹھاکر اپنا حق مانگ رہے ہیں۔ یہ بدلتا ہوا ہندوستان اور بدلتے ہوئے ہندوستانی میرے افسانوں کا موضوع ہیں۔"

آگے چل کر خواجہ احمد عباس اپنے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مشہور ترقی پسند فرانسیسی دانشور ژاں پال سارتر کا کہنا ہے کہ ادب میں زندگی کو آئینہ دکھانا بھی ایک انقلابی کام ہو سکتا ہے۔ جو ادیب سماجی حقیقتوں کا انکشاف اور ان کی پردہ دری کر رہا ہے، تخلیقی ادب کے ذریعے یہ انقلابی کام جہاں دنیا کے عظیم ترین ادیبوں جیسے ٹالسٹائے، گورکی، چیخوف، ٹیگور، سرت چٹرجی، منشی پریم چند، اپٹان سنکلر، ہیمنگ وے نے اپنے ادب کے ذریعے انجام دیا ہے۔ اور دوسرے عظیم ادیب جیسے اسٹائن بیک، ژاں پال سارتر اور کرشن چندر آج کر رہے ہیں، چھوٹے پیمانے پر میں بھی کر رہا ہوں، یا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

اس طویل اقتباس سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ کس مقصد کے پیش نظر افسانے لکھتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ کس طرح کے موضوعات پر وہ افسانے لکھنا پسند کرتے ہیں۔ خواجہ احمد عباس کا مقصد اصلاح معاشرہ ہے۔ اور یہ اصلاح کسی ایک شعبے تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہر پہلو سے معاشرے کی اصلاح کے خواہاں ہیں۔ اس میں مذہب، سیاست، اخلاق ہر سطح پر معاشرے کی اصلاح ان کا مقصد ہے۔ وہ ایک سچے قوم اور وطن پرست ہیں۔ ان کے نزدیک قومیت کسی واحد مذہبی اکائی کا نام نہیں ہے۔ بلکہ وہ پورے ہندوستانیوں کو ایک قوم سمجھتے ہیں اور اپنے تمام ہم وطنوں سے خواہ اچھے ہوں یا برے، روشن خیال ہوں یا ذات پات کے داعی ہوں اور رسم و رواج کے غلام۔ سب سے محبت کرتے ہیں۔ اور ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ اپنے افسانوں میں ان ہی کے چہرے اور کردار دکھانا چاہتے ہیں نہ صرف اوروں کو بلکہ خود ان کو، سماج کو آئینہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ یہ بھی بقول ان کے ایک انقلابی فعل ہو سکتا ہے۔ اور خود فہمی یا اپنی ذات کو سمجھنا بھی ان کے نزدیک بڑی سماجی اور نفسیاتی تبدیلیوں کو حرکت میں لا سکتا ہے۔

ان کے نزدیک افسانہ نگاری محض ایک آئینہ ہے۔ جس کے ذریعے وہ اپنے ہم وطنوں کو ان کے چہرے دکھاکر ان میں خود فہمی اور خود شناسی پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ لوگ خود کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ اور اس طرح معاشرے کو بہتر بنایا جا سکے۔ جہاں تک ان کے اس مقصد کا تعلق ہے۔ ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایک اعلیٰ و ارفع مقصد ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے اگر مختصر افسانے کی صنف کو چنا ہے تو یہ انتخاب بھی قابل تحسین ہے۔ کیوں کہ نثر میں اس سے زیادہ سریع التاثیر اور کوئی صنف نہیں ہو سکتی۔

خواجہ احمد عباس نے اپنی فکشن کا آغاز ۱۹۳۶ء میں "ابابیل" سے کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ترقی پسند تحریک اپنے عروج پر تھی۔ چناں چہ خواجہ احمد عباس اپنے ہمعصروں کی طرح اتنی بڑی اور جامع ادبی تحریک سے کیونکر الگ رہ سکتے تھے۔ جبکہ ان کے اپنے عقائد و نظریات کی اساس مارکسزم اور گاندھی واد کے اصولوں پر مبنی تھی۔ اس لیے انھوں نے اردو کے دوسرے ادیبوں کی طرح وقت کی پکار پر لبیک کہا اور اس تحریک کے



زیر اثر لکھنا شروع کیا۔ اس طرح ان کی تخلیقات میں ان موضوعات کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ جو ترقی پسند ادیبوں کا خاصہ تھا۔

"ابابیل" خواجہ احمد عباس کی بہترین کہانیوں میں سے ایک ہے۔ ایک ظالم انسان رحیم خاں کی قلب ماہیت کی یہ روداد اتنے فنکارانہ انداز سے بیان کی گئی ہے کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کہانی میں وہ تمام خصوصیات ملتی ہیں جن سے مختصر افسانہ عبارت ہے۔ ہمدردی، رحم، خلوص، اور اس طرح کی دیگر کوئی بھی انسانی خوبی اس شخص میں نہیں ہے۔ کہانی کے ابتدائی چند ایک جملوں سے ہی ہم پر اس کردار کی سفاکی عیاں ہو جاتی ہے۔ خواجہ احمد عباس نے اس کی ظالمانہ فطرت کا مکمل احاطہ کیا ہے۔

کہانی کا ہیرو رحیم خاں ایک ظالم انسان ہے، اس کے ظالمانہ رویے سے اس کے اپنے بیوی بچے، گاؤں والے ایک ایک کرکے اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اور ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہ بالکل اکیلا رہ جاتا ہے۔ شام کو کھیتوں سے واپس آکر جب اسے پتہ چلتا ہے کہ اس کی بیوی بھی اسے چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ تو وہ اپنا غصہ گھر میں گھسی ہوئی بلی پر نکالتا ہے۔ یہیں سے اس کے اندر ایک ردعمل شروع ہوتا ہے۔ اور ایسا ہونا ناگزیر ہے کیونکہ فطرت کا خاصہ ہے کہ جب بھی کوئی چیز حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو اس کا ردعمل ہوتا ہے۔

رحیم خاں کی قلب ماہیت کا آغاز بظاہر ایک نہایت معمولی حادثے سے ہوتا ہے لیکن یہ معمولی حادثہ لاشعوری طور پر اس کی پوری شخصیت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے۔ بیوی کے چلے جانے کے بعد وہ دیر سے اٹھتا ہے۔ گھر میں چونکہ غصہ اتارنے کے لیے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ لہٰذا غالباً زندگی میں پہلی بار گھر کے در و دیوار کو غور سے دیکھتا ہے تو اسے چھت اور دیواروں پر جالے لگے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ان جالوں کو صاف کرنے لگتا ہے تو کھپریل میں ابابیلوں کا ایک گھونسلہ نظر آتا ہے، پہلے تو وہ گھونسلے کو توڑنے کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر معلوم نہیں کیا سوچ کر ایک گڑونچی لے آتا ہے اور اس پر چڑھ کر گھونسلے میں جھانک کر دیکھتا ہے تو اندر لال لال بوٹی سے بچے چوں چوں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جیسے ہی وہ گھونسلے کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو اس کے سر پر منڈلاتے ہوئے ابابیلوں کے جوڑے میں سے مادہ ابابیل اپنے بچوں کو خطرے میں پاکر اپنی چونچ سے اس پر حملہ آور ہوتی ہے۔ اور وہ ممتا کا یہ مظاہرہ دیکھ کر قہقہہ لگاتا ہوا گڑونچی سے نیچے اتر آتا ہے۔

یہ تمام باتیں انتہائی معنی خیز ہیں۔ جھونپڑے کی صفائی کا ارادہ دراصل اس کا مکمل طور پر تنہا ہوکر اپنے رویے کے بارے میں سوچنے کا علامتی اظہار ہے۔ مادہ ابابیل کا اپنے بچوں کیلئے اس پر حملہ آور ہونا، اس کی سوچ کو ایک واضح سمت ملنے کی علامت ہے۔ اسے پہلی بار یہ احساس ہوتا ہے کہ اس نے اپنے سفاکانہ رویے کی وجہ سے کس طرح سب کچھ کھو دیا۔ لہٰذا اپنے گذشتہ رویے کا کفارہ وہ ابابیل کے بچوں کی دیکھ بھال سے ادا کرتا ہے۔ ابابیل کے بچوں کا نام نورو اور بندو رکھ کر خواجہ احمد عباس نے نہایت بلیغ انداز سے اس توڑ پھوڑ کی وضاحت کی ہے،

جو اس کے اندر رونما ہوا ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ رحیم خان کی سوچ کس نہج پر چل رہی ہے۔ رحیم خان یہ سوچ کر اس خیال سے کہ اسے اپنے بچوں کے ساتھ کس پدرانہ شفقت سے پیش آنا چاہیئے تھا۔ اور اس نے ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا۔ وہ اندر ہی اندر ٹوٹتا جاتا ہے۔ موسلادھار بارش اس کے اندر کے طوفان کے نقطۂ عروج کی علامت ہے۔ اور اس طوفانی بارش میں اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ابابیل کے بچوں کو بچانے کے لیے اس کا چھت کی مرمت کرنا اور پھر بخار میں مبتلا ہو کر مر جانا دراصل اپنے گزشتہ گناہوں کی تلافی کی علامت ہے۔ اور یہ تلافی جان دے کر ہی ممکن ہو سکتی تھی۔ وحدت تاثر، وحدت تحریک، اختصار اور ربط و تناسب کی جیسی دلکش مثال اس افسانے میں ملتی ہے۔ احمد عباس کے کسی اور افسانے میں شاید ہی ملے۔ انھوں نے اس افسانے میں فن افسانہ نگاری کی تمام خوبیوں کو اجاگر کیا ہے۔ اور علامتی انداز بیان کو بھی روا رکھا ہے۔ یہاں وہ اپنے ہمعصر منٹو، بیدی، کرشن چندر اور عصمت چغتائی سے بہت قریب نظر آتے ہیں۔

خواجہ احمد عباس ایک حساس اور سچے فنکار کی طرح وقت کے تغیر کا گہرا اثر قبول کرتے رہے۔ دوسری جنگ عظیم کے اثرات اور ملک کی آزادی کے المیہ کو بھی گہرے طور پر قبول کیا جب دو قومی نظریوں کی بنا پر ملک کا بٹوارہ ہوا تو احمد عباس کو ایسا لگا جیسے کسی نے اس اساس ہی کو اکھاڑ پھینکا ہو جس پر انھوں نے اپنے آدرش اور عقائد کی عمارت کھڑی کی تھی۔ 'میں کون ہوں'، 'اجنتا'، "سردارجی" "انتقام" وغیرہ کا محرک ان کا یہی کرب تھا۔ ملک کے بٹوارے کے ساتھ کشت و خون کا جو خوفناک کھیل برصغیر میں کھیلا گیا، اور ہندوؤں اور مسلمانوں نے جس وحشت و بربریت کا مظاہرہ کیا۔ وہ ہماری نسل کے لیے اگرچہ محض ایک تاریخی المیے کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ شخص جس نے ایک ایسے آزاد ہندوستان کے خواب دیکھے ہوں جس میں انسان کی پہچان اس کا رنگ، نسل، مذہب یا طبقاتی حیثیت نہیں بلکہ اس کی اپنی صلاحیتیں ہوں گی جس ملک میں ہر ایک کے لیے ترقی کے یکساں مواقع ہوں گے جس میں ہندوستانیت کو مذہبیت صوبائیت اور علاقائیت پر ترجیح دی جائے گی۔ جہاں دقیانوسی رسم، روایات یا مذہبی تعصبات ترقی کی راہ میں حائل نہ ہوں گے یہی وہ ہندوستان تھا جس کے نہ صرف انھوں نے ہمیشہ خواب دیکھے تھے بلکہ ان خوابوں کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے انھوں نے ہمیشہ جدوجہد کی تھی۔ ایک ادیب، صحافی اور فلم ساز کی حیثیت سے اپنی تمام صلاحیتوں کو انھوں نے اسی خواب کو سچ کرنے کے لیے وقف کر دیا۔ اس لیے ان کی اس دور کی کہانیوں میں جن میں "میں کون ہوں"، "اجنتا"، "سردارجی" اور "انتقام" قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے ان میں اپنے اندر کا سارا کرب انڈیل دیا ہے۔ یہ کہانیاں بلاشبہ احمد عباس کی ہی نہیں بلکہ اردو کی لافانی کہانیوں میں سے ایک ہیں۔ ان افسانوں کا رجائی انجام نہ صرف احمد عباس کے انسانیت میں غیر متزلزل ایمان کی دلالت کرتا ہے۔ بلکہ ان جیسا طرز فکر رکھنے والوں کے ایمان کو بھی تقویت پہنچاتا ہے۔

ان افسانوں کے علاوہ کچھ افسانے خواجہ احمد عباس کے ہاں کشمیر کے موضوعات پر ملتے ہیں۔ ان میں ڈوگرہ شاہی کے خلاف کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ یا پھر پاکستانی قبائلی حملے کے وقت قبائلیوں نے جو ظلم و ستم معصوم کشمیری عوام پر ڈھائے ان کی داستانوں کو بڑے موثر انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ ان افسانوں میں 'زعفران کے پھول' 'پاؤں میں پھول' 'میرے بچے' اور 'رفیق' قابل ذکر کہانیاں ہیں۔

محنت اور سرمایہ کے درمیان قومی اور بین الاقوامی سطح پر کشمکش خواجہ احمد عباس کا ایک پسندیدہ موضوع ہے۔ ان کی بیشتر کہانیاں زمینداروں اور کسانوں، سرمایہ داروں اور مزدوروں کے درمیان کشمکش کے کسی نہ کسی پہلو کو لے کر لکھی گئیں۔ یہ کہانیاں ان افراد کے گرد گھومتی ہیں جن کا ذکر انھوں نے اپنے افسانوی مجموعے "نئی دھرتی" "نئے انسان" کے دیباچے میں کیا ہے۔

خواجہ احمد عباس کے افسانوں کے کردار عموماً سماج کے نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سماج کے اس دبے کچلے طبقے سے جس کے حصے میں صرف افلاس، جہالت، ذلت، بیماریاں، ناکامیاں اور محرومیاں انھیں مستقبل کے خوش آئند خواب بننے اور ان خوابوں کو سنبھال کر رکھنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ یہی خواب جو ان کا سرمایہ ہیں، ان کی زندگی اور کائنات ہیں، جب ٹوٹنے لگتے ہیں یا توڑ دیئے جاتے ہیں، یا پھر رجائیت کے زیر اثر غیر متوازن سماجی نظام کا رویہ اپنا کر ظلم و جبر اور ناانصافیوں کے خلاف لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں، اور پھر یہیں سے ان کی ذاتی لڑائی ان کے جیسے کروڑوں لوگوں کی لڑائی کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔ ان کے علاوہ احمد عباس کے افسانوں میں ایک تعلیم یافتہ حساس اور باغی نوجوان کا کردار ملتا ہے۔ ناسازگار سماجی اور سیاسی ماحول میں سانس لیتا ہوا خود کو بے بس پانے والا یہ جوشیلا کردار ایک سوچتا ہوا ذہن ہے۔ یہ کردار خود خواجہ احمد عباس ہیں، جو مختلف افسانوں میں، مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہونے کے باوجود بنیادی طور پر ایک ہی نظر آتا ہے۔

پریم چند کے بعد افسانے کے افق پر نمایاں ہونے والی نسل میں کرشن چندر، سعادت حسن منٹو، اور راجندر سنگھ بیدی وغیرہ کا نام خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں کرشن چندر کے یہاں زندگی کی حقیقتوں کو رومانوی انداز میں دیکھنے کا رویہ ملتا ہے جو اس کی اوپری سطح ہی تک محدود رہنے اور حقیقتوں کی تہہ تک نہ پہنچ سکنے کا نتیجہ بھی ہو سکتا ہے۔ راجندر سنگھ بیدی حقیقتوں کی تہہ تک تو پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن وہ انھیں ایک دم سمجھنے اور سمجھانے کے قائل نہیں، بلکہ ان پر سے آہستہ آہستہ پرتیں اٹھانے کا فن جانتے ہیں۔ ان کے افسانوں کی دنیا تن کی دنیا نہیں بلکہ اس کے اندرون میں واقع من کی دنیا ہے۔ جس کا تعلق خارجی حالات سے پیدا ہونے والے احساسات اور محسوسات سے ہے۔ منٹو خارج اور باطن کے درمیان خط تنسیخ نہیں کھینچتے بلکہ ان کے درمیانی بعد کو توڑ کر اسے اپنے افسانوں کا مسالہ بنا لیتے ہیں۔ انھوں نے زندگی کو قریب سے دیکھا ہے اور بڑی باریکی سے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ نیکی اور بدی ان کے نزدیک اضافی قدریں ہیں۔ اس لیے ان کے کردار نیکی اور بدی کے نمائندے بن کر کسی آدرش کی تبلیغ نہیں کرتے بلکہ زندگی جیسی بھی ہے اسے اسی طرح جیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اسی طرح خواجہ احمد عباس کے افسانوں کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ہر لحظہ ان کے سامنے سماج، قوم اور ملک کی بہبود کا سوال رہتا ہے۔ ان کے کردار نیکی اور بدی کی نمائندگی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ نیکی اور بدی کی جنگ میں نیکی کو کامرانی نصیب ہو۔ گویا اس ایک لمحے کی افادیت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ جس پر ان کے ملک اور قوم کی زندگی کا دارومدار ہے۔ اور اعتبار سے ہم انھیں منشی پریم چند کا مقلد کہہ سکتے ہیں۔

خواجہ احمد عباس کے افسانوی انداز اور فن کی بھرپور انداز سے وضاحت کے بعد ہم پھر اپنے ابتدائی الفاظ کی جانب لوٹتے ہوئے کہہ سکتے ہیں۔ تجریدی افسانے سے خواجہ احمد عباس، دور کا بھی واسطہ نہ رکھتے ہوئے افسانوی فن کے سارے فنی لوازم کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ انھوں نے کئی شاہکار افسانے لکھ کر افسانوی ادب میں اپنا ایک مقام بنا لیا ہے۔ اگرچہ علامتی یا تجریدی کہانی پر انھوں نے کوئی تجربہ نہیں کیا۔ ان کے نزدیک جدید افسانہ نگار ایک بھٹکے ہوئے مسافر کی طرح ہیں۔ جسے نہ سمت کا پتہ ہے اور نہ جس کی کوئی اپنی شناخت ہے۔ میرے ایک سوال کے جواب میں وہ خود اس بات کا واضح انداز میں یوں اظہار کر چکے ہیں:

> "یہ بھٹکے ہوئے تو مجھے جدید افسانہ نگار
> معلوم ہوتے ہیں۔ جن کے افسانوں میں
> نہ کوئی سمت معلوم ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی
> SENCE معلوم ہوتی ہے۔"

(جموں سے نشر)

مقصود عرفان

وفا کی راہ میں شرط سفر بس اتنی ہے
حصار ذات سے باہر نکل سکو تو چلو

ہوائے تند کے اس راستے میں چپکے میں
چراغ ہاتھ پہ رکھ کر جو چل سکو تو چلو

تھی آرزوئے گُل کہ رگ سنگ و خار میں
خون بن کے قطرہ قطرہ اترتا رہا ہوں میں

عرفانؔ حرف حرف چنا جائے گا مجھے
اوراق روز و شب پہ بکھرتا رہا ہوں میں

بھلائے نہ بنے
مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات
کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی
تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

ہیتھ کلف

انور عظیم

ووتھرنگ ہائٹس کا کردار، ہیتھ کلف ہو یا کیتھرین، یہ جدید دنیا کی ان داستانوی کرداروں میں سے ہیں جو آسمان کی طرح زمانوں پر چھائے رہتے ہیں۔

انسان نے زندگی میں، زندگی کے تجربوں سے نہ جانے کتنی داستانیں چھان کر نکالی ہیں اور ان داستانوں کو داستان بنانے والے نہ جانے کتنے کرداروں نے ہوا کے تیز یا نرم جھونکوں کی طرح انھیں چھوا ہے اور گزر گئے ہیں۔ لیکن کچھ ایسے کردار ہیں جو داستانوی مینارۂ نور کی طرح طوفانی راتوں میں چمکتے رہے ہیں۔ اور گزرتے ہوئے زمانوں کے گرد و غبار سے بے نیاز زمانوں کی سرحدیں پار کرتے رہے ہیں اور ہماری حسیت میں جذب ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے جذبہ و شعور کے ہم سفر۔

جہاں تک خود ووتھرنگ ہائٹس کا تعلق ہے، اس کے ہشت پہلو کردار ہیتھ کلف کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ناول کے تخلیقی زمان و مکان کو پیش نظر رکھا جائے۔ خود ناول کا نام، دراصل، ایک ایسے لفظ کی معنوی خلاقی کی تہہ داریوں سے پُر ہے جس کا اکتساب بولی ٹھولی کے پیمانۂ اظہار "ووتھر" سے ہوا ہے۔ ایک چٹانی سطح مرتفع کا تصور ابھرتا ہے اس سے، جس کو چیختی ہوئی، ہوائیں پورے گھن گرج کے ساتھ پیٹ رہی ہیں اور جھنجھوڑ رہی ہیں۔ لیکن کیا چٹانیں ہواؤں کے جھنجھوڑنے سے اپنی سنگینی اور کرختگی کھو دیتی ہیں؟ ایسا نہیں ہوتا۔ ایسا ووتھرنگ ہائٹس کے کردار ہیتھ کلف کے ساتھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ اٹل ہے۔ خود اپنے تلون سے سرشار۔ اس کوہستانی امیجری میں مزاج کی منہ زوری و خود پرستی بھی شامل ہے، اور اس کا پتھریلا پن بھی۔ جو ہوائیں اپنے جنون میں چٹان سے ٹکرائیں گی، پاش پاش ہو جائیں گی۔ مگر پھر بھی ٹکرائیں گی۔ ہیتھ کلف اور کیتھرین کا اتصال باہم دراصل اسی تشدد زدہ خارجی لینڈ اسکیپ کی داخلی تجسیم ہے جس میں ایک نہیں دو روحیں، ایک سماجی سانچے کے دباؤ اور تعنا دات باہم کا معجزہ کاری سے یکجا رکھا حیلہ بن جاتی ہیں، جن کی سرشت میں تسلیم و رضا کی کوئی جگہ نہیں۔

اس سے پہلے کہ ہم ہیتھ کلف کے مزاج داں بننے کی کوشش کریں، میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ بیک آواز ناول کے آخری الفاظ پڑھوں۔ بلکہ بار بار دہراؤں :۔

" گھر کی طرف چلتے ہوئے میرے راستے میں ایک موڑ سا آیا۔ اور میں چرچ کی طرف نکل گیا۔ اس کی دیواروں کے سائے میں مجھے ویرانی اپنا گھر بناتی ہوئی دکھائی دی۔ سات ہی مہینے میں زوال نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ بہت سی کھڑکیاں شیشے کھو چکی تھیں اور خلا کی سیاہی ان سے جھانک رہی تھی۔ یہاں وہاں سلیٹس باہر نکل آئی تھیں۔ چھت کی دائیں ہاتھ والی لائن سے باہر آنے والی خزاں کے طوفانوں میں ان پر کیا بیتے گی اس کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

میں نے جو ذرا ادھر ادھر ڈھونڈا تو ڈھلان پر جس کو گھاس نے ڈھک رکھا تھا، تین سنگ مزار نظر آئے۔ بیچ والا ٹرمئی سا تھا اور گھاس سے ڈھکی زمین میں آدھا دھنس گیا تھا ایڈگر لنٹن کا پتھر گھاس اور کائی سے کچھ ہم آہنگ سا ہو گیا تھا۔ کائی اس کے قدم پر پھیل رہی تھی۔ ہیتھ کلف کا پتھر اب تک برہنہ تھا۔

میں ان کے گرد تھوڑی دیر منڈلاتا رہا۔ اس مہربان آسمان تلے۔ میں پتنگوں کو گھاس اور جھاڑیوں کے اوپر پرواز کرتے دیکھتا رہا۔ خس و خاشاک اور بن کے پھول۔ پھر میں نے گھاس میں سرسراتی ہوئی ہواؤں کی سانس سنی۔ میں حیران ہوتا رہا کہ کوئی بھلا یہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ اس خاموش زمین میں کبھی نہ تھمنے والا طوفان سو رہا ہے۔

ہیتھ کلف کو زمانے نے چاہے ہزاروں من مٹی میں دبا دیا ہو، خزاں اور جاڑے کی ہواؤں نے چاہے اس کے مزار کے پتھروں کو بھی زمین پر لٹا دیا ہو، اور کائی نے اس کردار کی آخری شناخت کے چہرے پر چاہے کائی کا جتنا رنگ پھیر دیا ہو، آج بھی وہ پُراسرار گھر اسی طرح کھڑا ہے اور اس کے اندر ایک طوفان خیز روح اسی طرح چنگھاڑ رہی ہے۔ وکٹوریائی دور کی مردانگی اور سخت کوشی کا صلح نا آشنا ہمیل۔

خود ایمیلی برانٹے کا قلم کہلواتا ہے: " لیکن لوگو اگر تم ان سے پوچھو گے تو وہ بائبل پر ہاتھ رکھ کر قسمیں کھائیں گے، وہ یہاں چلتا پھرتا ہے۔ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں اس سے چرچ کے پاس ان کی مڈبھیڑ بھی ہوئی ہے۔ اس گھاس والی زمین پر، اور اس مکان کے اندر بھی، اور تم کہو گے رہنے دو یہ من گھڑت کہانیاں، اور شاید میں بھی یہی کہوں گا۔ لیکن وہ جو بڈھا ہے نا کچن کے چولھے کے پاس، جہاں آگ جل رہی ہے، وہ تو کہتا ہے جب سے وہ مرا ہے، ہر بھیگی برستی رات کو وہ دونوں دکھائی دیتے ہیں۔ اور وہ اپنے کمرے سے باہر جھانکتا ہے...... اور مہینے بھر پہلے کی بات ہے۔ میرے ساتھ عجیب غریب واقعہ ہوا۔ ایک دن شام کو میں گرانج جا رہا تھا۔ بڑی ویسی اندھیری شام تھی، دھڑکا لگا ہوا تھا کہ بادل گھر کر آئیں گے اور بارش ہو گی۔ اور ٹھیک اس چٹانی ٹیلے کے موڑ پر مجھے ایک چھوٹا سا لڑکا ملا۔ اس کے ساتھ ایک بھیڑ تھی اور دو میمنے۔ بیچارہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ میمنے کسی طرح اس کے قابو میں نہیں آ رہے تھے۔

" بھیا میرے کیا بات ہے، کیا ہوا؟ " میں نے پوچھا۔

" وہاں ہیتھ کلف ہے اور اس کے ساتھ ایک عورت وہاں مجھے ڈر لگ رہا ہے، ان کے پاس سے کیسے جاؤں گا؟ "

ہیتھ کلف اور کیتھرین کا داستانوی جوڑا دراصل ایک اکائی ہے، جذبات و احساسات، قید و بند، انتشار و خشار، حُسن و سپردگی، شکست و غم، انا اور خود آگہی کی تباہ کن اور اندوہناک اکائی۔

انیسویں صدی کا یہ شاہکار، وکٹوریائی عہد کے پیچیدہ ترین سماجی اور تہذیبی تصورات کا حیرت زدہ کر دینے والا آئینہ خانہ ہے، جس کے آئینے بھی بعض دفعہ آہن سے کاڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جس کی یادگار مجسم ہیتھ کلف کے کردار میں ہوتی ہے۔

اپنی افسانوی ماہیت، اظہار کی ہیئت اور تخلیقی بصیرت کا یہ جوالا مکھی ہیتھ کلف ہی ہے جس کے اندر کیتھرین کا وجود اپنی تمام سحر کاری اور اجتناب انگیز سپردگی کے ساتھ لاوے کی طرح پک رہا ہے۔

ہیتھ کلف کی شخصیت سے ناول کے مزاج کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ روایتی تلون کا کردار نہیں ہے۔ اس کردار نے پوری روایت کو اپنی بغاوت، بے رحمی اور خود اذیتی سے شعور کی ایک نئی سطح عطا کی ہے۔ اس افسانویت کی پہلی پرت جذب و تحمل احساس و تکرار کی شدت ہے، جس کا اظہار سیدھے سادے، بندھے ٹکے کرداروں میں نہیں ہو سکتا۔ اپناؤ اور رد و رکرو۔ اپنے اندر سب کچھ سمولو، سارا زہر، سارا امرت۔ سارا شہد، ساری کڑواہٹ اپنے وجود سے نچوڑ کر باہر پھینک دو، یہ ہے وہ دو دھاری رو احساس، عمل اور تجربے کی جو ہیتھ کلف کے کردار کو ایک انوکھے

یکم اکتوبر ۱۹۸۲ء

کردار میں ڈھال دیتی ہے۔

کہتے ہیں، بہت سے تنقید نگار کہتے ہیں، یہ کردار تضادات کا مجموعہ ہے۔ کہتے ہیں یہ کردار غیر حقیقی عناصر کی تخلیق ہے۔ اس میں بلا کی غضبناکی، شدت، خود شکستگی اور غیر معمولی تندی ہے، ہو سکتا ہے۔ یہی منفیت وسیع تر اور گہرے معنوں میں اثباتیت میں بدل جاتی ہے۔ ایملی برونٹے کا لینڈ اسکیپ جس میں انسانی معاشرت بھی شامل ہے۔ یارک شائر کی ارضیت سے بھرپور ہے۔ جہاں تضادات کی دو دنیائیں سانس لے رہی ہیں لیکن انسانی رشتوں میں جس کا نقطۂ عروج ہیتھ کلف اور کیتھرین کی یکجائیت کا بکھراؤ شامل ہے، بے پناہ ڈرامائی مرکزیت کا سرچشمہ ہے۔ یہی بات ہیتھ کلف کا اتنا پیچیدہ کردار بناتی ہے۔ جتنا وہ سمٹتا ہے، اتنا ہی بکھرتا ہے۔ جتنا وہ اپنے آپکو دباتا ہے، اتنا ہی اُبلتا اور اُبھرتا ہے۔

خود اس کردار کا نام داخلی معنویت کا غماز ہے۔ ہیتھ اور کلف دونوں الگ الگ لفظ ہیں۔ جن کے اتصال سے کردار کی سنگلاخیت کی شناخت ہوتی ہے۔ ہیتھ کلف کے سماجی وجود میں قدرت کے ان منہ زور عناصر کا ہیجان ان چھوٹی بڑی ناانصافیوں کا نفسیاتی ردِعمل ہے۔ جس کا شکار اس مکان کے روایتی اصولوں نے اسس کو بنایا ہے۔ وہ باہر سے لایا ہوا عنصر ہے۔ زندہ دھڑکتا ہوا دل جس کی آنکھیں سب کچھ دیکھتی ہیں، اور جتا دیتی ہیں کہ وجود کے ابتدائی ماحول میں جو انجام کار بھی ہے، ثانویت کیا چیز ہوتی ہے۔ اس کو سمجھنے میں اسلئے مشکل نہیں ہونی چاہئیے کہ وہ ایک مخصوص سماجی ماحول کا کردار ہے۔ وہ دراصل ردِعمل ہے وکٹوریائی دور کے رہن سہن اور لب و لہجے کی تصنع کاری کے خلاف۔

اسی تضادات اور ترکِ تضادات سے اس کردار کی تخلیق ہوتی ہے۔ لیکن اس کردار کو تنقید کی شعوری بصیرت کا تجزیاتی حصہ بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ہیتھ کلف اور کیتھرین کی دنیا کو اس مکملیت کے اندر رکھ کر دیکھا جائے تب ہی آشکار ہو گا کہ وہ کون سا جادو ہے جس نے اس کو صدیوں کا کردار بنا دیا؟"

(اُردو سروس سے)

مُنیبُ الرحمٰن

هم اپنے عشق کو اِک دن وداع کر آئے
بہت اداس ہوئے اور اپنے گھر آئے
نزولِ نور کا چرچا ہمارے دل میں تھا
سو' اِس میں سائے سرِ شام ہی اتر آئے
پھر اس ملال میں لوٹے کہ تو کہیں بھی نہیں
پھر اِس خیال سے نکلے کہ تو نظر آئے
سفر کوئی بھی ہو منظور ہے ہمیں لیکن
سفر کی راہ' بہاں تیری بھی رہگذر آئے
کسی بھی سر میں کوئی موج اٹھ نہ پائی تو
ہم اپنی شاعری دریا میں ڈال کر آئے

(سرینگر سے)

اسلحہ اور ہتھیار کی کہانی



عتیق انور صدیقی

اسلحہ یا ہتھیار کی کہانی بہت پرانی ہے۔ اس دنیا میں جب انسان آیا تو وہ نہتا تھا۔ اسس کی اپنی حفاظت کے لیے اس کے پاس صرف دو بازو تھے۔ لیکن محض بازو انسان کی حفاظت کے لیے کافی نہ تھے، اس لیے ایسی اشیاء کی ضرورت پیش آئی جن کا استعمال انسان اچھی طرح اور بہتر طریقہ سے اپنی دیکھ بھال اور حفاظت کے لیے کر سکے۔ جانوروں کو مار کر اور ان کا شکار کر کے ان کے گوشت، کھال، ہڈی اور دوسری چیزوں کو اپنے استعمال میں لا سکے ــــ اور اس طرح جانوروں کو مارنے کے لیے، یا خونخوار درندوں سے خود کو بچانے کیلئے انسان نے سب سے پہلے کچھ ایسے اسلحہ یا ہتھیار بنائے جن کو استعمال کر کے وہ اس سرزمین پر اپنے قدم جما سکے ــــ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان نے زمین پر آتے ہی ہتھیاروں کی بنیاد ڈالی۔ ابتدائی اسلحہ پتھر کے تھے جن کو گھس کر یا معمولی تراش خراش کے بعد ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا۔ جن سے جنگلی جانوروں کا شکار بھی کیا جا سکتا تھا۔ ان کی کھال اور چمڑے کو چھیلا بھی جا سکتا تھا۔ اور وقت ضرورت انھیں پتھروں کو اسلحہ کی صورت پر آپسی جنگ اور لڑائی جھگڑوں میں استعمال بھی کیا جا سکتا تھا ــــ پھر تانبہ، کانسہ، پیتل، سونا، چاندی، لوہا اور بعض دوسری دھاتوں کی ایجاد کے ساتھ ساتھ اسلحہ اور ہتھیار کے بنانے میں بھی نمایاں فرق اور ترقی ہوتی گئی ــــ اور تبھی سے بھالے، برچھے، بلّم، تیر کمان، تلوار اور خنجر وغیرہ جیسے اسلحہ دنیا کے تقریباً ہر حصہ میں بنائے جانے لگے ــــ اور دنیا کی بڑی بڑی جنگوں اور لڑائیوں کا فیصلہ انھیں ہتھیاروں کے ذریعہ کیا جانے لگا۔

آج بھی دنیا کے مختلف میوزیم اور محلّات میں اسلحہ کے بعض نادر نمونے موجود ہیں جن کی تاریخی اہمیت چھ ہزار سال پرانی ہے ــــ ہندوستان میں تقریباً ۵ ہزار سال پرانے تہذیبی شہر ہڑپا اور موہنجوداڑو سے ملے ہوئے کچھ ہتھیار اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ اس دور میں ہتھیاروں کی شکل کیسی ہوتی تھی؟ اور ان کو کس طرح استعمال کیا جاتا تھا ــــ؟ ہڑپا اور موہنجوداڑو کا سراغ بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں کچھ ماہرین آثار قدیمہ نے لگایا۔ وہاں سے ملے ہوئے کچھ چاقو اور تلواروں کی شکل کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی شکل کھجور کے پتے جیسی ہوتی تھی جن کو "آسی" کہا جاتا تھا جو اب عام ہندوستانی زبان میں تلوار کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔ جو ۱۳ راینچ سے ۲۵ راینچ تک لمبی اور تقریباً ۴ سے ۶ راینچ تک چوڑی ہوتی تھی، اور بالکل سیدھی شکل کی تھی ــــ اس زمانے کے کچھ تیر کمان، نیزے، بلّم اور بھالے بھی ملے ہیں، جو عام طور پر لکڑی یا بانس کے بنے ہوتے تھے، جس کی انی ہڈی، نوکیلے چمکدار پتھر یا لوہے کی ہوا کرتی تھی۔ آج بھی بعض میوزیم میں ایسے ہتھیاروں کی صرف انی بعض کا پتھر یا ہڈی یا لوہے کا حصہ تو دستیاب ہے مگر لکڑی، بانس کا حصہ ہزاروں سال پرانا ہونے کی وجہ سے ضائع ہو گیا۔ آج سے پانچ ہزار سال پرانی تلواروں کا اگر آج کی موجودہ دور کی تلوار سے موازنہ کیا جائے تو حیرت انگیز تبدیلی کا پتہ چلتا ہے اور صرف تلوار اپنی ذرا سی شکل و شباہت



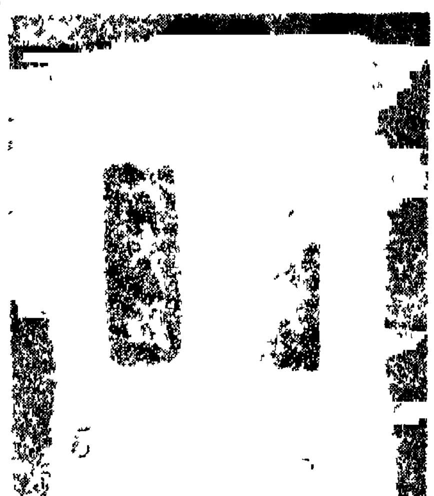
اورنگ زیب عالمگیر کی منقش تلوار (۱۷۰۲ء)

کی تبدیلی کے ساتھ الگ الگ ناموں سے جانی جاتی ہے مثال کے طور پر جب ۱۲ویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے ہندوستان میں قدم رکھا تو ان کے ساتھ عرب، ترکی و ایران کی مختلف تہذیبوں اور ملبوسات وغیرہ کے ساتھ ساتھ نئے نئے قسم کے ہتھیار بھی سامنے آئے۔ اب تلوار بجائے سیدھی بنانے کے ذرا سی ٹیڑھی ہوئی بننے لگی جبکہ اسی زمانے میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں سیدھی تلواریں بھی بنائی جاتی تھیں مگر ہر تلوار اپنی انفرادی خصوصیات کے ساتھ منفرد ناموں سے موسوم کی جانے لگی مثال کے طور پر تیغ، پٹا، شمشیر، کھانڈہ، سابر، سمیر، داؤ، وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ عام آدمی ان سب کو صرف تلوار، یا انگریزی میں SWORD سمجھتا ہے۔ اس طرح خنجر بھی اپنی ذرا سی رد و بدل کے ساتھ الگ الگ ناموں سے جانا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر چھرا، کٹار، بھچالی، بچھوا، چاپڑ، کھوکری، نارا، بدرت، حمیدھر، جمبیا، وغیرہ —— جبکہ عام فہم زبان میں ان سب کو صرف خنجر کے نام ہی سے جانا جاتا ہے۔

اگر صرف ہندوستان میں ہتھیار کی تاریخ پر غور کیا جائے تو بہت سی مذہبی کتابوں اور ہندو دیومالاؤں میں دھنش، آسی (تلوار) کا ذکر ملتا ہے۔ خود مہابھارت اور رامائن میں تیر کمان اور تلوار دھالے کا ذکر بارہا آتا ہے۔ آج سے ہزاروں سے پہلے جبکہ ایٹمی ہتھیار اور گولہ بارود وجود میں نہ آئے تھے، تب تیر کمان ہی جنگ میں اہم ہتھیار ہوا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد چوتھی صدی قبل مسیح یعنی کم و بیش ڈھائی ہزار سال پہلے سکندر اور پورس کی جنگ سے متعلق تلوار، برچھے اور بھالوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ پھر اس کے بعد دسویں، ۱۱ویں، یہاں تک کہ ۱۲ویں صدی عیسوی تک تو تلوار، تیغ اور خنجر کے بہت سارے حوالے کثیر تعداد میں پرانی کتابوں میں ملتے ہیں —— ہندوستان مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی اب جنگ کے لیے اہم ہتھیار تلوار تھی۔ اور ساتھ ہی تیر و کمان کا استعمال بھی ہوا کرتا تھا —— لیکن چونکہ اب جنگ کے اصول اور طریقہ بدلنے لگے تھے۔ سورما یا بہادر آمنے سامنے جنگ کر کے فیصلہ کرنا زیادہ بہادری سمجھتے تھے۔ اس لیے تلوار بازی کا فن ابھر کر سامنے آیا اور بہادر جانبازوں کو رو برو شمشیر زنی میں زیادہ زور آزمائی کا موقع ملنے لگا —— عربوں میں "قریش" اور بھارت میں راجپوت کو اپنی تلوار پر پورا بھروسہ اور گھمنڈ ہوا کرتا تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ایسے بہادروں کے ساتھ ہر لمحہ ہر ساعت ان کی کمر میں تلوار لٹکا کرتی تھی۔ کچھ قبیلوں میں یہ رواج بھی تھا کہ کسی سورما کی ناگہاں موت کے بعد تلوار بھی اسی کے ساتھ دفن کر دی جاتی تھی —— ان کا عقیدہ تھا کہ کسی نہ کسی منزل پر ایک انسان یا بہادر مرد کا ساتھ ماں باپ بھائی بہن، یا بیوی بھی چھوڑ دیتی ہے، صرف تلوار ہی ایک ایسا ساتھی ہوا کرتی تھی جو مرتے دم تک اس کے ساتھ رہتی تھی تو کیوں نہ مرنے کے بعد بھی تلوار کو اپنا ساتھی بنائے رکھا جائے؟! اس دور میں ایک سپاہی تلوار کو دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔

علاء الدین خلجی جو ۱۴ویں صدی عیسوی کے وسط میں ہندوستان کا بادشاہ تھا، اس کا یہ اعلان تھا کہ مرنے کے بعد اس کی تلوار کو بھی اسی کے ساتھ دفن کر دیا جائے اور اس کی اس خواہش کا احترام بھی کیا گیا——

ہندوستان کے مختلف میوزیم جیسے انڈین میوزیم کلکتہ، پرنس آف ویلس میوزیم بمبئی، سٹی پیلیس میوزیم جے پور، سالار جنگ میوزیم حیدرآباد اور بعض دوسرے عجائب گھروں میں بھی پتھر کے بنے ہوئے ہتھیار عوام کی نمائش کے لیے موجود ہیں۔ جو تقریباً ۵۰ ہزار سال پرانے ہیں —— لیکن دھات خصوصاً لوہے کے بنے ہوئے اسلحہ جن میں تلوار، خنجر، زرہ بکتر، دستانہ، تیر کمان، اور اسی طرح کے دوسرے ہتھیاروں کی نمائش بمبئی، جے پور، حیدرآباد اور دہلی کے نیشنل میوزیم میں بڑے سلیقہ سے کی گئی ہے —— نیشنل میوزیم دہلی کی "اسلحہ گیلری" میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے بھی ۲۰۰ سال پرانی ایک تلوار دیکھی جا سکتی ہے جو آج سے پانچ سال قبل یو پی کے ایک گاؤں "پٹیراہوا" میں کھدائی کے دوران ملی تھی۔ اس کے علاوہ سلطنت دور (۱۴ویں صدی) کی ایک لوہے کی بنی ہوئی کلاہ (ٹوپی) جس پر آیات قرآنی کندہ ہیں، اور سونے کا ٹھوس نقش کیا ہوا ہے —— اورنگ زیب بادشاہ کا زرہ بکتر، اور خنجر، نادر شاہ کی کلہاڑی اور تلوار، نانا صاحب پیشوا کی تلوار، نیتاجی سبھاش چندر بوس کی ذاتی تلوار، راجہ ہمیر سنگھ کا کھانڈہ اور بہادر شاہ ظفر کی بڑی خوبصورت کمان بھی نیشنل میوزیم بھی دیکھی جا سکتی ہیں —— ٹیپو سلطان کی وہ تاریخی تلوار بھی نیشنل میوزیم



مغل کا کڑھا ہوا راجپوتی انگرکھا۔
(اٹھارویں صدی)

میں موجود ہے، جس کے ذریعہ سے بادشاہ نے انگریزوں سے ہندوستان کی آزادی کی حفاظت کی تھی —— بمبئی کے پرنس آف ویلس میوزیم میں بہت سے دوسرے اسلحہ کے علاوہ علاء الدین خلجی کی "خود کلاہ" بھی موجود ہے۔ سالار جنگ میوزیم میں عوام کے لیے نورجہاں ملکۂ جہانگیر کا وہ خنجر گیلری میں لگا ہوا ہے جس کا ذکر "تزک جہانگیری" میں ملتا ہے۔ یہ وہ خنجر ہے جو نورجہاں کے پہلے شوہر شیر افگن نے اپنی سہاگ رات کے موقع پر بطور نذرانہ اپنی بیوی کو پیش کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جہانگیر بادشاہ کے نہ چاہنے کے باوجود ملکہ نورجہاں نے اس خنجر کو اپنے سے جدا نہ ہونے دیا —— اس کا دستہ سفید خوبصورت پتھر کا ہے جس پر قیمتی اور نایاب ہیرے، موتی اور انمول رتن جڑے ہوئے ہیں۔

ہندوستان میں اب تقریباً ہر اہم شہر کے اندر ایک میوزیم ضرور موجود ہے جس میں دوسری تاریخی اشیاء کے علاوہ اسلحہ کا بھی خاص شعبہ ہے جس میں پرانے اور اہم ہتھیار دیکھے جا سکتے ہیں۔

مغربی جرمنی کے شہر برلن کے اسلامک میوزیم میں ابھی کچھ عرصہ پہلے پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کی تلوار کو نمائش کے لیے رکھا گیا ہے۔ جس پر کوفی رسم الخط میں "محمد" لکھا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ یمن میں کسی جگہ سے اس تلوار کو برآمد کیا گیا ہے۔ ابھی اس کی اصلیت پر تحقیق ہو رہی ہے اور یقین سے کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

موٹے طور پر اسلحہ یا ہتھیار دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک جن سے حملہ کیا جاتا ہے، جیسے تیر، تلوار، خنجر، بندوق، توپ، بم، برچھے وغیرہ۔ دوسرے جن سے حملہ کو روکا جا سکے، مثال کے طور پر زرہ بکتر، کلاہ، دستانہ، چار آئینہ، ڈھال، سلسلہ وغیرہ۔

اسلحہ یا ہتھیار کا مقصد صرف جنگ کرنا یا خون بہانا ہی نہیں ہے۔ بلکہ بسا اوقات ان کے ذریعہ دوستی، امن اور محبت کا پیغام بھی دیا گیا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے بھی اور بعد میں بھی تاریخی عمارتوں، سکوں، مصوری کے نمونوں، قلمی نسخوں، یہاں تک کہ بعض اسلحہ پر ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں، جن سے آپسی بھائی چارہ اور محبت کا پیغام ملتا ہے اور بجائے جنگ کرنے کے اسلحہ کو ایک خوبصورتی کا نمونہ بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر بعض محلات کی دیواروں اور دروازوں پر ڈھال، بندوق یا دوسرے اسلحہ کی تصویر اس لیے بنائی گئی کہ اس کو خوبصورتی کا ایک نمونہ سمجھا جائے۔ نہ کہ جنگ کرنے کا ہتھیار —— اسی طرح سکوں یا تصویروں پر بھی بہت سے اسلحہ کو صرف اس لیے بنایا گیا کہ ان کو دوسری چیزوں کی طرح نقش و نگاری کا ایک آلہ سمجھیں —— شمس الدین التمش اور علاء الدین خلجی بادشاہوں نے اپنے دور کے بعض ماتحت ہندو راجاؤں اور امیرزادوں کو کچھ تلواریں بطور تحفہ پیش کیں، جن پر دیوناگری رسم الخط میں ان کے نام لکھا کر بھیجے —— شہنشاہ جلال الدین اکبر کے بارے میں اس دور کے مورخ ابوالفضل نے اپنی کتاب "آئین اکبری" میں لکھا کہ، اکبرآباد (آگرہ)، جے پور، اور بیکانیر میں بادشاہ کے حکم سے ہزاروں کی تعداد میں ایسے خنجر اور تلواریں بنائی جانے لگیں جن کی خوبصورتی کی طرف کافی دھیان دیا جاتا تھا۔ ان میں قیمتی پتھر اور نگینہ جڑے ہوئے ہوتے

تھے اور ٹھوس سونے کا دستہ چڑھا ہوا ہوتا تھا تاکہ ملک اور بیرون ملک میں بطور تحفہ ان کو بھیجا جاسکے ۔ آج بھی جو پرانی اسلحہ پر نقش و نگاری اور انمول پتھروں کا جڑاؤ ملتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ایسے ہتھیار بجائے لڑائی کرنے کے انعامات کے طور پر استعمال ہوتے تھے ـــــ دہلی کے لال قلعہ میوزیم میں عالمگیر اورنگ زیب کی ایک تلوار موجود ہے جس پر فارسی میں "عالم ستان" کندہ ہے ۔ یہ وہی تلوار ہے جو شاہجہاں بادشاہ نے اپنے بیٹے محی الدین محمد اورنگ زیب کو اس کی ۱۹ ویں سالگرہ کے موقعے پر دی تھی ۔ اورنگ زیب کا لقب شروع میں "عالم ستان" تھا ۔

عہد مغلیہ اور پھر بعد میں نوابوں، راجاؤں اور امیر زادوں میں یہ رواج عام تھا کہ وہ خط و کتابت کے لیے کبوتر یا تیر و کمان کا سہارا لیتے تھے ۔ بجائے نامہ بر کے ایک عاشق تیر و کمان کے ذریعہ اپنے خطوں کو معشوق کے گھر پہنچایا کرتا تھا اور جواب بھی اسی طرح آیا کرتا تھا ۔ کبھی کبھار زیادہ دوری نہ ہونے کی صورت میں کسی قیمتی اور مزین خنجر میں اپنا پیغام رکھ کر بھی خنجر کو معشوق کے گھر میں پھینک دیا جاتا تھا ۔ جے پور، بیکانیر، گوالیار، لکھنؤ، حیدرآباد اور رامپور کے نوابوں اور راجاؤں کے بارے میں ایسے بہت سارے قصے مشہور ہیں ۔ اسی طرح کبوتر بھی پیغامبر بنا کرتا تھا ۔ بسا اوقات اسلحہ یا ہتھیار کو کھیل کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا رہا ہے ۔ ایک زمانے میں تیر اندازی "شمشیر زنی" باقاعدہ کھیل کی شکل میں رائج تھی ۔ بڑے بڑے گھروں میں اس کو فن کے طور پر کھیلا جاتا تھا ۔ مذہبی رسومات اور بعض تیوہاروں میں بھی ہتھیار کا استعمال ہوتا تھا ۔ مثال کے طور پر محرم کے مہینہ میں الم کے دوران "پٹا بانہ" یا تلوار بازی کو ایک فن کی صورت میں روایات کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے ۔ بلم میں جھنڈا لگا کر الم یا جلوس نکالا جاتا ہے ۔ ہندو تیوہاروں میں "سروہی" تلوار کو صرف بلی یعنی قربانی کے کام ہی میں لایا جاتا ہے ـــــ غرض یہ کہ اسلحہ یا ہتھیار محض جنگ کرنے یا نقصان پہنچانے کے لیے ہی نہیں ہوتے ہیں بلکہ تحفہ تحائف، گھروں کی سجاوٹ اور امن و دوستی کے ساتھ زندگی کے تمام شعبہ اور معاملہ میں استعمال کیے جاتے ہیں ـــــ اب دنیا گولہ و بارود کے دور سے گزرتی ہوئی ایٹم اور نیوکلیر کے دور میں پہنچ چکی ہے ۔ آج سے تقریباً ۵ سو سال قبل پہلی بار بندوق اور توپ کی ایجاد سے اس وقت لوگ چونک گئے تھے مگر بندوق، پستول اور ریوالور سے بھی زیادہ تیز، زیادہ زود اثر، اور زیادہ خطرناک ہتھیار سامنے آچکے ہیں ۔ اب جنگ زمین سے اوپر اٹھ کر خلاؤں اور سمندروں میں لڑی جاتی ہیں ۔ اس کے باوجود ان تاریخی اسلحہ کی اپنی حیثیت ہے اور گزشتہ دور کی زندگی کی آئینہ دار ہے

(لکھنؤ سے نشر)

تحقیق انور صدیقی

۵۷، بیر سرائے، دہلی ۱۱۰۰۱۶

عجوبہ فلمیں

احمد سلطان

نصف صدی پہلے جیسے ہی شام ہوتی بچے اپنے اپنے گھروں میں داخل ہوجاتے تھے ۔ ان کو مصروف رکھنے کے لیے درسی کتابوں کے سوا دوسرے مشاغل بہت کم ہوتے تھے ۔ ان دنوں ٹی وی نہیں تھا ۔ بہت کم گھروں میں ریڈیو سیٹ ہوتے تھے ۔ زیادہ تر گھروں میں چراغ جلتے تھے، اس لیے بچے جلد ہی سو جاتے تھے ۔ سونے سے پہلے وہ نانی یا دادی سے کہانی سننا نہیں بھولتے تھے ۔ ان دنوں نانی یا دادی کو پریوں، جادوگروں، شہزادوں اور شہزادیوں کی کہانیاں یاد رہتی تھیں ۔ جب کبھی کسی ملک کے بادشاہ یا شہزادے کی رزمیہ داستان چھیڑی جاتی تو اس فوق البشر شہزادے کے محیر العقول کارناموں کا ذکر ہوتا جو وہ کسی شہزادی کو جن، دیو یا جادوگر کے چنگل سے بچانے کے لیے کسی جادوئی انگوٹھی، طلسمی تلوار، ہوائی گھوڑے اور اڑتی ہوئی قالین کی مدد لیتا ۔ بہت سی کہانیاں من گھڑت ہوتیں جو سینہ بہ سینہ ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتے ہوتے کافی بدل جاتیں ۔ ان کہانیوں کا ماخذ الف لیلیٰ اور طلسم ہوشربا تھے جو عرب اپنے ساتھ ہندوستان لائے تھے ۔ اسی لئے ان کہانیوں کے بادشاہوں، شہزادوں اور شہزادیوں کے نام اور مقامات عربی ہیں، اس کے بعد ایرانی، ہندوستانی، عراقی، مصری، ترکی، اور یونانی نام آتے ہیں ۔ الف لیلہ، یا ہزار داستان کہانیوں کا ایک مجموعہ ہے جس کے مصنف اور تاریخ نوشت کا تعین نہ ہوسکا ۔ ان کہانیوں کے کردار، علاءالدین، علی بابا، اور سندباد جہازی وغیرہ دنیا کے ہر ادب کا حصہ بن چکے ہیں ۔ ان میں پریوں کی کہانیاں، رزمیہ داستانیں قصص و روایات، محاضرات اور حکایات شامل ہیں جو وسطی ایشیا، ہندوستان اور چین میں وقوع پذیر ہوئے ۔ بغداد ان کا مرکز ہے ۔ بادشاہ شہریار اپنی بیگم کی بیوفائی پر اسے قتل کردیتا ہے ۔ عورت ذات سے نفرت ہوجاتی ہے اسلئے روز ایک دوشیزہ سے شادی کرکے سہاگ رات گزارنے کے بعد اسے قتل کروا دیتا ہے ۔ وزیر کی بیٹی شہرزاد اپنے باپ سے ضد کرکے بادشاہ سے شادی کرتی ہے سہاگ رات کو بادشاہ کی اجازت سے اپنی چھوٹی بہن دینا زاد کو ساتھ سلا لیتی ہے جو بہن کی ہدایت کے بموجب رات کاٹنے کے لیے کوئی قصہ چھیڑنے کی فرمائش کرتی ہے ۔ شہرزاد کہانی شروع کرتی ہے جو صبح تک ختم نہیں ہوتی ۔ بادشاہ کا اشتیاق بڑھ جاتا ہے اور وہ دوسری رات باقی کہانی سننے کی خاطر قتل کا ارادہ ملتوی کردیتا ہے ۔ دوسری شب شہرزاد پہلی کہانی ختم کرکے دوسری شروع کرتی ہے جو پھر ادھوری رہ جاتی ہے ۔ اس طرح یہ سلسلہ ہزاروں راتوں تک جاری رہتا ہے اور بالآخر بادشاہ شہرزاد کی حکمت عملی کی داد دیتے ہوئے اس کی جاں بخشی کا حکم دیتا ہے ۔ طلسم ہوشربا میں جادوگری کا بیان ہے ۔ فوق البشر پہلوان جادوگروں سے جنگ کرکے ان پر فتح پاتے ہیں ۔

جب ہندوستان میں فلمسازی کا آغاز ہوا تو ابتدا میں دھارمک فلمیں بنیں ۔ اس کے بعد تاریخی، رومانی، مذہبی اور فنٹاسی یا عجوبہ فلمیں بننے لگیں ۔ اس زمانے کے فلم بین اسی نوعیت کی فلمیں پسند کرتے تھے ۔ امریکہ اور یورپ کے فلمسازوں نے جلد ہی پتہ چلا لیا کہ کیمرہ سے عجیب و غریب کام لیے جاسکتے ہیں ۔ ٹرک فوٹوگرافی سے کسی فرد یا شے کو بڑا دکھانا یا بالکل چھوٹا کردینا ۔ زمین سے ہوا میں اچھال دینا یا ہوا میں اڑتا ہوا دکھانا کوئی مشکل نہیں ۔ ہماری فلموں پر ہالی ووڈ کی فلموں کا گہرا اثر پڑا خصوصاً الگزینڈر کورڈا کی فلم "تھیف آف بغداد" (۱۹۴۰ء) اور جان ہال اور ماریا مونٹیز کی فلم "علی بابا چالیس چور" ۔ خاموش فلموں کے دور میں ایسی ہی کہانیوں کی شدید ضرورت رہی جو بغیر مکالموں کے آسانی سے سمجھ میں آسکیں ۔ الف لیلہ کی ایک کہانی پر پہلی عجوبہ فلم پرنسس بدور عرف قمرالزماں (۱۹۲۲ء) ہدایت کار جے جے مدن نے مدن تھیٹرز کے لیے بنائی ۔ اس کے اداکار ایڈنا ڈیلینز اور ای ڈی لگرو ہیں ۔ اسی کہانی کو دوبارہ قمرالزماں کے نام سے امپیریل کمپنی نے شاہ جی آغا کی زیر ہدایت فلمایا جس میں مس بلچر، پرمیلا، منورما، تارہ، خان، جمشید جی اور دستم خاں نے کام کیا ۔ ۱۹۲۵ء میں ۸ عجوبہ فلمیں سپنا سندری، یا گل خدائی عصا، گل انار، اندر سبھا، جل کماری، کملتا، سیلون کی پری اور کامرو دیش کی کامنی بنی ۔ سپنا سندری سے ملتی جلتی ۳ بولتی فلمیں سورن سندری (۱۹۵۸ء) مایا سندری (۱۹۶۷ء) اور

ترلوک سندری (۱۹۸۲ء) ریلیز ہوئیں۔ فلم گل انار در اصل الف لیلہ کا ہی ایک روپ ہے۔ اسی نام کی دو بولتی فلمیں ۱۹۳۳ء اور ۱۹۵۳ء میں بنیں۔ عربین نائٹس (۱۹۴۶ء) اور ہزار راتیں (۱۹۴۶ء) میں بھی الف لیلہ کی کہانیوں کو پیش کیا گیا۔ الف لیلہ کے تین کرداروں علاء الدین، علی بابا اور سند باد پر نہ صرف ہندی میں بلکہ انگریزی اور علاقائی زبانوں میں بھی کئی فلمیں بنیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ علاء الدین نامی ایک نوجوان کو ایک چینی جادوگر نے جادوئی انگوٹھی دے کر ایک غار سے جادوئی چراغ لانے پر آمادہ کیا تھا۔ غار سے نکلنے سے پہلے چراغ دینے کے اصرار اور علاء الدین کے انکار پر جادوگر نے اسے وہیں چھوڑ دیا تھا۔ چراغ کے جن کی مدد سے علاء الدین نے غار سے رہائی پاکر شہزادی سے شادی کی اور ایک محل بھی بنوایا، جسے جادوگر دوبارہ چراغ حاصل کرکے جن کے ذریعہ اٹھالے گیا لیکن علاء الدین نے اسے دوبارہ حاصل کرلیا۔ علی بابا ایک غریب لکڑہارا تھا جسے اتفاق سے چوروں کے ایک غار کا پتہ چل گیا جہاں بیشمار دولت تھی وہ اس میں سے کچھ ساتھ لے گیا۔ اس کے امیر بھائی قاسم کے لالچ اور حرص نے چوروں کے سردار کو علی بابا کا پتہ لگانے پر مجبور کر دیا، علی بابا کی کنیز مرجینا نے چوروں کو اُبلتا ہوا تیل ڈال کر جلا دیا ——— سند باد نے اپنے بحری جہاز پر سات مرتبہ دنیا کے مختلف ممالک کا سفر کر کے عجیب و غریب چیزیں دیکھیں۔ صرف ہندی میں اب تک علاء الدین پر ۲۰، علی بابا پر ۱۲، اور سند باد پر ۴ فلمیں بنائی گئیں۔ ۶ فلموں کے ناموں میں علاء الدین کے ساتھ جادوئی چراغ کا استعمال کیا گیا۔ ۳ میں صرف علاء الدین، اور تین فلموں کے نام حور عرب (۱۹۲۸ء)، چراغ عرب (۱۹۲۵ء)، جادوئی انگوٹھی (۱۹۴۸ء اور ۱۹۶۴ء) ہیں۔ فلمسازوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علاء الدین کا بیٹا (۱۹۳۹ء اور ۱۹۵۵ء)، علاء الدین کی بیٹی (۱۹۴۹ء) اور علاء الدین کی لیلیٰ (۱۹۴۱ء اور ۱۹۵۷ء) کے نام سے بھی فلمیں بنائیں۔ علی بابا پر بنی ۱۲ فلموں میں سے ۵ میں علی بابا کے ساتھ چالیس چور اور ۳ میں صرف علی بابا موجود ہے۔ تین فلموں کے نام علی بابا مرجینا (۱۹۷۷ء)، کھل جا سم سم (۱۹۵۶ء) اور ایک تھا علی بابا (۱۹۶۳ء) میں ایک جدت طراز فلمساز نے علی بابا کا بیٹا (۱۹۵۵ء) نام کی فلم بنائی۔ ہندوستانی فلمی صنعت کے مایہ ناز فلمساز ہدایت کار محبوب خاں مرحوم نے ۱۹۲۷ء میں امپیریل فلم کمپنی کی فلم علی بابا چالیس چور (ہیروئن سلوچنا) میں ایک ایکسٹرا کا رول ادا کیا تھا جسے گھڑے میں چھپا دیا گیا تھا۔ اپنے زمانۂ عروج میں محبوب خاں نے ساگر مووی ٹون کے لیے فلم علی بابا (۱۹۴۰ء) بنائی جس میں سریندر کا ڈبل رول تھا۔ غلام محمد کا چوروں کا سردار کا رول تھا، محبوب کی بیوی سردار اختر سردار کی محبوبہ بنی۔ فلم محبت اور خدا کی ہیروئن بمنی کی ماں وحیدن مرجینا بنی تھی۔ سند باد پر بنی ۴ فلموں میں سے ۳ کے نام سند باد دی سیلر تھے اور صرف ایک فلم کا نام سند باد کی بیٹی (۱۹۵۸ء) تھا۔ فلمساز پی این اروڑہ نے ان تینوں مشہور کرداروں کو یکجا کر کے سند باد، علی بابا، علاء الدین (۱۹۶۵ء) نامی فلم پیش کی۔ چونکہ الف لیلہ کی کہانیوں میں بغداد کا ذکر بار بار آتا ہے اس لیے چند ہندی فلمسازوں نے بغداد کو فلم کے نام کا جزو بنا کر ۱۲ فلموں کی تخلیق کی جن میں سے ۵ کے نام بغداد کا چور ہیں، دو کے نام بلبل بغداد (۱۹۳۲ء اور ۱۹۴۱ء) ہیں۔ جن فلمسازوں نے الف لیلہ سے استفادہ نہ کر کے عجوبہ فلمیں بنائیں انھوں نے فلموں کے ناموں میں عربی نام استعمال کیے تاکہ فلم دیکھنے والے انھیں عجوبہ فلمیں سمجھیں۔ جیسے گلشن عرب (۱۹۲۹ء) شیر عرب (۱۹۳۰ء)، یاسمین (۱۹۳۰ء) زلیخا (۱۹۳۰ء)، بلبل شیراز (۱۹۳۲ء) ریحانہ (۱۹۴۶ء) الف لیلوی کہانیوں پر مختلف ادوار میں گل بکاؤلی نام کی ۶ فلمیں، چترا بکاولی کے نام کی ۳ فلمیں اور گل صنوبر نام کی تین فلمیں بنائی گئیں۔ حاتم طائی اور اس کے سات سوال بھی ہمارے فلمسازوں کے لیے عجوبہ فلمیں بنانے کا بہترین مسالہ رہے ہیں۔ حاتم طائی ایک خدا ترس سخی امیر تھا جو اپنی دولت غریبوں میں لٹا دیتا تھا۔ ایک شہزادی نے اپنے عاشق شہزادہ سے شادی کی یہ شرط رکھی کہ وہ اس کے سات سوال حل کرے جو عاشق کی سمجھ سے باہر تھے اور ان کو حل کرنے میں جان جانے کا اندیشہ تھا۔ شہزادے کی درخواست پر حاتم نے وہ سوال حل کیے۔ حاتم طائی پر ۹ فلمیں بنیں۔ ۱۹۲۹ء کی خاموش فلم اور ۱۹۳۳ء کی بولتی فلم ۲ حصوں میں بنائی گئی۔ بسنت پکچرز اور ہومی واڈیا کی حاتم طائی (۱۹۵۶ء اور جے راج اور شکیلہ) بے حد کامیاب رہی۔ جو فلمساز الف لیلہ سے اخذ کرنا نہیں چاہتے تھے انھوں نے بیتال پچیسی، سنگھاسن بتیسی، پنچ تنتر اور دوسری کتابوں سے استفادہ کیا یا من گھڑت کہانیوں پر فلمیں بنائیں۔ اندر سبھا نام کی تین فلمیں ۱۹۲۵ء ۱۹۳۲ء اور ۱۹۵۶ء میں بنائی گئیں۔ ۱۹۳۲ء میں بنی جے جے مدن کی اندر سبھا میں اس زمانے کی مشہور فلمی جوڑی نثار احمد کجن اور مشہور گلوکارہ مختار بیگم نے اداکاری کے جوہر دکھائے یہ پہلی فلم تھی جس کے مکالمے نظم میں تھے اور بیشمار گیت بھی۔ عجوبہ فلموں میں پریوں کا ہونا بھی ضروری تھا اس لیے پریوں کی کہانیوں پر ۱۱ فلمیں بنیں مثلاً بلبل پرستان (۱۹۲۶ء اور ۱۹۳۴ء)، پریوں کی شہزادی (۱۹۲۱ء)، سیر پرستان (۱۹۳۴ء اور ۱۹۵۸ء) نیلم پری (۱۹۵۲ء)، آکاش پری (۱۹۵۸ء)، ہزار پریاں (۱۹۵۹ء)، رانی اور لال پری (۱۹۷۵ء)، جہاں پریاں ہوں گی وہاں جن بھی ہوں گے ان کا تعارف بھی فلموں میں کرایا گیا فلمسازوں نے آسمان پر گھوڑے دوڑانے کے لیے (۱۹۲۵ء) میجک ہارس، اور (۱۹۶۳ء) فلائنگ ہارس، کو استعمال کیا۔ جہاں گھوڑے دوڑائے نہ جاسکے وہاں خوابوں سے کام لیا، (۱۹۲۸) ڈریم لینڈ اور خوابوں کی دنیا (۱۹۲۷ء) اس کی مثالیں ہیں۔ آسمان کی بلندیوں پر پرستان ہے تو زمین کی گہرائیوں میں بھی عجوبے ہیں۔ پاتال بھیروی (۱۹۵۲ء اور ۱۹۸۵ء)، پاتال پری (۱۹۵۷ء) اور پاتال نگری، (۱۹۶۳ء) میں زمین کے نیچے کی مخلوق کا نقشہ پیش کیا۔ اسی طرح سمندروں کے اندر کی دنیا کو جل کماری (۱۹۲۵ء)، لیڈی آف دی لیک (۱۹۲۸ء، ۱۹۲۹ء اور ۱۹۶۰ء)، سی گاڈس (۱۹۳۹ء)، حور سمندر (۱۹۳۶ء)، سمندروں کی ملکہ (۱۹۴۷ء) اور جل پری (۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۴ء) میں منظر عام پر لایا گیا۔ کامرد دیش کی کامنی نام کی ایک بولتی فلم ۱۹۸۵ء میں بھی بنی۔ ایک اور من گھڑت کہانی ایک حسینہ کے بارے میں ہے جس کی بنسری کی تان سن کر جن اور دیو بھی بے بس ہو جاتے ہیں۔ ۳ خاموش فلمیں اور ۴ بولتی فلمیں بنسری بالا (۱۹۲۷ء، ۱۹۳۶ء)، مدھو بنسری (۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۹ء)، جادوئی بنسری (۱۹۲۹ء، ۱۹۳۴ء اور ۱۹۴۶ء) کے نام سے پیش کی گئیں۔ ہندوستان میں جادو ٹونا پر یقین بہت عام ہے۔ فلمساز اس موضوع پر کیسے پیچھے رہتے۔ خاموش فلم مایا نگری (۱۹۲۹ء) سے لیکر جادو نگری (۱۹۷۲ء) تک ۲۸ فلمیں بنیں۔ وشنو سینوٹون کی فلم جادو نگری (۱۹۴۰ء، یشونت دیو، راجکماری اور ٹمس) نے تو سارے ہندوستان میں کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ اس فلم کی کامیابی سے دوسرے فلمسازوں کو بھی ترغیب ملی جادوئی ڈنڈا (۱۹۳۵ء)، جادوئی کنگن (۱۹۴۰ء)، جادوئی بندھن (۱۹۴۱ء)، جادوئی جھولا (۱۹۴۲ء) جادوئی پتلی (۱۹۴۶ء)، جادوئی ٹوپی (۱۹۴۶ء)، طلسمی ہیرا (۱۹۴۶ء)، جادوئی رتن (۱۹۴۷ء)، جادوئی چراغ (۱۹۴۸ء)، جادوئی شہنائی (۱۹۴۸ء)، جادوئی سندور (۱۹۴۹ء)، جادوئی قالین (۱۹۶۴ء)، نامی فلموں کا تانتا بندھ گیا۔ کمتا کے بعد ۳۲ عجوبہ فلمیں ایسی بنیں، جن میں جن، دیو، پری، جادوگر موجود ہیں اور مختلف عجوبہ فلموں سے متاثر ہوکر بنائی گئیں تاکہ ایک ہی فلم میں عوام کو بھرپور تفریح مل سکے ان میں قابل ذکر ہیں۔ رتن منجری (۱۹۲۶ء اور ۱۹۳۵ء) بولتی بلبل (۱۹۲۶ء، ۱۹۴۲ء) جان عالم انجمن آرا (۱۹۲۷ء) گلرو زرینہ (۱۹۲۸ء، ۱۹۳۲ء) انار بالا (۱۹۴۰ء) کالا گلاب (۱۹۳۴ء) سیف سلیمانی (۱۹۳۴ء) مدن منجری (۱۹۳۵ء) ترشول (۱۹۲۷ء) بھیدی ترشول (۱۹۳۸ء) انگور بالا (۱۹۴۷ء) بھٹکتی مینا (۱۹۴۷ء) غیبی تلوار (۱۹۴۷ء) نور محل (۱۹۵۹ء) خفیہ محل (۱۹۶۴ء)، جہاں جادو کو تسلیم کیا جاسکتا ہے تو بھوتوں کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا اس لیے بھوت راجیہ (۱۹۳۱ء اور بھوت بنگلہ (۱۹۶۵ء) بنا کر ان کی بھی نمائندگی کی گئی۔ نظروں سے غائب کر دینے والے لباس کی تصدیق کے لیے غیبی انسان (۱۹۳۵ء) مسٹر ایکس (۱۹۳۸ء، ۱۹۵۷ء) اور مسٹر ایکس ان بمبئی (۱۹۶۴ء) بنا کر تفریح کا سامان مہیا کیا گیا۔

آج کے دور میں الف لیلوی کہانیوں پر کوئی یقین نہیں کرتا لیکن عجوبہ کہانیوں سے دلچسپی آج بھی برقرار ہے جس کا ثبوت ۱۹۸۵ء میں بنی تھری ڈائمنشن فلموں چھوٹا چیتن، شیوکا انصاف اور مہاشکتی مان سے ملتا ہے۔ آج بچے دادی یا نانی سے کچھ سننے کی بجائے ہر ہفتہ شام ہفتہ کی دوپہر اور اتوار کے دن ٹی وی کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ ٹی وی سیریلس دادا دادی کی کہانی اور وکرم اور بیتال کی مقبولیت سے بھی جن میں عجوبے دکھائے جاتے ہیں، عجوبہ فلموں سے دلچسپی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی سال وکرم اور بیتال پر ایک فیچر فلم بھی بنائی گئی۔ کمل ہاسن نے وکرم نامی عجوبہ فلم بنائی۔ ایک اندازے کے مطابق ہندی میں ۵۱ خاموش اور ۱۷۱ بولتی عجوبہ فلمیں بنی ہیں جن کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور جب تک دیکھنے والوں کی دلچسپی برقرار ہے، جاری رہے گا۔ (حیدرآباد سے نشر)

مالیاتی خسارہ کی وجوہات

حاجی سجاد

اس سے پہلے کہ ہم اس بات کا ذکر کریں یا اس کی تفصیل میں جائیں کہ مالیاتی خسارہ کی کیا وجوہ ہیں یا یہ کہ اس کو کن وجوہات کی بنا پر اپنایا جاتا ہے پہلے ہم اس بات کو سمجھ لیں کہ مالیاتی خسارہ کیا ہے اور اس کی کیا تعریف ہے۔

کسی بھی ملک میں اور خاص طور پر پسماندہ اور ترقی پذیر ملک میں جب اس کے اخراجات ٹیکس و دیگر آمدنی سے پورے نہیں ہو پاتے تو مرکزی بینک میں رکھی ہوئی جمع شدہ نقد رقم یعنی کیش بیلنس کو کم کر کے مالیہ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ یا یہ کہ ریزرو بینک سے قرضہ جات لیے جاتے ہیں یا پھر عام بینکوں سے قرضہ جات حاصل کیے جاتے ہیں۔ بصورت دیگر کرنسی نوٹ چھاپکر اس خسارے کی پا بجائی کرلی جاتی ہے۔ ضرورت پڑنے پر ان تمام طریقوں سے مالیاتی خسارہ کو پُر کیا جاتا ہے یا ان میں سے کوئی ایک یا چند طریقے اپنائے جاتے ہیں۔

ملک کی معیشت کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے منصوبہ بندی ضروری ہے۔ اس کے ذریعہ معیشت کے مختلف شعبوں او[illegible] کے مختلف حصوں کو یکساں اور تیزی سے ترقی دی جاسکتی ہے۔ منصوبہ بندی کے ذریعے پہلے ہی اس بات کا تعین کرلیا جاتا ہے کہ آئندہ پانچ سالوں میں ملک کی جملہ آمدنی اور اخراجات کیا ہوں گے۔ پیداوار میں کس رفتار سے اضافہ ہوگا اور کتنے لوگوں کو روزگار فراہم کیا جائے گا۔ جب یہ مقررہ نشانے ٹیکس، قرضہ جات بیرونی امداد اور دیگر آمدنی سے حاصل نہیں ہو پاتے تو مالیاتی خسارہ کو اپنایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان کے پہلے پنج سالہ منصوبہ میں جملہ اخراجات کا تخمینہ ۱۹۶۰ کروڑ کیا گیا تھا اور جملہ آمدنی کا جو حساب لگایا گیا تھا تو وہ ۱۶۲۷ کروڑ تھا۔ اس طرح جملہ آمدنی کے مقابلہ میں ۳۳۳ کروڑ کے اخراجات زیادہ تھے۔ اس کمی کو مالیاتی خسارہ کے ذریعہ پورا کیا گیا۔ اس طرح دوسرے پنجسالہ منصوبہ میں مالیاتی خسارہ کی حد ۱۲۰۰ کروڑ مقرر کی گئی تھی لیکن حقیقت میں یہ خسارہ منصوبہ کے اختتام پر صرف ۹۴۸ کروڑ کی حد تک محدود رہا۔

تیسرے پنجسالہ منصوبے میں مالیاتی خسارہ کے لیے ۵۵۰ کروڑ مختص کیے گئے لیکن منصوبہ کے اختتام تک یہ رقم بڑھ کر ۱۱۳۳ کروڑ ہوگئی۔

چوتھے پنجسالہ منصوبہ میں مالیاتی خسارہ کی مد میں ۲۰۶۰ کروڑ بتائے گئے اور پانچویں پنجسالہ منصوبہ میں ۲۱۹۱ کروڑ کا مالیاتی خسارہ ہوا۔

۱۹۷۷-۷۸ء کے بعد سے اس مد میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے اور ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۴ء تک یہ تخمینہ ۱۳۹۸۰ کروڑ تک پہنچ گیا۔

یہ اعداد و شمار اس بات کو صاف واضح کرتے ہیں کہ ہمارے پنجسالہ منصوبہ میں مالیاتی خسارہ کی کتنی [illegible] اور ہمارے ملک کی ترقی میں یہ کتنا اہم رول ادا [illegible] ہے

پہلے پنجسالہ منصوبہ میں جو مختلف ذرائع سے [illegible] حاصل کیا گیا تھا اس میں مالیاتی خسارہ کا حصہ ۱۷ فیصد تھا۔ دوسرے منصوبہ میں یہ ۲۰ فیصد جبکہ تیسرے اور چوتھے منصوبوں میں ۱۳ فیصد اور پانچویں منصوبہ میں یہ خسارہ ۳ فیصد رہا۔

اب ہم یہ محسوس کریں کہ مالیاتی خسارہ سے جو رقم حاصل ہوتی ہے اس کو ترک کر کے یہ رقم مزید ٹیکس عائد کر کے حاصل کرلیں تو اس میں سب سے بڑا خطرہ یہ کہ اضافی ٹیکس کے لیے عوام سخت مخالفت کرتے ہیں اور ملک کی سیاسی فضا متاثر ہوسکتی ہے۔

ماضی کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ ٹیکس میں جو بھی اضافہ کیا جاتا رہا اس کا زیادہ تر بوجھ اور اثر درمیانی اور غریب طبقہ پر پڑا اس کے باوجود پہلے پنجسالہ منصوبہ میں جملہ آمدنی میں ٹیکس کا حصہ ۱۵ فیصد، دوسرے منصوبہ میں ۲۳ فیصد، تیسرے میں ۲۴ فیصد، چوتھے میں ۲۷ فیصد اور پانچویں منصوبہ میں ۲۰ فیصد رہا۔

بیرونی امداد پر بھی زیادہ انحصار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ ممالک اپنی من مانی شرائط تھوپنے کی کوششیں کرتے ہیں اس سے ملک کی آزادی، خود مختاری اور ملک کی معیشت کو شدید خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔

تاہم پہلے پنجسالہ منصوبہ میں بیرونی امداد کا حصہ ۱۰ فیصد دوسرے منصوبہ میں ۲۴ فیصد تیسرے میں ۲۸ فیصد، چوتھے میں ۱۳ فیصد اور پانچویں میں ۱۵ فیصد رہا۔

مالیاتی خسارہ کے تحت ریزرو بینک سے جو قرض حاصل کیا جاتا ہے اس پر جو سود ادا کیا جاتا ہے، وہ منافع کی صورت میں دوبارہ حکومت کو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ رقم مزید ترقیاتی کاموں کے لیے استعمال ہوسکتی ہے اس کے علاوہ مالیاتی خسارہ کے تحت معیشت میں جیسے جیسے روپیوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ اسی مناسبت سے اشیاء کی مانگ میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اضافی مانگ کی وجہ سے پیداوار میں بھی اضافہ ہوسکتا ہے۔ اس سارے نظام کا اثر یہ ہوگا کہ ملک کی معیشت کی ترقی کی رفتار میں تیزی پیدا ہوتی ہے اور مزید روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں لیکن یہاں ماہرین معاشیات کا خیال یہ ہے کہ معیشت میں زر کے اضافہ سے افراط زر کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ روپیوں کے اضافہ کی وجہ سے اشیاء کی مانگ بڑھ جاتی ہے لیکن پیداوار کی رفتار میں اسی تناسب سے اضافہ نہیں ہوتا ہے لہذا رسد کے مقابلے میں مانگ کی کثرت کی وجہ سے قیمتیں بڑھنے لگتی ہیں۔

وزارت فینانس نے جو اکنامک سروے شائع کیا ہے اس کے مطابق ہول سیل پرائز انڈیکس نمبر یہ بتاتا ہے کہ اگر ۱۹۷۰ء میں قیمتوں کا انڈیکس نمبر ۱۰۰ تھا تو یہ ۱۹۸۰ء اگست تک ۲۶۴ ہوگیا اور ۱۹۸۱ء اگست میں ۳۱۸ اور ۱۹۸۴ء اگست میں ۳۲۲ ہوگیا۔ قیمتوں میں اسقدر وسیع اضافہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ۱۹۵۱ء-۱۹۶۱ء کے درمیان ملک میں زر کا اضافہ ۵ء۵ کی سالانہ رفتار سے ہوتا رہا، اس کے بعد [illegible] یعنی ۱۹۶۱ء-۱۹۷۱ء میں یہ اضافہ ۱۵ء۵ [illegible] رفتار سے ہوتا رہا، اور بعد کے دس سالوں میں یعنی ۱۹۷۱-۱۹۸۱ء میں یہ اضافہ تقریب ۲۲ء۲ سالانہ رہا۔

بعض ماہرین معاشیات کا یہ بھی خیال ہے کہ مالیاتی خسارہ کی وجہ سے اضافی رقم کے تحت پیداوار میں تو ضرور اضافہ ہوا ہے لیکن یہ اضافہ عیش و عشرت اور بے فیض اشیاء اور عالیشان تعمیرات میں ہوتا ہے جس سے ملک کی معیشت کو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوسکتا۔

مختصر یہ کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مالیاتی خسارہ کے تحت اضافی رقم سے جو افراط زر واقع ہوتا ہے اس پر مکمل اور موثر کنٹرول رکھا جائے تو ترقی پذیر ملک میں جہاں قدرتی بے استعمال وسائل مزدور و دیگر پیداوار کے عوامل موجود ہیں ان کا بہتر اور فیصد استعمال ہوسکتا ہے اور اس کے ذریعہ ہم وہ ترقی حاصل کرسکتے ہیں جس کے لیے ہم رات دن سپنے دیکھتے ہیں۔

(حیدرآباد سے نشر)

ڈاکٹر اینی بیسنٹ

فاطمہ انیس

انسانی تاریخ کے ہر دور میں کئی ایک خواتین نے اہم کردار ادا کیا ہے کہیں رضیہ سلطانہ کے روپ میں، کبھی نورجہاں کے روپ میں، کبھی جھانسی کی رانی کے روپ میں، تو کبھی میرابائی اور جون آف آرک کے روپ میں۔ سماجی تہذیبی، تمدنی و ثقافتی رشتوں پر اثر انداز ہوئی ہیں۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں کئی خواتین نے تاریخ ساز کارنامے انجام دیئے ہیں۔ انیسویں صدی کے اواخر میں ہمیں ایک خاتون اینی بیسنٹ کا نام ملتا ہے جس نے اپنے عہد کے اصولوں اور مروجہ قوانین سے انحراف کیا، بغاوت کی۔ جو اس کی اپنی دانست میں اس کے اپنے نظریات اور خیالات سے میل نہ کھاتے تھے۔ انیسویں صدی کا عہد؛ جب قدامت پرستی کا غلبہ شدید ترین تھا، مروجہ خیالات اور تصورات سے انکار، فرد تو کیا افراد کے لیے بھی ایک مشکل ترین مرحلہ بن سکتا تھا۔ وہاں ایک غریب گھر کی عورت نے جو سماج میں مساوی درجہ تک حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی تھی، بڑی شدت کے ساتھ اپنے نظریات کی تبلیغ کی مذہبی، سماجی اور سیاسی نظریات و عقاید میں تبدیلی لانے کی جدوجہد کی۔ اینی بیسنٹ کا کام عوامی فلاح و بہبود سے زیادہ فلسفیانہ نظریات سے متعلق تھا۔ اسی لیے اینی بیسنٹ کا نام دانشور طبقہ تک محدود رہا۔ تاریخ میں جہاں کہیں ان کا نام ملتا ہے تو وہ اینی بیسنٹ کی آل انڈیا نیشنل کانگریس کے ابتدائی دور سے وابستگی اور ہوم رول لیگ کے قیام کے سلسلے میں ملتا ہے۔

اینی بیسنٹ ۱۸۴۷ء میں، انگلستان میں پیدا ہوئیں۔ بچپن غریبی اور محرومی میں گزرا۔ لیکن وہ بہت ذہین اور سوچ بچار کرنے والی خاتون تھیں۔ عمر کے ساتھ ساتھ ان کے خیالات میں تبدیلی پیدا ہوتی گئی اور وہ اپنے آبائی مذہب عیسائیت سے دور ہوتی گئیں۔ اینی بیسنٹ سچائی کے مقابلہ میں کسی کی پروا نہ کرتی تھیں۔ وہ سچائی کی پرستار تھیں۔ ایک حادثہ بھی آئی جب ان کو ۱۸۷۳ء میں اپنے شوہر پادری فرانک بیسنٹ سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ عدالت نے اینی بیسنٹ کو ان کے جدید اور اس عہد کے مروجہ خیالات سے انحراف کی سزا کے طور پر اپنے بچوں سے بھی محروم کر دیا۔ اس طرح اپنے آزادانہ خیالات اور غیر مذہبی نظریات کے اختیار کرنے کی قیمت انھیں چکانی پڑی۔ نیشنل سوسائٹی کے ممبر کی حیثیت سے وہ آزادانہ خیالات اور تفکر کی مبلغ بنی رہیں۔ اور FABIAN سوسائٹی کے ذریعہ اشتراکیت کی پرچارک بن گئیں۔ ۱۸۷۷ء میں چارلس بارڈلاف کے ساتھ مل کر "نیشنل ریفارمر" نامی ایک رسالہ جاری کیا اور اس رسالہ میں برتھ کنٹرول یا خاندانی منصوبہ بندی پر ایک مضمون لکھا جو بعد میں ایک پمفلٹ کی صورت میں بھی چھپا۔ سوچیئے کتنی دور اندیش اور روشن خیال تھیں وہ جنھوں نے آج سے سو سال قبل خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت اور اہمیت کو پیش کیا تھا۔ اس پمفلٹ کی اشاعت کے بعد ان پر ان کے ساتھی ایڈیٹر کے ساتھ غیر اخلاقی حرکت کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا لیکن وہ بری کر دی گئیں۔ یہ ان کی بڑی زبردست اخلاقی جیت تھی۔ ۱۸۸۹ء میں وہ مادام بال ڈسکی کی مقلد یا بالفاظ دیگر مرید بن گئیں اور تھیوسوفیکل سوسائٹی کی ممبر بن کر ۱۸۹۳ء میں ہندوستان آئیں تاکہ تھیوسوفی نظریات کی تبلیغ کی جائے۔

ہندوستان آنے کے بعد انھوں نے ہندو مذہب کا بغور مطالعہ کیا؛ وہ ہندوازم سے کافی متاثر ہوئیں اور ہندو مذہب کی طرف ان کا رجحان بڑھا۔ انھوں نے ہندوستان کو اپنا ملک بنا لیا اور بنارس میں سکونت اختیار کر لی۔ پھر ہندو مذہب کی اصلاح اور احیا کی خاطر انھوں نے ۱۸۹۸ء میں بنارس میں سنٹرل ہندو کالج قائم کیا، جو بعد میں بنارس ہندو یونیورسٹی کے لیے بنیاد ثابت ہوا۔ انھوں نے ہندوستانی عورتوں کی تعلیم کے لیے بہت کوشش کی اور ۱۹۰۴ء میں بنارس ہی میں لڑکیوں کے لیے ایک "سنٹرل ہندو گرلز اسکول" بھی قائم کیا۔ ۱۹۱۴ء میں ڈاکٹر اینی بیسنٹ نے تمام ہندوستانیوں سے اپیل کی تھی کہ اگر وہ اپنی اور اپنے ملک کی ترقی چاہتے ہیں تو انھیں تمام عورتوں کی حالت کی اصلاح کرنی چاہئے۔

پہلی عالمی جنگ کے شروعات میں اینی بیسنٹ ہندوستان کی آزادی کے کاموں میں جٹ گئیں اور قومی آزادی کی جدوجہد کا ایک جزو بن گئیں۔ ۱۹۱۶ء میں "ہوم رول لیگ" نامی انجمن قائم کی اور اس کی صدر بن گئیں۔ ۱۹۱۷ء میں آل انڈیا نیشنل کانگریس کی صدر منتخب ہوئیں۔ پھر اختلافات کی وجہ سے کانگریس سے علیحدہ ہو گئیں لیکن دیش بھگتی میں کوئی کمی نہ ہوئی۔

ڈاکٹر اینی بیسنٹ نے کئی کتابیں لکھیں اور پمفلٹ شائع کیے ان میں سے قابل ذکر ایک تو ان کی اپنی خودنوشت سوانح عمری ہے جو ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ دوسری "چار بڑے مذاہب" نامی کتاب ہے جو ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی۔ تیسری Ancient Wisdom (قدیم عقل و دانش) نامی کتاب ہے اور ۱۹۰۵ء میں بھگوت گیتا کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔

ڈاکٹر اینی بیسنٹ تھیوسوفیکل سوسائٹی کی صدر ۱۹۰۷ء میں بنیں۔ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۲۸ء تک تھیوسوفیکل سوسائٹی کے مبلغ کی حیثیت سے امریکہ، یورپ اور مشرق کا دورہ کیا۔ ہندوستان سے بے پناہ پیار و دلی لگاؤ کی وجوہات میں اہم ترین وجہ تھیوسوفی نظریات تھے جو ویدانتی نظریات مثلاً روح، مکتی، آواگون وغیرہ کے تعلق سے مماثلت رکھتے تھے۔ یہ ممکن ہے کہ اینی بیسنٹ کے نظریات سے اختلاف کیا جائے لیکن اینی بیسنٹ کی انقلابی اور اپنے نظریات پر یقین کامل رکھنے والی ہستی کی حیثیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ عظیم ہستی کی شناخت ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مقصد زیست کا خود تعین کرے اور اس مقصد پر اٹوٹ یقین رکھے۔ چاہے کتنی ہی مشکلات و موانعات راہ میں حائل ہوں۔ اینی بیسنٹ نے اپنے عہد سے بغاوت کی۔ مروجہ اصولوں کی خامیوں کی نشاندہی کی۔ خود کو سماجی استبداد سے آزاد کیا۔ ساری زندگی وہی کیا جس کو ان کے دل و دماغ نے قبول کیا۔ اور ضمیر نے ان کی رہنمائی کی۔

۸۷ سال کی عمر میں ۱۹۳۳ء میں وہ انتقال کر گئیں۔ چالیس سال تک لگاتار ہندوستان میں انھوں نے جو خدمات سرانجام دیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ ہندوستان کی آزادی کی تاریخ ان کے کارناموں کے ذکر کے بغیر ادھوری رہے گی۔

(بشکریہ نشر)

آواز قیمت

فی کاپی — ایک روپیہ

سالانہ — ۲۲ روپے

دو سال — ۴۲ روپے

ترسیل زر کا پتہ

آکاشوانی گروپ آف جرنلز آل انڈیا ریڈیو

۱۰ فلور پی ٹی آئی بلڈنگ، سنسد مارگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

دکنی زبان کا ارتقا

احمد علی خاں ادیب

اُردو ایک عوامی زبان ہے جس نے ہریانے کے سرسبز و شاداب علاقے میں آنکھ کھولی، وہیں پلی بڑھی۔ شروع شروع تو بول چال کی حد تک محدود رہی، بعد میں ہندوستان گیر حیثیت حاصل کرلی۔ اٹھارہویں صدی کے آخر تک اُردو ایک سے زاید ناموں سے موسوم ہوئی، انھیں میں سے اس کا ایک نام دکنی پڑ گیا جبکہ قطب شاہی اور عادل شاہی ریاستیں ۱۴۹۵ تا ۱۶۹۰ اور ۱۴۹۰ تا ۱۶۸۷ء میں قائم ہوچکی تھیں۔ ان دونوں ریاستوں کی سرپرستی میں دکنی اردو دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی رہی۔ دکن کے مردم خیز خطّے میں کئی ادیب و شاعر عالم وجود میں آئے، چنانچہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، محمد اکبر حسینی، نظامی بیدری، شاہ اشرف بیابانی، شاہ میراں جی شمس العشاق، شاہ برہان الدین جانم، فیروز بیدری، ابراہیم عادل شاہ ثانی، عبدل، محمد قلی قطب شاہ، مُلّا وجہی، غوّاصی نصرتی اور ابنِ نشاطی وغیرہ کی تخلیقات نثر و نظم نے سب سے پہلے تحریری شکل اختیار کی۔

دکنی یا قدیم اردو کی ساخت ہی کچھ ایسی ہے کہ اس کے خمیر میں ترقی پذیری کے عناصر کوٹ کوٹ کے بھرے ہیں۔ جس کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ قطب شاہی دور کے بول چال کے الفاظ و محاورات میں تراش خراش اور اصلاح زبان کا رجحان خود محمد قلی قطب شاہ کے عہدِ حکومت میں پیدا ہو چلا تھا۔ چنانچہ کلیاتِ محمد قلی میں جہاں ہم دکنی لفظوں، جنوبی محاوروں اور گریبر کے اسما و افعال و حروف وغیرہ کی ابتدائی صورتوں سے دوچار ہوتے ہیں، وہیں ہمیں بعض ارتقائی شکلیں بھی نظر آتی ہیں جنھیں اس دور کے ذخیرۂ کتب کے عنوانات، مذہب، تاریخ، سوانح، مرثیہ، رزم و بزم، نیچرل شاعری اور عشق و محبت کے آئینہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ مثلاً ابتداءً حرف جار "سوں" تھا بعد کو "سے" ہوگیا یا "کوں" سے "کو" بواو معروف ہوا جس کا مترادف معیاری اردو میں "کو" بواو مجہول ہے۔ اسی طرح قطب شاہی عہد میں "منجے" بولتے تھے بعد کو "مجھے" اور آخر میں "مجھے" بولنے لگے۔ اس طرح دکنی ادیبوں اور شاعروں نے زبان و ادب کی خدمت میں قابلِ لحاظ حصّہ لیا۔ بہمنی دور کے شاعر نظامی نے "کدم راؤ پدم راؤ" نام کی مشہور و معروف عشقیہ مثنوی لکھی۔ اور قطب شاہی عہد کا سب سے بڑا اور پہلا صاحبِ دیوان شاعر سلطان محمد قلی قطب شاہ چار سو سال پہلے ہی نیچرل شاعری جیسے اہم موضوع سے عہدہ برآ ہوا۔

ادب اُسی صورت میں پنپتا ہے جب اُسے سازگار ماحول ملے۔ چنانچہ سارا دکنی ادب شاہی سرپرستی ہی میں پھیلا اور قطب شاہی دور کے شعرا نے اپنی بساط بھر کوشش کر کے شعرگوئی کا حق ادا کر دیا۔ تو سلطان محمد قلی قطب شاہ جس پایے کا شاعر تھا اس کا اندازہ اس کے شاعرانہ تخیّل سے لگایا جاسکتا ہے۔ بطورِ مشتے نمونہ از خروارے اس کے دو چار متفرق شعر پیش کیے جاتے ہیں۔ غزل کا مطلع ہے:

خبر لیایا ہے ہدہد میرے تئیں اس یار جانی کا
خوشی کا وقت ہے ظاہر کروں راز نہانی کا

اسی غزل کا دوسرا مقطع ہے:

پڑے دنبال میں میرے سوا اس بیناں کے دنیا
خدایا عشق مشکل ہے بھرم رکھ تو اس معانی کا

دوسری غزل کے دو شعر ہیں،

کہے پیا بن صبوری کروں، کہیا جائے آنا کیا جائے نا
قطب شہ نہ دے مج دوانے کو پند، دوانے کوں کوئی پند دیا جائے نا

ایک اور غزل کا شعر ہے،

تمہارے حُسن تھے دستا ہے ہمن مکھ پر نور
تو ہمن علم کو کہتے اچھیں سب لوگ فصیح

اب یہ دو شعر ملاحظہ ہوں،

مدن مست بدل مست نجن مست پری مست
ہوے مست نین مست لکن مست یری مست
تلا مست، کٹرا مست، دھری مست دھٹری مست
شکر مست یحس مست ہنس مست پری مست

سلطان محمد قلی قطب شاہ معانی کے ہم عصر شاعر مُلّا وجہی کے علاوہ غوّاصی اور ابن نشاطی نے بھی اپنی اپنی شاعری کے ذریعہ دکنی زبان کی سلاست اور اُسلوب بیان کی روانی کو آسمان پر پہنچا دیا۔ مُلّا وجہی کی نثری کتاب "سب رس" اُردو کی پہلی ادبی تصنیف ہے۔ جو انتہائی پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ اب وجہی کی ایک رباعی پیش کی جاتی ہے۔ کہتا ہے۔

پردیسی ہوں پردیس میں ہے ٹھار منجے
پردیسی ہو رہنا اہے ناچار منجے
طاقت ارے صبر تو بھی کچھ اتبر یا نئیں
اب کو ملے گا کہو مرا یار منجے

"سب رس" کے دو چار نثری فقرے اس لحاظ سے پیش کیے جاتے ہیں کہ ۱۰۴۵ھ میں لکھی ہوئی مُلّا وجہی کی نثر بھی نظم سے کچھ کم نہیں لکھا ہے۔

اس کتاب کا ناوں سب رس
سب کوں ترسے آوے ہوس

[illegible] ستا سی ہو را سرا دالی ہے تو یو کتاب گنج العرش

[illegible] م بھالا تو اپنا ہیرا آپی کھانا، اپنا لہو آپی پینا تو دنیا

جاوید اکرم

کون تھا، کوئی نہ تھا دل میں خدا سے پہلے
یاد آتا تھا مگر کوئی دعا سے پہلے

لمس جلتے ہوئے احساس کا یاد آنے لگا
کلیاں کھلنے سی لگیں باد صبا سے پہلے

شام ہوتے ہی چراغوں کے بدن دکھنے لگے
درد پھر جاگ اٹھا سرد ہوا سے پہلے

زخم پتوں کی ہتھیلی پہ اُبھر آئے ہیں
پھول مرجھا گئے خوشبوئے حنا سے پہلے

کپکپانے لگی آنکھوں کی شکستہ دہلیز
دل دھڑکنے لگا مانوس صدا سے پہلے

اب کے برسات میں کھل اٹھیں گے شعلوں کے گلاب
جسم جلنے لگا ساون کی گھٹا سے پہلے

جیسے ہی رات کی خوشبوؤں نے پلکیں کھولیں
چہرہ گلنار ہوا شرم و حیا سے پہلے

(اردو مجلس سے نشر)

میں بھلے آدمی ہو کر جینا"

اصل سنتے کچھ خطا نہیں کم ذات تے وفا نہیں"

مجدد غزل ولی اورنگ آبادی جب دلی گئے اور وہاں کے فارسی زدہ ماحول میں غزل سرائی کی تو وہاں کے لوگ اس قدر متاثر ہوئے کہ کچھ کہا نہیں جاتا۔ ان کے اشعار دلی کے گلی کوچوں میں زبان زد خاص و عام ہو گئے۔ ان کے رنگ سخن کا ایک نمونہ ان کا یہ مطلع ہے۔

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سے کہوں گا
جادو ہیں ترے نین غزالاں سے کہوں گا

فارسی گو شاعر ہے ولی دکنی کی شاعری سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ نہ صرف خود اردو میں شعر کہنے لگے۔ بلکہ شمالی ہند کے شاعروں میں بھی شعر گوئی کا ذوق پیدا کر دیا۔

مذکورہ بالا مشہور شاعر نصرتی کے کلام میں بھی ہمیں نیچرل شاعری کے اچھے اچھے نمونے ملتے ہیں۔ اس کی تصانیف گلشن عشق، علی نامہ اور تاریخ اسکندری کے مطالعہ سے شاعر کی وصف نگاری اور منظر کشی کا دلآویز مرقع نظر نواز ہوتا ہے۔

اس کی مثنوی "گلشن عشق" کہنے کو عشقیہ مثنوی ہے مگر اس میں باغ کا منظر، صبح کا سماں، چاندنی کی کیفیت، کشتی کی روانی، سردی کا بیان اور تمازت آفتاب کی جو کیفیت بتائی گئی ہے وہ چوٹی کی منظر نگاری کی غماز ہے ان واقعات کی روشنی میں دکنی ادب کے جواہرات کو ہم اپنی نادر الوجود میراث سمجھے بغیر نہیں رہ سکتے۔

زبان اردو کا بڑا امتیاز ہے کہ وہ ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک بسنی کی جانب بہتے ہوتے پانی کی طرح پھیل کر علاقائی خصوصیات اور مقامی اختلافات لسانی سے پورے ملک کو مستفید نہ کر پائی، ایسی صورت میں نہ تو کسی لغت کا وجود ہوتا نہ کوئی انسائیکلوپیڈیا ہی تیار کرنے کی نوبت آتی، علاقائی اختلافات لسانی، الفاظ و محاورات کی حد تک تو نظری ہیں مگر صرفی یا نحوی اختلافات کو بول چال میں کبھی قطعاً راہ نہ دینی چاہیے۔ مثال کے طور پر نہ تو اہل پنجاب کی طرح "نے" کے استعمال میں افراط پیدا کیا جائے اور نہ اہل دکن کے مانند تعریط۔

اس باب میں پنجابیوں دکنیوں اور تمام زبان دانوں کو بلا تکلف اہل زبان کے روزمرے اور بول چال کی ریس کرنی چاہیے۔ اس قسم کے اقدام سے سارے ملک کی ایک ہی گرامر رہے گی جس کی بدولت نو آموزان اردو کو بہت بڑی سہولت حاصل ہو سکے گی۔ اوپر یہ جو اشارہ کیا گیا ہے کہ اہل دکن عموماً اپنی بول چال میں "نے" کا استعمال نہیں کرتے، اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ شروع ہی سے وہ سمجھتے آئے ہیں کہ "نے" استعمال سے ان کی زبان تصنع آمیز ہو جائے گی چنانچہ اسی خیال کے تحت بچے بچے کی زبان پر یہ فقرہ جاری ہو گیا "تو کبھی پیارے دکھنی بول"، یہی نہیں، آجکل کے بعض پڑھے اصحاب تک کی بول چال میں وہ چلا گیا، وہ چلی گئی، تو چلا گیا، تو چلی گئی، تم چلی گئیں، میں چلا گیا کے عوض وہ چلے گیا، وہ چلے گئی، تو چلے گیا، تو چلے گئی، تم چلے گئے، میں چلا گیا سننے میں آتا ہے جو صاحبان ذوق کے کانوں کو اچھا نہیں لگتا۔

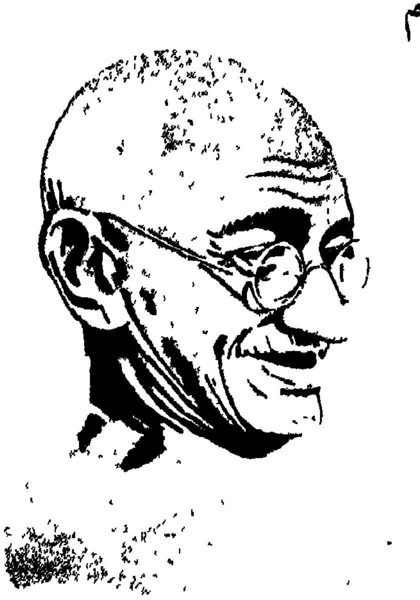
اپنے منہ سے کوئی لفظ نکالنے سے پہلے، ایک آدھ سکینڈ کے لئے صحت زبان کو ملحوظ رکھتے ہوتے ہم لسانی قاعدوں سے انحراف نہ کریں تو خود بخود ہماری بول چال زبان و بیان کی غلطیوں سے پاک ہوتی جائے گی۔ تب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ثابت ہوں گے کہ جس طرح اہل دکن معیاری اردو لکھ سکتے ہیں اسی طرح بول بھی سکتے ہیں اور مورخ ادب اپنی لسانی تاریخ میں یہ لکھنے پر مجبور ہو جائے گا کہ اب کہیں جا کے دکنی زبان کا مکمل ارتقا ہوا۔

احمد علی خاں ادیب
استاد اردو مکان نمبر ۲۲-۲-۵۹۷ اندرون دبیرپورہ
حیدرآباد ۵۰۰۰۲۳ ۔ اے۔ پی

(حیدرآباد سے نشر)

بیاد گاندھی

نظام الدین نظام



جو کرم چند، پتلی بائی کا تھا در بے بہا
کر دیا افرنگ کا پندار جس نے پائمال
جنگ آزادی میں وہ خورشید بنکر چھا گیا
درحقیقت وہ نپولین تھا ہندوستان کا

زندگی میں جس کے تھی کستوربا بائی ہم سفر
جو بنا خود اپنے "ستیہ گرہ" کے کردار سے
وہ ستمگاروں کے آگے ہو گیا سینہ سپر
جنگ آزادی کا ہیرو بیکسوں کا راہبر

ہے یہ دستور زمانہ یہ چلن تاریخ کا
کوئی موسیٰ کوئی رام اور کوئی گاندھی کی طرح
جب ستمگر کا ستم بڑھ جاتا ہے حد سے سوا
ایک طوفان بن کے اٹھا ظلم سے ٹکرا گیا

قائل قرآں بھی تھا پیرو گیتا بھی تھا
اللہ ایشور کا تصور جس کی نظروں میں تھا ایک
دور لانا چاہتا تھا جو حق و انصاف کا
وائے ناکامی کہ خواب اس کا ادھورا رہ گیا

آؤ ہم مل جل کے اس کے خواب کو پورا کریں
تنگ نظری اور تعصب کا یہ چشمہ پھینک دیں
دہر میں انسانیت کے نام کو اونچا کریں
رام کی دھرتی کو راون بن کے نہ رسوا کریں

وہ اہنسا کا پجاری، سادگی کا شاہکار
جس کو سب سے تھی محبت جس کو سب سے پیار تھا
کر دیا حکمت سے دامان غلامی تار تار
کارنامے اس کے ہیں اپنے لیے اک یادگار

ہے سبق آموز اے گاندھی تری ہر داستاں
تجھ کو کہتا ہے زمانہ نازش ہندوستاں

(کلکتہ سے نشر)

وادی سندھ کی تہذیب

ڈاکٹر خورشید نعمانی

دنیا کی قدیم ترین تہذیبیں دریاؤں کے کنارے عالم وجود میں آئیں انھیں Riverine سویلزیشن یا River Valley سویلزیشن کہتے ہیں۔ ان قدیم دریائی تہذیبوں کے نام علی الترتیب یوں ہیں :

(۱) قدیم مصری تہذیب جسے وادی نیل کی تہذیب بھی کہتے ہیں، (۲) میسوپوٹامیہ کی تہذیب جسے دجلہ و فرات کی تہذیب کہتے ہیں، (۳) ہندوستان میں وادی سندھ کی تہذیب، (۴) چین میں وادی ہوانگ ہو اور یانگ لی کیانگ کی تہذیب۔

یہ قدیم دریائی تہذیبیں انسانی منازل ارتقا کی مختلف کڑیاں ہیں جن سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انسان نے پچاس ہزار سال قبل سے آج تک کن ارتقائی مدارج کو طے کیا ہے اور اسے طے کرنے میں اسے کن کن ہفت خوانوں سے گزرنا پڑا ہے۔

انسان عموماً ماضی پرست ہوتا ہے، اسے اپنے گزرے ہوئے دن حال کے مقابلے میں زیادہ خوشں آئند معلوم ہوتے ہیں اور ان کی یاد کو وہ ایک عزیز سرمایہ کی صورت میں اپنے سینہ سے لگاکر رکھنا چاہتا ہے، شاید اسی خیال کی ترجمانی فارسی کے اس شعر میں بڑے پُراثر انداز میں کی گئی ہے ؎

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

مجھے آج وادی سندھ کی یاد آئی ہے، یہ تہذیب ہمیں بتاتی ہے کہ ہندوستان آج سے نہیں قرنہا قرن سے تہذیب و ثقافت کا گہوارہ رہا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ تہذیب و تمدن نے آنکھ اسی جنت کدہ میں کھولی اور یہیں سے تہذیب کی شعائیں دنیا کے دوسرے حصوں میں پہنچیں۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جب یورپ اور دوسرے برِ اعظم جہل و تاریکی کے ظلمت کدہ میں گھرے ہوئے تھے، اقبال کی چشم جہاں بین پر یہ حقیقت بہتر صورت میں آشکار تھی جب انھوں نے کہا تھا ؎

یونان، مصر و روما سب مٹ گئے جہاں سے
باقی مگر ہے اب تک نام و نشاں ہمارا
کیا بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا

قدرت کی ایک بہت بڑی ستم ظریفی ہے کہ ہم ہندوستانی اپنے اس تہذیبی ورثہ سے ۱۹۲۱ء ۱۹۲۲ء تک بالکل غافل تھے۔ ہمیں اپنی تہذیب و تمدن کا راز وادی سندھ کے دو شہروں ہڑپہ اور موہن جوڈرو سے ملنا ہے جن کے بارے میں آر ڈی مارشل کی نگرانی میں دیارام ساہنی اور آر ڈی بنرجی کی تحقیقات واضح کرتی ہیں، ان شہروں کی کھدائی سے یہ بات منصۂ شہود پر آئی ہے کہ یہ دونوں شہر ماقبل تاریخ عہد میں تہذیب کے مرکز و مرجع تھے۔ اور اسی کو انھوں نے وادی سندھ کی تہذیب قرار دیا ہے۔

وادی سندھ کے معمار :

وادی سندھ کی کوئی دستاویزی شہادت فراہم نہ ہونے کی صورت میں صرف آثار قدیمہ کے قرائن سے ہی ان کے معماروں کے بارے میں کہا جا سکتا ہے، انسانی ڈھانچے اور کاسہ سر جو کہ موہن جوداڑو کی کھدائی میں محکمہ آثار قدیمہ کے ماہرین کے ہاتھ آئے ہیں، یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ یہاں کے رہنے والوں کی آبادی (۱) دراوڈ (۲) پروٹو اسٹر لابیڈ (۳) میڈیٹیرین (۴) منگول پر مشتمل رہی ہوگی۔ لیکن چونکہ ڈراوڈین لوگوں کے ڈھانچہ اور کاسہ سر بڑی تعداد میں ملے ہیں، اس لیے یہی کہا جا سکتا ہے کہ قدیم ہندوستان کے باشندے ڈراوڈین ہی اس کے اصل معمار ہیں اور ان ہی کا کلچر وادی سندھ کا نمائندہ کلچر ہے۔

وادی سندھ کی تہذیب بڑی ترقی یافتہ تہذیب تھی، اس تہذیب کے باشندے تہذیب و ثقافت میں پیش پیش تھے۔ ان کی حکومت اور منظم سماجی زندگی تھی، زراعت، صنعت و حرفت میں بھی ترقی یافتہ تھے۔ دستکاری و فنون میں بھی وہ درک رکھتے تھے۔ اور ایک ترقی یافتہ مذہب کے ماننے والے تھے۔ زراعت وادی سندھ کے باشندوں کا خاص پیشہ تھا۔ ہندوستان کی آب و ہوا کا اعتدال کے ساتھ گرم ہونا، زمین کی ہمواری اور زرخیزی اور پانی کی فراوانی ان سب چیزوں نے مل کر زراعت کے لیے سہولتیں پیدا کر دی تھیں۔ اس لیے اس ملک کی معاشی زندگی زراعت کے سانچے میں ڈھلی اور اس کا اثر سماجی و اخلاقی زندگی پر بہت گہرا پڑا۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ ہندوستان میں کھیتی بہت قدیم زمانے سے رائج تھی بلکہ اغلب یہ ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے کھیتی یہیں سے شروع ہوئی۔ اور حضری زندگی کا آغاز بھی یہیں سے ہوا۔ ابتدائی کسان قومیں مادری تہذیب کی حامل ہوتی تھیں اور ان میں خاندانی زندگی اور سماجی زندگی کا احساس بہت گہرا تھا، صلح جوئی، امن پسندی، ہمدردی غرض وہ سب تعمیری صفات جو تہذیبی ترقی کے لیے اشد ضروری ہے ان میں پائی جاتی ہیں اس لئے وادی سندھ میں آریوں کے آنے سے ہزاروں سال پہلے تہذیب ابتدائی منزل سے نکل کر ثانوی منزل میں داخل ہو چکی تھی۔ اس لئے خاندانی زندگی کا احساس، صلح جوئی اور ہمدردی ہندوستانی طبیعت کے اہم اجزاء بن گئے۔ جو کہ ابھی تک باقی ہیں۔

وادی سندھ کی تہذیب کی سب سے اہم چیزیں اس زمانے کی ٹاؤن پلاننگ ہے، جو کہ تاریخ عالم میں اپنے قسم کی عجیب و غریب چیز ہے، وہ بڑے مہتم بالشان معمار بھی تھے۔ اس کے علاوہ اس زمانے کے ناپ و تول کے اوزان، زیور سازی میں مہارت ان کی بڑائی کی غماز ہیں۔ وہ ایک خاص قسم کے مذہب کے ماننے والے تھے۔ ان کے زمانے کی مہروں کے مطالعہ سے کچھ ایسے الفاظ MAb جو کہ وہ Mother Goddess اور PA جو کہ بادشاہوں کے لیے استعمال کرتے تھے معلوم ہوئے ہیں۔ ان ہی سب باتوں سے ہمیں وادی سندھ کی سماجی، معاشی و مذہبی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

ہڑپہ اور موہن جودڑو کی شاندار تہذیب صرف ان ہی دو شہروں تک محدود نہیں تھی۔ ۱۹۲۲ء کی کھدائی سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ وادی سندھ کی تہذیب ان علاقوں سے نکل کر شمال میں موجودہ حیدرآباد (سندھ) اور جیکب آباد تک پھیل گئی تھی، اس کے دوسرے آثار جھوکر دارو موہنجو ڈرو سے سو میل جنوب مشرق اور امری (موہنجو ڈرو سے سو میل جنوب) میں بھی پائے گئے ہیں۔ اس کے آثار مغربی سندھ اور شمالی و جنوبی بلوچستان میں بھی پائے جاتے ہیں، اس عہد کی تصویریں، موتی، مٹی کے برتن، اوزار وغیرہ سب وادی سندھ کی چیزوں سے ملتے جلتے ہیں۔ وادی سندھ کی تہذیب و ثقافت کا اثر اترپردیش، بہار، راجستھان، گجرات وغیرہ تک پھیل گیا تھا۔

ساہنی اور بنرجی کی مفروضہ تصوری کی بنیاد پر تلاش و تحقیق و جستجو کا عمل ابھی بھی جاری و ساری ہے اور اس سے مندرجہ ذیل معلومات بہم ہوتی ہیں :-

(۱) یہ دنیا کی قدیم ترین تہذیب کی نمائندہ ہے اس کے عالمی سطح پر محکمہ آثار قدیمہ کے ماہرین نے اس سے دلچسپی لی ہے۔

(۲) اس تہذیب کی نشاندہی سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ وادی سندھ کی تہذیب رگ ویدک آرین کلچر سے زیادہ قدیم ہے۔

(۳) اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ ہندوستانی کلچر وادی سندھ اور رو یدک کلچر کا ایک حسین امتزاج ہے اور آج بھی ہندوستان کے کلچر میں اس کی بو باس جاری و ساری ہے۔

(۴) یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہندوستان، مصر، سیمریا، کریٹ اور چین کی قدیم تہذیب سے کسی طرح کمتر نہیں۔

وراثت :

خوشحال اور صنعتی ترقی یافتہ شہر موہنجو دارو ۲۷۵۰ ق م میں زیر زمین ہو گیا، گمان غالب ہے کہ دریائے سندھ میں طغیانی یا زلزلہ کے سبب زیر زمین ہو گیا۔ ہر چند کہ یہ شہر نظروں سے اوجھل ہو گیا لیکن وہ وراثت جو کہ انھوں نے فنون و سائنس، تعمیرات و مذہب میں اپنے پیچھے چھوڑی ہے نہ صرف باقی رہ گئے ہیں بلکہ انھوں نے قدیم ہندوستان کے لوگوں کی زندگی کو مالا مال اور بہت حد تک متاثر کیا ہے۔ (بمبئی سے نشر)

ڈاکٹر خورشید نعمانی
خلیق فلیٹس، ۱۸/اے پاپے روڈ، کرلا، بمبئی ۴۰۰۰۷۰

چچا چھکن نے روزہ رکھا

رفیعہ شبنم عابدی

بھئی خدا عمر دراز کرے ہمارے چچا چھکن کی۔ بستی بھر میں بھلا کون ایسا ہے جو انھیں نہیں جانتا۔ وضع قطع کے لحاظ سے تو آپ ہیں ہی سب سے نرالے۔ مگر ہمارے چچا کی حماقتیں اور بدحواسیاں بچے بچے کی زبان پر ایسی رٹی ہوئی ہیں جیسے 'جیک اینڈ جل' والی نظم ہو۔ آپ نے بارہا چچا چھکن کو تصویر ٹانگتے دیکھا ہوگا لیکن کیا آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ چچا روزہ بھی رکھتے ہیں؟ کوئی جانے نہ جانے لیکن چچی اس بات سے خوب واقف ہیں اور انھیں چچا کا روزہ رکھنا ہمیشہ یاد رہے گا۔

ہوا یوں کہ رمضان کا مہینہ تو چل ہی رہا تھا، اس دن چچی چوکے پر بیٹھی ظہر کی نماز پڑھ رہی تھیں کہ باورچی خانے سے برتنوں کے گرنے اور کھڑ کھڑ دھڑ دھڑ کی صدائیں بلند ہوئیں۔ چچی نے نماز شروع کرنے سے پہلے نصیبن بوا کو آواز دی کہ ذرا دیکھو تو یہ کیسی کھڑکھڑ ہے۔ کہیں پڑوسن کی بلی نہ آگئی ہو۔ عجیب ہیں یہ پڑوسی بھی! کم بختوں کو کچھ نہیں جڑتا تو بلیاں پال لیتے ہیں۔ یہاں انسانوں کو پالنا دوبھر ہو گیا ہے اور یہ ہیں کہ — چچی نے بات ادھوری چھوڑ دی اور نماز پڑھنے میں جٹ گئیں۔ نصیبن ہش ہش کرتی ہوئی باورچی خانے کے دروازے سے ہی لوٹ آئی اور پھر لیٹ گئی۔ بھری دوپہر میں چچی کا یہ بار بار کام کے لیے اٹھانا اسے بڑا ناگوار گزرتا تھا۔ باورچی خانے میں ہش ہش کی صداؤں نے کھڑکھڑاہٹ کو کچھ دیر کے لیے کم کر دیا تھا لیکن ادھر نصیبن بوا اپنی چرپتیا پر لیٹی اور ادھر پھر وہی کھڑکھڑ۔ چچی نماز پڑھتی جا رہی تھیں لیکن دماغ اور کان اسی طرف لگے ہوئے تھے۔ کباب کا گوشت پسا رکھا ہے کہیں بلی چٹ نہ کر جائے، سبحان ربی العظیم — پھر کھڑکھڑ — اے ہے — فیرنی کیلئے دودھ رکھا تھا اگر کمبخت نے پی لیا تو — سبحان ربی الاعلیٰ۔ اور جب تک چچی سلام پھیرنے کی منزل تک پہنچتی شاید پڑوسن کی بلی اپنا کام کر چکی۔ چچی نے الٹا سیدھا سلام پھیرا اور نصیبن کو صلواتیں سناتی ہوئی باورچی خانہ میں پہنچیں۔ زور سے دروازہ کو دھکا دیا تو حیران — باورچی خانے میں چچا پیٹ پوجا میں مصروف تھے اور ہیئت یہ تھی کہ ہونق چہرہ۔ گھبرائے گھبرائے سے۔ ڈاڑھی میں بالائی اٹکی ہوئی۔

"تو یہ ہے پڑوسن کی بلی! — اے نوج! پچپن سال کی عمر ہونے کو آگئی۔ دادے نانے بن گئے۔ اور تمہیں یہ دھندے کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟"

"… بیگم کیوں ناراض ہوتی ہو۔ دراصل ذرا بھوک لگ گئی تھی۔"

"بھوک لگ گئی تھی — میں کہتی ہوں رمضان میں بھی تم روزے نہیں رکھ سکتے۔ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو۔ آخر خدا کو بھی تو منہ دکھانا ہے۔"

"خدا کو منہ دکھانے کی کیا ضرورت ہے بیگم۔ اس کا دیکھا دکھایا، بنا بنایا منہ ہے۔ اور بیگم ہمارا منہ دیکھنے دکھانے کے قابل ہی کہاں ہے۔ منہ تو تمہارا …."

چچا نے چچی کی خوشامد کرنا چاہی۔

"اے پرے ہٹو۔ مجھے یہ چوچلے بالکل پسند نہیں تم آخر روزے کیوں نہیں رکھتے۔ اس کا جواب دو۔"

"روزے؟ یعنی کہ روزے؟ اچھا تم کہتی ہو تو چلو آج سے روزے بھی رکھ لیتے ہیں۔ بس۔"

"دیکھتی ہوں، آج سحری میں کیسے نہ اٹھتے ہیں"۔ چچی بڑبڑاتی ہوئی چل دیں اور چچا اپنے منڈے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

چچا جانتے تھے کہ آج بخشے نہیں جائیں گے لہذا شام ہی سے چچی سے فرمائشیں شروع کر دی تھیں۔ "بھئی بیگم ایسا کرو کہ سحری میں کسی طرح پلاؤ کا انتظام ہو جائے۔ ذرا سا رائتہ بھی ساتھ ہو تو کیا کہنے! کباب اور پراٹھے بنانے میں تو تمہارا جواب ہی نہیں! اور — ذرا سی بالائی شاہی ٹکڑوں پر جما دینا —"

"بس بس" چچی چڑ گئیں — "سحری کھانا ہے یا دعوت کھانا ہے۔ مجھ سے جو ہو سکے گا کر لوں گی۔"

چچا بستر پہ لیٹے تو سحری میں اٹھنے اور روزہ رکھنے کے خوفناک تصور نے انھیں گھنٹوں تارے گننے پر مجبور کیا۔ ایک تو ویسے بھی چچا حساب میں کمزور اور پھر یہ تارے تھے کہ کم بخت شمار ہی میں نہ آتے تھے۔ ادھر ایک کو گنا ادھر دوسرا ابھر آیا اُسے گنا تو یہ غائب! چچا بہت دیر تک جھنجھلاتے رہے اور اسی جھنجھلاہٹ میں ان کی آنکھ لگ گئی۔ تین چار بجے ہوں گے کہ چچی نے آکر انھیں جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔

"اجی اٹھتے ہو — میں نے کہا سحری کا وقت ہو گیا۔"

"آں ہاں —" چچا نے آنکھیں بند کیے کروٹ بدل لی۔

"آج تمہیں روزہ رکھنا ہے سمجھے!" چچی نے پھر جھنجھوڑا۔

"اُفوہ! بیگم تم تو بس پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جاتی ہو۔ لو اٹھ گئے۔" چچا نے جماہیاں لیتے ہوئے کہا۔ جی میں آیا کہ پھر سے سو جائیں لیکن اچانک پلاؤ کے دم دینے کی خوشبو ناک میں پہنچی اور چچا کی نیند ہرن ہو گئی۔ جلدی جلدی منہ پہ چھینٹے مارے اور باورچی خانے میں گھس گئے۔

"بھئی واقعی بیگم تم بڑی عقلمند ہو۔"

"عقلمندی نہ کرتی تو اور کیا کرتی۔ تمہیں روزہ جو رکھوانا تھا۔ یخنی رات ہی تیار کر لی تھی۔"

"بھئی واہ اللہ بیوی دے تو ہماری بیگم جیسی۔"

چچی دسترخوان بچھانے لگیں۔ چچا کی حسب فرمائش تمام چیزیں موجود تھیں۔ لہذا اسوقت روزہ رکھنے کا تصور انھیں بڑا خوشگوار نظر آیا۔ اگر روزانہ ایسی ہی سحری ہوتی ہے تو پھر روزہ رکھنا کیا مشکل ہے! آج سمجھ میں آیا کہ یہ اتنے سارے لوگ پابندی سے روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ چچا نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ غٹ غٹ پانی پیا۔ زور سے ڈکار لی اور پھر جا کر چارپائی پر دراز ہو گئے۔ اس دوران چچی باورچی خانے کے برتن سمیٹ چکی تھیں۔ ادھر چچا کی آنکھ لگنے لگی اور ادھر موذن نے اللہ اکبر کی صدا دی۔ چچی نے پھر ٹانگ لگائی۔

"اجی سو گئے کیا؟ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ بھلا کوئی سحری کرتے ہی سوتا ہے۔ نماز نہیں پڑھو گے کیا؟"

"بھئی کیوں کان کھا رہی ہو۔ پڑھ لیں گے ایک دو گھنٹے بعد —"

"ایک دو گھنٹے بعد!" چچی جل کر بولیں۔

"ہاں ہاں ایک دو گھنٹے بعد۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے اللہ کے حضور ہی میں تو حاضر ہونا ہے، کوئی صاحب بہادر کے آفس میں نہیں کہ وقت کی پابندی ضروری ہو۔"

"خوب!" چچی بڑبڑاتی ہوئی وضو کرنے لگیں اور چچا خراٹے بھرنے لگے۔

کوئی نو یا دس بجے کے قریب ان کی آنکھ کھلی تو دیکھا آنگن میں دھوپ چڑھ آئی ہے اور وہ پسینے میں تربتر ہیں۔ جلدی سے اٹھ بیٹھے۔ جی چاہا کہ فوراً گرم گرم چائے کا ایک کپ نوش جان کریں۔ لیکن چچی ان کے ارادوں کو بھانپ گئیں۔ بولیں۔

"اب کہیں چائے پینے کے لیے مت لپک پڑو۔ تمہیں یاد ہوگا کہ آج تم روزے سے ہو۔"

"سو تو ہوں ہی۔ مگر ایک آدھ کپ چائے سے کیا ہوتا ہے۔ بہت ہوا تو پیٹ پکڑ دوں گا کہ کھاؤں گا نہیں۔ اب اللہ میاں اتنا بے رحم بھی نہیں کہ وہ ایک کپ چائے سے بھی مجھے محروم کر دے۔"

"حد ہو گئی بے غیرتی کی۔" چچی منہ پر دوپٹہ مارتی ہوئی بولیں "تم سے تو یہ للو، گڈو ہی اچھے ہیں کہ اتنی سی عمر میں سارے روزے رکھ رہے ہیں۔"

"پھر وہی روزہ!" چچا کو اب واقعی غصہ آ گیا تھا۔ مگر قہر درویش بر جان درویش کے مصداق چپ ہو رہے اور شطرنج کی بساط ڈھونڈنے لگے جو چچی نے کہیں چھپا رکھی تھی۔ سوچا تھا کہ آج وہی کھیل کر دن گزار لیں گے۔ مگر چچی پھر آ دھمکی۔

"یوں گدھوں کی طرح اینڈتے پھرنے سے کیا ہوگا۔ روزہ رکھتے تو روزی کا بھی کچھ خیال کرو۔ یہ پیسے لے جاؤ۔ آج بدھ کا بازار ہے۔ کوئی چھوٹا موٹا کاروبار ہی شروع کر دو تاکہ دو چار پیسے مل جائیں۔"

چچا نے پیسہ تھامتے ہوئے بہت سی کاروباری اسکیمیں بنا ڈالیں اور چپل پہن بازار کی طرف روانہ ہو گئے۔

"بیگم تو خواہ مخواہ انہیں گدھا کہتی ہیں گدھا! بھلا کیوں نہ گدھوں ہی کا کاروبار کیا جائے۔ آج کل لوگ اُجلا پہننے کے عادی ہو گئے ہیں۔ لہٰذا دھوبیوں کے ہاں کپڑے کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔ اور مناسب دام پر گدھے دستیاب نہیں ہوتے۔"

یہی سوچتے سوچتے بازار پہنچے۔ ازار بند میں اڑسے ہوئے پیسے نکالے اور جھٹ پانچ گدھے خرید لیے اور چلے گھر کی طرف۔ بڑے ہی خوش خوش کہ بیگم جب ان گدھوں کو دیکھیں گی تو ان کی عقل کی داد دیئے بغیر نہیں رہیں گی۔ ابھی دو چار قدم ہی چلے تھے کہ سورج کی تمازت سے سر تپنے لگا اور پیاس کی شدت سے چچا کا چلنا دوبھر ہو گیا۔ سوچا کیوں نہ ایک گدھے پر بیٹھا جائے۔ آرام سے گھر پہنچ جائیں گے۔ جھٹ اچھل کر ایک گدھے پر سوار ہو گئے۔ جب محلے میں داخل ہوئے تو اچانک انہیں خیال آیا کہ گدھوں کو گن تو لوں کہیں ایک آدھ ادھر ادھر بھاگ نہ نکلا ہو۔ اب جو گدھوں کو گنا تو صرف چار۔ آخر یہ پانچواں گدھا کہاں چلا گیا؟ بڑے پریشان ہوئے روزے کی نقاہت میں اتنا ہوش کسے تھا کہ اس گدھے کو بھی گن لیتے جس پر آپ سوار تھے۔ سوچا کمبخت کہیں بھاگ نکلا۔ اب کیا کیا جائے۔ گدھوں کے کاروبار میں تو نقصان ہو گیا۔ منہ لٹکائے اسی طرح ڈیوڑھی میں داخل ہوئے کہ چاروں گدھے آگے آگے اور آپ آخری گدھے پر سوار سب سے پیچھے۔ وہیں سے آواز لگائی۔

"بیگم — ابی سنتی ہو۔ آج کاروبار میں بڑا نقصان ہو گیا۔" چچی دوڑی دوڑی آئیں۔

"وہ کیسے؟"

"ہوا یوں کہ میں نے پانچ گدھے خریدے تھے لیکن رستے میں آتے آتے ایک گدھا کہیں غائب ہو گیا اور یہ چار —؟"

چچی نے چاروں گدھوں پر نظر ڈالی اور پھر چچا پر، جو پانچویں گدھے پر سوار تھے۔ پھر چہک کر بولیں۔

"تم بھی نرے وہ ہو۔ ابی نقصان کہاں، نفع ہوا ہے نفع۔"

"ایں!" چچا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"ہاں! تمہیں تو چار گدھے نظر آ رہے ہیں اور مجھے تو چھ دکھائی دے رہے ہیں۔" وہ ہنسی روکتی ہوئی اندر چلی گئیں۔ چچا گھبرا کر گدھے سے اتر پڑے اور چچی کے پیچھے لپکے۔

"ابی وہ چھٹا گدھا کہاں ہے جی۔" مگر دو چار قدم چل کر قد آدم آئینے سے ٹکرا گئے۔ اب جو اپنی نورانی صورت پر نظر پڑی تو بے ساختہ ہنس پڑے۔

"واقعی بیگم ٹھیک کہتی ہیں۔ دراصل مجھے ہی روزے میں اس بات کا خیال نہ رہا۔"

دھپ سے چارپائی سنبھالی اور تھکن سے نڈھال ہو کر پڑ رہے۔ لیکن اب تو نیند بھی آنکھوں سے غائب تھی۔ آنتیں اندر ہی اندر قل ہو اللہ احد کا ورد کر رہی تھیں۔ ایک آنت کو چپ کراتے تو دوسری بول پڑتی۔ کروٹ پر کروٹ بدلتے رہے مگر کم بختیں کسی طرح قابو میں نہ آتی تھیں۔ ادھر پیاس کا یہ حال تھا کہ زبان خشک ہوئی جا رہی تھی۔ حلق میں کانٹے پڑ رہے تھے۔ اسوقت واقعی انہیں خدا یاد آ رہا تھا اور پھر ظہر کی نماز کا وقت بھی تو ہو گیا تھا۔ چچا جانے کیا سوچ کے اٹھے اور وضو کا لوٹا لئے نماز پڑھنے چلے۔ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی ہاتھوں اور منہ کو چھوتا گزر گیا۔ چچا کو بڑا لطف آیا۔ کلی کرنے لگے تو غیر ارادی طور پر یونہی گردن نیہوڑا دی اور دو چار گھونٹ حلق کے پار اتر ہی گئے۔ اب چچا بآسانی نماز پڑھ سکتے تھے لیکن بھوک کی وجہ سے قدموں میں لغزش تھی۔ لہٰذا چچا رکوع کی جگہ سجدہ اور سجدے کی جگہ رکوع کرتے رہے اور جیسے تیسے نماز ختم کی۔ پھر وہی چارپائی اور وہی چچا۔

سہ پہر ہونے کو آ گئی تھی اور چچا کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔ ادھر باورچی خانے میں نصیبن بوا توے کا مسالہ پیس رہی تھی اور چچا کی قوت برداشت جواب دیتی جا رہی تھی۔ چچی فیرنی کے لیے میوہ کتر رہی تھیں۔ چولہے پر گوشت کی ہانڈی چڑھی تھی۔ سامنے ہی ایک بڑی سی سینی میں شامی کبابوں کیلئے قیمہ پسار رکھا تھا۔ چچا بار بار اپنے لعاب آلود چہرے کو صاف کرتے مگر بے سود۔ ان کی نظریں گھڑی پر جمی ہوئی تھیں جو اسوقت ساڑھے چار بجا رہی تھی۔ چچا کو اسوقت گھڑی کے موجد پر بے حد غصہ آیا۔ نہ جانے کون کمبخت تھا گھڑی بنانے والا بھی۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ساٹھ منٹ ہی کا ایک گھنٹہ ہو۔ آخر پندرہ منٹ کا کیوں نہیں؟ اور پھر پہلے چار ہی کیوں بجیں، آخر چھ اور سات بھی تو بج سکتے ہیں۔ چچا نے دعا مانگنا شروع کی۔

سات بجنے میں کچھ ہی دیر باقی تھی اور پکوڑوں کی خوشبو چچا کے مشام جاں کو بے چین کیے دے رہی تھی۔ اب حوصلہ باقی نہ رہا تھا۔ چچا کی آنکھیں افطاری کے سامان پر اور کان پٹاخوں

(آگے صفحہ ۲۰ پر)

آرائشِ محفل

"بندگانِ خدا سب ہی مخلوق ہیں۔ قدرتِ خالق دیکھئے کہ اس نے اپنی منتِ خداوندی سے اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا ہے اس کی سیر کیجئے اور سجدۂ شکرِ الٰہی بجا لائیے اور اپنی زندگی کو جوانمردی اور نام آوری کے ساتھ بسر کرتے جائیے۔"

یہ قول اس افسانوی حاتم طائی کا ہے جو اپنے تاریخی کردار سے کچھ بہت مختلف نہیں تھا۔

عرب کے قبیلہ بنی طے کا سردار حاتم اپنی دریا دلی اور سخاوت کے لیے مشہور ہے۔ اس کے اسی وصف کی بنا پر رسول اکرمؐ نے اسے مردِ مومن قرار دیا تھا حالانکہ وہ مسلمان نہیں تھا۔ آنحضرتؐ کے اس اعلان کے بعد حاتم طائی نے افسانوی حیثیت اختیار کرلی اور اسے سخاوت اور دریا دلی کی علامت سمجھا جانے لگا۔

افسانوی حیثیت کا حامل یہ حقیقی کردار جب ہماری داستانوں کا ہیرو بنا تو اس کی اصل صفت سخاوت پر دوسری صفتیں حاوی آ گئیں۔ یہاں یہ ایثار و فداکاری کا پیکر بن کر نمودار ہوا اور "کارِ خلق برائے خدا" اس کا اصل مقصد ٹھہرا۔ اب حاتم طائی مخالف اور مزاحم قوتوں سے برسرِ پیکار رہ کر بدی پر غالب آنے اور خود اذیتیں اٹھا کر دوسروں کی مصیبتیں دور کرنے کی علامت بن گیا۔ آرائش محفل کا کردار یہی حاتم طائی ہے جو قائم بالذات بھی ہے اور قائم بالغیر بھی۔

قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ یمن کے بادشاہ طے کے بیٹے حاتم کی ملاقات ایک روز کسی جنگل میں شہزادہ منیر شامی سے ہوتی ہے جو خراسان کے برزخ سوداگر کی بیٹی حسن بانو کے عشق میں گرفتار ہو کر دیوانہ ہو چکا ہے۔ حاتم اس سے اس دیوانگی کا سبب پوچھتا ہے تو منیر شامی حسن بانو کی تصویر دکھا کر ان سات سوالوں کا ذکر کرتا ہے جنھیں پورا کرنے کے بعد ہی حسن بانو کا وصال ممکن ہے۔ حاتم، منیر شامی سے ان ساتوں

انیس اشفاق

سوالوں کے جواب لانے کا عہد کرتا ہے۔ وہ حسن بانو سے ملاقات کر کے ساتوں سوال معلوم کرتا ہے اور وعدہ لیتا ہے کہ ان سوالوں کے جواب لے آنے کے بعد وہ جیسے چاہے گا حسن بانو کو اس کے حوالے کر دے گا۔ حاتم اپنی مہم پر نکل کھڑا ہوتا ہے طرح طرح کی مصیبتیں اٹھا کر ساتوں سوال پورے کرتا ہے اور بالآخر حسن بانو کو حاصل کر کے منیر شامی کو بخش دیتا ہے۔

حاتم طائی کی یہ داستان "آرائش محفل" کے نام سے سید حیدر بخش حیدری نے فورٹ ولیم کالج کی ہدایت پر لکھی تھی۔ اس کالج کے منتظمین کی تاکید یہ تھی کہ کالج کے ماتحت شائع ہونے والی کتابوں کی تصنیف و تالیف میں عام بول چال کی زبان کا استعمال کیا جائے۔ لیکن میر امن کی باغ و بہار، کاظم علی جوان کی شکنتلا ناٹک، نہال چند لاہوری کی مذہب عشق اور حیدر بخش حیدری کی توتا کہانی اور آرائش محفل وغیرہ داستانوں میں عام بول چال کی زبان کا قابل لحاظ استعمال نہیں کیا گیا۔ یوں ان کتابوں کے مصنفین کالج کے عائد کردہ شرائط سے پوری طرح عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ لیکن ان داستانوں کی زبان کو اصل اردو کہنا غلط نہ ہوگا۔ یعنی صنفِ داستان کے اعتبار سے ہمیں یہ زبان بالکل اصلی اور فطری معلوم ہوتی ہے ان کتابوں میں آرائش محفل اور باغ و بہار کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ لیکن نوعیت کے اعتبار سے دونوں کتابوں کی مقبولیت قدرے مختلف ہے۔ باغ و بہار نے داستان کے دائرے سے نکل کر ادبی اور لسانی حیثیت اختیار کر لی۔ جبکہ آرائش محفل ایک داستان ہی کی طرح پڑھی جاتی رہی۔ مگر تمام داستانوں میں آرائش محفل اردو کے جدید افسانوی ادب پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوئی۔ اس اثر اندازی کا بنیادی سبب تو اس داستان کا وہ اسلوب ہے جسے قصہ پن (STORY NESS) کی معراج کہا جا سکتا ہے۔ یہ قصہ پن آرائش محفل کی چست اور درست زبان کی وجہ سے اور بھی پُراثر ہو گیا ہے۔ قصہ پن داستان یا افسانے کا بنیادی عنصر ہے۔ ہمارے افسانوں سے قصہ پن کا یہ عنصر رفتہ رفتہ غائب ہونے لگا تھا چنانچہ ہمارے بعض افسانہ نگاروں نے اس کی تجدید کے لیے پرانی داستانوں سے رجوع کیا۔ قصہ پن کی خوبی سے قطع نظر جدید افسانوی ادب کو متاثر کرنے کے لیے آرائش محفل میں بعض دوسرے اہم عناصر بھی موجود ہیں۔ مثلاً اس کے ضمنی قصوں کے علامتی اجزا اور ان کے وسیع تر معنوی امکانات۔ عرض کیا جا چکا ہے کہ حاتم طائی کا کردار قائم بالذات بھی ہے اور قائم بالغیر بھی۔ قائم بالذات یوں کہ بیانِ واقعہ کی سطح پر یہ محض ایک شہزادے کی مہم جوئی کی داستان ہے جس میں مختلف طلسمی دنیاؤں کے فتوحات کا ذکر ہے۔ قائم بالغیر یوں کہ ان طلسمی دنیاؤں میں کثیر علامتی مفاہیم بھی پوشیدہ ہیں۔ مثال کے طور پر۔ دشتِ ہویدا میں فقیر کا آواز دینا، پیر مرد یعنی ملک الموت کا سانپ بچھو اور حسین عورت کے قالب میں تبدیل ہونا؛ دریائے خون کے قریب ایک درخت کی شاخوں سے کٹے ہوئے سروں کا لٹکنا اور قہقہہ مار کر ہنسنا، صحرائے خبر پرس؛ کوہِ ندا اور حمام باد گرد وغیرہ۔ یہ تمام اجزا علامتی حیثیت کے حامل ہیں۔ اس داستان کے انھیں اجزا نے نئے افسانہ نگاروں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ موجودہ عہد کے موضوعات و مسائل کے اعتبار سے نئے افسانہ نگاروں کو اس داستان کی طلسمی فضا معنی خیز محسوس ہونے لگی۔ اس نے اس داستان کو تفریحِ طبع کے طور پر پڑھنے کے بجائے اس میں حیرت خیز معنوی دنیاؤں کی جستجو کی۔ اس طرح نئے افسانہ نگار کو اس داستان میں قصہ پن کی خوبی کے ساتھ علامتی معنویت بھی نظر آنے لگی۔ اور نیا افسانہ نگار چاہتا بھی یہی تھا۔ اس نے ایک طرف تو قصہ پن کے ذریعے اپنے افسانے کو داستان کی سطح پر لا کر اسے غیر داستانی اسلوب سے الگ کیا اور دوسری طرف اس افسانے کو ان علامتی عناصر سے مالا مال کیا جو آرائش محفل کی سی داستانوں میں غیر شعوری طور پر در آئے تھے۔ یوں نئے افسانہ نگار نے داستانی اسلوب سے دُہرا کام لے کر افسانے فنی اور معنوی سطح کو بلند کر دیا۔ لیکن نئے افسانہ نگاروں میں سے چند ہی اس میدان میں پوری طرح قدم جما سکے۔ جن افسانہ نگاروں میں بظاہر آسان نظر آنے والے اس مشکل ترین اسلوب کو نئے معنی پہنانے کی صلاحیت نہیں ہے۔ انھوں نے اس اسلوب کی محض نقالی کی اور وہ اس میں کسی طرح کی معنویت پیدا نہیں کر سکے۔ ایسے افسانہ نگاروں نے اس اسلوب کے اندرونی محاسن کو سمجھے بغیر اسے فیشن کے طور پر اختیار کیا اور اس کے لامحدود معنوی امکانات سے لاعلم رہے۔ لیکن جن افسانہ نگاروں نے اس اسلوب کے اندرونی محاسن کو پہچان لیا اور اس کے وسیع امکانات کو محسوس کر لیا انھوں نے جدید افسانہ نگاری میں اہم اور معتبر مقام حاصل کر لیا۔ اب اس اسلوب کی چند نمائندہ مثالیں ملاحظہ کیجیے :-

(۱)

" اتنے میں ایک درخت عالیشان سامنے سے نظر آیا۔ جب اس کے پاس پہنچا دیکھا کہ اس کی ہر ایک ڈال میں آدمیوں کے سر سینکڑوں لٹکے ہیں اور اس کے نیچے ایک تالاب خوش قطع ملبب ہے اور اسی کا پانی جنگل کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ اس درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور جتنے سر اس درخت میں لٹکے تھے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسے۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ کٹے ہوئے سر ہنستے ہیں اور ان سے لہو کے قطرے ٹپک ٹپک کر اسی تالاب میں گرتے ہیں۔"

(۲)

"... مگر شہزادہ نہ مانا اور چوب اٹھا کر نقارے پر دی ماری۔ نقارہ بجنے کی دیر تھی کہ دناٹا ہوا اور شہزادے نے دیکھا کہ اس کا خیمہ و خرگاہ و لشکر سب غائب اور ایک صحرا میں کھڑا ہے۔ لق و دق صحرا، چاروں طرف ہو کا عالم۔ چار و ناچار آگے کو چلا تو بعد ایک ساعت کے صحرا میں دور سے پانی کی آواز آئی اور فاصلے پر چند کوس کے دریا کا نشان دکھائی دیا۔ خود کو کشاں کشاں وہاں پہنچایا تو دیکھا کہ پانی تو ہے پر پینے کو نہیں کس واسطے کہ مقام سحر کا ہے اور دریا کا پانی سُرخ ہے۔"

(۳)

" میں نے یہ سنا اور سوچا کہ یہ بوڑھا شخص موت کے اثر میں ہے اور یہ بستی فنا کے رستے میں ہے۔ تو ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ اور یہاں سے نکل چل کہ تجھے زندہ رہنا ہے۔ سو میں نے اس قبیلے کی طرف سے منہ پھیرا اور اپنی جان بچا کر بھاگا۔ مگر میں ایک عجب میدان میں جا نکلا جہاں خلقت امنڈی ہوئی تھی اور فتح کا نقارہ بجتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ لوگو! یہ کون سی گھڑی ہے اور یہ کیا مقام ہے۔ ایک شخص نے قریب آ کر کہا کہ یہ زوال کی گھڑی ہے اور یہ مقام عبرت ہے۔"

(۴)

" صبح ہونے سے پہلے ہی پھر اس نے سرسراہٹ سنی۔ اوپر دیکھا تو ایک سیاہ بلا اپنے اوپر جھپٹتی دکھائی دی۔ جب تک وہ گھوڑے سے زمین پر آئے، بلا گھوڑے کو اپنے منہ میں دبا چکی تھی۔

خونریز نے بائیں دوش سے کمان اتاری، داہنے کاندھے سے تیر نکالا اور مقدس آیات پڑھ کر نشانہ لگایا۔ تیر بلند ہوتی ہوئی بلا کی داہنی آنکھ میں لگا اور توڑ کر پار نکل گیا۔"

ان اقتباسات میں اسلوب کی زبردست یکسانی ہے۔ اگر ہمیں ان اقتباسات کے بارے میں پہلے سے علم نہ ہو تو یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ کون سا اقتباس داستان سے متعلق ہے اور کونسا افسانے سے۔ اسلوب کی یکسانی کی وجہ

135/AIR/ND/86

سے ان کی فضا بھی ایک سی نظر آتی ہے۔ یعنی یہ اقتباسات ایک ہی داستان کے مختلف ٹکڑے معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلا اقتباس "آرائش محفل" کا ہے۔ دوسرا آصف فرخی کے افسانے "حرام مغز" کا۔ تیسرا اقتباس انتظار حسین کے افسانے "شہر افسوس" سے متعلق ہے اور چوتھا اقتباس قمر احسن کے افسانے خونریز و خونناب سے لیا گیا ہے۔

آرائش محفل کے اقتباس کے علاوہ بقیہ اقتباسات میں بھی طلسمی دنیاؤں کے سحر انگیز اور حیران کن واقعات موجود ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ آرائش محفل کا مصنف اپنی طلسمی دنیاؤں کی معنوی قوت سے بے خبر تھا لیکن آج کا افسانہ نگار اس طلسمی دنیا کے پردے میں فرد کی باطنی دنیاؤں کے پیچیدہ اسرار کی داستان بیان کرتا ہے۔ آرائش محفل کی داستان یہاں پوری ہو چکی۔ "حاتم کی ہفت سیر تمام ہوئی۔ منیر شامی اپنے مطلب کو پہنچا۔ آخر یہ رہا نہ وہ رہا۔ ایک کہانی کہنے سننے کو باقی رہ گئی۔ [لیکن کہانی بھی ایسی] کہ سننے والوں کو خوش آتے۔"

(اُردو سروس سے نشر)

بقیہ: چچا چھکی نے روزہ رکھا

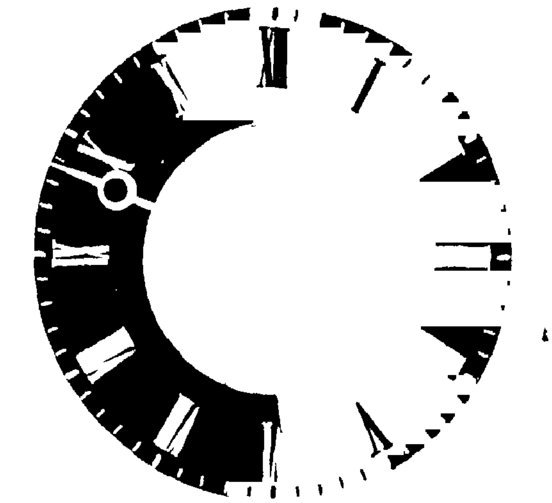
کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔ بارے پٹاخوں نے دھنا دھن کی صدا سنائی دی اور چچا نے آؤ دیکھا نہ تاؤ افطاری پر پل پڑے جیسے برسوں کے بھوکے ہوں۔ جو چیز ان کے ہاتھ لگی، صاف ہوتی گئی۔ محض افطاری ہی ان کے لیے کافی نہ تھی۔ نان، قورمہ اور شامی کباب نے دو آتشہ کا کام کیا تھا اور پھر شربت اور فیرنی — چچا کے جی میں جتنا آیا بس کھاتے چلے گئے۔ اب یہ حالت تھی کہ پیٹ میں مزید گنجائش باقی نہ رہی تھی لہٰذا دھپ سے چارپائی پر جا پڑے اور پھر انھیں ہوش اسوقت آیا جب ڈاکٹر ان کے سرہانے کھڑا کہہ رہا تھا۔

"بسیار خوری کی وجہ سے انھیں ہیضہ ہو گیا ہے۔ بغیر اسپتال میں داخل کیے چارہ نہیں۔"

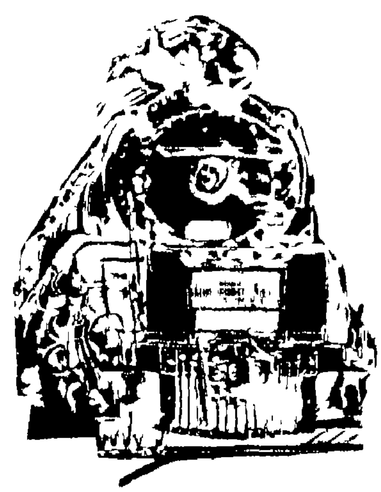
چچی کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ نوکر چاکر چچا کو رکشہ پر ڈالے اسپتال لے جا رہے تھے اور چچا اس فیرنی کے تصور میں غرق تھے جو پلیٹ میں باقی رہ گئی تھی۔ انھیں افسوس تھا تو اس بات کا کہ جب اسپتال ہی جانا تھا تو کم از کم اتنی فیرنی بھی تو وہ کھا سکتے تھے۔

(بمبئی سے نشر)

رفیعہ شبنم عابدی
۱۲/۱۷۰ بارہ امام روڈ
بمبئی ۳



وقت رخصت



احمد یوسف

میں تھا اور میرے مقابل میرا کزن علی تھا اور سفر کیلئے گھر سے نکلنے میں صرف ایک گھنٹہ رہ گیا۔ یہ وہ سفر نہیں تھا کہ جس کے بعد دو چار دن، دو چار ہفتے یا دو چار مہینے پر واپس آنا لازمی امر تھا، اور نہ یہ وہ جدائی تھی جس کے بعد دو چار دن، دو چار ہفتے یا دو چار مہینوں کے اندر دوبارہ ملنے کی امید ہو۔ کیونکہ حقیقت تو یہ تھی کہ ہم دونوں ایک بہت بڑی بساط کے انتہائی حقیر اور بے وقعت مہرے تھے، اور ہمہ وقت یہ سوچتے رہتے تھے کہ — پھر التفات دل دوستاں رہے رہے نہ رہے۔

میں نے علی سے کہا "علی! میں نے پچھلے دنوں ایک آسیب زدہ شہر کی داستان رقم کی تھی۔ جہاں کے باسیوں کو ۲۴ گھنٹے میں صرف ایک گھنٹہ آزادی کا ملتا تھا۔ وہ اسی ایک گھنٹے کو بھی غنیمت جانتے تھے کہ ایک گھنٹے میں ۳۶۰۰ سکنڈ ہوتے ہیں۔ اسی ایک گھنٹے کے لیے انھوں نے ایسی گھڑیاں رکھ چھوڑی تھیں جو سکنڈ کے حساب سے چلتی تھیں۔ چنانچہ ۲۳ گھنٹے گزرنے پر وہ سب اپنی اپنی کلائیوں پر سکنڈ والی گھڑیاں لگا لیتے تھے۔"

اس پر علی جو بڑے غور سے میری باتیں سن رہا تھا، کہنے لگا۔ "تو فی الوقت ہم لوگ بھی سکنڈ والی گھڑیاں لگا لیں۔"

لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا بولیں۔ دراصل اتنے تھوڑے سے وقفے میں کاروباری باتیں تو ہو سکتی ہیں، لیکن جو باتیں ہم اسوقت کرنا چاہتے تھے ان کے لیے تو بڑے پُرسکون ماحول کی ضرورت تھی۔ یہاں تو یہ حال تھا کہ ہماری کلائیوں پر بھاگتی دوڑتی گھڑیاں بندھی تھیں اور دل اتنے بھرے ہوئے تھے کہ سوچنا پڑتا تھا کہ کیا کریں۔ خود کو سنبھالیں یا آنسوؤں کو سنبھالیں۔

"خواب کی طرح سے یہ دن گزر گئے علی۔"

ڈھائی ماہ پہلے جب ہم ایک عرصہ کے بعد اس شہر میں ملے تھے تو دیر تک ہم ایک دوسرے سے ہی لپٹے رہے تھے اور جب قلب کی حالت کچھ درست ہوئی تھی تو میں نے علی سے پوچھا تھا۔

"علی میرے بھائی، تم تو بڑے حساب داں رہ چکے ہو، یہ بتاؤ ہم لوگ کتنے دنوں بعد ملے ہیں۔"

تب علی نے انگلیوں پر حساب شروع کیا تھا اور کچھ دیر

بعد بولا تھا۔

"۲۵ برس، تین مہینے دو دن۔"

"صحیح حساب کیا تم نے۔ اتنی طویل جدائی تو ہزاروں سال پہلے کے لوگوں نے بھی نہیں جھیلی تھی۔"

میں نے علی کی طرف دیکھا تو اس کے کالے گھنے بال خزاں کی نذر ہو چکے تھے، اور سر کے ساحلوں پر یہاں سے وہاں تک جھلسی ہوئی سفید اور کالی پٹیاں سی نظر آ رہی تھیں۔ اس کا رنگ ماند پڑ گیا تھا اور دانت ـــ

علی نے کہا "دراصل ہماری آخری شہادت، شہادتوں کے ایک طویل سلسلے کے بعد انجام پائی ہے، سو میرے بابِ میں اوپر اور نیچے کے چند دانتوں نے یہ سلسلہ شروع کیا تھا۔"

تب ہی علی کی دلہن اور بچے بھی مجھ سے ملنے آ گئے تھے اور سلام کر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھ گئے تھے۔ علی نے ان کا تعارف کرایا تھا۔

"یہ بڑا بیٹا تسیم میڈیکل کے چوتھے سال میں ہے، وسیم ہائی اسکول میں، ندیم ساتویں جماعت میں۔ بڑی بیٹی دردانہ بی۔ اے کر چکی ہے، اس سے چھوٹی شبانہ امسال انٹر کا امتحان دے گی اور رخسانہ نویں جماعت میں ہے۔"

اسی وقت میں نے محسوس کیا کہ علی کے سیاہ گھنے بال تسیم کے سر پر اگ گئے تھے، اس کی رنگت وسیم نے لے لی تھی۔ اس کے موتی جیسے دانت ندیم کے حصے میں آ گئے تھے، اس کی آنکھوں کی چمک دردانہ کو ملی تھی تو اس کی مسکراہٹ شبانہ کو، اور اس کے بات کرنے کا انداز رخسانہ نے پایا تھا۔

میں سوچ رہا تھا، علی کی بہار اب اس کے بچوں میں اتر آئی ہے۔ اس طرح ٹوٹنے کے باوجود وہ نہایت مضبوطی سے جڑا ہوا ہے۔

علی مجھ سے پوچھ رہا تھا "گھر اور اس کے در و دیوار، آنگن اور چھت ـــ اور وہ جن سے اس کا جنم جنم کا رشتہ ہے، پھر شہر، اس کے کوچہ و بازار اور وہ سمندر جیسا دریا . . . ؟"

اس پر میں نے علی سے کہا تھا "سب کچھ اسی طرح ہونے کے باوجود سب کچھ اسی طرح نہیں ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی اور بہتے پانی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔"

تب ہی علی کو جیسے کچھ یاد آ گیا تھا "بھائی صاحب جب اس شہر میں . . . . ."

علی نے ان واقعات کو چھیڑ دیا تھا جن سے میں کماحقہ واقف تھا، سو میں نے سوچا کہ علی سے کہہ دوں کہ اس خونیں داستان کو دہرانے سے کیا حاصل کہ ماضی تو وہ سنگلاخ زمین ہے، جس پر تبدیلی کا کوئی کدال اثر نہیں کرتا۔ لیکن پھر اسی خیال سے کہ میں اس کا بڑا بھائی ہوں، اگر اس کی زبان سے اس کا دکھ درد سُن لوں گا، تو یقین ہے کہ اس کا دل کسی قدر ہلکا ہو جائے گا، میں نے اسے روکنا مناسب نہیں سمجھا۔

". . . ایک مسلح ہجوم ہمارے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا تو ہم نے اپنی کوٹھیاں، اپنی کاریں اور اپنا سارا اثاثہ دریا برد کر دیا، صرف بیوی، بال بچوں کو بچا لائے کہ یہ سب سے قیمتی سرمایہ تھے۔"

". . . . . اب تپتی دھوپ کے اس شہر میں خدا کا شکر ہے کہ ہمیں دو وقت روکھی سوکھی مل جاتی ہے، تن ڈھانکنے کو کپڑے مل جاتے ہیں، سر پر ایک چھت ہے اور بچے پڑھ رہے ہیں۔"

". . . . . پونجی سے پونجی بنتی ہے، لیکن یہاں تو ہم آٹھ نفوس کا ایک ایسا قافلہ لے کر آئے تھے، جس کے پاس صرف اللہ کا نام تھا۔"

علی جذباتی ہو گیا "اب میں محنت سے سرمایہ پیدا کرنے کی کوشش میں ہوں، مگر شاید . . . "

اس 'شاید' کے بعد علی غالباً یہ کہنا چاہتا ہو گا کہ یہ ممکن نہیں دکھائی دیتا یوں کہ اب وہ خزاں کے دور میں داخل ہو چکا ہے۔

معاً مجھے وہ بھونرا یاد آ گیا، جو بہار کے دنوں میں خرمستیاں کرتا رہا تھا، اور خزاں کے دنوں میں شہد کی مکھی سے تھوڑے سے شہد کی بھیک مانگنے گیا تھا۔ آج اگر وہ بھونرا ہوتا تو نہایت ہی استہزائیہ انداز میں شہد کی مکھی سے کہتا۔

"بی بی تم نے تو بہار کے دنوں میں سخت جانفشانی کی تھی اور بہت سارا شہد جمع کیا تھا۔"

یہ کہانی آج بے معنی ہو گئی تھی۔

میں نے چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا اور علی سے یوں مخاطب ہوا۔

"علی، یہ نہ بھولو کہ ہماری گھڑیاں اب تک ایک ہزار سکنڈ کھو چکی ہیں۔ میرے بھائی بہتر یہ ہے کہ ہم ان لمحوں کو یوں ضائع نہ کریں کہ یہاں جو لمحے آپ کی گرفت میں ہیں، وہی آپ کے ہیں، ورنہ سب کچھ ماضی سب کچھ مستقبل۔"

"سوچو کہ ہم لوگ پچیس سال بعد ملے ہیں، اور اگر پھر اگلے پچیس سال کی بات کی جائے، تو کیا ہم لوگ اس وقت تک زندہ رہیں گے؟"

علی نے کہا۔ "یہاں تو پل کی خبر نہیں ہے۔"

وہ مجھ سے عمر میں چھوٹا تھا، لیکن ادھر کئی عارضے اس کی جان کو لگ گئے تھے۔ میں یقیناً اس سے زیادہ صحت مند تھا لیکن ایک بار جب ہم ایک چوڑی سڑک پار کر رہے تھے تو علی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا تھا، اس طور پر جیسے وہ مجھے سہارا دے رہا ہو، حالانکہ اس کی ضرورت علی کو تھی۔ تب ہی میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ بچہ بڑے کی مدد سے سڑک پار کرتا ہے لیکن وہی بچہ جب ایک خاص عمر سے تجاوز کر جاتا ہے تو پھر اس کے چھوٹے اسے سڑک پار کراتے ہیں۔ میں بھی تو علی کا بڑا بھائی تھا۔

اس دن میں اس کے ساتھ ایک لمبے سفر پر جا رہا تھا۔ اس کے پاس چونکہ گاڑی نہیں تھی (کہ وہ تو اپنی کاریں دریا برد کرا آیا تھا)، اسی لیے ہمیں بس میں جانا تھا۔ بڑی مشکلوں سے ہمیں ایک منی بس ملی جو پہلے ہی سے بھری ہوئی تھی۔ مجبوراً ہمیں کھڑے کھڑے سفر کرنا پڑا، ویسے کھڑے کیا خاک تھے، ہم تو دراصل رکوع میں تھے۔ اس واسطے کہ بس کی چھت بے طرح نیچی تھی۔ کچھ دور چل کر گاڑی رکی اور ایک سیٹ خالی ہوئی، تو علی نے مجھے اس پر زبردستی بٹھا دیا حالانکہ وہ مجھ سے زیادہ تھکا ہوا تھا۔ اس پر میں نے سوچا علی واقعی مجھے خود سے کمزور سمجھتا ہے لیکن دوسری ہی ساعت مجھے یہ خیال آیا کہ ممکن ہے کہ اس نے سوچا ہو کہ پہلے بڑے بھائی کو بیٹھنا چاہیے، پھر یہ کہ میں اس کا مہمان بھی تھا۔

"علی کچھ بولو میرے بھائی، دیکھو یہ گھڑیاں سخت بے وفا ہوتی ہیں، چشم زدن میں دو ہزار سکنڈ گزر گئے۔"

لیکن ہم لوگ بس ایک دوسرے کو تک رہے تھے۔ شاید ہمیں ماضی قریب کے وہ ڈھائی مہینے یاد آ رہے تھے جن میں ان مہ و سال کو یاد کرنا ہمارا بہترین مشغلہ تھا جو پچیس سال ادھر بیتے تھے۔

عزیزوں اور قرابت مندوں سے گزر کر ہم میلوں ٹھیلوں کی باتیں کرنے لگتے۔

اچانک ایک دن علی پوچھ بیٹھا "پتنگیں اب بھی اُڑتی ہیں ـــ ؟"

میں نے کہا "ہاں اب بھی پتنگیں اڑتی ہیں، اب بھی شیوراتری کا تہوار آتا ہے۔ لیکن چونکہ دوسری دلچسپیاں بڑھ گئی ہیں، اس لیے اب تمہارے وقتوں کا زور نہیں ہے۔"

اتنے میں علی کی دلہن نے مجھے ایک پیکٹ لا کر دیا۔

"بھائی صاحب یہ ایک حقیر سا تحفہ ہے۔"

پولیتھین کے پیکٹ سے ایک قمیص، ایک پتلون کا پیس اور ایک گھڑی والا قلم جھانک رہا تھا۔

قلم تو شاید اس لیے تھا کہ میں غم کی داستانیں لکھتا رہا، لیکن یہ کپڑے؟

تب ہی میں نے علی سے کہا "علی تمہیں ان حالات میں یہ سب نہیں کرنا چاہیئے تھا۔"

علی آبدیدہ ہو گیا "بھائی صاحب آپ اتنے دنوں بعد آئے تھے، میں تو کچھ بھی نہیں کر سکا آپ کے ساتھ۔"

میں نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی "علی یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔ سوچو کہ بفرض محال ہم اگلے پچیس سال تک زندہ بھی رہے تو کیا ہم اس لائق رہیں گے کہ ایک طول طویل مسافت کا بار سہ سکیں۔"

"معذوروں کی کرسی پر بیٹھ کر آنے کا حاصل کیا ہو گا میرے بھائی۔"

"بس اب پانچ سو سکنڈ اور رہ گئے ہیں، کچھ باتیں کرو۔"

اچانک علی کھڑا ہو کر مجھ سے بغل گیر ہو گیا، اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اس کے بعد مجھے بھی ضبط کا یارا نہیں تھا۔

تب ہی ہم نے ایک دوسرے کی پیشانیوں کو بوسہ دیا۔

علی نے کہا "یہ وہ پیشانیاں ہیں، جن پر ہمارے باپ دادا کی مہریں ثبت ہیں۔"

"خوش نصیب ہیں آپ کہ بزرگوں کی قربت حاصل ہے، کبھی کبھار میری طرف سے بھی فاتحہ پڑھ لیا کیجئے۔"

اب وہ گھڑی بند ہو چکی تھی، اور ہم اپنی نم آنکھیں لیے ایک طویل جدائی کی سمت نکل پڑے تھے۔

(پٹنہ سے نشر)

اچاٹ

نوید ہاشمی

میں بہت دکھی ہوں۔
میرے دکھ کا کوئی انت نہیں ہے۔

میں اپنی حسرت بھری نگاہیں دوڑاتا ہوں تو لگتا ہے کہ ...دوں دشائیں دھند کی چادر میں لپٹی ہوئی ہیں، ہر طرف گمبھیر سناٹا ...بھیانک اندھیرا پھیلا ہوا ہے اور میں اس اندھیرے کے ...بیان جھول رہا ہوں۔

"بابا روشنی کب ہو گی؟"

میرا پانچ سالہ بیٹا ربو جو شاید اندھیرے سے اوب گیا ہے ...بار مجھ سے پوچھ چکا ہے۔ لیکن میں خاموش ہوں، سوچتا ہوں ...ے کیا جواب دوں۔

کئی بار جی چاہا کہ میں بھی اپنے بابا والی بات دُہرا ...ں، جب میں بھی ربو کی عمر کا تھا اور گھر کے اندر پھیلے ہوئے شدید ...میرے سے دم گھٹنے لگا تھا۔ تب میں نے بھی اپنے بابا سے ...چھا تھا۔

"بابا روشنی کب ہو گی؟"

"میں کیا جانوں بیٹا، میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ روشنی ...سی ہوتی ہے۔"

بابا کی باتوں میں کتنا کرب تھا، میں اسی دن اندر سے ...ٹ گیا اور جب جب خود کو جوڑنے کی کوشش کی اندھیرا اور ...پھیلتا گیا اور یہ احساس ہوتا رہا کہ میں کیوں جی رہا ہوں، میں ...رہا ہوں تو کیا ہو رہا ہے اور اگر نہیں جیتا تو کیا ہوتا؟ — ایک ...سا سوال۔

میں نہیں چاہتا کہ یہی سب کچھ ربو کے ساتھ بھی ہو، میں ...چاہتا ہوں کہ ربو کی زندگی چکاچوند روشنی کے درمیان گزرے ...یہ سب سوچ کر میں گھر سے نکلتا ہوں اور گلی پار کر کے سڑک پر ...آتا ہوں، سڑک پر گاڑیوں کی رفتار بہت تیز ہے اور فٹ پاتھ ...انسانوں کے نپے تلے قدم اٹھ رہے ہیں، فٹ پاتھ کی دونوں ...جانب دور دور تک دوکانوں کا سلسلہ ہے اور دوکانوں کے ...اندر اور باہر لوگوں کی تعداد کبھی گھٹ جاتی ہے اور کبھی بڑھ جاتی ...ہے۔ سورج سر پر کھڑا ہے لیکن اس کی شعاعوں میں نہ روشنی

ہے اور نہ تمازت پھر بھی وہ اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا ہے۔ جیسا کہ میں اپنی ڈیوٹی میں لگا ہوں۔

میں دھیرے دھیرے چل کر ایک سگریٹ کی دکان پر رکتا ہوں اور ایک سگریٹ طلب کرتا ہوں، میرے علاوہ اور بھی کئی لوگ اس دکان پر موجود ہیں۔ اور اپنی ضرورت کی چیزیں خرید رہے ہیں۔ دکان کے پٹ پر ایک پوسٹر لگا ہوا ہے، پوسٹر میں ایک سگریٹ کا اشتہار ہے جس میں ایک خوش پوش نوجوان سگریٹ سے لمبے کش کھینچ کر خوش ہو رہا ہے، اس تصویر کے نیچے جلی حروف میں لکھا ہوا ہے: "سگریٹ صحت کے لیے مضر ہے!"

"اور اندھیرا۔" بے اختیار میرے منہ سے نکل جاتا ہے اور دکان پر کھڑے سبھی لوگ میری طرف دیکھنے لگتے ہیں لیکن میں ان کی نگاہوں کا کوئی نوٹس نہیں لیتا اور سگریٹ جلا کر ایک لمبا کش کھینچتا ہوں تاکہ اس کے سارے نکوٹین میرے اندر جذب ہو جائیں۔

میری انگلیوں کے درمیان دبا ہوا سگریٹ دھواں اگل رہا ہے اور وہ دھواں میرے لاشعور پر جمتا جا رہا ہے اور میں سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر چلتا جا رہا ہوں، گاڑیوں کی رفتار کافی تیز ہے لیکن انسان کے قدم نپے تلے انداز میں اٹھ رہے ہیں۔ سڑک کے بیچوں بیچ ٹریفک سگنل کا کبھی لال بلب جلتا ہے، کبھی سبز اور کبھی پیلا اور تینوں رنگ ٹھہر ٹھہر کر اپنا مقصد بیان کرتے ہیں۔ اور اس سگنل کو ہر کوئی آسانی سے سمجھ لیتا ہے لیکن میرے چہرے پر لکھی ہوئی عبارت کو سمجھنا آسان نہیں۔

میں سگریٹ کا آخری کش لے کر ایک طرف پھینک دیتا ہوں اور ایک دکان کے شوکیس میں سجی ہوئی اس عورت کو غور سے دیکھنے لگتا ہوں۔ عورت بیحد حسین وجمیل ہے اور اس کا بےجان جسم قیمتی ملبوسات سے ڈھکا ہوا ہے اور اس کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ کا عکس ہے، مجھے فوراً اپنی بیوی کا خیال آ جاتا ہے اور میں سوچنے لگتا ہوں کہ ایسی مسکراہٹ میری بیوی کے لبوں پر کیوں نمودار نہیں ہوتی۔ یہ بےجان عورت زندگی کے کس قدر قریب ہے اور میری بیوی جاندار ہو کر زندگی سے

کس قدر دور۔

دن کا سورج شام کے آنچل میں جا چھپا ہے۔ سارا شہر روشنی کے سمندر میں تیر رہا ہے۔ جاڑے کی خنک ہوائیں جسم میں چبھنے لگی ہیں۔ میں اور آگے بڑھتا ہوں تو میری نگاہیں ایک دکان کے باہری حصے پر چپکے ہوئے ایک بورڈ سے جا ٹکراتی ہیں۔

"اگر آپ دکھی ہوں تو اندر تشریف لائیں۔"

بورڈ پڑھ کر میں زندگی کی ہلکی سی حرارت محسوس کرتا ہوں اور تیز قدموں سے دکان کے اندر گھس جاتا ہوں۔ جیسے بھیک میں ملی ہوئی یہ خوشی کوئی مجھ سے چھین نہ لے۔ دکان کے اندر ایک ادھیڑ عمر کا شخص تنہا بیٹھا ہوا ہے، میں دکان کا جائزہ لیے بغیر اس کے پاس پڑی ہوئی ایک خالی کرسی پر جا بیٹھتا ہوں۔

"فرمائیے آپ کو کیا دکھ ہے؟"

"مجھے۔؟" میں اندر جھانکتا ہوں۔

"ہاں بھئی آپ کو!"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ میرا وجود اندھیروں کے درمیان گھرا ہوا ہے اور ہر پل ہر لمحہ میرے اندر کچھ ٹوٹتا اور چبھتا رہتا ہے اور یہ عمل اسوقت زیادہ شدید ہو جاتا ہے جب میرا پانچ سالہ بیٹا ربو مجھ سے پوچھتا ہے۔ "بابا روشنی کب ہو گی؟""

"معاف کیجیے گا، اس دکھ کا میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔" اس جملے کی ادائیگی میں اس کے ہونٹ تھرتھرا جاتے ہیں اور جب میں اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوں تو لگتا ہے کہ اس کے اندر بھی کچھ ٹوٹ رہا ہے، کچھ چبھ رہا ہے۔

میرے قدم لوٹ کر پھر فٹ پاتھ پر آ جاتے ہیں، شام کی سیاہی رات کی تاریکی میں بدل چکی ہے، جاڑے کی خنک ہوائیں جسم میں چبھ رہی ہیں، میرے ذہن میں انتشار اور بےاطمینانی کے کیڑے رینگ رہے ہیں اور میں دھیرے دھیرے ادھر ادھر نگاہیں دوڑاتا ہوا ایک جانب چل رہا ہوں، میرے سامنے نہ کوئی منزل ہے اور نہ سمت، صرف ایک مقصد ہے اور مقصد کی تکمیل اس لیے ضروری ہے کہ میری ذات سے جڑے ہوئے کئی وجود بھیانک اندھیرے کے شکار ہیں۔

میں پھر ایک سگریٹ کی دکان پر رکتا ہوں اور ایک سگریٹ خرید کر اس کے تمام نکوٹین اپنے اندر جذب کر لینا چاہتا ہوں۔ دکان پر کئی نوجوان اپنی ضرورت کی چیزیں خرید رہے ہیں، جسمانی طور پر وہ سب بھی میری طرح لاغر ہیں لیکن ان کے ملبوسات قیمتی ہیں اور ان کے چہرے پر بےفکری کی علامت ہے۔

میں سگریٹ جلا کر ایک لمبا کش لیتا ہوں اور ان سے پوچھتا ہوں "کیا آپ لوگ بتا سکتے ہیں کہ روشنی کے مینار تک پہنچنے کے لیے کن دشاؤں پر چلنا ہو گا؟"

"روشنی کے مینار تک؟" وہ سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگتے ہیں۔

"میرے خیال سے اس شہر میں روشنی کا کوئی مینار نہیں ہے۔" ان میں سے ایک نے پورے وثوق سے کہا۔

"تو پھر میرے گھر آنگن میں روشنی کیسے ہو گی اور میرا ربو....؟" میں سراپا سوال بن جاتا ہوں۔ تب ان میں سے

ایک جو میرے چہرے کے کرب اور ذہن میں پھیلے ہوئے انتشار کو بھانپ چکا تھا دھیرے سے بولا۔

"آپ جس روشنی کے مینار کی بات کر رہے ہیں وہ اس شہر میں تو کیا۔ کہیں نہیں ہے۔"

لیکن اس کی باتوں سے مجھے تشفی نہیں ہوتی ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر اس شہر میں روشنی کا کوئی مینار نہ ہوتا تو یہاں کے لوگ بھی میری طرح اندھیرے کے شکار ہوتے جبکہ ایسا نہیں ہے۔

میں پے درپے سگریٹ کے کئی کش لینے کے بعد اسے ایک طرف پھینک دیتا ہوں اور ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگتا ہوں۔ فٹ پاتھ کے کنارے ایک کار رکی ہوئی ہے اور پچھلی سیٹ پر ایک شخص بیٹھا ہوا ہے، وہ شخص جسمانی طور پر کافی صحت مند ہے اور جسم کا صحت مند ہونا شاید اس بات کی دلیل ہے کہ وہ دکھی نہیں ہے۔

میں ہمت کرکے اس کے پاس جاتا ہوں اور اپنے ملنے کا مقصد بیان کرتا ہوں تو وہ ٹھاٹھیں مار کر ہنسنے لگتا ہے اس کی ہنسی بہت دیر تک فضا میں گونجتی رہتی ہے اور میں سوچتا ہوں کہ واقعی یہ شخص دکھی نہیں ہے۔ اگر یہ شخص بھی میری طرح دکھی ہوتا تو ہنسی کیا ایک ہلکی سی مسکراہٹ بھی اسکے چہرے پر نمودار نہ ہوتی جیسا کہ میں —— مجھے اطمینان سا ہونے لگتا ہے اور میں سوچنے لگتا ہوں کہ اس بار میں صحیح جگہ پر آپہنچا ہوں۔ اب میں بھی اپنے لیے کوئی نہ کوئی حل نکال ہی لوں گا۔ لیکن چند ساعتوں کے بعد جب قہقہے نے دم توڑا تو پوری فضا پر ایک درد کی چادر سی بچھ گئی۔ وہ شخص اپنی جگہ گمبھیر ہوگیا، اس کی آنکھوں میں اداسی کا دھواں پھیل گیا اور پھر اس نے ادھر ادھر دیکھ کر دھیرے سے کہا۔

"آپ غلط جگہ پر آگئے ہیں۔"

یہ سنتے ہی میرے ذہن میں بم کے دھماکے ہوئے بہت ممکن تھا کہ میرا ذہن ریزہ ریزہ ہوجاتا لیکن عین اسی وقت میرے شعور نے آنکھیں کھولیں اور جب میں نے اس کی طرف غور کیا تو اس کے چہرے پر دوڑتی ابھرتی کیفیتوں کی لکیریں دیکھیں۔ پھر مجھے احساس ہوا کہ بظاہر صحت مند نظر آتے والا یہ شخص بھی اندر سے دکھی ہے اور اپنے دکھ کو قہقہے میں اڑا کر جینے کی ہمت رکھتا ہے لیکن میں ایسا نہیں کرپاتا۔ میرا بھی جی چاہا کہ خوب زور سے ہنسوں، اسقدر ہنسوں کہ ہنستے ہنستے میری آنکھیں میرے ذہن پر احساس کی گرد جم جاتی ہے۔

اور تب مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بظاہر روشنی کے سمندر میں ڈوبا ہوا یہ شہر دراصل تاریکی کی آماجگاہ ہے اور گلیوں، سڑکوں اور بازاروں میں بسنے والے لوگوں کے چہرے پر ٹھونکی ہوئی تختی کی عبارت ایک ہی ہے ؛

"میں بہت دکھی ہوں۔"

"میرے دکھ کا کہیں انت نہیں ہے"

نوید ہاشمی (پٹنہ سے نشر)

اے۔ بی۔ سی۔ انجینئرنگ کارپوریشن

انڈسٹریل ایریا، گرجی۔ پٹنہ ۱۰

یکم اکتوبر ۱۹۸۷ء

حادثہ

شگفتہ نظام

ایک رات وہ بے خبر پڑی تھی۔ بابوجی اور ماں کی باتوں سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ بابوجی اس کی ماں سے کہہ رہے تھے۔

کیا تم سمجھتی ہو سندھیا کی ماں ؟.... میں نے ان سے کچھ نہ کہا ہوگا..... ؟؟ میں نے ان کی ہر فرمائش پوری کرنے کا وعدہ کیا۔ کہا کہ شادی کے بعد دھیرے دھیرے سب کچھ وہ ہم سے لے لیں گے۔ مگر ان کی تو ایک ہی بات تھی —— پچیس تولہ سونا اور چالیس ہزار روپے۔ وہ بڑے فخر سے بولے تھے۔

"ڈاکٹر ہے میرا بیٹا۔ دھن لٹا کے دھن مانگ رہا ہوں۔ میرا دوسرا بیٹا بھی انجینئرنگ پڑھ رہا ہے۔ اب تک کتنے لوگ اس پر تیس چالیس ہزار کی بولی دے چکے ہیں، میں نے اپنی بیٹی کی شادی ابھی چار دن پہلے ہی تو کی ہے۔ چالیس تولہ سونا اور تیس ہزار روپیہ دیا ہے میں نے۔"

اب تم ہی بتاؤ سندھیا کی ماں کہ میں کیا کرتا۔ کہدیا کہ سوچ کر جلد ہی جواب دیں گے۔ ابھی تو شادی میں بہت دن ہیں بھگوان پورا کرے گا۔ ان سے کہا کہ شبھ مہورت نکلوا دیجئے تو کہنے لگے کہ کل تک میری بیٹی سسرال سے آجائے گی، اسکے بعد آپ کسی دن آئیے —— شبھ مہورت نکلوا کر شگون ہو جائے یہی سب بات کرکے میں چلا آیا ہوں۔" پھر گھنشیام داس چپ ہوگئے۔

تب ہی سندھیا کی ماں نے ان سے کہا تھا "ناتھ ! لیکن اتنا سب ہوگا کیسے —— ؟ کہاں سے آئے گا، کون دیگا!؟ اچھا ایک بات بتلائیے۔ آپ اس گاؤں کے مکھیا ہیں، لوگ پوجنے کی حد تک آپ کی عزت کرتے ہیں۔ کتنی کی شادی آپ نے اپنے ہاتھوں سے کی ہیں کیا کوئی آپ کی مدد نہیں کرے گا ؟" بات چبھتی ہوئی تھی۔ پنچ میں ان کا انصاف مشہور تھا۔ کسی کی ہمت نہ تھی کہ کوئی ان کے خلاف آواز اٹھاتا نرم دل، خوش مزاج اور انصاف پسند مگر اپنے معاملے میں بڑے کم نصیب ثابت ہوئے تھے بیٹی کی عمر بائیس کو پہنچ رہی تھی۔ گاؤں میں سب سے زیادہ پڑھی لکھی بھی وہ تھی مگر نصیب کو کیا کیا جائے۔ جہاں بھی اس کی بات نکلتی تھی لین دین پر آکر ختم ہوجاتی تھی اب یہاں چل رہی تھی۔

گھنشیام داس کسی طرح سے بھی اس رشتے کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ دوسری طرف شرائط پہاڑ سے بھی اونچے نظر آرہے تھے جسکو پار کرنے کی سکت وہ خود میں نہیں پا رہے تھے۔ عجیب تذبذب میں وہ پڑے تھے ! کیسے ہوگا ؟ کیا کریں وہ ؟ حامی بھر چکے تھے وہ۔ آگے بڑھنے میں سونا چاندی درکار تھی۔ پیچھے ہٹنے میں بیٹی کی زندگی کا سوال تھا۔ بیچ راہ میں کھڑے تھے وہ۔

سندھیا سب سن رہی تھی ان کے درد کو محسوس کر رہی تھی اور اس کا دل پگھل کے اس کی آنکھوں میں آنسو لے آیا تھا۔

اُف ! بابوجی اور ماں کتنے پریشان ہیں۔ وہ پڑھی لکھی تھی اس گندے رسم و رواج کی مخالفت کر سکتی تھی۔ مگر گاؤں کے مریادے کا کیا ہوگا۔ وہ کچھ کہہ کے خاندان کی ساکھ کو گرانا نہیں چاہتی تھی۔ شادی کی کوئی خوشی اس کے چہرے پر نہ تھی وہ خوابوں کے دریا میں تیرنے کی عادی نہ تھی بلکہ حقیقت کی ناؤ پر سوار ہوکر ساحل کو پانا چاہتی تھی۔ لین دین تو وہ پہلے ہی سے جانتی تھی پر اس کا خیال تھا کہ اس کے بابوجی کی نیتی کا وہ کچھ خیال ضرور کریں گے۔ پر ایسا ہوا نہیں تھا۔ یہ جان کے اس کے تمام حوصلے برف کی طرح سرد پڑ گئے۔

اسی وقت یکایک زور کا دھماکہ ہوا۔ صبح ہونے ہونے کو تھی۔ اُجالا اندھیرے کی طرف لپک رہا تھا۔ تینوں نے اپنے بستر پر چونک کر اٹھ بیٹھے۔ کیا ہوا ؟ کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آرہا تھا۔ چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہونے لگی تھیں۔ ان کا گاؤں باگمتی ندی کے کنارے پر بسا ہوا تھا۔ جلد ہی گھنشیام داس باہر کی طرف بھاگے۔ گاؤں کے باہر انھوں نے جو کچھ دیکھا اس سے ان کا دماغ سن سا ہوگیا صرف ایک ڈبہ چھوڑ کر پوری ٹرین باگمتی کے گہرے پانی میں اتری ہوا تھی۔ گھنشیام داس پر سکتہ طاری ہوگیا۔ یہ کیا ہوا ؟ گاؤں والوں کو مدد کا حکم دے کر وہ گھر چلے آئے۔ جی نہ مانا تو دوپہر پھر دیکھنے گئے۔ اُف ! کیسا دردناک منظر تھا۔ لاشیں ہی لاشیں ہر طرف نظر آرہی تھیں۔ کوئی سر تن سے جدا تھا، تو کوئی جسم کی ٹانگیں کٹ کے دور پڑی تھیں، کوئی اوندھا پڑا تھا تو کوئی چت۔ عجیب حال تھا۔ اتنی ہی دیر میں گدھ نے بھی منڈلانا شروع کر دیا تھا۔ وہ آگے بڑھے تو ایک جگہ ان کے جسم کا خون ان کی

میں نے کہا: "بلا ضرورت ہی اسے رکھ لو۔"

"نہیں نہیں میں نہیں رکھ سکتا ہوں ——— تم چاہو تو اسے اپنی بھابھی کو دے دو۔"

میں نے روپے بھابھی کی طرف بڑھا دیئے۔ بھابھی کچھ عجیب کشمکش میں پڑ گئیں۔ لیکن زبردستی میں نے ان کی مٹھی میں دبا دیا ——— اور علیک سلیک کر کے وہاں سے بھاگ نکلا۔

باقی دنیا میں کھونے کا سلسلہ پہلے سے تھا ہی پھر کھو گیا۔ اور ایسا کھویا کہ سب کچھ بھول گیا۔

آج خبر ملی ہے کہ رضا اس دنیا سے چل بسا۔ میں بھاگا بھاگا اس کے گھر پہنچا۔ اس کے گھر پر عزیز و اقارب کی بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ لوگ اس کی جدائی پر دھاڑیں مار مار کر رو رہے ہیں۔ ان میں سے میں کسی کو بھی نہیں پہچان پاتا ہوں، کیونکہ میں نے پہلے کبھی انھیں اس گھر میں نہیں دیکھا ہے۔

میں کوشش کے باوجود بھی اس کی لاش تک نہیں پہنچ پاتا ہوں۔ اس کی بیوی اور بچوں تک میری رسائی نہیں ہو پاتی ہے۔ ماتم بپا ہے۔ شور و ہنگامہ ہے۔ اس کے بیوی بچوں کے رونے کی آواز بھی نہیں سن پاتا ہوں۔ چپ سادھے اس کے دروازے سے لگی ہوئی گلی میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ گلی میں بھی دور تک بھیڑ ہی بھیڑ ہے تل رکھنے کی کوئی جگہ نہیں۔

مجھے ایسا گمان ہو رہا ہے جیسے آج رضا کے گھر کچھ چہل پہل ہے۔ جنازہ گھر سے نکالا جا رہا ہے۔ بھیڑ جنازے پر ٹوٹ پڑی ہے اور میں دھکے کھا کر دور پھینکا جاتا ہوں۔ بہت کوشش کے بعد بھی رضا کے جنازے تک نہیں پہنچ پاتا ہوں۔ اب جنازہ قبرستان کی جانب لے جایا جا رہا ہے۔ اس کے بچوں کو لوگ ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں۔ جنازہ دھیرے دھیرے اپنی آخری منزل کی طرف جا رہا ہے۔ کاندھے سے کاندھے چھیل رہے ہیں۔ جب میں چلنے کی کوشش کرتا ہوں تو میرے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ میں جنازے کو کاندھا تک نہیں دے پاتا ہوں۔ جنازہ قبرستان میں داخل ہو گیا ہے مگر میں اب تک اپنی کوشش میں ناکام ہوں۔ جنازہ اس کی قبر کے نزدیک رکھ دیا گیا ہے۔ آہستہ آہستہ جنازے کو قبر میں اتارا جا رہا ہے۔ اب آخری دیدار کی رسم کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر رشتہ داروں کو اس کا آخری دیدار کرایا جا رہا ہے ——— اور میں دیدار کو ترس رہا ہوں۔ اس کی کسی کو خبر نہیں ——— مٹیاں قبر میں ڈالی جا رہی ہیں۔ چند ہی منٹوں میں رضا ہزاروں من مٹی تلے دب چکا ہے۔

میرا جی چاہتا ہے کہ رضا کو آج یاد دلا دوں ——— کیونکہ اس نے اکثر یہی کہا ہے کہ اگر میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دینا ——— کبھی تو ایسا نہیں کیا ——— چلو آج یاد دلا ہی دیتا ہوں ——— مگر پھر سوچتا ہوں، اس کے سکون میں کیوں خلل ڈالوں ——— لیکن مجھے یقین ہے۔ اگر میں نے اسے یاد دلا دیا کہ تم نے میرے روپے ابتک واپس نہیں کئے ہیں ——— تو وہ جاگ اٹھے ——— کیونکہ وہ بے حد حساس ہے ———

لیکن میں ایسا نہیں کروں گا ———!!!

(پٹنہ سے نشتر)

آپ کی رائے

اس بار آپ کے شمارے میں "مجتبیٰ حسین صاحب کا مضمون "اشعار نرغۂ مزاح میں" بہت پسند آیا۔ میری جانب سے مجتبیٰ صاحب کو مبارکباد پیش کر دیجئے۔ دیگر مضامین ملس ڈاکٹر سرج پربھی کا" ہماری فلموں میں ہندوستانیت" بہت اچھا۔ اجداد کرے ہماری فلمی صنعت، مغربی تہذیب اور کلچر کو چھوڑ کر اپنی تہذیب زندہ کرے اور یہ ڈسکو بھونڈے رقص و موسیقی کو ترک کر کے اپنے ہندوستانی فن موسیقی، فن اداکاری کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیں۔ ایسے ہی سماج اور ماحول کی تصویر کو پردہ سیمیں پر دکھائیں۔

آفتاب عالم

جامعہ نگر نئی دہلی

پندرہ روزہ آواز کا وسط اگست کا شمارہ نظر سے گزرا۔ طباعت اور مضامین کے لحاظ سے رسالہ انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ آکاشوانی اور دوردرشن کے پروگرام کا اطلاع نامہ ہونے کے ساتھ اردو زبان میں صحتمند رسائل کی کمی کو بخوبی پورا کر رہا ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

راز صاحب کا کلام "عازمین حرم سے خطاب" اپنی پختگی اور عقیدت کو بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ انھیں ان کے کلام پر مبارکباد اور اس عقیدت پر آفریں۔

رسالہ آواز کے اندر فن موسیقی سے متعلق اگر کوئی مختصر مگر جامع مضمون ہر پندرہ روزہ جریدہ میں آتا ہے تو یہ فن موسیقی سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے بیحد دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اور اردو زبان میں اس موضوع پر لکھنے والا واحد رسالہ شمار ہوگا۔

ایم۔ ایف پاشا

دیوبند

آواز یکم اگست میں غزلیات کا صفحہ بہت پسند آیا۔ ڈاکٹر جہاں ناز انور کا افسانہ 'باشندہ' بہت ہی پسند آیا سلیم قادری کی غزل کا جواب نہیں ہے غزل پڑھی پڑھتا ہی رہ گیا۔ یہ شعر

جن کی آنکھوں میں تعصب کا اندھیرا ہوگا
ان کو انصاف کا سورج نہ سجھائی دے گا

یہ شعر موجودہ حالات کا عکاس ہے اگر ہمارے سماج کی یہی حالت رہی تو سماج کا خدا ہی حافظ ہے۔

جالب نعمانی کی نظم بھی موجودہ حالات کو روبرو رکھ کر تخلیق کی گئی ہے۔ اب ہمارے سماج کو بچانے کے لئے ادیب ہی رہ گئے ہیں لیڈر صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھے ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ بھی ادیب کی تخلیقات کا سہارا لیکر سماج سے نفرت کی دیواریں توڑیں اور عملی قدم اٹھائیں ادھر میں تو سیاست کیطرف بڑھ رہا ہوں اسی کے ساتھ ہی ختم کرتا ہوں۔

میاں محمد احمد ایڈوکیٹ

سول کورٹ سہارنپور

میرے سامنے آواز ۱۶ر جولائی میں دو افسانے 'سوال زندگی کا' اور 'خالی برتن' ستیش بترہ اور ظہیر کیفی امروہوی کے بے حد پسند آئے اور اس بار غزلیں بھی اچھی رہیں۔ دوردرشن پر وگرام آواز میں پابندی سے آ رہے ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اس پرچہ آواز میں اتوار کے دن کون سی فلمیں ہیں وہ لکھئے تو مہربانی ہوگی۔

ایم۔ آر۔ رشید کیراف

اسد کبرانہ شاپ نظام الدین

روڈ، شاہ گنج بوکال گوڈا ورنگ آباد

۱۶ اگست کا آواز نظر نواز ہوا اس بار کے آواز کا سرورق بھی لاجواب ہے جو دوسرے جرائد کو نصیب کہاں۔ حقیقت خود کو منوا لیتی ہے میں نے اردو کے بہت سارے جرائد دیکھے مگر بخدا اسطرح کی کتابت طباعت اور دلکشی سے وہ محروم ہیں اس مرتبہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند اسماعیل ذبیح اللہ پر مولانا نسیم احمد فریدی صاحب نے جو خامہ فرسائی کی ہے وہ عام فہم لفظوں میں قابل گوش گزار ہیں صحیح معنوں میں اگر اسماعیل علیہ السلام کی قربانی ہو جاتی تو آج ہر مرد مومن کو بھی اپنے فرزند کی قربانی دینی پڑتی مگر یہ تو ایک امتحان اور آزمائش تھی۔ جس میں باپ بیٹے نے حکم الہٰی کی تعمیل میں ذرا بھی دریغ نہیں کیا۔ لیکن خدا نے صاف صاف لفظوں میں خوشخبری دے دی کہ اے ابراہیم تم آزمائش میں کامیاب ہو گئے اور حضرت جبرائیل کو حکم ہوا کہ جنت سے ایک مینڈھا لے کر ابراہیم کو قربانی کے لئے دے دیں اسی دن سے یہ سنت جاری ہو گیا جس کو سنت ابراہیمی بھی کہتے ہیں۔

اس مرتبہ رامپور سے جو طرحی غزلیں نشر ہوئی ہیں وہ بھی قابل داد ہیں تمام شعراء حضرات کے کلام لاجواب ہیں انھیں مبارکباد دے دیں۔ راز الہٰ آبادی صاحب نے اپنی غزل میں عازمین حرم سے جو خطاب کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا اشعار ہیں ان کا یہ شعر لاجواب ہے ———

تمہارا قافلہ طیبہ میں جب پہونچ جائے
قدم قدم پہ نماز وفا ادا کرنا
وہ سرزمین مدینہ ہے اتنا ہوش رہے
جو ہو سکے تو وہاں سر کے بل چلا کرنا

یہ اشعار مجھے بیحد مرغوب ہیں میرا ہدیہ مبارک باد پہونچا دیں۔ محمد یوسف انصاری مفتاحی

متعلم مفتاح العلوم
مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

آنے کو ہے دنیا میں نیا کوئی تغیر
اب ٹوٹنے والے ہیں فریبوں کے یہ جالے

یہ شعر عزیز اندوری صاحب کا ہے۔ اس میں شاعر پر امید ہے کہ اب جلد ہی فریبوں کے جالے ٹوٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی نیا تغیر ہوگا۔ مگر جب موج صاحب کے کلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی غزل کا یہ مطلع پر معنی معلوم ہوتا ہے۔

وہ رسم وفا اب ختم سی معلوم ہوتی ہے
زمانے میں محبت کی کمی معلوم ہوتی ہے

اور پھر راہی صاحب یوں فرماتے ہیں۔

صبح ہوتی ہے تو پھر شام سے جی ڈرتا ہے
حسن آغاز کے انجام سے جی ڈرتا ہے

"آواز" یکم اگست کا شمارہ زیر مطالعہ ہے اور اوپر درج کئے گئے تینوں اشعار ہمیں زمانے کی گردشوں اور نیرنگیوں کے مطالعہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ آپ نے بہت ہی عمدہ کلام سے آواز کا شمارہ مزین کیا ہے پروفیسر سرور صاحب کا مضمون بڑا ہی گراں قدر ہے اور سیاست دانوں کے لئے سوچنے اور سمجھنے کے مواقع میسر کرتا ہے۔ کاش اگر ملک کے سیاست داں متحد ہوکر ملک کی بھلائی کے لئے سوچتے تو ملک بہت ترقی کر جاتا یہاں تو ہر سیاسی جماعت اپنی ڈفلی الگ بجا رہی ہے اور ہر جماعت کا سیاست داں خود کو منجھا ہوا سمجھتا ہے اپنے اور غیروں کے دکھڑے پڑھ کر جی نہیں خوش ہوا۔ بلکہ طبیعت مکدر ہوگئی یوسف ناظم سے مجھے بھی کچھ کہنا ہے۔ ان دنوں وہ تیزی سے لکھ رہے ہیں اس لئے بہت سی اینٹا تنگ باتیں بھی لکھ جاتے ہیں ایک زمانے میں کرشن چندر صاحب نے بھی لکھنا تیز کر دیا تھا اس کے بعد ہی کرشن چندر کے فن میں زوال شروع ہوا تھا۔ ناظم صاحب کم لکھیں ان کی حیثیت "طنز و مزاح" کے میدان میں قائم ہو چکی ہے۔ "باشندہ" اور "گندگی" دونوں کہانیاں اچھی لگیں۔ مگر "اداسیاں" کے خالق قادری صاحب کا انداز بیان اچھا نہیں لگا۔ قادری افسانے کے تانے بانے محض سنی سنائی باتوں پر بنتے ہیں۔ مشاہدہ اور تجربے کی کمی کیوجہ سے ان کے افسانہ میں تاثر نہیں قائم رہتا ہے۔ امید مزاج عالی بخیر ہوگا۔

انوار انصاری
اولڈ ہزاری باغ روڈ نزد چونا بھٹہ
رانچی ۹

۱۶ر جولائی کے شمارے میں حمید الماس اور پرتپال سنگھ بیتاب کا کلام بہت پسند آیا ایک ایک شعر پر معنی وسلیس ہے خصوصاً بیتاب صاحب کا یہ شعر بہت اچھا لگا

کوئی بوند پانی کی ریت میں ہیں ٹھہری
میں بھی کن زمینوں پر ابر بن کے برسا ہوں

واقعی کسی کو اگر اصلاح دی جاتی ہے یا غلط باتوں سے منع کیا جاتا ہے معاشرے کو خوب سے خوب تر بنانے کی بات جب لوگوں سے کی جاتی ہے تو اسّی فیصد لوگ اچھی باتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور پھر شریف انسان یہ سوچتا ہے کہ بیکار ان سر پھرے لوگوں کو سمجھایا۔

اس شمارے کے چاروں افسانے پسند آئے کیونکہ مبالغہ آرائی سے نا آشنا ارد گرد کے ماحول کا صحیح نمونہ تھے۔

یکم اگست کے شمارے کی ساری تخلیقات لائق احترام ہیں "سیاست داں کل اور آج" ایک مکمل مضمون ہے۔ سرور صاحب کے مضامین جامع ہوتے ہیں ہمارے خیال میں سماجی برائیوں کا ہی ایک جز و سیاست بھی اب بن گئی ہے اور زیادہ تر سیاست داں اپنی خود نمائی چاہتے ہیں صرف "میں" کا عنصر ان کی سیاست میں بھی داخل ہو گیا ہے۔

• ہماری فلموں میں ہندوستانیت • پسند آیا فلموں کے توسط سے ہر اچھی بات باآسانی سمجھائی جا سکتی ہے۔ اور فلم کے اثرات لوگوں پر جلدی اثر انداز بھی ہوتے ہیں مگر بہت افسوس ہوتا ہے نہایت گھٹیا قسم کی چیزوں سے فلموں کو چلایا جاتا ہے اور فلم میکرز یہ کہتے ہیں کہ عوام اس طرح کی فلموں کو پسند کرتے ہیں۔ جبکہ ایسا عوام نہیں کرتے وہ فلم ضرور دیکھتے ہیں ہر طرح کی لغو باتوں کو دیکھ کر پکچر ہال سے افسوس کرتے ہوئے اٹھتے ہیں۔ فلم والے پہلے تو صرف فلم ہی تک محدود تھے مگر اب ٹی۔ وی سیریل میں دخل اندازی بہت ہو گئی ہے۔ اور رفتہ رفتہ فلموں کا مسالہ ان سیریل میں بھی ڈالنے لگے ہیں۔

یوسف ناظم کی تقریر اچھی لگی۔ مگر آج کے ترقی پسند زمانے میں شوہر سے بیوی یہ کہے کہ "ذرا سنئے" اب کم ہوتا جا رہا ہے۔

"صحت الفاظ اور صحت زبان" بہت مؤثر اور دلکش مضمون ہے۔ الفاظ کی ادائیگی میں اتار چڑھاؤ ہوتے رہتے ہیں۔

افسانہ "اداسیاں" بہت دلکش لگا بلکہ افسانہ کم اور اصلاح نامہ زیادہ تھا۔ ہماری جانب سے مصنف کو مبارکباد۔ کہانی "باشندہ" بھی بہت پسند آئی ہمیں ڈاکٹر ممتاز انور کے زیادہ تر افسانے بیحد اچھے لگتے ہیں۔

اردو سروس کے اراکین سے گذارش ہے کہ اپنے پروگراموں کی تصاویر سے ہمیں محروم نہ کریں جلد ہی بہت سے تصاویر رسالہ آواز میں شائع کروائیں۔

ٹی۔ وی پر آنے والی فلموں کے نام بھی رسالہ آواز میں دیا کریئے۔

شاہانہ نسرین۔ روز تقی
دو محلہ روڈ، رامپور (یو۔ پی)

"آواز" کا تازہ ترین شمارہ یکم اگست بیحد پسند آیا۔

پروفیسر آل احمد سرور کا مضمون "سیاست داں کل اور آج" کافی پر مغز ہے۔ موصوف نے جیسا کہ عنوان ہی سے عیاں ہے "کل اور آج" کے سیاست داں اور ان کی سیاست کے درمیان جو خلیج حائل ہو گئی ہے اسکو بڑے ہی انوکھے انداز میں متعدد مثالوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر ابن کنول کا مختصر مقالہ "کرشن چندر" کے مطالعے کے بعد قاری کو تشنگی کا احساس شدید طور سے ہوتا ہے۔

اصغر وجاہت کا مقالہ "شیکھر" اچھا ہے۔ اگیہ کا ناول "شیکھر ایک جیونی" واقعی ہندی ادب کا شاہکار ناول ہے۔ اور شیکھر ہندی ادب کا اہم کردار ہے۔ شیکھر کے کردار سے ہمارا ذہن گوتم نیلمبر (آگ کا دریا) کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ ہر چند کہ اردو ادب میں شیکھر کی طرح کئی اور اہم کردار کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً ہوری (گئو دان) اور نعیم (اداس نسلیں، انگریز) وغیرہ۔

• شیکھر ایک جیونی " کی ہیروئن ششی۔ دیپالی سرکار (آخر شب کے ہمسفر) کی یاد دلاتی ہے — لیکن دونوں کردار میں فرق یہ ہے کہ دیپالی، ریحان (آخر شب کے ہمسفر) کی رشتے کی بہن نہیں صرف محبوبہ ہے جبکہ ششی، شیکھر کی رشتے کی بہن بھی ہے اور محبوبہ بھی۔

ڈاکٹر ماجد علی خاں کا مضمون "ہندی میں اسلامی مطالعات" نہایت ہی عرق ریزی سے لکھا گیا ہے — ناہید جمال کا طنزیہ مضمون "اپنے اور غیروں کے دکھڑے" واقعی اپنے اور غیروں کے دکھڑے کی یاد تازہ کر دیتا ہے۔ یوسف ناظم کا طنزیہ مضمون "مجھے کچھ کہنا ہے" بے حد عمدہ طنزیہ مضمون ہے انہوں نے جس انداز سے بیویوں پر چوٹ کی ہے وہ واقعی قابل تعریف ہے — اور انہوں نے شوہر کو ان سے بچنے کے لئے جن تدابیر کا ذکر کیا ہے وہ بھی قابل غور ہے۔ زبیر گستاخ کا طنزیہ و مزاحیہ مضمون "اٹھئے بس اب کہ لذت خواب سحر گئی" اشعار کی مدد سے لکھا گیا اچھا مضمون ہے۔ ڈاکٹر ممتاز انور کا افسانہ "باشندہ" کا موضوع نہایت فرسودہ ہے لیکن افسانہ نہایت ہی مہارت سے لکھا گیا ہے ہیروئین کے لئے نوید ایک کرشن ثابت ہوا جس کی بانسری کی دھن پر وہ متحرک اٹھتی ہے۔ کہ اسی بیچ ہیروئین کی زندگی میں عرفان صاحب آ جاتے ہیں اور سب کچھ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔

منظومات میں سلیم قادری کی غزل بہت خوب ہے
• اس بار اردو سروس سے "غزلیں" کے ضمن

میں مشیر جھنجھانوی کا یہ شعر اچھا لگا ؎

زہر اس ماحول کا مجھ میں کچھ اتنا بھر گیا
سانپ نے کاٹا مجھے اور کاٹتے ہی مر گیا

واجدہ تبسم کی غزل کا یہ شعر بھی بہت خوب ہے۔ خصوصاً ان کا تخلص تبسم نے مقطعے کے شعر کو اور بھی جاندار بنا دیا ہے ؎

باقی رہے نہ دل میں تمنا کی کشمکش
اے کوہِ طور برق تبسم گرا کے دیکھ

زاہد انور (ریسرچ اسکالر)
صاحب گنج (بہار)

سلام و آداب۔

۱۶ اگست کا شمارہ ہر اعتبار سے بہترین ہے۔ عید الاضحیٰ پر مولانا امروہوی صاحب کا مضمون عید کے مقصد و اہمیت کا آئینہ دار ہے۔ دوسری طرف ڈاکٹر حبیب ضیاؔ نے جہیز کی لعنت پر جو باتیں کہی ہے وہ آج ہمارے دیش کے ہر شخص کے لئے قابلِ عبرت ہے۔ مجتبیٰ حسین کا مزاحیہ خاکہ بھی کافی عمدہ ہے۔

غزلوں میں رامپور سے طرحی غزلیں سبق آموز اور آج کے حالات پر گہرا طنز اور اس کی عکاسی ہے خصوصاً یہ شعر ملاحظہ ہوں ؎

اس دورِ کشمکش میں رونا بھی ہے کمال
جو مسکرا لئے وہ بہت مسکرا لئے

ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی آپ اسی طرح کی غزلیں اور مضامین شائع کرتے رہیں گے۔

ٹی۔وی پروگرام میں اگر اتوار کی فلم اور دیگر پروگرام میں نشر ہونے والے پروگرام کی تفصیل شائع کریں تو بہتر ہوگا۔

ہماری نیک دعائیں رسالہ کی عمدگی اور ترقی کے ساتھ ہے۔

سیف الدین کھمبائی۔ بمبئی

"آواز" کا تازہ شمارہ دیکھا۔ پڑھا۔ پسند آیا۔ سید روشن رضا اپنی بیگم سیدہ شان معراج ہی کی طرح ہمیں اور اردو کو اچھے اشعار دے رہے ہیں۔ اخلاق سہسوانی کا اعتراض بجا ہے۔ انہوں نے صحیح تنقید و تنقیص سے کام لیا ہے۔ افسر حمزہ پوری کو اپنی غلطی تسلیم کرلینی چاہیئے۔ چونکہ غلطی غلطی ہے۔ اس میں ہٹ دھرمی سے کام نہیں لینا چاہیئے شاکر کریمی کے ساتھ بھی یہی بات ہے۔ انور چغتائی، نازش مراد آبادی، شاد قادری، کیفی رجدانی، حسان آنندی، راز الہ آبادی، حلیم سخاوت، علی راہی رام پوری وغیرہ کی غزلیں متاثر کرتی ہیں۔ مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی کا مضمون مختصر لیکن جامع ہے۔ رام لال نابھوی کی تخلیق بھی اچھی لگی۔ بے شک "آواز" ہر ایک انسان کے دل کی آواز پیش کرتا ہے۔ اس کو پڑھ کر مجھے ڈاکٹر محمد حبیب اللہ غریبؔ بدایونی کا یہ شعر یاد آتا ہے ؎

ہے جو نظر کا مرکز، مری آنکھ کا ہے تارا
وہ مرا عزیزِ جاں ہے، وہ مجھے ہے سب سے پیارا

تاریخ ساز، شمع فروزاں، وغیرہ کا کیا ہوا؟ کیا آپ نے ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ کسی نے آپ کو قسم دے رکھی ہے جو ادار یہ، تصاویر، کہکشاں وغیرہ کا بھی آغاز نہیں کرتے؟ پھر بھی آپ خوش و خرم رہیں، اللہ کرے۔

فیضؔ اکبر آبادی
محمد جاوید اشرف صاحب، غنی منزل
نزد نور مسجد، آنند بھون لین، روڑکیلا

"آواز" ۱۶ اگست قابلِ دید ہے۔ اس کا پہلا کور قدرتی سماں کا خوبصورت دل کو موہ لینے والا منظر ہے۔ بدلیاں آئیں موسم بہاراں کا دستاویز ہے۔ دیکھیے فریم کے قابل ہے۔ فریم کر کے کمرے کی زینت بن گیا۔ علاوہ عید الاضحیٰ۔ ہم کیوں ہنسے۔ رس کھان (بشر نواز) سینٹ جان اور دیگر غزلیں بہترین مضامین میں پیڑ پودے اور ادویات۔ زبان اور تہذیب کا رشتہ اور جہیز کی لعنت اور سماج بہترین مضامین ہیں۔ ہماری فلموں میں ہندوستانیت ڈاکٹر برج پریمی فلموں کی بہترین یادداشت اور فلموں کی تہذیب اور گزری ہوئی کہانیوں کی تاریخ ہے۔ مطالعہ کرتے کرتے اس زمانے میں چلا گیا۔ دیوداس۔ روٹی عورت۔ امرت منتھن کپال کنڈلا۔ ڈاکٹر اور مراٹھی فلم "دہا واجنا" مانوس۔ پہلی منگلا گور۔ ان کے گانے اور کہانیاں بہت اچھے ہوتے تھے۔ اب وہ زمانہ کہاں سے آئے ہر لمحے کی تاریخ ہوتی ہے اور انداز و ادب بس۔ شکریہ!

گلاب خاں ابراہیم کارٹر نمبر ۲۵ - ۹۸
جائیکواڑی ناتھ نگر شمال
ضلع اورنگ آباد (مہاراشٹر)

"آواز" ۱۶ اگست کا سرورق نہایت دیدہ زیب اور دلکش ہے روز بروز یہ پرچہ بامِ عروج پر جا رہا ہے آپ کے بلند خیالی کی یہ سب قدرتی دین ہے یہ رسالہ ترقی کی شاہراہوں پر گامزن ہے کتابت طباعت بھی ماشاءاللہ لاجواب رہتا ہے۔

مولانا نسیم احمد فریدی نے عید الاضحیٰ پر جو خامہ فرسائی کیا ہے اس سے ایثار و قربانی کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ جناب رشید الدین احمد نے پیڑ پودے اور ادویات پر جو مقالہ لکھا ہے انہوں نے طب مشرقی پر تفصیل سے بحث کیا ہے یہ بالکل درست اور بجا ہے کہ جتنے بھی ادویات بنتے ہیں اس میں جڑی بوٹیوں کا اثر رہتا ہے ڈاکٹر حبیب ضیاء کا مقالہ جہیز کی لعنت اور سماج بہت ہی جاندار اور عبرت آموز ہے۔

اس مرتبہ رامپور سے جو طرحی غزلیں شائع ہوئیں ہیں وہ اچھی ہیں تمام شعراء کرام کو مبارکباد راز الہ آبادی کے غزل کا یہ مصرعہ مجھے بہت پسند آیا کیا ہی مہذب طریقہ پر حاجیوں کو مخاطب کیا ہے۔

تمہارا قافلہ طیبہ میں جب پہونچ جائے!
قدم قدم پہ نمازِ وفا ادا کرنا

جو چاہتے ہو گناہوں سے داغ دھل جائے
غلاف کعبہ سے مل مل کے رو لیا کرنا!
وہ سر زمینِ مدینہ ہے اتنا ہوش رہے
جو ہو سکے تو وہاں سر کے بل چلا کرنا

عبد الحق انصاری رانچوی
ہندپیڑھی جی ٹی روڈ رانچی

"آواز" ۱۶ اگست کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ "ملا وجہی کا سب رس" مقالہ پڑھ کر خوشی کی انتہا نہ رہی واقعی اتنی کم قیمت پر "آواز" ہم طالب علموں کی رہنمائی کر رہی ہے میں آپ کی رائے کالم سے محمد لطیف احمد صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور توقع کرتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ اسی طرح ادبی خدمت انجام دیں گے۔

جہاں تک "ملا وجہی کا سب رس" کے سلسلے میں کچھ اہم باتیں ہیں جو لطیف احمد صاحب اپنی اس نثری خدمت میں یا پھر وقت کی کمی کی وجہ سے وضاحت سے نہ بیان کر سکے اول یہ کہ سب رس کا تعلق تصوف سے ہے وجہی نے رمزیہ انداز میں تصوف کے مختلف مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ اس لئے اس کے سارے کردار دوہری شخصیت رکھتے ہیں۔ اپنی مجازی صورت میں یہ کردار کسی قصہ کے کردار معلوم ہوتے ہیں مگر دراصل یہ سارے کردار تصوف کی دنیا کے باشندے ہیں۔

دوئم یہ کہ سب رس ملا وجہی کا طبع زاد نہیں۔ یہ صحیح ہے ملا وجہی خود اس کا اعتراف کرتا ہے۔ دیباچہ میں وہ صاف "سبب تالیف" لکھتے ہیں کہ۔

ع اتا لوی پاٹ باڑیا۔ گاڑا سو گنج کا ریا
کچھ نہیں تھا سو لیایا۔ باٹ دکھلایا"

پھر بھی آخر میں ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ وجہی کی تمثیل کا جواب نہ اس سے پہلے تھا نہ اس کے بعد ہو سکا۔ یہی وجہ ہے کہ بقول ڈاکٹر گیان چند، اردو نثر کی ابتدائی صدیوں کی تاریکی میں سب رس، روشنی کے مینار کی طرح ضو پاش اور جلوہ بار ہے۔

آخر میں میں پھر محمد لطیف احمد صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آواز اسی طرح ادبی خدمت انجام دیتی رہے گی۔ تاکہ طالب علموں کو اپنے نوٹس کی تیاری میں در در کی ٹھوکریں نہ کھانی پڑے۔ بلکہ اس نہج وہ گھر بیٹھ اپنا قیمتی وقت مطالعے میں صرف کریں۔ شکریہ!

محبوب عالم محبوب
پہاڑی ٹولہ۔ مسجد۔ رانچی

"آواز" ۱۶ اگست موصول ہوا۔

مولانا نسیم احمد فریدی کا مضمون "عید الاضحیٰ" باوجود اختصار کے قاری کو جامعیت کا احساس دلاتا ہے۔ بشر نواز کا مقالہ "رس کھان" اچھا لگا۔ کرشن بھگتی اور رس کھان لازم و ملزوم ہیں۔ لہٰذا رس کھان کے سلسلے میں معلومات

کی کمی باعثِ تعجب ہے۔ رس کھان پٹھان تھے یا مغل یا دہلی نا تھ کا چیلا یہ ایک بحث طلب مسئلہ ہے۔ ان سبھی باتوں سے الگ رس کھان کرشن بھگتی کے سبب سے پر لطف شاعر ہیں۔ اس کے متعارف ہزاری پرساد دویدی بھی ہیں۔ اسلوب احمد انصاری کا مقالہ "سینٹ جان" بھی اچھا لگا۔ واقعی برنارڈ شا کا ایک اہم کردار ہے۔ جون ایک المیہ کردار ہے۔ جون کا المیہ اختتام

ہمیں تاج کی "انارکلی" کی یاد تازہ کر دیتی ہے۔ جون زندہ نذر آتش ہوتی ہے۔ اور "انارکلی" زندہ دیوار میں چنوا دی جاتی ہے۔ لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ جہاں "انارکلی" سہمی سہمی ہرنی کی طرح ہے جو ذرا سا پتہ کھڑکنے کی آواز سے بھی چونک پڑتی ہے وہاں جون، غیر رومانی ہے۔ عنفوانِ شباب کے اس مقام پر جہاں لڑکیوں کو ڈھول کی تھاپ سنائی پڑتی ہے اور خوابوں کی دنیا میں بستی ہے۔ وہاں جون، سینٹ کیتھرین اور سینٹ مار گریٹ کی آوازیں سنتی ہے۔ بہر حال، جون کا آہنی ارادہ اور باغیانہ ذہن ہی باوجود اس کی انفرادیت کے اجتماعیت کے لئے باعث چیلنج بن جاتی ہے۔

رام لال نابھوی کا مزاحیہ مضمون "ہم کیوں ہنسے" دو حصہ میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ میں ہربرٹ اسپنسر، کیلاڈ وگل، لارڈ بائرن، نیتشے، برگساں اور اسٹیفن لیساک جیسی عظیم ہستیوں کی ہنسی کے متعلق نظریات کو پیش کیا ہے۔ دوسرے حصے میں رام لال نابھوی نے ہنسی کے متعلق اپنے خیالات کو پیش کیا ہے۔ دوسرا حصہ پہلا حصہ سے کمزور ہے۔ لیکن اختتام فطری ہے۔

محمد لطیف احمد کا مقالہ "ملا وجہی کا سب رس" عرق ریزی سے لکھا گیا ہے۔ "سب رس" میں "آبِ حیات" کی تلاش کے درمیان دل وحسن کا قصہ نہایت ہی فنکاری سے ترتیب دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر حبیب ضیا کا مضمون "جہیز کی لعنت اور سماج" ایک کامیاب مضمون ہے۔ لیکن اس میں تلخی زیادہ ہے۔

تاج انور کا افسانہ "دوب اور تنکے" اختر واصف کے افسانہ "اعتراف" سے زیادہ کامیاب ہے۔

غزلوں میں ذاکر بھارتی کی غزل کا یہ شعر پسند آیا ہے

ساتھ ایسا بھی ہو سکتا ہے ذاکر ایک دن
خود کو پا میں گے تنہا بزم آرائی کے بعد

"اس بار رامپور سے طرحی غزلیں" کے ضمن میں انور چغتائی کی غزل کا یہ شعر دلکش ہے

انگارے کو لپکتا ہوا پھول جان کر
معصوم تتلیوں نے پَر اپنے جلالئے

محمد اسیر الدین شاکر
حبیب پورہ صاحب گنج (بہار)

نیشنل پروگرام

سنت تیاگ راج کا اوپیرا: پرہلاد بھکتی وجیم
ہفتہ ۴ر اکتوبر رات ساڑھے نو بجے

پرہلاد بھکتی وجیم، کا شمار سنت تیاگ راج کے بے مثال اوپیرا میں کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ایم بالا مرلی کرشنا کے پروڈیوس کئے اس پروگرام کے نمایاں شرکا فنکار خود ایم بالا مرلی کرشنا کے علاوہ دولتی وینکٹیشوریو، ایم وی رمنا مورتھی، اے۔ بی کو ملا اور سری رنگم گوپالا رتنم ہیں۔

پورن چند گوپا کا گائن
ہفتہ ۱۱ر اکتوبر رات ساڑھے نو بجے

پورن چند گوپا کا جنم موسیقاروں کے ایک خاندان میں ہوا۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے پتا پنڈت جیوتی رام سے حاصل کی۔ پتا کے سورگباش



کے بعد آگرہ گھرانا کے فنکار خاں صاحب عبدالقادر خاں جے پور والے سے تربیت پائی۔ اپنی شیریں آواز میں پورن چندر گوپا میواتی اور آگرہ گھرانہ کی گائیکی پیش کرتے ہیں۔ اپنے فن کا مظاہرہ وہ ملک کی کئی محفلوں میں کر چکے ہیں۔

منگل شب کی محفل موسیقی
وینکٹیش گوڑ کھنڈی کا بانسری وادن
۷ر اکتوبر رات دس بجے

وینکٹیش گوڑ کھنڈی ایک ہمہ گیر فنکار رہیں۔ بانسری

کے ساتھ ساتھ انہیں گائن اور ہارمونیم وادن میں بھی مہارت حاصل ہے۔ شری وینکٹیش کا جنم دھار واڑ میں ہوا۔ موسیقی کی جانب ان کا رجحان بچپن سے ہی تھا



انکی صلاحیتوں کو استاد امیر خاں، بڑے غلام علی خاں پنڈت بھیم سین جوشی، گنگو بائی ہنگل اور پنڈت بسوراج راجگرو جیسے استادانِ موسیقی نے ابتداء میں ہی پہچان لیا تھا۔ ابتدائی تعلیم نارائن راؤ مجمدار سے حاصل کی۔ بعد میں اپنی انتھک محنت ریاض کی اور نمایاں فنکاروں سے قربت کی مدد سے وہ ترقی کی سیڑھیاں چڑھتے گئے۔ اپنے اظہار فن کے لئے انہوں نے کرانہ گھرانے کا انتخاب کیا۔

ساھتیہ کمار ناھر کا ستار وادن
۱۴ر اکتوبر رات دس بجے

ابھرتے ہوئے جواں سال فنکار کا جنم بہار کے موسیقاروں کے ایک خاندان میں ہوا۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے پتا [illegible] سے حاصل کی اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔



پٹنہ یونیورسٹی سے قانون اور سائنس کے گریجویٹ شری ناہر اپنے فن کا کامیاب مظاہرہ ملک کی زیادہ تر معیاری محفلوں میں کر چکے ہیں اور آجکل الہ آباد یونیورسٹی کے شعبۂ موسیقی میں استاد ہیں۔ تان اور راگ درست نبھانے کے ساتھ منظم پیشکش ان کے ستار وادن کی انفرادی خصوصیت ہے۔

دوردرشن

دہلی

[illegible]

مسوری

[illegible]

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

شام

[illegible]

نیشنل پروگرام

[illegible]

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر [illegible]

منگل [illegible]

بدھ [illegible]

جمعرات [illegible]

جمعہ [illegible]

یو جی سی پروگرام

[illegible]

●●●●●

اتوار

صبح

۹-۰۰ سب ساتھی گوربانی /
کارٹون فلم / پربھاتی

۹-۴۵ یوگ اور سواستھ

۱۰-۰۰ فیمس فائیو (انگریزی)

۱۱-۱۵ سیکریٹس آف دی سی
(انگریزی سیریل)

دوپہر

۱۲-۰۵ کچی دھوپ (ہندی سیریل)

۱۲-۳۵ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)

۱-۰۰ خزانہ (ہندی سیریل)

۱-۳۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم
(I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم
II III اور V

۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ

۴-۴۵ ڈورڈس اے پرائٹ فیوچر
(انگریزی سیریل)

شام

۵-۰۰ آزادی کی کہانی

۵-۱۵ دادا دادی کی کہانی/ وکرم اور بیتال

۵-۴۵ ہندی فیچر فلم

۷-۳۰ اندھی گلیاں
نشیلی ادویات کے استعمال پر پروگرام

۹-۰۰ ہندی سیریل

۱۰-۰۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام

۱۰-۵۵ کویی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر

شام

۶-۰۰ بچوں کے لیے

۶-۱۵ میلاؤں کے لیے

۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)

۷-۳۰ سنسد سماچار / سنگیت

۷-۴۰ ہندی ناٹک

۹-۰۰ راج سے سوراج (ہندی سیریل)

۹-۵۰ سچ کی پرچھائیں
I اور III
چترمالا II اور IV
آروہی V

۱۰-۲۰ پولس فائل سے (ہندی سیریل)

۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

[illegible]

شام

۶-۰۰ بچوں کے لیے

۶-۱۵ وشو درشن

۶-۳۵ ہمارے کاریگر / ہمارے ادیوگ
(II اور IV)
ہمارے ادھیکار اور کرتویہ
(I، III، V)

۷-۴۰ یوتھ فورم I III اور V
یووا منچ II اور IV

۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)

۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)

۹-۵۰ جن وانی I، III اور V
بیناڈو لوٹمارو II اور IV

۱۰-۳۰ انگریزی سیریل

۱۰-۴۵ ٹورڈس پروگریس / پریورتن

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز /
پھول کھلے ہیں گلشن گلشن
سنگم سنگیت

بدھ

شام

۶-۰۰ بچوں کے لیے

۶-۲۵ آنگن واڑی

۶-۳۵ وکاس کی اور

۷-۴۰ آپ اور ہم
(ناظرین کے خطوں کے جواب)

۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)

۹-۰۰ (ہندی سیریل)

۹-۵۰ رونگ آئی I، III

حالات حاضرہ پر پروگرام / – متفرقات II، IV اور V

۱۰-۰۱ ہندی سیریل

۱۰-۲۵ پریمیر انسٹی ٹیوشنز آف انڈیا
(I، III اور V)
گریٹ ماسٹرز (II اور IV)

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ان سے ملیے / اور گیسٹ

جمعرات

شام

۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے

۶-۱۵ گھریلو نسخے

۶-۳۵ قانونی اصلاح / آزادی کے دیوانے
مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو

۷-۰۰ ٹیلی فن / کھیل اور کھلاڑی

۷-۴۰ پتریکا ہندی ادبی میگزین / سنگیت

۸-۰۵ پارلیمانی کلائیں I، III، V
سنگیت / ترتیبہ II، IV

۸-۲۵ مینجمنٹ (انگریزی سیریل)

۹-۰۰ شری کانت
(ہندی سیریل)

۹-۵۰ پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیوز III
واٹ از دی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کوئیز V

۱۰-۲۰ ہندی سیریل

۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

[illegible]

شام

۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)

۶-۱۵ آپ کا پریوار

۶-۴۵ سنگم سنگیت

۷-۳۰ سنسد سماچار / انگریزی پروگرام

۸-۰۰ چترہار

۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)

۹-۵۰ ہندی سیریل

۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس /
ان دس آور لینڈ /
یر آف دی یوتھ

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز/ ویسٹرن میوزک

ہفتہ
دوپہر
۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۰ فاریوتھ
۲-۴۵ چمن راؤ (ہندی سیریل)
۳-۰۰ اسپانڈر مین (اسپانسرڈ پروگرام
۳-۱۵ دیدیر کامیڈی سو (انگریزی سیریل)

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/انگریزی)
۷-۱۰ یوانیٹڈ یور پیٹس
۷-۲۵ فاردی فورسس (I)
نرتیہ (III، V)
۷-۵۵ جان ہے جہان ہے
۸-۱۰ سپتاہیکی
۱۰-۲۰ مشاعرہ (II)
کوی سمیلن (IV)
۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
۹-۵۰ سائنس پروگرام II, IV
فیچر فلم I، III اور V

دہلی سے II
۷-۳۰ سماچار (روزانہ)
۷-۴۰ آوشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ہندی پتریکا

۷-۱۵ بھورنگ ۷-۴۵ انگریزی سیریل

پیر
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ٹیلی میچ
۷-۰۰ ہی مین اینڈ دی ماسٹرز
آف یونیورس (تصویری فلم
۷-۴۵ چہل پہل
۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ

منگل
شام
۶-۳۰ تو اور یہ
اسکولی بچوں کا پیشکردہ
پروگرام
۷-۴۵ اولڈ فاکس: انگریزی سیریل

بدھ
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ کلیڈیو اسکوپ
۷-۰۰ یوتھ پروگرام
۷-۴۵ شاستریہ سنگت

جمعرات
شام
۶-۳۰ آپ کا باغیچہ
۶-۴۵ میوزک سرکس
۷-۱۵ ناگرک سمسیا ۷-۴۵ پنجابی درپن

جمعہ
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ سماچار ڈائری
۷-۰۰ اردو میگزین پروگرام
۷-۴۵ کلا پریکرما

۸-۰۰ ہندی ناٹک

ہفتہ
شام
۶-۳۰ اگلے ہفتے کی جھلکیاں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ آئینہ: (عام آدمی کے مسائل پر
مبنی پروگرام
۷-۴۵ پاپ میوزک

• • • • • • • • •

آپ گرپتھ دوردرشن
جے پور، مظفر پور اور رائے پور

اتوار
تمام پروگرام
دہلی کے مطابق

پیر
شام ۶-۰۰ لوک رقص
۶-۲۰ اپنی دھرتی اپنے لوگ
(I، III، V)
نئی دشائیں (II، IV)
۶-۴۰ چوپال ۷-۱۰ آج کی بات
۷-۳۰ اور آگے تمام پروگرام دہلی کے مطابق

منگل
شام ۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۰ لوک رقص
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے ۷-۱۰ انٹرویو
۷-۳۰ دہلی کے مطابق

۸-۱۰ نئی امنگ نئی ترنگ

بدھ
شام ۶-۲۰ سماج شکشا
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے
۷-۱۰ صحت و صفائی پر پروگرام
۷-۳۰ دہلی کے مطابق

جمعرات
شام ۶-۲۰ اپنا گاؤں اپنی بات
۶-۳۰ دوبارہ ٹیلی کاسٹ/
آرکائیوز سے/ دیگر مراکز سے
کوی گوشٹھی (I)/ ناٹک (II)
ٹی وی فلم (III) ڈوکومینٹری (IV)

جمعہ
شام ۶-۰۰ مہلاؤں کے لیے
(I III V)
۲۰ نکاتی پروگرام (II، IV)
۶-۲۰ کھیل اور کھلاڑی
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے
۷-۱۰ پاپولر سائنس، ۷-۳۰ دہلی کے مطابق

ہفتہ
شام ۶-۰۰ لوک روایات (I)
سرتی چترہ (II)، لوک دھارا (III)،
سیچلتا کی کہانی (IV)
گیت و بھجن (V)
۶-۲۰ دہلی کے مطابق، ۸-۲۰ چتارہ (I)
رنگ دینگ (II)/
بوجھو تو جانیں (III)
پرشنوں کے گھیرے میں (IV)
سندھی پروگرام (V)
۸-۴۰ دہلی کے مطابق

کلکتہ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

نیشنل پروگرام روزانہ رات ۸-۴۰ سے
۱۱-۱۵ تک (دہلی سے ریلے)

پیر
شام ۶-۰۴ الوک دھارا/ سا رے گا
۶-۱۵ موسیقی
۶-۳۰ اور ۷-۰۰ بھجن پر اسنگے
موسیقی
۶-۴۵ کول کاتا دیجترا ۷-۰۰
۷-۴۰ دیس بدیشر کھیلا
۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

منگل
شام
۶-۰۴ بچوں کے لیے
۶-۳۰ یوتھ ٹائم/ صحت سے متعلق پروگرام ۷-۴۰ چترمالا (بنگالی)، ۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

۷-۰۰ جگنا سائے (صحت سے متعلق پروگرام)
درشتی پٹ
۷-۱۰ سمبند پربھا
۷-۴۰ بنگالی ناٹک

بدھ
۶-۰۴ تمھارے بارے/ ہندی پروگرام
۶-۳۰ دیہی پروگرام
۷-۰۰ رابندر سنگیت
۷-۲۰ سوک سینس/ ڈویلپمنٹ اسٹوری/
ہیومن اسٹوری
۷-۴۰ درشکارے دربارے
۸-۰۵ چترہار (دہلی سے ریلے)

جمعرات
شام
۵-۳۴ بچوں کے لیے
۶-۰۰ سلسلے وار انگریزی فلم
۶-۳۰ بنگالی میں یوتھ پروگرام
۷-۰۰ درشٹی کون/ دیوز

جمعہ
۶-۰۴ جانا اجانا
۶-۱۴ انڈسٹریل پروگرام
۶-۲۴ موسیقی/ رقص
۷-۰۰ جگناسا: بنگالی کوئز/ مالانچا
۷-۴۰ ساہتیہ سنسکرتی ۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

ہفتہ
دوپہر
۱-۴۵ سے شام ۴-۰۰
نیٹ ورک پر اسپونسرڈ
پروگرام (دہلی سے ریلے)
شام
۵-۳۵ اور ۵-۵۵ بنگالی فیچر فلم
۷-۴۰ سپتاہکی

اتوار
صبح
۱۰-۰۰ سے دوپہر ۲-۰۰
شام ۴-۰۰، ۵-۴۵ اور
۶-۰۰ ایوارڈ یافتہ علاقائی فیچر فلم (دہلی سے ریلے)

سنگیت سریتا : صبح ۳۰-۷

راگ کافی

یکم اکتوبر فلم 'گودان'، محمد رفیع اور کورس
ونائیک و دھیرا: نار شہنائی

۲ اکتوبر 'چاچا زندہ باد' : لتا
کنکنا بنرجی : گائن

۳ اکتوبر 'دھول کا پھول' : سدھا ملہوترہ
وی۔ جی۔ جوگ اور
ہری پرساد چورسیا
وائلن اور بانسری

راگ چندرکونس

۴ اکتوبر 'سمپورن رامائن' : لتا
گنگو بائی ہنگل : گائن

۶ اکتوبر 'سنہری ناگن' : لتا
بھوبنیشور مشر

راگ باگیشری

۷ اکتوبر 'پرائیویٹ سیکرٹری'، مناڈے، جگدیش پرشاد

۸ اکتوبر 'بلف ماسٹر' : لتا
شیوکمار شرما اور برج بھوشن کابرا
سنتور اور گیٹار

۹ اکتوبر 'انارکلی' : ہیمنت و لتا
استاد امیر خاں : گائن

۱۰ اکتوبر 'آزاد' : لتا
سنگھو مدھو : گائن

۱۱ اکتوبر 'طوفان اور دیا'، لتا
این۔ راجم : وائلن

راگ بہار

۱۲ اکتوبر 'جے ہنومان' : مہندر کپور اور آشا بھونسلے
سوائی گندھرو : گائن

۱۳ اکتوبر 'شباب' : رفیع اور لتا
پنڈت ڈی وی پلسکر : گائن

۱۵ اکتوبر 'چھایا' : لتا
بسم اللہ اور ساتھی : شہنائی

انوربھنی : سہ پہر ۱۵-۳

یکم اکتوبر سرسوتی رانی : گائن
راگ دیسی، چھایا نٹ، جوگ کونس
اور وادرہ بھیرون
کرشن راؤ شنکر پنڈت
ٹپہ، راگ کیدار، بیہاگ اور
بسنت

۲ اکتوبر علی اکبر خاں : راگ چندرنندن
پنالال گھوش : بانسری پر
راگ مارو ا اور بھیروی

۳ اکتوبر ایم جی بروے : راگ کلاوتی
مانک ورما : راگ نٹ ملہار
توڑی اور جوگ کونس

۴ اکتوبر روی شنکر : ستار پر
راگ اہلیہ بلاول
علی حسین اور ساتھی
شہنائی پر پوروی دھن

۶ اکتوبر استاد امانت علی خاں اور
استاد فتح علی خاں
راگ بھوپالی
بیگم اختر : ٹھمری اور دادرا

۷ اکتوبر ششانک کٹی : ستار پر راگ مارا
رگھوناتھ سیٹھ : بانسری پر
گورکھ کلیان

۸ اکتوبر چنموئے لہری : راگ منگل بھیرو
بسنت، سورداسی ملہار
پنڈت جسراج : راگ شدھ سارنگ

۹ اکتوبر پنڈت رام نارائن : سارنگی پر
راگ پوریا دھناشری
سامتا پرساد : طبلہ پر روپک تال
اور تین تال

۱۰ اکتوبر جوتسنا بھولے
راگ مدھیہ ماد سارنگ اور بھٹیار
استاد بڑے غلام علی خاں
راگ کاموِد، اڈانا، ٹھمری اور
تلک کاموِد

۱۱ اکتوبر جیا بوس : ستار پر راگ کن کلی
ککبھ بلاول، گورکھ کلیان اور
غارا
سوریہ کانت کھالدکر اور ساتھی
راگ مدھوکونس

۱۳ اکتوبر ڈاکٹر وسنت راؤ دیشپانڈے
راگ گجری توڑی، سندھورا
اور بھوپ
گرجا دیوی : راگ ولیسی توڑی
ٹپہ اور خیال

۱۴ اکتوبر ہری پرساد چورسیا : بانسری پر
راگ پربھاتیش وری

۱۵ اکتوبر ہیرا بائی بڑودکر : راگ ملتانی
ونکر راؤ دیشپانڈے
راگ بھوپالی

سورسدھا : شام ۱۵-۶

راگ درگا

یکم اکتوبر فلم : گیت گایا پتھروں نے
کشور کمار
بھیم سین جوشی : گائن
امجد علی خاں : سرود

راگ کاموِد

۲ اکتوبر چترلیکھا : لتا
حفیظ احمد خاں : گائن
شیام لال : شہنائی

راگ جے جے ونتی

۳ اکتوبر 'دیکھ کبیرا رویا' : مناڈے
استاد بڑے غلام علی خاں : گائن
جیا بسواس : ستار

راگ جوگیا

۴ اکتوبر "سنگیت سمراٹ تان سین"
کے بارونٹ اور مہندر کپور
استاد عبدالکریم خاں : گائن
مایا مترا : ستار

راگ بہار

۵ اکتوبر 'جے ہنومان' : آشا بھونسلے
ونائیک راؤ پٹوردھن : گائن
بسم اللہ خاں اور وی۔ جی۔ جوگ
شہنائی اور وائلن جگلبندی

راگ سوہنی

۶ اکتوبر 'گرہستی' : آشا بھونسلے
استاد بڑے غلام علی خاں : گائن
نکھل بنرجی : ستار

راگ کافی

۷ اکتوبر 'دھول کا پھول' : سدھا ملہوترہ
نزاکت علی خاں و سلامت علی خاں
گائن
استاد شکور خاں و اشتیاق احمد خاں
سارنگی و سرود

راگ دیس

۸ اکتوبر 'الاپ' : بھوپندر اور رفیق
این آر ویاس : گائن
رام نارائن : سارنگی

راگ کھماج

۹ اکتوبر 'امر پریم' : لتا
ہیرا بائی بڑودکر : گائن
شمیم احمد : ستار

راگ ہمنت

۱۰ اکتوبر 'بھورانی' : لتا
استاد بڑے غلام علی خاں : گائن
سوپربھات پال : سرود

راگ گوڑ ملہار

۱۱ اکتوبر 'برسات کی رات'
سمن وکے بارونت
میرا بنرجی : گائن
بدھ دیو داس گپتا : سرود

راگ مالکونس

۱۲ اکتوبر 'مہربان' : آشا بھونسلے
اے کمار و مالویکا کانن : گائن
این راجم : وائلن

راگ شاہانہ

۱۳؍اکتوبر اُمرت منتھن: آشا بھونسلے
استاد امیر خاں: گائن
امجد علی خاں: سرود

راگ میگھ

۱۴؍اکتوبر 'چشم بددور' یسوع داس
اور ہیمنت شکلا: گائن
نکھل بنرجی: ستار

راگ دیہاس

۱۵؍اکتوبر 'آنسو' سریش واڈکر
این. بی. سرنا ئیک: گائن
کارتک کمار: ستار

سنو کہانی: رات ۱۵-۸

۳؍اکتوبر کہانی از کملیش بخشی
۱۰؍اکتوبر کہانی: از گوبند مشر

اِن سے ملیے: رات ۱۵-۸

یکم اکتوبر مزاحیہ اور کریکٹر آرٹسٹ
دنیش ہنگو کے ساتھ انورادھا شرما
کا انٹرویو
۸؍اکتوبر فلم ڈائرکٹر میراج کے ساتھ
سوبیتا بجاج کا انٹرویو
۱۵؍اکتوبر فلم اداکار اجیت کے ساتھ
انورادھا شرما کا انٹرویو

چترشالا: رات ۱۰-۸

یکم اکتوبر بین الاقوامی یوم موسیقی، تقریر
۲؍اکتوبر آزادی کی پریرنا: وارتا مالا
از گرجا شنکر ترویدی
۴؍اکتوبر رام بھروسے جا رہے
ولود وارتا از کشوری رمن ٹنڈن
۶؍اکتوبر میگ ناتھ ساہا: تقریر
از رویندر کمار بھٹناگر
۷؍اکتوبر پرکاش گیا دور سنچار پر نالی
تقریر از اشوک چندر
۹؍اکتوبر آزادی کے پریرنا: وارتا مالا
کھادی

۱۱؍اکتوبر ولود وارتا از یگیہ شرما
۱۳؍اکتوبر ہمارے دیش ہمارے پردیش
پنجاب
۱۴؍اکتوبر تقریر
۱۵؍اکتوبر کویتا پاٹھ از شکنتلا شریواستو

ہوا محل: رات ۱۵-۹

یکم اکتوبر کلاکار: تحریر: سوشیل منڈال
پیش کش: وجے رائے
۲؍اکتوبر لال بہادر شاستری پر خصوصی پروگرام
پیش کش: انوپ سیٹھی
۳؍اکتوبر یہ کون آیا: تحریر: ساگر سرحدی
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۴؍اکتوبر قصہ ایک شاعر کا
تحریر: سلطان آزاد
پیش کش: جمال الدین ساحل
۵؍اکتوبر مہمان: تحریر: مدھوکر سنگھ
پیش کش: جناردن رائے
۷؍اکتوبر گیس کا چکر
تحریر اور پیشکش: مدھر سریواستو

۸؍اکتوبر بچپن کا پھیر
تحریر: ریکھا راما نند
پیش کش: سلامت اللہ
۹؍اکتوبر جی ہاں میں انہیں میں ہوں
تحریر: نیلما چترویدی
پیش کش: چندر پربھا بھٹناگر

۱۰؍اور گریہہ تیاگ (حصہ I، II)
۱۱؍اکتوبر تحریر: کنائی باسو
پیش کش: مدھوپ شرما
۱۲؍اکتوبر اندھکار پر پرکاش کی وجے
تحریر: کشوری رمن ٹنڈن
پیش کش: مختار احمد
۱۴؍اکتوبر مہمان کے مہمان
تحریر: یعقوب سید
پیش کش: مختار احمد
۱۵؍اکتوبر ٹی۔وی۔ کا چکر
پیش کش: مقبول حسن

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو: ۴۸٫۷۴ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو: ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو: ۱۹٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

بدھ یکم اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
رام کرشن مضطر
قوالی: حاجی غلام فرید اور مقبول فرید
صابری قوال اور ہمنوا
۶-۲۵ شہر صبا
ترلوک کپور: جگر اور ساحر
ہوشیار پوری کا کلام
ارمل وڈیرہ: شمیم جے پوری
سیماب اکبرآبادی اور بہشن جیدہ
نقش کا کلام

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: 'بیداری نسواں اور
گاندھی جی' فیچر
تحریر: صبا شبنم
غزل: کام کی باتیں

رات

۸-۳۰ حسن غزل
ترلوک کپور، سلام سندیلوی
اور زبیر رضوی کا کلام
۱۰-۰۰ افسانہ: از انور عظیم
۱۲-۳۰ صابری برادران: قوالیاں

جمعرات ۲؍اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت: مولانا اختر
محمد تقی قوال اور ساتھی: قوالی
۶-۲۵ شہر صبا: گاندھی جی کے
پسندیدہ بھجن
سمع نذرانہ
موضوع: گاندھی جی کا آدرش
۹-۰۰ تاریخ ساز: عنوان
لال بہادر شاستری
۱-۱۵ راجستھانی لوک گیت

رات

۸-۳۰ شہر رام: مخمور سعیدی اور
جگر مرادآبادی کا کلام
۱-۳۰ موسیقار جادو اور گاندھی جی
تقریر از پروفیسر خلیق احمد نظامی
۱۰-۰۰ ادبی نشست: مباحثہ
نئی تعلیمی پالیسی اور اردو
شرکاء: پروفیسر مونس رضا
پروفیسر باقر مہدی
پروفیسر رئیس احمد اور
خواجہ احمد فاروقی
۱۲-۳۰ محمد تقی قوال اور ساتھی: قوالیاں

جمعہ ۳؍اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت: محمد یعقوب
قوالی: اسلم صابری قوال و ساتھی
۶-۲۵ شہر صبا
شانتی ماتھر: بیدم شاہ وارثی
اور انشا خاں انشاء کا کلام
لچھمن داس سدھو: بشیر بدر
بیدم شاہ وارثی اور مرزا غالب
کا کلام

رات

۸-۳۰ شانتی ماتھر: جگر مرادآبادی کا کلام

۱۲-۳۰ اسلم صابری قوال: قوالیاں

ہفتہ ۴ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
محمد لیسین خاں صادق
قوالی: انعام احمد اور ساتھی

۶-۲۵ اوشا ٹنڈن: جگر مرادآبادی
فروز نظامی اور راز الہ آبادی
کا کلام
مہیش چندر: جگر مرادآبادی
اور شمیم جے پوری کا کلام

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: انمول نسخے
میاں کی جاسوسی کے، مزاحیہ تقریر
از عذرا رضوی
گیت: خطوں کے جواب

رات

۱۲-۳۰ نسیم بانو و ساتھی: قوالیاں

اتوار ۵ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت: صغیر احمد
قوالی: محمد حیات قوال و ساتھی

۶-۲۵ شہر صبا
نینا دیوی: امیر قزلباش اور
جگر مرادآبادی کا کلام

شبیر حسین: جگر مرادآبادی
اور داغ دہلوی کا کلام

رات

۸-۳۰ حسن غزل
نینا دیوی: سودا اور غالب
کا کلام

۱۰-۰۰ کروٹ: ڈرامہ
مصنف: سعادت حسین منٹو

۱۲-۳۰ محمد حیات قوال و ساتھی
قوالیاں

پیر ۶ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت: طیب انجم
قوالی: مبارک حسین و ساتھی

۶-۲۵ احمد حسین: فراق گورکھپوری
اور جاں نثار اختر کا کلام
وندنا واجپئی: بیخود دہلوی
داغ دہلوی اور جگر مرادآبادی
کا کلام

۹-۱۵ کشمیری لوک گیت

رات

۸-۳۰ احمد حسین: اعجاز وارثی اور
غلام ربانی تاباں کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر: معین احسن جذبی

۱۰-۰۰ 'وائلڈ لائف ویک'
خصوصی فیچر

۱۲-۳۰ مبارک حسین و ساتھی: قوالیاں

منگل ۷ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
مخدوم مختار عثمانی
قوالی: افضل اقبال و ساتھی

۶-۲۵ معین الدین: شمیم جے پوری
اور ہاشم لکھنوی کا کلام
پریتی چاولہ: خمار بارہ بنکوی
سدرشن فاخر اور جگر مرادآبادی
کا کلام

۹-۱۵ پہاڑی لوک گیت

رات

۸-۳۰ معین الدین: سدرشن فاخر اور
فانی بدایونی کا کلام

۱۲-۳۰ افضل اقبال و ساتھی: قوالیاں

بدھ ۸ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت: عثمان خاں
قوالی: مرلی قوال اور ہمنوا

۶-۲۵ مہندر چوپڑہ: راجیش کمار اوج
اور غالب کا کلام
شوبھنا راؤ: جاں نثار اختر
شکیل بدایونی اور آنند نرائن ملا
کا کلام

۹-۱۵ اترپردیش کے لوک گیت

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: 'شانہ بشانہ
خواتین اور صحافت'
(نور جہاں ثروت کے ساتھ انٹرویو)
غزل: دستر خوان

رات

۸-۳۰ مہندر چوپڑہ: راجیش کمار اوج
اور ساغر نظامی کا کلام

۱۲-۳۰ مقصود احمد نیازی اور ساتھی
قوالیاں

جمعرات ۹ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
منیر خاتون بیگم
قوالی: حبیب پینٹر اور ساتھی

۶-۲۵ کملا سدھو: شمیم جے پوری
اور اختر شیرانی کا کلام
حسین بخش: خمار بارہ بنکوی
اور جگر مرادآبادی کا کلام

۹-۳۲ راجستھانی لوک گیت

رات

۸-۳۰ کملا سدھو: تنویر واحدی اور
شکیل بدایونی کا کلام

۱۰-۰۰ آئینہ: ادبی میگزین
'اردو شاعری اور بارہ ماسہ'
ایڈیٹر: ڈاکٹر تنویر احمد علوی

۱۲-۳ حبیب پینٹر و ساتھی: قوالیاں

جمعہ ۱۰ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
امراؤ ضیاء بیگم
قوالی: انعام اللہ اور ساتھی

۶-۲۵ شہر صبا
شیلا دھر: مخدوم محی الدین اور
فیض کا کلام
مہندر پال: شاد فدائی، بشیر بدر
اور مخمور دہلوی کا کلام

رات

۸-۳۰ شیلا دھر: میر اور غالب
کا کلام

۱۲-۳۰ حاجی محمود قوال اور ہمنوا: قوالیاں

ہفتہ ۱۱ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
محمد عثمان عارف نقش بندی
قوالی: اگن قوال اور ساتھی

۶-۲۵ شہر صبا: شانتی ہیرانند
حسرت موہانی اور فراق گورکھپوری
کا کلام
جگدیش سہگل: غلام ربانی تاباں
مشیر جھنجھانوی اور شاد فدائی کا
کلام

۹-۱۵ پنجابی لوک گیت۔

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: سنو سیتا کی کہانی
تقریر از ڈاکٹر ماجدہ اسد
گیت: خطوں کے جواب

رات

۸-۳۰ شانتی ہیرانند: فانی بدایونی
اور امراؤ جان ادا کا کلام

۱۲-۳۰ عزیز احمد خاں وارثی اور ساتھی
قوالیاں

اتوار ۱۲ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
از بشیر احمد
قوالی: نیاز احمد قوال اور ساتھی

۶-۲۵ امینہ برنی: جاں نثار اختر
اور خمار بارہ بنکوی کا کلام
راحت علی: عمر قریشی، مشیر انصاری
اور حسرت موہانی کا کلام

رات

۸-۳۰ امینہ برنی: فیض اور آتش
کا کلام

۹-۰۰ فرصت کے رات دن: 'دسہرہ'

۱۰-۰۰ 'اردو شاعری میں رامائن': فیچر
ترتیب: محمد علی موج

۱۲-۳۰ نیاز احمد قوال و ساتھی: قوالیاں

پیر ۱۳ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
مولانا انتخاب قادری
قوالی: رحمت قوال اور ساتھی

۶-۲۵ شہر صبا
ابراہیم صدیقی: امیر قزلباش
اور غالب کا کلام
اوما گرگ: نوح ناروی
فیض اور خمار بارہ بنکوی کا کلام

رات

۸-۳۰ حسن غزل؛ ابراہیم صدیقی جاں نثار اختر اور غالب کا کلام

۱۰-۰۰ کلام شاعر؛ قیصر قلندر

۱۲-۳۰ ریاض حسین اور ہمنوا؛ قوالیاں

منگل ۱۴ اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت؛ بیگم اختر
قوالی؛ شنکر شمبھو قوال اور ساتھی

۶-۲۵ سندر پنڈیر؛ انور مرزا پوری اور رضا امروہوی کا کلام
جمیل احمد: جگر مرادآبادی مومن خاں مومن اور نذیر بنارسی کا کلام

رات

۸-۳۰ سندر پنڈیر؛ بشیر بدر اور فیض کا کلام

۱۲-۳۰ شنکر شمبھو قوال اور ساتھی قوالیاں

بدھ ۱۵ اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت از انجلی بینرجی
قوالی: مہتاب فریدی اور ساتھی

۶-۲۵ شہر صبا
ارملا ناگر؛ غزلیں
ولایت حسین ساگر؛ مجاز لکھنوی مخدوم محی الدین اور ڈاکٹر اقبال کا کلام

۹-۱۵ اتر پردیش کے لوک گیت

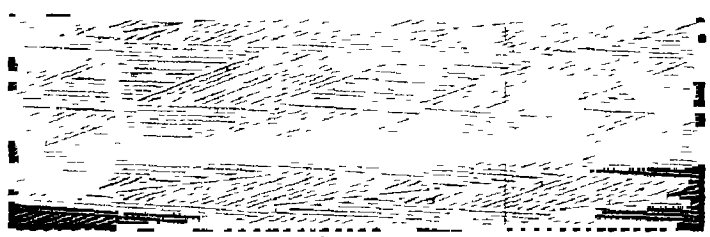
دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین؛ کہانی سنیئے افسانہ از امینہ ابوالحسن
غزل؛ کام کی باتیں

رات

۸-۳۰ ارملا ناگر: غزلیں

۱۲-۳۰ مہتاب فریدی اور ساتھی قوالیاں



میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶،۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۵۰،۵ ۴ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج ۲۱۹،۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۲۹۴،۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۸-۰۰ تک ۱۵،۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۴۷،۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۷،۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۴۷،۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۸ سے رات تک ۱۵،۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دھلی الف

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵ اور رات ۱۱-۰۵۔ سنسکرت: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ اردو مع تبصرہ: رات ۹-۱۶
انگریزی: دوپہر ۱۲-۰۰ پنجابی: دوپہر ۱-۴۰، راجیوں سے سماچار: شام ۵-۰۰
روزگار سماچار: شام ۷-۵۰ پرادیشک سماچار: شام ۷-۵۰

دھلی بی

انگریزی: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، سہ پہر ۴-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور رات ۱۱-۰۰، پنجابی: صبح ۸-۳۰، شام ۷-۳۰، تجارتی (صرف بدھ) ۷-۴۰

بدھ یکم اکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا؛ فائبر گلاس سائنس تقریر: از ڈاکٹر وجے سیدا

۷-۳۰ آج صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
امرناتھ: گائن

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
سری کرشن شرما: گیٹار

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر وگیان؛ شریر کے لئے آوشیک تتو، از ڈاکٹر سنیہ جسوجہ

رات

۱۰-۰۰ امجد علی خاں: سرود

دہلی "بی"

صبح

۷-۳۰ رام نارائن: سارنگی

۶-۴۵ اور ۸-۴۴
ارملا وڈیرا: بھجن اور غزلیں

جمعرات ۲ اکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۶-۴۵ سواستھیہ چرچا

۷-۴۵ دلی درشن

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
گوپال کرشن: وچتر وینا

۱۱-۰۵ رادھے راج: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر وگیان: کچھ مہیلا وگیانکوں سے بھینٹ از ڈی۔ سی کھربندہ

رات

۱۰-۱۱ مشتاق علی: ستار

دہلی "بی"

صبح

۷-۳۲ رادھے راج: گائن

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
مہندر پال: بھجن

جمعہ ۳ اکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا: تقریر ڈاکٹر ڈی۔ پی۔ اگروال

۸-۱۰ ۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
سوہاسنی کوراتکر؛ گائن

۱۱-۳۰ اور شام ۵-۴۰
میرا پرساد: ستار

دوپہر

۱-۱۱ راگ منجری

رات

۸-۱۵ گاندھی چرچا؛ مہاتما گاندھی کے پریہ بھجن

۹-۳۰ 'تم پھر آنا'، گوری شنکر راج ہنس کے ناول پر مبنی ناٹک ریڈیو عکس از چیر بجیت

۱۰-۱۱ استاد بڑے غلام علی خاں گائن

دہلی "بی"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سربھی
اشیش بندوپادھیائے؛ اسراج

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
اوشا سیٹھ: بھجن گیت اور غزل

۹-۳۰ نیشنل سپورٹس میگزین

ہفتہ ۴ اکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۶-۴۵ سواستھیہ چرچا

۷-۴۵ دلی درشن

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
اتیندر کمار موئیترا؛ سرود

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
وجے کمار: بانسری

۱۱-۳۰ نصیر الدین خاں گورے؛ گائن

رات

۹-۳۰ ایم۔ پی۔ وسنت کماری؛ گائن

دہلی "بی"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سریھی
نصیرالدین خاں گورسے : گائن

دوپہر

۲-۳۰ اپیندر کمار موئترا : سرود

اتوار ۵ راکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
للت جے۔ راؤ : گائن
۱۰-۰۰ ظہور احمد خاں : وائلن
۱۱-۰۵ اپنی نگری

دوپہر

۱۲-۱۵ 'چوہا پرکرن' : ناٹک
از سدھا جوہری
۲-۳۰ "دوری دو دھڑوں کی"
منگلا گوڑ بولے کے مراٹھی
ناٹک کا ہندی عکس
از ہری نرائن ویاس

رات

۹-۳۰ محفل

دہلی "بی"

دوپہر

۲-۳۰ للت جے۔ راؤ : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
امیتاب مشرا : گیت، بھجن
اور غزلیں

پیر ۶ راکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا: 'اری نے ٹیسٹ
کیا اور کیوں کیا جاتا ہے'
تقریر از ڈاکٹر ایس۔ سلانی
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ شام ۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
پرکاش۔ این۔ سکسینہ : بانسری
۱۱-۰۵ اجیت سنگھ پینتل : گائن
۱۱-۳۰ راکیش پرستا : سرود

دوپہر

۱۲-۳۰ 'جانو کا جاپا' : ناٹک
از بھیشم ساہنی

دہلی "بی"

صبح

۷-۲۲ سنگیت سریھی
کرشنا راؤ شنکر پنڈت : گائن

دوپہر

۲-۳۰ اجیت سنگھ پینتل : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
راجیندر کمار کا چرد
گیت اور غزلیں

منگل ۷ راکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۶-۴۵ سواستھیہ چرچا
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
وشنو پرستا اور ساتھی
شہنائی
۱۱-۰۵ پی۔ کے۔ کوہلی : گائن

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار : مینشا اگروال
۸-۱۵ ادیوگ منڈل
۹-۳۰ "وودروہی": منشی پریم چند
کی کہانی کا ریڈیو روپانتر
از کے۔ آر۔ بھٹناگر
۱۰-۰۰ وینکٹیش گودکھنڈی : گائن

دہلی "بی"

صبح

۷-۳۰ پنڈت جسراج : گائن

دوپہر

۲-۳۰ پی۔ کے۔ کوہلی : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
سری رام : غزلیں

بدھ ۸ راکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا: 'رجنی گندھا'
از ڈاکٹر ایس۔ بی۔ بسواس
۷-۳۰ آج صبح
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
نینا دیوی : ٹھمری اور دادرا
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
ہرش وردھن : بانسری

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر وگیان : 'دیمک'
از ڈاکٹر وی۔ پی۔ اگروال

رات

۹-۳۰ چرچا کا ویشے ہے
۱۰-۰۰ مدن شنکر مشرا : ستار

دہلی "بی"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سریھی
احمد جان اور شانتا پرساد : طبلہ

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
سدھیر پنڈھیر : غزلیں

جمعرات ۹ راکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۶-۴۵ سواستھیہ چرچا
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
پی۔ ڈی۔ سپت رشی : وائلن
۱۱-۰۵ مجاہد حسین خاں : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر وگیان

رات

۱۱-۱۰ مجاہد حسین خاں : گائن

دہلی "بی"

صبح

۷-۲۲ سنگیت سریھی
جیتندر ابھیشکی : گائن
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
کمل ہنس پال : بھجن و غزلیں

جمعہ ۱۰ راکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا : آر۔ ایم۔ مہگانی
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
جین کمار جین : سنتور
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
دیپک چیٹرجی : گائن
۸-۱۵ گاندھی چرچا
۹-۳۰ "جیوتی گیان" : ناٹک
تحریر ڈاکٹر نریندر موہن

۱۰-۱۱ عبدالحمید اور پورنیما چودھری
ٹھمری اور دادرا

دہلی "بی"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سریھی
جگدیش پرساد : گائن

شام ۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
کرونا ابرول : بھجن

ہفتہ ۱۱ راکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۶-۴۵ سواستھیہ چرچا
۷-۳۰ آج صبح
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
یعقوب علی خاں : سرود
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۴۰
ایس۔ ایف۔ ڈیسائی
وچترا وینا

رات

۹-۳۰ پورن چند گادیہ : گائن

دہلی "بی"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سریھی
فیاض احمد خاں و نیاز احمد خاں
گائن

دوپہر

۲-۳۰ یعقوب علی خاں : سرود

اتوار ۱۲ راکتوبر

دہلی "اے"

صبح

۶-۴۵ سواستھیہ چرچا
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
راجن ساجن مشرا : گائن
۱۰-۰۰ اننت لال و ساتھی : شہنائی
۱۱-۰۵ اپنی نگری

دوپہر

۱۲-۱۵ 'شادی کا اشتہار' : ناٹک
تحریر : راجیندر سنگھ بیدی
۲-۳۰ جیوتی گیان : ناٹک
از ڈاکٹر نریندر موہن

دہلی "بی"

صبح

۷-۳۲ سموہ گان شکشا
۹-۳۰ یادیں: پرانے گانوں پر مبنی پروگرام

دوپہر
۳-۳۰ راجن ساجن مشرا: گائن

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
اندر نرائن: بھجن
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۳ر اکتوبر

دہلی "اے"

صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا: ڈیزل انجن
این۔ کے۔ شرما
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
اوما شنکر مشرا: ستار
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
انیتا رائے: گائن
۱۱-۳۰ ایس۔ ایل۔ کنجارا: وائلن

دوپہر
۱۲-۳۰ "وردی"
منشی پریم چند کی کہانی کا ریڈیو روپانتر

رات
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
مشتاق حسین خاں: گائن

دہلی "بی"

صبح
۷-۳۲ سنگیت سربھی
استاد امیر خاں: گائن

دوپہر
۳-۳۰ اوما شنکر: ستار

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
پشپا ہنس: بھجن اور غزلیں
۹-۳۰ 'نیو ایڈوانسیز ان دی فیلڈ آف ہائی ٹیکنولوجی'
از ڈاکٹر ایس۔ رامچندرن
سیکریٹری
ہائی ٹیکنولوجی ڈیپارٹمنٹ آف سائنس اینڈ ٹیکنولوجی

منگل ۱۴ر اکتوبر

دہلی "اے"

صبح
۶-۴۵ سواستھیہ چرچا
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
شیلا دھر: گائن
۱۱-۰۵ اندرانی چکرورتی: ستار

شام
۵-۰۵ گیان وگیان: 'ہستہ لپی وگیان'
تقریر از ڈاکٹر آنند سروپ منوچہ
۸-۱۵ ادیوگ منڈل
کامگروں کے لئے پروگرام
۱۰-۰۰ ساہتیہ کمار ناہر: ستار

دہلی "بی"

صبح
۷-۳۰ راجہ چھترپتی سنگھ: پکھاوج

دوپہر
۳-۳۰ اندرانی چکرورتی: ستار

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
سریندر کور: بھجن اور گیت
۹-۳۰ وومنز: پرسپکٹو ان فیملی پلاننگ: تقریر

بدھ ۱۵ر اکتوبر

دہلی "اے"

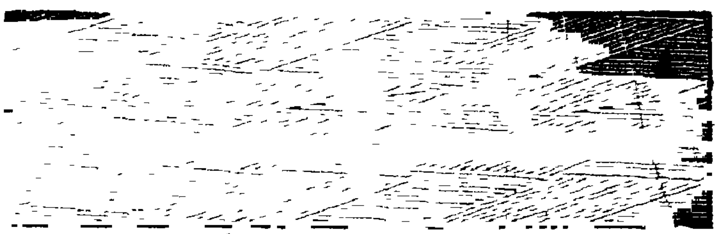
صبح
۶-۴۵ 'ہاؤ ڈز اے مائیکرو فون ورک'
تقریر: ڈاکٹر سی۔ ایل۔ گرگ
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
اشوک رائے: سرود
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
مرنالنی کھانڈیکر: گائن

دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان: دھرتی کیسے بنجر ہوتی ہے: ڈاکٹر کے۔ کے۔ ککڑ

دہلی "بی"

صبح
۷-۳۰ کشوری امونکر: گائن

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
گھنشیام داس: گیت اور غزلیں



میڈیم ویو: لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۲۹۰۱ء۳۰ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۲۳ء۷ میٹر ۱۲۷۸ کلوہرٹز

شارٹ ویو: لکھنؤ 'ب'
صبح ۵-۴۵ سے ۷ تک ۹۳ء۲۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
۸-۰۰ بجے کے بعد ۴۲ء۳۸ میٹر ۷۱۱۷۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۱ء۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلوہرٹز
شام اور رات ۹۳ء۲۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز

بدھ یکم اکتوبر

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش (روزانہ سوائے ہفتہ)
قصہ حاتم طائی
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۵ اور شام ۴-۲۰
رامیشور پرساد مشرا: خیال

دوپہر
۱-۱۰ لوک گیت
۲-۴۰ قوالی

رات
۸-۰۰ کاویہ چرچا
۱۰-۰۰ 'سورج کبھی ڈوبتا نہیں'
ناٹک: تحریر: وجیندر کمار
۱۰-۳۰ صادق علی خاں: وینا

جمعرات ۲ر اکتوبر

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: خط کے لئے شکریہ
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
افضال حسین خاں نظامی
ٹھمری۔ خیال

دوپہر
۱۲-۱۰ ودھیارتیوں کے لئے
۱-۱۰ آنگن واڑی

رات
۸-۰۰ گھٹنا چکر

جمعہ ۳ر اکتوبر

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین
افسانہ: ادبی تراشہ
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۱۰
جی این گوسوامی: وائلن

دوپہر
۱۲-۱۰ ودھیارتیوں کے لئے
۱-۱۰ گرہ لکشمی

شام
۴-۴۵ بال گوپال
۷-۴۵ نئے شتیج
۸-۰۰ قانون سے اپنے رشتے
۹-۳۰ آپکی پسند: فلمی سنگیت

ہفتہ ۴ر اکتوبر

صبح
۷-۲۰ لکھنؤ درشن: پیش کش: ایس ٹی۔ ایچ۔ عابدی
۸-۳۰ اردو پروگرام: خواتین کے لئے
۹-۱۵ شوبھا گرتو: ٹھمری

دوپہر
۱-۱۰ گھر آنگن (گرامین مہلاؤں کیلئے)

شام
۷-۳۰ وگیان جگت
۸-۰۰ مہیلا اور قانون

اتوار ۵ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ اندر دھنش: مہاکوی تلسی داس رچت کویتاولی کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام: ادبی فیچر
۹-۱۵ کلیانی رائے: ستار

دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے
نیا سویرا: ناٹک

تحریر : ورشا داس

۱ - ۲۵ کاریشیل مہلاؤں کے لئے

شام

۴ - ۳۰ پنڈت شری کرشن نرائن : خیال

۔ - ۴۵ سنسکرت پروگرام

۱۰ - ۰۰ سنگیت پریچے : خصوصی پروگرام

پیر ۶ر اکتوبر

صبح

۸ - ۳۰ اردو پروگرام : مذاکرہ

۹ - ۱۵ اور شام ۴-۳۰ - ۴
شو بہاری لال مشرا : ستار

دوپہر

۱۰ - ۱۲ ودھیارتیوں کے لئے

۱۰ - ۱ گھر آنگن : گرامین مہیلاؤں کیلئے

شام

۔ - ۴۵ پریوار کلیان پر شنوتری

۱۰ - ۳۰ وی۔جی۔جوگ : وائلن

منگل ۷ر اکتوبر

صبح

۔ - ۳۰ اندر دھنش : ملک محمد جائسی کی رچنا 'پدماوت'، کا سلسلہ وار نشریہ

۹ - ۳۰ اردو پروگرام : میگزین

۹ - ۱۵ برکت علی خاں : ٹھمری

دوپہر

۱۰ - ۱۲ ودھیارتیوں کے لئے

۱۰ - ۱ گرہ لکشمی

شام

۴ - ۳۰ پرادیشک سنگیت

۔ - ۳۰ کھیل جگت

۸ - ۰۰ ہم ایک ہیں

۹ - ۴۵ بھارت بھارتی

بدھ ۸ر اکتوبر

صبح

۔ - ۳۰ اندر دھنش : قصہ حاتم طائی کا سلسلے وار

۸ - ۳۰ اردو پروگرام

۹ - ۱۵ اور شام ۴-۳۰ - ۴
محمد خاں : سارنگی

دوپہر

۱۰ - ۱۲ ودھیارتیوں کے لئے

۱۰ - ۱ آپ کی پسند پر لوک گیت

۲ - ۴۰ قوالی

شام

۴ - ۴۵ آؤ بچو

۔ - ۳۰ ہمارے اپنے

۔ - ۴۵ سنسکرت پروگرام

۸ - ۰۰ کاویہ چرچا

۱۰ - ۰۰ "پریم چند ایک یگ" : روپک

۱۰ - ۳۰ پربھاکر کریکر : خیال

جمعرات ۹ر اکتوبر

صبح

۸ - ۳۰ اردو پروگرام : بولتی تحریریں

۹ - ۱۵ اور رات ۱۰-۳۰ - ۱۰
وملاکول : خیال

دوپہر

۱۰ - ۱۲ ودھیارتیوں کے لئے

۱۰ - ۱ آنگن واڑی

رات

۸ - ۰۰ گھٹنا چکر

جمعہ ۱۰ر اکتوبر

صبح

۸ - ۳۰ اردو پروگرام : میگزین

۹ - ۱۵ اور رات ۱۰-۳۰ - ۱۰
مکیش بہاری شرما : سرود

دوپہر

۱۰ - ۱۲ ودھیارتیوں کے لئے

۱۰ - ۱ گرہ لکشمی

شام

۴ - ۴۵ بال گوپال

۔ - ۴۵ نئے سنچ

۸ - ۰۰ قانون سے اپنے رشتے

۹ - ۳۰ آپ کی پسند : فلمی سنگیت

ہفتہ ۱۱ر اکتوبر

صبح

۔ - ۳۰ لکھنؤ درشن
پیشکش : ایس۔ٹی۔ایچ عابدی

۸ - ۳۰ اردو پروگرام : شعری نشست

۹ - ۱۵ بھیم سین جوشی : خیال

دوپہر

۱۰ - ۱ گھر آنگن : گرامین مہیلاؤں کیلئے

شام

۔ - ۳۰ وگیان جگت

۸ - ۰۰ کوی بھارتی

اتوار ۱۲ر اکتوبر

صبح

۔ - ۳۰ مہاکوی تلسی داس رچت "کویتاولی" کا سلسلہ وار نشریہ

۸ - ۳۰ اردو پروگرام : بچوں کے لئے

۹ - ۱۵ بدھ دتیا مکھرجی : ستار

۹ - ۴۵ بال جگت

دوپہر

۱۲ - ۰۰ اور رات ۱۰-۳۰ - ۱۰
سریندر شنکر اوستھی : خیال

۱۰ - ۱ 'آج اتوار [redacted] کا گھوڑا'
ناٹک : تحریر : کرشن سروپ سکسینہ

پیر ۱۳ر اکتوبر

صبح ۸ - ۳۰ اردو پروگرام

۹ - ۱۵ اور شام ۴-۳۰ - ۴
چندر پرکاش مشرا : خیال

دوپہر

۱۰ - ۱۲ اور رات ۱۰-۳۰ - ۱۰
سپر بھات پال : سرود

۱۰ - ۱ گھر آنگن : گرامین مہیلاؤں کیلئے

منگل ۱۴ر اکتوبر

صبح

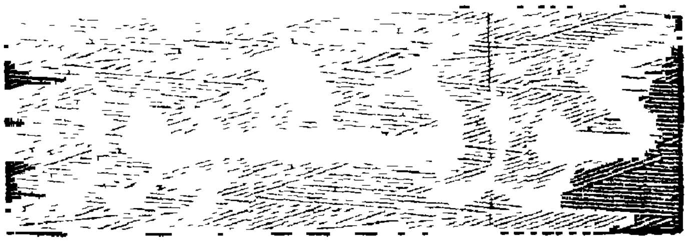
۔ - ۳۰ اندر دھنش : مہاکوی ملک محمد جائسی کی "پدماوت"

۸ - ۳۰ اردو پروگرام : میگزین پروگرام

۹ - ۱۵ اور دوپہر ۱۰ - ۱۲
گوپال چندر چکرورتی : ستار

دوپہر

۱۰ - ۱ گرہ لکشمی



میڈیم ویو ۳۳۰٫۰ میٹر ۹۰۹ کلوہرٹز

بدھ یکم اکتوبر

صبح

۸ - ۲۱ اور شام ۱۰ - ۔
مالا چٹرجی : گیت

دوپہر

۱۰ - ۱ 'گھریلو سادھنوں سے پوشٹک آہار'
گفتگو : ہری لال پاسی اور گیتا ساہو

۲ - ۳۰ چندر بھان اور ساتھی
لوک گیت

رات

۱ - ۰۵ ویکاس کی راہ پر بلیا جنپد میں
ڈپٹی ڈیویلپمنٹ کمشنر : تقریر
دشرتھ یادو

۱۰ - ۰۰ سابرمتی کا سنت : روپک
از مارکنڈے دیویدی

جمعرات ۲ر اکتوبر

دوپہر

۱۰ - ۱ 'چھوے روگ سے چھٹکارا کیسے'
پرچہ چرچا : شرکار : آر۔این۔ شریواستو
اور راجندر اگروال

۲ - ۲۰ 'مچھلی پالن کی اوشیکتا'
از گھنشیام داس نگم

شام

۸ - ۰۵ 'پراکرتیک چکتسا گاندھی جی کی درشٹی میں'
از بھگلی داس مودی

جمعہ ۳ر اکتوبر

صبح

۸ - ۲۱ اور شام ۱۰ - ۔
لکشمی سنگھ : گیت

۸ - ۳۰ 'سماج اور عورتیں'
از طلعت عزیز
کلام شاعر : نفیس غازی پوری

دوپہر

۲ - ۲۰ 'ربیع کے کھیت کی تیاری'
از کوشل کمار

۲ - ۳۰ رکشا یادو و ساتھی : لوک گیت

شام

۸-۰۵ "اتہاس کے پنّوں سے" ٹوڈر مل کا بھومی بندوبست، از ہری شنکر شریواستو

۹-۳۰ "محمل کی شہزادی"، ناٹک کرشن چند لال

۱۰-۳۰ امرناتھ مشرا اور پشوپتی ناتھ مشرا خیال راگ مالکونس

ہفتہ ۴ر اکتوبر

صبح

۷-۴۰ بدھ دیپ مکھرجی ستار پر راگ بھٹیار

۸-۲۱ بینا برنوال : گیت

دوپہر

۲-۲۰ "اس سے باغبانی میں کیا کریں"، از این۔ پی۔ سنگھ

۲-۳۰ لوک گیت رام پرتاپ اور ساتھی

شام

۷-۱۰ بینا برنوال : بھجن

۸-۰۵ آنکھوں دیکھا سوتنترتا سنگرام : تقریر شیو کمار پانڈے

۸-۱۵ رام پرتاپ اور ساتھی لوک گیت

اتوار ۵ر اکتوبر

صبح

۹-۲۵ کہانی : از ریکھا سوامی

دوپہر

۲-۲۰ چوہا نیوارن کاریہ ڈاکٹر رام سنگھ

۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵ وجے شنکر رام و ساتھی لوک گیت

شام

۸-۰۵ "مہیلاؤں کو سمان ادھیکار ایوم جہیز انومولن"، از موکند لال گپتا

پیر ۶ر اکتوبر

صبح

۸-۲۱ آشیش کمار چیٹرجی : بھجن

دوپہر

۲-۲۰ "مچھلی پالن آدھ شیک باتیں"، از نیشا اختر

۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵ دیپین بہاری پاٹھک و ساتھی لوک گیت

رات

۸-۰۵ کاویہ سدھا : شیام لال یادو

۱۰-۳۰ راشنکر سنگھ : شہنائی

منگل ۷ر اکتوبر

دوپہر

۲-۲۰ "پھول گوبھی کی انت کھیتی"، از وکرما پرساد پانڈے

۲-۳۰ سمبھو سرن ورما، رام راؤ اور رو عاب علی : لوک گیت

شام

۸-۰۵ "جین درشن کے مول سدھانت"، ابرام دیو یندر پرساد

۹-۳۰ "فضائی آلودگی کے برے اثرات"، از رضوانہ جمال کلام شاعر : نثار اللہ نثار بچوں کی تعلیم اور گھر کا ماحول بلقیس فاطمی

بدھ ۸ر اکتوبر

صبح

۸-۲۰ "پریم چند بحیثیت افسانہ نگار" مباحثہ : شرکاء ڈاکٹر پرما نند شریواستو ڈاکٹر افضال حسین، بادشاہ حسین رضوی اور مدن موہن

دوپہر

۱-۱۰ "بچوں کے پرتی ماتا پتا کا دائتو" از سروج رانی

۲-۲۰ "جیرسی گائے پالن اچھا دودھ" جیتندر دیو ورما

۲-۲۰ اوماشنکر دیویدی، لوک گیت

شام

۱۰-۳۰ سدھو رام یادو اور ساتھی سندری وادن

جمعرات ۹ر اکتوبر

دوپہر

۱-۱۰ "بڑھتی جنسنکھیا اور سماسیائیں" ڈاکٹر پی۔ این۔ سکسینہ

۲-۲۰ "کھیتی اور پشو پالن کی اچھی پتر پتریکائیں" : رام جی موریہ

۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵ بھورن سنگھ آزاد اور ساتھی لوک گیت

شام

۸-۰۵ ریکھا چترا : ماتا پرساد ترپاٹھی

۱۰-۳۰ تیمنا ٹھاکر : خیال راگ بھیمپلاسی

جمعہ ۱۰ر اکتوبر

صبح

۸-۳۰ "ملک کی ترقی کا راز قومی ایکتا" از علیم عالمی کلام شاعر : نثار اعظمی

دوپہر

۲-۲۰ "کرشی ویگیان کیندر کا کاریہ کرم یوجنا"، رینو سنگھ

۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵ چندر بھان یادو لوک گیت

رات

۸-۰۵ "ہم اور ہمارا سماج - جاتی واد اور ہمارا دائتو" جی۔ بی بہائے

۹-۳۰ "نمک کا داروغہ" : ناٹک ریڈیو عکس : ڈاکٹر گریش رستوگی

۱۰-۳۰ غلام مصطفیٰ خاں راگ مارو بہاگ

ہفتہ ۱۱ر اکتوبر

دوپہر

۲-۲۰ تقریر آزاد وے بھان سنگھ

۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵ پرشو رام پرساد اور ساتھی لوک گیت

رات

۱۰-۰۵ درپن اور پرتی بمب "بھارتیندو ہریش چند" ڈاکٹر رونیش نیرج

اتوار ۱۲ر اکتوبر

دوپہر

۱-۱۰ لگھوناٹیکہ : "کیرتی" تحریر : ابلاش جوہر

۲-۲۰ بھیڑوں کے وابیہ پرجیوی تقریر : پی۔ این۔ سنگھ

شام

۸-۰۵ "بینک عام آدمی کے لئے"، پی۔ جی۔ گپتا

۱۰-۰۰ "رام کی شکتی پوجا" سوریہ کانت ترپاٹھی نرالا جی کی کرتی پر مبنی پیشکش : پربھاکر سون دلکر

پیر ۱۳ر اکتوبر

دوپہر

۲-۲۰ "بچھڑوں کے پرکھو روگ"، تقریر : ڈاکٹر کے۔ بی۔ رائے

۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵ مصطفیٰ اور ساتھی : لوک گیت

رات

۸-۰۵ کاویہ سدھا رام کرشن لال جگ مگ

۱۰-۳۰ اننت لال : شہنائی وادن

منگل ۱۴ر اکتوبر

دوپہر

۱-۱۰ کاویہ پاٹھ : رینا سکینہ ناری کل اور آج از کماری سندھیا

۲-۲۰ "پشوؤں کے سنکرامک روگ تتھا روک تھام"، راجیش تیواری

شام

۴-۳۰ پرادیشک سنگیت

۷-۰۳ کھیل جگت

۹-۰۰ ہم ایک ہیں

بدھ ۱۵ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ اندر دھنش : تعمیر حاتم طائی سلسلے وار

۸-۳۰ اردو پروگرام

۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰ ستیش چندر گپتا : خیال

دوپہر

۱۲-۱۰ اور رات ۱۰-۳۰ سکندر حسین و ساتھی : شہنائی

۱-۱۰ آپ کی پسند پر لوک گیت

آکاشوانی دہلی

سازندے درکار ہیں

اسٹیشن ڈائریکٹر، آکاشوانی دہلی کو، آکاشوانی دہلی میں درج ذیل اسامیاں پُر کرنے کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

سارنگی نواز	۲ اسامی
بانسری (کرناٹک)	۱ اسامی
ایسراج نواز	۱ اسامی
تانپورہ نواز	۱ اسامی
وائلن نواز	۱ اسامی
شہنائی نواز	۱ اسامی
دبنا (کرناٹک)	۱ اسامی

کام کی نوعیت :

ڈیوٹی چارٹ کے مطابق بطور آمپنیسٹ / انٹرومینلسٹ شفٹ ڈیوٹیر حام دینا۔ جب ضرورت ہو سولو پرفارمنس دینا۔ خصوصی مواقع کے لیے موسیقی کے خصوصی آئٹمز کی ریہرسل اور ریکارڈنگ۔ موسیقی کے پروگراموں میں ریہرسل اور بلیمنگ میں مدد دینا۔ جب اور جہاں ضرورت ہو موسیقی کے سازوں کی دیکھ بھال۔ میوزیکل کمپوزیشن کی علامات اور کتب کی سنبھال موسیقی کے اسباق پیش کرنے میں تعاون اور شرکت کرنا اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً دیگر دو فرائض کی انجام دہی۔

اہلیت، عمر اور فیس اسکیل وغیرہ سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں :

(الف) امیدوار آل انڈیا ریڈیو کے میوزک آڈیشن بورڈ کی جانب سے مذکورہ بالا زمروں میں بطور کلاسیکی موسیقی کے فنکار منظور شدہ ہو اور اسے کم از کم 'بی' ہائی گریڈ دیا گیا ہو۔

(ب) کلاسیکی موسیقی میں باقاعدہ اور باضابطہ تربیت۔

(ج) موسیقی کے اجتماعی مظاہرے میں دیگر سازندوں کے ساتھ سنگت دینے کی کوئی صلاحیت۔

(د) سولو پرفارمنس / سنگت دینے کی صلاحیت۔

(ہ) ہندی یا علاقائی زبان میں لکھنے پڑھنے کی صلاحیت (کسی تسلیم شدہ پرائمری اسکول سے تیسری جماعت تک پڑھنے کا ثبوت دینا ہوگا)

پسندیدہ: تانپورہ بجانے کی صلاحیت اور تانپورہ پر سنگت دینے کی صلاحیت۔

عمر کی حد: یکم جولائی ۱۹۸۶ء کو ۱۹ اور ۴۵ سال کے درمیان۔ شیڈول کاسٹ / ٹرائب اور آل انڈیا ریڈیو کے اسٹاف آرٹسٹ امیدواروں کو سرکاری قواعد کے مطابق رعایت

فیس اسکیل:

'اے' گریڈ آرٹسٹ کیلئے : ۶۵۰-۳۰-۷۴۰-۳۵-۸۱۰-ای بی-۳۵-۸۸۰-۴۰-۱۲۰۰ روپیے

'بی' ہائی گریڈ آرٹسٹ کیلئے ۵۵۰-۲۵-۷۵۰-ای بی-۳۰-۹۰۰ روپے اور ساتھ میں وہ بھتے جو آرٹسٹوں وقتاً فوقتاً دیئے جاتے ہیں۔

عام ھدایات :

۱۔ امیدوار کو عملی ٹسٹ / انٹرویو کے لیے آکاشوانی دہلی پہنچنا ہوگا۔

۲۔ سرکاری ملازمین اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔

۳۔ منتخب امیدوار کا آل انڈیا ریڈیو کے کسی بھی اسٹیشن پر تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ تمام ضروری کاروائیوں کی تکمیل سے قبل منتخب امیدوار کو ماہانہ قابل تجدید معاہدے کی بنیاد پر تقرری دی جائے گی اور سلیکشن بورڈ مناسب وقت پر اس کو پانچ سالہ معاہدے پر تقرری دیئے جانے کے لیے غور کرے گا۔ معاہدے کی مزید تجدید آرٹسٹ کی کارکردگی کی بنیاد پر سلیکشن بورڈ کی جانب سے کی جائے گی۔

۵۔ امیدوار درخواستیں سادہ کاغذ پر دیں اور اس میں درج ذیل تفصیلات رقم کریں۔

(i) مکمل نام اور پتہ (ii) والد / شوہر کا نام (iii) عمر، تاریخ پیدائش کے ساتھ (iv) کس اسامی کیلئے درخواست دی ہے۔ (v) تعلیمی اہلیت (vi) پیشہ ورانہ قابلیت مثلاً گریڈ وغیرہ (vii) تجربہ (viii) موجودہ روزگار۔ وغیرہ۔

درخواست کے ساتھ تائیدی اسناد کی تصدیق شدہ نقول بھی منسلک کریں۔ اگر امیدوار کا کوئی رشتہ دار آل انڈیا ریڈیو یا وزارت اطلاعات ونشریات کے کسی شعبے میں ملازم ہے تو اس کا ذکر کریں۔ درخواستیں ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء تک اسٹیشن ڈائریکٹر آکاشوانی دہلی کے پاس پہنچ جانی چاہیں۔

درخواستوں میں درج ذیل بیان حلفی بھی رقم کریں : ۔

(i) اس درخواست میں شامل تمام بیانات میرے علم ویقین کے مطابق قطعی اور درست ہیں۔

(ii) اس درخواست کے ساتھ منسلک اسناد کی تصدیق شدہ نقول کے اصل مسودے میرے قبضے میں ہیں اور طلب کئے جانے پر پیش کر دوں گا۔

کسی بھی قسم کے اثر ورسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزونیت کا سبب ثابت ہوگی۔

تمام عملی ٹسٹ اور انٹرویو آکاشوانی دہلی میں ہوں گے یہاں تک پہنچنے کے لیے امیدواروں کو کسی قسم کا سفر بھتہ یا دوسرا کوئی بھتہ نہیں دیا جائے گا۔

مقررہ تاریخ کے بعد اور نامکمل درخواستیں کسی بھی حالت میں قابل قبول نہ ہوں گی۔

۲-۲۰ رام للت یادو: لوک گیت

شام

۹-۲۰ 'کیفی اعظمی سے ایک ملاقات'
ملاقاتی: ڈاکٹر ممتاز خاں
طارق چھتاری، جی۔ آر۔ سید

بدھ ۱۵ اکتوبر

دوپہر

۱-۱۰ 'ماتا شبشو کلیان کے لئے کارن بیں ایلیمنٹو سیوا سوید ھائیں'

تقریر: کلاوتی شکلا

۲-۲۰ رام سندر رام و ساتھی لوک گیت

رات

۸-۰۵ قانون کے دائرے 'غیر قانونی' 'دھیگر ہن اور قانون' از دلیپ کمار کوٹیال

۹-۱۵ رام سندر رام: لوک گیت

۱۰-۳۰ ہری پرساد چوراسیہ: بانسری پر راگ آبھوگی کا نہڑا

میڈیم ویو (الف) ۴۸۳۱ ۴۸۳ میٹرس ۶۲۱ کلوہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۲۲ ۱۸۷ میٹر / ۱۶۰۲ کلوہرٹز

خبریں

علاقائی : صبح ۸-۳۰ (اردو سے پہلے) دوپہر ۳-۱۰، شام ۷-۳۰

اردو پروگرام
صبح ۸-۴۰ سے ۹-۴۵ کے درمیان

بدھ یکم اکتوبر

صبح
۷-۰۰ اور رات ۱۰-۳۰
نرملا اروڑن وھئمری اور دادرا
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
بنگالی راوت : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت

رات
۹-۳۰ گاندھی جی کا بھارت
مخصوص نمبر
تحریر : مہاشو نتری وا ستو

جمعرات ۲ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
بسم اللہ خاں : شہنائی
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
برہمدیو سراین سنگھ
بابو کے لئے بھجن

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت

رات
۹-۰۵ نئی روشنائیں : آزمائش انی کے
لئے چرخہ از مہندر جیسوال

جمعہ ۳ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
چکردھر مشر : خیال

راگ گوجری توڑی اور
درباری کانہڑا
۸-۲۱ تانتی پیرانند : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۱۰ موزیاشہ ف : منیدہ ولن
۱-۳۰ لوک گیت

رات
۹-۳۰ 'رات' : ڈرامہ
تحریر : وجے تندولکر

ہفتہ ۴ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ ارول کمار بھٹاچاریہ : ستار وادن
راگ ، نٹ بھیرو
رس رنگ
۸-۲۱

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت

اتوار ۵ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
وی ۔ جی ۔ جوگ : وائلن وادن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
سنگیت کمار ناہر : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ 'صدیوں کے گھیرے'
چھوا چھوت کے خلاف : ڈرامہ
از جنارد ن رائے

شام
۵-۴۵ بازار بھاؤ : مزاحیہ خاکہ
تحریر : شیام موہن استھانا

پیر ۶ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ نیلما لاہیڑی : خیال
۶-۴۵ گرامین تیل ادیوگ کی سمسیائیں
اور ان کا حل : بات چیت
از مسافر سنگھ
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
نوتن سہائے : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت

رات
۱۰-۰۰ گووردھن مشر : خیال
رام داس مشر : خیال

منگل ۷ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ الطاف حسین خاں اور ذاکر حسین
طبلہ وادن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
سیتارام سنگھ : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت

رات
۸-۰۵ گھریلو سلسلہ وار ڈرامہ
تحریر : ستیہ پرکاش لرن

بدھ ۸ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
کرشنا رام چودھری و ساتھی
شہنائی وادن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
ارو شی چودھری : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت

جمعرات ۹ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
کملا بوس : خیال ۔ گائن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
محمد انعام الدین : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت

رات
۸-۰۵ وکیٹیر دیا سلائی ادیوگ ،
از یتیج نرائن جھا

جمعہ ۱۰ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
رما شنکر : شہنائی وادن
۸-۲۱ پشپا باگ دھرے : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۱۰ لوک گیت

شام
۵-۱۵ چندن داس
۹-۳۰ یادیوں سر وبھوتیشو : ڈرامہ
تحریر : ڈاکٹر سیتارام جھا شیام

ہفتہ ۱۱ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ ستیش سندوار : وائلن
۸-۲۱ رس رنگ

دوپہر
۸-۳۰ لوک گیت

اتوار ۱۲ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ این راجن : وائلن وادن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
پرلو کمار بھٹاچاریہ : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ 'یہودی کی لڑکی' ، آغا حشر کے
اسٹیج ڈرامہ کا ریڈیو عکس
۱-۱۰ آپ کی پسند

رات
۱۰-۳۰ پی سندر راجن : وائلن وادن

پیر ۱۳ر اکتوبر

صبح
۶-۴۵ دن زندگی سسٹم کی بھومیکا
از شری ولبھ شرن
۷-۳۰ گنیش پرساد مشر : خیال
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
اجیت کور : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت

(آگے ص ۷۴ پر)

میڈیم ویو : ۶ ء ۳۸۷ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۳۰-۷ تک اور شام ۳۰-۶ کے بعد رات تک ۹۲ء۳۲ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۴۵-۷ کے بعد دوپہر ۴۵-۳ تک اور شام ۰۰-۵ کے بعد
۴۹ء۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

بدھ ۱ اکتوبر

صبح
۲۱-۸ ہمیں لکھئے
شام
۰۵-۷ کھلا آکاش، خطوں کے جواب
فرمائشی لوک گیت
۱۶-۹ گھر آنگن
تحریر [illegible]

جمعرات ۲ اکتوبر

صبح
۳۵-۸ پہاڑی گیت
۱۵-۹ مسکان
دوپہر
۳۰-۱۲ سب رس
رات
۱۶-۹ آپ کا پتر ملا، خطوں کے جواب

جمعہ ۳ اکتوبر

صبح
۳۵-۸ سگم سنگیت
دوپہر
۳۰-۱۲ مہلا ملین
رات
۱۶-۹ ہندی تقریر
۳۰-۹ ڈرامہ

ہفتہ ۴ اکتوبر

صبح
۴۵-۷ پہاڑی سنگیت
دوپہر
۳۰-۱۲ ہمارے لوک ورثے: گربا
رات
۱۶-۹ ہم درشن: علاقائی ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۵ اکتوبر

صبح
۳۵-۸ سگم سنگیت
۰۰-۱۰ یووا وانی
۰۰-۱۱ ڈرامہ
شام
۰۰-۳ ونیتا منڈل
۰۵-۷ پریوار کلیان [illegible] پروگرام
۳۰-۸ آپ کا پتر ملا، خطوں کے جواب
۳۰-۹ گیت بہاراں کے
فرمائشی پہاڑی گیت

پیر ۶ اکتوبر

صبح
۲۱-۸ سامتہ ویلا
۳۵-۸ شبد
دوپہر
۳۰-۱۲ ہمارے آتہاسک سمارک
۴۰-۲ مہلا ملین
شام
۰۵-۷ تشتری میں [illegible]: ڈرامہ
۴۵-۹ کلاسیکی موسیقی

منگل ۷ اکتوبر

صبح
۱۰-۷ کلاسیکی موسیقی
۳۵-۸ سگم سنگیت
۱۵-۹ راگ چھایا
دوپہر
۴۰-۲ ایک کلاکار
شام
۰۰-۵ بھگتی سنگیت
۳۰-۵ ونیتا منڈل
۱۶-۹ ہندی تقریر

بدھ ۸ اکتوبر

صبح
۲۱-۸ ہمیں لکھئے
دوپہر
۳۰-۱۲ انگریزی سبق
شام
۰۵-۷ کھلا آکاش: فرمائشی لوک گیت
خطوں کے جواب
۱۶-۹ گھر آنگن
۰۰-۱۰ آپ کے آنور دوھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۹ اکتوبر

صبح
۱۰-۷ کلاسیکی موسیقی
۳۵-۸ پہاڑی گیت
۱۵-۹ مسکان
دوپہر
۳۰-۱۲ سنسنا باتھ
۴۰-۲ ایک [illegible]
رات
۱۶-۹ آپ کا پتر ملا
۰۵-۱۰ دلدار سے گیت

جمعہ ۱۰ اکتوبر

صبح
۲۱-۸ ہمیں لکھئے
۳۵-۸ سگم سنگیت
دوپہر
۴۰-۲ مہلا ملین
رات
۱۶-۹ ہندی تقریر
۳۰-۹ ڈرامہ
۰۰-۱۰ من بھاون
پرانی [illegible] فرمائشی گانے

ہفتہ ۱۱ اکتوبر

صبح
۱۰-۷ کلاسیکی موسیقی
۲۱-۸ امر وانی: سنسکرت پروگرام
۱۵-۹ ہرنس
رات
۱۶-۹ ہم درشن: علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۳۰-۹ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۱۲ اکتوبر

صبح
۳۵-۸ سگم سنگیت
۰۰-۱۰ یووا وانی
۰۰-۱۱ ہندی ڈرامہ
۳۰-۱۱ آپ کے پسندیدہ آپ کے گیت
شام
۰۰-۳ ونیتا منڈل
۳۰-۸ آپ کا پتر ملا
۳۰-۹ گیت بہاراں کے
فرمائشی پہاڑی گیت

پیر ۱۳ اکتوبر

صبح
۱۰-۷ کلاسیکی موسیقی
۳۵-۸ شبد
دوپہر
۳۰-۱۲ پکھوان کے بارے میں
شام
۰۵-۷ وگیان جگت
۱۶-۹ سنگیتا سنسار
۴۵-۹ کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۴ اکتوبر

صبح
۳۵-۸ سگم سنگیت
۱۵-۹ راگ چھایا
دوپہر
۳۰-۱۲ پودے کیسے کیسے: پھولدار پودے
شام
۰۰-۵ بھگتی سنگیت
۱۶-۹ ہندی تقریر
۰۵-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۵ اکتوبر

صبح
۲۱-۸ ہمیں لکھئے
دوپہر
۳۰-۱۲ انگریزی سبق
شام
۰۵-۷ کھلا آکاش
۱۶-۹ گھر آنگن
۳۰-۹ چپہ چپہ کا وشیشہ ہے
۰۰-۱۰ آپ کے آنور دودھ پر

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر: میڈیم ویو: ۳۲۷٫۴۲ میٹر ۹۱۷ کلوہرٹز ۲۲۲٫۲ میٹر ۱۳۵۰ کلوہرٹز
۲۲۲٫۶ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز

چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۲۰۹٫۶ میٹر ۱۴۳۱ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵-۶ اور ۲۰-۶ (پرادیشک) رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱
پنجابی: صبح ۳۰-۸ دوپہر ۴۰-۱ شام ۱۰-۶ (پرادیشک) اور شام ۳۰-۷
انگریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ اور رات ۰۰-۹ ۰۰-۱۱
اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹ (خبریں) ۲۵-۹ (تبصرہ)
روزگار سماچار: شام ۴۰-۷

بدھ یکم اکتوبر

صبح

۳۰-۴ اور شام ۰۰-۵
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے (روزانہ)

۴۵-۶ مانس گان (روزانہ)

۲۰-۸ لکھبیر سنگھ: بھجن

۵۰-۸ رچھپال سنگھ پال: لوک گیت

۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
پرشوتم داس مہتہ: ستار

دوپہر

۳۰-۲ پرم جیت سنگھ سمی: لوک گیت

شام

۴۵-۷ بھائی شمشیر سنگھ راگی: شبد

۴۵-۱۰ حفیظ احمد خاں: گائن

جمعرات ۲ اکتوبر

صبح

۴۵-۷ باپو کے پریہ بھجن

۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
تیج پال سنگھ سریندر سنگھ: خیال

دوپہر

۳۰-۲ لوک گیت

شام

۴۵-۴ سوداگر رل کول: بھیٹیاں

۳۰-۹ علاقائی موسیقی کا پروگرام

آشرم بھجناولی سے بھجن
پیشکش: ستیش بھاٹیہ

جمعہ ۳ اکتوبر

صبح

۳۰-۷ ارشاد رحمت قوال و ساتھی
نعتیں

۵۰-۸ ... یند لور: لوک گیت

۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
پرکاش وڈھیرا: بانسری

دوپہر

۳۰-۱۲ لوک گیت

۳۰-۲ تیرتھ سنگھ: لوک گیت

شام

۴۵-۴ سورت سنگھ زخمی: لوک گیت

۴۵-۷ ارشاد رحمت قوال: کافی

۴۰-۹ شطرنج کے کھلاڑی: کہانی
از منشی پریم چند

ہفتہ ۴ اکتوبر

صبح

۴۵-۷ کلدیپ سنگھ پردیسی: لوک گیت

۰۵-۹ اور شام ۳۰-۴
بلبیر سنگھ کلسی: خیال

رات

۴۵-۷ بھیلو رام: بانسری

۱۰-۸ اندرجیت: غزلیں

اتوار ۵ اکتوبر

صبح

۴۵-۷ غزلانجلی

۲۰-۸ مسیحی بھجن

۱۵-۹ بال جگت

۰۰-۱۰ چانن رشماں

شام

۴۵-۴ سوہن سنگھ سیتل ڈھاڈی شبد

۳۰-۱۰ استاد نزاکت علی خاں، خیال

پیر ۶ اکتوبر

صبح

۳۰-۴ اور شام ۰۰-۵
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے

۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
سربجیت: ستار

دوپہر

۰۵-۱۲ فرمائش: پنجابی گیت

۳۰-۲ سرجیت کور: لوک گیت

رات

۳۰-۹ لکیراں: پنجابی ڈرامہ
از جسپال سیٹھی

۰۵-۱۰ لوک گیت

منگل ۷ اکتوبر

صبح

۳۰-۴ اور شام ۰۰-۵
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے

۴۵-۶ مانس گان

۱۰-۹ نلنی راجکمار: خیال

دوپہر

۳۰-۲ سنت سنگھ بندرا: لوک گیت

شام

۴۵-۴ سورن باوا: لوک گیت

۱۵-۸ کاویہ دھارا: نظم خوانی

بدھ ۸ اکتوبر

صبح

۲۰-۸ روی کانت: بھجن

۵۰-۸ نوراں: لوک گیت

۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
ملکھی رام: کلارنٹ

۰۰-۹ اور رات ۴۵-۱۰
مانک ورما: خیال

دوپہر

۰۵-۱۲ بھائی اوتار سنگھ راگی شبد

۳۰-۲ بلبیر سنگھ لکھا: لوک گیت

شام

۴۵-۷ روی کانت: گیت

جمعرات ۹ اکتوبر

صبح

۴۵-۷ اور دوپہر ۱۵-۱۲
پیارے لال: بھجن و گیت

۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
بائیشوری دیوی: ٹھمری دادرا

دوپہر

۳۰-۲ سردار [illegible]: لوک گیت

شام

۴۵-۴ تیرتھ سنگھ: لوک گیت

۰۰-۸ تخلیق: اردو ادبی میگزین

جمعہ ۱۰ اکتوبر

صبح

۵۰-۸ پیارے لال: بھجن اور گیت

۰۵-۹ اور رات ۳۰-۱۰
رتناکر ویاس: [illegible]

دوپہر

۳۰-۱۲ اور رات ۱۵-۱۰
جاوید طفیل اور طفیل نیازی
لوک گیت

۳۰-۲ جسبیر سنگھ خوشدل: لوک گیت

شام

۳۰-۴ بسم اللہ خاں: شہنائی

۴۵-۴ جگت سنگھ جگا: لوک گیت

۳۰-۹ "[illegible] کا مقدمہ"
پی۔ایل۔ دیش پانڈے کے
مراٹھی ڈرامے کا ہندی ترجمہ

ہفتہ ۱۱ اکتوبر

صبح

۳۰-۷ سوامی موہن داس: بھجن

۰۵-۹ سویتا دیوی: خیال

شام

۴۵-۴ سریندر سنگھ: لوک گیت

۴۵-۷ سویتا دیوی: دادرا اور بھجن

اتوار ۱۲ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ سیمی بھجن

دوپہر

۲-۳۰ لکھبیر سنگھ اور ساتھی: کادشری

رات

۱۰-۳۰ ڈی۔وی۔پلسکر: خیال

پیر ۱۳ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ پرتی بالا: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰

بدھ دتیہ مکرجی: ستار

دوپہر

۲-۳۰ ہرمندر کور ارجن: لوک گیت

رات

۹-۳۰ 'یہ کہانی بدلو': اردتی شری نواسا
کے تیلگو ڈرامے کا پنجابی ترجمہ
از سرجیت سنگھ

منگل ۱۴ اکتوبر

صبح

۴-۳۰ اور شام ۰۰-۵
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے

۶-۴۵ مانس گان

۷-۳۰ ساڈا دیش ساڈی سبھیتا

۹-۱۰ محمد دلشاد خاں: خیال

دوپہر

۲-۲۰ جاگیر سنگھ طالب: لوک گیت

شام

۴-۴۵ جگجیت سنگھ زیروی
لوک گیت

بدھ ۱۵ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ ششی بخشی: بھجن

۸-۲۰ اور رات ۴۵-۷
سنت سنگھ سنت: شبد

۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
شیام لال: شہنائی

دوپہر

۲-۳۰ راجندر سنگھ ڈھاڈی اور
ساتھی: لوک گیت

[illegible] گڑھ

۳۲۵٫۱۷ میٹر ۹۱۹ کلو ہرٹز

بدھ یکم اکتوبر

صبح

۶-۲۵ چنتن: متھرا داس ماتھر

۷-۳۰ یگ پرش گاندھی: ہندی تقریر
از سدھا بھاٹیہ

۷-۴۰ استاد بڑے غلام علی خاں
شاستریہ گائن

۸-۲۱ مرومنگل: سوہن سنگھ

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان: گیہوں کی اونت
جاتیاں اور ان کی وشیشتائیں
تقریر: مدن لال جوشی

۲-۲۰ مرومنگل: رادھے شیام و نیارہ

شام

۵-۳۰ یووا وانی: کہانی از سنت مادھو
کویتا: از نریش موہن

۷-۲۵ مرومنگل: گنیش لال ڈانگی

جمعرات ۲ اکتوبر

صبح

۶-۲۵ چنتن: متھرا داس ماتھر

۷-۳۰ ویلویت ہرت پکھتی
گوڑا دن۔ وگیان وارتا
ڈی۔ کے۔ گھوش

۸-۲۱ مرومنگل، سنبھ لتا شرما

دوپہر

۱-۱۰ مہلا جگت: کیا کہتے ہیں گرنتھ
تقریر: بھگوتی پروہت
کہانی: نیل پربھا بھاردواج

۱-۵۰ کھیت کھلیان: گنے کی اونت
جاتیاں اور ان کی وشیشتائیں
ڈاکٹر کے۔ ایس۔ نتھاوت

شام

۹-۳۰ بھولیا کا کسان اندولن: روپک
تحریر: ڈاکٹر بھنور مہرانہ

۱۰-۰۰ پنڈت جسراج گائن

جمعہ ۳ اکتوبر

صبح

۶-۳۵ چنتن: لال چند شرما

۷-۳۰ لعلا کاشی: لوک چند رستوگی
سے جیت اور کاویہ پاٹھ

۸-۲۱ مرومنگل: ڈونگر رام بھاٹ

دوپہر

۱-۵۰ کھیت کھلیان: کپاس کی فصل
میں جیوک بدھی [illegible]
ام پرتاپ

۲-۲۰ مرومنگل علاؤ الدین لنگا
اور ساتھی

شام

۵-۳۰ یووا وانی: مجھے شکایت ہے

۶-۱۵ چوپال: آلو کی انت جاتیاں
وی۔ پی۔ چودھری
ٹماٹر کی انت جاتیاں ادیزہ
تبادلہ: ڈاکٹر دید سنگھ

۷-۲۵ مرومنگل: پوران رام مہرڈا

۸-۱۵ انور احمد: سلم سنگیت

۹-۱۴ ہمارے پرب ہمارے گرو

ہفتہ ۴ اکتوبر

صبح

۶-۳۵ چنتن: لال چند شرما

۷-۳ ڈینگ بڑا دکھہ دینا بولی نے
ہندی تقریر: ادم اروڑہ

۷-۴۰ درپن

۸-۲۱ مرومنگل: کمل سوامی

۹-۱۵ اتہاس کے پنے

دوپہر

۲-۲۰ مرومنگل: کمل بابھو

شام

۹-۰۰ اس ماس کا گیت
تحریر: عبدالخالق
گائکا: شیل ماتھر

اتوار ۵ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ ادبھوت جیوتی منن
ہندی تقریر
جیوتی سوامی برہم دیو

۸-۲۱ مرومنگل: جوری لال راول

دوپہر

۱-۳۰ پنڈت رام نارائن: سارنگی

۱-۵۰ کھیت کھلیان: سرسوں کی فصل
کی اونت جاتیاں
ڈاکٹر ڈی۔ ایل۔ اروڑہ

۲-۲۰ مرومنگل: نرملا ناگپال

شام

۶-۱۵ چوپال، بات چیت
[illegible] کے روگ کارن اور
ندھان: ڈاکٹر ڈی۔ ایل۔ اروڑہ
راجستھانی کویتا پاٹھ
جو ترین راٹھ سہاٹیہ

۷-۲۵ مرومنگل: نو مان دھار

۱۰-۰۰ استاد امیر خاں: گائن
پنڈت روی شنکر: ستار

پیر ۶ اکتوبر

صبح

۶-۳۵ چنتن: پونم کمار

۷-۳۰ کھیل جگت

۸-۲۱ مرومنگل: گھنشیام

دوپہر

۱-۱۰ گھر آنگن: بات چیت
مہلاؤں اور بچوں میں ہونے
والی دانت کی بیماریاں و
روک تھام اپائے
ڈاکٹر ریتا اروڑہ
کرشی کاریہ اور گرامین مہلائیں
نیلم گودارا

۱-۵۰ کھیت کھلیان: مٹر کی انت
جاتیاں اور وشیشتائیں
از آر۔ ایس۔ رانا

۲-۲۰ مرومنگل: شیلا مودن

شام

۵-۳۰ سنگیت سمن: ایشور لال
پاشچاتیہ سبھیتا کا بھارتیہ
سبھیتا اور سنسکرتی پر پربھاؤ
از ارون جین

۶ - ۱۵ چوپال: مولی و گاجر کی انت
جاتیاں و کاشت
اشوک کمار پاریکھ
چھوا چھوت سماجک، ورِ
قانونی اپرادھ: بات چیت
از سندر لال مشر
۷ - ۲۵ مرومنگل: سہی رام بھاٹ
۸ - ۱۵ وجے پروین: سگم سنگیت
۹ - ۱۶ انکی دنیا انکی باتیں

منگل ۷ر اکتوبر

صبح

۶ - ۲۵ چنتن: پونم کمار
۷ - ۳۰ بھارتیہ سینا کا گورو: وائیو سینا
ہندی تقریر
۸ - ۲۱ مرومنگل: پرتاپ سنگھ راٹھور

دوپہر

۱ - ۵۰ کھیت کھلیان: ارہر کی فصل
میں پود سرکشن کاریہ
ڈاکٹر او پی - ابیشں
۲ - ۲۰ مرومنگل: راہ پرشاد شرما

شام

۵ - ۳۰ یووا وانی: جھلکی ماسٹر فقیر چند
تحریر: درشن دیال شرما
۶ - ۱۵ چوپال: اپنی کھیتی اپنی بات
چھٹی پتری
۷ - ۲۵ مرومنگل: فتح کماری ویاس
۱۰ - ۰۰ علی اکبر خاں: سرود وادن

بدھ ۸ر اکتوبر

صبح

۶ - ۲۵ چنتن: پونم کمار
۷ - ۳۰ وگیانیکا: یاترہ وکاس کی
روپک، تحریر و پیش کش:
للتا مصرا
۸ - ۲۱ مرومنگل: اللہ جلائی بائی

دوپہر

۱ - ۱۰ مہلا جگت: یہ بھی خوب رہی
مہمان نوازی: مزاحیہ تقریر
راجکمار گپتا
سواستھ چرچا: کیا ہے ڈپریشن
ہمانشو کامڑہ
۱ - ۵۰ کھیت کھلیان: ویرانی کھیتوں
میں جو کی اونت جاتیاں
بلدیو سنگھ

۲ - ۲۰ مرومنگل: رنجیت

شام

۵ - ۳۰ یووا وانی: امولیہ ندھی
پریوار کلیان: ڈاکٹر راجکمار گپتا
لطیفے میٹھے الو بھو۔ تبک کرمچاریوں کے
ہری کرشن مودی
۶ - ۱۵ چوپال: تھنوں کا پھٹنا اور اپچار
بات چیت
ڈاکٹر پرتھوی سنگھ شیخاوت
گوبھی کی اونت جاتیاں اور
نرسری تیار کرنا: بات چیت
پریم سنگھ ڈھلوں
۷ - ۲۵ مرد منگل: کرشنا ویاس
۸ - ۱۵ سارے جہاں سے اچھا
۹ - ۱۶ بزرگوں کے لئے: ڈ ولر داس
سے ملاقات
۱۰ - ۰۰ شاستریہ سنگیت

جمعرات ۹ اکتوبر

صبح

۶ - ۲۵ چنتن: پنت رام کوشک
۷ - ۳۰ گنگا نگر میں ناپتہ منین ایک
وشلیشن: ہندی تقریر
کے بی - نارنگ
۸ - ۲۱ مرومنگل: ریحانہ مرزا

دوپہر

۱ - ۳۰ نکھل بھارتی: ستار
۱ - ۵۰ کھیت کھلیان: تارامیرا کی
اونت جاتیاں اور کاشت
از بلرام کو دارا
۲ - ۲۰ مرومنگل

شام

۵ - ۳۰ یووا وانی دسہرہ: بات چیت
۶ - ۱۵ چوپال: سہکاری سمیتوں سے
کیسے لابھ اٹھائیں: بات چیت
از ایس - پی - بہل
سویم روزگار کے سادھن اور
ضلع ادیوگ کیندر: بات چیت
راجندر سارسونت
۷ - ۲۵ مرومنگل: پورن چندر کامڑ
۹ - ۳۰ کٹھ پتلی: ناٹک
تحریر: قمر ارشاد راہی
پیش کش: بجے دیو شرما کمل
۱۰ - ۰۰ ہیرا دیوی مصرا
شاستریہ گائن

جمعہ ۱۰ر اکتوبر

صبح

۶ - ۲۵ چنتن: پنت رام کوشک
۷ - ۳۰ کھلا آکاش: کویتا پاٹھ
اکیش شرما: کہانی
از اوم پرکاش کاکڑ
انگریزی ساہتیہ میں پرکرتی
درشن: بات چیت: علی محمد پریہار
۸ - ۲۱ مرومنگل: مانک چند شرما

دوپہر

۱ - ۱۰ گیتوں بھری کہانی
۱ - ۵۰ کھیت کھلیان: السی کی اونت
جاتیاں اور بوائی
ہیرا لال رام لادو

شام

۵ - ۳۰ یووا وانی: دسہرہ: تقریر
لکشمن سنگھ نج
سوالوں کے دائرے میں کالی
جینت شرما، پرما نند کھنہ
سریندر کمار، مہندر کمار ساہیجہ
شام اروڑہ، ہری کرشن نروان
اور سریندر دانی
۶ - ۱۵ چوپال: چقندر کی اونت
کاشت کیسے کریں
ڈاکٹر راما نند گوسوامی
بات چیت: مٹی کا نمونہ جانچ
ہیتو کیسے لیں، مہندر سنگھ
۷ - ۲۵ مرومنگل: دیال پنوار
۸ - ۱۵ آشو تنہا: سگم سنگیت
۹ - ۱۶ ہمارے پرب تہوار دگو رز

ہفتہ ۱۱ر اکتوبر

صبح

۶ - ۲۵ چنتن: نیت رام کوشک
۷ - ۳۰ استیہ پر ستیہ کی وجے: ہندی تقریر
اوم پرکاش پردھان
۷ - ۴۰ درپن
۸ - ۲۱ مرومنگل: غازی خاں و ساتھی
۹ - ۱۶ اتہاس کے پنے

دوپہر

۲ - ۲۰ مرومنگل: اندر بالا ناتھ و ساتھی

شام

۵ - ۳۰ یووا وانی: روزگار کے سترت
ویدت وبھاگ میں: پون کمار مثل

۸ - ۰۰ اس ماس کا گیت
گا نیکا: شیل ماتھر
گیت کار: ڈاکٹر عبدالخالق

اتوار ۱۲ر اکتوبر

صبح

۶ - ۲۵ چنتن: منوہر داس ماتھر
۷ - ۳۰ ہندی تقریر: پست ہوتے
ونیہ پرانی: تیرسوامی پیتر کار
۸ - ۲۱ مرومنگل: لکشمی نارائن

دوپہر

۱ - ۳۰ شو کمار شرما: سنتور
۱ - ۵۰ کھیت کھلیان: پائیریلا کیٹ
سے گنے کا بچاؤ
اوم پرکاش ساہو
۲ - ۲۰ مرومنگل: بجے رام بھاٹ

شام

۵ - ۳۰ یووا وانی مہک (فلمی)
۶ - ۱۵ چوپال: میتھیہ پالن ہیتو
پرشیکشن کیوں اور کہاں
پراپت کریں
رمیش چندر چوہان
سہکاری سمیتوں دوارا دیتڑن
اور وصولی: بات چیت
اشوک جیمن
۷ - ۲۵ مرومنگل: رام جتن سوڈھا
۹ - ۱۶ یہ بھی جانئے: بیاہ سمبندھی
اپرادھ پر قانونی جانکاری
منجو پانڈے سے بھینٹ وارتا

پیر ۱۳ر اکتوبر

صبح

۶ - ۲۵ چنتن: برج رتن کوشک
۷ - ۳۰ نئے راشٹر پر ستر پر بھارت
: ابلہ انکی کے کھیتر میں، ہندی تقریر
بجے دیو گوئل
۸ - ۲۱ مرومنگل: سنیتا سین و ساتھی

دوپہر

۱ - ۳۰ وی - جی - جوگ: وائلن
۱ - ۵۰ کھیت کھلیان: چارے کے لئے
برسیم کی اونت جاتیاں
از حالیا پرشاد
۲ - ۲ مرومنگل: ہیرا لال خاں و ساتھی

شام

۵ - ۳۰ یووا وانی: پیتر وتر۔

۶-۱۵ چوپال : بات چیت
دانتوں سے رکت بہنا کارن اور
نِدان : ڈاکٹر ایل ۔ ڈی ۔ گپتا
۷-۲۵ مرو منگل : اوم پرکاش و ساتھی
۱۰-۰۰ ہری پرساد چورسیہ : بانسری
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

منگل ۱۴ر اکتوبر

صبح
۶-۳۵ چنتن : برج نرائن کوشک
۷-۳ کھیل جگت
۸-۲ مرو منگل : سونارام و ساتھی

دوپہر
۱-۱۰ گھر آنگن : آنگن باڑی کے لابھ
مالتی داد تیج
۱-۵۰ کھیت کھلیان : مٹر کے بیج کا
اپچار اور بیج کو ملانا
ایس بی ۔ پودھری
۲-۲۰ مرو منگل : کریم خاں

شام
۵-۳۰ ڈاکٹر سے ملیئے : سردیہ روگ
تتھا بلڈ پریشر
ڈاکٹر بی ۔ این ۔ کوتسک
۶-۱۵ چوپال : گرامین وکاس میں
یودکوں کا یوگدان : بات چیت

جگدیش چندر
سمتل بھومی کے لابھ : بات چیت
مہندر کمار مہیشوری
۷-۲۵ مرو منگل : ہنومان داس
۸-۱۵ شوبھا گرٹو : سگم سنگیت

بدھ ۱۵ر اکتوبر

صبح
۶-۳۵ چنتن : برج نارائن کوشک
۷-۳۰ پردوشن تتھا سواستھ
ہندی تقریر : ششی ٹنڈن
۷-۴۰ برج بھوشن کابرا : گیٹار
۸-۲۱ مرو منگل : دودے خاں

دوپہر
۱-۵۰ کھیت کھلیان : کسم کی ادنت
جاتیاں اور بوائی
از کے ۔ ایس گل
۲-۲۰ مرو منگل : گوپال لال لوہرہ

شام
۵-۳۰ یو واوانی : کہانی : بلوبندر کور
کوتنا : پورنیما آریہ
۶-۱۵ چوپال : اپنی کھیتی اپنی بات
۷-۲۵ مرو منگل : کالورام پرجاپتی
اور ساتھی
۱۰-۰۰ امجد علی خاں : سرود

ناگپور

۵۱۲ء۸ میٹر ۵۸۵ کلو ہرٹز

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

رات ۹-۳۰

بدھ یکم اکتوبر

'مہاتما گاندھی کا نظریہ نسل پرستی
کے خلاف' : تقریر
از ایم ۔ اے مقیت
غزل : افسانہ از سعید احمد خاں

بدھ ۱۵ر اکتوبر

'صحت اور صفائی کی ضرورت'
تقریر از ڈاکٹر نجم انصاری
غزل
سر سید احمد خاں کی خدمات
تقریر از ایم ۔ یونس

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۴ء۷ — ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵ء۱۶ — ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

بدھ یکم اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن : حاتم خاں
۷-۴۵ باڑمیر کی کلا : راجستھانی تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار : اے ۔ کے ۔ ویاس
۸-۵۰ دو ایکم بارہ : سلسلے وار پروگرام
پی ۔ ایس ۔ تھپلیال

دوپہر
۱-۵۰ جو کو زیادہ پیداوار دینے والی
قسمیں اور انکی خصوصیات : تقریر

شام
۶-۳۰ گیہوں کی زیادہ پیداوار کیسے
حاصل کریں : تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
ستیہ پرکاش راماوت

جمعرات ۲ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن : آدجارام
۸-۲۱ گیت گنجار : رحمت خاں لنگا

دوپہر
۱-۵۰ چنے کی پیداوار زیادہ سے زیادہ
کیسے حاصل کریں : تقریر

شام
۶-۳۰ ربیع کی خاص خاص فصلوں کو
چوہوں سے کیسے بچائیں : تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : تیجادیوی

جمعہ ۳ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ گاندھی جی مارک درد پہ پرچار
۷-۳۰ رن جھن : اوسے دان چارن
۷-۴۵ راجستھانی کاویہ پاٹھ
نند کشور شرما
۸-۲۱ گیت گنجار : گھنور و مانگلیا اور
ساتھی

دوپہر
۱-۵۰ گیہوں کی انت قسمیں اور
خصوصیات : تقریر

شام
۶-۳۰ شاریہ اثر ریتی بھومی کو
سدھاریئے : تقریر
۷-۴۵ راجستھان سنگیت
ناگارام اور ساتھی

ہفتہ ۴ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن : پارس مل اور ساتھی
۸-۲۱ گیت گنجار : موہن جھالا

دوپہر
۱-۵۰ جو کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے
کے طریقے : تقریر

شام
۶-۳۰ وکاس چرن : ملاقاتوں پر
مبنی پروگرام
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت : شری مالارام

اتوار ۵ر اکتوبر

صبح
۸-۵۰ دو ایکم بارہ : سلسلے وار پروگرام
پیش کش : پی ۔ ایس ۔ تھپلیال

دوپہر
۱۲-۰۵ نئی شکشا نیتی : تقریر

شام
۵-۰۵ میری پسند
۵-۲۵ راجستھانی فرمائشی گیتوں پر مبنی
پروگرام
۶-۳۰ مانسک روگوں کے بارے میں
پرچلت بھرانتیاں : تقریر

پیر ۶ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ ہمارا ابھی زمانہ ہے : سلسلے وار

پروگرام
پیش کش: قاضی انیس الحق
۷-۲۰ رن جھن: بھیکارام سولنکی
۷-۴۵ پریم چند اور انکی تصانیف
از ڈاکٹر ایس۔ ڈی۔ کپور
۸-۲۱ گیت گنجار: ظہور خاں

دوپہر
۱-۱۰ درگا پوجا کی اہمیت: تقریر
۱-۵۰ سرسوں کی انت قسموں کی کھیتی
کرکے زیادہ پیداوار کیسے حاصل
کریں: تقریر

شام
۶-۳۰ پریوگ شالا سے کھیتوں تک
کاریہ کرم سے کسانوں کو فائدے، تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
دھنارام بامنیا

منگل ۷ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن: چوتھارام راؤ اور
ساتھی
۸-۲۱ گیت گنجار: کرشنا ویاس

دوپہر
۱-۱۰ اندھے پن کی روک تھام
ڈاکٹر جی۔ بی۔ ماتھر سے دنیش چند
شرما کی بات چیت
۱-۵۰ گیہوں کی زیادہ پیداوار حاصل
کرنے کے طریقے: تقریر

شام
۶-۳۰ جانوروں کو ان دنوں ہونے
والی بیماریاں اور روک تھام
کے طریقے
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
راجو رام میراثی

بدھ ۸ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن: شری ناتھ کلا
۷-۴۵ بھگت کوی کرشنا جی چھیپا، تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: انیتا شیکھاوت
۸-۵۰ دوایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر
۱-۵۰ مٹی و جل پریکشن سے کسانوں
کو فائدے: تقریر

شام
۶-۳۰ کازری دوا راکیئے جا رہے نئے
انوسندھان: تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
ابراہیم مل اور ساتھی

جمعرات ۹ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن: چاند خاں میراثی
۸-۲۱ گیت گنجار: توگارام آریہ
اور ساتھی

دوپہر
۱-۵۰ ربیع کی فصلوں کی بوائی سے
پہلے ان باتوں پر دھیان دیں
تقریر

شام
۶-۳۰ کرشی اپج منڈیوں سے کسانوں
کو فائدے: تقریر

جمعہ ۱۰ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ گاندھی جی اور اسپرسیتہ
سمبندھی وچار: تقریر
۷-۳۰ رن جھن: کرنا بھیل
۷-۴۵ راجستھانی کاویہ پاٹھ
شریمنت کمار ویاس

دوپہر
۱-۵۰ چنے و مٹر کی زیادہ پیداوار دینے
والی قسمیں اور خصوصیات
تقریر

شام
۶-۳۰ پھل دار پودوں میں تتودوں کی
کمی و روک تھام کے طریقے
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
کشوری لال دیوڑا

ہفتہ ۱۱ر اکتوبر

دوپہر
۱-۵۰ آلو کی انت قسمیں اور ان کی
خصوصیات: تقریر

شام
۶-۳۰ جو کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل
کریں: تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
منی لال کچھاوا

اتوار ۱۲ر اکتوبر

صبح
۸-۵۰ دوایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر
۱۲-۰۵ اور لی روگ ہونے کے کارن
لکشن اور روک تھام کے طریقے
بات چیت

شام
۵-۰۵ میری پسند
۵-۳۵ جھمکو: راجستھانی فرمائشی گیتوں
پر مبنی پروگرام
۶-۳۰ ٹیٹینس روگ ہونے کے کارن
اور روک تھام کے طریقے: تقریر

پیر ۱۳ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: سلسلے وار
پروگرام
پیش کش: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: بھیرارام اور ساتھی
۷-۴۵ مارل ویلیوز اینڈ ماڈرن انڈیا:
پیش کش: دیانند بھارگو
۸-۲۱ گیت گنجار: گوند کلا اور ساتھی

دوپہر
۱-۱۰ پراکرتک نرسوا تھیہ وگیان
ولیتھو داس اروڑا سے
دنیش چند شرما کی بات چیت
۱-۵۰ بھوسن رکشن کاریوں کا کرشی
میں مہتو: تقریر

شام
۶-۳۰ مٹی و جل پریکشن کرواتے وقت
دھیان دینے کے قابل باتیں
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
مدن راج ویاس

منگل ۱۴ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن: وسودا کل کرنی
۸-۲۱ گیت گنجار: رام نواس راؤ
اور ساتھی

دوپہر
۱-۵۰ ربیع کی فصلوں کے خاص روگ
اور روک تھام کے طریقے: تقریر

شام
۶-۳۰ جانوروں کا گل گھوٹو روگ کے
روک تھام کے طریقے: تقریر

بدھ ۱۵ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن: رکما دیوی
۷-۴۵ بارمیڑا تہاسک استھل
راجستھانی تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: سمندر خاں لنگا
اور ساتھی
۸-۵۰ دوایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر
۱-۵۰ ربیع کی فصلوں کے خاص کیڑوں
کی روک تھام کے طریقے: تقریر

شام
۶-۳۰ گنے کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل
کریں: تقریر

بقیہ:- پٹنہ

رات
۱۰-۰۰ کریم احمد خاں: خیال
سچدانند رائے: طبلہ
ونل کمار شری واستو: خیال
بشیر احمد: طبلہ

منگل ۱۴ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ اشیش کمار چٹرجی: ستار وادن
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
ایس۔ ایم۔ احمد: ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت

رات
۸-۰۵ گھر پریوار: سلسلہ وار ڈرامہ
از ستیہ پرکاش کرن

بدھ ۱۵ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
پرہلاد پرساد مشر: خیال
۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
رتنا اروڑ: ہلکی موسیقی

۲۱۵،۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

بدھ یکم اکتوبر

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
فتح کماری ویاس: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی (روزانہ)
بوجھو تو جانیں
پیش کش: لکشمی شنکر واجپائی
میری زندگی: یووا پسند
آپ کی چٹھی ملی
۷-۲۰ کرشی لوک ایوم گرامین جگت
روزانہ
گاؤں میں نسل سدھار کاریہ کرم
بات چیت: ڈاکٹر پی۔سی۔ بھاپن
پرشن اوتر: کرشی ایوم پشو پالن
سمبندھی سمسیاؤں پر
لوک گیت، بازار بھاؤ، موسم

جمعرات ۲ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ ساہتیکی: باپو کی کرتیوں کا
ساہتیک وشلیشن: تقریر
از ڈاکٹر ڈی۔ پی۔ گپت
کہانی: شمبھو پٹوا
۷-۵۰ اور رات ۸-۱۵
صلاح الدین احمد: سگم سنگیت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
بنواری دیوانا: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ ورتمان میں گاندھی جی کو
پراسنگکتا: بات چیت
شیکھا یادو، سشیل کمار گوسوامی
لال بہادر شاستری: تقریر
انیتا اگروال
سنگیت کلاکار: روزی رانی شریواستو
۷-۲۰ گونجے گاؤں گیوار: (راجستھانی
گیتوں کا فرمائشی کاریہ کرم)
مہاتما گاندھی اور ان کے اپدیش
بات چیت: شیو نام سنگھ

جمعہ ۳ر اکتوبر

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
بہاری لال کتھک: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ چناؤ ایک بیٹھ کا: وینگ وارتا
سنیل سرین
سرداؤں کے چٹکلے
روپک سماچار: ہاسیہ گیت
اندھتو سے بچاؤ: تقریر
سورج پرکاش گرودر
۷-۲۰ سہکارتا اور روزگار کے اوسر
بات چیت: ہنس راج سارن
قانونی صلاح زمین سمبندھی
بات چیت: رام ولاس مردھا
لوک سنگیت: بازار بھاؤ، موسم

ہفتہ ۴ر اکتوبر

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
ہنومان داس و ساتھی
لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ سماچار سنکلن: اجیہ کمار ہرش
یووا ادھیکاری
ستیہ پرکاش بسوالا
دیکاس ادھیکاری نوکھا سے
بھینٹ: گیت سنگیت
۷-۲۰ نئی شکشا نیتی اور گرامین وکاس
بات چیت: سورج مال سنگھ
راجستھانی کویتا پاٹھ
نتھو لال کوی

اتوار ۵ر اکتوبر

صبح

۸-۲۱ میری رچنا: کہانی
از پورن نند گوسوامی

شام

۵-۰۵ ذرا سوچیئے
پیش کش: موکل گوسوامی
سواستھیہ اور شیلے پدارتھ
تقریر از کماری مدھو مودی
آج کے سنگیت کلاکار
کماری سنتوش کنور
گیت سنگیت
۷-۲۰ ون اور ونیہ جیو جنتو: تقریر
ارن سکینہ
کشٹ روگ کے کارن اور نِدان
بات چیت: ڈاکٹر بی۔ وی۔ لال

پیر ۶ر اکتوبر

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
غلام رسول: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ کویتا پاٹھ: نونیت پانڈیہ
رام ورش مصر کے اپنیاس
" جل ٹوٹتا ہوا " کا پریچیہ
سنیتا استھانہ
گیت سنگیت
۷-۲۰ کپاس کی چنائی کب اور کیسے؟
بات چیت: رام کمار جانی
پرگتی شیل کسان رتی رام سے
ملاقات

منگل ۷ر اکتوبر

صبح

۸-۲۱ بھارتیہ قانون اور ناری: تقریر
آنند پرکاش سولنکی
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
پدما ویاس: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار: کماری پنکی شرما
وگیان وارتا: بھارت کا مستقبل
ونشدھاری گوتم
گیت سنگیت
۶-۳۰ مرو ستھلی: نوئی سرجنا
کاویہ پاٹھ: بھیرو رام کوی
۷-۲۰ اندھتا نوارن ہیتو بھاگیہ
سو چنائیں
از ڈاکٹر یو۔ کے ستسنگی
کہانی: (دو بیچ سمبندھی)
از سنتوش ویاس

بدھ ۸ر اکتوبر

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
ہنومان رانا: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ " والیو سینا کے سیوا کاریہ: تقریر
بوجھو تو جانیں: یووا پسند
آپ کی چٹھی ملی
۷-۲۰ مریضوں کے لئے سنتولت دانے
اوشیکتا: بات چیت
ڈاکٹر وی۔ ایس۔ مہتا
پرشن اوتر

جمعرات ۹ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ اپنیاس کار یادویندر شرما
چندر سے ملاقات
۷-۵۰ اور رات ۸-۱۵
کرشنا گوسوامی: سگم سنگیت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
غفور خاں: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ اشوک مہان: تقریر
از کماری کنچن سونی
سوادھینتا سینانی بہادر شاہ ظفر
تقریر: انل کمار شرما
سنگیت کلاکار: دیپتا پروہت
گیت سنگیت
۷-۲۰ " اپر ٹولی دگرامین بچوں کے لئے
استعمال ریکارڈنگ پر مبنی
پیش کش: بی۔ سی۔ پنوار
سہایک: راجیندر ماتھر

جمعہ ۱۰ر اکتوبر

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
گیانیشوری شرما: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ میرے وچار (میں دسر تاؤں کے
پتروں پر مبنی)

پشوپکشیوں کی دلکش شکلیاں
سنیل سنگھ
گیت سنگیت

۷-۲۰ سامپردایک سدبھاؤ اور
یوواکیندر : کے۔ این بھرت
گرامین یووک سے ملاقات
اوم پرکاش

ہفتہ ۱۱ر اکتوبر

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
کرشنا ویاس، لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ سماچار سنکلن : غزالعراقی
پرامرش : روزگار چین کے
سمبندھ میں اپ ندلشک روزگار
سے : گیت سنگیت

۷-۴۰ بینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
پیش کش : راجیندر ماتھر
پھول گوبھی کا ادھک اُپادن
کیسے ؟ : بات چیت
رمیش کمار گاوڑی

اتوار ۱۲ر اکتوبر

صبح

۸-۲۱ میری رچنا : کاویہ پاٹھ
منصور پوروی

شام

۵-۰۵ ذرا سوچیئے
پیش کش : موکل گوسوامی
جل اور ہمارا سواستھیہ : تقریر
ارچنا راوت
آج کے سنگیت کلاکار
الکا ماتھر

۷-۲۰ گیابن پشوؤں کی اچت دیکھ بھال
بات چیت : ڈاکٹر رمیش چندر چارن
پریوار کلیان میں پرچار پرسار کا
مہتو : گوپی ولبھ گوسوامی سے
ملاقات
روزگار سوچنائیں

پیر ۱۳ر اکتوبر

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
گنیش ناتھ : لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ کویتا پاٹھ : روپی سکینہ
فراق گورکھپوری کی کرتی
"روپ" کا پریچیہ
از سوامی سومیرل اروند
سمیہ پورتی : گیت سنگیت

۷-۲۰ سرسوں کی انت قسمیں اور بوائی
بی شاہدہ سے ملاقات
پرگتی شیل کرشک سے ملاقات

منگل ۱۴ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ جسکرن گوسوامی : ستار
۸-۲۱ بیکانیر ضلع کے پریوار کلیان
کاریہ کرم : ہندی تقریر
ڈاکٹر سی۔ ایس۔ ہرش
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
محمد یعقوب : لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ پرشن اوتری : شرکاء :
راجیندر کمار بھنسالی، ویریندر شرما
سنیل کمار شرما، برجیش کمار دجیہ
گیانیندر مشر، سریش ویاس
دبھیرہ : روپک
پیش کش : مکیش شرما
۶-۳۰ مردستعلی : لو ئی مرجنا
کہانی از جعفر علی سید
۷-۲۰ مہیلاؤں میں کینسر کی سمبھاونا
اور سمادھان
ڈاکٹر درگا گہلوت سے ملاقات
بھوجن پکاتے سمے دھیان دینے
کی باتیں : از آشا گوسوامی

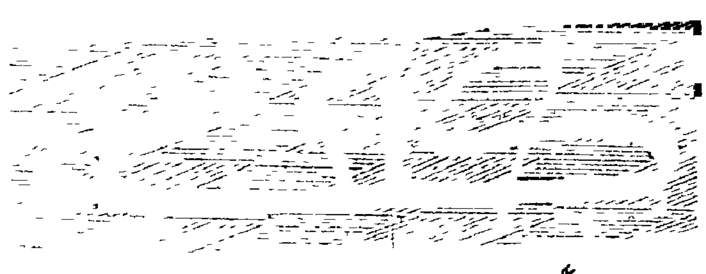
بدھ ۱۵ر اکتوبر

صبح

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
اسماعیل : لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ میری زندگی : بوجھو تو جانیں
یووا پسند : آپ کی چھٹی ملی
۷-۲۰ مردشیتراد رپشو دھن دیکاس
کاریہ کرم : مذاکرہ
شرکاء : ڈاکٹر ڈی۔ این سنگھ
شری خورشید اور
ڈاکٹر بلرام چودھری



کلکتہ "اے" ۴۰۰/۱۷ میٹر ۷۵۰ کلوہرز — کلکتہ "بی" ۲۹۷/۶ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرز
کلکتہ "سی" ۲۲۶/۱۰ میٹر ۱۳۲۳ کلوہرز — کلکتہ "ڈی" ۲۴۵/۱۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرز

بدھ یکم اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ گیاتری چٹرجی : لوک سنگیت
۷-۴۰ بنیتا نک : رابندر سنگیت
۸-۱۵ ترون بنرجی : ادھونک
۸-۳۰ شیام گنگولی : سرود
۹-۰۰ سنتانا مکھرجی : نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ چھندا رائے : اتول پرساد سنگیت
۱-۴۰ ساوتری گھوش : بھجن
۲-۵۵ امینگشو مکھرجی
رام پرساد سنگیت
۳-۰۰ رشی کیش مکھرجی : خیال

رات

۸-۱۰ بانی چٹرجی : ادھونک
۸-۲۵ پریتوش سیل : وائلن
۸-۴۰ سریتما گوپ : رابندر سنگیت
۹-۰۰ کلیانی سکدر : خیال
۱۰-۰۰ انجنا چٹرجی
رجنی کانت سنگیت
۱۰-۳۰ راکھل داس بادل : لوک گیت
۱۰-۴۰ اناسو مکھرجی : نذرل سنگیت
۱۰-۵۰ ترون بنرجی : راگ پردھان

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سری تما گوپ : رابندر سنگیت
۶-۳۵ چھندا رائے : نذرل سنگیت
۶-۴۵ انجنا چٹرجی
اتول پرساد سنگیت
۷-۴۰ ہیمنت کمار داس : لوک سنگیت
۷-۵۰ پریتوش سیل : وائلن
۸-۲۱ ساوتری گھوش : بھجن
۸-۳۰ امینگشو مکھرجی
رام پرساد سنگیت
۸-۵۰ بانی چٹرجی : ادھونک

۹-۱۵ راکھل داس باول
لوک سنگیت
۹-۳۰ کلیانی سکدر : خیال

دوپہر

۲-۴۰ بانی چٹرجی : ادھونک
۲-۴۵ پریتوش سیل : وائلن
۲-۵۵ ہیمنت کمار داس : لوک سنگیت

شام

۶-۲۰ گیاتری چٹرجی : لوک گیت
۶-۲۵ ترون بنرجی : بھجن
۹-۴۰ راکھل داس بادل : لوک گیت
۹-۴۵ ساوتری گھوش
راگ پردھان
۹-۵۵ بنیتا نک : رابندر سنگیت
۱۱-۱۰ رشی کیش مکھرجی : خیال
۱۱-۳۰ شیام گنگولی : سرود

جمعرات ۲ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ پورن چندر داس : لوک سنگیت
۷-۴۰ سچترا مترا : رابندر سنگیت
۸-۳۰ علی حسین و ساتھی : شہنائی
۹-۰۰ اندررانی سین : نذرل سنگیت
۹-۲۵ ساتیناتھ مکھرجی : بھجن

دوپہر

۱-۰۰ چھایا گنگولی : ستار
۱-۴۰ ایم۔ ایس۔ سبھو لکشمی اور
ڈی۔ وی پلسکر : بھجن
۲-۳۵ چتا ملک : رابندر سنگیت
۲-۵۰ تپن کمار دے : گیٹار
۳-۰۰ پریمل رائے چودھری
اتول پرساد سنگیت
۳-۱۵ بیتھیکا پال : ادھونک

شام

۵-۳۰ کیا چودھری : الاپ اور دھروپد
۸-۴۰ کلیانی مجمدار : لوک گیت

۸-۴۵ سنچیتا: نذرل سنگیت
۹-۰۰ ارون بھادری: خیال
۱۰-۳۰ ہیمیکا داس گپتا: بھجن
۱۰-۴۰ ساتینا تھ مکھرجی: ادھونک
۱۰-۵۰ سچترا مترا: رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ چتا ملک: رابندر سنگیت
۶-۳۵ سنچیتا: نذرل سنگیت
۶-۴۵ پریمل رائے چودھری
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ ہیمیکا داس گپتا: بھجن
۷-۰۵ چھایا گنگولی: ستار
۷-۴۰ بیتھیکا پال: لوک سنگیت
۷-۵۰ اتول پرساد سنگیت
۸-۲۱ تپن کمار دے: گیٹار
۸-۵۰ ساتینا تھ مکھرجی: ادھونک
۹-۱۵ کلیانی مجدار: لوک سنگیت
۹-۳۰ ارون بھادری: خیال

دوپہر

۲-۴۰ اندرانی سین: ادھونک
۲-۴۵ پریمل رائے چودھری
لوک سنگیت
۲-۵۰ ہیمیکا داس گپتا: بھجن

رات

۹-۳۰ ساتینا تھ مکھرجی: ادھونک
۹-۴۰ تپن کمار دے: گیٹار
۹-۵۰ پورن چندر داس
لوک گیت
۱۱-۱۰ کیا چودھری: الاپ ودھرپد
۱۱-۳۰ علی حسین وساتھی: شہنائی

جمعہ ۳ ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۰۰ میشا سر مردینی
۶-۴۰ پنکج بنرجی: لوک گیت
۷-۴۰ تنموئے چٹرجی: رابندر سنگیت
۸-۱۵ شیفالی مکھرجی: ادھونک
۸-۳۰ کالیداس سانیال: خیال
۹-۳۵ نیتا داس: اتول پرساد سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ اینا گنگولی: شیام سنگیت
۲-۳۵ ریبا داس: خیال
۳-۰۰ جیتندر ناتھ داس لوک گیت

۳-۱۰ سوما مترا: نذرل سنگیت
۳-۲۰ پریہ لال چودھری: ترشنائی

شام

۵-۳۰ کالیداس سانیال: ٹھمری
۵-۴۰ بانی بنرجی: شیام سنگیت
۶-۰۰ پرنب کمار مکھرجی: بانسری
۱۰-۰۰ گیتا یتن: لوک گیت
۱۰-۰۵ نمیتا داس: نذرل سنگیت
۱۰-۱۰ تنموئے چٹرجی: ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ بانی بنرجی: رابندر سنگیت
۶-۳۵ سوما مترا: نذرل سنگیت
۶-۴۵ نمیتا داس: اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ جتیندر ناتھ داس: لوک سنگیت
۷-۰۵ ریبا داس: خیال
۷-۴۰ کنائی لال داس: لوک سنگیت
۷-۵۰ کھوسی پال: شیام سنگیت
۸-۲۱ پریہ لال چودھری: شہنائی
اینا گنگولی
رام پرساد سنگیت
۸-۵۰ بانی بنرجی: ادھونک
۹-۱۵ گیتا یتن: لوک گیت
۹-۳۰ پرنب کمار مکھرجی: بانسری

دوپہر

۲-۴۰ کھوسی پال: شیام سنگیت
۲-۵۰ کنائی لال داس: لوک سنگیت
۲-۵۵ شیفالی مکھرجی: گیت

شام

۶-۲۰ پنکج بنرجی: لوک سنگیت
۶-۲۵ اینا گنگولی: شیام سنگیت
۹-۳۰ سوما مترا: ادھونک
۹-۴۰ گیتا یتن: لوک سنگیت
۹-۵۰ شیفالی مکھرجی: غزل
۱۱-۱۰ کالیداس سانیال: خیال
۱۱-۳۰ پرنب کمار مکھرجی: بانسری

ہفتہ ۴ ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ کرونا مکھرجی: لوک سنگیت
۷-۴۰ سوشیل کمار چٹرجی
رابندر سنگیت
۸-۱۵ آتاسی گھوسال: ادھونک
۸-۳۰ سری گنگولی: سرود

دوپہر

۱-۰۰ پینا کی پرساد مکھرجی: خیال

شام

۵-۳۰ برجا گوپال داس: ٹھمری
۵-۴۰ بانی چٹرجی: آگمونی
۸-۲۰ جاتن رائے: لوک سنگیت
۸-۲۵ نمیتا پاٹھک: نذرل سنگیت
۸-۴۰ ارون بوس: ادھونک
۸-۴۵ الپنا ساہا: رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ الپنا ساہا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ نمیتا پاٹھک: نذرل سنگیت
۶-۴۵ سوشیل کمار چٹرجی
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ اروناچٹرجی: بھجن
۷-۱۰ برجا گوپال داس: ٹھمری
۷-۴۰ مہادیب سنگھا: لوک سنگیت
۷-۵۰ دم دم سورا و جھنکار
بھکتی گیت
۸-۲۱ بانی چٹرجی: شیام سنگیت
۸-۵۰ ارون بوس: ادھونک
۹-۱۵ کرونا مکھرجی: لوک گیت
۹-۳۰ پینا کی پرساد مکھرجی: خیال

دوپہر

۲-۴۰ اروناچٹرجی: نذرل سنگیت
۲-۵۰ دم دم سورا و جھنکار
ادھونک
۲-۵۵ آتاشی گھوسال: بھجن

شام

۶-۲۰ جاتن رائے: لوک گیت
۶-۳۰ بانی چٹرجی: شیام سنگیت
۶-۴۰ دم دم سورا ور جھنکار
رابندر سنگیت
۶-۴۵ کرونا مکھرجی: ادھونک
۶-۵۰ مہادیب سنگھا: لوک گیت
۶-۵۵ نمیتا پاٹھک: نذرل سنگیت

اتوار ۵ ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سپن بوس: لوک گیت
۷-۴۰ ریتو گوہا: رابندر سنگیت
۸-۴۰ سومناتھ بھٹاچاریہ: خیال
۹-۲۵ چھبی بنرجی: آگمونی

۱۰-۰۰ موسیقی کا سبق: رابندر سنگیت
پیش کش: سچترا مترا

دوپہر

۱-۴۰ راجت نندی: گیٹار

شام

۵-۳۰ چھایا چٹرجی: راگ پردھان
۵-۴۰ دیپ مکھرجی: آگمونی
۸-۳۰ لیلی سین: ادھونک
۸-۴۰ پرساد سین: رابندر سنگیت
۹-۰۰ دیبی پرساد چٹرجی: ستار
۱۰-۰۰ سپرا چکرورتی: نذرل سنگیت
۱۰-۳۵ پریما نند داس: لوک گیت
۱۰-۴۵ چھبی بنرجی: کرتن

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ ریتو گوہا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ سپرا چکرورتی: نذرل سنگیت
۶-۵۰ پریما نند داس: لوک گیت
۷-۰۵ سومناتھ بھٹاچاریہ: خیال
۷-۴۰ بھکتا داس باول: لوک گیت
۷-۵۰ سپرا چکرورتی: ادھونک
۸-۳۰ دیپ مکھرجی: پوراتنی
۸-۵۰ لیلی سین: ادھونک
۹-۱۵ سپن بوس: لوک گیت
۹-۳۰ دیبی پرساد چٹرجی: ستار

دوپہر

۲-۴۰ چھایا چٹرجی: راگ پردھان
۲-۵۰ راجت نندی: گیٹار
۲-۵۵ بھکتا داس باول: لوک گیت

شام

۶-۲۰ سوپن بوس: لوک گیت
۶-۲۵ چھبی بنرجی: بھکتی گیت
۶-۳۵ سومناتھ بھٹاچاریہ: خیال
۶-۵۵ راجت نندی: گیٹار
۷-۳۰ دیپ مکھرجی: شیام سنگیت
۷-۳۵ ریتو گوہا: رابندر سنگیت

پیر ۶ ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سنتوش کمار گھوش: لوک گیت
۷-۴۰ آتانو سانیال: رابندر سنگیت
۸-۱۵ کمیا چٹرجی: ادھونک
۸-۳۰ اسیت کمار دتا: ستار

دوپہر
۱-۴۰ سریں چکرورتی وساتھی
لوک سنگیت
۲-۳۵ براتاتی سنہا : خیال
شام
۵-۳۰ دیب شنکر دویدی
الاپ اور دھرو پد
۸-۱۵ رابن پال : گیٹار
۸-۲۰ پاپیہ بنرجی : نذرل سنگیت
۸-۴۰ اتانو سانیال
رجنی کانت سنگیت
۸-۴۵ دیپکا رائے : آگمونی
۹-۰۰ بریندر ناتھ بنرجی : سرود
۱۰-۰۰ دیپاکر : کرتن
۱۰-۱۵ پردیپ چٹرجی : ادھونک
۱۰-۳۰ گوری بھٹاچاریہ : لوک گیت
۱۰-۴۰ سبھاش مترا : رابندر سنگیت
۱۰-۵۰ کمیا چٹرجی : اتول پرساد سنگیت
کلکتہ "بی"
صبح
۶-۲۵ سبھاش مترا : رابندر سنگیت
۶-۳۵ دیپکا رائے : نذرل سنگیت
۶-۴۵ پاپیہ بنرجی : اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ مانش مجمدار : ادھونک
۷-۰۵ دیب شنکر دویدی
الاپ اور دھمار
۷-۴۰ پریتی باگ : لوک سنگیت
۷-۵۰ ساسنکا مکھرجی : بھکتی گیت
۸-۲۱ رابن پال : گیٹار
۸-۵۰ پردیپ چٹرجی : ادھونک
۹-۱۵ سورین چکرورتی اور ساتھی
لوک سنگیت
۹-۳۰ براتاتی سنہا : خیال
دوپہر
۲-۴۰ دیپکا رائے : بھجن
۲-۵۰ ساسنکا مکھرجی : شیام سنگیت
۲-۵۵ پریتی باگ : لوک گیت
شام
۶-۲۰ گوری بھٹاچاریہ : لوک سنگیت
۶-۲۵ ساسنکا مکھرجی : شیام سنگیت
۶-۳۰ دیپاکار : کرتن
۶-۴۵ مانس مجمدار : ادھونک
۶-۵۵ پاپیہ بنرجی : بھجن
۹-۴۰ رابن پال : گیٹار
۹-۵۰ سنتوش کمار گھوش

لوک سنگیت
۱۱-۱۰ دیب شنکر دویدی
الاپ اور دھرو پد
۱۱-۴۰ اسیت کمار دتا : ستار

منگل ۷ اکتوبر

کلکتہ "اے"
صبح
۶-۴۰ گوری گھوش : لوک سنگیت
۷-۴۰ سپرو کاش چاکی
رابندر سنگیت
۸-۱۵ شیاما سری رائے بنرجی
ادھونک
۸-۳۰ اے۔ داؤد : خیال
دوپہر
۱-۰۰ نیتائی بوس : ستار
۱-۴۰ سنگھا مترا کار : خیال
۲-۰۰ بمل باگچی : ادھونک
۲-۱۰ ایلا بھٹاچاریہ : بھجن
۲-۲۵ سنیل کمار گھوش : رابندر سنگیت
۲-۵۰ سپھندر ناتھ ملک : گیٹار
۳-۰۰ نیلادری سین : ستار
شام
۵-۳۰ گیتا بسواس : ٹھمری
۵-۴۰ منی لال گھوش : آگمونی
۸-۴۰ ہینا مکھرجی : لوک گیت
۸-۴۵ سپرو کاش چاکی : ادھونک
۸-۵۰ شیاما سری رائے بنرجی
رابندر سنگیت
کلکتہ "بی"
صبح
۶-۲۵ سنیل کمار گھوش : رابندر سنگیت
۶-۳۵ گیتا بسواس : نذرل سنگیت
۶-۴۵ اپرنا مکھرجی
اتول پرساد سنگیت
۷-۰۵ سنگھا مترا کار : خیال
۷-۴۰ لیلا موئے سور : لوک گیت
۷-۵۰ کرشنا پکراشی : شیام سنگیت
۸-۲۱ سپھندر ناتھ ملک : گیٹار
۸-۴۰ ساتی نارائن : بھجن
۸-۵۰ بمل باگچی : ادھونک
۹-۱۵ گوری گھوش : لوک گیت
۹-۳۰ نیتائی بوس : ستار
دوپہر
۲-۴۰ اپرنا مکھرجی : نذرل سنگیت

۲-۴۵ لیلا موئے سور : لوک گیت
۲-۵۰ کرشنا پکراشی : ادھونک
شام
۶-۲۰ ہینا مکھرجی : لوک سنگیت
۶-۳۰ سنیل کمار گھوش
رابندر سنگیت
۶-۳۵ سنگھا مترا کار : خیال
۶-۵۵ سپھندر ناتھ ملک : گیٹار
۹-۴۵ گوری گھوش : ادھونک
۹-۵۰ منی لال گھوش : شیام سنگیت

بدھ ۸ اکتوبر

کلکتہ "اے"
صبح
۶-۴۰ ستیشور مکھرجی : لوک گیت
۷-۴۰ کم کم چٹرجی : رابندر سنگیت
۸-۱۵ راج کمار سامنت : ادھونک
۸-۳۰ سری کمار بنرجی : سرود
۹-۱۰ رام کمار چٹرجی : آگمونی
دوپہر
۱-۴۰ ستیشور مکھرجی : آگمونی
۲-۳۵ روبی بنرجی : ادھونک
۲-۴۰ سکتی موئے پال : خیال
۳-۰۰ سبھاش کمار پرمانک : گیٹار
۳-۱۰ گوپال مترا : رابندر سنگیت
۳-۲۰ منجو شری رائے
رجنی کانت سنگیت
رات
۸-۱۵ نبانیتا چکرورتی : رابندر سنگیت
۸-۴۰ چندر کانت سیل : ادھونک
۸-۴۵ روبی بنرجی : رابندر سنگیت
۹-۰۰ پورنیما سین : خیال
۱۰-۰۰ منجو شری بوس : شیام سنگیت
۱۰-۳۰ انیل بھٹاچاریہ اور ساتھی
لوک گیت
۱۰-۴۰ انجو مکھرجی : اتول پرساد سنگیت
۱۰-۵۰ رام کمار چٹرجی : بھکتی گیت
کلکتہ "بی"
صبح
۶-۲۵ راجکمار سامنت : رابندر سنگیت
۶-۳۵ منجو شری رائے : نذرل سنگیت
۶-۴۵ انجو مکھرجی : اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ چندر کانت سیل : ادھونک
۷-۰۵ سکتی موئے پال : خیال
۷-۴۰ نارائن چندر سرکار : لوک گیت

۷-۵۰ انجو مکھرجی : بھکتی گیت
۸-۲۱ سبھاس کمار پرمانک : گیٹار
۸-۳۰ رام کمار چٹرجی : شیام سنگیت
۸-۵۰ چندر کانت سیل : ادھونک
۹-۱۵ انیل بھٹاچاریہ اور ساتھی
لوک گیت
۹-۳۰ پورنیما سین : خیال اور ٹھمری
دوپہر
۲-۴۰ چندر کانت سیل : ادھونک
۲-۴۵ انجو مکھرجی : شیام سنگیت
۲-۵۵ نارائن چندر سرکار : لوک گیت
شام
۶-۲۰ انیل بھٹاچاریہ اور ساتھی
لوک سنگیت
۶-۲۵ منجو شری بوس
رجنی کانت سنگیت
۹-۴۰ منجو شری بوس : شیام سنگیت
۹-۴۵ گوپال مترا : رابندر سنگیت
۹-۵۵ کم کم چٹرجی : ادھونک
۱۱-۱۰ سکتی موئے پال : خیال
۱۱-۳۰ سری کمار بنرجی : سرود

جمعرات ۹ اکتوبر

کلکتہ "اے"
صبح
۶-۴۰ ہری کرشن داس : لوک گیت
۷-۴۰ سوپن گھوشال : رابندر سنگیت
۸-۳۰ دلیپ کمار گھوش : خیال
۹-۰۰ پربل بھٹاچاریہ
نذرل سنگیت
۹-۲۵ نرمل مشرا : ادھونک
دوپہر
۱-۰۰ بمل مکھرجی : ستار
۱-۴۰ پرتیبھوشا چودھری : خیال
۲-۳۵ بیتھی سرکار : ادھونک
۲-۵۰ سانتا چکرورتی : گیٹار
۳-۰۰ "چر نتن" منظوم ڈرامہ
تحریر : شوبھاس داس
موسیقی : بمل بھوشن
پیش کش : سنیت چٹرجی
شام
۵-۳۰ رنجیت چکرورتی
راگ پردھان
۵-۴۰ مایا رائے : آگمونی
۸-۴۰ لسوا بنرجی اور ساتھی۔

لوک سنگیت
۸-۴۵ اربند چکرورتی: نذرل سنگیت
۹-۰۰ سمر بندرناتھ سکدر: سرود
۱۰-۰۰ نیلا مجمدار: رجنی کانت سنگیت
۱۰-۱۵ پردیپ ناگ: رابندر سنگیت
۱۰-۳۰ مالا سرکار: بھکتی گیت
۱۰-۴۰ پربیل بھٹاچاریہ: ادھونک
۱۰-۴۵ نرملا مشرا: راگ پردھان

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ مایا رائے: رابندر سنگیت
۶-۳۵ اربند چکرورتی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ نیلا مجمدار: رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ مالا سرکار: بھکتی گیت
۷-۰۵ پرتیوشا چودھری: خیال
۷-۴۰ بمل کمار ناگ: لوک سنگیت
۷-۵۰ بیتھی سرکار: بھجن
۸-۲۱ شانتا چکرورتی: گیٹار
۸-۵۰ نرملا مشرا: ادھونک
۹-۱۵ بسوا بنرجی اور ساتھی
لوک گیت
۹-۳۰ سمر بندرناتھ سکدر: سرود

دوپہر

۲-۴۰ بمل کمار ناگ: لوک سنگیت
۲-۴۵ مالا سرکار: بھکتی گیت
۲-۵۵ پردیپ ناگ: رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ ہرے کرشن داس: لوک سنگیت
۶-۲۵ بیتھی سرکار: بھجن
۹-۳۰ سپن گھوشال: رابندر سنگیت
۹-۳۵ رنجیت چکرورتی
راگ پردھان
۹-۴۰ مایا رائے: شیام سنگیت
۹-۵۰ بسوا بنرجی اور ساتھی
اتول پرساد سنگیت
۱۱-۱۰ پرتیوشا چودھری: خیال
۱۱-۳۰ بمل مکھرجی: ستار

جمعہ ۱۰ اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ اینما باسو چودھری: لوک سنگیت
۷-۴۰ سوبینوئے رائے: رابندر سنگیت
۸-۱۵ سبھاتا سرکار: ادھونک
۸-۳۰ ریشمی سین گپتا: وائلن
۹-۲۵ شانتی چٹرجی: آگمونی

دوپہر

۱-۴۰ سری کمار چکرورتی: گیٹار
۲-۳۵ سیما بھٹاچاریہ: خیال
۲-۵۵ شرون گپتا: رابندر سنگیت
۳-۰۰ نمیتا بھٹاچاریہ: بھکتی گیت
۳-۱۰ بھکت داس باول
لوک سنگیت
۳-۲۰ گیتا ڈے: نذرل سنگیت
۳-۲۵ دیپک کمار مشرا: شیام سنگیت

شام

۵-۳۰ تلسی گوسوامی: شیام سنگیت
۵-۴۰ انجلی بوس: بھجن
۹-۰۰ باکل چٹرجی: خیال اور ٹھمری
۱۰-۰۰ شانتی چٹرجی: شیام سنگیت
۱۰-۰۵ جینت بوس: ادھونک
۱۰-۱۰ سبھاتا سرکار: نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ شرون گپتا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ گیتا ڈے: نذرل سنگیت
۶-۵۰ دیپک کمار مشرا: شیام سنگیت
۷-۰۵ سیما بھٹاچاریہ: خیال
۷-۴۰ ستیہ دیپ بھٹاچاریہ
لوک سنگیت
۷-۵۰ دیپک کمار مشرا: شیام سنگیت
۸-۲۱ سری کمار چکرورتی: گیٹار
۸-۳۰ نمیتا بھٹاچاریہ: شیام سنگیت
۸-۵۰ جینت بوس: ادھونک
۹-۱۵ اینما باسو چودھری
لوک سنگیت
۹-۳۰ باکل چٹرجی: خیال

دوپہر

۲-۴۰ سری کمار چکرورتی: گیٹار
۲-۵۰ انجلی بوس: گیت
۲-۵۵ ستیہ دیپ چٹرجی: لوک سنگیت

شام

۶-۲۰ اینما باسو چودھری
لوک سنگیت
۶-۲۵ سوبینوئے رائے: رابندر سنگیت
۸-۱۵ تلسی گوسوامی: شیام سنگیت
۹-۳۰ شانتی چٹرجی: بھکتی گیت
۹-۴۰ جینت بوس: ادھونک
۹-۵۰ سبھاتا سرکار: نذرل سنگیت
۱۱-۱۰ سیما بھٹاچاریہ: خیال
۱۱-۳۰ ریشمی سین گپتا: وائلن

ہفتہ ۱۱ اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سدھیر داس باول: لوک سنگیت
۷-۳۰ میرا گپتا: رابندر سنگیت
۸-۱۵ جیوترموئے چکرورتی: ادھونک
۸-۳۰ ذوالفقار حسین خاں: خیال

دوپہر

۱-۰۰ مکل دے: خیال

شام

۵-۳۰ اشیم کمار بنرجی: بانسری
۵-۴۵ تنا نندی: بھجن
۸-۲۰ بیناتی رائے: نذرل سنگیت
۸-۲۵ نریندو چودھری: لوک سنگیت
۸-۴۰ انیتا مشرا: ادھونک
۸-۴۵ شانتی ناتھ گنگولی: رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ درگا داس بنرجی: رابندر سنگیت
۶-۳۵ مناتی رائے: نذرل سنگیت
۶-۴۵ انیتا مشرا: اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ جیوترموئے چکرورتی: بھجن
۷-۱۰ تنا نندی: بھجن
۷-۵۰ اور ۸-۰۵
انیتا مشرا: ادھونک
۹-۱۵ نریندو چودھری: لوک سنگیت
۹-۳۰ اشیم کمار بنرجی: بانسری

دوپہر

۲-۴۰ نریندو چودھری: لوک سنگیت
۲-۵۰ شیام سنگیت
۲-۵۵ درگا داس بنرجی: رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ سدھیر داس باول: لوک سنگیت
۶-۲۵ مکل دے: خیال
۶-۴۵ اشیم کمار بنرجی: بانسری
۸-۲۵ میرا گپتا: رابندر سنگیت

اتوار ۱۲ اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ آنندا ہیری: لوک سنگیت
۷-۴۰ امل ناگ: رابندر سنگیت
۸-۴۰ اجنتا شبلی: ستار

رات

۱۰-۰۰ بانی داس گپتا: کرتن
۱۰-۵۰ سدھیشور مکھرجی: پوراتنی

کلکتہ "بی"

صبح

۹-۱۵ آنندا ہیری: لوک سنگیت
۹-۳۰ سمریش چودھری: خیال

شام

۶-۲۰ آنندا ہیری: لوک سنگیت
۶-۲۵ امل ناگ: رابندر سنگیت
۶-۳۰ سمریش چودھری: خیال
۷-۳۰ سدھیشور مکھرجی
رام پرساد سنگیت
۷-۳۵ سنندا باسک: رابندر سنگیت

پیر ۱۳ اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۷-۴۰ گوراسرب ادھیکاری
رابندر سنگیت
۸-۱۵ منجو بنرجی: ادھونک
۸-۳۰ بھوانی شنکر مجمدار
الاپ اور دھرپد

دوپہر

۱-۴۰ رام چٹرجی: کرتن
۲-۳۵ دلال رائے: سنطور
۲-۵۵ شیام چندسین: وائلن

رات

۸-۱۵ الوک باگچی: نذرل سنگیت
۹-۰۰ سمترا لاہیری: ستار
۱۰-۰۰ پرتاپ چندر مترا: شیام سنگیت
۱۰-۱۵ دیپکا بھٹاچاریہ
اتول پرساد سنگیت
۱۰-۳۰ پنٹو بھٹاچاریہ: ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ منجو بنرجی: رابندر سنگیت
۶-۴۵ دیپکا بھٹاچاریہ
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ راما چٹرجی: بھکتی گیت
۷-۰۵ دلال رائے: سنطور
۸-۵۰ الوک باگچی: ادھونک
۹-۳۰ سمترا لاہیری: ستار

شام

۶-۳۵ گوراسرب ادھیکاری

رابندر سنگیت

۶-۵۰ پنٹو بھٹاچاریہ: ادھونک

۱۱-۱۰ بھوانی شنکر مجمدار
الاپ اور دھار

۱۱-۴۰ دلال رائے: سنطور

منگل ۱۴ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ منندر داس: لوک سنگیت

۷-۴۰ چترلیکھا چودھری
رابندر سنگیت

۸-۱۵ اپرجیت گھوش: ادھونک

۸-۳۰ ریتا رائے: خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ سپر یا دے: خیال

۸-۴۰ منندر داس: لوک سنگیت

۸-۴۵ چترلیکھا چودھری
رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سکبترا داس: رابندر سنگیت

۶-۳۵ اشوک کمار: نذرل سنگیت

۸-۲۱ رودرا رائے: غزل

۸-۳۰ تپن دے: گیت

۸-۵۰ مریدولا رائے: ادھونک

۹-۳۰ سپریا دے: خیال

دوپہر

۲-۵۰ رودرا رائے: غزل

شام

۶-۲۰ اپین کمار گھوش: لوک سنگیت

۹-۲۵ سندھیا شری مکھرجی: بھجن

۹-۵۵ اشوک کمار: اتول پرساد سنگیت

بدھ ۱۵ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

میکھلا داس گپتا: رابندر سنگیت
نہار رنجن بنرجی: خیال

دوپہر

۲-۳۵ ملی بوس: وائلن

رات

۱۰-۳۰ کالی کنکر باتیال
رابندر سنگیت

(آگے ص ۵۴ پر)

میڈیم ویو:
سرینگر (الف): ۲۶۸٫۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵٫۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
سرینگر (د) ۱۹۶٫۶ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز
شارٹ ویو: سرینگر (ب) ۲۴۹٫۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱٫۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵
ہندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) شام ۷-۴۰
کشمیری: صبح ۹-۲۵، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

بدھ یکم اکتوبر

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۲-۱۰
دیب برت چودھری: ستار

۷-۵۵ راج بیگم: غزل

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
'مغربی یوروپ کا دوسرا بڑا ملک انگلستان'
آٹھویں جماعت کے طلباء کے لئے اردو میں بات چیت
از پروفیسر جی۔ ایم۔ شہری

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاشن: ساتہی کہتو راج ترنگنی
پروفیسر این کے گرٹو اور ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۱-۰۵ کشمیری موسیقی: راہی آغا اور دلیپ لنگو

رات

۸-۳۰ موسیقی: راج بیگم

جمعرات ۲ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ اور رات ۸-۳۰
غلام حسن صوفی
کشمیری موسیقی

۷-۵۵ ہیم لتا: غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ تبت بقال
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاشن: 'ساتنی قدرتی وسایل معدنی کانہ'
ڈاکٹر کے۔ ی۔ کاچرو اور ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ راجن مشرا اور ساجن مشرا
گائن

شام

۶-۴۰ اکھ غزل: نسیم اختر

۹-۳۰ بھنا والی آشرم سے بھجن
پیشکش: ستیش بھاٹیہ

جمعہ ۳ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا
موختہ لر: بھکتی سنگیت
گاندھی جی جیتہ وتان

۷-۵۵ کے۔ کے۔ جالا: غزل

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
'مرکزی سرکار کیسے بنتی ہے'
نویں جماعت کے طلباء کے لئے
اردو بات چیت

۱-۰۵ جواہر ولی اور کے۔ کے جالا
غزلیں

۲-۱۰ این راجم: وائلن

شام

۶-۱۰ چین من

۶-۴۰ اکھ غزل: نسیم اختر

۸-۳۰ نرملا دیوی: غزل

ہفتہ ۴ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ موسیقی: نسیم اختر

۷-۳۰ صوفی سنت شعراء کا کلام
کلام لل دید
گلوکار: آرتی ٹکو، وی کے ملا، رحمت اللہ خاں اور ساتھی

۷-۵۵ طلعت عزیز: غزل

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ
سائینس کوئیز: نویں جماعت کے طلباء کے لئے انگریزی میں سائنس کوئیز
کوئیز ماسٹر: وجے کول

۱۲-۴۰ پراگاشن: معلوماتی کتھ
غلام جیلانی اور ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ سیما تیواری: گائن

رات

۸-۳۰ آرتی ٹکو: موسیقی

اتوار ۵ر اکتوبر

صبح

۷-۵۵ آشا کول: غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاشن: انسان سنر کتھ
ایم کے ورا اور ایم. کے پارمو
کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ امجد علی خاں: سرود

۴-۰۰ ہی مال

شام

۶-۴۰ مہینے کا نغمہ: وی کے ملّا

۸-۳۰ موسیقی: آشا کول

پیر ۶ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ بھیم سین جوشی: گائن

۷-۵۵ جلال گیلانی: غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاشن: 'تحقیق تہ ارتھ
زمینہ ہند نقش بناون'
پروفیسر غلام مصطفیٰ اور ایم
کے پارمو کے درمیان گفتگو

۱-۰۵ جلال گیلانی اور عبدالرحمان ریشی
موسیقی

۲-۱۰ بھیم سین جوشی: گائن

رات

۸-۳۰ جلال گیلانی: موسیقی

منگل ۷ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ شمیم دیو: موسیقی

۷-۵۵ ہیلا سادیر: غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ بھجن

۲-۰۰ پرکاش وڈیرا: بانسری

۲-۳۰ شیخ عبدالعزیز و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۳۰ موسیقی: شمیم دیو

۹-۳۰ دودھا: ہندی ادبی میگزین
مباحثہ: ڈاکٹر آر. کے. شرما
اور ڈاکٹر ار. ایل شانت
افسانہ: گنیش مشکور
نظم خوانی: ارون کے بجاج
پیشکش: رفیق مسعودی

بدھ ۸ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۱۰-۲
روی شنکر: ستار

۷-۵۵ ششی چوپڑا: غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاشن: ساتنی کتھ
راج ترنگنی
پروفیسر ایم ایل ککلو اور
ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۱-۰۵ موسیقی: جی. این. ڈگے
اور ایچ. این توشخانی

رات

۸-۳۰ ششی چوپڑا: موسیقی

جمعرات ۹ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ علی محمد: موسیقی

۷-۵۵ بھوپن دیو: غزل

۱۱-۳۰ محمد عبداللہ سیناری و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاشن

۲-۱۰ رام نارائن: سارنگی

شام

۶-۴۰ موسیقی: علی محمد

جمعہ ۱۰ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا: موختلر
بھکتی سنگیت: گاندھی جی کے پسندیدہ بھجن

۷-۵۵ آر. کے. کاچرو: غزل

۹-۰۰ ہندی بات چیت از بملا شاہ

دوپہر

۲-۱۰ استاد رجب علی خاں: گائن

شام

۶-۱۰ چمن من: ننھے منوں کے لئے
پروگرام

۸-۳۰ موسیقی: وی. کے. ملّا

ہفتہ ۱۱ر اکتوبر

صبح

۷-۵۵ پی نازمسانی: غزل

۸-۳۰ عبدالخالق اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاشن: لکھ چھیہ زبان

سلیم اختر اور ایم کے پارمو کے
درمیان گفتگو

۲-۱۰ شوکمار شرما: سنطور

شام

۶-۴۰ اکھ غزل: درشن مہرا

۸-۳۰ موسیقی: ریتا کول

اتوار ۱۲ر اکتوبر

صبح

۶-۳۰ صبح گاہی: لیلا: ایم اے تبت
بقال اور کیلاش مہرا

۷-۵۵ غزل: ایم. کے پنڈتا

۹-۰۰ نیا ادب: ہندی
تازہ افسانہ: اوتار کرشن رازداں

۱۰-۱۵ ہونہار

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاشن: کار کسب
'رنگ سازی'
عبدالرحمان درزی اور ایم. کے
پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ نصیر امین الدین خاں: گائن

شام

۴-۰۰ ہی مال: خواتین کے لئے
کشمیری پروگرام

۶-۴۰ مہینے کا نغمہ: وی. کے. ملّا

۸-۳۰ رام بھجن

پیر ۱۳ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ سنندا پٹنایک: گائن

۷-۵۵ راج بیگم: غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاشن: 'گرہدین ہند اثر چھا
اسہ پیٹھ'
ڈاکٹر ایم. کے پیر اور ایم. کے
پارمو کے درمیان گفتگو

۱-۰۵ اوشا ہنڈو اور غلام محی الدین ولی
موسیقی

۲-۱۰ سنندا پٹنایک: گائن

رات

۸-۳۰ راج بیگم: موسیقی

منگل ۱۴ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ غلام محمد راہ: موسیقی

۷-۵۵ بیگم اختر: غزل

۱۱-۳۰ صوفیانہ موسیقی: غلام محمد سازنواز
اور ساتھی

دوپہر

۲-۱۰ شجاعت خاں: ستار

شام

۶-۴۰ اکھ غزل: اوشا ہنڈو

۸-۳۰ غلام محمد راہ: موسیقی

۱۰-۰۰ میاتنی پسند: چمن لال چمن

بدھ ۱۵ر اکتوبر

صبح

۷-۵۵ نسیم اختر: غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاشن: ساتنی کتھ
راج ترنگنی
پروفیسر این. کے. گرٹو اور
ایم. کے. پارمو کے درمیان
گفتگو

۱-۰۵ اور رات ۸-۳۰
سدھارتھ کول اور نسیم اختر
موسیقی

بقیہ: کلکتہ

۱۰-۵۰ شکتی ٹھاکر: ادھونک
کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ کالی کنکر باتیبال
رابندر سنگیت

۹-۳۰ یلی بوس: وائلن

شام

۶-۲۵ میکھلا داس گپتا
رابندر سنگیت

۱۱-۱۰ نہار رنجن بنرجی خیال

आकाशवाणी





▲ فیروز دستور (گائیک)، آپ کے ساتھ ایک انٹرویو
ودود ہارنی کے سنگت میں ریتا میں نشر ہوا ۔

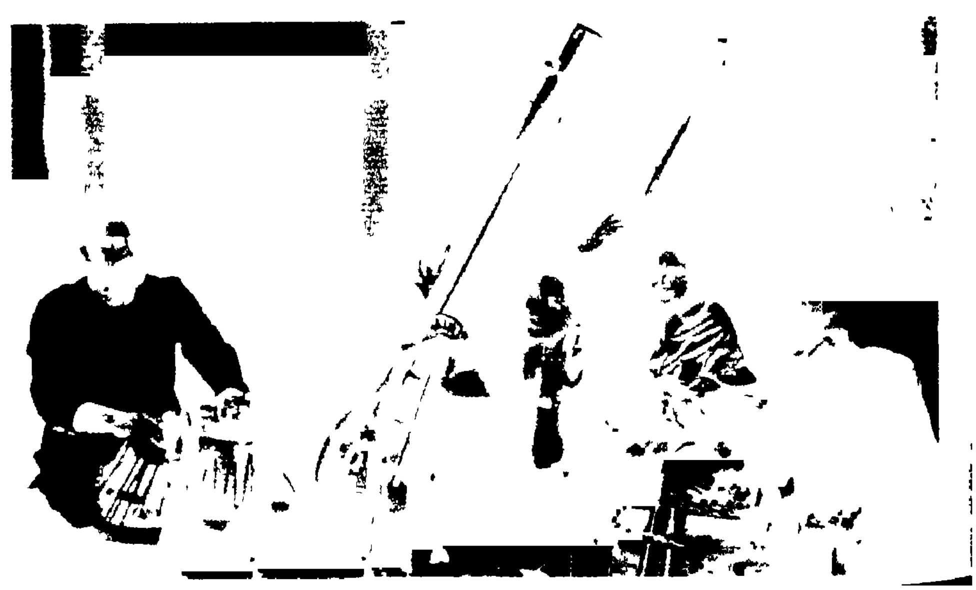
▲ وی ویرامل، سکریٹری تامل ناڈو ویمن ویلفیئر ایسوسی ایشن، عابد حسین، ممبر سنٹرل پلاننگ کمیشن سے
فکی لیڈیز آرگنائزیشن کا ایوارڈ لیتے ہوئے۔ ویرامل کے ساتھ انٹرویو آکاشوانی ترچراپلی سے نشر ہوا۔





عبدالحلیم جعفر خاں (اوپر دائیں) اور
غلام مصطفیٰ خاں (اوپر)
آکاشوانی الٰہ آباد کی جانب سے مدعو سامعین کے
رو برو منعقد
کلاسیکی موسیقی کی محفل میں
اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ۔

▶ کنکنا بنرجی —
آکاشوانی مدراس کی
جانب سے مدعو سامعین کے
رو برو منعقد
محفل میں
گائن پیش کرتے ہوئے ۔





کے کے نیتر
ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل آل انڈیا ریڈیو
آکاشوانی اودے پور کے
اسٹوڈیوز میں ۔



'گوجر اور سیکولرازم'
کے موضوع پر
ریڈیو کشمیر سرینگر کے
گوجری پروگرام میں نشر
گفتگو کے شرکاء
(دائیں سے) اے کے سہراب (اناؤنسر)
رام چندر وکل گوجر مجاہد آزادی و ممبر پارلیمنٹ
اور
چودھری غلام حسن ضیا (پروڈیوسر)



رمیش پاریکھ
جواں سال اور نامور گجراتی شاعر
کے ساتھ جے این جوشی (بائیں) کی
گفتگو آکاشوانی بھج سے نشر ہوئی ۔

Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals PTI Building Parliament Marg New Delhi 110001
Printed by the Manager Govt. of India Photo Litho Press, Faridabad

۱۶ر سے ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۶ء
۲۴ر اشون سے ۹ر کارتک ۱۹۰۸ شاکا

آواز

اشاعت کا ۵۱واں سال
قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دل چسپ افسانے و منظومات

15 OCT 1986

'انسانی
زندگی
میں
پھولوں
کی
اہمیت'

چنار بُلا رہے ہیں

تحریر: بشیر شاد



وقت ایک بند مٹھی ہے۔ اس مٹھی میں کیا کیا بند ہے کوئی نہیں جانتا۔ پنڈت جواہر لال نہرو اس دنیا سے اٹھ گئے تو اردو کے جانے پہچانے ادیب بیدی نے کہا تھا

"پنڈت جی چلے گئے ہمیں اُن سے یہ اُمید نہ تھی"

اور اچانک ہی جب اندرا جی زندگی کے قافلے سے کٹ گئیں تو بیدی کی بات سب کے ہونٹوں پر آئی۔ جانے والے جاتے ہیں اور جانے والوں کو روکنا شاید کسی کے بس میں نہیں۔ اس لیے کہ قدرت کا بھی ایک دستور ہے ایک لائحہ عمل ہے۔ خلیل جبران نے کہا تھا۔

"تمہاری اصل ہستی کوہساروں سے اوپر اوپر بسیرا کرتی ہے اور ہواؤں کے ساتھ
چلتی پھرتی ہے۔ حیات اور موت اصل میں ایک ہیں اور دونوں کا ایک دوسرے سے وہی
رشتہ ہے جو پھول کا خوشبو سے، بدن کا لہو سے اور ساز کا مضراب سے ہے"!

موت کا ایک دن معین ہے۔ اس حقیقت کو جانتے ہوئے بھی کہ جانے کے بعد بھی جانے کیوں کچھ دوسروں کے اپنوں کی موت کا تصور بھی ہمارے لیے لرزہ خیز کیوں بن جاتا ہے۔ دراصل ہم چاہتے ہیں کہ کچھ لوگ ہمیشہ ہی ہماری نگاہوں میں رہیں، ہمارے خوابوں کی تعبیر بن جائیں۔

بات اندرا کی ہو رہی ہے۔ اندرا گاندھی کی۔ اندرا جی کی، ہر دلعزیزی تھی، ہر دلعزیز سا تھا۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۸۴ کی صبح کسی کو کیا معلوم تھا کہ اس صبح کا دامن خون کے دھبوں سے داغدار ہوگا۔

اندرا کی موت —

ایک عہد کی موت —

ایک شخصیت کی موت —

ایک راہبر ایک راہنما کی موت —

ایک ہمسفر ایک منزل کی موت —

"اس راستے سے جہاں سے گزر کر
نہ واپس ہوئے تم!
بیچارا صنوبر
اکیلا کھڑا ہے۔"

اندرا کی زندگی کا سفر طویل بھی ہے اور مختصر بھی۔ وہ جس فلسفے، جس نظریے سے جذباتی طور پر وابستہ تھیں وہ فلسفہ وہ نظریہ آج بھی ہمیں سفر کا سبب، شعور کی آنکھ کھلی، اپنے ماحول اور حالات سے آنکھ ملائی تو دھواں دھواں سی تھی دھندلائی سی تھی۔

اندرا چاہتیں تو ایک ایسی زندگی گزار سکتی تھیں جس میں زندگی کی ساری آسائشیں، ساری نعمتیں میسر آ سکتی تھیں۔ لیکن تاریخ شاہد ہے اور زمانہ جانتا ہے کہ وہ جن کے سامنے کوئی نصب العین ہوتا ہے وہ صرف آگے کی طرف دیکھتے ہیں اور مستانہ وار آگے بڑھتے ہیں

شخصیت کو نکھارنے سنوارنے میں جواہر لال نہرو نے ایک اہم حصہ ادا کیا۔ ان کی تربیت زندگی کا ایک اہم موڑ بھی تھا اور منزلوں کی طرف پہلا قدم بھی۔ وقت کے اونچے نیچے رستوں سے ہوتی ہوئی زندگی کی دھوپ چھاؤں سے گزرتی ہوئی اندرا کی ذات سے ایک شخصیت کا روپ دھارا، ایک جمالیاتی شخصیت کا روپ —

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

ایک دانشور نے اندرا کی شخصیت کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا تھا

اندرا جی نے زندگی کے آخری برسوں میں ایک ایسی شخصیت پائی تھی کہ بیک
وقت روزویلٹ، چرچل، ڈیگال، ڈی گال اور فیڈل کاسترو کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ اس
کی شخصیت میں ایک جمال تھا اور ایک جلال بھی۔ جمال و جلال کا یہ خوبصورت امتزاج
پنڈت جی کے یہاں بھی ملتا تھا۔

جو سماج جو معاشرہ اندرا جی کے حصے میں آیا، وہ پیچیدہ بھی تھا اور پُر پیچ بھی اور اندرا جی کا کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے بڑی متانت سے وہ سبھی مراحل طے کیے جو ملک اور معاشرے کو درپیش تھے۔

اندرا کی شخصیت اور شخصیت کا ارتقا ایک دانشور کے الفاظ میں یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے

شخصیت کے عروج کی کہانی محض ایک اتفاق نہیں ہوتا جہاں کچھ لوگ خواب
خرگوش میں مست رہتے ہیں وہاں کچھ اپنی لگن محنت اور خلوص سے زندگی کی بلندیوں کو پا لیتے ہیں۔

اندرا کی شخصیت کے یوں تو کئی پہلو ہیں۔ اس شخصیت کو کئی حصوں کئی خانوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ان کی ایک سیاسی شخصیت تو تھی ہی ایک سماجی، تہذیبی اور گھریلو شخصیت بھی تھی۔

ان کی پوری شخصیت پر دراصل ان کی جمالیاتی شخصیت غالب تھی۔ ان کے یہاں ذوق سلیم بھی تھا اور ذوق جمال بھی اور یہ ذوق کسی کسی کے حصے میں آتا ہے۔

ہندوستانی جمالیات میں کئی اساسی عناصر، رنگینیاں کو جمالیات کے اجزائے ترکیبی بنایا گیا ہے۔ ان سب کا تصور اول اول کلا سے ہی وابستہ تھا لیکن اب جمالیات کی معنویت اور معاشیہ کا دائرہ وسیع ہو گیا ہے۔ علم او وجدان اس کی ضرورت بن گئے ہیں۔ وجود اور فطرت کا آہنگ ہی اصل میں ایک جمالیاتی شخصیت کی تعمیر کرتا ہے۔ حواس اور حسیات کا بھرپور ادراک ہی جمالیات کی معراج ہے

اندرا کی تربیت اور وراثت میں ملی انمول باتوں نے ان کے ذوق جمال کو نکھارا بھی اور سنوارا بھی۔ یہ ان کی جمالیاتی شخصیت کا اعجاز ہی تو تھا کہ ان کی سیاسی شخصیت کو بہت ایسے نئے آسمان مل گئے۔

اندرا نے انسان اور فطرت، فطرت اور انسان کے رشتے پر غور کیا اور دونوں کو ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم قرار دیا

اپنی وفات سے کچھ دن پہلے — اور یہ جیسے کل ہی کی بات ہو، اندرا کشمیر آئیں، اور اس مٹی کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں بسا کر چلی گئیں کہ جو اس کی اپنی مٹی تھی۔ ان فضاؤں اور ہواؤں میں آخری بار جھانکا جو اس کی ہر ادا سے مانوس تھیں، ان چناروں کی جانب بھی تو دیکھا جن کے رنگوں کی روشنی ان کی آنکھوں کو فرحت بخشتی تھی۔ انہی رنگوں کی روشنی کو وہ اپنی آنکھوں میں بسا کر چلی گئیں، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی گئیں اور شاید اسی لیے آج بھی چاک داماں، چاک گریباں چنار اپنی خاموش زباں سے آواز دے رہے ہیں۔

اندرا آج ہمارے درمیان نہیں لیکن ان کی ہمہ جہت شخصیت اپنے ہزار جلوؤں کے ساتھ ہمارے ساتھ ہے۔

سر بفلک پہاڑ ہوں یا سربلند چوٹیاں، شگفتہ خرامی سے بہتے ہوئے دریا ہوں، یا سر جھکائے ہوئے سرسبز درخت، سب انھیں یاد کرتے رہیں گے۔ ان کی یادوں کے پھول مہکتے رہیں گے!

اندرا کی یادوں کے چنار ہمارے ساتھ تو رہیں گے ہی، موسم موسم انھیں بھی بلاتے رہیں گے اور وہ ہر موسم میں گویا ہم سے کہتی پھر رہی ہیں گی۔

شام پوچھے تو یہ کہنا کہ میں دنیا میں نہیں
لے کے پھر آئے گا اس گھر میں میرا خواب تجھے

(سرینگر سے نشر)

یہ راہ کہاں کو جاتی ہے

خورشید مصطفیٰ رضوی

اک خضرِ راہ نے بستہ سیدھا دکھا دیا ہے
رستے پہ دیکھیں چلتے اب کتنے کارواں ہیں

زندگی کی انجانی راہ پر چلنے والا ہر مسافر ایک دوراہے پر آ کر ٹھہر جاتا ہے —— اس کے سامنے ہوتے ہیں عمل کے دو راستے۔ مستقبل کے دھندلکوں میں گم کسی نامعلوم منزل کی طرف جاتے ہوئے —— وہ راستے کا انتخاب کرتا ہے۔ یہ راہ کہاں کو جاتی ہے؟ —— کس راستے کی منزل کونسی ہے؟ —— ان سوالوں کا جواب دینے کے لیے خضرِ راہ آتے رہے اور ان راستوں کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتے رہے۔ سیدھے راستے پر اپنے نقوشِ پا چھوڑتے رہے۔ اس دوراہے کے ایک راستے کا زادِ راہ ہے محبت و اخوت، ایثار و قربانی، اتحاد اور بھائی چارہ —— اس کی منزل ہے جنتِ ارضی —— دوسرے کا رختِ سفر ہے خود غرضی، مفاد پرستی، نفرت اور افتراق —— جس کا اختتام ہے دنیاوی جہنم۔

افراد کی یکجا بود و باش نے معاشرے کو جنم دیا۔ آپسی محبت، باہمی تعاون اور میل جول سے ارتباط پیدا ہوا۔ وطن کی جغرافیائی حدود نے انھیں قومیت کے ایک رشتے سے منسلک کر دیا۔ اور فردِ واحد اس حقیقت سے آگاہ ہوا کہ ملک و ملت کے دوسرے افراد کے ساتھ رابطہ اور واسطہ رکھے بغیر فرد ایک بے دست و پا، حقیر اور بے حقیقت وجود ہے۔

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اس طرح قوم کی تشکیل ہوئی۔ مشترکہ قدروں اور وحدت افکار کی لڑی میں پروئے ہوئے افراد ایک مضبوط اور مستحکم قوم کی شکل میں عالمِ وجود میں آئے۔ اور یہی گزشتہ تاریخ ہے وطنِ عزیز ہندوستان کی ——

مختلف قوموں کے ہندوستان میں آکر بسنے سے ایک ہند، مختلف مذہبوں، مختلف زبانوں اور تہذیب و تمدن کے رنگ برنگے پھولوں کا گلدستہ بن گئی۔ جس کی خوش رنگی جنت نگاہ —— جس کی ہم آہنگی فردوسِ گوش —— بکھرے ہوئے قطرے متحد ہو کر طاقتور سمندر بن گئے۔ اور یہ سمندر برطانوی سامراج کے ایوانوں کو بہا لے گیا۔ حقیر ذرات نے ایک ہو کر سنگلاخ چٹانوں کی شکل اختیار کر لی۔ اور اس محبت اور اتحاد کے بل بوتے پر افقِ ہندوستان پر ۱۹۴۷ میں آزادی کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوا۔

امن و ماتی کے اوتار، پریم اور ایکتا کے علمبردار مہاتما گاندھی نے دھرم کے اصولوں کا عملی نمونہ سنیہ، اہنسا، شانتی، پریم اور ایکتا ہمارے سامنے پیش کیا۔

سرزمینِ عرب سے طلوع ہونے والے آفتاب ہدایت کی روشنی اجمیر شریف کی درگاہ سے منعکس ہو کر تمام ہندوستان میں پھیل گئی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے بلا تفریق مذہب و ملت سبق سکھایا کہ تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے۔

"سب سے بڑی عبادت شکستہ دلوں کو راحت پہنچانا ہے۔"

حضرتؒ کی تعلیمات انسانیت اور انسانوں کے لیے تھیں۔

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام
جلد ۵۱ | شمارہ ۲۰
۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء مطابق ۲۴ اشون ۱۹۰۸ ساکا
چیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹
ادارت
سراج احمد ۳۸۲۲۵۴
ہرمہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

غزلیات

قیمت
فی کاپی —— ایک روپیہ
سالانہ —— ۲۲ روپے
دو سال —— ۴۲ روپے
Telegram LISTENER New Delhi
(ایک سال سے کم کا چندہ قابلِ قبول نہیں ہوگا)
اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

آپ نے فرمایا :

"انسان کو دریا کی سی سخاوت، آفتاب کی سی شفقت اور زمین کی سی تواضع پیدا کرنی چاہئے۔"

اسی تعلیم کی بازگشت حضرت بابا فرید گنج شکر کے اقوال اور افعال سے سُنائی دینے لگی :

"جب تک انسان اپنے دل کو کینہ اور غصہ سے خالی نہیں کرتا اس کو معرفت الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی۔"

آپ کا فرمانا تھا کہ

"انسان کو چاہئے کہ نفرت کا جواب محبت سے دے اور بُرائی کا بدلہ بھلائی سے۔"

فریدا برے دا بھلا کر
غصہ من نہ ہنڈائے
دیہی روگ نہ لگ ای
پہلے سب کچھ پائے

محبت، اخوت اور انسانیت کی یہی گونج سرزمین پنجاب سے توحید پرست بزرگ بابا گرونانک شاہ کے گرنتھوں سے بلند ہوئی جن کی نظر میں مذہب اور ذات پات کی کوئی تفریق نہیں تھی۔ سب انسان ایک ہی اللہ کے بندے تھے۔

سب فرقوں کو ایک کیو لے آئی نیتی ریت ہے یہ
من کو تو نے جیت لیا تو سارے جگ کی جیت ہے یہ

۱۵ راگست اور ۲۶ رجنوری آزاد جمہوری ہندوستان کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے والے ایّام ہیں۔ ملک کے کونے کونے میں مادر وطن کے سپوت انتہائی جوش و خروش اور دلی جذبات کے ساتھ یوم آزادی اور یوم جمہوریہ کے قومی تہوار مناتے ہیں۔

اسوقت نہ کوئی ہندو ہوتا ہے۔ نہ مسلماں ——— نہ سکھ نہ عیسائی ——— بلکہ ہر ایک صرف ہندوستانی ہوتا ہے ——— صرف ہندوستانی۔ !!!

مختلف مذاہب کے تہوار آپسی رواداری، یگانگت، یکجہتی اور بھائی چارے کا روح پرور اور پُرکیف نظارہ پیش کرتے ہیں۔ ہولی کے رنگین تہوار کی آمد آمد گلی کوچوں اور بازاروں میں دھوم مچا دیتی ہے۔

دوسری طرف ——— عید کا چاند افق مغرب پر نمودار ہوکر خوشیوں کی لہر دوڑا دیتا ہے۔

عید کے دن نماز کے بعد عید ملن کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ——— اولاد آدم کے درمیان تفریق کی کوئی دیوار نہیں رہتی ——— سب اختلاف ختم ہو جاتے ہیں ——— یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہندو، مسلم، سکھ عیسائی آپس میں ہیں بھائی بھائی ———

محبت اور خلوص کے اس راستے پر چلنے والی عظیم ہستیاں تا قیامت زندہ جاوید رہیں گی۔ ہندوستان کی تاریخ کے سنہرے اوراق سلطان ٹیپو شہید، بہادر شاہ ظفر، جھانسی کی رانی، مہاتما گاندھی، اور جواہر لال جیسی ہستیوں کو تا زندگی فراموش نہیں کر سکتے۔ ان کی انسانیت، حب الوطنی، اور قوم پرستی کے نغمات تادیر فضائے آسمانی میں گونجتے رہیں گے۔

(آکاشوانی رامپور سے نشر)

شخصیات شعر وادب

سلسلہ

جوش

نظام ہاتف

ادب کہ اس عرایاتی کا جن کو جوش کہتے ہیں
کہ یہ اپنی صدی کا حافظ و خیام ہے ساقی

بلاشبہ جوش اس صدی کا ایک عظیم عجب اور لازوال شاعر تھا جسے ٹیگور اور اقبال کے بعد سب سے زیادہ عزت، شہرت اور مقبولیت ملی۔ جوش نے سوا لاکھ سے زیادہ شعر کہے انھوں نے سب سے پہلا شعر ۹ سال کی عمر میں ۱۹۰۰ء میں کہا تھا ؎

شاعری کیوں نہ راس آئے مجھے
یہ مرا فن خاندانی ہے

جوش کا یہ شعر ان کے ایک خاندانی شاعر ہونے پر فخر کرنے کا اعلان بھی کرتا ہے کیونکہ ان کے والد بشیر احمد خاں شاعر تھے جن کا دیوان "کلام بشیر" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کے دادا محمد احمد خاں احمد تخلص کرتے تھے۔ "مخزن آلام" کے نام سے ان کا بھی ایک ضخیم دیوان یادگار ہے۔ ان کے پردادا فقیر محمد خاں گویا بھی نامور شعرا میں شمار ہوتے تھے۔ لہٰذا ایک وقت آیا جب جوش از خود بھی ایک بڑے شاعر کی حیثیت سے ابھرے۔

جوش کی شاعری معیار اور مقدار دونوں لحاظ سے قابل قدر ہے۔ رباعیات، قطعات اور غزلوں سے قطع نظر جوش کی شاعری کو ہم پیمانہ شاعری ہی کہیں گے جس میں ان کی بیشمار انقلابی نظمیں، جمالیاتی اشعار اور خمریات ہیں۔

جوش ایک بلند پایہ شاعر ہونے کے علاوہ ایک صاحب اسلوب نثر نگار بھی تھے۔ ان کی شعری اور نثری تصنیفات کی ایک طویل فہرست ہے۔ مثلاً

"روح ادب" نثر و نظم کا پہلا مجموعہ ۱۹۲۰ء میں چھپا، "مقالات زریں" اور "اوراق سحر" (۱۹۲۱)، شاعر کی راتیں (۱۹۳۲ء)، نقش و نگار، اور شعلہ و شبنم (۱۹۳۶ء)، فکر و نشاط اور جنون و حکمت (۱۹۳۷ء)، حرف و حکایت (۱۹۳۸ء)، آیات و نغمات (۱۹۴۱ء)، اشارات (۱۹۴۲ء)، عرش و فرش (۱۹۴۴ء)، رامش و رنگ (۱۹۴۵ء)، سنبل و سلاسل اور جام و سبو (۱۹۴۷ء)، سرود و خروش (۱۹۵۲ء)، سموم و صبا (۱۹۵۷ء) اور ۱۹۵۷ء میں ہی طلوع فکر۔ ۱۹۷۲ء میں "یادوں کی برات" شائع ہوئی۔ ان کے علاوہ قطرہ و قلزم، نجوم و جواہر، الہام و افکار، موجد و مفکر، ان کی دیگر قابل ذکر کتب ہیں۔ اور بہت بڑا غیر مطبوعہ بھی کافی کلام ہے۔ ان میں سے مقالات زریں، اوراق سحر، اشارات، اور "یادوں کی بارات" جوش کی نثری کتابیں ہیں۔

جوش زبان و بیان پر حیرت انگیز قدرت رکھتے تھے۔ اس لیے کبھی انھیں الفاظ کا جادوگر کہا گیا تو کبھی نادر اور اچھوتی ترکیبوں کا بادشاہ کیونکہ لغات کے وافر ذخیرے کو جن خوبصورت بندشوں کے ساتھ جوش نے برتا ہے اس کی مثال انہیں کے علاوہ شاذ و نادر ہی کہیں ملے۔ ایسا لگتا ہے کہ پرشکوہ لفظوں کا ایک بحر ذخار ان کی نوک زبان پر ہر وقت موجیں مارتا تھا۔ مجاز نے ایک بار کہا تھا "میں ڈکشن کا بادشاہ ہوں اور جوش ڈکشنری کے۔"

جوش نے اپنے شاعرانہ کیریر کی ابتدا ایک غزل گو کی حیثیت سے ہی کی۔ مگر بعد میں وہ غزل کے سخت مخالف ہو گئے اور بیشمار انقلابی اور جوشیلی نظمیں لکھیں جن سے وہ شاعر انقلاب ہو گئے۔ وہ شاعر شباب بھی رہے۔ ان کی سرتا سر رومانی شاعری جسے بعض لوگوں نے نشاطی شاعری بھی کہا ہے۔ آسودگی کے احساس سے بھی قنوطیت کی حد تک دبی ہوئی ہے ادھر ان کی انقلابی شاعری میں بے پناہ باغیانہ عناصر کی کارفرمائی ہے اس میں ایک زبردست طنطنہ اور دبدبہ ہے اور اس سے انھوں نے اپنے ملک کے نوجوانوں کو بیداری کا پیام اور میدان عمل میں کچھ کر گزرنے کی ترغیب دی ہے۔

جوش پران کی زندگی میں ہی اتنا لکھا گیا کہ ان کے ہمعصر دیگر شعرا میں کسی کو ایسی خوش نصیبی نہیں ملی۔ ان کے انتقال پر تو ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی بے تحاشہ مضامین اور مقالے روزناموں اور

ہفت روزہ اخباروں میں نظر آئے۔ تمام ہی مشہور اور نامور ادبی جرائد نے جوش پر گوشے نکالے اور خصوصی نمبر شائع کیے۔ اور جوش کی ہمہ گیر و ہمہ پہلو شخصیت کو، ان کی شاعری کو، ان کی قومی، ملی، اور ادبی خدمات کو سراہا۔ ان کو شخصی طور پر بھی تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ اور ان کے کردار کو ان کی فکری اور نظریاتی اساس کو شکوک و شبہات کی نظر سے دیکھا گیا ان کی رندانہ بدحواسیوں اور محفلوں میں ان کی بدتہذیبیوں اور بداخلاقیوں کو بھی طشت ازبام کیا گیا۔

"کلیم" میں جب انھوں نے غزل کے خلاف آواز اٹھائی تو غزل گو شعراء کو اپنا مخالف بنا لیا اور اس کے سلسلے سے انھیں کافی لعن طعن سننا پڑی۔ اسوقت کے تمام ہی اہم نقادوں نے انھیں آڑے ہاتھ لیا۔ صرف کلیم الدین احمد نے ان کی پیٹھ تھپتھپائی۔ جوش پر سب سے پہلی کتاب پروفیسر احتشام حسین مرحوم نے لکھی جس میں ان کی زندگی اور فن پر اہم انکشافات کیے گئے۔

جوش کو ان کی قومی اور ادبی خدمات کے اعتراف میں، ہندوستان میں اسوقت کا سب سے بڑا خطاب "پدم بھوشن" عطا کیا گیا۔ جوش پر لکھے گئے ادب کا اگر محاسبہ کریں تو شاید اقبال کے بعد اتنا ادب کسی شخص پر تخلیق نہیں ہوا جتنا کہ جوش پر۔ ان پر ہر طبقۂ فکر کے تمام ہی چھوٹے بڑے قلمکاروں نے لکھا ہے۔

جب صہبا صاحب کی ادارت میں "افکار" نے جوش نمبر نکالا تو اس سے تہلکہ مچا۔ جب جوش نے ڈپٹی نذیر احمد کی کتاب "منتخب الحکایات" میں جس کا مقدمہ ان کے پوتے شاہد احمد دہلوی نے لکھا تھا، ڈپٹی نذیر احمد کی بیانی ولسانی خامیوں اور لغزشوں کی طرف اشارہ کیا تو شاہد احمد نے اپنے پرچے 'ساقی' کا ۱۹۶۳ء میں جوش نمبر نکالا جس کے سرورق پر جوش کا بڑا مضحکہ خیز کارٹون چھاپا اور اس کے اندر تمام مشمولات میں جوش کے خلاف مواد شائع کیا۔ اس میں فضل الرحمٰن اعظمی کا مضمون بڑا اہم تھا۔ یہ مضمون رشید احمد صدیقی کی ادارت میں شائع ہونے والے پرچے فکر و فن میں پہلے ہی شائع ہو چکا تھا اور رشید احمد صدیقی نے علی گڑھ کے ایک مشاعرہ میں جوش سے جھڑپ ہو جانے کے بعد ذاتی مخاصمت کے تحت خاص طور سے اسے شائع کیا تھا۔ جوش کی موافقت اور مخالفت میں لکھنے والوں کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔

علی سردار جعفری نے جوش پر "قبلۂ زندان جہاں" کے نام سے ایک مستقل کتاب الگ سے بھی ترتیب دی ہے۔ جس میں جوش کی شاعرانہ شخصیت ان کی صہبا پرستی اور انقلابی رومانیت پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ 'ہماری زبان' دہلی، 'الفاظ' علی گڑھ اور 'ہما ڈائجسٹ' دہلی کے جوش نمبروں میں بھی کافی مواد جوش پر انکشافاتی اہمیت کا حامل ہے۔

جوش کی شخصیت ایک جمیع الصفات شخصیت تھی۔ وہ اپنے آپ میں ایک انجمن تھے۔ ان کی جسمانیت فربہ اور خوبصورت تھی۔ عادت و خصلت، رہن سہن، وضع قطع گفتگو سب میں بیحد سادگی مگر بیحد تکلف بھی تھا۔ بچپن سے ہی مزاج میں رئیسانہ ٹھاٹھ اور چونچلے بھی تھے۔ پٹھانی اکھڑپن بھی اور جاگیردارانہ جلالیت بھی۔ مگر بعض لوگوں نے انھیں بے حد شریف النفس اور منکسر المزاج بھی لکھا ہے۔ دراصل جوش ایک الگ تدبرانہ اور وضعداری کے آدمی تھے جو اپنے فکری اور مزاجی تضادات کی بنا پر ہمیشہ متنازعہ فیہ شخصیت رہے انھیں یاروں نے محسود، معتوب، مبغوض اور مردود بھی کہا۔ انھیں دشمن اسلام بھی کہا گیا، ان کی موت پر اردو دنیا کے ایک ایک فرد نے افسوس کیا اور ان کی ناگہانی موت کو اردو کا ایک عظیم نقصان تسلیم کیا مگر حفیظ جالندھری نے انتہائی بے رحم اور سفاکانہ بیان دیا کہ جوش کو مرنے سے پہلے مرجانا چاہیے تھا۔ انھوں نے ایک فیصلہ یہ بھی صادر فرمایا کہ "اب جوش اپنے زندگی بھر کے گناہوں کی سزا دوسری دنیا میں بھگت رہے ہوں گے" حفیظ صاحب کا یہ بیان ان کی حاسدانہ ذہنیت کا غماز ہے۔ اور اس سے جوش کے پرستاروں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ایک بار اقبال نے اپنے کو مجموعہ اضداد لکھا تھا مگر اصلیت میں جوش، اقبال سے زیادہ مجموعہ اضداد رہے۔ اپنے بچپن سے آخر تک انھوں نے اپنے نوکروں، خدمت گزاروں حاضر باشوں، دوستوں، رشتہ داروں سبھی سے سخت وسست رویہ رکھا، مگر انھیں دوستوں نے، انھیں احباب نے، انھیں رشتہ داروں نے، انھیں نوکروں اور خادموں نے جوش کو نہایت رقیق القلب بھی پایا۔ ان کی نظموں میں مزدوروں، دہقانوں اور دیگر کمزور طبقوں کے لیے ان کی روزمرہ کے حالات ومسائل کے لیے بے پناہ محبت اور ہمدردی کا جذبہ موجود ہے۔

جوش ایک جاگیردارانہ ماحول کے پروردہ تھے مگر اس کی غیر منصفانہ روایتوں سے باغی ہوگئے اور بے خوفی اور حوصلہ مندی سے انھوں نے اس کے خلاف آواز بھی اٹھائی۔ ان کے اسی باغیانہ مزاج نے ہی انھیں فرنگی حکومت کے خلاف ایک انقلابی کی حیثیت سے ابھارا اور وہ شاعر انقلاب بنے۔ انھوں نے ہر مذہب اور تہذیبی و اخلاقی قدروں پر بھی چوٹ کی۔ جوش کے والدین سنی الاصل تھے، جوش نے شیعہ مسلک اختیار کیا۔ ۱۹۳۱ء میں جوش ڈاڑھی بھی رکھتے تھے اور نماز بھی پڑھتے تھے مگر پھر بعد میں لوگ انھیں دہریہ اور ملحد بھی کہنے لگے۔

جوش بڑے خوبرو، سجیلے اور کسیلے پٹھان تھے۔ خوش لباسی اور خوش گفتاری ان کی شخصیت کو اور بھی جاذبیت بخشتی تھی۔ چنانچہ اپنی کتاب 'یادوں کی برات' میں انھوں نے کافی غلو کے ساتھ اپنی تعداد سے کچھ زیادہ ہی معاشقوں کا ذکر کیا ہے۔

جوش کے تعلقات اپنے وقت کی تمام ہی بڑی بڑی اور اہم شخصیتوں سے رہے۔ جنمیں سیاسی، سماجی رہنما بھی شامل ہیں، صحافتی، ثقافتی مفکرین و مدبرین بھی۔

(رامپور سے نشر)

نظام ہاتف
عیدگاہ نئی آبادی مرادآباد (یوپی) ۲۴۴۰۰۱

لمحے کا آنگن

سلمان رضوی

ابھی بھولا نہیں ہوں وہ لمحہ
جس کے آنگن میں
تم اتری تھیں سبک الفاظ کی پرچھائیاں لے کر
تخیل کی حسیں گہرائیاں لے کر
تمہارے ہاتھ میں شبدوں کے وہ آئینے تھے جن کو
غزل کا نام دے کر
تم نے سینے سے لگایا تھا
مگر میں تم سے کہتا ہوں
وہ آئینے نہیں تھے یاس کے گہرے سمندر تھے
کہ جن میں ڈوب کر تم نے ابھرنا تو بہت چاہا
مگر اب تک ابھر پائی ہو کیا یہ خود سے پوچھو تو!
وہ سب الفاظ جن کو تم نے اپنی جان سے بھی زیادہ چاہا تھا
کتاب دل میں نغموں کی طرح جن کو سجایا تھا
وہ نغمے کیا تمہارے درد کا درماں بھی بن پائے
تمہارا درد جو رشتوں کا، یادوں کا، اداسی کا اجالا ہے
یہ وہ طوفاں ہے جس کو تم نے اپنے دل میں پالا ہے
اس طوفاں میں گھر کر اب تمہیں کشتی بچانا ہے
غزل کی ناؤ کو احساس کے ساحل پہ لانا ہے

(بمبئی سے نشر)

بھلائے نہ بنے
مشرق ومغرب کی شہرہ آفاق تصنیفات
کے ان اہم کرداروں [illegible]
مقالوں کا سلسلہ [illegible]

ہولی

شمس الحق عثمانی

راجندر سنگھ بیدی کے افسانے "گرہن" میں جس کردار کو مکمل مرکزیت حاصل ہے، وہ ایک شادی شدہ عورت ہولی ہے۔

ہولی کے کرب وفکر اور جلت وحرت کے توسط سے افسانہ نگار نے اس احساس کی تجسیم کی ہے کہ عورت نہ صرف تخلیق کا استعارہ ہے بلکہ مرد کی معنویت کا نصف حصہ اور کائنات میں کارفرما قوت جمال کا معنی خیز اشارہ بھی ہے۔ علاوہ ازیں ہولی کے ذریعے بیدی نے اس سماجی رویے کو بھی منعکس کیا ہے جو فطرت کے جمال سے محرومی کے باعث عورت کی معنویت اور احترام کو بڑی حد تک فراموش کر چکا ہے۔

ہولی ایک متمول باپ کی ناز وں پلی بیٹی ہے لیکن سسرال کے لوگ اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے۔ جس ایک دن اور ایک رات کو اس افسانے کا پس منظر بنایا گیا ہے وہ چاند گرہن سے پہلے کا دن اور چاند گرہن کی رات ہے۔ اس دن رات تک آتے آتے ہولی نے اس گھر میں جو جو شدائد برداشت کئے۔ ان کی جانب افسانہ نگار نے بڑی خوبصورتی سے اشارے کیے۔ ہولی ــــ "چار بچوں، تین مردوں، دو عورتوں، چار بھینسوں" ــــ پر مشتمل ایک بڑے کنبے کی دیکھ بھال اور خدمت انجام دیتی ہے۔ ہولی کے ساتھ کنبے کے افراد کا برتاؤ یہ ہے کہ ــــ "دیور رہے تو وہ الگ پیٹ لیتا ہے"۔ ساس اٹھتے بیٹھتے کوسنے دیتی ہے، مارتی ہے۔ سسر جب چاہتا ہے ڈانٹنے لگتا ہے اور رہا شوہر، رسیلا، تو وہ اسے مارتا پیٹتا بھی ہے، اس کی صحت اور خوبصورتی کا رس بھی نچوڑتا ہے اور جب ہولی "مصیبت میں مبتلا" ہو جاتی ہے تو اس کی جھلاہٹ بھی ہولی ہی پر اتارتا ہے۔ سسرال کے اس پر تشدد ماحول میں ہولی کو اکثر اپنے مائیکے کا خیال آتا ہے۔

سسرال والوں کی کیفیت یہ ہے کہ ــــ "ہر سال ڈیڑھ سال کے بعد وہ ایک نیا کیڑا گھر میں رینگتا ہوا دیکھ کر خوش ہوتے تھے اور بچے کی وجہ سے کھایا پیا ہولی کے جسم پر اثر انداز نہیں ہوتا تھا۔"

جس زمانے کے ایک دن رات کو افسانے کا پس منظر بنایا گیا ہے اس زمانے میں ہولی چند ہی مہینوں بعد پانچویں بچے کی ماں بننے والی ہے۔ جس کی وجہ سے ــــ "اس کی آنکھوں کے گرد گہرے سیاہ حلقے پڑنے لگے، گالوں کی ہڈیاں ابھر آئیں اور گوشت ان میں پچک گیا۔ وہ ہولی جسے پہلے پہل میّا (ساس) پیار سے چاندرات کہہ کر پکارا کرتی تھی اور جس کی صحت اور سندرتا کا رسیلا حاسد تھا، گرے ہوئے پتے کی طرح زرد اور پژمردہ ہو چکی تھی۔"

سسرال والوں کی ان سختیوں نے ہولی کے تمام احساسات کو پوری طرح بیدار کر دیا ہے۔ اسے بار بار اپنا مائیکہ یاد آتا ہے اور یاد آتے آتے ایسی پناہ گاہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے جہاں اسے سسرال کی سختیوں سے نجات مل سکتی ہے۔

چاند گرہن سے کچھ پہلے، ہولی اپنی ساس، شوہر اور بڑے لڑکے شیتو کے ساتھ، اشنان کی غرض سے سمندر کنارے جانے کے لیے گھر سے نکلی تو اس نے دیکھا کہ وسیع وعریض سمندر کے کنارے گھاٹ سے یوں میل کے فاصلے پر وہ اسٹیمر روانگی کے لیے تیار کھڑا ہے جو اس کے مائیکے سارنگ دیوگرام کی طرف جاتا ہے۔

اس گھاٹ پر جہاں مرد اور عورتیں علاحدہ ہوتے تھے، ہولی اپنے کنبے کے لوگوں سے الگ ہو کر اسٹیمر کی طرف دوڑی ــــ "آدھ گھنٹے میں وہ لانچ کے سامنے کھڑی تھی لانچ کے سامنے نہیں ــــ سارنگ دیوگرام کے سامنے۔۔۔ وہ کلس، مندر کے گھنٹے، لانچ کی سیٹی، اف۔ ہولی کو یاد آیا کہ اس کے پاس تو ٹکٹ کے لیے بھی پیسے نہیں ہیں۔"

ہولی کے شدید احساسات وجذبات لے تو لانچ تک کھینچ لائے ــــ مگر وہ لانچ کی سیٹی کے ساتھ ہی ایک دوسرے زمرے میں داخل ہو گئی۔ گھر کی چہار دیواری کا پر تشدد ماحول ختم ہوا اور دیواروں کے باہر کا وسیع وعریض، بے کنار اور بے اماں زمرہ شروع ہوا۔

ہولی وبے ٹکٹ پاکر اسٹیمر کے کارکنوں نے اپنا معاوضہ ہولی کے بدن سے وصول کرنا چاہا اور ــــ "تین چار آدمی ہولی کو لانچ کے ایک تاریک کونے کی طرف دھکیلنے لگے۔" لیکن ہولی کو عین موقعے پر اپنے مائیکے کے ایک ساتھی اور بچپن میں ساتھ کھیلے ہوئے ایک شخص کتھورام کی مدد حاصل ہو گئی۔ وہ ہولی کو لانچ سے اتار لایا۔ ہولی نے جب کتھورام کو بتایا کہ وہ سسرال سے بھاگ آئی ہے اور سارنگ دیوگرام جانا چاہتی ہے تو کتھورام نے ہولی سے وعدہ کیا کہ ــــ "پو پھٹتے ہی چلوں گا ــــ اور کہا کہ رات سرائے میں آرام کر لو۔"

راجندر سنگھ بیدی نے ہولی کے ساتھ گھر والوں کے برتاؤ کے ذکر کے دوران چاند گرہن کے موقعے پر ادا کی جانے والی رسوم اور گرہن کی دیومالائی توجیہہ کا ذکر کیا ہے۔ اس ذکر اور ہولی کے حالات کو بیدی نے اس طرح ایک دوسرے میں آمیز کیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کا پرتو معلوم ہوتے ہیں۔

افسانے کے اولین پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ شادی کے فوراً بعد کے زمانے میں ہولی کی ساس اسے پیار سے چاندرانی کہتی تھی۔ سسرال میں ہولی کے کوائف اور چاند گرہن کی توجیہہ کے پے در پے بیان کے ذریعے بیدی نے ہولی کو ایک گرہن زدہ چاند کے مماثل قرار دیا ہے۔ یعنی ہولی کے ساتھ سسرال والوں کا رویہ بالکل وہی ہے جو گرہن کی رات میں چاند کے ساتھ راہو کیتو کا ہوتا ہے۔ اسی باعث ہولی کو اپنا شوہر رسیلا بھی راہو دکھائی دیتا ہے۔ شوہر کے علاوہ گھر کے افراد بھی ہولی کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرتے ہیں۔ گھر والوں کے برتاؤ میں پستی کچلتی ہولی کو اپنا مائیکہ غالباً اس لیے بار بار یاد آتا ہے کہ اس کے پاس اپنے دفاع کے لیے کوئی حربہ موجود نہیں۔ حد تو یہ ہے کہ اس کا شوہر بھی معنوی لحاظ سے اسی پر تشدد ماحول کا ایک جزو بن چکا ہے۔ رسیلا کے رویے اس حد تک گھر والوں کے مماثل ہیں کہ وہ کسی بھی موقعے پر ہولی کے تحفظ کے لیے بروئے کار نہیں آتا۔ بیدی نے رسیلا کے اس عدم تحرک اور بے عملی کو ایسے مجہول مردوں کی پہچان بنا دیا ہے جو عورت کی لطافت، عورت کے جمال اور فطری معنویت سے بے بہرہ ہیں۔ شاید اس نافہمی اور ہولی سے صرف جسمی وابستگی نے رسیلا کے مزاج کے تشدد کو ختم نہیں ہونے دیا۔ اگر اس نے ہولی کے پورے ــــ یعنی ظاہری و باطنی ــــ وجود کو اپنایا ہوتا تو وہ ہولی کو راہو جیسا راکشس نظر نہ آتا۔ گویا رسیلا کی نافہمی اور نارسائی نے ہی ہولی کو غیر محفوظ و بے اماں اور خود رسیلا کو مجہول و بے جمال بنا دیا ہے۔

ہولی ثابت کرتی ہے کہ عورت اپنے ظاہر تحفظ سے کہیں زیادہ، تحفظ کے باطنی احساس کو اہمیت دیتی ہے اور اس کے اس احساس کے اجزائے ترکیبی کا منبع و مخرج بہرحال شوہر ہی ہوتا ہے ــــ مگر ہولی ــــ رسیلا کی گھر میں موجودگی کے باوصف غیر محفوظ اور اماں طلب ہے۔ گویا ہولی کے لیے رسیلا، ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے۔

تہی دست ہولی، اسٹیمر سے اترنے کے بعد اس صبح کی منتظر ہے جس کی روشنی میں وہ عافیت گاہ مائیکے تک پہنچ سکے گی ــــ مگر حقیقت یہ ہے کہ رسیلا کی مجہولیت کے باعث ہولی ــــ عرف چندا رانی ــــ کو قدم قدم پر راہو کیتو کا سامنا ہے ــــ "کتھورام نے سرائے میں ایک کمرہ کرائے پر لیا۔ ہولی نے ڈرتے ڈرتے اس کمرے میں قدم رکھا۔ کچھ دیر بعد کتھورام اندر آیا تو اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی۔۔"

اس کے بعد افسانے کا دوسرا، آخری اور اہم ترین حصہ شروع ہوتا ہے :

"سمندر کی ایک بڑی بھاری اچھال آئی۔ سب ھول، بتاشے، آم کی ٹہنیاں، گجرے اور جلتا ہوا مشک کا تو بہا کر لے گئی۔ اس کے ساتھ ہی انسان نے مہیب ترین کشادہ بھی لیتی گئی —— دور بہت دور ایک نامعلوم، ناقابل ... ناقابل پیمائش سمندر کی طرف ... جہاں تاریکی ہی تاریکی تھی ... پھر شنکھ بجنے لگے۔ اسوقت سرائے میں سے کوئی عورت نکل کر بھاگی۔ سرپٹ، بگٹٹ ... وہ گرتی تھی، بھاگتی تھی، پیٹ پکڑ کر بیٹھ جاتی، ہانپتی اور دوڑنے لگتی ... اسوقت آسمان پر چاند پورا گہنا چکا تھا۔ راہو اور کیتو نے جی بھر کر قرضہ وصول کیا تھا ... دو دھندلے سے سائے اس عورت کی مدد کے لیے سراسیمہ ادھر ادھر دوڑ رہے تھے ... چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور دور اساڑھی سے ہلکی ہلکی آوازیں آرہی تھیں :

دان کا وقت ہے

چھوڑ دو — چھوڑ دو — چھوڑ دو

ہر پھول بندر سے آواز آئی ——

پکڑ لو —— پکڑ لو —— پکڑ لو

چھوڑ دو —— دان کا وقت ہے —— پکڑ لو ——

چھوڑ دو ! ! "

افسانے کا یہ آخری حصہ محسوس کراتا ہے کہ بیدی نے افسانے کے حصہ اول کو اس حصے تک پہنچنے ریگزر کے طور پر خلق کیا ہے۔ حصہ دوم کی یہ فنی خوبی لائق تحسین ہے کہ اس میں زیادہ تر وہی الفاظ اور جملے استعمال ہوئے ہیں جو افسانے کے حصہ اول میں کچھ امور کی تفصیلات کے لیے لکھے گئے تھے اس حصے میں بیدی نے گزشتہ مناظر سے ان کے مرکزی اجزا مستعار لے کر ان میں کچھ نئے مناظر اور آوازوں کا اس طرح اضافہ کر دیا ہے کہ یہ سب مل کر ایک ایسا بالکل نیا منظر بن گئے ہیں جو اپنی وحدت اور تاثر میں تو نیا ہے لیکن اس کے اجزا گزشتہ مناظر کی بھی یاد دلا رہے ہیں اور ان مناظر میں معنویت بھی پیدا کر رہے ہیں —— اور اس طرح، خلق ہوتا ہے اک ایسے دور سیاہ کا پرشور منظر، جس کے باطن میں بغض و کینہ، جمال کی بےحرمتی اور نافہمی جگہ بنا رہی ہے —— اور ہم جان لیتے ہیں کہ ہولی کے عہد پر وہ وقت پڑا ہے کہ امان و عافیت کی جستجو بھی بے اماں اور عدم تحفظ کی جانب لے جا رہی ہے۔

پورے گرہن کے اس تاریک عہد میں اگر کچھ روشن ہے تو اپنی حفاظت کے لیے، ہنوز، بھاگتی دوڑتی عورت —— اور پکڑ لو، چھوڑ دو کی صداؤں میں "چھوڑ دو" کی صدا کا زیادہ تناسب۔ یہی چند وجوہات ہیں جن کے باعث دل و دماغ پر قائم ہونے والا ہولی کا نقش بھلائے نہیں بھولتا۔

(اردو سروس سے نشر)

شمس الحق عثمانی ۱۱۸۶، بلیماران، دہلی ۱۱۰۰۰۶

انسانی زندگی میں پھولوں کی اہمیت

ڈاکٹر جی آر کنول

انسانی زندگی میں پھولوں کی اہمیت ایک مسلمہ امر ہے۔ دنیا کا ایسا کوئی مقام نہیں جہاں پھولوں کی آفرینش نہ ہوئی ہو۔ درحقیقت انسان کا پھولوں سے ایک ایسا رشتہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ عہد طفلی میں پھول ہمارے گہوارے کی شان بڑھاتے ہیں۔ عہد شباب میں ہماری ازدواجی تقریبات کو مزین کرتے ہیں اور عالم پیری میں یا اس سے پہلے جب ہم جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں تو پھول ہی ہمارے کفن یا مزار کو تقدس اور نکہت بخشتے ہیں۔

شاعرانہ زبان میں پھول خالق ہستی کے خوبصورت خیالات و جذبات ہیں۔ یہ ایسے ہیرے اور جواہر ہیں جن سے قدرت ہر موسم میں آرائش محفل کا کام لیتی ہے ایک اور زاویۂ نگاہ سے پھول خدائے برتر کی حسین مسکراہٹوں کا مجموعہ ہیں۔ انھیں کی بدولت وہ مہر و محبت، کرم فرمائی اور بندہ نوازی کا ثبوت دیتا ہے۔

ماحولیاتی نقطۂ نظر سے پھول انسان کے بہترین دوست ہیں۔ زہریلی ہواؤں کو اپنے اندر سمو کر ان کی جگہ حیات بخش آکسیجن دینا انھیں کا کام ہے۔ اس حقیقت کے مدنظر موزوں مقامات پر پھول اگانا سماجی خدمت کے علاوہ کار ثواب بھی ہے۔

پھولوں کی لاتعداد قسمیں ہیں۔ عارضی پھول کچھ ہی ہفتوں میں اپنی بہار جانفزا دکھلا کر چلے جاتے ہیں، لیکن کم سے کم دو لاکھ گل آفریں پودے ایسے بھی ہیں جو باغوں، صحراؤں اور جنگلوں میں صدیوں سے انسان کو اپنی نعمتوں سے مالامال کر رہے ہیں۔ ان پھولوں کو جو ایک دفعہ جنم لینے کے بعد سالہاسال اور ہر موسم میں جلوہ نمائی کرتے ہیں، سدابہار کہا جاتا ہے۔ کچھ پھول ایسے ہوتے ہیں جن کی عمر ایک سال سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ان کو پھر جنم دینا پڑتا ہے تاکہ یہ اپنے موسم میں جلوہ افروز ہوں۔ کچھ پھول اس طرح کے ہوتے ہیں کہ اپنے عرصۂ ہستی کو دو سال میں مکمل کرتے ہیں۔ ان پھولوں کی دوبارہ کاشت کاری دو سال یا دو موسموں کے بعد کرنی پڑتی ہے۔ لیکن تمام طرح کے پھول باغ عالم میں اپنا ایک خصوصی مقام رکھتے ہیں۔ غالب نے ٹھیک ہی کہا تھا۔

یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر کسی پھول میں ایک بھی پتی کم ہو تو وہ مکمل نہیں کہلاتا اور اس کی شخصیت داغدار ہو جاتی ہے۔

پھولوں کا نظام زندگی انسانوں سے کوئی خاص مختلف نہیں ہوتا۔ پھول بھی ہماری طرح دھوپ، پانی، ہوا، پروٹین، معدنیات اور حیاتین کے سہارے جیتے ہیں ان کو بھی نیند اور آرام کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ یہ بیمار اور نڈھال ہو جاتے ہیں۔ عناصر کی بے اعتدالی سے ان کا بھی جی گھبراتا ہے۔ لیکن انسان کی طرح یہ بھی اپنے آپ کو ماحول کے مطابق ڈھالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پھولوں کی جنسی زندگی بھی ہوتی ہے۔ یہ اپنی نسل کو سلسلۂ تناسل برقرار رکھتے ہیں۔ پھول خوددار بھی ہوتے ہیں۔ چھوئی موئی کے پودے کو اگر ذرا بھی ہاتھ لگ جائے تو ناراض ہو کر مضمحل ہو جاتا ہے مہاکوی تلسی داس نے کہا تھا کہ سنسار میں پتی پتی جیوت ہے۔ ہندوستانی ماہر نباتات سر جگدیش چندر بوس نے اس سائنسی حقیقت کو اپنے ایجاد کردہ آلات و تجربات سے ثابت کیا ہے۔ بوس نے یہ بھی ثابت کیا کہ پودوں کا دل ہوتا ہے۔ جو انسانی دل کی طرح دھڑکتا ہے۔ اگر کسی پودے کو زہر کھلا دیا جائے تو اس کی زندگی کشمکش میں پڑ جاتی ہے اور فوراً تریاق نہ ملنے کی حالت میں ختم ہو جاتی ہے یہ الگ بات ہے کہ پھول یا پودے کا اگر دل ہوئے بھی تو اس کی پریشانیاں انسانوں جیسی نہیں ہو سکتی علامہ اقبال جن کے کلام میں لالۂ صحرائی کا ذکر بار بار آتا ہے گل رنگیں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

تو شناسائے خراش عقدۂ مشکل نہیں

اے گل رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں

زیب محفل ہے شریک شورش محفل نہیں
یہ فراغت بزم ہستی میں مجھے حاصل نہیں
اس چمن میں میں سراپا سوز و ساز آرزو
اور تیری زندگانی بے گداز آرزو

پھول یوں تو انسانوں اور باغوں کے لیے گہنوں کا کام کرتے ہیں اور رنگ و بو اور حیرت انگیز پیرہن سے جمالیاتی تسکین کا سامان مہیا کرتے ہیں پھر بھی ان کے اندر قدرت نے غذائی، کیمیائی، اور حکمتی اشیا کو پیدا کیا ہے تاکہ ان کی افادیت صرف آرائشی اور زیبائشی ہوکر نہ رہ جائے۔ اکیلے گلاب کے پھول سے ہی انسان کو غذا، دوا، خوشبو اور آسودگی جسم و جاں کے ہزار ہا پہلو مہیا کیے گئے ہیں۔ شوق قدوائی نے جب یہ کہا تھا ؎

دیا ہے تیلوں کو رزق کا سامان پھولوں نے
کیا بھونروں کو جوش فیض سے مہمان پھولوں نے

تو پھولوں کی مادی اہمیت کی صرف ایک جھلک پیش کی تھی۔ نظیر نے اپنی نظم بہار میں اس تصویر کو زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

یہ فطرت کا ہے قدرتی انتظام
کھلے پھول لاکھوں طرح کے تمام
وہ پھولوں پہ اُڑتی ہوئی تتلیاں
دکھاتی ہیں قدرت کی صناعیاں

اس مختصر نظم میں پھولوں کی ہمہ گیر افادیت کو نہایت سلیس اور دلنشیں پیرائے میں منکشف کیا گیا ہے۔ اس جگہ یہ کہنا غیر مناسب نہ ہوگا کہ اقتصادی میدان میں ان گنت لوگ پھولوں کی بدولت اپنی روزی کماتے ہیں۔ باغباں، گلفروش، حکیم، کیمیاگر، ماہر نباتات، عطار، نقاش، کئی طرح کے انسان پھولوں کے سہارے ہی اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ شہروں اور قصبوں میں پھولوں کی منڈیاں بھی ہوتی ہیں۔ جہاں ان کا کروڑوں روپے کا بیوپار ہوتا ہے۔ دلی، کلکتہ، بمبی، مدراس اور بنگلور میں ہزار ہا ایکڑ زمین صرف تجارتی پھولوں کی کاشت کے لیے مخصوص کی گئی ہے۔

پھول غیر ممالک کو بھی بھیجے جاتے ہیں۔ مغربی بنگال کے قصبے کالم پانگ سے ہمالیہ میں پائے جانے والے طرح طرح کے پھول دوسرے ممالک کو بھیج کر لاکھوں روپے کا زرمبادلہ کمایا جاتا ہے۔

انسانی تاریخ میں ہر شعبۂ خیال کے لوگوں نے پھولوں کو جذباتی علامتوں سے وابستہ کر دیا ہے اس میں اہل ادب بھی شامل ہیں اور اہل مذہب بھی الگ الگ ملکوں کی روایتوں میں پھول حُسن، عشق، پاکیزگی، روحانیت، خوشحالی، امن، ایثار، شہادت، مستی و بے خودی، نزاکت، حیا، فکرمندی، وفاداری اور قضا و بقا کے کئی جذبات کے مظہر بن گئے ہیں۔ ان جذبات کی ترجمانی میں سفید، لال، گلابی اور ارغوانی رنگوں سے پیدا ہونے والے تصور کا بھی خاص کردار ہے۔

کچھ پھولوں کا قومی رتبہ بھی ہوتا ہے۔ انھیں اپنے ملک کی نباتاتی دولت کی نمائندگی کے لیے چنا جاتا ہے انگلستان نے یہ شرف گلاب کو، ہندوستان نے کمل کو، اور یونان نے بنفشے کو بخشا ہے۔

اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ پھول فلسفۂ زندگی کے آئینہ دار ہیں۔ انسان اپنے وطن کو گلستان سمجھتا ہے۔ اور خود کو اس کا پھول۔ علامہ اقبال کے طرز فکر میں پھول اور انسان ایک ہی منزل کے ہمسفر ہیں۔ دونوں کو باغ بہشت سے حکم سفر ملا تھا اور آج دونوں اپنے وطن سے دور ہیں۔ دونوں کے سینے میں کوئی راز پوشیدہ ہے جس کو ظاہر کرنے کے لیے قرنوں سے جدوجہد، کشمکش اور تخلیقی عمل جاری ہے۔ گل رنگیں سے ہم کلام ہوتے ہوئے علامہ فرماتے ہیں ؎

سو زبانوں پر بھی خاموشی تجھے منظور ہے
راز وہ کیا ہے ترے سینے میں جو مستور ہے
میری صورت تو بھی اک برگ ریاض طور ہے
میں چمن سے دور ہوں تو بھی چمن سے دور ہے
مطمئن ہے تو پریشاں مثل بو رہتا ہوں میں
زخمیٔ شمشیر ذوق جستجو رہتا ہوں میں

پھولوں میں زندگی کے جو راز پنہاں ہیں وہ فلسفۂ حیات و ممات کے اہم جز بن گئے ہیں۔ اور ان میں شامل ہیں۔ فنا و بقا، پائیداری و ناپائیداری، نیکی و بدی، خوشحالی و بیقراری، سادگی و پرکاری، لطافت و کثافت، خوابیدگی و بیداری۔

یہ انسان نے اپنے اپنے رجحان کے مطابق پھولوں سے کوئی نہ کوئی فلسفۂ حیات حاصل کیا ہے اور غالباً اس پر وہ گامزن بھی ہے مگر دنیا میں ہر انسان کی قسمت میں پھول نہیں ہیں۔ رزمی کار نے ٹھیک ہی کہا تھا ؎

میں پھول چننے آیا تھا باغ حیات میں
دامن کو خارزار میں الجھا کے رہ گیا

پھولوں کا حقدار وہ ہے جس پر اللہ کی نگاہ کرم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ موسم بہار میں بھی ہر کسی کے دامن میں پھول نہیں آجاتے۔ بقول جگر مرادآبادی ؎

پھول کھلے ہیں گلشن گلشن
لیکن اپنا اپنا دامن

(اُردو مجلس آکاشوانی دلی سے نشر)

اظہر نعمانی

فلسفۂ زیست کا نیا لاؤ
یا کوئی دوسرا خدا لاؤ
ہو چکا ہے جو بے صدا لاؤ
میرے ماضی کا آئینا لاؤ
حال و ماضی ہوں ایک ہی رُخ پر
ایسی تصویر اک بنا لاؤ
چاہتا ہوں میں خود کو دوہرانا
پھر وہی رُت وہی ہوا لاؤ
راکھ چنگاریوں سے بھر جائے
گفتگو میں وہ سلسلا لاؤ
اب وہ دیوار ہے نہ وہ سایہ
میر کو دھوپ سے اٹھا لاؤ
یا تو ترک سفر کرو اظہر
یا کوئی اور رہنما لاؤ

فاروق شیخ

فلم نگری میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی اداکار کی فلم کامیاب ہو گئی تو وہ راتوں رات اسٹار بن جاتا ہے اور ایک ہی فلم کی کامیابی کے بعد اس کا شمار صف اوّل کے اداکاروں میں ہونے لگتا ہے لیکن اس کی یہ کامیابی دیرپا ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس کمرشیل فلم کی کامیابی میں اداکار کے فن سے زیادہ فلمی مسالے کا ہاتھ ہوتا ہے جو فلم کی کامیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں بھرا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف ان اداکاروں کی فنکاری کا ہمیشہ ذکر رہتا ہے جو کم بجٹ کی آرٹ فلموں کے ذریعہ پردۂ سیمیں پر ابھرتے ہیں اور اپنی اداکاری کا امٹ نقش فلم بینوں کے دلوں پر چھوڑ جاتے ہیں۔ ان فنکاروں میں فاروق شیخ کا نام بھی شامل ہے۔

"گرم ہوا" وہ پہلی فلم تھی جس میں فاروق شیخ نے بھولے بھالے معصوم چہرے والا ایک مسلم کردار ادا کیا تھا عام نین نقش کے اس کردار کا ذکر سینما ہال سے نکلتے ہوئے فلم بینوں کی زبان پر تھا۔ محدود تھیٹروں میں ریلیز ہونے والی 'گرم ہوا' کو ایک خاص طبقہ ہی دیکھ سکا، اس لیے فاروق شیخ کی اداکاری کی چمک عام طبقے کے فلم بینوں تک نہیں پہنچ سکی۔

"گمن" کی نمائش کے بعد آہستہ آہستہ ان کی اداکاری کا چرچا ہونے لگا۔ جب پونم ڈھلوں کے ساتھ من موہن کرشن کی ہدایت میں 'نوری' ریلیز ہوئی تو عام طبقہ بھی ان کا گرویدہ ہو گیا۔

گرم ہوا، گمن، امراؤ جان، ساتھ ساتھ، شطرنج کے کھلاڑی، بازار، چشم بددور، ایک بار چلے آؤ، یہاں وہاں، کتھا، وغیرہ ایسی فلمیں ہیں جن میں کچھ تو کافی کامیاب ہوئیں کچھ نے اوسطاً بزنس کیا، یعنی فاروق شیخ ایسے اداکار ہیں جن کی فلموں سے فلمسازوں اور تقسیم کاروں کو گھاٹے کا سودا نہیں کرنا پڑا۔

فاروق شیخ کے ساتھ کے بیشتر اداکار ایسے رہے جن کے فلمی سفر کا آغاز کم بجٹ کی فلموں سے ہوا تھا لیکن جہاں

سرور یوسف

ان کی فلموں نے ایوارڈ حاصل کیے بڑے فلمسازوں نے انھیں فوراً سائن کرلیا۔ اور دیکھتے دیکھتے کم بجٹ کی فلموں کے اداکار بڑے پروجیکٹ والی فلموں کے آرٹسٹ بن گئے۔ فاروق شیخ ان اداکاروں سے مختلف رہے حالانکہ ان کی فلموں نے بھی قومی ایوارڈ حاصل کیے مگر انھوں نے عام مار دھاڑ والی، استرد سے پُر فلموں سے گریز کیا کیونکہ وہ اچھی کہانیوں پر مبنی اچھی فلموں میں ہی کام کرنے کے خواہشمند تھے۔

فاروق شیخ کی کامیاب ترین فلموں میں "نوری" اور "امراؤ جان" کا نام آتا ہے۔ فلمی پنڈتوں کا خیال تھا کہ ان فلموں کی کامیابی کے بعد فاروق بھی بڑے فلمسازوں کی فلموں میں کام کرنا قبول کرلیں گے اور سپر اسٹاروں کی صف میں شامل ہو جائیں گے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ فلموں کی کامیابی کے بعد بھی وہ چھوٹے بجٹ کی اچھی فلموں میں آتے رہے۔ جب ایک صحافی نے ان سے پوچھا کہ "آج ایسے کئی نئے اداکار ہیں جو آپ کے بعد آئے تھے مگر آپ سے آگے نکل گئے۔ کیا انھیں دیکھ کر آپ کو دکھ نہیں ہوتا، اور پھر نوری، امراؤ جان جیسی بڑی فلم کے بعد بھی آپ کم بجٹ والی فلم کر رہے ہیں۔"

فاروق مسکرا کر بولے "جی نہیں، مجھے اس بات کا بالکل دکھ نہیں ہے کہ مجھ سے بعد آنے والے اداکار مجھ سے آگے نکل گئے۔ کیونکہ فلموں میں آنے سے قبل دوسروں کی طرح میں نے یہ نہیں سوچ رکھا تھا کہ مجھے بہت اونچا جانا ہے یا سپر اسٹار بننا ہے، مجھے بس اچھی فلموں میں کام کرنا تھا وہ میں کر رہا ہوں اور میں یہاں تجارتی مقصد یا جھوٹی شہرت حاصل کرنے نہیں آیا بلکہ اپنے شوق کی تکمیل کے لیے آیا ہوں۔ چونکہ میں فلموں کے ساتھ ساتھ اپنا بزنس بھی دیکھتا ہوں اس لیے کم ہی فلمیں کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ فلمساز مجھے لینے کے بعد میری تاریخوں کے لیے مارے مارے پھریں۔ دوسری بات یہ کہ جب امراؤ جان بن رہی تھی تب اس میں صرف ایک بڑی اسٹار ریکھا ہی کام کر رہی تھی اس کے علاوہ وہ فلم کسی اعتبار سے بڑی فلم نہیں تھی۔ میرا اسٹار تو بڑے اسٹاروں میں ہوتا نہیں، اور ظفر علی بھی اپنے آپ کو بڑے ہدایت کار کہلوانا پسند نہیں کرتے۔ ہاں وہ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ضرور ہیں جس کی وجہ سے امراؤ جان کامیاب رہی اور بے ساختہ کامیابی کے بعد بڑی فلموں میں گنی جانے لگی۔ جہاں تک خود میرا سوال ہے میں کسی بھی فلم کو بڑی یا چھوٹی فلم نہیں سمجھتا۔ میں اپنی ہر فلم میں اپنے کام، اپنے آرٹ اور اپنے پروڈیوسر کے معاملے میں دیانتداری سے کام لیتا ہوں۔ آج میں جس مقام پر ہوں اس سے مطمئن اور خوش ہوں۔"

فاروق نے اپنی بیشتر فلموں میں معصوم اور سیدھے انسان کا رول نبھایا ہے لیکن جب ستیہ جیت رے نے انھیں اپنی فلم 'کتھا' میں نیگٹو کردار ادا کرنے کو کہا تو وہ کچھ دیر کے لیے پس و پیش میں پڑ گئے چونکہ یہ چیلنجنگ رول تھا اور ان کے اب تک کے ادا کیے گئے کرداروں سے مختلف تھا اس لیے انھوں نے یہ رول قبول کرلیا۔

چیلنجنگ رول کرنے کے لیے اداکار میں خود اعتمادی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ صرف یہ دیکھ کر کہ رول اچھا ہے۔ اداکار اسے پلے کرنے پر فوراً راضی ہو جاتا ہے لیکن اس میں خود اعتمادی کے فقدان کی وجہ سے اس کردار میں وہ بات پیدا نہیں ہو پاتی جو ہونی چاہیے۔ مگر فاروق شیخ ایسے اداکار ہیں جن میں خود اعتمادی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ انھوں نے اداکاری کو بطور پیشہ نہیں بلکہ بطور فن اور تکمیل شوق اپنایا ہے اس لیے انھوں نے جب 'کتھا' کے ویلن کا کردار قبول کیا تو اس پر محنت کی۔ اس کا باریک بینی سے مطالعہ کیا، اس میں خود کو ڈھالنے کی کوشش کی اور اپنی کوشش میں مکمل طور پر کامیاب رہے۔

کچھ اداکاروں نے فاروق سے کہا بھی کہ وہ اپنی معصوم شخصیت اور چہرے بدن کی وجہ سے اس کردار کے لیے موزوں نہیں رہیں گے۔ مگر انھوں نے نیگٹو کردار ادا کر دکھایا 'کتھا' میں وہ ایسے کردار میں جیسے خود رپھوں کی ہیرا پھری کرتا ہے۔ لوگوں کو دھوکا دیتا ہے اور محبوبہ سے بے وفائی کرتا ہے اور حقیقتاً 'کتھا' دیکھنے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ ان نیگٹیو رول کے لیے فاروق سے زیادہ موزوں کوئی اداکار ہو ہی نہیں سکتا۔

فلمی معیار اساسیہ ہے جہاں آرٹسٹ کو امیج کا قیدی بن کر رہنا پڑتا ہے۔ یہ ایک طرح کی مجبوری بھی ہے۔ اس سے بچ کر ہی اداکار نکل پاتے ہیں۔ اچھے سے اچھا اداکار اپنی امیج کے دائرے میں رہ کر کام کرنا چاہتا ہے۔ امیج کو توڑنا یہاں سب سے بڑا رسک ہے۔ کئی اداکار ایسے ہیں جو امیج بدلنے کے چکر میں کہیں کے نہ رہے۔ فلمی دنیا میں امیج ہی آرٹسٹ کی ضمانت تصور کی جاتی ہے مگر فاروق شیخ نے ہمیشہ ہی اپنے آپ کو امیج کی چھاپ سے بچانے کی کوشش کی۔

انھوں نے کچھ ایسے کردار بھی ادا کیے ہیں جسے عام طور پر اداکار کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں جیسے 'شطرنج کے کھلاڑی' میں شادی شدہ عورت کے عاشق کا کردار۔ حالانکہ اس رول میں وہ صرف چند لمحوں کے لیے پردے پر نظر آئے پھر بھی اپنی پہچان چھوڑ گئے۔ ایک ایسے اداکار سے جس کی 'نوری'، امراؤ جان اور اسی طرح کی دیگر فلمیں بطور ہیرو کامیاب ہوئی ہوں، نیز اس کی فلموں نے قومی اعزازات حاصل کیے ہوں۔ اس طرح کے چھوٹے موٹے رول کرنے کی امید کرنا غیر یقینی سی بات ہوتی ہے مگر فاروق شیخ کو کردار پسند آجاتے اور اس میں کچھ ندرت کچھ کر دکھانے کا موقع ہو تو وہ رول بخوشی قبول کرلیتے ہیں۔ انھوں نے فلموں سے متعلق ایک اصول مرتب کر رکھا ہے۔ وہ ایسی گھسی پٹی فرسودہ کہانیوں میں جس میں صرف درختوں کے گرد ناچنا ہو کام کرنے سے معذوری ظاہر کردیتے ہیں۔ صرف وہی فلمیں قبول کرتے ہیں جن کی کہانیوں میں انھیں تازگی دکھائی دیتی ہے۔

"تیزی سے ترقی کی راہ پر گامزن فاروق شیخ "گرم ہوا" سے لے کر آج تک ہر بار ایک قدم آگے بڑھے ہیں۔ ان کی آنے والی فلمیں انھیں کامیابی کی نئی بلندیوں پر لے جائیں گی۔

(اردو سروس سے نشر)

سرور یوسف
۹۱۴ بٹلہ ہاؤس جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵-۱۱۰۰



فاروق شیخ۔ شبانہ اعظمی کے ساتھ 'لوری' میں

جموں و کشمیر میں وسط ایشیا پر

مطالعاتی اور تحقیقی مرکز

ڈاکٹر کاشی ناتھ پنڈت

وسطی ایشیا کے ساتھ ہندوستان کے سماجی، تجارتی اور سیاسی روابط صدیوں سے چلے آرہے ہیں۔ انگریزوں کے اقتدار کے دوران ہمارے بیرونی ممالک کے ساتھ تعلقات پر پابندی لگی ہوئی تھی لیکن آزادی کے بعد ہمارے ملک نے خارجی دنیا اور خاص کر پڑوسی ملکوں کے ساتھ اپنے دیرینہ دوستانہ تعلقات کو پھر سے زندہ کرنے اور ان میں پائداری لانے کی غرض سے ٹھوس قدم اٹھایا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کی غرض سے جو کوششیں ہورہی ہیں ان میں علمی اور ثقافتی احیاء کی کوشش سب سے اہم اور موثر خیال کرنی چاہیے۔

وسطی ایشیا کے ساتھ ہمارے تعلقات نہ صرف قدیم ہی نہیں بلکہ متنوع بھی ہیں۔ ریاست جموں و کشمیر کی جغرافیائی وضعت نے ہندوستانی اور وسط ایشیا کے درمیان روابط کی استواری میں اہم رول ادا کیا ہے جس کا ثبوت کشمیر کی تاریخ میں ملتا ہے۔ ان عوامل کی بنا پر ہمارے ارباب اقتدار نے اس خواہش کو پورا کرتے ہوئے کہ ملک کے وسط ایشیا کے ساتھ تعلقات کو تاریخی، علمی اور تحقیقی سطح پر جانچنے اور پیش کرنے کی پہل کی جائے۔ سال ۱۹۷۹ء میں کشمیر یونیورسٹی میں سنٹر آف سنٹرل ایشین اسٹڈیز نام کا ایک تحقیقی ادارہ قائم کروایا۔ یہ ادارہ اپنی نوعیت کا دلچسپ اور اہم ادارہ ہے۔ اور ہم اس کی عملیات اور گوناگوں تحقیقی سرگرمیوں پر ایک نظر ڈالنا چاہیں گے۔

وسط ایشیا سے متعلق یہ تحقیقی مرکز بنیادی طور پر کئی رشتوں کے باہمی اشتراکی عمل پر انحصار رکھتا ہے جس کو انگریزی میں INTER DISAPLINANY کہا جاتا ہے۔ ادارے کا خالص مقصد ہندوستانی اور وسط ایشیا میں واقع ممالک کے درمیان ہمہ گوں یا گوناگوں رشتوں اور تعلقات کی علمی تحقیق ہے۔ یہ تحقیقات تینوں ادوار یعنی ماضی، حال اور مستقبل سے وابستہ ہیں۔ اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے گا کہ تحقیق کا اصل نشانہ درحقیقت تاریخ اور تمدن ہیں لیکن یہ مقصد تب ہی پورا ہو سکتا ہے جب تاریخ اور ثقافت سے متعلق تمام علمی اور فنی جزئیات کے مختلف رخوں کو بھی سمجھنے اور تجزیہ کرنے کی کوشش شامل ہو۔

قبل اس کے کہ اس تحقیقی مرکز کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی جائے، لازم ہے کہ ہم پہلے اس جغرافیائی خطے کو متعین کریں جس کو وسط ایشیا کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وسطی ایشیا ہماری علمی تحقیق کے لحاظ سے نہ تو ایک مخصوص سیاسی خطہ ہو سکتا ہے اور نہ خالص جغرافیائی۔ بنیادی طور پر ہم ایک ایسے خطے سے تعلق رکھتے ہیں جو ثقافتی، لسانی اور روحانی ملاحظات کی بنا پر مناسب حد تک باہمی ہم آہنگی رکھتا ہو۔ اس اصول کے پیش نظر تحقیقی مرکز نے جن علاقوں کو دائرہ تحقیق میں لیا ہے اس میں سوویت ایشیا کی چار جمہوری ریاستیں یعنی ازبکستان، ترکمانیہ، ترگیزیہ اور تاجکستان شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ایران، افغانستان، دردستان اور بلغستان کے علاقے اور ملک بھی اس خطے میں شامل ہیں۔ شمال مشرق میں منگولیا، تبت اور چینی ترکستان یعنی سنکیانگ بھی وسط ایشیا میں شامل ہیں۔ لداخ اور جموں و کشمیر بھی خطے میں ایک اہم اکائی بنتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ نژادی اور نسلی لحاظ سے زرد پوست قوم کو چھوڑ کر باقی سب قومیں جو اس خطے میں رہتی ہیں آریائی نسل سے ہیں اور لسانی لحاظ سے ہند ایرانی شاخ سے منسلک ہیں۔ ایران، افغانستان، تاجکستان اور ازبکستان کی بعض نواحی میں کل ملا کر لگ بھگ سات کروڑ لوگ فارسی، تاجیکی یا دری زبان بولتے ہیں جو ایرانی زبان کی سب سے اہم اور زندہ شاخ ہے۔ تمدنی لحاظ سے بھی یہ لوگ باہمی قرابت رکھتے ہیں اور دینی لحاظ سے ایک ہی مذہب سے جڑے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف منگولیا، سنکیانگ، تبت اور لداخ کے وسیع علاقے میں پھیلی ہوئی زرد پوست قوم لسانی، ثقافتی اور نژادی مشترکات کی مالک ہے۔ ان سب کے ساتھ ہمارے تعلقات بڑے گہرے رہ چکے ہیں۔ اس لیے یہ خطہ تحقیقی نقطہ نظر سے ایک اکائی بن کر ہمارے سامنے ابھر آتا ہے۔ سنٹرل ایشین اسٹڈیز ان باتوں سے اچھی طرح باخبر ہے اور اپنی تحقیقی سرگرمیوں کے دوران انہیں زیر نظر رکھتا ہے۔

اس تحقیقی مرکز میں عملی سہولت کے لیے مضامین کی بنا پر کئی اکائیاں قائم کی گئی ہیں مثلاً تاریخ، جغرافیہ، اقتصادیات، آثار قدیمہ، سیاسیات، سماجیات وغیرہ۔ یہ سب مل کر تحقیقی مسائل اور موضوعات پر غور و فکر کرتے ہیں، اور نتائج اخذ کر کے انہیں مقابلہ اور مقالہ کے لیے پیش کرتے ہیں۔ اس کی وضاحت ایک مثال سے کی جا سکتی ہے۔ سال ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۶ء کے دوران میں ادارے کی ایک ٹیم نے مغل شاہراہ کے راجوری۔ پونچھ سیکٹر پر واقع مغل دور کی عمارات کے آثار اور کھنڈرات کی جانچ اور تحقیق کی۔ اس ٹیم میں ایک تاریخ داں، ایک آثار قدیمہ کا ماہر، ایک فن معماری کا ماہر اور ایک عکس بردار شامل تھے۔ یہ لوگ مل کر دریافت شدہ آثار اور کھنڈرات پر ایک جامع اور مربوط رپورٹ تیار کر رہے ہیں۔

سال ۱۹۸۳ء میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی ایک سہ رکنی کمیٹی نے اس تحقیقی مرکز کا معائنہ کیا اور رپورٹ پیش کی۔ کمیٹی کی سفارش پر اس مرکز کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے ایریا اسٹڈی سینٹر کا درجہ دینا قبول کیا اور ساتھ ہی ادارے کیلئے مختلف مدوں کے تحت مناسب رقومات بھی منظور کیں۔ کمیشن نے مرکز کے لیے مختلف مضامین کے لیے استادوں اور متخصصوں کی کوئی بیس اسامیاں بھی منظور کیں جنہیں پر کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔

اکتوبر ۱۹۸۵ء میں اس تحقیقی مرکز نے ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں دائر شدہ اٹھارہ ایریا اسٹڈی سینٹرز کے ڈائرکٹروں کی ایک سہ روزہ کانفرنس منعقد کی جس میں ان تحقیقی مرکزوں کے مقاصد اور طریقۂ کار پر غور و خوض ہوتا رہا اور ان کی تحقیقی کاوشوں کو ملکی مفادات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ٹھوس تجاویز پیش کی گئیں۔

اپنے خدوخال اور عملی سرگرمیوں کو نظر میں رکھتے ہوئے کشمیر یونیورسٹی میں یہ تحقیقی ادارہ آنے والے دنوں میں غالباً ملک کی یونیورسٹیوں میں قائم کیے گئے تمام ایسے تحقیقی مرکزوں میں سب سے بڑا اور موثر مرکز بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جس جغرافیائی خطے کی تحقیق مطلوب ہے وہ کئی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسی خطے سے قدیم آریائی قوم اٹھی اور اس کی شاخیں گرد و نواح میں پھیلیں۔ ان کے باہمی اختلاط سے کلچر نو بہ نو صورتوں اور شکلوں میں ابھرتا رہا۔ اس خطے کی تاریخ ہمیشہ متحرک، تازہ دم اور ہنگامہ خیز رہی ہے اور اس کے لوگوں میں تجسس کی حس کبھی پژمردہ نہ ہوئی۔ اس وقت بھی بین الاقوامی سیاست میں اس خطے کا رول نمایاں ہے۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر یہی کہا جائے گا کہ جن رہنماؤں نے اس ادارے کو وائر کرنے کا منصوبہ بنایا اور اسے عملی جامہ پہنایا انھوں نے اپنی علمی بصارت اور دور اندیشی کا ثبوت دیا ہے۔

اس مرکز کی کئی خصوصیات ہیں۔ ایک اہم اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہاں کے استادوں اور تحقیق کرنے والوں کو متعلقہ علاقے یا ملک میں جاکر براہ راست وہاں کے علمی اداروں اور شخصیتوں سے ملنے اور مواد جمع کرنے کے مواقع فراہم ہیں۔ چنانچہ اس طرح کی سہولیات معیاری تحقیق کے لئے ناگزیر ہیں۔ آج تک مرکز کے تین استاد سوویت وسطی ایشیا جاچکے ہیں، اور وہاں کے کتب خانوں، عجائب گھروں اور تحقیقی اداروں سے مستفید ہو چکے ہیں۔ مرکز نے تاجیک اکادمی کے دو استادوں کو یہاں آنے کی دعوت دی ہے وہ یہاں آکر تاجیک کلچر اور تاریخ پر کچھ لکچر دیں گے اور مرکز میں ہونے والے تحقیقی کام کی جانکاری حاصل کریں گے۔

سیمینار اور تقاریر اس مرکز کی علمی سرگرمیوں میں کلیدی مقام رکھتے ہیں۔ سال ۱۹۸۲ء میں مرکز نے وسط ایشیا اور دنیا کے عظیم اور شہرۂ آفاق دانشور، طبیب اور فیلسوف بوعلی ابن سینا کی ہزارویں برسی کے سلسلے میں ایک قومی سیمینار انڈین نیشنل سائنس اکادمی کی شراکت سے منعقد کیا۔ جس میں ملک بھر سے کئی برگزیدہ عالموں نے شرکت کی اور اس عظیم حکیم کی خدمات کو موزوں طریقے پر پیش کیا گیا۔ اس موقع پر ادارے نے ابن سینا پر ایک کتابچہ بھی شائع کیا۔

سال ۱۹۸۴ء میں ادارے نے سوویت وسط ایشیا کی تہذیبی زندگی پر فرینڈز آف سوویت یونین کے اشتراک سے ایک دلچسپ فوٹو نمائش کا اہتمام کیا۔ جس میں تاجیک جمہوری ریاست کی ثقافتی زندگی اور صنعتی پیش رفت سے متعلق سو سے بھی زیادہ رنگین تصویروں کی نمائش کی گئی اور وہاں کی موجودہ زندگی پر ایک دستاویزی فلم بھی دکھائی گئی۔

تحقیقی مواد کی نشر واشاعت غالباً اس مرکز کا اہم ترین کام ہے۔ کئی مشکلات کے باوجود مرکز اس فرض کو نبھا رہا ہے۔ مرکز کی نشریات میں تحقیقی رسالے، مضامین، ترجمے اور دستاویزات شامل ہیں۔ چنانچہ آج تک اس مرکز نے ایسی دس نشریات شائع کی ہیں جو تاریخ، جغرافیہ، کتبہ نویسی، ثقافت، سفرنامہ، زبان اور ادب وغیرہ مضامین سے متعلق ہیں۔

مرکز ایک سہ ماہی خبرنامہ بھی جاری کرتا ہے جس میں اس کی تحقیقی اور علمی سرگرمیوں سے متعلق اطلاع بہم پہنچائی جاتی ہے۔ ان نشریات کے علاوہ مرکز ایم فل اور پی۔ ایچ ڈی کے لیے پیش کیے گئے تحقیقی رسالوں کو بھی چھاپنے کا اہتمام کرتا ہے اگر انھیں بااختیار کمیٹی نے اشاعت کے لیے منظور کیا ہو۔ آئندہ کے لیے اس مرکز کے سامنے تحقیق اور اشاعت کا ایک جامع پروگرام ہے چنانچہ جس وقت مرکز کے پاس منظور شدہ اساتذہ کی اسامیاں پُر ہو جائیں گی، اس وقت تحقیق کے بسیط پروگراموں کو ہاتھ میں لیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر وسطی ایشیا کی ایک مبسوط اور جامع تاریخ تمدن لکھی جاسکتی ہے جو کئی جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ اس میں مختلف مضامین کے ماہر مقالہ جات پیش کرسکتے ہیں اور اس طرح ملک کے ثقافتی سرمایہ کے زیادہ سے زیادہ پہلوؤں کو روشن کیا جاسکتا ہے۔

اس طرح کے مرکز ایک اور اہم رول ادا کرسکتے ہیں: اور وہ یہ ہے کہ ان میں کام کرنے والے ماہرین اپنی گہری نظر اور وسیع معلومات کی بناپر ملک کی خارجہ پالیسی مرتب کرنے والوں کو اپنی قیمتی اور سودمند رائے پیش کرسکتے ہیں اور کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ وقت آیا ہے کہ ان کی نظر اور رائے کو ضروری سمجھا جائے۔ اس لحاظ سے اس طرح کے ادارے حکومت کے لیے مشاورتی رول بھی ادا کرسکتے ہیں ملک میں ان کی بڑھتی ہوئی اہمیت کو بخوبی سمجھا جارہا ہے۔

ادارے کی تحقیقی اور تربیتی سرگرمیوں کا ایک خوش پہلو وسط ایشیا سے متعلق ایک میوزیم کی تشکیل بھی ہے جو اب بڑی دلچسپی اور توجہ کا مرکز بنا ہے۔ بڑی محنت سے بنائے گئے اس میوزیم کی تشکیل میں ریاستی سرکار نے بھرپور تعاون پیش کیا۔ سرکاری توشہ خانہ اور سری پرتاپ میوزیم سری نگر میں محفوظ وسط ایشیا سے متعلق بیش بہا نوادرات کو اس نوخیز میوزیم میں منتقل کیا گیا جہاں ان کی نمائش اور ان کے تحفظ کا خاطر خواہ انتظام ہے۔ ان نوادرات میں ملبوسات، پارچہ جات، ظروف، تصویریں اور علمی نسخے وغیرہ شامل ہیں۔ گلگت میں پائے گئے مسودوں یا مخطوطات کے چند اوراق بھی میوزیم کے توشہ خانہ میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ کشمیر، لداخ، کاشغر، یارقند اور ختن میں دستیاب سدہ مٹی، پتھر یا دھات کی کچھ چھوٹی بڑی مورتیاں بھی شامل ہیں جنھیں مشہور جرمن محقق سر آرل اسٹائن نے جمع کیا تھا اور سری پرتاپ میوزیم سری نگر میں "اسٹائن کلکشن" کے نام سے منسوب کیا گیا تھا۔ میوزیم کے اہلکاروں نے آرکیولاجیکل سروے آف انڈیا کی اعانت سے برزہوم واقع کشمیر میں کھدائی کے دوران دستیاب ہوئے انسانی ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ حاصل کیا ہے اسے مناسب طریقے پر نمائش کے لیے رکھا گیا ہے۔ سال ۱۹۸۴ء میں میوزیم کے کیوریٹر نے سوویت وسطی ایشیا کی جمہوری ریاستوں میں تین مہینوں کی سیاحت کے دوران وہاں کے مشہور قومی عجائب گھروں کو دیکھا اور وہاں کے تجربوں کے پیش نظر اس میوزیم میں ترمیم اور توسیع کا منصوبہ پیش کیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ علمی تحقیق کا یہ مرکز ملک کی مختلف یونیورسٹیوں اور علمی اداروں کے ساتھ رابطہ قائم کرکے باہمی اشتراک کی بنیاد پر تحقیق اور مطالعہ کا کام انجام دے رہا ہے۔ مثال کے طور پر مرکز نے احمد آباد میں فزیکل ریسرچ لیبارٹری کے ساتھ قریبی رابطہ قائم کیا ہے اور آثار قدیمہ اور ارضی شعبہ کے سلسلے میں اس کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔ چنانچہ اس لیبارٹری کا ڈائریکٹر مرکز کا سرفرازی رکن ہے۔ مرکز نے انڈین نیشنل سائنس اکادمی کے ساتھ بھی رابطہ برقرار رکھا ہوا ہے۔ اور اس اکادمی نے مرکز کے ایک ریسرچ اسکالر کو خاطر خواہ رقم بطور وظیفہ دی تاکہ وہ فن تعمیر پامیر کی تاریخ پر ایک تحقیقی رسالہ لکھے۔ مرکز نے تاجیک اکادمی آف سائنس کے ساتھ بھی قریبی رابطہ قائم کیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ باقاعدہ کتابوں اور دیگر نشریات کو بھیجنے اور وصول پانے کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی اکادمی کی دعوت پر مرکز کے دو استاد اب تک تاجکستان جاچکے ہیں۔

ہم نے اس تحقیقی مرکز کی ساخت اور پرداخت کا مختصر سا ذکر کیا لیکن اس کے ساتھ ادارے کی بعض اور ضروریات کا بھی ذکر کیا جانا چاہیے۔ سب سے زیادہ ضروری ان ضرورتوں کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ ایک اہم ضرورت بنیادی مواد کی ہے جو پرانی کتابوں دستاویزوں، مسودوں اور دیگر نادر رسالوں کی شکل میں ہے۔ اس سارے مواد کو جمع کرنے کے لیے کافی رقم درکار ہے اور وقت بھی درکار ہے۔ اگر یہ کام آج سے شروع کیا جائے تب بھی اس میں برسوں لگ جائیں گے۔ مرکز کی لائبریری کی توسیع اور ترقی کے لیے ضروری ہے کہ اس مواد کو جمع کیا جائے اور اس کو دستیاب کیا جائے۔

دوسری اہم ضرورت یہ ہے کہ اس خطے کی زبانوں کے ماہرین موجود ہوں۔ ان اہم زبانوں میں روسی، ترکی اور فارسی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ یورپی زبانوں میں جرمن اور فرانسیسی زبان دانوں کی بھی سخت ضرورت ہے۔ زبان تحقیق کے لیے اہم آلہ ہوتی ہے جس کے بغیر کام چلنا نہیں۔ یہ ضرورت دو طریقوں سے پوری ہوسکتی ہے۔ یا تو ہم اپنے محققوں کو متعلقہ خطوں میں سال دو سال بھیج کر یہ زبانیں سیکھنے کا اہتمام کریں یا یہ کہ انھیں ملک کی ہی دوسری یونیورسٹیوں اداروں میں جہاں انھیں سکھانے کی سہولیات ہیں، مناسب عرصہ کے لیے بھیج دیں۔ دونوں صورتیں ممکن ہوسکتی ہیں۔

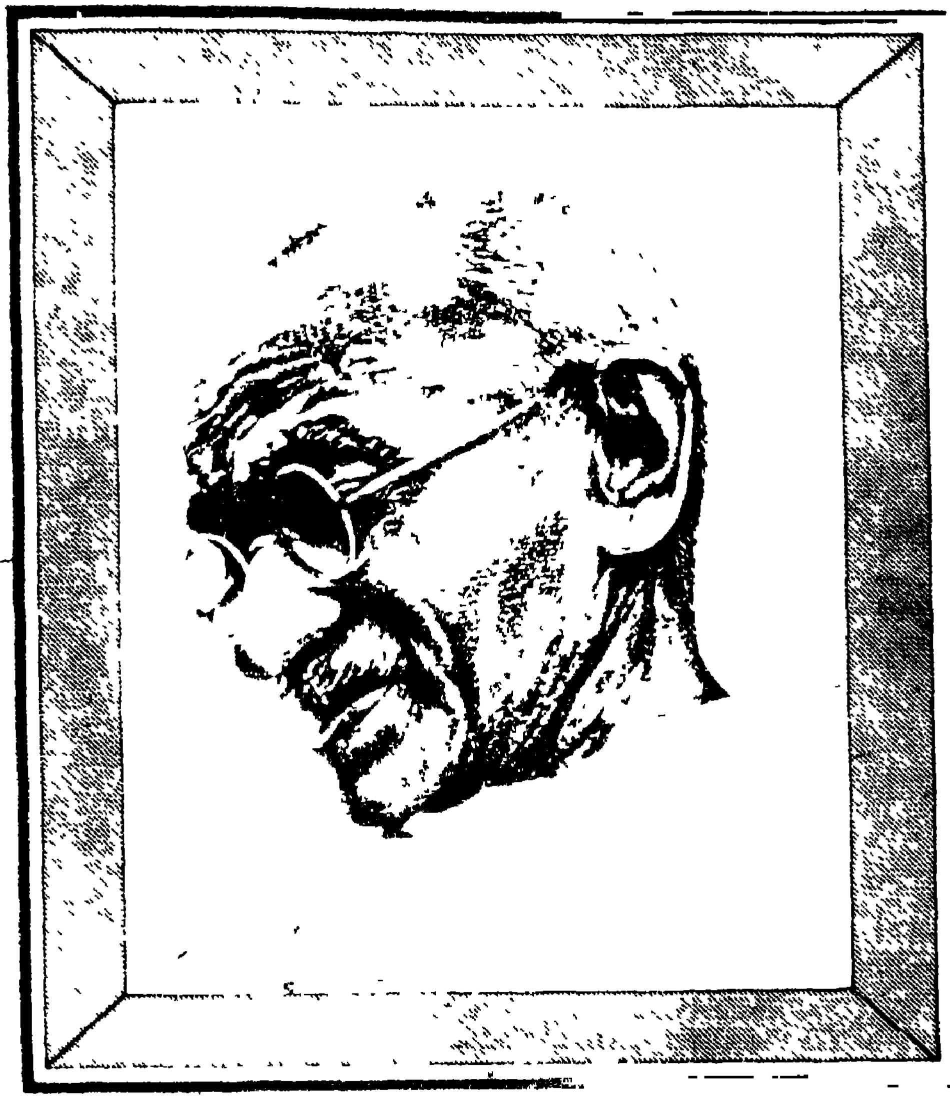
بہرحال امید ہے کہ مناسب وقت پر یہ اور دیگر سہولیات فراہم ہو جائیں گی اور کشمیر یونیورسٹی میں سنٹر آف سنٹرل ایشین اسٹڈیز تحقیق اور علم کا ایک مشہور مرکز بن جائے گا جس کی داغ بیل صحیح طریقے پر پڑ چکی ہے۔

(جموں سے نشر)

جوگندر طائر

کتنے بے بنیاد افسانوں میں الجھایا گیا
زندگی بھر مجھ کو تصویروں سے بہلایا گیا
جاگ اٹھا ہے کوئی احساس دل میں خودبخود
آئینہ جب بھی ہمارے سامنے لایا گیا
جب نہیں پائی کسی صورت صدائے اہل حق
اہل حق کو بارہا سولی پہ لٹکایا گیا
سر بسر بے حس نہ ہو کیونکر مرا دل اور دماغ
مجھ کو بچپن ہی سے پتھر بننا سکھلایا گیا
جب ہوا سے تیز رو کچھ دیر چل کر تھم گئی
پیڑ پر اک گھونسلا اجڑا ہوا پایا گیا
اس قدر طائر تری جیتا ہیاں اچھی نہیں
جسے جی کس سے سراغ زندگی پایا گیا

(جموں سے نشر)



باپو کا مذہب

"میرے مذہب کی کوئی جغرافیائی حدود نہیں ہیں۔
میرے مذہب کی بنیاد سچ اور عدم تشدد ہے۔
میرا مذہب مجھے کسی سے نفرت کرنے سے منع کرتا ہے
مذہب لوگوں کو جُدا کرنے کے لئے نہیں — اُن کو باہم جوڑنے کے لئے ہے"

یہ تھا مہاتما کا مذہب

محبّت اور بُردباری کا مذہب

اردو ڈراموں کی روایت

ڈاکٹر منظر اعظمی

ڈرامہ ایک فن بھی ہے اور ادبی صنف بھی۔ اس کا زیادہ قریبی رشتہ تھیٹر کے فن سے ہے۔ تماشابینت اس کی رگ رگ میں سمائی ہوئی ہے۔ نقالی کا یہ وہ فن ہے جو ہر انسان کی فطرت میں ہے۔ اس لیے اس میں ظاہر کیے گئے جذبات سے تسکین حاصل کرنا تماشہ لکھنے والے اور دیکھنے والے دونوں کا حق ہے۔ واجد علی شاہ نے 'رادھا کنہیا' کے نام سے ایک رہس نیا کیا۔ اپنی ہی عشقیہ مثنویوں پر مبنی ہی کھیل الگ تیار کیے۔ شروع میں صرف شاہی خاندان کے لوگ ان کو دیکھ سکتے تھے۔ مگر تماشائی بڑھتے گئے اور بالآخر جوگیا میلے میں عام اہل شہر کو انھیں دیکھنے کا موقع دیا گیا۔ امانت لکھنوی نے 'اندر سبھا' ناٹک ۱۸۵۲ء میں لکھا مگر ڈیڑھ سال بعد ۱۸۵۴ء میں جب اردو کا یہ ناٹک کھیلا گیا تب اس کی مقبولیت ملک میں شہر شہر اور اودھ میں گاؤں گاؤں پہنچی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈرامہ نگار عام انسانوں یا تماشائیوں کے جذبات اور میلانات کو ذہن میں رکھ کر وہ ماحول پیدا کرتا ہے جس میں تماشائی ڈرامے کی کش مکش کا ایک فریق بن جاتا ہے۔ اس طرح ڈرامے کا اسٹیج سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ جس کا ثبوت یہ جشن تمثیل بھی ہے جو ریڈیو جیسے ادارے کی طرف سے منعقد کیا جاتا ہے۔

ڈرامے کے فن کو عموماً دو ڈھائی ہزار سال پرانا بتایا گیا ہے۔ شیلڈن چینی نے تین ہزار سال کی تاریخ مرتب کی ہے۔ بھرت منی کا 'ناٹیہ شاستر' تقریباً بارہ سو سال قبل مسیح لکھا گیا۔ ظاہر ہے یہ فن اس سے اور پہلے سے یہاں موجود ہوگا۔ ڈرامے کی ابتدا مصر، یونان، چین، ہندوستان کہیں سے ہوئی ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ سنسکرت میں ڈرامے کی ایک خوبصورت اور مضبوط ادبی روایت رہی ہے جس کو سنسکرت کے بعد کی زبانیں آگے نہ بڑھا سکیں۔ مسلمانوں نے اسے تضیع اوقات سمجھا۔ ۱۸ویں صدی کی ابتدا میں جب وہ زوال کا شکار ہوئے تو فنون لطیفہ خصوصاً شاعری، موسیقی اور کسی حد تک ڈرامے کو بھی پنپنے کا موقع ملا۔ شاہان اودھ خصوصاً آصف الدولہ اور واجد علی شاہ اختر نے رقص و موسیقی کی سرپرستی کی جہاں عالم نے راس لیلاؤں سے متاثر ہو کر رہس ترتیب دیئے۔ رہس خانے تعمیر کروائے اور خود بھی اس میں حصہ لیا۔

امانت کی اندر سبھا سے پہلے اگر ایک طرف راس لیلاؤں رہس اور جلسوں، بھانڈوں بہروپ اور بھگت بازی کی روایت تھی تو دوسری طرف داستان سرائی، واسوخت اور خود بھی اس میں حصہ لیا۔

امانت کی 'اندر سبھا' سے پہلے اگر ایک طرف راس لیلاؤں، رہس اور جلسوں، بھانڈوں بہروپ اور بھگت بازی کی روایت تھی تو دوسری طرف داستان سرائی، واسوخت اور مثنوی خوانی کا سلسلہ بھی موجود تھا۔ واجد علی شاہ نے پہلی مرتبہ اپنی رہسوں کے لیے اسٹیج بنوائے۔ اس طرح اسٹیج اور ڈرامے کی ہلکی سی جھلک نمودار ہوئی۔ واجد علی شاہ کے اسی رہس خانے کو ڈاکٹر مسیح الزماں کھڑی بولی کا پہلا تھیٹر کہتے ہیں (۱۹ویں صدی میں اردو ڈرامہ از ڈاکٹر مسیح الزماں، مضمون مشمولہ شب خون' الہ آباد' جون جولائی ۱۹۶۷ء ص۹)

جہاں تک اردو کے پہلے ڈرامے کا سوال ہے امانت لکھنوی کی 'اندر سبھا' ہی کو ہیر پھیر کر اردو کا پہلا ڈرامہ کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ 'راجہ گوپی چند اور جلندھر' کا کوئی مسودہ دستیاب نہیں۔ اسی سبب سے اس کے ماخذ، مصنف، زبان اور معیار کے بارے میں ڈاکٹر عبدالعلیم، امرت لال ناگر، اور ڈاکٹر خلیق انجم میں خاصا اختلاف ہے۔ نومبر ۱۸۵۲ء میں بمبئی میں یہ ڈرامہ کھیلا ضرور گیا مگر اس کی کوئی اسکرپٹ موجود نہیں۔ اس کے علاوہ ڈرامہ 'خورشید' گجراتی سے اردو میں منتقل ہوا اور بمبئی میں ۱۸۷۱ء میں کھیلا گیا۔ اس لیے یہ بھی اردو کا پہلا ڈرامہ نہیں کہا جا سکتا۔

اردو میں ڈراموں پر بیشتر دبدھا کا عالم طاری رہا ہے۔ ابتدائی ڈرامے زندگی سے زیادہ مافوق الفطرت عناصر کی زندگی سے زیادہ قریب تھے۔ فنی اعتبار سے بھی ان میں کرداروں کے ذریعے حیات کی عکاسی سے زیادہ رقص و موسیقی کے واسطے سے تماشائیوں کے سطحی ذوق کی تسکین کا سامان بہم پہنچایا جاتا تھا۔ انگریزی ڈراموں سے اردو داں طبقے کی جو تھوڑی بہت واقفیت پیدا بھی ہوئی تو اس سے اس کے ادبی وقار کو بلند کرنے کے بجائے مالی فائدے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ۱۹ویں صدی کی آخری چوتھائی سے لے کر ۲۰ویں صدی کی پہلی چوتھائی تک پارسی تھیٹریکل کمپنیوں نے اس کو تجارتی بنیادوں پر آگے بڑھایا۔ اس کے بعد اردو کے بڑے ادیبوں نے ادھر توجہ بھی کی تو اچھے اسٹیج ڈراموں سے زیادہ اچھے کتابی ڈرامے تخلیق کر دیے گئے اور جب ڈراموں کے حوالے سے اسٹیج کے تقاضوں کا بھی خیال آیا تو فلمی صنعت کی ابتدا نے اس کے مستقبل کو دھندلا دیا۔

یہ نہیں ہے کہ اردو میں اچھے ڈرامے نہیں لکھے گئے ریڈیو اور رسالوں کے لیے جو ڈرامے لکھے گئے یا ڈراموں کی جو کتابیں شائع ہوئیں وہ تہذیب و معاشرت، سیاست، مذہب، اخلاق، تعلیمات، جنسیات، تاریخ، سائنس، جنگ و امن، آزادی وطن، بیکاری، جرائم، قومی یک جہتی اور دوسرے موضوعات پر محیط تھیں۔ نظریاتی ڈرامے بھی لکھے گئے اور دوسری زبانوں سے ترجمے بھی ہوئے۔ پروفیسر محمد مجیب، ڈاکٹر عابد حسین، عبدالماجد دریابادی، مولانا ظفر علی خاں، امتیاز علی تاج، حکیم احمد شجاع اور پھر بعد کے ڈرامہ نگاروں میں کرشن چندر، عصمت چغتائی، میرزا ادیب، ریوتی سرن شرما، کرتار سنگھ دگل، راجندر سنگھ بیدی، ڈاکٹر محمد حسن، ڈاکٹر حبیب الرحمان اور خواجہ احمد عباس جیسے بڑے نام ہیں۔ ان کے علاوہ بھی رفیع پیر، انصار ناصری، حبیب تنویر، ناصر شمسی، انور عنایت اللہ، قدسیہ زیدی، اصغر بٹ، آغا بابر، پرکاش پنڈت اور بہت سے دوسرے ادیب ہیں جنھوں نے کتابی، ریڈیائی اور اسٹیجی ڈرامے لکھے اور ان کو وقار بخشا۔

۱۸۵۲ء سے لے کر ۱۸۸۵ء تک کی مدت میں دو تین نام ہی قابل ذکر ہیں۔ ان میں مہروان جی آرام، ایڈل جی کھوری اور کیخسرو نوروزجی اہم ہیں۔ خصوصاً آرام نے 'باغ بہار'، 'جوان بخت'، 'حاتم طائی' اور 'علاؤ الدین' وغیرہ جیسے ڈرامے دیے۔ ۱۸۸۵ء کے بعد کے دور میں بزرگ لاہوری، طالب بنارسی، حسینی میاں ظریف اور رونق بنارسی اہم ڈرامہ نگار ہیں۔ ان میں حسینی میاں ظریف نے بہت سے مقبول عام ڈرامے لکھے۔ بینظیر، علمت، نیرنگ عشق، فتنہ خانم، خداداد دست اور اکسیر اعظم وغیرہ مشہور ڈرامے ہیں۔ انھوں نے چھبیس کے قریب ڈرامے لکھے۔ بزرگ لاہوری نے غالباً تین ڈرامے لکھے مگر حافظ عبداللہ فتح پوری نے کم و بیش ساٹھ ڈرامے اور نقلیں تصنیف و تالیف کیں۔ اسی طرح باقی ڈرامہ نگاروں نے بھی متعدد ڈرامے لکھے۔ ۱۸۹۶ء کے بعد کے ڈرامہ نگاروں میں احسن لکھنوی، نرائن پرشاد بیتاب دہلوی، محمد ابراہیم محشر انبالوی، کاظم حسین، اشتر لکھنوی، نازاں دہلوی،

فائق لکھنوی اور آغا حشر کاشمیری نمایاں ہیں۔ ان میں آغا حشر کا نام بڑا معروف اور ممتاز ہے۔ انھوں نے تقریباً ۳۰ سال تک اردو ڈرامے اور اسٹیج کی خدمات انجام دیں اور متعدد ڈرامے لکھے اور انگریزی ترجمے کیے۔ ۱۹۲۱ء سے لے کر ۱۹۳۰ء تک کے عرصے میں بیشتر سیاسی اور سماجی موضوعات ذہنوں میں رہے اور آزادی، حب وطن، ایثار قربانی اور سماجی انصاف پر زیادہ زور رہا۔ آصف مدراسی، دل لکھنوی، پنڈت رادھے شیام، رضی بنارسی، شرر لکھنوی، ظفر علی خاں، عبدالماجد دریا آبادی اور پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ دل لکھنوی نے شیدائے وطن اور نازک مصطفیٰ کمال، پنڈت رادھے شیام نے بھارت ماں، رضی بنارسی نے ٹیپو سلطان اور بے چتوڑ، کیفی نے مراری دادا اور راج دلاری، شرر نے میوۂ تلخ اور شہید وفا، ظفر علی خاں نے اڈیٹر کا حشر اور جنگ روس وجاپان، عبدالماجد دریا آبادی نے زود پشیماں وغیرہ ڈرامے لکھے۔ ۱۹۳۰ء کے بعد کے دور میں محمد عمر و نور الٰہی، منشی پریم چند، پنڈت سدرشن، یلدرم، کشن چند زیبا، امتیاز علی تاج، پروفیسر محمد مجیب، ڈاکٹر عابد حسین اور دوسرے ممتاز ڈرامہ نگار شامل ہیں۔ کشن چند زیبا کے ڈرامے زخمی پنجاب، انقلاب زندہ باد وغیرہ معروف ڈرامے ہیں۔ یلدرم نے ترکی ڈراموں کے ترجمے کیے۔ پنڈت سدرشن نے کم وبیش آٹھ ڈرامے لکھے۔ پروفیسر محمد مجیب نے متعدد ڈرامے لکھے۔ ڈاکٹر عابد حسین کا پردۂ غفلت اور تاج کا انارکلی، اس عہد کے ممتاز ڈرامے ہیں۔

اشاعتی اور نشریاتی سہولتوں کے سبب اس دور کے آخر میں ایکانکی اور ریڈیائی ڈرامے بھی کثرت سے لکھے گئے۔ اس سلسلے میں میرزا ادیب، کرشن چندر، اپندر ناتھ اشک، منٹو، خواجہ احمد عباس، بیدی، علی عباس حسینی، مصطفیٰ قریشی، سہیل عظیم آبادی، اصغر بٹ، آغا بابر، کرتار سنگھ دگل، ڈاکٹر محمد حسن اور دوسرے ڈرامہ نگاروں نے متعدد ڈرامے لکھے۔ اسی زمانے میں یوسف ظفر، حامد عزیز مدنی، رفعت سروش اور دوسرے کئی ادیبوں نے منظوم ڈرامے بھی لکھے۔ اس عہد میں اور اس کے بعد یعنی آزادی کے بعد کے زمانے میں عموماً سماجی مسائل پر ڈرامے لکھے گئے۔ جو سماجی بیداری کے آئینہ دار تھے۔ ان میں عموماً جدید ذہن کار فرما رہا ہے۔ ان ادیبوں نے فرد کو سماج اور مفرد اکائی سمجھنے کے بجائے اس کی داخلی اور نفسیاتی زندگی کی الجھنوں کا خوبصورتی سے تجزیہ کیا ہے۔ ان کی فضا گھریلو اور زیادہ زور انسانیت نوازی پر ہے۔ ان میں سے بہت سے ڈراموں میں طنز ومزاح کا خوشگوار امتزاج بھی ملتا ہے۔

اردو ادب کی دوسری اصناف کی طرح اردو ڈرامے کی ترویج وترقی میں ریاستی ادیبوں نے بھی قابلِ ذکر اضافے کیے ہیں۔ آزادی سے پہلے کے بزرگوں میں محمد عمر و نور الٰہی صاحبان، جگدیش کنول، سرسنگھ داس نرگس، اور رامانند ساگر وغیرہ نے اچھے ڈرامے لکھے۔ پردے کے پیچھے، تعارف، نوشتۂ تقدیر ممتاز ڈرامے ہیں۔ راماننداساگر کے ڈراموں کے دو مجموعے اردو ڈرامہ اور نیرا نے دیپ نئے اجالے، شائع ہوئے۔ بعد کے زمانے میں ریڈیائی ڈرامے زیادہ لکھے گئے۔ آزادی کے بعد کے ریاستی ڈرامہ نگاروں میں علی محمد لون، رام کمار ابرول، ٹھاکر پونچھی، نریندر کھجوریہ، ستار شاہد، بشکر ناتھ، تیر شاہ، دیپ سوری اور غلام محمد سجود سیلانی وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ اس سلسلے کے انساں بٹ گیا، دھرتی اور رحم، وادیاں اور ویرانے، تمنا کے قدم، راستہ، کانٹے اور راہ، نئی بستی، پورن ماشی، اور منطق کا انتقام، تخلیق کا گھاؤ، میری آرزو میری تمنا وغیرہ معروف ڈرامے ہیں۔

اردو میں ڈراموں کی اس کثرت اور اس کے انسانی زندگی سے قریب تر آنے کے باوجود بقول "ڈاکٹر محمد حسن" یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ ہنوز اردو ڈرامہ عالمِ طفولیت میں ہے۔ ابھی ہمارے ڈراموں میں فلسفیانہ گہرائی، سنجیدگی اور عظمت نہیں آئی ہے۔ ابھی زندگی کے بنیادی مسائل کو موضوع نہیں بنایا گیا۔ ابھی سارے خام مواد سے کام نہیں لیا گیا ہے۔

[دیباچہ، نئے ڈرامے، از ڈاکٹر محمد حسن مطبوعہ انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی۔ صفحہ ۱۱]۔

(جموں سے نشر)

عابد مناوری

<table>
<tr><td>خود سوال آپ ہی جواب ہوں میں</td><td>زندگی کی کھلی کتاب ہوں میں</td></tr>
<tr><td>یوں تو اک جرعۂ شراب ہوں میں</td><td>گردشِ وقت کا جواب ہوں میں</td></tr>
<tr><td>جستجوئے سکونِ دل تھی مجھے</td><td>غرقِ دریائے اضطراب ہوں میں</td></tr>
<tr><td>میری قیمت ہے پیار کے دو بول</td><td>کتنے سستے میں دستیاب ہوں میں</td></tr>
<tr><td>کبھی نغمہ طراز تھا میں بھی</td><td>آج ٹوٹا ہوا رباب ہوں میں</td></tr>
<tr><td>رنج، غم، درد، بے کسی، حسرت</td><td>میر کا جیسے انتخاب ہوں میں</td></tr>
<tr><td>کون مجھ پر یقین لائے گا</td><td>اپنی نظروں میں خود سراب ہوں میں</td></tr>
<tr><td>پہلے سیلاب سے پریشاں تھا</td><td>اب کہ محوِ تلاشِ آب ہوں میں</td></tr>
</table>

مختلف رنگ ہیں مرے عابدؔ
کبھی جلوہ کبھی حجاب ہوں میں

(جموں سے نشر)

انڈین پوسٹ آفس

انڈین پوسٹ آفس کی تاریخ ہماری قومی تاریخ ہی کا ایک اہم اور ضروری جز سمجھی جاسکتی ہے۔ پوسٹل سسٹم کے بارے میں ہمارے پہلے وزیر اعظم شری جواہر لال نہرو نے کہا تھا کہ "یقیناً پوسٹل سسٹم جو کہ ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے، ان بہترین اور فائدہ مند حاصلات میں سے ایک ہے جو جدید دنیا نے ہمیں دی ہیں۔ اور پوسٹ آفس کی کہانی نہایت دلچسپ اور مہماتی جذبہ سے بھرپور ہے۔"

اگر ہم پوسٹ آفس کے ارتقا کے سلسلہ میں جاننا چاہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ موجودہ پوسٹل سسٹم کا آغاز پہلی اکتوبر ۱۸۵۴ء کو ہوا اور اسی دن پہلے ڈاک ٹکٹ نے ہندوستان میں جنم لیا۔

یہ بات دلچسپی کا باعث ہے کہ موجودہ پوسٹل سسٹم کے باقاعدہ آغاز سے بہت قبل ہی ہمارے ملک میں پتہ کا نظام کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا۔ دراوڑی نسل کے لوگ جو ہندوستان کے سب سے قدیم باشندے تھے کچھ خاص پیغامات کی ترسیل پتھروں اور پتوں کے ذریعہ کیا کرتے تھے۔ ویدک دور میں مذہبی پیشواؤں کے پیغامات آدمیوں کے ذریعہ بھیجے جاتے تھے۔ اس بات کی بھی شہادت موجود ہے کہ ۳۲۲ قبل مسیح میں موریا سلطنت کے سمراٹ چندر گپت کے دور میں پیغامات کی ترسیل کا باقاعدہ نظام موجود تھا۔ وہ یہ تھا کہ ایران سے لے کر جنوبی ہند تک پھیلی ہوئی اس وسیع وعریض سلطنت میں مواصلاتی مقاصد کے لیے کبوتروں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ ان نرم ونازک کارآمد پرندوں کو مختلف مقامات تک پرواز کرنے کی تربیت دی جاتی تھی اور یہ پرندے پیغامات کے لانے لے جانے کا کام بخوبی انجام دیتے تھے۔ یہ نظام راجہ اشوک کے زمانے یعنی ۲۷۷ قبل مسیح تک بھی رائج رہا۔

اس دور کے آس پاس جبکہ مہاکوی کالیداس ہندوستانی افق پر ابھرے محبت ناموں کے تبادلہ کا ذکر قصے کہانیوں اور ڈراموں میں اکثر ملتا ہے۔ کالیداس کی عظیم تخلیق

ایچ راجندر پرساد

"شکنتلا" میں ڈرامہ کی ہیروئن شکنتلا نے اپنے محبوب دشینت کو محبت بھرے پروانے بھیجے کا ذکر موجود ہے۔ اور کالیداس کی مشہور نظم 'میگھ دوت' تو ایک پیام محبت ہے جو بادلوں کے کاندھوں پر عاشق سے معشوق تک پہنچتا ہے۔

یہ تو تھی قدیم اور کلاسیکی دور کی بات۔ ڈاک کے نظام کی کہانی اور آگے بڑھتی ہے اور جا ملتی ہے ہندوستان میں مسلمان حکمرانوں کے دور سے جہاں اس نظام کو مزید استحکام ملا اور ترقی حاصل ہوئی۔ عرب سیّاح ابن بطوطہ اس سلطنت کے مطابق محمد بن تغلق کے دور حکمرانی میں پوسٹل سسٹم نے ترقی اور حالات کی نئی منزلیں طے کیں۔ اس دور میں دو طرح کے ہرکاروں کا آغاز ہوا۔ ایک پیدل اور دوسرا گھوڑ سوار۔ ایک اور مورخ فرشتہ نے اس وسیع سواری بردار نظام یعنی Mounted Post System کی تفصیل بیان کی ہے جو سولہویں صدی کے وسط میں شیر شاہ سوری کے عہد حکومت کے دوران عام طور پر رائج تھا۔ اور بعد ازاں مغل دور حکومت میں پوسٹل سسٹم نے جس اختراع اور تیزی کے ساتھ ترقی کی اس کی اچھی خاصی اور دستاویزی شہادتیں موجود ہیں۔ شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں ایک خط کا آگرہ سے احمد آباد تک پانچ دن کے عرصہ میں تیز رفتار گھوڑ سوار اور پیدل ہرکاروں کے ذریعہ پہنچ جانا ممکن ہو چکا تھا۔

ہندوستان میں برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے بعد حالات میں تیزی سے تبدیلیاں ہوئیں اور پوسٹل سسٹم نے بھی نیا موڑ لیا۔ کمپنی نے ۱۶۸۶ء میں ان کے اپنے تنخواہ یافتہ پوسٹل رنرز مقرر کیے۔ بمبئی میں ایک پوسٹ آفس قائم ہوا جہاں چٹھی کی ارسال و ترسیل کا انتظام کیا گیا۔ لارڈ کلائیو نے چٹھی کے نظام کو موثر بنانے کے لیے کئی اقدامات کیے۔ ۱۷۷۴ء میں وارن ہیسٹنگز نے ایک پوسٹ ماسٹر جنرل کا تقرر کیا جس کو چٹھی کی ترسیل و تقسیم کے انتظامات کی نگرانی کے فرائض تفویض کیے گئے۔ ہیسٹنگز ہی کے دور میں چٹھی پر محصول یعنی POSTAGE charges وصول کرنے کے طریقہ کا پہلی مرتبہ آغاز ہوا۔ اور اس محصول کی تشریح ہر ایک سو میل کی مسافت کے لیے دو آنے کے ٹوکن کی شکل میں مقرر کی گئی۔ اور اس طرح جدید پوسٹل سسٹم کی ہمارے ملک میں بنیاد پڑی۔ لارڈ ولزلی اور ڈلہوزی کے دور میں بھی کم و بیش یہی نظام رائج رہا۔ ۱۸۵۲ء میں پہلی ۲۰ میل کی ریلوے لائن کا بمبئی اور تھانہ کے درمیان آغاز ہوا اور اس کے ساتھ ہی چٹھی کی ترسیل کے لیے ایک اور تیز رفتار ذریعہ دستیاب ہو گیا۔ ۱۸۶۳ء تک ۳۷۴۴ میل کی مسافت پر بذریعہ ریل ۱۵۶۵ میل کے فاصلے پر بذریعہ گھوڑا گاڑی اور ۵۱۳۷ میل کی مسافت پر پیدل ہرکاروں اور کشتیوں کے ذریعہ چٹھی کی ارسال و ترسیل کا کام شروع ہو چکا تھا۔

۱۸۷۶ء میں انڈین پوسٹ آفس بین الاقوامی سطح پر نمودار ہوا جب ہندوستان نے یونیورسل پوسٹل یونین کی رکنیت حاصل کی اور عالمی پوسٹل ادارہ کا سرگرم رکن بن گیا۔ انڈین پوسٹ آفس کا حلقہ کارکردگی وسیع تر ہوتا گیا اور ۱۸۷۷ء میں وی پی سسٹم اور اسی سال بیمہ شدہ پارسلوں کی وصولی رقم کے طریقہ کا آغاز ہوا۔ ۱۸۸۰ء میں ترسیل زر کے سلسلہ میں ۵۵ ڈاک گھروں کو منی آرڈر وصول کرنے اور منی آرڈر کی ادائیگی کے اختیارات دیے گئے اور عوام الناس کو مزید سہولتیں بہم پہنچانے کی سمت ایک اہم قدم ثابت ہوا۔ ۱۸۸۲ء میں پوسٹ آفس نے معاشرہ کے معاشی نظام کی طرف اپنی توجہ کا رخ کیا اور اسی سال پوسٹ آفس سیونگس بینک اسکیم کا آغاز ہوا اور یہ اسکیم اس قدر مقبول ہوئی کہ اگلے ایک سال ہی کے عرصہ میں ۳۹۱۲۱ سیونگس کھاتے ڈاک گھروں میں کھولے گئے جن میں جمع شدہ رقم ۷۹۶ء۲ ملین روپئے تک پہنچ گئی۔ ۱۸۹۷ء میں سرٹیفکیٹ آف پوسٹنگ کا آغاز ہوا۔ ۱۸۹۳ء میں پوسٹل سروس نے ایک اور جست لگائی جب ۵۵ پوسٹ آفسوں میں ٹیلی گراف سسٹم شروع کیا گیا۔

۱۹۰۴ء میں پوسٹ اور ٹیلی گراف خدمات کو ایک ہی محکمہ میں ضم کر دیا گیا۔

۱۹۳۵ء میں انڈین پوسٹل آرڈر کا آغاز ہوا۔

۱۹۴۷ء میں ہندوستان نے آزادی حاصل کی اور جناب رفیع احمد قدوائی آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر مواصلات بنے۔ رفیع صاحب پوسٹل سروس میں کئی کارآمد اصلاحات اور تبدیلیات کو روبہ عمل لائے جن میں سب سے زیادہ قابل ذکر ۱۹۴۹ء میں شروع کی ہوئی All-Up Scheme ہے جس کی بدولت خطوط کی ترسیل ہوائی جہاز کے ذریعہ بلا کوئی زائد محصول کے ہونے لگی۔ یہ ملک میں چٹھی کی نقل و حمل کے عمل کو تیز تر کرنے کی سمت میں ایک انقلابی قدم ثابت ہوا جس کا بڑے پیمانے پر خیر مقدم کیا گیا۔

حالیہ برسوں میں سارے ملک میں پوسٹل سروس نے اپنی سرگرمی کے ہر شعبہ میں زبردست ترقی کی اور عوام کے قریب سے قریب تر ہوتی گئی۔ وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ چٹھی کی خدمات نے قومی یک جہتی کو فروغ دینے میں بھی اپنا حصہ ادا کیا اور کر رہی ہیں۔ مختلف رنگا رنگی زبانوں میں لکھے ہوئے یہ ہزاروں لاکھوں خطوط مختلف منزلوں سے گزرتے ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک شب و روز آتے جاتے رہتے ہیں اور ادھر ادھر بکھرے ہوئے حصوں کو ایک دوسرے سے جوڑتے ہوئے باہمی یگانگت کا ایک انمول جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ عید و تہوار کا موقع ہو یا نئے سال کا یا کسی قومی جشن کا۔ یہ خطوط ہی ہیں جو سینکڑوں ہزاروں میل کی دوریاں ختم کرتے ہوئے ایک دوسرے کے دلوں کو ملاتے ہیں۔

آخر میں اگر میں یہ کہوں کہ پوسٹ آفس کی کہانی کبھی نہ ختم ہونے والی کہانی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس میں وقت کے ساتھ نئی منزلیں، نئے موڑ آتے ہی جائیں گے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچانے کے اقدامات شامل ہوتے رہیں گے۔

(حیدرآباد سے نشر)

روشنی

محمد یوسف ٹینگ

دعائیں خیر و برکت کی تحریک دیتی ہیں اور دعا مانگنے والا اس عمل سے نیکی کے قریب تر آتا ہے کہ بُری چیزوں کے لیے دست دعا کون بلند کرتا ہے؟ ایک انگریزی کہاوت ہے کہ دعا دن کی کنجی اور رات کا قفل ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس نے نیکی کی دعا کی اس نے گویا نیکی کے راستے پر مضبوطی سے قدم آگے بڑھایا۔ ایلکس کیرل کا کہنا ہے کہ دعا صرف عبادت نہیں، بلکہ روح انسان کی پرواز بھی ہے اور اس سے انسان کے باطن میں چھپے لا متناہی امکانات کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ ایک اور مغربی مفکر کا قول ہے کہ ہم میں سے جو لوگ کسی بھی مذہب سے بھی وابستہ نہیں ان کو بھی اس بات کی ضرورت کی احتیاج ہوتی ہے جو خاموش دعا سے تسکین پاتی ہے۔ مہاتما گاندھی کہا کرتے تھے کہ میری دعائیہ مجلسیں میرے لیے سب سے زیادہ سکون آمیز اور باسعادت گھڑیاں ہوتی ہیں کہ پرارتھنا کے بعد میری روح جیسے غسل صحت کر کے تازہ دم ہو جاتی ہے۔ ایلکس کیرل کا کہنا ہے کہ دعا میں ایک ایسی تاثیر ہوتی ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے ایک معالج کی حیثیت سے مشاہدہ کیا ہے کہ جب علاج معالجے کے دوسرے طریقے ناکام ہو گئے تو کتنے ہی مریض دعا کی برکت سے بیماری اور ناامیدی کے منحوس جنگل سے آزاد ہو گئے۔ صرف دعا کے وقت ہی ہم جسم اور روح کا وہ اتحاد حاصل کر لیتے ہیں جو کمزور انسانی ڈھانچے کو ناقابل تسخیر قوت عطا کرتا ہے۔ اسی لیے دنیا کے تمام مذاہب نے رات اور دن کی سب سے سہانی گھڑی یعنی صبح صادق کو دعا کے لیے چنا ہے۔

(ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر)

بڑے شہر میں برے پھنسے

کلیم الحق

ہم کیا اور ہمارا جاتا کیا ۔ بس سوچا تھا کہ خاموشی سے ٹرین کے کسی ڈبے میں دبک جائیں گے جس کی ٹکٹ چیکر کی نظر بھی نہ پڑ سکے لیکن سوچا ہوا کبھی پورا ہوا ہے ۔ یہ بات نہیں کہ ہم کسی کے قرضدار ہوں یا مکان کا کرایہ ادا نہ ہونے کے ڈر سے چھپ چھپا کر جانے کی ٹھان لی ہے ۔ تفصیل اس خاموشی کی یہ ہے کہ پچھلی بار جب ہم کچھ دنوں کے لیے شہر سے باہر گئے تھے تو اسوقت دوستوں اور گھر والوں کی جو فرمائشات تھیں وہ اسوقت بھی تہہ کی ہوئی میری جیب میں کسی امانت کی طرح محفوظ ہیں ۔ اور فرمائش کرنے والوں سے ہمارے تعلقات کی پرانی خوشگواری اور خلوص کبھی بحال نہ ہو سکا ۔

اس رازداری کے باوجود ہمارے ایک دوست نے ہماری ڈائری میں لکھوا ہی دیا کہ بیوی کے لیے ایک ساڑی ایک پریشر کوکر ، ایک ڈنر سیٹ لیتے آنا ۔ ایک دوست کو معلوم تھا کہ عروس البلاد یعنی بمبئی میں جوتے اچھے بنتے ہیں وہ اپنے پاؤں کا ناپ ہمیں دے گئے کہ بس دو جوڑے لیتے آنا قیمت یہاں آنے پر نذر کر دوں گا ۔ بشرطیکہ میرے ناپ کے نکلیں ۔ ایک دوست ذرا روشن خیال قسم کے تھے انھوں نے فقط اسی فرمائش پر اکتفا کی کہ دلیپ کمار سے میرا اسلام کہنا اور بتا دینا کہ میں ان کا پرانا پرستار ہوں ۔ ٹرین صبح چھ بجے روانہ ہونی تھی لیکن کسی نے کہا کہ پانچ بجے پلیٹ فارم پر پہنچنا ضروری ہے ۔ ایکبار تو جی میں آیا کہ نہ جائیں لیکن خدا بھلا کرے میری بیوی کا جن کو میرا گھر میں زیادہ دن قیام جانے کیوں کھٹکتا ہے کہنے لگیں جاؤ میاں بچہ جو پچوں کرتے ہو ۔ انھوں نے ہمارے بازو پر امام ضامن بھی باندھ دیا یعنی ہمارے نہ جانے کی راہ بالکل ہی مسدود ہو گئی ۔ ہم کیسے چار بجے اٹھے یا اٹھائے گئے اس کی داستان کا یہاں موقع نہیں لیکن ٹھیک پانچ بجے ہم اسٹیشن پہنچے ۔ جب میں نے ایک ٹانگ کا بوجھ دوسری پر اور دوسری کا پہلی پر منتقل کرتے ہوئے دو گھنٹے گزار دیئے تو خدا خدا کر کے ٹرین پلیٹ فارم پر جلوہ افروز ہوئی ۔ اور جب اپنا نامۂ اعمال ہاتھ میں لئے ہوئے کسی ڈبوں میں جھانکتے ہوئے اپنی برتھ تک رسائی ہوئی تو بقول شاعر ؂

ریل کے ڈبے میں یوں لیٹے تھے ایک بزرگ
گویا کہ پوری سیٹ وہ لے کے چلے تھے مول
پوچھا جو ان سے تو کہنے لگے جناب
تھوڑے سے رہ گئے ہیں کر و برتھ کینسل

قصہ مختصر یہ کہ ٹرین کے سفر میں اپنے شہر سے بمبئی پہنچنے میں گھڑی کے ساتھ ساتھ کلینڈر کی مدد لیتے ہوئے ہم عروس البلاد بمبئی میں وارد ہوئے ۔ بمبئی کا ریلوے اسٹیشن بڑے جاہ و جلال کے ساتھ ایک نادر عمارت ہے ۔ پلیٹ فارم پر جہاں قاعدے کے مطابق کیلے اور مونگ پھلی کے چھلکے ، چاٹ کے پتے ، پان کی پیکیں ، سگریٹوں کے ٹکڑے اور دوسری علامتوں کے ڈھیر ہونے چاہئیں ہر تو کچھ تھی نہ پا کر مایوسی ہوئی ۔ یہاں آپ کو ہندوستان کے طول و عرض کے بھانت بھانت کے لوگ مل جائیں گے ، کچھ ہیٹ بشرٹ میں ، کچھ ٹوپی میں کچھ دھوتی میں ، کوئی شمال کا ہے کوئی جنوب کا ۔ پلیٹ فارم پر جو میل میلا ہے ، ہر منزل کے لیے گاڑی موجود ہے ایک کھڑکی معلومات کی ہے جس میں کوئی نہیں تھا ۔ یہ سمجھئے کہ ہمارے ہاں کی طرح کہیں چائے پینے گیا ہوا تھا ۔ قلیوں نے دور سے پہچان لیا کہ کوئی نیا ہے جب حق محنت وصول کی تو پہلی بار اندازہ ہوا کہ کسی بڑے شہر میں آ گئے ہیں ۔ بہرحال اسٹیشن سے باہر نکلے تو سامنے نظر پڑتے ہی دل دھک سے ہو گیا ۔ شہر والوں کو جیسے میری آمد کی پہلے سے خبر ہو چکی تھی ، سامنے ایک بڑی سی ہورڈنگ جس پر بڑے بڑے حروف میں لکھا تھا ۔ آپ کے شہر میں پہلی بار آ رہا ہے ۔

"جورو کا غلام"

کسی طرح دل کو سمجھایا کہ شاید کسی اور کے لیے لکھا گیا ہے ، اور آنکھیں چرا کر آگے بڑھ گئے ۔

بمبئی میں بسوں کی سہولت کا ذکر بڑا سننے میں آتا تھا اور پھر بسوں کی قطار دیکھ کر واقعی بڑی راحت محسوس ہوئی کہ اب جلد از جلد منزل کی راہ لی جائے دوسروں کی دیکھا دیکھی میں بھی بس کے انتظار میں کھڑا ہو گیا ۔ لیکن وہاں بھی وہی بدقسمتی آڑے آئی کہ کوئی بھی بس رکنے کو تیار نہیں ۔ میں جھنجھلایا کہ ارے صاحب میں بیمار ہوں تھکا ہوا ہوں لیکن کسی بس والے کو ترس نہیں آیا ۔ کافی انتظار کے بعد ایک بس آ کر رکی اور ایک طوفان کی طرح لوگ بھرنے لگے ۔ میں نے بھی بکس سنبھالا اور بھائی صاحب لوگوں سے راستہ مانگتے ہوئے جونہی پہلا قدم اندر ڈالا ، ایک تیز کا انگا میں شریک بزنس جو اب تک پہنچ چکی تھی ۔ وہ تو کہئے کہ سر کے نیچے ایر بیگ بڑے موقع سے فٹ ہو گیا تھا ورنہ پھر اس تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ ساری مشکل کشا دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے بس ایک نعمت غیر متوقع کی طرح وارد ہوئی ۔ حیرت صاحب پتہ نہیں بس اللہ والے کی مدد سے میں اور میرا سامان بس میں ٹھونس دیئے گئے ۔ بڑی مشکل سے ایک سیٹ میسر ہوئی اور ٹھنڈی ہوا کا جھونکا لگتے ہی میں ساری فکروں سے آزاد ہو گیا اور بڑے سکون سے نیند کا مزہ لینے لگا ۔ ایک طویل نیند کے بعد آنکھ کھلی تو طبیعت بڑی ہلکی تھی ۔ گھڑی دیکھی تو پتہ چلا کہ دو گھنٹے سے سو رہا ہوں ۔ پاس والے مسافر سے معلوم کیا کہ باندرہ کب آئے گا تو پتہ چلا کہ ایک گھنٹہ پہلے گزر چکا ہے اور اب بس واپس وی ٹی ریلوے اسٹیشن کی طرف جا رہی ہے جہاں سے میرا سفر شروع ہوا تھا ۔

خیال ہوا کہ ذرا لوکل ٹرین کا تجربہ بھی حاصل کر لیا جائے تاکہ وطن واپس جانے پر دوست احباب یہ طعنہ نہ دیں کہ ارے واہ بمبئی جا کر لوکل ٹرین کا مزہ نہ لیا اور پھر پتہ نہیں زندگی میں دوبارہ بمبئی کا سفر اختیار کرنا پڑے ۔ صرف لوکل ٹرین کا سفر کرنے کے لیے کسی بھی اسٹیشن پر آپ کھڑے ہو جائیں ، ہر دو منٹ پر ایک سیلاب سا آتا ہے اور نہ جانے کہاں چلا جاتا ہے ۔ اور یہ لوکل ٹرینیں لاکھوں لوگوں کو بمبئی کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچا دیتی ہیں ۔ پلیٹ فارم پر کالے کالے سروں کا ایک سمندر جیسا امڈا پڑتا ہے ۔ پھر اتنی کہ سروں پر ایک چادر ڈال دی جائے تو پوری چادر میں کہیں جھول نہ آئے ۔ میں بھی اسی انتظار میں کھڑا تھا کہ ٹرین آئے اور میں سوار ہو جاؤں ۔ ٹرین تو آئی لیکن بلا کسی کوشش کے خود کو ٹرین کے اندر پایا ۔ پتہ چلا اسی بھیڑ نے مجھے ڈبے کے اندر پہنچا دیا اور پھر اپنی منزل پر پہنچتے وقت واپس پلیٹ فارم پر پہنچا دیئے گئے ۔ اپنی کوشش کا کہیں دخل نہیں تھا ۔

بزرگوں سے سن رکھا تھا کہ کسی کی مدد کرنا کار ثواب ہے ۔ اپنی شامت اعمال مجھے شام کو بمبئی کے مشہور سمندر کے کنارے چوپاٹی کے مناظر سے لطف اندوز ہونے کیلئے لے گئی ۔ یونہی اکیلے ٹہلتا دیکھ کر ایک محترمہ نے دور سے مجھے کچھ اشارہ کیا جو میری سمجھ میں تو نہیں آیا لیکن یہ ضرور محسوس ہوا کہ انھیں میری مدد درکار ہے ۔ میں مقناطیس کی طرح کھنچتا ہوا

سرسالار جنگ صدی

ذکیہ سلطانہ

جب سالار جنگ کا نام سنتے ہیں ہمارا ذہن خود بخود سالار جنگ میوزیم کی طرف چلا جاتا ہے جو کہ پوری دنیا میں اپنی نوعیت کا واحد میوزیم ہے جو ایک ہی انسان یعنی سالار جنگ کی محنت و کاوشوں کا مرہون منت ہے۔ اور یہ میوزیم اپنے بانی کا صد سالہ جشن نہایت ہی شاندار طریقہ سے منا کر اس مشہور آرٹ کے شیدائی کو خراج تحسین ادا کر چکا ہے۔

سب سے پہلے تو میں یہ بتاؤں گی کہ سالار جنگ کون تھے اور اس میوزیم کی بنیاد کیسے پڑی۔ سالار جنگ کا اصل نام ابوالقاسم میر یوسف علی خاں تھا۔ یوں تو ان کا حسب و نسب اویس قرنی سے جا ملتا ہے لیکن ان کے آبا و اجداد عرب سے چھٹی صدی میں ہندوستان آئے تھے لیکن انیسویں صدی میں اس خاندان کو عروج ملا۔ اور اس خاندان کے ۵ افراد کو نظام حیدرآباد کے وزیر اعظم بننے کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن جب سر سالار جنگ سوم کا انتقال ۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو ہوا تو چونکہ وہ لاوارث تھے اس لیے حکومت ہند نے اس کو اپنی تحویل میں لے لیا اور اپنے ایک ایکٹ کے ذریعہ اس کو میوزیم میں تبدیل کر دیا۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۵۱ء میں سالار جنگ کے محل واقع دیوان ڈیوڑھی میں اسوقت کے وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کے ہاتھوں اسکا افتتاح عمل میں آیا۔ اور وہ عوام کے لیے کھول دیا گیا جس کو دیکھنے کے لیے دنیا کے گوشہ گوشہ سے لاکھوں افراد آتے ہیں۔ اور ان نوادرات کو جمع کرنے والے کو داد دیتے ہیں۔

سالار جنگ کے دادا میر تراب علی خاں مختار الملک ایک نہایت ہی ذہین ماہر نظم و نسق و مدبر تھے چنانچہ صرف ۲۴ سال ہی کی عمر میں نظام میر خاور الدولہ نے انھیں اپنی ریاست کا وزیر اعظم مقرر کیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ آرٹ کے قدر داں بھی تھے چنانچہ جب ۱۸۷۶ء میں روم تشریف لے گئے تو وہاں سے شہرۂ آفاق مجسمہ خرید کر لائے جس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ جو سنگ مرمر میں ایک غزل ہے۔ ۵۴ سال کی عمر میں بیضہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ان کے فرزند میر لائق علی خاں کو نظام ششم نواب میر محبوب علی خاں نے اپنا وزیر اعظم بنایا۔ اور انھوں نے صرف ۲۳ سال کی عمر میں بلند مرتبہ عہدہ کی ذمہ داری سنبھالی لیکن والی حیدرآباد سے کسی بات پر ان بن ہو گئی تو پونا چلے اور ۲۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اسوقت ان کے اکلوتے بیٹے میر یوسف علی خاں جو اس شاندار میوزیم کے بانی تھے صرف ایک ماہ کے بھی نہ تھے کہ یتیم ہو گئے اور ان کی ساری ذمہ داری ان کی والدہ اور چچی لیڈی مکرم الدولہ کے ذمہ آن پڑی۔ انھوں نے بہترین تربیت دی۔ تعلیم کے لیے بہترین ٹیوٹر رکھے گئے۔ جنھوں نے انگلش اردو، فارسی سے انھیں روشناس کرایا۔ چنانچہ جب نظام ہفتم نواب میر عثمان علی خاں ۱۹۱۲ء میں تخت نشین ہوئے تو ان کی نظر میر یوسف علی خاں پر پڑی جو کہ صرف ۲۲ سال ہی کے تھے اور انھوں نے ان کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا۔ اور سالار جنگ سوم کے خطاب سے نوازا۔

لیکن نوجوان بادشاہ اور نوجوان وزیر اعظم میں اختلافات ہو گئے اور تقریباً دو سال بعد سالار جنگ نے اپنا استعفیٰ نظام کو پیش کر دیا۔ وہ کئی سال تک نظام کے عتاب کا شکار رہے اور تنہائی میں زندگی گزارنے لگے۔ اس زمانے میں ان کو آرٹ کے نوادرات خریدنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور انھوں نے اپنی ساری زندگی آرٹ کے نوادرات خریدنے کے لیے وقف کر دی ان کے شوق اور دلچسپی کی خبر سب طرف پھیل گئی اور ان کے محل میں دنیا کے کونے کونے سے لوگ اپنے نوادرات کے ساتھ آنے لگے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ملک کے باہر بھی اپنے ایجنٹ مقرر کیے جو کہ نایاب چیزوں کے بارے میں لٹریچر مہیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ انھوں نے خود کئی سفر کیے اور نادر اشیاء جمع کیں۔

جس طرح آرٹ کے نوادرات میں یہ میوزیم ایکتا ہے اسی طرح اس کی لائبریری بھی شاندار کتابوں سے بھی ہے۔ مرتے دم تک یہ ان کی ذاتی ملکیت تھی جس میں کئی ہزار نہایت قیمتی کتابیں جیسا کہ ۲۴۵ سال پرانی کتاب General History Of Turks عبرانی زبان میں بائبل، قرآن پاک کے خوبصورت نسخے جو کہ تیسری صدی ہجری اور نویں صدی ہجری کے زمانے کے اور کوفی رسم الخط میں ملیں گے۔ اس کے علاوہ امام غزالی کی ایک تصنیف اور یعقوت المستعصمی کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن جس پر بادشاہ جہانگیر، شاہجہاں اور اورنگزیب کے دستخط ہیں۔

اس کے علاوہ لائبریری کا بہترین خزانہ باتصویر مخطوطات ہیں۔ جن میں کلیات سلطان محمد قلی قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ اور والیٔ بیجاپور ابراہیم عادل شاہ کا نورس وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ جن کی نظیر اور کہیں نہیں۔ جہاں پر لاکھوں طلباء آکر مستفید ہوتے ہیں۔ یہ صرف سالار جنگ سوم ہی کی محنت کا پھل ہے کہ آج یہ نوادرات میوزیم کے ۳۵ ہالوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اور ہر فرد سے آفریں لے رہے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سالار جنگ کے مرنے کے بعد دانت کی کرسیاں ملیں جو کہ کہا جاتا ہے کہ والیٔ میسور ٹیپو سلطان کی ملکیت تھیں۔

سالار جنگ نے عمر بھر شادی نہیں کی حالانکہ ایک سے بڑھ کر ایک رشتہ ان کو مل سکتا تھا۔ لیکن انھوں نے اپنی شادی صرف آرٹ سے رچائی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ سالار جنگ کو آرٹ و نوادرات سے کتنی انسیت تھی۔

(حیدرآباد سے نشر)

ان کے پاس چلا گیا۔ محترمہ نے کچھ ایسے بین الاقوامی اشارے کیے کہ مجھے اپنی عزت خطرے میں نظر آنے لگی۔ ابھی میں ان کے گھر میں ان کے باپ بھائی کا حوالہ دے کر راہ فرار اختیار کرنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ ایک موٹا سا شخص سپاہی کے لباس میں ڈنڈا بجاتا ہوا سر پر سوار ہو گیا میں نے اسے لاکھ سمجھانے کی کوشش کی کہ میں ایک نوزائدہ بچے کی طرح بے قصور اور معصوم ہوں لیکن اس نے ایک نہ سنی اور مجھے آخر کار اپنی جیب کچھ ہلکی کرنا پڑی۔ اس کے بعد چوپاٹی کا سہانا منظر مجھے اب قہر آلود نظر آنے لگا۔

دوسرے دن وہاں کا مشہور بازار کرافورڈ مارکیٹ دیکھنے کا اشتیاق ہوا۔ بمبئی کے جانکار لوگوں نے وہاں کے مول بھاؤ کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کر رکھا تھا لیکن جب تک خود سے سابقہ نہ پڑا یقین نہ آیا۔ ہوا یوں کہ ایک صاحب نے بڑی رازداری سے اپنی کسی جیب سے ایک چمکتا ہوا قلم نکالا اور کسی مشہور انگریزی برانڈ کا نام لے کر رعایتاً اس کی قیمت سو روپے کے آس پاس بتائی۔ میں نے انھیں ٹالنے کی غرض سے اپنی طرف سے دو روپے کی پیش کش کی۔ دوسرے لمحے اس نے سنجیدگی سے کہا کہ کچھ اور بڑھیے اور میں وہاں سے سر پر پیر رکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

کلیم الحق قاضی پورہ خورد، گورکھپور۔

افسانہ

نروان

نجمہ نکہت

ایک زمانہ گزر گیا کہ میں بے چین ہوں، کہیں چین نہیں ملتا۔ میں کب تک اس طرح بھٹکتا رہوں گا۔ کوئی نہیں جانتا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ ہر ایک یہی کہتا ہے کہ تمہارے پاس تو سب کچھ ہے۔ وہ سب کچھ جس کی تمنا کی جاتی ہے۔ مگر میرے اندر جو تشنگی ہے، جو پیاس شدت اختیار کر چکی ہے، جو مجھے بے چین رکھتی ہے۔ اس کے متعلق مجھے کچھ بھی نہیں معلوم ——— یہ پیاس مجھے در در بھٹکاتی ہے۔ ملک ملک، شہر شہر لیے پھرتی ہے ——— کبھی اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ میں کتنی مسافت طے کر چکا ہوں: ہزاروں میل دور جا کے بھی مجھے اس کمی کو پورا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

یوں لگتا ہے جیسے میرے جسم میں کوئی بے چین و اضطرابی کیفیت رکھنے والی روح مقید ہے۔ جسم کی یہ قید اسے پسند نہیں ہے ——— سمندر کے کنارے ریت پر تڑپتی ہوئی ایک مچھلی کو دیکھ کر مجھے یوں لگا جیسے یہ تڑپ میرے اندر بھی موجود ہے: بالکل ایسی ہی بے سکونی ———

میں مسلسل سفر میں ہوں۔ کہیں نہ کہیں تو مجھے پڑاؤ ڈالنا ہی پڑے گا۔ وہ منزل نہ سہی، منزل کا راستہ ہی سہی ——— میں تھک گیا ہوں ——— مجھے اندھیرے میں چلتے چلتے ایک مدت گزر گئی۔ وہ روشنی نہیں ملتی جس کی مجھے تلاش ہے۔

میرے پاس سب کچھ ہوتے ہوئے بھی میں قلاش ہوں ——— مفلس و بھکاری جس کو یہ نہیں معلوم کہ وہ کیا مانگے۔ کس کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ کس در پر اسے سکون ملے گا۔ یہ اضطراب وہ کس چوکھٹ پر چھوڑ آئے؟ پیاس کی یہ شدت، روح کی یہ تڑپ وہ کس طرح دور کرے۔

میں نے ایک زمانہ تک اسی بے چینی سے سمجھوتہ کر لیا تھا۔ وہ سارے کام تو میں بھی کرتا تھا جو دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ یونیورسٹی کے بعد میں نے اپنے باپ کا بڑا کاروبار سنبھال لیا تھا۔ ایک اچھے معزز گھرانے میں شادی بھی کر لی تھی۔ شہر میں رہتا تھا اور بزنس کے سلسلے میں دنیا کے کئی شہروں کے چکر بھی لگائے۔ زندگی گزرتی رہی مگر اس زندگی کے متوازی ایک اور زندگی بھی چلتی رہی۔ بیقراری، بے چین، تڑپ تڑپ کر زندہ رہنے والی ———

بزنس میں گھاٹا بھی ہوا اور نفع بھی ——— کبھی ناؤ ڈگمگائی، کبھی کنارے لگ گئی ——— مگر وہ دوسری زندگی جس میں بے چین جیتا رہا۔ سکون کو کھوجتا رہا۔ یہ بزنس میرے مزاج سے میل نہیں کھاتا۔ میں اس زندگی کے لیے نہیں سا۔ اندر ہی اندر میں لڑتا جھگڑتا رہا۔ بل کھاتا رہا۔ چین کبھی نصیب نہ ہوا ———

ایک بار اپنے شہر سے دور میں کشمیر کی وادی میں آیا تھا۔ جہاں قدرت نے اپنا حسن ہر طرف بڑی سخاوت و فیاضی سے بکھیر دیا ہے۔ برف پوش پہاڑوں کی سفید چوٹیوں سے پگھلتی ہوئی برف جو نیچے وادی میں دیودار سے گھنے جنگل میں پانی کے بڑے بڑے دھاروں کی شکل میں گرتی ہے۔ زن زن، زن زن، چھوٹے چھوٹے گول گول پتھروں کے درمیان سے پانی شور مچاتا ہوا نیچے گہرائیوں میں گرتا ہے۔ گلمرگ کے بل کھاتے ہوئے سانپ کی کنڈلی جیسے راستوں سے دیکھنے پر ہر ایک جانب راستہ سے نیچے ایسی گہری کھائی ہے جس میں دیودار کی جڑیں دفن ہیں اور درختوں کی اونچائی راستہ سے بہت اوپر چلی گئی ہے۔ بالکل سیدھے اور اونچے درخت جو سینہ تانے باغیوں کی فوج جیسے لگتے ہیں۔ پانی کے اونچائی سے گرنے کے شور سے عجیب دہشت طاری ہوتی ہے۔

بڑے بڑے سنہرے قطلے درختوں کے بھورے تنوں کے نیچے دور تک چلے گئے ہیں۔ ٹٹوؤں پر سوار لوگوں نے گلمرگ کی خوبصورتی دیکھنے کے لیے اتنی اونچائی پار کر لی ہے۔ ان لوگوں میں ہر ملک، ہر شہر و ہر خطہ کے لوگ موجود ہیں۔ جو یہاں قدرت کو بے نقاب دیکھتے ہیں۔

خوبصورت بنے ہوئے ہٹس، جھیل ڈل میں ڈولتے ہوئے شکارے۔ جھیل کے کنارے ٹھہرے ہوئے ہاؤس بوٹ۔ جن میں فلم اسٹار اور راجہ مہاراجہ آکے مہینوں ٹھہرتے ہیں۔ ہاؤس بوٹ کیا ہیں۔ خوبصورت گھر ہیں جن کے ورانڈے پانی میں ہیں جہاں خوبصورت کرسیاں رکھی ہیں۔ لکڑی کے حسین نقوش اور کھڑکیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

وہ پودے جنھیں ہم بڑے جتن سے گملوں میں سجا کے ورانڈوں میں قطار کی صورت میں رکھتے ہیں۔ یہاں میدانوں میں، راستوں میں اور ڈھلوانوں پر قدرت نے سجایا ہے۔

میں شکاروں میں جھیل ڈل کا چکر لگاتا، سجے سجائے گلابی و سفید جھالر والی چھتوں کے نیچے نرم سیٹیں، ٹیک لگانے کے لیے تکیے، رنگین پردے مگر شکارا چلانے والا پھٹے پرانے لباس میں اوپر سے ایک گرم فرغل پہنے سارا دن شکارا چلاتا رہتا ہے۔

مفلس، غریب، کم عمر بچے ناؤ کھیتے اور مسافروں کو کنول کی کلیاں فروخت کرتے ہیں۔ صورتیں اتنی پیاری کہ بس دیکھتے رہو۔

چشمہ شاہی، شالیمار باغ، نشاط باغ میں نے کئی کئی بار جا کے دیکھے۔ اطراف سفیدے کے اونچے اونچے درخت سیدھے ادھر ہی چلے گئے ہیں۔ سیب، بادام و اخروٹ کے درختوں، چنار کے گھنے بڑے بڑے [illegible] درختوں کے ساتھ چیری کے سرخ پتوں والے درخت اور نیچے گھانس پر سفید ستاروں جیسے لاتعداد دور تک پھیلے ہوئے پھول بے حد اچھے لگتے ہیں۔

میں ایک ہفتہ ہاؤس بوٹ میں بھی رہا۔ اخروٹ کی لکڑی میں خوبصورت جال والی کھڑکیں، ورانڈے، منقش دیواریں اور چھتیں جن سے جھاڑ فانوس لٹک رہے ہیں ایک قطار میں برسوں سے پانیوں میں کھڑے ہوئے ہیں۔ چھت پر میز کرسیاں پڑی ہیں۔ شفق کی رنگینی، پانی کو بھی گلابی بنا رہی ہے۔ خوش رنگ پردے اڑ رہے ہیں۔ یہ سب مجھے ایک سہانے خواب کی طرح حسین معلوم ہوا ——— کشمیریوں کی کاریگری و محنت کا نتیجہ۔

پہلگام میں پانی کے کنارے کھڑے ہو کر میں نے اس پہاڑی سلسلہ کو دیکھا، چوٹیوں پر برف جمی ہوئی تھی اور کہیں کہیں برف پگھل گئی تھی اور سیاہ دھاریاں کسی برف پوش پہاڑوں پر خوبصورت جال بن رہی تھیں۔ گہرے نیلے پانی کو دیکھا جو کلیلیں کرتا ہوا اچھل اچھل کر نیچے بہتا ہے۔

آتے ہوئے راستہ میں دو دکانیں تھیں جہاں کرایہ پر کوٹ، مفلر، ٹوپیاں، پاتابے ملتے ہیں۔ سڑے بسے پاجامے جیکیٹ میلے کوٹ سب دس منٹ میں لوگ لے کے پہن لیتے ہیں۔ اور وہ غریب جن کی یہ دوکانیں ہیں اسی طرح اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ اتنے حسن پرست، خوش ذوق اور خوبصورتی پر جان دینے والے مفلسی و غربت کا شکار ہیں ——— یہ بات مجھے اندر ہی اندر اذیت پہنچاتی رہی۔ خوبصورتی کے دامن میں غریبی کی بدصورتی مجھے چڑاتی رہی۔

احد وس میں میں نے چائے پی۔ کھانا کھایا پھر جانے کیسے میں نے بیگ سے کاغذ قلم نکالا اور دو گھنٹے بعد ایک مکمل کہانی میری اپنی تخلیق! میرے پاس موجود تھی۔ میرے دل میں ایک پُرسکون گوشہ پیدا ہو گیا۔ جو کچھ میں سوچتا تھا

وہ میں نے بیان کر دیا تھا۔ بے چینی، بے قراری اور کرب کی اذیت اس تخلیق کے بعد سکون میں بدل گئی تھی ـــــ تو کیا میں ایک کہانی کار پیدا ہوا تھا اور میں نے ابتک اس کو پایا نہ تھا؟ میں نے اپنے آپ کو کھوجتے، اپنی صلاحیتوں کو پرکھنے اور قدرت کی طرف سے عطا کیے جانے والی الگ صلاحیت کا اندازہ نہیں لگایا تھا۔

میں لکھتا رہا، لکھتا رہا۔ میری ہر سوچ، میرا نقطۂ نظر میرا فکری انداز۔ ان سب کو میں کہانیوں کے روپ میں ڈھالتا رہا ـــــ مجھے کتنے ایوارڈ ملے، میرے خیالات کی کتنی قدر کی گئی۔ میرے سوچنے کا انداز کس قدر پسند کیا گیا ـــــ میں تو اپنے سارے کردار کا تخلیق کار ہوں۔ خالق ہوں، انکو اپنی سوچ، اپنی صلاحیت، اپنے نقطۂ نظر کے مطابق زندہ رکھتا ہوں، مارتا ہوں۔

میں خدا کی طرح اپنی پسند سے زندگی گزارنے پر انھیں مجبور کر دیتا ہوں۔ میں نے اپنی اس صلاحیت کو ڈھونڈ نکالا ـــــ اس روشنی کو پالیا، جس کی تلاش میں اندھیروں میں چلتا رہا۔

گویا مجھے نروان حاصل ہو گیا ـــــ بدھا کی تڑپ نے، تلاش نے روشنی کو پالیا تھا۔

اور آج میں نے بھی تو نروان حاصل کر کے سکون پایا ہے۔

(حیدرآباد سے نشر)

نجمہ نکہت
۲۰-۳-۴۴۶ حسینی عالم روڈ
حیدرآباد ۵۰۰۰۰۲ (آندھرا پردیش)

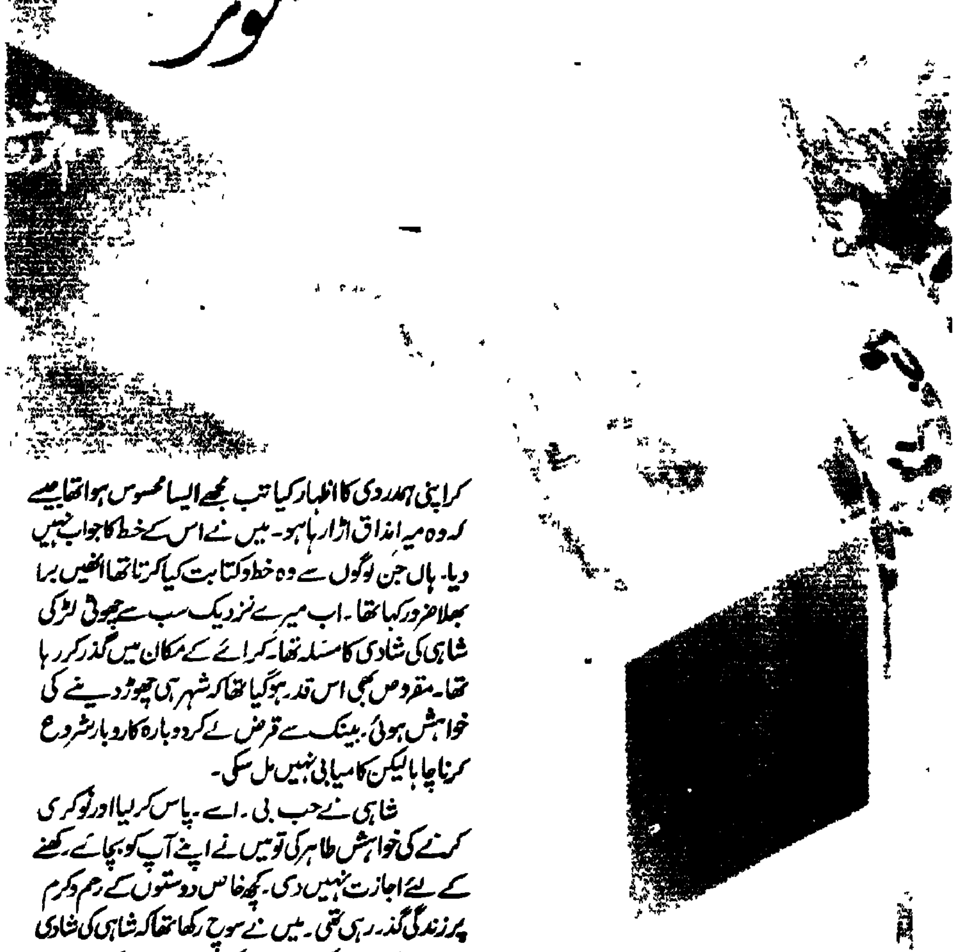
احساس ناظمی

دل شکستہ ہی سہی کام میں آیا ہے بہت
ٹوٹ کر بنتا ہے جب ساز تو بجتا ہے بہت
وقت کی دھوپ کا پھیلا ہوا دامن ہی سہی
تیری زلفوں کی گھنی چھاؤں کا سایا ہے بہت
بھول سکتا نہیں میں ان کے ستم کے احساں
دلِ برباد میں جینے کا سلیقہ ہے بہت
حُسن تسلیم ہے یکتائے زمانہ ہے مگر
عظمتِ عشق کا معیار بھی اونچا ہے بہت
اس جفا کیش کی فطرت کا بدلنا ہے محال
بارہا دیکھا ہے ہم نے اُسے پرکھا ہے بہت
ایک ہم آرزو کرنے پہ بھی محروم رہے
بے طلب بھی تو کچھ انسانوں کو ملتا ہے بہت
ہمنشیں کیفیتِ درد خدارا مت پوچھ
جس قدر اس کو دباتا ہوں ابھرتا ہے بہت
جب سے وہ چھوڑ گئے مجھ کو تڑپتا احساسؔ
دَرد میں ڈوب کے جینے کی تمنا ہے بہت

(حیدرآباد سے نشر)

افسانہ

ہوٹر



ہوا بہت تیز چلی تو بادل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بھی ایک جگہ جمع ہو گئے۔ پھر بھی آسمان کا زیادہ تر حصہ نیلا تھا۔ شاید اسی لیے بارش نہیں ہو سکی۔

اس روز چھوٹو ایک بڑے شہر سے کافی روپے اور سامان لے کر تقریباً نو سال بعد اس چھوٹے سے شہر میں لوٹا تھا۔ مجھے اس کے جانے کے تین سال بعد ہی علم ہو گیا تھا کہ اس کا دھندا کچھ غلط قسم کا تھا۔ محلے کے لوگوں نے اسے کافی عزت دی: کبھی جس کی زندگی کا مقصد کسی طرح اپنا پیٹ بھرنا تھا اس نے کتنے ہی لوگوں کو اپنا احسان مند بنا لیا تھا۔

چھوٹو بچپن میں میرے گھر کا کام کیا کرتا تھا۔ دھیرے دھیرے اسے چوری کی عادت پڑ گئی۔ ایک دن جب اسے گھر کے لوگوں نے رنگے ہاتھ پکڑ لیا تو مجھ سے رہا نہ گیا اور اسے ڈانٹ ڈپٹ کر گھر سے باہر نکال دیا۔ کچھ دنوں تک وہ میرے ایک دوست کے یہاں کام کرتا رہا اور اس کے بعد اچانک غائب ہو گیا بعد میں پتہ چلا کہ وہ کسی کے ساتھ ایک بڑے شہر میں کاروبار شروع کر چکا ہے۔ میں اپنی تیسری بیٹی کی شادی کے بعد بری طرح اپنے کاروبار میں ناکام ہو گیا تو اس نے کسی سے خط لکھوا کر اپنی ہمدردی کا اظہار کیا تب مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کہ وہ میرا مذاق اڑا رہا ہو۔ میں نے اس کے خط کا جواب نہیں دیا۔ ہاں جن لوگوں سے وہ خط و کتابت کیا کرتا تھا انھیں برا بھلا ضرور کہا تھا۔ اب میرے نزدیک سب سے چھوٹی لڑکی شاہی کی شادی کا مسئلہ تھا۔ کرایے کے مکان میں گذر کر رہا تھا۔ مقروض بھی اس قدر ہو گیا تھا کہ شہر ہی چھوڑ دینے کی خواہش ہوئی۔ بینک سے قرض لے کر دوبارہ کاروبار شروع کرنا چاہا لیکن کامیابی نہیں مل سکی۔

شاہی نے جب بی۔ اے۔ پاس کر لیا اور نوکری کرنے کی خواہش ظاہر کی تو میں نے اپنے آپ کو بچائے رکھنے کے لیے اجازت نہیں دی۔ کچھ خاص دوستوں کے رحم و کرم پر زندگی گذر رہی تھی۔ میں نے سوچ رکھا تھا کہ شاہی کی شادی کے بعد اپنی بڑی لڑکی کے پاس پاکستان چلا جاؤں گا اور داماد کے کاروبار میں ہاتھ بٹاؤں گا۔ زندگی کے آخری ایام گذر جائیں گے اگر شاہی کی والدہ زندہ ہوتیں تو ہو سکتا تھا کوئی اور قدم اٹھاتا۔

شام کے وقت کسی نے دستک دی۔ شاہی نے دروازہ کھولا تو چھوٹو سامنے کھڑا تھا۔

"ہم نے آپ کو پہچان لیا۔ آپ شاہی بٹی ہیں نا۔"

"چھوٹو ہو!"

"ارے آپ نے بھی مجھے پہچان لیا، مالک گھر میں ہیں یا نہیں؟"

"ہاں ہیں تو۔ یہیں ٹھہرو۔ میں انھیں بلاتی ہوں۔"

جب شاہی نے مجھ سے آکر کہا کہ چھوٹو ملنے آیا ہے تو مجھے زیادہ تعجب نہیں ہوا، ہاں جب باہری کمرہ میں پہنچا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر کوئی قیمتی سگریٹ پی رہا تھا۔ میں نے اسے اپنے آنے کی خبر دی تو اس نے آداب کیا اور پھر مجھے بغور دیکھنے لگا۔ میں کچھ دیر تک ساکت رہا کہ بات کہاں سے شروع کروں پھر اس نے ہی مجھے کرسی پر بیٹھنے کو کہا۔ میں دھیرے دھیرے بڑھنے لگا اور اس سے ہم کلام ہوا۔

"کب آئے؟"

"آج ہی آیا ہوں۔"

"بہت دنوں بعد لوٹے ہو۔"

"ہاں، بجنس میں پھنسا رہتا ہوں۔ ٹائم ہی نہیں ملتا۔"

"کونسا کاروبار کرتے ہو؟"

"امپورٹ ایکسپورٹ کا۔ اپنے کنٹری کا مال باہر پہنچاتا ہوں اور باہر سے مال یہاں لاتا ہوں۔ پروفٹ ہو جاتا ہے۔"

اور پھر دیر تک وہ اپنی مالی حیثیت کے بارے میں بتاتا رہا۔ کبھی کبھی سگریٹ کا دھواں میری آنکھوں میں داخل ہو جاتا تو پانی بھر آتا۔ میں نے کئی بار چاہا کہ اس سے کہہ دوں تم اتنے بڑے آدمی ہو گئے ہو کہ؟ پھر کوئی انجانا خوف مجھے اپنے چنگل میں جکڑنے لگتا اور خاموش رہنے میں ہی خود کو محفوظ پاتا۔ اب وہ کبھی کبھی انگریزی کا بدحواس جملہ بھی کہہ جاتا تو اکثر مسکرا دیتا یا پھر ناسمجھی کا اظہار کر دیتا۔ اس ملاقات کے بعد اکثر وہ میرے پاس آنے لگا۔ چونکہ حالات سے سمجھوتہ کر چکا تھا اس لئے میں سب کچھ بھول کر اس کی محو اس سے اکا دھیرے دھیرے اور تبدیلی آئی کبھی کبھار محلے والوں کی طرح میں اسے چھوٹو نہ کہہ کر چھوٹو استاد پکار اٹھتا۔ تب اس کے چہرے کی لکیروں کا رنگ بدلنے لگتا اور وہ خود کو مجھ سے بہت قریب سمجھنے لگتا۔ اگر میں گھر پر نہیں ہوتا تو وہ شاہی سے باتیں کرنے کی کوشش کرتا۔ اکثر سبزی وغیرہ لانے کے لئے گھر سے روپے کم دیئے جاتے لیکن سبزی زیادہ آجاتی۔ میں اسے محسوس کرتا اور خاموش رہ جاتا لیکن شاہی کے ٹوکنے پر وہ کہنے لگتا "شاہی جی، یاد نہیں ہم بچپن میں کتنی سستی چیزیں خرید کر لایا کرتے تھے۔ اسی لئے بازار سے سامان خریدنے کے لئے مجھے ہی بھیجا جاتا تھا۔ آدمی مول تول نہیں کرے گا تو سامان مہنگا ملے گا ہی۔ مہنگائی ہمارے دیش میں اتنی نہیں جتنی کہ لوگ سمجھتے ہیں۔"

وہ تقریباً یہ سب کہہ جاتا۔ پھر ہماری کمزوریوں کو بھی بہ آسانی سمجھ لیتا۔ میں نے اس کی آمد و رفت پر روک لگانے کی کوشش نہیں کی لیکن شاہی نے اسے پھر کوئی سامان بازار سے لانے کے لئے نہیں کہا۔ حسب معمول مہینے کے آخر میں کچھ روپیوں کی ضرورت آن پڑی۔ میں ان دوستوں کے پاس گیا جو ہمارے مقروض تھے۔ لیکن ناکامی ہوئی۔ چونکہ عادی ہو چکا تھا اس لئے کوئی خاص اثر نہ ہوا۔ اس روز چھوٹو جب میرے گھر آیا تو بہت خوش تھا۔ اس نے بتایا کہ "دیکھئے مالک پارٹنر ہو تو ایسا مہینے بھر سے یہاں آیا ہوا ہوں لیکن روپئے بھیجنے میں کوتاہی نہیں کی۔ آج ڈھائی ہزار روپیہ میرے نام بھیجا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ میرا دو ہزار روپیہ آپ اپنے پاس جمع کر لیں۔ جب بھی ضرورت ہوگی مانگ لوں گا۔"

پہلے تو میں نے انکار کیا۔ جب وہ بضد ہو گیا تو اس کے روپے اپنے پاس رکھنے کا ذمہ لے لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چلا گیا تو شاہی کو بلا کر اس کے روپے رکھ دینے کو کہا۔ اس نے سختی سے مخالفت کی اور نہ جانے کیوں آنکھیں بھر آئیں کچھ دیر بعد میں سب کچھ سمجھ گیا اور دوسرے ہی روز دو سارے روپے چھوٹو کو لوٹا آیا۔ وہ مجھ سے ناراض نہیں ہوا بلکہ اس روز کے بعد دن بھر میرے ہی پاس بیٹھا رہتا۔ میں اپنی خدمت کرنے سے منع کرتا لیکن وہ نمک کا حوالہ دے کر مجھے خاموش کر دیتا۔ کبھی کبھی اس سے اپنے دل کی بات بھی کہہ دیتا۔ وہ یہ سمجھ چکا تھا کہ میں شاہی کی شادی کے لئے لڑکا تلاش کر رہا ہوں۔ روپے کے انتظام میں بھی پریشان ہوں۔ وہ اپنے طور پر تعاون دینے کا اظہار کبھی کبھی آنسوؤں سے کر دیا کرتا۔ اسی دوران کئی جگہ شاہی کی نسبت طے ہوئی اور چھوٹ گئی۔ مجھے اس کی کوئی خاص وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ میری بیٹی نہ صرف یہ کہ اپنی تمام بہنوں سے زیادہ خوبصورت تھی بلکہ ہر ذی شعور شخص نے اس کی سیرت کو سراہا بھی تھا۔ ذاتی طور پر میں اس کی ذہانت سے کافی متاثر تھا۔ جب کبھی مجھے فکرمند دیکھتی اس طرح پیش آتی کہ مجھے ندامت کا احساس ہونے لگتا اور اسے دعائیں دے کر بالکل خاموش ہو جاتا۔ میں نے کوشش جاری رکھی لیکن یکے بعد دیگرے نسبتیں ٹوٹتی ہی گئیں۔ پھر مجھ پر عجب سی کیفیت طاری ہونے لگی اور اب شاہی بھی بہت خاموش رہنے لگی تھی۔ کبھی کبھی تو ایسا بھی لگتا کہ اس گھر کے سارے لوگ ہمیشہ کیلئے سو چکے ہیں

بہت دنوں کے بعد ایک دستک پر دروازہ کھولتا ہوں تو محلے کے ایک ضعیف آدمی جنہیں لوگ قمر چچا کہتے تھے مجھ سے مخاطب ہوتے۔

"میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"جی آئیے۔۔۔ آجائیے۔ تشریف رکھیں۔"

نہ جانے کیوں امید کی کوئی کرن پھوٹتی نظر آئی۔ بس امید لگائے ان کے سامنے بیٹھ جاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں۔

"دیکھئے۔ زمانہ کافی آگے بڑھ گیا ہے۔ اب اتنا کچھ بدل چکا ہے کہ آنکھوں کو یقین نہیں آتا۔ ہم بوڑھے لوگ پچھلی باتوں کو بھولتے جا رہے ہیں۔ ہماری جو اولادیں ہیں فرمانبردار اولادیں، وہ اکثر ہماری ضد کے آگے تباہی کی طرف جا رہی ہیں۔۔۔ شاہی کو ہم بچپن سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے گھر کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ لوگ اسے بدنام کریں اس پر انگلیاں اٹھائیں، یہ دیکھا نہیں جاتا۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ کسی بھی طرح میرے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتی۔"

"آپ تو محلے والوں میں زیادہ گھلتے ملتے نہیں۔ اسلئے حالات کو سمجھنے میں دیر ہو گی ہی۔ میں اپنے طور پر شاہی کے بارے میں یہ نہیں کہتا کہ وہ ایسی ویسی لڑکی ہے لیکن یہ بات ہر آدمی کی زبان پر ہے کہ چھوٹو استاد آپ کے گھر کا خرچ پورا کرتا ہے اور وہ شاہی سے شادی۔۔۔۔۔۔"

میری سمجھ میں ساری باتیں آچکی تھیں۔ آنے والے کو کسی طرح گھر سے باہر کر دیا۔ لیکن ہر روز کسی نئی مصیبت کے آنے کا خدشہ لگا رہتا جس کا سامنا کرنا میرے بس کی بات نہیں تھی۔ اب چھوٹو نے ہمارے گھر آنا بند کر دیا تھا۔ میں اسے تلاش کرنے کے لئے نکلتا اور دور سے ہی اسے دیکھ کر اپنی جگہ پر لوٹ آتا۔ اپنے کسی دوست پر بھروسہ بھی نہیں تھا۔ معاملہ نہ جانے کیوں گمبھیر ہونے لگا۔ شاہی کی صحت دن بدن خراب ہونے لگی۔ وہ ان حالات کا مقابلہ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن میں نے زیادہ ہنگامہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اس لئے کہ میرے پاس مقابلہ کرنے کے لئے سکون کی زبردست کمی تھی۔ اس نے مجھ سے کئی بار بہت کچھ کہنے کی کوشش کی تب میں انجانے خوف سے کانپ اٹھتا۔ اور بات کا رخ دوسری طرف موڑ دیتا۔ اس نے میرے ٹالنے کے انداز کو سمجھنا شروع کر دیا تھا اور اندرونی طور پر مجھ سے مخالفت کرنے لگی تھی ــــ میں خود ہی اپنی صحتمند روایت کو برقرار رکھنے میں بری طرح ناکام ہو چکا تھا لیکن اسے اب بھی خود پر بھروسا تھا۔ اس کے رجحان کو دیکھ کر کبھی کبھی مجھے بہت زیادہ وحشت ہونے لگتی اور ایک دن فیصلہ کر لیا کہ اب شاہی کو لے کر گاؤں چلا جاؤں گا۔ لیکن وہ اس فیصلے کو ماننے کے لئے تیار نہ تھی۔

چند دنوں کی کوششوں کے بعد کسی طرح وہ میرے ساتھ گاؤں چلنے کے لئے تیار ہو گئی۔ ہم نے شہر چھوڑ دینے کا پورا انتظام کر لیا۔ رات کے دس بجے بس میں سوار ہو کر صبح تک اپنے نئے ٹھکانے پر پہنچ جانا تھا۔ ہم دونوں بہت پہلے ہی پوری تیاری کے بعد ایک دوسرے کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر اس نے گرد میں لپٹا ہوا تاریخی ناول اٹھایا اپنے آنچل سے صاف کیا اور اسے پڑھنے لگی ــــ میں سوچنے لگا یہ زندگی بھی انسانوں کو کہاں سے کہاں لا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ جہاں ایک لمبے عرصے تک اس کی پلکیں سنوارنے میں لگا رہا وہی اب اس طرح نظریں پھیر کر کھڑی ہے کہ اپنے وجود کا احساس ہی ختم ہو گیا ہے۔ کون جانتا ہے کہ آج ہم جس چیز کو چھوڑ دینے کا بھرم پالے ہوئے یہاں سے کہیں دور جا رہے ہیں وہ وہاں پہلے سے ہی موجود ہو ــــ ہوائیں کب کہاں کس طرف بہنے لگتی ہیں کسی کو پتا نہیں چلتا۔ ہم اس قدر تھک کیوں گئے ہیں کہ ہر شخص کے سامنے خود کو مجرم جیسا محسوس کرتے ہیں؟ کیوں اب چاہ کر بھی ہنگامہ نہیں کر سکتے؟ ان سوالوں نے ذہن کو بوجھل کر دیا اور کہیں سے نیند کا کوئی جھونکا میرے وجود کو تھپکیاں دینے لگا اور میری آنکھ لگ گئی۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد جگا تو شاہی وہاں پر موجود نہیں تھی۔ ہمارے گھر چھوڑنے کا وقت ہو چکا تھا۔ اسے تلاش کرنے لگا۔ گھر کے کونے کونے میں دیکھا لیکن وہ نہیں ملی۔ مجبوراً محلے والوں کے گھر جا کر دیکھا وہاں بھی ناکامی ہوئی میں پریشان ہو گیا۔ اسے تلاش کرتے ہوئے ایک گھنٹہ اور بیت گیا۔ بس جا چکی تھی اور میں تھک ہار کر لوٹ چکا تھا اسی رات محلے میں زبردست ہنگامہ ہوا۔ کچھ لوگ اِدھر اُدھر ٹولیاں بنا کر سرگوشیوں میں مشغول نظر آئے۔ مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر کیا ہو گیا ہے لوگوں کو۔ پھر کچھ ہی دیر بعد ہوا کہ جب چھوٹو استاد نشے کی حالت میں جھومتا ہوا اپنے اڈے کی طرف آ رہا تھا تو شاہی نے اس کا قتل کر دیا اور خود تھانے جا کر اپنے جرم کا اعتراف بھی کیا۔

میری آنکھوں میں آنسو آئے لیکن بہت رات گئے میں سوچ رہا تھا کہ شاہی اس موڑ سے گذر بھی گئی جہاں سے ہماری بوڑھی آنکھیں تھک کر لوٹ آیا کرتی ہیں۔ (پٹنہ سے)

قاسم خورشید
ایجوکیشنل ٹیلی ویژن، ایس سی ای آر ٹی مہندرو، پٹنہ ۶

افسانہ

مشکوک لوگ

رضوان احمد

آج جب کافی ہاؤس میں وکٹر نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ آدمی چاند پر پہنچ گیا ہے تو میں نے اس کے چہرے کو حیرت سے دیکھا، وہ قطعی سنجیدہ تھا۔

میں نے کہا "کیا تم یہ سوال سنجیدگی سے کر رہے ہو؟"

"ہاں میں بالکل سنجیدہ ہوں کیونکہ مجھے ابھی تک اس پر یقین نہیں آسکا ہے کہ انسان چاند پر پہنچ گیا۔"

"مگر یہ خبر تو بہت پرانی ہو گئی اس کے بعد تو انسان نے دوسرے سیاروں پر بھی کمندیں ڈالنی شروع کر دی ہیں" میں نے مختصراً کہا۔

"تو تمہیں اس بات پر یقین ہے کہ انسان کے قدم چاند پر پہنچ چکے ہیں اور اب وہ دوسرے سیاروں کی جانب رواں دواں ہے۔"

مجھے حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ وکٹر ایک پڑھا لکھا، متین سنجیدہ انسان ہے اس کی معلومات بھی اپ ٹو ڈیٹ رہتی ہیں پر وہ اس قسم کے سوالات کیوں پوچھ رہا ہے۔

وہ دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اٹھ کر کسی دوسری میز پر چلا گیا مگر ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی ذہنی کش مکش کا شکار ہے۔

پر شاید یہ بات میرے ذہن سے نکل جاتی مگر اسی شام کو وکٹر مجھے کافی ہاؤس میں ملا اور اس نے ایک عجیب سوال پوچھا "کیا واقعی دنیا گول ہے؟" میں حیرت سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا مجھے دن کی باتوں کا خیال آیا اور میں نے سوچا کہ شاید وکٹر کا ذہنی توازن درست نہیں ہے۔

میں نے اس کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر اس رات کو جب میں گھر واپس آیا تو میرے ذہن میں عجیب عجیب سوالات تھے۔ کیونکہ کافی ہاؤس میں، راستے میں، دکان میں، دفتر میں ہر جگہ لوگوں نے مجھے عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔ یہ سارے کے سارے وہی لوگ تھے جن سے میرا روزانہ کا تعلق تھا مگر جیسے ان کی آنکھوں میں اجنبیت تھی، وہ میرے چہرے کو عجیب نظروں سے دیکھتے تھے اور پھر کچھ کہے بغیر گزر جاتے تھے۔ تو کیا میرے چہرے پر کوئی تغیر آیا ہوا ہے؟ میں نے سوچا اور اس کی تصدیق کے لیے آئینے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

کوئی بات نہیں تھی، کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ یہ وہی چہرا تھا جسے میں روزانہ دیکھتا تھا۔ ماہ و سال کی گردشوں نے جو لکیریں چہرے پر بنا دی تھیں انہیں بھی میں بخوبی پہچانتا تھا اس لیے ان کی شناخت میں مجھے کوئی دقت محسوس نہیں ہوئی مگر پھر لوگ مجھے حیرت سے کیوں دیکھ رہے تھے۔ یا پھر شاید ان میں ہی کوئی تبدیلی رونما ہو چکی تھی۔

میں ان لوگوں میں ہوں جو اس بات پر یقین کرتے ہیں کہ چہرے جھوٹ بول سکتے ہیں مگر بے جان آئینے سچے ہوتے ہیں آئینہ کو کوئی جھوٹا نہیں بنا سکتا۔ اس لیے میں نے اپنے ذہن کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ شناساؤں کے چہرے پر جو صورت میں نے دیکھی وہ ان کی اپنی ناشناسائی کی دلیل ہے۔

میں آئینے میں اپنا جائزہ ہی لے رہا تھا کہ ملازم نے آکر بتایا کہ وکٹر صاحب بہت ملنے آئے ہیں۔ مجھے عجیب جھنجھلاہٹ کا احساس ہوا اس آدمی نے تو صبح سے مجھے ذہنی طور پر پریشان کر رکھا ہے دن بھر عجیب عجیب سوال کرتا رہا، اسکے بعد ہی میں نے تمام شناساؤں کی آنکھوں میں اجنبیت کی جھلک محسوس کی اور اب پھر مجھے تنگ کرنے آگیا۔

"تم نے کیا کہہ دیا؟" میں نے ملازم سے پوچھا۔

"میں نے کہہ دیا کہ آپ اندر ہیں:"

دراصل میرے وکٹر سے ایسے مذہبی تعلقات تھے کہ اس سے کبھی نہیں ہونے کا بہانہ بنایا ہی نہیں گیا۔ مگر نہ جانے کیوں آج میرا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ میں اس سے ملاقات کروں۔ مگر اب جب ملازم نے کہہ ہی دیا تو پھر نہ ملنا بھی اچھا نہیں تھا۔

میں بے دلی سے ڈرائنگ روم میں آیا۔

وکٹر صوفے پر جیسے کسی فکر میں گم تھا۔

میں آکر سامنے بیٹھ گیا تو اس نے کہا۔

"آج میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ ہوا۔"

"کیوں؟ کیا ہوا؟" میں نے خشک لہجہ میں کہا۔

"بات یوں ہوئی کہ آج میں اکبر کے یہاں گیا تھا، وہی اپنا دوست اکبر۔ باتوں باتوں میں پتہ نہیں کیا ہوا کہ اس نے میرے چہرے کو حیرت سے دیکھا اور کہا کہ وکٹر تمہاری جنس تبدیل ہو رہی ہے۔ میں ڈاکٹر کے پاس گیا، اس نے میرا اچھی طرح سے معائنہ کیا اور کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"اکبر نے یہ بات محض مذاق میں کہہ دی ہوگی۔"

"نہیں، وہ بالکل سنجیدہ تھا، اس نے پوری بات سنجیدگی سے کہی تھی، میں اس سے پھر ملا اور دریافت کیا کہ تم نے مذاق کیا تھا تو اس نے کہا کہ نہیں آج کل وہ چہروں کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہے اور قیافہ شناسی کے تحت ہی اس نے یہ قیاس کیا۔ مگر ڈاکٹر اس پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہے۔ دوسری بات میں نے یہ نوٹ کی کہ آج کافی ہاؤس میں بھی مجھے لوگوں نے عجیب نظروں سے دیکھا جیسے وہ مجھے اجنبی سمجھ رہے ہوں۔ خود میں نے تمہاری نظروں میں بھی اجنبیت کی مہک محسوس کی تھی۔"

"نہیں، میں تو صرف تمہارے اوٹ پٹانگ سوالات سے الجھ گیا تھا۔ مگر تم نے وہ اوٹ پٹانگ سوالات کیوں پوچھے تھے؟"

"اکبر نے یہ بھی کہا تھا کہ اس بستی کے تمام لوگوں کی جنس دھیرے دھیرے تبدیل ہو جائے گی۔ لوگ سچ کو سچ کہنے سے کترانے لگیں گے۔ رات کو دن اور دن کو رات کہیں گے سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید کہیں گے۔"

میں پھر حیرت میں پڑ گیا۔ کچھ تامل کے بعد میں نے کہا۔

"وکٹر بات ایسی ہے کہ میں نے خود بھی آج کئی بار محسوس کیا کہ تمام شناسا اصحاب مجھے پہچاننے میں تامل کر رہے ہیں میری باتوں کا جواب دینے سے کترا رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اکبر کی باتوں میں وزن ہے۔"

پھر اس نے مجھ سے کہا کہ چلو اس چاندنی رات میں کچھ دیر تک ٹہلیں اور چھٹکی ہوئی چاندنی کا لطف لیں۔ میں انکار نہیں کر سکا۔

ہم لوگ سڑک پر آئے، وہ بالکل سنسان تھی صرف ایک بوڑھا فقیر لاٹھی ٹیکتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ اچانک ہی وکٹر کو پتہ نہیں کیا ہوا کہ وہ فقیر کے پاس گیا اور اس نے سوال کر دیا "بابا یہ دن ہے کہ رات؟"

اس نے سر اٹھا کر کہا "کیا بکتے ہو۔ کون نہیں جانتا کہ یہ دن ہے۔"

میرے منہ سے نکلا "بابا کیا کہہ رہے ہیں، آپ رات کو دن بتا رہے ہیں۔"

"تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ رات ہے۔" اس نے مجھ سے سوال کر دیا۔

"آپ دیکھ نہیں رہے کہ یہ سامنے چاند چمک رہا ہے۔ ہر جانب چاندنی چھٹکی ہوئی ہے۔"

"ارے نادان، یہ چاند نہیں سورج ہے جو ضیا پاشی کر رہا ہے۔ مجھے تم لوگ عجیب انسان معلوم ہوتے ہو۔ تمہاری عقل خبط ہو گئی ہے۔ یا خدا اس بستی کو کیا ہوتا جا رہا ہے کہ عاقل غبی اور غبی عاقل ہوتے جا رہے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ لاٹھی ٹیکتا ہوا آگے چلا گیا۔

میں نے وکٹر سے کہا اس بستی کو کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا جا رہا ہے۔ یہ بوڑھا جہاں دیدہ ہے اس کے باوجود رات کو دن بتا رہا ہے۔ آخر کون سی مصلحت ہے جو سب کو غلط بیانی پر مجبور کر رہی ہے۔ لوگ کچھ حاصل کرنے کے لیے غلط بیانی کر سکتے

ہیں مگر یہ بوڑھا جو صرف بھیک پر گزر بسر کرتا ہے اسے ان سے کیا لینا دینا ہے۔"

وکٹر نے میرے خیال کی تصدیق کی۔ اس نے کہا "میں بھی روز سے محسوس کر رہا ہوں کہ یہ بھی ایک [illegible] آگئی ہے۔ آخر اس تبدیلی کی وجہ کیا ہے؟

"یہی ہمیں نہیں معلوم۔ ہم اسے [illegible] علم و حکمت کی باتوں پر غور کر سکیں۔

ہم عجیب و غریب خیالات میں غلطاں تھے۔

"چلو یہ لوٹ چلیں یہ بستی بہت [illegible] ہے اور بالکل ویران ہے۔ کوئی آدم [illegible] نہیں ہے۔

"ہاں یہ صرف [illegible] ہے۔ اس کی [illegible] نہیں ہے بلکہ [illegible] حلا جا رہا ہے۔"

ہم نے [illegible] وکٹر کے چہرے پر بے یقینی کی کیفیت تھی اور [illegible] چہرے پر بھی کوئی تبدیلی محسوس کر رہا تھا۔

"وکٹر ہم نہیں بدلے [illegible] یہ بستی بدل گئی ہے۔ [illegible] قدریں بدل گئی ہیں اور ہم خود کو اس سے ہم آہنگ نہیں کر سکتے ہیں۔"

"مگر سوچنے کی بات [illegible] بہت آگے تک نکل گئی ہے [illegible]

"لیکن ہم سوچو کہ ہم [illegible] ہمارے ہاتھ میں کیا ہے۔ [illegible]

"مگر وہ کیوں کرنا چاہیں گے [illegible] قائم رکھنا ہے۔"

میں نے خالی الذہنی [illegible] ایک کتاب اٹھائی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔

اچانک ہی کتاب میرے ہاتھوں سے چھوٹتے ہی وکٹر نے حیرت سے دیکھا۔ "دیکھو وکٹر یہ کیا ہو رہا ہے۔ کتابوں میں بھی الفاظ کے معانی تبدیل ہو چکے ہیں۔ اس میں ہر لفظ کے معانی برعکس درج ہیں۔"

ہم لوگ اس بستی سے بھاگ چلیں۔ جتنی جلدی ممکن ہو بھاگ چلیں۔ لوگوں کے افعال تبدیل ہو گئے، چہرے تبدیل ہو گئے، جنس تبدیل ہو گئی۔ اب الفاظ کے معانی تبدیل ہو گئے۔ ہم اپنے آپ کو کہاں تلاش کر سکیں گے۔"

مگر بھاگ کر کہاں جائیں گے۔ ہر بستی شناخت کی چادر میں محصور ہو چکی ہے اب کوئی راہ فرار نہیں ہے۔"

تب میں وکٹر کو دروازے تک چھوڑنے آیا تو مجھے اس کا چہرہ بھی اجنبی جیسا لگا اور اس نے مجھے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے میں بھی اس کے لیے اجنبی ہوں۔

"ہم لوگ اس پر غور کیوں نہ کریں کہ ہمیں غلط ہیں، ہمارا انداز ہی غلط ہے اور ہمیں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور میں دیر تک کچھ سوچتا رہا۔

"کیا واقعی ہمیں غلط ہیں؟"

(پٹنہ سے نشر)

رضوان احمد
مدیر اعلیٰ روزنامہ عظیم آباد ایکسپریس پٹنہ [illegible]

افسانہ

پالنا

تسنیم بلخی

تمہید [illegible] کی [illegible] گاڑی روک دی۔

[illegible] مائننگ کرتے [illegible] مائننگ کے [illegible] مجھے سنتے [illegible] گول گھر کی طرف اٹھ گئے۔ گول گھر کی طویل سیڑھیاں ماضی کا سماں کر رہا ہو، بالکل اس کے [illegible] اور ٹھنڈی سانس لینے لگا۔

آنکھیں دیکھ رہی تھیں سارا منظر ریگ رہا تھا، مکوڑے کی طرح۔ کان دیر تک انکھیں تو کا طواف کرتی رہیں، جب کافی وقت گزر گیا، میری نظریں گھڑی پر رک گئیں۔ ذہن نے [illegible] وقت کے [illegible] کا احساس ہوا — قدم اٹھے اور گول گھر کی ایک ایک سیڑھیاں قدموں کے نیچے دب دب کر [illegible] اور جب ساری سیڑھیاں ایک دو سانس میں طے کر گیا، نظروں نے گھوم کر اس کی اونچائی کا جائزہ لیا — کچھ لوگ وہاں اب بھی موجود تھے۔

[illegible] کی [illegible] پر میرے قدم بڑھتے جا رہے تھے — ذہن پر گزرے ہوئے لمحوں کا عکس مٹ رہا تھا اور [illegible] رہا تھا۔

[illegible] میں پہلی بار اس لڑکی سے ملاقات ہوئی تھی اور پھر ملاقاتوں کا ایک سلسلہ چل پڑا کہ ملاقات [illegible]

ہونٹوں [illegible] سے گزر کر [illegible] تک پہنچ گئی۔

لیکن ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ہم دونوں کے تعلقات [illegible] چاہت کا جذبہ کہاں کے [illegible] کچھ مٹی کے [illegible] تعلقات سے [illegible] چاہت کے [illegible] دونوں سے [illegible] تھا۔ [illegible] آگے بڑھتے تھے [illegible] تلاش کرتی [illegible] اس درمیان ایک طویل [illegible] چاہت تو دو آنکھ [illegible] لوٹ جاؤں — [illegible] دونوں کے بیچ کون سی چیز تھی جو دونوں کو روک رہی تھی —

وقت کا الف ایک لمحہ [illegible] تحت جا پڑا، گرمی اور برسات کے موسم [illegible] مار رہا اور [illegible]

[illegible] جانشیں — [illegible]

[illegible] آخر کار ایک در [illegible] تعلقات [illegible] چاہت [illegible] کہاں کہ جل بھی سکے۔ اس سے ابھی [illegible] پوری طرح [illegible] آواز کو چھو لیا [illegible] ایک بار پھر [illegible] جانب بڑھتے نکلے تھے۔ [illegible] جانے کب سے راہ دیکھ رہی ہوگی۔

ان ہی خیالوں میں گم تھا کہ مجھے خیال آیا — اب وہ لوٹ چکی ہوگی، میرے قدم آہستہ آہستہ جانے پہچانے [illegible] سمت بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ بالکل دروازے پر جا کر قدم رک گئے — دروازہ کی کنڈی نے ہلکی اور مخصوص جھنجھناہٹ کا شور مچایا — دروازہ کھل گیا — قدم آگے بڑھے، بے چین اور پیاسی نگاہوں سے ہمکتے ہوئے چاہت کا دروازہ [illegible] ایک بھرپور بوسہ لیا اور پھر چار ہاتھ ایک ساتھ آگے بڑھے — چاہت نے چار ہاتھ سے پالنا جھولنا شروع کر دیا۔

دور زمین و آسمان کے سنگم پر دن بھر کا تھکا ہارا سورج اپنا سفر طے کر کے اب اونگھ رہا تھا — درختوں کے سائے — مکانوں کی پرچھائیاں تھا بداب سورج سے آنکھ بچا کر بھاگ رہی تھیں — فضا بالکل ساکت تھی — دور ایک آواز تھی جو بار بار فضا کو وقفے وقفے سے چیر رہی تھی، اور وہ آواز تھی پپیہے کی۔

(پٹنہ سے نشر)

تسنیم بلخی صدر شعبۂ اردو
علامہ اقبال کالج بہار شریف نالندہ

نیشنل پروگرام

عبداللطیف خاں کا سارنگی وادن اور ارجن سحوال کا پکھاوج وادن

ہفتہ ۱۱ اکتوبر رات ساڑھے نو بجے



عبداللطیف خاں نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد استاد چھوٹے خاں اور چچا استاد اللہ خاں سے حاصل کی بعد میں سارنگی کے نامور فنکاروں استاد سکندر خاں اور استاد بندو خاں کو اپنا گرو بنایا اور انہی سے اس فن کا علم حاصل کیا۔ عبداللطیف سارنگی وادن کے ساتھ ساتھ عبداللطیف خاں گلا سنگیت اور ملکی موسیقی کی سنگت میں بھی مشغول ہیں۔ اپنے فن کا مظاہرہ وہ ملک کی مختلف محفلوں میں کامیابی سے کر چکے ہیں۔

ارجن سحوال نے موسیقاروں کے ایک خاندان



میں جنم لیا۔ پکھاوج وادن میں ان کی رہنمائی ...

دراصل انہوں نے کئی استادوں سے موسیقی کی تربیت ایسے گھرانے کی روایات کے مطابق حاصل کی۔ وہ اپنے فن کا مظاہرہ ملک اور بیرون ملک کی محفلوں میں کر چکے ہیں۔

سید زابلی سوز بہ ترانہ موسیقی کا کلارنٹ وادن

۲۵ اکتوبر رات ساڑھے دو بجے

... نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم ... سے حاصل کی ... اعلیٰ تعلیم ... سے حاصل کی۔



موہن ... نے لکھنؤ ... کی اوھکار ... اور ... لکھنؤ لوٹ آئی۔
آج کل ... سنگت ... ابھی کلارنٹ ... کا مظاہرہ ... آج کل آپ ... کے سوالی دینے والوں کے استاد میں شامل ہیں۔

منگل شب محفل موسیقی

نواب خاں کا گائن ۲۱ اکتوبر رات دس بجے



موسیقی کی تعلیم اپنے والد ... سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ بڑے بھائی ... اور ... حسین خاں سے بھی اسی فن موسیقی کے ... اس کے بعد ... کے نامور ... اور ... تک استاد ... سے ... معروف ... ہیں۔ نواب خاں آج کل ... طلبا کو ... سے منسلک ہیں۔

سریش تلوالکر کا طبلہ وادن اور گوردا س رام لودھی کا کلارنٹ وادن

۲۸ اکتوبر رات دس بجے



ابتدائی تعلیم ... حاصل کرنے کے بعد ... کی ... کی۔ اس کے علاوہ انہوں نے ... طبلہ نواز ... سے بھی ... حاصل کی ... کے لیے آج کل آپ ... ہیں۔

گوردا س رام لودھی نے کم عمری ہی میں موسیقی کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ بعد میں انہوں نے ... سے رہنمائی پائی۔ ... سنگت ... کے سنگت رکھا کر ... اپنے کلارنٹ وادن میں گائکی انگ کا استعمال کرتے ہیں۔

لیو سٹ مارٹم ناٹک جمعرات ۲۳ اکتوبر رات ساڑھے نو بجے

کلکتہ شہر کی ایک مشہور سڑک پر ... لوگ اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے ایک ادھیڑ عمر آدمی غلطی سے عورتوں کے لیے مخصوص ٹرام میں چڑھ جاتا ہے۔ ٹرام میں داخل ہوتے ہی اسے عورتوں کی ہنسی سنائی دیتی ہے۔ وہ گھبرا جاتا ہے اور اسی گھبراہٹ میں چلتی ٹرام سے کود جاتا ہے۔ جائے حادثہ پر ہی اس کی موت ہو جاتی ہے۔ کنڈکٹر کے سوا کوئی بھی ٹرام سے نہیں اترتا ہے اور ... مرنے والے کے لیے افسوس ناک جذبات کا اظہار کر رہا ہے۔

حادثے کے کچھ ہی دن بعد ایک انجان شخص ٹرام اسٹاپ پر وہاں موجود لوگوں سے ... شخص اس حادثے کے بارے میں پوچھتا ہے ... عورتیں ان سوالات سے پریشان ہو جاتی ہیں۔ وہ یہ نہیں جانتیں کہ ذہنی سکون برباد کرنے والا یہ انجان شخص کون ہے۔ لیکن وہ سوالوں کے جواب دینے کے عمل میں اپنے لاشعور میں کھس دبے ان انسانی جذبات کی جھلک ... جاتی ہیں جو آج کی مشینی شہری زندگی میں آہستہ آہستہ کہیں دب گئے ہیں۔

لوسٹ ... بنگال کے مشہور ادیب ... گنگو ... کی تخلیق ہے کہانی کا ... انگریزی ... کا ہے ...

... نیشنل پروگرام میں ... کیا جاتا ہے کہ ... ناٹک کو مختلف علاقائی زبانوں میں ... کریں گے۔

دور درشن

دہلی
چینل ۔ فریکوئنسی ... MHz
ہیڈ ... MHz

مسوری
چینل ... MHz
ہیڈ ... MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام
۶ اختتامی اعلانات (سوائے ...)
۹-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور ... سے متعلق اطلاعات (سوائے ...)
۷ ... کرشی ... مشکل ... اور ...

نیشنل پروگرام

رات
۹-۰۰ سماچار (ہندی ...)
۹-... دی نیوز (انگریزی ...)
۱۱-۴۵ ... (...)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح
۹ اور دوپہر ۲-۳۵ سائنس (آٹھویں جماعت)
۴-۹ اور سہ پہر ۳-۱۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۵-۱ اور سہ پہر ۳ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح
۹ اور دوپہر ۲-۳۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۹-۴ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۱-۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ
صبح
۹ اور دوپہر ۲-۳۵ حساب (آٹھویں جماعت)
۹-۴ اور سہ پہر ۳-۱۵ بائیولوجی (دسویں جماعت)
۱۱-۱ اور شام ۴-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات
صبح
۹-۴ اور سہ پہر ۳-۱۵ جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱-۵۵ اور سہ پہر ۴ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ
صبح
۹-۴ اور سہ پہر ۳-۱۵ ... (دسویں جماعت)
۱۱-۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ انگریزی کلاس (چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴ اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار و تعطیل)

● ● ● ● ●

دہلی I

اتوار
صبح
۹-۳۰ سرب سانجھی گوربانی / کارٹون فلم / رنگ ...
۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۰۰ فیمس فائیو (انگریزی)
۱۱-۱۵ شرلاک ہومز (انگریزی سیریل)

دوپہر
۱۲-۰۵ کچی دھوپ (ہندی سیریل)
۱۲-۲۵ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)
۱-۰۰ خزانہ (ہندی سیریل)
۱-۳۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم II, III اور V
۳-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
۴-۴۵ ٹوورڈس اے پرائٹ فیوچر (انگریزی سیریل)

شام
۵-۰۰ آزادی کی کہانی
۵-۱۵ اسپانسرڈ پروگرام
۵-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ اندھی گلیاں
نشیلی ادویات کے استعمال پر پروگرام
۹-۰۰ ہندی سیریل
۱۰-۰۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام
۱۰-۵۵ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر
شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ کھلاڑیوں کے لیے
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۷-۳۰ سندسماچار / سنگیت
۷-۴۰ ہندی ناٹک
۹-۰۰ راج سے سوراج (ہندی سیریل)
۹-۵۰ سچ کی پرچھائیں I اور III
چترمالا II اور IV
آروہی V
۱۰-۲۰ پولس فائل سے (ہندی سیریل)
۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپیکٹرم

منگل
شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ وشو درشن
۶-۳۵ ہمارے کامگار، ہمارے ادیوگ (II اور IV)
ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (I, III, V)
۷-۴۰ یوتھ فورم I, III اور V
یوا منچ II اور IV
۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)
۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
۹-۵۰ جن وانی I, III اور V
بیناڈ لوٹمارو II اور IV
۱۰-۵۰ ایکسپیڈیشن ٹو دی اینمل کنگڈم (انگریزی سیریل)
۱۰-۰۰ ٹوورڈس پروگریس / پریورتن
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / سنگم سنگیت

بدھ
شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۵ آنگن واڑی
۶-۳۵ وکاس کی اور
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)
۹-۰۰ گھر جمائی (ہندی سیریل)
۹-۵۰ رونگ آئی I, III
حالات حاضرہ پر پروگرام / متفرقات II, IV اور V
۱۰-۰۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ پریمیر انسٹی ٹیوشنز آف انڈیا (I III اور V)
گریٹ ماسٹرز (II اور IV)
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ان سے ملیے / اور گیسٹ

جمعرات
شام
۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۱۵ گھریلو نسخے
۶-۳۵ قانونی اصلاح / آزادی کے دیوانے
مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ ٹیلی فن / کھیل اور کھلاڑی
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگیت
۸-۰۵ پارمپارک کلائیں I, III, V
سنگیت / نرتیہ II, IV
۸-۲۵ مینجمنٹ (انگریزی سیریل)
۹-۰۰ شری کانت (ہندی سیریل)
۹-۵۰ پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیوز III
واٹ از دی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کوئیز V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ
شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۱۵ آپ کا پریوار
۶-۴۵ سنگم سنگیت
۷-۳۰ سندسماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)
۹-۵۰ ہندی سیریل
۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس / ان دس آور لینڈ / یر آف دی یوتھ

۱۵-۱۱ پارلیمنٹ نیوز/ ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر

۴۵-۱ گھر باہر

۱۰-۲ فاریوتھ

۴۵-۲ چمن راؤ (ہندی سیریل)

۰۰-۳ اسپاٹڈر مین: اسپانسرڈ پروگرام

۱۵-۳ دیدیتر کامیڈی سو (انگریزی سیریل)

شام

۰۰-۶ بچوں کے لیے

۲۰-۶ بچوں کے لیے فلم (ہندی/انگریزی)

۱۰-۷ یو اینڈ یور ہیلتھ

۲۵-۷ فاروی فورسس (I)

نرتیہ (III، V)

۵۵-۷ جان ہے جہان ہے

۱۰-۸ سپتا ہکی

۲۰-۱۰ مشاعرہ (II)

کوی سمیلن (IV)

۰۰-۹ بنیاد (ہندی سیریل)

۵۰-۹ سائنس پروگرام IV، II

فیچر فلم I، III اور V

دہلی سے II

۳۰-۷ سماچار (روزانہ)

۴۰-۷ آدشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام

۳۰-۶ سنگم سنگیت

۴۵-۶ ہندی پتریکا

۱۵-۷ بھورنگ ۴۵-۷ انگریزی سیریل

پیر

شام

۳۰-۶ سنگم سنگیت

۴۵-۶ ٹیلی میچ

۰۰-۷ ہی مین اینڈ دی ماسٹرز آف یونیورس: تصویری فلم

۴۵-۷ چہل پہل

۰۰-۸ کو ئیز آن دی اسپاٹ

منگل

شام

۳۰-۶ نو اودیہ

اسکولی بچوں کا پیشکردہ پروگرام

۴۵-۷ اولڈ فاکس: انگریزی سیریل

بدھ

شام

۳۰-۶ سنگم سنگیت

۴۵-۶ کلیڈیو اسکوپ

۰۰-۷ یوتھ پروگرام

۴۵-۷ شاستریہ سنگت

جمعرات

شام

۳۰-۶ آپ کا باغیچہ

۴۵-۶ میوزک سرکس

۱۵-۷ ناگرک سمسیا ۴۵-۷ پنجابی درپن

جمعہ

شام

۳۰-۶ سنگم سنگیت

۴۵-۶ سماچار ڈائری

۰۰-۷ اردو میگزین پروگرام

۴۵-۷ کلا پریکرما

۰۰-۸ ہندی ناٹک

ہفتہ

شام

۳۰-۶ اگلے ہفتے کی جھلکیاں

۴۵-۶ اسپورٹس راؤنڈاپ

۱۵-۷ آئینہ: (عام آدمی کے مسائل پر مبنی پروگرام

۴۵-۷ پاپ میوزک

• • • • • • • • •

اپ گریڈ دُوردرشن

جے پور، مظفر پور اور رائے پور

اتوار

تمام پروگرام دہلی کے مطابق

پیر

شام ۰۰-۶ لوک رقص

۲۰-۶ اپنی دھرتی اپنے لوگ

(III، V)

نئی دشائیں (II، IV)

۴۰-۶ چوپال ۱۰-۷ آج کی بات

۳۰-۷ اور آگے تمام پروگرام دہلی کے مطابق

منگل

شام ۰۰-۶ بچوں کے لیے

۲۰-۶ لوک رقص

۴۰-۶ دیہی ناظرین کے لیے ۱۰-۷ انٹرویو

۳۰-۷ دہلی کے مطابق

۱۰-۸ نئی امنگ نئی ترنگ

بدھ

شام ۲۰-۶ سماج شکشا

۴۰-۶ دیہی ناظرین کے لیے

۱۰-۷ صحت وصفائی پر پروگرام

۳۰-۷ دہلی کے مطابق

جمعرات

شام ۲۰-۶ اپنا گاؤں اپنی بات

۳۰-۶ دوبارہ ٹیلی کاسٹ/ ارکائیوز سے/ دیگر مراکز سے

کوی گوشٹھی (I)/ ناٹک (II)

ٹی وی فلم (III) ڈاکومینٹری (IV)

جمعہ

شام ۰۰-۶ مہلاؤں کے لیے

(III، V)

۲۰ نکاتی پروگرام (II، IV)

۲۰-۶ کھیل اور کھلاڑی

۴۰-۶ دیہی ناظرین کے لیے

۱۰-۷ پاپولر سائنس، ۳۰-۷ دہلی کے مطابق

ہفتہ

شام ۰۰-۶ لوک روایات (I)

سمرتی چتر (II)، لوک دھارا (III)

سیہلتا کی کہانی (IV)

گیت و بھجن (V)

۲۰-۶ دہلی کے مطابق، ۲۰-۸ پٹارہ (I)

رنگ وینگ (II)/

بوجھو تو جانیں (III)

پڑشنوں کے گھیرے میں (IV)

سندھی پروگرام (V)

۴۰-۸ دہلی کے مطابق

کلکتہ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz

چینل 1 آواز 67 75 MHz

نیشنل پروگرام روزانہ رات ۴۰-۸ سے ۱۵-۱۱ تک (دہلی سے ریلے)

پیر

شام ۰۴-۶ الوک دھارا/ سارے گا

۱۵-۶ موسیقی

۳۰-۶ اور ۰۰-۷ بھجن پراسنگے موسیقی

۴۵-۶ کول کاتا بچترا ۰۰-۷

۴۰-۷ دیس بدیشر کھیلا

۰۵-۸ اسپونسرڈ پروگرام

منگل

شام

۰۴-۶ بچوں کے لیے

۳۰-۶ یوتھ ٹائم/ صحت سے متعلق پروگرام ۴۰-۷ چترمالا (بنگالی) ۰۵-۸ اسپونسرڈ پروگرام

۰۰-۷ جچنا سائے (صحت سے متعلق پروگرام/ درشٹی پٹ

۱۰-۷ سمبذ پربھا

۴۰-۷ بنگالی ناٹک

بدھ

۰۴-۶ تھارے بارے/ ہندی پروگرام

۳۰-۶ دیہی پروگرام

۰۰-۷ رابندر سنگیت

۲۰-۷ سوک سینس/ ڈولپمنٹ اسٹوری/ ہیومن اسٹوری

۴۰-۷ درشکارے دربارے

۰۵-۸ چترہار (دہلی سے ریلے)

جمعرات

شام

۳۴-۵ بچوں کے لیے

۰۰-۶ سلسلے وار انگریزی فلم

۳۰-۶ بنگالی میں یوتھ پروگرام

۰۰-۷ درشٹی کون/ ویوز

جمعہ

۰۴-۶ جانا اجانا

۱۴-۶ انڈسٹریل پروگرام

۳۴-۶ موسیقی/ رقص

۰۰-۷ جگناسا: بنگالی کویز/ مالانچا

۴۰-۷ ساہتیہ سنسکرتی ۰۵-۸ اسپونسرڈ پروگرام

ہفتہ

دوپہر

۴۵-۱ سے شام ۰۰-۴

نیٹ ورک پر اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام

۳۵-۵ اور ۵۵-۷ بنگالی فیچر فلم

۴۰-۷ سپتا ہکی

اتوار

صبح

۰۰-۱۰ سے دوپہر ۰۰-۲

شام ۰۰-۴، ۴۵-۵ اور

۰۰-۲ ایوارڈ یافتہ علاقائی فیچر فلم (دہلی سے ریلے)

وودھ بھارتی

سنگیت سریتا ۔ صبح ۷-۳۰

راگ بھیم پلاسی

۱۶ اکتوبر قلم 'رام راجیہ'
پنڈت بھیراج : گائن

راگ دھانی

۱۷ اکتوبر 'ہم دونوں' : لتا
کارتک کمار : ستار

راگ پیلو

۱۸ اکتوبر 'ابھیمان' : لتا
استاد برکت علی خاں : ٹھمری
۲۰ اکتوبر 'ازن کھٹولا' : لتا اور کورس
پرتھما چودھری : ستار
۲۱ اکتوبر 'بھاگن' : آشا اور ساتھی
استاد بڑے غلام علی خاں : ٹھمری
۲۲ اکتوبر 'اگنی ریکھا' : لتا
پنا لال گھوش
۲۳ اکتوبر 'دلہن ایک رات کی' : لتا
اپا جلگاؤنکر : ہارمونیم

راگ برندابنی سارنگ

۲۴ اکتوبر 'دل دیا درد لیا' : رفیع
نارائن راؤ ویاس
۲۵ اکتوبر 'رانی روپ متی' : رفیع، لتا
دیویندر مردیشور : بانسری
۲۷ اکتوبر 'رانی روپ متی' : لتا
بھیم سین جوشی

راگ مدھیہ مارسارنگ

۲۸ اکتوبر 'اجنبی' : کشور اور لتا
سمر کنا دھر چودھری

راگ مالگنجی

۲۹ اکتوبر جھنک جھنک پائل باجے
وی این پٹوردھن اور
این۔ آر۔ ویاس : جگلبندی

انور نغمی : سہ پہر ۱۵-۳

۱۶ اکتوبر زرین دارو والا ۔ سرود پر
راگ بہاگ، گوڑ سارنگ، روانی
جوگ کونس
لطیف احمد خاں : طبلہ پر
تین تال
۱۷ اکتوبر کمار گندھرو
راگ بھاؤ مت بھیرو
پردیپ چٹرجی
راگ ہنس دھونی
۱۹ اکتوبر رئیس خاں : ستار پر
راگ درباری
شیو کمار شرما
سنتور پر راگ جوگ
۲۰ اکتوبر کشوری امونکر
راگ باگیشری
نثار حسین خاں
راگ ابھوگی
۲۱ اکتوبر گری راج : ستار پر
راگ مالکونس
شنکر، آنند اور بھیروی دھن
عبداللطیف خاں
سارنگی پر راگ یمن کلیان
۲۲ اکتوبر بسو راج راجگرو
راگ بہاگ اور ہمیر
سنندا پٹنائیک
راگ رام کلی
۲۳ اکتوبر نکھل بنرجی
ستار پر راگ ہیم للت
این راجم : وائلن پر بے جے ونتی
اور بھیروی
۲۴ اکتوبر ڈی۔ وی پلسکر : راگ للت
وبھاس
امیر خاں : راگ ہنس دھونی
۲۸ اکتوبر بسم اللہ خاں و ساتھی
شہنائی پر راگ مدھو ونتی
کلیانی راستے
راگ تانپوری، جوگیا
۲۷ اکتوبر استاد عبدالکریم خاں
راگ بسنت، بھیم پلاسی
دیوگندھار، شدھ کلیان
اور پیلو ٹھمری
۲۸ اکتوبر ہمانشو بسواس : راگ ہنڈول
ارجن سجوال : پکھاوج
پر ماٹھا تال
۲۹ اکتوبر نیاز احمد خاں اور فیاض احمد خاں
راگ نوڑی
ونائک راؤ پٹوردھن
راگ نند ی ایما
۳۰ اکتوبر ڈی۔ کے۔ داتار : وائلن
وجے راگھو راؤ
راگ چاندنی کیدار
۳۱ اکتوبر سوائی گندھرو : راگ اساوری
مٹ ملہار، تلک کامود

سور سدھا ۔ شام ۴۵-۷

۱۶ اکتوبر راگ میاں کی ملہار
فلم 'گڈی' : وانی جے رام
سوائی گندھرو : گائن
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار
۱۷ اکتوبر راگ مدھیہ ماد سارنگ
'مدر انڈیا' شمشاد، رفیع
آشا، منا ڈے
سنگمیشور گورو : گائن
سمر کنا دھر چودھری : وائلن

راگ شدھ سارنگ

۱۸ اکتوبر 'چاندی کی دیوار'
طلعت اور آشا
پرجھو دیو سردار : گائن
رئیس خاں : ستار

راگ گوڑ سارنگ

۱۹ اکتوبر 'رام نگری' : انورادھا اور
ہری ہرن
ڈی۔ وی۔ پلسکر : گائن
کارتک کمار : ستار

راگ برنداینی سارنگ

۲۰ اکتوبر 'رانی روپ متی' : لتا و رفیع
لطافت حسین خاں : گائن
گجانن راؤ جوشی : وائلن

راگ ابھوگی کانہڑہ

۲۱ اکتوبر غزل : مینو پرشوتم
گرجا دیوی : گائن
روی شنکر : ستار

راگ درباری کانہڑہ

۲۲ اکتوبر 'لو ان ٹوکیو' : لتا
استاد عبدالکریم خاں : گائن
گری راج : ستار

راگ پوریا کلیان

۲۳ اکتوبر 'بدلتے رشتے' : لتا اور مہندر کپور
منہر بروا : گائن
نکھل بنرجی : ستار

راگ گورکھ کلیان

۲۴ اکتوبر غزل ۔ سلکشنا پنڈت
رگھوناتھ سیٹھ : بانسری
پنڈت جسراج : گائن

راگ پوریا دھناشری

۲۵ اکتوبر 'پرارتھنا' : آشا
نرملا دیوی : گائن
روی شنکر : ستار

راگ نٹ بھیرو

۲۶ اکتوبر 'میرا ہم سفر' : لتا
وسنت راؤ دیشپانڈے : گائن
شرن رانی : سرود

راگ للت

۲۷ اکتوبر 'چاچا زندہ باد' لتا منا ڈے
سنگھو بندھو : گائن
محمد شریف : وینا

راگ بلاس خانی توڑی

۲۸ اکتوبر وسن آف انڈیا : لتا و کورس
جیتندر ابھیشکی : گائن
رام شنکر اور علی اکبر خاں
ستار اور سرود

راگ جونپوری

۲۹ اکتوبر 'دو کلیاں' : آشا
مالینی راجورکر : گائن
علی حسین : شہنائی

راگ چاردکیشی

۳۰ اکتوبر 'دستک' : لتا
کے۔ جی۔ گنڈے : گائن

۳۱ر اکتوبر بلرام پاٹھک : ستار
پرائیوٹ سیکریٹری : منا ڈے
کشوری اموٹکر : گائن
علی اکبر خاں : سرود

چترشالا : رات ۱۰-۱

۱۷ اکتوبر "دنیا بھر کا ان" : تقریر
۱۸ر اکتوبر رام بھروت جا رہے
بنسی دھر پانڈا
۲۰ر اکتوبر ہمارا دیش ہمارا پردیش
انڈسے مان نکوبار
۲۱ اکتوبر آزادی کی پریرنا
انقلاب زندہ باد، وانا مالا
۲۲ اکتوبر کویتا پاٹھ از راجستھان بوہرن
۲۳ اکتوبر کتنا بن کرن کے سواگت
۱۲ویں صدی کا : تقریر
از گنگا دھر دوبے
۲۵ اکتوبر رام بھروت جارہے
ونود دا تاااز سدھا شیش
۲۸ اکتوبر ہمارا دیش ہمارا پردیش
آریانہ
۲۹ اکتوبر کویتا پاٹھ از ابھیلاشن
۳۰ اکتوبر آزادی کی پریرنا : گاندھی ٹوپی

خصوصی جے مالا

۱۹، اور ۲۵ اکتوبر ہیما مالنی پیش کریں گی
۲۶ اکتوبر یکم نومبر
ساحر لدھیانوی کی یاد میں میوزک
ڈائریکٹر روی پیش کریں گے

سنو کہانی : رات ۱۵-۱

۱۷ر اکتوبر کہانی از سوریہ بالا
۲۴ر اور ۳۱ر اکتوبر دل دل (حصہ I اور II)
کہانی از راجندر داتی

ان سے ملیے ، رات ۱۵-۸

۲۲ اکتوبر فلم اداکارہ ٹن ٹن کے ساتھ
سویتا بجاج کا انٹرویو
۲۹ اکتوبر میوزک ڈائریکٹر آر سوڈی
برمن کے ساتھ انورادھا شرما
کا انٹرویو

ہوا محل : رات ۱۵-۹

۱۶ر اکتوبر ایک کوٹ کا سوال
تحریر : کے۔ پی۔ سکسینہ
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۱۷ اکتوبر دیہاتی کا مینو
تحریر : چندر پرکاش پاٹھک
پیش کش : چندر پربھا بھٹناگر
۱۹ اکتوبر کرائے کا باپ
تحریر : سنیہی جوشی
پیش کش : جتا شنکر شرما
۲۰ اکتوبر کاغذ کے زیور
تحریر : ابھیلاشن
پیش کش : پی۔ وی وارولکر
۲۲ اکتوبر چولا گدھے کا
تحریر : پی۔ کے۔ کھنور
پیش کش : پرکاش سکسینہ
۲۳ اکتوبر دور کے ڈھول سہانے
تحریر : نثار اتم
پیش کش : مہ سوروپ
۲۴ اکتوبر سمراتیاں
تحریر : ہریش دیکشت
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۲۵ اکتوبر دال دیہی
تحریر : ادم اوستھی
پیش کش : جٹا شنکر شرما
۲۶ اکتوبر چکر ہی چکر
تحریر : راجندر کمار شرما
پیش کش : دینا ناتھ
۲۷ اکتوبر خاندانی لوگ : تحریر اور
پیش کش : مدھر سری واستو
۲۸ اکتوبر پرکشک کی مصیبت
تحریر : اُما کانت مالویہ
پیش کش : ونود رستوگی
۲۹ اکتوبر بہکا ہوا تیر تھ
پیش کش : کملا سکسینہ
۳۰ اکتوبر کنجوس پتی۔ خرید لی پتنی
تحریر : چرنجی لال پراشر
پیش کش : ستیندر شرت
۳۱ر اکتوبر شریمتی اندرا گاندھی پر خصوصی
پروگرام
پیش کش : انوپ سیٹھی

اردو سروس

پہلی مجلس
[illegible]
[illegible]
دوسری مجلس
[illegible]
[illegible]
تیسری مجلس
[illegible]
[illegible]

جمعرات ۱۶ر اکتوبر

صبح

۶-۲۵ سنہرا صبا
امرجیت، فانی اور مومن کا
کلام
رمیش کمار : جمنو دہلوی، میر
اور صبا افغانی کا کلام
۵-- ششی موہن بھٹ
ستار پر راگ نٹ بھیرو
۹-۱۵ راجستھانی لوک گیت
۹-۳۲ منیر خاتون بیگم : ٹھمری
اور دادرہ

دوپہر

۲-۳۰ "ایک پردیس" : ڈرامہ
تحریر : آغا حشر کاشمیری
پیش کش : ایس۔ ایس۔ ایس ٹھاکر

رات

۸-۳۰ امرجیت : شکیل بدایونی
اور شاد عظیم آبادی کا کلام
۱۰-۰۰ ادبی نشست : افسانہ
از دیویندر اسر
کلام شاعر : بلراج کومل
دیگر شرکاء : قمر رئیس اور نسیم حنفی
۱۱-۳۰ گنگا پرساد پاٹھک
خیال کیدار
ششی موہن بھٹ
ستار پر راگ ہیمنت

جمعہ ۱۷ر اکتوبر

صبح

۶-۲۵ گھنشیام داس : شاد عارفی
اور مخدوم محی الدین کا کلام
ریتا گنگولی : حسن نعیم اور الٰہ آبادی
اور علی سردار جعفری کا کلام
۵-- دھنش خاں : سرود پر
راگ یمنی بلاول

دوپہر

۲-۳۰ یہیں رواں ہے زندگی : فیچر

رات

۸-۳۰ گھنشیام داس : فیض اور
مومن کا کلام
۹-۰۰ شیشے کا گھر : بروج سلطانپوری
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گیتس رام چندر سرڈیوا
خیال بیہاگ
دھنش خاں : سرود پر
راگ نائیکی کانہڑہ

ہفتہ ۱۸ر اکتوبر

صبح

۶-۲۵ افروز بانو : پارست پوری اور
جگر کا کلام
سیتا رام سنگھ : فیض، داغ
اور غالب کا کلام
۵-۰۰ پرکاش وڈیرہ : بالری پردھن
۹-۱۵ پنجابی لوک گیت
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
گرجا دیوی : ٹھمری اور
دادرہ بھیروی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین : عہد ساز خواتین
"چاند بی بی" : تقریر
از نازنین نقوی

رات

۸-۳۰ افروز بانو: ظفر اور غالب کا کلام

۱۱-۳۰ گنگو بائی ہنگل: خیال مدھونتی

پرکاش وڈھیرہ: بانسری پر راگ جوگ کونس

اتوار ۱۹ اکتوبر

صبح

۶-۲۵ ششی تادرک: محمور دہلوی اور فراق گورکھپوری کا کلام

محمد یعقوب: شکیل بدایونی

شمیم جے پوری اور مجاز لکھنوی کا کلام

۷-۰۵ کے۔ ایل۔ سود، جلترنگ پر الھیا بلاول

رات

۸-۳۰ ششی تادرک: خمار بارہ بنکوی اور شفق لکھنوی کا کلام

۹-۰۰ غلام عباس: کافی شیخ فرید

۱۰-۰۰ 'ٹوٹا ستارہ'، ڈرامہ تحریر: اظہار اثر

۱۱-۳۰ گھاسی رام نرمل جلترنگ پر راگ ابھوگی

گرجا دیوی: خیال نائیکی کانہڑہ

پیر ۲۰ اکتوبر

صبح

۶-۲۵ پشپا ہنس: ناسخ اور داغ کا کلام

شنکر داس گپتا: داغ، فراق اور اکبر الہ آبادی کا کلام

۷-۰۵ گوپال سنگھ: گٹار پر توڑی

۹-۱۵ کشمیری لوک گیت

۹-۳۲ غلام مصطفیٰ خاں: خیال توڑی

رات

۸-۳۰ پشپا ہنس: نقش لائل پوری اور سدرشن فاخر کا کلام

۹-[illegible] کلام شاعر: عنوان چشتی

۱۱-۳۰ غلام مصطفیٰ خاں: خیال مالکونس

گوپال سنگھ: گٹار

منگل ۲۱ اکتوبر

صبح

۶-۲۵ رمیش کمار: جاں نثار اختر اور بشیر بدر کا کلام

نیلم ساہنی: داغ دہلوی

شمیم جے پوری اور ساحر بھوپالی کا کلام

۷-۰۵ بھگوان داس: سنتور پر راگ بسنت مکھاری

۹-۱۵ گجراتی لوک گیت

۹-۳۲ غلام تقی خاں: گاتی

رات

۹-۰۰ 'جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے' فیچر؛ از پروفیسر مسعود حسن خاں

۱۱-۳۰ اور ۱۲-۰۵ غلام تقی خاں: گاتی

بھگوان داس: سنتور پر راگ باگیشوری

بدھ ۲۲ اکتوبر

صبح

۶-۲۵ پشپا رانی: غزلیں

پریم ناتھ: محسن زیدی

ساحر ہوشیار پوری اور مخدوم کا کلام

۷-۰۵ جگناتھ اور الیس۔ این گلاٹی شہنائی اور وائلن پر جگلبندی: راگ منگل بھیرو

۹-۳۲ ہیرا بائی بڑودیکر: خیال للت

دوپہر

۲-۰۰ نرملا دیوی: ٹھمری بیلو اور پہاڑی ماہیتہ

۲-۳۰ بزم خواتین: 'انمول لمحے وعدے بھول جانے کے'، مزاحیہ تقریر از ناہید جمال

رات

۸-۳۰ پشپا رانی: غزلیں

۹-۰۰ دلی ڈائری: تقریر از رئیس مرزا

۹-۳۰ نزاکت علی خاں: ٹھمری

۱۱-۳۰ ہیرا بائی بڑودیکر: خیال پوریا کلیان

جگناتھ اور ساتھی اور الیس این گلاٹی: شہنائی اور وائلن پر جگل بندی: راگ مارو بہاگ

جمعرات ۲۳ اکتوبر

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

رویندر گرو ور: ساحر بھوپالی اور شمیم جے پوری کا کلام

۷-۰۵ بلرام پاٹھک ستار پر راگ بھیرو

۹-۱۵ پہاڑی لوک گیت

۹-۳۲ سدھیشوری دیوی ٹھمری بھیروی اور دادرہ

رات

۸-۳۰ رویندر گرو ور: مومن اور جگر کا کلام

۱۰-۰۰ آئینہ؛ ادبی میگزین

'اردو نثر پر سیاسی تحریکوں کے اثرات'

ادارت: ڈاکٹر صدیق الرحمان قدوائی

۱۱-۳۰ حسن لال: خیال جوگ کونس

بلرام پاٹھک: ستار پر راگ امن

جمعہ ۲۴ اکتوبر

صبح

۶-۲۵ ہریش بھاردواج: ساحر بھوپالی اور فراق گورکھپوری کا کلام

ایرا نگم: شکیل، کے۔ سی۔ خوشدل اور جاں نثار اختر کا کلام

۷-۰۵ سنیل مکرجی: سرود پر راگ بھیروی

رات

۸-۳۰ ہریش بھاردواج: ساحر بھوپالی اور فنا نظامی کا کلام

۹-۰۰ 'بھلائے نہ بنے': انتظار حسین کی بستی کا ذکر؛ از ابوالکلام قاسمی

۱۱-۳۰ ہلال احمد خاں اور نصیر احمد خاں خیال درباری

سنیل مکرجی: سرود پر راگ بہاگ

ہفتہ ۲۵ اکتوبر

صبح

۶-۲۵ سرلا کپور: فانی بدایونی اور شکیل کا کلام

برجو مہاراج: شفق لکھنوی اور شمیم جے پوری کا کلام

۷-۰۵ دیویندر مردیشور بانسری پر راگ بسنت مکھاری

۹-۳۲ شانتی ہیرانند: ٹھمری اور دادرہ بھیروی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: 'شانہ بشانہ خواتین اور تجارت'، نرمل جی چنائی کے ساتھ گفتگو

رات

۸-۳۰ سرلا کپور: عزیز لکھنوی اور محمور دہلوی کا کلام

۱۱-۳۰ سرفراز حسین خاں: گاتی

دیویندر مردیشور: بانسری پر راگ ابھوگی کانہڑہ

اتوار ۲۶ اکتوبر

صبح

۶-۲۵ اندرا نلنی سکھ

دینا ناتھ: ڈاکٹر اقبال داغ دہلوی اور امیر قزلباش کا کلام

۷-۰۵ چنتامنی جین: جلترنگ پر راگ بھیرو

رات

۸-۳۰ اندرا نلنی سکھ: غزلیں

۹-۰۰ رسائل و جرائد: تقریر از وہاج الدین

۹-۳۰ سلوچنا برہسپتی: ٹھمری دلیش

۱۰-۰۰ 'آخری چراغ'، ڈرامہ از سریندر ورما پیش کش: پریم وہرہ

۱۱-۳۰ لطافت حسین: خیال شہانہ

جلترنگ پر راگ مالکونس اور راگ بھوپالی

پیر ۲۷ اکتوبر

صبح

۶-۲۵ شمیم آزاد: شکیل بدایونی اور فیض کا کلام

صفدر حسین: فیض اور سیماب اکبر آبادی کا کلام

۷-۰۵ سندر رام جادھو اور ساتھی سندری پر راگ بھیروی

۹-۳۲ عبدالکریم خاں: گاتی

دوپہر

۲-۳۰ آخری چراغ: ڈرامہ از سریندر ورما پیش کش: پریم وہرہ

رات

۸-۳۰ شمیم آزاد: بی۔کے۔پوری اور بیخود دہلوی کا کلام

۹-۰۰ کلامِ شاعر: ڈاکٹر جاوید وششٹ

۱۱-۳۰ عبدالکریم خاں: گائن
سدھ رام جادھو اور ساتھی
سندری پر راگ مالکونس
اور دھن

منگل ۲۸ر اکتوبر

صبح

۶-۲۵ مینا کپور: جگر مرادآبادی کا کلام
منور حسین جمالی: مجاز لکھنوی
حسرت موہانی اور بشیر بدر کا کلام

۷-۰۵ بھجن لال ساپوری: سنتور پر
راگ توڑی

۹-۳۲ مہندر شرما: گائن

رات

۸-۳۰ مینا کپور: ترلوک چند کوثر
اور فیض کا کلام

۹-۰۰ 'جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے'
تقریر: از رام لال

۱۱-۳۰ مہندر شرما: گائن
بھجن لال ساپوری: سنتور پر
راگ پوریا کلیان

بدھ ۲۹ر اکتوبر

صبح

۶-۲۵ پی۔ نازمسانی: فیض اور
ابراہیم اشک کا کلام
او۔پی۔ کپور: غالب اور
داغ کا کلام

۷-۰۵ بسم اللہ خاں: شہنائی پر
راگ توڑی

۹-۳۲ اجیت سنگھ پنیل
خیال بلاس خانی توڑی

دوپہر

۲-۰۰ رنگا رنگ: ہم بھی مشاعرہ
پڑھنے گئے۔: ڈرامہ
از عزیز اندوری

۲-۳۰ بزمِ خواتین: 'عہد ساز خواتین
نورجہاں'؛ تقریر از نامر شرما

رات

۸-۳۰ پی۔ نازمسانی: غالب اور
مومن کا کلام

۹-۰۰ شہ پارے: ایک چادر میلی سی
از راجندر سنگھ بیدی؛ تقریر
از شمس الحق عثمانی

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
اجیت سنگھ پنیل: خیال مالکونس
بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی پر راگ کیدارہ

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا: بیگم اختر: غزلیں

۷-۰۵ سازِ طرب
محمد شریف پونچھ والے: ستار پر
راگ اہیر بھیرو

۹-۱۵ راجستھانی لوک گیت

۹-۳۲ رسولن بائی: کجری، ٹپہ اور
ٹھمری بھیرو

رات

۸-۳۰ بیگم اختر: کیفی اعظمی اور
جگر مرادآبادی کا کلام

۹-۰۰ ماضی کے دیار: 'پٹنہ'
ماضی کے آئینے میں
ترتیب: فخرالدین عارفی

۹-۳۰ بیگم اختر: ٹھمری، دادرہ

۱۱-۳۰ اینتا رائے: خیال گورکھ کلیان
محمد شریف پونچھ والے
ستار پر راگ کروانی

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح

۶-۲۵ مقبول حسین: میر اور سودا
کا کلام
تسو بھا جوشی: جگر مرادآبادی
اور فیض کا کلام

۷-۰۵ علی اکبر خاں: سرود پر بھوری کاتی

دوپہر

۲-۳۰ اندرا گاندھی: خصوصی فیچر

رات

۸-۳۰ مقبول حسین: مومن اور
غالب کا کلام

۱۱-۳۰ بینا پانی مشرا: خیال چارو کیشی
علی اکبر خاں
سرود پر راگ دیس

دہلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶٫۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۴۵۰٫۵ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج ۲۱۹٫۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۲۹۴٫۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۸-۰۰ تک ۸۹٫۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۴۸٫۴۷ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
شام ۶-۰۰ سے رات تک ۸۹٫۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف

ہندی / انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۰۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵
اور رات ۱۱-۰۵ سنسکرت: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ اردو مع تبصرہ: رات ۹-۱۶
انگریزی: دوپہر ۱۲-۰۰ پنجابی: دوپہر ۱-۴۰، راجیوں سے سماچار: شام ۵-۰۰
روزگار سماچار: شام ۷-۵۰ پرادیشک سماچار: شام ۷-۵۰

دہلی بی

انگریزی: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، سہ پہر ۳-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور
رات ۱۱-۰۰، پنجابی: صبح ۸-۳۰، شام ۷-۳۰، تجارتی (صرف بدھ) ۷-۴۰

جمعرات ۱۶ر اکتوبر

دہلی اے۔

صبح

۸-۱۰ سوم تیواری: گائن

۱۰-۲۵ اور شام ۵-۲۰
اللہ جو مک: گائن

۱۱-۰۵ اور رات ۹-۰۰
کیلاش پوار: ستار

۱۱-۳۰ رمیش چند چمولی: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر دگیان
'توسٹر: پرکار اور اپھوگ'
از ڈاکٹر سی۔ ایل۔ گرگ

رات

۱۱-۱۰ یش پال: گائن

دہلی بی۔

صبح

۷-۳۲ شوکمار شرما: سنتور

-۵۰ وشو اتہاس کی جھلک

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
پپیہا ملک: گیت اور بھجن

۹-۳۰ ورلڈ پیپر نتری ڈے
اینڈ ٹی فار دیجوں: تقریر

جمعہ ۱۷ر اکتوبر

دہلی اے۔

صبح

۶-۴۵ دگیان چرچا: سہاتیا کرتے
اکیرن (۳۰) وا ریس

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
مصطفیٰ رضا: وچتر وینا

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
بھگتی بھٹاچاریہ: گائن

رات

۸-۱۵ گاندھی چرچا: گاندھی جی کے
وچاروں ایوم پریہ بھجن پر
آدھارت کاریہ کرم

۹-۳۰ 'ساکشی' ڈی۔این۔ گوپی ناتھ

کے تامل ناٹک کا ہندی عکس
از آر۔ سوکمار نیئر
۱۰ – ۱۱ لچھمن داس سندھو
ٹھمری اور دادرا
دہلی ’بی‘

صبح
۳۰ – ۷ ڈی۔ وی۔ پلسکر: گائن

شام
۴۵ – ۶ اور رات ۴۴ – ۸
منموہن پہاڑی: بھجن

ھفتہ ۱۸ر اکتوبر

دہلی ’اے‘

صبح
۴۵ – ۶ سواستھیہ چرچا
۴۵ – ۷ دلی درشن
۱۰ – ۸ اور شام ۴۰ – ۵ اور ۰۰ – ۹
سمتی منا ٹکر: گائن
۰۵ – ۱۱ سدھیر گوتم: سنطور
۳۰ – ۱۱ منورما آہوجہ: گائن

رات
۳۰ – ۹ عبداللطیف خاں: سارنگی
ارجن شیج وال: پکھاوج
دہلی ’بی‘

صبح
۳۰ – ۷ امرت حسین خاں: ستار

دوپہر
۳۰ – ۲ سدھیر گوتم: سنطور

اتوار ۱۹ر اکتوبر

دہلی ’اے‘

صبح
۳۰ – ۷ آج صبح
۱۰ – ۸ اور رات ۰۰ – ۹
راجیندر: بانسری
۰۵ – ۱۱ اپنی نگری

دوپہر
۱۵ – ۱۲ ’ویڈیو ویڈیو‘: ناٹک
از آر۔ کے۔ شرما
۲۰ – ۲ ساکشی: ناٹک

رات
۳۰ – ۸ آج کے اتیتھی
دہلی ’بی‘

صبح
۰۲ – ۷ ساہتکی

۳۰ – ۹ یادیں

دوپہر
۳۰ – ۲ راجیندر پرسنا: بانسری

شام
۴۵ – ۶ اور رات ۴۴ – ۸
ارملا ناگر: گیت، بھجن اور
غزلیں
۳۰ – ۹ کرنٹ افیرز

پیر ۲۰ر اکتوبر

دہلی ’اے‘

صبح
۴۵ – ۶ وگیان چرچا
’جڑوں والی سبزیاں‘
تقریر از ڈاکٹر جے۔ سی۔ موزا
۴۵ – ۷ دلی درشن
۱۰ – ۸ شام ۴۰ – ۵ اور رات ۰۰ – ۹
ایل کے۔ پنڈت: گائن
۰۵ – ۱۱ وسنت ٹھکار: گائن
۳۰ – ۱۱ بلدیو کرشن: جلترنگ

رات
۰۰ – ۱۰ وِمل مکرجی: ستار
دہلی ’بی‘

صبح
۳۲ – ۷ ہمانشو بسواس: بانسری

دوپہر
۳۰ – ۲ وسنت ٹھکار: گائن

شام
۴۵ – ۶ اور رات ۴۴ – ۸
کاجل بنرجی: بھجن، گیت
اور غزلیں
۳۰ – ۹ وومن اِن دی آئیز آف
فلاسفرز: آدی شنکرا

منگل ۲۱ر اکتوبر

دہلی ’اے‘

صبح
۴۵ – ۶ سواستھیہ چرچا
۴۵ – ۷ دلی درشن
۱۰ – ۸ اور رات ۰۰ – ۹
ستیہ دیو پوار: وائلن
۰۵ – ۱۱ سابیری سین: گائن
۳۰ – ۱۱ کیرت خاں: ستار

شام
۰۵ – ۵ وگیان سماچار

ڈاکٹر مردولا گپتا
۱۵ – ۸ ادیوگ منڈل
۳۰ – ۹ ’وداعی سمارو‘: ناٹک
بیونڈ انڈرلیو کے روسی
ناٹک کا ہندی عکس
از اشا شرت
۰۰ – ۱۰ نواب خاں: گائن
دہلی ’بی‘

صبح
۳۲ – ۷ سابیری سین: گائن

دوپہر
۳۰ – ۲ ستیہ دیو پوار: وائلن

رات
۳۰ – ۹ ٹووررڈز اے کلینر واٹر سسٹم
انگریزی

بدھ ۲۲ر اکتوبر

دہلی ’اے‘

صبح
۴۵ – ۶ وگیان چرچا: ’کاٹھ پھوڑوا‘
تقریر کرتا: ترشن لال پاٹھک
۳۰ – ۷ آج صبح
۱۰ – ۸ ۲۰ – ۱۱ اور رات ۰۰ – ۹
برجو مہاراج: ٹھمری اور دادرا
۰۵ – ۱۱ اور شام ۴۰ – ۵
سودیپتا شرما: ستار

دوپہر
۳۰ – ۱۲ گھر وگیان: لہسن
از ڈاکٹر آر۔ این۔ سنگھ

رات
۰۶ – ۸ وگیان ترنگنی
۳۰ – ۹ چرچا کا وشیہ ہے
۰۰ – ۱۰ عبدالسمیع خاں: سرود
دہلی ’بی‘

صبح
۳۰ – ۷ برج بھوشن کابرا: گٹار

شام
۴۵ – ۶ اور رات ۴۴ – ۸
رنجنا چوپڑہ: غزلیں
۳۰ – ۹ ’یونائیٹڈ نیشن ایچیومنٹس‘
تقریر از راج سنگھ

جمعرات ۲۳ر اکتوبر

دہلی ’اے‘

صبح
۴۵ – ۷ دلی درشن
۱۰ – ۸ ۰۵ – ۱۱ اور رات ۰۰ – ۹
پرکاش وڈھیرا: بانسری
۳۰ – ۱۱ رام اوتار: گائن

دوپہر
۳۰ – ۱۲ گھر وگیان: ’شنکھ پشپی کی
اپیوگتا‘ ڈاکٹر ایس۔ کے۔ بھٹناگر

رات
۳۰ – ۹ سنیل گنگو پادھیائے کی
بنگلہ کہانی کا ریڈیو عکس
شنکر داس گپتا
۱۰ – ۱۱ ایم۔ آر۔ شاہانے: گائن
دہلی ’بی‘

صبح
۳۲ – ۷ رام اوتار: گائن

شام
۴۵ – ۶ اور رات ۴۴ – ۸
صلاح الدین احمد: گیت
اور غزلیں
۳۰ – ۹ ٹاکنگ اباؤٹ بکس

جمعہ ۲۴ر اکتوبر

دہلی ’اے‘

صبح
۴۵ – ۶ وگیان چرچا
سہایتا کرتے اکیرن داس،
آکسیجن ماسک
۳۰ – ۷ آج صبح
۱۰ – ۸ اور شام ۴۰ – ۵
سرفراز حسین خاں: گائن
۳۰ – ۱۱ ۰۵ – ۱۱ اور رات ۰۰ – ۹
گھنشیام داس پربھاکر
جلترنگ

شام
۵۵ – ۵ گڑھوالی سنگیت
۰۶ – ۹ بھگتی سنگیت
۱۵ – ۸ گاندھی چرچا
۳۰ – ۹ ”نرش میں آتما ورکش“
ناٹک: آتم جیت کے پنجابی
ناٹک کا ہندی عکس
ونود دھیر
۱۰ – ۱۱ مشتری بیگم: ٹھمری۔ دادرا
دہلی ’بی‘

صبح
۳۰ – ۷ پنالال گھوش: بانسری

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
نریندر کور : گیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام
فیچر (انگریزی)

ہفتہ ۲۵ راکتوبر

دہلی را اے،

صبح

۶-۴۵ سوا ستیہ چرچا
۷-۳۰ صبح کی چائے
۸-۱۰ اور ۳۰-۱۱
احمد رضا خاں : وچتر وینا
۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
پرمیلا پوری : گائن

رات

۸-۱۵ سوا ستیہ رکشا

دہلی ر بی،

صبح

۷-۳۰ سوائی گندھرو : گائن

دوپہر

۳-۳۰ پریمل کمار مونگاراج : پکھاوج

اتوار ۲۶ راکتوبر

دہلی را اے،

صبح

۶-۴۵ سوا ستیہ چرچا
۷-۳۰ آج صبح
۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
مہندر شرما : گائن
۱۰-۰۰ صابری خاں : سارنگی
۱۱-۰۵ اپنی نگری

دوپہر

۱۲-۱۵ 'لکھپتی کی موت' : خاکہ
از دلیپ سنگھ
۲-۳۰ 'فرش میں اُگا ورکش' : ناٹک

رات

۹-۳۰ صابری خاں : سارنگی

دہلی ر بی،

دوپہر

۲-۳۰ مہندر شرما : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
شانتا سکینہ

پیر ۲۷ راکتوبر

دہلی را اے،

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا : 'آدمی بوڑھا کیوں ہوتا ہے' : تقریر
ایس ۔ پی ۔ ابھارتھا
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
شرن رانی : سرود
۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
کمل سہگل کویتا سہگل : گائن
۱۱-۳۰ گوسوامی رادھا کرشن : ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ 'ودائی سمارودھو' : ناٹک

رات

۸-۰۶ سوا ستیہ رکشا
۹-۴۵ سلوچنا برہسپتی : گائن

دہلی ر بی،

صبح

۷-۳۲ پربھا اترے : گائن

دوپہر

۳-۳۰ شرن رانی : سرود

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
سیما انل سہگل : گیت
اور غزلیں
۹-۳۰ رپورٹ آن دی ہاؤسنگ
بوم ان دہلی

منگل ۲۸ راکتوبر

دہلی را اے،

صبح

۶-۴۵ سوا ستیہ چرچا
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
مادھوری متو : گائن
۱۱-۰۵ بلجیت سنگھ : الیسراج

شام

۵-۰۵ گیان وگیان : بتاؤ تو جانیں
از اکھیلیش کرشنا
۸-۱۵ اوبوگ منڈل
۱۰-۰۰ گورداس رام مادھو
کلارنٹ
سریش تلوارکر : طبلہ

دہلی ر بی،

صبح

۷-۳۰ اروند پاریکھ : ستار

دوپہر

۳-۳۰ بلجیت سنگھ : الیسراج

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
ترلوک کپور : گیت، بھجن
اور غزلیں

بدھ ۲۹ راکتوبر

دہلی را اے،

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا
'ریبورا دران کا کام'،
از وی ۔ پی ۔ ہاٹیہ
۷-۳۰ آج صبح
۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
بلرام پاٹھک : ستار
۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
اقبال احمد خاں : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر وگیان : 'گرامین علاقوں میں مکان کیسے ہو'،
از جی ۔ سی ۔ ماتھر

رات

۸-۰۶ وگیان ترنگنی
۱۰-۰۰ ڈاگر بندھو : گائن

دہلی ر بی،

صبح

۷-۳۰ نرملا دیوی : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
رجنی دوبے : گیت اور بھجن

جمعرات ۳۰ راکتوبر

دہلی را اے،

صبح

۶-۴۵ سوا ستیہ چرچا
۷-۳۰ مزاحیہ پروگرام
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ ۰۵-۱۱ اور رات ۰۰-۹
دیپالی ناگ : گائن
۱۱-۳۰ بھیم سنگھ : کلارنٹ

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر وگیان : رنگ روغن،
از ڈاکٹر نیلما ہرجائی

رات

۱۰-۱۱ جگدیش پرساد برمن : بانسری

دہلی ر بی،

صبح

۷-۲۲ سنگیت سربھی : بھیم سنگھ
کلارنٹ

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
وی ۔ اے ۔ پی ۔ ساگر : غزلیں

جمعہ ۳۱ راکتوبر

دہلی را اے،

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا
'سہایتا کرتے ایکسرے (۲۲) و مائیکرو اسکوپ'،
تقریر از اے ۔ کے ۔ زدگانی
۷-۳۰ آج صبح
۸-۱۰ اور ۰۵-۱۱
مہندر بھٹ : وائلن
۱۱-۳۰ اور رات ۴۰-۸
غلام صادق خاں اور
غلام سراج خاں : گائن

رات

۸-۱۵ گاندھی چرچا

دہلی ر بی،

صبح

۷-۰۲ اولوکن
۷-۳۰ غلام مصطفےٰ خاں : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸
وویا ناتھ سیٹھ : بھجن
۹-۳۰ اندرا جی کے یوم وفات پر
خصوصی پروگرام

AKASHVANI

لکھنؤ

میڈیم ویو: لکھنؤ "الف" اور "ج"
لکھنؤ "الف" ۲۶ء۲۴۰ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
لکھنؤ "ج" ۲۲۳ء۴۶ میٹر ۱۲۷۸ کلوہرٹز

شارٹ ویو: لکھنؤ (ب)
صبح ۷-۴۵ تک ۳۲ء۶۰ میٹر ۹۲۰۵ کلوہرٹز
۸-۰۰ بجے کے بعد ۴۸ء۴۲ میٹر ۶۱۷۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۱ء۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلوہرٹز
شام اور رات ۳۲ء۶۰ میٹر ۹۲۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی/انگریزی: (دلی) صبح ۶-۰۰ پرادیشک سماچار (گورکھپور) صبح ۷-۲۰
ہندی (دلی) صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵
انگریزی (دلی) صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰ شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
سنسکرت (دلی) صبح ۷-۰۰ شام ۶-۱۰ اردو (دلی) صبح ۸-۵۰ شب ۹-۱۶
علاقائی (لکھنؤ) دوپہر ۲-۳۰ پرادیشک (لکھنؤ) شام ۷-۲۰ نیوز لیٹر ہندی (دلی) صبح ۹-۰
ضلع کی چٹھی (لکھنؤ) صبح ۹-۰۵

جمعرات ۱۶ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: خط کیلئے شکریہ
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰ گنیش پرشاد مشر: ٹھمری

رات

۸-۰۰ گھٹنا چکر

جمعہ ۱۷ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین "امرتا شیر گل کا فن"، بات چیت از شمس فرخ آبادی ادبی تراشہ
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰ الیاس خاں: ستار

رات

۸-۰۰ قانون سے اپنے رشتے

ہفتہ ۱۸ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ لکھنؤ درشن: رو پک از تصویر عابدی
۸-۳۰ اردو پروگرام: خواتین کیلئے "روایت پسند اور ترقی یافتہ خواتین میں اختلاف" مذاکرہ شرکاء: سوروپ چکر ڈاکٹر کمار، رحمان امینہ اور لقمان حسین
۹-۱۵ پنڈت اومکار ناتھ ٹھاکر گائن

اتوار ۱۹ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ مہاکوی تلسی داس کی کویتاولی کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام: "شاذ تمکنت فن اور احترام فن" تحریر: الیس۔ ایم۔ عباس
۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰ دھرم ناتھ مشر: ٹھمری

دوپہر

۱-۱۰ "خاندانی جوتا" مزاحیہ جھلکی از نثار احمد

رات

۹-۳۰ "آہٹ داپ": ناٹک تحریر: کماری نیلم شکلا
۱۰-۳۰ معبود حسین: کلارنٹ

پیر ۲۰ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: مذاکرہ
۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰ مانک بنرجی: سرود

رات

۹-۴۵ رحیم الدین ڈاگر: سادرا
۱۰-۳۰ پدماوتی شالگرام: خیال

منگل ۲۱ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی "پدماوت" کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین بات چیت از سلطان علی گیندا: کلام شاعر
۹-۱۵ استاد بڑے غلام علی خاں خیال

دوپہر

۲-۳۰ سمسیائیں گاؤں کی

رات

۷-۳۰ کھیل جگت

بدھ ۲۲ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ آرائش محفل: قصہ حاتم طائی سلسلہ وار
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۵ ستیش چندر: ستار

شام

۴-۳۰ ڈی۔ آر۔ پاروتیکر دتا تریہ وینا
۷-۳۰ ہمارے اپنے
۱۰-۰۰ "لوک شرے": ناٹک از سنتوش بالا

جمعرات ۲۳ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: بولتی تحریریں
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰ آشارانی سٹری واستو: خیال

رات

۸-۰۰ گھٹنا چکر

جمعہ ۲۴ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین سائنس نامہ از ڈاکٹر اقبال مہدی ادبی تراشہ
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰ گوپال چندر نندی: وائلن

ہفتہ ۲۵ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ لکھنؤ درشن: روپک تصویر عابدی
۸-۳۰ اردو پروگرام: چہلم طرحی مسالمہ شرکاء: شارب لکھنوی، قیصر وارثی بشیر فاروقی اور نجم الدین نقوی
۹-۱۵ پروین سلطانہ: خیال

رات

۸-۰۰ ساہتک سنسمرن

اتوار ۲۶ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ مہاکوی تلسی داس کی کویتاولی کا سلسلہ وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام: بچوں کے لئے سنٹرل ڈرگ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ڈاکٹر جے۔ آر۔ قدوائی کی بات چیت کہانی: ڈاکٹر صبیحہ انور
۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ کاشی ناتھ شنکر بوڈس خیال
۱۱-۰۰ "راشٹریہ ویر ہمیر": ناٹک

دوپہر

۱-۱۰ "چوں چوں کا مربہ" مزاحیہ جھلکی از ارل کمار

رات

۱۰-۳۰ علی اکبر خاں: سرود

پیر ۲۷ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: "یہ بستیاں ہماری" فیچر

۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰
محمد سمیع منّے : بانسری

رات

۹-۴۵ پربھا اترے : خیال
۱۰-۳۰ گوری شنکر : کلارینٹ

منگل ۲۸ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی 'پدماوت'
۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
'دیہی تعمیر نو میں تعلیم کا حصہ'
بات چیت : کلام شاعر
عزیز بانو داراب وفا
۹-۱۵ کمار گندھرو : خیال

بدھ ۲۹ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ آرائش محفل : قصہ حاتم طائی
سلسلہ وار پروگرام
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
رام شنکر داس پاگل داس
پکھاوج

رات

۱۰-۰۰ 'آگیات واس کا انت'
ناٹک : از منوہر شریواستو

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۵ خط کے لئے شکریہ

رات

۱۰-۳۰ وشوناتھ شری کھنڈے : خیال

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
'اندرا گاندھی کی تابناک
شخصیت' بات چیت
از جمیل مہدی : ادبی تراشہ
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
شاہد خاں : سرود

رات

۹-۳۰ سورج آخر ڈوب ہی گیا
روپک : تحریر : پرکاش سکسینہ

گورکھپور

۳۳۰.۰ میٹر ۹۰۹ کلو ہرٹز

جمعرات ۱۶ر اکتوبر

دوپہر

۱-۱۰ ہردے روگ اور رکت چاپ
ڈاکٹر چکروانی پانڈے سے
ملاقات
۲-۲۰ گنّے کی کھیتی ہیتو سجھاؤ : تقریر
بھوپندر سنگھ
۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
رام سمیر یادو اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۳۵ اپنا گھر اپنے ہاتھ کام : تقریر
پرتیبھا شریواستو
۶-۱۰ اچھے سانڈ کیسے بنائیں
تقریر : بھولا رائے
۹-۱۶ اوشا تیموتھی : غزل
۱۰-۳۰ دیویندر ناتھ شکل : ستار

جمعہ ۱۷ر اکتوبر

صبح

۷-۴۵ اس ماس کا گیت : کیول کمار
۸-۳۰ سرسید کے زندگی میں
دلچسپ واقعات : تقریر
از پرویز انجم
مزاحیہ کلام : شاطر گورکھپوری

دوپہر

۱-۱۰ گھر کی سجاوٹ میں رنگوں کا
مہتو : تقریر از انجل چکرورتی
نیشن نیشن ۔ ایک
اندھی دور : تقریر
کماری شبھا دتا
۲-۲۰ آلو کی کھیتی : تقریر
از آر ۔ ڈی ۔ سنگھ
۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
رام اوتار لوک گیت

شام

۱۰- جو کی انتی قسموں کی کھیتی
تقریر از جے ۔ پی ۔ سنگھ
۹-۱۶ کے ۔ ایل ۔ سہگل : غزل
۱۰-۳۰ بسم اللہ خاں اور وی ۔ جی جوگ
شہنائی اور وائلن (جگلبندی)

ہفتہ ۱۸ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ جھروکھا : سلسلے وار لگھو ناٹیکا
تحریر و پیشکش : حسن رضوی

دوپہر

۲-۲۰ آلو کی اچھی پرجاتیاں : تقریر
ایم ۔ سی ۔ گوتم
۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
رام شبد چورسیا و ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۳۵ پریاورن کی شکشا : تقریر
وی ۔ کے ۔ رائے
۶-۱۰ اردو رک اور رنیچ بووائی
تقریر : کرشن کمار
۹-۱۶ انوپ جلوٹا : بھجن

اتوار ۱۹ر اکتوبر

صبح

۹-۲۵ "ہم ایک ہیں" : ناٹیکا
مصنف : سلطان احمد رضوی
پیش کردہ : جی ۔ آر ۔ سید

دوپہر

۱-۱۰ آٹھواں سور : لگھو ناٹیکا
مصنف : ہریش سنہا
۲-۲۰ رام نریش تیواری و ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۳۵ چینی مل پرگنا آپورتی : تقریر
سلطان احمد
۶-۱۰ اتر پردیش دن نگم سمیائیں
اپوم سمادھان : تقریر
از پی ۔ آر ۔ سنگھ

پیر ۲۰ر اکتوبر

دوپہر

۲-۲۰ بارہ ماسی کریلا : تقریر
سدا شنکر سنگھ
۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
راجیندر یادو و ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۳۵ گھریلو نسخے : تقریر
از تارا گوسوامی
۶-۱۰ ڈینیکیل کی کھیتی
رادھا موہن شریواستو
۱۰-۳۰ رگھوناتھ سیٹھ اور سلطان خاں
بانسری اور سارنگی (جگلبندی)

منگل ۲۱ر اکتوبر

دوپہر

۱-۱۰ کاویہ پاٹھ : ارچنا شریواستو
قانون اور مہیلائیں ۔ طلاق
کیوں اور کیسے : کماری رنجنا شرما
سے ملاقات
سردیوں میں تو چا کی دیکھ بھال
تقریر از سدھا بنرجی
۲-۲۰ بیگن تیری انیک جاتی : تقریر
آر ۔ سی ۔ جیسوال
۲-۳۰ اور رات ۸-۱۵
اروند کمار موریہ و ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۲۵ ہمارے گاؤں : تقریر
راجیندر پرشاد شریواستو
۶-۱۰ گیہوں کی وبھن پرستیوں میں
کھیتی : تقریر
راجیندر پرشاد سنگھ
۹-۳۰ مرزا ہادی رسوا : روپک
مصنف : ایم کوشیا لی راہی

بدھ ۲۲ر اکتوبر

صبح

۸-۳۰ علامہ اقبال اور قومی یکجہتی : فیچر
درخشاں تاجور

دوپہر

۲-۲۰ پھول گوبھی کی کھیتی سامیک
سجھاؤ : تقریر

از نرن بھون سنگھ
۲-۳۰ اور رات ۱۵-۱۰
عبداللہ انصاری و ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۳۵ شت پرتی شت سائکھرنا کی
استھتی: تقریر
از رمیش چندر دیویدی
۱۰-۳۰ این راجم: وائلن پر
راگ باگیشوری

جمعرات ۲۳ر اکتوبر

دوپہر

۱-۱۰ بانجھ پن سمسیا اور سمادھان
ڈاکٹر سرہیتا کریم سے ملاقات
۲-۲۰ چکندر کی کھیتی: تقریر
ایم۔ پی۔ پاٹھک
۲-۳۰ شتر گھن مشر: رام پیارے بھارتی
رام پیت تیواری۔ لوک گیت

شام

۵-۳۵ کاویہ پاٹھ: رام شنکر پانڈے
۶-۱۰ دودھارو گایوں کا آہار
بات چیت: او پی۔ شرما
اور گورکھو تیواری
۸-۰۵ لیکھا چتر: ماتا پرساد ترپاٹھی
۹-۱۶ سلمیٰ آغا: غزل
۱۰-۳۰ ہرچرن سنگھ: وائلن

جمعہ ۲۴ر اکتوبر

صبح

۸-۳۰ امام حسین ایک مثالی کردار
مباحثہ: شرکاء: صمد طوری
احمد رضا رضوی، صوفی وحید الحسن
اور مولانا محمد ادریس

دوپہر

۱-۱۰ کہانی: کویتا مشرا
مانک دھرم اور آپکی سمسیا
مباحثہ: شرکاء:
ڈاکٹر ساتیہ ندیم اور
ڈاکٹر ایل۔ این۔ سیٹھ
۲-۲۰ شلجم کی کھیتی: از جے دیکشت
۲-۳۰ اور رات ۱۵-۸
راجیندر سنگھ لوک گیت

شام

۵-۳۵ کھیتی کے لئے بینکوں سے رن

جگنا تھ سنگھ
۸-۰۵ کہانی: مدن موہن
۹-۱۶ وانی جے رام: بھجن
۹-۳۰ ابھیشاپ: ناٹک
مصنف: درگا پرساد شریواستو
پیش کردہ: حسن عباس رضوی
۱۰-۳۰ استاد نیاض خاں
خیال نٹ بہاگ

ہفتہ ۲۵ر اکتوبر

دوپہر

۲-۳۰ رام بچن مشر، تارا پرساد
ویریندر جوبلے: لوک گیت

شام

۶-۱۰ مدھو مکھی پالن: تقریر
جیوتی شنکر شکل
۸-۰۵ ریلوے کاریوں میں پرتیاشک
چنتن اور سدھار
وارتا: بی۔ ایل۔ پاٹھک

اتوار ۲۶ر اکتوبر

دوپہر

۱-۱۰ ڈسٹرکٹ اسپتال کی: ناٹک
از روشن احتشام
پیش کش: پی کے ترپاٹھی
۲-۲۰ کرم کلّا کی کھیتی۔ جے پی یادو
۲-۳۰ اور رات ۱۵-۸
پلٹو پرساد و ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۳۵ آیورویدک چیکتسا: تقریر
رجنیش ترپاٹھی
۶-۱۰ مچھلی پالن سمسیا ایوم
سمادھان: تقریر
ایس۔ پی۔ پاٹھک
۱۰-۳۰ "گھر ہمارا": سلسلے وار
لکھنؤ نا ٹیکا از حسن رضوی

پیر ۲۷ر اکتوبر

دوپہر

۲-۲۰ ربیع کے موسم میں مولی: تقریر
بی۔ این۔ سنگھ
۲-۳۰ اور رات ۱۵-۸
پرشورام سنگھ و ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۳۵ گھر گرہستی: تقریر
چترا شری واستو
۶-۱۰ چنا کا ادھک اتپادن: تقریر
از سنت رام کوشل
۸-۰۵ کاویہ پاٹھ: مہیندر ناتھ پانڈے
۱۰-۳۰ کنکنا بنرجی: ٹھمری

منگل ۲۸ر اکتوبر

دوپہر

۱-۱۰ کاویہ پاٹھ: رجنی مشرا
بیسا سے کے چھتر میں مہیلا میں
کنی سمیل: مباحثہ شرکاء:
سروج اوجھا، گاسٹری سنگھ
اور مایا اپنے چودھری
۲-۲۰ گردوا پیکا میں ساگ سبزی
تقریر: ستیندر سنگھ
۲-۳۰ اور رات ۱۵-۸
گھنشیام یادھیاے و ساتھی
لوک گیت

شام

۶-۱۰ سرسے ادھک اتپادن۔ تقریر
پروشوتم سنگھ
۸-۰۵ بھوجپوری کی لوک کتھاؤں
کی پرمپرا: تقریر
دھیریندر کمار
۹-۳ شعری نشست: شرکاء:
عبدالرؤف تمیمی، خرم آبادی
مبارک جونپوری، مولی مجروح
راہی سمپوری اور ندر شریف نہال

بدھ ۲۹ر اکتوبر

دوپہر

۲-۲۰ ربیع کی سبزیوں کے اتّت بیج
تقریر از این۔ کے۔ سنگھ
۲-۳۰ اور رات ۱۵-۸
رام لال چوہان
لوک گیت

شام

۵-۳۵ کاویہ پاٹھ: جے رام گپتا
۶-۱۰ باکلا کی فصل: تقریر
اے۔ پی۔ مشرا
۸-۰۵ کتھا شہروں کی۔ اعظم گڑھ
تقریر از رحمت اللہ خاں
۱۰-۳۰ مالینی راجورکر: خیال بھوپالی

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

دوپہر

۲-۲۰ اعظم گڑھ جنپد میں تور بیع کے
اُنتی بیج: تقریر
از ہنس راج سنگھ
۲-۳۰ اور رات ۱۵-۸
جے پرکاش سنگھ لوک گیت

شام

۵-۳۵ سردی کا موسم اور بچاؤ
تقریر از سیما رائے
۶-۱۰ گورکھپور منڈل میں لیشودھن وکاس
مباحثہ: سردار ادے بھان سنگھ
اور مکتی ناتھ یادو
اناج بھنڈارن: گوری شنکر چترویدی
۸-۰۵ پستک سمیکشا: پربھاکر مشر
۹-۱۶ نیلم ساہنی: غزل
۱۰-۳۰ گیان پرکاش گھوش اور
وی۔ جی۔ جوگ: ہارمونیم اور
وائلن پر۔ گلبندی: اگ جھنجھوٹی

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح

۸-۳۰ ایک مشعل راہ: اندرا گاندھی
تقریر از حکیم ابوالسلام
کلام شاعر: امت فیض الرحمٰن

دوپہر

۱-۱۰ موٹاپا روگوں کی جڑ: تقریر
وشو لوا اندرا کی دین: تقریر
اچل نندنی سری واستو
۲-۲۰ مٹی پریکشن بھی کرائیں: تقریر
رمیش چندر
۲-۳۰ کملا دیوی گپتا، آنند سری واستو
اور دمینتی سری واستو
لوک گیت

شام

۵-۳۵ کہانی: ابھیا چرن اوپادھیائے
۶-۱۰ دال کی اچھی پرجاتیاں: تقریر
از ونود کمار
۸-۰۵ ہزاری پرساد دیویدی: تقریر
پریم چند جین
۹-۱۶ سیما انل سہگل: غزل
۹-۳۰ چراغ اور سایہ: ناٹک
از محمد علی لون
۱۰-۳۰ نثار خاں: ستار پر راگ یمن

نجیب آباد

۳۱۴۱۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

جمعرات ۱۶ر اکتوبر

صبح

۳۰-۷ آپ کے لئے: ستیہ پرکاش ہنڈ وان

دوپہر

۳۰-۱۲ کسم بھٹ: سگم سنگیت

رات

۱۶-۹ رانو مکرجی: گیت

جمعہ ۱۷ر اکتوبر

صبح

۳۰-۷ لکشمی شنکر شروتی سدولکر سگم سنگیت

۴۵-۷ جے پال سنگھ اسوال شیل سنگیت

شام

۰۵-۵ یووا منچ

'اندھ وشواس کا وگیانک آدھار': مذاکرہ، شرکار: ارون شرما، منوج ایرین نیرا پنت اور ریچی اروڑہ

ترتیب: اکشے کمار اندرا تن

ہفتہ ۱۸ر اکتوبر

صبح

۴۵-۷ پرتاپ سنگھ چوہان شیل سنگیت

شام

۰۵-۵ یووا منچ

'پردوشن اور گنگا' از راکیش شرما

سنسکرت کاویہ پاٹھ

شرکار: ہری شنکر سنجیو کمار برمن، دیو شرما اندر پرکاش گوتم اور کملا جوشی

اتوار ۱۹ر اکتوبر

دوپہر

۰۰-۱ 'سور منڈل': تقریر از ڈاکٹر ایس۔ پی سنگھ

شام

۵۰-۶ 'مٹی اردرتا بنائے رکھنے کے لیے سجھاؤ' از آر۔ پی۔ این۔ سنگھ

پیر ۲۰ر اکتوبر

صبح

۴۵-۷ چنڈی پرساد: شیل سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ گڑھوالی: کماؤنی پروگرام

منگل ۲۱ر اکتوبر

صبح

۴۵-۷ گوسائیں رام: شیل سنگیت

شام

۵۰-۶ 'گنے کے ساتھ مشرت کھیتی کے لئے سجھاؤ'

بدھ ۲۲ر اکتوبر

صبح

۴۵-۷ کشن سنگھ نیوار: شیل سنگیت

۲۱-۸ پونم بنسل: لوک گیت

دوپہر

۳۰-۱۲ گرہ سنسار

'مہیلاؤں کے لئے تکنیکی پرشکشن کی سویدھائیں، فسنوت بال وکاس پرکی یوجنا'

رات

۰۰-۱۰ کماؤنی پتریکا

جمعرات ۲۳ر اکتوبر

صبح

۳۰-۷ آپ کے لئے

دوپہر

۳۰-۱۲ پریم بولانی: سگم سنگیت

۰۰-۱ گھریلو اپچار

'پریوار پرسیمن کا گھریلو علاج'

شام

۵۰-۶ 'کرشک انوبھو: گیہوں کی کھیتی' از رمیش کمار

جمعہ ۲۴ر اکتوبر

صبح

۴۵-۷ بھارت سنگھ نیگی: شیل سنگیت

شام

۵۰-۶ 'دودھارو پشوؤں کے لئے سنتولت آہار' از ڈاکٹر ویرپال سنگھ

۳۰-۹ گڑھوالی کماؤنی پروگرام

ہفتہ ۲۵ر اکتوبر

صبح

۱۵-۷ منین سنگھ نیوار شیل سنگیت

۲۱-۸ نسیم خاں چاند پوری لوک گیت

شام

۵۰-۶ 'ربیع میں سورج مکھی کی کھیتی' مچھلیوں کی آہار ویوستھا ہیتو سجھاؤ اور سویدھائیں'

اتوار ۲۶ر اکتوبر

صبح

۴۵-۷ پورن چندر آریہ: شیل سنگیت

دوپہر

۰۰-۱ 'ہوائی جہاز اڑانے کی پرکریا' از ڈاکٹر ایس۔ پی۔ سنگھ

۲۰-۲ پورن چندر آریہ: لوک گیت

پیر ۲۷ر اکتوبر

صبح

۴۵-۷ سنتوش کمار کھنتوال شیل سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ گڑھوالی کماؤنی پروگرام

شام

۰۵-۵ 'سنسکرت ساہتیہ اور گنگا' تقریر از شیو تی چترجی

۱۶-۹ شوبھا بھٹناگر: گیت

منگل ۲۸ر اکتوبر

شام

۵۰-۶ کرشی جگت

'دڈیالیہ اور کسان پودھ شالاؤں دوارا پودھ تیار کرنا' از جگت نارائن

بدھ ۲۹ر اکتوبر

صبح

۳۰-۷ دلاور سنگھ: شیل سنگیت

دوپہر

۳۰-۱۲ گرہ سنسار

'سنتان میں سمانتر اور چھوٹے پریوار کا مہتو'

'بھوجن پکاتے سمیہ پوشٹکتا بنائے رکھنے ہیتو کچھ باتیں'

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

دوپہر

۳۰-۱۲ پروین کمار پانڈے سگم سنگیت

شام

۵۰-۶ 'کرشک انوبھو: سبزی اتپادن'

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح

۴۵-۷ شیر سنگھ مستری: شیل سنگیت

شام

۵-۵ یووا منچ: سنگیت سریتا

شالنی بھشوری: گیت

یشودھرڈبرال میت: غزل

منجیت سنگھ: بھجن

۳۰-۹ گڑھوالی، کماؤنی پروگرام

آواز۔ قیمت

فی کاپی ——— ایک روپیہ
سالانہ ——— ۲۲ روپے
دو سال ——— ۴۲ روپے

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

میڈیم ویو (الف) ۴۸۳۱ء۳۲۱ میٹر / ۶۲۱ کلوہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۲۲۷۸ء۱۸۷ میٹر / ۱۶۰۲ کلوہرٹز

جمعرات ۱۶ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
استاد امجد علی خاں : سرود

۹-۲۱ اور شام ۶-۱۵
سوریہ پرکاش دھاری سنگھ
ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت (سوائے اتوار روزانہ)

رات

۸-۰۵ سرکار کی دستر نیتی میں ہستھ
کر گھا کا استھان : ہندی میں
بات چیت : اودھیش کمار سنہا

جمعہ ۱۷ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
پی۔ کے۔ بنرجی : خیال
چندریشور پرساد : طبلہ

۸-۲۱ اور شام ۵-۱۵
جیتندر کمار : ہلکی موسیقی

رات

۹-۳۰ ایک سوال : ڈرامہ
تحریر : پشپا چوپڑہ

ھفتہ ۱۸ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۰۰
ہر یندر رو وبے : الیلرج وادن
طبلہ پر سنگت : فضل احمد

اتوار ۱۹ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شری کانت باکرے : خیال

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
سپرا گپتا : ہلکی موسیقی

شام

۷-۴۵ ایڈوانس بکنگ
مزاحیہ خاکہ
تحریر : پرواسی ونئے کرشن

پیر ۲۰ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ رگھوناتھ سیٹھ : مرلی وادن

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
شریمتی ڈسے : ہلکی موسیقی

رات

۱۰-۰۰ شنکر مشر ناہر : خیال
سندیپ داس طبلہ

منگل ۲۱ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ سنتوش کمار ناہر : وائلن
طبلہ پر سنگت : راجن کمار گپتا

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
سیما سنہا : ہلکی موسیقی

رات

۹-۳۰ اگنی پتھ : ڈرامہ
تحریر : رابن شا پشپ

بدھ ۲۲ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ذاکر حسین : خیال اور ٹھمری

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
احمد حسین محمد حسین : ہلکی موسیقی

جمعرات ۲۳ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
سنتوش کمار داس : ستار
طبلہ پر سنگت : مہندر سنگھ

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
تند تیا چٹرجی : ہلکی موسیقی

رات

۸-۰۵ نئی دشائیں : گرہ ادیوگوں کے
لئے وتیئے سمسیائیں اور
اس کا سمادھان کیسے
ہندی میں مباحثہ، شرکار :
ایس۔ کے۔ سنہا، شیام کشور شرما
ڈاکٹر ڈی۔ ڈی۔ پی۔ سنگھ

جمعہ ۲۴ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
موجود حسین خاں : خیال
طبلہ پر سنگت
تارک ناتھ مشر

۸-۲۱ اور شام ۵-۱۵
ششی بھوشن سہائے
ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۱۰ سمرجیت مکھرجی : گیٹار

رات

۹-۳۰ سنسکرت میں ڈرامہ

ھفتہ ۲۵ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ منجو چکرورتی : خیال
طبلہ پر سنگت
راہل کانتی داس

اتوار ۲۶ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
اقبال احمد : خیال

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
لتیکا جھا : ہلکی موسیقی

رات

۷-۴۵ پڑوسی : مزاحیہ خاکہ بزدیپ
متر کے بنگلہ ڈرامہ پر مبنی
ریڈیو عکس
از شانتنو متر

پیر ۲۷ر اکتوبر

صبح

۶-۴۵ نئی دشائیں : کویتا پاٹھ
از تری پوراری مشر ترلوچن

۷-۰۵ عبدالکریم خاں : گائن

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
معین الدین خاں
ہلکی موسیقی

رات

۱۰-۰۰ سیارام تیواری : دھمار
رام جی اپادھیائے : پکھاوج

منگل ۲۸ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ استاد امیر خاں : خیال

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
مولی گنگولی : ہلکی موسیقی

رات

۹-۳۰ لوہا سنگھ : ڈرامہ
تحریر : رامیشور سنگھ کشیپ

بدھ ۲۹ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ایس۔ پی۔ جیسوال : وائلن
طبلہ پر سنگت
ستیہ بھوون پاٹھک

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
ریکھا گنگولی : ہلکی موسیقی

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
کیدار ناتھ مشر : خیال
بلبل مہاراج : طبلہ

۸-۲۱ اور شام ۶-۱۵
بیگم اختر : ہلکی موسیقی

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
فہیم اللہ خاں : مرلی وادن

۸-۲۱ اور شام ۵-۱۵
رینو کا سہائے : ہلکی موسیقی

رات

۹-۳۰ وطن کی ویدی پر اندرا
خصوصی فیچر
تحریر : آنند شاستری

شملہ

میڈیم ویو : ۷ء۴۸۷ میٹر ۶۱۶ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۳۰-۷ تک اور شام ۳۰-۴ کے بعد رات تک ۹۳ء۳۰ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۴۵-۷ کے بعد دوپہر ۴۵-۳ تک اور شام ۰۰-۵ کے بعد
۴۹ء۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

جمعرات ۱۶ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ واسودیو دیش پانڈے، گائن
۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۸-۳۵ پنجابی گیت
۹-۱۵ مسکان

رات
۸-۳۰ سرلا کپور: گیت، غزل
۹-۳۰ آپ کا پتر ملا
۱۰-۰۰ دھارا رے گیت

جمعہ ۱۷ر اکتوبر

صبح
۸-۳۵ شانتا بھاسکر: سگم سنگیت

رات
۸-۳۰ شانتا بھاسکر: سگم سنگیت

ہفتہ ۱۸ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ بکمل بنرجی : ستار
۸-۳۵ اترپردیش کے لوک گیت
۹-۱۵ تھرکن

رات
۸-۳۰ ارشاد رحمت قوال اور ساتھی قوالیاں
۹-۱۶ ہم درشن، علاقائی ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۱۹ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ دویادھر ویاس : گائن
۸-۳۵ شوبھا گورتو: گیت، غزل
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
تحریر: ڈاکٹر چندر شیکھر

رات
۸-۳۰ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے

پیر ۲۰ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ سنیل مکھرجی : ستار
۸-۳۵ شبد

دوپہر
۱۲-۳۰ ہمارا ہماچل : فیچر

شام
۷-۰۵ شنکر بن گلا: سلسلہ وار ڈرامہ
۸-۳۰ ارملا ناگر: سگم سنگیت
۹-۴۵ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۱ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ پنڈت جسراج : گائن
۷-۴۰ پریوار کلیان پر مبنی ملاقات
۸-۳۵ کرشنا بھیم سین: سگم سنگیت
۹-۱۵ راگ چھایا

دوپہر
۱۲-۳۰ اسکول براڈ کاسٹ

رات
۸-۳۰ کرشنا بھیم سین: سگم سنگیت

بدھ ۲۲ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ سریش کمار گوسوامی : وائلن

شام
۷-۰۵ کھلا آکاش: خطوں کے جواب اور فرمائشی لوک گیت
۸-۳۰ سیما شرما: سگم سنگیت
۹-۱۶ گھر آنگن: سلسلہ وار ڈرامہ
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر

جمعرات ۲۳ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ نثار حسین خاں: کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۸-۳۵ پنجابی گیت
۹-۱۵ مسکان

دوپہر
۲-۴۰ ایک کلاکار: او۔ پی۔ نیّر

رات
۸-۳۰ سگم سنگیت

جمعہ ۲۴ر اکتوبر

صبح
۸-۳۵ آرتی چٹرجی: سگم سنگیت
۹-۱۵ محفل

دوپہر
۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے
۲-۴۰ ڈاکٹر کی رائے

ہفتہ ۲۵ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ پون کمار ورما: طبلہ
۸-۳۵ گڑھوالی لوک گیت
۹-۱۵ تھرکن

دوپہر
۱۲-۳۰ اسکول براڈ کاسٹ
چندر شیکھر آزاد: تقریر

شام
۷-۲۵ کرشی جگت
۸-۳۵ سگم سنگیت
۹-۱۶ ہم درشن: علاقائی ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۲۶ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ امرناتھ : گائن
۸-۳۵ سگم سنگیت
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر
۱۲-۳۰ بال گوپال
۲-۰۰ ونیتا منڈل

شام
۷-۰۵ پریوار کلیان پروگرام
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے

پیر ۲۷ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ راجندر سنگھ گورنگ: بانسری

دوپہر
۱۱-۳۰ سودھنتیا سنگرام کے امر سینانی: سبھاش چندر بوس
۲-۴۰ چاچی: پریوار کلیان پر مبنی

رات
۸-۳۰ جعفر حسین قوال اور ساتھی قوالیاں
۱۰-۰۰ راجندر سنگھ گورنگ: بانسری

منگل ۲۸ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ پریوار کلیان پر مبنی بھینٹ وارتا

دوپہر
۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے
۲-۴۰ ایک کلاکار

رات
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۹ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ علی اکبر خاں : سرود
۸-۲۵ لکشمی شنکر: کلاسیکی موسیقی

شام
۷-۲۵ جانکار کی رائے
۸-۳۰ بھوشن مہتہ: گیت، غزل
۹-۱۶ گھر آنگن
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ شورام : بانسری
۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۸-۳۵ گرمیت کور باوا: پنجابی گیت
۹-۱۵ مسکان

شام
۸-۳۰ احمد حسین، محمد حسین: سگم سنگیت
۹-۳۰ شورام : بانسری

(آگے ص ۵۳ پر)

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر؛ میڈیم ویو: ۳ ر ۴۲۷ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲ ر ۲۲۲ میٹر ۱۲۵۰ کلو ہرٹز
۶ ر ۳۴۴ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ؛ میڈیم ویو: ۶ ر ۲۰۹ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵-۶ اور ۲۰-۶ (پرادیشک) رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱
پنجابی: صبح ۳۰-۸ دوپہر ۴۰-۱ شام ۱۰-۶ (پرادیشک) اور شام ۳۰-۷
انگریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ اور رات ۰۰-۹ ۰۰-۱۱
اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹ (خبریں) ۲۵-۹ (تبصرہ)
روزگار سماچار: شام ۴۰-۷

جمعرات ۱۶ر اکتوبر

صبح
۴-۳۰ سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے: روزانہ
۶-۴۵ مالش گان: روزانہ
۷-۱۵ جی آیاں نوں
۷-۴۵ اجیت کور: بھجن اور شبد
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
گریش: خیال

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۳۰ لوک گیت: پورن شاہکوٹی

شام
۴-۴۵ لوک گیت: گورمیت کور باوہ
اور ساتھی
۸-۰۰ سرجنا
۹-۳۰ اسپورٹس میگزین کا
نیشنل پروگرام
۱۰-۱۵ پورن شاہکوٹی: لوک گیت

جمعہ ۱۷ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ اجل یاداں
۷-۴۵ گیان وگیان
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
جوگندر تکھی: کلارنٹ

دوپہر
۱۲-۳۰ سعیدہ بانو: لوک سنگیت

شام
۴-۴۵ گردھاری لال اور ساتھی
بھیشاں
۹-۳۰ آؤ لوٹ چلیں: ہندی ڈرامہ
پی۔ این۔ تکھوترہ
۱۰-۱۵ رمیش رنگیلا اور ساتھی
لوک گیت

ہفتہ ۱۸ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ ودیا ساگر رام پال: بھجن
۷-۴۵ کلدیپ سنگھ پردیسی
لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۷-۴۵،
واسودیو دلیش پانڈے

شام
۴-۴۵ اجیت سنگھ ناز: لوک گیت
۸-۱۰ گیان چند: پنجابی گیت
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۹ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۴۵ غزلا نجلی: مسیحی بھجن
۹-۰۵ روی شنکر: ستار
۱۰-۰۰ چانن ریشماں: زراعتی
میگزین پروگرام
۱۰-۳۰ تہاڈی فرمائش

دوپہر
۱۲-۲۰ منموہن کور: لوک گیت
۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۲۰ لوک گیت

شام
۴-۴۵ سوہن سنگھ سیتل ڈھاڈی
اور ساتھی: واراں
۸-۱۵ پٹاری: میگزین پروگرام
۱۰-۳۰ استاد علاؤ الدین خاں: سرود

پیر ۲۰ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ انتی دی لو دتے
۹-۰۵ سلوچنا برہسپتی: خیال
ایمنی بلاول

دوپہر
۲-۳۰ رنجیت کور: لوک گیت

شام
۴-۳۰ بالواڑی: بچوں کے لئے
۹-۳۰ پنجابی ڈرامہ
جگن ناتھ پرشاد کے ڈرامہ کا
پنجابی عکس
۱۰-۱۵ جگت سنگھ جگا: لوک گیت

منگل ۲۱ر اکتوبر

صبح
۹-۱۰ علی اکبر خاں: سرود

دوپہر
۲-۳۰ موہن سنگھ جھنڈیر
لوک گیت

شام
۴-۴۵ سرب جیت سنگھ: لوک گیت
۹-۳۰ وگیان جگت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۲ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی ہرچند سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۸-۵۰ شوکت علی: لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
مہندر سنگھ اکھڑی اور داورا

دوپہر
۲-۳۰ گوردیو سنگھ کوٹل: لوک گیت

شام
۴-۳۰ پھلجھڑی
۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

جمعرات ۲۳ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ پنڈ دی نہار
۷-۴۵ رتینکا تیواڑی
پنجابی غزلیں
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ایس۔ کے۔ دتہ: ستار

دوپہر
۲-۳۰ ہردیو سنگھ خوشدل
لوک گیت

شام
۴-۴۵ سورن لتا: لوک گیت
۸-۰۰ پری مل: میگزین
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ڈرامہ

جمعہ ۲۴ر اکتوبر

صبح
۸-۵۰ ہر بھجن سنگھ ناہل اور ساتھی
لوک گیت
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰ اور ۱۰-۳۰
شری کانت باکرے: خیال

دوپہر
۱۲-۳۰ گورپال سنگھ پال: لوک سنگیت
۲-۳۰ جیون سنگھ چندن اور ساتھی
لوک گیت

شام
۴-۴۵ پورن چندر لوک گیت
۷-۴۵ سدھیر کوشل: غزلیں
۹-۳۰ کتنے کارا داس: ہندی میں ڈرامہ
از پونم کوہلی
۱۰-۱۵ نمدور سنگھ امن لوک گیت

ہفتہ ۲۵ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رتن لال دیپک: غزلیں

۸-۲۰ اور رات ۸-۱۰
امریک سنگھ : شبد
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
وید پرکاش : کلارنٹ

شام
۴-۴۵ سریندر شنڈا اور ساتھی
لوک گیت
۷-۴۵ شیو کمار شرما : سنتور
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۶ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۱۵ پنکھڑیاں
۷-۴۵ غزلانجلی
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۹-۰۵ استاد عبدالکریم خاں : گائن
۹-۱۵ بال جگت
۱۰-۰۰ چانن رشماں : زراعتی میگزین
۱۰-۳۰ تہاڈی فرمائش

دوپہر
۱۲-۲۰ چندر کانتا کپور : لوک گیت
۲-۳۰ نوراں : لوک گیت

رات
۱۰-۳۰ استاد امیر خاں : خیال

پیر ۲۷ر اکتوبر

صبح
۸-۲۰ گوردیپ سنگھ لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
لچھمن داس سندھو
سٹھری اور دادرا

دوپہر
۲-۳۰ رنجنا : لوک گیت

شام
۴-۳۰ بالواڑی
۹-۳۰ دیر آئے درست آئے
پنجابی ڈرامہ
از پاندھی نانکوی

منگل ۲۸ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ ساڈا دیش ساڈی سبھیتا
۹-۳۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری

(آگے ص ۴۲ پر)

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) : ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلو ہرٹز
جے پور (ب) : ۲۲۶/۴ میٹر ۱۳۲۹ کلو ہرٹز
اجمیر : ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز

جمعرات ۱۶ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
عبدالحمید : ٹھمری
۸-۲۱ اور دوپہر ۱-۴۰
گنپت لال ڈانگی
لوک گیت
۹-۲۵ اسکول براڈکاسٹ
۲۹: دی ٹائیگران دی کیج

دوپہر
۱-۵۰ کرشی لوک

شام
۶-۳۰ سندھی پروگرام

جمعہ ۱۷ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ہری ہرشرن : ستار
۷-۳۵ بلمانی ریت رواگی : بیتھل
راجستھانی تقریر
۸-۲۱ کیلاش کماری : لوک گیت
۹-۲۵ اسکول براڈکاسٹ
سامودائک گائن پاٹھ

دوپہر
۱-۱۰ مدن لال یادو : لوک گیت
۱-۳۰ استاد امیر خاں : خیال

شام
۶-۳۰ گوربند : راجستھانی گیت
۹-۱۶ گیت

ہفتہ ۱۸ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ سیارام تیواری : آلاپ
۸-۲۱ پریم نارائن اور ساتھی
لوک گیت
۹-۲۵ اسکول براڈکاسٹ
پرکشا مالا۔ سائنس وگیان

دوپہر
۱-۱۰ پرمیلا کاسل وال : لوک گیت
۱-۳۰ عاشق خاں : سرود

شام
۵-۰۵ یوا وگیانک سنیل سنہا سے
ملاقات
۸-۱۵ ٹیکنالوجی فار ڈولپمنٹ
انگریزی میں تقریر

اتوار ۱۹ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
سنیل مکرجی ، سرود
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

دوپہر
۱۲-۰۰ گربھستھ شیشو : بیٹا یا بیٹی
پرتی چرچا

شام
۱۰-۰۰ خشتوا پڑیرا : ختر وار خمیا لو
راجستھانی مباحثہ

پیر ۲۰ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور دوپہر ۱-۳۰
ستیہ نارائن شرما : وائلن
۷-۳۵ راجستھانی کہانی
۹-۲۵ اسکول براڈکاسٹ
۳۰: دی ٹائیگرز بیک ان دی کیج

دوپہر
۱-۱۰ کیلاش چندر شرما : لوک گیت

شام
۶-۳۰ گوربند : راجستھانی لوک گیت
۹-۱۶ پرادیشک ریڈیو نیوز ریل

منگل ۲۱ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ ہیم لتا ورما : خیال
۸-۲۱ اور دوپہر ۱-۴۰
مشری لال کلاونت
لوک سنگیت
۹-۲۵ اسکول براڈکاسٹ
انتاکشری

شام
۷-۲۰ کرشکوں کے لئے
۹-۳۰ سندھی پروگرام

بدھ ۲۲ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
سندر لال گندھرو : بانسری
۸-۲۱ امیشور لال : لوک گیت
۹-۲۵ اسکول براڈکاسٹ
پرائمری سیریج - ۲ پروگرام
۱- لکھیا

دوپہر
۱-۱۰ سنتوش کمار اور ساتھی
لوک گیت
۱-۳۰ ہیرا بائی بڑودکر ، خیال

شام
۶-۳۰ ادھیوگ جگت
۹-۱۶ غزل

جمعرات ۲۳ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
روی موہن بھٹ : وائلن
۸-۲۱ اور دوپہر ۱-۴۰
ہنومان ڈگا : لوک گیت

شام
۶-۳۰ سندھی پروگرام
۹-۱۶ کھلا آکاش

جمعہ ۲۴ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
فیاض حسین : ٹھمری
۷-۳۵ وشو شانتی اور عام آدمی

راجستھانی تقریر
۸-۲۱ کیول کرشن : لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ سندر لال چامریا : لوک گیت

شام
۶-۳۰ گوربند : راجستھانی گیت
۹-۱۶ گیت

ہفتہ ۲۵ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ بسوراج راجگرو : خیال
۸-۲۱ چنی جے پوری : لوک گیت
۹-۲۵ اسکول براڈ کاسٹ
پرکشا مالا : بھوتک وگیان

دوپہر
۱-۱۰ رتن پور واڑ : لوک گیت

شام
۵-۰۵ وگیان سماچار
۸-۱۵ ڈسکورنگ راجستھان
دھندھر : انگریزی تقریر

اتوار ۲۶ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
بدھ دیو داس گپتا : سرود
۷-۳۵ جیو تکنیکی : ونسپتی جگت میں
تقریر
۹-۱۵ بجلی کیسے بنتی ہے : پن بجلی گھر میں
بات چیت

شام
۹-۱۶ پتر ملا : شوروتاؤں کے
پتروں کے اتر

پیر ۲۷ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور دوپہر ۳۰-۱
لیلاوتی اڈسولے : خیال
۷-۳۵ جو حکم میں جو کھو نہیں
افسر رے موڈانگے
راجستھانی تقریر

دوپہر
۱-۱۰ سیتا رام شرما : لوک گیت

شام
۶-۳۰ گوربند : راجستھانی لوک گیت
۹-۱۶ پرادیشک ریڈیو نیوز ریل

منگل ۲۸ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ بیگم اختر : ٹھمری
۸-۲۱ اور دوپہر ۴۰-۱
بنو بیگم : لوک گیت

رات
۹-۳۰ سندھی پروگرام

بدھ ۲۹ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
رتن لال : پکھاوج
۸-۲۱ وملا پروہت : لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ اگرسین : لوک گیت

شام
۶-۳۰ ادھیوگ جگت

۹-۱۶ غزل

جمعرات ۳۰ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ چرنجی لال تنور : ٹھمری
۸-۲۱ اور دوپہر ۴۰-۱
رمضان خاں : لوک گیت

شام
۶-۳۵ سندھی پروگرام
۹-۱۶ کھلا آکاش

جمعہ ۳۱ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
بابولال شرما : بانسری
۷-۳۵ راجستھان ری اتہاسو وگکھان
چترکلا : راجستھانی میں تقریر
۸-۲۱ ار ملاکھنڈ اور سکھیاں
لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ شوانند دششٹھ : لوک گیت

شام
۶-۳۰ گوربند : راجستھانی گیت
۹-۱۶ گیت

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۴۱۷ - ۵۳۱ کلوہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰۱۶ - ۱۱۹۷ کلوہرٹز

جمعرات ۱۶ اکتوبر

صبح
۷-۱۵ کاویہ لوک : چندر شیکھر اروڑا
۷-۳۰ رن جھن : بھیرداں وساتھی
۸-۲۱ گیت گنجار : دھوکے خاں

دوپہر
۱-۵۰ سرسوں کی زیادہ پیداوار کیسے
حاصل کریں : تقریر

شام
۶-۳۰ کیلوں کے پودے لگانے کے
بعد دھیان دینے کے قابل
باتیں : تقریر
وشو کسان دوس : تقریر

جمعہ ۱۷ اکتوبر

صبح
۷-۱۵ باپو کے خیالات : تقریر
۷-۳۰ رن جھن : دین محمد ڈاگا
۷-۴۵ راجستھانی کاویہ پاٹھ
شیام سندر شری منت
۸-۲۱ گیت گنجار : مولچند گامیتی

دوپہر
۱۲-۳۰ جوہری لال راول
سگم سنگیت
۱-۵۰ گیہوں کی انت قسمیں اور انکی
خصوصیات

شام
۶-۳۰ گیہوں کی فصل میں سینچائی
کیوں کب اور کیسے کریں : تقریر
۷-۴۵ گلاب چند گوڑ
راجستھانی سنگیت

ہفتہ ۱۸ اکتوبر

صبح
۷-۱۵ کتھاکرم : شریمتی میرا جوشی
۷-۳۰ رن جھن : ہندال خاں
۷-۴۵ سروہی اور سیاح

موہن سنگھ شاک سے بات چیت
۸-۲۱ گیت گنجار : ملتان خاں

دوپہر
۱-۵۰ چنے کی زیادہ پیداوار کیسے
حاصل کریں : تقریر

شام
۶-۳۰ وکاس چرن : ملاقاتوں پر مبنی
پروگرام
۷-۴۵ کملا بھٹاچاریہ : راجستھانی سنگیت

اتوار ۱۹ اکتوبر

صبح
۸-۵۰ دوائیکم بارہ : سلسلے وار پروگرام
پیش کش : پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر
۱۲-۰۵ ڈکٹیریا روگ : کارن
لکشن وروک تھام کے طریقے
تقریر

شام
۵-۰۵ میری پسند
۵-۳۵ سیمار ڑے ری گونج : جھمکو
۶-۳۰ دانتوں کا پائیریا روگ
کارن، لکشن وروک تھام کے
طریقے : تقریر

پیر ۲۰ اکتوبر

صبح
۷-۱۵ ہمارا ابھی زمانہ ہے : سلسلے وار
پروگرام : پیش کش :
قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن : لکشمن راج کلا
۷-۴۵ ڈرگ ایول : تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار : ظفر حسین وساتھی

دوپہر
۱۲-۳۰ ڈاکٹر دتا سپر ساکر : سگم سنگیت
۱-۱۰ ہمارے پرو
پتر چرچا : پریوار کلیان کاریہ

کرموں کی کامیابی میں عورتوں کا حصہ: تقریر
۱-۵۰ ریگستانی گاؤں میں کلائمیٹ وآرتھک و شیلیشن: تقریر

شام
۶-۳۰ گیہوں کی فصل کو نقصان پہنچانے والوں کیڑوں سے بچایئے: تقریر
۷-۴۵ سگنارام راؤ: راجستھانی سنگیت

منگل ۲۱ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن: کیول داس
۷-۴۵ انترکش نگر: تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: دھیرا بین

دوپہر
۱-۱۰ پریوار کلیان: ہمارے فرائض، مذاکرہ
۱-۵۰ کرشی اوزاروں کا چین آرتھک درشٹی سے کیسے کریں

شام
۶-۳۰ انت بکری پالن کیسے کریں: تقریر
کروا چوتھ کی اہمیت: تقریر

بدھ ۲۲ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن: سرجا رام کگزاد ساتھی
۷-۴۵ بھارت رو سوتنترتا سنگرام اور راجستھان: تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: حمید خاں
۸-۵۰ دوا ئیم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پی. ایس. تھپلیال

دوپہر
۱۲-۳۰ مانک آریہ: سگم سنگیت
۱-۵۰ کھلیان اناج بھنڈار اور گھروں میں کرشی اتپادن کا چوہوں سے بچاؤ: تقریر

شام
۶-۳۰ گیہوں کی فصل کے خاص روگ و روک تھام کے طریقے: تقریر
۷-۴۵ رمولا گہلوت: راجستھانی سنگیت

جمعرات ۲۳ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ کادیہ لوک: ہتیش ویاس
۷-۳۰ رن جھن: رام دان تیجی و ساتھی

۷-۴۵ بال سوندریہ کے چتیرے ڈاکٹر جگدیش شرما
۸-۲۱ گیت گنجار: اکرم خاں کھجڑلا

دوپہر
۱-۵۰ چاراگاہ وکاس کے لئے گھاسوں کی انت قسمیں اگائیں: تقریر

شام
۶-۳۰ جو کی فصل کی سینچائی، نرائی و بوائی کیوں، کب اور کیسے کریں: تقریر
۷-۴۵ شانتی بہن جی
راجستھانی سنگیت

جمعہ ۲۴ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ راجیہ و یہ وستھا کے سمبندھ میں باپو کے وچار: تقریر
۷-۳۰ رن جھن: سانڈھی خاں و ساتھی
۷-۴۵ راجستھانی کادیہ پاٹھ
وید رام دت شرما
۸-۲۱ گیت گنجار: موتی لال سہراؤ ساتھی

دوپہر
۱۲-۳۰ لکشمن پٹیل: سگم سنگیت
۱-۵۰ کرشی وستار کا پروگرام

شام
۶-۳۰ سرسوں کی فصل پودھ سنرکشن کاریہ: تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
ٹینا رام ہریجن اور ساتھی

ہفتہ ۲۵ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ کتھاکرم: ششما چوہان
۷-۳۰ رن جھن: کوجا رام راؤ و ساتھی
۷-۴۵ ضلع گرامین وکاس ابھیکرن
گووند سنگھ: تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: نظیر خاں

دوپہر
۱-۵۰ گیہوں کی فصل میں پودھ سنرکشن کاریہ: تقریر

شام
۶-۳۰ وکاس چرن: ملاقاتوں پر مبنی پروگرام
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت

مراد دان چارن

اتوار ۲۶ر اکتوبر

صبح
۸-۵۰ دوا ئیم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پی. ایس. تھپلیال

دوپہر
۱۲-۰۵ دھن پرکار کے مانسک روگ لکشن، کارن و روک تھام کے طریقے: بھینٹ وارتا

شام
۵-۰۵ میری پسند
۶-۳۰ آنکھوں میں لینس پرتیاروپن

کیوں اور کیسے کریں: تقریر

پیر ۲۷ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: سلسلے وار پروگرام: پیش کش:
قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: رام لعل میراثی
۷-۴۵ ہیومر ران کورٹس: تقریر

دوپہر
۱۲-۳۰ مکند سیر ساگر: سگم سنگیت
۱-۱۰ آلوک پرو: دیوالی
سودا ہرن: تقریر
۱-۵۰ چنے کی فصل کو کیڑوں سے کیسے بچائیں: تقریر

شام
۶-۳۰ چیزوں کی سہی وترن میں سہکاریتا کا یوگدان: تقریر

منگل ۲۸ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن: غفور خاں میراثی و ساتھی
۸-۲۱ گیت گنجار: کرشن دامی

دوپہر
۱-۱۰ پٹاخے: حادثے اور ضروری ہدایتیں: ڈاکٹر ایل. سی. لوڈھا سے دنیش چندر شرما کی بات چیت
۱-۵۰ گیہوں کی فصل میں ان دنوں دھیان دینے کے قابل باتیں
تقریر

شام

۶-۳۰ جانوروں کو سردی کے دنوں میں ہونے والی بیماریاں و روک تھام کے طریقے
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
موہنی بائی اور ساتھی

بدھ ۲۹ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن: شوبھا لال
۷-۴۵ راجستھانی کہانی
مصنف: ڈاکٹر نرسنگھ دان پروہت
۸-۲۱ گیت گنجار: سریش ماتھر
۸-۵۰ دوا ئیم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پی. ایس. تھپلیال

دوپہر
۱۲-۳۰ ہریش پوری ناگا: سگم سنگیت
۱-۵۰ گیہوں اور جو کی فصلوں کی خاص بیماریاں و روک تھام کے طریقے: تقریر

شام
۶-۳۰ بے روزگار لوگ لگھو ادیوگ کیندروں سے قرض لینے کے لئے کیا کریں: تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ کادیہ لوک: سردار احمد سردار
۷-۳۰ رن جھن: گھمّو خاں
۸-۲۱ گیت گنجار: نیک محمد ولد دھوکل خاں

دوپہر
۱-۵۰ جو کی فصل میں بوائی کے بعد کے کرشی کاریہ: تقریر

شام
۶-۳۰ سہکاری بازاروں کا چیزوں کے وترن میں یوگ دان
۷-۴۵ راجستھان سنگیت
مگراج بیگادت

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح
۷-۱۵ گاندھی جی اور ٹرسٹی شپ سدھانت: تقریر
۷-۳۰ رن جھن: ہندال خاں و ساتھی

۷-۴۵ مہاراجہ مان سنگھ: ویکتتو اور کرتتو: راجستھانی تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: سوناڑم ابرا

دوپہر

۱۲-۳۰ سریش ماتھر: سگم سنگیت
۱-۵۰ چنے کی فصل میں پودھ سنرکشن

شام

۶-۳۰ کرشٹ روگیوں کا پنہ استھاپن تقریر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت نرپت دھامی

بقیہ: جالندھر

دوپہر

۲-۳۰ گیان سنگھ کومل: لوک گیت

شام

۴-۴۵ رچھپال سنگھ پال: لوک گیت
۹-۳۰ منگل شب کی محفل موسیقی
گورداس اے بڑھاں: کلارنٹ
سریش تلوارکر: طبلہ

بدھ ۲۹ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی بخشیش سنگھ راگی اور ساتھی بند
۸-۵۰ ستیش چندر: لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
شرا لوکا لیکر: خیال

دوپہر

۲-۳۰ اتم سنگھ بھولا ناتھ لوک گیت

شام

۴-۳۰ پھلجھڑی
۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ سگم سنگیت
۷-۴۵ سلیم اقبال: نعتیں
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
وزیر چند چترا: ستار

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت: بنارسی پھل

شام

۴-۳۰ غلام مصطفےٰ خاں: ٹھمری
۴-۴۵ برکت سدھو: لوک گیت
۱۰-۱۵ اجیت کور: لوک گیت

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
سوہن سنگھ: خیال

دوپہر

۱۲-۱۵ ہربھجن لال: گیت اور غزل
۱۲-۳۰ امریک سنگھ غازی ننگل اور ساتھی: لوک سنگیت
۲-۳۰ امریک سنگھ لکھن پوری لوک گیت

شام

۴-۴۵ لال چند یملا جٹ اور ساتھی لوک گیت
۹-۳۰ متھی بھر دشواس ہندی ڈرامہ از ویریندر کوشک
۱۰-۱۵ سریندر کور: لوک گیت

بیکانیر

۳۱۵٫۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

جمعرات ۱۶ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۸-۱۵
امیش کمار مہندی رتہ
سگم سنگیت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
بنواری دیوانہ: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا جگت: جھلکی
دپریوار کا ان سمبندھی، سواستھیہ ایوم سنسار
تقریر: ڈاکٹر رنجنا جین

شام

۷-۲۰ کرشی لوک ایوم گرامین جگت
روزانہ: گونجے گاؤں گواڑ
راجستھانی گیتوں کا فرمائشی کاریہ کرم
پریوار سمیت رکھنے ہیتو پرت
سوید ھائیں
ڈاکٹر بی۔این سوامی سے
ملاقات
بازار بھاؤ: کل کی باتیں
۸-۲۵ علی اکبر خاں: سرود پر
راگ ہنڈول ہیم

جمعہ ۱۷ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ گوپال چندر نندی
وائلن پر راگ بلاس خانی توڑی
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
رجب علی: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بسنت راؤ دیشپانڈے
خیال راج کلیان، دادرا

شام

۷-۲۰ بات چیت: کھادی گرام ادھیوگ اور گرامین وکاس
قانونی صلاح: بال دیواہ
سمبندھی: بات چیت
شری دھر پروہت
۱۰-۳۰ گوپال چندر نندی: وائلن پر
راگ مدھومتی، باگیشری

ہفتہ ۱۸ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ دیوی پرساد چٹرجی: ستار پر
راگ چاروکیسی
۹-۱۰ اور دوپہر ۱-۳۰
دھیرا سین: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ استاد امیر حسین خاں: طبلہ پر
تین تال، روپک تال، جھپتال

شام

۷-۲۰ بات چیت: دلہنی فصلوں کا
ادھک ہتو: از اے۔کے بابا
ہاسیہ ویتگ وارتا
از اے۔بی۔کمل

اتوار ۱۹ر اکتوبر

دوپہر

۱۲-۰۰ مہیلا جگت
رسوئی گھر میں ویگیانک
اوپکرنوں کے پریوگ میں
ساودھانیاں: تقریر
از شریمتی کرشنا شرما

شام

۷-۲۰ بات چیت: بھیڑوں کو نہلانا
و اون کاٹنا
سریش کمار گوسوامی
ہڈیوں کا کینسر روگ کارن
اوپچار: ڈاکٹر نرمل جین
سے ملاقات

پیر ۲۰ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ اروندا دپٹے: خیال سالگورالی
۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
صدیق و ساتھی: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ حفیظ احمد خاں
خیال بسنت مکھاری، ٹھمری بھیرویں

شام

۷-۲۰ بات چیت: گاجر مولی
شلجم کی بوائی: پی۔این سنگھ
پرگتی شیل کرشک
بھیم سنگھ سے ملاقات
بانسری پر راگ درباری کانہڑا
اروندا دپٹے: خیال مالکونس

منگل ۲۱ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ نند لال چوم: سرود پر راگ اہیر بھیرو

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
شاردا بھٹناگر: لوک سنگیت

شام

۷-۲۰ بھینٹ وارتا: پڑھنے کے پہلے
و بعد میں سامانیہ پریشانیاں
ایوم نوارن: سروج تنور
اندھ وشواس ویکاس میں
بادھک: تقریر
از کسم دوبے

۸-۱۵ رفیق ساگر: نظم سنگیت

بدھ ۲۲ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ بدھ دتیہ مکھرجی
ستار پر راگ توڑی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
مہیندر کور: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ کرشن راؤ شنکر پنڈت: گائن

شام

۷-۲۰ اونٹوں میں کھیلی کارن و بچاؤ
بات چیت
ڈاکٹر آر. کے. پروہت
پرشن اوتر ڈاکٹر شی ایوم پشو
پالن سمبندھی)

۱۰-۳۰ بدھ دتیہ مکھرجی: ستار پر
راگ دیس، باگیشری

جمعرات ۲۳ر اکتوبر

صبح

۷-۵۰ اور ۸-۱۵
الزا احمد شفیع: نظم سنگیت

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
کلاوتی گوسوامی و ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا جگت: کویتا پاٹھ
دیپ وتی سکینہ
مہیلائیں اور سوا ولمبن
تقریر: اوشا پروہت

شام

۷-۳۰ گرامین درپن
پیشکش: کے. سی. پنوار
سہایک: راجیندر ماتھر

۸-۲۵ شیو کمار شرما
سنطور پر راگ ہنس دھونی

جمعہ ۲۴ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۱-۴۰
سویتا دیوی: ٹھمری بھیرویں پر (?)
بھیم سین جوشی: خیال سر ملہار

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
نبو خاں مراثی: لوک سنگیت

شام

۷-۲۰ راشٹریہ ایکتا میں یووکوں کا
یوگدان: بات چیت
آر. ایل. سینی
گرامین یووک رامیشور لال
سے ملاقات

۱۰-۳۰ سویتا دیوی: ٹھمری

ہفتہ ۲۵ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ بالا صاحب پونچھ والے
خیال بیراگی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
شیر محمد سلکھینا: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ نرملا دیوی، لکشمی شنکر: ٹھمریاں

شام

۷-۲۰ گرامین ویکاس میں پنچایتوں
کی بھومیکا: بات چیت
امید سنگھ
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
از ماتھر

اتوار ۲۶ر اکتوبر

دوپہر

۱۲-۰۰ مہیلا جگت
بچوں کا ویکاس: منتولت آہار
تقریر از ڈاکٹر سوہنی کوچھر
کہانی: سرلا اگروال

شام

۷-۲۰ راشٹر کی آدھشیکتا سمیت پریوار
مباحثہ: شرکاء:
ڈاکٹر سی. ایل. ہرش
سمجھو پٹوا، ڈاکٹر سدھو راج
روز گار سوچنا میں

پیر ۲۷ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ راجن مشر، ساجن مشر
خیال للت

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
ابھے سنگھ گہلوت و ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ ونایک راؤ پٹوردھن
خیال بہار

شام پھل دار بیل پھول گرنے کی سمسیہ
اور سمادھان
مرلی منوہر ماتھر
پرگتی شیل کرشک
تلسی رام سے ملاقات

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
دیوبرت رائے چودھری
ستار پر راگ کیسر (?)
راجن مشر، ساجن مشر
خیال بہادی، بھجن

منگل ۲۸ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ نرملا دیوی: ٹھمری مشر جوگیا

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
نرملا دیوی: لوک سنگیت

شام

۷-۳۰ بچوں کے ٹیکے کب لگوائیں
ڈاکٹر سمن کچھاوا سے ملاقات
کام کاجی مہیلائیں
گری راج کنور سے ملاقات

۸-۱۵ کمل ہنس پال: نظم سنگیت

بدھ ۲۹ر اکتوبر

صبح

۷-۵۰ رنگ لعل اندھاریہ
خیال گجری توڑی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
سویتا مشرا: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ اشیس بندوپادھیائے
ہنس راج پر راگ بہاگ
دھن

شام

۷-۲۰ برسوم کی بوائی کب اور کیسے کریں
بات چیت: رام جس جاوڑ

۱۰-۳۰ رنگ لال اندھاریا
خیال باگیشری

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

صبح

۷-۵۰ احمد حسین، محمد حسین: غزلیں

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰
کلیان رام رانا
لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا جگت: فضول خرچی
روکنے میں مہیلاؤں کی بھومیکا
(تیوہاروں کے سمبندھ میں)
مباحثہ: شرکاء: بھگوتی سوامی
کسم شرما، ڈاکٹر پرکاش وتی شرما
مدھو اگروال

شام

۷-۳۰ گونجے گاؤں گیواڑ
راجستھانی فرمائشی گیتوں کا
کاریہ کرم
رسے بیج روگ کارن و بچاؤ
بات چیت: ڈاکٹر اے. کے. بھلا (?)

۸-۱۵ احمد حسین، محمد حسین: غزلیں

۱۰-۱۵ ہاشم خاں: سرود پر راگ تیلنگ

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ لکشمن پرساد جے پور والے
خیال گن کلی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰
عبدالشکور سلیمانی
لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ نزاکت علی و سلامت علی
خیال پوربی

شام

۷-۲۰ لوہ پرش سردار ولبھ بھائی پٹیل
تقریر از ڈاکٹر ایم. پی. جوشی
گرامین یووک بھنور لال
سے ملاقات

۱۰-۳۰ لکشمن پرساد جے پور والے
خیال

سورت گڑھ

۲۷۵، ۳۲۵ میٹر

۹۱۸ کلو ہرٹز

جمعرات ۱۶ اکتوبر

صبح

۶-۵۰ چنتن : آشا بھٹناگر

۷-۳۰ گیان وگیان : آنکھوں کے روگ کے موضوع پر ڈاکٹر گیان گوئل سے گفتگو

۸-۲۱ مردمنگل : بھنورلال سوامی

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا جگت : کاویہ پاٹھ رنجیت کور پنوار 'کھیل کود کی جیون میں اپیوگتا' تقریر : از اندو ماتھر

۲-۲۰ مردمنگل : بھنورلال سوامی

شام

۵-۳۰ پرامرش : 'پرتیوگی پرکشاؤں ہیتو' از شری ونود ترکشی

۶-۱۵ گرامین کیشتر میں غریبی دور کرنا بات چیت : گاؤں گاؤں کی جھانکی

۷-۲۵ مردمنگل : بھنورلال سوامی

۹-۱۶ سواستھ اور پریوار

جمعہ ۱۷ اکتوبر

صبح

۶-۵۰ چنتن : از آشا بھٹناگر

۷-۳۰ 'دھومرپان کے خطرے' ہندی تقریر از ڈاکٹر این کے۔ گپتا

۸-۲۱ مردمنگل : علاء الدین لنگا اور ساتھی

دوپہر

۱-۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی وادن

۱-۵۰ جیوک ودھی سے گنے میں کیٹ نینترن' از ڈاکٹر جے۔ پی۔ سکسینہ

۲-۲۰ مردمنگل : از شکور خاں

شام

۶-۱۵ 'ششک کھیتی ادھک اپج' بات چیت : 'پشوؤں میں نسل سدھار کیوں؟ اور کیسے؟' از ڈاکٹر سریندر ورما 'کم پانی کا سموچت اپیوگ کیسے!' از ایس۔ پی۔ رائے زادہ

۷-۲۵ مردمنگل : مان چند شرما

۹-۳۰ 'گوراہٹ جی' : روپک : از منوہر بھٹ

ہفتہ ۱۸ اکتوبر

صبح

۶-۵۰ چنتن : از آشا بھٹناگر

۷-۳۰ 'بدلتے مولیہ تتھا سماج کی مانسکتا' پریچرچا : شرکار : ہری پرساد شرما، ہوتی لال شرما، جے چند چاولہ، وشیش چند رمتل، رکماوتی سوامی

۸-۲۱ مردمنگل : دیوی سنگھ

دوپہر

۱-۵۰ 'تارمیرا کی انت تسمیں ایوم کاشت' از ہنومان پرساد

۲-۲۰ مردمنگل : دین محمد لنگا

شام

۵-۳۰ یوواوانی : مجھے شکایت ہے

۶-۱۵ سینچائی کا سموچت اپیوگ جیوک کھادوں کے سمبندھ میں جانکاری از رادھے شیام سینی

۷-۲۵ مردمنگل : اندا بھیل وساتھی

۸-۱۵ افضل حسین : سگم سنگیت

اتوار ۱۹ اکتوبر

صبح

۶-۵۰ چنتن : ایم۔ ڈی۔ آفریدی

۷-۳۰ 'بڑا دکھ دینا۔ دیہج نے' مزاحیہ تقریر از تربھون

۸-۲۱ مردمنگل : نرملا ناگپال

دوپہر

۲-۲۰ مردمنگل : نرملا ناگپال

شام

۶-۱۵ گیتاں روگجرو : سبھی کے لئے آواس سویدھائیں، بات چیت

پیر ۲۰ اکتوبر

صبح

۶-۵۰ چنتن : از ایم ڈی آفریدی

۷-۳۰ 'بھارتیہ سوتنترتا سنگرام اور آزاد ہند فوج کا گٹھن' از لی دھرا پادھیائے

۸-۲۱ مردمنگل : دھیرا سین

دوپہر

۱-۳۰ مدھادتیہ مکھرجی : ستار وادن

۱-۵۰ 'زیرے کی انت جاتیاں اور کاشت' از اشوک کمار پاریکھ

۲-۲۰ مردمنگل : گوری دیوی

شام

۶-۱۵ 'انت کرشی ادھک اتپادن' رکت چاپ سے کیسے بچیں ڈاکٹر وی۔ پی۔ بینیوال راجستھانی کویتا پاٹھ ام کمار اوجھا

۷-۲۵ مردمنگل : سریش ماتھر

۱۰-۰۰ علی اکبر خاں : سرود وادن

منگل ۲۱ اکتوبر

صبح

۶-۵۰ چنتن : ایم۔ ڈی۔ آفریدی

۷-۳۰ 'بھارت آسٹریلیا کرکٹ ٹکر کھلا ایک نظر' از کرشن کمار بوہرا

۸-۲۱ مردمنگل : کرشن دمامی

دوپہر

۱-۱۰ 'مہیلاؤں کو سماچار : بچوں کو سردی و زکام سے کیسے بچائیں' از ڈاکٹر ونیا اروڑا دھواں رہت چولہے کے لابھ از کملا گوئل

۱-۵۰ 'دھنیاں کی کھیتی کا مہتو اور انت جاتیاں' ڈاکٹر راما نند گوسوامی

۲-۲۰ مردمنگل : کریم خاں لنگا وساتھی

شام

۵-۳۰ سنگیت سمن سیما سینی 'وودیالیوں میں پستکالیوں کی ستھتا' ؛ ہزاری لال ناگیسر

۶-۱۵ بھومی سدھار مولی ایوم گاجر کی انت جاتیاں ایس۔ پی۔ کپور : بات چیت 'غریب کی گائے بکری' از ڈاکٹر دلیپ کمار

۷-۲۵ مردمنگل : رام نارائن

۸-۱۵ فیاض خاں و ربی چٹرجی سگم سنگیت

بدھ ۲۲ اکتوبر

صبح

۶-۵۰ چنتن : پشپا دیوی بترا

۷-۳۰ روپے کا ادمولین کیسے ہوتا ہے از راکیش شرما

۸-۲۱ مردمنگل : کیلاش شرما

دوپہر

۱-۳۰ 'مٹر کی کاشت انت شیل ڈھنگ سے' ، رنجیت رام

۲-۲۰ مردمنگل : کماری کیلاش شرما

شام

۵-۳۰ آپ کا بھنئے : کیول سپھ لیوا یوڈا پرتبھا : بھینٹ وارتا از دیواکر سولنکی

۶-۱۵ 'شرمکوں کے لئے بہتر روزگار کے اوسر' ؛ اپنی کھیتی اپنی بات چیٹھی پتری

۷-۲۵ مردمنگل : کماری کیلاش شرما

جمعرات ۲۳ اکتوبر

صبح

۶-۵۰ چنتن : پشپا دیوی بترا

۷-۲۰ 'شور پردوشن سے ترست آج کا مانو' از دیپک کمار

۸-۲۱ مردمنگل : چھنگا خاں وساتھی

دوپہر

۱-۱۰ جھلکی : از پریھا دیدی : پترو تر

۱-۵۰ 'ریشم ہیتو اور روگ ایوم جل پربندھ' ؛ از جے۔ پی۔ ددبلے

۲-۲۰ مردمنگل : دھیر سین دمامی

شام

۵-۳۰ 'روگ اور روگ نوارن'

از فتح چند جین: کھیل سماچار

۶ - ۱۵ سوچھ پیتے جل سو بدھائیں
وسولف کی انت جاتیاں اور
کھیتی، از مدن لال جوشی
پستوؤں میں چمڑی روگ اور
اپچار از ڈاکٹر جی۔آر۔شرما
۷ - ۲۵ مرو منگل: گلاب چند گوڑ
۹ - ۱۶ بزرگوں کے لئے
امرناتھ بوہرا سے ملاقات

جمعہ ۲۴ر اکتوبر

صبح
۶ - ۵۰ چنتن: پشپا دیوی بترا
۷ - ۳۰ راشٹر سنگھ اور وشو شانتی
کے پریاس، از ٹی۔آر۔ زندھاوا
۸ - ۲۱ مرو منگل: گوپی دیوی

دوپہر
۱ - ۳۰ نکھل بنرجی: ستار وادن
۱ - ۵۰ 'جو کی کاشت ایوم ار ورک'
از رتن سنگھ
۲ - ۲۰ مرو منگل: کریم خاں کھیڑلا

شام
۶ - ۱۵ وبھجی کے لئے سواستھ سویدھائیں
'سہکاری سمیتیوں دوارا رن
سویدھائیں'، از آشوتوش بھارگو
ضلع روزگار کاریالیہ کس پرکار
روزگار اپلبدھ کراتا ہے
از او۔پی۔گپتا
۷ - ۲۵ مرو منگل: گمراج سورداس
۱۰ - ۰۰ شیو کمار شرما: سنطور وادن

ہفتہ ۲۵ر اکتوبر

صبح
۶ - ۵۰ چنتن: سمترا دیوی چاولہ
۷ - ۳۰ 'آپ کے لئے ہے اگنی شمن
وبھاگ'، از دامودر لال شرما
۸ - ۲۱ مرو منگل: بھگت سبھی رام

دوپہر
۱ - ۵۰ 'آلو کی کاشت اور ار ورک'
شنکر لال وشنوئی
۲ - ۲۰ مرو منگل: بھگت سبھی رام

شام
۵ - ۳۰ وچار سمن: بال وواہ
۶ - ۱۵ 'ہم دو ہمارے دو'

ٹابر ڈولی: کرشی پرشنوتری
۷ - ۲۵ مرو منگل: بھگت سبھی رام
۸ - ۱۵ مینو پرشوتم: سگم سنگیت

اتوار ۲۶ر اکتوبر

صبح
۶ - ۵۰ چنتن: سمترا دیوی چاولہ
۷ - ۳۰ 'کیوں ضروری ہے۔ دیایام'
از امر چند بایٹر
۸ - ۲۱ مرو منگل: اندو بالا ناتھ
۹ - ۲۵ بات چیت بچوں سے
سامودایک سنگیت
بچوں کے مکھ سے: بال کہانی

دوپہر
۲ - ۲۰ مرو منگل: ظہور خاں

شام
۶ - ۱۵ گندی بستی میں سدھار
گیتاں رو گجرو

پیر ۲۷ر اکتوبر

صبح
۶ - ۵۰ چنتن: سمترا دیوی چاولہ
۷ - ۳۰ 'انتر راشٹریہ استر پر بھارت کا
آیات نریات'،
از برہمانند پاریک
۸ - ۲۱ مرو منگل: سرجو دیوی

دوپہر
۱ - ۳۰ رمیش ورما: بانسری وادن
۱ - ۵۰ وشلجم کی کھیتی ایوم انت
جاتیاں'، از ڈاکٹر دید سنگھ
۲ - ۲۰ مرو منگل: چھوٹی بالو

شام
۶ - ۱۵ 'شکشا سویدھاؤں کا وستار'
'آنکھوں کی جیوتی کیسے بنی رہے'
از ڈاکٹر جے۔پی۔سکسینہ
کہانی: ڈاکٹر دھارا سنگھ
۷ - ۲۵ مرو منگل: سوشیل ڈانگی
۱۰ - ۰۰ گنگو بائی ہنگل: گائن

منگل ۲۸ر اکتوبر

صبح
۶ - ۵۰ چنتن: بھیم راج تاوینا
۷ - ۳۰ 'بھارت میں والی بال ایک
درشٹی'، سری شنکر پالیوال
ہاکی کھلاڑی دلجندر سنگھ سے

بھینٹ از کلونا سنگھ کنگ
۸ - ۲۱ مرو منگل: شیلا مودی

دوپہر
۱ - ۱۰ ون وستار: گیان کا گیان اور
آمدنی کی آمدنی: سلائی کڑھائی'
از الکا بھارگو
آلو کے سواد شٹ وینجن
از را جلکاری
۱ - ۵۰ 'جڑوں والی سبزیوں میں
نرائی گوڑائی ایوم ار ورک'،
از شیو کمار جوشی
۲ - ۲۰ مرو منگل: شیلا مودی

شام
۵ - ۳۰ البرٹ آئن سٹائن
از ہری راکیش مونگا
'وگیان کے نئے آدشکار'
رینو سبروال
۶ - ۱۵ 'انو سوچت جات ایوم جن

جاتیوں کو نیایہ'، 'بردھ شکشا
کاریہ کرم اور اس کے لابھ'
از ساگرمل ڈھلانیا
'پریوار نیوجن کے لابھ'
از وجے پال سنگھ
۷ - ۲۵ مرو منگل: شیلا مودی
۸ - ۱۵ بلونت بنسل: اوتا نندن
سگم سنگیت

بدھ ۲۹ر اکتوبر

صبح
۶ - ۵۰ چنتن: بھیم راج تاونیا
۷ - ۳ 'ساماجک پریورتن اور ناری
شکشا'، از بال کرشن اگروال
۷ - ۴۰ استاد امیر خاں: گائن
۸ - ۲۱ مرو منگل: ہزاری لال

دوپہر
۱ - ۵۰ 'بھومی کا سنرکشن کیوں اور
کیسے؟' از آر۔ایس۔سکسینہ
۲ - ۲۰ مرو منگل: نارائنی دیوی

شام
۵ - ۳۰ جھلکی: 'نئی صبح'
از سدھیر راکیچہ
۶ - ۱۵ 'مہیلاؤں ہیتو سماچار'، بات چیت
آپنی کھیتی آپنی بات
چٹھی پتری

۷ - ۲۵ مرو منگل: پنا رام بھوپا

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

صبح
۶ - ۵۰ چنتن: بھیم راج تاوینا
۷ - ۳۰ 'دھنو چنتیاں': از ڈاکٹر منگت سنگھ
۸ - ۲۱ مرو منگل: شیو رام

دوپہر
۱ - ۱۰ 'انتر راشٹریہ آئینے میں
شریمتی اندرا گاندھی'،
از ڈاکٹر شرد شرما
'کیا لڑکی کی بڑھتی عمر چنتا کا
وشے ہے'، پریچرچا
سروج کوشل، اندرا بھٹناگر
نمی چھابڑا
۱ - ۵۰ 'کرشی اتپادن بڑھانے میں
ارورکوں کی بھومیکا'،
از پرتھوی راج
۲ - ۲۰ مرو منگل: نور محمد لنگا

شام
۶ - ۱۵ نویودکوں کے لئے روزگار کے
اوسر
دسری گنگا نگر میں پریوار کلیان
کاریہ کرم'، ڈاکٹر کے۔ایس۔نخات
'بات چیت گیہوں ہیتو بیج کا
چناؤ کیسے'، نیت رام بھاری
۷ - ۲۵ مرو منگل: سوہنی دیوی
۱۰ - ۰۰ کندن لال شرما: گائن

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح
۷ - ۳۰ 'یادیں شیش ہیں (اندرا گاندھی
کی پونیہ تتھی)' از ودیا ساگر
۸ - ۲۱ مرو منگل: کنا رام

دوپہر
۱ - ۳۰ اللہ دیا خاں: طبلہ
۲ - ۲۰ مرو منگل: کنا رام

شام
۵ - ۳۰ 'یوواؤں کے لئے اندرا گاندھی
کے پریاس'
از سوریہ پرکاش سارسوت
۷ - ۲۵ مرو منگل: کنا رام

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد — ۲ء ۱۹۷ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلو ہرٹز
پربھنی — ۰ء ۲۲۹ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی خبریں : صبح ۶-۰۰، ۷-۵۹، دوپہر ۱-۰۵، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
مراٹھی : صبح ۶-۵۰، ۸-۳۰، دوپہر ۱-۳۰، شام ۷-۰۰، رات ۸-۰۵
انگریزی : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، رات ۸-۰۰ (اسپورٹ)، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰
اردو : دوپہر ۱-۰۵، رات ۹-۱۶ سنسکرت : شام ۶-۱۰

جمعرات ۱۶ اکتوبر

صبح
۷-۰۰ گرجا دیوی : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
'نئے چراغ' (نوجوانوں کے لئے)
قوم گویا جسم ہے۔ افراد ہیں اعضائے
قوم : مذاکرہ : شرکاء :
ظفر جاوید خان رقیہ اور
ابوبکر رہبر
۸-۴۰ سپرا بوس : ٹھمری دادرا

دوپہر
۱-۱۰ یشونت کرساگر : اسٹیج گیت

رات
۱۰-۰۰ الکا دیوی ہیر سمٹ : وائلن
۱۰-۳۰ اوم کار کائی کم : گائن

جمعہ ۱۷ اکتوبر

صبح
۷-۰۰ شروتی سادھولیکر : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
روشنی 'انسانی برابری'
از سلطان سلیم
آپ اور ہم : سامعین کے
خطوط پر مبنی پروگرام
از نورالحسین

دوپہر
۱-۱۰ اومکار ناتھ ٹھاکر : گائن
۱-۴۰ ہندی پاٹھ

ہفتہ ۱۸ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ
'ضرورت ایجاد کی ماں ہے'
تقریر از م۔ ع۔ باسط
'بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے
سے ہم نکلے' : تقریر
از شاہ رخ صحرائی

دوپہر
۱۲-۳۰ غزل، قوالی
۱-۱۰ راگ سریتا

اتوار ۱۹ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ

کھلتی کلیاں بچوں کے لئے
پیش کش : مدرسہ گلشن اطفال
ہائی اسکول اورنگ آباد
۹-۴۰ ہندی پروگرام
'مراٹھی سنت کویوں کی ہندی
رچنائیں سمرتھ رام داس'
تقریر از چندر بجان سوناونے

دوپہر
۱-۱۰ بدھ دیتیہ مکرجی : ستار

رات
۱۰-۰۰ روشن آرا بیگم : گائن
۱۰-۳۰ علی اکبر خاں : سرود

پیر ۲۰ اکتوبر

صبح
۷-۰۰ غلام مصطفیٰ خاں : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
ہمارا آئین۔ بنیادی حقوق
'آزادی کا حق' : تقریر
از محمد شفیع

دوپہر
۱-۱۰ سدھیر گوتم : سنتور
۱-۴۰ ہندی پاٹھ

رات
۱۰-۳۰ استاد فیاض خاں : گائن

منگل ۲۱ اکتوبر

صبح
۷-۰۰ بھیم سین جوشی : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
افسانہ از مدھوکر راؤ پاتریکر
کلام : نذیر اختر

بدھ ۲۲ اکتوبر

صبح
۷-۰۰ لطافت حسین خاں : گائن
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
باتوں باتوں میں : سلسلہ وار
گھریلو موضوعی خاکہ
تحریر : محمد سراج الدین
۸-۴۰ ہندی بھجن

دوپہر
۱-۱۰ وی جی جوگ اور بسم اللہ خاں
وائلن اور شہنائی جگلبندی
۱-۴۰ ہندی پاٹھ

شام
۵-۵۰ مباحثہ : ادھونک سہتیہ تیل یووا
پراتیمب
۱۰-۳۰ لطافت حسین خاں : گائن

جمعرات ۲۳ اکتوبر

صبح
۷-۰۰ شرن رانی : سرود
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
افسانہ : خورشید عارف
کلام : رعنا معین الدین
۸-۴۰ لکشمی شنکر : ٹھمری دادرا

دوپہر
۱-۱۰ راجا کالے : سگم سنگیت

رات
۱۰-۰۰ یشونت۔ بی۔ جوشی : گائن
۱۰-۳۰ پنالال گھوش : بانسری

جمعہ ۲۴ اکتوبر

صبح
۷-۰۰ رئیس خاں : ستار
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
'اقوام متحدہ کی تشکیل کب
کیوں اور کس لئے' : تقریر
از مرزا محمد خضر
آپ اور ہم
سامعین کے خطوط پر مبنی
پروگرام از نورالحسین

دوپہر
۱-۱۰ پردیپ کمار : سرود
۱-۴۰ ہندی پاٹھ

رات
۱۰-۰۰ ٹی۔ ڈی۔ جالونیکر : گائن
۱۰-۳۰ گیان راؤ جوشی : وائلن

ہفتہ ۲۵ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ
'نئی تعلیمی پالیسی۔ چودہ سال
کی عمر تک لازمی تعلیم' : تقریر
از رئیس احمد

دوپہر
۱۲-۳۰ غزل، قوالی
۱-۱۰ راگ سریتا

اتوار ۲۶ اکتوبر

صبح
۷-۰۰ جھروکہ : تحریر ایل۔ ڈی۔ پینٹھ
۷-۳۰ اردو پروگرام : بزم خواتین
'عورتوں میں خود اعتمادی کی
ضرورت' : مذاکرہ : شرکاء :
رخسانہ پرویز، للتا پپرسے
اور حسینہ طاہر
۹-۰۵ بال سبھا
۹-۴۰ ہندی پروگرام
'اندراجی کی شخصیت ایکتا و چار'

تقریر از ارونا لوکھنڈے
'کبیرا کھڑا بازار میں'
دھنجے گنگا کھیڑکر

دوپہر
۱-۱۰ پربھو دیو سردار: گائن
شام
۱۰-۰۰ نکھل بنرجی: ستار

پیر ۲۷ر اکتوبر

صبح
۷-۰۰ برج بھوشن کابرا: گٹار
۷-۳۰ سب رنگ
'آج کے مہمان۔ ساگر سرحدی'
ملاقاتی: انوار احمد خاں

دوپہر
۱-۱۰ رمیش سامنت: طبلہ
رات
۱۰-۳۰ برج بھوشن کابرا: گٹار

منگل ۲۸ر اکتوبر

صبح
۷-۰۰ رسک لال اندھاریہ: گائن
۷-۳۰ سب رنگ: سپاس نامہ
'مولانا محمد حسین آزاد' تمثیلی
گفتگو: ڈاکٹر عصمت جاوید

بدھ ۲۹ر اکتوبر

صبح
۷-۰۰ این راجم: وائلن
۷-۳۰ سب رنگ
باتوں باتوں میں
تحریر: محمد سراج الدین
۸-۴۰ مذہبی ترانے
از شنکرا بھیانکر

دوپہر
۱-۱۰ پنڈت جسراج اور اسکرن شرما
گائن

رات
۱۰-۳۰ پنڈت جسراج اور اسکرن شرما
گائن

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

صبح
۷-۰۰ حفیظ احمد خاں: گائن
۷-۳۰ سب رنگ: ننھے چراغ

کلکتہ

کلکتہ 'اے' ۴۵۶ء۷ میٹر ۶۵۷ کلوہرٹز
کلکتہ 'سی' ۲۲۶ء۷ میٹر ۱۳۲۳ کلوہرٹز
کلکتہ 'بی' ۲۹۷ء۶ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرٹز
کلکتہ 'ڈی' ۲۴۵ء۱۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

جمعرات ۱۶ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ سانسکا موہن سنہا
لوک سنگیت
۷-۴۰ سمترا رائے۔ رابندر سنگیت
۸-۳۰ لطافت حسین: خیال
۹-۰۰ بانی چکرا: نذرل سنگیت
۹-۲۵ گارگی چیٹرجی
رجنی کانت سنگیت

دوپہر
۱-۰۰ پریتما چودھری۔ ستار
۱-۴۰ میتا چکرورتی: رابندر سنگیت
۱-۵۰ نارائن چندر شرما
لوک سنگیت
۲-۳۵ ڈولی معٹاچاریہ: بھجن
۲-۵۰ سمترا گھوش: نذرل سنگیت
۳-۰۰ سپرا منڈل: رابندر سنگیت
۳-۱۰ سانسکا موہن سنہا
لوک سنگیت
۳-۲۰ مانی گھوش: شیام سنگیت

شام
۵-۳ جینتی باگچی: خیال
۸-۴۰ گیتا سین۔ لوک سنگیت
۸-۵۰ بپلب داس: گیٹار
۹-۰۰ سوواناً مکھرجی: خیال
۱۰-۰۰ سمریش رائے۔ رابندر سنگیت
۱۰-۱۵ گارگی چیٹرجی۔ دوئی جیندر سنگیت
۱۰-۳ اوما شنکر بنرجی
رام پرساد سنگیت
۱۰-۴ کرشنا مجمدار: نذرل سنگیت
۱۰-۵۰ حتلیشور مکھرجی: ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ بانی چکرا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ سمریش رائے: نذرل سنگیت
۶-۴۵ گارگی چیٹرجی
رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ سپرا منڈل۔ رابندر سنگیت
۷-۰۵ جینتی باگچی۔ خیال
۷-۴۰ دھیرن داس۔ لوک سنگیت
۷-۵۰ اوما شنکر بنرجی
شیام سنگیت

'ترقی کی راہ پر'
پیش کش: سید نثار علی رضوی
۸-۴۰ نرملا دیوی: ٹھمری دادرا
دوپہر
۱-۱۰ بھاگوت۔ کے۔ گوالی
سگم سنگیت
رات
۱۰-۰۰ بسم اللہ خاں: شہنائی
۱۰-۳۰ حفیظ احمد خاں: گائن

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح
۷-۰۰ بال کرشنا بھادے: گائن
۷-۳۰ سب رنگ

'اندرا جی کو بہتر خراج عقیدت
کیسے پیش کریں'؛ تقریر
از پی۔ وی۔ راناڈے
آپ اور ہم: سامعین کے
خطوط کے جواب نور الحسین

دوپہر
۱-۱۰ بلرام پاٹھک: ستار
شام
۵-۳۰ 'اندرا گاندھی'؛ فیچر
از ارون سمودرے
۹-۳۰ 'اندرا پریہ درشنی'؛ فیچر
تحریر: از کمل مالی
۱۰-۰۰ ایم۔ ایس۔ گوپال کرشن: گائن
۱۰-۳۰ ونایک راؤ پٹوردھن: گائن

۹-۱۵ اور شام ۶-۲۰
گیتا سین: لوک سنگیت
۹-۳۰ سوواناً مکھرجی: خیال
دوپہر
۲-۴۰ سمترا گھوش: نذرل سنگیت
۲-۴۵ دھیرن داس: لوک سنگیت
۲-۵۰ بپلب داس: گیٹار
شام
۶-۲ بانی چکرا: رابندر سنگیت
۸-۱۰ سمترا رائے
اتول پرساد سنگیت
۸-۲۵ سانسکا موہن سنہا
لوک سنگیت
۹-۳۰ کرشنا مجمدار: اتول پرساد سنگیت
۹-۴۰ اوما شنکر بنرجی
شیام سنگیت
۹-۵۰ میتا چکرورتی: کیرتن
۱۱-۱۰ لطافت حسین خاں: خیال
۱۱-۳۰ پریتما چودھری۔ ستار

جمعہ ۱۷ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح
۶-۴۰ امر پال: لوک گیت
۷-۴۰ اشوک تارو بنرجی
رابندر سنگیت
۸-۱۵ دیپا سین: ادھونک
۸-۳۰ بھنگتو بسواس: بانسری
۹-۲۵ بلبل بھٹاچاریہ: نذرل گیتی
دوپہر
۱-۴۰ تندرا بوس: ادھونک
۲-۳۵ آرتی برمن: لوک سنگیت
۲-۴۵ آننت دیب مکھرجی: ادھونک
۳-۰ نندلال ٹھاکر: کیرتن
۳-۱۵ اینما بوس: ٹھمری
شام
۵-۳۰ ایلورامترا: خیال
۹-۰ سری کانت باکرے: خیال
۱۰-۰۰ آننت دیب مکھرجی: ادھونک
۱۰-۰۵ بلبل بھٹاچاریہ
نذرل سنگیت
۱۰-۱۰ امر پال: لوک سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح
۶-۲۵ بلبل بھٹاچاریہ: رابندر سنگیت

۶-۴۵ ادیتی منڈل ؛ بھجن
۷-۰۵ سری کانت باکرے ؛ خیال
۷-۴۰ للت موہن گھوش ؛ خیال
۸-۳۰ نندلال ٹھاکر ؛ کرتن
۸-۵۰ آنندیب مکھرجی ؛ ادھونک
۹-۱۵ آرتی برمن ؛ لوک سنگیت
۹-۳۰ ایلورا مترا ؛ خیال
دوپہر
۲-۴۰ سومیتالار ؛ رابندر سنگیت
۲-۵۵ ادیتی منڈل ؛ بھجن
شام
۶-۲۰ آرتی برمن ؛ لوک سنگیت
۶-۲۵ اشوک تارو بنرجی
رابندر سنگیت
۸-۱۵ تندرا بوس ؛ ادھونک
۹-۳۰ دیپا سین ؛ ادھونک
۹-۴۵ اینما بوس ؛ ٹھمری
۱۱-۱۰ سری کانت باکرے ؛ خیال
۱۱-۳۰ ہیمنگشو بسواس ؛ سنطور

ہفتہ ۱۸ ؍ اکتوبر

کلکتہ "اے"
صبح
۶-۴۰ سیبانی سنہا ؛ لوک سنگیت
۷-۴۰ پوربی مکھرجی
رابندر سنگیت
۸-۱۵ بسوا ناتھ بوس ؛ ادھونک
۸-۳۰ پراکرتی موہن بھدار ؛ خیال
دوپہر
۱-۰۰ نیلما لاہیری ؛ خیال
۳-۰۰ دیپکا دیبی ؛ ستار
شام
۸-۲۰ ماکھن چکرورتی ؛ ادھونک
۸-۲۵ سوہاس بنرجی ؛ گیٹار
۸-۴۰ اشیش چکرورتی
نذرل سنگیت
۸-۴۵ جیوتسنا داس
رابندر سنگیت
کلکتہ "بی"
صبح
۶-۲۵ سوسانت بنرجی
رابندر سنگیت
۶-۳۵ پیالی بھٹاچاریہ
نذرل سنگیت
۶-۴۵ جیوتسنا داس
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ سمن گپتا ؛ بھجن
۷-۱۰ نیلما لاہیری ؛ خیال
۷-۴۰ دھریندر ناتھ منڈل
لوک سنگیت
۷-۵۰ سمن گپتا ؛ بھجن
۸-۲۱ سوہاس بنرجی ؛ گیٹار
۸-۵۰ ماکھن چکرورتی ؛ ادھونک
۹-۱۵ دوئی جن گپتا ؛ لوک سنگیت
۹-۳۰ دیپکا دیبی ؛ ستار
دوپہر
۲-۴۰ سوشانت بنرجی
رابندر سنگیت
۲-۴۵ سوہاس بنرجی ؛ گیٹار
۲-۵۵ دیپالی بھٹاچاریہ
اتول پرساد سنگیت
شام
۶-۲۰ سیبانی سنہا ؛ لوک گیت
۶-۲۵ سمن گپتا ؛ بھجن
۶-۳۰ پوربی مکھرجی ؛ رابندر سنگیت
۶-۳۵ اشیش چکرورتی ؛ نذرل سنگیت
۶-۴۵ سوہاس بنرجی ؛ گیٹار
۶-۵۰ ماکھن چکرورتی ؛ ادھونک
۸-۲۵ دھریندر ناتھ منڈل
لوک سنگیت

اتوار ۱۹ ؍ اکتوبر

کلکتہ "اے"
صبح
۶-۴۰ دیبندر چودھری ؛ لوک سنگیت
۷-۴۰ چنموئے چٹرجی
رابندر سنگیت
۸-۴۰ سپن کمار گھوش ؛ ستار
۹-۲۵ کرشنا چٹرجی
اتول پرساد سنگیت
۱۰-۰۰ موسیقی کا سبق
رابندر سنگیت
پیش کش ؛ نیلما سین
دوپہر
۱-۴۰ سپن کمار چٹرجی ؛ گیٹار
شام
۵-۳۰ دیب پرساد بنرجی ؛ بانسری
۸-۱۵ ریتا ڈے ؛ رابندر سنگیت
۸-۴۰ انیتا ڈے ؛ نذرل سنگیت
۸-۴۵ ارون دتا ؛ ادھونک
۹-۰۰ گوری بھٹاچاریہ ؛ خیال
۱۰-۰۰ نیتیش دتہ رائے
نذرل سنگیت
۱۰-۳۵ دیبندر چودھری
لوک سنگیت
۱۰-۴۰ کرشنا چٹرجی
رجنی کانت سنگیت
۱۰-۵۰ چنموئے چٹرجی ؛ رابندر سنگیت
کلکتہ "بی"
صبح
۶-۲۵ ارون دتہ ؛ رابندر سنگیت
۶-۳۵ انیتا ڈے ؛ نذرل سنگیت
۶-۴۵ کرشنا چٹرجی
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ سپن کمار چٹرجی ؛ گیٹار
۷-۰۵ آرتی گھوش ؛ خیال
۷-۴۰ شیبانی رائے ؛ کرتن
۸-۳۰ گوری بھٹاچاریہ ؛ بھجن
۸-۵۰ انیتا ڈے ؛ ادھونک
۹-۱۵ رتن چندر کاہڑ ؛ لوک سنگیت
۹-۳۰ دیب پرساد بنرجی ؛ ستار
دوپہر
۲-۴۰ سیکھا چٹرجی ؛ رابندر سنگیت
۲-۵۰ اور شام ۶-۲۰
رادھا کانت ملک
لوک سنگیت
شام
۶-۲۵ کرشنا چٹرجی
دوئی جندر سنگیت
۶-۳۵ نیتیش دتہ رائے
اتول پرساد سنگیت
۶-۴۰ سیکھا چٹرجی ؛ رابندر سنگیت
۶-۴۵ سپن کمار چٹرجی ؛ گیٹار
۶-۵۵ چنموئے چٹرجی ؛ رابندر سنگیت
۷-۳۰ ارون دتہ ؛ رابندر سنگیت
۷-۳۵ انیتا ڈے ؛ اتول پرساد سنگیت

پیر ۲۰ ؍ اکتوبر

کلکتہ "اے"
صبح
۶-۴۰ مایا بخشی ؛ لوک سنگیت
۷-۴۰ کملیش گھوش ؛ رابندر سنگیت
۸-۱۵ چندا چٹرجی ؛ ادھونک
۸-۳۰ سپرا بوس ؛ خیال
دوپہر
۱-۴۰ دیبی مترا ؛ ادھونک
۲-۳۵ مایا مترا ؛ ستار
شام
۵-۴۰ مرینال کانتی رائے ؛ بانسری
۸-۱۵ ممتا مکھرجی ؛ نذرل سنگیت
۸-۲۵ شیاما سین ؛ گیٹار
۸-۴۰ کانتی موئی مترا ؛ شیاما سنگیت
۸-۵۰ سوشیتا گوسوامی ؛ راگ پردھان
۹-۰۰ پرسون کمار بنرجی
خیال اور ٹھمری
۱۰-۰۰ ارچنا سین گپتا ؛ شیاما سنگیت
۱۰-۱۵ سری کمار چٹرجی
رابندر سنگیت
۱۰-۳۰ بھاسوتی بسواس ؛ غزل
۱۰-۴۰ شیام سندر داس ؛ لوک سنگیت
۱۰-۵۰ سپرا بوس ؛ ادھونک
کلکتہ "بی"
صبح
۶-۲۵ سری کمار چٹرجی
رابندر سنگیت
۶-۳۵ ممتا مکھرجی ؛ نذرل سنگیت
۶-۴۵ کانتی مترا ؛ شیاما سنگیت
۶-۵۰ بھاسوتی بسواس ؛ غزل
۷-۰۵ مایا مترا ؛ وینا
۷-۴۰ امر ڈے ؛ لوک سنگیت
۷-۵۰ انجنا ساہا ؛ ادھونک
۸-۲۱ سوشمیتا گوسوامی
دوئی جندر سنگیت
۸-۵۰ ممتا مکھرجی ؛ ادھونک
۹-۱۵ مایا بخشی ؛ لوک سنگیت
۹-۳۰ پرسون کمار بنرجی ؛ خیال
دوپہر
۲-۴۰ کیا بنرجی ؛ رابندر سنگیت
۲-۵۰ امر ڈے ؛ لوک سنگیت
۲-۵۵ انجنا ساہا ؛ ادھونک
شام
۶-۲۰ مایا بخشی ؛ لوک سنگیت
۶-۲۵ کملیش گھوش ؛ ادھونک
۶-۳۵ شیاما سین ؛ گیٹار
۶-۴۵ چندرا چٹرجی
رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ کیا بنرجی ؛ رابندر سنگیت
۶-۵۵ انجنا ساہا ؛ ادھونک
۹-۴۰ دیبی مترا ؛ بھجن
۹-۵۰ بھاسوتی بسواس ؛ غزل

۱۱-۱۰ پرسون کمار بنرجی : خیال
۱۱-۳۰ مایا مترا : ستار

منگل ۲۱ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ نارائن دتّہ : لوک سنگیت
۷-۴۰ سنگدھا گھوش
رابندر سنگیت
۸-۱۵ سیباجی چٹرجی : ادھونک
۸-۳۰ میرا دتّہ رائے : خیال

دوپہر

۱-۰۰ تپورتی بواسرنا ئیک : خیال
۱-۴۰ منجو شری داس گپتا : ٹھمری
۱-۵۰ چندر شیکھر داس : بھجن
۲-۰۰ سچترا گھوش : ادھونک
۲-۱۵ مریتین جوئے بھٹاچاریہ
بھکتی گیت
۲-۳۵ گوپا سانیال : خیال
۲-۵۵ سوشمیتا مترا : نذرل سنگیت
۳-۰۰ بینو چٹرجی : بانسری
۳-۰۵ میرا چٹرجی : ستار

رات

۸-۴۰ بے۔ جی۔ گھوش
شیام سنگیت
۸-۵۰ چندر شیکھر داس : بھجن
۹-۰۰ شیام سری داس گپتا
رابندر سنگیت
۹-۱۵ پراگت بھوشن
نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ پراگت بھوشن
رابندر سنگیت
۶-۳۵ بے۔ بی۔ گھوش : نذرل سنگیت
۶-۴۵ شیام سری داس گپتا
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ مریتین جوئے بھٹاچاریہ
بھکتی گیت
۷-۰۵ نرملوتی بواسرنا ئیک : خیال
۷-۳۰ نارائن ہلدار : لوک گیت
۷-۵۰ کملا بھومک : گیت
۸-۲۱ بے۔ بی۔ گھوش : بھکتی گیت
۸-۳۰ چندر شیکھر داس : بھجن
۸-۵۰ سچترا گھوش : ادھونک

۹-۱۵ راتے چند پترا : لوک سنگیت
۹-۳۰ گوپا سانیال : خیال

دوپہر

۲-۴۰ میتا دستی دار : رابندر سنگیت
۲-۵۰ نارائن ہلدر : لوک سنگیت
۲-۵۵ کملا بھومک : گیت

شام

۶-۲۰ نارائن دتّہ : لوک سنگیت
۶-۲۵ میتا دستی دار : رابندر سنگیت
۶-۳۰ بینو چٹرجی : بانسری
۶-۵۰ سوشمیتا مترا : نذرل سنگیت
۸-۲۵ کملا بھومک : بھجن
۹-۴۵ سیباجی چٹرجی : ادھونک
۹-۵۰ میرا دتّہ رائے
اتول پرساد سنگیت
۹-۵۵ پراگت بھوشن
رابندر سنگیت

بدھ ۲۲ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ دلیپ کمار بنرجی
لوک سنگیت
۷-۴۰ تربینی : رابندر سنگیت
۸-۱۵ دلیپ سرکار : ادھونک
۸-۳۰ اے کانن : خیال اور ٹھمری
۹-۰۰ آرتی گھوش : نذرل سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ امالیندو پال : بھجن
۲-۳۵ رودرانی بھٹاچاریہ : ایسراج
۳-۰۰ ٹھاکرداس اچاریہ : کیرتن
۳-۱۰ مینالنی ساہا
رام پرساد سنگیت
۳-۱۵ سرت ادھیکاری : دادرا

رات

۸-۱۵ آرتی گھوش : شیام سنگیت
۸-۲۰ ستا روپا : نذرل سنگیت
۸-۴۰ جھرنا دتّہ رائے
اتول پرساد سنگیت
۹-۰۰ بدھو دیب داس گپتا : سرود
۱۰-۰۰ بلبل سین گپتا
رابندر سنگیت
۱۰-۳۰ لتا بنرجی : گیت
۱۰-۴۰ دلیپ سرکار : ادھونک
۱۰-۴۵ رادھارانی : کیرتن

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ جھرنا دتّہ رائے
رابندر سنگیت
۶-۳۵ لتا بنرجی : نذرل سنگیت
۶-۴۵ ستا روپا : اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ امالیندو پال : بھجن
۷-۰۵ اشیش بھٹاچاریہ : خیال
۷-۴۰ سپنا دتّہ : لوک سنگیت
۸-۲۱ مرینالنی ساہا : بھکتی گیت
۸-۳۰ ٹھاکرداس اچاریہ : کیرتن
۸-۵۰ آرتی گھوش : ادھونک
۹-۱۵ رادھارانی : لوک سنگیت
۹-۳۰ بدھو دیب داس گپتا : سرود

دوپہر

۲-۴۰ کلپنا بھٹاچاریہ : بھجن
۲-۵۰ چندا دیب : گیٹار

شام

۶-۲۰ دلیپ کمار بنرجی
لوک سنگیت
۶-۲۵ تربینی : رابندر سنگیت
۸-۱۰ چندا دیب : گیٹار
۸-۲۵ کلپنا بھٹاچاریہ : غزل
۹-۴۰ مرینالنی ساہا
رام پرساد سنگیت
۹-۵۰ امالیندو پال : بھجن
۱۱-۱۰ اے۔ کانن : خیال
۱۱-۳۰ بدھو دیب داس گپتا : سرود

جمعرات ۲۳ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سنیل کمار بیرا : لوک سنگیت
۷-۴۰ بیبھا سین گپتا : رابندر سنگیت
۸-۳۰ کلیانی رائے : ستار
۹-۰۰ سمترا دتّہ : نذرل سنگیت
۹-۲۵ شنکر ناتھ گھوشال : ادھونک

دوپہر

۱-۰۰ اتپل سرکار : خیال
۱-۴۰ آرتی پنڈت
نذرل سنگیت
۱-۵۰ انیل بنرجی : دلربا
۲-۳۵ مناشی پال : رابندر سنگیت
۲-۴۰ کمل پنڈت : گیٹار
۲-۵۰ سبھرا بوس : ادھونک

۳-۰۰ شنکر ناتھ گھوشال : شیاما سنگیت
۳-۱۵ مناشی پال : لوک سنگیت
۳-۲۵ کمل پنڈت : گیٹار

شام

۵-۳۰ اینما داس : سرود
۸-۴۰ انیل بنرجی : دلربا
۸-۴۵ بندنا سنہا : رابندر سنگیت
۹-۰۰ اجے کمار چکرورتی : خیال
۱۰-۳۰ پوسپن سانیال
شیام سنگیت
۱۰-۴۰ ریبا موہوری : دادرا
۱۰-۵۰ اجے کمار چکرورتی
راگ پردھان

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ بیبھا سین گپتا : رابندر سنگیت
۶-۳۵ ساگریکا گھوش : نذرل سنگیت
۶-۴۵ آرتی پنڈت
اتول پرساد سنگیت
۷-۰۵ اینما داس : سرود
۷-۴۰ شانتی ناتھ رائے
لوک سنگیت
۸-۲۱ کمل پنڈت : گیٹار
۸-۵۰ سبھرا بوس : ادھونک
۹-۱۵ مناشی پال : لوک سنگیت
۹-۳۰ اجے کمار چکرورتی : خیال

دوپہر

۲-۴۰ دلیپ بھٹاچاریہ : ادھونک
۲-۵۰ ساگریکا گھوش
نذرل سنگیت
۲-۵۵ انیل بنرجی : دلربا

شام

۶-۲۰ سنیل کمار بیرا : لوک سنگیت
۶-۲۵ بیبھا سین گپتا
رابندر سنگیت
۸-۱۰ انیل بنرجی : دلربا
۸-۲۵ دلیپ بھٹاچاریہ : ادھونک
۹-۳۰ آرتی پنڈت : ادھونک
۹-۴۰ سمترا دتّہ : نذرل سنگیت
۹-۵۵ پوسپن سانیال
شیام سنگیت

جمعہ ۲۴ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ تریدالاہیری اور ساتھی
لوک سنگیت
۷-۴۰ سیکھا بوس: رابندر سنگیت
۸-۱۵ مایا بوس: ادھونک
۸-۳۰ سنیل مکھرجی: ستار
۹-۲۵ مینکا سوم: اتول پرساد سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ شکلا مکھرجی: بھجن
۲-۳۵ سومیتا ساہا: شیام سنگیت
۲-۴۵ نمائی طرفدار: گیٹار
۲-۵۰ ممتا چکرورتی: ٹھمری
۳-۰۰ کرشنا مترا: رابندر سنگیت
۳-۱۰ امل کرشنا چاکی: لوک سنگیت
۳-۲۰ مینکا سوم: ادھونک

شام

۵-۳۰ ہریش رائے: خیال
۹-۰۰ مالنی مکھرجی: خیال
۱۰-۰۰ سومیتا ساہا: نذرل سنگیت
۱۰-۰۵ راتن باسو چودھری: ادھونک
۱۰-۱۰ سیکھا بوس
اتول پرساد سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ کرشنا مومترا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ مینکا سوم: نذرل سنگیت
۶-۴۵ سیکھا بوس
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ شکلا مکھرجی: بھجن
۷-۰۵ نیاتی مہاپترا: بانسری
۷-۴۰ دیپتی گھوش: لوک سنگیت
۷-۵۰ نمائی طرفدار: گیٹار
۸-۲۱ ممتا چکرورتی: دادرا
۸-۳۰ شکلا مکھرجی: گیت اور بھجن
۸-۵۰ راتن باسو چودھری: ادھونک
۹-۱۵ امل کرشنا چاکی
لوک سنگیت
۹-۳۰ مالنی مکھرجی: خیال

دوپہر

۲-۴۰ مایا بوس: بھجن
۲-۵۰ راتن باسو چودھری: ادھونک
۲-۵۵ دیپتی گھوش: لوک سنگیت

شام

۶-۲۰ تریدا لاہیری اور ساتھی
لوک سنگیت
۶-۲۵ مینکا مومترا: شیام سنگیت

۸-۱۵ ممتا چکرورتی: دادرا
۸-۲۵ نمائی طرفدار: گیٹار
۱۱-۱۰ بریش رائے: خیال
۱۱-۳۰ سنیل مکھرجی: ستار

ہفتہ ۲۵ اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ پریتوش رائے وساتھی
لوک سنگیت
۷-۴۰ روما داس گپتا
رابندر سنگیت
۸-۱۵ سمبھو مکھرجی: ادھونک
۸-۳۰ دیپتی مکھرجی: خیال

دوپہر

۱-۰۰ اپرنا رائے: سربہار
۱-۲۰ پرفلا کمار سین: ٹھمری

شام

۵-۳۰ لینا گنگولی: بھجن
۵-۴۰ بیتھیکا گھوشال: شیام سنگیت
۵-۴۵ جھوما چکرورتی
نذرل سنگیت
۸-۲۰ کرشنا چیٹرجی: ادھونک
۸-۲۵ بانی بھٹاچاریہ
اتول پرساد سنگیت
۸-۴۰ رادھا رامن داس
لوک سنگیت
۸-۴۵ ایلشا مترا: رابندر سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ ایلشا مترا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ جھوما چکرورتی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ بانی بھٹاچاریہ
اتول پرساد سنگیت
۷-۱۰ لینا چکرورتی: بھجن
۷-۴۰ کارتک چندر بانک
لوک سنگیت
۸-۲۱ پرفلا کمار سین: ٹھمری
۸-۵۰ کرشنا چیٹرجی: ادھونک
۹-۱۵ رادھا رمن داس
لوک سنگیت
۹-۳۰ اپرنا رائے: سربہار

دوپہر

۲-۴۰ کارتک چندر بانک
لوک سنگیت

۲-۵۵ بانی بھٹاچاریہ: نذرل سنگیت

شام

۶-۲۰ پریتوش رائے اور ساتھی
لوک سنگیت
۶-۲۵ بیتھیکا گھوشال
نذرل سنگیت
۶-۳۵ لینا چکرورتی: بھجن
۶-۴۰ رادھا رمن داس
لوک سنگیت
۶-۵۰ کرشنا چیٹرجی: ادھونک

اتوار ۲۶ اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ منجو داس: لوک سنگیت
۷-۴۰ سمترا سین: رابندر سنگیت
۸-۴۰ روی کمار کچلو: خیال
۹-۲۵ للیتا گھوش: ادھونک
۱۰-۰۰ موسیقی کا سبق۔ رابندر سنگیت
پیش کش: نیلیما سین
۱۰-۳۰ گوبندا چندر اڈی: ستار
۱۱-۰۰ منجو شری رائے چودھری: خیال
۱۱-۳۰ کمل ملک: سرود

دوپہر

۱-۴۰ چندن داس گپتا: گیٹار

شام

۵-۳۰ کرشنا دھر: ٹھمری
۵-۴۰ آرتی ٹیکو: غزل
۸-۱۵ منا بیندر مکھرجی: ادھونک
۸-۴۰ رجی بنرجی: لوک سنگیت
۸-۴۵ لیکھا مترا: شیام سنگیت
۹-۰۰ کمل ملک: سرود
۱۰-۰۰ کبی مجمدار۔ رابندر سنگیت
۱۰-۲۵ بیچو دتہ: بھجن
۱۰-۴۰ للیتا گھوش: راگ پردھان
۱۰-۵۰ منا بیندر مکھرجی
نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سمترا سین: رابندر سنگیت
۶-۳۵ کرشنا دھر: نذرل سنگیت
۶-۴۵ لیکھا مترا: شیام سنگیت
۶-۵۰ للیتا گھوش: بھجن
۷-۰۵ گوبند چندر اڈی: ستار
۷-۴۰ شکتی پدا گھوش: لوک سنگیت

۷-۵۰ چندن داس گپتا: گیٹار
۸-۳۰ آرتی ٹیکو: غزل
۸-۵۰ بیچو دتہ: ادھونک
۹-۱۵ منجو داس: لوک سنگیت
۹-۳۰ روی کمار کچلو: خیال

دوپہر

۲-۴۰ لیکھا مترا: شیام سنگیت
۲-۵۰ شکتی پدا گھوش
لوک سنگیت
۲-۵۵ چندن داس گپتا: گیٹار

شام

۶-۲۰ منجو داس: لوک سنگیت
۶-۲۵ سمترا سین: رابندر سنگیت
۶-۳۰ بیچو دتہ: راگ پردھان
۶-۴۰ منجو شری رائے چودھری: خیال
۷-۲۵ منا بندر مکھرجی: نذرل سنگیت

پیر ۲۷ اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ اوپیندر ناتھ رائے
لوک سنگیت
۷-۴۰ تمالیکا گوہا: رابندر سنگیت
۹-۱۵ پوربی دتہ: ادھونک
۹-۳۰ سمترا گوہا: خیال

دوپہر

۱-۴۰ شیفالی گھوش: ٹپہ
۲-۳۵ رنجیت رائے: وائلن
۲-۴۰ سپنا ہلدار: ادھونک
۲-۵۰ کارتک چندر ادھیکاری
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ انجلی چودھری: خیال
۸-۱۵ جیوتسنا بنرجی
رابندر سنگیت
۸-۲۵ دلیپ رائے چودھری
لوک سنگیت
۸-۴۰ کرشنا نیوگی: نذرل سنگیت
۸-۴۵ سراد بندو داس گپتا: ادھونک
۹-۰۰ اندرا نیل بھٹاچاریہ: ستار
۱۰-۰۰ شیفالی گھوش: کیرتن
۱۰-۱۵ گورا اندرا: لوک سنگیت
۱۰-۳۰ پریتما مکھرجی: رابندر سنگیت
۱۰-۴۰ سوکمار مترا: شیاما سنگیت
۱۰-۵۰ پوربی دتہ: نذرل سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ جیوتسنا بنرجی: رابندر سنگیت
۶-۳۵ کرشنا نیوگی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ سوکمار مترا: راگ پردھان
۷-۰۵ انجلی چودھری: خیال
۷-۴۰ کارتک چندر ادھیکاری
لوک سنگیت
۸-۲۱ رنجیت رائے، وائلن
۸-۵۰ سینا ہلدار: ادھونک
۹-۱۵ دلیپ رائے چودھری
لوک سنگیت
۹-۳۰ اندرا نیل بھٹا چاریہ: ستار

دوپہر

۲-۴۰ بینا نندی: لوک سنگیت
۲-۵۵ رنجیت رائے، وائلن

شام

۶-۲۰ اوپیندر ناتھ رائے
لوک سنگیت
۶-۲۵ پریتما مکھرجی: رابندر سنگیت
۶-۳۰ سوکمار مترا: بھجن
۶-۴۰ انجلی چودھری: خیال
۹-۴۰ جیوتسنا بنرجی
رابندر سنگیت
۹-۵۰ گورا اندرا: لوک سنگیت
۱۱-۱۰ سمترا گوہا: خیال
۱۱-۳۰ اندرا نیل بھٹا چاریہ، ستار

منگل ۲۸ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ النومان رائے: لوک سنگیت
۷-۴۰ سپریا رائے چودھری
رابندر سنگیت
۸-۱۵ شیاملی مکھرجی: ادھونک
۸-۳۰ فالگونی مترا: الاپ اور
دھروپد

دوپہر

۱-۰۰ اپرچکرورتی: الاپ اور
دھروپد
۲-۳۵ میرا بھٹاچاریہ: ادھونک
۲-۴۵ بسوا ناتھ چٹرجی
لوک سنگیت
۲-۵۰ نمیتا مکھرجی: بھجن
۳-۰۰ جے شری بنرجی: ستار

شام

۵-۳۰ منیکا مترا: بھجن
۵-۴۰ مہتاب حسین: غزل
۸-۳۰ دھیرا مکھرجی: رابندر سنگیت
۸-۵۰ رامن مترا: لوک سنگیت
۹-۰۰ شانتی ناتھ گنگولی: ادھونک
۹-۱۵ بھارتی کار چودھری
راگ پردھان

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سپریا رائے چودھری
رابندر سنگیت
۶-۳۵ نمیتا مکھرجی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ بھارتی کار چودھری: بھجن
۷-۰۵ فالگونی مترا: الاپ اور
دھمار
۷-۴۰ کالیداس گپتا: لوک سنگیت
۷-۵۰ سمر چودھری: گیٹار
۸-۱۵ منیکا مترا: بھجن
۸-۳۰ مہتاب حسین: غزل
۸-۵۰ بھارتی کار چودھری: ادھونک
۹-۱۵ رامن مترا: لوک سنگیت
۹-۳۰ اپرنا چودھری: خیال

دوپہر

۲-۴۰ سمیر چودھری: گیٹار
۲-۵۰ کالیداس گپتا: لوک سنگیت
۲-۵۵ امرت لال رائے: بانسری

شام

۶-۲۰ رامن مترا: لوک سنگیت
۶-۲۵ سپریا رائے چودھری
رابندر سنگیت
۶-۳۰ اپرنا چکرورتی: خیال
۶-۵۰ بسوا ناتھ چٹرجی
لوک سنگیت
۹-۴۵ منیکا مترا: بھجن
۹-۵۰ شانتی ناتھ گنگولی: ادھونک
۹-۵۵ میرا بھٹاچاریہ: رابندر سنگیت

بدھ ۲۹ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سندھو رانی دھر: لوک سنگیت
۷-۴۰ ڈولا گھوش: رابندر سنگیت
۸-۱۵ اینا مکھرجی: ادھونک
۸-۳۰ مشتاق علی خاں: ستار
۹-۰۰ بنا شری سین گپتا: نذرل سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ جگناتھ دھر: گیٹار
۲-۳۵ رولو دتہ: رابندر سنگیت
۲-۴۵ جینت سرکار: بھجن
۳-۰۰ انجو شری چودھری: ادھونک
۳-۱۰ جگن ناتھ دھر: گیٹار
۳-۲۰ مینو ڈے: لوک سنگیت

رات

۸-۱۵ شیفالی مکھرجی: ادھونک
۸-۴۰ اپرنا سین گپتا: رابندر سنگیت
۹-۰۰ نصیر امین الدین ڈاگر
الاپ اور دھروپد
۱۰-۰۰ نبانیتا چکرورتی: لوک سنگیت
۱۰-۳۰ راما چٹرجی: شیام سنگیت
۱۰-۴۰ منمو تھو چکرورتی
رام پرساد سنگیت
۱۰-۵۰ بنا شری سین گپتا: ادھونک

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ ڈولا گھوش: رابندر سنگیت
۶-۳۵ امیتا مکھرجی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ اپرنا سین گپتا: بھجن
۷-۴۰ دھریندر کمار راج بنشی
لوک سنگیت
۸-۲۱ جگن ناتھ دھر: گیٹار
۸-۳۰ من متھا چکرورتی
شیام سنگیت
۸-۵۰ انجو شری چودھری: ادھونک
۹-۱۵ مینو ڈے: لوک سنگیت
۹-۳۰ نصیر امین الدین ڈاگر
الاپ اور دھروپد

دوپہر

۲-۴۰ شیفالی مکھرجی: ادھونک
۲-۴۵ پرمیلا ملک: رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ مینو ڈے: لوک سنگیت
۶-۲۵ ڈولا گھوش: رابندر سنگیت
۸-۲۵ سندھو رانی دھر: لوک سنگیت
۹-۴۰ رولو دتہ: رابندر سنگیت
۹-۵۰ من موتھا چکرورتی
شیام سنگیت
۹-۵۵ امیتا مکھرجی: نذرل سنگیت
۱۱-۱۰ نصیر امین الدین ڈاگر
الاپ۔ اور دھمار
۱۱-۳۰ مشتاق علی خاں: ستار

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ سدھن مترا: لوک سنگیت
۷-۴۰ سری تند مکھرجی
رابندر سنگیت
۸-۳۰ میرا بنرجی: خیال اور ٹھمری
۹-۰۰ شیامل دتہ: نذرل سنگیت

دوپہر

۱-۰۰ کمار کانتی رائے: خیال
۱-۴۰ جھنٹو رائے چودھری: بانسری
۱-۵۰ منورنجن ساہا: ادھونک
۲-۳۵ لابینا لیکھا پاسچل: بھکتی گیت
۳-۰۰ میتولی رائے: شیام سنگیت
۳-۱۰ جھنٹو رائے چودھری: بانسری
۳-۲۰ پرودت چٹرجی: ادھونک

شام

۵-۳۰ ہیرن موتی سرکار: خیال
۸-۴۰ اوماردرا: اتول پرساد سنگیت
۹-۰۰ نریندر ناتھ دھر: سرود
۹-۳۰ پراگتی مکھرجی: ادھونک
۹-۴۰ سودھنگشو چٹرجی
لوک سنگیت
۹-۵۰ آلو مکھرجی: رابندر سنگیت
۱۰-۰۰ شیامل دتہ: نذرل سنگیت
۱۰-۰۵ بنانیتا سنہا
رجنی کانت سنگیت

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ آلو مکھرجی: رابندر سنگیت
۶-۳۵ بنانیتا ساہا: نذرل سنگیت
۶-۴۵ میتولی رائے: بھکتی گیت
۷-۰۵ ہیرن موئی سرکار: خیال
۷-۴۰ سپنا رائے: لوک سنگیت
۷-۵۰ پارتھا باگچی: ادھونک
۸-۲۱ اومار درا: شیام سنگیت
۸-۵۰ پرودت چٹرجی: ادھونک
۹-۱۵ لابینا لیکھا پاسچل
لوک سنگیت
۹-۳۰ نریندر ناتھ دھر: سرود

دوپہر

۲-۴۰ سپنا رائے: لوک سنگیت
۲-۴۵ پارتھا باگچی: شیام سنگیت

شام

۶-۲۰ سدھن منترا: لوک سنگیت
۶-۲۵ سری نندا مکھرجی: رابندر سنگیت
۸-۲۵ پرووت چیڑجی: ادھونک
۹-۳۰ بھنٹو رائے چودھری: بانسری
۹-۴۰ میولی رائے: شیام سنگیت
۱۰-۱۱ میرا بنرجی : خیال

جمعہ ۳۱ اکتوبر

کلکتہ "اے"

صبح

۶-۴۰ مدال : لوک سنگیت
۷-۴۰ سنگھامترا گپتا: رابندر سنگیت
۸-۱۵ شیبانی دتہ : ادھونک
۸-۳۰ پریتی موئے دتہ : ستار
۹-۲۵ اور دوپہر ۱-۴۰
سبھرا سین : ادھونک بھجن

دوپہر

۲-۳۵ چترلیکھا دتہ: رابندر سنگیت
۲-۵۰ تیمیر گھوش : پوراتنی
۳-۰۰ آرتی مکھرجی: شیام سنگیت
۳-۱۰ لسوانا تھ چیڑجی: لوک سنگیت
۳-۲۰ سواستیکا مکھرجی: رابندر سنگیت

شام

۵-۳۰ تربھتی تالکدار : ٹھمری
۵-۴۰ سپن کمار سکدر: شیاما سنگیت
۹-۰۰ امیہ رنجن بنرجی: خیال
۱۰-۰۰ سوپرو داسرکار: نذرل گیتی

کلکتہ "بی"

صبح

۶-۲۵ سنگھامترا گپتا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ سواستیکا مکھرجی: اتل پرساد گیت
۶-۵۰ سپر دواسرکار: بھکتی گیت
۷-۰۵ تیمیر گھوش : پوراتنی
۷-۳۰ پریہ لال پال: لوک سنگیت
۸-۲۱ سواستیکا مکھرجی: ڈی۔ ایل رائے کے نغمات
۸-۳۰ آرتی مکھرجی: شیام سنگیت
۸-۵۰ سبھرا سین : ادھونک
۹-۱۵ مدال : لوک سنگیت
۹-۳۰ امیہ رنجن بنرجی : خیال

دوپہر

۲-۴۰ لسوانا تھ چیڑجی: لوک سنگیت
۲-۵۰ تربھتی تالکدار : ٹھمری

(آگے ص ۵۴ پر)

جموں

جموں (الف) : ۳۰۳٫۰ میٹر ۹۹۰ کلوہرٹز
جموں (ب) : ۲۷۵٫۴ میٹر ۱۰۸۹ کلوہرٹز

جمعرات ۱۶ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ ستیہ کے سامنے: ہندی ڈرامہ از ایس۔ کے۔ آنندم
۹-۱۵ پشپا دیوی وساتھی ڈوگری گیت

شام

۵-۰۰ گوجری پروگرام : خبریں شخصیت تے شاعری حاجی شمس الدین : تقریر
۹-۳۰ سراج الدولہ : ڈوگری ناٹک

جمعہ ۱۷ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ سدرشن کورکیرتی ڈوگری گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ طلباء کے لئے: آرگینک ایولوشن VIII جماعت کے لئے جنرل سائنس پروگرام

شام

۶-۳۰ آپ کے خطوں کے جواب اور فرمائش
۸-۰۰ ڈوگری میگزین پروگرام کویتا، کہانی

ہفتہ ۱۸ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ لکشمی بائی: ڈوگری گیت
۹-۱۵ کلپنا کیسر: ڈوگری گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ طلباء کے لئے: IX جماعت کے لئے سوشل اسٹڈیز پروگرام

شام

۵-۰۰ گوجری پروگرام

اتوار ۱۹ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ یہ جموں ہے: ملاقاتوں پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ پڑھائی اور کھیل ساتھ ساتھ کیسے

شام

۶-۲۵ وشوامتر : گیت
۱۰-۰۰ قسطوں پہ خریدی ہوئی موت ڈرامہ از ریتا جتیندر

پیر ۲۰ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ اپنی اپنی دنیا: ہندی میں پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ طلباء کے لئے: یو۔ ایس۔ اے V جماعت کے لیے: سوشل اسٹڈیز

شام

۵-۰۰ گوجری پروگرام
۷-۳۰ دھن دیوی ڈوگری گیت
۹-۳۰ پنجابی پروگرام کی بنوں دنیا دا : تقریر از شریمتی سرجیت

منگل ۲۱ اکتوبر

دوپہر

۱۲-۲۰ بشن داس: ڈوگری گیت

شام

۱۰-۰۰ اکیلی اور تنہا: بنگالی ناٹک کا ہندی ریڈیو عکس

بدھ ۲۲ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ دریچے : از محمد احمد
۹-۰۵ الوک گنگولی : گیت

رات

۸-۰۰ ڈوگری تقریر دیش بندھو

جمعرات ۲۳ اکتوبر

دوپہر

۱۲-۰۰ طلباء کے لئے: چھوت چھات ایک سماجی برائی VII جماعت کے لئے ہندی میں پروگرام

شام

۵-۰۰ گوجری پروگرام : تقریر از محمد اعظمی
۹-۳۰ پوسٹ مارٹم: بنگالی کہانی کا ہندی ریڈیو عکس از شنکر داس گپتا

جمعہ ۲۴ اکتوبر

دوپہر

۱۲-۰۰ طلباء کے لئے میٹریلز حصہ I اور II VIII جماعت کے لئے جنرل سائنس پروگرام

شام

۶-۳۰ آپ کے خطوں کے جواب اور فرمائش
۸-۰۰ ڈوگری میں میگزین پروگرام کہانی، نظم
۸-۳۰ دونی چند ڈوگری گیت
۹-۳۰ پنجابی پروگرام تقریر از کلونت سنگھ

ہفتہ ۲۵ اکتوبر

دوپہر

۱۲-۰۰ طلباء کے لئے: IX جماعت کے لئے سوشل اسٹڈیز

شام

۵-۰۰ ڈوگری پروگرام
۸-۰۰ انگریزی میں کتابوں پر تبصرہ از اے۔ سی۔ بوس

اتوار ۲۶ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ یہ جموں ہے، ملاقاتوں پر مبنی پروگرام از بودھ راج شرما
۹-۴۵ پاٹھ یاد کیسے کریں

شام

۵-۰۰ بچوں کے لئے: گوجری پروگرام
۶-۳۰ ڈوگری میں آپ کے خطوں
کے جواب اور فرمائش
۷-۵۵ اوناش چودھری ڈوگری گیت

پیر ۲۷ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ اپنی اپنی دنیا

دوپہر

۱۲-۰۰ طلبا کے لئے: موشنز آف دی
ارتھ: X جماعت کے لئے
سوشل اسٹیڈی پروگرام

شام

۵-۰۰ گوجری پروگرام: مباحثہ
۹-۳۰ کوی گوشٹھی: شرکاء:
نرمل گو بند پوری، مہندر سنگھ
سیٹھی، معروف گلاب گوشی
پرتاپ سنگھ اور
جاگیر گرداسپوری

منگل ۲۸ر اکتوبر

دوپہر

۱۲-۰۰ طلبا کے لئے
۱۲-۲۰ کرشنا کماری اور ستدیپ سینی
ڈوگری گیت

شام

۶-۳۰ دیہاتی بچوں کے لئے پروگرام
۹-۳۰ پنجابی پروگرام: تہاڈی پسند
۱۰-۰۰ شگوفے، طنز و مزاح (ہندی)
از جیتندر شرما

بدھ ۲۹ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ دریچے: محمد احمد

دوپہر

۱۲-۰۰ طلبا کے لئے
XI جماعت کے لئے سوشل
اسٹڈیز کی پروگرام

جمعرات ۳۰ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ نیم حکیم، اردو میں جھلکی
از سی. پروانہ
۷-۴۵ لکشمی کانت جوشی ڈوگری گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ طلبا کے لئے: VII جماعت کے
لئے اردو پروگرام

شام

۵-۰۰ گوجری پروگرام
۶-۲۵ مست رام: گیت
۸-۳۰ مینو پرشوتم: ڈوگری گیت

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح

۷-۴۵ نریندر گپتا: ڈوگری سنگیت
۹-۰۵ موہن مشر: گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ طلبا کے لئے: VIII جماعت
کے لئے جنرل سائنس پروگرام

شام

۶-۳۰ آپ کے خطوں کے جواب اور فرمائش
۸-۳۰ پرکاش شرما: ڈوگری گیت
۹-۳۰ پنجابی پروگرام
شریمتی اندرا گاندھی نے اج
دا بھارت: تقریر
از وید گپتا

بقیہ: شملہ

جمعہ ۳۱ر اکتوبر

صبح

۸-۲۱ ہمیں لکھیے
۸-۳۵ اور رات ۸-۳۰
لچھی رام سلیم: سگم سنگیت
۹-۱۵ محفل

دوپہر

۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے
۲-۴۰ مہیلا سملین

رات

۹-۱۶ ہندی تقریر
۹-۳۰ فیچر
۱۰-۰۰ من بھاون: پرانی فلموں سے
فرمائشی گانے

[redacted]

سرینگر

میڈیم ویو:
سرینگر (الف): ۸ر۲۶۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵ر۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
سرینگر (د) ۶ر۱۹۹ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز
: سرینگر (ب ۱۰ر۴۹ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱ر۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۳۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵
ہندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) شام ۷-۴۰
کشمیری: صبح ۹-۲۵، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

جمعرات ۱۶ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ غلام نبی شیخ: کشمیری موسیقی
۷-۵۵ نتین نکیش: غزل
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ محمد سلطان صوفی اور ساتھی
کشمیری لوک سنگیت
۲-۱۰ شوبھا گرٹو: گائن
۲-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
سینا کول: کشمیری موسیقی

جمعہ ۱۷ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا
۷-۵۵ کیلاش مہرہ: غزل
۹-۰۰ ہندی میں تقریر
از غلام محمد بٹ کالو

دوپہر

۱-۰۵ بی۔ ایل۔ جوشی: غزلیں
وجے تکو: گیت، بھجن
۲-۱۰ ملک ارجن منصور: گائن

رات

۸-۳۰ کیلاش مہرہ: کشمیری موسیقی

ہفتہ ۱۸ر اکتوبر

صبح

۷-۱۵ کرن کول: کشمیری موسیقی
۷-۳۰ صوفی سنت شعراء کا کلام
نرجا منشی
۷-۵۵ شیفق بابر: غزل
۹-۰۰ انگریزی میں بات چیت
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ بسم اللہ خاں: شہنائی

شام

۶-۴۰ اکو غزل
۸-۳۰ دی گے۔ ملا، کیلاش مہرہ و ساتھی

کشمیری موسیقی

اتوار ۱۹ اکتوبر

صبح

۶-۳۰ سرب جیت سنگھ اور ساتھی
شبد

۷-۵۵ غلام محمد میر : غزل

۱۰-۱۵ ہونہار : اردو میں بچوں کے لئے

دوپہر

۲-۱۰ پروین سلطانہ : گائن

شام

۶-۱۰ انیل کمار : ڈوگری موسیقی

۷-۴۰ مہینے کا نغمہ : وی کے ملا

۸-۳۰ غلام محمد میر : کشمیری موسیقی

پیر ۲۰ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ پنالال گھوش : بانسری

۷-۵۵ آرتی تکو : غزل

۱۱-۳۰ عبدالسلام کیموہ اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ او۔این۔کول، اسداللہ
کشمیری موسیقی

۲-۱۰ پنالال گھوش : بانسری

رات

۸-۳۰ او۔این۔کول، آرتی تکو
کشمیری موسیقی

منگل ۲۱ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ غلام قادر روانی : موسیقی

۷-۵۵ راج بیگم : غزل

۱۱-۳۰ غلام محمد قالین باف اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ پربھا اترے : گائن

شام

۶-۴۰ اکھ غزل : راج بیگم

۸-۳۰ آشا کول : موسیقی

بدھ ۲۲ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ نکمل بنرجی : ستار

۷-۵۵ نسیم اختر : غزل

دوپہر

۱-۰۵ نسیم اختر اور محمد صدیق پانپوری
موسیقی

۲-۱۰ نکمل بنرجی : ستار

شام

۶-۴۰ اکھ غزل : راج بیگم

۸-۳۰ نسیم اختر : موسیقی

جمعرات ۲۳ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ شمیم دیو : موسیقی

۷-۵۵ یونس ملک : غزل

۱۱-۳۰ غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ نزاکت علی، سلامت علی
گائن

رات

۸-۳۰ شمیم دیو : موسیقی

جمعہ ۲۴ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا

۷-۵۵ ریتا کول : غزل

۹-۰۰ ہندی میں بات چیت

۱۱-۳۰ عبدالسلام میر اور ساتھی
موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ جے جگت اور شانتی کول
غزلیں

۲-۱۰ رودرا وینا : اسد علی خاں

شام

۶-۴۰ اکھ غزل : کلام ایم۔ایل۔ناز
گلوکارہ : راج بیگم

۸-۳۰ شانتی کول : موسیقی

ہفتہ ۲۵ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ کیلاش مہرہ : موسیقی

۷-۵۵ اوشا نندن : گیت

۱۱-۳۰ کمال بٹ اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ سنگھ بندھو : گائن

رات

۸-۳۰ رحمت اللہ خاں : موسیقی

اتوار ۲۶ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ کرن کول : موسیقی

۷-۵۵ دوگانے : نیرجا منشی

۹-۰۰ نیا ادب (ہندی)

دوپہر

۲-۱۰ بدھ داس گپتا : سرود

شام

۶-۱۰ ڈوگری سنگیت
سریشن پونچھی

۷-۴۰ مہینے کا نغمہ : وی۔کے۔ملا

۸-۳۰ نیلم ساہنی : موسیقی

پیر ۲۷ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ گلو برادران : شاستریہ سنگیت

۷-۵۵ نسیم اختر : غزل

دوپہر

۲-۱۰ گلو برادران : گائن

شام

۸-۳۰ نسیم اختر : موسیقی

منگل ۲۸ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ راج بیگم : موسیقی

۷-۵۵ درشن مہرا : غزل

۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ کارتک کمار : ستار

۹-۳۰ راج بیگم : موسیقی

رات

۱۰-۰۰ محفل موسیقی : شرکاء :
کیلاش مہرہ اور غلام حسن صوفی

بدھ ۲۹ اکتوبر

صبح

۷-۵۵ غلام محمد راہ : غزل

۱۱-۳۰ علی محمد پرے اور ساتھی
موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ علی اکبر خاں : سرود

شام

۸-۳۰ غلام محمد راہ : موسیقی

جمعرات ۳۰ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ علی محمد : موسیقی

۷-۵۵ بیگم اختر : غزل

۱۱-۳۰ محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ مانک ورما : گائن

شام

۶-۴۰ اکھ غزل : جی۔این۔شیخ

۸-۳۰ بیگم اختر : غزلیں

۱۰-۳۰ عبدالحق کاوا اور ساتھی
موسیقی

جمعہ ۳۱ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا

۷-۵۵ محمد رفیع : غزل

۹-۰۰ ہندی میں بات چیت
"اندرا پریہ درشنی"
از کماری درگا بخشی

دوپہر

۲-۱۰ بلرام پاٹھک : ستار

شام

۶-۱۰ چمن من : ننھے منوں کے لئے
اردو کہانی
از خورشید احمد بٹ

۸-۳۰ رحمت اللہ خاں : موسیقی

بقیہ : کلکتہ

شام

۶-۲۰ مدال : لوک سنگیت

۶-۲۵ سنگھا مترا گپتا
رابندر سنگیت

۸-۱۰ سواستیکا مکھرجی
رابندر سنگیت

۸-۱۵ شیبانی دتہ : ادھونک

۸-۲۵ بسوا ناتھ چیٹرجی
لوک سنگیت

۹-۳۰ سپردوا سرکار : ادھونک

۹-۴۰ سپن کمار سکدر : ادھونک

۹-۵۰ تریپتی تالکدار : ٹھمری

اس بار غزلیں حیدرآباد سے

علی ظہیر

اب موج صبا خوش بوئے وفا دیکھیں تو یہاں کب لاتی ہے
کھلنے کے لیے ہر دروازہ آنکھوں سے دلوں تک راہی ہے
اس راہ طلب میں دیکھ لیا سردار ہیں کچھ مخدوم ہیں کچھ
اس راہ طلب میں دیکھیں گے گر تا بہ نظارہ باقی ہے
زلفوں کی طرح سے یادیں بھی کھلتی ہیں بکھرتی ہیں ہر شب
نغموں کی طرح سے سڑکوں پر جسموں کا ترنم جاری ہے
اُگتے ہوئے ہاتھ ہیں دھرتی سے جن کا نہیں سایہ مٹی پر
روشن نہ تو کوئی سورج ہے نے خوان فلک کی تھالی ہے
اس برف تمنا میں بھی ظہیرؔ ایک آدھ دیا تو جلتا ہے
کچھ اپنی نظر بھی کہتی ہے کچھ گرمیٔ لب بھی آتی ہے

رحمٰن جامی

تمہارے نام پہ میں نے بسا لیا جنگل
مرے غموں سے ہے دیکھو ہرا بھرا جنگل
تمہارے شہر میں ہیں لوگ خون کے پیاسے
تمہارے شہر سے محفوظ ہے گھنا جنگل
اک اور قیس کی صورت میں دیکھ کر مجھ کو
قدم قدم پہ قدم چومتا رہا جنگل
بڑے خلوص سے کرتا ہے گفتگو مجھ سے
سناتا رہتا ہے مجنوں کا ماجرا جنگل
فسادِ شہر سے تنگ آچکے ہو اے لوگو
تو آؤ ڈھونڈ لو تم بھی کوئی نیا جنگل
گواہی دیتا ہے انسان کیسا قاتل ہے
یہاں سے لے کے وہاں تک کٹا پھٹا جنگل
پناہ لیتی ہے دنیا اسی کے دامن میں
بنا ہوا ہے زمانے کا آسرا جنگل
نہ جانے لوگ کہاں جا کے بس گئے جامیؔ
جو شہر تھا کبھی آباد ہو گیا جنگل

خورشید جنیدی

نمودِ صبح کا منظر دکھائی دیتا ہے
سیاہ شب کا مقدر دکھائی دیتا ہے
جو دستِ دوست میں پتھر دکھائی دیتا ہے
مزاج وقت کا پیکر دکھائی دیتا ہے
میں کس سے ہاتھ ملاؤں گلے ملوں کس سے
ہر آستین میں خنجر دکھائی دیتا ہے
جہاں پہ چھوڑ کے رخصت ہوئے ہو تم مجھ سے
مجھے بس اک وہی منظر دکھائی دیتا ہے
نہ آرزو کوئی تکرار جلوہ کی مجھ کو
نہ جلوہ ان کا مکرر دکھائی دیتا ہے
پھٹے لباس میں ہنستا ہے پھول کی صورت
وہ شخص دل کا تونگر دکھائی دیتا ہے
ہمارے دور میں جو کچھ نظر نہ آتا تھا
تمہارے دور میں اکثر دکھائی دیتا ہے
میں اُس فضا میں ترا نام لے کے جیتا ہوں
جہاں ہر اک بتِ آذر دکھائی دیتا ہے
اس انقلاب کے قرباں جائیے خورشیدؔ
ہر ایک میل کا پتھر دکھائی دیتا ہے

انجنی کمار گوئل

تجھے سمجھتا ہوں پھر بھی فریب کھاتا ہوں
میں خود ہی اپنی نگاہوں میں اک تماشا ہوں
نگاہِ ناز سے ان کی نظر ملاتا ہوں
میں ایک ان کے سوا بے نیازِ دنیا ہوں
مرے حدودِ تصرف کو آپ کیا جانیں
فرازِ عرش سے تاروں کو توڑ لاتا ہوں
کوئی سمجھ نہیں سکتا مری حقیقت کو
نہ ہوگا حل جو ابد تک میں وہ معمہ ہوں
اُدھر تڑپتی ہے بجلی حدودِ گلشن میں
اِدھر مآلِ نشیمن پہ میں تڑپتا ہوں
قدم کو چومتی ہیں میرے نصرتیں بڑھ کر
جہادِ حق کے لیے جب قدم اٹھاتا ہوں
لگا کے جان کی بازی رہِ محبت میں
حیاتِ عشق کو یوں جاوداں بناتا ہوں
مٹانے والوں کو اردو زبان دنیا سے
سُنا دے کوئی ذرا میں ابھی تو زندہ ہوں
صلائے عام ہے پھر بجلیوں کو اے گوئلؔ
چمن میں آج پھر اک آشیاں بناتا ہوں

امیر احمد خسرو

اس دور سے خلوص، محبت، وفا نہ مانگ
صحرا سے کوئی سایہ کوئی آسرا نہ مانگ
سمجھوتہ کر کے وقت سے چپ چاپ بیٹھ جا
قاتل سے زندگی کے ابھی خوں بہا نہ مانگ
پتوں کے قہقہوں میں صدائے بگانہ ڈھونڈ
جنگل میں رہ کے شہر کی آب و ہوا نہ مانگ
اپنے خدا سے سلسلۂ گفتگو نہ توڑ
ہو جائے جو قبول تو ایسی دعا نہ مانگ
حق اپنا بڑھ کے وقت کے ہاتھوں سے چھین لے
سائل نہ بن وفاؤں کا اپنی صلہ نہ مانگ
جا اپنی لاش کو کہیں جنگل میں پھینک آ
اس شہر کے امیر سے دادِ وفا نہ مانگ
خسروؔ سفیرِ وقت سے غم کا مزاج پوچھ
ماضی کی عظمتوں کا خوشی کا پتہ نہ مانگ

لیاقت افسر شرفی

غموں کی راہ سے چاہو گزار دو مجھ کو
کسی بھی نام سے، پہلے پکار دو مجھ کو
ہنسی ہنسی ہی میں ایسا نہ مار دو مجھ کو
وفا ہو جس میں مکمل پیار دو مجھ کو
خزاں خزاں ہے مرے دل کے آس پاس ابھی
تم اپنی فکر میں نکھری بہار دو مجھ کو
اگرچہ میں بھی کتابوں کی زیب و زینت ہوں
پڑھو یا طاق میں اپنے سنوار دو مجھ کو
تمہارے ساتھ مجھے تشنگی کی کیا پروا
شرابِ غم ہی سہی بار بار دو مجھ کو
میرا وجود بھی پتھر ہے آرزوؤں سے کہو
تراش دو مجھے تیشہ کا پیار دو مجھ کو
اگرچہ دل میں بہت زخم ہیں مگر افسرؔ
اک اور تیر کوئی آر پار دو مجھ کو

سوز عابدی

لوگ ہاتھوں میں لیے پھرتے ہیں پتھر یارو
تم انہیں شوق سے دکھلا دو مرا گھر یارو
جانے کس موڑ پہ وہ چھوٹ گیا ہے ہم سے
جس کے سینے میں تھا اک غم کا سمندر یارو
آگے بڑھنے کی ہے جرأت نہ پلٹنے کا مجال
کس دوراہے پہ لے آیا ہے مقدر یارو
حق بیانی مرا شیوہ ہے رکے گی نہ زباں
سامنا کرتا ہوں حالات کا ڈٹ کر یارو
نبض ڈوبے گی سیاہی کی سویرا ہوگا
مجھ سے کہتا ہے مرا دل یہی اکثر یارو
میں ہوں خوشبو نہ مجھے کوئی چرا پائیگا
مجھ سے دنیائے تمدن ہے معطر یارو
راہ کی سختیاں خائف نہ کریں گی اس کو
سوزؔ کے ساتھ چلو ہے یہی بہتر یارو

Regd No D-(C)39
RN No 14253/57
PRICE RUPEE 1 00
Awaz
16th OCTOBER 1986
Licensed (U-23) to post without prepayment at PSO, New Delhi


راز الہ آبادی


لے ڈی راس


ممتاز راشد


رام لال نیم


فضل امام


سردار احمد سردار


شمس تی نظام


نورجہاں ثروت




افتخار امام صدیقی


نسیم نکہت

در عوس مدعوسامعین مشاعرہ

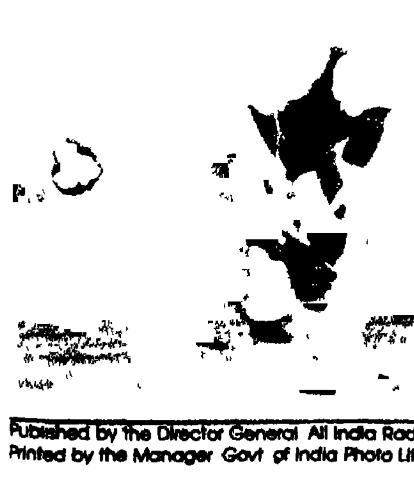
اکھل بھارتیہ مشاعرہ

'آکاشوانی جودھپور'

آل انڈیا ریڈیو پر مشاعرے کی روایت اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ خود ریڈیو۔ مٹتی ہوئی روایات کے دور میں مشاعروں کی روایت کو زندہ رکھنے میں ریڈیو ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ پہلے مدعوسامعین کے رو برو ملک بھر کے شعرا کو پیش کرنا اور پھر اسکا نشر یہ تشنگان شعر کو بھرپور طور پر سیراب کرتا ہے۔

ایسے مشاعروں کی اہمیت و مقبولیت اس وقت دوچند ہو جاتی ہے جب یہ مشاعرے ایسے خطے میں منعقد کیے جائیں جو شعر و ادب کے معاملے میں زرخیز نہیں کہے جاتے ہیں۔

گذشتہ دنوں آکاشوانی جودھپور کی جانب سے منعقد اکھل بھارتیہ مشاعرہ اس کی تازہ مثال ہے۔ پیش ہیں اس مشاعرے کی چند تصویری جھلکیاں۔



صدر مشاعرہ موہن لال کول شمع روشن کرتے ہوئے۔ ساتھ میں اسٹیشن ڈائریکٹر قاضی انیس الحق (بائیں)

Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals, PTI Building, II floor Sansad Marg New Delhi-110001
Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press, Faridabad

آواز

یکم سے ۱۵؍نومبر ۱۹۸۶ء
۱۰؍سے ۲۴؍کارتک ۱۹۰۸ شاکا

شاعت کا ۵۱ واں سال
یمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات





مولانا
ابوالکلام
آزاد
صدی

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱	شمارہ ۲۱

یکم نومبر ۱۹۸۶ء مطابق ۱۰ کارتک ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹

ادارت
سراج احمد — ۳۸۲۲۵۴
ہرمہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

اوائیگی مدیعہ چیک ریوسٹل آرڈر رسی آرڈر بینک ڈرافٹ بنام چیف ایڈیٹر آکاشوانی گروپ آف جرنلز آل انڈیا ریڈیو ٹیلوریل ان طنط سے سارک نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

Telegram: 'LISTENER' New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)
اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

مولانا ابوالکلام آزاد

ایک عظیم شخصیت

آغا محمد غیاث الرحمٰن

مولانا ابوالکلام آزاد کی جامع صفات شخصیت کے ہر پہلو کا احاطہ یہاں دشوار ہے۔ وہ بلند پایہ سیاستداں، جید عالم دین، صاحب طرز نثر نگار، قادر الکلام شاعر، شعلہ بیان مقرر، عظیم المرتبت صحافی، بے مثال محقق و مورخ اور اعلیٰ صفات انسان تھے۔ کارگہ حیات میں آپ کی ہمہ گیری اور ہمہ جہتی ہر منصب و موقف پر اپنی عظمت و وقعت کا لوہا منوا چکی ہے۔

مولانا آزاد کا سلسلۂ نسب شیخ جمال الدین دہلوی سے ملتا ہے جو عہد اکبری میں نامور عالم و صوفی گزرے ہیں۔ مولانا کے والد ماجد مولانا خیرالدین احمد نے جو ایک عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔ ایک زمانہ میں ہجرت کر کے مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی۔ مدینہ منورہ کے مفتی شیخ محمد طاہر کی بھانجی سے آپ کا عقد ہوا۔ انہی کے بطن سے نومبر ۱۸۸۶ء میں مولانا آزاد پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام محی الدین احمد تھا۔ آپ کی عمر دس سال کی تھی کہ آپ کے والد نے ہندوستان کی طرف مراجعت کی اور کلکتہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ مولانا آزاد کی تعلیم و تربیت خالص مشرقی اور کٹر اسلامی ماحول میں ہوئی۔ فطری ذہانت، قوت حافظہ اور شوق مطالعہ نے چودہ سال کی عمر ہی میں علوم مشرقیہ سے فارغ کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے جدید علوم و فنون کی طرف توجہ کی اور ان میں بھی دستگاہ حاصل کی۔

مبدا فیاض نے مولانا کو ظاہری حسن و وجاہت سے بھی نوازا تھا۔ ان کا وجیہ و شکیل باوقار چہرہ، میانہ قد، متوازن الاعضا جسم اپنی ذات میں ایک عظیم وقار لیے ہوئے تھا۔ مولانا ایک وضعدار انسان تھے، جو لباس زیب تن کیا اسی کو پوری زندگی اختیار کیا۔ شیروانی، ایرانی وضع کی ٹوپی، سپید پاجامہ اور کلی دار کرتہ آپ کا مقررہ لباس تھا۔ مولانا روزمرہ کی زندگی میں جو چیزیں استعمال کرتے وہ اعلیٰ درجہ کی ہوتیں۔ اعلیٰ درجہ کی سگریٹ، اعلیٰ قسم کی چائے، اعلیٰ قسم کی غذا۔ آپ کے ذوق بلند کا پتہ دیتی ہے۔

مولانا آزاد نے ۱۹۲۰ء میں عملی طور پر سیاست کے میدان میں قدم رکھا۔ اور بہت جلد ہندوستان کی سیاست پر چھا گئے۔ بیرون ملک سیاسی وفود میں پیش پیش رہے۔ جس سیاسی جماعت میں روز اول سے شمولیت اختیار کی روز آخر تک وفاداری اور ربط استواری اسی جماعت میں شریک رہے۔ آپ کے مشوروں اور عزائم سے ہندوستان کی سیاست آگے بڑھتی گئی۔ ترک موالات کی تحریک سب سے پہلے آپ ہی کے ذہن میں آئی۔ مولانا ہی نے حصول آزادی کی عام تحریک کے ساتھ پارلیمانی تحریک کا آغاز کیا۔ دہلی کے اجلاس میں کانگریس کی صدارت آپ کو تفویض کی گئی۔ ۱۹۲۰ء میں آپ نے سائمن کمیشن کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۲۹ء میں آپ دوبارہ کانگریس کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں عبوری حکومت میں آپ کو وزیر تعلیم بنایا گیا۔ آپ نے جنگ آزادی کے سلسلے میں دیگر عمائدین ملک کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مولانا پورے جوش و جذبے کے ساتھ جنگ آزادی میں صفوں کو آراستہ کرتے اور پوری تندہی سے عملی سیاست میں حصہ لیتے۔ لیکن جب جیل میں نظر بند کیے جاتے تب اپنے رشحات قلم تحقیق و تحریر کے دفتر کھول دیتے۔ مولانا کی قیمتی زندگی کے تقریباً سولہ سال قید و بند میں گزرے۔ رانچی میں ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۰ء تک ٹیگور ولا میں نظر بند رہے۔ اس مدت میں آپ کا مشغلہ تدوین تفسیر و تذکرہ رہا۔ علی پور جیل کلکتہ اور نینی جیل الہ آباد میں قرآن مجید کا مطالعہ کرنا اور اس کا درس دینا آپ کا مشغلہ تھا۔ میرٹھ سینٹرل جیل میں ترجمان القرآن کی دوسری جلد مکمل کی۔ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۵ء تک کبھی گونڈہ، کبھی مرادآباد، کبھی دہلی اور کبھی احمد نگر کی جیلوں میں رہے۔ اردو کی مایۂ ناز تخلیقات "غبار خاطر" اور "کاروان خیال" احمد نگر جیل کا عطیہ ہیں۔

(آگے ص ۶ پر)

ریڈیو سنگیت سمیلن ۸۶ء

ہفتہ ۸ نومبر

رات ۹-۳۰ سے ۱۱-۰۰



ہری پرساد چورسیہ : بانسری وادن
ملہر کلکرنی : بانسری سنگت
انندو چٹرجی : طبلہ
(۴ر اکتوبر کو دہلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

[redacted]لتوار ۹ر نومبر

صبح ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



وی جی جوگ : وائلن
مہاپرشں مشرا : طبلہ

صبح ۱۱-۰۰ سے دوپہر ۱۲-۰۰



پنڈت جسراج : گائن
چندر شیکھر سوامی : سنگت گائن
اپا جلگاونکر : ہارمونیم
نندن مہتہ : طبلہ

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



سی سروجا، سی للتا : دوگانہ
کے اوشا : وائلن

شری مشنم وی. راجا راؤ : مردنگم
کے ایم ویدیا ناتھن : گھاٹم
(۵ر اکتوبر کو دہلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

پیر ۱۰ر نومبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



ضیا معین الدین ڈاگر : بین
لکشمی نارائن پوار : پکھاوج
(۴ر اکتوبر کو احمد آباد میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

منگل ۱۱ر نومبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



جی ایس سری کرشنن : بانسری
وی وی سبرامنیم : وائلن
ٹی وی گوپالا کرشنن : مردنگم
ٹی وی واسن : گھاٹم
(۵ر اکتوبر کو کلکتہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

بدھ ۱۲ر نومبر
رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱



شری کانت باکرے : گائن
سجل سر : ہارمونیم
گوپال وڈکے گاؤنکر : طبلہ
(۴ر اکتوبر کو پٹنہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعہ ۱۴ر نومبر
رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱



رحمت علی خاں : سرود
اسمٰعیل دادو خاں : طبلہ
(۴ر اکتوبر کو پٹنہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

ہفتہ ۱۵ر نومبر
رات ۳۰-۹ سے ۰۰-۱۱



ایم ڈی سنتھانم : گائن
ایم ایس راما چندرن : سنگت گائن
ایم چندر شیکھرن : وائلن
ویلور راما بھدرن : مردنگم
(۵ر اکتوبر کو کلکتہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعرات ۱۳ر نومبر
رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱



ایم پی این سیتھورمن اور ایم پی این پنتو سوامی وساتھی : ناگا سورم
اننتھ اے کے پلانی ویل : تاویل
(۵ر اکتوبر کو مدراس میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

آئندہ نشریات

انت لال اور ساتھی	شہنائی	۱۶ر نومبر
حفیظ احمد خاں	گائن	۱۶ر نومبر
ذوالفقار حسین خاں	سنگت	۱۶ر نومبر
ٹی این کرشنن آر وینکٹیا ماحسن	وائلن	۱۷ر نومبر
مرطا اروں	کلکتہ سمفنی ...	۱۷ر نومبر
این سی سوندر اولی	گائن	۱۸ر نومبر
امرت نیل بھٹاچاریہ	ستار	۱۹ر نومبر
ایم ایس بالا سبرامنیا سرما	گائن	۲۰ر نومبر
ایس کلیان رمن	گائن	۲۱ر نومبر
جیا بسواس	ستار	۲۲ر نومبر
وتا ئیک ودھرا	شہنائی	۲۳ر نومبر
تیتا ٹھاکر	گائن	۲۳ر نومبر
نیلا کی ٹی وی کرشنا مورتی	گائن	۲۳ر نومبر
نصیر ظہیر الدین ڈاگر اور نصیر فیاض الدین ڈاگر	گائن	۲۴ر نومبر
ایس رودی کرل	گوٹو وادیم	۲۵ر نومبر
دیویندر مردیشور	بانسری	۲۶ر نومبر
پربھا اترے	گائن	۲۸ر نومبر
راجیشوری پدمانابھن	وینا	۲۸ر نومبر
سکھوندر سود سریندر سنگھ اور تیج پال سنگھ)	گائن	۲۹ر نومبر
شاہد پرویز	ستار	۳۰ر نومبر
ایل کے پنڈت	گائن	۳۰ر نومبر
سیتا لکشمی وینکٹیش	گائن	۳۰ر نومبر
کے ایس گوپال کرشنن	بانسری	یکم دسمبر
پربھو دیو سردار	گائن	۲ر دسمبر
این رامارائو اور ساتھی	ناگا سورم	۳ر دسمبر
مینا دیوی	کلکتہ سمفنی	۴ر دسمبر
ٹی ۔ بی ۔ سیتا	گائن	۵ر دسمبر
کے ۔ ایس ۔ بلانن سوامی	وینا	۶ر دسمبر
مدھو دیو داس گپتا	سرود	۶ر دسمبر
منی پرساد	گائن	۷ر دسمبر
شو کمار شرما	سنتور	۷ر دسمبر

(مزید تفصیلات آواز ۲۰ روزہ میں ملاحظہ فرمائیں)

مولانا نے علمائے حق اور اکابرینِ ملت کے تعاون سے جمیعتہ العلماء ہند کی تشکیل کی تاکہ مسلمانانِ ہند کی دینی قیادت، تعلیمی وتہذیبی امارت روشن خیال علماءِ عصر کے ہاتھوں میں رہے۔ ۱۹۲۱ء میں جمیعتہ العلماء ہند کا پہلا اجلاس مولانا کی صدارت میں رامپور میں ہوا۔ قوم نے اس یادگار جلسہ میں آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو "امام الہند" کا خطاب تفویض کیا۔

بحیثیت وزیر تعلیم مولانا کی خدمات بھی بہت وسیع ہیں۔ آپ نے یونیورسٹی کے نصاب کی جدید تنظیم کی۔ ثانوی تعلیم کا ڈھانچہ بدلا۔ مہاتما گاندھی کی بنیادی تعلیم کو عملی روپ دیا۔ ساہتیہ اکاڈمیاں قائم کیں۔ اور ہندوستان کی تمام بھاشاؤں کو مساوی حیثیت پر لاکر ان کے فروغ کے لیے مختلف تجاویز پیش کیں اور مختلف تدابیر سے ان کو عملی جامہ پہنایا۔

مولانا جادو بیان مقرر اور شعلہ بیان خطیب تھے۔ وہ اپنے اعجاز بیان اور سحر خطابت سے سارے مجمع کو مسحور کر لیتے۔ آزادی سے قبل ایک موقع پر آزاد میدان بمبئی میں ہزاروں کا اجتماع تھا۔ مولانا تقریر کر رہے تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔ مولانا نے اپنی تقریر کا رُخ اس بارش کی طرف کیا اور یوں گویا ہوئے:

"آیئے۔ یہ آسمان بھی ہمارا امتحان لینے لگا۔
لیکن جو آزادی کی آگ ہمارے سینوں میں
بھڑک رہی ہے بارش کے یہ معصوم قطرے
اس آگ کو بجھا نہیں سکتے۔"

مجمع مولانا کی تقریر کے دوران اپنی جگہ ساکت وصامت بھیگتا رہا۔ ان جملوں کو سننے کے بعد کسی کی ہمت مجمع سے ہٹنے کی نہیں ہوئی۔

جہاں تک مولانا کی ادبی تخلیقات اور انشا پردازی کا تعلق ہے۔ آپ کی تحریرات اردو ادب کے سرمایہ میں ادب عالیہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ کی تحریر میں عقلیت وشعریت کی دلپذیر ہم آہنگی ملتی ہے۔ فصاحت وبلاغت کے ساتھ فکر ونظر کی بلندیاں، تلمیحات واستعارات کی عبارت آرائیاں موقع محل کی مناسبت سے عربی، فارسی اور اردو اشعار کی حسین پیوند کاریاں مولانا کی تحریر میں انفرادی شان پیدا کرتی ہیں۔ ان کی تحریر کا کوئی لفظ یا فقرہ بھی ان کے پیش رو ادیبوں کی طرز نگارش سے میل نہیں کھاتا۔ ان کی تحریر میں کوئی بات ایسی نہیں ملتی جس کا انداز عام انشا پردازی سے مماثلت رکھتا ہو۔ ان کا انداز نگارش ان ہی کے لیے مخصوص تھا۔ آج تک کوئی ادیب اس کی تقلید نہ کر سکا۔ لفظوں کی قوت اور جذبات کی بے پناہ روانی کے ساتھ مولانا کا طرز تحریر ایک لطیف آرٹ سے کم نہ تھا سادہ معمولی بات یا واقعہ کو بھی فصاحت وبلاغت اور لفظوں کی معنویت سے دل ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتے تھے۔ مولانا کے ادبی افکار کا بہترین نمونہ "غبار خاطر" میں نظر آتا ہے۔ جو ان کے مطالعہ کی گہرائی اور قوت فکر کا آئینہ دار ہے۔ اس میں ایک جگہ مولانا نے اپنے مخصوص انداز میں چڑیا چڑے کی کہانی لکھی ہے، جو بظاہر عام اور معمولی بات نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں اس کے پس پردہ مولانا نے فلسفۂ حیات بیان کر دیا ہے۔

مولانا کی تحریروں میں علمی وتاریخی مباحث بڑی شگفتگی سے بیان ہوئے ہیں۔ نثر میں اس قدر رنگینی اور اچھوتا پن ہے کہ خشک سے خشک مضامین اور موضوعات بھی پڑھنے والے پر بار نہیں گزرتے اور نہ اس کی طبیعت کی سیری ہی ہوتی ہے۔

آپ کی نثر کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ مربوط ہوتی ہے۔ الفاظ کی بندش اس طرح ہوتی ہے کہ اگر ایک لفظ بھی ادھر ادھر کر دیا جائے تو ساری فصاحت خاک میں مل جائے۔ مولانا کی نثر کو دیکھ کر سیّد سجاد یلدرم کہتے ہیں کہ "میرا عقیدہ ہے کہ اگر قرآن مجید نازل نہ ہوتا تو یا تو مولانا ابوالکلام کی نثر منتخب ہوتی یا اقبال کی نظم۔" حسرت موہانی اپنی شاعری کو مولانا کی نثر کے سامنے بے حقیقت خیال کرتے۔ فرماتے ہیں

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر
نظم حسرت میں بھی مزہ نہ رہا

مولانا کی نثر کی ایک اور خصوصیت طنز ومزاح کا وہ اعلیٰ معیار ہے جو ان کے یہاں ملتا ہے جس کے نمونے "غبار خاطر" اور "الہلال" میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ مولانا نے مزاح میں عامیانہ لہجہ یا بدمذاقی کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ طنز میں بھی مولانا کا قلم تیر ونشتر اگلتا ہے۔ لیکن تعصب وعناد سے بالاتر ہے۔ شاعرانہ سوز وگداز نے بھی مولانا کی تحریر میں جوش وگرمی پیدا کر دی ہے۔

مولانا کی انفرادیت ہر مقام پر ان کی شخصیت کو ممتاز، بلند اور نمایاں کر دیتی ہے۔ ان ہی محاسن میں ایک خوبی ان کا تنقیدی شعور بھی ہے۔ ان کی سیاسی، مذہبی اور ادبی نگارشات میں ہر جگہ تنقیدی شعور نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ ان کے دلائل اور اخذ کردہ نتائج اتنے مضبوط اور منطقی ہوتے ہیں کہ ان کا غلط ثابت کرنا مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

شعر وشاعری کی طرف بھی مولانا کی طبیعت کا رجحان رہا ہے اور کچھ عرصہ اس کی جلوہ طرازیاں جاری بھی رہیں۔ آپ نے نہ صرف اردو بلکہ فارسی میں بھی شاعری کی۔

صحافت کے میدان میں مولانا نے ایسی روش اختیار کی جو سب سے جداگانہ تھی۔ مولانا نے اس روش کو خود ایجاد کیا، خود اس پر چلے اور ان کے بعد وہ روش خود بخود ختم بھی ہو گئی۔ کوئی دوسرا ان کی تقلید نہ کر سکا۔ مولانا کے "الہلال" نے اردو صحافت کے معیار کو بلند سے بلند تر کر دیا۔ عالمی مسائل پر بصیرت افروز تبصرے، سیاسی احوال وکوائف پر عمیق نظری، علمی ودینی مقالات کی افادیت "الہلال" ہی کے ذریعہ صحافتی دنیا کے سامنے آئی۔ مولانا نے ۱۹۱۲ء میں "الہلال" اور ۱۹۲۱ء میں "البلاغ"، جاری کیا۔ کچھ عرصہ "وکیل" اور "الندوہ" سے بھی وابستہ رہے۔ ان کے علاوہ جن رسائل وجرائد کو مولانا کا قلمی تعاون حاصل رہا ان میں "مخزن" لاہور، "خدنگ نظر" لکھنو، "دارالسلطنت" کلکتہ، "احسن الاخبار" کلکتہ، نیرنگ عالم احسان، الصدق، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مولانا کی تصنیفات کی فہرست حسب ذیل ہے:
(۱) ترجمان القرآن، (۲) تذکرہ، (۳) مسلمان عورت، (۴) شہید اعظم، (۵) خون شہادت کے دو قطرے، (۶) سرمد شہید، (۷) انسانیت موت کے دروازے پر، (۸) مسلمان اور کانگریس، (۹) انڈین نیشنل کانگریس، (۱۰) اتحاد اسلامی، (۱۱) لیلتہ القدر، (۱۲) عیدین، (۱۳) ولادت باسعادت، (۱۴) خطبۂ احیاء ملت، (۱۵) مقام دعوت، (۱۶) الحرب فی القرآن (۱۷) اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان، (۱۸) افسانۂ ہجر ووصال (۱۹) ہماری آزادی، (۲۰) حجت ابراہیمی، (۲۱) حقیقت الصلوٰۃ (۲۲) حقیقت الصوم، (۲۳) حقیقت الزکوٰۃ، (۲۴) حقیقت الحج، (۲۵) غبار خاطر، (۲۶) کاروان خیال، (۲۷) مسئلہ خلافت، (۲۸) بائیکاٹ، (۲۹) قول فیصل (۳۰) خطبات آزاد، (۳۱) تقاریر مولانا آزاد، (۳۲) آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، (۳۳) جامع الشواہد فی دخول غیر المسلم فی المساجد (۳۴) نقش آزاد، (۳۵) میرا عقیدہ۔

مولانا آزاد کی تفسیر "ترجمان القرآن" تفسیری ادب میں ایک وقیع تصنیف ہے۔ ادب کی چاشنی اور اسلوب بیان نے اسے اردو میں تفسیر کا شاہکار بنا دیا ہے۔

مولانا کی ہمہ گیر شخصیت اور ہمہ جہتی زندگی میں قرآن مجید کو موصوف کے قلب ونظر کا مرکز قرار دیا جا سکتا ہے۔ ترجمان القرآن کی تمہید میں مولانا نے اپنی زندگی کے اس رُخ کو اس طرح واضح کیا ہے:

"کامل ستائیس برس سے قرآن میرے شب وروز کے فکر ونظر کا موضوع رہا ہے اور اس کی ایک ایک سورۃ، ایک ایک مقام، ایک ایک آیت، ایک ایک لفظ پر میں نے وادیاں قطع کی ہیں اور مرحلوں پر مرحلے طے کیے ہیں، تفاسیر وکتب کا جتنا مطبوعہ وغیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے، میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کا بڑا حصہ میری نظر سے گزر چکا ہے۔ اور علوم قرآن کے مباحث ومقالات کا کوئی گوشہ نہیں جس کی طرف سے تغافل اور جستجو نے تساہل کیا ہو۔ علم ونظر کی راہوں میں آج کل جدید وقدیم کی تقسیمیں کی جاتی ہیں لیکن میرے لیے یہ تقسیم بھی کوئی تقسیم نہیں۔ جو کچھ قدیم ہے وہ مجھے ورثہ میں ملا اور جو کچھ جدید ہے اس کے لیے اپنی راہیں آپ نکالیں۔ میرے لیے وقت کی جدید راہیں بھی ویسی ہی دیکھی بھالی ہیں جس طرح قدیم راہوں کے چپہ چپہ کا شناسا ہوں۔"

۱۹۵۸ء کو یہ عظیم انسان ہم سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا۔

(ناگپور سے نشر)

آغا محمد غیاث الرحمٰن
انڈین پرنٹنگ پریس، محمد علی سرائے
ناگ پور ۱۸

طوطیٔ ہند

حضرت امیر خسرو دہلوی

مولانا ہادی نقشبندی

صوفی اور تصوف کی اصطلاحیں عام طور پر مسلمان صوفیوں کے لیے استعمال کی جاتی ہیں لیکن تصوف کا وسیع تر مفہوم جس مسلک، ذہنی رجحان اور انداز فکر کا حامل ہے وہ صرف مسلمانوں سے مخصوص نہیں۔ مختلف مذاہب و اقوام اور ممالک میں ایسے رجحانات و میلانات کے واضح آثار پائے جاتے ہیں جنھیں تصوف کی بنیاد قرار دیا جا سکتا ہے اور ان سب کا لب لباب یہی ہے کہ صوفی معرفت و محبت سے لبریز ہوتا ہے۔ اس کا علم و عمل، گویائی و سکوت، محبت و عرفان کا آئینہ دار ہے۔ جو پروفیسر نکلسن کے تجزیہ کے مطابق درست معلوم ہوتی ہے کہ "تمام صوفیانہ تجربات بالآخر ایک نقطہ پر پہنچ کر مل جاتے ہیں" لیکن یہ نقطہ صوفی کے مذہب، نسل و مزاج کی مناسبت سے مختلف شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس نقطہ تک پہنچنے کے لیے جو راہیں اختیار کی جا سکتی ہیں، وہ بجائے خود اتنی متنوع و مختلف ہیں کہ اس مختصر صحبت میں اس کا احاطہ ممکن نہیں۔

فارسی ادب کا سب سے بڑا و نمایاں عنصر تصوف و طریقت ہے جو فارسی شاعری کی جان ہے۔ اور یہ ہندوستان میں غزنویوں کے دم قدم سے آئی، ان ہی کے اثر سے تمام اسلامی دور میں یہاں کی درباری زبان فارسی رہی۔ جب غوریوں کا عروج ہوا اور سلطان معز الدین محمد غوری نے ۱۱۹۲ء میں دہلی و اجمیر پر قبضہ کر لیا تو اسلامی تہذیب و تمدن اور فارسی شعر و ادب کا سب سے بڑا مرکز دہلی بن گیا۔ ٹھیک اسی زمانہ میں وسط اور مغربی ایشیا کے اسلامی ممالک میں "فتنۂ مغول" کی آندھی اٹھی جس سے بچنے کے لیے مسلمان صوفی، عالم، شاعر و ادیب جوق در جوق ہندوستان میں آ کر پناہ گزیں ہوتے۔ ہندوستان میں اب شعر و سخن کی زمین تیار تھی، فقط کسی صاحب کمال کا انتظار تھا وہ کمی حضرت امیر خسروؒ نے پوری کر دی۔

ہندوستان کا سب سے عظیم صوفی شاعر ابوالحسن ۱۲۵۴ء میں قنوج کے قریب قصبہ پٹیالی ضلع ایٹہ میں پیدا ہوا۔ سات یا نو سال کی عمر تھی کہ والد ماجد امیر سیف الدین محمود شمسی کے سایۂ عاطفت سے جو ترکستان سے آئے تھے محروم ہو گئے۔ جن کی سرپرستی ان کے نانا عماد الملک نے جو دربار دہلی کے بلند مرتبت امیر کبیر تھے، کی زیر کفالت، تعلیم و تربیت ہندوستان کی ملی جلی گنگا جمنی تہذیب میں ہوئی۔ اس لیے یہاں کے اوضاع و اطوار سے خوب واقف ہو گئے۔ انتہائی ذہین و فرہیں تھے۔ مروجہ علوم و فنون کی تحصیل میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ فہم و ادراک اور حافظہ یہ سب خداداد بچپن سے ملا تھا۔ ان کی رنگا رنگ طبیعت، ہمہ جہت شخصی انفرادیت جو بیک وقت صوفی، ادیب، شاعر، مصنف، سپاہی اور مصاحب سبھی کچھ تھے۔ وہیں فقیر و بادشاہ، خانقاہ و دربار، مجلس حال و قال سے میدانِ جنگ و جدال تک یہ تھے طوطیٔ ہند حضرت امیر خسرو دہلویؒ۔

حضرت امیر خسروؒ بچپن ہی سے شعر و شاعری کی طرف مائل تھے۔ ان کے والد نے یہ ذوق و شوق دیکھا اور طبیعت کو طریقہ صوفیت کی طرف میذول پایا تو حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کی میں خدمت میں لے چلے۔ جب دروازہ میں داخل ہوئے تو حضرت خسروؒ نے والد ماجد سے عرض کیا کہ پیر کو پسند کرنا میرا کام ہے نہ کہ آپ کا، غرض ان کے والد وہیں انھیں چھوڑ گئے۔ حضرت خسروؒ نے دروازہ میں بیٹھے بیٹھے ہی ایک رباعی موزوں کی، اور خیال کیا کہ اگر پیر روشن ضمیر ہے تو اس کا جواب ضرور دے گا اور جواب معقول ہوا تو میں مرید ہو جاؤں گا ورنہ واپس چلا جاؤں گا ؎

تو آں شاہے کہ بہ ایوان قصرت
کبوتر گر نشیند باز گردد
غریب مستندے بر در آمد
بیاید اندرون یا باز گردد

حضرت محبوب الٰہیؒ کو کشف سے تمام حالت معلوم ہو گئی اور ایک خادم کو بلا کر کہا کہ ایک لڑکا دروازہ پر بیٹھا ہے اس کے پاس جا کر یہ رباعی پڑھو دو ؎

بیاید اندرونی مرد حقیقت
کہ با ما یک نفس ہمراز گردد
اگر ابلہ بود آں مرد نادان
ازاں راہے کہ آمد باز گردد

جب حضرت خسروؒ نے یہ رباعی سنی تو پھڑک اٹھے، فوراً اندر داخل ہوئے اور حضرت کے قدموں میں سر رکھا اور مرید ہو گئے۔

اگرچہ آپ کی تمام عمر بادشاہوں کے درباروں، امراء و رؤسا کی صحبتوں میں گزری مگر دنیا کی محبت دل میں نہ تھی۔ آپ دن میں درباروں یا رؤسا کے یہاں رہتے اور رات حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں گزارتے۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کا یہ قاعدہ تھا کہ عشاء کی نماز سویرے سے پڑھ کر خوابگاہ میں تشریف لے جاتے۔ اس وقت سوائے حضرت خسرو کے کسی اور کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی۔ جب آپ رات حاضر ہوتے تو حضرت محبوب الٰہیؒ فرمایا کرتے "کہو ترک کیا کیا خبریں ہیں" آپ دن بھر کے تمام واقعات سنایا کرتے پھر ارشاد ہوتا "اپنا تازہ کلام سناؤ" اس اثنا میں آپ کی آنکھ لگ جاتی اور حضرت خسروؒ بھی آپ کے قدموں میں سر رکھ کر سو جاتے۔

ہندوستان ایک قدیم ملک ہے جس کے رشیوں، منیوں اور مفکروں کا رجحان ہمیشہ سے صوفیانہ خیالات اور عقائد کی جانب میذول اور زندگی کے آخری مقصد کو جاننے کے لیے دین دھرم روحانیت کی طرف مائل رہا ہے۔ ویدانت کا نظریہ تصوف بھی بقا کی بجائے فنا کی تعلیم بن کر خدا کی ذات کے متعلق "نیستی نیستی" رہ گیا۔ اس قسم کے نظریہ حیات سے خیر و شر کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ جس سے جد و جہد کی قوتیں بھی مفلوج ہو جاتی ہیں۔ لیکن کبیر، نانک جیسے بھگتوں نے انسانوں کو اس غفلت سے بیدار کرتے ہوئے بتایا کہ ایشور، اللہ ہر جگہ اور سب کے اندر موجود ہے۔ حضرت امیر خسروؒ کا شمار بھی ایسے ہی وسیع المشرب صوفیاء میں ہوتا ہے جو وحدت الموجود اور وحدت الشہود کا اقتضار اسی کو سمجھ کر ہر مذہب و ملت کا احترام کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

حضرت امیر خسروؒ کا ذہن بھی سختی سے پابند شریعت ہونے کے باوجود اسی رنگ تصوف میں ڈوبا ہوا تھا ایک پختہ کار مسلمان ہو کر عشق و محبت میں بت پرستی کو برا نہیں سمجھتے تھے، اختلاف شدید کے باوجود خود کہتے ہیں ؎

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند
آرے آرے می کنم با خلق و عالم کار نیست

جذبات انسانی میں عشق و محبت کا جذبہ جس قدر شدید و قوی ہے شاید ہی کوئی دوسرا ہو۔ اس جذبہ کی ہمہ گیری کا یہ عالم ہے کہ انسان دنیا و مافیہا حتیٰ کہ کبھی کبھی اپنے آپ کو بھی بھول جاتا ہے اور ایک ہی یاد کا ہو رہتا ہے، یہی محبت ہے جو اکثر صوفیاء کی رائے میں تصوف کی اساس ایک خود رو پودے کی طرح ہے جو مناسب زمین پا کر پھولتا پھلتا ہے۔ اسلام میں بھی کسی خارجی یا داخلی اثر کے بغیر یہ تحریک خود پیدا ہوئی اور موافق حالات میں ترقی پکڑ گئی۔ نیز تصوف سامی مذہب کے خلاف آریائی دماغ کا ردعمل ہے جو صوفیانہ مسیحی عقائد و افکار کا رہین منت اور یہ تمام اعتقادات فلسفۂ یونان کی بازگشت ہیں جو ہمیشہ مابہ بحث رہے ہیں جس کی روشنی میں حضرت امیر خسروؒ نے تصوف میں حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کا دامن تھاما اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ؎

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں، من دیگرم تو دیگری

حضرت خسروؒ اپنے پیر طریقت کا بے حد احترام کرتے تھے اور پروانہ وار فدا تھے۔ حضرت محبوب الٰہی بھی اپنے تمام مسترشدین اور ارادت مندوں میں سب سے زیادہ انھیں چاہتے اور انھی پر توجہ میذول فرماتے۔ امیر خسروؒ حضرت کے عاشق صادق

تھے۔ ان کا تمام کلام جو کئی لاکھ ابیات پر مشتمل ہے حضرت ہی کی صوفیانہ تعلیمات کے والہانہ انداز بیان جو اپنی سادگی و پُرکاری شگفتگی و روانی، پند و مواعظ کی برجستگی اور شیریں بیانی سے دل گداز جذبات کی ترجمانی کرتا ہے جس کی تاثیر دلوں کو گرما دیتی ہے۔ چونکہ وہ خود ایک صاحب دل تھے، ان کے دل سے جو بات نکلتی سراپا تاثیر بن جاتی اور ہر ایک کو تڑپا دیتی "تزک جہانگیری" اور "داغستانی" میں ایک چشم دید معتبر روایت موجود ہے کہ جہانگیر نے صوفیاء کو مجلس سماع کی دعوت دی، قوال نے حضرت خسروؒ کا یہ شعر گانا شروع کیا ؎

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
من قبلہ راست کردم ہر سمت کجکلاہے

اس مجلس میں مولانا علی احمد مہرکن جو نشانی تخلص کرتے تھے اسوقت وجد میں آئے۔ جہانگیر نے اس شعر کا مطلب پوچھا، مولانا اسی طرح رقص کرتے ہوئے جہانگیر کے سامنے گئے اور فرمایا کہ ہنود اپنے کسی تہوار میں جوق در جوق دریا کے کنارے جمع ہو رہے تھے۔ اور غسل میں مشغول تھے، حضرت محبوب الٰہی بھی اس وقت سیر کرتے ہوئے اس طرف سے گزرے، ان لوگوں کے مذہبی جوش کو دیکھ کر حضرت محبوب الٰہیؒ نے امیر خسروؒ کی طرف، جو ہم رکاب تھے، اشارہ کرکے فرمایا ؎

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے

اتفاقاً حضرت شیخ المشائخ کے سر مبارک پر ٹوپی کج تھی حضرت خسروؒ نے فوراً دوسرا مصرعہ ؎

من قبلہ راست کردم برسمت کجکلاہے

یہ کہہ کر شعر پورا کر دیا۔ اس روایت کو ختم کرکے مولانا علی احمد اپنے سر پر ہاتھ لے جانا چاہتے تھے کہ اپنی ٹوپی کو ٹیڑھی کر کے بادشاہ کو دکھلائیں کہ حضرت شیخ المشائخ کی ٹوپی جس طرح تھی، لیکن ہاتھ اٹھاتے ہی وجد کا ایک عالم طاری ہو گیا، اور ایک نعرے کے ساتھ جاں بحق ہو گئے۔

حضرت امیر خسروؒ دین و دنیا کا سنگم تھے۔ آپ کی ذات گوناگوں خصوصیات، متنوع کمالات اور محیر العقول کارناموں سے بھری ہوئی تھی۔ جس میں مختلف تہذیب و تمدن سمو دیئے گئے تھے۔ نیز وہ صاحب دل، درد مند اور حب الوطن من الایمان کی مکمل تصویر اور ہندوستانیت سے لبریز تھے۔ ایک طرف درباری زندگی سے آپ کا ایسا گہرا تعلق تھا۔ جہاں ہمیشہ عزت و احترام اور شان و شوکت سے رہے۔ دوسری طرف صوفی منش اور درویش صفت انسان تھے۔ آپ پر روحانیت و فقر کا ایسا غلبہ تھا جیسے دنیا سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ آٹھ سال کی عمر میں حصول بیعت کے باوجود ۱۲۰۲ء میں اسکی مزید تجدید پر پیر و مرشد نے سلسلہ نظامیہ کی چار گوشہ ٹوپی سے سرفراز فرمایا جس نے دو آتشہ کا کام کیا اور دل پرور دجو نگاہ بلند، سخن دلنواز اور جان پُرسوز کا حامل تھا۔ ان تمام اوصاف اور اصناف سخن پر محیط اور وسعت قلب کے ساتھ شاعری میں نظامیہ صوفیت کا ترجمان بن گیا۔ (ناگپور سے نشر)

مولانا ہادی نقشبندی
سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ بالاپور (مہاراشٹر)

بھلائے نہ بنے
مشرق ومغرب کی تہذیبی آفاق تقسیمات
[illegible]
[illegible]

جمشید سیّد

ابوالکلام قاسمی

قرۃ العین حیدر کے نمائندہ ترین افسانوں میں سے ایک ہے **ہاؤسنگ سوسائٹی**۔ جمشید سید ہاؤسنگ سوسائٹی کا مرکزی کردار ہے، جو اپنی بہت سی انسانی کمزوریوں کے باوجود کردار نگاری کے نقطۂ نظر سے ایک شاہکار کردار کی تخلیق کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ ہاؤسنگ سوسائٹی نام کے اس طویل مختصر افسانے میں جمشید کا کردار غربت و افلاس سے سرمایہ داری، خودداری سے انانیت، اور تکبر اور کمتری کے احساس سے برتری کے اظہار تک کی منزلیں طے کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس افسانے کے بڑے حصے پر جمشید سید کی شان و شوکت، امارت و تونگری کی داستان چھائی ہوئی ہے، مگر جمشید کے کردار کا یہ پیش منظر اپنے ساتھ ایک ایسا پس منظر بھی رکھتا ہے جس سے زیر بحث کردار کے ارتقاء اور دو مختلف صورت حال میں انسانی رویوں کو عبرتناک طور پر سمجھنے کا خاصا مواد موجود ہے۔ ہاؤسنگ سوسائٹی کے اہم کرداروں میں جمشید سید کے علاوہ سلمیٰ مرزا، سلمان مرزا، اور ثریا حسین کے کردار اپنی اپنی جگہ قابل توجہ ہیں۔ افسانے کے ایک ایسے موڑ پر جہاں جمشید سید اپنی مصنوعی شخصیت کو اپنا حقیقی منصب سمجھنے لگا ہے ثریا حسین اس کو اس کا ماضی یاد دلاتی ہے اور یہ بتلانا چاہتی ہے کہ ہم دونوں حقیقی معنوں میں کس حیثیت کے مالک ہیں؟ اور دنیا ہمیں آج جو کچھ سمجھنے لگی ہے اس کے سامنے ہم اپنے ماضی کو فراموش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یا بہ الفاظ دیگر ہم اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ ثریا حسین ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہتی ہے ــــ "تم اور میں۔ ہم دونوں، اپنے پبلک ریلیشنز ایکسپرٹ کے تخلیق کردہ کردار ہیں ــــ" جمشید سید کے کردار کے پہلوؤں پر غور کیجیے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی پوری شخصیت صحیح معنوں میں اسی اجمال کی تفصیل ہے ــــ اس تفصیل کی جزئیات کا تجزیہ کیجیے تو جمشید سید کے کردار کا پورا ارتقاء آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ــــ

ایک بے روزگار باپ کا بیٹا، مفلوک الحالی اور عسرت و تنگدستی کے ہاتھوں برباد سجادہ نشین خاندان کا معمولی اور ناقابل اعتنا لڑکا، جو اپنے خاندانی پس منظر اور پریشاں حالی کے نتیجے میں ذہنی اور جذباتی طور پر اپنے حالات کے سامنے ابتدا سے ہی ہتھیار ڈالے ہوا نظر آتا ہے۔ بچپن میں ہی چچا زاد بہن سے شادی طے ہو چکی ہے اس لیے اس معمولی شکل و صورت کی لڑکی کو اپنا مقدر جانتا ہے۔ چھوٹی بٹیا کے عرفی نام سے موسوم کلکٹر صاحب بہادر کی صاحبزادی کو ہاتھی پر سوار دیکھتا ہے تو حسرت سے اس کو تکتا ہی رہ جاتا ہے۔ چھوٹی بٹیا کے ہاتھ سے چھڑی گر جاتی ہے تو اسے واپس کرنے کی غرض سے کلکٹر صاحب کے گھر پہنچتا ہے خیمے کی دراز سے اندر کی شان و شوکت اور پرتکلف دعوت کا منظر اسکی آنکھوں کو خیرہ کرنے لگتا ہے۔ وہاں اس کو چور سمجھ کر پکڑ لیا جاتا ہے۔ مگر وہ نہایت اعتماد سے کہتا ہے کہ "ہم چور اور بے ایمان نہیں ہیں، ہم سید جمشید علی ہیں۔ ہم درگاہ شریف کے شاہ منور علی کے بھتیجے ہیں۔ ہمارے چچا سید مظہر علی صبح آپ کو سلام کرنے" پھر جلدی سے الفاظ تبدیل کیے۔ "آپ سے ملنے آئے تھے، مگر آپ نے ان کو باہر ہی سے لوٹا دیا" ــــ میم صاحب نے اس کی بدلتی رنگت دیکھی۔ انھیں اپنا بیٹا سلمان یاد آیا جو اسی طرح غیور اور خوددار تھا ــــ "تمہاری نواب شمس آرا بیگم سے قرابت داری ہے نا؟" میم صاحب نے دریافت کیا ــــ "جی نہیں، چچا ابا ان کی زمین جوتتے ہیں۔ راجاؤں اور نوابوں سے ہماری کوئی قرابت داری نہیں"۔ میم صاحب چونکیں۔ لہجے کی یہ تلخی انھیں بہت مانوس معلوم ہوئی ــــ اس رات کیمپ سے واپس آ کر اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ کانپور لوٹ کر جی توڑ کر محنت کرے گا اور ایک دن اس کے نام کے آگے لکھا جائے گا ــــ ایس جے، علی آئی سی ایس ــــ" مگر محنت و جانفشانی کے باوجود اس کی یہ آرزو حالات کی نذر ہو کر حسرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہوتا ہے کہ آئی سی ایس بننے کے خواب کو شرمندۂ تعبیر نہ کر پانے کے باوجود ہمت نہیں ہارتا، ٹیوشن پڑھا پڑھا کر گزر اوقات کرتا رہا۔ اور کسی نہ کسی طرح ایم اے تک کی تعلیم حاصل کر لیتا ہے ــ اس درمیان اس کی شادی ہوتی ہے مگر اس میں شادیانے نہیں بجتے

وہ ایک بچی کا باپ بن جاتا ہے مگر اس واقعے کے بعد اس کی بیوی اپنے میکے سے واپس نہیں بلائی جاتی — جمشید کے کاندھوں پر ماں کی بیماری، باپ کی بے روزگاری اور بھائی بہن کی کفالت کا بارِ گراں آن پڑتا ہے اور وہ کسی نہ کسی طرح اپنے اور اپنے گھر والوں کی محرومیوں کا علاج اور درد کا درماں ڈھونڈھنے میں مصروف رہتا ہے۔ "دوسری عالمگیر جنگ شروع ہوئی۔ تو اسے حوالدار کلرک کی ملازمت مل گئی۔ پھر وہ جلد ہی ترقی پاکر چار سو روپے ماہوار کا ملازم ہو گیا۔" لیکن جنگ کے اختتام کے ساتھ وہ محکمہ ٹوٹ جاتا ہے جس میں جمشید کو ملازمت ملی تھی اور اس طرح ایک بار وہ پھر بیروزگار اور بے دست و پا نظر آنے لگتا ہے — یہاں تک ہم جس جمشید علی سے متعارف ہوتے ہیں، وہ اس کی زندگی کے نشیب و فراز کا صرف ایک رُخ ہے۔ دوسرا رُخ تقسیمِ ہند کے ساتھ سامنے آتا ہے جب جمشید علی قسمت آزمائی کی غرض سے کراچی چلا جاتا ہے — اس سے پہلے کہ جمشید سید کی تصویر کے دوسرے رُخ کا مطالعہ کیا جائے، اس بات کا اندازہ لگانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ہندوستان میں قیام کے دوران جمشید کا کردار خواہ کسی قدر ذہنی جذباتی اور معاشی الجھنوں اور مشکلات سے گزرا ہو لیکن اس کی شخصیت میں عزم و ہمت کی فراوانی اور سخت سے سخت حالات سے نبرد آزما ہونے کی جرأت و ہمت بہت نمایاں ہے۔ قرۃ العین حیدر نے جمشید سید کو پاکستان کے نودولتیے طبقے کے ایک اہم اور ممتاز فرد کی حیثیت سے پیش کرنے سے قبل کردار نگاری کے نقطۂ نظر سے اس بات کا پورا خیال رکھا ہے کہ اس کی شخصیت کی نشوونما میں ان عوامل اور محرکات کو بھی واضح کر دیں جن کے لازمی نتیجے کے طور پر جمشید سید دولت و ثروت کی افراط میں اپنی شخصیت کے توازن اور اعتماد کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ چنانچہ پاکستان جانے سے پہلے بھی ہمیں جمشید کے کردار میں ایسے عناصر واضح طور پر ملتے ہیں جن کے سبب، بعد کے حالات میں جمشید کے کردار کا ارتقاء اور نئی صورت حال میں اس کے رویے غیر فطری اور غیر متوقع نہیں معلوم ہوتے۔

قرۃ العین حیدر نے جمشید سید کو پاکستان کی نئی دنیا اور نئی صورت حال میں اس طرح قدم جماتے ہوئے دکھلایا ہے — "کراچی پہنچ کر جمشید نے چند روز کی بھاگ دوڑ کے بعد ایک دوست کے اشتراک سے ایکسپورٹ امپورٹ کا کاروبار شروع کر دیا اور میکلوڈ روڈ پر ایک متروکہ دفتر حاصل کر لیا، وہ ہندو تاجر کے انخلا کا زمانہ تھا۔ اس لیے اسے اپنا کاروبار جمانے میں بہت آسانی رہی۔ جنوری ۴۸ء کے بلوے کے بعد ایک دو منزلہ کوٹھی عامل کالونی میں خالی ہوئی تو اس نے اپنے نام الاٹ کروالی۔ اس نے بڑی محنت اور توجہ سے اپنا کاروبار پھیلایا اور ڈیڑھ سال کے اندر اندر کراچی کی نئی دنیا میں اس کے قدم مضبوطی سے جم گئے۔"

یہ وہ صورت حال ہے جس میں جمشید سید کی زندگی کے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ اب وہ ماضی کی تلخ یادوں کو بھلا دینا چاہتا ہے اور اپنی ذات اور اپنے خاندان کے ناگزیر علائق کو نئے سیاق و سباق میں پیش کرنے کا وسیلہ ڈھونڈھتا ہے۔ وہ اپنے والدین کو ہندوستان سے پاکستان لے آتا ہے۔ ماں کا علاج کراتا ہے اور اپنے بے روزگار اور مایوس باپ کو اپنے کاروباری معاملات میں شامل کر لیتا ہے۔ وہ اپنی بیٹی فرحت النساء کی طرف پدرانہ شفقت سے رجوع کرتا ہے اور اسے کراچی لاکر بہترین جدید طرز کے اسکول میں اس کا داخلہ کرا دیتا ہے۔ اب اس کی بیٹی فرحتیا یا فرحت النساء نہیں بلکہ فیری کے نام سے معروف ہے۔ اس کے والد کراچی کے مشہور وکیلوں میں شمار کیے جاتے ہیں، اور وہ خود اب اپنے ملک کے سربرآوردہ تاجروں میں سے ایک ہے، جس کے پاس عیش و عشرت کے سارے وسائل میسر ہیں، وہ کراچی کی اعلیٰ سوسائٹی میں عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔

خوشحالی، ور فارغ البالی کے نقطۂ عروج پر جمشید سید کے ساتھ بعض ایسے اتفاقات پیش آتے ہیں جن کے سبب غیر شعوری طور پر ہی سہی لیکن ایک ساتھ کئی لوگوں کے ساتھ اس کے رابطے کی ایسی صورتیں نکلتی ہیں کہ اپنے آپ اس کے ماضی کے زخموں کے اندمال اور محرومیوں کے ازالے یا انتقام کا انداز پیدا ہو جاتا ہے — وہ چھوٹی بٹیا جس کو اس نے ایک کمسن خوبصورت بچی کی شکل میں ہاتھی کی سواری کرتے دیکھا تھا، اور اس کی چھتری واپس کرنے کے موقع پر اسے سُبکی اٹھانی پڑی تھی — وہی چھوٹی بٹیا اب سلمیٰ مرزا ہے جس کی خوبصورتی اور دیدہ زیبی سے متاثر ہو کر جمشید سید اسے اپنی سوشل سکریٹری کی ملازمت پر رکھ لیتا ہے — سلمیٰ مرزا کے بھائی سلمان مرزا کی محبوبہ ثریا حسین اب جمشید سید کی دوست اور منگیتر ہے — جمشید سید کبھی کبھی اپنے ماضی کو یاد بھی کرتا ہے مگر اس طرح گویا ان میں سوائے تلخی اور احساسِ ندامت کے اور کچھ نہ ہو۔ وہ ایک بار جب پاس کے کمرے سے اپنے والد سید اختر علی کو اپنے دوستوں سے باتیں کرتے سنتا ہے اور اندازہ لگاتا ہے کہ اس کے والد بھی خود اس کی طرح زمانہ شناس اور عیار ہو چکے ہیں تو وہ چند لمحوں کے لیے خود اپنا احتساب کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ مگر یہ احساس یا احتساب صرف لمحاتی حیثیت رکھتا ہے۔

دفعتاً ایک بھیانک انکشاف اس کے ذہن کے دھندلکے میں کوندا۔ اپنے خدا پرست، فقیر منش، توکل پسند باپ کو، اس شخص کو جو ایک زمانے میں سید مظہر علی اور گوسائیں کاکا اور مولوی محمد حسن کے محدود و معصوم دائرے کا ایک فرد تھا۔ اس بھولے بوڑھے کو جھوٹا، بد دیانت، ریاکار اور جعلساز اس نے خود بنا دیا۔ 'Oh, what a dog I am, what a dog' وہ جگہ جگہ اپنے غیر انسانی رویوں کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھتا ہوا نظر آتا ہے مگر ترقی، دولت اور مادی مسابقت کی جس دوڑ میں شریک ہے وہ اسے اتنی فرصت نہیں دیتی کہ انسانی اور اخلاقی مسائل کے گورکھ دھندوں میں وہ اپنا وقت ضائع کرے۔ اس نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ دولت و ثروت کی فراوانی کے بعد عزت، شہرت، نام و نسب اور خاندانی شرافت و وقار سب کچھ متاعِ کوچہ و بازار ہیں۔ ہر چیز جنس بازار کی طرح بکنے کو تیار ہے۔ اور دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں جسے پیسے سے خریدا نہ جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی دولت ثریا حسین کو اپنی محبت فراموش کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ سلمیٰ مرزا جیسی اعلیٰ اور باوقار خاندان کی چشم و چراغ چند سو روپے کی ملازمت کے لیے اس کے اور اس کے کاروباری دوستوں کے لیے سامانِ تفریح سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ جمشید سید لوگوں کی مجبوریوں کا احساس رکھتا ہے اور اسے مجبوریوں کی قیمت لگانا آتی ہے۔ اب وہ سوتے جاگتے اور اٹھتے بیٹھتے صرف تاجر ہے، اس لیے دوستی اور محبت، عزت اور وقار، اور نیک نامی یا شہرت جیسی ہر چیز اس کے لیے کاروبار ہے صرف کاروبار —

جمشید سید ایک تاجر یا سماجی شخصیت ہونے کی حیثیت سے بالعموم نارمل آدمی دکھائی دیتا ہے جس کو اپنے منصب اور مقام کا پورا احساس ہے اور وہ نہایت ذہانت اور ہوشیاری سے اپنے فرائض انجام دیتا ہے مگر ہاؤسنگ سوسائٹی میں ہمارا سابقہ بعض ایسے مناظر سے بھی پڑتا ہے جب شراب نوشی اور مدہوشی کے نتیجے میں جمشید کے چہرے پر پڑے ہوئے سارے مکھوٹے یکسر اتر جاتے ہیں، اور وہ بے نقاب ہو کر اپنی تمام کمزوریوں کے ساتھ ہمارے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ ان ہی مواقع میں سے ایک موقع وہ ہے جب وہ اپنے محل نما نئے مکان کی افتتاحی تقریب میں نشے میں مست تاجر دوستوں کے ہاتھوں اور کچھ اپنی خود رفتگی کے نتیجے میں اپنی شخصیت کی تمام تر کراہتوں اور گھناؤنے پن کے ساتھ بے پردہ ہو جاتا ہے۔ سلمیٰ مرزا کی بے حرمتی کرتا ہے اور اپنے ماضی کے زخموں کا شمار کرنے کی کوشش کرتا ہے — یہ وہ موقع ہے جب ثریا حسین کی غیرت اپنے محسن کی بیٹی سلمیٰ مرزا کی بے حرمتی کے ردِ عمل کے طور پر اسے للکارتی ہے۔ اور وہ اپنے ساتھ سلمیٰ مرزا اور جمشید سید کے خاندانی پس منظر کے بعض چھپے ہوئے گوشوں کو نہایت بے دردی سے بے نقاب کر دیتی ہے — اس مرحلے پر جمشید سید ایک بار پھر اپنا محاسبہ کرتا ہے اور اس محاسبے میں بھی اسے اخلاقی، انسانی اور آدرش وادی سارے رویے لایعنی دکھائی دیتے ہیں، وہ سلمیٰ مرزا اور ثریا سے معافی بھی مانگتا ہے مگر نہایت ہوشیاری اور عاقبت اندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے سلمیٰ مرزا کو ملازمت سے سبکدوش کر دیتا ہے۔

جمشید سید کی شخصیت اور ناقابلِ فراموش کردار کے اس جائزے سے یہ اندازہ بہ آسانی لگایا جا سکتا ہے کہ جمشید صرف ایک کردار یا ایک شخص نہیں بلکہ نودولتیے معاشرے کے ایسے مثالی کردار کی حیثیت رکھتا ہے جو اپنی ذات میں ایک خاص طبقے کا عکس اور اس کا نمائندہ کہلانے کا مستحق ہے۔ قرۃ العین حیدر نے جمشید سید کے کردار کی تخلیق میں اپنا یہ امتیاز برقرار رکھا ہے کہ ہاؤسنگ سوسائٹی نام کی کہانی جمشید سید کے بدلتے ہوئے کردار کا صرف بیانیہ نہیں بنتی بلکہ بے روح معاشرے پر ایک بھرپور طنز اور تیکھی تنقید بن جاتی ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

حضرت رسول اکرم کا اخلاق

مولانا علی احمد بسمل عزیزی

انسان کی طبعی خصلتوں اور پیدائشی عادتوں کا نام اخلاق ہے۔ اچھے اخلاق انسان کی عظمت کی دلیل ہیں۔

حسن اخلاق کی وجہ سے رحم وکرم عدل وانصاف، جود وسخا، ایفاء عہد، حسن معاملہ، مہمان نوازی، صبر وقناعت، نرم گفتاری، خوشروئی ملنسار تواضع اور خاکساری جیسی بہت سی خوبیاں وجود میں آتی ہیں — اور بداخلاقی کی وجہ سے ظلم وتشدد، لوٹ مار، تکبر غرور، کینہ کپٹ، بغض وحسد جیسی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بے راہ روی کو مٹانے اور سیدھا راستہ دکھانے کے لیے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ اس لیے اپنی بہت سی خوبیوں اور کمالات کے ساتھ اچھے اخلاق بھی اپنے ساتھ لائے تھے۔ حضور اکرمؐ نے خود فرمایا کہ میں مکارم اخلاق اور محاسن افعال کی تکمیل ہی کے لیے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ یہاں تک کہ پروردگار عالم نے اپنے اخلاق حسنہ کو خلق عظیم فرمایا۔ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے اخلاق مبارک کو قرآن سے تعبیر فرمایا ہے۔ یعنی حضور اکرمؐ کے اخلاق قرآن کی تعلیمات کے بالکل مطابق ہیں۔ آپ اپنے گھر والوں، پڑوسیوں، رشتہ داروں، احباب واصحاب، اپنوں اور بیگانوں ہر ایک کے ساتھ اتنی خوش اخلاقی اور ملنساری کا برتاؤ فرماتے کہ ان میں سے ہر ایک آپ کے اخلاق حسنہ کا گرویدہ اور مداح تھا۔ آپؐ کی پہلی بیوی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ آپؐ کے اخلاق کے بارے میں فرماتی ہیں کہ آپؐ صلہ رحمی فرمانے والے ناتوانوں اور کمزوروں کا بار گراں اپنی گردن پر اٹھانے والے ہیں۔ محتاجوں کے لیے کماتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور خدا کی رضا مندی کے کاموں میں مدد کے لیے کمربستہ رہتے ہیں۔

آپ کے مشہور صحابی اور خادم خاص حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضور اکرمؐ اخلاق کے اعتبار سے تمام لوگوں میں بہتر تھے۔ آپ بیماروں کی بیمار پرسی کرتے چاہے وہ مدینہ کے انتہائی حصہ کیوں نہ رہتے ہوں۔ جنازہ کے ساتھ تشریف لے جاتے اور غلام کی دعوت قبول فرما لیتے۔ آپ سے جب کوئی ملتا سلام میں آپ پہل فرماتے اور جب مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ اس وقت تک علیحدہ نہ فرماتے جب تک وہ آپ کا ہاتھ خود نہ چھوڑ دیتا — اور جب تک وہ خود منہ موڑ کر نہ چل دیتا آپ اس کی طرف سے منہ نہ موڑتے — اگر آپ کے کان میں کوئی سرگوشی کرتا تو آپ منہ سے کان اسوقت تک الگ نہ فرماتے جب تک وہ سرگوشی کرتا رہتا۔ بچوں سے شفقت فرماتے، انھیں اپنی گود میں اٹھا لیتے۔ اپنے لیے کوئی چیز کل کے لیے جمع کرکے نہ رکھتے تھے۔ فقیروں اور صحابیوں کے ساتھ مل جل کر بیٹھتے۔ امیر وغریب کا امتیاز نہ فرماتے بلکہ ہر ایک کے ساتھ بہترین اخلاق کا برتاؤ فرماتے تھے۔

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا کبھی بھی حضور اکرمؐ نے مجھے پاس آنے سے نہیں روکا۔ اور جسوقت بھی مجھے دیکھتے مسکرا دیتے۔ یہ تمام باتیں آپ کے بلند اخلاق کی کھلی ہوئی دلیل اور آپ کے ماننے والوں کے لیے بہترین مشعل راہ ہیں۔ ان میں محبت والفت اخوت ومساوات مروت وجوانمردی امن اور شانتی کا پیغام موجود ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آٹھ سال کی عمر سے حضور اکرمؐ کی خدمت کی ہے اور مسلسل دس سال تک آپ کی خدمت کرتا رہا ہوں لیکن آپ نے کبھی مجھے اُف بھی نہ فرمایا۔ اور نہ کبھی کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر جواب طلب فرمایا۔ یہاں تک کہ کسی چیز کے ضائع ہونے پر بھی ملامت نہ فرمایا۔ آپ کے گھر والوں میں سے اگر کوئی کچھ کہتا تو آپ اسے بھی منع فرما دیتے — ایک روز آپ نے کسی کام سے مجھ کو کہیں بھیجنا چاہا۔ میں نے عرض کیا خدا کی قسم میں نہیں جاؤں گا۔ حالانکہ میرا ارادہ جانے کا تھا۔ میں گھر سے نکلا اور بازار میں کھیلنے والے لڑکوں کے پاس سے گزرا۔ اچانک حضور اکرمؐ نے پیچھے سے آکر میری گدی پکڑ لی۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا آپ مسکرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کیا تمہارا اُدھر جانے کا ارادہ ہے جدھر میں نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اب میں جا رہا ہوں۔ یہ تھا غلاموں کے ساتھ حضور اکرمؐ کا اخلاقی برتاؤ۔ کہ حکم کی تعمیل نہ کرنے پر بھی آپ غصہ نہیں فرماتے تھے بلکہ عفو و درگذر شفقت ومحبت سے کام لیتے تھے۔

آپ کی پیاری بیوی ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرمؐ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ سوائے جہاد کے اور جب آپ کو کوئی تکلیف پہنچائی جاتی تو آپ بدلہ نہ لیتے تھے۔ مگر جب کوئی شخص اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو استعمال کرتا تو آپ اسکی سزا ضرور دیتے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا، آپ اس دن ایک موٹے کنارے والی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ راستہ میں ایک دیہاتی ملا جس نے آپ کی چادر پکڑ کر اسقدر زور سے کھینچا کہ آپ اس کے سینہ کے قریب کھنچ کر آگئے۔ میں نے دیکھا کہ چادر کے کنارے نے آپ کی گردن پر نشان ڈال دیئے تھے۔ پھر اس دیہاتی نے کہا محمد تمہارے پاس مال ہے اس میں سے کچھ مجھ کو دلوا دیئے۔ حضور اکرمؐ نے صرف مسکرا کر دیکھا اور کچھ دیئے جانے کا حکم فرمایا۔

یوں ہی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک غزوہ یعنی جنگ سے تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں دوپہر کے وقت آرام کرنے کے لیے لشکر ٹھہرا تو آپ لشکر سے الگ ایک سایہ دار درخت کے نیچے لیٹ گئے اور نیند آگئی۔ دشمنوں نے موقع پاکر عورث بن حارث کو مال کی لالچ دے کر آپ کے قتل کے ارادے سے بھیجا۔ عورث قریب آکر تلوار چلانے کی تیاری ہی کر رہا تھا کہ اتنے میں حضورؐ کی آنکھ کھل گئی۔ عوزث نے کہا حضور اسوقت آپ کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ حضور اکرمؐ نے مسکرا کر فرمایا کہ جو ہمیشہ بچاتا رہا ہے وہی اللہ آج بھی تیرے ہاتھ سے بچائیگا اتنا سننا تھا کہ عورث لرزہ براندام ہوگیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔ حضور اکرمؐ نے اٹھ کر تلوار ہاتھ میں لے لی اور فرمایا بول اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ عورث نے کہا آپ کا اخلاق مجھے بچائے گا۔

حضور اکرمؐ نے اسے معاف فرمایا اور تلوار بھی واپس دیدیا۔ حضور اکرمؐ کا یہ وہ اخلاقی برتاؤ ہے جو اپنوں کے ساتھ نہیں بلکہ جان کے دشمن کے ساتھ برتا جا رہا ہے۔

عورث جب اپنی قوم میں پہنچا تو بولا میں نے ایسا بامروت بااخلاق بزرگ آج تک نہیں دیکھا۔ آپ کے اخلاق حسنہ کی یہ وہ گواہی ہے جو آپ دوست کی زبان سے نہیں بلکہ دشمن کی زبان سے سن رہے ہیں۔

اس طرح کی ایک دو نہیں بلکہ سیکڑوں مثالیں ہیں جو تاریخ کے دامن پر پھیلی پڑی ہیں — چنانچہ حضور اکرمؐ ایک دن مقام تنعیم میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ستر مسلح دشمنوں نے آپ پر بیک وقت حملہ کر دیا۔ لیکن آپ کے صحابہ غافل نہیں

نعت شریف

رئیس نولوی

کوئی کر سکے تو کیسے تیری ہمسری محمد
ہے فلک منور تیری خوش روی محمد
ہے جہاں کا ذرہ ذرہ کوئی چاند کوئی سورج
میری چشم شوق میں ہے وہ تیری گلی محمد
شب وروز کے اجالے تو ہیں ہر اک نظر تک
جو کرے دل کو روشن ہے وہ روشنی محمد
تمہیں ان کی شادمانی تمہیں انکی کامرانی
جو تمہارے ہوگئے ہیں انھیں کیا کمی محمد
نہ ہو جس میں ذکر ان کا وہ کلام کیوں ہو میرا
میری آگہی محمد میری شاعری محمد

نے ان دشمنوں پر قابو پالیا اور گرفتار کرکے حضور اکرمؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سب کا خیال تھا کہ آج حضور ان کے قتل کا ضرور حکم دیدیں گے۔ لیکن قربان جایئے حضور اکرمؐ کے اخلاق پر مجرموں کی صورت دیکھی اور فرمایا جاؤ ہم نے تمہیں اللہ کے لیے آزاد کر دیا۔

واقعہ کا ظاہر بول رہا ہے کہ حضور اکرمؐ نے انھیں آزاد کر دیا لیکن میرا خیال ہے کہ حضور اکرمؐ نے ان کی جان بخشی کر کے ہمیشہ کے لیے اپنے بلند اخلاق کا قیدی بنا لیا۔

زید ابن حارثہ کو آٹھ برس کی عمر میں ڈاکوؤں نے گرفتار کر کے مکہ میں لا کر بیچ ڈالا ـــــ جس وقت حضور اکرمؐ کا حضرت خدیجہ سے نکاح ہوا، زید بن حارثہ حضرت خدیجہ کی ملکیت میں تھے۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے زید کو حضور اکرمؐ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔

زید کا باپ حارثہ بیٹے کی جدائی میں تڑپتا رہا اور چاروں طرف تلاش کر تھک چکا ہے۔ اچانک ایک قافلہ کے ذریعے اطلاع ملی کہ زید مکہ میں ہے۔ حارثہ اپنے بھائی کعب کے ساتھ مکہ آئے اور حضور اکرمؐ سے زید کی واپسی کے لیے سفارش کی اور کہا حضور گھر میں ماں بہنیں بہت بیقرار ہیں۔ آپ جو قیمت چاہیں لے لیں اور زید کو ہمارے حوالے کر دیں۔ یہ سن کر حضور کا دل بھر آگیا اور بلا قیمت واپسی کی رضامندی دے دی۔ لیکن زید حضور اکرمؐ کے اخلاقی برتاؤ سے اسقدر متاثر تھے کہ باپ اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ باپ نے ڈانٹا کہ بیٹا غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتا ہے اور بہت کچھ سمجھایا مگر زید جانے پر رضامند نہ ہوئے۔ ناچار حارثہ اور کعب دونوں لوٹتے ہوئے واپس چلے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زید کی یہ وفاداری دیکھی تو انھیں اپنا بیٹا بنا لیا۔ اور اپنی کنیز ام ایمن سے ان کا نکاح کر دیا۔

آپ کے مبارک اخلاق نے اپنوں اور بیگانوں کے دلوں کو جیت لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں ہر جگہ آپ کے ماننے والے پائے جانے لگے۔ تیر و تلوار کی طاقت سے زمین تو چھینی جا سکتی ہے مگر کسی کا دل نہیں جیتا جا سکتا دلوں کو ہاتھ میں لینے کے لیے ضرورت ہے حضور اکرمؐ کے اخلاق حسنہ کی۔

ایک دفعہ ایک یہودی نے جس کا آپ پر کچھ قرضہ تھا اپنے پاس آپ کو بٹھا لیا اور کہا آپ کو اب قرض ادا کر کے ہی یہاں سے اٹھنا ہوگا، اور کامل چوبیس گھنٹے تک اپنے پاس بٹھائے رکھا۔ اس بیچ حضور اکرم نماز کے لیے اجازت لیکر مسجد جاتے پھر یہودی کے پاس آکر بیٹھ جاتے۔

آپ کے صحابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو بہت غضبناک ہوئے اور یہودی پر برس پڑے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو منع فرمایا کہ اے عمر خبردار یہودی کو کچھ کہنے کا تمہیں حق حاصل نہیں ہے کیونکہ میرے ذمہ اس کا قرض ہے اور اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ ادائیگی قرض تک مجھے بٹھائے رکھے۔ تمہیں تو مجھے قرض کی ادائیگی کی ترغیب دینی چاہئے تھی نہ کہ یہودی سے الجھنا تھا۔

یہودی نے جب آپ کا یہ بلند اخلاق دیکھا تو بول اٹھا حضور میں نے اپنا قرض معاف کیا، اور میرے پاس جو کچھ ہے یہ بھی آپ ہی کا ہے۔ آپ مجھے اپنی غلامی میں داخل فرما لیجئے۔

عام طور پر جب انسان کے پاس دولت و طاقت کی فراوانی ہوتی ہے تو اس کا اخلاق گر جاتا ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جوں جوں معاشی و سیاسی طاقت حاصل ہوتی گئی آپ کے اخلاق حسنہ پر مزید رنگ چڑھ گیا۔ کون نہیں جانتا کہ فتح مکہ کے وقت وہ تمام اشرار مکہ آپ کے سامنے دم بخود کھڑے تھے جنھوں نے حضور اکرمؐ کو اذیت پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ راستے میں کانٹے بچھانے والے، نماز کی حالت میں آپ کی مقدس گردن پر اونٹوں کی اوجھڑیاں ڈالنے والے، کھانے پینے کی چیزوں پر پابندی لگانے والے آپ کو اپنے وطن عزیز سے نکالنے والے اور قتل کی سازش ناکام کرنے والے سبھی موجود تھے ـــــ ان سے بدلہ لینے کا اچھا موقع تھا لیکن حضور اکرمؐ کے اخلاق نے بدلہ لینا پسند نہ فرمایا اور عام معافی کا اعلان فرما دیا۔

صرف اپنوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن جان کے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا اور عفو و گزر سے کام لینا یہ ضرور بہت بڑی بات ہے۔

اور یہ وطیرہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والوں کا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"انسان کو اچھے اخلاق سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔"

اور فرمایا:

"تم میں اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔"

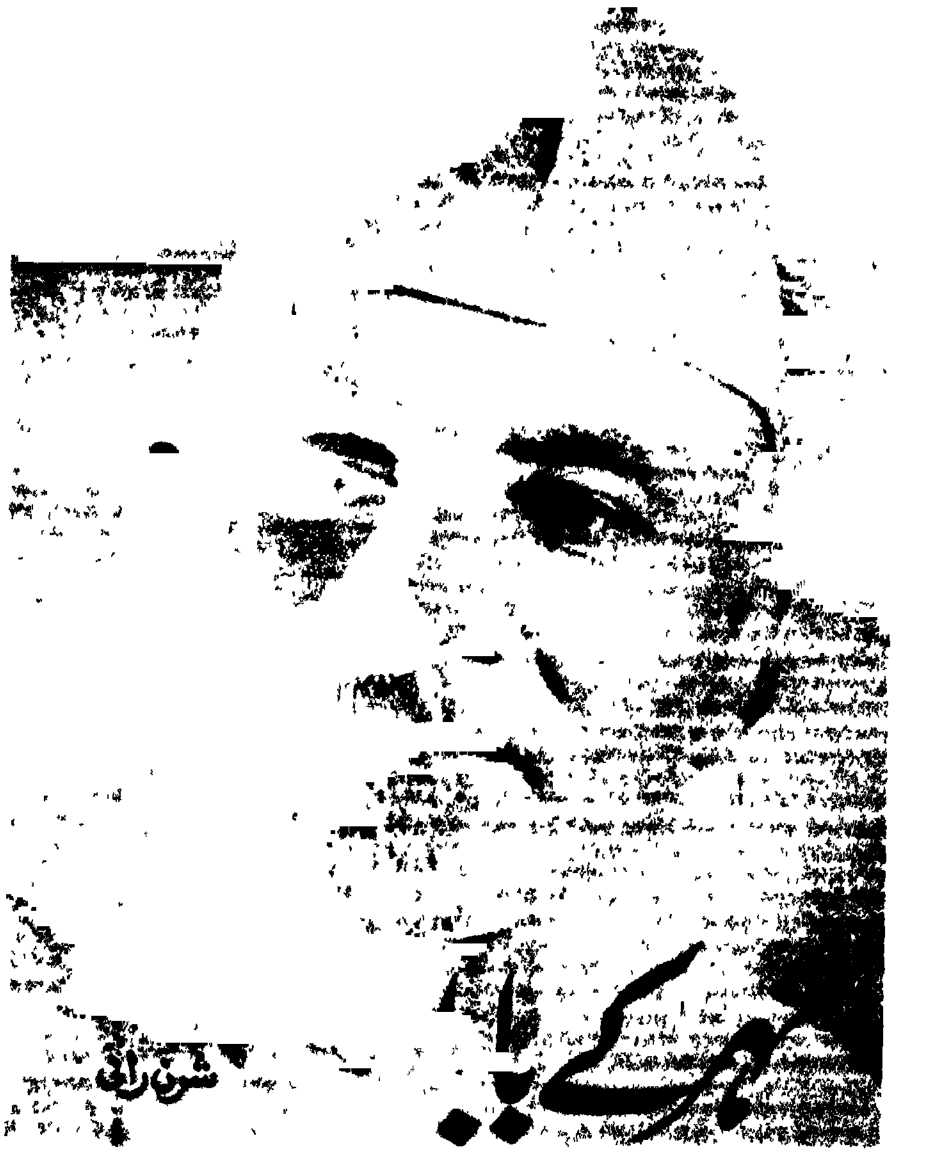
(گورکھپور سے نشر)

روشنی

بشیر شاہ

"مجھے محبت ہے اس شخص سے جو اپنی ذات اور حیات کے تجربوں اور مشاہدوں میں دوسروں کو شرکت کی دعوت دیتا ہے ـــــ" یہ بات کہی تھی مشہور جرمن مفکر نیٹشے نے ـــــ واقعی یہ کائنات اور اس کی وسعتیں اسی لیے ہیں کہ ہم ان وسعتوں میں پرندوں کی طرح پرواز کریں اور اپنی ذات کے محدود تجربوں اور حصاروں سے باہر نکل کر تلاش و جستجو کی تازہ ہواؤں کو اپنی سانسوں میں بسا لیں۔ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو زندگی کا صرف تاریک پہلو دیکھتے ہیں اور اس کے روشن پہلو سے آنکھ چراتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ زندگی بڑی خوبصورت ہے اور اس کی خوبصورتی سے چشم پوشی کرتا اپنے فہم پر دانستہ ظلم کرتا ہے۔ بات رویوں کی بھی ہے ہمیں زندگی کو اس شخص کی طرح لینا چاہیئے کہ جس کے سامنے پانی کا ایک ادھ بھرا گلاس رکھا گیا اور پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آدھا خالی ہے۔ نہ کہ اس شخص کی طرح زندگی کو دیکھنا چاہیئے کہ جس نے پانی کے اسی گلاس کو دیکھتے ہوئے کہا کہ صرف آدھا گلاس بھرا ہوا ہے۔ زندگی کا جامد تصور ہم سے حرکت و حیات کا عمل چھین لیتا ہے، ایک مخصوص دائرے میں رہنے کا عمل ہمیں اضطراب کی لہروں سے دور رکھتا ہے۔ اصل میں زندگی کا ہر روز، روز اولین ہے، اور ہر دن ایک پوری زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔ ہمیں ہر صبح اپنی پوری شخصیت کے ساتھ کچھ اخذ کرنے، کچھ تجربوں سے گزرنے اور زندگی کو کچھ واپس دینے کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔ ایک دانا حکیم کا قول ہے۔ پیچھے مڑ کر نہ دیکھو کہ اس سے تمہارا ماضی واپس نہیں مل سکتا اور نہ آنے والے دنوں کے لیے ایسے خواب بنو کہ جو نا پائدار بھی ہو سکتے ہیں جو موجود ہے اس پر اپنی گرفت مضبوط رکھو کہ آج کا بویا ہوا بیج ہی تم کل فصل کی صورت کاٹ سکو گے ـــــ زندگی ہم سے کشادہ دلی اور وسیع النظری کا مطالبہ اس لیے بھی کرتی ہے کہ اس کے بغیر تعمیر و ترقی کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔ عقلمندی کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اپنی ہی آواز سننے کے عادی نہ ہوں۔ باہر کی اور بیرون کی آوازیں سننے کی عادت بھی ہمیں ڈالنی چاہیئے۔ اپنی ذات کے صحرا میں بھٹکنے سے بہتر ہے کہ ہم اس کائنات سے اپنا رشتہ جوڑ دیں جو ہم پر تجربوں مشاہدوں اور تلاش و جستجو کے نئے آفاق روشن کرتی ہے۔ باہر کی دنیا سے لاتعلق ہو کر یہ ممکن ہے کہ ہم اپنے ارد گرد ایک خوبصورت حصار قائم کر لیں، لیکن سچ تو یہ ہے کہ ایسا کرنے سے ہم محدود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ہمارے تجربوں کی دنیا سمٹ جاتی ہے۔ مہاتما گاندھی نے بھی معاشرتی زندگی میں کھڑکی، دروازوں کو کھلا رکھنے کی تلقین کی تھی تاکہ تازہ ہواؤں کی تازگی ہمیں حبس اور گھٹن کے ماحول سے باہر نکال سکے زندگی بلاشبہ ہم سے نغمے کی طرح نہ صرف آواز کا حسن طلب کرتی ہے توازن اور آہنگ کے حسین سانچوں میں ڈھل جانے کی تحریک بھی دیتی ہے، بے ربط اور منتشر زندگی کئی مسائل، کئی مشکلات لے کر آتی ہے۔ انتشار سے پُر زندگی ٹیگور کی نگاہ میں اس کشتی کی طرح ہے جسے ہم پتوار کے بغیر ساحل تک لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کوشش، کوشش ناتمام ہوتی ہے اور بس۔ زندگی کو قوس قزح کے رنگوں میں ڈھالنا مقصود ہو تو اپنے آپ میں نظم پیدا کرنا ضروری ہے۔ ایک مفکر کا قول ہے کہ "اچھی زندگی دو انتہاؤں کے درمیانی راستے پر چلنے کا نام ہے۔"

(سرینگر سے نشر)



میہر کے بابا

شرن رانی

دنیا میں کچھ ایسی شخصیات ہوتی ہیں جن کا نام زبان پر آنے یا ان کا ذکر کرنے سے دل میں ایک ہلچل سی مچ جاتی ہے۔ روح کو ایک نئی تازگی ملتی ہے اور گرتا ہوا انسان ان سے حوصلہ پاکر ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

بالکل ایسی ہی شخصیت علاءالدین خاں کی بھی تھی جنھیں ہم پیار سے 'بابا' کہتے تھے۔ شاگردوں کے لیے وہ ایک گرو ہی نہیں بلکہ ایک شفیق باپ تھے۔

بابا محض ایک ماہر موسیقی یا سرود نواز نہیں یا متعدد دشوار سازوں کے فنکار ہی نہیں بلکہ ایک سادھو تھے۔ ایک مفکر تھے۔ سونے کا ایک ایسا مینار تھے جو زندگی بھر تپ کر کندن ہوتی رہی۔

میں بہت چھوٹی تھی اور سنگیت کی دیوانی تھی۔ والدین کا سایہ سر سے اٹھ جانے سے زندگی کا اکیلا پن گھیرے رہتا تھا۔ موسیقی میرے جینے کے لیے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا تھا تب ہی مجھے بابا کے درشن ہوئے۔ ایک چھوٹے قد کا انسان جس کی آنکھوں میں سمندر کی گہرائی تھی بظاہر ایک پرسکون اور سیدھا سادا انسان لیکن اندر سے ایک آتش فشاں۔ بابا نے اپنی زندگی میں اسقدر اتار چڑھاؤ دیکھے تھے کہ دوسرے کا سمجھنے میں انھیں دیر نہیں لگتی تھی۔

بابا نے طویل عمر پائی اور تقریباً سو سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ جب بھی سکھانے بیٹھتے، آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں رہتا اور یہی کہتے 'بٹیا زندگی میں کچھ نہیں کر پایا سنگیت تو مجھے آیا ہی نہیں۔' کتنے عظیم تھے یہ لوگ۔ 'سادھنا' ریاضت اور تپسیا ایسے ہی لوگوں نے کی۔

چھوٹی عمر میں ہی گھر سے بھاگ نکلے۔ سنگیت کی تعلیم پانے کے لیے ایک اچھے گرو کی تلاش تھی۔

جہاں کوئی ساز بجتا نظر آتا، خواہ وہ مندر میں بج رہا ہو یا بینڈ کے ساتھ۔ وہ چھوٹا سا لڑکا علاءالدین اسے سیکھنے پہنچ جاتا۔ دماغ ایسا انوکھا پایا تھا کہ صرف سن کر ہی سیکھ جایا کرتے تھے۔ گرو کی تلاش میں گھر سے بھاگ کر کلکتہ پہنچے۔ فلک بوس عمارتوں اور بھیڑ بھاڑ کا شہر کلکتہ اور اس میں ایک ننھا لڑکا بغل میں گٹھری دبائے۔ اس گٹھری میں ماں کے صندوق میں سے چرائے آٹھ روپے کی رقم۔ گنگا کا پانی پی کر اور تھک ہار کر یہ لڑکا کہیں سو گیا۔ صبح سو کر اٹھا تو دیکھا وہ گٹھری بھی چوری ہو گئی جو اس کی کل کائنات تھی۔ کنگالوں، معذوروں اور بھیک منگوں کے ساتھ لنگر میں بیٹھ کر بھوک کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔

بابا سرود سیکھنے کے لیے استاد احمد علی کے پاس رامپور گئے۔ بڑی دشواریوں کے بعد جب استاد نے ان پر نظر کرم کی تو پہلے کھانا بنانا سکھایا۔ بابا ان کا سب کام کرتے ان کے پیسوں کا بھی حساب کتاب رکھتے۔ استاد جب بھی ریاض کرتے بابا اس کو من میں اتار لیتے۔ ایک دن استاد احمد علی گھر پر نہیں تھے۔ بابا جن کی عمر اسوقت سولہ یا سترہ برس تھی، ریاض کر رہے تھے۔ اچانک استاد گھر واپس آئے تو انھوں نے چھپ کر علاءالدین کا ریاض سنا۔ چند دن بعد اس گھر سے بابا کو رخصت کر دیا گیا۔ دکھی من سے بابا اس گھر سے نکل کر اپنی زندگی کو ختم کر دینے کا تہیہ کر چلے لیکن وہاں سے تعلیم کی آس لیے رامپور کے استاد وزیر خاں صاحب کے پاس گئے۔

بے حد مشکلوں کے بعد رامپور میں بابا نے بہت کچھ سیکھا۔ وہ ہر ساز بجا لیا کرتے تھے۔ سرود سے تو ان کو خصوصی لگاؤ تھا ساتھ میں وائلن، سرمنگار، طبلہ، پکھاوج، کلارنٹ، ڈھول، شہنائی اور انیک ساز وہ ایسے بجاتے جیسے یہ ساز ان کے لیے ہی بنا ہو۔

رامپور کے بعد میہر کے مہاراجہ کے یہاں وہ آخری وقت تک رہے۔ وہاں انھوں نے سو یتیم بچوں کو لے کر ایک بینڈ پارٹی بنائی۔ کہنے کو تو 'بینڈ' لفظ گھٹیا لگتا ہے لیکن بابا نے انھیں کلاسیکی موسیقی کی تعلیم دی۔ ان کی پرورش کی اور خوبصورت و دشوار بندشیں انھیں سکھائیں۔ آج بھی ان میں سے کچھ زندہ ہیں جنھیں سب کچھ یاد ہے۔ بینڈ سے واد ورند کا جنم ہوا۔

ان کے شاگردوں میں روی شنکر نے بے حد شہرت پائی ہے۔ بابا خود بھی بہت سادگی سے رہتے اور اپنے شاگردوں سے بھی یہی توقع رکھتے تھے۔ کبھی کبھی بہت سخت گیر بن جاتے۔ انھیں غصہ بھی آتا تھا لیکن پیار بھی ٹوٹ کر کرتے تھے۔ اپنے بیٹے اور آج کے نامور فنکار استاد علی اکبر خاں کے بجانے سے بہت خوش رہتے۔ باہر سے غصہ دکھاتے اور اندر سے خوش ہوتے تھے۔ بابا نے جس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اس نے دنیا میں نام کمایا، شہرت پائی۔

بابا کے دن کی مصروفیات گھڑی کی سوئیوں کی طرح تھیں گھڑی تو چابی نہ ملنے سے رک سکتی تھی لیکن بابا کی مصروفیات میں فرق آجانا ناممکن تھا۔

سچائی، لگن اور محنت۔ یہ وہ تین عناصر تھے جو بابا اپنے شاگردوں میں ہونا ضروری سمجھتے تھے۔ وہ ہمیشہ میہر میں ہی رہے اور اتنی سادگی سے رہے کہ دنیاوی آرام کی چیزوں

جیسے ٹیلی فون، پنکھا، بجلی فرج وغیرہ کا کبھی انھوں نے سہارا نہیں لیا وہ کمپوزر تیسوی اور صوفی منش تھے۔ انیک راگوں کی رچنائیں کیں۔ بیشمار راگ تالیں، دھرپد، بندشیں انھیں یاد تھیں۔ ان کی شریک حیات جنھیں سب 'ماں' کہتے ان کے لیے طاقت کا منبع تھیں۔ وہ دیوی سمان، سادگی کی مورت اور ہم سب کا دھیان رکھنے والی ماں تھیں۔ جن کا اپنا کوئی جیون نہ تھا۔ ایک جان دو قالب۔ ماں زندگی بھر بابا میں ہی کھوئی رہیں۔ علی اکبر خاں دنیا بھر کا دورہ کرتے اور ماں کی آنکھیں راہ دیکھتے دیکھتے خشک ہو جاتیں۔ بیٹے کی واپسی پر پان لاتیں اور بیٹے کی نظر اتا رتیں میں ہو نچکی دیکھتی رہتی کہ یہ ماں جو منہ سے کچھ نہیں کہتی اس قدر پیار اانڈیلتی ہے۔

بابا اپنے کسی شاگرد سے روپیہ پیسہ نہیں لیتے تھے۔ ودیا دان کرتے اور جس طرح ممکن ہوتا اپنے شاگردوں کی مدد کرتے۔

آج ہمارے کتنے ہی فنکار اپنے فن کا مظاہرہ کرنے غیر ممالک میں جا رہے ہیں۔ لیکن ہمارے بابا آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے ہی دنیا بھر میں سنگیت کا جھنڈا لہرا آئے تھے۔ وہ شانتی نکیتن میں گرودیو رابندر ناتھ ٹیگور کے ساتھ بھی رہے۔ سوامی وویکانند سے بھی ان کی ملاقات ہوئی۔

بابا پنج وقتہ نمازی تھے۔ درگا ماں کے بھگت بھی۔ ہر مذہب کی عزت کرتے غریبوں، فقیروں کو گھر لاکر کھانا کھلاتے جانور، بندر کتا زخمی ہو جائے تو ڈاکٹر بن جاتے اور اس کا علاج کرتے جب تک جانور ٹھیک نہ ہو جاتا اپنے ہاتھ سے کھلاتے۔ گھر میں رکھتے اور پھر آزاد کر دیتے۔

پرندوں کے لیے گھر میں کھلی ٹوکریاں لٹکا رکھی تھیں۔ ان میں دانا پانی ڈالتے، چڑیاں آتیں، بے فکر ہو کر ان ٹوکریوں میں انڈے دیتیں۔ بچے ہوتے اور پھر اُڑ جاتیں۔

بابا کا آخری وقت آگیا۔ وہ ابدی نیند سو گئے۔ برف پر ان کا جسم رکھا تھا ہزاروں شائقین موسیقی، فقیر، راجہ سادھو سنتوں کی قطار ان کے آخری دیدار کے لیے لگی تھی۔

رخصت کی سب تیاریاں ہو گئی تھیں۔ بابا کو کاندھا دے کر قبر میں اتارا جا رہا تھا۔ میں نے کہا میں بھی کاندھا دونگی سب نے کہا عورت کاندھا نہیں دے سکتی۔ یوں لگا عورت یہاں بھی ماری گئی۔ میں کونے میں کھڑی رو رہی تھی کہ ہزاروں کے مجمع میں مولوی صاحب کی آواز آئی۔ شرن رانی کو بلائیے وہ بابا کو مٹی دے گی۔

میں یوں بھاگی جیسے انھیں کچھ کہہ کر واپس بلا لاؤنگی۔ لیکن وہ پرسکون اور ابدی نیند سو رہے تھے۔ میرے ہاتھ میں مٹی تھی جو نہ جانے کب مجھ سے قبر پر ڈلوا دی گئی۔

مجھے لگا میں پھر سے یتیم ہو گئی ہوں۔ میرا باپ پھر سے چلا گیا۔ میں چاہتی ہوں ہم سب ان کی دکھائی راہ پر چلیں۔ ایسے تھے ہمارے بابا۔ وہ امر تھے امر ہیں اور امر رہیں گے۔

(دلی سے نشر)

خواتین اور سماجی اصلاحات

صالحہ عابد حسین

سماجی اصلاحات کو اگر بہت وسیع پیمانے پر لیجیے تو پھر آمیں ساری دنیا نہیں تو سارا دیس تو آ ہی سکتا ہے۔ میں تو یہ نہیں کہوں گی کہ اس میں عورتیں کام اور مفید کام نہیں کر سکتیں مگر مردوں کی اس دنیا میں جہاں جنگ و جدل خون خرابا، فسادات، ہنگامے وغیرہ ہیں، عورتیں کہاں تک کامیاب ہو سکتی ہیں یا کوشش کر سکتی ہیں، یہ ذرا غور طلب امر ہے۔ بہرصورت کسی نہ کسی حد تک وہ اس نیک کام میں کہ دنیا میں امن اور شانتی رہے۔ دنیا والے محبت اور پیار سے اپنے اور دنیا کے معاملات صلح اور آشتی سے طے کرنے کی اپنے مردوں سے اپیل کریں، اپنے بچوں کو تربیت دیں، اور اپنے اور رفیقوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دیں کہ فسادات اور خون خرابے اور ہنگاموں سے آج تک دنیا کے مسئلے حل نہیں ہوئے بلکہ اور زیادہ بڑھے ہیں اور دنیا میں تباہی کے ساتھ نفرت اور تعصب پھیلا ہے۔

عورت جو ماں ہے، بہن ہے، بیوی ہے، بیٹی ہے اور ہر حال میں مردوں کو، ہر زمانے، ہر عمر، ہر حال میں عورت سے واسطہ پڑتا ہے، وہ اس کی تعریف کر سکتی ہے، لیکن اس بڑے کام کے ساتھ سماج کی دوربیں سی اصلاحات ہیں۔ وہ چھوٹی سہی مگر اہمیت سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ خاص کر میں اسوقت ہندوستانی عورت سے مخاطب ہوں۔ وہ سمجھنے کی کوشش کریں اور بیڑا اٹھالیں کہ معاشرہ یا سماج کی بعض اصلاحیں ان کے ہاتھ میں ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہیں اور اگر وہ اس کو پورا نہیں کرتیں تو خود بھی دکھ اٹھاتی ہیں اور خدا یا بھگوان کے سامنے بھی ان کو جوابدہ ہونا ہوگا کہ اپنے فرائض سے بے پروائی کیوں برتی۔

سماجی اصلاحات میں خواتین کیا کر سکتی ہیں۔ سماج نام ہے خاندانوں، محلے پڑوسیوں اور ذات پات وغیرہ وغیرہ کے مجموعہ کا۔ اب لیجیے عورت کہ بچہ اس کی کوکھ سے جنم لیتا ہے۔ سماج کی اصلاح کا پہلا قدم کون اٹھا سکتا ہے؟ عورت کہ بچہ اس کی گود میں اچھی بری باتیں سیکھتا ہے۔ سماج نام ہے اس معاشرہ، اس دنیا کا جس میں مرد اور عورت مل کر دنیا بساتے اور اپنے ننھے سے گھر کو سماج کا ایک حصہ بناتے ہیں اور ان ننھے ننھے یونٹوں سے ہی خاندان اور سماج بنتا ہے۔

اچھا اب بڑی بڑی باتیں چھوڑ کر چند چھوٹی مگر آہ کتنی بڑی باتوں کی طرف توجہ دیں جس سے سماجی اصلاح کا کام عورتیں کر سکتی ہیں۔ سب سے پہلے لیجیے خرچ اور آمدنی کا مسئلہ آپ اور ہم سب یہ جانتے ہیں کہ اس دور میں مہنگائی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور بڑھتی جاتی ہے۔ اس وقت غریب ہوں، متوسط درجے کے لوگ ہوں، نوکری پیشہ ہوں یا مزدور ہوں۔ غرض سب کو یہ مسئلہ درپیش ہے کہ آخر کسی طرح اس مصیبت سے نبٹا جائے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو مسلسل آمدنی بڑھتی رہے (بھلا یہ کیسے ممکن ہے؟) اور یا؟

اب اس بات کے کئی جواب ہیں۔ عورتیں بھی کام کریں۔ جو نوکری نہیں کر سکتیں وہ گھر بیٹھ کر دوسرے کام کریں جو گھر بیٹھے خواتین کر سکتی ہیں۔ اور تھوڑی بہت آمدنی بڑھا سکتی ہیں۔ اور کفایت سلیقے اور بجٹ بنا کر گھر کے سب افراد کو ساتھ لے کر سمجھا کر گھر چلائیں۔ مگر یہ سماجی اصلاح کہاں ہوئی گھریلو مصیبت سے نبٹنا ہوا۔ تو۔ تو پھر سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ دھاندلی اور زبردستی جو قیمتیں بڑھائی جاتی ہیں، اس کا بائیکاٹ کریں۔ انھیں ہرگز نہ خریدیں۔ اگر محلے بھر کی عورتیں یہ فیصلہ کرلیں اور مرد دل میں جہد کرنا سیکھ لیں۔ اور روزمرہ کی چیزیں اسی دام پر خریدنے کا فیصلہ کریں جو مناسب ہے۔ دکانداروں کو جتا دیں کہ بڑھے ہوئے داموں اور بلیک سے ہم نہیں خریدیں گے۔ محلے بھر کی عورتیں یہ طے کرلیں تو سبزی پھل سڑیں گے۔ دوسرا سامان خراب ہوگا۔ دالیں گھن لگ جائیں گی۔ کپڑا پڑا رہے گا وغیرہ وغیرہ۔ مگر اس میں تو اتحاد، یکجہتی اور اپنے من کو مارنے کی اور بہت محنت کرنے کی ضرورت ہے ورنہ مرد حضرات ہی آپ کے پیچھے لگ جائیں گے کہ ہم

سے یہ سب نہیں سہا جاتا۔ اور کچھ عرصے آپ یہ کام کر کے دیکھیں تو ضرور اندازہ ہوگا کہ اس کا اثر ہوتا ہے۔

یہ بڑی اصلاح ہے۔ مگر ضرورت صبر کی، برداشت کی، اور ہم رائے ہونے کی ہے اور میں تو کہتی ہوں کہ ان بیوپاریوں کی بیویوں کو بھی سمجھائیے کہ آپ اپنے مردوں کو سمجھائیے کہ اتنی نہ بڑھا مہنگائی کہ کل تو خود بھی اس کی سزا بھگتے۔ پھر دواؤں کا مسئلہ ہے۔ نقلی دوائیں، مہنگی دوائیں، جھوٹی دوائیں، آپ نے خریدیں تو بجائے فائدے کے نقصان ہی تو ہوگا، ڈاکٹر عورتیں اور ڈاکٹر مرد بتائیں کہ نقلی دوائیں اور نقلی ڈاکٹر کیا اور کیسے ہوتے ہیں کیونکہ اس میں تو آپ کے بچوں کی، آپ کی اور آپ کے گھر والوں کی جان یا صحت خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ سماجی اصلاح کی یہ دونوں شقیں بہت اہم اور بہت ضروری ہیں۔

اب آئیے سب سے بزننگ ٹاپک یہ سب سے زیادہ ذلیل بڑے ہوتے رواج پر سب سے خطرناک سب سے بھیانک انجام جس کا ہوتا ہے اور جو میں کہوں گی کہ تمام تر عورتوں کا کام ہے کہ اس کی اصلاح کریں۔ وہ کیا ہے؟

تلک، جہیز، چڑھاوا، شادی کا لین دین، لڑکے کو خریدنا، لڑکے کو بیچنا، لڑکے کو ذلیل کرنا، اور لڑکی کی جان خطرے میں ڈالنا۔ ویسے ماں جو اپنی بچی کو جدا کرتے وقت اپنی محبت اور پیار کی نشانی تھوڑا بہت اسے ضرور دیتی ہے۔ مگر وہ اپنی خوشی سے دے اپنی حیثیت کے مطابق دے۔ خاموشی سے دے۔ کسی کے اصرار پر یا مجبور کرنے پر لڑکی کو دلن نہ دے۔ آپ کی لڑکی سوشل، خوش شکل، پڑھی لکھی، سمجھدار جس کو آپ نے آنکھ کی پتلی بنا کر پالا ہے جو آپ کا جگر گوشہ ہے۔ دھن کا دان کیوں کریں؟ مرد اور عورت گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ دونوں مل کر زندگی کی گاڑی کو کھینچتے ہیں۔ یہ لین دین کی لعنت ایسی تباہ کن ہے اور اتنی بڑھتی جا رہی ہے کہ ہزاروں قیمتی جانیں اس کی بھینٹ چڑھ رہی ہیں، آپ کہیں گے کہ ہم کیا کریں لڑکی کو کیسے بٹھائے رکھیں۔ ہرگز نہ بٹھائیے مگر جب کوئی لڑکا ملے جو لالچی نہ ہو، بیوقوف نہ ہو۔ تب اس کے ہاتھ پیلے کیجئے۔ ماں پر یہ ذمہ داری ہے، ماں کیوں خاندان کی سب خواتین پر کہ جو اس خاندان، اس لڑکے کو صاف منع کر دیں جو اشارتاً بھی لین دین کی بات کرے۔ کتنا بے غیرت ہوگا وہ مرد جو خود کو عورت کے ہاتھ بیچ دے۔ پھر بھی کیا وہ تو اسے مناکر جلا کر، زندگی عذاب کر کے سالوں اس سے جہیز مانگتا رہتا ہے اور جو نہ لا سکے تو اسے جلا ڈالتا ہے، مار ڈالتا ہے یا خودکشی پر مجبور کرتا ہے ورنہ ٹارچر تو کرتا ہی رہتا ہے اور دکھ اور زخم۔ اور شرم کی بات یہ ہے کہ اس میں اکثر اس کی ماں جو خود عورت ہے، کبھی کبھی بہن جو خود لڑکی ہے۔ شریک ہوتی ہے۔ چاہے بعد میں پھانسی ہو، یا جیل ہو، یا یہ بھی نہ ہو تو عمر بھر ضمیر کی آگ میں جلتی رہیں۔

چلو، جلاتے سب نہیں مگر ہوس تو بڑھ رہی ہے، اور اب تو ان لوگوں میں جہاں تلک یہ چڑھاوا مانگنا شرمناک سمجھا جاتا ہے، ان پر بھی یہ اثر پڑنا شروع ہو گیا ہے اور وہ بہوؤں کو ستاتے طعنے دیتے، اور زندگی عذاب بناتے ہیں۔ گھر سے کیا لوٹی تھی؟ ماں باوا نے دیا کیا تھا؟ نٹ پونجیئے گھر کی آئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اوّل تو آپ بھی لڑکا والے بھی چڑھاوے یا تلک کی مانگ لڑکوں سے ہرگز نہ کریں۔ وہ دیں بھی تو ہرگز نہ لیں۔ دوسرے جہیز ہرگز نہ دیجئے۔ نقد کا تو سوال ہی نہیں۔ شگون دینا ہے تو ایک روپیہ سے بھی پورا ہو سکتا ہے۔ سلامی دینی ہے تو سو پچاس بھی قدردان سر آنکھوں پر رکھ کر لے گا۔

اور اب اپنی نوجوان خواتین سے کہوں گی کہ سماج کی اصلاح دراصل آپ کے ہاتھ ہے۔ کیوں۔ ہم تو بوڑھے ہوئے ماں، نانی، دادی نئی چیزوں کو نئے کاموں کو اس طرح نہ کر سکیں گی جیسے کرنا چاہئے۔ مگر آپ تو کریں گی؟ اوّل تو آپ کے بزرگوں کو آپ کو لکھانا پڑھانا اور اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے قابل بنانا ہے۔ کوئی ہنر ہو، کوئی ہاتھ کا کام ہو، یا علمی، ادبی، سیاسی، دفتری کام ہو، اس کو آپ کو سیکھنا ہے۔ آپ نئے زمانے کی روشن خیال عورت ہیں مگر اس روشن خیالی اور تعلیم کو سنگار بنائو۔

غلط کاموں مردوں کو ریجھانے پر صرف نہ کیجئے بلکہ تعمیری کاموں میں اپنی صلاحیتوں کو لگائیے۔ ملک کی قوم عورتوں کے مسئلوں کی طرف توجہ دیجئے۔ اور سب سے پہلے خود اپنی طرف۔ جو مرد وہ خواہ کتنا ہی اچھا ہو، آپ سے اس شرط پر شادی کرے کہ یہ ملے وہ ملے اور اتنا دیا جائے اور اتنا دیا جائے۔ اس سے آپ ہرگز شادی نہ کیجئے۔ ہرگز کیوں؟ اسی لیے کہ کل وہ آپ کو جلا بھی سکتا ہے طلاق بھی دے سکتا ہے، ستا بھی سکتا ہے، اور پھر کیا آپ کے دل میں اس مرد کی عزت ہوگی جو اپنے قوت بازو پر اپنا گھر نہیں بساتا بیوی کی خیرات پر عیش کرنا چاہتا ہے۔ انتظار کیجئے۔ اچھے اور نیک لڑکوں کی بھی دنیا میں کمی نہیں ہو سکتی ہے۔ آپ کے لیے کوئی اچھا لڑکا خدا نے پیدا کیا ہو۔ اور اگر کوئی نہیں بھی ملتا تو آپ اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکتی ہیں۔ اپنا خود پر بھروسہ رکھ کر زندگی بسر کر سکتی ہیں۔

اور جن مردوں کی جوان بیویاں جلا دی یا مار دی گئی ہیں یا مر گئی ہیں۔ اس مرد سے کوئی لڑکی شادی نہ کرے۔ ہو سکتا ہے کل کو آپ کا بھی یہی انجام ہو۔ گھبرائیے نہیں۔ دس پانچ سال لڑکیوں نے اس قسم کے مردوں کا بائیکاٹ کیا، اور انکو ذلت کے ساتھ ٹھکرایا تو خود مردوں میں ایسا طبقہ آئے گا۔ جو بیوی کو بیوی کی خاطر قبول کرے، روپے اور جہیز کے لیے نہیں، اسے مار کر دوسری لانے کے لیے نہیں۔

بہنوں، بیٹیوں، تم۔ تم سماج کا ستون ہو۔ تم ان خرابیوں سے خاص کر اس برائی سے نپٹ سکتی ہو۔ میں کہونگی مت بھولو بزرگوں کا قول۔ مت کر ساس برائی تیرے بھی آگے آئے گی۔ لڑکیوں سے میں کہوں گی انتظار کرو۔ عزت کیسا تو تمہارا ساتھی بننے کے لیے کہیں نہ کہیں سے کوئی آئیگا ہاں اپنی عزت کی حفاظت وقار اور انتظار تمہیں رکھنا پڑیگا۔ مردوں سے میں کہوں گی، آپ باپ ہوں، بھائی ہوں، سسر ہوں، میاں ہوں، بیٹا ہوں۔ یہ نہ بھلائیے کہ گھر عورت سے۔ سماج عورت سے ہے۔ دنیا عورت سے بنتی ہے سدھار کرنا عورت جانتی ہے۔ جو عورت ظالم ہے۔ تنگدل ہے دوسروں کو ستاتی اور بہو بیٹیوں کی موت یا ذلت میں مرد کے ساتھ شرکت کرتی ہے۔ وہ عورت کے ماتھے کا کلنک ہے۔ انسانیت کو رسوا کرنے والی ہے۔

یوں تو ہزاروں اصلاحات ہیں مگر ان دو چار اصلاحوں کو بھی آپ عزم وہمت، حوصلہ اور پکے ارادوں کے ساتھ کرنے کا فیصلہ کرلیں تو بہت بڑا حصہ آپ ادا کریں گی، اور خواتین کی نسوانیت کی لاج اور انسانیت کا سر اونچا کرنے کا سہرا آپ کے سر بندھے گا۔

(اردو مجلس، اگاشوانی دلی سے نشر)

جلیس نجیب آبادی

شاخساروں سے الجھتی تھی ہوا چاروں طرف — "لوٹ جاؤ" چیختے تھے نقش پا چاروں طرف
خاک وخوں کا ڈھیر، خوش اندیشیاں، خوش فہمیاں — زندگی اور حادثوں کا سلسلہ چاروں طرف
ذرہ ذرہ نوحہ خواں میری شکست وریخت کا — اک غبار نارسی چھایا ہوا چاروں طرف
کب تلک آخر نہ ٹوٹے گا خیالوں کا طلسم — گھات میں ہے اک سناٹک سلسلے چاروں طرف
میں بھی نکلوں پھر کسی "کوہ ندا" کی کھوج میں — تم بھی ڈھونڈو خواب زار گمشدہ چاروں طرف
سارے موسم بے مزا بے کیف، ہر منظر اداس — آپ آجائیں تو چھا جائے نشہ چاروں طرف

کر عطا یارب کسی امید کا ابرِ کرم
دیکھو سورج آگ برساتا ہوا چاروں طرف

(نجیب آباد سے)

موجودہ سینما اور نئی ٹیکنالوجی

بشیر بدگامی

ویڈیو کے میدان میں آجکل نت نئے تجربے ہو رہے ہیں اور نئی نئی ایجادات ہو رہی ہیں۔ ان تجربات و ایجادات کی رفتار اور ترقی اس قدر تیز ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ان نئی ایجادات سے اکثر لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن کچھ لوگ جن کا تعلق فلم میڈیم سے ہے کئی خدشات کا اظہار کر رہے ہیں۔ ویڈیو کی ان حیرت انگیز اور نت نئی ایجادات کے آخری اور مستقل اثر کے بارے میں ابھی کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ ہر دن اس میدان میں ایک نئی دریافت، ایک نئی چیز کے آنے کی خبر لاتا ہے۔

فی الحال آیئے ہم دیکھیں کہ ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی سینما پر کہاں تک اثر انداز ہو رہی ہے۔

۱۹۶۰ء میں جب امریکہ میں پہلی بار ویڈیو سینما کے مقابلے میں آیا تو بجائے اس کے کہ یہ فلم صنعت کی تباہی کا باعث بن جاتا، فلم انڈسٹری کے لیے فائدہ مند ثابت ہوا۔ اس نے مختلف طریقوں پر فلم انڈسٹری پر اپنا اثر ڈالا۔ با صلاحیت اور دور اندیش لوگوں نے ویڈیو کو فلم پروڈکشن میں جزوی طور پر استعمال کرنے کے امکانات پر سوچنا شروع کیا۔ پہلے انھوں نے فلم اور ویڈیو کیمروں کو ہم زاویہ کر کے ایک ٹی وی مانیٹر سامنے رکھا اور منظر فلم بندی سے پہلے ہی مکمل طور پر سامنے آیا، اس سے ہدایت کار کے لیے کافی سہولیات پیدا ہوئیں۔ کبھی کبھی وہ ایک اور ویڈیو کیمرہ اگلے شاٹ کے لائن اپ اور کنٹی نیوٹی کے لیے استعمال کرتے تھے۔ یہ طریق کار ٹی وی اسٹیڈیو سے لیا گیا۔

جہاں تک ٹیلی ویژن کا سوال ہے یہ سینما کے لیے کوئی مستقل خطرہ نہیں ہے کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ٹیلی ویژن نے مختلف ممالک میں پہلے پہل سینما ہالوں میں فلم بینوں کی تعداد کو کم کیا، لیکن بعد میں اس حاضری میں اضافہ ہوا۔ اور پھر یہ ایک خاص نکتے پر قائم رہی۔ ٹیلی ویژن کسی بھی صورت میں سینما ہالوں کو بند کرنے اور ان کی جگہ لینے کی پوزیشن میں نہیں آ سکتا، اور بڑے اسکرین کی عظمت اور شان و شوکت کبھی فنا نہیں ہو سکتی۔ لیکن جہاں تک ویڈیو کا سوال ہے اس کے حملے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور فلم والوں کو بھی اس خیالی دنیا سے نکل کر حقیقتوں کا سامنا کرنا ہوگا، اور جدید ٹیکنالوجی کا بہتر استعمال کر کے اسے اپنے فائدے کے لیے استعمال کرنا ہوگا۔

نئی ٹیکنالوجی کا اثر فلم سازی کے لیے فیصلہ کن اور فائدہ مند ثابت ہوگا۔ ایک طرف ویڈیو ایک نیا فلم بین طبقہ پیدا کرے گا، دوسری طرف ویڈیو کے ذریعے نہایت ہی فضول فلمیں مارکیٹ میں آجائیں گی۔ فلم سازی، فلم والوں کے ہاتھ سے نکل کر باہر والوں کے ہاتھ میں آجائے گی۔ فلم سازی ایک طرح کی گھریلو انڈسٹری بن جائے گی، جب ویڈیو عام ہو جائیگا۔

ہر نئی چیز کی مخالفت کرنا اور کوئی اچھا رجحان نہیں ہے۔

فلم اور ویڈیو کی درمیانی دیوار جلد ہی منہدم ہو جائے گی اور اب یہ جلد ہی ممکن ہوگا کہ فلم کو ویڈیو اور ویڈیو کو فلم پر منتقل کیا جائے گا۔ یہ صحیح ہے کہ پرنٹ کوالٹی میں تھوڑا سا فرق ہوگا لیکن ایسا بھی نہیں کہ غیر تسلی بخش ہو۔ اگرچہ فی الحال ویڈیو سے فلم پر تصویر کو تسلی بخش حد تک منتقل کرنا مہنگا ہے، لیکن جاپان میں اس سلسلے میں جو تحقیق ہو رہی ہے اس کے مطابق اگلے تین چار برس میں جاپانی کمپنیاں اس پوزیشن میں ہوں گی کہ وہ ایسے آلات بازار میں لائیں جو ویڈیو کو فلم پر منتقل کرے اور اس کی کوالٹی اتنی ہی اچھی ہوگی جتنی سلولائیڈ فلم پر شوٹ کی جانے والی فلم کی ہوتی ہے۔

اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ آپ اپنے آرٹسٹوں کو پیش منظر میں ایک خاص پوزیشن پہ کھڑا رکھیں اور ایک ملا جلا پس منظر جس میں عجیب و غریب مناظر کا امتزاج ہو، ایک کمپیوٹر کے ذریعے تخلیق کریں۔ یہ بیک گراؤنڈ کارٹون یعنی مشینی بیک گراؤنڈ نہیں بلکہ حقیقی تصاویر پر مبنی بیک گراؤنڈ ہوگا۔

ایک اور تجربہ جو یورپ کی ایک پوسٹ پروڈکشن لائبریری میں کیا گیا ہے، بڑا حیرت انگیز ہے، جہاں امریکی صدر ریگن کی ۴۵ سیکنڈ کی ایک فلم تیار کی گئی جس میں صدر امریکہ ایک ایسی تقریر کر رہے ہیں جو پہلے روسی صدر گورباچیوف نے کی تھی۔ یہ کامیابی صدر ریگن کی سپلٹ سیکنڈ تصاویر جمع کرنے اور ہونٹوں کی مطلوبہ حرکات حاصل کرنے اور بعد میں اسے اصل ساؤنڈ ٹریک کے ساتھ ملانے سے حاصل کی گئی۔

ماہرین کا خیال ہے کہ جلد ہی وہ وقت بھی آئے گا جب ریکارڈ شدہ مواد میں نہ صرف آرٹسٹ کے کاسٹیوم تبدیل کیے جا سکتے ہیں، بلکہ اس کے چہرے کے تاثرات کو بدل دیا جا سکتا ہے۔

اب یہ بھی ممکنات میں سے ہے کہ آپ اپنے ویڈیو کو ایک دور دراز مقام پر واقع لائبریری سے منسلک کریں جسکے پاس فلم کے ایک ہزار پروگرام ہوں۔ آپ کوئی بھی پروگرام ڈائل کریں جو آپ اپنے ٹی وی سیٹ پر دیکھنا چاہیں گے حتیٰ کہ آپ چاہیں گے تو فلم دیوداس کے تین الگ الگ ورژن جیسے بمل رائے، بروا یا ناگیشور رائے کا دیوداس، اور پھر آپ اپنے ویڈیو سیٹ پر انھیں فریم کے بعد فریم چلا کر ان کا موازنہ کر کے دیکھ سکتے ہیں۔

ویڈیو کے چلن سے نہ صرف فلم بین طبقے میں اضافہ ہو سکتا ہے، بلکہ تقسیم کاری کے دو اور ذریعے بھی نکل آئے ہیں۔ ایک وہ جسے ہم ویڈیو ٹیری ٹوری کہہ سکتے ہیں، دوسرے فلم ٹی وی کا نیشنل نیٹ ورک پر۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ویڈیو کے بہتر استعمال کے امکانات کا جائزہ لیا جائے اور اسے فلم صنعت کی ترقی اور خوشحالی کے لیے استعمال کیا جائے۔

گزشتہ سال ایک ایسا تجربہ بھی کیا گیا جس کے تحت فلم کی ایڈیٹنگ میں ویڈیو کی مدد لی جا سکتی ہے۔ اس تجربے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ فلم ایڈیٹنگ میں اب اتنا وقت نہیں لگے گا جتنا کہ پہلے لگتا تھا بشرطیکہ یہ تجربہ پوری طرح سے کامیاب اور قابل قبول بن جائے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ فلم پر ریکارڈ شدہ سارے مواد کو ویڈیو ٹیپ پر منتقل کیا جائے اور پھر کمپیوٹر کی مدد سے بنیادی کٹنگ کی جائے اور نگیٹو کٹنگ، فلم پر کی جائے اس طریقۂ کار سے ایڈیٹنگ میں مزید بہتری آنے کی توقع ہے۔ اس کے علاوہ ایڈیٹر اصل فلم کو کاٹے بغیر مختلف قسم کے ایڈیٹ لگا کر نتائج کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ یقیناً اس تجربے کی مکمل کامیابی اور ضروری ساز و سامان کی دستیابی کے بعد ایڈیٹنگ زیادہ سستی اور زیادہ بہتر ہوگی اور وقت کی بھی کافی بچت ہوگی۔

(ریڈیو کشمیر سرینگر کے شکریہ کے ساتھ)

شیخ جی

اکرام الحق

شیخ جی دو بڑی سی چیز ہیں، خدا نے عجیب تن و توش عطا فرمایا ہے، تاڑ کہلا سکتے ہیں، نہ پہاڑ، وہ جو بوٹا سا قد مشہور ہے، انھیں پر صادق آتا ہے۔ بالکل بوٹا بوٹا سا جب بوٹ پہنتے تھے، لوگ انھیں بلند قامت کا طعنہ دیتے، اور جب چپل پر اتر آئے ہیں، غیر مقلدوں کے لیے شامت کہلاتے ہیں۔ کسی زمانے میں سوٹ بھی زیب تن کیا ہوگا، اور اب تو زیب تن جا رہے ہیں اس لیے کھدر کا کرتہ زینت بنا ہوا ہے، اور کھدر بھی اس لیے کہ انھیں گاندھی جی کی محبت اور اپنے گاؤں کے بنکروں کی حشمت عزیز ہے۔ دھوتی اس لیے کہ یہ ان کی پرم پرا گت ملبوس ہے اور بھارتی سنسکرتی کی پرتیک بھی۔ ٹوپی چپکاتے کبھی نہیں دیکھے گئے، کہ ماشاءاللہ زلف اب بھی لہراتی ہے اور لوپیا جی کی یاد دلاتی ہے۔

خدا کے نعمت بیکراں کے معترف ہیں اور خوش خوراک ہیں پر قناعت اور استغنا کا یہ عالم ہے کہ اکثر چنا چبانے نظر آتے ہیں، اور دوستوں کو بھی چنا چبائی کی دعوت عام ہوتی ہے۔ دعوتیں جہاں کہیں بھی ہوں دعویدار شرکت بن جاتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ داعی حد درجہ تکلف کا ثبوت پیش کرتے ہوئے جھجک جھجک کر پروستے ہیں اور یہ حضرت سراپا تکلف برطرف کا نمونہ پیش کرتے ہوئے اجی بس اجی بس کا نعرۂ مستانہ بلند کرتے ہوئے مشق دہن جاری رکھتے ہیں۔

نہایت پرہیزگار ہیں، آج تک ایں جناب سے کوئی پاپ سرزد نہیں ہوا، ہاں باپ بننے کا بہت شوق ہے اور اکثر بنتے ہی رہتے ہیں اور کبھی در بھاگ سے باپ نہیں بن پاتے تو اس قبیل کی کوئی اور بزرگی ضرور اوڑھ لیتے ہیں۔ داماد تو وہ بہت پہلے ہی سے ہیں کسی کے، پر آج بھی ہر گاؤں کو ان کے سسرال بننے کا سوبھاگیہ حاصل ہے۔

سچائی ان کے نام کا ایک جزو ہے۔ دروغ گوئی ان کی صفت مصلحت آمیز۔ فیض آباد سے لے کر غازی پور تک اور بلیا سے لے کر بنارس تک لب دریا آباد ہر گاؤں ان کے آباواجداد کا بسایا ہوا ہے۔ اور کسی نہ کسی گاؤں میں ان کے بزرگوں کی دو چند یادگاریں ضرور قائم و دائم ہیں۔ ان گاؤں کے آموں کے بہترین باغات ان کے یا ان کے رشتہ داروں کا ہی ہے پورے اتر پردیش میں لذیذ ترین شہد آگیں آم انھیں کے باغوں کا ہوتا ہے۔ پر آم وہ ہمیشہ دوسروں کے باغوں کا ہی پسند کرتے ہیں، پسند کا یہ عالم ہے کہ اگر دل چاہا تو پورے پیڑ پر ہی آدمی چل جائے گی اور آم جھڑ جھڑ کر براہ راست شکم زیب ہوں گے، کیونکہ ان باغات کے مالکین کی دلدہی مطلوب ہوگی اور خدا کی نعمت غیر مترقبہ کا ہزار شکر۔ نیک بخت اتنے کہ شکم سیری میں بھی خدا کا نام لینا نہیں بھولتے۔ ہر آم پر ایک سبحان اللہ چپت کرتے، پورے ننانوے نام ورد کر جائیں گے اور باقیماندہ خوش نصیبوں پر علم الکلام کی تمام نادر کتابوں کے ابواب نچھاور کر دیں گے۔

ماشاءاللہ خوش بیان اور خوش لسان ہیں لیکن مجال ہے کہ بلا وجہ زبان ہل جائے۔ زبان کی خاموشی تو قفل لگا ہوا ہے اور تاریخ دانی کا آسیب۔ منطق ان کی لونڈی ہے اور تاویل ان کی دست بستہ باندی۔ بخیہ نہایت ہوشیاری سے اُدھیڑتے ہیں اور کبھی کبھی اسقدر ادھیڑبن کرتے ہیں کہ بال کی کھال صاف نظر آنے لگتی ہے۔

علم و ذہانت کے بحر ذخار ہیں، کوئی کتاب، کوئی واقعہ ان کی نظروں سے بچ کر نہیں جا سکا۔ کتاب ہائے مذاہب از بر، ادبیات زمانہ زبان زد، جغرافیہ ہائے عالم ذہن نشین۔ جب چاہیں گل افشانی کا نقارہ برپا کر دیں اور جب چاہیں نطق زباں کا طلسم باندھ دیں۔

مجسم لطف و اکرام ہیں، گاہ حاتم طائی سا سخی، گاہ قارون سا بخی، رب کریم نے مسکراہٹوں کو ان کے لبوں کا ہمنوا بنا دیا ہے۔ اور لب کشیدگی کو ان کا دوست، تنگ ظرف تو وہ ہرگز نہیں۔ بلکہ فراغ اتنے کہ اس میں کبھی آپ سما جائیں اور کبھی باہر چھلک کر خاک پر گر پڑیں۔ غصہ تو ان کو آتا ہی نہیں، صرف کنکھیوں سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ اور وہ بھی چشم بینا کی طلب گار، جب کبھی آتا بھی ہے تو فوراً چلا جاتا ہے اور ساتھ میں شیخ جی کو بھی ساتھ لیتا جاتا ہے، کیونکہ امن عامہ کو وہ بہت عزیز رکھتے ہیں۔

غضب کا مشاہدہ پایا ہے۔ پراچین بھارت سے لیکر آج تک ملک میں جو بھی گھٹنائیں دُرگھٹنائیں ہو چکی ہیں وہ خود ان کے شاہد رہے ہیں اور اکثر میں ان کی بنا پڑنے کا ان کو اعزاز حاصل رہا ہے اور وہ نہیں رہے ہیں تو ان کے آبا ضرور رہے ہیں۔ حضرت رام کے ایودھیا آمد پر جو چراغاں ہوا تھا، انھوں نے اس کو بھی دیکھا تھا، اور جب راون کے قتل حق و ناحق پر بڑے بزرگوں میں جو تکرار ہوئی تھی تو بیچ بچاؤ کا پُن بھی ان کے آبا ہی نے لوٹا تھا۔ بلکہ رام راجیہ کا پورا پلان اور دستور اساسی انھوں نے ہی تیار کیا تھا۔

ایک دن کہنے لگے میاں اکرام ہماری عظمت و بزرگی اور عوام دوستی کا تم کو کیا علم۔ ہم تو سچ مچ بادشاہ گر اور جمہور باز رہے ہیں۔ بارہ کے سیدوں کو لوگوں نے خواہ مخواہ سر پر چڑھا رکھا ہے تم کو کیا معلوم کہ حقیقت میں ہم ہی ان کے پیشرو رہے ہیں۔ شیر شاہ کے تابڑ توڑ حملوں اور اپنی مسلسل ہزیمت کا مارا ہمایوں جس وقت غریب بھشتی کے سہارے دریا پار اترا ہمارے ہی چھکڑ دادا حضور نے ان کی پیشوائی کی اور اس طرح اسے دوبارہ ہندوستان کا بادشاہ بننا نصیب ہوا، ورنہ مغلوں کی ہوا اکھڑ چکی تھی۔ یہ تھی ہماری شاہ نوازی اور نمک خواری۔ یہاں تک کہ بھشتی کو جو ایک دن کا شاہ ہند بننے کا شرف اور چمڑے کے سکے جاری کرنے کا ظرف حاصل ہوا وہ ہماری ہی سفارش کا نتیجہ تھا۔

اے میاں چھوڑو پرانی باتوں کو، کل ہی کی بات ہے۔ سورگیہ ڈاکٹر راجندر پرشاد کو صدر ہونا ہم ہی سے نصیب ہوا، اور وہ اس طرح کہ انتخاب ہوا، لیکن وہ ففٹی ففٹی کے شکار ہو گئے۔ اسوقت میری والدہ محترمہ کا واحد ووٹ ہی قول فیصل ثابت ہوا، اور وہ صرف ایک ووٹ کی زیادتی سے صدر بن گئے۔

سیاست جدید میں بھی شیخ جی کو زبردست دخل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ غازی پور کا ہر اندولن ان کا رہین منت ہے اور ہر جیل ان کے قدموں کی برکت سے مقدس۔ اعلان آزادی سے پہلے لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور بھارتی رہنماؤں نے ان سے مشورہ لینا ضروری سمجھا تھا۔

تعلقات اور پہچان غضب کا رکھتے ہیں، بنارس اور گورکھپور میں تعینات ہر اعلیٰ و ادنیٰ افسران کا رشتہ دار یا طرفدار ہے، یہی ان کا کلاس فیلو تو کبھی لنگوٹیا یار۔ اگر وہ براہ راست ان کو نہیں پہچانتے تو بالواسطہ ضرور پہچان لیں گے۔ اور اگر پہچاننے میں دقت ہوگی تو جنم پتری کنسلٹ کرنے میں وہ ہرگز تاخیر سے کام نہ لیں گے۔ اکثر بوڑھا، پوپلا ان کے گودو

(آگے ص ۲۳ پر)

جدید اردو شاعری میں علامت نگاری

محسن جدگانوی

ماہرینِ لسانیات نے زبان کو ایک صوتی علامیہ قرار دیا ہے اور اس صوتی علامیہ میں علامت، زبان کا ایک ایسا جزو ہے جو زبان کو معانی و مفاہیم کی پوشیدہ دنیا سے آشنائی بخشتا ہے۔ اردو شاعری میں علامت نگاری کا جائزہ لینے سے پہلے عالمی افق پر Symbolist Movement کا اجمالی جائزہ لینا ضروری ہوگا۔ علامتی تحریک کی نشاندہی سب سے ۱۸۸۵ء میں فرانس کے مشہور شاعر بودلیر کی شاعری میں پائی جاتی ہے۔ بودلیر کی ایک نظم "بدی کے پھول" کو علامتی انداز کی اولین تخلیق قرار دیا جاتا ہے۔ اس نظم میں بودلیر نے فطرت کو دوسری حقیقت کے سمبل میں محسوس کیا اور اس سائنٹفک حقیقت نگاری کے خلاف بغاوت کی ابتدا کی جو اس وقت تک کسی بھی تخلیق کیلئے مشعلِ راہ ہوا کرتی تھی۔ فرانس میں اس تحریک کی ترویج میں میلارمے، ورلین، رین بو وغیرہ کے نام سرفہرست آتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ یہی نام تحریک کے اولین اور بڑے علمبرداروں کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ فرانس سے یہ تحریک امریکہ، جرمنی، روس اور انگلینڈ کے علاوہ یورپ کے مختلف ملکوں میں فروغ پاتی رہی۔ امریکہ میں ایمرسن، میل ویل، ویٹ مین، ہاتھارن ــــ انگلستان میں ییٹز، روزویٹی۔ جرمنی میں ریز میریا، رلکی۔ اور روس میں الگزینڈر بلاک وغیرہ نے اس تحریک کو نہ صرف ہاتھوں ہاتھ لیا بلکہ اس کی ترویج میں بھی قابلِ قدر اضافہ کیا۔ علامتی تحریک نے دنیا کے مختلف ملکوں کے ہمراہ ہندوستانی ادب کو بھی متاثر کیا۔ ہندوستان میں دوسری زبانوں کے ادیبوں اور شاعروں کے علاوہ اردو شاعروں میں میراجی، ن۔م۔ راشد، اور اختر الایمان کے نام سرفہرست نظر آتے ہیں۔

اردو شاعری میں اشاریت ابتداء ہی سے غزل اور نظم کی روح بنی رہی ہے۔ ینگ نے اشاریت اور علامت کا فرق واضح کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اشاریت دراصل حقیقی شے کی نمائندگی کرتی ہے جبکہ علامت وسیع تر معنوں کی حامل ہوتی ہے۔ علامت ان نفسیاتی حقائق کی تشکیل بھی کرسکتی ہے جس کی قطعی تشکیل ممکن نہیں اس کے معنی یہ ہوتے کہ اشاریت صرف ظاہری اشیاء کی نشاندہی تک محدود رہتی ہے اور اپنی حدود میں مفہوم کا ابلاغ کرپاتی ہے پھر یہی اشاریت امتدادِ زمانہ سے ایک جامد حقیقت کا روپ اختیار کرلیتی ہے اور اپنے آپ میں سمٹ جاتی ہے۔ اس کے برخلاف علامت کا عمل غیر محدود، پیچ در پیچ اور تہہ دار ہوتا ہے۔

Wilson Knight کے مطابق علامت کی زبان غیر منقسم اور ایک زندہ حقیقت کی طرح ہوتی ہے۔ جس میں علامتی مفاہیم کی گتھیوں کو سلجھانے کا سلسلہ ابد تک جاری رہ سکتا ہے۔ اردو نظم اور غزل میں علامت کے مترادفات شمع، پروانہ، قفس، صیاد، گل و بلبل، قاتل، بسمل، بہار و خزاں، عاشق، معشوق، فرہاد وغیرہ۔ اشارہ، رمز، کنایہ تشبیہ اور استعارے کی شکل میں کثرت سے استعمال ہوتے رہے ہیں۔ لیکن علامت نگاری کا یہ انداز اردو شاعری میں کبھی شعوری صورت میں کارفرما نہیں رہا بلکہ اس کی رو درونِ خانہ غیر شعوری طور پر اپنا کام کرتی رہی۔

اشاریت کا ایک دوسرا نام استعارہ بھی ہے جس کے بارے میں حالی نے کہا تھا کہ شاعری کی تزئین و ترتیب کیلئے استعارہ ایک رکنِ عظیم ہے اور بلاغتِ بیان کے لیے اس کی شعری تخلیق میں موجودگی نہایت ضروری ہے۔ حالی نے استعارہ کو شاعری کی روح کے مماثل قرار دیا تھا۔ شاعری میں کنایہ، رمز، تمثیل، اشارہ، تشبیہ کی، احساسات جذبات و اظہارات کی ادائیگی کے لیے بہت اہمیت ہے کیونکہ شاعر کے بہت سے اظہارات ایسے ہوتے ہیں جہاں شاعر کا بیان انھیں ادا کرتے وقت بے بسی محسوس کرنے لگتا ہے لیکن ایسے ہی مرحلوں پر شاعر استعارہ، رمز و کنایہ کی مدد سے اپنے مفہوم کو ادا کرجاتا ہے اور اپنے اسلوب کی اثر اندازی میں کامیاب ہوجاتا ہے اردو شاعری میں اشاریت اور ایمائیت کی جڑیں پکڑنے تک استعارے، کنایے، تلمیحات، تشبیہات بڑی فنی مہارت کے ساتھ غزل کی رگ و پے میں بسے رہے ہیں اور کلاسیکی غزل کے رنگ و روپ نکھارتے رہے۔ ان تشبیہات و استعارات نے برسہا برس تک اپنی کیفیتوں سے غزل کے قاری کو مسحور کیا آگے چل کر استعاروں کی ان سال خوردہ کیفیتوں نے نئے مفاہیم تلاشنے شروع کردیئے جو ان کے اپنے حقیقی معنوں اور برتے ہوئے مطالب سے مختلف تھے چنانچہ اس غیر شعوری شعری برتاؤ میں بھی علامت اپنی اولین صورتوں میں رمز، کنایہ اور اشارہ کی صورت میں برتی ہوئی دکھائی پڑتی ہے مظہر جانِ جاناں کا یہ شعر:

> خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو
> یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے

اور میر تقی میر کا یہ شعر:

> پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
> جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

ہماری کلاسیکی دور کی شاعری کے نمونے ہیں۔ ان اشعار میں قاتل اور گل علامت کے مترادف کی حیثیت سے استعمال میں آئے ہیں پھر پتہ پتہ بوٹا بوٹا اور باغ کی لفظیات بھی اپنے اندر رمز و کنایہ کے مفہوم رکھتی ہیں۔ بیسویں صدی میں آتے آتے علامت کی تحریک ترقی پسند تحریک سے متعارف ہوتی ہے اور ترقی پسند شاعری کو اظہار کے نئے پیرائے اور ابعاد ملتے ہیں۔ ترقی پسند شاعری میں کئی ایسی علامتیں استعمال میں لائی گئیں جن کے مفاہیم بہت گہرے اور تہہ داری رکھتے تھے۔ لیکن میراجی اردو کے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے Symbolist Movement کا نہ صرف باقاعدہ مطالعہ کیا بلکہ اردو شاعری میں علائم و علامتی ابہام کی شمولیت کو لازمی سمجھا۔ میراجی اس قول پر عمل پیرا تھے کہ "کسی تخلیق کی وضاحت اس کے تین چوتھائی حسن کو زائل کردیتی ہے" اور غیر وضاحتی تخلیق رفتہ رفتہ مفاہیم کی بازیافت کرکے اپنے لطف کو دو آتشہ بناتی چلی جاتی ہے۔ Rainbow کا خیال تھا کہ تخلیق کار کو نامعلوم اشیاء کی تلاش کرنی چاہئے۔ اور اپنے آپ میں پوشیدہ فکری صلاحیتوں کو اظہار کے پیکر میں ڈھال دینا چاہئے۔ رین بو کے اس فکری رویہ کو بعض ناقدین تخلیق کار کے حصارِ ذات میں مقید ہوجانے کا فتویٰ صادر کردیتے ہیں۔ لیکن ذات کے حصار میں رہ کر اگر کوئی شاعر ذات کا عرفان حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ دنیا سے بے نیاز ہوچکا ہوتا ہے اسی طرزِ احساس نے شخصی علامات کو جنم دیا گو کہ ماہرِ نفسیات فرائڈ نے علائم کی تین قسمیں متعین کی تھیں۔ روایتی، اتفاقی اور آفاقی۔

اردو شاعری میں میراجی نے علامتِ اتفاقی کو شخصی مفہوم کی علامت کی شکل میں قبول کیا۔ بعد میں اسی طرزِ فکر کو اردو شاعری میں برتا گیا۔ میراجی کے بعد فیض، ناصر کاظمی، شکیب جلالی، اختر الایمان، ن۔م۔ راشد، احمد مشتاق، یوسف ظفر، ساقی فاروقی، بانی، بشیر بدر، مخمور سعیدی، شاذ تمکنت، مظفر حنفی اور بہت سے دوسرے شاعروں کے یہاں علامت نگاری اور پیکر تراشی کی بہترین مثالیں پائی جاتی ہیں۔ جدید نظم اور جدید غزل میں علامت نگاری اور پیکر تراشی کا استعمال بعض شاعروں کے یہاں کبھی کبھی شدت بھی اختیار

کرتا رہا ہے اور بعض اردو شاعروں نے علامت پسندی اور امیجری میں شخصی اور ذاتی علامتوں کے ذریعہ شدید ابہام پیدا کیا ہے لیکن غیر شخصی علامت نگاری نے اردو غزل کو مفاہیم و مطالیب کے نئے افق سے آشنا بھی کیا ہے۔
اب جدید اردو غزل اور جدید نظم میں اسلوب کا دار و مدار اشاریت اور علامت نگاری پر ہے اس لیے یہ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ جدید غزل اور نظم میں شامل علامت کی تفہیم کے بغیر جدید شاعری کی تفہیم ممکن نہیں۔
جدید اردو غزل میں علامتوں کے کئی ابعاد ہوتے ہیں۔ شعر میں مستعملہ علامت اپنا ایک مخصوص پیچیدہ اور تہہ دار مفہوم رکھتی ہے اور ہر مفہوم کی گہری تہیں ہوتی ہیں۔ جدید شعر کو سطحی انداز میں آسانی سے سمجھ میں آجانے والی شے سمجھ لینا غلط ہے شعری اور فکری عمل میں اب ابہام ایسی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ شعر کا کہنا جہاں شاعر کو ایک تجربہ سے گزارتا ہے شعر کا سمجھنا بھی اس کے قاری کے لیے تجربہ سے گزرنے والا عمل ہے۔ مثال کے طور پر جدید غزل کے یہ چند شعر پیش ہیں:-

دروازے کو پیٹ رہا ہوں، پیہم چیخ رہا ہوں
اندر آ کر کھل جا سم سم کہنا بھول گیا ہوں

سورج کو چونچ میں لیے مرغا کھڑا رہا
کھڑکی کے پردے کھینچ دیئے رات ہو گئی

نحیف چڑیا کو قربت میں جان کا جوکھم
پڑوسی ناگ سے اچھا نہیں جھگڑنا بھی

سڑک پہ بھیڑ لگی ہے تماشہ بینوں کی
میں ہوں کہ بجلی کے تاروں پہ الٹا لٹکا ہوں

چھ دنوں تک شہر میں گھوما وہ بچوں کی طرح
ساتویں دن جب وہ گھر پہنچا تو بوڑھا ہو گیا

ان اشعار میں ہر ایک شعر اپنے بطن میں معانی کی تہہ در تہہ گہرائیاں رکھتا ہے۔ ان شعروں میں عصری حسیت، فرد و ذات کی کشمکش، معاشرتی، سیاسی اور انسانی مسائل اور شہری ناآسودگی و المیہ کی داستانیں مخصوص علامتی انداز میں معرضِ وجود میں آتی ہیں۔ دروازہ، سورج، مرغا، کھڑکی، چڑیا، ناگ، شہر اور سڑک ایسی لفظیات اور مروجہ علامتیں، قاری کے تخلیق کار کے تجربے میں اپنے آپ میں شامل کیے بغیر سریع الفہمی سے سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔

اس مختصر سے مضمون میں اردو شاعری کی جدید غزل اور نظم کی متعدد مثالیں دینا ممکن نہیں۔ لیکن اس موقع پر ہمارے ایک جدید شاعر کی ایک تازہ نظم "پرندو چلو لوٹ آؤ" کے چند اقتباسات پیش ہیں:

پرندو تمہیں یاد ہوگا کہ اک دن
تم اپنے درختوں کو
جب چھوڑ کر جا رہے تھے تو دریا نے پانی سے
پانی نے دریا سے سرگوشیاں کیں
مگر تم نے تب بھی پلٹ کر نہ دیکھا

اور اس نظم کے آخری حصہ میں:

وہ شاخیں کہ جن پر بسیرا تمہارا کبھی تھا، وہ شاخیں
ہوا کے ذرا تیز جھونکے سے
اک دوسرے پیڑ کی سمت جھکنے لگی ہیں
وہ پودے جنھیں چھوڑ کر تم گئے تھے
وہ اب پیڑ بننے لگے ہیں
وہ کلیاں بھی اب پھول بن کر مہکنے لگی ہیں
وہ بھنورے جنھیں تم نے دیکھا نہیں
ان کے اطراف منڈلا رہے ہیں
وہ غنچے — وہ منظر تمہیں ڈھونڈتا ہے

اس نظم میں شاعر نے اپنے گرد و پیش کے مسائل کو اپنے مشاہدے کی شدت سے محسوس کیا اور ایک سماجی مسئلہ کا علامتی انداز میں تخلیقی جائزہ لیا ہے۔ پرندوں کا درختوں کو چھوڑ کر جانا اور دریا کا پانی سے سرگوشیاں کرنا ان حالات و مسائل کی جانب نشاندہی کرتا ہے جن کی بنا پر پرندے اپنے درختوں کو چھوڑ کر جانے پر مجبور تھے۔ یہاں پرندہ کا لفظ میری دانست میں ایک مخصوص علامت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ نظم میں آگے چل کر درخت، ریت، شاخیں، پیڑ، ہوا، کلیاں، پھول، بھنورے اور دیگر ایسی لفظیات ایک بڑا تانا بانا بنتی ہیں اور ہر ایک لفظ علامت بن کر ایک منظر نامہ پیش کرتے ہیں جو قاری کو نئی ذہنی فضا اور مفاہیم سے آشنا کرتا ہے۔ غرض جدید اردو شاعری میں علامت نگاری نے زبان و بیان کو نئی امیجری اور حسیت بخشی اور نئے استفہامیوں کے دروازے وا کیے۔

(حیدرآباد سے نشر)

صادق نوید

دل لگی میں کہیں ہنس ہنس کے جلانا نہ شمع
جل گئی ہے تو سرِ شام بجھانا نہ شمع
بیچ بازار سے ہنستی ہوئی لانا نہ شمع
گھر میں بھڑکے تو کلیجے سے لگانا نہ شمع
پیار کی راہ میں اندھوں کی طرح گزریں گے
راستے میں کوئی دانستہ دکھانا نہ شمع
جن کو آنا ہے بہر حال چلے آئیں گے
اپنے پلکوں کی منڈیروں پہ سجانا نہ شمع
کیوں شبِ وصل ہتھیلی پہ لئے بیٹھے ہو
کہیں غفلت سے مسہری پہ گرانا نہ شمع
شمع کے ساتھ امر ہوتے ہیں پروانے نوید
ان کی نظروں سے خبردار ہٹانا نہ شمع

(حیدرآباد سے)

ہمارا ریڈیو

فارسی کی ایک کہاوت ہے کہ "جب کوئی غم نہ ہو تو بکری پالو۔" مطلب یہ کہ اگر آپ سکھ چین سے رہتے رہتے اکتا گئے ہیں تو بکری پال لیں آپ کا سارا سکون اور آرام ٹھکانے لگ جائے گا۔ بکری کے دم سے کبھی کوئی چیز شہید ہو گی تو کبھی کوئی ہلاک۔ کبھی پتہ چلے گا کہ کرتے یا شیروانی کا دامن غائب ہے۔ کبھی مصدقہ طور پر آپکو یہ اطلاع ملے گی کہ لائبریری کی قیمتی کتاب بکری صاحبہ نے خاصہ میں تناول فرمالی۔ باورچی خانہ کی سمت اگر بکری کا رُخ ہو گیا تو پکی پکائی ہانڈی اور بہت سے برتن کھیت رہے۔ بکری کیا ہوئی آتنک واد کا مجموعہ ہوا۔ چند ہی دنوں میں گھر کا سارا ماحول انقلاب زندہ باد ہو جاتا ہے۔
خیر صاحب بکری کے غموں سے تو ہم اس لیے بھی صاف بچ کر نکل سکتے ہیں کہ انھیں پالنے کے جھنجھٹ میں ہی نہ پڑیں لیکن اس نئے اور سائنسی دور کی بکریوں کا کیا علاج ہے جن کا نام، موٹر، موٹر سائیکل، گھڑی یا ریڈیو ہے۔ آپ بھولے سے ان میں سے کوئی بھی پرانی دھرانی چیز خرید لیجئے۔ بس آپ کو بکری پالنے کا مزہ آجائے گا۔ مرحوم پطرس بخاری کی سائیکل اس کا ٹھوس ثبوت ہے۔ آج ہم بھی اپنے ایک عدد برخوردار میاں ریڈیو سلمہٗ کی درد بھری داستان بیان کرنے جا رہے ہیں۔
بات ریڈیو کی طرح پرانی ہے۔ بیس پچیس سال پہلے ہمیں بھی کرکٹ کمینٹری سننے کا مرض اُڑ کر لگ گیا۔ یہ بات تو کہنے سے کوئی فائدہ ہی نہیں کہ کمینٹری سننے والوں کی واضح اکثریت انگریزی زبان سے ناواقف ہوتی ہے اور جو شخص جتنا زیادہ ناواقف ہوتا ہے اسقدر توجہ سے وہ کمینٹری سنتا ہوا پایا جاتا ہے۔ ہم بھی اسی اکثریتی فرقہ کے ایک فرد واقع ہوئے تھے۔ جو کمینٹری سنتے سنتے اتنا تو سمجھنے لگے تھے کہ اتنے فار اتنے پوئنٹ۔ کون گیند پھینک رہا ہے اور کون

قیوم جاوید

ہٹ یعنی اسٹروک لگا رہا ہے۔ کمنٹری سننے کے لیے اس سے زیادہ انگریزی کی علمیت یا قابلیت ضروری بھی نہیں۔

اگر ہم سے کوئی دل کی بات پوچھے تو ہم صاف کہیں گے کہ انگریزی زبان بھی کوئی زبان ہے۔ جب جس حرف کا جو مزاج چاہتا ہے وہی آواز نکالنے لگتا ہے۔ کہیں 'سی' سین کی بولی بول رہا ہے تو کہیں کاف کی۔ اکثر حرفوں کا یہی رویہ ہے۔ بعض حرف جملے میں موجود ہوتے ہوئے بھی پتہ نہیں غریبوں کی طرح کیوں خاموش رہتے ہیں۔ انہی واضح ترین گھپلوں کی وجہ سے ہم نے انگریزی پڑھنے سے اپنی دلچسپیاں بچپن میں ہی واپس لے لیں۔

جیسا کہ بہت لوگ جانتے ہیں کہ پطرس کے ایک دوست نے ان کو ایک تاریخ ساز سائیکل دی تھی ٹھیک اسی طرح ہمارے ایک کرم فرما عزیز نے کرکٹ سے ہماری دلچسپی دیکھتے ہوئے اپنا ایک باڈی بلڈر یعنی بہت بڑے سائز کا ریڈیو سیٹ ہمیں سونپ دیا۔ ہم نے جب پہلی بار اس کو ملاحظہ فرمایا تو ہمیں یقین ہو گیا کہ اس ریڈیو کی پطرس کی سائیکل سے انتہائی قرابت داری اور خون کا رشتہ ہے۔ مادی اور روحانی یکسانیت بھی پائی جاتی تھی اور صوت و صدا کی قدریں بھی مشترک پائی جاتی تھیں۔ آن آف کا سسٹم براہ راست پلگ سے وابستہ تھا۔ نوائل کے تمام حروف لاپتہ تھے۔ آواز نکالنے کے لیے بھی عقب سے ہاتھ ڈال کر سوئی کا پہیہ گھمانا پڑتا تھا۔ ان تمام باتوں کے باوجود بہرحال وہ بولتا تھا۔ ہر چند کہ اس کی عمر بھی کافی طویل ہو چکی تھی یعنی اس کی گولڈن جبلی منائی جا سکتی تھی یا پچیس سالہ جشن۔

کمنٹری سننے کے شوق اور مفت میں ریڈیو کا مالک بننے کے جوش میں ہم نے اس کی ریپیرنگ میں اپنی حیثیت سے زیادہ پیسے خرچ کر کے اسے میاں مٹھو بھی بنانے کی کوشش کی کہ اب وہ بنی جی بھیجنے میں تکلیف نہ کریں۔

یکم نومبر ۱۹۸۶ء

چند ہی دن بعد انڈیا اور انگلینڈ کی ٹیسٹ سیریز شروع ہوئی۔ دھندہ اور شوق ساتھ ساتھ چل سکے اس ضرورت سے ریڈیو کو ہم اپنی چھوٹی سی دوکان پر لے آئے۔ ہمیں یہ بات بالکل نہیں معلوم تھی کہ کمنٹری کے زمانے میں لائسنس کی جانچ پڑتال کرنے والے موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے نکل پڑتے ہیں۔ پہلے ہی دن ہم دبوچ لیے گئے اور ہمارا چالان ٹھونک دیا گیا اور پھر ایک نوٹس بھی ہمیں سونپ دیا گیا۔ اس زمانہ میں گھپلا یہ تھا کہ پچھلے تمام سالوں کا بقایا ادا کرنا پڑتا تھا ورنہ ریڈیو کی ضبطی ہو جایا کرتی تھی۔ مرحلہ سخت تھا۔ اور ریڈیو ہم کو عزیز۔ جرمانہ کا خیال آتے ہی کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ جتنے کے ڈھول نہیں اتنے سے زیادہ کے منجیرے پھوٹنے کا نازک مقام تھا۔ گھبراہٹ اور مایوسی کی حالت میں بنا فیس لیے مشورہ دینے والے وکلا کی خدمت میں پہنچے۔ سب نے یہی کہا کہ ریڈیو کی جان عزیز ہے تو پیسوں کا منہ نہ دیکھو اور اگر پیسوں کی جان پیاری ہے تو ریڈیو پر فاتحہ پڑھ لو۔ ہمیں کچھ سجھائی نہیں دے رہا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ہماری دنیا لٹی جا رہی تھی۔ بہرحال اس مایوسی کے عالم میں ایک خضر صورت رہنما نے ہمیں یہ نکتہ بتایا کہ اگر تم نے چالان فارم پر دستخط نہیں کیے ہیں تو صاف مکر جاؤ کہ ہمارا چالان ہی نہیں ہوا۔ تمہارا اور تمہارے ریڈیو کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اس نکتۂ نجات کو اپنا رہنما بنا کر ہم نے موصولہ نوٹس کا کئی بار کی کاٹ چھانٹ اور قطع برید کے بعد ایک مدلل اور ٹھوس بلکہ منہ توڑ جواب تیار کر کے بھیج دیا۔ جواب یہ تھا۔

"آپ کا نوٹس تاریخ فلاں ... نمبر فلاں ... عنوان فلاں ... ہم کو نصیب ہوا۔ نوٹس نے ہم کو بتایا کہ ہم کسی ایک عدد ریڈیو کے مالک ہیں جس کا کئی برسوں سے لائسنس نہیں بنا ہے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ مندرجہ بالا تمام باتیں ہم پر جھوٹا الزام اور غلط قسم کا بہتان ہیں۔ ہم اپنے علم و یقین کی حد تک ایسا سمجھتے ہیں کہ ہماری ملکیت میں کوئی ریڈیو نہیں ہے ... نہ اس سے قبل تھا اور نہ انشاءاللہ آئندہ بھی کوئی ریڈیو خریدنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر محکمۂ نشر و اشاعت کو ہم سے لائسنس کی فیس یا جرمانہ کی رقم وصول کرنے کا ایسا ہی شوق ہے تو اس کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ذرائع اور وسائل سے پہلے ہمیں ایک ریڈیو فراہم کرے۔ پھر وہ دیکھے کہ ہم فیس اور جرمانہ ادا کرتے ہیں یا نہیں۔"

اس دنداں شکن جواب سے محکمہ کے اعلیٰ افسران پر کیا گزری اس کا ہمیں ابتک کوئی علم نہیں۔ ہاں جس انسپکٹر نے ہمارا چالان کیا تھا وہ ایک دن دوکان کے سامنے کھڑا ہو کر ہمیں بغور دیکھتا رہا۔ ایک یا دو بار ہم نے بھی اسے کنکھیوں سے دیکھا۔ بھولے بھٹکے انکھیاں چار بھی ہو گئیں۔ کچھ یہ صورتحال تھی۔ ؏ خموشی گفتگو تھی بے زبانی تھی زباں اپنی

یوں تو ہمارے ریڈیو میں بظاہر بہت سی خامیاں تھیں لیکن اس کی ایک خامی بہت پریشان کرنے والی تھی، وہ یہ کہ اس میں شہر کا مقامی ریڈیو اسٹیشن کبھی نہیں بولتا تھا۔ جبکہ لندن، پیرس، جرمن، جاپان اور ماسکو تک اس کی مٹھی میں تھے۔ اور طوطے کی طرح بولتے تھے مگر نہیں بولتا تھا تو مقامی اسٹیشن جبکہ ہمارا مکان ریڈ اسٹیشن سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں تھا۔ کافی غور و فکر کے بعد سمجھ میں یہی بات آئی کہ کہیں ریڈیو ساز کمپنی ہمارا مقامی اسٹیشن فٹ کرنا تو نہیں بھول گئی۔

چنانچہ ہم نے اس سلسلہ میں ریڈیو کے ایک ماہر ماسٹر سے رابطہ قائم کیا اور اس پر اپنے شبہ کا اظہار کیا۔ اس انوکھے خیال پر اس نے ایک اچھے شعر سے زیادہ ہمیں داد دی اور ہمارے خیال کو بالکل صحیح بتایا۔ اس کے پاس سے واپسی میں ایک ریڈیو میکانک کی دوکان اور پڑی سوچا تائید مزید اور دوہری شہادت کے لیے اس سے بھی تبادلۂ خیال کر لیا جائے۔ اس نے ہماری یہ داستان غم سنی تو ہمیں کچھ ذہنی طور پر کھسکا ہوا سمجھا اور جلد ہی ہم سے پیچھا چھڑایا۔ اس حادثہ کے بعد ہم نے کچھ دن کے لیے ریڈیو کی اصلاح و تربیت کے پروگرام کو ملتوی کر دیا۔

ایک دن اچانک ہمیں خیال ہوا کہ اس ریڈیو کی پیری فقیری کرائی جائے۔ چنانچہ شہر کے سب سے مستند اور مشہور پیر صاحب کے آستانہ پر حاضری دی۔ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ انسان ہوں یا مشینیں سب کے بھوت بھگا دیتے ہیں سینکڑوں موٹر گاڑیاں اور اسکوٹریں وغیرہ ان کے تعویذوں اور جھاڑ پھونک کے نتیجے میں بغیر پٹرول کے دوڑیں لگاتی ہیں۔ ہزارہا ہزار لوگ ملکوں ملکوں سے جوق در جوق آتے ہیں ... اپنی مفلسی دور کراتے اور دشمنوں کو مفلسی اور بدحالی کا شکار بنانے والے تعویذ لے کر کامیاب و بامراد لوٹتے ہیں۔

صاحب موصوف نے ہمارا ریڈیو کیس ہمدردی اور توجہ سے سنا۔ پندرہ روپیہ کی ابتدائی ایگزامیشن فیس وصول کرنے کے بعد مریض کا جائزہ لیا اور فرمایا۔ بھائی تمہارے کسی قریبی اور مخلص دشمن نے ریڈیو پر چوکی بٹھا دی ہے آئندہ مونٹھ کے حملہ کا اندیشہ بھی ہے اور آسیب کے اثرات بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن اب فکر یا گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ سب ٹھیک کر دوں گا۔ اللہ کے کلام میں بڑا اثر ہے۔ اس کے بعد ایک پرچہ لکھ کر مجھے دیتے ہوئے تاکید کی کہ چاند کی ابتدائی تاریخیں چل رہی ہیں۔ یہ سب سامان جلد سے جلد میرے پاس لے آؤ۔

میں نے وہ پرچہ پڑھا تو اس میں روڈ کا ایک مرغ، نصف کلو دیسی گھی یا مکھن، آدھا تولہ اسپین کی زعفران، سات دانے عراقی کھجور، میسور کی صندل اگربتی کے علاوہ کچھ اور بھی چٹ پٹ سامان لکھا ہوا تھا۔ غنیمت ہے کہ اس میمورنڈم میں شاہی کبابوں کا ذکر رہ گیا تھا۔

انجام کار اس دستاویز کو اپنی جیب میں اور ریڈیو کو معشوق کے جنازہ کی طرح اپنے کاندھوں پر اٹھائے خراماں خراماں اپنے گھر کو لوٹے ... اور کبھی ہم اپنے ریڈیو کو دیکھتے تھے اور کبھی اپنی جیب کو —!

(بھوپال بے نشر)

ھندی فلموں میں گیت سازی

شہریار

ہندی، اردو فلموں میں گیت ناگزیر ہیں — نام نہاد آرٹ فلموں میں بھی گیت پائے جاتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ گیت عوام تو کیا خواص کو بھی پسند نہیں آتے۔ ہندوستانی فلموں میں گیت کی روایت بہت پرانی ہے۔ عہدِ حاضر کی فلموں کے گیتوں اور پرانی فلموں کی گیتوں میں صرف اتنا فرق نظر آتا ہے کہ آج کی بیشتر فلموں میں گیت فلم کا ناگزیر حصہ نہیں ہوتے۔ اکثر گیت، مکالموں کی جگہ لیتے ہیں۔ اسی لیے ان کے بول عام معنوں میں شعریت سے عاری ہوتے ہیں۔ ہاں ان میں سرسری شاعری کے عناصر ضرور ہوتے ہیں اسی لیے عوام، اور خاص طور سے بچوں کو بہت پسند آتے ہیں۔ اس طرح کے گیتوں کو ہم جیسے نام نہاد پڑھے لکھے لوگ بڑی حقارت سے دیکھتے ہیں۔ ہمارا یہ رویہ صرف فلم کے گیتوں تک محدود نہیں ہے۔ فنونِ لطیفہ کی تمام موجودہ صورتوں کے سلسلے میں ہم نے یہ رویہ اپنا رکھا ہے۔ عدم مقبولیت کو ہم نے معیار بنالیا ہے۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ ترقی پسند حضرات ادب میں مقبولیت اور عوام کی پسند کو معیار مانتے ہیں لیکن۔ یہی لوگ جب فلم کی بات کرتے ہیں یا غلطی یا اتفاق سے فلم بناتے ہیں تو ان کے سامنے ایک 'مُوڈو'، اور محدود طبقہ ہوتا ہے۔ یہ طبقہ ان فلموں کو اس لیے دیکھتا ہے کہ اس طرح اس کا شمار سماج کے باشعور لوگوں میں ہونے لگتا ہے۔

دراصل پچھلے تقریباً بیس سال سے ہم نے زندگی کو دو انتہائی خانوں میں بانٹ دیا ہے۔ ایک سنجیدہ اور دوسرا عوامی۔ ایک خانے کا آدمی دوسرے خانے میں داخل نہیں ہو سکتا اور اگر ہوتا ہے تو چھپ چھپا کر —

فلم میں گیت ساحر لدھیانوی اور شکیل بدایونی نے بھی لکھے ہیں اور آج بھی لکھے جا رہے ہیں۔ پہلے زمانے میں زیادہ تر فلموں میں اچھے گیت ہوتے تھے، وہ فلم کا ناگزیر حصہ ہوتے تھے اور فلم سے الگ بھی اپنا وجود رکھتے تھے، اسی لیے ان میں آج بھی تازگی محسوس ہوتی ہے اور ان کا ایک نہایت خوشگوار تاثر ہمارے دل و دماغ پر ہوتا ہے۔ یہ گیت شاعری کی اچھی مثال ہیں۔ ہم نے ان کی ادبی اور شعری خصوصیات پر ابتک دھیان نہیں دیا ہے، اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

آج کل فلم میں گانے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اسکرپٹ اور ڈائرکٹر کی ہدایت کی روشنی میں پہلے لکھے جاتے ہیں۔ میوزک ڈائرکٹر سچویشن اور اسکرپٹ اور ڈائرکٹر کی ضروریات کو سامنے رکھ کر ان کی دھنیں تیار کرتا ہے۔ دھن بنانے کے دوران اگر وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ بعض آوازیں یا الفاظ اس کی دھن کی راہ میں حائل ہو رہے ہیں تو وہ شاعر کو اس کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ شاعر اس سے تعاون کرتا ہے۔ فلموں سے آج کل جو موسیقار وابستہ ہیں بلکہ جن کا سکہ چل رہا ہے ان میں سے اکثر کا طریقہ دوسرا ہے یعنی وہ دھن پہلے تیار کرتے ہیں اور شاعر سے اس پر گیت لکھواتے ہیں، وہ دھن سناتے وقت ذہن کو واضح کرنے کے لیے کچھ ڈمی مصرعے یا مکھڑے بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ مصرعے یا مکھڑے موسیقی کے وزن کے اعتبار سے صحیح ہوتے ہیں لیکن شاعری کے وزن کے اعتبار سے اکثر ناموزوں ہوتے ہیں۔ بعض کم پڑھے لکھے ڈائرکٹر اور پروڈیوسر ان مصرعوں اور مکھڑوں کو بار بار سننے کی وجہ سے اتنا متاثر ہو جاتے ہیں کہ وہ شاعر سے انھیں کو اپنا لینے کی ضد کرتے ہیں۔ اکثر صورتوں میں شاعر ان کی تجویز قبول کر لیتا ہے۔ بہت سے ڈائرکٹر اور پروڈیوسر آج کل خود گانے لکھنے لگے ہیں۔ یہ گانے کم اور تُک بندی زیادہ ہوتے ہیں۔

میں نے ابتک چار فلموں میں گانے لکھے ہیں۔ پہلی فلم گمن ہے اس کی دونوں غزلیں پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ جے دیو جی نے ان کی دھنیں جتنی اچھی بنائی ہیں وہ سب جانتے ہیں۔ دراصل مظفر علی کی فلموں کے اسکرپٹ کچھ اس طرح کے ہوتے ہیں کہ شاعری اس کا ناگزیر حصہ ہوتی ہے۔ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ تھیم کو شاعری کے ذریعہ ابھار کرتے ہیں۔ امراؤ جان میں مرکزی کردار کی شخصیت کا گراف شاعری کے ذریعہ بنایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فلم کے گانے اس کا ناگزیر حصہ بن گئے ہیں مظفر علی کی آنے والی فلم انجمن میں بھی یہی صورت ہے۔ فلم فاصلے میں، میں نے کچھ گانے دھنوں پر لکھے ہیں۔ مجھے دشواری ضرور ہوئی لیکن مجموعی اعتبار سے یہ گانے اگرچہ موضوع کے اعتبار سے مختلف ہیں لیکن کامیاب ہوئے ہیں۔ فلم دامن کے سلسلے میں ایک دلچسپ تجربہ مجھے ہوا، آپ بھی سنئے۔ اسکرپٹ کے اعتبار سے میں نے گیت لکھ دیئے۔ ایک مشہور موسیقار کے سپرد وہ گانے کر دیئے گئے۔ پندرہ دن کے بعد اس نے معذرت کر لی۔ معذرت کرتے وقت اس نے گانوں کے بارے میں کچھ ایسے جملے کہے جس سے تنقیص کا پہلو نکلتا تھا مظفر نے خاصے شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ ایک دوسرے موسیقار نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ گانے تو لکھے جا چکے ہیں اب میں اس میں کیا کر سکتا ہوں یعنی اب انڈسٹری میں چند موسیقاروں کو چھوڑ کر زیادہ تر لوگ دھنیں پہلے بناتے ہیں اور گانے بعد میں لکھے جاتے ہیں، گانے میں مکھڑے کو بنیادی اہمیت دی جاتی ہے۔ اسی لیے آج کل لوگوں کو گانے کے صرف مکھڑے یاد رہ جاتے ہیں۔ لیکن اس سب کے باوجود اچھے گانے بھی لکھے جا رہے ہیں اور فلم کے ایسے گانوں کے ذریعے عوام میں شاعری کا ذوق پیدا ہو رہا ہے۔ مشاعروں کی مقبولیت میں فلم کے گانوں کے رول کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

(ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر)

ترسیل زر کا پتہ
چیف ایڈیٹر
آکاشوانی گروپ آف جرنلز، آل انڈیا ریڈیو
۱۱ فلور، پی ٹی آئی بلڈنگ، سنسد مارگ، نئی دہلی ۱

پرتو

آمنہ ابوالحسن

"بڑی ماں بڑی ماں آجایئے۔ چھوٹی ماں آپ کو یاد کر رہی ہیں۔"

"آتی ہوں ابھی پانچ منٹ میں۔" مسرت نے کہا۔

ان پانچ منٹوں میں اندر جاکر کام نبٹانے کی بجائے روزی برابر کواڑ پکڑے کھڑی رہیں اور خاصی بے چین رہیں پھر جیسے ہی مسرت آئی روزی نے بلا تاخیر دریافت کیا۔

"اتنی دیر لگا دی آپ نے۔ کیا کر رہی تھیں وہاں؟"

"میں کھانا کھا رہی تھی روزی۔"

"کھانا —؟ توبہ توبہ —" روزی نے اپنے رخسار پیٹے "آپ کو وہاں کھانا نہیں کھانا چاہیئے تھا بڑی ماں۔"

"مگر کیوں —"

"اس لیے کہ آپ مسلمان ہیں اور وہ لوگ ہندو۔"

"تو کیا ہوتا ہے اس سے۔"

"گناہ ہوتا ہے بڑی ماں۔ اب ممی اگر کتنا خفا ہوں گی دیکھ لینا خود۔" روزی نے پورے یقین سے کہا۔

"مگر میں کیا کروں روزی۔ ان لوگوں نے اتنے پیار سے روکا اور اتنا اصرار کیا کہ انکار کرنا اچھا نہیں لگا مجھے۔"

"یہی تو گڑبڑ ہے ساری۔ پیار کی آڑ لے کر لوگ سارے کام کر جاتے ہیں۔"

"مطلب —؟"

"مطلب — یہی کہ آپ نے اپنا مذہب میلا کر لیا بڑی ماں۔ آپ کچھ بھی کہہ کر ٹال سکتی تھیں۔ کوئی بھی بہانہ بنا سکتی تھیں۔"

"بہانہ۔؟ مگر کیوں۔ کس لیے۔ کیا بہانہ بنانا اچھا لگتا روزی؟"

"لگے نہ لگے بڑی ماں۔"

"چپ کرو روزی۔ اگر ممی خفا ہوں گی تو میں منالوں گی انھیں مگر اب تم خدا کے لیے کچھ مت بولو۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔" کچھ کہتے کہتے روزی نے اپنا منہ بند کر لیا۔ اور کام کرتے کرتے روزی ان تمام سوالات کے جوابات اپنے ذہن میں اکٹھے کرنے لگی جو اس ناگاہ صورتحال پر میم صاحب کی طرف سے متوقع تھے۔

اگر میم صاحب یہ کہیں گی تو وہ یہ کہے گی۔ اگر میم صاحب ایسا کہیں گی تو وہ یوں جواب دے گی وغیرہ وغیرہ۔ سوالات اور جوابات کی ایک لمبی فہرست اس کے ذہن میں پوری طرح مرتب تھی۔ اس خوف کے ساتھ ساتھ کہ جوابدہ تو وہی ہے۔ اب اگر بڑی ماں نے وہاں کھانا کھالیا تو میم صاحب تو اسی کو پوچھیں گی اور کہیں گی۔ مسرت تو بچی ہے۔ تم کیا کرتی رہیں۔ گھر کو لک آفٹر کرنے کا یہی طریقہ ہے کیا کہ سب کچھ ہو جانے کے بعد اس پر سوچا جائے۔

کام کرتے کرتے بظاہر روزی اپنے اگلے بالوں میں گھنگر پیدا کرنے کے مختلف طریقوں پر غور کرتی جا رہی تھی مگر بہ باطن ایک ہی خوف اسے پریشان کیے جا رہا تھا کہ ہندوؤں کے گھر ان کا بنایا ہوا کھانا کھانے سے مسلمان مذہب کسی نہ کسی حد تک ضرور آلودہ ہو گیا ہوگا اور مذہب کے معاملے میں روزی بڑی کٹر تھی۔ ہر صبح جاگ کر بستر سے اترے بغیر اپنے سینے پر صلیب بناتی پھر پھرتی سے نہا دھو کر یسوع مسیح کی تصویر کے آگے دل عقیدت سے نئی موم بتی جلاتی ہر وقت جلتے ہوئے چراغ کو خوب تیل پلاتی تب خوشبودار اگربتیاں سلگا کر ادب سے تصویر کے چوکھٹے کو بوسہ دیتی اس سے اپنا ہاتھ چھواتی تب جھکی نگاہ کے ساتھ من کے پورے دھیان سے دعائیں پڑھتیں جن میں نجات کی دعا اور سب دعاؤں پر حاوی ہوتی جس کے بعد میں وہ دن بھر کے دوسرے کام شروع کرتی۔

"بڑی ماں۔ چھوٹی ماں۔ جاگیئے جاگیئے۔"

"چائے تیار ہے۔ اٹھ جایئے اب۔"

دونوں لڑکیاں ذرا سی آنا کانی کے بعد اٹھیں۔

"صبح بخیر روزی۔ صبح بخیر۔"

روزی دونوں کے ماتھے چومتی اور چائے ختم ہوتے ہی حکم صادر کرتی۔

"چلیئے غسل خانہ انتظار کر رہا ہے۔"

اور جب تک لڑکیاں نہاتیں روزی، صاحب اور میم صاحب کو چائے پہنچاتی، چائے کے ساتھ اخبار اور ڈاک لے جاتی، بچیاں نہا دھو کر ناشتے کی میز تک آتیں تو صاحب کیلئے غسل خانہ خالی ہو جاتا تب تک صاحب کا اخبار بھی ختم ہو جاتا اور وہ اپنی ضروری ڈاک بھی دیکھ لیتے۔

میم صاحب کا چہرہ چڑھتے سورج کی طرح لو دیتا ہوتا پھر اسی لو کی چھوٹ روزی کو بڑی ماں چھوٹی ماں کے چہروں پر نظر آتی۔

جانے کیسی روشنی تھی یہ ——؟

ہر رات روزی اپنے کوارٹر لوٹ کر آنکھیں پھیلا پھیلا کر اپنے چہرے کو تکتی مگر کسی دن کسی روز کسی صبح کسی رات وہ جوت وہ تیج اسے اپنے چہرے پر ہرگز نظر آیا۔ جب بچیاں اسکول سے لوٹ کر تھوڑے سے آرام کے بعد ممی پاپا کے ساتھ شام کی سیر کو جاتیں تو روزی جلدی جلدی میم صاحب کا ڈریسنگ کیبنٹ ٹٹولتی وہاں اسے میک اپ کی ہر ہر چیز مل جاتی مگر کہیں بھی وہ خاص چیز نظر نہ آتی جو چہرے پر روشنی پیدا کرنے کی ذمہ دار تھی۔ سو شام کے ٹیوشن کے بعد جب ماسٹر صاحب چلے جاتے تو رات کا کھانا کھلاتے کھلاتے روزی بڑی دانغ آواز میں سناتی۔

"آج شکر قندی کی کھیر بنی ہے بڑی ماں۔ آپ کو بہت پسند ہے نا؟"

"سچ؟" مسرت خوش ہو جاتی۔

"اور پاپا چاکلیٹ کیک بھی تو لائے ہیں۔ چھوٹی ماں سن رہی ہیں آپ؟" کھاتے کھاتے ہاتھ روک کر اپنی نظر پلیٹ سے ہٹا کر صباح بڑے پیار سے روزی کو دیکھتی۔

"آج چاکلیٹ کیک سہی، دوگی نا روزی۔ بطور سویٹ ڈش کے؟"

"دوں گی دوں گی مگر ایک بات بتایئے پہلے۔ آپ رات میں کونسی چیز منہ پر لگا کر سوتی ہیں؟"

"منہ پر؟ کچھ تو نہیں روزی —"

"کچھ بھی نہیں روزی۔" مسرت بھی یقین دلاتی۔

روزی اداس ہو جاتی۔ اسے یہ جواب سراسر جھوٹا لگتا۔ تب ہی چاکلیٹ کیک کا ایک بڑا سا پیس چھوٹی ماں کی پلیٹ میں رکھ کر اور شکر قندی کی کھیر کا پیالہ بڑی ماں کی جانب بڑھا کر گم صم سی کھڑی ہو جاتی۔

"تمہیں کریم چاہیئے کیا روزی۔" مسرت پوچھتی۔

"میں لا دوں گی روزی۔" صباح یقین دلاتی۔

"وہی جو ڈریسنگ کیبنٹ پر رکھی ہے؟" روزی پوچھتی۔

"وہی تو ——"

روزی کو زبردست مایوسی ہوتی۔ وہ کریم تو اس نے بھی اکثر اپنے منہ پر ملی تھی۔ جب جب موقع ملا تب تب مگر یہ ہرگز وہ چیز نہیں جس کا روشنی سے رشتہ ہے۔ اور جھوٹے برتن سمیٹتے سمیٹتے روزی سوچتی اپنے چہرے پر میم صاحب

جیسا تیج کس طرح پیدا کرے۔

تو اس دن بھی جب بڑی ماں چھوٹی ماں کو کھیلتا چھوڑ کر وہ اپنے کام میں لگی ہوئی تھی میم صاحب کے آنے پر گھبرا کر چھپنے لگی۔

"روزی۔ روزی" انھوں نے پکارا تو سہمی سہمی گھبرائی گھبرائی روزی آئی۔

کیا بات ہے کہ آج تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے"۔ میم صاحب نے پوچھا۔

"ٹھیک ہے میم صاحب"۔

"تب کسی نے کچھ کہا— مسرت یا صباح نے ستایا؟"

"جی نہیں"۔

اور اس سے قبل کہ میم صاحب آگے کچھ اور دریافت کرتیں روزی چھپاک سے کمرے سے

جب ممی کھانا کھانے لگیں تو مسرت کو لگا کہ اسے سچ چھپانا نہیں چاہیے۔ کہہ دینا چاہیے ممی سے۔

"ممی۔" اس نے کوشش کر کے آواز نکالی مگر وہ پھنس پھنس گئی۔ "سوری ممی۔ بھول ہو گئی ہم سے مگر آگے کبھی نہیں ہو گی۔" مسرت نے شرمندگی سے کہا۔

"ہوا کیا بتاؤ تو۔"

"ہم نے بہت منع کیا ممی وہ لوگ مانے نہیں۔ اپنے ساتھ ہمیں بھی چاول اور سبزی کھلا دی۔ میٹھے چاول بھی کھلائے"۔

روزی دروازے کی اوٹ میں کھڑی بار بار اپنے سینے پر صلیب بنا رہی تھی اور مری جینیز، مری کی خاموش رٹ لگا رہی تھی۔

"کون لوگ؟" ممی نے پوچھا۔

"پڑوس والی آنٹی شکلا اور ان کے بچے" مسرت نے بتایا۔

"اوہ—! تو کیا ہوا؟"

"کیا۔ کچھ نہیں ہوا مگر روزی تو کہتی تھی کہ ان کا بنا ہوا کھانا کھا کر ہم نے اپنا مذہب میلا کر لیا ہے۔"

"پاگل ہے روزی۔ جاؤ بلا لاؤ اسے۔ اسی لیے گھبرا رہی تھی آج؟"

روزی آئی تو میم صاحب نے پوچھا۔

"کیا کہا تھا تم نے مسرت سے؟ ایسا نہیں کہتے روزی۔ ایسا نہیں سوچتے۔ بچوں کے ذہن میں غلط باتیں نہیں ٹھونستے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ مل جل کر رہنا اور ایک دوسرے سے محبت کرنا بھی ایک طرح کی عبادت ہے۔ زندگی کی سب سے بڑی طاقت ہے۔"

روزی سر جھکائے برتن سمیٹنے لگی۔

"خواہ مخواہ گھبرا دیا تم نے مسرت کو۔ آئندہ ایسا کبھی مت کرنا اور پڑوسی بچوں کی خود بھی خاطر و مدارات کرنا۔ سمجھیں؟"

"جی میم صاحب"

پھر اگلی چھٹی پر جب مسرت اور صباح اپنے پڑوسی دوستوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں تو باڑھ پر سے پھلانگ کر روزی نے دیکھا اور فوراً گرم گرم چائے کیک پیسٹری کے ساتھ سجا کر بچوں کے درمیان پہنچی۔

"تھینک یو روزی" مسرت اور صباح نے کہا۔

"ارے ارے" مسز شکلا بولیں "تم کیوں اتنی زحمت کر رہی ہو۔"

"آنٹی جی۔ آنٹی جی" فہمائشی انداز میں ہاتھ ہلا کر روزی نے کہا۔

"اس طرح نہیں کہتے اپنوں کو۔ بُرا لگتا ہے۔ تکلیف ہوتی ہے۔"

چلو بچو! چائے پینے آ جاؤ سب۔"

تمام بچے کھیل چھوڑ کر کیک پیسٹری کی طرف لپکے۔

"دیدی روزی یہ بتایئے آپ مسرت اور صباح کو بڑی ماں اور چھوٹی ماں کیوں کہتی ہیں آخر" کیک پیسٹری کھاتے ہوئے بچوں نے مسکرا کر پوچھا۔

"اس لیے بچو کہ میرے پاپا کہتے ہیں کہ مالکوں کے بچے کتنے بھی چھوٹے سہی ان کی عزت بھی ضروری ہے۔ انھیں نام سے بلانا بدتمیزی ہے۔ اس لیے۔ سمجھ گئے نا؟"

"اوہو—" سب بچوں نے مسکرانا بند کر دیا۔

"تھینک یو روزی۔" مسرت اور صباح نے پھر کہا۔

روزی نے چپکے سے سینے پر کراس بنا کر من ہی من کہا۔ ہم سب پر مہربانی رکھنا یسوع مسیح۔ ہم سب پر اپنی مہربانی رکھنا۔

اس سے اگلی صبح نہا کر بال بنانے جب روزی آئینے کے سامنے آئی تو یک لخت حیران رہ گئی۔ وہی روشنی وہی تیج جس کی اُسے تلاش تھی آج خود اس کے اپنے چہرے پر موجود تھا۔

اچھا تو یہ پیار کی روشنی ہے۔ روزی نے سوچا اور گھٹنے ٹیک کر یسوع مسیح کے آگے سرنگوں ہو گئی۔ آج کی "پریئر" میں جتنا سکون جتنی آشتی اسے ملی شاید ہی کبھی پہلے ملی تھی۔

(اردو مجلس آکاشوانی دہلی سے نشر)

بقیہ:- شیخ جی

کھلایا ہوتا ہے۔ تو کبھی نوخیز بچہ ان کے والد بزرگوار کا ساتھی عمر کے حساب کتاب کے طریقہ ہائے کو بس وہی جانتے ہیں اور دو، دونی پانچ کا پہاڑہ انھیں خوب آتا ہے۔ غریب جان برگ لاج بھی اس کلیہ کو حل نہ کر پائے تو اب کون مائی کا لال کر سکتا ہے۔

آمد برسر مطلب کے مصداق، راقم الحروف کو وہ بہت عزیز رکھتے ہیں اور لوگ بھی کہتے ہیں یہ بندہ بے قلم ہی ان کا جانشین بننے کا حق رکھتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے:— "حق بہ حقدار رسید"

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

افسانہ

تیرے لیے

ماضی کی درد بھری یادوں کے درمیان مجھے ایک بہت پرانی حکایت کا خیال آتا ہے۔ ایک بوڑھا کسی باغ میں آم کا ایک پودا لگا رہا تھا۔ کسی راہرو نے اس سے پوچھا "بڑے میاں اس عمر میں تم یہ پودا لگا رہے ہو، کیا تم اس کا پھل کھانے کے لیے زندہ رہ سکو گے؟"

اور بوڑھے نے جواب دیا "میاں! ہمارے بزرگوں نے جو درخت لگائے تھے ان کے پھل ہم نے کھائے۔ اور یہ درخت جسے ہم لگا رہے ہیں اس کا پھل ہمارے بچے کھائیں گے۔"

اس حکایت کے ساتھ ہی میری نگاہوں کے آگے سرخ ریتیلی زمین پر پھیلی ہوئی میرے خوبصورت اور تاریخی گاؤں کی وہ سرسبز و شاداب امرائی اُبھر آتی ہے جس کے ہر شجر پر، ڈال ڈال پات پات میرے خاندان اور میرے آباواجداد کی تاریخ کندہ تھی۔ ملک بھر کے مشہور اور منتخب آموں کے سیکڑوں درخت تھے۔ اشرفی آم کا درخت میرے جدامجد کی یادگار تھا۔ دودھیا آم کے درخت میرے پڑدادا نے لگائے تھے۔ شاہ پسند کا شجر دادا مرحوم کی سرسبز و شاداب یادگار تھا۔ آمنی، سیندوری، دل پسند، شہ رُخ، حمایت، ملغوبہ اور بے نشان، بے شمار عمدہ آموں کے درخت تھے جو میرے والد مرحوم نے لگائے تھے۔ یہ امرائی بہت قدیم ہے۔ بہت خوبصورت اور مشہور تھی۔ آم کا ہر درخت اپنے لگانے والے کے مزاج، کردار، طرزِ فکر اور روشِ زندگی کا آئینہ دار تھا۔ میرے اسلاف کی محبت، شرافت، رواداری اور انسان دوستی کی خوشبو سے مہکتی ہوئی اس وسیع و عریض امرائی کے گھنے سایہ دار درختوں میں میرا بچپن گزرا۔ میرے ماں باپ، میرے اجداد اور میرے ماحول نے مجھے محبت اور معصومیت کا سبق پڑھایا۔ حسن پرستی اور احترام انسانیت کے شعلے کو میرے احساس کے فانوس میں روشن کیا۔ مجھے یاد آتا ہے کہ میرے اجداد نے اصولوں اور اقدار کے جو درخت کبھی لگائے تھے ان گھنے

اکرام جاوید

خوبصورت درختوں کے مہربان سائے میں میرے تجربات ہوش و حواس کا آغاز ہوا ——!

برسات کی پرسوز چاندنی رات کا کرشمہ ہے کہ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں کا جادو۔ میرے احساس کے بال و پر کھل گئے ہیں دل میں ایک آتش خاموش سلگ اٹھی ہے۔ میرے قدم خود بخود کمرۂ خاص کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ میرے کمرۂ خاص کے گوشے میں برسوں سے بند پڑی آہنی الماری جیسے خود بخود کھل جاتی ہے۔ سیاہ مخمل کی ایک ٹوپی، ایک رومال، سگریٹ کیس میں دبا ہوا ایک سگریٹ، ایک عینک، چند قلم، کاغذات اور علم و حکمت کی کتابیں۔ یہ اس شخص کی نشانیاں ہیں جو بہت مخلص تھا، بے حد حساس اور خود دار تھا، علم و ادب کا شیدائی، خدا اور اس کی مخلوق سے بے پناہ محبت کرنے والا، سارے جہاں کا ہمدرد، مونس و غمخوار۔ موم کی طرح جل کر اس نے زندگی کے اندھیروں میں اُجالا کیا۔ بیوہ ماں، چھوٹے بھائی بہن، بیوی اور بچے —— اور ایک بہت بڑی جائداد اور زمین کے جھگڑے۔ آخری سانس تک اس نے اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل

کی۔ وہ میرے اوائل شباب کا زمانہ تھا۔ میرے بھائی بہن ابھی بہت چھوٹے تھے کہ موت نے اس عظیم اور شفیق ہستی کو اچانک جھپٹ لیا۔ چند گھنٹوں کے اندر ایک جیتا جاگتا وجود اپنی سچائیوں اور اچھائیوں کے ساتھ ایک سرد لاش میں تبدیل ہو گیا۔ کچی نیند سے جیسے اچانک کوئی جاگا ہو، میری حالت بس ایسی ہو کر رہ گئی۔ پھر میرے ساتھ بھی وہی ہوا جو میرے مرحوم باپ کے ساتھ ہوا تھا۔ کمزور دھاگوں کی طرح قریبی رشتے ٹوٹے، زر زمین کے جھگڑے طویل مقدمہ بازی میں تبدیل ہو گئے۔ بیوہ ماں اور چھوٹے بھائی بہنوں کی زندگی کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے میری روح زخمی ہوئی اور احساس کے بال و پر جل گئے۔ میرے اسلاف کی بے لوث و بیکراں محبت، شرافت اور انسان دوستی کی سرسبز و شاداب یادگار، گاؤں کی وہ عظیم تاریخی امرائی نفرت اور خود غرضی کی آندھیوں کی زد میں آگئی۔ پرانے تناور اور گھنے درخت جڑ سے اُکھڑ گئے۔ اور میں اس قدر گھبرایا ہوا، بدحواس اور بے بس رہا کہ اپنے اسلاف کی تاریخ کو کالی آگ کے شعلوں سے نہ بچا سکا۔ اُجڑتی ہوئی امرائی کی شعلہ پوش سسکیوں کو سینے میں دبائے گاؤں سے شہر بھاگ آیا۔ از سرِ نو ایک نئی زندگی کے لیے جدوجہد کی خاطر —!

ماضی کی گہری دھند سے ایک خوبصورت چہرہ ابھرتا ہے وہ حسین و دلربا لڑکی جو خواب کی طرح میری جاگتی ہوئی آنکھوں میں آئی اور آنسو بن کر آنکھ سے نکل گئی۔ پہلی محبت کا زخم بڑا کاری تھا۔ کسک اب تک دل میں موجود ہے۔ پھر زندگی نوشابہ، نازنین، نکہت، شیریں، اور نسرین کے نام سے بار بار ملی۔ میری راہوں میں صد ہزار پھول کھلے۔ گلاب کے پھول، جوہی، چنبیلی اور موگرے کے پھول۔ لیکن ہر پھول انگارہ بن گیا۔ کانٹے کی طرح رگِ احساس میں پیوست ہو کر رہ گیا۔ اب دل کے زخموں کا، ٹوٹے ہوئے خوابوں اور حسن کی تلاش میں محرومی کا حساب کیا کروں۔ حسن ایک کالی نقاب میں مستور رہا۔ مجھ سے دور بہت دور رہا۔ اور عشق کی آگ میں جل کر میرا سوچنے والا وجود دھوئیں کی ایک لکیر بن گیا۔ فضائے بسیط میں بل کھاتی معدوم ہوتی ہوئی دھوئیں کی لکیر —— اس طرح میری بے حسی اور بے پروائی کے سفر کا آغاز ہوا۔

آج میں ایک کامیاب انسان سمجھا جاتا ہوں۔ دولت شہرت، خوبصورت بیوی اور معصوم اور محبت بھرے بچے۔ دنیا جسے ایک شاندار اور عیش و آرام کی زندگی کہتی ہے وہ زندگی مجھے حاصل ہے۔ شہر کے کاروبار، گاؤں کی زراعت سونے چاندی کی لہلہاتی فصلیں۔ روح کی خوشی اور خونِ دل کی قیمت پر حاصل ہونے والی یہ زندگی میرے لیے کیا ہے کاش میں بیان کر سکتا —! برسات کی پرسوز چاندنی رات دل میں ایک آتش خوابیدہ کو بیدار کر چکی ہے۔ مجھے اپنی فردوس گم گشتہ کا خیال آتا ہے۔ اگست کے مہینے کی وہ منحوس تاریخ اور وہ سیاہ دن یاد آتا ہے جبکہ عین دوپہر میں میری روح کا فروزاں سورج موت کے گہرے اندھیروں میں ڈوب گیا۔ میرا ننھا معصوم اور خوبصورت بیٹا جس کے معصوم محبت بھرے وجود میں میری محرومی، نارسائی اور آبلہ پائی نے پناہ پائی تھی۔ جو میرے لیے حسن کی محبت کی

ایک زندہ نشانی تھا۔ تین سال دس دن کی رفاقت کے دوران مجھے ایک نئی زندگی دے کر وہ معصوم اور خوبصورت فرشتہ ہنستے مسکراتے ہوئے اچانک موت کی تاریکی میں گم ہو گیا۔ اٹھارہ برس سے آج تک اس کے غم کو بھولنے کی کوشش میں، میں سارے جہاں کو بھول بیٹھا ہوں۔ اور آج اس کی یاد آئی ہے تو بھولے ہوئے زمانے کی ایک بات کا خیال آ رہا ہے۔ اپنے مرحوم لختِ جگر کے بارے میں سوچتے ہوئے مجھے پرانی حکایت کا وہ بوڑھا یاد آجاتا ہے جو کسی باغ میں آم کا ایک پودا اپنے بچوں کے لیے لگا رہا تھا۔ اس نیک دل، شریف اور فرض شناس بوڑھے کی طرح میرے خاندان کے گزرے ہوئے زمانے کے ہر وفا شعار فرد نے اپنی آبائی و موروثی امرائی میں خوشبودار خوش ذائقہ آم کے درخت لگائے اور ایک سرسبز و شاداب امرائی اپنی اولاد کے ورثہ میں چھوڑی۔ ماضی کے محبت بھرے، پُرخلوص اور انسان دوست لوگوں کی خوبصورت یادگار گاؤں کی وہ وسیع و عریض اور شاداب امرائی جس کے لذیذ اور خوش ذائقہ آم میں نے کھائے۔ آم کے وہ قدیم تناور اور گھنے درخت جن کے مہربان سائے میں مجھے حسن و محبت کے خواب ملے۔ شعور زیست ملا —— گاؤں کی وہ عظیم اور خوبصورت امرائی جسے میں زمانے کی آندھیوں سے بچا نہ سکا۔

اٹھارہ سال بعد میرے پیارے مرحوم بیٹے کا پھول جیسا خوبصورت اور معصوم چہرہ اپنے نقوش کی ہر تفصیل کے ساتھ میری نگاہوں کے آگے اُبھر آیا ہے۔ اس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں کی چمک اور نازک لبوں کی روشن مسکراہٹ میں صد ہزار سوال ہیں۔ ماضی کی حکایت والے بوڑھے کے لگائے ہوئے درخت کے آم اس کے بچوں نے کھائے۔ لیکن آج ان بچوں کے بچے خاردار، تلخ اور زہریلے پھل دینے والے درخت لگا رہے ہیں اپنے بچوں کے لیے۔ میرے مرحوم بیٹے کا معصوم چہرہ ایک سوالیہ نشان بن گیا ہے۔

میرا سارا جذباتی وجود آندھیوں کی زد میں ہے خیالات کے گونجتے گرجتے طوفان کے درمیان ایک آواز دھیرے دھیرے میرے دل کی گہرائیوں سے اُبھر آئی ہے۔

"میں اپنے اسلاف کی موروثی امرائی کو بچاؤں گا۔ اس اس امرائی میں حیات بخش آم کے درخت لگاؤں گا۔ تیرے لیے لختِ جگر تیرے لیے —!"

(حیدرآباد سے نشر)

اکرام جاوید
۱۶-۳-۲ ۴۷/۲-۲۔ چینچل گوڑہ
حیدرآباد ۵۰۰۰۲۴

بقیہ :- سلاخوں کے بیچ سے

کر دیتے ہیں۔ میں دُبک کر بیٹھ جاتا ہوں سہما سہما، ڈرا ڈرا۔

بوڑھا پریس والا ٹھیک ہی کہتا تھا — آج کرفیو ہے مضبوط سلاخیں لگی کھڑکی سے جھانک کر دیکھتا ہوں۔ سڑک کے اس پار سامنے والا مکان جل چکا ہے۔ گاؤں سے آئی جہیز جٹانے والی ادھ جلی ہو کر اسپتال میں دم توڑ رہی ہے ٹھیک نیچے بوڑھے پریس والے کی کھاٹ ٹوٹی پڑی ہے اور خود بوڑھا.... اس کی جگہ اب خون کا بڑا سا دھبہ ہے جس پر مکھیاں بھنا رہی ہیں۔ گھبرا کر پلٹتا ہوں شیلف پر پڑے بوسیدہ گتے کے ڈبے میں جھانک کر دیکھتا ہوں۔ سارا پریوار مرا پڑا ہے۔ ایک ہی پتھر سے سب کچلے گئے ہیں — ان کا قاتل پتھر اب بھی ڈبے میں موجود ہے۔ بھورے رنگ کی بیشمار چیونٹیاں قطار باندھے کھڑکی کی سلاخوں سے گزر کر ڈبے تک آ رہی ہیں، اور نہ جانے کون سی سوغات لے کر واپس چلی جاتی ہیں۔

(سرینگر سے نشر)

افسانہ

سلاخوں کے بیچ سے

ہردے کول بھارتی

اس مہانگر کی سرکاری بستی میں جو کمرہ مجھے الاٹ ہوا ہے، اس میں کوئی چیز ایسی نہیں جسے جاذبِ نظر کہا جا سکتا ہے۔ چونے سے پُتی سپاٹ دیواریں ایک دروازہ اور ایک چھوٹی سی کھڑکی، چھت سے لٹکتا ایک زنگ آلود پنکھا اور سامنے کی دیوار پر لگا ایک شیلف شیلف پر گتّے کا ایک پرانا بوسیدہ خالی بیکار ڈبہ جو مجھ سے پہلے کا کرایہ دار جہاں چھوڑ گیا ہے۔ کھڑکی پہ لگی موٹی موٹی سلاخیں جنھیں میں تب سے نہ جانے کتنی بار گن چکا ہوں جب سے میں یہاں آیا ہوں۔ پوری سولہ سلاخیں۔ کھڑکی کے اس پار چوڑی سڑک اور سڑک کے اس پار ایسے ہی ایک کوارٹر کی باہری دیوار سے ترچھی کھڑکی، ایک کھاٹ اور کھاٹ کے سائے میں بابو لوگوں کے کپڑے پریس کرنے والا بوڑھا۔

"بابو بُرا مت ماننا، آپ کے کپڑوں میں سلوٹیں بہت ہوتی ہیں" وہ اکثر مجھ سے کہتا ہے، اس انداز سے کہ مجھے یقین سا ہو گیا ہے کہ وہ ہر بابو سے یہی کہتا ہو گا۔

"سچ، کمائی دکھتی ہے آپ کے کپڑوں کو پریس کرتے کرتے۔"

بستی کے اور لوگ اس کی اس شکایت کا کیا جواب دیتے ہیں۔ یہ جاننے کو میرا کتنا جی کرتا ہے۔ کئی بار کوشش کی کسی پڑوسی سے پوچھوں، لیکن ہمت نہیں پڑتی۔ اجنبی سے کوئی کیا پوچھے اور پھر ایسی بات — بے معنی سی —

دن کی تیز دھوپ میں جب اس کی ترچھی کھڑی کھاٹ اور جگہ جگہ پر ٹوٹے اس کے بان دیوار پر آڑے ترچھے اوندھے سیدھے سائے کھینچتے ہیں تو اس کا سارا وجود ٹکڑوں میں بٹا ہوا سا لگتا ہے۔ یہ سب میں سلاخیں لگی اپنی چھوٹی کھڑکی سے دیکھتا ہوں۔ ٹھیک اس دیوار کے اوپر کھاٹ سے کوئی آٹھ دس فٹ اونچائی پر ویسی ہی ایک کھڑکی ہے، جیسے میرے کمرے کی...... بستی سرکاری ہے، اس لیے یکسانیت ایک لازمی سی بات ہے۔ یہ مساوات کی نشانی ہے یا وجود کی انفرادیت کو مٹانے کا دانستہ عمل، یہ قطعیت کے ساتھ کہنا ناممکن ہے۔ اس کھڑکی پر سارا دن پردہ پھیلا رہتا ہے۔ بس سویا سویا سا لگتا ہے۔ منہ پر پردہ ڈالے۔ رات پڑتے ہی یہ کمرہ جاگ جاتا ہے۔ پہلے بتی روشن ہوتی ہے۔ پھر پردہ ہٹتا ہے اور کمرے کی روشنی کھڑکی پھلانگ کر سلاخوں کے بیچ سے میرے کمرے کی سپاٹ دیوار پر لیٹ جاتی ہے۔ اب میں اپنی کھڑکی کی سلاخوں کے سائے اپنی دیوار پر گنتا ہوں —— پوری سولہ —— ایسا میں روز ہی کرتا ہوں۔ جانے کب سے کرتا آیا ہوں۔

"اکیلی رہتی ہے، کسی گاؤں سے آئی ہے۔ دن کو نوکری کرتی ہے، شام کو ایوننگ کلاس اٹینڈ کرتی ہے۔ جہیز جُٹاتی ہے شادی کے لیے۔" پریس کرنے والا بوڑھا کہہ رہا ہے۔

میں اب تنگ آ گیا ہوں، روز شام پڑتے ہی اپنی سپاٹ دیوار پر اس کے کمرے کی روشنی کو لیٹے دیکھ کر اور روشنی میں پڑے سیڑھیوں کی طرح اوپر جاتے ہوئے کھڑکیوں کی سلاخوں کے سائے دیکھ کر سائے گن کر۔ کتنی بار میں نے چاہا ہے کہ اس کی یہ مہم ختم ہو جائے وہ جہیز جٹا پائے اور چلی جائے اور مجھے سلاخوں کے سائے گننے سے نجات ملے۔ لیکن اگر جہیز پھر بھی کم پڑا تو —؟— تو شاید اسے مٹی کا تیل چھڑک کر...... ٹھیک ہے روشنی کو ایسا ہی پڑا رہنے دو میری دیوار پر —— میں ایسے ہی سلاخوں کے سائے گنتا رہوں گا۔

میں سائے گن رہا ہوں ایک، دو، چار، چھ ....

تبھی شیلف پر پرانے خالی بوسیدہ گتے کے ڈبے سے کھر رر کی آواز آنے لگتی ہے۔ گنتی کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے اور میں غور سے ڈبے کی طرف دیکھنے لگتا ہوں۔ ہلکی سی چوں چوں اور میں سمجھ جاتا ہوں کہ کھلی کھڑکی سے، سلاخوں کے بیچ سے گزر کر چڑیا کے ایک جوڑے نے آ کر ڈبے میں گھونسلہ بنایا ہے۔ مجھے جانے کیوں فرحت سی محسوس ہوتی ہے۔ راحت کا احساس سا...... صبح میں ان کے دانے پانی کا بندوبست کر کے ہی چلا جاتا ہوں۔ چوں چر چر کی آوازوں میں کچھ اضافہ ہونے لگتا ہے۔ میں بس ایک آدھ ہی بار انھیں دیکھ پاتا ہوں باقی کا وقت وہ باہر گزارتے ہیں یا میں ——

چند روز سے صرف ایک ہی چڑیا نظر آتی ہے۔ تشویش سی ہو جاتی ہے مجھے، دھیرے دھیرے شیلف کے قریب جاتا ہوں۔ اُچک کر دیکھتا ہوں — چڑیا نے انڈے دیے ہیں۔ اب بچے ہوں گے ان کے — بھرا پُرا پریوار، کمرہ آباد ہو گا —— اس روز میں سلاخوں کے سائے گننا بھول جاتا ہوں اور بے صبری سے اس دن کا انتظار کرنے لگتا ہوں۔ جب خالی بوسیدہ ڈبے سے بچوں کی چوں چرر کی آواز سنائی دے۔ روز شام کو دم سادھے کان لگا کر سنتا ہوں۔ پاس جانے کی ہمت نہیں پڑتی۔ ڈر سا لگتا ہے کہ خوفزدہ ہو کر بھاگ نہ جائیں، کمرے کو ویران نہ کر دیں۔

"بابو جتنے کپڑے ہیں ایک ساتھ پریس کروا لو" بوڑھا پریس والا مشورہ دیتا ہے۔

"کیوں، کہیں جا رہے ہو کیا؟" میں پوچھتا ہوں۔

"ارے بابو ہم کہاں جائیں۔ کون ہے ہمارا جس کے پاس جائیں۔"

"تو پھر"؟ میں پھر سوال کرتا ہوں۔

"سنا ہے شہر میں فساد ہونے والے ہیں۔ کرفیو تو پھر لگتا ہے، اس لیے......"

اور میں بوڑھے کا مشورہ مان کر سبھی کپڑے ایک ساتھ پریس کرواتا ہوں — سلوٹوں سے بالکل پاک۔

گھر لوٹتا ہوں تو کمرہ چوں چرر کی آوازوں سے مہکتا ہوا پاتا ہوں، میرے اندر داخل ہوتے ہی آوازیں کچھ دیر کے لیے تھم جاتی ہیں۔ میں دبے پاؤں آ کر بستر پر لیٹ جاتا ہوں، من بہت کرتا ہے کہ ڈبے کے اندر جھانک کر دیکھوں ننھے ننھے بچوں کو، لیکن ہمت نہیں پڑتی ہے۔ یہ سوچ کر صبر کر لیتا ہوں کہ جب جوڑا چُگنے نکلے گا، تب آرام سے دیکھ لوں گا۔

رات پڑتی ہے۔ سڑک کے پار سے پردہ ہٹتا ہے۔ روشنی اس کی کھڑکی پھلانگ کر روز کی طرح سلاخوں کے بیچ سے ہوتی ہوئی میری سپاٹ دیوار پر آ کر لیٹ جاتی ہے اور میں عادتاً صرف عادتاً سیڑھیوں کی طرح اوپر اٹھتے ہوئے سلاخوں کے سایوں کو ایک بار گنتا ہوں — برابر سولہ — پھر جانے کیوں ایک دم سے سناٹا چھا جاتا ہے۔ ایک عجیب قسم کی چپّی۔ بوسیدہ پرانے گتے کے ڈبے سے چڑیوں کا پریوار بھی ایک دم سے خاموش ہو جاتا ہے، گھبرا کر میں سلاخوں کے سایوں کو گننے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن گنتی بیچ میں ہی ٹوٹ جاتی ہے۔

پھر کچھ ٹوٹنے کی آواز آتی ہے، نہیں، شاید کچھ پھٹنے کی آواز، یا پھر گولی چلنے کی آواز — ٹھیک سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اور ساتھ ہی ہجوم کا شور اس انداز سے اُمڈ پڑتا ہے کہ لگتا ہے صدیوں سے رُکا آوازوں کا باندھ ایکدم سے ٹوٹ گیا ہو۔ پتھراؤ ہوتا ہے۔ توڑ پھوڑ اور لوگوں کی چیخ و پکار سے دل دہلنے لگتا ہے۔ باہر شعلے لپکنے لگتے ہیں، ایسے کہ سپاٹ دیوار پر لیٹی روشنی اور سلاخوں کے سائے اس میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ کچھ پتھر اندر آ کر سپاٹ دیواروں کو چھلنی

(آگے ص ۲۳ پر)

نجات

حسن منصور

بلبل کسی شاخ پر بیٹھی گیت گا رہی تھی۔ اس کی آواز اس طرح تھی جیسے چاندی کی صراحی سے بلبلے اُٹھ رہے ہوں۔ بلبل کی مسحور کن آواز جب اس کے کانوں میں پڑی تو اس کی آنکھیں اچانک کھل گئیں۔ وہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مدتوں نیند کی آغوش میں رہا ہو۔ اس کی بڑی بڑی خمار آلود آنکھیں اپنے گرد و پیش کا معائنہ کرنے لگیں۔ رنگ برنگی تتلیاں، آفتابی شعاع کے تعاقب میں اِدھر اُدھر اُڑ رہی تھیں۔ پھولوں پر بھنورے نغمے الاپ رہے تھے سبز چھپکلی اپنی پونچھ کو ہوا میں لہراتی ہوئی اس کے پاس سے دوڑ کر گزر گئی......

وہ بہ مشکل سرسبز و شاداب گھاس پر اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے خلا میں گھورنے لگا۔ پھر اس نے اپنے وجود پر ایک اچٹتی نگاہ ڈالی اور کسی گہری سوچ میں غرق ہو گیا.....

وہ اپنے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ کون ہے؟ اور یہاں کیوں آیا ہے؟ اس نے اپنے دماغ پر بہت زور ڈالا مگر اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا۔ وہ جھلّا کر چیخ پڑا "میں کون ہوں؟" اس کی آواز سُرخ چٹانوں تک پہنچی اور دریا کے کنارے پر تیرتی رہی......

وہ گھنٹوں جواب کا منتظر رہا۔ مگر کوئی جواب نہیں آیا۔ اس کے منہ سے ایک سرد آہ نکلی اور اس نے اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے چھپا لیا۔ اور رونے لگا۔ اس طرح کئی گھنٹے گزر گئے......

جب اس کے حواس بجا ہوئے تو وہ پاس ہی بہتے ہوئے دریا کی طرف چل پڑا۔ شاید اسے پیاس لگی تھی۔ دفعتاً اس نے دریا میں ایک تیرتی ہوئی انسانی نعش دیکھی۔ وہ کچھ دیر تک اسے ٹکٹکی لگا کر دیکھتا رہا۔ یکایک اس کے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں، وہ تیزی کے ساتھ ماضی کی طرف لوٹنے لگا۔ وہ یہ سوچ کر تعجب میں پڑ گیا کہ وہ تین بار مرنے کے بعد بھی آج زندہ و سلامت ہے۔ رفتہ رفتہ اسے ماضی کی دھندلی تصویریں صاف نظر آنے لگیں۔ وہ منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔ جب وہ اپنے ملک کی جنگ آزادی میں دشمنوں سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا تھا۔ دوسری بار ایک جنونی نے اس کے سینے پر تین گولیاں مار کر اسے موت کی آغوش میں سلا دیا تھا۔ کیونکہ وہ تین باتوں پر مکمل یقین رکھتا تھا۔ عدم تشدد، انسان دوستی، اور سادگی۔ لوگ اسے مہاتما کہتے تھے۔ تیسری بار اُس نے خودکشی کی تھی۔ وہ ایک ایماندار افسر تھا۔ اسے مجبور کیا گیا تھا کہ وہ اپنے اصولوں کو قربان کر دے۔ مگر اس نے اپنے اصولوں پر اپنی جان قربان کر دی تھی۔ وہ سخت حیران و پریشان تھا کہ اتنے امتحانات سے گزرنے کے بعد بھی اسے پھر اس دنیا میں کیوں لایا گیا ہے؟ اسے نئی زندگی کیوں ملی ہے؟ وہ تو ہر امتحان میں کامیاب رہا تھا۔ وہ سوچنے لگا "کیا یہ نئی زندگی کسی نئی آزمائش کا پیش خیمہ تو نہیں......؟"

وہ آسمان کی طرف تکنے لگا۔ جیسے وہ اپنے سوالوں کا جواب مانگ رہا ہو۔ یکایک دور پہاڑیوں میں بجلی کڑکی اور غائب ہو گئی۔ اسے ایسا لگا جیسے قدرت کی طرف سے اسے جواب مل گیا ہو۔ وہ بڑبڑانے لگا "ہاں ہاں ٹھیک ہے! تم جو امتحان لینا چاہو لے سکتے ہو!! میں ہر آزمائش کے لیے تیار ہوں، میں ہمیشہ تمہاری آزمائش میں کھرا اتروں گا!!! میں تمہارا پیامبر جو ٹھہرا۔ تمہارے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے والا۔ میں اپنے سچے اصولوں سے ہٹ نہیں سکتا کیونکہ میرے اصول تمہارا حکم ہے؛ میں تمہاری نافرمانی نہیں کر سکتا! میرا سینہ کھلا ہے، میری گردن حاضر ہے۔ مجھے موت کا ڈر نہیں!!" یہ کہہ کر وہ زور زور سے قہقہہ لگانے لگا اور پھر نہ جانے کیا سوچ کر زار و قطار رونے لگا......

رفتہ رفتہ وہ ماضی سے نکل کر حال کی طرف لوٹنے لگا۔ اسے اپنے اکیلے پن اور اپنی بے کسی پر ترس آ رہا تھا۔ وہ بار بار یہ سوچ کر افسردہ ہو جاتا کہ اس کا اس بیابان میں کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔ وہ تن تنہا اس صحرا میں بھٹک رہا ہے۔

تیز دھوپ اسے جھلسا رہی تھی۔ اس کا حلق پیاس سے کانٹا ہوا جا رہا تھا۔ وہ اپنی پیاس بجھانے کے لیے جیسے ہی دریا کے کنارے پہنچا۔ اس کی صورت صاف و شفاف پانی میں دکھائی دینے لگی۔ وہ اپنی شکل پانی میں دیکھ کر یکایک چونک پڑا "نہیں نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ میری شکل اس جنونی قاتل کی طرح نہیں ہو سکتی۔ جس نے میرے سینے میں تین گولیاں پیوست کر دی تھیں۔ یا خدا یہ کیا ماجرا ہے؟" وہ پریشانی کے عالم میں بول پڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو ملنے لگا۔

اس نے دوبارہ پانی میں اپنی شکل دیکھی تو اسے قدرے اطمینان ہوا کیونکہ اس کے دونوں بڑے بڑے کان اس کے اپنے تھے۔ مہاتما جیسے۔

وہ بار بار یہ سوچ کر حیران ہو رہا تھا کہ اس کی شکل اس جنونی قاتل کی طرح تھی اور اس کے دونوں بڑے بڑے کان مقتول مہاتما جیسے "آخر اس میں کیا راز ہے؟" وہ بڑبڑایا۔ پھر وہ سوچنے لگا۔ "کیا بیک وقت وہ قاتل بھی ہے اور مقتول بھی، ظالم بھی ہے اور مظلوم بھی۔ یہ کیسے ممکن ہے! اس میں ضرور کوئی بھید ہے!!" پھر اسے یہ سوچ کر کچھ سکون ہوا کہ قاتل بھی انسان تھا، اور مقتول بھی۔ ظالم بھی انسان تھا اور مظلوم بھی۔

اگر اسے قاتل کی صورت اور مقتول کے دونوں کان قدرت نے عطا کر دیئے ہیں تو کونسا آسمان ٹوٹ پڑا ہے۔ ہمیشہ سے خیر کا شر سے، نیکی کا بُرائی سے، اور سچ کا جھوٹ سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے.... جب وہ پُرسکون ہوا تو اس نے دریا کے پانی سے اپنی پیاس بجھائی ہے۔ جنگل کے پھل کھائے اور پھر وہ قدرت کے نرم نرم بستر آرام کرنے لگا.....

کچھ دیر بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دریا کے کنارے چل پڑا۔ چلتے چلتے رات ہو گئی۔ مگر پھر بھی وہ چلتا رہا۔ بالکل خاموش گم صم کسی سوچ میں غرق.... فضا بالکل ساکت تھی۔ جیسے کسی آنے والے طوفان کے خوف سے سہم گئی ہو۔ طوفان.... ہاں وہ بھی تو طوفان تھا جو اس کے سینے میں دبا ہوا تھا۔ بالکل اس لاوے کی طرح جو کسی آتش فشاں پہاڑ کے سینے میں کھول رہا ہو۔ وہ سوچ رہا تھا "نہ جانے اسے کون سی کڑی آزمائش سے گزرنا ہو گا؟ صبح ہو چکی تھی۔ وہ ایک شہر میں داخل

افسانہ

وفا اور وحشت

کڑکے کی ایک سرد رات تھی۔ راگی تھکا ماندہ نو بجے فٹ پاتھ پر پہنچا جہاں شامی اس کا منتظر تھا۔ سوکھا پاؤ کا پیکٹ جسے وہ ساتھ لایا تھا کھول کر شامی کی جانب بڑھا دیا۔ شامی نے دم ہلائی، نگاہیں بھر کر اسے دیکھا اور پاؤ کھانے لگا۔

راگی نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو فٹ پاتھ پر پایا تھا۔ لوگوں نے اسے بتایا، جب وہ پانچ برس کا تھا، اس کے ماں باپ نے فٹ پاتھ پر ہی دم توڑا تھا۔ فٹ پاتھ کے ایک پڑوسی نے اس کی پرورش کی تھی۔ بارہ برس کا ہوا تو وہ پڑوسی بھی دنیا سے چل بسے تھے۔

راگی کا کوئی گھر تھا، نہ کوئی رشتہ دار۔ آسمان اس کی چھت اور زمین اس کا بستر تھا۔ رات وہ فٹ پاتھ گزارتا تھا۔

ہو رہا تھا..... مسجدوں میں اذانیں ہو رہی تھیں، مندروں میں پجاری گھنٹے بجا رہے تھے۔ کلیساؤں میں مسیحی نغمے گونج رہے تھے۔ شہر میں زندگی کے آثار نمایاں ہو چکے تھے۔ لوگ ادھر اُدھر آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ اسے اپنے جیسے لوگوں کو چلتے پھرتے دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ وہ فرطِ مسرت سے سڑکوں پر رقص کرنے لگا۔ بچے اسے دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے اسے دیوانہ سمجھا۔ کسی نے اس پر دھیان نہ دیا۔ سب اپنے اپنے کام میں مشغول رہے۔ وہ شاہراہوں گلیوں اور کوچوں سے گزرتا ہوا انجانی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔

وہ ایک جگہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ پاس ہی ایک بڑے ہال میں کوئی جلسہ ہو رہا تھا۔ وہاں پر لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ جمع تھی۔ وہ کچھ دیر تک باہر کھڑا رہا۔ پھر آہستہ سے ہال میں داخل ہو گیا۔ پورا ہال روشنی سے جگ مگ، جگ مگ کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اسے بڑی حیرانی ہوئی کہ وہاں پر بیٹھے ہوئے سبھی لوگ اسی کی شکل و شباہت کے تھے۔ ان لوگوں کے کان بھی اسی کی طرح بڑے بڑے تھے۔ مہاتما جیسے۔

لاؤڈ اسپیکر سے کسی کا نام پکارا گیا۔ ایک بارعب شخص اسٹیج پر آیا۔ لوگوں نے تالیاں بجائیں۔ وہ شخص تقریر کر رہا تھا۔ "لوگو! دنیا جانتی ہے کہ سائنس نے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لیے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ آج مجھے یہ انکشاف کرتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ اب کینسر جیسے موذی مرض کی دوا ایجاد ہو چکی ہے۔ کوئی انسان اب اس مرض میں نہیں مرے گا۔" یہ سنتے ہی پورے ہال میں زبردست تالیوں کی گڑگڑاہٹ ہوئی۔ سبھی لوگوں کے چہروں پر خوشی رقص کر رہی تھی۔ لوگوں کے ساتھ وہ بھی بے اختیار تالیاں بجا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکل پڑے وہ چپکے سے ہال سے باہر نکل گیا.....

پھر وہ انجانے راستے پر چل پڑا۔ رات دن مسلسل چلتا رہا۔ راستے کے نشیب و فراز سے گزرتا ہوا وہ دور سرحدوں کے پار جا پہنچا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی اس نے ایک بہت بڑا فوجی بیرک دیکھا۔ اس بیرک کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ وہاں شاید کوئی جشن منایا جا رہا تھا۔ وہ چپکے سے سب کی نظریں بچا کر اس میں داخل ہو گیا۔ پچھلی صف میں اعلیٰ فوجی افسر اور اگلی صف میں لیڈر بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ بیرک کے اندر قدرے اندھیرا تھا۔ مگر اسٹیج پر ایک بڑا سا بلب روشن تھا۔ وہ اگلی صف میں ایک خالی نشست پر جا بیٹھا۔ ایک بھاری بھرکم شخص اسٹیج پر نمودار ہوا۔ اور تقریر کرنے لگا۔ دوستو! یہ بھی جانتے ہیں کہ بہت سے ممالک نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنا لئے ہیں۔ آپ لوگوں کو یہ جان کر بے حد مسرت ہو گی کہ میں نے ایک ایسے بم کا فارمولہ ایجاد کر لیا ہے جو ان سبھی بموں سے زیادہ خطرناک اور ہولناک ہو گا۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ صرف اس ایک بم سے پوری دنیا تباہ و برباد ہو سکتی ہے۔ بیرک میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے تالیاں بجائیں۔ اس نے سوچا "پوری دنیا صرف ایک بم سے فنا ہو جائے گی۔" اس کی آنکھوں میں درد و غم کے آنسو تیرنے لگے۔ اسے اپنے آپ پر قابو نہ رہا۔ اس نے چلا کر اسٹیج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "تم انسان نہیں شیطان ہو! خدا کی بسی بسائی دنیا کو خاک میں ملا دینا چاہتے ہو!!" مقرر خاموش ہو گیا۔ وہ غصے میں نہ جانے کیا کچھ نہ کہتا۔ مگر یکایک پورے بیرک میں تیز روشنی پھیل گئی۔ اس کی آنکھیں تیز روشنی سے چندھیا گئیں۔ اب اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ رفتہ رفتہ ساری چیزیں اسے نظر آنے لگیں۔ اس نے دیکھا کہ وہاں پر موجود سبھی لوگ اس کی صورت سے بالکل مشابہ تھے، صرف ان کے کان چھوٹے چھوٹے تھے۔ جنونی قاتل جیسے۔ بیرک میں بیٹھے ہوئے لوگ اسے گھورنے لگے ساری آنکھوں کو وہ اپنی طرف گھورتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گیا۔

دفعتاً وہ بھاری بھرکم شخص جو سائنسداں تھا، اسٹیج سے نیچے اتر آیا۔ اس نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ یہاں کیوں آئے ہو؟ اس نے کچھ بولنا چاہا مگر اس کی آواز اس کے حلق میں پھنس کر رہ گئی۔ وہ کچھ بول نہیں سکا۔ بیرک میں ایک ساتھ کئی آوازیں گونجیں: "یہ دشمن ملک کا جاسوس ہے! یہاں پر ہمارے راز جاننے آیا ہے!! اسے جان سے مار ڈالو!!!" سائنسداں نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ پھر اسے کھینچتا ہوا باہر لے گیا۔ اسے کار کی پچھلی سیٹ پر دھکیل کر کار خود ڈرائیو کرنے لگا۔ شہر سے کافی دور ایک ویران جگہ پر کار رکی۔ پاس ہی ایک بڑی سی عمارت تھی، سائنسداں اسے لے کر اس عمارت میں داخل ہو گیا۔ پھر اسے لفٹ کے ذریعہ بالائی منزل پر لے گیا۔ اوپر ایک کمرہ میں پہنچ کر اس نے اسے بتایا کہ وہ سائنسداں ہے۔ پھر وہ اپنی جیب سے بم بنانے کا فارمولہ نکال کر دکھاتا ہوا بولا، "تم دشمن ملک کے جاسوس لگتے ہو! کیا تم اس فارمولے کو چرانے آئے تھے؟" وہ خاموش رہا سائنسداں کا چہرہ اس کی خاموشی پر سرخ ہو گیا۔ اس نے کڑک کر اس سے آخری خواہش ٹھیک اسی طرح دریافت کی جیسے کسی قاتل قیدی سے موت کی سزا دینے سے قبل پوچھی جاتی ہے۔ اب وہ سمجھ گیا کہ سائنسداں کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ اسے مار ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا: "شاید میری آزمائش کی گھڑی آن پہنچی ہے۔" یکایک سائنسداں اس پر جھپٹ پڑا۔ وہ لڑکھڑا کر فرش پر گرا۔ سائنسداں اس پر ریوالور تان چکا تھا۔ وہ بڑی پھرتی سے اٹھا اور اس نے ایک زوردار مکہ سائنسداں کے جبڑے پر دے مارا۔ سائنسداں یکایک کربہہ چیخ مار کر زمین پر گر پڑا۔ سائنسداں کا ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا۔ اس نے ریوالور اٹھا لیا۔ پھر یکے بعد دیگرے چھ گولیاں اس کے سینے میں پیوست کر دیں۔ سائنسداں فرش پر ٹھنڈا ہو گیا۔ اس نے بڑی پھرتی کے ساتھ سائنسداں کی جیب سے بم بنانے کا فارمولہ نکال کر اس کے پرزے پرزے کر دیئے۔ پھر وہ زینے طے کرتا ہوا تیزی سے نیچے اتر آیا.....

وہ بے تحاشہ پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ جنگلوں میں بڑے زوروں کی بارش ہو رہی تھی۔ پہاڑوں پر بجلیاں کڑک رہی تھیں۔ بجلیوں کی کڑک کے ساتھ ساتھ اسے آسمان سے صاف صاف آواز سنائی دے رہی تھی۔ "تم پھر آزمائش میں پورے اترے ہو! تم پھر امتحان میں کامیاب ہوئے ہو!! اب تمہاری کوئی آزمائش نہیں ہو گی! اب تمہارا کوئی امتحان نہیں ہو گا!! اب تم کو موت بھی نہیں آئے گی۔ تم امیر بنا دیئے گئے ہو! لافانی بنا دیئے گئے ہو!! امیر.. لافانی....."

اس کی آنکھوں سے مسلسل خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔ خدا کا شکر ادا کرنے کے لیے وہ زمین پر سجدہ ریز ہو گیا۔

(پٹنہ سے نشر)

حسن منصور
معرفت گریٹ آرٹس، فریزر روڈ
پٹنہ ۸۰۰۰۰۱

علی محمود

ٹامی ہی اس کا سب کچھ تھا جو وہ اس کا بچپن کا ساتھی تھا۔ پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے وہ سارا دن بوجھ ڈھوتا، شام میں لوٹتا تو ٹامی کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور لاتا۔

سونے کا وقت ہوا تو اس نے باکڑے کے نیچے سے بستر نکالا۔ جس میں ایک پھٹا پرانا بورا اور کمبل تھا۔ بورا فٹ پاتھ پر پھیلا دیا اور کمبل اوڑھ کر سو گیا۔ فٹ پاتھ پر اکا دکا آدمی آجا رہے تھے۔ ٹامی بھی کچھ دور پر کچی نیند میں سو گیا تھا۔

قریب بارہ بجے تھے کہ ٹامی سردی سے کانپنے لگا۔ ٹھنڈک بے حد ستانے لگی تو وہ راگی کے کمبل میں آگھسا اور منہ باہر کئے اونگھنے لگا۔ لیکن آہٹ پاتے ہی اس کی آنکھیں کھل جاتی تھیں۔

فٹ پاتھ سے لگی ایک چھ منزلہ عمارت تھی۔ دوسری منزل کے ایک فلیٹ سے روشنی آرہی تھی۔ جہاں لوگ جاگ رہے تھے شاید ابھی باہر سے آئے تھے۔ واش بیسن میں جانے کی بجائے ایک آدمی بالکونی میں آکر پانی سے ہاتھ دھونے لگا اور کھانے کی میز پر جا بیٹھا۔ پانی نیچے گرا تو راگی کے کمبل کو بھگو گیا۔ راگی بڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ٹامی الگ کود کر کھڑا ہو گیا اور اچھل اچھل کر بھونکنے لگا جیسے پانی گرانے والے کو کچا ہی چبا جائے گا۔

راگی نے بالکونی کو گھورتے ہوئے اپنی آنکھیں لال کر لیں اور دل ہی دل میں فلیٹ والوں کو گندی گالیاں دینے لگا۔ لیکن زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکال سکا۔ اسے ڈر تھا کہ دوسرے دن سے وہ اسے وہاں سونے نہیں دیں گے۔ ٹامی کو بھی ڈانٹ کر اس نے خاموش کرا دیا تھا۔

راگی نے چار قدم آگے اپنا بستر کھسکایا اور کمبل میں دبک کر سو گیا۔ ٹامی بھی کچھ دور جا بیٹھا۔ فلیٹ کے لوگ فٹ پاتھ کی واردات سے بے نیاز اپنے آپ میں مگن ڈائیننگ ٹیبل پر کھانا چن رہے تھے۔ ٹامی کو ٹھنڈک زیادہ ستانے لگی تو وہ باکڑے کے نیچے جا بیٹھا جہاں راگی نے اپنا بستر سمیٹ کر رکھ دیا تھا۔

دونوں نے کسی طرح رات کاٹ لی۔ تاریکی آہستہ آہستہ

چھٹ کر صبح ہو گئی تھی۔ راگی کمبل میں لپٹا ابھی تک سو رہا تھا۔ ٹامی اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ اسی درمیان ٹامی نے ایک پولیس مین کو ہاتھ میں ڈنڈا لیے آتے دیکھا۔ پولیس مین فٹ پاتھ پر سوئے لوگوں کو ڈنڈا سے ہنکاتا، فحش گالیاں بکتا انہیں اٹھاتا اسی جانب آرہا تھا۔

ٹامی، راگی کے سرہانے کھڑا ہو کر بھونکنے لگا، جیسے اسے آنے والے خطرہ سے باخبر کر رہا ہو۔ راگی بڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ فوراً کمبل بورا لپیٹ کر باکڑے کے نیچے چھپا دیا اور پیار سے دیکھتے ہوئے ٹامی کی پیٹھ سہلانے لگا۔ پولیس دوسرے لوگوں کو اٹھاتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

راگی سویرے ہی اپنے کام پر چلا جاتا تھا۔ وہیں ضروریات سے فارغ ہوتا۔ ٹامی اپنی زبان میں اسے کچھ کہتے ہوئے رخصت کرتا۔ راگی ٹامی کے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنا ہاتھ چوم لیتا اور سوچنے لگتا، ٹامی میرا کتنا ہمدرد ہے۔ کاش وہ انسان ہوتا۔

راگی اس دن اپنے کام میں بہت مشغول رہا، اور ٹامی کے متعلق سوچتا رہا۔ آج اس کے لیے مٹن کی دکان سے گوشت کی چھانٹ لے جاؤں گا، جسے دیکھ کر ٹامی بہت خوش ہوگا۔ جب کام سے فارغ ہوا تو سید حامٹن کی دکان پر جا پہنچا اور دکان سے چھانٹ خریدلی۔

شام میں راگی فٹ پاتھ پر پہنچا تو ٹامی کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ لوگوں نے اسے بتایا کہ ٹامی نے فلیٹ کے کسی آدمی کو شدید طور پر کاٹ لیا تھا۔ فلیٹ والوں نے میونسپلٹی میں ٹامی کے خلاف شکایت کر دی تھی۔ میونسپلٹی والے ٹامی کو لاوارث کتا جان کر پکڑ کر لے گئے تھے۔

راگی ٹامی کی جدائی میں بلک بلک کر رونے لگا، جیسے اس کا کوئی اپنا عزیز اس سے جدا ہو گیا ہو۔ ادھر اسپتال کے بستر پر مرہم، پٹی اور انجکشن لگوائے فلیٹ کا آدمی کراہ رہا تھا۔ ڈاکٹر اور نرسیں اس کی تیمارداری میں لگے ہوئے تھے۔ ٹامی نے جسے کاٹا تھا یہ وہی شخص تھا جس نے گزشتہ رات پانی گرا کر اس کے مالک راگی کی نیند حرام کر دی تھی۔

(بمبئی سے نشر)

افسانہ

لاکٹ

ڈاکٹر مسعود عالم ملک

"تم میرے دل کی دھڑکن ہو نہ؟"

"ہوں!"

"اور یہ گہرا اہم راز ہے۔"

"اور نہیں تو کیا ——؟"

بیکراں سناٹے کے سمندر میں موجیں دھیرے دھیرے ابھرنے لگیں۔ کہرے کا ملگجی پیکر سانسوں کی چنگاریوں کی زد میں آتے ہی گالے کی طرح ریزہ ریزہ ہونے لگا۔

"تم میرے خوابوں کی ملکہ ہو"

"تم دیوتا!"

"شمی ڈیر! میں تمہارے بغیر جینے کا تصور نہیں کر سکتا۔"

"تو کیا میں تمہارے بغیر . . . . ."

"بالکل نہیں۔"

اندھیرا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ آوازوں کے گھنگھرو بج گئے تھے۔ آنسوؤں کے رتھ پر سوار شب ہولے ہولے آگے بڑھ رہی تھی۔

"یار! آج کل تم کھوئے کھوئے سے رہتے ہو؟"

"نہیں تو —— !"

"کچھ تو ہے۔"

"کچھ بھی نہیں۔"

"مگر تمہاری آنکھوں میں یہ آنسو کیسے؟"

"زندگی کا سفر آنسوؤں سے شروع ہوتا ہے اور اختتام آنسوؤں پر ہوتا ہے۔"

"تو میں آغاز تصور کروں یا اختتام ——؟"

"میں کہہ نہیں سکتا۔"

"بھئی کیسے کہہ سکتے ہو! تمہارے حواس پر تو عورت چھائی ہوئی ہے۔"

"کیا بکتے ہو؟ میں اس حد تک نہیں جا سکتا، جس حد تک تم سمجھ بیٹھے ہو۔"

"اچھا ریاض! میں خاموش ہو جاتا ہوں!"

"حد کر دی تم نے، ہانکتے جاتے ہو اور خاموشی کا دم بھرتے ہو۔"

"دراصل تم وہ نہیں جو پہلے تھے۔"
"تم بیوقوف ہو رشید!"
"ویسے بھی تم سے بہتر ہوں۔"

ایک کپ چائے پر ریاض نے متعدد سگریٹیں پھونک ڈالی تھیں۔ چہرہ دل و دماغ کا آئینہ دار ہوتا ہے، اسی لیے رشید لگاتار اُسے چھیڑتا رہا اور کبھی خاموش ہو جاتا، یا اُلجھ جاتا۔

مسلسل دو تین دنوں کی بارش کے بعد خنک اور نکھری سی رات آئی۔ مینڈک کے ٹرٹرانے کی آواز اور جھینگر کی پُرکشش موسیقی کائنات میں نشہ اور حلاوت گھول رہی تھی۔ دیو قامت گھنے پیڑوں پر جگنوؤں کے ننھے ننھے قمقمے جلتے اور بجھتے رہتے۔ لب وا کیے قدرت سرگوشی کر رہی تھی۔ بھیگی بھیگی سی خوشگوار رات اپنے دامن میں تڑپ، خلش اور کسک لیے خوابناک نظر آ رہی تھی۔

"پہلے تم میری زلفوں کے دیوانے ہوتے۔"
"اور اب مکمل تمہارے سراپے کا دیوانہ ہوں۔ ہوں نا تمہی؟"
"چلو ہٹو بھی! تم سے اب نہیں بولوں گی۔"
"ہاں! اب کیوں بولو گی؟ دیکھو نا! تمہاری ٹھوڑی کی اس دلنواز قبر میں دفن ہو چکا ہوں میں۔۔۔۔۔۔"
"بڑے شریر ہو تم"
صرف میں، یا تم بھی، تمہاری یہ دیوانی آنکھیں جن میں سارے جہاں کے مے خانے کھلتے اور بند ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے میں۔۔۔ میں۔۔۔۔"
"ڈارلنگ!۔۔۔۔"
"ہاں! ڈارلنگ!"
"تم نے ابھی تک میری فرمائش پوری نہیں کی۔۔؟"
"اچھا! اچھا! بھول گیا۔ اب کے لیتا آؤں گا، وہی نا لاکٹ نا؟"
"ہاں! تم کتنے اچھے ہو۔۔۔!"
"میں کہاں! میں جو بھی ہوں تمہارا ہی پرتو ہے۔"

O! Lift me as a wave a leaf a cloud!
I fall upon the thorns of life! I bleed!"

ریاض ان سطروں کو بے خیالی میں گنگنا رہا تھا۔ اسکے دل میں ہوک سی اُٹھ رہی تھی۔ اس کی بے چین آنکھیں کسی کی منتظر تھیں۔ کہاں گئی وہ ستاروں کی پالکی۔۔۔؟ کیوں نہیں وہ ابھی تک اتری۔۔۔؟ اس کی نظریں بے اختیار آکاش کی اور اٹھ گئیں۔ وہ کتنی بھولی بھالی ہے۔ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ اس نے زندگی میں پہلی بار مجھے ٹوٹ کر چاہا ہے، وہ سوچتا اس کے سینے میں ایک گداز دل دھڑکتا ہے۔

"ارے بھئی! کہاں ہو؟ میں ہوں رشید! سُنا تم نے میں رشید ہوں۔"
"اُف! معاف کرنا بھئی! کہو کیسے ہو۔۔؟"
"اپنی کہو! میں تو ٹھیک ہی ہوں۔"

"اچھا ہوں یار!"
"میں دیر سے کھڑا تمہیں تک رہا تھا، تم کربناک لہجے میں اداس شعر گنگنا رہے تھے اور خود سے ہمکلام بھی تھے۔"
"ارے! ارے! نہیں ایسا بھی کیا۔۔!"
"تم اتنے اداس کیوں ہو؟"
"زاویۂ نگاہ بدل دو تو سمجھ میں آجائے گا کہ

"Our sweetest songs are those that tell of sadest thought

"تم خود فریبی کے شکار ہو۔"
"تم کیا جانو زندگی کے باریک پہلوؤں کو۔"
"ہاں! ہاں! فہم و ادراک تو تمہارے ہی حصے میں آئے ہیں۔"
"ایسی بات نہیں، گداز دل ہی گداز احساسات سے ہمکنار ہوتا ہے۔"
"تم جس شے کی بات کر رہے ہو، میں اسے محض لمحاتی کیف و سرور کی حد تک تصور کرتا ہوں۔ میں درد، ٹیس اور چبھن کو ڈھونے کا قائل نہیں۔"
"تم سوزِ عشق سے کبھی آشنا ہوئے ہو؟"
"بس کہہ تو دیا کہ لمحاتی حد تک"
"یہ تو توہین ہے!"
"یہ ایک آفاقی حقیقت ہے، ورنہ فراق کا غم کیسا؟ صرف بزدل ہی سوز، درد اور تڑپ کی باتیں کرتے ہیں۔"
"ٹھیک ہی ہے، خیال اپنا اپنا۔۔۔۔"
"کسی دن اسے دکھاؤ تو سہی"
"دیکھ لینا۔ وہ جسے تم لمحاتی کہتے ہو، مجھے بھی دکھاؤ"
"جس دن چاہو۔"
"ٹھیک ہے۔"

دو چار دنوں سے ریاض بجھا بجھا سا تھا۔ کیا کروں، وہ سوچتا۔ شام ہو رہی تھی۔ وہ گھومنے کے لیے بازار کی طرف چل پڑا۔ انسانوں کی بھیڑ اور ہماہمی سے بے نیاز خیالوں میں غرق آگے بڑھتا رہا۔ تنہا وہ اور خیالوں کا ہجوم۔۔۔! اس نے ایک دکان سے ایک پیکٹ سگریٹ خریدا اور سیدھا ایک کیفے میں داخل ہو گیا۔ اس کی نظر سامنے بیٹھے ہوئے رشید پر پڑی۔ وہ کافی پی رہا تھا اور ایک لڑکی سے محوِ گفتگو تھا۔ لڑکی کی پشت ریاض کی طرف تھی۔ اچھا جی! ذرا دیکھ تو لوں لمحاتی شے کو، اس نے دل ہی دل میں سوچا اور دبے پاؤں آگے بڑھنے لگا۔

"ہلو رشید!" اس نے کہا۔
"ہلو! ان سے ملو۔ یہ ہیں نمی" رشید نے کہا۔
"کیا۔۔۔؟ یہ نمی ہیں۔۔۔؟" ریاض تقریباً چیخ پڑا۔ اس کے گلے میں اس کا دیا ہوا لاکٹ ٹیوب لائٹ میں زوردار قہقہوں کے ساتھ اس کا منہ چڑا رہا تھا اور وہ سر جھکائے بھاری بھاری قدموں سے کیفے سے باہر آگیا۔

(پٹنہ سے نشر)

نیشنل پروگرام

مالویکا کانن کا گائن

ہفتہ یکم نومبر رات ساڑھے نو بجے

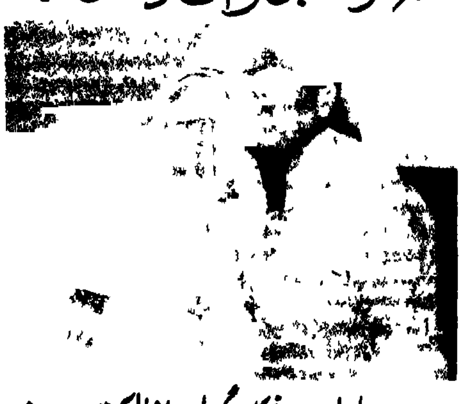


ملک کی نامور گائیکہ مالویکا کانن نے موسیقی کی تربیت اپنے والد رابندر لال رائے مرحوم سے حاصل کی جو خود اپنے زمانے کے مشہور موسیقار تھے۔ انتھک ریاض سے انھوں نے اپنی شیریں آواز کو اور بھی زیادہ پُرکشش بنا لیا ہے۔ دل کو چھو لینے والی ان کی گائیکی کا اپنا ایک انفرادی انداز ہے۔ مالویکا کانن نہایت کامیابی کے ساتھ ملک اور بیرونِ ملک میں موسیقی کی متعدد محفلوں میں اپنے فن کا مظاہرہ کر چکی ہیں۔ آج کل وہ کلکتہ کی سنگیت ریسرچ اکیڈمی سے منسلک ہیں۔

منگل شب کی محفلِ موسیقی

گوپا سانیال کا گائن

۴ نومبر رات دس بجے



با صلاحیت فنکارہ گوپا سانیال کو قدرت نے نہایت سریلی آواز عطا کی ہے۔ موسیقی کی تربیت انھوں نے مرحومہ بجون بالا گھوش دستی دھر سے پائی۔ انھیں اپنے فن پر مکمل عبور حاصل ہے۔ وہ خیال گائیکی کو روایتی انداز میں پیش کرتی ہیں۔ ملک کی متعدد محافلِ موسیقی میں گوپا سانیال اپنے فن کا مظاہرہ کر چکی ہیں۔

دوردرشن

دہلی
چینل ۴ تصویر ۶۲.۲۵ MHz
میڈ ۱ آواز ۶۷.۷۵ MHz

مسوری
چینل ۱۰ تصویر 210.25 MHz
میڈ ۳ آواز 215.75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام
۶ ـ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)
۷ ـ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات
۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
۹-۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۱۱-۴۵ نیوز ہیڈلائنس (ہفتہ کو ۱۲ بجے)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ سائنس (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۰-۱۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ حساب (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ بائیلوجی (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور شام ۴-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱۰-۵۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ فزکس (دسویں جماعت)
۱۰-۱۱ اور سہ پہر ۴-۴۵ انگریزی کا سبق (چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴۰
اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیل)

●●●●●

اتوار

صبح
۹-۳۰ سرب سانجھی گوربانی / کارٹون فلم / پربھاتی
۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۰۰ فیمس فائیو (انگریزی)
۱۱-۱۵ شرلاک ہومز (انگریزی سیریل)

دوپہر
۱۲-۰۵ کچی دھوپ (ہندی سیریل)
۱۲-۲۵ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)
۱-۰۰ خزانہ (ہندی سیریل)
۱-۳۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم II، III اور V
۳-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
۴-۴۵ ٹو ورڈس اے پرائٹ فیوچر (انگریزی سیریل)

شام
۵-۰۰ آزادی کی کہانی
۵-۱۵ اسپانسرڈ پروگرام
۵-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ اندھی گلیاں
نشیلی ادویات کے استعمال پر پروگرام
۹-۰۰ ہندی سیریل
۱۰-۰۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام
۱۰-۵۵ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ مہیلاؤں کے لیے
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۷-۳۰ سندسماچار / سنگیت
۷-۴۰ ہندی ناٹک
۹-۰۰ راج سے سوراج (ہندی سیریل)
۹-۵۰ سچ کی پرچھائیں I اور III
چترمالا II اور IV
آروہی V
۱۰-۲۰ پولس فائل سے (ہندی سیریل)
۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

منگل

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ وشو درشن
۶-۳۵ ہمارے کامگار، ہمارے ادیوگ (II اور IV)
ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (I، III، V)
۷-۴۰ یوتھ فورم I III اور V
یووا منچ II اور IV
۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)
۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
۹-۵۰ جن وانی I، III اور V
بیانڈ لوٹو مارو II اور IV
۱۰-۵۰ ایکسپڈیشن ٹو دی اینیمل کنگڈم (انگریزی سیریل)
۱۰-۰۰ ٹو ورڈس پروگریس / پریورتن
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / سگم سنگیت

بدھ

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۵ آنگن واڑی
۶-۳۵ وکاس کی اور
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)
۹-۰۰ گھر جمائی (ہندی سیریل)
۹-۵۰ رونگ آئی I، III
حالات حاضرہ پر پروگرام / متفرقات II، IV اور V
۱۰-۰۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ پریمیر انسٹی ٹیوشنز آف انڈیا (I III اور V)
گریٹ واسٹرز (II اور IV)
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ان سے ملیے / اور گیسٹ

جمعرات

شام
۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۱۵ گھریلو نسخے
۶-۳۵ قانونی اصلاح / آزادی کے دیوانے
مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ ٹیلی فن / کھیل اور کھلاڑی
۷-۴۰ پتریکا د ہندی ادبی میگزین / سنگیت
۸-۰۵ پارمپاوک کلائیں I، III، V
سنگیت / نرتیہ II، IV
۸-۲۵ مینجمنٹ (انگریزی سیریل)
۹-۰۰ شری کانت (ہندی سیریل)
۹-۵۰ پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیوز III
واٹ ازدی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کوئیز V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۱۵ آپ کا پریوار
۶-۴۵ سگم سنگیت
۷-۳۰ سندسماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)
۹-۵۰ ہندی سیریل
۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس / ان دس آور لینڈ / یر آف دی یوتھ

۱۱-۴۵ پارلیمنٹ نیوز / ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر

۱-۴۵ گھر باہر

۲-۱۰ فاریوتھ

۲-۴۵ چمن راؤ (ہندی سیریل)

۳-۰۰ اسپانڈرمین، اسپانسرڈ پروگرام

۳-۱۵ ویڈیو کامیڈی سوداگر (انگریزی سیریل)

شام

۶-۰۰ بچوں کے لیے

۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی / انگریزی)

۷-۱۰ یوا ینڈیور پیٹس

۷-۲۵ فاروی فورسس (I)

نرتیہ (III ، V)

۷-۵۵ جان ہے جہان ہے

۸-۱۰ سپتاہیکی

۱۰-۲۰ مشاعرہ (II)

کوی سمیلن (IV)

۹-۰۰ **بنیاد** (ہندی سیریل)

۹-۵۰ سائنس پروگرام II, IV

فیچر فلم I، III اور V

دہلی II

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)

۷-۴۰ آوشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ ہندی پتریکا

۷-۱۵ بہورنگ ۷-۴۵ انگریزی سیریل

پیر

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ ٹیلی میچ

۷-۰۰ ہی مین اینڈ دی ماسٹرز

آف یونیورس : تصویری فلم

۷-۴۵ چہل پہل

۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ

منگل

شام

۶-۳۰ نو اودیہ

اسکولی بچوں کا پیشکردہ

پروگرام

۷-۴۵ اولڈ فاکس : انگریزی سیریل

بدھ

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ کلیڈیو اسکوپ

۷-۰۰ یوتھ پروگرام

۷-۴۵ شاستریہ سنگت

جمعرات

شام

۶-۳۰ آپ کا باغیچہ

۶-۴۵ میوزک سرکس

۷-۱۵ ناگرک سمیا ۷-۴۵ پنجابی درپن

جمعہ

شام

۶-۳۰ سگم سنگیت

۶-۴۵ سماچار ڈائری

۷-۰۰ اردو میگزین پروگرام

۷-۴۵ کلا پریکرما

۸-۰۰ ہندی ناٹک

ہفتہ

شام

۶-۳۰ اگلے ہفتے کی جھلکیاں

۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ

۷-۱۵ آئینہ : (عام آدمی کے مسائل پر مبنی پروگرام

۷-۴۵ پاپ میوزک

• • • • • • • • •

آپ گرپھ دوردرشن

جے پور، مظفر پور اور رائے پور

اتوار

تمام پروگرام

دہلی کے مطابق

پیر

شام ۶-۰۰ لوک رقص

۶-۲۰ اپنی دھرتی اپنے لوگ

(I، III، V)

نئی دشائیں (II، IV)

۶-۴۰ چوپال ۷-۱۰ آج کی بات

۷-۳۰ اور آگے تمام پروگرام دہلی کے مطابق

منگل

شام ۶-۰۰ بچوں کے لیے

۶-۲۰ لوک رقص

۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے ۷-۱۰ انٹرویو

۷-۳۰ دہلی کے مطابق

۸-۱۰ نئی امنگ نئی ترنگ

بدھ

شام ۶-۲۰ سماج شکشا

۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے

۷-۱۰ صحت و صفائی پر پروگرام

۷-۳۰ دہلی کے مطابق

جمعرات

شام ۶-۲۰ اپنا گاؤں اپنی بات

۶-۳۰ دوبارہ ٹیلی کاسٹ

ارکائیوز سے / دیگر مراکز سے

کوی گوشٹھی (I) / ناٹک (II)

ٹی وی فلم (III)، ڈاکومینٹری (IV)

جمعہ

شام ۶-۰۰ مہلاؤں کے لیے

(I، III، V)

۲۰ نکاتی پروگرام (II، IV)

۶-۲۰ کھیل اور کھلاڑی

۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے

۷-۱۰ پاپولر سائنس، ۷-۳۰ دہلی کے مطابق

ہفتہ

شام ۶-۰۰ لوک روایات (I)

سمرتی چتر (II)، لوک دھارا (III)

سپھلتا کی کہانی (IV)

گیت و بھجن (V)

۶-۲۰ دہلی کے مطابق، ۸-۲۰ چپارہ (I)

رنگ و بینگ (II)

بوجھو تو جانیں (III)

پرشنوں کے گھیرے میں (IV)

سندھی پروگرام (V)

۸-۴۰ دہلی کے مطابق

کلکتہ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz

چینل 1 آواز 67 75 MHz

نیشنل پروگرام روزانہ رات ۸-۴۰ سے

۱۱-۱۵ تک (دہلی سے ریلے)

پیر

شام ۶-۴۰ لوک دھارا / سا رے گا

۶-۱۵ موسیقی

۶-۳۰ اور ۷-۰۰ بھجن پر اسنگے

۶-۴۵ کول کاتا نیچترا ۷-۰۰ موسیقی

۷-۴۰ دیس بدیشر کھیلا

۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

منگل

شام

۶-۴۰ بچوں کے لیے

۶-۳۰ یوتھ ٹائم / صحت سے متعلق پروگرام ۷-۴۰ چترمالا (بنگالی) ۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

بدھ

۶-۴۰ تمہارے بارے / ہندی پروگرام

۶-۳۰ دیہی پروگرام

۷-۰۰ رابندر سنگیت

۷-۲۰ سوک سینس / ڈیولپمنٹ اسٹوری /

ہیومن اسٹوری

۷-۴۰ درشکارے دربارے

۸-۰۵ چترہار (دہلی سے ریلے)

جمعرات

شام

۵-۳۴ بچوں کے لیے

۶-۰۰ سلسلے وار انگریزی فلم

۶-۳۰ بنگال میں یوتھ پروگرام

۷-۰۰ درشٹی کون / ویوز

جمعہ

۶-۴ جانا اجانا

۶-۱۴ انڈسٹریل پروگرام

۶-۳۴ موسیقی / رقص

۷-۰۰ جگناسا : بنگالی کوئز / مالانچا

۷-۴۰ ساہتیہ سنسکرتی ۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

ہفتہ

دوپہر

۱-۴۵ سے شام ۴-۰۰

نیٹ ورک پر اسپونسرڈ

پروگرام (دہلی سے ریلے)

شام

۵-۳۵ اور ۷-۵۵ بنگالی فیچر فلم

۷-۴۰ سپتاہکی

اتوار

صبح

۱۰-۰۰ سے دوپہر ۲-۰۰

شام ۴-۰۰، ۵-۴۵ اور

۷-۰۰ جگناسائے (صحت سے متعلق پروگرام)

درشٹی پٹ

۷-۱۰ سمبند پربھا

۷-۴۰ بنگالی ناٹک

۲-۰۰ ایوارڈ یافتہ علاقائی فیچر فلم (دہلی سے ریلے)

سنگیت سریتا : صبح ۳۰-۷

راگ میاں ملہار

یکم نومبر فلم 'لڑکی سہیادری کی'
آشا و کورس
پنڈت ڈی۔ وی۔ پلسکر
۳ نومبر 'گڈی'، وانی جیارام
رادھیکا موہن موئیترا ؛ سرود
۴ نومبر 'تیرے دوار کھڑا بھگوان'
منا ڈے
پنڈت جسراج

راگ گوڑ ملہار

۵ نومبر 'برسات کی رات'
سمن کلیانپور و کمل بارود
میرا بنرجی : گائن

راگ شاہانہ

۶ نومبر 'امرت منتھن' : آشا
امجد علی : سرود

راگ میگھ

۷ نومبر 'بوند جو بن گئی موتی'
سمن کلیان پور
استاد امیر خاں
۸ نومبر 'بیجو باورا' : امیر خاں
نکھل بنرجی : ستار
۱۰ نومبر 'چشم بد دور'، یسوداس
پروین سلطانہ

راگ بلاول

۱۱ نومبر رمیش ندکرنی
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

راگ الہیہ بلاول

۱۲ نومبر 'باورچی'، منا ڈے، لکشمی شنکر

اور بز ملا دیوی
ڈی کے۔ داتار : وائلن

راگ دیش کار

۱۳ نومبر 'بھابھی کی چوڑیاں' : لتا
بسم اللہ خاں و ساتھی

راگ بہاگ

۱۴ نومبر 'گونج اٹھی شہنائی' : لتا
زرین دارو والا : سرود
۱۵ نومبر 'میرے محبوب' : لتا
بسوراج راجگرو

انور نجمی : سپہر ۱۵-۳

یکم نومبر علی اکبر خاں : سرود
راگ چندر کونس
امیر حسین خاں : طبلے پر ایک تال
۲ نومبر سری کانت باکرے
راگ للت، ملتانی، پوریا دھناسری
اور رابھوگی
رسولن بائی : بھیروی ٹھمری
۴ نومبر سیات خاں : ستار
نظام الدین خاں : طبلہ سولو
روپک تال اور جھپتال
۵ نومبر یشونت بی۔ جوشی
راگ دیش کار اور تلک کاموو
مالوبیکا کانن : راگ چھایا نٹ
۶ نومبر الیاس بایت : سنطور پر
راگ مدھونتی
بسم اللہ خاں و ساتھی
شہنائی پر راگ بہار
۷ نومبر پروین سلطانہ
راگ منگل بھیروی
منور علی خاں : راگ سورٹھ
اور دادرا جوگیا بھیروی
۸ نومبر کلیانی رائے : ستار
راگ توڑی بھیروی بٹیالی دھن

ہری پرساد چورسیا : بانسری
راگ اہیر للت
۱۰ نومبر نزاکت علی و سلامت علی
راگ گودنی
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر
راگ الہیہ بلاول
۱۱ نومبر وجے راگھو راؤ : بانسری
بدھودتیہ مکرجی : ستار پر مشر کافی
۱۲ نومبر امانت علی و فتح علی
راگ شدھ کلیان
۱۳ نومبر پنالال گھوش : بانسری پر
راگ پیلو
روی شنکر : راگ پٹ دیپ
۱۴ نومبر اسکرن شرما : راگ یمن کلیان
پوریا کلیان اور ہنس دھونی
بز ملا دیوی و لکشمی شنکر : ٹھمری
۱۵ نومبر شاہد پرویز
ستار پر راگ نٹ بھیروی
شیو شنکر شرما و برج بھوشن کابرہ
سنطور اور گیٹار پر
راگ اہیر بھیرو

سور سدھا : شام ۴۵-۶

راگ توڑی

۲ نومبر غزل : رفیع
بھیم سین جوشی : گائن
بسم اللہ خاں و وی۔ جی۔ جوگ
شہنائی اور وائلن

راگ گوڑ سارنگ

۳ نومبر فلم : رام نگری ؛ انورادھا اور
ہری ہرن
ڈی۔ وی۔ پلسکر : گائن
کارتک کمار : ستار

راگ یمن

۴ نومبر 'سندھیا'، لکشنا پنڈت
ایل۔ کے۔ پنڈت : گائن
رام نارائن : سارنگی

راگ چندر کونس

۵ نومبر 'سنہری ناگن' : لتا
لکشمی شنکر : گائن
ہری پرساد چورسیا : بانسری

راگ بیراگی

۶ نومبر 'اعتبار'، آشا و بھوپندر
نیاز احمد، فیاض احمد : گائن
روی شنکر : ستار

راگ پیلو

۷ نومبر 'جب جب پھول کھلے' : لتا
ایرن رائے چودھری : گائن
بہادر خاں : سرود

راگ ماروا

۸ نومبر 'جے رادھے کرشنا'، وانی جیارام
پنڈت جسراج : گائن
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

راگ مدھونتی

۹ نومبر 'دل کی راہیں' : لتا
حفیظ احمد خاں : گائن
شیو کمار شرما : سنطور

راگ بھیروی

۱۰ نومبر 'دیوتا' : لتا
رسولن بائی : گائن
ڈی۔ ایم۔ ٹیگور : تار شہنائی

راگ پہاڑی

۱۱ نومبر 'نیل کمل' ، رفیع
بڑے غلام علی خاں : گائن
سوکمار ساہو : وائلن

راگ مانجھ کھماج

۱۲ نومبر 'مادھوری' : لتا
نزاکت علی سلامت علی : گائن
روی شنکر : ستار

راگ نند

۱۳ نومبر لکشمی شنکر : بھجن
کمار گندھرو : گائن
وی۔ جی۔ جوگ اور علی احمد حسین
وائلن اور شہنائی

راگ مانڈ

۱۴ر نومبر ' ہیرار انجھا ' : تنا
ہیرا بائی بڑودیکر : گائن
مکھل بنرجی : ستار

راگ بھوپالی

۱۵ر نومبر 'امرپالی' : تنا
دنا تیک راؤ پٹوردھن: گائن
ایس ۔ کے ۔ شرما ، ایچ ۔ پی
چورسیا اور بی ۔ بی ۔ کابرا
سنطور، بانسری اور گیٹار

چترشالا : رات ۱۰-۸

یکم نومبر لکشمی پوجن اور سنسکرتی کا وستار

تقریر از گنگا پرساد پانڈے
۳ر نومبر ہمارا دیش ہمارا پرا دیش
تری پورہ : تقریر
۴ر نومبر انتریکش میں بھارت : تقریر
۵ر نومبر کویتا پاٹھ از ڈاکٹر پریم شنکر
۶ر نومبر آزادی کی پریرنا بجے ہند
از شریمتی از را سمیع اللہ
۸ر نومبر رام بھروسے جارہے: ونود وارتا
از شری کانت کلسریشٹھ
۱۰ر نومبر ہمارا دیش ہمارا پرا دیش
چندی گڑھ : تقریر از پریم بیلی
۱۱ر نومبر مدھوے ؛ تقریر
از ڈاکٹر پیوش جوہری
۱۲ر نومبر کویتا پاٹھ از چندن

۱۳ر نومبر آزادی کی پریرنا: پرارتھنا
تقریر از ڈاکٹر آر ۔ ایس شرما
۱۵ر نومبر ونود وارتا از ہری شنکر پارسائے

رس وہار : رات ۱۵-۸

۳ر نومبر مراری ہوٹل
تحریر : کمیش سریواستو
پیش کش : ڈاکٹر ایم ۔ ایم میراشی
۱۰ر نومبر سویرا
تحریر : ابھیلاشں
پیش کش : ایم ۔ ایم ۔ میراشی

اِن سے ملیے : رات ۱۵-۸

۵ر نومبر کہانی اور گیت کار ، ڈائریکٹر
اور پروڈیوسر گلزار کے
ساتھ انورادھا شرما کا انٹرویو
۱۲ر نومبر پلے بیک سنگر نتن مکیش کے
ساتھ انورادھا شرما کا انٹرویو

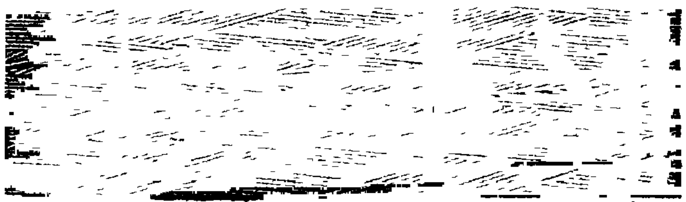
ملن یامنی : رات ۱۵-۸

یکم نومبر پرا تیکشا
تحریر : جیوت رام ست پال
پیش کش : جی ۔ پی ۔ ماتھر
۸ر نومبر نیا سویرا
تحریر و پیش کش : ششی پنجابی
۱۵ر نومبر انجانے میت
تحریر : ودیا پنج رتنا
پیش کش : جی ۔ پی ۔ ماتھر

ہوا محل : رات ۱۵-۹

یکم نومبر دیوالی کی رات
تحریر : سوم ناتھ ناگر
پیش کش : ستیندر شرت
۲ر نومبر جیوتی کرن
تحریر : شو شنکر وشیشٹ
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۳ر نومبر یگر دم باز
تحریر : محبوب خاں محبوب
پیش کش : مقبول حسن
۴ر نومبر کوی کویتا اور سبزی
تحریر : رمیش منوہر
پیش کش : جٹا شنکر شرما
۵ر نومبر بنجر اور ہریالی
تحریر : ابھیلاشں
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۶ر نومبر پکے دھاگے میں چلے آئیں گے سرکار
بندھے : تحریر : یوسف ناظم
پیش کش : انورادھا شرما
۷ر نومبر پیسے کا پھیر
تحریر : آر ۔ کے ۔ شرما
پیش کش : سوشیل بنرجی

(آگے ص ۳۴ پر)



پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸٫۷۴ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۱۹٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

ہفتہ یکم نومبر

صبح

۶-۲۵ گھنشیام داس : غزلیں
مجدد نیازی : آنند نرائن ملا
نشور واحدی اور آرزو لکھنوی
کا کلام
۷-۰۵ پریم جین : گٹار پر
راگ سندھو بھیروی
۹-۱۵ پنجابی لوک گیت
۹-۳۲ بے نظیر بیگم : ٹھمری اور
دادرہ بھیروی

رات

۸-۳۰ دیپاولی گیت
۱۱-۳۰ شرافت حسین خاں
راگ ایمن
اسد علی خاں : وینا

۸-۳۰ ششی تاورک : نیتر آشمی
کا کلام
۹-۳۰ کمل سدھو : ٹھمری
۱۰-۰۰ زندگی کی طرف : ڈرامہ
تحریر : رفعت سروش
پیش کش : پریم ودہرہ
۱۱-۳۰ ملک ارجن منصور : راگ نند
کے ۔ ایل ۔ سود : جلترنگ پر
راگ جوگ کونس

اتوار ۲ر نومبر

صبح

۶-۲۵ ششی تاورک : بہادر شاہ ظفر
فانی اور فیض کا کلام
سعادت بن اشرف : داغ
جیالال وسنت اور صبا افغانی
کا کلام
۷-۰۵ کے ۔ ایل ۔ سود : جلترنگ پر
راگ الہیا بلاول
۹-۰۰ آؤ بچو : دیوالی کی کہانی
از او ۔ پی ۔ عارف : گیت
بچوں کی دنیا ، بچوں کے خط

پیر ۳ر نومبر

صبح

۶-۲۵ جمیل احمد : جاں نثار اختر اور
امیر قزلباش کا کلام
تسری رام : جگر مرادآبادی اور
داغ کا کلام
۷-۰۵ برج بھوشن لال کابرا
گٹار پر راگ بلاول
۹-۳۲ منی پرساد : گائن

رات

۸-۳۰ جمیل احمد : ریاض خیرآبادی اور
ذوق کا کلام
۱۱-۳۰ منی پرساد : گائن
برج بھوشن لال کابرا
گٹار پر راگ ایمن

منگل ۴ر نومبر

صبح

۶-۲۵ بھندر پال اور پورنیما داس

آد

بشیر بدر کا کلام
شیلا گلوادی: فراق گورکھپوری
اور رفعت سروش کا کلام
۷-۰۵ شوکمار شرما: سنتور پر
راگ بھٹیار
۹-۳۲ اپر جیتا گھوش: خیال راگ دیسی
رات
۸-۳۰ مہندر پال اور پورنیما داس
سکندر علی وجد اور زبیر رضوی
کا کلام
۱۱-۳۰ اپر جیتا گھوش: راگ مالکونس
شوکمار شرما: سنتور پر
راگ کوشک دھونی

بدھ ۵ نومبر

صبح
۶-۲۵ اوشا سیٹھ: جگر مرادآبادی اور
خمار بارہ بنکوی کا کلام
نیلم ساہنی، ڈاکٹر اقبال اور
مجاز لکھنوی کا کلام
۷-۰۵ اننت لال اور ساتھی
شہنائی پر راگ گجری توڑی
۹-۳۲ غلام مصطفیٰ خاں: راگ دیسی
دوپہر
۳-۰۰ رنگارنگ: 'لچھوسے لچھمن داس'
ڈرامہ، تحریر: آر۔کے۔ شرما
پیش کش: پریم دوہرہ
رات
۸-۳۰ اوشا سیٹھ: اصغر گونڈوی
اور شیفتہ کا کلام
۹-۳۰ برجو مہاراج: ٹھمری
۱۱-۳۰ غلام مصطفیٰ خاں: خیال
راگ باگیشوری
اننت لال: راگ مارو بہاگ

جمعرات ۶ نومبر

صبح
۶-۲۵ مہدی حسن: فیض کا کلام
نثار حسین خاں: بہادر شاہ ظفر
اور امیر مینائی کا کلام
۷-۰۵ بدھ آدتیہ مکرجی: ستار پر
راگ للت
۹-۱۵ راجستھانی لوک گیت
۹-۳۲ نینا دیوی: ٹھمری اور

دادرہ راگ بھیروی
رات
۸-۳۰ مہدی حسن: فیض کا کلام
۱۱-۳۰ راجن مشرا ساجن مشرا
خیال راگ جے جے ونتی
بدھ آدتیہ مکرجی: راگ درباری

جمعہ ۷ نومبر

صبح
۶-۲۵ احمد حسین اور محمد حسین: داغ
اور مومن کا کلام
کمل سدھو: اقبال اور داغ
کا کلام
۷-۰۵ سنیل مکرجی: سرود پر راگ اہیر
رات
۸-۳۰ احمد حسین اور محمد حسین
نذیر اکبرآبادی اور جگر کا کلام
۱۱-۳۰ مرنالنی کھانڈیکر: خیال مارو بہاگ
سنیل مکرجی: سرود پر
راگ باگیشوری

ہفتہ ۸ نومبر

صبح
۶-۲۵ بشیر احمد: انشاء اللہ خاں انشاء
اور شاد عارفی کا کلام
شانتی ماتھر: خمار بارہ بنکوی
اور ایم۔ایل۔ ملہوترہ کا کلام
۷-۰۵ دنیش کمار: بانسری پر راگ بیراگی
۹-۱۵ پنجابی لوک گیت
۹-۳۲ مہادیو پرساد مشرا: ٹھمری اور

دادرہ بھیروی
رات
۸-۳۰ بشیر احمد: میر اور فانی کا کلام
۱۱-۳۰ مشتاق حسین خاں
خیال راگ چندر کونس
دنیش کمار: بانسری پر
راگ باگیشوری

اتوار ۹ نومبر

صبح
۶-۲۵ صلاح الدین احمد: امیر قزلباش
اور معین احسن جذبی کا کلام
ترلوک کپور: حسرت موہانی
اور اثر لکھنوی اور فانی کا کلام

۷-۰۵ چنتامنی جین: جلترنگ پر
راگ دیش کار
رات
۸-۳۰ سدیش سنہا: مخدوم محی الدین
فراق اور مجاز کا کلام
۹-۳۰ 'زندگی میں اور موت'
تحریر: پریم جالندھری
پیش کش: پریم دوہرہ
۱۱-۳۰ خیال راگ کلاوتی: فنکار:
راجن مشرا ساجن مشرا
چنتامنی جین: جلترنگ پر
ایمن اور مالکونس

پیر ۱۰ نومبر

صبح
۶-۲۵ ولایت حسین ساگر: غزلیں
۷-۰۵ شری کرشن شرما: گٹار پر
راگ چاروکیشی
۹-۳۲ موجود حسین خاں: راگ دیس
۲-۳۰ 'زندگی میں اور موت': ڈرامہ
تحریر: پریم جالندھری
پیش کش: پریم دوہرہ
رات
۸-۳۰ ولایت حسین ساگر: غزلیں
۱۱-۳۰ موجود حسین خاں
خیال راگ جوگ
شری کرشن شرما
گٹار پر راگ شیام کلیان

منگل ۱۱ نومبر

صبح
۶-۲۵ سرلا کپور: داغ دہلوی
اصغر گونڈوی اور جگر کا کلام
مینو پرشوتم: شکیل بدایونی اور
امیر مینائی کا کلام
۷-۰۵ بھجن سوپوری: سنتور
۹-۳۲ سمتی متا ٹکر: راگ میاں کی سارنگ
رات
۸-۳۰ سرلا کپور: سودا کا کلام
۱۱-۳۰ ڈاکٹر سمتی متا ٹکر: راگ نراینی
بھجن سوپوری: سنتور

بدھ ۱۲ نومبر

صبح
۶-۲۵ شبیر حسین: غالب اور داغ
کا کلام

رونا لیلیٰ: بہادر شاہ ظفر اور
فیض کا کلام
۷-۰۵ جگن ناتھ: شہنائی پر راگ دیس
۹-۱۵ اتر پردیش کے لوک گیت
۹-۳۲ روما رانی بھٹاچاریہ
راگ رام کلی
دوپہر
۳-۰۰ دھنک: پنا دیوی
ٹھمری کھماج اور دادرہ
رات
۸-۳۰ شبیر حسین: خمار بارہ بنکوی
اور شمیم جے پوری کا کلام
۹-۳۰ الا بھومک: ٹھمری مشر کھماج
۱۱-۳۰ روما رانی بھٹاچاریہ
خیال راگ جے جے ونتی
صابری خاں: سارنگی وادن

جمعرات ۱۳ نومبر

صبح
۶-۲۵ شانتی ہیرانند: برج نرائن چکبست
اور جلیل مانک پوری کا کلام
ہریش بھاردواج: ذوق اور
حالی کا کلام
۷-۰۵ بلرام پاٹھک: ستار پر
راگ سندھی بھیروی
۹-۳۲ مہندر سنگھ: ٹھمری بھیروی
ٹھمری پیلو
رات
۸-۳۰ محمد یعقوب: ڈاکٹر اقبال کا کلام
۱۱-۳۰ موجود حسین خاں
راگ جے۔جے۔ونتی
بلرام پاٹھک: ستار پر راگ شری

جمعہ ۱۴ نومبر

صبح
۶-۲۵ گلو ماتھر: غزلیں
۷-۰۵ بانسری پر راگ گجری توڑی
۹-۰۰ آؤ بچو: چاچا۔ بچوں کے: تقریر
از ڈاکٹر صادقہ ذکی
گیت: 'بچوں کی دنیا'
بچوں کے خط
رات
۸-۳۰ گلو ماتھر: غزلیں
۱۱-۳۰ شنو کھورانہ
خیال راگ باگیشوری

امرناتھ: بانسری پر راگ چندر کونس

ہفتہ ۱۵ رنومبر

صبح

۶-۲۵ ریتا گنگولی: حسن نعیم اور
علی سردار جعفری کا کلام
مقبول حسین: میر، سودا اور
مومن کا کلام

۷-۰۵ رادھیکا موہن موئترا
سرود پر راگ میاں کی توڑی

۹-۳۲ الاسبریک: راگ جوگیہ میں ٹھمری
اور دادرہ

رات

۸-۳۰ ریتا گنگولی: راز الہ آبادی
اور مخدوم محی الدین کا کلام
امرناتھ: خیال راگ راگیشوری
رادھیکا موہن موئترا
سرود پر راگ چھایا

بقیہ:

وودھ بھارتی

۸ رنومبر میر کالو کی گواہی
تحریر: انجم مانپوری
پیش کش: جمال الدین ساحل

۹ رنومبر ہنسنا منع ہے
تحریر: ایم۔ ایس۔ نایک
پیش کش: سریندر کمار اپادھیائے

۱۰ رنومبر بات سے نکلی بات
تحریر: کے ایل۔ یادو
پیش کش: چندر پربھا بھٹناگر

۱۱ رنومبر گڈ مارننگ ڈاکٹر گلکر
تحریر: اروند نیما
پیش کش: جٹا شنکر شرما

۱۳ رنومبر نمو نایک: مراٹھی کہانی
از بالا کرم
ہندی ریڈیو کلپس: کملا سکسینہ
پیش کش: مینا کشی مشر

۱۴ رنومبر مسکراہٹ گلاب کی
تحریر: وشوناتھ سچدیو
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر

۱۵ رنومبر آنکھوں دیکھا حال
تحریر: بلونیدر بھی
پیش کش: ہیم راج شرما

میڈیم ویو				شارٹ ویو
دہلی الف	۳۶۶٫۳ میٹر	۸۱۹ کلوہرٹز		صبح ۰۰-۸ تک ۱۵ر ۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
دہلی ب	۴۵۰٫۵ میٹر	۶۶۶ کلوہرٹز		صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۷ر ۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دہلی ج	۲۱۹٫۳ میٹر	۱۳۶۸ کلوہرٹز		دوپہر ۴۷ر ۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دہلی د	۲۹۳٫۹ میٹر	۱۰۱۷ کلوہرٹز		شام ۴۵-۵ تک ۴۷ر ۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
				شام ۰۰-۱۱ سے رات تک ۱۵ر ۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دھلی الف

ہندی/انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۵-۱، ۰۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸
اور رات ۰۵-۱۱۔ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو مع تبصرہ: رات ۱۶-۹
انگریزی: دوپہر ۰۰-۱۲ پنجابی: دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار: شام ۰۰-۵
روزگار سماچار: شام ۵۰-۷ پرادیشک سماچار: شام ۵۰-۷

دھلی بی

انگریزی: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، دوپہر ۰۰-۱، سہ پہر ۰۰-۳، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور
رات ۰۰-۱۱، پنجابی: صبح ۲۰-۸، شام ۳۰-۷، تجارتی (صرف بدھ) ۴۰-۷

ہفتہ یکم نومبر

دہلی اے

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
دیا شنکر اور ساتھی: شہنائی

۱۱-۰۵ بھیم سین جوشی: گائن

۱۱-۳۰ اور شام ۴۰-۵
علی اکبر خاں: سرود

دہلی بی

صبح

۷-۳۰ بھیم سین جوشی: گائن

سہ پہر

۲-۳۰ دیا شنکر: شہنائی

اتوار ۲ رنومبر

دہلی اے

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
میرا پی دیشں پانڈے: گائن

۱۰-۰۰ پارتھا داس: ستار

۱۱-۳۰ اور شام ۳۵-۵
ایمی شنکر شاستری: وینا

دوپہر

۱۲-۱۵ 'آدھی داڑھی آپشن میں'
جھلکی: از نکل تر پاٹھی

۲-۳۰ 'پوسٹ مارٹم'، بنگلہ کہانی
سے ماخوذ: گنگو اپادھیائے کی
بنگالی کہانی پر مبنی
از شنکر داس گپتا

دہلی بی

صبح

۷-۳۲ سمودھ گان: شکشا

دوپہر

۳-۳۰ میرا پی۔ دیشپانڈے: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
مہندر پال: بھجن

پیر ۳ رنومبر

دہلی اے

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
سنیل مکھرجی: سرود

۱۱-۰۵ گنگوباتی ہنگل: گائن

۱۱-۳۰ اور شام ۴۰-۵
ڈی کے آر۔ پارو تیکر
دتہ تریہ وینا

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی تقریر

۱۰-۰۰ منی پرساد: گائن

دہلی ب

صبح

۷-۳۲ برکت علی خاں

دوپہر

۳-۳۰ سنیل مکھرجی: سرود

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
ایرا نگم: گیت۔ بھجن

منگل ۴ رنومبر

دہلی اے

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
اسد علی خاں: رودر وینا

۱۱-۰۵ چندر ناتھ: راگ پردھان

شام

۵-۰۵ تقریر: بھاردی دت

۹-۳۰ 'چار دن': ناٹک
از وجے تندلکر

دہلی بی

صبح

۷-۳۲ دنکر کنکنی: گائن

دوپہر

۳-۳۰ چندر ناتھ: راگ پردھان

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
چندر کانت گندھرو
بھجن۔ غزلیں

۹-۳۰ نیشنل پروگرام
سردار پٹیل میموریل لکچرز

بدھ ۵ رنومبر

دہلی اے

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹

ریتا گنگولی: ٹھمری دادرا
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
اوم پرکاش: اسراج
دوپہر
۱۲-۳۰ گرامین بہنوں کا کاریہ کرم
کرشی اور شیشکیوں سے
اپیوگی پدارتھ: تقریر
از ڈاکٹر آر۔ ڈی۔ سنگھ
رات
۱۰-۰۰ بمل مکھرجی: ستار
دہلی 'بی'
صبح
۷-۳۰ وی۔ جی۔ جوگ: وائلن
دوپہر
۳-۳۰ کے۔ پدما: گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
انجلی بنرجی: غزلیں
۹-۳۰ یو این پرسپیکٹو

جمعرات ۶ نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
رحیم فہیم الدین ڈاگر: گائن
۱۱-۰۵ جگدیش موہن: جلترنگ
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان
رات
۱۰-۳۰ جینتی کلیان سندرم: گائن
۱۱-۱۰ عقیل احمد خاں: گائن
دہلی 'بی'
دوپہر
۳-۳۰ جینتی کلیان سندرم: گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
او۔ پی۔ کپور: گیت، بھجن
اور غزلیں

جمعہ ۷ نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
نرنجن پرساد: بانسری

۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
بلدیو راج ورما: گائن
رات
۱۰-۳۰ ایم۔ جی۔ سوامی ناتھن
گائن (کرناٹک)
۱۱-۱۰ بڑے غلام علی خاں: گائن
دہلی 'بی'
صبح
۷-۳۰ ڈی۔ وی۔ پلسکر: گائن
دوپہر
۳-۳۰ ایم۔ بی۔ سوامی ناتھن: گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
پشپا رانی: گیت، بھجن اور
غزلیں

ہفتہ ۸ نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۸-۱۰ شام ۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
شنو کھورانہ: گائن
۱۱-۰۵ سعید الدین ڈاگر: گائن
۱۱-۳۰ جگدیپ سنگھ ویدی: ستار
رات
۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
دہلی 'بی'
صبح
۷-۳۰ جگدیپ سنگھ ویدی: ستار

اتوار ۹ نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
سویتا دیوی: گائن
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
دوپہر
۱۲-۱۵ 'تیل کا کنستر': جھلکی
سریندر کوشک
رات
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
دہلی 'بی'
دوپہر
۳-۳۰ سویتا دیوی: گائن

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
ہیرا ٹھرا: گیت، غزل

پیر ۱۰ نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
بھادڑی زندگے: گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
کیشو۔ آر۔ تیلنگاؤکر: گٹار
دوپہر
۱۲-۳۰ 'چار دن': ناٹک
تحریر: وجے تندلکر
رات
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۲۲ سنگیت سوربھی
واسودیو دیشپانڈے: گائن
دوپہر
۳-۳۰ واسودیو دیشپانڈے: گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
سدرشن سنہا: گیت، بھجن اور
غزلیں

منگل ۱۱ نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
جگن ناتھ اور ساتھی: شہنائی
۱۱-۰۵ ایم۔ جی۔ موگھے: گائن
شام
گیان وگیان: 'برہمانڈ کی کہانی'
از برج موہن گپتا
۹-۳۰ 'نربھکشی'، وجے دیوان کے
مراٹھی ناٹک کا ترجمہ
مترجم: چندر کانت پاٹل
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
دہلی 'بی'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
جگدیش پرساد: گائن
دوپہر
۳-۳۰ ایم۔ جی۔ موگھے: گائن

شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
آسا سنگھ مستانہ: بھجن، گیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
'قومی ڈرگ پالیسی'
مباحثہ

بدھ ۱۲ نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
چندن رائے: سرود
۱۱-۰۵ شانتی شرما: گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۴۰
شری کرشنا شرما: گٹار
دوپہر
۱۲-۳۰ گرامین بہنوں کا کاریہ کرم
'دانتوں کی بھرائی'
از ڈاکٹر سبھاش چاندریہ
رات
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
دہلی 'بی'
صبح
۷-۲۲ شانتی باکرے: گائن
دوپہر
۳-۳۰ پریہا راجیشکرا گائن
کرناٹک
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
کلونت کور: گیت، بھجن

جمعرات ۱۳ نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
شانتی ہیرانند: ٹھمری، دادرا
۱۱-۰۵ شیام چند کھنگوال: شہنائی
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان: پریا تند چندولہ
رات
۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
۱۱-۱۰ معین الدین خاں: سارنگی
دہلی 'بی'
دوپہر
۳-۳۰ کے۔ آر۔ سیا راما آئیر: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
دینا ناتھ؛ گیت - بھجن اور
غزلیں

جمعہ ۱۴ر نومبر

دہلی 'اے'

صبح

۶-۴۵ 'نہرو جی کا وگیان سے لگاؤ'
از ڈاکٹر سیتارام شرما

۱۰-۸ ۳۰-۱۱ اور شام ۴۰-۵
شیلا دھر : گائن

۱۱-۰۵ اور رات ۰۰-۹
اجیت سنگھ پنچل: وچتر وینا

رات

۹-۳۰ 'پراکرتی پریمی نہرو' فاروپک

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

۱۱-۱۰ نرملا ارون؛ ٹھمری - دادرا

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
اجیت سنگھ؛ وچتر وینا

دوپہر

۳-۳۰ سیتا سندر راجن : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
ہریش بھاردواج : بھجن
اور گیت

ہفتہ ۱۵ر نومبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
علاؤ الدین خاں : اسراج

۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
مدعپ مودگلے؛ گائن

۱۱-۳۰ پریتما جیسوال : ستار

رات

۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ کشوری امونکر؛ گائن

دوپہر

۳-۳۰ علاؤ الدین خاں : اسراج

۳۱ء۴۴ میٹر ۹۵۴ کلوہرٹز

ہفتہ یکم نومبر

صبح

۶-۵۰ 'چنے کی اچھی قسمیں اور کھیتی کے
لئے سجھاؤ'

۷-۴۰ سردار ولبھ بھائی پٹیل کے وچار

۸-۳۰ گھاسی رام نرمل؛ جل ترنگ

دوپہر

۱۲-۳۰ 'چھوٹے بچے اور ماں کے سواستھ
کا سمبندھ'؛ از پشپا بہوگنا

۱-۱۰ برجو مہاراج : ٹھمری

شام

۶-۵۰ 'شنکر پرجنن کیوں اور کیسے
سوید ھائیں'، از ڈی۔ پی سنگھ
'ریشم کیٹ پالن اور شاسکے
سوید ھائیں'،
از نوین چندر جوشی

اتوار ۲ر نومبر

صبح

۶-۵۰ 'ربیع کی فصلوں میں کھر پتوار
نینترن'

۷-۴۰ بھاگوت گیتا سے پاٹھ

۸-۳۰ راگ درشن
تحریر ا سندر لال گندھرو
ترتیب اے ڈی انو راگی

دوپہر

۱-۰۰ وگیان وارتا۔ 'کاغذ'
از سی۔ پی سنگھ

۱-۱۰ اللہ رکھا اور ذاکر حسین؛ طبلہ

شام

۶-۵۰ بارانی چھیتروں میں ادرک
پریوگ کی ودھی
'ہلدی اور ادرک کی کھدائی،
بھنڈارن'

پیر ۳ر نومبر

صبح

۷-۴۰ ہزاری پرساد دویدی کے وچار

۷-۴۵ دولت رام؛ شیل سنگیت

۸-۳۰ علاؤ الدین خاں، پنا لال گھوش
بانسری

دوپہر

۱۲-۴۵ سنسکرت شکشا پاٹھ

شام

۶-۵۰ 'گیہوں کی ادھکتم پیداوار لینے کے
لئے کچھ سجھاؤ' از سیوا رام

۱۰-۰۰ پروین سلطانہ، شوبھا گرتو
گائن

منگل ۴ر نومبر

صبح

۷-۴۰ راجندر پرساد کے وچار

۷-۴۵ جمن سنگھ ڈولیا
شیل سنگیت

۸-۳۰ پدماکر نارائن بروے : خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ کوی کے مکھ سے: قمر نجیب آبادی

۱-۵۰ ہیرا بائی بڑودکر : گائن

شام

۶-۵۰ 'گنے کی کٹائی و پیڑی لینے کی
ودھی'

بدھ ۵ر نومبر

صبح

۶-۵۰ مٹر کی اچھی قسمیں اور کھیتی

۷-۴۰ رویندر ناتھ ٹیگور کے وچار

۷-۴۵ کیلاش چندر جگھوال
شیل سنگیت

۸-۳۰ اونکار ناتھ ٹھاکر؛ راگ للت

جمعرات ۶ر نومبر

صبح

۸-۳۰ وی۔ جی۔ جوگ : وائلن

دوپہر

۱۲-۴۵ 'جب کام پڑا سرکاری کارپایسے'
ہندی تقریر از سریندر

۱-۱۰ روی شنکر؛ ستار

شام

۶-۵۰ 'وسکشم تتووں کا ربیع فصلوں
پر پربھاؤ اور پریوگ'،
'مرغی پالن کیسے آرمبھ کریں'

۱۰-۰۰ پی۔ این۔ بروے : گائن

جمعہ ۷ر نومبر

صبح

۷-۴۰ باپو کے وچار

۷-۴۵ چنڈی پرساد پنت
شیل سنگیت

۸-۳۰ امیہ رنجن بنرجی : راگ توڑی

دوپہر

۱-۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی

۲-۲۰ چنڈی پرساد پنت؛ لوک گیت

شام

۵-۴۰ کہانی از سریش گوئل

۶-۵۰ 'پشوؤں کے لزجات بچوں کے
پر مکھ روگ اور بچاؤ'

ہفتہ ۸ر نومبر

صبح

۷-۴۰ مہارشی اروند کے وچار

۷-۴۵ پرتاپ سنگھ چوہان
شیل سنگیت

۸-۳۰ مادھوری مٹو؛ ٹھمری

دوپہر

۱۲-۴۵ کنڑ بھاشا پاٹھ

۲-۲۰ پرتاپ سنگھ چوہان
لوک گیت

شام

۶-۵۰ 'شرم والے پشوؤں کی آہار
ویوستھا'،
ایس۔ کگل شریشٹھ

اتوار ۹ر نومبر

صبح

۷-۴۰ اپنشدوں کا سندیش

۸-۳۰ راگ درشن

تحریر: سندر لال گندھرو
ترتیب: کے۔ ڈی۔ انوراگی

دوپہر

۱-۱۰ بہادر خاں : سرود

شام

۶-۵۰ شتوشن پھل ورکشوں کی انت فسلیں اور لگانے کی سنتوتی

پیر ۱۰ نومبر

صبح

۷-۴۰ سنت تریولور کے وچار
۸-۳۰ اوما شنکر مشر : ستار

دوپہر

۲-۲۰ مان سنگھ نیگی : لوک گیت

شام

۶-۵۰ 'بیس نکاتی پروگرام ۱۹۸۶ء کے بارے میں وچار'
از تلمیذ احمد
۱۰-۰۰ فرحت جہاں بتو : کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۱ نومبر

صبح

۷-۴۰ ٹالسٹائے کے وچار
۹-۳۰ رسک لال اندھاریا : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ کوی کے مکھ سے : شیا کیے لبس
۱۲-۴۵ پراتھمک سواستھ کیندر دوارا سویدھائیں
۱-۱۰ احمد خاں تھرکوا، امیر حسین خاں کلاسیکی موسیقی

شام

۶-۵۰ شرد کالین ورکش روپن ہیتو سمجھاؤ
از ایم۔ کے۔ وشونا تھن
۹-۳۰ 'اترکھنڈ کی مورتیوں میں پرتی بمبت لوک جیون'، نند کشور ڈھونڈیال

بدھ ۱۲ نومبر

صبح

۷-۴۰ 'ستیہ' پر وچار
۷-۴۵ ستیندر سنگھ راوت شیل سنگیت
۸-۲۱ پونم کنسل : لوک گیت

۸-۳۰ محمد بیر خاں : کلاسیکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ گرسنسار
سواستھ کے لئے ہری ساگ سبزیاں

شام

۶-۵۰ ربیع سبزیوں کو کیڑوں سے بچائیں از پریم ناتھ مشر
۸-۲۰ ستیندر سنگھ راوت : لوک گیت

جمعرات ۱۳ نومبر

صبح

۸-۳۰ جی۔ آر۔ بہرے لوا : گائن

دوپہر

۱-۰۰ گھریلو اپچار
جاڑا بخار کا گھریلو علاج
۱-۱۰ رما کانت پاٹھک : پکھاوج

شام

۶-۵۰ ربیع فصلوں کی ٹاپ ڈریسنگ
۱۰-۰۰ ڈی۔ کے۔ داتار : وائلن

جمعہ ۱۴ نومبر

صبح

۷-۴۵ دیویندر پرساد چمولی شیل سنگیت
۸-۳۰ اور دوپہر ۱-۱۰ اور رات ۱۰-۰۰
سندر لال گندھرو : بانسری

دوپہر

۲-۲۰ دیویندر پرساد چمولی لوک گیت

شام

۶-۵۰ 'ربیع فصلوں میں کھر پتوار نینتر ن کی رسائنک سویدھائیں'

ہفتہ ۱۵ نومبر

صبح

۸-۲۱ ویریندر کمار : لوک گیت
۸-۳۰ بھگوان داس مشرا کلاسیکی موسیقی

دوپہر

۱-۱۰ الطاف حسین خاں : گائن

شام

۶-۵۰ دودھو کمپیوں کی دیکھ بھال

میڈیم ویو : لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۴۰۱/۶ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۲۴/۷ میٹر ۱۳۲۷ کلو ہرٹز

شارٹ ویو : لکھنؤ 'ب'
صبح ۷-۴۵ تک ۹۲/۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز
۸-۰۰ بجے کے بعد ۴۸/۴۳ میٹر ۶۱۷۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۱/۲۸ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز
شام اور رات ۹۳/۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز

ہفتہ یکم نومبر

صبح

۷-۴۰ لکھنؤ درشن
پیش کش : تصویر عابدی
۸-۳۰ اردو پروگرام : خواتین کے لئے
۹-۱۵ جگدیش پرشاد : خیال

اتوار ۲ نومبر

صبح

۷-۳۰ مہاکوی تلسی داس کرت کویتاولی کا سلسلے وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام
بھارت تیندو ہرش چندر عہد، فن اور شخصیت
تحریر : رام ناتھ پاٹھک
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۰۰
اشوک مالویا : ستار

دوپہر

۱-۱۰ 'منڈیروں کے چراغ' : ڈرامہ
تحریر : کے۔ ایل۔ یادو
پیش کش : پرکاش سکینہ

شام

۴-۳۰ بالا صاحب پونچھ والے : ترانہ
۱۰-۳۰ بسوراج راجگرو : خیال

پیر ۳ نومبر

صبح

۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۹-۴۵
امیت مکرجی : خیال

دوپہر

۱۲-۱۰ اور رات ۱۰-۳۰
جی۔ این۔ گوسوامی : وائلن

منگل ۴ نومبر

صبح

۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کرت (پدماوت) کا سلسلے وار نشریہ
۸-۳۰ میگزین پروگرام
۹-۱۵ مدن موہن اپادھیائے : طبلہ

بدھ ۵ نومبر

صبح

۷-۳۰ اندر دھنش : قصہ حاتم طائی کا
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
دھرم پال بارپگا

شام

۴-۳۰ رما کانت پاٹھک : پکھاوج
۱۰-۰۰ دودھ کا کنواں : ڈرامہ
تحریر : محمد شمیم
پیش کش : شفاعت علی

جمعرات ۶ نومبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : خط کے لئے شکریہ
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
کرشن کمار مشر : سارنگی

شام

۷-۴۵ گیت منجری

جمعہ ۷ نومبر

صبح

۸ - ۳۰ میگزین پروگرام
۹ - ۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
ونا ٹیک راؤ : خیال

رات
۷ - ۴۵ نئے اشتیج : فیچر
۹ - ۳۰ آپ کی پسند

ہفتہ ۸ر نومبر
صبح
۷ - ۳۰ لکھنؤ درشن
پیش کش : تصویر عابدی
۸ - ۳۰ اردو پروگرام : شعری نشست
۹ - ۱۵ موہن لال کنور : بانسری

اتوار ۹ر نومبر
صبح
۷ - ۳۰ اندر دھنش : مہاکوی تلسی داس کرت کویتاولی کا سلسلے وار نشریہ
۸ - ۳۰ اردو پروگرام
بچوں کے لئے : کہانی
از سبیرا حبیب
۹ - ۱۵ اور شام ۴-۳۰
شبھا شتی : خیال

دوپہر
۱۰ - ۱ ماسٹر بھولا شنکر : جھلکی
از جی۔ ایل۔ ڈانگے

پیر ۱۰ر نومبر
صبح
۱۰ - ۹ اور رات ۹-۴۵
اشت کمار بنرجی : رودر وینا

منگل ۱۱ر نومبر
صبح
۷ - ۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کرت "پدماوت" کا سلسلے وار نشریہ
۸ - ۳۰ مولانا ابوالکلام آزاد (خصوصی پروگرام)
۹ - ۱۵ سنگھ بندھو : خیال

بدھ ۱۲ر نومبر
صبح
۷ - ۳۰ اندر دھنش : قصہ حاتم طائی کا
۹ - ۱۵ اور شام ۴-۳۰
محمد اسماعیل : ستار

جمعرات ۱۳ر نومبر
صبح
۹ - ۱۵ پروین سلطانہ : خیال
شام
۷ - ۴۵ گیت منجری

جمعہ ۱۴ر نومبر
صبح
۸ - ۳۰ میگزین پروگرام
رات
۹ - ۳۰ آپ کی پسند

ہفتہ ۱۵ر نومبر
صبح
۷ - ۳۰ لکھنؤ درشن
پیش کش : تصویر عابدی
۸ - ۳۰ اردو پروگرام : خواتین کے لئے
۹ - ۱۵ بھیم سین جوشی : خیال

قلم کار حضرات !
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں۔ "آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

۳۳۶ء۷ میٹر ۸۹۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی / انگریزی : صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ اور رات ۸-۴۵
انگریزی : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰ اور رات ۹-۰۰
اردو : صبح ۸-۰۵ اور رات ۹-۱۵ سماچار پتر : صبح ۹-۰۰
ضلع کی چٹھی : صبح ۹-۰۵ پرادیشک : شام ۷-۲۰

ہفتہ یکم نومبر
موضوع : بہار
صبح
۷ - ۳۰ علی اکبر خاں : سرود
۷ - ۵۰ مدن موہن گوسوامی : سگم سنگیت
شام
۶ - ۲۵ کھیل پتریکا
۷ - ۰۵ ہندی تقریر
۸ - ۰۰ شوبھا ماتھر : سگم سنگیت

اتوار ۲ر نومبر
صبح
۸ - ۲۱ گیتا پنت : لوک گیت
دوپہر
۱۰ - ۱ پریوار جگت
شام
۶ - ۲۵ اندر دھنش
۸ - ۰۰ محمد احمد خاں : نعت، قوالی

پیر ۳ر نومبر
صبح
۷ - ۵۰ شجاعت حسین خاں : بھجن اور گیت
دوپہر
۱۰ - ۱ بندیا۔ مہیلا جگت
۱ - ۴۰ شجاعت حسین خاں : گائن
شام
۶ - ۲۵ کوی گوشٹھی
۸ - ۰۰ آہنگ : اردو پروگرام
موضوعاتی شعری نشست

منگل ۴ر نومبر
صبح
۷ - ۳۰ ذاکر خاں : سارنگی وادن
دوپہر
۱ - ۳۰ نبی جان خاں : کلارینٹ وادن
شام
۶ - ۲۵ پریکرما
۹ - ۳۰ پرتچرچا

بدھ ۵ر نومبر
صبح
۷ - ۳۰ درپن
۷ - ۴۵ جمیل احمد : غزلیں
دوپہر
۱ - ۴۰ نثار حسین خاں : طبلہ وادن
شام
۶ - ۲۵ خطوط کے جواب
۸ - ۰۰ ونود کمار شرما : سگم سنگیت

جمعرات ۶ر نومبر
صبح
۷ - ۳۰ ساہتیہ سدھا
۷ - ۴۵ راجیش چندرا : سگم سنگیت
۸ - ۲۱ سدھا جوشی : لوک گیت
۸ - ۳۰ آہنگ : اردو پروگرام
خیاباں (ادبی میگزین)
ادب کی بدلتی زبان : مذاکرہ
۱ - ۴۰ احمد رضا خاں : وچتر وینا

شام

۶-۲۵ شریمتی میرا سنگھ: تقریر

جمعہ ۷ نومبر

صبح

۷-۳۰ روشن آرا بیگم : گائن

۸-۳۰ آہنگ: کھیلوں کی دنیا
اسپورٹس میگزین

دوپہر

۱۲-۳۰ جعفر حسین قوال: نعت، قوالی

۱-۴۰ شوکمار شرما : سنطور

شام

۶-۲۵ سنگیت ساگر

۸-۰۰ مانک آدتیہ : غزلیں

ہفتہ ۸ نومبر

صبح

۷-۳۰ پنڈت روی شنکر : ستار

۸-۲۱ اوشا ایریتی : لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ سواستھ سندیش

شام

۶-۲۵ ساہتک پتریکا

۷-۰۵ ہندی تقریر

۸-۰۰ سمتا چترویدی: سگم سنگیت

اتوار ۹ نومبر

صبح

۸-۲۱ دنیا تواری: کمایونی لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت

شام

۶-۲۵ اندر دھنش

۸-۰۰ موتی بیگم : غزلیں

۹-۳۰ ببو خاں : چہار بیت

پیر ۱۰ نومبر

صبح

۷-۵۰ کرشن کلے: سگم سنگیت

۸-۲۱ ودیا دھسوانا دسکھیاں
لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ بندیا

۱-۴۰ غلام مصطفےٰ خاں : گائن

شام

۶-۲۵ دیودھو کاریہ کرم

۸-۰۰ آہنگ: اردو پروگرام
نئی مطبوعات
تبصرہ نگار: عرفان زیدی
کلام شاعر: بہار تسلیمی

منگل ۱۱ نومبر

صبح

۷-۳۰ بڑے غلام علی خاں : گائن

۸-۲۱ پریمباہ پی۔ دیو: لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ بھیم سین جوشی : گائن

شام

۶-۲۵ پریکرما

۹-۳۰ پریمل پتریکا

بدھ ۱۲ نومبر

صبح

۷-۴۵ آلوک گنگولی، بیلا سروج
سگم سنگیت

۸-۲۱ شاردا سکینہ وسکھیاں
لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ این۔ راجن : وائلن

شام

۶-۲۵ خطوں کے جواب

۸-۰۰ منوہر سورم: سگم سنگیت

جمعرات ۱۳ نومبر

صبح

۷-۳۰ ساہتہ سدھا
سنسکرت کاریہ کرم

۷-۴۵ کیلاش شریواستو
سگم سنگیت

۸-۲۱ نیرل سادھنا: لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ کنکنا بنرجی: گائن

جمعہ ۱۴ نومبر

صبح

۷-۳۰ منے خاں : طبلہ وادن

۸-۲۱ اوشا اگروال : لوک گیت

۸-۳۰ آہنگ: 'اردو ادب میں
نہرو جی کا ذکر : تقریر

جالندھر: میڈیم ویو: ۳۰۲۲۳ ۲۲۷ میٹر ۲۰۰۷ کلوہرٹز ۲۲۲۲۲ میٹر ۱۲۵۰ کلوہرٹز
۳۴۳۲۶ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز

چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۲۰۹۲۶ میٹر ۱۴۳۱ کلوہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵-۶ اور ۲۰-۶ (پرادیشک) رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱

پنجابی : صبح ۳۰-۸ دوپہر ۴۰-۱ شام ۱۰-۶ (پرادیشک) اور شام ۳۰-۷

انگریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ اور رات ۰۰-۹ ۰۰-۱۱

اردو : صبح ۰۵-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹ (خبریں) ۲۵-۹ (تبصرہ

روزگار سماچار: شام ۴۰-۷

ہفتہ یکم نومبر

صبح

۴-۳۰ اور شام ۰۰-۵
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن ریلے (روزانہ)

۶-۴۵ مالنس گان (روزانہ)

۷-۴۵ امریک سنگھ غازی ننگل
لوک گیت

۹-۰۵ اور شام ۳۰-۴
بسم اللہ خاں : شہنائی وادن

دوپہر

۲-۳۰ پرادیشک سنگیت

شام

۴-۴۵ گردھاری لال : بھیٹیاں

۷-۴۵ کے۔ ایل۔ سود : جلترنگ

۹-۳۰ مالویکا کانن: وینا وادن

اتوار ۲ نومبر

صبح

۷-۱۵ پنکھڑیاں

۸-۲۰ میٹھی بھجن

۹-۰۵ فیاض خاں : گائن

دوپہر

۱۲-۲۰ جسدیو کمار یملا جٹ: لوک گیت

۲-۳۰ بھان سنگھ ماہی: لوک گیت

شام

۴-۴۵ جگجیت سنگھ زیروی
لوک گیت

۱۰-۳۰ فیاض خاں : خیال

پیر ۳ نومبر

صبح ←

پنڈت نہرو پر نظم
رئیس رام پوری

دوپہر

۱-۴۰ سودیپ کمار : گیٹار

شام

۶-۲۵ سنگیت ساگر

۸-۰۰ خورشید علی خاں : غزلیں

ہفتہ ۱۵ نومبر

صبح

۷-۳۰ رگھوناتھ سیٹھ : بانسری وادن

۷-۵۰ شیام موہن : سگم سنگیت

۸-۲۱ سندھیا سانی موریہ
لوک گیت

۱-۱۰ سواستھیہ سندیش

شام

۶-۲۵ وگیان پتریکا کاریہ کرم

۸-۰۰ شیام موہن : سگم سنگیت

۸-۲۰ کلدیپ سنگھ پردیسی
لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
سرب جیت : ستار

دوپہر
۲-۳۰ مختار سہوتا : لوک گیت

شام
۴-۳۰ بالواڑی
۹-۳۰ 'ظفرنامہ'، پنجابی ڈرامہ
از ڈاکٹر ہرچرن سنگھ
۱۰-۱۵ اجیت کور : لوک گیت

منگل ۴ر نومبر

صبح
۷-۳۰ مٹی دی مہک
۹-۱۰ اونکار ناتھ ٹھاکر : خیال

دوپہر
۲-۳۰ امریک سنگھ ہرگوند پوری
لوک گیت

بدھ ۵ر نومبر

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۳۰
بھائی گوردیال سنگھ راگی
اور ساتھی : شبد
۸-۵۰ کلدیپ مانک : لوک گیت
۹-۰۵ کستوری لال : وائلن

دوپہر
۲-۳۰ کیول کرشن بہراں والیا
لوک گیت

رات
۷-۴۵ محمد انور خاں : غزلیں
۱۰-۳۰ پریم پیا : مرحوم استاد
فیاض خاں کے سنگیت پر
مبنی پروگرام
ترتیب اور پیش کش
بلبیر سنگھ کلسی

جمعرات ۶ر نومبر

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۱۵
دلجیت سنگھ : بھجن، غزلیں
۹-۰۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
یش پال : خیال

دوپہر
۲-۳۰ رچھپال سنگھ پال : لوک گیت

شام
۴-۴۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری
لوک گیت

جمعہ ۷ر نومبر

صبح
۸-۵۰ اور رات ۱۰-۱۵
گورمیت کور باوا : لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ہرونت کمار شرما : ستار

دوپہر
۱۲-۱۵ اور شام ۷-۴۵
محمد شریف قوال : کافی
۲-۳۰ رنجیت کور : لوک گیت

شام
۴-۴۵ چندر کانتا کپور : لوک گیت
۹-۳۰ 'پشت در پشت'
ہندی ڈرامہ
از ایس۔ کے راماپال

ہفتہ ۸ر نومبر

صبح
۷-۴۵ سوداگر مل کومل : بھیٹاں
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
غلام مصطفےٰ خاں : خیال

دوپہر
۲-۳۰ پرادیشک سنگیت

شام
۴-۴۵ جیون سنگھ چندن : لوک گیت

اتوار ۹ر نومبر

صبح
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۹-۰۵ بال جگت
۱۰-۰۰ چانن رشماں

دوپہر
۱۲-۳۰ پرتی بالا : لوک گیت
۲-۳۰ رمیش رنگیلا : لوک گیت

شام
۴-۳۰ فلم میگزین

۹-۳۰ روشنی دے مینار
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

پیر ۱۰ر نومبر

صبح
۸-۲۰ منموہن کور : لوک گیت
۹-۰۵ این راجم : وائلن

دوپہر
۲-۳۰ مہندر پال پٹھانیہ : لوک گیت

رات
۹-۳۰ 'اجلے سائے' : ناٹک
نریندر جیتو
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

منگل ۱۱ر نومبر

صبح
۶-۱۰ مالنی راجور کر : خیال جونپوری

دوپہر
۱۲-۰۵ نالے گلاں نالے گیت
۲-۳۰ رنگا سنگھ مان : لوک گیت

شام
۴-۴۵ پرو ملا پکھی : لوک گیت
۹-۳۰ پنجابی میں مذاکرہ
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

بدھ ۱۲ر نومبر

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵
پرکشی پال سنگھ کانگ : شبد
۸-۲۰ اور رات ۷-۴۵
غزلیں
۸-۵۰ نریندر بیا : لوک گیت
۹-۰۵ اوم پرکاش : سیکسوفون

دوپہر
۲-۳۰ جبیر سنگھ کملا : لوک گیت

شام
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعرات ۱۳ر نومبر

صبح
۷-۴۵ سیتا کوہلی : بھجن

دوپہر
۲-۳۰ مولا سنگھ ڈھاڈی : واراں

شام
۴-۳۰ بھگوان داس سینی، خیال
۸-۰۰ تخلیق : اردو ادبی پروگرام
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعہ ۱۴ر نومبر

صبح
۷-۳۰ ارشاد رحمت قوال : نعتیں
۸-۵۰ اور دوپہر ۲-۳۰
لال چند یملا جٹ اور ساتھی
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
جگموہن سہگل، ستار

دوپہر
۱۲-۳۰ نوراں : لوک گیت

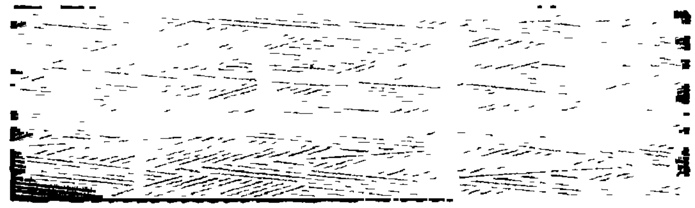
شام
۴-۴۵ محمد صدیق : لوک گیت
۹-۳۰ جیون سندھیا : ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
رحمت علی خاں : سرود

ہفتہ ۱۵ر نومبر

صبح
۷-۳۰ مہندر پال سنگھ نگینہ : شبد
۷-۴۵ سنت سنگھ بندرا : لوک گیت
۸-۲۰ رچھپال کور : بھجن
۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
باقر حسین : خیال

دوپہر
۲-۳۰ پرادیشک سنگیت

شام
۴-۴۵ جگت رام : لوک گیت
۷-۴۵ امرجیت سنگھ بالی : وائلن



میڈیم ویو : ۲۶ء۳۸۷ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۱۱-۳۰ کے بعد رات تک ۹۳ء۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۷-۴۵ کے بعد دوپہر ۴-۴۵ تک اور شام ۵-۰۰ کے بعد
۸۳ء۴۹ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

ہفتہ یکم نومبر

صبح
۷ - ۱۰ گیان راؤ جوشی : گائن
۸ - ۲۱ امر بھارتی
۸ - ۳۵ گڑھوال کے لوک گیت
۹ - ۱۵ سترکن
رات
۹ - ۱۶ ہم درشن

اتوار ۲ ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ ریشمن شرواستوا : ستار
۸ - ۳۵ اوشا سیٹھ : سگم سنگیت
۱۰ - ۰۰ یووا وانی
۱۲ - ۳۰ بال گوپال
شام
۷ - ۰۵ پریوار کلیان پروگرام
۸ - ۳۰ آپ کا پتر ملا : خطوں کے جواب
۹ - ۳۰ گیت پہاڑا رے
فرمائشی پہاڑی گیت

پیر ۳ ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ غلام صادق خاں : گائن
۸ - ۳۵ شبد
۱۲ - ۳۰ اسکول براڈ کاسٹ
رات
۸ - ۳۰ مدھر شوا : سگم سنگیت
۹ - ۱۶ شرمکوں کے لئے
تحریر : ایس ۔ آر ۔ بھاردواج

منگل ۴ ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ چترلال : طبلہ
۸ - ۳۵ کرشن لال سہگل : گیت ، بھجن
۹ - ۱۵ راگ چھایا
دوپہر
۱۲ - ۳۰ اسکول براڈ کاسٹ
رات
۸ - ۳۰ کرشن لال سہگل : گیت ، غزل
۱۰ - ۰۰ گوپال سنیال : کلاسیکی موسیقی

بدھ ۵ ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ کرناٹک سنگیت
۸ - ۲۱ ہمیں لکھئے
۸ - ۳۵ مہندر سنگھ : کلاسیکی موسیقی
دوپہر
۱۲ - ۳۰ اسکول براڈ کاسٹ
شام
۷ - ۰۵ کھلا آکاش
۸ - ۳۰ کمل ہنس پال : سگم سنگیت
۹ - ۱۶ گھر آنگن ۔ سلسلہ وار ڈرامہ
تحریر : اونکار لال بھاردواج
۱۰ - ۰۵ آپ کے آنورودھ پر

جمعرات ۶ ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ بھولاناتھ : بانسری
۸ - ۲۱ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۸ - ۳۵ گردیپ سنگھ : پنجابی گیت
۹ - ۱۵ مسکان
دوپہر
۱۲ - ۳۰ اسکول براڈ کاسٹ
۲ - ۴۰ ایک کلاکار
رات
۸ - ۳۵ دربار ی لال کسوالیہ : گیت ، غزل
۹ - ۱۶ آپ کا پتر ملا : خطوں کے جواب

جمعہ ۷ ر نومبر

صبح
۸ - ۲۱ ہمیں لکھئے
۸ - ۳۵ شانتا بھاسکر : گیت ، بھجن
۹ - ۱۵ محفل
دوپہر
۱۲ - ۳۰ اسکول براڈ کاسٹ
رات
۸ - ۳۰ شانتا بھاسکر : گیت ، غزل
۹ - ۳۰ ہندی ڈرامہ

ہفتہ ۸ ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ سنگھ بندھو : گائن
۸ - ۲۱ امر بھارتی
۸ - ۳۵ بہار کے لوک گیت
رات
۸ - ۳۰ گھنشیام داس : سگم سنگیت
۹ - ۱۶ ہم درشن

اتوار ۹ ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ بلرام پاٹھک : ستار
۸ - ۳۵ صلاح الدین احمد : سگم سنگیت
۹ - ۴۵ وگیان اور جیون
۱۱ - ۳۰ آپ کے چٹکلے آپکے گیت
رات
۸ - ۳۰ آپ کا پتر ملا
۹ - ۳۰ گیت پہاڑا رے
۱۰ - ۰۰ ریڈیو سنگیت سملین

پیر ۱۰ ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ بھیم سین شرما : گائن
۹ - ۱۵ پرانی فلموں سے
۱۲ - ۳۰ اچھے بالک کیسے بنے
رات
۸ - ۳۰ عزیز احمد وارثی : قوالیاں
۹ - ۴۵ زندے حسین : گائن
۱۰ - ۰۰ بھیم سین شرما : گائن

منگل ۱۱ ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ این راجم اور نثار حسین خاں
شاستریہ سنگیت
۸ - ۳۵ اور رات ۸-۳۰
کرشنا کماری : سگم سنگیت
۹ - ۱۵ راگ چھایا
دوپہر
۱۲ - ۳۰ اسکول براڈ کاسٹ

بدھ ۱۲ ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ کرناٹک سنگیت
۸ - ۲۱ ہمیں لکھئے
۸ - ۳۵ سیاحوں کے لئے
دوپہر
۱۲ - ۳۰ اسکول براڈ کاسٹ
انگریزی سبق نمبر ۱۹
شام
۷ - ۰۵ احمد حسین محمد حسین : سگم سنگیت
۹ - ۱۶ گھر آنگن
۱۰ - ۰۰ آپ کے آنورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۱۳ ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ صابری خاں : سارنگی
۸ - ۲۱ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۸ - ۳۵ پنجابی گیت
۹ - ۱۵ مسکان
دوپہر
۱۲ - ۳۰ اسکول براڈ کاسٹ
رات
۸ - ۳۰ سیما شرما : گیت ، غزل
۹ - ۱۶ آپ کا پتر ملا
۱۰ - ۰۰ دھارا رے گیت

جمعہ ۱۴ ر نومبر

صبح
۸ - ۲۱ ہمیں لکھئے
۸ - ۳۵ اور رات ۸-۳۰
کشور آنند شرما : سگم سنگیت
۹ - ۱۵ محفل
دوپہر
۱۲ - ۳۰ اسکول براڈ کاسٹ
رات
۹ - ۳۰ ہندی ڈرامہ
(آگے ص ۴۶ پر)

۳۱۵،۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

ہفتہ یکم نومبر

صبح

۷-۳۰ ہیرا بائی بڑودکر: خیال للت

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ گوری دیوی: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ علی اکبر خاں: سرود پر راگ جلاکاپرے

شام

۶-۲۵ آج کی بات: ہریش مہتہ

اتوار ۲ر نومبر

شام

۶-۲۵ آج کی بات: ہریش مہتہ

پیر ۳ر نومبر

صبح

۷-۳۰ لکشمی شنکر: ٹھمری، بھیروی دادرہ سندھو بھیروی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ بھونگر خاں: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ پنڈت روی شنکر ستار پر راگ کامیشوری

شام

۶-۲۰ آج کی بات: شیورتن تھانوی

منگل ۴ر نومبر

صبح

۷-۳۰ ششی کنادھر چودھری وائلن پر راگ دیس گری بلاول

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰ پنّالال بوہرا وساتھی لوک گیت

شام

۶-۲۵ آج کی بات: شیورتن تھانوی

۸-۱۵ اوشا سیٹھ: سگم سنگیت

بدھ ۵ر نومبر

صبح

۷-۳۰ پنڈت جسراج: خیال بھیرو

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ عبدالکریم: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ مالویکا کانن: خیال دیس

شام

۶-۲۵ آج کی بات ڈاکٹر ایس۔ کے۔ پروہت

۱۰-۳۰ پنڈت جسراج: خیال پوریا کلیان

جمعرات ۶ر نومبر

صبح

۷-۵۰ اور رات ۸-۱۵ کیشو شرما: سگم سنگیت

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰ مدھو کٹاریہ: لوک سنگیت

شام

۸-۳۰ جیا بوس، ہمانشو بسواس ستار اور بانسری پر راگ دیس

جمعہ ۷ر نومبر

صبح

۷-۳۰ استاد امیر خاں: خیال میاں کی توڑی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ کالو ناتھ وساتھی لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ پربھا اترے: خیال مارو بہاگ

ہفتہ ۸ر نومبر

صبح

۷-۳۰ بدھو دیو داس گپتا: سرود پر راگ رشبھو آساوری

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ سنتوش جوشی: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ استاد برکت علی خاں: ٹھمریاں

شام

۶-۲۵ آج کی بات: ڈاکٹر ایس۔ کے۔ پروہت

اتوار ۹ر نومبر

شام

۶-۲۵ آج کی بات: ڈاکٹر ونود بھائی

پیر ۱۰ر نومبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ موہن لال مصرا: خیال گوجری توڑی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ رام لال ہیراتی: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ ملیکا ارجن منصور خیال: گوڑ ملہار

شام

۶-۲۵ آج کی بات: ڈاکٹر ونود بھائی

۱۰-۰۰ وی۔ جی۔ جوگ: وائلن پر راگ کروانی

منگل ۱۱ر نومبر

صبح

۷-۳۰ نظر محمد: ٹھمری

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۰ اوم پرکاش سرگرا لوک سنگیت

شام

۶-۲۵ آج کی بات: ایس۔ این۔ سوامی

۸-۱۵ سریتا گوسوامی: سگم سنگیت

بدھ ۱۲ر نومبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰ اوم پرکاش چورسیہ سنطور پر راگ گجری توڑی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ فاطمہ: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ روشن آرا بیگم: خیال بسنت

شام

۶-۲۵ آج کی بات: ایس۔ این۔ سوامی

جمعرات ۱۳ر نومبر

صبح

۷-۵۰ اور رات ۸-۱۵ جیہ مالا گوسوامی: سگم سنگیت

۹-۱۵ دوپہر ۱-۴۰ نیاز محمد: لوک سنگیت

شام

۸-۲۵ عبدالحلیم جعفر خاں ستار پر راگ شیام کیدار

جمعہ ۱۴ر نومبر

صبح

۷-۳۰ سروجیت: ستار پر راگ اہیر للت

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ عبدالغنی: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ شاستریہ سنگیت شوبھا گرٹو: چیتی، دادرہ کجری

شام

۱۰-۳۰ ہیرا دیوی مشرا: ٹھمری، کجری

ہفتہ ۱۵ر نومبر

صبح

۷-۳۰ جگدیش پرساد پنڈت خیال للت اور ٹھمری بھیروی

۹-۱۵ اور دوپہر ۱-۳۰ نوری دیوی: لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ اشیش بندوپادھیائے اسراج پر راگ بہاگ، دھن

شام

۶-۲۵ آج کی بات: ایل سی۔ ایڈوانی

جے پور (الف) : ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۲۳۶/۴ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

ہفتہ یکم نومبر

صبح

۶-۰۵ نیلما شرما، ومل کمار پاٹنی: دہنا
۷-۰۵ دیاشنکر: شہنائی
۸-۲۱ سوہن لال: لوک گیت
۹-۱۵ نیلما شرما: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ ششی شرما: لوک گیت

شام

۶-۲۵ ومل کمار پاٹنی: بھجن
۶-۴۵ شوکمار شرما، ہری پرساد چورسیا
سنتور اور بانسری
۷-۲۰ 'کیسے بنتا ہے کوئلہ'، بات چیت
۸-۱۵ 'دی اسپرٹ آف دیوالی'

اتوار ۲ر نومبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
پنڈت جسراج: خیال
۷-۴۵ کسم شرما: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۰ 'کھانا بنایئے۔ ویگیانک طریقے سے بھوجن پاتروں کو چننے'

شام

۶-۳۰ آلوک گنگولی: سگم سنگیت
۶-۴۵ احمد لولز قوال: قوالی
۹-۳۰ افسانہ، کلام شاعر، 'ہائے کھجلانے صدارت کرکے'، مزاحیہ تقریر

پیر ۳ر نومبر

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۱-۳۰
ششی موہن بھٹ: ستار
۷-۳۵ راجستھانی تقریر
۷-۴۵ یٰسین خاں: سگم سنگیت
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
کے۔ شاردا سوتی: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ دنیا پانی رستوگی: لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ استاد بڑے غلام علی خاں: خیال

منگل ۴ر نومبر

صبح

۶-۰۵ اور ۷-۴۵
جگدیش نرائن شرما: دہنا
۷-۰۵ نصیرالدین خاں ڈاگر: الاپ
۸-۲۱ اور دوپہر ۱-۴۰
فلکو بائی: لوک گیت
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
لکھن لال شرما: سگم سنگیت

شام

۹-۳۰ سندھی پروگرام

بدھ ۵ر نومبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
مانک بائی: خیال
۹-۱۵ اور رات ۹-۱۶
معین الدین خاں: سگم سنگیت
۸-۲۱ ادوا رام: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ سکھ چند: لوک گیت
۱-۳۰ وجے راگھوراؤ: بانسری

شام

۶-۳۰ ادھوگ جگت

جمعرات ۶ر نومبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
پرتاپ سنگھ چوہان: ستار
۷-۴۵ اور ۸-۵۰
کلیانی دت: سگم سنگیت
۸-۵۰ اور ۹-۱۵
سدیش سکینہ: سگم سنگیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۱-۴۰
پریم دوبے: لوک گیت

شام

۶-۳۰ سندھی پروگرام
۹-۱۶ کھلا آکاش

جمعہ ۷ر نومبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
برج بھوشن بھٹ: وائلن
۷-۳۵ کاویہ پاٹھ (راجستھانی)
۸-۲۱ سیتا چندیل: لوک گیت
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
روبی چٹرجی: سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ سمترا گوسوامی: لوک گیت
۱-۳۰ کیسربائی کیرکر: خیال

ہفتہ ۸ر نومبر

صبح

۷-۰۵ پریم بلبھ: طبلہ
۸-۲۱ دنیا رستوگی: لوک گیت
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
سمن یادو: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ سورج مل: لوک گیت
۱-۳۰ منور علی: خیال

شام

۵-۰۵ 'اینٹی بائیٹوکس'، بات چیت
۸-۱۵ دی ڈانس اینڈ میوزک ٹریڈیشن آف راجستھان۔ جے پور اسکول آف کتھک
تمثیلی تقریر

اتوار ۹ر نومبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
یکیش بہاری شرما: سرود
۹-۱۵ 'پیڑ پودے۔ پریاورن'، بات چیت

شام

۶-۳۰ اوشا پٹنی دار: سگم سنگیت
۹-۳۰ 'پتھروں اور یونانی طریقہ علاج'
کلام شاعر: اردو میں طنز ومزاح
۱۰-۰۰ محمد سعید صابری: قوالی

پیر ۱۰ر نومبر

صبح

۷-۰۵ اور دوپہر ۱-۳۰
راجیش کماری ہتو: خیال
۷-۳۵ ترقی را نوواں تیور
۷-۴۵ رام گوپال مہرا: سگم سنگیت
۹-۱۵ اور شام ۶-۳۵
وبھا پاریکھ: سگم سنگیت
۹-۲۵ ودھیا اور پرسارن

دوپہر

۱-۱۰ شیام سنگھ راجپوت: لوک گیت

شام

۶-۳۰ گوربند
۱۰-۰۰ روی شنکر: ستار

منگل ۱۱ر نومبر

صبح

۷-۰۵ مانک رائے راؤ: خیال
۷-۴۵ دیوی لال شرما: سگم سنگیت
۸-۲۱ اور دوپہر ۱-۴۰
گووند سنگھ راٹھور: لوک گیت
بھنور لال: ڈھولک پر سنگت
۹-۱۵ اور شام ۶-۲۵
آس کرن شرما: سگم سنگیت

شام

۶-۲۵ ودھیالیہ پرسارن
۶-۴۰ سندھی پروگرام

بدھ ۱۲ر نومبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۷-۳۰
ششی بیم کچولیا: ستار
۸-۲۱ سمن ہاتھر: لوک گیت
۹-۱۵ بھائی بخشیش سنگھ راگی: شبد
۹-۲۵ ودھیالیہ پرسارن

دوپہر
۱ - ۱۰ سکھورام گجراتی: لوک گیت
۱ - ۳۰ پروین سلطانہ اور دلشاد خاں
خیال

شام
۶ - ۳۰ ادھوگ جگت
۹ - ۱۶ غلام حسین: غزل

جمعرات ۱۳ نومبر

صبح
۷ - ۰۵ اور رات ۱۰ - ۳۰
رام گوپال ڈانگی: خیال
۷ - ۴۵ اور ۹ - ۱۵
سجاتا: سگم سنگیت
۸ - ۲۱ اور دوپہر ۱ - ۴۰
گوپال لال ڈانگی، لوک گیت
۹ - ۲۵ ودھالیہ پرسارن

شام
۶ - ۳۰ سندھی پروگرام

جمعہ ۱۴ نومبر

صبح
۷ - ۰۵ اور رات ۱۰ - ۳۰

منیر اشرما: ستار
۷ - ۳۵ بُجے آج ہر روجی وتھیا،
راجستھانی بات چیت
۸ - ۲۱ دبجے کماری شرما: لوک گیت
۹ - ۱۵ اور شام ۶ - ۲۵
چندر پرکاش تنور، سگم سنگیت

دوپہر
۱ - ۱۰ نتھی وسکھیاں، لوک گیت
۱ - ۳۰ نزاکت علی اور سلامت علی
خیال

رات
۹ - ۳۰ وچار گوشٹی: نہرو کا خواب اور
وشو استھتی

ہفتہ ۱۵ نومبر

صبح
۷ - ۰۵ اے۔ آر گمبھیر گوکر: گائن
۸ - ۲۱ رام پال بھاٹ: لوک گیت
۹ - ۱۵ اور شام ۶ - ۲۵
عبدالغنی: وائلن

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۴۱۷ — ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰۱۶ — ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

ہفتہ یکم نومبر

صبح
۷ - ۳۰ رن جھن: کیلاش چندر بھانڈ
۸ - ۲۱ گیت گنجار: دینے خاں

دوپہر
۱ - ۵۰ 'ربیع میں کیٹ نینتر ن کی
انت ودھیاں' ایس کے۔ ورما

شام
۵ - ۰۵ یووا وانی: 'اندھیرے گھروں
میں اجالوں کے چراغ کیسے
جلائیں' تقریر از پونم جالان
۶ - ۳۰ 'سہکاری سمیتیوں سے کسانوں
کو فائدے': سریش جوشی
سے ملاقات
۷ - ۴۵ راجستھانی سنگیت
بشیر احمد خاں

اتوار ۲ نومبر

صبح
۹ - ۱۵ آپکی شالا کا سانسکرتیک پروگرام
بی۔ ایس۔ ایف اسکول۔ بی
پی نگم

دوپہر
۱۲ - ۰۵ 'بچوں کو روگ نرودھک
ٹیکے لگوایئے'
از ڈاکٹر آر۔ این سنگھ
۱۲ - ۳۵ 'بیس سوتری پروگرام سے
فائدے کی باتیں'

دوپہر
۱ - ۱۰ رادھے شیام بنجارا: لوک گیت
۱ - ۲۰ مشتاق حسین خاں: خیال

شام
۸ - ۱۵ 'اندرا گاندھی انڈ ہر کنٹری
بیوشن ٹو ورلڈ پیس'
انگریزی تقریر

ملاقاتوں پر مبنی پروگرام
پیش کش: سیتارام بھارتی
۱ - ۱۰ گیان وگیان: کھیل جگت
پیش کش: وشنو دت جوشی
اور وید بجاج
۲ - ۱۰ انو سوچت جاتی جن جاتی پر
مبنی پروگرام
پیش کش: دیال پنوار اور
سریش راہی

شام
۵ - ۰۵ میری پسند: راجیو گویل
۵ - ۳۵ جھمکو
۶ - ۳۰ 'پولیو روگ ہونے کے کارن
لکشن روک تھام کے طریقے'
ایس۔ ایل۔ چوپڑا

پیر ۳ نومبر

صبح
۷ - ۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے
سلسلے وار پروگرام
پیش کش: قاضی انیس الحق
۷ - ۳۰ رن جھن: جوری لال راول
۷ - ۴۵ 'دی ایجوکیشنل سین ٹوڈے'
تقریر
۸ - ۲۱ گیت گنجار: مصری خاں

دوپہر
۱ - ۱۰ ہمارے مانگلک پرو: بھائی دوج
تقریر
گھر گرہستی: میری رائے: تقریر
۱ - ۵۰ 'ان دنوں کھیت میں کھڑی
ہوئی فصلوں میں پودھوں کی
حفاظت کے کام'
از کنہیا لال ماتھر

شام
۵ - ۰۵ سگم سنگیت: فاروق محمد
وگیان سماچار: پرشانت گلاٹی
کہانی: نول جوشی

۶ - ۳۰ لگھو وکٹیر ادھیوگ دھندھوں
کے لئے قرض مہیا کرانے میں
ادھیوگ وبھاگ کی خدمات
بی۔ ایل۔ کٹپال سے ملاقات
۷ - ۴۵ راجستھانی سنگیت
ستار خاں کیھوڑا

منگل ۴ نومبر

صبح
۷ - ۳۰ رن جھن: وجیہ لکشمی گوڈ
۸ - ۲۱ گیت گنجار: چنی داس

دوپہر
۱ - ۱۰ بچوں کی بیماریاں اور روگ پرتی
رودھ: ڈاکٹر ڈی۔ آر۔ ڈابی

سے دنیش چندر شرما کی بات چیت
۱ - ۵۰ چنے کی انت قسمیں اور انکی کھیتی،
نرسنگھو دان

شام
۵ - ۰۵ آپ کے خط آپکے گیت
۶ - ۳۰ 'اونٹوں کو ہونے والے خاص
روگ، روک تھام کے طریقے'
ڈاکٹر جنگل لال ماتھر
۷ - ۴۵ راجستھانی سنگیت
شریمتی لیلا دیاس

بدھ ۵ نومبر

صبح
۷ - ۱۵ 'نئی صبح': جھلکی
از مہیش چندر سروتریا
۷ - ۳۰ رن جھن: بالو لال چھادا
۸ - ۲۱ گیت گنجار: غفور خاں
۸ - ۵۰ دو ایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر
۱ - ۵۰ 'ربیع کی فصلوں کے مخصوص
کیڑے وروک تھام کے طریقے'
ایس۔ سی۔ مہتہ

شام
۵ - ۰۵ سامپردایک سدبھاؤ را ایک
استمبھ۔ تیجا جی۔ پریم دان چارن
راجستھانی کوی۔ سوریہ مل مشرا
ارجن اجول، دیش بندھو
چتر بجن داس، سنلیب گوتم
۶ - ۳۰ جنگلوں کی اہمیت: آر پی ماتھر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
جگدیش پنوار اور ساتھی
۱۰-۰۰ راجستھانی میں فرمائشی پروگرام
پیش کش: سریش راہی

جمعرات ۶ نومبر

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: محمد یوسف ثاقب
۷-۳۰ رن جھن: کوجاری رام ڈھولی
۷-۴۵ 'ر آدھونک کہانی کار موہن راکیش'
تقریر از ڈاکٹر اندرا جوشی
۸-۲۱ گیت گنجار: پکھراج رانا

دوپہر

۱-۵۰ 'مٹر کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں': چنگو سنگھ راٹھور

شام

۵-۰۵ یووا وانی: یووا پسند
۶-۳۰ نل کوپ واس سے فائدے
۷-۴۵ راجیش کمار پنوار: راجستھانی سنگیت

جمعہ ۷ نومبر

صبح

۷-۱۵ 'گاندھی جی کا ارتھ شاستر'
مدن راج بھنڈاری
۷-۳۰ رن جھن: ہنسا رام بانیہ
۷-۴۵ راجستھانی کاویہ پاٹھ
ریوت دان چارن

دوپہر

۱۲-۳۰ گوری گنگولی: سگم سنگیت
۱-۵۰ 'جو کی بوائی کے بعد کے کھیتی کے کام': ایم. ایس. ماتھر

شام

۵-۰۵ نیمن: کمار راجیو
سامانیہ گیان مقابلہ
۶-۳۰ 'بے روزگاروں کو بینکوں سے دی جانے والی قرض کی سہولیتیں'
ایس. ایس. مہیشوری سے ملاقات
۹-۳۰ سورن گری یا سندوری: ناٹک
از ایل. این. بھٹناگر
پیش کش: گوکل گوسوامی

ہفتہ ۸ نومبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: نیما دیوی
۷-۴۵ 'جودھپور اور سیاح'
از فاروق آفریدی
۸-۱۰ گیت گنجار: دینو بندو چھابڑا

دوپہر

۱-۵۰ 'مٹر کی فصل میں کھاد و رسائنک اُروَرکوں کا استعمال کب اور کیسے کریں': نارائن سنگھ دیوڑا

اتوار ۹ نومبر

صبح

۹-۱۵ آپ کی شالا کا سانسکرتک کاریہ کرم. مختلف قسم کی مچھلیاں
بجلی کی مچھلی ہمارے گو ترو
سادھنا پانڈے، ڈاکٹر سریتا کھنہ

دوپہر

۱۲-۰۵ ٹٹینس روگ. کارن، لکشن
و روک تھام کے طریقے
ڈاکٹر ایم. ڈی. چتوڑا
۱۲-۳۵ بیس نکاتی پروگرام سے فائدے
ملاقاتوں پر مبنی پروگرام
پیش کش: سیتا رام بھارتی
۱-۱۰ گیان وگیان: کیمل جگت
ملاقات پر مبنی پروگرام
پیش کش: وشنودت جوشی
اور وید بیاج
۳-۱۰ انوسوچت جاتی اور انوسوچت
جن جاتی کے لئے پروگرام
پیش کش: دیال پنوار اور
سریش راہی

شام

۵-۰۵ یووا وانی: میری پسند
پرساد گوڑ کری
۵-۳۵ جھکو: راجستھانی فرمائشی گیت
۶-۳۰ ٹی. بی. روگ ہونے کے کارن
لکشن و روک تھام کے طریقے
ڈاکٹر منوہر گپتا سے ملاقات

پیر ۱۰ نومبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے
سلسلے وار پروگرام
پیش کش: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: گردھر کلا
۸-۱۰ گیت گنجار: پرس رام سونی

دوپہر

۱-۱۰ 'کالیداس کی رچنا: میگھ دوت'
تقریر: مہامانو: ہنرو
۱-۵۰ 'رائی اور سرسوں کی اُنت قسمیں اور اُن کی کھیتی'
از کا جیدان چارن

شام

۵-۰۵ 'مہیلا کھلاڑی. سندھیا اگروال'
از سنجیہ کمار ماتھر
کاویہ پاٹھ: شیلیس ورما
آتم وشواس اور سپھلتا
آسیت جھا
۶-۳۰ 'تعلیم بالغاں. مرکزوں سے ہونے والے فائدے'
اکشے سنگھ کچھاوا
۷-۴۵ ہزاری لال: راجستھانی سنگیت

منگل ۱۱ نومبر

صبح

۷-۱۵ رن جھن: کیلاش نارائن پروہت
۷-۴۵ راجستھان کی پریم گاتھائیں
'مور تھ بھیا': وارتا مالا
ڈاکٹر موہن سوروپ ماتھر
۸-۲۱ گیت گنجار: اوم پرکاش رماسی

دوپہر

۱-۱۰ وکلانگتا اور پنرواس
ڈاکٹر جے. سی. شرما سے
ونیش چندر شرما کی بات چیت
۱-۵۰ اُنت فصل چکر اور اس کا مہتو
تقریر: ڈاکٹر این. ایل. جوشی

شام

۶-۳۰ 'گایوں کو ہونے والی مخصوص بیماریاں و روک تھام کے طریقے'
ڈاکٹر رمیش پروہت سے ملاقات
۷-۴۵ مانک چندر شرما: راجستھانی سنگیت

بدھ ۱۲ نومبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: مانک چندر بھارگو
۸-۲۱ گیت گنجار: کملا خاں
۸-۵۰ دوا ایک بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پی. ایس. شیلپیال

دوپہر

۱-۵۰ 'سرسوں کی فصل میں سینچائی نرائی، بوائی و کھاد اُروَرک کا استعمال': کے. جی. جوشی

شام

۵-۰۵ روزگار سنبھاونائیں: 'آر. اے. ایس کی تیاری کیسے کریں'
از اوم پرکاش گرجر
'ساہتیہ کے مہان کوی. کالیداس'
تقریر: کماری مایا پانڈے
کیمل جگت. جناسٹک
از راجیندر سنگھ چوہان
۶-۳۰ 'کسان کھیتی کی پیداوار کا لیکھا جوکھا کیسے رکھیں'
ڈاکٹر ایم. ایل. پروہت
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: نینا رام سنت

جمعرات ۱۳ نومبر

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: پریم پرکاش شرما
۷-۳۰ رن جھن: رام دیو
۷-۴۵ ہمیں شکایت ہے
بھابی کو نند سے: مزاحیہ تقریر
از ڈاکٹر کرشنا گہلوت
۸-۲۱ گیت گنجار: ہریش کمار ناگا

دوپہر

۱-۵۰ 'خشک کھیتی کیوں اور کیسے کریں'
ایچ. ایس. ڈاوَلے

شام

۶-۳۰ گوچر بھومی کو کیسے سدھاریں
کے. سی. سنگھ سے ملاقات
۷-۴۵ رحمٰن خاں دیوڑا
راجستھانی سنگیت

جمعہ ۱۴ نومبر

صبح

۷-۱۵ عورتوں کی طاقت اور باپو کے وچار: شریمتی اندرا گوتم
۷-۳۰ رن جھن: سیتا رام بھانڈو
۷-۴۵ راجستھانی کاویہ پاٹھ: کانتی بوہرا

دوپہر

۱-۵۰ 'مٹر کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں': ارن واہیا
رنگارنگ پروگرام

پیش کردہ : پرنسپل سردار پورا
ہائیر سیکنڈری گرلس اسکول
جودھپور

شام

۶-۳۰ پنڈت جواہر لال کے یوم پیدائش
پر خصوصی پروگرام

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
انور خاں و ساتھی

۹-۳۰ نہرو جی پر بنی روپک
از پرمود سنگھل

ہفتہ ۱۵ نومبر

صبح

۷-۱۵ کتھاکرم : پشپا لتا ویاس

۷-۳۰ رن جھن : نریندر دت

۷-۴۵ بات چیت : "ون وبھاگ اور
اس کے کام" : امبالال ٹاک

۸-۲۱ گیت گنجار : کمو خاں

دوپہر

۱-۵۰ "مور کی زیادہ پیداوار کیسے
حاصل کریں" : بلونت سنگھ

شام

۵-۰۵ یوواوانی
"عید میلاد" تقریر از ایوب خاں

۶-۳۰ "عید میلاد" : مولانا فیاض محمد

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
اوم پرکاش دادیچ

بقیہ : شملہ

۱۰-۰۰ من بھاون : پرانی فلموں
سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۱۵ نومبر

صبح

۷-۱۰ سری کانت باکرے : گاتی

۸-۲۱ امر بھارتی : سنسکرت پروگرام

۸-۳۵ برج کے لوک گیت

۹-۱۵ ترکش

دوپہر

۱۲-۳۰ اسکول براڈ کاسٹ

رات

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۱۶ ہم درشن : ہندی میں ریڈیو
نیوز ریل

اورنگ آباد ــــــ ۲ر ۱۹۷ میٹر یعنی ۱۵۲۱ کلو ہرٹز
پربھنی ــــــ ۰ر ۲۲۹ میٹر یعنی ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی خبریں : صبح ۶-۰۰، ۷-۵۹، دوپہر ۱-۰۵، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
مراٹھی : صبح ۶-۵۰، ۸-۳۰، دوپہر ۱-۳۰، شام ۷-۰۰، رات ۸-۰۵
انگریزی : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، رات ۸-۰۰ (اسپورٹ) ۹-۰۰، ۱۱-۰۰
اردو : دوپہر ۱-۰۵، رات ۹-۱۶ سنسکرت : شام ۶-۱۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم اور شہنائی

۶-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۶-۱۰ امرت دھارا

۶-۱۵ سورانجلی

۶-۴۵ پروگرام کا خلاصہ

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام

شام

۵-۳۰ یوواوانی (مراٹھی میں نوجوانوں
کے لئے پروگرام)

۶-۳۰ دیہاتیوں کے لئے پروگرام

۷-۱۰ روزگار سماچار

۷-۱۵ بازار بھاؤ، گیان جیوتی
صرف اتوار

۸-۳۰ مدھو گندھ، بسند سماچار

ہفتہ یکم نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
"دیوالی مبارک" : اردو نظموں
پر مبنی پروگرام
پیش کش : انوار احمد خاں

۱۱-۰۵ لگھو ناٹیکہ
پیش کش : بھگوان سوائی

اتوار ۲ نومبر

صبح

۷-۰۰ جھرو کہ
تحریر : ڈاکٹر اردن ماندڑے

۷-۳۰ سب رنگ : کھلتی کلیاں
(بچوں کے لئے) پیش کش
معین العلوم ہائی اسکول
اورنگ آباد

۹-۳۰ "کہانی ایک دیہات کی" : فیچر
از ڈاکٹر اندرا پوار

شام

۷-۱۵ لوک جاگرن

پیر ۳ نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
"آج کے مہمان"
بی۔ ایچ۔ راجور کر وائس چانسلر
مراٹھواڑہ یونیورسٹی اورنگ آباد
کے ساتھ انوار احمد خاں کا انٹرویو

منگل ۴ نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
"یاد رفتگاں، حیات اور
کارنامہ ۔ ذوق" : فیچر
تحریر : بشیر نواز
پیش کش : انوار احمد خاں

۱۱-۰۵ دشاوتاری : لوک ناٹیہ

رات

۹-۰۵ ادبی پروگرام : پراگ

بدھ ۵ نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : باتوں باتوں میں
تحریر : نور الحسنین

رات

۸-۱۵ "مراٹھی ڈرامہ : ماضی حال اور
مستقبل" : تقریر از کے۔ ڈی۔ جوشی

جمعرات ۶ نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : نئے چراغ
نوجوانوں کے لئے
ورائٹی پروگرام
پیش کش : ایوب خاں

جمعہ ۷ نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
روشنی : اقوال زریں پر مبنی
پروگرام
آپ اور ہم : سامعین کے
خطوط پر مبنی پروگرام
از نور الحسنین

۹-۳۰ سوتنترتا سینانی ڈاسو دیو
بلونت پھڑکے : فیچر
تحریر : چندر کانت بجائے راؤ
پیش کش : وجے رندیوے

ہفتہ ۸ نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : سائنس نامہ
شرکاء : اے۔ آر۔ خاں
ایم۔ اے۔ منان اور
فرحت اللہ بیگ

اتوار ۹ نومبر

صبح

۷-۰۰ جھرو کہ
تحریر : ڈاکٹر اردن ماندڑے

۷-۳۰ سب رنگ : بزم خواتین
عورتوں میں فرسودہ
خیالی کیوں زیادہ ہے : مذاکرہ
شرکاء : محمدی احمد، قدسیہ انعامدار
دلاری قریشی

۹-۰۵ بال سبھا: بچوں کے گیت
پیشکش: مہاویر جوند ھلے
۹-۴۰ 'کالیداس کا کادیہ سندریہ'
از ڈاکٹر رمیش ٹھاکر

پیر ۱۰ نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
'ہماری صحت۔ جاڑے کی عام بیماریاں اور احتیاط'
تقریر از ڈاکٹر ا مبیکر
کھیلوں کی دنیا۔ 'ہاکی'
تقریر از ڈاکٹر ایس۔ فخر الدین

رات

۱۰-۰۰ گیت، غزل

منگل ۱۱ نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ: شعری نشست
شرکاء: قمر اقبال، جے۔ پی۔ سعید
عبدالکریم آصف، شمس جالنوی
سحر سعیدی اور سجاد اختر

بدھ ۱۲ نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
'باتوں باتوں میں'
تحریر: نور الحسنین

جمعرات ۱۳ نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ: نئے چراغ
نوجوانوں کے لئے
کہانی از عارف خورشید
کلام: انور رفیق

جمعہ ۱۴ نومبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ
'پنڈت نہرو اور عالمی امن کا مسئلہ': تقریر
از ڈاکٹر معین شاکر
آپ اور ہم۔ سامعین کے خطوط از نور الحسین

میڈیم ویو (الف) ۲۱-۴۸۳ میٹرز/۶۲۱ کلوہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۲۲-۱۸۷ میٹر/۱۶۰۲ کلوہرٹز

خبریں

علاقائی: صبح ۳۰-۸ (رانچی سے پہلے) دوپہر ۱۰-۳ ، شام ۳۰-۷

اردو پروگرام
صبح ۴۰-۸ سے ۴۵-۹ کے درمیان

ہفتہ یکم نومبر

صبح

۷-۰۵ بسم اللہ خاں: شہنائی

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
سوامی دیانند سرسوتی کی سماجک کرانتی: ہندی میں بات چیت
از ہری داس جوال
۱-۳۰ لوک گیت: شیام کمار پانڈے

اتوار ۲ نومبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
نصیر احمد خاں: خیال
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
مادھوری بھٹا چاریہ: ہلکی موسیقی
۹-۴۵ بال منڈلی
وگیان کی باتیں: کاغذ کی کہانی
سائنسی مقالہ
از جریندر ناتھ پانڈے
کھیل کی باتیں: از سمیر سین گپتا

دوپہر

۱۲-۰۰ 'ایک بوند اندھیرا': ڈرامہ
از جناردن رائے

شام

۷-۴۵ 'خاندانی مہمان'
ہندی مزاحیہ خاکہ
از سیتا رام چندر شرن رام

پیر ۳ نومبر

صبح

۷-۰۵ بمل مکھرجی: ستار
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
مرنالنی سنگھ: ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ شیو جی اور ساتھی: لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ شیام داس مشر: گائن
گوکل پرساد مشر: طبلہ

منگل ۴ نومبر

صبح

۷-۰۵ برج بالا دیوی: ٹھمری اور دادرا
طبلہ پر سنگت: مہندر سنگھ
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
سریش کمار مشر: ہلکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت: بھگت اور ہمارا بھوشیہ: سوشیلا یادو
۱-۳ لوک گیت

رات

۸-۰۰ گھر پریوار: ڈرامہ
از ستیہ پرکاش کرن
۹-۳۰ راشٹر کوی دوّو (راشٹریہ کوی میتھلی شرن گپت کی حیات پر مبنی خصوصی فیچر)

بدھ ۵ نومبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
جیورنجن پاٹھک: ستار
طبلہ پر سنگت: اللن پرساد مشر
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
کمدا کھوری: ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ تارا گپتا: لوک گیت

رات

۹-۳۰ 'آزادی کے دیوانے'
یہ سوتنترتا سینانی: خصوصی فیچر

جمعرات ۶ نومبر

صبح

۷-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
میتری سانیال: خیال
طبلہ پر سنگت: ستیہ بھون پاٹھک
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
آشیش بھٹا چاریہ: ہلکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
بچوں کے جیون نرماؤ میں ماں کا دایتو
از راجندر پرساد رستوگی
۱-۳۰ جیتن رام: لوک گیت

رات

۸-۰۵ نئی دشائیں: صنعتی پروگرام

جمعہ ۷ نومبر

صبح

۷-۰۵ میناکشی داس: خیال
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۵
انوپ جلوٹا: بھجن

دوپہر

۱-۳۰ نمعنی پانڈے آزاد: لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ ارملا دیوی: خیال

ہفتہ ۱۵ نومبر

صبح

۷-۱۵ تعلیم بالغاں
تقریر از ایس۔ بی۔ چاندیکر
۷-۳۰ سب رنگ
عید میلاد النبی پر خصوصی پروگرام
تلاوتِ کلام پاک
قاری مرزا عبداللہ بیگ
حضرت محمد کا حسن سلوک دشمن اور غیروں کے ساتھ
تقریر از شاہ حسین نہری

وجے کمار ٹھاکر : طبلہ

ہفتہ ۸ ر نومبر

صبح

۷ - ۰۵ جگدیش پرساد اور بڑے غلام علی خاں : گائن

دوپہر

۱۲ - ۳۰ ناری جگت
(سوا روپیہ) : ڈرامہ

۱ - ۳۰ لکشمن سنگھ : لوک گیت

اتوار ۹ ر نومبر

صبح

۷ - ۰۵ اور رات ۱۰ - ۳۰
بسوراج راجگرو : گائن

۸ - ۲۱ اور شام ۶ - ۱۵
انجن چٹرجی : ہلکی موسیقی

۹ - ۴۵ بال منڈلی (بچوں کا پروگرام)
اوشکار اور اوشکارک
ٹیلی فون : سائنسی تقریر
از ڈاکٹر جگن ناتھ ٹھاکر
'ہمارے مہا پروش نہرو چاچا'
از کرن گھئی

دوپہر

۱ - ۱۰ آپ کی پسند

شام

۷ - ۴۵ 'بیگم کی ریل یاترا' : مزاحیہ خاکہ
از نعمان ہاشمی

پیر ۱۰ ر نومبر

صبح

۷ - ۰۵ محمود مرزا : ستار

۸ - ۲۱ اور شام ۶ - ۱۵
کنک مکرجی : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱ - ۱۰ اسکول براڈ کاسٹ : کس لئے
ہمارا دیش، از سمیدرا ویریندر

۱ - ۳۰ سوم ریادو : لوک گیت

۲ - ۲۰ اسکول براڈ کاسٹ : پلو
گرٹ تریکش، اچ نیتی
پنچ شیل از ہریندر پرساد سنگھ

رات

۱۰ - ۰۰ چندر شیکھر خاں : گائن
طبلہ پر سنگت : دیو چندر پاٹھک

منگل ۱۱ ر نومبر

صبح

۷ - ۰۵ شیام لال مشر : ٹھمری دادرا
طبلہ پر سنگت : عنایت خاں

۸ - ۲۱ اور شام ۶ - ۱۵
کلیان رائے : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱ - ۱۰ اسکول براڈ کاسٹ
بہار کی آرتھک سمسیائیں
از کنہیا پرساد

۱ - ۳۰ لوک گیت : سکندر شرما

۲ - ۲۰ اسکول براڈ کاسٹ
سنچار میں بھو تیکی
از رگھو ونش بھوشن سنگھ

رات

۸ - ۰۰ گھر پریوار : سلسلہ وار
گھریلو ڈرامہ
تحریر : ستیہ پرکاش کرن

۹ - ۳۰ ڈرامہ (ماہانہ سلسلہ)

بدھ ۱۲ ر نومبر

صبح

۷ - ۰۵ وشنو پرسنا اور ساتھی : شہنائی

۸ - ۲۱ اور شام ۶ - ۱۵
انجلی پرساد : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱ - ۱۰ اسکول براڈ کاسٹ
پرانیوں کا درگی کرن تتھا ان
کا وکاس : از گیتا جین

۱ - ۳۰ لوک گیت : سیما شریواستو
اور سہیلیاں

۲ - ۲۰ اسکول براڈ کاسٹ
ہند مہا ساگر میں چھوٹا سا
ہندوستان از پریملا ورما

شام

۵ - ۳۰ ششو محل
لوک کتھا دیش کی از کمد شرما

جمعرات ۱۳ ر نومبر

صبح

۷ - ۰۵ اور رات ۱۰ - ۳۰
شیو پوجن مشر : خیال
طبلہ پر سنگت
ابھئے نرائن سنگھ

(آگے ص ۵۰ پر)

ہفتے کے دنوں کے اوقات

پہلی مجلس : صبح ۶ - ۵۰ سے ۱۰ - ۱۵

دوسری مجلس : صبح ۱۱ - ۳۰ سے رات ۱۰ - ۳۰ (پیر، منگل، جمعرات، جمعہ)

صبح ۱۱ - ۳۰ سے رات ۱۱ - ۰۵ (بدھ اور ہفتہ)

خبریں

کشمیری : صبح ۷ - ۴۵، شام ۶ - ۲۵ اردو : صبح ۸ - ۵۰، دوپہر ۱ - ۵۰، رات ۹ - ۱۵

ہندی : صبح ۹ - ۰۰ سنسکرت : صبح ۷ - ۰۰

انگریزی : صبح ۸ - ۱۰، دوپہر ۲ - ۰۰، شام ۶ - ۰۰، رات ۹ - ۰۰ اور ۱۱ - ۰۰

علاقائی خبریں

اردو : صبح ۹ - ۵۰، دوپہر ۲ - ۳۰، شام ۷ - ۳۰

(دھیمی رفتار سے پڑھی جانے والی خبریں) سہ پہر ۴ - ۰۰

کشمیری : صبح ۹ - ۲۵، دوپہر ۱۲ - ۳۵ اور شام ۷ - ۳۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۷ - ۰۵ صبح گاہی
بھگتی سنگیت کا پروگرام
اور گاشر اچھر اور روشنی (روزانہ)

۷ - ۲۵ پروگراموں کا خلاصہ (روزانہ)

۷ - ۳۰ پوپاہیٹ (کشمیری میں فیچر) اتوار
بجاتی ہند سنز
(سوائے اتوار اور جمعہ کے)
گاندھی کتھا (جمعہ)

۷ - ۵۵ آج کی بات (روزانہ)

۸ - ۲۰ گھرانوں کے لئے پروگرام
اردو (اتوار)
رنگ ہا (کشمیری ڈائجسٹ) پیر
بیٹھک : عمر رسیدہ کے لئے
(پہلے منگل کو)
سائنس میگزین (دوسرے اور
چوتھے منگل کو)
ثقافت (کلچرل میگزین)
(تیسرے منگل کو)
نوبہ نو (ریڈیو وادی سے منتخب
کشمیری پروگرام)
(پہلے اور تیسرے بدھ کو)
کہکشاں (ریڈیو وادی سے منتخب
اردو پروگرام) (دوسرے بدھ کو)
فلم میگزین (چوتھے بدھ کو)
انگریزی میں ریڈیو وادی سے
منتخب پروگرام
(پانچویں بدھ کو)
سب رنگ (پہلے، تیسرے اور
پانچویں جمعرات کو)
پروگرام ووکیشنل گائیڈنس
(دوسرے اور چوتھے جمعرات کو)
گوشہ خاطرہ : کشمیری میں
پروگرام (جمعہ)
رائے ترائے : مختلف موضوعات
پر مشتمل پروگرام
(ہر ہفتہ سوائے چوتھے ہفتہ کو)
گفتگو (چوتھے ہفتہ کو)

۹ - ۰۰ ریڈیو عدالت (پہلے تیسرے اور پانچویں اتوار کو)
باندہ پائتر (دوسرے اور چوتھے اتوار کو)
قانون جانیئے (پیر)
زعفران زار؛ طنز و مزاح کا پروگرام (پہلے تیسرے اور پانچویں منگل کو)
ذات بزات (دوسرے اور چوتھے منگل کو)
خوشحال گھرہ؛ ہوم سائنس (ہر بدھ کو)
اکھ تخلیق: سنگیت (ہر جمعرات کو)
ہمارے سنت صوفی شاعر سنگیت (ہر جمعہ کو)
رسالو منزہ (پہلے تیسرے اور پانچویں ہفتہ کو)
سرساگر (دوسرے اور چوتھے ہفتہ کو)
۹ - ۱۵ مہینے کا نغمہ (ہر اتوار کو)
ضلع خبرنامہ (ہر پیر کو)
اکھ غزل (منگل، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کو)
یادگار (ہر بدھ کو)
۹ - ۳۰ تو ہنز چھٹی وار؛ کشمیری میں سامعین کے خطوں کے جواب ہر اتوار کو
اردو میں بات چیت (پیر)
خط کے لئے شکریہ؛ اردو میں سامعین کے خطوں کے جواب) منگل
کشمیری میں بات چیت (بدھ)
ہیلتھ فورم (جمعرات)
ہندی میں بات چیت (جمعہ)
انگریزی میں بات چیت (ہفتہ)
۹ - ۴۵ کشمیری نغموں کا ملاجلا پروگرام (اتوار)
چھلیہ ون؛ چیدہ چیدہ گیتوں کا پروگرام (پیر، بدھ اور جمعہ کو)
تو ہنز فرمائش؛ سامعین کی فرمائش کا پروگرام (منگلوار، جمعرات اور ہفتہ)
۱۰ - ۱۵ ہونہار؛ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام (اتوار)

۱۱ - ۰۰ سانہ آزادی ہنز کتھ (اتوار)
۱۱ - ۳۰ صوفیانہ موسیقی
پیر، بدھ اور جمعہ

دوپہر
۱۲ - ۰۵ اسکول براڈ کاسٹ (روزانہ سوائے اتوار اور چھٹی کے دن)
۱۲ - ۴۰ پراگاش؛ غیر نصابی تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے منگل اور جمعہ)
۱ - ۳۰ اور سہ پہر ۱ - ۳
فوجی بھائیوں کے لئے (روزانہ)
۱ - ۰۵ مغربی موسیقی (اتوار)
۲ - ۳۰ ٹیچرس فورم (اتوار)
سن نرل زچہ اور بچہ کی حفاظت کے لئے پروگرام (جمعہ)
صوفیانہ موسیقی (منگل، جمعرات اور ہفتہ)

سہ پہر
۴ - ۰۰ مغربی موسیقی (روزانہ سوائے اتوار)
۴ - ۰۰ ہی مال؛ خواتین کے لئے کشمیری میں پروگرام (اتوار)
۴ - ۳۰ پنجابی پروگرام (اتوار، منگل اور جمعہ)
کیاری؛ جموں، کشمیر اور لداخ کی موسیقی (پیر)
پوشہ مال؛ دیہاتی خواتین کے لئے پروگرام (بدھوار)
پہاڑی پروگرام (جمعرات)
پھولہ ون ٹوری؛ کشمیری میں بچوں کے لئے پروگرام (ہفتہ)

شام
۵ - ۰۰ گوجری پروگرام جموں سے پہلے (روزانہ)
۵ - ۲۵ گوجری پروگرام سرینگر سے (روزانہ)
۶ - ۱۵ ڈوگری سنگیت (روزانہ)
نوی تخلیق (کشمیری) (پیر اور بدھ)
نونہال؛ ننھے منوں کے لئے کشمیری میں پروگرام (منگل)
نئی تخلیق؛ اردو (جمعرات)
چن من؛ ننھے منوں کے لئے اردو میں پروگرام (جمعہ)

نولیکھن: ہندی (ہفتہ)
۶ - ۴۵ گامی بھاین ہندہ خاطرہ دیہاتی پروگرام (روزانہ)
۷ - ۵۵ روزگار سماچار (روزانہ)
۸ - ۰۰ وادی کی آواز: پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں سننے والوں کے لئے پروگرام (روزانہ)
۸ - ۳۰ ریڈیو نیوز ریل (اتوار)
۹ - ۳۰ سلسلہ وار کھیل (اتوار)
اردو کشمیری میں کھیل (ہر پیر)
وودھا؛ ہندی میں ادبی میگزین پہلے منگل کو
سنگر مال؛ کشمیری میں ادبی پروگرام (دوسرے اور چوتھے منگل کو)
ہم قلم؛ اردو میں ایک ادبی میگزین (تیسرے منگل کو)
تعمیر؛ ترقیاتی پروگراموں کی سرگرمیاں (پہلے بدھ کو)
جموں، سرینگر اور لداخ سے ایک ساتھ
سام، بیس نکاتی پروگرام پر عمل آوری پر جائزہ
دوسرے بدھ کو
میانی پسند؛ کشمیری گیتوں پر پروگرام (تیسرے بدھ کو)

گاشہ تارکہ؛ مشہور و معروف شعراء پر فیچر (چوتھے بدھ)
علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام پہلی جمعرات
فیچر کا نیشنل پروگرام دوسرے جمعرات کو
میانی زندگی میون کار؛ کشمیری میں گفتگو کا پروگرام تیسرے جمعرات کو
کھیلوں کا نیشنل پروگرام چوتھے جمعرات کو
محفل؛ اردو میں گفتگو کا پروگرام (پانچویں جمعرات)
میری کلا میانی پیشکش (جمعہ)
بزم سامعین (اردو) پہلے ہفتہ
بزم سامعین (کشمیری) دوسرے ہفتہ
بزم شعر؛ مشاعرہ کشمیری تیسرے ہفتہ
اسپورٹس میگزین (چوتھے ہفتہ)
مشاعرہ اردو (پانچویں ہفتہ)
۱۰ - ۰۰ آپکی فرمائش (اتوار اور بدھ)
داستان (جمعہ)
محفل موسیقی (پہلے ہفتہ)
نو ہنز فرمائش
ہر ہفتہ سوائے پہلے ہفتہ کے

ہفتہ یکم نومبر

صبح
۶ - ۱۵ موسیقی: راج بیگم
۶ - ۳۰ سنت صوفی شعراء کا کلام
کلام وہاب کھار
گلوکار: غلام حسن صوفی
۶ - ۵۵ آرتی ٹکو: غزل
۱۱ - ۳۰ محمد عبداللہ تبت بقال
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱ - ۰۵ زونہ بیگم؛ لوک سنگیت
۲ - ۱۰ بی۔ کے۔ چٹلے: گائن
۲ - ۳۰ محمد عبداللہ تبت بقال
صوفیانہ موسیقی

رات
۸ - ۳۰ آرتی ٹکو اور راج بیگم موسیقی

اتوار ۲ نومبر

صبح
۷ - ۳۰ بکہ پیٹھ: کشمیری میں فیچر
۹ - ۱۵ مہینے کا نغمہ: کلام نذیر کولگامی
گلوکار: ڈی۔ کے۔ ملا
۱۱ - ۳۰ یونس ملک: غزلیں۔

شام
۶ - ۱۵ مست رام: ڈوگری سنگیت
۶ - ۴۰ آشا کول: غزل

پیر ۳ نومبر

صبح
۸ - ۲۱ رنگ ملا

دوپہر
۱ - ۰۵ راہی آغا اور دلیپ لنگو غزلیں
۲ - ۱۰ ایس۔ این سوپوری: ستار

۴ - ۳۰ نرملا دیوی: ڈوگری لوک سنگیت

رات

۹ - ۳۰ راجس باج، کشمیری کھیل
تحریر: ایم۔ ایل۔ ساقی
پیش کش: پی۔ ایل رازدان

منگل ۴ نومبر

صبح

۱۱ - ۳۰ غلام محمد ساز نواز: صوفیانہ موسیقی
۱۲ - ۴۰ بھجن
۱ - ۰۵ غلام محمد کاوا: چھکری اور روف
۲ - ۱۰ ملک ارجن منصور: گائن
۲ - ۳۰ غلام محمد ساز نواز
صوفیانہ موسیقی

شام

۴ - ۳۰ پنجابی پروگرام
۶ - ۴۰ غلام حسن صوفی: غزل
۹ - ۳۰ وودعا

بدھ ۵ نومبر

دوپہر

۱ - ۰۵ عبدالرحمان ریشی، ایچ۔ این
توشخانی: غزلیں
۲ - ۱۰ بسم اللہ خاں: شہنائی

رات

۸ - ۳۰ آشا کول: موسیقی

جمعرات ۶ نومبر

صبح

۸ - ۲۱ سب رنگ
۹ - ۰۰ اکھ تخلیق
۹ - ۱۵ اکھ غزل
۹ - ۳۰ ہیلتھ فورم
۱ - ۰۵ پروین سلطانہ: گائن
۲ - ۳۰ شیخ عبدالعزیز
صوفیانہ موسیقی

رات

۸ - ۳۰ رحمت اللہ خاں: موسیقی

جمعہ ۷ نومبر

صبح

۷ - ۳۰ گاندھی کتھا
۹ - ۱۵ اکھ غزل

دوپہر

۱ - ۰۵ جسبیر والیا: غزلیں

سامولی سین گپتا: بھجن
۲ - ۱۰ پنالال گھوش: بانسری

شام

۶ - ۱۰ چمن من: کہانی: رویندر کاؤ
۸ - ۳۰ کیلاش مہرہ: موسیقی

ہفتہ ۸ نومبر

دوپہر

۱ - ۰۵ غلام محمد شیخ: چھکری اور روف
۲ - ۳۰ کمال بٹ: صوفیانہ موسیقی

شام

۶ - ۱۵ نولیکھن: کہانی
از ڈاکٹر نرمل چوپڑا
۸ - ۳۰ جلال گیلانی: موسیقی

اتوار ۹ نومبر

صبح

۹ - ۱۵ مہینے کا نغمہ: ڈی۔ کے۔ ملاّ
۱ - ۱۵ ہونہار
۴ - ۰۰ ہی مال

شام

۶ - ۱۵ کے۔ کے۔ جوشی: ڈوگری سنگیت
۸ - ۳۰ نرملا دیوی: موسیقی

پیر ۱۰ نومبر

صبح

۸ - ۲۱ رنگ ہا: ڈائجسٹ پروگرام
۹ - ۰۰ قانون جانئے

دوپہر

۱ - ۰۵ اوا این کول اور اسداللہ: غزلیں
۲ - ۱۰ پی۔ این۔ چھنٹو: ستار

شام

۴ - ۳۰ کرشن کمار: ڈوگری لوک سنگیت
۸ - ۳۰ او۔ این۔ کول: موسیقی
۹ - ۳۰ پتھر راز دانے: کشمیری کھیل
تحریر: ایچ۔ این۔ کول

منگل ۱۱ نومبر

صبح

۱۱ - ۳۰ محمد عبداللہ ستیاری
صوفیانہ موسیقی
۱ - ۰۵ عبدالخالق کاوا: چھکری اور روف
۲ - ۱۰ نزاکت علی، سلامت علی: گائن
۲ - ۳۰ محمد عبداللہ ستیاری
صوفیانہ موسیقی

رات

۸ - ۳۰ سینا کول: موسیقی

بدھ ۱۲ نومبر

صبح

۹ - ۳۰ کشمیری میں بات چیت
۱ - ۰۵ غلام قادر روانی۔ اندرا کاچرو
غزلیں
۲ - ۱۰ اسد علی خاں: رودر وینا

رات

۸ - ۳۰ غلام نبی شیخ: موسیقی

جمعرات ۱۳ نومبر

صبح

۱۱ - ۳۰ غلام محمد ساز نواز
صوفیانہ موسیقی
۱ - ۰۵ حسینہ اختر اور ساتھی
چھکری اور روف
۲ - ۱۰ سنگھ بندھو: گائن
۲ - ۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام

۶ - ۴۰ شمیم دیو: غزل
۸ - ۳۰ شمیم دیو: موسیقی

جمعہ ۱۴ نومبر

صبح

۷ - ۳۰ گاندھی کتھا
۱ - ۰۵ اقبال کول اور پریہ نارینہ
غزلیں
۲ - ۱۰ غلام احمد خاں: ستار

شام

۶ - ۱۵ چمن من
کہانی از مہ جبیں غوثیہ
۸ - ۳۰ کے۔ کے۔ جالا: موسیقی

ہفتہ ۱۵ نومبر

صبح

۸ - ۲۱ رائے ترائے
۹ - ۳۰ انگریزی بات چیت
۱۱ - ۳۰ ۲ - ۳۰ اور شام ۴ - ۴۰ - ۶
شیخ عبدالعزیز: صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱ - ۰۵ غلام قادر لنگو: چھکری اور روف
۲ - ۱۰ بدھ داس گپتا: سرود

رات

۸ - ۳۰ علی محمد: غزل

بقیہ: پٹنہ

۸ - ۲۱ اور شام ۱۵-۶
سواپن کمار چکلانوبیس
ہلکی موسیقی

دوپہر

۱۲ - ۳۰ ناری جگت: سماج وادی نہرو
از سیتندر نرائن سنہا
۱ - ۱۰ اسکول براڈ کاسٹ
شانتی دوت: پنڈت جواہر لال نہرو
از مہندر پرساد سنگھ
۱ - ۳۰ لوک گیت: ہری موہن جھا

رات

۸ - ۰۵ نئی دشائیں
ادیوگک چھیتر میں سورگیہ
جواہر لال نہرو کا یوگدان
از شریمتی پشپا سنہا

جمعہ ۱۴ نومبر

صبح

۷ - ۰۵ الوزحسین: سارنگی
طبلہ پرسنگت: وجے کمار ٹھاکر
۸ - ۲۱ اور شام ۱۵-۵
شیاما سنہا: ہلکی موسیقی

دوپہر

۱ - ۳۰ چندر بھوشن سنگھ: لوک گیت
۲ - ۲۰ اسکول براڈ کاسٹ (انگریزی)
اے گریٹ مین آف انڈیا
از سیموئل ڈیوڈ

رات

۹ - ۳۰ نہرو جی نے کہا تھا: خصوصی فیچر
پیش کش: جناردن رائے

ہفتہ ۱۵ نومبر

صبح

۷ - ۰۵ درگیش مشر: خیال

دوپہر

۱۲ - ۳۰ ناری جگت
کیا اسپرشیتا نوارن میں قانون
کے ساتھ ساتھ پوروسا ماجک
سہیوگ پراپت ہے؟
مباحثہ: شرکاء: مایا سنہا
راجیو شرما، دھرم شیلا پرساد
۱ - ۳۰ برج نندن پرساد: لوک گیت

اس بار بھوپال سے غزلیں

مقصود عمرانی

تہذیبِ بام و در کے ٹھکانوں کا کیا ہوا
بے گھر بھٹک رہے ہیں مکانوں کا کیا ہوا

چہرہ پہ ان کے، وعدوں کے لمحے دمک اٹھے
کل آج، آج کل کے بہانوں کا کیا ہوا

وہ موسمِ جنون و گریباں کہاں گیا
صحرا، اُداس ہیں کہ دوانوں کا کیا ہوا

پَر نوچ ڈالے کس نے مقدر کے نام پر
وہ آسماں نواز اڑانوں کا کیا ہوا

آرائشِ جمال کی تشنہ لبی نہ پوچھ
کس سے کہیں کہ آئینہ خانوں کا کیا ہوا

حوریں کنیزیں شہر کی تھیں افلاک محل
خوابوں میں گذرے بیتے زمانوں کا کیا ہوا

مدت ہوئی کہ حسنِ بیاں کو ترس گئے
وہ فکر ساز شعلہ بیانوں کا کیا ہوا

مقصود عرفان

تھا شاخِ گل کا لوچ نہ جھونکا صبا کا تھا
رنگِ خرامِ یار مگر کس بلا کا تھا

اپنی کھو کر کیوں سرِ بازار آ گئے
میں تو خراب کوئے ملامت سدا کا تھا

اچھا ہوا کہ ہاتھ سے پیمانہ گر گیا
ورنہ یہ مرحلہ بھی شکستِ انا کا تھا

جانے ہوائے شوق کدھر لے اُڑی اُسے
صحرا کو انتظار جس آواز پا کا تھا

جس میکدے کی راہ میں پیاسوں کی بھیڑ تھی
اس میکدے پہ سایہ رحمت خدا کا تھا

میں سوچتا ہوں ڈوبنے والے کو کیا ملا
ساحل پہ آج شور بہت مرحبا کا تھا

شجاع فرخی

اب تو سنتا ہی نہیں لفظِ تمنا کوئی
سبز ہوتا ہی نہیں شاخ پہ پتا کوئی

مجھ کو برباد کیا ہے تو مٹا بھی دیجئے
قصہ چھوڑا نہیں جاتا ہے ادھورا کوئی

یہ تو ہم جانتے ہیں دھوپ کی شدت کیا ہے
قہر سورج کا سمجھتا نہیں سایہ کوئی

منہ سے کہتا ہے سفینے کو خدا حافظ بھی
اور طوفاں کو بھی کرتا ہے اشارہ کوئی

اپنے ہاتھوں سے بنا لیتا ہے قسمت اپنی
یوں مٹا دیتا ہے تقدیر کا لکھا کوئی

خون مظلوں کا بہتا ہوا دیکھا تھا شجاع
جی ہوا ایسا کہ پھر رنگ نہ دیکھا کوئی

نصیر پرواز

ناکام اعتمادِ رفاقت کبھی نہ ہو
دنیا میں اب کسی سے محبت کبھی نہ ہو

جیسی بھی ہے گذر تو رہی ہے مری حیات
مجھ پر کسی کرم کی عنایت کبھی نہ ہو

آنکھوں میں سانس لیتی رہے آنسوؤں کی دھوپ
برفیلے موسموں سے عداوت کبھی نہ ہو

ہر شخص اپنے پیروں پہ خود ہی کھڑا رہے
یارب کسی کو میری ضرورت کبھی نہ ہو

چھوٹا سا یہ مکان بھی ٹکڑوں میں بٹ نہ جائے
تقسیم بھائیوں میں وراثت کبھی نہ ہو

گھر سے نکل کے تیری گلی تک نہ آسکوں
محرومیوں میں اتنی تمازت کبھی نہ ہو

پرواز اپنے آپ سے میں بدگماں سہی
یہ زندگی کسی کی بدولت کبھی نہ ہو

قاسم نیازی

کہانی جو ہوئی اس کو یوں ہوا تو نہ دو
عداوتوں کو مرے گھر کا تم پتا تو نہ دو

تمہارے گھر سے ملے گھر کا رہنے والا ہوں
بُرا کہو تو کہو مجھ کو بد دعا تو نہ دو

وہ کوئی بھومی ہو، مندر ہو یا وہ مسجد ہو
ہے سجدہ گاہ اسے قتل گاہ بنا تو نہ دو

تمہیں ہو شہر کے قاتل زمانہ واقف ہے
یہی تو میں نے کہا ہے مجھے سزا تو نہ دو

نجیب رامش

جو کھنچا تھا گھر پہ کالا حاشیہ بدلا نہیں
اطلاعاً عرض ہے میرا پتہ بدلا نہیں

صاف کہہ دے گا کہاں سے بدنما لگتے ہو تم
سامنے آؤ— مزاجِ آئینہ بدلا نہیں

صبح تک پھینکا گیا سارے افق پر ریگمال
پھول پر پہلی کرن کا زاویہ بدلا نہیں

آ گیا ہے کے تیکھے پن تک آنسو کا نمک
ہم سمجھتے تھے کہ وہ پتھر کا تھا بدلا نہیں

ہم میں کیا تھا، صرف اپنے محتسب کی شرم تھی
اپنے گھر سے دار تک انداز پا بدلا نہیں

ماں کا تھپڑ، اس کے لب معصوم بچے کی ہنسی
اب بھی کچھ چیزیں ہیں جن کا ذائقہ بدلا نہیں

دور تارا سی بنی چھوٹی سی وہ کشتی تو دیکھ
تھک گئے طوفان، اس کا راستہ بدلا نہیں

سید اختر علی اختر

ہنگامۂ جہاں سے سروکار بھی نہیں
دل ہے اُداس اور کوئی غمخوار بھی نہیں

کیا سوچ کر اٹھی ہے وہ چشمِ کرم کہ میں
آسائشِ جہاں کا طلب گار بھی نہیں

پھونکے گئے ہیں جب سے بہاروں میں آشیاں
صحنِ چمن میں رونقِ گلزار بھی نہیں

اے دل یہاں سکوں کا تصور فضول ہے
صحرائے غم میں سایۂ دیوار بھی نہیں

ہے رازِ عشق سینۂ سوزاں میں اور دل
یوں چپ ہے جیسے مائلِ اظہار بھی نہیں

سب اہلِ دل ہیں واقفِ دردِ نہاں مگر
کوئی غریب دل کا طرفدار بھی نہیں

افسردگیٔ اہلِ محبت نہ پوچھئے
جلوؤں کا آج کوئی خریدار بھی نہیں

پھر اس کے بعد دل کا مقدر ہے جو بھی ہو
اتنا تو کہیے ہم کو سروکار بھی نہیں

کس نے کیا ہے اپنی اداؤں سے پائمال
دوشِ صبا پہ گردِ مری بار بھی نہیں

اختر کچھ ایسے روپ میں ہیں شیخ و برہمن
دشمن اگر نہیں ہیں تو غمخوار بھی نہیں

رہبر جونپوری

ولولے ساکت ہوئے موجوں کی جولانی گئی
دیکھتے ہی دیکھتے دریا کی طغیانی گئی

کس قدر تھا مصلحت پروردہ شیشوں کا وجود
آئینے میں شکل بھی اپنی نہ پہچانی گئی

لوٹ کر آخر اُسے واپس یہیں آنا پڑا
رُوٹھ کر جب بھی مرے گھر سے پریشانی گئی

سارے منصوبے بکھر کر کاغذوں پر رہ گئے
جیب و دامن کی بہر صورت نہ ویرانی گئی

اب کہاں رہبر سخنداں کی وہ شیریں زباں
شیوۂ سیّد گیا تحریرِ نعمانی گئی

Regd. No. D-(C)39
R.N. No. 14253/57

PRICE RUPEE 1.00

AWAZ
1st NOVEMBER 1986

Licensed (U-23) to post without prepayment at PSO New Delhi



والی آسی، چندر پرکاش جوہر بجنوری اور شہر



سلیمانی



آشفتہ چنگیزی



ملک منظور احمد



شہریار

آکاشوانی گورکھپور کی جانب سے منعقدہ ایک مشاعرے میں

Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals, PTI Building, II floor Sansad Marg New Delhi-110001
Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press Faridabad

آواز

۱۶ سے ۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء
۲۵ کارتک سے ۹ اگہن ۱۹۰۸ شاکا

شاعت کا ۵۱ واں سال
یت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات



اس بار گورکھپور سے غزلیں

اختر بستوی

لاکھ ہوتا گیا دیدہ ور آدمی
آدمی کو نہ آیا نظر آدمی

ساری دنیا پہ ہوتا ہے گھر کا گماں
چھوڑ کر جب نکلتا ہے گھر آدمی

کوئی بھی سمت روشن نہ ہو پائے گی
اپنی جانب دیکھے اگر آدمی

کرب کے سلسلوں کو بڑھاتا گیا
دل کے دکھ ذہن کو سونپ کر آدمی

میں ہوں اختر وہ نادار، وہ بے نوا
لے گیا کچھ نہ کچھ جس سے ہر آدمی

یوسف عثمانی

یوں بھی شریک محفل خوباں رہے ہیں ہم
صد التفات پر بھی گریزاں رہے ہیں ہم

مانا تباہ حال و پریشاں رہے ہیں ہم
پھر بھی غم حیات پہ خنداں رہے ہیں ہم

توقیر کائنات کا ساماں رہے ہیں ہم
دوزخ بہ قلب و خلد بداماں رہے ہیں ہم

صحرا میں بھی جنوں کی وہ رنگیں مزاجیاں
پھولوں کی طرح چاک گریباں رہے ہیں ہم

راہ طلب میں آتی ہیں ایسی بھی ساعتیں
خود اپنے سایے سے بھی گریزاں رہے ہیں ہم

یوسف یہ ضبطِ شوق کی معراج ہی تو ہے
کافر ادا بتوں میں مسلماں رہے ہیں ہم

حکیم عبدالباقی نامی

وہ سوزِ غم جو مری چشم تر میں رہتا ہے
غضب کا شعلہ ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

وہ گھر میں رہ کے بھی گویا سفر میں رہتا ہے
جو بد نصیب کرائے کے گھر میں رہتا ہے

اسی سے لوگ پتہ پوچھتے ہیں ساحل کا
سفینہ جس کا ہمیشہ بھنور میں رہتا ہے

گل چمن ہیں کہاں شمع انجمن ہیں کہاں
وہ رنگ و نور جو خونِ جگر میں رہتا ہے

بس ایک ذوق طلب ہی رفیق ہے اپنا
جو میرے ساتھ برابر سفر میں رہتا ہے

بہت عزیز بڑا قیمتی ہے وہ شیشہ
جو ٹوٹ کر نگہ شیشہ گر میں رہتا ہے

دل و جگر کے لہو سے جو فن نکھرتا ہے
میرے صحیفۂ فکر و نظر میں رہتا ہے

جنونِ شوق تو رہتا ہے گامزن پیہم
نہ قیدِ شام نہ قیدِ سحر میں رہتا ہے

ہر ایک ذرہ جہاں کا ہے نیر اعظم
یہ خاکسار اسی رہ گزر میں رہتا ہے

گزر بسر کرو دنیا میں اس طرح نامی
کہ جیسے کوئی مسافر سفر میں رہتا ہے

نسیم نکہت

ہے چراغوں سی داستاں اپنی
زندگی ہے دھواں دھواں اپنی

رونقوں کے جلوس نکلے ہیں
پھر نہ اجڑیں یہ بستیاں اپنی

خواب بکھرے ہوئے نظر آئے
نیند ٹوٹی جہاں جہاں اپنی

صبح تک چاند ٹکڑے ٹکڑے تھا
توڑ دیں سب نے چوڑیاں اپنی

لکھ رہے ہیں ہم اس کو پہلا خط
لفظ اس کے ہیں انگلیاں اپنی

محفلوں میں سجے سجائے لوگ
گھر میں غربت ہے رازداں اپنی

ایک نکہت پہ اپنی تنقید میں
شہر تیں ہیں کہاں کہاں اپنی

علیم حسرت

محبت جانِ عالم جانِ جاں معلوم ہوتی ہے
اس آئینے میں ہر صورت جواں معلوم ہوتی ہے

نسیم صبح داماں عزالاں چھوکے آتی ہے
شمیم گل بھی ان کی ترجماں معلوم ہوتی ہے

وہ کون آیا تھا محفل میں بصد اندازِ رعنائی
یہ کون اٹھا کہ محفل نیم جاں معلوم ہوتی ہے

تمہیں آؤ تو ممکن ہے کہ پھر جینے کی خواہش ہو
ابھی تو زندگی بار گراں معلوم ہوتی ہے

کوئی کچھ بھی کہے لیکن حقیقت میں یہی اردو
دلوں کو جوڑنے والی زباں معلوم ہوتی ہے

ستارو جگمگاؤ روشنی دو، راہ دکھلاؤ
کہ ہر منزل یہاں ظلمت نشاں معلوم ہوتی ہے

تبسم رقص کرتا ہے جہاں بچوں کے ہونٹوں پر
وہاں حسرت حیاتِ جاوداں معلوم ہوتی ہے

شمیم صابری

کوئی صحیفہ نہ کوئی کتاب رکھتے ہیں
بس اپنے دردِ جگر کا حساب رکھتے ہیں

یہی جو ہم دلِ خانہ خراب رکھتے ہیں
تمہارے دیر و حرم کا جواب رکھتے ہیں

ہر ایک شام فسانہ تراشتی ہے مگر
ہر ایک صبح حقیقت مآب رکھتے ہیں

یہ اور بات ہے ہم تیز رو نہیں لیکن
قدم جو رکھتے ہیں وہ کامیاب رکھتے ہیں

نگاہیں اٹھتی ہیں مشرق کی سمت حیرت سے
کہ ہم افق پہ نیا آفتاب رکھتے ہیں

یہ کون لوگ ہیں چہروں پہ گرد کیسی ہے
یہ کوئی بھی ہوں بڑی آب و تاب رکھتے ہیں

عجیب چیز ہیں لوگو شمیم صاحب بھی
گناہ کر کے امیدِ ثواب رکھتے ہیں

نفیس غازی پوری

دامن بہ یادگارِ جنوں تار تار ہے
آنکھوں میں فصلِ گل کا مگر اک خمار ہے

ہر آئینہ چمکتا ہوا میرے یار ہے
چہرہ ہی زندگی کا ذرا داغدار ہے

سانسیں مہک گئی نفیس کبھی زلفِ یار سے
تجھ میں فضائے دہر ہی بوئے یار ہے

پھولوں سے ہم حسین ہیں سرسبز شاخ ہے
موسم کا اپنے عشق کے ہم پر نکھار ہے

دشتِ جنوں میں بچھڑے تھے ہم اپنے آپ سے
اب حال یہ ہے اپنا ہمیں انتظار ہے

ڈالی پہ میں ہوں وقت کی اک پھول کی طرح
خوشبو سے میری سارا چمن مشکبار ہے

آگے نہ خود بڑھوگے تو آئے گا پاس کون
ہر آدمی نفیس انا کا شکار ہے

سالک گورکھپوری

اس کی گفتار میں کانٹوں کی چبھن ہے لوگو
اب نہ کہنا کہ وہ پھولوں کا بدن ہے لوگو

جس پہ لہرائے غزل ناز کرے فن جس پر
وہ مرے یار کا اندازِ سخن ہے لوگو

چاندنی کی یہ چمکتی سی رو پہلی چادر
کتنے ناداروں کی میت کا کفن ہے لوگو

تم سمجھ بیٹھے ہو فردوس تمنا جس کو
وہ مرے جانِ بہاراں کا چمن ہے لوگو

گرچہ اک شاعرِ گمنام ہے سالک لیکن
یہ حقیقت ہے کہ وہ صاحبِ فن ہے لوگو

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱ | شمارہ ۲۲

۱۶ر نومبر ۱۹۸۶ء مطابق ۲۵ر کارتک ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر — ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹

ادارت
سراج احمد — ۳۸۲۲۵۴
ہرمہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

غزلیات

قیمت

ادائیگی بذریعہ چیک / پوسٹل آرڈر / منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام چیف ایڈیٹر
آکاشوانی گروپ آف جرنلز، آل انڈیا ریڈیو، طور پی ٹی آئی بلڈنگ سنسد مارگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

Telegram: 'LISTENER' New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

اشتہارات ملک ڈاکٹر ... بہ دفتر ادارہ

موسیقی

ڈاکٹر شکیل الرحمن

کہا جاتا ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے۔ ایک قدیم عقیدہ یہ رہا ہے کہ انسان کی تخلیق جس مٹی سے ہوئی ہے، اسے گوندھتے ہوئے کائنات اور مظاہر فطرت کی موسیقی کی لہروں کو شامل کیا گیا تھا، لہٰذا انسان کے پورے وجود میں موسیقی موجود ہے۔

انسان ہمیشہ کسی نہ کسی سطح پر موسیقی کا عاشق اور دیوانہ رہا ہے، خود بھی گاتا اور گنگناتا رہا ہے اور مختلف اشیاء کی مدد سے موسیقی کے آلات بنا کر ان کے آہنگ سے بھی لطف اندوز ہوتا رہا ہے۔ غیر مہذب زندگی میں بھی نغمہ اور موسیقی سے گہری رغبت تھی اور جب تہذیبی زندگی کی باضابطہ تشکیل ہوئی تو موسیقی کو سماج میں نمایاں مقام دیا گیا۔ تہذیبی زندگی کے ہر دور میں موسیقی احساس اور جذبے سے قریب رہی ہے اور موسیقی کے نت نئے آلات تخلیق کیے گئے ہیں، بنسری، ایک تارہ، دوتارہ، سہ تارہ، ڈھول، ڈھولک، ستار، طبلہ وغیرہ موسیقی سے گہری رغبت اور محبت کی تہذیبی نشانیاں ہیں۔

جن لوگوں کو عام موسیقی پسند نہ آئی، انھوں نے فطرت اور حسن کائنات کی موسیقی سے جذباتی رشتہ قائم کیا اور وہ ایک اعلیٰ ترین سطح پر کائناتی آہنگ سے وابستہ ہوئے۔ بزرگوں اور صوفیوں کو بھی موسیقی کے عارفانہ آہنگ سے بڑی محبت رہی ہے اور ان کے حجروں میں موسیقی نے نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ موسیقی کی لہروں نے روحانی سطح پر خدا کی ذات کو محسوس بنایا ہے۔

غور کیجیے تو محسوس ہوگا کہ فطرت جب بھی اپنے حسن کو ظاہر کرتی ہے اس حسن کی موسیقی اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ صبح ہو یا دوپہر، شام ہو یا رات، بہار ہو یا خزاں، سب کی اپنی موسیقی ہے۔ صبح کا اپنا آہنگ ہوتا ہے، دوپہر کا اپنا، شام کا اپنا اور رات کا اپنا، بہار آتی ہے تو اپنی موسیقی لیے ہوئے، خزاں کی اپنی موسیقی ہوتی ہے۔ اگر ہم قریب ہو کر محسوس کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اپنے وجود اور ان کی موسیقی سے گہرے رشتے کی خبر نہ ملے۔ چاندنی راتوں کا اپنا آہنگ ہے اور کھلتے ہوئے پھولوں کا اپنا آہنگ۔ ندی اور آبشاروں کی موسیقی سے روحانی سکون حاصل ہوتا ہے اور باطنی مسرت ملتی ہے۔ قدرت نے تو کائنات میں ہر جانب موسیقی بکھیر رکھی ہے۔ کیٹس نے اپنی ایک نظم میں بڑی گہری بات کہی ہے، کہتا ہے "تو یہ سوچ رہا ہے کہ آبشار کا نغمہ کہاں گیا، اس کی موسیقی کو کیا ہوا! بھول جا اس بات کو کہ آبشاروں کا وجود ہی مٹ چکا ہے، تو اپنی جانب دیکھ، اپنے اندر، تیرے وجود کی اپنی موسیقی ہے، اسے سن، یہ دنیا کی سب سے بڑی موسیقی ہے!" ——— ولیم کونگریو نے کہا ہے کہ "موسیقی وہ طلسم ہے کہ جس سے بڑے سے بڑے وحشی جابر دل پگھل کر موم ہو جاتے ہیں۔"

ملٹن نے موسیقی کو "قدرت کا بنیادی فلسفہ" قرار دیا تھا کہ جس کے بغیر کائنات کے کسی رخ اور پہلو کو سمجھا نہیں جا سکتا، اسے ہر جانب اپولو کی بنسری کی آواز اسی طرح سنائی دیتی تھی جس طرح ہندوستان میں کرشن کی بنسری کی آواز سنائی دیتی ہے۔ شیکسپیئر کی شاعری میں چاندنی رات کی خاموشی کی موسیقی کا ذکر ملتا ہے، اسی طرح ہاپکنس کی شاعری میں بار بار خاموشی کی موسیقی کا ذکر ملتا ہے، اس کا یہ خیال ہے کہ قدرت جب خاموش ہو جاتی ہے اور ہر طرف سناٹا سا چھا جاتا ہے تو اس کی موسیقی زیادہ پر اسرار اور معنی خیز بن جاتی ہے۔

موسیقی، فنونِ لطیفہ کی روح ہے، بعض علماء نے اسے فنونِ لطیفہ کا نقطۂ عروج یا کلائمکس کہا ہے۔ ان کا یہ خیال ہے کہ موسیقی ذہن کو وقت کی مضبوط زنجیروں سے آزاد کر دیتی ہے، اس کا آہنگ زمان و مکان کی قید سے آزاد ہو کر فطرت کی موسیقی سے رشتہ """ بیتا ہے۔ قدیم ہندوستانی ' ' ارنے رقص، مصوری، مجسمہ سازی، ' ' رفن تعمیر کے لیے موسیقی کی لہروں کو ضروری قرار دیا ہے۔ رقص کو موسیقی سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ مصوری کے خاکوں اور لکیروں اور کینوا س کے زاویوں میں موسیقی کی لہریں ہوتی ہیں۔ مجسموں کے نقوش اور فن تعمیر اور نقاشی کے اندر اس کی لہریں دوڑتی رہتی ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ والٹر پیٹر نے یہ کہا تھا کہ تمام فنون کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ موسیقی سے قریب تر آجائیں۔ تاج محل کو دیکھ کر ایک باشعور مغربی سیاح کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے تھے "تاج محل منجمد موسیقی ہے "

موسیقی، جذبات کا براہِ راست والہانہ اظہار ہے۔ جنگل کے پُراسرار اور خوبصورت ماحول سے اس کا رشتہ بنیادی رشتہ ہے۔ ظاہر ہے اس کی اپنی بے پناہ قوت ہے جس کی وجہ سے جنگل کی آوازوں اور نغموں سے ابتدائی موسیقاروں اور مغنیوں کا رشتہ قائم ہوا۔ جنگل کی متنوع آوزوں نے تحرک پیدا کیا، اس لیے کہ ان کے اثرات جسم اور روح دونوں پر ہوتے ہیں۔ موسیقی نے روشنی، تاریکی، غم، محبت، حسد، سکون و انتشار، اور بدلتے ہوئے موسموں کے تجربوں کو سمیٹ لیا اور انھیں لہروں اور سروں میں جذبوں کے مختلف رنگوں کے ساتھ پیش کیا۔

غور فرمائیے تو محسوس ہوگا کہ موسیقی، قدرت یا فطرت کی ہو، یا انسان کی، اس میں عناصر و اشیاء اور انسان اور انسان کے جذبات کے رشتے کی اہمیت زیادہ ہے۔ یہ والہانہ اظہار ہے تاکہ جذبے کا رنگ، جذبے کی کیفیت، روح کا اضطراب اور روح کا سکون دوسروں تک پہنچے۔ سب ایک ہی رشتے میں بندھ جائیں۔ ایف شیلنگ کو اس سچائی کا احساس تھا اور اسی وجہ سے اس نے کہا تھا کہ "موسیقی بنیادی طور پر محبت اور انسان دوستی کے مرکزی آہنگ کا نام ہے" جس موسیقی کی لہروں سے یہ آرزو نہ پھوٹے کہ وہ دوسروں سے محبت کا رشتہ قائم کرنا چاہتا ہے یا اپنے نغمہ ریز تجربوں میں دوسروں کو شامل کر لینا چاہتا ہے، بھلا وہ موسیقی کیسی؟ موسیقی تو پتھر جیسے سخت دلوں کو موم کی مانند نرم کر دیتی ہے۔ نرم دلوں میں تحرک پیدا کر دیتی ہے کہ محبت کے رشتوں کا احساس ملتا رہے۔ "کسی نے کہا تھا ہم نہیں جانتے کہ کیا واقعی جادو نام کی کوئی چیز تھی۔ ہمیں تو صرف ایک ہی جادو کی خبر ہے اور وہ ہے موسیقی — اور کون جانے داستانوں قصوں میں جن جادوؤں کے بارے میں ہم پڑھتے رہتے ہیں، وہ بھی موسیقی کی صورتیں ہوں "

ہندوستانی موسیقاروں نے تمام لمحوں کے گرد راگوں کا گھیرا سا ڈال دیا ہے۔ لمحوں کے ساتھ ایک صوتی چکر کے بعد دوسرا صوتی چکر شروع ہو جاتا ہے۔ راگوں اور راگنیوں کے لیے وقت مقرر ہیں، آسارکھ اور ساون میں میگھ راگ ہے۔ بارش دھرتی کو سینچتی ہے اور بے پناہ مسرتوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ وسنت راگ کا تعلق بہار کے موسم سے ہے اور پنچم راگ کا تعلق بہار اور خزاں دونوں سے ہے۔ ہندوستان نے موسیقی کے فن کو جو اہمیت دی ہے اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ حضرت امیر خسرو نے ہندوستانی موسیقی کی نئی ترتیب میں نمایاں حصہ لیا، اور اسے نئی جہتیں عطا کیں۔ ہندوستانی موسیقی میں سات بنیادی سُروں کی تخلیق ہوئی اور تین ہزار سے زیادہ راگوں کی ترتیب اور ایک سو سے زیادہ تال کی صورتوں کی تشکیل میں بڑے بڑے موسیقاروں نے حصہ لیا۔ موسیقی کو فطرت کی موسیقی سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش ابتداء سے جاری ہے۔

ہم آپ موسیقی سے جس قدر قریب ہوں گے ہمیں جذباتی آسودگی حاصل ہوگی۔ موسیقی، فطرت کی ہو، یا انسان کی ولولہ انگیز بھی ہوتی ہے اور خواب آور بھی، نرم خوشگوار، مدھم اور درد آشنا بھی ہوتی ہے اور المناک، غمناک، دھندلی حسرت انگیز، اور سوگوار بھی — آیئے اس نعمت سے ہم محروم کیوں رہیں۔ صبح کا وقت ہے، ذرا باہر دیکھیں اور صبح کی موسیقی کو محسوس کریں۔

(ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر)

مجروح سلطان پوری

آبلہ پا کوئی گذرا تھا جو پچھلے سن میں — سُرخ کانٹوں کی بہار آئی ہے اپنے بن میں
دیکھنا رنگ بدن یار کے پیراہن میں — چاندنی دودھ سی چھٹکی ہے مرے آنگن میں
میں ہم آغوشِ صنم تھا مگر اے پیرِ حرم — یہ شکن کیسے پڑی آپ کے پیراہن میں
کچھ نہ کچھ آج اسیروں نے کہا تو ہے ضرور — ایک اک گل سے لپٹی ہے صبا گلشن میں
سہل اتنے بھی نہیں اے ستم ایجاد کہ ہم — تھام لیتے ہیں گریبان دوانے پن میں
حرفِ تسلیم نہیں بازوئے قاتل کا جواب — آخر ش مارے گئے خود بھی مسیحا رن میں
دیکھنا دیدۂ ورد آمدِ طوفاں تو نہیں — ٹپکی ہے درد کی اک بوند مرے دامن میں

جا رہے ہو تو ذرا دیکھنا تم بھی مجروح
میری آنکھیں وہیں زنداں کے کسی روزن میں

(بمبئی سے)

رابندر ناتھ ٹیگور

دنیا میں بے شمار لوگ پیدا ہوتے ہیں اور گزر جاتے ہیں لیکن عزت انہی کو نصیب ہوتی ہے جو اپنوں کے علاوہ بیگانوں کے لیے کچھ کرتے ہیں۔ جو دوسروں کے غم اور خوشی کو اپنا غم اور خوشی محسوس کرتے ہیں اور اپنی فطری صلاحیتوں سے ادب اور سماج میں عظیم انقلاب رونما کر دیتے ہیں۔

جن گن من ..... قومی ترانہ ہندوستان کی فضاؤں میں روز گونجتا رہتا ہے۔ یہ ترانہ بنگالی زبان کے ایک مشہور شاعر رابندر ناتھ ٹیگور نے آج سے ۱۲۵ سال پہلے لکھا۔ ان کا جنم ۷ مئی ۱۸۶۱ء کو بنگال کے مالدار گھرانے میں ہوا۔ ان کی ابتدائی تعلیم انگریزی زبان میں ہوئی۔

ٹیگور شہر کے مقابلے میں گاؤں کی زندگی زیادہ پسند کرتے تھے۔ قدرتی نظارے اور خوبصورت چیزوں سے حد درجہ دلچسپی رکھنے کے سبب کم سنی ہی میں انھیں شاعری کا شوق پیدا ہو گیا۔ ان کے بڑے بھائی دیجندر ناتھ اچھے شاعر تھے۔ ان سے ٹیگور کو شاعری میں بڑی مدد ملی۔ دوسرے بھائی سے انھوں نے ڈرامہ لکھنا سیکھا۔ پیانو اور وائلن بجانا بھی سیکھ لیا۔ ٹیگور کو بچپن ہی سے کہانیاں اور نظمیں لکھنے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔

اس طرح ٹیگور کی شخصیت کے کئی روپ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ان کا ہر روپ اچھوتا اور نرالا ہے۔ گویا ادب کے ہر صنف پر انھوں نے قلم اٹھایا ہے۔ وہ بیک وقت شاعر، مصور، مفکر، مورخ، ڈرامہ نگار، افسانہ نگار، موسیقار، مکتوب نگار، انشاء پرداز اور ناول نگار بھی ہیں لیکن ان کی مقبولیت کا سہرا صرف صنفِ شاعری پر ہی ہے۔ ایک طرف تو ان کی شاعری قدیم شاعری کا سرچشمہ کالی داس کے خوشگوار حسین و فطری نقش و نگاری کا چمن اور وشنو شاعری کی پُر جذبات موسیقی کا خوبصورت ملن ہے، تو دوسری طرف نئی جدت اور اچھوتا انداز ہے۔ ٹیگور موسیقار بھی تھے انھوں نے گیتوں کا سور خود ایجاد کیا تھا۔ آج بنگال کے گھر گھر میں ان کے گیت گائے جاتے ہیں۔ ان گیتوں کا مضمون خدا سے محبت ہے۔ ان کا مطالعہ بہت گہرا

ایک ہمہ گیر شخصیت

نثار احمد خاں

اور وسیع تھا۔ انھوں نے پوری تہذیب یافتہ دنیا کا سفر کیا تھا۔

انھیں ہراس چیز سے دلچسپی ہے جس میں انسانی اقدار کی مستقل قدر وقیمت ہو۔ اس نظم میں ان کے تجربات مشاہدات اور انسانی اقدار کس طرح جھلکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

دنیا کے ان گنت نامکمل افسانے
اور وہ بے شمار پھول
جو بن کھلے مرجھا گئے ......
جن کی عظمت کے گیت
گائے نہیں گئے

دن رات جن پر
دنیا کے کونے کونے سے
اطراف سے
تکالیف مشکلات اور
خوف وجھجک
موسلا دھار بارش کی طرح
برس رہی ہے
آنسو اور مسکراہٹ کے جھرنے
ان سب کی آواز
سرسراہٹیں صدائیں
سب کچھ
میں سنتا ہوں
سن رہا ہوں —

ان کی شاعری میں دل اور دل سے محبت کا جذبہ پوری طرح جھلکتا ہے۔ اس حساس دل شاعر کی شاعری کا اسلوب نہایت اچھوتا اور نرالا ہے وہ نئے طرز فکر کے مالک تھے۔ زندگی کے احساسات جذبات اور تجربات کو نزاکت ولطافت سے قلمبند کرنا ہی ان کی شاعری کی عجیب خوبی ہے اور اسی وجہ سے ان کی عظیم تخلیقات اور تصنیفات کا دیگر زبانوں میں ترجمہ بھی ہوا۔

۱۶ر نومبر ۱۹۸۶ء

ٹیگور کو اپنے وطن بنگال سے بڑی محبت تھی۔ اکثر بنگال کی تعریف میں نظمیں لکھیں۔ "سنہرا بنگال" ان کی مشہور نظم ہے۔ ۱۹۰۵ء میں جب انگریزی حکومت نے ہندوؤں کو مسلمانوں سے آپس میں لڑانے کے لیے بنگال کو تقسیم کر دیا تو ٹیگور نے اس کی سخت مخالفت کی۔ تقریروں، نظموں اور جلسوں کے ذریعے اپنی اور عوام کی ناراضگی کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ انھیں اپنے ملک ہندوستان سے بڑی محبت تھی۔ ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ میں جمع ہزاروں ہندوستانیوں پر انگریزوں نے گولیاں چلوائیں۔ یہ ظلم دیکھ کر ٹیگور تڑپ اٹھے۔ اس ظلم کے خلاف نفرت اور غصہ ظاہر کرنے کے لیے انھوں نے سرکاری خطاب واپس کر دیا۔

گاندھی جی کی طرح ٹیگور نے بھی انسانی قدروں کو زیادہ اہمیت دی ہے ساتھ ہی انھوں نے مغربی تہذیب کی نقل کرنے والوں پر کڑی تنقید بھی کی ہے جو اپنی تہذیب کو بھول جاتے ہیں اور دوسروں کی تہذیب کی تعریف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

تہذیب کا اژدہام ظالم ہے
بے رحم ہے
وہ زہریلا پھن پھیلائے ہوئے ہے
اس کے پوشیدہ چہرے میں
اس کے ظاہر و باطن میں
زہر ہی زہر ہے
وطن پرستی کے نام پر
محبت و بھائی چارگی کے نام پر
انسان دوستی کے نام پر
اس میں صرف مطلب پرستی ہے
مفاد پرستی ہے
زہر ہی زہر ہے
ایک طوفان ہے سب حقوق کو
مٹا دینے کے لیے
پائمال کر دینے کے لیے

ان کے نزدیک زندگی لمحات کو قید میں رکھے اور وقت کے دھارے کے ساتھ بہے، چاہے وہ لمحات خوشی کے ہوں یا غم کے۔

۱۹ویں صدی کے آخر میں جب مذہب اور تہذیبی خیالات میں تصادم جاری تھا۔ عوامی زندگی میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔ ٹیگور چپ نہیں بیٹھے۔ انھوں نے ہندوستانی عوام کو نصیحت کی۔ اور انھیں سنہرے خواب دکھلائے۔ عزم وحوصلہ عطا کیا۔ چنانچہ انھوں نے کہا:

اس موت کو سکوت کو توڑنا ہوگا
ان دیواروں کو گرانا ہوگا پہاڑ جیسے
اس جمے ہوئے کوڑا کرکٹ کو گرد و
غبار کو ہٹانا ہوگا۔ اے غفلت اور
نیند کے مارو بیدار ہو جاؤ، اٹھو
اس سنہری صبح کا سواگت کرو، سکوت
کو توڑ دو اور حرکت میں آجاؤ

ٹیگور کو زمینداری کا سارا کام دیکھنا پڑتا تھا اس کام میں انھیں کسانوں کی مشکلات کو سمجھنے کا موقع ملا۔ کسانوں اور غریب دیہاتیوں کے لیے ان کے دل میں ہمدردی پیدا ہو گئی۔ انھوں نے سب سے پہلے گاؤں میں دواخانے کھولے اور مدرسے بھی۔ ٹیگور کے والد نے بنگال میں بول پور کے مقام پر ایک آشرم قائم کیا تھا۔ یہ مقام چونکہ کلکتہ سے ۱۰۰ میل دور خاموش اور سنسان ماحول میں ہے اس لیے یہ دلکش مقام ہے جہاں ہرے بھرے درخت ہیں۔ رنگ برنگ کے پھول ہیں، پرندے چہچہاتے ہیں، اور اوپر نیلا آسمان ہے۔ بچے درخت کے نیچے جمع ہو جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ پرندوں کا اسکول ہے۔ شروع میں اس اسکول کے لیے بڑی پریشانی اٹھانی پڑی۔ جس کے لیے انھوں نے اپنی بیوی کا زیور تک گروی رکھا۔ یہ وہی شانتی نکیتن ہے جو ایک چھوٹے سے اسکول سے ترقی کرتے کرتے آج بڑی یونیورسٹی "وشوا بھارتی" بن گئی ہے۔ یہاں کا طریقہ تعلیم جدا ہے۔ طالب علم اور استاد درختوں کے سائے میں جماعتیں بنا کر بیٹھتے ہیں۔ یہاں تعلیم کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے فنون مثلاً موسیقی، مصوری اور ڈرامہ نگاری کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

ٹیگور نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ لیکن گیتانجلی ان کا ایک عظیم کارنامہ ہے جس پر ۱۹۱۳ء میں انھیں دنیا کا سب سے بڑا مشہور نوبل انعام ملا۔ اس سے نہ صرف انھیں ۸۰ ہزار پونڈ کی رقم ملی بلکہ وہ پہلے ہی تعارف میں عالمگیر شاعر تسلیم کر لیے گئے۔ ٹیگور پہلے ہندوستانی ہیں جنھیں اتنے بڑے انعام اور عزت سے نوازا گیا۔ اس سے ان کی شہرت دنیا بھر میں پھیل گئی۔ انگریزی حکومت نے انھیں "سر" کا خطاب دیا۔ اس طرح پہلی بار ہندوستان کے عظیم فنکار نے اپنے ملک کا نام روشن کیا تھا۔ اور پہلی بار مہذب دنیا نے ہندوستان کی عظمت کا اعتراف کیا تھا۔

ٹیگور جب انگلستان کے دورے پر گئے تو وہاں مصور اتھینسٹین اور شاعر ایٹس ان سے بہت متاثر ہوئے ویسے گیتانجلی کو منظر عام پر لانے کا کارنامہ اور ٹیگور کو عالمگیر شخصیت بنانے میں ان دونوں کا ہی حصہ ہے۔ ایٹس ایک جگہ کہتا ہے کہ "میں ایسے کسی شاعر کو نہیں جانتا جس نے انگریزی میں بھی ان دس سالوں میں ایسے خوبصورت گیت لکھے ہوں میں جب ان کو پڑھتا ہوں تو محو ہو جاتا ہوں"۔ ٹیگور انگلستان میں برنارڈ شا، برٹینڈ رسل اور مسفلڈ جیسے ادیبوں سے متعارف ہوئے۔ انھوں نے انگلستان اور امریکہ میں کئی سمپوزیم اور سیمینارس میں حصہ لیا اور یونیورسٹیوں میں تقاریر کیں۔

انھوں نے اپنی ساری زندگی انسانوں کی بھلائی کے کاموں میں وقف کر دی۔ ان کی نظر میں ہر مذہب اور ہر ملک کے انسان برابر تھے۔ ۱۹۴۱ء میں اکیاسی سال کی عمر میں یہ مایۂ ناز ہستی دنیائے فانی سے کوچ کر گئی۔ اور اپنے انمٹ نشان چھوڑ گئی۔

(ناگپور سے نشر)

نثار احمد خاں
قدوائی ہائی اسکول و جونیئر کالج لشکری باغ، ناگپور ۱۷

بھلائے نہ بنے

مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی سربانی تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

نرملا

اصغر وجاہت

اس میں کوئی شک نہیں کہ پریم چند کے برابر عورتوں کے مسائل پر کسی دوسرے ادیب نے نہیں لکھا ہے۔ سماج کے کمزور لوگوں سے ادیب کی ہمدردی ہر زمانے میں ادب کا بنیادی سروکار رہی ہے۔ پریم چند نے جس زمانے میں لکھا وہ زمانہ دیگر بڑی لڑائیوں کے ساتھ ساتھ عورت کو اس کا صحیح حق اور درجہ دلانے کی لڑائی کا زمانہ تھا۔

سولہ سترہ برس کی خوبصورت اور سلیقہ مند نرملا کے خواب سماج کی روایات اور حالات کے تھپیڑوں سے ٹکرا کر چور چور ہو جاتے ہیں۔ دراصل اس کی شادی بھون موہن سنہا سے طے تھی۔ لیکن شادی سے پہلے نرملا کے والد اُدیہ بھانو کا انتقال ہو جاتا ہے۔ والد کے انتقال کی وجہ سے نرملا کا لگا لگایا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پیسے کے لالچی بھون موہن سنہا کے والد شادی سے انکار کر دیتے ہیں۔ انھیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ لڑکی کے والد کے انتقال کے بعد اتنا جہیز نہیں مل پائے گا جس کی انھیں امید تھی۔

نرملا کی قسمت نہیں بلکہ زمانے کا یہ یقین کہ عورت شادی کے بغیر نامکمل ہے۔ نرملا کو بوڑھے تین بچوں کے باپ منشی طوطا رام کے قدموں میں ڈال دیتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے شیر کے سامنے بھیڑ۔ نرملا کے خواب چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ بوڑھے تین بچوں کے باپ طوطا رام اور نرملا، میاں بیوی سے زیادہ باپ اور بیٹی معلوم ہوتے ہیں۔ نرملا چاہنے کے باوجود طوطا رام کو کبھی شوہر نہیں مان پاتی۔ طوطا رام یہ امید کرتے ہیں کہ نرملا ان سے ہنسی مذاق کرے، ان کے ساتھ شرارتیں کرے ان کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ دے۔ طوطا رام نے اپنے پیسے کی طاقت سے نرملا کا جسم ضرور خرید لیا ہے، لیکن دل نہیں خرید پائے ہیں۔ لیکن یہ منشی طوطا رام کا المیہ نہیں ہے یہ تو نرملا کی ٹریجڈی ہے کہ وہ اپنے باپ کی عمر کے آدمی کے ساتھ بھیڑ بکری کی طرح باندھ دی گئی ہے۔

ناانصافی، ظلم اور جبر برداشت کرنے میں ہندوستانی عورت بے مثال ہے۔ نرملا اس کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ وہ طوطا رام کے گھر میں بیوی کے فرائض اس طرح انجام دیتی ہے جیسے کسی اور گھر میں کوئی اور عورت۔ اس میں بے پناہ صبر اور ضبط ہے۔ اگر حالات ویسے ہی رہتے جیسے اس کی شادی کے وقت تھے، تو اس میں شک نہیں کہ نرملا تمام عمر بغیر کسی شکوے شکایت کے منشی طوطا رام کے ساتھ گزار دیتی۔ لیکن حالات نئے نئے موڑ لیتے ہیں، کیونکہ پریم چند نرملا کو ٹائپ بنانا چاہتے ہیں۔ وہ نرملا کے ذریعہ سے عام ہندوستانی عورت کی ایک ایسی تصویر پیش کرنا چاہتے ہیں جو اس کے دکھ اور درد کو زبان دے سکے۔

پریم چند نے نرملا کی کردار نگاری میں جن نفسیاتی نکتوں پر زور دیا ہے وہ بہت اہم ہیں۔ نرملا خواب اور حقیقت کے جس تصادم کی شکار رہے، اس کی عکاسی بہت گہرائی سے کی گئی ہے۔ وہ منشی طوطا رام کو بزرگ مان کر ان کی عزت کرتی ہے۔ منشی طوطا رام نرملا کے اس جذبے کو نہیں سمجھ پاتے اور وہ نرملا سے عشق کا ناٹک رچاتے ہیں۔ نرملا اس عشق کے ناٹک کی وجہ سے اپنے آپ کو طوطا رام سے اور زیادہ دور کر لیتی ہے۔ یہ فاصلہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی جاتا ہے۔

منشی طوطا رام نے نرملا سے شادی تو کر لی ہے لیکن وہ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ نرملا کے باپ کے برابر ہیں۔ منشی طوطا رام کا یہی احساس انھیں اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ نرملا پر شک کریں۔ منشی طوطا رام کے ذہن میں یہ بات گھر کر لیتی ہے کہ ان کا بڑا لڑکا منسا رام اور نرملا ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ چونکہ منشی جی کا ذہن چھوٹا اور ارادے ناپاک ہیں اس لیے وہ اپنے تصور میں منسا رام کو اپنا رقیب اور بیوی نرملا کو چرترہین یا بدکردار سمجھنے لگتے ہیں۔ نرملا پر یہ راز جلد ہی عیاں ہو جاتا ہے۔ وہ منسا رام کو اپنا بیٹا سمجھ کر اس کی فکر اس لیے کرتی ہے کہ کہیں کوئی یہ نہ سمجھے کہ سوتیلی ماں ہونے کی وجہ سے وہ منسا رام کو اپنا نہیں سمجھتی ہے۔ نرملا پر منشی طوطا رام کا شک بڑھتا جاتا ہے۔ یہ نرملا کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

وہ نہ تو کسی سے شکایت کر سکتی ہے، نہ کسی کو کچھ بتا سکتی ہے اور نہ اپنی صفائی پیش کر سکتی ہے۔ لیکن یہ اچھی طرح جانتی ہے کہ منشی جی کے دل سے یہ خیال نہ نکلا تو منسا رام کے ساتھ ساتھ اس کا تو پورا گھر جہنم بن جائے گا۔ چونکہ منشی جی بدلہ لینے کے فن میں استاد ہیں اس لیے وہ اپنا کھیل شروع کر دیں گے۔ حالات بہتر بنانے کے لیے نرملا یہ کوشش کرتی ہے کہ وہ منسا رام سے دور رہے۔ لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہتی ہے کہ منسا رام کو کوئی تکلیف پہنچے۔ یہ نرملا کی بہت بڑی آزمائش ہے۔ منشی جی کے ساتھ رہنے کا عذاب بڑھ جاتا ہے۔ منسا رام، نرملا کے اس بدلتے ہوئے رُخ کو نہیں سمجھ پاتا۔ اس کی عقل حیران رہ جاتی ہے کیونکہ نرملا اس کے باپ کے سامنے اسے ڈانٹتی ہے جھڑکتی ہے اور باپ کے چلے جانے پر اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتی ہے، محبت سے پیش آتی ہے۔

نرملا کے لاکھ کوشش کرنے کے باوجود منشی جی کے دل سے یہ خیال نہیں نکلتا۔ بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ پکا ہوتا جاتا ہے۔ وہ منسا رام کے دشمن ہو جاتے ہیں کہ منسا رام جلدی سے جلدی گھر چھوڑ کر ہوسٹل میں چلا جائے۔ منسا رام کو بہت عرصے تک یہ پتہ نہیں چل پاتا کہ منشی جی اسکے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہے ہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ سب شاید سوتیلی ماں کے اشارے پر ہو رہا ہے۔ یہ راز کیونکہ نرملا جانتی ہے اس لیے وہ دونوں طرف سے شک کی آگ میں اکیلی ہی جلتی رہتی ہے۔ آخر کار منسا رام کو بھی یہ بات پتہ چل جاتی ہے کہ اس کے والد اس پر اور اس کی ماں پر شک کر رہے ہیں۔ اپنے باپ کے دل سے یہ شک دور کرنے کے لیے منسا رام اپنی جان دے دیتا ہے۔ لیکن دراصل یہ نرملا کی دوسری موت ہے۔ پہلی تو اس وقت ہوئی تھی جب اس کی شادی کی گئی تھی۔

ہندوستانی سماج اور عورت کے رشتے کی جس فنکاری اور گہرائی کے ساتھ پریم چند نے نرملا کے ذریعے عکاسی کی ہے وہ قابل دید ہے۔ ایسی کردار نگاری بہت کم ادیبوں کے حصے میں آئی ہے۔ نرملا، کس طرح جیتی جاگتی لاش بن جاتی ہے؟ اس کی شادی اس کے لیے کیوں بربادی بن جاتی ہے؟ سماج کے یقین اور روایات عورت کو کیا سمجھتے ہیں؟ عورت کا درد اور اس کی حالت کے لیے ذمے دار کون ہے؟ کیا سماج کو بنانے والوں نے عورت کو دراصل انسان ہی نہیں مانا ہے؟ کیا وہ صرف ایک ایسا جانور تصور کر لی گئی ہے جو آدمیوں جیسا ہے؟ نرملا کے ذریعہ نہ صرف یہ سب مسائل ہمارے سامنے آتے ہیں بلکہ نرملا ہمیں ہلا دیتی ہے۔ وہ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنی روایات پر پھر سے غور کریں اور دیکھیں کہ کہاں کہاں کیا کیا غلط ہو رہا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ "نرملا" ہندوستانی ادب کے ان کرداروں میں سے ہے جو ذہن پر اپنی لافانی چھاپ چھوڑ جاتے ہیں۔ وقت کے ساتھ "نرملا" کی اہمیت کم نہیں ہوئی ہے بلکہ بڑھی ہے۔ پریم چند کی نرملا آج بھی ہمارے ساتھ ہے یہ بات دوسری ہے کہ ہم اسے پہچان سکیں یا نہ پہچان سکیں۔

(اردو سروس سے نشر)

آزادی۔ امکانات اور مسائل

پروفیسر آل احمد سرور

ہماری آزادی کو انتالیس سال ہو چکے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم اس آزادی کی برکتوں کے جائزے لے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ ہماری منزل کیا تھی اور ہم کہاں تک س منزل کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ آزادی آئی تو تقسیم ملک بھی دئی جس کے بعد بدقسمتی سے بڑے پیمانے پر فسادات ہوئے اور بادی کا ایک خاصا حصہ بے خانماں ہوا لیکن جیسے ہی حالات رست ہوئے ہم نے اپنی دستور سازی مکمل کی اور ۲۶ جنوری ۱۹۵ء کو ایک ایسا دستور نافذ کیا جس کی رو سے ہماری ریاست یک جمہوری اور سیکولر ریاست ہے جو سوشلزم کی طرف قدم بڑھا رہی ہے اور ایک منصفانہ سماج کی تشکیل کر رہی ہے۔ ہم نے منصوبہ بندی کے ذریعہ سے اس کی ترقی اور خوشحالی کے مدارج متعین کئے۔ بالغوں کے حق رائے دہندگی کے ذریعہ سے حکومت کے کاموں میں عوام کی شرکت کو اور نمائندگی کو ممکن بنایا۔ زراعت کے ساتھ صنعت کاری کی طرف قدم بڑھایا۔ پبلک سیکٹر کو فروغ دیا اور فولاد اور بجلی کے بڑے بڑے کارخانے کھولے۔ دریاؤں پر بڑے بڑے بندھ باندھے تاکہ ان کے ذخیرے سے بجلی کثیر مقدار میں پیدا کی جاسکے۔ غریبی اور جہالت دور کرنے کے لیے منصوبہ تیار کئے۔ عام تعلیم کے لیے قدم اٹھائے، سائنسی مزاج پیدا کرنے کے لیے قومی تجربہ گاہوں کا ایک جال بچھایا۔ متعدی بیماریوں کا قلع قمع کرنے کی ٹھانی۔ قومی زبانوں کے فروغ کے ساتھ علاقائی زبانوں کی ترقی کی راہ ہموار کی۔ ہندوستانی ادبیات فنون لطیفہ، لوک گیتوں کی سرپرستی کی تاکہ قومی تہذیب میں نئی زندگی اور نئی لہر آئے۔ مذہبی اور لسانی اقلیتوں کے حقوق کو تسلیم کیا۔ اپنی تاریخ اور تہذیب کی پاسداری کے ساتھ ساتھ جدید دور کے تقاضوں کا احساس دلایا۔ ملک کی وحدت اور اس وحدت میں کثرت کے اصول کو ترجمان بنایا۔ آزادی کی لڑائی کے رہنما گاندھی جی سے فرقہ واریت اور ذات پات کے بھید بھاؤ کو مٹانے کا عزم سیکھا، جدید ہندوستان کے معمار اعظم جواہر لال نہرو سے سائنس اور روحانیت کے سنجوگ کا نکتہ حاصل کیا اور سیکولر اور سائنسی اور بین الاقوامی مزاج پیدا کرنے کی سعی کی۔ صدیوں کی پسماندگی، اقتصادی بدحالی اور اخلاقی زبوں حالی کو دور کرنے کے لیے بڑے پیمانے پر جدوجہد شروع کی۔ جمہوری فضا کو اس طرح مستحکم کیا کہ بعض پڑوسی ملکوں یا تیسری دنیا کے ملکوں کی طرح فوج ریاست کے چلانے میں دخیل نہ ہو سکے۔ اور صرف ہماری سرحدوں کی حفاظت کرے۔ آزادی سے پہلے ہم ایک سوئی تک باہر سے منگاتے تھے، اب بڑی بڑی مشینیں تیار کرتے ہیں۔ اس عرصے میں ہماری آبادی دگنی ہوگئی ہے۔ پھر بھی زندگی کی توقع ۲۷ برس سے ۵۶ برس کے اوسط تک پہنچ گئی ہے۔ خواندگی کی شرح اس طرح نہیں بڑھی مگر ۳۶ فیصدی تک تو پہنچ سکی۔ ہمارا سائنسی اور ٹیکنکی عملہ اب دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے۔ بجلی کی پیداوار ۱۷۰۰ میگا واٹ سے ۴۸۰۰۰ میگا واٹ تک بڑھی ہے اور جن گاؤں میں بجلی ہے ان کی تعداد تین ہزار سے ۳۵۰۰۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔ غذائی ضروریات میں ہم اب خود کفیل ہیں۔ ہماری گھریلو دستکاریاں اب باہر کے ملکوں کو برآمد کی جاتی ہیں۔ تیسری دنیا کے بہت سے ملکوں میں ہم کارخانے اور ریلیں اور عمارتیں بنا رہے ہیں اور ان کے لیے ڈاکٹر اور انجینئر مہیا کر رہے ہیں۔ غرض جو کچھ ہوا ہے وہ کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ساری دنیا اسے جانتی اور مانتی ہے۔ ہمارا کارنامہ ہر لحاظ سے قابل قدر ہے مگر سچی بات یہ ہے کہ اوّل تو ہم اس عرصے میں اس سے زیادہ ترقی کر سکتے تھے، دوسرے یہ کہ ہم اس ترقی کی رفتار کو افقی طور پر زیادہ پھیلا سکتے تھے۔ تیسرے اس ترقی کے پیدا کردہ بعض مسائل پر زیادہ کڑی نظر رکھ سکتے تھے۔ ہم بعض منصوبوں کے سحر میں گرفتار ہوگئے۔ ہم نے عوام میں وہ تعلیمی صلاحیت پیدا نہیں کی کہ وہ کام کو عبادت سمجھیں، جمہوریت حقوق اور فرائض کے توازن سے پھلتی پھولتی ہے۔ حقوق پر جتنا زیادہ زور دیا گیا، فرائض اتنے ہی نظر انداز ہوتے گئے۔ نوکر شاہی نے حاکمانہ طرز عمل برتا اور سیاستدانوں نے اصولوں اور قواعد کو بالائے طاق رکھ دیا۔ ہم نے عام انتخابات کرائے، مگر اس کا لحاظ نہ رکھا کہ یہ قوت بازو اور قوت زر سے متاثر نہ ہوں۔ ہم نے مغرب سے جمہوری ادارے لیے، مگر جمہوری مزاج، طرز زندگی اور جمہوری روایات پر دھیان نہ دیا۔ ہمارے تعلیمی نظام نے بڑھتی ہوئی بے روزگاری بھی پیدا کی اور اگرچہ ہم نے بہت سے اچھے اعلیٰ تعلیم کے ادارے قائم کیے مگر ہماری ابتدائی اور ثانوی تعلیم کی بنیاد کمزور ہی رہی۔ یہی وجہ ہے کہ راجا رامنا نے کشمیر یونیورسٹی کے کانوکیشن ایڈریس میں یہ کہا کہ جب باہر سے سائنسداں آکر ہماری تجربہ گاہوں کو دیکھتے ہیں تو وہ انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ مگر جب تجربہ گاہ سے باہر سڑکوں پر ہجوم، گندگی اور حادثے دیکھتے ہیں تو وہ اس نمایاں فرق کو محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ہماری آبادی اس تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ ہماری ترقی کی ساری اسکیموں کا حاصل ادھورا رہتا ہے۔ ہمارے سارے نشانے بہت دیر میں اور دگنے تگنے خرچ کے بعد پورے ہوتے ہیں۔ آبادی کے ایک حصے نے جو زیادہ تر شہروں میں ہے، خوشحالی کی منزلیں طے کی ہیں۔ مگر شاندار محلوں اور صاف ستھری سڑکوں کے ساتھ جھونپڑے اور گندی بستیاں بھی ہیں۔

تو پھر کیا کیا جائے۔ معاملہ گمبھیر ہے۔ ہماری ریاست وفاقی طرز کی ہے اگرچہ مکمل طور پر وفاقی نہیں ہے۔ کچھ علاقوں میں ترقی زیادہ ہوئی ہے، کچھ میں کم۔ فرقہ واریت بڑھ رہی ہے علاقائی پاسداری لسانی تعصب کو فروغ ہو رہا ہے۔ فرقہ وارانہ فسادات کا سلسلہ ختم ہونے میں ہی نہیں آتا۔ پارٹی سسٹم ابھی خیر ہے، مگر سیاسی پارٹیاں اپنا فائدہ زیادہ دیکھتی ہیں، قومی مفاد پر نظر نہیں رکھتیں۔ میرے خیال میں اس کے لیے سب سے زیادہ ضرورت انتخابات کے موجودہ طریقے میں تبدیلی ہے انتخاب میں خرچے پر پابندی ہے۔ مگر اس کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔ تجارتی ادارے پارٹیوں کو بڑے پیمانے پر امداد دیتے ہیں۔ ہر شخص پیسہ بنانے میں لگا ہوا ہے۔ رشوت ستانی نے کالا دھن پیدا کیا ہے۔ کالا دھن الیکشن میں خوب کام آتا ہے۔ اس لیے انتخاب تناسبی نمائندگی کی بنا پر ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ جرمنی یا دوسرے ملکوں میں ہے۔ جلسوں، جلوسوں پر مکمل پابندی ہو، ہر ممبر کو مناسب کارکردگی نہ ہونے پر واپس بلایا جاسکے۔ وزیر اعظم سے لے کر پٹواری تک سب کی آمدنی پر احتساب ہو اور کوئی جوابدہی سے بالاتر نہ ہو۔ عدالتوں میں فضول اپیلوں پر پابندی ہو اور عدلیہ کی آزادی کو ہر حال میں برقرار رکھا جائے۔ صرف تنخواہیں بڑھانے کی فکر نہ ہو۔ زندگی کی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ خواص کی ضرورت کی چیزیں اور تفریحی چیزیں زیادہ مہنگی ہوں۔ اور عوام کی بنیادی ضروریات کی چیزیں زیادہ سستی۔ پبلک ٹرانسپورٹ پر زیادہ زور ہو، ذاتی کاروں پر کم۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم سب کے لیے ہو اور اعلیٰ تعلیم صرف ان کے لیے جن میں اس کی صلاحیت ہو۔ بڑے شہروں کو اور بڑا ہونے سے روکا جائے۔ اور قریوں اور قصبوں پر زیادہ توجہ ہو۔ فرقہ واریت اور مذہبی تعصب خواہ اکثریت کا ہو، خواہ اقلیت کا۔ ہر لحاظ سے زہر ہے۔ قومی زبانوں کے متعلق بھی ہمارا رویہ اصلاح طلب ہے۔ سب زبانیں برابر ہیں۔ ان کی بڑائی تعداد سے نہیں ان کے چلن اور ادبی سرمائے سے متعین ہوتی ہے۔

ہم ابھی تک لسانی تنازعے کو پوری طرح ملک میں رائج
نہیں کر سکے۔ ہر شخص کو اپنی مادری زبان، اپنی علاقائی زبان اور
ایک اور ہندوستانی زبان سکھانی چاہیئے۔ اور اعلیٰ تعلیم کی
منزل پر انگریزی بھی، جو دنیا کی کھڑکی ہے۔ ہم نے جمہوری
طریقۂ کار اپنایا ہے۔ آمریت نہیں۔ مگر جمہوری طریقۂ کار
کے یہ معنی نہیں کہ کام ہی نہ ہو۔ اس لیے جمہوریت کے نام پر
کام میں روک ٹوک گوارا نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمارا ملک بہت بڑا
ہے اور یہی ہماری مشکل ہے۔ اس لیے ہمارا دل بڑا ہونا چاہیئے
ہمارا دماغ کھلا ہوا ہونا چاہیئے۔ ہم گھڑی کو واپس نہیں لا سکتے۔
ہم ماضی میں بند ہو کر نہیں رہ سکتے اور نہ ہم آنکھ بند کر کے مغربی
دنیا کی کاپی بن سکتے ہیں۔ سیاسی آزادی، سماجی انصاف اور
عام آسودگی کے بغیر بے روح ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں کی
خوشحالی کی ریس کرنے کے بجائے ہمیں مادی آسودگی اور
ذہنی بیداری پر زور دینا ہے، اور ہندوستان کی وحدت اور
اس وحدت میں کثرت کو ہر حال میں ملحوظ رکھنا ہے۔
یہی کام کرنے کا ہے یہی ہمیں کرنا ہے
(سرینگر سے نشر)

شمیم امروہوی

سکون دل نہ چھینے خوف رہ گذر نہ لگے
ہمارے ساتھ چلو تو سفر سفر نہ لگے
نکلیے گھر سے مگر اتنی احتیاط کے ساتھ
بھلی نظر نہ رُکے اور بری نظر نہ لگے
یہ شہر پستہ قداں ہے یہاں سے بھاگ چلیں
ہمارا قد کہیں دنیا کو مختصر نہ لگے
مجھے ضرورتِ ناقد ہے اس لیے اے دوست
حقیقتیں نہ کھلیں گی اگر اگر نہ لگے
شرارِ اہلِ ستم سے بدن ہو راکھ مرا
اگر یہ ذہن پریشاں اِدھر اُدھر نہ لگے
کسی غریب بھکارن سے جب سلوک کرو
یہ سوچ لو کوئی الزام اس کے سر نہ لگے
میں دل کی بات بھی کہتا نہیں ہوں آنکھوں سے
شکستہ پائی کو میری کہیں خبر نہ لگے
گزر رہی ہے مری زندگی بھی شب کی طرح
ذرا بھی جھوٹ کہوں تو نئی سحر نہ لگے
شمیم معرفت میسّر ہی نہیں اُن کو
جو کہہ رہے ہیں ترے شعر پر اثر نہ لگے

(رامپور سے نشر)

روس کی یادیں

جیلانی بانو

سوویت یونین کی راجدھانی ماسکو پہنچ گئے
"اب ہم ہیں ۔۔" ایروفلوٹ کی ایر ہوسٹس نے
اعلان کیا۔ میں ماسکو پہنچ گئی ہوں، مجھے اس خبر پر یقین نہیں
آیا۔ مجھے تو اس خبر پر بھی یقین نہیں آیا تھا جب ایک ٹیلی گرام
ملا کہ مجھے اس سال کا سوویت لینڈ نہرو ایوارڈ دیا گیا ہے۔
اس کے ساتھ سوویت یونین کی دو ہفتے کی سیر بھی کی جا سکتی
ہے۔

کسی اجنبی دیس کی سیر کرنا اور بھید بھری کہانیاں سننے
کا مجھے بہت شوق ہے۔ اور روس تو ایک ایسا ملک ہے
جو کھلے دل و دماغ رکھنے والے ہر انسان کو اپنی جانب متوجہ
کر چکا ہے۔

روس سے ملا پہلا تعارف گورکی کی 'مدر' سے ہوا
تھا۔ یہ پہلا ناول تھا جس سے مجھے معلوم ہوا کہ ناول کیا ہوتا
ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ روس کیا تھا اور کیوں بدلا۔
ایر ہوسٹس نے یہ بھی اعلان کیا کہ اس وقت ماسکو کا
درجہ حرارت ۲ ہے۔ لیکن شک و شبہے تجسس اور شوق نے
مجھے موسم کی سرد مہری کا احساس ہی نہیں ہونے دیا۔ ایرپورٹ
کے باہر سوویت لینڈ نہرو ایوارڈ کمیٹی کی طرف سے دو مرد اور ایک
خاتون پھولوں کے گلدستے تھامے کھڑے تھے۔ مزادا میری
ترجمان بھی تھیں اور گائیڈ بھی۔

ماسکو میں صبح ہو چکی تھی۔ جس کا ثبوت یہ تھا کہ فٹ
پاتھوں پر بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی پھولوں کی دکانوں پر خواتین
قطار بنائے کھڑی تھیں۔ روسی عورتوں کا صبح سویرے پہلا کام
پھول خریدنا ہے۔ ان پھولوں کے گلدستے وہ گھر کے ٹائلیٹ
سے لے کر سیڑھیوں پر بھی رکھتی ہیں۔ مہمانوں کا استقبال کرنا
ہو یا کسی کے گھر جانا ہو۔ پھول ضرور ساتھ رکھے جاتے ہیں۔
چوراہوں پر بنے ہوئے ادیبوں اور لیڈروں کے مجسموں پر بھی
راہ چلنے والے پھول رکھ کر آگے بڑھتے ہیں۔

ماسکو ایرپورٹ سے ہوٹل کا فاصلہ بہت زیادہ تھا۔
صاف چمکیلی خوبصورت سڑکوں کے دونوں طرف ۴۰-۵۰ منزلوں
والی عمارتوں کا سلسلہ تھا۔ بجلی سے چلنے والی بسوں، ٹراموں اور
کاروں کی طویل قطاریں تھیں۔ فٹ پاتھ پر بیشمار مرد اور عورتیں
چل رہے تھے بلکہ دوڑ رہے تھے۔ یہ پھرتی اور کام کرنے کی لگن
مجھے ہر روسی میں ہر جگہ نظر آئی۔

ماسکو ایرپورٹ پر اترنے کے بعد اپنا بھاری بھرکم
سوٹ کیس بڑی مشکل سے گھسیٹتی ہوئی میں باہر جا رہی تھی۔
میرے پیچھے چلنے والی ایک روسی لڑکی تیزی سے دوڑتی ہوئی آئی
اس نے میرا سوٹ کیس اٹھایا اور تیزی سے ٹیکسی اسٹینڈ تک
پہنچ گئی۔ اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھ کر اس کا شکریہ ادا کرتی وہ
سوٹ کیس رکھ کر بھیڑ میں کہیں گم ہو چکی تھی۔
ہر وقت ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے تیار
رہنے والی یہ وہ حسینائیں ہیں، جنھیں دیکھنے کے بعد بقول
شاعر دنیا اندھیر ہو جاتی ہے۔ پھر کسی دوسری طرف دیکھنے کو
جی نہیں چاہتا۔ وہیں مجھ پر یہ بھید کھلا کہ ہمارے ادیب اور
شاعر حضرات بار بار روس کی طرف کیوں دوڑتے ہیں، اور
ان کی ہر بیماری کا علاج روس میں کیسے ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ
وہاں ڈاکٹر بھی کوئی قالہ جہاں ہے اور صرف ڈاکٹر ہی کیا وہاں
تو ٹرینیں بھی عورتیں چلا رہی ہیں اور بس بھی عورتیں چلا رہی ہیں
ہوائی جہاز بھی عورتیں اڑا رہی ہیں۔ سڑکوں پر جھاڑو دینے والی
بھی عورت ہے۔

ماسکو میں وہاں کے سب سے بلند ساٹھ منزلوں والے
ہوٹل یوکرینا میں ٹھہرے تھے۔ ماسکو پہنچتے ہی میں نے مریم سلگانیک
اور کچھ دوستوں کو فون کیا۔ مریم سلگانیک روس کی ایک مشہور
ادیب ہیں۔ رائیٹرس یونین کی پریذیڈنٹ ہیں۔ میری تحریروں
کی بڑی مداح ہیں۔ اب وہ 'بارش سنگ' کا روسی زبان میں
ترجمہ کر رہی تھیں۔

دوسرے دن دوپہر کے پلین سے وال گوگراڈ گئی۔ وال
گوگراڈ اسٹالن گراڈ کا نام ہے دوسری جنگ میں یہ شہر پوری
طرح تباہ ہو گیا تھا اس لیے اب اس کا نام وال گوگراڈ کر دیا ہے
یعنی مزدوروں کا بسایا ہوا شہر۔ شہر کے بیچ میں ایک اونچی پہاڑی

کے اوپر مدر آف وال گوگراڈ کا اسی فٹ بلند دھات کا مجسمہ ہے یہ ان شہیدوں کی بھی ماں ہے جو جنگ میں مارے گئے اور ان نوجوانوں کی بھی ماں ہے جو نئے شہر کی تعمیر کر رہے ہیں۔

۱۷ ارمئی کی سہ پہر وال گوگراڈ کے ادیبوں کی طرف سے میرا استقبالیہ تھا۔ ۳۰، ۳۵ ادیب اس محفل میں شریک ہوئے ان میں کچھ مشہور خواتین شاعرات بھی تھیں۔ وہاں کے ریڈیو اسٹیشن کے ڈائریکٹر بھی آئے تھے۔ میٹنگ کے بعد انھوں نے ریڈیو کے لیے میرا انٹرویو لیا۔ رائیٹرس یونین کا آفس ایک شاہی محل میں ہے۔ بڑی عالیشان عمارت ہے۔ قیمتی مجسمے جھاڑ فانوس، منقش در و دیوار، زار کے زمانے کے جتنے محل اور شاہی عمارتیں تھیں ان میں یا تو میوزیم اور آفس بنائے یا پھر رائیٹرس یونین کے آفس ہیں۔ ان آفسوں میں ادیبوں کا کلب ہے، لائبریری ہے۔ کینٹین ہے۔ ہر مشہور ادیب کا ایک الگ بک شلف ہے۔ جس میں اس کا بائیوڈیٹا ہے، اس کی کتابیں اور عوام سے اس کے ملنے کے دن اور وقت لکھا ہے۔ روسی عوام اپنے ادیبوں کو بے حد چاہتے ہیں۔ ان سے ملنے کیلئے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ میرے سوالوں کے جواب میں انھوں نے بتایا کہ حکومت ہی ان کی پبلشر ہے۔ ادیب کا معاوضہ ۹۰ فیصد ہوتا ہے۔ دس فیصد رائیٹرس یونین کو دینا پڑتا ہے۔ حکومت کی طرف سے ادیبوں کو جو مکان ملتا ہے اس میں دو کمرے زیادہ ہوتے ہیں، ایک لائبریری کے لیے اور ایک لکھنے پڑھنے کے لیے۔ رائیٹرس یونین کے پریذیڈنٹ نے میرا استقبال کرتے ہوئے جو تقریر کی اس میں ہندوستان سے اپنی شدید دلچسپی کا اظہار کیا۔ انھوں نے اچانک اردو میں 'آداب عرض ہے' کہہ کر مجھے حیران کر دیا پھر انھوں نے کہا کہ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ میں ہندوستان میں تین چار برس رہ چکا ہوں۔ ہندوستان کے ادب سے، تہذیب اور کلچر سے میں نے وہاں شدید دلچسپی دیکھی۔

وال گوگراڈ، لینن گراڈ، ریگا اور ماسکو میں انڈو سوویت فرینڈز شپ سوسائٹی کے تحت اسکول ہیں۔ ان اسکولوں میں چھ سات سو طلبا پڑھتے ہیں۔ پہلی کلاس سے بارھویں کلاس تک یہاں ہندی پڑھائی جاتی ہے۔ ہندوستان کی تاریخ اور تہذیب کورس میں شامل ہے۔ وہاں جب میرا استقبال ہوا تو لڑکیوں نے گربا اور کچی پڈی ڈانس دکھایا۔ بچوں نے 'بندے ماترم' اور 'سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا' سنایا۔ ان بچوں نے مجھ سے ہندی میں بات کی۔ ان چھوٹے چھوٹے بچوں سے مل کر مجھے ایسا لگا کہ روس سے ہماری دوستی کے رشتے محض سیاسی سطح پر ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ بچے جب کسی سے پیار کرتے ہیں تو ان کا پیار سچا ہوتا ہے۔

لینن گراڈ میں دس چرچ ہیں جہاں عبادت ہوتی ہے تین مسجدیں ہیں جہاں پانچوں وقت لوگ نماز پڑھنے آتے ہیں۔ وہاں میں ایک بہت پرانی تاریخی مسجد دیکھنے گئی۔ یہ ایک بہت عالیشان جامع مسجد ہے۔ اس کا ایک حصہ خراب ہو گیا تھا اس لیے حکومت اسے دوبارہ بنوا رہی ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد نمازی باہر نکل رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہاں کتنے لوگ نماز پڑھنے آتے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ بڑی تعداد میں لوگ ہر نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ جمعہ کے دن تقریباً پانچ سو لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس مسجد کی تین منزلیں ہیں۔ نیچے مرد نماز پڑھتے ہیں، درمیانی منزل میں عورتیں نماز پڑھتی ہیں اور سب سے اوپر کی منزل پر دینی تعلیم کا اسکول ہے۔

دوپہر میں میں روس کا سب سے بڑا ہائیڈرو الیکٹرک پاور ہاؤس دیکھنے گئے۔ یہ دریائے اولگا کے کنارے بنایا گیا ہے اور سارے روس کو یہاں سے بجلی سپلائی کی جاتی ہے۔ ہمارے ساتھ نووستی پریس کی کارتی اور ایک فوٹوگرافر بھی تھا۔ ایک جگہ کار رک گئی۔ معلوم ہوا اندر فوٹو لینے کی اجازت نہیں ہے۔ اسلئے فوٹوگرافر نے اتر کے اپنا کیمرہ اور بیگ فٹ پاتھ پر رکھ دیا۔ کار روانہ ہو گئی۔ میں نے پیچھے مڑ کر فٹ پاتھ پر رکھا ہوا کیمرہ دیکھا اور پوچھا۔

ہمارے واپس آنے تک کوئی فٹ پاتھ سے کیمرہ چرا کر نہیں لے جائے گا۔

فوٹوگرافر میری بات سن کر ہنسنے لگا اور بولا۔ ہاں میں نے چوری کی ایسی باتیں یورپی کہانیوں میں پڑھی ہے۔

اونہہ ــ یہ لوگ بہت اتراتے ہیں۔ میں نے جل کر سوچا ــ ابھی جب ہم واپس آئیں گے تو ان یورپی کہانیوں میں ایک روسی کہانی کا اضافہ بھی ہو جائے گا۔

دنیا کا سب سے بڑا پاور ہاؤس دیکھتے وقت میرا دماغ کہیں اور تھا۔ ابھی تک اس کیمرہ کو کوئی اٹھا کر لے گیا ہوگا۔ آج اس روسی لڑکے کو خود اعتمادی کی سزا ملے گی۔ مگر ہم واپس آئے تو یورپی کہانیوں کی انفرادیت اپنی جگہ برقرار تھی۔ روس میں ہر کالونی میں بچوں کے لیے ایسے نرسری سنٹر ہیں جہاں کام پر جانے والی ماؤں کے بچوں کو دن بھر رکھا جاتا ہے یہاں بہت اچھی ٹرینڈ نرسیں بچوں کی نگرانی کرتی ہیں۔ کام سے واپسی پر ماں بچے کو اپنے ساتھ لے جاتی ہے

لیکن اگر ماں کی رات میں بھی کوئی مصروفیت ہو تو بچے کو رات میں بھی رکھنے کا انتظام ہے۔

روس میں لاتعداد خالی مکان پڑے ہیں اور یہ گورنمنٹ کے لیے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ کیونکہ عام طور پر لوگ بڑے شہروں میں رہنا پسند کرتے ہیں اور نئے بنے ہوئے مکانوں میں منتقل ہونا چاہتے ہیں۔ وہاں روزگار کی طرح ہر کنبے کے لیے مکان مہیا کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے ہر شادی شدہ جوڑے کے لیے علیحدہ مکان ہے۔ ان مکانوں کا کرایہ تنخواہ کا چار فی صد ہے۔ اس میں لائٹ، نل، گیس کا خرچ بھی شامل ہے۔

روسی عوام پڑھنے کے بہت شوقین ہیں۔ سڑکوں پر، بسوں میں، ٹرینوں میں ہر جگہ مرد عورتیں بچے بوڑھے کچھ نہ کچھ پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لینن گراڈ کے انڈر گراؤنڈ ٹرین کے اسٹیشن پر میں نے دیکھا کہ دو بوڑھی خواتین اسکے بیٹر س سے پھسلنے کے صبر آزما وقت میں بھی کتابیں کھولے نیچے کی طرف پھسل رہی تھیں۔

ریگا، لینن گراڈ اور ماسکو یونیورسٹیوں میں ہندوستانی زبانوں کے شعبے قائم ہیں۔ جہاں ہندی، تلگو، اردو، مراٹھی، بنگالی وغیرہ زبانوں میں ریسرچ کا کام ہو رہا ہے۔ وہاں کے طالب علم اپنے کام پر پوری سنجیدگی سے توجہ دیتے ہیں۔

لینن گراڈ میں میں ۳۰۔۳۵ ہندوستانی طالب علموں سے ملی جو وہاں سائنس اور آرٹ کے مختلف شعبوں میں پڑھ رہے ہیں۔

اردو کے تمام ادیبوں سے وہاں کے لکھنے والے واقف ہیں اور ان کی تحریروں کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ تقریباً تمام اچھے ادیبوں کی اہم تحریروں کا وہاں ترجمہ ہو چکا ہے ٹیگور کے تین ناول روسی زبان میں چھپ چکے ہیں۔ میں نے وہاں کی لائبریریوں میں پاکستان اور ہندوستان کے تمام اہم رسالے اور کتابیں دیکھیں۔ وہاں ادیبوں کی بے حد عزت کی جاتی ہے۔ پشکن کے گاؤں کا نام ہی پشکن رکھ دیا گیا ہے۔ ماسکو کا سب سے بڑا ہوٹل یوکرینیا، گورکی روڈ پر ہے۔ ہر شہر میں ادیبوں کے اونچے مجسمے چوراہوں پر لگے ہیں جن پر عوام روز پھول چڑھاتے ہیں۔

لینن گراڈ کے ایک چوراہے پر میں نے روشنیوں سے ایک عبارت لکھی دیکھی۔ میرے لیے ایک نئی چیز تھی۔ کیونکہ روس میں کسی جگہ میں نے سڑکوں پر یا بازاروں میں کوئی اشتہار لگا نہیں دیکھا۔ کسی اخبار، رسالے یا سڑک پر مجھے کسی چیز کا اشتہار نہیں ملا جس پر کوئی ننگی عورت مسکرا رہی ہو۔ جب میں نے اس عبارت کے بارے میں پوچھا تو ایک ادیب خاتون نے بتایا کہ آجکل گوگول کی کوئی تقریب منائی جا رہی ہے اور جب کسی ادیب کی کوئی تقریب ہوتی ہے تو جگہ جگہ اس کی کوئی خاص عبارت یا شعر اس طرح چوراہوں پر روشنیوں سے لکھا جاتا ہے۔ پھر عوام راتوں کو ان چوراہوں پر اکٹھے ہو کر ناچ گانے کا پروگرام کرتے ہیں۔ اس طرح اس ادیب کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔

ماسکو میں میں نے پشکن کی نظم کا ایک منظوم ڈرامہ بالشویک تھیٹر میں دیکھا۔ یہ ڈیڑھ سو سال پرانا تھیٹر ہے۔ بہت شاندار پرانے محلوں کے انداز میں سجا ہوا ہے۔ نہایت قیمتی پرانے طرز کا فرنیچر، منقش در و دیوار، پورا ہال بیضوی شکل کا ہے جس کی سات منزلوں والی گیلریاں ہیں جو ہال کے چاروں طرف بنی ہوئی ہیں ان میں تماشائی بیٹھتے ہیں۔ اسٹیج کے آگے آرکسٹرا بجانے والے اور بیچ میں روشنیوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس تھیٹر کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں پرانے زمانے کے کلاسیکل منظوم ڈرامے اسی انداز میں دکھائے جاتے ہیں۔ لیکن انھیں پیش کرنے کا انداز بالکل نیا ہے اور ماڈرن ڈرامے کی تکنیک استعمال کی جاتی ہے۔ ہر کرسی کے ساتھ تین ہیڈ فون لگے ہوتے ہیں۔ سوئچ آن کر کے آپ جس زبان میں ڈرامہ سننا چاہتے ہیں سن سکتے ہیں۔ روسی لوگ ڈراموں کے بڑے شوقین

ہیں۔ سنا ہے بالشویک تھیٹر کے ڈرامے دیکھنے کے لیے روس کے ہر شہر سے لوگ آتے ہیں اور مہینوں پہلے ٹکٹ بک جاتے ہیں۔

ماسکو میں مجھے وہاں کی ایک مشہور خاتون مصور مسز جیمس بیٹرسن نے کھانے پر بلایا۔ یہ اسی سال کی بوڑھی خاتون ہیں۔ انھوں نے اپنے ہاتھ سے میرے لیے کچھ ہندوستانی کھانے تیار کیے تھے۔ وہ صرف ہندوستان کو پینٹ کرتی ہیں۔ ہندوستان کی عورت، دیوی دیوتا، مشہور عمارتیں۔ انھوں نے کئی بار ہندوستان کا دورہ کیا اور اس سے اتنی متاثر ہوئیں کہ اپنے برش کو صرف ہندوستان کے لیے مختص کر دیا گیا ہے۔ اب وہ بڑھاپے کی وجہ سے ہندوستان کا سفر نہیں کر سکتیں اس لیے ہندوستانی کھلونے، کٹھ پتلیاں اور تصویریں اکٹھی کر کے انھیں پینٹ کرتی رہتی ہیں۔ اپنی ایک ہم عمر سہیلی کے ساتھ وہ تنہا رہتی ہیں اور روزانہ پانچ گھنٹے کام کرتی ہیں۔ انھوں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہوا کھانا اتنے پیار سے کھلایا۔ اپنی بنائی ہوئی تصویریں اتنے شوق کے ساتھ دکھائیں کہ ان کے گھر سے رخصت کی اجازت لینا میرے لیے مشکل ہو گیا بلکہ میں یہ کہوں تو آپ لوگ غلط نہ سمجھئے گا کہ میں اس اکیلی بوڑھی مصور خاتون کو اب کبھی تنہا نہیں چھوڑوں گی۔

لینن گراڈ سے ریگا کا سفر میں نے ٹرین سے کیا۔ ٹرین بے حد آرام دہ تھی۔ ٹرین میں ای سی آر، ٹی وی، ریڈیو، ٹیلی فون ہر چیز ہے۔ آرام دہ گدّے، بستر، تولیے، ہینگر، میز پر کھانے کی چیزیں رکھی ہیں، پھولوں کا گلدستہ، پانی کی بوتلیں، اخبار رسالے، حمام میں نہانے کی ٹب، شاور کپڑے بدلنے کے لیے چھوٹا سا کمرہ۔ ہر چیز صاف ستھری موجود۔ ٹرینوں کا پورا انتظام خواتین نبھاتے ہوتے ہیں۔ ریگا کو روس کی جنت کہا جاتا ہے۔ بہت خوبصورت قدرتی مناظر سے سجا ہوا علاقہ ہے مجھے ریگا دیکھ کر کشمیر یاد آیا۔ وہاں بھی سفیدے اور چنار کے رنگ بدلتے پتوں والے درختوں سے جنگل بھرے ہوئے ہیں۔ جنگلی پھولوں اور پھلوں سے لدے ہوئے درخت جنہیں دیکھ کر اللہ میاں کے بیک وقت مصور اور شاعر ہونے کا یقین جاگتا ہے۔

یوری مالا ریگا کا بیچ ہے جہاں بہت بڑا سینی ٹوریم اور میڈیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہے جہاں دنیا بھر کے لاعلاج مریض لائے جاتے ہیں اور بیشمار سیاح صرف قدرتی مناظر اور صحت بخش آب و ہوا کا لطف اٹھانے کے لیے یہاں آتے ہیں۔

قدرت کی یہ فیاضی زمین و آسمان سے اتر کے انسانی چہروں تک آ گئی ہے۔ یہاں ہر چیز اللہ میاں نے بڑی فرصت میں بیٹھ کر نکھارا ہے۔

میری ترجمان مسز ادا نے پوچھا ___ مسز بانو آپ کو ریگا کیسا لگا۔ ہم اسے جنت کہتے ہیں۔

میں نے ہنس کر کہا ___ مجھے ریگا بہت اچھا لگا لیکن مسز ادا شاید آپ نہیں جانتیں کہ حقیقت اگر کہیں زمین پر ہے تو وہ صرف ہندوستان میں ہے۔ (حیدرآباد سے نشر)

ادب اور مشاعرے

ڈاکٹر قمر رئیس

اردو زبان وادب میں مشاعرے کی روایت صدیوں پرانی ہے — روایت ملکی کے اس دور میں بھی آل انڈیا ریڈیو اپنے سامعین کے لیے اکثر و بیشتر مشاعروں کا انعقاد کرتا رہتا ہے ___ کشمیر کی حسین وادی میں، ریڈیو کشمیر سری نگر نے یکے بعد دیگرے ایک کل ہند اردو مشاعرے اور دوسرے کشمیری مشاعرے کا انعقاد کیا۔ زیر نظر صفحے پر ہم اردو شعراء کی تصاویر پیش کر رہے ہیں۔



مشاعرہ ادبی اور تہذیبی اظہار کے قدیم ترین اداروں میں سے ایک ہے۔ یہ کہنا شاید غلط نہ ہوگا کہ جب سے انسان نے کلام موزوں کے ذریعہ اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار شروع کیا ہے اس کا اصل مقصد ابلاغ یعنی دوسروں کو اپنے جذبات میں شریک کرنا رہا ہے۔ جس میں بعد میں کمال و ہنر کی داد طلبی بھی شامل ہوئی۔ عہد جاہلیت کے عرب میں بازار و عکاظ کے میلوں میں جب سارے قبائل جمع ہوتے تھے تو قبیلہ کا نمائندہ شاعر اپنا کلام پیش کرتا تھا اور جسے سب سے زیادہ داد ملتی تھی، وہی میر محفل کہلاتا تھا۔ قدیم یونان میں بھی شاعر اور مغنی بڑے بڑے مجمعوں میں اشعار سنا کر اپنے فن کی داد حاصل کرتے تھے۔ مہذب یا نیم مہذب معاشروں میں خواص ہی نہیں عوام بھی شعر و ادب کے ذوق سے بہرہ مند ہوتے ہیں، اور اس کی تسکین کی کوئی نہ کوئی صورت نکال لیتے ہیں۔ کلاسیکی ادب کی سرپرستی اگر اہل اقتدار کرتے آئے ہیں تو عوامی شعر و ادب یا فوک لٹریچر کی تخلیق اور حوصلہ افزائی عوام کے ہاتھوں میں آتی رہی ہے۔

ہندوستان میں مغل عہد حکومت میں فارسی نہ صرف درباروں کی بلکہ امرار اور شرفا کی تہذیبی زبان تھی۔ اس طبقہ کے تعلیم یافتہ لوگ فارسی شعر و ادب کا ذوق رکھتے تھے۔ امرار اور عمائدین فارسی شعراء کی سرپرستی کرتے تھے۔ ان کی حویلیوں میں محفل سماع کے علاوہ مشاعرے بھی ہوتے تھے۔ جن میں حکومت کے زوال کے ساتھ ساتھ جب سلاطین و امرار کی حالت ابتر ہوئی تو فارسی کی فوقیت اور مرکزیت کو بھی صدمہ پہنچا۔ اب فارسی کے شاعر بول چال کی زبان اردو میں بھی شعر کہنے لگے۔

خواص اور امرا کی مادری زبان بھی فارسی نہیں اردو تھی۔ چنانچہ محمد شاہی دور یعنی اٹھارویں صدی کے شروع میں جب ولی کا اردو دیوان دہلی میں آیا تو عوام اور خواص دونوں نے اس کی پذیرائی کی۔ دہلی کے فارسی شعرا، حاتم، آبرو، ناجی اور مرزا مظہر نے اردو میں شعرگوئی شروع کر دی۔ اردو شاعری کو اس دور میں ریختہ کی شاعری کہا جاتا تھا۔ اور وہ تیزی سے عوام میں مقبول ہوتی جا رہی تھی۔ آہستہ آہستہ اس میں فارسی جیسی پختگی، لطافت اور شیرینی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ کمال و ہنر دکھانے کے لیے اردو کے شعرا نے ایہام گوئی پر خاص طور سے زور دیا، تاکہ فارسی کی طرح اردو زبان کی وسعت اور قدرت کا اندازہ ہو۔ یہی وہ زمانہ ہے جب فارسی کے مشاعروں کے مقابلہ میں مراختے شروع ہوتے جو ہر حلقہ میں مقبول ہونے لگے۔ بعد میں جب اردو شعرا کی ان محفلوں نے فارسی مشاعروں کی جگہ لے لی تو یہی مراختے مشاعرے کہلانے لگے۔

اٹھارویں صدی کے آخر سے یعنی گزشتہ دو سو سال کی مدت میں مشاعروں کو شمالی ہند اور بعض دوسرے خطوں میں ایک مستقل اور محبوب ادبی اور تہذیبی ادارہ کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اردو زبان کی بنیاد بیشک کھڑی بولی پر ہے لیکن اردو شاعری کے لہجہ کی لطافت، رنگینی، نرمی اور شیرینی میں بلاشبہ فارسی کے اثرات بھی کارفرما رہے ہیں۔ اس کی انفرادیت بھی قائم ہوئی اور اس کی مقبولیت کا بڑا انحصار بھی اسی فارسی زدہ شیرینی اور شائستگی سے ہے۔ اردو کے مشاعروں کی ہمہ گیر مقبولیت کا ایک بڑا سبب بھی یہی ہے۔ دوسری طرف اردو زبان کو مقبول خاص و عام بنانے میں ان مشاعروں کا بھی نمایاں حصہ رہا ہے۔ اگرچہ اس حقیقت کو اکثر نظر انداز کیا گیا ہے۔

ترقی یافتہ ملکوں سے آنے والے ادیب اور شاعر جب ہندوستان میں مشاعروں کی ایسی مقبولیت دیکھتے ہیں کہ پندرہ بیس ہزار سامعین خاموشی اور خوش ذوقی سے شاعر کا کلام سنتے ہیں تو انھیں یقین نہیں آتا اس لیے کہ ان کے نزدیک شاعری تنہائی کے پرسکون لمحوں میں پڑھنے اور لطف اٹھانے کی چیز ہے۔ تب وہ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ چونکہ ہندوستان میں خواندگی کا اوسط بیس پچیس فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ اس لئے لوگ مشاعروں میں کلام سن کر اپنے ذوقِ شعری کی تسکین کا سامان کرتے ہیں۔ دوسرے جو خواندہ ہیں ان کی اکثریت بھی کم مائیگی کی وجہ سے کتابیں خرید کر پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتی۔ اس لیے بھی مشاعرے مقبول ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان باتوں میں جزوی صداقت ہے۔ لیکن مشاعروں کی مقبولیت کے دوسرے ادبی اور تہذیبی اسباب زیادہ اہم ہیں۔

گزشتہ دو سو سال کی اردو مشاعرہ کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو اندازہ ہوگا کہ بدلے ہوئے حالات میں مشاعرہ کا کردار اور انداز بدلتا رہا ہے۔ میر و سودا کے عہد میں بڑے بڑے امیروں کی حویلیوں میں مراختے کے نام سے مشاعرے ہوتے تھے۔ اور وہ انھیں کے نام سے منسوب ہوتے تھے مثلاً مراختہ خان آرزو، مراختہ سجاد، مراختہ میر علی تقی۔ شعرخوانی کی ان محفلوں میں سامعین بھی خوش ذوق اور فن کے رمز شناس ہوتے تھے۔ اگر شعر میں توارد یا سرقہ ہے یا کوئی محاورہ غلط باندھا گیا ہے۔ یا بندش پست ہے، یا کوئی اور عروضی یا فنی کمزوری ہے تو سامعین اصلاح و تنقید میں شامل نہیں کرتے تھے۔ مشہور ہے کہ ایک مشاعرہ میں سودا نے فارسی شاعر طوسی کے ایک مضمون کو نظم کر دیا تھا۔ تو خان آرزو نے برجستہ یہ شعر پڑھ کر سودا کی نکتہ چینی کی۔ لیکن لطیف پیرائے میں۔

شعر سودا، حدیث طوسی ہے
لکھ رکھیں چاہئے ملک بہ ملک

قدیم تذکروں میں اور مولانا محمد حسین آزاد کی آبِ حیات میں ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں، جو برسرِ مشاعرہ ہونے والی نکتہ چینی یا اصلاح و تنقید کی گواہی دیتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ اس طرح کی تنقید کبھی کبھی شاعروں کی باہمی چشمک یا معرکہ آرائی کا نتیجہ بھی ہوتی تھی، لیکن یہاں بھی جو اعتراض کیے جاتے تھے ان میں کچھ وزن ضرور رہتا تھا۔ انشاؔ، مصحفیؔ، اور آتشؔ و ناسخؔ کے دور میں مشاعرے کبھی کبھی ادبی مجادلے کا رنگ بھی اختیار کر لیتے تھے۔ اس لیے کہ ان اساتذۂ فن کے شاگرد بھی بڑی تعداد میں مشاعروں میں شریک ہوتے تھے اور ہمیشہ اپنے استاد کی مبالغہ آمیز ستائش اور اس کے حریف کی جا و بے جا مذمت پر آمادہ رہتے تھے۔ تاہم یہ اعتراف ضرور کرنا پڑے گا کہ ان مشاعروں اور معرکوں نے عوام میں اردو شاعری کو مقبول بنایا۔ مشاعروں کے سامعین کی داد و تحسین حاصل کرنے کے لیے شاعر ہر دور میں نہ صرف یہ کہ بول چال کی عام فہم زبان استعمال کرنے پر زور دیتے تھے بلکہ ایسے مضامین ترجیحی طور پر غزل میں سموتے تھے، جس سے تمام سامعین لطف اٹھا سکیں۔ اردو شاعری اور خاصکر اردو غزل کی علامات، تشبیہات یہاں تک کہ تلمیحات کا بیشتر سرمایہ ایسا ہے کہ جسے ناخواندہ لوگ بھی سمجھتے اور لطف اندوز ہوتے ہیں۔ مشاعروں ہی کے فیض سے شاعروں کا براہ راست عوام سے رابطہ قائم ہوا۔ اور بیسویں صدی میں عوام کے سماجی اور سیاسی شعور کو بیدار کرنے میں بھی مشاعروں نے نمایاں حصہ لیا۔ یہ کہنا شاید غلط نہیں ہوگا کہ اردو شاعری کے بدلتے ہوئے مزاج اور لب و لہجہ کے تعین میں مشاعروں نے بھی اہم رول ادا کیا ہے۔

مرزا جعفر حسین نے قدیم لکھنؤ کے مشاعروں کی تہذیبی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مشاعرے بعد نمازِ مغرب شروع ہوتے تھے اور نمازِ صبح کے قبل ختم ہو جاتے تھے۔ یہ التزام رہتا تھا کہ ہر شاعر کو اپنا کلام سنانے کا موقع مل جائے۔ بزمِ مشاعرہ میں شعرا آمنے سامنے نہیں، داہنے اور بائیں مقابل صفوں میں بیٹھتے تھے۔ درمیانی جگہ خالی رہتی تھی۔ نشست میں باقی جگہ سامعین سے پُر ہو جاتی تھی۔ تہذیب و آدابِ محفل میں یہ ضروری تھا کہ جو شاعر جس جگہ آ کر اور جس مخصوص طرز سے ایک بار بیٹھ جاتا تھا، وہ اسی طرح رات بھر بیٹھا رہتا تھا۔ زانو اور پہلو بدلنا عیب میں داخل تھا۔ ہر مشاعرہ طرحی ہوتا تھا۔ بانیِ مشاعرہ طرحی غزل سنانے کے بعد اپنے آگے کی شمع داہنے جانب کے شاعر کے آگے بڑھا دیتا تھا۔ اشعار کی تعریف کرنا بھی اخلاقیت میں داخل تھا۔ اساتذہ اس فریضہ کو حسبِ مراتب ادا کرتے تھے۔ شاگرد اپنے استاد کے ہر ہر شعر کی تعریف کرتے تھے۔ لیکن اصل تعریف وہی سمجھی جاتی تھی جس کی آوازیں سامعین کی صفوں سے بلند ہوتی تھیں۔

بڑے شہروں کے اہم مشاعروں میں پڑھی جانے والی غزلیں گلدستوں کی صورت میں شائع کی جاتی تھیں۔ طرحی مشاعروں کی ان غزلوں پر سارے شعر کے نکتہ داں تبصرے کرتے تھے۔ اعتراض بھی ہوتے تھے، اور ان کے جواب بھی دیئے جاتے تھے۔ اس طرح مشاعروں کے ذریعہ ادبی قدرشناسی کی فضا قائم رہتی تھی۔

مشاعروں سے شعر و شاعری کی اصلاح کا کام بھی بڑے کارگر ڈھنگ سے لیا گیا ہے۔ محمد حسین آزاد نے انجمن پنجاب، لاہور میں جن مشاعروں کا آغاز کیا تھا، ان میں دی ہوئی طرح کے بجائے کسی مقررہ موضوع پر شعرا طبع آزمائی کرتے تھے۔ یہاں اردو میں جدید طرز کی نیچرل اور موضوعاتی شاعری کا آغاز ہوا اور غزل کی روایتی شاعری کا طلسم ٹوٹا۔ لکھنؤ کی شاعری میں خیال بندی رعایت لفظی، تصنع اور ہوسناکی کی جو کثرت ہو گئی تھی، انیسویں صدی کے آخر میں اس کے خلاف بھی شدید ردعمل ہوا۔ صفی لکھنوی، مرزا رسوا، ممتاز حسین عثمانی اور دوسرے روشن خیال ادیبوں نے لکھنوی شاعری کی اصلاح کے لیے ایک انجمن "دائرہ ادبیہ" کی بنیاد رکھی۔ یہ انجمن پابندی سے مرزا غالب یا میر تقی میر جیسے بڑے شاعروں کی زمینوں میں طرح دے کر مشاعروں کا اہتمام کرتی تھی۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ لکھنؤ کی مصنوعی شاعری کا رنگ بدلا۔ اور عزیز لکھنوی اور آرزو لکھنوی جیسے باکمال شاعر پیدا ہوئے۔

ترقی پسند ادبی تحریک کو فروغ دینے میں بھی مشاعروں نے اہم رول ادا کیا ہے۔ ترقی پسند شاعری کا رُخ چونکہ محنت کش عوام کی طرف تھا۔ اس لیے ترقی پسند شعرا کے ایسے مشاعروں میں جو احمد آباد، بمبئی اور کانپور جیسے صنعتی شہروں میں ہوتے تھے مزدور اور کامگار بھی بڑی تعداد میں حصہ لیتے تھے۔ فیض احمد فیضؔ، سردار جعفری، کیفی اعظمی، اور ساحر لدھیانوی جیسے ترقی پسند شاعر ہر مشاعرہ کی کامیابی کی ضمانت سمجھے جاتے تھے۔ آزادی کے بعد بھی ہندوستان میں مشاعروں کی مقبولیت کم نہیں ہوئی ہے لیکن افسوس اس کا ہے کہ ان کا تہذیبی اور ادبی کردار مسخ ہو گیا ہے۔ اب مشاعرے صرف تفریح و تفنن کا ایک ذریعہ بن گئے ہیں۔ مشاعروں میں اب ایسے شاعر مقبول ہوتے ہیں جو لَے کے ساتھ گا کر شعر پڑھ سکیں۔ تحت اللفظ میں سادگی سے پڑھا جانے والا اچھا کلام بھی داد سے محروم رہتا ہے۔ سامعین بھی اب نکتہ شناس اور خوش ذوق نہیں رہے۔ وہ مشاعروں سے شعر کا نہیں بلکہ سستی موسیقی کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں۔ مشاعروں کی ادبی اور تہذیبی معنویت تقریباً ختم ہو گئی ہے۔ اردو کے بیشتر شاعر پیشہ ورانہ طور پر مشاعروں میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ صورت حال تشویشناک ہے۔ اور اس کی اصلاح کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بڑے مشاعروں کی بجائے چھوٹی چھوٹی نشستیں کی جائیں۔ جن میں غیر پیشہ ور شاعروں اور باذوق سامعین کو شرکت کی دعوت دی جائے۔

(اردو مجلس دلی سے نشر)

اردو شاعری میں ہجویات

رام لال نابھوی

اردو ادب میں طنز و مزاح کی صنف میں سب سے پہلی رو ہجویات کی ہے۔ یہ صنف فارسی زبان سے مستعار ہے۔ فارسی شاعری میں اس کے امام رودکی، فردوسی، انوری، عبید زاکانی ہیں۔ کمال اسمٰعیل اور سلمان نادجی نے بھی ہجویں کہی ہیں۔ فردوسی کی ہجو زبان زد خاص و عام ہو چکی ہے۔ ہجو نظم و نثر دونوں میں کی جاتی ہے۔

ہجو کی چار شکلیں ہیں :-

(۱) جہاں رنجش، پرخاش، کینہ اور حسد ہوتا ہے۔

(۲) جہاں کوئی علمی، مذہبی بات میں نقص پایا جاتا ہے۔

(۳) جہاں کسی نے غلط بیانی کی، شیخی ماری اور اپنے کمالات کو بڑھ چڑھ کر دکھایا۔

(۴) جہاں کسی کے ساتھ ناانصافی یا ظلم ہوا۔

ہجو کے لغوی معنی ہیں، کسی کی برائی کرنا، ذلیل کرنے کی نیت سے مذاق اڑانا۔ مذمت کرنا۔ انگریزی میں اسے SATIRE، فارسی میں ہجا اور عربی میں ہجا یا قصیدہ ہجائیہ کہتے ہیں۔ ہجو ملیح کا مطلب ہے بظاہر تعریف کرنا لیکن اصل میں مذمت کرنا۔ اس میں ذاتی باتوں کا کم اور ادبی و فنی شعور کا زیادہ دخل ہوتا ہے۔

یونانی ہجو نگار رہوریس کا کہنا ہے کہ ہجو نگاری کا مقصد خفیف کو لطیف انداز میں بے نقاب کرنا ہے۔ زنگارنگی ہجو کی خصوصیت ہے۔ چھیڑ چھاڑ، چشمک، طنز، تشنیع، دشنام طرازی، لعن طعن، تضحیک۔ فقرے بازی، پھبتی، آوازے کسنا، استہزا کو ہجو کی صنف میں لیا جاتا ہے۔

ہجو نگار کا بنیادی مقصد اصلاح ہوتا ہے۔ کامیاب ہجو نگار وہ ہوتا ہے جس کا رویہ تخریب بجائے تعمیر ہو۔ ہجو نگار اپنی بات اس ڈھنگ سے کہے کہ اس میں سچائی کا شائبہ ہو، لطافت کا رنگ ہو۔ شرافت اور متانت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ تہذیب و تقدس ہو، تمسخر پاکیزہ ہو۔ مذاق شائستہ و شستہ ہو۔ ہمدردی اور ترحم کے جذبات کو ابھارے، حقارت و نفرت، بغض و حسد کو جڑ کاٹے۔ اصول زندگی پر ناقدانہ نظر ڈالے۔ اپنے جذبات کے ہیجان کو قابو میں رکھے۔ دل کا کنول کھلا رہے۔ جوابات سننے کے لیے تیار رہے۔ خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرے۔ بات بھی کہہ جائے۔ چوٹ بھی دے جائے۔ اس لیے ہجو نگار ایک بلند پایہ اخلاق کا حامل ہوتا ہے۔

ہجویات کی مقدار اردو ادب میں بہت کم ہے۔ قدر و قیمت میں بھی کم ہے۔ شاید اس لیے کہ ہجو کی سطح پست ہوتی ہے اور شاید اسی لیے سنجیدہ شعرا نے اس سے ہمیشہ اجتناب کیا ہے۔

جو کچھ بھی ہمیں ہجویات میں ملتا ہے اس میں ذاتی عناد کا عنصر زیادہ ہے۔ کینہ ہے۔ حسد ہے۔ طعن و تشنیع ہے فحاشی ہے۔ دشنام طرازی ہے۔ خاندانی کمزوریاں، شکل و صورت کی خرابیاں تک بیان کی گئی ہیں۔ چال چلن پر حملے ہوئے ہیں۔ تضحیک ہے۔ جذبۂ نفرت و حقارت ہے۔ دوسروں کے فنی نقائص بیان کر کے فریق مخالف کو اپنے سے کمتر ثابت کرنے کی خواہش ہے۔ جلسے ہوتے، جلوس نکلتے۔ سوانگ بھرے جاتے۔ یہ تحریک خواص سے عوام میں پہنچی اور ایک مکروہ انبار جمع ہو گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عوام کے مذاق کو بد سے بدتر بنا دیا گیا۔

اس کا دوسرا پہلو بھی ہے۔ جہاں تنقیدی عنصر ہے۔ ادھر سے ایک غزل ہوئی۔ ادھر سے جواب پیدا ہوتا۔ پھر جواب الجواب زبان و بیان کی خامیاں گرفت میں آتیں۔ اوزان و بحور کی پکڑ ہوتی۔ معائب اور لغزشیں بتائی جاتیں۔ دوسروں کے معائب بیان کرتے کرتے اپنے معائب بھی بیان کیے جاتے۔

کاش یہ صنف بدمذاقی کے ہاتھوں سے نکل کر متانت اور سنجیدگی کے دائرے میں آ جاتی۔ اردو ادب میں ہجویات کا پہلا شاعر جعفر زٹلی ہے۔ اورنگ زیب کی تخت نشینی کے وقت پیدا ہوئے۔ ہزل اور فحاش تھے۔ نہایت زبان دراز اور بیباک تھے۔ ان کے قلم سے نہ بادشاہ بچ سکتا تھا اور نہ شہزادہ۔ جب فرخ سیر تخت نشین ہوا تو اس کے سکہ پر یہ شعر کندہ کیا گیا :-

سکہ زد از فضل حق بر سیم و زر
پادشاہ بحر و بر فرخ سیر

جعفر زٹلی نے اسے اس طرح کر دیا :-

سکہ زد بر گندم و موٹھ و مٹر
بادشاہ تسمہ کش فرخ سیر

اس زٹلیانہ سکہ پر فرخ سیر نے زٹلی کو مروا دیا۔

ہجو کا منبع دربار داری ہے۔ بادشاہ یا حاکم وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے شعرا قصیدے پڑھتے۔ مد مقابل کے معائب بیان کرتے۔ مخالفین کے پاؤں اکھیڑنے کے حربے استعمال کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ فریق مخالف بھی جارحانہ حملہ کرتا۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا۔ بادشاہ خوش ہوتے تھے۔ انعامات دیتے تھے۔ خود لطف لیتے تھے۔ دوسروں کو ہجو گوئی پر اکساتے تھے۔ یہی رنجش بے جا طرفین کی یاوہ گوئی کا باعث بنتی۔

مصنف "آب حیات" رقمطراز ہیں :

" ایک شعر پر سید انشا اور شیخ مصحفی میں شکر رنجی ہو گئی اور طبیعتوں کی شوخی نے زبانوں کی بیباکی کے ساتھ مل کر بڑے بڑے معرکے کیے۔ اسوقت آصف الدولہ شکار میں تھے۔ چنانچہ انھوں نے اپنے لکھنؤ میں نہ ہونے پر ہزار افسوس کیے اور بڑے اشتیاق سے ان ہجوؤں کو منگا کر سُنا اور انعام بھیجے۔"

مرزا سلیمان شکوہ کے دربار کا ذکر کرتے ہوئے مولوی عبدالحق نے لکھا ہے :-

" انشا حرارت اور مصحفی خواجہ تاش، اور ہم پیشہ تھے۔ اول اول شاعرانہ چشمک رہی۔ بعد میں بڑھتے بڑھتے نوبت جنگ و جدل اور فحش و جھگڑے تک پہنچ گئی۔"

چشمک، چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ دکن سے ہی شروع ہو جاتا ہے ولی کا ایک شعر جس میں ناصر علی سرہندی پر چوٹ کی گئی ہے، دیکھئے :-

"اچھل کر جا پڑے جوں مصرع برق
اگر مطلع لکھوں ناصر علی کوں "

اب اس کا جواب بھی دیکھئے :-

" با مجاز ثمن گر اڑ چلے وہ
ولی ہرگز نہ پہنچے گا علی کوں "

میر تقی میر اور مرزا محمد رفیع سودا ہم عصر تھے۔ سودا نے میر کے بارے میں ایک شعر کہا اور بہ حیثیت فنکار چوٹ کی :

"پڑھیو یہ غزل سودا تو ہرگز میر کے آگے
وہ ان طرزوں سے کیا واقف وہ یہ انداز کیا جانے"

میر نے جواب دیا :-

" طرف ہونا مرا مشکل ہے میر اس شعر کے فن میں
یوں ہی سودا کبھی ہوتا ہے سو جاہل ہے کیا جانے "

سودا، میر کی عظمت کو پہچانتے تھے۔ چنانچہ ان کے دیوان میں ایک شعر ملتا ہے :-

سودا تو اس غزل کو غزل در غزل ہی لکھ
ہونا ہے تجھ کو میر سے استاد کی طرف

مرزا سودا پہلے شاعر ہیں جنھوں نے قصیدہ گوئی کے ساتھ ہجو گوئی میں بھی نام پیدا کیا۔ سودا بہت شگفتہ طبع تھے۔ ظرافت ان کی رگ رگ میں ٹپکتی تھی۔ بقول آزاد ان کے دل کا کنول ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ لیکن وہ بہت جلد ناراض بھی ہو جاتے تھے اور پھر ہجو کہتے۔ سودا نے بڑے بڑے پرہیزگار شعراء کو، ہجو میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا۔ سودا کسی کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔ مخالفین انتقاماً اسی قسم کے اشعار سے جواب دیتے۔ چنانچہ میر ضاحک، فدوی، مسکین اور بقا نے بھی سودا کی خوب خبر لی۔

سودا اور میر کے دور سے آگے بڑھتے تو شاعرانہ چشمک کے میدان میں انشا و مصحفی معرکہ آرا نظر آتے ہیں۔ اعجاز حسین فرماتے ہیں:

"مصحفی اور انشا کا جھگڑا ایک طرح سے اور بھی فائدہ پہنچا گیا۔ دونوں استاد زیادہ سے زیادہ قوت تخلیق سے کام لے کر اپنی شاعرانہ عظمت کا ثبوت پیش کرنے میں منہمک نظر آتے ہیں۔ مشکل زمین میں بھی اچھے اشعار کہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنے قطعات و قصائد میں شعر کے حسن و قبح اور فنکاری کو کامیابی کے دروازے تک پہنچنے کے لئے مخصوص لوازم کا پتہ دیتے ہیں۔ اس نشاندہی سے ان کی ذہنی کاوش کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ انشا و مصحفی کے بعد اس صنف شاعری کا وہ رنگ نہ رہا جس میں سخت کلامی اور ہاتھا پائی کی نوبت آئی۔"

میر کا انتقال ہوا تو سودا فاتحہ کے لیے گئے اور دیوان میں سے بہت سی ہجویں خاک میں ڈالیں۔ میر حسن نے بھی اپنے باپ کے دیوان سے ان کی ہجویں پھاڑ ڈالیں۔ جب انشا کا انتقال ہوا تب مصحفی نے محسوس کیا کہ جیسے ان کی ساری زندگی بے کیف ہو گئی ہے۔ بڑے درد سے کہا۔

مصحفی کس زندگانی پر بھلا میں شاد ہوں
یاد ہے مرگ قتیل و سید انشا مجھے

یہ داستان طویل ہے۔ کچھ ذکر ہوا، باقی پھر سہی۔

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

مقناطیس کے ذریعہ انسانی مشینوں کی مرمت

ڈاکٹر غفرانی

ہمارے جسم کی ساخت ان گنت چھوٹی چھوٹی مشینوں پر قائم ہے جو اپنے طریقہ پر الگ الگ اپنا کام انجام دیتی ہیں۔ اس لیے ان مشینوں کو سمجھنا از حد مشکل کام ہے۔ ان مشینوں کا جال تمام جسم میں پھیلا ہوا ہے اور تندرست جسم میں ہر مشین اپنا کام کرتی ہے۔ اگر ایک مشین کام کرنا بند کر دیتی ہے تو اس کا بوجھ دوسری مشینوں کو اٹھانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے جسم کے مختلف حصے اپنا کام سرانجام دینے میں کچھ مشکل محسوس کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان مشینوں کا کنٹرول کسی ایک جگہ سے ہوتا ہے اور اسی کنٹرول روم سے تمام مشینوں کی حرکت کو تیز یا کم کیا جاتا ہے۔

جسم کو اگر ساکت کر دیا جائے تو تمام جسم کی مشین رک جاتی ہیں البتہ دل برابر حرکت کرتا رہتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دل ایک خودکار مشین ہے جس کا تعلق جسم کے کسی حصہ سے نہیں ہے ورنہ تو اس کی حرکت سے دوسرے حصہ بھی حرکت میں آنا چاہئے۔ دل کی حرکت کی قوت یا تو مکینیکل ہو سکتی ہے یا الکٹریکل۔ کیونکہ دل کی حرکت سے جسم کا کوئی دوسرا حصہ حرکت میں نہیں آتا تو اس قوت کو الکٹریکل ہی کہا جا سکتا ہے۔ یہ اس سے بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ جب جسم آرام کرنے کے بعد حرکت میں آتا ہے تو جسم کی قوت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس وقفہ کے درمیان دل کی پیدا کردہ بجلی نے جسم کی تمام بیٹریوں میں کرنٹ دے کر چارج کر دیا ہے اور ان بیٹریوں کا کرنٹ کم ہونے تک جسم اپنی قوت سے کام کرتا رہتا ہے۔ لہذا ہمارا دل ایک جنریٹر کا کام کرتا رہتا ہے جو برابر بجلی پیدا کرتا رہتا ہے اور جسم کے مختلف حصوں کو کرنٹ سپلائی کرتا ہے۔

جسم کا دوسرا حصہ جو ہمیشہ جاگتا رہتا ہے وہ دماغ ہے جس میں پیدا کردہ احساسات رگ اور پٹھوں کے ذریعہ جسم کے مختلف حصوں کو پہنچائے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی مچھر بدن کے کسی میں کاٹتا ہے تو وہ درد فوراً دماغ کو محسوس ہوتا ہے جو ہاتھ کو اطلاع کرتا ہے اور ہاتھ حرکت میں آ کر اس مچھر کو ہٹانے کے لیے حرکت میں آ جاتا ہے۔ اس طرح جو چیز ہم دیکھتے ہیں، اور اس کا عکس ہماری آنکھوں کے ذریعہ دماغ تک جاتا ہے۔ جہاں اس کی تشریح ہوتی ہے اور اس عکس کو سمجھا جاتا ہے لہذا جسم کی ہر حرکت کا دار و مدار دماغ پر ہی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جسم کے نظام کا کنٹرول ٹاور دماغ ہے جہاں سے جسم کی ہر ایک مشین کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ جسم کے کسی بھی حصہ کی تھکاوٹ کا احساس دماغ تک پہنچتا ہے اور وہاں سے اس حصہ کو کام کرنے کا حکم ہوتا ہے اور وہ جسم کی مشین رک جاتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسم کی دو بڑی مشینیں ہیں۔

دل اور دماغ۔ جن کے ذریعہ جسم کی باقی سینکڑوں مشینیں اپنا کام سرانجام دیتی ہیں۔ دل بجلی پیدا کرنے والا کارخانہ ہے اور دماغ اس کا کنٹرول ٹاور ہے اگر یہی دو مشینیں برابر اپنا کام کرتی رہیں تو جسم کی باقی مشینوں سے زیادہ پریشانی نہیں ہوتی اور ان کی مرمت آسانی سے ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر دل کی مشین کام کرنا بند کر دے تو جسم بے جان ہو جاتا ہے اور اگر دماغ اپنا کام بند کر دے تو جسم کا سب نظام کنٹرول سے باہر ہو جاتا ہے اور جسم کی ہر مشین آزاد ہو کر بے لگام اپنا کام کرنے لگتی ہے۔

اس لیے اگر ہم ان دونوں مشینوں کی کام کرنے کی قوتوں کو برقرار رکھیں تو ہمارے جسم کا نظام درست رہتا ہے اور ہماری صحت مناسب حدوں میں برقرار رہتی ہے۔ ان مشینوں کی صحت کے لیے مختلف ادویات کھائی جاتی ہیں مگر کس حد تک فائدہ پہنچا ہے یہ سب کو معلوم ہے۔ مقناطیس خداوند تعالیٰ کا ایک ایسا عطیہ ہے جس میں اپنی پیدا کردہ قوت موجود ہے جو سیکنڈری کرنٹ کی شکل میں ہم لوگوں کو دستیاب ہے۔ اور جب ہمارے جسم کا نظام الکٹریکل قوتوں پر قائم ہے تو اس کرنٹ سے ہم کافی حد تک فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔ لہٰذا سب سے پہلے ہم اپنے کنٹرول ٹاور کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور اس سے جو خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں ان کا طریقہ علاج یہاں بیان کیا جائے گا۔ اگر نظام جسم کا کنٹرول ٹھیک ہے تو ہمارا جسم کام کرنا بند نہیں کرے گا۔ اور اگر یہ نظام ہی خراب ہو جاتا ہے تو زندگی ایک بوجھ ہو جاتی ہے۔

دماغ کے خاص کنٹرول میں دیکھنے، سننے، بولنے اور سمجھنے کی قوتیں آتی ہیں جن کے لیے دماغ مناسب طاقت مہیا کرتا ہے۔ دماغ ہی سب احساسات کو حاصل کرتا ہے اور ان کا تجزیہ کرکے آئندہ کے لیے محفوظ رکھتا ہے۔ اسی کے ذریعہ خیالات احساسات، حرکات وسکنات کنٹرول کیے جاتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہر شخص کے لکھنے کا انداز الگ الگ ہوتا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ رسم الخط دماغ کی قوت اور انداز بیان پر منحصر ہے۔ اسی قوت کے ذریعہ انسانی حرکات عمل میں آتے ہیں

یہ ثابت ہوچکا ہے کہ ہمارا دماغ بجلی کی قوت پر کام کرتا ہے۔ یہ اس سے بھی عام ہے کہ پاگلوں کا علاج بجلی کے کرنٹ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ بجلی کے ذریعہ دماغ کی چھوٹی چھوٹی سینکڑوں بیٹریاں چارج ہوکر اپنا کام شروع کردیتی ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک بالغ دماغ عموماً ۲۰ واٹ بجلی کی قوت پر کام کرتا ہے۔ اسی لیے جب کسی کو سر درد رہتا ہے یا یادداشت کمزور ہوجاتی ہے تو ایسے جسم کے دماغ کی بجلی پیدا کرنے کی قوت کمزور پڑجاتی ہے یا دماغ کے کچھ سیل اپنا کام کرنا بند کر دیتے ہیں۔ اگر یہ سیل دوبارہ چارج کیے جائیں تو دماغی حالت صحت یاب ہوجاتی ہے اور وہ اسی قوت سے کام کرنا شروع کردیتا ہے جو ایک تندرست دماغ کی ہونا چاہیئے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دماغی قوتوں کو برقرار رکھنے کے لیے دماغ کے سیلوں کو برابر چارج کرتے رہنا ضروری ہوجاتا ہے اور خاص کر آجکل کے زمانے میں جبکہ زندگی کچھ اسقدر دشوار ہوگئی ہے کہ دماغ پر مسلسل ایک بوجھ بنا رہتا ہے اس بوجھ کی وجہ سے دماغ کو برابر اپنا کام کرتے رہنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے دماغی سیل کمزور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور جسم کو مختلف بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم اس دماغی بوجھ کو ہلکا نہیں کرسکتے مگر یہ ضرور ممکن ہے کہ دماغی سیلوں کو برابر چارج کرتے رہیں تاکہ ہمارا جسمانی کنٹرول برقرار رہ سکے۔ اس کے لیے مقناطیس بہت مفید ثابت ہوچکا ہے جس میں سیکنڈری کرنٹ موجود ہے اور جو دماغ کے کمزور سیل کو زندگی بخش سکتا ہے۔

لہٰذا ان ہی حالات کے مدنظر کچھ دماغی کمزوریوں کا ذکر اس مضمون میں کیا جارہا ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ اس قسم کی کمزوریوں میں مقناطیس کا استعمال کس طریقہ سے مفید ہوتا ہے۔ یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ ان تمام بیماریوں پر تجربات کیے جاچکے ہیں جن سے جو مفید معلومات حاصل ہوئی ہیں ان ہی معلومات کو یہاں بیان کیا جارہا ہے۔ یہ مضمون بہت سے تجربات کا نچوڑ ہے اس لیے کوئی بھی شخص کسی بھی جگہ اس کا تجربہ کرسکتا ہے۔

نیند نہ آنا

آج کل کے زمانہ میں یہ مرض عام ہوگیا ہے اور عموماً ہر ایسے خاندان میں پایا جاتا ہے جو مختلف مشکلات کا شکار ہوجاتا ہے۔ اس دشوار گزار زندگی میں دماغی سیل اپنی طاقت سے زیادہ کام کرنے کی وجہ سے کمزور پڑجاتے ہیں۔ بیماری کے آغاز میں دماغ کے آرام کا وقفہ کم ہوجانے کی وجہ سے تمام سیل اپنی قوت کو حاصل کرنے سے قاصر ہوجاتے ہیں۔ آہستہ آہستہ آرام کا وقفہ کچھ اسقدر کم ہوجاتا ہے کہ کچھ سیل کو کرنٹ ہی نہیں ملتا اور ان کی بیٹری ڈسچارج ہوجاتی ہے۔ نیند کوسوں دور معلوم ہوتی ہے اور انسان کو ادویات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ ان ادویات کا اثر دماغ پر کم اور خون پر زیادہ ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ جسم کو مختلف بیماریوں کے مقابلے میں اور زیادہ قوت خرچ کرنی پڑتی ہے اور زندگی اور بوجھل ہوکر جسم کو ناکارہ بنا دیتی ہے۔

اس لیے یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ دماغی بیٹریوں کو اس طرح چارج کیا جائے کہ وہ اپنا کام شروع کردیں اور جسم کے دوسرے حصہ اس سے اثر انداز نہ ہوں۔ مقناطیس کا شمالی کنارہ اس کے لیے از حد مفید ہے۔ کوئی بھی تقریباً ... اگاس یا اس سے کم قوت کا مقناطیس لیا جائے۔ اس کا شمالی کنارہ سوتے وقت پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان ۵ سے ۱۰ منٹ رکھا جائے یہ عمل روزانہ دہرانے سے کچھ ہی روز میں دماغی بیٹریاں اپنا کام شروع کردیتی ہیں اور مریض کو مناسب نیند آنے لگتی ہے۔ جب مریض کو نیند حاصل ہوجائے تو اس کا استعمال ترک کردیں۔

اس قسم کا تجربہ کئی مریضوں پر کیا جاچکا ہے جس سے خاطر خواہ نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ مقناطیس کی قوت کا اندازہ اس طرح لگایا جائے کہ بچوں کے معمولی کھلونوں میں استعمال ہونے والے مقناطیس کی قوت ۲۵۰ گاس کے برابر ہوتی ہے

سر درد

موجودہ ترقی یافتہ زمانے کی دوسری دین سر درد ہے۔ زمانے کی مختلف مشکلات اور دماغی کام کی زیادتی۔ نامناسب حالات اور پریشانیاں سر درد کی شکل میں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ سر کے جس حصہ کے سیل کمزور ہوں گے اس حصہ میں یہ درد زیادہ محسوس ہوگا ان سیل کے کمزور ہوجانے کی وجہ سے خون کے دوران میں تبدیلی آجاتی ہے۔ اور پریشانی بڑھ جاتی ہے۔ ادویات کے ذریعہ کچھ دیر کے لیے نجات حاصل ہوتی ہے مگر چونکہ ادویات خون پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں اس لیے کچھ عرصہ کے بعد سر درد کے ساتھ کچھ اور بیماریوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سر درد سے نجات پانے کے لیے ... اگاس کے مقناطیس کا استعمال بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اس مقناطیس کا شمالی کنارہ درد کی جگہ پر ۵ سے ۲۰ منٹ تک رکھنے سے درد کو کچھ ہی دیر بعد آرام مل جاتا ہے۔ اس طریقہ کو متعدد بار آزمایا گیا ہے اور ہر مرتبہ مفید ثابت ہوا ہے۔

آنکھوں کی بیماریاں

آنکھوں کا تعلق دماغ سے ہے جو چیزیں آنکھیں دیکھتی ہیں اس کا تجزیہ دماغ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ خون کی خرابی اور دماغی کمزوریوں کی وجہ سے آنکھوں کو مختلف بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً سوجن، سُرخی، جالا، پھولا، ناخونہ، رتوندا، ڈھلکہ اور بینائی کی کمزوری وغیرہ ایسی بیماریاں ہیں جن کا تعلق آنکھوں کی رگوں اور پٹھوں میں خون کی کمی مانا جاتا ہے۔ رات اور دن کے زیادہ حصہ میں ہمارا سر ہمیشہ اوپر ہی رہتا ہے جس کی وجہ سے آنکھوں میں خون کی سپلائی کم مقدار میں ہوتی ہے۔ جو لوگ آنکھوں کی کثرت کرتے ہیں ان کو آنکھوں کی بیماریوں سے مشکل سے ہی واسطہ پڑتا ہے۔

یہ تجربہ کیا جاچکا ہے کہ آنکھوں کی تقریباً ہر بیماری کا علاج مقناطیس سے کیا جاسکتا ہے۔ مقناطیس کے کناروں کو آنکھیں بند کرکے آنکھوں پر صبح وشام ۵ منٹ سے دس منٹ تک لگانے سے کئی قسم کی بیماریوں کو آرام آجاتا ہے۔ میگنیٹ کا شمالی کنارہ بہت زیادہ مفید ہے۔ مگر ایک میگنیٹ کا شمالی کنارہ دائیں آنکھ پر اور دوسرے میگنیٹ کا جنوبی کنارہ بائیں آنکھ پر ایک ساتھ لگانا بھی مفید ہے اسلئے اگر اس عمل کو برابر کچھ روز کیا جائے تو آنکھوں کی بیماریاں بہت جلد دور ہوجاتی ہیں۔

دانت کا درد

دانت کے درد کی وجوہات مختلف ہیں مگر عام طور پر جب مسوڑوں میں خون کی کمی ہوجاتی ہے تو مسوڑے سکڑنے لگتے ہیں اور دانت کی جڑوں کی رگیں کمزور پڑنے لگتی ہیں۔ ایسی حالت میں دانت کا درد پریشان کرنے لگتا ہے۔ دانت ہلنے لگتے ہیں۔ ایسی حالت میں مقناطیس کا شمالی کنارہ اوپر ہی سے درد کرتے ہوئے دانت پر لگایا جائے تو کچھ ہی دیر بعد آرام آجاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ عمل ایک گھنٹہ تک بھی کرنا پڑتا ہے۔ مگر دو یا تین اور متواتر ۲۰ سے ۳۰ منٹ تک صبح وشام لگانے سے آرام آنا لازمی ہے۔ زیادہ عرصہ تک لگانے سے ہلتے ہوئے دانت بھی جم جاتے ہیں۔

کچھ ایسے بھی دانت کے درد کے کیس ملے ہیں جہاں شمالی کنارہ سے درد کو آرام نہیں ملا۔ مگر جنوبی کنارہ لگاتے ہی ۱۰ منٹ میں ہی سکون محسوس ہونے لگا۔ جہاں دانت میں کیڑا نہیں پڑا ہے اور جرم کا اثر نہیں ہے وہاں جنوبی کنارہ ہی مفید ہوگا۔ بہرحال مقناطیس میں دو ہی کنارے ہیں۔ شمال اور جنوب۔ اگر ایک کنارے سے آرام نہیں ملا تو دوسرے سے ضرور آرام مل جائے گا۔

دماغی امراض

جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ دماغ جسم کا کنٹرول ٹاور ہے اور اگر کنٹرول ٹاور میں ہی خرابی پیدا ہوجائے تو لاعلاج امراض کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دماغی کمزوری ہر ایسے امراض کی شروعات کہی جاسکتی ہے جو بعد میں لاعلاج مرض کہلاتا ہے مثلاً مرگی یا پاگل پن۔ جب دماغ کی بجلی بنانے کی قوت کم ہوجاتی ہے یعنی موٹر پاور کم ہوجاتی ہے تو یہ امراض زور پکڑ لیتے ہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ اس موٹر پاور کو بحال کیا جائے۔ اور دماغی سیل کو چارج کیا جائے۔

دماغی کمزوری کے لیے سب سے بہتر طریقہ ہے مقناطیس کے شمالی کنارہ کا پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان استعمال کرنا۔ تقریباً ... اگاس کا مقناطیس لے کر اس کا شمالی کنارہ سوتے وقت ہر روز رات کو پیشانی پر ۵ سے ۱۰ منٹ تک رکھا جائے۔ احتیاط لازمی ہے کہ سر میں چکر نہ آئیں اور دل کی دھڑکن تیز نہ ہونے پائے۔ اگر ایسا محسوس ہو تو مقناطیس کو اسی وقت ہٹا لینا چاہیئے۔ اس عمل کو متواتر ۱۵ یا ۲۰ روز کرنے سے دماغی قوتوں میں

تبدیلی نمایاں ہونے لگے گی۔ دو ماہ کے برابر استعمال سے ذہنی کمزوری دور ہو جائے گی۔ اور دماغ بہتر کام کرنے لگے گا۔ پڑھنے والے بچوں کے لیے یہ طریقہ بہت فائدہ مند ہے۔

کچھ بچوں کے کیس میں مقناطیس کو اس طرح تکیہ کے نیچے رکھا گیا کہ مقناطیس کا جنوبی کنارہ اوپر رہے۔ اس سے بھی بہت فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ اس طریقہ میں یہ احتیاط لازمی ہے کہ اگر مریض کو نیند میں بے چینی رہے یا نیند نہ حاصل ہو تو مقناطیس کو تکیہ کے نیچے سے نکال لینا چاہئے۔ ایسے مریض کے لیے پیشانی پر شمالی کنارے کا استعمال ہی مفید رہے گا۔

مرگی اور پاگل پن کے مریضوں کے لیے مقناطیس کے شمالی کنارے کا استعمال برابر صبح اور رات کو کرنا چاہئے۔ ہر روز ناشتے سے پہلے اور رات کو سوتے وقت ۱۰ سے ۱۵ منٹ تک مقناطیس کا شمالی کنارہ پیشانی پر رکھا جائے۔ نیز اس مرض میں مریض کو قبض کی شکایت نہیں ہونی چاہئے۔ اسلئے دن میں تین بار آدھا آدھا گلاس مقناطیس کا پانی پلانا ضروری ہے۔ اس پانی کو تیار کرنے کا طریقہ ہے کہ میز پر ایک مقناطیس اس طرح رکھا جائے کہ اس کا جنوبی کنارہ اوپر رہے۔ اس پر پانی سے بھری بوتل یا گلاس رکھ دیا جائے۔ دو گھنٹہ میں ہی یہ پانی تیار ہو جاتا ہے کیونکہ مقناطیسی اثرات اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ یہ پانی پیٹ کے مختلف امراض کے لیے نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ اگر تندرست انسان اس کا استعمال دن میں صرف ایک بار روزانہ کرتا رہے تو شاید ہی اسے کسی مہلک مرض کا مقابلہ کرنے کا موقع ملے۔

دیوانگی عموماً کسی روحانی صدمہ کی وجہ سے ہوتی ہے یکایک کوئی از حد بری خبر سننے کی وجہ سے دماغ کے سیل تیزی سے اپنا کام کرتے ہیں اور جلد ہی اپنی پوری قوت ضائع کر کے کام کرنا بند کر دیتے ہیں۔ نیند غائب ہو جاتی ہے اور از حد غصہ آتا ہے۔ کیونکہ کنٹرول ٹوٹ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اس لیے کوئی بھی جسم کا حصہ کنٹرول میں نہیں رہتا۔ مقناطیس کے کافی عرصہ کے استعمال سے دیوانگی کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس موذی مرض سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کان کا درد اس درد کی وجوہات کان کی پھنسی یا خون کے دوران کی کمی ہے۔ دونوں حالتوں میں کسی لمبے مقناطیس کے شمالی کنارے کو کان کے اندر صبح و شام ۱۰ سے ۱۵ منٹ تک رکھنے سے درد تو فوراً کافور ہو ہی جاتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ مرض بھی غائب ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کان میں درد ہوا تھا۔ اس طریقہ سے اونچا سننے والے کان بھی قوت حاصل کر سکتے ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

نیا افسانوی ادب

م - ح - امام

افسانہ ایک حقیقت پسند منفرد نثری صنف ادب ہے۔ یہ کئی لحاظ سے ناول کی ضد ہے۔ اختصار اس کا وصف خاص ہے۔ یہ بیکراں زندگی کے کسی ایک رخ کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ اس پر آشوب دور میں مصروف ترین لوگوں کے لیے بہترین ذہنی غذا ہے۔ اس کا مقصد کتابوں اور رسالوں کے اوراق پر بکھرے ہوئے ٹیڑھے میڑھے حروف سے دلچسپی رکھنے والوں کو کیف و نشاط سے ہمکنار کرنا نیز انھیں زندگی کے ٹوٹنے اور بکھرنے کے عمل کے اسباب سے باخبر کرتے ہوئے انھیں خواب غفلت سے جگانا ہے۔

ادب محض اظہار واقعہ نہیں بلکہ کسی واقعہ سے متعلق احساسات کی لطیف تنویر ہے۔ یہ لطیف تنویر افسانوی ادب میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔

اردو افسانہ حیدر بخش حیدری، مظہر علی ولا، کاظم علی جوان، شیر علی افسوس، میرامن وغیرہ کے دور میں بطن مادر میں تھا۔ اس نے بیسویں صدی کی پہلی دہائی میں پریم چند اور سجاد حیدر یلدرم کی گود میں آنکھیں کھولیں۔ یہاں حقیقت و رومان کے زیر سایہ اس کی مہک دلآویز ہے۔ پھر یہ ہوش گوش کی باتیں کرتا ہے۔ حالات سے اثر لیتا ہے۔ وطن عزیز کی زبوں حالی پر خون کے آنسو بہاتا ہے۔ طوق غلامی سے نجات کی کامیاب کوششیں کرتا ہے اور انجام کار ۱۹۴۷ء میں یہ آزادی کی رنگینیوں اور سنگینیوں سے دوچار ہوتا ہے۔ خیالات میں وسعت آتی ہے۔ فن پر گرفت سخت ہوتی ہے۔ اچھے برے بیشمار افسانے لکھے جاتے ہیں۔ علی عباس حسینی، کرشن چندر، بیدی، منٹو، اختر اورینوی، عصمت چغتائی، خواجہ احمد عباس، حیات اللہ انصاری، سدرشن، سہیل عظیم آبادی، شکیلہ اختر وغیرہ کے زیر اثر یہ بیدار مغز اور پختہ کار بنتا ہے۔

۱۹۶۰ء سے اردو افسانہ ایک نئی انگڑائی لیتا ہے۔ اس میں ہم ایک نیا عزم و آہنگ دیکھتے ہیں۔ یہاں روایت سے بغاوت کا احساس بھی ابھرتا ہے۔ افسانوی محل تجریدی اور تخلیقی استعاروں کے روشن قمقموں سے سجایا جاتا ہے۔ منہ کا مزہ بدلتا ہے۔ آنکھوں کو نئی روشنی ملتی ہے افسانوں میں داخلی کوائف کی مؤثر ترجمانی سے دل خوش ہوتا ہے۔ اس طرح نئے افسانوی ادب کی داغ بیل پڑتی ہے۔ یہیں سے اردو افسانوں میں لاشعوری سچائیوں کا سراغ بھی ملتا ہے ادب کی کامیاب تفہیم، تجسیم اور تنویر کی اچھی مثالیں ملتی ہیں۔ بلاشبہ انتظار حسین، قرۃ العین حیدر، بلراج کومل، مین را، ظفر اوگانوی، غیاث احمد گدی، کمار پاشی، جوگندر پال، احمد یوسف، شفیع جاوید، شمیم صادقہ، شوکت حیات، م۔ ق۔ خاں، رضوان احمد، حسین الحق وغیرہ سے نئے افسانوی ادب کو معنی کی تہہ داری ملی ہے۔ معنی کی یہ تہہ داری اسوقت تک قائم رہتی ہے جب تک ان کی علامتیں چیستاں نہیں بنتیں۔ نئے افسانوں کا المیہ یہ ہے کہ ان کی علامتیں بیشتر چیستاں ہی معلوم ہوتی ہیں۔ اگر آپ ایسے افسانوں کے خالقوں سے اس سلسلے میں کچھ دریافت کریں تو وہ ایک عجیب شان بے نیازی سے فرمائیں گے "بھئی، ہم اپنی خوشی اور تسکین کے لیے لکھتے ہیں، آپ کے لیے نہیں۔" سنا آپ نے؟

یعنی انھیں قاری کی ضرورت نہیں۔ ذرا ان سے پوچھئے کہ واقعی اگر تم اپنے قول میں سچ ہو تو پھر چھپنے کے لیے اسقدر بیقرار کیوں رہتے ہو؟ کیوں خواہ مخواہ "شام افسانہ" کا اہتمام کرتے ہو؟ کیوں ڈاکٹر مغنی کے اس ریمارک پر ناک بھوں چڑھاتے ہو کہ اس قسم کی تحریر ایک پرائیویٹ ڈائری ہے جو ناگفتنی ہے اور ایسے روزنامچہ کو اپنی موت سے پہلے ہی ضائع کر دینا چاہئے۔

علامت یا استعارہ چیستاں نہیں۔ اسے صحیح ڈھنگ سے برتنے کا گر ایسے افسانہ نگاروں کو ملا وجہی، محمد حسین آزاد اور غالب سے سیکھنا چاہئے، مغرب کے ادھ کچرے افسانہ نگاروں سے نہیں۔ ہر چمکتی ہوئی چیز سونا نہیں ہوتی۔ کھرے اور کھوٹے کی پرکھ لازمی ہے۔ مغرب کا ہر علامتی افسانہ نگار اپنی تخلیق میں حرف آخر نہیں۔ خواہ مخواہ انگریزی، امریکی اور فرانسیسی رنگ و آہنگ کی پیروی کم نظری اور احساس کمتری کی دلیل ہے۔ "کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی" والا انداز نیا افسانوی ادب کے حق میں سم قاتل ہے۔ اندھی تقلید کی عادت اچھی نہیں۔ ورنہ اسلوب اظہار و ترسیل کے چراغ کی لو کبھی تیز نہ ہوگی اور نتیجے میں ایسی

ہر افسانوی تحریر غیر معیاری، ناقص اور مذموم ہوگی۔

نیا افسانوی ادب محتاط روی کا طالب ہے۔ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۵ء تک کے نئے افسانوں کا جائزہ لیجئے تو یہ حقیقت روشن ہوگی کہ ان کے خالق اپنے حال اور اپنی کہاں میں مست ہیں۔ یہ اپنے سامنے کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ خواہ ان کی تخلیق مجذوب کی بڑ کیوں نہ ہو۔ انھیں ماضی سے بیر ہے۔ ہم چنیں دیگرے نیست ان کا شیوہ ہے۔ ہاں، مگر یہ افسانہ نگار اپنی کہانیوں کے لیے عنوانات خوب خوب چنتے ہیں۔ مثلاً الف لام میم، وقنا عذاب النار وغیرہ وغیرہ۔ آپ ایسے افسانوں کو الف سے 'ی' تک پڑھیں یا نہ پڑھیں، ان کی طرف مائل تو ہونا ہی پڑے گا۔ یہ مٹی کا ڈھیر سہی مگر یہاں ٹھٹھکنا ضرور ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان افسانوں میں کہانی پن کی کمی آپ کو پورا افسانہ نہ پڑھنے دے اور آپ ایک نئے ذہنی کرب میں مبتلا ہو جائیں۔

نیا افسانوی ادب اینٹی پلاٹ کہانیوں کا جنم داتا ہے جبکہ افسانے کا تصور قصہ یا کہانی کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ محض تاثرات کی چھینٹ کا نام افسانہ نہیں۔ اینٹی پلاٹ کہانیوں کے واقعات میں عضویاتی ترتیب و تکمیل کی کمی بےطرح کھٹکتی ہے۔ ان میں ابتدا، وسط اور انتہا نام کی کوئی چیز نہیں۔ ان میں ذات کا کرب کی نمائش قابلِ دید ہے۔ اس کی ترسیل کا ذریعہ پیچیدہ بیانی ہے۔ قاری اس انداز بیان سے بیزار ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ یہاں انتشار ہی انتشار ہے۔ یہ افسانے افسانہ کم اور انشائیہ زیادہ ہیں۔

بہر کیف یہ بات خوش آئند ہے کہ ۱۹۷۵ء کے بعد نیا افسانوی ادب پھر ماضی کی تابندہ لکیروں کی طرف مائل ہے۔ اس میں نئی اور پرانی قدروں کا صحت مند امتزاج، حوصلہ افزا ہے۔ اعتدال پسندی کی جھلک ایک روشن مستقبل کی بشارت ہے۔ شاید اب یہ احساس اجاگر ہوا ہے کہ افسانہ برٹرینڈ رسل کی فلسفہ طرازی یا آئنسٹائن کی Theory of Relativity نہیں کہ قاری ان پر گھنٹوں غور و خوض کرے۔ اس کا مقصد کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ ذہنی مسرت فراہم کرنا ہے۔ جدید افسانہ ترسیل کی خامکاری کے سبب یہ ذہنی مسرت بخشنے سے معذور ہے۔

مختصر یہ کہ نیا افسانوی ادب اپنے روشن مستقبل کے تحفظ کی خاطر ابہام، پراگندگی، اور کج فہمی کے حصار سے باہر نکلے۔ ماضی سے منہ نہ موڑے، حال پر گہری نظر رکھے۔ نیم حکیم کی نکیہ نہ بنے۔ بنیادی اقدار کی حفاظت کرے، ماجرے کے در و بست کا بغایت خیال رکھے، وحدت تاثر کا خون نہ کرے، خود ستائیت سے بچے اور کسی ازم کا ڈھنڈورچی نہ رہے۔ اندازِ نظر مثبت ہو اور اندازِ پیشکش واضح، متین اور روشن۔

(پٹنہ سے نشر)

م۔ع۔امام
شعبۂ اردو، مرزا غالب کالج۔ گیا

کرشمہ ساز

شین مظفرپوری

میری نگاہ رہ رہ کر گھڑی پر جا رہی تھی۔ اس دن مجھے ریڈیو کے لیے ایک انشائیہ لکھنا تھا اور دوسرے ہی دن پڑھنا تھا۔ مضمون گرفت میں نہیں آ رہا تھا۔ قلم سنبھالا ہی تھا کہ ایک صاحب آدھمکے۔ کوئی نئے آدمی تھے۔ میں بھنا گیا۔ میں ان کو ٹرخانا چاہتا ہی تھا کہ "اسلام علیکم" کا لڈو پھینک کر انھوں نے میرا منہ بند کر دیا۔ اور میرے "وعلیکم السّلام" سے پہلے ہی ان کا ایک قدم اندر پڑ چکا تھا۔ کہنے لگے۔

"معاف کیجئے گا، میں شاید کام میں مخل ہوا۔ مگر میں بہت دور سے آیا ہوں۔ ایک ضروری بات ہے۔"

ظاہر ہے مجھے قلم رکھ دینا پڑا۔ مجھے شک گزرا کہ یہ صاحب ضرور کچھ بیگار کرانے آئے ہوں گے۔ میں نے بڑی عجلت سے بیزاری کے لہجے میں پوچھا "فرمائیے میرے لائق کوئی خدمت؟"

میں نے احتیاطاً ان کو تشریف رکھنے کو بھی نہیں کہا مگر وہ جھجکتے جھجکتے سامنے والی کرسی پر خود ہی بیٹھ گئے۔ صورت اور لباس سے بھلے آدمی لگتے تھے۔ مجھ جیسے مریل مسکین آدمی سے بھی مرعوب نظر آ رہے تھے۔ بڑے انکسار سے بولے۔

"خدمت ودمت کہہ کر مجھے شرمندہ نہ کریں۔ میں آپ کا دیرینہ مداح ہوں۔ آپ کی چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پڑھتا ہوں۔ آپ کے درجنوں افسانے . . . ."

میں نے فوراً قطع کلام کر دیا "آپ کا بہت بہت شکریہ۔ ذرہ نوازی ہے۔ ورنہ کیا میں اور کیا میرے افسانے میں تو ہنوز طفل مکتب ہی ہوں۔"

"یہ تو فنکارانہ انکسار ہے ورنہ . . . ."

اور پھر ان صاحب نے دو چار ایسی وثامن آمیز تعریفیں کیں کہ میرے جسم میں کئی تولے خون بڑھ گیا۔ اور میرا سرد اخلاق جوش میں آ گیا۔ اور اب میں نے سچ مچ پوچھا۔

"ناچیز تو کسی لائق نہیں پھر بھی کوئی خدمت ہو تو ارشاد فرمائیں۔"

ان کو خاموش دیکھ کر کھٹکا ہوا کہ کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔

بات پھر میں نے ہی شروع کی۔

"ارے ہاں، معاف کیجئے گا۔ جناب کی تعریف؟"

وہ نہایت عجز سے بولے۔

"خاکسار اشرف علی ہے۔ یہ ننگ اسلاف پٹنہ سٹی کے آبائی مکان میں ایک لانڈری اور ایک ہیئر کٹنگ سیلون چلاتا ہے۔"

میں نے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اس گرم جوشانہ التفات پر شاید ان کا بھی ایک تولہ خون بڑھ گیا۔ کہنے لگے۔

"آپ نے مولا بخش نخچیر عظیم آبادی مرحوم کا نام ضرور سُنا ہوگا۔ وہ میرے خاص اپنے دادا تھے۔ اور شاد عظیم آبادی کے مقرب شاگردوں میں تھے۔"

"جی ہاں جی ہاں۔ سُنا کیا ہوگا پڑھا بھی ہے نخچیر عظیم آبادی بڑے پائے کے شاعر تھے۔"

یہ تو میں نے یوں ہی ان کا دل رکھنے کو کہہ دیا تھا ورنہ کسی مولا بخش نخچیر عظیم آبادی مرحوم کے بارے میں میرے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی۔ اشرف علی صاحب نے سہواً یا عمداً بیچ سے آپ نے والد ماجد کا نام حذف کر دیا تھا۔ میں نے توجہ دلائی "آپ کے والد صاحب تو ابھی بفضلہٖ . . . ."

"جی نہیں ان کا سایہ بھی اُٹھ چکا ہے۔ رسول بخش نام تھا اور دیگر تخلص کرتے تھے۔"

"ماشاءاللہ۔ ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔ آپ بھی تو کچھ . . . ."

"جی نہیں۔ اسلاف کی روایت کو میں آگے نہیں بڑھا سکا دراصل شاعری مجھ سے بدک گئی۔"

"پھر بھی آبا و اجداد کا کچھ اثر تو ہونا ہی چاہیئے۔"

اشرف علی صاحب کی باچھیں کھل گئیں اور انھوں نے انکشاف کیا۔

"میں نثر نگار ہو کر رہ گیا۔"

میں نے کہا "چلئے یہ بھی اچھا رہا۔ آپ کو نثر سے

آی

ل کر سمندر میں آگئے۔ اور آپ تو خاکسار ہی کی برادری کے نکلے
رمیں بھلا کیا لکھتے ہیں ؟"

وہ ہنس کر بولے "یہی تنقید وغیرہ"
یہ سن کر تو میرا خون خشک ہونے لگا کہ نقاد کے رو
و ہونے کا حادثہ گزر گیا ہے۔ مگر کچھ شک بھی گزرا کہ فنکار
دآئے دن کند چھری سے ذبح کرنے والا اور اس کی تخلیقات
ی آبرو کی دھجیاں اڑانے والا قصائی کم از کم اسقدر مسکین صورت
ر اسقدر نیاز مند نہیں ہو سکتا۔

میں ذرا دب کر اور حیرت سے پوچھا "آپ نقاد ہیں
ر بھی آپ کو مجھ جیسے کوڑا کرکٹ سے یہ عقیدت اور ...."

وہ بیچ ہی میں ذرا جھینپ کر بول پڑے "آپ سمجھے
یں۔ میں دراصل سماجی اور سیاسی تنقید نگاری کرتا ہوں۔"

اب میری جان میں جان آئی اور میں نے وضاحت
اہی "گویا آپ اخبار میں ایڈیٹوریل وغیرہ لکھتے ہیں"

وہ ذرا سوچ کر بولے "ایڈیٹوریل وغیرہ تو نہیں ہاں
اسلے اور مضمون وغیرہ لکھ لیتا ہوں۔ پندرہ سال کے سارے
اشتے میرے پاس محفوظ ہیں۔

دھیرے دھیرے پردہ اٹھنے لگا تو میں نے محسوس کیا
ہ بڑی دلچسپ شخصیت نے غریب خانے کا رخ کیا ہے۔
یں نے کریدا "آپ کے موضوعات اور مسائل کیا ہوتے ہیں؟"

فرمایا "کچھ خاص موضوع تو نہیں بس یہی حالات حاضرہ
قہ وارانہ فسادات، اردو کی زبوں حالی، مسلمانوں کی بے چینی
ر پسماندگی، اقلیتی اداروں میں دھاندلی، ملک میں رشوت
ی گرم بازاری، میونسپلٹی کی کام چوری، کارپوریشن کی حرام خوری،
لک کی لعنت، جہیز کی وبا وغیرہ وغیرہ۔ اگر کوئی مراسلہ طول
ڑ گیا تو مضمون بن گیا سینکڑوں لکھ چکا ہوں۔

میری سمجھ میں اچھی طرح آگیا کہ اشرف علی ولد رسول بخش
بگر ولد مولا بخش نخچیر کیا چیز ہیں۔ اردو اخبارات میں ان کے
بیلے سے تو میں متعارف تھا ہی البتہ آج اس قبیلے کا ایک
یدہ نمائندہ میرے روبرو تھا۔ میں نے پوچھا۔

"تب تو اخبار والے آپ کے بے حد شکر گزار ہوں گے
ر اخباروں کی سیل بھی بڑھ جاتی ہوگی؟"

اشرف علی صاحب دو رخی ہنسی ہنسے۔ ویسے تو مجھے
علوم ہی تھا کہ اس قبیل کے مراسلہ نویسوں کی پھٹیچر اخباروں میں
ی کیا وقعت ہوتی ہے۔ جیسی روح ویسے فرشتے والا معاملہ
ہتا ہے۔ میں نے پھر کریدا۔

"آپ تو ماشاء اللہ بڑی لگن اور بڑی صلاحیتوں والے
لم کار ہیں۔ کچھ اور بتائیے۔ کوئی کتاب؟ کوئی تصنیف؟"

"کچھ خاص نہیں۔ بک سیلروں کی فرمائش پر چند کتابیں
لکھی ہیں۔" وہ دانشورانہ ادا سے بولے۔

"مثلاً کیا کیا؟"

کہنے لگے "اردو کا نیا قاعدہ۔ بہار کے بڑے لوگ۔
چھی عادت سیکھو۔ پڑھو اور آگے بڑھو۔ کلید فارسی حصہ اول۔
کایات سعدی اردو۔ بیربل وملا دوپیازہ کا مناظرہ، نیا قاعدہ
غدادی، رنگین لطائف، عجائبات دنیا وغیرہ۔ چند کتابیں اور
ہی ہیں۔ یہ سب کتابیں مارکیٹ میں چل رہی ہیں۔"

اشرف علی صاحب کی فہرست پر میں دنگ رہ گیا۔
پوچھا "یہ عجائبات دنیا کیا فسانۂ عجائب کا شرح نامہ وغیرہ ہے؟"

"نہیں۔ یہ دنیا کی عجوبہ چیزوں کے بارے میں چوبیس
صفحوں کی باتصویر کتاب ہے۔"

"کیا اس میں آپ کی تصویر بھی ہے؟" میں فوراً سنبھلا
"میرا مطلب ہے کیا کسی کتاب میں آپ کی تصویر بھی ہے؟"

بولے "کسی پبلشر کو تو کبھی توفیق نہ ہوئی۔ ایک کتاب
کے لیے خود بلاک بنوا کر دیا تھا مگر پریس والے نے غارت
کر دیا۔ پورے چہرے کی تصویر میں بس چشمہ ہی سمجھ میں آتا ہے۔"
پھر اچانک جیسے اشرف علی صاحب کو کچھ یاد آگیا تو فرمایا
"کبھی کبھی ریڈیو پر بھی آپ نے خاکسار کو سنا ہوگا۔"

"کیوں نہیں کیوں نہیں۔ ریڈیو والے بھی تو بڑے جوہر شناس
لوگ ہیں۔"

ذرا دیر کے وقفہ سے اشرف صاحب بولے "وہ
ضروری بات تو رہ ہی گئی۔"

"ہاں ہاں فرمائیے"۔ میں ذرا چوکنا ہوا کہ الٰہی خیر۔
شجرۂ نسب سے لے کر ادبی کارگزاریوں تک سب کچھ تو ہو
ہی چکا، اب کیا باقی رہ گیا تھا۔

ذرا جھجک کر بولے "آپ کو ایک زحمت دینے آیا
ہوں۔ مگر ہمت نہیں پڑتی زبان کھولنے کی۔"

"مجھ سے تو گھر کا چوہا تک نہیں ڈرتا۔ بھلا آپ کیا
ہچکچاہٹ۔ آپ تو ادیب اور صحافی ٹھہرے۔"

"لیکن میں افسانہ نگار اور ناول نویس تو نہیں۔"

"بھئی افسانہ نگار ہی کے کون سے سرخاب کے پر
لگے ہوتے ہیں۔ ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں۔ آپ بات
تو بتائیے۔"

"بات یہ ہے ۔ بات یوں ہے ۔ میرا مطلب ہے"

"جھجکئے نہیں۔ فرمائیے کیا بات ہے۔"

میرے حوصلہ بڑھانے پر وہ بے دھڑک بول پڑے
"آپ ایک ناول لکھ دیجئے۔ میری لائف اسٹوری۔ میرے نام سے
میں بھی اپنی بساط بھر آپ کے لیے کچھ کر دوں گا۔"

میں سکتے میں آگیا اور ٹکر ٹکر ان حضرت کی صورت
دیکھنے لگا۔ واقعی جرأت اور صاف گوئی اس کو کہتے ہیں۔ میرے
دم بخود رہ جانے کو انھوں نے نیم رضا کا سگنل سمجھا۔ کہنے لگے
"کسی دن موقعہ دیجئے تو میں آپ کو اپنی داستان حیات کھل کر
سنا دوں۔ اس پر تو فرسٹ کلاس فلم بھی بن سکتی ہے۔"

میں نے تقریباً گڑگڑا کر کہا "اشرف علی صاحب میں
خود اپنی سادہ اور سپاٹ زندگی پر مبنی کہانی تک تو لکھ نہ پایا
بھلا آپ کی رنگارنگ پیچدار زندگی پر ناول کا پروجیکٹ
کیسے چلا پاؤں گا۔ للہ ایسی باتوں سے مجھے مزید شرمندہ
نہ کریں۔"

لیکن وہ میرے عاجزانہ انکار سے مایوس نہیں ہوئے۔
چلتے چلاتے بھی مجھے یوں وحشت زدہ کر گئے "آج تو خیر کم کر
بات نہ ہو سکی کسی فرصت کے دن پھر حاضری ہوگی۔"

خدا خدا کر کے جان تو چھٹی مگر یہ عجوبۂ روزگار شخصیت
دو تین ماہ تک میرے تعاقب میں رہی۔ جب کسی طور میں نے
حامی نہیں بھری تو وہ پسپائی اختیار کر کے انڈر گراونڈ ہو گئے۔
مگر مولا بخش نخچیر کے پوتے اشرف علی نے مجھے ایک ریسرچ کے
چکر میں ضرور ڈال دیا تھا۔ شہر میں "باقیات الصالحات" کے طور پر
شاد عظیم آبادی کے ایک ثقہ شاگرد ہنوز موجود ہیں۔ ان سے
رجوع کیا تو انھوں نے نشاندہی کی کہ شاد کے خانساماں کا نام
مولا بخش تھا۔ تیز اور زندہ دل آدمی تھا۔ ماحول اور صحبت کے
فیض سے ٹوٹی پھوٹی تک بندی کر لیا کرتا تھا۔ یاروں نے
اس کا تخلص کف گیر رکھ دیا تھا۔ شاد کی تو ڈیوڑھی کے کوڑے
کچرے سے بھی دس بیس ردی اشعار کے پرزے نکل آتے
ہوں گے۔ ممکن ہے انہیں برکتوں کے طفیل وہ خانساماں چپکے
چپکے اپنی بیاض بھی چالو کیے رہا ہو۔ اور پھر بعد میں نیرنگیٔ زمانہ
نے اس کو کفگیر سے نخچیر بنا دیا ہو۔ مگر بہار کی تاریخ شاعری
اس نام کی گواہی دینے سے قاصر ہے۔

دھیرے دھیرے اشرف علی صاحب مع آبا و اجداد
میرے ذہن سے محو ہو گئے۔ مگر تین سال بعد کل شام کو
غریب خانے پر اشرف علی صاحب نے اچانک ایک دھماکہ
کیا۔ ایک بڑا سا پیکٹ میز پر رکھتے ہوئے فرمایا "یہ رہی
تین تین خوشخبریوں کی مٹھائی۔

ان کو اسقدر ہشاش بشاش اور اس طرح چہکتے دیکھ کر
میں بھونچکا سا رہ گیا۔ قبل ازیں کہ میری زبان کو حرکت ہو وہ
خود ہی خوشخبریوں کی گنتی کرنے لگے "نمبر ایک: مجھے
ادبی خدمات کا مشہور ایوارڈ ملا ہے۔ نمبر دو: میری نگارشات
کے مجموعہ 'بکھرے موتی' نے اول انعام پایا ہے۔ نمبر تین:
میرے دادا جان مولا بخش نخچیر عظیم آبادی مرحوم کے نادر دیوان
کو چھاپنے کے لیے آٹھ ہزار کا گرانٹ منظور ہوا ہے۔"

تین سال بعد اشرف علی صاحب نے کرشمہ دکھا کر ایک بار
پھر مجھے سکتے میں ڈال دیا۔ میں دل ہی دل میں "ادارہ ادب سوز
ادب ساز" کی فیاضانہ کرامات کا قائل ہوتا رہا اور خوش نصیب
اشرف علی صاحب میرے منہ پر مٹھائی کا پیکٹ مار کر چل دیئے۔
(پٹنہ سے نشر)

شین مظفر پوری
مراد پور۔ پٹنہ ۔ ۴ ۸۰۰۰۰

رفتہ رفتہ روشنی کا یہ سفر جاری ہوا
میرے لب کو کھولتے ہی بے خبر جاری ہوا
ذہن پر اک بارش نوازش ہونے لگی
خود بخود اٹھا قلم عرض ہنر جاری ہوا
نرم و نازک پتیاں اشجار کی گرنے لگیں
موسموں کے دائرے میں ڈٹ کر جاری ہوا
ہم خرد کے راستے منزل تلک پہنچے مگر
بے خودی کا سلسلہ تو رات بھر جاری ہوا
پھر غزل کہنے کی دھن ماحول پر طاری ہوئی
صفحۂ قرطاس پر وہ نام ور جاری ہوا

میں نے جب لکھنا سیکھا

ملک راج صراف

میرا جنم گزشتہ صدی کی آخری دہائی کے وسط میں صوبہ جموں میں میدانِ جنگ میں دادِ شجاعت پانے والے سپاہیوں کے مشہور وطن سانبہ میں ایک خوشحال گھرانے میں ہوا تھا لیکن حالات کچھ ایسے پلٹے کہ ابھی میں مقامی پرائمری سکول میں داخل نہیں ہوا تھا کہ والدین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور ہم دو بھائی بے یار و مددگار نان شبینہ تک کے لیے محتاج ہو گئے۔ اسی عالم کسمپرسی میں ہی میری عمر گیارہ سال ہو گئی۔ دن رات کسی دکان یا مکان پر کوئی معمولی سا دھندہ کر کے شکم پری کرتا اور بس۔ بالآخر اچانک ایک خوشگوار صبح کو میرے قدم اسکول کی جانب اُٹھنے لگے اور میں نے بھوک اور ننگ کا سامنا کرتے ہوئے بھی تعلیم حاصل کرنے کی ٹھان لی۔

کمسن ہم جماعتوں کے مقابلے میں عمر میں کہیں بڑا ہونے اور عادتاً محنت کے ساتھ پڑھائی کرنے کے کارن میں نے جلد ہی سبھی استادوں اور طلبہ کے دلوں میں ایک خاص مقام حاصل کر لیا۔ میں ان کا جتنا پُر خلوص احترام کرتا، وہ مجھے اتنی ہی شفقت اور محبت سے نوازتے۔ بارہا مختلف استادوں اور دوسرے مقامی بزرگوں کا من بھر سودا سلف کندھوں پر لادے ہوئے سانبہ اور راجدھانی جموں کے درمیان چھبیس میل کا فاصلہ پیادہ طے کرتے ہوئے میں ایسا سکونِ قلب محسوس کرتا کہ کچھ مت پوچھیے۔ اس سازگار اور حوصلہ افزا ماحول میں وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ انہی ایام میں لاہور سے چھپنے والے اخبار 'عام' اور 'راجپوت گزٹ' کے چند پرچے بعض سانبہ نواسیوں کے ہاں آتے تھے جن کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پڑھنے میں بڑا مزہ آنے لگا۔ فوجیوں کی دھرتی میں قدرت گویا مجھے قلم کا دھنی بنانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ طفلِ مکتب کے دل میں اخبار بینی کا شوق جنون کی حد تک پہنچ گیا۔ اسی جنون نے مجھے انجام کار اخبار نویسی کی شاہراہ پر ڈال دیا۔

۱۹۱۵ء میں اکیس برس کی عمر میں میٹرک پاس کرنے کے بعد پرنس آف ویلز کالج جموں میں داخل ہو گیا۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ اسی سال میرا پہلا مضمون کشمیری میگزین میں چھپا تھا۔ یہ ہفت روزہ اخبار مشہور مورخ منشی محمد الدین فوق کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا تھا جن سے بعد میں انتہائی قریبی معاصرانہ تعلقات بھی قائم ہوئے۔ اسی اثنا میں کالج میگزین 'توی' میں بھی قلم آزمائی کے مواقع فراہم ہونے لگے۔ گویا میری خامہ فرسائی کا آغاز آج سے ستر برس پہلے ہو چکا تھا، تاہم ابھی اس کی مخصوص سمت متعین نہیں ہوئی تھی اور اس کے بعد اس کی نوک پلک کو بھی تو سنوارنا تھا۔

۱۹۱۹ء میں پرنس آف ویلز کالج جموں سے بی اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد خلافِ طبع لیکن بڑے بھائی کی خواہش کے احترام میں، میں لا کالج لاہور میں داخل ہو گیا۔ اسی سال ماہ اپریل کی تیرہ تاریخ کو یعنی بیساکھی کے روز جلیانوالہ باغ امرتسر میں انگریز جنرل ڈائر نے ان گنت نہتے ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی دیش بھگتوں کو اندھا دھند فائرنگ میں بھون ڈالا تھا جس سے ملک بھر میں برطانوی سامراج کے خلاف زبردست ہیجان پیدا ہو چکا تھا۔ آج کی طرح اسوقت بھی پنجاب کا تذکرہ زبان زدِ عام تھا، البتہ ایک بنیادی فرق کے ساتھ، آج پنجاب قومی یکجہتی کے واسطے خطرے کی گھنٹی بن رہا ہے۔ اسوقت بھی پنجاب میں لہو بہہ رہا تھا مگر پورے دیش کو آپسی بھائی چارے کے ایک رنگ میں رنگنے کے لیے۔ لاہور تو دیش بھگتوں کا مسکن بن گیا تھا۔ اسی سال امرتسر میں انڈین نیشنل کانگریس کا تاریخی اجلاس منعقد ہوا جس میں بے شمار نوجوانوں کی طرح، میں بھی شامل ہوا۔ گاندھی جی کے علاوہ بہت سے دوسرے قومی رہنماؤں کے خیالات سُن کر ایسے محسوس ہوا کہ بدیسی راج سے نجات حاصل کرنا ہی زندگی کا حقیقی مقصد ہے۔ اسی دوران گاندھی جی نے سرکاری تعلیمی اداروں کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ قانون کی تعلیم میں جی پہلے ہی نہیں لگتا تھا، میں نے بھی لا کالج کو چھوڑ دیا۔ انہی دنوں شیرِ پنجاب لالہ لاجپت رائے امریکہ سے واپس لاہور پہنچ گئے تھے۔ آپ ایک جادو بیان مقرر تھے اور تلوار سے بڑھ کر قلم سے کام لینے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ بعد میں کانگریس کے صدر بھی رہے۔ جو فخر آج تک کسی دوسرے پنجابی کو حاصل نہیں ہوا ہے لالہ جی نے لاہور سے مشہور اردو روزنامہ 'بندے ماترم' جاری کیا، خوش قسمتی سے مجھے بھی ان کے اسٹاف میں سب ایڈیٹر کے طور پر ملازمت مل گئی، اس طرح باقاعدہ اخبار نویس کے طور پر میری زندگی کی ابتدا ۱۹۲۰ء سے شروع ہوتی ہے اور میں اسے اپنی انتہائی خوش نصیبی پر محمول کرتا ہوں کہ میں نے جنگِ آزادی کے ایک تاریخی موڑ پر لالہ لاجپت رائے ایسی تاریخ ساز شخصیت کے قدموں میں زانوے ادب طے کر کے صحافت کے پہلے سبق سیکھے۔

مسلسل جد و جہد اور لگاتار ریاضت کا جذبہ خدا نے میرے خمیر میں گوندھا ہے۔ 'بندے ماترم' میں کام کرتے ہوئے مجھے بار بار اپنی ریاست سے پہلا اخبار جاری کرنے کا خیال آنے لگا، اور آخر ایک روز لاہور کو چھوڑ کر جموں چلا آیا۔ جہاں تین سال سے زائد عرصہ تک طویل اور کٹھن جد و جہد کے بعد ۱۹۲۴ء میں جموں و کشمیر کا اولین اخبار 'رنبیر' جاری کرنے میں کامیاب ہو۔ ریاست میں سیاسی و سماجی بیداری لانے میں 'رنبیر' نے جو بھرپور حصہ ادا کیا ہے اور اس کی پاداش میں اسے اور مجھے جس طرح کئی بار شاہی عتاب اور بعض اوقات غلط کار رہنماؤں کے غیظ و غضب کا تختۂ مشق بننا پڑا۔ وہ ایک الگ داستان ہے۔ مجھے اطمینان ہے تو یہ کہ قید و بند، جلاوطنی اور دیگر سختیوں میں بھی میرے پاؤں ڈگمگائے نہیں اور اگر حصولِ آزادی کے بعد مجھے پدم شری ایسے انعامات و اعزازات سے نوازا گیا تو بھی اللہ کے فضل سے اپنے جامے میں ہی سمایا رہا۔

میں اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ بچپن میں مجھے کن حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ غالباً اسی پس منظر کے باعث مجھے بچوں سے ہمیشہ گہرا اُنس رہا ہے۔ چنانچہ اسی جذبہ کے زیرِ اثر میں نے ۱۹۲۴ء میں جموں سے بچوں کے لیے اُردو ماہنامہ "رتن" جاری کیا جو تقسیم وطن تک جاری رہا۔ "رتن" کا شمار دنیا بھر کے بچوں کے بہترین رسائل میں ہوتا تھا۔ 'رنبیر' اور 'رتن' میں جہاں اردو دنیا کے بلند پایہ ادبا و شعرا کی تخلیقات شائع ہوئی تھیں، وہاں ان کی بدولت نئے لکھنے والوں کی ایک خاصی تعداد معرضِ وجود میں آئی۔ اور نئی نئی کتابوں کی اشاعت کے لیے میں نے راج محل پبلشرز کے نام سے ایک ادارہ بھی قائم کیا۔ اس ادارہ نے اثر لکھنوی کا گیتا کا منظوم اردو ترجمہ 'نغمۂ جاوید'، پریم ناتھ پردیسی کا پہلا افسانوی مجموعہ 'ہماری دنیا'، محمد عمر (نورالٰہی) کا 'بیخم مدہم'، اور بچوں کے لیے راجہ مہدی علی خاں اور کندن لال کی کئی کتابیں شائع کی ہیں۔ 'پاکستان کی یاترا' کے نام سے میں نے اپنا ایک سفرنامہ بھی شائع کیا ہے۔ جسے ۱۹۸۱ء میں اردو کی بہترین کتاب کے طور پر کلچرل اکیڈمی کے انعام کا مستحق قرار دیا گیا تھا۔ حال ہی میں، میں نے 'نقوشِ رنبیر' کے نام سے ایک تاریخی کتاب شائع کی ہے جس میں ایک سو بتیس ایسے معروف و

غیرمعروف شعرا کا منتخب کلام دیا گیا ہے جو ۱۹۲۴ء سے لے کر ۱۹۶۲ء تک زنبیر میں چھپتا رہا ہے اور جس کی ایک اپنی مخصوص اہمیت ہے۔

ایک اخبار نویس اور ادیب کے طور پر سماجی اتھل پتھل سیاسی اتار چڑھاؤ اور مختلف شخصیات کو نزدیک سے دیکھنے اور سننے کی لگن نے میری زندگی کو صحیح معنوں میں ناقابل فراموش یادوں سے مالا مال کر دیا ہے۔ اسی لگن میں امریکہ، روس چین اور کئی ملکوں کی سیاحت کر چکا ہوں اور ان دوروں کے تاثرات کو قلمبند کر چکا ہوں۔ میں نے زار روس، ہٹلر اور مسولینی کے ساتھ ساتھ برطانوی راج کے کبھی نہ ڈوبنے والے سورج کو صفحہ ہستی سے مٹتے دیکھا ہے۔ گاندھی، لینن، روزویلٹ، چرچل اور ماؤزے تنگ کے عروج کو دیکھا ہے۔ دیسی حکمرانوں کے عبرتناک زوال کو دیکھا ہے اور ابھی کون جانے کیا کیا دیکھنا باقی ہے۔ میری مقدور بھر کوشش رہی ہے کہ دیانتداری سے کسی خوف یا رو رعایت کے بعینہ اپنے مشاہدات اپنے قارئین تک پہنچاتا رہوں۔ آج مجھے یہ اعتراف کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ جہاں کئی اہل قلم اپنے فرائض منصبی سے شدید کوتاہی برت رہے ہیں۔ وہاں بیسوں دیگر فنکار اس مقدس پیشہ کی بہترین روایات کی آبیاری میں قابل تحسین اور لائق تقلید رول ادا کر رہے ہیں۔ ملک و قوم کے درخشندہ مستقبل کی ضمانت یہی دوست ہیں جنھوں نے حق و صداقت کے پرچم کو مضبوطی سے تھام لیا ہے۔

(سرینگر سے نشر)

ڈاکٹر منشاالرحمٰن خاں منشا

زخم کے فانوس یا شمع وفا روشن کرے
خانۂ دل کو بہر صورت خدا روشن کرے
لائق صد آفریں ہے اس کا عزم معتبر
آندھیوں کی زد پہ جو اپنا دیا روشن کرے
ایک مدت سے ہے ہم کو ایسے سورج کی تلاش
جو چمک کر ذرہ ذرہ کی قبا روشن کرے
غم زدوں کے آنگنوں میں نور کی برسات ہو
بجلیاں ایسی بھی کچھ غم کی گھٹا روشن کرے
شعلۂ جوالا سینے میں ایک ایسا چاہیے
مشعل جاں کو بھی جو بے انتہا روشن کرے
یوں دلِ پرخوں میں اترے عکس ان کی یاد کا
نقرئی ہاتھوں کو جوں رنگِ حنا روشن کرے
اے مری اردو زباں لاکھوں بہاروں کی بہار
تیرا مستقبل مری مخلص دعا روشن کرے
لہجۂ منشا کو بھی اے کاش ہو جائے عطا
وہ کھنک جو قسمتِ حرف و نوا روشن کرے

(ناگپور سے)

افسانہ

آخری سفر

نثار پاشا

لفظوں کی جادوگری نہ کہئے گا تو پھر اور کیا کہئے گا۔ اسے ابھی جو آپ نے لفظ "آخری سفر" سنا تو سنتے ہی آپ کے پھیپھڑے کی دبیز ترین تہہ سے ایک لمبی سی آہ نکل کر خلاؤں میں کہیں گم ہو گئی۔ اور پھر "آج انکی کل ہماری باری ہے"، کہہ کر آپ آسمان کی طرف یوں دیکھنے لگے جیسے فرشتۂ اجل اب آیا ہی چاہتا ہے۔ نگاہیں ابھی جھپکنے بھی نہ پائیں کہ آپ خیالوں کے سہارے اس مکان میں پہنچ گئے۔ جس کے ایک کمرہ میں سفید چادر میں لپٹی غالباً کسی مرحوم کی میت رکھی ہوئی ہے۔ سسکنے اور رونے کی مختلف آوازیں اپنا جادو جگا رہی ہیں۔ باہر دو دو، چار چار کی ٹولیوں میں بیٹھے لوگ خوش گپیوں میں مشغول ہیں۔ سگریٹ، پان کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ کوئی اس بات کا شاکی ہے کہ مرحوم کے یہاں ڈیڑھ روپے جو باقی رہ گئے ہیں، اسے کوئی ادا کرے گا بھی یا نہیں۔ کوئی اس بات پر مسرور ہے کہ مرحوم کے تین روپے اس کے پاس رہ گئے ہیں اور انشاءاللہ قیامت سے پہلے ادا کرنے کی زحمت اسے نہیں اٹھانی ہے۔ کوئی اس بات پر کفِ افسوس ملنے کا پروگرام بنا رہا ہے کہ مرحوم اپنے ساتھ اس ناشتے اور چائے کا بوجھ بھی لیے جا رہے ہیں جو ہر شام ان کی وساطت سے انھیں میسر ہوتا تھا۔ اور مرحوم کی بیوہ اس لیے غمگین ہیں کہ انھیں میک اپ اور شاپنگ کرنے کا شوق اب مجروح ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ غرضیکہ ہر شخص اپنے اپنے کاموں میں اس طرح سرگرم عمل ملے گا جیسے پھر کبھی ایسا سنہرا موقع زندگی میں نہیں آنے کو ہے۔

ویسے تو لفظ "سفر" اپنے میں کوئی خاص کشش نہیں رکھتا مگر ایک لفظ "آخری" نے یہ گل کھلایا کہ ایک پوری داستان دلخراش کا یہ ضامن بن گیا۔ لیکن میں جو آخری سفر کا مسافر ہوتے ہوئے بھی آپ سے محو گفتگو ہوں تو ظاہر ہے کہ یہ میرا آخری سفر کچھ دوسری نوعیت کا ہے۔ اور جو یقیناً کسی چچا کا مرہون منت ہے۔

پتہ نہیں کس افتاد نے ایک شاعر کو یہ کہنے پر مجبور کیا تھا کہ

سفر ضرور ہے اور عذر کی مجال نہیں
مزہ تو یہ ہے نہ منزل کا پتہ ہے نہ راستہ معلوم

مگر میرے ساتھ غضب یہ ہوا کہ مجھے منزل کا بھی پتہ تھا اور راستہ بھی معلوم تھا۔ اور سچ پوچھئے تو اسی "معلومیت" نے میرے وجود کو یوں جھنجھوڑ کر رکھ دیا کہ میں خود مضمحل خلاؤں کا بوسیدہ لباس بن کر رہ گیا ... جبکہ مجھ کو ہی نہیں بلکہ شبراتی میاں سے لے کر جمراتی میاں تک کو یہ حق حاصل ہے کہ جب بھی اور جہاں کا بھی چاہے، وہ سفر کر سکتا ہے اور خوب ٹھسّے کے ساتھ کر سکتا ہے۔ تو میں نے کیا برا کیا کہ ایک نئے سفر کے لیے خود کو آمادہ کیا کہ ایک دن صبح ہی صبح چچا خیرو غریب خانہ پر تشریف لائے۔ تشریف لانا، ویسے قابل ذکر بات نہ تھی مگر ان کے نامعقول سوالوں کے سنگریزے خلاؤں میں یوں بکھرنے لگے کہ میں نے گھبرا کر موت کی دعائیں مانگ لیں۔ البتہ یہ نہیں یاد ہے کہ کس کے لیے موت کی دعائیں مانگی تھیں۔ اپنے لیے یا ان کے لیے ...... بہرحال، ابھی دعاؤں نے اپنا اثر دکھایا بھی نہیں تھا کہ چچا خیرو چہکنے لگے۔

"بھئی! تم تو سفر ایکسپرٹ ہو۔ اس مرتبہ کہاں کے ارادے ہیں ـــــ ؟"

"جہاں جہاں کا بھی آب و دانہ ہوگا؟" میں نے مختصراً جواب دیا۔

"بھئی! یہ کیا بات ہوئی۔ آخر طے تو ضرور کیا ہوگا؟"

"چچا جان! میں اس بات کا فیصلہ دورانِ سفر ہی کرتا ہوں۔"

"بھئی ماہر فن یعنی ماہر سفر اسی کو کہتے ہیں۔ اور ایک ہم ہیں کہ ہفتوں پہلے پروگرام کی تراش خراش میں لگے رہتے ہیں تب کہیں جا کر سفر کے قابل ہوتے ہیں۔ خیر اب یہ بتاؤ کہ ٹرین سے جانا ہے یا بس سے؟"

میں نے کہا "اس مرتبہ تو اسکوٹر سے پروگرام ہے۔"

"کیا کہا، اسکوٹر سے؟"

"جی ہاں اسکوٹر سے۔ آپ کو کوئی اعتراض؟"

"ارے بھئی! مجھے کیا اعتراض ہوگا۔ میں تو خود اسکوٹر سے سفر کی دیرینہ آرزوؤں کو سینے میں دبائے بیٹھا ہوں۔ اسکوٹر سے سفر کی بات ہی کچھ اور ہے۔ ہواؤں کی رفتار سے بھی سفر کروں تو گھاس پات سے لے کر دیو قامت پہاڑ تک ننگا ہوں کے سامنے رہتے ہیں۔" پھر کچھ سوچ کر بولے "مگر ان کے لیے کچھ کچھ پریشان کن ہوگا۔"

میں چونکتے ہوئے پوچھا "کس کیلئے پریشان کن ہوگا؟"

خیرو چچا نے کھلتے ہوئے فرمایا "ارے بھئی تمہاری چچی جان کے لیے، اور کس کے لیے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے، مگر چچی جان کا ذکر خیر یہاں کیونکر نازل ہو گیا؟"

خیرو چچا نے ایک نامعلوم شگاف قسم کا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "میاں! تمہاری چچی جان بضد ہیں کہ اس مرتبہ وہ مع اہل و عیال و متعلقین کے، تمہارے ساتھ سفر کریں گی۔"

"یہ کرم نوازی کس سلسلے میں ہے چچا جان؟"

"اس لیے کہ تم محلّے کے مانے ہوئے سیاح ہو اور شہر کی گلیوں گلیوں بلکہ ذروں ذروں سے تمہاری شناسائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمہارے ساتھ انہیں جو لطف آئے گا، وہ کسی اور کے ساتھ نہیں۔"

چونکہ وقت بہت کم تھا اس لیے خیرو چچا کو دو دنوں کے بعد ملنے کا مشورہ دے کر میں اپنے کاموں میں لگ گیا۔ اللہ اللہ کر کے شام ہوئی اور رمضانی میاں رکشہ لے کر آگئے۔ لیکن دروازے پر بیک وقت پانچ عدد رکشے نظر آئے تو میں اپنا گریبان پھاڑنے کی منزل پر پہنچ چکا تھا۔ مجھ پر نظر پڑتے ہی خیرو چچا کی آوازیں میرے پردۂ سماعت پر ماڈرن آرٹ کی تشکیل میں مصروف ہو گئیں۔

"وہ تو عزیزم، بھلا ہو رمضانی میاں کا جس نے بتایا کہ تم آج ہی سفر پر روانہ ہو رہے ہو۔ بس ہم بھی تیار ہو گئے۔" اس وقت جو میری حالت تھی وہ بیان نہیں کر سکتا کیونکہ ابتک اس حالت کو کوئی نام نہیں دے سکا ہوں۔ پانچ بچے، چار بچیاں، ایک قبلہ و کعبہ چچا جان اور ایک وبال جان چچی جان گویا گیارہ زندگیاں چار رکشوں پر مختلف قسم کی سانسیں لے رہی تھیں اور میں اپنی نبض محسوس کرنے کی ناکام کوشش میں لگا ہوا تھا۔ خیر صاحب، مکان سے پٹنہ ریلوے اسٹیشن تک کا سفر کیسے ختم ہوا، اس کے بارے میں کچھ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ اسوقت کچھ کچھ ہوش آیا جب پندرہ بیس قلیوں نے ہمارے رکشوں کو گھیر لیا۔ وہ تو غنیمت جانئے کہ قلیوں کی ایک خاص پوشاک ہوتی ہے ورنہ ایسے میں سرپٹ بھاگ نکلنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔ قبل اس کے کہ ہم پلیٹ فارم پر پہنچتے میں نے خیرو چچا سے کہا "مگر چچا جان! سلیپر تو میں نے صرف اپنے لیے ریزرو کروائی ہے۔"

"اماں! گولی مارو سلیپر کو۔ یہ بھی کوئی سفر میں سفر ہے۔ معلوم ہوتا ہے جیسے کسی اسپتال کے وارڈ میں پڑے ہوں۔ اور عام ڈبوں کے سفر کی بات ہی کچھ اور ہے۔ میں تو ہی ہی ہی" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ کیونکہ بیچارگی کی صحیح عکاسی اسی ایک لفظ سے ہوتی ہے۔

شہر کے فلیٹ نما گھر سے نکل کر لمبا چوڑا پلیٹ فارم ملا، تو بچوں کو کھیل کی سوجھی۔ پھر دو ہی منٹوں میں ٹوٹی ہوئی مالا کے دانوں کی طرح بچے بکھر گئے۔ اُدھر قلی شور کر رہا تھا اور ادھر وبال جان یعنی چچی جان پان بنانے میں مشغول تھیں۔ ایک بچے کو پکڑیئے تو دوسرا غائب۔ ڈبہ میں ہم لوگ کس طرح پہنچے یا پہنچا دیئے گئے، یہ فی الحال صیغۂ راز کی باتیں ہیں۔ البتہ گاڑی کھلنے کے بعد کا منظر اب بھی یاد ہے۔ جس ڈبہ میں چالیس کی جگہ پر سو آدمیوں کو ٹھونس دیا جائے تو پھر من و تر کا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ یقین تھا کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہم سبھی کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی ہیئت میں ایک ہی ڈبہ میں موجود تھے اس لیے دل کو اطمینان تھا۔ کبھی کبھی زوروں کے جھٹکوں کے نتیجے میں خیرو چچا کا سر مبارک نظر آجاتا تھا اور بچوں کی چیخ بھی صاف سنائی دے جاتی تھی۔ البتہ میرے سر پہ رکھے بکس، بغل میں دبی بی اور ہاتھوں میں اٹیچی اور جھولا کی وجہ سے صحیح بیلنس برقرار رکھنے میں کچھ دشواریاں پیش آرہی تھیں۔ جس کی وجہ سے چند معقول اور چند نامعقول جملے کمپارٹمنٹ کی بوجھل فضاؤں میں ارتعاش پیدا کر رہے تھے۔ اس ڈبہ میں تل دھرنے کی جگہ تو بہت بڑی چیز تھی، وہاں تو بیکٹریا اور وائرس کے لیے بھی جگہ تنگ تھی۔ اللہ اللہ کر کے ٹرین داناپور پہنچی تو قبلہ چچی جان کی آواز کسی کونے سے ابھری "ارے بیٹا، ذرا پرنس کو پانی پلوا دو۔ روتے روتے ہلکان ہوا جا رہا ہے۔" پھر پرنس سلمہٗ کو سروں سے اوپر اٹھائے چچی جان چلا رہی تھیں "ارے بیٹا، ادھر دیکھو... کونے میں.... بوریوں کے پاس" اور پھر بڑی مشکلوں سے سروں پر تیرتے ہوئے عزیزم پرنس مجھ تک آگئے۔ کسی کی پیٹھ پر بکس رکھا اور کسی کی گردن پر بی کو اور مع پرنس سلمہٗ کے کھڑکی سے میں پلیٹ فارم پر آگیا۔ کسی طرح اترو گیا مگر نلوں میں، گدھے کی سینگوں کی طرح پانی غائب تھا۔ اتنے میں انجن نے سیٹی دی اور میں نے عزیزم کو کھڑکی کے راستے، والی بال کی طرح اندر لڑھکا دیا اور خود لپک کر ہینڈل پکڑا، اور جوتے کے سہارے پائدان میں کھڑا ہو گیا۔ اگر آرہ اسٹیشن پر گاڑی نہ رُکتی تو میرے پیر جواب دے گئے ہوتے اور میں پیٹھ کے سہارے کہیں پڑا رہتا۔ آرہ اسٹیشن پر مسافروں کا قافلہ جو آیا تو اس سے فائدہ یہ ہوا کہ دھکے کے فیض و برکت سے میں پائدان سے بالکل بیچ میں آگیا۔ البتہ دس پندرہ مسافر جو پچھلے دروازے کے آس پاس کھڑے تھے وہ سب کے سب نیچے کی طرف لڑھک گئے۔ چچی جان نے جو مجھے دیکھا تو بے تحاشہ میری سعادت مندی کے گن گانے لگیں۔ جس کی وجہ سے میری گردن میں اکڑ اور چہرہ پر رونق بڑھ گئی۔ اور میں ایک بونا فائڈ پسینجر، اپنے ایک پیر پر کھڑا مسافت طے کرتا رہا کہ بکسر میں گاڑی رُکی تو وکی سلمہٗ کے رونے کی آواز سنائی دی۔ میں نے بیٹھے ہوئے اپنی ہی طرح کے ایک بونا فائیڈ پسینجر کے کندھے پر کھڑے ہو کر چچی جان سے پوچھا۔

"یہ وکی کیوں رو رہا ہے چچی جان؟"

"کیا بتاؤں بیٹے۔ اب انہیں پیشاب کرنے کی سوجھی ہے۔"

"اچھا! تو ادھر لا دیجیے اسے۔" اور چچی جان پھر دعاؤں کی بارش کرنے لگیں۔ اور اس وقت بقول ان کے، میرے ایسا سعادت مند لڑکا کسی ماں نے نہیں پیدا کیا تھا۔

خیر صاحب! وکی میاں کو کسی طرح اپنی طرف کھینچ سکا۔ مگر کیا کیجیئے کہ لیٹرین بھی اس وقت ایک چھوٹا سا کمپارٹمنٹ بنا ہوا تھا۔ سوال پیشاب کا تھا اس لیے میں ایسے میں ایک سرکس جوکر کی طرح قلابازی کھاتے ہوئے کھڑکی سے باہر آنا پڑا۔

اُدھر میاں وکی فارغ ہوئے اور ادھر انجن نے سیٹی دیدی۔ عزیزم سلمہٗ کو لیے ایک معمول کی طرح کھڑکی سے دروازہ، اور دروازہ سے کھڑکی دوڑتا رہا، اور یہ سلسلہ جب ختم ہوا تو دیکھا کہ ٹرین ہوم سگنل پار کر رہی تھی۔ خیر صاحب! اس کے بعد اپنی سعادت مندی پر لعنت بھیجتے ہوئے شہر کی طرف روانہ ہو گیا کہ بکسر بھی ایک تاریخی جگہ ہے۔ ننھے مسافر یعنی میاں وکی کے ہمراہ دن بھر گھومتا رہا، پھر دوسرے دن بدقت تمام پٹنہ واپس آگیا۔

خدا سے دعاگو ہوں کہ چچا خیرو مع اہل و عیال و متعلقین کے جہاں بھی ہوں، بخیر ہوں۔ اب آپ ہی بتایئے کہ اس سفر کے بعد آئندہ سفر نہ کرنے کی قسم اگر کھالی تو کیا غلط کیا کہ خواہ مخواہ لوگوں نے تل کا تاڑ بنا دیا۔

(پٹنہ سے نشر)

نثار پاشا
کیراف: پوسٹ ماسٹر
بھگوان پور رحیٹی - مظفرپور

حمید عظیم آبادی

درد و غم اپنا کہ غمہائے زمانہ لکھوں
بات کس کس کی کہوں کس کا فسانہ لکھوں
مہرباں تم کو لکھوں یا ستم آرا لکھوں
کس طرح سے دل برباد کا قصّہ لکھوں
در کو تکتے ہی گزاری شب وعدہ میں نے
ماجرا پوچھو تو اس رات کا سارا لکھوں
ہر ستم مجھ پہ بہ انداز کرم ہوتا ہے
اب یہ مشکل ہے کہوں کیا اسے کیا کیا لکھوں
مجکو خاطر شکنی کب ہے گوارا اے دوست
شکوہ جائز بھی اگر ہو اسے بیجا لکھوں
ضبط غم کا تو مجھے یاد ہے وعدہ پھر بھی
کیا برا ہو جو کبھی دل کا تقاضا لکھوں
مختصر کہنے کو گو لفظ محبت ہے مگر
ضبط تحریر میں لاؤں تو فسانہ لکھوں
ایسی منزل پہ زمانہ مجھے لے آیا ہے
اب تقاضا ہے کہ قاتل کو مسیحا لکھوں
جانکسل کتنی ہے روداد غم اپنی بھی حمید
کیا غلط خود کو جو ناکام تمنا لکھوں

اجنبی

شوکت حیات

سارے گھر میں ہنگامہ تھا۔ نعیمہ کا تین سالہ بچّہ سارے گھر میں دوڑتا ہوا گلا پھاڑ پھاڑ کر رو رہا تھا۔ "ماں ماں" کہتا ہوا چیخ رہا تھا۔ ایک ایک عورت کا چہرہ غور سے دیکھتا اور مایوس ہوکر آگے بڑھ جاتا۔ اپنی ماں کے پاس پہنچتا' اسے گھورتا۔ اس کے چہرے کا جائزہ لیتا اور اسے اجنبی سمجھ کر زور زور سے روتا ہوا آگے بڑھ جاتا۔

نعیمہ کو کاٹو تو لہو نہیں بدن میں۔ جو بچّہ ننہال میں اسے ایک منٹ کے لیے بھی نہیں چھوڑتا؛ وہ ابھی ابھی بس کچھ دیر میں اس سے کتنا اجنبی ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو بہت چمکارا طرح طرح سے دلار کرتے ہوئے اسے گود میں لینا چاہا۔ ہر طرح اسے بہلانے کی کوشش کی۔ لیکن عجیب بات تھی۔ جو بچّہ ہر وقت اس کے پاس منڈلاتا رہتا ہے وہ اس پل میں جانے کیسے اتنا بدل گیا تھا کہ اسے ماں ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔

"بیٹا، بیٹا میں تمہاری ماں ہوں بیٹا.... ! اچھا میرا دلارا بیٹا... !"

بچّہ اسے گھورتا اور پھر چیخ چیخ کر آگے دوسری عورتوں کے درمیان اپنی ماں کو ڈھونڈنے لگتا۔

بھیڑ میں عورتوں کے گیت اور رسم و رواج کی طرف سے لوگوں کا دھیان ہٹ گیا۔ نعیمہ اور اس کا بیٹا سب کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ بھلا اس طرح ایک دوسرے کے بغیر رہنے والے ماں بیٹے ایک دوسرے سے اس قدر دور ہو سکتے تھے۔ بیٹا روتا چیختا سارے گھر کا چکر لگا رہا تھا۔ نعیمہ بد حواس اور گم سم تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو گیا۔

اس کے لیے وہ ایک بے حد اداس رات تھی۔

اس رات اس کے بوڑھے باپ نے اپنی بیٹی کے چہرے پر عجیب بے بسی دیکھی۔ دوسرے لوگوں کیلئے بات بہت معمولی تھی۔ ہنسنے ہنسانے والی۔ وہ جانتا تھا کہ کیسا پھوٹ پھوٹ کر رُلا دینے والا منظر تھا۔

اس اداس رات کی شروعات جس دن سے ہوئی وہ اس کی شادی کے بعد کا دن تھا۔ شناخت اور اجنبیت کا سلسلہ۔ وہ اس گھر سے رخصت ہوئی تھی تو کسی کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ وہ ان لوگوں سے اتنی دور ہو جائے گی۔ بوڑھے باپ نے کیسے رو رو کر اپنی آنکھیں لال کر لی تھیں۔ وہ خود یوں دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی جیسے اسے کسی جانور کی طرح زبردستی ذبح کیا جا رہا ہو۔ چھری چلنے سے پہلے حلق سے کیسی پھنسی پھنسی آوازیں نکلتی ہیں۔

مجبور باپ ایک جگہ پتھر بنا ہوا کھڑا رہا۔ آنکھوں کے آنسو ختم ہو گئے تھے۔ ایک عجیب گہری اداسی تھی اور اس کا بے شرم محبوب اپنی بے روزگاری کا رونا روتا ہوا اپنے کمرے میں جدائی کے گیت گاتا رہا۔

شادی کے بعد برسوں اسے اپنے باپ کے ہاں آنا نصیب نہ ہوا۔ والد کے سینکڑوں خط لکھنے پر بھی اس کے شوہر نے اسے مائیکے جانے کی اجازت نہیں دی۔ کوئی نہ کوئی خوبصورت بہانہ بنا کر ٹال جاتا۔ ایک مدت سے وہ قید و بند کی زندگی گزار رہی تھی۔ بڑی مشکلوں سے بھائی کی شادی کے موقع پر اپنے مائیکے آئی تھی۔

اس کے باپ نے پوچھا۔

"کیسی ہے رے تو.... خوش تو ہے...؟"

"ہاں بابا.... میں بے حد خوش ہوں۔ سسرال میں اتنی چہل پہل ہے کہ کہیں آنے جانے کا ہوش ہی نہیں رہتا۔ ساس نند مجھے اتنا پیار دیتی ہیں کہ مجھ سے کچھ دن کے لیے بھی الگ رہنا انھیں گوارا نہیں...."

اس نے دیکھا یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں کوئی چمک نہیں تھی۔ چہرہ اور حلیہ اس کی ان امید افزا باتوں کی تردید کر رہے تھے۔

"تیرے شوہر کا سلوک تیرے ساتھ کیسا ہے بیٹیا...؟"

"پوچھو مت بابا! ان کا بس چلے تو مجھے زمین پر پاؤں نہ رکھنے دیں۔ ہر وقت سامنے بٹھا کر میری تعریفوں کے پل باندھتے رہتے ہیں..... اتنی تعریف کرتے ہیں بابا...."

وہ شرما گئی۔ پھر ہنسنے لگی۔ زور زور سے ہنسنے لگی۔ اس کے ہونٹوں سے ہنسی اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

"بیٹی تو رو رہی ہے....؟"

"یہ خوشی کے آنسو ہیں بابا.... !"

اس کا چہرہ اس کی باتوں کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ ہونٹ لرز رہے تھے۔ آنکھوں میں کوئی منظر نہیں تھا۔ اس کی ساڑی اس کی باتوں کی تکذیب کر رہی تھی۔

اس نے دیکھا، اس کا بیٹا اسی طرح روئے جا رہا ہے۔ سارے گھر کو سر پر اٹھائے ہوئے ہے۔ ہر شخص اسے پچکار کر تھک چکا تھا۔ اس نے پھر کوشش کی کہ اسے گود میں لے لے۔ لیکن ماں کے ہاتھوں کو اس نے بالکل اجنبی کی طرح جھٹک دیا۔ روتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ سارے گھر کے چکر لگاتا رہا۔ دوسرے رشتہ داروں سے تو وہ یوں بھی مانوس نہیں تھا — لیکن تعجب تھا کہ ابھی ابھی کچھ دیر پہلے تک جو بچہ اپنی ماں کی گود میں کھیل رہا تھا، اپنی ماں کو اجنبی سمجھ رہا تھا۔ کچھ لوگ لطف اندوز ہو رہے تھے۔ لیکن اس کے دل پر جو گزر رہی تھی اسے سمجھنے والا کوئی نہیں تھا۔

اس کے بوڑھے باپ نے گہری اداسی کے ساتھ سارے منظر کا جائزہ لیا۔ وہ خود اپنے ناتی کو چپ کرانے کی کوشش کر کے تھک چکا تھا۔ طرح طرح سے اس نے اسے پھسلانے کی کوشش کی۔ مختلف جانوروں کی بولیاں بولتے ہوئے کہانی سنائی۔

"وہ دیکھو بیٹا.... ڈھم ڈھم... شیر کی بارات آ رہی ہے۔ شیر دولہا بنا ہوا ہے.... شیر دھاڑ رہا ہے... ہاں ہاں.... کتے بھوں بھوں کرتے ہوئے چل رہے ہیں.... بلّی میاؤں میاؤں کرتی ہوئی آ رہی ہے۔ میاؤں میاؤں.... اور بطخیں بھی ہیں... وہ دیکھو!"

اتنی دیر میں ماں اور بیٹے میں کون سی تبدیلی ہوئی تھی۔ بچّہ تو جوں کا توں تھا۔ ماں میں ظاہری سطح پر البتہ تبدیلی آئی تھی۔ اسکے بھائی کی برات دلہن رخصت کرا کر واپس آئی تھی۔ سب لوگ نئے نئے کپڑے پہنے دولہا دلہن کا استقبال کر رہے تھے۔ مائیکے کی عورتوں نے زبردستی اس کا سنگھار کر کے پیور سلک کی ساڑی پہنا دی تھی۔ بھائی کی لائی ہوئی سُرخ ساڑی نے اس کی صورت بدل دی تھی۔ اپنے بیٹے کی نظر میں وہ اجنبی ہو گئی تھی۔ وہ اسے پہچاننے سے قاصر تھا۔

ڈھولک کی تھاپ پر عورتوں کے گیت شباب پر تھے دولہا دلہن کے استقبال کی مختلف رسومات انجام دی جا رہی تھیں۔ اس کے بچے نے سارے ماحول کو پراگندہ کر دیا تھا۔ کچھ لوگوں کے لیے عجیب دلکش نظارہ تھا۔ اپنا بیٹا ماں کو اجنبی سمجھ کر روتا ہوا اس کی گود میں جانے سے انکار کر رہا تھا۔ بیشتر لوگ ہنس رہے تھے۔ اس کا بوڑھا باپ رو رہا تھا۔ اس سے خاموش سوال کر رہا تھا۔

"شادی کے بعد تو خوش ہے نا بیٹی؟"

ایک لباس بدلنے پر اتنی اجنبیت!

(پٹنہ سے نشر)

شوکت حیات
ڈاکٹر مہابیر بھون
مہندرو۔ پٹنہ ۶

گناہ کی شہادت

خورشید عالم

وہاں بیٹھے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ سامنے سے ایک لڑکی آتی دکھائی دی۔ میں چونک پڑا ——— ارے! یہ تو وہی لڑکی ہے۔ یہ لڑکی کتنے دنوں سے کسی مرض کی طرح مجھ سے چپکی ہوئی ہے۔ گلی میں، بازار میں، بس اسٹینڈ پر ——— کہیں بھی اس سے نگاہیں مل جاتیں۔ مل کیا جاتیں، چھو جاتیں۔ لڑکی نگاہوں کو ملنے نہیں صرف چھونے دیتی اور چھو کر جھٹک دیتی۔ میں اس کے اس جھٹکے کو برداشت نہیں کر پاتا ہوں۔

لڑکی کے چلے جانے کے بعد دیر تک اندر ہی اندر کھولتا رہتا۔ سوچتا ——— کچھ بھی ہو اس معاملے کو صاف کرنا ہی ہوگا۔ اب کی بار ملاقات ہوئی تو اس سے صاف صاف پوچھ لوں گا کہ آخر وہ چاہتی کیا ہے؟

پریشانی یہ نہیں کہ میں اسے چاہتا ہوں، یا اس کے ذریعہ چاہا جانا چاہتا ہوں۔ پریشانی صرف یہ کہ میں اصلیت کا پتہ لگانا چاہتا ہوں۔ اگر لڑکی مجھے پیار کرتی ہے اور مجھے لگتا ہے کہ ایسا ہے تو وہ کھلتی کیوں نہیں؟ جب لڑکی ہی نہیں کھلتی تو میں ہی کیا کر سکتا ہوں۔ آخر میں ایک ذمہ دار آدمی ہوں۔ یونہی کسی سے کیسے الجھ سکتا ہوں؟ اور مان لیں کہ یہ سب میرا وہم ہے۔ لڑکی واقعی مجھے نہیں چاہتی تو وہ صاف کنارہ کیوں نہیں کر جاتی ہے؟ بار بار جھٹکے کیوں دیتی ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب میں اس بے وقوف لڑکی کو قطعی لفٹ نہیں دوں گا۔ اب کی بار اگر وہ مجھے ملی تو میں خود ہی اسے جھٹک دونگا۔

دوسرے ہی دن لڑکی پھر مجھے مل گئی۔ اس نے اپنی مخمور نگاہوں سے دیکھا اور میں چاہ کر بھی اسے جھٹک نہیں سکا۔ پھر لڑکی ہی مجھے جھٹک کر چلی گئی۔ یہ لڑکی کئی دنوں تک کہیں میرے اندر پھانس کی طرح اٹکی رہی۔

مجھے یہاں بیٹھے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک لڑکی میرے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ میں نے اسے غور سے دیکھا ——— آج وہ ہلکے گلابی رنگ میں ہے۔ اس رنگ میں وہ ایک دم نشیلی سی لگتی تھی۔ کبھی کبھی وہ ہرے سبز یا کسی اور ایسے رنگ کی جھلکیاں لیے ہے جو کہ مجھے پسند نہیں ہے۔ مجھے پریشان کرنے میں اسے مزہ آتا ہے۔

لڑکی کا نیم برہنہ گلابی جسم دہک رہا ہے۔ قدرے متناسب اور کسا ہوا جسم۔ جسم کا ایک ایک حصہ جیسے فاؤنڈری میں ڈھالا گیا ہو۔ میری نگاہیں اس کی چکنی جلد سے پھسلتی ہیں۔ جوان مؤنث خون کی بو میرے نتھنوں میں سما گئی۔ اُف! ایسے جسم کے لیے میری پوری جوانی ترستی رہی ہے۔ لیکن آج اسے اس روپ میں پا کر میں حیران ہوں۔ سوچا بات کی جائے۔ اگر انکار کر گئی تو؟

——— اگر آج بھی چھوڑ دیا تو پھر کب؟

——— تو کروں بات؟ میں فیصلہ کر کے بھی نہیں کر سکا۔

لڑکی میرے ٹھیک سامنے جم کر بیٹھ گئی۔ اور بولی۔

"تم میرا ساتھ دینا پسند کروگے؟"

"تم ... تم ...!" میں بہک گیا "یہ تم کہہ رہی ہو؟"

"ہاں! میں ...."

"تم وہی ہو نا؟"

"ہاں! میں وہی ہوں۔ لیکن وہ نہیں، نہیں ہوتی تھی۔"

"تو تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟"

"یہی بے کار سوال میں تم سے پوچھتی ہوں ——— تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟"

میں ہاں نہیں کہہ سکا۔

پھر لڑکی ہی بولی "تمہاری محبت کا جو مطلب ہے وہ میں اچھی طرح جانتی ہوں!"

"کیا؟"

"تم محبت کا سہارا لے کر میرا جسم پانا چاہتے ہو! چاہتے ہو نا!"

"جب تم اچھی طرح جانتی ہو تو مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"ضرورت ہے۔ بولو! تم میرے جسم کو پانا نہیں چاہتے؟"

"چاہتا ہوں، لیکن یکطرفہ کارروائی تو نہیں ہے۔ میں کسی کے جسم کو پاتا ہوں تو ساتھ ہی ساتھ اپنا جسم بھی اسے دیتا ہوں۔ اس آپسی لین دین میں کسی کو بھی احسان جتانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں تو تمہارے جسم کو چاہتا ہوں۔ لیکن تم ...؟"

"چاہتی میں بھی ہوں۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ۔"

"شرط؟"

"ہاں!"

"بولو!"

"پانے سے پہلے میں تمہیں جاننا چاہتی ہوں۔"

"مجھے جاننا چاہتی ہو؟" مجھے ہنسی آگئی۔ "بہت مشکل ہے۔ کسی کے بارے میں جو کچھ جان پاتے ہیں اس کے بارے میں اور کچھ جاننے کی خواہش بڑھتی ہی رہتی ہے۔ یہ جاننے کا عمل ہی تو محبت کی بنیاد ہے۔"

"پھر محبت!" لڑکی برہم ہو گئی۔ "مجھے اس لفظ سے نفرت ہے!"

"نفرت ہے تو پھر جاننا کیا چاہتی ہو؟"

"جاننا چاہتی ہوں اس شخص کو، اور تمہاری یہ محبت انسان کو انسان نہیں رہنے دیتی۔ اسے کچھ اور بنا دیتی ہے۔"

"جو ایسا کرتا ہے وہ محبت تو نہیں ہے۔"

"تو محبت کیا ہے؟"

"اس شخص کے بارے میں کافی گہرائی تک جاننا۔"

"نہیں! تم جھوٹ بولتے ہو۔ محبت اور کچھ نہیں، ایک دوسرے کے جسم کو پانے کا ایک سہارا ہے۔ میں کہتی ہوں اس ڈرامے کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

"دو جسموں کو بغیر کسی بھومیکا کے ایمانداری کے ساتھ ایک دوسرے کو نہیں سونپا جا سکتا؟"

"کیوں نہیں؟ روز سونپا جاتا ہے۔"

"تمہیں یہ سب پسند ہے؟"

"یہ سب ...... میں کہہ نہیں سکتی!"

"تم نہیں کہہ سکتی۔ لیکن تمہاری آنکھیں تو کہہ رہی ہیں!"

لڑکی نے نگاہیں اوپر کی۔ اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں کھٹے انگوروں کی سی ترشی تھی۔ میں نے ان آنکھوں میں چھلانگ لگا دی۔ دھیرے دھیرے لڑکی کا چہرہ غائب ہونے لگا اور اس کی جگہ ایک اور چہرہ ابھرنے لگا، میری بیوی کا چہرہ ٹھیک ایسے ہی تو دیکھتی ہے وہ بھی۔ ان عورتوں کے پاس یہی ایک جوڑی آنکھیں۔

"کیا سوچنے لگے؟" لڑکی نے سوال کا اژدھا سامنے بڑھایا۔

میں واپس لوٹ آیا۔ "کچھ نہیں ذرا گھر کا خیال آگیا تھا؟"

"گھر ——— ؟" اژدھے نے پھن اٹھایا۔ "تمہارا گھر ہے؟"

"ہاں! ہے اور رہے گا!" میں نے پھن کچل دیا۔

لڑکی نے مجھے ایسا دیکھا جیسے آج پہلی بار دیکھ رہی ہو۔ وہ بغیر کچھ کہے اٹھی اور چلی گئی۔ مجھے ایسا لگا جیسے وہ میرے اوپر تھوک گئی ہو۔ تب تک میری آنکھیں ہی کھل گئیں۔ دیکھا میری بیوی مجھے جھنجھوڑ رہی ہے اور پوچھ رہی ہے۔

"آپ کس سے باتیں کر رہے تھے؟"

(گورکھپور سے نشر)

میں

شاہد انور چاند

ہسپتال کے احاطے میں جیسے خاموشی اتر آئی تھی۔ رات جاگ رہی تھی —— درد سے کراہتے ہوئے مریضوں کا شاید ساتھ دے رہی ہو۔

اب سے کچھ گھنٹوں قبل جب شام ڈھل رہی تھی کیسی چہل پہل تھی اس وارڈ میں، مریضوں سے ملنے والے لوگ آئے تھے۔ انھیں دلاسہ دینے، یہ بتانے کہ وہ تنہا نہیں اس دنیا میں۔ اور پھر ایک مریض کو دوا کے ساتھ دُعا بھی چاہیئے۔ ملنے جلنے والے، مریض کو جوش کی ایک لہر دیتے ہیں، امید سے رشتہ جوڑتے ہیں ان کا اور پھر کل آنے کا وعدہ کر کے چلے جاتے ہیں۔ کل ———— جو ایک امید ہے، سہارا ہے، انتظار ہے ... وقت اسی طرح کٹ جاتا ہے، کل کہاں آتا ہے؟ کل کے نام پر بدلے ہوئے لمحوں میں وہی لوگ تو آتے ہیں، وہی باتیں کرتے ہیں، مگر امید کا سفر انہیں بدلے ہوئے لمحوں میں گزر جاتا ہے ... وقت کٹ جاتا ہے ... شاید اسی لیے بدلتے لمحوں کا نام ہی کل ہے ... ...

"..... ارے، وہ تو میں ہوں، ہاں میں ...!"

"کل کا میں —— !"

... صبح کا اُجالا بس کچھ دیر پہلے ہی پھیلا تھا، اور اس بچے نے اپنے چھوٹے چھوٹے قدم گھر سے باہر نکالے اور چل پڑا —— وقت پر اسکول جو پہنچنا تھا، اور اسکول جو گھر سے کافی دور تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھتا رہا ... سرد ہوائیں اس کا ساتھ دے رہی تھیں اور کول تار کی پکی سڑک بھی، سڑک کے کنارے کھڑے اونچے اونچے پیڑ بھی، پیڑوں کی شاخوں پر بنے گھونسلے بھی، گھونسلوں میں جاگے ہوئے پرندے بھی، ان تک پہنچی سورج کی پہلی شعاعیں بھی، شاید شروعات بھی ... ذہن میں عجیب سے خیالات گشت کر رہے تھے ... ایک میں ہوں ... ایک حسنین ہے ... ایک اختر ہے ... ایک علاؤ الدین ... وہ بھی تو لڑکے ہیں، ان کا بھی تو گھر ہے، لوگ ہیں، ماں ہیں ... وہ کس قدر خوش نصیب ہیں؟ انھیں کوئی کمی نہیں۔ اور مجھے —؟؟! ...

"سنئے —— کیا آپ سو گئے؟ ... یہ لیجئے اُبالا ہوا پانی رات میں جب بھی پانی مانگیں تو اسے ہی دیجئے گا!"

"جی —— شکریہ!"

"نیند نہیں آرہی کیا —— ؟ کوئی ناول پڑھئے گا، کیا ناول چلے گا، میرا مطلب ہے ... ..." نرس نے خاصی توجہ کے ساتھ پوچھا۔ مجھے دیکھا۔

"کوئی بھی چلے گا —— ناول ہے؟ ... اچھا سنئے ابھی آپ کیا کر رہی ہیں ... فرصت ہے کیا؟"

"کیوں —— ؟"

"نہیں بس —— تھوڑی دیر یہاں بیٹھتیں گپ شپ میں وقت گزر جاتا۔"

"بیڈ نمبر اکیس اور ستائیس کو انجکشن دینا ہے۔ گیارہ کا ٹمپریچر نوٹ کرنا ہے، اور بس، میں آدھے گھنٹے کے لیے فری ہو جاؤں گی ... تب تک آپ ناول پڑھئے نہ! ابھی لائے دیتی ہوں!"

"... ... ...، ..."

... وہ اسکول پہنچا تو سب سے پہلے ... استاد بہت خوش ہوئے۔ دعا دی۔ اور پھر روزانہ کی طرح کلاس شروع ہو گیا ... پہلی گھنٹی بجی ... دوسری ... پھر تیسری ... وہ پڑھتا رہا ... کلاس میں سوالوں کے جواب دینے میں سب سے آگے رہا ... پھر چھٹی ہو گئی ... سورج تب تک سر پر آگیا تھا ... وہ گھر کے لیے چل پڑا۔ چھوٹے چھوٹے قدم آگے بڑھنے لگے ... اور ذہن میں خیالوں کا سلسلہ بھی ... کاش! اس وقت چھاتا ہوتا تو کتنا آرام ملتا؟ کیسی گرمی ہے ... اس پر اس شدت سے بڑھتی ہوئی بھوک ... میرا کوئی خیال نہیں رکھتا ... مجھے کوئی نہیں چاہتا ... اور پھر یہ خیال، یہ احساس زندہ سڑک کو بھی سنسان بنا دیئے۔ اونچے اونچے پیڑ ایسے معلوم پڑتے جیسے برسوں سے کس قدر تنہا رہے ہوں ... شاخوں پر بنے گھونسلوں میں پرندے نہیں گھونسلا کتنا تنہا ہے۔ ہوائیں کتنی اکیلی ہیں آسمان پہ اُگا ہوا، جلتا ہوا سورج کس قدر تنہا ہے ... اُف، ہر کوئی کتنا اکیلا ہے، کتنا تنہا ہے؟ ... میری طرح، شاید میری ہی طرح ...

"ہاں جناب، اب کہئے دل کیوں نہیں لگ رہا ..."

"خیر چھوڑیئے انھیں ... بیٹھئے نا، ذرا تھکا ہوا ہوں، اور پھر آپا کی طبیعت بھی اچھی نہیں — !"

"آج ہی آئے ہیں کیا —— ؟"

"ہوں ..."

"... ... ..."

"اچھا ایک بات پوچھوں؟ ... آپ رات میں ہی ڈیوٹی کیوں کرتی ہیں؟ آپکو ڈر نہیں لگتا؟"

"لگتا ہے —— مگر پیسہ بہت بڑی چیز ہوتی ہے نا!"

"اوہ!"

"... ... ..."

"کون کون ہیں آپ کے یہاں؟"

"میں اور میرے باپو — اور بس!"

"آپ کے باپو کچھ نہیں کرتے؟"

"کرتے تھے —— اب شاید اس لائق نہیں ... وہ چل نہیں سکتے، ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا!"

"... ... ..."

بات جب ٹھہرانے لگی تو نرس نے کچھ اور ہی کہنا مناسب سمجھا۔

"آپ کیا کرتے ہیں — ؟"

"فی الحال تو پڑھائی کا سلسلہ جاری ہے۔"

"اور کچھ —— ؟"

"ہاں —— اور کچھ تو ہوتا ہی رہتا ہے!"

"کب لوٹئے گا —— ؟"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا!"

"اور یہاں کے ڈاکٹر کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟؟"

"ٹھیک ہی ہیں —— اپنے یہاں تو بڑے بڑے ڈاکٹر ہیں نا، اس لیے، یہ لوگ چھوٹے لگتے ہیں، ویسے ایک بات پوچھوں؟ ... کیا آپ کو یہ نرس کی زندگی اچھی لگتی ہے؟"

نرس خاموش ہو گئی —— نظریں جھک گئیں —— میں سمجھ گیا۔

"ساری —— !"

"..... معاف کیجئے گا میں ابھی آئی ... ایک کام یاد آگیا ... میں ... میں ابھی آئی ..."

اور نرس چلی گئی —— کمرہ پہلے کی طرح خاموش ہو گیا۔ صرف جلتی ہوئی موم بتی مجھے اپنی کہانی سناتی رہی۔ میں سنتا رہا۔

... اور تب اسے خیال آیا، کیوں نہ اکیلوں کو کاغذ پر قید کر لوں، جب دو تنہا ملیں گے، دوستی ہو ہی جائے گی، دل بہل ہی جائے گا ... پھر یہ خیال ذہن کے پردے پر گہرا رنگ

لے کر چڑھنے لگا۔۔۔ وہ جب بھی تنہا چیزوں کو ایک جگہ قید پاتا بڑے غور سے دیکھتا۔ پھر گھبرا کر انھیں خود ہی قید کرنے کی کوشش کرتا۔۔۔ ایک عجیب سا مزہ ملتا اسے، تنہائی کا تو احساس ہی نہیں ہوتا — وقت پنکھ لگا کر اُڑ جاتا۔۔۔

"شاہد۔۔۔ پانی دو نا۔۔۔"

"ہاں، ہاں ابھی دیتا ہوں۔۔۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے۔۔؟"

"۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔"

"یہ لیجئے —"

"۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔"

"اور لیجئے گا کیا !"

"نہیں — !"

"طبیعت ٹھیک ہے نا"

"۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔"

"اچھا آپ آرام کیجئے — کوئی تکلیف ہو تو کہئے گا۔"

"۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔"

کیسی رات ہے یہ — وقت نہیں کٹتا۔ زمین جیسے اپنی محور پر ٹھہر گئی ہو، وقت جیسے تھم گیا ہو، لمحے رُک گئے ہوں۔ — اس سے قبل کہ سورج کی شعاعیں تیز ہوتیں، ہم جھرنے کے نزدیک پہنچ گئے تھے۔ بس اب کچھ ہی فرلانگ کی بات تھی۔ جوش دونا ہو گیا۔ سائیکل کی رفتار سبھی نے تیز کر دی اور پھر ہم جھرنے کے پاس تھے۔ بڑا خوشگوار ماحول تھا، ساری دنیا سے الگ۔ ہر غم سے دور — ہم نے اپنے کپڑے تبدیل کئے۔۔۔ پھر پکنک کا سامان اٹھائے، ایک مخصوص چٹان کی طرف چل پڑے ہلکا پھلکا ناشتہ کیا۔۔۔ کھانے کی تیاری شروع ہو گئی۔ اسی درمیان ہم جھرنے کے صاف وشفاف پانی میں نہا آئے۔ مزہ آگیا۔۔۔ سفر کی ساری تکان دور ہو گئی۔ ہنسی مذاق اور مونو ایکٹنگ کا دور جو شروع ہوا تو بس ہنستے ہنستے بل پڑ گئے پیٹ میں۔۔۔ پھر ہم نے مل کر کھانا کھایا۔۔۔ جی نہال ہو گیا — مگر یہ کیا؟ ابھی بیت بازی سے دل بھی نہیں بھرا تھا کہ اونچے اونچے مضبوط پتھروں کے پیچھے سے شام اُتر آئی تھی۔۔: لیکن، ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو ہم یہاں آئے تھے۔۔۔ یہ شام اتنی جلدی کیسے آگئی؟ مگر ہاں، شام سچ مچ چلی آئی تھی — وقت بڑی تیزی سے آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔ ۔۔۔

"ایک وہ دن تھے، وقت کافور کی طرح اُڑ گیا تھا — ایک یہ رات ہے کہ وقت کے پنکھ کٹ گئے ہیں۔"

اور میں نے پرسنل ڈائری میز پر رکھ دی۔۔۔ ۔۔۔

۔۔۔ ارے وہ تو میں ہوں — ہاں میں !!"

آج کا میں — !"

پھر بھی کل کے 'میں' اور آج کے 'میں' میں کتنا فرق ہے !

لیکن یہ فرق ابھی جیسے ختم ہو گیا ہے — کل کے 'میں' اور آج کے 'میں' میں کوئی فرق نہیں — کل بھی ان تنہائیوں نے اکیلے پن نے میرا تعاقب کیا تھا — آج پھر یہ میرے پیچھے لگی ہیں۔۔۔ میری انگلیوں کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے؟ عجیب سی بے قراری ہے ان میں۔۔۔ شاید تنہائیوں کو قید کرنے کی کوشش ہے یہ۔۔۔

مگر یہاں کیا ممکن ہے؟ کچھ نہیں۔ ۔ ۔۔۔ رات کی اس پہر یہاں اس وارڈ میں تنہائیوں کے علاوہ اور کیا مل سکتا ہے؟ خاص کر اس کیبن میں جہاں صرف میں ہوں، آہ ہاں۔۔۔ اور۔۔۔

میں اُٹھ کھڑا ہوا۔

کیبن سے باہر آیا — نرس ٹیبل پر جھکی تھی، نہ جانے کن خیالوں میں گم۔۔۔ کتنی اکیلی تھی وہ!

میں آہستہ آہستہ وارڈ کے باہر آگیا — باہر دور دور تک خاموشی تھی۔۔۔ شاید وہ بھی اکیلی۔۔۔ آسمان میں چاند ڈوب رہا تھا — تاروں کے جھرمٹ میں اکیلا۔۔۔ شاید تاروں کا یہ جھرمٹ بھی اکیلا ہو۔ میں لوٹ پڑا۔

تنہائیوں کی پرچھائیاں بڑھنے لگی تھیں۔ آہٹ ہوئی تو نرس اپنے خیالوں کے خول سے باہر آئی — مگر خاموش رہی۔ میں چپ چاپ کیبن میں چلا آیا۔ تنہا موم بتی جل رہی تھی — میں بینچ پر بیٹھ گیا۔ خلا میں یونہی جھانکتا رہا۔۔۔

اور ایک بار پھر دل نے یادوں کے دروازے پر دستک دی۔ خیالوں نے آہستہ سے سرگوشی کی:

"ارے! وہ تو میں ہوں، ہاں میں!"

شاہد انور چاند (آکاشوانی رانچی سے نشر)
اولڈ ہزاری باغ روڈ، نزد جونا بھٹا
پوسٹ میڈیکل کالج۔ رانچی ۸۳۴۰۰۹

آپ کی رائے

یکم ستمبر ۸۶ء کا "آواز" اپنی تابانیوں اور جلوہ سامانیوں سے بھرپور نظر نواز ہوا۔ پڑھ کر دل مسرت سے جھوم اٹھا۔ آپ نے لکھنوی کی غزلیں شائع فرما کر نئے نئے شاعروں سے قاری کو متعارف کرایا ہے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے "جدید تعلیمی پالیسی" ایک عمدہ اور صاف ستھرا مضمون ہے۔ احسان دانش صاحب پر عشرت صاحب کا تنقیدی مضمون لاجواب ہے۔ افسانوں میں معین شاہد کا افسانہ "نیند کیوں رات بھر نہیں آتی" بہت پسند آیا۔ لمحوں کا سفر بھی خوب ہے اکرم فاروقی نے دیانت داری سے افسانہ تحریر کیا ہے۔

امید ہے مزاج عالی بخیر ہوگا۔

ریحانہ تبسم
حور بانو منزل اولڈ ہزاری باغ روڈ
رانچی نمبر ۹

آواز یکم ستمبر ۸۶ء کا تازہ شمارہ زیر مطالعہ ہے۔ احسان دانش پر مختصر لیکن اچھا مضمون ہے" آواگون" ایک اچھی کوشش ہے۔ مضامین کا انتخاب بھی آپ کے حسن ادارت کا آئینہ دار ہے شعری حصہ اچھا تو ہے لیکن کچھ خامیاں بعض اشعار میں موجود ہیں۔ نثار صاحب فیض سے کسب فیض کرنے کے باوجود لڑکھڑا گئے۔ مطلع کا مصرع ثانی توجہ طلب ہے مقطع کا پہلا مصرعہ وزن سے خارج ہے۔ مہیش اشک کے دوسرے شعر کا یہ مصرع "تاکہ جب کل آئے آواز تو تنہا نہ رہے" اس طرح ہونا چاہیئے "تاکہ کل آئے یہ آواز تو تنہا نہ رہے" دالان مذکر ہے مہیش اشک نے اس کی دالان لکھا ہے۔ اس طرح کی غلطیوں پر اگر ریڈیو والوں کی نظر نہیں جاتی تو کم از کم آپ کو ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ انجم عرفانی کی غزل کے چھٹے شعر میں "جلنا بھی لٹنا بھی" بری طرح کھٹکتا ہے سحر صدیقی کی غزل اچھی ہے اگر وہ "گرد آئینے کے چہرے سے ہٹا کر دیکھیں" کہتے تو بہتر ہوتا گرد اٹھانا غیر فصیح ہے۔ اشرالغفاری مطلع کے ثانی مصرع میں ملی لکھتے ہیں ملتی ہونا چاہیئے " اجنبی سب نظر آتے ہیں چھپے بھی دیکھوں" سب کے ساتھ چھپے کا استعمال فن کو مجروح کرتا ہے۔ چھپے بھی دیکھوں سے بات واضح نہیں ہوتی کہ شاعر کیا کہنا چاہتا ہے۔ چھپا ہوا دیکھوں یا چھپا کر دیکھوں یا چھپ کر دیکھوں۔ سلطان نظامی کہتے ہیں " اب پریشاں ہیں دیوار کو اونچا کرکے " "اب" کی جگہ وہ کہنا چاہیئے تھا۔ ہم سے آوارہ مزاجوں پر بھروسہ کرکے" شاید کاتب نے پہ کو پر بنا دیا ہے اس کی فرقت کی ہر اک شام کو ہے کتنا خیال" محل نظر ہے۔ کعبہ کرکے یا کعبہ بنا کے۔

جدید پالیسی سے میں متفق ہوں لیکن بہار کی تعلیمی پالیسی بچوں کے ذہن پر بوجھ بن کر رہ گئی ہے۔ پانچویں جماعت سے دسویں جماعت تک۔ تاریخ، جغرافیہ، علم تمدن، علم سماج علم حیات، علم طبعیات، علم نباتات، الجبرا، ہندی، علم الحساب سنسکرت یا اردو فارسی، انگریزی اتنے سارے مضامین پڑھنے لازمی ہیں اگر ترازو کے ایک پلڑے پر تمام کتابوں کو اور دوسرے پر بچہ کو رکھا جائے تو کتابوں کا وزن زیادہ ہوگا محکمہ تعلیم کو سوچنا چاہیئے کہ بچے اتنے ڈھیر سارے مضامین کے حصار میں کیا پڑھ پائیں گے۔ ہونا یہ چاہیئے کہ سائنس، علم حساب انگریزی، ہندی، سماج، سنسکرت یا اردو و فارسی اور

تاریخ یا جغرافیہ بس چھ یا سات کتابیں ہی پڑھائی جایئں۔

رمیصا خانم
پٹھان ٹولی سہسرام ۸۲۱۱۱۵ بہار

یوں تو "آواز" کا میں ۱۹۷۹ء سے مستقل خریدار ہوں اور ایک ایک کرکے سبھی رسالوں کو حفاظت سے میں نے اپنے پاس محفوظ رکھا ہے۔ یکم ستمبر کے رسالے میں افسانہ "لمحوں کا سفر" بے حد پسند آیا اور اس کے بعد ۳۰ ستمبر کے رسالے میں غزلیں بھی بیحد پسند آئیں خاص کر بیتاب جے پوری کی غزل۔

دل میں حسرت رہی یوں اپنی کہانی لکھتے!
درد کی دھوپ کو ہم شام سہانی لکھتے

قابل تعریف ہے افسانوں میں "یادوں کے زخم" اور ساتھ ہی ساتھ افسانے میں جو شعر انہوں نے استعمال کیا ہے۔

یاد ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

اس شعر نے واقعی افسانے میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ابوالکلام عزیزی صاحب کو میری طرف سے بہت بہت مبارکباد واقعی آپ کے افسانے کو پڑھ کر میرے یادوں کے زخم تو ضرور تازہ ہو گئے اور یادوں کے شکنجوں میں جکڑنے پر میں مجبور ہو گیا۔ دوسری طرف سید محمد زیدی صاحب کا "مذہب کی بنیادی قدریں" سبق آموز رہیں۔ موسم کے اعتبار سے سرورق دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا لیکن دوردرشن کے پروگراموں کے ٹائم ٹیبل بہت ہی مختصر شائع کیے جاتے ہیں۔ ہفتے میں آنے والی فلموں کے نام اور ساتھ ہی ساتھ دہلی دوردرشن سے پیش ہونے والے بہت سے پروگرام کے بارے میں تفصیل کے ساتھ پیش ہونے والے پروگراموں کے ٹائم وغیرہ شائع کریں تو بہت مہربانی ہو گی۔ امید کے میری رائے پر غور فرمایئں گے۔

امتیاز احمد انصاری
جگجیون مارکٹ گیٹ آرہ۔ بہار

"آواز" کے شمارے (۱۶۔ ۳۰ ستمبر) میں "آپ کی رائے" کے تحت ایک مراسلہ نگار نے سوز سکندرپوری کی غزل کی تعریف کی ہے اور انھیں مبارکباد پیش کی ہے قارئین کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ تقریباً ۲ دو سال قبل ۸ ر نومبر ۱۹۸۴ء کو سوز سکندرپوری کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ جرم محمد آبادی (تلمیذ آرزو لکھنوی) کے ممتاز تلامذہ میں تھے۔ ان کا شعری مجموعہ تیر و ترکش ان کی زندگی میں شائع ہوا تھا۔ کلکتہ سے انھوں نے "ماہنامہ سوز" بھی جاری کیا تھا۔ وہ مشاعروں میں بہت مقبول تھے۔ ان کا باقی ماندہ کلام شائع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اس شمارے میں آکاش وانی گورکھپور سے نشر شدہ طرحی غزلوں کے متعلق ایک تفصیلی مراسلہ شائع ہوا ہے۔ ردیف کی بحث سے قطع نظر شعرا کے معروف و غیر معروف ہونے کا جو سوال اٹھایا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراسلہ نگار اردو ادب کی سمت و رفتار سے کما حقہٗ واقف نہیں ہے۔ جن شعرا کو غیر معروف قرار دیا گیا ہے۔ تعجب ہے کہ ان میں ایم کوٹھیاری راہی کا نام بھی شامل ہے۔ راہی صاحب ایک نامور افسانہ نگار، شاعر اور صحافی ہیں۔ ان کی تخلیقات ملک کے مشہور رسالوں میں شائع ہوتی ہیں ان کے چھ شعری مجموعے، ایک ناولٹ اور دو افسانوی مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ جن میں منزل منزل، خوں بہا، اندھیرا شہر اشکِ سنگ، زیتون کے پیڑ اور شفق کے پھول پر یوپی اردو اکادمی سے انعام مل چکا ہے۔ ان کی مجموعی ادبی خدمات پر آل انڈیا میر اکیڈمی، لکھنؤ نے "امتیاز میر اوارڈ" دیا تھا وہ اپنے طویل ریڈیائی ڈراموں اور فیچروں کے لئے بھی مشہور ہیں۔ تقریباً بیس سال سے وہ "ہفت روزہ اشتراک" پابندی سے نکال رہے ہیں۔ وہ انجمن ترقی پسند مصنفین یوپی کے جنرل سکریٹری بھی ہیں۔ پتا نہیں کس ادیب و شاعر کے معروف ہونے کا مراسلہ نگار کے نزدیک اب کونسا پیمانہ ہے۔ اس ضمن میں میں یہ بھی عرض کر دوں کہ کسی فنکار کا محض غیر معروف ہونا لازماً اس پر دلالت نہیں کرتا کہ اس کا فن یا اس کی تخلیق بھی غیر معیاری ہو گی۔

تحریر انجم (ریسرچ اسکالر)
شعبۂ اردو، گورکھپور یونیورسٹی
گورکھپور

آواز ۱۶ ستمبر کا شمارہ نظر سے گزرا آپ نے پرچے کی تزئین میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن تخلیقات کا معیار پرچے کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ جناب پرتپال سنگھ بیتاب کی غزل کا چوتھا شعر بحر سے خالی ہے عابد مناروی، نور الزماں ملک زادہ منظور احمد کی غزلیں کوئی تاثر نہیں چھوڑتیں سبحان انجم کو شعر کہنے میں کوئی تمیز نہیں ڈاکٹر بیتاب علی کی غزل غزلوں کا مجموعہ معلوم ہوتی ہے البتہ جناب جلیس نجیب آبادی، محترمہ معراج صاحبہ اور محترمہ داراب بانو صاحبہ کی غزلیات معیاری ہیں۔ حالانکہ وفا صاحبہ کی غزل کے مطلعے میں کتابت کی غلطی ہوئی ہے۔ مرا کی جگہ، میرا چھپ گیا ہے۔ لیکن ایک ذہین قاری اسے سمجھ سکتا ہے۔ میری طرف سے ان تینوں شاعر و شاعرات کو مبارکباد۔ امید ہے آئندہ بھی یہ حضرات سامنے آتے رہیں گے۔

امید کہ مزاج بخیر ہو گا۔
امروز قمر
عرفی کلنک، سرائے میاں، علی گڑھ

"آواز" کا تازہ شمارہ باصرہ نواز ہوا۔ بے ساختہ چوم لیا۔ ڈاکٹر بے تاب علی پوری کی غزل کا مقطع پڑھ کر پیر و مرشد منیر الشعراء علامہ طرفہ قریشی سیمابی بھنڈاروی کا مجموعۂ کلام "نصف النہار" یاد آ گیا۔ بڑی خوشی ہوئی، مذہب کی بنیادی قدروں پر سید محمد علی زیدی کا مضمون قابل مطالعہ ہے۔ اقبال احمد واصفی نے درست تنقید و تنقیص فرمائی ہے یہ کیا سب کہتے ہیں کہ صرف نام کے مشہور ہو جانے سے کوئی اچھا شاعر نہیں ہو جاتا۔ آئندہ سے آپ غیر موزوں تخلیقات نہ شائع کریں۔ ورنہ "آواز" جیسا مؤقر رسالہ مجروح ہو جائے گا اوپندرناتھ اشک تے ن ام، راشد کو فیض احمد فیض کی طرح کامیاب انقلابی شاعر بتایا ہے؟ انیل کپور آنے والے دور کا سپر اسٹار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی امیتابھ بچن کی طرح شہنشاہ جذبات دلیپ کمار کی کاپی کرتا ہے۔ منیر احمد صوفی کا سلام صفحۂ قرطاس پر بکھر کر فکر و عقیدت کی روشنی دے رہا ہے۔ ملک زادہ منظور احمد، راجکمار چندن، عزیز بانو وفا، پروفیسر آزاد گلاٹی، وغیرہ بھی ذہن و دل پر اچھے نقوش چھوڑتے ہیں

جاوید اشرف فیض اکبرآبادی
غنی منزل، نزد نور مسجد
آنند بھون لین، راورکیلا

"آواز" یکم اکتوبر ۸۶ء کا شمارہ ہمدست ہوا۔ آواز کا یہ شمارہ بیکراں رعنائیاں و رنگینیاں کے ساتھ خوشیاں بٹور کر اپنے دامن میں بھرتی ہے۔

رفیعہ شبنم عابدی صاحبہ کی مزاحیہ مضمون "چچا چھکن نے روزہ رکھا" بہت خوب ہے۔ عتیق انور صدیقی صاحب کا مضمون "اسلحہ اور ہتھیار کی کہانی" میں ہتھیار کے ضمن میں یہ تحریر ہے کہ زمانہ قدیم میں ہتھیار صرف جنگ کے لئے نہیں بلکہ اس کا استعمال تحفہ نذرانہ و گھر کی سجاوٹ کے لئے بھی کیا جاتا تھا۔ لیکن آج کے نظام پر اگر روشنی ڈالی جائے تو اس کے ٹھیک برعکس ہے۔ ہتھیار میں اول تو تبدیلی ہو گئی ہے۔ اور اب اس کا استعمال جنگ لوٹ مار تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

اس دفعہ تمام افسانے اپنے دامن میں دلچسپی و دلکشی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ لیکن اس میں دو افسانے مجھے بیحد پسند آئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نوید ہاشمی صاحب کا "اچاٹ" اور شگفتہ نظام صاحب کا "حادثہ"۔

افسانہ "اچاٹ" میں پنچم سالہ لڑکے کا باپ جس کی زندگی میں صرف غموں اور دکھوں کے سائے ہیں۔ انھیں محسوس ہوتا ہے کہ صرف میری ہی زندگی میں اندھیرا اور اچاٹ ہے۔ لیکن اس نے جب دنیا کا بغور مشاہدہ کیا تو مانا کہ اس جہاں کے سبھی انسان کو غم اور مصائب جھیلنے ہی پڑتے ہیں۔ اس طرح سبھی انسانوں کو خطۂ زندگی میں غم اور مصیبت رچے بسے ہوتے ہیں۔

شگفتہ نظام صاحب کا افسانہ "حادثہ" میں گھنشیام جو اس افسانے کا مرکزی کردار ہے۔ اس افسانے میں دکھایا گیا ہے کہ گھنشیام گاؤں کا ایک مکھیا ہے جو بہت ہی ایماندار باوقار باصلاحیت کے دلدادہ ہیں لیکن اپنی بیٹی کی شادی، یعنی آج کا جو اہم ترین مسئلہ ہے۔ اس اہم ترین مسئلے کو حل کرنے کے لئے اپنی ضمیر اور خودداری کو بھول کر ایک مردہ عورت کی زیب تن زیورات کو کھول لیتا ہے۔ گویا انسان جب حالات سے مجبور ہو جاتا ہے تو کچھ بھی کر سکتا ہے۔ یہی وہ خیال ہے جسے شگفتہ نظام صاحب نے بڑی سلیس و سادہ زبان میں خوبصورت انداز میں تحریر

فرمایاہے۔ میں ان سبھی قلمکاروں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔
اس دفعہ سبھی غزلیں دل کے تہہ کو چھو گئی ہے غزلوں کے اس جھرمٹ میں محبوب راہی کا مقطع کا شعر اور ڈاکٹر فدا المصطفیٰ فدوی صاحب کا ایک شعر مجھے بیحد مرغوب ہیں۔ میرا ہدیہ مبارکباد پہونچا دیں۔

محبوب راہی کے اس دور میں
میر و غالب کو پہچانتا کون ہے
منڈلا رہا ہے سر پہ بڑی دیر سے عقاب!
غفلت میں ہاتھ سے یہ کبوتر نہ چھین لے

محمد افتخار علی انجم
صاحب گنج (بہار)

اکتوبر ۸۶ء کا پہلا شمارہ موصول ہوا اس سے قبل کے شمارے بھی دستیاب ہوئے موجودہ شمارہ کے سرورق پر چھپی تصویر دیکھ کر محو حیرت رہا کہ آپ ایسے ایسے نادر و نایاب گہر چن کر قارئین کی نذر کرتے ہیں کہ دیکھنے والی آنکھیں بس دیکھتی ہی رہ جاتی ہیں۔
اس بار ناگپور سے غزلیں پسند آئیں۔ دعویٰ کی دلیل کے لئے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

لوٹ آؤ کہ پانیوں کے سفر سے دعا کرو
مجھ سے مرا وجود سمندر نہ چھین لے
(فدا المصطفیٰ)

کل تک جو آ رہے تھے نظر بحر بیکراں
آج ان کو دیکھئے تو وہ خالی گلاس ہیں
(عبدالرب)

"اسلحہ اور ہتھیار کی کہانی" معلوماتی ہے۔" دکنی زبان کا ارتقا" تشنہ ہے اس کے لئے صفحات زیادہ درکار تھے۔ کاش اسے قسطوں میں مکمل کیا جاتا تو طالب علموں کے لئے سودمند ثابت ہوتا۔
"چچا چھکن نے روزہ رکھا" بہترین مزاحیہ مضمون ہے اسے پڑھ کر سارا گھر زعفران زار بن گیا۔ علی امام کا افسانہ "نہیں کوئی چہرہ" کے سلسلے میں یہی کہوں گا کہ اس کا عنوان "نہیں کوئی تاثر" ہونا چاہیئے تھا۔ احمد یوسف کا افسانہ متاثر کیا۔
انوار انصاری کے مراسلے پسند آتے ہیں ان سے خطوط کے علاوہ آواز کے صفحات پر تخلیقی چیزوں کا بھی منتظر ہوں۔
باقی تخلیقات کے سلسلے میں یہی کہوں گا کہ جو ذرہ جس جگہ ہے وہیں آفتاب ہے۔

طیب احسن تابش
سادتھ اسٹریٹ ہند پیڑھی۔ رانچی

چونکہ ایک طویل عرصے سے ہماری ملاقات اپنے محبوب رسالے "آواز" سے نہیں ہو رہی تھی۔ اس لئے جب حالیہ شمارہ یکم تا ۱۵ اکتوبر ۸۶ء ہمدست ہوا تو میری خوشیوں کا بیان نہیں۔ ہر ایک نگارش اپنی جگہ مسلم اور قارئین کو کچھ نہ کچھ عطا کرتی ہیں۔ فرد انبساط کی بات یہ ہے کہ آواز دوسرے رسائل کے بہ نسبت نظر اپنی انفرادیت میں کچھ اور ہی شان رکھتاہے۔ مثلاً "آواز" کے توسط سے "بھلائے نہ بنے" کالم کے ذریعہ ہمیں برابر مشرق و مغرب کے شہرۂ آفاق تصنیفات کے جاوداں اور لازوال کرداروں سے متعارف کرانے کی جو پیش قدمی ہے، یہ ادارۂ آواز کی ایک نادر و نایاب خدمت ہے۔ جن سے ہمیں اپنی معلومات میں گراں قدر اضافے ہوتے ہیں۔ شخصیات شعر و ادب میں خواجہ احمد عباس کے فن، ان کے آرٹ اور انکی کاوشوں کے نصب العین کا تجزیہ و تبصرہ ڈاکٹر ضیاالدین صاحب نے جس عمیق مطالعے کی روشنی میں کیا ہے اس کا میں کھل کر اعتراف کرتا ہوں اس مقالے کی وساطت سے ہمیں احمد عباس کے نظریات و خیالات کا بھی پورا پورا پتہ چلتاہے۔ اور انکی بہترین کہانیوں میں ابابیل، اجنتا، سردار جی، انتقام جیسی کہانیوں کو بھی پڑھنے کی تشنگی جاگ اٹھتی ہے ——— "دکنی زبان کا ارتقا" نامی مقالہ بھی خاصے کی چیز ہے۔ اردو ادب کے بزرگ اساتذۂ فن کی نادر تخلیقات اور ان کے اسلوب بیان کا اچھا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی اس مضمون میں زبان اردو کی علاقائی خصوصیات کا ذکر کر کے تمام زبان والوں کو یہ ترغیب کیا گیا کہ اہل زبان کے روزمرے اور ان کے بول چال کو اپنائے جائیں تاکہ صرفی و نحوی اعتبار سے غلطیاں نہ ہوں۔ "چچا چھکن نے روزہ رکھا" رفیعہ شبنم عابدی صاحبہ کے قلم سے ایک دلچسپ چیز ہے جو بار بار پڑھنے کو جی چاہتاہے۔ داستان "آرائش محفل" داستانی پیش کش اور ہنرمندی کا پورا پورا آئینہ دار ہے۔ زبان و بیان کے لحاظ سے ایک صحت مند کتاب ہے۔ قصہ پن میں سید حیدر بخش حیدری نے داستانی رنگ و بو اور درست زبان کو جس طرح ملحوظ رکھا ہے یہ اس کتاب کی پوری پوری ضمانت دار ہے۔ انیس اشفاق صاحب نے ان ہی خوبیوں کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی ہے اور اس کے فنی اور داستانوی تکنیک کو اس کی کہانی کی روشنی میں تجزیاتی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہاں حیدر بخش حیدری کے مکمل داستانوی آرٹ کی کی زندہ دلیلیں بھی اجاگر ہو جاتی ہیں۔ نیچے دیئے گئے داستان کے چند اقتباسات قاری کو زبان کی سلاست اور موقع محل کی چستی و روانی کا پورا پورا احساس دلاتے ہیں۔ افسانوں میں اچاٹ (نوید ہاشمی)، حادثہ (شگفتہ نظام) پسند آئے۔ غزلیات میں ابھرتے ہوئے شاعر جناب جاوید اکرم صاحب کی پوری غزل جان غزل ہے۔ سادگی اور سلاست سے یہ غزل مرقع ہے اس کے باوجود میں اکرم صاحب کے فکر و فن کی قدر کرتا ہوں۔ جہاں انہوں نے نئی نئی امیجری قائم کی ہے ——— جیسے آنکھوں کی شکستہ دہلیز، چراغوں کے بدن، پتوں کی ہتھیلی، شعلوں کے گلاب وغیرہ۔ اور اس بار ناگپور کی غزلوں میں عبدالرب عرفان صاحب کی غزل کے یہ دو شعر مجھے اپنانے پر مجبور کر دیئے۔

جو زندگی کے گرم لہو سے لکھی گئی
شاید اسی کتاب کے ہم اقتباس ہیں

کل تک جو آ رہے تھے نظر بحر بیکراں!
آج ان کو دیکھئے تو وہ خالی گلاس ہیں

آفتاب عالم زخمی (بی۔ اے)
شاہی خانہ اکے۔ بی۔ روڈ
صاحب گنج (بہار)

پندرہ روزہ "آواز" برابر پڑھ رہا ہوں، ہمیشہ ایک نئی جدت سرورق پر ملتا ہے۔ نادر نمونہ ہی کہا جائے تو بہتر ہے۔
یکم سے ۱۵ اکتوبر کا آواز نظر نواز ہوا اس شمارے میں غزلیات کے علاوہ ہر مضمون بہت کامیاب ہے مندرجہ ذیل اشعار بہت پسند آئے۔

غم نہیں ہمیں اپنی ناؤ کی تباہی کا اپنے ڈوب جانے کا
غم ہمیں اسی کا ہے توڑ بیٹھا طوفان بھی اپنا دم کناروں پر
(عشرت دیلوری)

ناخدا جتنے تھے سب خواب بن گئے
اس سفینے کا اب ناخدا کون ہے
(محبوب راہی)

دیکھتے ہی دیکھتے ہم لوگ روشن ہوگئے!
خوف سے چونکے مناظر بھاگتے ہیں دور دور
(صفدر)

منڈلا رہا ہے سر پر بڑی دیر سے عقاب
غفلت میں ہاتھ سے یہ کبوتر نہ چھین لے
(ڈاکٹر فدا المصطفیٰ فدوی)

جو زندگی کے گرم لہو سے لکھی گئی
شاید اسی کتاب کے ہم اقتباس ہیں
(عبدالرب عرفان)

مجھ کو بخشے ہیں وفاؤں کے صلے میں آنسو
یہ ترا فرض تھا اکثر مجھے خنداں دیکھے
(خواجہ معین الدین مخلص)

ہوائے تند کے اس راستے میں پہرے ہیں
چراغ ہاتھ پہ رکھ کر جو چل سکو تو چلو
(مقصود عرفان)

پھر اس ملال میں لوٹے کہ تو کہیں بھی نہیں
پھر اس خیال سے نکلے تو کہ نظر آئے
(منیب الرحمان)

زخم پتوں کی ہتھیلی پہ ابھر آئے
پھول مرجھا گئے خوشبوئے ضیا سے پہلے
(جاوید اکرم)

جناب نظام الدین نظام کی غزل بیاد گاندھی بہت اعلیٰ اور صداقت کی روشنی میں ہے۔
سبحان اللہ یہ شمارہ ہے جو نادر کلام اور تخلیق سے روشناس کرتاہے۔

ممتاز حسین
کمرہ مظفرپور (بہار)

یکم اکتوبر کا شمارہ قابل دید ہے۔ "اسلحہ اور ہتھیار" کی کہانی جناب عتیق انور صدیقی صاحب کی قابلِ تعریف ہے انہوں نے جس زمانے کی تصویر کھینچی ہے کہ پڑھتے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم تواریخ کی دنیا میں کھو چکے ہیں۔

پتھر کے زمانے سے لیکر اس ایٹمی و اسٹار وار کے زمانے کی بھرپور عکاسی کے لئے میں انور صدیقی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ اسی طرح قارئین کو ادبی خدمت سے نوازتے رہیں گے۔

جہاں تک احمد علی خاں ادیب صاحب کے مقالے "دکنی زبان کا ارتقاء" کے سلسلے میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ دکنی زبان کی ارتقاء گولکنڈہ کے پہلے بادشاہ سلطان قلی ۱۵۱۰ء ۱۵۴۳ء کے ہی دور میں ہو چکا تھا۔

لیکن ادب کی پوری تہذیبی تصویر ہمیں سلطان قلی قطب شاہ کے دور میں ملتی ہے۔ اس عہد میں دکنی زبان اپنے پورے نزوال پر تھی اور وجہی کی قطب مشتری، غواصی کی سیف الملوک و بدیع الجمال، ابن نشاطی کی پھول بن طبعی کی بزم گل اندام اپنے عہد کی طرز معاشرت اور تہذیب و تمدن کو بڑی خوبصورتی سے پیش کرتی ہے۔

چونکہ سلطان قلی قطب شاہ خود اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر سمجھا جاتا ہے۔ جس کے دیوان میں غزلیں، مثنوی اور مرثیے سب کچھ شامل ہیں۔

اس لیے جہاں تک اردو زبان کے ارتقاء کا سوال ہے تو بقول سید مبارز الدین رفعت۔

"اردو زبان کا ارتقا دکن کی قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنتوں کے سر بندھتا ہے"

اس طرح آخر میں میں اپنی بات اس مختصر قول سے ختم کرتا ہوں کہ "اردو کی جتنی خدمت گولکنڈہ کے قطب شاہی بادشاہوں نے کی اتنا کسی اور نے نہیں کی"

میں احمد علی خاں ادیب صاحب سے درخواست کروں گا کہ آئندہ وہ کسی مضمون کو وضاحت سے بیان کریں جس سے طالب علموں کو تحقیقی کام انجام دیئے بغیر اپنا وقت مطالعہ میں صرف کر سکیں۔ شکریہ

محبوب عالم محبوب
پہاڑی ٹولہ مسجد، رانچی

پہلی اکتوبر کا شمارہ وقت سے پہلے موصول ہو گیا یعنی میں نے بک اسٹال پر اسے ۳۰ ستمبر ہی کو خرید لیا۔ "آواز" کے لئے بہت ہی بہتر ہے اور آپ تمام لوگ جو "آواز" ترتیب دیتے ہیں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں قابل مبارکباد ہیں۔ وقت کی پابندی کامیابی کی کنجی ہے۔ آپ نے ناگپور سے جو غزلیں شائع فرمائی ہیں تقریباً تمام شاعروں کا عمدہ کلام آپ نے آواز کی زینت بننے دیا ہے۔ عشرت راہی، ظفر ناگپوری، مقتدر، قدوسی، عرفان اور مخلص سبھوں کے کلام سے کافی لطف اندوز ہوا۔ ڈاکٹر حامد اللہ ندوی صاحب کا مقالہ دسہرہ کا فلسفہ بہترین مضمون ہے۔ کاش اسے ہندی آواز" میں شائع کیا جاتا تاکہ ملک کے اکثریتی فرقہ کے لوگ دیکھتے کہ ایک مسلم کس نظریئے سے دسہرہ دیکھتا ہے۔ آپ لوگ ایسے مضامین جن سے قومی یکجہتی میں مدد ملتی ہے ان کا ترجمہ خواہ ہندی ہو یا انگریزی میں شائع کرنے کی کوئی تدبیر کیوں نہیں کرتے! اگرچہ سرکاری ادارے کے لئے یہ خاصا مشکل کام ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ خواجہ احمد عباس عموماً سماج کے نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے عوام کی زیادہ تر اپنے افسانوں میں ترجمانی کرتے ہیں۔

"بھلائے نہ بنے" کے تحت انور عظیم صاحب کا "ہتھ کلف" بھی عمدہ مضمون ہے۔ انور عظیم صاحب اردو کے ان گنے چنے افسانہ نگاروں میں سے ایک ہیں۔ جن پر اردو دنیا فخر کر سکتی ہے۔ عظیم کے قلم میں جادو ہے مجموعہ فلمیں کافی دلچسپ ہے۔ بہت محنت سے یہ مضمون سپرد قلم کیا گیا ہے۔

"چچا چھکن نے روزہ رکھا"، رفیعہ شبنم کا عمدہ مزاحیہ مضمون ہے مگر مضمون کو دلچسپ بنانے میں وہ حقیقت سے کچھ دور ہو گئی ہیں بہر حال آواز کی آبیاری اسی طرح کرتے رہیئے۔

امید ہے مزاج عالی بخیر ہوگا۔

انور انصاری
اولڈ ہزاری باغ روڈ۔ نزد چونا بھٹہ
رانچی نمبر ۹

رسالہ آواز یکم اکتوبر بر نظر نواز ہوا۔ مرحبا مرحبا سبحان اللہ کیا ہی خوبصورت سرورق سے رسالہ آواز کو سنوارا اور بنایا ہے۔ دست بدعا ہوں کہ خدا آپ کی اس اردو نوازی اور خدمت گزاری کے صدقے میں مراتب اعلیٰ سے نوازے اور اس کی اشاعت میں دن دو دنی رات چوگنی ترقی ہوتی رہے نایاب اور تاریخی اسلحوں سے آپ قارئین آواز کو سرخرو اور معلومات مہیا کرتے ہیں اور رنگ زیب عالمگیر کی منقش تلوار اور اٹھارویں صدی کا مخمل کا کڑھا ہوا راجپوتی انگرکھا دیکھ کر ماضی کی دیگر اسلحات کی یادیں آنے لگیں بہر حال اس مرتبہ رسالہ آواز بازار میں آتے ہی ہاتھوں ہاتھ بک گئے ورنہ آواز کی کچھ کاپیاں کتاب کی دوکانوں پر بچ جاتے تھے۔

ڈاکٹر حامد اللہ ندوی صاحب نے دسہرہ کا فلسفہ میں جو قدیم مثالوں سے اس کی حقیقت اور اصل کو جو بیان کیا ہے وہ بالکل جامع اور ٹھوس ہے اور بڑے ہی خوبصورت پیرائے میں ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جس ڈھنگ سے دسہرہ منایا جاتا ہے اس کی انھوں نے تشریح بھی کردی تاکہ ہر خاص و عام اسکی افادیت اور اہمیت کو سمجھ سکے۔ عتیق انور صدیقی صاحب کا اسلحہ اور ہتھیار کی کہانی پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا۔ بڑی محنت اور کوشش سے صدیقی صاحب نے مواد جمع کرکے ہم قارئین آواز کو معلومات فراہم کیا۔ ہم بڑی ممنون و محسن ہیں۔ اور مضمون نگار حضرات کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں محترمہ رفیعہ شبنم عابدی صاحبہ کا مضمون "چچا چھکن نے روزہ رکھا"، پڑھ کر بہت لطف آیا شبنم عابدی نے بھی کیا ہی خوب اور مزاحیہ انداز میں اس مضمون کو پیش کیا ہے۔ انکی طرز نگارش کی داد دیتے ہوئے ہدیہ مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں بذریعہ آواز انکو میرا مبارک باد پہونچا دیں غایت مہربانی ہوگی اور آواز میں دوسرے جو مضامین افسانے اور غزلیں اس بار نشر ہو کر شائع ہوئی ہیں بہت ہی معلوماتی اور مفید ہیں خطوط میں انوار انصاری صاحب کی رائے مجھے بہت پسند آئے ہیں مختصر مگر جامع رائے دہندگان میں سے ہیں انکو میرا سلام و پیام بذریعہ آواز پہونچا دیں۔ آواز پرچے کو دیکھتے ہی میری زبان پر یہ شعر آ جاتے ہیں اور صفحۂ قرطاس پر بکھیرنے پر مجبور ہو جاتا ہوں اور یہ حقیقت بھی ہے

کونسا حسن اِن اوراقِ پریشاں میں نہیں
پھول وہ تم نے چنے ہیں جو گلستاں میں نہیں

عبدالخالق انصاری رانچوی
ہند پیڑھی نزد مدینہ مسجد جی۔ جی روڈ
رانچی (بہار)

یکم اکتوبر کا شمارہ تمام تر رعنائیاں لیے جنت نگاہ بن گیا۔ سرورق کی تصویر میرے لیے تو لاجواب تھی اور تاریخ پسند حضرات کے لئے خوش کن۔

شمولات میں تاریخی حیثیت سے "ڈاکٹر حامد اللہ ندوی" کا مضمون "دسہرہ کا فلسفہ" قابل مطالعہ ہے۔ اور لائق تحسین بھی۔

"شخصیات شعر و ادب کے تحت "ڈاکٹر ضیاء الدین نے خواجہ احمد عباس کے خیالات کا تجریدی کہانی کے متعلق ایک مطالعہ پیش کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ نئے افسانہ نگار تجریدیت کو Condemn کر رہے ہیں جسکی وجہ سے افسانہ کی معنویت اور قدر و منزلت گھٹ گئی ہے۔ عتیق انور صدیقی نے "اسلحہ اور ہتھیار کی کہانی" کے عنوان سے ایک تاریخی مقالہ نہایت ہی کد و کاوش سے تحریر کیا ہے۔ اس کے تاریخی اشارات ان کی محنت کا پتہ دیتے ہیں۔

افسانوں میں شگفتہ نظام کا "حادثہ" اور علی امام کا "نہیں کوئی چہرہ" فنی خوبیوں سے آراستگی کے ساتھ بہت لطف دیتا ہے۔

غزلیات کے گوشہ میں عبدالرب عرفان کی غزل بھد پسند آئی۔ خاص طور پر یہ شعر جو طنز کی جھلک لیے ہوئے ہے تھوڑی سی مٹھاس کے ساتھ ساتھ۔

کل تک جو آسہے تھے نظر بحر بیکراں
آج انکو دیکھئے تو وہ خالی گلاس ہیں

محبوب راہی کی غزل کا یہ شعر دل کو چھو گیا۔

سب ضرورت کے دھاگوں سے مربوط ہیں
بے غرض کون ہے بے ریا کون ہے

تمام نثری و شعری تخلیق کاروں کو مبارک باد!

عبدالحق حقانی القاسمی
اے۔ ایم۔ یو۔ علی گڑھ

ریڈیو سنگیت سمیلن ۸۶ء

اتوار ۱۶ر نومبر

صبح ۱۰ سے ۱۱



کے وی پرساد : مردنگم
کے ا ر کمار : گھاٹم
ٹی کے وکشنا مورتی : کنجیرا
ٹی ایس راجا رمن : مورسنگ
(۵ر اکتوبر کو بمبئی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

انت لال وساتھی : شہنائی
صبح ۱۱ سے دوپہر ۱۲



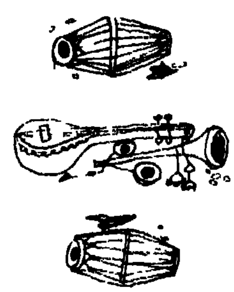
پیر ۱۷ر نومبر

رات ۱۰ سے ۱۱



حفیظ احمد خاں : گائن
ذوالفقار حسین خاں : سنگت گائن
حمید خاں : سارنگی
رمضان خاں : طبلہ
غلام باقر خاں : ہارمونیم
(۵ر اکتوبر کو بنگلور میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

نرملا ارون : ہلکی موسیقی (گائن)
لیاقت علی خاں : سارنگی
نظام الدین خاں : طبلہ
پربھاکر پیڈ نیکر : ہارمونیم
(۴ر اکتوبر کو دہلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)



رات ۱۰ سے ۱۱



کے آر ویدیاناتھن : وائلن

منگل ۱۸ر نومبر

رات ۱۰ سے ۱۱



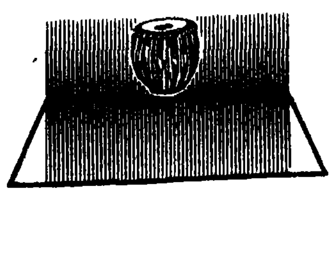
ایس سی سمدراولی گائن
کے ایس الائر سوامی وائلن
پی آر سری ہری مردنگم
یو کے ترا آتما سوامی گھاٹم
(۴ر اکتوبر کو حیدرآباد میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

بدھ ۱۹ر نومبر

رات ۱۰ سے ۱۱



امرنال بھٹاچاریہ : ستار
شنکر گھوش : طبلہ
(۵ر اکتوبر کو مدراس میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)



جمعرات ۲۰ر نومبر

رات ۱۰ سے ۱۱



ایم ایس بالاسبرامنیا سرما : گائن
اٹاورپو راما سوامی : وائلن
پالگھاٹ آر رگھو : مردنگم
این گووندا راجن : گھاٹم
(۵ر اکتوبر کو کالی کٹ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعہ ۲۱ر نومبر

رات ۱۰ سے ۱۱



ایس کلیانا رمن : گائن
لنت آر مرلی دھرن : وائلن
یو کے سوا رمن : مردنگم
ای ایم سبرامنیا : گھاٹم
(۴ر اکتوبر کو وجے واڑہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

ہفتہ ۲۲ نومبر

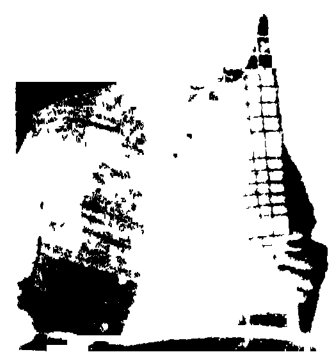
رات ۹-۳۰ سے ۱۱-۰۰



جیا بسواس : ستار
کشن مہاراج : طبلہ
(۴ اکتوبر کو بمبئی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

اتوار ۲۳ نومبر

صبح ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



ونائک ووہرا : تار سہائی
وشوناتھ مشرا : طبلہ
صبح ۱۱-۰۰ سے دوپہر ۱۲-۰۰



نیما ٹھاکر : گائن

منیر خاں : سارنگی
سمیر چٹرجی : طبلہ
سوہن لال شرما : ہارمونیم
(۵ اکتوبر کو راجکوٹ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



این ٹی وی کرشنا مورتی : گائن
کے وشوناتھن : وائلن
ایم این کرشنا مورتی نیتر : مردنگم
(۴ اکتوبر کو ترچوراپلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

پیر ۲۴ نومبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



نصیر ظہیر الدین ڈاگر اور
نصیر فیاض الدین ڈاگر : گائن
گوپال داس : پکھاوج
(۵ اکتوبر کو مدراس میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

منگل ۲۵ نومبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



این روی کرن : گوٹو وادیم
لنکے مورتی : مردنگم
ٹی ایچ ونیاکرم : گھٹم
(۵ اکتوبر کو دہلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

بدھ ۲۶ نومبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



دیویندر مردیشور : بانسری
نتیہ نند ہلدی پورکر : بانسری سنگت
اومکار گلواڑی : طبلہ
(۴ اکتوبر کو بھوپال میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعرات ۲۰ نومبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



پربھا اترے : گائن
موہن مونگرے : ہارمونیم
رگھوناتھ ناکوڈ : طبلہ
(۴ اکتوبر کو کلکتہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعہ ۲۱ نومبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



راجیشوری پدمنابھن : وینا
تنجور اپیندرن : مردنگم
ٹی ایچ ایس چندرن : گھٹم
(۴ اکتوبر کو وجے واڑہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

ودھ بھارتی

ہفتہ ۲۹ر نومبر

رات ۳۰-۹ سے ۰۰-۱۱



سنگھ بندھو : گائن
اندر لال : سارنگی
کالے رام : طبلہ
محمود دھولپوری : ہارمونیم
(۴ر اکتوبر کو بھوپال میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

اتوار ۳۰ر نومبر

صبح ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱



شاہد پرویز : ستار
سریش تلوالکر : طبلہ

صبح ۰۰-۱۱ سے دوپہر ۰۰-۱۲



ایل کے پنڈت : گائن

رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱



عبداللطیف خاں : سارنگی
فیاض خاں : طبلہ
(۵ر اکتوبر کو ناسک میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

سیتا لکشمی وینکٹیشن : گائن
میسور ایم ناگ راج : وائلن
آر رمیش : مردنگم
بی کے وینکٹا رام : گھاٹم
(۵ر اکتوبر کو مدراس میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

مزید تفصیلات
آئندہ شمارے میں

سنگیت سریتا: صبح ۳۰-۷

راگ ہنس دھونی

۱۷ر نومبر قلم و پریوار: لتا و منا ڈے
سوریہ کانت کھالڈکر و ساتھی
سندری وادن

راگ درگا

۱۸ر نومبر 'گیت گایا پتھروں نے'
کشوری امونکر
بدھ دیو داس گپتا : سرود

راگ مانڈ

۱۹ر نومبر 'ہیر رانجھا' : لتا
برج بھوشن کابرہ : گیٹار
۲۰ر نومبر 'ابھیمان' : لتا
بمل مکرجی : ستار

راگ پہاڑی

۲۱ر نومبر 'پریم پربت' : لتا
بڑے غلام علی خاں
پہاڑی ٹھمری
۲۲ر نومبر 'دوستی' : رفیع
ہری پرساد چورسیہ : بانسری
۲۴ر نومبر 'ارادھنا' : لتا و کشور
نزاکت علی خاں، سلامت علی خاں
پہاڑی ٹھمری
۲۵ر نومبر 'آخری خط' : لتا
ونائیک ووہرہ : تار شہنائی
۲۶ر نومبر 'چودھویں کا چاند' : رفیع
اپا جلگاؤنکر : ہارمونیم
۲۷ر نومبر 'تاج محل' : رفیع و لتا
شو کمار شرما : سنتور

راگ کھماج

۲۸ر نومبر 'بڑھا لی گیا' : منا ڈے وارچنا
برکت علی خاں : کھماج ٹھمری
۲۹ر نومبر 'امر پریم'
پنا لال گھوش : بانسری

انوررنجنی : سہ پہر ۱۵-۳

۱۷ر نومبر سندا اینا ئیک : راگ کوشک بھیروی
وسنت راؤ دیشپانڈے

راگ راج کلیان
۱۸ر نومبر پتر دیو داس جوشی : راگ جوگ
ششانک کٹی : ستار پر راگ باگیشری
۱۹ر نومبر راجن مشر و ساجن مشر
راگ گجری توڑی
مانک ورما : جوگ کونس
۲۰ر نومبر نکھل بنرجی : ستار پر جونپوری
پنڈت رام نرائن
سارنگی پر راگ بھیروی
۲۱ر نومبر کنکنا بنرجی : راگ مارو بہاگ
دلشاد خاں : راگ کیدار
۲۲ر نومبر بسم اللہ خاں و وی جی جوگ
شہنائی و وائلن پر جگلبندی
راگ چندر کونس
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار
۲۴ر نومبر کمار گندھرو : راگ گوری بسنت
کلیان و سوہنی
گرجا دیوی : راگ ابھوگی کانہڑہ
۲۵ر نومبر چندر شیکھر نارنگریکر
ستار پر راگ للت
راجن سہجوال
پکھاوج پر دھمار تال
۲۶ر نومبر غلام مصطفےٰ خاں
راگ نائیکی کانہڑہ
مالنی راجورکر
ٹپہ کھماج ملتانی
۲۷ر نومبر حافظ علی خاں
سرود راگ چندر بھنکر

جیا بوس اور بھانشو بسواس اتساد
اور بانسری پر راگ دیس
۲۸ر نومبر محمد سعید خاں، محمد رشید خاں
راگ کامود نٹ
کشوری امونکر
راگ پٹ بہاگ
۲۹ر نومبر دیویندر مردیشور: بانسری پر
راگ درباری کانہڑہ
زرین دارو والا : سرود پر
راگ بھٹیار اور ملتانی

سورسدھا : شام ۴۵-۷

راگ جوگ کونس

۱۶ر نومبر 'ہیر رانجھا' : منا ڈے
سرسوتی رانے : گائن
زرین دارو والا : سرود

راگ دیش کار

۱۷ر نومبر 'رضیہ سلطان'، کبن مرزا
ہیرا بائی بڑودیکر : گائن
بسم اللہ خاں وساتھی: شہنائی

راگ گن کلی

۱۸ر نومبر 'فری لو' : لتا
استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
جیا بوس : ستار

راگ بسنت

۱۹ر نومبر 'چندر مکھی'
عبدالکریم خاں : گائن
علی حسین خاں اور ساتھی: شہنائی

راگ اساوری

۲۰ر نومبر 'آج اور کل' : آشا
دنکر کیکنی : گائن
نکھل بنرجی : ستار

راگ ہنس دھونی

۲۱ر نومبر 'میرا' : لتا
اے کانن : گائن
دیجے رگھو راؤ : بانسری

راگ مشر غارا

۲۲ر نومبر 'گائیڈ' : رفیع
استاد عبدالکریم خاں : گائن
روی شنکر : ستار

راگ شدھ کلیان

۲۳ر نومبر 'چوری' : لتا
اونکار ناتھ ٹھاکر : گائن
بسم اللہ خاں وساتھی : شہنائی

راگ بھیم پلاسی

۲۴ر نومبر 'ناگ دیوتا' : آشا
استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
نندلال گھوش : سرود

راگ مارو بہاگ

۲۵ر نومبر 'سہرا' : لتا، رفیع
پربھا اترے : گائن

رام نارائن : سارنگی

راگ پٹ دیپ

۲۶ر نومبر 'شرمیلی'
ہیرا بائی بڑودیکر : گائن
ونائیک دہرا : ستار شہنائی

راگ بہاگ

۲۷ر نومبر 'ہم متوالے نوجوان'، مکیش
سنگھ بندھو : گائن
ڈی۔ کے۔ داتار : وائلن

راگ مالگنجی

۲۸ر نومبر 'چھوٹے نواب' : لتا
وی۔ آر۔ پٹوردھن اور این۔ آر۔ ویاس : گائن
استاد علاؤالدین خاں : وائلن

راگ کامود

۲۹ر نومبر 'چتر لیکھا' : لتا
استاد بڑے غلام علی خاں: گائن
شیام لال : شہنائی

راگ چھایا نٹ

۳۰ر نومبر 'کالا پانی' : رفیع
مالویکا کانن : گائن
علی اکبر خاں : سرود

چترشالا : رات ۱۰-۸

۱۷ر نومبر لالہ راجپت رائے پر تقریر
۱۸ر نومبر کمپیوٹر کے ستے ایام : تقریر
۲۰ر نومبر آزادی کی پریرنا
ستیہ گرہ : تقریر
از ڈاکٹر جگجیت سنگھ
۲۲ر نومبر رام بھروسے جا رہے
دلنود وارتا مالا
۲۴ر نومبر ہمارا دیش ہمارا پردیش
لکشدیپ : تقریر
۲۵ر نومبر سردی زکام اور آیورویدا تقریر
۲۶ر نومبر کویتا پاٹھ از حسن نعیم
۲۷ر نومبر آزادی کی پریرنا
ان شن : تقریر
۲۹ر نومبر رام بھروسے جا رہے
دلنود وارتا مالا

رس وہار : رات ۱۵-۸

۱۷ر نومبر صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
تحریر: افتخار اعظمی
پیش کش : جی۔ پی۔ ماتھر
۲۴ر نومبر یاد : تحریر: اکرم راجستھانی
پیش کش: جی۔ پی۔ ماتھر

ان سے ملیے : رات ۱۵-۸

۱۹ر نومبر مشہور گیت کار مجروح سلطانپوری کے ساتھ احمد واسی کا انٹرویو
۲۶ر نومبر رائٹر ڈائریکٹر، پروڈیوسر کمال امروہی کے ساتھ کبن مرزا کا انٹرویو

ملن یامنی : رات ۱۵-۸

۲۲ر نومبر جوہی
تحریر: کیشو سری واستو
پیش کش : جی۔ پی۔ ماتھر
۲۹ر نومبر نوری
تحریر: جے شنکر پرساد
ریڈیو عکس: بی۔ این۔ متل
پیش کش: جی۔ پی۔ ماتھر

ہوا محل : رات ۱۵-۹

۱۶ر نومبر باز آئے فیشن سے
تحریر: نازنین
پیش کش: جے دیو شرما کمل
۱۷ر نومبر لیٹیسٹ بیماری
تحریر: سودیش کمار
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۱۸ر نومبر بڑے دنوں بعد
تحریر و پیش کش: اظہر افسر
۱۹ر نومبر اندرا گاندھی کے یوم پیدائش پر خصوصی پروگرام
پیش کش: انوپ سیٹھی
۲۰ر نومبر شادی کی سالگرہ
تحریر: ہردیو سنگھ دیو
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۱ر نومبر لکیروں کا چکر
تحریر: عمیق حنفی
پیش کش: سدرشن شرما کمل
۲۲ر نومبر ابھاگی کا سورگ - I
تحریر: شرت چندر چیٹرجی
پیش کش: انوپ سیٹھی
۲۴ر نومبر قصہ کیردسن تیل کا
تحریر: تمنا مظفر علی
پیش کش: جمال الدین ساحل
۲۵ر نومبر آنچل میں بندھی خوشیاں
تحریر: اروند نیما
پیش کش: جٹا شنکر شرما
۲۶ر نومبر بُرے پھنسے
تحریر: راجن
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر
۲۷ر نومبر معاف کیجیے گا
تحریر: نیلم چترویدی
پیش کش: جے دیو شرما کمل
۲۸ر نومبر کھیل
تحریر: مرنال پانڈے
پیش کش: کملا سکینہ
۲۹ر نومبر انٹرویو
تحریر: وی۔ ایم۔ آتمد
پیش کش: مختار احمد
۳۰ر نومبر بیگم کا گھریلو بجٹ
تحریر: تمنا مظفر علی
پیش کش: جمال الدین ساحل

دور درشن

دہلی

دہلی — چینل ۴ تصویر 62 25 MHz، چینل ۱ آواز 67 75 MHz

مسوری — چینل ۱۰ تصویر 210 25 MHz، چینل ۵ آواز 215 75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام

۶-۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے جمعہ)
۷-۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات

۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
۹-۰۳ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۱۱-۴۵ نیوز ہیڈلائنز (ہفتہ کو ۱۲-۰۲ بجے)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ سائنس (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۰-۱۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ حساب (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ بائیلوجی (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور شام ۴-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱۰-۵۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ فزکس (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ انگریزی کا سبق (چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴۰ اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار و تعطیلات)

● ● ● ● ●

اتوار

صبح
۹-۳۰ سرب سانجھی گوربانی / کارٹون فلم / پربھاتی
۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۰۰ فیمس فائیو (انگریزی)
۱۱-۱۵ شرلاک ہومز (انگریزی سیریل)

دوپہر
۱۲-۰۵ کچی دھوپ (ہندی سیریل)
۱۲-۲۵ چھوٹی بڑی باتیں (ہندی سیریل)
۱-۰۰ خزانہ (ہندی سیریل)
۱-۳۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم II، IIII اور V
۳-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹ
۴-۴۵ ٹو ورڈس اے پرائٹ فیوچر (انگریزی سیریل)

شام
۵-۰۰ آزادی کی کہانی
۵-۱۵ اسپانسرڈ پروگرام
۵-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ اندھی گلیاں
نشیلی ادویات کے استعمال پر پروگرام
۹-۰۰ ہندی سیریل
۱۰-۰۰ فوکس : حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام
۱۰-۵۵ کوی اور کویتا / ثقافتی پروگرام

پیر

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ مہیلاؤں کے لیے
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۷-۳۰ سندھ سماچار / سنگیت
۷-۴۰ ہندی ناٹک
۹-۰۰ راج سے سوراج (ہندی سیریل)
۹-۵۰ سچ کی پرچھائیں I اور III
چترمالا II اور IV
آروہی V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / اسپکٹرم

منگل

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۱۵ وشو درشن
۶-۳۵ ہمارے کامگار، ہمارے ادیوگ (II اور IV)
ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (I، III، V)
۷-۴۰ یوتھ فورم I، III اور V
یووا منچ II اور IV
۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)
۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
۹-۵۰ جنگل I، III اور V
بیانڈ ٹو مارو II اور IV
۱۰-۵۰ ایکسپڈیشن ٹو دی اینمل کنگڈم (انگریزی سیریل)
۱۰-۰۰ ٹو ورڈس پروگریس / پریورتن
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / سنگم سنگیت

بدھ

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۵ آنگن واڑی
۶-۳۵ وکاس کی اور
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)
۹-۰۰ ہندی سیریل
۹-۵۰ رونگ آئی I، III
حالات حاضرہ پر پروگرام / متفرقات II، IV اور V
۱۰-۰۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ پریمیر انسٹی ٹیوشنز آف انڈیا (I، III اور V)
گریٹ ماسٹرز II اور IV
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز / ان سے ملیے / اور گیسٹ

جمعرات

شام
۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۱۵ گھریلو نسخے
۶-۳۵ قانونی اصلاح / آزادی کے دیوانے
مجاہدین آزادی کے ساتھ گفتگو
۷-۰۰ ٹیلی فن / کھیل اور کھلاڑی
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین) / سنگیت
۸-۰۵ پارمپارک کلائیں I، III، V
سنگیت / نرتیہ II، IV
۸-۲۵ مینجمنٹ (انگریزی سیریل)
۹-۰۰ شری کانت (ہندی سیریل)
۹-۵۰ پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیوز III
واٹ از دی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کوئیز V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام
۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز

جمعہ

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۱۵ آپ کا پریوار
۶-۴۵ سنگم سنگیت
۷-۳۰ سندھ سماچار / انگریزی پروگرام
۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ کتھا ساگر (ہندی سیریل)
۹-۵۰ ہندی سیریل
۱۰-۲۰ لانگ اسپورٹس ایونٹس / ان دس آور لینڈ / یر آف دی یوتھ

۱۱-۱۵ پارلیمنٹ نیوز/ ویسٹرن میوزک

ہفتہ

دوپہر
۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۰ فاریوتھ
۲-۴۵ چمن راؤ (ہندی سیریل)
۳-۰۰ اسپانڈر مین: اسپانسرڈ پروگرام
۳-۱۵ ویڈیز کامیڈی سو (انگریزی سیریل)
شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/انگریزی)
۷-۱۰ یو اینڈ یور ہیلتھ
۷-۲۵ فاردی فورسس (I)
ترتیہ (III، V)
۷-۵۵ جان ہے جہان ہے
۸-۱۰ سپتاہیکی
۱۰-۲۰ مشاعرہ (II)
کوی سمیلن (IV)
۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
۹-۵۰ سائنس پروگرام II، IV
فیچر فلم I، III اور V

دہلی سے II
۷-۳۰ سماچار (روزانہ)
۷-۴۰ آدشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ہندی پتریکا

۷-۱۵ بھورنگ ۷-۴۵ انگریزی سیریل

پیر

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ٹیلی میچ
۷-۰۰ ہی مین اینڈ دی ماسٹرز آف یونیورس: تصویری فلم
۷-۴۵ چہل پہل
۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ

منگل

شام
۶-۳۰ نو اودیہ
اسکولی بچوں کا پیشکردہ پروگرام
۷-۴۵ اولڈ فاکس: انگریزی سیریل

بدھ

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ کلیڈیو اسکوپ
۷-۰۰ یوتھ پروگرام
۷-۴۵ شاستریہ سنگت

جمعرات

شام
۶-۳۰ آپ کا باغیچہ
۶-۴۵ میوزک سرکس
۷-۱۵ ناگرک سمسیا ۷-۴۵ پنجابی درپن

جمعہ

شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ سماچار ڈائری
۷-۰۰ اردو میگزین پروگرام
۷-۴۵ کلا پریکرما

۸-۰۰ ہندی ناٹک

ہفتہ

شام
۶-۳۰ اگلے ہفتے کی جھلکیاں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ آئینہ: (عام آدمی کے مسائل پر مبنی پروگرام
۷-۴۵ پاپ میوزک

• • • • • • • • •

آپ گرپھ دوردرشن
جے پور، مظفر پور اور رائے پور

اتوار

تمام پروگرام دہلی کے مطابق

پیر

شام ۶-۰۰ لوک رقص
۶-۲۰ اپنی دھرتی اپنے لوگ
(I، III، V)
نئی دشائیں (II، IV)
۶-۴۰ چوپال ۷-۱۰ آج کی بات
۷-۳۰ اور آگے تمام پروگرام دہلی کے مطابق

منگل

شام ۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۰ لوک رقص
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے ۷-۱۰ انٹرویو
۷-۳۰ دہلی کے مطابق

۸-۱۰ نئی امنگ نئی ترنگ

بدھ

شام ۶-۲۰ سماج شکشا
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے
۷-۱۰ صحت و صفائی پر پروگرام
۷-۳۰ دہلی کے مطابق

جمعرات

شام ۶-۲۰ اپنا گاؤں اپنی بات
۶-۳۰ دوبارہ ٹیلی کاسٹ/ ارکائیوز سے/ دیگر مراکز سے
کوی گوشٹھی (I)/ ناٹک (II)
ٹی وی فلم (III)، ڈاکومینٹری (IV)

جمعہ

شام ۶-۰۰ مہلاؤں کے لیے
(I، III، V)
۲۰ نکاتی پروگرام (II، IV)
۶-۲۰ کھیل اور کھلاڑی
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے
۷-۱۰ پاپولر سائنس، ۷-۳۰ دہلی کے مطابق

ہفتہ

شام ۶-۰۰ لوک روایات (I)
سرتی چتر (II)، لوک دھارا (III)
سپھلتا کی کہانی (IV)
گیت و بھجن (V)
۶-۳۰ دہلی کے مطابق، ۸-۲۰ چہارہ (I)
رنگ وینگ (II)/
بوجھو تو جانیں (III)
پرشنوں کے گھیرے میں (IV)
سندھی پروگرام (V)
۸-۴۰ دہلی کے مطابق

کلکتہ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
میڈ 1 آواز 67 75 MHz

نیشنل پروگرام روزانہ رات ۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک (دہلی سے ریلے)

پیر

شام ۶-۰۴ لوک دھارا/ سا رے گا
۶-۱۵ موسیقی
۶-۳۰ اور ۷-۰۰ بھجن پر اسنگے موسیقی
۶-۴۵ کول کاتا بچترا ۷-۰۰
۷-۴۰ دیس بدیشر کھیلا
۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

منگل

شام
۶-۰۴ بچوں کے لیے
۶-۳۰ یوتھ ٹائم/ صحت سے متعلق پروگرام ۷-۴۰ چترمالا (بنگالی) ۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

بدھ

۶-۰۴ تمہارے بارے/ ہندی پروگرام
۶-۳۰ دیہی پروگرام
۷-۰۰ رابندر سنگیت
۷-۲۰ سوک سینس/ ڈولپمنٹ اسٹوری/ ہیومن اسٹوری۔
۷-۴۰ درشکارے دربارے
۸-۰۵ چترہار (دہلی سے ریلے)

جمعرات

شام
۵-۴۴ بچوں کے لیے
۶-۰۰ سلسلے وار انگریزی فلم
۶-۳۰ بنگالی میں یوتھ پروگرام
۷-۰۰ درشٹی کون/ ویوز

۷-۰۰ جھنا سائے (صحت سے متعلق پروگرام/ درشٹی پٹ
۷-۱۰ سمبند پربھا
۷-۴۰ بنگالی ناٹک

جمعہ

۶-۰۴ جانا اجانا
۶-۱۴ انڈسٹریل پروگرام
۶-۳۴ موسیقی/ رقص
۷-۰۰ جگناسا: بنگالی کوئز/ مالانچا
۷-۴۰ ساہتیہ سنسکرتی ۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

ہفتہ

دوپہر
۱-۴۵ سے شام ۴-۰۰
نیٹ ورک پر اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے ریلے)
شام
۵-۳۵ اور ۷-۵۵ بنگالی فیچر فلم
۷-۴۰ سپتاہکی

اتوار

صبح
۱۰-۰۰ سے دوپہر ۲-۰۰
شام ۴-۰۰، ۵-۴۵ اور
۲-۰۰ ایوارڈ یافتہ علاقائی فیچر فلم (دہلی سے ریلے)

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷٫۱۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)، ۱۱ ۲۸ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۴۸٫۴۰ میٹر (۶۱۵۵ کلوہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷٫۳۰ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)، ۱۱ ۲۸ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس
میڈیم ویو ۴۲۷٫۳۰ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو ۱۹٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

اتوار ۱۶ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت
از حمیدہ بانو
قوالی : از ماجد اخلاص قوال اور ہمنوا
۶-۲۵ افضل حسین : داغ اور جگر کا کلام
وینا بخشی : فیض احمد فیض اور
فراق کا کلام
۷-۰۵ گھاسی رام نرمل : جلترنگ پر
راگ اہیر بھیرو
۹-۰۰ آؤ بچو : 'چاچا بچوں کے' تقریر
از ڈاکٹر صادقہ ذکی
سندری پر بھیروی دھن
۹-۱۵ کشمیری لوک گیت
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
عقیل احمد خاں : خیال بھیروی توڑی

رات

۸-۳۰ افضل حسین : مرزا غالب اور
فانی بدایونی کا کلام
۹-۳۰ گرجا دیوی : ٹھمری مبتر الکماج
۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
امرناتھ : خیال راگیشری
گھاسی رام نرمل : جلترنگ پر
راگ ابھوگی
۱۲-۳۰ ماجد اخلاص احمد اور ساتھی : قوالیاں

پیر ۱۷ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت
از افغان نجیب آبادی
قوالی : محمد حیات قوال اور ساتھی
۶-۲۵ جمیل احمد : غزلیں
اوشا سیٹھ : خمار بارہ بنکوی اور
اصغر گونڈوی کا کلام
۷-۰۵ سدھو رام جادھو اور ساتھی
۹-۱۵ کشمیری لوک گیت
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
عقیل احمد خاں : خیال بھیروی توڑی

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
جمیل احمد : غزلیں
۹-۰۰ کلامِ شاعر از بیگم ممتاز مرزا
۱۰-۰۰ پیہم رواں ہے زندگی
"بارہ ہندوراؤ"
ترتیب از ناشر نقوی
۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
عقیل احمد خاں : خیال پٹ بیہاگ
سدھو رام جادھو
سندری پر راگ مالکونس
اور دھن
۱۲-۳۰ قوالیاں : محمد حیات قوال اور ساتھی

منگل ۱۸ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت از امینہ برنی
قوالی : رحمت قوال اور ہمنوا
۶-۲۵ اقبال احمد صدیقی : عمر انصاری
اور اختر شیرانی کا کلام
سرلا کپور : داغ دہلوی
اصغر گونڈوی اور جگر کا کلام
۷-۰۵ بھگوان داس : سنتور پر
راگ بسنت مکھاری
۹-۳۲ ہیمنتی بھٹاچاریہ : خیال بھٹیار

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
این۔ سی۔ سی۔ ڈے کی تقریبات
کے موقع پر ایک رپورٹ

رات

۸-۳۰ اقبال احمد صدیقی : شفق سلونوی
اور داغ کا کلام
۹-۰۰ 'جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے'
تقریر از پروفیسر حامدی کاشمیری
۱۱-۳۰ ہیمنتی بھٹاچاریہ : خیال چھایا نٹ
بھگوان داس : سنتور پر
راگ باگیشری
۱۲-۳۰ قوالیاں : وحید نظامی قوال اور
ساتھی

بدھ ۱۹ نومبر

صبح

۵-۴۵ نعت : چرن سرن ناز
قوالی : شنکر شمبھو قوال اور ساتھی
۶-۲۵ مہندر سنگھ : پورن سنگھ ہوش
اور ترلوک چندر کوثر کا کلام
انجنا چوپڑہ : نذیر اکبر آبادی
اور محمد عثمان عارف کا کلام
۷-۰۵ وشنو پرستا اور ساتھی
شہنائی پر راگ گجری توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مز النی کھانڈیکر : خیال دیسی

رات

۸-۳۰ مہندر سنگھ : راج بلدیو راج اور
اختر شیرانی کا کلام
۹-۰۰ شہر نامہ از کاوش بدری
۹-۳۰ حفیظ احمد خاں : ٹھمری تلک کامود
۱۰-۰۰ افسانہ از رام لال
۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
مز النی کھانڈیکر : خیال مالکونس
وشنو پرستا اور ہمنوا : شہنائی پر
راگ مدھیہ کوشں اور دھن
۱۲-۳۰ قوالیاں : شنکر شمبھو اور ہمنوا

جمعرات ۲۰ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت
از فصیح اکمل
قوالی از یوسف علی خاں قوال
اور ساتھی
۶-۲۵ شہر صبا
رانی گرولا : معین احسن جذبی
اور فاروق نازکی کا کلام
ستیش بھوٹانی : صبا افغانی کا
کلام
۷-۰۵ گوپال کرشن : وچتر وینا وادن
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
بشیر احمد : ٹھمری

دوپہر

ڈرامہ : 'ساون جلے بھادوں جلے'
ڈرامہ تحریر : پشکر ناتھ

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
یونس ملک : داغ دہلوی اور
زبیر رضوی کا کلام
۹-۰۰ کھیل کے میدان سے
از ڈاکٹر یکیش کوشک
۱۰-۰۰ ادبی نشست : 'فن اصلاح
سازی اور لسانی تشکیلات کا
عمل' ؛ مباحثہ : شرکاء :
پروفیسر مسعود حسین خاں
شمس الرحمان فاروقی
رشید حسن خاں اور مرزا خلیل بیگ
۱۱-۳۰ مالویکا کانن : خیال نایکی کانہڑہ
گوپال کرشنن : وچتر وینا
۱۲-۳۰ قوالیاں : یوسف علی خاں قوال
اور ساتھی

جمعہ ۲۱ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت
از حیات لکھنوی
قوالی از عزیز احمد خاں وارثی
اور ساتھی
۶-۲۵ انیتا تلوار : شکیل بدایونی
اور شمیم جے پوری کا کلام
راجکمار رضوی : مخدوم محی الدین
کا کلام
۷-۰۵ نرنجن پرساد : بانسری وادن

رات

۸-۳۰ انیتا تلوار : جگر مرادآبادی
کا کلام
۹-۰۰ شیشے کا گھر
۹-۳۰ ایک راگ کئی روپ
راگ سوہنی
۱۱-۳۰ نواب خاں : خیال مالکونس
نرنجن پرساد : بانسری وادن
۱۲-۳۰ قوالیاں : عزیز احمد خاں وارثی

ہفتہ ۲۲ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
از بلال احمد
قوالی: آفتاب قادری اور ساتھی

۶-۲۵ شبیر صبا
آلوک گنگولی: دل لکھنوی اور فیض کا کلام
انجلی بوس: ذوقی اور مومن کا کلام

۷-۰۵ سرمشٹھ سین
ستار پر راگ بھیرو

۹-۰۰ آؤ بچو: فاسٹلر اسکول کے بچوں کے ذریعہ پیش کردہ ایک ورائٹی پروگرام

۹-۳۲ افضل حسین جے پور والے
ٹھمری بھیروی، دادرہ بھیروی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
آلوک گنگولی: فراق گورکھپوری اور سکندر علی وجد کا کلام

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی: تقریر
زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی شاعری کے بغیر از شکیل عظیم

خلوص نامہ از قمر عرفان انیس

۱۱-۳۰ ربیک لال اندھیریا
خیال کوشک دھونی
شرمشٹھ سین: ستار پر راگ جمیر

۱۲-۳۰ قوالیاں: علی وارثی اور ہمنوا

اتوار ۲۳ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
از صلاح الدین
قوالی: اسلم صابری قوال اور ہمنوا

۶-۲۵ شانتا سکینہ: جگر مرادآبادی اور شکیل بدایونی کا کلام
غلام علی: امیر قزلباش کا کلام

۷-۰۵ نظام الدین: طبلے پر روپک تال

رات

۸-۳۰ شانتا سکینہ: شکیل بدایونی اور فیض کا کلام

۹-۰۰ رسائل و جرائد

تحریر: راج نرائن راز

۹-۳۰ گجربن کارے
کشوری اموبکر: ٹھمری مشرا دیش

۱۰-۰۰ 'سپنا کھلتے پھولوں کا': ڈرامہ
ڈرامہ نگار: ڈاکٹر گووند چاتک

۱۱-۳۰ رام چتر ملک: آلاپ اور دھمار راگ بھوپالی میں
نظام الدین: طبلے پر تین تال

۱۲-۳۰ قوالیاں: اسلم صابری قوال اور ساتھی

پیر ۲۴ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت
از کامل قریشی
قوالی: عبدالحمید قوال اور ساتھی

۶-۲۵ سیما شرما: جاں نثار اختر اور عمر انصاری کا کلام
چندن کمار داس: حفیظ جالندھری اور ڈاکٹر اقبال کا کلام

۷-۰۵ چت دیو برمن: اسراج پر راگ بیراگی

۹-۳۲ راشد حسین خاں: راگ توڑی میں خیال اور ترانہ

دوپہر

۲-۳۰ 'سپنا کھلتے پھولوں کا': ڈرامہ

رات

۸-۳۰ سیما شرما: مخمور دہلوی اور قیس جالندھری کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر: محمد علوی

۱۰-۰۰ دریچہ: کمل سنرجی کے ساتھ بات چیت

۱۱-۳۰ راشد حسین خاں: خیال چندرکونس
چت دیو برمن: اسراج پر راگ ابھوگی کانہڑہ

۱۲-۳۰ قوالیاں: غلام فرید صابری اور غلام مقبول صابری قوال اور ہمنوا

منگل ۲۵ نومبر

صبح

۵-۴۵ نعت از عزیز سلونوی
قوالی: بہاالدین قطب الدین قوال اور ہمنوا

۶-۲۵ کمل ہنس پال: غزلیں
نذیر احمد: رفعت سروش کا کلام

۷-۰۵ پنڈت ایودھیا پرساد
پکھاوج پر جھپ تال

۹-۳۲ شیلا دھر
خیال بلاس خانی توڑی

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
'پسند اپنی اپنی': رئیس صدیقی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
کمل ہنس پال: غزلیں

۹-۰۰ جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے: تقریر
از پروفیسر مختارالدین (علی گڑھ)

۱۱-۳۰ شیلا دھر: خیال شاہانہ
پنڈت ایودھیا پرساد
پکھاوج پر چوپال

۱۲-۳۰ قوالیاں: بہاالدین، قطب الدین اور ساتھی

بدھ ۲۶ نومبر

صبح

۵-۴۵ نعت: از خواجہ محمود بیگ
قوالی از حاجی محمود قوال اور ساتھی

۶-۲۵ اقبال بانو: غالب کا کلام
شنکر داس گپتا: داغ، حسرت اور اقبال کا کلام

۷-۰۵ سکندر حسین اور ساتھی
شہنائی پر راگ رام کلی

۹-۱۵ اتر پردیش کے لوک گیت
چار بیت

۹-۳۲ شنو کھورانہ: خیال اہیری توڑی

دوپہر

۲-۳۰ دھنک: لچھمن داس سندھو
ٹھمری اور دادرا

رات

۸-۳۰ اقبال بانو: مرزا غالب کا کلام

۹-۰۰ دلی ڈائری از زیڈ۔ اے۔ عثمانی

۹-۳۰ گجربن کارے
ہیرا دیوی مشرا: ٹھمری دیش

۱۱-۳۰ شنو کھورانہ: خیال باگیشری
شہنائی پر راگ شری

۱۲-۳۰ حاجی محمود قوال قوالیاں

جمعرات ۲۷ نومبر

صبح

۵-۴۵ نعت از کلیم سرور

قوالی از جعفر حسین خاں اور ہمنوا

۶-۲۵ کاجل بنرجی: غزلیں
اسکرن شرما: مجاز لکھنوی اور داغ کا کلام

۷-۰۵ جیا بسواس: ستار پر راگ گن کلی

۹-۳۲ آئرن رائے چودھری
ٹھمری اور دادرہ بھیروی

دوپہر

۳-۰۰ راگ رنگ

رات

۹-۰۰ کھیل کے میدان سے
(کھیلوں کی خبریں) اسکرپٹ
خورشید حسین

۱۰-۰۰ آئینہ: ادبی میگزین
نصیر کاظمی نمبر
ادارت: ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی

۱۱-۳۰ پنڈت جسراج: خیال پوریا کلیان
جیا بسواس: ستار پر راگ چھایا نٹ

۱۲-۳۰ جعفر حسین خاں قوال اور ساتھی
قوالیاں

جمعہ ۲۸ نومبر

صبح

۵-۴۵ نعت از مولانا عزیز ظفر
قوالی: از جمیل شمسی قوال اور ساتھی

۶-۲۵ افضل حسین نگینہ: مومن کا کلام
مدھو راتی: مرزا غالب کا کلام

۷-۰۵ امجد علی خاں: سرود وادن

رات

۸-۳۰ افضل حسین نگینہ: فراق کا کلام

۹-۰۰ 'بھلائے نہ بنے' دانتے کی 'ڈوائن کامیڈی' کے ایک کردار 'ورجل' پر ایک تقریر
از اسلوب احمد انصاری

۹-۳۰ کہانی سنگیت کی
راگ باگیشری پر ایک تقریر
از اجیت سنگھ پینٹل

۱۱-۳۰ جمیل خسرو: خیال ہیم کلیان
امجد علی خاں: سرود وادن

۱۲-۳۰ جمیل شمسی قوال قوالیاں

ہفتہ ۲۹ نومبر

صبح

۵-۴۵ نعت از محمد یسین خاں صادق

قوالی: محمود آزاد قوال اور ساتھی

۶-۲۵ انجلی بنرجی: جگر مرادآبادی کا کلام

شری رام: جگر اور داغ کا کلام

۷-۰۵ شری کرشن شرما: گٹار پر راگ چارو کیشی

۹-۳۲ استاد بڑے غلام علی خاں ٹھمری بھیروی اور دادرہ پہاڑی

رات

۸-۳۰ انجلی بنرجی: فراق گورکھپوری اور ڈاکٹر اقبال کا کلام

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی ذاکر حسین کالج کے طلبا اور طالبات کا پیش کردہ پروگرام

۱۱-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں خیال کاموداور ترانہ

شری کرشن شرما: گٹار پر راگ شیام کلیان

۱۲-۳۰ نسیم جانی قوال اور ساتھی قوالیاں

اتوار ۳۰ نومبر

صبح

۵-۴۵ نعت از غلام حسین

قوالی از اقبال قوال اور ساتھی

۶-۲۵ محمد ظفر: جاں نثار اختر اور نذیر بنارسی کا کلام

شو بھنا راؤ: فیض اور ذوق کا کلام

۷-۰۵ بھجن ساپوری: سنطور پر راگ توڑی

رات

۸-۳۰ محمد ظفر: فیض اور راز الہ آبادی کا کلام

۹-۰۰ اردو دنیا: ابوالفیض سحر

۹-۳۰ کبر بن کا رے

مشتری بیگم: ٹھمری پیلو

۱۰-۰۰ ایک ہی چھت کے نیچے: ڈرامہ از انور عظیم

۱۱-۳۰ ملک ارجن منصور: راگ نند

بھجن ساپوری: سنطور پر راگ کروانی

۱۲-۳۰ افضال اقبال قوال اور ساتھی

دہلی

میڈیم ویو		شارٹ ویو
دہلی الف	۳۶۶٫۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز	صبح ۰۰-۸ تک ۱۵٫۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
دہلی ب	۴۵۰٫۵ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز	صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۷٫۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دہلی ج	۲۱۹٫۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز	دوپہر ۴۷٫۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
دہلی د	۲۹۳٫۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز	شام ۴۵-۵ تک ۴۷٫۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز
		شام ۰۰-۱۱ رات تک ۱۵٫۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف

ہندی / انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)

ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۵-۱، ۰۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸ اور رات ۰۵-۱۱۔ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶

اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو مع تبصرہ: رات ۱۶-۹

انگریزی: دوپہر ۰۰-۱۲ پنجابی: دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار: شام ۰۰-۵

روزگار سماچار: شام ۵۰-۷ پرادیشک سماچار: شام ۵۰-۷

دہلی بی

انگریزی: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، دوپہر ۰۰-۱، سہ پہر ۰۰-۴، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور رات ۰۰-۱۱، پنجابی: صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، تجارتی (صرف بدھ) ۳۰-۷

اتوار ۱۶ نومبر

دہلی 'اے'

صبح

۶-۱۰ وندنا

۶-۴۵ سواستھیہ چرچا

۷-۳۰ آج صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹

یونس حسین خاں: گائن

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دوپہر

۱۲-۱۰ آپ کی چٹھی ملی: خطوں کے جواب

۱۲-۱۵ 'توبہ': خاکہ از وی۔ ایم۔ آنند

۲-۳۰ 'شکنتلا': ڈرامہ تحریر: مہاکوی کالیداس

شام

۵-۴۵ کے۔ واگیش کرناٹک گائن

۸-۰۶ 'گورونانک کی وانی میں بھاؤ آتمک انیکتا': تقریر از ڈاکٹر مہیپ سنگھ

۸-۱۵ رابندر سنگیت

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۰۲ ساہتکی: ہندی ادبی میگزین 'نکڑ ناٹک کی اودھارنا اور پراسنگکتا': مباحثہ شرکار: ڈاکٹر لکشمی نرائن لال امیش اپادھیائے، نریندر موہن اور پردیپ سہگل

۹-۳۰ یادیں

دوپہر

۳-۳۰ یونس حسین خاں: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸

پریتا بلبیر سنگھ: شبد اور گیت

پیر ۱۷ نومبر

دہلی 'اے'

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا: سہایتا کرتے اپکرن (۲۸) دوربین: تقریر از چندر بھان شرما

۷-۳۰ 'دلی راشٹریہ سنگر ایسے کی کیہ آکرشن': تقریر

۸-۱۰ شام ۴۰-۵ اور رات ۰۰-۹

دیو برت چودھری: ستار

۱۱-۰۵ مبارک علی: گائن

۱۱-۳۰ کیلاش بہاری شرما: سرود

دوپہر

۱۲-۳۰ 'نربھکشی': وجے دیوان کے مراٹھی ناٹک کا ہندی ریڈیو عکس از چندر کانت پاٹل

رات

۸-۰۶ سواستھیہ رکشا

۹-۳۰ وارتاؤں کا اکھل بھارتیہ کاریہ کرم 'اندرا گاندھی اور بھارت' سمپوزیم

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

۱۱-۱۰ سب رس

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سربھی

پروین سلطانہ: گائن

دوپہر

۳-۳۰ مبارک علی: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۴-۸

ایرادتی بھیز: بھجن اور گیت

منگل ۱۸ نومبر

دہلی 'اے'

صبح

۷-۳۰ سورویلا: سوم ٹھاکر کا ویدپاٹھ

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹

امرناتھ: گائن

۱۱-۰۵ کیلاش چندر شرما: بانسری

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار از کرن دھون

۸-۰۶ 'پرگتی پتھ پر: کبنبم ایوم دعا تو گم' تقریر: ایس۔ وی۔ ایس۔ راگھون

۸-۱۵ ادیوگ منڈل

۹-۳۰ 'للتیشوری': ناٹک

تحریر: نرملا اگروال
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'بی'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سربھی
علی حسین اور ساتھی: شہنائی
دوپہر
۳-۳۰ کیلاش چندر شرما: بانسری
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
اندرا نیلی سکھ: گیت، بھجن اور غزلیں
۹-۳۰ اکھل بھارتیہ وارتا کاریہ کرم
ایجوکیشن فار ٹوٹل ڈیولپمنٹ
تقریر

بدھ ۱۹ر نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا: پچھلے دو دشکوں میں وگیانک پرگتی
ڈاکٹر ہرشرن وشنوتی
۷-۳۰ آج صبح
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
سوہاسنی کوراٹکر: گائن
۱۱-۰۵ گھاسی رام نرمل: جل ترنگ
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان: 'گھاس اور اسکے پرکار'
تحریر: پروفیسر آر۔ این۔ چوپڑہ
رات
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
۱۱-۱۰ لیجیے پھر سنیے

دہلی 'بی'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سربھی
دلال رائے: سنطور
ہمانشو بسواس: بانسری
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
نیلم ساہنی: بھجن

جمعرات ۲۰ر نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۷-۳۰ بھارت بھارتی
'اڑیسہ کی سانسکرتک دھروہر'
تقریر: درشا داس
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
پرکاش۔ این سکینہ: بانسری
۱۱-۰۵ زندہ حسن: ٹھمری اور دادرا
دوپہر
۱۲-۳۰ گھر وگیان: 'سیپ اور موتی'
تحریر: سادھنا کھرانہ
رات
۸-۰۷ 'سنوت گرامین وکاس یوجنا'
تقریر از اندرجیت کھنہ
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
۱۱-۱۰ یشپال: گائن

دہلی 'بی'
صبح
۷-۳۲ سنگیت سربھی
زندہ حسن: ٹھمری اور دادرا
دوپہر
۳-۳۰ سیتا ویکٹا چلم: کرناٹک گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
رویندر گروور: بھجن اور غزلیں

جمعہ ۲۱ر نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا: 'ٹیلکم پاوڈر'
تحریر: ڈاکٹر وجے سیدا
۷-۳۰ آج صبح
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
وشنو پرسنا اور ساتھی: شہنائی
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
بھیکو بھائی بھاوسکر: گائن
دوپہر
۱-۱۱ راگ منجری
رات
۸-۱۰ گاندھی چرچا: گاندھی جی کے
وچاروں ایوم پریرنا بھجنوں پر
آدھارت کاریہ کرم
۹-۳۰ 'چشمہ': ڈاکٹر چندر سین کے سندھی ناٹک کا ہندی ریڈیو روپانتر
از کملا مہتہ
۱۰-۰۰ رسولن بائی: ٹھمری اور دادرا

دہلی 'بی'
صبح
۷-۰۲ اولوکن
۷-۳۰ سنگیت سربھی
نصیر احمد خاں: گائن
دوپہر
۳-۳۰ این رام مورتی: گائن
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
رینو سہدیو: گیت اور بھجن

ہفتہ ۲۲ر نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۶-۴۵ سواستھیہ چرچا
۷-۴۵ دلی درشن
۸-۱۰ شام ۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
ایرین رائے چودھری: گائن
۱۱-۰۵ کلیان مکرجی: سرود
۱۱-۳۰ جنگ راج شرما: گائن
رات
۸-۱۵ سواستھیہ رکشا
۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'بی'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سربھی
شو کمار شرما: سنطور
برج بھوشن کابرا: گٹار
دوپہر
۳-۳۰ کلیان مکرجی: سرود

اتوار ۲۳ر نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۶-۴۵ سواستھیہ چرچا
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
بے نظیر بیگم: ٹھمری اور دادرا
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
دوپہر
۱۲-۱۵ 'نواب لکھنؤ کا دربار خاص': جھلکی
تحریر: اے۔ ایل۔ سیمیتی
۲-۳۰ سوریہ سرکار کے بنگلہ ناٹک 'مالیا' کا ہندی ریڈیو روپانتر
از سوشیل گپتا
شام
۵-۳۵ ڈاکٹر ایل۔ سبرامنیم: وائلن
۸-۰۶ 'بھارتیہ اگر سہ یوجنا': تقریر
پروین اپادھیائے
۹-۰۰ بے نظیر بیگم: ٹھمری اور دادرا
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'بی'
صبح
۷-۳۲ سنگیت سربھی
دوپہر
۳-۳۰ بے نظیر بیگم: ٹھمری اور دادرا
شام
۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
چرنجیت کور: غزلیں

پیر ۲۴ر نومبر

دہلی 'اے'
صبح
۶-۴۵ وگیان چرچا
سہایتا کرتے ایکرن (۲۹) 'ویٹنگ اسکیل': تقریر
از ایشور دت
۸-۱۰ اور ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
شرمشٹھا سین: ستار
دوپہر
۱۲-۳۰ 'دل لتیشوری': ناٹک
تحریر: نرملا اگروال
شام
۸-۰۶ سواستھیہ رکشا
۹-۳۰ وارتاؤں کا اکھل بھارتیہ کاریہ کرم: شانتی اور وکاس کے کھشیتر میں وگیان
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۴۲ سنگیت سربھی
پنڈت اونکارناتھ: گائن

دوپہر

۳-۳۰ وی۔جی۔جوگ: وائلن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
ارمل وڈھیرا: گیت اور بھجن

منگل ۲۵ نومبر

دہلی 'اے'

صبح

۷-۳۰ سورویلا: رس خان کی کویتاؤں کا پاٹھ
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
غلام تقی خاں
۱۱-۰۵ مختار احمد: سرود

شام

۵-۰۵ گیان وگیان: ہماری پرتھوی
تقریر از ڈاکٹر اقبال مہندر
۵-۴۰ سموہ گان شکشا
۸-۰۶ بھارت کے نئے تیرتھ
'بھارتیہ کرشی انوسندھان کیندر'

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سربھی
ہمانشو گھوش، اربن گھوش
بانسری وائلن

دوپہر

۳-۳۰ مختار احمد: سرود

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
سمن دیوگن: غزلیں

بدھ ۲۶ نومبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
کرشنا بشٹ: گائن
۱۱-۰۵ دلیپ چودھری: ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر وگیان: رکت پوتی جیو کھٹمل: تقریر
از ڈاکٹر ہرشرن سنگھ وشنوئی

شام

۵-۴۰ دلیپ چودھری: ستار
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سربھی
بسم اللہ خاں اور ساتھی: شہنائی

دوپہر

۳-۳۰ سرسوتی شیکھر: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
پریم ناتھ: گیت اور غزلیں

جمعرات ۲۷ نومبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
ظہور احمد خاں: وائلن
۱۱-۰۵ ایرا مکھرجی: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر وگیان: کمل کا نشپ
تحریر: پروفیسر سریش چندر گپتا

رات

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
۱۱-۱۰ مسرت علی خاں: سرود

دہلی 'بی'

صبح

۷-۴۲ سنگیت سربھی
ایرا مکھرجی: گائن

دوپہر

۳-۳۰ وشالم ونیکٹاچلم: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
گھنشیام داس: گیت، بھجن اور غزلیں

جمعہ ۲۸ نومبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
للت سیے۔راؤ: گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
دنیش کمار: بانسری

رات

۹-۳۰ 'دو گز زمین'، لیو ٹالسٹائی کی کہانی کا ریڈیو روپانتر
از پیش چتر ویدی
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
۱۱-۱ گرجا دیوی: ٹھمری اور دادرا

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سربھی
برج بھوشن کابرا: گٹار

دوپہر

۳-۳۰ آر۔وی۔رمن: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
پشپا ہنس: گیت، بھجن اور غزلیں

ہفتہ ۲۹ نومبر

دہلی 'اے'

صبح

۶-۴۵ سواستھیہ چرچا
۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۹-۰۰
غلام دستگیر خاں: ستار
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
غلام حسین خاں: گائن

رات

۸-۱۵ سواستھیہ رکشا
۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سربھی
پنڈت جسراج: گائن

دوپہر

۳-۳۰ شبھا مودگلیہ: گائن

اتوار ۳۰ نومبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
رومارانی بھٹاچاریہ: گائن
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دوپہر

۱۲-۱۵ 'دو دونی چار': جھلکی
اشوک دوبے کی گجراتی جھلکی کا ہندی ریڈیو روپانتر
از رجنی کانت راول
۲-۳۰ 'چرن داس چور': ناٹک
تحریر: حبیب تنویر

شام

۵-۳۵ ڈاکٹر ڈورے سوامی آئنگر وینا
۸-۰۶ پریاورن سنرکشن کاریہ کرم
تقریر از پروفیسر چندر کلا وارشنیہ
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۰۰ ساہتکی: ہندی ادبی میگزین
میتھلی شرن گپت کے کھنڈ کاویہ
'جیدرتھ ودھ' کی پراسنگکتا
ڈاکٹر رتناکر پانڈے
کویتا از ڈاکٹر رام جنم شرما
۷-۴۲ سنگیت سربھی

دوپہر

۳-۳۰ رومارانی بھٹاچاریہ: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۴
اندرا نرائن: بھجن اور غزلیں

قلم کار حضرات!
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں
'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

ایاسے : تقریر

رامپور

۳۳۶ء۷ میٹر (۸۹۱ کلوہرٹز)

خبریں

ہندی/انگریزی : صبح ۶-۰۰ (عالمی) ، ہندی : صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵
اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۳ انگریزی : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰
رات ۹-۰۰ اردو : صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵
سماچار پتر ہندی : صبح ۹-۰۰ ، ضلع کی چیٹھی : صبح ۹-۰۵
پرادیشک سماچار : شام ۷-۲۰



اتوار ۱۶ر نومبر

صبح
۸-۲۱ مدن موہن برجواسی ؛ لوک گیت
رات
۸-۰۰ متالی مکھرجی ؛ سگم سنگیت

پیر ۱۷ر نومبر

صبح
۷-۳۰ واتاین
۷-۵۰ مجدد نیازی : غزلیں
شام
۷-۳۰ کرشی جگت : ولوں کا آرتھک درشٹی سے مہتو : تقریر
۸-۰۰ آہنگ : اردو پروگرام افسانہ از رئیس نظمی کلامِ شاعر ، شہاب مراد آبادی

منگل ۱۸ر نومبر

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۱-۴۰ مالویکا کانن ؛ گائن
شام
۷-۳۰ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ سامیک وشیوں پر پریچرچا وچار دھارا

بدھ ۱۹ر نومبر

صبح
۷-۴۵ کملا ستا : غزلیں

۸-۲۱ ونیتا گھسانا دسکھیاں لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰ رگھوناتھ سیٹھو : بانسری
رات
۸-۰۰ رونا لیلیٰ ؛ سگم سنگیت

جمعرات ۲۰ر نومبر

صبح
۷-۳۰ ساہتیہ سدھا ؛ سنسکرت کاریہ کرم
۷-۴۵ طلعت محمود ، سمن کلیا نپور سگم سنگیت
۸-۳۰ آہنگ : اردو پروگرام تبادلہ خیال ، قومی ایکتا کی ضرورت کل سے زیادہ آج کیوں ہے (مباحثہ)
دوپہر
۱-۴۰ پٹھانی راگ ؛ گائن

جمعہ ۲۱ر نومبر

صبح
۷-۳۰ بکھل بنرجی : ستار
۸-۳۰ آہنگ : اردو پروگرام ملاقات ؛ نامور و بزرگ شاعر جناب قمر مراد آبادی کے ساتھ انٹرویو
دوپہر
۱-۴۰ بی ۔ جی ۔ جوگ ؛ وائلن
شام
۷-۳۰ اور جاکے دبھن سوتر الیوم

۸-۰۰ بیگم اختر : غزلیں

ہفتہ ۲۲ر نومبر

صبح
۷-۳۰ جگدیش پرساد : گائن
شام
۷-۰۵ ہندی تقریر
۸-۰۰ کمل سندھو : غزلیں

اتوار ۲۳ر نومبر

صبح
۸-۲۱ سندھیا راتی موریہ وسکھیاں لوک گیت
رات
۸-۰۰ پنکج ملک : گیت

پیر ۲۴ر نومبر

صبح
۷-۳۰ واتاین
۷-۵۰ برجو مہاراج : غزلیں
دوپہر
۱-۴۰ فیاض خاں ؛ گائن
رات
۸-۰۰ آہنگ : اردو پروگرام پیش رفت ؛ علاقائی اور قومی ترقیاتی سرگرمیوں کا جائزہ مشرف علی خاں قومی یکجہتی پر نظم ؛ ستیش کمار گپتا اور نگار مراد آبادی

منگل ۲۵ر نومبر

صبح
۷-۵۰ شیام موہن ؛ سگم سنگیت
دوپہر
۱-۴۰ بسم اللہ خاں ؛ شہنائی

بدھ ۲۶ر نومبر

صبح
۷-۴۵ سریش واڈیکر
دوپہر
۱-۴۰ منی رام بدھ ؛ گائن
رات
۸-۰۰ سادتری سکینہ ؛ سگم سنگیت

جمعرات ۲۷ر نومبر

صبح
۷-۴۵ شیلا گلواڑی ؛ بھجن ، گیت
دوپہر
۱-۴۰ احمد رضا خاں : وچتر وینا
۲-۴۰ گیتا پنت ، سشما جوشی لوک گیت

جمعہ ۲۸ر نومبر

صبح
۷-۵۰ مہدی حسن : غزلیں
۸-۳۰ آہنگ : اردو پروگرام ؛ محفل سامعین کے خطوں اور ان کے جوابات پر مبنی پروگرام
دوپہر
۱۲-۳۰ افتخار احمد وساتھی ؛ نعت ، قوالی
۱-۴۰ شاہد پرویز ؛ ستار

ہفتہ ۲۹ر نومبر

صبح
۷-۳۰ پنڈت جسراج ؛ گائن
شام
۷-۰۵ ہندی تقریر
۸-۰۰ لوک گانگولی ، کرشنا کلے

اتوار ۳۰ر نومبر

صبح
۸-۲۱ ششی تواری ؛ لوک گیت
رات
۸-۰۰ شجاعت حسین خاں ؛ غزلیں

نجیب آباد

۳۱۴ء۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

اتوار ۱۶ر نومبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
'کھمب اتپادکوں کو سجھاؤ'

۸-۳۰ راگ درشن
تحریر: سندر لال گندھرو
ترتیب: کے. ڈی. الوزاگی

دوپہر

۱-۱۰ لطافت حسین خاں: راگ پردیپ

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'ربیع فصلوں کی پرکھ بیماریاں لکشن اور اپچار'
از راجندر پرکاش رستوگی
'لگھو اور سیمانت کرشکوں کی وتیہ سہایتا کے سروت'
از چھوٹے لال

پیر ۱۷ر نومبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں

۸-۳۰ چندن رائے
سرود پر راگ للت

دوپہر

۱-۱۰ گڑھوالی، کماؤنی پروگرام

شام

۵-۰۵ 'میتھلی شرن گپت راشٹریہ ایکتا کے سندربھ میں'
از روشن لال بلونی

۶-۵۰ کرشی جگت
'دلہنی فصلوں کی پرکھ بیماریاں اور نینترن'

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

منگل ۱۸ر نومبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
'موہن پالکوں کو سجھاؤ'

۸-۳۰ بھیم سین جوشی اور فیاض خاں
گائن

دوپہر

۱-۰۰ وکاس وارتا
'شدھ پے جل ویوستھا'

۱-۱۰ عبدالوحید خاں: گائن

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'آلو کے پھپھوندی والے روگ پہچان اور روک تھام'
از ڈاکٹر آنند کمار سری واستو

بدھ ۱۹ر نومبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
'ربیع فصلوں میں ٹاپ ڈریسنگ'

۸-۳۰ امیر خاں: راگ للت
بڑے غلام علی خاں: ٹھمری

شام

۵-۰۵ دیش گان

۶-۵۰ کرشی جگت
'پھل درکشوں میں کتائی چھٹائی کی ودھی'
ڈاکٹر موہن چندر نوٹیال

۹-۱۶ کل کا سورج
'خاندانی منصوبہ بندی اور اس سے متعلق غلط فہمیاں'
از ونود کمار واہی

جمعرات ۲۰ر نومبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
'دلہنی، تلہنی فصلوں کی دیکھ بھال'

۸-۳۰ مشتاق علی خاں: ستار وادن

دوپہر

۱-۰۰ گھریلو اپکرنوں کا گھریلو علاج

۱-۱۰ شوبھا گرٹو: ٹھمری

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'مرغیوں کا سنتولت آہار سوئم بنائیں'
'ربیع کی فصلوں میں پانی کی آوشکتا اور پانی کے سدا پیوگ ہیتو سجھاؤ'

جمعہ ۲۱ر نومبر

صبح

۷-۴۵ راجیو نین بہوگنا: شیل سنگیت

۸-۳۰ علی اکبر خاں: سرود
روی شنکر: ستار

دوپہر

۱-۱۰ روی شنکر: ستار پر راگ مدھو ونتی

۲-۲۰ راجیو نین بہوگنا: لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووا منچ
'اپنے ادھیکاروں اور الوم دائیتوں کے پرتی یووا کتنے جاگروک' مباحثہ
شرکاء: پردیپ کمار راوت
گووند پنت، امیتا ادھیکاری
آنند کمار مندھیانی
سنچالک: وندنا شرما

۶-۵۰ کرشی جگت
'پشوؤں میں گل گھوٹو روگ کارن لکشن اور بچاؤ'
از ڈاکٹر وائی. ایس. بھٹناگر

۹-۱۶ 'چور کہاں گیا' : جھلکی
تحریر: وبھوتی بھوشن بھٹ

۹-۳۰ 'نیوکلیائی اورجا گیان اور اس کا بھوشیہ'
از ایم. سی. پانڈے

ہفتہ ۲۲ر نومبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
'شیت کالین پھل درکشوں کو لگانے کے لئے پرارمبھک تیاری'

۸-۲۱ سیما کوشک: لوک گیت

۸-۳۰ ایکناتھ سارولکر: گائن

دوپہر

۱-۱۰ برج بھوشن کابرہ: گٹار وادن

شام

۵-۰۵ یووا منچ
ماسٹر بے. پی: غزل
مہندر دھیانی: لوک گیت
دنیش کمار شرما: بھجن
صلاح الدین اکرم: نعت

اتوار ۲۳ر نومبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
'سبزیوں میں پودھا سرکشا ویوستھا'

۷-۴۵ گوپال دت بھٹ
شیل سنگیت

دوپہر

۱-۰۰ وگیان وارتا
'کیٹ بھکشی پودے'
از ڈاکٹر ودھو

۱-۱۰ اشیش خاں: سرود

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'ربیع فصلوں میں بیینے چھڑکاؤ'
'آلو کی ادھک پیداوار کے لئے کچھ پرمکھ باتیں'

پیر ۲۴ر نومبر

صبح

۷-۴۵ بینی مادھو رتوڑی: شیل سنگیت

۸-۳۰ گیانی راؤ جوشی: وائلن
پنا لال گھوش: بانسری

دوپہر

۱-۱۰ 'لوک ساہتیہ میں پراکرتک چترن'
از ارملا اسوال
'پروتیہ ناری بھومیکا آج کے سندربھ میں'
از دیوکی میر

شام

۵-۰۵ یووا منچ: ہاسیہ وینگ
کماری سنتوش شرما، وپن کوشمالا

۶-۵۰ کرشی جگت
'گیہوں کی پچھیتی کھیتی کے لئے سجھاؤ' از ڈاکٹر او پی مشرا

منگل ۲۵ر نومبر

صبح

۷ - ۴۵ دیوان سنگھ دھنک: شیل سنگیت
۸ - ۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار وادن
دوپہر
۱ - ۰۰ وکاس وارتا
'سب کے لئے سواستھ'
۱ - ۱۰ شوکمار شرما: سنطور وادن

بدھ ۲۶ر نومبر

صبح
۷ - ۴۵ کشن سنگھ پنوار: شیل سنگیت
۸ - ۲۱ آشا گپتا : لوک گیت
۸ - ۳۰ سی۔آر۔ ویاس : گائن
نصیر امین الدین ڈاگر: گائن

جمعرات ۲۷ر نومبر

صبح
۶ - ۵۰ کھیتی کی باتیں
'پیاز کی روپائی'
۸ - ۳۰ مختار احمد خاں : سرود
احمد رضا خاں : وچتر وینا
دوپہر
۱ - ۰۰ گھریلو اپچار
'بدہضمی کا گھریلو علاج'
۱ - ۱۰ بھیم سین جوشی: گائن
شام
۶ - ۵۰ کرشی جگت
'گیہوں کی بونی قسموں کے لئے
پانی کی اوشیکتا و ودھی'
از راج کشور سکینہ

جمعہ ۲۸ر نومبر

صبح
۸ - ۳۰ منور علی خاں : گائن
ڈی وی پلسکر : گائن
رات
۹ - ۳۰ 'ہمارے بھوجن میں کتنگو پوشک
تتو': ڈاکٹر رام سنگھ بشٹ

ہفتہ ۲۹ر نومبر

صبح
۷ - ۴۵ وچتر سنگھ پنوار: شیل سنگیت
۸ - ۳۰ نثار حسین خاں : گائن
حفیظ احمد خاں : گائن
شام
۶ - ۵۰ کرشی جگت (باقی ص ۴۴ پر)

شملہ

میڈیم ویو : ۲۷۷ر۳۸۷ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو : صبح ۳۰-۷ تک اور شام ۳۰-۶ کے بعد رات تک ۹۳ر۹۰ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۴۵-۷ کے بعد دوپہر ۴۵-۴ تک اور شام ۰۰-۵ کے بعد
۸۳ر۴۹ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

اتوار ۱۶ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ اشوک رائے : گائن
۸ - ۲۱ ہمیں لکھئے
دوپہر
۱۲ - ۳۰ بال گوپال
رات
۷ - ۰۵ پرلوار کلیان
۸ - ۳۰ آپ کا پتر ملا
۹ - ۳۰ گیت پہاڑا رے
فرمائشی پہاڑی لوک گیت
۱۰ - ۰۰ سنندا جوگ : کلاسیکی موسیقی

پیر ۱۷ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ بسم اللہ خاں اور وی۔جی۔جوگ
شہنائی اور وائلن پر جگلبندی
دوپہر
۱۲ - ۳۰ ہمارا ہماچل
رات
۷ - ۰۵ کھلا آکاش : شنکرین گلایا
سلسلہ وار ڈرامہ
۸ - ۳۰ جعفر حسین قوال: سگم سنگیت
۹ - ۱۶ پستک سمکشا
۹ - ۴۵ سگم سنگیت

منگل ۱۸ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ بھیم سین جوشی : گائن
۸ - ۲۵ اور رات ۳۰-۸
کرشن کالیہ: سگم سنگیت
۹ - ۱۵ راگ چھایا
دوپہر
۱۲ - ۳۰ ہمارا پشودھن
رات
۱۰ - ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۹ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ نکھل بنرجی : ستار
۸ - ۲۱ ہمیں لکھئے
دوپہر
۱۲ - ۳۰ انگریزی سبق اے ۲۰ بوٹ ریس
شام
۷ - ۰۵ کھلا آکاش: خطوں کے جواب
اور فرمائشی لوک گیت
۸ - ۳۰ شانتا والیہ : سگم سنگیت
۹ - ۱۶ گھر آنگن: سلسلہ وار ڈرامہ
تحریر: اونکار لال بھاردواج
۱۰ - ۰۰ آپ کے آنوردوہ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۲۰ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ سریش گوپال شری کھنڈے
کلاسیکی موسیقی
۸ - ۲۱ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۸ - ۳۵ پنجابی گیت
۹ - ۱۵ مسکان
رات
۸ - ۳۰ شانتی ہیرانند: سگم سنگیت
۹ - ۰۰ آپ کا پتر ملا
۱۰ - ۰۰ دھارا رے گیت

جمعہ ۲۱ر نومبر

صبح
۸ - ۲۱ ہمیں لکھئے
۸ - ۳۵ کنور سنگھ: سگم سنگیت
۹ - ۱۵ محفل
دوپہر
۱۲ - ۳۰ بھارت اور وشو شانتی
رات
۸ - ۳۰ کنور سنگھ: سگم سنگیت
۹ - ۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰ - ۰۰ من بھاون : پرانی فلموں
سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۲ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ پنا لال داس : ستار
۸ - ۲۱ امر بھارتی: سنسکرت پروگرام
۸ - ۳۵ اتر پردیش کے لوک گیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ مارگ درشن
شام
۸ - ۰۵ دھارا رے گیت
۹ - ۱۶ ہم درشن : ہندی میں علاقائی
ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۲۳ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ ونود کمار : گائن
۸ - ۲۱ ہمیں لکھئے
۸ - ۳۵ دیش پیا رے کے گیت
۱۱ - ۰۰ ہندی ڈرامہ
دوپہر ونیتا منڈل
رات
۸ - ۰۰ دھارا رے گیت
۹ - ۳۰ گیت پہاڑا رے
فرمائشی پہاڑی لوک گیت

پیر ۲۴ر نومبر

صبح
۷ - ۱۰ غلام مصطفیٰ خاں : گائن
۸ - ۳۵ شبد
دوپہر
۱۲ - ۳۰ کتنا پیارا دیش ہمارا
۳ - ۰۰ مہیلا سمیلن
رات
۸ - ۳۰ محمد حیات خاں قوال و ساتھی
سگم سنگیت

۹-۱۶ جھلکی
۹-۴۵ بیگم اختر؛ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۵ نومبر

صبح
۷-۱۰ پنڈت جسلرج : گائن
۸-۳۵ اور رات ۸-۳۰
جے پرکاش کنڈارا؛ سگم سنگیت
۹-۱۵ راگ چھایا
دوپہر
۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے
شام
۵-۰۰ بھکتی سنگیت

بدھ ۲۶ نومبر

صبح
۷-۱۰ استاد بندھو خاں : سارنگی
۸-۲۱ ہمیں لکھئے
۸-۳۵ سیاحوں کے لئے
دوپہر
۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے؛ انگریزی سبق
شام
۷-۰۵ کھلا آکاش : خطوں کے جواب
اور فرمائشی لوک گیت
۸-۳۰ لکشمن داس سندھو؛ سگم سنگیت
۹-۱۶ گھر آنگن ؛ سلسلہ وار ڈرامہ
۱۰-۰۰ آپ کے آنور ودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۲۷ نومبر

صبح
۷-۱۰ کمل سہگل اور کویتا سہگل؛ گائن
۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۸-۳۵ ششو پال چوپڑا؛ پنجابی گیت
۹-۱۵ مسکان
دوپہر
۱۲-۳۰ سموہ شکشا پاٹھ
رات
۸-۳۰ نینا دیوی : سگم سنگیت
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا؛ خطوں کے جواب

جمعہ ۲۸ نومبر

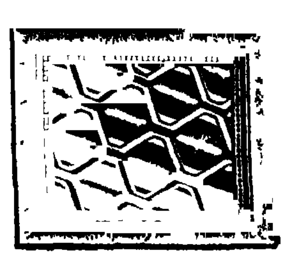
صبح
۸-۲۱ ہمیں لکھئے
۸-۳۵ اور رات ۸-۳۰
ششی والیہ؛ سگم سنگیت
۹-۱۵ محفل
دوپہر
۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کے لئے
۲-۳۰ مہیلا سمیلن
رات
۱۰-۰۰ من بھاون ؛ پرانی فلموں سے
فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۹ نومبر

صبح
۷-۱۰ مشتاق حسین خاں؛ گائن
۸-۲۱ امر بھارتی؛ سنسکرت پروگرام
۸-۳۵ راجستھانی لوک گیت
۹-۱۵ تھرکن
رات
۸-۰۵ دھارا رے گیت
۸-۳۰ لکشمی بائی راٹھور؛ سگم سنگیت
۹-۱۶ ہم درشن
علاقائی ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۳۰ نومبر

صبح
۷-۱۰ مرنال سین گپتا : سرود
۸-۲۱ ہمیں لکھئے
۸-۳۵ سگم سنگیت
۱۱-۰۰ ڈرامہ : پریوار کلیان پر مبنی
ریڈیو ڈرامہ
دوپہر
۳-۰۰ دیہاتا منڈل
شام
۷-۰۵ پریوار کلیان پر مبنی پروگرام
۸-۳۰ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے
فرمائشی پہاڑی گیت
۱۰-۰۰ میرا : کلاسیکی موسیقی



جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر: میڈیم ویو : ۲۴۷٫۳ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز ۲۲۲٫۲ میٹر ۱۳۵۰ کلو ہرٹز
۳۴۳٫۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ: میڈیم ویو : ۲۰۹٫۶ میٹر ۱۴۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۱-۰۱۲، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
پنجابی : صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰ ۱۱-۰۰
اردو : صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ
روزگار سماچار. شام ۷-۳۰

اتوار ۱۶ نومبر

صبح
۴-۳۰ اور شام ۵-۰۰
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن (ریلے) روزانہ
۶-۴۵ مانس گان (روزانہ)
۷-۳۵ گورو نانک کے شبد
۸-۲۰ میسی بھجن
۹-۰۵ استاد عبدالکریم خاں؛ خیال
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
۱۱-۰۰ حفیظ احمد خاں : گائن
دوپہر
۱۲-۲۰ برکت سدھو؛ سلطان باہو
۲-۳۰ گوردیپ سنگھ پروانہ اور ساتھی
کا دیشری
رات
۸-۱۵ پٹاری

پیر ۱۷ نومبر

صبح
۷-۱۵ اتی دی راہ تے
۸-۲۰ رنجنا؛ لوک گیت
۹-۱۵ ایل. کے. پنڈت؛ خیال
دوپہر
۱۲-۰۵ تہاڈی پسند؛ پنجابی گیتوں کی
فرمائش
۲-۳۰ گوردیپ سنگھ؛ لوک گیت
شام
۴-۳۰ بالواڑی
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سیملن

منگل ۱۸ نومبر

صبح
۹-۱۰ روی شنکر : ستار
دوپہر
۲-۳۰ منموہن کور : لوک گیت
شام
۴-۴۵ ہردیال سنگھ پروانہ: لوک گیت
۹-۳۰ وگیان جگت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سیملن

بدھ ۱۹ نومبر

صبح
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۳۰ اور رات ۷-۴۵
سوہن سنگھ اور ساتھی؛ شبد
۸-۵۰ سیدہ بانو اور ساتھی
لوک گیت
۹-۰۵ ہری دیو : خیال
دوپہر
۲-۳۰ جرنیل سنگھ بھٹی؛ لوک گیت

جمعرات ۲۰ نومبر

صبح

۷ جی آئیاں نوں

۷ اور رات ۱۰-۵

راج کمار: بھجن اور کافی

۹ اور شام ۴-۳۰

بہاری لال : کلارنٹ

دوپہر

۱۲ راجکمار : کافی اور غزل

رات

۸ سرجنا، پنجابی میگزین پروگرام

۹ اسپورٹس میگزین

۱۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعہ ۲۱ نومبر

صبح

۷ اور دوپہر ۱۲-۱۵

جاوید رحمت قوال اور ساتھی

کافی

۸ اور رات ۷-۴۵

راجندر سنگھ باوا : غزلیں

۸ گوردیو سنگھ کومل، لوک گیت

۹ اور شام ۴-۳۰

کیشو چندر : خیال

۹ برہم سروپ سنگھ: وچتروینا

دوپہر

۲ سوداگر رام اور ساتھی

لوک گیت

شام

۴ دھنا سنگھ رنگیلا: لوک گیت

۹ مالویکا اگنی مترم: ہندی ڈرامہ

تحریر : کالیداس

ہفتہ ۲۲ نومبر

صبح

۷ بیرچند : بھجن

۷ سوندر سنگھ پردیسی

لوک گیت

۹ اور رات ۷-۴۵

شرالیو کالیکر، سبدھ سنگیت

دوپہر

۲ پرادیشک سنگیت

شام

۴ گیان سنگھ کنول، لوک گیت

اتوار ۲۳ نومبر

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ

۷-۱۵ پنکھڑیاں

۷-۴۵ غزلانجلی

۹-۰۵ ڈی۔وی۔پلسکر، خیال

۹-۱۵ بال جگت: بچوں کے لئے پروگرام

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دوپہر

۱۲-۲۰ سورن باوا، لوک گیت

۱۲-۳۰ ناری سنسار

۲-۳۰ سروجیت : لوک گیت

رات

۸-۱۵ گیت ساڈے پسند تہاڈی

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

پیر ۲۴ نومبر

صبح

۷-۱۵ انتی دی راہ تے

۸-۲۰ سریندر کور : لوک گیت

۹-۰۵ پرکاش وڈھیرا : بانسری

دوپہر

۲-۳۰ بخشی رسول پوری، لوک گیت

شام

۴-۳۰ بالواڑی

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

منگل ۲۵ نومبر

صبح

۹-۱۰ بھیم سین جوشی : خیال

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت

شام

۶-۴۵ کرنیل سنگھ سنگھا: لوک گیت

۹-۳۰ ہندی میں مباحثہ

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

بدھ ۲۶ نومبر

صبح

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵

روی کا نتا بجاج : بھجن

۹-۰۵ جیوتی مٹو : ستار

دوپہر

۲-۳۰ کرنیل سنگھ چیمہ بھٹ

لوک گیت

شام

۴-۳۰ پھلجھڑی

۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعرات ۲۷ نومبر

صبح

۷-۱۵ پنڈ دی نہار

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵

اجیت کور: بھجن اور شبد

گیت اور غزل

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰

لچھمن داس سندھو

ٹھمری اور دادرا

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری سنسار

۲-۳۰ تیرتھ سنگھ: لوک گیت

شام

۴-۴۵ ہردیو سنگھ خوشدل: لوک گیت

۸-۰۰ پیری مل: ہندی میگزین پروگرام

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ڈرامہ

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعہ ۲۸ نومبر

صبح

۷-۱۵ اجل یاداں

۷-۴۵ گیان وگیان

۸-۵۰ شوکت علی : لوک گیت

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰

سیا بہاری سرن : جلترنگ

۹-۲۰ مانک ورما : خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ سریندر شندا اور ساتھی

لوک سنگیت

۲-۳۰ موہن سنگھ جھانڈا اور ساتھی

لوک گیت

شام

۴-۴۵ ستیش چندر : لوک گیت

۹-۳۰ فیصلہ، ہندی ڈرامہ

از ٹی لال شرما

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

ہفتہ ۲۹ نومبر

صبح

۷-۴۵ محمد شریف قوال اور ساتھی، کافی

۹-۰۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۷-۴۵

سوہن سنگھ: خیال

دوپہر

۲-۳۰ پرادیشک سنگیت

شام

۴-۴۵ پورن شاہکوٹی، لوک گیت

اتوار ۳۰ نومبر

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ

۷-۱۵ غزلانجلی

۷-۴۵ پنکھڑیاں

۸-۲۰ میسی بھجن

۹-۰۵ بسم اللہ خاں

۹-۱۵ بال جگت

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

۱۰-۳۰ شاہد پرویز: ستار وادن

۱۱-۰۰ ایل۔کے۔پنڈت : گائن

دوپہر

۲-۳۰ جاگیر سنگھ طالب: لوک گیت

رات

۸-۱۵ گیت ساڈے پسند تہاڈی

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

بقیہ :- نجیب آباد

'بھومی ہین مزدوروں کے لئے یوجنائیں'

اتوار ۳۰ نومبر

صبح

۷-۴۵ نندن سنگھ مہرہ: شیل سنگیت

۸-۳۰ راگ درشن

تحریر : سندر لال گندھرو

ترتیب : کے۔ڈی۔انوراگی

دوپہر

۱-۰۰ وگیان وارتا

'پرکاش یکت جیو۔جگنو'

از ڈاکٹر وائی۔این دویدی

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

میڈیم ویو (الف) ۳۲۱۰۸ میٹر، ۷۲۱ کلوہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۲۲.۷۸۱ میٹر، ۱۶۰۲ کلوہرٹز

اتوار ۱۶ نومبر

صبح

۵۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
غلام مصطفیٰ خاں: خیال

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
اکھوری رجنی کانت
ہلکی موسیقی

۴۵-۹ بال منڈلی (بچوں کا پروگرام)
پرشن: ہمارے اتر تمہارے
وگیان کوئز
تحریر اور پیشکش: اتل کمار رامی
کون ہیں یہ: ابراہم لنکن
بات چیت: ڈاکٹر بی کے سنہا

دوپہر

۱۰-۱ آپ کی پسند

شام

۴۵-۷ ودیاپتی: مہاکوی
پراکرتک سوندریہ کے گھیرے
میں: فیچر
سنیوجک: ڈاکٹر آنند مشر

پیر ۱۷ نومبر

صبح

۴۵-۶ کارخانوں میں پراتھمک چکتسا
بات چیت: ڈاکٹر آر۔ این سنہا

۵۰-۷ اماڈے: ٹھمری
۲۱-۸ سیما سہگل: ہلکی موسیقی

دوپہر

۱۰-۱ اسکول براڈ کاسٹ
۳۰-۱ رام بہورا پاسبان: لوک گیت
۲۰-۲ اسکول براڈ کاسٹ
بھارتیہ سموہ دھان: بات چیت
از دیپتی پانڈے

شام

۱۵-۶ راجندر کمار کا چرو: ہلکی موسیقی
۰۰-۱۰ پنّا لال داس: ستار

منیش چترویدی: طبلہ پر سنگت

منگل ۱۸ نومبر

صبح

۵۰-۷ رام پرساد پانڈے: دھرپد
پکھاوج پر سنگت
اودھ ناتھ مشر

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
شبھرا چٹرجی: ہلکی موسیقی

دوپہر

۳۰-۱۲ ناری جگت: راشٹریہ ایکتا کے
سندیش واہک: گورو نانک
تقریر از شکنتلا سنگھ

۱۰-۱ اسکول براڈ کاسٹ
بھارت کا باہری دنیا سے سمپرک
بات چیت از ہریش چندر سنگھ

۳۰-۱ متھلیشوری سنہا: لوک گیت
۲۰-۲ اسکول براڈ کاسٹ
پراکرتک سنتولن کا سنرکشن
بات چیت: ویدیہ ناتھ پرساد گپتا

رات

۰۰-۸ گھر پریوار: دھارا واہک ناٹک
۳۰-۹ آزادی کے چراغ
لالہ لاجپت رائے: فیچر
تحریر: وجئے امریش

بدھ ۱۹ نومبر

صبح

۵۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
ٹی۔ ایم۔ پٹنائک: وائلن
گریندر چندر پاٹھک
طبلہ پر سنگت

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
اوندر ناتھ ٹھاکر: ہلکی موسیقی

دوپہر

۱۰-۱ اسکول براڈ کاسٹ

جل کا ادھین: بات چیت
از کمار ویریش

۳۰-۱ شیاما سنہا: لوک گیت
۲۰-۲ اسکول براڈ کاسٹ
ماتا کا آنچل: بات چیت
از ڈاکٹر سبھدرا نند ساتھی

شام

۳۰-۵ ششو محل: ویدی کہانی سنائیے نا
گورو بھگت بالک کی

جمعرات ۲۰ نومبر

صبح

۵۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
کامیشور پاٹھک: خیال آنند بھیرو
اور کھمباوتی
طبلہ پر سنگت
سندیپ داس

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
پشپا رائے چودھری: ہلکی موسیقی

دوپہر

۳۰-۱۲ ناری جگت
ماتری ششو کلیان کے کاریہ کرم
تھکان اور کمر کے درد میں یوگ
سے لابھ: سوامی ستیا نند سرسوتی
سے ملاقات

۱۰-۱ اسکول براڈ کاسٹ
۳۰-۱ پارس ناتھ سور: لوک گیت
۲۰-۲ اسکول براڈ کاسٹ

رات

۵۰-۸ نئی دشائیں: کویتا پاٹھ
ڈاکٹر کمار ونل

جمعہ ۲۱ نومبر

صبح

۵۰-۷ ماٹھو مشر: سارنگی
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۵
انجنا ورما: ہلکی موسیقی

دوپہر

۱۰-۱ ایریش گوسوامی: گٹار
۲۰-۱ شمبھو رام اور ساتھی: لوک گیت
۲۰-۲ اسکول براڈ کاسٹ

رات

۳۰-۹ ایک اور اہلیہ
تحریر: گرجا کمار ماتھر

ہفتہ ۲۲ نومبر

صبح

۵۰-۷ راگنی چٹرجی: خیال
راگ نٹ بھیرو

دوپہر

۳۰-۱۲ پرشن آپ کے اتر ویشیشگیہ کے
ڈاکٹر ایس۔ این۔ علی سے ملاقات

۳۰-۱ راجندر پرساد مہتو: لوک گیت
۲۰-۲ اسکول براڈ کاسٹ
نو وے دو دیالیہ
ڈاکٹر جے دیو سے ایم۔ پی۔ جین
کی ملاقات

اتوار ۲۳ نومبر

صبح

۵۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
سنگھ بندھو: خیال

۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
رما سین: ہلکی موسیقی

۴۵-۹ بال منڈلی: بچوں کا پروگرام
اسکول کے بچوں کے ذریعے دیش
بھگتی گان اور رنگارنگ پروگرام
پیشکش: اوشا پودّار

دوپہر

۰۰-۱۲ ڈرامہ
۱۰-۱ آپ کی پسند

شام

۴۵-۷ یہ دھرتی یہ دیش: ڈرامہ
تحریر: ہری مہتہ

پیر ۲۴ نومبر

صبح

۴۵-۶ نئی دشائیں
شرک پربندھک سمبندھ کیسے
سمجھوتے: مباحثہ: شرکار:
آر۔ جی۔ استھانا، گریندر موہن سنہا
اور وجے وہاری

۵۰-۷ وی۔ آر۔ اٹھاولے: خیال
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
نیتا گھوش: ہلکی موسیقی

دوپہر

۱۰-۱ اسکول براڈ کاسٹ
۳۰-۱ سبھاش چودھری کملا اور ساتھی
لوک گیت

٢-٢ اسکول براڈ کاسٹ
بھو مدھیہ ساگریے پردیش
بات چیت: پریم نارائن سنگھ

رات
١٠-٠ ذاکر حسین: خیال اور ٹھمری
طبلہ پر سنگت: پیارے حسین

منگل ٢٥ر نومبر

صبح
٧-٠٥ وجن خاں: خیال للت
طبلہ پر سنگت: دتہ ترے کالے
٨-٢١ اور شام ١٥-٦
کملا آنند: ہلکی موسیقی

دوپہر
١٢-٣٠ ناری جگت: پریوار کلیان کے
کاریہ کرم
١-١٠ اسکول براڈ کاسٹ
بھارت میں راشٹریہ جاگرن
بات چیت
١-٣٠ مرلی پرساد جیسوال اور ساتھی
لوک گیت
٢-٢٠ اسکول براڈ کاسٹ
ادیوگ اور رسائن: بات چیت
کرشن چندر سنکو

شام
٨-٠٠ گھر پریوار: دھارا واہک ناٹک
٩-٣٠ آج چھٹی ہے: ڈرامہ
تحریر: دوارکا ناتھ سنہا

بدھ ٢٦ر نومبر

صبح
٧-٠٥ اور رات ٣٠-١٠
رام نریش مشر
خیال دیوگری بلاول تلک کامود
٨-٢١ اور شام ١٥-٦
منجولیکا مکھرجی: ہلکی موسیقی

دوپہر
١-١٠ اسکول براڈ کاسٹ
١-٣٠ سروج سنہا اور سہیلیاں
لوک گیت
٢-٢٠ اسکول براڈ کاسٹ
نرالا اور ان کی کویتائیں
بات چیت

شام
٥-٣٠ ششو محل: کوئز

بچوں کے ذریعے بھیجے گئے جوابات

جمعرات ٢٧ر نومبر

صبح
٧-٠٥ اور رات ٣٠-١٠
روشن علی خاں: سارنگی
٨-٢١ اور شام ١٥-٦
گوکل پرساد مشر: ہلکی موسیقی

دوپہر
١٢-٣٠ ناری جگت
١-١٠ اسکول براڈ کاسٹ
١-٣٠ بلرام لال: لوک گیت
٢-٢٠ اسکول براڈ کاسٹ
سمویت گان شکشا

رات
٨-٠٥ نئی دشائیں
صنعت پر مبنی انٹرویو
ایس کرشنن سے دھنے رنجن
کی ملاقات

جمعہ ٢٨ر نومبر

صبح
٧-٠٥ اور رات ٣٠-١٠
سیارام تیواری: گائن
پکھاوج پر سنگت
پنالال اپادھیائے
٨-٢١ اور شام ١٥-٥
انل کمار سہائے: ہلکی موسیقی

دوپہر
١-١٠ انل مشرا: گٹار
١-٣٠ ویدیہ ناتھ پرساد: لوک گیت
٢-٢٠ اسکول براڈ کاسٹ: انگریزی
بات چیت
رگھو ونش پرساد سنگھ

رات
٩-٣٠ سروے شاں ہندئیش
سنسکرت ڈرامہ
تحریر: سیتارام چندر شرن رام

ہفتہ ٢٩ر نومبر

صبح
٧-٠٥ بدریکا پرساد چودھری
کلاسیکی موسیقی
خیال میاں کی توڑی

(آگے ص ٤٧ پر)

بیکانیر

٣١٥/٠ میٹر ١٣٩٥ کلو ہرٹز

اتوار ١٦ر نومبر

شام
٥-٠٧ یووا وانی (روزانہ)
ذرا سوچئے
پیش کش: موکل گوسوامی
آج کے سنگیت کلاکار
درگا بھوانی شرما
سوپن کیوں آتے ہیں؟
تقریر از بھوپیندر سینی
٦-٢٥ آج کی بات: روزگار میں
بینکوں کا یوگدان
ایس۔ کے۔ آڈوانی
٧-٢٠ مرلی پالن ہیتو پرشکشن
از جیٹھا رام
گھٹیا روگ کارن و بچاؤ
وید بھنور لال آچاریہ

پیر ١٧ر نومبر

صبح
٧-٣٠ اور رات ٠٠-١٠
گوپال چندر نندی: وائلن پر
راگ بلاس خانی توڑی
٩-١٥ اور دوپہر ٣٠-١
اللہ جلائی بائی: لوک سنگیت

دوپہر
١-١٠ نیاز احمد، فیاض احمد خیال

شام
٥-٠٥ لالا جپت رائے: تقریر
کماری ارچنا گپتا
کویتا پاٹھ: کماری نیلم سکسینہ
٦-٢٥ آج کی بات: انتر جاتیہ ویواہ
ایشوری پرساد پاٹھک
٧-٢٠ جوگی انت قسمیں اور بوائی
پی۔ ایس۔ شرما
پرگتی شیل کرشک
رامیشور لال گودارا

منگل ١٨ر نومبر

صبح
٧-٣٠ وائلن پر راگ آنند بھیرو
٩-١٥ اور دوپہر ٤٠-١
مالتی و ساتھی: لوک سنگیت

شام
٥-٠٥ وگیان سماچار: کماری سریتا کپل
وگیان وارتا: سنتان دھینوں
کو وگیان کا وردان
بی۔ ایس۔ شیخاوت
گیت سنگیت
٦-٢٥ آج کی بات: بال وِواہ سے بچئے
دیپ چند بھورا
٧-٢٠ سردی کے دنوں میں بچوں کی
اچت دیکھ بھال کیسے کریں
ڈاکٹر انیتا چاہار
گربھاوستھا میں آہار کیسے دیں

بدھ ١٩ر نومبر

صبح
٧-٣٠ اور رات ٣٠-١٠
این راجم: وائلن پر راگ اہیر بھیرو
٩-١٥ اور دوپہر ٣٠-١
مانگی لال ذمانی: لوک سنگیت

دوپہر
١-١٠ کشوری امونکر: خیال بہاگ

شام
٥-٠٥ شریمتی گاندھی کی بھارت کو دین
٦-٢٥ آجکی بات: اندرا گاندھی اور
آدھونک بھارت
ایشوری پرساد پاٹھک
٧-٢٠ بات چیت: اونٹوں کو سرہ
روگ سے بچائیں
ڈاکٹر جی آر پروہت
راشٹریہ ایکتا کی پرتیک
شریمتی اندرا گاندھی

شیام کمار شرما

جمعرات ۲۰ نومبر

صبح
۷-۵۰ اوررات ۱۵-۸
جیہ ہند پرکاش بھٹناگر
۹-۱۵ اوردوپہر ۴۰-۱
شورتن سونی: لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ کھیل سماچار: رونند کمار ہرش
گاوسکر کے کیرتی مان: تقریر
نرمل کمار چڈا
آج کے سنگیت کلاکار
تعینے راج سنگھ سوٹھا
۷-۲۰ گونجے گاؤں گاؤں (راجستھانی
گیتوں کا فرمائشی کاریہ کرم)
کینسر روگ کے کارن و اوپچار
لکشن: ڈاکٹر آر۔کے چودھری

جمعہ ۲۱ نومبر

صبح
۷-۳۰ اوررات ۳۰-۱۰
بدھادتو مکھرجی: ستار پر
راگ توڑی
۹-۱۵ اوردوپہر ۳۰-۱
سراج الدین تیجراسر
لوک سنگیت

دوپہر
۱۰-۱ استاد رجب علی خاں
خیال باگیشری

شام
۷-۳۰ سوروزگار ہیتو یوواؤں کو پراپت
سویدھائیں
آر۔آر کھڑ گادت
قانونی صلاح: مزدوری سمبندھی
ایمان مل بوتھرا

ہفتہ ۲۲ نومبر

صبح
۷-۳۰ اجیت سنگھ گھنیل
خیال کومل رشبھ اساوری
۹-۱۵ اوردوپہر ۳۰-۱
امرچند ستھار: لوک سنگیت

دوپہر
۱۰-۱ رسولن بائی: ٹھمری بھیرویں، کجری

شام
۵-۰۵ سماچار سنکلن: اروند کمار سینی
سمایک وارتا
سامودایک گائن
گیت سنگیت
۷-۲۰ کیندریہ سہکاری بینک اور
گرامین وکاس
اشوک جے من
بھینٹ وارتا پر مبنی پروگرام
از بی۔سی۔پنوار

اتوار ۲۳ نومبر

شام
۵-۰۵ یوگ اور سواستھیہ: تقریر
راجکمار دادھیچ
آج کے سنگیت کلاکار
چیتنا پروہت
ذرا سوچئے: موکل گوسوامی
۶-۲۵ آج کی بات
مریتو بھوج کتنا انوچت
دیپ چند بھورا
بھیڑ پالن ہیتو پراپت سویدھائیں
ڈاکٹر منوہر سنگھ
دھومرپان اور اکشئے روگ
ڈاکٹر لیاقت علی سے ملاقات

پیر ۲۴ نومبر

صبح
۷-۳۰ اوررات ۰۰-۱۰
عبدالحلیم جعفر خاں: ستار پر
راگ بلاول
۹-۱۵ اوردوپہر ۳۰-۱
سلطان خاں وساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۰-۱ پروین سلطانہ: خیال جنی کلیان

شام
۵-۰۵ کویتا پاٹھ: سنجیو کشیپ
پستک پریچے: گیت سنگیت
۶-۲۵ آج کی بات: لوک عدالتوں کا
پرادربھاو: بنسی لال شانڈلیہ
۷-۲۰ بات چیت رجکا (لہسن)
کی بوائی کب اور کیسے
شیوپرساد، پرگتی شیل کرشک
جسونت سنگھ سے ملاقات
۱۰-۰۰ غلام مصطفیٰ خاں: خیال درباری

منگل ۲۵ نومبر

صبح
۷-۳۰ امام الدین خاں: خیال
۹-۱۵ اوردوپہر ۴۰-۱
سکھ دیو ناتھ: لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ پرشنوتری کاریہ کرم
گیت سنگیت
۶-۲۵ آج کی بات: اسٹیکر نیائے
پرجاتنتر کا استمبھ
بنسی لال شانڈلیا
۷-۲۰ مہیلا سنسار: فضول خرچی
سے کیسے بچائیں؟
ڈاکٹر شیلا دیوی سولنکی
گھریلو نسخے اور ہمارا سواستھیہ
شریمتی کسم گہلوت
۸-۱۵ رفیق ساگر: شام سنگیت

بدھ ۲۶ نومبر

صبح
۷-۳۰ پنڈت منی رام: خیال ہنڈل بہار
۹-۱۵ اوردوپہر ۳۰-۱
بہاری لال کتھک
لوک سنگیت

دوپہر
۱۰-۱ گرجا دیوی: خیال دیسی توڑی

شام
۵-۰۵ بوجھو تو جانیں
آپ کی چھٹھی ملی: یووا پسند
۷-۲۰ ہرے چارے کی ملی جلی کاشت
ڈاکٹر جمیر سنگھ چوہان
پتراتر
۱۰-۳۰ گوپال مصرا
سارنگی پر راگ مدھوکونس

جمعرات ۲۷ نومبر

صبح
۷-۵۰ اوررات ۱۵-۸
لکشمی نارائن سونی
سگم سنگیت
۹-۱۵ اوردوپہر ۴۰-۱
شوکت ضمیری: لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ روپک: لوک عدالت
چندر پرکاش ترویدی
گیت سنگیت
آج کے سنگیت کلاکار
سودیش پانڈیہ
۷-۲۰ گرامین درپن
استھل ریکارڈنگ پر مبنی

جمعہ ۲۸ نومبر

صبح
۷-۳۰ اوررات ۳۰-۱۰
بھارت بھوشن گوسوامی
سارنگی پر راگ بیراگی بھیرو
۹-۱۵ اوردوپہر ۳۰-۱
فتح کماری ویاس: لوک سنگیت

دوپہر
۱۰-۱ لکشمی شنکر: خیال موہنی

شام
۵-۰۵ ہم کتنے دیش بھگت ہیں؟
مذاکرہ: شرکاء: سمنت ویاس
جینا چوہان، سینا اگروال
رمیش دادھیچ، شیو پرساد جوشی
گیت سنگیت
۷-۲۰ دہیج پرتھا پر یووا ورگ
مباحثہ: شرکاء: سریش مودی
سریندر سنگھ اور جگدیش سنگھ

ہفتہ ۲۹ نومبر

صبح
۷-۳۰ وشوموہن بھٹ
گٹار پر راگ، بسنت مکھاری
۹-۱۵ اوردوپہر ۳۰-۱
موہن لال وساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۰-۱ جیتندر ابھیشیکی: خیال مارُوا

شام
۵-۰۵ گیتوں بھری کہانی
سماچار سنکلن: سامودایک گان
۶-۲۵ آج کی بات: پانی کے اپیوگ
میں مت ویتا: شانتی بھنڈاری
۷-۲۰ پریاورن سدھار میں ولوں
کا یوگدان: بات چیت
ایس۔پی۔ ماتھر
بھینٹ وارتا پر مبنی پروگرام

اتوار ۳۰ر نومبر

شام

۵-۰۵ ذرا سوچئے : موکل گوسوامی
آج کے سنگیت کلاکار
سنگیتا گوسوامی
انترشٹ یدھ پر ہیوجنا
تقریر : ارون کمار شرما

۶-۲۵ آجکی بات : کرنی اور کتھنی
از شانتی بھنڈاری

۷-۲۰ بیکانیر ضلع اور پشو پالن
ویکاس کاریہ کرم : بات چیت
از ڈاکٹر اے۔ کے۔ کڑ واسرا
سکھی جیون کے لئے سیمت
پریوار : بھینٹ وارتا

بقیہ : پٹنہ

دوپہر

۱۲-۳۰ نارسی جگت : نوجات ششو
اور سردی کا موسم : بات چیت
ڈاکٹر اجے کمار

۱-۳۰ چندریکا پرساد : لوک گیت

۲-۲۰ اسکول براڈ کاسٹ : مادھمک
شکشا جگت
ادھیاپک اَوی بھاوک دایتو
دونوں کا : مباحثہ : شرکاء :
تتادن جھا : ایم۔ پی۔ داس
پسیریتی سنہا

اتوار ۳۰ر نومبر

صبح

۷-۳۰ بھیم سین جوشی
خیال میاں کی توڑی، ٹھمری دادرا

۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
ستمارائے : ہلکی موسیقی

۹-۴۵ بال منڈلی : بچوں کا پروگرام

دوپہر

۱-۱۰ اپنی پسند

شام

۷-۴۵ ہندی میں مزاحیہ خاکہ

۱۰-۳۰ کمار گندھرو : خیال سابجری
اور باگیشری

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۴۱۷ - ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰۱۶ - ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

اتوار ۱۶ر نومبر

صبح

۹-۱۵ بھارت میں ڈاک ویوستھا کا
اتہاس : خان لیاقت اللہ خاں
سواستھیہ اور صفائی : آنکھوں کی
عام بیماریاں
ڈاکٹر جے۔ کے۔ چارن

دوپہر

۱۲-۰۵ دبھن پر کار کے مانسک روگ
لکشن کارن اور روک تھام
کے طریقے
ڈاکٹر گھنشیام داس

شام

۵-۰۵ یووا وانی : میری پسند
نیرج رائے

۵-۳۵ جھمکو : راجستھانی فرمائشی
گیتوں پر مبنی

۶-۳۰ گورونانک جینتی کے موقعے پر
خصوصی پروگرام
پی۔ ایس۔ کتپال
اچ رکت چاپ ہونے کے
کارن۔ لکشن و روک تھام کے
طریقے : ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ چتوڑا

پیر ۱۷ر نومبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے سلسلے وار
پروگرام
پیش کش : قاضی انیس الحق

۷-۳۰ رن جھن : دولت سنگھ اینڈا

۷-۴۵ نیشنل رسی کنسٹرکشن اینڈ
اندرا گاندھی : ایل ایس۔ راٹھور

۸-۲۱ گیت گنجار : ستپال میراثی

دوپہر

۱-۱۰ استری ستو تنترتا کا سوروپ
کیا ہو؟ مباحثہ : شرکاء :
سنیہہ کپور، لکشمی بھارگو، اے بجاج

۱-۵۰ مٹر کی فصل میں پودھ سن رکشن
کاریہ : کنہیالال ماتھر

شام

۵-۰۵ سگم سنگیت : بابو آدم
یسترزاری پھینتے پھینتے تنتر دیوتا
سنیل ویاس، دیہیج قانون کتنا
پربھاوی ہے : ہری کشن دیوا

۶-۳۰ سرسوں کی فصل میں سینچائی و
زراعی کی اہمیت
جگل کشور ماتھر

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
الّہ راج چھیجوا و ساتھی

منگل ۱۸ر نومبر

صبح

۷-۴۵ شیئر مارکیٹ پر تقریر

۸-۲۱ گیت گنجار : ریتا سین

دوپہر

۱-۱۰ روگ پرتی رکشن ٹیکے اور
سنکرامک روگ
ڈاکٹر دنیش کوٹھاری سے
دنیش چندر شرما کی بات چیت

۱-۵۰ گوداموں میں اناج کو کیڑوں
سے بچانے کے طریقے : ستیہ دیر

شام

۵-۰۵ آپکے خطوط آپکے گیت
بات چیت این۔ سی۔ سی اور
ویک تتو نرمان، کماری سنگیتا ماتھر
کماری ارونا بوس
گردھر سنگھ راٹھور، مہاویر سنگھ

۶-۳۰ بھینسوں کو ہونے والی خاص خاص
بیماریاں اور ان سے بچنے کے
طریقے : ڈاکٹر راجو سنگھ بھاٹی

بدھ ۱۹ر نومبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن

۷-۴۵ بس رد کا نی کینو : بجگز مامینی
راجستھانی تقریر : کرشنا موہنت

۸-۲۱ گیت گنجار
گوری دیوی راؤ اور ساتھی

۸-۵۰ دو ایکم بارہ۔ سلسلے وار پروگرام
پیش کش : پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر

۱-۱۰ اندرا پریہ درشنی کا سپنا تقریر

۱-۵۰ تارا میرا کی کھیتی : پی۔ ڈی۔ ویاس

شام

۵-۰۵ غریبی دور کرنے کی کوشش اور
شریمتی اندرا گاندھی
کماری ستوتی گوتم
راجستھانی کاویہ پاٹھ
سریندر سنگھو راج پروہت

راجستھانی کہانی : جگل دیشنو

۶-۳۰ گیہوں کے کھیتوں میں ان دنوں
کیا کریں : نرسنگھو دان

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
شریمتی سندر بائی بھانڈ

۱۰-۰۰ راجستھانی فرمائشی کاریہ کرم
پیش کش : سریش راہی

جمعرات ۲۰ر نومبر

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک : پارس ردمانی

۷-۳۰ رن جھن : کملا سونی

۷-۴۵ وشو ساہتیہ کے آلوک استنبھ
سارڈا، ڈاکٹر موہن لال شرما

۸-۲۱ گیت گنجار : پیپ خاں و ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ سنلت اُرورکوں کا پریوگ کب
کیوں اور کیسے کریں
رگھوناتھ سنگھ

شام

۵-۰۵ یووا پسند۔ گرامین ویکاس
کا مول منتر۔ سہکاری اندولن
باگا رام چودھری

۶-۳۰ دھنیا اور سونف کی کھیتی سے
بھرپور پیداوار کیسے حاصل
کریں : کمیش چندر پروہت

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
موتی پوری اور ساتھی

جمعہ ۲۱ر نومبر

صبح

۷-۱۵ باپو اور سامپردائی ایکتا
بی سکے مرتیونجیا

۷-۳۰ رن جھن: جگدیش سورداس جوشی

۷-۴۵ ڈنگل کا دیہ پاٹھ
ڈاکٹر شکتی دان گویہ

۸-۲۱ گیت گنجار: بھونگر خاں ورساتھی

دوپہر

۱-۵۰ لیموں کی فصل کو خاص کیڑوں سے
بیماری اور روک تھام کے
طریقے: ڈاکٹر اللہ نور

شام

۵-۰۵ سنگیت سندھیا: گیتا نگلی پریہار
نریندر سمن، نارائن سنگھ بھاٹی
سنگت: افتخار حسین

۶-۳۰ گنے کی فصل کو بیماریوں سے کیسے
بچائیں: بی۔ کے۔ گپتا

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: بیلنا سدرشن

ھفتہ ۲۲ر نومبر

صبح

۷-۱۵ کتھا کرم: یوگیندر دوبے

۷-۳۰ رن جھن: ہنومان داس جی مہاراج

۷-۴۵ سماج اپیوگی اتپادک کاریہ
پر بات چیت

دوپہر

۱-۵۰ الگ الگ طرح کے نترجنیے اردرک
وانکا پریوگ: بی۔ ایل ماتھر

شام

۵-۰۵ ساونڈ اینڈ میوزک

۶-۳۰ دکاس چیرن: بینٹ وارتاؤں
پر مبنی: از مکٹ ماتھر

۷-۴۵ ادم پرکاش پریہار
راجستھانی سنگیت

اتوار ۲۳ر نومبر

صبح

۹-۱۵ ہمارے گورو: بی۔ آر۔ امبیڈکر
از سی۔ ایل۔ سونگرا
ایجادات کی کہانی: گھڑی کی
از مدھر بھاٹی

دوپہر

۱۲-۰۵ چھوٹے بچوں کو ہونے والی خاص
خاص بیماریاں اور روک تھام
کے طریقے
از ڈاکٹر شالینی دھاری وال

شام

۵-۰۵ میری پسند: شالیپ کمار دیاس

۵-۲۵ جھمکو: راجستھانی گیتوں پر مبنی

۶-۳۰ سردی وزکام کے اسباب اور
روک تھام کے طریقے
از ایم۔ ایل۔ نیپالیا

پیر ۲۴ر نومبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: سلسلے وار پروگرام
از قاضی انیس الحق

۷-۳۰ رن جھن: شاردا پریہار

۷-۴۵ نیشنل کیریکٹر: آدر ریسپونسبلٹیز
کومل کوٹھاری

دوپہر

۱-۱۰ دیہیج ورودھی قانون: تقریر
کماری شکنتلا مہتہ

۱-۵۰ سکشم پوشک تتووں کا کھیتی
میں مہتو: ڈی۔ ڈی۔ اوجھا

شام

۵-۰۵ وگیان وارتا: پرسپتی گورو پرکاش
وینگ وارتا: کماری رچا شرما
کاویہ پاٹھ: سکھیندر کمار ماتھر

۶-۳۰ گیہوں کی فصل میں پودھ سن
رکشن کاریہ: الیس سی۔ مہتہ

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
بجے روپ رام اور ساتھی

منگل ۲۵ر نومبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: اکبر خاں اور ساتھی

۷-۴۵ ۲۱ ویں صدی میں کیا ہوگا؟
دواتیوں کا سنسار
ڈاکٹر اجیت کوٹھاری

۸-۲۱ گیت گنجار: گوپال لال بوہرا

دوپہر

۱-۱۰ سردی کے موسم کے خاص روگ
اور بچنے کے طریقے: مباحثہ
شرکاء: وید سمپت راج مہتہ
وید مدن لال مہیشوری
وید وشنودت، نیمن اور
دنیش شرما

۱-۵۰ چقندر کی انت قسمیں وکھیتی
تحریر: میوا سنگھ

شام

۵-۰۵ گیتوں بھری کہانی
از عقیل احمد خاں
تعارف از سنیل راکھیجا

۶-۳۰ کرسمس پر خصوصی پروگرام
از لتا ڈسوجا

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
بھوپیندر بوہرا

بدھ ۲۶ر نومبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: بالو خاں اور ساتھی

۷-۴۵ ماینتا کوی حکم چند شدریا
راجستھانی تقریر
از موہن ڈون چارن

۸-۲۱ گیت گنجار: حسن خاں جیسلمیری
اور ساتھی

۸-۵۰ دوا یکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیشکش: پی۔ الیس۔ تھلیال

دوپہر

۱-۵۰ چقندر کی فصل میں پودھ سن
رکشن کاریہ
تحریر: سمیر سنگھ

شام

۵-۰۵ جب میں نیتا بنا: وینگ وارتا
اشوک کمار جین
ریکنگ: پال سنگھ
چٹکلے وگیت

۶-۳۰ پھلوں کی کھیتی میں دھیان
دینے کے قابل باتیں
الیس۔ الیس۔ مہتہ

۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
بنسی لال کھلاڑی

جمعرات ۲۷ر نومبر

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: ایم۔ پی۔ سنگھ

۷-۳۰ رن جھن: دیوی سنگھ

۷-۴۵ ہمیں شکایت ہے: نندکو
بھابی سے: مزاحیہ تقریر

۸-۲۱ گیت گنجار: کریم خاں لنگا

دوپہر

۱-۵۰ انگور کی زیادہ پیداوار دینے والی
قسمیں وانکی خصوصیات
امبا چند ماتھر

شام

۵-۰۵ آپ بھی سوچئے: تقریر
دھوتی پردوشن: امیش گوڈ

۶-۳۰ کرشی پرسار کاریہ کرموں کا کرشی
میں مہتو
ڈاکٹر کے۔ این۔ کے۔ چوہان

۷-۴۵ فضلو خاں: راجستھانی سنگیت

جمعہ ۲۸ر نومبر

صبح

۷-۱۵ باپو اور ونود ورتی

ناگپور

۸ر ۵۱۲ میٹر ۵۸۵ کلوہرٹز

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

بدھ ۱۹ر نومبر

رات

۹-۳۰ ۱۔ رسول اللہ کی تعلیمات، تقریر
۲۔ نعتیہ کلام
۳۔ اندرا گاندھی اور

ناوابستہ تحریک'

بدھ ۲۶ر نومبر

رات

۹-۳۰ مشاعرہ

فاروق آفریدی

۷-۳۰ رن جھن: اندو بالا ناتھ اور ساتھی

۷-۴۵ راجستھانی کاویہ پاٹھ
مانگی لال وشنوئی

۸-۲۱ گیت گنجار: ممتا ڈاکلیا

دوپہر

۱-۵۰ بیر کی فصل کو کیڑوں وروگوں سے کیسے بچائیں: ایم۔پی۔ سنگھ

شام

۵-۰۵ چلتے چلتے۔ ضلع ڈاگ بنگلو
ڈی۔ سی۔ جین

۶-۳۰ سرسوں کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں: جی۔ این۔ پریہار

ہفتہ ۲۹ر نومبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: سوہن داس نمبارک

۷-۴۵ اودھیوگک پرشکشن سنستھان

۸-۲۱ گیت گنجار: پشیا پروہت

دوپہر

۱-۵۰ وبھن پرکار کے بھوسن رکشن کاریوں کا مہتو: بی۔ ایل کھوکھیا

شام

۵-۰۵ ساونڈ اینڈ میوزک

۶-۳۰ جو کی فصل میں پودھ سن رکشن کاریہ: نول کشور ماتھر

اتوار ۳۰ر نومبر

صبح

۹-۱۵ ہمارے گورو: سوامی ویکانند
ڈی۔ سی۔ گوتم
آپکی شالہ کا سانسکرتک کاریکرم
بال نکیتن اسکول

دوپہر

۱۲-۰۵ الپ بچت سے ہونے والے فائدے: آر۔ کے۔ مہتہ

شام

۵-۰۵ میری پسند: پرشانت کمار گلاٹی

۶-۳۵ جھمکو: راجستھانی فرمائشی گیتوں پر مبنی: نورش دوس
ڈاکٹر امرت لال گاندھی

۶-۳۰ اوری روگ ہونے کے کارن لکشن وروک تھام کے طریقے
ڈاکٹر امرت لال گاندھی

کلکتہ 'اے' ۴۵۶٫۱۶ میٹر ۶۵۷ کلوہرٹز — کلکتہ 'بی' ۲۹۷٫۱۶ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرٹز
کلکتہ 'سی' ۲۲۶٫۷۷ میٹر ۱۳۲۳ کلوہرٹز — کلکتہ 'ڈی' ۲۴۵٫۱۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

اتوار ۱۶ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ آگامونی: لوک سنگیت

۷-۴۰ پوربی مکھرجی: رابندر سنگیت

۸-۴۰ کمار مکھرجی: خیال

۹-۲۵ منابندر مکھرجی: بھجن

دوپہر

۱-۴۰ پرنب کمار بنرجی: گیٹار

شام

۵-۳۰ پرسنتا کمار بھانجہ: ستار

۸-۱۵ سپتاسور: بھکتی گیت

۸-۲۰ شیاملی سین: نذرل سنگیت

۸-۴۰ سدھن سرکار: ادھونک

۸-۴۵ ریکھا بوس: بھجن

۹-۰۰ سوبینوتے رائے
رابندر سنگیت

۹-۱۰ ہیمکا داس گپتا: بھجن

۹-۲۰ منابندر مکھرجی: نذرل سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ پوربی مکھرجی: رابندر سنگیت

۶-۳۵ شیاملی سین: نذرل سنگیت

۶-۴۵ ہیمکا داس گپتا: بھجن

۶-۵۰ پرنب کمار بنرجی: گیٹار

۷-۰۵ کمار مکھرجی: خیال

۷-۴۰ بھوبن چندر بروتی: لوک گیت

۸-۳۰ سپتاسور: بھجن

۸-۵۰ سدھین سرکار: ادھونک

۹-۱۵ ریکھا بوس: لوک سنگیت

۹-۳۰ پرسانتا کمار بھانجہ: ستار

دوپہر

۲-۴۰ رابندر سنگیت پریشد
رابندر سنگیت

۲-۵۵ پرنب کمار بنرجی: گیٹار

شام

۶-۲۰ آگامونی: لوک سنگیت

۶-۲۵ ہیمکا داس گپتا: بھجن

۶-۳۵ سپتاسور: بھکتی گیت

۶-۴۰ شیاملی سین: نذرل سنگیت

۶-۴۵ سدھین سرکار: ادھونک

۶-۵۰ پرنب کمار بنرجی: گیٹار

۶-۵۵ ریکھا بوس: بھجن

۷-۳۰ پوربی مکھرجی: رابندر سنگیت

۷-۳۵ منابندر مکھرجی: ادھونک

پیر ۱۷ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ رامن بھٹاچاریہ: لوک سنگیت

۷-۴۰ اشیش کمار بھٹاچاریہ
رابندر سنگیت

۸-۱۵ پراوتی مکھرجی: ادھونک

۸-۳۰ ٹنکو چیٹرجی: ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ بانی بھٹاچاریہ: راگ پردھان

۱-۴۰ سارتھی چیٹرجی: ٹھمری

شام

۵-۳۰ کلپنا مکھرجی: بھجن

۸-۱۵ سیسیر بندو بھومک
رابندر سنگیت

۸-۲۰ نیلما بنرجی: کیرتن

۸-۴۰ راما بوس: بھجن

۸-۴۵ کیشب چندر بنرجی
لوک سنگیت

۸-۵۰ گیتا چکرورتی: ادھونک

۹-۰۰ میتا چودھری: دوتی چندر سنگیت

۹-۱۰ پرنب گھوش: ادھونک

۹-۲۰ روپا پورال: رابندر سنگیت

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ راما بوس: رابندر سنگیت

۶-۴۵ میتا چودھری: رجنی کانت سنگیت

۶-۵۰ نیلما بنرجی: شیام سنگیت

۷-۰۵ بانی بھٹاچاریہ: راگ پردھان

۷-۱۵ سارتھی چیٹرجی: ٹھمری

۷-۴۰ بانی برن اچاریہ: لوک سنگیت

۸-۲۱ راما بوس: بھجن

۸-۵۰ پرنب گھوش: ادھونک

۹-۱۵ کیشب چندر بنرجی: لوک سنگیت

۹-۳۰ کلپنا مکھرجی: خیال

دوپہر

۲-۴۰ گیتا چکرورتی: ادھونک

۲-۵۰ سپتابرنی: رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ رامن بھٹاچاریہ: لوک سنگیت

۶-۲۵ نیلما بنرجی: شیام سنگیت

۶-۳۵ اشیش کمار بھٹاچاریہ
رابندر سنگیت

۶-۴۵ روپو پورال: نذرل سنگیت

۸-۱۰ سپتاپرنی: رابندر سنگیت

۸-۲۵ کیشب چندر بنرجی: لوک سنگیت

۹-۴۰ میتا چودھری
رجنی کانت سنگیت

۹-۵۰ سیسیر بندو بھومک
رابندر سنگیت

۱۱-۱۰ سارتھی چیٹرجی: ٹھمری

۱۱-۲۰ بانی بھٹاچاریہ: راگ پردھان

۱۱-۳۰ ٹنکو چیٹرجی: ستار

منگل ۱۸ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ دیب داس بنرجی: لوک سنگیت

۷-۴۰ پراجنا پرمیتا رائے
رابندر سنگیت

۸-۱۵ سنتانو سین گپتا: ادھونک

۸-۳۰ راما گھوش: خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ شیبانی سرب ادھیکاری
اتول پرساد سنگیت

۱-۰۰ آرتی باگچی: خیال

۱-۴۰ سوشیل کمار سرکار
رجنی کانت سنگیت

۱-۵۰ غلام مرتضیٰ: گیٹار

۲-۰۰ اودیپی : رابندر سنگیت
۲-۱۵ ارون بنرجی : شیام سنگیت
۲-۵۵ غلام مرتضیٰ : گیٹار
۳-۰۰ ہمالیندر بنرجی : ستار

شام

۵-۳۰ آرتی باگچی : خیال
۸-۴۰ ٹینکاری داس باؤل : لوک سنگیت
۸-۴۵ چترا رائے چودھری
دو تی چندر سنگیت
۸-۵۰ سمیر سین گپتا : ادھونک
۹-۰۰ ارگھیہ سین : رابندر سنگیت
۹-۱۰ مادھوی برہما : کرتن
۹-۲۰ بمل بھوشن : نذرل سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ شیبانی سرب ادھیکاری
رابندر سنگیت
۶-۴۵ ارون بنرجی : شیام سنگیت
۶-۵۰ مادھوری برہما : بھجن
۷-۰۵ سبھرا گوہا : خیال
۷-۳۰ ہردھن داس باؤل
لوک سنگیت
۸-۲۱ چترا رائے چودھری
اتول پرساد سنگیت
۸-۳۰ سوشیل کمار سرکار
رجنی کانت سنگیت
۸-۵۰ سمیر سین گپتا : ادھونک
۹-۱۵ ٹنکاری داس باؤل
لوک سنگیت
۹-۳۰ ہمالیندر بنرجی : ستار

دوپہر

۲-۴۰ اودیپی : رابندر سنگیت
۲-۵۵ دیب داس بنرجی : ادھونک

شام

۶-۳۰ ٹنکاری داس باؤل
لوک سنگیت
۶-۲۵ پراجنا پرمیتا رائے
اتول پرساد سنگیت
۶-۳۰ ارون بنرجی : شیام سنگیت
۶-۳۵ مادھوری برہما : بھجن
۶-۴۵ سانتا نو سین گپتا : ادھونک
۶-۵۵ شیبانی سرب ادھیکاری
رابندر سنگیت

۹-۴۵ چترا رائے چودھری
دو تی چندر سنگیت
۹-۵۵ ارگھیہ سین : رابندر سنگیت

بدھ ۱۹ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ بدھا دیب رائے اور ساتھی
لوک سنگیت
۷-۴۰ رانو گوہا ٹھاکرتہ : رابندر سنگیت
۸-۱۵ دیپنکر چٹرجی : ادھونک
۸-۳۰ ارون بھادری : خیال
۹-۰۰ پوربی دتا : نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ مالوئے بنرجی : ادھونک
۱-۴۰ بینا بنرجی : ٹھمری
۲-۵۵ بپاشا مترا : گیٹار
۳-۰۰ گیتا رانی بوس : شیام سنگیت
۳-۲۰ باکل بھٹا چاریہ : لوک سنگیت
۳-۱۰ دیبا شیش بوس : دوتی چندر سنگیت

شام

۵-۳۰ اصغر حسین اور ساتھی : شہنائی
۸-۱۵ اربند بسواس : رابندر سنگیت
۸-۲۵ بپاشا مترا : گیٹار
۸-۴۰ جے شری گھوش : رابندر سنگیت
۸-۵۰ دیبا شیش بوس
دو تی چندر سنگیت
۹-۰۰ اشیما مکھرجی : ادھونک
۹-۱۰ آریہ چودھری : لوک سنگیت
۹-۲۰ پوربی دتا : رابندر سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ رانو گوہا ٹھاکرتا : رابندر سنگیت
۶-۳۵ پوربی دتا : نذرل سنگیت
۶-۴۵ دیبا شیش بوس
دو تی چندر سنگیت
۷-۰۵ بینا بنرجی : خیال
۷-۴۰ شمپا داس : بھجن
۷-۵۰ کھاگیندر ناتھ سین : لوک سنگیت
۸-۳۰ گیتا رانی بوس : شیام سنگیت
۸-۵۰ جے شری گھوش : ادھونک
۹-۱۵ آریہ چودھری : لوک سنگیت

۹-۳۰ نرملیا دے : دھمار

دوپہر

۲-۴۰ کھاگیندر ناتھ سین : لوک سنگیت
۲-۵۰ مالوئے بنرجی : ادھونک
۲-۵۵ سمپا داس : بھجن

شام

۶-۲۰ بدھا دیب رائے اور ساتھی
لوک سنگیت
۶-۲۵ رانو گوہا ٹھاکرتا : رابندر سنگیت
۹-۴۰ بدھا دیب رائے اور ساتھی
لوک سنگیت
۹-۵۰ اشیما مکھرجی : اتول پرساد سنگیت
۱۱-۱۰ ارون بھادری : خیال
۱۱-۴۰ اصغر حسین : شہنائی

جمعرات ۲۰ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ بینا گھوش : لوک سنگیت
۷-۴۰ کرشنا گھوش : رابندر سنگیت
۸-۳۰ پوربی مکھرجی : خیال
۹-۰۰ کم کم رائے : نذرل سنگیت
۹-۲۵ بینو سما جیتی : اتول پرساد سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ اینتا مجمدار : راگ پردھان
۱-۰۰ شیامل کمار چٹرجی : ستار
۱-۴۰ بینو سما جیتی : اتول پرساد سنگیت
۱-۵۰ ریکھا رائے چودھری
شیام سنگیت
۲-۵۵ دلیپ رائے : وائلن
۳-۰۰ آلو رائے : ادھونک
۳-۱۰ تپن گنگولی : لوک سنگیت
۳-۲۰ سپنا دے : شیام سنگیت

شام

۵-۳۰ ہیمنگشو بسواس : بانسری
۸-۴۰ آلو رائے : شیام سنگیت
۸-۴۵ کے یا مجمدار : رابندر سنگیت
۹-۰۰ اینتا مجمدار : نذرل سنگیت
۹-۱۰ سورج کمار رائے : ادھونک
۹-۲۰ جینتی پورکیتھا : رابندر سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ جینتی پورکیتھا : رابندر سنگیت
۶-۳۵ سپنا دے : نذرل سنگیت

۶-۴۵ سورج کمار رائے : شیام سنگیت
۶-۵۰ دلیپ رائے : وائلن
۷-۰۵ پوربی مکھرجی : خیال
۷-۴۰ دیب داس باؤل : لوک سنگیت
۷-۵۰ سپنا دے : شیام سنگیت
۸-۲۱ ریکھا رائے چودھری : بھکتی گیت
۸-۵۰ سورج کمار رائے : ادھونک
۹-۱۵ اجیت چکرورتی : لوک سنگیت
۹-۳۰ ہیمنگشو بسواس : سنطور

دوپہر

۲-۴۰ کم کم رائے : ادھونک
۲-۵۰ دیب داس باؤل : لوک سنگیت

شام

۶-۲۰ اجیت چکرورتی : لوک سنگیت
۶-۲۵ اینتا مجمدار : ادھونک
۸-۱۰ ریکھا رائے چودھری
شیام سنگیت
۹-۳۰ آلو رائے : کیرتن
۹-۴۰ دلیپ رائے : وائلن
۹-۵۰ بینو سما جیتی : اتول پرساد سنگیت
۱۱-۱۰ پوربی مکھرجی : خیال
۱۱-۳۰ ہیمنگشو بسواس : بانسری

جمعہ ۲۱ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ میرا داس منشی : لوک سنگیت
۷-۴۰ سوشیل ملک : رابندر سنگیت
۸-۱۵ پردیپ کمار داس گپتا : ادھونک
۸-۳۰ امالیندر چودھری : ستار
۹-۲۵ سوشیل ملک : ادھونک

دوپہر

۱۲-۲۰ کرشنا چٹرجی : ادھونک
۱-۴۰ منجولا چکرورتی : بھجن
۲-۵۵ پاشی بھٹا چاریہ اور ساتھی
لوک سنگیت
۳-۰۰ دیپتی چٹرجی : ادھونک
۳-۱۰ اجے گھوش : گیٹار
۳-۲۰ پولی گھوشال : شیام سنگیت

شام

۵-۳۰ سنگھرامین : خیال
۹-۰۰ پرو داس دے : کیرتن
۹-۱۰ کملا بوس : رابندر سنگیت
۹-۲۰ دیبرن بوس : نذرل سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ کمل بوس؛ رابندر سنگیت
۶-۳۵ منجولا چکرورتی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ دھیرن بوس؛ اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ اجے گھوش : گیٹار
۷-۰۵ سنگدھا سین : خیال
۷-۴۰ پوربی چیٹرجی؛ لوک سنگیت
۸-۲۱ کرشنا چیٹرجی : گیت
۸-۳۰ پرووا س دے؛ شیام سنگیت
۸-۵۰ پولی گھوشال : ادھونک
۹-۱۵ ہاشی بھٹاچاریہ اور ساتھی
لوک سنگیت
۹-۳۰ سبیتا رکشت : خیال

دوپہر

۲-۴۰ اجے گھوش : گیٹار
۲-۵۰ سوشیل ملک: رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ میرا داس منشی: لوک سنگیت
۶-۲۵ منجولا چکرورتی
اتول پرساد سنگیت
۸-۱۵ دیپتی چیٹرجی؛ ادھونک
۸-۲۵ کرشنا چیٹرجی : بھجن
۹-۳۰ پولی گھوشال : بھکتی گیت
۹-۴۰ پردیپ کمار داس گپتا: ادھونک
۹-۵۰ ہاشی بھٹاچاریہ اور ساتھی
لوک سنگیت
۱۰-۱۱ سبیتا رکشت : خیال
۱۱-۴۰ امالیندو چودھری

ھفتہ ۲۲ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ لوک شلپی چکرا؛ لوک سنگیت
۷-۴ چنموئے چیٹرجی: رابندر سنگیت
۸-۱۵ بینا مکھرجی؛ ادھونک
۸-۳۰ کمل بوس : خیال

دوپہر

۱-۰۰ دلیپ کرماکر : خیال
۱-۲۰ چھبی مجمدار؛ راگ پردھان

شام

۵-۳۰ کابیری کار : دھامر
۵-۴۵ سندھیا چندا؛ بھکتی گیت
۸-۲۰ بلرام داس : ادھونک

۸-۲۵ الوک مکھرجی؛ رجنی کانت سنگیت
۸-۴۰ سپنا مکھرجی: نذرل سنگیت
۸-۴۵ بیبھاس گھوش؛ رابندر سنگیت
۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ بیبھاس گھوش: رابندر سنگیت
۶-۳۵ سپنا مکھرجی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ آلکا مکھرجی؛ رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ سندھیا چندا: شیام سنگیت
۷-۱۰ چھبی مجمدار : راگ پردھان
۷-۴۰ پھالگونی بھومک: لوک سنگیت
۷-۵۰ راجیب بھٹاچاریہ: لوک سنگیت
۸-۲۱ الوکا مکھرجی: رجنی کانت سنگیت
۸-۵ بلرام داس : ادھونک
۹-۱۵ سندھیا چندا : لوک سنگیت
۹-۳۰ کابیری کار : دھرو پد

دوپہر

۲-۴۰ سومترا بوس: رابندر سنگیت
۲-۵۰ راجیب بھٹاچاریہ؛ لوک سنگیت
۲-۵۵ پھالگونی بھومک: ادھونک

شام

۶-۲۰ لوک شلپی چکرا : لوک سنگیت
۶-۲۵ آلکا مکھرجی؛ رجنی کانت سنگیت
۶-۳۰ بلرام داس : رابندر سنگیت
۶-۴۰ سپنا مکھرجی : ادھونک
۶-۴۵ راجیب بھٹاچاریہ؛ لوک سنگیت
۶-۵۰ دلیپ کرماکر: نذرل سنگیت
۸-۲۵ چنموئے چیٹرجی؛ رابندر سنگیت

اتوار ۲۳ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ نرنجن بھٹاچاریہ؛ لوک سنگیت
۷-۴۰ سومترا سین؛ رابندر سنگیت
۸-۴۰ برون کمار سین گپتا : خیال
۹-۲۵ کرشنا چیٹرجی؛ رجنی کانت سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دوپہر

۱-۴۰ اپنتا پرساد مکھرجی : گیٹار

شام

۵-۳۰ میرا بنرجی : خیال
۸-۱۵ پریمل بھٹاچاریہ: نذرل سنگیت
۸-۲۰ شانتی چیٹرجی؛ شیام سنگیت

۸-۴۰ بھارتی مکھرجی؛ رابندر سنگیت
۸-۵۰ دلال چندر کاہر؛ لوک سنگیت
۹-۰۰ کرشنا چیٹرجی
دوئی جندر سنگیت
۹-۱۰ پریمل بھٹاچاریہ : ادھونک
۹-۲۰ مادھوری چیٹرجی
نذرل سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ سینتا گھوش : رابندر سنگیت
۶-۳۵ پریمل بھٹاچاریہ: نذرل سنگیت
۶-۴۵ کرشنا چیٹرجی
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ اپنتا پرساد مکھرجی : گیٹار
۷-۰۵ میرا بنرجی : خیال
۷-۴۰ لیلی بھٹاچاریہ: لوک سنگیت
۸-۳۰ شانتی چیٹرجی؛ اتول پرساد سنگیت
۸-۵۰ مادھوری چیٹرجی : ادھونک
۹-۱۵ دلال چندر کاہر: لوک سنگیت
۹-۳۰ میرا بنرجی : خیال

دوپہر

۲-۴۰ سینتا گھوش: رابندر سنگیت
۲-۵۰ پنکج کمار بھٹاچاریہ
لوک سنگیت

شام

۶-۲۰ دلال چندر کاہر: لوک سنگیت
۶-۲۵ کرشنا چیٹرجی: اتول پرساد سنگیت
۶-۳۵ اپنتا پرساد مکھرجی : گیٹار
۶-۴۰ پنکج کمار بھٹاچاریہ: لوک سنگیت
۶-۴۵ سمترا سین : رابندر سنگیت
۷-۳۰ نرنجن بھٹاچاریہ: لوک سنگیت
۷-۳۵ شانتی چیٹرجی؛ رام پرساد سنگیت

پیر ۲۴ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ ساسن گائن؛ لوک سنگیت
۷-۴۰ گیتا بیتن؛ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ستین کنڈو: ادھونک
۸-۳۰ مایا مترا : ستار

دوپہر

۱۲-۲۰ اودگاتا : بھجن
۱-۴۰ شیا ملی مکھرجی: نذرل سنگیت

۲-۵۵ چندر کانت داس؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ بھوانی شنکر مجمدار؛ دھامر
۸-۱۵ سہیلا سین؛ رابندر سنگیت
۸-۲۰ پرتاپ رائے؛ شیام سنگیت
۸-۴۰ شیا ملی سین؛ اتول پرساد سنگیت
۸-۵۰ گوپال ناگ؛ ادھونک
۹-۰۰ انجلی رانا؛ شیام سنگیت
۹-۱۰ برجن سین؛ کیرتن
۹-۲۰ بسنتی سین گپتا: ادھونک
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ سہیلا سین : رابندر سنگیت
۶-۳۵ گوپال ناگ : نذرل سنگیت
۶-۴۵ شیا ملی سین؛ اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ ستین کنڈو : شیام سنگیت
۷-۰۵ مناشی رائے چودھری: خیال
۷-۴۰ اجے بھٹاچاریہ: لوک سنگیت
۸-۲۱ اودگاتا : بھجن
۸-۵۰ انجلی رانا : ادھونک
۹-۱۵ چندر کانت داس؛ لوک سنگیت
۹-۳۰ بھوانی شنکر مجمدار
الاپ اور دھرو پد

دوپہر

۲-۴۰ اپرجیت مترا؛ رابندر سنگیت
۲-۵۵ برجن سین: شیام سنگیت

شام

۶-۲۰ چندر کانت داس
لوک سنگیت
۶-۲۵ گیتا بیتن : رابندر سنگیت
۶-۳۵ ستین کنڈو؛ شیام سنگیت
۶-۴۰ انجلی رانا: نذرل سنگیت
۶-۴۵ پرتاپ رائے؛ ادھونک
۶-۵۵ اودگاتا؛ بھکتی گیت
۸-۱۰ ساسن گائن: لوک سنگیت
۸-۲۵ بسنتی سین گپتا؛ ادھونک
۹-۴۰ شیا ملی سین؛ دوئی چندر سنگیت
۹-۵۰ برجن سین : کیرتن
۱۱-۱۰ بھوانی شنکر مجمدار
الاپ اور دھرپد
۱۱-۴۰ مایا مترا : ستار

منگل ۲۵ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ امل کرشن پال : لوک سنگیت
۷-۴۰ ریتا گھوش : رابندر سنگیت
۸-۱۵ بلبل چکرورتی : ادھونک
۸-۳۰ کالیپدا داس : خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ آرتی دتا : راگ پردھان
۱-۰۰ دیپین باٹو : گیٹار
۱-۲۰ اتپلا گوسوامی : بھجن
۲-۵۵ امرناتھ مکھرجی : لوک سنگیت
۳-۰۰ گوری مترا : کیرتن
۳-۱۵ سیتبل مجمدار : رجنی کانت سنگیت
۳-۲۰ مالا مکھرجی : نذرل سنگیت

شام

۵-۴۰ سنجکتا گھوش : خیال
۸-۴۰ ریبا چٹرجی : شیام سنگیت

۸-۴۵ سیتبل مجمدار : رجنی کانت سنگیت
۸-۵۰ چھندا داس گپتا : رابندر سنگیت
۹-۰۰ ملا بیکا داس : ادھونک
۹-۱۰ ارون کرشنا گھوش : بھجن
۹-۲۰ سپریا دتا : نذرل سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ چھندا داس گپتا : رابندر سنگیت
۶-۳۵ مالا مکھرجی : نذرل سنگیت
۶-۴۵ ارون کرشن گھوش
شیام سنگیت
۶-۵۰ ریبا چٹرجی : شیام سنگیت
۷-۰۵ اتپلا گوسوامی : خیال
۷-۴۰ سود پتو بھٹاچاریہ
لوک سنگیت
۷-۵۰ تپاشی سین گپتا : بھجن
۸-۲۱ گوری مترا : کیرتن
۸-۵۰ ملا بیکا داس : ادھونک
۹-۱۵ امرناتھ مکھرجی : لوک سنگیت
۹-۳۰ سنجکتا گھوش : ٹھمری
۹-۴۰ بیبھوتی بھوشن چٹرجی : ستار

دوپہر

۲-۴۰ تاپشی سین گپتا : بھجن
۲-۵۰ سود پتو بھٹاچاریہ : لوک سنگیت

شام

۶-۲۰ امل کرشنا پال : لوک سنگیت
۶-۲۵ سپریا دتا : بھجن
۶-۳۰ سیتبل مجمدار : اتول پرساد سنگیت
۶-۴۰ دیپین باٹو : گیٹار
۶-۵۰ اتپلا گوسوامی : ادھونک
۸-۲۵ امرناتھ مکھرجی : ادھونک
۹-۴۵ آرتی دتا : ادھونک
۹-۵۰ ارون کرشنا گھوش
شیام سنگیت

بدھ ۲۶ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ پورن چندر داس اور ساتھی
لوک سنگیت
۷-۴۰ انو وا مترا : رابندر سنگیت
۸-۱۵ پارتھا مکھرجی : ادھونک
۸-۳۰ پنکج بنرجی : بانسری

۹-۱۰ شنکر لال مکھرجی : نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ مایا گھوشال : ادھونک
۱-۴۵ جیوتسنا گنگولی : بھجن
۲-۵۵ دلیپ کمار مکھرجی : بھجن
۳-۰۰ سندھیا دتا : رام پرساد سنگیت
۳-۱۰ بالائی چکرورتی : لوک سنگیت
۳-۲۰ سبھرا گھوش : ادھونک

شام

۵-۳۰ پرنا بنگشو مکھرجی : سرود
۵-۴۰ دلیپ کمار مکھرجی : بھجن
۸-۱۵ انیما داس گپتا : ادھونک
۸-۲۵ شنکر لال مکھرجی : شیام سنگیت
۸-۴۰ چھندیتا دتا : نذرل سنگیت
۸-۴۵ بانی مترا : اتول پرساد سنگیت
۹-۰۰ سیکھا گھوش : کیرتن
۹-۱۰ بیچو مکھرجی : ادھونک
۹-۲۰ نمیتا گھوشال : رابندر سنگیت
۹-۲۵ شنکر لال مکھرجی : نذرل سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ نیتا گھوشال : رابندر سنگیت
۶-۳۵ سبھرا گھوش : نذرل سنگیت
۶-۴۵ سندھیا دتا : رام پرساد سنگیت
۶-۵۰ بانی مترا : اتول پرساد سنگیت
۷-۰۵ پرنا بنگشو مکھرجی : سرود
۷-۴۰ نیتائی چندر ادھیکاری
لوک سنگیت
۸-۲۱ سیکھا گھوش : کیرتن
۸-۳۰ بیچو مکھرجی : شیام سنگیت
۸-۵۰ مایا گھوشال : ادھونک
۹-۱۵ پورن چندر داس اور ساتھی
لوک سنگیت
۹-۳۰ موہن لال مصرا : خیال

دوپہر

۲-۴۰ بانی مترا : شیام سنگیت
۲-۵۰ انو وا مترا : رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ پورن چندر داس اور ساتھی
۶-۲۵ مایا گھوشال : رجنی کانت سنگیت
۱۱-۱۰ موہن لال مصرا : خیال
۱۱-۳۰ پرنا بنگشو مکھرجی : سرود

جمعرات ۲۷ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ کالیداس گوہا : لوک سنگیت
۷-۴۰ سورنگاما : رابندر سنگیت
۸-۳۰ نیتا ساہا کوٹی ہال : خیال
۹-۰۰ ہیمنتی شکلا : نذرل سنگیت
۹-۲۵ سلیل کمار مترا : وائلن

دوپہر

۱۲-۲۰ تندرا گنگولی : ادھونک
۱-۰۰ دھنیش خاں : سرود
۱-۴۰ بکاش سین : اسراج
۱-۵۰ کلیانی گھوش : رابندر سنگیت
۲-۵۵ سنتوش کمار مکھرجی
شیام سنگیت
۳-۰۰ کرشنا دتا : ادھونک
۳-۱۰ سوپن مکھرجی : لوک سنگیت
۳-۲۰ سلیل کمار مترا : وائلن

رات

۸-۴۰ سرادتی داس : کیرتن
۹-۰۰ اپرنا گوسوامی : شیام سنگیت
۹-۱۰ سورنگاما : رابندر سنگیت
۹-۲۰ ہیمنتی شکلا : ادھونک
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ سپریا رائے چودھری
رابندر سنگیت
۶-۳۰ چھندا رائے : نذرل سنگیت
۶-۴۵ سنتوش کمار مکھرجی : بھجن
۶-۵۰ اپرنا گوسوامی : شیام سنگیت
۷-۰۵ کاشی ناتھ مکھرجی : ستار
۷-۴۰ آرادھنا برمن : لوک سنگیت
۸-۲۱ سرسوتی داس : کیرتن
۸-۵۰ کرشنا دتا : ادھونک
۹-۱۵ سوپن مکھرجی : لوک سنگیت
۹-۳۰ نیر حسین اور ساتھی : شہنائی

دوپہر

۲-۴۰ کلیانی گھوش : ادھونک
۲-۴۵ بکاش سین : اسراج
۲-۵۵ چھندا رائے : نذرل سنگیت

شام

۶-۲۰ کلیداس گوہا : لوک سنگیت

۶-۲۵ ہیمنتی شکلا : بھجن
۸-۲۵ سلیل کمار مترا : وائلن
۹-۳۰ تندرا گنگولی : ادھونک
۹-۴۰ سورنگاما : رابندر سنگیت
۹-۴۵ سنتوش کمار مکھرجی
شیام سنگیت
۱۱-۱۰ نیتا ساہا کوٹی ہال : خیال
۱۱-۳۰ دھنیش خاں : سرود

جمعہ ۲۸ر نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ سوبودھ رائے : لوک سنگیت
۷-۴۰ مایا سین : رابندر سنگیت
۸-۱۵ گیتا مکھرجی : ادھونک
۸-۳۰ سمیر کمار دتا : الاپ اور دھروپد
۹-۱۵ انجلی تندی : اتول پرساد سنگیت

دوپہر
۱۲-۲۰ بیتا مکھرجی: ادھونک
۱-۲۰ آرتی گھوش دستی دار: کرتن
۲-۵۵ آرتی داس گپتا: ادھونک
۳-۰۰ انجلی نندی: اتول پرساد سنگیت
۳-۱۰ بریندرناتھ داس: گیٹار
شام
۵-۳۰ علی احمد حسین اور ساتھی: شہنائی
۹-۰۰ سندھیا گوسوامی: ادھونک اور بھجن
۹-۱۵ بریندرناتھ داس: گیٹار
۹-۲۰ دیب راتی شوم: رابندرسنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ دیب راتی شوم: رابندرسنگیت
۶-۳۵ آرتی داس گپتا: ندرل سنگیت
۶-۴۵ انجلی نندی: اتول پرساد سنگیت
۷-۴۰ امیا کمار بھٹاچاریہ: لوک سنگیت
۸-۲۱ انوپم مکھرجی: شیام سنگیت
۸-۳۰ آرتی داس گپتا: کرتن
۸-۵۰ سندھیا گوسوامی: ادھونک
۹-۱۵ سوبودھ رائے: لوک سنگیت
۹-۳۰ علی احمد حسین: شہنائی
دوپہر
۲-۴۰ گیتا مکھرجی: گیت
۲-۴۵ بریندرناتھ داس: گیٹار
۲-۵۰ بیتا مکھرجی: ادھونک
شام
۶-۲۰ سوبودھ رائے: لوک سنگیت
۶-۲۵ مایا سین: رابندرسنگیت
۸-۱۰ دیب راتی شوم: رابندرسنگیت
۸-۲۵ انوپم مکھرجی: بھجن

ہفتہ ۲۹ نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ تندرا مجمدار: لوک سنگیت
۷-۴۰ بنیا مجمدار: رابندرسنگیت
۸-۱۵ منجو بھٹاچاریہ: ادھونک
۸-۳۰ ڈولی مکھرجی: وینا
دوپہر
۱-۰۰ سنجیکتا گھوش: خیال

شام
۵-۳ پرتیش بھٹاچاریہ: خیال
۸-۲۰ رجی ترتھا: رابندرسنگیت
۸-۴۰ گیتا میتی: رجنی کانت سنگیت
۸-۴۵ دوئی جن گھوش: لوک سنگیت
۸-۵۰ سومترا بوس: رابندرسنگیت
۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ سومترا بوس: رابندرسنگیت
۶-۴۵ گیتا میتی: اتول پرساد سنگیت
۷-۱۰ سنجیکتا گھوش: ٹھمری
۷-۳۰ اتپل مکھرجی: لوک سنگیت
۸-۲۱ گوری مترا: کرتن
۸-۵۰ شیلندر مکھرجی: ادھونک
۹-۱۵ دوئی جن گھوش: لوک سنگیت
۹-۳۰ پرتیش بھٹاچاریہ خیال اور ٹھمری
دوپہر
۲-۴۰ شیلندر مکھرجی: ادھونک
۲-۴۵ بینا مجمدار: رابندرسنگیت
۲-۵۵ بھرو مارا: لوک سنگیت
شام
۶-۲۰ دوئی جن گھوش: لوک سنگیت
۶-۲۵ رجی ترتھا: رابندرسنگیت
۶-۳۰ منجو بھٹاچاریہ: ادھونک
۶-۳۵ گوری مشرا اور ساتھی: کرتن
۶-۵۰ گیتا میتی: دوئی جندر سنگیت
۸-۲۵ بھارتی بھٹاچاریہ اتول پرساد سنگیت

اتوار ۳۰ نومبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ جیوتی مکھرجی: لوک سنگیت
۷-۴۰ بانی ٹیگور: رابندرسنگیت
۸-۴۰ سریش مصرا: ستار
۹-۲۵ کاکالی: اتول پرساد سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
دوپہر
۱-۴۰ سنیل کمار گنگولی: گیٹار
شام
۵-۳۰ کملا داس: خیال

(آگے ص ۵۴ پر)

سرینگر

میڈیم ویو:
سرینگر (الف): ۲۶۸٫۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵٫۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
سرینگر (د) ۱۹۹٫۶ میٹر ۱۵۳۰ کلوہرٹز
: سرینگر (ب) ۴۹٫۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱٫۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک، دوسری مجلس: دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵
ہندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۵۰ دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) شام ۷-۴۰
کشمیری: صبح ۹-۲۵، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵-۰۰ صبح گاہی بھگتی سنگیت کا پروگرام اور گاشر اچھر اور روشنی (روزانہ)
۷-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ (روزانہ)
۷-۳۰ کچھ پیٹھ (کشمیری میں فیچر) اتوار بجائی ہندسنز (سوائے اتوار اور جمعہ کے)
گاندھی کتھا (جمعہ)
۷-۵۵ آج کی بات (روزانہ)
۸-۲۰ گھرانوں کے لئے پروگرام اردو (اتوار)
رنگ ہا (کشمیری ڈائجسٹ) پیر
بیٹھک: عمر رسیدہ کے لئے (پہلے منگل کو)
سائنس میگزین (دوسرے اور چوتھے منگل کو)
ثقافت (کلچرل میگزین) (تیسرے منگل کو)
نو بہ نو (یوواوانی سے منتخب کشمیری پروگرام) (پہلے اور تیسرے بدھ کو)
کہکشاں (یوواوانی سے منتخب اردو پروگرام) (دوسرے بدھ کو)
فلم میگزین (چوتھے بدھ کو)
انگریزی میں یووانی سے منتخب پروگرام (پانچویں بدھ کو)
سب رنگ (پہلے تیسرے اور پانچویں جمعرات کو)
پروگرام دیکشنل گائیڈنس (دوسرے اور چوتھے جمعرات کو)
گھر بارہ خاطرہ: کشمیری میں پروگرام (جمعہ)
رائے ترائے: مختلف موضوعات پر مشتمل پروگرام (ہر ہفتہ سوائے چوتھے ہفتہ کو)
گفتگو (چوتھے ہفتہ کو)

۹ - ۰۰ ریڈیو عدالت (پہلے، تیسرے اور پانچویں اتوار کو)
باندہ پاتھر (دوسرے اور چوتھے اتوار کو)
قانون جانیئے (پیر)
زعفران زار: طنز و مزاح کا پروگرام (پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
ذات بترات (دوسرے اور چوتھے منگل کو)
خوشحال گھرہ: ہوم سائنس (ہر بدھ کو)
اکھ تخلیق: سنگیت (ہر جمعرات کو)
ہمارے سنت صوفی شاعر سنگیت (ہر جمعہ کو)
رسالو منزہ (پہلے تیسرے اور پانچویں ہفتہ کو)
سر ساگر (دوسرے اور چوتھے ہفتہ کو)
۹ - ۱۵ مہینے کا نغمہ (ہر اتوار کو)
ضلع خبرنامہ (ہر پیر کو)
اکھ غزل (منگل، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کو)
یادگار (ہر بدھ کو)
۹ - ۳۰ تو ہنز چھٹی وار: کشمیری میں سامعین کے خطوں کے جواب ہر اتوار کو
اردو میں بات چیت (پیر)
خط کے لئے شکریہ (اردو میں سامعین کے خطوں کے جواب) منگل
کشمیری میں بات چیت (بدھ)
ہیلتھ فورم (جمعرات)
ہندی میں بات چیت (جمعہ)
انگریزی میں بات چیت (ہفتہ)
۹ - ۴۵ کشمیری نغموں کا ملا جلا پروگرام (اتوار)
پھلیہ ون: چیدہ چیدہ گیتوں کا پروگرام (پیر، بدھ اور جمعہ کو)
تو ہنز فرمائش (سامعین کی فرمائش کا پروگرام (منگلوار، جمعرات اور ہفتہ)
۱۰ - ۱۵ ہونہار: بچوں کے لئے اردو میں پروگرام (اتوار)

۱۱ - ۰۰ سانہ آزادی ہنز کتھ (اتوار)
۱۱ - ۳۰ صوفیانہ موسیقی
پیر، بدھ اور جمعہ

دوپہر

۱۲ - ۰۵ اسکول براڈ کاسٹ (روزانہ سوائے اتوار اور چھٹی کے دن)
۱۲ - ۴۰ پراگاش: غیر نصابی تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے منگل اور جمعہ)
۱ - ۳۰ اور سہ پہر: ۱ - ۳
فوجی بھائیوں کے لئے (روزانہ)
۱ - ۰۵ مغربی موسیقی (اتوار)
۲ - ۳۰ ٹیچرس فورم (اتوار)
سن نرل زچہ اور بچہ کی حفاظت کے لئے پروگرام (جمعہ)
صوفیانہ موسیقی (منگل، جمعرات اور ہفتہ)

سہ پہر

۴ - ۰۰ مغربی موسیقی (روزانہ سوائے اتوار)
۴ - ۰۰ ہی مال: خواتین کے لئے کشمیری میں پروگرام (اتوار)
۴ - ۳۰ پنجابی پروگرام (اتوار، منگل اور جمعہ)
کیاری: جموں، کشمیر اور لداخ کی موسیقی (پیر)
پوشہ مال: دیہاتی خواتین کے لئے پروگرام (بدھوار)
پہاڑی پروگرام (جمعرات)
پھول ون ڈوری: کشمیری میں بچوں کے لئے پروگرام (ہفتہ)

شام

۵ - ۰۰ گوجری پروگرام جموں سے (روزانہ)
۵ - ۲۵ گوجری پروگرام سرینگر سے (روزانہ)
۶ - ۱۵ ڈوگری سنگیت (روزانہ)
نوی تخلیق (کشمیری) (پیر اور بدھ)
نونہال: ننھے منوں کے لئے کشمیری میں پروگرام (منگل)
نئی تخلیق: اردو (جمعرات)
چمن من: ننھے منوں کے لئے اردو میں پروگرام (جمعہ)

نولیکھن: ہندی (ہفتہ)
۶ - ۴۵ گامی بھاین ہندہ خاطرہ دیہاتی پروگرام (روزانہ)
۷ - ۵۵ روزگار سماچار (روزانہ)
۸ - ۰۰ وادی کی آواز: پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں سننے والوں کے لئے پروگرام (روزانہ)
۸ - ۳۰ ریڈیو نیوز ریل (اتوار)
۹ - ۳۰ سلسلہ وار کھیل (اتوار)
اردو کشمیری میں کھیل (ہر پیر)
وودھا: ہندی میں ادبی میگزین پہلے منگل کو
سنگر مال: کشمیری میں ادبی پروگرام (دوسرے اور چوتھے منگل کو)
ہم قلم: اردو میں ایک ادبی میگزین (تیسرے منگل کو)
تصویر: ترقیاتی پروگراموں کی سرگرمیاں (پہلے بدھ کو)
جموں، سرینگر اور لداخ سے ایک ساتھ
سام: بیس نکاتی پروگرام پر عمل آوری پر جائزہ
دوسرے بدھ کو
میانی پسند: کشمیری گیتوں پر پروگرام (تیسرے بدھ کو)

گاشہ تارکھ: مشہور و معروف شعراء پر فیچر (چوتھے بدھ)
علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام
پہلی جمعرات
فیچر کا نیشنل پروگرام
دوسرے جمعرات کو
میانی زندگی میون کار
کشمیری میں گفتگو کا پروگرام
تیسرے جمعرات کو
کھیلوں کا نیشنل پروگرام
چوتھے جمعرات کو
محفل: اردو میں گفتگو کا پروگرام (پانچویں جمعرات)
پیری: میانی پیشکش (جمعہ)
بزم سامعین (اردو)
پہلے ہفتہ
بزم سامعین (کشمیری)
دوسرے ہفتہ
بزم شعر: مشاعرہ کشمیری
تیسرے ہفتہ
اسپورٹس میگزین (چوتھے ہفتہ)
مشاعرہ اردو (پانچویں ہفتہ)
۱۰ - ۰۰ آپکی فرمائش (اتوار اور بدھ)
داستان (جمعہ)
محفل موسیقی (پہلے ہفتہ)
نو ہنز فرمائش
ہر ہفتہ سوائے پہلے ہفتہ کے

بقیہ: کلکتہ

۸ - ۱۵ میرا مجدار: لوک سنگیت
۸ - ۲۰ دیب کمار لاہیری: ادھونک
۸ - ۴۰ ایشا سین: اتول پرساد سنگیت
۸ - ۴۵ اندرا: دوتی چندر ناتھ ٹیگور کے نغمات
۹ - ۰۰ میتالی سین گپتا: ادھونک
۹ - ۱۰ گوتم مترا: رابندر سنگیت
۹ - ۲۰ کاکالی: رجنی کانت سنگیت
۱۰ - ۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ (بی)

صبح

۶ - ۲۵ اندرا: رابندر سنگیت
۶ - ۴۵ کاکالی: اتول پرساد سنگیت
۷ - ۰۵ رام سورت مہرا: سارنگی
۷ - ۴۰ ایشا سین: اتول پرساد سنگیت
۷ - ۵۰ سنیل کمار گنگولی: گیٹار
۸ - ۳۰ شیاما سری مجدار: بھجن
۸ - ۵۰ میتالی سین گپتا: ادھونک
۹ - ۱۵ میرا مجدار: لوک سنگیت
۹ - ۳۰ کملا داس: خیال

دوپہر

۲ - ۴۰ بانی ٹیگور: رابندر سنگیت
۲ - ۵۰ سنیل کمار گنگولی: گیٹار
۲ - ۵۵ میرا مجدار: لوک سنگیت

شام

۶ - ۲۰ جیوتی مکھرجی: لوک سنگیت
۶ - ۲۵ دیب کمار لاہیری: شیاما سنگیت
۶ - ۳۵ اندرا: اندرا دیبی کے نغمات
۶ - ۴۰ ایشا سین: اتول پرساد سنگیت
۶ - ۵۰ سنیل کمار گنگولی: گیٹار
۷ - ۳۰ شیاما سری مجدار: بھجن





آکاشوانی اودے پور کی جانب سے منعقدہ لوک سنگیت و رتیہ کی ایک محفل میں گریش کمار وساتھی
بنجارہ رقص (دائیں)، اور ساگرمل جین اور کماری کرن راٹھور (بائیں) کالبیہ رقص پیش کرتے ہوئے۔



گنتور کی خواتین کی
ایک تنظیم کی جانب سے
آکاشوانی وجے واڑہ
کے لیے
ایک ورائٹی پروگرام ریکارڈ کراتے ہوئے فنکار۔



لفٹیننٹ جنرل — ایس پی پی تھوراٹ (ریٹائرڈ) آکاشوانی بمبئی کے اسٹوڈیو میں
آکاشوانی آرکائیوز کے لیے بیتے دنوں کی یادوں کی صدابندی میں مصروف۔



شریمتی پروتائی واگھ، ایم ایل اے، امپورٹنس آف اسپیسنگ،
کے موضوع پر راجیش کلمکار کے سوالوں کے جواب دیتے ہوئے۔
یہ پروگرام آکاشوانی جلگاؤں سے نشر ہوا۔

Regd No D-(C)39
R N No 14253/57

PRICE RUPEE 1.00

Awaz
16th NOVEMBER 1986

Licensed (U-23) to post without prepayment at PSO New Delhi



ششی کپور
فلم اداکار و ہدایت کار
وودھ بھارتی سے
فلمی گیتوں کا
پروگرام 'خصوصی جے مالا'
پیش کرتے ہوئے ۔



خشونت سنگھ ۔
نامور اسکالر اور
صحافی
کے ساتھ
انور احمد خاں (بائیں)
کی گفتگو
حال ہی میں
آکاشوانی اورنگ آباد کے
اردو پروگرام 'سب رنگ' میں
نشر ہوئی ۔



کے ایل لوتھرا ۔
چیئرمین ایم او آئی ایل
آپ کے ساتھ
ایم وائی بودھنکر کا
انٹرویو
آکاشوانی ناگپور سے
نشر ہوا ۔

Published by the Director General, All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals, PTI Building, II floor, Sansad Marg, New Delhi-110001
Printed by the Manager, Govt of India Photo Litho Press Faridabad

11

یکم سے ۱۵ر دسمبر ۱۹۸۶ء
۱۰ر سے ۲۴ر اگرہائن ۱۹۰۸ شاکا

آواز

اشاعت کا ۵۱ واں سال
قیمت ایک روپیہ

آل انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات

اس بار اردو سروس سے غزلیں

(نئی نسل نئی روشنی)

ساحل سحری نینی تالی

لہولہان اجالے لئے سحر آئی
نہ جانے کتنے ستاروں کو قتل کر آئی
جہاں جہاں بھی کوئی راہ بے شجر آئی
سفر کی عمر بہت مختصر نظر آئی
پہاڑ جیسا گزارا ہے ایک اک لمحہ
ترے بغیر بہت دیر میں سحر آئی
نہ روشنی نے خطا کی نہ تیرگی بہکی
وہ اُس کی بزم میں پہونچی یہ میرے گھر آئی
عجیب شعر سنایا تھا ایک شاعر نے
نگاہ میں تری تصویر سی اتر آئی

احمد علوی

خوشبو۔ گلاب۔ چاندنی۔ یادِ صبا بھی ہے — ملنے سے پہلے سوچ لو وہ بے وفا بھی ہے
اس کی محبتوں کو پرکھنے کا وقت ہے — بازو ہیں شکستہ مرے دریا چڑھا بھی ہے
یہ زندگی کا سب سے کڑا امتحان ہے — جینا ہے مجھ کو اور تجھے بھولنا بھی ہے
جسموں کے درمیاں نہیں حائل لباس بھی — میلوں کا اُن کے بیچ مگر فاصلہ بھی ہے
کچے گھڑے کی اب تو ضرورت نہیں تمہیں — دریا ہمارے بیچ کا سوکھا ہوا بھی ہے
ہم شکل میرا رہتا ہے اس جھیل میں کوئی — اک شخص اس فراق میں پاگل ہوا بھی ہے
میدانِ کارزار میں کر دے جو بے عمل
ایسی دعا ہمارے لیے بد دعا بھی ہے

عرفان اعظمی

دِلوں کی اب گرفتاری نہ کرنا
نفس میرے تو غداری نہ کرنا
محبت کیا ہے یوں سمجھو ہوس ہے
کسی سے عشق معیاری نہ کرنا
مجھے ارمان شہرت کا ہے، لیکن
میری شہرت کو اخباری نہ کرنا
کہ گر جاؤگے خود اپنی نظر سے
عبادت میں اداکاری نہ کرنا
ہر اک غم مفلسی میں ہنس کے سہہ لو
غریبی اپنی بازاری نہ کرنا

اعجاز الدین پاپولر

بس ایک ہفتے میں اپنا مشاعرہ ہوگا
ہوا ہے بھابھی کے بیٹا، مشاعرہ ہوگا
نہ ساز و رقص کی محفل نہ بزم قوالی
ہماری شادی میں تنہا مشاعرہ ہوگا
بلا بلائے بھی ممکن ہوا تو جاؤں گا
کسی کا ہوگا، کہیں کا مشاعرہ ہوگا
جو بدنصیبی سے کل کو ملازمت نہ رہی
شکم کا اپنے سہارا مشاعرہ ہوگا
کسی کا جشنِ وِلادت کسی کا یوم وفات
یونہی ہمیشہ ہمارا مشاعرہ ہوگا
تمہیں بتاؤ گلے باز شاعروں کے بغیر
اگر ہوا بھی تو کیسا مشاعرہ ہوگا
مشاعرے میں سخن فہم تو نہیں ہیں مگر
تمہارا وہم ہے اچھا مشاعرہ ہوگا
ہمارے شہر میں ہیں پاپولر بہت شاعر
سب آئیں تو کئی دن کا مشاعرہ ہوگا

انور حسین انور

اک اُجالا دور تلک پھیلا ہوا — خواب پھر دیکھا مگر دیکھا ہوا
مجھ سے وہ ایسے بھی ملتا ہے کبھی — رات کا جیسے کوئی جاگا ہوا
جانے والے دھڑکنیں سب لے گئے — دل ہمارے پاس ہے ٹوٹا ہوا
تجھ میں ہے احساں جتا دینے کا فن — تو بھی دیتا ہے مگر سوکھا ہوا
دل کے غم آنکھوں میں کیسے آ گئے — یہ سمندر کیسے اک قطرہ ہوا
یوں دیا اس نے میرے خط کا جواب — پھول تو بھیجا مگر سوکھا ہوا
میں تمہارا ہم سفر ہو جاؤں گا
جیسے پتہ شاخ سے ٹوٹا ہوا

•

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱	شمارہ ۲۳

یکم دسمبر ۱۹۸۶ء مطابق ۱۰ اگرہائن ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر ٹیلی فون ۳۸۲۲۲۹

ادارت

سراج احمد ۳۸۲۲۵۴

ہر مہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

Telegram: 'LISTENER' New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

بچوں کے مسائل اور صحافت

جی ڈی چندن

ہر ملک کے حال اور مستقبل کا دار و مدار اس امر پر ہوتا ہے کہ اس کے بچوں کی پرورش اور فلاح کا کتنا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس خیال کی جانچ کا ایک اہم طریقہ یہ ہے کہ اس ملک کے اخباروں میں دیکھا جائے کہ وہ بچوں کے مفاد کی کتنی نمائندگی اور ترجمانی کرتے ہیں۔

ہندوستان اور جنوبی ایشیا کے ممالک میں، جن کی ایک ارب کی مجموعی آبادی میں چالیس کروڑ بچے ہیں، اس نمائندگی کی کیفیت کیا ہے، اس کا ایک نمونہ جاتی تجزیہ علاقائی تعاون کے لیے کام کرنے والی جنوبی ایشیائی ایسوسی ایشن کی اس کانفرنس میں پیش کیا گیا جس کا افتتاح انسانی ذرائع کی ترقی کے مرکزی وزیر شری پی۔ وی نرسمہا راؤ نے ۱۷ اکتوبر کو نئی دہلی میں کیا۔ اس ایسوسی ایشن کو اختصار سے 'سارک' کہا جاتا ہے۔ اور اس میں ہندوستان کے علاوہ بنگلہ دیش، بھوٹان، پاکستان، سری لنکا، مالدیپ اور نیپال شامل ہیں۔ ان میں سے پانچ ممالک کے نو منتخبہ انگریزی روزناموں کا یہ بین الاقوامی تجزیہ، بچوں کی فلاح و بہبود سے وابستہ عالمی ادارے یونی سیف کے مشورے پر کیا گیا۔ اس تجزبے کی مدت حتی الامکان ستمبر ۱۹۸۶ء کا پہلا پندرھواڑہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس علاقے کے انگریزی روزناموں کی خبروں اور مضامین میں بچوں کو ایک موضوع کے طور پر بے حد ادنیٰ ترجیح دی جاتی ہے۔ زیر جائزہ مدت کے دوران ان اخباروں میں بچوں کی بقا اور ترقی کے مسائل اور پروگراموں کے اہم پہلوؤں پر کوئی زور نہ دیا گیا۔

ہندوستان اور پاکستان کے روزناموں میں بچوں کے بارے میں چھپنے والے مواد کا تین چوتھائی حصہ مضامین کی صورت میں تھا۔ بنگلہ دیش میں یہ تناسب ایک چوتھائی تھا۔ بہرحال پانچوں ممالک کے روزناموں میں بچوں کی خبروں کی اشاعت نہایت اکادکا تھی۔ خبروں کے لیے سب سے زیادہ جگہ یعنی ۱۰۶۲ کالم سینٹی میٹر سری لنکا کے اخباروں میں ملی۔ دوسرے نمبر پر ہندوستان کے روزناموں میں ۷۰۵ کالم سینٹی میٹر جگہ دی گئی اور اس کے بعد بنگلہ دیش کے روزناموں میں ۳۹۸ کالم سنٹی میٹر اور پاکستان کے روزناموں میں ۲۵۷ کالم سنٹی میٹر جگہ دی گئی۔ نیپال کے منتخبہ روزنامے میں ملنے والی خبریں بہت تھیں اور انھیں ۵۵ کالم سنٹی میٹر جگہ دی گئی۔

کسی ملک کے روزنامے نے اپنے سرورق پر بچوں کی کوئی خبر یا بامقصد تصویر نہیں چھاپی۔ اسی طرح "طبعی گرد و پیش" کو بھی جس میں پینے کے صاف پانی اور صفائی و صحت کے لیے بنیادی سہولتوں وغیرہ کے موضوعات شامل ہیں، ان اخباروں نے نظر انداز کیا۔

صرف ہندوستان کے روزناموں میں "بچوں کی ترقیات سے متعلق سرکاری پالیسی" پر مواد ملا۔ اور دوسرے چار ممالک کے روزناموں میں بچوں سے متعلقہ قوانین پر کوئی چیز نہ ملی۔

اسی طرح ہندوستان کے روزناموں میں "بچوں کی ترقی یا بقا" کے موضوع پر چھپنے والی خبریں بھی سب سے زیادہ تھیں۔ ان کا تناسب بچوں پر چھپنے والے مواد کا چوبیس اعشاریہ چالیس فیصد تھا۔ پاکستان کے روزناموں میں یہ تناسب اکیس اعشاریہ ۷۸ فیصد تھا۔ باقی ممالک کے روزناموں میں اس موضوع پر کوئی خبر نہیں تھی۔

مزید ہندوستان اور پاکستان میں بچوں کے بارے میں سنسنی خیز یا حادثوں کی خبریں دوسرے ملکوں کے مقابلے میں کم تھیں۔

مذکورہ تمام ممالک کے روزناموں نے دیہاتی بچوں کے موضوع اور مسئلے کو جو اس علاقے کی آبادی کا بہت بڑا حصہ ہیں، نظرانداز کیا۔ ان روزناموں نے قومی سیاق سے وابستہ بچوں کے مواد کو کافی جگہ دی لیکن ان کے ہاں بچوں کی بین الاقوامی خبروں کی بھی کثرت رہی۔

اس نمونہ جاتی انتخابی تجزیے میں ہندوستان سے انڈین ایکسپریس اور ہندوستان ٹائمز کے دہلی ایڈیشن۔ پاکستان سے پاکستان ٹائمز اور دی مسلم۔ بنگلہ دیش سے بنگلہ دیش ٹائمز اور دی ڈیلی نیوز۔ سری لنکا سے ڈیلی نیوز اور دی آئی لینڈ اور نیپال سے دی رائزنگ نیپال نامی روزنامے شامل کیے گئے۔ یہ تجزیہ بین الاقوامی ادارے نامیڈیا کے میڈیا فاؤنڈیشن نے کیا۔

اس تجزیے کے نتائج سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ اگر صحافت کو زیادہ پختگی سے سماج کو ان مسائل کے بارے میں باخبر اور بیدار کرنا ہے جن کا تعلق بچوں کے ترقیاتی مسائل سے ہے تو اسے تسلیم کرنا ہوگا کہ اپنے ملک کی سماجی اور معاشی ترقی کے لیے بچے کو ایک مرکزی اہمیت حاصل ہے اس کلیئے کو ایک اخبار کی ادارتی پالیسی میں قومی ترجیح کے طور پر قبول کیا جانا چاہئے۔ مزید یہ بھی ضروری ہے کہ بچوں کی فلاح و ترقی کے متعلق مناسب اور سلیس مواد تیار کیا جائے اور اس موضوع سے وابستہ پالیسی اور حکمت کا معروضی جائزہ لیا جائے اور تعمیر وطن کے اس پروگرام میں پورا بالغ سماج دلچسپی لے۔

(نیوز سروسز ڈویژن سے)

عرفان صدیقی

پکارتا ہے، مگر دھیان میں نہیں آتا
عجیب حرف ہے امکان میں نہیں آتا
بس ایک نام ہے میرا نشان سو یاد نہیں
اور ایک چہرہ جو پہچان میں نہیں آتا
میں گوشہ گیر ہوں صدیوں سے اپنے حجرے میں
معاملت بیعت و پیمان میں نہیں آتا
مجھے بھی حکم نہیں شہر سے نکلنے کا
مرا حریف بھی میدان میں نہیں آتا
میں اس ہجوم میں کیوں اس قدر اکیلا ہوں
کہ جمع ہو کے بھی میزان میں نہیں آتا
مرے خدا مجھے اس آگ سے نکال کہ تو
سمجھ میں آتا ہے، ایقان میں نہیں آتا

(لکھنؤ سے)

شخصیات شعر و ادب

سلسلہ

احتشام صاحب

ڈاکٹر محمد مثنیٰ رضوی

احتشام صاحب کے انتقال پر خلیل الرحمٰن اعظمی نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہماری ادبی اور ثقافتی زندگی میں احتشام صاحب کی وہی اہمیت تھی جو مادی اور طبعی زندگی میں ہوا کی ہوتی ہے۔ ہوا بند ہو جائے تبھی ہوا کی بے اندازہ اہمیت کا احساس صحیح معنوں میں ممکن ہے۔ احتشام صاحب نہیں رہے تو ہمیں پتہ چلا کہ ہم نے کیسی انمول اور بیش بہا دولت کھو دی ہے۔ وہ دراصل جدید ہندوستان کی فکری اور تہذیبی زندگی کے اہم معماروں میں سے ایک تھے۔ ان کی تحریر و تقریر کے اک اک لفظ سے انسان دوستی، روشن خیالی، رواداری اور امن پسندی کی خوشبو آتی ہے۔ ادبی تنقید جس میں انھوں نے سب سے زیادہ ناموری اور شہرت حاصل کی، ان کی شخصیت اور ان کے علم و فضل کا محض ایک رُخ ہے وہ تو ان لوگوں میں تھے جنھوں نے ملک کے جدید ذہن کی تعمیر میں اپنی تحریر و تقریر اور کردار عمل کے ذریعے خاطر خواہ حصہ لیا۔ جہاں بھی رہے اپنے اس فرض سے کبھی بھی غافل نہیں رہے۔ سنگین، نامساعد، تاریک اور دل شکن حالات میں بھی انھوں نے عقل اور شعور کی شمع ہمیشہ روشن رکھی۔ ان کو اور ان کے کارناموں کو یاد کرنا اپنی تہذیبی اور سماجی زندگی کی جڑیں مضبوط کرنا ہے۔

احتشام صاحب کو سب سے پہلے میں نے اپنے گھر پر اسوقت دیکھا تھا جب مکتب میں ابتدائی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ خاندانی مراسم کے پیش نظر اور اپنی وضعدار طبیعت کے باعث وہ جب بھی اعظم گڑھ آتے والد صاحب سے ملنے ضرور آتے۔ اسوقت کی دھندلی یادوں میں ان کا نرم، پُرخلوص اور مسکراتا ہوا چہرہ کبھی کبھی ذہن میں اب تک چمک اٹھتا ہے۔ والد صاحب ان کا ذکر جس فخر آمیز محبت سے کرتے اس کی وجہ سے ہم لوگ انھیں بہت بڑا آدمی سمجھ کر دور ہی دور رہنے کی کوشش کرتے۔ جب اسکول میں میری انگریزی کی تعلیم کا دور شروع ہوا تو ایک خاصے بڑے مجمع میں ان کی تقریر سننے کا موقع حاصل ہوا۔ تقریر تو اس زمانہ میں کیا خاک سمجھ میں آتی لیکن لب و لہجہ کی روانی، شائستگی اور زور بیان کا زبردست رُعب غالب ہوگیا۔ ان کی خدمت میں پہلی بار حاضر ہونے اور تھوڑی بہت بات چیت کرنے کا شرف اسوقت حاصل ہوا جب وہ الٰہ آباد میں ڈاکٹر اعجاز حسین صاحب مرحوم کے مکان نشیمن پر 'تھرس ڈے کلب' کے ایک جلسہ میں شرکت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ میں نے جیسے ہی اپنا تعارف کروایا بڑی محبت اور شفقت سے ملے اور دیر تک یونیورسٹی میں میرے تعلیمی اور ادبی مشاغل کے بارے میں پوچھتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ اردو زبان اور رسم الخط پر ان کی نہایت مدلل اور پُرمغز تقریر سنی۔ ان کی تقریر میں تحریر جیسا منطقی ربط و تسلسل پاکر بے حد متاثر ہوا۔ ان سے رخصت ہوکر جب میں اپنے ہوسٹل واپس آیا تو بہت دیر تک انہی کے متعلق سوچتا رہا۔ علم و فضل اور سادگی و انکسار کا حیرت انگیز امتزاج!

کچھ دنوں بعد ان سے ملاقات کی سعادت پھر اعظم گڑھ میں نصیب ہوئی۔ ان کی پرانی درسگاہ دیلی ہائی اسکول کے ارباب حل و عقد نے انھیں اسکول کے ایک جلسہ میں تقریر کرنے کی دعوت دی تھی جسے انھوں نے منظور کر لیا تھا۔ مجھے اس پروگرام کی اطلاع فوراً ہی مل گئی کیونکہ میرے ایک دوست نے اعظم گڑھ سے انہی دنوں ایک ماہنامہ نکالنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ ہم لوگ ہر ہفتہ خط کے ذریعہ مضمون کا مطالبہ کرتے رہتے تھے۔ ایکدن ان کا خط ملا کہ مقالہ وہ اعظم گڑھ ہی میں عنایت کریں گے۔ میں جب اپنے ایڈیٹر دوست کے ہمراہ ان سے ملنے پہنچا تو وہ مقالہ لکھنے میں مشغول تھے۔ باتیں بھی کرتے جاتے تھے اور لکھتے بھی جاتے تھے۔ ادب سے لے کر سماجی علوم تک ہر موضوع پر ان کی معلومات کی وسعت اور گہرائی نے حیرت میں ڈال دیا۔ نہ جانے کتنی کتابوں اور مصنفوں کے نام سے پہلی بار آشنا ہوا۔ علم و ادب سے متعلق گفتگو اکثر خشک اور بوجھل ہو جاتی ہے لیکن احتشام صاحب نے اس میں ایسی دلکشی اور حلاوت پیدا کر دی تھی کہ جی چاہتا تھا کہ وہ کبھی ختم ہی نہ ہو۔ بات چیت کے

دوران انھوں نے مضمون بھی مکمل کر کے ہم لوگوں کے حوالے کردیا اور ایک منٹ کے لیے بھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ انکی توجہ ہم لوگوں کی جانب سے کہیں اور ہٹی ہو۔ ایسی تہذیبی نفاست اب کہاں دیکھنے کو ملے گی۔

۱۹۵۱ء کی بات ہے میں کچھ دنوں کے لیے بمبئی گیا ہوا تھا۔ انہی دنوں احتشام صاحب بمبئی میں ایک مباحثہ میں حصہ لینے کی غرض سے تشریف لائے۔ ترقی پسندوں کی نمائندگی احتشام صاحب، سردار جعفری اور ظ انصاری کر رہے تھے اور ترقی پسند مخالفوں میں حامد اللہ انصاری غازی اور ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی تھے۔ ایک وسیع و عریض میدان میں سامعین کے ایک زبردست مجمع کے سامنے جب احتشام صاحب نے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا تو ان کے خیال کی گہرائی، منطقی ربط اور انداز بیان کی رعنائی کا اتنا اثر ہوا کہ مجمع کی طرف سے ان سے دوبارہ تقریر کرنے کے لیے درخواست کی گئی۔ ان کے یہاں مصلحت پرستی اور سمجھوتہ بازی کا گزر نہیں تھا۔ یونیورسٹی کی زندگی میں کئی بار ایسے مراحل آئے۔ جہاں ایمانداری کے ساتھ اپنے خیالات کے اظہار میں انھیں بڑے خطرات درپیش تھے مگر ایسے موقعوں پر بھی انھوں نے اپنے کو "اندیشۂ سود و زیاں" سے برتر ہی رکھا۔

بمبئی میں وہ شاہ لطیف اور عصمت چغتائی کے مہمان تھے اور وہاں کے منتخب اور اعلیٰ حلقوں میں لوگ ان کے لیے آنکھیں بچھا رہے تھے لیکن اس ماحول میں بھی انھوں نے اپنے ان دوستوں اور عزیزوں کو یاد رکھا جو مادی اور معاشی طور پر زیادہ خوشحال نہیں تھے اور جو بمبئی کی ایسی بستیوں میں مقیم تھے جہاں پہنچنا دقت طلب اور مشکل امر تھا۔ تاہم احتشام صاحب پتہ لگا لگا کر ایک ایک سے ملنے کی کوشش کرتے رہے۔ انکی طبیعت کے اس انداز کا اثر مجھ پر اسقدر گہرا پڑا کہ میں نے بہت سے لوگوں سے اس کا ذکر کیا۔

علمی اور ادبی کاموں سے ان کی محبت اور شغف کا یہ عالم تھا کہ کتنی ہی مشغولیت کیوں نہ ہو اور کیسی ہی پریشانی اور الجھن ہو ہر شخص کی مدد اور رہنمائی کے لیے تیار رہتے۔ ان کے یہاں ادب کے طالب علموں کے علاوہ بشریات کے دوسرے مضامین اور سماجی علوم پر کام کرنے والے اکثر نظر آتے تھے۔ وہ موضوعات کے متعلق بڑے اہم نکات بتاتے جاتے اور یہ بھی کہتے جاتے کہ بھائی کسی ایکسپرٹ سے مشورہ کر لیجیے گا۔ میرا اس مضمون سے کوئی تعلق نہیں ہے بس یونہی کی دلچسپی ہے۔ طالب علم ہیں کہ ان کا دامن کسی طرح چھوڑنے کو تیار نہیں۔ احتشام صاحب کو میٹنگ میں جانا ہے لیکن مختصر جملوں اور اشاروں ہی میں سہی بعض کام کی باتیں بتا ہی دیتے۔ احتشام صاحب کو اسپتال جانا ہے پھر بھی رہنمائی اور مشورہ کے لیے تھوڑا وقت نکال ہی لیتے۔ کسی کو مایوس کرنا وہ جانتے ہی نہیں تھے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ یاد آرہا ہے۔ میرے ایک ملنے والے ڈاکٹر رائے جو مگدھ یونیورسٹی میں شعبۂ ہندی میں ریڈر ہیں اپنی ایک زیر تصنیف کتاب کے بارے میں احتشام صاحب سے استفادہ کرنا چاہتے تھے۔ جب وہ احتشام صاحب کے مکان پر پہنچے تو وہ الٰہ آباد سے باہر جانے کی تیاری کر رہے تھے اور کسی عزیز کے یہاں ایک دردناک سانحہ کے باعث ذہنی طور پر افسردہ اور پریشان تھے لیکن ایسے عالم میں بھی انھوں نے ان کا مسودہ پڑھنے کی زحمت گوارا کی اور مفصل طور پر اپنی رائے دی۔ ڈاکٹر رائے نے مجھ سے کہا کہ بھائی! اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اردو کے نقادوں میں احتشام صاحب بہت اہم حیثیت کے مالک ہیں مگر آدمی کی حیثیت سے بھی وہ مجھے بے مثل لگے۔ میں ان کی تعریف کے لیے کہاں سے شبد لاؤں۔

رائے صاحب کی طرح اس سلسلہ میں مجھے بھی اپنی نارسائی اور عجز کا کھلے دل سے اعتراف کرنا پڑ رہا ہے — ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

بھلائے نہ بنے
مشرق و مغرب کی شہرۂ آفاق تصنیفات
کے ان اہم کرداروں پر اردو سروس کی نشریاتی
تقاریر کا سلسلہ جو قاری کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

کُبلا خاں

سید وقار حسین

آیئے آج آپ کو ایک ایسے رنگ محل کی سیر کرائیں جس میں ہر طرف دھوپ کھلی ہوئی ہے اور ساتھ ہی برف کے غار بھی ہیں — آپ کہیئے گا کہ یہ کیا بات ہوئی — برف اور دھوپ؟ بھلا آگ اور پانی کا کیا میل! تو عرض یہ ہے کہ جن میں لاگ تھی ان کا لگاؤ تدبیر کی اس کرشمہ سازی نے ممکن کر دکھایا۔ جس کو اقبال نے معجزہ ہائے ہنر کہا ہے۔ تیرھویں صدی عیسوی میں چین کے تاتاری بادشاہوں میں ایک بادشاہ تھا قبلائی خاں۔ اس کے دل میں یہ سمائی کہ ایک ایسا رنگ محل ایک ایسا قصرِ نشاط بنوایا جائے جو رشکِ فردوس بریں ہو۔ بادشاہ کا حکم ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے سولہ میل کے رقبے پر ایک فصیل کھنچ گئی جس کے احاطے میں سبزہ زار، شکارگاہیں، چشمے اور فوارے تھے اور بیچ بیچ ایک شاندار محل — یہ قصہ — Purchas His Pilgrimage نام کی ایک کتاب میں لکھا ہے۔ یہ کتاب لندن میں ۱۶۱۳ء میں چھپی تھی۔ ۱۷۹۷ء کی گرمیوں کی بات ہے کہ انگریزی کے مشہور رومانی شاعر سیمیول ٹیلر کولرج بیمار تھے اور سمرسٹ کے ایک دور دراز علاقے میں ایک فارم ہاؤس میں رہ رہے تھے۔ انھیں کوئی نشہ آور دوا دی جاتی تھی جس سے اکثر ان پر غنودگی طاری ہو جاتی تھی۔ ویسے بھی مشہور رہے کہ یہ حضرت افیون کے شوقین تھے۔ ایک دن کولرج صاحب اپنی دوا کھانے کے بعد یہ کتاب یعنی Purchas His Pilgrimage — پڑھ رہے تھے اور ابھی ان سطروں پر پہنچے ہی تھے جن میں قبلائی خان کے محل کا تذکرہ ہے کہ انہیں غنودگی ہوگئی۔ موصوف کوئی تین گھنٹے تک گہری نیند سوتے رہے اور خواب کے عالم میں ان پر کوئی دو، تین سو مصرعوں کا نزول ہوا، اور وہ اس طرح کہ خود بخود بغیر کسی کاوش کے نظم کی تمام شبیہیں مجسم ہو کر ان کے سامنے آتی گئیں اور ساتھ ہی موزوں الفاظ بھی ملتے چلے گئے۔ جب کولرج صاحب اٹھے تو ان کے ذہن میں یہ ساری واردات تازہ تھی۔ فوراً کاغذ قلم سنبھالا مگر ابھی تھوڑے ہی مصرعے لکھ پائے تھے کہ ایک شخص سے ملنے کے لیے کمرے سے باہر جانا پڑا اور بات چیت میں ایک گھنٹہ ٹوٹ گیا۔ جب واپس آئے تو ذہن میں اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے آٹھ، دس مصرعوں اور شبیہوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ بہت کوشش کی کہ خواب میں نازل ہوئی اس نظم کا تانا بانا پھر سے جوڑیں مگر بات نہیں بنی۔ بہرحال ۵۴ مصرعے لکھے جا چکے تھے۔ کولرج نے اپنے ایک شاعر دوست غالباً بائرن کے اصرار پر ان مصرعوں کو ۱۸۱۶ء میں Kubla Khan A vision in a Dream کے عنوان سے شائع کیا۔ بعد کی ایک اشاعت میں اسی نظم کو : Kubla Khan A Fragment کہا گیا۔ عام طور سے اس نظم کو نامکمل سمجھا جاتا ہے لیکن بعض ناقدین کا کہنا ہے کہ عنوان کا مفہوم غلط سمجھنے کی وجہ سے یہ خیال چل نکلا ہے کہ Kubla Khan ایک مکمل نظم نہیں ہے۔

حقیقت جو بھی ہو، نظم ہمارے سامنے ہے۔ پہلے بند میں گیارہ مصرعے ہیں۔ اِن مصرعوں سے صاف ظاہر ہے کہ Purchas His Pilgrimage میں کبلائی خاں کے جس محل کا بیان ہے کولرج نے اس کو چشم تصور سے دیکھ کر لفظوں کی شکل دی ہے۔ سفرنامے میں محل کا احاطہ سولہ میل بتایا گیا ہے۔ کولرج کو دس میل یاد رہا۔ اس تصرف یا اسی قسم کی تفصیلات کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ شروع ہی سے نظم میں

ایک طلسماتی فضا کا احساس ہونے لگتا ہے اور صاف پتہ چل جاتا ہے کہ شاعر کی دلچسپی تجسیم سے زیادہ تجرید اور تاریخ سے زیادہ اسطور یا myth سے ہے مثلاً Zanadu میں جہاں کبلا خاں نے محل کی تعمیر کا حکم دیا وہاں مقدس ندی Alph بہتی ہے جو ایسے غاروں سے ہو کر گزرتی ہے جن کی گہرائی ناپنا آدمی کے بس کا کام نہیں اور یہ ندی بالآخر ایک تاریک سمندر میں جا گرتی ہے جسے نظم کے دوسرے بند میں مُردہ سمندر کہا گیا ہے۔ ندی، غار اور سمندر قدیم ہیں، پراسرار ہیں اور اس فطرت کی علامت ہیں جو خود مختار، خود سر اور اپنے آپ مکمل ہے ایسا نہیں ہے کہ عالم فطرت میں کوئی ترتیب، کوئی نظم نہ ہو لیکن یہ اس کو بے نشاط کار کیا گیا، آدمی کے سر میں فطرت کی تسخیر کا سودا ہے اور فطرت سے حریفانہ کش مکش میں نہ صرف اپنا وجود بلکہ اپنی انفرادیت برقرار رکھنے اور اپنا ایک منظر الگ بنانے کی کوشش آدمی کو بے قرار رکھتی ہے۔ کبلا خاں کے حکم سے فصیل کھنچی، برج بنے، باغ لگائے گئے جن میں عطر بیز درخت تھے اور وہ Pleasure Dome وہ قصرِ نشاط بن کر تیار ہو گیا جو آدمی کی کبھی نہ ختم ہونے والی حسرتِ تعمیر، زندگی سے بیش از بیش مسرت کے حصول کی خواہش اور جریدۂ عالم پر اپنے دوام کی مہر ثبت کر جانے کی لگن کی علامت ہے۔ مگر آدمی کی اس تعمیر کے پس منظر میں وہ جنگل کہ جو پہاڑیوں کی طرح قدیم تھے بدستور اپنے دامن میں فیضِ آفتاب سے بہرہ ور سبزہ زار چھپائے رہے۔

یہاں تک تو سب ٹھیک ہے۔ فطرت کی بسیط اور پُرخطر پہنائیوں کے درمیان کبلا خاں کا رنگ محل بن گیا۔ گویا یہ آدمی کے حوصلے کے مقابل فطرت کی حریفانہ مفاہمت کی ایک تمثیل ہوئی۔ مگر دوسرے بند کی ابتدا ہی سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ سب خیریت نہیں ہے اور نظم میں یہی وہ مقام ہے جہاں سے ابہام و تفہیم کی اصل دشواریاں اور بحثیں شروع ہوتی ہیں اور پڑھنے والے کو یہ سوال پریشان کرنے لگتا ہے کہ شاعر آخر کہنا کیا چاہتا ہے! دوسرے بند میں بظاہر بیان ایک کھائی کا ہے لیکن اس کھائی کا ذکر کولرج نے کچھ اس طرح کیا ہے کہ یقین ہونے لگتا ہے کہ ماورائے سخن بھی کوئی بات ہے:

A Savage place ! as holy
and enchanted
As ever beneath a wanning moon.
was haunted
By woman waiting for her
demon lover.

یہ کھائی ایک ایسی سفاک، مقدس اور طلسمی جگہ تھی جیسے گھٹتے چاند تلے کوئی ایسی جگہ جہاں اپنے آسیبی عاشق کیلئے گریہ کرنے والی عورت بار بار جائے۔ اس قسم کے مافوق الفطر ماحول کی عکاسی کولرج کی شاعری میں کوئی نئی یا غیر مانوس چیز نہیں ہے۔ ان مصرعوں کو پڑھ کر ہمیں کولرج کی مشہور نظموں Christabel اور Ancient Mariner. کی یاد آتی ہے، کھائی کے بعد دوسری پُرکشش اور پہلو دار علامت وہ چشمہ ہے جو اِس کھائی سے پھوٹ پڑتا ہے:

And from this chasm with
ceaseless turnmoil seething As if
this earth in fast thick pants were
breathing A mighty fountain
momently forced.

یہ خیال کہ Kubla Khan میں عمل تخلیق کو مجسم کیا گیا ہے اسی طرز بیان اور ایسی ہی تشبیہوں سے تقویت پاتا ہے جن کی ایک مثال ابھی پیش کی گئی اور یہی وجہ ہے کہ بعض نقاد مثلاً Wilson Knight یہ اصرار کرتے ہیں کہ کولرج کی یہ نظم جنسی اتصال سے پیدا ہونے والی مسرت کا ایک شعری پیکر ہے۔ دوسری طرف Humphry House کا کہنا ہے کہ اس نظم کا موضوع تخلیقِ شعر ہے۔ بہرحال اس امر سے شاید ہی کسی کو انکار ہو کہ Kubla Khan میں انسان اور فطرت کے باہمی رشتے اور تخیل اور تخلیق کی پُراسراریت کو شعر میں ڈھالا گیا ہے۔

اب یہ دیکھیے کہ دوسرے بند میں کھائی سے پھوٹ پڑنے والا زبردست چشمہ کس طرح اپنے تیز اور گھٹتے بڑھتے بہاؤ میں چٹانوں کے ٹکڑے اچھالتا گیا اور ان ناچتی چٹانوں کے بیچ سے وہ مقدس ندی برآمد ہوئی جس سے ہم پہلے بند میں متعارف ہو چکے ہیں۔ اور یہ ندی ایک شور کے ساتھ بے جان سمندر میں ڈوب گئی۔ اور اس شور کے پس منظر میں کبلا خان نے دور سے آتی ہوئی اپنے اجداد کی آوازوں کو سُنا جو جنگ کی پیشین گوئی کر رہی تھیں۔ کھائی سے چشمے کا اُچھلنا، ناچتی چٹانیں اور آزاد خرام پُرپیچ مقدس ندی جو مُردہ سمندر میں گُم ہو جاتی ہو۔ یہ سب عالم فطرت میں ہمیشہ جاری رہنے والے حرکت اور قیام، تخلیق اور تخریب، فنا اور بقا، اور تبدیلیٔ ہیئت کے عمل کے استعارے ہیں۔ گویا فطرت اپنے آپ میں مست ایک قوت ہے جس کی زد پر آدمی اور اس کے سارے کارنامے ہیں۔ ایک دوسرے زاویے سے دیکھیں تو یہ تصویر خود آدمی کے باطن، اس کے شعور، تحت الشعور اور لاشعور کی بھی ہو سکتی ہے۔ آدمی جو زبردست تخلیقی قوت رکھتا ہے مگر اپنی جبلتوں کے آگے مجبور ہے مثلاً جنگ اس کے سارے کیے کرائے پر کسی بھی وقت پانی پھیر سکتی ہے۔

تیسرے بند میں کُل چھ مصرعے ہیں جن میں کبلا خاں کے قصرِ نشاط کے وجود کا اعتراف کیا گیا ہے کہ اس محل کا عکس لہروں کے بیچ ڈولتا رہتا ہے اور یہ بھی مانا گیا ہے کہ یہ محل نادر تدبیر کا ایک معجزہ ہے جس میں سورج کی روشنی برف کو نہیں پگھلاتی لیکن اس اعتراف کے باوجود یہ احساس باقی رہتا ہو کہ 'مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی' اور یہ بھی کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا! شاید اسی احساس کے تحت نظم ۳۶ مصرعوں کے بعد ایک ایسا موڑ لیتی ہے جس سے Humphry House اور بعض دوسرے شارحین کا یہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ Kubla Khan میں کولرج کا اصل موضوع تخلیقِ شعر ہے۔ George G. Watson کا خیال ہے کہ اس نظم میں شاعری کی دو قسموں کا فرق بتایا گیا ہے، ایک کولرج کی نظر میں غیر معتبر ہے اور دوسری معتبر: پہلے ۳۶ مصرعوں میں جس شعری تخلیق کا علامتی بیان ہے وہ کولرج ہی کی اصطلاح میں Fancy کی پیداوار ہے یعنی کمتر درجے کا فن ہے، جبکہ آخری ۱۸ مصرعوں میں Imagination کی زیادہ وقیع اور باقی رہنے والی خلاقی سے ہمیں روشناس کرایا گیا ہے۔ واضح رہے کہ Kubla Khan لکھنے کے بہت بعد کولرج نے Imagination سے متعلق اپنے نہایت اہم اور مشہور خیالات کا اظہار کیا تھا۔

آخری بند کی ابتدا ایک Vision کی بازیافت سے ہوتی ہے۔ جس میں شاعر نے ساز بجاتی اور گیت گاتی ایک ایبی سینیائی دوشیزہ کو دیکھا تھا۔ اس بند میں پہلی بار واحد متکلم کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ نغمہ چونکہ ہے تخلیق کی قدیم ترین علامتوں میں سے ایک ہے۔ شاعر کی امید بندھتی ہے کہ اس گیت کی یاد اور سنگیت کی بلند اور دور تک جاتی ہوئی لہروں کے سہارے وہ ہوا میں ایک ایسا قصرِ نشاط، دھوپ اور برف کی بقائے باہمی کا ایک ایسا معجزہ وجود میں لا سکتا ہے جیسا کہ کبلا خاں کا وہ محل جس کو اس نے اپنے تخیل کی آنکھ سے دیکھا ہے اور چمکتی آنکھوں اور لہراتے بالوں والے جادوگر شاعر کی یہ تخلیق، اس کے تخیل کی یہ پیداوار نہ سنگ و خشت کی مرہونِ منت ہوگی اور نہ گرد و باد سے خائف لیکن کہیں ایسا تو نہیں کہ شاعر کے تخیل کے باہر اس تخلیق کا کہیں وجود نہ ہو۔

(اُردو سروس سے نشر)

س۔ یونس

جب کسی پھول کو تھوڑا سا مہکتے دیکھا
خار بن کر اسے ہر دل میں کھٹکتے دیکھا
تم نے جس شخص کو محفل میں چمکتے دیکھا
ہم نے کیا کیا اسے خلوت میں جھجکتے دیکھا
عکس لوٹا تو ہوا سب کو نظر کا دھوکا
دیکھنے والوں نے آئینہ دمکتے دیکھا
ذہن میں دھرتی اور انسان کی تصویر بنی
ماں کی آغوش میں بچے کو بلکتے دیکھا
گفتگو اس کی تھی کس درجہ بصیرت افروز
میں نے پردہ کوئی آنکھوں سے سرکتے دیکھا
وہی مارے گئے جو جنگ پہ راضی بھی نہ تھے
سورماؤں کو تو میداں سے کھسکتے دیکھا
آسمانوں کا سفر خواب میں دیکھا یونس
اور پھر اپنا لہو چھت سے ٹپکتے دیکھا

(ناگپور سے نشر)

فضولِ خرچی سے کیسے بچیں

ڈاکٹر حیدر علی خاں

ہر آدمی کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے خرچ کرنا پڑتا ہے۔ یہ خرچ اگر بلا سوچے سمجھے کے کیا جائے تو ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور اس سے بقدر خرچ استفادہ یعنی UTILITY بھی نہیں ملے گی۔ چونکہ ہر آدمی کی آمدنی محدود ہوتی ہے اس لیے آمدنی کو سوچ سمجھ کر خرچ کرنا پڑتا ہی ہے۔ لیکن عام طور سے زیادہ تر لوگ سوچ سمجھ کر اور سوجھ بوجھ سے خرچ کرنے کے بجائے بس یونہی خرچ کرتے رہتے ہیں۔ خرچ کرنے کے اس انداز کی وجہ سے زیادہ تر آدمیوں کا شمار فضول خرچوں میں کیا جاتا ہے، اس عادت کی بنا پر اکثر ایسے لوگ تکلیف میں رہتے ہیں، گھر گرہستی کا نظام بغیر منصوبہ بندی کے چلتا رہتا ہے جس میں "قرض" کا رول خاصا اہم ہو جاتا ہے۔ دراصل فیملی بجٹ اور اس کے مطابق اخراجات کا طریقہ بہتر تھا لیکن اس پر عمل پیرا نہ ہونے سے بڑی پریشانیوں اور ذلتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہذا خوشحال گھر گرہستی اور خوشحال زندگی گزارنے کے لیے یہ اشد ضروری ہے کہ فضول خرچی سے اجتناب کیا جائے۔

انسان میں فضول خرچی کی عادت یا تو اس کی کم عقلی سے پیدا ہوتی ہے یا غیر ذمہ دارانہ رویہ کی بنا پر۔ اسی لیے اسے بداخلاقی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ برنارڈ شا کا خیال تھا کہ آمدنی یعنی روپیہ تو بے وقوف بھی حاصل کر سکتا ہے لیکن خرچ کرنے کے لیے عقل درکار ہے۔ دراصل بے عقلی سے خرچ کیا جائے تو قارون کا خزانہ بھی ناکافی ہو جائے گا۔ اسلئے اخراجات کے ضمن میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ نہایت ضروری مدوں پر خرچ کرنے کی پالیسی ہمیشہ بہتر رہی ہے۔ جہاں کہیں اس میں ڈھیل دی گئی وہاں تباہی و بربادی کو دعوت دی گئی۔ جو شخص دوسروں پر اپنی دولت و امارت کا رعب جمانے، کر و فر ظاہر کرنے اور اپنی دولت مندی کی تشہیر کے لیے دولت خرچ کرتا ہے، شادی بیاہ وغیرہ جیسی رسومات پر فضول خرچیوں کو اپنی شان سمجھتا ہے۔ ناجائز امور اور غلط کاموں پر دولت لٹاتا ہے، اس کا یہ فعل دنیا اور دین دونوں اعتبار سے برا ہے۔ دنیا میں ایسے لوگوں کا انجام یقیناً تباہی و بربادی ہے اور دینی نقطۂ نظر سے فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے اور شیطان اپنی ناشکری کے لیے مشہور ہے۔ لہذا اللہ کی نعمتوں سے بہتر طور پر استفادہ کے بجائے، اناپ شناپ طریقے سے خرچ کرنا بلاشبہ فعلِ ناشکری ہے۔ جس سے انسان کا اللہ کے حضور میں پشیماں ہونا یقینی ہے۔ لہذا اپنی دنیا اور عاقبت دونوں کو سنوارنے کے لیے یہ لازم ہے کہ فضول خرچی کی راہ ترک کر کے کفایت شعاری کا بہترین راستہ اختیار کیا جائے کفایت شعاری اختیار کرنے والا شخص صرف ضروری مدوں پر ہی خرچ کرتا ہے، اس لیے وہ ضروری مدوں کی ایک فہرست تیار کر لیتا ہے اور اپنی آمدنی کو انہیں پر خرچ کرتا ہے۔ اسی کو عُرفِ عام میں "فیملی بجٹ" کہتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ چادر کے مطابق ہی پاؤں پھیلانا چاہیئے۔ فیملی بجٹ میں ساری ضرورتوں کو الگ الگ مدوں میں بانٹ کر ان پر آمدنی کے لحاظ سے خرچ کا تخمینہ لگا کر رقم مقرر کر دی جانی چاہیئے۔ اس میں غذا، دودھ، کرایہ مکان، اسکول کالج کی فیس وغیرہ کوئی بھی ضروری مد چھوٹنا نہیں چاہیئے۔ اس بجٹ میں "لازمی خرچ" کے طور پر "بچت" کو دکھایا جانا چاہیئے، کیونکہ بچت کو راس المال یعنی INVESTMENT کے طور سے جمع کر دینے کے بعد باقیماندہ رقم میں سے ہی گھر گرہستی چلانی چاہیئے۔ مہینے کے ختم ہونے پر تمام اخراجات کا جائزہ لیا جانا چاہیئے اور یہ پتہ لگایا جانا چاہیئے کہ آیا کسی غیر ضروری مد پر کچھ خرچ تو نہیں ہو گیا ہے، اگر ایسا ہو تو اُسے چھوڑ دیا جانا چاہیئے اور اگر کوئی ضروری مد گزشتہ ماہ چھوٹ گیا ہو تو اس کو شامل کر لینا چاہیئے۔

بچت ہی خوشحالی اور خوش قسمتی کی جڑ ہے۔ اس سے اخلاق اور کیرکٹر کی تعمیر بھی ہوتی ہے جبکہ شاہ خرچی آدمی کو صراطِ مستقیم سے ہٹا کر برباد کر ڈالتی ہے۔ غریب آدمی کو اپنی حفاظت میں بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور عزت و آبرو بچانا مشکل ہو جاتا ہے۔ بلائے ناگہانی کے وقت تو اور بھی دشواری درپیش ہو جاتی ہے لہذا چھوٹی بچت کی عادت بھی آدمی کی عزت میں اضافہ کر سکتی ہے۔ مان لیجئے کہ ایک آدمی کی آمدنی ۵ سو روپئے فی ماہ ہے، اگر وہ ہر مہینے ۲۵ روپیوں کی بھی بچت کرے تو ایک سال میں وہ تین سو روپے اور اپنی تیس سال کی ملازمت یا کاروبار میں نو ہزار روپے بچائے گا۔ جو بینک یا ڈاک خانہ کی ریکرنگ ڈپازٹ اسکیم یا کاروبار میں بڑھ کر تقریباً پچاس ہزار کی کل رقم میں تبدیل ہو جائے گا۔ جسے وہ اپنی اولاد کی اعلیٰ تعلیم، شادی اور اپنے مستقبل کے لیے استعمال کر سکتا ہے برعکس اس کے دوسرا آدمی جو تھوڑا بھی شاہ خرچ یا فضول خرچ ہو، چادر کے باہر پاؤں پھیلانے میں نہ ہچکچاتا ہو اور ہر مہینے اپنی آمدنی سے ۲۵ روپے زیادہ خرچ کرے تو اپنی ملازمت یا کاروبار کی میعاد میں ہی پچاس ہزار سے کہیں زیادہ کا مقروض ہو جائے گا کیونکہ قرض پر بینک یا ساہوکاروں کو بھاری در پر سود دینا پڑے گا۔ وہ فضول خرچ مشکل سے ہی اپنی گریجویٹی یا پراویڈنٹ فنڈ سے قرض واپس کر پائے گا۔ اس کی یہ غیر دور اندیشی اسے کسی شائیلاک کو اس کے جسم سے ایک پونڈ گوشت طلب کرنے کے لیے اکسا دے گی اور اسے زندگی کے آخری ایام میں ٹھوکریں کھانے یا بھیک مانگنے پر مجبور کر دے گی، لہذا ایسے بُرے دن آنے سے پہلے ہی صارفین کو اپنے عہدِ طفلی سے ہی بچت اور کفایت شعاری کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اسی لیے آج کل اسکولوں میں چھوٹی چھوٹی بچتوں کی اسکیم شروع کی گئی ہے جسے "سنچائیکا" کہتے ہیں۔ طلباء کے والدین اور اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ بچوں کو اس اسکیم میں دلچسپی سے حصہ لینے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کریں۔

جو لوگ نہ تو بچت کرتے ہیں اور نہ ہی بجٹ کے مطابق اپنا خرچ کرتے ہیں وہ آمدنی کے ہفتے میں تو بہت شاہ خرچ ہوتے ہیں لیکن مہینے کے باقی تین ہفتے بڑی تکلیف میں گزارتے ہیں اور "اُدھار" کی خاطر بھی اِدھر اُدھر بھٹکتے ہوئے رسوائی کا شکار ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے کسی نے بڑی پتے کی بات کہی ہے کہ ایسے فضول خرچ لوگوں کے مہینے میں چار دور آتے ہیں۔ پہلا ہفتہ "افراط" کا ہوتا ہے جس میں وہ شاہ خرچی سے کام لیتے ہیں۔ اور آمدنی کا بیشتر حصہ خرچ کر ڈالتے ہیں۔ تب انہیں "احتیاط" کا خیال آتا ہے اور کچھ اخراجات میں احتیاط برتتے ہیں۔ لیکن احتیاط برتنے کے باوجود بھی آمدنی دوسرے ہفتے میں خرچ ہو جاتی ہے۔ لہذا انہیں تیسرے ہفتے میں "رقعات" کا سہارا لینا پڑتا ہے یعنی "ادھار کھاتا" شروع ہو جاتا ہے مگر مہاجن بھی ادھار ایک حد تک ہی دیتا ہے چنانچہ آخری ہفتہ "فاقات" کا گزرتا ہے۔ اور زندگی کی کئی اہم ضرورتیں پوری نہیں ہو پاتیں، اس طرح کم عقلی کی وجہ سے بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور رسوائی الگ ہوتی ہے۔

کفایت شعاری کے لیے خرچ کا حساب کتاب رکھنا بہت ضروری ہے۔ فرینکلن کا خیال تھا کہ نہ تو وقت کو برباد کرنا چاہیئے اور نہ دولت کو ہی۔ بلکہ دونوں کا بہترین استعمال کرنا چاہیئے۔ ان کے بہترین استعمال کے لیے روزمرہ کا حساب کتاب رکھنا ضروری اور معاون ہے۔ نجی اخراجات کا باریکی اور سختی سے حساب کتاب رکھنا، یہاں تک کہ پیسے پیسے

کا حساب رکھنا علم کی طاقت سے ہی ممکن ہے۔

عورتیں حساب کتاب سے اکثر کتراتی ہیں۔ لیکن بلوں کی جانچ اور گھر گرہستی کے اخراجات کے صحیح اندازے کیلئے حساب کتاب ضروری ہے۔ علم الحساب کی ایک بڑی پرانی کہاوت ہے — "پہلے لکھ، پیچھے دے — بھول پڑے کاغذ سے لے —" اس طرح حساب کتاب لکھ لینے سے اس پر نظر ثانی کرنے پر کئی فضول و غیر ضروری اخراجات کا بآسانی پتہ لگ جاتا ہے۔ امریکہ کے سابق صدر واشنگٹن اپنے گھر کے اخراجات پر قابو رکھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ کفایت شعاری کے بغیر کوئی بھی آدمی دولت مند یا خوشحال نہیں بن سکتا اور جس کو اس کا علم ہو گیا وہ کبھی بھی غریب نہیں ہو سکتا۔ بادشاہ اورنگ زیب بھی اپنی کفایت شعاری کے لیے مشہور تھے — خلفائے راشدین کی زندگیاں بھی کفایت شعاری کی زندہ جاوید مثالیں ہیں۔ انگریز اگرچہ بہت محنتی ہوتے ہیں، اور فرانسیسی لوگوں سے زیادہ آمدنی حاصل کرتے ہیں لیکن چونکہ ہوتے ہیں شاہ خرچ لہٰذا کم آمدنی میں بھی فرانسیسی مستورات خوش اسلوبی سے امور خانہ داری کو انجام دے لیتی ہیں۔

کفایت شعاری سے متعلق مدبر ٹبل ورڈ نے خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ اپنی ضرورتوں کو اس طرح سے طے کیجئے کہ آپ کی آمدنی ہمیشہ ہی خرچ سے زیادہ رہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر مجھے ایک سال میں ایک سو پونڈ ملیں تو بھی مجھے ہوشیاری سے اپنی آمدنی و اخراجات کا حساب تیار کرنا چاہئے کہ مجھے کسی سے بھی مانگنے کی ضرورت نہ پڑے اس سے مجھے کم سے کم روٹی اور آزادی ضرور ہی مل سکتی ہے، لیکن اس کے برعکس اگر مجھے پانچ ہزار پونڈ ہر سال ملے مگر گھر کی گھنٹی ایک بار بجنے سے ہی میں کانپ اٹھوں یا اپنے ملازمین کی تنخواہ نہ دے سکوں یا میرا قرض دینے والا میرے خلاف عدالت کی ڈگری لاتا ہو اور اس سے میرا دل کانپ اٹھتا ہو تو اس زیادہ آمدنی کا مجھے فائدہ ہی کیا ہے۔

فضول خرچی سے بچنے کا ایک طریقہ "سادہ زندگی اور بلند خیالی" کے مقولے پر عمل کرنا بھی ہے۔ اس کے برخلاف "مصنوعی" بڑاپن کی زندگی پر گامزن ہو کر لوگ رسم و رواج اور تقریبات پر دولت پانی کی طرح بہا کر مستقبل میں گداگری کے لیے مجبور ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ جھوٹی شان و شوکت اور تکبرانہ جذبے کو چھوڑ کر اعتدال کا حقیقت پسندانہ راستہ اختیار کیا جائے — انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی میں بھی تقریبات اور رسم و رواج پر کیے جانے والے احمقانہ اخراجات کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اسی میں انسان کی فلاح و بہبود اور خوشحال زندگی کا راز پنہاں ہے۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

ڈاکٹر حمید علی خاں
شری مرلی منوہر ٹاؤن، پوسٹ گریجویٹ کالج
بلیا ۲۷۷۰۰۱

ترقی پسند تحریک کے معمار شاعر

شمیم حنفی

اس گفتگو میں ترقی پسند تحریک کو فروغ دینے والے شاعروں کی فہرست پیش کرنا مقصود نہیں ہے۔

اب اس تحریک نے پچاس برس پورے کر لیے ہیں۔ اور اگرچہ پچھلی دو دہائیوں میں اس تحریک کے حوالے سے ایسا کوئی نیا نام نہیں ابھرا جسے ترقی پسند شعری روایت پر اضافہ قرار دیا جا سکے۔ لیکن جتنے شعرا اس تحریک سے وابستہ رہے، خود ان کی تعداد خاصی ہے۔ کسی بامعنی سطح پر دس منٹ کے دائرے میں انھیں سمیٹنا مشکل ہے۔ یہاں میں اپنے آپکو بس چند شاعروں کے ذکر تک محدود رکھوں گا۔ وہ بھی ترقی پسند تحریک کی تشکیل اور اس تحریک کے زیر اثر پیدا ہونے والی شاعری کی پہچان کے پس منظر میں۔

۱۹۳۶ء کے ساتھ شاعروں میں سب سے بڑا نام جوش کا تھا۔ اسوقت تک اقبال کے سلسلے میں ترقی پسند تحریک کے سرگرم نمائندوں کا ذہن صاف نہیں تھا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اقبال کو ترقی پسندی کی ضد کے طور پر دیکھا گیا۔ ایک ادعائیت کی تردید کے لیے دوسری ادعائیت سامنے آگئی۔ اس میں شک نہیں کہ جوش کی شعری قامت بلند تھی اور ان کا نام پوری اردو دنیا میں گونج رہا تھا۔ لیکن جوش کو ہمارے ترقی پسند بزرگوں نے اقبال کا جواب فرض کر لیا۔ یہ زیادتی اقبال سے زیادہ خود جوش کے ساتھ تھی۔ میرا خیال ہے کہ جوش کے سلسلے میں جو جارحانہ رویہ بعض نقادوں نے اختیار کیا، وہ ترقی پسند حلقوں میں جوش کی مبالغہ آمیزی اور ایک حد تک حقیقت سے بعید، مدح سرائی کا ردعمل بھی تھا۔ جوش قادر الکلام تھے اپنے سماجی اور سیاسی موقف کے سلسلے میں بہت بیباک تھے۔ ان کی شخصیت اپنی نارسائیوں کے باوجود بھاری بھرکم تھی اور وہ ایک گروہ میں شامل ہونے کے باوجود سب سے الگ بھی دکھائی دیتے تھے۔ یہ اعتراف ناگزیر ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جوش کی شاعری سے جن فنی رویوں اور جس فکری سطح کا ظہور ہوا اس میں بہت سی خامیاں تھیں۔ ان خامیوں کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترقی پسند شعری تصور کی بنیاد ہی ٹیڑھی ہو گئی۔

سردار جعفری نے اپنی کتاب ترقی پسند ادب میں ترقی پسند شاعری کے تشکیلی دور کا جو خاکہ پیش کیا ہے اور اپنے رفقا کے سلسلے میں جن فیصلوں تک پہنچے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ روایت سے انحراف اور ترقی پسندی کی شناخت کے پھیر میں شاعری کی بعض بنیادی قدروں کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ یہاں میں ترقی پسند شاعری کے سماجی اور سیاسی رول سے انکار نہیں کر رہا ہوں۔ بلاشبہ یہ اردو کی پہلی بڑی تحریک تھی۔ اس کا ایک مربوط نظام فکر تھا اور ایک بین الاقوامی احاطۂ اثر، لیکن اپنی روایت سے مختلف دکھائی دینے کا چکر ترقی پسند شاعری کو اس انتہا تک بھی لے گیا جہاں شعر کے بنیادی مسئلے روپوش ہو جاتے ہیں اور شعر و غیر شعر کا فرق باقی نہیں رہتا۔

اسی مصلحانہ جوش اور جذباتی غلو کا نتیجہ یہ ہوا کہ فیض کی شاعری جو ترقی پسند تحریک کا تاحال سب سے بڑا عطیہ ہے، خود ترقی پسند حلقوں میں معتوب ٹھہری۔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ نظام شعر کی اساس جن تصورات پر قائم کی گئی تھی، مجھے ان کی قدر و قیمت سے بھی انکار نہیں ہے۔ لیکن اردو شاعری کے میدان میں ان کا تجزیہ ایک انفرادی زاویہ نظر کے بغیر اپنی روایت پر ان تصورات کے اطلاق کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر، ترقی پسند تحریک کی ابتدا کے ساتھ ترقی پسند تحریک کے ادبی منشور کی حمایت جن لکھنے والوں نے کی ان میں ایسے اصحاب کی بھی کمی نہیں تھی جو مزاجاً غیر ترقی پسند تھے۔ لیکن ترقی پسندی تک ان کی رسائی اپنے مخصوص آدرشوں کی وساطت سے ہوئی تھی۔ انھیں ترقی پسندی کی تہہ میں سرگرم سماجی اور سیاسی فلسفے سے غرض نہیں تھی۔ تاہم ان کے سماجی اور سیاسی مقاصد میں ایسی جہتیں بھی دیکھی جا سکتی تھیں جو ترقی پسندی کے مقاصد سے ایک حد تک ہم آہنگ تھیں۔ یہ اصحاب بھی ادب کے سماجی رول کا احساس رکھتے تھے۔ اسے قومی تعمیر اور اصلاح کا وسیلہ بنانے کے حق میں تھے اس کے علاوہ، اپنی روایت کے بعض عناصر اور آثار سے برگشتہ بھی تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ان پر جمے رہنا اپنے عہد، اپنی تاریخ اور بہ حیثیت ادیب اپنے منصب سے روگردانی کے مترادف ہو گا۔

ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری سے لے کر سردار جعفری تک ترقی پسندی کے سرگرم شارحین نے اپنے تصورات کی جو تعبیریں کیں ان کی ضرب سے شعری اقدار ہی نہیں، وہ افراد بھی نہیں بچ سکے جو شاعری کے سکہ بند تصور سے آزاد اور شعری

دائمی اقدار کے قائل تھے جو اپنی ترجیحات اور اپنے سماجی و سیاسی مقاصد کے تمام تر وابستگی اور وفاداری کے باوجود شاعری کی تخلیقی آزادی اور شعر کے مطالبات کا شعور رکھتے ہیں۔ اقبال تو خیر ثاث باہی سمجھے گئے۔ لیکن فیض کا رشتہ ترقی پسند تحریک سے مکمل اور مستحکم تھا پھر بھی فیض کی شاعری چونکہ اپنی مجموعی فضا اور اپنی داخلی ترکیب کے اعتبار سے ترقی پسند تصور شعر کی مروجہ قدروں کو منتشر کیے بغیر انھیں وسعت دینے کی جویا تھی، اس لیے فیض کو کٹہرے میں کھڑا کر دیا گیا۔ ترقی پسندی کی عدالت میں ان سے جواب طلبی بھی کی گئی۔ اس مقدمے کا جو فیصلہ سردار جعفری نے کیا تھا، اگر اسے قبول کر لیا جاتا تو ترقی پسند شاعری میں شاید اپنے سب سے بڑے معمار کو کھو بیٹھتے۔

اس صورت حال سے خرابی یہ پیدا ہوئی کہ اچھی اور بری شاعری کا فرق تو مٹا ہی خود ہمارے ترقی پسند بزرگوں میں بھی سطحی نوعیت کے اختلافات شروع ہو گئے۔ مقصدیت، افادیت، سماجی وابستگی، اظہار و اسلوب کی وضاحت و صراحت اور تجربہ پسندی سے گریز پر اتنا زور صرف کیا گیا کہ نعرے بازی شاعری کا بدل قرار پائی۔ وامق جونپوری نے یہ دعویٰ کیا کہ چونکہ انھوں نے عوامی زبان اور عوامی طرز احساس کو اختیار کرنے میں سب سے زیادہ سرگرمی دکھائی ہے اس لیے ترقی پسند شاعری کے سب سے بڑے ترجمان بھی وہ ہیں ظاہر ہے کہ اس دعوے کی دلیلیں ناقص تھیں۔ چنانچہ ان کی شنوائی بھی نہیں ہوئی۔ یہیں سے ترقی پسند شعرا میں اپنے رویے پر نظر ثانی کی ایک رو ابھری۔ دھیرے دھیرے موضوعات کی پرستش کا زور کم ہوا اور ترقی پسند شعریات کو نسبتاً زیادہ لوچدار اور وسیع بنا کر پیش کرنے کی روش عام ہوئی۔ مخدوم، جذبی، جاں نثار اختر، مجاز، مجروح، ساحر، کیفی، نیاز حیدر اور خود سردار جعفری کے سلسلے میں پہلے سے زیادہ حقیقت پسندانہ زاویۂ نظر اختیار کیا گیا۔ فراق جو ترقی پسند تحریک کے ابتدائی دور میں ترقی پسند سمجھے جاتے تھے، اس حلقے کے فکری انتشار کے سبب زیادہ دنوں تک قدم ملا کر چل سکے اور رفتہ رفتہ تحریک سے دور ہو گئے۔ مجروح جنھوں نے ترقی پسندی کے مروجہ مفہوم سے وابستگی کا اظہار غزل میں ایک کھردری اور غیر شاعرانہ سطح پر کرنا ضروری خیال کیا تھا، وہ بھی راہ راست پر آگئے۔ خود غزل کی صنف کے بارے میں ترقی پسندوں نے جس متعصبانہ رویے کو ہوا دی تھی، وہ کمزور پڑنے لگا۔ ہر چند کہ احمد ندیم قاسمی پر اب بھی ترقی پسند تحریک تمیم کرہائی کو ترجیح دیتی رہی، لیکن اب ترقی پسندوں کی اکثریت انھیں انتہا پسندی اور اس انتہا پسندی سے رونما ہونے والے نتائج کو قبول کرنے سے گریزاں تھی۔ کچھ نقاد اپنے موقف پر جمے رہے اور ترقی پسند شاعری کے محاکمے میں شعری استعداد کی بنیاد پر فیصلے کرنے سے زیادہ مردم شماری کی اسی پرانی ڈگر پر چلتے رہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ جیسے جیسے غیر ادبی تصورات اور ذاتی تعصبات کی گرد چھٹتی گئی، ترقی پسند شاعری کا مطلع بھی صاف ہوتا گیا۔ اب اس مطلع پر سب سے زیادہ روشن چہرے وہی تھے جنھیں تحقیقی اپج، استعداد اور بصیرت کی تائید حاصل تھی۔ فیض تو

یکم دسمبر ۱۹۸۶ء

خیر اب غیر متنازعہ حیثیت حاصل کر چکے تھے اور خود ان کے ایسے رفقا نے جن کا انداز فیض کی طرف اب تک حریفانہ تھا۔ اب فیض کو جی کڑا کر کے تسلیم کر لیا۔ لیکن مخدوم، مجاز، جذبی، ساحر اور جاں نثار اختر کے ساتھ ساتھ سردار جعفری اور نیاز حیدر اور کیفی کی حیثیتیں بھی اب ایک حد تک متعین ہو گئیں۔ یہاں ترقی پسند تحریک کے اولین علمبرداروں نے سب سے بڑی غلطی جو کی، یہ تھی کہ اختر الایمان اور سلام مچھلی شہری جیسے شاعروں کو یا تو اپنے حلقے سے الگ تصور کیا، یا پھر ان کی مناسب پذیرائی نہیں کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تسلسل کی وہ دوڑ جو ترقی پسند تحریک کے پچاس سالہ سفر میں باقی رہنی چاہیے تھی، بیچ سے کٹ گئی۔ اس پورے سفر پر نظر ڈالی جائے تو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ترقی پسند شاعری کے معماروں میں آج بھی وہی نام سامنے آتے ہیں جو اب سے چالیس پچاس برس پہلے سامنے آئے تھے۔ ظاہر ہے کہ تحریکیں منشور پر زندہ نہیں رہتیں۔ انھیں حرارت اور زندگی ملتی ہے۔ ان توانائیوں سے جن کا مخزن کسی فنی اور تخلیقی روایت کا تسلسل ہوتا ہے۔ اس تسلسل کو قائم رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ وقت اور ماحول کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ ترقی پسندی کی تعبیر کے نئے راستے بھی تلاش کیے جاتے۔ اور محض ماضی کے سرمائے پر تکیہ کرنے کے بجائے اس روایت کو ایک فعال اور متحرک اور جاذب قوت کے طور پر زندہ رکھا جاتا۔ اس نوع کی اکا دکا کوششیں ساتویں اور آٹھویں دہائی میں سامنے آئیں اور یہ آواز سنائی دی کہ سچی جدیدیت نئی ترقی پسندی ہے۔ لیکن جب اسی سچی جدیدیت کے عناصر کی پہچان کا مرحلہ سامنے آیا تو پتہ چلا کہ یہ عناصر سب سے زیادہ تابناک اور موثر شکلوں میں انہی نئے شعرا کے یہاں ملتے ہیں جنھیں ہمارے بعض ترقی پسند بزرگوں نے اپنا نظریاتی مخالف قرار دیا تھا۔

بہر نوع، اب آپ اپنے معاصرے کا میلان ابتدائی مراحل سے گزر چکا ہے اور جس طرح ترقی پسندوں نے اقبال کو قبول کر لیا، اسی طرح بہت سے نئے شعرا کو بھی اب کم سے کم اپنا حریف سمجھنے کا شک گزر رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اپنے ارتقا ہی نہیں، اپنے تحفظ کی خاطر بھی ترقی پسندی اس کشادہ نظری کو اختیار کرنے پر مجبور ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ قبائلی اور گروہی طرز فکر کے ہاتھوں ایسی عظیم الشان تحریک کی بربادی ہم سب کے لیے ایک سانحہ ہوگی۔ ترقی پسند شاعری نے، ترقی پسند افسانے کی طرح، ہمارے ذہنی افق کو نہ صرف یہ کہ وسیع کیا تھا۔ ہمیں اپنے حال کو سمجھنے اور تخلیقی سطح پر اپنی بصیرت کے اظہار کی ایک نئی زمین مہیا کی تھی۔ اس تحریک کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے روایت گزیدہ اردو شاعری کو ہماری تاریخ میں پہلی بار باقاعدہ اور منظم طور پر ایک بین الاقوامی پس منظر فراہم کیا۔ دوسری زبانوں کے ادب سے ہمارے رابطے مضبوط ہوئے۔ ترقی پسندی کی نئی تعبیریں اپنی ان کامرانیوں کے قیام اور استحکام کی طرف ایک نیا قدم ہیں۔ اب تو یہ طے ہے کہ نیا قدم اٹھے گا تو نئی زمین بھی سامنے آئے گی۔

(اردو مجلس آکاشوانی دلی سے نشر ہوا)

نظم

بے ضمیری

قاضی سلیم

زمین گھومی
ہوا بدلی
چلو موسم بدلتا ہے
سلیم اب تم پہاڑوں سے اتر آؤ
وہ دیکھو چیونٹیوں کے پر نکل آئے
فضلئے بے کراں میں
موت کی وادی میں
اڑتی پھر رہی ہیں آج کتنی بے نیازی سے
کہ جیسے مطمئن ہیں مکڑیوں کی سرفرازی سے
سلیم اب تم پہاڑوں سے اتر آؤ
تمہاری دور کی آواز کیسے گونج بن کر
پلٹ آئی ہے
شاید بستیوں کے سبھی بارود گھر سیلے ہوئے ہیں
کوئی ہتھیار صحیح سالم نہیں ہے
نکیلے دانت، کانٹے، ڈنک، ناخن
حفاظت کے سبھی سامان جیسے چھن چکے ہیں
اندھیرے کی پناہ گاہوں میں
سحر سامری سے
آج سب مبہوت ہیں
ہاتھ پانو ذہن سب مفلوج ہیں
سونے کا بچھڑا بولتا ہے
تبھی تو ظالموں سے درد کا رشتہ جوڑ کر
خدا کی گود میں آرام سے سوتے ہیں جب سب پیمبر
یہ کس کا درد سہتے ہیں
یہ کس کا پاس رکھتے ہیں
خود اپنی موت کی نظارگی کا زخم دیکر
درندوں کی نگاہوں سے
لہو ہی روشنی کی آس رکھتے ہیں
سلیم اب تم پہاڑوں سے اتر آؤ
تمہارے راز تم ہی جانتے ہو
یہ سب کچھ جھوٹ ہے اک ڈھونگ ہے ۔۔۔ ہم میں کوئی
ایوب ہے بدھو ہے نہ عیسیٰ ہے
بس اتنا ہے
تمہارا اپنا شیطان مر چکا ہے

(بمبئی سے)

بالاپور کی تاریخی جھلکیاں

مولانا ھادی نقشبندی

یہ بالاپور ہے — جو مہاراشٹر کے ضلع آکولہ میں چھبیس کلومیٹر بمبئی کلکتہ نیشنل ہائی وے پر واقع ہے، یہ ہمیشہ سے صوفی سنتوں کا مرکز، اپنی تاریخی عظمت و شوکت، قدیم تہذیب و ثقافت، بدھ، جین، مراہٹہ، برہمن اور اسلامی تمدن و معاشرت کے گنگا جمنی امتزاج اور اپنی ہندو مسلم یک جہتی کے مثالی اتحاد و اشتراک کے باعث زیب تاریخ و شہرت کا مالک ہے۔ یہاں کا موگرا ابھی اپنی اعلیٰ قسم و خوشبو اور ایک میں ایک سات پھولوں کی وجہ سے مشہور ہے جس کا ذکر آئینۂ اکبری میں بھی آیا ہے جو خانقاہ نقشبندیہ عنایت اللّٰہی کے رولتیین میں موجود ہے۔

۱۵۹۵ء کے معرکہ احمد نگر میں چاند بی بی نے شہزادہ مراد سے صلح کر کے حسب معاہدہ برہان نظام شاہ بحری علاقہ برار سلطنت مغلیہ کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ بعد معاہدہ شہزادہ مراد، عبدالرحیم خانخاں کو لیے بالاپور پہنچا جس کی حسب بیان مورخین اسوقت ایک لاکھ سے زائد آبادی اور پانچ لاکھ روزانہ داد و ستد تھی۔ شہزادہ مراد نے یہاں سے دس کلومیٹر دور شاہ پور کو اپنا مستقر بنایا اور بالاپور کو دکن کا پایہ تخت بنانا چاہتا تھا جو قدرت کو منظور نہ ہوا۔

شاہ پور میں ایک بزرگ حضرت نہان شاہؒ تھے جو اپنے نام کی نسبت سے پانی نہیں پیتے تھے جس کا شہزادہ کو یقین نہ آیا۔ اس نے حضرت کی دعوت کی اور کھانے میں مرچ زیادہ کروا دی جس کی تکلیف سے حضرت جانبر نہ ہو سکے، وقت رحلت فرمایا "میرا آگا و تیرا پیچھا" چنانچہ اسی وقت شاہی محلات میں آگ لگ گئی اور شہزادہ مرض سعب میں گرفتار ۱۵۹۹ء میں راہی عدم ہوا۔ اولاً شاہ پور میں تدفین ہوئی، بعدہٗ تابوت دہلی لے جا کر مقبرہ ہمایوں میں سپرد خاک کیا گیا۔ شاہ پور کے شاہی محلات کے کھنڈرات آج بھی اس واقعہ کی یاد تازہ کرتے ہیں، اس سے متصل من ندی کے کنارے حضرت آسودۂ خواب مرجع خلائق ہیں۔

شہزادہ مراد کے وزیر کا دہلی تابوت لے جاتے ہوئے بالاپور میں انتقال ہوا، یہیں تدفین عمل میں آئی اور ایک شاندار مقبرہ کی تعمیر کے ساتھ یہ علاقہ وزیر آباد کہلایا، مرور زمانہ نے مقبرہ تو باقی نہ رکھا، البتہ ایک بلند چبوترہ پر سنگ سیاہ کی خوبصورت قبر مع ملحقہ مسجد باقی ہے جو بعد جدید تعمیر مسجد چوک کہلائی۔

مجموع البحرین بالاپور، من و بھینس کے درمیان تین حصوں (۱) شہر (۲) پیٹھ اور (۳) کسار کھیڑہ پر منقسم ہے۔ شمال و مغرب میں جہاں ان دونوں کا اتصال ہوتا ہے ان کے سنگم سے مغرب میں کچھ دور پر "جواہر ٹیکری" ہے۔ اس کا آئینہ اکبری میں بھی ذکر آیا ہے۔ یہاں کبھی قیمتی پتھر و جواہرات مل جاتے تھے اب بھی کسی نہ کسی کو کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے۔ قیاس ہے کہ یہاں کبھی جواہر سازی کا کارخانہ رہا ہوگا۔ اسی سنگم سے جنوب و مشرق میں انہی ندیوں نے شہر کو ایک جزیرہ نما کی طرح گھیرے رکھا ہے۔ جس میں دور شاہی کے محلات کے کھنڈرات، قدیم پختہ حمام اور جامع مسجد ہے۔ جسے ۱۶۹۸ء میں امین قلی خاں نے بدور فرخ سیر بنوایا، یہیں صنعت دری کے کارخانہ ہیں جو اپنی اعلیٰ ٹیکنکری، مضبوطی و خوبصورت کاریگری کے لیے مشہور تھے مگر اب کمرشیل ہو کر رہ گئے ہیں۔

شہر کے آخری جنوبی حصہ میں صلابت خانی قلعہ ہے جس کی تکمیل ۱۷۵۷ء میں نواب اسماعیل خاں پنی نے کروائی قلعہ کا اندرونی بلند حصار و خوبصورت برج اپنی صلابت و پختگی کے باعث حسب سابق موجود ہیں تزک و احتشام کے ساتھ عظمت رفتہ کی یاد دلاتے ہیں۔ کبھی یہاں دارالضرب بھی تھا اب اندرون قلعہ سرکاری دفاتر ہیں، اسی سے متصل جنوبی ٹیکری پر قدیم طرز کا بالادیوی کا خوبصورت مندر ہے جس کے نام سے یہ موسوم ہے ویسے تاریخ نے اسے اسلام نگر، اعظم آباد اور مراد نگر کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔

بالا دیوی کے مندر سے جنوب میں انہی ندیوں کی ایک شاخ نے فرشی شاہراہ کے ذریعہ پیٹھ کو شہر سے علیحدہ کر دیا ہے۔ جس کے مغرب بھینس ندی اور مشرق میں من ندی بہتی ہیں۔ پیٹھ کاروباری علاقہ و تجارتی مرکز ہے جہاں بینک، دواخانہ اور تعلیمی ادارہ ہیں۔ وزیر آباد سے قریب مومن پورہ کلاں ہے جہاں کبھی اعلیٰ قسم کی پگڑیاں بنی جاتی تھیں اب دریاں بنتی ہیں۔ اسی سے متصل کاغذ پورہ ہے جو اپنی کاغذی صنعت کے لیے مشہور تھا جس کا تیار کردہ کاغذ دستاویزات، سرکاری دفاتر اور مخطوطات میں استعمال ہوتا لیکن اب یہ صنعت ختم ہو چکی۔ اس کے نمونہ خانقاہ نقشبندی عنایت اللّٰہی کے کتب خانہ کے مخطوطات میں نظر آتے ہیں۔

کاغذی پورہ سے لگا ہوا جنوب میں گجراتی پورہ ہے جس کی بیشتر آبادی سوتنتری جینیوں کی ہے جو سترھویں صدی عیسوی کے اواخر میں احمد آباد گجرات سے یہاں پہنچے جس کی وجہ یہ گجراتی اور ان کا محلہ گجراتی پورہ کہلایا۔ یہاں ان کے دو خوبصورت شاندار مندر گرو پر سوناتھ جی اور گرو چنتامنی کے ہیں۔ جن میں پانچسو سالہ پرانی مورتیاں ہیں، جن کے درشن کے لیے دور دور سے جینی یہاں آتے ہیں۔

پیٹھ سے مغرب میں شاہراہ کلکتہ بمبئی پر سمت کھام گاؤں بھینس ندی کا پل پار کرنے پر جنوب میں ضلع پرشد مراٹھی و اردو ہائی اسکول اور کچھ آگے بلندی پر شمالی جانب گورنمنٹ اردو جونیئر ٹریننگ کالج ہے۔ اسی سمت میں تھوڑے فاصلہ سے عیدگاہ سے متصل اورنگ پورہ ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں کبھی شہنشاہ اورنگ زیبؒ کا کیمپ رہا ہے جس کی یہ یادگار ہے۔

پیٹھ سے مشرق میں شاہراہ بمبئی کلکتہ پر من ندی کے پل سے گزریں تو جنوب میں قدرے فاصلہ پر "اانی کٹ" نظر آئے گا۔ جس سے ملحق مغربی کنارے تین سو سالہ قدیم گنگا گیر جی کا زمین دوز مٹھ ہے جو بارہ دری کہلاتا ہے۔ اسی سے متصل جنوبی سمت میں کچھ فاصلہ پر من ندی کے بلند مغربی کنارے راجہ جے سنگھ والئے اندور کی بنا کردہ بیس ستون، پنج گنبدی اٹھائیس فٹ بلند شاندار خوبصورت چھتری دعوت دید دیتی ہے۔

شاہراہ بمبئی کلکتہ پر من ندی کے مشرقی کنارے تحریک مجددی کے عبقری مجتہدین کی خانقاہ نقشبندیہ عنایت اللّٰہی کا سلسلہ عمارات ہے جسے شیخ الاسلام حضرت سید شاہ عنایت اللہ قدس سرہٗ نے ۱۶۴۹ء میں قائم فرمایا۔ اس کا آغاز پل ندی سے ملحق شمالی جانب ایک پرشکوہ خوبصورت گنبد و بلند میناروں کے روضہ خورد حجۃ الاسلام حضرت سید شاہ ظہیر الدین علیہ الرحمۃ سے ہوتا ہے جسے ۱۷۲۷ء میں حضرت کے مرشد نواب شیر بیگ خاں نے تعمیر کروایا اور حسب بیان "تذکرہ اولیائے دکن" اس پر لاکھوں روپے صرف ہوئے۔

روضہ شریف سے شمالی جانب کچھ پرے ایک بلند دروازہ 'باب الرحمت' ہے۔ اسی سے ملحق مہمان خانہ اور بین الاقوامی شہرت کا کتب خانہ، 'عنایت منزل'، درویش خانہ، 'مسجد کلاں'، روضہ بزرگ اور دیگر عمارات خانقاہ ہیں۔ خانقاہ سے ملحقہ آبادی کسار کھیڑہ کہلاتی ہے جو من ندی کے مشرقی کنارے ایک کلومیٹر پر پھیلی ہوئی ہے۔ پل من ندی سے اکولہ کی جانب روضہ شریف کے شمال میں وینابائی جونیئر کالج ہے جس کے شمال و مشرق زراعتی علاقہ ہیں۔ تقریباً ایک فرلانگ پر شہزادی خاص بی بی کا مقبرہ ہے۔ جس کا باغ و گنبد تو نذر حوادث ہو گیا اب صرف سنگ سیاہ کی بلند چوکھنڈی میں سنگ موسیٰ کی ایک خوبصورت قبر موجب عبرت ہے۔

(ناگپور سے نشر)
مولانا ہادی نقشبندی خانقاہ نقشبندیہ
بالاپور

تصوف اور نیا سائنسی عہد

ڈاکٹر محمد طیب ابدالی

سائنس ایک بڑی نعمت ہے اس لیئے کہ اس نے دنیا کو تعجب خیز اور حیرت ناک کچھ ایسی چیزیں دی ہیں جن کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس سائنس نے آرام و راحت کے لیے اسی دنیا میں مصنوعی جنت بھی بنائی ہے۔ اگر ایک طرف راحت و آرام کے سامان اس کے مرہون منت ہیں تو دوسری جانب زندگی کی مفید اور کارآمد چیزیں اس کی دین۔ مثلاً ریڈیو، وائرلیس اور ٹیلی فون کے ذریعہ ہزاروں کوسوں دور کی آوازیں گھر بیٹھے سنا کیجئے تو ٹیلی ویژن اور اس قسم کی دوسری سائنسی نعمتوں کے ذریعہ آواز کے ساتھ ساتھ حرکت و عمل اور صورت بھی دیکھا کیجئے۔ اور ہزاروں میل دور کا نظارا اپنی آنکھوں سے کیا کیجئے۔ سائنس نے اس وسیع دنیا کی دوری کو بھی سمیٹ کر نزدیکی میں بدل دیا ہے۔ میزائیل و ہوائی جہاز کے ذریعہ انسان منٹوں میں کہاں سے کہاں پہنچ سکتا ہے۔ فضا کی مصیبتوں خواہ گرمی ہو یا سردی اس سے بچنے کے لیے سائنس نے فضا میں بھی انقلاب برپا کیا ہے۔

مختصر یہ کہ سائنس ہی کی دین ہے کہ اس دنیا میں جیتے جی جنت کا مزہ لیا جاتا ہے اور جہنم کا نظارہ بھی۔ جنگی اسلحہ اور مختلف بموں کے ذریعہ دیکھتے ہی دیکھتے آباد اور شاد خطہ بھی جہنم زار بن جاتا ہے۔ خوف و ہراس کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ نہ صرف انسان بلکہ انسانیت موت کے قریب اور دنیا تباہی کے دہانے پر نظر آتی ہے۔

سائنسی ایجادات کا اگر بغور مشاہدہ کیا جائے تو اس میں تعمیر و تخریب کا امتزاج بھی ہے اور جنت و جہنم کا سنگم بھی۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، جاپان اور روس جیسے بڑے ممالک نے سائنسی ترقی میں نئے نئے گل بوٹے کھلائے ہیں لیکن ان سب کے باوجود بے چینی، اضطراب، پریشانی، بے قراری اور خوف و ہراس کی کیفیت طاری ہے۔ انسانیت سسک رہی ہے اور انسان اس مصنوعی جنت کو نظر انداز کر کے سکون اور اطمینان قلب کے لیے ادھر اُدھر مارا پھر رہا ہے لیکن اصل میں سکون کی تلاش تصوف میں ہے۔ بے چین روح کی پناہ اور بے سکون کا سہارا یہی تصوف ہے یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی تصوف کی تلاش ہے اور تصوف کا رجحان عام ہے۔

تصوف ایک ایسی راہ ہے جو بندے کو خدا تک پہنچاتی ہے۔ وہ ایک ایسی نعمت ہے جس میں کبھی فنائیت نہیں ہے۔ تصوف نفس کی اصلاح کرتی ہے اور قلب کو صفائی بخشتی ہے۔ اسی لیے دنیا کے مختلف ملکوں میں تصوف کے راہ رو جنھیں صوفی کہا جاتا ہے وہ اپنے گھر بار کو چھوڑ کر، وطن سے بے وطن ہو کر، دریاؤں کے سینے کو چیرتے ہوئے، پہاڑوں کی چھاتیوں کو روندتے ہوئے، خاردار جنگلوں سے الجھتے ہوئے، دشوار گزار راستوں کی مصیبتوں کو جھیلتے ہوئے وہ اپنی جگہ پہنچے۔ کسی نے دریا کے کنارے بسیرا لیا، کسی نے پہاڑوں کے غاروں میں پناہ لی، کسی نے جنگل میں اپنی جھونپڑی بنائی۔ لیکن انھوں نے اعمال کی درستگی کی تعلیم دی اور محبت و آشتی کا درس دیا اس کی وجہ سے مخلوق جوق در جوق ان کے پاس پہنچنے لگی اور ان کے اخلاق حسنہ اور محبت و بھائی چارگی کے سبق سے اپنے کو سنوارا۔ ان کی جھونپڑی، بسیرا، کٹیا انسان کے سکون کا سامان اور درد کا درماں بنی اور انھوں نے جبین عقیدت اسی آستانے پر جھکائی اور وہ اس حقیقت تک پہنچے کہ انسان کے سکون کا سامان اور اس کے درد کا درماں اسی تصوف میں ہے جس سے ان صوفیوں نے اپنے کو آراستہ کیا ہے۔ وہ اس حقیقت تک پہنچے کہ تصوف ہی وہ راہ ہے کہ اگر اس میں ایک طرف معرفتِ الٰہی ہوتی ہے تو دوسری جانب اس کے نیک بندوں کی محبت اور الفت بھی۔ اگر اس میں ایک طرف اخلاق کی درستگی ہے تو دوسری جانب بُرائیوں سے کنارہ کشی بھی۔ تصوف کی نظر صرف اچھوں پر نہیں پڑتی بلکہ اس کے ذریعہ بُروں کو بھی اچھا بنایا جاتا ہے وہ کسی کی عیب جوئی نہیں کرتا بلکہ بُرائی میں بھی اچھائی کا پہلو نکالتا ہے۔ وہ صرف نیک بندوں کو ہی گلے نہیں لگاتا بلکہ بروں کو بھی سینے سے لگا کر اچھا بناتا ہے۔ اسی لیے تصوف کو اخلاق کی درستگی، محبت و بھائی چارگی کا پیغام اور ظاہر و باطن کی اصلاح، امن و آشتی کا سبق اور مضطرب اور بے چین دلوں کا قرار و سکون قرار دیا گیا ہے اور یہ حقیقت سائنس میں نہیں۔ اس لیے کہ مصنوعی جنت لمحاتی سکون تو بخش دیتی ہے لیکن اس میں ٹھہراؤ نہیں ہے اور یہی عارضی سکون آگے حقیقی سکون کی تلاش پر مجبور کرتا ہے۔

نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ اس نئے سائنسی عہد میں بھی تصوف بے چین اور مضطرب دلوں کے لیے سکون کا سامان، درد کا درماں اور غم کا مداوا ہے اور کون ایسا انسان ہے جو اس حقیقت کا معترف نہیں۔ اسی لیے اس نئے سائنسی عہد میں بھی تصوف زندہ پائندہ اور تابندہ ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

ڈاکٹر محمد طیب ابدالی
ہیڈ پوسٹ گریجویٹ ڈیپارٹمنٹ آف اردو اسٹڈیز
مگدھ یونیورسٹی۔ بودھ گیا ۸۲۴۲۳۴

صادق نوید

شدتِ غم میں کچھ کمی تو ملے
ہم کو اتنی سی اک خوشی تو ملے

قہر ہے محفلوں کی تنہائی
بات کرنے کو آدمی تو ملے

جینے والے خوشی سے مرجاتے
جینے والوں کو زندگی تو ملے

اوج پر ہے غموں کی شادابی
خشک آنکھوں میں کچھ نمی تو ملے

سب سے مل کر کسی سے مل نہ سکے
ہم سے کہنے کو یوں سبھی تو ملے

پھر خلش رہ گئی نہ ملنے کی
جن سے ملنا تھا وہ ابھی تو ملے

سیر گلشن بہ شوق کر لیتے
کاش پھولوں میں تازگی تو ملے

منتشر پیکرِ خیالی کو
پیرہن کوئی کاغذی تو ملے

کتنی سنسان ہے ڈگر غم کی
راہ میں کوئی اجنبی تو ملے

شب بسر ہو گئی اندھیروں میں
صبح آئی ہے روشنی تو ملے

مژدۂ جانفزا یہی ہے نوید
مسکرا کے وہ سرسری تو ملے

(حیدرآباد سے)

حرفِ غزل

عابد کرہانی

نشہ اچھی چیز نہیں ہے۔ مگر نشہ اگر غزل کا ہو، مدہوشی اگر ترنم کی ہو تو اس کا جواب نہیں۔ کہتے ہیں نشے کا استعمال آدمی اپنا غم غلط کرنے کے لیے کرتا ہے — اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ایک شراب میں کئی شرابیں ملا دی جائیں تو نشہ بڑھ جاتا ہے۔ بقول احمد فراز ؎

غمِ دنیا میں غمِ یار بھی شامل کر لو
نشہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں

اردو غزل بھی ایک ایسا ہی نشہ ہے جس میں غمِ جاناں کے ساتھ غمِ دوراں کی آمیزش ہے۔ اسی لیے یہ دو آتشہ بن گئی ہے۔

اردو غزل میں عام طور پر جس روایتی عاشق کا حالِ دل بیان کیا جاتا ہے، اس کی قسمت میں غم زیادہ ہوتے ہیں۔ محبوب کی بے توجہی کا غم، اس کی بے اعتنائی کا غم، اس کے ظلم و ستم اور جفاکاری کا غم، اس کی سرد مہری یا بے مہری کا غم اور سب سے بڑھ کر اس کی جدائی کا غم — غرض کہ عاشق نامراد کی زندگی غموں سے عبارت ہوتی ہے اور اسے شاذ و نادر ہی ایسے لمحے نصیب ہوتے ہیں جنھیں وہ خوشی کے لمحوں سے تعبیر کر سکتا ہے۔ اور جب قسمت مہربان ہوتی ہے اور یہ مسرت آگیں لمحے اسے نصیب ہوتے ہیں تو وہ پکار اٹھتا ہے ؎

ہم ہیں، اور ان کی خوشی ہے آجکل
زندگی، یہ زندگی ہے آجکل

اور یہ خوشی کی زندگی اس کے دل و دماغ کا عالم ہی بدل کر رکھ دیتی ہے۔ اسے ہر چیز نئی اور دلکش نظر آنے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی نظر میں غم کی صورت بھی بدل جاتی ہے ؎

غم کا ہر عالم نیا ہے اِن دنوں
دل کی ہر دنیا نئی ہے آجکل

اندھیرے چھٹتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ دل میں جلنے والی شمعِ آرزو سے عاشق کو میکدہ روشن نظر آتا ہے ؎

جل رہی ہے دل میں شمعِ آرزو
میکدے میں روشنی ہے آجکل

اس غزل میں ایک عاشق کے جذبات و تجربات کی عکاسی کی ہے شکیل بدایونی نے۔

نسیمِ صبح گلشن میں گلوں سے کھیلتی ہوگی
کسی کی آخری ہچکی، کسی کی دل لگی ہوگی

دکھا دیں گے سرِ محفل، بتا دیں گے سرِ محفل
وہ میرے دل میں ہوں گے اور دنیا ڈھونڈتی ہوگی

کیا خوبصورت انداز ہے، کیا بانکپن ہے، اور کیا ترنم اور تاثر ہے۔ صبح کی ٹھنڈی اور شوخ ہوا، باغ میں پھولوں سے اٹھکھیلیاں کرتی پھر رہی ہوگی۔ اس کی یہ ادا جہاں اس کے لیے دل لگی کا باعث ہوگی وہیں ان اداؤں سے، ان اٹھکھیلیوں سے کسی کی جان پر آ بنی ہوگی — پھر شاعر یا عاشق اپنے آپ کو ایک خوبصورت فریب دیتا ہے۔ وہ اس حقیقت کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے کہ محبوب اس کا نہیں ہو سکا ہے۔ وہ کہتا ہے "دنیا سمجھتی ہے کہ میرا محبوب میرے پاس نہیں ہے وہ غلط سوچتی ہے اور محفل میں سب دنگ ہو جائیں گے کیونکہ سب محبوب کو ڈھونڈھ رہے ہوں گے اور وہ انھیں ملے گا نہیں، کیونکہ وہ تو میرے دل میں بسا ہوا ہے۔"

تجھے دانستہ نظروں سے جو دیکھا ہو تو مجرم ہوں
نظر آخر نظر ہے، بے ارادہ اٹھ گئی ہوگی

تعجب کیا لگی جو آگ اے سیماب سینے میں
ہزاروں دل میں انگارے ہیں، شاید لگ گئی ہوگی

سیماب اکبرآبادی کے ان دونوں اشعار میں بھی وہی کیفیت ہے جو ان کے پہلے دونوں شعروں میں تھی۔ کتنی معصومیت سے "عذرِ گناہ" پیش کر رہے ہیں۔ "میں نے جان بوجھ کر تجھ پر نظر نہیں ڈالی ہے۔ نظر کا تو کام ہی دیکھنا ہے، ہو سکتا ہے بے خیالی میں اور بلا ارادہ تیری طرف اٹھ گئی ہو — اسی طرح اگر سینے میں آگ لگ گئی ہے تو اس میں حیرت کی بات نہیں ہے۔ دل میں تو پہلے ہی ہزاروں انگارے موجود تھے، ہو سکتا ہے انھیں انگاروں سے سینے میں آگ لگ گئی ہو — یہ بھی ایک معصومانہ تاویل ہے مگر خوب ہے۔

اور اب سماعت فرمائیے ڈاکٹر محمد اقبال کی غزل: بے دلی اور نامہربانی کے تجربے سے گزرتے نظر آ رہے ہیں ؎

کہوں کیا آرزوئے بے دلی مجھ کو کہاں تک ہے
مرے بازار کی رونق ہی سودائے زیاں تک ہے

یہ دراصل کاروبارِ عشق بلکہ "کاروبارِ گلشن" کی بات ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میری "آرزوئے بے دلی" کی انتہا مت پوچھیے کیونکہ عشق کا سودا ہے ہی گھاٹے کا سودا۔ بازارِ عشق اسی وقت تک بارونق رہتا ہے جب تک "سودائے زیاں" رہتا ہے۔

وہ میکش ہوں فروغِ مے سے خود گلزار بن جاؤں
ہوائے گل فراقِ ساقیٔ نامہرباں تک ہے

میں اتنا زبردست میکش ہوں کہ فروغِ مے سے خود مجسم گلزار بن سکتا ہوں۔ یہ جو مجھے خواہشِ گل ہے یہ تو محض اس نامہرباں ساقی کے دم تک ہے۔ جو مے سے بھرا جام دینے میں ... سے کام لے رہا ہے ؎

سکونِ دل سے سامانِ کشودِ کار پیدا کر
کہ عقدہ خاطرِ گرداب کا آبِ رواں تک ہے

کسی گتھی کو سلجھانا، کام کو آسان بنانا، سکونِ دل کا معاملہ ہے۔ یہ کام ہڑبڑاہٹ میں، دوڑتے بھاگتے نہیں ہو سکتا۔ گرداب یا بھنور تب ہی تک باقی رہتا ہے، جب تک پانی رواں رہتا ہے۔ بہتا رہتا ہے اور تیزی سے بہتا رہتا ہے تب ہی اس میں بھنور بنتے رہتے ہیں لیکن جب پانی ٹھہر جاتا ہے اس میں سکون پیدا ہو جاتا ہے تب یہ بھنور ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح ٹھنڈے دل و دماغ سے، سکونِ دل کے ساتھ غور و خوض کرنے ہی سے کوئی عقدہ کھلتا ہے۔ کوئی گتھی سلجھتی ہے اور کام آسان ہوتا ہے۔ ؎

چمن زارِ محبت میں خموشی موت ہے بلبل
یہاں کی زندگی پابندیٔ رسمِ فغاں تک ہے

شاعر بلبل سے مخاطب ہے یا یوں کہئے کہ عندلیبِ بلبل سے مخاطب ہے۔ یہ محبت کا چمن ہے۔ یہاں کا آئین الگ ہے۔ یہاں خموشی انسان کو کہیں کا نہیں رکھتی۔ اے بلبل اگر تو اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتی ہے، اگر غرض مدعا تجھے مقصود ہے تو چپ نہ رہ۔ زبان کھول، آہ و زاری کر۔ کیونکہ محبت کی دنیا میں رسمِ فغاں نبھاتے رہنے ہی میں عافیت ہے۔ یہاں کی زندگی تب تک ہے جب تک پابندیٔ رسمِ فغاں کی جا رہی ہے۔ اور اگر یہ نہیں ہے تو محبت کا دعویٰ ہی بےکار ہے۔

(اردو سروس نشر)

عابد کرہانی ۱۷۶۸، حوض سوئی والان دریاگنج، نئی دہلی ۲

شوہر کی جاسوسی کا نسخہ

عذرا رضوی

شوہر کی جاسوسی کے نسخے کی تلاش سے پہلے ہم صرف ڈاکٹروں اور حکیموں کے نسخے سے واقف تھے یہ بھی سُنا تھا کہ کیمیا کا ـــ لوہے کو سونا بنانے کا بھی کوئی نسخہ ہوتا ہے جس کی تلاش میں نہ جانے کتنے لوگ سنیاسی ہو گئے، نہ جانے کتنے ٹھگے گئے، نہ جانے کتنوں نے گھر پھونک تماشہ دیکھا۔ لیکن شوہر کی جاسوسی کا بھی کوئی نسخہ ہو سکتا ہے اس کی خبر ہمیں نہیں تھی۔ بڑی بوڑھیوں سے سُنا ضرور تھا کہ شوہروں سے بے خبر نہیں رہنا چاہیئے ان کی جاسوسی کرتے رہنا چاہیئے لیکن ان کے جاسوسی کے گُروں سے قطعی واقف نہیں تھے۔

لیکن جب یہ مصیبت ہم پر آپڑی تو ہم بھی تحقیق کا بستہ باندھ کر میدان میں اتر آئے۔ شک اصل میں جاسوسی کی راہ ہموار کرتا ہے۔ جن عورتوں کو بے حد فرصت ہوتی ہے ان کا بھی مرغوب مشغلہ شوہر کی جاسوسی ہے۔ جو عورت مصروف رہتی ہے اسے اس طرف توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ہوتی۔ ہمارے ساتھ بھی یہی ہوا۔ آجکل ہمیں فرصت ہی فرصت تھی کیونکہ قسمت سے ایک نوکرانی مل گئی تھی۔ اس نے ہر کام سے ہماری چھٹی کر دی تھی۔ وہ ہماری دنیا خراب کر رہی تھی اور ہم الٹے اس کے احسان مند تھے۔ غالب تو فرصت کے دن و رات میسر ہوتے ہی خیال جاناں میں مگن ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ ہم نے فرصت کی سانس لیتے ہی جاناں کی حرکات و سکنات کے بخیے اُدھیڑنے شروع کر دیئے۔ اب شوہر کا دیر سے گھر آنا کھلنے لگا۔ اس کا گم سم بیٹھے رہنا شک پیدا کرنے لگا۔ وہ اچھے کپڑے پہن کر اگر باہر جاتا تو ہمیں انجانا خوف ستانے لگتا۔ وہ کسی جلسے یا محفل میں جانے کی بات کہتا تو ہمیں کسی پری رو کی رنگین محفل کا خیال ستانے لگتا۔ اس طرح دل کے سمندر میں شک کے گلیشیر ابھرتے رہے اور ہمیں جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لیے جاسوسی کا سہارا لینا پڑا۔

ہم نے سوچا وقتاً فوقتاً فون کر کے شوہر کی مزاج پرسی کر لی جایا کرے۔ اس سے دو فائدے ہوں گے۔ ایک یہ کہ شوہر سمجھے گا کہ میں اس کا بے حد خیال رکھنے لگی ہوں" اور دوسرے یہ کہ پتہ لگتا رہے گا کہ دفتر کے کام کے بہانے وہ کہیں اِدھر اُدھر رنگ رلیاں تو مناتا نہیں پھر رہا ہے۔ پھر میں نے سوچا کہ کہیں مجرم اس چال کو بھانپ نہ جائے اور جھانسہ دینے کی کوئی ترکیب نہ نکال لے۔ اس لیے اس نسخے کو آزمانے کا قصد چھوڑ دیا۔ لیکن درد بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ خیر ہم نے دوا کوئی نہیں کی تھی۔ صرف دوا ڈھونڈنے کے گورکھ دھندے میں پھنسے ہوئے تھے۔ پھر بھی ہمارا درد یعنی ہمارا شک راکٹ کی رفتار سے بڑھ رہا تھا۔

ہم اسی ادھیڑ بن میں مبتلا تھے کہ ایک دن ایک بی محققہ غیب سے بھیجی ہوئی مجھ سے ٹکرا گئیں۔ وہ آئیں تو چیریٹی شو کا ٹکٹ بیچنے اور وہ بھی میرے شوہر کو۔ لیکن باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ وہ کسی یونیورسٹی میں تحقیق کر رہی ہیں۔ بغیر پوچھے ہی انھوں نے اپنے موضوع سے مجھے واقف کرا دیا۔ وہ عالمی جاسوسی ادب پر تحقیق کر رہی تھیں۔ اب اللہ جانے وہ کس زبان میں مقالہ لکھ رہی تھیں یہاں تو یہ سنتے ہی میرے ذہن میں جھنجھنے بجنے لگے۔ لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ انھیں ذرا ٹھوک بجا لیا جائے۔ اس لیے میں نے ان کے موضوع پر جرح شروع کر دی۔ انھوں نے بڑی سنجیدگی سے میرے سوالوں کے جواب دیئے۔ ان کی بات سن کر مجھے یقین ہونے لگا کہ یہ خاتون ضرور میرے مطلب کی ہیں۔ پھر انھوں نے مجھ پر رُعب ڈالنے کے لیے یا یوں ہی بتا ڈالا کہ فلاں پروفیسر صاحب میرے گائیڈ ہیں۔ نام سنتے ہی ہم پر سکتہ طاری ہو گیا۔ لیکن ہوش آتے آتے ہم اس نتیجے پر ضرور پہنچ گئے کہ یہی خاتون ہمارا بیڑہ پار لگا سکتی ہیں۔ ہم نے سوچا کہ پیر تسمہ کی طرح اس سند باد جہازی پر مسلط ہو جاؤں لیکن کچھ تکلف نے باز رکھا اور کچھ وسوسے نے دامن پکڑ لیا اور آگے نہیں بڑھنے دیا۔ لیکن ہم دل کے ہاتھوں مجبور تھے۔ عقل کو گھاس کیوں ڈالتے۔ اس لیے ہم بھی تریا چرت کا بانا پہن کر ان سے صف آرا ہو گئے۔ ہم نے بھی انھیں بتایا کہ جاسوسی ادب سے ہماری گہری دلچسپی ہے۔ ہم نے باتوں باتوں میں اس بات کی بھی تلقین کی کہ وہ پنچ تنتر کا پانچواں تنتر ضرور پڑھیں۔ اس کتاب اور اس تنتر کا نام بھی ہم نے اپنے شوہر سے سنا تھا۔ نہ کبھی اس کی شکل دیکھی تھی اور نہ کبھی اسے پڑھا تھا۔ لیکن تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا۔ اس کتاب کا ذکر ان کے پروفیسر صاحب نے کبھی نہیں کیا تھا۔ محترمہ کے چہرے سے معلوم ہوا کہ وہ میری علمیت کی قائل ہو گئی ہیں۔ وہ یہ کہہ کر چلی گئیں کہ آپا میں اپنے تحقیقی مقالے میں آپ سے ضرور مدد لوں گی۔

یہاں فکر ان سے مدد لینے کی تھی۔ اس لیے میں نے ان کی آپا بننا گوارا کر لیا۔ ایک دن یہ منہ بولی بہن پنچ تنتر لے کر آدھمکیں۔ کہنے لگیں کہ اس تنتر کا ترجمہ اردو میں موجود نہیں ہے۔ سنسکرت کے ایک پروفیسر کی مدد سے اس کا انگریزی ترجمہ تلاش کر پائی ہوں۔ لیکن آپا آپ سے کیا چوری میری انگریزی بہت کمزور ہے۔ یہ پلے نہیں پڑ رہی۔ آپا، میری پیاری آپا، آپ ہی اس کا نوٹ میرے لیے بنا دیجئے۔ اس طرح محققہ بہن کی مدد کے بہانے ہم اپنے مطلب کا نسخہ تلاش کرنے میں منہمک ہو گئے۔ اسے ہم پڑھتے تھے اور چراغ پا ہوتے تھے، مصنف کو جلے کٹے کوسنے دیتے جاتے تھے۔ کمبخت نے عورت کو بدچلنی اور جعلسازی کا پیکر بنا دیا تھا۔ اس میں جاسوسی کے نسخے تو تھے لیکن سارے کے سارے بیویوں کی جاسوسی کے لیے تھے، بیچارے شوہر اسی طرح کڑھتے اور جاسوسی کرتے پھرتے تھے جیسے عورتیں کرتی ہیں۔ اس میں شوہر کی جاسوسی کا کوئی نسخہ نہیں تھا۔ ہم نے اسے الہ دین کا چراغ سمجھا تھا۔ لیکن اس سے دھواں ہی دھواں نکلا، جن کوئی برآمد نہ ہوا۔

ہماری منہ بولی بہن کی انگریزی سے واقفیت کم تھی اور میرے پاس وقت زیادہ تھا۔ شوہر کی جاسوسی کے نسخے کی تلاش وہ کارآمد ایندھن تھا جس سے میری جستجو کا راکٹ خلا میں اُڑان بھر رہا تھا۔ میں ان صاحبہ سے مدد لینے چلی تھی لیکن یہ منہ بولی بہن اُلٹے مجھ سے مدد لینے لگیں۔ ایک دن رکشہ بھر کر شرلاک ہومس کی جاسوسی کتابیں اٹھا لائیں۔ وہ اس بوجھ کو میری میز کے بجائے میرے ذہن پر لاد کر ہفتے بھر بعد آنے کی خوشخبری سُنا کر چل دیں۔ میں نے شرلاک ہوم کو دن رات چٹنی بنا کر چاٹنا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ہارا جواری ہار نہیں مانتا اور جیت کی امید میں ہر چیز داؤں پر لگاتا رہتا ہے۔ کوئی بھی نسخہ میرے ہاتھ نہیں لگ رہا تھا لیکن میں اسی طرح آگے بڑھ رہی تھی جیسے پیاسا سراب کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔ ہفتے سے پہلے ہی ہم شرلاک ہوم کو ہضم کر گئے لیکن شوہر کی جاسوسی کا کوئی نسخہ ہاتھ نہ لگا۔ اس میں مجرم تھے خطرناک مجرم۔ وہ کھلے عام جرم کرتے تھے۔ شوہر اپنے جرم کو خفیہ رکھتا ہے۔ ان کی پستولیں گولیاں اگلتی رہتی ہیں، شوہر بیوی کو گولیاں دیتا رہتا ہے۔ اس لیے شرلاک ہوم میرے مطلب کے نہیں نکلے۔ لیکن ایک بات ضرور ہاتھ لگی۔ ہومز کے مشاہدے کی طاقت نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ اس لیے میں نے طے کیا کہ مشاہدے کے ذریعہ شوہر کی جاسوسی کیوں نہ کی جائے۔ اس لیے ہم نے اس نسخے کا استعمال فوراً شروع کر دیا۔ سب

سے پہلے کپڑے سونگھنے شروع کیے۔ امید تھی کہ کسی نہ کسی فرانسیسی سینٹ کی خوشبو ضرور ناک میں آئے گی۔ لیکن ان میں پسینے کی بو کے علاوہ کسی خوشبو کا پتہ نہ چلا۔ اب باتوں کے دوران ہماری نظریں شوہر کے کاندھوں پر لپ اسٹک کے نشان اور سنہرے بال تلاش کرنے لگیں۔ جب وہ نہ ملے تو ہم نے جیبوں کی تلاشی لی۔ ایک جیب میں کئی کاغذ ملے۔ دل نے کہا کہ اب تو شوہر صاحب ضرور پکڑے جائیں گے۔ ایک ایک پرزے کو کئی کئی بار پڑھا۔ نہ کسی پر کوئی پتہ درج تھا اور نہ ہی کسی خوبرو کا نام۔ یہ پرانے بل تھے۔ ایک خط ملا بھی تو خود میرے نام تھا جو الہ آباد پہنچنے کی اطلاع کے طور پر لکھا گیا تھا اور کاہلی میں جیب میں ہی پڑا رہا تھا۔ سخت کوفت ہوئی۔ کھودا پہاڑ تھا یہاں چوہا بھی نہ نکلا۔ ہم نے ایک ایک کر کے ساری جیبوں کی تلاشی لے ڈالی۔ صرف ایک جیب سے ایک گندہ رومال ملا، جسے گدھا بھی چباتا تو مر جاتا۔ اس پر ہمیں شوہر صاحب پر غصہ بھی آیا اور خود پر شرم بھی آئی۔ ہم فوراً اسے دھونے چل دیئے۔

ہم نے مشاہدے کا اپنا مشغلہ جاری رکھا اور ہماری منہ بولی بہن نے ہمیں پیری میسن پڑھا کر وکیلوں کی جرح میں بھی مشاق بنا دیا لیکن جرح تو تب شروع ہو جب کوئی بات پکڑ میں آئے۔ ایک دن شوہر صاحب کے ہاتھ پر ہلکا نیلگوں داغ نظر آ ہی گیا۔ میں ان کی طرف اس طرح جھپٹی جیسے بلی شکار پر جھپٹتی ہے۔ میں نے داغ پر انگلی رکھ کر پیری میسن کی وکیلانہ جرح شروع کر دی۔ شوہر نے بہت معصومیت سے جواب دیا کچھ نہیں، تمہیں یوں ہی وہم ہو رہا ہے۔ شاید سوتے میں تکیہ سے دب گیا ہوگا۔ لیکن میں کب ماننے والی تھی۔ میرے اصرار نے شوہر صاحب کو تشویش میں مبتلا کر دیا۔ مگر انھوں نے وہ حربہ استعمال کیا جس کے بارے میں ہم نے سوچا ہی نہیں تھا۔ کہنے لگے چلو ڈاکٹر کو دکھلا لیں۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو لی۔ ڈاکٹر نے معائنہ کرایا اور بڑی بے دردی سے اعلان کر دیا کہ ان کو ذیابیطس ہے۔ جاسوسی کا ہمارا نشہ ہرن ہو گیا۔ اس دن سے ہم شوہر کو اُبلا کھانا دینے اور ان کی سگریٹ اور میٹھے کی لت چھڑوانے میں مصروف ہو گئے۔ شوہر کی جاسوسی کا خبط گدھے کے سینگوں کی طرح غائب ہو گیا۔ لیکن اس جستجو میں ایک نسخہ ضرور ہاتھ لگا کہ خالی نہ بیٹھ کچھ کیا کر۔ شوہر کی جاسوسی سے بچا کر۔

(اُردو سروس سے بزم خواتین میں نشر)

قلم کار حضرات!
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں۔
"آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

ہستی اپنی نواب کی سی ہے

ضیاءُ الدین عثمانی امروہوی

وہ چاہے دامنِ کہسار ہو، یا میدانِ کارزار، محفلِ اغیار ہو یا محفلِ یارانِ غمگسار، مشاعرہ ہو یا قوالی راگ رنگ کی محفل ہو یا نوحہ خوانی کی مجلس۔ مقام کوئی بھی ہو اور گفتگو کسی بھی موضوع پر ہو رہی ہو مگر لوگ ہمارا ذکر کرنا بالکل ایسا ہی پسند کرتے ہیں جیسے کھانے کے بعد سوئٹ ڈش پسند کی جاتی ہے۔ یا قومی تہواروں پر قومی ترانے کو اہمیت دی جاتی ہے۔ جہاں ہمارا ذکر آیا، لوگوں کے کانوں میں صبحِ بنارس کی طرح گھنٹیاں بجنے لگیں۔ یا شامِ اودھ کی طرح دلوں پر کیف و سرور طاری ہونے لگا۔ آخر ہمارے اندر ایسی کونسی خوبیاں ہیں یہ تو ہم نہیں جانتے مگر اپنے بارے میں اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں ؎

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

سب سے بڑی غلطی تو ہمارے بزرگوں سے یہ ہوئی کہ جیسے ہی ہم اس مہنگائی سے بھری دنیا میں خالی جیب یا یوں کہئے کہ بالکل ننگے ہو کے تشریف لائے انھوں نے ہمارا نام نواب رکھ دیا؛ ان کی یہ غلطی ہمارے لیے آج بھی اتنی ہی اہم بنی ہوئی ہے جتنی حضرتِ آدم کی غلطی۔ پھر لوگوں نے سونے پر سہاگے کا کام یہ کیا کہ ہمارے نام کے ساتھ "صاحب" کا دُم چھلا لگا دیا۔ گویا کہ اب ہم نواب صاحب کہلائے جانے لگے۔ حالانکہ صاحب تو الگ صاحب کے پیچھے سے بھی ہم اس طرح دور بھاگتے ہیں جیسے لاحول پڑھنے سے شیطان۔ مگر کرتے بھی کیا۔ نام کی لاج تو رکھنی ہی پڑی۔ اسم با مُسمّٰی ہونے کے لیے ہم نے کیا کیا نہیں کیا۔ ہمیں کتنے پاپڑ بیلنے پڑے۔ کتنی دوڑ دھوپ کرنی پڑی کتنے آج اور کتنے کل وقت کی بھینٹ چڑھانے پڑے۔

کہنے کو ہمارے اندر وہ ساری خوبیاں تھیں جو نواب کہلانے کے لیے کافی ہو سکتی ہیں مگر عدالت کی طرح لوگوں کو بھی ثبوت چاہئے اور ہماری بدقسمتی یہ تھی ہمیں اپنی پچھلی پشتوں کے بارے میں کوئی علم نہ ہونا بالکل ایسا ہی تھا جیسے کسی کو آگے کی بات کا کوئی علم نہیں ہوتا، ہم نے قبر میں سوئے ہوئے اپنے آباو اجداد کو جگانے کی لاکھ کوشش کی۔ بار بار پکارتے بھی رہے۔

کہاں ہو تم، ذرا آواز دو ہم یاد کرتے ہیں

مگر ہماری فریاد کا ان پر کوئی بھی اثر نہیں ہوا۔ یکایک ہمارے دماغ میں ایک ترکیب آئی۔ کیوں نہ الیکشن میں کھڑے ہو جائیں۔ الیکشن ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو ہماری پشتوں تک کے سارے گڑے مردے اُکھاڑ سکتا ہے۔ لہٰذا ہم الیکشن کے اکھاڑے میں کود پڑے۔ قسمت کی خوبی دیکھئے کہ اپنے تمام حریفوں میں ہماری شخصیت ایسی ابھر کر آئی جیسے اندھوں میں کانا راجہ۔ بلکہ یہ کہنا تو کچھ بُرا سا لگتا ہے۔ کہنا یہ چاہئے کہ ہم اپنے ناکارہ حریفوں کے مقابلے میں رستمِ زماں سمجھے گئے۔ اب تو ہر جلسے اور جلوس میں ہمارے ہی نام کا ڈنکا بجتا تھا۔ سب نے ہمیں منتخب کرنے کا بیڑہ اٹھا لیا تھا۔ ہر ایک ہمیں خاندانی نواب ثابت کر رہا تھا۔ کوئی ہماری پچھلی پشتوں کا سلسلہ نواب واجد علی شاہ سے جوڑتا تو کوئی نظام حیدرآباد سے۔ کسی نے تو اتنی دور کی کوڑی نکالی کہ ہمارے دادا کے پردادا کو نواب حامد علی کے دادا کے پردادا بنا دیا۔ بیچارے عوام تو سیدھے سادے ہوتے ہی ہیں، وہ ہمیں نوابی خاندان کا بجھتا ہوا چراغ سمجھنے لگے۔ ہمارے ایک دوست کے منہ سے یہ نکل گیا کہ ہمارے دادا نے چار شادیاں کی تھیں اور انھیں کے نقشِ قدم پر ہم چل رہے ہیں۔

ہمیں اپنے دوست کی یہ بات اتنی بُری لگی کہ ہم نے اس سے فوراً جواب طلب کر لیا۔ مگر اس نے ہماری زبان یہ کہہ کر بند کر دی کہ دراصل نوابوں کی شخصیت اور خاندانی وقار ایسی ہی خوبیوں سے ابھر کر سامنے آتا ہے۔ ان باتوں سے ہمیں بھی یہ یقین ہو چلا تھا کہ چاہے ہماری پیدائش لکھنؤ، حیدرآباد یا رامپور میں نہیں ہو سکی تو نہ سہی۔ ہم آج نواب زادے نہیں تو نہ سہی لیکن ہماری پشتوں کا تعلق ضرور نوابی خاندان سے رہ چکا ہے۔

گو واں نہیں، پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں
کعبے سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی

الیکشن میں ہمیں زبردست کامیابی ملی۔ اب تو ملنے جلنے والوں کی تعداد میں بھی بہت اضافہ ہو گیا تھا مگر ساتھ ہی ہمارے اور ملنے جلنے والے لوگوں کے درمیان تکلفات کی دیوار قائم

ہوگئی تھی ۔ ہمارے دوست تک بھی ہم سے ملتے تو بالکل اسی طرح جیسے وہ ہمارے مصاحب ہوں۔ وجہ یہ بھی تھی کہ ہم نے اپنے گھر کا حلیہ ہی بدل ڈالا تھا، مردانے مکان کو دیوان خانے کی شکل دیدی تھی۔ میز کرسیوں اور صوفہ سیٹ کی جگہ اب ایرانی غالیچہ بچھا ہوا تھا۔ یوں سمجھئے اعلیٰ قسم کی مسند اس پر سفید گاؤ تکیہ جس پر غلاف چڑھا ہوا اور ہم اس سے ٹیک لگائے حقے کی سنک پکڑے ہوئے کش لیتے جاتے اور باتیں کرتے جاتے۔

اس درمیان خاصدان بھی اپنا نمایاں کردار ادا کرتا رہتا۔ لوگ اس میں سے بڑی نزاکت سے پان کی گلوریاں نکالتے اور منہ میں رکھتے جاتے۔ خاصدان کی مناسبت سے ہم نے اگالدان کو بھی برابر کی عزت بخشی تھی۔ اس کے علاوہ ہم نے اپنی وضع قطع، لباس و طعام، اخلاق و عادات، نشست و برخاست، انداز گفتگو، طریقۂ مذاق اور تہذیب و شائستگی وغیرہ قطعی طور پر نوابوں کی شایان شان اختیار کر رکھے تھے۔ اس بات کا پورا پورا خیال رکھتے کہ کوئی بات محفل کے آداب کے خلاف نہ ہونے پائے۔ خاصدان کسی کی طرف بڑھاتے تو مخصوص انداز میں فرماتے ؎

دستِ نازک بڑھائیے صاحب
پان حاضر ہے کھائیے صاحب

مگر ایک صاحب تو ہم سے یہ شعر سنتے ہی لڑنے مرنے کو تیار ہوگئے۔ ہوا یہ کہ کسی زمانے میں ہمیں پہلوانی سیکھنے کا بھوت سوار ہوگیا تھا۔ ہم نے شہر کے ایک نامی پہلوان کو اپنے یہاں بلایا تھا۔ ہم نے جب ان کو خاصدان پیش کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا تو فرمانے لگے "کیا کہا آپ نے ذرا مکرر ارشاد فرمائیے۔ آپ نے ہمارے فولادی ہاتھوں کو دستِ نازک بتایا۔ گویا کہ آپ نے ہمیں گالی دی۔ پھر کیوں نہ دو دو ہاتھ ہوجائیں پہلوانی تو ہم بعد میں سکھائیں گے پہلے چھٹی کا دودھ یاد دلادیں۔

ہم نے ان کے دل سے غلط فہمی دور کرنی چاہی۔ ہم بولے ۔ واللہ! گستاخی معاف ہو تو عرض کریں کہ یہ تو کہنے کا لکھنوی انداز ہے۔ پھر بھی اگر آپ کی نازک طبیعت پر گراں گزرتا ہے تو ہم معذرت چاہتے ہیں۔ مگر وہ لڑنے کے ارادے سے بالکل باز نہیں آئے۔ مجبوراً ان کا دل رکھنے کے لیے ہم تعظیماً ان کے روبرو یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوگئے کہ۔

ع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

مگر اسے کیا کیجئے کہ کبھی ہم ان کو اور کبھی وہ ہم کو دیکھتے تھے۔ بالآخر ہم نے ان سے درخواست کی کہ قبلہ تکلف برطرف۔ اب پہل کر دیجئے۔ مگر وہ بولے کہ نہیں، یہ ہماری شان کے خلاف ہے۔ پہلا وار آپ ہی کو کرنا پڑے گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کبھی ان کی طرف سے اور کبھی ہماری طرف سے تکرار اگر ہو رہی تھی تو صرف یہی کہ پہلے آپ۔ پہلے آپ۔ مگر تھوڑی دیر میں پانسہ ہی پلٹ گیا۔ یوں سمجھئے گویا

بدلیاں چھاگئیں برسات نہ ہونے پائی

ہوا یہ کہ دسترخوان پر جیسے ہی ایک مصاحب نے کھانا لگایا وہ سب کچھ غصہ چھوڑ کر کھانے پر اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے روزہ رکھے ہوئے ہوں اور وہ بھی بغیر سحری کا۔ کھانے کے معاملے میں انھوں نے نہایت بدذوقی کا ایک یہ بھی ثبوت دیا کہ ایک بار بھی زبان کبھار سے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ قبلہ پہلے آپ ابتدا کریں۔ اور کھانے کے بعد کپڑے جھاڑتے ہوئے یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ اسوقت ہمارا موڈ لڑنے کا نہیں۔ کبھی آگے کو دیکھا جائے گا اس کے بعد نہ وہی آئے اور نہ ہم نے ہی بلایا۔ بلکہ ہم نے پہلوانی کا شوق اپنے دل سے نکال دیا اور اس کی جگہ کبوتربازی، بٹیر بازی، مرغ بازی، پتنگ بازی اور شطرنج کی طرف مائل ہوگئے۔

دور دور سے کبوتروں کی مشہور نسل کے جوڑے منگوائے گئے۔ ان کی نسل بڑھائی گئی۔ کچھ ہی دنوں میں ہمارا گھر لوٹن کبوتر، عنبری کبوتر، چوپا چندن کبوتر، یاہو اور گرہ باز کبوتر نساوری اور گولے نسل کے کبوتروں کی کثرت سے بھر گیا۔ پھر بھی ہم نواب واجد علی شاہ کا مقابلہ تو نہ کر سکے۔ انھوں نے تو ریشم پرے نسل کے کبوتروں کا ایک جوڑا پچیس ہزار روپے کا خریدا تھا اور ۲۴ ہزار کبوتر پال رکھے تھے جن کی نگہداشت کے لیے سیکڑوں کبوتر بازوں کو ملازم رکھ چھوڑا تھا۔ بات یہ تھی کہ نواب واجد علی شاہ کے پاس تو پوری ریاست کی آمدنی آتی تھی، مگر ہمارے پاس آمدنی کے ذرائع محدود تھے مگر پتنگ بازی میں ہم لکھنؤ کے میر عمدو اور خواجہ مٹھن سے ضرور بازی لے گئے تھے۔ ہمارا یہ ریکارڈ رہا ہے کہ آج تک ہماری پتنگ کی عزت بڑے سے بڑے کہنہ مشق پتنگ باز بھی نہیں لوٹ سکے۔

ہمارے شطرنج کے کھیل کی تو دنیا ہی نرالی ہے۔ کھیلنے بیٹھتے ہیں تو دنیا و مافیہا کا کوئی ہوش ہی نہیں رہتا۔ بیچ میں کسی کا مخل ہونا بڑا ناگوار سا لگتا ہے۔ کھیلنے کے دوران تو ہم اخلاقی قدروں کو بھی بھول جاتے ہیں۔ ہماری بیگم اکثر کہا کرتی ہیں کہ موا یہ شطرنج تو ہمارے لیے سوتنوں سے بھی زیادہ جلاپا لیکر آیا ہے۔

اسی طرح جب ہمارا ذہن مختلف قسم کے راگ اور راگنیوں کی طرف راغب ہوا تو وہ انھیں سن کر ناک بھوں سکوڑنے لگ جاتیں جیسے کوئی کڑوی اور کسیلی دوائی حلق سے اتار رہی ہے راگ درباری ہو یا راگ مالکوس، راگنیوں میں ٹھمری، کھماج، بھیرویں یا دادرہ ہی کیوں نہ ہو انھیں یہ سب شوق ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا مگر جو شوق انھیں دونوں آنکھیں بھاتا وہ تھا شعر و سخن کا شوق۔ شعر و شاعری سے انھیں بہت راحت ملتی تھی۔

ہر وقت وہ یہی چاہتی تھیں کہ ہم شعر سناتے رہیں اور وہ سنتی رہیں یا وہ سناتی رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ اب ہم انھیں یہ کیسے سمجھائیں کہ

اور بھی فکر ہیں بیوی کی محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں بیوی کی رلعت کے سوا

جہاں ہماری بیگم کو ہماری بہت سی عادتیں ناپسند ہیں، وہاں کچھ عادتیں پسند بھی ہیں۔ مثلاً ہماری ایسی عادت کو وہ کافی پسند کرتی ہیں کہ ہم نے جام و مینا یا شیشہ و ساغر کی طرف آج تک بھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ ہمارا مزاج لڑکپن سے عاشقانہ رہا ہے۔ یعنی کوئی نظروں سے بلائے تو ہم برا بھی نہیں مانتے کیونکہ نہ تو ہم اسے صغیرہ گناہ سمجھتے ہیں اور نہ کبیرہ ؎

کبھی نظر سے کبھی دل سے کرلیے سجدے
یہ نمازِ عشق ہے جو بے امام ہوتی ہے

ویسے اس طرح کے پینے پلانے سے کچھ لوگوں کو اپنی باتوں کی نیند حرام ہو جانے کا ڈر رہتا ہے۔ مگر ہم نے تو بارہا نظروں کا جام پیا لیکن غالب کی طرح ہمارے لبوں پر کبھی یہ شکوہ نہیں ابھرا کہ ؎

نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

ہماری نیند کے بارے میں تو ہماری بیگم کا یہ مقولہ ہے کہ آپ کی نیند کے لیے "گھوڑے بیچ کر سونا" محاورہ ٹھیک ٹھیک انصاف نہیں کرتا بلکہ ایک نیا محاورہ ایجاد ہو جانا چاہیے ــــــ ہاتھی بیچ کر سونا۔

ہمارے چند احباب کا تو یہ بھی کہنا ہے کہ اگر ہماری شب خوابی کا عالمی مقابلہ کیا جائے تو یقیناً ہم گولڈ میڈل جیت لیں۔

ہماری بیگم (خدا انھیں اور حوصلہ دے) ہماری نیند کافور کرنے کے لیے کئی بار چلو بھر بھر کر ہمارے اوپر پانی ڈالنے کا تجربہ کر چکی ہیں مگر نتیجہ کچھ نہیں ہاتھ آیا سوائے اس کے کہ الٹا ان پر ہی گھڑوں پانی پڑ گیا۔

ایک بار تو ہماری نیند کو عالم بیہوشی قرار دیدیا گیا۔ ڈاکٹر تک کو زحمت دینی پڑی۔ ڈاکٹر تک کو اس بات کا قائل ہونا پڑا کہ نیند کے معاملے میں ہم کسی نواب سے کم نہیں۔

چلتے چلتے ہم اپنی نازک مزاجی کا ذکر بھی کرتے چلیں۔ نازک مزاجی کا عالم یہ ہے کہ سر پر بہت باریک کپڑے کی دو پلڑی ٹوپی، جسم پر سفید ململ کا کرتہ، تنگ مہری کا پائجامہ اور سلیم شاہی جوتا بھی ہمیں بارگراں محسوس ہوتا ہے بلکہ حد تو یہ ہے کہ ہم اپنی ناک پر مکھی بیٹھنا بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ فکر تو اس بات کی ہے کہ مرنے پر ہمارا یہ نازک اور ناتواں جسم لٹھے کے کفن کا بوجھ کیسے گوارہ کرے گا۔ اسی لیے ہم نے وصیت نامے میں خاص طور سے یہ وصیت لکھدی ہے کہ

دینا چاہو کفن تو دینا ململ کا
ہم ہیں نازک، کفن بھی ہو ہلکا

مگر کہاں تک اور کب تک اسی بیباک طبیعت و وضعداری نازک مزاجی اور رواداری کا بھرم رکھا جائے۔ اب تو ہم اس چراغ کی مانند ہیں جو صبح تک جلتے جلتے بالکل مدھم پڑ جاتا ہے مگر پھر بھی ٹمٹماتا رہتا ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ

ہستی اپنی نواب کی سی ہے
گرچہ حالت کباب کی سی ہے

(بحوالہ نشر)

آواز کے لیے ترسیل زر کا پتہ

ایک سال ـــــــ ۲۲ روپے

دو سال ـــــــ ۴۲ روپے

ادائیگی بذریعہ چیک / پوسٹل آرڈر / منی آرڈر / ڈرافٹ

چیف ایڈیٹر : آکاشوانی گروپ آف جرنلز

پی ٹی آئی بلڈنگ سکنڈ فلور سنسد مارگ

نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

راتیں اور بھی ہیں

انور عظیم

جھریاں تمہارے چہرے پر تمہاری ساری کہانی کہہ رہی ہیں۔

کیوں، یہ بات میں زور سے کیوں نہیں کہہ سکتا؟ یوں کہ وہ چونک جائے، تاکہ اس کے من میں چھپی ہوئی ساری گرد اس کے اپنے آنسوؤں سے دُھل جائے۔

نہیں، جو بات میں زور سے کہہ سکتا ہوں وہ میں کہہ رہا ہوں، تاکہ وہ چند لمحے اور جی لے، چند دن اور۔

جانتے ہو تمہارا سڑک پر اس طرح مل جانا اور مجھے پہچان لینا — یقین نہیں آتا کہ زندگی میں ایسا ہو سکتا ہے۔ قصے کہانی میں تو خیر چھوڑو۔ تم نے وقت سے پہلے پنشن کیوں لے لی۔ کوئی یہ نہیں سمجھ سکا۔ لیکن میں جانتا تھا، اصلی قصہ کیا ہے۔ اور اب اتنے عرصے بعد جب میں تم کو بھول چکا تھا، یوں یقین نہیں آتا۔

اس نے شیو بھی نہیں کیا ہے۔ شاید کنگھا بھی نہیں کیا۔ نہایا بھی نہیں، جوتوں پر پالش بھی نہیں ہے۔ البتہ باتوں میں وہی پالش ہے، اور اس میں وہی چمک ہے جب اس کا منہ آہستہ آہستہ کھلتا ہے، لیکن دانتوں پر تمباکو کی لیپ سی چپکی ہوئی ہے اور کہیں کہیں مسوڑھے دکھائی دیتے ہیں جہاں جہاں دانت ٹوٹ چکے ہیں اور جہاں کھڑکیوں میں زبان تھرتھراتی ہے۔ وہ چپ چاپ بیئر پی رہا ہے۔ گلاس کی طرح اس کی عینک کے شیشوں پر بھی نمی جمی ہوئی ہے بیئر ٹھنڈی ہے اور دھندلاہٹ بھی

اچھا تم اتنے دنوں رہے کہاں؟ یہیں، کسی شہر میں، جنگل یا گاؤں یا پہاڑوں پر۔

یار میں سنیاسی تو نہیں بن سکا۔ لیکن شہر میں رہ کر لوگوں کے بیچوں بیچ رہ کر بھی، میں سب سے الگ ہو گیا۔ کٹ گیا پتنگ کی طرح۔

اور وہ؟

وہ نظر نہیں اٹھاتا، لیکن بیئر کے گلاس پر اس کی انگلیوں کی گرفت، جو مکڑے کی ٹانگوں کی طرح کانپ رہی ہیں۔ سخت ہو جاتی ہے۔ وہ گلاس واپس رکھ دیتا ہے میز پر اور اس بیرے کو غور سے دیکھنے لگتا ہے آنکھیں میچ کر، جس کی پشت پر کبھ نکل آیا ہے، اور جس کے یونیفارم کی بیلٹ پر پیتل کا تمغہ سب سے زیادہ چمک رہا ہے۔

میں اس کو چپ چاپ دیکھ رہا ہوں۔ میرے سوال نے اس کی آنکھوں میں اتنی دھند بھر دی ہے کہ میں اس کی آنکھوں میں کچھ دیکھ نہیں سکتا۔

یہ بیرا جب اس ریستوران میں کام کرنے آیا ہوگا تو کتنا خوش ہوگا۔ تب وہ سیدھا کھڑا ہوتا ہوگا۔ ٹپ اور ٹپ اور ٹپ اور کچھ، کیا یہ بھی ٹپ ہے۔ اور زندگی، کیا یہ بھی کچھ ہے۔؟

وہ میرا سوال ٹال گیا۔ زبان پر اس کی آج بھی ایسی دھار ہے کہ سارے اندیشے، سارے سوال کٹ کر ڈھیر ہو جاتے ہیں۔

یہ سب صدیوں پہلے کی بات معلوم ہوتی ہے۔ جس دن وہ استعفیٰ دے کر اچانک غائب ہوا، اس سے دو تین دن پہلے، ایک شام ہماری ایک ساتھ گزری تھی۔ اتفاقیہ اور یہ شام آدھی رات کے بعد بھی سلگتی رہی تھی۔ اور وہ بھی وہاں موجود تھی۔ اور یہ بیوقوف موم بتی کی طرح پگھلا جا رہا تھا۔ اور وہ؟ اس کے چاہنے والے بہت تھے۔ اور وہ موم بتی کو جلانے اور پگھلانے کا فن اچھی طرح جانتی تھی۔ اور وہ جانتی تھی کہ وہ کیا جانتی ہے۔

میں نے بہت کچھ سن رکھا تھا، لیکن اس شام کچھ اور ہی رنگ دیکھا۔

وہاں عورتیں کافی تھیں۔ لیکن وہ سب سے الگ تھی۔ چہرہ الگ سلگتا ہوا سا، آنکھیں الگ شام ہی سے نیند کی ماتی۔ بال بار بار چہرے پر جھول جاتے تھے، اور پھر ایک ہی جھٹکے میں ہونٹوں کو چومتے ہوئے الگ ہو جاتے تھے۔ اچانک مجھے لگا کہ وہ سب کو دھوکا دے رہی ہے اور سب سے زیادہ میرے دوست کو۔ وہ میزوں کے اس پار اکیلا بید کی کرسی پر بیٹھا بظاہر سب سے الگ اپنی شام میں ڈوبا ہوا، سگریٹ اور سنہری آگ کا گھونٹ گھونٹ لطف اٹھا رہا تھا۔

یاد ہے وہ شام — میں پوچھتا ہوں تو وہ گلاس کی ٹھنڈی نمی کو ہونٹوں سے آہستہ آہستہ چھوتا ہے اور پوچھتا ہے: کونسی شام؟

مچھلی جانتی ہے جال کہاں ہے۔

اور یہ بوتل تو خالی ہو گئی۔

بھری بوتلیں بہت ہیں۔

جانتا ہوں، جانتا ہوں۔

خالی بوتل گئی، بھری بوتل آ گئی۔ لگتا ہے جھاگ کے ساتھ ٹھنڈی ٹھنڈی بھاپ بھی ہوا میں اُڑ رہی ہے۔

ارے بھئی تم نے شیو کیوں نہیں کیا؟ وہ کندھے جھٹک دیتا ہے۔ پھر اس کے ہونٹ کیکٹس کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے کی طرح نکیلے ہو جاتے ہیں۔ اس کے ہونٹ زہریلی مسکراہٹ سے بھیگ رہے ہیں۔ پھر وہ نظر جھکا کر کہتا ہے تم کیا جاننا چاہتے ہو یہ رہا شیو دیکھو میرا شیو۔ وہ اپنے جوتوں کے تلوے دکھاتا ہے جن میں گرد آلود سوراخ ہیں۔ as clean as your [illegible]

وہ ہنسنے کی بھونڈی سی کوشش بھی کرتا ہے۔

مجھے یاد ہے وہ رات جس کی اگلی صبح کو میں نے استعفیٰ دیا اور غائب ہو گیا۔ ہاں تم مجھ سے ملے بھی نہیں۔ میں نے تم کو باس کے کمرے سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ تم فکرمند نہیں تھے لیکن تم ویسے بھی نہیں دیکھے جیسے تم ہمیشہ دیکھتے تھے۔ دنیا تمہاری میرے جوتے کی نوک پر — تمہیں یہ اندازہ نہیں تھا۔ پھر؟ پھر کیا — پھر تم غائب ہو گئے۔ چند دن بعد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ بھی غائب ہے۔ کچھ نہ پوچھو مرنے والوں کے دلوں پر کیسا سانپ لوٹ گیا۔ سب یہی کہتے تھے خاص طور پر مجھے سنا کر کچوکے لگانے کے لیے: دل اندھے کی لاٹھی ہے یار! دیکھیں اس کے ساتھ غائب ہو گئی کہاں وہ اور کہاں وہ۔ ادھیڑ تو تھا وہ۔ کنپٹیوں کے بال تو چاندی ہو چکے تھے۔ اگر کچھ تھا اس میں تو وہی فلمی ہیرو کا پوز — کیوں بھئی تم سے تو اس کی گاڑھی چھنتی ہے۔ لے گیا نا چپکے سے چڑیا اڑا کر۔ او وہ شٹ اپ اس کے سوا میرے پاس کوئی جواب ہی نہیں تھا۔

اور اب؟

اب میں تمہارے کھلنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ کھلو!

اسی لیے اتنی بڑھیا بیئر پلائی ہے؟

او شٹ اپ!

لیکن اس رات کے بعد کیا ہوا ہوگا کہ تم اس طرح، ہاں — میں یہی سوچا کرتا تھا۔ اچھا بتاؤ وہ کہاں ہے۔

وہ سر جھکا لیتا ہے۔ تب میں دیکھتا ہوں کہ قمیص کا بٹن ٹوٹا ہوا ہے اور اس کے نیچے بنیان بہت میلا اور سوراخوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے جوتوں کی طرح۔ اب میری نظر اس کے ناخنوں پر پڑ گئی ہے۔ لمبے اور میل سے کالے۔ اس کی زبان مسوڑھوں کی کھڑکیوں میں تھرتھرا رہی ہے۔ اور وہ کیکٹس جیسے ہونٹوں کو چاٹ کر ان کی پپڑیوں کو بھگونے کی کوشش کرتا ہے۔ بیئر کافی نہیں ہے۔ وہ آہستہ آہستہ سر اٹھاتا ہے، اس کی آنکھیں لالٹینوں کی طرح جلتی ہیں۔ سمندر کے کنارے ان ملاحوں کے انتظار میں جن کی کشتیاں کب کی ڈوب چکیں۔

آخر میں تم کہو گے، بھاگے کیوں؟ لیکن سنو۔

تم جانتے ہو میں اس سے عمر میں پندرہ بیس سال بڑا تھا۔ لیکن اس نے دیکھتے دیکھتے اس خلیج کو پاٹ دیا۔ ان دنوں میں اکیلا تھا۔ وہ تو خیر میں آج بھی ہوں۔ میں اس کی دوستی سے اور اس کی بے تکلفی سے، جو ہوا کے جھونکے کی طرح میری زندگی میں در آئی تھی، بہت ڈرتا تھا۔ اس رات جب ہم پارٹی سے نکلے تو اس نے اپنے گھر جانے سے انکار کر دیا اور کہا میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔ لیکن کیوں میں نے پوچھا۔ اس نے کہا میں گھر والوں کو ذرا شاک دینا چاہتی ہوں۔ میرے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا۔ اور جب اس رات کی صبح ہوئی تو سب کچھ بدل چکا تھا۔

پھر ہم بہت دور چلے گئے۔ میں تم کو یہ نہیں بتا سکتا کہ کہاں۔ اتنا تو بتا سکتا ہوں کہ وہاں پہاڑیاں تھیں جن کی چوٹیوں پر بادل کبھی کبھی خیمہ سا تان لیتے تھے۔ رات کو اکثر بارش

ہوتی تھی اور بجلی چمکتی تھی تو گھنے درختوں کے بھیگے پتے روشنی کی ہتھیلیوں کی طرح جھلملاتے تھے۔ کچھ عرصے تک تو ایسا لگا کہ ہم ہواؤں کی طرح جنگل سے گزر رہے ہیں۔ میرے پاس اتنا پیسہ تھا کہ ہم دو تین سال تو مزے میں دنیا سے چھپ کر پہاڑیوں پر گزار سکتے تھے۔ اس لیے میں نے سوچا بھی نہیں کہ کل کیا ہوگا۔ ہمیں ایک چھوٹی سی کٹیا مل گئی۔ ہم نے ایک تبتی کتا بھی پال لیا جو اپنی مالکن کے سامنے مجھے خاطر میں نہ لاتا تھا۔ ایک دن وہ کتے کو ساتھ لے کر نیچے جنگلوں میں اتری اور پھر لوٹ کر نہ آئی۔ البتہ شام تک کتا واپس آگیا۔ پھر میں اور کتا دونوں اس کی تلاش میں نکلے اور آج تک تلاش ہی میں ہیں۔ کتا بھی ایک دن غائب ہوگیا۔ کہتے ہیں کتا بہت وفادار ہوتا ہے۔ لیکن میں اپنے کتے کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

تمہارا کتا بہت خوبصورت ہوگا۔ کسی کو بھا گیا ہوگا۔

لیکن...

وہ رک جاتا ہے اور اپنی تھوڑی کو کریدنے لگتا ہے۔

لیکن وہ کہاں گئی؟

یہی تو میں بھی جاننا چاہتا ہوں۔ جانتے ہو کبھی کبھی اس کی آنکھوں میں جنگلوں کے سائے سے تیرتے نظر آتے تھے۔ ہوا کے ساتھ اُڑتے ہوئے جنگل، یکایک وہ جنگلوں میں کھو گئی۔ میں نے اس کے گھر کا بھی پتہ لگایا شہر میں۔ وہاں سے وہ لوگ جا چکے تھے پردیس۔ آج تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ اپنے گھر کے قافلے کے ساتھ تھی یا نہیں۔

اس کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں جن کو وہ گلاس کے پیچھے چھپا لیتا ہے۔ اگر کسی کو زندگی بھر دوستی نہ ملے، اپنایت نہ ملے، تو شاید سفر کٹ جاتا ہے۔ مگر ایک بار جل تھل ہو جائے اور پھر ریت ہی ریت۔ یہ کیا ہے؟

ایسا نہیں تھا کہ وہ بہت خوبصورت تھی۔ نہیں۔ بس ایسا تھا کہ وہ جتنی دیر بھی رہی کچھ اس طرح کہ جیسے وہ گرمیوں کی بارش ہو اور میں لُو میں جھلسا ہوا، بھیگتا بوڑھا درخت۔

اور پیو گے؟ نہیں۔ وہ آخری گلاس اٹھاتا ہے اور پردہ اٹھا کر کھڑکی سے باہر دیکھتا ہے۔ رات کے سوا اور کچھ نہیں ہے باہر۔ چلیں، چلو۔ ہم اسٹریٹ لیمپ کے نیچے کھڑے ہیں اور ہم سے کوئی بھی پہلے رخصت ہونا نہیں چاہتا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ ہاتھ اٹھاتا ہے اور میری طرف بڑھاتا ہے۔ چل دیئے۔ چند قدم کے بعد وہ ایک موڑ پر مڑا اور غائب ہوگیا۔ لیکن وہ جائے گا کہاں۔ یہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں۔ میں اس کے پیچھے بھاگتا ہوں۔ چند گلیوں کے چکر لگانے کے بعد میرے قدم سست پڑنے لگتے ہیں۔ میں لیمپ پوسٹ کے پاس کھڑا ہو جاتا ہوں۔ یکایک کسی کار کے پہیوں کی چیخ سنائی دیتی ہے لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے۔ میں پھر سڑکوں اور گلیوں میں بھاگتا ہوں لیکن کچھ پتہ نہیں چلتا۔

میں چپ چاپ، سر جھکائے، شہر کے سناٹے سے گزر رہا ہوں اور کچھ پتہ نہیں چلتا۔

(اردو سروس سے)

افسانہ

مجھے حکم ہوا ہے کہ کہانی لکھوں

شبیر احمد

تو تم یہ چاہتے ہو کہ جب تک تمہاری ٹرین نہ آجائے، میں تم کو اپنی کتاب زندگی سے ایک ایسی کہانی سناؤں جس کا تعلق تم سے نہیں ہو۔ میں جانتا ہوں تم کہانی سننا کیوں چاہتے ہو ——— ٹرین ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ ہے اور تم بوریت کا شکار ہونے سے بچنا چاہتے ہو۔ میرے یار! میری زندگی کی کتاب ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے کھلی پڑی رہتی ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خیالات کی تیز و تند ہوائیں چلنے لگتی ہیں ——— اور اوراق پھڑپھڑا اُٹھتے ہیں۔ اور تب میں آہستہ سے اس کتاب کو اٹھا لیتا ہوں ——— کہیں شیرازہ تو نہیں بکھر گیا ——— کوئی ورق غائب تو نہیں ہو گیا ——— اور پھر میں اوراق کا شمار کرتا ہوں ——— کل کے کل اڑتالیس صفحات موجود ہیں۔ کتنی مختصر سی کتاب ہے؟ اس کے باوجود اس کے بوجھ سے میں دبا جا رہا ہوں۔ اور سانس رکتی ہوئی معلوم ہوتی ہے ——— اور میں بڑی سنجیدگی سے گھنٹوں سوچتا رہتا ہوں ——— اس بوجھ سے نجات حاصل کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے ——— مگر گھنٹوں سوچنے کے باوجود کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے۔

اب جو تم نے کہانی سنانے کی فرمائش کی ہے تو یکلخت پھر اوراق پھڑپھڑا اٹھے ہیں۔ اندر ہی اندر ایک تلاطم برپا ہے۔ ——— ایک طوفان ہے جس میں، میں گھر گیا ہوں ——— خیالات کی یہ آندھی ذرا دھیمی ہو تو پھر میں تم کو کہانی سناؤں ——— اڑتالیسواں صفحہ ابھی سادہ ہے ——— لیکن بالکل سادہ بھی نہیں۔ اس صفحہ پر بھی کل چھ سطور موجود ہیں۔ اور یہ دو پیراگرافوں میں منقسم ہیں۔ بقیہ تمام صفحات بھرے ہوئے ہیں۔ ہر صفحہ بارہ پیراگراف پر مشتمل ہے اور ہر پیراگراف کے ذیلی پیراگراف ہیں۔ ان ذیلی پیراگرافوں کے بھی پیراگراف ہیں۔ ارے! تم میرا منہ کیا تک رہے ہو ——— اس بات پر تمہیں حیرت ہے کہ کہیں پیراگراف کے بھی پیراگراف ہوتے ہیں ——— تو میرے بھائی یہ زندگی کی کتاب ہے۔ میرے افسانوں کا مجموعہ اعتراف نہیں ——— اس کی ہر بات نرالی ہوتی ہے ——— اور پھر یہ کہ جب "قطار در اندر قطار" ہو سکتے ہیں تو پھر پیراگراف کے پیراگراف کیوں نہیں ہو سکتے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں ان پیراگرافوں کے بغیر زندگی کی کتاب لکھی نہیں جا سکتی ایک صفحہ پر صرف ایک کہانی نہیں بلکہ کئی کہانیاں ہوتی ہیں ——— ہر پیراگراف ایک الگ کہانی کو جنم دیتا ہے جو کئی صفحات کے کئی پیراگرافوں کے درمیان پھیلی ہوتی ہے ———

میں تم کو ہارون کی کہانی سنانے والا ہوں۔ یہ کہانی بیسویں صفحہ تک گئی ہے اور پھر چند سطور اڑتالیسویں صفحہ پر بھی موجود ہیں ——— بقیہ صفحات پر ہارون کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ البتہ تمہاری یا ہم دونوں کی مشترکہ کہانی بارھویں صفحہ سے شروع ہو کر اڑتالیسویں صفحہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ تم اپنے گاؤں کے اسکول سے مڈل کا امتحان پاس کر کے شہر کے اسی اسکول میں آئے تھے جہاں میں پہلے ہی سے تھا۔ ہاں! تم ٹھیک کہتے ہو ——— میں تم کو تمہاری ہی کہانی سنانے لگا ہوں جبکہ تم نے یہ شرط رکھدی ہے کہ تمہیں ایسی کہانی سناؤں جس کا تعلق تم سے نہیں ہو ——— ہاں! تو ہارون کی کہانی سنو، مگر ٹھہرو ——— پہلے ایک واقعہ سن لو زیب داستان کے طور پر ——— اور وہ واقعہ یہ ہے کہ بول پور میں، جہاں شانتی نکیتن ہے، المونیم کی ایک چھوٹی سی دُکان تھی۔ دُکاندار کا بڑا لڑکا، جو کچھ دنوں سے اس کے ساتھ ہی رہ رہا تھا ——— میلہ گھومنے گیا۔ میلہ میں اسے ایک تھیلہ ملا جسے اس نے اپنے باپ کو دیدیا ——— تھیلے میں پچیس ہزار سے بھی زیادہ کی رقم تھی۔

"تمہیں تھیلہ نہیں اٹھانا چاہئے تھا ——— آئندہ سے اس کا خیال رکھنا۔"

اس نے اپنے بیٹے سے اپنی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور اسی وقت میلہ کے تھانہ میں تھیلہ جمع کر کے چلا آیا ——— اس نے تھیلہ جمع کرنے کی رسید حاصل کر لی تھی ——— چند دنوں کے بعد تھیلے کا وارث اس سے ملنے آیا۔ اسے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ معمولی ساؤ کا ندار اور اسقدر

ایماندار اور وہ بھی اس دور میں ——— اس نے خوش ہو کر نصف رقم دُکاندار کو انعام کے طور پر پیش کی۔ مگر اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ ہر شخص کو اپنی محنت کی کمائی کھانی چاہیئے ——— اس واقعہ کے کئی سال بعد وہی آدمی اپنے گاؤں میں ——— دُکان چھوڑ کر چلا آیا ہے ——— گاؤں میں وہ عجیب زندگی گزار رہا ہے ——— اس کا حال یہ ہے کہ اپنے ہاتھ میں ہر وقت ایک کٹورہ لیے پھرتا ہے اور گھر گھر آوازیں لگاتا ہے: ———

"مجھے حکم ہوا ہے کہ آج ناشتہ آپ کے یہاں کھاؤں" ——— "مجھے حکم ہوا ہے کہ دن کا کھانا آپکے یہاں ہے" ——— "مجھے حکم ہوا ہے کہ رات کی دعوت آپ کے یہاں ہے" ——— اپنے گھر کا کھانا وہ نہیں کھاتا۔ پانی تک نہیں پیتا ——— وہ گھر پر رہتا بھی نہیں ——— دن بھر ادھر ادھر مارا مارا پھرتا ہے ——— اسکی بیوی کوشش کرتی ہے کہ اپنی باتوں سے وہ اس کا دل جیت لے ——— اور اسے گھر پر رہنے اور کھانے پینے کے لیے آمادہ کرے ——— مگر اسے اپنی کوشش میں کامیابی نہیں ملی ——— جب وہ گھر پر رہنے اور کھانے کے لیے دباؤ ڈالتی تو وہ کہتا: ———

"ضد نہ کرو"!

"کیوں ضد نہ کروں"

"مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہارے گھر کا کھانا میرے لیے حرام کر دیا گیا ہے اور یہ کہ میں تمہارے سائے سے بھی دور رہوں ———"

اس کی یہ حالت دیکھ کر گاؤں کے لوگوں کے دلوں میں ہمدردی کا بے پناہ جذبہ اُمڈ آتا ہے اور آنکھیں بھر آتی ہیں۔ اور لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں ———

قدرت کا عجیب تماشہ ہے ——— کیا آدمی تھا یہ اور اب کیا ہو گیا ہے ——— جس نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا ——— کسی سے مانگ کر بیڑی تک نہیں پی ——— اذیت رسانی کے باوجود کبھی سوتیلی ماں کی شکایت کے طور پر ایک حرف تک زبان پر نہیں لایا ——— باپ کے جور و ظلم کے باوجود کبھی ان کی شان میں گستاخی نہیں کی ——— اور اپنے فرض سے کوتاہی نہیں برتی ——— آج اس کی حالت یہ ہے کہ گھر گھر مانگ کر کھاتا ہے ——— گداگروں کی طرح ——— حالانکہ وہ آج بھی محتاج نہیں ہے ——— اس کا بڑا بیٹا جو کبھی اس کے ساتھ رہا کرتا تھا ——— اب بھیونڈی میں رہتا ہے ——— اور ہر ماہ پابندی سے روپیہ بھیجتا ہے ——— گھر کے خرچ کے لیے الگ ——— باپ کے لیے الگ ——— ہر ہفتہ ماں کو تاکیداً خط لکھتا ہے ——— "ابا کا پورا خیال رکھئے گا۔ ان کو کسی طرح کی تکلیف نہیں ہونی چاہئے"

اور اس کا حال یہ ہے کہ گاؤں کے لوگوں سے مانگ کر کھاتا ہے۔ میرے یار! ذرا غور کرو ——— کہ وہ آدمی جو تم کو یہ کہانی سنا رہا ہے ——— اور جس کا وہ بچپن میں گہرا دوست بھی رہا ہو ——— اس نے جب اسے اس حالت میں دیکھا ہو گا تو اس کے دل پر کیا بیتی ہو گی ——— ضبط کے باوجود اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ نہ پڑا ہو گا ——— اف میرے خدا ——— عجیب شان ہے تیری ——— تو آنکھوں کو وہ تماشے دکھاتا ہے جسے آنکھیں دیکھنا نہیں چاہتیں ——— اور جسے آنکھیں دیکھنا چاہتی ہیں، اسے ناپید کر دیتا ہے۔

تو میرے بھائی کیا اب بھی یہ بتانے کی ضرورت باقی رہ گئی ہے کہ میں جس آدمی کی کہانی تم کو سنانے جا رہا ہوں، یہ واقعہ بھی اسی آدمی کا ہے ——— بہرحال اب کہانی سنو ——— پہلے صفحہ سے لے کر چھٹے صفحہ تک کی تحریریں مٹ چکی ہیں۔ ان صفحات پر کیسی کہانیاں تھیں، مجھے نہیں معلوم سوچتا ہوں اماں بی سے دریافت کر کے ان صفحات کو بھی مکمل ہی کر دوں ——— ہارون میرے گاؤں کا رہنے والا ہے، میرے بچپن کا ساتھی اور گہرا دوست ——— مولوی نور محمد صاحب مرحوم کے مکتب میں ہم دونوں پڑھتے تھے ——— اور ایک ساتھ بیٹھا کرتے تھے ——— ایک ساتھ بیٹھنے کے لیے ہمیں جگہ نا پینی پڑتی تھی ——— اور یہ کام میں صبح سویرے ہی کر لیا کرتا تھا۔ یوں تو گاؤں میں اور بھی بہت سے لڑکے تھے جو مولوی نور محمد صاحب مرحوم کے مکتب میں پڑھا کرتے تھے۔ مگر زیادہ تر لڑکے نور محمد صاحب کے مکتب میں پڑھتے تھے۔ ان لڑکوں سے بھی ہماری دوستی تھی۔ لیکن ہارون سے کچھ زیادہ ہی قربت تھی ——— یہ قربت عمر سے بھی تھی ——— اور اس کی بہن آمنہ سے بھی ——— لیکن بچپن میں ہی ان دونوں کو لے کر ان کی ماں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے گاؤں چھوڑ کر چلی گئی۔ رفتہ رفتہ میں بھی ان دونوں کو بھول گیا ——— لیکن ۲۵ سال بعد اچانک عمر یاد آ گیا اور اس کی بہن آمنہ بھی۔ اور میں تڑپ کر رہ گیا ——— تم تو جانتے ہی ہو کہ میں نے جو کہانی "محمد عمر ولد محمد قاسم" لکھی ہے، وہ اسی عمر کی کہانی ہے، یہ کہانی تم سن چکے ہو۔ اور اپنی رائے بھی دے چکے ہو، گو تمہاری رائے سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ تم نے مشورہ دیا تھا کہ میں آمنہ کو مرکزی کردار بنا کر پیش کروں۔ اس طرح کہانی میں جان آ جائے گی ——— تمہارا خیال ہے کہ میں نے عمر کو مرکزی کردار کی حیثیت سے پیش کیا ہے ——— حالانکہ تمہارا یہ خیال غلط ہے ——— مرکزی کردار تو صرف تلاش ہے، جستجو ہے اور وہ یادیں ہیں جن کا تعلق بچپن کی معصومیت اور گاؤں کی سادہ لوح زندگی سے ہے ——— عمر، آمنہ اور محمد قاسم ——— ان میں سے کوئی بھی مرکزی کردار نہیں ہے ———

شاید تم یہ سوچ رہے ہو کہ ہارون کی کہانی سناتے سناتے میں پھر بہک گیا ہوں۔ یہ سچ ہے کہ کہانی کار کبھی کبھی کہانی سناتے سناتے بہک بھی جاتا ہے ——— مگر اس وقت جبکہ میں تم کو ہارون کی کہانی سنا رہا ہوں بہکا نہیں ہوں۔ کہانی بالکل فطری انداز میں آگے بڑھ رہی ہے ——— اور خط مستقیم پر چل رہی ہے ——— ہارون کی کہانی سناتے وقت عمر کا تذکرہ تو آنا ہی تھا۔ شاید اس لیے کہ میں، عمر اور ہارون ایک ساتھ رہا کرتے تھے کہ ہم تینوں مثلث تھے۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ مثلث کو میری زندگی سے بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ بچپن میں بھی ——— اور آج بھی ——— تم نے میری کہانی مثلث کے بھاگتے ہوئے زاویے پڑھی ہے نا! یہ کہانی تمہاری ہے اور وہ اس طرح کہ ایک بار تم شہر آرزو میں آئے، کسی ہوٹل میں ٹھہرے اور پھر چلے گئے۔ اور جب تم چلے گئے تو دوسرے کئی لوگوں نے بتایا کہ تم آئے تھے ——— مجھے یہ جان کر بہت تکلیف پہنچی اور حیرت بھی ہوئی ——— حیرت اس لیے کہ مجھے دوسروں نے بتایا کہ تم آئے تھے ——— حالانکہ ہونا یہ تھا کہ دوسروں کو میری زبانی یہ معلوم ہوتا کہ تم آئے تھے ——— اسی دن میں نے پہلی بار محسوس کیا ہم جو کبھی مثلث تھے، اب نہیں رہے کہ ہر زاویے ایک دوسرے سے دور ہوتا جا رہا ہے ——— زاویے جب تک ایک دوسرے سے ہم آہنگ نہیں ہوتے مثلث کی تکمیل ہو ہی نہیں سکتی۔ عمر کے چلے جانے کے بعد مثلث بکھر گیا صرف دو زاویے رہ گئے ——— میں اور ہارون ——— پھر ہارون بول پور چلا گیا ——— اور میں بھی تعلیم حاصل کرنے کے لیے شہر میں رہنے لگا ——— میری دلی تمنا تھی کہ ہارون بھی میری طرح تعلیم حاصل کرے۔ اور اسی لیے جگیارہ مڈل اسکول سے لے کر مدرسہ امدادیہ تک اپنے ساتھ رکھا اور اس کے تمام اخراجات کی کفالت بھی کہ اسی شرط پر شہر میں رہنے کے لیے دادی جان کو میں نے رضامند کر لیا تھا۔

دیکھو میاں! یہ ہارون کا گھر ہے۔ بچپن میں میرا زیادہ تر وقت اسی گھر میں گزرا ہے۔ ہارون کی ماں فرشتہ صفت خاتون تھیں۔ وہ مجھے بیحد پیار کرتی تھیں بالکل ہارون کی طرح ——— ایک بار بچپن میں جب مجھے ہیضہ ہو گیا تو ہیضہ سے بے پناہ ڈرنے کے باوجود وہ میرے گھر آ گئیں ——— اور کئی دنوں تک دن رات جاگ کر میری خدمت کرتی رہیں اور اپنے خدا سے میری درازئ عمر کی دعائیں مانگتی رہیں۔ اکثر و بیشتر میں اور ہارون ایک ساتھ بیٹھ کر ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھاتے۔ اور اماں بڑے پیار سے ہم دونوں کو پنکھا جھلتی رہتیں ——— پھر ایک دن اچانک وہ انتقال کر گئیں ——— اور اس کے باپ نے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی۔ اس کی نئی ماں جہیز میں ایک بیٹی بھی لائی تھیں جو بعد میں اس کی رفیقۂ حیات بنی ——— اس کی نئی ماں کی وجہ سے میرا اس کے گھر جانا بند ہو گیا تھا۔ لیکن گھر کے باہر ہم لوگ ملتے رہتے۔ کچھ دنوں بعد میں بھی شفقتِ پدری سے محروم ہو گیا ——— اور تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا، ڈیڑھ دو برس کے لیے۔ اس مدت میں گاؤں کے دوسرے لڑکوں کے ساتھ آوارہ گردی کے علاوہ میرا اور کوئی دوسرا کام نہیں تھا۔ گاؤں کے لوگ ہماری ٹولی سے تنگ آ چکے تھے ——— کبھی کسی کے گنّے کے کھیت میں گھس جاتے کبھی بھٹّا کے کھیت میں ——— کبھی گاؤں کی مُرغیاں چُرا کر کھا جاتے ——— اور جب آموں کا موسم آتا تو پھر دن رات آموں کے باغ میں ڈیرہ ڈالے رہتے ———

■

دو سال بعد ایک دن اچانک نہ جانے کیا وجہ ہوئی کہ مجھے پھر پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اور میں شہر چلا گیا ——— اور وہیں رہنے بھی لگا۔ کبھی کبھی چھٹیوں میں گاؤں جاتا تو ہارون سے ملاقات ہوتی۔ جب تک گاؤں میں رہتا، ہارون میرے ساتھ ہی رہتا ——— اور تعلیم سے فراغت کے بعد گاؤں ہمیشہ کے لیے چھوٹ گیا ——— رام کو بن باس ملا تھا اور مجھے شہر باس ——— رام تو چودہ برس بعد اجودھیا لوٹ آئے تھے ——— مگر میں تو اب تک سزا کاٹ رہا ہوں ——— پورے پچیس سال ہو چکے۔ ان پچیس برسوں میں صرف دو بار گاؤں گیا ہوں ——— بارہ سال قبل ایک شب کے لیے گیا تھا مگر ہارون سے ملاقات نہیں ہوئی تھی کہ وہ گاؤں میں نہیں تھا ——— اپنے باپ کے ساتھ بول پور میں رہتا تھا پھر پچھلے ماہ مئی میں پورے تیرہ سال بعد اپنے گاؤں گیا تھا ——— اپنی چچا زاد بہن کی شادی میں شرکت کے لیے ——— یہ پہلا موقع تھا جب میں رکشہ سے گاؤں گیا تھا کہ اب پختہ سڑک بن چکی ہے جیسے ہی گاؤں کی سرحد میں داخل ہوا کہ اچانک ایک شخص پر میری نگاہ پڑی۔ سڑک سے متصل کھیت میں عجیب و غریب حرکتیں کر رہا تھا ——— وضع قطع بھی کچھ عجیب سی تھی۔ لمبی داڑھی آدھی کچی آدھی پکی ——— الجھے ہوئے گرد آلود بال ———

"یہ کون آدمی ہے؟"

"اپنے گاؤں کا پگلا ہے" رکشہ والے چھوکرے نے کہا

"کیا نام ہے اس کا؟"

"ہارون ———"

اور مجھے لگا جیسے کرنٹ نے چھو لیا ہو۔ ایک سنسناہٹ سی پورے جسم میں دوڑ سی گئی ——— میں کئی لمحوں تک چپ رہا ——— پھر اپنی قوتوں کو یکجا کیا۔ اور بڑی مشکل سے مری ہوئی آواز میں کہا۔

"بلا کر لاؤ اسے"

اور رکشہ والا اسے میرے پاس بلا کر لے آیا۔ اس دوران میں نے اپنے آپ پر قابو پا لیا تھا۔ میں نے اسے غور سے دیکھا۔ اس حالت میں بھی اس کے چہرے پر اک عجیب سی طمانیت تھی

"تم ہارون ہو ——— ؟"

میں نے اپنی تسلی کے لیے پوچھا اور اس نے گردن ہلا کر اقرار کر لیا۔ میں نے دیکھا کہ اچانک اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ شاید وہ مجھے پولس افسر سمجھ کر خوفزدہ ہو گیا ہے۔ میں فوراً رکشہ سے اتر پڑا اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے محبت بھرے الفاظ میں کہا: ———

"ہارون میرے یار! تم مجھ سے ڈرتے ہو۔ میں پولس والا نہیں ہوں۔ میں تو تمہارا دوست ہوں۔ بچپن کا دوست ———"

وہ مجھے غور سے دیکھتا رہا۔ جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو کافی دیر تک مجھے دیکھنے کے باوجود وہ مجھے شناخت نہیں کر سکا۔ میں نے اسے یاد دلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا: ———

تمہیں یاد ہے بچپن کا وہ زمانہ۔ جب مادھو والی گاچھی میں گل جامن کے پیڑ کے نیچے ہم دونوں گھنٹوں بیٹھے رہتے۔ جامنیں گرنے میں جب دیر ہوتی تو ہم دونوں مل کر تالیاں بجا بجا کر گاتے

مینا کا بچہ سلور بارے، دو گو جامن گرا دے
لال گریبے تور بٹورے دو گو کالی گرا دے

پھر میں نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر شناخت کی کرن ابھری ——— اور پھر وہ میرا نام لے کر مجھ سے لپٹ گیا۔

"یہ کیا صورت بنا رکھی ہے تم نے ——— آؤ بیٹھو رکشہ پر اور میرے ساتھ چلو۔"

"آپ چلئے ——— میں تھوڑی دیر بعد آتا ہوں"

"میرے ساتھ چلنے میں کوئی قباحت ہے کیا؟"

"نہیں کوئی قباحت نہیں ———"

"تو پھر ———"

"مجھے حکم ہوا ہے کہ ابھی کچھ دیر تک اس کھیت میں رہوں"

اور پھر میرے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ آگے بڑھ گیا۔ پھر اس کھیت میں پہنچ کر ایک جگہ رک گیا ——— اور دونوں ہاتھ پھیلا کر کچھ پڑھنے لگا۔

گاؤں کے لوگوں کو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ پگلے نے مجھے پہچان لیا تھا۔ میں نے گاؤں کے لوگوں کو یہ نہیں بتایا کہ اس نے مجھے کس طرح شناخت کیا۔

گاؤں کے لوگوں کی زبانی جو باتیں مجھے معلوم ہوئیں ان باتوں کی روشنی میں، میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ گاؤں کے زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ وہ پاگل ہے ——— بالکل پاگل ——— مگر میں سوچتا ہوں کہ یہ کیسا پاگل ہے جو کسی کو گالی نہیں دیتا۔ زبان پر کوئی خراب لفظ نہیں لاتا ——— بیحد اچھی اور سنجیدہ باتیں کرتا ہے ——— دین کی باتیں، خدا کی باتیں، رسول کی باتیں۔ اور شاید اسی وجہ سے گاؤں کے کچھ باشعور اور سنجیدہ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مجذوب ہے۔ میں نے جب گاؤں کے لوگوں سے تفصیل دریافت کی تو معلوم ہوا کہ دس بارہ سال قبل بھی وہ خلل دماغی میں مبتلا ہوا تھا ——— مگر کچھ مہینے بعد خود ہی ٹھیک ہو گیا تھا ——— مگر اس بار تو پاگل ہونے کے بعد ہی گاؤں آیا تھا ——— ڈیڑھ سال سے وہ گاؤں میں ہے مگر بہتری کے کوئی آثار نہیں ——— شروع شروع میں جب دو آدمیوں کو آپس میں رازداری کی باتیں کرتے دیکھتا تو چیخ پڑتا ——— اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگتا ——— "مجھے بچاؤ ——— یہ لوگ میرے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ یہ مجھے قتل کر دیں گے ——— اسٹیشن پر بھی یہ لوگ میرے خلاف سازش کر رہے تھے۔"

"کس اسٹیشن پر؟"

"بول پور اسٹیشن پر ——— انھیں لوگوں کے ڈر سے بھاگ کر تو میں یہاں آیا ہوں۔"

جب رات میں باراتیوں اور مہمانوں کو کھانا کھلایا جا رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ ہارون پر پڑ گئی ——— کچھ دوری پر وہ غربا اور فقرا کے درمیان المونیم کا ایک بڑا سا کٹورہ لیے بیٹھا تھا ——— اسکی یہ حالت دیکھ کر میری آنکھیں بھر آئیں اور ضبط کے باوجود اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکا ——— اُف میرے خدا! میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔

دیکھو پیارے! شاید تمہاری ٹرین آ رہی ہے۔ قلیوں اور مسافروں کی دوڑ دھوپ شروع ہو چکی ہے۔ تم بھی تیار ہو جاؤ ——— اور پھر کچھ ہی دیر بعد ٹرین پلیٹ فارم پر آ کر لگ گئی ——— اور وہ اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ وہ دلی جا رہا تھا ——— دلی سے بذریعہ طیارہ وہ لندن جائے گا جہاں اسے ترقی پسند ادب پر اپنا مقالہ پیش کرنا ہے۔

اپنی سیٹ پر بیٹھنے کے بعد کہانی پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا: "کہانی اچھی ہے مگر کلائمکس نہیں ہے"

میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ تم ہی بتاؤ کہ جس کردار کا کوئی کلائمکس نہیں ہو۔ اس کا کیا حشر ہو گا ——— لیکن میں اس سے پوچھ نہیں سکا کہ ٹرین حرکت میں آ چکی تھی۔

آج سوچتا ہوں کہ جب وہ لندن سے لوٹ کر آئے گا تو اس کو یہ شکایت نہیں رہے گی کہ اس کہانی کا کوئی کلائمکس نہیں ہے کہ کل ہی گاؤں سے خبر آئی ہے کہ ہارون مر گیا۔

.... اور میں یہ کہانی لکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے کہ اس کہانی کا بہترین قاری خود ہارون ہی ہو سکتا تھا ——— اب کس کے لیے لکھوں۔ لیکن میرا سب کچھ گویا میری گرفت سے باہر ہوتا جا رہا ہے جیسے کہیں سے حکم ہو رہا ہو کہ میں اسے لکھ دوں ——— میں اسے لکھ دوں ——— میں اسے لکھ دوں!!

(پٹنہ سے نشر)

شبیر احمد آسمہ محل۔ عالم گنج۔ پٹنہ ۷

ثریا صولت حسین

آنکھوں میں خواب شب کی یہ تصویر دیکھئے ——— اچھی بری ہو جو بھی ہو تعبیر دیکھئے
تنکے بکھر رہے ہیں کہیں بھول جائیے ——— گلشن میں آشیانے کی تعمیر دیکھئے
یہ خط نہیں ہے آپ کا پھر کھائیے قسم ——— للہ ذرا یہ شوخیٔ تحریر دیکھئے
خوشبو پیام پھول تو لاتی ہے بار بار ——— پیروں میں جو پڑی ہے وہ زنجیر دیکھئے
کاتب سے ہو گلہ نہ شکایت نصیب سے ——— شاید غلط ہو آپ کی تدبیر دیکھئے
کیسے ثریاؔ آپ کسی کو کہیں بُرا
وہ آئینہ ہے سامنے تصویر دیکھئے

(ناگپور سے نشر)

افسانہ

پتھر کا آدمی

کبول پنڈت

اندھیرے اُجالے، دیر سویر، چاند جان بوجھ کر دن میں کئی بار اس کے کمرے کے چکر کاٹتی۔ لیکن اس نے کبھی کوئی ایسا ویسا اشارہ نہیں کیا۔ اس کا یہ ضبطِ نفس دیکھ دیکھ کر وہ جلتی، کڑھتی، سلگتی اور جھنجھلاہٹ میں بڑبڑانے پر مجبور ہو جاتی۔

جب کبھی رات میں وہ اس کے پلنگ کی پٹی پر جا بیٹھتی تو وہ بیڈ سوئچ دبا کر بتی جلا دیتا۔ کئی بار اس کی باہر سے واپسی میں دیر دیکھ کر وہ اس کے بستر میں جا سوتی۔ مگر وہ اُسے بغیر چھوتے ہی جگا دیتا۔ وہ اکثر اس کی ہنسی میں کہی ہوئی بات بھی پوری کر دیتا۔ کھانے پہننے، رہن سہن سب میں وہ اس کی پسند کے مطابق کام کرتا۔ چاند آہستہ آہستہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہوتی گئی کہ واقعی کوشل اسے چاہتا ہے۔ اس کی زندگی چاند کے بغیر ادھوری اور نامکمل ہے۔

بطور پڑوسی چاند اور کوشل کے گھریلو تعلقات بہت خوشگوار تھے اور دونوں خاندانوں کا میل جول ایک قسم کے رشتے میں منسلک ہوتا جا رہا تھا۔ کوشل کی ماں چاند کو بہت چاہنے لگی تھی اور اس چاہت میں بیٹی کی بجائے بہو کے پیار کا جذبہ بدرجہ اتم کارفرما تھا۔

چاند کی ماں اپنی جگہ خوش اور مطمئن تھی کہ سونا سا لڑکا کوڑیوں کے دام مل جائے گا۔ پھر بڑے گھرانے کا لڑکا جسے لاکھوں کا جہیز دے کر بھی خریدا نہیں جا سکتا۔

کوشل کی طبیعت مضمحل تھی۔ اس لیے شام کی سیر پر جانے کی بجائے وہ پلنگ پر دراز تھا۔ برآمدے میں کسی کے چلنے کی آواز آنے لگی۔ اس نے گھوم کر نظریں باہر دوڑائیں۔

"کہیئے.... ! اچھے تو ہیں نا.... ؟"

چاند کے لبوں پر اس کی مخصوص مسکراہٹ رقصاں تھی۔ دراصل یہی مسکراہٹ اسے کبھی سنجیدہ نہیں ہونے دیتی تھی۔ کوشل اسے ایک ٹک دیکھے جا رہا تھا۔ چاند کے دل میں ایک عجیب سی گدگدی ہونے لگی۔ ایسی گدگدی جو ہر لڑکی کے دل میں ایسے موقع پر ہو سکتی ہے۔ جبکہ ایک نوجوان اسے گھور رہا ہو۔

ایک منٹ.... !

دو منٹ..... !!

اس نے دیکھا، اس کی آنکھوں میں آنسو ڈھلک آئے تھے۔ چاند نے ایک ہچکی لی اور صرف اتنا کہہ سکی۔

"آپ کی محبت نے مجھے بھٹکنے سے بچا لیا۔"

ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کوشل نے جواب دیا.... "میں آپ کے جذبات کو سمجھتا ہوں۔ آپ میرے دل کے خلاء کو محبت کی قربانی دے کر پُر کرنا چاہتی ہیں۔ مگر میں کسی کے رحم و کرم کی بھیک کو اپنی توہین سمجھتا ہوں۔"

"اگر مجھے جادو جیسی کوئی چیز آتی ہوتی، تو سب سے پہلے اسکا استعمال آپ پر ہی کرتی۔"

"آپ کی محبت نے مجھے بہت کچھ دیا ہے مگر آپ کو دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں۔"

ہچکیوں کے بیچ چاند کے منہ سے بھری آواز نکلی "یہ میرے پیار کی توہین ہے۔ کیا اسی طرح دھتکارنے کے لیے آپ مجھے اپنے اتنے قریب آنے دیا تھا.... ؟"

"انسان فطرتاً بے ایمان ہے۔ وہ دوسروں کا حصہ لے کر خود کو خوش قسمت سمجھتا ہے۔ مگر میں امانت میں خیانت کرنا انسانیت کا خون سمجھتا ہوں۔"

"آپ کو یاد ہوگا، ایک دن میں نے کہا تھا میں اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک آپ کا انتظار کروں گی۔ زندگی کی ہر ڈگر پر آپ کی راہ دیکھوں گی۔ میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھیں تو اِن میں آپ کے انتظار کی ہی گھڑیاں سسکتی ہوئی ملیں گی۔ میں آپ کو بھلا نہ پاؤں گی۔ میں نے آپ سے پیار کیا ہے۔"

"مسلے ہوئے پھول چاہے وہ تر و تازہ اور خوبصورت ہی کیوں نہ ہوں۔ دوبارہ کسی دیوتا کو نہیں چڑھائے جاتے۔ کل کو آپ کی شادی ہوگی۔ کیا تمام باتیں آپ صاف صاف اپنے پتی سے کہہ دینے کی جرأت کریں گی... ؟"

"آپ کا وجود میری زندگی ہے۔ میرا سہاگ ہے۔ مجھے اپنی قسمت پر رشک آتا ہے۔ اکثر سوچتی ہوں۔ آپ کہیں خواب تو نہیں.... ؟"

"ایک خواب ہی سمجھ لیجیئے۔"

"کاش آپ نے میرے دل میں مچلتی ہوئی آرزوؤں کی گہرائی کو ناپا ہوتا۔ آپ میری زندگی میں وہ پہلے مرد ہیں جسے میں نے محبوب کے روپ میں دیکھا اور پھر انجانے طور پر پتی سمجھنے لگی۔"

"میرے دل میں اس قسم کی کبھی کوئی آرزو پیدا نہیں ہوئی۔ محبت میں اتنی ہی خیرات مجھے دیجیئے۔ جتنی دینے کا آپ کو حق پہنچتا ہے اور جتنی لینے کا میں مستحق ہوں۔"

"زندگی کی بہاروں کا موسم جتنا تنگ تھا کیا موسم خزاں اب اتنا ہی لمبا ہوگا۔" چاند کی پلکوں سے آنسوؤں کی لڑیاں ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں۔

"بُرا نہ مانیئے تو ایک بات کہوں، شادی کے بعد اپنے پتی کو تن کے ساتھ من بھی دے سکیں تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی انسان کو دو علیحدہ علیحدہ عورتوں میں تن اور من کی تلاش کے لیے بھٹکنا پڑے۔ ان کی امانت ابھی سے سنبھال کر رکھ سکیں تو اور زیادہ اچھا ہے۔"

"میرا دل آپ سے کالے کوسوں دور رہ کر بھی آپ کا ہی بنا رہے گا۔ اِس پوتر جذبے میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ شادی کا بندھن خواہ کسی دوسرے مرد کو جسم سپرد کرنے پر مجبور کر دے۔ مگر میرا من سدا آپ کا ہی رہے گا۔ برسوں تک آپ کو دیکھے بنا بھی دل سے آپ کی ہی رہوں گی۔"

"اس قسم کی شادی سے آپ نقصان میں رہیں گی۔ آپ کے پتی کو آپ کا جسم قبول کرنے میں عارضی سکھ تو ملے گا۔ مگر قلبی سکون نہیں۔ اور آپ کی اُکھڑی اُکھڑی طبیعت اُن کے لیے سوہانِ روح ثابت ہوگی۔"

"میرے دل میں سینکڑوں ارمان ہیں، بیشمار آرزوئیں ان کا کیا ہوگا... ؟ اِن آنکھوں میں جھانکیئے جہاں محبت کا خمار اور انتظار کی پرچھائیں ناچ رہی ہیں۔"

"میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ ہاں اگر ایک نوجوان اور ایک لڑکی کا دوستانہ ماحول میں چند برس اکٹھے رہنا، ضبطِ نفس کیئے میل جول بڑھانا گناہِ عظیم ہے تو اس کا کفارہ وقت آنے پر ادا کر دوں گا۔"

"جب آپ گھر سے باہر جاتے میں آپ کی راہ دیکھتی اور جب واپس آتے تو ایسا محسوس ہوتا، جیسے میں صدیوں سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ مجھے نہیں معلوم ایسا کیوں ہوتا تھا۔ مجھ میں ہمت ہوتی تو میں اس انتظار کا نام آپ سے پوچھتی۔ پوچھتی کہ جب آپ آتے ہیں تو مجھے خوشی کیوں ہوتی ہے۔ کیوں چاہتی ہوں کہ ہر وقت آپ میرے ساتھ رہیں۔"

"لیکن میں نے ایسا کبھی نہیں سوچا۔"

"زندگی سے میں نے کبھی پیار نہیں کیا۔ مگر اب میں مرنا نہیں چاہتی۔ ذرا سوچیئے تو آپ کی موجودگی میں موت کتنی مشکل ہوگی...."

"میری موجودگی یا غیر موجودگی میں کیا فرق پڑتا ہے۔ موت تو ہے ہی مشکل۔"

کوشل کی محبت نے چاند کو ایک ایسی تصوراتی دنیا بخش دی تھی جہاں دو زندگیوں کے سنگم پر بہاروں کی نغمگی اور جوانی کی مدھرتا ہنستی ہے، مسکراتی ہے۔ جہاں کسی غم کا احساس نہیں ہوتا۔ جیون میں جب جب کوئی سہارا ملتا ہے تو آنکھوں میں کچھ البیلے البیلے سپنے جاگنے لگتے ہیں۔ چاند نے اپنی آنکھوں میں

(آگے ص ۲۳ پر)

افسانہ

یہاں زینے ہی زینے ہیں

احمد یوسف

بچپن کی جو یادیں زبیر نے اپنے ذہن میں محفوظ کر رکھی تھیں، ان میں وہ رکشہ پڑاؤ بھی تھا، جو اس کے گھر کے نیچے گلی کے موڑ پر تھا، گلی کے ایک رُخ پر دکانیں تھیں، جن کی اوپری منزل پر رہائشی حصے تھے۔ اور دوسرے رُخ پر صرف مکانات تھے، اور رکشے ہر دو جانب کھڑے رہتے تھے۔

اسے رکشے والوں کے نام تک یاد تھے۔ سلو، محمدی، بھولا رام، کشن لعل، چاند میاں، سیتا رام، کلیم، رحمان، نتھی رام ——— وہ تیزی سے ان ناموں کی فہرست ذہن میں تیار کرتا، پھر اسے لگتا جیسے کچھ اور نام بھی چھوٹ گئے ہیں، گوری، جھبیلی لعل اور اور ——— ہاں یاد آیا شمشو ———

یہی وہ رکشے والے تھے جنھیں اس نے اس وقت دیکھا تھا جب وہ اسکول میں داخل کیا گیا تھا، جہاں وہ نوکر کے ساتھ جایا کرتا تھا ——— ویسے اس کی یادیں کچھ اور پیچھے کی طرف لوٹتیں، تو وہ انھیں اپنے برآمدے سے بھی دیکھتا تھا، اور ان کی آوازیں بھی سنتا تھا ——— آوازیں جو میدانوں سے شروع ہوتیں اور دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑوں پر چڑھ جاتیں چیخم دھاڑ اور مار پیٹ۔

اس کی امّی اس سے کہتیں ”بیٹے ان لوگوں کی باتیں نہ سنا کرو، یہ لوگ گندے ہیں اور گندی گالیاں بکتے ہیں۔“

پر اس وقت تو اسے صرف اتنی بات سمجھ میں آئی تھی کہ جو الفاظ اس کے گھر میں نہ بولے جاتے ہوں، وہ گالیوں کی فہرست میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اس وقت تو اس کا یہ عالم تھا کہ نہ تو وہ گالیوں کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے سکتا تھا، اور نہ ان کی معنویت تک پہنچ سکتا تھا۔

وہ اسکول کے کئی درجے نکال چکا تو رکشے والوں کے متعلق اس کے علم میں خاصا اضافہ ہوا۔ ان میں جو جوتم پیزار اور گالی گلوچ ہوتی ہے، اس کے کون کونسے اسباب ہیں؟ پھر اس علم میں برابر اضافہ ہی ہوتا رہا، یعنی یہ کہ ان کی آپس میں گہری چھنتی بھی ہے، وہ ایک دوسرے سے گندے مذاق بھی کرتے ہیں، اور پھر اچانک نام لے لے کر ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگتے ہیں، اور جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔

لیکن جھگڑا ہمیشہ بڑا بھیانک ہوتا ہے، اور اس سے قریبی علاقے کا سکون درہم برہم ہو جاتا ہے۔ موتی لعل جو سامنے والے مکان میں رہتا تھا، اور کسی دفتر میں کام کرتا تھا، اکثر اس کے باپ سے آ کر کہتا ”بھائی صاحب کارپوریشن میں درخواست دے کر یہاں سے یہ پڑاؤ اٹھوا دینا چاہیئے۔“

تب اس کے باپ کے سامنے ایک سوال اٹھتا۔ ”پھر یہ غریب کہاں جائیں گے۔“ اور وہ اسے ہمیشہ سمجھا بجھا کر واپس کر دیتا۔

زبیر کو یاد تھا کہ جب وہ چھوٹا تھا تو اکثر اس کی امّی رکشے والوں کی گالی گلوچ اور چیخ پکار سے عاجز آ کر اس کے ابّو سے کہتیں:

”آپ کو مکان بھی بنوانا تھا تو ایسے ہی علاقے میں۔“

اس پر اس کے ابّو اکھڑ جاتے ——— ”سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بنتی ہو۔ یہ تو میرا آبائی مکان ہے۔ دادا نے بنوایا تھا۔ ان دنوں یہاں ڈولیاں چلتی تھیں جو کہاروں کے گھروں میں رہتی تھیں۔ یہ رکشے تو حال کی چیز ہیں۔“

لیکن زبیر نے جب ہوش سنبھالا تو رکشے پرانے ہو چکے تھے، ان کا رنگ و روغن اتر چکا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ یہ ازل سے اسی سڑک پر چل رہے ہیں۔

پھر جب وہ اکیلے اسکول جانے لگا، تو امّی اس سے اکثر چھوٹے موٹے کام کرا لیتیں، اور یہ اس وقت ہوتا جب ان کا نوکر یٰسین باہر گیا ہوتا۔

لیکن امّی کا انداز یہ ہوتا، جیسے وہ چاہتی نہیں ہیں کہ ابھی وہ بازار جائے۔ بس ایک مجبوری ہے۔

”زبیر بیٹے دیکھو یہ دیا سلائی کی ڈبیہ ختم ہو گئی ہے، تم بازار سے لا سکتے ہو، یار ہنے دو یٰسین بازار سے آئے گا تو لے آئے۔“ اس پر وہ ضد کرنے لگتا ——— ”نہیں امّی میں لا سکتا ہوں۔“ اور آخر اس کی ضد کے آگے انھیں ہتھیار ڈال دینا پڑتا۔

تب ایک بار انھوں نے کہا ——— ”زبیر تم رکشہ طے کر کے لا سکتے ہو۔ لیکن ٹھہرو یٰسین اب بازار سے آ ہی چلا۔“ لیکن تب تک وہ زینے پر پہنچ چکا تھا۔

”سنو سنو تمہیں پتہ ہے کہاں جانا ہے۔“ انھوں نے اسے بلا کر تفصیل سے سمجھایا ——— ”اور دیکھو وہاں کا کرایہ بارہ آنے ہے۔“

زبیر تھوڑی دیر بعد لوٹ آیا۔

”امّی یہ رکشے والے تو ایک روپیہ کرایہ بتلاتے ہیں۔“

اس پر امّی برسنے لگیں ——— ”یہ احسان فراموشوں کا گروہ ہے۔ تمہارے ابّو کی ایک درخواست پر یہ پڑاؤ ختم ہو سکتا ہے، لیکن انھوں نے ہمیشہ ان کے حال پر رحم کھایا۔ اور یہ اس احسان کا بدلہ اس طرح ادا کرتے ہیں ———“

اچانک امّی کو یاد آیا ——— ”چمّو بھی نہیں ہے؟“ ——— یہ چمّو چاند میاں تھے، جن کا نام کثرت استعمال سے پہلے 'چمن' اور پھر 'چمّو' بنا تھا۔ چمّو کی ماں کبھی ان کے گھر میں باورچن تھی۔

زبیر نے جا کر پڑاؤ پر دیکھا تو اسے چمّو نہیں ملا۔

ہمیشہ یہی ہوتا تھا کہ پڑاؤ کے رکشے والے کرایہ بڑھا کر بتاتے، تب کہیں سے چمّو لائے جاتے اور کام چل جاتا، اور اگر چمّو کہیں بھی نہیں ملتے تو پھر وہ یٰسین سے کہتیں کہ سڑک پر گزرنے والے کسی رکشے والے کو ان کے بتائے ہوئے ریٹ پر طے کر کے لا دے۔

اور یٰسین کی تھوڑی سی بھاگ دوڑ کے بعد کوئی نہ کوئی رکشے والا ایسا مل ہی جاتا جو امّی کے بتائے ہوئے ریٹ پر چلنے کو تیار ہو جاتا۔

زبیر کی یادوں کے خزانے میں چھوٹی موٹی بسیں تھیں، جو ٹوٹتے پھوٹتے غائب ہو گئیں، اور پھر ان کی جگہ بڑی بسیں آ گئیں، اور رفتہ رفتہ وہ بھی غائب ہو گئیں۔ زبیر کو اس وقت یہ سارا کارخانہ جادوئی نظر آتا تھا کہ سامنے کی چیزیں آناً فاناً غائب ہو جاتیں، پھر نئی چیزیں آتیں اور وہ بھی غائب ہو جاتیں۔ لوگوں کا بھی یہی حال تھا کہ وہ آتے، اور چلے جاتے، اور پھر اپنے پیچھے دس سر اور چھوڑ جاتے۔

زبیر سوچتا ——— دیکھتے ہی دیکھتے اس پڑاؤ کی پوری ایک کھیپ ختم ہو گئی اور نئی کھیپ آ گئی۔ لیکن یہ کون جانتا ہے کہ یہ وہی ہیں یا کوئی اور کہ سارے دن چائے یہ بھی پیتے ہیں، گالیاں یہ بھی بکتے ہیں اور جھگڑے یہ بھی کرتے ہیں۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے شہر میں آٹو رکشے آ گئے، جن کے متعلق اس کے ابّو کہا کرتے تھے کہ تانگوں میں مشینیں جوت دی گئی ہیں ——— بسیں تقریباً ختم ہو گئیں۔

اس کے بعد زبیر نے دیکھا کہ جب ٹمپو سڑک پر آیا تو وہ آٹو رکشہ کو جانے کس پیٹ میں ہضم کر گیا۔

تب ایک نئی بات دیکھنے میں آئی کہ رکشے والے تیزی سے ٹمپو کی ڈرائیوری میں جانے لگے۔ زبیر کے پڑاؤ کے رکشے والے بھی ٹمپو میں جانے لگے، اور پڑاؤ پر نئی صورتیں نظر آنے لگیں۔

لیکن پڑاؤ کے ان نو واردوں نے اور روایتوں کے ساتھ ساتھ، زیادہ کرایہ بتانے کی روایت کو بھی برقرار رکھا اس وقت چھو یاد کیے جاتے۔

امی، خاکی نیکر اور لمبے کرتے میں ملبوس چھو سے پوچھتیں "چھو تم ٹمپو میں نہیں جاؤ گے؟—"

اور چھو اپنی ٹوپی سنبھالتے ہوئے کہتے "ارے بیگم صاحبہ تیس سال سے رکشہ چلا رہا ہوں، اب کیا ٹمپو میں جاؤں گا۔"

زبیر آتے جاتے رکشہ پڑاؤ پر ایک نظر ضرور ڈال لیتا' جہاں وقفے وقفے پر پرانے چہرے غائب ہو جاتے اور نئے چہرے ان کی جگہ لے لیتے، بس ایک چھو تھے جو اپنی ٹوپی، لمبے کرتے، خاکی نیکر اور ربر کی چپل میں آج بھی ڈٹے ہوئے تھے۔

وہ کہتا" امی یہ چھو کیا اس پڑاؤ سے کبھی نہیں جائیں گے۔ سارے کے سارے پرانے رکشے والے ٹمپو میں چلے گئے" اس پر امی کہتیں "اچھا ہے وہی بیچارا تو ایک وقت پر کام آتا ہے"

تب ایک صبح دفتر جاتے وقت وہ ایک خالی ٹمپو پر بیٹھا تو اس نے دیکھا کہ ڈرائیور کے سر پر ٹوپی بھی ہے' پاؤں میں ربر کی چپل بھی ہے جسم پر لمبا کرتہ بھی ہے۔ لیکن خاکی نیکر کی جگہ خاکی پتلون نے لے لی ہے۔ سگریٹ پینے کا انداز بھی قدرے مختلف ہے۔

اس نے آگے کی طرف جھک کر بغور دیکھا۔" چاند میاں آپ؟ — آپ کب سے —؟

چاند میاں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا۔" آج ایک ہفتہ ہو گیا۔ زبیر میاں میں نے سوچا اب کچھ بچوں کے لیے بھی کرنا چاہیئے۔"

(پٹنہ سے نشر)

خالد علوی

ذوقِ نظارہ کا لوگوں کو سلیقا کم ہے
ورنہ دنیا کے لیے میرا تماشا کم ہے
تذکرہ اوروں کا تفصیل سے کرتا ہے مگر
حال اپنا کبھی لکھتا ہے تو لکھتا کم ہے
صرف دل ہی نہیں کچھ ذہن بھی شامل تھا مرا
میں نے اوروں کی طرح آپ کو چاہا کم ہے
بے یقینی سی جھلک اٹھتی ہے آنکھوں میں تری
ایسا لگتا ہے تجھے مجھ پہ بھروسا کم ہے
راس میری طرح تنہائی اسے بھی آئی
ان دنوں گھر سے سنا ہے وہ نکلتا کم ہے
سنگ میں دیدۂ بینا ہو تو شبنم ڈھونڈیں
مجھ کو دیکھا فقط لوگوں نے سوچا کم ہے
معترف ہوں میں ترے علم و ہنر کا علوی
بات کہنے کا مگر تجھ کو سلیقا کم ہے (لکھنؤ سے نشر)

افسانہ

ناگین

شکیلہ اختر

احمد کی واکنگ اتنی لمبی ہو گئی تھی کہ وہ مونی کے گھر تک آجاتا۔ احمد کے آجانے سے اس ویرانی میں ایک بہار سی آجاتی تھی۔ مونی حیران حیران نگاہوں سے اس اجاڑ گھر، ہر طرف پھیلے ہوئے سناٹے، اور اپنی بے بسی کو دیکھتی' اسوقت اس کا جی یہی چاہتا کہ احمد کے قدموں پر دنیا کی ساری خوشیوں، بہاروں اور رنگینیوں کو نثار کر دے۔ کتنا اہم تھا یہ مہمان، چند گنی ہوئی گھڑیوں کی خوشیاں جو اپنے ساتھ لے کر آیا کرتا تھا۔ اور جب وہ مسرتوں کی تھرتھری سی حسین یادوں، محبت کی چند کرنوں کے اجالے دے کر واپس چلا جاتا تب وہ ایک بے خودی کے عالم میں اس کرسی سے لپٹ جاتی جس پر ابھی ابھی احمد بیٹھا ہوا تھا۔ اب اس کی آنکھوں میں انتظار کا نشہ سا ابھرتا چلا گیا تھا' اس کے سلگتے ہوئے جسم میں خمار بھری انگڑائیاں لہرانے لگی تھیں۔ جب کبھی دور ٹیلے کی جھاڑیوں کے سائے تلے وہ احمد کے کندھے پر سر رکھے اس کو تکتی رہتی تو اسوقت وہ اپنا سارا درد بھول جاتی کہ احمد سے بچھڑ کر کس بیابان میں اکیلی پڑی ہے۔ احمد اس کے بالوں کو تھپکتے ہوئے بڑے پیار سے کہتا۔

"جب تم میرے قریب ہوتی ہو تو پھر میں غمِ دوراں کو بھول جاتا ہوں۔ میرے دل کو سکون رہتا ہے کہ جب بھی میرا دل گھبرائے گا میں تمہیں پا لوں گا۔"

اور یہی ہوتا بھی کہ مونی احمد کا انتظار کرتی رہ جاتی اور احمد مزے میں برج اور رمی کھیلتا رہتا۔ کبھی وارڈ میں ہونے والی پارٹی میں لگا رہ جاتا۔ مونی اپنی محرومیوں پر تلملا کر رہ جاتی۔ اس کے لیے سوائے احمد سے تھوڑی دیر ملنے کے اور کیا خوشی تھی — رسٹ پیریڈ کے لمحے اتنے جان لیوا ہوا کرتے تھے کہ کوئی انسان وہاں پر سنک بھی نہیں سکتا تھا — بس ٹہلنے ہی کے صبح و شام آدھے گھنٹے ایسے ہوا کرتے تھے جو ساری جاگتی ہوئی راتوں اور تڑپتے ہوئے دنوں کے زخموں پر مرہم رکھ دیا کرتے تھے۔ وہ احمد کے سامنے رونے لگتی، مگر احمد بڑے پیار سے اپنی روٹھی ہوئی مونی کو منا لیا کرتا تھا۔ اسی طرح وہ دو دنوں سے احمد سے نہ مل سکی تھی، وہ سینی ٹوریم بھی گئی، لیکن احمد وہاں بھی نہیں تھا۔ دوسرے دن وہ اس کا بے چینی سے انتظار کرتی رہی، سارا دن گزر گیا، شفق کی لالی جب آسمان پر چھا گئی تب اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو ٹپک پڑے، ایک میل کی دوری پر اس کا چاند چمک رہا تھا اور وہ خود پاس کے اندھیروں میں ڈوب رہی تھی۔ اس کا دل بہت گھبرا رہا تھا' عجیب بُرے بُرے سے خیالات اس کا دم گھونٹتے جا رہے تھے۔ کیا احمد بیمار تھا۔ آخر اس سے نہ رہا گیا — چھائی ہوئی رات کے سنولائے ہوئے اندھیرے میں وہ سینی ٹوریم کی طرف جانے لگی، اچانک اس کو سردی لگنے کا احساس ہوا' اسنے نظر اٹھا کر آسمان کو دیکھا کالے بادل نہ جانے کہاں سے جھومتے چلے آ رہے تھے، وہ آدھا راستہ بھی طے نہ کر سکی تھی کہ زور کی بارش ہونے لگی۔ سڑک کے کنارے درختوں کے جھنڈ تلے اس نے پناہ لینے چاہی مگر کپڑے شرابور ہو چکے تھے۔

"اللہ! کیسی بے بسی ہے" مونی کے کانپتے ہوئے لبوں سے ایک کراہ نکلی۔ سترہ برس کی عمر میں یہ بن باس، وہ کیسی سیتا تھی جس کا رام اس کے پاس بھی نہ تھا۔

وہ پانی میں بھیگتی ہوئی وارڈ کی طرف چلی گئی، کوری ڈور کے پیچھے سے جب وہ آگے بڑھنے لگی تو اس نے جلتی ہوئی روشنی میں احمد کے بیڈ سے لگی ہوئی کیتھرین نرس کو دیکھا، اس کے پاؤں جہاں کے تہاں جم کر رہ گئے۔ رقابت کی ایک ہلکی سی کسک اس کے دل میں بڑھتی جا رہی تھی، کیتھرین اپنی نزاکت بھری آواز میں چہک رہی تھی اور سارا وارڈ ہنسی اور قہقہوں کی لہروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ گوپال، بابو، اظہر اور احمد سبھی کی ملی جلی آوازیں آ رہی تھیں۔ سارے سینی ٹوریم میں کیتھرین کی شیریں آواز اور رقص کرتی ہوئی چال مشہور تھی۔ کیتھرین کے آنچل کو پکڑے ہوئے بابو مچل رہا تھا۔" نرس صاحب — نرس صاحب کوئی گیت سنائیے نا!—" کیتھرین کی اٹھلاتی ہوئی آواز آئی —" ارے! ہٹ رے بابو . . . . میں نہیں گاتی کوئی گیت ویت، تجھ کو کیا؟ کوئی روتا بھی رہے — تو توبس

گیت ہی سُنے گا۔"
سب کے سب کیتھرین کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے تھے۔

" تمہاری یہ حسین آنکھیں اور آنسو؟ نہیں نہیں ایسا نہ کہو۔ یہ تو زندگی کا شراب پلانے والی آنکھیں ہیں۔" اظہر بڑے پیار سے جھک کر اس کی آنکھوں کو دیکھتا ہوا بولا۔

"ــ اور یہ پروانے جو ہر گھڑی تم پر نثار رہتے رہتے ہیں۔" احمر کی ہنستی ہوئی آواز آئی۔

"ــ دیکھو جی ـــ تم تو نہ بولو ـــ تم سے تو بس میرا جی ہی جلتا ہے۔"

کیتھرین شوخی سے مچلی ـــ اور دیوار کے سہارے بھیگے ہوئے کپڑوں میں کانپتی ہوئی مونی کو ایسا لگا جیسے اب اس کا دل ڈوب رہا ہے۔ احمر ـــ اس کے بغیر بھی قہقہے لگا سکتا ہے؟ مونی تو ابھی جی بھر کے مسکرا بھی نہ سکی تھی ـــ اس کو اپنے آپ پر رحم آنے لگا۔ مونی کو کیتھرین کبھی اچھی نہ لگی تھی۔ ڈولی اور ابشری اشاروں ہی اشارے میں کیتھرین کی بہت سی باتیں اس کو بتاتی رہی تھیں مگر وہ ان سب باتوں کو مذاق سمجھ کر ٹالتی رہی تھی ـــ اسی برستے ہوئے پانی میں لٹی ہوئی سی وہ اپنے ویرانے میں واپس چلی آئی۔ ساری رات اس کے دل کے ٹکڑے ہوتے رہے، آنکھیں روتی رہیں اور لبوں پر نا کام زندگی کی تھرتھراہٹیں کوندتی رہیں ـــ صبح کو احمر کے آنے سے بہت پہلے وہ بڑی خاموشی سے لائن کے اس پار مریم کے اونچے ٹیلوں کے پیچھے ڈور نڈ ہیے کی ایک گھنی جھاڑی میں چھپ کر بیٹھ رہی ـــ احمر آیا ـــ اور اس کو ڈھونڈ کر واپس چلا گیا۔ اس نے فیملی وارڈ اور نرسز کوارٹر میں بھی اپنے ملازم سلطان کو بھیج کر مونی کو تلاش کرایا۔ مگر وہ کہیں نہ ملی۔ ڈولی کی ہنسی اور ابشری کی ڈھکی چھپی باتیں اس کی سمجھ میں آ رہی تھیں ـــ وہ ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح کنگال ہو چکی تھی ـــ اب وہ کیا کرے، کہاں جائے، اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اچانک اس کو ابشری کی محبت یاد آئی جو اس کو بہن کہہ کر لپٹایا کرتی تھی ـــ اب وہ اسی ابشری کو یہ بتا دینا چاہتی تھی کہ جس پہیلی کو وہ اب تک سمجھ نہ پائی تھی وہ معمہ اب اس پر کھل چکا تھا ـــ وہ بڑے عزم کے ساتھ اٹھی احمر کے وارڈ سے کتراتی ہوئی وہ نرسز کوارٹر کی طرف مڑ گئی ـــ لمحہ بھر کے لیے اس کے قدم رک گئے اس نے لوکر بی وارڈ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا، گیارہ بجے دن کا رسٹ پیریڈ ہو رہا تھا۔ بے اختیار اس کی آنکھیں آنسو سے بھر گئیں ـــ "خدایا ـ! اتنے ہی تھوڑے عرصے میں کیسے کیسے موڑ اس کی زندگی میں آ گئے تھے ـــ مہیب ڈراونی گھاٹیوں، پیچ در پیچ راستوں اور گھنے جنگلوں سے گزرتی ہوئی وہ اس ویرانے میں کیوں آ گئی تھی؟

ابشری اپنے کمرے ہی میں تھی ـــ اس کا چہرہ اُترا ہوا تھا، آنکھیں روتے روتے سوج گئی تھیں۔ ڈولی اس پر جھکی ہوئی سمجھا رہی تھی ـــ اس کی پلکیں بھی بھیگی ہوئی اور بوجھل ہو رہی تھیں ـــ وہ مونی کو دیکھ کر چونک پڑی۔

"ـــ ارے بھابی ـ تو ہے ـــ لے اب سنبھال اپنی بہن کو ـــ" ابشری نے مونی کو بڑے پیار سے اپنی طرف کھینچ لیا ـــ

"ـــ میری بہن! مجھے تھوڑی سی تسکین دیدے۔"

اس کے آنسو ٹپکتے جا رہے تھے۔

"ـــ میرے شیام کو مجھ سے چھینا جا رہا ہے۔!" وہ ہچکیاں لے لے کر رونے لگی ـــ "بڑے صاحب نے مجھکو بلا کر بہت ڈانٹا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں صرف انہی کے ہاتھوں کی ایک کھلونا بنی رہوں۔ کیا میرا دل نہیں ہے۔ میرے اپنے ارمان نہیں ہیں۔ وہ شیام بابو سے میری محبت کو برداشت نہیں کر سکے ـــ شیام بابو کو آج ہی انھوں نے ڈسچارج کر دیا ہے ـــ وہ تو اچھے ہو کر جانے والے ہی تھے مگر ان کو اس طرح سے ڈسچارج نہیں کرنا تھا۔"

ڈولی کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں اور مونی حیرت سے ابشری کا منہ تک رہی تھی۔

"ـــ سینی ٹوریم سے شیام بابو کو ہٹا کر وہ میرے دل سے اس کی محبت کو ہٹا نہیں سکتے ـــ شیام مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ میں بڑی خوشی سے اس کی بیوی اور بچوں کے ساتھ گزارہ کر لوں گی ـــ میں ریشم نہیں چاہتی ـــ میں سونا نہیں چاہتی۔ میں ساری دنیا کو شیام کے لیے چھوڑ دوں گی۔"

ڈولی بڑے پیار سے اس کو سمجھاتی ہوئی بولی ـــ

" اور ـــ اور ابشو تو مجھ کو بھی چھوڑ دے گی ـــ"

"ـــ ہاں ڈولی ـــ مجھ کو صرف شیام چاہئے اور کچھ بھی نہیں ـــ یہ دیکھ بہن ـــ" اس نے تکیہ کے نیچے سے خطوں کا ایک ڈھیر نکال کر بستر پر پھیلا دیا ـــ "یہ میرے شیام نے اتنے سارے محبت بھرے خط اپنے وارڈ سے لکھ لکھ کر مجھے بھیجے ہیں۔ میرا شیام ـــ میرا محبوب ـــ میری خوشیوں کا چاند ـــ"

ابشری پر جیسے ہسٹریا کے دورے پڑنے لگے۔ وہ اپنے دل کو ہاتھ سے دابتے ہوئے بڑی بیتابی سے رونے لگی۔

"اے دل تجھے کیا پروا کعبہ ہو کہ بت خانہ"

مونی کا پریشان دل جیسے بیٹھنے لگا ـــ شیام بابو کی بیوی کا معصوم اور غمگین چہرہ اس کی آنکھوں میں پھرنے لگا ـــ ان کی روتی ہوئی آنکھیں اور چھوٹے چھوٹے بہت سے بچے یاد آ گئے ـــ کئی بار وہ وارڈ جا کر ان کی بیوی سے مل چکی تھی ـــ ایک ہی جیسے درد و غم نے شوہروں سے بچھڑی ہوئی بیویوں کو ایک دوسرے سے بہت قریب کر دیا تھا ـــ کتنے درد و تڑپ کے ساتھ شیام بابو کی بیوی یہاں سے واپس گئی تھیں ـــ

"ـــ ارے ابشو ـ کب تک روئے جائے گی تو؟"

چہکتی ہوئی کیتھرین کمرے میں آ کر بولی ـــ "اوہ ـــ آپ ہیں مسز؟؟" اس کے چہرے پر ہنسی ناچ رہی تھی۔ ڈولی کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے اور ابشری ہچکیاں لے لیکر رو رہی تھی ـــ ان آنسوؤں کے دھاروں اور ہچکیوں کی آوازوں میں مونی کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا ـــ رات سے وہ خود ہی پریشان حال تھی۔ بھوکی پیاسی دم بھر کے لیے یہاں سکون لینے آئی تھی ـــ اس کا سر چکرانے لگا۔ اور زرد ہتھیلیاں برف کی طرح ٹھنڈی پڑ گئیں۔ کیسے ویرانے میں وہ بھٹکتی پھر رہی تھی ـــ کیتھرین کے مچلتے ہوئے جسم اور چمکتی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر اس کا غم تازہ ہو گیا۔ وہ تڑپ اٹھی۔ رکا ہوا سیلاب طوفان کے تھپیڑوں سے جذبات کے سارے بند کو توڑتا ہوا گزر گیا ـــ بے اختیار روتی ہوئی مونی ابشری کی گود میں سسک سسک کر رونے لگی۔ اور ابشری کی ہچکیاں در و دیوار سے ٹکرا رہی تھیں۔

مونی کی روتی ہوئی آنکھوں میں دور سے شیام بابو کی بیوی کا مرجھایا ہوا چہرہ جھلکا ـــ پھر اس کو کیتھرین کی ہنستی ہوئی صورت یاد آ گئی۔ یک بیک اس کے دل میں نفرت کی ایک شدید اُبال سی آئی ـــ ابشری کے آنسو کس کیلئے بہہ رہے تھے؟ ـــ اور ـــ اور وہ خود کیوں رو رہی تھی؟ اچانک ابشری کا ٹھنڈا بازو اس کو زہریلے سانپ کی طرح لگا، وہ لرز اٹھی ـــ اس کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کمرے میں بل پہ بل کھاتی ہوئی ناگنیں اپنے اپنے پھن اُٹھائے اس کے گرد لہرا رہی ہیں ـــ

(پٹنہ سے نشتر)

بقیہ :- پتھروں کا آدمی

ایسے ہی خواب سجاتے تھے۔ مگر آج اس کی آنکھوں میں اُن خوابوں کی قندیلیں سسک رہی تھیں اور وہ اپنی امیدوں کی لاشوں کو تڑپتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

چاند نے اپنی دونوں باہیں اس کے گلے کا ہار بنا دیں۔

وہ پلنگ سے اٹھتے ہوئے بولا . . . "یہ کیا پاگل پن کرتی ہیں آپ . . . . . ؟"

چاند اپنے چہرے کو دونوں ہتھیلیوں میں پکڑ کر سسکنے لگی۔

"پتھر . . . . .! پتھر کا دل . . . .! پتھر کا آدمی . . . !!"

وہ تیزی سے اس طرح بولی جیسے وہ یہ جملہ کہنے کے لیے بے چین تھی۔

کوشل حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہ گیا۔ وہ تیزی سے باہر نکلی۔ اس کے قدموں کی آواز میں جھنجھلاہٹ سنائی دے رہی تھی۔

اس کے بعد دونوں کی نظریں نہ مل سکیں۔ جب بھی وہ سامنے آتی تو اپنی نظریں اس طرح جھکی ہوئی رکھتی کہ وہ اس کی نظروں سے ملنے نہ پائیں۔ لیکن جب کبھی دونوں کی نظریں ملتیں تو وہ برہم ہو کر اپنا منہ ایک ادائے خاص سے پھیر لیتی۔

(جموں سے نشتر)

کیول پنڈت
مکان نمبر ۲۲۲
پکی ڈھکی۔ جموں (توی)

بھونچال

عشرت ظہیر

شہر سے گاؤں کی دوری لگ بھگ ستر کلومیٹر تھی۔ موٹر سائیکل کی سواری کے لحاظ سے یہ دوری تقریباً ایک گھنٹہ بیالیس منٹ کی تھی۔ لیکن دونوں قسم کی دوری کے پیمانے سے بے نیاز وہ دوسرے ہی لمحہ گاؤں کے بڑھتے ہوئے احاطۂ قبرستان میں موجود تھا اور ایک تازہ قبر اس کی توجہ کی مرکز تھی۔ قبرستان کی باؤنڈری پر دونوں کہنیوں سے ٹیک لگائے وہ سوچ رہا تھا، وہ یہاں کیوں آیا ہے؟ کون ہے، اس کا یہاں؟ درحقیقت وقت وہ حالت ہے کہ، انسان کبھی کبھی اس کی وجہ سے زمانۂ ماضی و مستقبل کی تمیز کھو دیتا ہے۔ اور اس کے دل میں غیر واضح قسم کی خلش چٹکیاں لینے لگتی ہے۔ جو اس کے باطن کو اس میں اس طرح مجتمع کر دیتی ہے کہ اس کیفیت میں وہ زمانہ گزشتہ اور آئندہ کے درمیان حدِ فاصل کھینچنے کا اہل نہیں رہتا۔

اس کا ظاہر اس کے باطن سے نبرد آزما تھا۔ دونوں کی کش مکش سے اٹھتے ہوئے بگولے میں وہ سوکھے ہوئے پتے کی طرح حال، ماضی اور مستقبل کے حصار میں گشت لگا رہا تھا۔ کسی ایک جگہ ٹکنا اس کے بس میں نہ تھا۔ زمان و مکان کی حدوں سے پرے وقت کے سنگریزوں سے وہ گھروندے بنا رہا تھا، جو دوسرے ہی لمحہ بگولے کی زد میں آکر ڈھ جاتے تھے، پھر بھی وہ دونوں کیفیت سے لطف اندوز ہونا چاہتا تھا۔ آخر بت گری اور بت شکنی دونوں انسان کے طبعی تقاضے ہیں۔

پھر حال، ماضی اور مستقبل کی سیڑھیوں سے وہ بار بار چڑھنے اور اترنے لگا، ہر بار اُسے ایسا محسوس ہوا، جیسے یہ سیڑھیاں، جو وقت کی تخصیص تھیں خود بخود مسطح ہوتی جا رہی ہیں۔

"کہاں رہے اتنے دن؟" شائستہ نے دھیرے سے کہا۔

"وزیٹنگ ڈے کا انتظار کرتا رہا" اس نے کہا تھوڑی دیر خاموش رہ کر پھر مخاطب ہوا۔

"تمہیں کیا معلوم، ان چھ دنوں کو گزرنے کے لیے کتنے مرحلوں سے گزرنا پڑا۔ اور گزرتا ہوا ہر دن، ایک عہد سے کم نہ تھا کیونکہ عوایوں سے ہر عہد کی بنیاد پڑی ہے"

"حالات سے سمجھوتہ کیوں نہیں کر لیتے"

اس نے غور سے دیکھا۔ شائستہ کی باتوں سے کہیں زیادہ اس کے چہرے پر معصومیت تھی اور سادگی بھی ——!

پھر اس نے شائستہ کا نرم و نازک اور سرخ و سپید چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر اسے اپنے سے قریب کر لیا۔ اور اسے ایک ٹک دیکھنے لگا۔ اس کے سُرخ و سپید چہرہ پر تل اس طرح تھے۔ جیسے وسیع آسمان کی چادر پر روشن ستارے۔ پھر وہ کھو گیا…. نہ جانے کتنی صدیاں، ایک پل میں بیت گئیں۔ … بالآخر اس نے دھیرے سے پکارا۔

"شائستہ ——"

"ہوں ——"

کیا تمہیں یاد ہے، جب میں پہلی دفعہ تمہارے ہاسٹل کی چھت کے نیچے سے گزر رہا تھا، تم نے ہرا سنگترہ میری جانب پھینکا تھا۔

"ہاں، یاد ہے۔ جانے مجھے کیا ہو گیا تھا معلوم نہیں واقفیت و اجنبیت کی منزلوں میں سے وہ کون سا مرحلہ تھا"

"اور میں نے اس سنگترے کو اپنے لئے نعمت سمجھا۔ پھر مجھے لگا، جیسے سویرا ہو گیا ہے۔ اور میں نے دیکھا تمہاری آنکھوں میں آفتاب دمک رہا ہے۔ یہ آج بھی دمک رہا ہے، اور یہ اس وقت تک دمکتا رہے گا جب تک ہم یہاں اس گوشے میں ملتے رہیں گے…. کیا تمہیں یہ سب یاد رہنا ہے؟ گرمی کی چھٹیوں میں تم گھر جا رہی ہو… کیا گھر پر تمہیں میری یاد آتی ہے۔"

"شاید —— کیونکہ یہاں سے جاتے وقت مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا… پھر سب کچھ دھیرے دھیرے معمول پر آجاتا ہے"

"سب کچھ دھیرے دھیرے معمول پر آجاتا ہے؟" اس نے حیرت سے دیکھا۔

"ہاں ——" شائستہ کی آواز میں سادگی تھی۔

"مگر —— مگر میرا تو کچھ بھی معمول پر نہیں آتا مجھے لگتا ہے میرا وجود محور سے ہٹ گیا ہے، میں انتظار کرتا ہے۔ چھٹیوں کے ختم ہونے کا، میں انتظار کرتا ہوں وزیٹنگ ڈے کا…. اور جلتا رہتا ہوں…."

"کیوں ——؟" اس کے لہجے میں استعجاب تھا۔

"کیا تم ہر شے کو ہنسی کھیل سمجھتی ہو، محض ہنسی کھیل ——!"

شائستہ نے اس کی طرف تعجب سے دیکھا۔ اور خاموش رہی۔

پھر ایک دن وہ شائستہ کے ساتھ ہاسٹل کے گارڈن میں بہت دور تک نکل گیا۔ اس نے باغ سے خوبصورت اور خوشبودار پھول بھی چُنے۔ جن کے نام اُسے معلوم نہ تھے۔ اس نے ان پھولوں کا ایک خوشنما گلدستہ بنایا۔ اور شائستہ کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے گلدستہ اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھا۔ پھر کچھ رنجیدہ سی ہو کر بولی۔

"تمام پھول خوبصورت اور دلکش ہیں۔ مگر یہ ایک دوسرے میں مل کر اپنی خوبصورتی اور حسن کھو بیٹھے ہیں۔ کاش مجھے ایک سفید خوبصورت اور پاکیزہ پھول مل جاتا، تاکہ میں اسے اس گلدستہ کے بیچ میں لگا دیتی… پھر وہ دوسروں کی توجہ اس گلدستہ کی طرف اپنی سادگی اور پاکیزگی کے ذریعے کھینچ لیتا۔ مگر اب ایسے پھول کہاں؟"

"میں ایسا پھول لا کر تمہیں دوں گا" اس نے کہا

یہ کالج کا آخری سال تھا۔

لہٰذا شائستہ کالج سے گھر لوٹ گئی۔

اور وہ سفید پھول کی تلاش میں سرگرداں ہوا۔ تلاش و جستجو میں وہ شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ گھومتا رہا یہاں تک کہ اس کے چہرے کی رنگت مدھم پڑ گئی۔ پیروں پر چھالے پڑ گئے، اور کپڑے پھٹ گئے، مگر سفید پھول نہ ملا۔

اور جب وہ تقریباً مایوس ہو چلا تھا، اس نے دیکھا ہنگامہ سے دور ایک پرسکون گوشہ میں ایک ایسا پھول کھلا ہے

سفید پھول ——

سفید پھول جس کا حسن اس کی سادگی اور پاکیزگی میں مضمر تھا۔

اس پھول کے قریب ایک جنگلی گلاب تھا جس پر کانٹے بہت تھے۔ اس گلاب پر ایک بلبل محبت کے گیت گا رہی تھی۔

اس نے پھول توڑنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

اچانک بلبل نے اپنا گانا بند کر دیا، اور گلاب نے بڑھ کر اس کے ہاتھ میں کانٹے چبھو دیئے۔

وہ ڈر گیا اور واپس آگیا۔

شائستہ ہاسٹل میں نہ تھی، وہ گھر لوٹ چکی تھی۔ وہ اس کے گھر گیا۔ وہ وہاں بھی نہ تھی۔ اس کی شادی ہو چکی تھی۔ اور وہ اپنے سسرال میں تھی شاید وہ اس کی رفاقت اور محبت کو محض ہنسی کھیل سمجھتی تھی۔

پھر اچانک ایک دن، اس نے اپنے گھر کے چھوٹے سے باغ میں، ایک سفید پھول کھلا ہوا دیکھا۔ ویسا ہی سفید اور پاکیزہ پھول، حُسن اور سادگی سے معمور۔

پھر اس کی شادی ہو گئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پندرہ سال نکل گئے۔ اور وہ خود بھی زندگی کے دوڑ میں کہاں سے کہاں نکل گیا پتہ ہی نہ چلا۔

پھر ایک دوپہر کو، کھانے کے ٹیبل پر، اس کے پلیٹ میں سالن لگاتے ہوئے اس کی بیوی نے اسے مطلع کیا کہ نعیمہ کا خط آیا ہے، کئی روز ہوا۔ شائستہ کا گاؤں میں انتقال ہو گیا۔

(پٹنہ سے نشر)

عشرت ظہیر بنیا پوکھر۔ گیا۔ ۸۲۳۰۰۱

واپسی

شکیل پونم

وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا۔ سر کے بال بالکل سفید ہو گئے تھے۔ چہرہ سوکھا ہوا ابھری دار اور اس پر مردنی کا بھیانک سایہ پھیلا ہوا تھا۔ آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں لیکن ان میں ایک عجیب سی تازہ ٹھنڈک تھی۔

بستر پر لیٹے لیٹے وہ مسکرایا "مجھے ۳۹ برسوں بعد اچانک دیکھ کر تمہیں تعجب نہیں ہوا؟"

"زیادہ نہیں۔ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو کسی بات پر زیادہ تعجب کہاں ہوتا ہے۔" میں نے کہا۔

"... انتالیس برسوں بعد تم میں تبدیلیاں ضرور آئی ہوں گی؟!"

"تبدیلی.... ؟ تبدیلی کی امید ہی تو انسان کے لیے زندگی میں کشش کا سبب ہے۔ تکلیف دہ حالت تو تب ہوتی ہے جب تبدیلی مخالف سمت میں ہوئی ہو... تمہاری بھابی مر چکی ہے تمہارے بھتیجے شادیاں کر چکے ہیں اور میں ساٹھ برسوں کی عمر پار کر چکا ہوں .... تبدیلیاں تو کتنی آئی ہیں!"

میرے جواب کے بعد کمرے میں گھٹن بھری خاموشی پھیلی رہی۔ اس روکھی خاموشی کو توڑتا ہوا میں ہی بول پڑا — "تمہیں کم از کم خبر تو دینی چاہیے تھی ..... اور پھر اس دیس کو تم نے یاد کیسے کیا۔ تم نے واپسی کا فیصلہ کیسے کیا؟.... پچھلے انتالیس سال تمہارے کیسے گزرے؟"

"اگر اب تک نہیں سمجھ پائے ہو تو جب میں مروں میرے مردہ چہرے کو پڑھ کر اپنے سوالوں کے جواب ڈھونڈنا!" وہ بول کر رکا ہی تھا کہ کھانسی کا تیز دورہ اٹھا۔ تکلیف سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دورہ رکنے پر اس نے اپنی آنکھوں اور چشمے کے شیشوں کو صاف کیا اور پھر مجھے غور سے دیکھتے ہوئے بولا "کہیں تم مجھے دیوانہ یا خبطی تو نہیں سمجھ بیٹھے ہو؟"

اس کی یہ بات سنتے ہی میری آنکھوں کے سامنے اس کے آنے کے وقت کے واقعات زندہ تصویریں بن کر ابھر آئے — جب میں نے اس کے سامنے اپنی تینوں بہوؤں کو اس کا تعارف دینے کے لیے بلایا اور انھوں نے اس کے پیر چھو کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا تو کس بے چینی اور تیزی سے اس نے اپنا شفقت بھرا ہاتھ ان کے سروں پر پھیرتے ہوئے دعائیں دی تھیں.....

نہیں وہ دیوانہ نہیں ہے۔ وہ میرا بچھڑا ہوا دوست ہے جو گزشتہ انتالیس برسوں سے میرے لیے غیر ملکی بنا ہوا ہے۔ شاید اب وہ ایک صحیح انسان ہے۔

"تم خبطی نہیں ہو دوست!" میری آواز بھیگی ہوئی تھی۔

وہ ہنسا۔ اس کی ہنسی کی آواز سن کر ایسا لگا جیسے اپنے ملک میں پچھلے انتالیس برسوں کے دوران وہ ایک بار بھی نہیں ہنسا ہو اور اس وقت ہنسنے کی مشق کر رہا ہو۔

اچانک وہ سنجیدہ ہو گیا۔ خلا میں کچھ دیر گھورتا رہا پھر بول پڑا — "ابھی تاریکی پھیلنے میں کچھ دیر ہے۔ مجھے اپنا گھر ٹھیک سے دکھلاؤ اگر تمہیں تکلیف نہ ہو۔"

"آج تم آرام کرو۔ تم تھکے ہوئے ہو۔ ۳۹ برسوں کی تکان تم پر سوار ہے۔ کیا ۳۹ برسوں کی مدت کوئی چھوٹی موٹی مدت ہے؟"

"انتالیس برس!" دہشت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور ندامت اور پچھتاوے سے بھری آواز اس کے منہ سے پھوٹ پڑی — "ہاں انتالیس برس!!"

ہم لوگ باہر لان میں آرام کرسیوں پر آ بیٹھے۔ ناشتے کے بعد میں نے اپنے دوست کو اپنا نیا مکان گھما کر دکھایا تھا۔ رات میں میں نے اپنے تینوں بیٹوں سے اس کے رہنے سہنے اور کھانے پینے سے متعلق گفتگو کر لی تھی۔ اس معاملے میں انھوں نے بڑی مہربانی دکھائی اور مجھے خوش کر دیا۔ لیکن وہ گھر دیکھ کر بہت خوش نہیں تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس کی آنکھیں کچھ ڈھونڈ رہی تھیں۔ ایک عجیب سی بے چینی اس کی آنکھوں سے جھلک رہی تھیں۔

"اب تو تم کافی پیسے والے ہو گئے ہو۔ مجھے تمہارا دو منزلہ خوبصورت فلیٹ دیکھ کر خوشی ہوئی لیکن میں کچھ اور ڈھونڈ رہا تھا۔ میں نے سوچا تھا گزرے دنوں کی یادگار کے طور پر تم نے شاید اسے چھوڑ رکھا ہو۔ وہ تمہارا پانچ کمروں والا پرانا مکان، جس میں تم رہتے تھے۔ میرے بھتیجے رہتے تھے اور میری خوبصورت جوان بھابی رہتی تھی۔ اور جس کے آنگن کے ٹھیک بیچ میں تلسی کا ایک پودا ہوا کرتا تھا جسے بھابی روزانہ پاک پانی سے سینچا کرتی تھی ..... اور آنگن کے مغربی کونے میں نیم کا ایک پیڑ ہوا کرتا تھا۔ جب میں تمہارے ہاں آیا کرتا تب اس نیم کی ٹھنڈی چھاؤں میں ایک چھوٹی سی چارپائی بچھا کر مجھے پوجا کے سیندور سے پتے ہوئے پوے کھانے کو دیتی تھی تو میں نفرت اور مذاق سے منہ پچکا کر کہا کرتا تھا — "بھابی تم لوگ نپٹ گنوار ہو۔" وہ گزرے دنوں کی یاد میں غرق خلا میں گھورتا ہوا بول رہا تھا اور میں اس کی آنکھوں میں کھویا ہوا تھا۔ اس کی آواز میری روح کی گہرائی تک پہنچ رہی تھی اور مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میرا جسم زخموں سے لہولہان ہو اور درد سے تڑپ رہا ہو اور روح مسکرا رہی ہو ہولے ہولے......

"میں نے جو سوچ کر اپنا ملک چھوڑا تھا، وہ میری بھول ثابت ہوئی۔ یہ زمین کی چاہت بھی کیا چیز ہے دوست! میں نے وہاں دوسری شادی بھی کی بچے بھی پیدا کیے لیکن میرا دل ان میں نہیں رہا۔ میں وہاں کے ماحول کو اپنا نہ سکا۔ مجھے چاہت ملی، پیار ملا، مگر سب میں ایک اجنبی پن تھا، دوری تھی اکلاپا تھا... یہاں کی یادیں رہ رہ کر دل میں ٹیسیں پیدا کرنے لگی تھیں یہ زمین جس پر میں نے اپنے چنچل بچپن اور شوخ جوانی کے دن گزارے تھے۔ جس کی ہواؤں میں ایک جانی پہچانی سی خوشبو ہے، جس کی چاہت بناوٹ سے عاری ہے، جس کے سینے میں میرے ماں باپ اور جوان خوبصورت بیوی دفن ہیں جس کیلئے تب دل میں ایک شکایت بھری نفرت تھی میں نہیں جانتا تھا کہ وہ نفرت ایک مضبوط چاہت کا دوسرا روپ تھی۔ دراصل مجھ سے ایک بڑی بھول ہو چکی ہے..... صرف فرض کر لینے سے کوئی زمین اپنی نہیں ہو جاتی، روحانی اور جذباتی رشتہ ہی کسی کو اپنا بناتا ہے۔ تحریک اور نعرے کسی کو اپنا نہیں بنا سکتے... میں نے مذہب اور فرقے کی بنیاد پر چاہت کا مکان کھڑا کرنا چاہا.... سوچتا ہوں کتنی بڑی بھول تھی وہ میری.... زندگی تو گزارنی ہی تھی چاہے جیسے بھی گزاری جائے لیکن موت! موت کا خیال آتے ہی میری روح لرز جاتی۔ صرف مر جانے کے خوف سے نہیں ایک انجانی زمین پر مر جانے کے خوف سے۔ ہاں زندگی کے انتالیس سال گزار چکنے کے باوجود اس ملک کو میں اپنا نہ سکا! اکثر خوابوں میں میرے بوڑھے ماں باپ اور جوان بیوی آنکھوں میں ایک شکایت لیے اکھڑے ہوتے۔ تم نے یہ اچھا نہیں کیا اور میں ان کی شکایت کی تاب نہ لا کر ایک دہشت بھری چیخ مار کر جاگ جاتا، پسینے سے شرابور، بستر پر بیٹھا کئی لمحوں تک لرزتا رہتا ..... پچھلے انتالیس برسوں میں صرف کل کی رات کچھ چین اور سکون سے سو سکا ہوں میں۔ اعتبار ہو تا ہے تمہیں۔ شاید نہ ہو۔ اپنی جوانی کے دنوں میں میری بہت کم باتوں پر اعتبار ہوتا تھا تمہیں۔"

"مجھے اعتبار ہے۔ مجھے اعتبار ہے!!".....

"مجھے دوپہر کے کھانے کے بعد قبرستان لے چلو میں جلدی کرنا چاہتا ہوں۔ والدین اور بیوی سے ملنا چاہتا ہوں۔ اور انھیں بتانا چاہتا ہوں کہ میری واپسی ہو گئی ہے۔ دائمی واپسی۔" اس کی آواز میں وائلن کی غم زدہ دھنوں کی مٹھاس تھی۔

"ضرور لے جاؤں گا۔" میری آواز میں درد تھا۔

قبرستان میں اپنے والدین اور بیوی کی قبریں اس نے خود پہچانیں۔ اتنی مدت گزر جانے کے باوجود انہیں ڈھونڈنے میں اسے کوئی دقت محسوس نہیں ہوئی۔ اس نے ان کی قبروں پر فاتحے پڑھے۔ فاتحے پڑھ چکنے کے بعد ایک عجیب سی شانتی اور ٹھنڈک جھانکنے لگی تھی اس کی آنکھوں سے۔

صبح جب میری نیند ٹوٹی تو انجانے ہی میرے قدم اپنے دوست کے کمرے کی طرف اٹھ چلے جیسے اس نے مجھے بلایا ہو، جیسے مجھے کوئی الہام ہوا ہو.....

میرا دوست اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ایک بے فکری تھی۔ کبھی نہ ختم ہونے والی بے فکری۔

میں نے اس کی نبض دیکھی۔ پھر چادر کھینچ کر اسے سر سے پیر تک ڈھک دیا۔ بستر کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی آتما کی شانتی کے لیے خاموشی سے پرارتھنا کی۔ اور پھر اس کی آخری رسوم اور ضروری کارروائیوں کو انجام دینے کے لیے کمرے سے نکل پڑا۔ (پٹنہ سے نشر)

ایڈس ایک مہلک مرض

ڈاکٹر ایس او رحمٰن

ایڈس ایک نئی اور انتہائی خطرناک بیماری ہے۔ اس بیماری کی واقفیت بہت کم لوگوں کو ہے۔ ساری دنیا کے ڈاکٹر اس نئے مرض سے بے حد پریشان ہیں اور اس سلسلے میں سنجیدگی سے غور و فکر کر رہے ہیں۔ اب تک اس مرض کا کوئی معقول علاج معلوم نہیں کیا جا سکا۔ ایک بار جس شخص کو اس مرض نے آ دبوچا وہ جاں بحق ہو جاتا ہے۔ اس مرض کے بارے میں واقفیت کی کمی کے سبب مناسب طبی امداد بھی نہیں پہنچائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس مرض کے پھیلنے کی رفتار بھی تیز ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ مرض کافی دنوں سے پھیل رہا ہے لیکن حال ہی میں اس کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے اور عوام کو اس کے بارے میں آگاہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

پہلی بار امریکہ کے ڈاکٹر نے اس کے بارے میں رپورٹ دی اور کچھ مریضوں کو isolate بھی کیا ہے لیکن کچھ ہی دنوں بعد دیگر ممالک سے بھی یہ رپورٹ ملی کہ ایڈس کے مریض وہاں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور یہ مرض تیزی سے پھیل رہا ہے۔ ہندوستان میں بھی ایک کیس اس مرض کا پتہ لگا ہے۔ سرکار نے عوام کو اس سلسلے میں واقف کرانے کی کوشش تمام ترسیل و ابلاغ کے ذرائع سے کی ہے تاکہ عام آدمی تک اس ہلاکت خیز اور مہلک بیماری کے دور رس نتائج کا علم فراہم ہو سکے۔

اس مرض کا نام ایڈس ہے۔ جو انگریزی کے چار حروف پر مشتمل ہے۔ A I D S یعنی

Auto Immune Deficiency Syndrome

کہلاتا ہے۔ یہ بیماری دراصل ایک خاص طرح کے وائرس کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جس آدمی کے خون میں وائرس داخل ہو جاتا ہے اس میں ایک خاص طرح کی پروٹین کی کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ پروٹین انسان کے جسم میں طرح طرح کی بیماری سے نبرد آزما ہونے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ یہ انسانی جسم کو قوت مدافعت عطا کرتا ہے۔ اسے ڈاکٹر انگریزی میں اس طرح سے واضح طور پر بیان کرتے ہیں۔

"This type of protien is responsible to provide immunity against any disease."

یعنی یہ اس طرح کا پروٹین ہوتا ہے جو تمام امراض سے بچاؤ کی قوت عطا کرتا ہے۔

جو انسان اس مرض کا شکار ہوتا ہے۔ اس کے خون کی Serological جانچ کی جاتی ہے۔ اور یہ پتہ لگایا جاتا ہے کہ اس کے خون میں اس قسم کا وائرس کس حد تک موجود ہے۔

اس مرض کے ہو جانے کے بعد انسانوں کے اندر خاص قسم کی علامتیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ انسان اس مرض کی موجودگی میں انتہائی کمزور اور لاغر ہو جاتا ہے۔ مریض مزاجاً کافی چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ اس کا وزن تیزی سے کم ہونے لگتا ہے۔ بخار بھی رہتا ہے اور بھوک بھی نہیں لگتی اور دیگر علامتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ مگر یہ مرض چونکہ ابھی تحقیقات کے مراحل سے ہی گزر رہا ہے اس لیے کوئی بات قطعیت سے نہیں کہی جا سکتی۔

اب تک جو کیس دریافت ہوئے ہیں ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ مرض جنسی اختلاط کے ذریعہ پھیلتا ہے۔ تحقیقات اور دریافت سے یہ معلوم ہوا ہے کہ امرد پرستی سے دلچسپی رکھنے والے لوگ اور ہم جنسی کے شکار افراد اس مرض کے شکار ہوتے ہیں۔ یہ بیماری Blood Transfusion کے ذریعہ بھی پھیل سکتی ہے۔ اگر کسی صحت مند شخص میں ایڈس کے مریض کا خون داخل کر دیا جائے تو اس شخص کے یہاں بھی یہ ساری علامتیں نمایاں طور پر ابھر جائیں گی۔ اس کے علاوہ اگر ایڈس کے مریض کے لیے استعمال کیے گئے سرنج کو اسٹرلائز نہیں کیا جائے تو یہ مرض دوسرے شخص کو انجکشن کے ذریعہ منتقل ہو سکتا ہے۔ غرض کہ جنسی اختلاط کے علاوہ خون کے ذریعہ بھی یہ مرض ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہو سکتا ہے۔

اس مرض کی روک تھام کے لیے ڈاکٹروں کی ٹیم کو ایک مہم چلانے اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے اور ملک کے جتنے میڈیکل سنٹرس ہیں وہاں ان ڈاکٹروں کو چاہیئے کہ عوام کو اس مرض کے بارے میں معلومات دیں اور عوام کے اندر جو باشعور طبقہ ہے اس کو چاہیئے کہ وہ ڈاکٹروں کو اس سلسلے میں تعاون دیں۔ اور زیادہ سے زیادہ اس طرح کے مریضوں کو علیحدہ کرے۔ اور ان مریضوں کو باقی تمام آبادی کے ساتھ ملنے نہیں دیا جائے۔ اگر یہ مریض غیر شادی شدہ ہو تو اس کو اختلاط کرنے کی اجازت قطعی نہیں دیا جائے۔ اور اگر شادی شدہ ہو تو اسے بچہ پیدا کرنے سے باز رکھا جائے اور جنسی اختلاط سے اسے روکا جائے۔ لیکن یہ ممکن اس وقت ہے جب عوام اور ڈاکٹر دونوں اس جانب سنجیدگی سے توجہ دیں۔

(پٹنہ سے نشر)

ڈاکٹر ایس۔ او۔ رحمٰن
کریم گنج گیا

آپ کی رائے

ذی ہوش، عقل مند سخن فہم السّلام
بعد از سلام آپ سے کرتی ہوں میں کلام
دیکھا شمارہ تازہ جو آواز کا ابھی
اس پر ہوا ہے فن صحافت کا اختتام
درخواست آپ سے ہے فقط اتنی مہرباں
کیجیے مزاحیہ حسیں نمبر کا اہتمام
پڑھ کر جسے نہ روح کو حرکت نصیب ہو
وہ شعر پھلجڑی کی زباں میں ہے ناتمام"

پھلجڑی گورکھپوری
۳۲۳۔ خونی پور
گورکھپور (یوپی)

۱۶ ستمبر آواز دیکھا اور بہت خوشی ہوئی غزلیں اور مضامین تو اپنی اپنی جگہوں پر اچھے ہیں مجھے حیرت ہوتی ہے کہ مختلف ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر شدہ غزلیں اور مضامین تو چھپتے ہیں مگر کبھی بھی یہ نہیں دیکھا کہ رانچی سے بھی نشر شدہ کوئی مضمون ہو کیا رانچی سے کوئی نشر شدہ مضمون، افسانہ یا غزل آپ کو نہیں ملتا ہے۔

پہلی بار آپ کی رائے مجلس میں میری شرکت ہے میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ بزرگان دین کی کرامت وغیرہ کا بھی صفحہ شروع کریں جس سے معلومات میں اضافہ اور جانکاری ہو۔ رسالہ آواز کا سالنامہ کب تک شائع ہو رہا ہے۔ بہت دنوں سے سالنامہ دیکھنے کو ترس گیا ہوں امید کہ میری رائے پسند فرماتے ہوتے رسالہ آواز کے آپکی رائے کالم میں مجھ حقیر کو جگہ دیں گے نہایت ممنون ہوں گا۔

جناب عبدالحق انصاری رانچوی کی رائے اکثر رسالہ آواز میں دیکھتا ہوں نہایت ہی سلیس اردو میں اپنی رائے دیتے ہیں میں انکی رائے سے متفق ہوں انکو بذریعہ آواز میرا سلام کہہ دیں۔

محمد ابراہیم انصاری محلہ ہندپیڑھی
گوال ٹولی روڈ رانچی (بہار)

یکم اکتوبر کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ دیدہ زیب اور لش سرورق دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔

حالات سے ہم آہنگ غزلیں دلچسپ عبرتناک نسانے تحقیقی مضامین پڑھ کر فرحت و مسرت سے دل رشار ہوگیا سبھی قلمکاروں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اس طور سے عتیق انور صدیقی کا تحقیقی مضمون اسلحہ اور تھیار کی کہانی بہت دل کو لبھایا یوں تو آواز پرواز کے عتبار سے رفعت و بلندی پر گامزن ہے لیکن روز بروز رقی کی جانب رواں دواں ہے۔ جس محنت و مشقت ے ان کاوشوں سے مزین اور منقش کرتے ہیں۔ شاید کوئی سالہ اس طرح مزین اور منقش ہوتا ہو ایک گزارش یہ کہ رر یڈیو اور ٹی وی پروگرام کم ہوتا اور نگارشات زیادہ وتے تو قارئین کرام کو زیادہ استفادہ کا موقع ملتا۔

عابد حسین انور پورنوی

کمرہ نمبر ۱۸۷ دارالعلوم دیوبند

یکم اکتوبر کا آواز نظر نواز ہوا سرورق تصویر بہت پسند آئی اس کے علاوہ سبھی مضامین دلچسپ اور معیاری تھے جن میں دسہرہ کا فلسفہ، اسلحہ اور ہتھیار کی کہانی مجبور بہ فلیں، معلوماتی مضامین تھے۔ اس کے علاوہ افسانوں میں اجاٹ، حادثہ اور وقت رخصت قابل تعریف تھے۔ میری طرف سے ان سبھی قلم کاروں کو مبارک باد پہونچے۔ عرفان صاحب کا یہ شعر بہت ہی پسند آیا۔

عرفان زندگی سے نہ مانوں گا ہار ابھی!
ماضی کے چند لمحے ابھی میرے پاس ہیں

دوردرشن کے پروگراموں کے خلاصے میں ترتیب ٹھیک نہیں ہوتی ہے مثلاً پھول کھلے ہیں گلشن گلشن جو کہ ہفتہ کو آتا ہے رسالہ منگل کو دکھاتا ہے وکرم اور بیتال سیریل جو کہ اب ختم ہوگیا ہے لیکن رسالہ میں ابھی تک اپنی جگہ موجود ہے اور سبھی پروگراموں کا خلاصہ ٹھیک ترتیب سے نہیں ہوتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس طرف دھیان دیں۔ اور رسالہ میں اتوار کی فیچر فلم کا نام بھی ضرور دیا کریں مجھے امید ہے کہ آپ اس طرف ضرور توجہ فرمائیں گے۔

محمد اسلم انصاری

بوئلر لاک ورکس دہلی گیٹ بائی پاس روڈ۔ محلہ چراغ والان

اسلامک کالونی، علی گڑھ (یو۔پی)

۱۶ اکتوبر ۸۶ء کا شمارہ فکر و نظر کی تسکین کا سامان لئے آنکھوں کے سامنے ہے۔ پھولوں کی سی رعنائی اور شاندار سج دھج اور پھر انداز کچھ بدلا بدلا سا مگر خوبصورت اور نئی نئی سی رہ گزر!

دیکھ کر تو طبیعت باغ باغ ہوگئی اور ذہن و دل پھر آواز کے "متنوعات" رقص کرنے لگے۔ افسانوی دنیا کا ایک معتبر نام رضوان احمد بھی ہے جن کے افسانے نے دل کی گہرائیوں میں پہونچ کر بہت کچھ سوچنے پر مجبور کردیا ہے۔ زبان و بیان کے تعلق سے انہوں نے افسانے کے چہرے کو بہت حد تک نکھارا ہے میں رضوان احمد صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ پھر یہ کہتا ہوں کہ

جان ڈالی ہے تیرے نام نے افسانے میں

دوسرے افسانے بھی اچھے تھے۔

ایک عرض ہے اس کمترین کی، شاید قبول ہو، وہ یہ کہ جمعرات ۲ اکتوبر ۸۶ء کو اردو سروس سے نشر ہونے والی فخر الدین عارفی کی مرتب کردہ تحریر "پٹنہ ماضی کے آئینہ میں" کو ضرور شمولیت بخشی جائے۔ کیونکہ بہار کی تاریخ پر ایک سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے عہد زریں کے نقوش ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ جبکہ علم و ادب کے لحاظ سے پٹنہ مرکزی حیثیت کا حامل رہا ہے۔ جہاں کے آثار قدیمہ اور کھنڈرات اسکی شان و شوکت کا مظہر ہیں۔ یہ وہ مردم خیز زمین ہے۔ جہاں کے ذرہ ذرہ نے خورشید جہاں بن کر علم و ادب کی زلفوں کو نکھارا ہے۔ ممنونیت کی چمک میری اور تاریخ پسند حضرات کی آنکھوں میں ہوگی۔ اگر آپ نے اس تحریر کو اشاعتی شکل دے دی!

اتنی سی بات کہہ کر رخصت ہوتا ہوں۔

عبدالحق حقانی القاسمی

بگڈھرہ۔ پوسٹ کا کن وایہ اررریہ کورٹ

ضلع پورنیہ (بہار)

۱۶ اکتوبر کا شمارہ موصول ہوا۔ سرورق پر لال گلاب کا پھول بہت اچھا لگا۔ حیدرآباد سے لی گئی غزلوں میں جناب امیر احمد خسرو، خورشید جنیدی و انجنی کمار گوئل صاحب کی غزلیں پسند آئیں۔

افسانوں میں تسنیم بلخی کا "پالنا" بے حد پسند آیا۔ قاسم خورشید صاحب کا افسانہ "موڑ" اتنا متاثر نہ کرسکا جتنا کہ اس سے پہلے کے دو چار افسانے متاثر کئے ہیں نجمہ نکہت اور رضوان احمد کے افسانے ٹھیک ہیں۔

مضامین بہت اچھے لگے۔ آپ دلچسپ افسانوں کا انتخاب کریں تو بہتر ہوگا۔ "چنار بلا رہے ہیں"۔ آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی پر لکھا بشیر شاہ کا مضمون بہت پسند آیا۔ اس کے علاوہ روشنی اقوال زریں پر مبنی محمد یوسف صاحب کا مختصر مضمون ہم نوجوانوں کے لئے ایک مشعل راہ ہے

خدا کرے "آواز" پابندی سے شائع ہوتا رہے اور ہم تشنگان علم و ادب کو سیراب کرتا رہے۔

صادق کرمانی

جنرل سکریٹری تنظیم ذہن جدید

شفاء خانہ جنیدیا۔ مومن پورہ

گلبرگہ (کرناٹک)

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ رسالہ آواز ۱۶ اور ۱۳ اکتوبر موصول ہوا سرورق پر سرخ گلاب کا پھول قابل دید ہے لیکن اس مرتبہ مضامین اور افسانے مجھے اتنے اچھے نہیں لگے۔ جیسا کہ اس سے قبل یعنی یکم تا ۱۵ اکتوبر کا آواز تھا۔ اس کے مضامین اور افسانے مجھے بیحد پسند آئے لیکن مجھے اس مرتبہ حیدرآباد سے جو غزلیں نشر ہوئی ہیں وہ کافی جاندار اور خوبصورت ہیں اور مجھے بیحد پسند آئیں میرے طرف سے تمام شعرائے کرام کو مبارکباد پہونچادیں علی ظہیر کا یہ شعر کیا ہی لاجواب ہے۔

زلفوں کی طرح سے یادیں بھی کھلتی ہیں بکھرتی ہیں ہر شب
نغموں کی طرح سے سڑکوں پر جسموں کا ترنم جاری ہے

اور انجنی کمار گوئل کا یہ شعر کیا ہی دلیرانہ اور بیباکانہ ہے۔ داد دیتا ہوں گوئل صاحب کے ان کلمات کی جو انہوں نے اردو کے حمایت میں ادا کیے ہیں

مٹانے والوں کو اردو زبان دنیا سے
سنا دے کوئی ذرا میں ابھی تو زندہ ہوں

جناب سوز عابدی صاحب کا یہ شعر بھی مجھے متاثر کئے بغیر نہیں رہا۔

حق بیانی مرا شیوہ ہے رکے گی نہ زباں
سامنا کرتا ہوں حالات کا ڈٹ کر یارو

کیا یہ بیباکی نہیں تو اور کیا ہے جو انہوں نے شعر کے ذریعہ دشمنان اردو کو چیلنج کیا ہے کہ اگر ہمت ہے تو بس مقابل ہوجاؤ اور دیکھو جیت کس کی ہوتی ہے۔

اردو کے ایسے ایسے ادیب، شاعر اور مضمون نگار گزرے ہیں جسمیں ہندو آگے آگے ہیں انجنی کمار گوئل صاحب نے جس انداز اور پیرائے میں دشمنان اردو کو بذریعہ غزل مخاطب اور چیلنج کیا ہے وہ خود رسالہ آواز میں درج ہے۔

ایڈیٹر صاحب مجھے اس مرتبہ رسالہ آواز دیکھ کر بہت مایوسی ہوئی کہ رسالہ آواز سے آپ کی رائے کا لم غائب تھا جبکہ یہ کالم نہایت ضروری ہے کیونکہ قارئین کی رائے سمجھنے اور جاننے میں لطف آتا تھا آئندہ سے اس کا خیال رہے نوازش ہوگی اور ایک تکلیف دیر سے پرچہ ملنے پر ہوتی ہے۔ اس مرتبہ رسالہ آواز ۱۹ اکتوبر کو ملا جب کہ میں شدت سے آواز کا منتظر رہتا ہوں۔ میں نے مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت اور نظر بندی پر ایک مقالہ لکھ کر آل انڈیا ریڈیو رانچی کے اردو سیکشن میں عبدالرحمٰن صاحب امیری کو خود جاکر دیا تھا کہ نشر کے بعد آواز پرچہ کو ارسال کردیں مگر ابتک انھوں نے مجھے کوئی خبر بھی نہیں دیا ہے دوسرا منشی نول کشور ایک عظیم صحافی اور خادم اردو لکھ کر رکھا ہوں بہت جلد نشر کرواکر روانہ کردیا جائے گا۔

مزید کیا تحریر کروں آپ سے گزارش ہے کہ مولانا آزاد نمبر یا کوئی اور نمبر جو مناسب سمجھیں نکالیں امید کہ آپ میری رائے سے اتفاق کریں گے۔

عبدالحق انصاری رانچوی رانچی (بہار)

پیر یکم دسمبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰



کے ایس گوپال کرشنن	:	بانسری
بی سی کمار	:	وائلن
بی دوراسوامی	:	مردنگم

(۴ اکتوبر کو بھدراوتی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

منگل ۲ دسمبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۳۰



برجھودیو سردار	:	گائن
رمیش مترا	:	سارنگی
آنندگوپال بندوپادھیائے	:	طبلہ
وسنتی مہاسیکر	:	ہارمونیم

(۴ اکتوبر کو حیدرآباد میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

بدھ ۳ دسمبر

رات ۱۰-۳۰ سے ۱۱-۳۰



این ناگاراجو	:	ناگاسورم
وی نارائناسوامی	:	تاویل

(۴ اکتوبر کو ترچراپلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعرات ۴ر دسمبر

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



نینا دیوی	:	ہلکی کلاسیکی موسیقی (گائن)
غلام صابر قادری	:	سارنگی
دائم علی قادری	:	طبلہ

(۴ر اکتوبر کو بمبئی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعہ ۵ر دسمبر

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



ٹی ڈی سیتھا	:	گائن
منارگڈی ایشورن	:	مردنگم
گنتوپلی کرشنا مورتی	:	کنجیرا
ٹی ڈی بالاسبرامنیم	:	گھاٹم
رادھانارائن	:	وائلن

(۵ر اکتوبر کو بمبئی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

ہفتہ ۶ر دسمبر

رات ۹.۳۰ سے ۱۱.۰۰



کے ایس نارائنا سوامی	:	وینا
کلیانی سرما	:	وینا سنگت
گورو ویور دورائی	:	مردنگم

(۵ر اکتوبر کو کالی کٹ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)



اتوار ۷ر دسمبر

صبح ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰

بدھو دیو داس گپتا	:	سرود
صابر خاں	:	طبلہ

صبح ۱۱.۰۰ سے دوپہر ۱۲.۰۰



منی پرساد	:	گائن
دیپک کمار	:	ہارمونیم
سمپت لال	:	طبلہ

(۵ر اکتوبر کو ناگپور میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



شیو کمار شرما	:	سنتور
شفاعت احمد	:	طبلہ

(۴ر اکتوبر کو کلکتہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

دوردرشن

دہلی
چینل ۴ تصویر 61.25 MHz
بینڈ ۱ آواز 67.75 MHz

مسوری
چینل ۱۰ تصویر 210.25 MHz
بینڈ ۳ آواز 215.75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام
۶-۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)
۷-۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات
۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
۹-۳۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۱۱-۴۸ نیوز ہیڈلائن (ہفتہ ۱۲-۳۰ بجے)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ سائنس (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۰-۱۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ
صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ حساب (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ بائیلوجی (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور شام ۴-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱۰-۵۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ
صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ فزکس (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ انگریزی کا سبق (چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۳-۳۰ (اعلیٰ تعلیمی پروگرام روزانہ سوائے اتوار و تعطیل)

●●●●●

[illegible]

صبح
۹-۲۰ سرب سانجھی گوربانی / سنگیت
۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۰۰ پتو اور پنچو (ہندی سیریل)
۱۰-۳۰ بھجن مالا / سنگم سنگیت
۱۱-۰۰ اپنے آپ
۱۱-۱۵ انگریزی سیریل

دوپہر
۱۲-۰۵ کھیل کھیل میں (ہندی سیریل)
۱۲-۳۵ تصویر کا دوسرا رخ (ہندی سیریل)
۱-۲۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم (۱ اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم II، IIII اور V
۳-۴۵ ورلڈ آف اسپورٹ

شام
۵-۳۵ اور ۶-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ اندھی گلیاں / سنرکشن / ابھولتا کا

۹-۰۰ کوئیز ٹائم (انگریزی)
۹-۵۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام

[illegible]

شام
۶-۰۰ کھلاڑیوں کے لیے
۶-۱۵ بچوں کے لیے انگریزی فلم
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۷-۳۰ سندر سماچار / سنگیت
۷-۴۰ ہندی ناٹک

۹-۰۰ کبھی دور کبھی پاس (ہندی سیریل)
۹-۵۰ سچ کی پرچھائیں I اور III
چترمالا II اور IV
شام غزل V

۱۰-۲۰ کرم چند (ہندی سیریل)
۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام / بیلے

[illegible]

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (ہندی)
۶-۱۵ کھیل کھلاڑی
۶-۳۵ ہمارے کامگار، ہمارے ادیوگ (II اور IV)
ہمارے ادھیکار اور کرتویہ (I، III، V)
۷-۴۰ یوتھ فورم I III اور V
یووامنچ II اور IV
۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)

۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
۹-۵۰ جن وانی I، III اور V
بیا نمبر ٹو مارو II اور IV

۱۰-۵۰ ایکسپیڈیشن ٹو دی اینمل کنگڈم

۱۰-۰۰ ٹو ورلڈس پروگریس / پیر یورٹن (انگریزی سیریل)

[illegible]

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (ہندی)
۶-۲۵ آنگن واڑی
۶-۳۵ وکاس کی اور
۷-۴۰ آپ اور ہم (ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)

۹-۰۰ مالگڈی ڈیز (ہندی سیریل)
۹-۵۰ روٹنگ آئی I، III
حالات حاضرہ پر پروگرام / متفرقات II، IV اور V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ پریمیر انسٹی ٹیوشنز آف انڈیا (I III اور V)
گریٹ ماسٹرز (II اور IV)

[illegible]

شام
۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۱۵ گھریلو نسخے
۶-۲۵ قانونی صلاح

۷-۰۰ رقص
۷-۲۵ وشو درشن
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین)

۸-۰۰ باتوں باتوں میں سنگیت / ترتیب
۸-۲۵ اکاکس ٹریجڈی: انگریزی سیریل

۹-۰۰ اسپونسرڈ پروگرام (ہندی سیریل)

۹-۵۰ پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیوز III
واٹ از دی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کوئیز V

۱۰-۲۰ انگریزی پروگرام

۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام

[illegible]

شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۱۵ آپ کا پریوار
۶-۳۵ سنگم سنگیت
۷-۴۰ گیان دیپ
۸-۰۰ چترہار

۹-۰۰ یاترہ (ہندی سیریل)

۱۰-۲۰ ان دس آور لینڈ

[illegible]

دوپہر
۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۵ یوتھ ٹائم / یوتھ فورم
۲-۴۵ ہندی سیریل

۱۰-۳ انگریزی سیریل
شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/انگریزی)
V III I
پھول کھلے ہیں گلشن گلشن II IV
۶-۵۰ کوی سمیلن/مشاعرہ (II ، IV)
۷-۱۰ یوا اینڈ یور پیشس
۷-۲۵ فاردی فورسس (I)
نرتیہ (III ، V)
۷-۵۵ جان ہے جہان ہے
۸-۱۰ سپتاہکی

۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)

۱۰-۲۰ اسپونسرڈ لانگ پلے

۷-۳۰ سماچار (روزانہ)
۷-۴۰ آوشیک جانکاری (روزانہ)
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ہندی پتریکا

۷-۱۵ بہورنگ ۷-۴۵ انگریزی سیریل
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ٹیلی میچ
۷-۰۰ ہی مین اینڈ دی ماسٹرز آف یونیورس : تصویری فلم
۷-۴۵ چہل پہل
۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ
شام
۶-۳۰ نو اودیہ اسکولی بچوں کا پیشکردہ پروگرام
۷-۴۵ اولڈ فاکس : انگریزی سیریل
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ کلیڈیو اسکوپ
۷-۰۰ یوتھ پروگرام
۷-۴۵ شاستریہ سنگت
شام
۶-۳۰ آپ کا باغیچہ
۶-۴۵ میوزک سرکس
۷-۱۵ ناگرک سمیا ۷-۴۵ پنجابی درپن
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ سماچار ڈائری
۷-۰۰ اردو میگزین پروگرام
۷-۴۵ کلا پریکرما

۸-۰۰ ہندی ناٹک
شام
۶-۳۰ اگلے ہفتے کی جھلکیاں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ آئینہ : (عام آدمی کے مسائل پر مبنی پروگرام
۷-۴۵ پاپ میوزک

• • • • • • • • •

آپ گرپسہ دوردرشن جے پور، مظفر پور اور رائے پور

اتوار تمام پروگرام دہلی کے مطابق

شام ۶-۰۰ لوک رقص
۶-۲۰ اپنی دھرتی اپنے لوگ (V ، III ، I)
نئی دشائیں (II ، IV)
۶-۴۰ چوپال ۷-۱۰ آج کی بات
۷-۳۰ اور آگے تمام پروگرام دہلی کے مطابق
شام ۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۰ لوک رقص
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے ۷-۱۰ انٹرویو
۷-۳۰ دہلی کے مطابق

۸-۱۰ نئی امنگ نئی ترنگ
شام ۶-۲۰ سماج شکشا
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے
۷-۱۰ صحت و صفائی پر پروگرام
۷-۳۰ دہلی کے مطابق
شام ۶-۲۰ اپنا گاؤں اپنی بات
۶-۳۰ دوبارہ کھیل کا سنسار
آرکائیوز سے/ دیگر مراکز سے
کوی گوشٹھی (I)/ ناٹک (II)
ٹی وی فلم (III) ڈاکومینٹری (IV)
شام ۶-۰۰ مہلاؤں کے لیے
(V ، III ، I)
۲۰ نکاتی پروگرام (II ، IV)
۶-۲۰ کھیل اور کھلاڑی
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے
۷-۱۰ پاپولر سائنس، ۷-۳۰ دہلی کے مطابق
شام ۶-۰۰ لوک روایات (I)
سمرتی چتر (II) لوک دھارا (III)
سہلتا کی کہانی (IV)
گیت و بھجن (V)
۶-۲۰ دہلی کے مطابق، ۸-۲۰ چپارہ (I)
رنگ و رنگ (II) /
بوجھو تو جانیں (III)
پرشنوں کے گھیرے میں (IV)
سنسکرتی پروگرام (V)
۸-۴۰ دہلی کے مطابق

کلکتہ

چینل 4 نصیر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

نیشنل پروگرام روزانہ رات ۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک (دہلی سے ریلے)

پیر
شام ۶-۰۰ لوک دھارا/ سارے گا
۶-۱۵ موسیقی
۶-۳۰ اور ۷-۰۰ بھجن پر اسنگے موسیقی
۶-۴۵ کول کاتا بچترا ۷-۰۰
۷-۴۰ دیس بدیش کھیلا
۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

منگل
شام
۶-۰۴ بچوں کے لیے
۶-۳۰ یوتھ ٹائم/صحت سے متعلق پروگرام ۷-۴۰ چترمالا (بنگالی) ۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام
۷-۰۰ بچنا سائے (صحت سے متعلق پروگرام/ درشنی پیٹ
۷-۱۰ سمبند پربھا
۷-۴۰ بنگالی ناٹک

بدھ
۶-۰۴ تمہارے بارے/ ہندی پروگرام
۶-۳۰ دیہی پروگرام
۷-۰۰ رابندر سنگیت
۷-۲۰ سوک سینس/ ڈیولپمنٹ اسٹوری/ ہیومن اسٹوری
۷-۴۰ درشکارے دربارے
۸-۰۵ چترہار (دہلی سے ریلے)

جمعرات
شام
۵-۳۴ بچوں کے لیے
۶-۰۰ سلسلے وار انگریزی فلم
۶-۳۰ بنگالی میں یوتھ پروگرام
۷-۰۰ درشنی کون/ ویوز

جمعہ
۶-۰۴ جانا اجانا
۶-۱۴ انڈسٹریل پروگرام
۶-۳۴ موسیقی/ رقص
۷-۰۰ جگناسا : بنگالی کوئز/ مالانچی
۷-۴۰ ساہتیہ سنسکرتی ۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

ہفتہ
دوپہر
۱-۴۵ سے شام ۴-۰۰
نیٹ ورک پر اسپونسرڈ پروگرام (دہلی سے ریلے)
شام
۵-۳۵ اور ۵۵-۷ بنگالی فیچر فلم
۷-۴۰ سپتاہکی

اتوار
صبح
۱۰-۰۰ سے دوپہر ۲-۰۰
شام ۴-۰۰، ۵-۴۵ اور
۲-۰۰ ایوارڈ یافتہ علاقائی فیچر فلم (دہلی سے ریلے)

نیشنل پروگرام

کلیانی رائے کا ستار وادن

۱۳ر دسمبر رات ساڑھے نو بجے

ملک کی نامور ستار نواز کلیانی رائے سور گیہ نرپیندر ناتھ گنگولی سے کم عمری میں ستار وادن کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور بعد میں ستار نواز ولایت خاں



سے بھی رہنمائی پائی۔ ان کے ستار وادن میں غنائیت، جذباتی پیشکش اور راگوں کی منظم اٹھان پائی جاتی ہے۔ وہ اپنے فن کا مظاہرہ ملک اور بیرون ملک کی محفلوں میں کر چکی ہیں۔

منگل شبد کی محفل موسیقی | بسواجیت رائے چودھری کا سرود وادن

۹ر دسمبر

بسواجیت رائے چودھری نے سرود وادن کی ابتدائی تعلیم اپنے پتا رانا جیت رائے چودھری سے پائی۔ اس کے بعد ۱۹۷۴ء میں استاد علاء الدین خاں کے شاگرد اندرانل بھٹاچاریہ سے کلکتہ میں تعلیم پائی۔



اس کے علاوہ انھوں نے مشہور گائیک ملک ارجن منصور سے بھی اسباق موسیقی حاصل کیے۔ اور بہت سی دشوار رچنائیں راگ سیکھے۔

سنگیت سریتا: صبح ۷-۳۰

راگ کھماج

یکم دسمبر — فلم 'ریشماں اور شیرا': لتا
استاد بڑے غلام علی خاں: ٹھمری

۲ر دسمبر — 'ابھیمان': لتا، کشور
وی. جی. جوگ: وائلن

۳ر دسمبر — 'شاگرد': لتا
مالنی راجورکر: ٹپہ

۴ر دسمبر — 'کلپنا': آشا
شاہد پرویز: ستار

۵ر دسمبر — 'سورن سندری': لتا
نزاکت علی سلامت علی: ٹھمری

راگ راگیشری

۶ر دسمبر — دیکھو کبیرا رویا: منا ڈے
پنڈت جسراج: گائن

۸ر دسمبر — 'مغلِ اعظم'
بڑے غلام علی خاں: گائن

۹ر دسمبر — 'آج اور کل': آشا
بدھو دتیہ مکھرجی: ستار

راگ سرسوتی

۱۰ر دسمبر — غلام مصطفےٰ خاں: گائن
پنڈت رام نارائن: سارنگی

راگ غارا

۱۱ر دسمبر — 'ٹھہانہ': لتا
میرا بنرجی: ٹھمری

۱۲ر دسمبر — 'مغلِ اعظم'
استاد عبدالکریم خاں: ٹھمری

۱۳ر دسمبر — 'آنند': لتا
بیگم اختر: ٹھمری

۱۵ر دسمبر — 'ملزم': رفیع
نکھل بنرجی: ستار

سور سدھا: شام ۶-۴۵

راگ بہار

یکم دسمبر — فلم 'جے ہنومان'
مہندر کپور اور آشا
سمتی متا نکر: گائن
بسم اللہ خاں و وی. جی. جوگ
شہنائی اور وائلن

راگ بھیرو

۲ر دسمبر — 'جاگتے رہو': لتا اور کورس
غلام مصطفےٰ خاں: گائن
رادھیکا موہن موئیترا اور
کلیانی رائے: سرود اور ستار

راگ بھوپال توڑی

۳ر دسمبر — 'آوارہ': لتا، کورس
حفیظ احمد خاں: گائن
علی اکبر خاں: سرود

راگ الہیا بلاول

۴ر دسمبر — 'باورچی': منا ڈے
لکشمی شنکر اور نرملا دیوی
اونکار ناتھ ٹھاکر: گائن
ڈی. کے. داتار: وائلن

راگ نٹ بھیرو

۵ر دسمبر — 'میرے ہم سفر': لتا
وسنت راؤ دیشپانڈے: گائن
شرن رانی: سرود

راگ دیسی توڑی

۶ر دسمبر — بیجو باورا: امیر خاں اور
ڈی. وی. پلسکر
بڑے غلام علی خاں: گائن
بسم اللہ خاں: شہنائی

راگ گن کلی

۷ر دسمبر — 'فری لو': لتا
منور علی خاں: گائن
آر. ایس. کمبوج: وچتر وینا

راگ چاروکیشی

۸ر دسمبر 'دستک' : لتا
کے. جی. گنڈے : گائن
روی شنکر : ستار

راگ اہیر بھیرو

۹ر دسمبر الاپ : یسوع داس
پروین سلطانہ : گائن
بدھو دیتہ مکرجی : ستار

راگ مدھیہ ماد سارنگ

۱۰ر دسمبر مدا انڈیا : شمشاد، رفیع
آشا اور منا ڈے
سنکمیشور گورو : گائن
سسرکنا دھر چودھری : وائلن

راگ ملتانی

۱۱ر دسمبر شعلے : امیر خاں
بھیم سین جوشی : گائن
روی شنکر : ستار

راگ برندابنی سارنگ

۱۲ر دسمبر رانی روپ متی : لتا۔ رفیع
لطافت حسین خاں : گائن
گنپاتن راؤ جوشی : وائلن

راگ ہمیر

۱۳ر دسمبر کوہ نور : رفیع
ڈی. وی. پلسکر : گائن
وی. جی. جوگ : وائلن

راگ کلاوتی

۱۴ر دسمبر ورشا گیت : مہندر کپور
پربھا اترے : گائن
وجے شنکر چٹرجی : ایسراج

راگ یمن کلیان

۱۵ر دسمبر سنگیت سمراٹ تان سین
منا ڈے
دنکر کیکنی : گائن
عبداللطیف خاں : سارنگی

خصوصی جے مالا

---

۶ اور ۱۳ر دسمبر
ایکٹر پروڈیوسر ششی کپور

پیش کریں گے۔

۱۴ر اور ۲۰ر دسمبر
گیت کار شیلی شیلندر
پیش کریں گے

اِن سے ملیے : رات ۱۵-۸

۳ر دسمبر مشہور کرکیٹر ایکٹر امریش پوری کے ساتھ سویتا بجاج کا انٹرویو
۱۰ر دسمبر ایکٹر سجیت کمار کے ساتھ سویتا بجاج کا انٹرویو

رس وہار : رات ۱۵-۸

یکم دسمبر پڑوسی : تحریر : وبھا چٹنس
پیش کش : ایم. ایم. میراشی
۸ر دسمبر سودیشی : تحریر : آر سنہے
پیش کش : پی. وی. درد ہیکر
۱۵ر دسمبر آگ کا دریا
تحریر : آغا عثمان تلہری
پیش کش : ایم. ایم. میراشی

ہوا محل : رات ۱۵-۹

یکم دسمبر گھر کی مرغی : تحریر اور
پیش کش : مدھر سریواستو
۲ر دسمبر کھاتا نمبر ۲
تحریر : شنکر سلطانپوری
پیش کش : رفیق خاں
۳ر دسمبر نظر سپنا آدمی
تحریر : راجیش بھادوریا
پیش کش : جے دیو شرما کمل
۴ر دسمبر ٹریڈ سیکرٹ
تحریر : سدن کمار سنہا
پیش کش : جناردن رائے
۵ر دسمبر پیر کی جوتی
تحریر : رمیش کمار رنجنی
پیش کش : ممتاز شکیب
۶ر دسمبر طلاق کی تیاری
تحریر : روپا نارائن شرما
پیش کش : سوشیل بنرجی
۷ر دسمبر خزانہ : تحریر اور پیش کش
سبودھ نگم
۸ر دسمبر ٹائم پلیز
تحریر : سیا دلی رشی
پیش کش : جناشنکر شرما
۹ر دسمبر جادو ڈار گیورے
تحریر : ہریش دکشت
پیش کش : گنگا پرساد ماتھر
۱۰ر دسمبر ہیرو کا یار
تحریر : وی. ایم آنند
پیش کش : کمل دت
۱۱ر دسمبر چور لٹ گیا
تحریر : سدھا شرما
پیش کش : مقبول حسن
۱۲ر دسمبر توبہ : تحریر : بی. ایس آنند
پیش کش : نندلال شرما
۱۳ر دسمبر جان ہے تو جہان ہے
تحریر : حمید اللہ
پیش کش : ممتاز شکیب
۱۴ر دسمبر صاحب دورے پر
تحریر : شنکر سلطانپوری
پیش کش : چندر پربھا بھٹناگر
۱۵ر دسمبر چکر شادی کا
تحریر : اڑیل کے دشیشوڑ
پیش کش : حسن خاں

انور نجنی : سہ پہر ۱۵-۳

راگ شدھ کلیان

یکم دسمبر روشن آرا بیگم : گائن
بڑے غلام علی خاں : ٹھمری

راگ ابھوگی کانہڑہ

۲ر دسمبر برج نارائن : سرود
انندو چٹرجی : طبلہ پر
روپک تال

راگ شنکرا

۳ر دسمبر یشونت بی. جوشی
کشوری امونکر : کھماج ٹھمری

راگ بھٹیار

۴ر دسمبر نکھل بنرجی : ستار
بسم اللہ خاں و ساتھی
شہنائی پر مشر کھماج ٹھمری

راگ جونپوری

۵ر دسمبر ایل. کے. پنڈت : گائن
گرجا دیوی : ٹھمری بھیروی

راگ راجیشوری

۷ر دسمبر چندر شیکھر نار نگریکر : ستار
بھونیشور مشر : وائلن پر
راگ شدھ سارنگ اور
دھن مشر کھماج

راگ درباری

۸ر دسمبر نزاکت علی خاں و سلامت علی خاں
گائن
رسولن بائی : کجری

راگ راگیشری

مالکونس، نند

۹ر دسمبر گری راج : ستار
سلطان خاں : سارنگی پر
راگ رس موہنی

راگ نٹ بھیرو

۱۰ر دسمبر سنگو بندھو : گائن
مالنی راجورکر : راگ کوشک رنجنی

راگ توڑی

۱۱ر دسمبر بسم اللہ خاں اور وی. جی. جوگ
عبدالحلیم جعفر خاں
ستار پر راگ بھیم وتی

راگ یمن

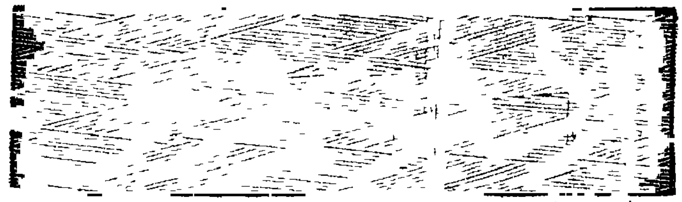
۱۲ر دسمبر غلام مصطفےٰ خاں : گائن
مدھو بائی کردیکر
راگ ہنڈول بلاول

راگ پوریا کلیان

۱۳ر دسمبر پنڈت رام نارائن
کومل رشبھ اساوری
لکشمی توڑی، بھیرو کی ٹھمری
رئیس خاں : ستار پر
راگ تلک کامود

راگ للت

۱۵ر دسمبر استاد امیر خاں : گائن
بیگم اختر : ٹھمری، دادرا



پہلی مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸٫۷۴ میٹر (۶۱۵۵ کلو ہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۱ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

تیسری مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۱۹٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

پیر یکم دسمبر

صبح
۵-۴۵ نعت از مہتاب احمد
قوالی از عبداللطیف قوال اور ہمنوا
۶-۲۵ معین الدین : شمیم جے پوری اور ہاشم لکھنوی کا کلام
وندنا واچینی : بیخود دہلوی داغ دہلوی اور جگر مرادآبادی کا کلام
۷-۰۵ چت دیو برمن : اسراج پر راگ بلاس خانی توڑی
۹-۳۲ امیر خاں : راگ بھٹیار میں خیال

رات
۸-۳۰ معین الدین : سدرشن فاخر اور فانی بدایونی کا کلام
۹-۰۰ کلامِ شاعر : کمار پاشی
۱۱-۳۰ امیر خاں : خیال راگ باگیشری
چت دیو برمن اسراج پر راگ درباری
۱۲-۳۰ قوالیاں : عبداللطیف قوال اور ہمنوا

منگل ۲ر دسمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت از نسیم کھنڈوری
قوالی از انعام احمد قوال و ساتھی
۶-۲۵ مہندر چوپڑہ : غالب اور راجیش کمار اوج کا کلام
اوشا ٹنڈن : جگر اور فیروز نظامی کا کلام
۷-۰۵ سدھیر گوتم : سنطور پر راگ اہیر بھیرو
۹-۳۲ اے۔ کانن : راگ اہیر بھیرو میں خیال

دوپہر
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
'کیا نوجوان اخلاق و کردار کی قدروں سے دور ہوتے جا رہے ہیں'، مباحثہ، شرکاء : مناظر امام ملک، جمیل اختر شگفتہ یٰسین اور لبنیٰ آفاق

رات
۸-۳۰ مہندر چوپڑہ : راجیش کمار اوج اور ساغر نظامی کا کلام
۹-۰۰ 'جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے'، تقریر از آل احمد سرور
۱۱-۳۰ اے کانن : خیال راگ شدھ کلیان
سدھیر گوتم : سنطور پر راگ ایمن
۱۲-۳۰ انعام احمد قوال اور ہمنوا قوالیاں

بدھ ۳ر دسمبر

صبح
۵-۴۵ نعت از حفیظ احمد خاں
قوالی از ارشاد رحمت قوال اور ہمنوا
۶-۲۵ شیلا دھر : مخدوم محی الدین اور فیض کا کلام
ماسٹر نثار : ناسخ لکھنوی اور امیر مینائی کا کلام
۷-۰۵ جگناتھ اور ساتھی : شہنائی پر راگ بھیروی دھن
۹-۳۲ بڑے غلام علی خاں راگ دیسی میں خیال

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین : 'عہد ساز خواتین' تقریر از ڈاکٹر ماجدہ اسد

رات
۸-۳۰ شیلا دھر : مومن اور غالب کا کلام
۹-۰۰ شہر نامہ (پٹنہ) از حسین الحق
۹-۳۰ گوربن کارسے
بابو خاں : راگ کھماج میں ٹھمری
۱۰-۰۰ افسانہ : بلراج مینرا
۱۱-۳۰ بڑے غلام علی خاں خیال راگ راگیشری
۵ جگناتھ اور ہمنوا : شہنائی پر راگ چندر پربھا
۱۲-۳۰ ارشاد رحمت قوال اور ہمنوا قوالیاں

جمعرات ۴ر دسمبر

صبح
۵-۴۵ نعت از نثار شاہجہاں پوری
قوالی از اقبال حسین خاں اور ساتھی
۶-۲۵ جمیل احمد : محمد عثمان عارف نقشبندی اور فراق گورکھپوری کا کلام
چاند راتے : بہادر شاہ ظفر کا کلام
۷-۰۵ دیبابرت چودھری : ستار
۹-۳۲ بینا پانی مشرا : ٹھمری اور دادرہ راگ بھیروی

دوپہر
۳-۰۰ محمد سعید صابری اور ساتھی قوالیاں

رات
۸-۳۰ جمیل احمد : جمیل مانک پوری اور آرزو لکھنوی کا کلام
۹-۰۰ کھیل کے میدان سے از فیروز بخت احمد
۱۰-۰۰ ادبی نشست : 'اردو ادب پر انگریزی تحریکوں کے اثرات'
مباحثہ : شرکاء : ڈاکٹر انیس الرحمان، پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی، انور عظیم اور خواجہ احمد فاروقی
۱۱-۳۰ بھیم سین جوشی پوریا کلیان میں خیال
دیبابرت چودھری : ستار
۱۲-۳۰ اقبال حسین خاں اور ساتھی قوالیاں

جمعہ ۵ر دسمبر

صبح
۵-۴۵ تلاوت قرآن مع تشریح از قاری فرید احمد
نعت از روشن صدیقی
قوالی : عالی قوال اور ہمنوا
۶-۲۵ بیلا ساد یر : بلونت نسل غلام مصطفیٰ خاں کا کلام
کاجل بنرجی : سرود پر راگ للت

رات
۸-۳۰ بیگم اختر : بہادر شاہ ظفر کا کلام
۹-۰۰ شیخ کاگر : تقریر از فضیل جعفری
۹-۳۰ ایک راگ کئی روپ راگ کلاوتی
۱۱-۳۰ دیپالی ناگ خیال راگ چھایا نٹ
امجد علی خاں : سرود پر راگ سہاگ
۱۲-۳۰ قوالیاں : عالی قوال اور ساتھی

ہفتہ ۶ر دسمبر

صبح
۵-۴۵ نعت : از روشن علی
قوالی از محمد احمد قوال اور ساتھی
۶-۲۵ ارمل وڈھیرہ : شمیم جے پوری اور سیماب اکبرآبادی کا کلام
ایم۔ ایم۔ رفیع : بشیر بدر اور آنند نرائن ملا کا کلام
۷-۰۵ راجندر پرسنا : بانسری پر راگ بھیروی
۹-۳۲ نرملا دیوی : ٹھمری، دادرہ راگ بھیروی

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین : 'انمول نسخے'

پڑوسن پر برتری جتانے کے'
مزاحیہ تقریر از صبا فاروقی

رات

۸-۳۰ ارمل دڈمیرہ: مہیش چندنقش کا کلام

۱۱-۳۰ گنگا پرساد پاٹھک
خیال راگ ہمیر
راجندر پرسنا: بانسری پر
راگ چندرکونس

۱۲-۳۰ محمد احمد اور ہمنوا: قوالیاں

اتوار ۷ر دسمبر

صبح

۵-۴۵ نعت از سویتا دیوی
قوالی از محمود نظامی قوال اور ساتھی

۶-۲۵ چرنجیت کور: غزلیں
محمد ظفر، فیض احمد فیض اور راز الہ آبادی کا کلام

۷-۰۵ گھاسی رام نرمل: جلترنگ پر
راگ بیراگی

رات

۸-۳۰ چرنجیت کور: غزلیں

۹-۳۰ گجر بن کارسے
افضال حسین (جے پور)
ٹھمری تلنگ

۱۱-۳۰ گنیش رام چندر بہرہ بُوا
خیال راگ ملوہا کیدار

۱۲-۰۵ گھاسی رام نرمل: جلترنگ پر
راگ کوشک دھونی

۱۲-۳۰ محمود نظامی اور ساتھی
قوالیاں

پیر ۸ر دسمبر

صبح

۵-۴۵ نعت از صبا افغانی
قوالی از مرلی قوال اور ساتھی

۶-۲۵ مدھورانی: مرزا غالب اور جگر کا کلام
او۔ پی۔ کپور: فیض، مخدوم محی الدین اور جگر کا کلام

۷-۰۵ شری کرشن شرما: گٹار پر
راگ چاروکیشی

۹-۳۲ تیج پال سنگھ اور سریندر سنگھ
خیال راگ بیراگی

رات

۸-۳۰ مدھورانی: رفعت سروش اور عرش ملسیانی کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر: شہریار

۱۱-۳۰ تیج پال سنگھ اور سریندر سنگھ
خیال راگ بہاگ
شری کرشن شرما: گٹار پر
راگ ایمن کلیان

۱۲-۳۰ مرلی قوال اور ساتھی، قوالیاں

منگل ۹ر دسمبر

صبح

۵-۴۵ نعت از شہریار پرواز
قوالی از مبارک قوال اور ساتھی

۶-۲۵ منیر خاتون بیگم: قدیر لکھنوی اور سراج اورنگ آبادی کا کلام
لچھمن داس سندھو: ساغر نظامی اور فراق گورکھپوری کا کلام

۷-۰۵ سدھیر گوتم: سنتور پر راگ
اہیر بھیرو

۹-۳۲ غلام صادق خاں
خیال رام کلی

دوپہر

۲-۰۰ 'نوجوان اور دورِ حاضر کے مسائل': 'ایک غیر یقینی مستقبل کا خوف': از شاہدہ پروین
خلوص نامہ (خطوں کے جواب)
از عشرت نعیم

رات

۸-۳۰ منیر خاتون بیگم: میر اور غالب کا کلام

۹-۰۰ جہاں چاندنی کھنی ہوتی ہے
از علی سردار جعفری

۱۰-۰۰ سائنس میگزین
ایس، ظہور قاسم کے ساتھ سمندر میں رہنے والے نباتات اور حیوانات کے موضوع پر گفتگو
سائنس روزمرہ کی زندگی میں
نیوکلیرا نرجی: تقریر
از زیڈ۔ ایچ۔ زیدی

۱۱-۳۰ غلام صادق خاں
خیال راگ بہاگ
سدھیر گوتم: سنتور پر
راگ باگیشری

۱۲-۳۰ مبارک حسین قوال اور ساتھی
قوالیاں

بدھ ۱۰ر دسمبر

صبح

۵-۴۵ نعت از شمیم کرہانی
قوالی از محمد تقی قوال اور ہمنوا

۶-۲۵ چندرشیکھر چکرورتی: نذیر بنارسی اور شکیل بدایونی کا کلام
پریتی چاولہ: خمار بارہ بنکوی اور سدرشن فاخر کا کلام

۷-۰۵ اننت لال اور ساتھی
شہنائی پر راگ بیراگی

۹-۳۲ گنگو بائی ہنگل
خیال میاں کی توڑی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: شانہ بشانہ
نورجہاں ثروت (صحافی) کے ساتھ بات چیت

۳-۰۰ دھنک: آیرن رائے چودھری
ٹھمری پیلو
محمد یعقوب: ٹھمری کھماج

رات

۸-۳۰ چندرشیکھر چکرورتی
نذیر بنارسی اور نریش کمار شاد کا کلام

۹-۳۰ گجر بن کارسے: ٹھمری پہاڑی

۱۰-۰۰ حفظانِ صحت: ڈاکٹر وائے کے گپتا کے ساتھ کارنیل گرافٹنگ کے موضوع پر گفتگو

۱۱-۳۰ گنگو بائی ہنگل: راگ شنکرہ
اننت لال اور ساتھی
شہنائی پر راگ بہاگ

۱۲-۳۰ محمد تقی قوال اور ساتھی: قوالیاں

جمعرات ۱۱ر دسمبر

صبح

۵-۴۵ نعت از سلیم اقبال
قوالی از نیاز احمد نذیر احمد اور ساتھی

۶-۲۵ ملکہ پکھراج: حبیب جلیلی اور احمد فراز کا کلام
بلال احمد خاں: میر تقی میر اور سودا کا کلام

۷-۰۵ بدھادتیہ مکھرجی
ستار پر بسنت مکھاری

۹-۳۲ بے نظیر بیگم: ٹھمری اور دادرہ

رات

۸-۳۰ ملکہ پکھراج: فیض اور ڈاکٹر اقبال کا کلام

۱۰-۰۰ آئینہ: 'اردو غزل اور علامت نگاری'
ادارت: پروفیسر سید محمد عقیل

۱۱-۳۰ پدماوتی شالیگرام
راگ بہاگڑہ میں خیال
بدھادتیہ مکرجی: ستار پر
راگ درباری

۱۲-۳۰ نیاز احمد نذیر احمد اور ساتھی
قوالیاں

جمعہ ۱۲ر دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوتِ قرآن مع تشریح
از عبدالباری
نعت: از لیقہ انجم
قوالی از عزیز احمد خاں وارثی اور ہمنوا

۶-۲۵ امینہ برنی: جاں نثار اختر اور خمار بارہ بنکوی کا کلام
اسد امانت علی خاں: ابن انشاء کا کلام

۷-۰۵ علی اکبر خاں: سرود پر کافی

رات

۸-۳۰ امینہ برنی: آتش لکھنوی اور فیض احمد فیض کا کلام

۹-۰۰ بھلائے نہ بنے: فردوسی کے "شاہنامہ" کے دو کردار رستم و سہراب: تقریر
از ڈاکٹر وارث کرمانی

۹-۳۰ کہانی سنگیت کی
'راگ شاہانہ': تقریر
از سلوچنا برہسپتی

۱۱-۳۰ ہیرابائی بڑودیکر
خیال راگ شدھ کلیان
علی اکبر خاں: سرود پر
راگ دلیش

۱۲-۳۰ عزیز احمد خاں وارثی اور ہمنوا
قوالیاں

ہفتہ ۱۳ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
لغت از عثمان خان
قوالی از پربھا بھارتی اور ساتھی
۶-۲۵ ستیش بتر: داغ دہلوی اور غلام ربانی تاباں کا کلام
ارانگم: میر تقی میر اور جگر مراد آبادی کا کلام
۷-۰۵ پرکاش این سکینہ: بانسری پر راگ نٹ بھیرو
۹-۳۲ سویتا دیوی: ٹھمری جوگیہ دادرہ بھیروی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین: آل انڈیا ہینڈی کرافٹس ویک کے موقعہ پر عورتوں کے ادارے "سیوا" پرایک فیچر ترتیب از ناہید عزیزا

رات

۸-۳۰ ستیش ببر: حسن کمال اور فراق گورکھپوری کا کلام
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی: کوئیز، کوئیز ماسٹر او۔ آر۔ نیازی
۱۱-۳۰ وسنت راؤ دیشپانڈے خیال جن سموہنی
پرکاش این سکینہ بانسری پر راگ جوگ
۱۲-۳۰ پربھا بھارتی اور ساتھی: قوالیاں

اتوار ۱۴ دسمبر

صبح

۵-۴۵ لغت از امراؤ ضیا بیگم
قوالی از رفیع زکی تاجی اور ساتھی
۶-۲۵ نیلم ساہنی: جاں نثار اختر فیض کا کلام
محمد یعقوب: خمار بارہ بنکوی میر حسن اور ولی دکنی کا کلام
۷-۰۵ کے۔ ایل۔ سود: جلترنگ پر راگ الھیا بلاول

رات

۸-۳۰ نیلم ساہنی: سیماب اکبر آبادی اور ڈاکٹر اقبال کا کلام
۹-۳۰ گجربن کارسے
نثار حسین خاں: ٹھمری کا مود
۱۱-۳۰ شرافت حسین خاں خیال راگ بروا
کے۔ ایل۔ سود: جلترنگ پر راگ جوگ کونس
۱۲-۳۰ رفیع ذکی تاجی اور ساتھی: قوالیاں

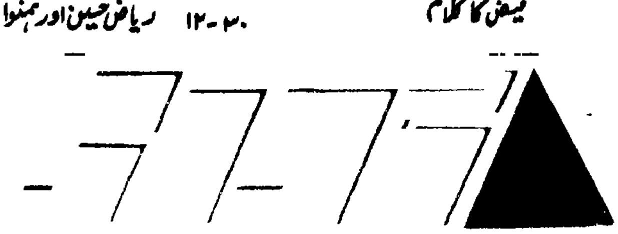
پیر ۱۵ دسمبر

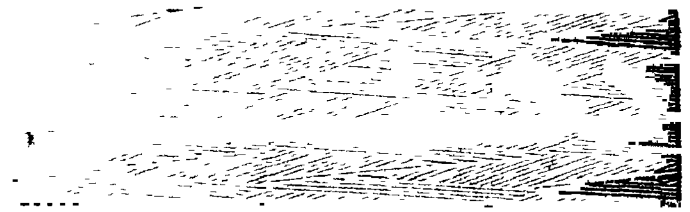
صبح

۵-۴۵ لغت از ولی
قوالی از ریاض حسین اور ہمنوا
۶-۲۵ میناکپور: آتش لکھنوی، مومن اور بہادر شاہ ظفر کا کلام
جمیل احمد: داغ دہلوی اور فراق گورکھپوری کا کلام
۷-۰۵ چت دیو برمن: اسراج پر راگ بیراگی
۹-۳۲ مشتاق حسین خاں خیال راگ توڑی

رات

۸-۳۰ پروین سلطانہ: شکیل بدایونی کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر: مدحت الاختر
۱۱-۳۰ مشتاق حسین خاں خیال راگ چھایا
چت دیو برمن: اسراج پر راگ الجوگی کا تہڑہ
۱۲-۳۰ ریاض حسین اور ہمنوا: قوالیاں





شارٹ ویو	میڈیم ویو
صبح ۰۰-۸ تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز	دہلی الف ۳ر۳۶۶ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز	دہلی ب ۵ر۴۵۰ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دوپہر ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز	دہلی ج ۳ر۲۱۹ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلوہرٹز	دہلی د ۹ر۲۹۴ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
شام ۰۰-۱۱ سے رات تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز	

خبریں

دھلی الف

ہندی/انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۵-۱، ۰۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸ اور رات ۰۵-۱۱۔ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو مع تبصرہ: رات ۱۶-۹
انگریزی: دوپہر ۰۰-۱۲ پنجابی: دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار: شام ۰۰-۵
روزگار سماچار: شام ۵۰-۷ پرادیشک سماچار: شام ۵۰-۷

دھلی بی

انگریزی: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، دوپہر ۰۰-۱، سہ پہر ۰۰-۴، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور رات ۰۰-۱۱، پنجابی: صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، تجارتی (صرف بدھ) ۴۰-۷

پیر یکم دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹ راجن مشرا اور ساجن مشرا: گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵ پنالال چورسیہ: وآلن
۱۱-۳۰ پاروتی برہمچاری: گائن

رات

۸-۳۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ وارتاؤں کا اکھل بھارتیہ کاریہ کرم
سرد جنگ پراستھانوں کی ادھیوگک وکاس میں بھومیکا
شرکا: شری ایل۔ کے۔ جھا ڈاکٹر عابد حسین، شری ڈی۔ این پٹودیا اور ڈاکٹر وائی آر سنگھ
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سور بھی

سہ پہر

۳-۳۰ راجن مشرا اور ساجن مشرا: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸ اوشا سیٹھو: گیت، بھجن، غزلیں

منگل ۲ دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ اور ۳۰-۱۱ بلرام پاٹھک: ستار وادن
۱۱-۰۵ اجیت سنگھ پینتل: گائن

دوپہر

۱۲-۰۵ لوک بھارتی

شام

۵-۰۵ وگیان سماچار: ریکھا اگروال
۵-۳۰ سموہ گان شکشا
۸-۳۰ غزلیں
۹-۰۰ رمضان خاں: طبلہ وادن
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
اجیت سنگھ پینتل : گائن

۷-۵۰ وشو اتہاس کی جھلک
تحریر : پنڈت جواہر لال نہرو

سہ پہر

۳-۳۰ بلرام پاٹھک : ستار وادن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
امرجیت : بھجن۔ غزلیں

۹-۳۰ نیشنل پروگرام
وومنز پرسپیکٹو آن فیملی
پلاننگ : انگریزی میں تقریر

بدھ ۳ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۰۰-۹
امرناتھ : بانسری

۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
سابیری سین : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گرامین بہنوں کا کاریہ کرم
گھر وگیان، 'ہوا پیو گی کیلا'،
تقریر از نریندر چھابڑا

رات

۸-۰۶ وگیان ترنگنی
۸-۳۰ غزلیں
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ہیرا بائی بڑودکر : گائن

دوپہر

۳-۳۰ رکمنی شریلوتن : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
جمیل احمد : بھجن، غزلیں

جمعرات ۴ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۰۰-۹
اتیندر کمار موئترا : سرود

۱۱-۰۵ بھوپندر شیتل : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ 'وبھن تیل اور ونسپتی گھی'
تقریر از ڈاکٹر وینتا بہادر

رات

۸-۳۰ غزلیں
۹-۳۰ علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام
۱۰-۰۰ اپرنا چکرورتی : گائن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۲ بھوپندر شیتل : گائن

دوپہر

۳-۳۰ اے۔ این۔ شنکر شرما : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
کرونا ابرول : بھجن، غزلیں

جمعہ ۵ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ ۱۱-۳۰ اور رات ۰۰-۹
غلام صادق خاں : گائن

۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
سواگتا گھوش : وائلن

رات

۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
۱۱-۱۰ بیگم اختر : گائن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شیو کمار شرما : سنتور وادن

دوپہر

۳-۳۰ اوشا لکشمی کرشنا مورتی : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
سریندر کور : شبد

۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین
(انگریزی)

ہفتہ ۶ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
مشتاق حسین : گائن

۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
چتر رائے : گائن

۱۱-۳۰ مہاویر پرساد : بانسری

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام (موسیقی)
کے۔ ایس۔ نارائن سوامی
وینا (کرناٹک)

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ مہاویر پرساد : بانسری

دوپہر

۳-۳۰ مشتاق حسین : گائن

اتوار ۷ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
لکشمن داس سندھو : گائن

۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ ناٹک

شام

۵-۳۵ آر۔ کے۔ شری کنتن : گائن
۹-۳۰ محفل

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی

دوپہر

۳-۳۰ لکشمن داس سندھو : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
لکھو ماتھر : گیت۔ بھجن اور
غزلیں

پیر ۸ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ شام ۴۰-۵ اور رات ۰۰-۹
احمد رضا خاں : وچتر وینا

۱۱-۰۵ این۔ این۔ گھوش : ستار وادن
۱۱-۳۰ جے وتی شریواستو : گائن

رات

۹-۳۰ وارتاؤں کا اکھل بھارتیہ
کاریہ کرم

۱۰-۰۰ مادھوری مٹو : گائن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
جے وتی شریواستوا : گائن

دوپہر

۳-۳۰ این۔ این۔ گھوش : ستار

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
کمل ہنس پال : گیت، بھجن
اور غزلیں

منگل ۹ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
وسنت شکار : گائن

۱۱-۰۵ شتروگھن شکلا : ٹھمری۔ دادرا
۱۱-۳۰ مطلوب حسین : ستار

شام

۵-۰۵ گیان وگیان
۸-۱۵ ادیوگ منڈل
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
ہری سنگھ : شہنائی وادن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۰ مطلوب حسین : ستار

دوپہر

۳-۳۰ شتروگھن شکلا : گائن
ٹھمری دادرا

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
ایس۔ ڈی۔ اومالکر
بھجن

بدھ ۱۰ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸ - ۱۰ ۳۰ - ۱۱ اور رات ۰۰ - ۹
اوما شنکر مشرا : ستار

۱۱ - ۰۵ اور شام ۴۰ - ۵
الا بھوک : ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱۲ - ۳۰ گھر وگیان

رات

۹ - ۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰ - ۰۰ سنگیت سبھا
سرفراز حسین خاں : گائن

دہلی 'بی'

صبح

۷ - ۳۰ سنگیت سورببھی
الا بھوک : ٹھمری دادرا

۷ - ۵۰ وشوا تہاس کی جھلک
تحریر : پنڈت جواہر لال نہرو

دوپہر

۳ - ۳۰ ایم - وی - بی - راؤ : وینا وادن

شام

۶ - ۴۵ اور رات ۴۵ - ۸
صغیر احمد : گیت، بھجن، غزلیں

جمعرات ۱۱ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸ - ۱۰ ۳۰ - ۱۱ اور رات ۰۰ - ۹
سوم تیواری : گائن

۱۱ - ۰۵ ابھیک کمار سرکار : سرود

دوپہر

۱۲ - ۳۰ گھر وگیان

رات

۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر

۱۰ - ۳۰ مادھوری راجگوپال : گائن

۱۱ - ۳۰ نکھل بنرجی : ستار

دہلی 'بی'

صبح

۷ - ۳۲ ابھیک کمار سرکار : سرود

دوپہر

۳ - ۳۰ مادھوری راجگوپال (کرناٹک)

گائن

شام

۶ - ۴۵ اور رات ۴۵ - ۸
منوہن پہاڑی : گیت اور بھجن

جمعہ ۱۲ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸ - ۱۰ ۳۰ - ۱۱ اور رات ۰۰ - ۹
سلوچنا برہسپتی : گائن

۱۱ - ۰۵ اور شام ۴۰ - ۵
وجے کمار : بانسری

رات

۱۰ - ۳۰ سی - ایچ - راماکرشنن : گائن

۱۱ - ۱۰ گریجا دیوی : گائن

دہلی 'بی'

صبح

۷ - ۰۳ برج بھوشن کابرا : گٹار

۷ - ۵۰ وشوا تہاس کی جھلک
تحریر : پنڈت جواہر لال نہرو

دوپہر

۳ - ۳۰ سی - ایچ - راماکرشنن : گائن

شام

۶ - ۴۵ اور رات ۴۵ - ۸
کاجل بنرجی : بھجن، غزلیں

ہفتہ ۱۳ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸ - ۱۰ اور رات ۰۰ - ۹
شفیع احمد خاں : گائن

۱۱ - ۰۵ اور شام ۴۰ - ۵
اینتا رائے : گائن

۱۱ - ۳۰ آر - ایس - کمبوج : وچتر وینا

رات

۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام
کلیانی رائے : ستار

دہلی 'بی'

صبح

۷ - ۳۰ آر - ایس - کمبوج : وچتر وینا

۷ - ۵۰ وشوا تہاس کی جھلک
تحریر : پنڈت جواہر لال نہرو

(آگے ص ۴۰ پر)

میڈیم ویو : لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۲۶ر ۴۰۱ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۷ر ۲۴۳ میٹر ۱۲۷۸ کلوہرٹز

پیر یکم دسمبر

صبح

۸ - ۳۰ اردو پروگرام : 'سید احتشام حسین فن اور شخصیت' : فیچر
تحریر : نامی انصاری

۹ - ۱۵ اور شام ۳۰ - ۴
کملا سریواستو : خیال

دوپہر

۱۲ - ۰۰ اور رات ۱۵ - ۸
آر - کے بسین گپتا : گیت، بھجن

رات

۹ - ۴۵ دل مکھرجی : ستار

منگل ۲ر دسمبر

صبح

۷ - ۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی 'پدماوت' کا سلسلے وار نشریہ

۸ - ۳۰ اردو پروگرام - میگزین
وہ دن اور یہ زمانہ
'سکندر باغ' : بات چیت
کلام شاعر

۹ - ۱۵ اشوک رائے : سرود

دوپہر

۱۲ - ۰۰ اور رات ۱۵ - ۸
افضال حسین نگینہ : غزلیں

بدھ ۳ر دسمبر

صبح

۷ - ۳۰ آرائش محفل : قصہ حاتم طائی

۹ - ۱۵ اور شام ۳۰ - ۴
اندرانی گپت : خیال

دوپہر

۱۲ - ۰۰ اور رات ۱۵ - ۸

شارٹ ویو : لکھنؤ 'ب'
صبح ۴۵ - ۷ تک ۹۳ر۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
۰۰ - ۸ بجے کے بعد ۴۳ر۴۸ میٹر ۶۱۷۰ کلوہرٹز
دوپہر ۳۸ر۴۱ میٹر ۷۲۵۰ کلوہرٹز
شام اور رات ۹۳ر۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
شادیانے، گیت، بھجن

رات

۱۰ - ۰۰ یشپال جینتی : مرحوم یشپال کا مشہور ناول "بارہ گھنٹے" کا ریڈیو عکس : گنگا پرساد مشر

جمعرات ۴ر دسمبر

صبح

۸ - ۳۰ اردو پروگرام
خط کے لئے شکریہ

۹ - ۱۵ پنچ ناتھ مشر : سارنگی وادن

دوپہر

۱۲ - ۰۰ اور رات ۱۵ - ۸
امیتا ڈے : گیت اور بھجن

جمعہ ۵ر دسمبر

صبح

۸ - ۳۰ اردو پروگرام : میگزین
افسانہ، ادبی تراشہ

۹ - ۱۵ لکشمی شنکر : ٹھمری

دوپہر

۱۲ - ۰۰ اور رات ۱۵ - ۸
ریوا بوس : گیت، بھجن

رات

۹ - ۳۰ آپ کی پسند

ہفتہ ۶ر دسمبر

صبح

۸ - ۳۰ اردو پروگرام : خواتین کیلئے
بزم شاعرات : شرکاء :
نسیم نکہت، شہناز کانپوری
نسیم سحر جعفری اور عزیز بانو حنا

۹ - ۱۵ نکھل بنرجی : ستار

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
لکشمی بائی راٹھور: گیت، بھجن

اتوار ۷ر دسمبر

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
"نواب مرزا خاں 'داغ'" فیچر
۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰
شمشیر سنگھ: سرود وادن

دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے: مارے گئے، جھلکی
مصنف: پرویز علی

رات
۸-۱۵ کنول سدھو: غزلیں

پیر ۸ر دسمبر

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام "خلائی الودگی اور انسانی مستقبل" مذاکرہ
۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
سریندر شنکر اودستھی: خیال

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
بینا پانڈے: غزلیں

منگل ۹ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ مہاکوی ملک محمد جائسی کی "پدماوت" کا سلسلے وار نشریہ
۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین
وقت کے اہم تقاضے
"فرض شناسی اور ایمانداری"
بات چیت: کلام شاعر
چودھری پربھان شنکر سرورؔ
۹-۱۵ شن رانی: سرود

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
رینو دیکشت: غزلیں

بدھ ۱۰ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ آرائش محفل: قصہ حاتم طائی
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
دھرم ناتھ مشر: ٹھمری

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
میرا رائے: گیت، بھجن

رات
۱۰-۰۰ 'بجت یوجنا': نوٹنکی
تحریر: بدری پرساد گپت "اریہ"

جمعرات ۱۱ر دسمبر

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: بولتی تحریریں
اردو کے کلاسیکی ادب سے انتخاب
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
دلدار خاں: سارنگی وادن

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
تنوشری مترا: گیت، بھجن

جمعہ ۱۲ر دسمبر

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین
حضرت رابعہ بصری: بات چیت
زیب النساء: ادبی تراشہ
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
کرشن کپور: خیال

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
انعام اللہ قوال: قوالی

ہفتہ ۱۳ر دسمبر

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: شعری نشست
شرکاء: شاداں بارا بنکوی
شعیب نظام، سالم سید پوری
اور کمال جائسی
۹-۱۵ سراج الدین خاں: ستار وادن

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
محمد ظفر: گیت اور بھجن

اتوار ۱۴ر دسمبر

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: بچوں کے لئے
۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
گنیش پرساد مشر: دادرا

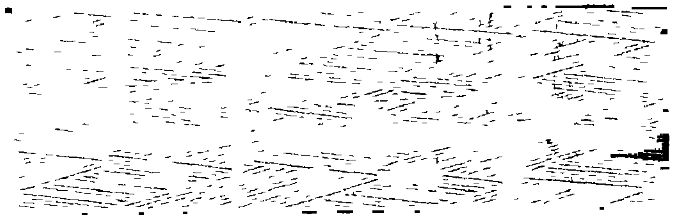
دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے: "رشتہ" جھلکی
تحریر: نیل کمل
پیش کش: بے دیو شرما کمل
سہایک: پرکاش سکسینہ

رات
۸-۱۵ انجلی بنرجی: غزلیں

پیر ۱۵ر دسمبر

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام "ہندوستان کی معاشی ترقی اور ایکسپورٹ پالیسی" مذاکرہ
۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
گوپال چندر نندی: وائلن

دوپہر
۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
اقبال احمد صدیقی: غزلیں



۳۱۴ء۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

پیر یکم دسمبر

صبح
۷-۳۰ انور حسین، طلعت محمود: گیت
۷-۴۵ کویتا جوشی: شیل سنگیت
۸-۳۰ بسودیو دیشپانڈے
کلاسیکی موسیقی

دوپہر
۱-۱۰ گڑھوالی، کمایونی پروگرام

رات
۹-۱۶ غلام علی، بھوپیندر: گیت

منگل ۲ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ سیکھر سین: سگم سنگیت
۸-۳۰ رام جی لال شرما: پکھاوج وادن
بہادر خاں: سارنگی

دوپہر
۱۲-۴۵ گھر پریوار
پریوار پرسین کیلئے اپلبدھ سویدھائیں
۱-۱۰ بیگم اختر: ٹھمری

رات
۹-۴۵ اے بری ہرن: غزل

بدھ ۳ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ ہیمنت کمار: سگم سنگیت
۷-۴۵ اوم پرکاش ڈھیانی
شیل سنگیت
۸-۳۰ رتن کمار سنہا: سرود وادن

شام
۶-۵۰ کرشی جگت: "ربیع فصل کی کھڑی سبزیوں میں سامائیک کاریہ" از آر پی گکشال

جمعرات ۴ر دسمبر

صبح
۸-۳۰ امیر خاں: گائن
نصیر امین الدین ڈاگر: گائن

دوپہر
۱۲-۳۰ موہن کمار گپتا: سگم سنگیت
۱-۵۰ گھریلو اپچار
"دستوں کا گھریلو علاج"
۱-۱۰ صابر حسین خاں: طبلہ وادن

رات
۹-۱۶ چندن داس: بھجن

جمعہ ۵ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ سویتا ساتھی: سگم سنگیت
۷-۴۵ بچن سنگھ: شیل سنگیت
۸-۳۰ اشوک رائے: سرود

دوپہر
۱۲-۳۰ میلا جگت
"سنسکاروں کا ویگیانک ہیتو"

از انوشرما

۱۰ - ۱ بسم اللہ خاں : شہنائی وادن

شام

۵-۰۵ یووا منچ

'پرتی شودھ کی وجہ'،
کہانی از رشم شرما
کاویہ پاٹھ : نعیم پرویز
'بھرشٹاچار کی پری بھاشا کیا؟'
از ممتا گپتا

ہفتہ ۶ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ جگموہن : گیت
۸-۳۰ ایف بی پنوار : گائن
ہدایت خاں : طبلہ
پرویز خاں : سارنگی

دوپہر

۱-۱۰ شوکمار شرما : سنتور وادن
ہری پرساد چورسیا : بانسری

شام

۵-۰۵ یووا منچ
'ماڈرن ورمہ کیا اور کتنے بانی کارک؟' از انور خورشید عرشی
جیتندر سنگھ : بھجن

اتوار ۷ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ ہری اوم شرما : بھجن
۷-۴۵ رام چندر بھٹ : شیل سنگیت
۹-۲۵ بال منڈل
کہانی از منوج ابودھ
'وہ جن فصلوں کے سپنے'،
از شرد جین

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا جگت
'گھریلو تی استریوں کی دیکھ بھال'
از دیپکشا سنہا
۱-۱۰ مشتاق حسین خاں : گائن

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'دیہکاری سیمنٹوں کا استعمال ان یوگدان'، از ایل پی پنت

پیر ۸ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ شیلندر سنگھ/سندھیا راؤ : سگم سنگیت
۷-۴۵ سوہن سنگھ نیگی : شیل سنگیت
۸-۳۰ لکشمی شنکر : گائن

شام

۵-۰۵ یووا منچ
'لیزر کرنیں - کتنی اپیوگی'،
از دھیو تما مشر

۹-۱۶ پریم بولانی : بھجن
۱۰-۰۰ علاؤ الدین خاں : سرسنگار

منگل ۹ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ محمد رفیع : گیت
۸-۳۰ مانک ورما : گائن
رسولن بائی : گائن

دوپہر

۱-۱۰ جیا بسواس : ستار وادن

شام

۶-۵۰ 'اور جاکے دیکلپک سوتر اور سوید عایتیں'،
از پرکاش چندر

بدھ ۱۰ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ منہر : سگم سنگیت
۸-۳۰ علی اکبر خاں : سرود

دوپہر

۱-۱۰ ساجن بابو قوال : قوالیاں

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'پالا کیا ہے اور پھل درکشوں کو پالے سے کیسے بچائیں؟'،
از ایس پی اونیال

جمعرات ۱۱ر دسمبر

صبح

۸-۳۰ منو خاں : کلارنٹ وادن

دوپہر

۱۲-۳۰ کرن الفت : غزل
۱-۱۰ خاں بندھو : گائن

رات

۹-۱۶ شوبھا جوشی/کرشن کٹلے : بھجن
۱۰-۰۰ شمشیر سنگھ : سرود وادن

جمعہ ۱۲ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ پرشوتم لال جلوٹا : بھجن
۸-۳۰ روی شنکر : ستار وادن

دوپہر

۱-۱۰ بہادر خاں : سرود
۲-۲۰ ایس کے کھینوال : لوک گیت

رات

۹-۱۶ 'ٹیوشن'، جھلکی
تحریر : راجندر سنگھ
ہدایت : ستیہ پرکاش ہنڈوان

ہفتہ ۱۳ر دسمبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
'نئے لگائے گئے پودوں کی دیکھ بھال'
۷-۳۰ پریتی دیوی/آشا بھونسلے : گیت
۸-۳۰ ملک ارجن منصور : گائن
ڈی وی پلسکر : گائن

دوپہر

۱-۱۰ بھیم سین جوشی : راگ ملتانی

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'مستہ پالکوں کو سجھاؤ و سوید عایتیں'

اتوار ۱۴ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اوشا منگیشکر/آدتیہ نارائن : بھجن

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا جگت
'نئی شکشا نیتی اور چھاتریں'
از ہری بودھنی اونیال
۱-۰۰ 'دھونی کیا ہے؟' وگیان وارتا
۱-۱۰ برج بھوشن کابرہ : گٹار وادن
نشاط خاں : ستار وادن

پیر ۱۵ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ مکیش : گیت
۷-۴۵ رجنی پنیول : شیل سنگیت
۸-۳۰ نکھل بنرجی : ستار وادن
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار پر
ٹھمری دیپ چندی

رات

۹-۱۶ ونے کمار نگم : بھجن
۱۰-۰۰ سندر لال گندھرو : بانسری وادن

بقیہ :- دہلی

دوپہر

۲-۳۰ شفیع احمد خاں : گائن

اتوار ۱۴ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
گوپال کرشن : وچتر وینا
۱۰-۰۰ سمتی مٹا ٹھکر : گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۳۵
گومتی رلا سبرامنیم

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی

دوپہر

۲-۳۰ گوپال کرشن : وچتر وینا

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
روشن جمیل : غزلیں

پیر ۱۵ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح

۸-۱۰ شام ۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
ریتا گنگولی : گائن
۱۱-۰۵ ستیہ دیو پوار : وائلن
۱۱-۳۰ امرت حسین خاں : گائن

رات

۱۰-۰۰ بمل مکھرجی : ستار وادن

دہلی 'بی'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سربھی
ستیہ دیو پوار : وائلن

دوپہر

۲-۳۰ ستیہ دیو پوار

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
رشمی ماتھر : گیت، بھجن

[illegible]

۳۳۶ء۷ میٹر ۸۹۱ کلوہرٹز

خبریں

ہندی ر انگریزی : صبح ۶-۰۰ (عالمی)

ہندی : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ اور رات ۸-۴۵

انگریزی : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰ اور رات ۹-۰۰

اردو : صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵ سماچار پتر : صبح ۹-۰۰

ضلع کی چٹھی : صبح ۹-۰۵ پرادیشک : شام ۷-۲۰

پیر یکم دسمبر

صبح

۷-۵۰ اور رات ۸-۲۰
احمد حسین، محمد حسین : غزلیں

دوپہر

۱-۴۰ اروند پاریکھ : ستار

رات

۸-۰۰ آہنگ : اردو پروگرام
موضوعاتی شعری نشست

منگل ۲ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ کیسربائی کیرکر : گائن
۸-۲۱ ونیتا دصمانا و سکھیاں
لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ کشوری امونکر : گائن

شام

۷-۰۵ قانونی سبھایتا
۸-۰۰ سنگیت

بدھ ۳ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ درپن : ستدیش گپتا نجلی اور
چندر موہن سکینہ
۷-۴۵ خالد : غزلیں

دوپہر

۱-۴۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری

جمعرات ۴ر دسمبر

صبح

۷-۴۵ سبھاتا چکرورتی : گیت
۸-۳۰ آہنگ : اردو پروگرام
خیابان : ماہانہ ادبی میگزین

دوپہر

۱-۴۰ مالویکا کانن : گائن

رات

۸-۰۰ محمد اسلم : غزلیں

جمعہ ۵ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ مانک ورما : گائن
۸-۳۰ آہنگ : اردو پروگرام
کھیلوں کی دنیا
ماہانہ اسپورٹس میگزین
۷-۵۰ رانو مکھرجی : سگم سنگیت

شام

۷-۰۵ پریوار کلیان

ہفتہ ۶ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ استاد علاؤالدین خاں : سرود
۷-۵۰ خورشید علی خاں : غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ سواستھ سندیش

رات

۸-۰۰ منا ڈے : گیت

اتوار ۷ر دسمبر

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت

رات

۸-۰۰ ستیش ببر : غزلیں
۹-۰۰ منجو خاں وساتھی : چہار بیت

پیر ۸ر دسمبر

صبح

۸-۲۱ سندھیا موریہ وسکھیاں
لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ بندیا : شہری مہیلاؤں کا پروگرام
۱-۴۰ وی. جی. جوگ : وائلن

رات

۸-۰۰ آہنگ : ’مشترکہ تہذیب کی علامت
ہماری موسیقی‘ : تقریر
صدائے رفتہ : فراق گورکھپوری کی
آواز میں ان کا کلام

منگل ۹ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ فیاض احمد، نیاز احمد : گائن

دوپہر

۱-۴۰ احمد رضا خاں : وچتر وینا

شام

۷-۰۵ قانونی سبھایتا
۸-۰۰ سنگیت

بدھ ۱۰ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ ذرا سنبھل کے (حصہ-۳)
از وی. ایم. آنند
۷-۴۵ مانک آدتیہ : غزلیں

دوپہر

۱-۴۰ منور علی خاں : گائن

رات

۸-۰۰ ’مولانا محمد علی جوہر : بحیثیت صحافی‘
تقریر از قمر اقبال

جمعرات ۱۱ر دسمبر

صبح

۷-۴۵ آشا بھونسلے : گیت، بھجن
۸-۲۱ شاردا سکینہ وسکھیاں
لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ برج بھوشن کابرا : گٹار

جمعہ ۱۲ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اسد علی خاں : رودر وینا
۸-۳۰ آہنگ : اردو پروگرام
’تب اور اب : سنبھل تاریخ کے
آئینے میں‘ : تقریر
’روہیلکھنڈ کی شخصیت‘ : تقریر

شام

۷-۰۵ پریوار کلیان
۸-۰۰ محمد احمد خاں وساتھی : قوالی

ہفتہ ۱۳ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ جیوتسنا میومکھرجی : گائن
۷-۵۰ شیلا گلواڑی : بھجن، گیت

دوپہر

۱-۱۰ سواستھ سندیش

رات

۸-۰۰ طلعت محمود : سگم سنگیت

اتوار ۱۴ر دسمبر

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت

رات

۹-۳۰ صاحبزادہ وساتھی : چہار بیت

پیر ۱۵ر دسمبر

صبح

۷-۵۰ بیگم اختر : غزلیں
۸-۲۱ رینو نیگی : کمایونی لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ بندیا : شہری مہیلاؤں کے
لئے کاریہ کرم

رات

۸-۰۰ آہنگ : اردو پروگرام
بزم مزاح

میڈیم ویو (الف) ۴۸۳۰۲۱ میٹرز ۶۲۱ کلوہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۱۸۷۰۲۲ میٹر / ۱۶۰۲ کلوہرٹز

خبریں

علاقائی: صبح ۳۰-۸ (راینچی سے پہلے) دوپہر ۱۰-۳، شام ۳۰-۷

اردو پروگرام
صبح ۴۰-۸ سے ۴۵-۹ کے درمیان

پیر یکم دسمبر

صبح
۳۰-۷ نرملا ارون: ٹھمری اور دادرا
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
ارونا کماری: ہلکی موسیقی

رات
۰۰-۱۰ موجود حسین خاں: خیال
سریو پرساد سنگھ
طبلہ سنگت

منگل ۲ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ شیلا دیوی، ٹھمری اور دادرا
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
است کمار چکرورتی
ہلکی موسیقی

رات
۰۵-۸ گھر پریوار: ڈرامہ
۳۰-۹ پرایا شوہر: ڈرامہ
تحریر: ڈاکٹر وارث احمد خاں

بدھ ۳ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
سدہیتو کمار داس: ستار
طبلہ پر سنگت: اجے کمار ٹھاکر
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
کوکیلا سہائے: ہلکی موسیقی

رات
۳۰-۹ یادوں کے آئینے میں

راجندر یابو: خصوصی فیچر
مہتمم: جناردن رائے

جمعرات ۴ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
چکردھر مشر: خیال آساوری
اور راگیشری
طبلہ پر سنگت: سدھیشور شرما
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
سیتارام سنگھ: ہلکی موسیقی

جمعہ ۵ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
صابری خاں: سارنگی وادن
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۵
گوروبچن سنگھ: ہلکی موسیقی

دوپہر
۱۰-۱ دیبو چکرورتی: ہلکی موسیقی

شام
۴۵-۷ مجمع ماسٹر: مزاحیہ خاکہ
تحریر: ہمانشو شری واستو
۳۰-۹ اور پلاس جھڑ گیا: ڈرامہ
تحریر: آشا لتا سنہا

ہفتہ ۶ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ منورما سنہا: ٹھمری اور دادرا

اتوار ۷ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
اوشا پارکھی: خیال
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
برہمدیو نرائن سنگھ
ہلکی موسیقی

پیر ۸ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ شری کانت باکرے: خیال
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
کم کم بھٹا چاریہ: ہلکی موسیقی

رات
۰۰-۱۰ کرشنا رام چودھری اور ساتھی
شہنائی وادن

منگل ۹ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ رام کماری سنہا: خیال
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
نندلال سنگھ: ہلکی موسیقی

رات
۰۵-۸ گھر پریوار: ڈرامہ
۳۰-۹ سوالوں کے جنگل میں: ڈرامہ
تحریر: سریتا شرما

بدھ ۱۰ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
امرناتھ مشرا اور پشوپتی ناتھ مشر
خیال اور ٹھمری
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
راجیش کمار جیسوال: ہلکی موسیقی

جمعرات ۱۱ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
سنگیت کمار ناہر: خیال
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
تپن کمار چکلا نویس
ہلکی موسیقی

رات
۳۰-۹ گیتا جینتی کے موقع پر کرم یوگ

خصوصی فیچر: پیش کش:
پی۔ سی۔ مشرا

جمعہ ۱۲ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
اندرنیل بھٹا چاریہ: ستار
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۵
کلپنا سین: ہلکی موسیقی

شام
۴۵-۷ اور انسان جیت گیا: مختصر ڈرامہ
از نوید ہاشمی

ہفتہ ۱۳ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ ودیادھر ویاس: خیال

اتوار ۱۴ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
جیوتن بھٹا چاریہ: سرود
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
شپرا گپتا: ہلکی موسیقی

پیر ۱۵ر دسمبر

صبح
۳۰-۷ بدھو دت بھوجی: ستار
۲۱-۸ اور شام ۱۵-۶
پرلو کمار بھٹا چاریہ: ہلکی موسیقی

رات
۰۵-۸ گھر پریوار: ڈرامہ
۳۰-۹ ریت کے پھول: ڈرامہ
تحریر: سمن سرین
۰۰-۱۰ پی۔ کے۔ بنرجی: خیال
طبلہ پر سنگت: بلرام داس مشر



میڈیم ویو: ۲۸۷٫۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو: صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۳۰-۵ کے بعد رات تک ۹۲٫۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۷-۴۵ کے بعد دوپہر ۲-۴۵ تک اور شام ۵-۰۰ کے بعد
۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

پیر یکم دسمبر

صبح
۷-۱۰ میرا کھرواڈکر: گائن
۸-۳۵ شبد
دوپہر
۲-۴۰ مہلا سمیلن
شام
۵-۰۰ شنکر بن گلایا: سلسلہ وار ڈرامہ
تحریر: گیتا ٹھاکر
۸-۳۰ ارملا ناگر: گیت، غزل
۹-۴۵ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

منگل ۲ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ رئیس خاں: ستار
۷-۴۰ پریوار کلیان پر مبنی گیت
۹-۱۵ راگ چھایا
دوپہر
۲-۴۰ ایک کلاکار: سنگیت کار اوشا کھنہ
شام
۵-۳۰ ونیتا منڈل
۱۰-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

بدھ ۳ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ مالویکا کانن: گائن
۸-۲۱ ہمیں لکھئے
۸-۳۵ لکشمن داس سندھو
ہلکی کلاسیکی موسیقی
شام
۵-۰۰ خطوں کا جواب اور فرمائشی
پہاڑی گیت
۷-۲۵ جانکار کی رائے
۹-۱۶ گھر آنگن: سلسلہ وار ڈرامہ
تحریر: اونکار لال بھاردواج
۱۰-۰۰ آپ کے آنور ودھ پر
۱۰-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعرات ۴ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ این۔ راجن: وائلن
۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
دوپہر
۲-۴۰ ایک کلاکار: کجو پینڈر
رات
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا: خطوں کے جواب
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعہ ۵ر دسمبر

صبح
۸-۲۱ ہمیں لکھئے
۸-۳۵ مدھر شوا: سگم سنگیت
دوپہر
۲-۴۰ مہلا سمیلن
رات
۹-۱۶ ہندی تقریر
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

ہفتہ ۶ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ مانک ورما: گائن
۸-۲۱ امر بھارتی: سنسکرت پروگرام
۸-۳۵ کشمیری لوک گیت
رات
۸-۳۰ سرلا کپور: سگم سنگیت
۹-۱۶ ہم درشن: علاقائی ریڈیو
نیوز ریل

اتوار ۷ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ منور علی خاں: گائن
۸-۲۱ ہمیں لکھئے
۸-۳۵ کاجل بنرجی: سگم سنگیت
۹-۴۵ وگیان اور جیون
دوپہر
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل
شام
۵-۰۰ پریوار کلیان پروگرام
۹-۳۰ گیت بہار ارے
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

پیر ۸ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ سوم دت بٹو: کلاسیکی موسیقی
۷-۳۵ شبد
دوپہر
۲-۴۰ مہلا سمیلن
رات
۸-۳۰ شانتی ہیرانند: گیت، غزل
۱۰-۰۰ سوم دت بٹو: کلاسیکی موسیقی

منگل ۹ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ رام نارائن: سارنگی
۷-۴۰ سکیت: پریوار کلیان پر
بھینٹ وارتا
۸-۳۵ منوج کمار شرما: غزلیں
۹-۱۵ راگ چھایا
دوپہر
۲-۴۰ ایک کلاکار: آنند بخشی
شام
۵-۳۰ ونیتا منڈل
۸-۳۰ منوج کمار شرما: غزلیں
۱۰-۰۰ وشوجیت رائے چودھری: سرود

بدھ ۱۰ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ بسنت راؤ دیش پانڈے: گائن
۸-۳۵ سیاحوں کے لئے
شام
۷-۰۵ کھلا آکاش
۷-۲۵ جانکار کی رائے
۸-۳۰ ارشاد رحمت قوال: قوالیاں
۹-۱۶ گھر آنگن
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر

جمعرات ۱۱ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ پرکاش وڈھیرا: بانسری
۸-۲۱ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۸-۳۵ بلبیر سنگھ: پنجابی گیت
رات
۸-۳۰ نیلم ساہنی: گیت، غزل
۱۰-۰۰ دھارا رے گیت، لوک گیت

جمعہ ۱۲ر دسمبر

صبح
۸-۲۱ ہمیں لکھئے
۸-۳۵ اوما دیوی: گیت، غزل
۹-۱۵ فلمی قوالیاں
دوپہر
۲-۴۰ ڈاکٹر کی رائے
رات
۸-۳۰ اوما دیوی: گیت، غزل
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون

ہفتہ ۱۳ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ سویتا دیوی: گائن
۸-۲۱ امر بھارتی: سنسکرت پروگرام
۸-۳۵ گڑھوالی لوک گیت
۹-۱۵ بھتر کن
رات
۸-۳۰ اوشا سیٹھو: گیت، غزل
۹-۱۶ ہم درشن: ہندی میں علاقائی
ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ کلیانی رائے: ستار

اتوار ۱۴ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ اشوک رائے: سرود
۸-۳۵ جعفر حسین خاں: سگم سنگیت
(آگے ص ۴۵ پر)

جالندھر: میڈیم ویو: ۲۷-۴۲۳ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز ۲۲۲-۲۲ میٹر ۱۲۵۰ کلوہرٹز
۶-۲۲۲ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز

چنڈی گڑھ: میڈیم ویو: ۶-۲۰۹ میٹر ۱۴۳۱ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵

پنجابی: صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰ ۱۱-۰۰

اردو: صبح ۸-۰۵ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ)

روزگار سماچار: شام ۷-۳۰

پیر یکم دسمبر

صبح

۴-۳۰ اور شام ۵-۰۰
سری دربار صاحب امرتسر سے
شبد کیرتن (ریلے) روزانہ

۶-۴۵ مالس گان

۷-۰۵ امرت بودھ

۷-۱۵ انتی دی راہ تے

۸-۲۰ پرتی بالا: لوک گیت

۹-۰۵ رتناکر ویاس: سرود

دوپہر

۲-۲۰ اکبر علی جودھاں: لوک گیت

شام

۴-۳۰ بالواڑی

۹-۳۰ 'ہارجیت'، پنجابی ڈرامہ
از جگدیش چندر

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

منگل ۲ دسمبر

صبح

۹-۱۵ مالنی راجورکر: خیال

دوپہر

۲-۳۰ رچھپال سنگھ پال، لوک گیت

شام

۶-۴۵ بلبیر سنگھ: لوک گیت

۸-۱۵ کادیہ دھارا: پنجابی نظم خوانی

۹-۳۰ کیدڑ ستار

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

بدھ ۳ دسمبر

صبح

۶-۴۵ مالس گان

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا

۷-۳۰ اور رات ۷-۴۵
بلبیر سنگھ راگی اور ساتھی: شبد

۱-۵۰ سنت سنگھ بندرا: لوک گیت

۹-۰۵ شام لال: شہنائی

دوپہر

۲-۳۰ ہری سنگھ رنگیلا: لوک گیت

شام

۴-۳۰ پھلجھڑی

۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

۱۰-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعرات ۴ دسمبر

صبح

۷-۴۵ پریم جگاسو: بھجن

۸-۳۰ اور رات ۷-۵۰
تجندر سنگھ: غزلیں

۹-۰۵ بلدیو کرشن شرما: ستار وادن

دوپہر

۲-۳۰ راجندر سنگھ راج اور ساتھی
لوک گیت

شام

۴-۴۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری
لوک گیت

۹-۳۰ علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعہ ۵ دسمبر

صبح

۷-۱۵ اجل یاداں

۷-۴۵ گیان وگیان

۸-۵۰ سورن باوا: لوک گیت

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰
بلبیر سیٹھو: خیال

دوپہر

۱۲-۱۵ شبد: گورو تیغ بہادر

۱۲-۳۰ ہردیو سنگھ کنول کویشر اور ساتھی
کویشری گورو تیغ بہادر

۲-۳۰ محمد تقی قوال اور ساتھی
صوفیانہ کلام

شام

۴-۴۵ ہردیو سنگھ ڈھاڈی اور ساتھی
وار گورو تیغ بہادر

۹-۳۰ 'اندھیرے درت ڈوبتی سالیں'
ہندی ڈرامہ
از سری سریش سیٹھو

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

ہفتہ ۶ دسمبر

صبح

۷-۴۵ کلدیپ سنگھ پردیسی: لوک گیت

۹-۰۵ اور شام ۷-۴۵
راویندر سنگھ: بانسری وادن

شام

۴-۴۵ سعیدہ بانو اور ساتھی
لوک گیت

اتوار ۷ دسمبر

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ

۷-۱۵ پنکھڑیاں

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۹-۱۵ بال جگت

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دوپہر

۱۲-۲۰ پورن شاہ کوٹی: لوک گیت

۲-۳۰ محمد صدیق: لوک گیت

رات

۸-۱۵ پٹاری

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

پیر ۸ دسمبر

صبح

۷-۰۵ انتی دی راہ تے

۸-۲۰ اور رات ۱۰-۱۵
رنجنا: لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ایس۔ کے۔ دتہ: ستار

دوپہر

۲-۳۰ مینا شرما: لوک گیت

شام

۴-۳۰ بالواڑی

۹-۳۰ 'آبرو': پنجابی ڈرامہ
از جسونت سنگھ وردی

منگل ۹ دسمبر

صبح

۶-۴۵ مالس گان

۹-۱۰ محمد دلشاد خاں: خیال

دوپہر

۲-۳۰ ہربنس ارورہ: لوک گیت

شام

۴-۴۵ امریک سنگھ ہرگوبندپوری
لوک گیت

۹-۳۰ پنجابی مباحثہ

بدھ ۱۰ دسمبر

صبح

۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا

۸-۵۰ منوہن کور: لوک گیت

دوپہر

۱۲-۱۵ اور شام ۷-۴۵
بھائی بخشیش سنگھ راگی اور
ساتھی: شبد

۲-۳۰ اجیت رنگیلا جٹ: لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ راجن وناکک کلکرنی: سرود وادن

جمعرات ۱۱ دسمبر

صبح

۶-۴۵ مالس گان

۔ پنڈدی نہار
۔ سریندر کمار شرما: بھجن
۔ اور رات ۳۰-۱۰
سوہن سنگھ: خیال
۱ رنگا سنگھ مان: لوک گیت
۱ لال چند ریملا جٹ اور ساتھی
لوک گیت
۸ تحلیق: اردو پروگرام

جمعہ ۱۲ر دسمبر

ع
۔ کانشی رام وہی اور ساتھی: شبد
۸ اور رات ۱۵-۱۰
پورن چند وڈالی اور ساتھی
لوک گیت
۹ اور رات ۳۰-۱۰
ہرونددر کمار شرما: ستار وادن
۲
۱۲۔ نریندر ریما: لوک گیت
۲ درشن سنگھ: لوک گیت
ام
۴۔ ہربنس سنگھ رنگیلا اور ساتھی
لوک گیت
۹۔ 'ایک صحیح کام'، ہندی ڈرامہ
از اجیت پشکل

ہفتہ ۱۳ر دسمبر

ح
۶۔ مالنس گان
۔ سوامی موہن داس: بھجن
۱۔ گوردیپ سنگھ: لوک گیت
۹۔ سویتا دیوی: خیال
ام
۶۔ گمدور سنگھ امن اور ساتھی
لوک گیت

اتوار ۱۴ر دسمبر

ع
۸۔ مسیحی بھجن
۹۔ روی شنکر: ستار وادن
۹۔ بال جگت
۱۰۔ چانن رشماں

۱۰-۳۰ تہاڈی فرمائش
دوپہر
۲-۳۰ کلدیپ مانک: لوک گیت
رات
۸-۱۵ گیت ساڈے پسند تہاڈی
۱۰-۳۰ استاد مشتاق حسین خاں، گائن

پیر ۱۵ر دسمبر

صبح
۷-۱۵ انتی دی راہ تے
۹-۰۵ اور رات ۳۰-۱۰
غلام مصطفےٰ خاں: خیال
دوپہر
۲-۳۰ سوہن لال: لوک گیت
شام
۴-۳۰ بالواڑی
۹-۳۰ الگ رستے اک منزل
پنجابی ڈرامہ
از سریندر ساہنی
۱۰-۱۵ نوراں: لوک گیت

بقیہ:۔ شملہ

۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۱-۳۰ آپ کے چٹکلے آپ کے گیت
دوپہر
۱۲-۳۰ بال گوپال
۲-۰۰ ونیتا منڈل
شام
۷-۰۵ گاؤں گاؤں سے
۸-۳۰ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے

پیر ۱۵ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ یشں پال: گائن
۸-۳۵ شبد
دوپہر
۲-۴۰ مہلا سمیلن
شام
۷-۰۵ شنکریں گلایا
۸-۳۰ احمد حسین محمد حسین: غزلیں
۹-۱۶ انگریزی میں تقریر
سیاحوں کے لئے
۹-۴۵ ہلکی کلاسیکی موسیقی

[illegible]

۳۱۵۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

پیر یکم دسمبر

صبح
۷-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰
اروند ادیٹے: خیال بھوپال نوڑی
جوگ کونس
۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
نتھورام میراثی: لوک سنگیت
شام
۵-۰۵ کویتا پاٹھ: نیرج دیا
کہانی از پربھو سنگھ راٹھور
گیت سنگیت
۷-۲۰ سرسوں کی فصل کو کیڑوں سے
بچائیں: بات چیت
تکیش ماتھر
لوک گیت: پرگتی شیل کرشک
موہن سنگھ سے بھینٹ وارتا
کل کی بات
۱۰-۰۰ شیو کمار شرما: سنتور پر
راگ کبروانی

منگل ۲ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ بھیکھو بھائی بھاوسار
خیال کومل رشبھ آساوری
۹-۱۵ اور دوپہر ۴۰-۱
رام دیو مارو: لوک سنگیت
شام
۵-۰۵ وگیان سماچار، سنجیوا گہوال
وگیان وارتا
ہرے پودھے ایوم اورجا کی
اوتپتی: سورج رتن سونی
گیت سنگیت
۶-۲۵ آج کی بات
سری رام پرساد سہل
۷-۲۰ پریوار کو سمت رکھنے کا سرل
اوپائے: بات چیت
از ڈاکٹر سروج تنور

لوک گیت
کہانی (جہیز سے متعلق)
از نورجہاں بیگم: کل کی بات
۸-۱۵ سگم سنگیت: سریتا گوسوامی

بدھ ۳ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
رجنی کانت دیسائی: خیال کومل
رشبھ آساوری: مارو بیہاگ
۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
غلام رسول: لوک سنگیت
شام
۵-۰۵ ڈاکٹر راجیندر پرساد: تقریر
'بوجھو تو جانیں'
یووا پسند: آپکی چٹھی ملی
۶-۲۵ آج کی بات
سری رام پرساد سہل
۷-۲۰ پشوؤں میں شلیئے چکتسا کتنی
کارگر: بات چیت
از ڈاکٹر ڈی۔ ایس۔ چوہان
لوک گیت
پتر دتر اکرشی ایوم پشو پالن
سمبندھی

جمعرات ۴ر دسمبر

صبح
۷-۵۰ اور رات ۱۵-۸
پورنیما پنڈت: سگم سنگیت
۹-۱۵ اور دوپہر ۴۰-۱
جمالی دیوی: لوک سنگیت
شام
۵-۰۵ کھیل گیت دھیاں۔ کنور سویتا وگ
اسکاوٹ گائیڈ
مدن موہن مودی و کنور اینتا
گرگ سے بھینٹ
آج کے سنگیت کلاکار
۷-۲۰ گوسبنے گاؤں گو واڑ

راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام
...۲۰ ۶ اور سواستھیئے سوویدھایئر
ڈاکٹر ڈی۔ ایل۔ گپتا
بازار بھاؤ، موسم، کل کی بات

جمعہ ۵ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
سویتا دیوی: ٹھمری بھیروی
ٹپہ، ٹھمری

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
سالو رلال رنگا
لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ ردچک سماچار، شروتاؤں
کے چٹکلے: ہاسیئے گیت

۷-۲۰ سہکاریتا اور روزگار کا دسر
بات چیت: ینت رام یادو
لوک گیت: بھینٹ وارتا
قانونی صلاح، کرشی مزدور
سمبندھی: پرتاپ سنگھ
بازار بھاؤ، موسم، کل کی بات

ہفتہ ۶ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ دیوی پرساد چیٹرجی
ستار پر راگ چاردکیشی

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
امرچند رسو کھار
لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ سماچار سنکلن، کوکرن کا لرا
روزگار کے سردت۔ ریلوے
میں: سری نوبت لال سے بھینٹ
سامودایک گان: گیت سنگیت

۷-۲۰ بات چیت، سمنوت گرامین
وکاس کاریہ کرم
کے۔ آر۔ مینا: لوک گیت
راجستھان کویتا پاٹھ
موہن سنگھ راٹھور

اتوار ۷ر دسمبر

شام

۵-۰۵ ذرا سوچیے
آج کے سنگیت کلاکار: وارتا

۷-۲۰ سردی میں پشوؤں کی اچت
دیکھ بھال کیسے: بات چیت
ڈاکٹر ایم۔ ایل۔ گہلوت
لوک گیت
گردے کی بیماریاں کارن
لکشن و اپچار،
ڈاکٹر ڈی، آر۔ چھلانی سے
بھینٹ وارتا
روزگار سوچنا، کل کی باتیں

پیر ۸ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰
راجن مشر، ساجن مشر: خیال
جونپوری، درباری
سوہا کانہڑا
صابری خاں، سینہ دیوپوار
وائلن پر پوریا کلیان

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
جگرام بھوپا و ساتھی
لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ کویتا پاٹھ: ششی پربھا جین
'پستک پرچے'
سمسیا پورتی: گیت سنگیت

۷-۲۰ بات چیت: گیہوں کی چھپتی
قسمیں ایوم بوائی
اجیت کمار بوداوت
پرگتی شیل کرشک رام دیو
سنگھ ڈھاگا سے بھینٹ وارتا
لوک گیت: بات چیت
بازار بھاؤ۔ موسم۔ کل کی
بات

منگل ۹ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ خورشید بھیانی: کلارنٹ

۹-۱۵ اور دوپہر ۴۰-۱
امرچند پروہت
لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ پرشنوتری: سنچالک
راجیندر سنگھ

۶-۲۵ آج کی بات
ڈاکٹر جے۔ این۔ پروہت

۷-۲۰ مہیلا سنسار: بات چیت
ستا و پوشک بھوجن
کیسے بنائیں: ششی بالا دوبے
لوک گیت: بھینٹ وارتا
کام کاجی مہیلائیں
بازار بھاؤ، موسم: کل کی بات

بدھ ۱۰ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
رسک لال اندھاریا
خیال گوجری توڑی، خیال باگیشری

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
جگدیش پرساد کتھک
لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ بوجھو تو جانیں، یووا پسند
اپ کی چٹھی ملی
مالوا دھیکار دیوس

۶-۲۵ آج کی بات: ایس۔ بی۔ ایل۔ راوت

۷-۲۰ بات چیت: بھیڑ کے بچوں
کو کیسے بچائیں؟
ڈاکٹر ایچ۔ کے۔ ویاس
لوک گیت
پتر و تتر: بازار بھاؤ: موسم
کل کی بات

جمعرات ۱۱ر دسمبر

صبح

۷-۵۰ اور رات ۱۵-۸
موتی لال رنگا: سگم سنگیت

۱-۱۵ اور دوپہر ۴۰-۱
موہن لال رانا: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ کویتا پاٹھ: دلیش بھکتی پورن
رمیش کمار بوہرا
مورے کالین بھارت
کیلاش دان رتنو
آج کے سنگیت کلاکار

۷-۲ ٹابر ٹولی: گرامین بچوں کے
لیے استعمال ریکارڈنگ پر مبنی

جمعہ ۱۲ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
اوم پرکاش چورسیا
سنطور پر راگ گوجری توڑی
باگیشری
میو ملہار

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
فتح کماری ویاس: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ میرے وچار میں شروتاؤں کے
پتروں پر مبنی
گیت سنگیت

۷-۲۰ بات چیت: گرامین وکاس
میں یووکوں کا یوگدان
آنند لال شرما: بھینٹ وارتا
(گرامین یووک)
اوم پرکاش: لوک گیت
بازار بھاؤ: موسم: کل کی بات

ہفتہ ۱۳ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ نند لال بوس: سرود پر
راگ اہیر بھیرو

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
ہنومان رانا: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ سماچار سنکلن: پرامرش روزگار
سندر بھ میں اد پنڈیسک
روزگار سے

۶-۲۵ آج کی بات: ایس۔ بی۔ ایل۔ راوت

۷-۲۰ بات چیت: گرامین وکاس
میں چھیتریہ بینکوں کا یوگدان
خورشید احمد: لوک گیت
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی کاریکرم
پیش کش: راجیندر ماتھر
بازار بھاؤ: موسم: کل کی بات

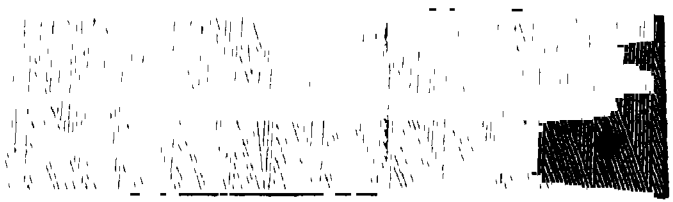
اتوار ۱۴ر دسمبر

شام

۵-۰۵ ذرا سوچیے: آج کے سنگیت
کلاکار: تقریر

۷-۲۰ بات چیت: بھیڑوں کو
سنکرامک روگوں سے بچائیں
ڈاکٹر شیام کرن ہرس
لوک گیت
سردی زکام سے کیسے بچیں
ڈاکٹر جی۔ ایس گہلوت

(اگلے ص ۴۸ پر)



جودھپور 'الف' ۵۶۴۰۷ — ۵۳۱ کلوہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰۱۶ — ۱۱۹۷ کلوہرٹز

پیر یکم دسمبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: سلسلہ وار پروگرام
پیش کش: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: رام دیو گوڈ
۷-۴۵ بیگل ایڈ فارانڈی ردل آف ڈیٹیز کی آرگنائیزیشن
ڈی ایس بھنڈاوت
۸-۲۱ گیت گنجار: رن کرن ویاس

دوپہر

۱-۱۰ عورتوں کے لئے بہتر تعلیم کے طریقے: مزاکرہ: شرکاء: سینہ کپور، لکشمی بھارگو
کوشلیہ مہیشوری
۱-۵۰ دسمبر ماہ میں کسان کیا کریں: تقریر
تحریر: ایم۔ ایل۔ کے۔ مہتہ

شام

۵-۰۵ یو واوانی
یشونت شرما: سگم سنگیت
طبلہ وادن، وگیان سماچار
ستیہ کانت بھاٹی: کہانی
از کیلاش مینا
۶-۳۰ کم آمدنی والے لوگوں کے لئے سماج کلیان سدھار وبھاگ کے ذریعہ دی جانے والی سہولتیں، دمل چند جین
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
رنچھوڑ بھارتی اور ساتھی

منگل ۲ دسمبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: دلیوی
۸-۲۱ گیت گنجار: ساتھی خاں اور ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ تشیلی دوائیں اور بیماریاں
ڈاکٹر سنیل مہتہ، ڈاکٹر پرکاش للا
نیمن دنیش چندر شرما
۱-۵۰ ربیع کی کھڑی فصلوں سے زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں
راجیندر سنگھ

شام

۵-۰۵ آپ کے خطوط آپ کے گیت
انیوجت اود صیو گیکرن کے
دشپ رن: آنند ماتھر
۶-۳۰ بھیڑوں کو ہونے والے شکرامک روگ، کارن، لکشن اور روک تھام کے طریقے۔
ڈاکٹر بجن لال ماتھر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: ساگر سنگھ

بدھ ۳ دسمبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: بردارام اور ساتھی
۷-۴۵ راجستھانی کاویہ پاٹھ
رامیشور دیال سرمالی
۸-۲۱ گیت گنجار: سانگی دان رامی
۸-۵۰ دو ایکم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کش: پی۔ ایس۔ تھلیال

دوپہر

۱-۵۰ آم کے باغیچوں میں پود دھ سن رکشن کاریہ
ستوش نارائن ماتھر

شام

۵-۰۵ راجستھانی کوی گنیشی لال استاد
از ریکھا راجاوت
راجستھانی کہانی از شسیلا پروہت
سورا اور جھاکے گھریلو اپیوگ
از ھی۔ بی۔ ایل۔ چورسیا
۶-۳۰ گوبر گیس سینٹر کیوں اور کیسے لگائیں
این۔ کے۔ کوٹھاری
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: ہرش ماتھر
۱۰-۰۰ گیت گنگا
پیش کردہ: سریش راہی

جمعرات ۴ دسمبر

صبح

۷-۱۵ کاویہ لوک: سشیل پروہت
۷-۳۰ رن جھن: منی شنکر جوشی
۸-۲۱ گیت گنجار: حنیف خاں

دوپہر

۱-۵۰ پھل دار پودوں کی کٹائی کب اور کیسے کریں
از امبا چند ماتھر

شام

۵-۰۵ یووا پسند: نوسینا میر، نیو کتیاں اور بہتر مستقبل
۶-۳۰ شور چولہے سے ہونے والے فائدے: از این۔ ایم۔ باہر
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: محمود خاں

جمعہ ۵ دسمبر

صبح

۷-۱۵ باپو کے سپنوں کا سوراجیہ
از نیمی چند بھاوک جین
۷-۳۰ رن جھن: شولال ویاس
۷-۴۵ ڈنگل کاویہ پاٹھ
از فتح سنگھ چارن
۸-۲۱ گیت گنجار: خمار خاں

دوپہر

۱-۵۰ دھنیے کی فصل کو کیڑوں سے کیسے بچائیں: از کے۔ کے۔ جوشی

شام

۵-۰۵ سامجک گیان مقابلہ
شرکاء: بابو لال وشنوئی
برہمانند بھارگو، مدھو سری نواس
نونیت مہتہ، بلبیر سنگھ بادل
ارن بھارگو، امت کل شریسٹھ
اشیش پنت، سنیل پوکھریا
دھرمیش بادل، انل ورما
سامپردایک سدھ بھاؤ کے گن
گروتیغ بہادر: تقریر
از پریم جیت سنگھ
۶-۳۰ گوچر بھومی کو کیسے سدھاریں
از کے۔ سی۔ سنگھ
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
مانگی لال بھاٹی اور ساتھی

ہفتہ ۶ دسمبر

صبح

۷-۱۵ کتھاکرم: پرتھوی راج دوبے
۷-۳۰ رن جھن: جگدیش پریہار
۷-۴۵ لوک جیون پر ریڈیو و ٹیلی ویژن کا اثر
۸-۲۱ گیت گنجار: حاجی خاں ماگتی یار

دوپہر

۱-۵۰ گنے کی فصل میں پودھوں کی حفاظت کیسے کریں
از مہیندر سنگھ راٹھور

شام

۵-۰۵ ساونڈ اینڈ میوزک
ساموداِیک گاتن
۶-۳۰ شور اور جاسے فائدے
تقریر: کے۔ پی۔ تھانوی
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: کبرو خاں اور ساتھی

اتوار ۷ دسمبر

صبح

۹-۱۵ ہمارے گورو۔ مہاتما گاندھی
از سیتا دیوی بھنڈاری
عجیب مچھلیاں۔ گھوڑا مچھلی
تقریر: اوشا گپتا
ہمارے اسکول کا کاریہ کرم
ایل بی۔ ایس پاؤ شالا اسکول

دوپہر

۱-۱۰ گلشن: وید بھاج اور بی۔ ڈی جوشی

شام

۵-۰۵ میری پسند۔ راجو راجستھانی
۵-۳۵ جھمکو: راجستھانی فرمائشی گیتوں پر مبنی پروگرام
۶-۳۰ ٹیٹنس بیماری۔ اسباب اور روک تھام کے طریقے
از آر۔ این۔ سنگھ

پیر ۸ دسمبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے
سلسلے وار پروگرام
قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: دیارام سانکھلا

۷-۴۵ دی جینئیس آف راجگوپال آچاریہ
پیش کش، ڈی۔ڈی۔ ہرش
۸-۲۱ گیت گنجار: برکت خاں اور ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ جودھپور کے مخصوص ہست شلپ مقام
۱-۵۰ گیہوں کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں، تقریر: سرنیدر سنگھ

شام

۵-۰۵ سوروزگار ایک وردان
مہندر سنگھ سولنکی
کاویہ پاٹھ: وویک سیمول
اکیسویں صدی میں پریمی اور پریمیکا، از سنیل کلا
۶-۳۰ کرشی پرشکشن سے گرام سیوکوں کو ہونے والے فائدے
از آر۔ڈی۔ مہتہ
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: ہرون کمار بھاٹی

منگل ۹ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: دیپارام بار ویپال
۷-۴۵ راجستھان کی پریم گاتھائیں، تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: مصری خاں

دوپہر

۱-۱۰ بیکٹیریا سے پھیلنے والی بیماریوں کی جانکاری: مذاکرہ، شرکاء:
ڈاکٹر ہربنس سنگھ، ڈاکٹر رگھوویر سنگھ
ڈاکٹر بی۔کے۔ڈی۔ شاہ
اور دنیش چندر شرما
۱-۵۰ گنّے کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں، تقریر از جگل کشور ماتھر

شام

۵-۰۵ مباحثہ: شرکار: کماری شری گاندھی
سلل مہتہ، رینو ویشنو
سنیل پرکاش ماتھر، پدتی پانڈا
سدھیر وششٹ، سیمی سنگھوی
۶-۳۰ دودھ اتپادن کیوں اور کیسے
از اے۔ ایل۔ ترویدی
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
بانو بیگم سیکروالی

بدھ ۱۰ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: سشیلا مہتہ
۷-۴۵ سہیوگ اور سمبندھ اساہتیہ اور اتہاس میں: راجستھانی تقریر
ڈاکٹر کلیان سنگھ شیخاوت
۸-۲۱ گیت گنجار: انور خاں
۸-۵۰ دوائیم بارہ: سلسلے وار پروگرام
پیش کردہ: پی۔ ایس۔ تھپلیال

دوپہر

۱-۵۰ آلو کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں: بی۔ڈی۔ دیاس

شام

۵-۰۵ بھارتیہ درشن اور روشو بندھتو
کماری ششی سنگھوی
روزگار سمبھاونائیں: نوسینا میں نیو کتیاں
۶-۳۰ ورکشا روپن سے لابھ
ڈاکٹر کے۔آر۔ سولنکی
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: عظیم خاں
۱۰-۰۰ گیت گنگا: سریش راہی

جمعرات ۱۱ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: مانک آریہ
۷-۴۵ تتکالین ہندی ساہتیہ میں یواسمسیاؤں کا اولوکن
۸-۲۱ گیت گنجار: لال پر بہار

دوپہر

۱-۵۰ لیموں ورگیہ پودھوں پودھ سن رکشن کاریہ: از ایچ۔ این سکسینہ

شام

۵-۰۵ آپ بھی سوچئے: مہان کوی سبرامنیم بھارتی
از پرفل کمار سنہا
۶-۳۰ رسایننک اُرورکوں کا پریوگ کرتے وقت دھیان دینے لائق باتیں از ٹی۔کے۔ بھاٹی
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت: بیجا رام

جمعہ ۱۲ر دسمبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی جی اور پنچایت راجیہ
از ماشنکر بندھو
۷-۳۰ رن جھن: ڈیڈو خاں
۷-۴۵ راجستھانی کاویہ پاٹھ
لال داس راکیش
۸-۲۱ گیت گنجار: اختر بیگم

دوپہر

۱-۵۰ کرشی اتپادن میں سنگھن کرشی کاریہ کرموں کی بھومیکا
ڈی۔آر۔ مہتہ

شام

۵-۰۵ رنگا رنگ پروگرام
پیش کش، سینٹ پیٹرک اسکول
۶-۳۰ ربیع کی کھڑی فصلوں میں ان دنوں دھیان دینے قابل باتیں
از کشن لال مہتہ
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت از فیاض خاں

ھفتہ ۱۳ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: ہمت سنگھ
۷-۴۵ جیسلمیر کی اُونی صنعت پر بات چیت
۸-۲۱ گیت گنجار: بون پاتھ اور ساتھی

دوپہر

۱-۵۰ آلو کی فصل میں پودھ سن رکشن کاریہ: از نول کشور ماتھر

شام

۶-۳۰ وکاس چرن: ملاقات پر مبنی پروگرام: جے۔کے۔ گپتا
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
جوالا پرساد

اتوار ۱۴ر دسمبر

صبح

۹-۱۵ ہمارے سہایک پوسٹ آفس
قاضی محمد یونس
بال کہانی: ہریش چندر شرما

دوپہر

۱-۱۰ گلشن، پیش کش: وید بجاج
بی۔ڈی۔ جوشی

شام

۵-۰۵ میری پسند: از سریندر جوشی
۶-۳۰ حادثہ میں ہڈی ٹوٹنے پر علاج
ڈاکٹر نوین چندر ماتھر

پیر ۱۵ر دسمبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ تھا: سلسلے وار پروگرام
پیش کش، قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: کھومارام سورداس
۷-۴۵ پرابلمس آف انڈین سوسائٹی ان دی پریزنٹ
از پروفیسر ایس۔کے۔ لال
۸-۲۱ گیت گنجار: اندان بھیل

دوپہر

۱-۱۰ شکشا اور ویکتیتو وکاس
از منجل تاپڑیا
آپ اور آپ کا بچہ: بچوں کی پرورش: ڈاکٹر کمیش گپتا سے دنیش چندر شرما کی بات چیت
۱-۵۰ گنّے کی فصل میں سینچائی نرائی کاریہ کرم از پریم شنکر سی شرما

شام

۵-۰۵ جگدیش ہرش: سگم سنگیت
بھارتیہ سماج میں ہست شلپ کا مہتو: گریش پوری
کاویہ پاٹھ: منوہر شیام جاجو
۶-۳۰ زیرے و دھنیے کی کال پودھ سن رکشن کاریہ: ڈاکٹر اللہ نور
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت منجو بھڈا ڈا

بقیہ:- بیکانیر

روزگار سوچنائیں
کل کی بات

پیر ۱۵ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰
لکشمی شنکر: سگھڑی بھیروی
دادرا سندھو بھیروی، خیال
مدھوونتی، سگھڑی پیلو
دیویندر مردیشور: بانسری پر راگ درباری کانہڑا
۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
بہاری لال کنتھک: لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ کویتا پاٹھ: سنگم کری
سوشری ایشما سے بھینٹ وارتا
۷-۲۰ دلہنی فصلوں میں پودھ سن رکشن کاریہ: بات چیت
موہن لال شرما: لوک گیت
پرگتی شیل کرشک
رامیشور لال سے بھینٹ وارتا
بازار بھاؤ، موسم، کل کی بات

کلکتہ 'اے' ۴۵۶ء۱۴ میٹر ۶۵۷ کلوہرٹز — کلکتہ 'بی' ۲۹۶ء۱۴ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرٹز
کلکتہ 'سی' ۲۲۴ء۱۰ میٹر ۱۳۳۳ کلوہرٹز — کلکتہ 'ڈی' ۲۴۵ء۱۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

پیر یکم دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ مدھوسدن چیٹرجی: لوک سنگیت
۷-۴۰ بیتا نک: رابندرسنگیت
۸-۱۵ سجاتا سرکار: ادھونک
۸-۳۰ امریش چندر چودھری: خیال

دوپہر
۱۲-۲۰ اوماشنکر بنرجی: بھجن
۱-۴۰ پرتیوش سیل: وائلن

شام
۵-۳۰ تیمیندر نارائن مجمدار: سرود
۸-۱۵ نمیتا بھٹاچاریہ: بھکتی گیت
۸-۲۵ پرتیوش سیل: وائلن
۸-۴۰ جینت بوس: ادھونک
۸-۵۰ کرونا مکھرجی: لوک سنگیت
۹-۰۰ دیپیکا بھٹاچاریہ
اتول پرساد سنگیت
۹-۱۰ کالنکار باتبیال: رابندرسنگیت
۹-۴۰ سجاتا سرکار: نذرل سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ کالی کنکار باتبیال
رابندرسنگیت
۶-۳۵ سجاتا سرکار: نذرل سنگیت
۶-۴۵ اوماشنکر بنرجی
رام پرساد سنگیت
۶-۵۰ نمیتا بھٹاچاریہ: شیام سنگیت
۷-۰۵ تیمیندر نارائن مجمدار: سرود
۷-۴۰ کشیتیش چندر منڈل
لوک سنگیت
۷-۵۰ گیاتری چودھری
دوئی جندر سنگیت
۸-۲۱ پرتیوش سیل: وائلن
۸-۵۰ جینت بوس: ادھونک
۹-۱۵ مدھوسدن چیٹرجی
لوک سنگیت
۹-۳۰ محمود خاں: سارنگی

دوپہر
۲-۴۰ کشیتیش چندر منڈل: دوتارا
۲-۴۵ گیاتری چودھری
دوئی جندر سنگیت
۲-۵۵ آرپیتا کاہیلے: بھجن

شام
۶-۲۰ مدھوسدن چیٹرجی: لوک سنگیت
۶-۲۵ نمیتا بھٹاچاریہ: کرتن
۶-۳۵ پرتیوش سیل: وائلن
۶-۴۵ بیتا نک: رابندرسنگیت
۹-۴۰ جینت بوس: ادھونک
۹-۴۵ شکلا مکھرجی: بھجن
۹-۵۰ اوماشنکر بنرجی
شیام سنگیت
۱۱-۱۰ امریش چندر چودھری: خیال
۱۱-۴۰ تیمیندر نارائن مجمدار: سرود

منگل ۲ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ چندر شیکھر رائے
لوک سنگیت
۷-۴۰ سوبینو رائے: رابندرسنگیت
۸-۱۵ پراگتی مکھرجی: ادھونک
۸-۳۰ سپرا بوس: خیال

دوپہر
۱۲-۲۰ انیتا مترا: ادھونک
۱-۰۰ اشوک کمار بنرجی: ستار
۱-۴۰ مہتاب حسین: غزل
۱-۵۰ مالا سرکار: بھکتی گیت
۲-۰۰ پرتاپ چندر مترا
شیام سنگیت
۲-۱۵ سانتنا مکھرجی: ادھونک
۲-۵۵ چندر کانت سیل: ادھونک
۳-۰۰ کلیانی مجمدار: راگ پردھان
۳-۱۰ راجا رائے: ستار

شام
۵-۳۰ انیل بوس: بانسری
۸-۴۰ منی لال گھوش: شیام سنگیت
۸-۵۰ ایشا مترا: رابندرسنگیت
۱۰-۰۰ سوبینو رائے
رابندرسنگیت
۱۰-۱۵ سپرا بوس: ادھونک اور گیت
۱۰-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ ایشا مترا: رابندرسنگیت
۶-۳۵ سوواچیٹرجی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ انیتا مترا: اتول پرساد سنگیت
۷-۰۵ انیل بوس: بانسری
۷-۴۰ دیپالی باتبیال: لوک سنگیت
۷-۵۰ سودیشنا بھٹاچاریہ: غزل
۸-۲۱ منی لال گھوش: بھجن
۸-۳۰ پرتاپ چندر مترا
شیام سنگیت
۸-۵۰ چندر کانت سیل: ادھونک
۹-۱۵ کلیانی مجمدار: لوک سنگیت
۹-۳۰ راجا رائے: ستار

دوپہر
۲-۴۰ سانتنا مکھرجی: ادھونک
۲-۴۵ سودیشنا بھٹاچاریہ: غزل
۲-۵۵ دیپالی باتبیال: لوک سنگیت

شام
۶-۲۰ چندر شیکھر رائے
لوک سنگیت
۶-۲۵ سوواچیٹرجی: نذرل سنگیت
۶-۳۰ پراگتی مکھرجی: بھجن
۶-۴۰ چندر کانت سیل: ادھونک
۶-۵۵ ایشا مترا: رابندرسنگیت
۹-۴۵ مہتاب حسین: قوالی
۹-۵۰ مالا سرکار: بھکتی گیت

بدھ ۳ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ امر رائے: لوک سنگیت
۷-۴۰ چترلیکھا چودھری
رابندرسنگیت
۸-۱۵ الوک باگچی: ادھونک
۸-۳۰ اجے چکرورتی: خیال
۹-۰۰ بانی چکرا: نذرل سنگیت

دوپہر
۱۲-۲۰ مانک مترا: ادھونک
۱-۴۰ چندر شیکھر داس: بھجن
۲-۵۵ ایلا رائے چودھری: لوک سنگیت
۳-۰۰ کارتک باسک: گیٹار
۳-۱۰ مکل ڈے: خیال

شام
۵-۳۰ بمل مکھرجی: ستار
۸-۱۵ روچی بنرجی: ادھونک
۸-۲۵ دلیپ مکھرجی: شیام سنگیت
۸-۴۰ گارگی چیٹرجی: نذرل سنگیت
۸-۵۰ چندر شیکھر داس: بھجن
۹-۰۰ اجیت مکھرجی: وائلن
۱۰-۰۰ ارون دتا: رابندرسنگیت
۱۰-۱۰ سیکھا بوس
اتول پرساد سنگیت
۱۰-۲۰ اجے چکرورتی: راگ پردھان
۱۰-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ سیکھا بوس: رابندرسنگیت
۶-۳۵ گارگی چیٹرجی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ روچی بنرجی
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ الوک باگچی: شیام سنگیت
۷-۰۵ مکل ڈے: خیال
۷-۴۰ آشا مترا: لوک سنگیت
۸-۲۱ دلیپ مکھرجی: شیام سنگیت
۸-۳۰ چندر شیکھر داس: بھجن
۸-۵۰ ارون دتا: ادھونک
۹-۱۵ ایلا رائے چودھری
لوک سنگیت
۹-۳۰ بمل مکھرجی: ستار

دوپہر
۲-۴۰ اجیت مکھرجی: وینا

شام
۶-۲۰ امر رائے: لوک سنگیت
۶-۲۵ مینکا مترا: بھجن
۸-۱۰ گارگی چیٹرجی
دوئی جندر سنگیت

۸-۲۵ کارتک باسک : گیٹار
۹-۴۰ دلیپ مکھرجی : پوراتنی
۹-۵۰ چترلیکھا چودھری
رابندر سنگیت
۱۰-۱۱ مکل دے : خیال
۱۱-۳۰ بمل مکھرجی : ستار

جمعرات ۴ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ درلبھ چندر ستر دھر
لوک سنگیت
۷-۴۰ پردیپ ناگ : رابندر سنگیت
۸-۳۰ نصیر امین الدین ڈاگر
الاپ اور دھروپد
۹-۰۰ انوپ کمار گھوشال : نذرل سنگیت
۹-۲۵ نرملا مترا : ادھونک

دوپہر
۱۲-۳۰ ہیمانی سین : لوک سنگیت
۱-۰۰ باکل چٹرجی : خیال
۱-۴۰ کرشنا دھر : ٹھمری
۱-۵۰ منجو بنرجی : ادھونک
۲-۵۵ سومترا دتا : نذرل سنگیت
۳-۰۰ سنیل کمار گھوش : رابندر سنگیت
۳-۱۰ دیپک کمار داس : گیٹار
۳-۲۰ امینکشو مکھرجی
رام پرساد سنگیت

شام
۵-۳۰ نرمل گوہا ٹھاکرتا : ستار
۸-۴۰ شیام سری رائے بنرجی
رابندر سنگیت
۸-۵۰ درلبھ چندر ستر دھر
لوک سنگیت
۹-۰۰ میرا دتا رائے : نذرل سنگیت
۹-۱۰ انوپ کمار گھوشال : ادھونک
۹-۲۰ نرملا مشرا : راگ پردھان
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ منجو بنرجی : رابندر سنگیت
۶-۳۵ سومترا دتا : نذرل سنگیت
۶-۴۵ میرا دتا رائے
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ نرملا مشرا : بھجن

۷-۰۵ نرملا گوہا ٹھاکرتا : ستار
۷-۴۰ نیل کرشن داس : لوک سنگیت
۸-۲۱ امینکشو مکھرجی
رام پرساد سنگیت
۸-۵۰ شیام سری رائے بنرجی : ادھونک
۹-۱۵ ہیمانی سین : لوک سنگیت
۹-۳۰ میرا دتا رائے : خیال

دوپہر
۲-۴۰ دیپک کمار داس : گیٹار
۲-۴۵ کملا بالا ادھیکاری : کرتن

شام
۶-۲ انوپ کمار گھوشال
لوک سنگیت
۶-۲۵ سنیل کمار گھوش
رابندر سنگیت
۸-۱۰ دیپک کمار داس : گیٹار
۸-۲۵ ہیمانی سین : لوک سنگیت
۹-۳۰ میرا دتا رائے : گیت اور بھجن
۹-۴۰ امینکشو مکھرجی
رام پرساد سنگیت
۹-۵۰ نرملا مشرا : ادھونک
۱۱-۱۰ باکل چٹرجی : خیال
۱۱-۳۰ نرمل گوہا ٹھاکرتا : ستار

جمعہ ۵ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ نیتیش چندر رائے
لوک سنگیت
۷-۴۰ اپنا ساہا : رابندر سنگیت
۸-۱۵ بسوا ناتھ بوس : ادھونک
۸-۳۰ علی حسین اور ساتھی : شہنائی
۹-۲۵ ممتا مکھرجی : اتول پرساد سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ راما چٹرجی : شیام سنگیت
۱-۴۰ ادتیہ کمار مال : گیٹار
۲-۵۵ بانی بنرجی : ادھونک
۳-۰۰ ممتا مکھرجی : نذرل سنگیت
۳-۱۰ ادتیہ کمار مال : گیٹار
۳-۱۵ پیرو وت کمار مکھرجی
رابندر سنگیت

شام
۵-۳۰ اپرنا چکرورتی : خیال
۹-۰۰ انجلی بوس : گیت
۹-۱۰ سرگم : لوک سنگیت

۹-۲۰ بانی بنرجی : شیام سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ پراگت کمار مکھرجی
رابندر سنگیت
۶-۴۵ ممتا مکھرجی
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ راما چٹرجی : شیام سنگیت
۷-۰۵ سچن بوس : خیال
۷-۴۰ منورا بیگم : لوک سنگیت
۸-۲۱ ادتیہ کمار مال : گیٹار
۸-۳۰ انجلی بوس : بھجن
۸-۵۰ بانی بنرجی : ادھونک
۹-۱۵ نیتیش چندر رائے : لوک سنگیت
۹-۳۰ اپرنا چکرورتی : الاپ اور دھروپد

دوپہر
۲-۴۰ بانی بھٹاچاریہ : رابندر سنگیت
۲-۵۵ جھرنا بوس : نذرل سنگیت

شام
۶-۲۰ نیتیش چندر رائے
لوک سنگیت
۶-۲۵ اپنا ساہا : رابندر سنگیت
۹-۳۰ راما چٹرجی : کرتن
۹-۴۵ ادتیہ کمار مال : گیٹار
۹-۵۰ بسوا ناتھ بوس : ادھونک
۱۱-۱۰ اپرنا چکرورتی : خیال
۱۱-۳۰ علی حسین اور ساتھی : شہنائی

ہفتہ ۶ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ گوری سرکار : لوک سنگیت
۷-۴۰ اشوک تارو بنرجی
رابندر سنگیت
۸-۱۵ سبھرا بوس : ادھونک
۸-۳۰ دینا ناتھ مشرا : خیال

دوپہر
۱-۰۰ اسیت کمار دتا : ستار
۱-۲۰ ڈولی بھٹاچاریہ : بھجن

شام
۵-۳۰ اینما بوس : ٹھمری
۵-۴۰ منجو شری بوس : شیام سنگیت
۸-۲۰ اشیش چکرورتی : نذرل سنگیت

۸-۲۵ اسیم کمار بھٹاچاریہ : گیٹار
۸-۴۰ بمل سرکار : لوک سنگیت
۸-۴۵ شیبانی دتا : ادھونک
۸-۵۰ اشوک تارو بنرجی
رابندر سنگیت
۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ ڈولی بھٹاچاریہ
رابندر سنگیت
۶-۳۵ اشیش چکرورتی : نذرل سنگیت
۶-۴۵ منجو شری بوس
رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ اسیم کمار بھٹاچاریہ : گیٹار
۷-۱۰ اینما بوس : ٹھمری
۸-۲۱ اسیم کمار بھٹاچاریہ : گیٹار
۸-۵۰ شیباتی دتا : ادھونک
۹-۱۵ بمل سرکار : لوک سنگیت
۹-۳۰ اسیت کمار دتا : ستار

دوپہر
۲-۴۰ جینتی ٹھاکر : کرتن

شام
۶-۲۰ گوری سرکار : لوک سنگیت
۶-۲۵ منجو شری بوس : شیام سنگیت
۶-۳۵ اسیم کمار بھٹاچاریہ : گیٹار
۶-۴۵ اشیش چکرورتی : بھجن
۶-۵۰ شیبانی دتا : ادھونک

اتوار ۷ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ پورن چندر داس : لوک سنگیت
۷-۴۰ پوربی مکھرجی : رابندر سنگیت
۸-۴۰ روی کمار کچلو : خیال
۹-۲۵ پاپیہ بنرجی : نذرل سنگیت
۱۰-۰۰ اور ۰۰-۱۱
ریڈیو سنگیت سمیلن

دوپہر
۱-۴۰ برون کمار پال : گیٹار

شام
۵-۳۰ دلال رائے : سنتطور
۸-۱۵ پاپیہ بنرجی : نذرل سنگیت
۸-۲۵ سمر سرکار : لوک سنگیت
۸-۴۰ اندرانی سین : ادھونک

۸-۵۰ تریمینی: رابندرسنگیت
۹-۰۰ مناشی کنڈو: شیام سنگیت
۹-۱۰ پورن چندر داس
لوک سنگیت
۹-۲۰ پوربی مکھرجی: رابندرسنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ تریبنی: رابندرسنگیت
۶-۳۵ اندرا نی سین: نذرل سنگیت
۶-۴۵ پاپیہ بنرجی
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ برون کمار پال: گیٹار
۷-۰۵ دلال رائے: سنتور
۷-۴۰ کالیداس برمن: لوک سنگیت
۸-۳۰ مناشی کنڈو: شیام سنگیت
۸-۵۰ اندرا رانی سین: ادھونک
۹-۱۵ سمر سرکار: لوک سنگیت
۹-۳۰ روی کمار کچلو: خیال

دوپہر
۲-۴۰ سمن مترا: رابندرسنگیت

شام
۶-۲۰ سمر سرکار: لوک سنگیت
۶-۳۰ مناشی کنڈو: شیام سنگیت
۶-۳۵ دلال رائے: سنتور
۶-۵۵ پوربی مکھرجی: رابندرسنگیت
۷-۳۰ برون کمار پال: گیٹار

پیر ۸ ردسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ امر پال: لوک سنگیت
۷-۴۰ سوشیل کمار چٹرجی
رابندرسنگیت
۸-۱۵ ایلا بوس: ادھونک
۸-۳۰ بریندر ناتھ بنرجی: سرود

دوپہر
۱۲-۲۰ شیاما دتا: نذرل سنگیت
۱-۴۰ موسومی ساہا: بھجن
۲-۵۵ کنک رنجن دے: گیٹار

شام
۵-۳۰ سمریش چودھری: خیال
۸-۱۵ سنتوش کمار گھوش
لوک سنگیت
۸-۲۵ کنک رنجن دے: گیٹار
۸-۴۰ بانی بھٹا چاریہ
اتول پرساد سنگیت
۹-۰۰ دیوی پرساد چٹرجی: ستار
۱۰-۰۰ رام کمار چٹرجی: کرتن
۱۰-۱۵ اینا کشی چٹرجی: رابندرسنگیت
۱۰-۳۰ پنٹو بھٹا چاریہ: ادھونک
۱۰-۴۰ بانی چٹرجی: شیام سنگیت
۱۰-۵۰ امر پال: لوک سنگیت

کلکتہ 'بی'

۶-۲۵ اینا کشی چٹرجی: رابندرسنگیت
۶-۳۵ شیامل دتا: نذرل سنگیت
۶-۴۵ بانی بھٹا چاریہ
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ رام کمار چٹرجی: شیام سنگیت
۷-۰۵ دیبی پرساد چٹرجی: ستار
۷-۴۰ جوتے دیب داس: لوک سنگیت
۸-۲۱ موسومی ساہا: بھجن
۸-۵۰ پنٹو بھٹا چاریہ: ادھونک
۹-۱۵ بانی چٹرجی: لوک سنگیت
۹-۳۰ سمریش چودھری: خیال

دوپہر
۲-۴۰ اندرا بنرجی: رابندرسنگیت
۲-۵۰ دیببرتا چکرورتی: لوک سنگیت

شام
۶-۲۰ بانی چٹرجی: لوک سنگیت
۶-۲۵ موسومی ساہا: بھجن
۶-۳۵ سوشیل کمار چٹرجی
اتول پرساد سنگیت
۶-۴۰ اینا کشی چٹرجی: رابندرسنگیت
۶-۴۵ رام کمار چٹرجی: بھکتی گیت
۶-۵۵ کنک رنجن دے: گیٹار
۸-۱۰ اندرا بنرجی: رابندرسنگیت
۸-۲۵ دیببرتا چکرورتی: لوک سنگیت
۹-۴۰ سنتوش کمار گھوش: نذرل گیتی
۹-۴۵ ایلا بوس: غزل
۹-۵۰ امر پال: شیام سنگیت
۱۱-۱۰ سمریش چودھری: خیال
۱۱-۳۰ دیبی پرساد چٹرجی: ستار

منگل ۹ ردسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ دیپالی رائے: لوک سنگیت
۷-۴۰ رجی چھایا: رابندرسنگیت
۸-۱۵ شیبا جی چٹرجی: ادھونک
۸-۳۰ گوپا کبنی لال: خیال

دوپہر
۱۲-۲۰ سوشمیتا مترا: نذرل سنگیت
۱-۰۰ گیتیکا سین: خیال اور ٹھمری
۱-۴۰ سبھرا سین: بھجن
۱-۵۰ اودے کمار سرکار: لوک سنگیت
۲-۰۰ آرتی مکھرجی: شیام سنگیت
۲-۱۵ ممتا چکرورتی
رجنی کانت سنگیت
۲-۵۵ مدھوسدن مکھرجی: گیٹار
۳-۰۰ چھایا گنگولی: ستار

شام
۵-۳۰ سومنا تھ بھٹا چاریہ: خیال
۸-۴۰ ارچنا سین گپتا: شیام سنگیت
۸-۵۰ مدھوسدن مکھرجی: گیٹار
۹-۰۰ للیتا گھوش: ادھونک اور گیت
۹-۱۵ شانتی دیو گھوش: رابندرسنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ رنگانا: رابندرسنگیت
۶-۳۵ سوشمیتا مترا: نذرل سنگیت
۶-۴۵ ممتا چکرورتی
رجنی کانت سنگیت
۷-۰۵ سومنا تھ بھٹا چاریہ: خیال
۷-۴۰ شیاسندر داس: لوک سنگیت
۸-۲۱ مدھوسدن مکھرجی: گیٹار
۸-۳۰ آرتی مکھرجی: شیام سنگیت
۸-۵۰ للیتا گھوش: ادھونک
۹-۱۵ اودے کمار سرکار: لوک سنگیت
۹-۳۰ چھایا گنگولی: ستار

دوپہر
۲-۴۰ سبھرا سین: بھجن
۲-۴۵ رنگانا: رابندرسنگیت

شام
۶-۲۰ دیپالی رائے: لوک سنگیت
۶-۲۵ رجی چھایا: رابندرسنگیت
۶-۳۰ ارچنا سین گپتا: شیام سنگیت
۶-۴۰ گیتیکا سین: خیال
۸-۲۵ مدھوسدن مکھرجی: گیٹار
۹-۴۵ ممتا چکرورتی
رجنی کانت سنگیت
۹-۵۵ شانتی دیو گھوش: رابندرسنگیت

بدھ ۱۰ ردسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ نیشنل یوتھ کوئر گروپ
لوک سنگیت
۷-۴۰ کم کم چٹرجی: رابندرسنگیت
۸-۱۵ ادھیر باگچی: ادھونک
۸-۳۰ سری کانت باکرے: خیال
۹-۱۰ اناسوا مکھرجی: نذرل سنگیت

دوپہر
۱۲-۲۰ مادھوی رائے: شیام سنگیت
۱-۴۰ لتا بنرجی: گیت
۳-۰۰ رنجیت رائے: وائلن
۳-۱۰ اشوک کمار سانترا: شیام سنگیت
۳-۲۰ گوری رانی گھوش: ادھونک

رات
۸-۱۵ راما چٹرجی: شیام سنگیت
۸-۲۵ اشوک کمار سانترا
نذرل سنگیت
۸-۴۰ کبیری بوس: وائلن
۹-۰۰ بہادر خاں: سرود
۱۰-۰۰ دیبامو بوری: دادرا
۱۰-۳۰ تنموئے چٹرجی: رابندرسنگیت
۱۰-۴۰ اناسو مکھرجی: نذرل سنگیت
۱۰-۵۰ ادھیر باگچی: شیام سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ بیلا بھٹا چاریہ: رابندرسنگیت
۶-۳۵ اشوک کمار سانترا: نذرل سنگیت
۶-۴۵ اناسو مکھرجی: بھجن
۷-۰۵ بہادر خاں: سرود
۷-۴۰ ابھیجیت مکھرجی: شیام سنگیت
۷-۴۵ سپنا کبنی لال: ادھونک
۸-۲۱ کابیری بوس: کرتن
۸-۳۰ مادھوی رائے: شیام سنگیت
۸-۵۰ راما چٹرجی: ادھونک
۹-۱۵ گوری رانی گھوش
لوک سنگیت
۹-۳۰ اناسوا مکھرجی: خیال

دوپہر
۲-۴۰ ابھیجیت مکھرجی: شیام سنگیت
۲-۵۰ سپنا کبنی لال: ادھونک
۲-۵۵ بیلا بھٹا چاریہ: رابندرسنگیت

شام

۶-۲۰ نیشنل یوتھ کورل گروپ
لوک سنگیت

۷-۲۵ دیپا مویوری : غزل

۸-۱۰ رنجیت رائے : وائلن

۸-۲۵ گوری رانی گھوش : ادھونک

۹-۴۰ کم کم چیٹرجی : ادھونک

۹-۵۰ اشوک تارو سانترا
اتول پرساد سنگیت

۹-۵۵ رنجیت رائے : وائلن

۱۰-۱۱ سری کانت باکرے : خیال

۱۱-۳۰ بہادر خاں : سرود

جمعرات ۱۱ دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ بھواتی سامنت : لوک سنگیت

۷-۴۰ سمریش رائے : رابندر سنگیت

۸-۳۰ شیام گنگولی : سرود

۹-۰۰ سنچیتا : نذرل سنگیت

۹-۲۵ سدھیشور مکھرجی : پوراتنی

دوپہر

۱-۰۰ سیما بھٹا چاریہ : خیال

۱-۴۰ رنجیت چکرورتی
راگ پردھان

۱-۵۰ شیکھر کمار سرکار : گیٹار

۲-۰۰ اجیت پانڈے : لوک سنگیت

۲-۱۰ امرت لال رائے : بانسری

شام

۵-۳۰ سومترا لاہیری : ستار

۸-۴۰ سربنی ہوم : دوتی جندر سنگیت

۸-۵۰ اجیت پانڈے : لوک سنگیت

۹-۰۰ مالویکا کانن : خیال اور ٹھمری

۱۰-۰۰ شوبھا مترا : رابندر سنگیت

۱۰-۱۵ مندیرا لاہیری : بھجن

۱۰-۳۰ جتلیشور مکھرجی : ادھونک

۱۰-۴۰ کرشنا چیٹرجی
اتول پرساد سنگیت

۱۰-۵۰ سدھیشور مکھرجی
شیام سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ سربنی ہوم : رابندر سنگیت

۶-۳۵ نبیدیتا بھٹا چاریہ
نذرل سنگیت

۶-۴۵ کرشنا چیٹرجی
رجنی کانت سنگیت

۷-۰۵ مالویکا کانن : خیال

۷-۴۰ نرپین گھوش : لوک سنگیت

۸-۲۱ مندیرا لاہیری : بھجن

۸-۵۰ جتلیشور مکھرجی : ادھونک

۹-۱۵ بھوانی سامنت : لوک سنگیت

۹-۳۰ سومترا لاہیری : ستار

دوپہر

۲-۳۰ امرت رائے رائے : بانسری

۲-۴۵ نبیدیتا بھٹا چاریہ
نذرل سنگیت

۲-۵۰ شیکھر کمار سرکار : گیٹار

شام

۶-۲۰ بھوانی سامنت : لوک سنگیت

۶-۲۵ سدھیشور مکھرجی : نذرل سنگیت

۸-۱۰ سمریش رائے : ادھونک

۸-۲۵ مندیرا لاہیری : بھجن

۹-۳۰ رنجیت چکرورتی : راگ پردھان

۹-۴۰ کرشنا چیٹرجی
دوتی جندر سنگیت

۹-۵۰ سدھیشور مکھرجی : کیرتن

۱۱-۱۰ سیما بھٹا چاریہ : خیال

۱۱-۳۰ شیام گنگولی : سرود

جمعہ ۱۲ دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ جاتن رائے : لوک سنگیت

۷-۴۰ جیوتسنا بنرجی : رابندر سنگیت

۸-۱۵ چندرا چیٹرجی : ادھونک

۸-۳۰ دلیپ کمار گھوش : خیال

۹-۲۵ پردوت بھوشن
نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ انیتا گنگولی : رام پرساد سنگیت

۱-۴۰ چھایا اچاریہ : بھجن

۲-۵۵ جھرنا رائے : لوک سنگیت

۳-۰۰ میرا بھٹا چاریہ : رابندر سنگیت

۳-۱۰ پردوت بھوشن : ادھونک

۳-۲۰ کرشن مترا : اتول پرساد سنگیت

شام

۵-۳۰ سری گنگولی : سرود

۹-۰۰ تپنما ٹھاکر : خیال

۱۰-۰۰ انیتا گنگولی : شیام سنگیت

۱۰-۰۵ آننت دیب مکھرجی : ادھونک

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ پردوت بھوشن : رابندر سنگیت

۶-۳۵ چندرا چیٹرجی : نذرل سنگیت

۶-۴۵ کرشنا مترا : اتول پرساد سنگیت

۷-۰۵ سری گنگولی : سرود

۷-۴۰ اسیت مجمدار : لوک سنگیت

۷-۵۰ چندنا رائے : غزل

۸-۲۱ چھایا اچاریہ : بھجن

۸-۳۰ انیتا گنگولی : شیام سنگیت

۸-۵۰ آننت دیب مکھرجی : ادھونک

۹-۱۵ جھرنا رائے : لوک سنگیت

۹-۳۰ تینما ٹھاکر : خیال

دوپہر

۲-۴۰ چندنا رائے : غزل

۲-۵۰ اسیت مجمدار : لوک سنگیت

۲-۵۵ چھایا اچاریہ : بھجن

شام

۶-۲۰ جاتن رائے : لوک سنگیت

۶-۲۵ جیوتسنا بنرجی : رابندر سنگیت

۸-۱۵ جھرنا رائے : لوک گیت

۸-۲۵ چندرا چیٹرجی
رجنی کانت سنگیت

۹-۳۰ میرا بھٹا چاریہ : رابندر سنگیت

۹-۴۰ پردوت بھوشن : نذرل سنگیت

۹-۴۵ کرشنا مترا : اتول پرساد سنگیت

۱۱-۱۰ دلیپ کمار گھوش : خیال

۱۱-۴۰ سری گنگولی : سرود

ہفتہ ۱۳ دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ راکھل داس باول : لوک سنگیت

۷-۴۰ سپنا گھوشال : رابندر سنگیت

۸-۱۵ پردیپ چیٹرجی : ادھونک

۸-۳۰ پرسون کمار بنرجی : خیال

دوپہر

۱-۰۰ گیتا بسواس : ٹھمری

۱-۱۵ سرت ادھیکاری : دادرا

شام

۵-۳۰ میلی بوس : وائلن

۸-۲۰ بسوا بنرجی اور ساتھی
اتول پرساد سنگیت

۸-۲۵ مایا بوس : ادھونک

۸-۴۰ بلبل بھٹا چاریہ : نذرل سنگیت

۸-۴۵ چیتا ملک : رابندر سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ چیتا ملک : رابندر سنگیت

۶-۳۵ گیتا بسواس : نذرل سنگیت

۶-۴۵ بسوا بنرجی اور ساتھی

۶-۵۰ مایا بوس : بھجن

۷-۱۰ پرسون بنرجی : ٹھمری

۷-۴۰ دھریندر نارائن : لوک سنگیت

۸-۲۱ پیالی سین گپتا : نذرل سنگیت

۸-۵۰ مایا بوس : ادھونک

۹-۱۵ راکھل داس باول : لوک سنگیت

۹-۳۰ میلی بوس : وائلن

دوپہر

۲-۴۰ پیالی سین گپتا : رابندر سنگیت

۲-۴۵ نمیتا ترن : لوک سنگیت

شام

۶-۲۰ راکھل داس باول : لوک سنگیت

۶-۲۵ سرت ادھیکاری : ٹھمری

۶-۴۰ بسوا بنرجی اور ساتھی
اتول پرساد سنگیت

۶-۴۵ سپنا گھوشال : رابندر سنگیت

اتوار ۱۴ دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ آنندا لاہیری : لوک سنگیت

۷-۴۰ بلبل سین گپتا : رابندر سنگیت

۸-۴۰ گوری بھٹا چاریہ : خیال

۹-۲۵ مادھوری چیٹرجی : ادھونک

۱۰-۰۰ موسیقی کا سبق : رابندر سنگیت
پیش کش : نیلما سین

دوپہر

۱-۴۰ تپن کمار دے : گیٹار

شام

۵-۳۰ ریبا داس : خیال

۸-۱۵ ہولی رائے : شیام سنگیت

۸-۲۵ ششرن کمار مجمدار : لوک سنگیت

۸-۴۰ بانی داس گپتا : کیرتن

۹-۰۰ ہرے شنکر بھٹا چاریہ : ستار

۱۰ - ۰۰ لیلی سین : ادھونک
۱۰ - ۳۵ اوما وردا: اتول پرساد سنگیت
۱۰ - ۴۰ اتا لو سانیال : رجنی کانت سنگیت
۱۰ - ۵۰ مادھوری چیٹرجی
نذرل سنگیت

کلکتہ ”بی“

صبح
۶ - ۲۵ بلبل سین گپتا : رابندر سنگیت
۶ - ۳۵ لیلی سین : نذرل سنگیت
۶ - ۴۵ اوما وردا : شیام سنگیت
۶ - ۵۰ سیولی رائے : بھکتی گیت
۷ - ۰۵ ریبا داس : خیال
۷ - ۴۰ بمل چندر رائے : لوک سنگیت
۷ - ۵۰ ریشمی داس : بھجن
۸ - ۳۰ بانی داس گپتا : شیام سنگیت
۸ - ۵۰ اوما وردا : ادھونک
۹ - ۱۵ شرن کمار مجمدار : لوک سنگیت
۹ - ۳۰ ہرے شنکر بھٹاچاریہ : ستار
دوپہر
۲ - ۴۰ بلبل سین گپتا : رابندر سنگیت
۲ - ۴۵ بمل چندر رائے : لوک سنگیت
۲ - ۵۰ ریشمی داس : بھجن
شام
۶ - ۲۰ آنند لاہیری : لوک سنگیت
۶ - ۲۵ ببولی رائے : ادھونک
۶ - ۳۵ تپن کمار دے : گیٹار
۶ - ۴۵ شرن کمار مجمدار : لوک سنگیت
۶ - ۵۵ اوما وردا : لوک سنگیت
۷ - ۳۰ مادھوری چیٹرجی : بھجن
۷ - ۳۵ تپن کمار دے : گیٹار

پیر ۱۵ر دسمبر

کلکتہ ”اے“

صبح
۶ - ۴۰ منجو داس : لوک سنگیت
۷ - ۴۰ پرساد سین : رابندر سنگیت
۸ - ۱۵ راتن باسو چودھری : ادھونک
۸ - ۳۰ سومترا گوہا : خیال
دوپہر
۱۲ - ۲۰ دلیپ مکھرجی : گیٹار
۱ - ۴۰ میرا رائے چودھری : بھجن
۲ - ۵۵ مینا چکرورتی : رابندر سنگیت
شام
۵ - ۳۰ سرت شپلی : ستار

۸ - ۱۵ انجنا چیٹرجی : رجنی کانت سنگیت
۸ - ۲۵ پریمل رائے چودھری
اتول پرساد سنگیت
۸ - ۴۰ ارون بوس : ادھونک
۸ - ۴۵ نمیتا مکھرجی : نذرل سنگیت
۹ - ۰۰ رندھیر رائے : اسراج
۱۰ - ۰۰ تیمیر گھوش : پوراتنی
۱۰ - ۱۵ باسوتی بسواس : غزل
۱۰ - ۳۰ کملیش گھوش : رابندر سنگیت
۱۰ - ۴۰ بانی چیٹرجی : ادھونک
۱۰ - ۵۰ بمل بھوشن : نذرل سنگیت

کلکتہ ”بی“

صبح
۶ - ۲۵ مینا چکرورتی : رابندر سنگیت
۶ - ۴۵ رنجنا چیٹرجی : اتول پرساد سنگیت
۶ - ۵۰ دلیپ مکھرجی : گیٹار
۷ - ۰۵ رندھیر رائے : اسراج
۷ - ۴۰ تیمیر گھوش : پوراتنی
۸ - ۲۱ بھاسوتی بسواس : بھجن
۸ - ۵۰ ارون بوس : ادھونک
۹ - ۱۵ پریمل رائے چودھری
لوک سنگیت
۹ - ۳۰ سرت شپلی : ستار
دوپہر
۲ - ۴۰ پرساد سین : رابندر سنگیت
۲ - ۵۰ دلیپ مکھرجی : گیٹار
شام
۶ - ۲۰ منجو داس : لوک سنگیت
۶ - ۲۵ مینا چکرورتی : کیرتن
پریمل رائے چودھری
اتول پرساد سنگیت
۶ - ۴۵ بانی چیٹرجی : ادھونک
۶ - ۵۵ بمل بھوشن : بھجن
۸ - ۱۰ میرا رائے چودھری : بھجن
۸ - ۲۵ کملیش گھوش : رابندر سنگیت
۹ - ۴۰ انجنا چیٹرجی : اتول پرساد سنگیت
۹ - ۵۰ ارون بوس : ادھونک
۱۱ - ۱۰ سومترا گوہا : خیال
۱۱ - ۳۰ رندھیر رائے : اسراج



سرینگر

میڈیم ویو :
سرینگر (الف) : ۸ر۲۶۸ میٹر ۱۱۱۶ کلو ہرٹز سرینگر (ج) ۱ر۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلو ہرٹز
سرینگر (د) ۶ر۱۹۹ میٹر ۱۵۳۰ کلو ہرٹز
: سرینگر (ب) ۱۰ر۴۹ میٹر ۶۱۴۱ کلو ہرٹز ۵۰ر۹۱ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز
پہلی مجلس : صبح ۳۰-۶ سے ۰۰-۱۰ تک، دوسری مجلس : دوپہر ۳۰-۱۱ سے رات ۰۵-۱۱ تک
(اتوار کو صبح ۳۰-۶ سے رات ۰۵-۱۱)

خبریں

کشمیری : صبح ۴۵-۷، شام ۲۵-۶ اردو : صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱، رات ۱۵-۹
ہندی : صبح ۰۰-۹ سنسکرت : صبح ۰۰-۷
انگریزی : صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۲، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱

علاقائی خبریں

اردو : صبح ۵۰-۹ دوپہر ۳۰-۱۲ اور ۰۰-۴ (دھیمی رفتار سے) شام ۴۰-۷
کشمیری : صبح ۲۵-۹، دوپہر ۳۵-۱۲ اور شام ۳۰-۷

پیر یکم دسمبر

صبح
۷ - ۰۵ صبح گاہی اور روشنی
دوپہر
۱۲ - ۴۰ پراگاش : تخلیق تہ ارز تھ
پروفیسر آر۔ ایل رینہ اور ایم
کے پارمو کے درمیان گفتگو
۱ - ۰۵ او۔ این کول اور راہی آغا
غزلیں (کشمیری)
۲ - ۱۰ رام نرائن : سارنگی
شام
۴ - ۳۰ کے سکے جوشی
ڈوگری لوک گیت
۶ - ۱۵ نوی تخلیق (کشمیری)
افسانہ : منظور شبنم
۶ - ۴۰ راہی آغا : غزل

منگل ۲ر دسمبر

صبح
۷ - ۰۵ صبح گاہی اور گاشر اچھر
۹ - ۰۰ مزاحیہ نظمیں : شرکار :
خفر مغزی، ایوب صابر
رشید فیروز، کمپیرنگ اور
رفیق راتھر
دوپہر
۱ - ۰۵ عبدالرحیم بٹ اور ساتھی
چھکری اور لوف
۲ - ۳۰ ایم۔ اے تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
رات
۸ - ۳۰ آرتی تکو : کشمیری موسیقی
۹ - ۳۰ سمراٹیم بھارتی ایک
راشٹریکوی : بات چیت :
از چمن لال سپرو

بدھ ۳ر دسمبر

دوپہر
۱۲ - ۴۰ پراگاش۔ ساتھی کتھ
راج ترنگنی
ڈاکٹر ٹی۔ این گنجو اور ایم۔ کے
پارمو کے درمیان گفتگو
۱ - ۰۵ راج بیگم : غزلیں
۲ - ۱۰ دیب برت چودھری : ستار
شام
۶ - ۱۵ نوی تخلیق

غلام محی الدین گوہر: نظم
۸-۳۰ راج بیگم: موسیقی

جمعرات ۴ر دسمبر

صبح
۱۱-۳۰ غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: سائنس معاشی وسیلہ
پرسن
کماری اندرا پٹواری اور ایم کے
پارموکے درمیان گفتگو
۱-۰۵ علی محمد شیخ اور ساتھی
چھکری اور روف
۲-۱۰ راجن مشرا اور ساجن مشرا گائن
رات
۸-۳۰ آر کے. کاپرو: موسیقی
۹-۳۰ گڑھوال اور کماؤں کا سنگیت
پیش کش: آل انڈیا ریڈیو لکھنو
نجیب آباد

جمعہ ۵ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ گاندھی کتھا
منترلر: بھکتی سنگیت
گاندھی جی چھیتہ ونان
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
از ڈاکٹر بلقیس میر
دوپہر
۱-۰۵ سی. ایل. و لی اور یونس ملک
غزلیں (اردو)
۲-۱۰ ٹی کرشنو: وائلن
رات
۸-۳۰ ریتا کول: موسیقی

هفتہ ۶ر دسمبر

صبح
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
از او. این. کول
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: مولوتہ کتھ
نسیم فردوس خان سے گفتگو
۲-۱۰ پربھا اترے: گائن
۲-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
رات
۸-۳۰ علی محمد: موسیقی
۱۰-۰۰ محمد عبداللہ سیتاری و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

اتوار ۷ر دسمبر

صبح
۱۰-۱۵ ہونہار: بچوں کے لئے اردو
پروگرام
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: انسان سنز کتھ
ایم. کے. و پرا اور ایم کے پارمو
کے درمیان گفتگو
۲-۱۰ امجد علی خاں: سرود
شام
۶-۱۵ کانتا شرما: ڈوگری سنگیت

پیر ۸ر دسمبر

دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: افسار وہی اپیو چھن
ریاض پنجابی اور ایم. کے
پارموکے درمیان گفتگو
۱-۰۵ اسداللہ اور آشا کول: غزلیں
۲-۱۰ پروین سلطانہ: گائن
شام
۴-۳۰ انیل کمار: ڈوگری سنگیت
۶-۱۵ نوی تخلیق (کشمیری)
افسانہ: رشید راشد
۸-۳۰ آشا کول: موسیقی

منگل ۹ر دسمبر

صبح
۱۱-۳۰ غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱-۰۵ غلام محمد شیخ اور ساتھی
چھکری اور روف
۲-۱۰ پنّالال گھوش: بانسری
رات
۸-۳۰ نسیم اختر: موسیقی

بدھ ۱۰ر دسمبر

دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: سائنس کتھ
راج ترنگنی
آر کے. گرگڑ اور ایم. کے پارمو
کے درمیان گفتگو
۱-۰۵ اوشا ہنڈو اور عبدالرحمان ایشی
غزلیں
۲-۱۰ روی شنکر: ستار
شام
۶-۱۰ نوی تخلیق (کشمیری)
نظم: نسیم شفائی
۸-۳۰ جلال گیلانی: موسیقی

جمعرات ۱۱ر دسمبر

صبح
۱۱-۳۰ محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: کُلی کتھ پُود نہ
ڈاکٹر نذیر احمد بٹ اور ایم. کے
پارموکے درمیان گفتگو
۱-۰۵ عبدالخالق کاوا اور ساتھی
چھکری اور روف
۲-۱۰ نصیر امین الدین خاں: گائن
۲-۳۰ محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
رات
۸-۳۰ غلام محمد میر: موسیقی

جمعہ ۱۲ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ گاندھی کتھا: منترلر
بھکتی سنگیت
گاندھی جی چھیتہ ونان
دوپہر
۱-۰۵ ایم. ایل. و لی اور روشن جے
کول: غزلیں
۲-۱۰ شیو کمار شرما: سنتور
شام
۶-۱۵ چن من: ننھے منوں کے لئے
پروگرام

هفتہ ۱۳ر دسمبر

صبح
۱۱-۳۰ عبدالخالق اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: لکھ چھیتہ پرزعان
کماری حسینہ صوفی اور ایم کے
پارموکے درمیان گفتگو
۲-۱۰ بھیم سین جوشی: گائن
۲-۳۰ کمال بٹ اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
شام
۶-۱۵ نوی تخلیق (کشمیری)
افسانہ: ارجن دیو مجبور
۸-۳۰ شمیم دیو: موسیقی

اتوار ۱۴ر دسمبر

صبح
۱۰-۱۵ ہونہار: بچوں کے لئے اردو
پروگرام
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش. کار کسب
چمن بناون
ڈاکٹر رمیش رینہ اور ایم. کے
پارموکے درمیان گفتگو
۲-۱۰ این راجن: وائلن
شام
۴-۳۰ ہی مال: خواتین کے لئے
کشمیری پروگرام
۶-۱۵ ڈاکٹر کیول کرشن
ڈوگری سنگیت
۸-۳۰ کیلاش مہرہ: موسیقی

پیر ۱۵ر دسمبر

صبح
۹-۳۰ اردو میں بات چیت
دوپہر
۱۲-۴۰ پراگاش: سون جسم
ڈاکٹر کے. ایل بھٹ اور
ایم. کے. پارموکے درمیان
گفتگو
۱-۰۵ جی. این ڈگے اور ریتا در
غزلیں
۲-۱۰ ملک ارجن منصور: گائن
رات
۸-۳۰ راج بیگم: موسیقی



ورشا چلانی ـــ
یونیورسٹی ٹیبل ٹینس چمپئن (دائیں)
کے ساتھ گیان پرکاش گرگ کا انٹرویو
آکاشوانی بمبئی سے
یووانی پروگرام میں نشر ہوا۔

مورتی کار
منہر شلپی اور جستو بین شلپی کے ساتھ
مردولا دیسائی (بائیں)
کی گفتگو آکاشوانی احمد آباد، بڑودہ سے
مہیلاؤں کے پروگرام میں نشر ہوئی

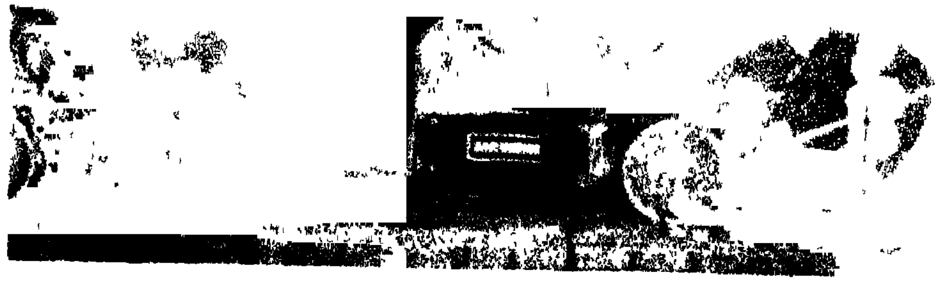






وی بی گھلاٹے ـــ
آکاشوانی جلگاؤں سے
وائلن وادن پیش کرتے ہوئے۔

اسیت دیسائی ـــ
آکاشوانی بھج کی جانب سے منعقد
سنگم سنگیت کی محفل میں ۔



d No D-(C)39
No. 14253/57 PRICE RUPEE 1.00 AWAZ 1st. DECE... 1986 Licensed (U-23) to post without prepayment at PSO, New Delhi.





آکاشوانی اپیھال کے قیام کی ۴۳ ویں سالگرہ کے موقع پر مدعو سامعین کے روبرو ایک خصوصی پروگرام منعقد کیا گیا۔ تصویر میں (اوپر دائیں) کچھ فنکاروں کو رنگارنگ پروگرام پیش کرتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے۔ بائیں جانب سامعین۔



▲ پرانی دہلی — بنام نئی دہلی
لال قلعہ اور انڈیا گیٹ کے پیش نظر قوالیوں کا ایک مقابلہ۔



نابینا طلبا آرکسٹرا پیش کرتے ہوئے ▲

دہلی دوردرشن کیندر کے دوسرے چینل کی دوسری سالگرہ کے سلسلے میں منعقد ایک پروگرام کی جھلکیاں

▼ ایک پنجابی جھلکی





▲ آکاشوانی ایٹانگر کی جانب سے منعقد ایک محفل میں کچھ فنکار بیہو رقص پیش کرتے ہوئے۔

Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals, PTI Building II floor Sansad Marg New Delhi-110001
Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press Faridabad

۱۶ دسمبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۶
۲۵ اگرہائن سے ۱۰ پوش ۱۹۰۸ شاکا

ت کا ۴۸واں سال
ـ ایک روپیہ

انڈیا ریڈیو و دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دل چسپ افسانے و منظومات



اس بار خواتین کا مشاعرہ اردو مجلس دہلی سے

مسعودہ حیات

زندگی کی حقیقت بھی کیا چیز ہے ہر نظر کا الگ ہے بیاں دوستو
ہے کسی کے لیے یہ فقط رنگ و بو اور کسی کے لیے امتحاں دوستو
چارہ سازی کو میری نہ آنا کبھی اور بڑھنے دو زخمِ نہاں دوستو
میں نے سینچا ہے زخموں سے گلزارِ دل اب مٹاؤ نہ یہ گلستاں دوستو
،ہم فقط دائرے ہی میں چلتے رہے اپنے نقشِ قدم آپ گنتے رہے
لالہ و گل ہیں کیا برق و باراں ہے کیا ہم نے دیکھا نہ کوئی سماں دوستو
مہرباں ہو کہ ہم پر وہ نامہرباں لب ہلانے کی کوئی اجازت نہیں
منہ میں رکھتے ہوئے زباں آج تو ہوگئے جیسے ہم بے زباں دوستو
ایک ہی ہاتھ نے جب بنایا ہمیں فرق کیوں ہے یہ پھر نسل اور رنگ کا
ایک اپنی زمیں ایک اپنا گگن، ایک ہو کیوں نہ پھر جسم و جاں دوستو
کچھ دھواں سا چمن کی فضاؤں میں ہے تذکرہ سا کوئی لالہ و گل میں ہے
کچھ تو بولو کہ کیوں اتنے خاموش ہو جل گیا کیا مرا آشیاں دوستو
زندگی میں ہیں اب تو فقط حادثے مشکلیں، آفتیں اور نئے سانحے
دشمنوں کے بھی دِل خون ہو جائیں گے کیا سنو گے مری داستاں دوستو
دوستو اپنی سمت سفر طے کرو ورنہ چلنے پہ الزام آجائے گا
عمر بھر پھر بھٹکتے رہو گے یونہی چھوڑ دے گا تمہیں کارواں دوستو
کم نہیں یہ حیاتؔ آج کے دور میں ہم سے اردو کے کچھ نام لیوا تو ہیں
ہر سخن میں ملے جلوۂ فکر و فن اب کہاں ایسے اہلِ زباں دوستو

نورجہاں ثروت

کدورتیں تھیں غضب کی کہ منہ چھپانا پڑا
وہ شہر دوست تھا لیکن پلٹ کے آنا پڑا
عجب جنگ تھی جس کا حریف کوئی نہ تھا
تمام عمر لڑے پھر بھی ہار جانا پڑا
ہمیں نہ پیار رہی تھا اس سے اور نہ کوئی لگاؤ
بس ایک بات تھی کہ ہر طرح نبھانا پڑا
شریک ذات ہو کوئی ہمیں گوارا نہ تھا
ہمیں خوشی ہے کہ غم اپنا خود اٹھانا پڑا
وہ دَور آیا ذہانت کے درمیاں ثروتؔ
کہ جان بوجھ کے ہم کو فریب کھانا پڑا

صبیحہ جان رازؔ

اس ہستی میں آئے ہیں نغمات لیے
باہر نکلیں جانے کیا حالات لیے
شعر کی دنیا عشق و جنوں کی دنیا ہے
ہم بھی آپہنچے دِل میں جذبات لیے
تم آتے تو کچھ دل ہلکا کر لیتے
ہم بیٹھے ہیں آنکھوں میں برسات لیے
چھوٹی موٹی چار کتابیں پڑھ کر ہم
آئے ہیں کچھ لفظوں کی سوغات لیے
آجاؤ تو اس کا مان بھی رہ جائے
رات کھڑی ہے تاروں کی بارات لیے
ہم اُن سب کو پیچھے چھوڑ کے آئے ہیں
لاکھ اندھیرے بیٹھے تھے ظلمات لیے
رازؔ کہیں یہ بھید نہ کوئی پا جائے
ہم پھرتے ہیں دِل میں دل کی بات لیے

ممتاز مرزا

تو ہے یوں میری ذات کا حصّہ
چاند ہو جیسے رات کا حصّہ
سرخوشی تیری زندگی کا نصیب
درد میری حیات کا حصّہ
تو اگر پھول ہے تو میں خوشبو
میں بھی تیری صفات کا حصّہ
میں ہوں اک لفظ اور تو آواز
میں تری بات بات کا حصّہ
موت سے زندگی جُدا تو نہیں
موت بھی ہے حیات کا حصّہ
ظلمتوں سے مفر نہیں ممتازؔ
یہ بھی ہیں کائنات کا حصّہ

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۵۱	شمارہ ۲۴

۱۶ دسمبر ۱۹۸۶ء ۲۵ اگرہاین ۱۹۰۸ شاکا

چیف ایڈیٹر ایس کے سندر ٹیلی فون ۳۸۲۲۳۹

ادارت
سراج احمد ۳۸۲۲۵۴
ہرمہندر سنگھ وج

اس شمارے میں

ادائیگی بذریعہ چیک، پوسٹل آرڈر، منی آرڈر، بینک ڈرافٹ، بنام چیف ایڈیٹر
[illegible] آواز دفتر آل انڈیا ریڈیو [illegible] پی ٹی آئی بلڈنگ سنسد مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

Telegram: 'LISTENER' New Delhi

(ایک سال سے کم کا چندہ قابل قبول نہیں ہوگا)

اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

قرآن شریف میں قومی یک جہتی

مولانا کبیرالدین فاران

خدا نے ساری کائنات انسان کی ضروریات کو مکمل کرنے کے لیے بنائی۔ اور انسان اپنے پالن ہار کی عبادت اور بندگی کے لیے پیدا کیا گیا۔

چنانچہ اللہ کی رضامندی اور انسانیت کی بھلائی کے لیے جو کام کیا جائے وہ بھی خدا کی عبادت کا ایک اہم حصہ ہے جو انسانی طور طریقوں میں پانچ شکلوں سے پورے ہوتے ہیں۔ یہی اسلام کے ارکان ہیں۔ یہ دراصل انسان کے مختلف حالات کا فوٹو ہیں۔ اسی سے مقصد زندگی عبارت ہے۔ ان میں سب سے پہلے ایمان ہے۔

ایمان کو کلیدی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے جو خدا کی ذات و صفات پر یقین و وشواس اور اس کو اپنا معبود برحق اور مختار کل ماننے کا اعتراف و اقرار ہے۔ اس کے سوا کسی کو کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں۔ جو ساری کائنات کا پروردگار ہے وہ ہر قسم کی قوتوں کا واحد مالک ہے۔ وہی نظام عالم کو سنبھالنے والا ہے۔ اس لیے ایمان والا دنیا میں اس طرح رہتا ہے کہ خدا اس کی ہر وقت نگرانی کر رہا ہو۔ وہ ہر راحت و خوشی کو خدا کی نعمت اور تکلیف و مصیبت کو خدائی آزمائش تصور کرتا ہے۔ اس کی زبان آرام کے وقت شکر سے گنگناتی ہے۔ تو مصیبت و کلفت کے دوران اس کا دل صبر سے معمور رہتا ہے۔ اس کا اندر و باہر یکساں ہوتا ہے۔ وہی کہتا ہے جو وہ کرتا ہے۔ ایماندار جب دیکھتا ہے تو اس کا ایمان آمادہ کرتا ہے کہ اسے آنکھ دیکھنا ہو تو صحیح دیکھنے کے علاوہ کچھ نہ دیکھنا۔ جب وہ بولتا ہے تو ایمان اس کی زبان پکڑ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ بولو تو حق کے سوا کچھ نہ بولنا۔ جب وہ چلتا پھرتا ہے تو خدا کا خوف اس کے سامنے آ کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ چلو تو صرف درست سمت کا رُخ کرنا۔ وہ خدائی روشنی میں جیتا ہے اور خدائی پاور ہاؤس سے اپنا قوت ایمانی چارج کرتا ہے۔ جس کے اثرات سے خداشناسی اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا جذبہ اس کے دل میں موجزن ہوتا ہے۔ جس کی تربیت اس کو نماز کی صورت میں ملتی ہے۔

نماز

صفت ایمانی کا نشان ہے ڈسپلن کا نمونہ بھی، روحانی جوڑ کا مقام بھی اور روزمرہ کی زندگی میں حرکت و عمل کی ٹریننگ بھی۔ نماز بیک وقت خدا کی عبادت بھی ہے اور عہد بندگی کو تازہ کرنے کا ذریعہ بھی۔ نماز خدا کی تعریف سے شروع ہو کر انسانوں کی سلامتی اور بھلائی کی دعا پر ختم ہوتی ہے۔ نماز صرف خدا کی طاقت اور بڑائی تسلیم کرنے اور اپنی جھوٹی بڑائی کا احساس ختم کرنے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ اس میں بار بار جھکنا سبق دیتا ہے کہ انسان تیری کچھ بھی حقیقت نہیں۔ شان یکتائی تو صرف خدا کے لیے زیب ہے اس لیے دربار خدا ہی جبین نیاز خم کرنے کا واحد مقام ہے۔ نماز عاجزی کرنے بڑائی سے باز رہنے، اتحاد و اتفاق کا انمول سبق سکھلاتی ہے۔ اتحاد سب سے بڑی طاقت ہے تو عاجزی اور جھکاؤ سارے جھگڑوں کے خاتمہ کا سبب ہے۔ اس لیے خدا نے اپنے پرستاروں کو پوری پابندی کے ساتھ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

جب انسان کے دلوں میں ایمان کے ذریعہ خدائی عظمتوں کا یقین راسخ اور نماز کے وسیلہ سے خدائی کبریائی کا اعتماد پیدا ہو جائے تو روح و ایمان کو نورانیت کی حاجت ہوتی ہے تاکہ باطن روشن اور چمکدار ہو جائے۔ یہ دولت انسان کو نفس کی خواہشات کو پامال اور من کی چاہت مارنے سے نصیب ہوتی ہے۔ اور یہ صفت روزہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔

روزہ دراصل خدا کے حکم پر صبر کرنے کا نام ہے۔ جس میں انسان کو زندگی کی سب سے بڑی ضرورت کھانا پینا چھوڑنا پڑتا ہے۔ روزہ محبت الٰہی کا ایک بڑا نشان ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی کی محبت میں سرشار ہو کر کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح روزہ دار خدا کی محبت میں مدہوش ہو کر اسی حالت کا اظہار کرتا ہے۔ روزہ کی حالت میں بھوک پیاس کی شدت کو جھیلنے کے بعد اُسے اُن بندگانِ خدا کی حالت زار کا اندازہ کرنا۔ دوسروں کی ہمدردی، غریبوں کی بے کسی، خدا کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا جذبہ پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح روزہ تمام برائیوں سے، بے صبری اور من چاہی زندگی گزارنے سے اپنے آپ کو بے قابو کرنے دوسروں کو ستانے اللہ کے حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے سے روکتا ہے۔ اور ذمہ دارانہ زندگی بسر کرنے کے قابل بناتا ہے۔

روزہ کی حالت میں چند چیزوں کو چھوڑ کر یہ پریکٹس کرائی جاتی ہے کہ خدا کا بندہ ساری عمر خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرے گا وہ ان چیزوں کو بالکلیہ چھوڑ دے گا جو اس کے رب کو ناپسند ہے۔ اور یہ کہ زندگی کی راہ میں بے پناہ مشقت و تکلیف پیش آتی ہے صبر و تحمل کے سوا، خدائی راستہ کا کوئی مسافر نہیں بن سکتا۔ روزہ — ہر سال اسی سبق کو دہرانے کے لیے فرض قرار دیا گیا ہے۔

دل کی نورانیت اور آتما کے سکون کے لیے حلال روزی کا کھانا بھی شرطِ اولین ہے جس کے لیے مال کا آلودگی سے پاک ہونا لابدی ہے۔ جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے میسر ہوتی ہے۔

زکوٰۃ اپنی ملکیت اور جائداد میں خدا اور بندے کے حق کا اعتراف ہے۔ اس سے معاشرے کے کمزور لوگوں کی خبرگیری اور مدد کرنا۔ آدمی کے دل سے لالچ و بخل کی پلیدی کو ختم کرنا اپنی کمائی میں خدا اور اس کے بندے کا حق بجا لانا، انسانی ہمدردی کا ابھار پیدا کرنا ہے۔ اور یہ احساس بھی دلانا ہے کہ خدا کے بندو! سماج میں بے حس بن کر نہ جیو۔ غریب اور محتاجوں کی تکلیف کا بھی خیال رکھو۔ چنانچہ زکوٰۃ انسان کے اندر ہمدردی دوسروں کے حق پہچاننے کا شعور پیدا کرتی ہے۔ بے درد اور خود غرض بننے سے باز رکھتی ہے۔ جس سے مال کی صفائی ہوتی ہے۔ محتاجوں کی کفالت بھی، اور دل و دماغ کی روشنی کا ذریعہ بھی — اس لیے اپنی کمائی سے عام طور پر ڈھائی فیصد ہر سال زکوٰۃ ادا کرنے کا خدا نے پابند بنایا ہے۔ جب انسان کی زندگی میں یہ وصف آجاتی ہے تو اس کے اندر جسمانی ولولہ اور روحانی تپش پیدا ہو جاتی ہے اس پر فنائیت طاری ہو جاتی ہے۔ وہ خدا کی راہ کا فدائی بن جاتا ہے۔ وہ شوق خداوندی میں تڑپنے لگتا ہے۔ تڑپتی روح کے لیے سکون — دیدار شوق کے لیے سوا ہے تیاگ کے کوئی چارہ نہیں۔ اس کی روح کی ٹھنڈک کے لیے حج کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں رہ جاتا ہے۔

حج خدا کے بندوں کا خدا کی محبت میں خدا کے گرد گھومنا ہے اور اس کے آستانہ کو بوسہ دینا اور کوچۂ محبوب میں گشت کرنا ہے۔ جہاں نہ ظاہری زیب و زینت ہے۔ نہ ہی آرائش و زیبائش سے سروکار ہے۔ نہ ہی کسی قسم کی امتیازی شان دلفریبی۔ حج اُس دن کی یاد دلاتا ہے کہ جب انسان دنیا سے فنا ہو کر آخرت کی طرف چلا جائے گا۔ جہاں خدا کے جلوے کے سوا اور کوئی جلوہ نہ ہوگا۔

غرضیکہ حج انسان کو اپنے آقا کا غلام بن کر جینے، ایک دوسرے کی ناخوشگواریوں کو بھلا کر انصاف اور خیرخواہی کے ساتھ رہنے اور تمام بناوٹی طریقے، رسم و رواج، چھوت چھات کی دیوار ڈھانے کا حکم دیتا ہے۔ سادگی اور ترکِ تکلفات کرنے اور صرف خدا کا بندہ بن کر دنیا میں زندگی گزارنے کا سبق دیتا ہے۔

درحقیقت حج انسانی برادری کا انمول نمونہ ہے اور ایسی جامع اور کامل ترین عبادت بھی کہ اگر آدمی اس سے صحیح نصیحت حاصل کرے تو وہ تمام معاملات میں درست ثابت ہوں گے۔ خواہ وہ معاملات خدا سے متعلق ہوں یا اس کے بندوں سے متعلق۔

یہی پیغام کسی نہ کسی روپ میں دیگر مذاہب نے بھی دیئے ہیں۔ اس لیے ہمیں آپسی بھائی چارہ، میل ملاپ، اتحاد و اتفاق اور مسلک کی حفاظت و خیرخواہی کرنی چاہئے اور مذہبی سبق کو زندگی کا ایک اہم حصہ بنانا چاہئے۔ یہی قرآن شریف کا سب سے بڑا پیغام ہے۔ یہی مقصد زندگی بھی ہے — اور حاصل بندگی بھی ؎

ایک خضرِ راہ نے رستہ سیدھا دکھا دیا ہے
رستے پہ دیکھ کر چلتے اب کتنے کارواں ہیں

(شملہ سے نشر)

کبیرالدین فاراں مظاہری
ناظم مدرسہ قادریہ، مستوالا
پوسٹ ماجرا ضلع سرمور (ہماچل پردیش) ۱۷۳۰۲۱

شیشے کا گھر

تصور کے صنم خانے کبھی اُجڑتے ہیں؟ افراتفری کے یگ میں بھی گیان کی شمع جلتی رہتی ہے۔ انسانی تہذیب کی بقا اور اس کے ارتقا میں مدبروں، مفکروں، فنکاروں اور سائنس دانوں نے اہم کردار ادا کیا اور اپنی کاوشوں سے انسانی شعور، جذبات اور اقدار کے کینوس پر گہرے نقوش چھوڑے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ بنیادی طور پر انفرادی حیثیت رکھنے والے تخلیقی اور جمالیاتی تجربے ترسیل کے بعد، اکثر اوقات آفاقی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔

فن کے میدان میں تخلیقات کو سراہا گیا لیکن امکان یہ بھی ہے کہ نقد و نظر کے نام پر کبھی کبھی تخلیقات پر ایسے تبصرے بھی کیے

جذبی

کسی شاعر سے یہ کہنا کہ وہ اپنی تخلیقی زندگی کا ایمانداری سے جائزہ لے اور اپنی کوتاہیوں خامیوں اور اپنے کرب کو بے نقاب کرے۔ بڑی بے رحمانہ بات ہے۔ شاعر تو داد و تحسین کا بھوکا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے بے جان و بے کیف اشعار بھی لوگ پسند کریں۔ لیکن بعض اوقات شاعر کی زندگی میں ایک ایسی منزل بھی آجاتی ہے۔ جب نہ ستائش کی تمنا ہوتی ہے اور نہ صلہ کی پروا۔ اس کا شاعرانہ خلوص مجبور کرتا ہے کہ اس تخلیقی سفر میں جہاں جہاں اس نے ٹھوکریں کھائی ہیں اور جن کڑی راہوں سے گزرنا پڑا ہے۔ ان کی بھی نشاندہی کرے۔ آج کی گفتگو کا موضوع یہی ہے۔

میری ابتدائی تعلیم جھانسی میں ہوئی۔ آٹھویں درجہ تک پہنچتے پہنچتے اپنی دانست میں اچھے خاصے شعر کہنے لگا تھا۔ ایک دفعہ یہ سوجھی کہ غالب کی غزل پر غزل کہی جائے۔ چنانچہ غالب کی مشہور غزل "مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کئے ہوئے" پسند آئی اور اسی زمین میں غزل کہہ ڈالی جس کے ہر شعر میں کوئی نہ کوئی بلند پایہ مضمون بڑی محنت سے باندھا تھا اصلاح کے لیے جناب صادق دہلوی کے پاس پہنچا جو ایک اچھے شاعر ہونے کے علاوہ جھانسی کے استادوں میں تھے — فرمایا پرسوں آؤ۔ پرسوں جو اُن کی خدمت میں پہنچا تو وہ میری غزل لیے ہوئے آئے۔ اب جو غزل پر نظر پڑتی ہے تو اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے۔ ہر شعر کٹا ہوا تھا صرف ایک مصرعہ بچا تھا۔ فرمانے لگے کہ صرف اس مصرعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاعر ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ہر شعر میں جو خامی تھی وہ مجھے سمجھائی۔ میں بہت دنوں تک تلملاتا رہا لیکن اس واقعہ نے ایک سبق ضرور سکھا دیا کہ اپنی قوت سے زیادہ

گئے ہیں جو تخلیق کار کے نزدیک بے جا تنقید کے زمرے میں آتے ہیں۔ بہر حال تقریروں کے ہمارے اس سلسلے شیشے کا گھر کا مقصد یہ ہے کہ خالق بذات خود اپنی تخلیقات کا مخلصانہ جائزہ لیں اور فن کے میدان میں اپنے کارناموں کے ساتھ ساتھ اگر کہیں کسی کوشش ناتمام کا کرب پوشیدہ ہے تو اس کو بھی سامنے لائیں۔ عنوان شیشے کا گھر یقیناً تخلیق کار کو تحریک بخشے گا کہ وہ اپنے فنی سفر میں پیش آنے والے دکھ سکھ، سیرابی یا احساس تشنگی میں سننے والوں کو شامل کریں کہ یہ تقاضا پڑھنے اور سراہنے والوں کا حق بھی ہے اور شدید خواہش بھی۔

(اردو سروس)

ہیں اُڑنا چاہیئے۔ صادق صاحب کا حال یہ تھا کہ شعر ایک آدھ لفظ سے ٹھیک ہو گیا تو ہو گیا ورنہ قلمزد۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب بھی کوئی غزل کہتا تو ایک ایک شعر پر سخت محنت کرتا کہ صادق صاحب ہاتھ نہ لگا سکیں۔ یہ محنت رفتہ رفتہ عادت بن گئی جس نے ہمیشہ ساتھ دیا۔

اسی قسم کا ایک اور حادثہ سنیئے۔ آگرہ میں میرے ایک بزرگ دوست تھے۔ نہایت متین، سنجیدہ اور خوش مذاق۔ اُن کے شعری ذوق کا میں بہت قائل تھا۔ میری عمر اس وقت بیس اکیس سال کی ہوگی۔ اصلاح کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔ لیکن اعتماد کی کمی کی بنا پر دوستوں سے مشورہ کرنا پڑتا تھا۔ ہاں تو ایک دن صبح صبح شعر کہنے کو جی چاہا اور کچھ عجیب سی کیفیت میں چھ سات شعر کی غزل کہہ ڈالی۔ دن بھر اس غزل کو دیکھتا اور کاٹنا چھانٹتا رہا۔ جی چاہتا تھا کہ کسی طرح شام ہو اور میں اپنے بزرگ دوست کی خدمت میں پہنچ کر غزل سناؤں اور اپنی محنت کی داد پاؤں۔ خدا خدا کرکے شام ہوئی۔ میں لمبے لمبے قدم رکھتا ان کے گھر پہنچا۔ وہ اسی وقت دفتر سے آئے تھے۔ میری آواز سنتے ہی باہر نکل آئے فرمایا کہیئے جذبی صاحب کیسے آنا ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ "غزل کہی ہے۔ بتایئے کیسی ہے"۔ یہ کہتے کہتے میں نے غزل سنانا شروع کر دی۔ وہ آنکھیں بند کیے نہایت خاموشی سے سنتے رہے۔ جب غزل ختم ہوئی تو انھوں نے آنکھیں کھولیں۔ فرمایا آپ میری رائے چاہتے ہیں! میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا "بالکل مہمل ہے"۔ نہ پوچھئے میری کیا حالت ہوئی۔ گھڑوں پانی پڑ گیا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس غزل کو میرے بزرگ دوست کیوں مہمل کہہ رہے ہیں۔ لیکن آٹھ دس دن کے بعد جب پھر ان شعروں پر نظر ڈالی تو شاید آپ یقین نہ کریں کہ اس سے زیادہ مہمل اشعار میں نے اس وقت تک نہیں کہے تھے۔ قصہ دراصل یہ ہے کہ شاعر بعض اوقات ایسی کیفیت میں شعر کہتا ہے جسے وہ خود ہی طاری کرتا ہے۔ اس مصنوعی کیفیت کا اس وجدانی کیفیت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا جس میں ڈھلے ڈھلائے شعر آسمان سے نازل ہوتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

شعر کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے۔ کبھی ایک ہی نشست میں پوری غزل ہو جاتی ہے کبھی چھ چھ شعر کی غزل میں چھ چھ مہینے لگ جاتے ہیں۔ میری بعض نظمیں ڈھائی ڈھائی سال میں مکمل ہوئی ہیں۔ بعض پانچ چھ شعر کی غزلوں یا نظموں میں کئی کئی مہینے صرف ہوتے ہیں۔ اور پھر بھی یہ محسوس ہوتا رہا ہے جیسے کوئی کمی رہ گئی ہو اور کبھی یہ بھی ہوا ہے کہ دس پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹے میں ایک غزل یا نظم اس طرح ہو گئی ہے جیسے کوئی لکھوا رہا ہو اور میں لکھ رہا ہوں۔ ایسی غزلیں یا نظمیں عام طور سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔ ان میں زیادہ روانی، زیادہ موسیقیت اور بےساختگی ہوتی ہے۔

جوں جوں عمر بڑھتی گئی، شعر کا ایک لطیف تصور بھی پیدا ہوتا گیا۔ اس میں بہت بڑا حصہ میرے اساتذہ اور بزرگ شعرا کا تھا۔ لیکن اس تصور کو ترقی پسند تحریک نے بڑی حد تک درہم برہم کر دیا۔ داخلیت ہدف ملامت بنی، خارجیت کا پرچم بلند کیا جانے لگا۔ ترقی پسند تنقید میں جو ابھی عالم طفولیت میں تھی، فرار، گریز، یاسیت، قنوطیت جیسے الفاظ کثرت سے نظر آنے لگے اور انھیں شاعری کی صحت کے لیے مضر قرار دیا گیا۔ اور صرف یہی نہیں قدما کی شاعری کو سرے سے ناقابل اعتنا سمجھا گیا کیونکہ ان میں داخلیت تھی اور جاگیری دور کی پیداوار تھی۔ رومانی شاعری بھی تیسرے درجہ کی چیز بن گئی۔ کمیونسٹ پارٹی کی پالیسی کو موضوع سخن بنایا گیا۔ لال جھنڈا، سرخ سویرا، سرمایہ داری کی کھلم کھلا مذمت ترقی پسندی کی نشانی سمجھی گئی۔ یہ ۱۹۳۶ء کے بعد کا دور ہے جس میں چند خیالات ہر شاعر کے یہاں مشترک نظر آتے ہیں۔ اس سے بحث نہ تھی کہ ان میں شعریت بھی ہے یا نہیں۔ شاعری محض پروپیگنڈہ بن کر رہ گئی۔ میں بھی کش مکش میں مبتلا تھا لیکن خدا بھلا کرے خواجہ منظور حسین صاحب کا جنھوں نے مجھے اس عذاب سے نکالا۔ خواجہ صاحب مسلم یونیورسٹی میں انگریزی کے پروفیسر تھے اور انگریزی کے علاوہ اردو و فارسی پر بھی عبور رکھتے تھے۔ انھوں نے سمجھایا کہ فرار و گریز جیسے نعروں پر نہ جاؤ۔ جس کے یہاں فرار و گریز ہے وہ بھی کسی خاص وجہ سے ہے۔ اس کے پیچھے وہ بھیانک حقیقتیں موجود ہیں جن سے شاعر فرار و گریز چاہتا ہے۔ اسی طرح قنوطیت اور یاسیت کے پردے میں اس دور کی حقیقتیں نظر آتی ہیں جن کی بدولت شاعر مایوس اور قنوطی بن جاتا ہے۔ یہ دراصل نقاد کا کام ہے کہ وہ اس دور کی حقیقتوں کو تلاش کرے اور ان کی روشنی میں شاعر کے کلام کو سمجھے۔ مثلاً میر کا شعر ہے ؎

مزاجوں میں یاس آ گئی ہے ہمارے
نہ مرنے کا غم ہے نہ جینے کی شادی

دیکھئے میرؔ "ہمارے" کہتے ہیں۔ "میرے" نہیں کہتے۔ یعنی یہ صرف میر ہی کے مزاج کی کیفیت نہیں تھی۔ ہر کس و ناکس 'یاس' کا شکار تھا۔ لیکن میر یاس کی کوئی وجہ نہیں بتاتے۔ یہ دراصل نقاد کا کام ہے کہ وہ اس یاس کی وجہ معلوم کرے جو سلطنت مغلیہ کے زوال، سیاسی بدامنی اور افراتفری میں مل جائیگی۔ ایک شعر سے پورے دور پر روشنی پڑ جاتی ہے اور شعر کی لطافت و سادگی بھی مجروح نہیں ہوتی۔ رہ گیا داخلیت اور خارجیت کا مسئلہ تو یہاں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ہر شعر میں کسی نہ کسی حد تک داخلیت ضرور ہوتی ہے۔ بغیر داخلیت کے شعر، شعر نہیں بنتا۔

میں ان باتوں کا یوں ذکر کر رہا ہوں کہ یہ دور میرے لیے انتہائی کرب کا دور تھا۔ ترقی پسند تحریک نے چند سیاسی خیالات پر ضرورت سے زیادہ زور دیا۔ اس کے نتیجے میں شعراء کے یہاں یکسانیت سی پیدا ہو گئی۔ دوسرے کسی نے یہ نہیں بتایا کہ فلسفہ یا سیاست کو نظم کرنا شاعری نہیں۔ جو چیز شاعری بنتی ہے وہ دراصل شاعر کا جذباتی ردِعمل ہے۔ میرے یہاں شاید آپ کو اسی قسم کا ردعمل ملے۔

اچھی شاعری انسپی ریشن یا الہام کی پیداوار ہوتی ہے، لیکن یہ انسپی ریشن کبھی گہرا، کبھی اوسط اور کبھی سطحی ہوتا ہے اور اکثر اوقات خود شاعر کو بھی پتہ نہیں چلتا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ کس سطح سے کہہ رہا ہے اور اپنی فکر کو جذبے کے ساتھ جس انداز میں سمونا چاہتا تھا، اس میں کامیاب ہوا بھی یا نہیں۔ یہیں سے ترسیل و ابلاغ کا مسئلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جس شعر کو میں اچھا سمجھتا تھا اسے میرے خوش ذوق احباب نے کوئی اہمیت نہیں دی۔ اس طرح جو اشعار میری نظر میں معمولی تھے ان کی بہت تعریف ہوئی۔ شاعر کو اس کرب سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ اسے کچھ پسند ہے، دوسروں کو کچھ۔ ہر شخص کا اپنا ذوق ہوتا ہے کسی کی کیا شکایت کیجئے۔

کبھی کبھی اپنی پرانی بیاضوں پر نظر ڈالتا ہوں تو اس میں متعدد نظمیں، غزلیں اور اشعار نامکمل صورت میں نظر آتے ہیں۔ کوئی غزل یا نظم شروع کی۔ ابھی دو چار ہی شعر کہے تھے کہ معلوم ہوا انسپی ریشن کسی وجہ سے ختم ہو گیا۔ اس غزل یا نظم کو ادھورا چھوڑنا پڑا۔ بعض اوقات اپنے مفہوم کو ادا کرنے کے لیے مناسب زمین نہیں ملتی۔ کبھی ردیف و قافیے کی پابندی آگے نہیں بڑھنے دیتی۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ صرف ایک مناسب لفظ کے نہ ملنے سے شعر کو نامکمل حالت میں چھوڑ دینا پڑا۔ ایسی صورت میں یہ ناکام کوششیں جن کا دوسروں کو علم نہیں سخت تکلیف دہ ثابت ہوتی ہیں۔

اپنے فن کے بارے میں ہر شاعر بہت کچھ کہہ سکتا ہے لیکن اس کے لیے خودستائی کے میدان میں آنا پڑتا ہے۔ اس سلسلہ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ میں نے کسی کے ساتھ خلوص برتا ہو یا نہ برتا ہو، فن کے ساتھ ضرور خلوص برتا ہے۔ لیکن فن کی پراسراریت اور پیچیدگی کو سمجھنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے۔ غالباً یہی خیال اس طرح شعر میں ڈھل گیا ہے ؎

ہم کو سمجھ نہ پاؤ گے اے ناقدانِ فن
روزِ ازل سے عقدۂ مشکل رہے ہیں ہم

(اردو سروس سے نشر)

سیّد سجاد ظہیر

ڈاکٹر منور انجم

سیّد سجاد ظہیر نہ صرف ایک بلند پایہ سیاسی رہنما کی حیثیت سے بے پناہ شہرت و مقبولیت رکھتے ہیں بلکہ اردو ترقی پسند مصنفین کی فہرست میں انھیں اولیت کا شرف حاصل ہے۔ ان کی ایک اہم ادبی خصوصیت یہ بھی ہے کہ انھیں مختلف اصناف ادب پر یکساں قدرت حاصل ہے۔ سچ پوچھئے تو وہ فطری طور پر ایک آرٹسٹ کا دل و دماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ بقول ڈاکٹر محمد عرفان "اگر سیاست نے انھیں ادب سے چھین نہ لیا ہوتا تو عین ممکن تھا کہ وہ ہندوستان کے 'گورکی' تصور کیے جاتے۔

سجاد ظہیر نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز افسانوں سے کیا۔ ۱۹۳۲ء میں ان کے ہم مذاق چند باغی نوجوانوں نے "انگارے" کے عنوان سے افسانوں کا ایک مجموعہ شائع کیا۔ ان افسانوں میں بے لاگ حقیقت نگاری کے ساتھ ساتھ قدیم معاشرے اور اخلاق و قوانین کے خلاف ایک وحشیانہ بغاوت تھی۔ اس مجموعے میں دس افسانے تھے۔ پانچ سجاد ظہیر کے تھے، دو احمد علی کے تھے، دو رشید جہاں کے تھے اور ایک افسانہ محمود الظفر کا تھا۔ سیاسی اعتبار سے ان افسانوں کا ردِ عمل اتنا شدید ہوا کہ برطانوی حکومت نے انھیں ضبط کر لیا، اس کے بعد سجاد ظہیر کا ایک اور افسانہ بعنوان "دُلاری" منظرِ عام پر آیا ـــــ یہ افسانہ اپنے اندر روشن خیالی کے ساتھ ساتھ تعمیری نقطۂ نظر رکھتا تھا اور سماج میں عورت کی حیثیت اور اس کے مقام کو متعین کرتا ہے۔ اسی طرح ان کا ایک دوسرا افسانہ ہے جو ادبی دنیا میں کافی مشہور ہوا اس کا عنوان تھا "نیند نہیں آتی"۔ اس افسانے کا پلاٹ بہت دلکش ہے، لیکن اس میں بھی ان کے باغیانہ خیالات کا پرتو نظر آتا ہے۔

اس افسانے کے فوراً بعد ہی سجاد ظہیر افسانہ نگاری کے میدان سے، ناول نگاری کی دنیا میں داخل ہو گئے چنانچہ دوران قیام لندن انھوں نے ایک ناول "لندن کی ایک رات" لکھا، جو اردو ناول نگاری کی دنیا میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس ناول کے کردار خوشحال گھرانوں کے ایسے افراد ہیں جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے انگلستان میں قیام پذیر ہیں۔ ناول دو حصوں میں منقسم ہے۔ ناول کا آخری حصہ نہایت دلچسپ ہے۔

"لندن کی ایک رات" دراصل ایک صدی کی داستان ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سجاد ظہیر نے اس ناول میں امید و ناامیدی کے ساتھ ساتھ روشنی اور سائے کی جنگ کمرے کے آتشدانوں کے گرد بیٹھ کر لڑی ہے اور آتشدان کے انگاروں کی آنچ میں ان کے جسم و روح کی آنچ بھی شامل ہے۔ علاوہ ازیں یہ ناول مواد اور ہیئت دونوں اعتبار سے اپنے دور کی ناول نگاری کے تمام رجحانات کو بحسن و خوبی پیش کرتا ہے۔ اس ناول کے بارے میں ایک ہندوستانی ترقی پسند مصنف ملک راج آنند لکھتے ہیں: "اگر گزشتہ چند سالوں کے ریکارڈ کو مدنظر رکھا جائے تو یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ دنیا کے عصری ادب میں یہ ایک بہترین ناول ہے۔"

سجاد ظہیر کو اردو ڈرامہ نگاری سے بھی گہری مناسبت تھی چنانچہ انھوں نے ۱۹۳۵ء میں ایک ڈرامہ بعنوان "بیمار" لکھا۔ اگرچہ ان کا یہ ڈرامہ آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ہوا نظر نہیں آتا، لیکن زبان کی سلاست اور فطری مکالمے کی وجہ سے یہ ڈرامہ زندگی سے قریب تر نظر آتا ہے۔ اس ڈرامے کا تجزیہ کرتے ہوئے منشی پریم چند نے سجاد ظہیر کو ایک خط میں لکھا ہے کہ "اس کی زبان شستہ اور میاں بیوی کا مکالمہ بالکل فطری ہے۔"

سید سجاد ظہیر کا سب سے نمایاں علمی و ادبی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے دورانِ قیام لندن ۱۹۳۵ء میں ایک ادبی حلقے کی شکل میں انجمن ترقی پسند مصنفین کی بنیاد ڈالی۔ اس ادبی حلقے میں سجاد ظہیر، ملک راج آنند، ڈاکٹر جیوتی گھوش، پرمود سین گپتا، ڈاکٹر محمد دین تاثیر شامل تھے۔ جب سجاد ظہیر بیرسٹری کی تعلیم ختم کرکے ۱۹۳۵ء کے آخر میں ہندوستان آئے تو انھوں نے اپنی اس اسکیم کو عملی جامہ پہنایا۔

الٰہ آباد میں احمد علی فراق، ڈاکٹر اعجاز حسین، احتشام حسین، وقار عظیم، جو اس وقت طالب علم تھے، امرناتھ جھا اور ڈاکٹر تاراچند کو لے کر انجمن ترقی پسند مصنفین کی تشکیل کی۔ اس وقت الٰہ آباد میں پریم چند، مولوی عبدالحق اور جوش ملیح آبادی بھی موجود تھے۔ ان لوگوں نے بھی اس انجمن کے مینی فیسٹو پر دستخط کیے۔ علی گڑھ میں اس انجمن ترقی پسند مصنفین کی شاخ ۱۹۳۶ء کے اوائل میں قائم ہوئی۔ سجاد ظہیر نے دورہ کرکے پنجاب اور بہار میں بھی اس کی شاخیں قائم کیں۔

ترقی پسند مصنفین کی پہلی کانفرنس اپریل ۱۹۳۶ء میں لکھنؤ میں منعقد ہوئی۔ اس کی صدارت منشی پریم چند نے کی۔ اس سلسلے میں دوسری بڑی کانفرنس ۱۹۳۶ء میں الٰہ آباد میں ہوئی جس میں پنڈت جواہر لال نہرو نے تقریر کی۔ اس طرح کلکتے میں بھی ۱۹۳۸ء میں کل ہند کانفرنس ہوئی۔ غرضیکہ سجاد ظہیر کی کوششوں سے یہ ترقی پسند تحریک آگے بڑھتی رہی اور ادب کو نئی منزلوں سے روشناس کرتی رہی۔

۱۹۵۶ء میں یہ ترقی پسند تحریک تنظیمی تعطل کا شکار ہو گئی اس تعطل کو ختم کرنے کے لیے سجاد ظہیر نے مارچ ۱۹۵۶ء میں مئوناتھ بھنجن میں ترقی پسند مصنفین کی کانفرنس بلائی۔ اسی طرح مئی ۱۹۵۶ء میں حیدر آباد میں کل ہند اردو کانفرنس ہوئی۔ جس میں سجاد ظہیر نے خیال ظاہر کیا کہ ملک کے حالات بدل گئے ہیں، اس لیے سب ادیبوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر ملک کے تعمیری کاموں کو آگے بڑھانا چاہئے۔

ترقی پسند تحریک سے متعلق سجاد ظہیر کی ایک شاہکار تصنیف "روشنائی" بھی ہے جو ۵۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے بہت سے ادیبوں کے بے مثال خاکے پیش کئے ہیں اور آخر میں تحریک کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"یہ ایسی تحریک ہے جو جمہور کے سینے میں دبک رہی ہے، نہ دبائی جا سکتی ہے، نہ ختم کی جا سکتی ہے، اس کا مستقبل اس کے ماضی اور حال سے زیادہ روشن ہوگا۔"

انگریزی حکومت کے زمانے میں جب سجاد ظہیر لکھنؤ جیل میں تھے، انھوں نے اپنی شریک حیات رضیہ سجاد ظہیر کو بہت سے خطوط لکھے ہیں جو "نقوش زنداں" کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔ سجاد ظہیر کے ان خطوط کا تعارف کراتے ہوئے جوش ملیح آبادی نے لکھا ہے: "ان خطوط میں وہ سب کچھ ہے جو عاشق و معشوق کے خطوط میں ہوا کرتا ہے۔ ان میں وہ حرارت، وہ چہل پہل، وہ ہمہمہ اور وہ حیات پائی جاتی ہے جو ازدواج کے مرطوب صحن میں نہیں، معاشقے کے سبزہ زار میں ملتی ہے۔"

ترقی پسند تنقید نگاروں میں بھی سجاد ظہیر کا نام سرِفہرست آتا ہے، انھوں نے تنقید میں "ذکرِ حافظ" کے نام سے ایک کتاب یادگار چھوڑی ہے۔ یہ کتاب انھوں نے بلوچستان کی جیل میں لکھی ہے۔ یہ کتاب ان کی تنقیدی صلاحیت اور ادبی بصیرت کو پوری طرح اجاگر کرتی ہے۔

سجاد ظہیر کو ہندوستانی لسانیات سے بھی بے پناہ

دلچسپی رہی ہے۔ جب اردو، ہندی زبان کا مسئلہ درپیش ہوا تو انھوں نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں اپنا مقالہ — "اردو، ہندی، ہندوستانی" پڑھا۔ اس مقالے میں انھوں نے بڑی صاف گوئی اور برجستگی سے کہا:

"اردو والے آسان اردو لکھیں اور ہندی والے آسان ہندی لکھیں، اس طرح اردو اور ہندی زبانوں کی نئی تحلیل شروع ہوگی اور اس عظیم الشان زبان کے نقوش ابھرنے لگیں گے، جو اپنے اندر اردو اور ہندی کی تمام روایات کو، انکی لطافتوں کو، اور ان کی وسعت اور گہرائیوں کو سموئے ہوئے ہوگی اور یہی زبان ہماری تہذیب کا تاج محل کہلانے کی مستحق ہوگی اور جسے ہم صحیح معنوں میں ہندوستانی کا نام دے سکیں گے۔"

سجاد ظہیر کی علمی و ادبی خدمات کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کی شاعری کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا مجموعۂ کلام "پگھلا نیلم" جدید شاعری کے خزانے میں ایک بیش بہا اضافہ ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ سید سجاد ظہیر نے زبان و ادب کے گلستان میں اپنی گراں قدر کاوشوں سے مختلف رنگ کے پھول کھلائے اور اس میں بہار آفریں فضا پیدا کی۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

منور انجم
ڈی۔ سی۔ ایس کے پوسٹ گریجویٹ کالج
مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ

نصیر پرواز

چہرہ چہرہ موسموں کی تازگی لے جائے گا
دھوپ کا سیلاب مٹی کی نمی لے جائے گا
آنکھ کی میراث بن جائیں گے سائے جسم کے
کل کا سورج ذہن و دل کی روشنی لے جائے گا
کرب کے گہرے سمندر میں اتارے گا یقین
خشکیوں تک روح کی پیاسی ندی لے جائے گا
مضطرب کیوں ہو سراب و آگہی کے درمیاں
جو یقیں لے کر گیا ہے وہم بھی لے جائے گا
جس کو پہنا تھا بدن پر اک حقیقت مان کر
کیا خبر تھی مجھ سے میری زندگی لے جائے گا
مت اٹھانا اپنے کاندھوں پر کسی چاہت کا بوجھ
یہ اجالا اعتبارِ روشنی لے جائے گا
آئینے پر دھند چھا جائے گی اندھے قرض کی
ذکر مہنگائی کا آنگن کی ہنسی لے جائے گا
وقت اے پرواز میرے فن میرے لفظوں کے ساتھ
دیکھنا یہ ہے کہاں تک یہ صدی لے جائے گا

(بھوپال سے)

ترقی پسند تحریک کے معمار نقاد

ڈاکٹر محمد حسن

ترقی پسند تحریک اپنے تنقیدی اور تخلیقی رویے سے پہچانی جاتی ہے۔ یہ نئے رویے زندگی کے نئے رُخ سے ابھرے تھے سوال یہ تھا کہ ادب محض تفریحی مشغلہ اور فنی مشق ہے یا ان کا معاشرے سے بھی کوئی رشتہ ہے۔ اب تک اکثر و بیشتر تنقیدی مباحث یا تو آئین و ادب، ضابطے اور قاعدے سے متعلق ہوتے ہیں یا قواعد صرف و نحو یا زبان و بیان کی خوبیوں اور خامیوں کے بارے میں کوئی بہت آگے بڑھا تو ادب کا رشتہ اخلاق سے جوڑ دیا ترقی پسند تحریک نے پہلی بار تنقید کو ادب اور زندگی کے باہمی رشتوں کا معمار قرار دیا۔

ظاہر ہے ترقی پسند تحریک کے نقادوں میں سب سے پہلا نام ہے سجاد ظہیر کا۔ جنھوں نے بعض رفیقوں کے ساتھ اس تحریک کا خاکہ تیار کیا تھا، ان کے نزدیک ادب جن کیفیات کو پیدا کرتا ہے یا جن کیفیات سے پیدا ہوتا ہے ان کا براہ تعلق ادب کے اپنے معاشرے سے ہے اور ہر صورت حال میں ادب اور اس کے تخلیقی فنکاروں کا واسطہ طرز کہن پر اڑنے والے دقیانوسیوں اور آئین نو کو قبول کرنے والے روشن خیالوں سے پڑتا ہے اور ترقی پسند ادب وہی ہے جو روشن خیال کو اپنائے اور سماج میں مبارک تبدیلیوں کے لیے راہ ہموار کرے۔

اس تنقیدی تصور کو پوری شدت اور کسی قدر انتہا پسندی کے ساتھ اختر حسین رائے پوری نے اپنی کتاب "ادب اور انقلاب" میں آگے بڑھایا اور اس سوال کو اٹھایا کہ ادب معاشرے میں تبدیلی لانے والے طبقے کی آواز ہونا چاہیے انحطاط پذیر اور دقیانوسی طبقے کی قصیدہ خوانی نہیں۔ مجنوں گورکھپوری کی کتاب "ادب اور زندگی" اس تنقیدی فکر کی ایک اور کڑی فراہم کرتی ہے۔ واضح طور پر ادب کو سماجی تبدیلی کا آئینہ دار اور علمبردار بتایا گیا ہے جو باتیں مختصر طور پر منشی پریم چند ترقی پسند مصنفین کی لکھنؤ کانفرنس کے خطبۂ صدارت میں کہہ چکے تھے مجنوں گورکھپوری کے تنقیدی مضامین میں دلیل اور ثبوت کے ساتھ کہی گئیں یعنی ادب محض ذہنی عیاشی نہیں، نہ محض زبان پر قدرت کا مظاہرہ ہے بلکہ سماجی تبدیلی کا وسیلہ بھی ہے اور اس کا عکس بھی۔

اس تنقیدی رویے نے تخلیق کو متاثر کیا اور عملی تنقید نے شاعری اور افسانے سے یہی مطالبہ کرنا شروع کیا کہ کوئی فن پارہ کسی حد تک معاشرے میں صحت مند تبدیلی کی خواہش بیدار کرتا ہے اور اس تبدیلی کے لیے ذہن اور جذبے کو مناسب طور پر تیار کرتا ہے۔ زمانہ تھا جب ترقی پسند ادب اور نیا ادب کی اصطلاحیں مترادف سمجھی جاتی تھیں اور میراجی، راشد وغیرہ شاعروں پر اعتراض کرتے وقت ترقی پسندوں کو ہی الزام دیا جاتا تھا۔

اس دور میں سید احتشام حسین نے ترقی پسند تنقیدی نظریے کی وضاحت کی۔ انھوں نے بتایا کہ ہر چند تبدیلی معاشرے کا مقدر ہے لیکن صحت مند تبدیلی وہی ہوگی جو معاشرے کو بہتر سمت میں لے جائے اور سماج میں روشن خیالی کو عام کرے۔ ادیب خواہ شعوری طور پر یہ کام کرے یا غیر شعوری طور پر مگر وہ سماج سے متاثر ہوتا ہے اور وہ چاہے یا نہ چاہے اس کا فن پارہ پڑھنے اور سننے والوں کو کسی نہ کسی طرح متاثر ضرور کرتا ہے۔ اور اس لحاظ سے سماجی تبدیلی کے عمل میں شریک ہوتا ہے کوئی ادیب خواہ ادب کا کسی قسم کا بھی نقطۂ نظر کیوں نہ رکھتا ہو مگر وہ معاشرے کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری سے انکار نہیں کرسکتا۔ ہر ادیب زندگی کو کسی نہ کسی طریقے سے تبدیل ضرور کرتا ہے اور تبدیلی کے اس رُخ کی بنیاد پر ہی فن پارے کی ترقی پسندی اور اس کی آگہی کی بالیدگی کا تعین کیا جاسکتا ہے ہر خیال اپنا طرزِ اظہار اور اپنے الفاظ ساتھ لاتا ہے اس لیے انداز بیان کا حسن اور تکنیک اور اسلوب کی ساری خوبصورتی اسی پر منحصر ہوگی کہ ادیب کا زندگی اور معاشرے سے شرکت کا کتنا گہرا رشتہ ہے

سردار جعفری نے ترقی پسند ادب کی پہلی تاریخ لکھی
لیکن اس سے پہلے وہ اسرار الحق مجاز اور سید سبط حسن کے ساتھ
رقی پسند تحریک سے پہلے ادبی ترجمان 'نیا ادب' کے مدیر رہے
یں اور 'نیا ادب' نے ترقی پسند تحریک کو نیا تنقیدی نقطۂ نظر
یا۔ نظریاتی نقطۂ نظر سے بھی اور عملی تنقید کے اعتبار سے بھی۔
ردار جعفری نے ادب کو ہنگامی موضوعات اور سیاست کے
لی رُخ سے جوڑ دیا اور ادب کی طبقاتی بنیادوں پر زور دیا
دکو ان کے تنقیدی مضامین میں مختلف زاویۂ نظر ملتا ہے۔
روہ ادب کو وسیع تر انسانی دوستی کی بنیادوں پر استوار کرتے
ظر آتے ہیں۔

ترقی پسند تنقید میں ایک اور اہم نام ممتاز حسین
کا ہے جنھوں نے کلاسیکل ادب کا نئے انداز سے جائزہ
یا اور ادب کی فکری اور جذباتی بنیادوں کو سماج کے بدلتے
ہوئے منظر نامے کے ساتھ سمجھنے سمجھانے کی کوشش کی ممتاز
حسین نے خاص طور پر قدیم اردو شاعری میں تصوف کی فکری
ہیت اور اس کی معاشرتی محرکات پر توجہ کی ان کا کہنا یہ ہے
کہ ادب میں جو تصورات اور اقدار ابھرتے ہیں وہ دراصل
مختلف طبقوں کے باہمی ٹکراؤ سے پیدا ہوتے ہیں اور اس ٹکراؤ
سے پیدا ہوتے ہیں' اور اس ٹکراؤ سے جو تبدیلی پیدا ہوتی ہے
س کے اچھے اور برے دونوں پہلوؤں کو سمجھنا چاہئے۔ تصوف
اپنے دور میں سماجی احتجاج کی آواز تھا اور اسے محض انحطاط
ی دقیانوسی آواز کہہ کر ٹالا نہیں جا سکتا۔

بعد کے ترقی پسند نقادوں میں ظ۔ انصاری، عقیل
رضوی، اور قمر رئیس۔ اور حال کے لکھنے والوں میں اصغر علی
انجینیئر کا ذکر ضروری ہے۔

یہ صحیح ہے کہ نئے دور میں ترقی پسندی کا مفہوم
اور دائرۂ کار کافی بدل چکا ہے۔ اور نئے ترقی پسند نقاد
ادب اور معاشرے کے نئے رشتوں پر غور کرنے لگے ہیں
اب یہ بات صاف ہو چکی ہے کہ ادب اور سماج کا رشتہ اتنا
سیدھا سادہ نہیں جتنا اب تک سمجھا جاتا ہے بلکہ ان رشتوں
میں بڑی پیچیدگی اور تہہ داری ہے اور کوئی تنقید نگار جو
ادبی روایت کے پردوں میں چھپی ہوئی اور علامتوں کے
اندر پنہاں سماجی حقیقتوں اور ان حقیقتوں کو جنم دینے والے
طبقاتی جذبات اور ٹکراؤ کو نہیں سمجھتا وہ نہ تو سماج کی تبدیلیوں
کو سمجھ سکتا ہے نہ ادب کے ساتھ انصاف کر سکتا ہے۔ ترقی پسند
ادب کے لیے یہ تو نعرہ بازی ضروری ہے نہ محض ہنگامی
موضوعات پر اور وقتی سیاست پر قلم فرسائی لازم ہے البتہ
ضروری ہے تو زندگی کی طرف ایک صحت مند رویہ اور سماج
اور معاشرے میں آنے والی تبدیلیوں میں روشن خیالی کی
اقدار سے وفاداری۔

ترقی پسند تنقید کا ایک اہم کارنامہ ہے بعض نئے
فنکاروں کی بازیافت اور بعض پرانے فن پاروں کی نئی قدر
شناسی۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ تنقید تاج اتارتی ہے اور
قبائیں نوچ ڈالتی ہے اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے ہیروں
کو چن کر تاج میں سجاتی ہے۔ مدتوں سے نظیر اکبرآبادی اردو
ادب کی تاریخ میں نظر انداز ہوتے آئے تھے۔ پہلی بار ان کا
جائز حق ترقی پسند تنقید نے پہچانا۔ اسی طرح غالب اور
اقبال کے جشن کے موقع پر ان دونوں ادیبوں کے معروضی
جائزے کی کوشش ترقی پسند نقادوں نے دوسروں سے
کہیں بڑھ چڑھ کر کی۔

غرض آج ترقی پسند تحریک سے جو کچھ بھی مراد لی جاتی
ہے۔ اس کی تعمیر و تشکیل میں ترقی پسند نقادوں کا بڑا حصہ ہے
یہ صحیح ہے کہ ان سے بھول چوک بھی ہوئی ہے۔ غلطیاں بھی
ہوئی ہیں اور غلطیاں بخشیاں بھی۔ لیکن ترقی پسند تنقید
نے اردو ادب کو نیا تخلیقی رویہ بھی بخشا اور ادب اور زندگی
کے نئے رشتوں کی وضاحت بھی کی۔ اس لحاظ سے ترقی پسند
تنقید کو بجا طور پر ترقی پسند تحریک کا معمار قرار دیا جا سکتا
ہے۔

(اردو مجلس' کاشوانی دلی نشر)

ڈاکٹر محمد حسن
جواہر لال نہرو یونیورسٹی نئی دلی

اخلاق

اخلاق سے مقصود باہم بندوں کے حقوق و فرائض کے وہ تعلقات ہیں جن کو ادا کرنا ہر
انسان کے لیے مناسب بلکہ ضروری ہے۔ انسان جب اس
دنیا میں آتا ہے تو اس کا ہر شے سے تھوڑا بہت تعلق قائم
ہو جاتا ہے' اسی کو بحسن و خوبی انجام دینا اخلاق ہے۔ اس
کے لیے اپنے ماں باپ' رشتہ دار' عزیز و اقارب کے ساتھ
تعلقات ہوتے ہیں بلکہ جانوروں تک سے اس کے تعلقات
ہوتے ہیں۔ اور ان تعلقات کے سبب سے ان پر کچھ فرائض
عاید ہوتے ہیں۔ دنیا کی ساری خوشحالی اور امن و امان
اسی اخلاق کی دولت ہے۔ اسی دولت کی کمی کو حکومت اور
جماعت اپنی طاقت و قوت کے قانون کے ذریعہ پورا کرنے
کی کوشش کرتی ہے۔ دنیا کے سارے مذاہب نے کم و بیش
اس کے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

انسان کے اندر اخلاقی حس ایک فطری حس ہے جو
بعض صفات کو پسند اور بعض دوسری صفات کو ناپسند کرتی
ہے۔ یہ حس انفرادی طور پر اشخاص میں چاہے کم و بیش ہو مگر
مجموعی طور پر انسانیت کے شعور نے اخلاق کے بعض اوصاف
پر خوبی کا اور بعض پر برائی کا ہمیشہ یکساں حکم لگایا ہے۔ سچائی
انصاف' پاس عہد اور امانت کو ہمیشہ سے انسانی اخلاق میں
تعریف کا مستحق قرار دیا گیا ہے اور کبھی کوئی ایسا دور نہیں گزرا
جب جھوٹ' ظلم' بدعہدی اور خیانت کو پسند کیا گیا ہو۔
ہمدردی' فیاضی' رحم اور فراخدلی کی ہمیشہ قدر کی گئی ہے اور
خود غرضی' سنگدلی' بخل اور تنگ نظری کو کبھی عزت کا مقام
حاصل نہیں رہا۔ صبر و تحمل' استقلال' بردباری' اولوالعزمی و
شجاعت ہمیشہ سے وہ اوصاف رہے ہیں جو داد کے مستحق
سمجھے گئے ہیں' اور بے صبری' تلون مزاجی' پست حوصلگی
اور بزدلی پر کبھی تحسین و آفریں کے پھول نہیں برسائے گئے ہیں۔
ضبط نفس' خودداری' شائستگی اور ملنساری کا شمار ہمیشہ سے

حسن نعیم

ہم تمہاری زندگی میں کچھ خوشی سی لائے ہیں
اس اندھیرے میں کوئی شے روشنی سی لائے ہیں

جس ستارے کی روش سے ہوگئی دنیا اداس
ہم وہیں سے اک تمنا' چاندنی سی لائے ہیں

جن کی قسمت رنگ و بو ہے ان میں بکھر کچھ دنوں
بے دلوں کی انجمن میں تازگی سی لائے ہیں

سوچیے کیوں دوستوں نے کس طرح غم کیں کیا
دیکھیے کس کس طرح وہ خوش دلی سی لائے ہیں

سب کی نظروں سے پرے تھا سبزہ و دریا نعیم
ہم کسی ویراں نگر سے کچھ نمی سی لائے ہیں

(بمبئی سے نشر)

ایک بڑی نعمت ہے

ڈاکٹر محمد عرفان

خوبیوں میں ہوتا رہا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ بندگیٔ نفس، کم ظرفی، بدتمیزی اور کج خلقی نے اخلاقی محاسن کی فہرست میں جگہ پائی ہو۔ فرض شناسی، وفاشعاری، مستعدی اور احساس ذمہ داری کی ہمیشہ عزت کی گئی ہے اور نا فرض شناس، بے وفا، کام چور اور غیر ذمہ دار کو کبھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا گیا ہے۔ اسی طرح اجتماعی زندگی کے اچھے اور برے اوصاف کے معاملے میں بھی انسانیت کا فیصلہ متفق ہی رہا ہے۔ قدر کی مستحق ہمیشہ وہ سوسائٹی رہی ہے جس میں نظم و انضباط ہو تعاون اور امداد باہمی ہو۔ آپس کی محبت اور خیر خواہی ہو۔ بدنظمی، نااتفاقی اور آپس کی بدخواہی اور ظلم کو زندگی کے محاسن میں نہیں شمار کیا گیا ہے۔ ایسا ہی معاملہ کردار کی نیکی اور بدی کا ہے۔ جوا، زنا، قتل، ڈاکہ، جعل سازی اور رشوت خوری کبھی اچھے افعال نہیں سمجھے گئے ہیں۔ والدین کی خدمت، رشتے داروں کی مدد، ہمسایوں سے سلوک، دوستوں سے رفاقت، کمزوروں کی حمایت، یتیموں اور بے کسوں کی خبرگیری ہمیشہ نیکی سمجھی گئی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسانی اخلاقیات دراصل وہ عالمگیر حقائق ہیں جن کو سب انسان جانتے اور مانتے ہیں۔ نیکی اور بدی کوئی چھپی ہوئی چیزیں نہیں ہیں کہ ان کو کہیں سے ڈھونڈ کر نکالنے کی ضرورت ہو، وہ تو انسانیت کی جانی پہچانی چیزیں ہیں جن کا شعور آدمی کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب نے ان کو اچھا مانا اور ان پر چلنے کی ہدایت کی ہے۔

انسان کی ہستی کا اگر تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کے اندر دو مختلف حیثیتیں پائی جاتی ہیں۔ اس کی ایک حیثیت تو یہ ہے کہ وہ اپنا ایک طبعی وجود رکھتا ہے۔ جس پر وہی قوانین جاری ہوتے ہیں جو تمام طبقات وحیوانات پر فرماں روائی کر رہے ہیں۔ ان وجود کی کارکردگی منحصر ہے مادی ذرائع پر۔ دوسری حیثیت جو انسان کے اندر نمایاں نظر آتی ہے وہ اس کے انسان ہونے یا بالفاظ دیگر ایک اخلاقی وجود ہونے کی حیثیت ہے۔ یہ اخلاقی وجود طبقات کا تابع نہیں بلکہ ان پر ایک طرح سے حکومت کرتا ہے۔ یہ خود انسان کے طبعی وحیوانی وجود کو بھی آلے کے طور پر استعمال کرتا ہے اور خارجی دنیا کے اسباب کو بھی اپنا تابع بنانے اور ان سے کام لینے کی کوشش کرتا ہے یہ دونوں حیثیتیں انسان کے اندر ملی جلی کام کر رہی ہیں اور مجموعی طور پر اس کی کامیابی و ناکامی اس کے عروج و زوال کا مدار مادی اور اخلاقی دونوں قسم کی قوتوں پر ہے۔ وہ بے نیاز نہ تو مادی قوتوں سے ہو سکتا ہے اور نہ اخلاقی قوت سے ہی۔ اسے عروج ہوتا ہے تو دونوں کے بل پر ہوتا ہے۔ اگر وہ گرتا ہے تو اس وقت گرتا ہے جب دونوں طاقتیں اس کے ہاتھ سے جاتی رہتی ہیں یا ان میں وہ دوسروں کی بہ نسبت کمزور ہو جاتا ہے لیکن اگر غائر نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسانی زندگی میں اصل فیصلہ کن اہمیت اخلاقی طاقت کی ہے نہ کہ مادی طاقت کی۔ اس میں شک نہیں کہ مادی وسائل کا حصول، طبعی ذرائع کا استعمال اور اسبابِ خارجی کی موافقت بھی کامیابی کے لیے شرط لازم ہے اور جب تک انسان اِس عالم طبعی میں رہتا ہے یہ شرط کسی طرح ساقط نہیں ہو سکتی، مگر وہ اصل چیز جو انسان کو گراتی اور اٹھاتی ہے اور جسے اس کی قسمت کو بنانے اور بگاڑنے میں سب سے بڑھ کر دخل ہے وہ اخلاقی طاقت ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم جس چیز کی وجہ سے انسان کو انسان کہتے ہیں وہ اس کی جسمانیت یا حیوانیت نہیں، بلکہ اس کی اخلاقیت ہے۔ آدمی دوسری موجودات سے جس خصوصیت کی بنا پر ممیز ہوتا ہے وہ یہ نہیں کہ وہ سانس لیتا ہے یا نسل کشی کرتا ہے بلکہ اس کی امتیازی خصوصیت جو اسے ایک مستقل نوع ہی نہیں اللہ کا خلیفہ بناتی ہے، اس کا اخلاقی امتیاز اور اخلاقی ذمہ داری کا حامل ہونا ہے۔ پس جب اصل جوہرِ انسانیت اخلاق ہے تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اخلاقیات ہی کو انسانی زندگی کے بناؤ اور بگاڑ میں فیصلہ کن مقام حاصل ہے اور اخلاقی قوانین ہی انسان کے عروج و زوال پر فرمانروا ہیں۔

اس حقیقت کو سمجھنے کے بعد جب ہم اخلاقیات کا تجزیہ کرتے ہیں تو وہ اصولی طور پر ہمیں دو بڑے شعبوں میں منقسم نظر آتے ہیں۔ ایک بنیادی انسانی اخلاقیات، دوسرے اسلامی اخلاقیات۔ بنیادی انسانی اخلاقیات سے مراد وہ اوصاف ہیں جن پر انسان کے اخلاقی وجود کی اساس قائم ہے اور ان میں وہ تمام صفات شامل ہیں جو دنیا میں انسان کی کامیابی کے لیے بہر حال شرط لازم ہیں۔ مومن ہو یا کافر، نیک ہو یا بد، وہ اگر کارگر انسان ہو سکتا ہے تو صرف اسی صورت میں جبکہ اس کے اندر ارادے کی طاقت اور فیصلے کی قوت ہو، عزم اور حوصلہ ہو، صبر و تحمل ہو اور ہمت و شجاعت ہو، اپنے کام کا عشق ہو، دوسرے انسانوں کو موہنے اور ان سے کام لینے کا سلیقہ ہو اور پھر ناگزیر ہے کہ اس کے اندر وہ شریفانہ خصائل بھی کچھ نہ کچھ موجود ہوں جو فی الحقیقت جوہرِ آدمیت ہیں، مثلاً خودداری، فیاضی، رحمدلی، انصاف، وسعتِ قلب، سچائی، امانت، راست بازی وغیرہ۔

اب اخلاقیات کے دوسرے شعبے کو لیجیے جسے اسلامی اخلاقیات کا نام دیا گیا ہے، یہ بنیادی انسانی اخلاقیات سے کوئی الگ چیز نہیں بلکہ اس کی تصحیح و تکمیل ہے۔ تمام مذاہب نے اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ اسلام چونکہ خدا کا آخری مذہب ہے اس لیے اس میں مکمل اخلاقی نظام پیش کیا گیا ہے — یہ نظام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا اور ان کے ساتھیوں نے اس پر عمل کیا۔ اسلامی اخلاق میں نہ ایک دم سختی ہے اور نہ ایک دم نرمی ہے بلکہ میانہ روی ہے۔ توریت اور زبور میں صرف کچھ باتوں کا ذکر کیا گیا تھا۔ انجیل مقدس میں ایک اخلاقی نظام پیش کیا گیا اور یہ نصیحت کی گئی کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے تو اسے دوسرا گال بھی پیش کر دو — لیکن کیا یہ اخلاق ممکن العمل ہے؟ — اسلام میں کہا گیا کہ اپنے دشمن کو معاف کر دو اور اگر ہو سکے تو اس کو اخلاق سے زیر کرو اور نہ مانے تو اس سے جہاد کرو۔ عفو کو اسلام میں بہت بڑا درجہ دیا گیا ہے۔ ظفر نے اسی خیال کو اس طرح ادا کیا ہے ؎

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی خطاؤں پر جو نہی نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا!

اسلام بنیادی انسانی اخلاقیات کو ایک صحیح مرکز و محور مہیا کر دیتا ہے جس سے وابستہ ہو کر وہ سراپا خیر بن جاتے ہیں۔ اپنی ابتدائی صورت میں تو یہ اخلاقیات مجرد ایک قوت ہیں جو خیر بھی ہو سکتی ہے اور شر بھی۔ جس طرح تلوار کا حال ہے کہ وہ بس کاٹ ہے جو ڈاکو کے ہاتھ میں جا کر آلۂ ظلم بھی بن سکتی ہے اور مومن کے ہاتھ میں جا کر وسیلۂ خیر بھی — کیونکہ بقول علامہ اقبال ؎

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کارکشا، کارساز

اسی طرح اخلاقیات کا بھی کسی شخص یا گروہ میں ہونا بجائے خود خیر نہیں ہے بلکہ اس کا خیر ہونا موقوف ہے اس امر پر کہ یہ قوت صحیح راہ میں صرف ہو اور اس کو صحیح راہ پر لگانے کی خدمت اسلام انجام دیتا ہے۔ اسلام اپنے اخلاقی نظریہ سے ریاکاری اور ظاہرداری کو ختم کرتا ہے۔ اور ہر نیکی کو ہر کام کو اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے، اس لیے اس کا اخلاقی نظام روحانیت کی سربلندی ہوتا ہے۔ اقبال نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

یہ فیضانِ نظر تھا، یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

صحیح اخلاق مکتب میں نہیں سکھایا جاتا بلکہ فیضانِ نظر سے پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اخلاق بڑی نعمت ہے جو زندگی کو پُرسکون اور پُربہار بناتی ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

ڈاکٹر محمد عرفان
صدر شعبۂ اردو۔ شبلی کالج۔ اعظم گڑھ

موجودہ ذرائع ابلاغ اور ادب

بشیر بڈگامی

ذرائع ابلاغ کی ترقی و ترویج نے آجکل کی انسانی زندگی کو کئی جہتوں سے متاثر کیا ہے، یہ اثرات منفی اور مثبت دونوں طرح کے ہیں اور اس کے علاوہ دور رس بھی۔ ذرائع ابلاغ کی روز افزوں ترقی نے پوری دنیا کو ایک اکائی بنا دیا ہے اور انسانی شعور و احساس کو ایک طرح کی یگانگت دی ہے۔

ذرائع ابلاغ میں بصری اور سماعی وسائل ابلاغ کا رول اس ضمن میں سب سے زیادہ مؤثر اور اہم ہے اور ادھر اس کی بڑھتی ہوئی ترقی اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے کہ مستقبل میں اس کے اثرات اور بھی زیادہ ہوں گے۔

سینما، ریڈیو اور ٹیلی ویژن اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس سلسلے میں سب سے زیادہ اہم ہیں۔ آج اس کی گفتگو میں ہم ادب پران ذرائع ابلاغ کے اثرات کے بارے میں بات کریں گے۔ پہلے ہم ریڈیو کی بات کریں گے۔ کیونکہ اس کی رسائی کافی دور دور تک ہے۔ ریڈیو نے مجموعی طور پر ایک لحاظ سے ادب کو فروغ دینے میں خاصا اہم رول ادا کیا ہے۔ ادبی اور فنی شعور کو بڑھاوا دیا ہے۔ ایسے کئی نو آزمود ادیبوں اور شاعروں کو آگے بڑھنے کا موقع دیا ہے جو آگے چل کر اپنے لیے ایک مقام بنا گئے۔ معیاری ناولوں اور افسانوں کو ڈراموں کا روپ دیکر بھرف انھیں عام لوگوں تک پہنچایا بلکہ ان کے لیے ایک حلقۂ قارئین بھی پیدا کیا۔ کتابوں پر تبصرے کرکے کتابوں کو عوام میں متعارف کرایا اور اس طرح سے ریڈر شپ میں وسعت پیدا کی۔

دوسری زبانوں کی تخلیقات کا ترجمہ کرکے انھیں مقامی زبانوں میں نشر کرکے تقابلی مطالعے کا شعور پیدا کیا۔ وقت کے ساتھ بدلتے فنی معیاروں کا ادراک کرایا۔ اور اہم بات یہ ہے کہ ادب کو عام آدمی تک پہنچانے میں اہم رول ادا کیا۔

ایسے ممالک اور زبانیں جہاں ادبی رسالے شائع نہیں ہوتے یا کم تعداد میں شائع ہوتے ہیں، وہاں ریڈیو کے ادبی پروگراموں نے رسالوں کا رول نبھایا اور ادب سے دلچسپی رکھنے والے آدمی کا رابطہ بدلتے معیاروں اور ادبی رفتار سے قائم رکھا۔

لیکن ان خوشگوار اثرات کے ساتھ ساتھ اس کے کچھ منفی اثرات بھی مرتب ہوئے جب تخلیقات غیر فنکارانہ انداز میں پیش کی گئیں یا جب ڈراموں، افسانوں اور دوسری تخلیقات کے مسودوں کے معیار پر سمجھوتہ کیا گیا تو ایک طرح کی Mediocrity کو فروغ ملا یا اچھے مسودوں کی غیر فنکارانہ پیش کش نے اسکرپٹ کو مسخ کر دیا اور اس طرح سے ایک اچھی تخلیق کی ریڈر شپ بھی گھٹا دی جو بصورت دیگر زیادہ ہو جاتی ہے۔

جہاں تک فلم کا تعلق ہے، کہا جاتا ہے کہ ادب اور فلم دو مختلف چیزیں ہیں اور یہ کلیہ تو ویسے بھی ہماری ہندی فلم پر صادق آتا ہے لیکن ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ حساس اور ذہین ہدایت کاروں نے کئی معیاری ڈراموں، ناولوں یا طویل افسانوں کو فلم کا روپ دے کر ان کو ایک جیتا جاگتا روپ عطا کیا اور ان ادب پاروں کو عام آدمی تک پہنچایا اور اسے محفوظ بھی کیا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں ہندوستانی ادب کے کئی نمائندہ ناول فلم کے پردے کی زینت بن کر نہ صرف کامیابی سے ہمکنار ہو چکے ہیں بلکہ انھوں نے بامقصد فلموں کی فہرست میں اضافہ کرکے فنی نقطۂ نظر سے بھی ایک اعلیٰ معیار قائم کیا ہے۔

ادب الفاظ کا میڈیم ہے اور فلم تصویر اور آواز کا۔ ایک اچھا ادیب لفظ کے میڈیم سے کچھ ایسی بات پیدا کر دیتا ہے، ایسا کچھ Communicate کر سکتا ہے جو ایک فلم میکر کے حد امکان میں نہیں، مگر دوسری جانب ایک قابل فلم میکر تصویر کے میڈیم سے وہ کچھ کر سکتا ہے، جہاں لفظ کا میڈیم بے بس اور عاجز ہے۔ لہٰذا ادب اور فلم کا باہمی ربط و تعلق نہایت نازک اور حساس ہے۔ اور اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ کسی ناول یا طویل افسانے پر بنی ہوئی فلم ایک حساس اور ذہین ہدایت کار کے ہاتھوں فن کا معجزہ بن گئی اور ایک ادبی شاہکار ایک غلط ہدایت کار کی غیر فنکارانہ ہدایت کا تختۂ مشق بن کر مسخ ہو کر رہ گئی۔ پہلی صورت میں اس ادب پارے کی مقبولیت میں اضافہ ہو جاتا اور لوگ اسے پڑھنا چاہتے جبکہ دوسری صورت میں اس کے اثرات نہایت منفی رہے۔

ذرائع ابلاغ کے ادب پر اثرات کے زیر بحث موضوع اور فلم کے متعلق سے کچھ زیادہ بحث بھی نہیں کی جا سکتی کیونکہ ہندوستانی سینما اور ادب میں عام طور پر بعد المشرقین ہے۔

اب ہم ٹیلی ویژن کی طرف آتے ہیں جو اپنی ترقی اور پھیلاؤ کے لحاظ سے اب ذرائع ابلاغ میں سب پر چھا گیا ہے اور انسانی زندگی اور معاشرے کا ایک حصہ بن کے رہ گیا ہے اور اسے ہر جہت سے متاثر کر رہا ہے اور ادب بھی اس جہت سے باہر نہیں۔

مشاعرے کی دم توڑتی ہوئی روایت کو ٹیلی ویژن نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے اور مشاعرہ میرے ذاتی خیال میں ٹیلی ویژن کے لیے نہایت ہی مناسب اور موزوں پروگرام ہے اور اس میں دیکھنے والوں کو تقریباً اتنا ہی لطف آتا ہے جتنا کہ کسی ایسے مشاعرے میں جہاں وہ خود بھی صف حاضرین میں بیٹھا ہو۔

عالمی سطح پر ٹی وی نے دنیائے ادب کے کئی شہ پاروں کو تصویر کا روپ دے کر ناظرین کے ذہنوں پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے، پچھلے چند برسوں میں یہاں حیرت انگیز طور پر ٹی وی کا پھیلاؤ ہوا ہے۔

ان برسوں میں ٹی وی نے اپنے ادبی پروگراموں اور مشاعروں کے علاوہ کئی روایتی داستانوں، قصے کہانیوں، ناولوں، ملکی اور غیر ملکی افسانوں کو تصویر کا روپ دے کر کئی کامیابیاں حاصل کی ہیں، اگرچہ ناکامیوں کی فہرست بھی خاصی طویل ہے۔

مختلف علاقائی زبانوں کے ادیبوں کو دوسری ریاستوں میں متعارف کرانے میں ٹی وی نے مختصر سی مدت میں اچھا کام کیا ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب ہم صرف اسی ادب کی بات کیوں کریں جو روشنائی سے کاغذ پر لکھا جاتا ہے یا چھاپا جاتا ہے۔ ٹی وی، ریڈیو اور فلم نئے زمانے کے وسائل ابلاغ ہیں۔ کاغذ اور روشنائی بھی ایک ذریعۂ ابلاغ ہے جو خاصا پرانا ذریعہ ہے۔

اب کیوں نہ ریڈیو کے لیے ادب کی تخلیق کریں جو لفظ صوتی اثرات اور میوزک ایفیکٹ کا میڈیم ہے۔ کیوں نہ ٹی وی کے لیے تخلیق کریں۔ جو تصویر، لفظ، صوتی اثرات، میوزک ایفیکٹ اور رنگ کا میڈیم ہے اور جو دور دور تک پہنچتا ہے۔ اب موٹے ناول اور ضخیم کتابیں پڑھنے کا وقت اور کلیجہ کس کے پاس ہے؟!

ہمارے پاس ابلاغ کا یہ مؤثر ذریعہ ہے۔ اسے شجر ممنوعہ کیوں قرار دیں۔ اس کے امکانات اور وسعتوں کا فائدہ ادب کو کیوں نہ ملے۔

(ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر)

موہن جوڈرو

ڈاکٹر خورشید نعمانی

موہن جوڈرو اور ہڑپہ وادیٔ سندھ کی تہذیب کے دو ممتاز شہر تھے جن کا علم ہم ہندوستانیوں کو ۲۲-۱۹۲۱ء میں سر جان مارشل کی نگرانی میں کام کرنے والے دو ہندوستانی ماہرین آثار قدیمہ شری دیارام ساہنی اور آر۔ ڈی بنرجی کی کاوشوں سے ہوا۔ ان شہروں کو دیکھ کر یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ مہتم بالشان معمار اور اعلیٰ درجہ کے ٹاؤن پلانرس تھے۔ ان شہروں کی ساخت سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ان کے سوچنے اور کام کرنے کا طریقہ سائنٹفک، منظم اور ترقی یافتہ تھا۔ وہ صحت و صفائی اور باقاعدہ زندگی پر خاص توجہ رکھتے تھے۔

موہن جوڈرو کے شہر کا رقبہ ایک مربع میل تھا اور یہ دریائے سندھ کے کنارے پر واقع تھا، اس شہر کی سڑکیں وسیع اور کشادہ تھیں۔ گلیاں بھی تنگ نہیں تھیں۔ سڑکوں کے دونوں جانب دورویہ مکانات بنائے جاتے تھے۔ سڑکوں کے کنارے عوام کی سہولت کے پیش نظر کنوئیں کھدے ہوئے تھے۔ صاحب استطاعت لوگ اپنے گھروں میں بھی کنوئیں بنواتے تھے۔ پانی کی نکاسی کا انتظام لاجواب تھا، ہر گھر میں ایک غسل خانہ اور پانی نکالنے والی نالی ہوتی تھی جو کہ سڑک کی نالی سے جوڑ دی جاتی تھی۔ مکانات ایک منزلہ و دو منزلہ ہوا کرتے تھے۔ سڑکوں کو غلاظت و زندگی سے دور رکھنے کے لیے ڈسٹ بن رکھے جاتے تھے۔ سڑکوں پر روشنی کا معقول انتظام ہوتا تھا۔ شہر کو باہری حملے سے محفوظ رکھنے کے لیے موہن جوڈرو شہر کے مغربی جانب ایک قلعہ بنایا گیا تھا اس قلعہ پر حملے سے مدافعت کے لیے معقول بندوبست تھا۔ قلعہ میں فوج رکھنے کا انتظام تھا اور تلوار و بھالے رکھنے کی جگہ بھی تھی۔ شہر میں ناپ و تول کے اوزان و پیمانے ان کا استعمال خرید و فروخت کی یکسانیت کے لیے کیا جاتا تھا۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حکمران شہر ان باتوں پر سختی سے کاربند تھے۔

فن تعمیر میں ان کو خاص مہارت حاصل تھی، عمارتوں کی تعمیر میں استعمال ہونے والی چیزیں انتہائی معیاری ہوتی تھیں۔ مکانوں کی تعمیر کے وقت سرد و گرم موسم کے پیش نظر مکانات کے مختلف حصے بنائے جاتے تھے، رہائشی مکانات دو سے ۲۵ کمروں پر مشتمل ہوتے تھے۔ سڑک کی جانب ان کا داخلی دروازہ ہوتا تھا مکانوں میں رہنے کا کمرہ، اسٹور روم، باورچی خانہ، غسل خانہ، پاخانہ اور ملازموں کا کوارٹر ہوا کرتا تھا۔ ہر مکان میں کشادہ صحن ہوا کرتے تھے۔ صحن میں وہ غلہ کو خشک کرتے تھے، غلہ کو بھوسے سے علیٰحدہ کرتے تھے کپڑے اور برتن دھوتے تھے۔ ہر کمرے میں روشنی اور ہوا کا معقول انتظام تھا۔ بڑی عمارتوں میں ۸۰ مربع فٹ کے وسیع ہال ہوا کرتے تھے ان کے دونوں جانب بنچ پڑی رہتی تھیں، مورخین کا خیال ہے کہ یہ وسیع ہال موہن جوڈرو کے باشندوں کے اسمبلی ہال کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ شہر میں ایک بہت بڑی عمارت تھی جس کا رقبہ ۷۸ × ۲۳۰ فٹ تھا اور جس کی دیوار کافی چوڑی تھی۔ مورخین کے خیال کے مطابق وہاں کے بادشاہ کے استعمال کے لیے بنائی گئی تھی۔ عظیم حمام کی عمارت کا رقبہ ۱۰۸ × ۱۸۰ فٹ تھا اس کے وسط میں تیرنے اور نہانے کے لیے ایک وسیع پول بنا ہوا تھا۔ اس میں نیچے اترنے کے لیے زینے اور پول میں ایک چبوترہ بنا ہوا تھا۔ یقینی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ گریٹ باتھ عام لوگوں کے استعمال میں آتا تھا یا صرف مذہبی مواقع کے لیے محفوظ تھا۔

وادیٔ سندھ کے ماہرین فن نے مختلف قسم کے فنون میں مہارت حاصل کر لی تھی وہ لوگ ماہر سنگ تراش، آرٹسٹ اور زیور سازی میں ماہر تھے ان کے مجسمہ جستہ اور پتھر کے ہوا کرتے تھے۔ موہن جوڈرو اور ہڑپہ میں اب تک ۲۵۰۰ تختیاں دستیاب ہو چکی ہیں جو نرم پتھر کی ہیں اور ان پر بیل، بھینس اور دوسرے جانوروں کی تصویریں بناتے تھے۔ ان پر ملمع سازی سے ان کو چمکدار بنا دیا کرتے تھے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ وہ تختیاں جن پر مذہبی کیرکٹر یا ایسے اندراجات ہیں موہن جوڈرو کے تاجر استعمال کرتے رہے ہوں گے کیونکہ اس زمانے میں میسوپوٹامیا سے ان لوگوں کا تجارتی سلسلہ تھا اور ان کی چند تختیاں میسوپوٹامیا کے شہر اُر اور کش میں بھی دستیاب ہوئیں۔ وہ کھلونے بھی بناتے تھے۔ زیورات سازی میں وہ بڑے ماہر تھے۔ سونے، چاندی، جستہ وغیرہ کا استعمال عام تھا۔ اس سے وہ انگوٹھی، ناک کی کیل، نکلس چوڑیاں، کان کے بندے، دست بند، اور کردھنی بناتے تھے۔ سنار سونے چاندی، پتھر اور موتی کے موتی بھی بناتے تھے۔ مٹی و پتھر کے موتی عموماً غریب لوگ استعمال کرتے تھے۔

مٹی کی برتن سازی میں وہ اپنا جواب نہیں رکھتے تھے، مٹی کے چاک سے وہ مختلف اقسام و سائز کے برتن بھی بناتے تھے جن کا استعمال عموماً پانی، غلہ اور نمک کے ذخیرہ کے لیے کیا جاتا تھا۔ ان کو آگ میں پکا کر مضبوط بنایا جاتا تھا، وہ ان کو مختلف رنگوں سے رنگتے تھے۔ چاندی اور جستہ سے وہ مختلف قسم کے پیالے اور پلیٹ بھی بناتے تھے۔

دستاویزی ثبوت نہ ہونے کے سبب یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ ان کو سائنس کا علم کس قدر تھا لیکن یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سائنس کی معلومات تھی ان کے ناپ و تول کے پیمانوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو ریاضی کا علم تھا مکانوں کا سائز، سڑکوں اور پانی کی نکاسی کا سسٹم یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کو جیومیٹری کا بھی علم تھا، وہ علم کیمیا سے بھی واقف تھے کیونکہ انھوں نے ایسے مسالے بنائے تھے جن سے وہ مٹی اور پتھر کے مورتیوں کو سنہرا رنگ دے کر سونے جیسا ظاہر کرتے تھے۔

موہن جوڈرو کے باشندوں کا سونے چاندی جیسی قیمتی دھاتوں کا استعمال اور جستہ اور دوسری کمتر دھاتوں کے استعمال سے وہاں کے باشندوں کی معاشی حالت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ قیمتی دھاتوں کا استعمال امیر طبقہ اور کمتر دھاتوں کا استعمال غریب طبقہ کرتا رہا ہوگا، یہ لوگ زراعت و دستکاری کپڑوں و برتن سازی اور اینٹ سازی میں بھی ماہر تھے اس سے ان کے پیشوں کا پتہ چلتا ہے، مادی طور سے وہ لوگ فارغ البال تھے۔ اون اور کپاس کے کپڑے پہنتے تھے، گھروں میں مختلف قسم کے مجسموں سے ان کی آرٹ کی پسندیدگی اور محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ رقص سے بھی ان کو دلچسپی تھی۔ ان باتوں سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ ان کی سماجی زندگی بہت منظم تھی۔

موہن جوڈرو کے لوگوں کا ناپ تول کے میزان، سڑکوں اور مکانوں کی متناسب بناوٹ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ نظام حکومت بہت سخت تھا۔ لیکن وہ کن قواعد و ضوابط پر عمل پیرا تھے ان کا علم نہیں ہے۔ سیلوں کو پڑھنے کے بعد یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ وہاں مطلق العنان قسم کی حکومت تھی لیکن وہ حکومت وراثت کے اصول پر تھی یا انتخاب کے اصول پر، یہ نہ معلوم ہو سکا۔

موہن جوڈرو کے لوگ بڑی معروف اور محنت کی معاشی زندگی گزارتے تھے۔ یہ بات آثار قدیمہ کے ذرائع سے معلوم ہوئی۔ زرعی پیداوار، صنعت و حرفت، تجارت سے معلوم ہوتا ہے کہ زراعت وادیٔ سندھ کے لوگوں کا اہم پیشہ تھا، جو گیہوں، جَو اور کپاس پیدا کرتے تھے۔ دریا کے کنارے کی زرخیز زمین تھی۔ اس سے پیداوار اس کثرت سے ہوتی تھی کہ غلہ فاضل بچ جاتا تھا۔ صنعت و حرفت میں بھی وہ سب آگے تھے۔

وہ لوگ دیوی ماں کی پرستش کرتے تھے اور شیوا کی بھی پوجا کرتے تھے۔ ان کو وہ مختلف ناموں سے یاد کرتے تھے وہ ان کو

یا یوگی یا پشوپتی بھی کہتے تھے۔ شیو ان کا دیوتا تھا کہ بعد کی ویدک سوسائٹی کے لوگوں نے ماننا شروع کر دیا تھا۔ وہ جانوروں پرندوں اور پیڑوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنے مُردوں کو دفن کیا کرتے تھے یا جلا کر ان کی راکھ زمین میں دفن کیا کرتے تھے۔

ان کا اسکرپٹ مصور یا اشاری ہوتا تھا۔ ابھی تک موجودہ ماہرین آثارِ قدیمہ مکمل طور سے اس کو پڑھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں لیکن مدر گاڈس کے لیے Ma و بادشاہ کے لیے PTA OMA TRA PALAKA PALA · Pa کا استعمال وہ لوگ کرتے تھے۔

موہن جو دڑو کی اس شاندار تہذیب کا خاتمہ ۲۷۵۰ ق۔م میں ہو گیا جبکہ یہ تہذیب سیلاب و زلزلہ کی وجہ سے زیرِ زمین ہو گئی لیکن یہ تہذیب ایک ایسا ورثہ اپنے پیچھے چھوڑ گئی جو کہ آئندہ ہندوستانی تہذیبوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوئی اور جس کے نقشِ قدم پر چل کر آنے والی تہذیبوں نے اپنے چراغ روشن کیے۔

اب ذرا شعر و ادب کی زبان میں موہن جو دڑو کی تعریف سُن لیجیے۔ عبدالرؤف اوج لکھتے ہیں:

یہ سربلند تمدن کا یادگار جہاں
یہ شہر، باغ، محلات، نقش، تصویریں
یہ آدمی کے خلوصِ عمل کی تحریریں
نظر فریب حسین و جمیل تعمیریں
خروش آہ نہ ہنگامہ ترنم ہیں
یہ عہدِ رفتہ کی تہذیب کا تبسم ہیں

(بمبئی سے نشر)

خورشید نعمانی
۱۸۰ر اے خلیق فلیٹس، پائپ روڈ کرلا۔ بمبئی ۴۰۰۰۷۰

حفیظ فضا

تو خیر و نو بہار وہ نازک بدن تمام
مہکا ہے ایسے جیسے کوئی پھول بن تمام
رنگیں، نظر نواز وہ بھیگے بدن کی چھوٹ
جیسے کھلی ہو قوسِ قزح پیرہن تمام
دل کو ہمارے یوں لگا داغِ وداعِ دوست
لگ جائے ماہتاب کو جیسے گہن تمام
چمکی تو تھی ضرور اندھیرے میں اک لکیر
ڈوبی تو ڈوب کر نہیں ابھری کرن تمام
وہ تمکنت، وہ ناز، وہ شوخی، وہ خودسری
جیسے کہ ختم ان پہ ہوا بانکپن تمام
آئی تو تھی "نگارِ بہاراں" کدھر گئی
پھیلے ہوئے ہیں سائے خزاں کے چمن تمام
رخسار و لب کی، وقت کی، حالات کی فضا
کی بات ہم نے جب بھی کیا ہے سخن تمام

(حیدرآباد سے)

اردو کا سیکولر کردار

ایس ایل کالڑہ

ہماری آج کی گفتگو کا موضوع ہے اردو کا سیکولر کردار۔ اس سے پہلے کہ براہِ راست اس موضوع پر کچھ کہا جائے، عنوان کی توضیح اور تجزیہ بہت ضروری معلوم ہوتا ہے سچ پوچھئے تو ہماری سمجھ میں یہ عنوان آیا ہی نہیں۔ آیا بھی نہیں سکتا کہ یہ مہمل ہے۔ اس کے کوئی معنی نہیں۔ بھلا زبانوں کا بھی کوئی مذہب ہوتا ہے کہ ان پر لامذہب، سیکولر یا دین دار کا فتویٰ صادر کیا جا سکے، زبانیں تو زبانیں ہوتی ہیں، نہ ہندو نہ مسلمان، نہ سکھ نہ عیسائی؛ نہ پارسی نہ موسائی۔ طرفہ تر یہ کہ سیکولر غیر سیکولر کے لیے نظرِ انتخاب ہمیشہ اردو ہی پر پڑتی ہے (شاید اس لیے کہ یہ یتیم ہے) ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کسی نے ہندی سے سیکولر ہونے کا ثبوت مانگا ہو، حالانکہ دنیا کے واحد سیکولر ملک کی راشٹر بھاشا ہے۔ ہم نے کبھی کسی کو انگریزی کو سیکولر ثابت کرنے کا مطالبہ کرتے بھی نہیں سنا، اگرچہ آدھی سے زیادہ دنیا اسے بولتی ہے، لکھتی پڑھتی ہے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق اس میں ادب بھی پیدا کرتی ہے۔ (اور اسے انگریزی کا ادب ہی کہا جاتا ہے) ہم نے کبھی کسی کو اسے عیسائی زبان کہتے بھی نہیں سنا حالانکہ اس کے بولنے والوں کی اکثریت عیسائی ہے۔ ہم نے کبھی کسی کو یہ کہتے بھی نہیں سُنا کہ پنجابی سیکولر یا غیر سیکولر زبان ہے۔ یہ نعرے گمراہ کن ہیں۔ ان کے موجد یا تو نٹ پونجیے سیاس ہوتے ہیں یا کٹر فرقہ پرست عناصر۔ ساری زبانیں بلا امتیاز مذہب و ملت یا رنگ و نسل، صرف زبانیں ہوتی ہیں اور ان کا مقصد ہی نوعِ انسان کی بنیادی ضرورت، ابلاغ و ترسیل کی تکمیل ہوتا ہے اور بس۔ اگر زبانیں نہ ہوتیں تو انسان گونگا ہوتا۔ نہ صرف گونگا ہوتا بلکہ بہرا بھی ہوتا کہ جو بول نہیں سکتا وہ سُن بھی نہیں سکتا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ایسا نہیں ورنہ دنیا میں غوں غاں اور چیخم دھاڑ کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ ہم سب وحشی درندے ہوتے کہ جانور اور انسان میں مابہ الامتیاز زبان اور صرف زبان ہے۔ تہذیب بھی زبان کا صدقہ ہے اور تمدن بھی۔ جانور سے انسان تک ارتقا و ترقی کی یہ ساری منزلیں اور مراحل زبان ہی کے زینے سے طے ہوئے ہیں۔ ویسے اردو کے سیکولر کردار کا مطالبہ بھی بہت ہوا ہے اور لوگوں نے اس کے ثبوت بھی خوب فراہم کیے ہیں لیکن وہ محض دل بہلاوا ہیں یا خود فریبی۔ قانون کا اقتضا یہ ہے کہ کوئی کسی کے خلاف فردِ جرم عاید کرے تو وہی جرم ثابت بھی کرے۔ یہ نہیں ہوتا کہ جس پر جرم عاید کیا جائے وہ اپنی بے جرمی کا ثبوت بھی پیش کرے۔ لیکن بے چاری بے زبان اردو کے ساتھ انصاف کے تقاضے بھی بدل جاتے ہیں اور الٹی گنگا بہائی جاتی ہے اور اردو اپنے دفاع میں اتنا کہنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتی کہ:

ع وہی قاتل وہی مخبر وہی منصف ٹھہرے

خیر چھوڑیئے، یہ تو زبان کی "سیکولریت" کی تعریف تھی یا تعارف۔ آیئے اب دیکھیں کہ اگر زبانوں کا مذہب نہیں ہوتا تو پھر کیا ہوتا ہے؟ زبانوں کے خطّے ہوتے ہیں، ملک ہوتے ہیں، علاقے ہوتے ہیں اور شاذ و نادر بعض شہر بھی ہوتے ہیں۔ ان کے خاندان بھی ہوتے ہیں اور کبھی کبھی قومیت بھی۔ لیکن اگر نہیں ہوتا تو مذہب نہیں ہوتا۔ ملکوں، خطّوں اور علاقوں کی مثالیں بہت عام ہیں۔ اور ہر شخص کے علم میں ہیں مثلاً انگلستان کی زبان انگلیسی یا انگلش، جرمنی کی جرمن، فرانس کی فرانسیسی، اطالیہ کی اطالوی، یونان کی یونانی، ایران کی ایرانی یا پارس کی پارسی یا فارسی اور عرب کی عربی۔ قومیت کی مثال میں آریاؤں کی آریائی، دراوڑوں کی دراوڑی، انگریزوں کی انگریزی وغیرہ۔ علاقوں کی مثال گجرات کی گجراتی، مہاراشٹر کی مہاراشٹری یا مراٹھی، ہریانہ کی ہریانوی یا ہریانی، میوات کی میواتی، راجستھان کی راجستھانی، پنجاب کی پنجابی، سندھ کی سندھی، برج منڈل کی برجی یا برج، اودھ کی اودھی، تمل ناڈو کی تمل، تلنگانہ کی تلنگی یا تلگو۔ اور شہروں کی مثال، ملتان کی ملتانی، دہلی کی دہلوی، لاہور کی لاہوری وغیرہ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں کی زبان مسلمانی، سکھوں کی زبان سکھی، ہندوؤں کی ہندوئی، بودھوں کی بودھی، جینیوں کی جینی، برہمنوں کی برہمی، شودروں کی شودری؟ ہرگز نہیں۔ اس سے کیا

ثابت ہوا؟ یہی ناکہ زبانوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ لہٰذا ساری زبانیں سیکولر ہوتی ہیں یا لامذہب اور بے دین۔ زبان اس کے بولنے والوں کی ہوتی۔ اس میں ہر مذہب اور قوم اور فرقے کے لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔

آیئے اب ایک اور زاویہ سے اس مسئلے پر غور کریں۔ تھوڑی دیر کے لیے مان لیجئے کہ زبانیں سیکولر اور غیر سیکولر ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کے سیکولر کردار کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیکولر کے معنی کیا ہیں؟ ملکوں میں سیکولر اس ملک کو کہتے ہیں جس میں ہر قوم، مذہب یا فرقے کے افراد کو رہنے بسنے، کام کرنے کی آزادی ہو۔ سب کے مذہب کا احترام کیا جائے یعنی مذہب، رنگ یا نسل کی بنیاد پر کسی سے کوئی امتیاز روا نہ رکھا جائے۔ قانوناً سب کے حقوق و فرائض برابر ہوں۔ ہم سمجھتے ہیں اس تعریف کا اطلاق صرف ہندوستان پر ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ دیگر ممالک یا تو خالص مذہبی ہیں جیسے اسلامی ممالک یا محض نیشنلسٹ ممالک ہیں جہاں مذہب کی حیثیت ثانوی ہے۔ جیسے برطانیہ میں بسنے والے برطانوی پہلے ہیں، عیسائی، کیتھولک، پروٹسٹنٹ بعد میں۔ اسی طرح جرمنی میں جرمن، فرانس میں فرانسیسی، امریکہ میں امریکی، افریقہ میں افریقی بستے ہیں۔ ان کی وطنیت یا قومیت میں مذہب آڑے نہیں آتا۔ لیکن زبانوں پر اس تعریف کا اطلاق کیسے کیا جائے گا؟ کیا اس زبان کو سیکولر کہا جائیگا جس کے بولنے والے ہر مذہب و ملت کے لوگ ہوں؟ اگر ایسا ہے تو کیا دنیا کی مختلف زبانوں کو مختلف رنگ و نسل و مذہب کے لوگ نہیں بولتے؟ مثلاً امریکہ میں گورا بھی انگریزی بولتا ہے اور نیگرو بھی۔ کیا نیگرو کی انگریزی کالی ہوتی ہے اور گورے کی انگریزی گوری؟ کیا انگلستان میں پروٹسٹنٹ کی انگریزی اور رومن کیتھولک کی انگریزی مختلف ہے؟ اور کیا دیگر مذاہب کے لوگ جو انگریزی بولتے ہیں تو ہر بولنے والے کے ساتھ انگریزی کا مذہب بدل جاتا ہے؟ مثلاً کیا کوئی سکھ انگریزی، ہندو انگریزی، مسلمان انگریزی، شیعہ اور سنی انگریزی ہوتی یا ہو سکتی ہے؟ کیا راکیش شرما نے خلائی پرواز سے پہلے جو روسی سیکھی اور بولی وہ ہندو روسی تھی، یا علامہ اقبال نے جو جرمنی سیکھی تھی وہ مسلمان جرمنی تھی؟ یا وہ ہندی جو رس کھان اور رحیم نے لکھی وہ مسلمان ہندی تھی اور سور اور تلسی کی ہندی ہندو تھی؟ ہمارا خیال ہے کہ ایسی کوئی تقسیم دنیا میں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ تو پھر سیکولر زبان کون سی ہوگی؟ کیا وہ جس کے بولنے والے ہر مذہب و ملت کے لوگ ہوں؟ اگر ایسا ہے تو انگریزی بھی ہر مذہب و ملت کے لوگ بولتے ہیں یا بول سکتے ہیں۔ کسی پر کوئی قدغن نہیں۔ اور صرف انگریزی ہی نہیں، دنیا کی کسی زبان کے بولنے پر کسی کے لیے کوئی پابندی ہے نہ پہرا۔ البتہ ماضی میں صرف سنسکرت کے لیے سنا گیا ہے کہ شودر یا نیچ جات کے لوگ نہ تو سنسکرت بول سکتے تھے اور نہ انھیں سنسکرت سننے کی اجازت ہی تھی۔ اس کے باوجود مذکورہ تعریف کی رو سے سنسکرت کو بھی غیر سیکولر نہیں کہا جا سکتا کہ انگریز، امریکی، روسی، جینی، مسلمان، بلکہ نیچ جات کے لوگ جنھیں پرانے معیار کے مطابق شودر ہی کہا جائے گا سنسکرت کے عالم ہوئے ہیں، ہیں اور ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح اردو بھی ہر مذہب و ملت کا آدمی بولتا ہے اور ہر قوم کا فرد بھی۔ مثلاً روس، چین، جاپان، جرمن، فرانس، انگلستان، افغانستان، عرب، ایران ہر جگہ کے لوگ اردو پڑھتے لکھتے اور بولتے ہیں بلکہ اس کے قواعد نویسوں میں بھی انگریز، فرانسیسی اور جانے کس کس ملک کے باشندے شامل ہیں۔ اسپینیوں اور انگریزوں نے اس کے قواعد لکھے لغت تیار کیے۔

آیئے اب ایک اور پہلو سے اس مسئلے کا جائزہ لیں۔ سیکولر کی ایک تعریف یہ ہو سکتی ہے کہ جس زبان میں ہر مذہب و ملت کا تہذیبی، تمدنی اور مذہبی ادبی سرمایہ موجود ہو وہ سیکولر۔ اس طرح بھی ہر بڑی زبان میں کچھ نہ کچھ سرمایہ دیگر مذہبوں، ثقافتوں اور تمدنوں کا مل جائے گا۔ مثلاً انگریزی میں وید بھی ہیں، گیتا بھی، قرآن بھی اور بائبل بھی۔ کالی داس بھی انگریزی میں موجود ہے اور ابن خلدون اور خیام بھی۔ ہندوستان کی دوسری زبانوں کے پہلو بہ پہلو اردو میں بھی ہر مذہب و ملت کا ثقافتی سرمایہ بہ قدر بساط موجود ہے۔ مثلاً اردو میں صرف قرآن کے تراجم ہی نہیں بلکہ انجیل، گیتا، گرنتھ صاحب سب کچھ موجود ہے۔ اس میں جین ادب بھی موجود ہے اور بودھ ادب بھی۔ اس میں ستیارتھ پرکاش بھی ہے اور برہمو سماجی ادب بھی۔ اس میں ٹیگور بھی ہے اقبال بھی۔ سور، کبیر، تلسی، جائسی میرا بھی ہیں اور امیر خسرو اور نظام الدین اولیا بھی۔ عیسائیوں نے اس زبان میں عیسائیت کی تبلیغ کی اور مسلمانوں نے اسلام کی۔ لطف یہ ہے کہ گیتا ہو یا گرنتھ، اردو میں ان کے اچھے تراجم مسلمانوں کے کیے ہوئے ہیں۔ خواجہ دل محمد نے نہ صرف گیتا کا ترجمہ کیا بلکہ جپ جی صاحب کو بھی اردو نظم کا جامہ پہنایا۔ جعفر علی خاں اثر نے بھی اردو میں گیتا کا ترجمہ کیا۔ ٹیگور کی گیتانجلی کے کئی ترجمے اردو میں موجود ہیں۔ رامائن، مہابھارت، قرآن سب کو اردو کا جامہ پہنایا جا چکا ہے۔ اس کے شاعروں اور ادیبوں میں ہندو بھی ہیں اور بے شمار ہیں، مسلمان بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، انگریز اور فرانسیسی بھی ہیں۔ اس کے قواعد نویسوں میں گل کرسٹ بھی ہیں اور جان جوشوا کیٹلر بھی۔ انشا اور عبدالحق بھی ہیں اور پرشوتم لال منیا بھی۔ اس کے نظم نگاروں میں اگر جوش ملیح آبادی کا نام لیا جا سکتا ہے تو تلوک چند محروم، اور برج نرائن چکبست کا ذکر بھی کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایک طرف مولوی عبدالحق بابائے اردو کہلاتے ہیں تو دوسری طرف پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی بھی بابائے اردو کہلاتے ہیں۔ اس کے صحافیوں میں اگر ایک طرف مولانا ظفر علی خاں کا نام لیا جا سکتا ہے تو ابوالفصاحت فتح چند نسیم بانی اخبار انقلاب اور پنڈت میلارام وفا، اور سردار دیوان سنگھ مفتون بھی ناقابل فراموش ہیں۔ اس کے استاد شعرا میں جہاں ذوق اور داغ یادگار ہیں وہیں سرپ سنگھ دیوانہ اور راجہ جسونت سنگھ پروانہ بھی ہیں۔ اس کے دور اول کے علما میں خان آرزو ہیں تو رائے ٹیک چند بہار مولف بہار عجم بھی ہیں۔ اس کے شاعروں میں بیدل سے آزاد بھی ہیں اور کرپال سنگھ بیدار اور درشن سنگھ دگل عاقت بھی۔ اس کے سربرآوردہ افسانہ نگاروں میں کرشن چندر اور راجندر سنگھ بیدی ہیں جن کی خدمات بھلائی نہیں جا سکتیں۔ ناول نگاروں میں اگر مرزا ہادی رسوا پر فخر کیا جا سکتا ہے تو منشی پریم چند بھی قابل فخر ہیں۔ داستان نگاروں میں میر امن کے پہلو بہ پہلو مہر چند کھتری کا ذکر بھی کیا جا سکتا ہے۔ ناقابل فراموش مثنوی نگاروں میں میر حسن بھی ہیں اور دیا شنکر نسیم بھی۔ اس کے ماہرین لسانیات میں محی الدین قادری زور اور مسعود حسین خاں ہیں تو گیان چند جین اور گوپی چند نارنگ بھی ہیں۔ صف اول کے محققوں میں اگر حافظ محمود شیرانی، قاضی عبدالودود اور امتیاز علی خاں عرشی کے نام آتے ہیں تو گیان چند جین اور مالک رام کا نام بھی آتا ہے۔ ڈرامہ نگاروں میں اگر امتیاز علی تاج آغا حشر اور پروفیسر مجیب ہیں تو کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی اوپیندر ناتھ اشک اور کرتار سنگھ دگل بھی ہیں۔ غرض کہاں تک گنواؤں! آپ سیکولرزم کی کوئی تعریف و تعبیر کریں، اردو بہرحال اس میں شامل ہوگی کہ یہ اوروں کی نسبت کچھ زیادہ ہی سیکولر اور روادار ہے۔ مذہبی رواداری کی امین، گنگا جمنی تہذیب کی وارث۔ یہ غالباً ہندوستان کی واحد زبان ہے جس نے ملکی و غیر ملکی زبانوں کو بڑی فراخدلی سے گلے لگایا ہے۔ آپ کو اس میں انگریزی، پرتگیزی زبانوں کے الفاظ ملتے ہیں تو سنسکرت؛ عربی؛ فارسی: کے الفاظ بلکہ پورے پورے فقرے، ضرب الامثال اور محاورے بھی ملتے ہیں۔ برج اور اودھی کے پیرے کے پیرے اور ہندی کی پوری پوری کتابیں موجود ہیں۔ اگر پہلے سے علم نہ ہو تو بیشمار اقتباسات پیش کیے جا سکتے ہیں جنھیں دیکھ کر کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی ہندی اردو میں امتیاز نہیں کر سکے گا۔ دور اول سے لے کر اب تک کی شاعری میں بے شمار دوہے ایسے موجود ہیں کہ اگر لپی بدل دی جائے تو ہندی کے عالم بھی انھیں ہندی ہی کہیں گے۔ اس میں سب رس، پدماوت اور رانی کیتکی کی کہانی جیسی کتابیں موجود ہیں جنھیں ہندی والے ہندی اور اردو والے اردو کہہ کر نہ صرف پڑھتے پڑھاتے ہیں بلکہ ان کے ہندی اردو ہونے پر اصرار بھی کرتے ہیں۔ اس میں قلی قطب شاہ اور نظیر اکبرآبادی کی شاعری موجود ہے جس کا لہجہ ہندی نہیں ہندوانہ ہے۔ اسی میں "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" جیسا ترانہ ہندی ملتا ہے۔ اس سے بڑھ کر سیکولرزم کی مثال کیا ہوگی اور اس سے زیادہ سیکولر کردار کس کا ہوگا لیکن بقول اقبال :-

ع پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں

شاعر نے غالباً یہ شکوہ اردو ہی کی زبانی نظم کیا ہے۔

جو مسلماں ہے، سمجھتا ہے وہ کافر مجھ کو
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلماں ہوں میں

(جموں سے نشر)

اساطیری اسلوب کیا ہے؟

نسیم حیدر رضوی

اسلوب افکار وخیالات کے اظہار اور ابلاغ کے پیرائے کو کہتے ہیں جس کے لیے فنکار عجیب عجیب وسیلے تلاش کرتا ہے۔ اساطیری اسلوب بھی ایک وسیلۂ اظہار ہے۔ اساطیر، اسطور کی جمع ہے جس کو انگریزی میں MYTH کہا جاتا ہے، جو یونانی زبان کے لفظ مائی تھوس سے ماخوذ ہے جس کا لغوی مفہوم ہے، وہ بات جو زبان سے کہی جائے، یعنی کوئی قصہ یا کہانی۔ ابتداً اسطور کا یہی تصور رائج تھا۔ بعدازاں اسطور اس کہانی کا نام پایا جو دیوتاؤں کے کارنامے سے متعلق تھی یا ان شخصیتوں کا بیان کرتی تھی جو زمین پر دیوتاؤں کی نمائندہ تھیں۔

اسطور وہ ابتدائی تخیل ہے جو ارتقا کے کسی مرحلے پر ایک تخلیقی انکشاف کی صورت میں انسان پر نازل ہوا۔ اسطور آفرینی وہ پہلا تخلیقی عمل ہے جو اپنی قوت اور پرواز میں آرٹ اور شاعری کے تخلیقی عمل کا ہم پلہ قرار پا سکتا ہے۔ شاعری اور آرٹ کی طرح اسطور آفرینی بھی انسان کی تخلیقی پرواز کا ایک کرشمہ ہے۔ یہ ایک نہایت لطیف خلاقانہ کاوش تھی جس کے ذریعہ قدیم انسان نے کائناتی سطح پر ہی نہیں، مظاہر فطرت اور معاشرے کی سطح پر بھی تخلیقی عمل کا ایک ڈھانچہ تیار کر لیا۔ یہ انسانی فطرت کا ابتدائی اور بنیادی اظہار ہے۔ یہ محض نمائشی اور ظاہری چیز نہیں ہے بلکہ فرد اور سماج کی زندگی میں وحدت پیدا کرنے کا انتہائی راست اور مثبت نظریہ ہے۔ اساطیری اسلوب اس نظریہ کو ایک قابلِ فہم، رنگین اور لطیف پیرائے میں پیش کرنے کا دلکش وسیلہ ہے اور گہری معنویت کا حامل ہے۔ یہ اسلوب قدیم فنِ داستان گوئی کا عام اسلوب تھا جو آج تک مختلف پیرائے میں ادب وشاعری میں برتا جاتا ہے۔

اساطیر جسے دیومالا بھی کہتے ہیں، کے مطالعے سے بنیادی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تمام اساطیر بیانیہ ہوتی ہیں ان کے قصوں میں کہیں منطقی ربط نہیں ہوتا۔ ان میں غالب عوامل ماورائے مادہ ہوتے ہیں اور ان کا سارا عمل انسان کی قدرت اور تدبیر کے دائرے سے باہر ہوتا ہے اس لیے ظلمت کے دور کا انسان جو کچھ عملاً نہیں کر پاتا، اسے تمثیل وتمثال کے طور پر پیش کر دیتا ہے۔ ان قصوں میں کائنات کے نظامِ حیات اور معاشرے کے نظم و آہنگ میں کچھ ایسی ہستیوں کی دخل اندازی ہوتی ہے جو مافوق الفطرت صفات اور صلاحیتوں کی حامل ہوتی ہیں۔ انسان ان صفات اور صلاحیتوں کی تلاش پہلے اپنی ذات میں کرتا ہے اور پھر اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالتا ہے۔ اس مشاہدے اور مطالعے میں اسے جو کچھ بھی صفات کے طور پر نظر آتا ہے۔ اسے تمثیلی انداز میں نقطۂ عروج پر پہنچا دیتا ہے۔ اس طرح ہر ایک دیومالا علامتی انداز میں زندگی کے بہت سے حقائق وتجربات کو پیش کر دیتی ہے۔

دیومالائی کردار، انسانی کرداروں سے برتر اور بالاتر ہوسکتے ہیں، ہر قوم کے دیوی دیوتا اور ماحول اس کے ماضی اور اس کے متوقع مستقبل کے انتہائی وفادارانہ طور پر عکاس ہوتے ہیں، اس وجہ سے دیومالا کو ابتدائی انسان کے تجربات اور فکر وارتقا کی تاثراتی تاریخ کہا جاسکتا ہے انھیں بنیادی کردار کے گرد تخیلی اور وصفی ہستیوں کا ایک حلقہ تیار ہو جاتا ہے، جن کی کوئی حیثیت انفرادی طور پر نہیں ہوتی بلکہ وہ مرکزی ہستی کی صفت یا اس قوم وتہذیب کی کسی خواہش وتمنا کا استعاراتی مظہر ہوتی ہیں۔ استعارے کی تفصیل ایک مکمل شکل اختیار کر لیتی ہے جسے ہم تمثیل کہتے ہیں۔ ان تمثیلوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے جو مربوط ہو کر دیومالا بن جاتا ہے یعنی دیومالائی تفاصیل من وعن ویسی نہیں ہوتی ہیں جیسی کہ بیان ہوتی ہیں بلکہ وہ جذباتی وتاثراتی تجربات کا استعاراتی اظہار ہوتی ہیں۔

اساطیری اسلوب کے مفہوم کو موجودہ دور کی علامت نگاری کے تعلق سے واضح طور سے سمجھا جاسکتا ہے۔ دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسطور یا دیومالا بحیثیت کل علامت نہیں ہوتی اور نہ علامت بن سکتی ہے بلکہ ایک ہی دیومالا سے متعدد استعارے اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ دیومالا حالانکہ واقعات وتجربات کو تمثیلی انداز میں پیش کرتی ہے لیکن اس کا اندازِ بیان اتنا واضح اور متعین ہوتا ہے کہ ایک بیان کے ایک ہی معنی اخذ ہوسکتے ہیں۔ علامت بیک وقت کئی اوصاف کی مظہر ہوسکتی ہے، علامت اپنے معنی کے لحاظ سے مختلف سطحوں کی حامل ہوتی ہے اور ہر سطح دوسری سے ایک قابلِ استدلال تعلق رکھتی ہے۔ اسی وجہ سے دیومالا توہم سے زیادہ نزدیک اور علامت، استدلال سے زیادہ قریب ہوگی، علامت جب کسی دیومالا سے اخذ ہوگی تو زمانی اور مکانی امتداد کے ساتھ عقلی معنویت کی طرف پیش قدمی کرے گی اور توہم میں تعقل کے گم شدہ عناصر کو تلاش کر کے منظرِ عام پر لانے کی کوشش کرے گی۔ اس طرح دیومالا اور علامت کا رشتہ ماضی، حال اور مستقبل کا رشتہ ہوتا ہے۔ دیومالا، علامت کے لیے ایک قرطاس فراہم کرتی ہے علامت اس قرطاس پر معنی خیز خطوط کھینچ دیتی ہے۔ بہ الفاظِ دیگر دیومالا پس منظر کا فریضہ انجام دیتی ہے اور علامت اس مرکزی نقش کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے جس کی وجہ سے پوری تصویر میں ایک حسین معنویت پیدا ہو جاتی ہے، جس طرح پس منظر کے بغیر تصویر بعض اوقات اپنی معنویت کھو دیتی ہے اسی طرح دیومالائی پس منظر کے سیاق وسباق کے بغیر دیومالا سے اخذ کی ہوئی علامت کی ابلاغی صلاحیت مجروح ہو جاتی ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں ہوتا بلکہ دیومالا میں جو جذباتی پہلو تنوع پیدا کرتا ہے اس سے بھی وہ علامت محروم ہو جاتی ہے، چنانچہ آبِ حیات خضر اور سکندر کے بارے میں جو اساطیر مشہور ہیں ان میں سے واقفیت کے بغیر اردو کے بہت سے اشعار کا معنوی حسن ختم ہو جائے گا۔

اساطیری اسلوب کا مقصد دراصل ان خیالات، جذبات اور تصورات کی ترسیل ہے جو سیدھے سادے طریقے سے ذہن نشین نہیں کیے جاسکتے اور اگر ہو بھی جائیں تو اُن کا وہ اثر ذہن وقلب پر نہیں ہوتا جو اساطیر سے ممکن ہے۔ اس کے علاوہ اساطیر کا دلچسپ بیانیہ اور حکایتی انداز اس کی دل نشینی کو بڑھا دیتا ہے اور وہ چیزیں جو آسانی سے حلق سے نہ اتریں اساطیر کے رنگین اور دلکش غلافوں میں لپیٹ کر دل و دماغ کے تاریک گوشوں کو بھی روشن کر دیتی ہیں۔ محض تصورات اور مجردات کو انسانی ذہن آسانی سے گرفت میں نہیں لاسکتا لیکن جب یہی تصورات اور مجردات مجسم اور متشکل ہو کر افسانوی روپ اختیار کر لیتے ہیں تو ذہن فوراً اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس میں دلچسپی لینے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مرئی کی تجسیم یونانی اور ہندوستانی دیومالا میں پیش کی گئی ہے۔ وینس، مرزوا، کیوپڈ، لکشمی، سرسوتی اور کام دیو غیر مرئی کی تجسیم کی مکمل مثالیں ہیں۔

کلام میں تہہ داری اور تاثر پیدا کرنے کے لیے ہر دور میں اساطیر کا سہارا لیا گیا ہے اور ہر صنفِ سخن میں فنکاروں نے ایسی تلمیحوں کا استعمال کیا ہے جن کا تعلق قدیم روایتی کہانیوں اور کرداروں سے ہے۔ اساطیر کا استعمال قدیم ادب میں بہت کثرت سے ہوا ہے — ملٹن، سپنسر، کیٹس، شیلی سب نے اساطیر سے کام لیا ہے لیکن ان کے کلام میں اساطیر بطور تلمیحات

یا بطور شعری زیبائش کے مواد کے استعمال ہوئی ہیں۔ جدید شاعری اور فکشن میں بھی اسطور کے چرچے بہت عام ہیں، لیکن جدید فنکار کا رویّہ اسطور کو شعری ساخت و بافت میں علامتی انداز سے اس طرح سمونے کا رہا ہے کہ اسطور نہ صرف جدید صورتحال کی ترجمان بنتی ہیں بلکہ ان کی مدد سے جدید اور قدیم متوازی خطوط پر حرکت کرتے نظر آتے ہیں اور ماضی کے آئینہ میں حال کو دیکھا جا سکتا ہے اور دونوں کے تضاد کو شدید اور معنی خیز بنایا جا سکتا ہے۔

اردو میں یونانی اساطیر کی رومانیت، ادبِ لطیف کے علمبرداروں کی توجہ کا خاص مرکز رہی ہے۔ نیاز فتح پوری نے اپنے افسانوں میں اس طرح کی رومانیت اور جمالیت کو ایک نئے انداز سے پیش کیا ہے۔ یونانی دیومالا کی وہ حکایتیں جو انھوں نے اپنے افسانوں میں پیش کی ہیں، شبابیات سے متعلق ہیں۔ ان کا افسانہ کیوپڈ اور سائیکی اسی سلسلے کی چیز ہے اور یونانی علم الاصنام سے ماخوذ ہے۔ اردو شاعری میں نئی جہتوں اور سمتوں کی نمود اور نئے رجحانات کے فروغ کے ساتھ ساتھ دیومالائی واقعات و کردار کی بڑی جاندار صورتیں سامنے آئی ہیں، مثلاً میرا جی کی نظموں میں ہندو دیومالا کی انتہائی خوبصورت جھلکیاں علامتی انداز میں جابجا نمایاں ہیں۔ وزیر آغا کی نظموں میں بھی اس طرح کی حسین اور معنی خیز علامتوں کے جال بچھے ہوئے ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے لاشعور میں ہندو دیومالا کی روایتیں اور کہانیاں بسی ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر اختر بستوی کے ان اشعار میں اساطیری کردار اور دیومالائی واقعات کے علامتی اشارے ان کے مفہوم کو موثر اور دلکش انداز میں واضح کرتے ہیں اور ان سے خیالات و محسوسات کی پہلودار ترسیل کا کام لیا گیا ہے:

ع دیکھو تو مرے دل کو ذرا دام بلا میں
لٹکا ہوا اک چاند ہے شنکر کی جٹا میں

لنکا خیال و خواب کی جل کر نہ راکھ ہو
راون بنا کے ذہن کو پچھتا رہا ہوں میں

موجودہ دور میں ادبی فنکار اساطیری اسلوب کی جاذبیت اور دلکشی کو مدِنظر رکھتے ہوئے دیومالائی روایتوں کو علامت اور استعارے کے طور پر فیض احمد فیض کے اس یقین کے تحت برتتے ہیں کہ ع

جان جائیں گے جاننے والے
فیض فرہاد و جم کی بات کرو

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

ایک لافانی ناول

امراؤ جان ادا

محمد لطیف احمد

مرزا محمد ہادی رسوا اردو کے پہلے مثالی ناول نگار ہیں۔ انھوں نے کئی ناول لکھے اختری بیگم، افشائے راز، شریف زادہ، ذات شریف، بہرام کی رہائی اور امراؤ جان ادا۔ امراؤ جان ادا رسوا کا شاہکار ہی نہیں بلکہ اردو کا پہلا بلند پایہ مکمل ناول ہے یہ بہت ہی کامیاب جامع اور دلچسپ ناول ہے۔ اردو ادب میں سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے۔ ابوالکلام قاسمی کہتے ہیں کہ "رسوا کا یہ ناول اردو ناول کی روایت کا سنگ میل ثابت ہوا ہے کہ اس کے ساتھ ہمارے ناول کا رشتہ مغربی ناول کی روایت سے جا ملا۔ اردو ناول کو اگر اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ عالمی ناول کے سلسلے کی ایک کڑی ثابت ہوتا ہے۔" وقار عظیم کہتے ہیں کہ "مجموعی حیثیت سے امراؤ جان ادا اردو کا پہلا ناول ہے جس میں فن اور زندگی ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر قدم بہ قدم چل رہے ہیں۔"

امراؤ جان ادا لکھنؤ کی زوال پذیر تہذیب کا ترجمان ہے۔ لکھنؤ یہ وہ تہذیب ہے جسے شرر نے مشرقی تمدن کا آخری نمونہ کہا ہے۔ یہ وہ تہذیب ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتصال و ارتباط سے جنم لی۔ یہ وہ تہذیب ہے جو گنگا جمنا، دجلہ و فرات کے پانی سے سیراب ہوئی ہے۔ یہ وہ تہذیب ہے جس کے گیسوؤں کو ہندی، عربی، ایرانی اور اسلامی افکار و رسوم نے سنوارا ہے۔ لکھنؤ تہذیب اس وقت کی پیداوار ہے جبکہ مسلمانوں کی حکومت اپنے نقطۂ عروج پہ پہنچ کر اختتام کی طرف گامزن تھی۔ پوری قوم اور دیش پر جمود طاری تھا۔ اسی انحطاط پذیر معاشرہ کی دین ہے امراؤ جان ادا۔

ناول امراؤ جان ادا کا فارم پکارسک ہے۔ میاں آزاد اور خوجی کی طرح امراؤ جان ادا ایک مرکزی کردار ہے۔ تمام واقعات و کردار اس کے ارد گرد گھومتے ہیں۔

اس ناول کا کردار ایک نستعلیق طوائف ہے۔ جو اپنی رام کہانی خود اپنی زبانی بیان کرتی ہے یوں تو مرد بے شمار ہیں لیکن ان میں ہیرو ایک بھی نہیں ہے لکھنوی تہذیب و تمدن میں طوائف کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ یہ رسوا ہی کی جرأت رندانہ ہے کہ انھوں نے ایک طوائف کو ناول کی ہیروئن بنا کر پیش کیا۔ کیونکہ آج سے ۸۷ سال قبل یعنی ۱۸۹۹ء میں طوائف کے موضوع کو ہاتھ لگانا بڑی ہمت کا کام تھا۔ طوائف کا مسئلہ جلتا و سلگتا ہوا موضوع ہے زمانۂ قدیم میں بھی اور آج بھی یہ مسئلہ کافی اہمیت رکھتا ہے۔ طوائف سماج میں قابلِ حقارت اور قابلِ ذلت کیوں نہ ہو لیکن اس کے وجود سے مفر نہیں کیا جا سکتا۔ سماج میں پھیلی ہوئی اس برائی کو ختم کرنے کے لیے چاہے ہم قوانین بنوائیں، سزائیں مقرر کریں۔ اس کا انسداد ناممکن ہے۔ وہ سماج میں موجود تھی، موجود ہے اور موجود رہے گی۔ آج بھی ہمارے دیش میں ۲۵ لاکھ سے بھی زیادہ طوائفیں ہیں۔ جن پر عیاش پسند افراد روزانہ دس کروڑ روپیے سے بھی زائد رقم برباد کرتے ہیں۔ آج سے بارہ سو سال پہلے لکھا ہوا سنسکرت ڈرامہ "مرچھ کٹک" بھی اس دور کی یاد دلاتا ہے جبکہ سماج میں وسنت سینا نامی ایک طوائف کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ جین آسٹن کی الزبیتھ بینٹ۔ ٹھیکرے کی بیکی شارپ، ہارڈی کی ٹس اور فلابیر کی مدام بوویری۔ ٹالسٹائے کی انا کارینینا، نذیر احمد کی ہریالی، پریم چند کی شمن، منشی سجاد حسین کی خانم جان، قاضی سرفراز حسین کی ننھی جان، قاضی عبدالغفار کی لیلیٰ۔ اور رسوا کی امراؤ جان ہر دور اور ہر زمانے میں اپنا رنگ و روپ بدل کر سماج میں زندہ رہی ہے اور آج کل ہمارے ماڈرن سماج میں اس کی جگہ سوسائٹی گرل یا کال گرل نے لے لی ہے۔ جو شمع محفل بن کر فائیو اسٹار ہوٹلوں میں نظر آتی ہیں۔ لیکن امراؤ جان کی ایک خوبی ایک اچھائی بھی ان میں نام کو نہیں ہے۔ امراؤ جان کا اعلیٰ ادبی مذاق، موسیقی میں کمال، وضعداری، معاملہ فہمی، مروت، ہمدردی، اعلیٰ دماغ، اعلیٰ کردار، گفتگو کا حسین انداز، شریف النفس، اور پرکشش شخصیت ایک میں بھی نہیں۔ مظفر علی نے امراؤ جان ادا فلم بنائی۔ سائنسی دور میں جدید تکنیک سے کام لیتے ہوئے بہترین

انداز میں پکچرائز کی گئی ہے۔ جسے چھ ایوارڈس ملے لیکن ہماری آنکھیں اسکرین پر رسوا کی امراؤ جان اور رسوا کے زمانے کے لکھنوی تہذیب کو دیکھنے کے لیے ترس جاتی ہیں۔

ناول کی ابتدا مشاعرے سے ہوتی ہے۔ پہلی نظر میں اس کی خلوت نشینی، عالی دماغی اس کا سچا ادبی ذوق مشاعرے ہی میں نمایاں ہوجاتا ہے۔ اس کے آنچل کے سائے تلے نوابوں اور شرفا کے بچے تہذیب و شائستگی اور آداب محفل سیکھتے ہیں وہ لکھنوی تہذیب کی زندہ علامت ہے۔

لکھنؤ میں صرف مرزا ظاہر دار بیگ، میاں آزاد و خوجی جیسے بلند و برتر کردار پیدا نہیں ہوئے بلکہ امراؤ جان جیسا عظیم کردار بھی جنم لیا ہے۔ کردار نگاری کی خوبی یہ ہے کہ واقعیت سے قریب تر ہو وہ انسانوں کی طرح چلتے پھرتے مسکراتے بولتے ہوں جیسے ہم اور آپ۔ اس کی کوئی حرکت، کوئی فعل اور کوئی جنبش ان کے اپنے کردار سیرت و صورت کے خلاف نہ ہو۔ امراؤ جان کے کردار بچپن سے لے کر ضعیف ہونے تک تدریجی منازل طے کرتے ہوئے ہماری آنکھوں کے سامنے آتے ہیں۔ چاہے وہ کہیں بھی ہو۔ املی کے درخت کے نیچے کھیلتی کودتی ہوئی معصوم بچی ہو یا بنگلہ (فیض آباد) میں یا بوا حسینی کی سرپرستی میں یا نواب کے مکان پر۔ ڈاکو کے ساتھ یا کانپور کی مسجد میں وہ ہر جگہ ہر حالت میں چلتی پھرتی بولتی زندہ جاوید نظر آتی ہے۔ اس کے افعال، اس کے اپنے کردار کے محور سے الگ ہٹتے ہوئے نظر نہیں آتے۔

امراؤ جان کی زندگی ابتدا سے لے کر آخر تک آہستہ آہستہ حالات و زمانے اور ماحول کے زیر اثر تغیر پذیر ہوتے ہیں۔ اس کی نشو و نما آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے نذیر احمد، شرر، سرشار اور راشد الخیری کے کردار صاف صاف سانچے میں ڈھلے ہوئے مکمل شکل میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔

امیرن بنگلہ (فیض آباد) میں بہو بیگم کے مقبرے کے جمعدار کے آنگن میں اپنی ننھی منی خواہشوں کے درمیان زندگی گزار رہی تھی۔ وہ اپنے آپ میں خوش، اپنے بھائی کو کھلانا والد سے محبت، اماں سے کسی بات پر ناراض ہونا، باپ سے فرمائش اور تقاضہ، اس کی شادی ٹھہر جانا، اپنے ہونے والے دولہا کا مقابلہ کریمن کے میاں سے کرنا۔ وہ ایک نہایت بھولی بھالی سیدھی سادی باعزت گھر کی شریف لڑکی ہے۔ مرزا رسوا نے بچپن کی نفسیات کے مطابق اس کی کردار سازی کی ہے جو حقیقت معلوم ہوتا ہے۔

دلاور خاں اپنا انتقام لینے کی خاطر امیرن کا اغوا کرتا ہے۔ اور اسے اپنے ساتھی پیر بخش کے ہمراہ لکھنؤ لے جاکر خانم کے ہاتھوں بازار حسن میں بیچ ڈالتا ہے۔ اس وقت وہ کمسن تھی لیکن وہ سمجھ جاتی ہے کہ بقیہ تمام عمر اسی ماحول اور اسی حالت میں بسر کرنی ہے۔ یہاں اس کی معاملہ فہمی، دور اندیشی اور اعلیٰ ذہانت کی داد دینی پڑتی ہے۔ آج بھی موجودہ زمانہ میں اغوا کیے جانے کی وارداتیں اکثر ہوتی رہتی ہیں اور دلاور خاں جیسے رنگا بلا آج بھی ہمارے سماج میں موجود ہیں۔ جن کے باعث معصوم کچی کلیاں کھلنے سے پہلے ہی مرجھا جاتی ہیں۔ مرزا رسوا نے اس اہم مسئلہ کی طرف نشاندہی کی ہے کہ کس طرح جنسی ہوس کی تکمیل کے لیے شہروں میں فیکٹریاں قائم کی گئی ہیں۔ اور ان کو قائم رکھنے کے لیے دیہات سے خام مال برآمد کیا جاتا ہے۔ اور یہ خام مال معصوم لڑکیوں کی شکل میں اڈوں، چوک اور چکلوں میں پہنچتا ہے۔ وہاں تعلیم سے سنوار کر موسیقی سے آراستہ کرکے اور رقص کی تعلیم دے کر قیامت بن جاتا ہے۔ اور یہی قیامت سرمایہ داروں، امراؤ رؤسا اور وزرا کی عیش گاہوں، ڈیوڑھیوں اور بالاخانوں کی زیب و زینت بن جاتی ہے۔ خانم کا کوٹھا جہاں پانچ سات نو عمر لڑکیاں اور بھی ہیں۔ جو مستقبل میں طوائف ہونے کے لیے تیار کی جارہی ہیں۔ ان میں بسم اللہ جان، خورشید جان اور بیگا جان وغیرہ ہیں جو اپنا الگ الگ مزاج رکھتی ہیں۔ شکل و صورت، لباس وضع قطع اور تراش خراش کے ساتھ جلوہ نما ہوتی ہیں۔ ان سب میں بلند مرتبہ امیرن ہے۔ اس کی صحیح تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ درس علوم، شاعری اور موسیقی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ امیرن سے امراؤ اور امراؤ سے امراؤ جان ادا بن جاتی ہے۔

خانم کا کوٹھا ایک ایسا جان لیوا تریاک تیار کر رہا تھا جو لکھنوی تہذیب کی خون میں سرایت کرکے مشرقی تہذیب و تمدن کو نیست و نابود کر رہا تھا۔

امراؤ جان شمع کی طرح خود جلتی ہے اور غیروں کو روشنی دیتی ہے۔ اس کے دامن کی ہوا سے سب لطف اندوز ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے دامن میں کانٹے ہی کانٹے ہیں۔ امراؤ جان جسمانی وجود رکھنے والا ایک پرکشش کردار ہے جس کے اعضاء ملوس اور گداز ہیں۔ یہ کردار زندگی کے بہت مماثل ہے۔ اسکی شخصیت کا ہر حصہ زندگی کے کسی نہ کسی واقعہ سے مطابقت رکھتا ہے۔

یہ کردار حقیقت سے اس قدر قریب ہوگیا ہے اور مرزا رسوا نے کچھ اس انداز میں تراشا کہ بہت سارے لوگ لکھنو کے گلی کوچوں میں امراؤ جان کا مکان تلاش کرتے رہتے تھے اس کے ساتھ ماحول کے ہولناک سائے، ظلم و زیادتی، بے بسی و لاچاری، ہمیشہ رہتی ہے۔ وہ قسمت کی ماری ہوئی ہے۔

ہارڈی کی ٹیس کی طرح امراؤ جان کی تباہی و بربادی قسمت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ وہ بذات خود گناہگار نہیں ہے۔ پروفیسر عبدالسلام کہتے ہیں کہ "اس قسم کی مستعلیق طوائف نہ اس زمانے میں مل سکتی تھی نہ آج مل سکتی ہے۔ اچھے ناول کے کردار اسی قسم کے ہوتے ہیں وہ انسانوں جیسے ضرور ہوتے ہیں۔ مگر ویسے انسان آپ کو کہیں مل نہیں سکتے۔"

(ناگپور سے نشر)

محمد لطیف احمد
لکچرر شعبۂ اردو و فارسی
ناگپور مہاودیالیہ۔ ناگپور

چھچھانے

"میر صاحب" کلن مرزا نے ٹھسکی لگاتے ہوئے پوچھا "اب پھر داڑھی واڑھی چھوڑنے کا ارادہ ہے کیا۔ کئی روز سے کونٹیاں نظر آرہی ہیں۔"

"کھونٹیاں نظر نہ آئیں گی مرزا" چچا نے جواب دیا۔ "جب کہ حجام پرسوں سے لاپتہ ہے۔ بلانے پر بھی آنے کا نام نہیں لے رہا ہے کمبخت۔"

"ارے میاں" کلن مرزا بولے "تم تو خواہ مخواہ حجام کے پیچھے پڑے رہتے ہو۔ میں تو ان سے پناہ مانگتا ہوں مجھے دیکھو۔ ادھر سورج نکلا نہیں کہ میں نے اپنا سیفٹی ریزر نکالا اور منٹوں میں کلہ صاف۔"

"لیکن یار" چچا بولے "مشکل یہ ہے کہ میں نے سیفٹی ریزر کبھی استعمال ہی نہیں کیا ہے۔ بلکہ سچ پوچھو تو اسکی شکل بھی نہیں دیکھی ہے۔ ہاں نام ضرور سنتا آرہا ہوں۔"

"استغفراللہ" چھبن مرزا بولے "یار تمہیں تو آج سے دو ہزار سال قبل پیدا ہونا تھا۔ اس ترقی کے دور میں خدا جانے کہاں سے تم آٹپکے ہو۔"

"مرزا" چچا بولے "جو سچ پوچھو تو میں خود بھی حجام سے پیچھا چھڑانے کی فکر میں ہوں۔ اور جب تم کہتے ہی ہو تو سیفٹی ریزر خرید ہی لوں گا۔ مگر پہلے اس کے استعمال کا طریقہ بھی تو معلوم ہونا چاہیئے۔"

"اماں یار" بھیکن مرزا بولے "تم تو اکثر ایسی باتیں کرتے ہو کہ خواہ مخواہ ہنسی آجاتی ہے۔ کیونکہ سیفٹی ریزر چلانے کے لیے سیکھنے دیکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس کے استعمال کا سیدھا طریقہ بس اسی قدر ہے کہ سیفٹی ریزر میں بلیڈ چڑھایا اور اسے گال پر لگا کر زور زور سے کھینچتے چلے گئے۔ کوئی پہاڑ تھوڑا ہی ڈھانا ہوتا ہے۔"

"بس اتنا ہی کرنا ہے" چچا خوش ہو کر بولے "میں نے سمجھا تھا کہ اس کام میں بہت طوالت ہے۔ جب تمہارے

سیفٹی ریزر خریدا

ہاشم عظیم آبادی

کہنے کے مطابق اسقدر آسانی ہے تو واللہ دونوں وقت شیو کر لیا کروں گا۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔ اسی وقت جا کر سیفٹی ریزر خرید ہی لیتا ہوں۔"

چچا سیفٹی ریزر خرید کر آ رہے تھے کہ راستے میں شبن خاں سے ملاقات ہو گئی۔ یہ اُن کے پڑوسی ہیں۔ چچا کے ہاتھ میں سیفٹی ریزر دیکھ کر خاں صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔

" دیکھتا ہوں میر صاحب کہ آپ ایک دم جوان بننے کی فکر میں ہیں۔ یہ سیفٹی ریزر تو خریدا ہے آپ نے لیکن ذرا ہوشیاری سے استعمال کیجیئے گا۔"

چچا بگڑ کر بولے "خاں صاحب، آپ مجھے گدھا سمجھتے ہیں کیا۔ دیکھئے کہے دیتا ہوں۔ آئندہ ایسی مہمل باتیں نہ کیا کریں جس سے خواہ مخواہ دل شکنی ہوتی ہو۔ سمجھا کہ نہیں۔"

" میر صاحب" شبن خاں نہایت سنجیدہ ہو کر بولے " میں تو کبھی ایسی باتیں ہی نہیں کرتا جس سے کسی کی دل شکنی ہوتی ہو۔ یہ تو یوں ہی اپنے تجربے کی بنا پر ازرہِ خلوص ایک بات کہی تھی۔ اگر اس سے آپ کو تکلیف پہنچی ہو تو میں معذرت خواہ ہوں۔"

چچا چہکتے ہوئے گھر پہنچے اور چچی کو سیفٹی ریزر دکھلا کر جو انھوں نے تعریف کا پل باندھا تو چچی سیفٹی ریزر ہاتھ میں لے کر بولیں۔ " یہ اوزار تو میں پہلی مرتبہ دیکھ رہی ہوں۔ لیکن اس سے داڑھی کیسے بنے گی یہی تعجب ہے۔ مگر یہ پتی جو آپ دکھلا رہے ہیں، میرے کام کی چیز معلوم ہوتی ہے۔ اس سے کدو چھیلنے میں آسانی ہوگی۔ اچھا ہی کیا جو لے آئے ہیں اسے۔"

یہ سن کر چچا کو غصہ آ گیا۔ سیفٹی ریزر چچی کے ہاتھ سے جھپٹ کر بولے " چلو ہٹو۔ تم اپنا چولہا چکی دیکھو۔ کون فضول اپنا سر کھپائے تمہارے ساتھ۔ میں اپنی بیٹھک میں جا رہا ہوں۔ بدھوا سے تھوڑا گرم پانی بھیج دو۔"

بدھوا گرم پانی پیالی میں لے کر حاضر ہوا۔ چچا دس منٹ تک صابون لگاتے رہے۔ صابون سے اٹھتا ہوا جھاگ آیئنے میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ " واللہ کیا فرحت بخش کام ہے۔ میں ابھی تک اس سے ناواقف تھا۔ پہلے سے جانتا تو اب تک کتنے پیسے بچا لیے ہوتے۔ یہی پیسے اگر افیون میں اُٹھتے تو حق بھی لگتا۔ خیر اب سمجھ آئی ہے۔ لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ دیر آید درست آید۔"

چچا نے سیفٹی ریزر میں پتی چڑھائی اور اُسے گال تک لائے ہی تھے کہ کلن مرزا کا جملہ کانوں میں گونجا "سیفٹی ریزر کو گال پر رکھ کر زور سے کھینچنا ہوتا ہے۔"

سیفٹی ریزر گال پر رکھ کر زور سے کھینچنا تھا کہ چچا چیخے۔ " باپ رے باپ۔ مر گیا۔" چچا کی چیخ سن کر چچی دوڑیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ سیفٹی ریزر زمین پر پھینکا ہوا ہے اور چچا کا گال لہو لہان ہو رہا ہے۔ چچی نے گھبرا کر شبن خاں کو خبر دی۔ وہ بے چارے کھانا چھوڑ کر گرتے پڑتے دوڑے۔ اور آتے ہی اپنے طور پر جو کچھ بھی عجلت میں ہو سکا، کیا۔ لیکن زخم اتنا گہرا تھا کہ چچا کو اسپتال لیجا کر ٹانکا لگوانا پڑا۔

شام کے وقت حسب معمول چسکی لگانے کے لیے چچا کے دوست بیٹھک میں پہنچے۔ بیٹھک میں سناٹا دیکھ کر چچا کے دوستوں نے آواز دی تو بدھوا حویلی کے اندر سے نکل کر بولا " میر صاحب تو بہت بیمار ہیں۔"

جب پردہ کرا کر تینوں دوست اندر گئے تو چچا کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔۔۔۔ " ارے یہ کیا میر صاحب۔ تم سیفٹی ریزر خریدنے گئے تھے تب تک تو بھلے چنگے تھے۔ یہ یکایک کیا ہو گیا تمہیں۔"

" یہ جو کچھ ہوا وہ سب تمہارے سیفٹی ریزر کا کرشمہ ہے" چچا کراہتے ہوئے بولے " نہ جانے کب کی دشمنی نکالی ہے تم دوستوں نے دوستی کے پردے میں۔ اف ڈاکٹر بھی زخم دیکھ کر دنگ رہ گیا۔"

میر صاحب" کلن مرزا بولے " اپنی حماقت کا الزام ڈال رہے ہو ہم ایسے جاں نثار دوستوں پر۔ ہاں دھوکا ہو گیا یہ الگ بات ہے۔۔۔۔ اچھا لاؤ کدھر ہے تمہارا وہ سیفٹی ریزر۔۔۔۔ ابھی تمہارے سامنے شیو بنا کر دکھلاتا ہوں۔"

" ارے اب دکھلا کر کیا کرو گے مرزا" چچا کراہتے ہوئے بہ مشکل بولے " جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ بس اب دعا کرو بھائی کہ زخم جلد ٹھیک ہو جائے۔ باز آیا سیفٹی ریزر سے لیتے جاؤ تم ہی اسے۔ یہیں کہیں نالی میں پڑا ہوگا۔"

چچی دروازے کے پاس ہی کھڑی سن رہی تھیں۔ چچی نے بدھوا سے کہلا بھیجا کہ وہ مشین تو مرزا صاحب لے جائیں۔ لیکن اس کی پتی چھوڑ دیں۔ کیونکہ میر صاحب جب اس سے داڑھی نہ چھیل سکے تو کم از کم کدو تو چھیل کر دیکھا جائے کہ پیسہ حق لگے۔

(پٹنہ سے نشر)

بشیر شاہ

کشمیر میں فلم بندی کے نئے امکانات

اس میں کوئی دو رائیں نہیں کہ ریاست کا یہ خطہ جو کشمیر کہلاتا ہے اپنے دلفریب مناظر کے لیے دور دور تک مشہور ہے۔ سیاحت کے اعتبار سے ریاست کا یہ خطہ باعثِ کشش تو ہے ہی، فلموں کی عکس بندی کے لیے بھی یہ وادی، فلموں سے وابستہ افراد کو راغب کرتی رہی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ملک کے مختلف فلم ساز بقول ان کے کچھ دقتوں کچھ دشواریوں کا سامنا کرتے آئے ہیں۔ جہاں تک وادی کے مناظر کو شوٹ کرنے کی بات ہے تو حال ہی میں ریاستی انتظامیہ نے وادی میں فلموں کی شوٹنگ کے سلسلے میں کئی اقدام کیے ہیں جو قابل تعریف ہیں، پہلے ہوتا یہ تھا کہ فلم ساز کو گارڈنز اور پارکس کے محکمے، محکمہ فشریز، محکمہ وائیلڈ لائف، محکمہ سیاحت اور شعبہ انفارمیشن سے الگ الگ اجازت لینا پڑتی تھی اور یہ عمل فلم ساز کے لیے بے حد طویل اور صبر آزما ثابت ہوتا تھا۔ موجودہ ریاستی انتظامیہ نے اس عمل کو سلسلہ وار کر کے ساری ذمہ داری اب ڈائریکٹریٹ آف انفارمیشن کو سونپ دی ہے۔ اب کسی بھی فلم ساز کو اجازت نامے کے لیے شعبہ انفارمیشن کے علاوہ کسی دوسرے شعبے سے رجوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے کہ ریاستی انتظامیہ کا یہ فیصلہ کسی بھی فلم ساز کے لیے ایک قابلِ کشش فیصلہ ہے۔ اور توقع کی جانی چاہیے کہ مستقبل قریب میں فلمی صنعت سے وابستہ کئی یونٹ شوٹنگ کے لیے وادی کا رُخ کریں گے۔ پُرانے زمانے کے برعکس اب آؤٹ ڈور شوٹنگ کا طریقہ عام ہو گیا ہے اور ہونا بھی چاہیے، اس لیے کہ اسٹوڈیوز میں کتنی بھی محنت سے سیٹ لگا کر آپ شوٹ کیجیے، اس سے بہر حال ایک مصنوعی پن جھلکے گا۔ آؤٹ ڈور میں شوٹ کی گئی فلموں پر جہاں کم خرچ آتا ہے وہاں ان سے فطری پن بھی جھلکتا ہے۔ کشمیر کو Locale بنا کر شوٹ کرنا مشہور فلم میکر شانتارام اور راج کپور کی دانست میں ایک خوش نصیبی ہے اس لیے کہ کیمرہ کہیں بھی اور کسی بھی جگہ نصب کیجیے ایک خوب صورت شاٹ بہر صورت برآمد ہوگا۔

غرض شوٹنگ کا سلسلہ یہاں ریاست کے اس حصے میں از سر نو چل پڑا تو یہ نہ صرف سیاحتی نکتۂ نظر سے ایک اچھا قدم ہوگا۔ بلکہ مقامی صلاحیتوں کے لیے آگے بڑھنے کی راہیں بھی استوار ہوں گی۔

(سرینگر سے نشر)

ٹوٹا ہوا وہ

زبیر رضوی

(افتتاحی موسیقی)

رام کمار : شانتی

شانتی : جی !

رام کمار : تمہیں آج سب کچھ کیسا الگ لگ رہا ہے۔

شانتی : بتاؤں — بے حد خوبصورت۔

رام کمار : یہ آج تمہیں شادی کا جوڑا پہننے کا خیال کیسے آگیا۔

شانتی : بس آج جی چاہا کہ میں ان کپڑوں کو پہنوں تمہیں بھی تو یہ جوڑا بے حد پسند ہے۔

رام کمار : ہاں تم ان کپڑوں میں بڑی خوبصورت لگتی ہو۔

شانتی : اوں کیا کہا، اور ویسے نہیں لگتی ہوں۔

رام کمار : میرا مطلب ہے آج کچھ زیادہ ہی ہنگامہ لگ رہی ہو!

شانتی : ہنگامہ تو اب کچھ دیر میں شروع ہوگا۔

رام کمار : ہاں کمرہ تو تم نے سجایا ہے غبارے، قمقمے، نیلے سرخ ہرے کاغذ کے جھالر لیکن وہ اپنا دولہا کہاں ہے ؟

شانتی : پڑوس میں سیما، گڈو، پپو اور انجم کو اپنی سالگرہ کی دعوت دینے گیا ہے۔

(ہنسی)

رام کمار : شانتی

شانتی : جی

رام کمار : چار سال پلک جھپکتے ہی بیت گئے۔

شانتی : ہاں کل ہی کی بات ہے راجیو گھٹنوں چلتا تھا بوتل سے دودھ پیتا تھا اور ۔ ۔ ۔ ۔

رام کمار : اور اب خوب دوڑتا ہے بھاگتا ہے، مزے مزے کی باتیں کرتا ہے۔

شانتی : مجھے تو اب اس دن کا انتظار ہے جب راجیو اسکول جانے لگے گا۔

رام کمار : وہ دن بھی اب قریب ہے شانتی۔

شانتی : آپ کچھ اسکولوں میں گئے تھے یا نہیں۔

رام کمار : ہاں گیا تھا۔ شہر میں تین ہی اچھے پبلک اسکول ہیں سب میں رجسٹریشن کرا دیا ہے کہیں نا کہیں اس کا داخلہ ضرور ہو جائے گا۔

شانتی : پپو کی امی کہہ رہی تھیں پبلک اسکولوں میں داخلہ بڑی مشکل سے ملتا ہے پچھلے سال پپو کو داخلہ کرنے کے لیے انھیں کئی سفارشوں کا سہارا لینا پڑا تھا اور اسکول کو ایک بڑی رقم چندہ کے نام پر دینی پڑی تھی۔

رام کمار : یہ بات میں جانتا ہوں! لیکن مجھے سفارش سے زیادہ اپنے راجیو پر بھروسہ ہے اتنا اسمارٹ ذہین اور تیز بچہ کون اپنے اسکول میں لینا پسند نہیں کرے گا پبلک اسکول میں اچھے بچے کو پرفرنس دیا جاتا ہے۔

شانتی : اپنے راجیو پر بھروسہ تو مجھے بھی ہے لیکن پپو کی امی کی باتیں سن کر نا جانے کیوں ۔ ۔ ۔ ۔

رام : شانتی تم جانتی ہو راجیو کو بیسٹ ایجوکیشن دلانا میری زندگی کا سب سے بڑا ایم ہے میں زندگی کو ہارنے کا نہیں جیتنے کا قائل ہوں۔

شانتی : لیکن آپ تنہا بازی کیسے جیتیں گے۔

رام : تنہا ؟ کیا تم اس اسٹرگل میں میرا ساتھ نہیں دوگی؟

شانتی : آپ غلط سمجھے میرا مطلب ہے میں ملازم ہو جاتی تو راجیو کی پڑھائی کا سارا خرچ میری تنخواہ سے پورا ہو جاتا!

رام : میں یہ بات جانتا ہوں پچھلے دو سال سے تمہارا نام ایمپلائمنٹ ایکسچینج میں رجسٹرڈ ہے اور ابھی تک کسی پرائمری اسکول کے لیے بھی تمہارا انٹرویو نہیں آیا۔

شانتی : راجیو کی پڑھائی کے لیے میری ملازمت ضروری ہے۔

رام : میں اس کا مخالف نہیں ہوں لیکن تمہاری ملازمت تک راجیو کی پڑھائی کو ٹالا نہیں جا سکتا ہمیں تو یہی کرنا پڑے گا کہ ہم اپنی ضرورتوں میں کمی کریں۔ میں راجیو میں اپنے ادھورے پن کی تکمیل چاہتا ہوں۔

شانتی : ہماری ضرورتیں تو ہاتھوں کی انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں۔

رام : اب ہم ان ضرورتوں کو صرف ایک ہاتھ کی انگلیوں تک محدود کر دیں گے۔

شانتی : ارے باتوں باتوں میں آپ بیکری سے کیک لانا نا بھول جائیں وقت ہو رہا ہے سب بچے آتے ہی ہوں گے۔

رام : (ہنستے ہوئے) ارے ہاں، میں تو بھول ہی گیا تھا ابھی لاتا ہوں تم سب بچوں کے لیے چاکلیٹ کے پیکٹ بناؤ۔

شانتی : ذرا جلدی آئیے گا۔

رام : بس ابھی آیا۔

(ہنسی اور بچوں کی ملی جلی آوازیں)

بچے : ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ ہیپی برتھ ڈے ٹو یو

ایک بچہ : راجیو برتھ ڈے مبارک!

راجیو : تھینک یو۔

ایک بچی : راجیو برتھ ڈے مبارک۔

راجیو : تھینک یو۔

شانتی : لو بھائی بچو، راجیو کا برتھ ڈے کیک۔

رام : اور یہ ہے تم سب کے لیے چاکلیٹ کا ایک ایک پیکٹ۔

ایک بچہ : تھینک یو انکل

ایک بچی : تھینک یو انکل

شانتی : بچو اب تم سب کو اور راجیو کو تمہارے انکل چڑیا گھر کی سیر کرانے لے جائیں گے۔

بچے : (ایک ساتھ) ہم چڑیا گھر جائیں گے۔

شانتی : ہاں چڑیا گھر۔

سب بچے : (مل کر نعرہ لگاتے ہیں) انکل رام زندہ باد انکل رام زندہ باد!

شانتی : چڑیا گھر سے جلدی ہی لوٹ آئیے گا بیتا بھائی آنے والے ہیں۔

رام : گھنٹہ بھر میں واپس آتے ہیں، چڑیا گھر دور ہی کتنا ہے چلو بچو میں تمہاری گنتی کر لوں ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ یہ نویں گڑیا ہماری انجم چلو بھائی چلو۔

(بچوں کے جانے کی آوازیں)

ماں : بہو، بہو۔

شانتی : جی ماں جی۔

ماں : یہ راجیو کہاں گیا۔

شانتی : اپنے پاپا کے ساتھ چڑیا گھر گیا ہے۔

ماں : مندر کا پرساد ہے جب آئے تو کھلا دینا اس کے نام کے چار روپے چڑھا کر آئی ہوں۔

شانتی : اچھا کیا ماں جی آپ نے ؟
ماں : تم لوگوں کو تو نئے زمانے کی ہوا لگ گئی ہے بہو یہ سب رئیسوں کے چونچلے ہیں۔ بھلا ہم کیا جانیں ان سب باتوں کو۔
شانتی : ماں جی بچوں کی سالگرہ منانا تو خوشی کی بات ہے۔
ماں : ہو گی بہو ! ہم نے تو آٹھ بیٹے پیدا کیے مگر یہ چونچلے ہم نے نہیں کیے۔ ایسا کرتی تو میاں کی ساری کمائی اسی دھوم دھام میں لٹ جاتی بھلا غریبوں کے بچے کا کیا جنم دن۔ جنم دن تو بڑے لوگوں کا ہوتا ہے۔ یہی چالیس پچاس روپے جمع کر لیتی تو آڑے وقت کام آتے۔
شانتی : راجیو کی ضد تھی۔ پپو، گڈو کے جنم دن کی پارٹی سے آکر اس نے اپنے پاپا سے وعدہ لیا تھا کہ ہم اس کا بھی جنم دن منائیں گے۔
ماں : بہو، بچوں کی ضد کی کوئی تھاہ نہیں ! پپو، گڈو تو رئیس گھر کے بیٹے ہیں بھلا ہم غریبوں سے ان کا کیا مقابلہ۔
شانتی : ہمارا تو ایک ہی بیٹا ہے کبھی کبھی اس کی ضد پوری ہو جائے تو کیا برا ہے۔
ماں : برا تو نہیں مگر بے جا ضد پوری نا کیا کرو۔ تمہارے اور بھی دیور جیٹھ ہیں، ان کے ایک نہیں کئی بچے ہیں انہیں دیکھو جتنی چادر ہے اتنے ہی پیر پھیلاتے ہیں۔
شانتی : ماں جی لیکن راجیو کے پاپا تو ان سے مختلف ہیں۔
ماں : میں جانتی ہوں جھونپڑی میں رہ کر محلوں کے سپنے دیکھتا ہے۔ ابھی کیا ہے ابھی تو ایک بچہ ہے تین چار اور ہو جائیں گے تو ہوش ٹھکانے آجائیں گے سب چونچلے بھول جائے گا۔
شانتی : ہمیں دوسروں کی طرح ننگے بیمار اور جاہل بچوں کی بھیڑ نہیں لگانی۔
ماں : ارے بہو، ننگا بیمار کون ہے۔ بھگوان کی دیا سے سب پل رہے ہیں۔ کیا آپریشن کرا لیا ہے۔
شانتی : نہیں۔
ماں : تو پھر۔
شانتی : راجیو ہی ہمارا سب کچھ ہے۔ ہم اس کو لکھائیں گے پڑھائیں گے، بڑا آدمی بنائیں گے۔
ماں : ارے تو کیا اس کو پڑھانے میں قارون کا خزانہ خرچ ہوتا ہے۔
شانتی : ہاں ماں جی، آج کل بچوں کو اچھی تعلیم دلانے میں بڑا خرچ ہوتا ہے۔
ماں : بہو ولایت بھیجنا ہو تو دوسری بات ہے اور اب تو کوئی ولایت بھی نہیں جاتا سب یہیں پڑھ لکھ جاتے ہیں سنتا ہے اسکولوں میں کوئی فیس بھی نہیں لی جاتی۔
شانتی : قابل وہ بنتے ہیں جو پبلک اسکول میں پڑھتے ہیں۔
ماں : پبلک اسکول یہ کیا نرالے اسکول ہیں۔ تم دونوں کی باتیں تو میری سمجھ میں خاک نہیں آتیں۔ میں نے آٹھ اولادیں پیدا کیں بھگوان کی دیا سے سب سکھ چین کی روٹی کھا رہے ہیں۔

(دروازے پر دستک)

شانتی : ماں جی شاید بھیا بھابی آگئے۔
ماں : جاؤ دروازہ کھول کے دیکھو میں چھت پر بال سکھانے جا رہی ہوں، گیلے بالوں سے ہی مندر چلی گئی تھی۔
شانتی : (دروازہ کھولتے ہی) نمستے بھیا نمستے بھابی جی!

(آہستہ آہستہ قریب آتے ہیں)

بھیا : کیسی ہے شانتی ؟
شانتی : اچھی ہوں بھیا، اپنی سنائیے۔
بھابی : شانتی راجیو کا جنم دن مبارک ہو، یہ اس کے لیے چاکلیٹ کا ڈبہ۔
بھیا : ارے میں تو بھول ہی گیا تھا، کہاں ہے وہ تیرا آئی۔ اے۔ ایس۔
شانتی : دوستوں کو لے کر اپنے پاپا کے ساتھ چڑیا گھر کی سیر کو گیا ہے۔
بھابی : شانتی اپنے بھیا کو بھی مبارک باد دو۔
شانتی : کس بات کی بھابی ؟
بھابی : نیا اسکوٹر خریدا ہے۔
شانتی : مبارک ہو بھیا۔ کیا آپ دونوں اسی پر آئے ہیں۔
بھیا : نہیں، بس تین چار دن میں آنے والا ہے۔
شانتی : بھیا آپ کے بھی مزے ہیں۔
بھابی : اری شانتی مزہ کیا خاک ہیں، بھگوان کی دیا سے کافی کچھ گھر میں آتا ہے مگر پورا نہیں پڑتا کتنے دن سے سوچ رہی ہوں گلے کا ہار بنوالوں مگر سب آنے دال میں اٹھ جاتا ہے۔
بھیا : کملا تم تو ہمیشہ ہی کی ناشکری ہو۔ پچھلے ہی مہینے تم نے اپنے لیے چار سو روپے کی شاپنگ کی ہے۔
بھابی : چار سو روپے اس زمانے میں ہوتے کیا ہیں، ڈھنگ کی ساڑیاں بھی نہیں خرید سکی۔
بھیا : اچھا چھوڑو یہ باتیں۔ شانتی تو بتا کیا حال ہیں تیرے۔
شانتی : گاڑی چل رہی ہے بھیا۔ راجیو کے پاپا اب شام کو بھی ایک انکم ٹیکس ایڈوکیٹ کے دفتر میں ٹائپ کرنے لگے ہیں۔
بھیا : تیرا میاں تو بالکل بدھو ہے ایمانداری سے روپے کمانے کی سوچے گا تو اسے صبح سے شام تک کولہو کے بیل کی طرح محنت کرنی پڑے گی۔
شانتی : انہیں اس کے علاوہ کوئی اور راستہ پسند بھی نہیں۔
بھیا : پسند نہیں تو پھر زندگی بھر ایل۔ ڈی۔ سی بنا رہے گا۔
شانتی : بھیا ایل۔ ڈی۔ سی تو آپ بھی ہیں۔
بھیا : مگر میں لوگوں کے کام نکالنے کے بعد اپنا حق مانگنے سے نہیں چوکتا۔ تو سمجھتی ہے صرف تنخواہ میں ہم چھ آدمیوں کا خرچ پورا ہو جاتا ہو گا۔
بھابی : میں تو ان سے اکثر کہتی ہوں کہ شانتی کیسے تین چار سو روپے میں چار آدمیوں کا خرچ پورا کرتی ہو گی۔
شانتی : شام میں ٹائپ کے کام کے دو سو روپے مہینہ اور پڑ جاتے ہیں جیسے تیسے گزر ہو ہی جاتی ہے ویسے بھی ہم نے اپنی ہر خواہش کو مار دیا ہے۔
بھیا : شانتی یہ خواہش ہی تو ہے جو انسان کو زندہ رکھنے کا لالچ دیتی ہے۔
بھابی : میں تو ہر مہینے کچھ نا کچھ کرنے کی سوچتی رہتی ہوں جو بھگوان کی دیا سے پورا بھی ہو جاتا ہے !
بھیا : خود کو جتنا سمیٹو گی تم اتنی ہی بھل سمٹتی چلی جاؤ گی۔
شانتی : بھیا خود کو پھیلانے کی ہمت بھی تو نہیں۔
بھیا : ہمیں دیکھو چار بچے دو میاں بیوی، مستقل آمدنی صرف پانچ سو روپے اگر میں ایماندار بنتا رہتا تو نا اسکوٹر خرید سکتا تھا اور نہ ہی فریج ٹیلی ویژن خریدنے کی ہمت ہوتی۔
بھابی : شانتی آج کی دنیا میں عزت سے زندہ رہنا کھیل نہیں۔
بھیا : اپنے میاں جی کو سمجھاؤ۔ بیٹے کو آئی۔ اے۔ ایس بنانے کا خیال چھوڑ دے سرکار نے ہائی اسکول تک تعلیم فری کر دی ہے۔ ہم پر تو بچوں کی تعلیم کا کوئی بوجھ نہیں جیسے ہم نے پڑھ لیا ویسے یہ بھی پڑھ لیں گے۔
بھابی : ہم لوگوں کے بچوں میں اتنی قابلیت کہاں کہ بڑے افسر بن سکیں۔
بھیا : ارے ہماری طرح کلرک بن جائیں تو غنیمت ہے۔
بھابی : اچھا اب چھوڑیئے ان باتوں کو شانتی یہ بتا تو کیا کھلا پلا رہی ہے۔
بھیا : سنو کملا ! تم شانتی سے کھانے پینے کی باتیں کرو میں ذرا اگلی گلی میں برج چندر جی کے گھر ہو کر آتا ہوں۔
شانتی : کوئی ضروری کام ہے کیا ؟ پھر چلے جائیے گا۔
بھیا : نہیں۔ بڑا ضروری کام ہے۔ ان کا نیا مکان بن رہا ہے اور مکان کے نقشے کی منظوری کی فائل میرے پاس اٹکی ہوئی ہے۔ ان سے ذرا معاملہ طے کر لوں۔
بھابی : جلدی آیئے گا۔
بھیا : آدھے گھنٹے میں آتا ہوں تم اتنے میں شانتی کے رسوئی کا انسپکشن کرو۔

(بھیا کے باہر جانے کی آواز)

(منظر کی تبدیلی)

شانتی : میں سوچتی ہوں بھیا ٹھیک کہہ رہے تھے۔
رام : کیا کہہ رہے تھے بھیا۔
شانتی : زندگی کو سمیٹنا نہیں، پھیلانا چاہیے۔
رام : میں سمجھ گیا۔ بھیا، بھابی نے اسکوٹر، فریج، ٹیلی ویژن اور ساڑیاں، گہنوں کی باتیں کی ہوں گی۔
شانتی : یہ خواہش غلط بھی نہیں۔ چار ساڑیوں دو پتلونوں اور دو شرٹوں میں زندگی گزارنا بھی کوئی زندگی ہے۔

رام : (جذباتی ہوکر) شانتی میرے بس میں ہوتا تو میں دکانوں پر ٹنگی ہوئی شوکیسوں میں سجی ہوئی سب ہی ساڑیاں تمہیں پہناتا، کناری بازار کا ہر خوبصورت گہنہ تمہاری نذر کر دوں لیکن تم جانتی ہو میں میٹرک پاس ایک میونسپل ملازم ہوں وہ بھی اتنا ایماندار کہ دس پیسے کا کھوٹا سکہ بھی دکاندار کو دیتے ڈرتا ہے۔

شانتی : (سسکتے ہوئے) آپ تو گھر میں رہتے نہیں دنیا والوں کی باتیں تو مجھے سننی پڑتی ہیں اس روز پڑوس کی شادی میں گھڑی دو گھڑی کو ٹھہرنا دوبھر ہو گیا کانوں میں دو بالیاں اور انگلیوں میں دو انگوٹھیوں کے سوا کچھ بھی تو نہیں میرے پاس اب تو ڈھنگ کی کوئی ایسی ساڑی بھی نہیں جو کسی شادی بیاہ کے موقع پر پہن لوں۔

رام : شانتی! ذرا اپنے سے نیچے والوں کی طرف دیکھو شنکر کی بیوی تو پانچ دن سے ایک ہی ساڑی پہن رہی ہے اپنے سے اونچے لوگوں کی طرف دیکھو گی تو ہمیشہ ہی تمہیں اپنا قد چھوٹا لگے گا۔ شانتی آس پاس لالچ سے بھری اس دنیا سے ہم اس لیے کٹ گئے ہیں کہ ہمیں راجیو کو ایک پُر بہار زندگی دینی ہے۔

شانتی : لیکن اولاد نالائق بھی تو نکل سکتی ہے۔

رام : ہاں یہ ممکن ہے لیکن میں راجیو کو کسی لالچ کی خاطر بہتر زندگی اور بہتر تعلیم دینا نہیں چاہتا، میں اپنی زندگی کے ادھورے پن کو اپنی تمام آرزوؤں کو راجیو میں مکمل دیکھنا چاہتا ہوں ایک ذمہ دار باپ کی طرح تاکہ کل جب راجیو بڑا ہو تو اسے اپنی بیوی سے وہ سب کچھ سننا نہ پڑے جو میں آج سن رہا ہوں۔

شانتی : (روندھے ہوئے لہجے میں) میں شکایت نہیں کر رہی ہوں عورت ہوں ناسب طرف سے جب دل توڑنے والی باتیں سنتی ہوں تو جی بھر جاتا ہے۔

رام : شانتی تم میری طرف دیکھو میں بھی اتنے بڑے شہر میں سڑکوں پر جگمگاتی روشنیوں کے درمیان رکتا نہیں، ٹھہرتا اور ٹھٹھکتا نہیں یہ سمجھ لیتا ہوں یہ سب میرا مقدر نہیں تھا لیکن میرے راجیو کا مقدر ضرور ہوگا۔

شانتی : راجیو کا بھوشیہ مجھے بھی آپ کی طرح پیارا ہے۔

رام : تو پھر بھولے سے بھی تمہیں اس مقصد کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے جس کی خاطر ہم ان چار برسوں میں اپنی ضرورتوں کو کم کرکے راجیو کی پرورش کرتے رہے ہیں۔

شانتی : لیکن ماں جی کو ہمارے آدرشوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

رام : ہو بھی نہیں سکتی انھوں نے آٹھ اولادیں پیدا کیں لیکن یہ سوچے بغیر کہ ان کا کوئی سماجی مصرف بھی ہے یا نہیں۔ ہمارے ماں باپ نے اپنی تمام آسودگیوں کا علاج کام اچھا سے کیا ہم اور تم پرانی نسل کی جنسی بھوک کی کوکھ سے پیدا ہوئے ہیں۔

شانتی : کاش ہم بھی کسی آدرش کے بغیر زندگی گزارنے کے عادی ہو سکتے ہیں۔

رام : شانتی ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمیں زندگی کی ہر آسودگی کے ساتھ ساتھ جنسی نا آسودگی بھی ملی ہے ہماری جہالت قرہتوں پر خوف چھایا رہتا ہے آٹھ رینگتے ہوئے کیڑوں کا خوف۔

راجیو : (کمرے میں داخل ہوکر) ہا..... ہاہا (ہنستا ہے)

رام : کیا بات ہے بیٹا؟

راجیو : پپو گڈو کہہ رہے تھے آسمان میں جو بادل ہیں، وہ ان کے پاپا نے بنائے ہیں۔

رام : وہ کیسے بیٹا؟

راجیو : ان کے پاپا سگریٹ پیتے ہیں نا وہ دھواں اُڑا کے آسمان میں بادل بنا دیتے ہیں۔

شانتی : پپو گڈو اور کیا کہہ رہے تھے؟

راجیو : کہہ رہے تھے، ان کے پاپا اپنے آفس میں بہت بڑی میز پر بیٹھتے ہیں، ان کے پاس سرخ اور سفید رنگ کے ٹیلی فون ہیں۔

رام : اچھا۔

راجیو : اور پاپا کل جو ہوائی جہاز ہماری چھت پر سے اُڑتا ہوا گیا اس میں پپو گڈو کے پاپا بیٹھے ہوئے تھے وہ اپنے آفس ہوائی جہاز سے جاتے ہیں۔

شانتی : ہوائی جہاز میں بیٹھ کر کوئی آفس نہیں جاتا راجیو۔

راجیو : جو افسر ہوتے ہیں وہ جاتے ہیں ممی۔ پپو گڈو کہہ رہے تھے تمہارے پاپا کلرک ہیں اسی لیے سائیکل پر آفس جاتے ہیں۔ پاپا آپ کلرک ہیں کیا؟

رام : ہاں بیٹے۔ مگر یہ کوئی بُری بات نہیں۔ سائیکل پر تو بہت لوگ آفس جاتے ہیں۔ انجم، راکیش اور گیتا کے پاپا بھی سائیکل پر جاتے ہیں۔

راجیو : پاپا آپ بھی افسر بن جاتے۔

رام : بن جائیں گے۔ نہیں بن سکے تو تمہیں افسر بنائیں گے۔ بنو گے۔؟

راجیو : ہاں پاپا۔ مگر پہلے ہماری بات مانیئے۔

رام : وہ کیا؟

راجیو : ہمیں تین پہیوں والی سائیکل دلا دیجئے۔

(ماں باپ ہنستے ہیں)

(اسکول کا ماحول)

ایک آواز : راجیو کمار پانچسو سات۔

رام : چلو بیٹا پرنسپل صاحب تمہارا انٹرویو لیں گے۔

(کمرے میں جانے کا تاثر)

پرنسپل : تشریف رکھئے۔

رام : شکریہ۔

پرنسپل : آپ پرانے شہر میں رہتے ہیں؟

رام : جی ہاں۔

پرنسپل : کیا آپ بزنس مین ہیں؟

رام : جی میں تو ایل ڈی سی ہوں

پرنسپل : کیا آپ کے لیے بچے کے تعلیمی اخراجات پورا کرنا ممکن ہوگا؟

رام : جی ہاں، اسی لیے تو داخلے کی ہمت کی ہے۔

پرنسپل : مسٹر رام کمار ہماری ایک مشکل ہے۔

رام : جی فرمایئے۔

پرنسپل : ہمارے پاس نرسری کی کل ۴۰ سیٹیں ہیں؛ داخلے کے خواہشمند بچوں کی تعداد سات سو ہے اور پھر ٹرانسپورٹ کی دقت کی وجہ سے ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم پرانے شہر کے بچوں کا داخلہ نہ کریں۔

رام : لیکن پچھلے سال تک تو یہ رعایت آپ دیتے رہے ہیں۔

پرنسپل : اگر آپ اپنے شہر کی کسی کالونی میں شفٹ ہو جائیں تو آپ کے بچے کے داخلے پر غور ممکن ہے۔

رام : آپ کا مطلب ہے راجیو کو آپ کے اسکول میں داخلہ کرانے کے لیے مجھے نئے شہر کے علاقہ میں ڈھائی تین سو روپے کا مکان میں رہنا ہوگا۔

پرنسپل : ہم مجبور ہیں لیکن اگر آپ کے پاس اپنی ٹرانسپورٹ ہے تو ہم اس صورت میں آپ کے بچے کو ایڈمیشن دے سکتے ہیں۔

رام : پرنسپل صاحب! بدقسمتی سے میرا اپنا ٹرانسپورٹ بھی نہیں ہے لیکن میری دلی خواہش ہے کہ میرا بیٹا آپ کے اسکول کا اسٹوڈنٹ کہلائے۔

(منظر کی تبدیلی)

ایک آواز : راجیو کمار رول نمبر سات سو آٹھ۔

رام : میں اندر آ سکتا ہوں؟

پرنسپل : آیئے آیئے بیٹھے۔

رام : شکریہ! یہ ہے میرا بیٹا۔

پرنسپل : کیا نام ہے تمہارا؟

راجیو : (لڑکا) راجیو کمار

پرنسپل : تم نے جو ٹائی باندھی ہے اس کا کلر کیا ہے؟

راجیو : گرے۔

پرنسپل : اچھا یہ تصویر جو دیوار پر لگی ہے کس کی ہے، جانتے ہو؟

راجیو : گاندھی جی کی۔

پرنسپل : اور یہ تصویر

راجیو : بھگوان کی

پرنسپل : کون سے بھگوان کی

راجیو : جی معلوم نہیں

پرنسپل : پچاس تک انگلش میں گنتی کرو۔

راجیو : ون۔ ٹو۔ تھری۔ فور۔ فائیو۔ سکس، سیون۔ ایٹ۔ نائن ـــــ

پرنسپل : ہفتے میں کتنے دن ہوتے ہیں؟

راجیو : سیون۔

پرنسپل : نام یاد ہیں؟

راجیو : یس! سنڈے۔ منڈے، ٹیوسڈے، وینزڈے، تھرسڈے، فرائیڈے۔

پرنسپل : آپ کی تعلیم اور آپ کی آمدنی تو بہت کم ہے؟

رام کمار : میں آپ کے اسکول کے سب ہی اخراجات

برداشت کر لوں گا، برائے کرم راجیو کو اپنے اسکول کا اسٹوڈنٹ بنا لیں۔ یہ میری زندگی کا سب سے سنہرا خواب ہے۔

پرنسپل: مسٹر رام کمار! آپ کا بچہ نرسری میں داخل ہونے کے قابل ہے ذہین اور انٹیلیجنٹ لگتا ہے۔ مجھے آپ سے پوری ہمدردی ہے۔

رام: میں آپ کی اس ہمدردی کو عملی روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں بڑی امید لے کر آپ کے کمرے میں آیا ہوں۔

پرنسپل: اچھا تو یہی تھا کہ آپ اپنے شہر میں کسی سرکاری اسکول میں اس بچے کو پڑھاتے۔

رام: پرنسپل صاحب! یہ مشورہ مجھے تیسری بار مل رہا ہے۔ کیا مجھے اپنے بچے کو کسی اچھے اور پرسٹیج والے اسکول میں پڑھانے کا حق نہیں۔

پرنسپل: آپ نے غلط سمجھا مسٹر رام کمار میں کوشش کروں گا کہ آپ کا بچہ اس اسکول کا اسٹوڈنٹ بن جائے۔

رام: پرنسپل صاحب مجھے یقین دلائیں کہ راجیو کا داخلہ ہو جائے گا۔

پرنسپل: امید پر دنیا قائم ہے آپ کا بچہ ذہین اور انٹیلیجنٹ ہے۔

رام: پرنسپل صاحب میں آپ کا احسان عمر بھر یاد رکھوں گا۔

آواز: آشا ماتھر رول نمبر ۷۰۹ (بچوں کا شور جاری ہے)

رام: پرنسپل صاحب کے ساتھ میرا انٹرویو ہو گیا ہے انھوں نے امید دلائی ہے۔ کیا آپ مجھے نرسری کورس کی ڈیٹیل اور یونیفارم وغیرہ کے بارے میں بتا سکتے ہیں اور فیس کی ڈیٹیل بھی۔

آفس کلرک: میں آپ کو ایک لسٹ دیتا ہوں اس میں ساری تفصیل درج ہے۔ آپ اطمینان سے گھر جا کر پڑھ لیجئے گا۔

رام: ریزلٹ کب آؤٹ ہوگا؟

کلرک: دس دن کے بعد یا تو اسکول کے نوٹس بورڈ پر آ کر نام دیکھ لیں یا پھر گھر کے ایڈریس پر نتیجے کا انتظار کریں۔

رام: تھینک یو۔

(منظر کی تبدیلی)

شانتی: آج آپ اتنی جلدی آفس سے آگئے اور کیا لمبا سا تھیلا بغل میں دبا لائے ہیں؟

رام: ابھی بتاتا ہوں۔ یہ بتاؤ وہ اپنا آئی۔ اے۔ ایس بیٹا کہاں ہے، ماں جی کے ساتھ چھت پر بیٹھا باتیں کر رہا ہے؟

شانتی: بلاؤں اسے۔ راجیو، او راجیو۔ نیچے آؤ دیکھو تمہارے پاپا تمہارے واسطے کیا لائے ہیں۔

رام: شانتی تمہارا دل کیا کہتا ہے؟

شانتی: وہی جو آپ کا۔

رام: ارے وہ اپنا راجکمار ابھی تک نیچے نہیں آیا۔

راجیو: میں آگیا پاپا۔

شانتی: لو راجیو تمہارے پاپا اسکول یونیفارم لائے ہیں۔

راجیو: تھینک یو پاپا۔

شانتی: منا راجیو کو یونیفارم میں پہنا دیتی ہوں۔

ماں: اسے بچو یہ راجیو کیا پہن رہا ہے۔

شانتی: اس کے اسکول کا یونیفارم۔

ماں: کیا داخلہ ہو گیا۔ ارے کوئی تیرے نام کا یہ خط دے گیا ہے۔

رام: کہاں ہے خط ماں جی

ماں: یہ لے

شانتی: کس کا خط ہے

رام: لفافے پر تو راجیو کے اسکول کا نام لکھا ہے۔

شانتی: جلدی کھولئے

رام: (لفافہ کھولنے کی آواز) (پرنسپل کی آواز میں پڑھتے ہوئے) آپ کا بچہ ذہین اور انٹیلیجنٹ لیکن افسوس ہے کہ داخلے کے لیے اس سال امیدوار بچوں کے بے پناہ رش کی وجہ سے ہم آپ کے بچے کو داخلہ نہیں دے سکتے ہم اس کے اچھے مستقبل کے لیے دعاگو ہیں۔

شانتی: (رونے کے انداز میں) ہائے اب کیا ہوگا یہ تو آخری اسکول تھا۔

ماں: میں نہ کہتی تھی کہ یہ انگریزی اسکول سب رئیسوں کے چونچلے ہیں۔ کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی چال بھول گیا۔ اس گلی میں سب نے اپنے بچوں کو آئی۔ اے۔ ایس بنانے کے سپنے دیکھے تھے مگر کوئی پان بیڑی بیچ رہا ہے اور کوئی گلی میں کھڑا کپڑوں پر پریس کر رہا ہے۔ جا بہو بچہ ابھی زینے میں ہے واپس بلا لے اور کپڑوں کو لپیٹ کر تھیلے میں رکھ دے۔

رام: شانتی! ماں ٹھیک کہتی ہیں۔ راجیو کو آواز دے کر واپس بلا لو۔

شانتی: (دوڑتی ہوئی) راجیو بیٹے، راجیو بیٹے واپس آؤ یونیفارم گندہ ہو جائے گا باہر مت جاؤ۔ راجیو او راجیو۔۔۔

(منظر کی تبدیلی)

رام: شانتی

شانتی: ہوں کیا بات ہے؟

رام: کیا راجیو سو گیا؟

شانتی: ہاں مگر یونیفارم کا تھیلا اپنے پاس ہی رکھ کے سویا ہے۔

رام: ماں سو گئی؟

شانتی: ہاں دالان کی بتی بھی بجھی ہوئی ہے۔

رام: پیاس لگی ہے سارا جسم جل رہا ہے۔

شانتی: میں ابھی پانی لاتی ہوں

رام: ایسے لگ رہا ہے جیسے کسی نے جسم پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی ہو۔

شانتی: لو پانی پی لو۔ تم تو بہت گرم ہو رہے ہو۔

رام: شانتی تم نے ایک سنہرے دن کی آرزو میں نا جانے کتنے اندھیروں کی دھول اپنے بدن پر ڈال لی تھی لیکن اب۔۔۔۔

شانتی: لیکن اب کیا؟

رام: اب تمہیں اندھیروں کی دھول اپنے بدن سے جھاڑنی ہوگی۔ آگ پر پانی ڈالنے کی عادت چھوڑنی ہوگی۔ میرے قریب آؤ شانتی۔

شانتی: آپ جذباتی ہو رہے ہیں۔

رام: ہاں میں جذباتی ہو رہا ہوں چار سال سے اس جسم میں امڈتے ہوئے بادلوں کو کھل کر برسنے نہ دیا یہ رات بادلوں کے کھل کر برسنے کی رات ہے میری باہوں میں سمٹ جاؤ۔

شانتی: ماں جی جاگ جائیں گی۔

رام: جاگنے دو شانتی، تم میں سما جانے کی خواہش میرے پورے بدن کو ڈس رہی ہے۔

شانتی: (جذباتی انداز میں) ایسی بے احتیاطی کریں گے تو مجھے کچھ ہو جائے گا۔

رام: (کھسیانے انداز میں) یہی بے احتیاطی ۔۔۔ ماں ٹھیک کہتی ہیں کہ اس نے آٹھ اولادیں پیدا کی ہیں سب زندہ ہیں کوئی منگا بھوکا نہیں رہا۔

شانتی: تو کیا راجیو بھی۔۔۔۔

رام: ہاں راجیو بھی۔۔۔۔ ان رینگتے ہوئے کیڑوں کی طرح پلے گا جن کا خوف تمہارے اور میرے بیچ ہر رات حائل رہا ہے۔ شانتی آج تو بادلوں کو کھلے آنگن میں برسنے دو۔

شانتی: بھگوان کے لیے جذباتی نہ بنئے میں اپنے آدرش کو یوں ڈوبنے نہیں دوں گی۔

رام: آدرش لگتا ہے تم ابھی تک سپنے کی دنیا میں ہو۔

شانتی: ہاں۔ اور آپ کو میرے ساتھ اس دنیا میں واپس لوٹنا ہوگا۔

رام: شانتی اب یہ ممکن نہیں، میں ٹوٹ گیا ہوں، مجھے ریزہ ریزہ بکھرنے دو۔

شانتی: نہیں میں آپ کو بکھرنے نہیں دوں گی۔

رام: شانتی میں تھک گیا ہوں، میں سونا چاہتا ہوں۔ اپنی باہوں میں سلا لو۔

شانتی: آیئے سو جایئے میری باہوں میں۔

رام: اور تم؟

شانتی: میں خواب بن کر آپ کی آنکھوں میں تیرتی رہوں گی۔

رام: کب تک؟

شانتی: جب تک آپ سوتے رہیں گے۔

(رامپور سے نشر)

سیلاب

بانو سرتاج

شہر والوں نے اتنا گہرا پانی زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ ہلکی اور مسلسل بارش گزشتہ چار روز سے ہو رہی تھی تمام گڑھے بھر گئے تھے۔ سڑک کی دونوں طرف مٹیالے رنگ کے پانی کی ہموار ساکن چادر باوقار سنجیدگی سے بہہ رہی تھی۔ میدانوں اور کھیتوں میں تاحد نگاہ پانی نظر آتا تھا جس میں غرق شدہ لاوارث سامان جانوروں اور انسانوں کی لاشیں اور سالم درخت اچھلتے کودتے غوطہ کھاتے دکھائی دے رہے تھے۔ درخت پانی کی سطح پر اُگے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ ٹہنیاں جا بجا جھک کر پانی سے سرگوشیاں کر رہی تھیں۔

پانچویں روز بجلی یوں چمکنے اور کڑکنے لگی جیسے کوئی توپخانہ رہ رہ کر گولہ باری کر رہا ہو۔ اڑتالیس گھنٹوں کی جدوجہد کے بعد ندی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ کنارے ٹوٹ گئے۔ پانی شہر میں گھس آیا۔ پانی کا یہ غیظ و غضب گزشتہ کئی برسوں میں سامنے آیا تھا۔ مکانوں کے چبوتروں اور ڈیوڑھیوں کو پانی نے کاٹ دیا۔ کہیں کہیں تو مکانوں کے صرف چھجے ہی سطح آب سے اوپر نظر آ رہے تھے۔ جگہ جگہ بل کھاتی پانی کی نالیوں نے شہریوں کو گھروں تک محدود کر دیا کل تک جو پانی معصوم اور بے ضرر نظر آتا تھا، آج اس نے غصے میں بپھر کر پلوں کے جنگلے توڑ دیے، ریل کی پٹریاں اکھاڑ دیں۔ غرضیکہ اپنی طوفان خیزیوں سے سب کو دہلا کر رکھ دیا۔

ہزارہا اشخاص بے گھر ہو گئے۔ مکانوں کی چھتوں اور درختوں کی چوٹیوں پر سیکڑوں اشخاص اٹک گئے۔ لمبے تھکا دینے والے انتظار کے بعد چھٹا دن نکلا تو اڑتے ہوئے بادلوں کی وجہ سے صبح دھندلی، بے رنگ، بے تکی اور سہمی سہمی تھی..... مگر بارش جیسے دم لینے کو رکی ہو۔ دوپہر تک اطمینان کا سانس لے چکی تو نئے حوصلے کے ساتھ برسنا شروع کیا۔ مسلسل .... ابتدا میں ہلکی .... پھر دھواں دھار......

دسنتا شہر کے شمال مغربی علاقے کی خبریں بدامی کو سُنا رہا تھا کہ ان علاقوں کے ساتھ جنوبی علاقے تک سیلاب زدگان کو اسکول کی بلڈنگوں میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ ان گنت کشتیاں پناہ گزینوں کو محفوظ مقامات تک پہنچانے میں مصروف ہیں متعلقہ افسران سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کر رہے ہیں۔

"اور سنتی ہے بدامی۔ کل سبیرے تک ڈیم کا پانی بھی سایدچھوڑا جائے گا۔"

"وہ پانی ادھر تو نہیں آئے گا رے؟" بدامی سہم کر بولی۔ ٹین کی چھت پر پڑتی ہوئی ٹپ ٹپ کی کرخت آوازیں پہلے ہی اسے خوفزدہ کر رہی تھیں۔

"جھرپٹ اور مچھی نالہ ..... ان دونوں کے تو اور چھو کا پتہ نہیں۔ امرائی ندی بھی اپنی چھمتا سے ادھک پانی لے چکی۔ ڈیم کا پانی چھوٹا تو سیدھا ادھر ہی آئے گا۔"

"تو کھا مکھاہ لوگن کو ڈبانے کے واسطے ڈیم کا پانی چھوڑا ہی کیوں جاوے؟" بدامی تنک کر بولی۔

"اوندھی کھوپڑی کی ہے تو۔ ڈیم کا پانی چھوڑا نہ گیا تو لاکھوں روپیہ کھرچ کر کے بنایا گیا ڈیم ٹوٹ جائے گا۔ بھاری نکسان ہوگا سرکار کا۔"

"ڈیم لاکھوں کا ہے تو گریبوں کے پران کیا پھوکٹ ہیں؟" بدامی کی دلیل تیار تھی۔

"سرکار ڈیم بھی بچائے گی اور پران بھی۔ اور تجھے بتا کیا رہا ہوں۔ سب کو مہپھوج جگہ پہ لے جا رہی ہے۔ اپی طرح سے بھاکری اور چون کھلا رہی ہے سرکار۔ پتہ ہے وہ ادھر جھرپٹ نالے پر پچاس ساٹھ لوگ اٹک گئے۔ پسیری مل کی حویلی کے اوپر بیٹھے ہیں۔ انھیں ہیلی کاپٹر سے کھانا پہنچایا سرکار نے۔ تو نے دیکھا نہیں؟ آواز نہیں سُنی؟ اتنا بڑا ہیلی کا پٹر آیا تھا۔"

"میں سمجھی سرکار لوگ گھومنے نکلے ہیں۔" بدامی نے سادگی سے کہا۔

"پگلی! پانی میں کیا موٹر چلتی ہے۔ ہیلی کاپٹر سے اوپر اوپر گھوم کر کھبر لیتے ہیں پھر کھانا پہنچاتے ہیں۔ کم کام رہتا ہے سرکار کو۔" وسنتا نے کہا پھر ادھر ادھر دیکھ کر سرگوشی میں بولا۔ "گھوسنا ہوئی ہے یہ علاقہ کھالی کر کے سب کو ادھر رام نگر کے اسکول میں جانا ہے۔ منتری صاحب، کلکٹر صاحب خود آئے ہیں سب سے بنتی کر رہے ہیں کہ ترت پھرت یہاں سے نکل جائیں۔"

"تو چل باندھ لیں جو تھوڑی بہت مال متا ہے۔ لہانو اور سبنھا کو بلا لے جلدی سے۔" بدامی پھرتی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"پہلے بات تو سُن لے۔ چلی سامان باندھنے کو۔" وسنتا چڑھ کر بولا۔

"تیری بات سننے میں دو چار برتن بھانڈے جو ہیں وہ بھی رہ جائیں گے اور گئے ہپنے کے لائے ہوئے بانس بھی۔ پھجول میں نکسان ہو جائے گا۔"

"میں تیرا پھائدہ کرنے کی سوچ رہا ہوں۔" وسنتا نے پھر اپنی آواز دھیمی کر لی۔ "منتری صاحب نے گھوسنا کی ہے کہ جو لوگ سیلاب میں مارے جائیں گے ان کے رستے داروں کو روپیہ دیا جائے گا۔"

"تو ہمارا کون مرا ہے جو ہمیں روپیہ ملے گا۔" بدامی کو حیرت ہوئی۔

"مرا نہیں ہے تو مر جائے گا۔ اپنی سامنلی ہے نا۔ اس کا جینا کس کام کا؟ مر کر وہ ہمیں البتہ پھائدہ پہنچا سکتی ہے۔"

"سامنلی! ہے بھگوان!" بدامی دھک سے رہ گئی۔ سر اٹھا کر دیکھا کونے میں بیٹھی سامنلی مسلسل ہنسے جا رہی تھی

وسنتا اور بدامی بانس کی ٹوکریاں، ٹٹے وغیرہ بنا کر گزر بسر کرتے تھے۔ ان کی بستی وڈر گاؤں کی تھی..... اپنا بنایا سامان شہر میں فروخت کرتے جو پیسہ ملتا اس سے ضروریات کا سامان خرید کر واپس ہو جاتے۔ بدامی نہایت پُرحوصلہ عورت تھی۔ شہر کے مشرقی علاقے میں جب بہت سے لوگ جھونپڑیاں بنانے لگے تو وہ خود ہی پہلے دن بانس گاڑ کر جگہ گھیر آئی۔ وسنتا ڈرتا رہا۔ بدامی نے ٹٹے کی دیواروں پر مٹی تھوپ، ٹین کی چادر ڈال پانچ دن میں گھر کھڑا کر لیا..... لہانو پیدا ہونے والا تھا جب نزول آفس سے لوگ جھونپڑیاں گرانے آئے تھے۔ بدامی نے اپنے آنے والے بچے کی دہائی دے کر ایسی ایسی گالیوں سے انھیں نوازا تھا کہ وہ پانی پانی ہو کر لوٹ گئے تھے۔ سرکار جو جھونپڑی خالی نہ کرا سکی تھی، قدرت کے ہرکارے باآسانی خالی کرا دے رہے تھے۔

لہانو اور سبنھا کے بعد شاملی پیدا ہوئی تھی۔ خوب کالی کلوٹی اس لڑکی کا نام بدامی نے شاملی رکھا تھا۔ شاملی چار سال کی تھی کہ سخت بیمار پڑ گئی خوب علاج کرایا گیا۔ مگر ہونی ہو کر رہی شاملی بچ گئی مگر اس کے پاؤں جاتے رہے۔ وہ چلتی مگر پاؤں ٹیڑھے میڑھے پڑتے۔ جیسے جیسے اس کی عمر بڑھی پاؤں جسم کا بوجھ سنبھالنے سے معذور ہوتے گئے۔ تب شاملی چاروں ہاتھوں پاؤں سے چلنے لگی۔ وہ دماغی طور پر بھی کمزور ہو گئی تھی۔ زبان میں لکنت آ جانے سے اس کے کہے الفاظ سمجھ میں نہ آتے تھے۔

ابتدا میں شاملی بانس کی عمدہ ٹوکریاں بنا لیتی۔ بدامی مطمئن تھی کہ چلو کسی کی محتاج نہ رہے گی۔ مگر جلد ہی اس کی خوش فہمی دور ہو گئی۔ ایک دن شاملی نے ٹوکریاں بناتے بناتے بانس کی کھپچیوں کے بالشت بھر کے ٹکڑے کر کے ساری جھونپڑی میں بکھیر دیئے اور لگاتار قہقہے لگانے لگی۔ پھر تو اس کے ہاتھ کوئی سامان لگا اور اس نے ٹکڑے کیے۔ اب وہ ایک بے مصرف اور ناکارہ وجود ہو کر رہ گئی۔ جسے صرف دو باتوں کی سدھ تھی۔ کھانا اور رفع حاجت۔ بقیہ وقت وہ بیٹھی ہنسا کرتی۔ بدامی اپنی قسمت کو روتی۔ اکثر ہی جب شاملی وسنتا کے لیے رکھا ہوا کھانا چٹ کر جاتی تو بدامی اسے جی بھر کر کوستی۔ اس کے مرجانے کی دعائیں مانگتی۔ مگر وسنتا کی تجویز سُن کر وہ سر سے پاؤں تک کانپ گئی۔

"نہ لہانو کے باپو۔ یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ اپنے ہاتھوں اپنی سنتان کی ہتیا مجھ سے نہ ہوگی۔"

"تیرے کو کچھ نہیں کرنا ہے۔ بھگوان کھد ہماری مسکل آسان کریں گے۔ اندھیرا پھیلتے ہی ہم یہاں سے نکل جائیں گے کسی کو یہ دیکھنے کا ہوش نہ ہوگا کہ کون گیا کون رہا۔ رات کو ہم شور مچا دیں گے کہ ہماری پتریا پانی میں بہہ گئی۔ سرکار دوبارہ جھونپڑا بنانے کو سامان دے گی، ہرجانہ بھی دے گی۔ پھر چاہے تو اپنی پتریا کی پوجا کرنا۔ ویسے تو وہ کسی کام کی ہے نہیں۔"

پتریا..... پوجا..... ہی ہی ہی..... کھی..... کھی کھی۔

شاملی ہنس رہی تھی۔ یہ اس کی خاص ادا تھی۔ جو لفظ کانوں میں پڑ جاتا گھنٹوں اسے دہرائے جاتی..... بدامی گم سم اس پر نظریں جمائے سوچ رہی تھی کہ کیا ماں ہو کر وہ بیٹی سے آنکھیں

پھیر سکے گی۔ وسنتا کا کیا؟ وہ مرد ہے۔ مرد ہر بات میں اپنے مفاد پر نظر رکھتا ہے..... مگر..... اس میں برائی بھی تو کوئی نہیں۔ مگر شاید وہ چین پا جائے۔ گھر میں سب اس سے عاجز.... وہ خود اپنی بے چارگی سے نالاں۔

شام کو بسیں آگئیں۔ بدامی نے روٹیاں بنا کر شاملی کو کھلا دیں وہ اوندھی پڑ کر سو گئی۔ وہ سب سامان سنبھال کر باہر نکلنے کو ہوئے۔ وسنتا نے شاملی کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا شاید اس کا من بھر آیا تھا مگر دل پر پتھر رکھ کر وہ نکل گیا۔ بدامی کے قدم من من بھر کے ہو گئے تھے۔ وسنتا جب زبردستی اسے لے گیا تب بھی وہ مڑ مڑ کر جھونپڑی کو دیکھ رہی تھی۔ بارش مسلسل ہو رہی تھی۔

لنگر سے کھانا لے کر سب نے کھایا اور جہاں جگہ ملی پڑ کر سو گئے۔ بدامی آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔ کئی لوگ بھی نیند کا بہانہ کیے لیٹے تھے ... پیچھے چھوٹ گئے مکان اور سامان کی فکر انھیں سونے نہیں دے رہی تھی۔ وسنتا دو تین گھنٹے سو کر اٹھ گیا ــــ" بدامی .... چل اُٹھ۔ وکھت آگیا چلیں"۔ اُسنے اندھیرے میں بدامی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ بدامی جہاں سوئی تھی وہاں نہیں تھی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اُٹھ کھڑا ہوا ....

" ساملی وہ جرور ساملی کی ترپھ گئی ہے" وہ بدبدایا اور دیوانہ وار بھاگنے لگا...... ایک ہوم گارڈ نے اسے روکا۔ وہ چلایا "میری پتریا دماگ سے اتری ہوئی ہے۔ وہ جھونپڑے کی طرف گئی ہے۔ میری گھروالی کا بھی پتہ نہیں۔"

یہ جان کر کہ اس کا گھر شام نگر کی جھونپڑ پٹی میں ہے ہوم گارڈ کا جوان بولا " ٹھہرو۔ ادھر پیدل نہ جاؤ۔ ہمارے ساتھ چلو۔ اُدھر ڈیم کا پانی بھر گیا ہے۔ خطرہ ہے۔"

" مگر پانی تو سبیرے چھوڑا جانا تھا" وسنتا بدحواس ہو گیا۔

بڑھنے پر پانی چھوڑنا ہی پڑا ...... بہت جانی نقصان ہوا ہے۔"

شام نگر کو ڈیم کے پانی نے سمندر بنا دیا تھا۔ کئی گاڑیوں کی ہیڈلائٹس پانی پر پڑ رہی تھیں۔ انسان اور جانور لہراتے ڈوبتے گزر رہے تھے۔ ہوم گارڈ کے جوان رسیاں پھینک پھینک کر انھیں کھینچنے کی ناکام کوششیں کر رہے تھے۔ جھونپڑ پٹیوں کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔

وسنتا نے حلق پھاڑ پھاڑ کر بدامی کو آوازیں دیں۔ جواب میں لہروں کے شور کے سوا کچھ نہ سنائی دیا۔

چند لمحوں بعد کوئی پانی میں جدوجہد کرتا نظر آیا۔ یہ نہ سمجھ میں آسکا کہ وہ دھارے کے آگے آگے بھاگ رہا ہے یا دھارے کی زد میں آکر چکرا رہا ہے۔ اس نے سر پہ کوئی بوجھ اٹھا رکھا تھا۔ جوانوں نے رسہ پھینکا اور بالآخر لہروں سے جوجھتا وہ انسان پھندے کی پکڑ میں آگیا۔ اسے کھینچ لیا گیا۔

" بدامی ـــ" وسنتا پاگلوں کی طرح دوڑا۔

وہ بدامی ہی تھی۔ اس کی کمر میں ایک ٹائر بندھا تھا کاندھے پر شاملی تھی جس نے چاروں ہاتھوں پاؤں سے اس کے سر کو جکڑ رکھا تھا۔ پانی .... پانی .... پور پور گرد و پیش سے بے نیاز وہ ہنس رہی تھی۔ اور وسنتا، بدامی پر نظریں جمائے سوچ رہا تھا کون سا سیلاب زیادہ عظیم ہے .... ممتا کا وہ سیلاب جو بدامی کو گہرے پانیوں میں کھینچ لے گیا، یا بپھری لہروں کا وہ سیلاب جس نے ممتا کی عظمت کو سلام کرتے ہوئے دونوں کو بہ حفاظت خشکی پر پہنچا دیا۔

(آکاشوانی ناگپور سے نشر)

بانو سرتاج
بتوسط قاضی اے۔ اے
سول لائنز۔ چندرپور ۴۴۲۴۰۱ (مہاراشٹر)

افسانہ

گریاں لمحوں کی تلاش

محمد اکرام فرحت

وہ بہت دیر سے اپنی بیوی کے سونے کا انتظار کر رہا تھا۔

مگر اس کی بیوی بار بار کروٹ بدل کر اپنے جاگنے کا اعلان کرنے پر مصر تھی۔ بات ایسی نہ تھی کہ وہ اپنی بیوی سے چھپ کر کوئی جرم کرنا چاہتا تھا۔ یا اس کے سو جانے پر اسے چھوڑ کر بھاگ جانا چاہتا تھا ـــ اس سے کوئی رنجش یا کوئی شکایت تھی.... یا کچھ اور.... بات صرف اتنی تھی کہ وہ رونا چاہتا تھا ـــ خوب جی بھر کر رونا چاہتا تھا۔ ٹپ ٹپ کرتے ہوئے آنسوؤں سے اپنے دامن کو بھگو لینا چاہتا تھا۔ اس لیے تنہائی کا متلاشی تھا۔ تاکہ کوئی اس کے رونے کی وجہ نہ دریافت کر سکے ـــ ویسے رونے کی کوئی بات بھی نہ تھی.... مگر وہ رونا چاہتا تھا ..... انسانی زندگی میں شاید ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ کبھی کبھی بلاوجہ رو دیا جائے..... بلاوجہ ہنسنے کو جی چاہے ..... شاید یہ اپنے معاشرے کی خاص بات ہے ... !!

وہ آج دفتر ذرا دیر سے پہنچا تھا۔ ڈرتے، ڈرتے، سہمتے سہمتے .... کہ آج پھر باس سے بات سننا پڑے گی ـــ لیکن جیسے ہی وہ آفس کے دروازے تک پہنچا تو اسکا ایک ساتھی بڑے زوروں سے قہقہہ مار رہا تھا۔ اس کا دل مطمئن ہو گیا کہ ابھی تک باس دفتر نہیں پہنچا ہے ----- .... اس کا وہ ساتھی اب بھی بے تکان ہنسے جا رہا تھا.... اور بس اسی لمحے اسے خیال آیا کہ وہ جب ہنس رہا ہے تو مجھے رونا چاہیئے..... اور سچ مچ اس کا دل بہت اداس ہو گیا۔ وہ کیوں ـــ کس لیے .... کس پر رونا چاہتا تھا.... ایسے سوالات کے جواب اس کے پاس کبھی نہ رہے۔ ..... لیکن اب وہ رونا چاہتا تھا۔ اور رونے کے لیے اسے کسی مناسب جگہ کی تلاش تھی۔ جہاں اسے کوئی دلاسہ نہ دے ہمدردی نہ جتائے۔ کوئی سوالات نہ کرے۔ جتنی دیر تک اسکا جی چاہے روئے.... یا چپ ہو جائے۔ لہٰذا دفتر میں موقع نہ پا کر گھر تک کے لیے ارادہ موقوف کر دیا.... اور اسی لیے اب گھر پر انتظار کر رہا تھا۔

ـــــــــ رات کافی بیت گئی۔ اور اس کی بیوی اب تک نہ سوئی تھی..... اس نے اپنے رونے کا ارادہ فی الحال موقوف کرنا ہی بہتر سمجھا کہ اب اس کی بیوی اٹھ جائے گی ـــ اور ارے آپ اب تک نہیں سوئے؟ کیا کر رہے ہیں ـــ؟ کیا سوچ رہے ہیں ـــ؟ ایسے بہت سارے سوالات کا بوجھ ڈال کر پھر نیند کے خراٹے لینے لگے گی ـــ یا پھر اس کی سات سال کی بیٹی رومی اٹھ کر اس کے ساتھ رونے لگے گی۔ اس لیے کل کیوں نہ دفتر ہی میں رو لیا جائے۔ دفتر کا کمرہ ساؤنڈ پروف بھی ہے۔

دوسری صبح وہ اپنے وقت مقررہ سے کچھ قبل ہی اٹھ گیا ..... اور دفتر جانے کے وقت کا انتظار کرنے لگا... انتظار کا کرب لمحہ بہ لمحہ شدید ہونے لگا..... دفتر جلد پہنچ جائے ..... پھر جلد ٹفن کا وقت ہو۔ تنہائی ہو.... ویرانگی.... خوب جی بھر کر رو یا جائے .... صرف رونا اس کا مقصد تھا ـــ حالانکہ اس کو خوب اچھی طرح یاد تھا کہ وہ اپنی پہلی بیوی کے انتقال پر بھی نہ رویا تھا جبکہ وہ اپنی بیوی سے بے انتہا محبت کرتا تھا ـــ جی جان سے چاہتا تھا ـــ اور وہ تو اپنی ماں کے مرنے پر بھی نہ رویا تھا۔ جیسا کہ رونا چاہیئے تھا۔ پتہ نہیں ان دنوں کیوں رونے کا جی ہی نہیں چاہتا تھا۔ بلکہ اسکی ماں کی موت پر جو لوگ اسے پُرسہ دینے آتے تھے تو انھیں دیکھ کر اسے ہنسی آتی تھی مگر وہ ہنس بھی تو نہیں سکتا تھا۔ اس لیے کہ مرنے پر ہنسا نہیں بلکہ رویا جاتا ہے۔ جب اسے بناوٹی رونی صورت اختیار کرنا پڑتی تھی ـــ اسے ہنسی اس لیے آتی تھی کہ پرسہ دینے والے لوگ گھر کے باہر ہی سے ایسا روتے بلکتے آتے تھے جیسے انھیں کی ماں مر گئی ہو.... خصوصاً عورتیں تو ایسا پھوٹ پھوٹ کر روتی تھیں کہ کبھی کبھی بے ساختہ اس کی زبان سے نکل جاتا تھا کہ کیا ہوا خالہ.....؟ لیکن پھر فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس کر کے رونے کی ناکام کوشش کرنے لگتا تھا .... حالانکہ پرسہ دینے والے لوگ خوب اچھی طرح واقف تھے کہ ہر ایک نفس کو مرنا ہے .... بھلا اسی پچاسی سال کی تھکا دینے والی عمر کیا کم تھی..... اور وہ بھی بیماریوں سے

نڈھال۔ آنکھ سے مجبور ولاچار ـــــ دھرتی پر ایک بوجھ ـــــ!! مگر ناٹک کرنا بھی ضروری تھا ـــــ!

یک بیک اسے یاد آیا کہ اسے تو آج رونا ہے۔ اس نے ایک سرسری نگاہ پورے دفتر پر ڈالی ٹفن کا وقت ہو چکا تھا بہت سارے لوگ جا چکے تھے۔ مگر کچھ لوگ ابھی اپنی کرسیوں پر ٹیک لگائے آرام سے بیٹھے تھے جیسے انھیں کہیں جانا نہ ہو۔ ... بڑا بابو جی ابھی تک اپنی کرسی سے چپکا ہوا تھا اور اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگ خوش گپیوں میں مشغول ہو چکے تھے۔ ان کے اٹھ کر جانے کے آثار بالکل نہیں تھے۔ اس نے سوچا اتنے لوگوں کی موجودگی میں رونا مشکل ہے۔ کیوں نہ باہر لان میں کوئی جگہ ڈھونڈی جائے ..... لان پر جا بجا لوگ بکھرے پڑے تھے۔ کوئی کھانا کھانے میں مشغول تھا ـــ کوئی سبز سبز گھاس پر لیٹا آرام کر رہا تھا۔ ۔ کچھ لوگ تاشوں سے دل بہلا رہے تھے ـــ اور کچھ لوگ نہایت رازدارانہ گفتگو میں معروف تھے۔ وہ تمام لوگوں سے بچ بچا کر ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ اور رونے کا موڈ بنانے لگا۔ ۔ ۔ اور ابھی صرف چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اس کی بغل میں بیٹھنے والا کلرک سنہا، اس سے مخاطب تھا۔

کیوں یار ـــــ آج بہت اداس دکھائی دے رہے ہو؟ کیا بات ہے؟ گھر والی سے جھگڑا ہو گیا ہے کیا ـــ؟

اسے کیا بتاتا۔ خاموش رہا۔ مگر اس کا اصرار بڑھتا گیا۔ بڑی مشکل سے اسے کنونس کیا کہ کوئی بات نہیں ہے ـــ؟ لیکن تب تک ٹفن کا وقت گزر چکا تھا۔ اور سب لوگ دفتر کی سیڑھیاں چڑھنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں مصروف ہو چکے تھے۔ اس لیے فی الحال اپنا پروگرام اسے منسوخ کرنا پڑا۔ اور اب وہ اپنے دفتر میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ آخر کونسی ایسی جگہ ہو سکتی ہے جہاں وہ بیٹھ کر خوب روئے۔ جہاں اسے بیجا سوالات کر کے پریشان نہ کیا جائے ـــــ اس کا ذہن تھک گیا۔ اور اسے اپنی شکست خوردگی کا احساس ہونے لگا... اور پھر شام کو جب گھر لوٹا تو ایک لمحہ کے لیے خوشی سے اس کی باچھیں کھل گئیں۔ اس کی بیوی یک بیک اپنے میکے چلی گئی تھی..... اب وہ صرف آج رات کے لیے تنہا تھا گھر کی کنجی اسے اپنے پڑوس میں ملی تھی ـــ بڑا سنہرا موقع اسے ہاتھ آگیا تھا۔ وہ فوراً بازار کی طرف لوٹ گیا تاکہ اپنے کھانے کا کچھ انتظام کر لے۔ خواہ مخواہ کھانا بنانے میں وقت برباد کرنے کا موقع نہیں تھا..... بازار میں چند دوستوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

آؤ..... آؤ۔ یار بہت دنوں کے بعد ملاقات ہوئی ہے۔ کیسے آج ادھر سورج نکل آیا ہے؟

کیا کروں ـــ دفتر سے لوٹنے کے بعد بال بچوں سے فرصت کہاں ملتی ہے۔

تب آج کیسے.....؟

آج بیوی میکے چلی گئی ہے۔ کچھ ضروری کام تھا.... سوچا آج ہوٹل سے کھانا لے آؤں۔ اور کچھ ضروری کام....!!

ارے چھوڑو یار.... میرے یہاں کھا لینا ـــ شمسی نے آفر دیا۔

ـــــ بڑی مشکلوں سے وہ ان لوگوں سے پیچھا چھڑاتے ہوئے جال سے نکلنے میں کامیاب ہوا اور بھاگ کر گھر پہنچا..... وقت بہت قیمتی تھا..... اگر آج کی رات بھی وہ اپنے پروگرام میں ناکام ہو گیا۔ تو پھر دوسرا موقع ملنا آسان نہیں تھا ـــ لیکن تب تک تو رات کے آٹھ بج چکے تھے ـــ ورنہ گھر پر سناٹے کی حکمرانی تھی جو ہر وقت اسے بہت اچھا لگ رہا تھا ـــ ورنہ تنہائیاں تو اسے ڈسنے لگتی تھیں۔ اسے بہت خوف آتا تھا ـــ تنہائیوں سے۔ مگر آج کی بات ہی کچھ اور تھی۔ آج اپنی خواہش کی تکمیل کا دن تھا...... لیکن یکایک اس کا خیال بھٹک گیا۔ اس کی بیوی میکے گئی ہے ـــ گھر اتنی جلدی [illegible] بچے دوڑ بھاگ رہے ہوں گے ـــ یہاں تو عیش... پتہ نہیں ان کی طبیعت کیسی ہو...؟ [illegible] ہو... بہ سہ دوا لے کر چلی گئی ہے کہ نہیں ـــ؟ اس طرح کے [illegible] خیالات میں وہ گھر سا گیا... اور جب گھڑی پر نظر گئی تو رات کے دس بج رہے تھے۔ [illegible] کھانا کھا لیا جائے ـــــ تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے بستر پر بیٹھ کر رونے کا موڈ بنانے لگا ـــــ لیکن یہ کیا؟ اسے تو رونا نہیں آرہا تھا ـــــ بہت سارے اداس لمحوں کو اس نے اکٹھا کیا... مگر وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکا ـــــ وہ دکھ بھرے لمحوں کا تنکا رنوبروز ہو گیا... مگر ان پر آنسو بہانا کوئی آسان و سہل کام نہ تھا ... وہ گزرے ہوئے ان گنت لمحوں کے جال میں الجھ کر رہ گیا اور نہ جانے کب اسے نیند آگئی ـــــ صبح جب وہ اٹھا تو اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں جیسے وہ نیند میں ساری رات ہی روتا رہا ہو..... تکیہ بھی کچھ بھیگا بھیگا تھا ـــــ اور جیوں ہی اسکی نظر گھڑی پر گئی تو وہ بوکھلا گیا۔ دن کے نو بج رہے تھے ...... اُف۔ ابھی شیو کرنا تھا..... غسل کرنا تھا... کپڑے پہننا تھا.... ناشتہ کرنا تھا..... اور ٹھیک ساڑھے نو بجے بس سے "کیتو" میں کھڑا ہونا تھا ـــــ ورنہ وقت پر دفتر پہنچا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ وہ جلدی جلدی روزانہ کے معمولات انجام دینے لگا ـــــ بہت جلدی جلدی کرنے پر بھی اسے دفتر پہنچنے میں آدھ گھنٹہ کی تاخیر ہو گئی تھی۔ وہ تو قسمت اچھی تھی کہ بڑا صاحب ابھی تک دفتر نہیں آیا تھا۔ ورنہ اس کی درگت بن جاتی..... اور پھر دن بھر کے لیے اس کا موڈ خراب ہو جاتا ـــــ تب اس کی ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے سوچا کہ رونا کتنا کٹھن اور مشکل کام ہے ـــــ رونے کے لیے وقت۔ موقع.... لمحہ.... ہر شئے کی بڑی اہمیت ہے..... وہ لمحوں کی صلیب پر جھولتا بہت دور نکل گیا ـــ!!

(پٹنہ سے نشر)

محمد اکرام فرحت
نواب کوٹھی۔ دیگھا گھاٹ پٹنہ ۱۱

میں بہت تھک گیا ہوں، ایسا لگتا ہے سفر یونہی جاری رہے گا عجب نہیں کہ یہ راہیں ہمیشہ کے لیے مجھے اپنے اندر سمیٹ لیں ـــــ دن بھر کڑی دھوپ میں مجھے چلنا پڑتا ہے۔ اس امید میں کہ شاید آج کوئی صحت مند تبدیلی آئے گی لیکن ایسا نہیں ہوتا بہت ہوا تو نئی صبح کے انتظار میں کہیں نیند آگئی پھر بھی آج تک میں نے صبح کا سورج نہیں دیکھا کیونکہ نیند ٹوٹتے ہی بھاگ دوڑ شروع ہو جاتی ہے۔

جستجو کا لامتناہی سلسلہ۔ ہم ان کے بیکراں سمندر کی گہرائیوں میں کھوتے جا رہے ہیں سنتے ہیں سمندر کے پاس بہت کچھ ہے وہ چاہے تو سارے جگ کو پال سکتا ہے۔ میرا خیال ہے [illegible] بھی یہی سوچتے ہوں گے۔ یہ طے ہے کہ ہم تخیل کی دنیا میں ہی [illegible] کو کھوتے ہیں کیونکہ ہماری دنیا کے بیشتر لوگوں کو کوئی [illegible] بھی حاصل نہیں ہے کسی نے اگر چھلانگ لگانے کی کوشش کی تو پھر اس کا وجود ہی ہمیشہ کے لیے موجوں میں دفن ہو جاتا ہے پھر بھی ایسے لوگ اپنی پہچان ضرور بنا جاتے ہیں لیکن اس کا حاصل کیا ہے؟ جو شخص ساری زندگی خود کو مٹا کر دوسروں کو زندہ بھی رکھتا ہے تو ایسا کرنے سے اسے کیا مل پاتا ہے؟ یہاں سب [illegible] بھول جاتے ہیں یا بھول جانے کا سوانگ رچتے ہیں شاید اسی لیے ہم میں سے بیشتر لوگ یہاں آتے ہیں ـــ [illegible] والے لوگ بہت ملتے ہیں کہ ان کے دکھ کا کارن صرف [illegible] ہی [illegible] ہے [illegible] میں بھی [illegible] کہ سب [illegible] جاؤں پھر بھی رہ جائے کیوں آسمانوں میں لکھی ہوئی تحریر دھندلی نہیں ہوں۔ جب کبھی نگاہ اوپر چلی جاتی ہے تو مجھے سب کچھ بار بار لگتا ہے خاص طور پر زندگی کا وہ موڑ جب میں نے سوچا تھا کہ اپنے باپ کی جمع کی ہوئی دولت کے سہارے ہزاروں خوبیاں پیدا کرنے کے ساتھ ہی ایک الگ پہچان بھی بنا سکوں گا ـــ ـــ ـــ میں نے ایسا کیا بھی تھا۔

ہاں تو میرا اصل نام شیخ علی شہباز ہے۔ میرے والد کا بھی یہی نام تھا کہ ہمارے پرکھوں کو بھی اسی نام سے جانا جاتا ہے۔ ٹھیک چوبیس سال کی عمر میں میں اپنے باپ کی جائداد کا تنہا وارث ہو گیا۔ ماں باپ دونوں کا گزر جانا میری شخصیت کے لیے سودمند ثابت ہوا۔ پھر وہی دربار۔ لوگوں کی جھکی ہوئی نگاہیں۔ مدح سرائی۔ بچپن سے یہی دیکھتا آیا تھا۔ اس لیے میں بھی اس تہذیب کا اہم حصہ بن گیا۔ دوستوں کی الگ محفل ہوا کرتی تھی۔ اور رات کے پچھلے پہر تک موٹریں احاطے میں داخل ہوتی رہتیں۔ پہلے مجھے بھی یہ سب بہت اچھا لگا کہ دلچسپی کا سارا سامان گھر میں ہی موجود تھا۔ دولت کہاں کہاں چھپی تھی مجھے اس کا بخوبی علم بھی نہ تھا۔ ہاں یہ اندازہ ضرور تھا کہ ہم بھی شہر کے چند اہم رئیسوں میں شامل کیے جاتے رہے ہیں۔ دھیرے دھیرے جب اس ماحول سے اوبنے لگا تو تنہا تفریح کے لیے عام آدمیوں کی دنیا میں گیا۔ ہر قدم پر احساس ہوا کہ زندگی وہ نہیں جو ہم جیتے ہیں۔ صحیح معنوں میں زندگی دور تک پھیلی ہوئی فغاں بھیڑ کا نام ہے جہاں ہر چہرے پر فکر کی گہری پرچھائیاں تھیں آنکھوں میں جستجو ہے اور قدم تیز تیز۔ کچھ روز ان کے ساتھ زندگی گزارنے کا جو احساس ہوا، اسے میں ہر پل جگانا چاہتا تھا اور اسی دوران روبینہ سے ملاقات ہوئی۔ سیدھی سادی لڑکی لیکن

افسانہ

گھٹن

قاسم خورشید

آنکھوں میں غضب کی چمک شہر کی ایک باوقار سوشل ورکر۔ اس کم عمری میں ہی وہ جس قدر مقبول ہوئی تھی، عام حالات میں ایسا مشکل سے ہی ہوا کرتا ہے۔ اسے نہ جانے کیوں امیروں سے نفرت تھی۔ ہماری ملاقات نفرت سے ہی شروع ہوئی تھی لیکن اس نے جلد ہی مجھے سمجھ لیا۔ شاید اس لیے بھی کہ میں نے اپنی دولت کا ایک بڑا حصہ اس تحریک پر خرچ کر ڈالا تھا، وہ جس کا اہم عضو تھی۔ ان دنوں میں اپنی دولت کو ایک سمندر سمجھتا رہا۔ اس کے اصولوں نے مجھ میں کئی صحت مند تبدیلیاں پیدا کر دیں۔ اب ہم دونوں باضابطہ طور پر اس تحریک کے لیے کام کرنے لگے۔ میں نے روبینہ کو ایک جلسے میں بہت جذباتی ہو کر یہ کہتے ہوئے بھی سنا تھا کہ ——

"شیخ علی شہباز بھی شہر کے چند امیروں میں ایک ہیں، لیکن انھوں نے ہماری تحریک کو زندہ رکھنے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا۔ اگر اس سماج میں ایسے ہی کئی شہباز پیدا ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوں۔"

اب میرے دربار میں سر جھکانے والوں کی تعداد کم ہوتی جا رہی تھی۔ اس کی سب سے زیادہ خوشی روبینہ کو تھی۔ جب اس کی تحریک نے ایک ٹھوس شکل اختیار کر لی تو وہ مجھ سے بہت قریب ہو گئی اور بول اٹھی ——

"شہباز صاحب! میں نے سوچا تھا کہ کبھی خود کو ازدواجی رشتے میں نہیں بندھنے دوں گی۔ لیکن انسان تنہا کب تک چل سکتا ہے۔ میں جس اصول کے لیے خود کو وقف کرنا چاہتی ہوں، آپ اس کی خوبصورت علامت ہیں۔ ہم اس سماج میں پورے طور پر ایک طاقت بن کر ابھرنا چاہتے ہیں — آپ میرا ساتھ دیں گے؟"

"جب تک میں خود کو کافی دولت مند محسوس کرتا رہا۔ یقیناً تم سے بہت دور رہا کہ تمہیں امیروں سے نفرت تھی۔"

"یہ سچ ہے۔ میں تو چاہتی ہوں کہ اپنی ضرورت سے زیادہ ہمارے پاس کچھ بھی نہ ہو۔"

"میں تو سمجھ رہا تھا کہ میری دولت ایک سمندر کی طرح ہے جسے کبھی ختم نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن پچھلے دنوں اندازہ ہوا کہ اب مجھے بھی عام لوگوں کی طرح نوکری تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔"

جب روبینہ کو میرے وجود کے درپن کا دوسرا رخ بھی نظر آیا تو میں نے محسوس کیا کہ اس کے اصولوں میں اب پہلی سی شدت باقی نہ تھی۔ ملاقات کا وقت بھی کم ہوتا گیا اور جس روز میں نوکری کی تلاش میں باہر نکلا تو یقین تھا کہ وہ میری منتظر ہوگی۔ لیکن اسے دور دور تک نہ پایا تو تھوڑا دکھ بھی ہوا۔ اپنی اس جدوجہد کے بیچ مجھے یہ خبر ملی کہ روبینہ نے ایک پروگریسو لیڈر کے امیر بیٹے سے شادی کر لی —— پھر ہوا یوں کہ روبینہ کی جگہ ایک دوسری لڑکی اس مقام پر ملی لیکن وہ کسی سے بات تک کرنا نہیں چاہتی تھی، نہ جانے کون سا غم تھا اسے۔ بہت کریدنے پر پتہ چلا کہ وہ سماج کی ایک بدنام ترین لڑکی ہے جسے کئی بار دھوکہ دیا گیا۔ اسی لیے وہ نوکری کی تلاش میں تھی کہ تنہا زندگی گزار سکے۔ کئی سال کی کوششوں کے بعد بھی اسے نوکری نہیں ملی جبکہ وہ گریجویٹ تھی۔ میرے لیے اس کے دل میں جب ہمدردی کا جذبہ ابھرا تو میں اس کے قریب رہ کر بھی بہت دور ہونے لگا۔

بہت کوششوں کے بعد مجھے نوکری مل گئی لیکن اس دوران دوسری لڑکی ہمیشہ میرے دکھوں میں ساتھ رہی۔ تب میں نے بھی چاہا کہ وہ زندگی کے ان واقعات کو بھول جائے جہاں سے اس کے دکھوں کی کہانی شروع ہوئی۔ یہ تو مشینی عہد ہے یہاں سب کچھ ممکن ہے۔ احساس کی زمین پر زندہ رہنے والا شخص کبھی بلندیوں کو نہیں چھو سکتا لیکن اس کی اداسی کم نہ ہوئی۔ کبھی ہونٹوں پر مسکراہٹ نہ بکھری۔ نوکری کی تلاش میں اس کا ناکام ہونا میرے لیے اذیت ناک مرحلہ بن گیا پتہ نہیں اب کیوں اس کے بارے میں ہی سوچنے لگا تھا۔ خاص طور پر جب مجھے نوکری مل گئی تو وہ میرے لیے اور عظیم ہو گئی —— حالات نے ہم دونوں کو بہت قریب لا کر کھڑا کر دیا اور کسی کی پروا کیے بغیر میں نے اسے اپنی زندگی کا اٹوٹ حصہ بنا لیا۔ تب اس کی آنکھوں سے دریا رواں ہونے کے بعد سب کچھ مجھ میں سما گیا۔ شاید اس کے ماضی کا بوجھ بہت کم ہو گیا تھا۔ اب وہ ازدواجی رشتے کو نبھانے کے لیے خود کو تیار کرنے لگی تھی۔ شاید میں بھی خوش تھا۔

پھر کئی سال گزرے۔ نوکری مجھے مختلف شہروں میں لے گئی۔ اب میری بیوی بھی ایک مقامی اسکول میں نوکری کر رہی تھی، اس لیے اس کا ہر جگہ میرے ساتھ رہنا ممکن نہ تھا۔ ذمہ داریاں بڑھیں، بڑھتی گئیں۔

اب میں گزشتہ پندرہ برسوں سے پردیس میں رہ رہا ہوں۔ مہینے کی پہلی تاریخ سے پہلے مجھے چار خطوط یوں ملا کرتے ہیں۔

بیوی لکھتی ہے —"خرچ بہت بڑھ گیا ہے اسکول سے مجھے جو ملتا ہے کرائے میں لگا دیتی ہوں۔ اس لیے ہر ماہ دو سو روپے زیادہ بھیجنے کی کوشش کیجیے۔ آپ کو بھی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔"

بڑی بیٹی لکھتی ہے —" پاپا آپ بہت کنجوس ہو گئے ہیں۔ کب سے لکھ رہی ہوں کہ گھڑی خرید دیجیے لیکن آپ ہیں کہ سنتے ہی نہیں۔"

بیٹا لکھتا ہے —" پاپا مجھے ڈھائی سو روپے جیب خرچ کے لیے بھیجا کیجیے۔ بڑے اسکول میں پڑھتا ہوں۔ ہمارے دوسرے دوست بہت خرچ کرتے ہیں تب مجھے شرم آتی ہے۔"

چھوٹی بیٹی لکھتی ہے —" میں بھی بھیا کے اسکول میں پڑھوں گی، وہاں کا ڈریس بہت خوبصورت ہے۔"

کبھی کبھی مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں کسی تجربہ گاہ میں ہوں، اور ہر پل مجھ پر تجربہ کیا جا رہا ہے۔ مجھے شکایت نہیں کہ بیوی اور روپے چاہتی ہے۔ لیکن یہ کیا ہو گیا؟ اس نے بھی اپنے مقصد کو اتنی جلدی فاش کر دیا حالانکہ اسے اس بات کا علم تھا کہ میں اپنے خرچ کے لیے زیادہ روپے نہیں رکھتا اور اب تک ہر ماہ کے پہلے ہفتے میں روپے اس کے ہاتھ میں مل جاتے ہیں۔ آج ہمارے رشتے کی بنیاد کسی نہ کسی سطح پر شاید یہی ہے۔ خط میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جو اس کے دل کی گہرائیوں سے صرف میرے لیے نکلی ہو۔ دھیرے دھیرے میں سمجھنے لگا کہ وہ ان خوبصورت لمحوں کو نہیں بھول پائی ہے جہاں اسے چاہنے والے لوگ ملے تھے۔ اس نے کئی خوبصورت خواب بُنے۔ اپنے جسم کو ان لوگوں کے حوالے کسی مقدس رشتے کے نام پر کیا تھا کہ شاید ان میں سے کوئی اسے ہمیشہ کے لیے اپنا لے۔ وہ ان کی خوبیوں کا ذکر جھجکتی ہوئی ہر محفل میں کیا کرتی تھی۔ اس زمانے میں اس نے شہرت بھی حاصل کی۔ اسے سب کچھ عمارتوں میں ہی نظر آتا تھا لیکن جب وہاں سے بالکل برباد ہو کر زندگی کی اصل شاہراہ پر آئی تو اسے اپنی اہمیت کا اندازہ ہوا۔ ظاہر ہے چہرے پر اب پہلے جیسی چمک بھی نہ تھی۔ جسم بھی کھوکھلا ہو چکا تھا — اس کے مطابق زمانے نے اسے دھوکہ دیا تھا۔ اس کے چاہنے والے اپنی اپنی مرضی کے مطابق اپنا اپنا گھر بسا چکے تھے۔ مجھے اس نے جذباتی باتوں میں اس طرح الجھا دیا تھا کہ میری کہانی بھی اس سے ملتی جلتی نظر آئی۔ حالانکہ آپ سوچ سکتے ہیں کہ ہم دونوں میں کیا فرق تھا۔ اس نے سب کچھ اپنے سکھ کے لیے کیا تھا، دنیاوی سکھ کے لیے اور میں صرف دکھی ہونا چاہتا تھا۔ یہ اپنے اپنے دل کا معاملہ تھا کہ اس نے اپنا سب کچھ لٹانے کے بعد بھی مجھ سے شادی کرنے میں کوئی دشواری نہ محسوس کی۔ شاید اس کی زندگی کا مقصد بھی یہی تھا — لیکن میں کس قدر تنہا ہو گیا، کل وہ اپنے ماضی کو نہیں بھول پا رہی تھی اور آج میں اس کی گزری ہوئی زندگی میں الجھا ہوا ہوں کہ اب تو ہر پل اس سے بھی نفرت ہوتی جا رہی ہے۔

آج بھی اس کا کاروباری خط ملا۔ میرے ٹوٹ جانے کا آخری مرحلہ بھی ختم ہوا۔ ہر طرف کڑی دھوپ اور میری تنہائی — میں کس مقام پر آ گیا ہوں کہ ہر موڑ پر اگنی پریکشا دینی پڑتی ہے پھر آگ کا پھیلنا اور تیز ہو جاتا ہے —— اب یہ نہیں چاہتا کہ میری تنہائی بھی مر جائے کہ بہت تھک گیا ہوں۔ ایسا لگتا ہے سفر یونہی جاری رہے گا عجب نہیں کہ ایک دن یہ راہیں ہمیشہ کے لئے مجھے بھی اپنے اندر سمیٹ لیں۔ (پٹنہ سے نشر)

قاسم خورشید
ایجوکیشنل ٹیلی ویژن، ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی مہندرو۔ پٹنہ

دور درشن

دہلی
چینل ۴ تصویر 62.25 MHz
بینڈ ۱ آواز 67.75 MHz

مسوری
چینل ۱۰ تصویر 210.25 MHz
بینڈ ۳ آواز 215.75 MHz

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام

۶-۰۰ افتتاحی اعلانات (سوائے اتوار)
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ اور گمشدہ افراد سے متعلق اعلانات (سوائے ہفتہ)
۷-۰۰ کرشی درشن (پیر، منگل، بدھ اور جمعہ)

نیشنل پروگرام

رات

۸-۴۰ سماچار (ہندی خبریں)
۹-۲۰ دی نیوز (انگریزی خبریں)
۱۱-۴۵ نیوز ہیڈلائنز (ہفتہ کو ۲-۱۲ بجے)

اسکول ٹیلی کاسٹ

پیر

صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵ سائنس (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۱۰-۱۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

منگل

صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
انگریزی کا سبق (ساتویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ کیمسٹری (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ حساب (ساتویں جماعت)

بدھ

صبح ۹-۰۰ اور دوپہر ۲-۳۵
حساب (آٹھویں جماعت)
۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵ بائیولوجی (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور شام ۴-۴۵ سائنس (ساتویں جماعت)

جمعرات

صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵
جغرافیہ (دسویں جماعت)
۱۰-۵۵ اور سہ پہر ۴-۰۰ پرائمری اسکول کے لیے
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ سائنس (چھٹی جماعت)

جمعہ

صبح ۹-۴۰ اور سہ پہر ۳-۱۵
فزکس (دسویں جماعت)
۱۱-۱۰ اور سہ پہر ۴-۴۵ انگریزی کا سبق
(چھٹی جماعت)

یو جی سی پروگرام

دوپہر ۱۲-۴۵ اور شام ۴-۴۰
اعلیٰ تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے اتوار اور تعطیل)

●●●●●

اتوار

صبح

۹-۳۰ سرب سانجھی گوربانی/سنگیت
۹-۴۵ یوگ اور سواستھ
۱۰-۰۰ اپّو اور پپّو (ہندی سیریل)
۱۰-۳۰ بھجن مالا / سگم سنگیت
۱۱-۰۰ اپنے آپ
۱۱-۱۵ انگریزی سیریل

دوپہر

۱۲-۰۵ کھیل کھیل میں (ہندی سیریل)
۱۲-۳۵ تصویر کا دوسرا رخ (ہندی سیریل)
۱-۲۰ علاقائی زبان کی انعام یافتہ فیچر فلم
(I اتوار)
علاقائی زبان کی فیچر فلم
II III اور V
۳-۴۵ ورلڈ آف اسپورٹ

شام

۵-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم
۷-۳۰ اندھی گلیاں/سنرکشن اپبھوگتا کا
۹-۰۰ کوئز ٹائم (انگریزی)
۹-۵۰ فوکس: حالات حاضرہ پر انگریزی پروگرام

پیر

شام

۶-۰۰ جھیلاؤں کے لیے
۶-۱۵ بچوں کے لیے انگریزی فلم
۶-۳۵ جان ہے جہان ہے (صحت سے متعلق)
۷-۳۰ سندسا چار/سنگیت
۷-۴۰ ہندی ناٹک
۹-۰۰ کبھی دور کبھی پاس (ہندی سیریل)
۹-۵۰ سچ کی پرچھائیں
I اور III
چترمالا II اور IV
شام غزل V

۱۰-۲۰ کرم چند (ہندی سیریل)
۱۰-۴۵ رقص کا نیشنل پروگرام/بیلے

منگل

شام

۶-۰۰ بچوں کے لیے (ہندی)
۶-۱۵ کھیل کھلاڑی
۶-۳۵ ہمارے کامگار، ہمارے ادیوگ
(II اور IV)
ہمارے ادھیکار اور کرتویہ
(I، III، V)
۷-۴۰ یوتھ فورم I III اور V
یووامنچ II اور IV
۸-۱۰ بزم (اردو ادبی میگزین)
۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)
۹-۵۰ جن وانی I، III اور V
بیلا ٹوٹا مارو II اور IV
۱۰-۵۰ ایکسپڈیشن ٹو دی اینیمل کنگڈم
(انگریزی سیریل)
۱۰-۰۰ لوورڈس پروگریس/پیری یورتن

بدھ

شام

۶-۰۰ بچوں کے لیے (ہندی)
۶-۲۵ آنگن واڑی
۶-۳۵ وکاس کی اور
۷-۴۰ آپ اور ہم
(ناظرین کے خطوں کے جواب)
۸-۰۰ چترہار (ہندی فلموں سے رقص و گیت)
۹-۰۰ مالگڈی ڈیز (ہندی سیریل)
۹-۵۰ رونگ آئی I, III
حالات حاضرہ پر پروگرام/متفرقات II, IV اور V
۱۰-۲۰ ہندی سیریل
۱۰-۴۵ پریمیر انسٹی ٹیوشنز آف انڈیا
(I III اور V)
گریٹ ماسٹرز (II اور IV)

جمعرات

شام

۶-۰۰ دیہی بچوں / دیہی نوجوانوں کے لیے
۶-۱۵ گھریلو نسخے
۶-۳۵ قانونی صلاح
۷-۰۰ رقص
۷-۲۵ دشو درشن
۷-۴۰ پتریکا (ہندی ادبی میگزین)
۸-۰۰ باتوں باتوں میں
سنگیت/ترتیبہ
۸-۲۵ اکنامکس میڈیانری: انگریزی سیریل
۹-۰۰ اسپونسرڈ پروگرام (ہندی سیریل)
۹-۵۰ پرشن منچ I
کیوسٹ II
اسپورٹس کیوز III
واٹ از دی گڈ ورڈ IV
ہیلتھ کوئیز V
۱۰-۲۰ انگریزی پروگرام
۱۰-۴۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام

جمعہ

شام

۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۱۵ آپ کا پریوار
۶-۳۵ سگم سنگیت
۷-۴۰ گیان دیپ
۸-۰۰ چترہار
۹-۰۰ یاترہ (ہندی سیریل)
۱۰-۲۰ ان دس آور لینڈ

ہفتہ

دوپہر

۱-۴۵ گھر باہر
۲-۱۵ یوتھ ٹائم/یوتھ فورم
۲-۴۵ ہندی سیریل

۱۰-۳ انگریزی سیریل
شام
۶-۰۰ بچوں کے لیے (انگریزی)
۶-۲۰ بچوں کے لیے فلم (ہندی/انگریزی)
V III I
پھول کھلے ہیں گلشن گلشن II IV
۶-۵۰ کوی سمیلن/مشاعرہ (II، IV)
۷-۱ یو اینڈ یور پیٹس
۷-۲۷ فارری فورسس (I)
نرتیہ (III، V)
۷-۵۵ جان ہے جہان ہے
۸-۱۰ سپتا ہیکی

۹-۰۰ بنیاد (ہندی سیریل)

۱۰-۲۰ اسپونسرڈ لانگ پلے

دہلی II

۷-۳ سماچار (روزانہ)
۷-۴ آوشیک جانکاری (روزانہ)

اتوار
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ہندی پتریکا

پیر
۷-۱۵ بھورنگ ۷-۴۵ انگریزی سیریل
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ ٹیلی میچ
۷-۰۰ ہی مین اینڈ دی ماسٹرز
آف یونیورس: تصویری فلم
۷-۴۵ چہل پہل
۸-۰۰ کوئیز آن دی اسپاٹ

منگل
شام
۶-۳۰ نو اودیہ
اسکولی بچوں کا پیشکردہ
پروگرام
۷-۴۵ اولڈ فاکس: انگریزی سیریل

بدھ
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ کلیڈیو اسکوپ
۷-۰۰ یوتھ پروگرام
۷-۴۵ شاستریہ سنگت

جمعرات
شام
۶-۳۰ آپ کا باغیچہ
۶-۴۵ میوزک سرکس
۷-۱۵ ناگرک سمسیا ۷-۴۵ پنجابی درپن

جمعہ
شام
۶-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۵ سماچار ڈائری
۷-۰۰ اردو میگزین پروگرام
۷-۴۵ کلا پریکرما

۸-۰۰ ہندی ناٹک

ہفتہ
شام
۶-۳۰ اگلے ہفتے کی جھلکیاں
۶-۴۵ اسپورٹس راؤنڈ اپ
۷-۱۵ آئینہ: (عام آدمی کے مسائل پر مبنی پروگرام
۷-۴۵ پاپ میوزک

• • • • • • • • •

آپ کے دور درشن
جے پور، مظفر پور اور رائے پور

اتوار
تمام پروگرام دہلی کے مطابق

پیر
شام ۶-۰۰ لوک رقص
۶-۲۰ اپنی دھرتی اپنے لوگ
(I، III، V)
نئی دشائیں (II، IV)
۶-۴۰ چوپال ۷-۱۰ آج کی بات
۷-۳۰ اور آگے تمام پروگرام دہلی کے مطابق

منگل
شام ۶-۰۰ بچوں کے لیے
۶-۲۰ لوک رقص
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے ۷-۱۰ انٹرویو
۷-۳۰ دہلی کے مطابق

بدھ
۸-۱۰ نئی امنگ نئی ترنگ
شام ۶-۲۰ سماج شکشا
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے
۷-۱۰ صحت و صفائی پر پروگرام
۷-۳۰ دہلی کے مطابق

جمعرات
شام ۶-۲۰ اپنا گاؤں اپنی باتا
۶-۳۰ دوبارہ ٹیلی کاسٹ/
آرکائیوز سے/ دیگر مراکز سے
کوی گوشٹھی (I)/ ناٹک (II)
ٹی وی فلم (III)/ ڈاکومینٹری (IV)

جمعہ
شام ۶-۰۰ مہلاؤں کے لیے
(I، III، V)
۲۰ نکاتی پروگرام (II، IV)
۶-۲۰ کھیل اور کھلاڑی
۶-۴۰ دیہی ناظرین کے لیے
۷-۱۰ پاپولر سائنس، ۷-۳۰ دہلی کے مطابق

ہفتہ
شام ۶-۰۰ لوک روایات (I)
سرتی چتر (II)، لوک دھارا (III)
سیملتا کی کہانی (IV)
گیت و بھجن (V)
۶-۲۰ دہلی کے مطابق، ۸-۲۰ پٹارہ (I)
رنگ و ینگ (II)/
بوجھو تو جانیں (III)
پرشنوں کے گھیرے میں (IV)
سنگتی پروگرام (V)
۸-۴۰ دہلی کے مطابق

کلکتہ

چینل 4 تصویر 62 25 MHz
بینڈ 1 آواز 67 75 MHz

نیشنل پروگرام روزانہ رات ۸-۴۰ سے ۱۱-۱۵ تک (دہلی سے ریلے)

پیر
شام ۶-۰۰ لوک دھارا/سا رے گا
۶-۱۵ موسیقی
۶-۳۰ اور ۷-۰۰ بھجن پر اسنگے موسیقی
۶-۴۵ کول کاتا بچترا ۷-۰۰
۷-۴۰ دیس بدیش کھیلا
۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

منگل
شام
۶-۰۴ بچوں کے لیے
۶-۳۰ یوتھ ٹائم/صحت سے متعلق پروگرام ۷-۴۰ چتر مالا (بنگالی) ۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام
۷-۰۰ جگنا سائے (صحت سے متعلق پروگرام/
درشٹی پٹ
۷-۱۰ سمبذ پربھا
۷-۴۰ بنگالی ناٹک

بدھ
۶-۰۴ تمہارے بارے/ہندی پروگرام
۶-۳۰ دیہی پروگرام
۷-۰۰ رابندر سنگیت
۷-۲۰ سوک سینس/ڈولپمنٹ اسٹوری/
ہیومن اسٹوری
۷-۴۰ درشکارے دربارے
۸-۰۵ چترہار (دہلی سے ریلے)

جمعرات
شام
۵-۳۴ بچوں کے لیے
۶-۰۰ سلسلے وار انگریزی فلم
۶-۳۰ بنگالی میں یوتھ پروگرام
۷-۰۰ درشٹی کون/ویوز

جمعہ
۶-۰۴ جانا اجانا
۶-۱۴ انڈسٹریل پروگرام
۶-۳۴ موسیقی/رقص
۷-۰۰ جگناسا: بنگالی کوئز/ مالانچا
۷-۴۰ ساہتیہ سنسکرتی ۸-۰۵ اسپونسرڈ پروگرام

ہفتہ
دوپہر
۱-۴۵ سے شام ۴-۰۰
نیٹ ورک پر اسپونسرڈ
پروگرام (دہلی سے ریلے)
شام
۵-۳۵ اور ۷-۵۵ بنگالی فیچر فلم
۷-۴۰ سپتاہکی

اتوار
صبح
۱۰-۰۰ سے دوپہر ۲-۰۰
شام ۴-۰۰، ۵-۴۵ اور
۲-۰۰ ایوارڈ یافتہ علاقائی فیچر فلم (دہلی سے ریلے)

نیشنل پروگرام

منگل شب کی محفل موسیقی

مالتی پانڈے کا گائن

ہفتہ ۲۰ دسمبر رات ساڑھے نو بجے

مالتی پانڈے نے کلاسیکی موسیقی کی تعلیم پرہلاد بوا جوشی، ہیرا بائی بروڈکر، پنڈت جگن ناتھ بوا پروہت اور پی این بروے سے پائی۔ خداداد شیریں آواز کی مالک مالتی پانڈے کو مراٹھی سگم سنگیت اور ناٹیہ گیتوں میں بھی



سنندا آپٹے کا گائن

۱۶ ر دسمبر رات دس بجے

سنندا آپٹے نے موسیقی کی ابتدائی تربیت نامور موسیقار پنڈت نارائن راؤ ویاس سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ ان کی تربیت میں ماسٹر منوہر بروے، عظمت حسین خاں (آگرہ گھرانہ) اور پنڈت لکشمن پرساد جے پور والے کا بھی ہاتھ رہا ہے۔ گو کہ انھوں نے گوالیار اور آگرہ گھرانہ کے استادوں سے تربیت پائی

تک شملہ میں سانگ اینڈ ڈرامہ ڈویژن سے بطور کلاکار منسلک رہنے کے بعد آجکل آپ آکاشوانی نجیب آباد میں بطور بانسری نواز خدمات انجام دے رہے ہیں۔



آپ کے بانسری وادن میں گائیکی انگ اور کیرانہ گھرانہ کا اثر نمایاں طور پر ملتا ہے۔

میرا پرانجپے کا گائن

۲۰ دسمبر رات دس بجے

کلاسیکی موسیقی کی تعلیم میرا پرانجپے نے دس سال کی عمر میں ہی ناگپور کے گندھرو مہا ودیالیہ میں پربھاکر خردے نویس سے حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ اس کے علاوہ انھیں ملک کی نامور گائیکہ مانک ورملے سے بھی اسباق موسیقی حاصل کرنے کا شرف ملا ہے۔ آجکل آپ مہاراشٹر کی کلاسیکی گائیکہ ہیرا بائی بروڈکر سے تعلیم پا رہی ہیں۔ سنگیت وشارد میں گولڈ میڈل اور سنگیت النکار میں فرسٹ کلاس فرسٹ اور بمبئی کی

مہارت حاصل ہے۔ کئی سال تک آپ مراٹھی فلموں کے لیے بھی پلے بیک دیتی رہی ہیں۔

ملک کے مشہور فنکاروں سے برسوں تک تربیت حاصل کرنے کے نتیجے میں مالتی پانڈے کی گائیکی میں کئی گھرانوں کی گائیکی کا امتزاج اپنی خصوصیات کے ساتھ ملتا ہے۔

ہے لیکن ان کی گائیکی کو گوالیار گھرانہ کے زیر اثر سمجھا جاتا ہے جو کہ نسوانی آواز کے لیے زیادہ موزوں ہے۔

سوامی ہری داس سمیلن میں ان کو 'سرمنی' کے خطاب سے بھی نوازا جا چکا ہے۔ ملک کی اہم محفلوں میں وہ اپنے فن کا مظاہرہ کر چکی ہیں۔ گندھرو مہا ودیالیہ کی سنگیت وشارد اور بمبئی کی ایس این ڈی ٹی یونیورسٹی سے بی اے (موسیقی) سنندا آپٹے آکاشوانی بمبئی سے بطور مراٹھی اناؤنسر منسلک ہیں۔

سندرلال گندھرو کا بانسری وادن

۲۳ ر دسمبر رات دس بجے

سندرلال کا جنم ہماچل پردیش کے ایک چھوٹے سے گاؤں سہال دھرتی میں ہوا۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم بچپن میں اپنے پتا رام داس گندھرو سے اور رمی کشرلی ٹی کالاجی سے حاصل کی۔ اس کے بعد بانسری وادن کی باقاعدہ تعلیم انھوں نے مشہور شہنائی و بانسری فنکار مہاراج وشنو پرسنا سے حاصل کرنا شروع کی اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ گیارہ برس

ایس این ڈی ٹی یونیورسٹی سے کلاسیکی موسیقی میں پوسٹ گریجویشن امتیازی پوزیشن سے پاس کیا ہے۔ آپ ناگپور کے ناگپور مہا ودیالیہ میں موسیقی کی لیکچرر بھی رہی ہیں۔

آپ کو خیال، ناٹیہ سنگیت اور ٹھمری گائیکی میں خصوصی مہارت حاصل ہے۔

دور درشن کیندر جالندھر

فلم ایڈیٹر اور گرافک آرٹسٹ درکار ہیں

ڈائریکٹر دوردرشن کیندر، جالندھر کو، دوردرشن کیندر میں درج ذیل موجودہ اور مستقبل میں درکار اسامیوں پر بھرتی کے لیے امیدواروں سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ کام کی نوعیت، فیس اسکیل، تعلیمی قابلیت اور عمر کی حد وغیرہ سے متعلق تفصیلات ہر ایک اسامی کے سامنے درج ہیں۔ درخواستیں ۲۴ دسمبر ۱۹۸۶ء تک ڈائریکٹر دوردرشن کیندر مہاویر مارگ، جالندھر کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔

امیدوار کی عمر یکم جولائی ۱۹۸۶ء کو مقررہ حد کے اندر ہونا ضروری ہے۔ عمر کی حد میں بھرتی کا مجاز افسر شیڈول کاسٹ، شیڈول ٹرائب اور دیگر خصوصی زمروں کے امیدواروں کو مرکزی سرکار کی جانب سے سول اسامیوں کے لیے وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات کے مطابق رعائت دے سکتا ہے۔

۱۔ فلم ایڈیٹر: ۴ (ایک اسامی شیڈول ٹرائب امیدوار کے لیے مخصوص اور تین اسامیاں عمومی زمرے کی ہیں)

کام کی نوعیت: خاموش اور بولتی فلموں کی ایڈیٹنگ، ایڈیٹنگ آلات کی سنبھال، لاگ بک میں کی نمبر کا اندراج، لائبریری شاٹس اور ساؤنڈ ایفیکٹس کے لیے آرڈر دینا، ڈبنگ اور ریکارڈنگ کے لیے لوپس تیار کرنا، نیگیٹیو اور پرنٹس کی کیو شیٹس کی چیکنگ اور ساؤنڈ ٹریک کی لیننگ فلم ایڈیٹر کے فرائض میں شامل ہیں۔

اہلیت (لازمی)

(ا) میٹرک یا اس کے مساوی (اا) کسی مسلمہ ادارے سے فلم ایڈیٹنگ میں ڈگری / ڈپلومہ

(ااا) امیدوار نے مڈل اسکول یا اس کے مساوی امتحان ہندی / پنجابی بطور ایک مضمون کے ساتھ پاس کیا ہو۔ (یہ شرط ان امیدواروں پر عائد نہیں پنجابی / ہندی جن کی مادری زبان ہے یا پرائمری و سیکنڈری اسکول میں یہ زبان ان کا ذریعۂ تعلیم رہی ہو)

نوٹ: فلم ایڈیٹر کی اسامی کے لیے موزوں تعداد میں امیدوار نہ مل پانے کی صورت میں تجربہ و اہلیت کی شرط میں رعائت دی جا سکتی ہے۔

فیس اسکیل: ۴۲۵-۱۵-۵۰۰-ای بی-۱۵-۵۶۰-۲۰-۶۴۰-ای بی-۲۰-۷۰۰-۲۵-۷۵۰ روپے اور ساتھ میں وہ بھتے جو دوردرشن کے اسٹاف آرٹسٹوں کو دیئے جاتے ہیں۔

۲۔ گرافک آرٹسٹ: ۲ اسامیاں (ایک اسامی شیڈول ٹرائب امیدوار کے لیے مخصوص اور ایک عمومی زمرے کی ہے)

کام کی نوعیت: تمام اقسام کا گرافک سامان جیسے کیپشن چارٹ، نقشے اور ماڈل تیار کرنا، گرافک سامان کی خریداری و سپلائی، پروڈکشن کے لیے ٹائٹل اور کیپشن تیار کرنا۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً سپرد کردہ فرائض انجام دینا۔

اہلیت (لازمی)

(ا) کسی مسلمہ ادارے سے فائن / کمرشل آرٹ میں ڈپلومہ

(اا) کسی سرکاری یا کمرشل ادارے میں وژول اور لیٹرنگ تیار کرنے کا دو سالہ تجربہ۔

(ااا) امیدوار نے میٹرک یا اس کے مساوی امتحان اسامی سے متعلق زبان اردو / پنجابی بطور ایک مضمون کے ساتھ پاس کیا ہو یا ذریعۂ تعلیم رہا ہو۔

پسندیدہ: مندرجہ بالا میں نمبر ااا کے تحت درج معیار کے مطابق ایک سے زیادہ ہندوستانی زبانوں سے واقفیت۔

عمر: یکم جولائی ۱۹۸۶ء کو ۲۱ اور ۳۰ برس کے درمیان (شیڈول کاسٹ / ٹرائب امیدوار کو پانچ سال کی رعائت)

فیس اسکیل: ۴۲۵-۱۵-۵۰۰-ای بی-۱۵-۵۶۰-۲۰-۶۴۰-ای بی-۲۰-۷۰۰-۲۵-۷۵۰ روپے۔ اور اس کے ساتھ وہ بھتے جو دوردرشن کے اسٹاف آرٹسٹوں کو وقتاً فوقتاً دیئے جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا اسامیوں کے لیے عام ہدایات اور پر فارما:

۱۔ امیدواروں کو انٹرویو کے لیے اپنے اخراجات پر دوردرشن کیندر، بھگوان مہاویر مارگ جالندھر پہنچنا ہوگا۔

۲۔ سرکاری ملازمین اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔ سرکاری ملازم امیدوار کے لیے انتخاب کی صورت میں دوردرشن میں تقرری سے قبل اس کو اپنی موجودہ ملازمت سے استعفیٰ دینا ہوگا۔ کسی بھی قسم کے اثر و رسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزونیت کا سبب ثابت ہوگی۔

۳۔ منتخب امیدوار کا تبادلہ کسی بھی دوردرشن کیندر / سیٹلائٹ ٹی وی میں یا دوردرشن کیندر کے کسی بھی پروڈکشن یونٹ پر کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ تمام ضروری کاروائیوں کی تکمیل کے بعد امیدوار کو ابتدا میں ماہانہ قابل تجدید معاہدے کی بنیاد پر تقرری دی جائے گی۔ ضروری کاروائیوں کی تکمیل کے بعد امیدوار کو یا تو مذکورہ بالا فیس اسکیل میں بطور اسٹاف آرٹسٹ موزوں مدت کے لیے طویل المدت معاہدے کی بنیاد پر تقرری دی جائے گی یا بطور سرکاری ملازم، سرکاری ملازموں کے لیے عائد شرائط کے مطابق تقرری دی جائے گی۔ ملازمت کے ابتدائی دو سال آزمائشی شمار کیے جائیں گے۔

۵۔ درخواستیں سادہ کاغذ پر مقررہ جدول کی شکل میں دیں۔ یہ درخواستیں زیادہ سے زیادہ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۶ء تک ڈائریکٹر دوردرشن کیندر، بھگوان مہاویر مارگ، جالندھر کے پتے پر پہنچ جانی چاہئیں۔

۶۔ امیدوار کے انتخاب سے قبل یا بعد میں کسی بھی مرحلے پر یہ انکشاف ہوا کہ اس نے عمداً ضروری اطلاعات کو پوشیدہ رکھا ہے تو اس کا انتخاب منسوخ کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ مقررہ آخری تاریخ کے بعد موصول ہونے والی درخواستیں کسی بھی حالت میں قابل قبول نہ ہوں گی۔ ٹسٹ / انٹرویو کے لیے بلاتے وقت زیادہ تجربہ کار اور زیادہ قابلیت رکھنے والے امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔

درخواست کا جدول

(دوردرشن کیندر، جالندھر میں اسٹاف کی بھرتی کے لیے)

حالیہ پاسپورٹ سائز فوٹو چسپاں کریں

۱۔ پورا نام (جلی حروف میں) ....

۲۔ تاریخ پیدائش ....

۳۔ یکم جولائی ۱۹۸۶ء کو عمر ....

۴۔ والد کا نام ....

۵۔ خط و کتابت کا پتہ ....

۶۔ مستقل پتہ ....

۷۔ کس اسامی کے لیے درخواست دی ....

۸۔ آیا امیدوار شعبہ جاتی امیدوار ہے، اگر ہاں تو موجودہ پوسٹ اور کیندر کا نام۔

۹۔ تعلیمی اور پیشہ ورانہ قابلیت، تجربہ وغیرہ (اسناد کی مصدقہ نقول منسلک کریں)

۱۰۔ اگر امیدوار شیڈول کاسٹ / ٹرائب سے متعلق ہے تو کاسٹ / ٹرائب کا نام درج کریں (متعلقہ سرٹیفکیٹ کی نقل منسلک کریں)

۱۱۔ موجودہ روزگار کی تفصیل، اگر ہے تو

۱۲۔ جو زبانیں جانتے ہیں — پڑھ / لکھ / بول سکتے ہیں۔

۱۳۔ آکاشوانی دوردرشن یا وزارت اطلاعات و نشریات کے کسی اور شعبے میں کوئی رشتہ دار ملازم ہو اس کی تفصیل۔

۱۴۔ کیا امیدوار جسمانی طور پر معذور ہے (ہاں / نہیں) اگر ہاں تو سرٹیفکیٹ کی نقل منسلک کریں۔

۱۵۔ کوئی اور اطلاع جو آپ دینا چاہئیں۔

تاریخ ————

(ا) امیدوار کے دستخط

(اا) پورا نام

وودھ بھارتی

سنگیت سریتا: صبح ۷.۳۰

راگ تیلنگ

۱۶؍دسمبر فلم 'میں نشے میں ہوں': لتا
استاد بڑے غلام علی خاں
ٹھمری تیلنگ

۱۷؍دسمبر 'محبوب کی مہندی': لتا، رفیع
شوبھا گرٹو: مشر تیلنگ ٹھمری

راگ تلک کاموڈ

۱۸؍دسمبر 'پریم پربت': لتا
امجد علی خاں: سرود

راگ جے جے ونتی

۱۹؍دسمبر 'سیما': لتا
وی جی جوگ و بسم اللہ خاں
وائلن و شہنائی

۲۰؍دسمبر 'مغل اعظم': لتا
بھیم سین جوشی: گائن

راگ دیس

۲۲؍دسمبر 'جھنک جھنک پائل باجے': لتا
بدھ دیو داس گپتا

۲۳؍دسمبر 'میں سہاگن ہوں': رفیع، آشا
مشتاق حسین خاں: ترانہ

۲۴؍دسمبر کلپنا: آشا
نارائن راؤ ویاس

راگ تلک کاموڈ

۲۵؍دسمبر گرجا دیوی: ٹھمری
رئیس خاں: ستار

راگ کلاوتی

۲۷؍دسمبر 'چتر لیکھا': آشا و اوشا
زرین دارو والا: سرود

۲۸؍دسمبر 'دل دیا درد لیا': رفیع
ہمانشو بسواس: سنتور

۲۹؍دسمبر 'ستی ساوتری': لتا
پربھا اترے

۳۰؍دسمبر 'ورشا گیت': مہندر کپور
امرت حسین خاں: ستار

راگ جھنجھوٹی

۳۱؍دسمبر 'گائیڈ': لتا
حفیظ احمد خاں: ٹپہ

انوررنجنی: سہ پہر ۱۵-۳

۱۶؍دسمبر زرین دارو والا
راگ شیام کلیان
نظام الدین خاں: طبلہ سولو
جھپ تال

۱۷؍دسمبر امید علی خاں: گائن
راگ اہیر بھیرو
پروین سلطانہ
راگ سارنگ کونس

۱۸؍دسمبر پنالال گھوش: راگ یمن
علی اکبر خاں: سرود
راگ عالم گیری

۱۹؍دسمبر سندھیا مکرجی: گائن
راگ شنکرا
محمد سعید خاں و محمد رشید خاں
راگ کاموڈ نٹ

۲۰؍دسمبر امرت حسین خاں: سُر بہار
راگ شری
وی جی جوگ و علی احمد حسین
وائلن و شہنائی
جگل بندی: راگ نند

۲۲؍دسمبر لطافت حسین خاں: گائن
راگ پٹ دیپ
گرجا دیوی: دادرا

۲۳؍دسمبر جیا بسواس: ستار
راگ جے جے ونتی
رگھوناتھ سیٹھ: بانسری
راگ گورکھ کلیان

۲۴؍دسمبر استاد عبدالکریم خاں: گائن
راگ سرپردہ بلاول، بسنت
مالکونس پیلو ٹھمری، تلنگ ٹھمری
اور بھیرویں

۲۵؍دسمبر امجد علی خاں: سرود
راگ سگرائی کانہڑہ
کارتک کمار: ستار
راگ دھانی و رام کلی

۲۶؍دسمبر کمار گندھرو۔ راگ بھوپ
اور بہار
مالویکا کانن: راگ چھایا نٹ

۲۷؍دسمبر روی شنکر: ستار
راگ تلک شیام
وجے راگھو راؤ: بانسری
راگ چاندنی کیدار

۲۹؍دسمبر پنڈت جسراج: گائن
راگ نٹ نارائن
بھیم سین جوشی: ٹھمری، راگ
کل شری دُرت

۳۰؍دسمبر اشیش خاں: سرود
راگ بیراگی
علی احمد حسین و ساتھی: شہنائی
راگ شورنجنی

۳۱؍دسمبر عبدالوحید خاں: گائن
راگ پٹ دیپ اور ملتانی
برکت علی خاں: ٹھمری

سوردھا: شام ۴-۴۵

راگ جھنجھوٹی

۱۶؍دسمبر فلم 'پیار کا بندھن': آشا
استاد عبدالکریم خاں: گائن
سسر کنا دھر چودھری: وائلن

راگ شیام کلیان

۱۷؍دسمبر 'غالب': لتا
مالو کانن: گائن
بسم اللہ خاں اور ساتھی: شہنائی

راگ بہاگ

۱۸؍دسمبر 'الاپ': یسوع داس
ایل کے پنڈت: گائن
ڈی کے داتار: وائلن

راگ پٹ دیپ

۱۹؍دسمبر 'شرمیلی': لتا
ہیرا بائی بڑودکر: گائن
رام نارائن: سارنگی

راگ کیدار

۲۰؍دسمبر 'نرسی بھگت': ہیمنت کمار
سدھا ملہوترہ، منا ڈے
پنڈت ڈی وی پلسکر: گائن
دیب برت چودھری: ستار

راگ شنکرا

۲۱؍دسمبر 'عاشق': لتا
روشن آرا بیگم: گائن
سسر کنا دھر چودھری: وائلن

راگ راگیشری

۲۲؍دسمبر 'دیکھو کبیرا رویا': منا ڈے
سنگھم بندھو: گائن
امرت حسین خاں: ستار

راگ اڈانا

۲۳؍دسمبر 'آرزو': آشا، مبارک بیگم و کورس
پنڈت منی رام: گائن
پرتیوش شیل: وائلن

راگ مارو بہاگ

۲۴؍دسمبر 'سہرا': لتا و رفیع
بھیم سین جوشی: گائن
رگھوناتھ سیٹھ و سلطان خاں
بانسری و سارنگی در سازہ

راگ مالگنجی

۲۵؍دسمبر 'چھوٹے نواب': لتا
ونائیک راؤ پٹوردھن اور
نارائن راؤ ویاس: گائن
استاد علاؤالدین خاں: وائلن

راگ تلنگ

۲۶؍دسمبر 'محبوب کی مہندی': رفیع و لتا
استاد عبدالکریم خاں: گائن
ڈی احمد: بانسری

راگ سوہنی

۲۸؍دسمبر 'سوورن سندری': لتا و رفیع
استاد بڑے غلام علی خاں: گائن

نکھل بنرجی : ستار

راگ شاہانہ

دسمبر 'امرت منتھن': آشا وکورس
استاد امیر خاں : گائن
امجد علی خاں : سرود

راگ پوریا کلیان

دسمبر 'بدلتے رشتے': تنا، مہندر کپور
پنڈت راؤ ناگرکر : گائن
رام نارائن : سارنگی

راگ کروانی

دسمبر 'دل ایک مندر' : رفیع
لکشمی شنکر : گائن
عبدالحمید جعفر خاں : ستار

راگ ساگر

دسمبر 'امراؤ جان': غلام مصطفےٰ
ایم. ایس. سبھو لکشمی اور
اَروشواتھن : گائن
الباس باپت : سنطور

صوصی جے مالا: شام ۵۰-۷

دسمبر میوزک ڈائریکٹر کمل راجستھانی پیش کریں گے۔
دسمبر مشہور پلے بیک سنگر لتا منگیشکر پیش کریں گی

ان سے ملیے : رات ۱۵-۸

دسمبر فلم ایکٹر، پروڈیوسر ششی کپور کے ساتھ انورادھا شرما کا انٹرویو
دسمبر فلم اداکارہ نادرہ کے ساتھ سویتا بجاج کا انٹرویو
دسمبر فلم اداکارہ سُلکشنا پنڈت کے ساتھ انورادھا شرما کا انٹرویو

...س و ہار : رات ۱۵-۸

۱ر دسمبر پربھو یسوع
تحریر: سلام بن رزاق
پیش کش: جی. پی. ماتھر

۲۹ر دسمبر پرائشچت: تحریر: ایم. ایل. گوڑ
پیش کش: پی. وی. دھرو ہیکر

ہوا محل : رات ۱۵-۹

۱۶ر دسمبر ٹیلنٹ کا جنم
تحریر: اشوک کمار گھوش
پیش کش: جے دیو شرما 'کمل'

۱۷ر دسمبر بھوگی لال کا یوگا بھیاس
تحریر: سریندر کوشک
پیش کش: سوشیل بنرجی

۱۸ر دسمبر صابن کی ٹکیہ : تحریر: 'ساقی'
ریڈیو عکس: جی. این. دیاس
پیش کش: پی دی دھرو ہیکر

۱۹ر دسمبر وہ آئے گھر ہمارے
تحریر: سوم ناتھ ناگر
پیش کش: سوشیل بنرجی

۲۰ر دسمبر نمونے اور بھی ہیں
تحریر: سوم ناتھ ناگر
پیش کش: دینا ناتھ

۲۱ر دسمبر سٹھیاتی عمر
تحریر: جیون لال گپت
پیش کش: مدھر شریواستو

۲۲ر دسمبر بٹوارا (لوک ناٹیہ)
پیش کش: میناکشی مشر

۲۳ر دسمبر بنام شادی
تحریر: کنہیا لال اگنانی
پیش کش: ممتاز شکیب

۲۴ر دسمبر تحفہ: تحریر: ہمت الواگ
پیش کش: گنگا پرساد ماتھر

۲۵ر دسمبر سب سے بڑا دن
تحریر: ابھیلاش
پیش کش: اچلا ناگر

۲۶ر دسمبر ہنگامے کی تلاش
تحریر: دلیپ سنگھ
پیش کش: گوپال سکینہ

۲۷ر دسمبر رومانس ایک کوی کا
تحریر: سدھا چودھری
پیش کش: ممتاز شکیب

۲۸، ۲۹، ۳۰ اور ۳۱ر دسمبر
راکشش
(حصہ I II III IV)
تحریر: ڈاکٹر شنکر شیش
ریڈیو عکس اور پیش کش:
انوپ سیٹھی

دلی

میڈیم ویو
دہلی الف ۳ر۳۶۶ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز
دہلی ب ۵ر۲۵۰ میٹر ۶۶۶ کلو ہرٹز
دہلی ج ۳ر۲۱۹ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز
دہلی د ۹ر۲۹۳ میٹر ۱۰۱۷ کلو ہرٹز

شارٹ ویو
صبح ۰۰-۸ تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلو ہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۷ر۴۸ میٹر ۶۱۹۰ کلو ہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۱۵ر۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز

خبریں

دھلی الف

ہندی / انگریزی : صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی : صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸ اور رات ۰۵-۱۱ ۔ سنسکرت : صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو : صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ اردو مع تبصرہ : رات ۱۲-۹
انگریزی : دوپہر ۰۰-۱۲ پنجابی : دوپہر ۴۰-۱، راجیوں سے سماچار : شام ۰۰-۵
روزگار سماچار : شام ۵۰-۷ پرادیشک سماچار : شام ۵۰-۷

دھلی بی

انگریزی : صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، دوپہر ۰۰-۱، سہ پہر ۰۰-۴، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹ اور رات ۰۰-۱۱ پنجابی : صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، تجارتی (صرف بدھ) ۴۰-۷

منگل ۱۶ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح
۱۰-۸ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
پرکاش وڈھیرا : بالسری
۰۵-۱۱ اقبال احمد خاں : گائن

شام
۰۵-۵ گیان وگیان : وگیان سماچار
ڈاکٹر اوشا ورما
۱۵-۸ ادیوگ منڈل
۳۰-۹ 'ڈیتھ آف کلرک' : ناٹک
چیخوف کی کہانی کا ہندی
ریڈیو عکس : سشما بھٹناگر

دہلی 'بی'

صبح
۳۰-۷ پنڈت دیناتھ راوٹھور دھن
گائن

دوپہر
۳۰-۳ اقبال احمد خاں : گائن

شام
۴۵-۶ اور رات ۴۴-۸
کملا شری واستو : بھجن و گیت
۳۰-۹ وارتاؤں کا اکھل بھارتیہ
کاریہ کرم : انگریزی
'ٹیکنولوجی فار ڈولپمنٹ'

بدھ ۱۷ر دسمبر

دہلی 'اے'

صبح
۱۰-۸ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
امر ناتھ : گائن
۰۵-۱۱ جین کمار جین : سنطور

شام
۴۰-۵ گھر دگیان : کپڑوں پر چھپائی
'رنگ اور ان کا استعمال'
از پشپا سینی

رات
۰۰-۱۰
شرن رانی : سرود

دہلی ’بی‘

صبح

۷-۳۰ سنگیت سربھی
جین کمار جین : سنطور

دوپہر

۳-۳۰ وی۔ ایل۔ پربھاکر راؤ: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
اسلم صابری قوال اور ساتھی: قوالی

جمعرات ۱۸ دسمبر

دہلی ’اے‘

صبح

۶-۴۵ سواستھیہ چرچا
۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۹-۰۰
راس بہاری دتا : ستار
۱۱-۰۵ دیپک چرجی : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گرو گیان: کاربونک بھوجن
تھکما جیکب

رات

۹-۳۰ راشٹریہ کھیل پتریکا (ہندی)
۱۰-۳۰ وسنت سندرم: گائن
۱۱-۱۰ استاد امیر خاں : گائن

دہلی ’بی‘

صبح

۷-۳۰ سنگیت سربھی: دیپک چرجی: گائن

دوپہر

۳-۳۰ وسنت سندرم : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
راگنی شرما: گیت اور بھجن

جمعہ ۱۹ دسمبر

دہلی ’اے‘

صبح

۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۹-۰۰
دیپالی ناگ : گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
راجیندر پرسنا: بانسری

رات

۹-۳۰ ’سپر اسٹار کی واپسی‘: ناٹک
تحریر: مرنال پانڈے

۱۰-۱۱ شوبھا گورتو: ٹھمری اور دادرا

دہلی ’بی‘

صبح

۷-۳۰ سنگیت سربھی
راجیندر پرسنا : بانسری

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
سرلا کپور : گیت اور غزلیں

ہفتہ ۲۰ دسمبر

دہلی ’اے‘

صبح

۷-۳۰ صبح کی چائے: تحریر: انل کپور
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
پی۔ ڈی۔ سپت رشی: وائلن
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
برجو مہاراج: ٹھمری اور دادرا
۱۱-۳۰ راجیش سہگل : ستار

رات

۹-۰۰ پی۔ ڈی۔ سپت رشی: وائلن
۹-۳۰ مالتی پانڈے : گائن

دہلی ’بی‘

صبح

۷-۳۰ سنگیت سربھی
برجو مہاراج: ٹھمری و دادرا

دوپہر

۳-۳۰ پی۔ ڈی۔ سپت رشی: وائلن

اتوار ۲۱ دسمبر

دہلی ’اے‘

صبح

۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
پنڈت منی رام جی: گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۵-۴۵
ٹی۔ آر۔ سبرامنیم : گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ ”ہم سب چھپے ہیں“ جھلکی
از سوماتھ ناگر
۲-۳۰ ’سپر اسٹار کی واپسی‘
از مرنال پانڈے

رات

۹-۰۰ کمل سہگل کویتا سہگل: گائن

دہلی ’بی‘

صبح

۷-۳۲ سنگیت سربھی

دوپہر

۳-۳۰ کمل سہگل کویتا سہگل: گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
مدن بالا سندھو: گیت و غزلیں
۹-۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۲۲ دسمبر

دہلی ’اے‘

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا: بال سفید کیوں
ہوتے ہیں: تقریر
از ڈاکٹر سشیلا جین
۸-۱۰ شام ۵-۴۰ اور رات ۹-۰۰
حفیظ احمد خاں : گائن
۱۱-۰۵ بشیر احمد: ٹھمری اور دادرا
۱۱-۳۰ اندرانی چکرورتی : ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ ڈیتھ آف کلرک : ناٹک
چیخوف کی کہانی کا ریڈیو عکس
از سشما بھٹناگر

رات

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
اسد علی خاں : رودر وینا
۱۰-۱۱ سب رس

دہلی ’بی‘

صبح

۷-۳۲ سنگیت سربھی
اندرانی چکرورتی: ستار

دوپہر

۳-۳۰ بشیر احمد : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
صلاح الدین احمد: گیت اور غزلیں

منگل ۲۳ دسمبر

دہلی ’اے‘

صبح

۶-۴۵ سواستھیہ چرچا
۸-۱۰ اور رات ۹-۰۰
شنو کھرانہ : گائن
۱۱-۰۵ سندرا پاٹھک : گائن
۱۱-۳۰ کنچن ورما : سرود

شام

۵-۰۵ گیان وگیان: مہاوگیانکوں
کی آوازیں
۵-۴۰ سموہ گان شکشا
۱۰-۰۰ سندر لال گندھرو: بانسری

دہلی ’بی‘

صبح

۷-۳۰ سنگیت سربھی: کنچن ورما: سرود

دوپہر

۳-۳۰ شنو کھرانہ : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵
آسا سنگھ مستانہ: بھجن و گیت

بدھ ۲۴ دسمبر

دہلی ’اے‘

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا: ’سیب‘
تحریر: ڈاکٹر ایس وی دسواس
۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۹-۰۰
عبد السمیع خاں : سرود
۱۱-۰۵ اور شام ۵-۴۰
ہیمنتی بھٹا چاریہ : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گرو گیان: ارجا کا وکاس
ٹیپیوکا پودا
تحریر: رانی او برائے

رات

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
نثار حسین خاں : گائن
۱۱-۱۰ لیجئے پھر سنئے

دہلی ’بی‘

صبح

۷-۳۰ سنگیت سربھی
ڈی۔ وی۔ پلسکر : گائن

دوپہر

۳-۳۰ سرسوتی نٹ راجن : وینا

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۴۵

چندر کانت گندھرو
بھجن اور غزلیں

جمعرات ۲۵ر دسمبر

دہلی/ اے/

صبح

۱-۱ ۵-۱۱۱ اور رات ۰۰-۹
جگن ناتھ : شہنائی
۱۱-۳۰ پی سی کوہلی : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھروگیان : بڑے دن میں
کرسمس ٹری کا مہتو: تقریر
از پروفیسر شرلش چندر گپتا

رات

۹-۳۰ ناٹکوں کا اکھل بھارتیہ کاریہ کرم
'نچلی سیڑھی': ناٹک
ڈاکٹر پرسن کمار متر کے اڑیا
ناٹک کا ہندی عکس
از بیراگی چرن مشر
۱۰-۳۰ رادھا کرشن : گائن
۱۱-۱۰ استاد بڑے غلام علی خاں: گائن

دہلی/ بی/

صبح

۷-۳۲ سنگیت سریتا
پر دیومن کمار کوہلی: گائن

دوپہر

۳-۳۰ رادھا کرشنا : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
شانتا سکسینہ: بھجن و گیت
۹-۴۵ ٹاکنگ اباؤٹ بکس

جمعہ ۲۶ر دسمبر

دہلی/ اے/

صبح

۷-۳۰ صبح کی چائے: تحریر: انل کپور
۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
میراں پی. دیشپانڈے: گائن
۱۱-۰۵ اور شام ۴۰-۵
سعید خاں : ستار

دوپہر

۱-۱۱ راگ منجری

رات

۸-۰۴ بھکتی سنگیت

۸-۱۵ گاندھی چرچا: گاندھی جی کے
پریہ بھجن
۱۰-۳۰ ایم. ڈی. مالتی : گائن
۱۱-۱۰ مہاویر مشرا: ٹھمری اور دادرا

دہلی/ بی/

صبح

۷-۳۰ سنگیت سریتا
پنالال گھوش : بانسری

دوپہر

۳-۳۰ ایم. ڈی. مالتی : گائن

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
مہندر پال: گیت، بھجن اور غزلیں

ہفتہ ۲۷ر دسمبر

دہلی/ اے/

صبح

۷-۳۰ صبح کی چائے: تحریر: انل کپور
۸-۱ شام ۴۰-۵ اور رات ۰۰-۹
مدن شنکر مشرا: ستار
۱۱-۰۵ رادھے راج: گائن
۱۱-۳۰ بھگوان داس : سنتور

رات

۹-۳۰ ایم. ڈی. رام ناتھن : گائن

دہلی/ بی/

صبح

۷-۳۰ سنگیت سریتا: رادھے راج: گائن

دوپہر

۳-۳۰ بھگوان داس : سنتور

اتوار ۲۸ر دسمبر

دہلی/ اے/

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
چت دیو برمن: الیسراج
۱۰-۰۰ سریندر سنگھ، تیجپال سنگھ: گائن
۱۱-۳۰ اور شام ۳۵-۵
مادری منگلم رام چندرن: گائن

رات

۹-۳۰ پربھو دیو سردار : گائن
۱۰-۰۰ چین: ریڈیو کے سنگ بالینسے

دہلی/ بی/

صبح

۷-۳۲ سنگیت سریتا

دوپہر

۳-۳۰ چت دیو برمن: الیسراج

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
دانی شرما: گیت اور بھجن

پیر ۲۹ر دسمبر

دہلی/ اے/

صبح

۶-۴۵ وگیان چرچا
تحریر: ڈاکٹر وید پرکاش اگروال
۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
ڈاگر بندھو : گائن
۱۱-۰۵ رویندر کمار دلیسرا: ستار
۱۱-۳۰ وشوناتھ : گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ ناٹک

شام

۵-۴۰ ڈاگر بندھو : گائن
۸-۰۷ سواستھیہ رکشا
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
سنیل مکرجی : سرود

دہلی/ بی/

صبح

۷-۳۲ سنگیت سریتا
احمد جان تھرکوا اور سمتا پرساد
طبلہ

دوپہر

۳-۳۰ رویندر کمار دلیسرا: ستار

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
انجلی بنرجی : غزلیں

منگل ۳۰ر دسمبر

دہلی/ اے/

صبح

۸-۱۰ اور رات ۰۰-۹
پارتھا داس: ستار
۱۱-۰۵ زرین دارو والا : سرود
۱۱-۳۰ رام اوتار : گائن

شام

۵-۰۵ گیان وگیان : بتاؤ تو جانیں
او. بی. پرشنوتری
از ہرش چندر سینی
۵-۴۰ سموہ گان شکشا
۱۰-۰۰ میراں پرانجپے : گائن

دہلی/ بی/

صبح

۷-۳۰ سنگیت سریتا
رام اوتار : گائن

دوپہر

۳-۳۰ پارتھا داس: ستار

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
دینا ناتھ: گیت، بھجن
اور غزلیں

بدھ ۳۱ر دسمبر

دہلی/ اے/

صبح

۶-۰ وگیان چرچا: سردی کے موسم
میں کپکپی کیوں چڑھتی ہے،
از ڈاکٹر سبھاش چندرا
۸-۱۰ ۳۰-۱۱ اور رات ۰۰-۹
رحیم فہیم الدین ڈاگر: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھروگیان: سیپ اور موتی
سمبندھ؛ تحریر: سادھنا کھرانہ

شام

۵-۴۰ مصطفٰے رضا : وچتر وینا
۸-۰۷ وگیان ترنگنی
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
اشوک کمار رائے : سرود

دہلی/ بی/

صبح

۷-۳۰ سنگیت سریتا
مصطفٰے رضا : وچتر وینا

دوپہر

۳-۳۰ بھامارام چندرن: وینا

شام

۶-۴۵ اور رات ۴۵-۸
راجیندر کمار کا چرو
گیت اور غزلیں

لکھنؤ

میڈیم ویو: لکھنؤ 'الف' اور 'ج'
لکھنؤ 'الف' ۲۶ر۴۰۱ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
لکھنؤ 'ج' ۲۴ر۲۳۴ میٹر ۱۲۷۸ کلوہرٹز

شارٹ ویو: لکھنؤ 'ب'
صبح ۷-۴۵ تک ۶۰ر۹۲ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
۸-۰۰ بجے کے بعد ۳۴ر۴۸ میٹر ۶۱۷۰ کلوہرٹز
دوپہر ۳۸ر۴۱ میٹر ۷۲۵۰ کلوہرٹز
شام اور رات ۶۰ر۹۳ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز

منگل ۱۶ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ پدماوت گان: مہاکوی ملک محمد جائسی کی لافانی تخلیق "پدماوت" کا سلسلے وار نشریہ

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
وقت کے اہم تقاضے
عمل اور ایثار کی ضرورت
بات چیت: مولانا سعید الرحمان اعظمی
کلام شاعر

۹-۱۵ بیگم اختر: ٹھمری

بدھ ۱۷ر دسمبر

صبح

۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
ستیش چندر: ستار

دوپہر

۲-۴۰ قوالی

جمعرات ۱۸ر دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
خط کے لئے شکریہ

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
گنگا دھر راؤ تیلنگ: خیال

جمعہ ۱۹ر دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
سائنس نامہ: بشیشر پردیپ
ادبی تراشہ

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
معبود حسین: کلارنٹ

ہفتہ ۲۰ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ لکھنؤ درشن: فیچر
پیش کش: تصویر عابدی

۸-۳۰ اردو پروگرام: خواتین کے لئے
مزاحیہ خاکہ: بحر بانو حسن
توہم پرستی سے نجات کیوں اور کیسے: بات چیت: شائستہ حسن

۹-۱۵ کمار گندھرو: خیال

اتوار ۲۱ر دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
غالب کے پرستار: ناٹک
مصنف: وجاہت علی سندیلوی
پیش کش: اما چکبست

۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
الیاس خاں: ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ ان سے بھی ملئے: انٹرویو
پیش کش: تصویر عابدی

۱-۱۰ لڑائی لڑائی معاف کرو: جھلکی
مصنف: سوم ناتھ

رات

۹-۳۰ مہتین دائی: ناٹک
مصنف: مدرا راکشس

پیر ۲۲ر دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: نئی تعلیمی پالیسی اور اردو: مباحثہ
شرکاء: آر۔ کے۔ ورما
حسین امین اور فاطمہ وحید

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
بدھ دیو داس گپتا: سرود

شام

۴-۳۰ گرجا دیوی: ٹھمری

۹-۴۵ مالنی راجورکر: خیال

منگل ۲۳ر دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
وقت کے اہم تقاضے
قومی تعمیر کا جذبہ: بات چیت
جناب عشرت علی صدیقی
کلام شاعر: قاسم شبیر نقوی

۹-۱۵ استاد ولایت حسین خاں: خیال

بدھ ۲۴ر دسمبر

صبح

۹-۱۵ اور شام ۴-۳۰
ڈی۔ کے۔ سنگبتگیہ: ستار

رات

۱۰-۳۰ مشتاق علی خاں: ستار

جمعرات ۲۵ر دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: بڑے دن کا تہذیبی پس منظر: انٹرویو پر مبنی پروگرام
پیش کش: عبدالواسع

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
افضال حسین خاں نظامی: ٹھمری

جمعہ ۲۶ر دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
افسانہ: سہیل کاکوروی
ادبی تراشہ

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
جی۔ این۔ گوسوامی: وائلن

رات

۹-۳۰ آپ کی پسند

ہفتہ ۲۷ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ لکھنؤ درشن: فیچر
پیش کش: تصویر عابدی

۸-۳۰ اردو پروگرام: زیب غوری
فن اور شخصیت
تحریر: عرفان جعفری
پیش کش: اما چکبست

۹-۱۵ چھترپتی سنگھ: پکھاوج

اتوار ۲۸ر دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: بچوں کے لئے
اکبر الہ آبادی کی کہانی
تحریر: نسرین فاطمہ
پیش کش: اما چکبست

۹-۱۵ اور رات ۱۰-۰۰
سوپربھات پال: سرود

۱۱-۰۰ پھر سنئے: جھولا سنگیتکا

دوپہر

۱۲-۰۰ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
کاشی ناتھ شنکر بودس: خیال

۱-۱۰ 'بڑے حاتم': جھلکی
مصنف: کے۔ ایل۔ یادو

پیر ۲۹ر دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: ۱۹۸۶ء کی اہم ادبی یادیں جناب رام لال اور انیس اشفاق کی بات چیت

۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
رام شنکر داس، پاگل داس
پکھاوج

رات

۹-۴۵ خان بندھو: خیال

منگل ۳۰ر دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
وقت کے اہم تقاضے
اعلیٰ اخلاقی معیار: بات چیت
جسٹس محمد مرتضیٰ حسین
کلام شاعر: خمار بارہ بنکوی

۹-۱۵ ہری پرساد چورسیا: بانسری

بدھ ۳۱ر دسمبر

صبح

۹-۱۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
وشوناتھ شری کھنڈے: خیال

رامپور

۳۳۶٫۷ میٹر (۸۹۱ کلوہرٹز)

خبریں

ی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)، ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵
۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰
۹-۰۰ اردو: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵
چارپتر ہندی: صبح ۹-۰۰، ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵
ادیشک سماچار: شام ۷-۲۰

منگل ۱۶ دسمبر

صبح
محمد احمد وساتھی: قوالی
دوپہر
پنڈت روی شنکر: ستار
شام
پیڑ پودے اور واتاورن
ڈاکٹر ایس۔ بی۔ گپتا

بدھ ۱۷ دسمبر

صبح
سندیش گیتا نجلی
بھوپیندر: غزلیں
دوپہر
بڑے غلام علی خاں: گائن
شام
پنچائتیں اور گرامین وکاس
از ٹیکا رام
ماتھر: سگم سنگیت

جمعرات ۱۸ دسمبر

صبح
رمیش چندر پانڈے
نعمت علی لوک گیت
آہنگ: اردو پروگرام
تبادلۂ خیال: 'شہر میں صفائی کا مسئلہ': مباحثہ
دوپہر
رگھوناتھ سیٹھ: بانسری

جمعہ ۱۹ دسمبر

صبح
۷-۳۰ علی اکبر خاں: سرود
۸-۳۰ آہنگ: اردو پروگرام
امراؤ جان ادا پر رضاحتی تقریر
از خان فہیم
دوپہر
۱۲-۳۰ ذاکر حسین قوال: قوالی
۱-۴۰ غلام مصطفیٰ خاں: گائن
شام
۸-۰۰ دلراج کور: سگم سنگیت

ہفتہ ۲۰ دسمبر

صبح
۷-۵۰ فدا حسین: غزلیں
دوپہر
۱-۱۰ سواستھ سندیش
شام
۷-۰۵ ہندی تقریر
۸-۰۰ سخاوت حسین خاں: غزلیں

اتوار ۲۱ دسمبر

صبح
۸-۲۱ مدھورا کیش، اوشا اگروال
لوک گیت
شام
۷-۳۰ 'پرچار و پرسار مادھیموں کا کرشی اتپادن میں مہتو'
از ڈاکٹر ایم۔ پی۔ سنگھ
۸-۰۰ چندن داس: غزلیں

پیر ۲۲ دسمبر

صبح
۷-۵۰ حسین بخش: غزلیں
دوپہر
۱-۴۰ ایم۔ آر۔ گوتم: گائن
۱-۱۰ بندیا: مہیلا پروگرام
رات
۸-۰۰ آہنگ: اردو پروگرام
پیش رفت: علاقائی و قومی ترقیاتی سرگرمیوں کا جائزہ'
مضطر بیزادی
نظم: شہنشاہ صابری

منگل ۲۳ دسمبر

صبح
۷-۳۰ امیر خاں: گائن
دوپہر
۱-۴۰ دیبو چودھری: ستار وادن

بدھ ۲۴ دسمبر

صبح
۷-۳۰ درپن: 'ذرا سنبھل کر' سلسلہ وار پروگرام
۸-۲۱ اوشا اپریتی، گیتا پنت
لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰ نثار حسین خاں: گائن

جمعرات ۲۵ دسمبر

صبح
۷-۳۰ ساہتیہ سدھا: سنسکرت پروگرام
دوپہر
۱-۴۰ بسم اللہ خاں: شہنائی

جمعہ ۲۶ دسمبر

صبح
۷-۳۰ فیاض خاں: گائن
۸-۳۰ آہنگ: اردو پروگرام: محفل
سامعین کے خطوں سے ترتیب
دوپہر
۱۲-۳۰ افتی راحمد: نعت، قوالی
شام
۷-۰۵ پریوار کلیان: پرشنوتری
۸-۰۰ جمیل احمد: غزلیں

ہفتہ ۲۷ دسمبر

صبح
۷-۳۰ مشتاق حسین خاں: گائن
دوپہر
۱-۱۰ سواستھ سندیش
رات
۸-۰۰ نورجہاں: سگم سنگیت

اتوار ۲۸ دسمبر

صبح
۸-۲۱ اوشا جوہری: لوک گیت
ونیتا لکھنا مادلکھیاں: لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ پریوار جگت
رات
۸-۰۰ میتالی مکھرجی: سگم سنگیت

پیر ۲۹ دسمبر

صبح
۷-۵۰ شیلا گلواڑی، گیت، بھجن
دوپہر
۱-۱۰ بندیا: مہیلاؤں کے لئے
۱-۴۰ ذاکر خاں: سارنگی وادن
رات
۸-۰۰ آہنگ: اردو پروگرام
'اکبر الہ آبادی کی شاعری'
تقریر از حافظ الیس عرفان علی

منگل ۳۰ دسمبر

صبح
۷-۵۰ کاملینی مہرو ترا: سگم سنگیت
۸-۲۱ وینا تواری: لوک گیت
رمیش چندر جوشی: لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰ نثار حسین: طبلہ وادن

بدھ ۳۱ دسمبر

صبح
۷-۳۰ درپن: سندیش گیتا نجلی
۷-۴۵ شیام موہن: گیت
دوپہر
۱-۴۰ نبی جان خاں: کلارینٹ
رات
۸-۰۰ شجاعت حسین خاں: غزلیں

نجیب آباد

۳۱۴۱۴ میٹر ۹۵۴ کلو ہرٹز

منگل ۱۶ دسمبر

صبح

۸-۳۰ بسنت راؤ دیشپانڈے: گائن
بڑے غلام علی خاں: گائن

دوپہر

۱۲-۴۵ گھر پریوار: بچوں کو سوستھ رکھنے ہیتو کچھ سجھاؤ

۱-۱۰ پروین سلطانہ: ٹھمری مشر کافی

بدھ ۱۷ دسمبر

صبح

۷-۴۵ ارونا لونی: شیل سنگیت

۸-۳۰ فیاض خاں: گائن
اللہ رکھا: طبلہ

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'پھل اُدیانوں میں سرکشا کاریہ کرم'، از جی.پی. بسنگھ

جمعرات ۱۸ دسمبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
'پھلی بیدھک کیٹ اور روک تھام'

۸-۳۰ امیر خاں: گائن
برکت علی خاں: ٹھمری

دوپہر

۱-۱۰ غلام مصطفیٰ خاں: راگ سرسوتی

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'کرشی ینتروں کے رکھ رکھاؤ میں دھیان دینے یوگیہ باتیں'، از شو کمار گپتا

۱۰-۰۰ غلام مصطفیٰ خاں: گائن
برجو مہاراج: ٹھمری دادرا

جمعہ ۱۹ دسمبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
'پالا اور ٹھنڈ سے بچاؤ'

۷-۴۵ پرہلاد کمار بھوگنا
شیل سنگیت

۸-۳۰ ایم.آر. گوتم: گائن
شو بھاگرتو: گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا جگت
'راشٹریہ ایکتا اور دھرم'، از حبیب خاتون

۱-۱۰ امرت حسین خاں: ستار پر راگ گاوتی

شام

۶-۵۰ کرشی جگت: 'پشوؤں میں موکھنی روگ۔ کارن، لکشن اور بچاؤ'، از جے.پی. بسنگھ

۹-۱۶ 'پھنستا پھندا': جھلکی
تحریر: نریش مشرا
ہدایت: مدھر شریواستو

۱۰-۰۰ نثار حسین خاں: گائن
گنگوبائی ہنگل: گائن

ہفتہ ۲۰ دسمبر

صبح

۸-۳۰ بسم اللہ خاں: شہنائی

دوپہر

۱-۱۰ روی شنکر: ستار

شام

۵-۰۵ یوواوانی
'چغلی کرنا بھی آنند ہے'، مزاحیہ تقریر، از مردولا شرما

۶-۵۰ کرشی جگت
'مونگ پھلیوں کی ورِدھی اور ادھک مدھو پراپت کرنے ہیتو سجھاؤ'، شکتی پرساد سیملٹی

اتوار ۲۱ دسمبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں

۷-۴۵ پرتاپ سنگھ واگھیلا
شیل سنگیت

۸-۳۰ راگ درشن
تحریر: سندر لال گندھرو
ترتیب: کے. ڈی. الوانگی

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا جگت: 'ہماری سانسکرتک دھروہر اور مہیلائیں'، از ریکھا شرما

۱-۱۰ بیگم اختر: ٹھمری دادرا

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'کرشک الوکھو'، از مدن لال

پیر ۲۲ دسمبر

صبح

۷-۴۵ دھنانند گنگوڑیا: شیل سنگیت

۸-۳۰ اونکار ناتھ ٹھاکر: گائن
عبدالکریم خاں: گائن

شام

۵-۰۵ یووا منچ
غلام جعفر خاں: سارنگی

۶-۵۰ کرشی جگت
'پھلی بیدھک کیٹ اور روک تھام'، از درگا پرساد سکینہ

۱۰-۰۰ اونکار ناتھ ٹھاکر: گائن
ڈی.وی. پلسکر: گائن

منگل ۲۳ دسمبر

صبح

۷-۴۵ گوبند سنگھ شریگواج
شیل سنگیت

۸-۳۰ علی اکبر خاں: سرود

دوپہر

۱-۱۰ لکشمی شنکر: گائن

بدھ ۲۴ دسمبر

صبح

۷-۴۵ متھرا پرساد ڈربھال
شیل سنگیت

۸-۳۰ مالنی راجورکر: گائن
سپرا بوس: گائن

شام

۶-۵۰ کرشی جگت
'گریشم کالین سبزیوں کی پود تیار کرنے ہیتو سجھاؤ'، از بجیندر ناتھ شریواستو

جمعرات ۲۵ دسمبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
'دلہنی تلہنی فصلوں میں سامائیک کاریہ'

۸-۳۰ اشیش خاں: سرود
امجد علی خاں: سرود

دوپہر

۱-۰۰ گھریلو اپچار
کھانسی کا گھریلو علاج

۱-۱۰ شوبھا گرتو: گائن
کنکنا بنرجی: گائن

جمعہ ۲۶ دسمبر

صبح

۶-۵۰ کھیتی کی باتیں
'ماہو کیٹ کی روک تھام'

۷-۴۵ منگل داس: شیل سنگیت

۸-۳۰ مہیلا جگت
'دستولت آ رہے کیا؟'، از للیتا کنوجیا

دوپہر

۲-۲۰ منگل داس: لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووا منچ
'آج کے پری پیکشیہ میں سپا سماج سیوی'، از ڈاکٹر سبودھ چندر شرما
'ودیشی بھاشاؤں میں انودت کچھ بھارتیہ پستکیں'، از جیوتسنا مشر

ہفتہ ۲۷ دسمبر

صبح

۷-۴۵ امر سنگھ چوہان: شیل سنگیت

۸-۳۰ علاؤالدین خاں: سرود
پنا لال گھوش: بانسری

دوپہر

۱ - ۱۰ ایم۔ جی۔ مودھے: گائن

شام

۵ - ۰۰ یووا منچ

'پرکھونی شبشوایک وگیانک وشلیشن'؛ از سنگیتا اگروال

۶ - ۵۰ کرشی جگت

'پشوؤں میں بانجھ پن کے کارن اور ٹھیک ہونے کے پرتی سجھاؤ'

از ستیش چندر شرما

اتوار ۲۸ دسمبر

صبح

۶ - ۵۰ کھیتی کی باتیں

'پھل ورکشوں میں سامائیک کاریہ'

دوپہر

۱ - ۱۰ لطافت حسین خاں: گائن

رات

۹ - ۳۰ 'میرا رنگ دے بسنتی چولا'؛ ناٹک

تحریر: سویم پرکاش

ہدایت: وجے دیکشت

پیر ۲۹ دسمبر

صبح

۷ - ۴۵ لکشمی کھنڈوری: شیل سنگیت

۸ - ۳۰ فیاض احمد خاں، نیاز احمد خاں: گائن

بڑے غلام علی خاں: گائن

منگل ۳۰ دسمبر

صبح

۸ - ۳۰ اومکار ناتھ ٹھاکر: گائن

برکت علی خاں: گائن

دوپہر

۱۲ - ۴۵ گھر پریوار

'بڑھتی آبادی اور وکاس یوجنائیں'؛ از موہن لال لوٹھیا

۱ - ۱۰ برجو مہاراج: ٹھمری دادرا

بدھ ۳۱ دسمبر

صبح

۸ - ۳۰ گرجا دیوی: گائن

پروین سلطانہ: گائن

دوپہر

۱۲ - ۲۰ گھر سنسار

جالندھر

میڈیم ویو: ۳۸۷٫۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز

شارٹ ویو: صبح ۷ - ۳۰ تک اور شام ۶ - ۳۰ کے بعد رات تک ۳۲٫۹ میٹر ۲۲۲۳ کلوہرٹز

صبح ۷ - ۴۵ کے بعد دوپہر ۴ - ۴۵ تک اور شام ۵ - ۰۰ کے بعد ۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

منگل ۱۶ دسمبر

صبح

۷ - ۱۰ بے لوس اور رہالشو وشواس

ستار اور بانسری

۷ - ۴۰ سنگیت

۸ - ۳۵ اور رات ۸ - ۳۰

دلیش بندھو شرما: سگم سنگیت

دوپہر

۲ - ۴۰ ایک کلاکار: سنگیت کار مدن موہن

بدھ ۱۷ دسمبر

صبح

۷ - ۱۰ ودیا دھر ویاس: گائن

۸ - ۲۱ ہمیں لکھیے

رات

۷ - ۰۵ کھلا آکاش: خطوں کے جواب اور فرمائشی لوک گیت

۷ - ۲۵ جانکار کی رائے

۸ - ۳۰ کمل ہنس پال: سگم سنگیت

۹ - ۱۶ گھر آنگن: سلسلہ وار ڈرامہ

تحریر: اونکار لال بھاردواج

جمعرات ۱۸ دسمبر

صبح

۷ - ۱۰ گوپال چندر نندی: وائلن

۸ - ۲۱ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت

۸ - ۳۵ پنجابی گیت

۹ - ۱۵ فلمی گیت

رات

۸ - ۳۰ مکند لال نکرا: سگم سنگیت

جمعہ ۱۹ دسمبر

صبح

۸ - ۳۵ اور رات ۸ - ۳۰

رام رتن: سگم سنگیت

۹ - ۱۵ محفل: فلمی قوالیاں

دوپہر

۲ - ۴۰ بے سیل بھوجن کیا ہے: بات چیت

رات

۹ - ۳۰ ہندی ڈرامہ

۱۰ - ۰۰ پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۰ دسمبر

صبح

۷ - ۱۰ پربھو دیو سردار: گائن

۸ - ۲۱ امر بھارتی: سنسکرت پروگرام

۸ - ۳۵ مراٹھی لوک گیت

۹ - ۱۵ تھرکن

رات

۸ - ۳۰ اجیت کور: سگم سنگیت

۹ - ۱۶ ہم درشن: ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۹ - ۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

مالتی پانڈے

اتوار ۲۱ دسمبر

صبح

۷ - ۱۰ نیاز احمد فیاض احمد: گائن

۸ - ۳۵ دیویندر سنگھ: سگم سنگیت

دوپہر

۱۲ - ۳۰ بال گوپال

۳ - ۰۰ ونیتا منڈل

رات

۸ - ۰۵ دھارا رے گیت

پیر ۲۲ دسمبر

صبح

۷ - ۱۰ اور رات ۱۰ - ۰۰

سدرشن شرما: وائلن

دوپہر

۲ - ۴۰ چاچی: سلسلہ وار ڈرامہ

رات

۸ - ۳۰ گھنشیام داس: سگم سنگیت

۹ - ۱۵ جھلکی

۹ - ۲۵ لکشمی شنکر: گائن

منگل ۲۳ دسمبر

صبح

۷ - ۱۰ بیتل کھوجی: سرود

۸ - ۳۵ اور رات ۸ - ۳۰

جگن ناتھ بھارگو: سگم سنگیت

شام

۵ - ۳۰ ونیتا منڈل: ہم تو باز آئے مکان مالک سے

۹ - ۱۶ ہندی تقریر

۹ - ۳۰ سندر لال چودھری: سگم سنگیت

بدھ ۲۴ دسمبر

صبح

۷ - ۱۰ مہندر شرما: گائن

۸ - ۳۵ سیاحوں کے لئے

رات

۷ - ۰۵ کھلا آکاش: خطوں کے جواب اور فرمائشی پہاڑی لوک گیت

۷ - ۲۵ جانکار کی رائے

۸ - ۳۰ نند احمد نیاز احمد: سگم سنگیت

جمعرات ۲۵ دسمبر

صبح

۷ - ۱۰ سیا بہاری بوس: جلترنگ

۸ - ۲۱ ریڈیو ڈاکٹر

۸ - ۳۵ نریندر کور: پنجابی گیت

۹ - ۱۵ مسکان

رات

۸ - ۳۰ پملا سنگھ: سگم سنگیت

۹ - ۱۶ آپ کا پتر ملا

۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام: ڈرامہ

جمعہ ۲۶ دسمبر

صبح

۸ - ۲۱ ہمیں لکھیے

۸ - ۳۵ اور رات ۸ - ۳۰

دنیش کمار: غزلیں

۹ - ۱۵ محفل

رات

۹-۱۶ ہندی تقریر

۱۰-۰۰ من بھاون : پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۲۷ر دسمبر

صبح

۷-۱۰ سریش کمار : وائلن

۸-۲۱ امر بھارتی : سنسکرت پروگرام

۸-۳۵ کماؤں کے لوک گیت

۹-۱۵ بھترکن

شام

۴-۳۵ مہاسوی میں ست رنگی پروگرام

۸-۳۰ سیتا کوہلی : سگم سنگیت

۹-۱۶ ہم درشن : ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام ایم ڈی. راما ناتھن

اتوار ۲۸ر دسمبر

صبح

۷-۱۰ مالنی راجورکر : گائن

۸-۲۱ ہمیں لکھئے

۸-۳۵ عزیز احمد خاں وارثی : سگم سنگیت

۹-۱۵ ان دنوں : بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام

۱۰-۰۰ یووا وانی

دوپہر

۱۲-۳۰ بال گوپال

۳-۰۰ ونیتا منڈل

شام

۷-۰۵ پریوار کلیان

۸-۳۰ آپ کا پتر ملا

۹-۳۰ گیت پہاڑاں دے : فرمائشی پہاڑی گیتوں کا پروگرام

پیر ۲۹ر دسمبر

صبح

۷-۱۰ دسنے کمار : ستار

۸-۳۵ شبد

دوپہر

۲-۳۰ میلا سمیلن

شام

۴-۰۵ آپ سے ملئے

(باقی ص ۳۹ پر)

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر : میڈیم ویو : ۴۲۷.۴۳ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز ۲۲۲.۲۲ میٹر ۱۲۵۰ کلوہرٹز ۳۴۳.۶ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز

چنڈی گڑھ میڈیم ویو : ۲۰۹.۶ میٹر ۱۴۳۱ کلوہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے) شام ۶-۰۵ اور ۶-۲۰ (پرادیشک) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵

پنجابی : صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک) اور شام ۷-۳۰

انگریزی : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ اور رات ۹-۰۰ ۱۱-۰۰

اردو : صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ (تبصرہ)

روزگار سماچار : شام ۷-۳۰

منگل ۱۶ر دسمبر

صبح

۴-۳۰ اور شام ۵-۰۰ سری دربار صاحب امرتسر سے شبد کیرتن ریلے (روزانہ)

۴-۴۵ مانس گان (روزانہ)

۹-۱۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری

دوپہر

۲-۳۰ گلزار بھٹی : لوک گیت

شام

۴-۴۵ جگجیت سنگھ زیروی لوک گیت

۸-۱۵ کاویہ دھارا : پنجابی میں نظم خوانی

۹-۳۰ دگیان جگت

۱۰-۰۰ شریمتی شانتا جوگ : گائن

بدھ ۱۷ر دسمبر

صبح

۷-۱۵ قدم قدم بڑھا پڑا

۷-۳۰ اور شام ۷-۴۵ مہندر سنگھ راگی اور ساتھی شبد

۸-۵۰ سنت سنگھ بندرا لوک گیت

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ شرایو کالیکر : خیال

دوپہر

۲-۳۰ راول سنگھ کیا : لوک گیت

شام

۴-۳۰ پھلجڑی

۹-۳۰ تہاڈی فرمائش

جمعرات ۱۸ر دسمبر

صبح

۷-۱۵ جی آیاں نوں

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۱۵ انیتا بچن : گیت

۸-۲۰ راجکمار : بھجن

۹-۰۵ اور شام ۴-۳۰ یوگیش شرما : ستار

دوپہر

۲-۳۰ تیر تھ سنگھ : لوک گیت

شام

۴-۴۵ کشمیر سنگھ شمبو : لوک گیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک

۱۰-۱۵ سرو جیت : لوک گیت

۱۰-۳۰ پنڈت جسراج : خیال

جمعہ ۱۹ر دسمبر

صبح

۷-۱۵ ایپل یاداں

۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵ تینکا تیواری : بھجن و غزلیں

۸-۲۰ اور رات ۷-۴۵ راج بیر سنگھ : غزلیں

۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰ یش پال : خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ طفیل نیازی اور جاوید طفیل لوک گیت

۲-۳۰ رنجیت کور : لوک گیت

شام

۴-۴۵ کرنیل سنگھ گل : لوک گیت

۹-۳۰ تتن نیچ : ہندی میں ڈرامہ سریش کمار شرما

ہفتہ ۲۰ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۸-۲۰ پریم پاٹھک : بھجن و گیت

۷-۴۵ محمد شریف قوال اور ساتھی کافی

۸-۲۰ اور دوپہر ۱۲-۱۵ راجندر پال سنگھ : غزلیں

۹-۰۵ اور رات ۷-۴۵ موہن ملسیانی : خیال

شام

۴-۴۵ ملکھی رام : لوک گیت

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۱ر دسمبر

صبح

۷-۰۵ امرت بودھ

۷-۱۵ پنکھڑیاں

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۹-۰۵ استاد بڑے غلام علی خاں گائن

۹-۱۵ بال جگت : بچوں کے لئے پروگرام

۱۰-۰۰ چانن رشتیاں

۱۰-۳۰ تہاڈی فرمائش

دوپہر

۱۲-۳۰ ہربھجن سنگھ نابل اور ساتھی لوک گیت

۲-۳۰ جگت سنگھ جگا : لوک گیت

شام
۴-۴۵ سعیدہ بانو اور ساتھی
لوک گیت
۸-۱۵ پٹاری

پیر ۲۲ر دسمبر

صبح
۷-۱۵ انتی دی راہ تے
۸-۲۰ ستیش چندر: لوک گیت
۹-۰۵ اور رات ۱۰-۳۰
ایل۔ کے۔ پنڈت: خیال
دوپہر
۲-۳۰ پرگن سنگھ بجی
رات
۹-۳۰ فرش دے وچ اگیارکو
پنجابی میں ڈرامہ
از ڈاکٹر آتم جیت
۱۰-۱۵ کلونت سنگھ بیدی
لوک گیت

منگل ۲۳ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ ساڈا دیش ساڈی سبھیتا
۹-۱۰ علی اکبر خاں: سرود
دوپہر
۲-۳۰ سوداگر رام اور ساتھی
لوک گیت
شام
۴-۴۵ سورن لتا: لوک گیت
۱۰-۰۰ سندر لال گندھرو: بانسری

بدھ ۲۴ر دسمبر

صبح
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۳۰ اور دوپہر ۱۵-۱۲
بھائی ہرچند سنگھ راگی
اور ساتھی: شبد
۸-۵۰ کلدیپ سنگھ پردیسی
لوک گیت
۹-۰۵ پریم ناتھ ترکھا: خیال
دوپہر
۲-۳۰ نرمل سنگھ کومل: لوک گیت
رات
۹-۳۰ تہاڈی فرمائش
۱۰-۳۰ پریم ناتھ ترکھا: خیال

۱۰-۴۵ شو کمار شرما: سنتور وادن

جمعرات ۲۵ر دسمبر

صبح
۷-۱۵ پنڈ دی نہار
۹-۰۵ شام ۴-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
پرکاش وڈھیرا: بانسری
دوپہر
۲-۳۰ موہن سنگھ جھنڈیر اور ساتھی
لوک گیت
شام
۴-۴۵ پورن چند گورکی وڈالی اور ساتھی
لوک گیت
۸-۰۰ پری کل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ڈرامہ

جمعہ ۲۶ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۱۵-۱۲
سلیم اقبال، نفیس اور کافی
۸-۵۰ شوکت علی
لوک گیت
۹-۰۵ اور شام ۳۰-۴
سی۔ ڈی۔ بھلہ: خیال
دوپہر
۲-۳۰ گوپال سنگھ پال: لوک گیت
شام
۴-۴۵ گردھاری لال اور ساتھی
بھیٹاں
۹-۳۰ لم بینا: ہندی ڈرامہ
ورشن کمار سرپا ستو
۱۰-۳۰ تیج پال سنگھ سریندر سنگھ
خیال

ہفتہ ۲۷ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ ہربھجن لال: بھجن
۷-۴۵ گوردیپ سنگھ: لوک گیت
۹-۰۵ پی۔ این۔ چھبڑ: ستار
دوپہر
۲-۳۰ پرادیشک سنگیت
شام
۴-۴۵ گوردیال سنگھ کومل
لوک گیت
۷-۴۵ پی۔ این۔ چھبڑ: ستار

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام
ایم۔ ڈی۔ راما ناتھن: گائن
(ریکارڈنگ)

اتوار ۲۸ر دسمبر

صبح
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۱۵ پنگھوڑیاں
۷-۴۵ غزل اک کلی: اردو غزلیں
۹-۰۵ بسم اللہ خاں: شہنائی
۹-۱۵ بال جگت: بچوں کے لئے پروگرام
۱۰-۰۰ چانن ریشماں
دوپہر
۱۲-۳۰ ہنس راج ہنس
لوک گیت
۲-۳۰ گورمیت کور باوا
لوک گیت
رات
۸-۱۵ گیت ساڈے پسند تہاڈی
۱۰-۳۰ استاد امیر خاں: خیال

پیر ۲۹ر دسمبر

صبح
۷-۱۵ انتی دی راہ تے
۹-۰۵ کہاں گئے وہ لوگ
اونکار ناتھ کی حیات اور
سنگیت کو درپن: خصوصی پروگرام
پیش کش: کلبیر سنگھ کسی
دوپہر
۲-۳۰ رچپال سنگھ پال: لوک سنگیت
شام
۴-۳۰ پال واڑی
۱۰-۱۵ ہردیو سنگھ خوشدل
لوک گیت
۱۰-۳۰ ڈی۔ وی۔ پلسکر: خیال

منگل ۳۰ر دسمبر

صبح
۹-۱۵ روی شنکر: ستار
دوپہر
۲-۳۰ بھان سنگھ ماہی: لوک گیت
شام
۴-۴۵ برکت سدھو: لوک گیت
۹-۳۰ انگریزی میں مباحثہ
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

پربھا جے: گائن

بدھ ۳۱ر دسمبر

صبح
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۸-۳۰ اور رات ۷-۴۵
تیج بہادر ساہنی
بھجن اور گیت
۸-۵۰ چندر کانتا کپور: لوک گیت
۹-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
دلباغ سنگھ، گلباغ سنگھ
خیال
دوپہر
۲-۳۰ چرن سنگھ گلشن پوری
لوک گیت
رات
۹-۳۰ تہاڈی فرمائش
۱۰-۴۵ اشوک رائے: سرود

بقیہ: شملہ

۹-۴۵ نرملا ارون: گائن

منگل ۳۰ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ ایم۔ آر۔ گوتم: گائن
۷-۳۰ سنگیت: پریوار کلیان پر
مبنی گیت
۸-۳۵ اور رات ۸-۳۰
نیل کمل سود: سگم سنگیت
۹-۱۵ راگ چھایا

بدھ ۳۱ر دسمبر

صبح
۷-۱۰ پارتھا داس: ستار
۸-۲۱ ہمیں لکھئے
۸-۳۵ نینا دیوی: گائن
رات
۷-۰۵ کھلا آکاش: خطوں کے جواب
اور فرمائشی لوک گیت
۷-۲۵ جانکاری کی راہ
۸-۳۰ اوشا ٹنڈن: سگم سنگیت
۹-۱۶ گھر آنگن
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

میڈیم ویو (الف) ۴۸۳۲۱ میٹر / ۶۲۱ کلوہرٹز
میڈیم ویو (ب) ۱۸۷۲۲ میٹر / ۱۶۰۲ کلوہرٹز

منگل ۱۶ دسمبر

صبح

۷-۳۰ شیونرائن سنگھ : ستار

۸-۲۱ اورشام ۶-۱۵
سمنارتے : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ جگدیش پرساد اور ساتھی
لوک گیت

بدھ ۱۷ دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
شنکر مشر ناہر: خیال دلشکار
اور کھمباوتی
طبلہ پرسنگت: بلرام داس مشر

۸-۲۱ اورشام ۶-۱۵
شیامل بھٹاچاریہ : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ چمیلی پانڈے : لوک گیت

جمعرات ۱۸ دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
ایس۔پی۔جیسوال : وائلن

۸-۲۱ راحت علی : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ بکاؤرام : لوک گیت

شام

۶-۱۵ اوشا ٹنڈن : ہلکی موسیقی

۸-۰۰ نئی دشائیں : ادیوگوں میں
ٹیلی فون کا مہتو : ہندی میں
بات چیت : ایس سی جین

۸-۳۰ برجیش کمار جھا : لوک گیت

جمعہ ۱۹ دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
پرہلاد پرساد مشر: خیال رام کلی
اور جل دھر کیدار
طبلہ پرسنگت: شمشیر بہادر سنگھ

۸-۲۱ اورشام ۵-۱۵
بھرنگ لال گپتا : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۱۰ رنجن کمار چکرورتی : گٹار

۱-۳۰ اوشارانی مشرا : لوک گیت

رات

۹-۳۰ بے چندکے آنسو : ڈرامہ
تحریر : چھوٹو نارائن سنگھ

ہفتہ ۲۰ دسمبر

صبح

۷-۳۰ اماکانت پاٹھک : مُرلی

دوپہر

۱-۳۰ سدرشن تیواری شاہ آبادی
اور ساتھی : لوک گیت

اتوار ۲۱ دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
اقبال احمد خاں : خیال

۸-۲۱ اورشام ۶-۱۵
لتیکا جھا : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ دو ہاتھ : ڈرامہ
تحریر : انیل کمار مکھرجی

شام

۷-۴۵ امیدوار : مزاحیہ خاکہ
تحریر : ڈاکٹر پرمانند پانڈے

پیر ۲۲ دسمبر

صبح

۷-۳۰ پدمیا چودھری : ٹھمری اور دادرا

۸-۲۱ اورشام ۶-۱۵
آلوک مکھرجی : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ سریندر ناتھ تیواری
لوک گیت

شام

۶-۴۵ نئی دشائیں : ادیوگک
پردوشنوں پر نینترن کیسے ہو
مباحثہ : شرکاء : ڈاکٹر بلدیو نند
نرائن، ڈاکٹر ریتا شرن سنگھ
آر۔ ڈی۔ جیسوال

۸-۳۰ اماکانت اوجھا : لوک گیت

۱۰-۰۰ کشوری پرساد مشر : سارنگی
طبلہ پرسنگت : گوکل پرساد مشر

منگل ۲۳ دسمبر

صبح

۷-۳۰ کم کم بھٹاچاریہ : خیال دیشی
طبلہ پرسنگت : چترانکاری

۸-۲۱ اورشام ۶-۱۵
کشور کمار شکلا : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ امیش پرساد سنگھ اور ساتھی
لوک گیت

رات

۸-۰۵ گھر پریوار : ڈرامہ

۹-۳۰ جیب کترا : ڈرامہ
تحریر : سعادت حسن منٹو

بدھ ۲۴ دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
ڈی۔وی۔پلسکر : خیال

۸-۲۱ اورشام ۶-۱۵
شنکر پرساد : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ پاروتی دیوی : لوک گیت

جمعرات ۲۵ دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
کے۔ایل۔سود : جلترنگ

۸-۲۱ اورشام ۶-۱۵
مالس مکھرجی : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ وجے لکشمی : لوک گیت

رات

۸-۰۰ نئی دشائیں : کہانی شرم
اور سوآولبن کی بھاونا پر
از بھگوتی پرساد دیویدی

۸-۳۰ اسرفی اجنبی : لوک گیت

جمعہ ۲۶ دسمبر

صبح

۷-۳۰ مالتی چیٹرجی : خیال گرجری توڑی

۸-۲۱ اورشام ۵-۱۵
نندلال سنگھ : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ ایشوردھاری سنگھ اور ساتھی
لوک گیت

۲-۳۰ بچہ نسیم کوثر قوال اور ساتھی : قوالی

رات

۹-۳۰ شرم الوجیتے : سنسکرت ڈرامہ
تحریر : ہمانشو شیکھر جھا

۱۰-۳۰ گنگا دھر پاٹھک
خیال جے جے ونتی
طبلہ پرسنگت : بلبل مہاراج

ہفتہ ۲۷ دسمبر

صبح

۷-۳۰ بہادر خاں : سرود

دوپہر

۱-۳۰ وکرما تیواری : لوک گیت

اتوار ۲۸ دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
این۔راجم : وائلن

۸-۲۱ اورشام ۶-۱۵
رماسین : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ کالی داس : ڈرامہ

شام

۷-۴۵ انگوری لال : مزاحیہ خاکہ
تحریر : کیدار ناتھ سنہا

پیر ۲۹ دسمبر

صبح

۶-۴۵ نئی دشائیں : ادیوگ سمبندھی
انٹرویو : ایچ۔آر۔شرما سے

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ــــ ۲ر ۱۹۷ میٹرینی ۱۵۲۱ کلوہرٹز
پربھنی ــــ ۰ر ۲۲۹ میٹرینی ۱۳۰۵ کلوہرٹز

خــبــریــں

ہندی خبریں : صبح ۰۰-۶، ۵۹-۷، دوپہر ۰۵-۱، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱
مراٹھی : صبح ۵۰-۶، ۳۰-۸، دوپہر ۳۰-۱، شام ۰۰-۷، رات ۰۵-۸
انگریزی : صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۱، رات ۰۰-۸ (اسپورٹ) ۰۰-۹، ۰۰-۱۱
اردو : دوپہر ۰۵-۱، رات ۱۶-۹ سنسکرت : شام ۱۰-۶

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۰۵ سنسکرت سبق
۶-۱۰ امرت دھارا
۶-۱۵ کسانوں کے لئے
۶-۲۰ سرانجلی، بھکتی گیت
۶-۴۵ پروگرام کا خلاصہ
۶-۵۰ علاقائی خبریں : مراٹھی
۷-۰۰ جھروکہ (صرف اتوار)
پربھات کرنیں (بروز ہفتہ)
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
۸-۲۵ ضلع وارتہ پتر
۹-۰۵ بال سبھا (صرف اتوار)
۹-۴۰ ہندی پروگرام (صرف اتوار)

دوپہر

۱۲-۱۵ بھگینی منڈل (صرف منگل)
۱۲-۳۰ آپلی آوڑ (صرف اتوار)
۱۲-۴۰ ہندی سبق (پیر، بدھ اور جمعہ)

شام

۵-۳۰ یووا وانی
۶-۱۵ لوک سنگیت
۶-۳۰ گاؤں کریاں ساتھی
(پیر، بدھ اور ہفتہ)
بال منڈل (منگل)
استری جگت (جمعرات)
کامگار جگت (جمعہ)
۷-۱۰ روزگار سماچار
۷-۱۵ بازار بھاؤ
۷-۳۰ فارم اینڈ ہوم
۸-۱۵ دھرتی چتر (پیر)
سپرےم نمسکار (جمعہ)
۹-۳۰ سدا بہار گیت (اتوار)
پراگ (پہلا اور تیسرا منگل)
مراٹھی میں ڈرامہ (جمعہ)
۱۰-۰۰ چوت (دوسرا اور چوتھا اتوار)
آپکی آوڑ (بدھ)

اورنگ آباد
مرو گندھا : للت
از پروفیسر شیلا لوہیا
پترانہ اتر

منگل ۱۶ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
کہانی : سید عباس
کلام شاعر : عبدالرحیم ارمان جالنوی
۸-۴۰ شمیم احمد : ستار

دوپہر

۱۲-۱۵ پیشمنی : تقریر از کمرونا تائی چودھری
دراتی پروگرام : مہیلا منڈل

بدھ ۱۷ر دسمبر

صبح

۷-۰۰ پی۔ یو کوشیکر : خیال
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ
باتوں باتوں میں
تحریر : انوار احمد خاں
۸-۴۰ راجہ کالے : بھاؤ گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی
۱۰-۳۰ این راجن : وائلن

جمعرات ۱۸ر دسمبر

صبح

۷-۱۵ اونیشدانچہ ابھیاس
مراٹھی میں تقریر
ڈاکٹر ایم۔ آر۔ آشٹی کر
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
نئے چراغ : 'فرقہ وارانہ فسادات کے ذمہ دار قوم دشمن عناصر'، سمپوزیم
شرکاء : سنجے موہن، آسیہ انصار
محمد نصرت فاروقی
۸-۴۰ گرجا دیوی : ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱۲-۳۰ ویشالی پامن دوکر : ستار

رات

۱۰-۳۰ لطافت حسین خاں : گائن

جمعہ ۱۹ر دسمبر

صبح

۷-۰۰ ناٹیہ سنگیت
۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
روشنی : اقوالِ زریں پر مبنی
آپ اور ہم : سامعین کے خطوط کے جواب
۸-۴۰ وید میہ کولیکر : سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ شیو کمار شرما، برج بھوشن کابرا
سنتور، گیٹار یگلبندی

شام

۵-۳۰ یووا وانی : مجاہد آزادی
سی۔ ڈی۔ چودھری سے ملاقات
۱۰-۰۰ پنڈت ڈی۔ وی پلسکر : گائن
۱۰-۳۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر : گائن

ہفتہ ۲۰ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ سب رنگ : اردو پروگرام
'نئی تعلیمی پالیسی' : تقریر

پشپا ٹھری واستو کی ملاقات
۷-۳۰ رگھوناتھ سیٹھ : مرلی
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
مہندر پرساد چودھری
ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ مینشور سنگھ : لوک گیت

رات

۸-۳۰ شیونندن پرساد شری واستو
لوک گیت
۱۰-۰۰ سیارام تیواری : دھمار
پکھاوج پر سنگت
رام جی اپادھیائے

منگل ۳۰ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ نارائن راؤ پٹوردھن : خیال
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
سمیتا راتے چودھری : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ شاردا نند سنگھ : لوک گیت

رات

۸-۰۵ گھر پریوار : ڈرامہ
۹-۳۰ سبھی رنگ کچے : ڈرامہ
تحریر : رادھا کرشن پرساد

بدھ ۳۱ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
فہیم اللہ خاں : مرلی
۸-۲۱ اور شام ۱۵-۶
انوپ جلوٹہ : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ گائتری دیوی اور سہیلیاں
لوک گیت



از لیاقت علی خاں
نیرنگ خیال: 'پڑیئے اگر بیمار
تو کوئی نہ ہو تیماردار'
تقریر: ایم۔ اے۔ خالق
۸-۴۰ پنڈت جسراج: سبدھ سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ عبدالرب چاؤس اور ہمنوا
قوالی
رات
۹-۳۰ مالتی پانڈے: گائن

اتوار ۲۱ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
کھلتی کلیاں: بچوں کے لئے پروگرام
پیش کش: فاطمہ گرلز ہائی اسکول
اورنگ آباد
۹-۰۵ بال سبھا (مراٹھی)
۹-۴۰ ہندی پروگرام: مراٹھی سنت
شاعروں کی ہندی رچنائیں
تقریر از یو۔ ایم۔ دستھان
دوپہر
۱-۱۰ راگ کبروانی پر تمثیلی نشریہ
رات
۱۰-۰۰ کمار گندھرو: خیال

پیر ۲۲ر دسمبر

صبح
۷-۰۰ کنکنا بنرجی: خیال
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
آج کے مہمان
مہمان ڈاکٹر بی۔ ایم۔ راجورکر
وائس چانسلر مراٹھواڑہ یونیورسٹی
اورنگ آباد: ملاقاتی:
انوار احمد خاں
شام
۵-۳۰ یووادانی
۱۰-۳۰ کنکنا بنرجی: خیال

منگل ۲۳ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
سپاس نامہ: 'مولانا حالی
حیات اور ادبی کارنامے'
از فاروقی محمد خاں

۸-۴۰ جتندر ابھیشکی: گائن

بدھ ۲۴ر دسمبر

صبح
۷-۰۰ کانت سوانتی: بانسری
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
سلسلہ وار گھریلو موضوعی خاکہ
باتوں باتوں میں
تحریر: انوار احمد خاں
رات
۱۰-۳۰ مانک ورما: خیال

جمعرات ۲۵ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
'نئے چراغ'
حضرت عیسیٰ کی حق پسندی، تقریر
از مختار زیدی
کہانی: صفی انوار
۸-۴۰ شوبھا گرٹو: گائن
رات
۱۰-۳۰ کرسمس پر خصوصی پروگرام

جمعہ ۲۶ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
روشنی (اقوال زریں)
آپ اور ہم، خطوط پر مبنی پروگرام
۸-۴۰ آشا لتا کرلگیکر: نٹیہ سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ بھٹ اور بھٹ: ستار اور گٹار
شام
۵-۳۰ یووادانی
۱۰-۰۰ ملک ارجن منصور: گائن
۱۰-۳۰ استاد فیاض خاں: گائن

ہفتہ ۲۷ر دسمبر

صبح
۷-۱۵ سریمان پرانجپے 'چادلوذ'
تقریر از کمل ملکر
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
'ضرورت ایجاد کی ماں ہے'
تقریر از ڈاکٹر قمر شریف
کلام شاعر: صغیر جالنوی
۸-۴۰ ڈی۔ روی۔ کانے: گائن

دوپہر
۱۲-۳۰ عبدالرشید: غزل
شام
۵-۳۰ یووادانی

اتوار ۲۸ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
بزم خواتین: 'خدا بچائے
فیشن کرنے والوں سے'
تقریر از کنیز فاطمہ
کلام: اختر ناز
۹-۰۵ ورائٹی پروگرام
پیش کش: جیوتی دیوادر ساتھی
۹-۴۰ ہندی پروگرام: میری پریہ پستک
از گردھر سنگھ راجپوت
'کبیرا کھڑا بازار میں'
از ڈاکٹر نارائن شرما
دوپہر
۱-۱۰ راگ پہاڑی پر مبنی پروگرام
شام
۵-۳۰ یووادانی
۶-۱۵ جے کمار بواجین

پیر ۲۹ر دسمبر

صبح
۷-۰۰ الیس۔ بی۔ دیشپانڈے: خیال

۷-۱۵ کتابوں پر تبصرہ
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
ہماری صحت: بچوں کی عام بیماریاں
اور احتیاط: تقریر
از ڈاکٹر ایچ۔ بی۔ ڈاہٹے
رات
۱۰-۳۰ الیس۔ بی۔ دیشپانڈے: خیال

منگل ۳۰ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
بازگشت: منشی پریم چند کے
افسانے 'کفن' کا تمثیلی ادب
۸-۴۰ ایم۔ آر۔ گوتم: خیال
شام
۵-۳۰ تعلیم بالغان پر فیچر
پیش کش: ایکتا محاذ البہاٹ
۹-۳۰ سرتال

بدھ ۳۱ر دسمبر

صبح
۷-۰۰ پربھودیو سردار: گائن
۷-۳۰ سب رنگ: سلسلہ وار
گھریلو موضوعی خاکہ
باتوں باتوں میں
تحریر: انوار احمد خاں
۸-۴۰ پربھاکر کاریکر: گائن

ناگپور

۵۱۲ء۸ میٹر ۵۸۵ کلو ہرٹز

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

بدھ ۱۷ر دسمبر

رات
۹-۳۰ مشاعرہ
شرکاء: حیدر بیابانی
ابن بیوودی، کلیم یزداں
کبیر حنفی، ظفر کلیم

بدھ ۲۴ر دسمبر

رات
۹-۳۰ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات
تقریر از ایم۔ اے۔ [illegible]
افسانہ
از فیض الرحمٰن شاہ

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) : ۲۰۳٫۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز
جے پور (ب) : ۲۲۶٫۴ میٹر ۱۳۲۹ کلوہرٹز
اجمیر : ۴۹۷٫۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

منگل ۱۶ دسمبر

صبح
۷۔۰۵ ساتنا پرساد : طبلہ
۸۔۲۱ اردو دوپہر ۱۔۳۰
شمس الدین : لوک گیت

شام
۵۔۰۵ یووا وانی
۹۔۳۰ سندھی کہانی : کویتا
ادب اس ادیب : تقریر

بدھ ۱۷ دسمبر

صبح
۷۔۰۵ اردو دوپہر ۱۔۳۰
افضل حسین : ٹھمری
۸۔۲۱ جمال الدین : لوک گیت

دوپہر
۱۔۵۰ کرشی لوک

شام
۶۔۳۰ ادیوگ جگت
۱۰۔۳۰ گوپال مشرا : سارنگی

جمعرات ۱۸ دسمبر

صبح
۸۔۲۱ اردو دوپہر ۱۔۴۰
ریحانہ مرزا : لوک گیت

دوپہر
۱۔۱۰ بچوں کی پڑھائی میں ماں کا
وشیش دائتو : تقریر

شام
۶۔۳۰ سندھی کاریہ کرم : گلشن جی گگاری
۱۰۔۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۱۹ دسمبر

صبح
۷۔۰۵ اور رات ۱۰۔۳۰
ایل۔ ایم بکلیتو والے : سنگیت
۷۔۳۵ راجستھان ری اتہاس اور لکھان
ڈنگل ساہتیہ ۔ راج : تقریر
۸۔۲۱ کنہیا لال رانا و ساتھی : لوک گیت

دوپہر
۱۔۱۰ گوپی کرشن وشاوت دماسی
لوک گیت
۱۔۳۰ جیا وشواس : ستار

ہفتہ ۲۰ دسمبر

صبح
۷۔۰۵ شیام گنگولی : سرود
۸۔۲۱ لکشمی نارائن : لوک گیت

دوپہر
۱۔۱۰ مہیش چندر و ساتھی : لوک گیت
۱۔۳۰ شوبھا گرتو : کجری

شام
۵۔۰۵ یووا ویگیانک مینا کشی شرما
سے بھینٹ
۸۔۰۵ دی وے آف دی مائنڈ
انگریزی تقریر

اتوار ۲۱ دسمبر

صبح
۷۔۰۵ اور رات ۱۰۔۳۰
رگھو ویر پرساد : ستار
۹۔۱۵ پتھروں پر لکھا اتہاس
قلعہ بھرت پور : تقریر
"ہمارے پڑوسی راشٹر : بنگلہ دیش
تقریر : بال کلاکار الوشا یادو
۱۰۔۰۰ قومی ایکتا میں ساہتیہ کار جی
کھومیکا سندھی : تقریر
کوشلیا کرپلانی : سگم سنگیت

دوپہر
۱۲۔۰۰ الفاف : ملاقات
آپ اسی لت کے شکار تو نہیں
تمباکو پر تقریر

رات
۹۔۳۰ راجستھان ترقی کی شاہراہ پر
راجستھان میں بجلی کی سہولت
گفتگو
دیہات میں تعلیم کی کمی اور اس سے
پیدا شدہ مسائل : اردو تقریر

پیر ۲۲ دسمبر

صبح
۷۔۰۵ سنگھ بندو : خیال
۷۔۳۵ بلیدانی ریت رو راگی
مہاکوی بانکی داس
راجستھانی تقریر

دوپہر
۱۔۰۰ منیر خاں : لوک گیت
۱۔۳۰ عاشق خاں

شام
۶۔۳۰ فرمائشی لوک گیت
۱۰۔۰۰ رام نارائن : سارنگی

منگل ۲۳ دسمبر

صبح
۷۔۰۵ پدماوتی گوکھلے : خیال
۸۔۲۱ اردو دوپہر ۱۔۴۰
رنجنا چودھری : لوک گیت

شام
۵۔۰۵ یووا وانی
۹۔۳۰ سندھی فرمائشی پروگرام

بدھ ۲۴ دسمبر

صبح
۷۔۰۵ اور رات ۱۰۔۳۰
نیرا شرما : ستار
۸۔۲۱ کنہیا لال سینی و ساتھی : لوک گیت

دوپہر
۱۔۱۰ لوک گیت
۱۔۳۰ پنڈت منی رام، پرتاپ نارائن
پنڈت جسراج : خیال

شام
۶۔۳۰ ادیوگ جگت

جمعرات ۲۵ دسمبر

صبح
۸۔۲۱ اردو دوپہر ۱۔۴۰
ایشور سنگھ کھینچی : لوک گیت

دوپہر
۱۔۱۰ "مجبوری" منو بھنڈاری کی کہانی
کا ریڈیو لکس
ازاروتا جسونت سنگھ

شام
۶۔۳۰ سندھی پروگرام
تقریر : بھگت موتی رام سادھو
اور ساتھی

جمعہ ۲۶ دسمبر

صبح
۷۔۰۵ اور رات ۱۰۔۳۰
مدھو بھٹ تیلنگ : الاپ
۷۔۳۵ کاویہ پاٹھ (راجستھان)
۸۔۲۱ موہن سنگھ : لوک گیت

دوپہر
۱۔۱۰ کرشن گوپال ڈانگی : لوک گیت
۱۔۳۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری

رات
۹۔۳۰ وگیان پتریکا
کاریہ کرم

ہفتہ ۲۷ دسمبر

صبح
۷۔۰۵ نگیندر ناتھ دھر : سرود
۸۔۲۱ گردھر رائے پرجاپت : لوک گیت

دوپہر
۱۔۱۰ کنہیا لال ہاڈا و ساتھی : لوک گیت
۱۔۳۰ بیگم اختر : ٹھمری

شام
۵۔۰۵ وگیان سماچار

اتوار ۲۸ دسمبر

صبح
۷۔۰۵ اور رات ۱۰۔۳۰

وشوموہن بھٹ : گیٹار
۷-۳۵ تیزاب کی ورشا : تقریر
۹-۱۵ کیا آپ جانتے ہیں کیا ہے
ڈرائی کلیننگ : تقریر

دوپہر
۱۲-۰۰ کتھا کنج ، کوڑھی چھائیں
تحریر ، ساوتری پریلا ، سردیوں
میں توچا کا سوندریہ ، تقریر

رات
۹-۳۰ راجستھانی رنگ و نور کے پیکر
(مصوری) ، اردو تقریر
اردو میں بچوں کا ادب ، تقریر

پیر ۲۹ر دسمبر

صبح
۷-۰۵ اور دوپہر ۱-۳۰
معین الدین خاں : سارنگی

دوپہر
۱-۱۰ غلام رسول رس گنگا ، لوک گیت

رات
۱۰-۰۰ پنڈت راؤ پٹوردھن
نارائن راؤ ویاس ، اونکار ناتھ ٹھاکر
سنگیت

منگل ۳۰ر دسمبر

صبح
۷-۰۵ این۔ راجم : وائلن
۸-۲۱ اور دوپہر ۱-۴۰
نندو دیوی ، لوک گیت

رات
۹-۳۰ سندھی کوی گوشٹھی

بدھ ۳۱ر دسمبر

صبح
۸-۲۱ چوتھو رام کٹھیک و ساتھی
لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ اشوک کمار و ساتھی ، لوک گیت

شام
۶-۳۰ ادیوگ جگت
۹-۱۶ غزل
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

جودھپور

جودھپور 'الف' ۵۶۴٫۷ - ۵۳۱ کلو ہرٹز
جودھپور 'ب' ۲۵۰٫۱۶ - ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

منگل ۱۶ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن ؛ مگھ راج سورداس
اور ساتھی
۷-۴۵ کینسر کیا ہے ! ؛ تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار : نیمارام ڈھاڈھی

دوپہر
۱-۱۰ یونانی علاج اور آجکل کی بیماریاں
بات چیت
۱-۵۰ گیہوں کی زیادہ پیداوار حاصل
کرنے کے طریقے ، بات چیت

شام
۵-۰۵ آپکے خط آپ کے گیت
۶-۳۰ گل گھوٹو روگ ۔ کارن لکشن
اور روک تھام کے طریقے
تقریر
۷-۴۵ پورنیما ٹھاکر ؛ راجستھانی سنگیت

بدھ ۱۷ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن ؛ پشکر ناتھ اور ساتھی
۸-۲۱ گیت گنجار ؛ بھوج راج اور ساتھی

دوپہر
۱-۵۰ جوار کی کھرڈی فصل میں زیادہ پیداوار
تقریر

شام
۵-۰۵ منگلا رام وشنوئی
راجستھانی کاویہ پاٹھ
کیاں بالتی کا گرڈی : طنزیہ تقریر
پریم دان چارن
کہانی : بھلامن : گوری شنکر ویاس
۶-۳۰ پشوؤں کی خرید کیلئے بینکوں
سے قرض لینے میں بینکوں کے
اقدام
۷-۴۵ رزاق احمد اور ساتھی
راجستھانی سنگیت

۱۰-۰۰ گیت گنگا
پیش کش : سریش راہی

جمعرات ۱۸ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن ؛ شیلا راٹھوڑ
۷-۴۵ "ہمیں شکایت ہے" ؛ مریض
کو ڈاکٹر سے ؛ مزاحیہ بات چیت
۸-۲۱ گیت گنجار : غازی خاں

دوپہر
۱-۵۰ آلو کی فصل کو بیماریوں سے کیسے
بچائیں : بات چیت

شام
۵-۰۵ یوواپسند پروگرام
۶-۳۰ پیڑ لگانے سے فائدے
بات چیت
۷-۴۵ ترلوک سنگھ ، راجستھانی سنگیت

جمعہ ۱۹ر دسمبر

صبح
۷-۱۵ گاندھی جی اور بنیادی تعلیم
تقریر
۷-۳۰ رن جھن ؛ نارائن داس پنچی اور
ساتھی
۸-۲۱ گیت گنجار ؛ غنی خاں اور ساتھی

دوپہر
۱-۵۰ آلو کی فصل کو روگوں سے کیسے
بچائیں ؛ تقریر

شام
۵-۰۵ شام موسیقی : موسیقی کے جادوگر
سے ملاقات اور بات چیت
۶-۳۰ اندھ وشواسوں سے کیسے نجات
حاصل کریں ؛ تقریر
۷-۴۵ جلد رام اور ساتھی
راجستھانی سنگیت

ہفتہ ۲۰ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ رن جھن ؛ اجارام
۸-۲۱ گیت گنجار ؛ چھے خاں

دوپہر
۱-۵۰ کمپوسٹ کھاد کیوں اور کیسے
بنائیں ؛ تقریر

شام
۵-۰۵ ساؤنڈ اینڈ میوزک
۶-۳۰ دکاس چرن پروگرام
۷-۴۵ راجستھانی سنگیت
چمپا میتھی اور ساتھی

اتوار ۲۱ر دسمبر

صبح
۸-۵۰ سلسلے وار ، دوائیم بارہ
پیش کش ، پی۔ ایس۔ تھپلیال
۹-۱۵ بھارتیہ استھاپتیہ کلا کی دھروہر
چتوڑ گڑھ ، تقریر
سواستھیہ اور صفائی ٹیکے کی اہمیت
تقریر
ہمارا اسکول پروگرام
انکے ۔ بی ائیر فورس نمبر ۲ اسکول

دوپہر
۱۲-۰۵ الپ بچت سے فائدے ، تقریر
بچوں کو ہونے والی مخصوص
بیماریوں کے بارے میں ، تقریر
۱-۱۰ گلشن ؛ وید بھاج اور
وشنو دت جوشی

شام
۵-۰۵ میری پسند ؛ روی پرکاش ماتھر
۵-۳۵ جھمکو ؛ راجستھانی فرمائشی گیت
۶-۳۰ بزرگوں کو ہونے والی آنکھوں
کی بیماریاں اور روک تھام
کے طریقے : تقریر

پیر ۲۲ر دسمبر

صبح
۷-۱۵ سلسلے وار ؛ ہمارا بھی زمانہ ہے
پیش کش ؛ قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن ؛ بانکا رام بھیل
۸-۲۱ گیت گنجار ؛ پرما نند پرمار
اور ساتھی

دوپہر

۱۰-۱ ہمارے پرو تیوہار: کرسمس کی اہمیت: تقریر
ہمارے کسان پان۔ کرسمس کے وشیش دیکھن

۵۰-۱ ٹماٹر کی فصل میں پودھ سن رکشن کا کام: تقریر

شام

۰۵-۵ وگیان وارتا: زکام خطرناک ہو سکتا ہے: تقریر
کہانی: ارپنا شرما
کاویہ پاٹھ: انل کمار ویاس

۳۰-۶ رائیڑا کی فصل میں پودھ سن رکشن کا کام: تقریر

۴۵-۷ راجستھانی سنگیت

منگل ۲۳ر دسمبر

صبح

۳۰-۷ رن جھن: مدن راج ویاس

۴۵-۷ اکیسویں صدی میں کیا ہوگا
کرترم اپ گرہ: تقریر

۲۱-۸ گیت گنجار: جودھا رام لوہار اور ساتھی

دوپہر

۱۰-۱ بچوں کی مخصوص بیماریاں اور ان کا علاج: بات چیت

۵۰-۱ کرشی جگت: پیاز کی زیادہ پیداوار کیسے حاصل کریں: تقریر

شام

۰۵-۵ گیتوں بھری کہانی: رمیش بھاٹی

۳۰-۶ مرغیوں کو ہونے والی بیماریوں کے بارے میں: تقریر

۴۵-۷ راجستھانی سنگیت
راجیندر پریہار

بدھ ۲۴ر دسمبر

صبح

۳۰-۷ رن جھن: مانک لال

۲۱-۸ گیت گنجار: کالو ناتھ اور ساتھی

۵۰-۸ سلسلے وار: دوا کیم بارہ
پیش کش: پی۔ ایس۔ تیجپال

دوپہر

۵۰-۱ گنے کی کھیتی میں دھیان دینے قابل باتیں: تقریر

شام

۰۵-۵ طنزیہ بات چیت
آنکھوں آنکھوں میں

۳۰-۶ ربیع کی فصل کی مخصوص بیماریاں

۴۵-۷ راجستھانی سنگیت
چمپا لال اور ساتھی

۰۰-۱۰ گیت گنگا
پیش کردہ: سریش راہی

جمعرات ۲۵ر دسمبر

صبح

۳۰-۷ رن جھن: ایس۔ پی۔ راماوت

۴۵-۷ وشو ساہتیہ کے آلوک استمبھ "بنیئن": تقریر

۲۱-۸ گیت گنجار: رتن خاں

دوپہر

۵۰-۱ مرچ کی فصل میں پودھ سن رکشن کا کام: تقریر

شام

۰۵-۵ شانتی اور سبھاؤ کے مسیحا عیسیٰ مسیح: تقریر

کرسمس گیت

۳۰-۶ کرسمس: تقریر

جمعہ ۲۶ر دسمبر

صبح

۱۵-۷ گاندھی جی اور ڈانڈی یاترا: تقریر

۳۰-۷ رن جھن: ماگھا رام دمامی

۲۱-۸ گیت گنجار: ہیمر رام رائیکا

دوپہر

۵۰-۱ سبزیوں میں لگنے والے کیڑوں کے بارے میں: تقریر

شام

۰۵-۵ چلتے چلتے پروگرام: ٹوٹے سپنے
کہانی: مدھو شیکھاوت

۳۰-۶ شاریہ، ادسرو ریتی بھومی کو کیسے سدھاریں: تقریر

۴۵-۷ راجستھانی سنگیت
ملک کنور ویاس

ہفتہ ۲۷ر دسمبر

صبح

۳۰-۷ رن جھن: شری کشن سین

(باقی صفحہ ۷ پر)

بیکانیر

۳۱۵،۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

منگل ۱۶ر دسمبر

صبح

۳۰-۷ بینا پانی مشر: خیال بلاس خانی توڑی ترانہ

۲۱-۸ سنت رجب علی جی کی دنیا میں مانو پریم
تقریر چندر کانت گوسوامی

۱۵-۹ اور دوپہر ۳۰-۱
رام لال سانکھلا: لوک سنگیت

شام

۲۵-۶ کان کی بیماریوں سے کیسے بچیں
ڈاکٹر بی۔ چٹرجی

۲۰-۷ زچہ بچہ کی دیکھ بھال: بات چیت
ڈاکٹر جیوتسنا اوجھا
ایندھن کی بچت کیسے کریں
تقریر پھول کنور راجاوت

۱۵-۸ کرشنا ونے: سگم سنگیت

بدھ ۱۷ر دسمبر

صبح

۳۰-۷ گوپال چندر نندی: وائلن پر راگ بلاس خانی توڑی
مدھو ونتی: باگیشری

۱۵-۹ اور دوپہر ۳۰-۱
نارائن رام نایک
لوک سنگیت

شام

۲۵-۶ نئی شکشا نیتی میں ادھیاپکوں کی جواب دہی
از جگدیش نارائن

۳۰-۷ ونوں کا ہمارے جیون میں مہتو: بات چیت
وی کے۔ پاٹھک
پترا وتر

جمعرات ۱۸ر دسمبر

صبح

۵۰-۷ اور رات ۱۵-۸
گنیش داس رنگا: سگم سنگیت

۱۵-۹ اور دوپہر ۳۰-۱
رامیشور مہرا: لوک سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ کویتا پاٹھ: شیلا ویاس، گیت
بہتر پریوار سکھ کا ادھار
ڈاکٹر مرینو کا کی سرنشنو

شام

۲۰-۷ گونجے گاؤں گواڑ: راجستھانی لوک گیتوں کا فرمائشی پروگرام
بھینٹ وارتا: دوائیاں کتنی ہانی کارک: ڈاکٹر او۔ پی۔ گپتا

جمعہ ۱۹ر دسمبر

صبح

۳۰-۷ اور رات ۳۰-۱۰
این۔ راجم: وائلن پر
راگ اہیر بھیرو: جوگ

۱۵-۹ اور دوپہر ۳۰-۱
پشپا سینی: لوک سنگیت

شام

۲۰-۷ نئی شکشا نیتی اور گرامین وکاس: بات چیت
از سورج مال سنگھ
داہیج سمبندھی قانونی صلاح
ایچ۔ سی۔ سانکھلا سے ملاقات

ہفتہ ۲۰ر دسمبر

صبح

۳۰-۷ گووند پرساد جے پور والے
خیال گوجری توڑی: ترانہ

۱۵-۹ اور دوپہر ۳۰-۱

گیانیشوری شرما: لوک سنگیت

شام

۶-۲۵ نئی شکشا نیتی میں سماج کول پرھتی: ویلاڈور تھی

۷-۳۰ سوراور رچا کا کرشی میں اپیوگ
بات چیت: او. پی. بہاری
ویٹنگ وارتا: ڈاکٹر مدن کیولیا

اتوار ۲۱ر دسمبر

صبح

۸-۲۱ کویتا پاٹھ: یوسف عزیز

دوپہر

۱۲-۰۰ بچے اپرادھی کیوں ہو جاتے ہیں؟
مباحثہ، شرکاء: اندرا گرگ
پنکی بھائی

شام

۷-۲۰ پشوؤں کے لیے سنتولت دانہ کیسے بنائیں
ڈاکٹر آر. این. گوتم سے ملاقات
آنکھوں کا سامانیہ بیماریاں کارن وا اپچار: تقریر ڈاکٹر اشوک شرما

پیر ۲۲ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰
پنڈت جسراج: خیال بھیرو
پوریا کلیان
گوپال مشرا: سارنگی پر
راگ مدھو کونس

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
علی محمد: لوک سنگیت

شام

۷-۲۰ پیاز اور لہسن کی انتی کیسے
ایوم بوائی: بات چیت
پریم بہادر سنگھ
پرگتی شیل کرشک
جیسہ مال پونیا سے ملاقات

منگل ۲۳ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ رجب علی: سارنگی

۸-۲۱ بیکانیر میں اردو لیکھن کا وکاس: تقریر غفار احمد

۹-۱۵ اور دوپہر ۴۰-۱
شانتا سکسینہ: لوک سنگیت

شام

۶-۲۵ کھادیہ پدارتھوں میں ملاوٹ کے دشپر بنام: تقریر
میگھ رام نارائن

۷-۳۰ بچوں کے سواستھیہ کیلئے ذہانت "اے" کا مہتو: بات چیت
ڈاکٹر ساون سکھا
سبزیوں کا سنرکشن کیسے کریں
یمن تارہ چھلانی سے ملاقات

۸-۱۵ جیہ شری گپتا: سگم سنگیت

بدھ ۲۴ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
استاد امیر خاں: خیال میاں کی ملہار

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
نوری دیوی: لوک سنگیت

شام

۶-۲۵ شانتی کا اگردوت: میلی
تقریر راز و ملاڈورتھی

۷-۲۰ بچھڑے بچھڑیوں کی اُچیت دیکھ بھال: بات چیت
ڈاکٹر تلسا سوبٹا: پترا و تر

جمعرات ۲۵ر دسمبر

صبح

۷-۵۰ اور رات ۱۵-۸
اروند گوسوامی: بانسری پر دھن

۹-۱۵ اور دوپہر ۴۰-۱
کان سنگھ بھاٹی و ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ کرسمس: تقریر: نشا سولمین
گیت اپہار اور ہم: مباحثہ
شرکاء: سروج ورما، پشپا پانڈیہ
ہیم لتا جین، پشپا جیرتھ

شام

۷-۲۰ گرامین درپن: استعمل ریکارڈنگ
پر مبنی پروگرام
پیشکش: پی. سی. پنوار اور
راجیندر ماتھر

جمعہ ۲۶ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
کشمن پرساد جے پور والے
خیال گن کلی: جیت

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
رجب علی: لوک سنگیت

شام

۷-۲۰ بیس سوتری کاریہ کرم اور چورو ضلع: بات چیت
جی. ایس. سنگھ
بھینٹ وارتا: او. پی. ریکارڈنگ
پر مبنی پروگرام

ہفتہ ۲۷ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ بالا صاحب پونچھ والے
خیال بیراگی

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
سدانند چاوریہ: لوک سنگیت

شام

۶-۲۵ کرتو پرنشٹھا: جیون میں

۷-۲۰ گرامین شیتر میں دستوؤں کی وترن ویوستھا: بات چیت
بھوانی شنکر ویاس
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
پیشکش: راجیندر ماتھر

اتوار ۲۸ر دسمبر

صبح

۸-۲۱ کہانی: مہاویر پنوار

دوپہر

۱۲-۰۰ کہانی: شانتی پورنا گپتا، گیت
ملاوٹ سے بچئے: تقریر
پشپا پنوار

شام

۶-۲۵ کرتو پرنشٹھا: ماتا پتا کے ساتھ
میگھ رام نارائن

۷-۲۰ ڈیری ویکاس یوجنا اور پشو پالک: بات چیت
از ڈاکٹر پورنما بھاٹیہ
جن سنکھیا وردھی میں بادھک
بات چیت از جودھا رام

پیر ۲۹ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۰۰-۱۰
موہن لال مشرا: خیال
دامودر لال کابرا: سرود
رام واسی ملہار

۹-۱۵ اور دوپہر ۲۰-۱
ہنومان داس اور ساتھی
لوک سنگیت

شام

۶-۲۵ بیکانیر میں پرٹیس سوید جابک
نارائن سنگھ بٹیل

۷-۲۰ پھلدار پودوں کو پالے سے بچائیے
بات چیت: از اندر موہن ورما
نور رنگ رام لامبا سے ملاقات

منگل ۳۰ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ نرملا دیوی: ٹھمری مشر جوگیہ

۸-۲۱ آپ بھوگتا دستوؤں کی وترن ویوستھا: تقریر
بھوانی شنکر شرما

۹-۱۵ اور دوپہر ۴۰-۱
جگت نارائن گوسوامی
لوک سنگیت

شام

۶-۲۵ بیکانیر کا جوناگڑھ قلعہ: تقریر
نارائن سنگھ بٹیل

۷-۲۰ بال دیواہ ایک ابھیشاپ
بات چیت: کمل دت
پشو پالن میں پھیلاؤں کا اوگدان
بات چیت از کمتا اگروال

۸-۱۵ رفیق ساگر: سگم سنگیت

بدھ ۳۱ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
عبدالحلیم جعفر خاں: ستار پر
راگ شکل بلاول و للتا نگی

۹-۱۵ اور دوپہر ۳۰-۱
اللہ جلائی بائی: لوک سنگیت

شام

۶-۲۵ دواؤں میں ملاوٹ کے دش پر بنام: ڈاکٹر ایس. این. بھرا

۷-۲۰ مرغی پالن ایک لابھ کاری ویوسایہ
بات چیت: ڈاکٹر بھولال سنگھ
پتر و اتر

بقیہ: جودھپور

۷-۴۰ مہران گروپ: محاسب گرو بات چیت
۸-۲ گیت گنجار: راچندر شیکھر کلا

دوپہر

۱-۵۰ سرسوں کی فصل میں پود دھن رکشن کا کام: تقریر

شام

۵-۰۵ ساونڈ اینڈ میوزک
۶-۳۰ جو کی کھڑی فصل میں پود دھن رکشن کا کام: تقریر
۷-۴۵ نارائن سنگھ بھاٹی راجستھانی سنگیت

اتوار ۲۸ر دسمبر

صبح

۹-۱۵ ایجادات کی کہانی: چھپائی، تقریر
ہمارے گورونانک: تقریر

دوپہر

۱۲-۰۵ تعلیم کے نئے طریقے اور آجکل طلبا
دانتوں کی مخصوص بیماریوں کے بارے میں: تقریر
۱-۱۰ گلشن: پیش کش: وید بجاج اور دشنو دت جوشی

شام

۵-۰۵ میری پسند: نندا نند وانی
۵-۲۵ جھنکو: راجستھانی فرمائشی گیت
۶-۳۰ پریوار نیوجن کیوں اور کیسے کریں: تقریر

پیر ۲۹ر دسمبر

صبح

۷-۱۵ ہمارا بھی زمانہ ہے: سلسلے وار
پیش کش: قاضی انیس الحق
۷-۳۰ رن جھن: مدن پوری
۷-۴۰ ہیپ ان انٹرنل: تقریر
۸-۲۱ گیت گنجار: دھاپی دیوی اور ساتھی

دوپہر

۱-۱۰ لیکھا جوکھا: سال ۱۹۸۶ میں مہیلا وکاس کے کاریہ: مباحثہ
۱-۵۰ تلہن فصلوں میں پود دھن رکشن کا کام: تقریر

شام

۵-۰۰ کاویہ گوشٹی

کلکتہ

کلکتہ 'اے' ۴۵۶/۱۶ میٹر ۶۵۷ کلوہرٹز
کلکتہ 'سی' ۲۲۶/۷۶ میٹر ۱۳۲۳ کلوہرٹز
کلکتہ 'بی' ۲۹۷/۶۹ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرٹز
کلکتہ 'ڈی' ۲۴۵/۱۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

منگل ۱۶ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ منندر داس: لوک سنگیت
۷-۴۰ گوراسرب ادھیکاری رابندر سنگیت
۸-۱۵ شمبھو مکھرجی: ادھونک
۸-۳۰ کلیانی سکدر: خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ آنند چودھری: گیٹار
۱-۰۰ نروتی بواسرنائک: خیال
۱-۴۰ رشمی سین گپتا: وائلن
۲-۰۰ نند دلال ٹھاکر: کرتن
۲-۱۵ ہنیا مکھرجی: لوک سنگیت
۲-۵۵ لتا نندی: بھجن
۳-۰۰ اور شام ۵-۳۰ مشتاق علی خاں: ستار

رات

۸-۴۰ نباینتا سنہا رجنی کانت سنگیت
۸-۴۵ دلیپ سرکار: ادھونک
۸-۵۰ بندنا سنہا اتول پرساد سنگیت
۹-۰۰ سمیتا ساہا: نذرل سنگیت
۹-۱۰ سوپن کمار سکدر شیام سنگیت
۹-۲۰ بیبھا سین گپتا: رابندر سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ بندنا سنہا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ کلیانی سکدر: نذرل سنگیت
۶-۴۵ نباینتا سنہا: رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ سوپن کمار سکدر: شیام سنگیت
۷-۰۵ نورتی بواسرنائک: خیال
۷-۴۰ سیتا سنہا: لوک سنگیت
۸-۲۱ لتا نندی: بھجن
۸-۳۰ نند دلال ٹھاکر: کرتن
۸-۵۰ دلیپ سرکار: ادھونک
۹-۱۵ بیبھا ...
۹-۳۰ مشتاق علی خاں: ستار

دوپہر

۲-۴۰ سادھو باؤل: لوک سنگیت

شام

۶-۲۰ منندر داس: لوک سنگیت
۶-۲۵ نباینتا سنہا اتول پرساد سنگیت
۶-۳۰ سوپن کمار سکدر: ادھونک
۶-۴۰ سمیتا ساہا: شیام سنگیت
۶-۵۰ گوراسرب ادھیکاری رابندر سنگیت
۸-۲۵ آنند چودھری: گیٹار
۹-۴۵ بیبھا سین گپتا رابندر سنگیت
۹-۵۰ دلیپ سرکار: ادھونک

بدھ ۱۷ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ گیتا تین: لوک سنگیت
۷-۴۰ چنموئے چٹرجی رابندر سنگیت
۸-۱۵ جیوترموئے چکرورتی نذرل سنگیت
۸-۳۰ کمل ملک: سرود
۹-۰۰ جھوما چکرورتی: نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ ماکھن چکرورتی: ادھونک
۱-۴۰ اور ۲-۵۵ شیامل کمار چودھری: گیٹار
۳-۰۰ ٹھاکر داس اچاریہ: کرتن
۳-۱۵ بسنتی چٹرجی: بھجن

رات

۸-۱۵ منجو بنرجی: لوک سنگیت
۸-۲۵ رمی بنرجی: رابندر سنگیت
۸-۴۰ اربندا چکرورتی نذرل سنگیت
۸-۵۰ کھیا چٹرجی: ادھونک
۹-۰۰ ارون بھادری: خیال
۱۰-۰۰ جے شری گپتا: غزل
۱۰-۳۰ چنموئے چٹرجی: رابندر سنگیت
۱۰-۴۰ کھیا چٹرجی: اتول پرساد سنگیت
۱۰-۵۰ جنن پرکاش گھوش راگ پردھان

۶-۳۰ سرسوں کی فصل میں کیا کریں: تقریر
۷-۴۵ بھنور ناتھ: راجستھانی سنگیت
۷-۴۵ بھیرا رام اور ساتھی راجستھانی سنگیت

منگل ۳۰ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ رن جھن: گنگا رام دمامی
۸-۲۱ گیت گنجار: پیر جاپتی

دوپہر

۱-۱۰ چکستا وگیان کے نئے کھوجوں کی جانکاری: مباحثہ
۱-۵۰ ربیع کی فصلوں کو کھر پتواروں سے کیسے بچائیں: تقریر

شام

۵-۰۵ آپکے خط آپکے گیت
۶-۳۰ سردیوں کے دنوں میں بیماریوں سے کیسے بچیں: تقریر

بدھ ۳۱ر دسمبر

صبح

۸-۵۰ دو ایکم بارہ: سلسلے وار
پیش کش: پی۔ ایس۔ جھیلیال

دوپہر

۱-۵۰ ربیع کی فصل کو کیڑوں سے کیسے بچائیں: تقریر

شام

۵-۰۵ پرشانک: نگم پریشد جودھپور پر پروگرام
۶-۳۰ ان دنوں سبزیوں میں پود دھن رکشن کا کام: تقریر

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ مریدولا چکرورتی: رابندر سنگیت
۶-۳۵ اربند چکرورتی: نذرل سنگیت
۸-۲۱ سکھا گرداس اچاریہ: کرتن
۸-۳۰ بسنتی چٹرجی: شیام سنگیت
۸-۵۰ ماکھن چکرورتی: ادھونک
۹-۱۵ رجنی بنرجی: لوک سنگیت
۹-۳۰ ارون بھادری: خیال

دوپہر

۲-۵۰ جنن پرکاش گھوش ہارمونیم

شام

۶-۲۰ گیتا یتن: لوک سنگیت
۶-۲۵ چھنوے چٹرجی: رابندر سنگیت
۸-۱۰ شیامل کمار چودھری: گیٹار
۸-۲۵ مریدولا چکرورتی رابندر سنگیت
۹-۴۰ جیوتا چکرورتی نذرل سنگیت
۹-۵۰ جنن پرکاش گھوش راگ پردھان
۱۱-۱۰ ارون بھادری: خیال
۱۱-۳۰ کمل ملک: سرود

جمعرات ۱۸ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ مدال: لوک سنگیت
۷-۴۰ نیلیما سین: رابندر سنگیت
۸-۳۰ میرا بنرجی: خیال اور ٹھمری
۹-۰۰ ستاروپا: نذرل سنگیت
۹-۲۵ بھارتی کارچودھری: ادھونک

دوپہر

۱۲-۲۰ مرینالنی سانیا: رام پرساد سنگیت
۱-۰۰ کھیا چودھری: دھرو پد
۱-۴۰ آرتی ٹیکا: غزل
۱-۵۰ منجوشری رائے رجنی کانت سنگیت
۳-۰۰ نرنجن ہلدار: گیٹار
۳-۱۰ ممتا چکرورتی: دادرا

شام

۵-۳۰ نیتائی بوس: ستار
۸-۴۰ منجوشری رائے
رجنی کانت سنگیت
۸-۴۵ راج کمار سامنت: ادھونک
۹-۰۰ سنیل کمار مکھرجی: ستار
۱۰-۰۰ مینکا سوم: ادھونک
۱۰-۱۵ انو مان رائے: لوک سنگیت
۱۰-۳۰ بھارتی کارچودھری راگ پردھان
۱۰-۴۰ پوسپین سانیال: شیام سنگیت
۱۰-۵۰ نیلما سین: رابندر سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ کھیا چودھری: رابندر سنگیت
۶-۴۵ مینکا سوم: شیام سنگیت
۶-۵۰ بھارتی کارچودھری: بھجن
۷-۰۵ نیتائی بوس: ستار
۷-۴۰ گوبند داس: لوک سنگیت
۷-۵۰ منجوشری رائے رجنی کانت سنگیت
۸-۲۱ آرتی ٹیکا: غزل
۸-۵۰ بھارتی کارچودھری: ادھونک
۹-۱۵ مدال: لوک سنگیت
۹-۳۰ سنیل کمار مکھرجی: ستار

دوپہر

۲-۴۰ مرنالنی سانیا: بھگتی گیت
۲-۴۵ گوبند داس: لوک سنگیت
۲-۵۰ منجوشری رائے رجنی کانت سنگیت

شام

۶-۲۰ مدال: لوک سنگیت
۶-۲۵ ستاروپا: اتول پرساد سنگیت
۹-۳۰ مرنالنی سانیا: رام پرساد سنگیت
۹-۴۰ راجکمار سامنت شیام سنگیت
۹-۵۰ آرتی ٹیکا: غزل
۱۱-۱۰ میرا بنرجی: خیال
۱۱-۳۰ نیتائی بوس: ستار

جمعہ ۱۹ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ ترپدا لاہیری اور ساتھی لوک سنگیت
۷-۴۰ سواستیکا مکھرجی
رابندر سنگیت
۸-۱۵ کانتی مترا: ادھونک
۸-۳۰ جگدیش پرساد پنڈت: خیال
۹-۲۵ انجو مکھرجی: اتول پرساد سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ شیبانی سنہا: لوک سنگیت
۱-۴۰ سندھیاسری مکھرجی: بھجن
۳-۰۰ دیپل مکھرجی: نذرل سنگیت
۳-۱۰ ترپتی مترا: ادھونک
۳-۲۰ گپی مجمدار: رابندر سنگیت

شام

۵-۳۰ جینتی باگچی: خیال
۹-۰۰ اندرانی بھٹاچاریہ: ستار
۱۰-۰۰ انجو مکھرجی: اتول پرساد سنگیت
۱۰-۰۵ دیپل مکھرجی: نذرل سنگیت
۱۰-۱۰ دیپکا رائے: شیام سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ سواستیکا مکھرجی: رابندر سنگیت
۶-۳۵ دیپکا رائے: نذرل سنگیت
۶-۴۵ انجو مکھرجی: اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ کانتی مترا: شیام سنگیت
۷-۰۵ اندرانیل بھٹاچاریہ: ستار
۷-۳۰ منورنجن ساہا: ادھونک
۷-۵۰ انجنا سین گپتا: لوک سنگیت
۸-۲۱ سندھیاسری مکھرجی: بھجن
۸-۳۰ دیپیکا رائے: شیام سنگیت
۸-۵۰ ترپتی مترا: ادھونک
۹-۱۵ شیبانی سنہا: لوک سنگیت
۹-۳۰ جینتی باگچی: خیال

دوپہر

۲-۴۰ منورنجن ساہا: ادھونک
۲-۴۵ انجنا سین گپتا: لوک سنگیت
۲-۵۵ انجو مکھرجی: شیام سنگیت

شام

۶-۲۰ ترپدا لاہیری اور ساتھی لوک سنگیت
۶-۲۵ سواستیکا مکھرجی رابندر سنگیت
۸-۲۵ انجو مکھرجی: بھگتی گیت
۹-۳۰ کبیر مجمدار: رابندر سنگیت
۹-۴۰ ترپتی مترا: ادھونک
۹-۵۰ کانتی مترا: شیام سنگیت
۱۱-۱۰ جگدیش پرساد پنڈت: خیال
۱۱-۲۰ اندرانیل بھٹاچاریہ: ستار

ہفتہ ۲۰ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ ہرے کرشن داس: لوک سنگیت
۷-۴۰ امل ناگ: رابندر سنگیت
۸-۱۵ پریمل بھٹاچاریہ: ادھونک
۸-۳۰ دیپ پرساد بنرجی: بانسری

دوپہر

۱-۰۰ دیب شنکر دویدی: الاپ او۔ دھار

شام

۵-۳۰ امالیندو پال: بھجن
۵-۴۰ چھایا چٹرجی: راگ پردھان
۸-۲۰ سوپن بوس: لوک سنگیت
۸-۲۵ جوتیکا رائے: گیت
۸-۴۰ بمل باگچی: ادھونک
۸-۴۵ میرا بوس: رابندر سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ میرا بوس: رابندر سنگیت
۶-۳۵ تولیکا چٹرجی: نذرل سنگیت
۶-۴۵ امالیندو پال: بھجن
۷-۱۰ چھایا چٹرجی: راگ پردھان
۷-۴۰ مینو دے: لوک سنگیت
۸-۲۱ امالیندو پال: بھجن
۸-۵۰ بمل باگچی: ادھونک
۹-۱۵ ہرے کرشن داس لوک سنگیت
۹-۳۰ دیب شنکر دویدی الاپ۔ او۔ دھرو پد

دوپہر

۲-۴۰ تولیکا چٹرجی: نذرل سنگیت
۲-۴۵ مینو دے: لوک سنگیت

شام

۶-۲۰ ہرے کرشن داس: لوک سنگیت
۶-۲۵ جوتیکا رائے: بھجن
۶-۳۵ بمل باگچی: ادھونک
۶-۴۵ فینسی رائے: بھگتی گیت
۶-۵۵ امل ناگ: رابندر سنگیت
۸-۲۵ پریمل بھٹاچاریہ: ادھونک

اتوار ۲۱ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۲۴ سوکھا بلاس برما: لوک سنگیت
۷-۳۰ کا نیکا بنرجی: رابندر سنگیت
۸-۳۰ سوپن کمار گھوش: ستار
۹-۲۸ دھنن جائے بھٹا چاریہ: ادھونک
۱۰-۰ موسیقی کا سبق: رابندر سنگیت
پیش کش: نیلما سین

دوپہر

۱-۳۰ ینجوس کانتی ناتھ: گیٹار

شام

۵-۳۰ ساوتری گھوش: راگ پردھان
۵-۴۰ تلسی گوسوامی: شیام سنگیت
۸-۱۵ گو پال مترا: رابندر سنگیت
۸-۲۵ ملینا گھوشال: نذرل سنگیت
۸-۴۰ پرانتی داس: ادھونک
۸-۵۰ پنکج بنرجی: لوک سنگیت
۹-۰۰ الوک کمار چٹرجی: خیال
۱۰-۰۰ بناسری سین گپتا: ادھونک
۱۰-۲۵ دھنن جوئے بھٹا چاریہ
شیام سنگیت
۱۰-۵۰ کا نیکا بنرجی: رابندر سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ امیت کمار چٹرجی
رابندر سنگیت
۶-۳۵ ملینا گھوشال: نذرل سنگیت
۶-۴۵ پرانتی داس
رجنی کانت سنگیت
۶-۵۰ ساوتری گھوش: بھجن
۷-۰۵ الوک کمار چٹرجی: خیال
۸-۳۰ تلسی گوسوامی: شیام سنگیت
۸-۵۰ دھنن جوئے بھٹا چاریہ
ادھونک
۹-۱۵ پنکج بنرجی: لوک سنگیت
۹-۳۰ الوک کمار چٹرجی: خیال

دوپہر

۲-۴۰ ساوتری گھوش: گیت
۲-۴۵ پیجوش کانتی ناتھ: گیٹار
۲-۵۰ پرانتی داس: رجنی کانت سنگیت

شام

۶-۲۰ سکھا بلاس برما: لوک سنگیت
۶-۲۵ ملینا گھوشال: شیام سنگیت
۶-۳۵ امیت کمار چٹرجی
رابندر سنگیت
۶-۴۵ پیجوش کانتی ناتھ: گیٹار
۶-۵۵ بناسری سین گپتا: ادھونک
۷-۳۰ پنکج بنرجی: لوک سنگیت
۷-۳۵ کا نیکا بنرجی: رابندر سنگیت

پیر ۲۲ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ سنیل کمار بیرا: لوک سنگیت
۷-۴۰ جیوتسنا داس: رابندر سنگیت
۸-۱۵ شیاملی مکھرجی: ادھونک
۸-۳۰ سری کمار بنرجی: سرود

دوپہر

۱۲-۲۰ سدھیر داس باؤل: لوک سنگیت
۱-۴۰ منجوشری داس گپتا: ٹھمری
۲-۵۵ جگن موئے مترا: گیت

شام

۵-۳۰ لطافت حسین خاں: خیال
۸-۱۵ کرشنا مجمدار: نذرل سنگیت
۸-۲۰ نیچوودتا: راگ پردھان
۸-۴۰ ردلو دتا: رابندر سنگیت
۸-۴۵ رادھارمن داس: لوک سنگیت
۹-۰۰ مایا مترا: ستار
۱۰-۰۰ کرشنا مجمدار: کرتن
۱۰-۱۵ سانتی ناتھ گنگولی: رابندر سنگیت
۱۰-۳۰ سوشمیتا گوسوامی: راگ پردھان
۱۰-۴۰ جگن موئے مترا: ادھونک
۱۰-۵۰ سپروا سرکار: نذرل سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ ردلو دتا: رابندر سنگیت
۶-۴۵ سوشمیتا گوسوامی
دوئی جندر سنگیت
۶-۵۰ جگن موئے مترا: بھجن
۷-۰۵ مایا مترا: ستار
۷-۴۰ سدھیر داس باؤل: لوک سنگیت
۸-۲۱ نیچوودتا: بھجن
۸-۵۰ شانتی ناتھ گنگولی: ادھونک
۹-۱۵ رادھارمن داس: لوک سنگیت
۹-۳۰ لطافت حسین خاں: خیال

دوپہر

۲-۴۰ سوشمیتا گوسوامی: رجنی کانت سنگیت
۲-۵۰ بجلی کمار سین: دلربا

شام

۶-۲۰ سنیل کمار بیرا: لوک سنگیت
۶-۲۵ جیوتسنا داس
اتول پرساد سنگیت
۶-۳۰ نیچوودتا: ادھونک
۶-۴۰ بجلی کمار سین: دلربا
۶-۵۰ سوپروا سرکار: بھکتی گیت
۸-۲۵ بجلی کمار سین: دلربا
۹-۴۰ منجوشری داس گپتا: ٹھمری
۹-۵۰ جگن ناتھ مترا: بھجن
۱۱-۱۰ لطافت حسین خاں: خیال
۱۱-۳۰ مایا مترا: وینا

منگل ۲۳ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ سندھورانی دھر: لوک سنگیت
۷-۴۰ ریتا دے: رابندر سنگیت
۸-۱۵ تندرا بوس: ادھونک
۸-۳۰ دھیریندر چندر مترا: خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ نباینتا چکرورتی: لوک سنگیت
۱-۰۰ اجنتا پسلی: ستار
۱-۴۰ کرشنا دھر: نذرل سنگیت
۱-۵۰ برجا گوپال داس: ٹھمری
۲-۰۰ بندنا داس گپتا
اتول پرساد سنگیت
۲-۱۵ پریا نند داس: لوک سنگیت
۲-۵۵ سوپن کمار گھوش: گیٹار
۳-۰۰ اے. داؤد: خیال

شام

۵-۳۰ نثار حسین خاں: خیال
۸-۴۰ بانی گھوش: ادھونک
۸-۴۵ نارائن چندر شرما
لوک سنگیت
۸-۵۰ سوپن کمار گھوش: گیٹار
۹-۰۰ سپرو کاش چاکی: رابندر سنگیت
۹-۱۰ شانتی چٹرجی: شیام سنگیت
۹-۳۰ دھیریندر چندر مترا
نذرل سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ نباینتا چکرورتی: رابندر سنگیت
۶-۳۵ دھیریندر چندر مترا
نذرل سنگیت
۶-۴۵ بندنا سین گپتا
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ شانتی چٹرجی: شیام سنگیت
۷-۰۵ اے. داؤد: خیال
۷-۴۰ بندھورانی دھر: لوک سنگیت
۷-۵۰ سوپن کمار گھوش: گیٹار
۸-۲۱ بانی گھوش: شیام سنگیت
۸-۳۰ سانتی چٹرجی
رام پرساد سنگیت
۸-۵۰ سپرو کاش چاکی: ادھونک
۹-۱۵ پریا نند داس: لوک سنگیت
۹-۳۰ نثار حسین خاں: خیال

دوپہر

۲-۴۰ نارائن چندر شرما: لوک سنگیت
۲-۴۵ گورو سرن داس گپتا
رابندر سنگیت

شام

۶-۲۰ سیندھورانی دھر: لوک سنگیت
۶-۲۵ ریتا دے: رابندر سنگیت
۶-۴۰ سوپن کمار گھوش: گیٹار
۶-۴۵ بانی گھوش: ادھونک
۶-۵۰ برجا گوپال داس: ٹھمری
۸-۲۵ بندنا سین گپتا
اتول پرساد سنگیت
۹-۴۵ دھیریندر چندر مترا: کرتن

بدھ ۲۴ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ گوڑا اندرا: لوک سنگیت
۷-۴۰ پرتیما مکھرجی: رابندر سنگیت
۸-۱۵ اتپلا سین: ادھونک
۸-۳۰ دی. جی. جوگ: وائلن
۹-۱۰ سپرا چکرورتی
نذرل سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ چیریتیوا بھیبھاتری سنگھا
بھکتی گیت
۱-۴۰ ستا پادتا گپتا: بھجن
۲-۵۵ دیپک رائے: گیٹار
۳-۰۰ شیلی تالکدار: راگ پردھان
۳-۱۰ سنگھا مترا کار: خیال

رات

۸-۱۵ کرشنا چٹرجی: ادھونک
۸-۲۰ شیب ناتھ مکھرجی: کرتن.
۸-۴۰ سپرا چکرورتی: نذرل سنگیت
۸-۵۰ ارون رنجن بھٹاچاریہ
لوک سنگیت
۹-۰۰ سوتاپا دتا گپتا: خیال
۱۰-۰۰ چھبی بنرجی: کرتن
۱۰-۳۰ سکتر تا داس
رجنی کانت سنگیت
۱۰-۴۰ اتپلا سین: ادھونک، گیت
۱۰-۵۰ منابندر مکھرجی: نذرل سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ پترالی چکرورتی: رابندر سنگیت
۶-۴۵ چھبی بنرجی: اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ چیرتیتوا بھیجا تری سنگھا
بھکتی گیت
۷-۰۵ سنگھامترا کار: خیال
۷-۴۰ سنند ابھٹاچاریہ: لوک سنگیت
۷-۵۰ دیپک رائے: گیٹار
۸-۲۱ شیلی تالکدار: بھجن
۸-۳۰ شیب ناتھ مکھرجی: کرتن
۸-۵۰ کرشنا چٹرجی: ادھونک
۹-۱۵ ارون رنجن بھٹاچاریہ
لوک سنگیت
۹-۳۰ بیریش رائے: خیال
دوپہر
۲-۴۰ : ادھونک
۲-۴۵ سکتر تا داس: اتول پرساد سنگیت
۲-۵۵ پترالی چکرورتی: رابندر سنگیت
شام
۶-۲۰ گوڑا اندرا: لوک سنگیت
۶-۲۵ اتپلا سین: بھجن
۸-۱۰ سنند ابھٹاچاریہ
لوک سنگیت
۸-۲۵ ارون رنجن بھٹاچاریہ: بھجن
۹-۴۰ چھبی بنرجی: بھکتی گیت
۹-۵۰ منابندر مکھرجی: ادھونک
۱۱-۱۰ سنگھامترا کار: خیال
۱۱-۳۰ وی. جی. جوگ: وائلن

جمعرات ۲۵ دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ بھکتی داس باؤل: لوک سنگیت
۷-۴۰ سمترا سین: رابندر سنگیت
۸-۳۰ امیہ رنجن بنرجی: خیال
۹-۰۰ نیتیش دتا رائے: نذرل سنگیت
۹-۲۵ لیکھا دتا: ادھونک
دوپہر
۱-۰۰ ہمنگشو بسواس: سنطور
۱-۴۰ اینما باسو چودھری
لوک سنگیت
۱-۵۰ ریوا نیل مترا اور ساتھی
بھکتی گیت
۲-۳۵ لینیا لیکھا پاشچل: بھکتی گیت
۲-۴۵ لینا چکرورتی: بھجن
۳-۰۰ روما داس گپتا: رابندر سنگیت
۳-۱۰ بسوا ناتھ دے: گیٹار
۳-۱۵ نریندو چودھری: لوک سنگیت
۳-۲۰ جھرنا دتا رائے
اتول پرساد سنگیت
شام
۵-۳۰ پرتیما چودھری: ستار
۸-۴۰ تالیس کمار چٹرجی: ادھونک
۸-۴۵ بیتھیکا گھوشال: شیام سنگیت
۹-۰۰ رشید خاں: خیال
۱۰-۳۰ 'بڑا دن' (کرسمس ڈے)
موسیقی فیچر

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ روما داس گپتا: رابندر سنگیت
۶-۴۵ جھرنا دتا رائے
اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ ریوا نیل مترا اور ساتھی
بھکتی گیت
۷-۰۵ پرتیما چودھری: ستار
۷-۴۰ اینما باسو چودھری
لوک سنگیت
۸-۲۱ لینا چکرورتی: بھجن
۸-۵۰ تالیس کمار چٹرجی: ادھونک
۹-۱۵ بھگت داس باؤل
لوک سنگیت
۹-۳۰ رشید خاں: خیال
دوپہر
۲-۴۰ بسوا ناتھ دے: گیٹار
۲-۴۵ نریندو چودھری: لوک سنگیت
شام
۶-۲۰ بھکت داس باؤل: لوک سنگیت
۶-۲۵ سمترا سین: رابندر سنگیت
۸-۲۵ بسوا ناتھ دے: گیٹار
۹-۳۰ نیتیش دتا رائے
اتول پرساد سنگیت
۹-۴۰ لیکھا دتا: ادھونک
۹-۵۵ نریندر چودھری: لوک سنگیت
۱۱-۱۰ امیہ رنجن بنرجی: خیال
۱۱-۴۰ پرتیما چودھری: ستار

جمعہ ۲۶ دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ کارتک چندر ادھیکاری
لوک سنگیت
۷-۴۰ چترلیکھا دتا: رابندر سنگیت
۸-۱۵ پراوتی چٹرجی: ادھونک
۸-۳۰ کرشنا داس گپتا: خیال
دوپہر
۱-۴۰ پوتل دتا: بھجن
۲-۳۵ ڈولا گھوش: رابندر سنگیت
۲-۵۰ جینت مکھرجی: بانسری
۳-۰۰ مایا بکشی: لوک سنگیت
۳-۱۵ انجوشری چودھری: ادھونک
شام
۵-۳۰ اپرجیت گھوش: خیال
۹-۰۰ سمریندر ناتھ سکدر: سرود
۱۰-۰۰ اپرجیت گھوش: شیام سنگیت
۱۰-۰۵ شنکر ناتھ گھوشال: ادھونک

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ چترلیکھا دتا: رابندر سنگیت
۶-۳۵ شنکر ناتھ گھوشال
نذرل سنگیت
۶-۵۰ پوتل دتا: بھجن
۷-۰۵ کرشنا داس گپتا: خیال
۷-۴۰ کارتک چندر ادھیکاری
لوک سنگیت
۸-۲۱ جینت مکھرجی: بانسری
۸-۳۰ پوتل دتا: راگ پردھان
۸-۵۰ انجوشری چودھری: ادھونک
۹-۱۵ مایا بکشی: لوک گیت
۹-۳۰ سمریندر ناتھ سکدر: سرود
دوپہر
۲-۴۰ شنکر ناتھ گھوشال: شیام سنگیت
۲-۴۵ آرتی بوس: لوک سنگیت
شام
۶-۲۰ کارتک چندر ادھیکاری
لوک سنگیت
۶-۲۵ ڈولا گھوش: رابندر سنگیت
۸-۱۵ پراوتی چٹرجی: ادھونک
۸-۲۵ چترلیکھا دتا: رابندر سنگیت

ہفتہ ۲۷ دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح
۶-۴۰ مناشی پال: لوک سنگیت
۷-۴۰ رابندر بھارتی: رابندر سنگیت
۸-۱۵ سوچترا گھوش: ادھونک
۸-۳۰ پوربی مکھرجی: خیال
دوپہر
۱-۰۰ مرینال کانتی رائے: بانسری
۱-۲۰ بے بی گھوش: شیام سنگیت
۱-۴۰ سرادیندو داس گپتا: ادھونک
شام
۵-۳۰ شیفالی گھوش: راگ پردھان
۵-۴۰ مایا رائے: شیام سنگیت
۸-۲۰ تاپس مجمدار: گیٹار
۸-۲۵ بیتھیکا پال: ادھونک
۸-۴۰ انیتا دے: نذرل سنگیت
۸-۴۵ اوپیندر ناتھ رائے
لوک سنگیت
۸-۵۰ شیام سری داس گپتا
رابندر سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح
۶-۲۵ شیام سری داس گپتا
رابندر سنگیت
۶-۳۵ بے بی گھوش: نذرل سنگیت
۶-۴۵ انیتا دے: اتول پرساد سنگیت
۶-۵۰ تاپس مجمدار: گیٹار
۷-۱۰ پوربی مکھرجی: خیال
۷-۴۰ سرادیندو داس گپتا: ادھونک
۸-۲۱ تاپس مجمدار: گیٹار
۸-۵۰ بیتھیکا پال: ادھونک
۹-۱۵ اوپیندر ناتھ رائے
لوک سنگیت
۹-۳۰ مرینال کانتی رائے: بانسری

دوپہر

۲-۴۰ مایا رائے : رابندر سنگیت

۲-۴۵ سانگا موہن سنہا لوک سنگیت

۲-۵۵ سوچترا گھوش : ادھونک

شام

۶-۲۰ مناشی پال : لوک سنگیت

۶-۲۵ اینتا دتے : اتول پرساد سنگیت

۶-۳۰ شیفالی گھوش : ادھونک

۶-۴۰ تاپس مجمدار : گیٹار

۶-۴۵ مایا رائے : شیام سنگیت

۶-۵۵ اوپندر ناتھ رائے لوک سنگیت

۸-۲۰ سرادیندو داس گپتا : ادھونک

اتوار ۲۸ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ گوری بھٹاچاریہ : لوک سنگیت

۷-۴۰ میرا گپتا : رابندر سنگیت

۸-۴۰ گیتا مکھرجی : دھرو پد

۹-۲۵ نیلا مجمدار : ادھونک

۱۰-۰۰ موسیقی کا سبق : رابندر سنگیت
پیش کش : نیلما سین

۱۰-۳۰ انوپ داس گپتا : گیٹار

۱۱-۰۰ نہار رنجن بنرجی : خیال

۱۱-۳۰ سمر کمار چٹرجی : اسراج

دوپہر

۱-۴۰ انوپ کمار داس گپتا : گیٹار

شام

۵-۴۰ وجے ونکار جادو : خیال

۸-۱۵ آتشی گھوشال : ادھونک

۸-۲۰ دلیپ کمار بنرجی
لوک سنگیت

۸-۴۵ لیکھا مترا : شیام سنگیت

۹-۰۰ نہار رنجن بنرجی : خیال

۱۰-۰۰ سری کمار چٹرجی : رابندر سنگیت

۱۰-۳۵ سوکمار مترا : شیام سنگیت

۱۰-۴۵ نیلا مجمدار : رجنی کانت سنگیت

۱۰-۵۰ اکھیل بندھو گھوش : ادھونک

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ میرا گپتا : رابندر سنگیت

۶-۳۰ سوکمار مترا : نذرل سنگیت

۶-۴۵ نیلا مجمدار : رجنی کانت سنگیت

۷-۰۵ نہار رنجن بنرجی : خیال

۷-۴۰ پریتوش رائے اور ساتھی
لوک سنگیت

۸-۳۰ لیکھا مترا : شیام سنگیت

۸-۵۰ آتشی گھوشال : ادھونک

۹-۱۵ دلیپ کمار بنرجی
لوک سنگیت

۹-۳۰ وجے ونکار جادو : خیال

دوپہر

۲-۴۰ پریتوش رائے اور ساتھی
لوک سنگیت

۲-۵۰ گیتا مکھرجی : بھجن

شام

۶-۲۰ گوری بھٹاچاریہ : لوک سنگیت

۶-۲۵ سوکمار مترا : ادھونک

۶-۳۵ میرا گپتا : رابندر سنگیت

۶-۴۰ سمر کمار چٹرجی : اسراج

۷-۳۰ دلیپ کمار بنرجی : لوک سنگیت

۸-۳۰ شیام سنگیت

پیر ۲۹ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ کارتک چندر بانک
لوک سنگیت

۷-۴۰ دوئی جن مکھرجی
رابندر سنگیت

۸-۱۵ سپنا ہلدار : ادھونک

۸-۳۰ پرنب کمار مکھرجی : بانسری

دوپہر

۱-۴۰ چھندا رائے : اتول پرساد سنگیت

۲-۳۵ چھلیا ساہا : خیال

۲-۵۵ ابھیجیت ناتھ : گیٹار

شام

۵-۳۰ راما گھوش : خیال

۸-۱۵ آرتی برمن : لوک سنگیت

۸-۲۰ سوہن کمار سرکار : شیام سنگیت

۸-۴۰ انورادھا گھوش : ادھونک

۸-۵۰ ابھیجیت ناتھ : گیٹار

۹-۰۰ پربتی اوشا چودھری : خیال

۱۰-۰۰ دیبندر چودھری : لوک سنگیت

۱۰-۱۵ ہیمکا داس گپتا : بھجن

۱۰-۳۰ ستیشور مکھرجی : لوک سنگیت

۱۰-۴۰ سری نندا مکھرجی : رابندر سنگیت

۱۰-۵۰ دوئی جن مکھرجی : ادھونک

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ سری نندا مکھرجی : رابندر سنگیت

۶-۴۵ ستیشور مکھرجی
رجنی کانت سنگیت

۶-۵۰ سوہن کمار سرکار : شیام سنگیت

۷-۰۵ پربتی اوشا چودھری : خیال

۷-۴۰ دیبندر چودھری : لوک سنگیت

۸-۲۱ ہیمکا داس گپتا : بھجن

۸-۵۰ انورادھا گھوش : ادھونک

۹-۱۵ آرتی برمن : لوک سنگیت

۹-۳۰ راما گھوش : خیال

دوپہر

۲-۴۰ آرتی برمن : لوک سنگیت

۲-۵۰ ستیشور مکھرجی : بھکتی گیت

شام

۶-۲۰ کارتک چندر بانک
لوک سنگیت

۶-۲۵ ہیمکا داس گپتا : بھجن

۶-۳۰ ابھیجیت ناتھ : گیٹار

۶-۴۰ چھایا ساہا : خیال

۸-۱۰ ابھیجیت ناتھ : گیٹار

۸-۲۵ ہیمکا داس گپتا : بھجن

۹-۴۰ سوہن کمار سرکار
رام پرساد سنگیت

۹-۵۰ سپنا ہلدار : اتول پرساد سنگیت

۹-۵۵ دوئی جن مکھرجی : ادھونک

۱۱-۱۰ راما گھوش : خیال

۱۱-۳۰ پرنب کمار مکھرجی : بانسری

منگل ۳۰ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ رادھا رانی : لوک سنگیت

۷-۴۰ تمالیکا گوہا : رابندر سنگیت

۸-۱۵ جنم توش داس : ادھونک

۸-۳۰ سوتا مکھرجی : خیال

دوپہر

۱-۰۰ براتانی سنہا : خیال

۲-۳۵ بنکم کمار پال : گیٹار

۲-۴۵ کرشنا مترا : رابندر سنگیت

۳-۰۰ دیپتی مکھرجی : خیال

شام

۵-۳۰ ریتا دے : خیال

۸-۲۰ فضل حسین : سارنگی

۸-۳۰ ترپتی تالکدار : ٹھمری

۸-۴۰ آرتی گھوش : شیام سنگیت

۸-۴۵ ہری موہن داس : لوک سنگیت

۸-۵۰ دیبی مترا : ادھونک

۹-۰۰ آرتی پنڈت
اتول پرساد سنگیت

۹-۱۰ منورنجن ساہا : ادھونک

۹-۲۰ اپرنا سین گپتا
رابندر سنگیت

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ اپرنا سین گپتا : رابندر سنگیت

۶-۳۵ آرتی پنڈت : نذرل سنگیت

۶-۴۵ آرتی گھوش : شیام سنگیت

۷-۰۵ فضل حسین : سارنگی

۷-۴۰ منورنجن ساہا : ادھونک

۸-۲۱ بنکم کمار پال : اسراج

۸-۳۰ دیبی مترا : بھجن

۸-۵۰ اپرنا سین گپتا : ادھونک

۹-۱۵ ہری موہن داس
لوک سنگیت

۹-۳۰ ریتا رائے : خیال

دوپہر

۲-۴۰ آرتی گھوش : خیال

شام

۶-۲۰ رادھا رانی : لوک سنگیت

۶-۲۵ دیپتی مکھرجی : خیال

۶-۵۰ رامن مترا : لوک سنگیت

۸-۲۵ دیبی مترا : ادھونک

۹-۴۵ ہری موہن داس
لوک سنگیت

۹-۵۰ رادھا رانی : کیرتن

بدھ ۳۱ر دسمبر

کلکتہ 'اے'

صبح

۶-۴۰ سدھن مترا : لوک سنگیت

۷-۴۰ سمترا رائے : رابندر سنگیت

۸-۱۵ شکتی ٹھاکر : ادھونک

۸-۳۰ ببھوتی بھوشن چٹرجی : ستار

۹-۰۰ میناتی رائے : نذرل سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ شیفالی مکھرجی : ادھونک

۲-۲۵ پناکی پرشاد مکھرجی : خیال
۳-۰۰ الپنا سین گپتا : رابندر سنگیت
۳-۱۰ اہین کمار گھوش : لوک سنگیت
۳-۳۰ نیتا پاٹھک : نذرل سنگیت

شام

۵-۳۰ نیلیما لاہیری : خیال
۸-۱۵ گیاتری چیٹرجی
لوک سنگیت
۸-۲۵ ترون بنرجی : گیت
۸-۴۰ دھیرا مکھرجی : رابندر سنگیت
۸-۵۰ دیپا سین : ادھونک
۹-۰۰ مالنی مکھرجی : خیال
۱۰-۰۰ سوبرین چکرورتی اور ساتھی
لوک سنگیت
۱۰-۳۰ کرشنا نیوگی : نذرل سنگیت
۱۰-۴۰ ترون بنرجی : رابندر سنگیت
۱۰-۵۰ ہیمنتی شکلا : ادھونک

کلکتہ 'بی'

صبح

۶-۲۵ دھیرا مکھرجی : رابندر سنگیت
۶-۳۵ نمیتا پاٹھک : نذرل سنگیت
۶-۴۵ شیفالی مکھرجی : بھجن
۷-۰۵ نیلیما لاہیری : خیال
۷-۴۰ سدھین مترا : لوک سنگیت
۸-۲۱ دیپا سین : بھجن
۸-۳۰ کرشنا نیوگی : شیام سنگیت
۸-۵۰ ترون بنرجی : ادھونک
۹-۱۵ اہین کمار گھوش : لوک سنگیت
۹-۳۰ مالنی مکھرجی : خیال

دوپہر

۲-۴۰ سوبرین چکرورتی اور ساتھی
لوک سنگیت
۲-۵۵ ستمترا رائے : اتول پرساد سنگیت

شام

۶-۲۰ سدھین مترا : لوک سنگیت
۶-۲۵ شمترا رائے : نذرل سنگیت
۸-۱۰ نمیتا پاٹھک : نذرل سنگیت
۹-۴۰ الپنا سین گپتا : رابندر سنگیت
۹-۴۵ سکتی ٹھاکر : ادھونک
۹-۵۰ ہیمنتی شکلا : ادھونک
۱۱-۱۰ پناکی پرساد مکھرجی : خیال
۱۱-۳۰ بیبھوتی بھوشن چیٹرجی : ستار

سرینگر

میڈیم ویو :
سرینگر (الف) : ۲۶۸/۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز سرینگر (ج) ۲۴۵/۱ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
سرینگر (د) ۱۹۹/۶ میٹر ۱۵۲۰ کلوہرٹز
: سرینگر (ب) ۴۹/۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱/۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس : صبح ۶-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک ، دوسری مجلس : دوپہر ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵)

خبریں

کشمیری : صبح ۷-۳۵ ، شام ۱۰-۶ ، اردو : صبح ۸-۵۰ ، دوپہر ۱-۵۰ ، رات ۱۰-۱۵
ہندی : صبح ۹-۰۰ سنسکرت : صبح ۷-۰۰
انگریزی : صبح ۸-۱۰ ، دوپہر ۲-۰۰ ، شام ۶-۰۰ ، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو : صبح ۹-۵۰ ، دوپہر ۱۲-۳۰ اور ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) ، شام ۷-۴۰
کشمیری : صبح ۹-۲۵ ، دوپہر ۱۲-۳۵ اور شام ۷-۳۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۷-۰۵ صبح گاہی
بھگتی سنگیت کا پروگرام
اور گاشر اچھر اور روشنی (روزانہ)
۷-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ (روزانہ)
۷-۳۰ کچھ پیٹھ (کشمیری میں فیچر) اتوار
بجاتی ہند سنز
(سوائے اتوار اور جمعہ کے)
گاندھی کتھا (جمعہ)
۷-۵۵ آج کی بات (روزانہ)
۸-۲۰ گھرانوں کے لئے پروگرام
اردو (اتوار)
رنگ ہا (کشمیری ڈائجسٹ) پیر
بیٹھک : عمر رسیدہ کے لئے
(پہلے منگل کو)
سائنس میگزین (دوسرے اور
چوتھے منگل کو)
ثقافت (کلچرل میگزین)
(تیسرے منگل کو)
نوبہ نو (یووا وانی سے منتخب
کشمیری پروگرام)
(پہلے اور تیسرے بدھ کو)
کہکشاں (یووا وانی سے منتخب
اردو پروگرام) (دوسرے بدھ کو)
فلم میگزین (چوتھے بدھ کو)
انگریزی میں یووا وانی سے
منتخب پروگرام
(پانچویں بدھ کو)
سب رنگ (پہلے تیسرے اور
پانچویں جمعرات کو)
پروگرام ویکشنل گائیڈنس
(دوسرے اور چوتھے جمعرات کو)
گورہ بارہ خاطرہ : کشمیری میں
پروگرام (جمعہ)
رائے ترائے : مختلف موضوعات
پر مشتمل پروگرام
(ہر ہفتہ سوائے چوتھے ہفتہ کو)
گفتگو (چوتھے ہفتہ کو)
۹-۰۰ ریڈیو عدالت (پہلے تیسرے
اور پانچویں اتوار کو)
باندہ پاتھر (دوسرے اور
چوتھے اتوار کو)
قانون جانیئے (پیر)
زعفران زار : طنز و مزاح
پروگرام (پہلے تیسرے
پانچویں منگل کو)
ذات بزات (دوسرے اور
چوتھے منگل کو)
خوشحال گھرہ : ہوم سائنس
(ہر بدھ کو)
اکھ تخلیق : سنگیت
(ہر جمعرات کو)
ہمارے سنت صوفی شاعر
سنگیت (ہر جمعہ کو)
رسالو منزہ (پہلے تیسرے اور
پانچویں ہفتہ کو)
سرساگر (دوسرے اور چوتھے
ہفتہ کو)
۹-۱۵ مہینے کا نغمہ (ہر اتوار کو)
ضلع خبرنامہ (ہر پیر کو)
اکھ غزل (منگل ، جمعرات
اور ہفتہ کو)
یادگار (ہر بدھ کو)
۹-۳۰ تو ہنز چٹھی وار : کشمیری کا
سامعین کے خطوں کے جواب
ہر اتوار کو
اردو میں بات چیت
خط کے لئے شکریہ : اردو
میں سامعین کے خطوں کے
جواب) منگل
کشمیری میں بات چیت (بدھ
ہیلتھ فورم (جمعرات)
ہندی میں بات چیت (جمعہ)
انگریزی میں بات چیت
۹-۴۵ کشمیری نغموں کا ملا جلا پروگرام
(اتوار)
پھلیہ ون : چیدہ چیدہ گیتوں کا
پروگرام (پیر ، بدھ اور جمعہ کو)
توہنز فرمائش : سامعین کی
فرمائش کا پروگرام
(منگل ، جمعرات اور ہفتہ)
۱۰-۱۵ ہونہار : بچوں کے لئے اردو
میں پروگرام (اتوار)

۱۱-۰۰ سانہ آزادی ہنر گتھو (اتوار)
۱۱-۳۰ صوفیانہ موسیقی
پیر، بدھ اور جمعہ

دوپہر
۱۲-۰۵ اسکول براڈ کاسٹ (روزانہ سوائے اتوار اور چھٹی کے دن)
۱۲-۴۰ پرا گاش، غیر نصابی تعلیمی پروگرام (روزانہ سوائے منگل اور جمعہ)
۱-۳۰ اور سہ پہر ۱-۳۰
فوجی بھائیوں کے لئے (روزانہ)
۱-۰۵ مغربی موسیقی (اتوار)
۲-۳۰ ٹیچرس فورم (اتوار)
سی نرل زچہ اور بچہ کی حفاظت کے لئے پروگرام (جمعہ)
صوفیانہ موسیقی
(منگل، جمعرات اور ہفتہ)

سہ پہر
۴-۰۰ مغربی موسیقی
(روزانہ سوائے اتوار)
۴-۰۰ جی مال، خواتین کے لئے کشمیری میں پروگرام (اتوار)
۴-۳۰ پنجابی پروگرام (اتوار، منگل اور جمعہ)
گیاری: جموں، کشمیر اور لداخ کی موسیقی (پیر)
پوشہ مال: دیہاتی خواتین کے لئے پروگرام (بدھوار)
پہاڑی پروگرام (جمعرات)
پھولہ ون ٹوری: کشمیری میں بچوں کے لئے پروگرام (ہفتہ)

شام
۵-۰۰ گوجری پروگرام
جموں سے (روزانہ)
۵-۲۵ گوجری پروگرام
سرینگر سے (روزانہ)
۶-۱۵ ڈوگری سنگیت (روزانہ)
نوی تخلیق (کشمیری)
(پیر اور بدھ)
نونہال: ننھے منوں کے لئے کشمیری میں پروگرام (منگل)
نئی تخلیق: اردو (جمعرات)
چمن من: ننھے منوں کے لئے اردو میں پروگرام (جمعہ)

نو لیکھن: ہندی (ہفتہ)
۶-۴۵ گامی بھاین ہندہ خاطرہ
دیہاتی پروگرام (روزانہ)
۷-۵۵ روزگار سماچار (روزانہ)
۸-۰۰ وادی کی آواز: پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں سننے والوں کے لئے پروگرام
(روزانہ)
۸-۳۰ ریڈیو نیوز ریل (اتوار)
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل (اتوار)
اردو کشمیری میں کھیل (ہر پیر)
وودھا: ہندی میں ادبی میگزین
پہلے منگل کو
سنگر مال: کشمیری میں ادبی پروگرام (دوسرے اور چوتھے منگل کو)
ہم قلم: اردو میں ایک ادبی میگزین
(تیسرے منگل کو)
تعمیر: ترقیاتی پروگراموں کی سرگرمیاں (پہلے بدھ کو)
جموں، سرینگر اور لداخ سے ایک ساتھ
سام، بیس نکاتی پروگرام پر عمل آوری پر جائزہ
دوسرے بدھ کو
میانی پسند: کشمیری گیتوں پر پروگرام (تیسرے بدھ کو)

گاشہ تارکہ: مشہور و معروف شعراء پر فیچر (چوتھے بدھ)
علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام
پہلی جمعرات
فیچر کا نیشنل پروگرام
دوسرے جمعرات کو
میانی زندگی میون کار
کشمیری میں گفتگو کا پروگرام
تیسرے جمعرات کو
کھیلوں کا نیشنل پروگرام
چوتھے جمعرات کو
محفل: اردو میں گفتگو کا پروگرام (پانچویں جمعرات)
پیری: میانی پیشکش (جمعہ)
بزم سامعین (اردو)
پہلے ہفتہ
بزم سامعین (کشمیری)
دوسرے ہفتہ
بزم شعر: مشاعرہ کشمیری
تیسرے ہفتہ
اسپورٹس میگزین (چوتھے ہفتہ)
مشاعرہ اردو (پانچویں ہفتہ)
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش (اتوار اور بدھ)
داستان (جمعہ)
محفل موسیقی (پہلے ہفتہ)
نو ہنر فرمائش
ہر ہفتہ سوائے پہلے ہفتہ کے

منگل ۱۶ر دسمبر

صبح
۷-۰۵ صبح گاہی اور گاشہ اچھر
۹-۰۰ زعفران زار: مزاحیہ بات چیت از رفیق اشیری

دوپہر
۱-۰۵ عبدالرحیم بٹ اور ساتھی
چھکری اور روف
۲-۱۰ علی اکبر خاں: سرود
۲-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
مشتاق احمد اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات
۸-۳۰ نسیم اختر: موسیقی

بدھ ۱۷ر دسمبر

دوپہر
۱۲-۴۰ پرا گاش: ساتی کتھ
راج ترنگنی
ڈاکٹر این گنجو اور ایم۔ کے پارمو کے درمیان گفتگو
۱-۰۵ کسم تا اور عبدالرحمٰن خاں
غزلیں (کشمیری)
۲-۱۰ پنڈت جسراج: گائن

شام
۶-۱۵ نوی تخلیق: جی۔ایم۔ غمگین
کشمیری نظم
۸-۳۰ جی۔ایم۔ راہ: موسیقی

جمعرات ۱۸ر دسمبر

صبح
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ پرا گاش: زرشد
نذیر احمد خاں اور ایم سے کے پارمو کے درمیان گفتگو
۱-۰۵ محمد سلطان بٹ اور ساتھی
چھکری اور روف
۲-۱۰ پرکاش وڈیرا اور پرکاش سکینہ: بانسری

رات
۸-۳۰ رحمت اللہ خاں: موسیقی

جمعہ ۱۹ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ گاندھی کتھا: موختہ لر
بھکتی سنگیت
گاندھی جی چیتر و نان
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت

دوپہر
۱-۰۵ دھنن جی کول اور سدھارتھ کول
غزلیں (اردو)
۲-۱۰ سلو چنا برہسپتی: گائن

رات
۸-۳۰ غلام نبی شیخ: موسیقی

ہفتہ ۲۰ر دسمبر

صبح
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ پرا گاش: ایم۔ آئی۔ عظیم
حضرت عیسیٰؑ
سی۔ ایل چرنگو اور ایم۔ کے پارمو کے درمیان گفتگو
۲-۱۰ شاہد پرویز: ستار

رات
۸-۳۰ زینا کول: موسیقی

اتوار ۲۱ر دسمبر

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: انسان سنز کتھو
ایم کے ورا اور ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ سنگھو بندھو: گائن

شام

۴-۰۰ ہی مال: خواتین کے لئے کشمیری پروگرام

۶-۱۵ مست رام: ڈوگری سنگیت

۸-۳۰ نسیم اختر: موسیقی

پیر ۲۲ر دسمبر

صبح

۹-۳۰ اردو میں بات چیت

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: کشیر گژھ لو بُردینی
میر عنایت اللہ اور ایم کے پارمو کے درمیان گفتگو

۱-۰۵ غلام قادر اور ناندہ کاچرو غزلیں

۲-۱۰ بدھ دیو داس گپتا: سرود

رات

۸-۳۰ غلام قادر وانی: موسیقی

منگل ۲۳ر دسمبر

صبح

۵-۰۰ صبح گاہی: لیلا
موہن رام جی اور ساتھی

۹-۰۰ ذات بحرات

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ سیتاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱-۰۵ غلام محمد دار اور ساتھی
چھکری اور روف

۲-۱۰ سیتا رام تیواری: گائن

شام

۶-۳۰ اور رات ۸-۳۰
ایچ۔ این۔ توشخانی: غزل

بدھ ۲۴ر دسمبر

صبح

۹-۰۰ اکو تخلیق

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: سانی کتھو
راج ترنگنی
آر۔ کے گرلو اور ایم۔ کے پارمو کے درمیان گفتگو

۱-۰۵ ہمزہ داس اور ایچ۔ این
توشخانی: غزلیں

۲-۱۰ ہری پرساد چورسیا: بانسری

شام

۶-۳۰ ایچ۔ این۔ توشخانی: غزل

جمعرات ۲۵ر دسمبر

صبح

۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: سون وطن کاویری
پی۔ این ہنڈو اور ایم۔ کے پارمو
کے درمیان گفتگو

۱-۰۵ غلام نبی بلبل اور ساتھی
چھکری اور روف

۲-۱۰ نیاز احمد، فیاض احمد: گائن

رات

۸-۳۰ سینا کول: موسیقی

جمعہ ۲۶ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ گاندھی کتھا: موختہ لر
بھکتی سنگیت
گاندھی جی چھو ونان

۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
پروین رتھ، مہا پرش یسوع

دوپہر

۱-۰۵ کے۔ کے جالا اور بی۔ ایل جوشی
غزلیں (اردو)

۲-۱۰ استاد حافظ علی خاں: سرود

رات

۸-۳۰ آرتی ٹکو: کشمیری موسیقی

ہفتہ ۲۷ر دسمبر

صبح

۱۱-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

۱۱-۴۰ پراگاش
"سانہ تحریکہ آزادی ہنز کتھو"
تحریک آزادی پر سلسلہ وار بات چیت
گفتگو: ڈاکٹر ایم۔ کے ٹینگ اور ایم۔ کے پارمو

دوپہر

۲-۱۰ ہیرا بائی بڑودکر: گائن

۲-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۱۵ نو لیکھن: ایم۔ کے سنتوشی
نظمیں

۸-۳۰ شمیمہ دیو: کشمیری موسیقی

اتوار ۲۸ر دسمبر

صبح

۱۰-۱۰ ہونہار: اردو میں بچوں کے لئے پروگرام

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش
"سانہ تحریک آزادی ہنز کتھو"
ہماری تحریک آزادی کی کہانی
ڈاکٹر ایم۔ کے ٹینگ اور ایم۔ کے پارمو کے درمیان گفتگو

۲-۱۰ بدھ دتیہ مکرجی: ستار

شام

۴-۰۰ ہی مال (خواتین کے لئے پروگرام)
"زنانہ تہ تواریخ"
مہارانی جھانسی
کشمیری میں بات چیت
از دلاری کول

۶-۱۵ کے۔ ایل۔ شرما
ڈوگری سنگیت

۸-۳۰ او۔ این۔ کول: کشمیری موسیقی

پیر ۲۹ر دسمبر

صبح

۹-۳۰ اردو میں بات چیت

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش
"۱۹۸۶ء تمک کینط ہیوا"
۱۹۸۶ء کے کچھ اہم واقعات
پی۔ ایل۔ کول اور ایم۔ کے پارمو کے درمیان گفتگو

۱-۰۵ غلام محی الدین وانی اور
کرن کول: کشمیری غزلیں

۲-۱۰ کشوری امونکر: گائن

شام

۴-۳۰ گیاری: کرشن کمار
ڈوگری لوک گیت

۶-۱۵ "نو تخلیق": نظم
از پریم ناتھ شاد

۸-۳۰ راج بیگم: کشمیری موسیقی

منگل ۳۰ر دسمبر

دوپہر

۱-۰۵ عبدالرشید حافظ اور ساتھی
چھکری اور روف

۲-۱۰ نکھل بنرجی: ستار

۲-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
غلام محمد قالین باف اور ساتھی: صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۳۰ جلال گیلانی: کشمیری موسیقی

بدھ ۳۱ر دسمبر

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش: "سانی کتھو راج ترنگنی"
کلہن کے راج ترنگنی سے سلسلہ وار کہانی
ٹی۔ این۔ گنجو اور ایم۔ کے پارمو کے درمیان گفتگو

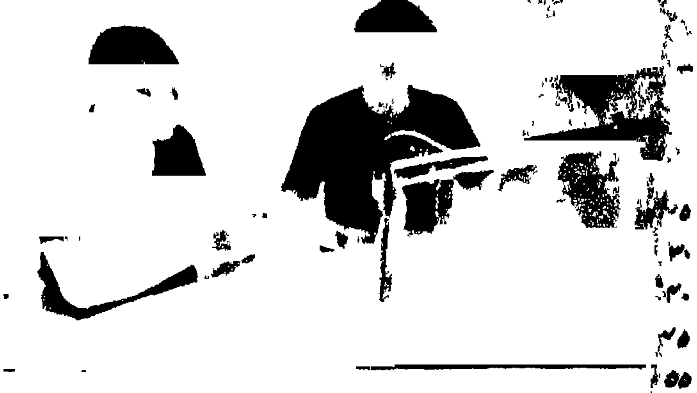
۱-۰۵ محمد صدیق پانپوری اور ساتھی
و آرتی ٹکو: کشمیری غزلیں

۲-۱۰ مالنی راجورکر: گائن

شام

۶-۳۰ محمد صدیق پانپوری: غزل

۸-۳۰ آرتی ٹکو: کشمیری موسیقی



ت سنگھ دیوا (بائیں) کے ساتھ قاضی انیس الحق (درمیان)
گفتگو آکاشوانی جودھپور سے نشر ہوئی ۔



راجستھانی گائیکہ نرملا شورام کے ساتھ
مالک آر یہ آکاشوانی جودھپور کے لیے انٹرویو کرتے ہوئے۔



پیوتسما گنونت راؤ اور جی جے ونت راؤ آکاشوانی بمبئی سے
رواوانی پروگرام میں یگلبندی پیش کرتے ہوئے ۔



آکاشوانی بمبئی میں سگم سنگیت کی صدا بندی میں
مصروف۔ (دائیں سے) گائیک انوپ جلوٹا، شاعر مرلی منوہر مجبول
اور موسیقار اسکرن شرما ۔



ردم آرٹس اکیڈمی
کے فنکار
آکاشوانی حیدر آباد سے
یووانی میں
ہندی کا ایک ورائٹی پروگرام
پیش کرتے ہوئے ۔

Rd No D-(C)39
No 14253/57

PRICE RUPEE 1 00

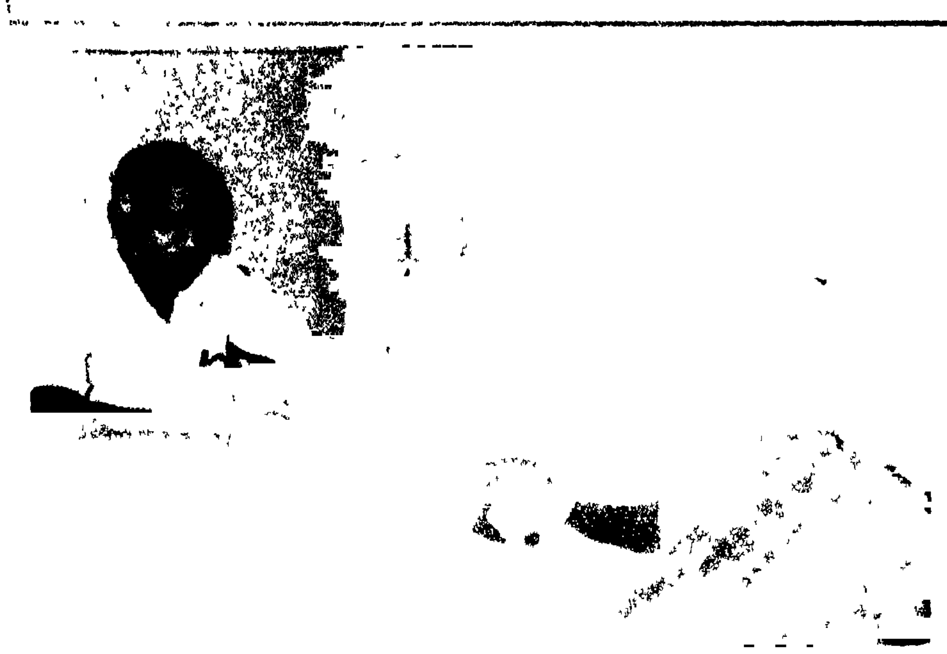
16th DECEMBER 1986

Licensed (U-23) to post without prepayment at PSO New Delhi

'انصاف کا ترازو' پروگرام میں
کبیرالدین فاران (بائیں) کے ساتھ
'اسلام میں عدل وانصاف' کے
موضوع پر
ڈی کے سنہا کی گفتگو
آکاشوانی پٹنہ
کے اردو پروگرام میں
نشر ہوئی۔



آکاشوانی حیدرآباد کے اردو پروگرام میں





(اوپر) ڈاکٹر امام خاں ۔
مزاحیہ کلام پیش کرتے ہوئے۔

(اوپر دائیں)
'دماغی بیماریاں کیوں ؟'
کے موضوع پر ڈاکٹر مجید خاں (بائیں)
کے ساتھ
اسلم فرشوری انٹرویو کرتے ہوئے۔



(دائیں)
ایک میوزیکل فیچر کے شرکا فنکار ۔

Published by the Director General All India Radio at the Office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals PTI Building II floor Sansad Marg New Delhi-110001
Printed by the Manager Govt of India Photo Litho Press Faridabad